www.kitabghar.org

اِزَالَۃُ الخَفَاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ

مقام خلافت، خلفاء راشدینؓ کے فضائل و مناقب، تفضیل حضرات شیخینؓ، صحابہ کرامؓ کے مراتب، خلفاء راشدینؓ کے کارنامے، نیز امور خلافت سے متعلق تمام اہم اور معرکۃ الآراء مسائل پر مدلل بحث

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

www.kitabghar.org

ازالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی
رح

www.kitabghar.org

غیر محتاط و غفلت شعار ناشروں کی دستبرد و تحریف سے محفوظ

یہ صحیح ترجمہ

قدیمی کتب خانہ

نے

جناب مولانا محمد عبد السلام صاحب فاروقی ابن حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب فاروقی
سے دائمی حقوقِ طباعت و اشاعت حاصل کر کے شائع کیا۔

قدیمی
کتب خانہ
مقابل آرام باغ
کراچی ۱

www.kitabghar.org

ازالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی مجددی

جلد اول

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

www.kitabghar.org

عرضِ ناشر

علماء امت نے خلافت کے موضوع پر اور خلفاء راشدین کے فضائل و مناقب میں بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیرا۔ منجملہ ان کے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی "ازالۃ الخفاء" ہے۔ جو اپنے موضوع پر بے مثال اور لاثانی کتاب ہے۔ خلافتِ راشدہ کی حقانیت اور تفضیلِ شیخین کا دلائلِ عقلیہ اور نقلیہ سے اثبات جس عجیب و غریب انداز سے فرمایا ہے وہ محیر العقول ہے۔

یہ کتاب دو حصّوں پر منقسم ہے۔ پہلے حصّہ کا نام مقصدِ اوّل ہے اور دوسرے حصہ کا نام مقصد دوم ہے۔ مقصد اوّل میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ اور دلائلِ عقلیہ سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اور مقصد دوم میں خلفائے راشدین کے کارناموں کا بیان ہے۔ کتاب کیا ہے ایک عظیم الشان مخزن ہے جس میں صاف و شفاف آبِ زلال کو جمع کیا گیا ہے جو سحائبِ الہام نے مصنف رحمہ اللہ کے قلبِ صافی پر برسایا ہے۔ اور پھر اُس الہامی درایت کو روایاتِ نبویہ سے مدلّل اور مبرہن کیا ہے۔ بزرگانِ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس مبحث میں آج تک کوئی ایسی پاکیزہ کتاب نہیں لکھی گئی۔ مصنف کا قلم جب درایت پر چلتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم جنیدؒ اور بایزیدؒ کا ہے۔ اور جب روایت پر چلتا ہے تو روایات کا ایک عظیم دریا نظر آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم گویا ابن حجر عسقلانیؒ اور عینیؒ کا ہے۔ یہ کتاب اپنے مصنف کے تبحرِ علمی اور وسعتِ نظر کی شاہدِ عادل ہے۔

اس کتاب کی اہمیت و افادیت اور نیز یہ کہ ترجمہ میں کن کن امور کا التزام کیا گیا ہے آپ محترم مترجم کے دیباچہ میں مطالعہ فرمالیں گے۔

معراج محمد بارق

www.kitabghar.org

قارئینِ "ازالۃ الخفاء" کے لئے خوشخبری

"ازالۃ الخفاء" کا اصل فارسی متن سب سے پہلے ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے شائع فرمایا تھا، اور اس کی تصحیح حضرت محمد احسن صدیقی نانوتوی نے تین قلمی نسخوں کی مدد سے فرمائی تھی لیکن یہ تینوں نسخے ایک جگہ سے نامکمل تھے یعنی حصہ اوّل کی آٹھویں فصل کا مقصدِ دوم غائب تھا جس میں شاہ ولی اللہؒ نے تفضیلِ شیخینؓ پر دلائلِ عقلیہ تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ حصہ دوم کے آخر میں مولانا نانوتویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"خاتمۃ الطبع :۔ احقر محمد احسن عرض کرتا ہے کہ بوقتِ طباعت جو کتابیں (مخطوطے) موجود تھیں ان میں سے صرف ایک کتاب میں مقصدِ اوّل کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی، اور باقی کتابوں (قلمی نسخوں) میں اس سے بھی تین ورق کم تھے۔ سیاقِ عبارت اور مصنفؒ کی عادت ہے کہ خاتمۂ رسائل کے موقع پر جابجا لکھتے ہیں "ہذا آخر ما اردنا ایرادہ" وغیر ذلک، معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر کو بہت تلاش کے باوجود یہ تتمہ دستیاب نہ ہوا۔ ناظرین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرمادیں اور فقیر کو بھی اطلاع کردیں...."

گویا تقریباً سَو سال سے ازالۃ الخفا فارسی کے تمام مطبوعہ نسخوں اور اس کے تراجم میں یہ حصہ ناتمام چلا آرہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر کو عرصۂ دراز سے شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف سے گہرا شغف رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مطالعہ کے دوران راقم کو یہ گمشدہ حصہ شاہ صاحبؒ کی بعض تصانیف میں پورا کا پورا مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ اس حصہ پر نظرِ ثانی کرکے یا اس کا اختصار کرکے "ازالۃ الخفا" میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کا موقع نہ مل سکا۔

اب ہم اس گمشدہ حصہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ "ازالۃ الخفا" جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ "ازالۃ الخفا" کا وہ حصہ جو تقریباً سَو سال سے ناتمام چلا آرہا تھا اب مکمل ہوجائے گا اور قارئین و محققین کی تشنگی دور ہوگی۔

اس مقصد کے لئے "ازالۃ الخفا" جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے جس کو "قدیمی کتب خانہ" بعد نظرِ ثانی و اضافہ شائع کر رہا ہے۔

معراج محمد

مہتمم، قدیمی کتب خانہ ــ کراچی

www.kitabghar.org

فہرست مضامین ترجمہ اردو "ازالۃ الخفاء"

جلد اوّل

مضمون	صفحہ
دیباچہ از مترجم	۱
حضرت مصنفؒ کا حال	۲
اس کتاب کا مختصر حال	۵
ترجمہ کے التزامات	۶
دیباچہ۔ سببِ تالیف	۸
مقصدِ اوّل،	
فصلِ اوّل۔ خلافتِ عامّہ کا بیان	۱۳
مسئلہ اوّل۔ خلافتِ عامّہ کی تعریف	۱۳
خلیفہ کی ذمّہ داریاں	۱۳
خلافت عامّہ کی تعریف سے کون لوگ خارج ہیں؟	۱۶
مسئلہ دوم۔ خلیفہ کا نصب اور اس کی فرضیت کے دلائل۔	۱۷
۱۔ تقررِ خلیفہ کی جانب صحابہ کرامؓ کا رجحان	۱۷
۲۔ بیعت کی فرضیت	
۳۔ جہاد، فصلِ خصومات اور قیامِ ارکانِ اسلام کا فرضِ کفایہ ہونا۔	۱۷
مسئلہ سوم۔ خلافت کے استحقاق کے شرائط	۱۷

مضمون	صفحہ
شرائطِ خلافت کی اصل اور ان کا معیار	۱۸
۱۔ مسلمان ہو	۱۸
۲۔ عاقل و بالغ ہو	۱۸
۳۔ مرد ہو	۱۹
۴۔ حُر (آزاد) ہو	۱۹
۵۔ متکلم، سمیع و بصیر ہو	۱۹
۶۔ شجاع، صاحبِ رائے اور کافی ہو	۲۰
۷۔ عدل (متقی) و صاحبِ مروت ہو	۲۰
۸۔ مجتہد ہو	۲۰
(ا) اس زمانہ کے مجتہد کی صفات	۲۱
(ب) مجتہد منتسب کی تعریف	۲۱
(ج) دورِ صحابہ میں مجتہد کی صفات	۲۱
۹۔ قریشی النسب ہو	۲۲
صنعتِ کتابت جاننے کی شرط میں اختلاف	۲۲
خلیفۂ راشد اور خلیفہ بالاستیلاء میں فرق	۲۳
مسئلہ چہارم۔ خلافت منعقد ہونے کے چار طریقے	۲۳
۱۔ اربابِ حل و عقد کی بیعت کے ذریعے	۲۳
۲۔ خلیفۂ وقت کی نامزدگی سے	۲۳
۳۔ شوریٰ کے انتخاب سے	۲۴
۴۔ بذریعہ استیلاء و جبر	۲۴

www.kitabghar.org

(ا) خلیفۂ استیلاء جامع الشرائط کی حیثیت ۲۵
(ب) خلیفۂ استیلاء غیر جامع الشرائط کی حیثیت ۲۵
شرائطِ خلافت کے حامل ہونے کے باوجود بغیر ان چار طریقوں کے کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا ۲۶
حضرت علیؓ کی خلافت کس طریقہ سے منتخب ہوئی؟ علماء کا اختلاف ۲۶
خلافتِ شیخین پر اعتراض اور اس کا جواب ۲۷
مسئلہ پنجم ۔ خلیفہ کے فرائض ۲۸
مسئلہ ششم ۔ رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے ۳۰
خلیفہ سے بغاوت کرنے کی تین صورتیں ۳۱
۱۔ خلیفہ کافر ہو جائے ۳۱
۲۔ لوگ بلا تاویلِ شرعی فتنہ و فساد کے لئے بغاوت کریں ۳۱
۳۔ دین قائم کرنے کے لئے بغاوت کریں ۳۱
مختلف باغیوں کی مختلف حیثیتیں ۳۲
خلفائے اربعہ کے لئے خلافتِ عامہ ثابت ہے۔ ۳۳

فصل دوم ۔ خلافتِ خاصہ کے لوازم اور اوصاف ۳۶

ان اوصاف پر اعتبار کرنے کے تین نکتے۔ ۳۷
پہلا نکتہ: انبیاء کے نفوس صاف اور اعلیٰ فطرت پر تھے۔ ۳۸
دوسرا نکتہ: پیغمبر کا حقیقی خلیفہ مثل بانسری کے ہے ۴۱
تیسرا نکتہ: خلافت ایک بڑا کام ہے۔ لہٰذا اس کے لئے شارع کی نص اور اشارات ضروری ہیں ۴۲
خلافتِ خاصہ کے لوازم کی تفصیل:۔ ۴۳
پہلا لازمہ: (ا) مہاجرینِ اولین میں سے ہو۔ ۴۳
(ب) حاضرینِ حدیبیہ میں سے ہو ۴۵
(ج) حاضرینِ نزول سورۂ نور میں سے ہو ۴۶
(د) دیگر مشاہدِ خیر میں بھی حاضر رہا ہو ۴۶
دوسرا لازمہ: بہشت کی بشارت پا چکا ہو ۴۸
تیسرا لازمہ: اس کے امت کے اعلیٰ طبقہ میں سے ہونے کی نص رسول اللہ ﷺ نے فرما دی ہو ۵۰
چوتھا لازمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ ولیعہد کا سا برتاؤ کیا ہو۔ ۵۴
(ا) خلفائے اربعہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے قولی برتاؤ کی مثالیں۔ ۵۶
(ب) خلفائے اربعہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے فعلی برتاؤ کی مثالیں ۵۸
پانچواں لازمہ: آنحضرت صلعم سے کئے ہوئے خدا کے بعض وعدے اس کے ہاتھ پر پورے ہوں ۵۸
چھٹا لازمہ: اس کا قول دین میں حجت قرار پایا ہو ۶۰
(ا) خلفائے راشدین کا قول دین میں حجت ہے۔ ۶۲
(ب) مآخذ فقہ کے طبقات (بقولِ شافعیؒ) ۶۳
ساتواں لازمہ: وہ اپنے عہد میں عقلاً و نقلاً تمام امت سے افضل ہو۔ ۶۴
خلفائے اربعہ کی فضیلت بہ ترتیب خلافت ثابت ہے ۶۶
مسلک اول: ان کا استخلاف نص و اجماع سے ثابت ہے۔ ۶۷
مسلک ثانی: ان کی افضلیت مرفوع احادیث سے ثابت ہے۔ ۶۷
مسلک ثالث: ان کی افضلیت پر اجمالاً و تفصیلاً صحابہ کا اجماع ہے۔ ۶۷
خلفاء کی افضلیت کا معیار شاعرانہ صفات ہیں نہ علوم غریبہ ۷۰
مباحثِ خلافت کا مدار کن باتوں پر ہے؟ ۷۲
خلفائے ثلثہ کی افضلیت ظاہر و ثابت ہے۔ اس کی چند قوی وجوہات۔ ۷۲
اکثر صحابہ نے حسبِ توفیق لوازم خلافتِ خاصہ حاصل کر لئے تھے۔ ۷۴

www.kitabghar.org

فصل سوم۔ تفسیر آیات خلافت ۷۵

ان آیات کی تفسیر جو خلفائے راشدین کی حقیقتِ خلافت پر اور ان کے لئے لوازم خلافتِ خاصہ کے ثابت ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ۷۵

پہلی آیت: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ۔ الآیۃ ۷۵

۱۔ استخلاف کے معنی اور مفہوم ۷۶

۲۔ موعودہ خلفاء کی اطاعت واجب ہے ۷۷

۳۔ خداتعالیٰ خلیفہ کس طرح بناتا ہے ۷۷

۴۔ اس آیت میں خلفائے راشدین کا ذکر ہے نہ کہ خلفائے بنو امیہ و بنو عباس کا۔ ۷۹

۵۔ موعودہ خلافت میں امن و امان ہوگا ۸۰

۶۔ خلافتِ راشدہ میں دین کا استحکام ہوا ۸۲

۷۔ حضرت علیؓ نے اس آیت کو خلفائے ثلثہ پر منطبق کیا۔ ۸۳

دوسری آیت: اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیۃ ۸۴

۱۔ جہاد کی اجازت ۸۵

۲۔ مسلمانوں کی نصرت کا وعدہ ۸۶

۳۔ اجازتِ جہاد کے اسباب ۸۷

۴۔ تمکن فی الارض کا وعدہ ۸۸

۵۔ خلفائے راشدین کے ساتھ تمکن فی الارض کا وعدہ پورا ہوا۔ ۸۹

۶۔ آیتِ استخلاف اور آیتِ تمکن کا مطلب ایک ہی ہے۔ ۹۱

۷۔ یہ دونوں آیتیں خلفاء کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں۔ ۹۲

۸۔ خلفائے راشدین کو غاصب کہنے والے مکذبین ہیں ۹۳

۹۔ استخلاف کا مطلب کسی ایک شخص کو خلیفہ بنانا ہے نہ کہ پوری قوم کو۔ ۹۵

۱۰۔ حفاظتِ قرآن کے وعدہ کی مثال ۹۶

۱۱۔ ایک باریک نکتہ، خلفائے راشدین کو الہام ہوتا تھا۔ ۹۹

۱۲۔ خلافتِ راشدہ کا زمانہ نبوت کا بقیہ زمانہ تھا ۱۰۰

۱۳۔ اجماع کی صحیح تعریف ۱۰۰

۱۴۔ مہاجرین اولین سے خلافت کا وعدۂ الٰہی کس طرح پورا ہوا! ۱۰۱

۱۵۔ اس بات کی دلیل کہ خلافت کا وعدہ خلفائے راشدین ہی کے لئے تھا۔ ۱۰۲

۱۶۔ ایک حکایت: توریت و انجیل کی نشانیوں سے نبی آخر الزماں کی پہچان ۱۰۲

۱۷۔ قاضی عضدالدین کا اعتراض اور اس کا جواب ۱۰۳

۱۸۔ حدس کے ذریعہ رسالتِ محمدی حق ثابت ہوتی ہے۔ ۱۰۴

۱۹۔ حدس سے جس طرح رسالتِ محمدی ثابت ہے اسی طرح خلافتِ راشدہ ثابت ہے ۱۰۶

۲۰۔ خوابوں کے ذریعہ رسول اللہ کو خلفاء کی تعیین، ان کی ترتیبِ خلافت اور مدتِ خلافت بتائی گئی۔ ۱۰۷

۲۱۔ خوابوں کے علاوہ فراست کے ذریعہ بھی نبی صلعم نے خلفائے راشدین کی خلافت کا استنباط کیا ۱۱۱

۲۲۔ رسول اللہ صلعم نے خلافت کی مدت اور مقام کا تعین فرمایا۔ ۱۱۳

۲۳۔ رسول اللہ صلعم نے صاف بتادیا کہ میرے بعد امت کے امور کون کون سرانجام دیگا اور کس ترتیب سے۔ ۱۱۴

www.kitabghar.org

تیسری آیت: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ — ۱۲۲

۱۔ اس آیت کی تفسیر کے متعلق علامہ سیوطیؒ کی کتاب الخصائص سے چند روایات — ۱۲۳

۲۔ اگلی کتابوں میں "عبادی الصالحون" کی نشانیاں — ۱۲۳

۳۔ "عبادی الصالحون" سے خلفائے اربعہ مراد ہیں اگلی کتابوں میں ان کے نام و نشان آئے ہیں۔ — ۱۲۴

۴۔ کاہن لوگ کہانت سے اور روشن ضمیر لوگ خواب کے ذریعہ غیب کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔ — ۱۳۲

۵۔ خلفائے ثلاثہ کی بابت کاہنوں کی پیشینگوئیاں بحوالہ کتاب الخصائص — ۱۳۲

چوتھی آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ۔ الآیۃ — ۱۳۵

۱۔ اس آیت میں فتنۂ ارتداد کی خبر دی گئی ہے اور اس کے دفعیہ کی تدبیر بتائی گئی ہے۔ — ۱۳۶

۲۔ دورِ نبوی کے آخر میں تین مدعیان نبوت کا ظہور: عنسیؔ، مسیلمہؔ، طلیحہؔ۔ اور ان کے استیصال میں حضرت ابوبکرؓ کا حصہ۔ — ۱۳۶

۳۔ مرتدین کے قتل میں صحابہ کا اختلاف — ۱۳۸

۴۔ دیگر صحابہ کے مقابل حضرت ابوبکرؓ کا استقلال — ۱۳۸

۵۔ حضرت ابوبکرؓ کی اصابت رائے اور ثابت قدمی کی بابت صحابہ کرامؓ کی رائے — ۱۳۹

۶۔ آیت مذکورۂ بالا میں حضرت صدیق اکبرؓ کی جانب اشارہ ہے۔ — ۱۴۰

۷۔ اس آیت میں مذکورہ گروہ کی چھ صفات بیان ہوئی ہیں۔ — ۱۴۰

۸۔ غزوۂ بدر و حدیبیہ کے بعد قتالِ مرتدین کا ہی مرتبہ ہے۔ — ۱۴۱

۹۔ مذکورۂ بالا آیت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ — ۱۴۲

۱۰۔ واقعۂ ارتداد اور اس سے متعلق وعدہ دورِ صدیقی میں پورا ہوا۔ — ۱۴۳

۱۱۔ مجاہدین واقعۂ ارتداد خدا کے محبوب اور ابوبکر مثل جارحہ کے تھے۔ — ۱۴۴

۱۲۔ آیتِ ہٰذا میں مذکورہ چھ صفتیں حضرت ابوبکرؓ ہی کی ہیں۔ — ۱۴۵

پانچویں آیت: قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ۔ الآیۃ — ۱۴۶

۱۔ اس آیت کی شانِ نزول — ۱۴۷

۲۔ واقعۂ حدیبیہ عظیم مشاہر خیر سے ہے — ۱۴۸

۳۔ جہاد کی طرف بلانا خلیفہ کے اعظم صفات سے ہے — ۱۴۹

۴۔ آیتِ ہٰذا میں مذکورہ چار اوصاف کی تشریح اور تعیین۔ — ۱۵۰

۵۔ اس جہاد کی طرف بلانے والے خلفائے ثلاثہ تھے۔ — ۱۵۲

چھٹی آیت: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ الآیۃ — ۱۵۷

۱۔ یہ آیت اہلِ حدیبیہ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔ — ۱۵۸

۲۔ اس آیت کی تفسیر و معانی — ۱۵۹

۳۔ اس آیت میں اسلام کی ان چار تدریجی حالتوں کا ذکر ہے جو خلافتِ عثمانی تک پیش آئیں۔ — ۱۶۰

ساتویں آیت: يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ۔ الآیۃ — ۱۶۲

www.kitabghar.org

۱۔ اس آیت کا مقصود	۱۶۴
۲۔ غلبۂ اسلام کب ہوگا؟ مختلف اقوال	۱۶۵
۳۔ مصنفؒ کا قول	۱۶۵
۴۔ آخر دور میں غلبۂ اسلام کی بابت آنحضرتؐ کی پیشینگوئیاں۔	۱۶۶
۵۔ ایک باریک نکتہ	۱۶۹
۶۔ حضرت عیسیٰؑ کے خلیفہ بنانے کا عجیب طریقہ	۱۷۰
۷۔ دینِ اسلام کو غالب کرنے کا قاعدہ	۱۷۰
۸۔ بعثتِ نبوی کے وقت بیرونی دنیا کی حالت	۱۷۲
۹۔ امورِ نبوت کی تکمیل کے لئے رسول اللہؐ کا کسی کو خلیفہ بنانا ضروری تھا۔	۱۷۴
۱۰۔ بدعتی کون ہے؟ معتزلہ اور روافض کی تردید	۱۷۵
آٹھویں آیت: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ الآیۃ۔	۱۷۶
۱۔ خیر امّة کی تشریح و توضیح	۱۷۷
۲۔ خیر امّة کا خطاب صرف اگلوں کے لئے ہے پچھلوں کے لئے نہیں۔	۱۷۹
۳۔ اس آیت کے مصداق خلفائے راشدینؓ ہیں۔	۱۸۰
نویں آیت: لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ الآیۃ۔	۱۸۰
۱۔ تمام صحابہؓ ایک مرتبہ کے نہیں ہیں۔	۱۸۱
۲۔ فتح سے فتح مکہ مراد ہے یا صلح حدیبیہ؟	۱۸۱
۳۔ یہ آیت حضرت ابو بکرؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔	۱۸۲
۴۔ سب سے پہلے ابو بکر صدیقؓ نے تلوار ہاتھ میں لے کر اپنا اسلام ظاہر کیا۔	۱۸۲
۵۔ اوائلِ اسلام میں ابو بکر صدیقؓ کا جہاد	۱۸۳
۶۔ ابو بکرؓ عوام و خواص سب پر فضیلتِ کلی رکھتے تھے۔	۱۸۹
دسویں آیت: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔	۱۹۰
گیارہویں آیت: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۔ الآیۃ۔	۱۹۰
۱۔ اس آیت کی تفسیر	۱۹۰
۲۔ ابن عباسؓ کی تفسیر پر مؤلفؒ کا اعتراض	۱۹۱
۳۔ جمع، قرآن اور بیان کے الگ الگ معانی و مطالب	۱۹۲
۴۔ جمع قرآن و حفظِ قرآن کا وعدۂ الٰہی خلافتِ شیخین میں پورا ہوا۔	۱۹۳
تتمۂ فصل۔ ایک باریک نکتہ کی وضاحت	۱۹۳
۱۔ نبوت نہ کسبی چیز ہے نہ پیدائشی	۱۹۳
۲۔ نبوت عطا ہونے کے اسباب و شرائط	۱۹۳
۳ نبی کے لئے کن صفات کا ہونا ضروری ہے	۱۹۶
۴۔ جیسے نبوت کسبی اور پیدائشی چیز نہیں اسی طرح نبی کی خلافتِ خاصہ بھی کسبی اور پیدائشی چیز نہیں۔	۱۹۷
۵۔ نبی اور نبی کے خلیفہ کی تعریف کے الفاظ کی باطنی اور ظاہری صورت۔	۱۹۸
۶۔ خلیفۂ خاص کے عام اوصاف و لوازم	۱۹۹
۷۔ ان اوصاف کے بعض حاملین خلیفہ کیوں نہیں بنتے؟	۲۰۰
۸۔ داعیۂ الٰہیہ کا دل میں پایا جانا اور کلمۃ اللہ کا اس کے ہاتھ سے بلند ہونا اصل لوازمِ خلافتِ خاصہ ہیں اور باقی لوازم فرع ہیں	۲۰۲
۹۔ اس مقدمہ میں بیان کردہ نکات کی دلیل میں چند احادیث۔	۲۰۲
۱۰۔ لوگوں کے جہل و گمراہی اور غلط اعتقادات کو دور کرنے کے لئے بعثتِ انبیاءؑ ہوتی ہے	۲۰۳

www.kitabghar.org

۱۱۔ قضائے الٰہی پہلے ملأ اعلیٰ میں اُترتی ہے ۲۰۳

۱۲۔ انبیاء کرام اخلاقِ جبلّی میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ۲۰۴

۱۳۔ بعض غیر انبیاء بھی اصل جوہرِ نفس میں انبیاء کے مشابہ ہوتے ہیں۔ ۲۰۵

۱۴۔ خلفائے راشدین جوہرِ نفس انبیاء کے مشابہ تھے ۲۰۵

۱۵۔ انبیاء کو ہدایتِ قوم کی بابت ایک مضبوط داعیہ ملتا ہے۔ ۲۰۶

۱۶۔ حوارئ پیغمبر کو بھی یہ داعیہ ملتا ہے۔ ۲۰۷

۱۷۔ کسی شخص کی خلافت خاصہ کے ساتھ ارادہ الٰہی قائم ہوتے ہی اس کو قبل از خلافت فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ ۲۰۸

فصل چہارم۔ احادیثِ خلافت ۲۱۲

ان احادیث و آثار کا بیان جو خلفائے راشدین کی خلافت پر بتصریح یا بتلویح اور ان کے لئے لوازمِ خلافتِ خاصہ کے ثابت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ ۲۱۲

۱۔ اجماع کی تعریف اور خلفائے راشدین کی خلافت پر اجماع ۲۱۲

۲۔ آنحضرتﷺ کی تلویحات اور اشارے یا تو خلافتِ عامّہ کے لئے ہیں یا خلافتِ خاصّہ کیلئے ۲۱۳

۳۔ ایک تردّد کا ازالہ۔ تعریضِ جلی تصریح کے حکم میں ہے۔ ۲۱۳

۴۔ تعریض الفاظ سے نہیں بلکہ قرائن کی مدد سے دلالت کرتی ہے۔ ۲۱۴

مسند ابوبکر صدیقؓ (۹ روایات) ۲۱۵

۱۔ خلیفہ کے لئے قریشی النسب ہونے کی شرط پر تمام اہلِ سنّت کا اجماع ہے ۲۱۷

۲۔ قدرت ہونے کے باوجود آنحضرتﷺ نے اپنے خلفاء کا نام کیوں نہیں لیا؟ ۲۱۹

۳۔ خلافت کی بشارت معلوم ہونے کے بعد بھی ابوبکرؓ نے بیعت کے وقت کیوں توقف کیا ۲۲۲

۴۔ حضرت صدّیقؓ کا اپنی خلافت کو سوابقِ اسلامیہ سے ثابت کرنا۔ ۲۲۲

۵۔ حضرت صدیقؓ کا حضرت فاروقؓ کی خلافت کو ان کی افضلیت سے ثابت کرنا۔ ۲۲۳

مسند عمر بن خطابؓ (۲۷ روایات) ۲۲۵

۱۔ شرائطِ خلافت کے متعلق روایات ۲۲۵

۲۔ خلافتِ خاصّہ پر طعن کرنیوالے گمراہ ہیں ۲۳۳

۳۔ حضرت صدیقؓ کی افضلیت حضرت عمرؓ کے قول سے بتواتر ثابت ہے۔ ۲۳۴

۴۔ حضرت عمرؓ کا امامتِ نماز کی تفویض سے خلافتِ صدیقیہ پر استدلال کرنا۔ ۲۳۹

۵۔ حضرت عمرؓ کا خلافتِ حضرت صدیقؓ پر ان کے سوابقِ اسلامیہ سے استدلال کرنا ۲۴۰

۶۔ حضرت عمرؓ کا زمانۂ ظہور و قوتِ اسلام میں خلفائے راشدین کی خلافت واقع ہونے سے اس کو خلافتِ خاصہ سمجھنا ۲۴۱

۷۔ حضرت عمرؓ کا حدیثِ قرونِ ثلاثہ سے خلفائے راشدین کی خلافت کو خلافتِ خاصہ سمجھنا۔ ۲۴۱

۸۔ حضرت عمرؓ کا اپنے دور میں فتنۂ عامّہ واقع نہ ہونے کی وجہ سے اپنی خلافت کو خلافتِ خاصّہ سمجھنا۔ ۲۴۱

۹۔ اپنی محدثیت سے اور اپنی رائے کے مطابق وحی ہونے سے حضرت عمرؓ کا اپنی خلافت پر استدلال کرنا۔ ۲۴۲

۱۰۔ حضرت عمرؓ کا اپنے زمانۂ خلافت میں اپنی

www.kitabghar.org

فضیلت بیان کرنا۔ ۲۴۳

۱۱۔ حضرت عمرؓ کا اپنے بعد خلافت کو چھ افراد کی شوریٰ کے سپرد کر دینا۔ ۲۴۳

مسند عثمان بن عفانؓ (۱۷ روایات) ۲۴۴

۱۔ حضرت عثمانؓ کا استدلال مشائخ ثلاثہ کی خلافتِ خاصہ پر ان کے سابقینِ اسلام ہونے کی وجہ سے۔ ۲۴۴

۲۔ حضرت عثمانؓ کا ان سے بغاوت کے حرام ہونے پر اپنے سوابقِ اسلامیہ سے استدلال کرنا۔ ۲۴۵

۳۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے سوابقِ اسلامیہ پر لوگوں کے اعتراضات والزامات کا کیا جواب دیا؟ ۲۴۵

۴۔ حضرت عثمانؓ اپنے جنتی ہونے کو یقین کے ساتھ جانتے تھے۔ ۲۵۰

۵۔ حضرت عثمانؓ کا یقین کے ساتھ جاننا کہ میں حق پر ہوں۔ ۲۵۲

مسند علی بن ابی طالبؓ (۳۶ روایات) ۲۵۳

۱۔ شرائطِ خلافت ۲۵۳

۲۔ شیخین کی افضلیت حضرت علیؓ سے بتواتر ثابت ہے۔ ۲۵۴

۳۔ دیگر صحابہ نے بھی اس روایت میں حضرت علیؓ کی موافقت کی ہے۔ ۲۵۵

۴۔ علی مرتضیٰؓ کو شیخین پر فضیلت دینے والا خود بقولِ علیؓ بدعتی اور مستحق تعزیر ہے۔ ۲۶۱

۵۔ شیخین کے جنتی ہونے کی بشارت بروایتِ علیؓ۔ ۲۶۲

۶۔ بروایت علیؓ شیخین سابقین مقربین میں سے تھے ۲۶۲

۷۔ بروایتِ علیؓ شیخین سے دورِ نبوت میں تعبدی کا برتاؤ ہوتا تھا ۲۶۳

۸۔ حضرت علیؓ کی حدیث سے بوجہ تعریض جلی خلافتِ شیخین پر استدلال۔ ۲۶۳

۹۔ حضرت علیؓ کا تفویضِ امامت سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال ۲۶۳

۱۰۔ حضرت مرتضیٰؓ کا حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد ان کی تعریف کرنا۔ ۲۶۴

۱۱۔ حضرت عثمانؓ کے قتل سے حضرت علیؓ کا اظہارِ برأت اور ان کی فضیلت کی شہادت دینا۔ ۲۶۹

۱۲۔ حضرت علیؓ کی شہادت کہ عثمانؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے پھر خدا سے ڈرے اور اچھے کام کئے۔ ۲۷۰

مسند ابو عبیدہ بن جراحؓ و معاذ بن جبلؓ (۲ روایات) ۲۷۲

۱۔ چونکہ خلفائے راشدین کی خلافت اس درجہ میں واقع ہوئی جسے نبیؐ نے خلافتِ رحمت فرمایا تھا لہٰذا وہ خلافتِ خاصہ ہے۔ ۲۷۲

۲۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کا خلافتِ صدیقؓ پر ان کے سوابقِ اسلامیہ سے استدلال کرنا۔ ۲۷۳

مسند عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۳ روایات) ۲۷۳

۱۔ دس صحابہ کے جنتی ہونے کی بشارت والی حدیث۔ ۲۷۳

۲۔ حضرت عبدالرحمٰن کی رائے خلافت صدیقیؓ پر ۲۷۳

۳۔ عبدالرحمٰنؓ کی رائے عثمانؓ کی خلافت پر ۲۷۴

مسند زبیر بن عوامؓ (۱ روایت) ۲۷۵

۱۔ حضرت زبیرؓ کا بعد توقف خلافتِ صدیقیؓ کا قائل ہو جانا اور ان کی فضیلت و استحقاقِ خلافت کو تسلیم کر لینا۔ ۲۷۵

مسند طلحہ بن عبیداللہؓ (۳ روایات) ۲۷۶

۱۔ حضرت طلحہؓ کا عمر فاروقؓ کی ثناء وصفت بیان کرنا ۲۷۶

www.kitabghar.org

۲۔ حضرت عثمان رض کی فضیلت میں حضرت طلحہ رض کی حدیث۔ ۲۷۶

مسند سعد بن ابی وقاص رض (۵۔ روایات) ۲۷۷

۱۔ حضرت عمر رض سے شیطان کا بھاگنا ۲۷۷

۲۔ حضرت سعد رض کا لوگوں کو حضرت عثمان رض کی بغاوت سے روکنا۔ ۲۷۸

۳۔ خلافت قریش کے لئے مخصوص ہے۔ ۲۷۹

مسند سعید بن زید رض (۴۔ روایات) ۲۸۰

۱۔ دس صحابہ رض کے جنتی ہونے کی بشارت والی حدیث۔ ۲۸۰

۲۔ حضرت ابوبکر رض کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا۔ ۲۸۰

مسانید مکثرین اصحاب نبی صلعم ۲۸۱

مسند عبداللہ بن مسعود رض (۲۲۔ روایات) ۲۸۱

۱۔ شیخین کے لئے جنت کی بشارت ۲۸۱

۲۔ آنحضرت کا اپنی امت کو اتباع شیخین کا حکم دینا۔ ۲۸۱

۳۔ ابن مسعود رض کا خلفائے راشدین کے قول کو حدیث کے بعد حجت ماننا۔ ۲۸۲

۴۔ ابن مسعود رض کا ابوبکر رض کی افضلیت کا قائل ہونا ۲۸۳

۵۔ ابن مسعود رض کا حضرت عمر رض کی تعریف کرنا اور ان کے سوابق اسلامیہ کا ذکر کرنا۔ ۲۸۳

۶۔ حضرت عمر رض نے حضرت صدیق رض کی امامت کی حدیث پیش کرکے انصار کو خلافت سے باز رکھا۔ ۲۸۴

۷۔ ابن مسعود رض کا خلافت صدیقیہ پر اجماع سے استدلال کرنا۔ ۲۸۵

۸۔ ابن مسعود رض کا نبی کریم صلعم کے اس خطبہ سے خلافت صدیقیہ پر استدلال کرنا جو آپ نے وفات سے پانچ دن قبل فرمایا تھا جس میں حضرت صدیق رض کے مناقب تھے۔ ۲۸۵

۹۔ ابن مسعود رض کی وہ حدیث جس سے خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اسلام کی چکی گھومنے کی مدت کا بیان اور اس میں ان خلفاء کی خلافت کا واقع ہونا۔ ۲۸۵

۱۰۔ قرون ثلثہ کی حدیث جس سے خلفائے ثلثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۲۸۶

۱۱۔ ابن مسعود رض کا قول حضرت عثمان رض کی خلافت کے متعلق۔ ۲۸۷

۱۲۔ ابن مسعود رض کا حضرت عثمان رض کی بغاوت سے لوگوں کو روکنا۔ ۲۸۷

مسند عبداللہ بن عمر رض (۲۴۔ روایات) ۲۸۷

۱۔ خلافت قریش میں رکھی گئی ہے۔ ۲۸۷

۲۔ ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ کفار قریش سے جہاد کرنیوالے مہاجرین اولین خلافت کے لئے اولی ہیں۔ ۲۸۷

۳۔ خلفائے راشدین کی افضلیت بترتیب خلافت حد شہرت کو پہنچ گئی ہے۔ ۲۸۸

۴۔ کنوئیں والا خواب جو خلافت شیخین پر کھلی دلیل ہے۔ ۲۸۹

۵۔ خلفاء کے فضائل بالترتیب بیان کرکے ان کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا۔ ۲۹۰

۶۔ شیخین کے لئے بشارت کہ وہ نبی صلعم کے ساتھ قبر سے اٹھیں گے۔ ۲۹۰

۷۔ مناقب ابوبکر صدیق رض ۲۹۰

۸۔ مناقب عمر بن خطاب رض ۲۹۱

۹۔ اہل بدر کو بشارت ۲۹۲

۱۰۔ حضرت عثمان رض پر کئے ہوئے اعتراضات کا حضرت ابن عمر رض کی طرف سے جواب ۲۹۲

www.kitabghar.org

۱۱۔ ابن عمرؓ کی روایت کہ عثمانؓ مظلوم شہید ہوں گے۔ ۲۹۳

۱۲۔ حضرت ابن عمرؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا ۲۹۴

مسند عبداللہ بن عباسؓ (۱۲۔ روایات) ۲۹۵

۱۔ نبی صلعم کا وفات سے پہلے کا خطبہ جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۲۹۵

۲۔ امامتِ نماز کی حدیث جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۲۹۵

۳۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے مناقب ۲۹۶

۴۔ ابن عباسؓ کا اقوالِ شیخین کو حدیثِ نبوی کے بعد حجت ماننا۔ ۲۹۷

۵۔ ابر والے خواب کی حدیث جس سے خلافتِ خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۲۹۷

۶۔ نبی صلعم نے نہ علیؓ کی خلافت پر تخصیص نص کی نہ بنی ہاشم کی خلافت پر۔ ۲۹۸

۷۔ ابوبکرؓ صدیق ہیں اور باقی خلفاء شہید ہیں۔ ۲۹۹

۸۔ ابن عباسؓ کا قول حضرت عثمانؓ کے متعلق ۲۹۹

مسند ابوموسیٰ اشعریؓ (۸۔ روایات) ۲۹۹

۱۔ خلافت قریش میں رکھی گئی ہے۔ ۲۹۹

۲۔ خلفاء کے لئے جنت کی بشارت اور ان کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریفیں اور حضرت عثمانؓ کو بلوے سے ڈرانا۔ ۳۰۰

۳۔ حدیث امامتِ نماز جس سے خلافتِ صدیق پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۳۰۲

۴۔ حضرت ابوموسیٰؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا۔ ۳۰۳

مسند عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ (۳۔ روایات) ۳۰۵

۱۔ خلفاء کو جنتی ہونے کی بشارت ۳۰۵

۲۔ خلفائے راشدین کی خلافت خلافتِ خاصہ تھی کیونکہ وہ زمانہ عافیت میں واقع ہوئی۔ ۳۰۵

۳۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوابق۔ ۳۰۷

مسند ابوہریرہؓ (۲۲۔ روایات) ۳۰۷

۱۔ خلافت قریش میں رہے گی۔ ۳۰۷

۲۔ ابر والی حدیث جس سے خلافتِ خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۳۰۷

۳۔ کنویں والی حدیث جس سے خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۳۰۹

۴۔ وہ حدیث جس میں خلافتِ خاصّہ کا مقام مدینہ بیان کیا گیا ہے خلافتِ خلفاء پر دال ہے۔ ۳۰۹

۵۔ قرون ثلٰثہ والی حدیث جس سے خلافتِ خاصّہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۳۱۰

۶۔ نبی صلعم کا خطبہ قبل از وفات جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۳۱۰

۷۔ اللہ کے وعدے جو خلفاء کے ہاتھوں پر پورے ہوئے۔ ۳۱۱

۸۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مناقب۔ ۳۱۱

۹۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے مناقب ۳۱۲

۱۰۔ حضرت عثمانؓ کے مناقب ۳۱۴

۱۱۔ حضرت عثمانؓ کا ظلماً قتل کیا جانا اور قتل کے روز ان کا حق پر ہونا۔ ۳۱۴

۱۲۔ حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا۔ ۳۱۴

۱۳۔ اہلِ بدر کے جنتی ہونے کی بشارت۔ ۳۱۵

۱۴۔ حضرت ابوہریرہؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا۔ ۳۱۵

مسند ام المومنین عائشہؓ (۱۶۔ روایات) ۳۱۵

۱۔ مسجد نبوی کا سنگِ بنیاد رکھنے کی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ۳۱۵

۲۔ قرون ثلٰثہ والی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے ۳۱۶

www.kitabghar.org

۳- حضرت عائشہ رضؓ کا قول خلافتِ شیخین کے متعلق	۳۱۶
۴- حدیث "ادعی لی ابا بکر" جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔	۳۱۶
۵- نبی صلعم کا خطبہ قبل از وفات جس سے خلافتِ صدیقیہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔	۳۱۷
۶- امامتِ نماز کی حدیث جس سے خلافتِ صدیقیہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔	۳۱۷
۷- مناقبِ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ۔	۳۱۸
۸- مناقبِ حضرت عمر بن خطاب رضؓ۔	۳۱۹
۹- حضرت عثمان رضؓ کے مناقب۔	۳۲۰
مسند انس بن مالک رضؓ (۱۳ روایات)	۳۲۱
۱- خلافت کا قریش میں ہونا۔	۳۲۱
۲- حضرتؐ کے بعد خلفاء کو تحصیلِ زکوٰۃ کا اختیار عنایت ہونے سے انکی خلافت پر استدلال	۳۲۱
۳- حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا۔	۳۲۲
۴- شیخین کا افضلِ امت ہونا۔	۳۲۲
۵- رسولِ خدا صلعم کا خلفاء کی مع چند صحابہ کے تعریف کرنا۔	۳۲۳
۶- رسولِ خدا صلعم کے سامنے بروز وفات امامتِ نماز کا واقعہ۔	۳۲۳
۷- شیخین کا تقرب نبی صلعم کے پاس	۳۲۴
۸- حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے مناقب	۳۲۴
۹- حضرت عمر بن خطابؓ کے مناقب	۳۲۴
۱۰- حضرت انسؓ کا محبتِ شیخین کو وسیلہ تقربِ الٰہی بنانا۔	۳۲۵
مسندِ ابوسعید خدری رضؓ (۶- روایات)	۳۲۵
۱- نبی صلعم کا خطبہ قبل از وفات جس میں آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے مناقب بیان فرماتے	۳۲۵
۲- حضرت عمر بن خطابؓ کے مناقب۔	۳۲۶
۳- شیخین کے جنتی ہونے کی بشارت اور ان کے سابقین مقربین ہونے کی طرف اشارہ	۳۲۷
۴- شیخین کا ولیعہد ہونا اور دین کے کام کا ان سے پورا ہونا۔	۳۲۷
۵- خلافتِ خلفاء پر دلیل کہ ان کی خلافت امرائے خیر کے موعودہ زمانہ میں ہوئی۔	۳۲۷
مسند جابر بن عبداللہ رضؓ (۸- روایات)	۳۲۸
۱- خلافت خاص قریش کے لئے مخصوص ہے	۳۲۸
۲- خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل	۳۲۸
۳- خلفائے راشدین کے لئے جنتی ہونیکی بشارت	۳۲۸
۴- حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے مناقب	۳۲۹
۵- حضرت عمر بن خطابؓ کے مناقب	۳۳۰
۶- حضرت عثمان رضؓ کے مناقب	۳۳۰
۷- اہل حدیبیہ کے لئے جنتی ہونے کی بشارت	۳۳۱
مسانید مہاجرین اصحاب رسول اللہ صلعم	۳۳۱
مسند عمار بن یاسر رضؓ (۲- روایات)	۳۳۱
۱- شیخین کا سب سے افضل اور سابقین مقربین میں سے ہونا اور ابوبکرؓ کا عمرؓ سے افضل ہونا	۳۳۱
۲- حضرت ابوبکرؓ کے سوابقِ اسلامیہ	۳۳۲
مسند حذیفہ بن یمانؓ (۹- روایات)	۳۳۲
۱- خلافتِ خلفاء کی دلیل ان کے ساتھ ولیعہدی کے برتاؤ سے۔	۳۳۲
۲- شیخین کے قول کا حجت ہونا اور ان کی پیروی کا واجب ہونا۔	۳۳۲
۳- حضرت عمر رضؓ کی خلافت کی دلیل اور یہ کہ وہ باب الفتنہ کے قفل تھے۔	۳۳۳
۴- خلافتِ عثمان رضؓ کی دلیل اور یہ کہ انکی شہادت	

www.kitabghar.org

کے بعد امر خلافت کبھی مستقیم نہ ہوگا۔	۳۳۴
۵۔ حضرت حذیفہؓ کا قول حضرت عثمانؓ کے باغیوں کے حق میں۔	۳۳۵
۶۔ حضرت علیؓ مستحق خلافت تھے مگر امت اُن پر متفق نہ ہوگی لہٰذا نبی صلعم نے انھیں خلیفہ نہیں بنایا۔	۳۳۵
۷۔ خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل رسول اللہ صلعم کی بیان کی ہوئی ترتیب ہے۔	۳۳۵
مسند ابوذرؓ۔ (۲۔ روایات)	۳۳۶
۱۔ خلافتِ خلفائے ثلثہ پر تعریض ظاہر۔	۳۳۶
۲۔ حضرت عمرؓ محدث ہیں ان کا حکم اور طریقہ واجب الاقتداء ہے۔	۳۳۸
مسندِ مقداد بن اسودؓ۔ (۱۔ روایت)	۳۳۸
۱۔ خدا کے وعدے جو خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر پورے ہوئے۔	۳۳۸
مسند خبّاب بن ارتؓ (۱۔ روایت)	۳۳۹
۱۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے جو خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر پورے ہوئے۔	۳۳۹
مسند بُریدہ اسلمیؓ۔ (۸۔ روایات)	۳۴۰
۱۔ ابوبکرؓ کا صدیق اور عمرؓ و عثمانؓ کا شہید ہونا	۳۴۰
۲۔ حدیثِ قرونِ ثلاثہ	۳۴۰
۳۔ حدیثِ امامتِ نماز	۳۴۰
۴۔ مناقبِ حضرت عمرؓ	۳۴۱
مسند عقبہ بن عامرؓ۔ (۳۔ روایات)	۳۴۲
۱۔ حضرت عمرؓ محدث ہیں ان کی رائے پر عمل کرنا چاہیے۔	۳۴۲
۲۔ خدا کے وعدے جو خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے۔	۳۴۲
مسند سفینہؓ (۲۔ روایات)	۳۴۳
۱۔ خلفائے اربعہ کی خلافت کی دلیل یعنی اس مدت کا بیان جس میں اُن کی خلافت ہوگی۔	۳۴۳
۲۔ خلفائے ثلثہ کی خلافت کی دلیل ترازو والے خواب سے۔	۳۴۳
مسند عرباض بن ساریہؓ (۲۔ روایات)	۳۴۴
۱۔ خلفائے راشدین کی سنتوں کا واجب الاتباع ہونا	۳۴۴
۲۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا۔	۳۴۵
مسند عبدالرحمٰن بن غنم اشعریؓ (۲ روایات)	۳۴۶
۱۔ شیخین کی رائے کا درست اور حجتِ شرعیہ ہونا اور ان کی خدمت کی جانب اشارہ۔	۳۴۶
۲۔ خلافت مہاجرین اوّلین کا حق ہے نہ کہ طلقاء کا	۳۴۶
مسند ابواَروی دوسیؓ (۱۔ روایت)	۳۴۷
۱۔ شیخین کی خلافت کی دلیل اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کا اُن کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا	۳۴۷
مسند ابواُمامہ باہلیؓ (۱۔ روایت)	۳۴۷
۱۔ شیخین کی منقبت	۳۴۷
مسند سالم بن عبید اشجعیؓ (۱۔ روایت)	۳۴۷
ابوبکر صدیقؓ کی امامتِ نماز والی حدیث	۳۴۷
مسند عرفجہ اشجعی۔ (۱۔ روایت)	۳۴۸
۱۔ حدیثِ وزن	۳۴۸
مسند عیاض بن حمار مجاشعیؓ (۱۔ روایت)	۳۴۹
۱۔ حدیث "اللہ نے اہلِ زمین پر نظر کی عرب و عجم سب کو ناپسند کیا"	۳۴۹
مسند ربیعہ بن کعب اسلمیؓ (۱۔ روایت)	۳۵۰
۱۔ نبی صلعم کی بارگاہ میں اور صحابہ کے نزدیک ابوبکر صدیقؓ کی منزلت کا بیان۔	۳۵۰
مسند ابوبرزہ اسلمیؓ (۱۔ روایت)	۳۵۰
۱۔ اِن کی حدیث اہلِ قریش کی خلافت میں۔	۳۵۲

www.kitabghar.org

مسند عمرو بن عبسہ رض (۲۔ روایات)	۳۵۲
ان کی حدیث ابوبکر صدیق رض کے متقدم الاسلام ہونے میں۔	۳۵۲
مسند سلمان فارسی رض۔ (۱۔ روایت)	۳۵۳
حضرت عمر رض کی فضیلت میں ان کا قول	۳۵۳
مسند ذی مخمر رض (۱۔ روایت)	۳۵۴
ان کی حدیث خلافتِ قریش کے متعلق	۳۵۴
مسند عوف بن مالک اشجعی رض (۲ روایات)	۳۵۴
ان کی حدیث خلافتِ راشدہ کے بیان میں	۳۵۴
مسند عبداللہ بن مغفل مزنی رض (۱۔ روایت)	۳۵۶
صحابۂ کرام سے محبت رکھنے کے متعلق ان کی حدیث۔	۳۵۶
مسند ام المومنین حفصہ رض (۲۔ روایات)	۳۵۶
۱۔ حضرت عثمان رض کی فضیلت میں انکی حدیث	۳۵۶
۲۔ ان کی حدیث بشارت اہلِ بدر و حدیبیہ کے متعلق۔	۳۵۷
مسانید انصار اصحاب رسول اللہ صلعم	۳۵۸
مسند معاذ بن جبل رض (۱۔ روایت)	۳۵۸
رسول اللہ کا خلافتِ راشدہ کو رحمت قرار دینا۔	۳۵۸
مسند ابی بن کعب رض (۱۔ روایت)	۳۵۸
حضرت عمر رض کی فضیلت میں انکی حدیث	۳۵۸
مسند ابو ایوب انصاری رض (۱۔ روایت)	۳۵۹
ملکی فتوحات کے متعلق ان کی حدیث	۳۵۹
مسند ابو الدرداء رض (۲۔ روایت)	۳۵۹
۱۔ انکی حدیث تعریضِ خلافتِ شیخین کے متعلق	۳۵۹
۲۔ رسولِ خدا اور صحابہ رض کے نزدیک ابوبکر رض کا مرتبہ	۳۶۰
مسند اسید بن حضیر رض (۲۔ روایت)	۳۶۱
۱۔ ابوبکر رض کی فضیلت صحابہ رض کے نزدیک	۳۶۱
۲۔ ان کا یہ قول کہ مفضول کو افضل پر ترجیح دینا حضرت عمر رض کے بعد ہوگا۔	۳۶۱
مسند زید بن ثابت رض (۱۔ روایت)	۳۶۲
مہاجرین سب سے زیادہ مستحق خلافت ہیں۔	۳۶۲
مسند زید بن خارجہ رض (۱۔ روایت)	۳۶۴
ان کا اپنی وفات کے بعد خلفائے ثلثہ کے فضائل بیان کرنا۔	۳۶۴
مسند رفاعہ بن رافع زُرَقی رض (۱۔ روایت)	۳۶۵
اہلِ بدر کی فضیلت	۳۶۵
مسند رافع بن خدیج رض (۱۔ روایت)	۳۶۵
اہلِ بدر کی فضیلت	۳۶۵
مسند ابو سعید بن معلّٰی رض (۱۔ روایت)	۳۶۵
رسولِ خدا کا خطبہ ابوبکر صدیق رض کے مناقب میں	۳۶۵
مسند براء بن عازب رض (۱۔ روایت)	۳۶۶
ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق	۳۶۶
مسند امِ حرام انصاریہ رض (۱۔ روایت)	۳۶۸
غزوۂ بحر کے وعدہ کا بیان جو حضرت عثمان رض کے زمانہ میں پورا ہوا۔	۳۶۸
مسند سہل بن سعد ساعدی رض (۲۔ روایات)	۳۶۸
۱۔ حضرت ابوبکر رض کی صدیقیت اور حضرت عمر رض و عثمان رض کی شہادت کا اثبات۔	۳۶۸
۲۔ نبی صلعم کے نزدیک حضرت ابوبکر رض کی منزلت۔	۳۶۸
مسند نعمان بن بشیر رض (۱۔ روایت)	۳۷۰
حدیثِ قرونِ ثلثہ	۳۷۰
مسند عویم بن ساعدہ رض (۱۔ روایت)	۳۷۰
صحابۂ کرام رض کو برا کہنے کی ممانعت اور صحابہ کی فضیلت کا بیان۔	۳۷۰

www.kitabghar.org

مسند شداد بن اوس رضؓ (۱۔ روایت) ۳۷۰
ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق ۳۷۰
مسند حسان بن ثابت رضؓ (۲۔ روایات) ۳۷۱
حضرت ابوبکر رضؓ کی تعریف میں ان کے اشعار ۳۷۱
مسند ابوالہیثم بن تیہان رضؓ (۱۔ روایت) ۳۷۳
حضرت ابوبکر رضؓ کی منقبت میں ابوالہیثم کے اشعار ۳۷۳
مسند کعب بن عجرہ رضؓ (۱۔ روایت) ۳۷۳
ان کی حدیث کہ حضرت عثمان برحق پر تھے ۳۷۳

مسانید دیگر صحابہ رضؓ ۳۷۴

مسند جابر بن سمرہ رضؓ (۲۔ روایات) ۳۷۴
۱۔ خلافت قریش میں رہے گی ۳۷۴
۲۔ خدا کے وعدے جو خلفائے ثلثہ کے ہاتھوں پہ پورے ہوتے ۳۷۵
مسند عدی بن حاتم رضؓ (۱۔ روایت) ۳۷۵
ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق ۳۷۵
مسند کرز بن علقمہ خزاعی رضؓ (۱۔ روایت) ۳۷۶
ان کی حدیث فتوحاتِ ملکی کے متعلق ۳۷۶
مسند عبداللہ بن حوالہ رضؓ (۲۔ روایات) ۳۷۷
۱۔ انکی حدیث حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کے متعلق ۳۷۷
۲۔ ان کی حدیث حضرت عثمان رضؓ سے بغاوت کی ممانعت میں ۳۷۷
مسند ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضؓ (۱۔ روایت) ۳۷۸
ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق ۳۷۸
مسند نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضؓ (۱۔ روایت) ۳۷۸
ان کی حدیث فتوحات کے متعلق ۳۷۸
مسند عبداللہ بن ہشام بن زہرہ قریشی (۲۔ روایات) ۳۷۸
حضرت عمر رضؓ کی فضیلت کا بیان ۳۷۸
مسند عمران بن حصین خزاعی رضؓ (۱۔ روایت) ۳۷۹

حدیث قرونِ ثلثہ ۳۷۹
مسند عبدالرحمن بن ابی بکر رضؓ (۱۔ روایت) ۳۸۰
حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت کی دلیل ۳۸۰
مسند عثمان بن ارقم رضؓ (۱۔ روایت) ۳۸۰
حضرت عمر فاروقؓ کے سوابقِ اسلامیہ ۳۸۰
مسند اسود بن سریع رضؓ (۱۔ روایت) ۳۸۱
حضرت عمر رضؓ کی فضیلت کا بیان ۳۸۱
مسند ابوجحیفہ سوائی رضؓ (۲۔ روایت) ۳۸۱
۱۔ خلافت قریش میں رہے گی ۳۸۱
۲۔ فضیلت شیخین کا بیان ۳۸۲
مسند عبداللہ بن زمعہ بن اسود رضؓ (۲۔ روایات) ۳۸۲
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی امامتِ نماز کا بیان ۳۸۲
مسند ابوبکرہ ثقفی رضؓ (۲۔ روایات) ۳۸۳
حدیث وزن ۳۸۳
مسند سمرہ بن جندب رضؓ (۱۔ روایت) ۳۸۴
آسمان سے لٹکتے ہوئے ڈول والے خواب کی حدیث ۳۸۴
مسند عباس بن عبدالمطلب رضؓ (۱۔ روایت) ۳۸۴
حضرت ابوبکر رضؓ کی امامتِ نماز کا بیان ۳۸۴
مسند ابوالطفیل رضؓ (۱۔ روایت) ۳۸۵
حضرت ابوبکرؓ و عمر رضؓ کے متعلق نبی صلعم کے خواب کا بیان ۳۸۵
مسند مرہ بن کعب رضؓ (۲۔ روایات) ۳۸۶
عثمان رضؓ زمانہ فتنہ میں ہدایت پر ہوں گے ۳۸۶
مسند ابورمثہ رضؓ (۱۔ روایت) ۳۸۷
بارگاہِ نبوی میں شیخین کے تقرب کا بیان ۳۸۷
مسند نافع بن عبدالحارث رضؓ (۲۔ روایات) ۳۸۸
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے جنتی ہونے کی بشارت ۳۸۸
مسند جبیر بن مطعم رضؓ (۱۔ روایت) ۳۸۸

www.kitabghar.org

ابوبکرؓ کی خلافت کی دلیل	۳۸۸
مسند عبداللہ بن زبیرؓ (۲۔ روایات)	۳۸۹
۱۔ ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت	۳۸۹
۲۔ حضرت عمرؓ کی فضیلت	۳۸۹
مسند عبدالرحمٰن بن خباب السلمیؓ (۱۔ روایت)	۳۹۰
حضرت عثمانؓ کی فضیلت	۳۹۰
مسند عبدالرحمٰن بن سمرہؓ (۱۔ روایت)	۳۹۰
حضرت عثمانؓ کی فضیلت کا بیان	۳۹۰
مسند معاویہؓ بن ابی سفیان (۲۔ روایات)	۳۹۱
۱۔ خلافتِ قریش کا بیان	۳۹۱
۲۔ دورِ فاروق میں رائج شدہ احادیث کی فضیلت میں حضرت معاویہؓ کا بیان	۳۹۲
مسند عمرو بن عاصؓ (۱۔ روایت)	۳۹۲
حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی فضیلت کا بیان	۳۹۲
مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہؓ (۱۔ روایت)	۳۹۳
حضرت ابوبکرؓ کے صدیق اور عمرؓ و عثمانؓ کے شہید ہونے کی پیشینگوئی	۳۹۳
مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہؓ (۱۔ روایت)	۳۹۳
حدیث خوابِ وزن کا ذکر	۳۹۳
مسند عبداللہ بن جعفرؓ (۱۔ روایت)	۳۹۴
ابوبکرؓ کی تعریف و منقبت	۳۹۴
مسند جریر بن عبداللہ بجلیؓ (۳۔ روایات)	۳۹۴
۱۔ ابوبکرؓ و عمرؓ سابق الی الخیر تھے۔	۳۹۴
۲۔ مسلمان ہمیشہ بہتری پر رہیں گے جبتک کہ خلافت کا انعقاد اجماع سے ہوتا رہیگا نہ کہ تلوار سے۔	۳۹۵
۳۔ قریش کے طُلقاء دین میں مہاجرین کے برابر نہیں ہیں۔	۳۹۶
مسند جندب بن عبداللہؓ (۱۔ روایت)	۳۹۶
خطبۂ نبوی کا ذکر جس میں ابوبکرؓ کے فضائل ہیں	۳۹۶
مسند محجن یا ابو محجنؓ (۲۔ روایات)	۳۹۷
ان کی حدیث چند صحابہؓ کی تعریف میں جن میں خلفائے اربعہ بھی ہیں	۳۹۷
مسند زرارہ بن عمرو نخعیؓ (۱۔ روایت)	۳۹۷
ان کی حدیث اس خواب کے متعلق جو حضرت عثمانؓ کے برسرِ حق ہونے پر دلالت کرتا ہے۔	۳۹۷
مسند سعید بن مسیبؒ ۔ مرسلاً (۲۔ روایات)	۳۹۸
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت	۳۹۸
مسند عبداللہ بن حنطبؒ ۔ مرسلاً (۱۔ روایت)	۳۹۹
فضیلتِ شیخینؓ کا ذکر	۳۹۹
قول محمد بن سیرین	۳۹۹
سادات اشراف کے چند اقوال	۳۹۹
قول حسن بن علی بن ابی طالبؓ (۲۔ روایات)	۳۹۹
۱۔ حسنؓ کا خواب اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی فضیلت کا بیان۔	۳۹۹
۲۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کبھی نہیں کی۔	۴۰۱
۳۔ حضرت عمرؓ کے عدل و انصاف پر حضرت علیؓ کی شہادت۔	۴۰۱
قولِ اولادِ حسن بن علیؓ (۲۔ روایات)	۴۰۲
۱۔ شیخین کی فضیلت کی حدیث	۴۰۲
۲۔ حسن مثلثؒ کا قول کہ حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا	۴۰۲
قولِ اولادِ حسین بن علیؓ (۸۔ روایات)	۴۰۴
۱۔ شیخین کی منقبت کی حدیث	۴۰۴
۲۔ شیخین کا تقرب بارگاہِ نبوت میں	۴۰۴
۳۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی تعریف کی	۴۰۴

www.kitabghar.org

۴۔ امام باقرؒ وامام جعفر صادقؒ نے شیخین کے امام عادل ہونے کی گواہی دی ۴۰۵
۵۔ امام باقرؒ کی زبانی شیخین کی افضلیت کا بیان ۴۰۵

خلاصہ فصل چہارم ۴۰۶

ایک مقدمہ کی تمہید ۴۰۶
مقدمہ ۴۰۶
۱۔ ملتِ محمدیہ کے احکام کی دو قسمیں ۴۰۶
(ا) واضح وصریح احکام ۴۰۶
(ب) غیر واضح اور صراحت طلب احکام ۴۰۷
۲۔ فقہائے اہلسنت کے اختلافِ مذاہب کی نوعیت ۴۰۷
۳۔ خلفائے راشدین کے لئے قریشیت اور اور سوابق اسلامیہ کا اور بشارت جنت نیز دیگر فضائل کا ثبوت واضح احکام میں داخل ہے۔ ۴۰۸
۴۔ خلفاء کی خلافت شریعت میں ثابت ہے۔ ۴۰۸
شرائط خلافت کے مزید دلائل اور خلفاء میں ان صفات کی موجودگی کے ثبوت۔ ۴۰۹
۱۔ قریشی ہونے کی شرط کے دلائل۔ ۴۰۹
۲۔ مہاجرین اولین میں سے ہونے کی شرط کے دلائل۔ ۴۱۳
۳۔ شرفِ ہجرت کی تحصیل کا دروازہ کب بند ہوا اور بعض صحابہ کا اختلاف۔ ۴۱۶
۴۔ دیگر اوصاف کے شرطِ خلافت ہونے کا اصل سبب۔ ۴۱۹
۵۔ خلیفہ کے افعال کی تین قسمیں ۴۲۰
۶۔ صفاتِ نفسانیہ کی تین قسمیں ۴۲۰
۷۔ سوابقِ اسلامیہ کے شرطِ خلافت ہونے کے دلائل۔ ۴۲۲
۸۔ خلفاء کے جنتی ہونے کی بشارت کے دلائل۔ ۴۲۵
۹۔ خلفاء کے سابقین مقربین میں سے ہونیکے دلائل۔ ۴۲۷
۱۰۔ خلفاء کے ساتھ آنحضرت صلعم کی ولیعہدی کے سے برتاؤ کے دلائل۔ ۴۲۸
۱۱۔ خلفاء کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کے دلائل۔ ۴۳۰
۱۲۔ خلفاء کے قول کے حجت ہونے کے دلائل۔ ۴۳۰
(ا) قولِ خلفاء حجت ہونے کی وجہ۔ ۴۳۲
(ب) التزام جماعت کی فرضیت ۴۳۳
۱۳۔ خلفاء کے اپنے اپنے وقت میں تمام امت سے افضل ہونے کے دلائل۔ ۴۴۰
۱۴۔ خلفاء کی خلافت کے اثبات کے بہت سے طریقے اور دلائل۔ ۴۴۱

ضمیمہ فصل چہارم ۴۵۰

ان صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے حالات جن کے نام مسانید فصل چہارم میں آئے ہیں۔ ۴۵۰
۱۔ ابو بکر صدیقؓ ۴۵۰
۲۔ عمر بن خطابؓ ۴۵۰
۳۔ عثمان بن عفانؓ ۴۵۱
۴۔ علی بن ابی طالبؓ ۴۵۲
۵۔ ابو عبیدہ ابن الجراحؓ ۴۵۲
۶۔ معاذ بن جبلؓ ۴۵۳
۷۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ ۴۵۳
۸۔ زبیر بن عوامؓ ۴۵۳
۹۔ طلحہ بن عبیداللہؓ ۴۵۴
۱۰۔ سعد بن ابی وقاصؓ ۴۵۴
۱۱۔ سعید بن زیدؓ ۴۵۵
۱۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ ۴۵۵

www.kitabghar.org

۱۳۔	عبداللہ بن عمر رض	۴۵۶
۱۴۔	عبداللہ بن عباس رض	۴۵۶
۱۵۔	ابوموسیٰ اشعری رض	۴۵۷
۱۶۔	عبداللہ بن عمرو بن عاص رض	۴۵۷
۱۷۔	ابوہریرہ رض	۴۵۸
۱۸۔	ام المومنین عائشہ رض	۴۵۸
۱۹۔	انس بن مالک رض	۴۵۸
۲۰۔	ابوسعید خدری رض	۴۵۸
۲۱۔	جابر بن عبداللہ رض	۴۵۹
۲۲۔	عمار بن یاسر رض	۴۵۹
۲۳۔	حذیفہ بن یمان رض	۴۶۰
۲۴۔	ابوذر غفاری رض	۴۶۰
۲۵۔	مقداد بن اسود رض	۴۶۱
۲۶۔	خباب بن ارت رض	۴۶۱
۲۷۔	بریدہ اسلمی رض	۴۶۱
۲۸و۲۹۔	عقبہ بن عامر رض	۴۶۲
۳۰۔	سفینہ رض	۴۶۲
۳۱۔	عرباض بن ساریہ رض	۴۶۲
۳۲۔	عبدالرحمٰن بن غنم رض	۴۶۲
۳۳۔	ابواروی دوسی رض	۴۶۳
۳۴۔	ابوامامہ باہلی رض	۴۶۳
۳۵۔	سالم بن عبید اشجعی رض	۴۶۳
۳۶۔	عرفجہ اشجعی رض	۴۶۳
۳۷۔	عیاض بن حمار مجاشعی رض	۴۶۳
۳۸۔	ربیعہ بن کعب رض	۴۶۳
۳۹۔	ابوبرزہ اسلمی رض	۴۶۳
۴۰۔	عمرو بن عبسہ رض	۴۶۳
۴۱۔	سلمان فارسی رض	۴۶۳
۴۲۔	ذی مخمر رض	۴۶۴
۴۳۔	عوف بن مالک اشجعی رض	۴۶۴
۴۴۔	عبداللہ بن مغفل رض	۴۶۴
۴۵۔	ام المومنین حفصہ رض	۴۶۴
۴۶۔	معاذ بن جبل رض	۴۶۴
۴۷۔	اُبَی بن کعب رض	۴۶۵
۴۸۔	ابوایوب انصاری رض	۴۶۵
۴۹۔	ابوالدرداء رض	۴۶۵
۵۰۔	اُسید بن حضیر رض	۴۶۵
۵۱۔	زید بن ثابت رض	۴۶۶
۵۲۔	زید بن خارجہ رض	۴۶۶
۵۳۔	رفاعہ بن رافع رض	۴۶۶
۵۴۔	رافع بن خدیج رض	۴۶۶
۵۵۔	ابوسعید بن معلیٰ رض	۴۶۶
۵۶۔	براء بن عازب رض	۴۶۶
۵۷۔	اُم حرام رض	۴۶۷
۵۸۔	سہل بن سعد ساعدی رض	۴۶۷
۵۹۔	نعمان بن بشیر رض	۴۶۷
۶۰۔	عُویم بن ساعدہ رض	۴۶۷
۶۱۔	شداد بن اوس رض	۴۶۷
۶۲۔	حسان بن ثابت رض	۴۶۸
۶۳۔	ابوالہیثم بن تیہان رض	۴۶۸
۶۴۔	کعب بن عجرہ رض	۴۶۸
۶۵۔	جابر بن سمرہ رض	۴۶۸
۶۶۔	عدی بن حاتم رض	۴۶۸
۶۷۔	کرز بن علقمہ رض	۴۶۸
۶۸۔	عبداللہ بن حوالہ رض	۴۶۸
۶۹۔	ہاشم بن عتبہ رض	۴۶۹
۷۰۔	نافع بن عتبہ رض	۴۶۹
۷۱۔	عبداللہ بن ہشام رض	۴۶۹

www.kitabghar.org

۷۲۔ عمران بن حصین رضؓ ۴۶۹
۷۳۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضؓ ۴۶۹
۷۴۔ عثمان بن ارقم رضؓ ۴۶۹
۷۵۔ اسود بن سریع رضؓ ۴۶۹
۷۶۔ ابوجحیفہ سوائی رضؓ ۴۶۹
۷۷۔ عبداللہ بن زمعہ رضؓ ۴۶۹
۷۸۔ ابوبکرہ ثقفی رضؓ ۴۶۹
۷۹۔ سمرہ بن جندب رضؓ ۴۶۹
۸۰۔ عباس بن عبدالمطلب رضؓ ۴۷۰
۸۱۔ ابوالطفیل رضؓ ۴۷۰
۸۲۔ مُرہ بن کعب رضؓ ۴۷۱
۸۳۔ ابورِمثہ رضؓ ۴۷۱
۸۴۔ نافع بن عبدالحارث رضؓ ۴۷۱
۸۵۔ جبیر بن مطعم رضؓ ۴۷۱
۸۶۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ ۴۷۱
۸۷۔ عبدالرحمٰن بن خبّاب رضؓ ۴۷۱
۸۸۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ رضؓ ۴۷۱
۸۹۔ معاویہ بن ابی سفیان رضؓ ۴۷۲
۹۰۔ عمرو بن عاص رضؓ ۴۷۲
۹۱۔ عبداللہ بن جعفر رضؓ ۴۷۲
۹۲۔ جریر بن عبداللہ رضؓ ۴۷۲
۹۳۔ جُندب بن عبداللہ رضؓ ۴۷۲
۹۴۔ محجن یا ابومحجن رضؓ ۴۷۲
۹۵۔ زرارہ بن عمرو رضؓ ۴۷۳
۹۶۔ سعید بن مسیب رحؒ ۴۷۳
۹۷۔ عبداللہ بن حنطب رضؓ ۴۷۳
۹۸۔ محمد بن سیرین رحؒ ۴۷۳
۹۹۔ حسن بن علی رضؓ ۴۷۳
۱۰۰۔ حسن بن زید بن حسن رحؒ ۴۷۴
۱۰۱۔ عبداللہ بن حسن بن حسن رحؒ ۴۷۴
۱۰۲۔ حسن مثلث رحؒ ۴۷۴
۱۰۳۔ علی بن حسین رضؓ ۴۷۵
۱۰۴۔ جعفر بن محمدؒ ۴۷۵
۱۰۵۔ محمد بن علی رحؒ ۴۷۷

فصل پنجم۔ بیان فتن ۴۷۸

ان فتنوں کا بیان جن کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ زمانۂ خلافتِ خاصّہ کے بعد ظاہر ہوں گے۔ ۴۷۸
مقصد اول : اس فتنہ کا بیان جو خلافتِ خاصّہ کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ پیش آئے۔ ۴۷۸
۱۔ شہادتِ عثمانؓ کا فتنہ ۴۷۹
۲۔ آنحضرت صلعم کا خبر دینا کہ حضرت عثمان رضؓ شہید ہوں گے اور وہ حق پر ہوں گے ۴۸۰
۳۔ اس فتنہ کے زمانہ کی تعیین۔ ۴۸۱
۴۔ اس سمت کی تعیین
۵۔ اس فتنہ کی صورت و صفت کی تعیین ۴۸۲
۶۔ اس فتنہ والی جماعت کی تعیین ۴۸۳
۷۔ کن کن خلفاء کی خلافت منتظم ہو گی اور کن کے بعد خلافت ختم ہو جائے گی۔ ۴۸۳
۸۔ آنحضرتؐ کی پیشینگوئی کہ امت حضرت مرتضیٰ رضؓ پر اتفاق نہ کرے گی۔ ۴۸۶
۹۔ اس فتنہ میں بیٹھ رہنے اور حصّہ نہ لینے کا حکم ۴۸۸
۱۰۔ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کا فتنہ سے پہلے کا اور فتنہ کے بعد کا حال بیان فرمادیا ۴۹۱
زمانۂ فتن میں لوگوں کی تین حالتوں کا بیان ۴۹۱
۱۔ اسلام کی چکّی ۳۵ سال بعد بند ہو جائے گی ۴۹۱

www.kitabghar.org

۲۔ خلافت مدینہ میں ہوگی اور ملوکیت شام میں۔	۴۹۱
۳۔ لوگوں سے امانت کا نکل جانا۔	۴۹۲
۴۔ عالم میں جھوٹ کا ظاہر ہوکر پھیل جانا۔	۴۹۳
۵۔ تجوید قرآن میں زبانِ عرب پر جاری قرآن سے زیادہ غور وخوض اور صرف قرأت پر قناعت کرکے معنی قرآن سے بے توجہی	۴۹۷
۶۔ آیات متشابہات کی تاویل میں غور وخوض	۴۹۸
۷۔ مسائلِ فقہیہ میں غور وخوض اور مسائل کی فرضی صورتیں بیان کرنا۔	۴۹۹
۸۔ الٰہیات میں لوگوں کے سوالات کا بکثرت ہونا	۵۰۲
۹۔ اسرائیلیات کا عام رواج اور اہل کتاب سے ان کی روایت کرنا۔	۵۰۳
۱۰۔ مسنون اوراد و وظائف میں ثواب کی خاطر اپنی طرف سے مزید اضافہ کرنا اور مستحبات کو واجبات کی طرح اپنے اوپر لازم کرلینا۔	۵۰۴
۱۱۔ بغیر حکم خلیفہ وامیر وعظ کہنا اور فتویٰ دینا	۵۰۸
۱۲۔ مسلمانوں کے درمیان قتل وخونریزی کا واقع ہونا۔	۵۱۰
۱۳۔ سلفِ صالحین کی شان میں بدگوئی کا رواج ہونا۔	۵۱۳
۱۴۔ مسلمانوں کا افتراق واختلاف	۵۱۳
۱۵۔ خوارج کا ظاہر ہونا	۵۱۴
۱۶۔ قدریہ کا پیدا ہونا	۵۱۶
۱۷۔ مرجیہ کا پیدا ہونا	۵۱۶
۱۸۔ روافض کا ظہور	۵۱۷
۱۹۔ زنا کو متعہ کے بہانے اور شراب کو نبیذ کی تاویل سے حلال کرنا اور راگ باجوں کو حلال کرلینا۔	۵۱۸
۲۰۔ مسلمانوں میں امن وامان کا اُٹھ جانا۔	۵۱۹
۲۱۔ غیر مستحق اور نالائق لوگوں کا صاحبِ حکومت ہونا۔	۵۱۹
۲۲۔ ارکانِ اسلام کے قیام میں فتورِ عظیم واقع ہونا	۵۲۰
۲۳۔ عبادات میں تشدد اختیار کرنا اور رخصتِ شرعی کو پسند نہ کرنا۔	۵۲۲
۲۴۔ آنحضرت صلعم نے دو فتنے ذکر فرمائے؛	
۱۔ خیر کے بعد شر کا ظہور اور شہادت عثمانؓ	۵۲۳
۲۔ نبوت کے بعد ملوکیت کا آنا اور واقعہ حرہ	۵۲۳
۲۵۔ آنحضرت صلعم کا عہد عثمانؓ تک نشوونما ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک صورت مقرر فرمانا پھر فتنہ سے ڈرانا۔	۵۲۵
۲۶۔ آنحضرت صلعم نے قیامت سے قبل چھ امور کا واقع ہونا ذکر فرمایا۔	۵۲۶
۲۷۔ بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی کا سبب بنے گی اور فتحِ قسطنطنیہ کے بعد دجال نکلے گا۔	۵۲۷
۲۸۔ نبوت وخلافت کے بعد ملوکیت کا ظہور اور فتنہ وفساد اور حرام چیزوں کا حلال ہونا۔	۵۲۸
۲۹۔ نبوت کے بعد مہلک تر فتنے یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گے۔	۵۲۹
۳۰۔ نیک لوگوں کا یکے بعد دیگرے دنیا سے اُٹھ جانا۔	۵۳۰
دورِ فتن کے لئے رسول اللہ صلعم کے احکام	۵۳۱
۱۔ خلیفۂ استیلاء کی اطاعت مطابق احکام شرع کرنا۔	۵۳۱
۲۔ کفر صریح اس سے صادر ہو تو بغاوت نہ کرنا۔	۵۳۱
۳۔ ایک خلیفہ کے مقرر ہونے کے بعد دوسرے	

www.kitabghar.org

مدعیِ خلافت کو قتل کرنا خواہ وہ کوئی ہو اور کیسا بھی ہو۔	۵۳۶
۴۔ زمانۂ فتن میں خلفاء نماز میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہیے؟	۵۳۷
۵۔ زمانۂ فتن میں سردار تحصیلِ زکوٰۃ میں تعدّی کریں تو اس کی کیا تدبیر ہے؟	۵۳۷
۶۔ زمانۂ فتنہ میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنا جائز ہو جاتا ہے۔	۵۳۸
۷۔ رسول اللہ صلعم سے ہجرت کی بیعت کرنے والوں کا زمانۂ فتن میں مدینہ چھوڑ کر بادیہ نشینی اختیار کرنا جائز ہوگا۔	۵۴۰
۸۔ زمانۂ فتن میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وجوب جاتا رہا۔	۵۴۰
۹۔ قریش ملک و سلطنت کے لئے لڑیں تو مالِ غنیمت کا حصہ نہ لینا چاہیے۔	۵۴۲
۱۰۔ پہلے صحبتِ خلفاء سعادت تھی مگر زمانۂ فتن میں بادشاہوں کی صحبت سے پرہیز لازم ہے۔	۵۴۲
۱۱۔ پہلے خلیفہ کا قول حجتِ شرعی تھا مگر زمانۂ فتن میں یہ بات نہیں رہی۔	۵۴۳
۱۲۔ زمانۂ فتن میں جہاد ممنوع ہو گیا۔	۵۴۵
۱۳۔ زمانۂ فتن میں اتباعِ سنت کا دو چند ثواب ملنا۔	۵۴۵
۱۴۔ زمانۂ فتن میں مر جانا زندہ رہنے سے بہتر ہوگا	۵۴۶
۱۵۔ ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا جہاد سے افضل ہے۔	۵۴۶
کچھ واقعاتِ عجیبہ جو بزبانِ حال گواہ ہیں کہ فتنۂ شہادتِ عثمانؓ کے ہوتے ہی نبوت کی برکتیں چھپ گئیں۔	۵۴۷
آنحضرت صلعم نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کو زمانہ خیر و زمانۂ شر کے مابین حدِ فاصل قرار دیا ہے۔	۵۵۲
خلافتِ راشدہ خلفائے ثلاثہ کے ساتھ ختم ہو گئی یا حضرت مرتضیٰ رضؓ کے زمانہ تک قائم رہی؟	۵۵۳
خلافتِ خاصہ کے دو وصف اور دورِ مرتضوی کا خلافتِ راشدہ میں شامل ہونا۔	۵۵۵
چند تنبیہات	۵۵۶
پہلی تنبیہہ: دنیا کی حالتوں میں تغیر کا سبب اور زمانۂ سابق و لاحق میں اختلاف کا باعث۔	۵۵۷
دوسری تنبیہہ: یہ خیال غلط ہے کہ بُرے زمانہ میں سب لوگ بُرے تھے اور عنایاتِ الٰہی تہذیبِ نفوس میں بیکار ثابت ہوئیں۔	۵۶۴
تیسری تنبیہہ: حضرت معاویہؓ افضل صحابہ میں سے تھے۔ ان سے بدگمانی اور ان کی بدگوئی کی ممانعت۔	۵۷۱
چوتھی تنبیہہ: زمانہ کے تغیر و تبدّل کے مختلف طریقے اور ان کے جداگانہ احکام۔	۵۷۴
(ا) وہ تغیر جن میں انسان کے اختیار کو کوئی دخل نہیں۔	۵۷۴
(ب) وہ تغیر جو انسان کے اپنے اختیار سے ہوتے ہیں اور ان کی تین قسمیں۔	۵۷۵
فصلِ پنجم کا مقصدِ دوم:۔	۵۷۸
اُن تغیراتِ کلیہ کا بیان جو اس امت میں واقع ہوئے علاوہ اس تغیرِ عظیم کے جو مقصدِ اول میں بیان کیا گیا۔	۵۷۸
پہلا تغیر: آنحضرتؐ کا دنیا سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانا۔	۵۷۸
دوسرا تغیر: حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات	۵۷۹
تیسرا تغیر: حضرت ذوالنورین رضؓ کی شہادت اور اس کے نتائج	۵۸۵

www.kitabghar.org

فتنۂ اول: مشتمل بر سہ حوادث، جس کی ابتداء خلافتِ علیؓ سے ہوئی۔	۵۹۲
حادثۂ اول: جنگِ جمل	۵۹۳
حادثۂ دوم: جنگِ صفین	۵۹۴
حادثۂ سوم: جنگِ نہروان	۵۹۵
ہدنۂ اول: حضرت حسنؓ و حضرت معاویہؓ کی صلح	۵۹۵
فتنۂ دوم: مشتمل بر حوادث چند (مثلاً شہادت حضرت حسینؓ، واقعہ حرہ، استحلالِ مکہ، ابن زیاد کا خروج اور مختار کا تسلط وغیرہ)	۵۹۶
ہدنۂ دوم: عبدالملک کی خلافت	۵۹۹
(ل) ایک باریک نکتہ، بنو امیہ کی تعریف اور مذمت میں متعارض احادیث۔	۶۰۱
(ب) ان متعارض احادیث میں تطبیق	۶۰۱
فتنۂ سوم: خراسان کی طرف سے بنی عباس کا خروج	۶۰۲
مذکورہ تین تغیرات پر مختصر تبصرہ و جائزہ	۶۰۲
چوتھا تغیر: خلافتِ بنی عباس کا عراق میں جم جانا۔	۶۰۴
(ل) فتنۂ احلاس، فتنۂ سراء، اور فتنۂ دہیما کا بیان۔	۶۰۵
(ب) چند احادیث کی تحقیق جن میں عباسی خلفاء کو مہدی کہا گیا ہے۔	۶۰۶
پانچواں تغیر: عجمیوں کی سلطنت	۶۰۹

www.kitabghar.org

فہرست مضامین ازالۃ الخفاء (ترجمہ اُردو)

جلد دوم ۲

مضمون	صفحہ
فصل ششم عموماتِ قرآن اور تعریضاتِ قرآن کے بیان میں	۱
علمِ حدیث طبعی اعتبار سے پانچ فن پر منقسم ہے ہر ایک کی تفصیل	۱
حدیثِ مستفیض کی تعریف	حاشیہ ۲
آیات سورۃ البقرہ	۳
حدیث دارمی، توریت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفات کا بیان	۵
حدیث بغوی، سورہ بقر کی دو آیتیں جس گھر میں تین رات تک پڑھی جائیں گی شیطان اس کے قریب بھی نہ آئے گا۔	۶
ابد، ابدالآباد۔ ازل، ازل الآزال کی تشریح	حاشیہ ۷
ازل الآزال میں نبوت محمدیہ کا ظہور بضمن صورت محمدیہ وصور جملہ افرادِ امت۔ سورۂ بقرہ کی آخر کی دو آیتوں میں اس راز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا۔	حاشیہ ۷
اس پر ایک اشکال اور اس کا جواب	۸
فضائل اعمال کی دو قسمیں اور ان کی تشریح	۹
اس اعتراض کا جواب کہ عموم کے کلمات میں یہ احتمال ہے کہ دوسرے بعض افراد مراد ہوں	۱۰
اگر کوئی متعصب یہ کہے کہ یہ سب فضائل خلفاء میں ثابت تھے مگر بعض برائیوں کے ارتکاب سے باطل ہوگئے اس کا جواب	۱۱
روایت عکرمہ، عمرؓ سے یہود کا جبریل کو اپنا دشمن بتانا وغیرہ پھر آیت مَنْ کان عدوًّا سنکر حضرت عمرؓ کا ظاہر کرنا کہ یہ گفتگو انھوں نے مجھ سے کی ہے	۱۲
حاکم کی روایت کہ میرے دو وزیر زمین پر ہیں اور دو آسمان پر۔	۱۲
حدیث بزار و طبرانی و بیہقی خیر و شر کے بارے میں جبرئیل ومیکائیل میں اختلاف اور اسرافیل کے فیصلہ کا ذکر	۱۳
واتخذوا من مقام ابراہیم مصلّٰے عمرؓ کی موافقات میں سے ہے	۱۳
عمرؓ مقام ابراہیم کو اس کی اصل جگہ پر واپس لائے جب کہ سیلاب نے اس کو اصل جگہ سے ہٹا دیا تھا	۱۴
کتابت قرآن سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے کی	۱۴
حدیث قدسی بروایت عمرؓ کہ جس کو میری یاد مجھ سے سوال کرنے سے غافل کر دے میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا	۱۶
صہیب بن وحیؓ کا ام رومانؓ زوجہ صدیق اکبرؓ سے یہ معلوم کرتے ہی کہ حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں سفر ہجرت شروع کر دینا اور ان کے پاس پہنچ جانا۔	۱۷
روایت ابوبکر صدیقؓ کہ جس قوم نے جہاد ترک کیا اللہ تعالےٰ نے ان پر عذاب عام کر دیا۔	۱۸
روایت حسنؒ کہ حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہؓ سے پوچھا کہ کتنے زمانہ تک عورت مرد سے جدا رہ سکتی ہے۔	۱۸
روایت عمرؓ کہ میں اپنے نفس کو جماع پر صرف اس لئے مجبور کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے جو اللہ کی تسبیح کیا کرے۔	۱۸
بعض علماء یہود کا عمرؓ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر باہم تذکرہ کرنا کہ یہ ہے وہ قلعہ ... اگر وہ دعا ... جو ... کر دیا ... حضرت عمرؓ کا ...	۱۹

www.kitabghar.org

قرآن کی اعظم واعدل اور ارجیٰ آیات کا بیان از ابن مسعودؓ	۲۰
ابو درداءؓ کی روایت اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمرؓ	۲۰
آیت أیودّ احدکم ان تکون لہ جنۃ الخ کے نزول کے بارے میں حضرت عمرؓ کا اصحاب سے سوال کرنا اور جواب میں بعض کے اللہ اعلم کہنے کو ناپسند کرنا	۲۰
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صدقہ لانے کا حکم دینا اس پر حضرت عمرؓ کا اپنے مال کا نصف مزدوروں کے سر پر رکھوا کر لانا اور ابوبکرؓ کا کل مال لے آنا اور سِرًّا آپ کی خدمت میں پیش کرنا	۲۲
اس امر کا بیان کہ سفر میں اگر اونٹ کی مہار ہاتھ سے چھوٹ جاتی تو اس کو ابوبکرؓ خود اٹھاتے تو کسی دوسرے سے اٹھانے کیلئے نہ فرماتے	۲۲
عبداللہ بن عمرؓ کسی سے سوال نہ کرتے اور جب انکو دیا جاتا رد نہ کرتے سالم بن عبداللہ کا اسکی وجہ بیان کرنا	۲۳
شحّ کی تعریف اور شح وبخل کا فرق	حاشیہ ۲۳
ابوبکرؓ کی روایت کہ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی دعا کو سنے اور اسکی بےچینی کو زائل کرے تو اس کو چاہیئے کہ تنگدست مقروض کو مہلت دے اور اس سے کچھ چھوڑ بھی دے	۲۳
آیات سورۂ آلِ عمران	۲۴
خلافت خاصہ کی حقیقت بیان کرنے والی آیات اور انکی تشریح	۲۴
آیات اِنَّ فی خلق السمٰوٰت الخ (۳ : ۱۹۰ - ۱۹۵) مہاجرین اولین کے فضائل میں نازل ہوئیں	۲۴
غزوۂ بدر کبریٰ اور غزوۂ بدر صغریٰ کا بیان	حاشیہ ۲۴
مکہ پر حملہ کی تیاری کے زمانے میں حاطب بن ابی بلتعہ سے لغزش	حاشیہ ۲۸
بصرے کے رہنے والے ایک شخص صبیغ کو جس نے تشابہات قرآن کے بارے میں لوگوں سے سوالات کرکے فتنہ پھیلانا شروع کیا تھا حضرت عمرؓ کا بُلا کر پیٹنا وغیرہ	۲۹
مسئلہ خلق قرآن پر ایک اجمالی بیان	۲۹
ایک شخص کا عمر بن الخطابؓ سے یہ سوال کرنا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق	۳۰
خلافتِ راشدہ کے مکملات میں سے ہے کہ امت پر آنیوالی بلائیں اسکی دعا سے دفع ہوں۔	۳۱
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے مخاطب خواص صحابہ ہیں مقولۂ عمرؓ	۳۱
گناہ پر اصرار کا مطلب	۳۲
حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر امیر الشاکرین ہیں	۳۳
ایک تفسیری نکتہ ایک شے کو یاد دلایا جاتا ہے دوسری شے کے ذکر سے	۳۳
فنحاص یہودی کا یہ کہنا کہ تمھارا رب فقیر ہو گیا اس پر ابوبکرؓ کا اسکو مارنا وغیرہ	۳۴
غزوۂ حمراء الاسد کا ذکر	حاشیہ ۳۵
آیات سورۂ نساء	۳۷
زیدؓ بن ثابت کا قول کہ عرب اخوین کو بھی اخوۃ کہتے ہیں	۴۰
یہ ارشاد کہ زید بن ثابت میری امت کا بڑا ماہر فرائض ہے بڑا معجزہ ہے	حاشیہ ۴۱
قول عمرؓ کہ پھوپھی کا حال عجیب ہے مورث بنتی ہے وارث نہیں بنتی	۴۱
جس نے فرائض میں سب سے پہلے عول کا طریقہ نکالا حضرت عمرؓ تھے	۴۲
عمرؓ کا مہروں میں مبالغہ کرنے سے عورتوں کو منع کرنا اور ایک عورت کا اس پر معارضہ کرنا اور آپ کا اعتراف کرنا کہ ایک عورت مجھ پر غالب آگئی	۴۳
حضرت عمرؓ کا خطبہ میں بیان کرنا کہ نکاحِ متعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے	۴۴
متعہ کے معنی اور اسکی حلت وحرمت پر مختصر نوٹ	حاشیہ ۴۴
قول عمرؓ کہ قیامت کے قریب سب سے پہلے امانت اٹھائی جائے گی اور باقی رہنے والی چیزوں میں سے آخری چیز نماز ہوگی	۴۶
حضرت عمرؓ کا ایک منافق کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا تھا قتل کر دینا۔	۴۷
سفر میں نماز کے قصر کا حکم کفار سے اندیشہ کی بنا پر ہوا تھا لیکن جب پورا امن ہو گیا تو یہ حکم کیوں نہیں بدلا حضرت عمرؓ کی طرف سے اسکا جواب	۴۸
گناہ سے استغفار کا طریقہ	۴۸
حضرت عمرؓ کا دیکھنا کہ ابوبکرؓ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں اور اسپر مکالمہ	۴۸

www.kitabghar.org

من یعمل سوءً یجز بہ الخ سنکر حضرت ابوبکرؓ کا برا حال ہو جانا اور آنحضرتؐ کا تسلی دینا ۴۹

آیات سورہ مائدہ ۵۱

اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا کہ ایک جماعت کلمۂ اسلام پڑھنے والوں کی مرتد ہو گی اور وعدہ فرمایا کہ محبین اور محبوبین کی ایک جماعت کو جو کہ ایسی ایسی صفات ہونگی ہم لائینگے ۵۲

آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول پر عمرؓ کے رونے کا ذکر الخ ۵۳

فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موزوں پر مسح کرنا اور عمرؓ کا اس کے بارے میں استفسار کرنا ۵۴

حضرت علیؓ کا اور ابن مسعودؓ و حسنؓ و حسینؓ کا وارجلکم کو بفتح لام پڑھنا اور فرمانا کہ یہ عرب کے اسلوب میں سے ہے۔ ۵۳

عائشہؓ کا قول کہ ابوبکرؓ نے میرے اتنے زور سے مکا مارا کہ مجھے موت کا مزا آ گیا کہ میں نے ہار کی وجہ سے سفر رکوا کر لوگوں کو پریشان کر دیا ۵۴

یہود بنی نضیر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنانا اور آپ کا بچ کر نکل جانا ۵۵

حضرت عمرؓ کا سحت کی تشریح فرمانا نیز حضرت علیؓ کا ارشاد ۵۵ حاشیہ

عمرؓ کا مدعی و مدعا علیہ کو دو مرتبہ سامنے کھڑا کر کے لوٹا دینا پھر تیسری مرتبہ بلا کر فیصلہ کرنا اور دو مرتبہ لوٹانے کی وجہ بیان کرنا ۵۶

ابو موسیٰ کا اپنے کاتب کے حق میں بوجہ ان کے نصرانی ہونے کے مسجد میں داخل ہونے سے عذر کرنا اور نصرانی کاتب رکھنے پر حضرت عمرؓ کا ناراض ہونا۔ ۵۶

قتادہ کا قول ہے کہ تمام عرب میں مکہ بجز تین شہروں یعنی مکہ و مدینہ اور جواثا کے ارتداد پھیل گیا تھا۔ ۵۶

قتادہ کا قول کہ ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ سے ابوبکر اور ان کے اصحاب مراد ہیں ۵۷

عمر بن الخطابؓ کا دعا کرتے رہنا کہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل کر دیجئے اسکے بعد مختلف آیات کے نزول کا ذکر ۵۸

شراب کے ام الخبائث ہونے کی تائید میں حضرت عثمانؓ کا ایک عابد کا قصہ بیان کرنا جو ایک بدکار عورت کے ساتھ مبتلا ہو گیا ۵۹

شرابخوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھوں سے جوتوں سے یا لاٹھیوں سے پیٹے جاتے تھے ابوبکرؓ نے مشورہ کیا ... ۵۹

حضرت عمرؓ کا محرم کے لئے اوپر ہرن کے شکار کرنے کی جزا مشورہ عبدالرحمٰن ابن عوف ایک بکری تجویز کرنا مشورہ کرنے پر جنایت کرنیوالے کا اعتراض اور آپ کا جواب ۶۱

ابوذرؓ کی روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز میں ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رہے پھر اسکے بارے میں آپ سے سوال کرنا ۶۲

آیات سورۃ الانعام ۶۴

آیت لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم کا مطلب عبداللہ بن مسعود کی طرف سے ۶۴ حاشیہ

فطری علوم اجمالیہ کا مفہوم ۶۵ حاشیہ

محدثیت کے معنی ۶۷ حاشیہ

سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت کہ مشرکین نے ہم سے فلاں فلاں کے نکال دینے کا مطالبہ کیا تھا جس پر آیت ولا تطرد الذین الخ نازل ہوئی ۶۹

حضرت عمرؓ کا ام کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کی وجہ کا لوگوں سے بیان کرنا ۶۹

حضرت عمرؓ کا حرج کے لفظ پر زبر پڑھنا اور بنی کنانہ کے چرواہے سے اس کے معنی کی تصدیق کرانا ۷۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مع علیؓ و ابوبکرؓ منیٰ میں پہنچ کر تبلیغ اسلام کرنا اور مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ، مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک کو دعوت دینا اور ان کا قبول کرنا ۷۱

حدیث ابن عباس کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اس امت میں ایسی قوم ہوگی جو رجم کا اور دجال کے ظہور کا اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا اور عذاب قبر کا اور شفاعت کا انکار کریگی وغیرہ ۷۲

آیات سورۃ الاعراف ۷۳

موسیٰ علیہ السلام کی درخواست اکتب لنا فی ہذہ الدنیا الخ کا مفہوم ۷۳ حاشیہ

عمرؓ کا ایک اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دینا، پھر اسکی نسل میں سے کوئی بچہ خریدنے کا ارادہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا ۷۵

قول عمرؓ ایک شخص کے مسرف بننے کے لئے کافی ہے کہ جس چیز کی خواہش ہو اسکو کھانے لگے ۷۶

عمرؓ کے مجروح ہونے پر کعب احبار کا رونا اور کہنا کہ اگر امیر المؤمنین دعا کریں تو اللہ تعالیٰ موت کو مؤخر کر دے گا وغیرہ ۷۶

آیات سورۃ الانفال ۷۹

جنگ بدر کے موقع پر شیخین کی صحابت رائے کا ظہور ۸۲

www.kitabghar.org

جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقبل قبلہ ہو کر دعا کرنا اور ابوبکر کا قرابت کی بشارت دینا ۸۴
اساریٰ بدر سے فدیہ قبول کرنے کا واقعہ ۸۵
فرشتے نے گھوڑے سے جنگ بدر میں ایک مشرک کے قتل کیا اور آنحضرتؐ کا فرمانا کہ یہ تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا ۸۶
سوس اور جندی شاپور کے خمس سے بطیب خاطر حضرت علی نے اپنی دستبرداری کا قصہ بیان کیا حضرت عباس کے خلاف کا ذکر ۸۸
خمس کے خمس میں اہل بیت کا حصہ لگانے کی حکمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعبیر ۸۸
جس دسترخوان پر شراب پی جاتی ہو اس پر کھانا کھانے کی ممانعت ۸۹

آیات سورۃ التوبہ

"ثانی اثنین" پر ایک مختصر مقالہ حاشیہ ۹۱
سابقون واولون سے کیا مراد ہے ۹۴
مثانی مئین اور سبع طوال کی تشریح حاشیہ ۹۶
ابوبکرؓ کو امیر الحج بنانا اور ان کے پیچھے رسول اللہ صلعم کا علیؓ کو سورۃ برأۃ دیکر بھیجنا ۹۸
بعض رواۃ سے جو چوک ہوئی جو یہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کو امارت حج سے واپس لوٹایا تھا۔ تحقیق واقعہ ۹۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سنکر کہ ایک اعرابی نے ان اللہ بریٌ من المشرکین ورسولہٗ کو رسولہٖ پڑھا اور کہا کہ اگر اللہ اپنے رسول سے بیزار ہو گیا تو میں بھی رسول سے بیزار ہوا۔ اس کو بلانا اور حکم نافذ کرنا کہ وہی شخص قرآن پڑھائے جو عالم لغت ہو اور پھر ابوالاسود کو حکم دیا انھوں نے علم نحو ایجاد کیا۔ ۱۰۰
مجوس کے ساتھ وہ برتاؤ کرنے کا حکم جو اہل کتاب کیساتھ کیا جاتا ہے ۱۰۱
جس مال کی زکوٰۃ ادا ہوتی رہے وہ اگر زمین میں گاڑ کر رکھا گیا ہے پھر بھی کنز نہیں ہے۔ ۱۰۱
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عازب سے سفر حج کی سرگزشت بیان کرنا ۱۰۲
حضرت عمر کا ضبہ بن محصن سے اس رات کی سرگزشت سنانا جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور میں لے گئے تھے اور اس دن کا حال بیان کرنا جس میں بعد وفات رسول اللہ صلعم آپ سے مرتدین کے مقابلہ پر غایت استقامت کا ظہور ہوا ۱۰۴
ابوبکرؓ کا یہ ارشاد کہ غار والی رات کے بعد میرے دل میں کسی چیز کا خوف داخل نہیں ہوا۔ ۱۰۵
عمرو بن حارث کی روایت کہ ابوبکرؓ آیت اذ یقول لصاحبہ لاتحزن سنکر رونے لگے اور فرمایا کہ واللہ وہ آپ کا صاحب میں ہی تھا ۱۰۶
انسؓ کی روایت کہ مدینہ کے راستہ میں لوگ ابوبکرؓ سے پوچھتے تھے کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے ۱۰۷
فانزل اللہ سکینتہٗ علیہ کی تفسیر علیٰ ابی بکر ہے ۱۰۷
ذوالخویصرہ تمیمی کا تقسیم صدقات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخانہ خطاب کرنا اور آپ کا حضرت عمرؓ کو اس کے قتل سے منع کرنا اور اس کے ہم مشرب لوگوں کا حال بیان فرمانا اور ان میں نمایاں شخص ہوگا اسکا حلیہ ظاہر فرمانا پھر ابوسعید خدری کی شہادت کہ علیؓ کا مقابلہ کرنیوالوں میں اسی صفت کے ایک شخص کی لاش کا میں نے مشاہدہ کیا ۱۰۸
عمر رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی کا جزیہ بند کیا ہو گیا تھا بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دینا اور یہ فرمانا کہ انما الصدقات للفقراء میں فقراء سے معذورین اہل کتاب مراد ہیں۔ ۱۰۹
ایک منافق کا ابو درداؓ کی توہین کرنا اور اطلاع ہونے پر عمرؓ کا اسکو پکڑ کر گلا گھونٹنا اور کھینچکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لانا ۱۱۰
عمر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ بن ابی منافق پر نماز جنازہ اور استغفار سے روکنے کی کوشش کرنا اور اپنی اس جرأت پر تعجب کا اظہار کرنا ۱۱۱
والسّٰبقون الاوّلون من المھٰجرین والانصار الآیہ میں عمر رضی اللہ عنہ کا ابی بن کعب کی قرارت کی طرف رجوع کرنا ۱۱۲
محمد بن کعب قرظی کا آیت قرآن سے یہ ثابت کرنا کہ تمام صحابہ مغفور ہیں ۱۱۲
عمر رضی اللہ عنہ کا جمع قرآن کا عزم کرنا اور اعلان کرنا کہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کا کچھ حصہ حاصل کیا اس کو ہمارے پاس لے آئے اور جو حصہ لایا جاتا تھا اس پر دو گواہ کی شہادت لیجاتی تھی ۱۱۳
جمع قرآن کے دوران میں حضرت عمرؓ کی شہادت ہو گئی اسکے بعد عثمانؓ نے ویسا ہی اعلان کیا اور وہ دو گواہوں کی شہادت کے بعد قبول کرتے تھے ۱۱۳
خزیمہ بن ثابت کا آکر عثمانؓ سے یہ کہنا کہ تم نے دو آیتیں ترک کر دیں ان کو نہیں لکھا یعنی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ الخ حضرت عثمان نے خزیمہ کے مشورے سے ان کو سورۂ براۃ کے آخر میں لکھا ۱۱۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی کسی پرانی تحریر سے نقل کرنے سے مقصد رسم الخط کو دیکھنا اور اسکے مطابق نقل کرنا تھا — حاشیہ ۱۱۲ و ۱۱۴

جو لوگ آپس میں اللہ کے واسطے محبت کرتے ہیں بغیر مال اور نسب وغیرہ کے ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرتے ہیں — ۱۱۶

آیات سورۃ ہود

افمن کان علی بینۃ من ربہ میں بینہ سے خیر و شر کا علم اجمالی مراد ہے — ۱۱۷

جب نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی تو اس سے پہاڑ پر اترنے کے بعد زمین کا حال معلوم کرنے کے لیے کوّے اور کبوتر کو بھیجنے کا قصہ — ۱۱۸

ایسے شخص کے متعلق جو عورتوں کی طرح اپنے سے مقاربت کراتا تھا ابوبکر صدیقؓ کا مشورہ صحابہ آگ سے پھونک دینے کا حکم حضرت خالد کو بھیجنا پھر عبداللہ ابن الزبیرؓ اور ہشام کا بھی ایسے لوگوں کے ساتھ یہی معاملہ کرنا — ۱۱۹

ابوالیسر کا ایک گناہ میں مبتلا ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنا اور سخت پشیمان ہونا۔ اس پر آیت اقم الصلوٰۃ الخ (۱۱:۱۱۴) کا نازل ہونا — ۱۲۰

قول عثمانؓ ان الحسنٰت یذھبن السیئات میں حسنات سے مراد پانچوں وقت کی نمازیں ہیں اور الباقیات الصالحات سے مراد لا الٰہ الا اللہ سبحن اللہ اور اللہ اکبر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے — ۱۲۰

آیات سورۃ یوسف — ۱۲۱

حضرت عمرؓ کا یہ بیان کہ میں یہود سے توریت کا ایک حصہ لکھوا کر لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ ناراض ہو گئے پھر عمرؓ نے معافی چاہی۔ — ۱۲۳

کوفہ میں ایک شخص کتب دانیال پڑھا کرتا تھا اس کو حضرت عمرؓ نے بلا کر درّے مارے اور اس کو ہدایت کی کہ اس سب کو جلادے — ۱۲۳

عمرؓ کا ایک شخص کو لیسجننہ پڑھتے ہوئے سننا اور اسکو بتانا کہ لیسجننّہ پڑھے اور ابن مسعودؓ کو ہدایت بھیجنا کہ لوگوں کو قرآن لغت ہذیل پر نہ پڑھائیں بلکہ لغت قریش پر پڑھائیں۔ — ۱۲۴

ایک شخص کا عمرؓ سے اپنا تعارف "ابن الاخیار" سے کرانا۔ آپ کا فرمانا کہ کیا تو یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے؟ الخ — ۱۲۴

عمرؓ کا ابوہریرہ کو بحرین پر عامل بنانا اور پھر برخاست کرنا اور بارہ ہزار درہم کا تاوان ڈالنا پھر اس کے بعد کسی جگہ عامل بنانے کیلئے بلانا تو انکا انکار کرنا اور معذرت کرنا — ۱۲۴

آیات سورۃ الرعد — ۱۲۵

الحسنٰی ایسا کلمہ ہے جو تمام خیرات یعنی نعمتوں پر حاوی ہے — ۱۲۶

تذکر کے معنی ہیں نصیحت قبول کرنا اور علم حق سے مہذب ہونا اور وہ بغیر عمل کی صحت کے میسر نہیں ہوتا — ۱۲۷

ہر انسان کے ساتھ فرشتوں کی تعداد کا بیان — ۱۲۸

شرک خفی کا چیونٹی کے پاؤں کی آواز سے بھی زیادہ مخفی ہونا — ۱۳۰

شرک خفی و جلی سے بچانے والی دعا اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم بہ الخ — ۱۳۱

درخت طوبیٰ کی تعریف — ۱۳۱

مسلمان اور منافق کے نظریات کا فرق — ۱۳۲

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں زہری کی ایک روایت — ۱۳۲

آیات سورۃ ابراہیم — ۱۳۳

عدی بن حاتم کی روایت مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ کی تفسیر میں — ۱۳۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ سے منکر نکیر کی صورت اور مردہ کو خوف زدہ کرنے کا ذکر کرنا اور عمرؓ کا یہ دریافت کرنا کہ میرا بھی حال ہوگا جواب ہے یا دوسرا؟ آپ کا فرمانا کہ یہی حال ہوگا تو عمرؓ کا کہنا کہ انشاء اللہ میں ان سے نمٹ لوں گا۔ — ۱۳۶

عمرؓ کا دو خاندانوں بنو المغیرہ اور بنو امیہ کو افجران من قریش فرمانا یعنی دو بدکردار خاندان قریش میں کے۔ — ۱۳۶

آیات سورۃ الحجر — ۱۳۷

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ وہ قرآن کو تغیر و تبدل اور نسیان سے محفوظ رکھے گا اور اسکا مطلب — ۱۳۷

بنو تیم و بنو عدی و بنو ہاشم میں اسلام سے پہلے کینہ تھا وہ اللہ نے محبت سے بدل دیا حضرت علی کا ابوبکر کے پہلو کو اپنے ہاتھ سے سینکنا۔ — ۱۳۸

بعض سورتوں کو مثانی کہنے کی توجیہ ضحاک کی طرف سے — ۱۳۸

آیات سورۃ النحل — ۱۳۸

مہاجرین اولین کو دنیا میں حسنہ مل جانے سے آخرت کے اجر عظیم پر استدلال — ۱۴۱

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

رسول اللہ کا ارشاد کہ جس نے اللہ کے سامنے عاجزی کی وہ اسکو سربلند کریگا اور جس نے تکبر کیا وہ اسکو ذلیل کردیگا ۱۴۰
علم نحو کے سعنہ کی تحقیق عمرؓ کی جانب سے اور ایک اعرابی کے قول سے اس کی تائید۔ شاہ صاحب کی طرف سے توضیح مزید ۱۴۲
آیات سورۃ بنی اسرائیل ۱۴۳
دعوت الی الحق کے لیے کلام میں نرمی اور تحمل ضروری ہے ۱۴۴
ام ہانی کی روایت لیلۃ الاسراء کے متعلق تفصیلات ″
قریش کی ایک جماعت سے جن میں مطعم بن عدی اور عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ تھے لیلۃ الاسراء کی سرگذشت بیان کرنا اور مطعم وغیرہ کا انکار اور تکذیب کرنا، حضرت ابوبکرؓ کا مطعم کو جھڑکنا اور آپ کی تصدیق کرنا پھر آپ کا بیت المقدس کا نقشہ بیان کرنا اور قریش کے قافلوں کا حال بتانا وغیرہ ۱۴۶
بیت المقدس پہنچ کر حضرت عمرؓ کا اسی جگہ نماز پڑھنا جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ ۱۴۸
عائشہؓ کی روایت کہ لیلۃ الاسراء کے حالات سنکر بہت سے لوگ مرتد ہونے لگے تھے۔ ابوبکرؓ نے ان لوگوں کو سمجھایا اور آپ کی تصدیق کرتے رہے۔ اسی وقت سے ابوبکرؓ کو صدیق کہا جانے لگا۔ ۱۴۸
توسیع مسجد نبوی کے لئے عمرؓ کا عباسؓ سے ان کا مکان لینے کی کوشش کرنا اور ان کا انکار پھر عباسؓ کا خود اس کو مسجد میں شامل کردینا ۱۴۹
بیت المقدس کی تعمیر کا واقعہ ۱۵۰
سلیمانؑ کا حق تعالےٰ سے تین باتوں کا سوال کرنا اور ان کی دعا کا مقبول ہونا ۱۵۱
نیا کپڑا پہن کر کیا کلمات کہے جائیں۔ ۱۵۱
شام کے ایک قاضی کا حضرت عمرؓ سے اپنا خواب بیان کرنا اور آپ کا اس کو سنکر قاضی کو معزول کردینا۔ ۱۵۱
بعد شہادت عثمانؓ کے عبداللہؓ بن عباس کا علیؓ کو مشورہ دینا کہ تم خلافت سے الگ رہنا ۱۵۲
عمرؓ کا چوپاوں کے منہ پر مارنے سے منع کرنا کہ وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں ۱۵۲
ابوبکرؓ کا ارشاد کہ جب شکار پکڑا جاتا ہے اور درخت اکھاڑا جاتا ہے اس کی تسبیح ضائع ہوجاتی ہے۔ ۱۵۲
سورۂ تبت کے نزول کے بعد ابولہب کی بیوی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آنا اور آپ کا اس کو نظر نہ آنا اور اس کا ابوبکرؓ کی مدح کرنا ۱۵۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں حکم بن ابی العاص کی اولاد کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود کرتے دیکھنا ۱۵۲
الشجرۃ الملعونۃ کی تفسیر حکم اور اس کی اولاد ہے ۱۵۳
عمرؓ نے لدلوک الشمس کی تفسیر لزوال الشمس کی ۱۵۲
سلطاناً نصیرا کی تفسیر از عمر بن الخطابؓ آپ کا یہ قول کہ قرآن میں اس سے زیادہ باعظمت کلمہ کوئی نہیں لایا گیا ۱۵۳
قراءت میں ابوبکرؓ کا پست آواز اور عمرؓ کا بلند آواز رکھنا۔ دونوں کا اپنا اپنا خیال بیان کرنا۔ پھر بعد نزول آیہ ولا تجہر بصلوتک الخ عمر کا آواز کو نیچا اور ابوبکرؓ کا اونچا کرنا ۱۵۴
آیات سورۃ الکہف ۱۵۴
مالدار لوگوں کے ساتھ اتنی ہی مجالست رکھو جتنی دعوت تبلیغ کے لئے ضروری ہو ۱۵۵
باقیات الصالحات سے ذکر اللہ مراد ہے ۱۵۵
کسی کا نام "ذوالقرنین" سنکر حضرت عمرؓ کا ارشاد کہ فرشتوں کے ناموں کے بارے میں کیا ارادہ ہے ۱۵۶
آیات سورۃ مریم ۱۵۶
حسب کی بہتری اور جاہ کی زیادتی اور اعوان و انصار کی کثرت فضیلت کا مدار نہیں ہیں ۱۵۹
قیصر روم کا عمر بن الخطاب کو لکھنا کہ ہمارے ایلچی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے یہاں ایک ایسا درخت ہوتا ہے جسکی ایسی اور ایسی صفات ہیں اور عمرؓ کا جواب ۱۶۰
دو شخصوں کا غسل کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنے پر عمرؓ کا اظہار ناپسندیدگی ۱۶۰
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت دعاء عہد نامہ اللّٰہم فاطر السموات

www.kitabghar.org

والارض عالم الغیب والشہادۃ ہوالرحمٰن الرحیم انی اعہد الیک الخ کے متعلق ۱۶۱

آیات سورۃ طٰہٰ ۱۶۱

موسیٰ علیہ السلام کا حق تعالیٰ سے ان چیزوں کو طلب کرنا جن کے بغیر نبوت کے کاموں کو سرانجام نہیں دیا جا سکتا ان کا مفصل بیان ۱۶۲

انسؓ کی روایت سے عمرؓ کے اسلام لانے کا مفصل واقعہ ۱۶۳

آیات سورۃ الانبیاء ۱۶۵

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا الخ (۲۱: ۱۰۵) میں لفظ ارض سے مرادِ باری تعالیٰ پر شاہ صاحبؒ کی تحقیق ۱۶۵

بخت نصر کا خواب دیکھ کر بھول جانا پھر کاہنوں سے خواب اور اسکی تعبیر دریافت کرنے کا قصہ بروایت ابن عباسؓ ۱۶۵

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کو حضرت ابوبکرؓ کا سنبھالنا ۱۶۷

علیؓ کا قول کہ ان الذین سبقت لہم (۲۱: ۱۰۱) عثمانؓ اور انکے اصحاب ہیں ۱۶۸

آیات سورۃ الحج ۱۶۸

از عبید بن عمر۔ حضرت عمرؓ کی ایک قافلہ سے ملاقات۔ ہیر پھیر کی باتوں سے جو آپ نے ایک نوجوان نے کی تھیں ناپسندیدگی کا اظہار ۱۷۱

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مواخاۃ کرنا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور حضرت عثمانؓ و عبد الرحمٰن بن عوفؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہم اصحاب کے درمیان اور ہر ایک کے حق میں کچھ کلمات ارشاد فرمانا ۱۷۳

علیؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ میں نے تم کو صرف اپنی ذات کے لئے پیچھے رکھا کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کیلئے ہارون تھے الخ ۱۷۵

حضرت علیؓ کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وراثت انبیاء کی تشریح کرنا ۱۷۶

آیات سورۃ المومنون ۱۷۶

نزولِ وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے قریب مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز کا مسموع ہونا ۱۷۷

ظاہری تواضع کی مذمت جب دل میں نفاق ہو ۱۷۸

عبد اللہ بن زبیرؓ کا نماز میں گڑی ہوئی لکڑی کی طرح کھڑا ہونا۔ ابوبکرؓ کا معمول بھی اسی طرح ہونا ۱۷۸

حضرت ابوبکرؓ کا ام رومانؓ (والدۂ عائشہؓ) کو نماز میں ادھر ادھر ہلنے کی وجہ سے سختی کے ساتھ ڈانٹنا اور یہ فرمانا کہ عبادت میں اس طرح ادھر ادھر جھکنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے جھکنے کے مشابہ فرمایا ہے۔ ۱۷۷

ایک عورت کا اپنے غلام سے مباشرت کرنا۔ اس پر عمرؓ کا فیصلہ ۱۷۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ الخ (۲۳: ۱۲ تا ۱۴) سنکر عمرؓ کا بیساختہ تبارک اللہ احسن الخالقین کہنا اور آنحضرتؐ کا فرمانا اسی پر یہ آیت ختم ہوئی جو تم نے کہا۔ ۱۷۹

حضرت عمرؓ کا سراقہ بن مالک کو کسریٰ بن ہرمز کے کنگن بخشدینا ۱۷۹

ارشادِ نبویؐ کہ ہر حسب و نسب قیامت کے دن ٹوٹ جائے گا بجز میرے حسب و نسب کے ۱۷۹

نماز میں پڑھنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کو اس دعا کی تعلیم اللّٰہم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً الخ ۱۸۰

آیات سورۃ النور ۱۸۰

اگر کوئی شخص زید کو دکھ پہنچائے اور اس وجہ سے زید اس پر اپنا مال خرچ نہ کرے تو وہ بالاتفاق گنہگار نہیں ہوگا ولا یأتل کا حکم ابوبکرؓ کے لئے خاص ہے۔ ۱۸۱

اولئک مبرؤن الخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبرؓ اور حضرت عائشہؓ و صفوان بن معطل سب کے داخل ہونے کی توضیح ۱۸۱

تہمت لگانے والوں کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو خود کاذب قرار دیں ۱۸۲

مغیرہ بن شعبہؓ پر تہمت کے سلسلہ میں ابوبکرہ کا اپنی تکذیب سے انکار کرنا اور اسی وجہ سے عمرؓ کا کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرنا ۱۸۲

حضرت عائشہؓ کا ان واقعات کو بیان کرنا جو ان کی بے گناہی کے نازل ہونے کے وقت گھر کے اندر پیش آئے تھے ۱۸۲

ابوبکرؓ کا مسطح کی امداد سے دست کش ہو جانا اور بعد نزولِ آیت ولا یأتل اولوا الفضل منکم پھر جاری کر دینا ۱۸۳

نکاح کرنے کے بعد غنی ہو جانا ۱۸۴

روغن زیتون کی فضیلت ۱۸۵

تقریباً بیس سال مسلمانوں کا شب و روز ہتھیار بند رہنا اور آپ کا ایسے زمانے کی خبر دینا جب کہ کوئی خوف باقی نہ رہے گا اور اسکا ظہور ۱۸۵

www.kitabghar.org

آیات سورہ فرقان ۱۸۶

قرآن مجید فرضی شبہات پر کلام نہیں کرتا اور سوالات مقدرہ اور احتمالات بعیدہ پر متوجہ نہیں ہوتا۔ فریق اہل نجات اور فریق اہل ضلالت کی جو صفات بالمقابل ذکر کی گئی ہیں وہ سب وہی ہیں جو اس وقت فریقین میں موجود تھیں ان کی تفصیلات ۱۸۷

ہشام بن حکیم کے ساتھ سورۂ فرقان کی قرارت پر حضرت عمر کا جھگڑنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھینچ کر لانا۔ ۱۸۸

"صہر" سے مراد اختان ہیں یعنی داماد۔ ختن کے معنی حاشیہ ۱۸۹

آیات سورہ شعراء ۱۸۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسان بن ثابت کو قریش کی لڑائیوں اور ان کے حسب کا علم حاصل کرنے کے لئے ابوبکرؓ سے ملنے کی ہدایت کرنا ۱۹۱

ابوبکرؓ کا وصیت تحریر کرنا عمرؓ کی خلافت کے لئے ۱۹۱

آیات سورۃ النمل ۱۹۱

آیات سورۃ القصص ۱۹۲

آیات سورہ عنکبوت ۱۹۴

اول جن لوگوں نے اسلام ظاہر کیا سات تھے ۱۹۶

سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کا مع اپنی زوجہ حضرت رقیہ کے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ لوط اور عثمان و رقیہ کے درمیان کوئی مہاجر نہیں ہوا ۱۹۷

مکڑیوں کا وہاں غار پر جالا تننا ۱۹۷

عمرؓ کا اہل کتاب سے کتاب کا ایک حصہ لکھوا کر لانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانا اور آپ کی ناراضی پر ایک انصاری کا ان کو متنبہ کرنا ۱۹۷

جامع اور فواتح کا مطلب حاشیہ ۱۹۷

آیات سورہ روم ۱۹۸

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ایک قراءۃ میں غَلَبَتْ بصیغۂ معروف اور سَیُغْلَبُوْنَ بصیغۂ مجہول ہے اس کے معنی کی تشریح ۱۹۸

ابوبکرؓ کا مشرکین سے مدت فتح روم کے سلسلہ میں ۹ سال کی شرط منظور کرلینا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو غلطی پر متنبہ کرنا ۱۹۸

عمرؓ کا اصحاب سے امتحاناً سبحان اللہ کے معنی پوچھنا حضرت علیؓ کا تشریح فرمانا اور عمرؓ کا اس کی تصدیق کرنا ۱۹۹

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مقتولین بدر سے تین دن کے بعد جب ان کے جسم سڑنے لگے تھے آکر ان سے خطاب کرنا اور عمرؓ کا اس پر گفتگو کرنا ۱۹۹

آیات سورۂ لقمان ۲۰۰

آیات سورہ الٓمٓ السجدہ ۲۰۱

صنعت استخدام کا ذکر اس کے معنی کی تشریح حاشیہ ۲۰۱

وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا (۳۲:۲۴) میں ایک اشارہ خفیہ اس کی طرف ہے کہ اس امت میں سے بھی ایک جماعت کو امام بنایا جائیگا ولے ہر دیدہ کہ ببیند خشکار چشم بازست ایں ۲۰۲

آیات سورہ احزاب ۲۰۲

عمرؓ کا ارشاد کہ اس امت کی ایک قوم رجم کا انکار کریگی ۲۰۴

غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کے وقت ایک سخت چٹان پر کدال مارتے وقت ایک روشنی کے ظاہر ہونے کا قصہ ۲۰۴

عائشہ بنت طلحہ کا اپنی خالہ اسماء سے اپنی فضیلت پر جھگڑنا اور ام المومنین عائشہ کا ان میں فیصلہ کرنا ۲۰۶

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نفقہ پر ازواج کے مطالبہ کا قصہ، عمر رضی اللہ عنہ کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنبھالنے کی کوشش کرنا ۲۰۷

جہاد اور صدقات وغیرہ جملہ اعمال خیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ کو معیار افضلیت قرار دینا ۲۰۸

ام ہانی بنت ابی طالب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح دینا اور ان کا عذر نہ کرنا۔ پھر ان کے اظہار آمادگی کے بعد آپ کا عذر کرنا ۲۰۹

عمرؓ کے پردۂ امہات المومنین پر بار بار اصرار کے واقعات ۲۰۹

ابن مسعودؓ کا قول کہ عمرؓ کو چار باتوں میں تمام اصحاب پر فوقیت ہے ۲۱۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکرؓ سے ایک خاص درود کی بہت بڑی فضیلت کا ذکر فرمانا ۲۱۰

حضرت عمرؓ کا آیت والذین یؤذون المؤمنین سے گھبرا کر ابی بن کعب سے دریافت کرنا اور ان کا تسلی دینا	٢١٢
عمرؓ بن الخطاب کا کسی شخص کے بارے میں اظہار بغض کرنا اور پھر اس سے معافی مانگنا	٢١٢
آیات سورۂ سبا	٢١٣
اس شبہ کا ازالہ کہ مال و اولاد کی زیادتی سبب افضلیت ہے جو موجب نجات اُخروی ہے۔	٢١٣
عمرؓ کا ایک شخص سے یہ دعا سننا کہ یا اللہ مجھے قلیل میں سے کر دے الخ	٢١٤
آیات سورۂ فاطر	٢١٥
عمر رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ کلمات حکمت	٢١٦
تخشع اور تخشی کے معنی کا فرق	حاشیہ ٢١٧
آیات سورۂ یٰسٓ	٢١٨
غیر انبیاء میں سے بھی ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو کلمۂ حق کو قلب کی شہادت سے پہچان لیتی ہے۔	٢١٨
سورہ یٰسٓ کو مُعِمّۃ فرمایا گیا۔ اس کی وجہ	حاشیہ ٢١٩
عروہ بن مسعود ثقفی کو قتل ہونے کی خبر دینا اور آنحضرت صلعم کا ان کو صاحب یٰسٓ کے مشابہ فرمانا	٢١٩
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور تمثیل ایک بیت غلط پڑھنا اور ابوبکرؓ کا بتانا کہ یہ اسطرح ہے اور پھر دوبارہ اسی طرح پڑھ دینا الخ	٢٢٠
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عباس بن مرداس کو اس کا شعر یاد دلاتے ہوئے اس کے الفاظ کو آگے پیچھے پڑھ دینا	٢٢٠
آیات سورۂ والصّٰفّٰت	٢٢٠
آیات سورۂ صٓ	٢٢١
مفسرین کا قول کہ عمومات قرآن میں مراد خاص افراد ہوتے ہیں	٢٢٢
خلیفہ اور ملک یعنی بادشاہ میں فرق	٢٢٢
خلافت کے معنی از معاویہؓ	٢٢٣
آیات سورہ زمر	٢٢٣
آیت (٣٩ : ٣٠-٣١) میں باہمی اختلافات کے ذکر کو اصحاب کا عرصہ کے بعد سمجھنا کہ اس کا تعلق ہم سے ہی تھا	٢٢٤
خوابوں کے بارے میں علی کرم اللہ وجہہٗ کا بیان حضرت عمرؓ سے	٢٢٥
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جس میں تمام امت کے مقابلہ پر پہلے آپ کو ترازو میں تولا گیا پھر ابوبکرؓ کو پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو	٢٢٦ و ٢٢٧
ان اسماء کو مقالید السمٰوٰت والارض کیوں فرمایا گیا	حاشیہ ٢٢٦
مقالید السمٰوٰت والارض۔ سبحان اللہ والحمد للہ الخ جو ان کو صبح و شام دس دس مرتبہ پڑھیگا اس کو چھ بڑی نعمتوں کا ملنا الخ	٢٢٧
جنت کے دروازوں کے نام باب الصلوٰۃ، باب الریان باب الصدقہ	٢٢٨
آیات سورۃ المؤمن	"
خدا نے ہر پیغمبر کے زمانہ میں مومن آل فرعون کی مانند امت کے بہترین لوگوں میں سے کسی کو اس کی مدد کے لئے کھڑا کیا ہے۔	٢٢٨
اہل شام میں سے ایک شخص کے نام جو سامان جہاد بھیجا رہتا تھا اور حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ وہ شراب پیتا ہے مکتوب نصیحت آمیز بھیجنا اور اس کا توبہ کر لینا	٢٢٩
عمرؓ کا ارشاد کہ نصیحت میں نرمی کرو سختی کر کے شیطان کے مددگار نہ بنو	٢٣٠
مدینہ کے ایک صالح جوان کے نام جو مصر جا کر برے کاموں میں مبتلا ہو گیا۔ عمرؓ کا خط لکھنا جس کو پڑھ کر وہ پھر تائب ہو کر پہلی حالت پر واپس آگیا	٢٣٠
عمرو بن العاص کی روایت عقبہ بن ابی معیط کا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے آپ کی گردن میں کپڑا ڈالکر اینٹھنا اور ابوبکرؓ کا آکر اسکو دھکا دیکر آپ سے جدا کرنا	٢٣١ و ٢٣٢
عمرو بن العاص کی دوسری روایت جس میں مشرکین کے آنحضرتؐ کو پکڑنے اور ایذا پہنچانے اور ابوبکر کے چھڑانے کا بیان ہے۔	
انسؓ بن مالک کی روایت جس میں مشرکین کے اتنا مارنے کا بیان ہے کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی اور ابوبکرؓ کے آ کر چھڑانے کا	٢٣١
علی رضی اللہ عنہ کا لوگوں سے سوال کرنا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے اور خود جواب دینا کہ ابوبکرؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کی جماعت کے شدید حملہ کے وقت ابوبکر کا مجمع کو چیرتے پھاڑتے ہوئے آپ تک پہنچ کر آپ کو چھڑانے کا قصہ بیان کرنا پھر فرمانا کہ ابوبکرؓ کی ایک ساعت مومن آل فرعون کی تمام عمر سے زیادہ بہتر ہے	٢٣٢
ابوبکرؓ کی روایت کہ دجال خراسان سے نکلے گا الخ	٢٣٢
آیات سورہ فصلت یعنی حٰمٓ السجدہ	٢٣٢

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین کو دعوت توحید دینا اور انکا یہ کہنا کہ ہمارے تمھارے درمیان حجاب ہے وغیرہ پھر دوسرے دن ان میں سے ستر آدمیوں کا آکر قبول اسلام کرنا اور اعتراف کرنا کہ ہم جھوٹے تھے ۲۲۵

ابوبکر صدیقؓ کا لم یلبسوا ایمانہم بظلم میں ظلم کی تفسیر شرک سے کرنا ۲۲۵

عمرؓ کا قول کہ اگر خلافت کے ساتھ اذان دینے کی قدرت ہوتی تو میں اذان دیا کرتا ۲۲۵

قول ابن عباس کہ اعملوا ما شئتم (۴۱ : ۴۰) اہل بدر کیساتھ خاص ہے ۲۳۶

آیات سورۂ شوریٰ

؍؍

تہذیب کی حقیقت ۲۳۷

ملت اسلامیہ کے اجتماعی مسائل میں سب سے زیادہ باعظمت مسائل ۲۳۸

انما السبیل علی الذین یظلمون سے اشارہ ہے جوانان بنو امیہ کی طرف ۲۳۹

ایک شخص کا ابوبکرؓ کو برا کہنے پر آنحضرتؐ کا مسکرانا اور جب ابوبکرؓ نے اس کو برا کہا تو آپ کا ناراض ہو کر اٹھ جانا ۲۳۹

آیات سورۂ زخرف

۲۴۰

طلحہ کا ابوبکرؓ کو لات وعزیٰ کی پوجا کی دعوت دینا اور ابوبکرؓ سے لاجواب ہو کر اسلام قبول کر لینا ۲۴۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قوم قریش سے بہت محبت کرنا ۲۴۳

حضرت ابوبکر کا ارشاد کہ رات کی عبادت دن میں اور دن کی رات میں مقبول نہیں ہوتی ۲۴۵

میزان اعمال کی یہ خاصیت کہ وہ اعمال حق سے وزنی اور اعمال باطل سے ہلکی ہوجاتی ہے ۲۴۶

عمرؓ جب شام پہنچے تو ان کے لئے عمدہ کھانا بنایا جانے اور آپکے اس سے انکار کا قصہ اور اس پر خالد بن الولیدؓ سے مکالمہ ۲۴۷

آیات سورۂ محمد

۲۴۹

لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ابلیس کا گھبرانا ۲۵۰

کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے موت کی تکلیف کا آسان ہوجانا ۲۵۱

قریش میں کی ایک لڑکی کے رونے کی آواز سنکر جس کی ماں فروخت کیجارہی تھی حضرت عمرؓ کا اصحاب کے مشورے سے یہ حکم نافذ کرنا کہ کسی آزاد شخص کی ماں کو نہ فروخت کیا جائے ۲۵۱

آیات سورۂ فتح

۲۵۲

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیکر بیعت کی تو لوگوں کا یہ کہنا کہ عثمانؓ ہم سے اچھے رہے وہ بیت اللہ کا طواف بھی کر رہے ہیں اور ایسی شاندار بیعت بھی ہوگئی اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا ۲۵۶

جس درخت کے نیچے بیعت کی گئی تھی عمرؓ کے حکم سے اسکا کاٹ دیا جانا ۲۵۶

عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجنے اور قریش کا ان کو واپسی سے روک لینے کا قصہ اور پھر مسلمانوں کا بیعت جہاد کرنا اور قریش کا مرعوب ہوجانا ۲۵۶

مکہ اور مدینہ کے درمیان راستہ میں سورہ فتح کا نازل ہونا ۲۵۸

وکف ایدی الناس عنکم کی تفسیر ابن جریج سے ۲۵۹

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پھر حضرت ابوبکرؓ سے اپنے سخت تاثر کا اظہار اور دونوں کا ایک ہی طرح کا جواب دینا ۲۶۰

کلمۃ التقویٰ سے مراد اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ہے ۲۶۲

سعد بن معاذؓ کے انتقال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمرؓ کا ان کے پاس جانا اور عائشہؓ کا ابوبکر و عمر کے رونے کی آواز کو پہچاننا ۲۶۲

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے کسی پر آنسو نہیں بہتے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب آپ غمگین ہوتے تھے تو اپنی ڈاڑھی پکڑ لیتے تھے ۲۶۲

آیت محمد رسول اللہ والذین معہ کی تفسیر ۲۶۳

آیات سورۂ حجرات

۲۶۳

تمیم کے سواروں کی امارت پر ابوبکرؓ و عمرؓ میں اختلاف رائے واقع ہونے اور آوازیں اونچی ہوجانے کا قصہ ۲۶۴

ثابت بن قیس بن شماس کے واقعات ان کی بیٹی کی روایت سے ۲۶۵

ثابت بن قیس کا عجیب واقعہ شہید ہونے کے بعد وصیت کرنا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ان کی وصیت کو جاری کرنا۔ اسلام میں اسکی کوئی نظیر نہیں ۲۶۶

ایک شخص کو گناہ کی خواہش نہیں ہوتی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتا اور ایک شخص کو ہوتی ہے مگر عمل نہیں کرتا۔ دونوں میں کون افضل ہے عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ۲۶۷

عمرؓ کے کلمات حکمت ۲۶۷

رات کے گشت میں سعید بن امیہ بن خلف کے مکان سے ایک جماعت کی اونچی آوازیں سنکر عمرؓ کا عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمانا کہ یہ مجلس شراب معلوم ہوتی ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ہمکو ولا تجسسوا کیخلاف نہ کرنا چاہیئے اور عمرؓ کا درگذر کر جانا ۲۶۸

www.kitabghar.org

تجسس سے باز رہنے کے چند اور واقعات ۲۶۸

سفر میں ایک خادم کو جبکہ وہ سو رہا تھا بڑا سُستا نیوالا کہدینے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور اعجاز معلوم کرکے ابوبکرؓ و عمرؓ کو جو کہنے والے تھے، غیبت قرار دیکر سخت تنبیہ کرنے کا قصّہ ۲۷۰

آیات سورۂ ق ۲۷۱

آیات سورۂ ذاریات ۲۷۲

صُبیغ تمیمی نے جب ابوموسیٰ اشعری کو حلفاً یقین دلایا کہ اب مجھ پہلے جیسے خطرات نہیں آتے اور انھوں نے عمرؓ کو لکھا تو آپ نے اسکو لوگوں سے ملنے کی اجازت دیدی ۲۷۲

آیات سورۂ طور

عمرؓ کا اِنّ عذاب ربك لواقع پڑھکر گریہ وزاری کرنا اور بیس دن تک بیمار پڑے رہنا۔ ۲۷۳

سورۂ نجم 〃

سورۂ قمر 〃

سورۂ الرحمٰن ۲۷۴

اہوال قیامت کو یاد کرکے ابوبکرؓ کا فرمانا کہ کاش میں کوئی گھاس ہوتا اور کوئی چوپایہ مجھے چر لیتا، کاش کہ میں پیدا نہ ہوتا۔ ۲۷۴

ایک نوجوان کی میت کے پاس جاکر عمرؓ کا اس سے فرمانا لک جنّتان لک جنّتان جو کہ ایک لغزش پر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ سے ڈرا اور چیخ مار کر مر گیا تھا ۲۷۵

یہود کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جنتی دنیا کی طرح جنت میں یہاں کی بہ نسبت بہت زیادہ کھائینگے اور دنیا کی طرح پیشاب پاخانہ نہ ہوا نہ ہوگا بلکہ پسینہ آئے گا اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ پیٹ کا ثقل رفع کر دیگا ۲۷۵

سورۂ واقعہ 〃

مکلفین کی تین قسمیں سابقین مقربین۔ اصحاب الیمین۔ اصحاب الشمال ۲۷۶

جنت کے پرندوں کی تعریف سنکر ابوبکرؓ کا کہنا کہ یہ بہت اچھے ہونگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ان کے کھانے والے ان سے بھی اچھے ہوں گے اور تم ان ہی میں سے ہو ۲۷۷

سورۂ حدید ۲۷۷

عمر بن الخطابؓ کے اسلام لانے کی روایت جس میں بہن اور بہنوئی کو مارنے کا قصہ اور پھر قرآنی آیات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے ۲۷۸

اہلِ یمن کی مدح اور صحابہ کی ان پر افضلیت ۲۸۰

خالد بن الولید اور عبدالرحمٰن بن عوف میں کہا سُنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خاص اصحاب کی افضلیت بیان فرمانا ۲۸۰

اصحاب کی بعد میں ہونیوالے تمام صالحین سے افضلیت ۲۸۱

نزولِ قرآن کے تیرہویں سال کے سرے پر اَلَمْ یَانِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ کا نزول جس سے مہاجرین کو اعمال صالحہ میں سست ہونے سے روکنا مقصود تھا ۲۸۱

اپنے دین کے بچاؤ کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگنے والا اللہ کے نزدیک صدیقین میں سے ہوگا اور مرنے کے بعد شہید 〃

تقدیرِ خداوندی کے تصرفات ۲۸۳

سورۂ مجادلہ 〃

حضرت عمرؓ کا خولہ بنت ثعلبہ کی جو سورہ مجادلہ والی عورت تھی نہایت درجہ پاسداری اور مراعات کرنا ۲۸۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صُفّہ کی مجلس میں سے اہل بدر کے آجانے کے بعد پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اٹھا کر ان کے لئے جگہ نکالنا ۲۸۴

یوم بدر میں ابوعبیدہؓ بن الجراح کا بیٹے سے اعراض پھر بار بار اس کے مقابل آنے پر اسکو قتل کر دینا ۲۸۵

ایک روایت کہ اسلام لانے سے قبل ابوقحافہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکرؓ نے اتنے زور سے تھپڑ مارا کہ وہ گر پڑے۔ ۲۸۵

سورۂ حشر 〃

یہود بنی نضیر کے اموال فَے تھے اور وہ فَے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مِلک نہ تھی کہ اس میں میراث کی بحث جاری ہو نہ آپ کسی کو ہبہ کرسکتے تھے ۲۸۶

اموالِ فَے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھے سال بھر تک خرچ کے بعد جو بچتا تھا اس کو سامانِ جہاد میں خرچ کرتے تھے ۲۸۶

عمرؓ کا ارشاد کہ اگر میں زندہ رہا تو سرو حمیر کے چرواہے تک اسکا حصہ پہنچا دونگا ۲۸۸

تقسیم مال پر لوگوں کے تعریف کرنے پر عمرؓ کا فرمانا کہ تم بیوقوف ہو اگر یہ مال میرا ہوتا تو اس میں سے میں ایک درہم بھی نہ دیتا ۲۸۸

لم یجد وا فی صدورہم حاجۃً سے حسد مراد ہے ۲۹۰

عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے ایک شخص کا عثمانؓ پر عیب لگانا اور ان کا جواب ۲۹۱

سورۂ ممتحنہ ۲۹۲

حاطب بن ابی بلتعہ کی لغزش کا قصہ جو ان سے ہو گئی تھی کہ انھوں نے مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے مکہ پر حملہ کے ارادے سے خبردار کرنا چاہا تھا — ۲۹۲
ابوسفیان پہلے شخص ہیں جنکا ذوالخمار سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا تھا مقابلہ ہوا۔ مرتدین سے یہ پہلا مقابلہ تھا — ۲۹۴
فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمر کا عورتوں سے بیعت لینا — ۲۹۵

سورۂ صف — ۲۹۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریین کے اسماء — ۲۹۷

سورۂ جمعہ — ؍؍

جمعہ کے دن کی پہلی اذان کی ابتدا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوئی — ۲۹۷
مؤذن کی (خطبہ والی) اذان کے دوران عمرؓ کا لوگوں سے بات چیت کرتے رہنا اذان ختم ہونے کے بعد بات چیت بند ہو جاتی تھی — ۲۹۸
خرشہ بن الحر کی روایت میں فاسعوا کے بجائے فامضوا پڑھنے کی ہدایت۔ — ۲۹۸
فاسعوا سے مراد قلب کی سعی ہے قدموں پر دوڑنا نہیں — ۲۹۸
جب جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور تجارتی قافلہ کی آمد پر لوگ مسجد سے اسکی طرف دوڑ پڑے تو صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔ — ۲۹۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے برابر کھڑے ہو کر خطبہ دیا منبر پر بیٹھکر سب سے پہلے معاویہ بن ابی سفیانؓ نے خطبہ دیا — ۲۹۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر السلام علیکم کہتے اور حمد و ثنا کے بعد کوئی سورت پڑھتے الخ — ۲۹۹

سورۂ منافقون — ۲۹۹

زید بن ارقم کا قصہ کہ انھوں نے منافقین کے کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کئے تھے، لیکن انھوں نے تکذیب کردی تو اللہ نے ان کی تصدیق کی۔ — ؍؍
غزوہ بنی المصطلق میں ایک مہاجر اور ایک انصاری میں لڑائی ہو جانا اور ہر ایک کا اپنے طبقہ کے لوگوں کو پکارنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو جاہلیت کی پکار اور گندی بات قرار دینا الخ — ۳۰۰

سورہ طلاق — ۳۰۰

ابوبکرؓ و عمرؓ و ابوعبیدہؓ آپس میں ایک بات پر بحث کر رہے تھے علی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر سب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنا اور آپ کا از خود موضوع بحث بیان فرما کر مفصل جواب دینا — ۳۰۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ پر بھروسے توکل کا ثمرہ ارشاد فرمانا — ۳۰۲
عمرؓ کا ابوعبیدہؓ کے پاس ان کے ادنے طعام و لباس کا حال سن کر ایک ہزار دینار بھیجنا اور قاصد سے یہ معلوم کرکے کہ اب انھوں نے اچھا لباس پہننا اور اچھا کھانا شروع کر دیا یہ فرمانا کہ انھوں نے لینفق ذو سعۃ الخ (۶۵:۷) پر عمل کیا۔ — ۳۰۲

سورۂ تحریم — ۳۰۲

سورۂ تحریم کے نزول کا قصہ — ۳۰۳
علیؓ اور ابن عباسؓ کا قول کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی امارت کا ذکر قرآن میں موجود ہے — ۳۰۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات سے کنارہ کشی کرنے اور یہ مشہور ہو جانے کے بعد کہ آپ نے سب کو طلاق دیدی ہے عمرؓ کا آپ کی خدمت میں جاکر حقیقت حال معلوم کرنے کا قصہ — ۳۰۴
حضرت عمر کا بیان کہ میں لکڑی کے زینے سے سہارا لیتا ہوا اترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لیے بغیر اس طرح اترے جیسے زمین پر چل رہے تھے — ۳۰۶
عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ برے کام سے توبہ کرکے پھر اس کی طرف کبھی نہ لوٹے — ۳۰۷

سورۂ ملک — ۳۰۸

عمرؓ کا ایسے لوگوں سے جنھوں نے اپنے کو متوکلون کہا تھا یہ فرمانا کہ تم لوگ متاکلون ہو — ۳۰۸

سورۂ نٓ یعنی سورۂ قلم — ۳۰۸

عائشہؓ کا مروان بن حکم سے یہ کہنا کہ تیرے باپ کے حق میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں ولا تطع کل حلاف مہین الخ (۶۸:۱۰-۱۱) — ۳۰۸

سورۂ حاقہ — ۳۰۸

اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز میں سورہ حاقہ سنکر حضرت عمرؓ کے تاثرات خود ان کی روایت سے — ۳۰۸
عمرؓ کا ارشاد کہ تم خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے — ۳۰۹

www.kitabghar.org

سورۂ جن ۳۰۹

سورۂ مزمل ۳۰۹

سورۂ دہر ״

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر پر کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی چٹائی کے نشانات دیکھکر عمر رضؓ کا رونا اور آپ کا ان کو سمجھانا ۳۱۰

سورۂ عبس ״

وفاکہۃً وّابّا میں آبؔ کے معنے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اپنی لاعلمی ظاہر کرنا ۳۱۰

سورۂ تکویر ۳۱۱

سورۂ انفطار ۳۱۲

سورۂ اعلےٰ ۳۱۳

مدینہ میں سب سے پہلے ہجرت کرکے مصعبؓ بن عمیر اور ابن ام مکتوم پہنچے پھر بلال اور سعد۔ پھر بیسویں شخص عمرؓ بن الخطاب آئے ۳۱۲

سورۂ غاشیہ ۳۱۲

ایک راہب کو کثرت ریاضت سے لاغر و ناتواں دیکھکر حضرت عمرؓ کا اس خیال سے رونا کہ یہ شخص دنیا میں خستہ حال ہے اور آخرت میں بھی معذب ہوگا ۳۱۲

سورۂ فجر ۳۱۳

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفاد عامہ کے لئے بیر رومہ خریدنے والے کو مغفرت کی بشارت اور عثمانؓ کا خرید کر وقف کردینا ۳۱۳

سورۃ اللیل ״

ابوبکر صدیق رضؓ کا سات ایسے لونڈی غلام خرید کر آزاد کرنا جو اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے ستائے جا رہے تھے ان کے ناموں کی تفصیل ۳۱۴

ابوقحافہ کا ابوبکرؓ سے کمزور باندی غلام خرید لے کر بے فائدہ کہنا اور انکا جواب اور اس کے بارے میں آیات کا نازل ہونا ۳۱۴ و ۳۱۴

سورۂ اقرأ ۳۱۵

حضرت عمر رضؓ کے بوجہ قبول اسلام بہن کو مارنے اور سورۂ اقرا پر غور کرنے اور اس سے متاثر ہونے کی ایک خاص روایت ۳۱۵

اسلام عمر رضؓ کے بارے میں دوسری روایت ۳۱۵

سورۂ قدر ۳۱۵

ابن عباسؓ کا لیلۃ القدر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے بہت سی سات سات چیزوں کو بیان کرنا اور عمر رضؓ کا اس کو پسند کرنا ۳۱۶

حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ سے "حظیرۃ القدس" کا حال بیان کرنا اور اسی کے پیش نظر عمر رضؓ کا تراویح رمضان کو قائم کرنا ۳۱۶

لوان لابن ادم وادیان من ذھب الخ کے آیت قرآن ہونے پر ابی بن کعب اور عمر رضؓ کی گفتگو ۳۱۷

سورۂ زلزال ۳۱۸

سورۂ زلزال کے نزول پر ابوبکر رضؓ کا رونا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو مطمئن کرتے ہوئے فرمانا کہ اگر تم گناہ اور خطائیں نہ کرتے تو اللہ تعالےٰ کوئی اور ایسی امت پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور توبہ کرتی اور اللہ انکے گناہ بخشتا ۳۱۸

سورۂ تکاثر ۳۱۹

سورۂ تکاثر کا ثواب ایک ہزار آیات کے برابر ہونا ۳۱۹

بھوک سے پریشان ہوکر حضرت ابوبکر و عمر رضؓ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچنا اور تینوں کا ایک انصاری مالک بن التیہان ابوالہیثم کے باغ میں جاکر کھانا تناول کرنے کا قصہ ۳۱۹

بابت سورۂ قریش یعنی لایلاف ۳۲۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کی مدح کرنا اور قتادہ کو ان کی ذم سے منع کرنا ۳۲۱

بابت سورۂ کوثر ۳۲۴

بابت سورۂ نصر ۳۲۴

ابن عباسؓ کی روایت کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کو بھی بدر والے بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ طلب کرتے تھے،

عبدالرحمٰن بن عوف کا اس پر اعتراض کرنا حضرت عمر رضؓ کا ان کو بلاکر سورۂ نصر کی تفسیر کی فرمائش کرنا عام اصحاب کا عاجز رہنا اور ابن عباسؓ کا جواب دینا اور عمر رضؓ کا ان کے جواب کو پسند کرنا ۳۲۵

ابن عباسؓ کی روایت کہ عباسؓ بھی اس سورت سے یہ سمجھکر کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا زمانہ بتایا گیا ہے حضرت علی کے پاس پہنچے تھے۔ ۵۲۰

سورۂ اخلاص ۳۲۶

فصل ہفتم۔ خلافتِ خلفاء پر دلیل عقلی کے بیان میں ۳۲۷

فصل کا مقصد اول ہے خلافت خاصہ کے معنی کی تنقیح ״

نکتہ۔ امامیہ کے نزدیک خلافت غیر ہے امامت کی۔ اس خیال کی لغویت ۳۲۸

سوفسطائیوں کا نظریہ ۳۲۹ جلد ششم

خلافتِ راشدہ کے معنی (جس کا مقابل خلافت جابرہ ہے) ۳۳۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش اور عادت و طریقہ میں عبداللہ بن مسعود آپ سے بہت مشابہ تھے ۳۳۳

تشریع کی حقیقت۔ نکتہ اولیٰ ۳۳۴

نکتۂ دوم۔ ارسالِ رسل کے معنی ۳۳۶

نکتۂ سوم۔ خلافت کے ظاہر اور باطن کی توضیح ۳۳۹

ازل الآزال میں خلافت کا تمثل۔ نبی کی تاثیر کو امت تک پہنچانے والی جماعت ۳۴۰

نکتۂ چہارم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ خاص میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں

غزوۂ تبوک میں چالیس ہزار اور ایک روایت میں ستر ہزار اشخاص رکابِ نبوی میں حاضر تھے ۳۴۱

جبریت کے مراتب پر مفصل کلام ۳۴۳

مرتبۂ احسان کی تعلیم قولاً فعلاً بہت سے مراتب رکھتی ہے ۳۴۵

نکتۂ پنجم۔ دقیقہ اولےٰ۔ اہل حق کے نزدیک تمام اشیاء کی پیدائش حق تعالےٰ کے ارادہ و اختیار سے ہوئی۔ ایجاب و تولید کا خیال غلط ہے ۳۴۷

دقیقۂ ثانیہ۔ بظاہر وہ ادلّہ جو اسباب و مسببات سے حاصل ہونگی وہ ان لوگوں کے نزدیک جو ارادہ و اختیار کے قائل ہیں قطعیت کا فائدہ نہ دیںگی الخ ۳۴۹

یہاں ایک راز ہے وہ یہ کہ بعض مقامات میں نفس کو اسباب سے جدا ہو کر ایک خفی گمان حاصل ہو جاتا ہے اور اس دلیل کے نتیجہ سے منضم ہو کر یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ ۳۵۰

پیغمبر کی قوت عاقلہ و قوت عاملہ کے کمال اور خلیفہ کی قوت عاقلہ و قوت عاملہ پر کلام ۳۵۱

دقیقہ۔ معجزے سے خلائق پر اللہ کی حجت کا قیام کیونکر ہوتا ہے ۳۵۲

خلیفہ میں اس قسم کی برکات ہونی چاہئیں جو ظاہر ہوں یہاں تک کہ سب لوگ جان لیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا جو ایسا خلیفہ راشد مقرر فرمایا ۳۵۳

جو افعال بادشاہی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا صدور اسی وقت ہوگا جبکہ نفس ناطقہ ان صفات سے متصف ہو الخ ۳۵۴

جن افعال کا تعلق جبریت سے ہے وہ علیٰ وجہ البصیرۃ اسی وقت صادر ہو سکیںگے جبکہ خلیفہ کتاب و سنّت کا پورا علم رکھتا ہو۔ الخ ״

دقیقہ۔ حبرِ ملت محمدیہ کی کیا شان ہونی چاہیئے۔ ۳۵۶

وہ افعال جو ارشادِ امت سے تعلق رکھتے ہیں انکا صدور کس صورت میں ہوتا ہے ۳۵۶

تہذیب نفوس کی کہ جس سے نجات اخروی کا تعلق ہے اقسام اور ان کا بیان ״

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مراد کی موافقت میں ایک ساعت بسر کرنا سو برس کی عبادت سے بہتر ہوگا۔ ۳۵۷

نبوت اور خلافت نبوت صرف جماعت خاص کی تہذیب نفوس کے فائدہ تک محدود نہیں بلکہ یہ تمام عالم کے لیئے ایک برکت ہوتی ہے الخ ۳۵۸

نکتۂ ششم۔ خلافتِ خاصہ کی استعداد رکھنے والوں کی پہچان کے بیان میں ۳۵۹

نکتۂ ہفتم۔ مسئلہ خلافت خاصہ کے فروع و لواحق کے بیان میں ״

فصل ہفتم کا مقصد ثانی خلافت خلفاء پر ایسی دلائل عقلیہ کے بیان میں ۳۶۱

جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال و افعال کے استقراء سے ماخوذ ہیں

پہلا مقدمہ۔ دلائل قطعیہ سے ہم کو یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیئے کوئی خلیفہ مقرر فرمایا ہے ۳۶۴

خلیفہ معین کرنے سے کس کی خلافت کی تعیین مقصود ہے۔ ״

نکتہ۔ تعیین خلیفہ سے ہماری مراد ایجاب شرعی ہے تمام شرعیات کی طرح۔

اہل سنت میں سے بعض کا یہ قول ہے کہ خلافتِ خلفاء نص سے ثابت ہے اور بعض کا یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا دونوں اقوال میں تطبیق ۳۶۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے قیامت تک کے اہم واقعات جاری ہونے اور ان میں سے بعض پر اللہ تعالےٰ کی رضا اور بعض پر ناراضی کے اظہار سے خلافت پر استدلال۔ حدیث حذیفہؓ کا بیان ״ ۳۶۸

www.kitabghar.org

ان وقائع کا تفصیلی بیان جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی خبر دی ہے	۳۶۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروق اعظم رض کی خلافت کی خبر دینا	۳۷۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رض ذوالنورین رض کی خلافت کی خبر دینا	۳۷۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رض کے ساتھ قریش کے جھگڑوں کی خبر دینا وغیرہ	،،
آپ کا معاویہ رض سے فرمانا کہ اگر تو بادشاہ ہو جائے تو نیک کام کرنا	،،
آپ کا حضرت امام حسن رض کی صلح کی خبر دینا	۳۷۲
آپ کا حضرت حسین رض بن علی کے قتل کی خبر دینا	،،
حسن بن علی رض کی روایت جس میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو امیہ کی بادشاہی کو خواب میں دیکھا جس سے آپ کو ناگواری ہوئی تو حق تعالیٰ نے سورۃ انا انزلناہ نازل فرمائی جس میں اشارۃً بتا دیا گیا کہ ان کی مدتِ حکومت ایک ہزار ماہ ہوگی	۳۷۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنو عباس کو خلافت کی بشارت دینا وغیرہ	،،
علی رض بن ابی طالب کی حدیث کہ ابن ملجم نے جب آپ پر ضرب پہنچائی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حادثہ کی اور معاویہ رض اور ان کے بیٹے کی بادشاہی کی خبر دی تھی الخ	۳۷۴
حذیفہ رض کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سردارِ فتنہ کا ذکر نہیں چھوڑا۔ دنیا کے خاتمے تک۔ جن کا ذکر آپ نے فرمایا اس کی شمار تین سو سے بڑھی ہوئی ہے۔ الخ	،،
آپ کا ترکوں کی حکومت کی خبر دینا۔ ہلاکو خان کے حملہ اور مستعصم کے قتل کی خبر دینا	،،
جب خوارج حضرت مرتضیٰ کی سعی سے تہ و بالا ہو گئے تو ان کے مذہب نے تین قوموں میں ظہور کیا۔ معتزلہ اور اصحاب الرای اور غالی متصوفین الخ	۳۷۶
آپ کا خبر دینا کہ لوگ حضرت مرتضیٰ کے بارے میں افراط و تفریط کریں گے۔ ایسا ہی واقع ہوا کہ ان میں امامیہ اور زیدیہ اور اسماعیلیہ پیدا ہوئے	۳۷۶
آپ نے خبر دی کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد پیدا ہوگا۔ ایسا واقع ہوا اس سلسلہ میں چھ صدیوں تک کے مجددین کے اسماء	۳۷۷
دوسری دلیل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ نشست و برخاست رکھتے تھے ان میں سے ہر ایک کے حق میں کوئی ایسا کلمہ زبانِ شریف پر جاری ہوا ہے جو ان کے حاصل عمر کا آئینہ ہے۔ الخ	۳۷۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابی بن کعب کو سید القراء فرمانا	۳۸۰
عبداللہ رض بن مسعود، خالد رض بن الولید، سعد بن ابی وقاص رض، ابو عبیدہ رض بن الجراح، عمرو رض بن العاص، معاویہ، ابن عباس رض، ابوذر رض، ابو ہریرہ رض ہر ایک کے حق میں خاص ارشاد کا بیان	۳۸۱
تیسری دلیل آنحضرت کی اس سیرت پسندیدہ کی مراعات سے کہ جب کسی غزوہ کی وجہ سے آپ نے مدینہ چھوڑا تو ضرور کسی کو آپ نے اپنا قائم مقام بنایا	۳۸۲
چوتھی دلیل تفصیل و تبیین احکام سے	،،
سوال: احکام کا بہت سا حصہ مجتہدین پر چھوڑ دیا گیا تو کیوں نصبِ خلیفہ کو بھی اس میں داخل نہ سمجھا جائے	۳۸۳
جواب	۳۸۴
پانچویں دلیل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں تمام ادیان پر غلبہ مضمر تھا الخ	،،
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے نزول سے آیندہ اٹھنے والے فتنۂ ردت کا حال معلوم تھا۔ یاایها الذین آمنوا من یرتد منکم الخ (۵:۵۴)	۳۸۵
مذکورہ بالا امور کے پیش نظر واجبات میں سے تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۂ راشد کا خود تعین فرمائیں۔ اس پر مفصل کلام	۳۸۶
دقیقہ: جب اکثر مخلوق کسی شدت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو عادتِ الٰہی اس کے دفع کی تدبیر کرتی ہے	۳۸۷
دوسرا مقدمہ۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خلیفہ کو نامزد کیا ہے تو وہ صدیق اکبر ہیں ان کے بعد عمر رض پھر عثمان رض۔ اس کی دلیل	۳۸۸
اگر نص شارع کسی اور کے لئے تھی اور ابوبکر رض زبردستی خلیفہ بن گئے تو اس صورت میں جو قباحتیں لازم آتی ہیں ان کا مفصل بیان	۳۸۹
اُن آیات کا مفصل بیان جنکے نزول کا سبب صدیق اکبر رض ہیں	۳۹۱
آیت وسیجنبها الاتقی الخ سے حضرت علی رض کی طرف اشارہ نہ ہونے پر مفصل کلام	۳۹۵
ارشاد نبوی اقتدوا بالذین من بعدی الخ میں اقتدا سے مراد امور خلافت میں اقتدا ہے۔ اس پر مفصل کلام	۴۰۱

www.kitabghar.org

خطبہ وداع میں سنت خلفاء کی پابندی کا حکم	۴۰۱
آنحضرتؐ کا یہ خبر دینا کہ آپ کے بعد خلافت نبوت و خلافت رحمت ہوگی اور اس کے بعد ملکاً عضوضاً (مار کاٹ کی حکومت)	”
آنحضرتؐ کا خبر دینا کہ خلافت کا زمانہ تیس سال ہے اور آپکی تفریح	۴۰۲
جماعت صحابہ کے خوابوں کا ذکر	”
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مسجد میں کوئی کھڑکی ہرگز باقی نہ رکھی جائے بجز ابوبکر کی کھڑکی کے۔ اسکی تشریح میں مختلف اقوال	۴۰۳
خلافت صدیق اکبرؓ پر چند احادیث کا ذکر	۴۰۴
شواہد النبوت سے بعض قصوں کا اقتباس	۴۰۵
شہداء یمامہ میں سے ایک شہید کا مرنے کے بعد کلام کرنا	۴۰۶
شیخین کا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا مرتبہ ہونے کے ثبوت	”
شیخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے	”
شیخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے	۴۰۷
آپ کا برتاؤ شیخین کے ساتھ وہ تھا جو امیر کا ہوتا ہے ولی عہد کے ساتھ	”
شیخین میں خلافت کی صلاحیت کا ثبوت ارشاد نبویؐ سے	۴۰۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقؓ کے حق میں گواہی دینا کہ وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے الخ	”
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ فاروقؓ نبوت کی استعداد رکھتے ہیں الخ اور ایسے ہی دیگر ارشادات	”
شیخین کی خلافت کے انکار سے امت مرحومہ کا ضلالت پر اجتماع لازم آنا	۴۰۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دربارۂ امامت حضرت صدیقؓ سے منازعت کے ترک پر اور تقیہ جو مزعومہ شیعہ ہے اسکے پیش نظر تفصیلی کلام	۴۱۰
ہر چیز کی بنا تقیہ کو بنانے سے نہ حضرت علیؓ کے اسلام کی طرف سے بھی اطمینان باقی نہیں رہتا۔	۴۱۲
تقیہ کے نتیجہ میں احکام شریعت سے اطمینان اُٹھ جانے کا بیان	۴۱۳
ایسی خبر واحد جس کو قرائن یقین کے مرتبہ میں پہنچا دیں حدیث مشہور کے حکم میں ہے۔ قرائن کی تفصیل	۴۱۴ ۴۷۲
کتاب اللہ شیخین کی جمع کی ہوئی ہے اور تمام عالم اسلام کو اس پر متفق کرنے کا سبب ذوالنورینؓ ہیں۔	۴۱۵

اجماع امت ایک مجمل کلمہ ہے اسکے تجزیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء ثلاثہؓ کے علاوہ کسی زمانہ میں یہ متحقق نہیں ہوا	۴۱۶
شیعوں کا خلفاء کی خلافت سے انکار عقل خالص کی مخالفت ہے اس پر مبسوط کلام	۴۱۷
خلافت خلفاء کی حقیقت اس نسق واحد سے عقل بطریق حدس ادراک کر لیتی ہے جیسا کہ پہلے کلیوں کی اور پھر پھل لگنے کی ترتیب سے ہم پہچانتے ہیں کہ باغبان کا مقصد پھل تھا الخ	۴۲۰
ضروری ہے کہ امام برحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد موجود ہو اور وہ ظاہر اور منصور ہو۔	۴۲۴
نکتہ۔ اشاعرہ کے اس قول کے کہ "اللہ تعالیٰ کے احکام معلل بالاغراض نہیں" ظاہر پر اعتراض۔ اور اس صورت میں کہ غرض سے ایسی شے مراد لی جائے جو ذات واجب کی تکمیل کرنے والی ہو نفی درست ہوگی	۴۲۵
مذہب شیعہ کی اختراعیت کھلی ہوئی بات ہے۔ اس پر عام فہم دلائل	۴۳۱
آیت واولوا الارحام بعضہم الخ کی توضیح، بذیل جواب تفصیلی	۴۳۳
اَولی ببعض سے مراد صلۂ رحم ہے نہ توارث۔ توارث سمجھنا غلط ہے	۴۳۴
آیت انما ولیکم اللہ (۵: ۵۵) کی تفسیر کہ یہ صدیق اکبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔	۴۳۶
قرآن میں جہاں بھی لفظ ولایت آیا ہے اسکے معنی نصرت (مدد) لئے گئے ہیں	۴۴۰
حضرت علیؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا تھا موسےٰؑ کے ساتھ" مطلب اور موقع	۴۴۳
غدیر خُم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد من کُنت مولاہ فعلی مولاہ کا مطلب اور اس واقعہ کا ذکر جسکی وجہ سے یہ ارشاد فرمایا	۴۴۴
عمران بن حصین کی حدیث جس میں ایک سریہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت اور ان کا ایک جاریہ قبضہ کر لینے کا اور اس پر اصحاب کی برہمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرنے اور آپ کے شکایت کرنے والوں پر ناراض ہونے کا بیان ہے۔	۴۴۸
روایت براء بن عازب جسمیں انکی معرفت حضرت علیؓ کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاریہ پر قبضہ کرنے کی شکایتی تحریر کی نقل	۴۴۹

www.kitabghar.org

عبدالمطلب بن ربیعہ کی حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عباسؓ کا قریش کے بارے میں بے اعتنائی کا شکوہ کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش پر غصہ آجانے کا بیان ہے	۴۵۰
عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا امہات المومنین کو اپنا باغ دیدینا جو اتنا بڑا تھا کہ چالیس ہزار درہم میں فروخت ہوا تھا	۴۵۱
لفظ مولےٰ کے معنی کا بیان اور اس بات کا ذکر کہ حدیث من کنت مولاہ الخ کا ایجاب استخلاف سے کوئی تعلق نہیں۔	۴۵۳
فصل ہشتم۔ فضیلت شیخین کے اثبات میں	۴۵۵
اس فصل کا مقصد اول ادلۂ نقلیہ ہیں۔ یہ فصل چار مسلک پر منقسم ہے۔ مسلک اول کتاب اللہ کا اس پر دلالت کرنا کہ صدیق اکبر تمام امت سے افضل ہیں	〃
خالدؓ بن الولید کا عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے تلخ کلامی کرنا اور آنحضرتؐ کا ناراض ہوتے ہوئے ان سے فرمانا کہ اگر تم اُحُد کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کردگے تو وہ ان کے ایک مُد کے برابر نہ ہوگا جو یہ خرچ کرچکے ہیں	۴۵۹
اس ارشاد سے جو عام صحابہ سے آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو ایذا پہنچانا چھوڑ دو آپؐ کی مراد قدمار صحابہ ہوتی تھی	〃
ابن عمرؓ کی روایت کہ ابوبکرؓ ایسا چوغہ پہنے ہوئے بیٹھے تھے جس کے پلّوں کو کانٹوں سے جوڑ رکھا تھا کہ جبریلؑ نازل ہوئے الخ	۴۶۰
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا دیے جانے اور ابوبکرؓ کی آپ کی حمایت میں کفار سے مقابلے کرنے کی روایات	۴۶۱
اسمارؓ کی روایت کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی وجہ سے ابوبکرؓ کے سر کے بال اتنے کھینچے گئے کہ اپنے بالوں کی جس لٹ کو بھی گھر میں آنے کے بعد چھوتے تھے وہ ہاتھ میں ہی رہ جاتی تھی الخ	۴۶۳
علی رضی اللہ عنہ کا لوگوں سے سوال کرنا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے پھر یہ بتانا کہ ابوبکرؓ اور ان کی جاں نثاری کے ایک واقعہ کو سنانا	〃
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے کی وجہ سے ابوبکرؓ کا ابو قحافہ پر حملہ کرنا	[illegible]
عمر رضی اللہ عنہ کا ابوجہش لیثی کو مسجد حرام کے دروازے پر پچھاڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا پھر عثمانؓ کا اسکو چھڑا دینا وغیرہ الخ	۴۶۴
ملائکۂ آسمانِ دنیا کی تسبیح۔ ملائکۂ آسمانِ دوم کی تسبیح	۴۶۵
نماز میں پڑھنے کے لیے استعاذہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو تعلیم کیا تھا۔	۴۶۶
مسجد بکر میں عمر کا صبح سے دیر تک (مغرب تک) ٹہلتے رہنا پھر عاص بن وائل کا آکر انکو ٹہلا دینا	〃
لفظ قتال کا اطلاق لاٹھی اور مکہ کی لڑائی پر بھی ہوتا ہے اسکا ثبوت	۴۶۷
امت مرحومہ تین اقسام پر منقسم ہے اول مقربین و سابقین دوم ابرار و مقتصد سوم ظالم لنفسہ۔ اس کی وضاحت	۴۶۸
عائشہؓ کا ان واقعات کو بیان کرنا جو ان کی پاکدامنی پر نزولِ آیات کے بعد گھر میں پیش آئے تھے	۴۶۹
جو شخص اس امت میں سے امر بالمعروف اور نہی از منکر کے کمال سے متصف ہوگا وہ دوسرے لوگوں سے افضل ہوگا	۴۷۰
مسلکِ دوم	۴۷۲
پہلا نکتہ۔ خبر واحد قرائن کے محیط ہو جانے سے یقین کی سرحد میں داخل ہو جاتی ہے اس کی مثال	۴۷۲
دوسرا نکتہ۔ مدارِ افضلیت کون کون سی خصائل ہیں ان کی تفصیل	۴۷۳
حدیث۔ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور پھر ابوبکرؓ اور پھر عمرؓ کا کنویں سے ڈول کھینچنا۔	۴۷۵
حدیث۔ خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ کو اور ان کے ساتھ عمرؓ کو تلا ہوا دیکھنا	۴۷۷
حدیث۔ ایک شخص کا خواب میں آسمان سے لٹکا ہوا ڈول دیکھنا اور ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ کا یکے بعد دیگرے اس سے پانی پینا	
حدیث۔ خواب میں ایک سائبان سے گھی اور شہد ٹپکتا ہوا دیکھنا	〃
حدیث۔ ایک شخص کا خواب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ کو تولا گیا پھر ابوبکرؓ کے ساتھ عثمانؓ کو	۴۸۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب کہ اول آپ کے ساتھ ایک مرد کو تولا گیا پھر دس مرد کے ساتھ پھر سو مرد کے پھر ہزار کے ساتھ تو ہر مرتبہ آپ ہی بھاری نکلے الخ	〃
حدیث۔ ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں ہوتے ہیں الخ	۴۸۲
حدیث۔ ابوبکرؓ و عمرؓ دین کے سمع و بصر کی مانند ہیں	۴۸۳
حدیث۔ میرے ساتھ سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکرؓ ہے مال میں بھی اور موافقت میں بھی	
حضرت صدیقؓ کی حضرت فاروقؓ پر فضیلت کا بیان	۴۸۵

مضمون	صفحہ
حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مابین اختلاف کا واقعہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمرؓ پر غضبناک دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہی قصوروار تھا۔	۴۸۵
حضرت عمرؓ کی فضیلت کا بیان حضرت عثمانؓ پر	۴۸۶
کمالِ نفسانی اور امت کے طبقۂ علیا میں ہونے کے اعتبار سے افضلیت	۴۸۷
حضرت عثمان کا ثبیر مکہ والا واقعہ بیان کرنا اور سب لوگوں کا شہادت دینا	؍؍
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فنحاص یہودی کے پاس جانا اور اس کا یہ کہنا کہ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء	۴۸۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں سیاہ بکریاں دیکھنا اور ابوبکرؓ کا تعبیر بیان کرنا	۴۸۹
بنو ثقیف کے محاصرہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب دیکھنا اور ابوبکر کا تعبیر دینا اور آپ کا تصدیق کرنا	؍؍
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خواب جس کی تعبیر حضرت ابوبکرؓ نے دی	۴۹۰
روزے کی حالت میں جنازے کے ساتھ جانے اور مسکین کو کھانا کھلانے اور مریض کی عیادت کی فضیلت	؍؍
قریش کی عورتوں کا آنحضرتؐ کی مجلس میں زور زور سے بولنے اور عمر کی آمد کا حال سن کر سب کے منتشر ہو جانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ سے فرمانا کہ شیطان تم سے ڈر کر دوسرے راستہ پر چلنے لگتا ہے۔	۴۹۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دودھ پینا اور بقیہ عمرؓ کو دینا	؍؍
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں عمر کو لمبی قمیص پہنے ہوئے دیکھنا	۴۹۳
ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حضرت علیؓ کی روایت کہ یہ دونوں بجز انبیاء ومرسلین کے تمام اہل جنت کے سردار ہیں اور آپ کا علی کو یہ بات ان پر ظاہر کرنے سے منع کرنا	؍؍
ابوبکرؓ کے لیے رضوانِ اکبر کی بشارت اور رضوانِ اکبر کے معنی بیان فرمانا	۴۹۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ سب سے پہلے حق تعالیٰ عمرؓ سے مصافحہ ومعانقہ فرمائے گا	۴۹۵
ابوبکرؓ کو بحالت بیماری نماز پڑھانے کا حکم دینا	۴۹۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر وعمر کو مقرب فرشتوں اور اولوالعزم پیغمبروں سے تشبیہ دینا	۴۹۸
عمرؓ کی روایت غار ثور کیطرف پنجوں کے بل چلنے کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں تھک گئے تو ابوبکرؓ کا آپکو اپنے کندھوں پر بٹھا کر لیجانا وغیرہ	۵۱۴
ارتدادِ عرب کے زمانہ میں حضرت عمر کا صدیق اکبرؓ کی استقامت پر اعتراف	۵۱۵
فاروقؓ کے اقوال اپنی فضیلت میں	۵۱۶
عثمان رضی اللہ عنہ کے اقوال اپنی اور شیخین کی فضیلت پر	؍؍
عثمانؓ کا عبدالرحمن بن عوفؓ کی تعریضات کا جواب دینا	۵۱۷
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال۔ اگرچہ افضلیت شیخین کے تمام اہلِ حق قائل تھے مگر کسی نے اس قوت کے ساتھ اس کا بیان نہیں کیا جس قوت کے ساتھ آپ نے بیان کیا	۵۱۸
حضرت علیؓ سے اس روایت کو کہ امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ اسّی شخص لوگوں نے روایت کیا ہے۔	۵۱۹
جو شخص علی کو شیخین سے افضل کہے حضرت علیؓ کا حکم دینا کہ اس پر حد جاری کی جائے کہ وہ مفتری ہے	؍؍
حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جنت میں داخل ہو چکیں گے جب کہ میں معاویہؓ کے ساتھ حساب میں کھڑا ہوا ہوں گا	۵۲۰
اقوال ساداتِ اہل بیت فضیلت شیخین کے بارے میں	؍؍
حضرت علیؓ کی موجودگی میں حسن بن علی کا لوگوں سے اپنا عجیب خواب بیان کرنا	۵۲۱
حضرت عمرؓ کی ایک ملاقات کا قصہ حضرت علیؓ وحسنؓ وحسینؓ سے اور ان حضرات کا آپ کے عدل کا شاہد بننا حسنینؓ کی شہادت کے بعد آپ کا اطمینان	۵۲۲
حضرت حسنؓ کی اولاد کے اقوال	؍؍
حضرت حسینؓ کی اولاد کے اقوال	۵۲۳
علیؓ کا عمرؓ کے جنازے کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ اس کفن پوش کے بعد اب کوئی ایسا نہیں رہا کہ اس کے جیسے نامۂ اعمال لیکر اللہ سے ملنا مجھے زیادہ محبوب ہو	؍؍
مہاجرینِ اولین کے اقوال	۵۲۵
سعد بن ابی وقاصؓ کا قول کہ عمرؓ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت تھے۔ اسی سے وہ ہم سے افضل ہوئے۔	۵۲۶
ابن مسعودؓ کا قول کہ عمرؓ کے ساتھ ایک ساعت بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔	۵۲۷

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

عمار بن یاسر کے اشعار حضرت ابوبکر کے سوابقِ اسلامیہ پر ۵۲۸

حذیفہ بن الیمان کا قول کہ عمر کے زمانہ میں اسلام دُور سے آنے والے شخص کے مانند اور بعدان کے قتل ہونے کے جانے والے شخص کے مانند ہو گیا۔ ۵۲۹

زید بن خارجہ کا موت کے بعد خلفاء ثلاثہ کے فضائل بیان کرنا ۵۳۰

ان حضرات صحابہ کے اقوال جو مکثرین رواۃ میں سے ہیں ۵۳۱

دیگر اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ۵۳۳

جبیر بن مطعم کا شام کے سفر کے دوران میں ایک مقام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھنا اور ابوبکر کی کہ وہ آپ کے قدم پکڑے ہوئے تھے ۵۳۵

علماء تابعین کے اقوال ؍؍

ایک شخص کے ساتھ جو اولادِ اصحاب میں سے تھا قاسم بن محمد بن ابی بکر کا دلچسپ مکالمہ ؍؍

عمرو بن میمون کے اس قول پر کہ عمر دو تہائی علم لے گئے ابراہیم نخعی کا یہ فرمانا کہ عمر تو دس میں سے نو حصہ علم لے گئے ۵۳۶

پہلا نکتہ۔ وجہ افضلیت کی تحقیق ۵۳۸

روایت ابن عباس، عمرؓ کا اس امر سے پریشان اور مغموم رہنا کہ موجودین میں سے خلافت کیلئے کامل اوصاف والا کوئی سمجھ میں نہیں آتا۔

ابن عباس کے پیش کردہ ناموں میں سے ہر ایک پر عمرؓ کی تنقید ۵۴۱

لفظ اکیسع کی تشریح اور وجہ تسمیہ۔ (حاشیہ) ۵۴۲

عمرؓ کو سخت گرمی کے موسم میں دھوپ میں دیر تک کھڑے رہتے ہوئے دیکھ کر جبکہ وہ اونٹوں کا حلیہ بولتے جاتے تھے اور عثمان سایہ میں لکھ رہے تھے علیؓ کا عثمانؓ سے عمرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنا کہ "قوی امین" یہ ہے۔ ۵۴۴

مولیٰ عثمان کی روایت، عمرؓ کی جفاکشی کا عجیب واقعہ ۵۴۵

دوسرا نکتہ۔ ایک اشکال اور اس کا جواب ۵۴۶

قتل کی اقسام قتلِ عمد، شبہ عمد، قتلِ خطا، جاری مجری الخطا، قتل بالتسبب کا بیان ۵۴۷ حاشیہ

قربِ نسب کو فضائل میں کیوں شمار کیا گیا جبکہ قرآن میں نسب کی بناء پر فضیلت کی نفی کی گئی ہے۔ اس کا جواب ۵۴۸

مسلک چہارم افضلیت شیخین کا اثبات اس جہت سے کہ خلافت خاصہ کو افضلیت لازم ہے۔ ۵۵۰

حقیقتِ نبوت وخلافت پر عارفانہ تقریر ۵۵۰

شیخین کی افضلیت پر اجماع صحابہ کا بیان ۵۵۲

پہلا مقدمہ خلافت خاصہ اور افضلیت خلیفہ منتخب کے درمیان نسبتِ لزوم کے بیان میں اور اس کے ذیل میں تین وجہ کی تقریریں۔ ۵۵۴

اس اشکال کا جواب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو مہاجرین اولین پر خلیفہ بنایا تھا تو ان کی افضلیت لازم آتی ہے ۵۵۸

کسی زمانہ میں بھی افضلیت کے اعتقاد سے استخلاف جدا نہیں ہوا ۵۶۱

دوسرا مقدمہ ۵۶۲

تیسرا مقدمہ ۵۶۵

حدیث خیر القرون کی تشریح۔ قرن اول وثانی وغیرہ سے کیا مراد ہے ۵۶۶

احادیث متعلقہ فتن جن میں حضرت ذی النورینؓ وحضرت علیؓ کے قتل کئے جانے کی طرف اشارات وکنایات فرمائے گئے ہیں ۵۶۷ تا ۵۷۱

ایک خاص نکتہ۔ انبیاء نے اپنی امت پر اور خلفاء نے رعایا پر جو فضیلت پائی اس کا راز ان کا جارحۂ تدبیر الٰہی ہونا ہے اور یہ سر خلفاء ثلاثہ میں متحقق ہے الخ ۵۷۳

مذکورہ بالا بناء پر ایک اشکال اور اس کا جواب ۵۷۴

خاتمہ جلد ثانی۔ مقصد اول ۵۷۵

تتمۂ فصل ہشتم کی
فہرست مضامین
اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

www.kitabghar.org

فہرست مضامین ازالۃ الخفا تتمۂ فصل ہشتم

عنوان	صفحہ
عرض ناشر	۵۷۶
تتمۂ فصل ہشتم	۵۷۷
مقصد دوم: افضلیت شیخین پر دلائل عقلیہ۔	۵۷۹
پہلا مقدمہ: مطلقاً فضل یا فضیلت کی حقیقت کا بیان۔	۵۷۹
دوسرا مقدمہ: فضل کلی کی حقیقت کا بیان	۵۸۰
تیسرا مقدمہ: کسی ملت کے بعض افراد کے افضل ہونے کا مطلب۔	۵۸۲
سوال: کیا افضلیت کا تعلق بندہ اور اللہ کے مابین ایک خاص حالت سے ہے؟	۵۸۳
جواب۔	″
چوتھا مقدمہ: اُن صفات کا تعین جو نبی کو نبوت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہیں۔	۵۸۴
⊙ نبوت کا مقصد واساس۔	″
⊙ قوتِ عاملہ و قوتِ عاقلہ میں نبی تمام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔	۵۸۶
⊙ نبی کی خصوصیات سمجھنے کیلئے ایک مثال۔	۵۸۶
⊙ نبی کی شخصیت کے چار پہلو، بادشاہ حکیم و فلسفی، صوفی مرشد و جبریل۔	۵۸۶
⊙ نبی کا اصل کام و کارنامہ۔	۵۸۸
⊙ نبی صلعم کے رواج دیئے ہوئے علوم۔	۵۸۸
پانچواں مقدمہ: نبی کے ساتھ غیر نبی کن امور میں مشابہ ہوتا ہے، ان کا بیان	۵۸۹
⊙ نبی کے کام کی تکمیل بعض امتیوں کے ہاتھوں ہونا۔	۵۸۹
ا۔ نفسِ ناطقہ کے جزو علمی کی زیادتی میں (نبی سے)	
تشبہ (امتی کا محدث وملہم ہونا)	۵۹۲
۲۔ نفس ناطقہ کے جزو عملی کی زیادتی میں (نبی سے) تشبہ	۵۹۲
ا۔ امتی کو سمتِ صالح و عدالتِ کاملہ حاصل ہو کہ جہانبانی کر سکے۔	۵۹۲
ب۔ وہ اپنی تاثیر صحبت سے اپنے تمام اصحاب کی تربیت کرے اور عجیب کرامتیں ظہور میں آئیں۔	۵۹۳
۳۔ دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری اٹھانے میں (نبی سے) تشبہ۔	۵۹۳
۴۔ علوم کی اشاعت میں پیغمبر کے ساتھ تشبہ۔	۵۹۳
فائدہ: خیر القرون قرنی الحدیث کی تشریح اور تمام لوگوں سے صحابۂ کرام کے افضل ہونے کا راز	۵۹۴
چھٹا مقدمہ: اِن فضائل (یا اوصاف) کے شیخین رض میں بدرجۂ کمال پائے جانے کا بیان۔	۵۹۵
⊙ پیغمبر کی بعثت میں شیخین رض کی بعثت کا داخل و شامل ہونا	۵۹۵
⊙ شیخین رض کا پیغمبر صلعم کے ساتھ نفسِ ناطقہ کے جزو عقلی میں تشبہ اور اسکے شواہد	۵۹۷
ساتواں مقدمہ: اُن اوصاف میں جو فضل کلی کی اساس ہیں شیخین رض کو دوسروں پر ترجیح حاصل ہے	۶۰۲
پہلا نکتہ: خدا کے مقرب بندے تمام صفاتِ کمال میں ایک دوسرے کے برابر نہیں ہوتے بلکہ ان میں باہم فرق ہوتا ہے۔	۶۰۴
دوسرا نکتہ: آنحضرت ؐ نے جو ہر صحابی کے متعلق فرمایا اس میں وہ غیب کے ترجمان تھے۔	۶۰۸

www.kitabghar.org

عنوان	صفحہ
ہر صحابی کے مناقب و فضائل علیحدہ علیحدہ ہیں۔	۶۰۸
تیسرا نکتہ:۔ آنحضرت ﷺ انسانوں میں سب سے زیادہ قدر شناس اور عہد و پیمان کو سب سے بڑھ کر پورا کرنے والے اور صلہ رحم کرنے والے تھے۔	۶۱۰
چوتھا نکتہ:۔ "احبّ" (محبوب تر) اور ایسے ہی دوسرے الفاظ بہتوں کے حق میں وارد ہوئے ہیں اور انہیں قرائن اور حالات کی خصوصیات کے مطابق مناسب مفہوم میں لینا چاہیے۔	۶۱۱
پانچواں نکتہ:۔ فضیلت کی حقیقت اور افضل ہونے کے وجوہ۔	۶۱۲
چھٹا نکتہ:۔ شیخینؓ میں دو طرح کی فضیلتیں جمع تھیں جبکہ دوسروں میں صرف ایک طرح کی۔	۶۱۳
ساتواں نکتہ:۔ عالم اور قاری صحابہؓ کے فضائل بیان کرنے کا مقصد	۶۱۴
⊙ شیخینؓ تمام صحابہؓ سے افضل ہیں۔ اس کے دلائل	۶۱۴
سوال:۔ خواب اور بشاراتِ نبوی فضیلت کا سبب کیسے ہو سکتے ہیں؟	۶۱۷
جواب:۔	۶۱۷
⊙ جزو علمی میں تشبہ کے اعتبار سے حضراتِ شیخینؓ کی فضیلت کے دلائل۔	۶۱۸
پہلی تحقیق:۔ علم کی دو قسمیں ہیں، وہ قسم جو حضرات شیخینؓ کے ساتھ مخصوص ہے خلافتِ نبوت سے زیادہ تعلق رکھتی ہے بہ نسبت اس قسم کے جو حضرت علیؓ کے ساتھ مخصوص ہے۔	۶۱۹
دوسری تحقیق:۔ خلافتِ نبوت سے مشابہ تر یہ بات ہے کہ جو علوم انبیاء سے منقول ہیں لوگوں میں ان کی اشاعت کی جائے جو مجمل ہے اُسے اجمال و اختصار کی صورت میں رہنے دیا جائے اور جو مفصل ہے اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔	۶۲۴
⊙ جو فضیلت خلفا کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ نے جس علم کی بنیاد استوار کی ہے اور جس کو انہوں نے مرتب و منظم کیا ہے مگر اسے شہرت کا درجہ نہیں ملا ہے خلفا اس کی تشہیر کریں۔	۶۲۵
⊙ حضرت علیؓ سے بعض منقولہ باتیں اسناد کے اعتبار سے پریشان خواب و معدوم ہیں۔	۶۲۵
⊙ حضرت علیؓ کو وحدت الوجود کے دقیق علم کی معرفت نہیں تھی۔	۶۲۶
⊙ سیاستِ ملکی و ترتیبِ فوج کی نسبت سے نفسِ ناطقہ کے جزوِ علمی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت میں شیخین کی فضیلت۔	۶۲۷
سوال:۔ فتوحاتِ عراق، شام و مصر ممکن ہے کہ خارجی اسباب کے باعث ہو، اور اگر حضرت علیؓ پہلے خلیفہ ہوتے اور خلفائے ثلثہ بعد میں تو بھی وہی حالات رونما ہوتے (لہذا اس میں خلفائے ثلثہ کی کوئی فضیلت نہیں)۔	۶۲۸
جواب:۔	"
سوال:۔ حضرت مرتضیٰ کا مقصد حق کا غلبہ اور باطل کی تباہی تھا تو ان کے عہد کی لڑائیاں بھی دراصل ایک طرح کا جہاد ہی ہیں۔	۶۲۹
جواب:۔	"

www.kitabghar.org

عنوان	صفحہ
◎ اپنے ہم نشینوں اور دیگر لوگوں کے نفوس میں خلفا کے اقوال سنکر اور ان کے احوال و اقوال کو مشاہدہ کرکے ان کی صحبت سے متاثر ہونے کے تعلق سے نفسِ ناطقہ کے جزوِ عملی میں زیادتی کے اعتبار سے شیخینؓ کی افضلیت۔	۶۳۱
◎ شیخین کے احوال کی تاثیر سے ان کے ہم نشین اصحاب کس حد تک متاثر ہوئے۔	۶۳۳
سوال:۔ اعتراض کہ حضرت مرتضیٰ بے لاگ حق و انصاف کی دعوت دیتے تھے اور شیخین بے لاگ حق و انصاف سے ایک پایہ نیچے اُتر آتے تھے۔	۶۳۴
جواب:۔	〃
◎ شیخین کی فضیلت دعوتِ (اسلام) کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کے اعتبار سے۔	۶۳۷
◎ دعوت کی ذمہ داریاں تین قسم کی تھیں:۔	۶۳۷
۱۔ پہلی قسم جو ہجرت سے پہلے تھی۔	۶۳۷
۲۔ دوسری قسم جو ہجرت کے بعد سے آنحضرتؐ کی وفات تک تھی۔	۶۳۹
۳۔ تیسری قسم ان امور میں جو آنحضرتؐ کی بعثت میں داخل تھے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئیں۔	۶۳۹
◎ **شجاعت کی دو قسمیں**۔	۶۴۰
◎ حضرات شیخین کی فضیلت دین کے علوم کو نشر کرنے کے اعتبار سے۔	۶۴۰
۱۔ قرآنی علوم کی نشر و اشاعت میں ان کی خدمات۔	۶۴۱
۲۔ حدیث کے علوم کی نشر و اشاعت میں انکا کام۔	۶۴۱
۳۔ فقہ کے سلسلہ میں ان کی خدمات۔	۶۴۲

عنوان	صفحہ
۴۔ علمِ سیر، رقائق اور علمِ نحو میں شیخینؓ کی خدمات۔	۶۴۴
۵۔ تصوف میں شیخینؓ و دیگر صحابہؓ کی خدمات۔	۶۴۴
سوال:۔ حضرت مرتضیٰ قرآن و سنن کے علم میں سب سے بڑھے ہوئے تھے مگر لوگوں کے سوءِ تحمل کی وجہ سے حضرت علیؓ کا علم گڈمڈ ہوگیا اور اس سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھایا جا سکا اور حضرت مرتضیٰ کی افضلیت میں اس بات سے کوئی خلل نہیں پڑ سکتا۔	۶۴۴
جواب:۔	۶۴۵
◎ شیخین رض کی فضیلت صفاتِ قلبیہ کے اعتبار سے جسے آج کل کی اصطلاح میں طریقت کہتے ہیں۔	۶۴۷
۱۔ حضرت مرتضیٰ کا زہد اولیاء کے زہد کی قبیل سے تھا اور شیخین رض کا زہد انبیاء کے زہد کی طرح تھا۔	۶۴۷
۲۔ زہد کی سب سے عظیم قسم وہ ہے جس سے خلافت سے جو جاہ و مرتبہ کی ایک صورت ہے بے رغبتی پیدا ہو۔	۶۴۸
سوال:۔ چونکہ طلبِ خلافت و قتالِ مخالفین میں حضرت مرتضیٰ کی مشغولیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تھی لہٰذا یہاں توکل کو اسبابِ ظاہری کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے اور یہ بات ورع و زہد اور توکل و تواضع کے اعتبار سے حضرت مرتضیٰ کی افضلیت کے خلاف نہیں ہے۔	۶۴۹
جواب۔	

www.kitabghar.org

فہرست مضامین

ازالۃ الخفاء (مترجم)

جلد سوم

مضمون	صفحہ
(مقصدِ دوم): خلفائے اربعہ کے محاسنِ مناقب	۲
پہلا نکتہ: پیغمبری کی صفاتِ خاص	۲
ذیلی نکتہ: نبی کی چار جامع صفات	۴
قبل از بعثت کی حالت، نبی صلعم کا اصلاحی کام اور اس کے نتائج۔	۷
دوسرا نکتہ: غیر نبی کو نبی کے ساتھ تشبّہ کیونکر حاصل ہوتا ہے اور پیغمبرؐ کی امانت کیسے ہوتی ہے؟ نیز نبوت کے بوجھ اُٹھانے اور کارِ نبوّت کو پورا کرنے میں غیر نبی کیسے حِصّہ لیتا ہے؟	۱۰
تیسرا نکتہ: خُلفائے راشدینؓ کے آنحضرت صلعم اور آپؐ کی اُمّت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کا بیان	۱۵
(۱) خلفائے راشدینؓ کی خدمات دربارۂ قرآن۔	۱۸
(۲) خلفائے راشدینؓ کی خدمات علمِ حدیث میں۔	۲۱
(۳) خلفائے راشدینؓ کی خدمات علمِ فقہ میں۔	۲۳
(۴) خلفائے راشدینؓ کی خدمات علمِ احسان میں۔	۲۳
(۵) خلفائے راشدینؓ کی خدمات علمِ حکمت میں۔	۲۴
(۶) خلفائے راشدینؓ کی سیاسی و فوجی خدمات۔	۲۴
مناقبِ جمیلہ صدیقِ اکبرؓ	۲۶
آپؓ کی براءتِ نسب۔	۲۶
آنحضرت صلعم سے آپؓ کی محبّت و فدائیت قبل از اسلام سے۔	۲۹

مضمون	صفحہ
آپؓ کا شروعِ بعثت ہی میں اسلام لانا۔	۳۰
آپؓ کے اسلام کا سبب تنبیہ غیبی ہوتی چند مرتبہ۔	۳۱
آپؓ کے اسلام لانے کے فوراً بعد بہت سے شرفائے قریش آپؓ کی ترغیب سے اسلام لائے۔	۳۳
اسلام کے ابتدائی غربت کے دَور میں آپؓ نے تقویتِ اسلام اور خدمتِ آنحضرت صلعم کیلئے چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔	۳۴
قریش کے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔	۳۴
قریش کے سامنے توحید پر پہلا خطبہ آپؓ نے دیا۔	۳۵
آنحضرت صلعم کو قریش کی ایذاء سے بچانے کیلئے آپؓ نے اپنے آپ کو ڈھال بنا دیا۔	۳۶
آنحضرت صلعم کو قریش کی ایذاء سے بچانے کیلئے آپؓ نے توریہ و کنایہ سے کام لیا۔	۳۹
آپؓ شعبِ ابی طالب میں آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے۔	۳۹
سب سے پہلے آپؓ نے (مکّہ میں) مسجد بنائی۔	۴۰
آپؓ نے اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے فارس کے روم پر غالب آجانے کے قصہ میں شرط لگائی۔	۴۱
آنحضرت صلعم مکّہ میں روزانہ آپؓ کے گھر آمد و رفت رکھتے تھے۔	۴۲
آنحضرت صلعم سے حضرت عائشہؓ کے نکاح کے بعد آپؓ نے حد درجہ ادب ملحوظ رکھا۔	۴۲
سب سے پہلے آپؓ نے واقعۂ معراج کی تصدیق کی۔	۴۳

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
عرب قبائل میں تبلیغ کے وقت آپؓ ہر وقت رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہے۔	۴۳
آپؓ رسول اللہ صلعم کے رفیقِ ہجرت تھے۔	۴۴
غزوۂ بدر میں آپؓ کو نمایاں اعزازات حاصل ہوتے۔	۴۴
غزوۂ اُحد میں آپؓ کو فضائل عظیمہ حاصل ہوتے۔	۴۷
غزوۂ خندق میں آپؓ کو ایک لشکر کی سالاری ملی۔	۴۹
غزوۂ مریسیع میں حضرت عائشہؓ پر تہمت کا واقعہ اور اسکے ضمن میں حضرت ابوبکرؓ کو نمایاں فضائل نصیب ہوتے۔	۴۹
صلح حدیبیہ میں آپؓ کے مناقب کا ظہور۔	۵۱
غزوۂ خیبر میں آپؓ حاضر تھے۔	۵۵
سریۂ بنی فزارہ میں رسول اللہ صلعم نے آپؓ کو امیر بنایا۔	۵۵
سلاطینِ عالم کے نام خطوط بھیجتے وقت رسول اللہ صلعم کا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی فضیلت بیان کرنا۔	۵۶
آپؓ رسول اللہ صلعم سے مصالحِ مسلمین کی بابت مشاورت کرتے تھے اور آنحضرتؐ ان کے مشوروں کو قبول کرتے تھے۔	۵۷
سورۂ تحریم میں وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کا اشارہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی جانب ہے۔	۵۷
آپؓ رسول اللہ صلعم کے راز چھپاتے تھے۔	۵۸
آپؓ ہر خیر میں سبقت کرتے تھے۔	۵۸
غزوۂ فتح مکہ میں آپؓ کو نمایاں فضیلت حاصل ہوتی۔	۵۹
واقعۂ حُنین میں ابوقتادہؓ کے قضیہ میں ابوبکرؓ کا مشورہ ہی درست ٹھہرا۔	۶۱
غزوۂ طائف میں حضرت صدیقؓ کو بہت سی شاندار فضیلتیں حاصل ہوئیں۔	۶۲
غزوۂ تبوک میں حضرت صدیقؓ کے بہت سے فضائل نمایاں ہوئے۔	۶۲
۹ھ میں رسول اللہ صلعم نے آپؓ کو امیر حج بنایا اور اسلام میں پہلے امیر الحج ہوئے۔	۶۳
حجۃ الوداع میں آپؓ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھے۔	۶۶
مرض الموت میں آنحضرت صلعم نے صدیقِ اکبرؓ پر بہت عنایات فرمائیں اور امامتِ نماز سے مشرّف کیا۔	۶۶
آپؓ رسول اللہ صلعم کے برابر دفن ہوئے۔	۶۷
ایک نکتہ: مہاجرینِ اوّلین خلافت کے مستحق کیوں ہوئے اور مہاجرینِ اوّلین میں حضرت ابوبکرؓ کی منفرد حیثیت۔	۶۸
دوسرا نکتہ: حضرت ابوبکرؓ کی اعانتوں اور خدمتوں کی شہادت خود رسول اللہ صلعم نے دی ہے۔	۶۸
آنحضرت صلعم کے ساتھ ابوبکرؓ کی صحبتِ دائمی و اخلاص۔	۶۹
حضرت صدیقِ اکبرؓ کی قوتِ عقلیہ انبیاءؑ کی قوتِ عقلیہ کے مشابہ تھی۔	۷۲
حضرت صدیقِ اکبرؓ کی قوتِ عملیہ بھی انبیاءؑ کی قوتِ عملیہ کے مشابہ تھی۔	۷۷
حضرت صدیقؓ کی صفائی قلب۔	۷۹
حضرت صدیقؓ کا توکّل۔	۸۰
حضرت صدیقؓ کا تقوٰے۔	۸۱
حضرت صدیقؓ کی بیت المال میں احتیاط	۸۱
حضرت صدیقؓ کی دُعا۔	۸۱
آپؓ کا زبان کو روکے رکھنا۔	۸۲
حضرت صدیقؓ کی تواضع۔	۸۲

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
حضرت صدیقؓ کی شفقت خلق اللہ پر، اور آپؓ کا لذاتِ نفس سے خالی ہونا۔	۸۲
آپؓ کا راضی برضائے الٰہی ہونا۔	۸۳
آپؓ کے نفیِ ارادہ کا ثبوت۔	۸۳
آپؓ کے زُہد کا واقعہ۔	۸۳
آپؓ کا خوف (حساب و آخرت)۔	۸۴
آپؓ کی عبرت کا واقعہ۔	۸۴
عُجب سے آپؓ کا مبرّا ہونا۔	۸۴
آپؓ کا گریہ و بکا۔	۸۵
آپؓ کا خلقِ خدا کیلئے نافع ہونا۔	۸۵
آپؓ کا ترکِ سوال۔	۸۵
آپؓ کے صدقِ نیّت کا حال۔	۸۵
حضرت صدیقؓ نے نشرِ قرآنِ عظیم کا بار کیسے اُٹھایا۔	۸۶
آپؓ نے اشاعتِ علمِ حدیث کا بار کیسے اُٹھایا۔	۸۷
آنحضرت صلعم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیقِ اکبرؓ نے اس کو حل کر کے مسلمانوں کو حیرت و تردّد سے رہا کیا۔	۹۲
آنحضرت صلعم کی وفات اور زندگی کی بابت تنازعہ اور ابوبکر صدیقؓ کا اسکی بابت اختلاف ختم کرنا۔	۹۲
آنحضرت صلعم کے مقامِ دفن اور کیفیتِ نمازِ جنازہ میں اختلاف اور حضرت صدیقؓ کا یہ اختلاف ختم کرنا۔	۹۴
سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ خلافت پر اختلاف، اور حضرت ابوبکرؓ کا یہ اختلاف ختم کرنا، اور سب کا آپؓ کو خلیفہ بنانے پر اتفاق۔	۹۴
آپؓ نے منصبِ نبوّت اور منصبِ خلافت میں تفریق کی۔	۱۰۱

مضمون	صفحہ
آپؓ کا آیت عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ الخ کی غلط تاویل کو درست کرنا۔	۱۰۳
آپؓ کا مانعینِ زکوٰۃ سے قتال کے بارے میں اشکال دُور کرنا۔	۱۰۳
جیشِ اُسامہ کی روانگی کے مسئلہ پر آپؓ کا صحیح فیصلہ۔	۱۰۴
مُرتدین سے قتال کی بابت مباحثہ میں آپؓ کی اصابتِ رائے۔	۱۰۵
قتالِ مرتدین میں خالدؓ بن ولید کو امیر متعیّن کرنے کا عمدہ فیصلہ۔	۱۰۶
آپؓ نے بعض اکابر صحابہؓ کو وساوس اور حدیثِ نفس سے نجات کا طریقہ تجویز فرمایا۔	۱۰۶
حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلعم کی میراث کا مسئلہ حل کیا۔	۱۰۸
حضرت ابوبکرؓ کی خلافت توڑنے کی بابت زبیرؓ اور بنی ہاشم کے مشورے، شیخینؓ نے اس کا بحُسنِ تدبیر دفعیہ کیا۔	۱۰۸
حضرت ابوبکرؓ نے اُمّت کیلئے اجتہاد کا ایک قاعدہ مقرر کردیا جس پر سب مجتہدین کاربند ہوتے۔	۱۱۴
آپؓ نے دادی کی میراث کا مسئلہ حل کیا۔	۱۱۵
دادی کی میراث کی بابت آپؓ کا قول و رائے۔	۱۱۶
کلالہ کی تفسیر میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔	۱۱۷
آپؓ نے شراب پینے کی حد کا تعیّن فرمایا۔	۱۱۷
تائب ہونے والے مُرتدین سے آپؓ نے عجیب عجیب مکالمات فرمائے۔	۱۱۸
ملکِ شام میں جہاد کو جانے والے مجاہدین کو آپؓ نے مفید و جامع نصیحتیں فرمائیں۔	۱۱۹
آپؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔	۱۲۱
حضرت ابوبکرؓ کی حضرت عمرؓ کو وصیتیں۔	۱۲۲
نکتہ: اندازِ غور و فکر میں حضرت ابوبکرؓ کی مابہ الامتیاز خصوصیت۔	۱۲۵

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مواعظ، رقائق اور حکمتیں۔	۱۲۶
حضرت صدیقؓ کے چند کلمات حقوقِ خلافت کی کامل ادائیگی کی بابت۔	۱۳۴
صدیق اکبرؓ نے سب سے پہلے آنحضرتؐ کے وعدے پورے کیے اور آپؐ کے قرضوں کو ادا کیا۔	۱۳۷
اس کے بعد آپؓ نے قرآن کو دو لوحوں میں جمع کیا۔	۱۳۷
آپؓ نے آنحضرتؐ کے مقرر کردہ عاملوں کو برقرار رکھا۔	۱۳۷
آنحضرتؐ نے جس شخص کی حفاظت و رعایت کیلئے حکم فرمایا تھا صدیقِ اکبرؓ نے اسکی رعایت کی۔	۱۳۸
کیا تائب مرتدین پر اُن لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو اُنھوں نے دَورِ ارتداد میں قتل کیا تھا۔ اس مسئلہ میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔	۱۴۰
کنوارے زانی کو جلاوطن کرنے کے بارے میں حضرت صدیقؓ کی رائے۔	۱۴۰
اگر کوئی تیسری بار چوری کرے تو کیا سزا ہو۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔	۱۴۱
تقسیم غنیمت میں سبقت فی الاسلام کی بناء پر فضیلت دی جائے یا نسب کی بناء پر۔ حضرت ابوبکرؓ کا طرزِ عمل	۱۴۲
مُرتدین سے حضرت ابوبکرؓ کے جہاد و قتال اور فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کا حال۔	۱۴۳
فارس و رُوم کے خلاف جنگوں میں حضرت ابوبکرؓ کی حکمتِ عملی۔	۱۴۶
حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے کیلئے وصیّت نامہ لکھنا اور حضرت عمرؓ کو نصیحتیں کرنا۔	۱۵۰
حضرت ابوبکرؓ کے آخری لمحات کے چند واقعات۔	۱۵۲
مناقب جمیلۂ فاروقِ اعظمؓ	۱۵۴
حضرت عمرؓ قریش میں ایک خاص مقام اور کامل وجاہت رکھتے تھے۔	۱۵۴
آپؓ کو تدبیرِ غیب کھینچ کر اسلام کی طرف لائی۔	۱۵۴
آپؓ کے اسلام لانے پر آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔	۱۵۶
آپؓ نے مسلمان ہونے پر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور ایذائیں برداشت کیں۔	۱۵۶
ایک نکتہ: فاروق اعظمؓ کے اسلام لانے میں تاخیر کی تلافی کیسے ہوئی۔	۱۵۸
آپؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور اُنھوں نے اسلام کا اعلان کر دیا۔	۱۵۹
آپؓ نے رسول اللہ صلعم سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ کی فضا ہموار کی۔	۱۶۰
آپؓ کو غزوۂ بدر میں اچھی فضیلتیں ہاتھ آئیں۔	۱۶۰
آپؓ کو غزوۂ اُحد میں نمایاں فضائل حاصل ہوئے۔	۱۶۵
آپؓ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔	۱۶۶
آپؓ غزوۂ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے۔	۱۶۷
آپؓ حدیبیہ میں حاضر تھے جہاں آپؓ کو بے حساب فضائل حاصل ہوئے۔	۱۷۰
ایک نکتہ: غلبہ کے معنے، اور داعیہ و رؤیا کا باہمی فرق۔	۱۷۳
دوسرا نکتہ: صحابہؓ کو ہدایت ملنے کے مختلف طریقے،	

مضمون	صفحہ
اور حضرت عمرؓ کا مزاج۔	۱۷۵
غزوۂ خیبر میں حضرت عمرؓ کو بہت سے مناقب ملے۔	۱۷۶
غزوۂ فتح مکہ میں حضرت فاروقؓ کے متعدد فضائل ظہور میں آئے۔	۱۷۸
آنحضرت صلعم نے حضرت فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر عامل بنایا۔	۱۸۰
حضرت عمرؓ نے غزوۂ حُنین میں فضائل عظیمہ حاصل کئے۔	۱۸۰
طائف میں آپؓ کو نمایاں فضیلت ملی۔	۱۸۰
غزوۂ تبوک میں آپؓ نے اپنا نصف مال خرچ کیا۔	۱۸۲
آپؓ حجۃ الوداع میں حاضر تھے۔	۱۸۲
بہت سے فضائل میں آپؓ صدیقِ اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں حصّہ دار رہے۔	۱۸۲
آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد حضرت صدیقؓ کی خلافت کے لئے آپؓ خوب کوشاں رہے۔	۱۸۳
صدیقِ اکبرؓ کی خلافت میں آپؓ خلیفہ کے نائب اور وزیر و مشیر و قاضی رہے۔	۱۸۳
صدیقِ اکبرؓ نے آپؓ کو اپنا ولیعہد بنایا اور افضلِ اُمت قرار دیا۔	۱۸۳
حضرت عمرؓ نے اپنے دَورِ خلافت میں ایسی سیاست برتی جو کسی خلیفہ کو میسر نہ آئی، نہ ان سے پہلے نہ اُن کے بعد۔	۱۸۴
حضرت عمرؓ کی اولیات۔	۱۸۴
عہدِ فاروقی میں جہاد و فتوحات و حصولِ غنائم کا حال۔	۱۸۵
عہدِ فاروقی میں کفر و اسلام کے درمیان "فرقانِ اکبر" کا ظہور ہوا۔	۱۹۱
ایک نکتہ: فارس و روم کی فتح کی بشارتِ نبویؐ حضرت عمرؓ کے ذریعہ پوری ہوئی۔	۱۹۱

مضمون	صفحہ
دوسرا نکتہ: فارس و روم کی فتح کا اہتمام حضرت عمرؓ نے کئی طریقوں سے کیا۔	۱۹۳
دولتِ ساسانیہ کے برباد ہونے کا حال۔	۱۹۵
روزِ ارماث کا حال۔	۲۰۰
روزِ اغواث کا حال۔	۲۰۲
روزِ عماس کے واقعات۔	۲۰۵
لیلۃ الہریر کا حال۔	۲۰۷
مدائن پر حملہ اور فتح۔	۲۰۹
۲۰ھ میں حضرت فاروقؓ کا سعد بن ابی وقاصؓ کو واپس بُلانا اور یزدجرد کی لشکر کشی۔	۲۱۰
حضرت عمرؓ کا نعمان بن مقرن کو سپہ سالار بنانا اور فتح الفتوح کا حصول جسکے بعد دولتِ ساسانیان کا کُلّی خاتمہ ہوگیا۔	۲۱۱
شام سے رُومیوں کی حکومت کا خاتمہ۔	۲۱۲
حمص کی فتح۔	۲۱۳
لاذقیہ، قنسرین، حلب وانطاکیہ کی فتح۔	۲۱۴
قیساریہ اور اجنادین کی فتح۔	۲۱۵
بیت المقدس کا محاصرہ۔	۲۱۶
حضرت عمرؓ کا سفر برائے بیت المقدس اور بیت المقدس میں داخلہ۔	۲۱۷
حمص میں قیصر روم سے پھر مقابلہ و فتح۔	۲۱۸
مصر کی فتح۔	۲۱۹
دیگر ممالک جو عہدِ فاروقی میں فتح ہوئے۔	۲۲۰
ایک نکتہ: ارادۂ الٰہی کہ اسلام تمام روئے زمین پر	

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
ظاہر ہوا اس طرح پورا ہوا کہ حضرت عمرؓ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کا زوال ہوا اور اسکے بعد تمام زمین اسلام کے زیر اثر آگئی۔	۲۲۰
حضرت عمرؓ کی فتوحات خدائی نشانی ہیں۔ ان کی نظیر نہ اس سے پہلے ملتی ہے نہ بعد میں۔ نیز ان مفتوحہ علاقوں میں اب تک اسلامی شعائر کا رواج ہے۔	۲۲۱
حضرت عمرؓ کی فتوحات کی خصوصیات۔	۲۲۳
حضرت فاروقؓ کی سیاست اور جہانبانی کی چند حکایات۔	۲۲۵
حضرت فاروقؓ نے اپنی پالیسی کا اعلان کیا۔	۲۲۶
حضرت فاروقؓ کا لوگوں سے سلوک، ان کی خدمت اور اصلاح۔	۲۲۸
آپؓ کا عاملوں کے حقوق و فرائض بیان کرنا۔	۲۳۱
حضرت فاروقؓ کے تعمیراتی کام۔ بصرہ اور کوفہ کو آباد کرنا۔	۲۳۳
آپؓ نے تاریخ و سن مقرر کیا۔	۲۳۴
آپؓ نے خالدؓ اور سعدؓ کو کیوں معزول کیا۔ ان دونوں کے عزل سے کوئی فرق نہ پڑا۔	۲۳۵
آپؓ نے مسجدِ نبویؐ کی توسیع کی۔	۲۳۶
آپؓ نے قحط دُور کرنے کی کامیاب کوشش کی۔	۲۳۶
آپؓ نے بڑے شہروں میں ہر شعبہ کا الگ حاکم مقرر کیا۔ (انتظامیہ، عدلیہ اور مالیات کو الگ الگ کیا)۔	۲۳۷
تقسیمِ غنائم و وظائف کے لئے آپؓ نے دفترِ مسلمین وضع کیا، اور ان کی درجہ بندی کی۔	۲۳۷
آپؓ نے سوادِ عراق کی پیمائش کرائی اور ہر علاقہ پر ایک خراج مقرر کیا۔	۲۴۷

مضمون	صفحہ
آپؓ نے کفار سے مصالحت کرتے وقت ہر قوم سے الگ الگ شرطیں مقرر کیں۔	۲۴۸
آپؓ اسبابِ مجاہدین کی تیاری کامل طور پر کرتے تھے۔	۲۴۸
آپؓ نے شاہانِ جاہلیّت کے ذاتی اموال کو بیت المال میں داخل کردیا تاکہ ضرورتمندوں کو وقت پر دے سکیں۔	۲۴۹
آپؓ نے دریا پر عاملوں کو بٹھایا تاکہ خُمس وصول کرسکیں۔	۲۴۹
آپؓ امانتدار اور عدول لوگوں کو عامل بناتے تھے اور ان کو اچھی طرح نصیحتیں کرتے تھے۔	۲۵۰
آپؓ نے سڑکوں کے ناکوں پر محصّلین کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور حربیوں سے عشر وصُول کیا۔	۲۵۹
آپؓ نے اہلِ ذمہ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔	۲۶۱
آپؓ نے شاعروں کو کسی کی ہجو کرنے کی سخت ممانعت کردی۔	۲۶۳
آپؓ کو مردم شناسی کا بڑا ملکہ حاصل تھا جو خلافت کا رُکنِ اعظم ہے۔	۲۶۳
آپؓ مسلمانوں کے معاملات میں کفار سے اعتماد کے کام لینے کو شدّت سے منع کرتے تھے۔	۲۷۱
آپؓ بذاتِ خود گشت کیا کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کا حال معلوم کریں۔	۲۷۲
آپؓ نے بیت المال کی حفاظت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔	۲۸۳
آپؓ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے، اگر کوئی رخنہ نظر آتا تو اصلاح فرماتے۔	۲۸۷
آپؓ آنحضرت صلعم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ کرتے تھے۔	۲۸۸
آپؓ تحریف و تبدیل کے محتمل مواقع سے ملّت کا تحفظ دو طریقوں سے کرتے تھے۔	۲۹۵

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
فاروقِ اعظم رضؓ کا وسیع النظر ہونا علم احکام اور فقہ میں۔	۲۹۶
آپؓ امت کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔	۲۹۶
آپؓ کے فقہی مسائل ظاہرِ دین اور سوادِ اعظم ہیں۔	۲۹۷
آپؓ کے عالم وفقیہ ہونے پر آنحضرت کی شہادت۔	۲۹۷
آپؓ کے عالم وفقیہ ہونے پر صحابہؓ وتابعینؒ کی شہادت۔	۲۹۷
آپؓ کی فقہ کی نسبت تمام صحابہؓ کی فقہ کے مقابلہ پر بمنزلہ آپؓ کے مصحف کے ہے بمقابلہ تمام صحابہؓ کے مصحف کے۔	۲۹۸
آپؓ کی نسبت مجتہدینِ اُمت کے ساتھ ایسی ہے جیسی مجتہد مستقل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدینِ منتسب کے ساتھ۔	۳۰۱
آپؓ کو شرع میں واسطہ بنائے بغیر مجتہدین اور آئمہ شرعیہ میں غور و خوض نہیں کرسکے ہیں۔	۳۰۴
اہم مسائل فقہ میں مجتہدینؒ فاروقِ اعظمؓ کے مذہب کے تابع ہیں۔	۳۰۴
مسائل جزئیہ میں مجتہدینؒ کے باہمی اختلاف کی وجوہات۔	۳۰۴
احادیث کی ترجیح وتطبیق میں مجتہدینؒ نے حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہے۔	۳۰۵
حضرت عمرؓ کے مسائل فقہ میں اجماع پایا جاتا ہے۔	۳۰۶
رسالہ فقہِ عمر فاروقؓ	۳۰۸
حضرت عمرؓ کے اصولِ فقہ	۳۰۹
شریعت کے چار دلائل ہیں۔	۳۰۹
کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سنت سے اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سُنت سے۔	۳۰۹
حدیث صرف ثقہ راوی سے لی جائے۔	۳۰۹
خبرِ واحد جائز ہے۔	۳۱۰
اجماع۔	۳۱۱
شرطِ قیاس۔	۳۱۱
ایسے مسئلہ کی بابت پوچھنے کی کراہیت جو ابھی پیش نہیں آیا۔	۳۱۱
علم میں لڑائی جھگڑے کی بُرائی۔	۳۱۳
کتاب الصلوٰۃ	۳۱۳
طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔	۳۱۳
وضو کی ترکیب۔	۳۱۳
وضو کو واجب کرنے والی چیزیں۔	۳۱۵
پیشاب پاخانہ کے آداب۔	۳۱۶
خفّین (موزوں) پر مسح کرنا۔	۳۱۶
غسل کی ترکیب۔	۳۱۷
جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔	۳۱۷
جُنبی کا حکم۔	۳۱۹
حمام میں داخل ہونا۔	۳۱۹
پانیوں کا بیان۔	۳۲۰
نجاستوں کو پاک کرنا۔	۳۲۰
تیمّم کا بیان۔	۳۲۱
اوقاتِ نماز۔	۳۲۳
عشاء کے بعد بات کرنا۔	۳۲۵
جماعت میں حاضر ہونا۔	۳۲۵
سُنتِ اذان۔	۳۲۷
مساجد کا بیان۔	۳۲۹

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔	۳۳۱
استقبالِ قبلہ۔	۳۳۲
طریق نماز۔	۳۳۳
دُعائے افتتاح الصّلوٰۃ۔	۳۳۳
نماز میں قراءت۔	۳۳۴
سورۃ فاتحہ میں بسم اللہ۔	۳۳۵
مقتدی کے لئے قراءتِ سورۃ فاتحہ۔	۳۳۶
حضرت عمرؓ نے مختلف نمازوں میں کون کونسی سورتیں پڑھیں۔	۳۳۶
سجدۃ تلاوت۔	۳۳۹
رفع یدین۔	۳۴۰
رکوع و سجود کا طریقہ۔	۳۴۰
نماز فجر میں قنوت۔	۳۴۱
نماز میں تشہّد۔	۳۴۲
نماز میں درُود۔	۳۴۳
سلام پھیرنے کا طریقہ۔	۳۴۳
نماز میں بھول ہوجائے تو کیا کرے۔	۳۴۴
نمازِ قصر۔	۳۴۴
جمع بین الصّلوٰتین۔	۳۴۵
نماز میں نکسیر پھوٹ جانا۔	۳۴۶
نماز میں اشارہ کرنا۔	۳۴۶
نوافل۔	۳۴۶
عیدین اور استسقاء کی تکبیریں۔	۳۴۶
استسقاء کی نماز سنّت ہے یا نہیں۔	۳۴۸

مضمون	صفحہ
نمازِ تراویح باجماعت کا رواج۔	۳۴۸
رکعاتِ تراویح۔	۳۴۹
لیلۃ القدر کا تعین۔	۳۴۹
نماز چاشت۔	۳۵۰
نمازِ وتر۔	۳۵۰
نمازِ وتر میں قنوت۔	۳۵۱
نماز فجر وظہر سے پہلے کی سُنّتیں۔	۳۵۱
نماز عصر و مغرب کے درمیان کوئی نماز نہیں۔	۳۵۲
سفر میں نفل پڑھنا۔	۳۵۲
سجدۂ شکر ادا کرنا۔	۳۵۳
نفل نماز ایک رکعت۔	۳۵۳
ایک ہی نماز کو دوبارہ پڑھنا۔	۳۵۳
نفل نماز دو دو رکعت ہے۔	۳۵۴
گھر میں نفل نماز پڑھنا۔	۳۵۴
جُمعہ کا بیان۔	۳۵۴
جہاں قیام ہو وہاں جمعہ پڑھنا۔	۳۵۴
خطبۂ جمعہ کی نوعیت۔	۳۵۴
فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کا مفہوم۔	۳۵۵
خطبہ میں فصل دینا۔	۳۵۵
جمعہ کی پہلی اذان کس وقت ہوتی ہے۔	۳۵۵
خطبہ شروع ہونے پر خاموش ہوجانے کا حکم۔	۳۵۵
جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے۔	۳۵۵
جمعہ کے دن غسل کا حکم۔	۳۵۵
جنائز کا بیان۔	۳۵۶

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
مرنے والے کو تلقین لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کرنا۔	۳۵۶
مُردہ شخص کو دفن کرنے کا حکم۔	۳۵۶
بیری اور آبِ ریحان سے میّت کو غسل دینا۔	۳۵۶
باپ میّت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت شوہر کے۔	۳۵۷
میّت کو خوشبو اور مُشک لگانا۔	۳۵۷
مَرد کو تین کپڑوں میں کفنانا۔	۳۵۷
عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا۔	۳۵۸
جنازہ کے آگے چلنا اور تیز چلنا۔	۳۵۸
نماز جنازہ کی تکبیرات میں صحابہؓ کا اختلاف پھر عہدِ فاروقی میں چار تکبیروں پر اتفاق۔	۳۵۸
نماز جنازہ کی دُعا۔	۳۵۹
نماز جنازہ کی کوئی دُعا مقرر نہیں ہے۔	۳۶۰
نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جاتے۔	۳۶۰
عورت کی قبر میں کون اُترے۔	۳۶۰
لَحد کا حکم۔	۳۶۰
قبر کی گہرائی و چوڑائی۔	۳۶۰
میّت کو قبر میں داخل کرتے وقت دُعا۔	۳۶۰
رات میں دفن کرنا۔	۳۶۰
نصرانی کے جنازہ میں چوپایہ پر سوار ہو کر اس کے آگے چلنا۔	۳۶۰
مسلمان کی حاملہ عیسائی بیوی کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کرنا۔	۳۶۱
ہڈیوں پر نماز جنازہ پڑھنا۔	۳۶۱

مضمون	صفحہ
قبر کو کوہان کی طرح اُبھارنا۔	۳۶۱
مُردوں کو گالیاں مت دو۔	۳۶۱
مُردے کے حق میں کلماتِ خیر کہنے کا اثر۔	۳۶۱
عذاب قبر سے پناہ مانگنا۔	۳۶۲
مُردوں پر رونا۔	۳۶۲
کتابُ الزکوٰۃ۔	۳۶۲
حضرت عمرؓ کا مکتوب زکوٰۃ کی شرح، مقدار اور دیگر احکام کی تفصیل میں۔	۳۶۲
زکوٰۃ میں کونسی بکری لیجائے اور کونسی نہ لی جاتے۔	۳۶۴
سبزی ترکاری میں زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
اموالِ یتامیٰ پر زکوٰۃ۔	۳۶۵
مملوک پر زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
زکوٰۃ کی نقد وصولیابی۔	۳۶۵
پانی لانے والے اونٹ میں زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
گھوڑوں میں زکوٰۃ۔	۳۶۵
پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ کا حکم۔	۳۶۶
زکوٰۃ کیلئے کھجوروں کا اندازہ کرنا۔	۳۶۷
زیتون میں زکوٰۃ کی شرح۔	۳۶۷
شہد میں زکوٰۃ۔	۳۶۷
کھالوں میں زکوٰۃ۔	۳۶۸
زکوٰۃ میں بہترین مال لینے کی ممانعت۔	۳۶۸
زکوٰۃ میں دی ہوئی چیز خریدنے کی ممانعت۔	۳۶۸
زکوٰۃ صرف حاکم کے مقرر کردہ والی کو دیجائے۔	۳۶۹
قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ۔	۳۶۹

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
اہلِ کتاب کو زکوٰۃ دینا۔	۳۶۹
زکوٰۃ میں سامان اور چاندی وغیرہ لینا۔	۳۷۰
اموالِ تجارت کی زکوٰۃ نکالنے کا طریق۔	۳۷۰
وظائف پر زکوٰۃ۔	۳۷۰
ملکیت بدل جانے پر صدقہ میں دیا ہوا مال خریدا جاسکتا ہے۔	۳۷۰
عُشر وصول کرنے میں تلاشی لینے کی ممانعت۔	۳۷۰
مُسلمانوں سے عُشر وصول کرنے کی ممانعت۔	۳۷۰
حضرت عمرؓ کے صاع کی مقدار۔	۳۷۱
پڑا ہوا مال پانے پر خُمس۔	۳۷۱
کتابُ الصّیام۔	۳۷۱
رمضان کی راتوں میں مباشرت کی اجازت۔	۳۷۱
مہینہ کو مقدّم کرنے کی ممانعت۔	۳۷۲
مشکوک دن روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۲
دن کو چاند نظر آجائے تو کیا کرے۔	۳۷۲
ہلال کی بابت ایک مرد کی شہادت۔	۳۷۳
افطار کا وقت۔	۳۷۳
غلطی سے وقتِ افطار سے قبل افطار کرلے تو کیا کرے۔	۳۷۳
روزہ میں بوسہ لینا۔	۳۷۴
افطار میں جلدی کرنا۔	۳۷۴
افطار کا درست وقت۔	۳۷۴
روزہ صرف کھانے پینے کا نہیں ہوتا۔	۳۷۵
یومِ عاشوراء کا روزہ۔	۳۷۵
لیلۃ القدر کا تعین۔	۳۷۵

مضمون	صفحہ
قضائے رمضان کا التواء ذی الحجہ تک۔	۳۷۵
مسلسل روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۵
اعتکاف میں پردہ ڈالنے کی ممانعت۔	۳۷۶
شوہر کی اجازت لیکر نفل روزہ رکھنا چاہیے۔	۳۷۶
روزۂ رمضان کی قضاء مع طعام مسکین۔	۳۷۶
ماہِ رجب کی عظمت۔	۳۷۶
عیدین میں روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۶
روزہ کی حالت میں مسواک کرنا۔	۳۷۶
کتابُ الحج۔	۳۷۷
حج سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔	۳۷۷
حاجی کی دعائے مغفرت دوسروں کے لئے۔	۳۷۷
ماہِ شوال میں صرف عمرہ کرکے واپس جانا۔	۳۷۷
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا میں سبیل سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔	۳۷۷
عورتوں کو حج کرانا۔	۳۷۷
عورت کا بغیر محرم کے حج کرنا۔	۳۷۸
بصرہ اور کوفہ کی میقات ذاتِ عرق ہے۔	۳۷۸
میقات سے پہلے احرام باندھنے کی کراہت۔	۳۷۸
مُحرم کے لئے خوشبو کی ممانعت۔	۳۷۹
حضرت عمرؓ کا تلبیہ۔	۳۸۰
اہلِ مکّہ کیلئے وقتِ احرام۔	۳۸۰
اہلِ آفاق کیلئے احرام میں تمتع۔	۳۸۰
حجِ افراد۔	۳۸۱
حجِ قران۔	۳۸۱

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
حج تمتع۔	۳۸۱
افرادِ عمرہ کی ممانعت۔	۳۸۱
حج وعمرہ دونوں کرو۔	۳۸۱
متعۂ حج کی ممانعت۔	۳۸۲
حج اور عمرہ میں فصل کرنے کا حکم۔	۳۸۲
(شاہ ولی اللہؒ کی وضاحت)۔	۳۸۲
حجِ قران میں قربانی کا حکم۔	۳۸۳
متمتّع کون ہوتا ہے۔	۳۸۳
حج اور عمرہ دونوں کا میقات ایک ہے۔	۳۸۳
عمرہ بعد از فراغ حج۔	۳۸۳
طوافِ قدوم۔	۳۸۳
طواف میں باتیں کم کرنے کا حکم۔	۳۸۳
حطیم بیت اللہ کا حصّہ ہے۔	۳۸۴
سعیٔ صفا و مروہ۔	۳۸۴
رمل اب بھی باقی ہے۔	۳۸۴
حجرِ اسود کو بوسہ و اِستلام۔	۳۸۴
سعیٔ صفا و مروہ کا طریق۔	۳۸۵
یوم نحر تک حالتِ احرام۔	۳۸۵
عرفات میں جمع بین الصلوٰتین۔	۳۸۵
یوم عرفہ میں روزہ۔	۳۸۵
مزدلفہ کے اعمال۔	۳۸۶
تلبیہ کا آخری وقت۔	۳۸۷
قربانی کا وقت۔	۳۸۷
رمیٔ جمرہ کہاں سے کی جائے۔	۳۸۷
احرام میں سر کے بال گوندھنا یا باندھنا۔	۳۸۷
عقبہ سے پرے رات گزارنا۔	۳۸۷
رمیٔ جمرہ کیلئے پیدل جانا۔	۳۸۷
جمرۂ اُولیٰ وثانیہ پر قیام۔	۳۸۸
رمیٔ جمرہ کے اوقات۔	۳۸۸
منیٰ کے اُونچے حصّہ پر قیامِ شب۔	۳۸۸
منیٰ میں قصرِ صلوٰۃ۔	۳۸۸
منیٰ اور محصب میں نمازِ جمعہ۔	۳۸۸
محصب میں کچھ دیر سونا۔	۳۸۸
طوافِ وداع۔	۳۸۹
طواف کے بعد دو رکعت۔	۳۸۹
حائضہ کا آخری عمل حج میں کیا ہو۔	۳۸۹
رنگین احرام۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں نکاح کرنا۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں غسل کرنا۔	۳۹۰
غیر محرم کے لئے کیا ہوا شکار محرم کو کھانا جائز ہے۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں اُونٹ کی چیچڑیاں نکالنا۔	۳۹۱
حالتِ احرام میں مختلف جانوروں کے شکار کا فدیہ۔	۳۹۱
ٹڈی پر فدیہ۔	۳۹۲
کبوتر پر فدیہ۔	۳۹۲
متمتّع وقت پر روزہ نہ رکھ سکے تو اس پر قربانی۔	۳۹۳
اگر ہدی راستہ میں ذبح کرنا پڑے تو اس میں سے نہ کھائے۔	۳۹۳
منیٰ سے واپسی کے بعد مکّہ میں صرف تین دن قیام۔	۳۹۳
اگر حج میں شریک ہونے میں یوم النحر تک دیر ہو جائے تو کیا کرے۔	۳۹۳

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
سفرِ حج میں حُدی خوانی۔	۳۹۴
سفرِ حج میں خیمہ لگانا اور سایہ کرنا۔	۳۹۴
کتابُ البیوع۔	۳۹۴
تاجر کو احکامِ تجارت کا علم ہونا چاہیئے۔	۳۹۴
حرام چیزوں کی تجارت منع ہے۔	۳۹۴
بائع و مشتری کو کب تک واپسی کا اختیار ہے۔	۳۹۵
مشتری کی ذمہ داری کب تک ہے۔	۳۹۵
ہمجنس اشیاء کی خرید و فروخت و تبادلہ کی شرائط۔	۳۹۵
سُود کی مشابہ صورتوں کو ترک کرنا۔	۳۹۷
بیعِ سَلَم۔	۳۹۷
غلام کی وَلاء (مال) بیچنے والے کی ہے۔	۳۹۸
قبضہ سے پہلے مال بیچنے کی ممانعت۔	۳۹۸
بیع میں شرط کا اثر۔	۳۹۸
غیر موجود چیز کے لئے تاجر کو پیشگی رقم دینا۔	۳۹۸
نرخ کا تعین از طرف حاکم۔	۳۹۹
احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی ممانعت۔	۳۹۹
دیوالیہ کا مال قرضخواہوں کو تقسیم کرنا۔	۴۰۰
قرض میں ناجائز شرط۔	۴۰۰
مضاربت کی ایک صورت۔	۴۰۰
مزارعت۔	۴۰۱
چراگاہ صرف اللہ اور اسکے رسولؐ کی ہے۔ (یعنی بیت المال کی)۔	۴۰۱
حضرت عمرؓ نے صدقہ کے اونٹوں کیلئے ایک چراگاہ محفوظ کی۔	۴۰۱
سرکاری چراگاہ میں چھوٹے غریب گلہ والوں کو مویشی چرانے کی اجازت۔	۴۰۱
عطائے جاگیر۔	۴۰۲
اگر غلام مالک کا ذی رحم محرم ہے تو آزاد ہو جائے گا۔	۴۰۲
ہبہ میں قبضہ ضروری ہے۔	۴۰۲
مکاتبت۔	۴۰۲
چاندی کے حلقہ والی تلواریں درہموں کے عوض بیچنا۔	۴۰۳
نیلامی کا جواز۔	۴۰۳
باغ کے پھل کھانا نگران کو جمع نہ کرنا۔	۴۰۳
غلہ کی ذخیرہ اندوزی منع ہے۔	۴۰۳
مکاتبت کی رقم مدّت مقررہ سے قبل ادا کرنے سے غلام آزاد ہو جاتے گا۔	۴۰۳
صرف جائز شرائط پر صلح ہو سکتی ہے۔	۴۰۴
یتیم کا مال مضاربت پر دینا۔	۴۰۴
کرائے کی سواری لینے والے کا ذمہ کہاں تک ہے۔	۴۰۴
غیر آباد زمین آباد کرنے والے کی ہے۔	۴۰۴
کسی کی زمین میں سے نہر گزارنا۔ (شفعہ)۔	۴۰۴
کھجور کا باغ وقف کرنا۔	۴۰۵
کونسا ہبہ واپس لیا جا سکتا ہے اور کونسا نہیں۔	۴۰۵
نقدی پڑی مل جائے تو کیا کرے۔	۴۰۵
بھٹکے ہوئے اونٹوں کا حکم۔	۴۰۶
کوئی بچہ پڑا مل جائے تو اس کا حکم۔	۴۰۶
کتابُ النکاح۔	۴۰۶
نکاح کی تاکید۔	۴۰۶
نکاح کرنے سے تونگری حاصل ہوتی ہے۔	۴۰۶
اپنی لڑکیوں کی شادی اچھی جگہ کرو۔	۴۰۷

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
کنواری عورتوں سے نکاح کی ترغیب۔	۴۹۷
نکاح میں حسب ونسب کا خیال۔	۴۰۷
ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔	۴۰۷
ولی کون ہو؟	۴۰۸
بغیر ولی کے نکاح کرنیوالی بمنزلہ زانیہ کے ہے۔	۴۰۸
یتیم لڑکی کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔	۴۰۸
جب کوئی ولی نہ ہو تو کیا کرے۔	۴۰۸
نکاح کے دو گواہ کون ہوں۔	۴۰۸
غیر محرم کا عورت کے ساتھ خلوت میں ہونا۔	۴۰۹
غیر مسلم اور مسلمان عورتیں یکجا غسل نہ کریں۔	۴۰۹
آزاد و غلام (مرد و عورت) کے باہمی نکاح کا قانونی اثر۔	۴۰۹
عربوں کو باندی سے نکاح کی ممانعت۔	۴۰۹
غیر مسلم عورتوں سے نکاح کی ممانعت خواہ وہ کتابیہ ہوں۔	۴۱۰
ماں بیٹی دونوں باندیاں ہوں تو اُن سے مقاربت۔	۴۱۰
شرط کی پابندی ضروری ہے۔	۴۱۱
ناقابلِ عمل شرط نافذ نہ ہوگی۔	۴۱۲
اعرابی مہاجرہ سے نکاح نہ کرے۔	۴۱۲
غلام اور باندی کیلئے قوانین نکاح و طلاق و عدت۔	۴۱۲
اگر کوئی عورت دورانِ عدت نکاح کرلے تو کیا کیا جائے۔	۴۱۲
زانیہ کا نکاح۔	۴۱۳
نکاح کا اعلان کرو۔	۴۱۴
دعوت میں فخر و نمائش کی کراہت۔	۴۱۴
زیادہ مہر نہ باندھنے کی ترغیب۔	۴۱۵
مہر کا تعین۔	۴۱۵

مضمون	صفحہ
تخلیہ سے مہر واجب ہوجاتا ہے۔	۴۱۶
مسئلہ تین طلاق کا ایک شمار ہونا۔	۴۱۷
(شاہ ولی اللہ رح کا محاکمہ)	۴۱۷
مفقود الخبر شوہر کی بیوی کا مسئلہ۔	۴۲۰
(شاہ ولی اللہ رح کا محاکمہ)	۴۲۱
مسئلہ ظہار۔	۴۲۳
مطلقہ کو دو حیض کے بعد حیض آنا بند ہوجاتے تو کیا کرے۔	۴۲۳
مطلقہ ایک یا دو طلاق کے بعد شوہر اوّل سے کب نکاح کرسکتی ہے۔	۴۲۳
اُمّ الولد کا حکم۔	۴۲۴
آقا غلام پر ظلم کرے تو اس کو آزاد کرنا۔	۴۲۴
شوہر کی غلط خبر موت ملنے پر بیوی دوسرا نکاح کرلے تو کیا کیا جائے۔	۴۲۴
باندی کی بیع سے اس کو طلاق نہیں ہوتی۔	۴۲۵
عدّت مطلقہ کی آخری حد۔	۴۲۵
مطلقہ کو اطلاع دیئے بغیر رجوع کرنا اور اسکی شرائط۔	۴۲۶
بیوی سے ترک مباشرت کا مسئلہ۔	۴۲۶
لونڈی کو آزاد ہونے کے بعد کب تک فسخ نکاح کا اختیار ہے۔	۴۲۷
منع عزل۔	۴۲۷
استبراء کنیز کی مدت۔	۴۲۷
قیافہ شناسوں کی مدد سے نسب کا تعین۔	۴۲۷
مسئلہ لعان۔	۴۲۷

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
قیدی عورتوں کا استبراء۔	۴۲۸
الحاقِ نسب کے قواعد۔	۴۲۸
نامرد اور اسکی بیوی میں تفریق کرانا۔	۴۲۸
نکاح میں بیٹا ولی بن سکتا ہے۔	۴۲۸
عورتوں کی ستر پوشی۔	۴۲۸
ایک مجلس میں تین طلاق دینے پر سزا۔	۴۲۹
مذاق میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔	۴۲۹
دیوانے سے طلاق لے لینا۔	۴۲۹
دیوانے کو ایک سال کی مہلت دینا۔	۴۲۹
عورتوں کی شہادت پر مدہوش کی طلاق کا نفاذ۔	۴۲۹
طلاق میں کنایہ۔	۴۲۹
طلاقِ مُکرَہ (زبردستی کی طلاق)۔	۴۲۹
بیوی کی بھانجی سے نکاح کرنے پر سزا۔	۴۳۰
زانی وزانیہ کا باہم نکاح۔	۴۳۰
حائضہ سے کس حد تک متمتع ہوا جاسکتا ہے۔	۴۳۰
رضاعتِ محرمہ کی حد۔	۴۳۰
متعہ زنا ہے۔	۴۳۰
حلالہ کی سزا۔	۴۳۱
حاملہ بیوہ کی عدّت وضعِ حمل تک۔	۴۳۱
نیک سیرت عورت بڑی نعمت ہے۔	۴۳۱
دو بہنوں کو نکاح میں رکھنے کی ممانعت۔	۴۳۱
اختیارِ طلاق ملنے کے بعد عورت کو صرف ایک طلاق لینے کا حق ہے۔	۴۳۲
طلاق بتّہ کا حکم۔	۴۳۳
اختیارِ طلاق دینے کے الفاظ۔	۴۳۴
اختیارِ طلاق ختم ہونے کی صورت۔	۴۳۴
کنایاتِ طلاق میں لفظ خلیہ، بریہ اور بائنہ وحرام وغیرہ کا اثر۔	۴۳۴
غلام اپنی منکوحہ کی طلاق کا خود مختار ہے نہ کہ مالک۔	۴۳۵
بیوی کے مسلمان ہونے پر غیر مسلم شوہر سے اسکی تفریق۔	۴۳۵
بیوی کی موجودگی کا انکار کرنے سے طلاق نہیں پڑتی۔	۴۳۵
مطلّقہ کسی اور سے نکاح کر کے پھر شوہرِ اوّل کی طرف رجوع کرے تو اب شوہر کو کتنی طلاق کا حق باقی ہے۔	۴۳۵
مذاق میں دی جانے والی طلاق بھی نافذ ہوتی ہے۔	۴۳۶
خُلع۔	۴۳۶
مطلّقہ کو نفقہ وقیام کا حق ہے۔	۴۳۶
اگر مطلّقہ دورانِ عدّت کسی سے نکاح کرلے تو....	۴۳۶
بیوہ باندی کا استبراء۔	۴۳۶
نامرد شوہر کو علاج کیلئے ایک سال کی مہلت۔	۴۳۷
عدّت میں حج کو جانے کی ممانعت۔	۴۳۷
کنایہ کی طلاق کا فیصلہ نیت پر۔	۴۳۷
طلاقِ خلیہ، بریہ، بتّہ اور بائنہ کا اثر۔	۴۳۷
اختیارِ طلاق ملنے پر بیوی صرف ایک طلاقِ رجعی لے سکتی ہے۔	۴۳۸
زبردستی لی ہوئی طلاق نافذ نہیں ہوتی۔	۴۳۸
ایلاء، چار ماہ سے زیادہ ہو تو طلاق ہوجاتی ہے۔	۴۳۸
ناجائز بچّہ کا تعینِ نسب۔	۴۳۸
رضاعتِ کبیر۔	۴۳۹

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
باپ کی مدخولہ باندی سے بیٹا مباشرت نہ کرے۔	۴۳۹
اہل کتاب کون ہیں۔	۴۳۹
نصاریٰ العرب (بنی تغلب) اہل کتاب نہیں ہیں۔	۴۳۹
حُرمتِ متعہ۔	۴۴۰
حلالہ کرانے کی ممانعت۔	۴۴۰
حالتِ احرام میں نکاح باطل ہے۔	۴۴۱
مجنون یا مبروص عورت سے نکاح۔	۴۴۱
تعلیم قرآن کا معاوضہ دینا۔	۴۴۱
مشترک غلام کی فروخت۔	۴۴۱
اگر باندی خود کو آزاد بتا کر نکاح کرلے۔	۴۴۲
اگر بیوہ عورت دوسری شادی کرلے اور قبل از وقت بچہ پیدا ہو جائے ...	۴۴۲
اگر زمانۂ جاہلیت کی اولاد کے ۲ دو دعویدار ہوں۔	۴۴۲
مدخولہ باندی کی اولاد کا نسب۔	۴۴۳
احکامِ خلافت و قضاء۔	۴۴۳
آدابِ قضاء و قواعدِ عدالت۔	۴۴۴
فصلِ قضایا صرف امیر (حاکم) کا کام ہے۔	۴۴۶
آداب القاضی۔	۴۴۶
سابقہ فیصلہ پر نظرِ ثانی کی جا سکتی ہے۔	۴۴۶
خلیفہ کے مشیر بوڑھے اور جوان دونوں ہو سکتے ہیں۔	۴۴۷
ظاہری اعمال پر مؤاخذہ اور فیصلہ۔	۴۴۷
جھوٹی گواہی دینے والا توبہ کرلے تو آئندہ اس کی شہادت قبول ہوگی۔	۴۴۷
عدالت میں قاضی کی تعریف کرنیکی ممانعت۔	۴۴۸
غیر عدول کی شہادت قابل قبول نہیں۔	۴۴۸
مدعی اور متہم دونوں کی شہادت ناقابلِ قبول ہے۔	۴۴۸
کسی کے بے ضرر کام میں رکاوٹ ڈالنا روا نہیں۔	۴۴۹
دُگنا تاوان ڈالنا۔	۴۴۹
عطیہ اور ہبہ میں قبضہ ضروری ہے۔	۴۵۰
کونسا ہبہ واپس لیا جا سکتا ہے۔	۴۵۰
نابالغ کی طرف سے وصیّت۔	۴۵۰
دیوالیہ کے مال کی تقسیم قرضخواہوں میں۔	۴۵۱
کتابُ الحُدود۔	۴۵۱
مُرتد کی سزا۔	۴۵۱
زنا میں رجم کی سزا۔	۴۵۲
لونڈی غلام پر زنا کی حد۔	۴۵۳
غلام پر افترا کی حد۔	۴۵۳
کنایۃً افترا کرنے پر حدِّ قذف۔	۴۵۳
بیوی کی باندی سے زنا کرنے پر سزائے رجم۔	۴۵۳
اگر غلام آقا کا غیر محفوظ مال چرالے تو حد ساقط ہے۔	۴۵۴
نشہ ہونے پر حد کا نفاذ۔	۴۵۴
شراب نوشی کی سزا کا تعین۔	۴۵۴
غلام کو شراب نوشی پر آدھی سزا ملے گی۔	۴۵۵
وہ مشروب پینا جائز ہے جو نشہ نہ کرے۔	۴۵۵
گالی گلوچ پر تادیب۔	۴۵۶
دیت کی مقدار۔	۴۵۶
قتلِ خطا کی دیت۔	۴۵۶

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
مقدمہ میں ابتدا مدعی سے کیجائے یا مدعا علیہ سے۔	۴۵۶
داڑھ، ہنسلی اور پسلی کی دیت۔	۴۵۷
شوہر کی دیت میں بیوی کا حصۂ وراثت۔	۴۵۷
قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔	۴۵۸
قتل میں حصہ لینے والے سب لوگوں پر قصاص۔	۴۵۸
قصاص کے فیصلہ میں تبدیلی کرنا۔	۴۵۸
غلام کے قتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔	۴۵۹
بیٹے کے قتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔	۴۶۰
بیوی کے قتل پر قصاص ہے۔	۴۶۰
غلام کے قاتل غلام پر قصاص ہے۔	۴۶۰
لاٹھی وغیرہ سے مارنے پر قصاص۔	۴۶۱
خلیفہ سے قصاص لیا جاسکتا ہے۔	۴۶۱
حضرت عمرؓ نے شہریوں کیلئے اونٹوں کے بدلہ نقدی میں دیت کا تعین فرمایا۔	۴۶۱
دیت کی مقدار مختلف اجناس میں۔	۴۶۱
قتل عمد میں دیت جبکہ مقتول کا کوئی وارث اپنا حق معاف کردے۔	۴۶۲
نابالغ کا قتل عمد بھی قتل خطا کے حکم میں ہے۔	۴۶۳
عامل (گورنر) سے بھی رعیت کا بدلہ لیا جائے گا۔	۴۶۳
دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں۔	۴۶۴
اگر سزا دیتے وقت کوئی مجرم مرجائے تو اس کی دیت یا قصاص نہیں ہے۔	۴۶۴
حرم میں یا شہر حرم میں یا حالتِ احرام میں قتل ہونے والے کی دیت میں اضافہ۔	۴۶۴
غیر موضحہ زخم میں دیت مقرر نہیں۔	۴۶۴
سب دانتوں کی دیت مساوی ہے۔	۴۶۵
سب انگلیوں کی دیت مساوی ہے۔	۴۶۵
عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔	۴۶۵
یہودی، نصرانی اور مجوسی کی دیت میں تفاوت۔	۴۶۵
غلام کی دیت اسکی قیمت کے برابر۔	۴۶۵
غلاموں کی میراث اور دیت۔	۴۶۵
دیت کی ادائیگی قسطوں میں۔	۴۶۶
جَنین (پیٹ کے بچہ) کی دیت۔	۴۶۶
غلام کی قیمت کا تعین۔	۴۶۶
جب قاتل کا پتہ نہ چلے تو کیا کیا جائے۔ (قسامت)۔	۴۶۶
دیت کے وارث کون ہوتے ہیں۔	۴۶۷
جادوگر کو قتل کرنے کا حکم۔	۴۶۷
مالِ غنیمت و صدقات اور فے کی تقسیم۔	۴۶۷
تمام شرکائے جنگ غنیمت کے حقدار ہیں۔	۴۶۷
امدادی فوج اگر مقتولین کے دفن سے پہلے پہنچ جائے تو وہ بھی غنیمت کی حقدار ہے۔	۴۶۷
اموالِ فے کا مسئلہ۔	۴۶۸
سلب میں خمس۔	۴۶۸
غنیمت میں سوار اور پیادہ کا حصہ۔	۴۶۹
خمس کی تقسیم در عہدِ رسالت و خلفائے راشدینؓ۔	۴۶۹
خمس کے خرچ کا انتظام خلیفہ کے ہاتھ میں۔	۴۷۰
عہدِ فاروقی میں تقسیم خمس کے نگران حضرت علیؓ تھے۔	۴۷۰
خمس میں ذوی القربیٰ کا حصہ کس کا ہے۔	۴۷۱

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
کیا ذوی القربیٰ کا حصہ اب ساقط ہے۔ امام شافعیؒ کی بحث۔	۴۷۱
شاہ ولی اللہؒ کی توجیہ۔	۴۷۵
عراق کی مفتوحہ زمینوں کی تقسیم کی ممانعت۔	۴۷۶
عراق وشام کی زمینوں کی بابت حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ لیا۔	۴۷۷
حضرت عمرؓ کا استدلال بر منع تقسیم اراضی۔	۴۸۲
حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام ابویوسفؒ کا تبصرہ۔	۴۸۳
اس فیصلہ پر امام شافعیؒ کی رائے۔	۴۸۴
اس فیصلہ پر شاہ ولی اللہؒ کی رائے و تبصرہ۔	۴۸۵
مالِ فئے میں ہر فردِ مسلم کا حق ہے۔	۴۸۷
خلیفہ کو مالِ مسلمین میں کتنا حق حاصل ہے۔	۴۸۸
اموالِ منقولہ کی تقسیم میں عجلت۔	۴۸۸
اموال المسلمین میں سے مصیبت زدوں پر خرچ کرنا۔	۴۹۰
وظیفہ خواروں کے رجسٹر کی تدوین۔	۴۹۱
وظیفہ خواروں کی درجہ بندی میں رسول اللہ صلعم کے قرابت داروں کو اولیت۔	۴۹۱
صدقات و زکوٰۃ کے مصارف و مدات۔	۴۹۴
فئے اور زکوٰۃ کے الگ الگ مصرف۔	۴۹۴
مجوس سے جزیہ کی وصولی۔	۴۹۶
مجوسیوں کے ساتھ اہلِ کتاب کا سا برتاؤ۔	۴۹۶
جزیہ کے ناکارہ مال کا مصرف۔	۴۹۷
عشور (چُنگی) کا تعین و نفاذ۔	۴۹۷
خلیفہ و امام کیلئے صدقہ و زکوٰۃ ناجائز ہے۔	۴۹۸

مضمون	صفحہ
کتاب الفرائض والمیراث۔	۴۹۸
علم الفرائض سیکھنے کی تاکید۔	۴۹۸
علم الفرائض میں زید بن ثابتؓ کی فضیلت۔	۴۹۸
شوہر، ماں باپ اور ماں شریک بھائیوں کا حصہ۔	۴۹۹
دادا کا حصہ۔	۴۹۹
دادی اور نانی کا حصہ۔	۵۰۰
کلالہ کا ترکہ۔	۵۰۱
ذوی الفروض کی غیر موجودگی میں ذوی الارحام کا حصہ۔	۵۰۱
مسلمان اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔	۵۰۱
غلام کی وَلاء کا حقدار کون ہے۔	۵۰۲
دیت بھی ترکہ کی طرح تقسیم ہوتی ہے۔	۵۰۲
قاتل مقتول کا وارث نہ ہوگا۔	۵۰۲
اُٹھا کر لاتے ہوئے مجہول شخص کا ترکہ۔	۵۰۲
غلام کو آزاد کرنے کا قول فوراً نافذ ہوگا۔	۵۰۳
اگر شوہر و بیوی میں ایک آزاد ہو اور ایک غلام۔	۵۰۳
غلام کی وَلاء کا حقدار کون ہے۔	۵۰۳
ورثاء کلالہ ہوں تو وصیت کی حد۔	۵۰۳
اصل وصیت وہ ہے جو سب سے آخری ہو۔	۵۰۴
متفرق ابواب۔	۵۰۴
جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے۔	۵۰۴
جزیرۃ العرب سے یہود کا اخراج۔	۵۰۴
مکہ افضل ہے یا مدینہ۔	۵۰۵
وبا زدہ علاقہ میں جانا یا وہاں سے نکلنا۔	۵۰۵
تقدیر کا مسئلہ۔	۵۰۷

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
رائے کی مذمت۔	۵۱۰
جماعت کے ساتھ رہنے کی تاکید۔	۵۱۰
قرآن اللہ کا کلام ہے۔	۵۱۱
دین کے بنیادی ارکان۔	۵۱۱
عذاب قبر۔	۵۱۱
منکر و نکیر۔	۵۱۱
ہدایت و گمراہی صرف خدا کے اختیار میں ہے۔	۵۱۲
اصحاب قدر سے دور رہنے کی تاکید۔	۵۱۲
رجم، دجال، شفاعت اور عذاب قبر کا عقیدہ۔	۵۱۲
عمدہ لباس پہننا۔	۵۱۳
ریشمی لباس پہننے کی ممانعت۔	۵۱۳
کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے۔	۵۱۳
کھانے کے آداب۔	۵۱۳
ٹڈی حلال ہے۔	۵۱۴
گوشت کی عادت ڈال لینا۔	۵۱۴
ملاقات کے آداب۔	۵۱۵
بغیر مانگے کوئی چیز آئے تو اسے واپس نہ کرو۔	۵۱۶
لوگوں کو تکلیف نہ دینا۔	۵۱۶
اچھے نام رکھنا۔	۵۱۶
سحر اور بیماری والی سرزمین کی طرف جانا۔	۵۱۷
باندی کا آزاد عورتوں کی وضع اختیار کرنا۔	۵۱۷
تنہائی میں محاسبہ۔	۵۱۷
نصرانی عورت کے گھڑے سے وضو کرنا۔	۵۱۷
اہل کتاب کا بنا ہوا پنیر کھانا۔	۵۱۸

مضمون	صفحہ
جانور ذبح کرنے کے آداب۔	۵۱۸
آٹا نہ چھانو۔	۵۱۸
قحط کے وقت راشن بندی۔	۵۱۸
خمر کیا ہے۔	۵۱۸
نشہ ہونے پر حد کا نفاذ۔	۵۱۸
کپڑوں کی احتیاط۔	۵۱۸
مردوں کیلئے کسم کے (زعفرانی) رنگ کا کپڑا۔	۵۱۹
مردوں کیلئے ریشمی کپڑا۔	۵۱۹
نیا لباس پہننا۔	۵۱۹
حضرت عمرؓ خود پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔	۵۱۹
سپاہیوں کو مناسب لباس اور جفاکشی کی زندگی اختیار کرنے کی تاکید۔	۵۱۹
سونے اور لوہے کی انگوٹھی۔	۵۲۰
چاندی کی انگوٹھی پہننا۔	۵۲۱
مشک لگانا۔	۵۲۱
مہندی اور وسمہ سے خضاب لگانا۔	۵۲۱
نورے (چونے و ہڑتال) کا استعمال۔	۵۲۱
عام حمام میں جانے کے آداب۔	۵۲۱
گرجاؤں میں نہ جانے کی وجہ ان میں تصاویر۔	۵۲۲
منقش پردہ لٹکانا۔	۵۲۲
غیر محرم عورت کا علاج کرنا ہو تو اسکی تدبیر۔	۵۲۲
علم نجوم و ہیئت بقدر ضرورت سیکھنا۔	۵۲۲
خواب دیکھے تو کیا کہے۔	۵۲۳
جھوٹا خواب بیان کرنا اور اس کی تعبیر کا اثر۔	۵۲۳

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خط میں القاب لکھنا۔	۵۲۳	حضرت عمرؓ کا فقہ میں درجہ و مرتبہ۔	۵۲۵
استقبال کے وقت ہاتھ کا بوسہ لینا۔	۵۲۳	نکتۂ اُولیٰ: شیخینؓ کے زمانہ میں طریقِ اجتہاد و افتاء، اور زمانۂ ماقبل و مابعد کے مقابلہ میں اسکی خصوصیات۔	۵۲۵
نام رکھنے کے آداب۔	۵۲۴		
خطبہ و تقریر کے آداب۔	۵۲۴	نکتۂ ثانیہ: حضرت عمرؓ نے سُننِ ہُدیٰ اور سُننِ زوائد میں تفریق کی، اور احادیثِ احکام پر زور دیا۔	۵۲۹
حُدی خوانی کا جواز۔	۵۲۴		

www.kitabghar.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین ازالۃ الخفاء مترجم اُردو

جلد چہارم

مضمون	صفحہ
رسالۂ تصوّفِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۱
مقدمۂ اوّل: حقیقتِ تصوّف تین اصل پر مشتمل ہے	۲
(۱) اصلِ اوّل: اعمالِ خیر سے یقین کا حصول	۲
(۲) اصلِ دوم: یقین وطبیعتِ نفس اور قلب کے مقامات۔	۳
(۳) اصلِ سوم: کراماتِ خارقہ وتربیتِ مریدین	۴
مقدمۂ دوم: مشائخ صوفیہ اور فاروقِ اعظم کی کرامات ومقامات میں فرق	۵
فصلِ اوّل: حِکَم وافاداتِ عمر فاروق رضؓ	۹
(۱) علم کے بارے میں فرمودات	۹
(۲) عبادات کے متعلق ارشادات	۱۲
(۳) زبان کی آفتوں کا بیان	۱۵
(۴) قلب کی آفتوں کا بیان	۱۷
(۵) توبہ کا بیان	۲۱
(۶) دنیا کی مذمت اور کمی اختیار کرنے اور موٹا جھوٹا	

مضمون	صفحہ
پہننے کی تعریف۔	۲۲
فاروق اعظم رضؓ کے مقاماتِ یقین کا بیان	۲۸
فصلِ ثانی: اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کے تحت آنے والے مقامات۔	۲۸
(۱) عمرؓ کا اللہ کے کام کی بناء پر شدت وسختی برتنے کا ذکر اور ایسے متعدد واقعات کا بیان۔	۲۸
آپ کے اقوال عبد اللہ ابن اُبی، ابن صیاد، ذوالخویصرہ اور ابو حذیفہ کے بارے میں	۲۹
اپنے بیٹے ابو شحمہ پر حد لگانے کا واقعہ۔	۳۱
اپنے ماموں قدامہ بن مظعون پر حد لگانے کا واقعہ۔	۳۸
(۲) مسلمانوں پر عمرؓ کی رحمت وشفقت کے واقعات۔	۴۱
جنگِ موتہ میں زخمی ہونے والے کے ساتھ شفقت	۴۱
حدیبیہ میں شریک ہونے والے کی بیٹی سے سلوک	۴۲

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
ایک غریب عورت کے بچوں کے لئے کھانا لاکر پکانا۔	۴۳
قحطِ رمادہ کے زمانہ میں خود تکالیف اٹھانا	۴۴
بنی محارب کے قحط زدوں کی خدمت	۴۵
ہر پیدا ہونے والے مسلمان بچہ کا وظیفہ مقرر کرنا	۴۵
ایک اعرابی کی زچّہ کی خدمت اپنی بیوی سے کرانا	۴۶
(۳) عمرؓ کا خدا سے ڈرنا اور آیات اللہ کے سامنے گردن جھکا دینا۔ اِس ذیل میں واقعات۔	۴۷
آیت سُن کر غصہ کرنے سے باز آنا	۴۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے پرنالہ کو دوبارہ اسی جگہ لگا دینے کا واقعہ۔	۴۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تتبع میں کعبہ کے مال کو تقسیم نہ کرنے کا واقعہ	۴۹
ایک شرابی بوڑھے کی تنبیہ پر استغفار کرنا	۴۹
حضرت علی و حسن و حسینؓ کی گواہی آپؓ کے عدل کے بارے میں	۵۱
ایک مسلمان کو ناحق مارنے پر افسوس کرنا اور اس کو قصاص لینے کے لئے کہنا	۵۱
خدا کے خوف سے بے ہوشی طاری ہونا	۵۲
(۴) عمرؓ کا اپنے نفس کا محاسبہ کرنا اور تواضع اختیار کرنا، اس سلسلہ میں متعدد واقعات کا ذکر۔	۵۳
اُن کی خود کلامی کا ایک واقعہ	۵۳
ملک شام میں امرائے لشکر سے ملاقات کے وقت آپ کا حُلیہ اور متواضع رویہ۔	۵۴
خلیفہ بننے کے بعد اپنی ابتدائی غریبانہ زندگی کے واقعات	

مضمون	صفحہ
بیان کرنا	۵۵
ایک مسئلہ پوچھنے کیلئے حضرت علی رضؓ کے پاس جانا	۵۶
حضرت سعد رضؓ کے سامنے متواضع رویہ	۵۶
اُویس قرنی سے ملاقات اور اُن سے دعائے مغفرت کرانے کا واقعہ	۵۷
حضرت خولہ رضؓ سے خاکسارانہ رویّہ	۵۸
ابوعبیدہؓ اور معاذؓ کا ناصحانہ خط عمر رضؓ کے نام	۵۸
حضرت عمرؓ کا جوابی مکتوب	۵۹
آپؓ کا صحابہ رضؓ سے درخواست کرنا کہ وہ آپ کو سیدھا رکھیں۔	۶۰
آپؓ کی تواضع کے متفرق واقعات	۶۱
آپ کا قول "علیؓ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا"۔	۶۱
ایک بوڑھی عورت کا فتویٰ مان لینا۔	۶۲
(۵) عمرؓ کا عیش کی لذت کو ترک کرنا اور زہد اختیار کرنا۔	۶۲
زُہد کی دو اقسام	۶۲
باوجود مقدرت کے آپ کا سوکھی روٹی چبانا	۶۳
آپ کا دنیا کی نعمتوں سے احتراز کرنا	۶۳
باوجود خواہش کے مچھلی کو نہ کھانا	۶۴
آپ کا گوشت سے پرہیز رکھنے کی تاکید کرنا	۶۵
آپ کا سادہ کھانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا جذبہ	۶۵
آپؓ کے سادہ اور پیوند والے لباس کا ذکر۔	۶۵
آپ کے سفرِ حج کے مختصر سامان کا بیان	۶۶

www.kitabghar.org
www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
آپ کا سادہ لباس پہننے والوں سے خندہ پیشانی سے ملنا	٦٦
خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ کا سادگی نہ چھوڑنا اور قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے پیوند والے لباس میں ملنا۔	٦٧
فصل ثالث: مقاماتِ یقین کی دوسری قسم یعنی فاروق اعظم رض کی محدثیت اور لسانِ عمر رض پر حق اور سکینہ کا جاری ہونا	٧٠
وحیٔ الٰہی اور حدیث نبوی کا عمر رض کی رائے کے موافق ہونا	٧٠
نکتہ: اس موافقت کی حقیقت	٧١
وہ آیات جو عمر رض کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔	٧١
(١) آیتِ حجاب کا نزول	٧١
(٢) وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى کا نزول	٧٢
(٣) عَسٰى رَبُّهٗٓ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗٓ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ کا نزول۔	٧٢
(٤) وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ کا نزول اور واقعۂ ایلاء	٧٣
(٥) وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهٖ کا نزول	٧٥
(٦) لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ الآية کا نزول	٧٥
(٧) وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ الآية کا نزول۔	٧٥
(٨) مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ أَسْرٰى کا نزول (جنگِ بدر کے قیدیوں کی بابت)	٧٦
(٩) اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ الآية کا نزول	٧٧
(١٠) فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ کا نزول	٧٩
(١١) قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الآية کا نزول	٧٩
(١٢) يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ الآية کا نزول	٨٠
(١٣) يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكٰرٰى کا نزول۔	٨٠
(١٤) يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الآية کا نزول	٨٠
(١٥) يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الآية کا نزول۔	٨١
(١٦) ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کا نزول۔	٨١
(١٧) توریت کی آیت کے مطابق عمر رض کا کلام۔	٨١
(١٨) اذان کا حکم عمر رض کی رائے کے مطابق ہوا۔	٨٢
(١٩) دعائے برکت کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رض کے مشورہ پر عمل کرنا	٨٣
(٢٠) جنت کی بشارت دینے کے سلسلہ میں عمر رض کا مشورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔	٨٤
(٢١) فرض اور نوافل کو الگ الگ رکھنے کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رض کی رائے کو پسند فرمایا	٨٦
فصل رابع: عمر رضی اللہ عنہ کے مکاشفات اور ایمانی بصیرتوں اور ایسے خوابوں کے بیان میں جو مسلمانوں نے اُن کے بارے میں دیکھے۔	٨٦

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
"یا ساریۃ الجبل" والے قصہ کا مفصل بیان	۸۶
دریائے نیل کے نام حکمنامہ بھیجنا اور اُس کا تعمیلِ حکم کرنا۔	۸۷
صلوٰۃ استسقاء کے بعد جنگل میں دیہاتیوں کا ابر میں سے یہ آواز سننا کہ اے ابوحفص تیرے پاس بادل آرہا ہے۔	۸۸
حضرت عمرؓ کا ایک لڑکی کو بابرکت سمجھ کر اس سے اپنے بیٹے عاصم کا نکاح کرنا جس سے وہ لڑکی پیدا ہوئی جس کے بطن سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے	۸۸
ابومسلم خولانی رحؒ کو جن پر اسود کذاب کی آگ نے اثر نہ کیا تھا حضرت عمر کا مسجد میں دیکھتے ہی پہچان لینا اور ان کی سرگذشت بیان کر دینا	۸۹
عمرؓ کا ایک اعرابی کو پہاڑ سے اُترتا ہوا دیکھ کر ساتھیوں کو اُس کے بچہ کے مرنے کا قصہ بتا دینا اور یہ کہ اس نے بطور مرثیہ کچھ اشعار بھی منظوم کئے ہیں، اعرابی کا متحیر ہونا اور اشعار سُنانا۔	۸۹
حضرت عثمانؓ کے قتل کی پیشگوئی اور پیش آنے والے محرکاتِ قتل کو ابن عباسؓ سے بیان کر دینا۔	۹۰
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کا نضلہ بن معاویہ انصاری امیر لشکر سے ملاقات کرنا اور عمرؓ کو سلام اور پیغام بھیج کر غائب ہو جانا۔	۹۱
مدائن کے سفر میں خالد بن ولید کا دریائے دجلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور خلیفہ عمرؓ کے عدل کا واسطہ دیکر خطاب کرنا اور مع لشکر اس طرح عبور کر جانا کہ گھوڑوں کے سُم بھی تر نہ ہوئے۔	۹۴
حضرت عمرؓ کا، خلیفہ عمر بنؒ عبدالعزیزؒ کا حال بیان فرمانا	۹۴
عمرؓ کا ایک شخص سے جس کا نام جمرہ تھا یہ فرمانا کہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ، وہ سب جل چکے ہیں، عجیب قصہ۔	۹۴
حضرت علیؓ کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اور جس قدر کھجوریں کھلائی تھیں عمرؓ کا بیداری میں اُتنی ہی اور اُسی قدر کھجوریں کھلانا۔	۹۴
ایک شخص کو دیکھکر عمرؓ کا یہ فرمانا کہ یہ شخص یا تو اب بھی اپنے پہلے دین پر ہے یا اُن کا کاہن رہ چکا ہے۔ پھر اُس سے گفتگو کرنا۔	۹۶
اسی مضمون کی دوسری روایت جس میں سواد بن قارب کا نام ہے	۹۷
جالس بن سعد کے خواب کو سُنکر عمرؓ کا اس کے طبعی میلان سے واقف ہو جانا اور اس کو معزول کر دینا۔	۹۹
زید بن خارجہ انصاری کا انتقال کے بعد بولنا اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے صدق اور آنے والے فتنوں کی خبر دینا۔	۹۹
بنی خطم میں سے ایک شخص کا انتقال کے بعد ایسا ہی کلام کرنا۔	۱۰۰
کلیب کے بارے میں حضرت عمرؓ کی پیشگوئی اور اس کا ظہور۔	۱۰۰
اہل صفہان و ہمدان وغیرہ سے مقابلہ کے لئے لشکر کے اجتماع کے بارے میں علیؓ کا مشورہ دینا مگر	

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
امیر لشکر کے تقرر کو عمرؓ ہی کی صوابدید پر موقوف رکھنا۔ عمرؓ کا نعمان بن مقرن کو امیر بنا کر بھیجنا۔	١٠١
حضرت عمرؓ کا نعمان بن مقرن کی شہادت کی طرف اشارہ کرنا اور اس کا ظہور میں آنا۔	١٠١
ربیعہ بن امیہ بن خلف کے خواب کی تعبیر دینا پھر خواب سے انکار پر عمرؓ کا یہ فرمانا کہ اب تو یہ بات مقرر ہوگئی جس طرح یوسف کے زندان کے ساتھیوں نے خواب سے انکار کیا تھا اور یوسف علیہ السلام نے قُضِیَ الامر الخ فرمایا تھا۔ پھر تعبیر کا ظہور ہونا۔	١٠١
عمرؓ کے بارے میں عوف بن مالک کے خواب کا قصہ۔	١٠٢
عمرؓ کا ارشاد کہ اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا الخ کی ہم نے قراءت کی ہے اگر مصلحت مانع نہ ہوتی تو میں اس کو قرآن میں لکھ دیتا۔	١٠٣
عمرؓ کا لوگوں کو اپنی شہادت کے قرب کی خبر دینا اور یہ نصیحت کرنا کہ منافقین کی فتنہ انگیزیوں سے ہوشیار رہیں	١٠٤
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ کو پیغام بذریعہ خواب	١٠٥
عمرؓ کا ارشاد کہ افریقی ملک دھوکہ دینے والے اور دھوکہ کھانے والے ہیں	١٠٥
قدامہ بن مظعون پر شراب کی حد جاری کرنے کا قصہ	١٠٥
سہیل بن عمرو سے جو جاہلیت میں خطیب قریش تھے نصرتِ اسلام کا ظہور۔	١٠٦
سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کا شام کی طرف چلے جانے کا قصہ۔ سہیل کی پوتی فاختہ کا حارث کے بیٹے عبدالرحمٰن سے نکاح کرنا۔	١٠٧

مضمون	صفحہ
حدیث رسول ﷺ میں حضرت عمرؓ کی بصیرت	١٠٨
اہلِ عراق کو عمرؓ کا بددعا دینا کہ جلد ان پر ثقفی غلام کو مسلط کیجئے حالانکہ حجاج بن یوسف ابھی پیدا بھی نہ ہوا تھا۔	١٠٨
عمرؓ کا حلیہ اور آپ کے حالات کتب سابقہ میں	١٠٨
عمرؓ کا زلزلہ کے وقت زمین پر درہ مار کر ٹھہرنے کا حکم دینا اور فوراً زمین کا ساکن ہو جانا۔	١٠٩
عمرؓ کے حکم سے ابوموسٰی یا تمیم داری کا غار میں سے نکلنے والی آگ کو اسی میں دھکیل دینا۔	١٠٩
عمرؓ کو جنگل میں تنہا سوتا ہوا دیکھ کر ایک عجمی کا قتل کرنے کا ارادہ کرنے اور پھر اسلام لانے کا قصہ۔	١٠٩
ایک مظلوم کا کسی دور دراز جگہ واعمراہ واعمراہ کہنا اور عمرؓ کا مدینہ میں یالبیکاہ یالبیکاہ بلند آواز سے کہنے کا قصہ۔	١١٠
وہ اشعار جو عمرؓ کے قتل پر سنے گئے مگر ان کا پڑھنے والا نظر نہ آیا۔	١١٠
پانچویں فصل: مقاماتِ سلوک کے دقائق جو آپ نے بیان کئے۔	١١١
اخلاص عمل میں	١١١
مراقبہ	١١٣
استقامت	١١٣
صبر، عدلین اور علاوہ کے معنے	١١٤
شکر۔ وادیٔ ضجنان میں لوگوں کو اپنے اونٹوں کو	

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
چرانے کا اور والد سے مار کھانے نے رہنے کا قصہ بیان کرنا	۱۱۴
عمرؓ کا ہر ابتلاء پر چار نعمتوں کا یاد کرنا۔	۱۱۵
عذابِ آخرت کا خوف۔ اس پر عمرؓ کے چند واقعات	۱۱۵
دُنیا میں سزا دیئے جانے کا خوف۔	۱۱۶
عمرؓ کے ارشاد کے مطابق ایک شخص کے غلّہ روکنے پر کوڑھی ہو جانے کا واقعہ۔	۱۱۷
اللہ کی طرف سے مُہر لگ جانے کا خوف۔ اس کی تشریح۔	۱۱۷
اللہ عزّ وجل کی ہیبت	۱۱۷
اُمید اور خوف کو جمع کرنا	۱۱۷
اللہ عزّ وجل سے خوف کی پہچان	۱۱۸
فرمانبرداری بغیر خوف و اُمید کے	۱۱۸
فوائدِ زہد	۱۱۸
جمعِ مال سے پیدا ہونے والی آفات	۱۱۸
محاسبہ	۱۱۸
کوتاہی عمل پر نظر رکھنا، توکل	۱۱۹
اسباب کی جستجو توکل کے باوجود۔ بغیر ردّ وکد، نفیٔ ارادہ	۱۲۰
اللہ عزّ وجل کے لئے مواخات کی فضیلت	۱۲۰
بھائیوں پر بڑائی جتانے کا ترک	۱۲۱
حُلّہ کے معنے سلمان فارسی کا بھرے مجمع میں عمرؓ پر اعتراض کرنا اور ان کا بخندہ پیشانی جواب دینا۔	۱۲۱
اپنے بھائیوں سے اپنے عیب کھلوانا۔	۱۲۱
ناصح کی بات ماننا اگرچہ سختی کرے	۱۲۲
بھائیوں کے ساتھ مہربانی	۱۲۲

مضمون	صفحہ
عمرؓ کا ارشاد کہ اقارب ایک دوسرے سے ملتے رہیں مگر پڑوسی نہ بنیں۔	۱۲۳
حرمتِ مشائخ کا تحفظ	۱۲۳
محبتِ رسول ﷺ	۱۲۳
اللہ کا مومن کو محفوظ رکھنا۔ عاصم بن ثابت کا قصہ۔	۱۲۳
احوال میں صدق اور کذب کا بیان	۱۲۴
مراتبِ اعمال کا تفاوت	۱۲۴
پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننا	۱۲۵
خلق اللہ پر شفقت۔ وجد۔ غلبۂ حال کی دو قسمیں۔	۱۲۵
سماع۔ عمرؓ نے سفرِ حج میں گانا سُنا مگر نماز کے وقت منع کر دیا	۱۲۷
چند اشعار جن کو سُن کر عمرؓ پر گریہ طاری ہو گیا۔	۱۲۷
چھٹی فصل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق عمرؓ کا اپنی رعیت کی تربیت کرنا	۱۲۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ کو بڑوں کے ساتھ گفتگو میں ادب کی تعلیم	۱۲۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ پر غضب ناک ہو جانا توریت سُنانے کی وجہ سے۔ اور یہ ارشاد کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میرا اتباع کرتے۔	۱۲۸
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ تلخی پیدا ہو جانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ پر غصہ ہو جانے کا واقعہ	۱۲۸

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
مرالظہران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کا روزہ تڑوا کر کھانا کھلانا۔	۱۳۰
عمر رضؓ کا جمعہ میں کچھ تاخیر سے آنے پر عثمان رضؓ پر گرفت کرنا۔	۱۳۰
وفات کے وقت عمر رضؓ کا عثمان رضؓ و علی رضؓ کو خلافت کے سلسلہ میں نصیحتیں کرنا اور صہیب کو تین دن نماز پڑھانے کا حکم دینا	۱۳۱
عمر رضؓ کا مکہ کے راستہ میں علی رضؓ پر بعد عصر نفل پڑھنے سے ناراض ہونا۔	۱۳۱
ابوبکر رضؓ سے بیعت کے بعد فاطمہ رضؓ کے مکان پر بنو ہاشم کے مخالفانہ اجتماعات کی خبر سنکر عمر رضؓ کا فاطمہ رضؓ کو تنبیہ کرنا	۱۳۱
عمر رضؓ کا طلحہ رضؓ بن عبیداللہ کو بحالتِ احرام ایسے کپڑے سے روکنا جو مٹی سے رنگا ہوا تھا: تاکہ عوام کو زعفران سے رنگے ہوئے کا مغالطہ نہ ہو۔	۱۳۲
موت کے وقت کلمہ طیبہ پڑھنے سے روح کو سکون و راحت ملنے کی روایت	۱۳۳
طاعون کی سرزمین پر عمر رضؓ کا جانے سے اعراض اور ابو عبیدہ رضؓ کے اِشکال کا جواب۔	۱۳۳
عمر رضؓ کے حکم سے محمد بن مسلمہ کا کوفہ پہنچ کر سعد بن ابی وقاص کے محل کا دروازہ پھونکنے کا قصہ۔	۱۳۵
پیچھے پیچھے چلنے پر عمر رضؓ کا اُبیّ بن کعب کے درہ مارنا	۱۳۶
فتوےٰ دینا امیر کا کام ہے۔	۱۳۶
معاذ رضؓ کے غلاموں کا قصہ	۱۳۷
عمر رضؓ کا حذیفہ رضؓ کو مجبور کرنا کہ یہودیہ کو طلاق دے، مسلمان عورتوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے۔	۱۳۷
ابوموسیٰ رضؓ کے نام عمر رضؓ کے خطوط	۱۳۸
معاویہ رضؓ کے نام عمر رضؓ کا خط۔	۱۴۱
سعد بن ابی وقاص کے نام عمر رضؓ کا خط	۱۴۲
جواب میں اللہ اعلم کہنے پر خفگی	۱۴۲
ابن عمر رضؓ کے گھر میں گوشت لٹکا ہوا دیکھ کر خفا ہونا	۱۴۲
قلتِ کلام کی نصیحت۔	۱۴۲
عمر رضؓ کا عمرو بن العاص سے جمع مال پر مواخذہ اور ان کے جواب سے مطمئن نہ ہو کر نصف مال ضبط کرنا۔ اس پر ان کا برافروختہ ہونا۔	۱۴۳
کھانا کھانے کے بعد دوسرا کھانا کھانے پر عمر رضؓ کا یزید بن ابی سفیان کو تنبیہ کرنا۔	۱۴۶
معاویہ کا عمر رضؓ سے شاندار انداز کے ساتھ شام میں آکر ملنا۔ آپ کا معاویہ کو کسرٰی عرب کہنا۔ پھر ان کے ساتھ لباس پر مکالمہ۔ پھر عمر کا معاویہ کے حسنِ سلیقہ اور برمحل جواب کی تعریف کرنا۔	۱۴۶
خوب کھا کھا کر موٹا ہو جانے والے عالم کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ اور دیگر نصائح۔	۱۴۸
خطبہ مشتمل بر نصائح برائے راعی و رعایا	۱۴۹
عمر رضؓ لوگوں کو جب کسی بات سے روکتے تو اپنے گھر والوں پر زیادہ تنبیہ کرتے اور ان کو دُگنی سزا کی دھمکی دیتے۔	۱۵۰
حکیمانہ نصیحت اور اس کا اثر	۱۵۱
ساتویں فصل: بواسطۂ عمر رضی اللہ عنہٗ سلسلۂ صوفیہ کا تذکرہ	۱۵۱

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
نکتہ: قرن اول میں مشائخ کے ساتھ ارتباط بیعت دخرقہ کے ساتھ نہیں ہوتا تھا، بلکہ صرف صحبت سے ہوتا تھا۔ و دیگر نکات۔	۱۵۱
قولِ شیخ عیسیٰ مغربیؒ، طالب کا شیخ ایک ہی ہوتا ہے دوسرے مشائخ سے استفادہ کی اجازت ہے۔ اس کی بہترین مثال۔	۱۵۲
عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۵۲
عبداللہ بن مسعودؓ کا عمرؓ کی صحبت کو اختیار کرنا اور اپنے نفس میں عمرؓ کے نفس کی تاثیر کا اقرار کرنا۔ وغیرہ۔	۱۵۴
اپنے حقیقی بھائی عتبہ بن مسعود کے انتقال پر عبداللہ بن مسعودؓ کا روتے ہوئے یہ فرمانا کہ مجھے اس کی محبت سب سے زیادہ تھی سوائے عمرؓ کے۔	۱۵۴
عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب کا بیان	۱۵۴
زہدیاتِ عبداللہ بن مسعودؓ	۱۵۵
ربیع بن خثیم کے ملفوظات	۱۶۲
مسروق کے ملفوظات	۱۶۳
ایک حکایت عَسیٰ اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ کی تمثیل۔	۱۶۴
مُرّہؒ۔ اسودؒ۔ علقمہؒ کے فضائل	۱۶۵
عمرو بن میمون، ابراہیم نخعی اور اعمش کے فضائل	۱۶۶
سفیان ثوریؒ اور فضیل بن عیاض رحؒ کے فضائل	۱۶۷
داؤد طائی رحؒ، معروف کرخی رحؒ اور سری سقطی رحؒ کے فضائل	۱۶۸
ابراہیم ادہم اور حسن بصریؒ کے فضائل	۱۶۹
ایوب سختیانی رحؒ کے فضائل	۱۷۱
حلیب بن محمد بن عجمی کے فضائل	۱۷۲
عمر رضی اللہ عنہ کے کچھ دیگر سلاسل کا بیان	۱۷۳
اقوالِ ابن عمرؓ اور سیرِ ابن عمرؓ	۱۷۴
سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کے حالات	۱۷۵
زیدؒ بن اسلم اور ابوحازم کے حالات	۱۷۶
نظمِ حکومت اور گھریلو زندگی کے بارے میں عمرؓ کے ارشادات پر مشتمل رسالہ	۱۷۷
اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے دستور العمل	۱۷۷
انتقال سے قبل مسلمانوں کو عام نصیحت	۱۷۸
اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو جامع وصیت	۱۷۹
اچھے امیر و حاکم کی صفات	۱۸۱
ابوعبیدہ کو خط بابت پانچ ضروری خصائل۔	۱۸۲
ابوموسیٰ اشعری کو نصیحت آمیز خط	۱۸۲
معاویہ کو ناصحانہ خط	۱۸۳
عورتوں اور مردوں کے بارے میں حکیمانہ باتیں	۱۸۳
لڑکوں کی جنگی تربیت پر زور	۱۸۴
بیوی پر شوہر کے حقوق	۱۸۴
خاوند پر عورت کے حقوق و احسانات	۱۸۵
انسان کو کیسے پہچانا جاتا ہے	۱۸۵
جامع نصیحتیں اور حکمت کی باتیں	۱۸۶
عاملوں اور گورنروں سے چند باتوں کا وعدہ لینا	۱۹۰
عاملوں کی نگرانی اور ان کو سزا دینا۔	۱۹۰
حضرت عمر کا پہلا خطبۂ خلافت	۱۹۲
اہلِ عراق کے وفد کو نصیحت	۱۹۳

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
آپ کے حکیمانہ اقوال	۱۹۴
ایک شاعر کو جامع نصیحت	۱۹۴
اپنے جانشین کی فکر اور چند اصحاب کے بارے میں آپ کی رائے۔	۱۹۵
اچھے امیر و خلیفہ کی صفات	۱۹۶
حضرت ابوبکرؓ کا عمرؓ کے مشورہ کو ماننا۔	۱۹۷
رعیت کا حال معلوم کرنے کے لئے عمرؓ کی بے چینی	۱۹۸
زکوٰۃ میں مسلمانوں کے عمدہ مال نہ لینے کی نصیحت	۱۹۸
انصاف اور مسلمانوں کی حاجت روائی کا خیال	۱۹۹
عمرؓ کی اپنے رشتہ داروں پر سختی	۱۹۹
سپاہیوں کے لئے چار ماہ کی چھٹی کا حکم	۲۰۰
حضرت عمرؓ کا راتوں کو گشت کر کے عوام کا حال معلوم کرنا۔	۲۰۰
خلیفہ ہونے کے باوجود تواضع کا اظہار	۲۰۱
تین عمدہ خصائل	۲۰۳
بچوں سے دعا کرانا اور عورتوں سے مشورہ کرنا	۲۰۳
حضرت عمرؓ کا قول کہ معلوم نہیں میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ؟ لوگوں کا جواب	۲۰۳
چاپلوسی سے منع کرنا	۲۰۳
لوگوں کی حاجت روائی اپنے ذاتی مال سے	۲۰۴
اُجرت لے کر نوحہ کرنے والیوں کی مذمت	۲۰۴
مردوں و عورتوں کو چند نصیحتیں	۲۰۵
ایک جھوٹے بھیک منگے سے سلوک	۲۰۵
اچھے آدمی کو پہچاننے کا طریقہ	۲۰۶
متواضع اور متکبر کا حال	۲۰۶
حصولِ علم کا صحیح مقصد کیا ہو	۲۰۶
چند جامع حکیمانہ اقوال	۲۰۶
کبر اور خود بینی کا علاج	۲۰۸
انسان کی زندگی کے مختلف مراحل	۲۰۹
ابوموسیٰ اشعری کو حکمت و نصائح سے پُر خط لکھنا	۲۰۹
خلیفہ بننے کے بعد عمرؓ کا لوگوں سے ہدیہ قبول نہ کرنا	۲۱۰
اپنے عاملوں کو ہدیے لینے سے ممانعت کرنا	۲۱۱
تفسیرِ قرآن اور روایتِ حدیث کے بارے میں نصیحت	۲۱۱
آپ کا اپنے گھر والوں کو دُگنی سزا دینا	۲۱۱
آپ کا شکوک و شبہات نکالنے والوں سے ناراض ہونا۔	۲۱۱
حضرت عمرؓ کی سختی اور نرمی	۲۱۲
اچھے حاکم کی صفات	۲۱۴
دین میں بدعات سے روکنا اور دین کو محفوظ رکھنے کی کوشش۔	۲۱۵
مجرم کی تلاش کیلئے عمرؓ کا جاسوسی کرنا	۲۱۷
حضرت عمرؓ کی عام صفات اصحاب کی زبانی	۲۱۹
حضرت عمرؓ کا پہلا خطبۂ خلافت	۲۲۰
حضرت عمرؓ کا ایک اور خطبہ	۲۲۲
سردارانِ لشکر کو نصیحتیں	۲۲۵

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
ایک دوسرے کی تعریف کرنے والوں سے عمرؓ کی ناراضگی۔	۲۲۶
ہرمزان کی مدینہ میں آمد اور عمرؓ سے ملاقات کا واقعہ۔	۲۲۷
عمرؓ کے عامل عمیر انصاری کی زاہدانہ زندگی	۲۲۸
عمر کے حکیمانہ ارشادات	۲۳۱
عمرؓ کا عمرو بن معدیکرب سے چند بہادر جوانوں اور جنگ کی بابت اس کی رائے پوچھنا۔	۲۳۴
سردار کو طعنہ دینے پر حضرت عمر کی عمرو بن معدیکرب کو تنبیہہ۔	۲۳۵
حضرت عمرؓ کا اپنی بابت لوگوں کے اعتراضات ٹھنڈے دل سے سننا اور اُن کا تسلی بخش جواب دینا	۲۳۶
رعیت کو سیدھا رکھنے میں حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل	۲۳۷
عامل کو اوسط درجہ کی زندگی گزارنے کا حکم	۲۳۹
عمرؓ کا ذاتی رنجش کی وجہ سے سلوک میں کمی نہ کرنا	۲۴۰
عمرؓ کا لوگوں کو جنگ کی ترغیب دینا	۲۴۱
عمرؓ کا خط اپنے عاملوں کے نام وصولی صدقہ کے بارے میں۔	۲۴۱
پڑوسی، عورت اور حاکم کے بارے میں عمرؓ کے ارشادات	۲۴۲
امرء القیس کے بارے میں عمرؓ کی رائے	۲۴۲
عمرؓ کا خط آذربیجان کے مجاہدوں کے نام اور سخت کوشی اختیار کرنے کی تاکید	۲۴۲
اپنے عامل اسید بن حضیر کی وصیت کو پورا کرنا۔	۲۴۳
حضرت عمرؓ کا جریر بجلی سے اپنے عامل سعد کا، وہاں کے عام لوگوں کا اور ان کے اسلام کا حال پوچھنا۔	۲۴۴
حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل مواخذہ کرنے اور سزا دینے میں	۲۴۵
ہجوگوئی کی سزا دینا۔	۲۴۶
لبید شاعر کا وظیفہ مقرر کرنا	۲۴۷
عبداللہ بن ارقم کو بیت المال کا عامل مقرر کرنا۔	۲۴۷
عمرؓ کا سفر میں رجز پڑھنا۔	۲۴۸
عمرؓ کا صحابہ کرام کو مختلف عہدوں اور مرتبوں پر فائز کرنا اور ان کا خیال رکھنا۔	۲۴۸
عمرؓ کا عتبہ بن غزوان کو بصرہ کی طرف بھیجنا اور وہاں سے مختلف جنگی مہمات پر روانہ کرنا، عتبہ کے کارنامے	۲۴۹
عمرؓ کا عدی بن حاتم کے کارناموں اور خدمات کا اعتراف کرنا۔	۲۵۰
عمرؓ کا اپنے عامل سعید جمحی کا حال دریافت کرنا۔	۲۵۰
عمرؓ اپنی مجلس میں سابقینِ اسلام کو فوقیت اور ترجیح دیتے تھے اور اپنے سے قریب بٹھاتے تھے۔	۲۵۱
فاروقِ اعظمؓ کی خدمات تبلیغِ قرآن میں اور اسکی اشاعت کے سلسلہ میں آپؓ کا واسطہ بننا۔	۲۵۲

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت قرآن مجید کے اجزاء کی حالت	۲۵۲
قرآن مجید کو جمع کرنے کا خیال سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو آیا۔	۲۵۲
جمع قرآن کے لئے حضرت عمرؓ کا حضرت ابوبکرؓ سے اصرار کرنا، پھر ابوبکرؓ کا یہ کام زید بن ثابت کے سپرد کرنا۔	۲۵۳
اپنے زمانہ میں پیدا ہونے والے اختلافِ قراءت کو دور کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ نے جو مصحفِ امام لکھوایا اس میں حضرت حفصہؓ کے نسخہ سے مدد لی، اور یہ وہی تھا جو حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کے مشورہ سے تیار کرایا تھا۔	۲۵۴
مختلف لغات میں اختلافِ قراءت جائز ہے جبکہ وہ رسم الکتابت میں مصحفِ امام کے خلاف نہ ہو۔	۲۵۶
جمع قرآن کے بعد بھی عمرؓ نے اسکی تصحیح کی فکر میں کئی برس صرف کئے، اور خوب کوشش کی۔	۲۵۶
عمرؓ نے قرّاء صحابہ کو قرآن پڑھانے کا حکم دیا اور عوام کو رغبت دلائی کہ ان سے قرآن سیکھیں خصوصاً عبداللہ بن مسعود اور اُبی بن کعب سے۔	۲۵۸
مشہور و معروف قرّاء کی سندیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔	۲۵۹
عمرؓ کا مسلمانوں کو نحو و لغت سیکھنے کی رغبت دلانا۔	۲۶۱
تفسیرِ قرآن کا عظیم کام بھی فاروق اعظم کے ہاتھ پر ظاہر ہوا	۲۶۱
عہدِ رسالت میں عمرؓ کے ذریعہ تفسیرِ قرآن کا کام۔	۲۶۲
وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ کی تفسیر	۲۶۲
وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ کی تفسیر۔	۲۶۳
أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ کی تفسیر	۲۶۴
أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ کی تفسیر۔	۲۶۴
لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا الآية کی تفسیر	۲۶۵
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً کی تفسیر۔	۲۶۶
نکتہ: عہدِ رسالت و خلافتِ راشدہ کے زمانہ کی تفسیرِ قرآن اور موجودہ عہد کی تفسیرِ قرآن کی نوعیت میں کیوں فرق ہے۔	۲۶۶
حدیث کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت عمرؓ کے کارنامے	۲۶۷
پہلا نکتہ: باعتبار کثرت و قلتِ روایت صحابۂ کرامؓ کے چار طبقے۔	۲۶۸
دوسرا نکتہ: بعض مکثرین کی بیشتر روایات خود ان کی سنی ہوئی نہیں تھیں، بلکہ وہ انہوں نے صحابۂ کبار سے سُنی تھیں۔	۲۶۹
فاروقِ اعظمؓ کا علماء صحابہ کو دار الاسلام کے بڑے بڑے شہروں روایتِ حدیث کے لئے بھیجنا۔	۲۷۰
عمرؓ نے ابن مسعود، عبادہ بن صامت اور ابوموسیٰ اشعری کو کوفہ، شام اور بصرہ بھیجا۔	۲۷۱

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
روایتِ حدیث میں آپ کی سختی	۲۷۳
حضرت عمر فاروقؓ کے مآثر کا خلاصہ	۲۷۴
پہلا نکتہ: حضرت عمرؓ کی جامع شخصیت اور جامع اوصاف کی مثال۔	۲۷۴
دوسرا نکتہ: حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بنائے ہوئے خاکہ کو مکمل کیا اور ان کی مساعی کی تکمیل کردی۔	۲۷۷
حضرت عمرؓ کی شہادت کے واقعات اور آپ کے آخری کلمات۔	۲۷۹
اپنے جانشین کے انتخاب کے لئے عمرؓ کا چھ صحابہ کی شوریٰ نامزد کرنا۔	۲۸۰
حضرت عثمان رضؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کا ذکر۔	۲۸۸
حضرت عثمانؓ کے مناقب	۲۸۹
نسبِ عثمان رضؓ اور ذی النورین کی وجہ تسمیہ	۲۸۹
آپؓ اسلام سے پہلے بھی فطرتِ سلیمہ کے حامل تھے	۲۸۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دامادی کے رشتہ کا شرف	۲۹۰
آپ رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور پھر مدینہ کو۔	۲۹۰
آپؓ سوائے بدر کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، بدر میں بھی حکم نبوی سے غیر حاضر تھے۔	۲۹۲
اُحد میں آپؓ کے فرار کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔	۲۹۳
حدیبیہ میں آپؓ کی خدمات کا ذکر	۲۹۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رقیہ کی وفات پر اُمِّ کلثوم کو آپ کے نکاح میں دینا	۲۹۵
جیشِ عُسرت (جنگِ تبوک) کے موقع پر عثمانؓ کی خدمات۔	۲۹۷
آپؓ کا بیر رومہ کو عوام کے لئے وقف کرنا	۲۹۸
آپؓ نے مسجد نبوی کی توسیع کی۔	۲۹۸
آپؓ کاتبِ وحی تھے۔	۲۹۹
اسلام میں سب سے پہلے آپؓ نے خبیص (حلوہ) بنایا	۳۰۰
آپؓ نے اہلِ بیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فاقہ کو دور کرنے کی بڑی کوشش کی	۳۰۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے لئے کئی مرتبہ دعا فرمائی۔	۳۰۳
آپؓ نے قرآن کو عہدِ رسالت میں حفظ کر لیا تھا	۳۰۴
آپؓ نے ایامِ قحط میں لوگوں کی خوب مدد کی	۳۰۵
آپؓ کے مختلف مآثر واحوال قلبیہ کا ذکر	۳۰۶
اپنی رعیت پر آپؓ کی شفقت کا حال	۳۰۹
حضرت عثمان رضؓ کی خصوصیات	۳۱۰
رسول اللہؐ نے آپ کو کامل الحیاء اور شہید قرار دیا۔	۳۱۱
آپؓ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مُحب اور حبیب تھے	۳۱۳

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
حضرت عثمانؓ کے مقامات وکرامات کا بیان	۳۱۴
عثمانؓ کے حکیمانہ اقوال اور مؤثر نصائح	۳۱۶
احیاء علومِ دین کے سلسلہ میں عثمانؓ کی خدمات	۳۱۶
(۱) قرآن کی اشاعت میں آپؓ کا حصّہ	۳۱۷
(۲) احادیث کی ترویج میں آپؓ کا حصّہ	۳۲۱
(۳) فتاوٰی واحکام کے بارے میں آپؓ کی خدمات	۳۲۳
حضرت عثمانؓ کے زمانہ کی فتوحات کا بیان	۳۳۲
حضرت عثمانؓ کا طرزِ حکومت	۳۴۱
حضرت عثمانؓ کے ابتلاء اور ان پر معترضین کے اعتراضات کے جوابات	۳۴۸
حضرت عثمانؓ کی شہادت اور آپؓ کے حق پر ہونے کی پیشین گوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی تھیں	۳۴۹
حالِ شہادتِ سیدنا عثمان رضؓ	۳۶۰
حضرت عثمانؓ پر مخالفین کے اعتراضات واشکالات کے جوابات۔	۳۷۷
نکتہ: اصحابِ شوریٰ نے ایک دوسرے کی خلافت کے زمانہ میں تعاون سے ہاتھ نہیں کھینچا۔	۳۸۸
حضرت عثمانؓ پر بعض مؤرخین کے بہتانات کا ذکر۔	۳۹۴
نکتہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمادی تھی کہ عثمان رضؓ کے بعد خلافتِ خاصہ منتظم نہ ہوسکے گی۔	۳۹۶
مناقب حضرت علی رضؓ	۴۰۵

مضمون	صفحہ
آپؓ کا نسب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قرابت۔	۴۰۵
آپؓ کی کفالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی	۴۰۶
آپؓ کا ایمان لانا اور عبادت کرنا	۴۰۸
ہجرت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے منتظر الخلافۃ کے مانند معاملہ کیا۔	۴۱۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا بھائی بنایا	۴۱۳
جنگ بدر میں آپؓ کے کارنامے	۴۱۴
فاطمہؓ بنت رسولؐ کا آپ سے نکاح	۴۱۷
معرکۂ اُحد میں علی رضؓ کے کارنامے	۴۱۸
یوم خندق میں علی رضؓ کے بہادرانہ کارنامے	۴۲۲
محاصرۂ بنو قریظہ میں علی رضؓ کی دلاوری	۴۲۴
بیعتِ رضوان میں شرکت اور کتابتِ صلحنامہ	۴۲۴
سفرِ حدیبیہ میں رسول اللہ کا علیؓ سے منتظر الخلافت والا معاملہ۔	۴۲۵
غزوۂ خیبر میں آپ کا قلعہ فتح کرنا۔	۴۲۵
عمرۃ القضاء میں ایک قضیہ کا فیصلہ کرتے وقت رسولؐ اللہ نے آپ کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔	۴۲۸
نجران کے نصاریٰ سے مباہلہ میں رسولؐ اللہ نے آپ کو حاضر فرمایا۔	۴۲۹
حاطب بن ابی بلتعہ کا خط برآمد کرنے کی خدمت آپؓ کے سپرد ہوئی۔	۴۲۹
فتحِ مکّہ کے روز رسولؐ اللہ نے سعدؓ سے جھنڈا	

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
لے کر آپ کو دیا۔	۴۲۹
خالد بن ولید کی غلطی کے تدارک کے لئے آپؐ نے علیؓ کو روانہ فرمایا۔	۴۳۰
غزوۂ حنین میں علیؓ ثابت قدم رہے	۴۳۱
غزوۂ تبوک میں روانگی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو ایک بڑا اعزاز عطا فرمایا۔	۴۳۲
سورۂ براءۃ لیکر آپؓ کی روانگیٔ مکہ اور وہاں اس کو سنانا۔	۴۳۴
رسولؐ اللہ کا علیؓ کو خالدؓ سے خمس وصول کرنے یمن بھیجنا	۴۳۶
رسولؐ اللہ کا علیؓ کو آدابِ قضا تعلیم فرمانا اور دعا دینا۔	۴۳۷
حجۃ الوداع کے موقع پر علیؓ کا یمن سے آنا اور حج کرنا۔	۴۳۸
غدیر خم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور فضائلِ علیؓ۔	۴۳۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل و دفن میں علیؓ کی خدمات۔	۴۳۹
حضرت علیؓ کے فضائل دیگر صحابہ سے زیادہ مروی ہونے کی وجوہات۔	۴۴۱
علیؓ کے فضائل میں وارد مستند احادیث نبویؐ۔	۴۴۲
حضرت علیؓ کے اخلاق و عادات، خصائل اور مقامات۔	۴۶۲
آپؓ کی وفاداری، محبت اور شجاعت و حمیت کا بیان۔	۴۶۳
آپؓ کا کھرا پن، بے پرواہی اور قوتِ ارادی و حمیتِ قوم۔	۴۶۴
آپؓ کا زہد اور ترکِ شہواتِ نفس، اور مشتبہات سے بچنا۔	۴۶۶
حضرت علیؓ کا علوم نبوی کو محفوظ رکھنا اور مناسب موقع پر ان کو کام میں لانا۔	۴۷۲
حضرت علیؓ کے قضایا اور فیصلے اور اس فن میں آپ کی مہارت۔	۴۷۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور علیؓ کے حق میں آپؐ کی دعاؤں کے قبول ہونے کے سلسلہ میں	۴۸۱
فصلِ قضایا میں مہارت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا علیؓ کے حق میں۔	۴۸۱
حفظِ قرآن کی قابلیت کے لئے رسول اللہؐ کی دعا علیؓ کے حق میں۔	۴۸۲
حفظِ سنت کے لئے رسول اللہ کی دعا علیؓ کے حق میں۔	۴۸۴
علیؓ کی شفائے جسمانی کے لئے رسول اللہؐ کا دعا فرمانا۔	۴۸۵
علیؓ کے لئے رسول اللہؐ کی دعا سے بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔	۴۸۵
(شاہ ولی اللہؒ کی خاص سندِ حدیث)	۴۸۵
اس حدیث کی صحت پر بحث	۴۸۷

www.kitabghar.org

مضمون	صفحہ
ملفوظاتِ حضرتِ علی رضؓ	۴۹۰
حضرت علی رضؓ کے وہ کلماتِ حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں۔	۴۹۲
حضرت علی رضؓ کی کرامات اور پیشین گوئیاں۔	۴۹۴
علومِ دینیہ کے احیاء میں علی رضؓ کا حصّہ۔	۴۹۷
قرآن کی خدمت	۴۹۷
روایتِ حدیث	۴۹۸
فتاوٰی و احکام اور علمِ توحید و صفات پر افاداتِ مرتضوی	۵۰۱
وفاتِ نبوی کے بعد علی مرتضیٰ رضؓ پر گزرنے والے اہم واقعات کی خبر نبی صلعم نے دیدی تھی۔ ان فتنوں کا ذکر احادیث میں۔	۵۰۲
حضرت علی رضؓ کی خلافت و شہادت کی خبر	۵۰۲
علی مرتضیٰ رضؓ پر امت کا اجتماع نہ ہونے کی پیشگوئی	۵۰۴
خلافت مرتفع ہونے اور بادشاہت آنے کی خبر	۵۰۵
جنگِ جمل کا ذکر	۵۰۵
جنگِ صفّین اور واقعۂ تحکیم کی پیشگوئی	۵۰۶
خوارج کے ظہور کی خبر	۵۰۷
حضرت علی رضؓ کی شہادت کی خبر	۵۱۲
معاویہؓ کے بادشاہ بننے کی پیش گوئی	۵۱۴
نوجوانانِ قریش کی بادشاہی کی پیش گوئیاں	۵۱۶
علی رضؓ کی شان میں افراط و تفریط کرنے والوں کی خبر	۵۱۸
حضرت علی رضؓ کی خلافت منعقد ہوگئی تھی (اس کے دلائل)	۵۱۹
خلافتِ علی رضؓ میں حضرت عائشہ، طلحہ و زبیر رضؓ کی خطائے اجتہادی کی وجہ اور معذوری۔	۵۲۰
خلافتِ مرتضوی کے مخالف صحابہ رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا ہے۔	۵۲۳
معاویہؓ بھی اس معاملہ میں مجتہد مخطی معذور تھے	۵۲۵
اہلِ حروراء (خوارج) باطل پر تھے اور کافر و فاسق تھے۔	۵۲۵
حضرت علی رضؓ کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والوں کا موقف اور فتنہ کے زمانہ میں گھر بیٹھ رہنے کا حکم نبوی	۵۲۶
ایک اشکال اور اس کا جواب: (حضرت علی رضؓ کے خلیفۂ برحق ہوتے ہوئے ان کی مدد سے دستکش رہنا کیونکر پسندیدۂ خداوندی ہوگا؟)	۵۳۳
ایک اور شبہ کا جواب	۵۳۴
جنگِ جمل اور صفّین سے پہلے اور بعد کے اقوالِ مرتضوی میں تضاد کی وجوہات	۵۳۵
عرضِ مترجم	۵۳۸
ترجمۂ خاتمۃ الطبع نسخۂ فارسی	۵۳۹

تمت بالخیر

www.kitabghar.org

دیباچہ از مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولہ الحمد کما یحب ویرضیٰ والصلوٰۃ والسلام علےٰ نبیہ المصطفیٰ وعلیٰ آلہٖ[1] اولی الدرجات العلےٰ

امابعد۔ بندۂ معترف بعجز و قصور خاکِ پائے اہلِ اسلام محمد عبدالشکور عافاہ اللہ عن الشرور و غفر لہ ولوالدیہ یوم النشور۔ برادرانِ دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتیں ہر شخص پر حدِ شمار سے باہر ہیں اگر کوئی انسان اُن کی شکر گزاری کرنا چاہے تو ناممکن ہے کہ عہدہ برآ ہو سکے۔ منجملہ اُن نعمتوں کے ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس نے ہدایت کے لئے انبیاءؑ بھیجے جنھوں نے ہر ملک کے بنی آدم کو اُن کی زبان میں تعلیم و تلقین کی اور خداشناسی کی راہیں ان پر کھولیں ہلاکتِ ابدی سے ان کو بچا کر سعادتِ سرمدی کا مستحق بنایا پھر سب کے آخر میں ایک شمع[2] درخشاں اور مہرِ تاباں کو مبعوث فرمایا یعنی بہترین انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خاکدانِ تیرہ کو منور فرمایا۔ اُس ہادیٔ برحق نے تیئیس[3] برس تک روح فرسا مصائب و آلام کو برداشت کر کے اسلام کی تبلیغ کی اور کس رافت و رحمت کے ساتھ جہنم[4] کے کنارے پر پہنچے ہوئے قافلوں کو شاہراہِ ہدایت پر لگایا۔ جو لوگ نارِ جحیم کے مستحق ہو چکے تھے اُن کو جنت[5] الفردوس کا وارث بنایا پھر آپؐ کے بعد ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں آپ کے سچے نائبوں کے ذریعہ سے اُس دینِ الٰہی کی تعلیم و تعلّم کے سلسلہ کو جاری رکھا اور ہر ملک میں وہیں کی خاک سے ایسے ایسے برگزیدہ قدوسی پیدا کئے جنھوں نے حضرت ختم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نیابت کا حق کما ینبغی ادا کیا۔ یہ سلسلہ نعمتِ الٰہیہ کا اب تک جاری ہے اور جب تک وہ چاہے گا جاری رکھے گا اس نعمتِ عظمیٰ سے بفضلِ خداوندی ہندوستان نے بھی بہرۂ وافر پایا اور یہاں کی زمین بھی اس بارانِ رحمت سے محروم نہیں ہے۔ ہندستان

[1] آل کا لفظ چونکہ زبانِ عرب میں کل پیروؤں کو شامل ہے اور خود قرآن کریم میں بھی یہ لفظ اس معنی میں مستعمل ہے قولہ تعالےٰ واغرقنا آل فرعون اسی وجہ سے نماز کے درود میں صرف آل کا لفظ آیا کہ وہ اصحاب کو بلکہ جمیع مومنین متبعین کو قیامت تک شامل ہے لہذا اتباعاً یہاں صرف آل پر اکتفا کی گئی ۱۲ منہ [2] اقتباس ہے اس آیۂ کریمہ سے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج اور قمر منیر فرمایا ہے ۱۲ منہ [3] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور بعد بعثت تیرہ برس مکہ میں رہے اور دس برس مدینہ میں ۱۲ [4] اشارہ ہے آیۂ کریمہ کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار کی طرف ۱۲ [5] اشارہ ہے آیت کریمہ اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس کی طرف ۱۲

www.kitabghar.org

کی خاک سے جو نامور علماء پیدا ہوئے جنھوں نے انبیاء علیہم السلام کی گراں بہا میراث پائی ان میں ایک نمایاں رتبہ شیخ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے اور ان کی یہ کتاب ازالۃ الخفا ایک اعلیٰ پایہ کی اسلامی کتاب مانی گئی ہے۔

آج سے چالیس برس پہلے اس کتاب کو جمال الدین خان صاحب مرحوم مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوایا تھا۔ مگر اب یہ کتاب ایسی نایاب ہو گئی ہے کہ ہندوستان کے اِس سرے سے اُس سرے تک کسی بازار میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ فارسی زبان کی کساد بازاری پر بھی اگر یہ کتاب کہیں مل جاتی ہے تو شائقینِ علوم اسلامیہ دس گنی قیمت پر بھی اس کو ارزاں سمجھتے ہیں لہذا ایک مدت سے احبابِ دینی کی آرزو تھی کہ یہ کتاب اُردو ترجمہ کے ساتھ چھاپی جائے اس لئے کہ فارسی اس کی بجائے خود نہایت دقیق ہے اس پر اُن علوم و معارف کی دقت جو اس میں ہیں اور عربی عبارات اور روایات کا اشکال جو تقریباً اس کتاب کا چھٹا حصہ کہی جاسکتی ہیں۔ مزید براں، احباب کی آرزو نے باوجود بے بضاعتی کے اس ناچیز کے دل میں اس کام کا ارادہ پیدا کیا مگر کثرت مشاغل کی وجہ سے وہ ارادہ ابھی قوت سے فعل میں نہ آیا تھا کہ ایک ترجمہ اس کتاب کا پنجاب سے شائع ہو گیا جس میں اس کتاب کی مسخ و تحریف اس بیدردی کے ساتھ کی گئی ہے کہ اہلِ ایمان کے قلوب کو سخت صدمہ پہنچا اور غضب یہ کہ وہ ترجمہ غیر حامل المتن ہے جس کے باعث سے سوا اُن لوگوں کے جن کے پاس اصل کتاب کا نسخہ موجود ہو و قلیل ماھم اور کسی کو صحیح و سقیم کا امتیاز دشوار ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر شائقین کا تقاضا اور اصرار حد سے گزر گیا اور میں نے بھی سمجھا کہ اب نہایت ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اصل کتاب ایک صحیح ترجمہ کے ساتھ شائع کر دی جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ چند روز میں اصل کتاب دنیا سے معدوم ہو جائے اور لوگ اس ترجمہ کو مطابق اصل سمجھ کر اصل کتاب کو مزخرف اور لغو سمجھنے لگیں اور اس طرح ایک عالم ربانی سے بدگمان ہو کر اُن کی قیمتی محنتوں کے نتائج اور اُن کے علمی برکات کے فیض سے محروم ہو جائیں۔ پس خدا کا نام لے کر میں نے اس کام کو شروع کر دیا اور اُسی کی مدد پر بھروسا کر کے میں نے اس بارِ عظیم کو اپنے سر پر اُٹھا لیا نام اس ترجمہ کا میں نے **کشف الغطاء عن السنۃ البیضاء**۔ رکھا۔ حق تعالیٰ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ جس طرح اُس نے اس کام کے آغاز کی توفیق دی اسی طرح اس کے اتمام کی نعمت سے بھی سرفراز فرمائے آمین۔ جو برادران دینی اس ترجمہ سے منتفع ہوں اُن سے التجا ہے کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ کو اور بطفیل اُن کے اس ناچیز کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

حضرت مصنف رح کا مختصر حال

نام نامی قطب الدین **عرف** ولی اللہ **والد ماجد** کا اسم گرامی شیخ ابو الفیض عبد الرحیم **وطن** دہلی۔ شیخ عبد الرحیم علیہ الرحمہ بھی دہلی کے اجلہ مشائخ میں سے تھے۔ مصنف کا **نسب پدری** حضرت امیر المومنین عمر فاروق تک پہنچتا ہے اور **نسبِ مادری** امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تک۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مصنف کے والد نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

www.kitabghar.org

رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں حق تعالیٰ تم کو ایک فرزند دے گا تم اس کا نام میرے نام پر رکھنا اسی وجہ سے آپکا نام قطب الدین رکھا گیا۔ **ولادت** ۱۱۱۴ھ ہجری چہارم شوال روز چہارشنبہ کو ہوئی۔ **سات برس** کی عمر میں حفظ قرآن سے اور **پندرہ** سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم اپنے والد ماجد سے کی جن کا سلسلہ سند بواسطہ سید زاہد بن اسلم ہروی مصنف زواہد ثلثہ کے علامۂ محقق جلال الدین دوانی تک پہنچتا ہے بعد اس کے ۱۱۴۳ھ میں بعد وفات اپنے والد ماجد مرحوم کے حرمین شریفین گئے اور وہاں کے مشائخ سے بھی علم حاصل کیا۔ اس زمانہ میں حرمین علمائے اعلام کا مرکز تھے۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء کا وہاں مجمع تھا مگر سب نے حضرت مصنفؒ کی جلالت و نبالت کا اعتراف کیا چنانچہ اُن کے اعلیٰ درجہ کے شیخ ابوطاہر کردی مدنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ولی اللہ مجھ سے احادیث کے الفاظ کی سند حاصل کرتے ہیں اور میں اُن سے احادیث کے معنی کی سند لیتا ہوں۔ ۱۱۴۵ھ میں حرمین شریفین سے واپس آئے اور نہایت قناعت کے ساتھ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں اپنی تمام عمر بسر کی اور ۱۱۷۶ھ میں بعمر باسٹھ سال اس دارِ فانی کو چھوڑ کر جوارِ رحمت میں سکونت اختیار کی۔ دہلی کی شہر پناہ سے باہر بجانب جنوب ترکمان دروازہ کی طرف مزار مبارک ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس مزار پر اپنی رحمت کا مینھ برساتا رہے۔

حضرت مصنفؒ کی ذات بابرکات کسی کی تعریف و تذکیر کی محتاج نہیں ہے آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے اہلِ علم مسلمان اُن کے عُلوِ مرتبت اور سُمُوِّ درجت سے واقف ہیں جس قدر علمائے کاملین بعد اُن کے ہوئے سب اُن کی مہارتِ کاملہ کے معترف ہیں مگر حق یہ ہے کہ اُن کے کمالاتِ علمیہ کے معلوم کرنے کے لئے کسی کی شہادت اور کسی کے بیان کی مطلق ضرورت نہیں خود اُن کی تصانیف شاہد عادل ہیں کہ وہ اس دورِ آخر میں یکتائے روزگار تھے خصوصاً اُن کی یہ کتاب ازالۃ الخفا اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ اور کتاب مسوّی شرح موطا اُن کی مہارتِ کاملہ کے اچھے نمونے ہیں جو شخص ان کتابوں کو دیکھے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اُن کے مصنفؒ کو تمام علومِ دینیہ میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ تفہیم کا طریقہ اور بیان کا سلیقہ جیسا اُن کو ملا ہے شاید کم کسی کو ملا ہو۔ حضرت مصنفؒ بلکہ اُن کا خاندان آباء سے لے کر ابناء تک ہندوستان کے لئے آیۂ رحمت تھا جس قدر علومِ دینیہ خصوصاً علمِ حدیث کا چرچہ ہندوستان میں ہے سب اسی خاندان کا طفیل ہے۔ اگرچہ علمِ حدیث کی بنیاد ہندوستان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قائم کردی تھی مگر ان کے بعد پھر اُس میں کچھ نمایاں ترقی نہ ہوئی۔ حضرت مصنفؒ نے اس کی تجدید و تکمیل کی۔ اس لحاظ سے علمِ حدیث کے لئے ہندوستان میں حضرت شیخ دہلویؒ کو معلم اوّل اور حضرت مصنفؒ کو معلم ثانی کہنا بالکل درست ہوگا۔

حضرت اُستاذ الاساتذہ علامۂ لکھنوی مولانا الشیخ عبدالحی رحمہ اللہ نے حضرت مصنفؒ کا کچھ حال تعلیق الممجد کے مقدمہ میں لکھا ہے اور نہایت ناقدانہ الفاظ میں جیسا کہ اُن کی عادت ہے مصنفؒ کے فضائل و کمالات کو بیان کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس تذکرہ کا مقطع انہیں کا کلام ہو۔ فرماتے ہیں:۔

www.kitabghar.org

ومنهم الشيخ ولی الله المحدث الحنفی الدهلوی قطب الدين احمد بن عبد الرحيم بن وجيه الدين الشهيد بن معظم بن منصور بن احمد وتنتهی سلسلة نسبه الی عمر الفاروق ولد كما ذكر فی بعض رسائله يوم الاربعاء اربع شوال من سنة اربع عشر بعد الالف ومائة وختم حفظ القرآن وسنه سبع سنين واشتغل بتحصيل العلوم حضرة والده وكان من تلامذة السيد الزاهد الهروی ولاجله صنف السيد الزاهد حواشيه المشهورة علی شرح المواقف وفرغ من جميع الفنون الرسمية حين كان عمره خمس عشرة سنة وتوفی والده حين كان عمره سبع عشرة سنة فجلس مجلسه فی التدريس والافادة وراح الی الحرمين الشريفين سنة ثلث واربعين واخذ عن جمع من المشائخ منهم الشيخ ابوطاهر المدنی وعاد الی الوطن سنة خمس واربعين وكانت وفاته سنة ست وسبعين بعد مائة والف وقيل اربع وسبعين وله تصانيف كثيرة كلها تدل علی انه كان من اجلة النبلاء وكبار العلماء موفقا من الحق سبحانه بالرشد والانصاف ومتجنبا عن التعصب والاعتساف ماهرا فی العلوم الدينية متبحرا فی المباحث الحديثية منها ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء كتاب عديم النظير فی بابه وحجة الله البالغة وقرة العينين فی تفضيل الشيخين والفوز الكبير فی اصول التفسير وعقد الجيد فی احكام التقليد والانصاف فی بيان سبب الاختلاف والبدور البازغة فی الكلام وسرور المحزون وفتح الرحمٰن ترجمة القرآن وفتح الخبير وفيوض الحرمين وانسان العين فی مشائخ الحرمين والانتباه فی سلاسل اولياء الله و

اور منجملہ شارحین موطا کے شیخ ولی اللہ محدث حنفی دہلوی ہیں نام انکا قطب الدین احمد تھا بیٹے ہیں شیخ عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد کے۔ انکا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہی۔ ولادت ان کی جیساکہ خود انھوں نے اپنے بعض رسائل میں بیان کیا ہے یوم چارشنبہ ۴ر شوال ۱۱۱۴ھ میں ہوئی۔ سات برس کی عمر میں حفظ قرآن مجید سے فراغت حاصل کی اور اپنے والد سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ ان کے والد سید زاہد ہروی کے شاگرد تھے۔ سید زاہد نے حاشیۂ شرح مواقف انھیں کے والد کے لئے لکھا تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی ان کی عمر سترہ سال کی تھی کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا اس وقت اپنے والد کی جگہ درس وتدریس میں مشغول ہوئے ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین کا سفر کیا۔ اور وہاں کے بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا جن میں ایک شیخ ابوطاہر مدنی تھے ۱۱۴۵ھ میں وطن واپس آئے اور ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی اور بقول بعض ۱۱۷۴ھ میں۔

بہت سی تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں جو سب اس بات کو بتا رہی ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے فضلاء اور بڑے علماء میں سے تھے۔ حق سبحانہ کی طرف سے رشد اور انصاف کی اُن کو توفیق ملی تھی۔ اور تعصب اور کج روی سے پاک تھے علوم دینیہ کے ماہر اور مباحث حدیث میں متبحر تھے انکی تصانیف کی فہرست حسب ذیل ہی۔ [1] ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء۔ جو اپنے موضوع میں بے نظیر کتاب ہی۔ [2] حجۃ اللہ البالغہ۔ [3] قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین۔ [4] الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔ [5] عقد الجید فی احکام التقلید۔ [6] الانصاف فی بیان سبب الاختلاف۔ [7] البدور البازغہ علم کلام میں۔ [8] سرور المحزون۔ [9] فتح الرحمٰن ترجمۂ قرآن (فارسی)۔ [10] فتح الخبیر۔ [11] فیوض الحرمین۔ [12] انسان العین فی مشائخ الحرمین۔ [13] الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ۔ [14] الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ [15] النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر۔ [16] القول الجمیل۔ [17] الہمعات۔ [18] التفہیمات الالٰہیۃ۔ [19] الطاف القدس۔ [20] المقالۃ الوضیہ فی النصیحۃ۔ [21] تاویل الاحادیث۔ [22] اللمعات

www.kitabghar.org

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین والنوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر والقول الجمیل والهمعات والتفهیمات الالهیه والطاف القدس والمقالة الوضیة فی النصیحة وتاویل الاحادیث واللمعات والسطعات والمقدمة السنیة فی انتصار الفرقة السنیة وانفاس العارفین وشفاء القلوب والخیر الکثیر والزهراوین وغیر ذلک وقد شرح الموطا بروایة یحیی شرحین احدهما باللسان الفارسیة سماه المصفی جرد فیه الاحادیث والآثار وحذف اقوال مالک وبعض بلاغاته وتکلم فیه بکلام المجتهدین وثانیهما بالعربیة وسماه المسوی اکتفی فیه علی ذکر اختلاف المذاهب وعلی قدر من شرح الغریب وغیرہ مما لابد منه۔

السطعات[23]۔ المقدمۃ السنیہ فی انتصار الفرقۃ السنیہ[24]۔ انفاس العارفین[25]۔ شفاء القلوب[26]۔ الخیر الکثیر[27]۔ الزہراوین[28]۔ ان کے علاوہ اور کتابیں بھی ہیں۔ مؤطا کی دو[2] شرحیں لکھیں ایک فارسی زبان میں جس کا نام مصفّٰی[29] ہے اس میں صرف حدیث و آثار کی شرح ہے اور امام مالکؒ کے اقوال اور ان کے بعض بلاغات[1] حذف کر دیئے ہیں۔ اس شرح میں مجتہدانہ روش سے گفتگو کی ہے۔ اور دوسری شرح عربی زبان میں ہے جس کا نام مسوّٰی[30] ہے اس میں صرف اختلاف مذاہب کو بیان کیا ہے اور کچھ حل لغت کیا ہے اور ایسی ہی ضروری چیزوں پر اکتفا کی ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁

اس کتاب کا مختصر حال

یہ کتاب ازالۃ الخفا حضرات خلفائے راشدین کی بہترین سیرت اور بہترین تاریخ ہونے کے علاوہ بہت سے دینی علوم و معارف کا خزانہ ہی اور بلاشبہ حضرت مصنفؒ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ علمائے کاملین نے شہادت دی ہی کہ فی الحقیقہ یہ کتاب اپنے موضوع میں بے نظیر ہے نہ حضرت مصنفؒ سی پہلے کسی نے ایسی کتاب اس موضوع پر لکھی نہ اُن کے بعد چنانچہ علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کی عبارت ابھی نقل ہو چکی ہی مگر سچ یہ ہے کہ اس کتاب کی عظمت خود اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہی سہ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب ؛ گر دلیلے خواہی ازوے رُو متاب ؛ یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی اللہ تعالیٰ اُن کو غریقِ رحمت کرے اُنھوں نے اس کتاب کی صحت و صفائی طبع کا بڑا اہتمام کیا اُنھیں کا چھپا ہوا نسخہ راقم الحروف کے پاس ہی اس کے بعد پھر یہ کتاب نہیں چھپی۔

منشی صاحب ممدوح کے کارپردازوں نے خاتمۂ کتاب پر اُس تمام اہتمام کو لکھا ہی جو اس کتاب کے متعلق کیا گیا اور لکھا ہی کہ قرائن سی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ناتمام ہی کیونکہ مقصد اوّل میں مصنفؒ نے آٹھ فصلیں قائم کی ہیں اور آٹھویں فصل تفضیل شیخین کی ہے اس کو دو[2] مقصد پر منقسم کیا ہی مقصدِ اوّل میں دلائلِ نقلیہ اور مقصدِ دوم میں دلائلِ عقلیہ مگر موجودہ نسخ میں دلائلِ عقلیہ کا کہیں پتہ نہیں علیٰ ہذا کتاب کا مقصدِ دوم بھی اس وجہ سی ناتمام معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کی کوئی عبارت اس پر

[1] جن روایتوں کو امام مالکؒ نے بلغنی یا بلغنا کہہ کر نقل کیا ہی ان روایتوں کو بلاغات کہتے ہیں ۱۲۔ [2] اسکی بابت ضروری اعلان کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

www.kitabghar.org

نہیں ہے حالانکہ یہ مصنفؒ کی عادت کے خلاف ہی۔ منشی صاحب ممدوح کا یہ احسان کہ اُنھوں نے اس کتاب کو چھاپ کر تلف ہونے سے محفوظ کر دیا۔ تمام اہلِ اسلام کی شکر گزاری کے قابل ہے اور اس کی شکر گزاری کیا ہو سکتی ہے ع۔ جز آنکہ بصدقِ دل دُعائے بکنیم ؎

لیکن باوجود اس اہتمام کے پھر بھی کتاب میں بہت سی اغلاط رہ گئے اور حاشیہ جو اُس پر لکھا گیا ہی وہ بھی بعض بعض مقامات پر غلط ہے۔ ان تمام اغلاط کو میں نے تین ۳ قسم پر تقسیم کیا ہی (١) کاتب کی غلطیاں جو مصحح سے فروگزاشت ہوئیں مگر بدلالت عقل رفع ہو جاتی ہیں جیسے مقصدِ اوّل کی فصلِ چہارم مسند حضرت جابرؓ میں لفظ فطلع کو فقطع لکھا ہے یا اسی فصل کے فذلکہ میں صحیح بخاری کی ایک روایت میں بجائے علی الهجرة کے الی الهجرة لکھا ہے۔ (٢) وہ غلطیاں جن میں دونوں احتمال ہیں خواہ کاتب کی ہوں خواہ مصحح و محشی کی مگر وہ ایسی ہیں کہ ہر شخص کو ان پر عبور نہیں ہو سکتا جیسے فصل چہارم میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی مسند میں ایک روایت میں عن جدّہ کا لفظ زیادہ لکھا ہے جو غلط ہی یا جیسے فصل پنجم کے مقصد اوّل میں تنبیہات سی پہلے ریاض النضرہ کی ایک روایت میں عن جدّہ کا زیادہ لکھا ہی جو غلط ہے (٣) وہ غلطیاں جو خود مصحح نے کی ہیں جیسے فصلِ پنجم کے مقصد اوّل میں احداثَ الاخبارَ باللہ محضًا لم یشب میں ث کو اور ر کو زبر اور ش کو زیر بنا کر بین السطور میں لکھ دیا ہے پیر و کہنہ نشد حالانکہ یہ غلط ہے یا مثلاً حضرت عمر فاروقؓ کے سفر بیت المقدس کی روایت میں جہاں اُن کی اُس تحریر کا ذکر ہی جو زمانۂ جاہلیت میں اُن سے ایک راہب نے لکھوائی تھی لیس لعمر ولا لابن عمر کے حاشیہ پر یعنی عمر را و اولادِ او را ہیچ دعوٰی نیست لکھ دیا ہے جو غلط ہی۔ غرض ان تمام اقسام کے اغلاط جا بجا ہیں اس ناچیز نے پوری توجہ کی ہے اور بڑی کوشش کی ہی کہ اب یہ کتاب اعلیٰ پیمانہ کی صحت پر چھپے۔ مگر ایک تو بشریت دوسرے بے بضاعتی کیا امید ہی کہ کوشش میں پوری کامیابی ہو ع ہاں مگر لطفِ خدا پیش نہد گامے چند ؎ وھو حسبی و نعم الوکیل اغلاط کے ذکر سے طبع سابق کے مصحح و محشی کو الزام دینا مقصود نہیں بلکہ اصل حال کا اظہار منظور ہی ورنہ وہ کون ہی جس سے کوئی غلطی نہ ہو۔ عفا اللہ عنا و عنہم جمیعًا۔

ترجمہ کے التزامات

(١) ترجمہ میں توضیح مطلب کا بہت لحاظ اور سلاست و شگفتگیٔ عبارت کی پوری رعایت ہی تاہم بعونہٖ تعالیٰ مصنفؒ کے الفاظ کی پابندی متروک نہیں ہوئی (٢) احادیث کے ترجمہ میں شروح حدیث سی پوری مدد لی گئی ہے اور شرح طلب احادیث کی شرح حاشیہ (فٹ نوٹ) پر لکھ دی گئی ہی۔ (٣) مکرر احادیث میں حاشیہ پر بتا دیا گیا ہی کہ یہ حدیث اس سے پہلے فلاں صفحہ میں ہے تاکہ اس کی شرح جو ایک مرتبہ کی جا چکی ہے بار بار نہ کرنا پڑے (٤) جو الفاظ عربی زبان کے ایسے تھے کہ ان کا ترجمہ ایک دو لفظ میں نہ ہو سکتا تھا یا ترجمہ کرنے سے فصاحت میں کچھ فرق آتا تھا وہاں ترجمہ میں وہ

www.kitabghar.org

الفاظ بعینہا قائم رکھے گئے اور حاشیہ پر اُن کا حل کر دیا گیا۔ (۵) حسبِ ضرورت جا بجا مفید حواشی بڑھائے گئے (۶) توضیح مطلب یا سلاست کے لئے جو الفاظ ترجمہ میں مترجم نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے دو خطوں کے درمیان میں ہیں ( ) اور جو الفاظ یا جملے خود مصنفؒ نے بطور معترضہ وغیرہ کے یا روایت حدیث میں بطور مُدرج کے کسی راوی نے یا خود مصنفؒ نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے دو خطوں کے درمیان میں ہیں { } (۷) جس مقام پر مصنفؒ نے کُتبِ شیعہ سے کوئی عبارت نقل کی ہے وہاں صفحہ و سطر کا حوالہ حاشیہ پر بڑھا دیا گیا ہے یا اگر کوئی مضمون جو مصنفؒ نے کُتبِ اہلِ سنت سے نقل کیا ہے اس قاصر کی نظر سے کتب شیعہ میں بھی گزرا تو حاشیہ پر کتبِ شیعہ کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے۔ (۸) اگر کسی مقام پر مُصنفؒ کے استدلال کو مزید قوت پہنچانے کے لئے شواہد وغیرہ کی ضرورت پیش آئی یا کسی قسم کا کوئی اعتراض کسی مقام پر شیعوں کی طرف سے وارد ہوا ہے اور اس کے دفعیہ کی ضرورت سمجھی گئی تو اپنی فہم کے موافق اس بے بضاعت نے اس کام کو بھی انجام دیا ہے اور اُن مضامین کو حاشیہ پر بڑھا دیا ہے۔ (۹) طبع اوّل کے مطبع و محشی نے جس مقام پر اصل کتاب کے الفاظ غلط کر دیئے تھے یا حاشیہ غلط لکھ دیا تھا اس کا اتباع نہیں کیا گیا بلکہ جانبِ صواب کو اختیار کیا گیا ہے جہاں کہیں ایسا ہوا ہے وہاں حاشیہ پر اس کا اشارہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی التزامات ہیں جو ناظرین پر واضح ہوں گے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

www.kitabghar.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث الینا اشرف الرسل داعیا الی اقوم السبل وجعل اصحابہ وزراءہ فی عہدہ وخلفاءہ من بعدہ لتتم النعمۃ وتعم الرحمۃ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ و اشہد ان محمدا عبدہ ونبیہ الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد می گوید فقیر حقیر **ولی اللہ** عفی عنہ کہ دریں زمانہ بدعت تشیع آشکار شد و نفوس عوام بشبہات ایشاں تشرب گشت واکثر اہل ایں اقلیم در اثبات خلافت خلفای راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین شکوک بہم رسانیدند لاجرم نور توفیق الٰہی در دل ایں بندہ ضعیف علمی را منشرح ومبسوط گردانید تا آنکہ بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت ایں بزرگواران اصلی ست از اصول دین تا وقتے کہ ایں اصل را محکم نگیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت محکم نشود زیرا کہ اکثر احکامے کہ در قرآن عظیم مذکور شدہ مجمل ست بدون تفسیر سلف صالح بحل آں نتواں رسید واکثر احادیث خبر واحد محتاج بیان بغیر روایت جماعۃ از سلف آنرا واستنباط مجتہدان زاں متمسک بآں نگردد و تطبیق احادیث متعارضہ بدون سعی ایں بزرگواران صورت نگیرد وہمچنیں جمیع فنون دینیہ مثل علم قراءۃ وتفسیر وعقائد وعلم سلوک بغیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے جس نے بھیجا ہماری طرف اشرف الرسل کو جو بلانے والے ہیں نہایت سیدھی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف اور اُن کے لئے اصحاب ایسے مقرر کئے جن کو آپ کے عہد میں آپ کا وزیر اور آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنایا تاکہ نعمت (اسلام) کامل اور رحمت (خدا سب کو) شامل ہو جائے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے نبی ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلوٰۃ وسلام نازل کرے اللہ اُن پر اور اُن کے آل واصحاب سب پر۔

اما بعد کہتا ہے فقیر حقیر **ولی اللہ** عُفی عنہ کہ اس زمانہ میں بدعت تشیع آشکار ہوگئی ہے اور عام لوگوں کے دل اُن کے شبہات سے متاثر ہوگئے ہیں اور اس ملک کے اکثر لوگ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کے ثبوت میں شک کرنے لگے ہیں لہٰذا توفیق الٰہی کی روشنی نے اس بندۂ ضعیف کے دل میں ایک **علم** پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں کی ایک اصل ہے اصول دین سے جب تک لوگ اس اصل کو مضبوط نہ پکڑیں گے کوئی مسئلہ مسائل شریعت سے مضبوط نہ ہوگا کیونکہ اکثر احکام جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں مجمل ہیں بغیر تفسیر سلف صالح کے اُن احکام کا حل نہیں ہو سکتا اور اکثر حدیثیں خبر واحد ہیں شرح کی محتاج ہیں بغیر اس کے کہ سلف کی ایک جماعت اُن کو روایت کرے اور مجتہدین اُن سے استنباط کریں قابل تمسک نہیں ہوسکتیں اور نہ بدون ان بزرگوں کی کوشش کے

www.kitabghar.org

آثار ایں بزرگواراں متاصّل نشود و قدوۂ سلف دریں امور بخلفائے راشدین ست و تمسک ایشاں باذیال خلفاء۔ جمع قرآن و معرفتِ قراءۃ متواترہ از شاذہ مبتنی بر سعی خلفا است و قضایا و حدود و احکام فقہ و غیر آں ہمہ مترتب بر تحقیق ایشاں ہر کہ در شکستن ایں اصل سعی می کند بحقیقت ہدم جمیع فنون دینیہ میخواہد و نیز دانستہ شد کہ مدبر السموات والارض تبارک و تعالےٰ چنانچہ سائر شرائع را اولاً در مرتبۂ کلام نفسی در ازل الآزال معین و مقرر گردانید و اشارہ بہماں مرتبہ است آیہ کریمہ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ بعد ازاں بر قلب مبارک حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اجمالاً تارۃً و تفصیلاً اُخریٰ فرود آورد بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصاً تارۃً و اشارۃً اُخریٰ بیان آں فرمودند تا آنکہ آنچہ مراد حق بود ظاہر شد و حجۃ اللہ قائم گشت و تکلیف عباد بآں اعتقاداً و عملاً بظہور رسید ہمچناں خلافت خلفائے راشدین اولاً در کلام نفسی مقرر شد و در قرآنِ عظیم اجمالاً فرود آمد بعد ازاں بر قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

متعارض حدیثوں میں تطبیق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح تمام فنونِ دینیہ مثل علمِ قراءت و تفسیر و عقائد و سلوک کے بغیر اقوال ان بزرگوں کے کسی اصل پر قائم نہیں رہ سکتے اور سلفِ صالحین نے ان امور میں خلفائے راشدین ہی کی پیروی کی ہے اور انہی کے دامن کو مضبوط پکڑا ہے قرآن کا جمع ہونا اور قراءت شاذہ سے قراءتِ متواترہ کا امتیاز پانا خلفائے راشدین ہی کی کوشش پر مبنی ہے اور عہدۂ قضا[1] کے فرائض اور حدود[2] اور احکام فقہ وغیرہ انہی خلفاء کی تحقیق پر مترتب ہیں (لہٰذا) جو شخص اس اصل کے توڑنے کی کوشش کرتا ہے وہ فی الحقیقت تمام فنونِ دینیہ کو مٹانا چاہتا ہے اور نیز (اسی علم سے) معلوم ہوا کہ مدبر السموٰت والارض تبارک و تعالیٰ نے جس طرح ازل الآزال میں شریعت کی تمام باتوں کو پہلے کلامِ نفسی[3] کے مرتبہ میں معین و مقرر کیا {اسی مرتبہ کی طرف اس آیۂ کریمہ میں اشارہ ہے (ترجمہ) مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے کتاب اللہ میں جس دن اُس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اُن (بارہ مہینوں) میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں (یعنے ان میں خوں ریزی وغیرہ کی ممانعت نہایت شدید ہے)} اس کے بعد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر کبھی اجمالاً اور کبھی تفصیلاً نازل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً اُن تمام شرائع کو بیان فرما دیا یہاں تک کہ جو مقصود حق تعالیٰ کا تھا ظاہر ہو گیا اور اللہ کی حجت

[1] یہ ترجمہ ہے لفظ قضایا کا۔ قضایا کا ترجمہ اگر فیصلہ کیا جائے تو لازم آئیگا کہ سب فیصلے خلفائے راشدین ہی سے منقول ہوں یا ان کے اقوال پر مبنی ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہے ۱۲

[2] حدود جمع ہے حد کی۔ حد اُس خاص سزا کو کہتے ہیں جو شارع کی طرف سے کسی جرم پر مقرر کی گئی کہ اُس میں کمی بیشی کا اختیار حاکمِ وقت کو نہیں ہوتا جیسے چور کی سزا ہاتھ کاٹنا زانی کی سزا اگر محصن نہ ہو تو سو درّے مارنا اور محصن ہو تو سنگسار کرنا یہ سب سزائیں حد ہیں اور جس سزا میں کمی بیشی کا اختیار حاکمِ وقت کو ہو تو وہ تعزیر کہلاتی ہے ۱۲ [3] جو بات آدمی کہنا چاہتا ہے پہلے وہ بات ذہن میں پیدا ہوتی ہے اُس کے بعد الفاظ کا لباس پہن کر زبان سے نکلتی ہے اُسی ذہنی بات کا نام کلام نفسی ہے اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کا نام کلام لفظی یہ دونوں مرتبے کلام الٰہی میں بھی ہیں کلام الٰہی کو قدیم باعتبار کلام نفسی کے کہا جاتا ہے نہ باعتبار کلام لفظی کے ۱۲

www.kitabghar.org

بطریق منام تارۃً و بطریق فراست در تعبیر منامات صحابہؓ
آخرہی این مجمل مفصل گشت و آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ازاں علم شریف نصاً و اشارۃً خبر دادند تا آنکہ
تکلیف عباد باستخلاف این بزرگواراں اعتقاداً و
عملاً متحقق شد و پردہ از روی کار برانداختہ گشت و
اہل قرن اول بموجب آں بجان و دل عمل کردند
برخلاف آنچہ متاخر اشاعرہ تقریر می کنند کہ خلافتِ
ایشاں بنص نیست مطلقاً یا بنصِ جلی نیست بلکہ امر
اجتہادی ست کہ اہل عصر بنا بر اجتہاد براں اتفاق نمودند
و برخلاف آنچہ شیعہ گمان می کنند کہ در قرنِ اول
حیف عظیم رفتہ بسبب طلبِ دنیا خلافت را از مستحق
آں غصب کردند و بر غیر مستحق اتفاق نمودند استغفر
اللہ من جمیع ماکرہ اللہ و نیز دانستہ شد کہ تطبیق
در اختلاف علماء در آں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
استخلاف نمودند یا نہ باں وجہ تواند بود کہ استخلاف
گاہے اطلاق کردہ می شود بر مجرد تنبیہ شارع بر
مکلف بودن عباد بانقیاد این جماعہ را وگاہے بر
ہیأت معتادہ نزدیک وصیت بولایتِ عہد
از جمیع اہلِ حل و عقد و تنصیص بلفظِ استخلاف
و مانند آں ہر یکے معنیے را ارادہ کردہ است و
بحسبِ آں گفتہ و مشاوراتِ صحابہ بحفظِ احادیث
بود و استنباط از نصوص و تذکر معانی مستخرجہ از

قائم ہوگئی اور ان تمام باتوں پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے
لئے بندوں کا مکلف ہونا واضح ہوگیا اسی طرح خلفائی راشدین
کی خلافت پہلے کلام نفسی میں مقرر ہوئی اور قرآن عظیم میں اجمالاً
نازل ہوئی اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک
پر کبھی بطور رویا (یعنی خواب کے) اور کبھی صحابہؓ کے خوابوں کی تعبیر میں بطور
فراستؔ کے اس اجمال کی تفصیل ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صراحۃً اور اشارۃً اُس شریف علم (یعنی حقیقت خلافت خلفائے
راشدین) کی خبر دیدی یہاں تک کہ ان بزرگوں کی خلافت پر اعتقاد
لانے اور عمل کرنے کے لئے بندوں کا مکلفؔ ہونا متحقق ہوگیا
اور امر (خلافت) سے پردہ اُٹھ گیا اور قرنِ اول کے لوگوں (یعنی صحابہؓ)
نے اُسی کی منشاء پر جان و دل سے عمل کیا۔ **برخلاف** اس کے جو متاخرین
اشاعرہ کہتے ہیں کہ خلفائی راشدین کی خلافت پر کسی قسم کی نص نہیں ہے
(نہ جلی نہ خفی) یا نص (تو ہے مگر) جلی نہیں ہے بلکہ ان کی خلافتیں امر اجتہادی
ہیں کہ اُس زمانہ کے لوگوں نے اپنے اجتہاد سے اُن پر اتفاق کر لیا۔
اور **برخلاف** اس کے جو شیعہ خیال کرتے ہیں کہ قرنِ اول میں ظلم عظیم
ہوا کہ لوگوں نے طلب دنیا کیلئے خلافت کو مستحق سے غصب کرکے غیر مستحق
پر اتفاق کر لیا {استغفر اللہ من جمیع ماکرہ اللہ}
اور نیز (اسی علم سے) معلوم ہوا کہ علماء کے اس اختلاف میں کہ خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ بنایا یا نہیں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ (لفظ)
استخلاف سے کبھی یہ مراد ہوتی ہے کہ شارع نے جن کو خلیفہ بنانا چاہا اُن کی اطاعت کا حکم
بندوں کو دیدیا اور کبھی (لفظِ استخلاف سے) یہ مراد ہوتی ہے کہ ولیعہد بنانے کے مروجہ
طریقہ کے موافق تمام اہل حل و عقدؔ کو اُن کی خلافت کی، وصیت کیجائے

[1] فراست دانائی کو کہتے ہیں مراد وہ دانائی جو منجانب اللہ عنایت ہوتی ہے یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ۱۲ [2] مکلف اُس کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ کا مخاطب ہو مطلب اس مقام پر یہ ہے کہ ان بزرگوں کی خلافت پر اعتقاد رکھنا خدا کی طرف سے ضروری ہوگیا ۱۲ [3] اہل حل و عقد اُن سرداران قوم کو کہتے ہیں جن کے ہاتھ میں قومی معاملات کا بند و بست ہو ۱۲

www.kitabghar.org

مآخذ بسیار و مانند آں و تطبیق درمیان اختلاف علماء در آنکہ خلافت بنصِ جلی است یا خفی بآن وجہ واقع است کہ جمعے را آیۂ اجمالی باحدیثے کہ تفسیر آن است مربوط باہم منظور شد بنصِ جلی قائل شدند و جمعے آیۃ را جدا دانستند و حجاب اجمالِ اورا نتوانستند برانداخت و احادیث را جدا و آن را ملحق بآیہ نساختند باز احادیث اخبار آحاد بود متفق در معنے اثبات خلافت کہ قدر مشترک ست جمعے را نظر بر حدیثے دون حدیثے افتاد دانستند کہ خبر واحد است و جمعے را نظر بر ہمہ دفعۃً واحدۃً افتاد متواتر بالمعنے شناختند و چنانکہ نور توفیق ایں علم را مبسوط نمود داعیۂ نشر آں کتابۃً و اُخرٰے نیز بخاطر ریخت اخرج ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّمَ اذا لعنَ آخرُ ھٰذہ الامۃِ اَوّلَھَا فمن کَتَمَ حدیثًا فقد کتم ما اَنْزَلَ اللہُ عزوجل۔

اور لفظ استخلاف یا اور کوئی ایسا ہی (صاف وصریح) لفظ ان کے لئے بولا جائے (الحاصل استخلاف کا لفظ اُن دونوں معنی پر بولا جاتا ہے پس علماء کے دو[2] فریق ہوگئے ہیں) ہر فریق نے ایک[1] ایک معنی مراد لئے ہیں اور اسی کے موافق کہا ہے (جو کچھ کہا ہے)۔ اور (خلافت کیلئے) صحابہ کا باہم مشورہ کرنا (اس امر کی دلیل نہیں ہوسکتا کہ خلافت اُن کے نزدیک منصوص نہ تھی بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ) احادیث (خلافت) کی حفاظت کرنے[2] اور نصوص سے استنباط (کی ترویج) کرنے اور مختلف ماخذوں سے نکالے ہوئے معانی کی یاددہانی وغیرہ کے لئے تھا۔

اور علماء کے اس اختلاف میں کہ خلافت پر نص جلی ہے یا خفی اس طرح تطبیق ہوسکتی ہے کہ جن کو آیت اجمالی کا اُس حدیث سے ربط معلوم ہوگیا جو اُس آیت کی تفسیر ہے وہ نص جلی کے قائل ہوگئے اور جنھوں نے آیت کو جدا سمجھا اور اُس کے اجمال کا پردہ نہ اٹھا سکے اور احادیث کو جدا جانا اور اُن حدیثوں کو آیت کے ساتھ نہ ملایا (وہ نصِ خفی کے قائل ہے) پھر حدیثیں (جو خبر آحاد تھیں (اگرچہ) اثبات خلافت کے معنی پر جو قدر مشترک ہے متفق تھیں (مگر) جن لوگوں کی نظر بعض حدیثوں پر پڑی اور بعض پر نہ پڑی انھوں نے جانا کہ خبر واحد ہے اور جن لوگوں کی نظر تمام حدیثوں پر پہنچی انھوں نے متواتر بالمعنے سمجھا۔ توفیق کی روشنی نے جسطرح اس علم کو (مجھ پر) کھولا اُسی طرح اُس کی اشاعت کا شوق بھی {تحریرًا اور تقریرًا} دل میں پیدا کردیا (اصل منشاء اس شوق کا یہ قولِ رسول ہے جو) ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ

[1] یعنی جس فریق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اُس نے دوسرے معنی مراد لئے ہیں اور جس فریق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بنا چکے ہیں اُس نے پہلے معنے مراد لئے ہیں خلاصہ یہ کہ یہ نزاع لفظی ہے ۱۲ [2] یعنے خلافت کے متعلق جو حدیثیں متفرق طور پر لوگوں کو معلوم ہیں کسی کو کوئی حدیث معلوم ہے اور بعض دوسروں کو معلوم نہیں وہ سب اس موقع پر پیش ہوجائیں اور سب کو سب احادیث کا علم ہوجائے اور وہ حدیثیں جب اس موقع پر ایسے مجمع میں پیش ہوجائیں گی تو اُن کی روایت کا سلسلہ بھی جاری رہے گا چنانچہ خلیفہ کے قریشی ہونے کی حدیث اس مجمع میں پیش ہوئی اور اُس کی روایت کا سلسلہ جاری ہوگیا ۱۲

www.kitabghar.org

بنائً علیٰ ذٰلک ورقے چند درین مسئلہ نوشتہ شد وبہ

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

مسمّٰے گشت وبردو مقصد منقسم کردہ آمد

مقصد اوّل

دربیان معنی خلافت عامّہ وخاصّہ وشرط آن وآنچہ متعلق بآن ست وسرد ادلّہ بر خلافت ایشان وحل اختلاف اہل درمیان خویش کہ خلافت بنص بود یا باجتہاد۔

مقصد ثانی

در مآثر خلفائے اربعہ وھٰذا اوان الشروع فی المقصود وبنور توفیقہ اتمسّکُ وعلیٰ فضلہ اتوکلُ والیٰ کلایتہ وحفظہ کلّ امرٍ اُفوض حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم۔

سی روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اس امّت کے پچھلے لوگ اگلوں کو بُرا کہنے لگیں تو (اُس وقت) جو شخص ایک حدیث کو بھی چھپائے اُس نے گویا اللہ عزّ وجل کی نازل کی ہوئی (پوری) شریعت کو چھپایا اسی وجہ سی یہ چند ورق اس مسئلہ میں لکھے گئے اور نام (اس تحریر کا) **ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء** رکھا گیا اور اس تحریر کو دو مقصد پر منقسم کیا گیا **مقصد اوّل** میں خلافت عامّہ اور خلافتِ خاصّہ کے معنے اور خلافت کے شرائط اور اُس کے متعلّقات اور (حقیقت) خلافتِ خلفاء کی دلیلوں کا بیان ہے اور اس اختلاف کا حل ہی کہ (اقامت) خلافت نص کی وجہ سی تھی یا اجتہاد سے **مقصد ثانی** میں خلفائے اربعہ کے فضائل کا بیان ہی۔

اب مقصود شروع ہوتا ہی اور مَیں محض توفیقِ الٰہی کی روشنی سی تمسّک کرتا ہوں اور اُس کے فضل پر توکّل رکھتا ہوں اور ہر کام کو اُس کی حفاظت اور نگہبانی کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہم کو اللہ ہی کافی ہی اور وہ بہت اچھا کارساز ہی اور قدرت اور طاقت (کسی میں) نہیں ہی مگر اللہ ہی کی مدد سی جو بزرگ اور برتر ہی۔

www.kitabghar.org

مقصد اوّل

مشتمل ست بر فصول چند

فصل اوّل در خلافتِ عامّہ۔

مسئلہ در تعریف خلافت ھی الریاسۃُ العامّۃُ فی التصدی لِاقامۃِ الدّین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیامِ بالجھاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرضِ للمُقاتِلۃِ واعطائِھم من الفئ والقیامِ بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنھی عن المنکر نیابۃً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم تفصیل این تعریف آنکہ معلوم بالقطع ست از ملتِ محمدیہ علی صاحبہا الصّلوات والتسلیمات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون مبعوث شدند برائی کافّہ خلق اللہ با ایشان معاملہ ہا کردند وتصرّفہا نمودند و برائے ہر معاملہ نوّاب تعیین فرمودند واہتمام عظیم در ہر معاملہ مبذول داشتند چون آن معاملات را استقراء نمائیم واز جزئیات بکلّیات واز کلّیات بہ کلی واحد کہ شامل ہمہ باشد انتقال کنیم

مقصد اوّل

اس مقصد میں چند فصلیں ہیں (جن کی تعداد آٹھ ہے)

فصلِ اوّل خلافتِ عامّہ کے بیان میں

(اس فصل میں چھ مسئلے ہیں جن پر مصنّف علّامہؒ نے بحث کی ہے)

مسئلہ (اوّل) خلافت (عامّہ) کی تعریف۔ خلافت (عامہ) وہ ریاستِ عامّہ ہے جو (بذریعہ علومِ دینیہ کے زندہ رکھنے اور (بذریعہ) ارکانِ اسلام کے قائم کرنے اور (بذریعہ) جہاد اور متعلّقاتِ جہاد کے قائم رکھنے کے جیسے لشکروں کا مرتب کرنا مجاہدین کو وظائف دینا مالِ غنیمت کو اُن پر تقسیم کرنا اور (بذریعہ) عہدۂ قضا کے فرائض انجام دینے اور حدود کے قائم کرنے اور مظالم کے دُور کرنے اور لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دینے اور بُرے کاموں سے منع کرنے کے) بحیثیتِ نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے بالفعل (حاصل ہوئی) ہو۔ اس تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ ملتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (میں غور و فکر کرنے) سے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام خلق اللہ کے لئے مبعوث ہوئے تو آپ نے مخلوق کے ساتھ بہت سے معاملات و تصرّفات کئے اور ہر معاملہ کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہر ایک معاملہ میں اہتمامِ عظیم کیا۔ اُن معاملات پر جب ہم غور کرتے ہیں اور جزئیات[1] سے کلّیات کی طرف پھر کلّیات سے ایک ایسی کلی کی طرف جو سب کو شامل ہو منتقل

---

[1] جزئیات جمع ہے جزئی کی اور کلیات جمع ہے کلی کی جزئی اُس مفہوم کو کہتے ہیں جس میں شرکت کا احتمال نہ ہو جیسے زید کہ ایک خاص ذات کا نام ہے اور کُلی اُس مفہوم کو کہتے ہیں جس میں شرکت کا احتمال ہو جیسے انسان کہ زید بھی اس میں شریک ہے اور عمرو بکر بھی۔ یہاں جزئیات سے مراد خاص خاص واقعات ہیں اور کلّیات سے وہ عام مفہوم جس کے تحت میں وہ خاص واقعات مندرج ہوں ۱۲

www.kitabghar.org

جنس اعلےٰ آں اقامت دین باشد کہ متضمن جمیع کلیات ست و تحت وے اجناس دیگر باشند یکے ازاں احیائے علومِ دین ست از تعلیم قرآن و سنت و تذکیر و موعظت قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ و مستفیض شد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تعہد می کردند صحابہؓ را بتذکیر و موعظت و دیگر اقامت ارکان اسلام ست زیرا کہ مستفیض شد کہ امامتِ جمع و اعیاد و جماعت خود میکردند و نصب امام در ہر محلے می فرمودند و اخذ زکوٰۃ و صرف آں بر مصارف می نمودند و عمال را برائے ایں معنے منصوب مے ساختند و ہمچنیں شہادت بر ہلال رمضان و ہلالِ عید می شنیدند و بعد ثبوت شہادت حکم بصوم و فطر میفرمودند و حج را خود اقامت نمودند و سالِ نہم کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوتے ہیں تو اُن سب کی جنس[1] عالی دین کی اقامت ہے جو تمام کلّیات کو متضمن ہے اور اُس کی تحت میں دوسری جنسیں ہیں۔ اُن میں سے **ایک جنس** علومِ دینیہ کی اشاعت ہے جیسے قرآن و حدیث کی تعلیم دینا اور وعظ و نصیحت کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) وہی ہے جس نے مبعوث کیا اُمیوں میں ایک رسول انہی (کی قوم) میں سے جو اُن (امیوں) کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُن کو (اخلاقِ رذیلہ سے) پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے (اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا فریضہ تھی اور باستفاضہ[2] ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو وعظ و نصیحت برابر کرتے رہتے تھے۔

دوسری جنس ارکانِ اسلام کا قائم کرنا ہے کیونکہ یہ باستفاضہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین اور (پنج وقتی) جماعت کی امامت کا اہتمام خود کیا کرتے تھے اور ہر مقام پر امام مقرر فرماتے تھے اور زکوٰۃ وصول کرتے اور اس کے مصرف میں صرف کرتے تھے اور ان کاموں کے لئے عامل مقرر فرماتے اور اسی طرح ہلال رمضان اور ہلال عید کی رویت پر شہادت سنتے اور ثبوت شہادت کے بعد (رمضان کے ہلال میں) روزہ رکھنے کا اور (عید کے چاند میں) ترک صوم کا حکم فرماتے تھے۔ اور حج کا انتظام بھی خود

[1] کلیات کی پانچ قسمیں ہیں جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام جو کلی اپنے افراد کی حقیقت کا جزو مشترک ہو اسکو جنس کہتے ہیں جیسے حیوان کہ اپنے افراد یعنی انسان گائے بکری کی حقیقت کا ایک جزء ہی مثلاً انسان کی پوری حقیقت حیوان ناطق ہے اس پوری حقیقت کا ایک جزء حیوان بھی ہے اور جزء بھی ایسا جو مشترک ہے یعنی گائے بکری میں بھی پایا جاتا ہے جنس کے کئی درجے نکلتے ہیں بعض جنس ایسی ہوتی ہے کہ وہ خود کسی جنس کے نیچے ہوتی ہے اور اس کے نیچے بھی جنس ہوتی ہے ایسی جنس کو جنس متوسط کہتے ہیں بعض ایسی ہوتی ہے کہ وہ خود کسی جنس کے نیچے ہوتی ہے مگر اس کے نیچے کوئی جنس نہیں ہوتی ایسی جنس کو جنس سافل کہتے ہیں بعض ایسی ہوتی ہے کہ وہ خود کسی جنس کے نیچے نہیں ہوتی مگر اس کے نیچے اور جنسیں ہوتی ہیں ایسی جنس کو جنس عالی کہتے ہیں ۱۲ [2] روایت کا ایسی سند سے ثابت ہونا کہ جس کے ہر طبقہ میں دو سے زائد راوی ہوں؟ ؟ استفاضہ کہا جاتا ہے اور ایسی روایت کو مستفیض کہتے ہیں اور مشہور بھی ۱۲

www.kitabghar.org

در کہ متحقق نشد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ را فرستادند تا اقامت حج نماید وقیام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجہاد و نصب امرا و بعث جیوش وسرایا وقیام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقضا در خصومات ونصب قضاۃ در بلادِ اسلام واقامت حدود وامر معروف ونہی منکر مستغنی ازآن ست کہ بہ تنبیہ احتیاج داشتہ باشد وچو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ رفیق اعلےٰ انتقال فرمودند واجب شد اقامتِ دین بہماں تفصیل کہ گزشت و اقامتِ دین موقوف افتاد بر نصب شخصے کہ اہتمام عظیم فرماید دریں امر ونوّاب را بآفاق فرستد و برحالِ ایشان مطلع باشد وایشان ازامر وے تجاوز نکنند وبرحسب اشارۃ وے جاری شوند وآن شخص خلیفۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشد ونائب مطلق وے پس ازکلمۂ ریاست عامہ

(بنفسِ نفیس) فرمایا[1] اور (ہجرت کے) نویں سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکۂ معظمہ (حج کے لئے) نہیں تشریف لے جاسکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو بھیجا تاکہ وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نیابۃً) حج کرائیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد کو قائم رکھنا اور سرداروں کا مقرر کرنا اور جیوش[2] وسرایا کا بھیجنا اور خصومات میں فیصلہ کرنا اور بلادِ اسلام میں قاضیوں کا مقرر کرنا اور حدود کا قائم کرنا اور اچھے کاموں کا حکم دینا اور بُرے کاموں سے منع کرنا محتاج بیان نہیں ہے (پھر) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیقِ[3] اعلےٰ کی طرف انتقال فرمایا تو (آپؐ کی وفات کے بعد) بھی اُسی تفصیل مذکورہ کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ضروری ہوا اور (اس تفصیل کے ساتھ) دین کا قائم رکھنا ایک ایسے شخص کے مقرر ہونے پر موقوف تھا جو اس کام میں اہتمامِ عظیم کرے اور ہر ملک میں اپنے نائب بھیجے اور اُن کے حال سے خبردار رہے اور اس کے نائب اس کے حکم سے انحراف نہ کریں اور اس کے اشارہ پر چلتے رہیں۔ ایسا ہی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور بجمیع الوجوہ آپؐ کا نائب ہوگا۔

(خلافت کی جو تعریف کی گئی اُس میں) **ریاست عامہ** کے لفظ

---

[1] صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت سنہ ۹ ہجری کے آخر میں ہوئی ایسے وقت کہ سفرِ حج کی گنجایش باقی نہ تھی اور وہ آیت جس سے فرضیتِ حج کی ہوئی یہ ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یہ آیت اُس سال کے آخر میں نازل ہوئی ہے جس سال اطراف وجوانب کے قاصد حضورِ نبوی میں آئے تھے اور یہ سال بالاتفاق سنہ ۹ ہجری تھا اس سال چونکہ وقت باقی نہ تھا اس لئے حضور حج کیلئے نہیں تشریف لے جاسکے سنہ ۱۰ھ میں تشریف لے گئے۔ حج فرض ہونے کے بعد آپ نے ایک سال بھی اُس کو مؤخر نہیں کیا۔ بعض لوگ سنہ ۶ یا سنہ ۷ یا سنہ ۸ یا سنہ ۹ھ میں ایسے وقت فرضیتِ حج کے قائل ہیں کہ موقع سفرِ حج کا باقی تھا مگر اُن کے پاس اس قول کی ایک دلیل بھی نہیں ہے (شامی جلد دوم مطبوعۂ مصر ۱۲۷۲ھ) سنہ ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر صدیق رضؓ کو اپنی طرف سے نیابۃً بھیجنا فرضیتِ حج کے قبل کا واقعہ ہے جس طرح اور نفل عبادتیں ہوتی تھیں اسی طرح یہ حج بھی تھا حضرت مصنفؒ کے کلام سے مستنبط ہوتا ہے کہ شاید وہ سنہ ۹ھ سے پہلے یا سنہ ۹ھ میں ایسے وقت فرضیتِ حج کے قائل ہیں کہ موقع سفرِ حج کا باقی تھا صاحبِ مختار وغیرہ کا بھی یہی قول ہے ۱۲

[2] جیوش جمع ہے جیش کی اور سرایا جمع ہے سَرِیَّۃ کی جس لشکر میں زائد سے زائد چار سو آدمی ہوں اس کو سریہ کہتے ہیں اور جس میں چار سو سے بھی زیادہ ہوں اس کو جیش کہتے ہیں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

[3] کنایہ ہے حضرتؐ کی وفات سے بوقت وفات حضرتؐ کی زبانِ مبارک پر یہ کلمہ جاری تھا کہ اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ یعنے یا اللہ مجھ کو رفیقِ اعلیٰ سے ملادے رفیقِ اعلیٰ سے مراد یا ذاتِ حق سبحانہٗ ہے یا انبیاءؑ و ملائکہ مراد ہیں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

www.kitabghar.org

برآمدند علمائے مسلمین کہ بتعلیم علوم دینیہ مشغول شوند و قضاۃ امصار و امرائے جیوش کہ بامر خلیفہ اقامت این معنی نمایند و در عصر اوّل موعظت و تذکیر ضمیمہ خلافت بود قال صلے اللہ علیہ وسلم لا یقصّ الا امیرٌ او مأمورٌ او مختال واز لفظ فی التصدی لاقامۃ الدّین برآمد شخصے کہ ریاست وغلبہ براہل آفاق پیدا کند ومتصدی شود اخذ باج را من غیر وجہٍ شرعیٍّ مثل ملوک جابرہ متغلبہ واز لفظ تصدی برآمد شخصے کہ قابلیتِ اقامت دین بروجہ اکمل داشتہ باشد و افضل اہل زمان خود بود لیکن بالفعل از دست وے چیزے ازین امور نہ برآید پس خلیفہ مختفی وغیر منصور و غیر متسلط نخواہد بود وقید نیابۃً عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم برمی آرد از مفہوم خلیفہ انبیاء را ہرچند در قرآنِ عظیم حضرت داؤد علیہ السّلام را خلیفہ گفتہ شد زیرا کہ سخن در خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ست وحضرت داؤد خلیفۃ اللہ بودند لہذا حضرت ابوبکر صدیق راضی نشدند باسم خلیفۃ اللہ و فرمودند کہ مرا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می گفتہ باشد

سے وہ علماء خارج ہوگئے جو علوم دینیہ کی تعلیم دیا کرتے ہیں (کیونکہ اُن کو ریاستِ عامہ نہیں حاصل ہوتی) اور شہر کے قاضی اور لشکر کے افسر بھی خارج ہوگئے جو خلیفہ کے حکم سے ان کاموں کو انجام دیتے ہیں (کیونکہ اُن کو بھی ریاستِ عامہ حاصل نہیں ہوتی) اور قرنِ اوّل میں وعظ و نصیحت کرنا بھی خلافت کا ایک ضمیمہ تھا (جیسا کہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وعظ نہ بیان کرے مگر حاکمِ وقت یا اس کا مقرر کیا ہوا کوئی شخص اور ان دونوں کے علاوہ جو شخص وعظ کہے وہ ریاکار ہے۔ اور دین قائم رکھنے کے لفظ سے وہ جابر اور ظالم بادشاہ خارج ہوگئے جو ملک پر حکومت اور غلبہ حاصل کرکے غیر مشروع طریقہ سے خراج وصول کرتے ہیں اور بالفعل کے لفظ سے وہ شخص خارج ہوگیا جو (اگرچہ) کامل طور پر دین قائم رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور اپنے ہمعصر لوگوں سے افضل بھی ہو لیکن بالفعل اس کے ہاتھوں سے کوئی کام امور مذکورہ میں سے انجام نہ پائے پس ایسا شخص خلیفہ نہیں ہوسکتا ہو (جو بقولِ شیعہ امام مہدیؑ کی طرح) پوشیدہ ہو اور جس کو فتح و غلبہ نہ حاصل ہو۔ اور بحیثیت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے لفظ خلیفہ کے مفہوم سے انبیاء علیہم السلام کو خارج کردیتی ہے (کیونکہ وہ نبی تھے نہ کہ نائب نبی) گو حضرت داؤد علیہ السلام کو قرآن میں خلیفہ کہا گیا ہے (مگر یہاں جس خلافت کی تعریف کی گئی ہے اُس سے بلاشبہ حضرت داؤدؑ خارج ہیں) کیونکہ بحث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت میں ہے اور حضرت داؤدؑ خلیفۃ اللہ تھے (نہ خلیفہ آنحضرتؐ) یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (اپنے لئے) خلیفۃ اللہ کا لقب پسند نہ کیا اور فرمایا کہ مجھے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرو۔

ل چنانچہ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفۂ رسول اللہؐ کہکر پکارتے تھے اور اپنی تحریروں وغیرہ میں بھی انکو خلیفۂ رسول اللہؐ لکھتے تھے حضرت صدیقؓ کے بعد یہ رتبہ کسی کو نہ ملا خلفائے مابعد کو لوگوں نے امیر المومنین کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں کیا خوب لطیفہ لکھا ہے لکھتے ہیں کہ یہ لقب حضرت صدیقؓ کے ساتھ اس سبب سے مخصوص ہوا کہ اللہ نے قرآن میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابی انھیں کو کہا کسی اور کو نہیں کہا قولہ تعالیٰ اذ یقول لصاحبہ لہذا یہ صفت ان میں ایسی غالب ہوئی کہ تمام مخلوق خدا انکو خلیفۂ رسول اللہؐ کہنے لگی م

www.kitabghar.org

مسئلہ واجب بالکفایہ است بر مسلمین الی یوم القیامہ نصب خلیفہ مستجمع شروط بچند وجہ یکے آنکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم بنصب خلیفہ و تعیین او پیش از دفن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متوجہ شدند پس اگر از شرع وجوب نصب خلیفہ ادراک نمی کردند بریں امرِ خطیر مقدم نمی ساختند و ایں وجہ اثباتِ دلیل شرعی از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مے نماید بروجہِ اجمال **دوم** آنکہ در حدیث وارد شدہ مَنْ مَاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِهٖ بَیْعَةٌ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً یعنے ہر کہ بمیرد حال آنکہ نیست در گردنِ او بیعتِ خلیفہ مُردہ است بمرگِ جاہلیت و ایں نص شرع است تفصیلاً **سوم** آنکہ خدائے تعالے جہاد و قضا و احیائے علوم دین و اقامت ارکانِ اسلام و دفع کفار از حوزۂ اسلام فرض بالکفایہ گردانید و آں ہمہ بدون نصب امام صورت نگیرد و مقدمہ واجب واجب است کبار صحابہؓ بریں وجہ تنبیہ نمودہ اند

مسئلہ در شروط خلافت و اصل دریں مسئلہ آنست کہ معنے خلافت

مسئلہ (دوم) مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا منصوب (یعنے مقرر) کرنا جو جامع شرائطِ خلافت ہو فرض کفایہ ہے (اور) قیامت تک (فرض رہے گا) اس کے بہت سے دلائل ہیں۔ **دلیل اوّل** یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعین و تقرر کی طرف مائل ہوئی لہذا (معلوم ہوا کہ) اگر صحابۂ کرام کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اس کے مقرر کرنے میں تاخیر کی ممانعت) معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم نہ کرتے۔ یہ تقریر (صرف صحابۂ کرامؓ کے فعل کو ثابت نہیں کرتی بلکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل شرعی (کا خاص اس مسئلہ میں پایا جانا) ثابت کرتی ہے بطورِ اجمال[1] کے۔ **دلیل دوم** یہ ہے کہ حدیث (نبویؐ) میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں (کسی خلیفہ کی) بیعت (کا رشتہ) نہ ہو وہ جاہلیت کی (سی) موت مرا یہ حدیث نص شرعی ہے تفصیلاً (یعنے حقیقۃً مرفوع[2] ہے) **دلیل سوم** یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے جہاد کو اور فیصلہ خصومات کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکانِ اسلام قائم رکھنے کو اور بلادِ اسلام سے کفار کے (حملے) دُور رکھنے کو فرض کفایہ[3] کردیا ہے اور یہ سب باتیں بغیر امام (یعنے خلیفہ) کے مقرر کئے ہوئے صورت پذیر نہیں ہو سکتیں اور (کلیہ قاعدہ ہے کہ) فرض کفایہ (کا حصول) جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے۔ بڑے بڑے صحابہؓ نے اس کلیہ قاعدہ پر (امت کو) متنبہ کردیا ہے۔

مسئلہ (سوم) خلافت (کے استحقاق) کے شرائط **اصل** یہ ہے کہ خلافت

[1] یعنے یہ کلیہ قاعدہ ہے جو اپنے مقام پر بدلائل ثابت ہے کہ صحابہؓ سے جب کوئی قول یا فعل ایسا صادر ہو جس کا ادراک رائے سے نہ ہو سکے تو وہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہے ۱۲ [2] مرفوع اس روایت کو کہتے ہیں جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا حال ہو ۱۲ [3] فرض کفایہ وہ فرض ہے جو ہر شخص پر بالذات فرض نہ ہو حتے کہ اگر بعض لوگ اس کو ادا کردیں تو سب کے ذمہ سے فرض اتر جاتے ورنہ سب گنہگار رہیں ۱۲

www.kitabghar.org

چنانکہ گزشت متضمن ست احیائے
علوم دین را و اقامت ارکان اسلام
و امر معروف و نہی منکر و قیام بامر
جہاد و قضا و اقامت حدود را پس
ہرچہ شرط ہریکے ازیں امور باشد
شرط خلافت ست و زیادہ ازاں شرطے
دیگر بمقتضائے حدیث مستفیض و
آن قریشیت ست چوں ایں اصل
دانستہ شد خوض در تفصیل نمائیم
از جملہ شروط خلافت آنست کہ مسلمان
باشد زیراکہ ریاست مسلمین را نمے
سزد مگر مسلمان کما قال اللہ تعالیٰ
وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا و پر ظاہر ست
کہ ایں معانی از غیر مسلمان سرانجام
نشود و اگر خلیفہ کافر گردد العیاذ باللہ
واجب شود خروج بروے پس نصب
کافر اولاً اولیٰ است کہ درست نباشد
و ازاں جملہ آن ست کہ عاقل و بالغ
باشد زیراکہ مجنون و سفیہ و صبی محجور اند از
تصرفات جزئیہ خویش قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ
اَمْوَالَكُمُ چوں بر مال خود ما قادر نباشد بر اموال و رفاہ
مسلمین البتہ تسلط ایشان صحیح نباشد و کار ہای مطلوب از
استخلاف بالقطع ازیں جماعت سرانجام نمے شود

موافق اس معنی کے جو اُوپر بیان ہوئے متضمن ہے علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکانِ اسلام کے قائم رکھنے کو اور اچھی باتوں کا حکم دینے اور بُری باتوں سے منع کرنے کو اور جہاد کا اور عہدۂ قضا کا انتظام قائم رکھنے کو اور حدود کے جاری رکھنے کو پس یہ چیزیں جن جن امور پر موقوف ہوں گی وہ سب امور (استحقاقِ) خلافت میں مشروط ہوں گے ان سب امور کے علاوہ ایک حدیث مستفیض[1] کی وجہ سے ایک اور شرط بھی بڑھائی گئی ہے یعنی (خلیفہ کا) قریشی ہونا۔ اس اصل کے معلوم ہو جانے کے بعد اب ہم (اُن شرائط کی) تفصیل میں خوض کرتے ہیں (پس واضح ہو کہ) منجملہ شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مسلمان ہو کیونکہ مسلمانوں کی سرداری کے لئے غیر مسلم زیبا نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ) ہرگز نہ بنائے گا اللہ کافروں کے لئے مسلمانوں پر (سردار بننے کی) کوئی سبیل۔ اور نیز خلافت جن امور پر متضمن ہے وہ امور غیر مسلم سے سرانجام نہیں پا سکتے (لہٰذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا مسلمان ہونا شرط ہے) اور نیز (متفق علیہ مسئلہ ہے کہ) اگر خلیفہ معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو اُس سے لڑنا واجب ہے پس (اس سے معلوم ہوا کہ) جو شخص پہلے ہی سے کافر ہو اس کا خلیفہ بنانا بدرجۂ اَولیٰ درست نہ ہوگا (یہ دلیل بھی خلیفہ کے لئے اسلام کو شرط بتاتی ہے)۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ عاقل بالغ ہو (مجنون بیوقوف نابالغ نہ ہو) کیونکہ مجنون اور بیوقوف اور نابالغ بچے اپنے (ذاتی) معاملات میں تصرف کرنے سے شرعاً روک دیئے گئے ہیں (اور اُن کے کاموں کے سرانجام دہی کے لئے ولی مقرر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیوقوف لوگوں کو اپنے مال نہ دو (یعنی اُن کے ساتھ معاملات نہ کرو) پس جب یہ لوگ اپنے مال پر (تصرف کی) قدرت نہیں رکھتے تو

[1] مستفیض وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں دو سے زیادہ ہوں ۱۲

www.kitabghar.org

از آں جملہ آنست کہ ذکر باشد نہ امرأۃ
زیراکہ در حدیث بخاری آمدہ مَا اَفْلَحَ
قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَأَةً چوں بسمع
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید
کہ اہل فارس دختر کسریٰ را بادشاہی برداشتہ
اند فرمود رستگار نشد قومی کہ والی امر بادشاہی
خود ساختند زنے را و زیراکہ امرأۃ ناقص العقل
والدین است و در جنگ و پیکار بیکار و
قابل حضور محافل و مجالس نے پس از وے
کارہائے مطلوب نہ برآید۔ و از آں جملہ
آنست کہ حُر باشد زیراکہ عبد قابل
شہادت در خصومات نیست و بنظرِ مردم
حقیر و مُہان و واجب است بروے
مشغول بودن بخدمت سیدِ خود۔
و از آں جملہ آنست کہ متکلم و سمیع
و بصیر باشد زیراکہ لازم است
بر خلیفہ حکم کردن بوجہے کہ در مقصد
او اشتباہ واقع نشود و معرفت
مدعی و مدعیٰ علیہ و مقر و مقر لہٗ
و شاہد و مشہودِ علیہ و استماع
کلام ایں جماعہ واجب است بروے
و تولیتِ قضاۃ امصار و نصب
عُمّال و امر کردن مرجیوش را بآنچہ

مسلمانوں کے جان و مال پر بدرجۂ اولیٰ اُن کا تسلط صحیح نہ ہوگا۔ اور
نیز خلیفہ بنانے سے جو مقاصد متصور ہیں وہ یقیناً مجنون اور بیوقوف
اور نابالغ سے سرانجام نہ پائیں گے (لہذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا عاقل و
بالغ ہونا شرط ہوا) اور منجملہ شروطِ (استحقاق) خلافت کے ایک شرط
یہ ہے کہ خلیفہ مرد ہو نہ کہ عورت کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو
بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے وہ لوگ جنھوں
نے اپنی سلطنت کا انتظام ایک عورت کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور نیز عورت
عقل و دین میں کمزور ہوتی ہے اور میدانِ جنگ کے لئے بیکار ہوتی ہے اور
محفلوں اور مجلسوں میں جانے کے قابل نہیں ہوتی لہذا اس سے خلافت کے
کام پورے نہیں ہوسکتے۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاق) خلافت کے ایک شرط
یہ ہے کہ خلیفہ حُر (آزاد) ہو (غلام نہ ہو) کیونکہ غلام مقدمات میں گواہی
دینے کے قابل نہیں ہے اور عام لوگوں کی نظر میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور
اُس پر اپنے آقا کی خدمت میں مشغول رہنا واجب ہے (لہذا ان وجوہ سے
غلام مقاصد خلافت کے انجام دہی سے معذور ہے) اور منجملہ شروطِ (استحقاق)
خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ متکلم اور سمیع و بصیر ہو (گونگا بہرا اندھا
نہ ہو) کیونکہ خلیفہ پر لازم ہے کہ جو حکم دے وہ ایسا (صاف) ہو کہ اُس کا
مقصد سمجھنے میں (لوگوں کو) اشتباہ نہ ہو اور نیز ضروری ہے کہ خلیفہ مدعی
اور مدعیٰ علیہ کو اور مقر اور مُقر لہٗ اور شاہد و مشہود علیہ کو پہچانے اور ان
لوگوں کے بیان کو سُنے (اور اگر گونگا بہرا اندھا ہوگا تو یہ بات اس کو حاصل
نہ ہوسکے گی) اور نیز خلیفہ پر لازم ہے کہ (اپنے) بلادِ (محروسہ) میں قاضیوں
کو اور اعلیٰ حاکموں کو مقرر کرے اور لشکروں کو میدانِ جنگ کی تدابیر بتلائے
اور یہ سب باتیں بغیر صحت اعضائے مذکورہ کے ناممکن ہیں (لہذا مقاصد

لہ دعوای کرنے والے کو مدعی کہتے ہیں اور جس پر دعوای کیا جاتا ہے اُس کو مدعیٰ علیہ۔ اقرار کرنے والے کو مقر کہتے ہیں اور وہ اقرار جس کے لئے کیا جاتا ہے اُس کو مقر لہٗ۔ گواہی دینے والے کو شاہد کہتے ہیں اور جس کے خلاف گواہی دی جائے اُس کو مشہود علیہ ۱۲

www.kitabghar.org

بآنچه در جهاد پیش آید واین همه بدون
سلامتِ اعضاء متحقق نشود و مقدمۂ
واجب واجب ست. وازاں جملہ آں
است کہ شجاع باشد و صاحب رائی در حرب
وسلم وعقد ذمہ وفرض مقاتلہ وتعیین امراء وعمال
وصاحبِ کفایت یعنی دَعَۃ دوست نباشد و نہ
ناکردہ کار کہ خبط کند در امور و نتواند سرانجام دادن
مہمات را زیراکہ جہاد بجز شجاع وصاحبِ رائی و
کافی صورت نہ بندد وآں مطلب اعظم است از
مطالبِ خلافت. وازانجملہ آنست کہ عدل باشد
یعنی مجتنب از کبائر غیر مُصِر بر صغائر و صاحب
مروّت باشد نہ ہرزہ گرد خلیع العذار زیراکہ در شاہد
وقاضی وراوی حدیث ہرگاہ ایں معانی شرط
است پس در ریاستِ عامہ کہ زمامِ خلق بدستِ
او افتد اولیٰ است بآنکہ شرط باشد قال اللہ تبارک
وتعالیٰ مِمَّن تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ ومرضی بودن
مفسّر است بعدالت ومروّت. وازانجملہ
آنست کہ مجتہد باشد زیراکہ خلافت متضمن
است قضاء واحیاء علوم دین وامر معروف و
نہی منکر را وایں ہمہ بدونِ مجتہد صورت نہ
گیرد قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم القضاۃ ثلثۃ
واحد فی الجنۃ واثنان فی النار
فاما الذی فی الجنۃ فرجل عرف
الحق فحکم بہ فھو فی الجنۃ

خلافت ان اعضاء کی صحت پر موقوف ہوتے اور اوپر بیان ہوچکا
کہ) فرض کفایہ جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے۔
اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ شجاع
ہو اور صلح وجنگ میں اور امان دینے میں اور مجاہدین کے وظائف
مقرر کرنے میں اور سرداروں اور حاکموں کے مقرر کرنے میں (اور مختصر
مہماتِ سلطنت کے متعلق) صاحبِ رائے (صائب) ہو اور کافی ہو
یعنے آرام طلب اور ناتجربہ کار نہ ہو کہ انتظام میں خبط کردے اور مہمات
کو انجام نہ دے سکے کیونکہ جہاد غیر شجاع اور غیر صاحبِ رائے (صائب)
اور غیر کافی سے صورت پذیر نہیں ہوسکتا حالانکہ مقاصد خلافت میں
اعلیٰ ترین مقصد جہاد ہے۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے
ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ عدل ہو یعنے کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے والا
اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے والا ہو اور صاحبِ مروّت ہو یعنے
ہرزہ گرد اور وارستہ مزاج نہ ہو کیونکہ جب یہ باتیں شاہد اور قاضی
اور راویٔ حدیث میں شرط ہیں تو ریاستِ عامہ کے لئے جس میں مخلوق
کی باگ ہاتھ میں لینا پڑتی ہے بدرجۂ اولیٰ شرط ہونی چاہئیں۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنے جن گواہوں کو تم پسند کرو (اُن کی گواہی ہونی
چاہئے) اور گواہ کے پسندیدہ ہونے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ
عدل ہو اور صاحبِ مروّت ہو۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاقِ) خلافت
کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مجتہد ہو کیونکہ خلافت (بمعنے مذکور) متضمن
ہے عہدۂ قضا (کے فرائض) کو اور علومِ دین کے زندہ رکھنے کو اور
امر معروف ونہی منکر کو یہ سب باتیں غیر مجتہد سے صورت پذیر نہیں
ہوسکتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاضی تین قسم
کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اور دو سزاوارِ جہنم۔ مستحق جنت
وہ قاضی ہے جو (ہر معاملہ میں اپنی پوری کوشش سے) حق کو دریافت
کرے اور اُسی کے موافق حکم دے اور سزاوارِ جہنم وہ قاضی ہے جو

www.kitabghar.org

ورجلٌ عرف الحق فجار فی الحکم فهو فی النار ورجلٌ قضی للناس علی جهل فهو فی النار رواه ابوداؤد۔ واصل معنی اجتهاد آنست که جمله عظیمه از احکام فقه دانسته باشد بادله تفصیلیه از کتاب وسنت واجماع وقیاس وهر حکمے را منوط بدلیل او شناخته باشد وظن قوی بهمان دلیل حاصل کرده پس درین زمانه مجتهد نمی تواند شد مگر کسیکه جمع کرده باشد پنج علم را۔ علم کتاب قراءة وتفسیراً وعلم سنت باسانید آں ومعرفت صحیح وضعیف دراں وعلم اقاویل سلف در مسائل تا از اجماع تجاوز ننماید ونزدیک اختلاف علی قولین قول ثالث اختیار نکند وعلم عربیت از لغت ونحو وغیر آں وعلم طرق استنباط ووجوه تطبیق بین المختلفین بعد ازاں اعمال فکر کند در مسائل جزئیه وهر حکمے را منوط بدلیل او شناسد ولازم نیست که مجتهد مستقل باشد مثل ابوحنیفهؒ وشافعیؒ بلکه مجتهد منتسب که تحقیق سلف را شناخته واستدلالات ایشاں فهمیده ظن قوی در هر مسئله بهم رساند کافی است۔ وتحقیق آنست که احیائی تفسیر قرآن نیز بغیر این علوم پنجگانه میسر نیست لیکن معتبر آنجا احادیث اسباب نزول مناسب اوست وآثار سلف در باب تفسیر وحفظ وقوت فهم سیاق وسباق وتوجیه مانند آں وبر علم تفسیر قیاس باید کرد جمیع فنون دینیه را۔ والله اعلم ودر زمان صحابه اکثر این شروط لازم نبود همیں معرفت

باوجود حق دریافت ہو جانے کے خلافِ حق حکم دے۔ اسی طرح وہ قاضی جو باوجود (حق وناحق سے) بے خبر ہونے کے لوگوں کا فیصلہ کردے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے در اصل مجتہد وہ شخص ہے جو ایک بڑا حصہ احکام فقہیہ کا جانتا ہو مع اُن کے دلائل تفصیلیہ یعنے کتاب وسنت واجماع وقیاس کے اور ہر حکم کو (جس کی علت مصرح نہ ہو) اس کی علت کے ساتھ مرتبط جانتا ہو اور اس علت کا ظن قوی رکھتا ہو۔

اب اس زمانہ میں مجتہد وہی شخص ہو سکتا ہے جو ان پانچ علموں کا جامع ہو قرآن پاک کی قرارت وتفسیر کا علم احادیث کا علم مع اُن کی سندوں کے اور معرفت صحیح وضعیف کے۔ مسائل (دینیہ) میں سلف کے اقوال کا علم تاکہ اجماع سے متجاوز نہ ہو اور دو مختلف قولوں میں تیسرا قول ایجاد نہ کرے۔ زبانِ عرب کا علم یعنے لغت اور صرف ونحو وغیرہ کا علم۔ استنباط مسائل کے طریقوں کا علم اور دو مختلف (نصوص) میں تطبیق کے طریقوں کا علم اور پانچ علموں کے حصول کے بعد مسائل جزئیہ میں غور وفکر کرکے ہر حکم کی علت معلوم کر چکا ہو (خلیفہ کے لئے) مجتہد مستقل مثل ابوحنیفہؒ وشافعیؒ کے ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مجتہد منتسب (یعنی) جس نے سلف کی تحقیقات معلوم کرلی ہوں اور اُن کے استدلال سمجھ لئے ہوں اور ہر مسئلہ میں اُس کو ظن قوی حاصل ہو گیا ہو (خلافت کے لئے) کافی ہے۔

تحقیق (مناسب مقام) یہ ہے کہ تفسیر قرآن کا زندہ رکھنا بھی بغیر ان پانچوں علموں کے ممکن نہیں ہے لیکن علم تفسیر میں احادیث اسباب نزول وغیرہ اور سلف کے تفسیری اقوال اور قوت حافظہ کے قوی ہونے اور فہم سیاق وسباق اور توجیہ وغیرہ کے استعداد کی ضرورت ہے اور یہی حال تمام علوم دینیہ کا ہے واللہ اعلم۔ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں (مجتہد بننے کے لئے) مذکورہ علوم میں سے اکثر علوم کی ضرورت نہ تھی صرف علم

www.kitabghar.org

قرآن وحفظِ سنّت درکار می شد زیراکہ عربیت زبان ایشاں بود بغیر تعلّم نحو بفہم کلام عربی می رسیدند و ہنوز احادیث متعارضہ ظاہر نشدہ و اختلاف سلف پدید نیامدہ بود۔ واز انجملہ آنست کہ قریشی باشد باعتبار نسب آبائی خود زیراکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ صرف کردند انصار را از خلافت بایں حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ وابوہریرہؓ وجابرؓ روایت میکنند اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ وابن عمرؓ روایت می کند لَا یَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْھُمُ اثْنَانِ ومعاویہ بن ابی سفیان روایت می کند اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّا کَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ وغیر ایں طرق طرق دیگر ہم ایں حدیث را ثابت است بجہت اختصار بریں قدر اکتفاء نمودیم واختلاف کردہ اند در اشتراط کتابت جمعے اثبات آں کردہ اند بملاحظہ آنکہ بسیارے از امورِ دینیّہ موقوف است بر معرفت خط از علم کتابت وسنّت وانشائی احکام ونامہا وبعض رد کردہ اند آں را بآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی بودند وحق آنست کہ برآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریں امر قیاس نمی تواں کرد دیگرے را

قرآن وحفظِ حدیث کافی تھا عربی خود اُن کی (مادری) زبان تھی صرف ونحو وغیرہ حاصل کئے بغیر عربی کلام کو سمجھ لیتے تھے اور اُس وقت تک متعارض حدیثیں بھی ظاہر نہ ہوئی تھیں نہ مسائل میں سلف کا اختلاف تھا لہذا نصوصِ متعارضہ میں تطبیق کے طُرق اور اقوالِ سلف کے علم کی اُن کو ضرورت نہ تھی۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ قریشی ہو پدری نسب کے لحاظ سے کیونکہ ابوبکر صدیقؓ نے انصار کو خلافت سے یہی کہکر علیحدہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلیفہ قریشی ہونا چاہیئے۔ اور (حضرت) ابوہریرہؓ اور (حضرت) جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگ دین میں قریش کے تابع ہیں اور حضرت (ابن عمرؓ) روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش میں رہنا چاہیئے جب تک کہ دو قریشی بھی دنیا میں موجود ہوں اور (حضرت) معاویہ بن ابی سفیانؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہنا چاہیئے جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں جو شخص اِن کی مخالفت کرے گا اللہ اس کو سرنگوں کردے گا۔ یہ حدیث ان طُرق کے علاوہ اور طریقوں سے بھی مروی ہے بغرضِ اختصار ہم نے اسی قدر پر اکتفاء کی۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ (خلیفہ کے لئے) صنعتِ کتابت کا جاننا شرط ہے یا نہیں کچھ لوگوں نے اس کو شرط قرار دیا ہے اس خیال سے کہ بہت سے اُمورِ دینیہ کتابت جاننے پر موقوف ہیں۔ مثل علم قرآن وحدیث کے اور مثل تحریر فرامین وخطوط کے اور کچھ لوگوں نے اس کے شرط ہونے کی تردید کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے (لہذا جب نبوّت کیلئے کتابت کا جاننا شرط نہ ہوا تو خلافت کے لئے کیوں شرط ہوگا) مگر حق یہ ہے کہ اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کرسکتے (لیکن اسقدر

www.kitabghar.org

الیوم معرفت دین موقوف است بر شناختن
خط وبسیارے از مصالح منوط بنوشتن
بالجملہ چوں ایں شروط در شخصے موجود
باشد مستحق خلافت شود واگر اورا خلیفہ
سازند وخلافت را برائے او عقد کنند
خلیفۂ راشد شود وغیر مستجمع ایں شروط را
اگر خلیفہ سازند ساعیانِ خلافت او
عاصی گردند لیکن اگر تسلّط یابد حکم او
فیما یوافق الشرع نافذ باشد برائے ضرورت
کہ برداشتنِ او از مسندِ خلافت اختلاف
امت پیدا کند وہرج مرج پدید آرد

مسئلہ در طرق انعقاد خلافت. انعقاد
خلافت بچہار طریق واقع شود.

طریق اوّل بیعت اہل حل وعقد
است از علماء وقضات وامراء و
وجوہ ناس کہ حضور ایشاں متیسر شود
واتفاق اہل حل وعقد جمیع بلادِ اسلام
شرط نیست زیرا کہ آں ممتنع است و
بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ
حضرت عمرؓ در خطبۂ آخر خود فرمودہ اند
فَمَنْ بَایَعَ رجلاً علیٰ غیرِ مشورۃٍ
من المسلمین فلا یُبَایَعُ ھو و
الذی بایعہ تغرّۃ ان یُقتلا وانعقادِ خلافت
حضرت صدیقؓ بطریق بیعت بودہ است

طریق دوم استخلاف خلیفہ است

تو ظاہر ہے کہ اب آج کل دین کی معرفت کتابت جاننے پر موقوف ہے اور بہت سے مصالح لکھنے سے متعلق ہیں **الحاصل** جب یہ سب شرطیں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائیگا اور اگر اس کو (اہلِ حل وعقد) خلیفہ بنائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو وہ خلیفۂ راشد ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط نہ پائے جاتے ہوں تو اس کی خلافت کے بانی گنہگار ہوں گے لیکن اگر (ملک پر) اس کا تسلّط ہوجائے تو اُس کے وہ تمام احکام جو خلافِ شرع نہ ہوں نافذ رہیں گے بوجہ ضرورت کے کیونکہ (بعد تسلّط کے) مسندِ خلافت سے اُس کو اُٹھا دینا اختلافِ اُمّت کا باعث بنے گا اور فتنہ وفساد برپا کریگا.

مسئلہ (چہارم) خلافت منعقد ہونے کے طریقے. خلافت چار طریقوں سے منعقد ہوتی ہے.

پہلا طریقہ اہلِ حل وعقد یعنے عالموں اور قاضیوں اور سرداروں اور نامور لوگوں کا بیعت کرلینا ہے. (انعقادِ خلافت کے لئے صرف انھیں اہل حل وعقد کا بیعت کرلینا کافی ہے) جو کہ بآسانی موجود ہوسکیں تمام بلادِ اسلامیہ کے اہلِ حل وعقد کا متفق ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ محال ہے اور ایک دو آدمیوں کا بیعت کرلینا بھی (انعقاد خلافت کے لئے) مفید نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا ہے جس نے بدون مشورہ مسلمانوں کی کسی سے بیعت کی تو اُس کی بیعت نہ کی جائے بخوف اس کے کہ یہ دونوں (بحکمِ شریعت) قتل کردیئے جائیں گے" (یعنے بے مشورہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا) **حضرت صدیقؓ** کی خلافت کا انعقاد (اسی پہلے) طریقہ (پر یعنی اہلِ حل وعقد کے) بیعت (کرلینے) سے ہوا ہے.

دوسرا طریقہ (انعقادِ خلافت کا) خلیفہ کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنادینا

www.kitabghar.org

یعنے خلیفۂ عادل بمقتضائی نصح مسلمین
شخصے را از میان مستجمعین شروط
خلافت اختیار کند و جمع نماید مردمان
را ونص کند باستخلاف وے و
وصیت نماید باتباع وے پس ایں
شخص میان سائر مستجمعین خصوصیتے
پیدا کند و قوم را لازم است کہ ہماں
را خلیفہ سازند انعقاد خلافت حضرت
فاروق رضہ بہمیں طریق بود طریق سوم شوریٰ
است واں آنست کہ خلیفہ شائع گرداند
خلافت را درمیان جمعے از مستجمعین
شروط وگوید از میانِ ایں جماعہ
ہرکرا اختیار کنند خلیفہ او باشد
پس بعد موت خلیفہ تشاور
کنند ویکے را معین سازند و
اگر برائے اختیار شخصے را یا جمعے را
معین کند اختیار ہماں شخص یا
ہماں جمع معتبر باشد وانعقاد
خلافت ذی النورین بہمیں طریق بود
کہ حضرت فاروق رضہ خلافت را
درمیان شش کس شائع ساختند
وآخر را عبدالرحمن بن عوف رضہ برائے
تعیین خلیفہ مقرر شد و وے حضرت
ذی النورین را اختیار نمودند. طریق
چہارم استیلاست چوں خلیفہ بمیرد وشخصے

جو خلافت کی شرطوں کا جامع ہو یعنے خلیفہ عادل بمقتضائے خیر خواہی اہلِ اسلام ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو شرائطِ خلافت کے جامع ہوں منتخب کرلے اور لوگوں کو جمع کرکے (سب کے سامنے) اس کے استخلاف پر نص کردے اور (مسلمانوں کو) اس کے اتباع کرنے کی وصیت کرے پس یہ شخص (جس کو خلیفہ نے خلافت کے لئے منتخب کیا ہے) ان تمام لوگوں میں سے جو جامع شرائط (خلافت) ہیں مخصوص ہوجائے گا اور قوم کو لازم ہوگا کہ اُسی شخص کو خلیفہ بنائے حضرت فاروق (اعظم رضی اللہ عنہ) کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے ہوا تھا۔

تیسرا طریقہ (انعقادِ خلافت کا) شوریٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ جامعین شرائطِ (خلافت) کی ایک جماعت میں خلافت کو دائر کردے اور کہدے کہ اس جماعت میں سے جس کو (اہلِ مشورہ) منتخب کرلیں گے وہی خلیفہ ہوگا پس خلیفہ کی وفات کے بعد (اہلِ شوریٰ) مشورہ کریں اور (اس جماعت میں سے) ایک شخص کو (خلیفہ) معین کرلیں اور اگر (خلیفۂ سابق) اس انتخاب کے لئے کسی (خاص) شخص کو یا کسی (خاص) جماعت کو مقرر کردے تو اُسی شخص یا اُسی جماعت کا انتخاب کرنا معتبر ہوگا (حضرت عثمان) ذی النورین کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے (ہوا) تھا کہ حضرت فاروق رضہ نے خلافت کو چھ آدمیوں کے درمیان دائر کردیا اور (حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد) آخر کو (ان چھ شخصوں میں سے کسی ایک کو) خلیفہ معین کرنے کے لئے عبدالرحمن بن عوف رضہ مقرر ہوئے اور انھوں نے حضرت ذی النورین کو (خلافت کے لئے) منتخب کیا۔

چوتھا طریقہ (انعقادِ خلافت کا) استیلا ہے (اس کی صورت یہ ہے کہ) جب خلیفہ کی وفات ہوجائے اور کوئی شخص بغیر (اہل حل

www.kitabghar.org

متصدی خلافت گردد بغیر بیعت و استخلاف
وہمہ را برخود جمع سازد بایتلاف
قلوب یا بقہر ونصب قتال خلیفہ شود
ولازم گردد بر مردمان اتباع فرمانِ او
درآنچہ موافق شرع باشد وایں دو
نوع است یکے آنکہ مستولیِ مستجمع شروط باشد
وصرف منازِعین کند بصلح وتدبیر از غیر
ارتکابِ محرّمی وایں قسم جائز است و
رخصت وانعقادِ خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان
بعد حضرت مرتضےٰؓ وبعد صلح امام حسنؓ
ہمیں نوع بود۔ دیگر آنکہ مستجمع شروط نباشد
وصرف منازِعین کند بقتال وارتکابِ
محرّم وآں جائز نیست وفاعل آں عاصی
است لیکن واجب است قبولِ احکامِ او
چوں موافقِ شرع باشد واگر عمّالِ
او اخذ زکوٰۃ کنند از ارباب اموال ساقط
شود وچوں قاضی او حکم نماید نافذ
گردد حکم او وہمراہِ او جہاد می تواں کرد و
ایں انعقاد بنا بر ضرورت است زیراکہ در
عزل او افنائی نفوس مسلمین وظہور ہرج
ومرج شدید لازم می آید وبیقین معلوم
نیست کہ ایں شدائد مفضی شود بصلاح
یا نہ یحتمل کہ دیگرے بدتر از اول غالب شود
پس ارتکابِ فتن کہ قبح او متیقن بہ است چرا
باید کرد برائے مصلحتے کہ موہوم ست ومحتمل

وعقد کے) بیعت کئے ہوئے اور (بغیر خلیفۂ سابق کے) استخلاف
کے خلافت کو لیلے اور سب لوگوں کو تالیفِ قلوب یا جنگ وجبر
سے اپنے ساتھ کرلے (تو یہ شخص) خلیفہ ہوجائے گا اور اُس کا جو فرمان
شریعت کے موافق ہوگا اس کی بجا آوری سب لوگوں پر لازم ہوگی
اور اس (چوتھے طریقے) کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ استیلا
کرنے والا (خلافت کی) شرطوں کو جامع ہو اور بغیر ارتکاب کسی
ناجائز امر کے (صرف) صلح اور تدبیر سے مخالفوں کو (مزاحمت سے)
باز رکھے، یہ قسم عندالضرورت جائز ہے۔ (حضرت **معاویہ بن ابی
سفیان** کی خلافت کا انعقاد حضرت (علی) مرتضیٰ (کی وفات)
کے بعد اور (حضرت) امام حسنؓ کے صلح کرلینے کے بعد اسی طرح
سے (ہوا) تھا۔ دوسری قسم یہ ہے کہ (استیلا کرنے والا خلافت کی)
شرطوں کو جامع نہ ہو (اور خلافت میں) نزاع کرنے والوں کو بذریعہ
قتال اور ارتکابِ فعل حرام کے (مزاحمت سے) باز رکھے، یہ (قسم)
جائز نہیں ہے اور اس کا کرنے والا عاصی ہے، لیکن اس (خلیفہ) کے
بھی اُن احکام کو قبول کرنا واجب ہے جو شرع کے موافق ہوں اور
اُس کے عامل اگر زکوٰۃ وصول کرلیں تو مال کے مالکوں سے (زکوٰۃ) ساقط
ہوجائے گی اور اُس کے قاضیوں کا حکم نافذ ہوگا اور اس (خلیفہ)
کے ساتھ (شریک ہوکر کافروں سے) جہاد کرسکتے ہیں اور (چونکہ)
اس (قسم کی خلافت) کا انعقاد بوجہ ضرورت کے ہے (اس لئے اس
خلیفہ کو معزول نہ کریں گے) کیونکہ اُس کے معزول کرنے میں مسلمانوں
کی جانیں تلف ہوں گی اور سخت فتنہ وفساد لازم آئے گا اور (پھر)
یقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ ان مصائب کا نتیجہ نیک ہو یا نہ ہو
(بلکہ) احتمال ہے کہ (اس) پہلے (خلیفہ) سے بھی زیادہ بدتر کوئی
دوسرا شخص غالب ہوجائے۔ پس ایک موہوم اور احتمالی مصلحت
کے لئے ایسے فتنہ کا ارتکاب کیوں کیا جائے جس کی قباحت یقینی ہو۔

www.kitabghar.org

وانعقاد خلافت عبدالملک ابن مروان و اوّل خلفائے بنی عبّاس بہمیں نوع بود. بالجملہ اگر شخصے متفرد باشد در زمانِ خود بشروط خلافت یا جمعے ہستند متصف بشروطِ خلافت واین شخص افضل ہمہ است منعقد نشود خلافتِ او بغیر یکے از طرق مذکورہ زیراکہ بصفتے کہ وے دارد بدونِ تسلّط یا بیعت خلاف منقطع نشود وفتنہ ساکن نگردد لہٰذا جماعۃ از صحابہؓ بعد انتقال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم برفیقِ اعلےٰ مبادرت کردند بہ بیعت حضرت صدّیقؓ و اکتفا نہ نمودند بر افضلیّتِ او. واہلِ علم تکلّم کردہ اند درآنکہ خلافتِ حضرت مرتضےٰ بکدام طریق از طرق مذکورہ واقع شد بمقتضائے کلام اکثر آنست کہ بہ بیعت مہاجرین وانصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند وَاکثر نامہائے حضرت مرتضےٰؓ کہ باہلِ شام نوشتہ اند شاہد این معنی ست و جمعے گفتہ اند کہ بشورٰی انعقادِ خلافتِ ایشاں شد زیراکہ مشورہ استقرار یافت برآنکہ خلیفہ عثمانؓ باشد یا علیؓ چوں عثمانؓ

عبدالملک بن مروان اور خلفائے بنی عباس میں سے پہلے خلیفہ کی خلافت کا انعقاد اسی طرح ہوا تھا۔

حاصل یہ کہ (انعقادِ خلافت انہی چار طریقوں میں منحصر ہی حتیٰ کہ) اگر کوئی ایک ہی شخص اپنے زمانہ میں خلافت کی شرطوں کا جامع ہو یا شرائطِ خلافت سے متصف تو کئی آدمی ہوں مگر یہ شخص سب سے افضل ہو (پھر بھی) اس کی خلافت (چار) مذکورہ طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کے بغیر منعقد نہ ہوگی کیونکہ (جامعِ شرائطِ خلافت ہونے یا جامعینِ شرائط میں سب سے افضل ہونے کی) جو صفت اس میں ہے صرف اس صفت سے بغیر تسلّط (حاصل کئے ہوئے) یا (بغیر اہلِ حل وعقد کی) بیعت کے لوگوں کا اختلاف دور نہیں ہو سکتا، نہ فتنہ فرو ہو سکتا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے حضرت (ابوبکر) صدیقؓ سے بیعت کرنے میں مبادرت کی اور (صرف) اُن کی فضیلت پر اکتفا نہ کیا۔

اہلِ علم نے اس بات میں کلام کیا ہے کہ حضرت (علی) مرتضےٰ کی خلافت (چار) مذکورہ طریقوں میں سے کس طریقہ پر واقع ہوئی۔ اکثر (علماء) کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ (حضرت علیؓ) اُن مہاجرین اور انصار کے بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے اور حضرت (علی) مرتضےٰ کے اکثر وہ خطوط جو آپ نے اہلِ شام کو لکھے اس پر شاہد ہیں اور (علماء کا) ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کا انعقاد بذریعہ شوریٰ کے ہوا کیونکہ (حضرت فاروقِ اعظمؓ کے بعد) مشورہ اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا حضرت عثمانؓ ہوں یا حضرت علیؓ (پس پہلے حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے پھر) جب حضرت عثمانؓ

لے یہ ایسا ہی ہے جیسے مسجد میں کئی آدمی ایسے موجود ہوں جن میں وہ اوصاف جن کی ضرورت امام بننے کے لئے ہے پائے جاتے ہوں مگر جبتک کہ ان میں سے کسی خاص شخص کو حاضرینِ مسجد اپنے آگے نہ کھڑا کر لیں یا خود سے آگے کھڑا نہ ہو جائے اُس وقت تک امامِ نماز نہ کہا جائے گا ۱۲

www.kitabghar.org

نماند علیؓ متعیّن شد وفیہ مافیہ در ذیل این مسئلہ نکتۂ (چند) باید فہمید اینجا سوالے متوجہ میشود تقریرش آنکہ تو قائل بآنکہ خلافت حضرت شیخین بنصّ بود از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پس انعقادِ خلافتِ صدیقؓ بہ بیعتِ اہل حلّ وعقد وخلافتِ فاروقؓ باستخلاف بر قولِ تو چگونہ درست آید جواب گوئیم مقصودِ ماآں است کہ بنصِّ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلّم لازم شد خلیفہ ساختنِ حضرتِ صدیقؓ وفاروقؓ در زمان مخصوص و بہ ایشاں متوجہ شدن وعقدِ خلافت برائے ایشاں بستن و امتثال امر ایشاں نمودن در آنچہ متعلق است بخلیفہ لیکن وجود خلافت بالفعل بہ بیعتِ اہل حلّ و عقد بود یا باستخلاف مثل آنکہ نماز فرض شد بر زید در کلام ازلی وبنصّ شارع وتعلق حکمِ وجوب بالفعل منوط گشت بدخولِ وقت پس باعتبار حکمتِ اسباب وعلل نسبت کردہ میشود انعقادِ خلافت را بہ بیعتِ اہل حلّ وعقد یا باستخلاف وہمچنیں بالیقین میدانیم کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نصّ فرمودہ است بآنکہ امام مہدیؑ در اوانِ قیامت موجود خواہد شد ودے عنداللہ وعند رسولہ امام برحق است

نہ رہے تو حضرت علیؓ (خلافت کے لئے) معیّن ہو گئے (مگر) اس قول میں جو کچھ (ضعف) ہے وہ ہے[1]۔ اس مسئلہ کے ضمن میں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیئے (وہ یہ کہ) اس موقع پر ایک اعتراض ہوتا ہے اس کی تقریر اس طرح پر ہے کہ (جب تم) اس بات کے قائل ہو کہ حضرات شیخین کی خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منصوص تھی (تو) پھر حضرت صدیقؓ کی خلافت کا انعقاد اہلِ حل وعقد کی بیعت سے اور حضرت فاروقؓ کی خلافت کا انعقاد استخلاف سے (کہنا) کیونکر صحیح ہوا (اس لئے کہ نص کے ہوتے ہوئے اہلِ حل وعقد کی بیعت یا استخلاف کی ضرورت ہی کیا تھی اس کا) جواب ہم دیں گے کہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص سے حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ کا مخصوص زمانہ میں خلیفہ بنانا اور اُن کی طرف رجوع کرنا اور اُن کے لئے خلافت کا منعقد کرنا اور اُن کے اُن احکام کی اطاعت کرنا جو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ہوں لازم ہو گیا تھا لیکن خلافت کا بالفعل وجود میں آنا اہلِ حل وعقد کی بیعت سے یا استخلاف سے ہوا مثال کے طور پر کلام ازلی میں اور شارع کی نص سے زید پر (پہلے سے) نماز فرض ہو چکی ہے (لیکن) بالفعل (نماز کی) فرضیت کے حکم کا (زید سے) متعلق ہونا (نماز کے) وقت آنے پر موقوف ہوا (پس اسی طرح اگرچہ شیخین کی خلافت نص سے ثابت تھی لیکن) اسباب وعلل کی حکمت کے اعتبار سے انعقاد خلافت کی نسبت اہل حل وعقد کی بیعت یا استخلاف کی طرف کی جاتی ہے۔ اسی طرح (مثلاً) ہم یقین جانتے ہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر نص فرمادی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک امام برحق ہوں گے اور

[1] وہ ضعف یہ ہے کہ مشورہ میں یہ بات طے نہ ہوئی تھی کہ ان دونوں کا خلیفہ ہونا ضروری ہے ایک پہلے ہو اور ایک اس کے بعد بلکہ مشورہ میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ بالفعل ان دونوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ ہونا چاہیئے حضرت مصنفؒ کا مذہب قولِ اول کے موافق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس پر کوئی اعتراض مصنفؒ نے نہیں کیا۔

م ادر حق بھی وہی ہے ۱۲

www.kitabghar.org

و پُرخواہد کرد زمین را بعدل و انصاف چنانکہ پیش از وی پُر شدہ باشد بجور و ظلم پس بایں کلمہ افادہ فرمودہ اند استخلاف امام مہدی را و واجب شد اتباع وے در آنچہ تعلق بخلیفہ دارد چوں وقتِ خلافتِ او آید لیکن اینمعنے بالفعل نیست مگر نزدیکِ ظہور امام مہدیؑ و بیعت با او میان رکن و مقام باز مشورۂ قوم برائے حضرت صدیقؓ یا خلیفہ ساختن صدیقؓ حضرت فاروقؓ را بہ رائے خود و عزم کردن عبدالرحمٰن ابن عوفؓ برائے ذی النورین مستلزم آن نیست کہ اینجا نصّے نباشد بلکہ ظاہر آن است کہ این بزرگان نصّے یا اشارتے از شارعؑ دست آویز خود ساختہ اند و مشہور شد درمیان مردم نسبت بایشان چنانکہ گویند ابوحنیفہؒ ایں را واجب ساختہ و شافعیؒ ایں را واجب نمودہ است یا گویند حضرت فاروقؓ ایں را حلال گردانید و موعدِ تفصیلِ این سخن فصل سوم است ازیں رسالہ واللہ اعلم

مسئلہ دربیان آنچہ برخلیفہ واجب است از امضائی مصالحِ مسلمین

زمین کو عدل اور انصاف سے معمور کردیں گے جیساکہ اُن سے پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی پس (شارعؑ نے اپنے) اس بیان سے امام مہدیؑ کا خلیفہ بنانا ظاہر فرمادیا ہے اور جب امام مہدیؑ کی خلافت کا وقت آئے گا تو (شارعؑ کے اِس ارشاد سے) امام مہدیؑ کی اتباع اُن امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں لیکن یہ باتیں ابھی بالفعل نہیں ہیں بلکہ امام مہدیؑ کے ظاہر ہونے اور رکن[1] اور مقام[2] کے مابین اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلینے کے وقت (ہوں گی)، پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) حضرت صدیقؓ کی خلافت کے لئے قوم کا مشورہ کرنا یا حضرت صدیقؓ کا اپنی رائے سے حضرت فاروقؓ کو خلیفہ بنانا اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ذی النورین کو (خلافت کے لئے) منتخب کرنا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ خلفائے ثلٰثہ کے لئے (شارعؑ کی طرف سے) کوئی نص نہ ہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ ان بزرگوں نے شارعؑ کے کسی اشارہ یا نص کو دستاویز بنایا ہے اور لوگوں میں (خلیفہ بنانے کی) نسبت جو ان بزرگوں کی طرف مشہور ہوگئی ہے (وہ ایسی ہی ہے) جیساکہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ نے اُس کو واجب کیا اور شافعیؒ نے اُس کو واجب کیا یا کہتے ہیں حضرت فاروقؓ نے اُس کو حلال کیا (حالانکہ ابوحنیفہؒ یا شافعیؒ اپنی طرف سے واجب نہیں کرتے بلکہ کسی نہ کسی دلیلِ شرعی کو دستاویز بناتے ہیں) اور اس بیان کی تفصیل کا مقام اس کتاب کی تیسری فصل[3] ہے واللہ اعلم۔

مسئلہ (پنجم) اُن امور کا بیان جو خلیفہ پر واجب ہیں از قسم اجرائے مصالحِ اہل اسلام۔

---

[1] رکن حجرِ اسود کو کہتے ہیں جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشہ میں گڑا ہوا ہے ۱۲ [2] مقام ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملکِ شام سے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو مکہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اُترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر سوار ہوتے اس پتھر پر اُن کے دونوں مبارک قدموں کے نشان بن گئے ہیں یہ پتھر بھی کعبہ کے اندر ایک مقام میں ہے ۱۲ [3] اصل فارسی مطبوعہ میں باب سوم لکھا ہے مگر چونکہ مصنفؒ نے اس کتاب کو ابواب پر تقسیم نہیں کیا نہ کہیں کتاب بھر میں کوئی مضمون باب کے عنوان سے بیان کیا ہے اس لئے باب کا لفظ غلطی کاتب سمجھ کر بجائے اس کے لفظ فصل لکھ دیا گیا ہے اور واقعی فصل سوم میں خلافت کے منصوص ہونے پر جس قدر شبہات ہوتے تھے سب کو اس حُسن و خوبی کے ساتھ دفع کیا ہے کہ اس سے بہتر خیال میں نہیں آتا واللہ اعلم ۱۲

www.kitabghar.org

واصل دریں مسئلہ نظر کردن ست در معنی خلافت ودانستن مقدماتِ اقامتِ دین کہ بغیر آنہا اقامتِ دین متصور نشود ومکملات او کہ بدون آنہا علی الاکمل وجہ تحقق نہ پذیرد واجب است برخلیفہ نگاہ داشتن دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برصفتے کہ بسنتِ مستفیضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ واجماعِ سلفِ صالح براں منعقد گشتہ بانکار بر مخالف وانکار آں وجہ تواند بود کہ قتل کند مرتدین وزنادقہ را وزجر نماید متبدعہ را دیگر اقامتِ ارکانِ اسلام نمودن از جمعہ وجماعات وزکوٰۃ وحج وصوم بآنکہ در محل خود بنفس خود اقامت نماید ودر مواضع بعیدہ ائمہ مساجد ومصدقاں رانصب فرماید وامیرالحج معین نماید واحیای علوم دین کند بنفسِ خود قدرے کہ متیسر شود ومقرر سازد مدرسین را در ہر بلدے چنانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعودؓ را باجماعت در کوفہ نشاند ومعقل بن یسارؓ وعبداللہ بن معقلؓ را بہ بصرہ فرستاد وفیصل کند میان اہلِ خصومت یعنی قضا کند در دعاوی ونصبِ قضاۃ نماید برائے آں ونگاہدارد بلادِ اسلام را از شرِ کفار وقطاع طریق ومتغلبان وسرحدہای دار الاسلام را بافواج و

اس مسئلہ کی اصل ہے خلافت کے معنی میں غور کرنا اور دین قائم رکھنے کے مقدمات کا جاننا یعنی جن کے بغیر دین کی اقامت متصور نہیں ہوسکتی اور دین کے کامل کرنے والے امور کا جاننا جن کے بغیر دین کامل طور پر تحقق پذیر نہیں ہوسکتا (ان باتوں کو پیش نظر رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ) خلیفہ پر دینِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسی طرح محفوظ رکھنا واجب ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مستفیضہ سے ثابت ہوا اور سلفِ صالحین کا اجماع اُس پر منعقد ہوچکا ہو اسی کے ساتھ مخالف پر انکار کرنا (بھی خلیفہ پر واجب ہے) اور اس کی صورت یہ ہو کہ مرتدوں اور زندیقوں کو قتل کرے اور متبدع لوگوں کو سزا دے۔ نیز (خلیفہ پر واجب ہو کہ) اسلام کے ارکان یعنے جمعہ اور جماعت اور زکوٰۃ اور حج اور صوم کا قائم کرنا اس طرح کہ اپنے مقام پر بذاتِ خود (ان ارکان کو) قائم کرے اور مقاماتِ بعیدہ میں مسجدوں کے امام اور صدقہ تحصیل کرنے والے مقرر فرمائے اور امیر الحج[1] مقرر کرے اور نیز (خلیفہ پر واجب ہے کہ) جس قدر ہوسکے بذاتِ خود علومِ دینیہ کو زندہ رکھے اور ہر شہر میں مدرسین مقرر کرے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو (صحابہؓ کی) ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں (علم دین تعلیم کرنے کے لئے) مقرر کیا اور معقل بن یسارؓ اور عبداللہ بن معقلؓ کو بصرہ میں (علومِ دینیہ سکھانے کے لئے) بھیجا اور نیز (خلیفہ پر واجب ہو کہ) اہلِ خصومت کے درمیان تصفیہ کرے یعنی دعووں کا فیصلہ کرے اور (نیز) اس کام کے لئے قاضیوں کو مقرر کرے اور نیز (خلیفہ پر واجب ہو کہ) بلادِ اسلامیہ کو کافروں اور رہزنوں اور غاصبوں سے محفوظ رکھے اور دار الاسلام کی سرحدوں کو فوجوں سے اور

[1] امیر الحج اُس سردار کو کہتے ہیں جو حج کے مجمع میں مجمع کے انتظامی اور شرعی امور کی سرانجام دہی کے لئے مقرر ہوتا ہے سب سے پہلے جو شخص امیر الحج بنایا گیا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے خود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر الحج بنا کر مدینہ منورہ سے بھیجا تھا ۱۲

www.kitabghar.org

آلاتِ جنگ مشحون سازد و جہاد نماید با عداء اللّٰہ
ابتداءً و رفعاً و ترتیب دہد جیوش را و فرض ارزاق
لند برائے مقاتلہ و اخذِ جزیہ و خراج و قسمت آن نیز
بر غزاۃ بعمل آرد و تقدیر عطایای قضاۃ و مفتیان
و مدرّسان و واعظان و ائمہ مساجد باجتہاد خود
نماید بغیر اسراف و تقتیر و نائب گیرد در کارہا اُمَناء
عدول را و اہل نیکخواہی را و ہمیشہ در مشار فرا امور و تصفح
احوال رعیت و افواج و امراء امصار و جیوش غزاۃ و
قضاۃ و غیر ایشاں مقید باشد تا خیانتے و حیفے در میان
نیاید و سپردن کار ہائے بکفار اصلاً درست نیست
حضرت عمرؓ ازیں امر نہی شدید فرمودہ اند اخرج
شیخ الشیوخ العارف السہروردی قدس سرہٗ
فی العوارف عن وثیق الرومی قال کنت مملوکا لعمر
فکان یقول لی اسلم فانک ان اسلمت استعنت
بک علی امانۃ المسلمین فانہ لا ینبغی
ان استعین علی امانتہم بمن
لیس منہم قال فابیت فقال عمر
لا اکراہ فی الدین فلما حضرتہ
الوفاۃ اعتقنی فقال اذہب حیث
شئت۔ این است بیان آنچہ واجبست
بر خلیفہ بطریق اختصار و ایجاز

آلاتِ جنگ سے معمور رکھے اور دشمنانِ خدا سے جہاد کرے خواہ ابتداءً[1] خواہ رفعاً اور لشکروں کو مرتب کرے اور مجاہدین کے لئے وظیفہ مقرر کرے اور جزیہ[2] و خراج وصول کرے اور اُس کو غازیوں میں تقسیم کرے اور قاضیوں اور مفتیوں اور مدرّسوں اور واعظوں اور مساجد کے اماموں کے مشاہرے کی مقدار اپنی رائے سے بغیر اسراف[3] و بخل کے تجویز کرے اور کاروبار میں سچے امانت داروں اور خیرخواہوں کو نائب بنائے اور رعایا اور لشکروں اور امراء شہر اور غازیوں کی فوجوں اور حکّام وغیرہ کے حالات کی خبرداری رکھے تاکہ خیانت اور ظلم نہ ہونے پائے اور مسلمانوں کے کام کافروں کو سپرد کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس امر سے سخت ممانعت فرمائی ہے (چنانچہ) شیخ الشیوخ عارف سہروردی قدس سرہٗ نے عوارف میں وثیق رومی (نصرانی) سے روایت کی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ میں (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کا غلام تھا پس وہ مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ (اے وثیق!) اسلام قبول کرلے کیونکہ اگر تو مسلمان ہوجائے گا تو میں تجھ سے مسلمانوں کے کام میں مدد لیا کروں گا اس لئے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ میں مسلمانوں کے کام میں اُس شخص سے مدد لوں جو مسلمانوں میں سے نہ ہو۔ وثیق رومی کہتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے سے انکار کیا پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ دین میں زبردستی نہیں ہے پھر جب حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی وفات کا وقت آیا تو اُنھوں نے مجھ کو آزاد کردیا اور فرمایا کہ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔
یہ اُن امور کا مختصر بیان ہے جو خلیفہ پر واجب ہیں۔

[1] ابتداءً وہ جہاد ہے جس کی ابتدا خود مسلمانوں کی طرف سے ہو اور اگر ابتداء کافروں کی طرف سے ہو تو اُس کو رفعاً کہتے ہیں ۱۲ [2] جزیہ اُس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے بوجہ ان کے کفر کے لیا جائے اس مال کی وجہ سے اُن کی جان و مال مسلمانوں کی ذمہ داری میں آجاتے ہیں جزیہ کی مشروعیت ۸ھ میں ہوئی اور بقول بعض سنہ ۹ ہجری میں کذا فی التعلیق المجد اور خراج وہ مال ہے جو زمین کا حق قرار دیا گیا ہو وہ زمین اگر مسلمان کے پاس ہو تو بھی خراج پڑیگا گویا ایک قسم کی مالگذاری ہے ۱۲ [3] اسراف حاجت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور بخل حاجت سے کم خرچ کرنے کو ۱۲

www.kitabghar.org

مسئلہ در بیان آنچہ بر رعیت واجبست از اطاعت خلیفہ لازم ست بر مسلمین ہر چہ امر فرماید خلیفہ از مصالح اسلام و از آنچہ مخالف شرع نباشد خواہ خلیفہ عادل باشد خواہ جائر و اگر قوم در مذاہب فروع مختلف باشند و خلیفہ حکم فرماید بامرے کہ مجتہد فیہ ست غیر مخالف کتاب و سنتِ مشہورہ و اجماع سلف و قیاس جلی[1] بر اصل واضح الثبوت لازم است سخن او شنیدن و بمقتضای قضائے او رفتن ہر چند موافق مذہب محکوم علیہ نباشد و حرام ست خروج بر سلطان بعد از آنکہ مسلمین بر وی مجتمع شدند مگر آنکہ کفر بواح از وی دیدہ شود اگر چہ آں سلطان مستجمع شروط نباشد و خروج بر خلیفہ بسہ نوع تواند بود یکے آنکہ خلیفہ کافر شود بانکار ضروریات دین والعیاذ باللہ درینصورت واجبست خروج بروی و قتال باوی و ایں قتال اعظم انواع جہادست تا اسلام متلاشی نگردد و کفر غالب نشود دیگر آنکہ خروج کند برای نہب اموال و قتلِ نفوس و تحلیل فروج بغیر تاویلِ شرعی سیف را حکم سازد نہ قانون شرع را و حکم ایں جماعہ حکم قطاع طریق ست دفع کردن ایشاں و از ہم متفرق ساختن جماعتِ ایشان را واجبست سوم

مسئلہ (ششم) اس بیان میں کہ رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے۔ مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور (نیز اُس کا جو حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اُس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنّتِ مشہورہ اور اجماعِ سلف کے مخالف نہیں ہے اور (نیز) اس قیاسِ[1] جلی کے مخالف نہیں ہے جو واضح الثبوت اصل پر مبنی ہے تو خلیفہ کی اُس بات کو سُننا اور اس کے حکم کے موافق چلنا لازم ہے اگرچہ (خلیفہ کا یہ حکم) اُس شخص کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہے)۔
کسی سلطان (کی حکومت) پر مسلمانوں کے متفق ہو جانے کے بعد اس سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے اگرچہ وہ سلطان خلافت کی شرطوں کا جامع نہ ہو مگر اس صورت میں کہ اُس سے صریح کُفر ظاہر ہو۔ خلیفہ سے بغاوت کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلیفہ ضروریاتِ دین کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے {العیاذ باللہ} (اور اس وجہ سے رعایا خلیفہ سے مقابلہ کرے تو یہ مقابلہ کرنے والے حق پر ہوں گے کیونکہ) اس صورت میں خلیفہ پر چڑھائی کرنا اور اُس سے جنگ کرنا واجب ہے اور یہ قتال اعلیٰ قسم کا جہاد ہے تاکہ (خلیفہ کے کافر رہنے سے) اسلام پراگندہ اور کُفر غالب نہ ہو جائے۔ دوسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی) یہ ہے کہ (لوگ) بغیر تاویل شرعی کے مال لوٹنے اور لوگوں کے قتل کرنے اور زناکاری کی غرض سے بغاوت کریں اور تلوار کو حَکَم بنائیں نہ کہ قانون شرع کو ان لوگوں کا حکم وہی ہے جو رہزنوں کا ہے ان لوگوں کا دفع کرنا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دینا واجب ہے۔ تیسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی)

[1] قیاس جلی وہ قیاس ہے جس کی علت ظاہر ہو اور جس کی علت ظاہر نہ ہو اُس کو قیاس خفی بھی کہتے ہیں اور استحسان بھی۔ مثلاً باز اور شکرے کا جھوٹا قیاس جلی چاہتا ہے کہ نجس ہو کیونکہ گوشت ان کا حرام ہے اور حرمت علامت نجاست کی ہے لہذا گوشت نجس ہوا اور جب گوشت نجس ہوا تو لعاب بھی نجس ہوا کیونکہ لعاب گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور ان کی جھوٹی چیز میں ان کا لعاب ضرور مخلوط ہوگا مگر قیاس خفی چاہتا ہے کہ باز اور شکرے کا جھوٹا پاک ہو کیونکہ وہ اپنی چونچ سے کھاتے ہیں اور چونچ ایک ہڈی ہے اور ہڈی ہر جانور کی پاک ہے ۱۲

www.kitabghar.org

آنکہ خروج کند بہ نیت اقامتِ دین و تقریر کند در خلیفہ و احکام او شبہہ را پس آن تاویل اگر باطل باشد قطعاً ہیچ اعتبار ندارد مانند تاویل اہل رِدّت و مانعین زکوٰۃ در زمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و معنی قطعیت بطلانِ تاویل آنست کہ مخالف نص کتاب یا سنّتِ مشہورہ یا اجماع یا قیاسِ جلی واقع شود و اگر آن تاویل مجتہد فیہ است نہ قطعی البطلان آن قوم بُغاۃ باشند در زمانِ اوّل حکم این قوم حُکمِ مجتہدِ مخطی بود اِنْ اَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ چون احادیث منع بغی کہ در صحیح مسلم و غیر آن مستفیض است ظاہر شد و اجماع اُمّت بر آن منعقد گشت امروز حکم بعصیان باغی کنیم اگر از خلیفہ جور صریح صادر شود یا حکم بر خلاف شرع نماید و دران مسئلہ بُرہانے از جانبِ شارعؑ پیش ما موجود است د معنے بُرہان ہمان است کہ تقریر کردیم جائز است قیام بدفع ظلم خلیفہ از خود د ترک فرمانبرداری او و جمعے کہ رفیق سلطان شوند برائی ایذائی او عصاۃ باشند و اگر دران مسئلہ بُرہانے از جانب شرع نیست

یہ ہے کہ دین قائم کرنے کی غرض سے لوگ بغاوت کریں اور خلیفہ (کی حقیقت) اور اُس کے احکام (کے وجوبِ اطاعت) میں شبہ بیان کریں پس اگر (باغیوں کی) یہ تاویل قطعی البطلان ہو تو اُس کا کوئی اعتبار نہیں جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدوں کی اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کی تاویل[1] (نا قابلِ اعتبار تھی) اور تاویل کے قطعی البطلان ہونے کے یہ معنے ہیں کہ (یہ تاویل) نصِّ قرآنی یا سنّتِ مشہورہ یا اجماع یا قیاسِ جلی کے مخالف ہو۔ اور اگر وہ تاویل قطعی البطلان نہ ہو بلکہ مجتہد فیہ[2] ہو تو وہ گروہ باغی تو ضرور ہوگا مگر قرنِ[3] اوّل میں ایسے گروہ کا حکم وہی ہے جو مجتہد مخطی کا ہوتا ہے کہ اگر وہ گروہ خطا کرے تو اُس کے لئے ایک اجر[4] ہے لیکن جب کہ (خلیفۂ وقت سے) بغاوت کرنے کی ممانعت کی حدیثیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں مستفیض ہیں شائع ہوگئیں اور امّت کا اجماع اس پر منعقد ہوگیا تو اب (اگر کوئی بغاوت کرے تو اُس) باغی کے عاصی ہونے کا حکم ہم دیتے ہیں۔ اگر خلیفہ سے کوئی ظلم صریح صادر ہو یا خلیفہ شرع کے برخلاف کوئی حکم کرے اور اس مسئلہ میں شارعؑ کی جانب سے کوئی بُرہان ہمارے پاس موجود ہو (برہان کے وہی معنی ہیں جو ہم بیان کرچکے) تو خلیفہ کے اِس ظلم کو اپنے سے دفع کرنے کے لئے مستعد ہونا اور خلیفہ کی اطاعت ترک کردینا جائز ہے (اور ان دو نو صورتوں میں جو خلیفہ کی اطاعت نہ کرے) اُس کی ایذا دہی کے لئے جو لوگ سلطان کا ساتھ دیں گے وہ گنہگار ہوں گے اور اگر اس مسئلہ میں شارع کی جانب سے کوئی برہان نہ ہو تو خلیفہ سے بغاوت

---

[1] منکرین زکوٰۃ کی تاویل یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ آیۂ کریمہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ میں زکوٰۃ وصول کرنیکا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بعد زکوٰۃ فرض نہیں رہی ۱۲ [2] مجتہد فیہ ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جس کی بابت کوئی حکم صریح کتاب و سنّت میں نہ ہو ۱۲ [3] قرنِ اوّل سے مراد صحابہ کرام کا زمانہ ہے ۱۲ [4] مجتہد سے خطا ہوجاتی ہے تو اُس کو ایک ثواب ملتا ہے اور اگر خطا نہیں ہوتی تو اُس کو دو ثواب ملتے ہیں یہ مضمون احادیث صحیحہ کا ہے ۱۲

صبر نماید و آفاتے را کہ بر سروے می گذرد از آفاتِ سماویہ شمرد و دست از قتال بازدارد از انواع جہاد ست امر کردن خلیفہ بمعروف و نہی او از منکر بغیر خروج بسیف و میباید کہ بلطف باشد دون العنف و در خلوت باشد دون الجلوۃ تا فتنہ برنخیزد و چوں معنی خلافت و شروط خلیفہ و آنچہ متعلق ست بخلافت دانستہ شد وقت آن رسید کہ باصل مقصد عود کنیم اثبات خلافتِ عامّہ برائی خلفائے اربعہ از اجلائے بدیہیات ست چوں مفہوم خلیفہ و شروطِ او در ذہن تصور نمائیم و از احوال خلفائے اربعہ آنچہ مستفیض شدہ تذکر فرمائیم بالبداہۃ ثبوت شروط خلافت در ایشاں و ظہور مقاصد خلافت باکمل وجہ از ایشان ادراک کردہ میشود اگر خفائے در ثبوتِ خلافت ایشاں ہست باعتبار اخذ معانی دیگر است در مفہوم خلافت چنانکہ شیعہ عصمت و وحی باطنی در امام شرط می کنند و الّا وجود اسلام و عقل و بلوغ و حرّیت و ذکورت و سلامت اعضاء و قرشیّت دریں بزرگاں محل بحث عاقلے نمی تواند بود و ہیچ عاقلے انکار نمی تواند کرد کہ مقابلۂ اہلِ ردّت و فتح بلادِ عجم و بلادِ روم و مدافعت جیوش کسرٰے و قیصر

نہ کرے بلکہ) صبر کرے اور جو آفتیں اُس کے سر پر آئیں اُن کو آسمانی آفتیں سمجھے اور لڑائی سے دستکش رہے۔ تلوار کے ساتھ چڑھائی کئے بغیر اگر کوئی شخص خلیفہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو یہ جہاد کی اعلیٰ قسم ہے اور چاہیئے کہ (خلیفہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر) نرمی کے ساتھ ہو سختی کے ساتھ نہیں اور خلوت میں ہو سب کے سامنے نہیں تاکہ فساد نہ اُٹھے۔ جب خلافت کے معنی اور خلیفہ کی شرطیں اور خلافت کے متعلقات معلوم ہوچکے تو اب وقت آگیا کہ ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کریں خلفای اربعہ کے لئے خلافت عامّہ کا ثابت ہونا اجلئے بدیہیات میں سے ہے (کیونکہ جب ہم خلیفہ کا مفہوم اور اُس کی شرطیں ذہن میں لاتے ہیں اور خلفائے اربعہ کے حالات پر جو بسند مستفیض معلوم ہوئے ہیں نظر ڈالتے ہیں تو بدیہی طور پر خلافت کی شرطوں کا ان میں پایا جانا اور خلافت کے مقاصد کا اکمل طور پر اُن سے ظاہر ہونا واضح ہوجاتا ہے (اور کسی طرح کا خفا باقی نہیں رہتا اور) اگر خلفائے اربعہ کی خلافت کے ثبوت میں کوئی پوشیدگی ہے تو وہ خلافت کے مفہوم میں (معنے مذکورہ کے علاوہ) دوسرے معانی شامل کرنے کی وجہ سے ہے جیساکہ شیعہ عصمت اور وحی باطنی[1] کو امام کے لئے شرط کرتے ہیں ورنہ اسلام اور عقل اور بلوغ اور حرّیت اور ذکورۃ اور سلامتیٔ اعضاء اور قریشیّت کا ان بزرگوں (یعنے خلفائے اربعہ) میں پایا جانا کسی عاقل کے لئے محلِ بحث نہیں ہوسکتا اور (نیز) کوئی دانشمند (اس بات سے) انکار نہیں کرسکتا کہ مُرتدوں سے جنگ کرنا اور بلادِ عجم اور بلادِ روم کو فتح کرلینا اور کسرٰے اور قیصر کے لشکروں کو

[1] حضرت مصنفؒ نے بمقتضائی کرم طبعی صرف وحی باطنی پر اکتفا کی ورنہ شیعہ تو اپنے اماموں میں نبوّت سے بھی بالاتر اوصاف کا دعوٰی کرتے ہیں اور صاف صاف کہتے ہیں کہ ائمہ کا رتبہ انبیائے سابقین سے زیادہ ہے۔ وحی باطنی کا ثبوت تو شیعوں کی ہر کتاب میں موجود ہے حتے کہ اصول کافی میں بھی کئی باب ہیں جن میں فرشتوں کا ائمہ کے پاس آنا اور علوم شرعیہ کا مختلف طریقوں سے لانا مروی ہے ۱۲

www.kitabghar.org

[illegible] و امر ایشاں بودہ است و فی ہذا کفایۃ لمن اکتفی وشیعہ بایں قدر خود قائل اند کہ حضرات شیخین رض خلافت را از دستِ حضرت مرتضٰے بغصب بروند و آں متصور نیست الاّ باکمال جرأت وتدبیر و ایتلاف ناس باخود پس شجاعت ورائے وکفایت را قائل شدند ازاں جہت کہ قصد نہ کردند باقی ماند شرط اجتہاد و عدالت در اقاویل خلفاء بایدتامل کرد و در قضایائے ایشاں ومناظرات ایشاں خوض می باید نمود تا اجتہادِ ایشاں اظہر من الشمس شود وتا حال ہیچ کس از مخالفان بردامنِ ایشاں فسق ظاہر نہ بستہ است ہر آثرے کہ خائیدہ اند مرجع آں مختلف فیہ است کہ جمہور اسلام آن را نمے دانند الاّ ہمیں فرقہ عاملھم اللہ بعدلہ پس اثباتِ خلافت برائے ایشاں بمعنے مذکور مستغنی است از برہان و آنچہ دریں باب مطلوب می شود تجرید معنے اوست از معانے دیگر

شکست دینا انہی خلفاء کی تدبیر اور انہی کے حکم سے ہوا ہے اور کفایت کرنے والے کے لئے اس قدر کافی ہے۔ اور یہ تو خود شیعوں کا قول ہے کہ حضرات شیخین رض نے خلافت کو حضرت (علی) مرتضٰے (رضی اللہ عنہ) سے غصب کر لیا تھا اور (جب کہ) خلافت کا غصب کر لینا بدون جرأت اور تدبیر اور لوگوں کی تالیف کے متصوّر نہیں ہو سکتا (تو شیعہ اپنے اس قول سے شیخین رض کی) شجاعت اور رائے اور کارگزاری کے قائل ہو گئے (اور لطف یہ کہ) اس طور سے (قائل ہوئے) کہ انہوں نے اس کا قصد (بھی) نہیں کیا (بلکہ ان کا مقصود دوسرا تھا) باقی رہی اجتہاد اور عدالت کی شرط (تو قوّتِ اجتہاد معلوم کرنے کے لئے) خلفاء کے اقوال میں غور کرنا چاہیئے اور اُن کے فیصلے اور مناظرات میں خوض کرنا چاہیئے تاکہ ان کا اجتہاد اظہر من الشمس ہو جائے اور (خلفاء کی عدالت کے ثبوت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ) اب تک مخالفوں میں سے کسی نے اُن کے (مقدّس) دامن پر فسق ظاہری[1] کا داغ نہیں لگایا (بلکہ) جو کچھ ژاژ خائی کی ہے اس کا مرجع (کوئی نہ کوئی) مختلف فیہ امر ہے کہ سوا اس فرقہ (شیعہ) کے (عاملھم اللہ بعدلہ) کے جمہور اہلِ اسلام اس کو جانتے ہی نہیں پس ان خلفاء کے لئے خلافت بمعنے مذکور کا ثابت ہونا بُرہان سے مستغنی ہے بلکہ جو کچھ اس مقام میں ضروری ہے (وہ صرف یہی ہے) کہ خلافت کے معنے کو دوسرے معانی سے (مثل عصمت وغیرہ کے جو شیعوں نے شامل کئے ہیں) علیحدہ رکھا جائے

[1] بلکہ واقعات سے مجبور ہو کر متعصّب سے متعصّب شیعوں نے حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ عنہم کے متبع شریعت ظاہری ہونیکا اقرار کیا ہے چنانچہ علم الہدیٰ کتاب شافی میں حضرات خلفائے ثلٰثہ کی نسبت لکھتے ہیں مقدم معظم جمیل الظاہر یری اکثر الامۃ ان الامامۃ دونہ اور محقق جیلانی فتح السبل میں لکھتے ہیں "آنہا نفوس خود را از اموال باز داشتند وشیوۂ زہد وروِ دنیا پیش گرفتند رغبت بدنیا وزینت آں را ترک کردند وقناعت تقلیل واکل خشن ولباس کرباس ملک خود ساختند درحالیکہ اموال برائے ایشاں حاصل و دنیا رو کردہ بود آں را درمیانِ قوم قسمت می کردند وخود را بآں اصلاً آلودہ نمی کردند" اور علامہ بحرانی شرح نہج البلاغۃ مطبوعۂ طہران کے جزو ۱۲ میں لکھتے ہیں ان الفرق بین الخلفاء الثلاثۃ ومعاویۃ فی اقامۃ حدود اللہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواھیہ ظاہر ۱۲

www.kitabghar.org

و تحریر شروط خلافت و بیان مقاصد نصب خلیفہ لا غیر و ایں امور را بتوفیقِ اللہ تعالےٰ دریں عجالہ مبیّن ساختیم والحمد للہ رب العٰلمین۔	اور خلافت کی شرطوں کو اور تقرر خلیفہ کے مقاصد کو بیان کر دیا جائے۔ بس۔ ان سب امور کو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے اس عجالہ[1] میں ہم نے بیان کر دیا ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

پہلی فصل ختم ہوئی

[1] عجالہ ماخوذ ہے عجلت سے مراد اس سے یہی کتاب ازالۃ الخفاء ہے مصنفؒ نے چونکہ یہ کتاب بغیر کسی غیر معمولی محنت کے عجلت کے ساتھ لکھی ہے اس وجہ سے اس کو عجالہ فرمایا۔

www.kitabghar.org

فصل دوم

در لوازم خلافت خاصّہ

در حدیث وارد شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ چندگاہ نبوت و رحمت خواہد شد بعد ازاں خلافت و رحمت بعد ازاں ملک عضوض بعد ازاں جبریت و عتود و در بعض روایات خلافت بر منہاج نبوّت واقع شدہ و نیز بثبوت رسیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃً و خدائے عزوجل در چندیں آیت از قرآن عظیم باوصاف و علامات خلافتے کہ در کمال رضا و محبوبیت است تلویح و تصریح فرمود از انجملہ آیت اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ و آیہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ و آیہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ و آیہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

فصل دوم

خلافتِ خاصّہ کے لوازم یعنی اُن اوصاف (کے بیان) میں (جو خلافتِ خاصّہ کیلئے ضروری ہیں)

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ کچھ زمانہ تک نبوت اور رحمت رہے گی اُس کے بعد خلافت اور رحمت اُس کے بعد ملک عضوض[1] اُس کے بعد جبر و ظلم اور بعض روایات میں (بجائے خلافت و رحمت کے) "خلافت بر منہاج نبوّت" (کا لفظ) واقع ہوا ہے۔ اور نیز ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میرے بعد خلافت تیس برس رہیگی۔ اور خدائے عزوجل نے قرآنِ عظیم کی متعدد آیتوں میں اُس خلافت کی علامتوں اور صفتوں کی توضیح اور تصریح فرما دی ہے جو (خدا کو) نہایت پسندیدہ اور محبوب ہے از انجملہ یہ آیت ہے (ترجمہ) وہ لوگ (یعنے مہاجرین صحابہؓ) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت دیں تو (مرتبہ سلطنت پر پہنچ کر بھی) نماز کو قائم رکھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اور (از انجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لا چکے تم میں سے اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور اُن کو خلیفہ بنائے گا۔ اور (از انجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور (از انجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا تو

---

[1] ملک عضوض کا لفظی ترجمہ کاٹنے والی بادشاہت یعنی مثل خلافتِ راشدہ کے سرتاپا خیر محض نہ ہوگی بلکہ اس میں قدرے آمیزش شرکی ہوگی ۱۲

www.kitabghar.org

فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ الٰی غیر ذٰلک من الآیات۔ و صحابہؓ در وقت مشاورہ در تعیین خلیفہ بہ بعض اوصاف نطق نمودہ اند چنانکہ گفتند احق بھٰذا الامر و توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راضٍ از استقراء ایں ادلہ وصفے چند محصل می شود زیادہ از اوصافے کہ در خلافت عامّہ گفتہ شد دریں فصل می خواہیم کہ آں اوصاف را بر شمریم و ثبوتِ آنہا در خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم بیان کنیم و باستجماع لوازم خلافتِ خاصّہ مقرون بقرشیتِ نسب تفسیر کردہ است قتادہ شیخ اہلِ بصرہ از تابعین حواریت را قال مَعمر قال قتادۃ الحواریون کلھم من قُریشٍ ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزۃ و جعفر و ابو عبیدۃ و عثمان بن مظعون و عبد الرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص وطلحۃ والزبیر و فسّر قتادۃ فیما روی عنہ روح بن القاسم الحواریین الذین تصلح لھم الخلافۃ کذا فی استیعاب ابنؒ البر و اصل در اعتبار ایں اوصاف سہ

(کچھ پروا نہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن کو وہ دوست رکھے گا اور وہ اس کو دوست رکھیں گے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں (جن میں خلافتِ خاصہ کی صفتیں اور علامتیں مذکور ہیں) اور خلیفہ مقرر کرنے کے لئے مشورہ کرتے وقت صحابہؓ نے (بھی خلافتِ خاصّہ کے) بعض اوصاف بیان کئے ہیں جیسا کہ (مشورہ کے وقت بعض صحابہؓ نے) خلافت کا زیادہ مستحق اُن لوگوں کو بتایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقتِ وفات تک رضامند رہے۔ ان دلیلوں میں غور کرنے سے (خلافت کے) چند ایسے اوصاف معلوم ہوتے ہیں جو اُن اوصاف کے علاوہ ہیں جن کا ذکر خلافتِ عامہ (کے بیان) میں ہو چکا ہم چاہتے ہیں کہ اس فصل میں ان اوصاف کی تفصیل کریں اور خُلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم میں اُن اوصاف کا پایا جانا بیان کریں۔ اور (حواری[1] کا لفظ جو اکابر صحابہؓ کی نسبت حدیث میں ہے اس سے بھی لوازم خلافتِ خاصّہ کا ان میں پایا جانا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ) قتادہ رحؒ تابعی نے جو اہلِ بصرہ کے شیخ تھے حواریت کی تفسیر لوازم خلافت کو قریشیت کے ساتھ ملا کر کی ہے۔ معمرؒ کہتے ہیں کہ قتادہؒ نے کہا کُل حواری قریش میں سے ہیں (یعنے) ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابو عبیدہ اور عثمان بن مظعون اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیرؓ اور روح بن قاسم نے قتادہؒ سے جو روایت کی ہے اس میں قتادہؒ نے (حواری کی) تفسیر اس طرح کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہیں جن کے لئے خلافت (خاصّہ) صحیح ہو۔ اسی طرح ابنؒ البر کی (کتاب) استیعاب میں ہے۔

(خلافتِ خاصّہ کے لئے) ان اوصاف کے اعتبار کرنے میں دراصل تین

---

[1] حواری کا مادہ حور ہے حور کے معنے سفید کرنا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مددگار چونکہ کپڑے کو سفید کرتے یعنے دھوبی کا پیشہ کرتے تھے اس لئے حواری ان کو کہا جاتا تھا مگر اس کے بعد ہر مددگار پر اس کا اطلاق ہونے لگا۔

www.kitabghar.org

نکتہ است نکتۂ نخستین آنکہ نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام در غایتِ صفا و عُلوِ فطرت آفریدہ شدہ اند و در حکمتِ الٰہی بہماں صفا و عُلوِ فطرت مستوجبِ وحی گشتہ اند و ریاستِ عالم بایشاں مفوض شدہ قال اللہ تعالیٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ و از میانِ امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشاں قریب بجوہر نفوس انبیاء مخلوق شدہ و ایں جماعت در اصل فطرت خلفائے انبیاء اند در اُمّت بمثال آنکہ آئینہ آہنی از آفتاب اثرے قبول میکند کہ خاک و چوب و سنگ را میسّر نیست ایں فریق کہ خلاصۂ اُمت اند از نفس قدسیہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم بوجہے متاثر میشوند کہ دیگراں را میسّر نمی آید و آنچہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرا گرفتہ اند بشہادتِ دل فرا گرفتہ اند گویا دلِ ایشاں آں چیزہا را اجمالاً ادراک کردہ بود و کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شرح و تفصیل آں معانی اجمالی نمود و بعد از ایشاں جماعت دیگر اند پایہ بپایہ فرود تر تا آنکہ نوبت عوام مسلمین آید پس خلافتِ خاصّہ آں است کہ ایں شخص

نکتے ہیں۔

پہلا نکتہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ نہایت صاف اور اعلیٰ فطرت[1] پر پیدا کیے گئے ہیں اور وہ اسی صفائی اور علوِ فطرت کی وجہ سے حکمتِ الٰہی میں نزولِ وحی کے مستحق ہوئے ہیں اور عالم کی ریاست اُن کو تفویض ہوئی ہے (بنی آدم میں جس کا نفس ایسا پاک اور مصفا ہوتا ہے اس کو خدا ہی جانتا ہے جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ) اللہ زیادہ جانتا ہے جس (نفس) میں اپنی رسالت رکھتا ہے۔ اور اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا جوہرِ نفس (صفائی اور علوِ فطرت میں) انبیاءؑ کے جوہرِ نفوس کے قریب پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اصل فطرت کے اعتبار سے امت میں انبیاءؑ کے خلیفہ ہوتے ہیں (اور اُن لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جس طرح آہنی آئینہ آفتاب سے وہ اثر قبول کرتا ہے جو مٹی اور لکڑی اور پتھر کو میسر نہیں (اسی طرح) یہ لوگ جو خلاصۂ اُمت ہیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ قدسی سے ایسا اثر پذیر ہوتے ہیں جو دوسروں کو میسّر نہیں ہو سکتا اور (یہ لوگ) جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے ہیں دلی شہادت سے حاصل کرتے ہیں گویا ان کے دلوں نے (خود ہی) ان باتوں کو اجمالاً ادراک کر لیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام نے ان اجمالی معانی کی شرح و تفصیل کر دی (پھر) ان لوگوں کے بعد مرتبہ بمرتبہ تنزل ہوتے ہوئے اور دوسرے گروہ ہیں یہاں تک کہ (سب سے اخیر میں) عوام مسلمین کی نوبت آتی ہے پس خلافت خاصّہ وہ ہے کہ یہ شخص (یعنی خلیفہ)

[1] فطرۃ اس حالت و کیفیت کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے ہر شخص کو ملتی ہے یہ حالت کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی نہ کسی سبب سے زائل ہو سکتی ہے یہی یہاں مراد ہے اور کبھی فطرت کا اطلاق معرفتِ الٰہی پر ہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنے معرفتِ الٰہی کی قوت ہر شخص کو عنایت ہوتی ہے مگر صحبت اُس قوت کو بے کار کر دیتی ہے ۱۲

www.kitabghar.org

چنانکہ در ظاہر حال رئیس مسلمین شود بحسب
وضع طبیعی کہ مراتب استعدادات افراد بنی
آدم است در صفا و علو فطرت الامثل فالا
مثل نیز رئیس امت باشد تا ریاستِ ظاہر ہم
دوش ریاستِ باطن گردد و ایں جماعت
کہ بوضع طبیعی خلفائے انبیاء اند در شریعت مسمی
اند بصدیقین و شہداء و صالحین و ایں مضمون
مستفاد میشود ازیں دو آیۂ کریمہ قال اللہ تعالیٰ
علیٰ لسان عبادہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ وقال تبارک
وتعالیٰ أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔
پس دریں دو آیہ افادہ فرمود کہ مطلوب
مسلمین و مسئول ایشاں در صلوات خویش و
مطمع ہمم ایشاں در سلوک مراتب قرب
موافقت با جماعۂ منعَم علیہم است و مراد
از منعَم علیہم ایں چہار فریق اند و در جائے
دیگر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ
مِنكُمْ عَن دِينِهِ الیٰ ان قال إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
اللَّهُ نیز اشارہ بہمیں معنے است یعنی ولی
عوام مسلمین افاضل ایشاں اند کہ
باقامت صلوٰۃ و وصف محبیّت و محبوبیت وغیر آں
متصف اند و ایں معنی را عبداللہ بن مسعود بیان کردہ
اخرج ابو عمر فی خطبۃ الاستیعاب عن ابن مسعودؓ

جس طرح ظاہر میں مسلمانوں کا رئیس ہے (اسی طرح)، وضع طبعی کے اعتبار سے {یعنے صفائی اور عالی فطرتی کی استعداد جس کے مراتب ہر انسان میں مختلف ہوتے ہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ ان مراتب کے لحاظ سے} بھی امّت کا رئیس ہو (یعنے اس استعداد میں وہ سب سے فائق ہو) تاکہ ظاہری ریاست باطنی ریاست کے ہمدوش ہو جائے اور جو لوگ وضع طبعی کے اعتبار سے انبیاء (علیہم السلام) کے خلیفہ ہیں وہ شریعت میں صدیقین اور شہداء اور صالحین کے لقب سے ملقب کئے گئے ہیں (چنانچہ) یہ مضمون ان دو آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے (پہلی آیت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی زبان سے فرمایا ہے (ترجمہ) ہم کو سیدھی راہ کی ہدایت کر یعنے اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ (دوسری آیت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) یہ لوگ اُن لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا یعنے انبیاءؑ اور صدیقین اور شہداء۔ اور صالحین اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں۔ پس ان دو آیتوں میں خدا نے ظاہر فرمایا ہے کہ نمازوں میں مسلمانوں کی دعاء اور قرب الٰہی کے مراتب طے کرنے میں اُن کا مدّعا (فی الحقیقۃ) اُن لوگوں کے ساتھ موافقت (حاصل کرنا ہے) جو منعَم علیہم (وہ لوگ جن پر انعام کیا گیا) ہیں اور منعَم علیہم سے یہی چار (یعنے انبیاء۔ اور صدیقین اور شہداء۔ اور صالحین) مراد ہیں۔ اور دوسرے مقام پر (آیۂ کریمہ) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ تا إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ میں بھی اسی معنے کی طرف اشارہ ہے کہ عوام مسلمین کے ولی ان کے وہ فاضل ترین افراد ہیں جو نماز قائم کرنے والے اور (اللہ کے) محبوب اور محب ہونے وغیرہ کے وصف سے متصف ہیں اس (نکتہ کے اصل مغز) کو عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا ہے (چنانچہ) ابو عمر نے استیعاب کے خطبہ میں ابن مسعودؓ سے

قال ان اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب العباد فَوَجَدَ قلبَ محمدٍ صلے اللہ علیہ وسلم خَیْرَ قلوبِ العبادِ فاصْطَفَاہُ وَبعثہٗ برسالتِہٖ ثم نظر فی قلوب العبادِ بعد قلبِ محمدٍ صلے اللہ علیہ وسلم فوجد قلوبَ اصحابِہٖ خیر قلوبِ العبادِ فجعلھم وُزَرَاءَ نبیہٖ صلی اللہ علیہ وسلم یُقَاتِلُوْنَ عَنْ دِیْنِہٖ وبیہقی مثل آں ذکر کردہ۔ الا انہ قال فجعلھم انصارَ دینہ ووُزَرَاءَ نبیہٖ فَمَا رَاٰہُ المؤمنون حَسَنًا فھو عِندَ اللہِ حَسَنٌ وما راٰہ قبیحًا فھو عِنْدَ اللہِ قبیحٌ وچنانکہ اولویت ایں فریق در خلافت متحقق است اجتہاد ایں فریق اَولےٰ و احق است از اجتہادِ دیگراں و ہر وصفے از اوصاف مذکورہ علامات و خواص دارد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان مناقب صحابہؓ گاہے نص فرمودہ اند باثبات ایں اوصاف در ایشاں وگاہے باثبا علامات وخواص تلویح ابلغ من التصریح ادا کردہ

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہتر پایا پس ان کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد اور بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں کو بہتر پایا پھر صحابہؓ کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا تاکہ وہ خدا کے دین کے لئے (کافروں سے) مقاتلہ کرتے رہیں۔ بیہقی نے بھی اسی کے مثل (حضرت ابن مسعودؓ سے) روایت کی ہے مگر انھوں نے (روایت کا آخری حصّہ) اس طرح نقل کیا ہے کہ صحابہؓ کو اپنے دین کا انصار اور اپنے نبیؐ کا وزیر بنایا پس جس بات کو مؤمنینؓ (یعنے صحابہؓ) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو قبیح جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔ (بیہقی کی روایت کا آخری حصہ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ) جس طرح خلافت (کے استحقاق) میں اس گروہ (صحابہؓ) کی اولویت ثابت ہے اُسی طرح اس گروہ (صحابہؓ) کا اجتہاد بھی دوسروں کے اجتہاد سے اَولیٰ اور احق ہے۔ اوصاف مذکورہ میں سے ہر ایک وصف کے لئے علامات اور خواص ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے مناقب میں کبھی اُن اوصاف کا پایا جانا صراحۃً ظاہر فرمایا ہے اور کبھی (ان اوصاف کے علامات اور خواص کا پایا جانا کنایۃً (جو تصریح سے زیادہ بلیغ ہے) بیان کیا ہے۔

لہ اس مقام پر اکثر لوگ دو غلطیاں کرتے ہیں اوّل یہ کہ اس حدیث کو مرفوع یعنے قول رسول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے یہ حدیث موقوف ہے یعنے قولِ صحابی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جو امور عقل سے نہ معلوم ہوسکیں ان میں صحابی کا قول حکم میں حدیث مرفوع کے ہوتا ہے۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ مومنین سے عام مومنین مراد لیتے ہیں اور ہزاروں بدعاتِ قبیحہ کا حُسن اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہاں بقرینۂ سیاق مومنین سے مراد صحابہ کرام ہیں یہ رتبہ انہی کا ہے کہ وہ جس بات کو اچھی کہیں وہ اچھی جس کو بری سمجھیں وہ بُری بشرطیکہ وہ بات مجتہد فیہ ہو ۱۲

www.kitabghar.org

نکتۂ دوم آنکہ خلیفہ حقیقی پیغامبر مثل نی است کہ نائی آں را بر دہانِ خود نہد بجہت بلند گردانیدن آواز و مانند آں و انشار نغمہ و تعین کیفیتِ آں راجع است بنائی ہمچناں از تقاسیم رحمتِ الٰہی نصیبِ پیغامبر گشتہ و پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم قبل از مباشرتِ آں برفیقِ اعلیٰ پیوستہ بوجہے از وجوہ سببیۃً و انابۃً آں معانی را بدستِ خلفاء اتمام ساختہ اند بحقیقت آں ہمہ راجع است بہ پیغامبر و ایشاں بمنزلہ جوارح پیغامبر شدہ اند لاغیر پس خلافتِ خاصّہ آنست کہ از خلیفہ کارہائے کہ نصیبِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و منسوب بایشاں ست در قرآنِ عظیم و حدیث قدسی بدست وے سرانجام شود و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انابتِ اورا تصریحاً و تلویحاً مرآت کثیرہ اظہار فرمودہ باشند تا ہمہ کارہا در جرائد اعمال حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم مرقوم گردد و ایشاں شرفِ وساطت حاصل نمودہ باشند چنانکہ آیہ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ الآیہ۔ و ایں حدیث قدسی نیز شاہد آنست اِنَّ اللّٰہ نظر الی اھل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا من اھل الکتاب[1] و قال انما بعثتك لابتليك وابتلی

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حقیقی خلیفہ مثل بانسری کے ہے (پس جس طرح) کہ بانسری بجانے والا آواز بلند کرنے کے لئے بانسری کو اپنے منہ سے لگا لیتا ہے اور نغمہ سرائی اور اُس کی خاص کیفیت بانسری بجانے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے (نہ کہ بانسری کی طرف) اسی طرح رحمتِ الٰہی کے حصّے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو عمل میں لانے سے پہلے رفیقِ اعلیٰ کی طرف چلے گئے اور بطورِ سببیت و نیابت کے خلفاء کے ہاتھوں سے وہ کام پورے کئے گئے تو درحقیقت وہ سب کام پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منسوب ہیں اور خلفاء بمنزلہ اعضائے پیغمبر کے سمجھے جاتے ہیں نہ کہ کچھ اور پس خلافتِ خاصّہ یہ ہے کہ خلیفہ سے وہ کام سرانجام پائیں جو قرآنِ عظیم اور حدیثِ قُدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور (نیز) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (خلیفہ) کی خلافت کو صراحۃً وکنایۃً بہت مرتبہ ظاہر فرمادیا ہو تاکہ تمام کام (جو خلیفہ کے) ذریعہ سے سرانجام پائیں (وہ سب) حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامہ میں درج ہوں اور خلفاء نے صرف وسیلہ ہونے کا شرف حاصل کیا ہو نہ کہ کچھ اور جیسا کہ آیۂ کریمہ (ترجمہ) یہ صفت ان کی ہے توریت میں اور انجیل میں اُن کی یہ صفت ہے کہ وہ مثل اس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا (اس پر شاہد ہے) اور یہ حدیثِ قدسی بھی اس پر شاہد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اہلِ زمین کی طرف نظر کی پس تمام زمین والوں کو عرب کو (بھی) عجم کو (بھی) ناپسند کیا سوا ایک جماعت کے اہلِ کتاب[1] سے اور اللہ تعالیٰ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے مبعوث کیا تاکہ تمھاری آزمائش کروں اور تمھاری

[1] اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کو کہتے ہیں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود و نصاریٰ اپنے دین میں تحریف کر چکے تھے اور بہت کم لوگ اپنے اصلی مذہب پر قائم تھے انہی کم لوگوں کو اس حدیث میں مستثنےٰ کیا ہے ۱۲

www.kitabghar.org

بلکہ رواہ مسلم۔ وایں قصہ بھماں میماند کہ حضرت داؤد علیہ السلام باقصی ہمت متوجہ بنائی مسجد اقصٰے گشتند وآں کار از دستِ ایشاں سرانجام نیافت لابد فرزندے را طلب کردند کہ بردستِ وے تمام شود وبعلاقہ آنکہ وی حسنہ است از حسناتِ ایشاں درجریدہ اعمال حضرت داؤدؑ ثبت گردد کہ داؤدؑ بانی مسجد اقصٰے است **نکتۂ سیوم** آنکہ خلافت امر خطیر است ونفوس آدم مجبول بر اتباع ہوا وشیطان در بنی آدم جاری است مجرے الدم چوں خلافت برائے شخص مستقر شود احتمال دارد کہ جور پیش گیرد ودر مقاصدِ خلافت تہاوُن صریح بعمل آرد وضرر ایں خلیفہ در اُمّت مرحومہ اشدّ باشد از ضرر ترک استخلاف وی وایں احتمال کثیر الوقوع است نمی بینی کہ بادشاہانِ ہمہ الاّ ماشاء اللہ دریں مہلکہ گرفتار شدہ اند ومی شوند تا وقتے کہ ایں احتمال برانداختہ نشود بوعدۂ الٰہی یا باوصافے کہ نزدیک حصول آنہا جور وتہاوُن ممتنع عادی گردد وظن قوی بعدل وقیامِ خلیفہ بامرِ ملت ظہور رسد استخلاف ایں چنیں شخص خیر محض نباشد و نفوس آدم باقامت او اطمینان پیدا نہ کنند

ذریعہ سے خلق کی آزمائش کروں (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور اسی کے مثل یہ قصّہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت بلند ہمتی سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی طرف متوجّہ ہوئے اور (جب) یہ کام اُن کے ہاتھ سے سرانجام نہ پایا (تو) ناچار ایک فرزند کی درخواست کی تاکہ اُس کے ہاتھ سے (مسجد کی تعمیر) تمام ہوجائے اور چونکہ وہ فرزند حضرت داؤدؑ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے (اور نیکی کی نیکی اصل شخص کی طرف منسوب ہوتی ہے لہذا ضروری ہوا کہ) حضرت داؤدؑ کے کارنامے میں یہ ثبت ہوجائے کہ (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسجد اقصٰے کے بنانے والے ہیں۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ خلافت ایک بڑا کام ہے (اور حالت یہ ہے کہ) بنی آدم کے نفوس میں خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی جبلّی طور پر پیدا کی گئی ہے اور انسان کے اندر شیطان مثل خون کے سرایت کئے ہوئے ہے لہذا اگر خلافت رائے سے قائم ہو تو (اس کی نسبت) یہ احتمال ہے کہ خلیفہ ظلم اختیار کرے اور خلافت کے مقاصد (پورا کرنے) میں سُستی سے کام لے اور (یہ ظاہر ہے کہ) ایسے خلیفہ کا ضرر اُمّتِ مرحومہ کے لئے اس کے نہ ہونے کے ضرر سے بھی زیادہ شدید ہے۔ اور یہ احتمال کثیر الوقوع ہے (کیا) تم نہیں دیکھتے ہو کہ تمام بادشاہ الاّ ماشاء اللہ اس مہلکہ میں گرفتار ہوئے اور ہو رہے ہیں (پس) جب تک وعدۂ الٰہی کی وجہ سے یا (خلیفہ میں) ایسے اوصاف (موجود ہونے) کی وجہ سے جن کے ہوتے ہوئے (خلیفہ سے) ظلم وسُستی (کا ہونا) عادۃً محال ہو اور (نیز ان اوصاف کی وجہ سے) خلیفہ کی بابت دین کے کاموں میں مستعد رہنے اور عدل کرنے کا ظن قوی ہو (الغرض جب تک کسی وجہ سے) یہ احتمال دور نہ ہوجاتے ایسے شخص کا خلیفہ بنانا خیرِ محض نہ ہوگا اور نہ بنی آدم کے دلوں میں اُس کے خلیفہ بنانے سے اطمینان حاصل ہوگا اور (بہ تقریر دیگر یوں

www.kitabghar.org

وکسیکہ مرشدِ خلائق گردد و مربی ایشان در علم ظاہر و باطن یحتمل کہ در علم و حال خود غلط کردہ باشد و دیگران بعض قرائن متمسک شدہ ہماں غلط را رواج دادہ باشند و ما احسنَ ماقیلَ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئی ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

تا اعتماد بر علم و حال شخصے بحدیثِ مستفیض صادقِ مصدوق و اشاراتِ او حاصل نشود کار ناتمام ست پس خلافتِ کاملہ ہماں ہست کہ وثوق بصاحبِ آں داشتہ باشیم بنصِ شارع و اشارات او و خلافتِ عامّہ آنکہ بمجرد عدالتِ خلیفہ و علم او اکتفا کنیم چوں ایں سہ نکتہ مبیّن شد خوض در تفصیل نمائیم از جملہ لوازم خلافت خاصّہ آنست کہ خلیفہ از مہاجرین اوّلین باشد و از حاضرانِ حدیبیہ و از حاضرانِ نزول سورۂ نور و از حاضرانِ دیگر مشاہدِ عظیمہ مثلِ بدر و تبوک کہ در شرع تنویہ شانِ آں مشاہد و وعدۂ جنّت برائے حاضرانِ آنہا مستفیض شدہ اما آنکہ از مہاجرین اوّلین باشد از انجہت مطلوب شد کہ خدای تعالیٰ در شانِ مہاجرین اوّلین می فرماید اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا بعد ازاں فرمود اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ بعد ازاں فرمود اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہَوْا عَنِ

سمجھو کہ لوگوں کی رائے سے) جو شخص خلائق کا رہنما اور علم ظاہر و باطن میں لوگوں کا مربی (بن گیا) ہو ممکن ہے کہ وہ اپنے علم و حال میں غلطی کرے اور دوسرے لوگ (بھی) بعض قرائن سے تمسک کرکے اس کی غلطی کو صحیح سمجھ لیں اور اسی کو رواج دیدیں۔ کیا اچھا کہا گیا ہے ؎ اے بسا ابلیس آدم روئی ہست ٭ پس بہر دستے نباید داد دست ٭ (لہذا) جب تک صادق مصدوق (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث مستفیض اور اس کے اشارات سے کسی شخص کے علم و حال پر اعتماد نہ حاصل ہو جائے (اس وقت تک) کام ناتمام ہے۔ پس خلافتِ کاملہ (خاصّہ) وہی ہے کہ شارعؑ کی نص اور اس کے اشارات سے اس خلیفہ پر ہم وثوق رکھتے ہوں اور (خلافتِ عامّہ میں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ) خلافتِ عامّہ تو ہے کہ خلیفہ کے علم و عدالت پر اپنی رائے سے اکتفا کرلیا جائے۔ جب یہ تینوں نکتے بیان ہو چکے تو اب ہم (خلافتِ خاصّہ کے لوازم کی) تفصیل (شروع) کرتے ہیں۔

منجملہ لوازم خلافت خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اوّلین میں سے ہو اور (نیز) اُن لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں (شریک) اور سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے۔ اور (نیز) اُن لوگوں میں سے ہو جو بدر و تبوک اور دوسرے مشاہدِ عظیمہ میں موجود تھے جن کی عظمتِ شان اور جن کے حاضرین کے لئے وعدۂ جنّت شرع میں حدیثِ مستفیض سے ثابت ہے۔ خلیفہ کا مہاجرین اوّلین میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ مہاجرین اوّلین کی شان میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا۔ پھر اس کے بعد فرمایا اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ پھر اس کے بعد فرمایا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہَوْا عَنِ

www.kitabghar.org

الْمُنْكَرِ حاصل معنے ایں آیات آنست کہ درباب مہاجرینِ اوّلین کہ اذنِ قتال برائے ایشاں دادہ شد تعلیق میفرماید کہ اگر ایشاں را تمکین فی الارض دہیم یعنی رئیس گردانیم اقامتِ صلوٰۃ کنند وایتاء زکوٰۃ نمایند وامر بمعروف ونہی منکر بعمل آرند ونہی منکر متناوِل است اقامتِ جہاد را زیرا کہ اشدِّ منکرات کفرست واشدِّ نہی قتال ومتناوِل است اقامتِ حدود را ورفعِ مظالم را وامر بمعروف متناول است احیائے علومِ دینیہ را پس بمقتضائے ایں تعلیق لازم شد کہ ہر شخصے از مہاجرینِ اوّلین کہ ممکَّن فی الارض شود از دستِ او مقاصدِ خلافت سرانجام یابد ودر وعدۂ الٰہی خُلف نیست پس خلیفہ اگر از مہاجرینِ اوّلین باشد امن حاصل شود بروے واطمینانِ قلب متحقّق گردد از خلافتِ وے وایں خصلت نمونہ عصمتے ست کہ برائے انبیاء علیہم السّلام ثابت ست نیز می فرماید فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ

الْمُنْكَرِ۔ ان آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جن مہاجرین اوّلین کو جنگ کی اجازت دی گئی تھی اُن کے حق میں (اللہ تعالیٰ) بطور تعلیق[1] کے فرماتا ہے کہ اگر ان کو ہم زمین میں تمکین دیں یعنے اُن کو رئیس بنائیں تو وہ لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمل میں لائیں گے۔ نہی عن المنکر شامل ہے جہاد کرنے کو کیونکہ (نہی عن المنکر گناہوں سے روکنے کو کہتے ہیں اور) سب گناہوں سے زیادہ سخت کفر ہے اور گناہوں سے روکنے کا سب سے زیادہ سخت طریقہ جہاد ہے اور (نیز نہی عن المنکر) شامل ہے اقامتِ حدود اور رفع مظالم کو۔ اور امر بالمعروف شامل ہے احیائے علوم دینیہ کو پس بمقتضائے اس تعلیق کے ضروری ہوا کہ مہاجرینِ اوّلین میں سے کوئی شخص زمین پر حاکم ہو تو اُس کے ہاتھ سے خلافت کے مقاصد سرانجام پاجائیں اور (چونکہ سب جانتے ہیں کہ) خدا کے وعدہ میں خُلف نہیں ہے لہذا خلیفہ اگر مہاجرینِ اوّلین میں سے ہوگا تو اس پر (سب کو) اتفاق ہوجائے گا اور اُس کی خلافت سے (سب کو) اطمینانِ قلب رہے گا اور یہ صفت (جو مہاجرینِ اوّلین کے لئے ان آیات سے نکلی) اس عصمت[2] کا نمونہ ہے جو انبیاء علیہم السّلام کے لئے ثابت ہے اور نیز (مہاجرینِ اوّلین کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے

[1] تعلیق کے معنے لغت میں لٹکانا کسی چیز کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنے کو تعلیق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ گویا شرط مشروط کے ساتھ لٹکائی جاتی ہے یہاں شرط کرنے ہی کے معنے مراد ہیں ۱۲ [2] اللہ تعالیٰ حضرت مصنفؒ کو جزائے خیر دے یہ وہ بات ہے کہ جو شاید ان سے پہلے کسی کے قلم سے نکلی ہو حالانکہ بالکل صریح ہے اب جو لوگ امامت کیلئے عصمت کو شرط کہتے ہیں وہ دیکھیں کہ کیسا سچّا نمونہ عصمت کا حضرات خلفائے ثلٰثہ کیلئے ثابت ہوا اور ثابت بھی کس سے قرآنِ کریم سے شیعوں کے بڑے بڑے منطقیوں نے مثل طوسی وحلّی کے اپنی ساری منطق ختم کردی سیکڑوں بے سروپا مقدمات ترتیب دیتے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ان کے فرضی ائمہ کیلئے عصمت کا شائبہ ہی کسی آیت کے اشارہ سے نکل آئے مگر کچھ نہ ہوسکا سچ ہے باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کسی کے امکان میں نہیں ہے ۱۲

www.kitabghar.org

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ونیز می فرماید وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ونیز می فرماید اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ - واما آنکہ از حاضرانِ حُدَیبیہ باشد ازاں جہت مطلوب شد کہ خدائی تعالےٰ می فرماید مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ وبر اثر وے می فرماید ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ- حاصل معنے این آیات آنست کہ بردست جماعتے کہ ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دریں واقعہ مبارکہ حاضر بودند اظہارِ دین واعلائی کلمۃ اللہ واقع خواہد شد پس چوں ایں وصف در خلیفہ ثابت باشد اعتماد متحقق شود کہ مقاصدِ خلافت ازوے سرانجام خواہد گرفت ودر قرآن عظیم اثبات رضا برائی ایں فریق مقرر شد قال اللہ تعالیٰ

اور میری راہ میں ستائے گئے اور اُنھوں نے (کافروں کو) مارا اور (خود بھی) مارے گئے تو ضرور ضرور ہم اُن کے گناہوں کو دُور کردیں گے اور ضرور ضرور ہم اُن کو ایسی جنّتوں میں داخل کریں گے جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں یہ جزا ہے خدا کے پاس سے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مؤمن ہیں اُن کے لئے مغفرت اور باعزّت روزی ہے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے جہاد کیا اُن کا درجہ خُدا کے نزدیک بہت بڑا ہے (المختصر حق تعالیٰ نے مہاجرین اوّلین کے لئے ہر نوع اور ہر قسم کے فضائل بیان کردیئے ہیں لہذا ضروری ہے کہ مہاجرینِ اوّلین سے ہونا خلافت خاصّہ کے لوازم میں قرار دیا جائے) اور خلیفہ کا حاضرینِ حُدَیبیہ میں سے ہونا (بچند وجہ) ضروری ہے (اوّلاً) اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ- اس کے بعد فرماتا ہے ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ الآیۃ ان آیتوں کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ اس مبارک واقعہ (یعنے صلح حُدَیبیہ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر تھے اُن کے ہاتھوں سے دین کا اظہار اور اعلائے کلمۃ اللہ واقع ہوگا پس یہ وصف (حُدَیبیہ میں موجود ہونے کا) خلیفہ میں پایا جائے گا تو اس پر اس بات کا اعتماد رہے گا کہ خلافت کے مقاصد (جن کا اصل اصول اظہارِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ ہی) اس سے سرانجام پائیں گے اور (ثانیاً اس لئے کہ) قرآن عظیم میں اس گروہ کے لئے (خدا کی) رضامندی ثابت ہو چکی ہے (جیساکہ) اللہ تعالیٰ

www.kitabghar.org

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ ودر حدیث آمدہ عن جابر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یلج النار احد شھد بدرًا والحدیبیۃ وعن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ واما آنکہ از حاضران نزول سورۂ نور باشد ازانجہت مطلوب شد کہ خدائے تعالیٰ می فرماید وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ لفظ مِنْکُمْ راجع ست بحاضرین از مسلمین قاطبۃً زیرا کہ اگر جمیع مسلین مراد مے بود بازکر لفظ منکم با کلمہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت تکرار لازم مے آمد پس حاصل معنے آن ست کہ وعدہ برائے جمعے از شاہدان نزول آیہ کہ تمکین دین بر وفق سعی ایشان واجتہاد وکوشش ایشان بظہور خواہد رسید واما آنکہ از حاضران مشاہد خیر باشد ازاں جہت کہ اہلِ بدر

نے فرمایا ہے (ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہوگیا جب کہ وہ تجھ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور (ثانیًا اس لئے کہ) حدیث میں بروایتِ جابر آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدر وحدیبیہ میں حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا اور نیز انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اُن میں سے کوئی کبھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ اور خلیفہ کا حاضرین (وقت) نزول سورۂ نور میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) وعدہ دیا اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور ضرور اُن کو خلیفہ بنائے گا زمین میں جیسے کہ خلیفہ بنایا تھا اُن سے پہلے کے لوگوں کو اور ضرور ضرور تمکین دے گا اُن کے لئے اُن کے اُس دین کو جس کو پسند کیا اللہ نے اُن کے لئے (اس آیت میں) لفظ مِنْکُمْ[1] تمام مسلمانوں کی طرف راجع نہیں ہے (بلکہ) اُن لوگوں کی طرف راجع ہے جو (سورۂ نور کے نزول کے وقت) موجود تھے کیونکہ اگر تمام مسلمان مراد ہوں تو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ساتھ لفظ مِنْکُمْ کے ذکر کرنے سے (بیفائدہ) تکرار لازم آتی ہے پس حاصل مطلب یہ ہو کہ (اس آیت میں) اُن لوگوں کے لئے جو نزول آیۂ (مذکورہ) کے وقت موجود تھے اس بات کا وعدہ ہے کہ تمکینِ دینِ الٰہی کی سعی اور محنت اور کوشش کے موافق ظہور پذیر ہوگی۔ اور خلیفہ کا (علاوہ حدیبیہ کے دوسرے) مشاہد خیر کے حاضرین میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اہلِ بدر تمام

[1] کیونکہ منکم میں اگر خاص اُس وقت کے مسلمانوں میں خطاب منحصر نہ ہو بلکہ قیامت تک جس قدر مسلمان ہونیوالے ہیں سب مراد لئے جائیں تو مطلب یہ ہوجائیگا کہ اللہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے اور یہ مطلب بغیر لفظ منکم کے حاصل ہوجاتا ہے مثلاً عبارت یوں ہوتی وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت تو یہ مطلب حاصل ہوجاتا لہٰذا لفظ منکم بالکل بیکار اور فضول ہوگیا یہی مطلب تکرار کا ہے اور کسی لفظ کا فضول وبیکار ہوجانا کلامِ الٰہی کی شان سے بعید ہے ۱۲

www.kitabghar.org

افضل صحابہ اند اخرج البخاری عن مُعاذ بن رِفاعۃ بن رافع الزُّرَقی عن ابیہ وکان ابوہ من اھل بدرٍ قال جاء جبرئیل الی النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم فقال ما تعدّون اھلَ بدرٍ فیکم فقال مِنْ افضلِ المسلمینَ او کلمۃً نحوھا قال وکذٰلک مَنْ شَھِدَ بدرًا من الملٰئکۃ ودر شانِ ایشاں صحیح شدہ لعلّ اللہ اطّلع علٰی اھل بدرٍ فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرتُ لکم او فقد وجبت لکم الجنۃ و در حاضرانِ تبوک نازل شدہ لقد تاب اللہُ علی النبیّ والمھاجرین و الانصار الذین اتّبعوہ فی ساعۃ العسرۃ ومبتنی برہمین اصل است کلامی کہ ابن عمرؓ مہیا کردہ بود کہ بامعاویۃ بن ابی سفیان بگوید احقّ بھٰذا الامر منک مَنْ قاتلک وقاتل اباک علی الاسلام اخرجہ البخاری وکلام عبدالرحمٰن بن غنم اشعری فقیہ شام

دیگر صحابہؓ سے افضل ہیں (جیساکہ) بخاری نے مُعاذ بن رِفاعہ بن رافع زُرَقی سے انھوں نے اپنے والد سے {اُن کے والد اہلِ بدر میں سے تھے} روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیلؑ آئے اور عرض کیا کہ (یارسول اللہؐ) آپ اپنے گروہ میں اہلِ بدر کو کیسا سمجھتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمانوں سے افضل یا اسی کے مثل کوئی اور لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریلؑ نے عرض کیا ایسا ہی ہم اُن فرشتوں کو تمام فرشتوں سے افضل جانتے ہیں جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور (نیز) اہلِ بدر کی شان میں صحیح (طور پر ثابت) ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) یقیناً خدا تعالیٰ اہلِ بدر کے انجامِ حال سے مطلع ہوا اس لئے (حدیث قدسی میں) فرمایا جو کچھ چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا یا (یہ فرمایا) کہ تحقیق تمہارے واسطے جنّت واجب ہوگئی۔ اور جو لوگ جنگِ تبوک میں حاضر تھے اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) بیشک اللہ نے توجہ کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے تکلیف کے وقت اُس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کی۔ اور اسی اصل پر (کہ مشاہدِ خیر میں شریک ہونا لوازم خلافتِ خاصہ سے ہے) ابن عمرؓ کا وہ کلام مبنی ہے جو انھوں نے (اپنے ذہن میں) معاویہ بن ابی سفیان سے کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمھارے باپ سے[1] اسلام پر مقاتلہ کیا یعنے علی مرتضےؓ۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور (اسی اصل پر) عبدالرحمٰن بن غنم اشعری فقیہِ شام کا کلام (مبنی ہے جس کا قصہ اس طرح پر ہے

[1] یعنے تم اور تمھارے باپ قبل اسلام بحالتِ کفر کافروں کی طرف سے میدانِ جنگ میں آتے تھے اور علیؓ مسلمان تھے مسلمانوں کی طرف سے میدانِ جنگ میں جاتے تھے اور تم لوگوں سے لڑتے تھے ۱۲

www.kitabghar.org

چوں ابوہریرہؓ و ابودرداؓ از نزدیک
حضرت مرتضٰی برگشتند و ایشاں
سیانجی بودند میانِ معاویہ و
حضرت مرتضٰی و معاویہ طلب
مے کرد کہ خلافت بگذارد و شورائے
گرداند درمیانِ مسلمین فکان
ممّا قال لهما عجبًا منكما
كيف جاز عليكما ماجئتما
به تدعوان عليًا ان
يجعلها شورٰى وقد علمتما
انه قد بايعه المهاجرون
والانصار واهل الحجاز
والعراق وانّ من رضيه خير
ممن كرهه ومن بايعه خير
ممن لم يبايعه وايّ مدخلٍ
لمعاوية في الشورٰى وهو من
الطلقاء الذين لا يجوز لهم
الخلافة وهو وابوه رؤوس
الاحزاب فندما على مسيرهما
وتابا بين يديه اخرجه ابوعمر في
الاستيعاب واز لوازم خلافتِ خاصّہ آن
است کہ خلیفہ مبشر بہ بہشت باشد یعنی بر زبانِ
مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کہ) حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداؓ {جو حضرت معاویہؓ
کی طرف سے حضرت علیؓ کے پاس یہ پیغام لے گئے تھے کہ خلافت کو
چھوڑ دو اور اُس کو مسلمانوں کے شوریٰ پر دائر کر دو} حضرت
علیؓ کے پاس سے (پیغام پہنچا کر) لوٹے (اور مقام حمص میں جو
مسکن حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری کا تھا پہنچے) تو حضرت
عبدالرحمٰنؓ نے اُن سے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ تم دونوں
سے تعجب ہے کہ کیونکر تم سے یہ پیغام جو تم لائے تھے (حضرت علیؓ
کے سامنے) ادا ہوا تم نے علیؓ کو یہ ترغیب دی کہ خلافت کو
شوریٰ پر دائر کر دیں حالانکہ تم جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار
اور اہلِ حجاز اور اہلِ عراق نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے اور بیشک
جو لوگ علیؓ (کی خلافت) سے راضی ہو گئے وہ اُن لوگوں سے
افضل ہیں جو علیؓ (کی خلافت) سے ناخوش ہیں اور جن لوگوں
نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے وہ اُن لوگوں سے افضل ہیں جنھوں
نے ان سے بیعت نہیں کی۔ اور معاویہ کو شوریٰ قائم ہونے سے
کیا فائدہ کیونکہ (شوریٰ سے خلافت ملے گی تو مہاجرین میں سے
کسی کو ملے گی اور) معاویہ (مہاجرین میں سے نہیں ہیں بلکہ) طلقاء[1]
میں سے ہیں جن کو خلافت (خاصّہ) حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ معاویہ
اور اُن کے والد غزوۂ احزاب (میں کافروں) کے سردار تھے
(عبدالرحمٰن بن غنم کا یہ کلام سن کر) ابوہریرہؓ اور ابوالدرداؓ
اپنے آنے پر نادم ہوئے اور عبدالرحمٰن بن غنم کے سامنے (اپنے
اس فعل) سے توبہ کی۔ ابوعمرؒ نے استیعاب میں اس کو روایت
کیا ہے۔ اور **منجملہ** لوازم خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ
بہشت کی بشارت پا چکا ہو یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] طلقاء جمع ہے طلیق کی اصل میں آزاد کئے ہوئے غلام کو کہتے ہیں مگر جو لوگ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے چونکہ ان پر مسلمانوں نے احسان
کیا اور غلام نہ بنایا اس لئے اُن کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور یہاں اسی معنے میں ہے ۱۲

www.kitabghar.org

گذشتہ باشد کہ فلاں شخص بخصوصِ اسم او بغیر تعلیق شرطے از اہلِ بہشت است و عاقبت حالِ او نجات و سعادت است زیراکہ ایں بشارت افادہ مے فرماید قطعاً سعادتِ ایں شخص و ایمانِ او و تقوٰئے او در آخر حال و آخرِ حال خلفاء قیام بامرِ خلافت بود و ایشاں در حالتِ خلافت از عالم گزشتہ اند و افادہ مے فرماید ظناً قریباً من الیقین کہ افعال او در سائر عمر خیر باشد و ایشاں مجتنب باشد از معاصی و حال بطاعات اگرچہ مغفرتِ مرتکبِ کبیرہ پیش اہل سنّت و جماعت جائز قلیل الوجود است لیکن اینجا تلبیس عظیم و تدلیسِ شدید لازم می آید و تلبیس و تدلیس ازاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منفی است و بشارت خلفائی اربعہ بہ جنت بحدِّ تواتر رسید بوجہے کہ احتمال خلاف آں نماند اوّلاً اجمالاً در آیات مناقب مہاجرین و حضّارِ حدیبیہ و جیش العُسرۃ وغیر آں و در احادیثِ مناقب مطلق صحابہ و مناقبِ حاضرانِ ایں مشاہد و ذکر آں احادیث طولے دارد

اپنی زبانِ مبارک سے خاص نام لے کر بغیر کسی تعلیق اور شرط کے فرمایا ہو کہ فلاں شخص اہلِ بہشت سے ہے اور اُس کا انجام کار نجات اور سعادت ہے (یہ شرط) اس لئے (ہے) کہ اس بشارت سے آخر حال میں اُس شخص کی سعادت اور اُس کے ایمان اور تقوٰی کا قطعی ثبوت ملتا ہے اور (چونکہ) خلفاء آخر حال میں خلافت کے منصب پر مامور ہوتے تھے اور خلافت ہی کی حالت میں دنیا سے گزر گئے (لہٰذا اگر وہ مبشّر بہ بہشت ہوں گے تو معلوم ہوگا کہ خلافت کی حالت میں وہ لوگ متّقی اور ایماندار اور نجات یافتہ اور باسعادت رہے) اور نیز (اس بشارت سے) یہ ظن جو قریب یقین کے ہے حاصل ہوتا ہے کہ تمام عمر وہ شخص نیک اعمال اور گناہوں سے مُجتنب اور طاعت کرنے والا رہے گا اگرچہ اہلسنّت وجماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کرنے والے کی مغفرت جائز (ہے گو) قلیل الوجود ہے لیکن یہاں (یعنے مبشّر بہ بہشت سے اگر کبائر کا ارتکاب جائز رکھا جائے تو تلبیس[1] عظیم و تدلیس شدید لازم آتی ہے (کیونکہ مبشر بہ بہشت ہونا ذہن کو صدورِ کبائر کے خیال سے باز رکھتا ہے) حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تلبیس وتدلیس کی نفی ہو چکی ہے (اب رہا یہ کہ خلفائے اربعہ مبشر بہ بہشت تھے یا نہیں تو کیفیت یہ ہے کہ) خلفائے اربعہ کے لئے جنّت کی بشارت اس درجہ حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہے کہ اس کے خلاف کا احتمال ہی نہیں باقی رہا (ان کے لئے جنّت کی بشارت کئی طرح پر ہے) اوّلاً اجمالی طور مہاجرین اور حاضرینِ حدیبیہ اور حاضرینِ جیش العسرۃ (یعنے غزوۂ تبوک) وغیرہ کے مناقب کی آیتوں میں اور مطلقاً صحابہؓ کے مناقب کی حدیثوں میں اور غزوات میں شریک ہونے والوں کے مناقب کی حدیثوں میں جن کا ذکر کرنا طوالت ہے۔

[1] تلبیس اور تدلیس ایسے مشتبہ الفاظ کا استعمال کرنا جن سے دوسرے شخص کو دھوکا ہو سکے ۱۲

www.kitabghar.org

وثانیاً در ضمن عشرۂ مبشرہ عن سعید بن زید وثالثاً برائے خُلفائے ثلثہ عن ابی موسیٰ وجابر وغیرھما ورابعًا برائے شیخین رض در حدیث ابی سعید خدری رض وابن مسعود رض وخامسًا فرادٰے فرادٰے از جماعۃ کثیر از انجملہ حدیث عثمانُ رفیقی فی الجنّۃ ولِعَلِیٍّ بُستانٌ فی الجنّۃ واز لوازم خلافت خاصّہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نص فرمایند کہ وے از طبقۂ علیائی امت ست از صدّیقین یا شہداء وصالحین ومحدَّث نیز شقیق صدیق است وبیک اعتبار داخل در حدِّ وے یا بیانِ علوّ درجۂ او در بہشت فرمودہ باشند وایں لازم بودن شخص است از طبقۂ علیائی امّت یا رائے او موافق باشد با وحی وآیاتِ کثیرہ بر وفق رائے او نازل شدہ باشد وایں معنے نیز لازم بودن شخص است از طبقۂ علیا یا بتواتر ثابت شود کہ سیرت او در عبادات وتقرب الی اللہ اکمل است از سیرت سائر مسلمین ومتحلّے باشد بخصالِ مرضیہ ومقاماتِ علیّہ واحوالِ سَنیّہ وکراماتِ قویّہ یعنے چیز ہائے کہ امروز باسم طریقہ صوفیہ مسمّی مے گردد وصاحب

اور ثانیاً (حدیث) عشرہ مبشرہ کے ضمن میں جو سعید بن زید سے مروی ہے اور ثالثاً (خاص طور پر) خُلفائے ثلثہ کے لئے (اس حدیث میں جو) ابوموسیٰ رض اور جابر رض وغیرہ سے (مروی ہے) اور رابعًا (بتخصیص) شیخین رض کے لئے ابوسعید خدری رض اور ابن مسعود رض کی حدیث میں اور خامسًا الگ الگ (ہر ایک خلیفہ کے لئے اُن حدیثوں میں جو) ایک جماعت کثیر سے (مروی ہیں)۔ ازانجملہ یہ حدیث ہے (ترجمہ) عثمان رض میرے رفیق ہیں جنّت میں (اور یہ حدیث ہے) (علی رض کے واسطے ایک باغ ہے جنّت میں) اور منجملہ لوازم خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ (خلیفہ ایسا شخص ہو جس کی نسبت) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نص فرمادی ہو کہ وہ اُمّت کے اعلےٰ طبقہ سے ہے یعنی صدّیقین یا شہداء اور صالحین سے اور مُحدَّث[1] بھی صدّیق کا ہم رتبہ ہے اور ایک اعتبار سے (محدَّث) اُسی (صدیق) کی تعریف میں داخل ہے (لہذا اگر کسی کی شان میں مُحدَّث کا لفظ آیا ہو تو وہ بھی کافی ہے) یا (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے) اس کا بہشت میں عالی درجہ ہونا بیان فرمادیا ہو اور اُس سے (بھی) اُس شخص کا امّت کے اعلےٰ طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے یا اس کی رائے وحی کے موافق ہو اور بہت سی آیتیں اُس کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہوں اس سے بھی اس کا (امّت کے) اعلیٰ طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے یا بتواتر ثابت ہوگیا ہو کہ عبادات اور تقرب الی اللہ میں اس کی سیرت تمام مسلمانوں کی سیرت سے اکمل ہے اور خصائل پسندیدہ اور مقاماتِ عالیہ اور احوالِ سَنیّہ اور کراماتِ قویّہ سے آراستہ یعنے ان تمام اوصاف سے (موصوف ہو) جو آجکل طریقۂ صوفیہ کے نام سے موسوم ہیں جن کو صاحب

[1] مُحدَّث بروزن معرّہ شخص جس سے بات کی جائے یعنی اس کے دل میں عالمِ غیب سے الہام ہوتا ہو یا فرشتے آکر اس سے باتیں کرتے ہوں، یہ صفت احادیثِ صحیحہ میں حضرت عمر رض کے لئے وارد ہوئی ہے ۱۲ مجمع بحار الانوار

www.kitabghar.org

قوت القلوب وغیرو ے درکتب خویش
بیان کردہ اند وہر مسئلہ را باحادیث وآثار
محکم نمودہ واین نیز لازم صدیقیت و
شہادت است واین معنی در خلیفہ برائی آن
مطلوب شد کہ ریاست ظاہرا و مقرون باشد
بریاست باطن وتشبہ کامل باآنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پیدا کند ودر عداد آیہ کریمہ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ
وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ ودر عداد
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ الآیۃ داخل شود
وثبوت این معنے برائے خلفائی اربعہ
از ضروریات دین ست وثابت باحادیث بیشمار از
آنجملہ حدیث ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان علی حراء ہو وابوبکر وعمر وعثمان
وعلیؓ وطلحۃ والزبیر فتحرکت الصخرۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِھْدَأْ فما علیک
الا نبیٌّ او صدیقٌ او شہیدٌ اخرج الحدیث
المسلم والترمذی وحدیث انسؓ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد
احدا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بہم فقال
اثبت احد اراہ ضربہ برجلہ فانما علیک نبی
وصدیق وشہیدان اخرج البخاری وابوداؤد

قوت القلوب وغیرہ نے اپنی کتابوں میں بسند احادیث وآثار
بیان کیا ہے یہ امور بھی صدیقین وشہداء میں سے ہونے کی دلیل
ہیں۔ اور خلیفہ کا ایسا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ ظاہری ریاست
باطنی ریاست کے ساتھ جمع ہوجائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ کامل مشابہت پیدا کرلے اور (تاکہ وہ) آیہ کریمہ
(ترجمہ) جو لوگ محمد رسول اللہ کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت
سخت ہیں اور باہم مہربان ہیں (اے مخاطب!) تو ان کو (کبھی)
رکوع میں دیکھتا ہے (کبھی) سجدے میں چاہتے ہیں فضل اللہ کا
اور اس کی رضامندی علامت ان کی ان کے چہروں میں سجدے
کے نشان سے ہے {اور آیہ کریمہ} (ترجمہ) اللہ ان کو دوست
رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں مسلمانوں سے فروتنی
کرتے ہیں اور کافروں سے سختی} کے تحت میں داخل ہوجائے
اور ان تمام باتوں کا خلفائے اربعہ کے لئے ثابت ہونا ضروریات
دین سے ہے اور بیشمار حدیثوں سے ثابت ہے ازانجملہ ابوہریرہؓ
کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ)
کوہ حرا پر تھے اور آپؐ کے ہمراہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور
علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ بھی تھے پس پہاڑ جنبش کرنے لگا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے حرا!) ٹھہر جا۔
(کیونکہ) نہیں ہے تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید۔ اس حدیث
کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ازانجملہ انسؓ کی
یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوہ احد پر چڑھے
اور آپؐ کے ہمراہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ بھی چڑھے پس پہاڑ
جنبش کرنے لگا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پائے
مبارک پہاڑ پر مار کر فرمایا اے احد! ٹھہر جا نہیں ہے تجھ پر مگر
نبی اور صدیق اور دو شہید۔ اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد

www.kitabghar.org

والد ملاہی۔ وازانجملہ حدیث عثمانؓ بمثل حدیث انسؓ وفی اٰخرہ شھد معہ رجالٌ اخرجہ النسائی وازاں جملہ حدیث ابی ہریرہؓ اَمَا اِنَّكَ یا اَبا بکرٍ اوّلُ مَنْ یدخل الجنّۃَ مِن اُمّتی اخرجہ ابوداؤد۔ وحدیث جابرؓ یا ابا بکرٍ اعطاكَ اللّٰہُ الرضوانَ الاکبرَ فقال بعض القوم ما الرضوان الاکبرُ یا رسولَ اللّٰہ قال یتجلّی اللّٰہُ لِعبادہٖ فی الاٰخرۃِ عامّۃً و یتجلّی لابی بکرٍ خاصّۃً اخرجہ الحاکم ونوزع فی صحّتہٖ والحق مع الحاکم وحدیث عبد اللّٰہ بن عمرؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ سلم قال لابی بکرٍ اَنتَ صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار وازانجملہ حدیث جعل اللّٰہ الحقَّ علٰی لسانِ عمرَ وقلبہٖ۔ بروایت ابن عمرؓ وابی ذرؓ وعلی بن ابی طالبؓ وحدیث لقد کان فیما کان قبلکم من الاُمَمِ ناسٌ محدَّثون فان یکن فی اُمّتی احدٌ فانّہ عمر۔

اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ازانجملہ عثمانؓ کی حدیث ہے جو مثل انسؓ کی حدیث کے ہے لیکن اُس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اُس پہاڑ پر حضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خلفائے ثلثہ کے سوا اور لوگ بھی تھے۔ اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے اور ازانجملہ ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے ابوبکرؓ! آگاہ رہو کہ تم میری امت میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور (ازانجملہ) جابرؓ کی یہ حدیث ہے (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے ابوبکرؓ! خدا نے تم کو رضوانِ اکبر عطا فرمایا۔ بعض لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ رضوانِ اکبر کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے تمام بندوں پر عام تجلی کریگا اور ابوبکرؓ پر خاص تجلی کرے گا۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اگرچہ اس حدیث کی صحت میں نزاع ہے مگر حاکم حق پر ہیں (یعنے یہ حدیث صحیح ہے) اور (ازانجملہ) عبداللہ بن عمرؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور میرے ساتھی ہو غار میں۔ اور (ازانجملہ) ابن عمرؓ اور ابوذرؓ اور علی ابن ابی طالبؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ اور (ازانجملہ) ابوہریرہؓ اور عائشہؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ بلاشبہ تم سے پہلے کی اُمّتوں میں کچھ لوگ مُحدَّث تھے اور میری اُمّت میں اگر کوئی مُحَدَّث ہے تو وہ عمرؓ ہے اور

لہ لفظ اگر سے شک کا مفہوم نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ کبھی شرط وجزا یقین کے موقع پر بھی آتا ہی جیسے اہل عرب بولتے ہیں ان کنتُ عملتُ لكَ فوفّنی حقّی یعنے مزدور جب مالک سے مزدوری مانگتا ہے اور مالک دینے میں کمی کرتا ہے تو مزدور کہتا ہے کہ اگر میں نے تمہارا کام کیا ہو تو مجھے میرا حق پورا دو حالانکہ اس موقع پر مزدور کو اپنی مزدوری کرنیکا پورا یقین حاصل ہوتا ہے اور حضرتؐ کو کیونکر شک ہوسکتا تھا کیونکہ آپ کی امت خیر الامم ہے پس کوئی وجہ نہ تھی کہ امم سابقہ میں محدَّث ہوں اور آپکی امت میں نہ ہوں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

www.kitabghar.org

بروایت ابی ہریرۃ رضؓ و عائشہ رضؓ و شبیہ
بآں است حدیث عقبۃ بن عامر رضؓ
لو کان بعدی نبیٌّ لکان عمر
بن الخطاب و حدیث والذی نفسی
بیدہٖ ما لقیک الشیطٰن فجًّا
الّا سلک فجًّا غیر فجک۔ از
حدیث سعد بن ابی وقاص رضؓ و ابی ہریرۃ رضؓ
و عائشہ رضؓ و بریدہ اسلمی رضؓ و حدیث
موافقتِ فاروق رضؓ با وحی الٰہی از روایت
عمر رضؓ و ابن عمر رضؓ و ابن مسعود رضؓ۔ و از انجملہ
حدیث ھٰذان سیّدا کھولِ اھل
الجنّۃ من الاوّلین والاٰخرین الّا
النّبیّین والمرسلین۔ از روایتِ
علی بن ابی طالب رضؓ و انس رضؓ و ابی جحیفہ رضؓ
و حدیث انّ اھل الدّرجات العلٰی
لیراھم من تحتھم کما ترون
النّجم الطّالع فی افق السّماء
وان ابا بکر و عمر منھم و انعما اخرجہ
الترمذی و ابن ماجۃ و حدیث الا
استحیی ممّن یستحیی منہ الملائکۃ
یعنی عثمان اخرجہ مسلم
و حدیث لکلّ نبیٍّ
رفیقٌ و رفیقی فی
الجنۃ عثمانُ اخرجہ
الترمذی۔

اسی کے مثل عقبہ بن عامر کی (یہ) حدیث ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضؓ ہوتے۔ اور (اسی کے مثل) سعد بن ابی وقاص رضؓ اور ابو ہریرۃ رضؓ اور بریدہ اسلمی رضؓ (کی روایت) سے یہ حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) قسم اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (اے عمر رضؓ) جب کسی راستہ میں تم کو شیطان دیکھ لیتا ہے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے چلنے لگتا ہے۔ اور (اسی کے مثل ہے) عمر رضؓ اور ابن عمر رضؓ اور ابن مسعود رضؓ کی روایت سے (وہ) حدیث (جس میں) حضرت فاروق رضؓ کی رائے کا وحی الٰہی کے موافق ہونا (مذکور ہے)، اور (از انجملہ) علی بن ابی طالب رضؓ اور انس رضؓ اور ابی جحیفہ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) یہ دونوں (یعنے ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ) سردار ہیں تمام پیرانِ اہلِ جنّت کے اگلے اور پچھلوں سے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اور (از انجملہ) یہ حدیث (ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) اعلےٰ درجات والے نیچے درجہ والوں کو اس طرح (روشن) نظر آئیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارہ کو دیکھتے ہو جو آسمان کے اُفق پر نکلتا ہے اور بیشک ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ اُنہی اعلےٰ درجات والوں میں سے ہیں بلکہ اُس سے زیادہ۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور (از انجملہ یہ حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کیا میں اُس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں یعنی عثمان رضؓ سے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور (از انجملہ) (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ہر نبی کیلئے ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنّت میں عثمان رضؓ ہے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور (از انجملہ) سعد بن ابی وقاص رضؓ

www.kitabghar.org

و حدیث اَمَا تَرضٰی اَنْ تکونَ منی بمنزلۃِ ھارونَ من موسٰی بروایت سعد بن ابی وقاصؓ وجابرؓ وغیرہما وحدیث لاعطینّ الرایۃ غداً رجلاً یُحبّ اللّٰہَ و رسولَہٗ و یُحبّہُ اللّٰہ و رسولُہٗ رواہ جماعۃ من الصّحابۃ وقال علیؓ عن النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان لکل نبیّ سبعۃ نُجباءَ رُقباءَ و اُعطیتُ انا اربعۃ عشر قال انا وابنای وجعفر وحمزۃ وابوبکر وعمر ومصعب بن عمیر وبلال وسلمان وعمار و عبد اللّٰہ ابن مسعود وابوذر والمقداد رواہ الترمذی۔ وپارۂ از سیرت مرضیّہ خلفای اربعہ کہ بنقل مستفیض المعنے ثابت در فصل آیندہ نقل خواہیم کرد۔ واز لوازم خلافت خاصّہ آنست کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلّم با خلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیار کرّات بے شمار چنانکہ امیر با منتظر الامارہ معاملہ می کند قولاً و فعلاً وایں معاملہ بچند وجہ تواند بود۔ یکے آنکہ استحقاق خلافتِ او بیان فرماید و فضائلِ او باعتبار معاملہ با امت ذکر

اور جابرؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا) کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہوئے کہ تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر ہارونؑ موسیٰؑ کی طرف سے تھے۔ اور (ازانجملہ) یہ (حدیث) ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا) کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔ اس حدیث کو صحابہؓ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ازانجملہ (یہ حدیث ہے جو) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے سات نجباء[1] رقباء ہوتے ہیں اور مجھ کو چودہ عطا کئے گئے ہیں (جن کی تفصیل حضرت علیؓ نے اس طرح کی ہے) میں اور میرے دونوں بیٹے (حسنؓ و حسینؓ) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیر اور بلالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ خلفائے اربعہ کے کسی قدر حالات جو بنقل مستفیض المعنی ثابت ہوتے ہیں فصلِ آئندہ میں ہم نقل کریں گے۔

اور منجملہ لوازم خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (کوئی ایسا شخص ہو جس) کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً بہت مرتبہ ایسا برتاؤ کیا ہو جیسا کہ کوئی بادشاہ ولیعہد کے ساتھ کرتا ہے اس قسم کا برتاؤ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) اُس کا مستحق خلافت ہونا بیان فرمائیں اور اُمّت کے ساتھ اُس کے برتاؤ کی خوبیاں ذکر

[1] نجباء جمع ہے نجیب کی اور رقباء جمع ہے رقیب کی۔ نجیب بزرگ کو کہتے ہیں۔ اصل میں نجیب اس حیوان کو کہتے ہیں جو اپنی نوع میں سب سے بہتر اور نفیس ہو اور رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

www.kitabghar.org

کند دوم آنکہ اظہار فرماید قرائن بسیار چندانکہ فقہاء صحابہ بدانند کہ لوکان مُستخلِفا لَاستخلَفَ فلانًا و بدانند کہ اَحَبّ الناس الیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلانٌ وبگویند تُوُفِّیَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راضٍ وآنچہ دریں باب باشد سوم آنکہ درحیاتِ خود ایں شخص را بکارہائے کہ متعلق بنفس مبارک آنحضرت صلی اللہ وسلم من حیث النبوۃ امر فرماید واین معنے در خلافتِ خاصّہ ازاں جہت مطلوب شد کہ وثوق بخلافتِ خلیفہ از جہت شرع بہم رسد وحضرت شیخین رض چوں میخواستند کہ شخصے را بکارے کہ تعلق بخلافت داشتہ باشد امر کنند تفحص می نمودند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں شخص را گاہے متولی امرے ساختہ اند از امور مسلمین اگر می یافتند امضای عزیمت می فرمودند والا موقوف می داشتند وایں قصص بحدِ تواتر رسیدٔ است انشاء اللہ تعالیٰ پارۂ ازاں در فصل آیندہ بیان کنیم ونیز قیام ایں شخص باموردین نسبت کردہ شود بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ منسوب میشود فعل بآمر در مثل بَنَی الْاَمِیْرُ الْمَدِیْنَۃَ اما بیان کردن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حال خلفاء را باوصافے کہ

کردیں **دوسرے** یہ کہ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) بہت سے ایسے قرائن قائم کردیں جن سے سمجھ دار صحابہ رض یہ سمجھ لیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو فلاں شخص کو بناتے اور جان لیں کہ فلاں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور (نیز اُن قرائن کی وجہ سے) کہنے لگیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپ فلاں فلاں سے راضی تھے یا اور اسی قسم کی باتیں (لوگوں کی زبان پر آنے لگیں) **تیسرے** یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں اُس شخص کو اُن کاموں (کے انجام دینے) کا حکم فرمائیں جو بحیثیت نبوّت آپؐ ہی کی مبارک ذات سے متعلّق ہوں۔ یہ بات خلافت خاصّہ میں اس لئے ضروری ہے کہ خلیفہ کی خلافت پر شرع کی جانب سے لوگوں کو وثوق ہوجائے، اور (اسی وجہ سے) حضرات شیخین رض جب کسی کو خلافت کے متعلق کسی کام پر مامور کرنا چاہتے تھے تو (پہلے) یہ تحقیق کرلیتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو مسلمانوں کے کسی کام پر کبھی مامور کیا ہے (یا نہیں) اگر (اس شخص کو) ایسا پاتے تو اپنا عزم پورا کرتے (اور اُس شخص کو اُس کام پر مقرّر فرماتے) ورنہ موقوف رکھتے۔ اس قسم کے واقعات تواتر کی حد کو پہنچ گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قدر فصل آیندہ میں ہم بیان کریں گے اور نیز (یہ امر اس لئے بھی ضروری ہے کہ) خلیفہ کا دینی امور کو انجام دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوسکے جیسے بَنَی الْاَمِیْرُ الْمَدِیْنَۃَ[1] میں (محکوم کا) فعل حاکم کی طرف منسوب کیا گیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفاء کے حالات کو اُن کے ان اوصاف کے ساتھ بیان

[1] ترجمہ۔ بنایا سردار نے شہر کو۔ حالانکہ سردار نہیں بناتا بلکہ مزدور وغیرہ بناتے ہیں لیکن چونکہ سردار کے حکم سے بنتا ہے اور بنانے کا فعل اس کے محکوموں سے صادر ہوتا ہے اس سبب سے بنانے کی نسبت سردار کی طرف کردی گئی ۱۲

www.kitabghar.org

حِسّ[۵] خلافت بآں حاصل گردد پس مستفیض
شدہ است دربیان مناقب جماعہ از افاضل
صحابہ و تنہا تنہا نیز و ایں بیانِ آنحضرتؐ بمنزلۂ
اجازتِ روایت حدیث و اجازتِ تدریس علم
و فتاوٰی است چنانکہ الیوم علماء جمعے را بخلافت
خود برمی گزینند و نص می نمایند باستحقاق آن
اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این
منزلت را بفضلائے صحابہ و کبرائے ایشاں
تنویہ فرمودہ اند ازاں جملہ حدیث ابی سعید
خدریؓ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِھَا ابوبکرٍ و
اَقْوَاھم فی دینِ اللہ عُمَرُ واَصدقُھم
حیاءً عثمانُ واقضاھم علیُّ بن ابی
طالب الخ اخرجہ ابوعمرٍ فی اوّلِ
الاستیعاب وحدیث شَیْخٍ من
الصحابۃِ یقال لہ ابومحجن او
محجن بن فلان قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِن اَرْءَفَ
امتی بامتی فذکر الحدیثَ وحدیث
انس بن مالکؓ اَرْحَمُ اُمّتی باُمّتی
ابوبکر فذکر مثلہ اخرجھما ابوعمر فی الاستیعاب
ازانجملہ حدیث ابن مسعودؓ وحدیث حذیفہؓ لا
ادری مابقائی فیکم فاقتدوا بالّذین من بعدی

جن سے (اُن کا استحقاقِ) خلافت محسوس ہوسکے۔ فضلائے صحابہ کی ایک جماعت کے مناقب میں اور فرداً فرداً بھی حدیثِ مستفیض سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان (خلافت کی سند ہے) جس طرح کہ روایتِ حدیث کی اجازت اور علم پڑھانے اور فتوای لکھنے کی اجازت ہوتی ہے (پس) جس طرح کہ فی زمانہ علماء (اپنے تلامذہ میں سے) ایک جماعت کو اپنی جانشینی کے لئے منتخب کر لیتے ہیں اور اُن کے استحقاق کو صراحۃً بیان کر دیتے ہیں (اسی طرح) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ (خلافت) کو اکابر اور فضلائے صحابہ کے لئے ظاہر فرما دیا ہے۔ **ازانجملہ** ابوسعید خدریؓ کی (یہ) حدیث (ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سچے حیادار عثمانؓ ہیں اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ اس حدیث کو ابوعمرؒ نے استیعاب کے شروع میں لکھا ہے اور **ازانجملہ** (یہ) حدیث (ہے) کہ صحابہؓ میں ایک شیخ نے جن کو ابومحجن یا محجن بن فلان کہا جاتا تھا بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکر الخ اور انس بن مالکؓ کی (یہ) حدیث (ہے) میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں الخ ان دونوں حدیثوں کو ابوعمرؒ نے استیعاب میں لکھا ہے اور **ازانجملہ** ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ کی (یہ) حدیث (ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میں نہیں جانتا کہ میں تم میں کب تک رہوں گا پس تم ان دو شخصوں (یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ) کی متابعت کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے

۵ اصل (فارسی) مطبوعہ میں دائرہ کے اندر نقطہ دے کر اور حائے حطی کے اوپر پیش بنا کر حُسن لکھا ہے جو بمعنے خوبی کے ہے حالانکہ لفظ حِسّ ہے بروزنِ ضد بمعنے محسوس ہونے کے کما لا یخفٰی علیٰ من تامل ۱۲

www.kitabghar.org

وازانجملہ حدیث مرتضیٰ وحذیفہؓ ان تؤمّروا ابابکر تجدوہ امینًا زاھدًا فی الدنیا راغبًا فی الاخرۃ وان تؤمّروا عمر تجدوہ قویًّا امینًا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تؤمّروا علیًّا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیًا مھدیًّا یأخذ بکم الطریق المستقیم وسئلت عائشۃ من کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستخلفًا لو استخلفہ قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ قال عمر ما احد احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر الذین توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض فسمّی علیًّا وعثمان والزبیر وطلحۃ و سعدًا وعبد الرحمٰن وازانجملہ حدیث ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض اما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل و میکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابوبکر وعمر اخرجہ الترمذی والحدیث

اور ازانجملہ علی مرتضیٰ اور حذیفہؓ کی (یہ) حدیث رہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اگر تم لوگ ابوبکرؓ کو امیر بناؤ گے تو اُن کو امانت دار اور دُنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب پاؤ گے اور اگر عمرؓ کو امیر بناؤ گے تو اُن کو قوی، امانت دار پاؤ گے کہ وہ اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور اگر علیؓ کو امیر بناؤ گے تو اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم لوگوں کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے اگرچہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ (علیؓ کو خلیفہ) بنانے[1] والے نہیں ہو اور (ازانجملہ) یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا ابوبکرؓ کو پھر پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ کے بعد کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا عمرؓ کو پھر پوچھا گیا کہ عمرؓ کے بعد کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا ابو عبیدہؓ کو (اور ازانجملہ یہ روایت ہے کہ) حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی شخص اُن لوگوں سے زیادہ خلافت کا حقدار نہیں ہے جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقت وفات تک راضی رہے۔ پھر (حضرت عمرؓ نے) علیؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعدؓ اور عبدالرحمٰنؓ کا نام لیا۔ اور ازانجملہ ابوسعیدؓ کی (یہ) حدیث (ہے) وہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے لئے دو وزیر اہلِ آسمان سے اور دو وزیر اہلِ زمین سے ہوتے ہیں چنانچہ میرے دو وزیر اہلِ آسمان سے جبرئیلؑ اور میکائیل ہیں اور اہلِ زمین سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو بہت سندوں سے

[1] یعنے میرے بعد بلا فصل علیؓ کو خلیفہ نہ بناؤ گے یہ وہی مضمون ہے جو صحیحین کی حدیث میں ان الفاظ میں ادا فرمایا گیا یأبی اللہ و المسلمون الا ابابکر یعنے اللہ اور مسلمان غیر ابی بکرؓ کی خلافت سے انکار کریں گے ۱۲

www.kitabghar.org

لحاق عند الحاکم وغیرہ وقال من
نت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ
جماعۃ۔ اما فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با
ثان معاملہ منتظر الامارۃ پس شاہد آن تفویض
ست صلوٰۃ است در قصہ رفتن بقبیلۂ عمرو بن عوف
ر تبوک چوں افواج مسلمین بیرون شہر آمدند
ضرت صدیقؓ را برائے عرض لشکر و اقامت صلوٰۃ
یّن فرمود و در مرض آخر و آں متواتر بالمعنے است
میر الحج ساختن در سال نہم و بغزوات
ستادن چندیں بار و ہمیشہ مشاورت
مودن باشیخین در امور مسلمین و امیر
فتن حضرت عمرؓ را در بعض غزوات
ل صدقاتِ مدینہ فرمودن و او را و
ستادن حضرت عثمان را بجانب
مکہ در مصالحہ حدیبیہ و والیِ یمن
انیدن حضرت مرتضےٰ را و
نمودن برائے وے کہ قضا
ے آسان شود و ایں احادیث
یت مجموعی متواتر بالمعنے
مدہ است و از لوازم خلافتِ
سم آن است کہ آنچہ خدائے
جل برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وعدہ فرمودہ است

روایت کیا ہے اور **ازانجملہ** (یہ حدیث ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مَیں مولیٰؐ ہوں علیؓ بھی اُس کے مولیٰ ہیں اس حدیث کو (محدثین کی) ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(یہاں تک تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قولی برتاؤ تھا اب رہا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ان (خلفائے اربعہ) کے ساتھ (فعلاً) ولیعہدی کا سا برتاؤ کرنا (وہ بھی قطعی طور پر ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایسے برتاؤ پر) شاہد ہے قبیلۂ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا اور جنگِ تبوک میں جب مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آگئیں تو حضرت صدیقؓ کو آپ نے لشکر کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنے کے لئے معیّن فرمایا اور آخر مرض میں (بھی انہی کو امام بنانا) یہ روایت متواتر بالمعنے ہے اور (۹ ہجرت کے) نویں سال میں (اُن کو) امیر الحج مقرر کرنا اور کئی مرتبہ غزوات میں (اُن کو) بھیجنا اور مسلمانوں کے کاموں میں ہمیشہ شیخین سے مشورہ کرنا اور (حضرت عمرؓ کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے) بعض غزوات میں اُن کو امیر بنانا اور مدینہ میں (اُن کو) صدقات کا عامل مقرر کرنا۔ اور (حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس پر شاہد ہے) صلح حُدیبیہ میں اُن کو اہلِ مکہ کی طرف بھیجنا اور حضرت (علیؓ) مُرتضےٰ (کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے اُن) کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُن کے لئے یہ دُعا فرمانا کہ فیصلہ کرنا ان پر آسان ہوجائے۔ یہ تمام احادیث مجموعی حیثیت سے متواتر بالمعنے ہیں۔

اور منجملہ لوازم خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ جو کچھ خدائے عزّوجل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وعدہ فرمایا ہی

دلی بہت سے معنے میں آتا ہے مگر یہاں محبوب کے سوا اور کوئی معنے مراد نہیں ہوسکتے اور اس حدیث سے حضرت علی مرتضےٰ کی
کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور بس۔ جیساکہ اپنے مقام پر ثابت ہے ۱۲

www.kitabghar.org

بعض آن بر دست این خلیفہ ظاہر شود و این علامت خلافت خاصّہ در وقت خلافت تواں شناخت نہ قبل از خلافت بخلاف علاماتِ دیگر و وجود این معنی در خلفاء متحقق است در آیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ و امر بمعروف و نہی از منکر مذکور شدہ و در آیہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تمکین و تقویت دین بر دست ایشان و بر حسب سعی ایشان و حصول اطمینان از کفار مذکور است و در آیہ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ اشارہ بفتح بلدان و شیوع اسلام در اقالیم معمورہ و در آیہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ غلبہ بر دین یہودیت و نصرانیت و مجوسیت مذکور ست و آن در زمان خلفائے ثلٰثہ بودہ است و در آیہ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ قتال مرتدین مذکور است و آں در زمان صدیقِ اکبرؓ بظہور پیوست و در آیہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ جمع عساکر بنفیرِ عام برائے قتال فارس و روم مذکور است و آں در زمانِ مشائخ ثلٰثہ[1] متحقق شد و در آیہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ جمع قرآن در مصاحف

(اُن میں سے) بعض وعدے اُس خلیفہ کے ہاتھ پر پورے ہوں۔ خلافتِ خاصّہ کی یہ علامت خلافت منعقد ہو جانے کے بعد معلوم ہوتی ہے خلافت کے قبل معلوم نہیں ہو سکتی بخلاف دوسری علامتوں کے (کہ وہ خلافت کے پہلے معلوم ہو جاتی ہیں) یہ (علامت بھی خلافتِ خاصّہ کی) خلفاء (اربعہ) میں موجود ہے (مثلاً) آیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الخ میں نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مذکور ہے۔ اور آیہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ میں اُن (خلفاء) کے ہاتھ سے اور اُن کی کوشش کے موافق دین کی تقویت اور شوکت اور کافروں کی طرف سے اطمینان کا حاصل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور آیہ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ الخ میں شہروں کے فتح ہونے اور اقالیم معمورہ میں اسلام کے شائع ہونے کی طرف اشارہ ہے اور آیہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ میں یہودیت اور نصرانیت اور مجوسیت پر (اسلام کا) غالب ہونا بیان کیا گیا ہے اور یہ سب امور خُلفائے ثلٰثہ کے زمانہ میں پائے گئے۔ اور آیہ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ الخ میں مُرتدوں سے جنگ کرنا (خلافتِ خاصّہ کی علامت) بیان کیا گیا ہے اور اُس کا ظہور صدّیقِ اکبرؓ کے زمانہ میں ہوا اور آیہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ میں فارس و روم سے جنگ کرنے کے لئے اعلانِ عام دے کر لشکر جمع کرنا بیان کیا گیا ہے اُس کا وقوع مشائخ ثلٰثہ کے زمانہ میں ہوا اور آیہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ میں قرآن کا مصاحف میں جمع کرنا

[1] مشائخ ثلٰثہ سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں اور شیخین رضؓ کا لفظ جب کتبِ حدیث و سیر و تاریخ وغیرہ میں آئے تو اس سے مراد حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ ہوتے ہیں اور جب یہ لفظ کتبِ اصول حدیث وغیرہ میں ہو تو مراد اس سے امام بخاریؒ و امام مسلمؒ ہوتے ہیں اور جب کُتبِ فقہِ حنفیہ میں ہو تو مراد امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ ہوتے ہیں ۱۲

مذکور است و آن در عہد مشائخ ثلثۃ ظہور یافت و در حدیث قدسی اِنَّ اللّٰہَ مَقَتَ عَرَبَہُم وَعَجَمَہُم قتال عجم مذکور است و آں در ایام خلفای ثلثۃ ظاہر گشت و در حدیث هَلَكَ كِسْرٰی فَلَا كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَهَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ و حدیث لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰی فتح فارس و روم مذکور است و آن در زمانِ خلفای ثلثۃ بظہور رسید و در حدیث قتال خوارج لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ و در حدیث دیگر لفظ يَلِي قَتْلَهُمْ اَوْلَى الْفِرْقَتَيْنِ و آن در زمانِ حضرت مرتضےٰ واقع شد و از لوازم خلافتِ خاصّہ آنست کہ قول خلیفہ حجّت باشد در دین نہ باں معنے کہ تقلید عوام مسلمین اورا صحیح باشد زیراکہ این معنے از لوازم اجتہاد است و در خلافتِ عامہ بیانِ آں گذشت و نہ باں معنے کہ خلیفہ فی نفسہٖ بے اعتماد بر تنبیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واجب الطاعۃ باشد زیراکہ ایں معنے غیرِ نبی را میسّر نیست بلکہ مراد ایں جا منزلتے ست بین المنزلتین تفصیل ایں صورت آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حوالہ فرمودہ باشند بعض امور را بشخصے بخصوص اسم او

مذکور ہے اور یہ (بھی) مشائخ ثلثہ کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اور حدیث قدسی اِنَّ اللّٰہَ مَقَتَ عَرَبَہُم وَعَجَمَہُم الخ میں عجم میں جنگ کرنا مذکور ہے اور اس کا ظہور خلفائے ثلثہ کے عہد میں ہوا۔ اور حدیث هَلَكَ[1] كِسْرٰی فَلَا كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَهَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ ہیں اور حدیث لَتُفْتَحَنَّ[2] كُنُوْزُ كِسْرٰی میں فارس و روم کا فتح ہونا اور اس کا ظہور (بھی) خلفائے ثلثہ کے عہد میں ہوا اور حدیث لَئِنْ[3] اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ میں اور دوسری حدیث يَلِي[4] قَتْلَهُمْ اَوْلَى الْفِرْقَتَيْنِ میں خوارج سے جنگ کرنا مذکور ہے اور اس کا وقوع حضرت مرتضےٰؓ کے عہد میں ہوا۔

اور منجملہ لوازم خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (ایسا شخص ہو جس) کا قول دین میں حجّت (قرار پایا) ہو (لیکن) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عام مسلمانوں کو اس (خلیفہ) کی تقلید کرنا صحیح ہو کیونکہ یہ بات تو اجتہاد کے لوازم سے ہے اور خلافتِ عامّہ (کی بحث) میں[5] اس کا ذکر ہو چکا ہے اور نہ یہ مراد ہے کہ خلیفہ فی نفسہٖ واجب الاطاعت ہو بغیر اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (طرف سے اس خلیفہ کی اطاعت کے لئے کوئی) تنبیہ ہو کیونکہ فی نفسہٖ واجب الاطاعت ہونا سوائے نبی کے کسی اور کو میسّر نہیں بلکہ اس مقام پر (قولِ خلیفہ کے حجّت ہونے سے) مراد وہ مرتبہ ہے جو ان دونوں مرتبوں کے درمیان[6] میں ہے۔ **تفصیل اسکی یہ ہی** کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص شخص کا نام لے کر بعض امور کو اس کے حوالہ فرما دیا ہو

[1] ترجمہ کسرٰی یعنے شاہ فارس ہلاک ہو گیا یعنے عنقریب ہلاک ہو جائیگا پھر اس کے بعد کوئی کسرٰی نہ ہوگا یعنے سلطنت اس کے خاندان سے نکل جائیگی اور قیصر ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا ۱۲ [2] ترجمہ ضرور ضرور تم لوگ شاہ فارس کے خزانوں کو فتح کر و گے ۱۲ [3] ترجمہ بیشک اگر میں خوارج کو پاؤں تو انھیں اسی طرح قتل کروں گا جس طرح قوم عاد کے لوگ (عذاب سے) مارے گئے تھے یعنے بیخ و بنیاد ان کی فنا کر دوں ۱۲ [4] ترجمہ خوارج کو وہ فریق قتل کرے گا جو حق کے ساتھ زیادہ قریب ہوگا ۱۲ [5] یعنے مجتہد ہونا خلافتِ عامّہ میں بھی شرط ہی تو خلافتِ خاصّہ میں جو اس سے اعلےٰ مرتبہ ہی بدرجۂ اَولیٰ شرط ہوگا ۱۲ [6] یعنے وہ مجتہد بھی ہو اور اس کی اطاعت پر شارعؑ کی طرف سے تنبیہ بھی کی گئی ہو ۱۲

www.kitabghar.org

پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم مے شود متابعتِ اُمرائے جیوش آنحضرت بمقتضائے امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و این خصلت در خلفائے راشدین ہماں می ماند کہ قول زید بن ثابت را در فرائض مقدم باید ساخت بر اقوالِ مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن مسعود را در قرارت و فقہ و قول اُبی بن کعب را در قرارت بر قول دیگران و قول اہلِ مدینہ نزدیک اختلاف امت بر قولِ دیگراں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتعلیم اللہ عزّ و جلّ دانستند کہ بعدِ آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد و امت در بعض مسائل بحیرت در مانند رافت کاملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برامت اقتضاء فرمود کہ مخلصِ آں حیرت برائے ایشاں تعیین فرمایند و دریں باب حجتے برائے امت قائم کنند و ایں معنے ثابت ست برائے خلفائے اربعہ زیرا کہ قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ دریں آیہ افادہ می فرماید آنچہ بسعی ایشاں مُمکّن و شائع و مشہور می شود دینِ مرتضےٰ است پس آنچہ بکوشش ایں جماعت شائع شد انتساب او بشرع معلوم گشت و میفرماید إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ دریں آیت افادہ فرمود کہ

پس (اس وجہ سے مسلمانوں کو ان امور میں) اس کی متابعت واجب ہوگی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افسرانِ فوج کی اطاعت (فوج کے لئے) واجب تھی۔ اور خلفائے راشدین میں اس صفت کا ہونا ایسا ہی ہے جیسا علمِ فرائض میں زید بن ثابتؓ کا قول دیگر مجتہدین کے اقوال پر مقدم کرنا چاہیے اور قرارت اور فقہ میں عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول اور قرارت میں اُبی بن کعبؓ کا قول دوسروں کے اقوال پر (مقدم کرنا چاہیے) اور اُمت[۱] میں اختلاف ہونے کے وقت اہلِ مدینہ کا قول دوسروں کے قول پر مقدم کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزّ و جلّ کے بتانے سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (اُمت میں) اختلاف ظاہر ہوگا اور بعض مسائل میں امت کو حیرت ہو جائے گی (لہٰذا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ کاملہ جو اُمت پر تھی (اس بات کی) مقتضی ہوئی کہ امت کے لئے اس حیرت سے رہائی کا طریقہ معیّن فرما دیں اور اس معاملہ میں اُمت کے لئے ایک حجت قائم کر دیں (چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا) (اب دیکھو) خلفائے اربعہ کے لئے یہ صفت (کس اعلےٰ درجہ میں) ثابت ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ اس آیت میں (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ اُن (خلفاء) کی کوشش سے جو دین قائم اور شائع اور مشہور ہو (وہی) پسندیدہ دین ہے پس اس جماعت (خلفاء) کی کوشش سے جو دین شائع ہوا اس کا شرع کی جانب منسوب ہونا (اس آیت سے) معلوم ہو گیا اور (نیز اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ الآیہ۔ اس آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) افادہ فرمایا ہے کہ

[۱] یعنے فقہی اختلاف کے علاوہ اور قسم کے اختلافات میں یہ مذہب حضرت مصنفؒ کا ہے اور سلف کے بعض مجتہدین بھی اسی کے قائل ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک کوئی تخصیص اہلِ مدینہ کی نہیں ہے ۱۲

www.kitabghar.org

ہر نماز وے و زکوٰتے و امر معروفے و نہی منکرے
کہ از ممکنان ظاہر شود محمود و محل رضا است
و در حدیث عرباض بن ساریہ عَلَیکُم بِسُنَّتِی
وَسُنَّۃِ الخُلَفاءِ الرّاشِدِینَ مِن بَعدِی
و در حدیث ابن مسعود و حذیفہ اِقتَدُوا
بِالَّذِینَ مِن بَعدِی اَبِی بَکرٍ وَعُمَرَ و این معنی
از اکابر صحابہ مروی ست اخرج الدارمی عن
عبد اللہ ابن ابی یزید قال کان ابن عباس
اذا سُئِلَ عن الامر فکان فی القرآن اَخبَرَ
بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخبر
بہ فان لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان
لم یکن قال فیہ برأیہ و مجتہدانِ تابعین
و تبع تابعین بایں اصل قائل شدہ واہلِ
مذاہبِ اربعہ بآں رفتہ اند کسیکہ در موطا و
آثار محمد بن الحسن تامل نماید بیقین ایں را
بداند اگرچہ بعض اصولیانِ شافعیہ
دریں باب تردد دارند و غالباً منشاے
تردد عدمِ اخذِ سلف ببعضِ آثارِ
خلفاء بودہ باشد و تحقیق دریں باب
آن است کہ نزدیک تعارضِ ادلہ
تقدیم بعض ادلۂ شرعیہ بر بعض
نفی حجیتِ عـہ دیگر نمی کند چنانکہ خبر واحد را
نزدیک مخالفت حدیث مشہور یا اجماع

نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جو طریقے ان لوگوں
سے ظاہر ہوں جن کو تمکین دی گئی ہے وہی محمود اور پسندیدہ ہیں
اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا) تم لوگ اپنے اوپر لازم کرلو میری سنت کو اور خلفائے
راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہوں گے اور ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ
کی حدیث میں ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پیروی
کرو ان دونوں کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے (یعنی) ابوبکرؓ اور
عمرؓ کی اور یہ امر (یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا) اکابر صحابہؓ سے
مروی ہے (چنانچہ) دارمی نے عبد اللہ بن ابی یزید سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا
تو اگر وہ مسئلہ قرآن میں ہوتا تو قرآن سے بتاتے اور اگر قرآن میں
نہ ہوتا بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کی حدیث) میں ہوتا تو
اُسی (حدیث) سے بتاتے اور اگر (حدیث میں بھی) نہ ہوتا تو ابوبکرؓ
وعمرؓ (کے قول) سے (بتلاتے) اور اگر (ابوبکرؓ و عمرؓ کے قول میں بھی)
نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے اور تابعین اور تبع تابعین کے (طبقہ
کے) مجتہدین (بھی) اس اصل کے قائل ہوتے ہیں (کہ خلفائے راشدین
کا قول حجت ہے) اور ارباب مذاہب اربعہ (بھی) اسی طرف گئے
ہیں (چنانچہ) جو شخص موطا اور محمد بن الحسن کی کتاب الآثار میں
غور کرے وہ یقیناً اس کو معلوم کرلے گا اگرچہ بعض اصولیینِ شافعیہ
اس باب میں متردد ہیں اور غالبًا ان لوگوں کے تردد کی وجہ یہ ہے
کہ بعض سلف نے خلفاء کے بعض آثار پر عمل نہیں کیا مگر اس باب
میں تحقیق یہ ہے کہ ادلہ (شرعیہ) میں تعارض ہونے کے وقت بعض
ادلہ شرعیہ کو بعض پر مقدم کرنا دوسری دلیل کے حجت ہونے
کی نفی نہیں کرتا ہے جیسا کہ خبر واحد کو حدیث مشہور یا اجماع

عـہ اصل مطبوعہ میں اس مقام پر حجت کا لفظ ہے مگر صحیح حجیت ہے۔ کما لا یخفے ۱۲

www.kitabghar.org

امت ترک می کنیم آخذ فقہ را طبقات
است و ہر طبقے را حکمے اینجا کلام امام
شافعیؒ بعینہٖ نقل کنیم قال البیہقی فی
السنن الصغریٰ اخبرنا ابو سعید
بن ابی عمرو قال حدثنا ابو العباس
قال اخبرنا الربیع قال قال الشافعی
رحمہ اللہ ما کان الکتاب و
السنۃ موجودین فالعذر عند
من سمعھما مقطوع الا باتباعھما
فاذا لم یکن ذلک صرنا الی
اقاویل اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم او واحدھم ثم قال
قول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان
قال فی القدیم و علی رضی اللہ
عنھم اذا صرنا الی التقلید احب
الینا و ذلک اذا لم نجد دلالۃ
فی الاختلاف تدل علی اقرب
الاختلاف من الکتاب والسنۃ
فنتبع القول الذی معہ
الدلالۃ ثم بسط
الکلام فی ترجیح قول الائمۃ

امت کے مخالف ہونے کی حالت میں ترک کردیتے ہیں (اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خبرِ واحد حجت نہ رہے) فقہ کے ماخذ کے کئی طبقات ہیں اور ہر طبقہ کا جداگانہ حکم ہے یہاں پر ہم امام شافعیؒ کا کلام بعینہٖ نقل کرتے ہیں (جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی خلفاء کا قول حجت ہے) سُننِ صُغریٰ میں بیہقیؒ نے لکھا ہے کہ ہم کو ابو سعید بن ابی عمروؒ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابوالعباسؒ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم کو ربیعؒ نے خبر دی وہ کہتے تھے (امام) شافعیؒ نے فرمایا جب تک (کسی مسئلہ میں) قرآن و حدیث (کا حکم) موجود رہے تو اُس کے سُننے والے کو قرآن و حدیث کی اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوسکتا اگر (کسی مسئلہ میں) قرآن و حدیث (کا حکم) موجود نہ ہو تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ کے اقوال کی طرف یا کسی ایک صحابی کے قول کی طرف رجوع کریں گے (اس کے بعد) پھر امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جب ہم تقلید کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ (یعنی) ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کا قول محبوب تر ہے [اور قولِ قدیم میں (امام شافعیؒ نے) عثمانؓ کے بعد علیؓ کو (بھی ذکر) فرمایا تھا] لیکن یہ اس صورت میں جبکہ (صحابہؓ میں باہم اختلاف نہ ہو یا اختلاف ہو مگر) ہم کسی قول کے ساتھ کوئی ایسی دلیل نہ پائیں جو قرآن و حدیث سے اس کے قریب ہونے پر دلالت کرے ورنہ ہم اُسی شخص کے قول کی اتباع کریں گے جس کے ساتھ دلیل ہے پھر (اس کے بعد) امام شافعیؒ نے ائمہ (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ) کے قول کو ترجیح دینے میں بسط کے ساتھ

لہ یعنے جن اصول سے احکامِ فقہی نکالے گئے ہیں ۱۲ سلہ امام شافعیؒ کو سفرِ مصر میں بہت سی حدیثیں اپنے مذہب کے خلاف ملیں تو انھوں نے اپنے بہت سے اقوال ترک کردیئے سفرِ مصر سے پہلے کے اقوال ان کے قولِ قدیم اور سفرِ مصر کے بعد کے اقوال قولِ جدید ہیں جو امام شافعیؒ نے حضرت علی مرتضےٰ کا نام نہیں لیا اس کی وجہ یہ ہے کہ تحقیقات سے اُن کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ پر افترا بہت ہوا ہے ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہے لہٰذا ان کا ذکر بے سود ہے ۱۲

www.kitabghar.org

الی اَنْ قالَ فاذا لم یوجد عن الائمۃ فاصحٰبُ
رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الدین
فی موضع الامانۃ اخذنا بقولِھم وکان
اتباعھم اولی بنا من اتباع من بعدھم
قال والعلم طبقاتٌ الاولی الکتٰب و
السنۃ اذا ثبتت السنۃ ثم الثانیۃ الاجماع
فیما لیس فیہ کتابٌ ولا سنۃٌ والثالثۃ
ان یقول بعض اصحاب النبی صلے اللہ
علیہ وسلم ولا نعلم لہٗ مخالفا منھم والرابعۃ
اختلاف اصحاب النبی صلے اللہ علیہ
وسلم والخامسۃ القیاس علی بعض ھذہٖ
الطبقات ولا یصار الی شیءٍ غیر الکتٰب
والسنۃ وھما موجودان وانما یؤخذ العلم
من اعلٰی ﴿و از لوازم خلافت خاصّہ آن
است کہ خلیفہ افضل امت باشد در زمان
خلافتِ خود عقلاً و نقلاً ازاں جہت کہ در
نکتہ اولےٰ تقریر کردیم کہ چوں خلافتِ
ظاہرہ ہم دوش خلافتِ حقیقیہ
باشد وضع شیَ در محل خود ثابت گردد
لیکن اینجا ایں نکتہ باید شناخت کہ غیر
اخص خواص ریاستِ خواص را لائق نیست
پس خلافتِ او مطلق نہ باشد

کلام کیا ہے یہاں تک کہ یہ کہا کہ جب ائمہ (یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور
عثمانؓ) سے کوئی قول مروی نہ ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے دیگر صحابہؓ دین کے امانت دار ہیں ہم اُن دیگر صحابہؓ کے قول کو
اختیار کریں گے اور ہمارے لئے اُن صحابہؓ کی اتباع اُن کے بعد
والوں کی اتباع سے بہتر ہے (پھر امام شافعیؒ نے) فرمایا علم کے
کئی طبقے ہیں پہلا طبقہ قرآن وحدیث ہے بشرطیکہ حدیث صحیح ہو
پھر دوسرا طبقہ اجماع ہے اُن مسائل میں جن میں قرآن وحدیث
(کا حکم موجود) نہ ہو پھر تیسرا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
کسی صحابی کا قول ہے درحالیکہ صحابہؓ میں سے کوئی اُن کے مخالف
ہم کو معلوم نہ ہو اور چوتھا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
کے وہ اقوال ہیں جن میں وہ باہم مختلف ہوں اور پانچواں طبقہ
قیاس ہے جو انھیں بعض (مذکورۂ بالا) طبقات پر (کیا گیا ہو)
خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کسی دوسری چیز کی طرف
رجوع نہ کیا جائے اور نہ اخذ کیا جائے علم مگر (طبقۂ) اعلےٰ سے۔
اور منجملہ لوازم خلافت خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (ایسا شخص
ہو جو) اپنے عہد میں تمام امت سے افضل ہو عقلاً[1] و نقلاً (یہ بات
خلافت خاصّہ میں) اس لئے (ضروری ہے) کہ نکتہ اولےٰ میں ہم
بیان کرچکے ہیں کہ جب ظاہری خلافت حقیقی خلافت کے ہم دوش
ہوگی تو کام اپنے موقع پر رہے گا اب اس جگہ یہ نکتہ (بھی) معلوم
کرلینا چاہیئے کہ خواص پر حکومت کرنا اخص الخواص کے (سوا کسی)
غیر کو لائق نہیں ہے پس غیر اخص کی خلافت سب کو شامل نہ ہوگی۔
(لہٰذا صحابہؓ جو خواص امت ہیں ان پر حکومت اُسی کو سزاوار ہوگی

[1] عقلاً و نقلاً کا مطلب یہ ہے کہ اس خلیفہ کا تمام امت سے افضل ہونا عقل و نقل دونوں سے ثابت ہوتا ہو عقل سے ثابت ہونے
کی صورت یہ ہے کہ اس کے افعال و اقوال و احوال نہایت شائستہ اور اعلےٰ درجہ میں مطابق شریعت ہوں اور نقل سے
ثابت ہونے کی صورت یہ ہے کہ قرآن یا حدیث سے اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہو ۱۲

www.kitabghar.org

ونصبِ غیر افضل حکم رخصت دارد بہ نسبت عزیمت ورخصت خالی از ضعفے نیست ومورد مدح مطلق نمی تواند شد وازاں جہت کہ در خلافتِ خاصّہ تمکین دین مرضی من کلّ وجہٍ مطلوب است وآں بغیر استخلافِ افضل صورت نمے بندد چنانکہ حضرت مرتضےٰ نزدیک استخلاف امام حسن رضی اللہ عنہ فرمود اِنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بالنّاس خیرًا فسیجمعہم بعدی علٰی خیرھم رواہ الحاکم بخلاف خلافتِ عامّہ کہ آنجا تمکن دین مرتضےٰ من وجہٍ دون وجہٍ مطلوب است لامن کل الوجوہ وازانجہت کہ خلافتِ خاصّہ مقیس است بر نبوّت زیراکہ درحدیث آمدہ خلافۃ علٰی منہاج النّبوۃ ونیز آمدہ تکون نبوۃ ورحمۃ ثم خلافۃ ورحمۃ وجامع ہر دو ریاستِ عامہ است در دین ودنیا ظاہرًا وباطنًا پس چنانکہ استنباء شخص دلالت مے کند بر افضلیّت وے بر اُمّت تا قبح از مستنبی جلّ ذکرہٗ مرتفع گردد ہمچناں استخلاف شخصے بر اُمّت دلالت مینماید بر افضلیت وے

جو اخصّ الخواص یعنے اُن سب میں افضل ہو) اور غیر افضل کا (خلیفۂ خاص) مقرر کرنا رخصت[1] کا حکم رکھتا ہے بہ نسبت عزیمت کے اور رخصت ضعف سے خالی نہیں اور نہ مطلقاً تعریف کے لائق ہے اور (نیز اس لئے بھی خلیفۂ خاص کو تمام اُمّت سے افضل ہونا ضروری ہے) کہ خلافتِ خاصّہ میں دین کی تمکین ہر طرح مقصود ہوتی ہے اور یہ (تمام اُمّت سے) افضل کو خلیفہ بناتے بغیر ممکن نہیں جیساکہ حضرت (علیؓ) مرتضےٰ نے امام حسنؓ کو خلیفہ بناتے وقت فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہتری چاہے گا تو میرے بعد سب لوگوں کو اُس شخص پر متفق کر دے گا جو اُن سب میں بہتر ہو۔ روایت کیا اس کو حاکم نے۔ بخلاف خلافتِ عامّہ کے کہ اُس میں دینِ پسندیدہ کی تمکین (ہر طرح نہیں بلکہ) بعض طریقوں کے ساتھ مقصود ہوتی ہے اور (نیز) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضلِ اُمّت ہونا ضروری ہے) کہ خلافتِ خاصّہ کو نبوّت کے ساتھ مشابہت ہے جیساکہ ایک حدیث میں خلافت بر منہاجِ نبوّت آیا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ (کچھ دنوں) نبوّت ورحمت ہوگی پھر خلافت ورحمت۔ اور (نبوّت کی طرح وہ بھی) دین ودنیا دونوں کی ریاستِ ظاہری وباطنی کو شامل ہے پس جس طرح کسی شخص کا نبی بنانا اس شخص کے تمام اُمّت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے تاکہ نبی بنانے والے جلّ ذکرہٗ سے قباحت[2] مرتفع ہو جائے اسی طرح کسی شخص کو اُمّت پر خلیفہ بنانا اس کے تمام اُمّت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے اور (نیز) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضلِ

---

[1] جب کوئی حکم شرعی کسی عذر کی وجہ سے بدل جائے تو بدلنے سے پہلے جو حالت اس کی تھی وہ عزیمت ہے اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی وہ رخصت ہے جیسے رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم مرض کی وجہ سے بدل جاتا ہے اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو جاتی ہے پس بدلنے سے پہلے جو حالت تھی یعنی روزہ رکھنا وہ عزیمت ہے اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی یعنی روزہ نہ رکھنا یہ رخصت ہے ۱۲

[2] یعنی اگر غیر افضل نبی بنا دیا جائے تو بے انصافی لازم آتی ہے اور بے انصافی سے ذاتِ پاک حق سبحانہٗ بری ہے ۱۲

www.kitabghar.org

وازاں جہت کہ عامل ساختنِ شخصِ مفضول
خیانت است عن ابن عباسٍ قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من استعمل
رجلاً من عصابۃٍ و فی ھذہ العصابۃ
من ھو ارضیٰ للہ منہ فقد خان اللہ و
خان رسولہ وخان المؤمنین وعن
ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم من ولی من امر
المسلمین شیئاً فامّر علیھم احداً محاباۃً
فعلیہ لعنۃ اللہ لایقبل اللہ
منہ صرفاً ولا عدلاً حتی یدخلہ جہنم
اخرجھما الحاکم۔ ازینجا می تواں دانست
کہ حال خلافتِ کبرے چہ خواہد بود آرے
نزدیک تزاحمِ امور و اختلاط خیر و شر
و عدمِ انتظامِ امر علے ما ھو حقہ می تواں راہ
ترخص پیش گرفت۔ وازاں جہت کہ در
وقتِ مشاورت صحابہ مدارِ استخلاف
افضلیّت را نہادند و لفظ احق بہٰذا
الامر گفتند و جمعے کہ مناقشہ داشتند در
استخلافِ صدیقِ اکبرؓ چوں خطائے رائے
خود برایشاں ظاہر شد قائل شدند
بافضلیّتِ او و این مبنی است بر
آنکہ استخلاف با افضلیّت مساوق بود
وافضلیّتِ خلفائے اربعہ ثابت است
بترتیب خلافت بادلہ بسیار اینجا برسہ مسلک

امت ہونا ضروری ہے) کہ غیر افضل کو عامل بنانا خیانت ہے
(جیساکہ) ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جماعت میں سے کسی شخص کو عامل
بنایا درحالیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو
اُس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اُس نے اللہ کی خیانت
کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خیانت کی اور مومنین
کی خیانت کی۔ اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے
کسی کام کا والی بنایا جائے اور وہ رعایۃً کسی کو کسی عہدہ پر مقرر
کردے تو اُس پر خدا کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ نہ اُس کی توبہ قبول
کرے گا نہ اُس کا فدیہ۔ یہاں تک کہ اُس کو جہنّم میں ڈال دیگا۔
ان دونوں حدیثوں کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ یہاں سے معلوم
ہوسکتا ہے کہ (جب چھوٹے چھوٹے عہدوں پر باوجود قدرت
کے مفضول کو مقرر کرنے کی یہ حالت ہے تو) خلافتِ کبرای (میں
مفضول کے مقرر کرنے) کا کیا حال ہوگا؟ ہاں مختلف صورتوں
کے درپیش ہوجانے اور خیر و شر کے باہم مل جانے اور جیساکہ چاہیئے
امر خلافت کا انتظام نہ ہوسکنے کی حالت میں رخصت کی راہ
اختیار کرنی چاہیئے اور (نیز) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضلِ
اُمّت ہونا ضروری ہے) کہ (خلافت کے متعلق) مشورہ کرتے
وقت صحابہؓ نے استخلاف کا مدار افضلیّت پر رکھا اور لفظ احق
بہٰذا الامر کہا تھا۔ اور جن لوگوں نے صدیقِ اکبرؓ کے خلیفہ بنائے
جانے میں مناقشہ کیا تھا ان کو جب اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوگئی
تو ابوبکرؓ کی افضلیّت کے قائل ہوگئے۔ اور یہ اسی پر مبنی ہے کہ
خلافتِ خاصّہ افضلیّت کے ساتھ ساتھ ہے خلفائے اربعہ کی افضلیت
بہ ترتیبِ خلافت بہت سی دلیلوں سے ثابت ہے یہاں ہم تین مسلک

www.kitabghar.org

اکتفاء کنیم **مسلکِ اوّل** آنکہ استخلاف این بزرگواراں بہ نص و اجماع ثابت شد و استخلاف کذا لازم است افضلیت را کما مرّ تقریرہ **مسلکِ ثانی** احادیث مرفوعہ ادلّہ بر افضلیتِ ایشاں نصًّا ازاں جملہ حدیث ابنِ عمرؓ کنّا نخیّر فی زمانِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنقول ابوبکر خیر ھٰذہ الامۃ ثم عمر ثم عثمان و ازاں جملہ حدیث ھٰذان سیدا کھول اھل الجنۃ و تلویحاً مثل حدیث ابی بکرہؓ و عرفجہ در وزنِ میزان و رجحان ایشان بہ ترتیب و حدیث ابی ہریرہؓ اما انک یا ابا بکر اوّل من یدخل الجنۃ و حدیث جابرؓ یتجلّی اللہ تعالیٰ فی الاٰخرۃ للناس عامۃً و یتجلّی لابی بکر خاصۃً رواہ الحاکم و حدیث ان اھل الجنۃ لیترا ءون اصحاب الغرف الخ **مسلکِ ثالث** اجماع صحابہؓ اجمالاً و تفصیلاً و این قصہ بس دراز ست از ہر صحابی فقیہہ

اکتفاء کرتے ہیں۔

مسلکِ اوّل یہ کہ اُن بزرگوں کا استخلاف[1] نص سے اور اجماع سے ثابت ہی اور ایسا استخلاف افضل ہونے کو لازم ہے (غیر افضل کے لئے نہیں ہو سکتا) چنانچہ تقریر اس کی اوپر ہو چکی۔

مسلکِ ثانی (یہ کہ) بہت سی مرفوع حدیثیں ہیں جو ان بزرگوں کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں (بعض میں یہ دلالت) بطورِ نص کے (ہے) ازاں جملہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (جب صحابہؓ کی باہمی فضیلت کا ذکر کرتے تھے (تو) کہتے تھے کہ ابوبکرؓ اس اُمت میں سب سے بہتر ہیں ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ اور ازاں جملہ یہ حدیث ہے کہ یہ دونوں (یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ) پیرانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔ اور (بعض احادیث میں یہ دلالت) بطورِ تلویح[2] کے (ہے) مثل حدیث ابوبکرہ اور عرفجہ کے جو ترازو میں تولے جانے اور ان حضرات کے بترتیبِ خلافت وزنی ہونے کے متعلق ہے اور (مثل) حدیث ابوہریرہؓ کے (جس کا مضمون یہ ہی) کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اور لوگوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلی۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور مثل اس حدیث کے کہ اہلِ جنت اہلِ غرفہ کو ایسے نظر آئیں گے (جیسے چمکتا ہوا ستارہ)۔

مسلکِ ثالث (یہ کہ ان بزرگوں کی افضلیت پر) صحابہ کا اجماع ہے اجمالاً[3] بھی اور تفصیلاً بھی۔ یہ بیان بہت طویل ہی ہر فقیہہ

---

[1] استخلاف جب نص سے ثابت کیا جاتا ہے تو مراد حقیقتِ خلافت ہوتی ہی نہ عقدِ خلافت جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا یہ ایسا ہی جیسے کہا جاتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت توریت اور انجیل سے ثابت ہی حالانکہ توریت و انجیل میں آپؐ کا نام مذکور نہیں ہے بلکہ نبی آخر الزمان کی علامات مذکور ہیں جس سے یہ مستفاد ہوتا ہی کہ جس مدعی نبوت میں یہ علامتیں پائی جائیں وہی نبی آخر الزمان ہی ۱۲

[2] تلویح اشارہ کرنے کو کہتے ہیں۔

[3] یعنے بعض روایتیں مجمل ہیں کہ ان میں اجماع کرنے والوں کی تفصیل نہیں ہی اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اجماع کی بعض روایت میں افضلیت کا مضمون مجمل ہے یعنے یہ نہیں بیان ہوا کہ کن اوصاف کی وجہ سے صحابہ ان حضرات کو افضل سمجھتے تھے اور بعض روایا مفصل ہیں یعنے ان میں وہ اوصاف مذکور ہیں ۱۲

www.kitabghar.org

لفظِ خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ واحقّ بِهٰذَا الامر و مانندِ آں مروی شد وچنانکہ حضرتِ فاروق رضؓ در وقت بیعتِ حضرت صدیق رضؓ گفتہ است اَنْتَ اَفْضَلُ مِنِّیْ و ابو عبیدہ رضؓ گفتہ است تَاْتُوْنِیْ وَفِیْکُمْ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ اشارہ می کرد بآیۃ کریمہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ وچنانکہ حضرتِ صدیق رضؓ وقتِ استخلافِ فاروقِ اعظم رضؓ وشکایتِ مردمان از وے لَوْ قَدْ وَلِیْنَا کَانَ اَفَظَّ وَاَغْلَظَ گفتہ است اَبِرَبِّیْ تُخَوِّفُوْنِیْ اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِسْتَخْلَفْتُ عَلَیْھِمْ خَیْرَ خَلْقِكَ اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ کلَّ ذٰلك لیکن مصرّح ترین ہمہ حضرت مرتضٰے رضؓ است از وے بطریقِ صحیح ثابت شد کہ بر منبرِ کوفہ در وقتِ خلافتِ خود می فرمود خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ابوبکر ثُمَّ عُمَرُ این لفظ را محمد بن الحنفیۃ و ابو جحیفہ و علقمہ و نزّال بن سبرہ و عبد الخیر و حکم بن حجل و غیر ایشاں روایت کردہ اند و از ہر یکے طُرق متعدّدہ منشعب شدہ و بطریقِ استفاضہ از وی منقول است کہ می فرمود سَبَقَ رسولُ اللّٰہ

صحابی سے (ان بزرگوں کی نسبت) اس امّت میں سب سے بہتر، خلافت کا سب سے زیادہ مستحق اور اسی قسم کے الفاظ منقول ہیں چنانچہ حضرت فاروق رضؓ نے حضرت صدیق رضؓ کی بیعت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں، اور حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے کہا کہ تم ثالث ثلاثہ[1] کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو؟ انھوں نے آیۂ کریمہ ثانی اثنین کی طرف اشارہ کیا، اور حضرت صدیق رضؓ نے فاروقِ اعظم رضؓ کو خلیفہ کرتے وقت {جب کہ لوگوں نے اُن سے شکایت کی کہ (خدا کو کیا جواب دیجئے گا) حضرت عمر رضؓ جب ہم پر خلیفہ بنیں گے تو اور زیادہ سختی و درشتی کریں گے} فرمایا کیا تم مجھے پروردگار کا خوف دلاتے ہو؟ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے امت پر خلیفہ بنایا اُس شخص کو جو تیری مخلوقات میں سب سے بہتر تھا، یہ سب روایتیں ابوبکر بن ابی شیبہ رضؓ نے (اپنے مصنّف میں) لکھی ہیں لیکن (مسئلۂ افضلیت کو) سب سے زیادہ صاف بیان کرنے والے حضرت مرتضٰے رضؓ ہیں ان سے بسند صحیح مروی ہے کہ کوفہ میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنے عہدِ خلافت میں فرماتے تھے کہ اس امّت میں سب سے بہتر ابوبکر رضؓ ہیں اور ان کے بعد عمر رضؓ۔ یہ مضمون (حضرت علی رضؓ سے) محمد بن حنفیہ رضؓ اور ابو جحیفہ رضؓ اور علقمہ رضؓ اور نزال بن سبرہ رضؓ اور عبد الخیر رضؓ اور حکم بن حجل رضؓ وغیرہم نے روایت کیا ہے اور (ان میں سے) ہر ایک سے متعدد سندیں (اس حدیث کی) چلی ہیں اور (نیز) بسندِ مستفیض[2] حضرت علی رضؓ سے مروی ہے کہ فرماتے تھے اوّل درجہ میں رسولِ خدا

[1] یہ جملہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے اس وقت فرمایا تھا جب بعض لوگ بیعتِ صدیقی کے وقت ان کے پاس گئے اور ان سے بیعت کی درخواست کی ثالث ثلاثہ کے معنے منجملہ تین کے تیسرا شخص مراد ابوبکر صدیق رضؓ ہیں اس طرح کہ اول درجہ حق سبحانہٗ کا ہے دوسرا درجہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا درجہ حضرت صدیق رضؓ کا یہ ایک بہت بڑا رتبہ ہے جو حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے اس مختصر لفظ میں ادا فرمایا ۱۲ [2] شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ جلد چہارم صفحہ ۱۳۷ میں اور حضرت مصنفؒ نے آیندہ صفحات میں لکھا ہے کہ اس روایت کو حضرت علی مرتضٰے سے اسّی آدمیوں نے روایت کیا ہے جن میں سے کچھ سندیں صحیح بخاری میں بھی ہیں

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم و صلّی ابو بکر و ثلث عمر ثم خبطتنا فتنۃ رواہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند والحاکم وغیرھما و نیز بطریق استفاضہ مروی شدہ کہ علی مرتضٰے بر جنازۂ حضرت عمرؓ فاروق حاضر شد و گفت ما من الناس احد احب الی ان القی اللہ بما فی صحیفتہ من ھذا المسجّی اخرجہ الحاکم من طریق سفیان بن عیینۃ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر واخرجہ محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ عن ابی جعفر الباقر عن علی مرسلاً و ایضاً روایت کردہ شد از طریق ابی جحیفہ و عبد اللہ بن عمرؓ وغیر ایشاں بطریق استفاضہ از وی بہ ثبوت رسید کہ روایت می کرد مرفوعاً ھذان سیّد الکھول اھل الجنۃ واولادِ امام حسن و امام حسین ہمہ ایشاں ایں حدیث را روایت کردہ اند قال ابو داؤد حدثنا محمد بن مسکین قال حدثنا محمد یعنی الفریابی قال سمعت سفیان یقول من زعم ان علیاً کان احق بالولایۃ منھما فقد خطّأ ابا بکر و عمر والمھاجرین والانصار رضی اللہ عنھم وما اراہ یرتفع مع ھذا لہ عمل الی السماء و اخرج البیہقی عن الشافعی بطرق متعددۃ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے درجہ میں ابو بکرؓ اور تیسری درجہ میں عمرؓ ہیں پھر اس کے بعد فتنہ نے ہم پر ہاتھ صاف کیا۔ اس کو عبد اللہ ابن احمدؒ نے زوائدِ مسند میں اور حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور نیز بسندِ مستفیض مروی ہے کہ علی مرتضٰے حضرت فاروقؓ کے جنازہ پر گئے اور (جنازہ کی طرف اشارہ کرکے) کہا کہ اس کفن پوش سے زیادہ کوئی نہیں ہے کہ اس کے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا مجھے محبوب ہو اس حدیث کو حاکم نے سفیان بن عیینہؒ سے انھوں نے جعفر صادقؒ سے انھوں نے اپنے والد حضرت باقرؒ سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے (انھوں نے حضرت مرتضٰے سے) روایت کیا ہے اور امام محمدؒ نے اس حدیث کو امام ابو حنیفہؒ سے انھوں نے ابو جعفرؒ (یعنے حضرت باقرؒ) سے انھوں نے حضرت علیؓ سے مرسلاً روایت کیا ہے اور نیز یہ حدیث ابو جحیفہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ وغیرہ کی سند سے بھی مروی ہے نیز حضرت علیؓ سے بسندِ مستفیض ثابت ہے کہ وہ مرفوعاً روایت کرتے تھے کہ یہ دونوں (یعنے ابو بکرؓ اور عمرؓ) پیرانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔ اس حدیث کو امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں کی اولاد نے روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤدؒ نے لکھا ہے کہ ہم کو محمد بن مسکینؒ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد یعنے فریابی نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے سفیانؒ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے یہ کہا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے اُس نے ابو بکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو خطا پر اعتقاد کیا اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس اعتقاد کے ساتھ اس کا کوئی عمل آسمان تک جا سکے (یعنے مقبولِ خدا ہو سکے کیونکہ اس اعتقاد کے بعد تصدیقِ رسالت کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا) اور بیہقیؒ نے امام شافعیؒ سے باسانیدِ متعددہ روایت

www.kitabghar.org

انہ قال اضطر النّاس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر فلم یجدوا تحت ادیم السّماء خیرًا من ابی بکر فولّوہ رقابھم۔ در ذیل این مسئلہ باید دانست کہ فضیلتے کہ در شرائع مدار افضلیت خلفاء شدہ امور عرفیہ نیست کہ شعراء و مانند آنہا بآں تطاول کنند مثل براعت نسب و قوت فصاحت و زیادت شجاعت و کمال صباحت و تناہی در سخاوت اگرچہ فی الجملہ شرع استحسان ایں اخلاق فرمودہ است و نہ علوم غریبہ از رمل و جفر و قیافہ و نہ امورے کہ در شرع تصریح بآں نہ رفتہ مثل معرفت وحدت وجود و مراتب تنزّلات ستّہ چوں ایں امور در شرع مذکور نشود افضلیت را براں دائر ساختن چرا باشد ثبّت العرش اولاً ثم انقش بلکہ مراد اینجا اوصافی است کہ در قرآن عظیم و سنت صحیحہ صیغۂ اعظم درجۃً واکثر ثوابًا و مانند آں براں دائر ساختہ باشند کما قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوْا وقال تعالیٰ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ

کیا ہے کہ انھوں نے کہا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ ابوبکرؓ کے پاس گئے آسمان کے نیچے انھوں نے ابوبکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا پس سب نے اُن کو اپنی گردنوں کا مالک بنالیا۔

اسی ضمن میں ایک مسئلہ معلوم کرلینا چاہیے (وہ یہ) کہ جو اوصاف شرائع (ربانیہ) میں خلفاء کی افضلیت کا مدار ہیں وہ امورِ عرفیہ نہیں ہیں جن کو شعراء وغیرہ بیان کرتے ہیں مثل عالی نسبی اور قوت فصاحت اور زیادتیٔ شجاعت اور خوبصورتی اور کمالِ سخاوت کے اگرچہ شریعت نے فی الجملہ ان اوصاف کی عمدگی بھی بیان فرمائی ہے۔ اور نہ (خلفاء کی افضلیت کا مدار) علومِ غریبہ ہیں از قسم رمل؎ و جفر و قیافہ اور نہ (خلفاء کی افضلیت کا مدار) وہ امور ہیں جن کی تصریح شریعت میں نہیں ہوئی مثل معرفتِ وحدتِ وجود اور (معرفتِ) مراتبِ تنزّلاتِ ستّہ کے جب کہ یہ باتیں شریعت میں مذکور ہی نہیں ہیں تو پھر ان پر افضلیت کو دائر کرنا کیسے ہوسکتا ہے مثل مشہور ہے (ترجمہ) پہلے تخت بناؤ اُس کے بعد اُس پر نقش کرو (یہاں سرے سے تخت ہی غائب ہے نقش کس پر ہوں گے) بلکہ یہاں وہ اوصاف مراد ہیں جن پر قرآنِ عظیم اور احادیثِ صحیحہ میں اعظم درجۃً اور اکثر ثوابًا اور اسی قسم کے الفاظ وارد کیے گئے ہوں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ترجمہ (عام مسلمانوں کے) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے قبل فتح (مکہ) کے (راہِ خدا میں) خرچ کیا اور جہاد کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) برابر نہیں ہیں (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان باستثناء معذور لوگوں کے اور جہاد

۱؎ بخلاف شیعوں کے کہ وہ انہی شاعرانہ خیالات کے پابند ہیں اور اپنے ائمہ کے فضائل میں یہی چیزیں ذکر کرتے ہیں حالانکہ ان چیزوں میں بھی حضرات مشائخ ثلثہ کسی صحابی سے کم نہیں ہیں جیساکہ اس کتاب سے ثابت ہو جائے گا ۱۲ ۲؎ شیعہ اپنے ائمہ کے فضائل میں یہ خرافات بھی ذکر کرتے ہیں جن کی شرع میں کچھ حقیقت نہیں ہے۔

www.kitabghar.org

الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا. وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالِم على العابد كفضلي على ادناكم وقال من افضل المسلمين اهل بدر او كما قال. پس باین سیاق می باید خاطر را راہ داد و بازازین صفاتِ تفصیلیہ می باید بکلیاتِ آں انتقال نمود و از مقدمات بمقاصد تا واضح شود کہ افضلیتِ خلفاء بایک دیگر باعتبارِ زیادت تشبہ بالانبیاء است فیما للانبیاء بحسب نبوتہم یا گوییم باعتبار قوت اوصافے کہ در خلافتِ خاصہ شرح دادہ شد ایّاًمّا شئتَ فقُل بازمکملات ومقدماتِ قیام بخلافتِ خاصہ بسیار است اصل مقصود مقاصدِ خلافت است نہ طرقِ موصلہ بآں چوں مقاصدِ خلافت حاصل

کرنے والے خدا کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ نے فضیلت دی ہو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر (بہت) بڑے ثواب ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے کسی ادنےٰ پر اور نیز فرمایا کہ سب مسلمانوں سے افضل اہلِ بدر ہیں یا قریب اس کے فرمایا۔

پس ان مضامین پر غور کرنا چاہیئے [1] پھر ان فضائل جزئیہ سے ان کے کلیات کی طرف ذہن کو لے جانا چاہیئے اور مقدمات سے مقاصد کی طرف (توجہ کرنی چاہیئے) تاکہ واضح ہو جائے کہ خلفاء کی افضلیت باہم ایک دوسرے پر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان اوصاف میں مشابہت کی (کمی) زیادتی پر مبنی ہے جو انبیاءؑ میں بحیثیت نبوت ہوتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ (خلفاء کی فضیلت باہم ایک دوسرے پر) اُن اوصاف کے قوی (وضعیف) ہونے کی وجہ سے ہے جن کو خلافتِ خاصہ (کے لوازم) میں ہم بیان کر چکے جو چاہو کہہ لو (مآل ایک ہے)۔

پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) خلافتِ خاصہ (کے فرائض) کی سرانجام دہی جن امور پر موقوف ہے اور جو اُمور اس کو کامل کرنے والے ہیں بہت ہیں (کہاں تک ذکر کئے جائیں) اصل مقصود مقاصد خلافت (کا حاصل ہو جانا) ہے نہ اُن [2] طریقوں کا بیان کرنا جن سے وہ مقاصد حاصل ہوں جب مقاصد کسی خلیفہ سے حاصل

[1] مثلاً یہ دیکھو کہ ان آیات میں قبل از ہجرت جہاد وانفاق کی فضیلت بیان ہوئی ہو اور پھر یہ سمجھو کہ یہ فضیلت جزئی ہو اس کی کلی کیا ہے ؟ کلی یہ ہے کہ دین کی بوقتِ غربت مدد کرنا پھر مقدمات سے مقاصد کی طرف توجہ کرنے کا مطلب یہ ہو کہ دیکھو دین کی بوقتِ غربت کس نے زیادہ مدد کی ۱۲

[2] خلاصہ یہ ہو کہ شیعہ جو یہ بحث نکالتے ہیں کہ حضرت علی شجاعت میں مثلاً سب سے فائق تھے اور شجاعت انکی ثابت کرتے ہیں گو یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی لیکن سرے سے یہ بحث ہی فضول ہو دیکھنا چاہیئے کہ مقاصد خلافت کس سے زیادہ حاصل ہوئے فرض کرو کہ کوئی شخص شجاع نہ تھا اور اس سے مقاصدِ خلافت بوجہ احسن انجام کو پہنچے وہی افضل ہے کیونکہ شجاعت مقصود بالذات نہیں ہے ۱۲

www.kitabghar.org

گشت بمقدمات و مکملات نتواں پرداخت این بہماں مے ماند کہ مقصود قتل عدوّے باشد تا شرِّ عام از عالم مرتفع گردد جوانمردے بہر صفت کہ توانست بآں قیام نمود سادہ لوحے مے گوید قتل بشمشیر ادلّ است بر شجاعت از قتل بہ تیر یا خَشَبِ رمح از فلاں درخت بہتر باشد پس اقوے وجوہ افضلیت کمال تمکین فے الارض است و ظہور دینِ مُرتضٰی بر دستِ خلیفہ زیراکہ اصل الاصول در ثبوتِ خلافتِ عامّہ و خاصّہ ہمان است و مدار مسائل خلافت بریں آیات واین فضیلت در مشائخ ثلثہ روشن تر است ونیز اقوے وجوہ افضلیت در خلفاء نصِّ شریعت است باستخلافِ ایشاں واین معنے در مشائخ ثلثہ اَجْلیٰ است زیراکہ در اکثر احادیث خلافت ذکر مشائخ ثلثہ آمدہ است فقط ونیز اقوے وجوہ افضلیت قیام بامور موعودہ برائے پیغامبر است بمثال آنکہ گرد را گردباد برمیدارد و گنبدے مطنطن می فرماید ارادۂ آلٰہی نفس پیغامبر را حرکت داد و بعض کارہا بوجود آورد و کارہائے دیگر ہنوز ناتمام بود کہ حکمتِ آلٰہی

ہوجائیں تو ان مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے ذرائع پر بحث نہ کرنی چاہیئے یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ کسی دشمن کا قتل کرنا منظور ہو جس سے ایک عام مصیبت دُنیا سے جاتی رہے ایک جوانمرد اُٹھا اور اُس نے جس طرح ہوسکا اس کام کو پورا کردیا اب ایک بے وقوف کہتا ہے کہ تلوار سے قتل کیا ہوتا تو زیادہ شجاعت معلوم ہوتی بہ نسبت تیر سے قتل کرنے کے یا (یہ کہے کہ) نیزے کی لکڑی فلاں درخت کی اچھی ہوتی (تو یہ اس کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے) لہٰذا سب سے قوی وجہ زمین میں تمکین کا کامل ہونا اور دین پسندیدہ کا خلیفہ کے ہاتھ سے غالب ہونا ہی کیونکہ اصل اصول خلافتِ عامّہ اور خلافتِ خاصّہ دونوں میں یہی ہے اور مباحثِ خلافت کا مدار انہی باتوں پر ہے۔ اور یہ فضیلت خُلفائے ثلٰثہ میں خوب ظاہر ہے (نیز) خُلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں ان کے استخلافؔ کی نص (موجود) ہے یہ بات بھی خلفائے ثلٰثہ میں بہت کُھلی ہوئی ہے کیونکہ خلافت کی اکثر حدیثوں میں صرف خُلفائے ثلٰثہ کا ذکر ہے نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ یہ ہے کہ جو وعدے پیغمبرؐ کے لئے ہوتے تھے وہ اُن کے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ جس طرح بگولا غبار کو اُڑا کر ایک گنبد (کی شکل خیال میں) قائم کردیتا ہے (مگر وہ گنبد بالکل ناپائدار ہوتا ہے کہ ہوا کی ذراسی جُنبش میں اس کا پتہ بھی نہیں رہتا ہے یہی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دینِ اسلام کی تھی) ارادۂ الٰہی نے (بگولے کی طرح) پیغمبرؐ کے نفس کو (مثل اس غبار کے) حرکت دی اور بعض کام (مثل اس گنبد کے) وجود میں لایا مگر دوسرے کام (مثل اس گنبد کے محکم و مضبوط کرنے کے) ابھی ناتمام تھے کہ حکمتِ الٰہی نے

ف یعنے ان کی حقیتِ خلافت نص میں مذکور ہے جس طرح حضرت علی کا محبِّ محبوب خدا و رسول ہونا حدیثِ رایت میں مذکور ہے ۱۲

www.kitabghar.org

پیغامبر را از عالم ادنیٰ بہ رفیقِ اعلیٰ رسانید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنحوے از تسبب اتمام آں را بخود منسوب گردانیدند وصورت آں کارہا بخلفاء راجع گشت و ایام خلافت بحقیقت ایام نبوت بود لیکن وحی از آسمان فرود نمی آمد و ایں وجہ در مشائخ ثلثہ زیادہ تر نمایاں گشت و نیز اقوائے وجوہ افضلیت اعانت پیغامبر است در تحمل وے اعباء نبوت را مخاصمۃً وجہاداً وانفاقاً۔ قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِی مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ الخ ظاہر است کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بود چوں ارادۂ الٰہی بظہور امر او منعقد گشت الہام در قلوب اذکیاء حاضرین افتاد کہ اورا اعانت کنند و در ضمن ایں اعانات رحمتِ الٰہی کہ بہ پیغامبر را رسیدہ است شاملِ حال ایں اذکیاء شد و ایں وجہ در شیخین خصوصاً قبل از ہجرت ظاہر تر است و نیز اقوائے وجوہ افضلیت تشبہ است بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تالیفِ قلوب ناس بر اسلام و اتصافِ شیخین بآں واضح تر است و اقوائے وجوہ افضلیت واسطہ بودن است درمیانِ پیغامبر و امت در ترویج علوم از قرآن وسنت و ایں معنی در حضرتِ شیخین آشکارا تر است و اقوای وجوہ افضلیت جہاد عرب وعجم است و ایں معنیٰ در مشائخ ثلثہ روشن تر

پیغمبر کو عالم ادنیٰ سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف پہنچادیا (اب اس گنبد کی درستی و مضبوطی خلفاء کے ہاتھ سے ہوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں کو (جو خلفاء کے ہاتھ سے ہوتے) بوجہ اس کے کہ آپ ایک طرح پر سبب ان کاموں کے تھے اپنی طرف منسوب فرمایا اور ظاہر میں وہ کام خلفاء کے قرار پائے اور دراصل (ان خلفاء کا) زمانۂ خلافت (تتمۂ) زمانۂ نبوت تھا لیکن (فرق صرف یہ تھا کہ) وحی آسمان سے نہ آتی تھی یہ فضیلت بھی مشائخ ثلثہ میں بہت زیادہ واضح ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے نبوت کے بار اُٹھانے میں پیغمبر کی مدد کی زبانی مناظروں سے اور جہاد سے اور مال خرچ کرکے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے برابر نہیں ہیں تم میں سے جنھوں نے خرچ کیا الخ یہ ظاہر ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تن تنہا تھے جب اللہ کا ارادہ آپ کے دین کے غالب کرنے کے ساتھ متعلق ہوا تو اُس نے اُس زمانہ کے عقلمند لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ پیغمبر کی اعانت کریں۔ ان اعانتوں کے طفیل میں وہ رحمتِ الٰہی جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی اُن عقلمندوں کے بھی شاملِ حال ہوگئی۔ یہ فضیلت شیخین رضؓ میں خصوصاً ہجرت سے پہلے بہت ظاہر ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اسلام کے لئے لوگوں کی تالیفِ قلوب کرنا ہے اس صفت کے ساتھ شیخین رضؓ کا موصوف ہونا بالکل کھلا ہوا ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ پیغمبر کے اور امت کے درمیان علوم دینیہ یعنے قرآن و حدیث کی ترویج کا واسطہ بننا ہے، یہ بات بھی حضرات شیخین رضؓ میں خوب ظاہر ہی (نیز) خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ جہاد عرب وعجم ہے یہ بات بھی خلفائے ثلثہ میں خوب واضح ہے۔

www.kitabghar.org

چوں لوازمِ خلافتِ خاصّہ مبیّن شد آلحال باید شناخت کہ جمعے کثیر از اصحاب بفیضِ صحبتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قدرِ متیسّر ازیں اوصاف حاصل کردہ بودند و ایشاں بخلافتِ مُقیّدہ فائز گشتہ مانند عبداللہ بن مسعود در قراءت و فقہ و معاذ بن جبل در قضا و زید بن ثابت در فرائض ازیں جملہ آنانکہ قریشی بودند و اہلیّتِ تحمل اعباء ریاست داشتند مستحقِ خلافتِ مطلقہ گشتند باز مستحقانِ خلافت در بارگاہِ عزّت منتظر ایستادہ اند تا کدام یک را فضلِ الٰہی بمرتبۂ استخلافِ مطلق بالفعل رساند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ و در آخرِ ایں فصل باید دانست کہ ہر چند ہر جملہ ازیں فصل ماخوذ است از کتاب و سنّت و مؤیّد است باقوالِ کبرائے اُمّت و عظمائے اہلسنّت اما تحریر و ترتیب آں و انتقال از جزئیات بکلیاتِ آں از مستخرجاتِ ایں بندۂ ضعیف است و اثرے از نورِ توفیق کہ سابق باں اشارہ رفتہ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

خلافتِ خاصّہ کے لوازم بیان ہو چکے اب جاننا چاہیئے کہ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے (اپنے اپنے) نصیب کے موافق ان اوصاف (یعنے لوازمِ خلافتِ خاصّہ) کو حاصل کر لیا تھا اور ان میں سے بعض حضرات خاص خاص باتوں میں خلافت کے منصب پر فائز بھی ہو گئے تھے مثل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے (کہ وہ) قراءت و فقہ میں (خلیفہ تھے) اور (مثل) حضرت معاذ بن جبلؓ (کے کہ وہ) فیصلۂ خصومات میں (خلیفہ تھے) اور (مثل) حضرت زید بن ثابتؓ (کے کہ وہ) فرائض میں (خلیفہ تھے) اور ان میں سے بعض[1] حضرات جو قریشی تھے اور بارِ خلافت کے اُٹھانے کی قابلیت رکھتے تھے خلافتِ مطلقہ کے مستحق ہوئے اب جتنے حضرات خلافتِ مطلقہ کے مستحق ہیں بارگاہِ عزت میں منتظر کھڑے ہوئے ہیں کہ فضلِ الٰہی کس کو خلافتِ مطلقہ کے منصب پر فائز کرتا ہے (مگر بارگاہِ احدیت سے انہی چار کو یہ منصب ملتا ہے اور باقی مستحقین اُن کے تابع بنائے جاتے ہیں) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اس فصل کے آخر میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ گو ہر مضمون اس فصل کا قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے اور کبرائے امت اور عظمائے اہلسنّت کے اقوال سے مستند ہے لیکن ان مضامین کا حشو و زوائد سے خالی کرنا اور اُن کو ترتیب دینا اور جزئیات کے ذریعہ سے کلیات کو فراہم کرنا اسی بندۂ ضعیف کی فکر کا نتیجہ ہے اور اُسی نورِ توفیق کا اثر ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا۔

(دوسری فصل ختم ہوئی)

والحمد للہ رب العٰلمین۔

[1] ایسے حضرات بھی صحابہ کرام میں بہت تھے چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان مستحقین میں سے تھے اسی وجہ سے حضرت عمر بن خطابؓ نے انہی لوگوں کا نام لیا تھا اور فرمایا تھا کہ میرے بعد ان میں سے کسی کو خلیفہ بنا لینا۔

www.kitabghar.org

فصلِ سوم[۳]

در تفسیر آیاتِ دالہ بر خلافتِ خلفاء و بر لوازم خلافتِ خاصّہ

خدای تعالیٰ در سورۂ نور کہ بکلمۂ تامہ سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا وَ فَرَضْنٰھَا وَاَنْزَلْنَا فِیْھَا اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ مصدّرش ساختہ میفرماید وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ. یعنی وعدہ دادہ است خدای تعالیٰ آنان را کہ ایمان آوردہ اند از شما و کارہای شائستہ کردہ البتہ خلیفہ سازد ایشان را در زمین چنانکہ خلیفہ ساختہ بود آنان را کہ پیش از ایشان بودہ اند یعنی حضرت یوشع را بعد حضرتِ موسیٰ و حضرت داؤد و سلیمان را بعد انقضای مدتے از عہد حضرتِ موسےٰ و البتہ محکم و پا استوار سازد برائے ایشان دینِ ایشان را آں دین را کہ پسندیدہ است برائے ایشان و البتہ بدل کند در حقِ ایشان بعد ترس ایشان ایمنے را پرستش کنند مرا

فصلِ سوم[۳]

اُن آیات کی تفسیر میں جو خلفائے (راشدین) کی حقیتِ خلافت پر اور (ان کیلئے) لوازمِ خلافتِ خاصّہ (کے ثابت ہونے) پر دلالت کرتی ہیں۔

(پہلی آیت[۱]) خدا تعالےٰ سورۂ نور (اٹھارویں پارہ) میں جس کو اُس نے ان کامل الفاظ سے کہ "یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور فرض کیا اور اس میں واضح نشانیاں (اپنی قدرتِ کاملہ کی) نازل فرمائیں" شروع فرمایا ہے، فرماتا ہے۔ (ترجمہ) وعدہ دیا خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لا چکے تم میں سے اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا اُنھیں زمین میں جیسے خلیفہ بنایا تھا اُن لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے {یعنے حضرت یوشعؑ کو بعد حضرت موسیٰؑ کے اور حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو حضرت موسیٰؑ کا زمانہ گزرنے کے ایک مدت بعد} اور ضرور ضرور مضبوط اور پائدار کر دے گا اُن کے لئے دین کو وہ دین جس کو پسند کیا اللہ نے اُن کے لئے اور ضرور ضرور بدل دے گا ان کے خوف کو امن سے وہ لوگ (ہمیشہ) میری پرستش کرتے رہیں گے

[۱] اس آیت کو آیتِ استخلاف اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کا ذکر ہے قرآنِ عظیم کے معجزاتِ قاہرہ میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اس میں بہت سی خبریں آئندہ زمانہ کی بطور پیشین گوئی کے بیان کی گئی ہیں اور وہ بے کم و کاست مثل سفیدۂ صبح کے ظہور میں آئیں۔ اسی قسم کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم آئندہ زمانہ میں موجودینِ وقتِ نزولِ آیت کو نعمتِ خلافت سے سرفراز کریں گے ۱۲

www.kitabghar.org

شریک مقرر نہ کنند بامن چیزے را و ہر کہ ناسپاس داری کنند بعد ازیں پس آں جماعہ ایشاں اند فاسقاں۔ حقیقت استخلاف در عرف قدیم و جدید خلیفہ ساختن و بادشاہ گردانیدن ہست قال اللہ تعالیٰ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ و قال صلے اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ نَبِیٍّ وَلَا خَلِیْفَۃٍ الحدیث و قال سیکون فی آخر الزمان خلیفۃ یحثو المال الحدیث و معنے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ لیستخلفنّ جمعًا منھم چنانکہ گویند استخلف بنو العباس و اثری بنو التمیم اگرچہ متولی خلافت وصاحب ثروت از ایشاں در ہر وقت یکے باشد بحکم آنکہ فائدہ خلافت و ثروت عائد بہمہ قوم است و ایں ہر دو نکتہ کہ ذکر کردیم نیست بلکہ ظاہر استعمال است زیراکہ امثال ایں کلمات اگر استقرا کنی صد جا موافق ہمیں روز مرہ بیابی و دہ جا بمعنے دیگر و ہمین است میزان شناختن تاویل و معنے ظاہر

اور شریک نہ بنائیں گے میرے ساتھ کسی چیز کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا بعد اس کے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

استخلاف (کے لفظ جس کا مشتق لَیَسْتَخْلِفَنَّ اس آیت میں ہے اس) کے معنے عرفِ قدیم و جدید (دونوں) میں یہی ہیں خلیفہ بنانا اور بادشاہ بنانا (یہ لفظ اسی معنے کے لئے قرآن و حدیث میں بکثرت مستعمل ہے) فرمایا اللہ تعالےٰ نے (ترجمہ) اے داؤدؑ! بیشک بنایا ہم نے تم کو خلیفہ (یعنے بادشاہ) زمین میں اور فرمایا (رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی و خلیفہ (یعنے بادشاہ) الخ اور فرمایا عنقریب آخر زمانہ میں ایک خلیفہ (یعنے بادشاہ) ایسا ہوگا جو مال کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹے گا الخ

لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ (کے لفظی معنے گو یہ ہیں کہ اُن سب مسلمانوں کو اللہ خلیفہ بنائے گا مگر اس) سے مراد یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں کو خلیفہ بنائے گا جس طرح (اہلِ عرب) کہتے ہیں استخلف بنو العباس یعنے خلیفہ بنائے گئے بنی عباس یا (بولتے ہیں) اثری بنو التمیم یعنے صاحبِ ثروت ہوگئے بنی تمیم حالانکہ خلیفہ اور صاحب ثروت ان میں سے ہر زمانہ میں ایک ہی شخص ہوتا ہے (لیکن) محض اس وجہ سے کہ فائدہ خلافت اور ثروت کا تمام قوم کو پہنچتا ہے (خلافت اور ثروت کی نسبت تمام قوم کی طرف کی جاتی ہے۔

یہ دونوں باتیں جو ہم نے بیان کیں تاویل نہیں ہیں بلکہ غالب استعمال یہی ہے اس قسم کے الفاظ کو اگر تم (کلام عرب میں) تلاش کرو تو سَو جگہ موافق اسی روزمرہ کے پاؤ گے (جو ہم نے بیان کیا) اور دس جگہ (بمشکل) دوسرے معنی میں پاؤ گے یہی طریقہ ہے تاویل اور معنیٔ ظاہر کے پہچاننے کا کہ جو زیادہ مراد لئے جاتے ہوں وہ معنے ظاہر ہیں اور جو کم مراد لئے جاتے ہوں

www.kitabghar.org

باز معنے لیستخلفنھم ایجاب انقیاد
قوم است در آنچہ حق خلیفہ باشد چنانکہ
اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در حق
شخصے فرمایند اَمَّرۡتُہٗ عَلَیۡکُمۡ وخلیفہ
گوید جَعلتُ فلانا قاضیًا علیکم
او وَلَّیۡتُہُ القضاءَ علیکم
دلالت مے کند بر جمیع آنچہ حق امیر ست
بر سریہ یا حق قاضی است بر رعیت
ایں لفظ گویا مختصر ایجاب جمیع
حقوق تفصیلیہ خلافت است و
ہیچ فرق نیست درمیان آنکہ گویند
استخلفتُ فلانًا علیکم و در
میان آنکہ وَعدتُ فلانًا اَنۡ
اَسۡتَخۡلِفَہٗ علیکم غدًا چوں
غد برسد وموعود منجز گردد باز معنے
لیستخلفنھم آنست کہ خدائے تعالےٰ
مستخلِف ایشان است وایں استخلاف
منسوب باوست حقیقتش آنست کہ خدائے
تعالےٰ مدبر السمٰوٰت والارض
است ولطیفٌ لما یشاءُ پس وقتے
کہ صلاح عالم در نصب خلیفہ باشد
الہام می فرماید در قلوب امت تا شخصے
را کہ حکمتِ الٰہی مقتضی استخلاف اوست
خلیفہ سازند بحقیقت جمیع حوادث

وہ تاویل ہیں)۔
پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) لیستخلفنھم کا مفاد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قوم
پر (موعودہ خلفاء کی) اطاعت واجب کردی اُن امور میں جن میں
خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیئے مثلاً اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی کے حق میں فرمائیں کہ میں نے اس کو تم پر افسر بنایا یا (مثلاً) خلیفہ
کہے کہ میں نے فلاں شخص کو تم پر قاضی بنایا یا (یوں کہے کہ) تمھارے
مقدمات کے فیصلہ کرنیکا میں نے فلاں شخص کو اختیار دیا تو ایسا کہنا
اس شخص کے وہ تمام حقوق ظاہر کررہا ہو جو سردارِ لشکر کو لشکر پر
یا قاضی کو رعیت پر (حاصل) ہوتے ہیں گویا یہ لفظ خلافت کے
تمام تفصیلی حقوق کے وجوب کو بالاجماع ادا کررہا ہے اور (بغائر
نظر دیکھنے سے) ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں کو تم پر خلیفہ بنایا
اور ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں شخص سے وعدہ کرلیا ہے کہ کل
اس کو خلیفہ بناؤں گا کوئی فرق نہیں ہے بعد اس کے کہ کل کا دن
آجائے اور وہ وعدہ پورا ہوجائے۔ پھر (یہ بھی واضح رہے کہ
لیستخلفنھم کا مفہوم یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ اُن لوگوں کو خلیفہ بنانے
والا ہے اور ان کا خلیفہ بنانا اُسی کی طرف منسوب ہو۔ (اس سے
یہ نہ سمجھنا کہ بغیر اسبابِ ظاہری کے یہ لوگ خلیفہ بنائے جائیں گے
بلکہ) اُس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ (چونکہ) مدبر السمٰوات و
الارض اور لطیف لما یشاءُ ہے لہٰذا جس وقت عالم کی بہتری
خلیفہ (خاص) کے مقرر ہونے میں ہوتی ہے تو وہ اُمت کے دِلوں
میں ڈال دیتا ہے کہ جس شخص کو حکمتِ الٰہی بنانا چاہتی ہے اُس
کو خلیفہ بنالیں (خدا کے کام کرنے کا طریقہ عالمِ اسباب میں یہی
ہے کہ بندوں کے دل میں اس کام کا شوق پیدا کرکے اُن کے ہاتھ
سے اس کام کو کرالے) درحقیقت تمام عدم سے وجود میں آنیوالی

لہ ترجمہ:۔ انتظام درست رکھنے والا آسمانوں کا اور زمین کا اور آسانی کے ساتھ کرنیوالا اس کام کا جس کو چاہے ۱۲

www.kitabghar.org

منسوب بحق است لیکن چونکہ در بعض حوادث الہامِ الٰہی بہ جہت اقامت خیر متحقق مے شود و در بعض تائید او سبحانہ کہ از قبیل خرق عوائد باشد پیش مے آید و علٰے ہٰذا القیاس معانی دیگر کہ مخصص نسبت ایں حادثہ بحق باشد ایں استعمال اختیار مے کنند کما قال تعالیٰ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى پس نسبت استخلاف بخود اظہار کمال تشریف ایشاں است و بیان آنکہ استخلاف نعمتے است عظیم و امریست راسخ در حقیقت چنانکہ لفظ عِبَادِی و بیتُ اللّٰهِ و نفختُ فِيهِ مِن رُّوحِي دلالت بر کمال تشریف و رضا می کند و لفظ مِنْكُمْ محتمل دو معنے است از الامة المحمدیة او من الحاضرین عند نزول الآیۃ و عند التحقیق بمعنے ثانی متعین است زیراکہ در معنے اوّل تکرار بے فائدہ لازم مے آید لفظ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ازاں کلمہ مغنی است و چوں دانستہ شد کہ حاضرین نزول سورۂ نور نزد حضرت معاویہؓ

چیزیں حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں مگر (ہر چیز کو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ جب کسی واقعہ میں الہام الٰہی خیر قائم رکھنے کے لئے ہوتا ہے یا اس کی تائید بطور خرق عادت کے (اس میں) شامل ہو جاتی ہے یا کوئی بات اسی قسم کی (اس کی طرف سے ہو جاتی ہے) جو اس واقعہ کو حق تعالیٰ کے ساتھ مزید خصوصیت دیدے وہاں اس قسم کا استعمال کرتے ہیں (اور اس واقعہ کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں) جیساکہ (ایک دوسرے موقع پر) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انھیں قتل کیا اور (اے نبیؐ!) تم نے نہیں (خاک) پھینکی جب پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ پس ایسے ہی مواقع میں کسی کام کی نسبت خدا کی طرف کی جاتی ہے (مگر اس نسبت کا فائدہ ہر جگہ جداگانہ ہوتا ہے چنانچہ) خلیفہ بنانے کی نسبت اپنی طرف خلفاء کی کمال بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے اور اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ استخلاف ایک بڑی نعمت اور درحقیقت ایک بڑی مضبوط چیز ہے جیسے عِبَادِی اور بیتُ اللّٰهِ اور نفختُ فِيهِ مِن رُّوحِي (میں بندوں کی اور گھر کی اور روح کی نسبت خدا کی طرف اُن چیزوں کی) کمال بزرگی اور پسندیدگی کی دلیل ہے۔ لفظ مِنْكُمْ دو معنے کا احتمال رکھتا ہے (یعنے کم کا خطاب تمام) امت محمدیہ سے (ہو) یا (صرف) وقت نزول آیت کے مسلمانو سے مگر عند التحقیق دوسرے ہی معنے (مراد) ہیں پہلے معنی میں بیفائدہ تکرار لازم آتی ہے لفظ الّذین اٰمنوا لفظ منکم بمعنے اوّل کی ضرورت باقی نہیں رکھتا۔

یہ معلوم ہو گیا کہ (الّذین اٰمنوا سے) مراد وقت نزول سورۂ نور کے مسلمان ہیں تو (یہ بھی واضح ہو گیا کہ) حضرت معاویہؓ

۵ ترجمہ میری بندے۔ اللہ کا گھر۔ پھونکی میں نے اس میں اپنی روح۔ یوں تو سب اللہ کے بندے ہیں اور سب گھر اللہ کے ہیں اور سب روحیں خدا کی ہیں

ر تخصیص محض اظہار شرف کے لئے ہے ۱۲

www.kitabghar.org

و بنو امیہ و بنو عباس ازاں خارج باشند و
کلمۂ لَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی
لَهُمْ دلالت می کند بر دو معنے یکیؔ آنکہ ایں خلفاء
کہ خلافتِ ایشاں موعود است چوں وعدہ منجز
شود دین علی اکمل الوجوہ بظہور آید دوم آنکہ
از باب عقائد و عبادات و معاملات و مناکحات
و احکام خراج آنچہ در عصر مستخلفین ظاہر
شود و ایشاں باہتمام تمام سعی در اقامتِ
آں کنند دینِ مرتضٰے است پس اگر
الحال قضاء مستخلفین در مسئلہ یا فتوائے
ایشاں در حادثۂ ظاہر شود آں دلیل
شرعی باشد کہ مجتہد بآں تمسک نماید
زیرا کہ آں دین مرتضٰے است کہ تمکین آں
واقع شد ہر چند اجتہاد ہر مجتہدے
ولو کانَ صَحَابِیًّا احتمال خطا دارد
و نزدیک کسے کہ می گوید کُلُّ مجتہدٍ
مصیبٌ تعدد جواب در ہر حادثہ محتمل
است و نزدیک کسے کہ می گوید المصیب
واحد والآخر معذورٌ غیر آثمٌ احتمال
خطا در ہر دو جانب ممکن است لیکن
ایں ہمہ ظنون ظہور حقیقت

اور (دوسرے) خلفائے بنی امیہ اور (خلفائے) بنی عباس اس آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔

لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم دو معنے پر دلالت کرتا ہے ایکؔ یہ کہ وہ خلفاء جن کی خلافت کا (اس آیت میں) وعدہ ہے جب وہ وعدہ پورا ہوگا تو دین نہایت کامل طور پر ظاہر ہوگا دوسرے یہ کہ عقائد و عبادات و معاملات و مسائل نکاح و احکام خراج (غرض) جو جو باتیں ان خلفاء کے عہد میں ظاہر ہوں گی اور وہ جن جن چیزوں کی ترویج میں پورے[1] اہتمام کے ساتھ کوشش کریں گے وہ سب چیزیں پسندیدہ دین ہوں گی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت اگر اُن خلفاء کا فیصلہ کسی مسئلہ کے متعلق یا اُن کا فتوای کسی واقعہ کے متعلق پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ (فیصلہ اور فتوای) دلیل شرعی ہوگا کہ مجتہد اُس سے تمسک کرے گا کیونکہ وہ فیصلہ اور فتوای (بحکم اس آیت کے) وہی دین پسندیدہ دین ہے جس کی تمکین واقع ہوئی گو اجتہاد ہر مجتہد کا چاہے وہ مجتہد صحابی کیوں نہ ہو خطا کا احتمال رکھتا ہے [اور جو لوگ ہر مجتہد کو (تمام مسائل میں) صواب ہی پر سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ہر مسئلہ میں کئی کئی جواب ممکن ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ صواب پر ایک ہی مجتہد ہوتا ہے اور دوسرا مجتہد (خطا پر مگر) معذور بے گناہ ان کے نزدیک احتمال خطا کا دونوں جانب ہے] (اور چونکہ خلفاء بھی مجتہد تھے لہٰذا ان کے فیصلہ اور فتوای میں بھی احتمال خطا کا ہونا چاہیے) لیکن یہ احتمالات ان مسائل کی حقیقت کو

[1] جیسے حضرت عمر بن خطابؓ نے نماز تراویح کی ترویج میں اور حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی دوسری اذان کی ترویج میں کوشش کی اگر یہ کوشش پورے اہتمام کے ساتھ نہ ہو مثلاً حضرت فاروقؓ نے کسی امر کے متعلق معمولی طور پر فرما دیا ہو اور لوگوں نے اس سے اختلاف کیا ہو پھر حضرت ممدوحؓ نے اس اختلاف کے مٹانے کی طرف توجہ نہ کی ہو تو ایسے امور اس سے خارج رہیں گے ۱۲

www.kitabghar.org

آنچہ در زمانِ ایشاں بسعی ایشاں شائع شدہ بر نمی دارد و بہر تقدیر قول ایشاں از قیاس قائسان و استنباط مستنبطان قوی تر خواہد بود نہ چنانکہ امامیہ می گویند کہ دینِ مرتضٰے ہمیشہ مستور و مخفی ماند و ائمہ اہلِ بیت ہمیشہ تقیہ می کردند و بر اظہارِ دین خود ہیچگاہ قادر نشدند بلکہ اینجا افادہ کردہ شد کہ آں ہمہ غیر مرتضٰے است و باطل است زیراکہ اگر مرتضٰے می بود بمقتضائے ایں وعدہ تمکن می شد وکلمہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا دلالت می کند برآنکہ ایں مستخلفین وسائر مسلمین در وقتِ انجاز موعود مطمئن باشند وآمن نہ از کفّارِ مختلفۃ الادیان ترس دارند و نہ از یک دیگر چنانکہ امامیہ گمان می کنند کہ ائمہ اہلِ بیت ہمیشہ ترساں و ہراساں می بودند وتقیہ می کردند وہمیشہ از مسلماناں بایشاں وبیارانِ ایشاں غائلہ وہتک حرمتے مے رسید وہیچگاہ مؤیّد ومنصور نہ شدند وکلمہ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ دلالت می نماید برآنکہ جمعے کہ ایں وعدہ در بابِ ایشاں واقع شد وبہ نعمتِ استخلاف منعم شوند متصف بکمالِ ایمان وعمل صالح باشند وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

جو خلفاء کے زمانہ میں اور اُن کی کوشش سے شائع ہوئے نہیں مٹا سکتے (کیونکہ ان مسائل کی حقیت آیۂ قرآنیہ سے ثابت ہوچکی) بہر حال (یہ تو یقینی ہے کہ) ان کا قول دوسروں کے قیاس اور استنباط سے زیادہ قوی ہوگا (المختصر لیمکنن سے موعودہ خلفاء کے زمانہ میں دینِ حق کا بالکل وجوہ ظاہر ہونا بالکل واضح ہے) نہ جیساکہ امامیہ کہتے ہیں کہ دین پسندیدہ ہمیشہ پوشیدہ رہا اور ائمہ اہلِ بیت ہمیشہ تقیہ کرتے رہے اور اپنے دین کے ظاہر کرنے پر کبھی قادر نہ ہوئے بلکہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو دین پوشیدہ رہا وہ غیر پسندیدہ اور باطل ہے کیونکہ اگر پسندیدہ ہوتا تو اس وعدہ کے موافق اُس کو تمکین ملتی۔

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خلفاء بلکہ تمام مسلمان اس وعدہ کے پورے ہونے کے وقت میں مطمئن اور بے خوف ہوجائیں گے نہ کافروں کے کسی فرقہ سے ان کو خوف رہے گا اور نہ آپس[1] میں ایک دوسرے سے، جیساکہ امامیہ خیال کرتے ہیں کہ ائمہ اہلِ بیت ہمیشہ ڈرتے رہے اور تقیہ کرتے رہے اور ہمیشہ مسلمانوں کی طرف سے اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو تکلیف اور ذلت پہنچتی رہی اور کبھی ان کی تائید اور مدد (خدا کی طرف سے) نہ ہوتی۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ لوگ جن کے متعلق یہ وعدہ ہوا ہے اور جن کو نعمتِ خلافت ملے گی کمال ایمان اور (کمال) عمل صالح کے ساتھ موصوف ہوں گے (وجہ اس کی یہ ہے کہ) وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (کسی کیلئے)

[1] یہ اس وجہ سے سمجھا گیا کہ خوف کا لفظ قرآن پاک میں مطلق ہے اور مطلق کی نفی جبھی ہوتی ہے جب اس کے تمام افراد معدوم ہوجائیں نیز یہ جملہ اظہار نعمت کے لئے ہے پس اگر یہ صورت فرض کرلی جائے کہ کافروں کا خوف تو جاتا رہا مگر خود مسلمانوں کو ایک دوسرے کی طرف سے خوف تھا تو یہ کوئی نعمت نہ ہوگی بلکہ سچ یہ ہے کہ باہمی خوف جس قدر سوہانِ روح اور خطرناک ہوتا ہے بیرونی خوف ایسا نہیں ہوتا ۱۲

www.kitabghar.org

در عرف جائی استعمال کنند کہ در عمل صالح مزیتے داشتہ باشد بنسبت عامہ مومنین و کلمہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مراد آنست چنانکہ یک سفر از توریت در وعدہ فتوح بلادِ شام و حکم بلادِ مفتوحہ نازل شد و بنا بر حکمتِ الٰہی این وعدہ در زمانِ حضرت موسٰے منجز نشد و حضرت موسٰیؑ برائی انجاز این وعدہ حضرت یوشعؑ را خلیفہ ساخت تا حضرت یوشع بعد وفات حضرت موسٰی فتح ہشتاد شہر نمود و بنی اسرائیل را مطمئن گردانید و آں شہرہا را بر وفق وصیت حضرت موسٰی بر بنی اسرائیل تقسیم فرمود ہمچنیں پیغامبر ما را صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ فتح بلادِ شام و بلادِ عجم متحقق شد قال اللہ تعالٰی لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وایں وعدہ بنا بر حکمتِ الٰہی در زمانِ آنحضرت بظہور نہ رسید لاجرم خلفاء را بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منصوب ساخت تا آں موعود منجز گردد باز حضرت داؤد و سلیمان کہ بعد غلبہ عمالقہ و متفرق شدن قبائل بنی اسرائیل خلیفہ شدند قال اللہ تعالٰے يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ باز مسلمین را مطمئن ساختند، ہمچناں ایں خلفاء بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بعد ظہورِ ارتدادِ عرب مسلماناں را مطمئن ساختند بالجملہ ایں تشبیہ بیان آنست کہ خلافتِ ایشاں خلافتِ راشدہ خواہد بود و مرضی نزدیک خدا تعالٰی و آثار خیر ازاں ظاہر شود و کلمہ لَهُمْ فی قولہ تعالٰے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دلالت می کند بر یکے از دو

عرفاً اسی وقت استعمال کرتے ہیں جب وہ عملِ صالح میں بہ نسبت عام مسلمانوں کے کچھ فوقیت رکھتا ہو کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سے) مراد یہ ہے کہ جس طرح توراۃ کے ایک باب میں بلادِ شام کے فتح ہو جانے کا وعدہ ہے اور بلادِ مفتوحہ کے احکام نازل ہوئے تھے مگر بمقتضائے حکمت یہ وعدہ حضرت موسٰیؑ کے زمانہ میں پورا نہ ہوا اور حضرت موسٰیؑ نے اسی وعدہ کے پورا ہونے کے لیے حضرت یوشعؑ کو خلیفہ بنایا اور حضرت یوشعؑ نے بعد وفات حضرت موسٰیؑ کے اسّی شہر فتح کئے اور بنی اسرائیل کو مطمئن کر دیا اور ان شہروں کو حضرت موسٰیؑ کی وصیّت کے مطابق بنی اسرائیل پر تقسیم کیا اسی طرح ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بلادِ شام اور بلادِ عجم کے فتح کا وعدہ (خدا کی طرف سے) ہوا۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا (ترجمہ) دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا مگر یہ وعدہ بمقتضائے حکمتِ الٰہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر نہ ہوا لہٰذا (اللہ نے) خلفاء کو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیا تاکہ وہ وعدہ پورا ہو اور جسطرح حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ (گروہ) عمالقہ کے غالب ہو جانے اور بنی اسرائیل کے پراگندہ ہو جانے کے بعد خلیفہ ہوئے تھے [(جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا یا داؤد یعنے اے داؤدؑ! بے شک بنایا ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ} اور از سرِ نو انھوں نے مسلمانوں کو مطمئن کر دیا تھا اسی طرح ہمارے پیغمبرؐ کے خلفاء نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (کی وفات) کے بعد اور اہلِ عرب کے مُرتد ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو مطمئن کر دیا۔ الحاصل اس تشبیہ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ان خلفاء کی خلافتِ راشدہ اور خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوگی اور آثارِ خیر اُس سے ظاہر ہوں گے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ میں لفظ لَهُمْ ان دو باتوں میں سے ایک بات پر

www.kitabghar.org

معنے یا این است کہ ایں تمکین از دستِ ایشاں برآید و ایشاں بتوفیقِ الٰہی سعی عظیم دراں باب صرف کنند و تائیدِ الٰہی شامل حال ایشاں شود و آنچہ می خواستند و بداں اہتمام می نمودند بفضلِ الٰہی حسب مدعا بوفور ظہور نمود موافق لقولہ تعالیٰ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ یا این است کہ ہمتِ ایشاں بکلّ متوجہ تمکین بود و ہمیشہ از خدائے تعالےٰ آں را درخواست مے نمودند تا آنکہ چوں واقع شد بر آں منتفع شدند و ایشاں را سرور کلی حاصل گشت و ایں نعمتِ عظیمہ تمام شد بر مستخلَفین و حق آن است کہ ہر دو وجہ متحقق گشت واللہ اعلم باز کلمہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دلالت مے کند کہ ایں معنے بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بملاء اعلےٰ منجز خواہد شد تا معنے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ راست شود

دلالت کرتا ہے یا یہ کہ تمکین دین انہی خلفاء کے ہاتھ سے ہوگی اور وہ بتوفیقِ الٰہی بڑی کوشش اس بارے میں کریں گے اور تائیدِ الٰہی اُن کے شامل حال ہوگی {(چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) جو کچھ ان خلفاء نے چاہا اور اُس کا اہتمام کیا فضلِ الٰہی سے وہ کام اُن کی مرضی کے موافق (اُن کی کوشش سے زیادہ) پورا ہوا} (یہ مطلب) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے موافق ہوجائیگا کہ (اگر ہم اُن کو خلیفہ بنائیں تو) وہ نماز کو قائم رکھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے یا یہ کہ ان خلفاء کی توجہ تمامتر تمکین دین کی طرف مبذول رہے گی اور وہ ہمیشہ خدا سے اسی کی درخواست کرتے رہیں گے اور جب تمکین دین ہوجائے گی تو وہ اس سے (دینی) منافع حاصل کریں گے اور خوش ہوجائیں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور یہ نعمتِ عظیمہ ان خلفاء پر پوری ہوگئی اور حق یہ ہے کہ (لَھُمْ سے یہ دونوں باتیں مراد ہیں اور خلفاء میں) یہ دونو باتیں پائی گئیں واللہ اعلم۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد پورا ہوگا (کیونکہ اگر حضرتؐ کے سامنے یہ وعدہ پورا ہوجائے تو اُس کی تخصیص اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ بالکل لغو ہوجائے گی معاذ اللہ منہ) اس صورت میں لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ بھی اپنے (اصلی) معنے پر قائم رہے گا۔

لہ کیونکہ حضرتؐ کے عہد مبارک میں اگر یہ وعدہ پورا ہونیوالا ہوتا تو وعدہ آپ ہی سے ہوتا نہ کہ مسلمانوں سے یا کوئی ایسا لفظ آتا جس میں آپ بھی داخل ہوسکتے جیسے فرمایا وعدکم اللہ احدی الطائفتین یا فرمایا وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً اب یہاں نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وعدہ حضرتؐ کے انتقال کے بعد پورا ہوگا کیونکہ وعدکم ایک ایسا لفظ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ مراد ہوسکتے ہیں۔ آیت استخلاف کے وعدوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پورا نہ ہونا ایک تاریخی واقعہ ہے مگر حضرت مصنفؒ نے اپنی دقت پسندی اور جدتِ فطری کے مقتضا سے اس مضمون کو آیت کے الفاظ سے ثابت کردیا جزاہ اللہ تعالےٰ خیرا ۱۲

ﷺ استخلاف کے اصلی معنے یہ ہیں کہ کسی کو بجائے کسی کے بادشاہ بنایا جائے اب اس صورت میں یہ معنے بن جائیں گے کیونکہ مطلب یہ ہوجائیگا کہ نبی کے بجائے ہم تم کو بادشاہ بنائیں گے اور اگر حضرتؐ کے سامنے یہ وعدہ پورا ہونیوالا ہوتا تو یہ اصلی معنے نہ بن سکتے بلکہ صرف بادشاہ بنانے کے معنے ہوسکتے ۱۲

www.kitabghar.org

وکلمۂ مَنْ کَفَرَ تاکید وتحقیق استخلاف ایشاں می نماید وافادہ می فرماید کہ استخلافِ ایں بزرگواران نعمتے است عظیم مستوجبِ شکر منعم حقیقی اول کسیکہ کفران نعمتِ استخلاف نمود قتلۂ امیر المومنین عثمان اند ومن بعد فرقۂ امامیہ کہ گمان می کنند کہ خلافت را از مستحق آں غصب کردہ اند وبلای عظیم از آسمان فرو ریخت کہ عہد آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ صحابہ مخالفت کردند وبا منصوص علیہ بالخلافۃ ہمہ باجمعہم عصیان ورزیدند سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ واول کسیکہ از مفسران صحابہ ایں آیہ را بریں معنے فرود آورد وایں وعدہ را در زمانِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منجز دانست علی مرتضٰے است کرم اللہ وجہہ زیرا کہ چوں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ طلب مشاورہ کرد از صحابہ درباب رفتن بجانب عراق علی مرتضٰے بہمیں آیت متمسک شد اینجا بالبداہۃ معلوم گردید کہ خلافتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ از جملہ استخلافِ موعود است وایں قولِ مرتضٰے بطرق متعددہ ظاہر شد ہم پیش اہلسنت وجماعت وہم پیش شیعہ در نہج البلاغت[1] مذکور است اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَمْ یَکُنْ نُصْرَتُهٗ وَلَا خِذْلَانُهٗ لَا بِکَثْرَةٍ وَلَا قِلَّةٍ وَهُوَ دِیْنُ اللّٰهِ الَّذِیْ اَظْهَرَهٗ وَجُنْدُهُ الَّذِیْ

لفظ مَنْ کَفَرَ ان خلفاء کے حقیّتِ خلافت کی تاکید کررہا ہے اور ظاہر کررہا ہے کہ ان بزرگوں کا خلیفہ ہونا ایک بڑی نعمت ہے جس پر منعمِ حقیقی کا شکر کرنا واجب ہے۔ اس نعمت کی ناشکری سب سے پہلے جس نے کی وہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں ان کے بعد فرقۂ امامیہ (نے ناشکری کی) جو یہ خیال کرتے ہیں کہ خلفاء نے خلافت کو اس کے مستحق سے غصب کرلیا اور ایک عجیب آسمانی آفت پیش آگئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیّت کی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے مخالفت کی اور منصوص الخلافۃ کی تمام سب نے نافرمانی کی۔ سبحٰنك هٰذا بهتان عظیم۔
مفسرینِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے جس نے اس آیت کو خلفائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کیا اور اس وعدہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورا ہونا سمجھا وہ علی مرتضٰے ہیں کرم اللہ وجہہ چنانچہ جب حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے (جہاد) عراق میں (خود بنفسِ نفیس) جانے کی بابت مشورہ لیا تو حضرت علی مرتضٰے نے یہی آیت پیش کی (اور اُن کو فتح کا اطمینان دلایا اور بنفسِ نفیس جانے کے ارادہ سے باز رکھا) یہاں سے بداہۃً معلوم ہوا کہ فاروقِ اعظم کی خلافت منجملہ موعودہ خلافتوں کے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول متعدد سندوں سے ثابت ہے' اہلِ سنّت کی کتابوں میں بھی اور شیعوں کی کتابوں میں بھی۔ نہج البلاغۃ[1] میں (جو شیعوں کی اعلےٰ ترین کتاب ہی) مذکور ہے کہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروقِ اعظم سے عرض کیا کہ) اس دین کو فتح کثرتِ (لشکر) سے نہیں ملی اور نہ قلتِ (لشکر) سے اِس کو شکست ہوئی (بلکہ) یہ خدا کا دین ہے جس کو اُس نے خود غالب کیا اور یہ (جماعت اہلِ اسلام) اُسی کا لشکر ہے

[1] دیکھو نہج البلاغۃ مطبوعۂ مصر قسم اول صفحہ ۲۸۳۔

www.kitabghar.org

اَعَزَّہٗ وایّدہٗ حتّٰے بلغ ما بَلَغَ وطلع حَیْثُ طَلَعَ و نحنُ علیٰ موعودٍ من اللہ حیث قال وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الاٰیۃ فاللہ مُنْجِزٌ وَعْدَہٗ وناصِرٌ جُنْدَہٗ [۱] الیٰ اٰخر ما قال نہ چنانکہ شیعہ گمان می کنند کہ ایں وعدہ در زمانِ امام مہدیؑ متحقق خواہد شد یا در زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و منقضی شد و کلمہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰے لَھُمْ و کلمہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا بیان علّت غائیہ استخلاف است کما قال عزّ من قائلٍ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ گویا می فرماید کہ استخلاف برائے آں مطلوب شد کہ دینِ مرتضے ممکّن شود و اعلائے کلمۃ اللہ بظہور رسد و ظہور دینِ حق بر جمیع ادیان متحقق گردد و قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی سورۃ الحج اِنَّ اللّٰہَ یُدَافِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

جس کو اُس نے عزت و قوت دی یہاں تک کہ یہ دین پہنچا جہاں تک پہنچا اور پھیلا جہاں تک پھیلا اور ہم لوگوں سے خدا کا وعدہ ہے {چنانچہ اُس نے وعدہ فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الاٰیۃ} پس اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا اور اپنے لشکر کو فتح دے گا الیٰ آخرہ [۱] نہ کہ جیسا شیعہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وعدہ امام مہدیؑ کے وقت میں پورا ہوگا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا ہو چکا۔ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰے لَھُمْ اور یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا میں خلیفہ بنانے کی علتِ [۲] غائیہ کا بیان ہے جیساکہ اللہ عزّوجل نے (ایک دوسرے موقع پر) فرمایا ہے ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ الاٰیۃ۔ گویا فرماتا ہے کہ (ان موعودین کے) خلیفہ بنانے سے مقصد یہ ہے کہ دینِ پسندیدہ تمکین پائے اور کلمۃ الٰہی کی بلندی ظاہر ہو جائے اور دینِ حق کا غلبہ تمام دینوں پر ثابت ہو جائے۔

(دوسری آیت) اللہ تبارک وتعالیٰ سورۂ حج (سترھویں پارہ) میں فرماتا ہے:۔ (ترجمہ)

بیشک خدا دور کرتا ہے مسلمانوں سے {یعنے اُن کے دشمنوں کے

[۱] یہ جملہ بطور مدرج کے شارحین نہج البلاغہ نے بڑھایا ہے چنانچہ ملا فتح اللہ کاشانی کی شرح سے صاحب ازالۃ الغین نے یہ عبارت اسی طرح نقل کرکے خیانت نقل کا بہتان لگانے والوں کا منہ بند کر دیا ہے تمام شراح نہج البلاغہ متفق ہیں اور نیز عقل سلیم بتا رہی ہے کہ حضرت علی کا اشارہ اسی آیت کی طرف ہے اور اگر کوئی شیعہ باوجود اپنے اکابر کی تصریح کے اس آیت کی طرف اشارہ نہ مانے تو یہ بتانا اس کے ذمہ ہے کہ حضرت علیؓ نے خدا کا وعدہ کہاں سے معلوم کیا ۱۲ [۲] اسی قسم کا کلام حضرت علی مرتضٰے سے غزوۂ روم کے متعلق بھی منقول ہے جب اُن سے حضرت فاروقؓ نے بنفس نفیس جانے کا مشورہ لیا تو حضرت مرتضٰے نے فرمایا قد توکل اللہ لاھل ھٰذا الدین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ الیٰ آخرہ نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم اول ص۲۵۶ یعنے اللہ ضامن ہو گیا ہے اس دین والوں کیلئے ان کی جماعت کے غالب کرنے اور ان کی برہنگی (یعنے قلتِ سامان جہاد) کو (نظر اعداء سے) مخفی رکھنے کا۔ علامہ میثم بحرانی (المتوفی ۶۹۹ھ) اس کی شرح میں لکھتے ہیں وھٰذا الحکم من قولہ تعالیٰ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت یعنے اللہ کے ضامن ہونے کا مضمون جناب امیرؓ نے اسی آیت سے لیا ہے ۱۲ [۳] جو مقصد کسی کام ہو وہی اُسکی علت غائیہ ہے ۱۲ [۴] اس آیت کو اس وجہ سے کہ اس میں تمکین کا ذکر ہے آیۂ تمکین کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ہر آئینہ خدای دفع می کند از مسلمانان یعنی ضرر اعدای ایشان را مراد آنست کہ دفع شر کفار از مسلمانان سنت مستمرہ اوست ہر آئینہ خدا دوست نمیدارد ہر خیانت کنندہ ناسپاس دارندہ را أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ دستوری جہاد دادہ شد یعنی بعد از آنکہ در مکہ قبل ہجرت ممنوع بود آنہا را کہ کفار با ایشان جنگ می کنند بسبب آنکہ ایشان مظلوم شدہ اند و ہر آئینہ خدا بر نصرت ایشان توانا ست الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ اذن جہاد دادہ شد آنان را کہ بیرون آوردہ شد ایشان را از خانہای ایشان بغیر حق لیکن بسبب آنکہ میگویند پروردگار ما خدا است و اگر نبودے دفع کردن خدا مردمان را بعض را بدست بعض ویران کردہ می شد خلوتخانہای رہبانان و عبادتخانہای نصاری و عبادتخانہای یہود و عبادتخانہای مسلمانان یاد کردہ میشود در ان مواضع نام خدا یاد کردن بسیار و البتہ نصرت خواہد داد خدا کسی را کہ عزم نصرت دین او مصمم کند ہر آئینہ خدا توانا غالب است الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ دستوری جہاد دادہ شد آنان را کہ اگر دسترس دہیم ایشان را در زمین برپا دارند نماز را و بدہند زکوۃ را و بفرمایند بکار پسندیدہ و منع کنند از کار ناپسندیدہ و خدای راست علم نہایت ہمہ کارہا قولہ تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ تمہید اذن جہاد بہ این کلمہ موضعے عظیم

ضرر کو مراد یہ ہے کہ کافروں کے شر کو مسلمانوں سے دور کرنا اس کی دائمی عادت ہے} بیشک خدا نہیں دوست رکھتا ہر خیانت کرنے والے ناشکر کو + اذن (جہاد کا) دیا گیا {یعنے بعد اس کے کہ مکہ میں جہاد منع تھا} اُن لوگوں کو جن سے (کافر) لڑتے ہیں (یہ اذن) بسبب اس کے (ہے) کہ وہ مظلوم ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے + {اذن جہاد اُن لوگوں کو دیا گیا} جو نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق اس (جرم) پر کہ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار ہمارا خدا ہے اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا خدا کا لوگوں کو (یعنے) بعض کو بعض کے ہاتھ سے (وہ دفع نہ کرتا رہتا) تو بیشک ویران کردیئے جاتے خلوت خانے راہبوں کے اور عبادت خانے نصرانیوں کے اور عبادت خانے یہودیوں کے اور عبادت خانے مسلمانوں کے جن میں بکثرت خدا کا نام لیا جاتا ہے اور یقیناً خدا مدد دے گا اُس کو جو اُس {کے دین} کو مدد {دینے کا ارادہ} کرے بیشک خدا قوت والا غالب ہے + {اذن جہاد ان لوگوں کو دیا گیا} جو ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو زمین میں دسترس دیں تو وہ قائم رکھیں گے نماز کو اور زکوٰۃ دیں گے اور پسندیدہ کام کا حکم دیں گے اور ناپسندیدہ کام سے (لوگوں کو) روکیں گے اور اللہ ہی کو ہے {علم} تمام کاموں کے انجام کا + إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ (اصل مقصود) اجازت جہاد ہے مگر اُس) کی تمہید اس کلمہ سے ایک اعلیٰ مرتبہ

لہ اصل استدلال اسی آیت سے ہے جسکا یہ ترجمہ ہے یعنے الذین ان مکنّٰھم سے مگر چونکہ سلسلہ مضمون اور تینوں آیتوں سے تھا لہٰذا مصنف نے وہ تینوں آیتیں بھی نقل کرلیں ۱۲

www.kitabghar.org

وارد از بلاغت یعنے سنتِ مستمرۃ ما است دفع شرِّ کفار از سر مسلمانان و ایں معنے در جہاد خواہد بود باز فرمود اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ۔ و ایں اشارہ بمعنے دیگر است یعنے برائے آں سنّتِ ما دفع شرِّ کفار شد کہ دوست نمی داریم ہر خیانت کنندہ ناسپاس وارندہ را و دوست می داریم ہر متدین شاکر را چوں کفار ہمیشہ متصف بخیانت و کفرانِ نعمت بودہ اند و موحّدان پیوستہ متصف بتدین و شکر، لاجرم نصرتِ موحّدان و کبتِ کافراں سنّتِ مستمرّۃ ما است قولہ تعالیٰ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ دریں آیت سببے برائے اذنِ جہاد تقریر کردہ شد یعنے مظلوم اند و خدائے تعالےٰ ہمیشہ بر مظلومان رحم می فرماید و بر ظالمان شکست می آرد و مظلوم را دفع ظالم از خود در جمیع ملل و نحل جائز است باز تعبیر مسلمانان بموصولے کہ صلہ اش یُقٰتَلُوْنَ است اشارہ می کند بآنکہ کدام ظالم بیشتر ازیں خواہد بود کہ با ایشاں جنگ میکنند وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ بجائی وَاللّٰہِ لَاَنْصُرَنَّھُمْ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ واقع شد لکن در تسہیل وعید تہدیدے عجیب است و در تسہیل وعد بشارتے عظیم کہ الکنایۃ ابلغ من الصریح سخن بادشاہان است کہ در شدتِ غضب گویند مگر بر انداختن تو قادر نیستیم و در کمالِ رأفت

بلاغت کا رکھتی ہے مطلب یہ ہوا کہ ہماری دائمی عادت ہی کافروں کے شر کو مسلمانوں کے سر سے دفع کرنے کی اور یہ بات جہاد میں حاصل ہوتی ہے (لہٰذا ہم جہاد کی اجازت دیتے ہیں) اس کے بعد فرمایا کہ اللہ دوست نہیں رکھتا ہر خیانت کرنے والے ناشکر کو یہ ایک دوسری بات کی طرف اشارہ ہے یعنے ہماری عادت کافروں کے شر کو دفع کرنے کی اس لئے قائم ہوئی ہے کہ ہم خیانت کرنے والے ناشکر کو دوست نہیں رکھتے بلکہ متدین اور شکر گزار کو دوست رکھتے ہیں اور چونکہ کافر ہمیشہ خیانت اور کفرانِ نعمت (کی بُری صفت) کے ساتھ اور مومن ہمیشہ تدین اور شکر گزاری (کی عمدہ صفت) کے ساتھ موصوف رہتے ہیں لہٰذا ہماری دائمی عادت موحّدوں کو مدد دینے اور کافروں کو سرنگوں کرنے کی قائم ہو گئی۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ اس آیت میں جہاد کی اجازت دینے کا سبب بیان کیا گیا ہے یعنے یہ لوگ مظلوم ہیں اور خدا تعالےٰ ہمیشہ مظلوموں پر رحم کرتا اور ظالموں کو شکست دیتا ہے اور مظلوم کو ظالم (کا ظلم) اپنے سے دفع کرنا تمام مذاہب میں جائز ہے۔ پھر مسلمانوں کو اس عنوان سے تعبیر کرنا کہ "وہ لوگ جن سے کافر لڑتے ہیں" اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ لڑنے والے بڑی ظالم ہیں۔

وان اللہ علی نصرھم لقدیر بجائے اس کے ہے کہ اپنی قسم میں مسلمانوں کو ضرور ضرور ظالموں پر فتحیاب کروں گا (مگر قسم میں سختی زیادہ تھی عبارت نرم کر دی گئی) لیکن عتاب کی نرمی میں تہدید بڑھ جاتی ہے اور وعدہ کی نرمی میں خوشخبری زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔ بادشاہوں کی بول چال ہے کہ سخت غصہ (کی حالت) میں کہتے ہیں کیا ہم تیرے برباد کر دینے پر قادر نہیں ہیں۔ اور کمالِ مہربانی (کی حالت) میں

www.kitabghar.org

گویند مگر بر نواختنِ تو توانا نہ ایم نظر بآنکہ سخن مختصرِ ایشاں کار اطناب دیگراں می کند قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بدل است از لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ افادہ مظلومیتِ دیگر میکند یعنے یکے آنکہ جنگ میکنند و پایمال می نمایند و دیگر آنکہ از خانہائی شاں بیروں می کنند بغیر گناہے کہ کردہ باشند اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ تہکم عجیب است یعنے ایں عیب از یں نادانان گمراہ کہ توحید راکہ موجبِ تعظیم و توقیر بود در حساب گناہ شمردہ اند و با موحّداں معاملہ اشدّ گناہ گاراں پیش گرفتند قولہ تعالیٰ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ سببے دیگر برائے اذن جہاد افادہ مے نماید یعنے چنانکہ مظلوم را دفع ظالم از عرض و مال و جانِ خود محمود است کما قال فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا اھ ہمچناں مصلحتے ملّیہ در ضمن جہاد موجود است و آن آنست کہ حکمتِ الٰہیہ مقتضی ظہور ملّتِ حقّہ بر دستِ رُسل و نوّاب ایشان است در ہر زمانے و کفّار ہمیشہ گزندہ انامل خود بر غلبہ ملت و سایندہ دندانِ خود بر شوکتِ موحّداں مے باشند پس اگر موحّدین را بمنزلہ جوارحِ خود ساختہ دفع شرِ کفّار نہ کنیم

کہتے ہیں کیا ہم تیرے سرافراز کرنے پر قدرت نہیں رکھتے وجہ یہ ہے کہ بادشاہوں کی مختصر بات دوسروں کی طویل بات کا کام دیتی ہے۔ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ (ترکیب نحوی میں) اَلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ کا بدل ہے مسلمانوں کی دوسری مظلومیت کو بیان کر رہا ہے یعنے ایک مظلومیت تو اُن کی وہ تھی کہ (کافر اُن سے) لڑتے ہیں اور (اُن کو) پامال کرتے ہیں دوسری مظلومیت یہ ہے کہ (کافر) اُن کو ان کے گھروں سے بغیر کسی قسم کا قصور کئے ہوئے نکال رہے ہیں۔ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط عجیب تہکم[1] ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ان گمراہ نادانوں سے تعجب ہے کہ توحید کو جو تعظیم و توقیر کے قابل ہے گناہ سمجھتے ہیں اور موحّدوں کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جو سخت مجرموں کے ساتھ کرنا چاہیئے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ ایک دوسرا سبب اجازت جہاد کا بیان فرماتا ہے یعنے جسطرح مظلوم کو ظالم کا (ظلم) اپنی آبرو اور مال اور جان سے دفع کرنا (اجازت جہاد کا سبب بنتا ہے اور فی نفسہٖ) عمدہ چیز ہے [جیساکہ اللہ تعالیٰ نے (ایک دوسرے مقام پر) فرمایا کہ مقتول کے ولی کو ہم نے غلبہ عنایت کیا ہے لہٰذا وہ قتل میں زیادتی نہ کرے اس کی مدد کی جائے گی] اسیطرح ایک دینی مصلحت بھی جہاد میں ہے وہ یہ کہ حکمتِ الٰہیہ اس بات کو مقتضی ہے کہ دینِ حق ہر زمانہ میں پیغمبروں اور اُن کے نائبوں کے ہاتھ سے غالب ہوتا رہے اور کافر (چونکہ) ہمیشہ دینِ حق کے غالب ہونے سے (غصہ میں آکر اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں اور موحّدوں کی شوکت پر (برافروختہ ہوکر) دانت پیسنے لگتے ہیں لہٰذا اگر موحّدوں کو ہم مثل اپنے جوارح[2] کے بناکر کفّار کے شر کو دفع نہ کرتے تو (تمام کارخانہ مذہب و ملّت کا

[1] تہکم کے معنے سخت غصہ کرنے یا تمسخر کرنے کے ہیں یہاں معنے اوّل زیادہ مناسب ہیں ۱۲ [2] جوارح جمع ہے جارحہ کی جارحہ زخم ڈالنے والی چیز کو کہتے ہیں مگر اب اس کا استعمال زیادہ تر ہاتھ پیر کے معنے میں ہوتا ہے یہی یہاں مراد ہے۔

عبادت خانہا در ہر ملتے خراب می
شدند و رواج ذکر خدائے تعالٰے و تقرّب
بجناب او معدوم مے گشت وَلَيَنْصُرَنَّ
اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اشارہ است بشرط
کسے کہ اورا کالجارحہ مے سازند و بردستِ
...ے نصرتِ دین ظاہر مے کنند یعنی
شخص بجان و دل کمرِ ہمت باعلائی کلمۃ
اللّٰہ نہ بندد مستوجبِ آں نیست کہ نصرتش
...ہند و کالجارحہ اش سازند و نائب پیغامبر
در حملِ داعیہ وجہاد و اعلائی دین گردانند

ہزار نکتۂ باریک تر ز مُو اینجاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

قولہ تعالی اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ بدل است
از اَلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ و اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ
دِيَارِهِمْ و معنے اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ، اِنْ مَّكَّنَّا
بعضهم مثل آنکہ گویند بنو عباس خلیفہ
شدند و بنو تمیم دولتمند گشتند زیرا کہ
تمکین کل مہاجرین بل کل جمع غفیر
مستحیل عادی است و ذہن بہ
آں سبقت نمے کند صد جا
در حدیث خواندہ باشی قالت
الانصار کذا و فعل بنو تمیم کذا و مراد
زعمائے ایشاں مے باشند نہ کل فرد فرد

درہم و برہم ہوجاتا جسکے کہ) ہر مذہب کے عبادت خانے بھی ویران ہو گئے ہوتے اور ذکر الٰہی کا رواج اور اُس کی جناب میں تقرب (کا ذریعہ) معدوم ہو گیا ہوتا۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اُس شخص کے شرائط کی طرف اشارہ ہے جس کو (کارپردازانِ قضا و قدر) مثل جارحہ کے بناتے ہیں اور اُس کے ہاتھ پر دینِ (حق) کی مدد ظاہر کرتے ہیں یعنے جبتک کوئی شخص جان و دل سے کمرِ ہمت کلمۃ الٰہی کے بلند کرنے کے لئے نہیں باندھتا اس بات کا مستحق نہیں ہوتا کہ (کارسازانِ قضا و قدر) اُس کو مدد دیں اور مثل جارحہ کے بنائیں اور داعیۂ جہاد (کا بار) اُٹھانے اور دینِ (حق کے) بلند کرنے میں اُس کو پیغمبر کا نائب بنائیں۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مُو اینجاست[1]
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ (ترکیب نحوی میں) اَلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ اور اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ کا بدل ہے۔ اور (گو لفظی) معنے اِن مکنّٰھم کے یہ ہیں کہ ان سب کو) ہم تمکین دیں (مگر مراد یہ ہے کہ) ان میں سے بعض کو، مثل اس کے کہ کہتے ہیں بنی عباس خلیفہ ہوئے یا (کہتے ہیں) بنی تمیم دولتمند ہوگئے (حالانکہ بعض بنی عباس کا خلیفہ ہونا اور بعض بنی تمیم کا دولتمند ہونا مراد ہوتا ہے) کیونکہ تمکین کل مہاجرین کی بلکہ کسی بڑی جماعت کی عادۃً محال ہے اور ذہن اس طرف نہیں جاتا۔ سیکڑوں جگہ تم نے حدیث میں پڑھا ہوگا کہ انصار نے ایسا کہا یا بنی تمیم نے ایسا کیا وہاں مراد اُن کے رئیس ہوتے ہیں نہ کہ ہر ہر شخص۔

[1] ترجمہ۔ ہزاروں نکتے بال سے بھی زیادہ باریک اس جگہ ہیں + ایسا نہیں ہے کہ جو بھی شخص سر منڈوالے وہ قلندری جانتا ہے + مطلب یہ ہے کہ جو باریک نکتے حضرت مصنفؒ نے بیان کئے ہر شخص کو معلوم نہیں ہو سکتے صرف کتابوں کے پڑھ لینے سے یہ دقیقہ شناسی حاصل نہیں ہو سکتی۔

www.kitabghar.org

بازمعنے ان مکّنّٰھم تعلیق یک جزء نفسی خلافت است بجزء دیگر زیراکہ خلافتِ شرعی تمکین فی الارض است باقامتِ دین آینجا افادہ می فرماید کہ اگر تمکین این جماعۃ فی الارض متحقق شود البتہ آن تمکین مقترن خواہد بود با اقامتِ دین و ہمین است معنے خلافتِ راشدہ پس حضرات خلفاء از مہاجرینِ اولین بودند کہ یُقاتلون و اُخرِجوا من دیارِھم وآذنِ جہاد برائے ایشاں بالقطع محقق شد و ممکّن شدند در ارض بالقطع پس لازم آمد کہ اقامتِ دین کردہ باشند بالقطع بمقتضائے این تعلیق پس بالقطع خلفائے راشدین بودند زیراکہ معنے خلافتِ راشدہ غیر ایں دو جزء نیست اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ اشارہ است باقامتِ ارکانِ اسلام وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ شامل است احیائے علوم دین را وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ شامل است جہادِ کفار و اخذِ جزیہ را زیراکہ منکرے زیادہ تر از کفر نیست و نہیے و ردّعے بالاتر از قتلِ اہلِ کفر و گرفتن جزیہ نیست و شامل است اقامتِ حدود و تعزیرات را بر عصاۃ مسلمین باز مفہوم اَقَامُوا اٰتَوا و اَمَرُوا و نَھَوا آنست کہ ہرچہ از ممکّنین در ایام تمکین ایشاں ازیں ابواب ظاہر شود ہمہ معتد بہ خواہد بود شرعاً۔

ان مکّنّٰھم میں (بطورِ شرط و جزا کے) حقیقت خلافت کے ایک جزء (یعنے اقامتِ دین) کو دوسرے جزء (یعنے تمکین) پر معلّق کیا ہے {کیونکہ خلافتِ شرعی اُس تمکین فی الارض کا نام ہے جو اقامتِ دین کے ساتھ ہو} مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو اگر زمین میں تمکین ملے گی تو ضرور وہ تمکین اقامت دین کے ساتھ ہوگی اور خلافتِ راشدہ کا یہی مطلب ہے۔

(یہ ظاہر ہے کہ) حضرات خلفاءؓ مہاجرینِ اولین میں سے تھے جن کی نسبت یُقٰتَلُوْنَ اور اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ آیا ہے اور جن کے لئے اذنِ جہاد کا قطعی ثبوت ہے۔ اور ان کو زمین میں تمکین ملنا بھی یقینی ہے پس بمقتضائی تعلیق مذکور یقیناً انھوں نے اقامتِ دین کی ہوگی (اس سے صاف) نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حضرات خلیفۂ راشد تھے کیونکہ خلافتِ راشدہ انہی دو جزء (یعنے تمکین اور اقامتِ دین) کا نام ہے اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ میں ارکانِ اسلام کے قائم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ امروا بالمعروف (تمام) علومِ دینیّہ کے زندہ رکھنے کو شامل ہے۔ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ کافروں سے جہاد کرنے اور (اُن سے) جزیہ لینے کو شامل ہے۔ کوئی منکر کفر سے زیادہ (قبیح) نہیں ہے اور کوئی نہی کافروں کے قتل کرنے اور اُن سے جزیہ لینے سے زیادہ سخت نہیں ہے اور (نیز یہ کلمہ) شامل ہے نافرمانی کرنے والے مسلمانوں پر حدود و تعزیرات قائم کرنے کو۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) اقاموا اور امروا اور نھوا کے الفاظ سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ ان تمکین یافتہ لوگوں سے ان کے تمکین کے زمانہ میں نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق جو باتیں ظاہر ہوں گی وہ سب شرع میں معتبر ہوں گی (اگر غیر[1] معتبر ہوتیں تو قرآن میں قابل ذکر نہ تھیں)۔

[1] جیسے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نماز تراویح کی ترویج ہوئی تمام مسلمانوں نے اس کو منجانب شرع سمجھا۔

www.kitabghar.org

ز معنے ان مکنّٰھم۔ اذا مکنّٰھم است
خبار است بہ تمکین ایشاں در زمانِ
یندہ نہ صرف تعلیق تابع بمتقدم
بدون تحقیق مقدّم زیراکہ سابق مذکور شد
نَّ اللہَ یُدَافِعُ ولَوْلَا دَفْعُ اللہِ
لنَّاسَ وکلمۂ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۔
معنیش آنست کہ عواقب امور می دانیم وآنچہ
در آخر خواہد بود مے شناسیم ولہٰذا اذنِ جہاد
دادیم مراد آنست کہ ایں جہاد البتہ مفضی
بمدافعت کفار خواہد بود چوں معانی لغویہ
وشرعیّہ کلماتِ مفردہ ایں آیات شناختی
وقتِ آں آمد کہ نکتۂ دیگر بفہمی وآں آنست
کہ ہر دو آیت آیتِ استخلاف وآیتِ تمکین در یک قصہ
است مقصود واحد است وتعبیر مختلف وایں نکتہ را
یکے از فروع آیۂ کریمہ کِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ می باید
شناخت یک جا لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ
دِیْنَھُمْ گفتہ شد وجائی دیگر تمکین فی الارض باقامت
دین گفتہ آمد وحاصل ہر دو یکے ست اینجا لفظ
وَعَدَ اللہُ مذکور شد وآنجا ان مکنّٰھم باسبق اِنَّ اللہَ
یدافع ولولا دفع اللہ الناس اینجا ولیمکنن لھم گفتہ شد و
آنجا اقاموا الصّلٰوۃ اینجا استخلاف مذکور شد وآنجا تمکین فی الارض
اینجا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا گفتہ آمد وآنجا
اقاموا الصّلٰوۃ الخ اینجا تصویب اعمالِ ایشان

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) ان مکنّٰھم (یہاں) بمعنے اذا مکنّٰھم ہے (یعنے ان بمعنے اِذا[1] مقصود ہے) ان مہاجرین کو آیندہ زمانہ میں تمکین دینے کی خبر بیان کرنا ہے نہ یہ کہ اگر تمکین پائی جائے گی تو یہ لوگ اقامتِ دین کریں گے قطع نظر اس سے کہ تمکین پائی جائے یا نہ پائی جائے قرینہ اس کا یہ ہے کہ اوپر انّ اللہ یدافع اور لولا دفع اللہ النّاس (کے ضمن میں) مذکور ہوا (کہ خدا کی عادت یہی ہے کہ نیک بندوں کو تمکین دیتا ہے)۔

للہ عاقبۃ الامور کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام کاموں کو جانتے اور جو آیندہ ہونے والا ہے اس سے باخبر ہیں اس لئے ہم نے جہاد کی اجازت دی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ جہاد (جس کی اجازت دی گئی مثل معمولی جہادوں کے بے اثر نہ رہے گا بلکہ) کفّار کی مدافعت کا سبب بنے گا۔

جب ان آیات کے لغوی اور شرعی معانی تم نے معلوم کر لئے تو اب وہ وقت آگیا کہ ایک اور نکتہ بھی سمجھ لو وہ یہ کہ آیتِ استخلاف اور آیتِ تمکین ایک ہی بات بیان کر رہی ہیں مقصود (دونوں کا) ایک ہی، عبارت مختلف ہے اس نکتہ کو بھی کتابًا متشابہا مثانی[2] کی ایک شاخ سمجھنا چاہیئے (دیکھو) ایک جگہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ اور لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمْ کہا گیا اور دوسری جگہ تمکین فی الارض اور اقامتِ دین بیان کی گئی دونوں کا ماحصل ایک ہے۔ یہاں لفظ وَعَدَ اللہُ مذکور ہوا وہاں انّ اللہ یدافع اور لولا دفع اللہ النّاس کے بعد ان مکنّٰھم (آیا جو وعدہ کے مضمون کو ادا کر گیا) یہاں لیمکننّ کہا گیا وہاں اقاموا الصّلٰوۃ یہاں استخلاف کا ذکر ہوا وہاں تمکین فی الارض کا یہاں یَعْبُدُوْنَنِیْ لا یشرکون بی کہا گیا وہاں اقاموا الصّلٰوۃ الخ یہاں اُن کے اعمال کا صحیح ہونا

[1] ان اور اذا میں فرق یہ ہے کہ ان صرف اِس امر کے ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے کہ دو چیزوں میں شرط وجزا کا تعلق ہے اور اذا اس تعلق کو بھی ظاہر کرتا ہے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ آیندہ زمانہ میں شرط واقع ہوگی ۱۲ [2] ترجمہ۔ کتاب جس کا ایک حصہ دوسرے کے مشابہ ہے اور دوہری باتیں ہیں ۱۲

www.kitabghar.org

واعتداد اقامت حدود و تعزیرات ایشاں شرعاً از لفظ لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم مفهوم شد و آنجا از کلمۂ اقاموا الصلوٰة الخ اینجا ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا گفته شد و آنجا ان الله یدافع ولولا دفع الله الناس یکجا منکم ای من الحاضرین عند نزول الآیة گفته و جائی دیگر اُخرجوا من دیارهم و در مفهوم هر دو کلمه عموم و خصوص من وجه است زیرا که بعض مهاجرین در بدر و اُحد کشته شدند و نزول آیت استخلاف را ادراک نکردند و جمعے از صحابہ مهاجرینِ اولین نہ بودند و ادراک آیت استخلاف نمودند پس خلافت دراں جماعہ است کہ ہر دو صفت درایشاں مجتمع شد و ہر جا کہ قصہ واحد باشد

اور اُن کے اجرائے حدود و تعزیرات کا شرعاً معتبر ہونا لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم سے سمجھا گیا وہاں اقاموا الصلوٰۃ سے یہاں لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا کہا گیا، وہاں ان اللہ یدافع اور لولا دفع اللہ الناس۔ ایک جگہ منکم یعنے حاضرین وقت نزول آیت کا ذکر ہوا۔ اور دوسری جگہ اُخرجوا من دیارھم (یعنے مہاجرین اولین کا) ان دونوں لفظوں کے معنے میں عموم خصوص من وجہ[1] کی نسبت ہے کیونکہ بعضے مہاجرین بدر اور اُحد میں شہید ہوگئے تھے اور انھوں نے آیۂ استخلاف کے نزول کا زمانہ نہیں پایا اور بعضے صحابہؓ مہاجرینِ اولین میں سے نہ تھے مگر انھوں نے آیۂ استخلاف (کے نزول) کا زمانہ پایا پس (دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ) خلافت اُس جماعت میں ہوگی جس میں دونوں صفتیں پائی جائیں (یعنے مہاجرینِ اولین میں سے بھی ہو اور نزول آیۂ استخلاف کا زمانہ بھی پائے) اور (یہ اصول کا کلیہ قاعدہ ہے کہ) جس جگہ ایک مضمون

[1] دو کلیوں کے درمیان میں جو نسبت ہوتی ہے اُس کی چار قسمیں ہیں اوّل تساوی کہ جس چیز پر ایک کلی صادق ہو دوسری کلی بھی ضرور صادق آئے جیسے انسان اور ناطق کہ جس چیز پر انسان صادق آتا ہے ناطق ضرور صادق آتا ہے۔ دوسری تباین کہ جس چیز پر ایک کلی صادق آئے دوسری صادق نہ آئے جیسے انسان اور شجر جس پر انسان صادق آئے گا شجر صادق نہ آئیگا وبالعکس تیسری عموم خصوص مطلق کہ ایک عام ہو دوسری خاص۔ کلی خاص جہاں صادق آئے کلی عام ضرور صادق آئے اور کلی عام کے بعض مصداقوں پر کلی خاص صادق نہ آئے جیسے جسم اور انسان جسم کلی عام ہے اور انسان کلی خاص انسان جس پر صادق آئیگا جسم ضرور صادق آئیگا اور جسم کے بعض مصداق ایسے ہیں کہ اُن پر انسان صادق نہیں آتا جیسے شجر کہ اُس پر جسم صادق آتا ہے انسان صادق نہیں آتا۔ چوتھی عموم خصوص من وجہ کہ ہر ایک کلی بعض وجوہ سے عام ہو بعض وجوہ سے خاص جن دو کلیوں میں عموم خصوص من وجہ ہوتا ہے وہاں دو مقام ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کلی صادق آتا ہے دوسرا صادق نہیں آتا اور ایک مقام ایسا ہوتا ہے کہ دونوں صادق آجاتے ہیں جیسے انسان اور سفید سیاہ رنگ والے انسان پر انسان صادق آتا ہے سفید صادق نہیں آتا اور سفید رنگ کے کاغذ پر سفید صادق آتا ہے انسان صادق نہیں آتا اور سفید رنگ کے انسان پر دونوں صادق آتے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد اب سمجھ لو کہ حاضرین وقت نزول آیت مذکورہ اور مہاجرین اولین دونوں کلی ہیں اور ان دونوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے یعنے دو مقام ایسے نکلتے ہیں کہ ایک صادق آتا ہے دوسرا نہیں اور ایک مقام پر دونوں صادق ۱۲

www.kitabghar.org

وتعبیر مختلف ظاہر یک تعبیر را بنص تعبیر دیگرے تواں محکم ساخت وعام یکے را بخصوص تعبیرے تواں مخصّص نمود و مطلق یکے را بمقید تعبیر دیگرے تواں مقید گردانید چوں ایں ہمہ گفتہ شد باصل غرض متوجّہ شویم ایں ہر دو آیت کہ بحقیقت واحد اند بہ تعبیر مختلف دلالت مے کنند بر خلافتِ خلفاء زیراکہ وعدِ خدائے تعالیٰ راست است والبتہ در خارج واقع شدنی است پس استخلاف و تمکین فے الارض مہاجرینِ اوّلین و حاضرین آیۂ استخلاف البتہ واقع شد واگر ایشاں ایں خلفاء نباشند وعد واقع نشدہ باشد تعالی اللہ عن ذلک علوًّا کبیرًا زیراکہ صحابہ ہیچکس از ایشاں بعد صد سال از وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باقی نماند فکیف مہاجرین اوّلین و حاضرین آیۂ استخلاف پس اگر

دو[1] مختلف عبارتوں میں بیان کیا گیا ہو تو ایک عبارت کے ظاہر کو دوسری عبارت کے نص سے محکم کردینا چاہیئے (یعنے جو مطلب نص کا ہے وہی ظاہر میں بھی مراد لینا چاہیئے) اور ایک عبارت کے عام کو دوسری عبارت کے خاص سے مخصص کردینا چاہیئے (یعنے جو مطلب خاص کا ہے وہی عام میں بھی مراد لینا چاہیئے) اور ایک عبارت کے مطلق کو دوسری آیت کے مقیّد سے مقید کردینا چاہیئے (یعنے جو مطلب مقید کا ہے وہی مطلق میں بھی مراد لینا چاہیئے)۔

جب یہ بیان ہوچکا تو اب ہم اصل مقصود کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں یہ **دونوں آیتیں** {جو درحقیقت ایک ہیں اور عبارتیں مختلف ہیں} خلفاء کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ (ان میں) خدا تعالےٰ کا وعدہ (مذکور ہے اور اس کا وعدہ) سچا ہے اور یقیناً خارج میں ہونے والا ہے پس یہ تو یقینی ہے کہ استخلاف اور تمکین فے الارض مہاجرینِ اوّلین اور حاضرین وقتِ نزول آیۂ استخلاف کی واقع ہوئی اب اگر (یہی استخلاف و تمکین ان دونوں آیتوں کا موعود نہ ہو اور) یہی حضرات موعودہ خلفاء نہ ہوں تو (نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا کا) وعدہ پورا نہ ہوا {بلند ہے وہ ذات پاک ان تمام نقائص سے بہت بلندی} یہ (نتیجہ) اس لئے (لازم آئے گا) کہ صحابہؓ میں سے کوئی متنفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو[2] برس بعد زندہ نہیں رہا چہ جائیکہ مہاجرینِ اوّلین اور حاضرین وقتِ نزول آیۂ استخلاف لہٰذا اگر

---

[1] ظاہر نص عام خاص مطلق مقید یہ سب الفاظ اصولِ فقہ کی اصطلاح کے ہیں اور یہ بھی کلیہ اصول فقہ کا ہے جو بدلالت عقل سلیم ثابت ہے کہ ایک متکلم عاقل بالغ کے کلام میں ایک مضمون اگر مختلف عبارات میں بیان کیا گیا ہو اور بعض عبارات میں وضاحت کم ہو بعض میں زائد تو جو مطلب زیادہ واضح عبارت کا ہے وہی کم واضح عبارت میں بھی مراد لینا چاہیئے اس مطلب کی پوری توضیح ان الفاظ اصطلاحیہ کے معانی اور امثلہ کے سمجھنے پر موقوف ہے مگر حاصل مطلب یہی ہے جو بیان کیا گیا ۱۲۔ [2] چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر بھی دی تھی چند روز قبل از وفات فرمایا کہ آج سے سو برس کے بعد تم میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ حکم باعتبار اکثر افراد کے ہے ورنہ بعض صحابہ سو برس کے بعد بھی زندہ رہے ہیں (طیبی شرح مشکوٰۃ)۔

www.kitabghar.org

دراں زمان استخلافِ موعود و تمکینِ
موعود متحقق نشد الیٰ یوم القیامۃ
بودنی نیست و دراں زمان غیر ایں عزیزان
ممکن نشدند و مستخلف نشدند پس
مستخلفین و ممکنین ایشان اند بالقطع۔
وآں جاہلان کہ مے گویند خلافت را از
مستحق آں غصب کردہ شد و بغیر
مستحق رسید مکذّبِ خدا و مکذّبِ رسول
اویند زیراکہ مخالفتِ امرِ تشریعی متصوّر است کہ
زید را امر بنماز کردند و وے نماز نہ گذارد و مخالفت
وعدۂ الٰہی اینجا مقدّم وعدہ است و اخبار از
آیندہ و تشریع استخلاف ایشاں تابع وعد
شدہ است کہ بایں تشریف و تصویب غیر
مرضی نخواہد بود وچوں وعدِ استخلاف منجز شد
معنے استخلفتُ علیکم فلانًا ثم فلانًا
ثم فلانًا برروئی کار آمد وآں ایجاب انقیاد
است پس ظاہر وعدہ است و باطن
ایجاب انقیاد ہرچند قدر ایں بزرگواران ازین
سخن کہ میگوئیم بالاتر است اما بالفرض می تواں
گفت کہ اگر خدائے تعالیٰ درباب شخصے
فرماید کہ وعدہ کردہ ام کہ خطیبِ ایں روز
جمعہ را فلان نعمت و فلان نعمت بدہم یا
فرماید کہ خطیبِ ایں روز جمعہ عالم قاری صالح است

اس زمانہ میں استخلاف موعود اور تمکین موعود کا وجود نہ ہوا تو اب
قیامت تک نہیںؒ ہو سکتا اور اُس زمانہ میں سوا اُن حضرات کے اور کسی کو
تمکین نہیں ملی اور استخلاف عطا نہیں ہوا۔ پس یقینًا (معلوم ہوا
کہ ان آیتوں کا موعودہ) استخلاف و تمکین انہی کو عطا ہوا وہ
جاہل جو کہتے ہیں کہ خلافت مستحق سے غصب کر لی گئی اور غیر مستحق کو
ملی خدا کی تکذیب کرنے والے اور اس کے رسولؐ کی تکذیب کرنے
والے ہیں کیونکہ (تکذیب نہ کرنے والے سے) امر تشریعی کی مخالفت
تو ممکن ہے مثلاً زید کو حکم نماز کا دیا اور اس نے نماز نہ پڑھی (مگر
تکذیب) نہ (کرنے والے سی) وعدۂ الٰہی کی مخالفت (ممکن نہیں
مثلاً زید سے کوئی وعدہ کیا جائے اور زید اُس کے پورا ہونے کا
قائل نہ ہو) یہاں (ان آیتوں میں) اصل چیز وعدہ اور پیشین گوئی
ہے اس وعدہ کے ضمن میں اُن حضرات کے استخلاف کی تشریع ہی
کہ اس تشریف و تعریف کے ساتھ ان کی خلافت غیر پسندیدہ نہیں ہو سکتی
اور جب وہ وعدہ پورا ہو گیا تو (اب استخلاف ضمنی نہ رہا بلکہ صریحی)
بمعنے استخلفتُ علیکم فلانًا ثم فلانًا ہو گیا اور اطاعت ان
خلفاء کی واجب ہو گئی الحاصل (ان آیتوں کے) ظاہر (میں) وعدہ
ہے اور باطن (میں) وجوب اطاعتِ (خلفاء) ہے (لہٰذا جو لوگ ان
خلافتوں کو نہیں مانتے وہ درحقیقت وعدۂ الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں)
ہرچند ان بزرگوں کا رتبہ اس بات سی جو کہ ہم کہتے ہیں بالاتر ہے مگر
(مثال کے طور پر) فرض کر کے کہا جا سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی
شخص کی نسبت فرمائے کہ اب کے جمعہ کے دن جو شخص خطبۂ جمعہ
پڑھے گا اس کو میں فلاں نعمت اور فلاں نعمت دوں گا یا فرمائے کہ
جو شخص اب کے جمعہ کو خطبہ پڑھے گا وہ عالم اور قاری اور صالح ہے

لہ کیونکہ وعدہ تو تھا اُن مہاجرین سے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے جب وہ مہاجرین وفات پا گئے تو اب وعدہ کس طرح پورا ہو سکتا ہے۔

www.kitabghar.org

باز درمیان دو خطیب تنافس واقع شد و
کار بمصارعت و مصادمت افتاد آخرہا
یکے غالب آمد و دست و پائی آں دیگر بر
بست و بر منبر رفت و خطبہ خواند مستحق کرامت
ہماں خطیب خواہد بود نہ مصروع مدفوع
خلافت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم امرے نیست کہ بآں عامہ را مکلف
ساختہ باشند فقط پس اگر بحسب امر عمل کردند مطیع
شدند واگر عصیان ورزیدند مستوجب عقوبت
گشتند بلکہ وعدہ بود از فوق عرش نازل شدہ
کہ امکانِ تخلف نداشت دریں وعد تعلق
بجبرے و اختیار احدے نبود آری
تا وقتیکہ اشخاص معینہ بر صدر مسندِ
خلافت نہ نشستہ بودند اذہانِ مسلمین ہر
طرف می رفت چنانکہ در قصۂ خیبر چوں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود سَأُعْطِي الرَّايَةَ غَدًا
رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ مسلمین را علم بالقطع
حاصل شد کہ عقد رایت برای ہر کہ خواہد بود
محب و محبوب است لیکن نمی دانستند کہ کدام شخص
معین بایں دولت سرافراز گردد روزِ دیگر چوں
عقد رایت برائی حضرت مرتضی از جنابِ
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کرامت شد

پھر دو[1] خطیبوں کے درمیان میں بحث پڑ گئی اور نوبت لڑائی جھگڑے
کی آگئی بالآخر ایک غالب آیا اور اُس نے دوسرے کے ہاتھ پیر باندھ
دیئے اور منبر پر کھڑا ہو گیا اور خطبہ پڑھا تو اُس انعام و اوصاف کا مستحق
یہی خطیب ہو گا نہ کہ وہ جو گرا دیا گیا اور ہٹا دیا گیا (لہٰذا جو حضرات زمانہ
موعودہ میں صفاتِ موعودہ کے ساتھ سریر آرائے خلافت ہو گئے خواہ
وہ کسی طرح ہوتے ہوں بقولِ اُن جاہلوں کے کسی کو مجبور و مقہور
کر کے سہی وہی ان آیتوں کے موعود لہم سمجھے جائیں گے نہ کہ وہ
مجبور و مقہور) خلافت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی
کوئی حکم نہ تھی کہ لوگوں کو اُس کے ساتھ مکلف کیا گیا ہو تاکہ اگر
اُنھوں نے اس حکم کے موافق عمل کیا تو مطیع ہوئے اور اگر نافرمانی
کی تو مستحق عذاب ہوئے بلکہ وہ ایک وعدہ تھا جو عرش کے اوپر
سے نازل ہوا تھا جس کا پورا نہ ہونا ناممکن تھا اس وعدہ میں کسی کے
جبر یا کسی کے اختیار کو کچھ تعلق نہ تھا (خدا نے اس کا ایفاء اپنے ذمہ
رکھا تھا اور کسی شرط پر معلق نہ کیا تھا) ہاں (یہ ضرور ہے کہ) جب
تک یہ اشخاص معینہ صدر مسندِ خلافت پر نہ بیٹھے تھے مسلمانوں کے
خیالات ہر طرف جاتے تھے (کہ دیکھیے کون اس وعدہ کا مصداق
ٹھہرتا ہے یہ ایسا ہی ہے) جیسے واقعۂ خیبر میں جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور
اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہو گا اور اللہ و رسول اُس کو دوست
رکھتے ہوں گے (اس ارشاد سے) مسلمانوں کو علم قطعی حاصل ہو گیا کہ
جھنڈا جس کو ملے گا وہ محب و محبوب ہو گا لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ
کون شخص خاص اس دولت سے سرافراز ہو گا۔ جب دوسری دن
جھنڈا حضرت مرتضیٰ کو جنابِ نبوی سے عنایت ہوا تو (سب کو)

[1] مثلاً حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے پہلے بعض لوگوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف خیال کیا اور انصار نے اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنانا چاہا ۱۲

www.kitabghar.org

تحقیق پیوست کہ آں مرد موصوف حضرت مرتضٰے است ہمچناں بمقتضائے ایں آیات معلوم بالقطع شد کہ جمعے را استخلاف و تمکین خواہند ساخت ہنوز غموض و اشکال باقی ماندہ بود کہ آں افراد معیّنہ کدام کدام کس خواہند بود چوں پردہ برانداختہ شد و باہتمام جماعت خلافتِ اشخاصِ معینہ بوجود آمد و بردستِ آں خلفاء فتوح بلاد و تمکینِ دین مرتضٰے و اعلائے کلمۃ اللہ تحقق یافت بہ یقین دانستیم کہ وعدہ برائے ایشاں بود و قرعۂ استخلاف و تمکین فے الارض بنامِ ایشاں برآمد اگر بخاطرِ تو تردّدے راہ مے یابد ازجہتِ آنکہ امام بغوی در تفسیرِ ایں آیت می گوید قال قتادۃ کما اسْتَخْلَفَ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وغیرَھما مِنَ الانبیاء علیھم السّلام و قیل کما استخلف الّذین من قبلھم یعنے بنی اسرائیل حیثُ اَھْلَكَ الجَبابرۃَ بمصرِ والشامِ واورثھم ارضھم و دیارھم بر قولِ قتادہ استخلاف خلیفہ ساختن است اما بر قولِ دیگر قومے را بجائی قومے نشاندن و ہمچنیں محتمل ست کہ مراد تمکین کافۂ مہاجرینِ اوّلین باشد و حینئذ استدلال بر خلافتِ خلفاء بایں آیت درست نشود گوئیم توجیہ اوّل متصور است باعتبار استعمالِ عرب

تحقیق ہوگیا کہ وہ مردِ موصوف حضرت مرتضٰے ہیں اسیطرح ...... ان آیات سے قطعی طور پر معلوم ہوگیا (تھا) کہ کچھ لوگوں کو (کارپردازانِ قضا و قدر) خلافت و تمکین دیں گے (اور دینِ حق اُن کے ہاتھ سے قائم ہوگا اور ان کی اطاعت منجانب اللہ واجب ہوگی) مگر ہنوز یہ غموض و اشکال باقی رہ گیا تھا (کسی کو معلوم نہ تھا) کہ وہ اشخاص معیّنہ کون کون ہیں (لیکن) جب پردہ اُٹھ گیا اور جماعت (اسلام) کے اہتمام سے اشخاص معیّنہ کی خلافت منعقد ہوگئی اور اُن خلفاء کے ہاتھ سے فتوح بلاد اور تمکین دینِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ظہور ہوگیا تو ہم سب نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ وہ وعدہ اُنہی کیلئے تھا اور استخلاف اور تمکین فی الارض کا قرعہ انھیں کے نام نکلا اگر (اس مقام پر) تمھارے دل میں کچھ تردّد پیدا ہوتا ہو اس وجہ سے کہ امام بغوی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ قتادہؓ نے بیان کیا ہے کہ کما استخلف (سے مراد یہ ہے کہ) جس طرح داؤد و سلیمان اور دوسرے انبیاء علیہم السّلام کو خلیفہ بنایا تھا اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ (مراد یہ ہے کہ) جس طرح اُن سے اگلوں کو یعنے بنی اسرائیل کو مصر اور شام میں جبابرہ کے ہلاک کرنے کے بعد خلیفہ بنایا تھا اور اُن کو جبابرہ کی زمین اور گھروں کا وارث کردیا تھا گو قتادہؓ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ استخلاف (سے مراد) خلیفہ بنانا ہے مگر دوسرے قول سے معلوم ہوا کہ (استخلاف کے معنے یہ ہیں) ایک پوری قوم کو دوسری قوم کا قائم مقام کرنا (پس) اسی طرح ممکن ہے کہ شاید تمام مہاجرین اوّلین کو تمکین دینا مراد ہو (نہ صرف چند اشخاص کو یکے بعد دیگرے) اور اس صورت میں خلفاء کی خلافت پر اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہ رہے گا (تو اس تردد کے رفع کرنے کے لئے) ہم کہیں گے کہ توجیہ اوّل (یعنی قتادہؓ کا قول) استعمالِ[1] عرب

[1] استعمال عرب کو مصنفؒ خود بیان کرچکے ہیں کہ بولتے ہیں بنی عباس خلیفہ ہوئے اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ کُل بنی عباس خلیفہ ہوگئے بلکہ مراد یہ ہوتی ہو کہ ان میں سے کوئی خاص شخص خلیفہ ہوا اور عرب کی کچھ تخصیص نہیں اس قسم کا محاورہ تقریباً ہر زبان میں موجود ہے۔

www.kitabghar.org

و باعتبار تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حینئذ التفات کردہ نمے شود بقولِ دیگر و علیٰ تقدیر التسلیم استخلاف جماعۂ عظیمہ و تمکینِ ایشان بغیر خلیفہ مُمکّن فے الارض ممکن عادی نیست و صورتِ خارجیہ مستقر ساختن مسلمین و تمکین مہاجرین نصبِ خلیفہ و تمکین رئیسِ ایشان است پس وعدِ استخلاف و تمکین کافۂ مسلمین در حقیقتِ وعدہ خلیفہ ممکن فے الارض است اینجا مقدمہ ذکر کنیم کثیر الفوائد۔ حق سبحانہٗ و تعالٰی وعدہ فرمود کہ قرآن را علی ممر الدہور حفظ فرماید قال تعالیٰ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ باز در آیۂ دیگر صورت حفظ بیان فرمود اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ پس وعدۂ خدای تعالیٰ حق است و حفظ لابُد بودنی لیکن حفظِ او سبحانہ در خارج بصفت حفظِ بنی آدم اشیائے خود را یا مانند نقش بر حجر مثلاً ظاہر نمے شود بلکہ صفت ظہور حفظِ الٰہی در خارج آن است کہ الہام فرمود در قلوبِ صالحین از امتِ مرحومہ کہ بسعی ہرچہ تمامتر تدوین آن کنند بین اللوحین و جمیع مسلمین مجتمع شوند بر یک نسخہ

اور تفسیر آنحضرت[1] صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے لہٰذا دوسرے قول کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور بر تقدیر تسلیم (کرنے دوسرے قول کے بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں کیونکہ) ایک بڑی جماعت کو خلیفہ کرنا اور اُس کو تمکین دینا بغیر کسی خاص شخص کو خلیفہ بنائے ہوئے عادۃً ناممکن ہے اور (بنی اسرائیل کو خلیفہ بنانے کا مطلب یہی ہے کہ اُن میں سے کسی خاص شخص کو خلیفہ بنایا لہٰذا) مسلمانوں کو استقرار دینے اور مہاجرین کو تمکین دینے کی صورت یہی ہے کہ (ان میں سے کوئی) خلیفہ مقرر کیا جائے اور اُس کو تمکین دی جائے۔ الغرض تمام مسلمانوں کے استخلاف و تمکین کا وعدہ درحقیقت (ان میں سے کسی کو) خلیفہ مُمکّن فی الارض بنانے کا وعدہ ہے۔

یہاں ہم ایک مقدمہ ذکر کرتے ہیں جس میں بہت سے فوائد ہیں (وہ یہ کہ) حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ قرآن کی ہمیشہ ہمیشہ حفاظت فرمائے گا چنانچہ فرمایا وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (ترجمہ:۔ اور بیشک یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) پھر دوسری آیت میں اس حفاظت کی صورت بھی بیان فرمادی کہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ (یعنے اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے) پس خدا تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور قرآن کی حفاظت ضرور ہونی ہے مگر حق سبحانہ کی حفاظت کی صورت خارج میں ایسی نہیں ہوتی جیسی بنی آدم اپنی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں یا مثلاً اس طرح کہ پتھر پر نقش کر دیا جائے بلکہ حفاظت الٰہی کی صورت خارج میں یہ ہے کہ اُس نے امتِ مرحومہ کے نیک بندوں کے دل میں الہام فرمایا کہ وہ اپنی تمامتر کوشش سے اس کو دو دفتیوں کے درمیان میں جمع کریں اور (اس بات کے سامان پیدا کر دیئے کہ) تمام مسلمان ایک ہی نسخہ پر متفق ہوجائیں اور (اس بات کی توفیق دی کہ) بہی

[1] یعنے احادیث میں ایک ایک شخص خاص کا خلیفہ ہونا مذکور ہے۔

www.kitabghar.org

وہمیشہ جماعاتِ عظیمہ از قرّاء خصوصاً و سائر مسلین عموماً بقراءت و مدارستِ آں مشغول باشند تا سلسلۂ تواتراز ہم گسیختہ نہ گردد بلکہ یوماً فیوماً متضاعف شود و ہمیشہ جماعاتِ دیگر در تفسیر و شرح غریب و بیانِ اسبابِ نزول آں سعی بلیغ بجاآرند تا در ہر زمانے جماعہ قیام کنند بامرِ تفسیر صورتِ حفظ ہمیں را معین فرمودند نہ نقش بر حجر مثلاً چوں صورتِ حفظ متحقق شد دانستیم کہ محفوظ نیست تلاوتِ آں مرضی نیست الہٰذا محققین علماء باں رفتہ اند کہ در صلوات وغیر آں خواندہ نشود مگر قراءتِ متواترہ و قراءتِ متواترہ آنست کہ درویے دو شرط ہم آیند یکی آنکہ سلسلۂ روایتِ آں ثقۃ عن ثقۃ تا صحابۂ کرام رسد نہ مجرد محتملِ خطے دوم آنکہ خطِ مصاحف عثمانیہ محتملِ آں باشد زیراکہ چوں صورتِ حفظِ آں تدوین بین اللوحین و جمع امت برآں مقرر شد ہرچہ غیر آں است غیر محفوظ است و ہرچہ غیر محفوظ است غیر قرآن ہست لان اللہ تعالیٰ

بڑی جماعتیں قاریوں کی خصوصاً اور تمام مسلمانوں کی عموماً اس کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہیں تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے بلکہ روز بروز بڑھتا جائے اور (اس بات کی توفیق دی کہ) ہمیشہ کچھ جماعتیں اس کی تفسیر اور حل لغات اور بیان اسباب نزول میں اعلیٰ درجہ کی کوشش کرتی رہیں تاکہ ہر زمانہ میں کچھ لوگ تفسیر کی خدمت کرتے رہیں (کارپردازانِ قضا و قدر نے) حفاظت کی صورت یہی تجویز کی نہ مثلاً اس کے کہ پتھر پر کوئی کندہ کردیا جائے جب حفاظت کی (یہ) صورت (خاص) ظاہر ہوگئی تو ہم سب نے جان لیا کہ جس حصۂ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس کی تلاوت[1] پسندیدہ نہیں ہے اس لئے محققین علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز وغیرہ میں نہ پڑھی جائے مگر وہی قراءت جو متواتر ہو اور قراءتِ متواتر وہی ہے جس میں دو باتیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کی روایت کا سلسلہ بواسطۂ ثقہ راویوں کے صحابۂ کرام تک پہنچ جائے نہ یہ کہ صرف رسم[2] خط اس کا محتمل ہو۔ دوسرے یہ کہ مصاحفِ عثمانیہ کا رسم خط بھی اس کا محتمل ہو کیونکہ جب (معلوم ہوگیا کہ) قرآن کی حفاظت کی صورت اس کا جمع ہونا دو دفتیوں کے درمیان میں اور تمام امت کا اُس پر متفق ہونا مقرر ہوچکا ہے تو (معلوم ہوگیا کہ) جو کچھ اس کے علاوہ ہے اس کی حفاظت نہیں کی گئی اور جس کی حفاظت نہیں کی گئی وہ قرآن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

[1] قرآنِ کریم کا کچھ حصہ منسوخ ہوگیا ہے تنسیخ تین قسم کا ہوا ہے ایک یہ کہ تلاوت بھی منسوخ اور حکم بھی منسوخ دوسرے یہ کہ صرف تلاوت منسوخ تیسرے یہ کہ صرف حکم منسوخ پہلی اور دوسری قسم قرآن کے اندر لکھی نہیں گئیں جس حصہ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس سے منسوخ کی یہی دونوں قسمیں مرادہیں ۱۲ [2] رسم خط سے مراد طریقۂ کتابت ہے مثلاً مالک اور مَلِک اور مَلّاک اور مَلَک یہ سب الفاظ ایک ہی صورت میں لکھے جاتے ہیں یعنے اس طرح ملک پس گویہ رسم خط ان تمام لفظوں کا احتمال رکھتا ہے مگر جو الفاظ بذریعہ ثقہ راویوں کے صحابۂ کرام سے مروی ہوں وہی پڑھے جائیں گے۔ پس سورۂ فاتحہ میں لفظ ملک مَالِک اور مَلِک پڑھا جائے مَلّاک اور مَلَک نہ پڑھا جائے۔

www.kitabghar.org

قَالَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ و قال اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ الآیۃ پس قرارت وَالذَّکَرِ وَ الْاُنْثٰی شاذ است در نماز نمی تواں خواند حال آنکہ از حدیث ابن مسعود و ابی الدرداء صحیح شدہ است و در وقتِ انتساخ مصاحف عثمانیہ از اصل شیخین ابن عباس با صحابہ دیگر مباحثہ فرمود در تہجی بعض آیات وَصّٰی رَبُّکَ بجائے قَضٰی رَبُّکَ گفت اَوَلَمْ یَتَبَیَّنْ بجائے اَوَلَمْ یَیْئَسْ خواندہ آخر ہا جماعۃ دیگر التفات بہ تہجی او نہ کردہ قَضٰی رَبُّکَ و اَوَلَمْ یَیْئَسْ نوشتند و ہماں نسخ در آفاق شائع شد ما ہمیں قاعدہ دانستیم کہ قول جماعہ صحیح بود و تہجی ابن عباس من باب خطاء المعذور ہمچنین جمعے از صحابہ تنافس کردند در جمع قرآن ہر یکے مصحفے مرتب نمود و ہر یکے از اہل آں عصر سوَر قرآن را بلغت خود نوشت بر غیر لغتِ قریش حضرت ذی النورین بالہام ربانی محو آں کرد و بر یک قرآن ہمہ را جمع نمود در آں وقت باب قیل و قال مفتوح شد و بردومات از ہر دو جانب بمیان آمد چوں تمام عالم بر مصاحف عثمانیہ جمع شد یقین کردیم کہ محفوظ ہماں است و غیر آں مراد الحفظ نبود و اگر مراد الحفظ می بود محو نمی شد و ایں را ہیچ عاقلی حفظ نشمارد کہ نزدیک امام موہوم الوجود مختفی الحال ادعاء

نے فرمایا ہے وانّا لہٗ لحافظون اور فرمایا ہے انّ علینا جمعہ وقرآنہ اس سے معلوم ہوگیا کہ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی کی قرارت (بجائے وَمَاخَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی) شاذ ہے نماز میں نہ پڑھنی چاہیئے گو حضرت ابن مسعودؓ اور ابوالدرداءؓ کی صحیح روایت میں موجود ہے۔ نیز شیخینؓ کی (جمع کی ہوئی) اصل سے مصاحف عثمانیہ کی نقل کرتے وقت حضرت ابن عباسؓ نے دوسرے صحابہؓ سے بعض آیات کے تلفظ میں مباحثہ کیا وہ (سورۂ بنی اسرائیل میں) بجائے قَضٰی رَبُّکَ کے وَصّٰی رَبُّکَ کہتے تھے اور (سورۂ رعد میں) بجائے اَوَلَمْ یَیْئَسْ کے اَوَلَمْ یَتَبَیَّنْ پڑھتے تھے مگر جماعت نے ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا اور قضٰی ربک اور اولم ییئس لکھا اور وہی اطراف عالم میں پھیلا ہم نے اسی قاعدہ سے جان لیا کہ جماعت کا قول صحیح تھا اور حضرت ابن عباسؓ کی رائے از قبیل خطائے معذور تھی۔ اسی طرح صحابہؓ نے اپنی اپنی طرف قرآن کے جمع کرنے کا شوق کیا ہر ایک نے ایک ایک مصحف مرتب کیا اور ہر ایک نے سور قرآنیہ کو اپنے اپنے لغت میں لکھا برخلاف لغتِ قریش کے۔ حضرت ذی النورینؓ نے الہام ربانی کر کر ان سب کو مٹا دیا اور ایک قرآن پر سب کو متفق کر دیا اس وقت کچھ قیل و قال کا دروازہ کھلا اور کچھ بردومات درمیان میں آئی مگر جب تمام دنیا کے لوگ مصاحفِ عثمانیہ پر متفق ہوگئے تو ہم نے یقین کر لیا کہ حفاظت اسی کی مقصود ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس کی حفاظت مقصود نہیں کیونکہ اگر اس کی حفاظت مقصود ہوتی تو وہ مٹ نہ سکتا۔ اور اس کو تو کوئی عقلمند حفاظت سمجھ ہی نہیں سکتا کہ ایک موہوم الوجود مجہول الحال امام کے پاس دعوٰی

لہ شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن موجود محرف ہے ناقص ہے غیر صحیح ہے اور کہتے ہیں کہ خدا کا وعدۂ حفاظت اس طرح پورا ہوا کہ صحیح قرآن امام مہدی کے پاس غار میں ہے۔

کنند کہ نہادہ شدہ است سُبۡحٰنَکَ ھٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ[1] یا در روایتے غریبے یا در کتابے نادرے بطریق تعجب آوردہ باشد کہ فلاں چنیں گفت و فلاں چنیں نوشت در اشکال یک جانب اصابت بود و یک جانب خطأ المعذور چوں پردہ از روی کار برداشتند و حق مثل فلق الصبح پدیدار گشت مجال خلاف نماند ہر کہ امال یمیناً و شمالاً آں مرد زندیق است او را می باید بقتل رسانید اگر گوش شنوا و دلِ دانا داری سخنے باریک تر بشنو خدائی تعالیٰ ہمیشہ مدبّر عالم است با الہام امورِ حق در قلوبِ عباد صالحین تا مشیت مراد او کنند و موعود او را سر انجام دہند و وحی تعالیٰ قصہ خضرؑ با حضرت موسیٰؑ ذکر نہ کرد مگر برای افادۂ ہمیں نکتہ اما چوں ایام نبوت موجود بود وحی مفترض الطاعۃ در قلبِ پیغامبر می رسید و شک و شبہہ را آنجا ہیچ گنجائش نہ در اوّل و نہ در آخر وقتے کہ ایامِ نبوت منقضی شد و وحی منقطع گشت در آمد عباد اللہ الصالحین در کار ہائی مطلوب بنوعے از فکر و اجتہاد یا نوعے از رؤیا و الہام و فراست خواہد بود و آنہمہ حجت قائمہ موجب تکلیف ناس نیست چوں کار بآخر رسید و رشد آں مانند فلق الصبح ظاہر گشت معلوم ہمہ اہلِ تحقیق شد کہ آں محض حق بودہ است کما قال عمرؓ فی مباحثۃ مع ابی بکر رضی اللہ عنہ فی مسئلۃ المرتدین فعرفت انّہ الحقّ دواعی کہ در قلوبِ خلفاء فرو می ریخت باں صفت بود

کریں کہ قرآن رکھا ہوا ہے [پاک ہے تیری ذات یہ بہتان بہت بڑا ہے] یا کسی نادر کتاب میں بطور تعجب کے کسی نے لکھا ہو کہ فلاں نے ایسا کہا اور فلاں نے ایسا لکھا۔ مقابلہ کے وقت ایک طرف صواب ہوگا دوسری طرف خطائے معذور جب پردہ اُٹھ گیا اور حق مثل سفیدۂ صبح کے کھل گیا تو اب مخالفت کرنے کی گنجائش نہ رہی اب اگر کوئی شخص اِدھر اُدھر بہکے تو وہ زندیق ہے اُس کو قتل کر دینا چاہیئے۔ اگر سننے والا کان اور سمجھنے والا دل رکھتے ہو تو ایک بات اس سے بھی زیادہ باریک سنو۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ عالم کی تدبیر کرتا رہتا ہے نیک بندوں کو امورِ حق کا الہام کرکے تاکہ وہ نیک بندے اس کے مقصود کو جاری کریں اور اس کے موعود کو سرانجام دیں۔ حق تعالیٰ نے حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کا واقعہ اسی بات کے ظاہر کرنے کے لئے بیان فرمایا ہے۔ لیکن جب تک نبوت کا زمانہ موجود تھا پیغمبر کے قلب پر وحی اُترتی تھی جس کی اطاعت فرض ہے اور شک و شبہ کو جس میں گنجائش نہیں نہ اوّل میں نہ آخر میں۔ پھر جب نبوت کا زمانہ گزر گیا اور وحی موقوف ہو گئی تو اب نیک بندوں کا مقاصد (کی سرانجام دہی) میں دخل دینا یا فکر و اجتہاد سے ہوگا یا ایک قسم کے رؤیا (یعنی خواب) اور الہام اور فراست سے یہ سب چیزیں گو (اس وقت) آدمیوں کے مکلف کرنیکا باعث نہ ہوں لیکن جب کام انجام کو پہنچ گیا اور اس کا حق ہونا مثل سفیدۂ صبح کے کھل گیا تو تمام اہلِ تحقیق کو معلوم ہو گیا کہ وہ خالص حق تھا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے اس مباحثہ کے متعلق جو اُن سے اور حضرت ابوبکرؓ سے مرتدوں کے مسئلہ میں ہوا تھا فرمایا کہ (آخر میں) مجھے معلوم ہوگیا کہ وہی حق ہے (جو حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں) خلفاء کے دل میں جب کسی کام کا ارادہ پیدا ہوتا تو اس کی حالت یہی ہوتی تھی (کہ

لہ مثلاً بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ والذکر والانثیٰ پڑھتے تھے۔

www.kitabghar.org

ایامِ خلافت بقیۂ ایامِ نبوّت بوده است گویا در ایامِ نبوّت حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم تصریحاً بزبان مے فرمود و در ایامِ خلافت ساکت نشستہ بدست و سر اشارہ مے فرماید بعضے پَے بمقصود بُردند و بعضے راہ را غلط کردند و معنے اجماع کہ بر زبان علمائے دین شنیدہ باشی، این نیست کہ ہمہ مجتہدان لایشذّ فردٌ در عصر واحد بر مسئلۂ اتفاق کنند زیراکہ این صورتے ست غیر واقع بل غیر ممکن عادی بلکہ معنے اجماع حکم خلیفہ است بچیزے بعد مشاورۂ ذوی الرأی یا بغیر آں و نفاذ آں حکم تا آنکہ شائع شد و در عالم ممکّن گشت قال النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم علیکم بِسُنّتی و سُنّۃ الخلفاء الرّاشدین من بعدی الحدیث چوں این مقدمہ دانستہ شد باید دانست کہ خداے تعالیٰ

منجانب اللہ اُن کو الہام ہوتا تھا)۔
(خلفائے راشدین کی) خلافت کا زمانہ بقیۂ زمانۂ نبوّت تھا۔ (یوں سمجھو کہ آپؐ بعد نبوّت کے تیئیس[۲۳] برس اپنی عمر شریف کے اور تیس[۳۰] برس زمانۂ خلافت راشدہ کے کُل ترپن[۵۳] برس دنیا میں رہے فرق صرف یہ تھا کہ) گویا زمانۂ نبوت میں تصریحاً زبان مبارک سے تمام باتیں بیان فرماتے تھے اور زمانۂ خلافت میں ساکت بیٹھے ہوئے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کرتے تھے بعض لوگ (ان اشارات سے) اصل مقصود سمجھ گئے اور بعض نے سمجھنے میں غلطی کی۔ اجماع (کا لفظ) تم نے علمائے دین کی زبان سے سُنا ہوگا اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ تمام مجتہدین (اس طرح کہ اُن میں سے) ایک بھی علٰحدہ نہ رہے سب کے سب ایک زمانہ میں کسی مسئلہ پر اتفاق کر لیں کیونکہ یہ صورت نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے بلکہ اجماع کے معنے یہ ہیں کہ خلیفۂ (خاص) اہل الرائے حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یا بغیر مشورہ کئے ہوئے کوئی حکم دے اور وہ حکم نافذ ہو جائے یہاں تک کہ (تمام عالم اسلامی میں) شائع ہو جائے اور تمام اسلامی دنیا میں ممکّن ہو جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی اجماع کی حجیّت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے) فرمایا ہے کہ تم پر لازم ہے میری سنّت اور خلفائے راشدین کی سُنّت جو میرے بعد ہوں گے۔

جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا تو اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے

[۱] اجماع کے یہ معنے مصنفؒ کی فکر عالی کا نتیجہ ہیں واقعی اجماعی جتنے مسائل ہیں وہ سب اسی قبیل سے ہیں کہ خلفائے راشدین ہی کے زمانہ میں بصورت مذکور ہو پائے گئے۔ [۲] یعنے مضبوطی کے ساتھ رواج پائے کوئی اس کا مخالف نہ ہو خلفائے راشدین کے بعض احکام ایسے ہوئے کہ تمام اسلامی دنیا میں ممکّن نہیں ہوئے وہ اجماع کی حد میں نہیں آسکتے ہیں نہ واجب الاتباع ہو سکتے ہیں جیسے حضرت علیؓ نے بیع امہات الاولاد کے جواز کا حکم دیا قاضی شریحؒ نے اُسی مجلس میں اختلاف کیا اور وہ حکم رائج نہ ہوا۔ [۳] یہ اشارہ اس طرح ہوگا کہ سنت اُسی فعل کو کہتے ہیں جو طریقۂ جاریہ ہوا اور طریقہ کے جاری ہونے کا مطلب یہی ہو کہ اُس کا رواج ہو جائے۔

www.kitabghar.org

وعدہ فرمود وَاللّٰہُ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ
کہ مہاجرین اوّلین راکہ در مضمار ایمان و
وعبادت پیش قدم اند خلفاء خواہیم ساخت
وازیشاں کارہائے معلومہ بظہور خواہد آمد و
صورت ظہور ایں وعدہ آنست کہ واحدٌ بعدَ
واحدٍ ازیں جماعہ خلیفہ شود بدون نصبِ خلیفہ
غلبۂ قوم کثیر محالِ عادی است قال صلی اللّٰہ
علیہ وسلم الامام جُنّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ
وقال قائلہم عہ لا یصلح الناس فوضیٰ
لَا سَرَاۃَ لَھُمْ ولا سَرَاۃَ اِذَا جُھّالُھُمْ
سَادُوْا ایں قدر معلوم بالقطع است
لیکن دریں وقت نوعے از غموض واشکال
موجود بود کہ کدام کس خلیفہ خواہند شد
و مدّت خلافتِ موصوفہ چہ قدر باشد
و ترتیبِ خلافتِ ایشاں بچہ اسلوب
آں وقت وقتِ مشاورہ بود کہ قرعۂ اختیار
بنام کدام یکے خواہد برآمد وازاں جماعۂ
موصوفہ کرا بایں دولت سرافراز کنند چوں
الہام بتعیینِ واحدٍ بعدَ واحدٍ فرود آمد جمعے
آں الہام را اوّلاً قبول کردند و در اتمام آں
اہتمام نمودند جمعے بعد اللّتیا والّتی بعد
تقلیب امور سر فرود آوردند بعد انطباق
اوصاف برہمہ منکشف شد کہ آنچہ حق بود واقع
شد و چشم واگشت برآں فعل کہ

وعدہ فرمایا ہے {اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا} کہ مہاجرینِ اوّلین کو {جو مضمار[1] ایمان و عبادات میں پیش قدم ہیں} خلیفہ بنائیں گے اور اُن سے فلاں فلاں کام ظاہر ہوں گے۔ اس وعدہ کے پورا ہونے کی صورت یہی ہے کہ مہاجرین اوّلین میں سے یکے بعد دیگرے (کچھ لوگ) خلیفہ ہوں (کیونکہ) بغیر خلیفہ مقرر کئے ہوئے کسی بڑی قوم کا غالب ہوجانا عادۃً محال ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام (مثل) سپر کے ہوتا ہے کہ اُس کو سامنے کرکے (یعنے اُس کے بل پر) جنگ کی جاتی ہے۔ اور کسی شاعر کا شعر ہے۔ (ترجمہ) جو لوگ بے سر ہوں اُن کا کوئی سردار نہ ہو تو اُن میں صلاح (و فلاح) نہیں پیدا ہو سکتی اور جب کسی قوم کے جاہل سردار بن جائیں تو اُس قوم کو بے سر سمجھنا چاہیئے + (المختصر) اس قدر تو یقینی طور پر معلوم ہے (کہ اس وعدہ کے پورے ہونے کی یہی ایک صورت ہے) لیکن اُس وقت (یعنے بوقتِ انعقاد خلافت) ایک قسم کا غموض و اشکال تھا کہ (یہ نہ معلوم تھا کہ) کون کون لوگ خلیفہ ہوں گے اور اس خلافت کی مدّت کس قدر ہوگی ور اُن کی خلافت کی ترتیب کس طرح ہوگی (لہٰذا) وہ وقت مشورہ کرنے کا وقت تھا کہ (دیکھا چاہیئے) قرعہ اختیار کا کس کے نام نکلتا ہے اور (کارپردازانِ قضا و قدر) مہاجرینِ اوّلین میں سے کس کو اس دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ جب یکے بعد دیگرے خلفاء کی تعیین کا الہام ہوگیا تو کچھ لوگوں نے فوراً اس الہام کو قبول کرلیا اور اُس کے پورا کرنے میں اہتمام کیا اور کچھ لوگوں نے بعد کچھ چون و چرا اور بعد کچھ بحث کے سر (اطاعت) خم کیا مگر جب اوصاف (موعودہ خلفاء) پر منطبق ہوگئے تو سب پر ظاہر ہوگیا کہ جو حق تھا وہی واقع ہوا اور آنکھیں کھل گئیں کہ یہ فعل

[1] مضمار بمعنے میدان ہے۔ ۱۲۔ عہ یہ شعر الافوہ الایادی کا ہے ۱۲ مصح

www.kitabghar.org

جماعہ نبود وعدالله بود کہ از پس پردۂ چندیں انکار واَقیسہ بروز نمود ؎

کارِ زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے برآہوئے چین بستہ اند

واگر ہنوز تردّدے بخاطرِ تو مے رسد کہ وعدِ الٰہی راست است اما از کجا بیقین دانیم کہ انجازِ وعدہ بہ ہمیں اشخاص معینہ واقع شد، ومنکم احتمال دارد کہ تاکید باشد نہ تاسیس حکایتے بشنو کہ یکے از ادلۂ نبوتِ آنحضرت صلے الله علیہ وسلم اِخبار انبیائے متقدمین است ونصوصِ توریت و انجیل وسائرِ کتب الٰہیہ وآں بابے بست وسیع وصحابہ و مومنین اہلِ کتاب چیز بسیارے ازیں باب روایت کردہ اند متاخرین متکلمین اعتراضے بریں مسلک ایراد مے کنند واز جوابِ آن

(خلیفہ بنانے کا) جماعتِ (اسلام) کا فعل نہ تھا (بلکہ) وعدۂ خدا تھا جس نے اتنے انکار اور قیاسات کے پردہ سے ظہور کیا ؎

کارِ زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے برآہوئے چین بستہ اند

اب بھی اگر تمہارے دل میں تردد ہوتا ہو کہ وعدۂ الٰہی (تو بیشک) سچا ہے مگر یہ کیونکر یقینی طور پر ہم کو معلوم ہو کہ (وہ) وعدہ (انہی خلفاء کے لئے تھا اور اس) کا انجاز[1] انہی خاص اشخاص پر ہوا (آیت میں نہ کہیں ان کا نام ہے نہ کچھ مشخصات اُن کے مذکور ہیں باقی رہا لفظ) منکم (تو) اس میں احتمال ہے کہ (الذین آمنوا کی) تاکید[2] ہو نہ تاسیس (یعنے تخصیص حاضرین وقت نزول آیت کے لئے نہ ہو تو اس تردد کے رفع کرنے کے لئے پہلے) ایک حکایت[3] سنو وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے (ایک دلیل) انبیائے متقدمین کا (بطور پیشین گوئی کے آپ کی) خبر دینا اور توریت اور انجیل اور دوسری کُتبِ الٰہیہ (میں آپ کے ظہور) کی نصوص (کا موجود ہونا) ہے اور یہ ایک بڑا وسیع مبحث ہے صحابہؓ نے اور (نیز) مومنینِ اہل کتاب نے بہت چیزیں اس مبحث کے متعلق روایت کی ہیں۔ متاخرین متکلمین اس دلیل پر اعتراض کرتے ہیں اور اُس کے جواب سے

[1] انجاز کے معنے پورا کرنا۔

[2] تاکید اس کو کہتے ہیں کہ جو مضمون بیان ہو چکا یا بیان کیا جائے اس کو مضبوط کر دیا جائے خواہ اس طرح کہ اس کو مکرر ذکر کر دیں یا اور کسی طرح۔ اور تاسیس اس کو کہتے ہیں کہ نیا مضمون بیان کیا جائے تاکید کی صورت میں جو معنے الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے ہیں وہی منکم کے بھی ہو جائیں گے مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ مومن نیکوکار ہیں اُن سے استخلاف کا وعدہ کیا جاتا ہے خواہ وہ مومن کسی زمانہ کے ہوں اور تاسیس کی صورت میں الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سے تو مومن نیکوکار سمجھے گئے اور منکم سے معلوم ہوا کہ خاص نزول آیت کے وقت کے مومن نیکوکار مراد ہیں۔ [3] یہ حکایت ایک نہایت مفید تحقیق پر مشتمل ہے جس سے بہت عمدہ عمدہ نتائج حاصل ہوتے ہیں جس کا نتیجہ ایک یہ ہے کہ بہت سے لوگ کہہ اُٹھتے ہیں کہ خلفاء کا نام تو قرآن میں ہے نہیں پھر ان کی خلافت کا ماننا از روئے قرآن کیوں ضروری کہا جاتا ہے ایسے لوگوں کو ماننا پڑے گا کہ حضرت صلی الله علیہ وسلم کی نبوت کا ماننا بھی از روئے تورات و انجیل ضروری نہیں ہے اور اس کا مان لینا قرآن کا انکار صریح ہے۔

www.kitabghar.org

عاجز می شوند و آخرہا بضعفِ ایں مسلک
میل می نمایند حاصل اعتراض آنکہ اگر در
کتبِ الٰہیۃ چیزے از وصفِ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہست نہایتِ کار
آنست کہ ذہنِ سامع ازاں وصف
بفردِ منتشر متعلق شود کہ فردٌ مامن الکلی
المنتزع مِنْ ھٰذِہِ الاوصافِ الکلیۃ
پیغمبر خواہد بود ہیچگاہ اوصافِ کلیہ
بدون اشارۂ حسیہ بفردِ خاص نخواہد رسانید
تا ہرجا کہ اوصافِ کلیہ جمع کنند غیر کلی
ثمرہ نخواہد داد بلکہ تعلق ذہن بفردِ منتشر
نیز ممنوع ست زیرا کہ در کتب الٰہیہ رموز
مذکور است نہ ذکرِ عنوانِ نبوت و نہ استقصا
در ذکرِ مشخصات و حینئذٍ تکلیف ناس
باقرارِ نبوتِ فردِ خاص گنجائش ندارد
قال القاضی عضد فی المواقف فان
قیل ان زعمتم مجیٔ صفتہ مفصلاً انہ
یجیٔ فی السنۃ الفلانیۃ فی البلدۃ الفلانیۃ
وصفتہ کیت وکیت فاعلموا انہ
نبی فباطلٌ لانا نجد التوراۃ والانجیل
خالیین عن ذلک واما ذکرہ مجملاً
فان سلم فلا یدل علی النبوۃ
بل علی ظہور انسانٍ کامل اونقول
لعل شخصٌ اٰخر لم یظہر بعدُ
قلنا المعتمد ظہور المعجزۃ علی یدہ وھٰذہ

عاجز ہو کر بالآخر اس دلیل کے کمزور ہونے کی طرف مائل ہو جاتے
ہیں (ان کے) اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ کتبِ الٰہیہ میں جو کچھ
وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے انتہا مرتبہ اس
کا یہ ہے کہ سننے والوں کا ذہن اس وصف سے ایک غیر معین شخص
کی طرف جاتا ہے کہ کوئی فرد اس کلی کا جو ان اوصافِ کلیہ سے حاصل
ہوتی ہے پیغمبر ہوگا کیونکہ اوصافِ کلیہ بغیر اشارہ حسیہ کے کسی
خاص شخص تک (ذہن کو) نہیں پہنچا سکتے اوصافِ کلیہ کو جب
جمع کیا جائے گا تو نتیجہ کلی ہی نکلے گا بلکہ غیر معین شخص (کی
نبوت) کی طرف ذہن کا جانا بھی لازم نہیں آتا اس وجہ سے کہ
کتبِ الٰہیہ میں اشارات مذکور ہیں نبوت کا بھی عنوان (مذکور)
نہیں ہے اور نہ تمام مشخصات بیان کئے گئے ہیں اس صورت
میں (کتبِ الٰہیہ کے ان نصوص کی بنا پر) کسی خاص شخص کی
نبوت کے اقرار پر مکلف ہونا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا یہ متاخرین
متکلمین کے اعتراض کا ماحصل ہے (اسی اعتراض کو) قاضی عضدؒ
مواقف میں (اس طرح) بیان کرتے ہیں کہ تم کہو کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی صفت مفصل (توریت و انجیل میں) آئی ہے کہ
آپ فلاں سن میں فلاں شہر میں پیدا ہوں گے اور آپ کے یہ یہ
حالات ہوں گے (جب آپ پیدا ہوں) تو سمجھ لینا کہ نبی ہیں تو
یہ غلط ہے ہم تورات و انجیل کو ان باتوں سے خالی پاتے ہیں اور
اگر تم یہ کہو کہ آپ کا ذکر (تورات و انجیل میں) مجمل طور پر ہے
تو اگر مان بھی لیا جائے تو وہ نبوت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کسی
انسانِ کامل کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی کہہ سکتے
ہیں کہ شاید وہ کوئی اور شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا)
ہو جو ابھی پیدا نہیں ہوا تو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ اصل
دلیل (نبوت کی) معجزہ کا آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہونا ہے اور یہ

www.kitabghar.org

الوجوہ الاُخر للتکملۃ والزیادۃ انتھی
فقیر مے گوید عفا اللہ عنہ۔ این زَلَّت
قدمی است کہ از متاخّرین متکلّمین
واقع شد عفا اللہ عنا وعنہم عامۃ
مسلمین را باید کہ گوش بآں نہہند و
علماء را باید کہ انکار آں کنند و این سخن
بہماں مے ماند کہ علماء متفق اند بر آنکہ اگر
اجتہاد مجتہد و قضائے قاضی بر
خلافِ صریح قرآن یا صریح سُنّتِ
مشہورہ یا صریح اجماع یا صریح قیاس
جَلی واقع شود نافذ نیست و تقلیدِ آں
جائز نہ۔ خدائے تعالےٰ مے فرماید اَوَلَمْ
یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ
اِسْرَآءِیْلَ و مے فرماید یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا
یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ و ازینجا معلوم مے
شود بالقطع کہ دانندگانِ کتاب بسبب
شناخت پیغامبر آخر الزّمان مکلّف شدند
و حُجّتِ تشریعیہ برایشاں قائم شد
پس قول بآنکہ این اخبار حجّتِ مُلزِمہ
نیست خلافِ قرآن است تحقیق درین
باب آنست کہ بقدرے کہ در کتب سابقہ
بود حجت قائم گشت و تکلیف متحقق شد
یقین حاصل می شود بدو چیز یا قیسہ[1]

باتیں (کہ تورات و انجیل میں بھی آپؐ کی بشارت ہے) ایک زائد
بات ہے (اصل دلیل نہیں ہے قاضی عضد کی عبارت) ختم ہوئی۔
یہ فقیر کہتا ہے (خدا اُس سے اور تمام مسلمانوں سے درگزر کرے)
یہ ایک لغزشِ قدم ہے جو متاخّرین متکلّمین سے ظاہر ہوئی (کہ تورات
و انجیل کی بشارت سے ذہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت
کی طرف نہیں جاتا) عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی باتوں کو نہ سُنیں
اور علماء کو چاہیئے کہ تردید کریں جس طرح علماء اس بات پر متفق ہیں
کہ اگر کسی مجتہد یا کسی قاضی کا فیصلہ صریح قرآن کے یا صریح حدیث
مشہور کے یا صریح اجماع یا صریح قیاس جلی کے مخالف ہو تو وہ
نافذ نہیں ہوتا اور اس کی تقلید جائز نہیں ہوتی (اسی طرح متاخرین
متکلّمین کا یہ قول بھی واجب التردید ہے کیونکہ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے
(ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے (ہمارے نبی کے سچے ہونے کی)
یہ نشانی (کافی) نہیں ہے کہ ان کو علمائے بنی اسرائیل جانتے
ہیں۔ اور فرماتا ہے کہ (ترجمہ) وہ (یہود ونصاریٰ) حضرتؐ
کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ ان آیتوں
سے معلوم ہوا کہ تورات و انجیل کے جاننے والے پیغمبر آخر الزمان
کے وصف سے واقف ہونے کی وجہ سے (آپؐ پر ایمان لانے
کے ساتھ) مکلّف ہوئے اور حجّتِ تشریعیہ اُن پر قائم ہوگئی پس
اس بات کا قائل ہونا کہ یہ خبریں تورات و انجیل کی الزام قائم کرنے
والی دلیل نہیں ہیں خلاف قرآن کے ہے۔ تحقیق اس بارے میں
یہ ہے کہ جس قدر اوصاف آپؐ کے کُتبِ سابقہ میں ہیں اُن سے
حجّت قائم ہوگئی اور تکلیف (شرعی) ثابت ہوگئی (کیونکہ) یقین
دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے یا قیاس[1] سے خواہ

[1] قیاس اصطلاح منطق میں اس کلام کو کہتے ہیں جو کئی قضیوں یعنی جملوں سے مرکب ہو اور وہ جملے ایسے ہوں کہ اُن کے مان لینے سے کسی دوسرے قول کا مان لینا لازم آئے جیسے ایک کلام یہ ہے کہ عالم متغیّر ہے اور ہر متغیّر حادث ہے یہ کلام دو[2] جملوں سے مرکب ہے اور وہ دونوں ایسے ہیں کہ اگر مان لئے جائیں تو ایک دوسرے قول کا مان لینا لازم آجائیگا

[2] یعنی یہ کہ عالم حادث ہے اور یہ دوسرا قول جس کا ماننا لازم آتا ہے نتیجہ کہا جاتا ہے۔

www.kitabghar.org

اقترانیہ و استثنائیہ چوں مواد آں یقینیہ باشند و شکل منتج و بحدس کہ تمام مقدمات را ذکر نہ کنند و از بعض مقدمات بطریق طفرہ بمطلب انتقال نمایند مثل نور القمر مستفاد من نور الشمس بشناسیم بسبب دیدن اختلاف احوال قمر باختلاف قرب و بعد او از شمس لیکن حدس دو قسم است حدسے کہ غیر افراد قلیلہ از بنی آدم بآں پے نہ برند لغموض ماخذہ و خدائے تعالیٰ بایں قسم تکلیف نمے دہد عامہ را و حدسے کہ اکثر افراد انسانی بآں پے می برند مثل آنکہ وجود لیل و نہار از جہت غیبوبت شمس و طلوع اوست و بایں قسم تکلیف واقع مے شود و حجت قائم می گردد نصوص کتب الٰہیہ در باب اخبار بوجود پیغمبر آخر زمان صلے اللہ علیہ وسلم ہرچند از جہت اقیسہ اقترانیہ و استثنائیہ بتعیین فرد خاص کہ افضل افراد بشر است نمی رسانند اما از جہت حدس

اقترانی[1] ہو یا استثنائی بشرطیکہ مقدمات[2] اُس کے یقینی ہوں اور شکل[3] بھی نتیجہ دینے والی ہو یا حدس سے (حدس اُس کو کہتے ہیں کہ تمام مقدمات (قیاس) کو ذکر نہ کریں بلکہ بعض مقدمات سے بطور طفرہ[4] کے مطلب کی طرف ذہن منتقل ہو جائے مثلاً چاند کی روشنی کا آفتاب کی روشنی سے مستفاد ہونا معلوم کریں اس بات کو دیکھ کر کہ چاند کی حالتیں آفتاب کے ساتھ قرب و بعد کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہیں (کہ جیسے جیسے قرب بڑھتا ہے اور بعد کم ہوتا ہے چاند کا حصۂ روشن بڑھتا جاتا ہے اور جب بعد زیادہ ہونے لگتا ہے اور قرب گھٹتا جاتا ہے تو اس کا حصۂ روشن کم ہوتا جاتا ہے) مگر حدس دو قسم کا ہوتا ہے ایک[1] وہ حدس کہ بہت کم آدمی اُس کا احساس کرتے ہیں بسبب اس کے کہ ماخذ اُس کا غامض ہوتا ہے خدا تعالیٰ اس قسم کے حدس سے تمام آدمیوں کو مکلف نہیں کرتا۔ دوسرا[2] وہ حدس جس کا احساس اکثر افراد انسانی کر لیتے ہیں (بوجہ اس کے کہ اُس کا ماخذ قریب ہوتا ہے) مثل اس حدس کے کہ دن اور رات کا وجود آفتاب کے طلوع و غروب سے ہوتا ہے۔ اس قسم کے حدس سے تکلیف (شرعی) واقع ہو جاتی ہے اور حجت الٰہیہ قائم ہو جاتی ہے۔ پس گو پیغمبر آخر الزمان کے ظہور کے متعلق جس قدر نصوص کتب الٰہیہ میں ہیں وہ قیاس اقترانی یا استثنائی کے طریقہ پر اُس فرد خاص کی تعیین نہیں کرتیں جو افضل افراد بشر ہے مگر حدس

[1] قیاس میں اگر نتیجہ یا نقیض نتیجہ کی بالفعل مذکور نہ ہو تو اقترانی کہا جاتا ہے ورنہ استثنائی۔ استثنائی کی مثال۔ اگر زید کاتب ہے تو اُس کی انگلیوں کو حرکت ہے لیکن وہ کاتب ہے اس قیاس میں خود نتیجہ بالفعل مذکور ہے نتیجہ یہ ہے کہ زید کی انگلیوں کو حرکت ہے۔ اقترانی کی مثال۔ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے۔ اس قیاس میں یہ نتیجہ بالفعل مذکور ہے نہ نتیجہ کی نقیض۔ ہاں نتیجہ کے اجزاء متفرق طور پر بیشک مذکور ہیں مگر اس کو بالفعل مذکور ہونا نہیں کہتے۔ [2] قیاس جن جملوں سے مرکب ہو ان جملوں کو مقدمات کہتے ہیں۔ [3] حد اوسط کی ترتیب سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اُس کو شکل کہتے ہیں۔ حد اوسط قیاس کے اس جزو کو کہتے ہیں جو مکرر ہو جیسے قیاس اقترانی میں متغیر کا لفظ مکرر ہے یہ مکرر لفظ کبھی پہلے جملہ کا مبتدا ہوتا ہے کبھی خبر علیٰ ہذا دوسرے جملہ کا بھی کبھی مبتدا ہوتا ہے کبھی خبر غرض چار صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ حد اوسط پہلے[1] جملہ میں خبر ہو دوسرے میں مبتدا۔ دونوں[2] جملوں میں خبر ہو۔ دونوں[3] جملوں میں مبتدا ہو۔ پہلے[4] جملہ میں مبتدا ہو دوسرے جملہ میں خبر۔ انہی چار[4] صورتوں کو شکل کہتے ہیں پہلی صورت کو شکل اول دوسری کو شکل ثانی تیسری کو شکل ثالث چوتھی کو شکل رابع ان شکلوں کے صحیح نتیجہ دینے کے کچھ شرائط ہیں جو منطق کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ [4] طفرہ پھاند جانے کو کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

قریب المأخذ مے رسانند و بہماں مکلّف مے شوند شک نیست کہ وجود جامع ایں اوصاف مُبَشّر بہا بعد مُدّتِ متطاولہ یکے خواہد بود ہمیں کہ در فرد خاص یافتہ شد حدس آنجا قرار گرفت چوں ایں حکایت آخر شد باید دانست کہ آیاتِ خلافت خلفاء ہرچند نوعے از غموض داشتہ باشند چوں فتح عجم و شام بایں طریق کہ از زمانِ حضرت آدمؑ تا ایں عصر گاہے نشدہ بود بظہور انجامید و تالیف مسلمین و اطمینان قلوبِ ایشاں و تمکین دین بوجہے متحقق شد کہ در ہیچ ملّتے و زمانے عشر عشیر آں بوجود نیامدہ پس برائے مصداقِ وعدۂ استخلاف کدام خلافت بہتر ازیں خواہد بود و ہمچنین قرائن بسیار مثل ایں صورت بایں ملحق شد حدس قریب المأخذ بہم رسید کہ مبشر بہمیں عزیزان اند و مردماں بہماں حدس قریب ماخوذ شدند و ایں نوع سخن در تفسیر آیات برائے جمعے است کہ تتبع احادیثِ نبویہ پیش نہ گرفتہ اند والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبیّن قرآن عظیم است ہرجا اشکالے بہم رسد بحدیثِ آنحضرتؐ رجوع باید کرد قال اللہ تعالیٰ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ

قریب المأخذ کے طریقہ پر ضرور وہ اس تعیین تک ذہن کو پہنچا دیتی ہیں اسی وجہ سے (ان نصوص کے جاننے والے آپ پر ایمان لانے کے ساتھ) مکلّف ہو جاتے ہیں (اس حدس کی صورت یہ ہے کہ یہ تو یقینی ہے کہ ان اوصافِ موعودہ کا جامع ایک مدّتِ دراز کے بعد ایک ہی شخص ہوگا۔ پس جیسے ہی وہ اوصاف کسی شخص میں پائے گئے فوراً حدس وہاں جم جاتا ہے کہ وہ شخص موعود یہی ہے)

جب یہ حکایت تمام ہوگئی تو اب جاننا چاہیئے کہ خلافت خلفاء کی آیتیں گو (ابتداء میں) کسی قسم کا غموض رکھتی ہوں مگر جب فتح عجم و شام اس طریقہ پر کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی نہ ہوئی تھی ان کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی اور مسلمانوں کی تالیف اور اُن کے دِلوں کا اطمینان اور دین کی تمکین اس طرح پائی گئی کہ کسی ملّت میں اور کسی زمانہ میں اس کا دسواں حصّہ بھی نہیں پایا گیا پھر (اس کے ساتھ ہی دل میں یہ خیال آیا کہ) وعدۂ استخلاف کا مصداق ہونے کے لئے کونسی خلافت بہتر اس سے ہوگی اسی طرح اور بھی بہت سے قرینے اس کے ساتھ مل گئے (فوراً) حدس قریب المأخذ پیدا ہوگیا کہ (اُن آیتوں میں) بشارت انہی بزرگوں کی دی گئی ہے اور اس حدس قریب کے سبب سے آدمیوں پر تکلیف (شرعی) قائم ہوگئی (اور ماننا ان خلفاء کا ضروری ہوگیا) اس قسم کی گفتگو آیات کی تفسیر میں اُن لوگوں کے لئے ہے جنھوں نے احادیثِ نبویہؐ کا تتبع نہ کیا ہو ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے (اصلی) مفسّر ہیں (قرآن کے متعلق) جہاں کہیں کچھ اشکال پیش آجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) اے نبیؐ! ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم لوگوں

www.kitabghar.org

مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ حالاً پردہ برگردانیم وسخن
رابقانونِ دیگر سرائیم چوں ایں آیات
نازل شد کہ در اصل معنے خفائے نداشت
و در تعیینِ آں افراد و ترتیب ایشاں در
خلافت و مدتِ خلافت ایشاں غموضے
واقع بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
منتظرِ عالمِ غیب ماندند کہ چہ افاضہ مے
شود خدائے تعالے در رُؤیا حل معما
فرمود بعض رؤیا خود دیدند وبعض رؤیا
اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
دیدند و تعبیر آں را آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم فرمودند کقصۃ رؤیا
الاذان ورؤیا لیلۃ القدر قال
صلے اللہ علیہ وسلم بینا انا
نائم رأیتنی علے قلیب علیھا
دلو فنزعت منھا ماشاء اللہ
ثم اخذھا ابن ابی قحافۃ
فنزع منھا ذنوبا او ذنوبین
وفی نزعہ ضعف واللہ
یغفر لہ ثم استحالت غربا
فاخذھا ابن الخطاب فلم ار عبقریا
من الناس ینزع نزع عمرؓ

سے توضیح کردو اس کی جو نازل کیا گیا ہے اُن کی طرف اُن کے پروردگار کے یہاں سے (لہٰذا) اب ہم پردہ اُلٹتے ہیں اور مضمون کو دوسرے ڈھنگ پر چلاتے ہیں (یعنے احادیث کی مدد سے ان آیات کی توضیح کرتے ہیں)۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں [جو اصل معنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہ رکھتی تھیں مگر ان موعودہ خلفاء کی تعیین اور اُن کی ترتیب خلافت اور مدّتِ خلافت میں کچھ غموض تھا] تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم غیب کے منتظر رہے کہ (وہاں سے) کیا افاضہ ہوتا ہے (چنانچہ) خدا تعالیٰ نے خواب میں (جو انبیاء علیہم السّلام کے لئے حکم وحی کا رکھتا ہے) اس معمّے کو حل کر دیا بعض خواب آپ نے خود دیکھے اور بعض آپ کے اصحابؓ نے اور تعبیر ان خوابوں کی آپؐ نے بیان فرما دی (یہ بالکل ایسا ہی ہے) جیسے اذان کے خواب میں دیکھنے کا واقعہ یا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ (وہ خواب یہ ہیں) فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوئیں کے پاس دیکھا جس پر ایک ڈول رکھا ہوا تھا میں نے اُس کنوئیں سے جس قدر ڈول اللہ کو منظور تھے نکالے پھر اُس ڈول کو مجھ سے ابو قحافہ کے بیٹے (یعنے حضرت صدیقؓ) نے لے لیا اور انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر اُن کے نکالنے میں کچھ کمزوری[1] تھی اللہ اُس کو معاف کرے۔ پھر وہ ڈول پُر[2] بن گیا اور اُس کو ابنِ خطابؓ نے لے لیا (اور بھرنا شروع کیا) میں نے کسی زور مند آدمی کو اس طرح ڈول نکالتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح عمرؓ (اس پُر کو

[1] کمزوری سے مراد یہ ہے کہ ان کا زمانۂ خلافت کم ہوگا اور بعض کاموں کی ابتدا کرکے وہ انجام کو نہ پہنچانے پائیں گے کہ ان کی وفات ہو جائیگی ایک قسم کے استعارہ میں اس کو کمزوری سے تعبیر فرمایا اور اللہ معاف کرے یہ ایک ایسا لفظ ہے کہ کبھی کبھی محض تبرک اور دعائے خیر کے لئے آجاتا ہے یہی یہاں مراد ہے۔

[2] پُر یعنے چمڑے کا بڑا ڈول جس سے زراعت وغیرہ کو پانی دیتے ہیں۔

www.kitabghar.org

حتّٰی ضرب النّاس بعطن اخرجہ
الشیخان من حدیث ابی ھریرۃ و
الترمذی من حدیث ابن عمرؓ واخرج
ابن مردویہ عن ابن عمرؓ خرج علینا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ذات غداۃٍ بعد طلوع الشمس قال
رأیتُ قبل الفجر کانّی اُعطیتُ
المقالیدَ والموازین فامّا المقالیدُ
فھی المفاتیح واما الموازینُ فھذہ التی
یوزن بھا فوضعتُ فی کفّۃٍ ووُضِعت
امتی فی کفّۃٍ فوزنتُ بھم فرجحتُ
ثم جیئ بابی بکر فوزنَ بھم
فرجح ثم جیئ بعمر فوزن بھم
فرجح ثم جیئ بعثمان فوزن بھم
فرجح ثم رُفعتْ واخرج ابوداؤد
عن ابی بکرۃ انّ رجلا قال
لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
رأیتُ کانّ میزانًا نزل من السماءِ
فوزنتَ انت وابوبکر فرجحتَ
انتَ و وُزن ابوبکر وعمر فرجح
ابوبکر و وُزن عمر وعثمان
فرجح عمر ثم رُفع المیزان فاستاء
لھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یعنے فساءہٗ ذالک فقال
خلافۃ نبوۃٍ ثم یؤتی اللہ

نکالتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے (خود تو سیراب ہو ہی گئے تھے) اپنے اونٹوں کو (بھی) سیراب کرلیا۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس بعد طلوع آفتاب کے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے فجر سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ مجھے مقالید اور موازین دی گئی ہیں۔ مقالید سے مراد کنجیاں (کہ اُن سے تمام دنیا کے خزانے کھول سکوں) اور موازین سے مراد یہی ترازو ہیں جن سے تولا جاتا ہے چنانچہ ترازو کے ایک پلے میں میں رکھا گیا اور دوسرے پلے میں میری تمام امّت رکھی گئی اور وزن کیا گیا میرا ہی پلہ بھاری رہا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ لائے گئے اور وہ (میری جگہ پر رکھ کر) تمام اُمّت کے ساتھ تولے گئے تو اُنھیں کا پلہ بھاری رہا پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ (ابوبکرؓ کی جگہ پر رکھ کر) تمام امّت کے ساتھ تولے گئے تو اُنہی کا پلہ بھاری رہا پھر عثمانؓ لائے گئے اور وہ (عمرؓ کی جگہ پر رکھ کر) تمام امّت کے ساتھ تولے گئے تو پلہ انہی کا بھاری رہا۔ اس کے بعد وہ ترازو (آسمان پر) اُٹھا لی گئی۔ اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اُتری (اُس میں) آپؐ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپؐ بھاری نکلے پھر ابوبکرؓ وعمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ بھاری نکلے پھر عمرؓ وعثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ بھاری نکلے۔ پھر وہ ترازو اُٹھالی گئی۔ اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اُس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ (اس کی تعبیر) خلافتِ نبوّت ہے بعد خلافتِ نبوّت کے اللہ تعالیٰ

www.kitabghar.org

الملكَ من يّشاء ۙ واخرج ابو عمر عن
عَرفجةَ نحوه۔ واخرج ابوداؤد عن جابر
ان رسول الله صلے الله عليه وسلم
قال أُرِيَ الليلةَ رجلٌ صالحٌ كانّ
ابابكرٍ نِيطَ برسول الله صلے الله عليه
وسلم ونيط عثمان بعمر قال جابرٌ فلما
قُمنا من عند رسول الله صلے الله عليه
وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسولُ
الله صلے الله عليه وسلم واما توط
بعضهم ببعض فهم ولاة الامر
الذي بعث الله به نبيّه صلے الله
عليه وسلم واخرج ابوداؤد عن سَمُرة
بن جُندُب ان رجلاً قال يا رسول
الله اني رأيتُ كان دلوًا دُلِّيَ من
السماء فجاء ابوبكر فاخذ بعراقيها
فشرب شربا ضعيفا ثم جاء عُمر
فاخذ بعراقيها فشرب حتّٰى
تضلّع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقيها
فشرب حتى تضلع ثم جاء عليٌّ فاخذ
بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها
شئ العراقي جمع عرقوة وعرقوة الدلو
هي الخشبة المعترضة علے فم الدلو انتشطت
انحلّت وعن ابن عباس كان ابوهريرة يحدث

جس کو چاہے گا بادشاہت دے گا (خلافت نبوت نہ دے گا) اور
ابو عمرؓ نے (استیعاب میں) حضرت عرفجہؓ سے اسی مضمون کی روایت
نقل کی ہے۔ اور ابوداؤد نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز صحابہؓ سے) فرمایا
کہ آج شب کو ایک نیک مرد کو یہ (خواب) دکھلایا گیا کہ گویا ابوبکرؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے دامن سے) لٹکائے گئے ہیں
اور عمرؓ (ابوبکرؓ کے دامن) سے لٹکائے گئے ہیں اور عثمانؓ (عمرؓ کے
دامن) سے لٹکائے گئے ہیں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھے تو ہم لوگوں نے
(بطور خود) کہا کہ وہ نیک مرد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
(جن کو یہ خواب دکھلایا گیا) اور ایک کا دوسرے (کے دامن) سے
لٹکنا (صاف بتا رہا ہے کہ) یہ لوگ اس دین کے والی ہوں گے جس کے
ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اور ابوداؤد
نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا
گیا پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا (مگر)
کمزور طریقہ[1] سے پیا پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی
اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے
اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر علیؓ آئے
اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑی تو وہ کھل گئی[2] اور اس پانی کی
کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں {عرقوہ اس لکڑی کو کہتے ہیں جو چمڑے
کے ڈول کے منہ پر جانب عرض میں لگائی جاتی ہے} اور حضرت
ابن عباسؓ سے روایت ہے (وہ کہتے تھے) حضرت ابوہریرہؓ بیان

[1] کمزور طریقہ سے پینے کا یہی مطلب ہے کہ مدت خلافت کم ہونے کے سبب سے بعضے کام ان کے ناتمام رہے۔ [2] کھل جانے سے اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ ان کی خلافت منتظم نہ ہوگی اور چھینٹوں کا پڑنا ان فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو ان کے زمانہ میں پیش آئے۔

www.kitabghar.org

انّ رجلاً اتى رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال انى ارى الليلة
ظُلّةً ينطف منها السمن والعسل
فارى الناس يتكففون بايديهم
فالمستكثر والمستقل وارى
سَبَبًا واصِلاً مِن السماء الى
الارض فاراك يارسول الله
اخذت به فعلوت ثم اخذ به رجل
اخر فعلا به ثم اخذ به رجلٌ اخر
فعلا به ثم اخذ به رجلٌ اخر فانقطع
ثم وصل فعلا به۔ فقال ابو بكر
بابى انت وامى لتدعنى فاعبرها
فقال اعبرها فقال اما الظلة
فظلة الاسلام واما ماينطف من
السمن والعسل فهو القرآن لينه
وحلاوته واما المستكثر
والمستقل فهو المستكثر من
القرآن والمستقل منه واما
السببُ الواصل من السماء في
الارض فهو الحق الذى انت عليه
تأخذ به فيعليك الله ثم يأخذ
به بعدك رجل فيعلو به ثم يأخذ
به رجل فيعلو به ثم يأخذ به رجل
اخر فينقطع ثم يوصل له فيعلو به اى
رسول الله لتحدثنى اصبت ام اخطأت

کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے عرض کیا کہ مَیں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ ایک اَبر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر مَیں نے لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اُس کو لے رہے ہیں کسی نے کم لیا کسی نے زیادہ اور مَیں نے دیکھا کہ ایک رسّی آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے پھر مَیں نے یارسول اللہؐ آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس رسّی کو پکڑ لیا اور (اس کے زور سے آسمان پر) چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے (آکر) اس رسّی کو پکڑا اور (اُس کے زور سے آسمان پر) چڑھ گیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور شخص (آیا اور اس) نے اس رسّی کو پکڑا تو وہ رسّی ٹوٹ گئی مگر پھر جُڑ گئی اور وہ شخص بھی چڑھ گیا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوجائیں اگر آپؐ مجھے اجازت دیں تو مَیں اس (خواب) کی تعبیر بیان کروں آپؐ نے فرمایا (اچھا) بیان کرو۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اَبر (سے مراد) اسلام ہی اور (اس ابر سے) جو روغن و شہد ٹپکتا ہے وہ قرآن ہے (روغن سے مراد) قرآن کی نرمی اور (شہد سے مراد) قرآن کی حلاوت ہی اور زیادہ لینے والا اور کم لینے والا (اُس شہد و گھی کا) وہ ہے جو قرآن کا علم زیادہ حاصل کرے اور کم حاصل کرے اور آسمان سے زمین تک رسّی لٹکتی ہوئی (جو اُس شخص نے دیکھی اس سے مراد وہ دین) حق ہے جس پر آپؐ ہیں آپؐ اس کو پکڑے ہوئے ہیں پھر (جب) اللہ تعالےٰ آپؐ کو اُٹھا لے گا تو آپؐ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑ لے گا اور اُس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہوجائے گا پھر ایک اور شخص اس کو پکڑ لے گا اور اُس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہوجائیگا پھر ایک دوسرا شخص اُس کو پکڑ لے گا تو وہ رسّی ٹوٹ جائے گی۔ (مگر) پھر وہ رسّی اُس کو جوڑ دی جائے گی اور وہ شخص بھی بلند (مرتبہ) ہوجائے گا یارسول اللہؐ فرمائیے مَیں نے ٹھیک بیان کیا یا غلط۔

www.kitabghar.org

فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اَصَبْتَ
بعضًا و اَخطَاْتَ بعضًا فقال اقسمتُ
یارسولَ اللہِ لتحدثنی ماالذی اَخطأتُ
فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا
تُقسِمْ اخرجہ البخاری ومسلم والدارمی
وابوداؤد والترمذی قولہ اخطأتَ
بعضًا، علماء در وجہ خطا سخنہا گفتہ اند
لیکن آنچہ بذہنِ این فقیر مقرر شدہ
آنست کہ مراد از خطا ترک تسمیہ ایں
خلفاء است بوجہے از استعار بلفظِ خطا
تعبیر کردہ شدہ است وعن الحَسَن
قال قال ابوبکر یارسول اللہ ما
ازال ارانی اَطَأُ فی عَذِراتِ الناس
قال لتکونن من الناس بسبیل
قال رأیتُ فی صدری رقمتین
قال سنتین معزوّالی ابن سعد
باز فراستِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در بعض حوادث کار کرد و از انجا استنباط
فرمود کہ ایں جماعت خلفاء اند اخرج الحاکم
عن سفینۃ قال لما بنی النبی صلے اللہ
علیہ وسلم المسجد وضع حجرًا ثم قال
لیضع ابوبکر حجرًا الی جنب حجری ثم
قال لیضع عمر حجرًا الی جنب حجر ابی بکر ثم قال
لیضع عثمان حجرًا الی جنب حجر عمر ثم قال ھؤلاء
الخلفاء بعدی واخرج ابویعلی والحاکم عن

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ٹھیک اور کچھ غلط۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ مَیں نے غلطی کی ہو اُس کو آپ بیان کر دیجیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم مت دلاؤ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ {آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم نے کچھ غلطی کی علماء نے اس غلطی کی کئی صورتیں بیان کی ہیں لیکن جو کچھ اس فقیر کے ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ غلطی سے مراد اُن خلفاء کے ناموں کا ذکر نہ کرنا ہے جس کو ایک طرح کے استعارہ میں غلطی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے} اور حسن بصریؒ سے مروی ہے وہ کہتے تھے (مجھ کو خبر ملی ہے کہ) ابوبکرؓ نے کہا یارسول اللہ! مَیں اپنے کو برابر (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے (بول) و براز میں چل رہا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) تم لوگوں میں ممتاز ہو گے (پھر) ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی (خواب میں) دیکھا کہ میرے سینہ میں دو تحریریں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا (اس کی تعبیر ہے) دو سال۔ یہ حدیث ابن سعدؓ سے مروی ہے پھر (اس قسم کے خوابوں کے علاوہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست نے (بھی) بعض واقعات میں کام کیا اور ان سے آپ نے استنباط فرمایا کہ یہی لوگ خلیفہ ہیں (چنانچہ) حاکم نے سفینہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد (اقدس) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپ نے ایک پتھر رکھا پھر آپ نے فرمایا میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر ابوبکرؓ رکھیں پھر آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عمرؓ رکھیں پھر آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عثمانؓ رکھیں پھر اس کے بعد فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہیں اور ابویعلی اور حاکم نے

www.kitabghar.org

عائشة لمّا أسّس رسول الله صلى الله عليه وسلم مسجد المدينة جاء بحجر فوضعه وجاء ابوبکر بحجر فوضعه وجاء عمر بحجر فوضعه وجاء عثمان بحجر فوضعه و سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال هم الخلفاء من بعدى واخرج البزار والطبرانى فى الاوسط والبيهقى عن ابى ذرّ قال کان النبى صلى الله عليه وسلم جالسا وحده فجئت حتى جلست اليه فجاء ابوبکر فسلم ثم جاء عمر ثم جاء عثمان وبين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع حصيات فاخذهن فوضعهن فى کفه فسبحن حتى سمعت لهن حنينا کحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم اخذهن فوضعهن فى يد ابى بکر فسبحن حتى سمعت لهن حنينا کحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم تناولهن فوضعهن فى يد عمر فسبحن حتى سمعت لهن حنينا کحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم تناولهن فوضعهن فى يد عثمان فسبحن حتى سمعت لهن حنينا کحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ (یعنے مسجد نبوی) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپؐ نے ایک پتھر لاکر رکھا پھر ابوبکرؓ نے (آپؐ کے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا پھر عثمانؓ نے (آپؐ کے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا اور جب اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور بزار اور طبرانی نے (کتاب معجم) اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیٹھے ہوئے تھے کہ میں آیا اور آپؐ کے پاس بیٹھ گیا پھر ابوبکرؓ آئے اور سلام کیا (اور بیٹھ گئے) پھر عمرؓ آئے پھر عثمانؓ آئے (اور سلام کرکے بیٹھ گئے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں آپؐ نے وہ کنکریاں لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کنکریوں کو (زمین پر) رکھدیا تو وہ کنکریاں خاموش ہوگئیں پھر آپؐ نے اُن کنکریوں کو اُٹھا کر ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے اُن کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر ابوبکرؓ نے اُن کو رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کنکریوں کو اُٹھا کر عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے اُن کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عمرؓ نے اُن کو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُٹھا کر عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے اُن کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عثمانؓ نے اُن کو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

هذه خلافة نبوة واخرج ابن عساكر عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم اخذ حصيات في يده فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في يد ابي بكر فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في يد عمر فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في يد عثمان فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في ايدينا رجلا رجلا فما سبحت حصاة منهن

چوں دل مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازیں افاضات غیبیہ پر شد لمفاحۂ آں در مخاطبۂ ناس ظاہر گردید تعیین زمان و مکان فرمودند و خبر دادند کہ ایشاں قائم بامر ملت خواہند بود و فی حدیث سفینۃ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ و فی حدیث ابن مسعود تدور رحی الاسلام لخمس و ثلثین

نے فرمایا یہ (علامت) خلافت نبوّت (کی) ہے (کہ جو معاملہ عالمِ غیب سے نبی کے ساتھ ہوا یعنی کنکریاں اُن کے ہاتھ میں گویا کی گئیں وہی معاملہ ان لوگوں کے ساتھ بھی ہوا) اور ابن عساکر نے حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کنکریاں اپنے ہاتھ میں اُٹھالیں تو اُن کنکریوں نے آپؐ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سُنی پھر آپؐ نے اُن کو ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا تو (اُن کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح کی آواز سُنی پھر آپؐ نے وہ کنکریاں عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیں تو (اُن کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سُنی پھر آپؐ نے وہ کنکریاں عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھدیں تو (اُن کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سُنی پھر ہم (جتنے بیٹھے ہوئے تھے) سب کے ہاتھ میں فرداً فرداً وہ کنکریاں رکھیں مگر (ہم لوگوں کے ہاتھ میں) اُن میں سے ایک کنکری نے بھی تسبیح نہ پڑھی۔

جب ان افاضاتِ غیبیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک پُر ہو گیا تو اُن کا کچھ حصّہ (آپؐ کی زبان مبارک سے) لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا اور آپؐ نے (تین طرح اِس کو ظاہر فرمایا) اس (خلافت) کی مدّت اور مقام کو معیّن فرمادیا اور خبر دیدی کہ یہی لوگ امت کا کام انجام دیں گے (جیسا کہ تعیین مدّت کے متعلق) سفینہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اسلام کی چکّی پینتیس سال چلتی رہیگی (یعنے نظام اسلام کمال پر رہے گا۔ اس زمانہ کا آغاز ہجرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو دس برس آپؐ کے عہد مبارک کے اس سے

www.kitabghar.org

سنۃ۔ وتناقض درمیان ایں دو حدیث نیست زیراکہ چوں حضرت مرتضٰی را باخلفاء عد کنند نظر بقوتِ سوابق اسلامیۂ او وافضلِ ناس بودن او درزمانِ خلافت خود مدتِ خلافت ثلثین شود واگر عدد نہ کنند نظر بآنکہ خلافتِ ایشاں انتظام نیافت بموتِ حضرتِ عثمان خلافتِ خاصہ منقطع گشت واکثر احادیث بہمیں مضمون وارد شدہ۔ وفی حدیث ابی ھریرۃ وغیرہ الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام وایراد لفظ خلافت دریں احادیث و در احادیثے کہ من بعد خواہد آمد دلالت می نماید برآں کہ مراد تفسیر لفظِ استخلاف است کہ در آیۂ کریمہ آمدہ چنانکہ لفظ خُذُوا عَنِّیْ خُذُوا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا دلالت مے کند کہ انجاز وعد حَتّٰی یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا بودہ است واخرج الحاکم عن انس بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

نکالنے کے بعد مدتِ خلافت پچیس ۲۵ سال رہ جاتی ہے) ان دونوں حدیثوں میں (بظاہر تناقض معلوم ہوتا ہے کہ حدیث سفینہ سے مدتِ خلافت تیس ۳۰ سال ظاہر ہوتی ہے اور حدیث ابن مسعودؓ سے پچیس ۲۵ سال معلوم ہوتی ہے مگر) درحقیقت کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ اگر حضرت مرتضٰی کو [اُن کی اسلامی خدمات کی قوت پر نظر کرکے اور اُن کے زمانۂ خلافت میں اُن کے افضل الناس ہونے پر نظر کرکے] خلفاء میں شمار کریں تو خلافت کی مدت (موافق حدیث سفینہ کے) تیس ۳۰ سال ہوتی ہے اور اگر اس بات پر نظر کرکے کہ حضرت علیؓ کی خلافت نے نظام (کامل) نہ پایا اُن کو خلفاء میں شمار نہ کریں تو حضرت عثمانؓ کی موت سے خلافتِ خاصہ منقطع ہوگئی (اور موافق حدیث ابن مسعودؓ کے خلافت کی مدت پچیس ۲۵ سال ہوتی ہے) اور اکثر حدیثیں اسی مضمون کی وارد ہوئی ہیں اور (تعیین مقامِ خلافت) ابوہریرہؓ وغیرہ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔ اور ان حدیثوں میں اور جو حدیثیں اس کے بعد آئیں گی ان میں خلافت کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مقصود (اس سے) لفظ استخلاف کی تفسیر ہے جو آیۂ کریمہ میں آئی ہے جیساکہ حدیث[1] خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ (آیۂ کریمہ) حتی یجعل اللہ لھن سبیلا میں جو وعدہ ہے اُس کے پورا ہونے کو آپ بیان فرما رہے ہیں اور امت کا کام سرانجام دینے کی خبر ان حدیثوں میں ہے حاکم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے تھے مجھے (قبیلہ) بنی مصطلق (کے لوگوں) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (یہ دریافت کرنے کے لئے)

[1] ترجمہ۔ یاد کرلو مجھ سے یاد کرلو مجھ سے بیشک اللہ نے عورتوں کے لئے ایک سبیل نکال دی ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ سبیل نکال دینے کا فرمایا تھا وہ پورا ہوا۔ اسی طرح خلافت کا ذکر جس حدیث میں ہے کہ مدینہ میں ہوگی یا اور اسی طرح کے مضامین اس کا مطلب یہ ہے کہ آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ ہے وہ مدینہ میں ہوگی یا اور جوابات بیان کی گئی ہو۔

www.kitabghar.org

الی من ندفع زکوتنا اذا حدث لك
حدث فقال ادفعوها الی ابی بکر
فقلت ذلك لهم قال قالوا سله ان
حدث بابی بکر حدث الموت فالی من
ندفع زکوتنا فقلت له ذلك فقال
تدفعونها الی عمر قالوا فالی من ندفعها
بعد عمر فقلت له قال ادفعوها الی
عثمان عن سهل بن ابی حثمة قال بایع
اعرابی النبی صلی اللہ علیه وسلم
فقال علیؓ للاعرابی ایت النبی صلی
اللہ علیه وسلم فاسأله ان
اتی علیه اجله من یقضیه فاتی
الاعرابی النبی صلی اللہ علیه و
سلم فسأله فقال یقضیك ابوبکر
فخرج الی علی فاخبره فقال ارجع و
اسأله ان اتی علی ابی بکر اجله من
یقضیه فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ
علیه وسلم فسأله فقال یقضیك عمر فخرج
الی علی فاخبره فقال ارجع فاسأله من بعد عمر
فقال یقضیك عثمان فقال علی للاعرابی ایت
النبی صلی اللہ علیه وسلم فاسأله ان اتی علی عثمان
اجل من یقضیه فقال النبی صلی اللہ
علیه وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجله وعمر اجله
وعثمان اجله فان استطعت ان تموت فمت
اخرجه الاسمعیلی فی معجمه واخرج ایضا

بھیجا کہ اگر کوئی حادثہ آپ پر پیش آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں؟ چنانچہ (مَیں نے جاکر آپ سے پوچھا) آپ نے فرمایا (جاؤ کہدو کہ) ابوبکرؓ کو دینا۔ مَیں نے (جاکر) بنی مصطلق کے لوگوں سے کہدیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اُن لوگوں نے مجھ سے کہا (پھر جاؤ اور) آپ سے کہو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں۔ چنانچہ مَیں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا (کہدو) کہ عمرؓ کو دینا (مَیں نے اُن لوگوں سے کہدیا) ان لوگوں نے (مجھ سی) کہا کہ (پھر جاؤ اور پوچھو) کہ عمرؓ کے بعد کس کو دیں مَیں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا (جاؤ کہدو) کہ عثمانؓ کو دینا۔ اور[14] سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے کوئی (چیز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (بطور قرض کے) فروخت کی تھی حضرت علیؓ نے اُس اعرابی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور اُن سے پوچھو کہ اگر انھیں موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور اُس نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ تم کو دیں گے پھر وہ حضرت علیؓ کے پاس گیا اور یہی اُن سے بیان کر دیا۔ حضرت علیؓ نے کہا جاؤ پھر پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو اُس کو کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا عمرؓ ادا کردیں گے۔ پھر اُس اعرابی نے آکر حضرت علیؓ سے بیان کیا اُنھوں نے کہا کہ پھر جاؤ اور پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کون ادا کریگا (چنانچہ اُس نے جاکر پوچھا) آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ ادا کردیں گے (اس اعرابی نے یہی جاکر حضرت علیؓ سے بیان کیا) حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو موت آجائے تو اُس کو کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی پھر گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوبکرؓ کو بھی موت آجائے اور عمرؓ کو بھی موت آجائے اور عثمانؓ کو بھی موت آجائے (تو پھر دنیا رہنے کے قابل نہ ہوگی) لہٰذا تم سے ہوسکے تو تم بھی مرجانا۔ اس روایت کو اسمٰعیلی نے اپنی معجم میں لکھا ہے اور[15] نیز

www.kitabghar.org

من حديث ابى هريرة وفيه ان النبى صلى الله عليه وسلم بايع اعرابيا بقلائص الى اجل فقال يا رسول الله ان اعجلتك منيتك فمن يقضينى قال ابو بكر قال فان عجلت بابى بكر منيته فمن يقضينى قال عمر قال وان عجلت بعمر منيته فمن يقضينى قال عثمان قال فان عجلت بعثمان منيته فمن يقضينى قال ان استطعت ان تموت فمت وعن جبير بن مطعم ان امرأة اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمته فى شئ فامرها ان ترجع قالت فان لم اجدك كانها تقول الموت قال ان لم تجدينى فأتى ابا بكر اخرجه البخارى ومسلم والترمذى وابوداؤد وابن ماجة وعن ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم استسلف من يهودى شيئا الى الحول فقال ارأيت ان جئت ولم اجدك فالى من اذهب قال الى ابى بكر قال فان لم اجده قال الى عمر قال فان لم اجده قال ان استطعت ان تموت اذا مات عمر فمت ذكره المحب الطبرى فى الرياض عن القلعى و اخرج ابن سعد عن ابن شهاب قال رأى النبى صلى الله عليه وسلم رؤيا فقصها على ابى بكر فقال يا ابا بكر رأيت كانى استبقت انا وانت درجة فسبقتك

اُنھوں نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہؓ سے بھی نقل کرکے لکھا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ اونٹنیاں (قرض) مول لیں اس اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اگر آپ کو جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر ابوبکرؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عمرؓ۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر عمرؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عثمانؓ۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا (عثمانؓ کے بعد دنیا رہنے کی جگہ نہ ہوگی لہٰذا) اگر تم سے ہوسکے تو تم بھی مرجانا۔ اور[19] حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئی اور اُس نے آپ سے کسی معاملہ میں کچھ گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آنا اُس نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں [اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی وفات ہوجائے] آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پانا تو ابوبکرؓ کے پاس جانا۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے لکھا ہے، اور[20] حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ قرض ایک سال کے وعدہ پر لیا اُس یہودی نے کہا کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر کس کے پاس جاؤں؟ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ کے پاس اُس نے کہا اگر اُن کو بھی نہ پاؤں تو۔ آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کے پاس اُس نے کہا اگر اُن کو بھی نہ پاؤں۔ آپ نے فرمایا جب عمرؓ مرجائیں تو اگر تجھ سے ہوسکے تو تُو بھی مرجانا۔ اس روایت کو محب طبری نے ریاض میں قلعی (یعنے ابراہیم بن سعدؒ) سے نقل کیا ہے اور[21] ابن سعدؒ نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اُس کو ابوبکرؓ سے بیان کیا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ گویا ہم اور تم دونوں ایک زینہ پر چڑھ رہے ہیں اور میں تم سے

www.kitabghar.org

بمرقاتین ونصفٍ فقال یارسول اللہ یقبضک اللہ تعالیٰ الیٰ رحمۃ ومغفرۃ واعیش بعدک سنتین ونصفًا واخرج البیہقی و ابونعیم عن ابن عمر قال سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول سیکون فیکم اثنا عشر خلیفۃ ابوبکر الصدیق لایلبث خلفی الا قلیلاً وصاحبُ رحی دار الحرب یعیشُ حمیدًا ویموتُ شہیدًا قال رجلٌ ومن ھو یارسول اللہ قال عمر بن الخطاب ثم التفت الی عثمان بن عفان فقال وانت یسألک النّاسُ ان تخلع قمیصًا کساکہُ اللہ و الذی بعثنی بالحق لئن خلعتہ لاتدخل الجنۃ حتے یلج الجملُ فی سمّ الخیاط۔ واخرج ابویعلی عن ابی عبیدۃ بن الجراح ومعاذ بن جبل عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم ان بدأ ھذا الامرُ نبوۃً ورحمۃً ثم کائنٌ خلافۃً ورحمۃً ثم کائنٌ ملکًا عضوضًا ثم کائنٌ عتوًّا وجبریۃً وفسادًا فی الامۃ یستحلون الحریرَ والخمورَ و الفروجَ والفسادَ فی الامۃ ینصرون علی ذٰلک ویرزقون ابدا حتے یلقوا اللہ

ڈھائی سیڑھیاں آگے ہوں۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ (اس کی تعبیر تو میری سمجھ میں یہ آتی ہے کہ) اللہ تعالیٰ جب آپؐ کو اپنی رحمت و مغفرت کی طرف اٹھالے گا تو مَیں ڈھائی سال آپؐ کے بعد اور زندہ رہوں گا۔ اور بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ عنقریب تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکرؓ تو میرے بعد بہت تھوڑے دنوں زندہ رہیں گے اور وہ دارالحرب[1] کی چکی گھومانے والا (اچھی اور) عمدہ زندگی پائے گا اور شہید ہو کر مرے گا۔ کسی شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہؐ! وہ کون ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا عمر بن خطابؓ۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگ تم سے خواہش کریں گے کہ وہ قمیص[2] جو اللہ نے تمھیں پہنایا ہے اُتار دو مگر قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر تم نے وہ قمیص اُتار دیا تو جنت میں ہرگز داخل نہ ہو سکو گے یہاں تک کہ اونٹ سُوئی کے ناکہ سے نکل جائے۔ اور ابویعلیٰ نے حضرت عُبَیدہ بن جرّاحؓ اور حضرت مُعاذ بن جبلؓ سے اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ (آپ نے فرمایا) اس کام (یعنی دینِ اسلام) کی ابتداء نبوّت اور رحمت سے ہوئی ہے پھر آگے چل کر خلافت اور رحمت ہو جائے گی پھر آگے چل کر ملک عضوض[3] ہو جائے گا پھر آگے چل کر سرکشی اور جبر ہوگا اور اُمت میں فساد پیدا ہوگا ریشمی کپڑوں کو اور شرابوں کو اور (عورتوں کی) شرمگاہوں کو اور بدعہدی کو حلال سمجھنے لگیں گے مگر باوجود اس کے ان کی مدد کی جائے گی اور اُن کو رزق ملے گا یہاں تک کہ خدا سے ملیں

[1] دارالحرب اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں کافروں کی سلطنت ہو اور اُن کافروں سے کوئی معاہدہ امن کا نہ ہو، دارالحرب کی چکی گھومانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں جہاد کا انتظام خوب ہوگا۔ [2] قمیص سے مراد خلافت ہے مطلب یہ ہے کہ لوگ تم سے ترکِ خلافت کی خواہش کریں گے مگر تم ترک نہ کرنا۔ [3] ملک عضوض کے معنے کاٹنے والی بادشاہت۔ یعنی وہ سلطنت مثل خلافتِ راشدہ کے خیر محض نہ ہوگی بلکہ کچھ آمیزش ظلم کی بھی اس میں ہوگی۔

www.kitabghar.org

وعن علی ما اخرجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من الدنیا حتی عہد الیّ
ان ابا بکر یلی الامر بعدہ ثم
عمر ثم عثمان ثم الیّ فلا یجتمع علیّ
بعض طرق این حدیث در ریاض نضرہ و
بعض در غنیۃ الطالبین مذکور است
و بعضے مردم درین حدیث اشکالے
دارند کہ اگر این معنے معلوم حضرت
مرتضیٰ باشد توقف وے در بیعت
ابی بکر الصدیقؓ تا مدتے و توقف
وے در امر عثمانؓ تا تحکیم عبدالرحمٰن
وجہے ندارد و احتمال نسیان
حدیث بغایت بعید است
و آنچہ پیش این فقیر مقرر شدہ
است صحت این معنے است
لیکن آں عہد بنوعے از غموض و دقت
بود کہ در اوّل امر مفہوم نشد و بعد
وقوع مثل فلق الصبح واضح گشت
و سخت بعید است کہ از احادیث
مستفیضۂ رؤیا یکے ہم بحضرت
مرتضیٰ نہ رسیدہ باشد و از
مرویات حضرت مرتضیٰ است حدیث ان
تستخلفوا ابا بکر تجدوہ الخ و آں نیز
اشارہ میکند بخلافت شیخین وعن ابن عباسؓ
قال واللہ ان امارۃ ابی بکر و عمر لفی کتاب اللہ

اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ (وہ کہتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ آپؐ نے مجھے خبر دیدی کہ آپؐ کے بعد ابوبکرؓ اسلام کے والی ہوں گے پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر میری طرف رجوع کیا جائے گا مگر میرے اوپر لوگوں کا اتفاق نہ ہوگا اس حدیث کی بعض سندیں ریاض النضرہ میں اور بعض غنیۃ الطالبین میں مذکور ہیں۔ بعض لوگ اس حدیث میں ایک اعتراض پیش کرتے ہیں کہ جب یہ حدیث حضرت مرتضیٰ کو معلوم تھی تو ابوبکر صدیقؓ کی بیعت میں ایک مدت تک ان کا توقف کرنا اور حضرت عثمانؓ کی بیعت میں تامل کرنا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن حکم بنائے گئے کوئی وجہ نہیں رکھتا اور یہ احتمال کہ شاید حضرت مرتضیٰ اس حدیث کو بھول گئے ہوں نہایت بعید ہے مگر (اس اعتراض کے جواب میں) اس فقیر کے نزدیک جو بات بتحقیق ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مضمون اس حدیث کا صحیح ہے (بیشک حضرت مرتضیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خبر دی) لیکن یہ خبر (اشارات کنایات میں ہوگی جس کی وجہ سے) ابتداء میں کچھ دقیق و غامض تھی اس وقت اس کا صاف مطلب سمجھ میں نہیں آیا مگر خلافتوں کے واقع ہونے کے بعد (اس کا مطلب) مثل سفیدۂ صبح کے ظاہر ہوگیا (اور یہ اعتراض بالکل مہمل ہے کیونکہ بہت سی حدیثیں مثل احادیث رؤیا کے اوپر ہو چکی ہیں جن میں تینوں خلافتوں کی خبر موجود ہے) اور (یہ) نہایت بعید ہے کہ رؤیا (وغیرہ) کی حدیثیں جو مستفیض ہیں ان میں سے ایک حدیث بھی حضرت مرتضیٰ کو نہ پہنچی ہو۔ اور حدیث ان تستخلفوا ابا بکر تجدوہ الخ خود حضرت مرتضیٰ کی روایت کی ہوئی ہے اور وہ بھی خلافت شیخینؓ کی طرف اشارہ کرتی ہے اور[25] ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کتاب اللہ

www.kitabghar.org

قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ
اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا قال لحفصۃ ابوکِ وابو
عائشۃَ اولیاءُ النّاس بَعْدِی فایّاکِ
ان تُخْبِرِی بِہٖ اَحَدًا اخرج الواحدی
ولہ طرقٌ ذُکر بعضُھا فی الریاض
النضرۃ۔ ودر غنیۃ الطالبین مذکور است
روی عن ابی ھریرۃ عن النبیّ صلے
اللہ علیہ وسلم ان قال لما عُرِجَ
بی سالتُ رَبِّیْ ان یجعلَ الخلیفۃ
من بعدی علیّ بن ابی طالب فقالت
الملائکۃ یا محمّد اِنّ اللہ یفعل
ما یشآء الخلیفۃ من بَعْدِکَ ابوبکر
وَ فی حدیث البخاری ان عمر
سَأَلَ حذیفۃَ عَنِ الفتنۃ الّتی
تموجُ کموج البحر ماذا حَفِظ
عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم
فیھا فقال مَالَکَ ولھا یا
امیر المؤمنین ان بینک وبینھا
بابًا مُغْلَقًا قال اَیُکْسَرُ الباب او
یُفتحُ قال قلت لابل یُکسَرُ قال ذٰلک

میں (مذکور) ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے واذا سر النبی الآیۃ (ترجمہ) اور جب بطورِ راز کے کہی نبیؐ نے اپنی بعض ازواج سے ایک بات (حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں وہ بات یہ تھی کہ) آپ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا تمھارے باپ اور عائشہؓ کے باپ میرے بعد لوگوں کے حاکم ہوں گے مگر خبردار کسی سے اس کو بیان نہ کرنا اس حدیث کو واحدی نے لکھا ہے اس کی بہت سی سندیں ہیں جن میں سے بعض ریاض النضرہ میں مذکور ہیں [۲۶] اور غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ بروایتِ ابی ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ میرے بعد خلیفہ علی بن ابی طالبؓ کو کر دے فرشتوں نے کہا اے محمدؐ! اللہ جو چاہے گا کرے گا (اور اللہ کی مشیت میں) خلیفہ آپؐ کے بعد ابوبکرؓ ہیں۔ [۲۷] اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ سے اُس فتنہ کی بابت (جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے) کہ وہ دریا کی طرح موج زن ہوگا سوال کیا کہ تم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کون کونسی حدیثیں اس کے متعلق یاد ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ آپ کو اس فتنہ سے کیا مطلب (آپ کیوں اُس کے متعلق پوچھتے ہیں) آپ کے اور اُس کے درمیان ایک مقفل دروازہ (حائل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا! (اچھا بتاؤ) وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ کھولا نہیں بلکہ توڑا جائے گا حضرت عمرؓ نے کہا اس سے تو

سلہ یہ روایت کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ تفسیر صافی تفسیر سورۂ تحریم میں بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے کہا ان ابابکر یلی الخلافۃ بعدی ثم بعدہ ابوک یعنی بیشک ابوبکرؓ متولی خلافت ہوں گے میرے بعد پھر ان کے بعد تمہارے باپ۔ اس موقع پر مولوی احتشام الدین صاحب مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ جب یہ امر تقدیر میں مصمم ہو چکا تھا کہ حضرتؐ کے بعد ابوبکر صدیقؓ اور ان کے بعد عمر فاروقؓ خلیفہ ہوں گے تو اب اگر صحابہ کو یہ حکم ہوتا کہ علیؓ کو بلا فصل خلیفہ بناتا تو اس کے معنے یہ ہوتے کہ ان کو حکم دیا گیا کہ تقدیر الٰہی کو بدل دینا گویا یوں حکم دیا گیا کہ ؎ خدا چاہتا ہے کہ دے بعد میرے خلافت ابوبکرؓ کو پھر عمرؓ کو ÷ مگر تم علیؓ کو بلا فصل کیجیو ÷ بدل دیجیو حکم قضا و قدر کو ÷۔

...تعلق ابداً ثم فسّر حذیفۃ
الباب بعمر۔ بعد ازاں تصریحاً و تلویحاً
امر فرمود باقتدائے ایشاں فی حدیث
ابن مسعود اقتدوا بالذین من
بعدی ابی بکر و عمر۔ و در حدیث
حذیفۃ انی لا ادری ما بقائی فیکم
فاقتدوا بالذین من بعدی
و اشار الی ابی بکر و عمر
...حدیث و بنای کلام بر موصول
...سادن دلالت می کند بر آنکہ علم
ایشاں بقیام شیخین بامر امت بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محیط بود
...یف لا و چندیں حدیث باین
تخصیص و تعیین شنیدہ بودند۔
و فی حدیث ابن ماجۃ عن عرباض
بن ساریۃ فمن ادرک ذلک منکم
فعلیہ بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین من بعدی عضوا علیہا
بالنواجذ باز نزدیک وفات قولاً و فعلاً
خلافت حضرت ابی بکر اشارہ فرمود عن
عائشۃ ان النبی صلے اللہ علیہ و
سلم قال قبیل مرضہ لقد هممت او
اردت ان ارسل الی ابی بکر
...فاعهد ان یقول القائلون
او یتمنی المتمنون ثم

معلوم ہوتا ہے کہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اس کے بعد حذیفہؓ نے بیان کیا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ کی ذات تھی (اور دروازہ کے توڑے جانے سے اُن کی شہادت کی طرف اشارہ تھا)۔

بعد (بیان فرمانے) اس (تعیین مدت وغیرہ) کے صراحۃً اور اشارۃً آپ نے اُن خلفاء کی اقتداء کا حکم دیا چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اقتدا کرو ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) مَیں نہیں جانتا کہ میرا قیام تم میں کب تک ہے لہٰذا (میں کہے دیتا ہوں کہ) میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا اور آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ کیا اس حدیث میں اسم موصول (یعنے الذین) کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہؓ اس بات سے واقف تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیخینؓ امت کا کام انجام دیں گے (ورنہ بجائے اس کے ھٰذین اسم اشارہ ہوتا) اور وہ کیونکر واقف نہ ہوتے اس قدر حدیثیں خلافت کی تخصیص اور تعیین کے متعلق (زبان وحی ترجمان سے) سُن چکے تھے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت عرباضؓ بن ساریہؓ سے مروی ہے (کہ آپ نے فرمایا) جو شخص تم میں سے میرے بعد کا زمانہ پائے اُس کو لازم ہے کہ میری سُنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت (اے لوگو!) اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑنا۔ پھر (اس پر بھی قناعت نہ فرمائی اور) وفات کے قریب قولاً و فعلاً حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض (وفات کی شدت) سے کچھ پہلے فرمایا بیشک مَیں نے یہ ارادہ کیا کہ ابوبکرؓ اور اُن کے بیٹے کو بلوا بھیجوں اور ایک وصیت نامہ لکھدوں تاکہ کہنے والے نہ کہیں اور تمنا کرنے والے تمنا نہ کریں مگر پھر

www.kitabghar.org

قُلْتُ یَأْبَی اللّٰہُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ
اَوْیَدْفَعُ اللّٰہُ وَیَأْبَی الْمُؤْمِنُوْنَ
اخرجہ البخاری ومسلم معناہٗ
وفیہ ویأبی اللّٰہ والمؤمنون الا
ابابکر و این حدیث صحیح وصریح ست
درآنکہ نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
استخلاف حضرت صدیق مراد بود وترک
کردند استخلاف معتاد را بنا بر اعتماد
بر فعل الٰہی بعد ازاں امامتِ نماز باو
تفویض فرمودند و این قصہ مشہور است
بالجملہ این است آنچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در بیان آیات افادہ فرمود
ولا بیان بعد بیانہٖ و در جائے خود
بیشتر ازیں مذکور خواہد شد انشاء اللہ
تعالٰے بالجملہ ایں ہمہ احادیث باصل
آیت ملحق شد چنانکہ بیانِ قدرِ مسح
در حدیث مسح باصل آیت ملحق
گشت پس گویا در آیت نام ایں بزرگواراں
گفتہ آمد اگر استخلاف بمعنے خلیفہ گردانیدن
است نام ایں بزرگواراں معین فرمودند
واگر بمعنے قومے را جانشین ساختن بعد
قومے ہست تعین صورتِ موعود بیان
نمودند کہ نصب ایں عزیزاں است

میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ راضی نہ ہوگا اللہ اور روک دیں گے مسلمان یا (یہ فرمایا) روک دے گا اللہ اور راضی نہ ہوں گے مسلمان۔ اس حدیث کو بخاری نے لکھا ہے اور مسلم نے بھی اس کے ہم معنے حدیث روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ اور مسلمان سوائے ابوبکرؓ کے کسی سے راضی نہ ہوں گے یہ حدیث صحیح بصراحت ظاہر کر رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ حضرت صدیقؓ کو خلیفہ بنانے کا تھا۔ مگر خلیفہ بنانے کے مروجہ طریقہ کو فعل الٰہی پر (بوجہ وعدۂ الٰہی کے) اعتماد کرکے چھوڑ دیا (لیکن اس ارادہ کو اس طرح پورا کیا کہ) اس کے بعد امامتِ نماز (جو اجل معالم[1] دین سے ہے) ان کو سپرد کر دی (یہ واقعہ مشہور ہے) الحاصل یہ حدیثیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیتوں کی تفسیر میں بیان فرمائیں {اور آپ کے بیان کر دینے کے بعد کسی کے بیان کرنے کی حاجت نہیں} اور اپنے موقع پر انشاء اللہ تعالٰے اس سے زیادہ حدیثیں بیان کی جائیں گی المختصر یہ سب حدیثیں اصل آیت سے مل گئی ہیں جیسا کہ (وضو میں مسح سر[2] کی مقدار کا بیان (جو) حدیث مسح میں (مذکور ہے) اصل آیت (وضو) کے ساتھ مل گیا (ان حدیثوں کو آیت سے ملا دینے کے بعد) گویا آیت میں ان بزرگوں کا نام بھی بیان کر دیا گیا (اب) اگر استخلاف خلیفہ بنانے کے معنے میں ہے تو (یوں سمجھو کہ) ان بزرگوں کو (اس موعودہ خلافت کے لئے) نامزد کر دیا اور اگر استخلاف ایک قوم کو دوسری قوم کا جانشین بنانے کے معنے میں ہے تو (یوں سمجھو کہ ان بزرگوں کا نام بتانے سے مقصود یہ ہے کہ) ان بزرگوں کا خلیفہ بنانا ہی اس وعدہ کے پورا ہونے

[1] معالم جمع ہے معلم کی بمعنی علامت۔ [2] یعنے جس طرح آیت وضو میں مسح سر کا حکم ہوا اور مسح سر کی مقدار نہ بتائی گئی اور اُن حدیثوں کو جن میں مسح کی مقدار مذکور ہے آیت کے ساتھ ملا کر اس مقدار خاص کا مسح فرض کہا گیا۔

www.kitabghar.org

واللہ اعلم بالصواب۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی سورۃ الانبیاء وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ یعنے ہر آئینہ نوشتیم در صحیفہا بعد از توریت کہ زمینِ معمورہ وارثِ آں شوند بندگانِ شائستۂ من مراد از زبور جنس صحیفہا است یا زبور حضرت داؤدؑ و لفظ زبور بمعنے مکتوب است وکلام اللہ بعض او مُصدّق بعض است قال تعالیٰ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ قصہ واحد است و تعبیر مختلف اینجا زبور وذکر گفتہ شد آنجا توریت وانجیل اینجا میراث ارض گفتہ شد آنجا

کی صورت ہے واللہ اعلم بالصّواب۔

(تیسری آیت[1]) اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ انبیاء (سترھویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) بیشک ہم نے لکھدیا (پیغمبروں کے) صحیفوں میں توریت کے بعد کہ زمین {معمورہ (کا جس قدر حصہ ہے)} وارث اُس کے ہوں گے میرے شائستہ بندے۔

مراد زبور سے یا عام صحیفے ہیں یا خاص حضرت داؤدؑ کی زبور۔ لفظ زبور (از روئے لُغت) ہر لکھی ہوئی چیز کے معنے میں ہی۔ کلامِ خدا کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کی تصدیق کرتا ہے۔ (جیساکہ ہم اُوپر لکھ چکے ہیں یہاں بھی اُس کا نمونہ دیکھو) اللہ تعالےٰ نے (دوسری جگہ) فرمایا ہے ذٰلک مثلھم فی التورٰۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہٗ فآزرہٗ ان دونوں آیتوں کا مضمون ایک ہے عبارت مختلف ہے اس آیت میں زبور اور ذکر کہا گیا اُس آیت میں توریت و انجیل (مآل دونوں کا ایک ہی) یہاں میراث ارض کہا گیا وہاں

[1] اس آیت سے بھی بغیر انضمام روایات استدلال ہوسکتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ لفظ ارض سے کیا مراد ہے یہ ظاہر ہے کہ کُل زمین مراد نہیں ہوسکتی کیونکہ اب تک ایسا نہیں ہوا اور چونکہ آیت کا سیاق وسباق بتارہا ہے کہ مقصود نبی امّی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو نعمات کی بشارت سُنانا اور دوسروں کو اسلام کی ترغیب دینا ہے کئی آیت اوپر سے سلسلۂ کلام شروع ہے انّ الذین سبقت سے آیتِ مبحوثہ تک اُخروی نعمت کی بشارت ہے اور آیتِ مبحوثہ میں دنیاوی نعمت کی اسی ضمن میں ایک پیشین گوئی بھی مدنظر ہے کہ توریت و زبور میں جس زمین کا وعدہ ہے اس کے موعود لہم بھی یہی لوگ ہیں اور وہ پیشین گوئی بھی ان کے ہاتھ پر پوری ہوگی پھر یہ آیتِ مبحوثہ کے بعد ایک بڑا بلیغ جُملہ ہے کہ انّ فی ھٰذا لبلاغا لقوم عابدین یعنی ان بشارتوں میں عبادت کرنیوالوں یعنے نبی امّی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالوں کے لئے بڑی کامیابی ہے غرض اس سیاق وسباق سے بالکل قطعی ہے کہ ان نعمتوں کا آغاز حاضرین وقت نزول سے ہونا چاہیئے ورنہ کسی ایسی چیز کی بشارت کسی کو سُنانا جس میں کچھ حصّہ اس کا نہ ہو شانِ الٰہی سے بعید ہے لہٰذا امام مہدیؑ کا زمانہ مراد نہیں ہوسکتا پس لامحالہ ارض سے کوئی خاص زمین مراد ہے اس کا بھی فیصلہ سیاق وسباق سے ہوگیا کہ وہ کون زمین ہے معلوم ہوگیا کہ وہ وہی زمین ہے جس کا وعدہ تورات و زبور میں ہے اور تورات و زبور سے جیساکہ آیندہ منقول ہوگا نیز قرآن کریم کی شہادت سے ثابت ہے کہ وہ موعود زمین ملک شام ہے جس کو ارض مقدس اور ارض مبارک کا لقب ملا ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ ارض مقدس کا مالک کون ہوا اور کس کے ہاتھ سے خدا نے اس کو فتح کیا تو تاریخ سے ظاہر ہے کہ یہ ہاتھ حضرت فاروقِ اعظمؓ کا ہاتھ تھا لہٰذا از روئے اس آیت کے وہ عبادِ صالحین میں سے ہوئے اور اُن کی خلافت برحق ہوئی نیز جس خلافت کو وہ پہلے سے مان چکے تھے مثل خلافت صدیقیہ کے اور جس کو وہ اپنے بعد تجویز کر چکے تھے مثل خلافت عثمانیہ کے ان کا بھی حق ہونا ظاہر ہوگیا۔

www.kitabghar.org

اَخْرَجَ شَطْأَہٗ کہ حاصل آں غلبۂ دولت اسلامیہ است اینجا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ذکر کردہ شد آنجا ضمیر ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ بِالَّذِیْنَ مَعَهٗ گردانیدہ آمد و دریں فصل نقلے چند از خصائص شیخ جلال الدین سیوطیؒ مذکور نمائیم اخرج ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن ابن عباسؓ فی الاٰیۃ قال اخبرہ اللہ سبحانہ فی التوراۃ والزبور بسابق علمہ قبل ان تکون السمٰوات والارض ان یورث امۃ محمد فی الارض واخرج ابن ابی حاتم عن ابی الدرداءِ انہ قرأ قول تعالیٰ اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ فقال نحن الصالحون قال السیوطی وقد وقفت علیٰ نسخۃ من الزبور وھو مائۃ وخمسون سورۃ ورأیت فی السورۃ الرابعۃ منہ ما نصہ یاداؤد اِسْمَعْ ما اقول ومُر سلیمان فلیقل للناس من بعدك ان الارض اورثھا محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم وامتہ واخرج ابن عساکر

اخرج شطأہ کا حاصل دونوں کا یہی ہے کہ دولت اسلامیہ غالب ہوگی یہاں عبادی الصّالحون کہا گیا وہاں مثلھم کی ضمیر الذین معہ کی طرف پھیری گئی (مطلب دونوں کا ایک ہوا)۔ اس آیت کے متعلق ہم شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی (کتاب) خصائص سے چند روایتیں نقل کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا اللہ سبحانہ نے تورات اور زبور میں اپنے علم ازلی کی وجہ سے جو اُس کو آسمان اور زمین کی پیدائش سے بھی پہلے حاصل تھا۔ فرمایا کہ اُمتِ محمدیہ کو مَیں زمین میں وارث بناؤں گا۔ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی انّ الارض یرثھا عبادی الصّالحون اور فرمایا وہ نیک بندے ہم ہی لوگ ہیں سیوطیؒ نے کہا ہے کہ مَیں نے زبور کا ایک نسخہ دیکھا اس میں ایک سو پچاس[1] سورتیں تھیں چوتھی سورت میں یہ مضمون ہے کہ اے داؤدؑ! سنو جو کچھ مَیں کہتا ہوں اور سلیمانؑ کو حکم دو کہ وہ تمھارے بعد لوگوں سے بیان کردیں کہ زمین میری ہے مَیں اُس کا وارث محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کی امّت کو بناؤں گا اور ابن عساکر

[1] جو زبور آجکل ملتی ہے اس میں بھی ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور ہر سورت کا نام زبور ہی یوں لکھا ہے زبور ۱ زبور ۲ زبور ۳۔ مگر چوتھے زبور میں یہ مضمون نہیں ہے جو علامہ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ کو کوئی قدیم غیر محرف نسخہ ہاتھ لگ گیا تھا لیکن تاہم موجودہ زبور میں بھی آیت بعینہٖ کا مضمون موجود ہے چنانچہ زبور ۳۷ کی چند آیتیں حسب ذیل ہیں۔ لیکن وے جو خدا کے منتظر ہیں زمین کو میراث میں لیں گے، لیکن وے جو حلیم ہیں زمین کے وارث ہوں گے، جن پر اس کی برکت ہے زمین کے وارث ہوں گے۔ اور جن پر اس کی لعنت ہے کٹ جائیں گے، صادق زمین کے وارث ہوں گے اور ابد تک اس پر بسیں گے (مجموعۂ بائبل عہد نامۂ قدیم مطبوعہ لدھیانہ صفحہ ۶۹۱) توریت کی عبارت مصنفؒ نے نقل نہیں کی تورات میں صاف صاف تصریح اس زمین کی مذکور ہے چنانچہ تورات کتاب پیدائش باب ۱۷ کی آٹھویں آیت بخطاب حضرت ابراہیمؑ یہ ہے "میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے ملک ہو اور میں ان کا خدا ہوں۔ کنعان کی زمین سے مراد ملک شام ہے کیونکہ کنعان سرزمین شام میں ہے اس پیشین گوئی کو عیسائی اپنے لئے سمجھتے ہیں مگر ہمیشہ کے لفظ پر غور نہیں کرتے عیسائیوں کا قبضہ ملک شام پر ہمیشہ کیلئے کیا معنے اتنے دنوں بھی نہیں رہا جتنے دنوں سے مسلمانوں کا قبضہ ہے حضرت فاروقؓ کے زمانہ سے اس وقت تک زمین شام مسلمانوں کے قبضہ میں ہے بہت بڑی بڑی کوششیں ہو چکیں (جن کا ناکام رہنا محض اعجاز تھا) مگر زمین شام جو وعدۂ الٰہی کے موافق مسلمانوں کو میراث میں ملی ہے مسلمانوں کے قبضہ سے نہ نکل سکی۔

www.kitabghar.org

عن ابن مسعود قال قال ابو بکر الصدیق خرجت الی الیمن قبل ان یُبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت علی شیخ من الازد عالم قد قرأ الکتب واتت علیہ اربع مائۃ سنۃ الا عشر سنین فقال لی احسبک حرمیا قلت نعم قال واحسبک قرشیا قلت نعم قال واحسبک تیمیا قلت نعم قال بقیت لی منک واحدۃ قلت ماھی قال تکشف لی عن بطنک قلت لم ذاک قال اجد فی العلم الصادق ان نبیا یبعث فی الحرم یعاون علی امرہ فتی وکھل فاما الفتی فخواض غمرات ودفاع معضلات واما الکھل فابیض نحیف علی بطنہ شامۃ وعلی فخذہ الیسری علامۃ وما علیک ان ترینی فقد تکاملت لی فیک الصفۃ الا ما خفی علی قال ابو بکر فکشفت لہ عن بطنی فرای شامۃ سوداء فوق سرتی فقال انت ھو ورب الکعبۃ واخرج ابن عساکر عن الربیع ابن انس قال مکتوب فی الکتاب الاول مثل ابی بکر الصدیق مثل القطر اینما وقع نفع واخرج ابن عساکر عن ابی بکرۃ قال اتیت عمر وبین یدیہ قوم یاکلون

نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں قبیلۂ ازد کے ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب (سماویہ) پڑھا ہوا تھا۔ اس کی عمر تین سو نوے برس کی تھی اس نے مجھ سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم حرم کے رہنے والے ہو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم قریشی ہو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم تیمی[1] ہو، میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تو اب ایک بات تمہاری مجھے معلوم نہیں، میں نے کہا وہ کونسی بات ہے؟ کہنے لگا تم اپنا شکم مجھے دکھلا دو، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا مجھے علم صادق میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے کام میں ایک جوان[2] اور ایک ادھیڑ عمر والا مدد دے گا، جوان بڑا جفا کش اور مشکلات حل کرنیوالا ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اور دبلا ہوگا اور اس کے شکم میں ایک تل ہوگا اور اس کی بائیں ران میں ایک علامت ہوگی۔ اگر تم مجھے اپنا شکم دکھلا دو تو تمہارا کیا حرج ہے مجھے جو بات نہیں معلوم وہ معلوم ہو جائے گی۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ میں نے اپنا شکم اس کے سامنے کھول دیا اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ تل میری ناف کے اوپر ہے کہنے لگا قسم رب کعبہ کی وہ (ادھیڑ عمر والے) تمہی ہو۔ اور ابن عساکرؒ نے ربیع بن انسؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اگلی کتابوں میں ابوبکر صدیقؓ کو آب باران سے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ جہاں پہنچ جاتا ہے نفع دیتا ہے اور ابن عساکر نے ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں (ایک مرتبہ) حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو کچھ لوگ ان کے پاس کھانا کھا رہے تھے انھوں نے

[1] قبیلہ بنی تیم کے لوگوں کو تیمی کہتے ہیں۔ حضرت صدیقؓ اسی قبیلہ سے تھے۔ [2] جوان سے مراد حضرت فاروقؓ ادھیڑ سے مراد حضرت صدیقؓ۔

www.kitabghar.org

فرمی ببصرہ فی مؤخر القوم الی رجل فقال ما تجد فیما تقرأ قبلك من الكتب قال خلیفة النبی صلی الله علیہ وسلم صدیق۔ واخرج الدینوری فی المجالسة وابن عساكر من طریق زید بن اسلم قال اخبرنا عمر بن الخطاب قال خرجت مع ناس من قریش فی تجارة الی الشام فی الجاهلية فلما خرجنا الی مكة نسیت قضاء حاجة فرجعت فقلت لاصحابی الحقكم فوالله انی لفی سوق من اسواقها اذا انا ببطریق قد جاء فاخذ بعنقی فذهبت انازعه فادخلنی كنیسة فاذا تراب متراكب بعضه علی بعض فدفع الی مجرفة وفاسًا وزنبیلا وقال انقل هذا التراب فجلست اتفكر فی امری كیف اصنع فاتانی فی الهاجرة فقال لی لم ارك اخرجت شیئا ثم ضم اصابعه فضرب بها وسط رأسی فقمت فضربت بها هامته فاذا دماغه قد انتثر ثم خرجت علی وجهی ما ادری این اسلك فمشیت بقیة یومی ولیلتی حتی اصبحت فانتهیت الی دیر فاستظللت فی ظله فخرج الی رجل فقال یا عبد الله ما یجیئك ههنا قلت ضللت عن اصحابی

سب کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا تو اس سے کہا کہ اگلی کتابوں میں تم نے کیا پڑھا ہے اُس نے کہا (مَیں نے یہ پڑھا ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اُن کا صدیق ہوگا۔ اور دینوری نے مجالسہ میں اور ابن عساکر نے بروایت زید بن اسلم لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ نے ہم سے بیان کیا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں بغرض تجارت قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف گیا پھر جب ہم (وہاں سے فارغ ہوکر) مکہ کی طرف چلے تو مجھے اپنا ایک کام یاد آیا تو میں پھر پیچھے لَوٹ گیا اور مَیں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں آکر تم سے مِل جاؤں گا۔ پس مَیں شام کی ایک بازار میں جارہا تھا کہ مجھے ایک بطریقؔ ملا اُس نے میری گردن پکڑلی مَیں اُس سے لڑنے لگا بالآخر وہ مجھے اپنے گرجا میں لے گیا وہاں کچھ مٹی ڈھیر تھی مجھے اُس نے ایک بیلچہ اور ایک پھاوڑا اور ایک ٹوکری دی اور کہا اس مٹی کو یہاں سے ہٹادے (یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور پھاٹک بند کرتا گیا) میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کروں پھر وہ دوپہر کے وقت میری پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ تونے کچھ بھی مٹی نہیں نکالی پھر اُس نے ایک گھونسا میرے سر میں مارا (اب تو مجھے غصّہ آگیا اور) مَیں نے اُس کے سر پر (پھاوڑہ وغیرہ) دے مارا جس سے (اس کا سر پھٹ گیا اور) بھیجا اُس کا نکل پڑا۔ اس کے بعد میں اُسی وقت وہاں سے بھاگا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کہاں جاؤں۔ الغرض مَیں اُس دن کا باقی حصّہ اور پوری رات چلتا ہی رہا صبح ہوتے ایک دَیر (گرجا) کے پاس پہنچا اس کے سایہ میں جاکر بیٹھ گیا اُس دَیر سے ایک شخص نکلا اور اُس نے مجھ سے کہا کہ اے بندۂ خُدا! تو یہاں کیوں آیا ہے؟ مَیں نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں سے (جُدا ہوکر) راستہ بھُول گیا ہوں پھر وہ

ؔ بطریق عیسائیوں کا عالم یا درویش۔

www.kitabghar.org

فجاء نی بطعامٍ وشرابٍ وصعّد فیّ النظرَ وخفّضه ثم قال یاھٰذا قد عَلِمَ اھلُ الکتاب انه لم یبق علی وجه الارض احدٌ اَعلم منّی بالکتابِ وانّی اَجد صفتک الذی تخرجنا من ھٰذا الدّیر وتغلب علیٰ ھٰذہ البلدۃ فقلت له ایّھا الرجل قد ذھبتَ فی غیر مذھب قال ما اسمک قلت عُمر بن الخطاب قال انتَ واللہ صاحبنا غیرَ شک فاکتب لی علیّ دیری و ما فیه قلتُ ایھا الرجل قد صنعتَ معروفا فلا تُکدّرہ فقال اکتب لی کتابا فی رقّ لیس علیک فیه شیٔ فان تك صاحبُنا فھو ما نُرید وان تکن الاخرٰے فلیس یضرُّك قلتُ ھات فکتبت له ثم ختمتُ علیه فلما قدم عمر الشام فی خلافته اتاہ ذٰلك الراھبُ وھو صاحبُ دیر القدس بذٰلك الکتاب فلمّا راٰہ عمر تعجب منه فانشأ یحدّثنا حدیثه فقال اَوفِ لی بشرطی فقال عمر لیس لعمر ولا لابن عمر منه شیٔ واخرج ابن سعد عن ابن مسعود قال رکض عمر فرسًا فانکشف ثوبه

میرے لئے کھانا اور پانی لے آیا اور ایک مرتبہ نیچے سے اوپر تک مجھے بغور دیکھا اس کے بعد کہنے لگا کہ اے شخص! تمام اہل کتاب جانتے ہیں کہ اب روئے زمین پر کوئی مجھ سے زیادہ کتاب (الٰہی) کا عالم نہیں ہے اور میں (اپنے علم سے) تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جو ہم کو اس دَیر سے نکالے گا اور اس شہر پر قابض ہوگا۔ میں نے اس سے کہا کہ صاحب آپ تو کہیں اور چلے گئے اُس نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا عمر بن خطابؓ (یہ سُنتے ہی) اُس نے کہا خدا کی قسم تم وہی شخص ہو کچھ شک نہیں۔ اچھا اس دَیر کا اور جو کچھ (از قسم اراضی واموال) اس میں ہے اس کا معافی نامہ تو ہمیں لکھدو۔ میں نے کہا صاحب آپ نے میرے ساتھ ایک احسان کیا ہے اب اس کو اس طرح نہ مٹائیے۔ اُس نے کہا ایک کاغذ لکھدو اس میں تمھارا کیا نقصان ہے اگر تم وہی شخص ہو تو ہمارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور اگر تم وہ شخص نہیں ہو تو یہ تحریر تمھیں کچھ ضرر نہ دے گی۔ میں نے کہا اچھا لائیے لکھدوں۔ چنانچہ میں نے ایک تحریر اس کو لکھ دی اور اس پر مُہر بھی کردی (حضرت ابوبکرؓ راوی روایت کرتے ہیں کہ) پھر جب حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں شام تشریف لے گئے تو وہ راہب آپ کے پاس وہی تحریر لایا اور وہ راہب دَیرِ قدس کا متولی تھا حضرت عمرؓ نے اس تحریر کو دیکھ کر تعجب کیا اور اُس وقت اُنھوں نے یہ سب واقعہ ہم لوگوں سے بیان کیا اس راہب نے آپ سے کہا کہ اب میرا وعدہ پورا کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا (میں اس وعدہ کو کیسے پورا کرسکتا ہوں بیت المقدس میں کچھ بھی حصہ نہ عمرؓ کا ہے نہ عمرؓ کے بیٹے کا (عمرؓ یہاں کا مالک نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے متولّیانہ قبضہ رکھتا ہے)۔

اور ابن سعدؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ (ایکمرتبہ) حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑاتے ہوئے چلے جارہے تھے یکایک اُن کی ران

www.kitabghar.org

عن فخذہ فرأی اھل نجران بفخذہ
شامۃ سوداء فقالوا ھذا الذی
نجد فی کتابنا انہ یخرجنا من ارضنا
واخرج عبداللہ بن احمد فی زوائد
الزھد من طریق ابی اسحٰق عن عبیدۃ
قال رکض عمر فرسا علی عھد
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانکشف
فخذہ من تحت القباء فابصر رجل من
اھل نجران شامۃ فی فخذہ فقال ھذا الذی
نجدہ فی کتابنا یخرجنا من دیارنا واخرج ابونعیم
من طریق شھر بن حوشب عن کعب قال
قلت لعمر بالشام انہ مکتوب فی ھذہ
الکتب ان ھذہ البلاد مفتوحۃ علی ید
رجل من الصالحین رحیم بالمؤمنین
شدید علی الکفرین سرہ مثل علانیتہ
قولہ لا یخالف فعلہ القریب والبعید
سواء فی الحق عندہ اتباعہ رھبان
باللیل واسد بالنھار متراحمون
متواصلون متبارون قال عمر احق
ما تقول قال ای واللہ قال الحمد للہ
الذی اعزنا واکرمنا وشرفنا و
رحمنا بنبینا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم واخرج ابن عساکر عن عبید

قبا کے نیچے سے کُھل گئی اہلِ نجران نے (جو کہ نصرانی تھے) دیکھا کہ اُن کی ران پر سیاہ تل ہی کہنے لگے یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے ملک سی نکالے گا۔ اور عبداللہ بن احمدؒ نے زوائد زہد میں بروایت ابواسحٰق عبیدہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑا دوڑائے ہوئے چلے جارہے تھے کہ یکایک اُن کی ران قبا کے نیچے سے کُھل گئی تو اہلِ نجران میں سے ایک شخص نے دیکھا کہ ان کی ران پر ایک تل ہی کہنے لگا یہی شخص ہے جس کی نسبت ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے شہروں سے نکالے گا۔ اور ابونعیم نے بروایت شہر بن حوشب حضرت کعبؓ سی روایت کی ہی کہ میں نے حضرت عمرؓ سے شام میں (جب کہ وہ اپنے عہدِ خلافت میں تشریف لے گئے تھے) بیان کیا کہ ان تمام کتابوں (یعنے تورات وانجیل) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر صالحین میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر فتح ہوں گے وہ ایمانداروں پر مہربان اور کافروں پر سخت ہوگا اس کا ظاہر و باطن یکساں ہوگا اس کا قول اُس کے فعل کے خلاف نہ ہوگا قریب و بعید سب اُس کے نزدیک حق میں برابر ہوں گے۔ اس کے ساتھ والے رات کو تارک الدنیا[1] درویش اور دن کو شیرانِ جنگی ہوں گے۔ باہم نہایت مہربان اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک اور احسان کرتے ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے (مجھ سے) فرمایا کیا تم سچ کہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ تو اُنھوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں عزت دی بزرگی دی شرافت دی اور ہم پر رحم کیا۔ ابن عساکر نے عبید

[1] یعنے راتوں کو خدا کی عبادت ایسی کریں گے جیسے تارک الدنیا درویش کرتے ہیں اور دن کو پوری سرگرمی سے جہاد میں مشغول ہوں گے یہ دونوں صفتیں ایک ذات میں کم جمع ہوتی ہیں۔

www.kitabghar.org

بن ادم وابی مریم وابی شعیب بن
عمر اَنَّ عمر بن الخطاب کان بالجابیۃ
فقدم خالد بن الولید الی بیت
المقدس فقالوا له ما اسمك قال
خالد بن الولید قالوا وما اسم
صاحبك قال عمر بن الخطاب
قالوا انعتہ لنا فنعتہ قالوا اما انت
فلست تفتحھا ولکن عمر فانّا
نجد فی الکتاب ان قیساریۃ تُفتح قبل
بیت المقدس فاذھبوا فافتحوھا
ثم تعالوا بصاحبکم واخرج الطبرانی
وابونعیم فی الحلیۃ عن مُغیث
الاوزاعی ان عمر بن الخطاب
قال لکعب الاحبار کیف
تجد نعتی فی التورٰۃ قال
خلیفۃٌ قرنٌ من حدید امیرٌ
شدیدٌ لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم
ثم یکون من بعدك خلیفۃ تقتله
اُمّۃ ظالمون له ثم یقع البلاءُ بعدہٗ
واخرج ابن عساکر عن الاقرع
مؤذن عمر انّ عمر دعا الاُسقُفَ فقال
هَلْ تجدونا فی شیءٍ من کُتُبکم
قال نجد فی کتبنا صفتکم واعمالکم
ولا نجد اسماءکم قال کیف تجدونی قال
قرنًا من حدید قال ما قرن من حدید

ابن آدم اور ابو مریم اور ابو شعیب بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت
عمرؓ جب (بعزم بیت المقدس) مقام جابیہ میں پہنچے تو آپ نے پہلے
سے خالد بن ولیدؓ کو بیت المقدس بھیجدیا (جب وہ وہاں پہنچے تو)
بیت المقدس والوں نے کہا کہ تمھارا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا
خالد بن ولیدؓ۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہے؟
انھوں نے کہا عمر بن خطابؓ۔ ان لوگوں نے کہا کہ کچھ ان کا حلیہ ہم
سے بیان کرو۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے بیان کیا ان لوگوں نے کہا کہ
تم تو بیت المقدس فتح نہیں کرسکتے ہاں عمرؓ فتح کرلیں گے مگر اپنی
کتابوں سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ بیت المقدس سے پہلے قیساریہ
فتح ہوگا لہٰذا تم لوگ قیساریہ جاؤ اور اس کو فتح کرنے کے بعد اپنے
بادشاہ کو لے کر یہاں آؤ۔ اور[12] طبرانی نے اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء
میں مغیث اوزاعی سے روایت کی ہے حضرت عمرؓ بن خطاب نے
کعب احبار سے پوچھا کہ میری صفت تم نے تورات میں کس طرح دیکھی
ہے؟ انھوں نے کہا (یہ دیکھا ہے کہ) ایک خلیفہ ہوگا روئیں تن،
بہت مضبوط حاکم ہوگا اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے
کی ملامت سے نہ ڈرے گا پھر (جو شخص) آپ کے بعد خلیفہ ہوگا
(اس کی نسبت لکھا ہے کہ) اس کو ظالم لوگ قتل کردیں گے اور اس
کے قتل کے بعد فتنہ پھیل جائے گا۔ اور[13] ابن عساکر نے اقرع سے
جو حضرت عمرؓ کے مؤذن تھے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک
پادری کو بلوایا اور پوچھا کہ کیا تم لوگ اپنی کتابوں میں کچھ ہمارا
ذکر بھی دیکھتے ہو؟ اس نے کہا ہاں آپ لوگوں کی صفت اور
آپ کے کاموں کا بیان اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں صرف
آپ کے نام نہیں دیکھتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ میرے متعلق تم
نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا (یہ دیکھا ہے) ایک شخص روئیں تن
ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا روئیں تن سے کیا مراد ہے؟ اس نے

www.kitabghar.org

قال امیر شدید قال عمر الله اکبر قال فالذی من بعدی قال رجلٌ صالحٌ یُؤثِرُ اَقْرِبائہ قال عمر یرحم الله ابن عفّان قال فالذی من بعدہٗ قال صَدَاءٌ من حدید فقال عمر وا دَفْراہ قال مهلا یا امیر المؤمنین فانّه رجلٌ صالحٌ ولکن تکون خلافته فی هراقة مّن الدماءِ والسیف مَسْلول وَاخرج ابن عساکر عن ابن سیرین قال قال کعب الاحبار لعمر یا امیر المؤمنین هل ترٰی فی منامِکَ شیئًا فانتهرَہٗ فقال انا اجدُ رجلاً یرٰی امر الامّة فی منامه وَاخرج ابن راهویہ فی مسندہ بسند حَسَنٍ عن اَفلح مولٰی ابی ایوب الانصاری قال کان عبد الله بن سلام قبل ان یأتی اهل مصر یدخل علٰی رؤوس قریش فیقول لهم لاتقتلوا هٰذا الرّجل یعنی عثمان فیقولون والله ما نرید قتله فیخرج وهو یقول والله لیقتلُنّہٗ۔ ثم

کہا سخت حاکم ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ اکبر پھر (پوچھا) جو شخص میرے بعد ہوگا (اس کی نسبت کیا لکھا ہے) اُس نے کہا (یہ لکھا ہے کہ) ایک نیک آدمی ہوگا اپنے عزیزوں کو ترجیح[1] دے گا حضرت عمرؓ نے کہا اللہ ابن عفانؓ پر رحم کرے پھر پوچھا جو شخص اُن کے بعد ہوگا (اس کی نسبت کیا لکھا ہے؟) اُس نے کہا (یہ لکھا ہے کہ) لوہے کا میل ہوگا حضرت عمرؓ نے فرمایا آہ کیسی خواری ہوگی اُس نے کہا اے امیر المؤمنینؓ! یہ نہ کہیئے وہ بھی ایک نیک شخص ہوگا مگر اس کی خلافت کی یہ حالت ہوگی کہ خونریزی ہورہی ہوگی اور تلوار میان سے نکلی ہوگی۔ اور[14] ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کعب احبار نے حضرت عمرؓ سے (ایک روز) پوچھا یا امیر المؤمنینؓ! کیا آپ خواب میں کچھ دیکھ لیتے ہیں حضرت عمرؓ نے اُن کو ڈانٹا[2]۔ کعب نے کہا ہم (اپنی کتابوں میں) ایک شخص کا ذکر دیکھتے ہیں کہ وہ اُمت کے معاملات خواب میں دیکھ لیا کریگا (اس لئے مَیں نے آپ سے ایسا پوچھنے کی جرأت کی)۔ اور[15] ابن راہویہ نے اپنی مسند میں بسند حسن افلح سے [جو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے غلام تھے] روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اہلِ[3] مصر کے آنے سے پہلے سردارانِ قریش کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور اُن سے فرماتے تھے کہ اس شخص یعنے عثمانؓ کو قتل نہ کرو۔ وہ لوگ جواب دیتے تھے کہ واللہ ہم اُن کے قتل کا ارادہ نہیں رکھتے مگر حضرت عبد اللہ بن سلامؓ یہ کہتے ہوئے اُٹھتے تھے واللہ یہ لوگ ان کو ضرور قتل کریں گے پھر (ایک روز) عبد اللہ بن سلامؓ

---

۱ ترجیح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کی حق تلفی کرکے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دو شخص کسی کام کے لئے برابر کے مستحق ہوں اُن میں جو اُس کا عزیز ہوگا اُس کو اس کام پر مقرر کرے۔ ۲ حضرت عمرؓ ان امور کا اظہار نہ چاہتے تھے کیونکہ یہ باطنی کیفیات ہیں۔ جن کا اخفاء ہونا چاہیئے۔

۳ یعنے قبل اس کے کہ باغیانِ مصر مدینہ منورہ میں آئیں اور حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کریں۔

www.kitabghar.org

قال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى اربعين يوما فابوا فخرج عليهم بعد ايام فقال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى خمس عشرة ليلة واخرج ابن سعد وابن عساكر عن طاؤس قال سئل عبد الله بن سلام حين قتل عثمان كيف تجدون صفة عثمان في كتبكم قال نجده يوم القيامة اميرا على القاتل والخاذل واخرج ابن عساكر من طريق محمد بن يوسف عن جده عبد الله بن سلام انه دخل على عثمان فقال له ما ترى في القتال والكف قال الكف ابلغ للحجة وانا نجد في كتاب الله انك يوم القيمة امير على القاتل والآمر واخرج من هذا الطريق ان عبد الله بن سلام قال للمصريين لا تقتلوا عثمان فانه لا يستكمل ذا الحجة حتى ياتي على اجله واخرج الحاكم عن ابي الاسود الديلي عن على رضي الله عنه قال اتاني عبد الله بن سلام وقد وضعت رجلي في الغرز وانا اريد العراق فقال لا تات العراق فانك ان اتيت اصابك به ذباب السيف

نے اُن سے کہا تم اُن کو قتل نہ کرنا واللہ وہ چالیس روز میں ضرور مرجائیں گے ان لوگوں نے انکار کیا۔ پھر عبداللہ بن سلامؓ کچھ دنوں کے بعد اُن کے پاس آئے اور اُن سے کہا تم اُن کو قتل نہ کرنا واللہ وہ پندرہ روز میں مرجائیں گے۔ اور ابن سعدؓ اور ابن عساکرؒ نے طاؤس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن سلامؓ سے پوچھا گیا کہ تم عثمانؓ کی صفت اپنی کتابوں میں کس طرح دیکھتے ہو۔ انھوں نے کہا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن اپنے قتل کرنے والے اور مخذول[لہ] کرنیوالے سب پر سردار ہوں گے۔ اور ابن عساکرؒ نے بواسطہ محمد بن یوسف کے اُن کے دادا عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس (جب کہ وہ محصور تھے) گئے حضرت عثمانؓ نے اُن سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے لڑنے اور نہ لڑنے کے متعلق حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ نہ لڑنا (آپ کی) حجت کو زیادہ قوی کردے گا اور ہم خدا کی (اگلی) کتاب میں دیکھتے ہیں کہ آپ قیامت کے دن قتل کرنے والے اور قتل کا حکم دینے والے دونوں پر سردار ہوں گے۔ نیز انھوں نے اسی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے (اُن) اہلِ مصر سے (جو حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے) فرمایا کہ عثمانؓ کو قتل نہ کرو کیونکہ وہ ذی الحجہ کا مہینہ بھی پورا نہ کرنے پائیں گے کہ اپنی موت سے مرجائیں گے۔ اور حاکم نے ابوالاسود دیلی (دؤلی) سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے عبداللہ بن سلامؓ میرے پاس آئے اور میں بارادۂ سفر عراق اپنا پیر رکاب میں رکھ چکا تھا انھوں نے کہا کہ عراق نہ جائیے کیونکہ اگر آپ وہاں جائیں گے تو تلوار کی باڑھ آپ کو لگ جائیگی

لہ یعنی مدد نہ کرنیوالے پر سرداری کا مطلب ہے کہ سب اُن کے حق کے مطالبہ میں گرفتار ہوں گے۔

www.kitabghar.org

قال علی وَایْمُ اللهِ لقد قالها لی رسول
الله صلی الله علیه وسلم قبلک
قال ابو الاسود فقلت فی نفسی بالله
ما رأیتُ کالیوم رجل محارب یُحدّثُ
الناس بمثل هٰذا واخرج ابو القاسم
البغوی عن سعید بن عبد العزیز قال
لمّا توفی رسول الله صلی الله علیه
وسلم قیل لذی قُربات الحِمیری وکا
من اعلم یهود یا ذا قُربات مَن بعدہ قال
الامینُ یعنی ابا بکر قیل فمن بعدہ قال
قرنٌ من حدید یعنی عمر قیل فمن بعدہ قال
الازهر یعنی عثمان قیل فمن بعدہ قال
الوضّاح المنصور یعنی معاویۃ واخرج ابن
راهویه والطبرانی عن عبد الله بن مُغفّل
قال قال لی ابن سلام لمّا قُتِل علیٌ
هٰذا رأس اربعین سنۃ وسیکون
عندها صلح واخرج ابن سعد عن ابی
صالح قال کان الحادی یحدُو بعثمان و
هو یقول شعر انّ الامیر بعدَہ علیٌ
وفی الزّبیر خَلَفٌ مرضیٌ فقال کعب
لا بل معاویۃ فاخبر معاویۃ بذٰلک
فقال یا ابا اسحاق انّی یکون هٰذا
وههنا اصحاب محمّدٍ علیٌ والزّبیر

(یعنے شہید ہو جائیں گے) حضرت علیؓ نے کہا اللہ کی قسم تم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرما چکے ہیں۔ ابو الاسودؓ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ سوا آج کے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جو شخص لڑنے کے لئے جا رہا ہو وہ ایسی[1] باتیں لوگوں کے سامنے کہے۔ اور ابو القاسم بغوی نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ذی قربات حمیری سے {جو یہود کے بڑے عالموں میں سے تھا} پوچھا گیا کہ اے ذی قربات! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون (خلیفہ) ہوگا؟ اُس نے کہا امین {یعنے ابو بکرؓ} پوچھا گیا پھر اُن کے بعد کون؟ تو اُس نے کہا ایک رُوئیں تن {یعنے عمرؓ} پوچھا گیا پھر اُن کے بعد کون؟ اُس نے کہا ایک سخی آدمی {یعنے عثمانؓ} پوچھا گیا پھر اُن کے بعد کون؟ اُس نے کہا ایک گورے رنگ کا فتحمند آدمی {یعنے معاویہؓ} اور ابن راہویہ اور طبرانی نے عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن سلامؓ نے کہا جب کہ حضرت علیؓ شہید ہوئے کہ یہ چالیسویں سال کا آغاز ہے اور اب عنقریب (اہلِ عراق اور اہلِ شام میں) صلح ہونے والی ہے۔ اور ابن سعدؓ ابو صالح سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) حادی (حُدی خواں) حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ شعر پڑھ رہا تھا (ترجمہ) بیشک خلیفہ بعد عثمانؓ کے علیؓ ہوں گے ؛ اور زبیرؓ میں بھی پسندیدہ خلافت (کی علامت) ہے ؛ کعبؓ[2] نے کہا (زبیرؓ) نہیں بلکہ معاویہؓ۔ حضرت معاویہؓ کو اس کی خبر ملی تو انھوں نے (کعبؓ سے) کہا کہ اے ابو اسحاقؓ! یہ کیونکر ہو سکتا ہے درانحالیکہ اصحاب محمدؐ مثل علیؓ اور زبیرؓ کے موجود ہیں

[1] یعنے ایسی باتوں سے فوج بے دل ہو جاتی ہے فوج کے سامنے ایسی باتیں کرنا جس سے اسکو اپنی ناکامی کا خیال پیدا ہو بیدلی کا موجب ہوتا ہے۔ [2] حضرت کعبؓ چونکہ کتب سابقہ ربانیہ کے عالم تھے انھوں نے ان کتب سماویہ میں کچھ اشارات حضرت معاویہؓ کے خلیفہ ہونے کے دیکھے ہوں گے۔

www.kitabghar.org

قال انت صاحبہا۔ باید دانست کہ سنۃ اللہ
جاری شدہ است برآنکہ چوں امرے عظیم
در عالمِ غیب مقدر شود و در ملأ اعلیٰ صورت
آں مرتسم گردد ملأ سافل آں امر را تلقی نمایند
چوں نوبت ایجا رسد کہّان بکہانتِ خود
آں امر را بشناسند و اہلِ اذہان صافیہ برؤیا
بلکہ در بعض اجسام و جسمانیات نیز صورت
آں واقعہ مرتسم گردد ازیں باب نیز نقلے چند
بر نگاریم ہم از خصائص من قول السطیح
بعد ذکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم یلی امرہ الصدیق اذا قضی صدق
وفی ردّ الحقوق لا خرق ولا نزق ثم
یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف قد اضاف
المضیف واحکم التحنیف ثم یلی امرہ
دارع لامرہ مجرب فیجتمع لہ جموع
وعصب فیقتلونہ نقمۃ علیہم وغضب
فیوخذ الشیخ فیذبح اربا فیقوم لہ
رجال خطبا ثم یلی امرہ الناصر یخلط
الرأی بامرٍ ماکرٍ یظہر فی الارض
العساکر والمراد من الناصر ہٰہنا معاویۃ
بن ابی سفیان واخرج ابن عساکر عن
ابی الطیب عبد المنعم بن غلبون المقری
قال لما فتحت عموریۃ

کعبؓ نے کہا (میں جانتا ہوں) تم ہی ہو۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ جب کوئی بڑا کام عالمِ غیب میں مقدر ہوتا ہے اور ملأ اعلیٰ[1] میں اُس کی صورت منقش ہو جاتی ہے تو ملأ سافل اس صورت کو لے لیتے ہیں اور جب یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو کاہن لوگ اپنی کہانت سے اُس کام کو معلوم کر لیتے ہیں اور روشن ضمیر لوگ خواب میں (اس کو دیکھ لیتے ہیں) بلکہ بعض اجسام اور جسمانیت میں بھی اس واقعہ کی صورت منقوش ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق بھی ہم چند روایتیں (اسی کتاب) خصائص سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ سطیح[2] کا قول ہے کہ اُس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرکے کہا کہ اُن کے دین کے والی صدیقؓ ہوں گے کہ جب وہ فیصلہ کریں گے تو سچا فیصلہ کریں گے اور (لوگوں کا) حق دلانے میں نہ متحیر ہوں گے اور نہ بدحواس ہوں گے پھر اُن کا خلیفہ ایک راست باز اور تجربہ کار سردار ہوگا۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرے گا اور اسلام کو مضبوط کر دے گا۔ پھر اس کا خلیفہ ایک پرہیزگار اپنے کام میں تجربہ کار ہوگا مگر بالآخر کچھ لوگ اُس کے قتل کے لئے جمع ہوں گے ان پر خدا کا غضب ہوگا وہ خلیفہ ذبح کر دیا جائے گا اور اُس کا عضو عضو جدا کر دیا جائے گا۔ پھر کچھ لوگ اس کا انتقام لینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے پھر اُس کا خلیفہ اس کا مددگار ہوگا، اور تدبیر کے ساتھ اپنی رائے کو مخلوط رکھے گا روئے زمین پر لشکروں کو جمع کرے گا {مددگار سے یہاں مراد معاویہؓ بن ابی سفیان ہیں} اور ابن عساکر نے ابوالطیب یعنی عبدالمنعم بن غلبون مقری سے روایت کی ہے کہ جب شہر عموریہ فتح ہوا تو

[1] ملأ اعلیٰ سے مراد آسمانوں کی مخلوق اور ملأ سافل سے مراد زمین کی مخلوق۔ [2] سطیح بن مازن بن غسان۔ یہ مشہور کاہن ملک شام میں رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سوائے کھوپڑی کے اس کے جسم میں کوئی ہڈی نہ تھی، کپڑے کی طرح اپنا جسم لپیٹ لیتا تھا۔ مصح

www.kitabghar.org

وجدوا على كنيسة من كنائسها
مكتوب بالذهب شر الخلف خلف
يشتم السلف واحد من السلف
خير من الف من الخلف صاحب الغار
نلت كرامة الافتخار اذ اثنى عليك
الملك الجبار اذ يقول فى كتابه المنزل
على نبيه المرسل ثانى اثنين اذ هما فى
الغار يا عمر ما كنت واليا بل كنت والدا عثمان
قتلوك مقهورا ولم يزوروك مقبورا و
انت يا على امام الابرار والذاب عن وجه
رسول الله صلى الله عليه وسلم الكفار
فهذا صاحب الغار وهذا احد الاخيار وهذا
غياث الامصار وهذا امام الابرار فعلى
من ينتقصهم لعنة الجبار فقلت لصاحب
له قد سقطت حاجباه على عينه من الكبر
منذ كم هذا على باب كنيستكم مكتوبا
قال من قبل ان يبعث نبيكم بالفى عام و
اخرج ابن عساكر فى تاريخ دمشق عن كعب
قال كان اسلام ابى بكر الصديق سببه
بوحى من السماء وذلك انه كان تاجرا
بالشام فراى رؤيا فقصها على بحيراء الراهب
فقال له من اين انت قال من مكة قال
من ايها قال من قريش قال فايش انت
قال تاجر قال صدق الله

لوگوں نے اُس کے ایک گرجا پر آب زر سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی "وہ بہت ہی بُرے خلف ہیں جو سلف کو بُرا کہیں اور ایک شخص سلف میں سے ہزار خلف سے بہتر ہے۔ اے صاحبِ غار تم نے قابل فخر بزرگی پائی کہ تمھاری تعریف ملک جبّار نے کی جیساکہ وہ اپنی اُس کتاب میں جو اُس نے اپنے نبی مُرسل پر نازل کی فرماتا ہے ثانی اثنین اذ ہما فی الغار۔ اے عمرؓ! تم والی نہ تھے بلکہ (عام رعیت پر) والد (کی طرح مہربان) تھے۔ اے عثمانؓ! تم کو لوگوں نے ظلم کے ساتھ قتل کردیا اور تم کو مدفون کو بھی نہ دیکھ سکے۔ اور تم اے علیؓ! ابرار کے پیشوا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے کافروں کو ہٹانے والے ہو۔ پس وہ صاحبِ غار ہیں اور وہ نیکوں میں سے ایک ہیں اور وہ ملکوں کے فریادرس ہیں اور وہ ابرار کے پیشوا ہیں جو شخص ان کو بُرا کہے اُس پر جبار کی لعنت"۔ میں نے اُس گرجا کے خادم سے جس کے دونوں ابرو بڑھاپے کی وجہ سے لٹک آئے تھے پوچھاکہ یہ تحریر تمھارے گرجا کے دروازہ پر کب سے ہے؟ اُس نے کہا تمھارے نبی کی بعثت کے دو ہزار برس پہلے سے۔ [۲۵] اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب (احبار) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکرؓ صدیقؓ کے اسلام کا باعث ایک وحی[له] آسمانی ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ شام میں تجارت کرتے تھے وہاں انھوں نے ایک خواب دیکھا اور اُس کو بحیرا راہب سے بیان کیا۔ بحیرا نے (وہ خواب سُن کر) پوچھاکہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہاکہ مکہ کا رہنے والا ہوں۔ اُس نے پوچھاکہ مکہ کے کس خاندان سے ہو؟ انھوں نے جواب دیا قریش سے۔ اُس نے پوچھاکہ تم کون (پیشہ کرتے) ہو؟ انھوں نے جواب دیاکہ تاجر ہوں (یہ سب پوچھ کر) اُس نے کہاکہ اللہ نے تمھیں

له وحی آسمانی سے مراد یہاں وحی انبیائے سابقین ہے۔

www.kitabghar.org

رؤیاک فان یبعث نبی من قومك تکون وزیرہ فی حیاتہ وخلیفتہ بعد موتہ فاسرّھا ابوبکر حتی بُعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءہ فقال یا محمدُ ما الدلیل علی ما تدّعی قال الرؤیا التی رأیتَ بالشام فعانقہ و قبّل ما بین عینیہ وقال اشھد انك رسول اللہ واخرج ابن عساکر عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اُسرِیَ بی رأیتُ علی العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصّدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین واخرج ابویعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر والحسن بن عرفۃ فی جزئتہ المشھورۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ عُرِج بی الی السّماء ما مررت بسماءٍ الا وجدت اسمی فیھا مکتوبا محمد رسول اللہ وابوبکر الصّدیق خَلْفی واخرج الدارقطنی فی الافراد والخطیب وابن عساکر عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیتُ لیلۃَ اُسری بی فی الفراش فِرِندۃ خضراء فیھا مکتوب بنور ابیض لآ اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصّدیق عمر الفاروق واخرج ابن عساکر وابن النجّار فی تاریخیھما عن ابی الحسن علی بن عبد اللہ الھاشمی الرّقی

سچا خواب دکھلایا ہے ایک نبی تمھاری قوم سے مبعوث ہوں گے اُن کی زندگی میں تم اُن کے وزیر ہوگے اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ بنو گے۔ ابوبکرؓ نے اس بات کو سب سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکرؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپ کے دعوے کی دلیل کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ سے معانقہ کیا اور آپؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ [26]اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب کو مجھے معراج ہوئی مَیں نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لآ الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ ابوبکر الصّدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنّورین۔ [27]اور ابویعلیٰ نے اور طبرانی نے (معجم) اوسط میں اور ابن عساکر نے اور حسن بن عرفہ نے اپنے مشہور رسالہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب مجھے معراج ہوئی میرا گزر جس آسمان پر ہوا مَیں نے دیکھا کہ اس میں میرا نام لکھا ہوا ہے یعنے محمد رسول اللہؐ اور میرے نام کے بعد ابوبکر الصدیقؓ لکھا ہوا ہے۔ [28]اور دارقطنی نے افراد میں اور خطیب وابن عساکر نے حضرت ابوالدرداءؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا شبِ معراج میں مَیں نے عرش میں ایک سبز رنگ کا جواہر دیکھا جس میں سفید نور سے لکھا ہوا تھا لآ الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ ابوبکر الصّدیق عمر الفاروق [29]اور ابن عساکر اور ابن نجار نے اپنی تاریخوں میں ابوالحسن یعنے علی بن عبداللہ ہاشمی رقی سے روایت کی ہے کہ

www.kitabghar.org

قال دخلت بلدًا الهند فرأيت في بعض قراها شجرة وَرْدٍ اسود ينفتح عن وردة كبيرة طيبة الرائحة سوداء عليها مكتوب بخط ابيض لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبكر الصديق عمر الفاروق فشككت في ذلك وقلت انه معمول فعمدت الى جنبذ لم تفتح ففتحتها فرأيت فيها كما رأيت في سائر الورد وفي البلد منه شيء كثير قال الله تعالى في سورة المائدة يٰايها الذين امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف ياتي الله بقوم يحبهم و يحبونه اذلة على المؤمنين اعزة على الكٰفرين يجاهدون في سبيل الله ولا يخافون لومة لائم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم ۔ یعنی ای مومنان ہرکہ برگردد از زمرہ شما از دین خود پس خواہد آورد خدای تعالیٰ گروہی راکہ دوست میدارد ایشاں را و دوست میدارند او را متواضع اند برای مسلمانان درشت طبع اند بر کافران جہاد می کنند در راہ خدا و نمی ترسند از ملامت ملامت کنندہ این بخشایش خداست میدہدش بہر کہ خواہد خدا جواد دانا است انما وليكم الله ورسوله و الذين امنوا الذين يقيمون الصلوٰة ويؤتون الزكوٰة وهم راكعون ۔ یعنے جز این نیست کہ کارساز ویاری دہندہ شما خدا است و رسول او و آں مومنان کہ برپا میدارند نماز را و میدہند زکوۃ را و ایشاں خشوع کنندگان اند یا نماز نافلہ بسیار خوانندگانند

وہ کہتے تھے میں ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا تو میں نے وہاں کی بعض بستیوں میں سیاہ گلاب کا درخت دیکھا جس کا پھول بہت بڑا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں بہت ہی عمدہ خوشبو ہوتی ہے اس پر سفید حروف میں لکھا ہوتا ہے لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق. مجھے یہ دیکھ کر شبہ ہوا اور میں سمجھا کہ یہ مصنوعی ہے لہٰذا میں نے ایک ناشگفتہ کلی چیر کر دیکھی تو اس میں بھی وہی عبارت دیکھی جو باقی پھولوں میں تھی۔ اُس بستی میں اُس گلاب کے بہت[1] درخت تھے۔

(چوتھی آیت[2]) اللہ تعالےٰ نے سورہ مائدہ (چھٹے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) اے مومنو! جو کوئی پھر جائے گا تمہارے گروہ کا اپنے دین سے تو لائے گا خدا ایک ایسے گروہ کو کہ دوست رکھے گا وہ اُن کو اور دوست رکھیں گے وہ اُس کو تواضع کرنے والے ہوں گے مسلمانوں کے لئے اور سخت طبیعت ہوں گے کافروں پر جہاد کریں گے راہِ خدا میں اور نہ ڈریں گے ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کی یہ بخشش خُدا کی ہے دیتا ہے وہ اُسے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بخشش والا اور دانا ہے + سوا اس کے نہیں کہ کارساز اور مدد دینے والا تمہارا خُدا ہے اور رسول اس کا اور وہ مومن جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ خشوع کرنے والے ہیں یا نفل نمازیں پڑھنے والے ہیں +

[1] یہ شبہ کرنا کہ اب یہ درخت ہندوستان میں نظر نہیں آتا لائق التفات نہیں کیونکہ بہت چیزیں ایک وقت میں ہوتی ہیں اور چند روز کے بعد اُن کا پتہ بھی نہیں ملتا۔ [2] اس آیت کو آیۂ قتال مرتدین کہتے ہیں سلسلۂ کلام چونکہ دو آیت بعد تک تھا اس سبب سے مصنف نے بعد کی دو آیتیں بھی نقل کرلیں ورنہ استدلال صرف پہلی آیت سے ہے۔

www.kitabghar.org

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

وہرکہ دوستی پیدا کند باخدا و بارسولِ او و بامومنان پس ہر آئینہ گروہ خدا ہمون است غالب

قولہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا غرض ازین کلام اخبار ست بآن حادثہ کہ در مرضِ موت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیش آمد وبعد انتقالِ او صلے اللہ علیہ وسلم متکامل شد و اِعلام تدبیرے کہ خدا تعالیٰ در غیب الغیب مقرر فرمودہ است تا چوں آں حادثہ روبدہد عَلَی البصیرۃ باشند از آں واضطراب بر بواطن ایشاں غالب نیاید وچوں آن تدبیر رُو نماید دراہتمام آں کوشند وبذلِ مساعی دراتمام آں سعادتِ خود دانند شرح ایں حادثہ آنکہ در اواخرِ ایام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہ فرقہ از عرب مُرتد شدند ودر ہر فرقہ شخصے دعوے نبوت برخاست وقومِ وے تصدیقِ او کردند و فتنۂ عظیم برپا شد ذوالخمار عَنَسی کہ در کہانت و شعبدہ بازی دستے تمام داشت درمیانِ مَذحج دعوی نبوت نمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب معاذ بن جبل وجمعے از مسلمین کہ ہمراہ او بودند نامہ نوشت تا برای قتالِ او آمادہ شوند فیروز دیلمی از انجماعہ متصدی قتل او شد وجناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بصورتِ ایں ماجرای بوحی مطلع شدند وفرمودند فَازَ فیروز ودر خارج خبر

اور جو شخص دوستی پیدا کرے گا اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور مومنوں سے پس یقیناً (اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ) خدا ہی کا گروہ غالب رہتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا مقصود اس سے (دو ہیں) اُس حادثہ کی خبر دینا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں پیش آیا اور آپ کے انتقال کے بعد بہت ترقی کر گیا۔ اُس تدبیر کا بتانا جو خدا نے غیب الغیب میں (اس حادثہ کے لئے) مقرر فرمائی ہے تاکہ جس وقت وہ حادثہ پیش آئے لوگ اس سے کچھ واقفیت رکھتے ہوں اور ان کے دلوں پر اضطراب غالب نہ ہونے پائے اور جب وہ تدبیر (غیب سے) ظاہر ہو تو اُس کے اہتمام میں کوشش کریں اور اُس کے پورا کرنے میں اپنی سعادت سمجھیں۔

اس حادثہ کی شرح یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ میں عرب کے تین فرقے مُرتد ہو گئے اور ہر فرقہ میں سے ایک ایک شخص دعوی نبوت کرتا ہوا اُٹھا اور اُس کی قوم نے اس کی تصدیق کی اور ایک فتنۂ عظیم برپا ہو گیا اوّل ذوالخمار عنسی نے { جو کہانت اور شعبدہ بازی میں بڑی مہارت رکھتا تھا } قبیلۂ مذحج کے درمیان دعوی نبوت کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رض کو (جو اُن دنوں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قاضی یمن تھے) اور اُن تمام مسلمانوں کو جو اُن کے ہمراہ تھے خط لکھا کہ ذوالخمار سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت فیروز دیلمی نے جو ہمراہیان حضرت معاذ رض سے تھے ذوالخمار کو قتل کر ڈالا اور جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اس واقعہ پر بذریعۂ وحی کے مطلع ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ فیروز رض کامیاب ہو گئے مگر بظاہر خبر

www.kitabghar.org

این واقعه آخر ربیع الاوّل بصدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ رسید و این اوّل مژدۂ فتحے بود کہ حضرت صدیق اکبر بآں مسرور گردید و مسیلمۂ کذّاب در میانِ بنی حنیفہ در شہر یمامہ بدعوی نبوّت برخاست و بجناب اقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نامہ نوشت من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فانّ الارض نصفھا لی و نصفھا لک و این نامہ را بدستِ دو کس بحضور مقدس فرستاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں دو کس را فرمودند اتشھدان انّ مسیلمۃ رسول اللہ قالا نعم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو لا انّ الرسل لا تقتل لضربت اعناقکما بعد ازاں جواب نامۂ او نوشتند من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذّاب اما بعد فانّ الارض للہ یورثھا من یشاء والعاقبۃ للمتقین بعد ازیں ماجرای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند و تدبیر دفع او نا فرمودہ برفیق اعلیٰ پیوستند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خالد بن ولید را با جیشے کثیر بطرف مسیلمہ رواں فرمودہ و کار او را آخر نمود و وحشی آں کذّاب را بکشت و مجموع او متفرق گشتند و بعضے از ایشاں تائب شدند و طلیحۂ اسدی در میانِ بنی اسد مدّعی نبوت شد ہم در حیاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعد انتقالِ وے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خالد بن ولید را بر سر آں جماعت فرستاد خالد آں جمع را ہزیمت داد

اس واقعہ کی اخیر ربیع الاوّل میں حضرت صدیقؓ کو ملی اور یہ پہلی خوشخبری فتح کی تھی جس سے حضرت صدیقؓ خوش ہوئے۔ (دوسرا) مُسیلمہ کذّاب (یہ)، قبیلہ بنی حنیفہ کے درمیان شہر یمامہ میں دعوٰی نبوّت کرنے لگا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس میں (اس گستاخ نے) ایک خط لکھا (جس کا مضمون یہ تھا) مُسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کو واضح ہو کہ ملک آدھا میرا ہے اور آدھا آپ کا۔ یہ خط اُس نے دُو آدمیوں کے ہاتھ حضور مقدّس میں بھیجا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ مُسیلمہ اللہ کا رسول ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ نہ ہوتا کہ قاصد قتل نہیں کئے جاتے تو میں تمھاری گردن مارنے کا حکم دیتا۔ اس کے بعد آپ نے اُس کے خط کا جواب لکھا (جس کا مضمونِ عالی یہ تھا) محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذّاب کو معلوم ہو کہ ملک اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے اور (خیریت) انجام پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور اُس کے دفعیہ کی تدبیر کئے بغیر رفیقِ اعلےٰ سے مل گئے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو مُسیلمہ کذّاب کی طرف بھیجا اُنھوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ وحشی نے اس کذّاب کو (اپنے ہاتھ سے) قتل کیا اُس کی تمام جماعت متفرق ہو گئی اُن میں سے بعض نے توبہ بھی کی (تیسرا) طلیحہ اسدی (یہ) بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قبیلہ بنی اسد کے درمیان مدعی نبوّت ہوا تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کی جماعت کی طرف بھیجا حضرت خالدؓ نے اس کی تمام جماعت کو شکست دی

www.kitabghar.org

طلیحہ بگریخت و بعد ازاں مسلمان شد و در غزوۂ قادسیہ تردّد نمایاں بعمل آورد بعد ازاں فتنۂ ردّت بغایت بلند شد اکثر عرب غیر حرمین و قریۂ جُواثی راہِ ارتداد پیش گرفتند و فرقہ منع زکوٰۃ نمودند در باب ایں جماعہ فقہائے صحابہ باہم در مباحثہ اُفتادند کہ اہلِ قبلہ اند قتال بایشاں جائز نباشد از انجملہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ گفت کیف تُقَاتِلُ النَّاس وقد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُمرتُ ان اقاتل الناس حتے یقولوا لا الٰہ الا اللہ فمن قالہا فقد عصم منی نفسہٗ ومالہٗ الا بحقہٖ وحسابہٗ علی اللہ فقال ابوبکر واللہ لاُ قاتلنّ من فرّق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فانّ الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عنَاقاً کانوا یؤدونہا الٰے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہا قال عمر فعرفتُ انہ الحق اخرجہ الشیخان وغیرھما و شرح تدبیرے کہ خدائے تعالیٰ برائی ایں حادثہ مقرر فرمود آنست کہ داعیۂ قتال در خاطر صدیق اکبر باہتمام تمام فرو ریخت و آں سرّ قول آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم دریں فتنۃ العصمۃ فیہا السیف رواہ حذیفۃ اکثر صحابہ دریں امر متوقف بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبرؓ طلبِ رفق نمود

اور طلیحہ بھاگا اور اس کے بعد پھر اسلام لایا اور جنگ قادسیہ میں خوب کام کیئے۔

اس کے بعد ارتداد کا فتنہ نہایت بلند ہوا حرمین اور قریۂ جواثی کے سوا اکثر عرب مرتد ہوگئے اور ایک فرقہ نے زکوٰۃ موقوف کردی اس فرقہ کی بابت فقہائے صحابہ میں باہم مباحثہ ہوا کہ یہ لوگ اہلِ قبلہ ہیں ان کا قتل جائز نہیں ہے۔ انہی لوگوں میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (یا خلیفۃ رسول اللہ) آپ کیونکر ان لوگوں سے لڑسکتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو فرما چکے ہیں کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہانتک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہدیں۔ جس نے یہ کہدیا میری طرف سے اس کی جان اور مال محفوظ ہے مگر کسی حق کی وجہ سے اور اُس کا حساب خدا پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اُس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان میں فرق کرے (نماز اگر حق بدن ہے) تو بیشک زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر وہ ایک بکری کا بچہ جو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے نہ دیں گے تو میں اُن سے اس کی بابت لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے[1]۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم وغیرہما نے لکھا ہے۔

اور اُس **تدبیر** کی شرح جو خدا تعالےٰ نے اس حادثہ میں مقرر فرمائی تھی یہ ہے کہ جہاد کا ارادہ حضرت صدّیق اکبرؓ کے دل میں بڑے اہتمام کے ساتھ ڈال دیا۔ یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کے متعلق فرمایا کہ بچنے کی صورت اس فتنہ میں تلوار (اُٹھانا) ہے۔ اکثر صحابہؓ اس معاملہ میں متردد تھے یہاں تک کہ فاروقِ اعظمؓ نے صدّیقِ اکبرؓ سے نرمی کی درخواست کی

[1] یعنے یہ بات میری سمجھ میں آگئی کہ اس فرقہ کی تاویل بدیہی البطلان ہو ایسی تاویلوں کی وجہ سے آدمی کفر سے نہیں بچ سکتا۔

www.kitabghar.org

وحضرت صدیق فرمود اجبّار انت فی الجاھلیۃ خوّار فی الاسلام وباحضرت مرتضٰے نیز مانند ایں جواب سوال درمیان آمد قال انس بن مالک کرہ الصحابۃ قتال مانعی الزکوٰۃ وقالوا اھل القبلۃ فتقلد ابوبکر سیفہ وخرج وحدہ فلم یجدوا بدا من الخروج وقال ابن مسعود کرھنا ذٰلک فی الابتداء ثم حمدناہ علیہ فی الانتھاء اخرجھما البغوی وغیرہ داعیۃ کہ در قلب حضرت صدیق پختند بمنزلہ چراغے بود ہر کہ محاذی او می افتاد بنور او منور می شد تا آنکہ جموع عظیمہ از مسلمین مہیا برائے قتال شدند وسعی ہرچہ تمامتر بکار بردند قال ابوبکر بن عیاش سمعت اباحصین یقول ماولد بعد النبیین افضل من ابی بکر قام مقام نبی من الانبیاء فی قتال اھل الردۃ اخرجہ البغوی و ایں اشارہ است بہ تحمل داعیۃ الٰہیہ کہ در نفس نفیس او رضی اللہ عنہ مرتسم شد و از انجا اہتمام بامر جہاد در خاطر مسلمانان مرسوم گشت اخرج ابوبکر عن القاسم بن محمد عن عائشۃ انھا کانت تقول توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزل بابی بکر مالو نزل بالجبال لھاضھا اشرأب النفاق بالمدینۃ

اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ کیا تم جاہلیت میں سختی کرنیوالے اور اسلام میں سستی کرنے والے بن گئے اور حضرت مرتضٰے سے بھی اسی قسم کا سوال وجواب ہوا۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ (ابتداء) میں تمام صحابہ مانعینِ زکوٰۃ سے لڑنے کو برا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہلِ قبلہ ہیں مگر جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تلوار زیب دوش کی اور تنہا چلے تو پھر سب نے جانے کے سوا کوئی مفر نہ دیکھا (اور کہا یا خلیفۂ رسول اللہ آپ بیٹھیے ہم جاتے ہیں) حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم ابتداء میں اُس (لڑائی) کو برا سمجھتے تھے مگر آخر میں ہم نے ابوبکرؓ کی اس معاملہ میں شکر گزاری کی یہ دونوں روایتیں بغوی وغیرہ نے لکھی ہیں۔

حضرت صدیقؓ کے دل میں جو ارادہ (اس معاملہ کے متعلق کارکنانِ قضا وقدر نے) ڈالا وہ مثل ایک چراغ کے تھا کہ جو اُس کے سامنے آجاتا تھا روشن ہوجاتا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں آمادۂ جہاد ہوگئیں اور سب نے خوب کوشش کی۔ ابوبکر بن عیاشؓ کہتے تھے کہ میں نے ابوحصین کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بعد پیغمبروں کے کوئی شخص ابوبکرؓ سے افضل پیدا نہیں ہوا اہلِ ردت سے لڑنے میں اُنھوں نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا۔ اس روایت کو بغوی نے لکھا ہے۔ (ابوحصین) کا یہ قول اشارہ ہے اُس ارادۂ الٰہیہ کے قبول کرنے کی طرف جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نفسِ نفیس میں منقش ہوگیا تھا اور اُنھیں کے دل سے تمام مسلمانوں کے دل میں ارادۂ جہاد پیدا ہوا۔ ابوبکر (بن ابی شیبہ) نے قاسم بن محمد سے اُنھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکرؓ پر وہ مصیبت پڑ گئی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو اُن کو ریزہ ریزہ کردیتی۔ نفاق تمام اہلِ مدینہ میں پھیل گیا

www.kitabghar.org

وارتدّت العرب فواللّٰہ ما اختلفوا فی نقطۃ الا طار ابی لحظّھا وغنائھا فی الاسلام وکانت تقول مع ھٰذا ومن رأی عمر بن الخطاب عرّف انہ خُلِقَ غناءً للاسلام کان واللّٰہ احوذیًا نسیج وحدہ وقد اعدّ للامور اقرانھا قولہ تعالیٰ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ این آوردن بایں وجہ نیست کہ از عدم بوجود آرد یا از کفر باسلام بلکہ از زمرۂ مسلمین جمعے را بسببِ داعیہ کہ در قلبِ صدیقِ اکبر ریختند منبعث گردانند بسوئے جہاد و درمیانِ ایشان گرہے زند تا ہمہ بصورتِ اجتماعیۂ خود آوردۂ حق باشند یعنی آں ہیئتِ اجتماعیہ بتدبیر الٰہی والہامِ او بالقائے داعیہ در قلوبِ ایشان متحقق گشت قولہ تعالیٰ یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ اینجا شش صفت مذکور شد ۲ دو ازاں درمیانِ خدا وعبادِ او ۲ و دو درمیانِ ایشاں وغیرِ ایشاں از بنی آدم ہر کہ مؤمن است بہ نسبتِ او معاملہ والد با ولد مے کنند و ہر کہ کافر است در حقِ او مثل جبرئیل در وقت صیحۂ ثمود جارحہ از جوارح الٰہی میشوند در فعلِ اتلاف و اہلاک

اور اہلِ عرب مرتد ہو گئے مگر خدا کی قسم ان لوگوں نے ایک نقطہ میں بھی اختلاف کیا تو میرے والد اس کو مٹانے اور اسلام کو اُس سے بے نیاز کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی (حضرت عمرؓ کی شان میں) کہا کرتی تھیں کہ جو شخص عمر بن خطابؓ کو دیکھ لیتا وہ سمجھ لیتا کہ وہ اسلام کے لئے (سرمایۂ) بے نیازی بنائے گئے ہیں اللہ کی قسم بڑے صاحب الرائی اور یکتائے روزگار تھے۔ ہر کام پر اُنھوں نے اس کام کے قابل آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ فسوف یأتی اللہ بقوم یہ لانا اس طریقہ کا نہیں ہے کہ عدم سے وجود میں لائے گا یا کُفر سے اسلام کی طرف بلکہ (مراد یہ ہے کہ) مسلمانوں کی ایک جماعت کو بذریعۂ اُس ارادہ کے جو صدیقِ اکبرؓ کے دل میں (کارکنانِ قضا وقدر نے) ڈالا جہاد کی طرف مائل کرے گا اور سب کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیگا (یعنے سب کے دل میں وہ ارادۂ الٰہی موج زن ہو جائے گا) تاکہ وہ سب اس صورت اجتماعیہ کے ساتھ حق تعالےٰ کے آوردہ سمجھے جائیں یعنے وہ ہیأتِ اجتماعیہ اللہ کی تدبیر سے اور اُس کے الہام سے اور اس ہمّت کے سبب سے جو اُس نے اُن سب کے دل میں ڈالی پیدا ہوئی۔ (ورنہ ایک آگ کا سب کے دل میں یکساں لگ جانا ممکن نہیں)۔

یحبّھم ویحبّونہ الخ یہاں چھ صفتیں (اُن لوگوں کی) بیان ہوئیں ۲ دو وہ ہیں جن کا تعلّق بندے اور خدا کے درمیان میں ہے (۱ خدا اُن کو دوست رکھتا ہے۔ ۲ وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں) اور ۲ دو وہ ہیں جن کا تعلّق خود باہم بندوں کے درمیان ہے ۱ جو مؤمن ہے اُس کے ساتھ وہ برتاؤ رکھتے ہیں جو باپ کو بیٹے کے ساتھ رکھنا چاہیئے ۲ اور جو کافر ہے اس کے حق میں (مثل جبرئیلؑ کے (کہ باوجود انبیاءؑ ومؤمنین کے لئے رحمت ہونے کے) صیحۂ ثمود کے وقت (موجب ہلاکت بن گئے)} خدا کی طرف سے ذریعۂ تلف وہلاکت

www.kitabghar.org

دوّم صفت در نصرت ملّت یکی فعل جہاد
و فی معناہٗ الامر بالمعروف والنہی عن
المنکر دیگے قوتِ داعیہ او کہ بگفت
مردم یا بسبب قرابت و مانندِ آں آں
داعیہ متلاشی نگردد وَذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ فذلکہ است عظیم القدر در تحقیق
و تثبیت ایں خصال و بیان منزلت
آنہا عند اللّٰہ ازینجا معلوم می شود کہ قتال
مرتدین تِلْو غزوۂ بدر و حدیبیہ بود و نمونہ از
مشاہد عظیمۃ القدر قولہ تعالیٰ اِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ انما
در کلامِ عرب برائے دلیل جملہ سابقہ و
تحقیق و تثبیت او می آید یعنے اے مسلمانان
از ارتدادِ عرب و جموع مجتمعہ ایشاں
چرا می ترسید جز ایں نیست کہ کارساز
و ناصر و یاری دہندۂ شما در حقیقت
خدا است کہ مے ریزد الہام خیر و مے
نماید تدبیر امور و رسولِ او کہ سررشتۂ
ترغیب بر جہاد در عالم آوردۂ اوست
و برائے امتِ خود بدعائے خیر دستگیر ایشاں
است و در ظاہر محققین اہلِ ایمان کہ باقامتِ
صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ بوصفِ خشوع و نیایش
متصف اند و تحمل داعیۂ الٰہیہ کنند و خدائے تعالیٰ
بر دستِ ایشاں کارہائے نیک در عالم

بن جاتے ہیں اور دوّم وہ ہیں جو دینی خدمات کے متعلق ہیں ایک فعل جہاد [جس کے لئے آیۂ تمکین میں] امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (کا لفظ آیا) ہے} اور دوسری قوتِ الہامیہ ان کی کہ لوگوں کے کہنے سے یا قرابت کے خیال یا اور ایسے ہی کسی بات سے ان کا ارادہ الہامی زائل نہیں ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ فضل اللّٰہ الخ یہ ایک خلاصہ (گزشتہ مضامین کا) ہے جو ان صفاتِ مذکورہ کے ثابت کرنے میں اور عند اللّٰہ ان صفات کی منزلت ظاہر کرنے میں اعلیٰ پیمانہ رکھتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ بدر و حدیبیہ کے بعد قتالِ مرتدین ہی کا مرتبہ ہے اور یہ قتال بھی اُن مشاہدِ عظیمہ کا ایک نمونہ تھا۔

انما ولیکم اللّٰہ۔ (لفظ) انما کلامِ عرب میں مضمونِ سابق کے مدلل کرنے اور اُس کی حقیقت و واقعیت کے ثابت کرنے کے لئے آتا ہے مطلب یہ ہوا کہ اے مسلمانو! عرب کے مُرتد ہو جانے اور اُن کی مجتمعہ جماعتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟ بتحقیق تمہارا کارساز اور مددگار درحقیقت خدا ہی (خدا کی مدد کی یہ صورت ہی) کہ وہ الہامِ خیر کرتا ہے اور (بندوں کے شروع کئے ہوئے) کاموں کو انجام تک پہنچاتا ہے اور (مددگار تمہارا) رسولؐ اس کا ہے (رسول کی مدد کی ایک صورت یہ ہی) کہ ترغیبِ جہاد کا سلسلہ دنیا میں لایا ہوا اُنہی کا ہے اور (دوسری صورت یہ ہی) کہ اپنی اُمّت کی دُعائے خیر سے دستگیری کرتے ہیں اور [ظاہر میں] وہ کامل الایمان لوگ (تمہارے مددگار ہیں) جو خشوع و خضوع کے ساتھ نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دینے کی صفت رکھتے ہیں (اور اُن کی مدد کی صورت یہ ہے کہ) وہ الہامِ الٰہی کو قبول کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن کے ہاتھ سے نیک کاموں کو

www.kitabghar.org

سرانجام فرماید و سبب نزول وَمَاصَدَقِ این آیت صدیق اکبرؓ است لفظ عام است شامل ہمہ محقین و دخول سبب نزول قطعی و بجہتِ این عموم جابر بن عبداللہ گفتہ است نزلت فی عبد اللہ بن سلام لما ھجرہ قومہ من الیھود اخرج البغوی عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا نزلت فی المؤمنین فقیل لہ انّھا نزلت فی علیؓ فقال ھو من المؤمنین نہ چنانکہ شیعہ گمان برند و قصہ موضوعہ روایت کنند وَرَاكِعُونَ را حال از يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ گیرند و بر تافتن انگشتری بجانب فقیرے در حالت رکوع فرود می آرند

سرانجام دیتا ہے۔

اِس آیت کے نزول کے سبب اور نیز اُس کے مصداق[۱] صدیق اکبرؓ ہیں گو الفاظ عام ہیں اور تمام کامل الایمان لوگوں کو (تا قیامت) شامل ہیں مگر (جو شخص) سبب نزول (ہو اُس) کا (آیت کے مصداق میں) داخل ہونا قطعی ہے۔ اسی عموم کی وجہ سے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلامؓ کے حق میں نازل ہوتی تھی جب کہ اُن کو اُن کی قوم یعنے یہودیوں نے (مسلمان ہوجانے کی وجہ سے) چھوڑ دیا تھا (اس موقع پر حضرت علیؓ کا نام لینا بھی اسی عموم کی وجہ سے ہے چنانچہ) بغوی نے ابوجعفر یعنے محمد بن علی (معروف بہ) باقر سے روایت کی ہے کہ آیۃ انما ولیکم اللہ سب ایمانداروں کے حق میں نازل ہوئی ہے ان سے کہا گیا کہ (بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ) یہ علیؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ علیؓ بھی مومنوں میں سے ہیں (لہٰذا اُن لوگوں کا قول بھی صحیح ہے) نہ جیسا شیعوں نے گمان کیا اور ایک جھوٹا قصہ[۲] روایت کرتے ہیں اور (ترکیب نحوی میں) راکعون کو یؤتون الزکوٰۃ کا حال بناتے ہیں اور حالتِ رکوع میں (حضرت علیؓ کا) ایک فقیر کی جانب انگوٹھی پھینکنا بیان کرتے ہیں اور (اس آیت کو ماقبل اور

---

[۱] سبب نزول اور مصداق کبھی جداگانہ ہوتے ہیں کبھی دونوں متحد ہوتے ہیں جس شخص یا جس واقعہ کے سبب سے آیت نازل ہو وہ شخص یا وہ واقعہ سبب نزول کہلاتا ہے اب اگر الفاظ آیت اس شخص یا اس واقعہ پر صادق آجائیں تو وہی مصداق بھی ہے ورنہ نہیں۔ مفسرین جب بولتے ہیں کہ یہ آیت فلاں کے حق میں نازل ہوئی تو کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلاں سبب نزول ہے اور کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلاں مصداق آیت ہے کبھی دونوں مراد لیتے ہیں۔ [۲] وہ جھوٹا قصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ سائل نے آکر سوال کیا حضرت علیؓ نے نماز پڑھتے ہی میں حالتِ رکوع میں انگوٹھی اپنی انگلیوں کی نکال کر اس کو دی اس قصہ کو علاوہ مصنفؒ کے دوسری ائمہ فن نے بھی موضوع کہا ہے چنانچہ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ولیس یصح شئ منھا بضعف اسانیدھا وجھالۃ رجالھا اس قصہ کی کوئی روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کی سندیں کمزور ہیں اور راوی مجہول ہیں۔

www.kitabghar.org

وسیاق وسّباق آیت را برہم زنند خدائے تعالیٰ اعضائے ایشان را از ہم جدا سازد چنانکہ ایشان آیات متّسِقَۃٍ بعضہا ببعض را از ہم جدا کردند وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ مفہوم ایں کلام آنست کہ ولایت مسلمانان وکارسازی ایشان خصوصًا در مثلِ ایں حوادثِ عظام بسابقین متصفین بصفاتِ کمال لائق است نہ غیر ایشان قولہ تعالیٰ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ الخ امر ست بطاعتِ خدا و رسول و خلیفہ رسول و ترغیب است برآں و بیان آنکہ غلبۂ اسلام موقوف است برآں وسعادت محصور است درآں چوں ایں ہمہ بیان نمودہ شد باید دانست کہ وعدۂ خدائے تعالیٰ راست است وانجاز ایں وعدہ در زمانِ حیاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع نشد زیرا کہ فوجے مجتمع برائے قتلِ اہلِ ارتداد دراں زمان نہ برآمد وبعد شیخین دریں مدّت متطاولہ نیز قتالِ مرتدین بجمع رجال ونصبِ آلاتِ قتال بوقوع نیامد لامحالہ مصداقِ وعدہ جنود مجنّدہ صدیق اکبر ست رضی اللہ عنہ کہ بجہتِ محاربہ مرتدین برآمدند وبعون الٰہی در اسرعِ حین و احسنِ وجوہ سرانجام آں امرِ عظیم دادند وجمع رجال ونصبِ قتال بافرقِ مرتدین یکی از لوازم خلافت است زیرا کہ خلافتِ راشدہ ریاستِ خلق است در اقامتِ دین وجہادِ اعداء اللہ و اعلاء کلمۃ اللہ بوجہے کہ وے

مابعد سے بے تعلق کر کے) آیت کے سیاق وسباق کو برہم کر دیتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کے اعضاء کو ایک دوسرے سے جُدا کر دے جس طرح اُنھوں نے آیتوں کو {جو ایک دوسرے سے مرتبط تھیں} جُدا کر دیا۔

والّذین اٰمنوا الخ مفہوم اس کلام کا یہ ہے کہ مسلمانوں کا ولی وکارساز ہونا (ہر معاملہ میں) خاص کر ایسے بڑے بڑے حادثوں میں (جیسے فتنہ ارتداد تھا) انہی سابق القدم لوگوں کو زیبا ہے جو صفات کمال کے ساتھ موصوف ہوں نہ کہ کسی اور کو۔

ومن یتول اللہ الخ خدا ورسول کی اور خلیفۂ رسول کی اطاعت کا حکم (دیا جا رہا) ہے اور اس کی ترغیب (دی جا رہی) ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ غلبۂ اسلام اسی (اطاعت) پر موقوف ہی اور سعادت (دارین) اسی (اطاعت) میں منحصر ہے۔

جب یہ سب بیان ہو چکا تو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے کا وعدہ سچا ہے مگر اس وعدہ کا انجاز[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا کیونکہ اس زمانہ میں کوئی فوج جمع ہو کر مُرتدوں سے لڑنے کے لئے نہیں نکلی اور شیخین کے بعد بھی اس تمام طویل مدّت میں کبھی فوجوں کو جمع کر کے اور آلاتِ حرب کو درست کر کے مُرتدوں سے لڑائی نہیں ہوئی پس ضروری ہے کہ مصداق اِس وعدہ کا حضرت صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فوج (ظفر موج) ہے جو مُرتدوں سے لڑنے کے لئے نکلی تھی جس نے اللہ کی مدد سے بہت جلد اور نہایت عمدہ طریقہ سے اتنے بڑے کام کو انجام دیدیا اور (چونکہ) جمع کرنا فوج کا اور مُرتدوں سے لڑنا خلافتِ خاصّہ کے لوازم سے ہے [اس لئے کہ خلافتِ راشدہ اُسی سرداری کو کہتے ہیں جو دین کے قائم رکھنے اور دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے اور کلمۂ خدا کے بلند کرنے کے لئے ہو اس طرح پر کہ وہ سب سردار اور اس کے

[1] انجاز کسی کام کے پورا کرنے کو کہتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

www.kitabghar.org

وتابعانِ وے دریں اقامت ممدوح باشند وثنا ورضا بایشاں متوجہ شود وجہاد مرتدین از اعظم انواع اقامتِ دین است و رضا وثنا بر ایشاں دریں آیات اظہر من الشمس فی رابعۃ النہار و نیز باید دانست کہ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ترغیب است بتولّی خلیفۂ راشد وصدّیقِ اکبرؓ موردِ نص است وآں قطعی الدخول است وایں اشارہ است بوجوبِ انقیادِ خلیفۂ راشد و دلالت است بر تحقق خلافتِ حضرتِ صدیقؓ و نیز باید دانست کہ حق سبحانہٗ بتاکید گواہی مے دہد برآں کہ آں جماعہ در وقتِ قیام بقتالِ مرتدین محبوبین و محبّین وکذا کذا باشند و ایں ہمہ صفاتِ کمال است پس اگر حضرت صدیق در خلافتِ خود برحق نمے بود جمعے کہ بامرِ او جہاد کردند و با او بیعت نمودند و باستخلافِ او راضی شدند محبّین و محبوبین و متصفین باوصافِ کمال نباشند واللّازم باطل بشہادۃ اللہ تعالےٰ

پیرو سب اس دین کے قائم رکھنے میں ممدوح ہوں اور (خدا کی) تعریف وخوشنودی اُن کے شامل حال ہو اور (یہ ظاہر ہے کہ) مُرتدوں سے جہاد کرنا دین قائم رکھنے کی اعلیٰ ترین قسم ہے اور مرتدوں سے جہاد کرنے والوں کی تعریف اور اُن سے خوشنودی ان آیات میں دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے] (لہٰذا ثابت ہوگیا کہ حضرت صدیقؓ سے خلافتِ خاصّہ کی مسند کو زیب وزینت تھی) یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ من یتول اللہ (میں) خلیفۂ راشد سے محبت کرنے کی ترغیب ہے اور (یہ ثابت ہوچکا کہ) صدیق اکبرؓ اس آیت کے مصداق ہیں (لہٰذا اس آیت میں ان سے محبت رکھنے کا حکم نکلا) اور خلیفۂ راشد سے محبت رکھنا اشارہ ہے اس طرف کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ (بھی سمجھ لو کہ اس آیت میں بھی) حضرت صدیقؓ کی خلافت کے وقوع کی دلالت ہے۔

اور یہ (مدعا اس تقریر سے) بھی (ثابت کیا جا سکتا ہے) جاننا چاہئے کہ حق سُبحانہٗ تاکید کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ وہ لوگ قتالِ مرتدین کے وقت میں (خدا کے) محبوب اور محب اور ایسے ایسے ہوں گے اور یہ سب باتیں اعلیٰ درجہ کی خوبیاں ہیں لہٰذا اگر (بقول اہلِ باطل) حضرت صدیقؓ اپنی خلافت میں برحق نہ ہوتے تو وہ لوگ جنھوں نے ان کے حکم سے جہاد کیا اور اُن سے بیعت کی اور اُن کے خلیفہ بننے سے راضی تھے (خدا کے) محبّ اور محبوب اور اعلےٰ درجہ کی صفات کے ساتھ کیونکر موصوف ہوسکتے ہیں اور (ان کا ان صفات کے ساتھ موصوف نہ ہونا) اللہ تعالےٰ کی شہادت سے باطل ہے اور یہ باطل) لازم (آیا ہے حضرت صدیق کی خلافت برحق نہ ہونے سے۔ لہٰذا ان کی خلافت کا برحق نہ ہونا محال ہوگا کیونکہ جس چیز سے) باطل (لازم آئے وہ چیز محال ہوتی) ہے۔

www.kitabghar.org

ونیز باید دانست کہ اینجا گفتہ شد فسوف یأتی اللہ
بقوم پس در ظاہر صورت اجتماع ایشان آوردن مسلمین از
دست حضرت صدیق اتفاق اُفتاد و این ہمچنانست کہ
فرمود وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللہَ رَمٰی
ایشان بقوم کذا وکذا فی الحقیقت فعل حق است سبحانہ
وتعالیٰ وحضرت صدیق کالجارحہ اند دراں کدام منزلت
بالاتر ازیں منزلت خواہد بود بعد منزلۃ الانبیاء
صلوات اللہ وسلامہ علیہم وکدام کامل و
مکمل مانند او باشد ذٰلِکَ فَضْلُ اللہِ یُؤْتِیْہِ
مَنْ یَّشَاءُ وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ونیز
باید دانست کہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ ہر چند لفظ عام
است اما مورد نص صدیق اکبر است و دخول مورد
نص در عام قطعی است پس صدیق اکبرؓ ولی
مسلمانان و کارساز ایشان است و ہمین ست معنی خلافت راشدہ
و صدیق اکبر متصف باقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ
است با وصف خشوع یا با وصف اکثار نوافل
صلوٰۃ و این معنی یکی از لوازم خلافتِ خاصہ ست
ونیز باید دانست کہ امر جہاد و قتال منسوب میشود
بآمر در عرف شائع بلکہ آمر می باید کہ احق باین صفات باشد
تا پرتوِ آنہا در دل دیگراں کار کند پس صفاتِ ششگانہ
در صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ علی اکمل الوجوہ متحقق
باشد و این معنی از لوازم خلافتِ خاصہ است بلکہ
میتواند بود کہ اینہمہ صفاتِ ششگانہ صفاتِ صدیق
باشد کہ بطریقِ تعریض ادا کردہ شد

اور یہ جو فرمایا کہ عنقریب اللہ ایک ایسی قوم کو لائے گا حالانکہ ظاہر
میں مسلمانوں کو (جہاد مُرتدین کے لئے) جمع کرنا حضرت صدیقؓ کے
ہاتھ سے ہوا بالکل ایسا ہی ہے جیسے فرمایا وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمیٰ ان صفات کے ساتھ موصوف لوگوں کو جمع کرنا
درحقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ کا فعل تھا اور حضرت صدیقؓ تو
مثل جارحہ کے تھے (اب بتاؤ) حضرات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ
علیہم کے مرتبہ کے بعد کون مرتبہ اس سے بڑھ کر ہوگا اور کون کامل
ومکمل حضرت صدیقؓ کے مثل ہوسکتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے
جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔
اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ آیۃ انما ولیکم اللہ میں گو الفاظ
عام ہیں مگر (چونکہ) مصداق آیت کے صدیق اکبرؓ ہیں اور مصداق
آیت کا حکم آیت میں داخل ہونا قطعی ہے لہٰذا صدیقِ اکبرؓ مسلمانوں
کے ولی اور کارساز ہوئے اور خلافتِ راشدہ کے یہی معنی ہیں
اور (یہ بھی اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ) صدیق اکبرؓ خشوع
اور خضوع سے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ساتھ یا نوافل
کی کثرت کے ساتھ موصوف تھے یہ بات بھی لوازم خلافتِ خاصّہ
سے ہے۔
اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ عرفِ عام میں قتال وجہاد (کا
فعل) حکم دینے والے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے بلکہ حکم دینے
والے کو ان صفات کے ساتھ زیادہ موصوف ہونا چاہیئے تاکہ اُس
کے دل کا پرتو دوسروں پر اثر کرے لہٰذا یہ چھ صفتیں کُل کی
کُل صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں بدرجہ کمال ہوں گی یہ بات بھی
لوازم خلافتِ خاصّہ سے ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ صفتیں حضرت
صدیقؓ ہی کی ہوں یہاں بطورِ تعریض[1] کے ذکر کی گئی ہوں

[1] تعریض کسی بات کو اشارہ میں بیان کرنا صاف صاف نہ کہنا۔

www.kitabghar.org

کما قال عز من قائل وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ مراد اینجا حضرت صدیق است رضی اللہ عنہ تنہا اما بلفظ جمع بیان نمودہ آمد چنانکہ قاعدۂ تعریض است واز قرائن ایں معنی آنست کہ در صورت قتال مرتدین لوم لائمے کہ از مسلمان باشد پیش نمی آید ولوم کافراں را اعتبار نیست پس ذکر وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ تنہا برائے صدیق اکبر ست چوں در قتال مانعین زکوٰۃ صحابہ اشکال داشتند و ملامت پیش گرفتہ بودند و نزدیک حضرت صدیق کفر و ارتداد آں فریق محقق بود باشکال و ملامت آنجماعہ التفات نہ نمود واز بحث ایشاں خوفی بر دل مبارک او راہ نیافت واز امضائے رائے خود باز نماند فذالک قولہ تعالیٰ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ وقال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الفتح قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا بگو یا محمد پس گذاشتگان را از بادیہ نشینان کہ عنقریب خواندہ خواہید شد بسوئے جنگ قومی خداوند کارزار سخت کہ جنگ کنید با ایشاں یا آنکہ ایشاں مسلمان شوند پس اگر فرماں برداری کردید بدہد خدائے تعالیٰ شمارا مزد نیک واگر رو گردانید چنانکہ رو گردانیدہ بودید پیش ازاں دعوت عقوبت کند شمارا عقوبتے درد دہندہ

جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا یأتل اُولوا الفضل منکم والسعۃ یہاں حضرت صدیقؓ ہی مراد ہیں مگر لفظ جمع لایا گیا ہے جیسا کہ قاعدہ تعریض کا ہے حضرت صدیقؓ کے ساتھ ان صفات کے خاص ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ مرتدوں سے جہاد کرنے میں کسی مسلمان کی ملامت (سوا حضرت صدیقؓ کے کسی کو) پیش نہیں آئی اور کافروں کی ملامت کا تو کچھ اعتبار ہی نہیں لہٰذا لا یخافون لومۃ لائم تو حضرت صدیقؓ کے ساتھ (قطعاً) خاص ہوگا۔ (پس جب یہ ایک جملہ حضرت صدیقؓ کے ساتھ خاص ہوا تو اُوپر کے جملوں کا بھی خاص ہونا بعید نہیں) جب مانعین زکوٰۃ سے لڑنے میں صحابہؓ نے اعتراض کیا اور ملامت کرنے لگے اور (چونکہ) حضرت صدیقؓ کے نزدیک ان کا کفر و ارتداد ثابت ہو چکا تھا لہٰذا صحابہؓ کے اعتراض و ملامت سے اُن کے دل مبارک میں کچھ بھی خیال پیدا نہ ہوا اور وہ اپنی رائے کی تنفیذ سے باز نہ آئے ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا یہی مطلب ہے۔

(پانچویں آیت[۱]) اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح (چھبیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) کہدو اے محمدؐ! پیچھے چھوڑے ہوؤں کو (جو) بادیہ نشینوں سے (ہیں) کہ عنقریب بلائے جاؤ گے تم ایک ایسی قوم [کی لڑائی] کی طرف (جو) سخت لڑنے والی ہوگی) تم اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ پس اگر اطاعت کرو گے تم تو دے گا خدا تم کو اچھا بدلہ اور اگر منہ پھیرو گے تم جیسے منہ پھیرا تھا اس بلانے سے پہلے تو عذاب کریگا تم پر درد دینے والا عذاب۔

[۱] اس آیت کو آیۂ دعوت اعراب کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

سبب نزول آیہ بر وفق اجماعِ مفسّرین ودلالت

سیاق وسباق آیات و برطبق مضمون احادیث صحیحہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سال حُدَیْبِیَہ ارادہ نمودند کہ عُمرہ بجا آرند پس دعوت فرمودند اعراب واہل بوادی را تا دریں سفر برکاب آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم سعادت اندوز باشند زیراکہ احتمال قوی بود کہ قریش از دخولِ مکہ مانع آیند و بسبب کینہ ای کہ از جہت قتل بدر و اُحد و احزاب در قلوب ایشاں متمکن بود متعرض حرب شوند و دریں ہنگام بحسب تدبیر عقل لابد است از استصحاب جمعے کثیر تا از شرِ قریش ایمنی حاصل شود بسیارے از اعراب دعوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گوش نکردہ ازیں سفر تخلف نمودند و بعض باشغالِ ضروریہ و اہل و مال تعلّل کردند و مخلصین مسلمین کہ سرتاپا بہ بشاشتِ ایمان ممتلی بودند مرافقت و موافقت را سعادت دانستہ صحبت اختیار نمودند چوں نزدیک بحدیبیَہ رسیدہ شد قریش بحمیتِ جاہلیت مبتلا گشتہ مستعد قتال و جدال شدند بعد اللتیا واللتی صلح مغلوبانہ در آنجا اتفاق اُفتاد و بیرون مکہ دمِ احصار ادا کردند و بازگشتند چوں دریں سفر اخلاصِ مخلصان مبرہن گشت و برخواطرِ ایشاں کربِ عظیم مستولی شدہ بود بسبب فوت عُمرہ و از جہت صلح مغلوبانہ

اس آیت کا سبب نزول باجماع مفسّرین اور بدلالت سیاق

وسباق آیات اور موافق مضمون احادیث صحیحہ کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُدَیْبِیَہ کے سال ارادہ کیا کہ عُمرہ[1] بجالائیں لہٰذا آپنے اعراب (دیکھئے) بادیہ نشینوں کو بُلایا تاکہ وہ بھی اس سفر میں آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کی سعادت حاصل کریں کیونکہ قوی احتمال تھا کہ قریش مکہ کے اندر داخل ہونے سے روکیں گے۔ اور بدر و اُحد و احزاب میں جو اُن کے عزیز واقارب مارے گئے تھے اُس کا کینہ اُن کے دلوں میں بھرا ہوا تھا لہٰذا آمادۂ جنگ ہوجائیں گے اُس وقت بمقتضائی تدبیر عقل ایک بڑی جماعت کا ساتھ۔ لے جانا ضروری تھا تاکہ قریش کے شر و فساد کا خوف نہ رہے۔ بہت سے اعراب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بُلانے کا کچھ خیال نہ کیا اور اس سفر (مقدّس) سے پیچھے بیٹھ رہے اور بعض اپنے خانگی اور مالی کاموں کا بہانہ کرکے ہٹ گئے صرف اُن باخلاص مسلمانوں نے جو سر سے پیر تک بشاشتِ[2] ایمان سے لبریز تھے آپ کی ہم رکابی و معیّت کو سعادت سمجھ کر رفاقت اختیار کی جب یہ حضرات مقامِ حُدَیْبِیَہ میں پہنچے تو قریش اپنی حمیّتِ جاہلیت میں مبتلا ہوکر آمادۂ جنگ ہوگئے۔ بعد بہت کچھ جد و کد کے (مسلمانوں کو) مغلوبانہ صلح وہاں کرنی پڑی اور (انجام یہ ہوا کہ) مکہ سے باہر احصار[3] کی قربانی دے کر لوٹ آئے۔ چونکہ اس سفر میں مخلصوں کا اخلاص بالکل کھل گیا اور اُن کے دلوں پر بے چینی بھی بہت غالب تھی عُمرہ کے فوت ہوجانے کی وجہ سے اور صلح مغلوبانہ کے سبب سے۔

---

[1] عُمرہ بھی حج کی قسم میں ایک عبادت ہے جس طرح عبادت نمازیں میں کچھ عبادتیں فرض و واجب ہیں اور کچھ نوافل اسی طرح حج میں بھی۔ جو فرض ہے اُس کو حج کہتے ہیں اور جو فرض نہیں ہے اُس کو عُمرہ کہتے ہیں۔ عُمرہ اور حج کے ارکان میں بھی فرق ہے جو کُتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ [2] بشاشت خوشی اور مسرت کو کہتے ہیں۔ [3] جو شخص بارادہ حج یا عُمرہ جاتے احرام باندھ لے پھر کوئی مانع پیش آجائے کہ حج عمرہ نہ کر سکے اسی کو احصار کہتے ہیں ایسے شخص کو قربانی ہ

م کرنا ہوتی ہے۔

www.kitabghar.org

حکمتِ الٰہی تقاضا فرمود کہ جبر قلوب ایشاں نماید بمغانم خیبر کہ عنقریب بدستِ ایشاں اُفتد وآں مغانم را خاص بحاضرینِ حدیبیہ گرداند غیرِ ایشاں را اذن خروج ندادو دراں مغانم شریک نگردانید قال اللہ تعالیٰ سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰی مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ وباخبار رضائے خود ازاجماعہ کہ در حدیبیہ بیعت نمودند قال اللہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الآیۃ وہیچکس از حاضرانِ حدیبیہ ازیں بیعت تخلف نہ کرد الّا جدّ بن قیس منافق تنہا واخرج البغوی وغیرہ عن جابر انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل النار احدٌ ممن بایع تحت الشجرۃ وایں مشہد یکے از مشاہد خیر است کہ صحابہ کرام دراں مشہد بہ مقاماتِ عالیہ فائز گشتند وبمغانمے کہ بعد مہلتے بدست ایشاں اُفتد مانند غنائم حُنین

لہٰذا حکمتِ الٰہی نے چاہا کہ اُن کے دلوں پر مرہم رکھے۔ غنائم خیبر سے جو عنقریب اُن کے ہاتھ میں آئیں گی اور اُن غنیمتوں کو حاضرینِ حدیبیہ کے ساتھ خاص کردے۔ لہٰذا حق تعالےٰ نے غزوۂ خیبر میں جانے کی اجازت حاضرانِ حُدیبیہ کے سوا کسی کو نہ دی اور خیبر کی غنیمت میں کسی کو حصہ نہ دیا چنانچہ (اس آیت سے پہلے) فرمایا ہے سیقول المخلفون الخ (ترجمہ) عنقریب (اے نبی) کہیں گے پیچھے چھوڑے ہوئے (اعراب مسلمانوں سے) جب چلوگے تم مالِ غنیمت کی طرف تاکہ لو اُس کو کہ ہمیں بھی اجازت دو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات کو بدل دیں (اے نبیؐ) کہدو کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ آؤ اللہ نے پہلے سے ایسا فرمادیا ہے اور (حکمتِ الٰہی نے چاہا کہ اُن کے دلوں پر مرہم رکھے) اپنی خوشنودی بیان کرکے اُن لوگوں سے جنھوں نے حدیبیہ میں بیعت کی۔ چنانچہ (اسی سورت میں ہے) لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ۔ بیشک اللہ راضی ہوگیا مؤمنوں سے جب کہ وہ بیعت کررہے تھے (اے نبیؐ) تم سے درخت کے نیچے۔ حاضرانِ حُدیبیہ میں سے اس بیعت سے کسی نے تخلّف[1] نہ کیا سوا جدّ بن قیس منافق کے فقط۔ اور بغوی وغیرہ نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ داخل ہوگا دوزخ میں اُن لوگوں میں سے کوئی جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ یہ واقعہ حُدیبیہ ایک (عظیم الشان) مشہد ہے مشاہد خیر سے کہ صحابہ کرام اس مشہد میں اعلیٰ درجہ کے مراتب پر پہنچ گئے اور (حکمتِ الٰہی نے چاہا کہ اُن کے دلوں پر مرہم رکھے) اُن غنیمتوں سے جو کچھ دیر کے بعد اُن کو حاصل ہوں گی مثل غنائم حُنین کے اور (نیز مرہم رکھے) اُن

[1] تخلّف پیچھے رہ جانے کو کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

وبمغانمِ اُخرٰے کہ گاہے عرب براں قادر نشدہ بودند وآں مغانم فارس وروم است کہ بسبب قوت وشوکت وکثرتِ عَدَد وعُدَدِ ایشاں اصلاً غلبہ براں جماعہ واخذ مغانم ازایشاں درخیالِ عرب نمے گذاشت قال اللہ تعالیٰ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً مغانم عرب است حُنَین ومانند آں فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ مغانم خیبر است کہ متصل حدیبیہ بدستِ ایشاں آمدہ وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا مغانم فارس ورُوم است ونیز حکمتِ الٰہیہ تقاضا نمود کہ تہدید متخلفین وتفضیح حال ایشاں کردہ شود قال اللہ تعالیٰ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ الآیۃ وازآیندہ دعوتِ ایشان است برائے قتالِ اُولی بأس شدید اعلام کردہ آید تا پیش از وقوع واقعہ تاملِ وافی درعواقبِ قبول دعوت وعدمِ قبول آں کردہ باشند وچوں روئے دہد. بربصیرت باشند ازاں و احتمالات عقلیہ مشوش حالِ ایشاں نگردد فذالك قولہ سَتُدْعَوْنَ بطریق اقتضا

غنیمتوں سے جن پر اہلِ عرب کو کبھی قدرت نہ ملی تھی اور وہ غنائم فارس وروم ہیں کہ اہلِ فارس وروم کی قوت و شوکت اور کثرتِ افواج وآلاتِ حرب کی وجہ سے اُن پر غالب آجانے کا خیال بھی اہلِ عرب کو نہ ہوتا تھا چنانچہ (اسی سورت میں ہے) وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ (یعنی اللہ نے تم سے بہت غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے) اس سے ملکِ عرب کی غنیمتیں مراد ہیں مثل غنیمتِ حُنین کے فعجل لکم ھٰذہٖ (یعنی یہ غنیمتیں تم کو علی الفور دیں) مراد اس سے غنائمِ خیبر ہیں جو حُدیبیہ کے بعد علی الاتصال اُن کو ملیں واُخرٰی لم تقدروا علیہا (یعنی کچھ غنیمتیں اور ہیں جن پر تمھیں دادا پردادا کے وقت سے آج تک کبھی قابو نہیں ملا) مُراد اس سے فارس وروم کی غنیمتیں ہیں۔ نیز حکمتِ الٰہیہ نے چاہا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوتے ان کی تہدید کی جائے اور اُن کی حالت کی خرابی بیان کی جائے (لہٰذا) فرمایا قل للمخلفین الخ (یہی اس آیت کا سبب نزول ہے)۔

(اس آیت میں) آگے چل کر سخت لڑنے والی قوم سے لڑنے کے لئے اُن کو بلائے جانے کا ذکر اس لئے کر دیا گیا کہ اس واقعہ کے ظہور سے پہلے بُلانے کے منظور کرنے یا نہ کرنے کے انجام پر غور کر رکھیں تاکہ جب وہ واقعہ پیش آئے (اور وہ بُلائے جائیں) تو ناواقف[۱] رہیں اور احتمالاتِ عقلیہ اُن کے دل کو پریشان نہ کریں۔ یہی مضمون ستدعون سے بیان ہو رہا ہے۔ ستدعون سے بطور اقتضاء[۲] (النص) کے

[۱] یعنی یہ احتمالات ان کے دل میں نہ پیدا ہوں کہ یہ جہاد درست ہے یا نہیں پسندیدہ خدا ہے یا نہیں [۲] جب کسی کلام سے استدلال کیا جائے تو اس استدلال کے چار طریقے ایسے ہیں جو صحیح نتیجہ دیتے ہیں۔ عبارۃ النص جس میں الفاظ سے استدلال کیا گیا ہو اور وہ الفاظ اس مطلب کیلئے بولے گئے ہوں جس پر استدلال کیا جائے۔ اشارۃ النص جس میں استدلال الفاظ سے ہو مگر وہ الفاظ اس مطلب کیلئے بولے نہ گئے ہوں۔ دلالۃ النص جس میں استدلال معنی سے ہو اور وہ معنی از روئے لغت مفہوم ہوتے ہوں۔ اقتضاء النص جس میں استدلال معنی سے ہو اور اس معنی پر صحت کلام شرعاً یا عقلاً موقوف ہو جیسے اس مقام میں کہ بغیر بلانیوالے کے بلایا جانا عقلاً محال ہے نیز جبتک اس بلانیوالے کا حکم حکم شرعی نہ ہو تو اس کے حکم سے انحراف کرنیوالے پر عذاب شرعاً اور عقلاً دونوں طرح محال ہے۔ ان چار طریقوں کے علاوہ کسی اور طریقہ سے استدلال کیا جائے تو وہ استدلال فاسد ہے جیسا کہ اصول فقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

www.kitabghar.org

ازیں کلمہ مفہوم شد کہ در زمانِ مستقبل
داعیے خواہد بود اعراب را بسوئے جہاد کفار
وازیں دعوت تکلیف شرعی متحقق خواہد شد
اگر قبول دعوت کنند ثواب آں بیابند
واگر رد کنند مُعاقَب شوند وایں لازم بیّن
خلیفۂ راشد است ودعوت بسوئے جہاد
اعظم صفات خلیفہ است پس ازیں آیت
وعدۂ وجودِ داعی بسوئے جہاد و اثباتِ
خلافت او مفہوم شد در تفتیش آنیم کہ ایں
داعیان کہ بودند وایں اوصاف بر کدام
شخص منطبق شد یکے ازاں اوصاف
آنست کہ دعوت برائے اعراب باشد کہ
بادیہ نشینان اند گو اہل شہر را نیز دعوت
کنند دوم آنکہ دعوت بقتال کفار اولی بأس
شدید باشد و معنے اولی بأس شدید آن ست
کہ از جماعۂ کہ مستعد قتال شدہ اند داعیان و
مدعوان ہمہ شدت بأس بیشتر داشتہ باشند
والا شدت وضعف امر نسبتی است ہر ضعیفے شدید
است بہ نسبتِ اضعف ازو ولیکن عرف
عام باستعدانِ قتال مے سنجد اگر بہ نسبتِ ایں
مستعدان اکثر وقوی و باسباب تر باشند اولی بأس
شدید گویند والا نہ معنی اولی بأس شدید آن ست

یہ بھی سمجھا گیا کہ زمانۂ آیندہ میں کوئی بُلانے والا اعراب کو جہاد کفار
کی طرف بُلائے گا اور اس کے بُلانے سے تکلیف شرعی قائم
ہوجائے گی یعنے اگر وہ لوگ اُس کے بُلانے کو مان جائیں گے تو ثواب
پائیں گے ورنہ عذاب کیا جائے گا یہ (وصف) خلیفۂ راشد کا
لازم بیّن[1] ہے اور جہاد کی طرف بُلانا خلیفہ کے اعظم صفات سے ہے
لہٰذا اس آیت سے جہاد کی طرف بُلانے والے کے ظہور کا وعدہ ہے
اور اس سے بُلانے والے کی خلافت کا ثبوت مفہوم ہوتا ہے۔
اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ بُلانے والے کون تھے اور یہ (چاروں)
اوصاف کس میں پائے گئے۔ ایک وصف یہ کہ اعراب (جہاد
کے لئے ضرور) بُلائے جائیں خواہ اہلِ شہر بھی بُلائے گئے ہوں (یا نہیں)
دوسرا وصف یہ کہ جن کفار سے لڑنے کے لئے بُلائے جائیں وہ
اولی بأس شدید ہوں۔ اولی بأس شدید کا مطلب یہ
ہے کہ جس قدر لڑائیاں اس سے پہلے ہو چکی ہیں اُن لڑائیوں کے
فریقین سے قوت و شوکت زیادہ رکھتے ہوں اگر یہ مطلب نہ
لیا جائے تو (اولی بأس شدید کی کوئی ایک حد نہ ہوگی کیونکہ
قوت وضعف امر نسبتی ہے کمزور آدمی بھی بہ نسبت اپنے سے
کمزور کے قوی کہا جاسکتا ہے لیکن عرفِ عام یہی ہے کہ جس قدر
لڑائیاں اب تک ہو چکی ہیں اُن کے فریقین کی بہ نسبت جمعیت
میں زیادہ اور قوی ہوں اور آلاتِ حرب زیادہ رکھتے ہوں
تو اولی بأس شدید کہا جائے گا ورنہ نہیں۔ اولی بأس
شدید کی پہچان یہ (نہیں ہے کہ بُزدلی کی وجہ سے کسی قوم
کی دہشت غالب ہوجائے اور اُس کو اولی بأس شدید کہہ دیا جائے

[1] لازم بیّن وہ لازم ہے کہ جب اس کا اور اس کے ملزوم کا تصور کیا جائے تو صرف انہی دونوں کے تصور سے عقل ان دونوں کے درمیان میں لزوم کا یقین کرے جیسے دو برابر برابر کے حصوں پر منقسم ہونا چار کے عدد کو لازم ہے یہ لازم بیّن ہے اور جو لازم ایسا نہ ہو یعنے اُس کے لزوم کا یقین کرنے کے لئے عقل کو علاوہ اس کے اور اس کے ملزوم کے تصور کے کسی تیسری چیز کی بھی حاجت ہو وہ لازم غیر بیّن ہے۔

www.kitabghar.org

کہ بمقتضائے قیاس و بحکمِ عقول مفطورہ
در بنی آدم اقرب بغلبہ دیدہ شود اگرچہ
فضلِ الٰہی بخرق عادت آں جموع
مجموعہ را بدست اوّلین برہم زند۔
سوم آنکہ دعوت برائے غیر قریش
باشد زیراکہ تنکیر قوم مے فہماند
کہ ھُم غیر الاوّلین الذین دعا
الیھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فی الحدیبیۃ ودر صورتے
کہ مدعو الیہم قریش باشند نظم کلام
چنیں باید ساخت ستدعون الیھم
مرّۃ اخرٰی وگفتہ نشود ستدعون
الی قومٍ چہارم آنکہ ایں دعوت
برائے قتالے باشد کہ منتہی نہ
گردد الا باسلام یا قتال ایں قوم
اولی بأس شدید نہ دعوت برائے
احکام خلافت خلیفہ و شکست
بغاۃ مسلمین چنانکہ حضرت
مرتضٰے کرم اللہ وجہہ دعوت فرمود
اہلِ مدینہ را یا برائے ترسانیدنِ دشمن
وچوں ہیبت افتاد باز گردند بدونِ قتال
چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

بلکہ اولی بأس شدید وہ قوم ہے کہ بمقتضائے قیاس اور
بحکمِ عقل خالص جو بنی آدم میں پیدا کی گئی ہے (میدانِ جنگ
میں) اُس قوم کے غالب ہوجانے کے قرائن زیادہ ہوں یہ دوسری
بات ہے کہ (انجام کار) فضلِ الٰہی بطور خرق عادت کے اُس
پُرشوکت قوم کو اِن کمزوروں کے ہاتھ سے درہم وبرہم کردے
تیسرا وصف یہ کہ وہ کافر جن سے لڑنے کے لئے اعراب بُلائے
جائیں قریش کے علاوہ ہوں کیونکہ قوم کا (بقاعدہ علمِ نحو[1] نکرہ
لانا بتارہا ہے کہ یہ قوم علاوہ اُن لوگوں کے ہے جس کی (لڑائی
کی) طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں
بُلایا تھا اگر اس قوم سے جس کی طرف بُلائے جانے کا ذکر اس آیت
میں ہے قریش مُراد ہوتے تو عبارت یوں ہونی چاہیئے تھی۔
ستدعون الیھم مرّۃ اخرٰی (یعنے تم پھر دوبارہ ان (کی
لڑائی) کی طرف بُلائے جاؤگے) یہ نہ کہا جاتا کہ ستدعون الی
قومٍ (یعنے تم کسی ایسی قوم کی طرف بُلائے جاؤگے)۔
چوتھا وصف یہ ہے کہ یہ بُلانا ایسے جہاد کے لئے ہوگا جو بغیر
اسلام لائے یا بغیر قوم اولی بأس شدید سے جنگ ہوئے
ختم نہ ہوگا یہ بُلانا خلیفہ کی خلافت مضبوط کرنے یا مسلمان باغیوں
کو شکست دینے کے لئے نہ ہوگا جیساکہ حضرت مرتضٰے کرم اللہ وجہہ
نے اہلِ مدینہ کو (اپنی خلافت مضبوط کرنے کے لئے اور جمل
اور صفین والوں کو شکست دینے کے لئے) بُلایا تھا نیز اس
بُلانے کا انجام یہ نہ ہوگا کہ دشمن ہیبت سی ڈر جائے اور پھر نوبت
جنگ نہ آنے پائے اور مسلمان لوٹ آئیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اسم کی دو قسمیں ہیں نکرہ اور معرفہ۔ نکرہ وہ اسم جو غیر معیّن چیز پر دلالت کرے جیسے لفظ گھوڑا کہ ہر گھوڑے کو گھوڑا کہہ سکتے ہیں کسی خاص گھوڑے پر دلالت نہیں کرتا یا جیسے لفظ قوم کہ ہر قوم کو قوم کہہ سکتے ہیں خواہ وہ قوم قریش کی ہو خواہ اہلِ فارس کی خواہ اہلِ شام کی۔ اور معرفہ وہ اسم ہی جو معیّن چیز پر دلالت کرے جیسے لفظ زید کہ جس کا نام ہو اسی پر دلالت کرتا ہے۔

www.kitabghar.org

در تبوک دعوت فرمودند بر خروج بسوئے روم و چوں قیصر از جائے خود حرکت نکرد باز گشتند و در انجا قتال واقع نشد چوں این مقدمہ دانستہ شد باید دانست کہ این داعی صادق است بر خلفائے ثلاثہ لاغیر زیراکہ بحسب احتمالاتِ عقلیہ این داعی یا جناب مقدس نبوی است صلے اللہ علیہ وسلم یا خلفائے ثلثہ یا حضرت مرتضےٰ رضوان اللہ علیہم یا بنی امیہ یا بنی عباس یا اتراک کہ بعد دولتِ عرب سر بر آوردند لایتجاوز الامر عن ذٰلک از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعوتِ کذا واقع نشد زیراکہ نزول آیت در قصہ حدیبیہ است و غزواتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد حدیبیہ محصور و معلوم است بر ہیچ یک دعوتِ کذا صادق نمی آید متصل حدیبیہ غزوۂ خیبر واقع شد و ہیچکس را از اعراب دراں غزوہ دعوت نہ فرمودند بلکہ غیر حاضرین حدیبیہ ممنوع بودند از حضور دراں مشہد کما قال قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ و بعد ازاں غزوۃ الفتح پیش آمد فی الجملہ دعوتے واقع شد اما نہ برائے قتال قوم اولی بأس شدید زیراکہ ایشاں ہماں بودند کہ دعوتِ حدیبیہ برائے ایشاں بود و نظم کلام دلالت بر تغایر ایں

نے تبوک میں اہلِ روم سے لڑنے کے لئے بلایا تھا (مگر انجام یہ ہوا کہ) قیصر (روم) نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور مسلمان لوٹ آئے لڑائی نہ ہوئی۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب جاننا چاہیئے کہ یہ بلانے والے خلفائے ثلاثہ تھے ان کے سوا کوئی نہ تھا کیونکہ موافق احتمالاتِ عقلیہ کے یہ بلانے والے یا جناب مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہوں گے یا خلفائے ثلثہ یا حضرت مرتضےٰ یا بنی امیہ یا بنی عباس یا ترک جنھوں نے سلطنت عرب کے ختم ہوجانے کے بعد سر اُٹھایا تھا ان (چھ احتمالوں) سے زیادہ کوئی احتمال نہیں نکلتا۔ (اب دیکھو خلفائے ثلثہ کے سوا جس قدر احتمال ہیں سب باطل ہیں کیونکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا بلانا کبھی ظاہر نہیں ہوا اس لئے کہ یہ آیت حدیبیہ میں نازل ہوئی اور حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات گنتی کے ہیں اور معلوم ہے کہ اُن میں سے کسی میں اس قسم کا بلانا نہیں ہوا حدیبیہ کے بعد ہی علے الاتصال غزوۂ خیبر ہوا اس غزوہ میں اعراب کے کسی متنفس کو آپ نے نہیں بلایا بلکہ اس غزوہ میں تو سوا اُن لوگوں کے جو حدیبیہ میں شریک تھے کسی اور کا شریک کرنا منع تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قل لن تتبعونا کذٰلکم قال اللہ من قبل (یعنے اے نبیؐ! (اعراب سے) کہدو کہ تم (خیبر میں) ہمارے ساتھ نہ آؤ تمھارے متعلق پہلے ہی اللہ نے ایسا فرمادیا ہے) خیبر کے بعد غزوۂ فتح پیش آیا اس غزوہ میں کچھ اعراب بلائے گئے مگر اہلِ مکہ قوم اولی بأس شدید نہ تھے کیونکہ یہ وہی لوگ تھے جن سے لڑنے کے لئے حدیبیہ میں بلائے جاچکے تھے اور الفاظ آیت بتارہے ہیں کہ قوم اولی بأس شدید سوا اہل مکہ

www.kitabghar.org

دو قوم سے نماید دَغزوۂ حُنَین نیز مراد
نیست زیرا کہ ہَوَازِن اَقل و اَذل بودند از آنکہ
بہ نسبتِ دوازدہ ہزار مرد جنگی کہ در رکاب
شریف حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
از مہاجرین و انصار و اعراب و مسلمۃ
الفتح نہضت کردہ بودند ایشاں را
اولی بأسٍ شدید گفتہ شود و ہرچند
حکمتِ الٰہی در مقابلہ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ
جولتے درکار ایشاں کردہ باشد وغزوۂ تبوک
نیز مراد نیست زیرا کہ تُقَاتِلُوْنَہُمْ اَوْ
یُسْلِمُوْنَ دراینجا متحقق نشد غرض
آنجا ایقاع ہیبت بود در قلوب شام
و رُوم چوں ہرقل جنبش نہ کرد و فوجے نہ
فرستاد باز مراجعت فرمودند و بنوامیہ
و بنو عباس و مَن بعد ایشاں گاہے
اَعْراب حجاز و یمن را بقتالِ کُفّار نخواندہ اند کما
ھو معلوم من التاریخ قطعاً ایں دعوت مقیدہ
دریں مُدّد متطاولہ غیر از خلفائے ثلاثہ

کے علاوہ کوئی دوسری قوم مراد ہے۔ غزوۂ حُنَین بھی مراد نہیں ہوسکتا
کیونکہ اہلِ ہوازن (جن سے اس غزوہ میں لڑائی تھی) بہت ہی
قلیل وذلیل تھے ایسے نہ تھے کہ ان کو بارہ[1] ہزار مردانِ جنگی
کے مقابلہ میں [جو (حُنَین میں) ہمرکاب حضرت نبوی صلے
اللہ علیہ وسلم تھے یعنے مہاجرین وانصار و مسلمین فتح] اولی
بأس شدید کہا جائے یہ دوسری بات ہے کہ حکمتِ الٰہی نے
میدانِ جنگ میں بوجہ اس کے کہ مسلمانوں کو اپنی کثرت پر کچھ
ناز پیدا ہوگیا تھا۔ دوسرا رنگ[2] دکھادیا۔ غزوۂ تبوک بھی مراد
نہیں ہوسکتا کیونکہ وہاں تقاتلونھم او یسلمون نہیں پایا
جاتا (یعنے اس غزوہ کا انجام یہ نہیں ہوا کہ حریفِ اسلام لاتا
یا اس سے جنگ کی نوبت آتی) مقصودِ (الٰہی) اس غزوہ سے
صرف اہلِ شام وروم کے دلوں میں ہیبت کا پیدا کردینا تھا۔
جب ہرقل نے جنبش نہ کی اور فوج نہ بھیجی تو مسلمان لوٹ
آئے (باقی رہے حضرت مُرتضےٰ) اور بنی امیہ اور بنی عباس
اور اُن کے بعد والے تو ان لوگوں نے حجاز اور یمن کے اعراب کو
کافروں سے لڑنے کے لئے بُلایا ہی نہیں جیسا کہ تاریخ سے ثابت
ہے۔ یقیناً یہ خاص قسم کا بُلانا (جس میں چارو مذکورہ اوصاف
پائے جائیں) اتنی طویل مدّت میں سوائے خلفائے ثلاثہ کے

[1] جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہوا ہے یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم اس آیت کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ حنین میں فریق مقابل بالکل قلیل وذلیل تھا۔

[2] دوسرا رنگ یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور باوجود کثرت وقوت کے شکست ہوئی مگر آخر کار نصرت ایزدی نے دستگیری فرمائی اور فتح مسلمانوں کی ہی جیسا کہ آیت مذکورہ کے الفاظ ماسبق سے واضح ہے۔ بعض کوتاہ اندیش اس غزوہ کی ہزیمت کو فرار سے تعبیر کرتے ہیں اور صحابۂ کرام پر طعن قائم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ واقعات کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہزیمت فرار نہ تھی بلکہ ایک حالت بے اختیاری تھی تاریخ طبری میں مروی ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو ایک ایسے نشیب تنگ کے اندر اُترنا پڑا کہ اس میں اُترنے کے بعد جو حصہ لشکر اُترتا جاتا تھا وہ باقی حصہ کی نظر سے غائب ہوجاتا تھا پھر نشیب میں غنیم کے آدمی کمین گاہ میں بیٹھے تھے وہ نکل پڑے لہٰذا جو حصہ لشکر اُتر چکا تھا اُس نے مناسب سمجھا کہ پیچھے لوٹ جائے اور باقی حصہ لشکر کو اس نشیب میں اُترنے سے روک دے اس لوٹنے میں لشکر کو گونہ انتشار پیدا ہوگیا کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضرتؐ کہاں تشریف رکھتے ہیں جب حضرتؐ نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپ نے آواز دی کہ میں یہاں ہوں اس آواز کو سُن کر لوگ آپ کے پاس آگئے۔

www.kitabghar.org

متحقق نہ گشت قال الواقدی لما قبض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
استخلف ابوبکر رضی اللہ عنہ فقتل فی
خلافتہ مسیلمۃ الکذاب ابن قیس الذی
ادعی النبوۃ وقاتل بنی حنیفۃ وقتل
ایضا سجاح والاسود العنسی وھرب
طلیحۃ الی الشام وفتح الیمامۃ و
اطاعت العرب لابی بکر الصدیق
رضی اللہ عنہ فعول عند ذلک ان
یبعث جیوشا الی الشام وصرف وجھہ الی
قتال الروم فجمع الصحابۃ رضی اللہ عنہم
فی المسجد وقام فیھم فحمد اللہ واثنی علیہ و
ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال
ایھا الناس اعلموا ان اللہ تعالی قد فضلکم
بالاسلام وجعلکم من امۃ محمد علیہ الصلوۃ
والسلام وزادکم ایمانا ویقینا ونصرکم
نصرا مبینا فقال فیکم الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دینا واعلموا ان الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم کان بوجھہ وھمتہ
الی الشام فقبضہ اللہ تعالی واختار لہ
ما لدیہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وانی عازم ان اوجہ
المسلمین باھالیھم واموالھم الی الشام فان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنی بذلک قبل موتہ
فقال زویت لی الارض مشارقھا ومغاربھا

اور کسی سے ظہور میں نہیں آیا۔ واقدی نے لکھا ہے کہ جب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ
خلیفہ بنائے گئے ان کے عہد میں مسیلمۂ کذاب ابن قیس مارا گیا
جس نے دعوائے نبوت کیا تھا اور انہی نے بنو حنیفہ سے قتال کیا
نیز انہی کے زمانہ میں سجاح اور اسود عنسی مارے گئے اور طلیحہ
شام کی طرف بھاگ گیا اور انہی نے یمامہ کو فتح کیا اور تمام
عرب ان کا مطیع ہو گیا اس وقت انھوں نے ارادہ کیا کہ ملک
شام پر لشکر کشی کریں اور ان کی توجہ غزوۂ روم کی طرف مائل
ہوئی چنانچہ انھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد (نبوی)
میں جمع کیا اور (منبر پر) کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان
کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اس کے بعد فرمایا کہ
اے لوگو! تم کو واضح ہو کہ اللہ تعالے نے تم کو اسلام کے سبب سے
فضیلت دی ہے اور تم کو محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی امت
میں کیا ہے اور تمہارے ایمان اور یقین کو ترقی دی ہے اور کھلم
کھلا تمہاری مدد کی ہے اور تمہارے ہی حق میں فرمایا ہے کہ
الیوم اکملت الخ یعنے آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے دین
تمہارا اور پوری کر دی میں نے تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا
میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین۔ اور یہ بھی تم کو واضح رہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور ہمت ملک شام کی
طرف تھی مگر اللہ نے ان کو اٹھا لیا اور ان کے لئے اپنا قرب
پسند کیا صلے اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا اب میں ارادہ رکھتا ہوں
کہ تمام مسلمانوں کو جمع کر کے شام کی طرف بھیجوں کیونکہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے (اشارۃً) مجھے
اس کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ زمین کی مشرق و مغرب سب
میرے لپیٹ دی گئی ہے اور جس قدر حصہ زمین کا میرے لئے

www.kitabghar.org

وسیبلغ ملك امتی مازوی لی منها فما تقولکم فی
ذالك رحمکم الله قالوا یا خلیفة رسول الله صلی الله
علیه وسلم مرنا بامرك ووجهنا حیث شئت فان الله
عزوجل فرض طاعتك علینا فقال تعالی
وَاَطِیْعُوا اللهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ
مِنْكُمْ قال ففرح ابوبکر رضی الله عنه
بقولهم وسر سرورا عظیما ونزل عن المنبر
فکتب الکتاب الی ملوك الیمن وامراء
العرب والی اهل مکة وکانت الکتب
کلها یومئذ نسخة واحدة بسم الله الرحمن
الرحیم من عبد الله عتیق ابن ابی قحافة الی
سائر المسلمین سلام علیکم فانی احمد الله
الذی لا اله الا هو ونصلی علی نبیه محمد
صلی الله علیه وسلم وانی قد عزمت علی
ان اوجهکم الی الشام لتاخذوها من ایدی
الکفار فمن عول منکم علی الجهاد فلیبادر علی
طاعة الله وطاعة رسوله ثم کتب اِنْفِرُوْا
خِفَافًا وَّثِقَالًا الآیة ثم بعث الکتاب الیهم
واقام منتظر جوابهم وقدومهم فکان
اول من بعث الی الیمن انس بن مالك رض
خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم
انتهٰی کلامه ۔ وبرهان بر بودن حضرت صدیق رضی
الله عنه کالجارحه درین دعوت وظهور سر حدیث قدسی
کرده مخاطبه آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع است
اِبْعث جیشا نبعث خمسة مثله درین واقعه

پیٹا گیا وہاں تک میری امت کی سلطنت پہنچے گی۔ پس اب تم لوگ (اس بارے میں) کیا کہتے ہو اللہ تم پر رحم کرے ان لوگوں نے کہا کہ یا خلیفۃ رسول اللہ (ہمارا کہنا آپ کے سامنے کیا مناسب ہے) آپ اپنے حکم سے ہمیں اطلاع دیں اور جہاں چاہیں ہمیں بھیج دیں کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ کی اطاعت ہم پر فرض کی ہے چنانچہ فرمایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم یہ سنکر حضرت ابوبکر رض خوش ہوتے اور بہت مسرور ہوتے اس کے بعد منبر سے اتر آتے اور بادشاہان یمن اور سرداران عرب اور اہل مکہ کے نام خطوط لکھے ان تمام خطوط کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبد اللہ (ملقب بہ) عتیق ابن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کو واضح ہو سلام ہو تم پر۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور درود پڑھتا ہوں اس کے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تم کو ملک شام کی طرف بھیجوں تاکہ تم لوگ اس کو فتح کر دیں۔ جو شخص تم میں سے جہاد کا ارادہ کرے اس کو چاہیئے کہ سبقت کرے (کیونکہ) طاعت خدا و طاعت رسول (اسی پر) موقوف ہے (خط کے) آخر میں یہ آیت لکھی تھی انفروا خفافا وثقالا اس کے بعد یہ خطوط سب کے پاس بھیجدیئے اور ان کے جواب کا انتظار کیا سب سے پہلے جو شخص یمن بھیجا گیا وہ حضرت انس رض بن مالک تھے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ واقدی کا کلام ختم ہوا۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اس بلانے میں مثل جارحہ کے ہونا اور ان کا اس واقعہ میں اس حدیث قدسی کا مظہر ہونا جو اللہ تعالیٰ نے بخطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائی کہ تم ایک لشکر بھیجو تو ہم ویسے ویسے پانچ لشکر بھیجدیں گے بالکل

www.kitabghar.org

ظاہر و باہر بود و این نامہ در دل مردم کارے کہ از میزانِ عقلِ معاشی بیرون است تا آنکہ در غزوۂ یرموک چہل ہزار کس مجتمع شد و کوشش عجیب از دستِ ایشاں بر روئی کار آمد و فتحے کہ ہیچگاہ از زمانِ حضرت آدمؑ تا ایں دم واقع نہ شدہ بود ظہور نمود کشود کار اضعافاً مضاعف از کوشش و اہتمام ظاہر گردید و ایں فعل حضرت صدیق دستور العمل فاروقِ اعظم شد رضی اللہ عنہما بہمیں اسلوب در واقعۂ قادسیہ دعوتِ اعراب فرمود فی کتاب روضۃ الاحباب عند ذکر غزوۃ القادسیۃ چوں خبر رسید کہ عجم یزدگرد را بادشاہی برداشتند و امورِ خود مہیا ساختند امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ بہر یک از عمالِ خود نامہ نوشت بدیں مضمون کہ باید دراں ناحیہ ہر کرا دانند کہ اسپ و سلاح دارد و از اہل نجدت و شجاعت و مقاتلہ بود ساختگی نمودہ بتعجیل تمام بجانب مدینہ رواں سازد و ہم چنیں دعوت امیر المؤمنین عثمان برائے کمکِ عبداللہ بن ابی سَرح چوں در افریقیہ با ملک آنجا مقاتلہ درپیش کرد مشہور ست چوں ثابت شد کہ ایں خلفا داعی بودند بدعوتِ موصوفہ فی القرآن ثابت شد کہ خلفائے راشدین بودند دعوتِ ایشان موجبِ تکلیفِ ناس شد و بقبولِ آں مستحق ثواب و بعدمِ قبول مستوجبِ عذاب گشتند

کھلا ہوا ہے چنانچہ (اُن کے) اس خط نے لوگوں کے دلوں میں ایسا اثر کیا جو دنیاوی عقل سے بالاتر ہے۔ یہاں تک غزوۂ یرموک میں چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے اور اُن کے ہاتھ سے عجیب کوشش ظاہر ہوئی اور ایسی فتح حاصل ہوئی جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی نہ ہوئی تھی بمقابلہ کوشش اور اہتمام کے دوگنا چوگنا نتیجہ حاصل ہوا۔ حضرت صدیقؓ کا یہی کام فاروقِ اعظم کے لئے دستور العمل بن گیا۔ انھوں نے اسی طریقہ سے غزوۂ قادسیہ میں اعراب کو دعوت دی۔ روضۃ الاحباب میں ذکر غزوۂ قادسیہ میں لکھا ہے کہ جب یہ خبر ملی کہ اہلِ عجم نے یزدگرد کو بادشاہ بنایا ہے تو انھوں نے اپنے عمّال کو اس مضمون کا خط بھیجا کہ ان اطراف میں جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے پاس گھوڑا اور ہتھیار ہے اور ہمت و شجاعت بھی رکھتا ہے اور فنِ حرب سے بھی واقف ہے اُس کو فوراً سامان درست کر کے مدینہ بھیجدو۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ نے بھی عبداللہ بن ابی سرح کی کمک کے لئے جب کہ انھوں نے وہاں کے بادشاہ سے جنگ چھیڑی۔ اعراب کو بلایا اور یہ واقعہ مشہور ہے۔

جب ثابت ہو گیا کہ وہ بلانا جس کا ذکر قرآن میں ہے انہی خلفائے ثلاثہ سے ظاہر ہوا تو ثابت ہو گیا کہ وہ خلیفۂ راشد تھے اور اُن کا (لوگوں کو جہاد کی طرف) بلانا موجب تکلیف شرعی تھا یعنے اُن کا حکم ماننے سے مستحق ثواب اور اُن کا حکم نہ ماننے سے مستوجب عذاب ہوئے۔

وقال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الفتح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُہُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُہُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْہُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیغامبر خدا است و آنکہ ہمراہ اویند سخت اند بر کافران مہربان اند درمیان خود را می بینی اے بینندہ ایشان را رکوع کنندہ و سجدہ نمایندہ می طلبند بخشائش از خدا و خوشنودی را علامت صلاح ایشان در روہای ایشان است از اثر سجدہ آنچہ مذکور میشود داستان ایشان است در تورات و داستان ایشان است در انجیل ایشان مانند زراعتے ہستند کہ برآوردہ است گیاہ سبز خود را پس قوت داد آں را پس سطبر شد پس بایستاد بر ساقہای خود بہ شگفت می آرد زراعت کنندگان را عاقبت حال غلبۂ اسلام آنست کہ بخشم آرد خدای تعالیٰ بسببِ ایشان کافراں را وعدہ دادہ است خدائے تعالیٰ آناں را کہ ایمان آوردہ اند و کارہای شایستہ کردند ازیں امت آمرزش بزرگ

(چھٹی آیت) اللہ تعالیٰ نے (اسی) سورۂ فتح (چھبیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):

محمد {صلے اللہ علیہ وسلم} پیغمبر خدا ہیں اور جو لوگ اُن کے ہمراہ ہیں سخت ہیں کافروں پر مہربان ہیں باہم {اے دیکھنے والے!} تو دیکھتا ہے اُن کو رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا طلب کرتے ہیں بخشش کو خدا سے اور خوشنودی کو علامت ان {کے نیک ہونے} کی اُن کے چہروں میں ظاہر ہے سجدوں کے نشان سے یہ {جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے} اُن کی (وہ) حالت ہے جو توریت میں (بیان ہوئی) اور اُن کی وہ حالت ہے (جو) انجیل میں (بیان ہوئی ہے) {یہ لوگ} مثل اُس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا انکھوا پھر اُس کو قوی کیا اُس نے پھر وہ فربہ ہوگیا پھر کھڑا ہوگیا اپنی ڈنڈی پر کاشتکاروں کو خوش کرتا ہے۔ {غلبہ اسلام کی حالت} کا انجام یہ ہے کہ غصہ میں لاتے خدا بسبب اُن کے کافروں کو۔ وعدہ دیا ہے خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لاتے اور اُنھوں نے نیک کام کئے اُمتِ محمدیہ سی بخشش کا۔

[1] اس آیت کو آیۂ محمد رسول اللہ بھی کہتے ہیں اور آیۂ معیت بھی کہتے ہیں [2] بعض علماء لفظ تورات پر وقف کرنے کو اولیٰ کہتے ہیں اور بعض لفظ انجیل پر جن کے نزدیک تورات پر وقف اولیٰ ہے ان کے نزدیک کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہوگی تورات و انجیل کے تتبع سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہے چنانچہ موجودہ انجیل میں جو بروایتِ متی ہے اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں۔ "آسمان کی بادشاہت خردل کے دانہ کے مانند ہے جسے ایک شخص نے لے کے اپنے کھیت میں بویا وہ سب بیجوں میں چھوٹا پر جب اُگا تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا اور ایسا پیڑ ہوتا کہ ہوا کی چڑیاں آکے اُس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتیں۔"

www.kitabghar.org

سَوق کلام برائے تشریف آں مخلصان است کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودند وبشارت بغلبۂ ایشان بر جمیع اُمم قولہ تعالےٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ چوں سخن در ستایشِ ایں قوم اُفتاد لازم شد اوّلاً ذکر امام ایشاں و در ستودنِ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں کلمہ اکتفا کردہ شد کہ محمد رسول اللہ یعنے کدام فضیلت است کہ در ضمنِ رسول اللہ نیامدہ و کُلُّ الصَّيْدِ فِى جَوْفِ الْفَرَا۔ قولہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ مراد ازیں جماعت آنانند کہ در سفر حُدیبیہ ہمراہ آنجناب بودند صلے اللہ علیہ وسلم زیرا کہ سَوق کلام برائے تشریفِ ایں جماعہ است و حقیقت معیّت معیّت و رجائے ست یا در سفرے ومعیّت دینیہ مثلاً مجاز ست لایُلتفتُ الیہ ما دام الحقیقۃ مساغ و در حدیث مستفیض فضیلت اہل حدیبیہ آمدہ

یہ کلام خاص انہی مخلصوں کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے جو سفرِ حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور اُن کے تمام فرقوں پر غالب آجانے کی بشارت بھی ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جب اُس گروہ کی تعریف کی جاتی ہے تو اُس گروہ کے سردار کا ذکر بھی ضروری ہے۔ (لہٰذا ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کی گئی) اور آپ کی تعریف میں صرف اسی ایک کلمۂ رسول اللہ پر قناعت کی گئی جس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کوئی فضیلت ایسی نہیں ہے جو (لفظ) رسول اللہ کے ضمن میں نہ آگئی ہو (مثل ہے کہ) جتنے شکار ہیں سب گورخر کے پیٹ میں ہیں[1] (یعنے گورخر کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ اسی طرح وصف رسالت کے مقابلہ میں باقی اوصاف کی حالت ہی)۔
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ۔ مراد اس سے وہی لوگ ہیں جو سفر حُدیبیہ میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے کیونکہ (اوّل تو) اُوپر سے کلام انہی لوگوں کی تعریف میں چلا آرہا ہے (دوسرے) معیّت کے معنے حقیقی کسی مقام میں ساتھ ہونے یا کسی سفر میں ساتھ ہونے کے ہیں (اس کے علاوہ دوسرے قسم کی معیّت) مثلاً معیت دینیّہ معنی مجازی ہیں اور جب تک حقیقی معنے بن سکیں مجازی معنے مراد نہیں لئے جاتے (تیسرے) حدیث مستفیض میں اہلِ حُدیبیہ کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہی۔

[1] امام یافعی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اس مثل کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک مرتبہ چند آدمی شکار کھیلنے گئے کسی نے خرگوش مارا کسی نے ہرن کسی نے اور کوئی شکار ایک شخص نے گورخر مارا۔ ان لوگوں کی عورتیں باہم اپنے اپنے شوہروں کے شکار کا ذکر نے لگیں تو جس عورت کے شوہر نے گورخر مارا تھا اُس نے کہا کل الصید فی جوف الفرا یعنی تم سب کے شوہروں کے شکار میرے شوہر کے شکار کے مقابلہ میں حقیر ہیں" یہ مثل حدیث شریف میں آئی ہی۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سفیانؓ کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی اوروں کو دیدی اور حضرت ابو سفیانؓ سے فرمایا کہ تم کو اجازت نہ دینے میں یہ مصلحت تھی کہ اور لوگ جن کو اجازت نہ ملے برا نہ مانیں کیونکہ کل الصید فی جوف الفرا۔

www.kitabghar.org

قولہ أَشِدَّاءُ ۔ فضائل مجموع اند در دو نوع حسنِ معاملہ کہ درمیان ابناء جنس خود باشد و حسنِ معاملہ کہ در تہذیب نفس خود بود خدائے تعالیٰ ہر دو قسم را برائے ایشاں جمع مے فرماید درمیان ابنائے جنس خود بایں وضع معاملہ مے کنند کہ قوتِ غضبیہ را مقتدی بغضب آلٰہی ساختہ اند و رحمت و رافت را موافق رحمتِ آلٰہیہ گردانیدہ اند ہر کہ مردودِ اوست شدتِ غضب ایشاں بر وست و ہر کہ مقبولِ اوست رافت و رحمتِ ایشاں برائے اوست وھذا الکمال التخلق باخلاق اللہ تعالیٰ و برائے تہذیب فیما بینھم و بین اللہ باکثارِ صلوات مشغول اند کہ الصلوٰۃ معراج المؤمن يَبْتَغُونَ فَضْلًا بیان کمالِ اخلاصِ ایشان است باطنِ ایشان موافق باظاہر است سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ یعنے خشوع و نیایشِ ایشاں در بارگاہ آلٰہی نہ خطرہ ایست کہ از یک طرف می آید و طرف دیگر مے رود بلکہ ملکہ ایست راسخہ کہ عمرے در تحصیلِ ایں صفت صرف کردہ اند و دلہائے ایشاں از صلواتِ ایشاں حظّ وافر گرفتہ و رنگِ مناجات محیط بواطنِ ایشاں شدہ

اشداء (یہاں سے اُن لوگوں کے فضائل کا آغاز ہے) فضائل دو قسم کے ہوتے ہیں (اوّل) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو باہم اپنے بنی نوع میں ہوتا ہے اور (دوسرے) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو اپنی تہذیب نفس کے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں قسم کے فضائل اُن حضرات کے لئے جمع کر دیئے ہیں۔ (اشدّاء اور رحماء میں قسم اوّل کے فضائل کی طرف اشارہ ہے) یہ اپنے ہم جنسوں سے اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں کہ اپنے غصّہ کو بھی اُنھوں نے غضبِ آلٰہی کا تابع کر دیا ہے اور اپنی مہربانی اور نرمی کو بھی اُنھوں نے رحمتِ آلٰہی کا تابع کر دیا ہے جو اس کا مردود ہے اُس پر اُن کا بھی غصّہ رہتا ہے اور جو اُس کا مقبول ہے اُس پر ان کی بھی مہربانی رہتی ہے یہ اخلاقِ آلٰہی سے متصف ہونے کا اعلیٰ درجہ ہے اور (تراھم رکعًا سجدًا سے قسم دوم کے فضائل کی طرف اشارہ ہے کہ) یہ اپنے اور خدا کے درمیان میں جو معاملات ہیں ان کی درستی کے لئے نمازوں کی کثرت میں مشغول ہیں کہ نماز مؤمن کی معراج ہے۔

یبتغون فضلاً اِن کے کمال اخلاص کا بیان ہے کہ ان کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔

سیماھم فی وجوھھم۔ یعنے اِن (اصحابِ حدیبیہ) کا خشوع اور خضوع بارگاہِ آلٰہی میں ایسا نہیں ہے کہ عارضی طور پر ایک وقت ہو جائے اور دوسرے وقت باقی نہ رہے وہ ایک مضبوط ملکہ[1] ہے جس کے حاصل کرنے میں اُنھوں نے عمریں خرچ کر دی ہیں ان کے دلوں نے ان کی نمازوں سے حظِّ کامل اُٹھایا ہے اور ان کی مناجات کے رنگ نے اُن کے باطن کو ایسا گھیر لیا ہے کہ

[1] ملکہ اُس کیفیت کو کہتے ہیں جو نفس انسانی میں مضبوط جم گئی ہو جس کے سبب سے وہ اعمال جو اُس کیفیت کے مناسب ہیں بسہولت صادر ہوتے رہیں مثلاً فن نجاری کا ملکہ جس کے نفس میں ہوگا اس کو جیسی سہولت اس فن کے کاموں میں ہوگی دوسرے کو ویسی سہولت نہیں ہوگی چاہے وہ فن نجاری کے قواعد جانتا ہو۔

www.kitabghar.org

تا آنکہ بر چہرۂ ایشاں طفاحۂ از دل
ایشاں جوشید وپرتوے از انوارِ
باطن ایشاں بر ظاہر افتادہ کہ
کُلّ اناء یترشح بما فیہ
قولہ تعالیٰ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی
التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی
الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ۔ وذٰلک اینجا
اشارہ است بکلمۂ کزرع کقولہ
تعالیٰ وَقَضَیْنَآ اِلَیْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ
اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ
قولہ تعالیٰ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ
اینجا چہار کلمہ گفتہ شد اوّل دلالت
مے کند بر ابتدائے امر وآخر دلالت
مے نماید بر کمال نموّ او کہ بعد ازاں
نموّے نیست و شک نیست کہ انتقال
آنحضرت علیہ السلام از حالے
بحالے تدریجًا بوقوع آمد بوجہے
کہ چہار مرتبہ ضبطِ آں عدد کثیر
نمے نماید لامحالہ مراد اینجا انتقالاتِ
کلیہ است کہ در چہار عدد محصور
شود ایں است دلالتِ لفظ و
چوں ماصدق ایں کلام را تامل

اس کا کچھ حصہ ان کے دل سے جوش زن ہو کر ان کے چہروں پر آگیا ہے اور اُن کے انوارِ باطن کا پرتو اُن کے ظاہر میں بھی آشکار ہے (مثل ہے) کہ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

ذٰلك مثلهم۔ ذٰلك (اسم) اشارہ ہے کلمۂ کزرع[1] (جو اس کے بعد مذکور ہے اس) کا (مشار الیہ ہے۔ اسم اشارہ کا مشار الیہ سے پہلے آنا برابر رائج ہے حتّٰے کہ خود کلام پاک میں ہی مثل قول حق تعالےٰ کے وقضینا الیه ذٰلك الامر ان دابر هٰؤلاء[2] مقطوع مصبحین. (یہاں بھی ذٰلک کا مشار الیہ ان دابر هٰؤلاء الخ ہے جو اس کے بعد ہے)۔

کزرع اخرج شطأه۔ یہاں چار باتیں بیان کی گئی ہیں سب سے پہلی بات (یعنے کھیتی کا انکھوا نکلنا) کام کے آغاز پر دلالت کرتی ہے اور اخیر بات (یعنے درخت کا ڈنڈی پر کھڑا ہو جانا) اس کام کی انتہائے ترقی پر دلالت کرتی ہے جس کے بعد پھر کوئی زینہ ترقی کا باقی نہیں رہتا۔ اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیاں بتدریج اس قدر ہیں کہ صرف چار درجے اُن کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ لامحالہ یہاں بڑی بڑی ترقیاں مُراد ہیں اور ان بڑی ترقیوں کے چار درجے نکلتے ہیں (جس طرح کھیتی کی ترقی کے بے شمار مدارج ہیں ہر آن میں اُس کو نئی ترقی حاصل ہوتی ہے مگر بڑی بڑی ترقیاں اُس کی یہی چار ہیں جو آیت میں بیان ہوئیں) یہ تو الفاظ کے معنے تھے اب جو ہم مصداق اس کلام کا تلاش

[1] بعض علماء ذٰلک کا مشار الیہ کلمۂ کزرع کو نہیں بتاتے بلکہ مضمون سابق کو اس کا مشار الیہ کہتے ہیں پھر اُس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ تورات پر وقف کیا جائے دوسرے یہ کہ انجیل پر وقف کیا جائے تورات پر نہ کیا جائے دوسری صورت میں کزرع والی مثال کا تورات وانجیل میں مذکور ہونا ثابت نہ ہوگا۔

[2] ترجمہ۔ اور ہم نے لوط پیغمبر کو یہ فیصلہ سُنا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان سب لوگوں کی جڑ کاٹ ڈالی جائے گی۔

www.kitabghar.org

کنیم انتقالات کلیہ چہار عدد مے یابیم اوّل آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مکہ مبعوث شدند واہلِ مکہ ہمہ مشرک بودند بتحریفاتِ آبائے خود مطمئن گشتہ بانکار واضرار برخاستند اینجا اسلام نو پیدا شد براظہارِ آں قادر نبودند دوم آنکہ از دستِ مشرکین خلاص شدہ بمدینہ ہجرت کردند وبجہادِ اعداء اللہ مشغول شدند بقتالِ قریش قصداً وبقتالِ غیر ایشاں تبعاً تاآنکہ فتح مکہ نمودند وتمام حجاز در اطاعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم راست گشت اینجا صورت بادشاہی ناحیہ از نواحی زمین پیدا شد و در انتہاء ایں حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از دارِ دنیا برفیق اعلے انتقال فرمودند حرکت سوم آں بود کہ شیخین رضی باد و بادشاہ ذو شوکت کہ بر تمام عالم غالب بودند کسرے وقیصر قصدِ جہاد نمودند تاآنکہ ہر دو دولت پامال شوکتِ اسلام گشت واز انہا نامے و نشانے نماند حرکتِ چہارم خرد کاریہا کہ ملوک نواحی راکہ در اصل باج دہِ کسرے وقیصر بودند ودر حدِ ذاتِ خود نیز قوتے وشوکتے بہم رسانیدہ بودند برانداختہ شود ورواجِ اسلام دربلادِ مفتوحہ پدید آید ودر ہر شہرے مساجد بناشوند وقضات منصوب گردند وروات حدیث ومفتیانِ فقہ مسکن گیرند

کرتے ہیں تو بڑی بڑی تبدیلیوں کے چار درجے پاتے ہیں **اوّل** وہ حالت تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے تمام اہلِ مکہ مشرک تھے اور اپنے باپ دادا کی تحریفات پر قناعت کئے ہوئے تھے وہ سب لوگ مخالفت اور ضرر رسانی پر آمادہ ہوگئے اس وقت گویا اسلام نیا پیدا ہوا (اور اخرج شطأہ کا مرتبہ ظہور میں آیا) حضرتؐ اُس کے ظاہر کرنے پر بھی قادر نہ تھے **دوسری** وہ حالت تھی کہ مشرکوں کے ہاتھ سے رہائی پاکر آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے میں مشغول ہوئے قریش سے قصداً اور غیر قریش سے تبعاً آپؐ نے جہاد کیا یہاں تک کہ مکہ کو فتح کرلیا اور تمام حجاز آپؐ کی اطاعت میں اچھی طرح آگیا اُس وقت ایک چھوٹی سی ریاست کی صورت پیدا ہوگئی (اور فآزرہ کا درجہ حاصل ہوا) مگر اسی حالت کے آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا **تیسری** حالت وہ تھی کہ شیخین رضی نے دو پُرشوکت بادشاہوں سے کہ تمام دنیا پر غالب تھے یعنے کسرٰی وقیصر سے قصدِ جہاد کیا یہاں تک کہ یہ دونوں سلطنتیں شوکتِ اسلام سے پامال ہوگئیں اور اُن کا نام ونشان باقی نہ رہا (اب فاستغلظ کا درجہ حاصل ہوا) **چوتھی** حالت وہ تھی کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی فتح ہوگئیں اطراف وجوانب کے بادشاہ جو دراصل کسرٰی وقیصر کے باج گزار تھے اور اپنی جگہ پر خود انھوں نے بھی قوت وشوکت حاصل کرلی تھی درہم برہم کردیئے گئے اور اسلام کا رواج مفتوحہ شہروں میں پیدا ہوگیا اور ہر شہر میں مسجدیں بن گئیں اور قاضی مقرر ہوگئے اور حدیث کے راوی اور فقہ کے مفتی سکونت پذیر ہوئے (اور فاستوٰی علٰی سوقہ کا درجہ حاصل ہوگیا)

www.kitabghar.org

چوں خبر را با مُخبَر عنہ در انتقالاتِ کلیہ مطابقت یافتیم معلوم شد کہ مَطمحِ اشارتِ قرآن ہمیں انتقالات بودہ است چوں ایں مقدمہ واضح شد باید دانست کہ خلفاء از جملۂ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ بودند بالقطع پس اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ الخ وصف ایشاں باشد و ایں یکے از لوازمِ خلافتِ خاصّہ است و مَطمحِ اشارتِ فَاسْتَغْلَظَ خلافتِ شیخین رضہ است و مَرمیٰ بصر در فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ خُرد کارہاست کہ در زمانِ حضرتِ عثمان رضہ بوقوع آمد و نیز آنچہ بعد ذالک فرقۂ مسلمین و وجود کلمۂ ایشاں بقصدِ خلیفۂ وقت یا بغیرِ قصد او بمجرد تدبیرِ الٰہی صورت گرفتہ است اینجا معلوم شد فخامتِ شانِ خلفاء و رسوخِ قدمِ ایشاں در تائیدِ اسلام و آنکہ بدستِ ایشاں جہاد اعداء اللہ و اعلائے کلمۃ اللہ بوجہے واقع شد کہ مقبول جنابِ ربوبیت باشد و موجبِ ثنائے جمیل گردد۔

قولہ تعالیٰ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ اشارہ بکمالِ رضا است زیراکہ در قصۂ مسلمین زارع حضرتِ الوہیت است

قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ۔ ضمیرِ منہم راجع است بآنچہ از افراد

پس جب ہم نے اس مثال کو (جو آیت میں مذکور ہے) اسلام کے ساتھ بڑی بڑی تبدیلیوں میں مطابق پایا تو معلوم ہوگیا کہ قرآن کے اشارات انہی تبدیلیوں کی طرف تھے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی تو اب جاننا چاہیئے کہ خلفاء کا الّذین معہٗ (یعنے ہمراہیانِ حدیبیہ) سے ہونا قطعی ہے لہٰذا اشدّاء علی الکفّار اور رحماء بینھم بھی ان کا وصف ہوگا اور یہ بات (یعنے کافروں پر سخت اور مؤمنوں پر نرم ہونا) خلافتِ خاصّہ کے لوازم سے ہے اور (یہ بھی واضح ہوگیا کہ) فاستغلظ خلافتِ شیخین رضہ کی طرف اشارہ ہے اور فاستوٰی علیٰ سوقہ کا اشارہ اُن چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کی طرف ہے جو حضرت عثمان کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔ نیز اُن فتوحات کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانوں کے کسی مقام پر جلنے اور اُن کے باہمی اتفاق سے حاصل ہوئیں بقصدِ خلیفۂ وقت یا بغیر قصدِ خلیفۂ وقت محض فضلِ الٰہی سے۔

اس آیت سے خلفاء کی شان کی عظمت اور تائیدِ اسلام میں اُن کا راسخ القدم ہونا بھی معلوم ہوا اور یہ کہ اُن کے ہاتھ سے دشمنانِ خدا پر جہاد اور کلمۂ خدا کی بلندی اس طرح واقع ہوگی کہ جنابِ پروردگار میں مقبول ہوگی اور عمدہ تعریف کی مستحق قرار پائے گی۔ یعجب الزرّاع کا لفظ (اللہ کی) کمال خوشنودی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اسلام کی کھیتی کا کاشتکار وہی معبودِ برحق ہے۔

وعد اللہ الّذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت منھم۔ منھم کی ضمیر (مجرور متصل) اس جماعت کی طرف پھرتی ہے جو افراد اور

لہ منہم کی ضمیر مجرور متصل کو اگر کوئی شیعہ صاحب الذین معہٗ کی طرف پھیر کر یہ ثابت کرنا چاہیں کہ ہمراہیانِ حدیبیہ میں سب لوگ مومن صالح نہ تھے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ اس صورت میں آیت کا یہ ٹکڑا اوپر والے ٹکڑے کے منافی ہوجائے گا کیونکہ اوپر کے ٹکڑے میں تمام ہمراہیانِ حدیبیہ کا صفاتِ حمیدہ کے ساتھ موصوف ہونا بیان ہوا ہے پس لامحالہ منہم کی ضمیر اس جماعتِ جدیدہ کی طرف پھرے گی جو بیانِ سابق سے مستنبط ہوتی ہے۔

www.kitabghar.org

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ مفہوم گشت یعنی اسلام غالب خواہد آمد وجمعی کثیر در اسلام داخل خواہند شد و وعدہ کردہ است خدای تعالیٰ مر جمعے را کہ ازیں جماعہ ایمان آوردند وعمل صالح نمودند اجرِ عظیم کہ نعیمِ مقیم است قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ التوبۃ بعد ما امر بمقاتلۃ اھل الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون وبعد ما ذکر من کفرھم و اتخاذھم اربابا من دون اللہ ما یقتضی غضب اللہ علیھم والامر بقتالھم يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ o هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ o ثم قال فی سورۃ الصف بعد ما ذکر المفترین علی اللہ عزوجل يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ o هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ o می خواہند مشرکان و نصاریٰ وغیر ایشاں کہ فرو نشانند نورِ خدا بدہانِ خویش وقبول نمے کند خدا تعالیٰ مگر آں کہ تمام گرداند نورِ خدا را اگرچہ ناخوش دارند آں را کافراں اوست آں کہ فرستاد پیغامبرِ خود را بہدایت و دینِ درست تا غالب سازد آنرا بر ادیان ہمہ آں اگرچہ ناخوش باشند ازاں مشرکان

استغلظ اور استوای سے سمجھی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اسلام جب غالب ہوجائے گا اور ایک بہت بڑی جماعت اسلام میں داخل ہوجائے گی تو خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اُس بڑی جماعت میں سے جو لوگ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہوں گے اُن کو بڑا اچھا بدلہ یعنے ہمیشگی کی نعمت عنایت فرمائے گا۔

(ساتویں[1] آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ (دسویں پارہ) میں بعد اس کے کہ حکم دیا ہے کہ اہل کتاب سے لڑو یہاں تک کہ وہ ذلیل ہوکر ہاتھ سے جزیہ دیں اور بعد اس کے کہ اُن کے کفر کا اور غیر اللہ کے معبود بنانے کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے غضب کو اور اُن کے قتل کا حکم دینے کو مقتضی ہے۔ فرمایا ہے۔

(ترجمہ) چاہتے ہیں مشرک اور نصاریٰ وغیرہ کہ بجھا دیں نورِ خدا کو اپنے منہ سے اور قبول نہیں کرتا خدا مگر اس بات کو کہ پورا کرے نور اپنا اگرچہ ناپسند کریں اس کو کافر۔ وہی ہے جس نے بھیج دیا اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ غالب کردے وہ اس کو تمام دینوں پر اگرچہ ناخوش ہوں اس سے مشرک۔

(یہی آیت بتغیر الفاظ دوسرے مقام پر بھی ہے چنانچہ) اللہ تعالیٰ نے سورۂ صف (اٹھائیسویں پارہ میں) اللہ عزّ وجل پر افترا کرنے والوں کا ذکر کرکے فرمایا ہے۔

[1] اس آیت کو آیت اظہار دین کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

نسوقِ کلام برائے آنست کہ نصاریٰ خصوصاً و جمیع اہلِ ادیانِ منسوخہ عموماً اعتقادِ سوء در جناب ربوبیت بہم رسانیدند و درپے عداوتِ دینِ حق کہ حنیفی است افتادند و ایں معنے مہیج غضبِ الٰہی گشت لہٰذا ارادۂ ایزدی متعلق شد بکبت و برہم زدن ایں فرق و صورتِ کبت و برہم زدن ایشاں در غیب الغیب چنیں مقرر شد کہ ارسال رسول باہدایت و دین راست کردہ شود بوجہے کہ مفضی گردد باظہار دینِ حق بر جمیع ادیان قولہ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ بدو وجہ مفسر شود یکے آنکہ نور اللہ را چراغے یا آتش قلیلے گمان نمودہ اند کہ بنفِ دہان فرو میرد حاش للہ ایں نورِ خدا است نفِ دہان را آنجا چہ گنجائش۔ دیگر آں کہ شبہاتِ باطلہ ایراد مے نمایند و امرا بر کسیکہ ضعیف العقل است مشتبہ می سازند بخیال آنکہ دینِ اسلام بایں فعل نقصانے پذیرد۔ حاش للہ ایں مرادِ حق است سبحانہ او را نتواں ناقص ساخت قولہ تعالیٰ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ چوں ظہور دینِ حق بر جمیع ادیان

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا[1] نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

اس آیت کا مقصود یہ ہے کہ نصاریٰ نے خصوصاً اور دوسرے منسوخ مذہب والوں نے عموماً بڑے بڑے اعتقاد ذاتِ خداوندی کے متعلق پیدا کر لیتے ہیں اور دینِ برحق یعنے ملّتِ ابراہیمیہ کی عداوت پر آمادہ ہوگئے ہیں یہ بات غضبِ الٰہی کو جوش میں لائی۔ لہٰذا ارادۂ خداوندی ان فرقوں کے سرنگوں اور درہم و برہم کر دینے کے متعلق قائم ہوگیا ہے اور اس کی صورت عالمِ غیب میں اس طرح تجویز ہوئی ہے کہ ایک رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ دینِ حق کے تمام دینوں پر غالب آجانے کا ذریعہ بن جائے۔

یریدون لیطفئوا کا مطلب دو طرح بیان کیا جاتا ہے ایک یہ کہ کافروں نے نورِ خدا کو کوئی چراغ یا تھوڑی سی آگ سمجھ لیا ہے کہ منہ سے پھونک دینے میں بجھ جائے حاش للہ یہ نورِ خدا ہے منہ کی پھونک کو وہاں کیا دخل؟۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ کفار غلط اعتراضات پیش کرتے ہیں اور کمزور سمجھ والوں پر دین کو مشتبہ کر دیتے ہیں اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے دینِ اسلام میں نقصان آجائے گا حاش للہ یہ دینِ حق سبحانہ کا منظورِ نظر ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

لیظہرہٗ علی الدین کلّہ۔ چونکہ دینِ حق کا غلبہ تمام دینوں پر

[1] اس آیت میں اور آیتِ سابقہ میں صرف دو فرق ہیں۔ اوّل یہ کہ آیتِ سابقہ میں ان یطفئوا ہے اور اس آیت میں لیطفئوا مطلب دونوں کا ایک ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ آیتِ سابقہ میں ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ اور اس آیت میں واللہ متم نورہ، مآل ایک ہے۔ مصنف نے یہ دوسری آیت زائد اس مصلحت سے نقل فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ اظہار کا مضمون وہاں بھی کافروں کی شرارت و سرکشی کے ذکر کے بعد وارد ہوا ہے جس کی وجہ سے اظہار سے وہ معنی مراد لینا ضروری ہوا جس سے کافروں کی شرارت کا سدباب ہو اور یہ بات حجت و برہان کے غلبہ سے حاصل نہیں ہوتی۔

www.kitabghar.org

درزمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صورت نہ گرفت زیراکہ ہنوز نصارٰے و مجوس باطمطراقِ خود قائم بودند عامہ مفسّرین درتفسیرایں آیہ فروماندند قَالَ الضَّحَّاکُ وَذٰلِکَ عند نزول عیسٰی علیہ السّلام وقال الحسن بن الفضل لیظھرہ علی الدّین کلّہ بالحُجج الواضحۃ امام شافعیؒ سخنے ازیں ہمہ استوار تر آورد قال اظہر اللہ رسولہ علے الادیان بانّ لکل من سمع انہ الحقّ وماخالف من الادیان باطل وقد اظہرہ بان جُمّاعَ الشرکِ دینان دین اھل الکتاب ودین الامّیین فقھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الامّیین حتے دانوا بالاسلام واعطے بعض اھل الکتٰب الجزیۃ صاغرین و جری علیھم حکمہ۔ فھذا ظھورہ علی الدّین کلّہ فقیر میگوید عفی عنہ چوں درمعنے آیتے اشکالے بہم میرسد دو چیز ضرورست یکی آنکہ کتاب اللہ را بمعنے کہ تقریر می کنند درمیزانِ صُراح عقل کہ ماؤف باوہام نباشد بسنجیم اگر ہردو باہم موافق شدند فبہا والا آں معنے را ترک نمائیم دیگر آنکہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیشوائی خود سازیم زیراکہ وی صلی اللہ علیہ وسلم مبیّن قرآن است

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاصل نہیں ہوا کیونکہ نصارٰی و مجوس اُس وقت تک اپنے طمطراق پر قائم تھے لہٰذا اکثر مفسّرین اس آیت کی تفسیر میں عاجز ہوگئے ہیں۔ ضحاکؒ نے کہاکہ یہ بات حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے نزول کے وقت ہوگی۔ حسن بن فضلؒ نے کہاہے کہ غلبہ سے مُراد حجت و بُرہان کا غلبہ ہے۔ امام شافعیؒ نے ان سب سے زیادہ مضبوط بات بیان کی ہے اُنھوں نے کہاہے کہ اپنے رسولؐ کو تمام دینوں پر غالب کردیا (اس طرح) کہ جن لوگوں نے آپؐ کا کلام سُنا اُن پر واضح کردیاکہ یہی حق ہے اور جس قدر دین اس کے خلاف ہیں باطل ہیں اور نیز آپؐ کو اس طرح غالب کردیاکہ گروہ اہلِ شرک میں دو دین تھے ایک دین اہلِ کتاب کا دوسرا دین اُمّیوں[1] کا تو اُمّیوں کو تو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مغلوب کرلیا یہاں تک کہ وہ لوگ اِسلام میں داخل ہوگئے اور اہلِ کتاب (کی یہ حالت ہوئی کہ ان) میں سے بعض نے ذلّت کے ساتھ جزیہ دینا منظور کیا اور آپؐ کا حکم ان پر جاری ہوگیا۔ یہی مطلب آپؐ کے دین کا تمام دینوں پر غالب آجانے کا ہے۔

یہ فقیر کہتاہے کہ جب کسی آیت کے معنی میں کچھ مشکل پیش آجائے تو وہاں دو باتوں کی ضرورت ہے اوّل یہ کہ ہم الفاظِ قرآنی کو لوگوں کے بیان کئے ہوئے معنے کے ساتھ عقل خالص کی ترازو میں {جو اوہام کی آفت سے محفوظ ہو} تولیں اگر دونوں میں موافقت ظاہر ہو تو فبہا ورنہ اُس معنے کو ہم چھوڑ دیں دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہم اپنا پیشوا بنالیں کیونکہ آپؐ قرآن کے (حقیقی اور اصلی) مفسّر ہیں

[1] عرب کے لوگ زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تین مذہب رکھتے تھے بعض مشرک تھے بعض نصرانی بعض یہودی۔ نصرانی اور یہودی کا اہلِ کتاب کہے جاتے ہیں اور مشرکین اُمّی بوجہ اس کے کہ ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔

www.kitabghar.org

چوں غلبۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بر نصارٰے نجران و مجوس ہجر و یہود
خیبر و اخذِ جزیہ و خراج از ایشاں در
یک پلّہ نہیم و کلمۂ لیظھرہ علی الدّین
کلّہ در پلّۂ دیگر گزاریم باہم موافق نہ
شوند غلبہ بر طائفۂ قلیلہ از
اہلِ دین غلبہ بر ادیان نہ باشد
غلبۂ تمام آن است کہ بیضۂ
آن دین مستباح گردد و حامیانش ہمہ
برہم خورند تا آں کہ ہیچ کس داعی
آں دین نماند و عزّ و شرفِ آں
دین مطلقاً زائل گردد اما احادیث
النبی صلّے اللہ علیہ وسلم
فقد اخرج مسلم عن عیاض بن
حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلّے
اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم
فی خطبتہ الا انّ ربی امرنی ان
اعلمکم ما جہلتم مما علّمنی یومی
ھذا کل مالٍ نحلتہ عبداً حلالٌ و
انّی خلقت عبادی حنفاء کلھم وانھم
اتتھم الشیاطین فاجتالتھم عن دینھم
وحرّمت علیھم ما احللت لھم
وامرتھم ان یشرکوا بی مالم انزل
بہ سلطاناً وان اللہ نظر الی
اھل الارض فمقتھم عربھم

(اس قاعدہ کے موافق) جب ہم (لوگوں کے بیان کئے ہوئے
معنے یعنی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو جو (مقامِ) نجران
کے نصرانیوں اور ہجر کے مجوسیوں اور خیبر کے یہودیوں پر آپ کو
حاصل ہوا اور آپ نے اُن سے جزیہ اور خراج لیا (عقلِ خالص
کی ترازو کے) ایک پلّہ میں رکھتے ہیں اور (الفاظِ قرآنی یعنی
لیظھرہ علے الدّین کلّہ کو دوسرے پلّہ میں رکھتے ہیں تو دونو
میں باہم کچھ مناسبت نہیں پاتے ایک تھوڑے سے ٹکڑے پر
غالب آجانا تمام دینوں پر غلبہ نہیں ہوسکتا تمام دینوں پر
غلبہ کے معنے تو یہ ہیں کہ تمام دینوں کی جڑ کُھد جائے اور اُن کے
حمایتی درہم برہم ہوجائیں اور کوئی شخص اُن دینوں کی طرف
بُلانے والا نہ رہے اور اُن دینوں کی عزّت و بزرگی بالکل زائل
ہوجائے (لہٰذا ہم نے ان تمام معانی کو چھوڑدیا) باقی رہی
حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی (تو وہ حسب ذیل ہے)۔
مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا کہ سُنو میری
پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں وہ باتیں بتادوں جو
تم نہیں جانتے اور آج اللہ نے مجھے اُن کا علم دیا ہے (اللہ فرماتا
ہے کہ) جس قدر مال میں نے کسی بندہ کو دیا وہ حلال ہے اور
(فرماتا ہے) میں نے اپنے سب بندوں کو عقیدۂ شرک سے خالی
پیدا کیا ہے مگر شیاطین ان کے پاس آئے اور اُن کو اُن کے (فطری)
دین سے ہٹادیا۔ اور (فرماتا ہے کہ) میں نے بندوں کے لئے جو
چیزیں حلال کی تھیں شیاطین نے اُن پر حرام کردیں اور
شیاطین نے انھیں سکھایا کہ وہ میرے ساتھ اس کو شریک بنائیں
جس کی کوئی سند میں نے نہیں اُتاری اور (فرماتا ہے کہ) اللہ
نے تمام رُوئے زمین کے لوگوں کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا کیا عرب

www.kitabghar.org

وعجمهم الا بقايا من اهل الكتب وقال انما بعثتك لابتليك وابتلی بك وانزلت عليك كتابا لا يغسله الماء تقرأه نائما ويقظانا وان الله امرني ان احرق قريشا فقلت رب اذا يثلغوا رأسي فيدعوه خبزة فقال استخرجهم كما اخرجوك واغزهم نغزك وانفق فسننفق عليك وابعث جيشا نبعث خمسة مثله الحديث واخرج مسلم عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله زوى لي الارض فرأيت مشارقها ومغاربها وان امتي سيبلغ ملكها ما زوي منها واعطيت الكنز الاحمر والابيض الحديث واخرج مسلم عن ابي هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هلك كسرى ثم لا يكون كسرى بعده وقيصر ليهلكن ثم

کیا عجم سوا چند اہلِ کتاب کے (جو اصلی دین پر قائم ہیں) اور فرماتا ہے کہ (اے محمدؐ!) مَیں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تاکہ (اُن لوگوں کے ذریعہ سے) تمھاری آزمائش کروں اور تمھارے ذریعہ سے (اُن کی) آزمایش کروں اور (فرماتا ہے کہ) مَیں نے تم پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی دھو نہیں سکتا تم سوتے اور جاگتے اُس کو پڑھتے ہو۔ اور (سُنو) اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دوں۔ مَیں نے عرض کیا کہ اے پروردگار اگر ایسا کروں تو وہ میرا سر کیوں باقی رکھنے لگے۔ فرمایا کہ تم بھی اُن کو (مکّہ سے) نکال دو جس طرح اُنھوں نے تم کو نکالا اور تم اُن سے جہاد کرو ہم تم کو جہاد کی قوّت عنایت کریں گے اور تم (جہاد کے لئے) خرچ کرو ہم تمھیں دیں گے اور تم ایک لشکر بھیجو ہم ویسے ہی پانچ لشکر بھیجدیں گے۔ اور مسلم نے حضرت ثوبانؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور مَیں نے اُس کی مشرق و مغرب سب دیکھ لیں اور بیشک میری اُمّت کی سلطنت اس حصّۂ زمین تک پہنچیگی جو میرے لئے لپیٹا گیا اور (فرمایا کہ) مجھے سُرخ و سفید دونوں قسم[1] کے خزانے دیئے گئے۔ اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسرٰی (یعنے شاہِ فارس) برباد ہوگیا اب اُس کے بعد کوئی کسرٰی[2] نہ ہوگا اور قیصر بھی یقیناً برباد ہوجائے گا اور اُس کے

[1] دونوں قسم سے مراد زرد و سفید یعنی سونا و چاندی۔ [2] کسرٰی اور قیصر کی سلطنت کی فتح کی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار بیان کی ایک بار مکّہ میں جب کہ آپ نے دعوتِ اسلام کا آغاز ہی کیا تھا کفارِ قریش سے فرمایا تھا کہ اگر تم میری اطاعت کروگے تو عرب و عجم کے بادشاہ ہوجاؤ گے یہ روایت شیعہ سُنی دونوں کے یہاں ہے اور کئی بار مدینہ میں منجملہ ان کے غزوۂ خندق میں جب کہ اس پتھر سے روشنی نکلی یہ روایت بھی فریقین کے یہاں ہے۔ صاحب حملۂ حیدری شیعی لکھتا ہے ؎ بپا سخ چنیں گفت خیر البشر + کہ چوں جست برق نخست از حجر + نمودند ایوان کسرٰی بمن + دوم قصر روم و سوم از یمن + سبب را چنین گفت روح الامین + کہ بعد از من اعوان و انصار دین + براں مملکتہا مسلط شوند + بآئین من اہل آن بگروند +

www.kitabghar.org

لا یکون قیصر بعدہ ولتقسمن کنوزھما فی سبیل اللہ واخرج مسلم عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لتفتحن عصابۃ من المسلمین او من المؤمنین کنز آل کسری الذی فی الابیض واخرج الترمذی فی حدیث طویل عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی لا اخاف علیکم الفاقۃ فان اللہ ناصرکم ومعطیکم حتے یسیر الظعینۃ فیما بین یثرب والحیرۃ اکثر ما تخاف علے مطیتھا السرق قال فجعلت اقول فی نفسی فاین لصوص طی واخرج احمد عن المقداد انہ سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا یبقی علے ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز وذل ذلیل اما یعزھم اللہ فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا قلت فیکون الدین کلہ للہ۔ آنچہ مقتضای ایں احادیث صحیحہ است آنست کہ تمام ظہور دین بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواہد بود

بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور تم لوگ ان دونوں (بادشاہوں) کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے۔ اور مسلم نے حضرت جابرؓ بن سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ یقیناً ایک جماعت مسلمانوں کی یا (فرمایا) مؤمنوں کی آلِ کسریٰ کے خزانے کو جو ملک فارس میں ہیں فتح کرے گی اور ترمذی نے ایک بڑی حدیث میں حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) میں تم پر فاقہ (کی مصیبت) کا خوف نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تمہارا مددگار اور تمہارا دینے والا ہے (تمہاری دولتمندی اس حد تک پہنچے گی کہ) ایک بڑھیا یثرب سے لے کر حیرہ تک جہاں اکثر چوروں کا خوف ہوتا ہے تنہا سفر کرے گی (اور کوئی اُس سے مزاحمت نہ کرے گا) حضرت عدیؓ کہتے ہیں اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قبیلہ طے کے ٹھگ (اُس زمانہ میں) کہاں چلے جائیں گے۔ اور امام احمدؒ نے حضرت مقدادؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے روئے زمین پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ باقی نہ رہے گا جس میں اللہ کلمہ اسلام کو داخل نہ کرے کسی سعادتمند کو عزت دے کر یا کسی بدنصیب کو ذلت دے کر۔ عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ اُن کو اہلِ اسلام میں سے کر دے اور ذلت دینے کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم بن جائیں۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ اُس وقت ہر جگہ دین اللہ کا ہوگا۔ ان احادیثِ صحیحہ کا مقتضا یہ ہے کہ پورا غلبہ دین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا (لہٰذا انہی احادیث کو ہم نے پیشوا

www.kitabghar.org

اگر عائد لیظہرہ بہدی و دینِ حق راجع گردانیم معنے چنیں باشد کہ ارسال رسول بہدی و دینِ حق مفضی خواہد بود بظہورِ آں ہدی و دینِ حق بر جمیع ادیان اینجا لازم نیست کہ بحضورِ آنحضرتؐ باشد ارسال مفضی بظہور بودہ است گو بعض ظہور بردست نواب آنجناب بوقوع آید صلے اللہ علیہ وسلم واگر عائد راجع برسول باشد نیز دور نیست ظہورِ دین کہ بر دستِ نوابِ آنحضرتؐ واقع شود ظہورِ آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اگر میتوانی شنید نکتہ باریک بشنو خدائے تعالیٰ چوں پیغامبرے را برائے اصلاحِ عالم و تقریب ایشاں بخیر و تبعیدِ ایشاں از شر مبعوث گرداند و در غیب الغیب آں اصلاح را صورتے معیّن فرماید تا در ہماں صورت ظاہر شود لاجرم آں صورت در بعثتِ پیغامبر ملفوف خواہد بود باز چوں حکمتِ الٰہی اقتضا فرماید انتقالِ پیغامبر از عالمِ ادنیٰ برفیقِ اعلیٰ پیش از تکمیلِ آں صورت لامحالہ آں پیغامبر بجہتِ اتمامِ آں مقاصد کہ مضمون و ملفوف در بعثتِ اوست شخصے از اُمّت خود را جارحۂ خود سازد و اورا تربیت کند تا دلِ او شایستۂ حلولِ داعیۂ الٰہی گردد باز وصیت نماید اورا باں

بنایا اور آیتِ کریمہ کو آپ کے زمانۂ حیات سے متعلق نہ رکھا الفاظِ قرآنی بھی اس کو نہیں چاہتے کہ حضرتؐ کی حیات ہی میں دینِ حق کو غلبہ کامل ہو جائے چنانچہ) اگر لیظھرہ کی ضمیر (منصوب متصل) ھدی اور دین حق کی طرف پھیریں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول کا ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجنا سبب ہو جائے گا اس ہدایت اور دینِ حق کے تمام دینوں پر غالب ہونے کا۔ اس صورت میں کچھ ضروری نہیں کہ وہ غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو جائے آپؐ کا مبعوث ہو جانا غلبہ کا سبب ہو گیا گو تتمہ اس غلبہ کا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ پر ہوا اور اگر یہ ضمیر رسول کی طرف پھیری جائے تب بھی کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ دینِ حق کا غلبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ سے ہوا بلاشبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا غالب ہونا ہے۔

اگر تم سن سکتے ہو تو ایک باریک نکتہ سنو۔ خدا تعالیٰ جب کسی پیغمبر کو اصلاحِ عالم کے لئے اور بنی آدم کو نیکیوں سے نزدیک کرنے اور بدیوں سے دور کرنے کے مبعوث فرماتا ہے اور غیب الغیب میں کوئی خاص صورت اس اصلاح کی مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ اصلاح اسی صورت میں ظاہر ہو تو لامحالہ وہ صورت خاص اس پیغمبر کی بعثت میں پوشیدہ ہوتی ہے پھر جب حکمتِ الٰہی اس پیغمبر کو عالمِ ادنیٰ سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف قبل اس صورت کی تکمیل کے لیجانا چاہتی ہے تو لامحالہ وہ پیغمبر اُن مقاصد کے پورا کرنے کے لئے جو اس کی بعثت میں مندرج ہیں اپنی اُمّت میں سے کسی شخص کو اپنا آلہ بناتا ہے اور اُس کو تربیت کرتا ہے تاکہ اس کا دل الہامِ خداوندی کے نزول کے قابل ہو جائے اور پھر اُس شخص کو اُن مقاصد کی وصیت کر دیتا ہے اور اُن کی

www.kitabghar.org

و تخفیف فرماید برآں و دعا کند برائے اتمام
آں چنانکہ شخصے استطاعتِ بدنی نداشتہ باشد
کہ قصدِ حج نماید و استطاعتِ مالی دارد و واجب
شود بروے خروج از عہدۂ حج باحجاج غیرو در نامۂ اعمال
او ایں حج مثبت گردد و بسبب ایں سببیت مطیع شود و
سہم اوفی از ثواب حج تحصیل نماید ایں قسم استخلاف در ہر
ملت واقع شدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع را
خلیفہ خود ساختند و حضرت عیسیٰ حواریین را خلیفہ گردانیدند
در انجیل مذکور است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نانے
بدستِ خود گرفتند و گفتند ایں گوشت و پوست
عیسیٰ است بازآں را در میانِ حواریین قسمت
فرمودند۔ چوں ایشاں آں نان را خوردند
حضرت عیسیٰ مناجات فرمود چنانکہ ایشاں
آں نان را بخوردند و در ابدانِ ایشاں فرورفت
ہمچناں عیسیٰ در بدنِ ایشاں درآید خداوندا
نظرِ رحمتے کہ بمن داری در کارِ ایشاں کن تا
بندگانِ ترا بسوئے تو خوانند موافق
ہمیں قاعدہ چوں عالم باعتقادِ سوء مبتلی شد در
جنابِ ربوبیت و بعقیدۂ ارجا یعنے تاخیر اعمال
از مرتبۂ اعتبار و عدم خوف از عواقب آں
کہ مخالفِ مذاہب جمیع انبیاء است علیہم
السلام غضبِ الٰہی بجوشید و داعیۂ
انتقام در ملکوت پیدا شد

ترغیب دیتا ہے اور اُن مقاصد کے پورے ہونے کی دعا مانگتا
ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بدنی قوت نہ رکھتا ہو کہ حج
کا ارادہ کر سکے مگر مالی طاقت رکھتا ہو تو اُس پر ضروری ہے کہ
فریضۂ حج کے پورا کرنے کے لئے دوسرے سے حج کرائے اور اُس
کے نامۂ اعمال میں دوسرے کا حج لکھا جائے اور یہ شخص بوجہ
سبب ہونے کے حکمِ الٰہی کا مطیع ہو اور ثواب حج کا پورا حصہ
حاصل کرے۔ اس قسم کا خلیفہ بنانا ہر دین میں ہوا ہے۔ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشعؑ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو اپنا خلیفہ بنایا تھا (حضرت عیسیٰؑ
کے خلیفہ بنانے کا ایک عجیب طریقہ تھا) انجیل میں مذکور ہے کہ
حضرت عیسیٰؑ نے ایک روٹی اپنے ہاتھ میں لی اور فرمایا کہ یہ عیسیٰ
کا گوشت اور پوست ہے پھر وہ روٹی آپ نے حواریوں میں
تقسیم کر دی جب اُنھوں نے اس روٹی کو کھا لیا تو حضرت عیسیٰ
مناجات کرنے لگے اور فرمایا کہ (یا اللہ) جس طرح اُنھوں نے یہ
روٹی کھا لی اور وہ اُن کے بدن میں حلول کر گئی اسی طرح عیسیٰ
ان کے بدن میں حلول کر جائے۔ اے خداوندا! جو نظرِ رحمت تو
میری طرف رکھتا ہے وہی ان پر مبذول فرما تاکہ یہ لوگ تیرے
بندوں کو تیری طرف بُلائیں۔ اسی قاعدہ کے موافق جب
عالم میں جنابِ الوہیت کے متعلق بُرے اعتقاد پھیل گئے اور
عقیدۂ ارجاء کا رواج ہو گیا یعنے اعمال کو ساقط از درجۂ اعتبار
سمجھنا اور (بُرے) کاموں کے (بد) انجام سے خوف نہ کرنا
جو تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کے خلاف ہی تو غضب
الٰہی جوش میں آیا اور ارادۂ انتقام (عالمِ) ملکوت میں پیدا ہوا

[1] مشرکین کا حال تو ظاہر ہی کہ وہ جزا و سزا ہی کے قائل نہ تھے اعمال کا کیا اعتبار کرتے رہ گئے یہود و نصاریٰ ان کا یہ خیال تھا کہ ہم بُرے اعمال کریں گے تب بھی جنت ہماری ہی کیونکہ ہم خدا کے دوست ہیں۔

www.kitabghar.org

بعد ازاں اہلاک و اتلاف ایشاں را با جلے باز
بست کما قال لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ
أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ
چوں آں وقت در رسد افضل افراد بشر را
مبعوث گردانید کہ ذاتِ مقدس آنحضرت
باشد صلی اللہ علیہ وسلم و وحی خود بروی
صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود و آنجناب
باقصی الہمۃ بجانب آں ہدی و دینِ حق دعوت
نمود مستعدؔ آں سعادت اندوز گشتند و اشقیا
ملعون ابدی شدند در عینِ ایں بعثت معنی
انتقام ازاں جماعات کہ سوء اعتقاد در
جنابِ الوہیت داشتند ملفوف شد
و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اصحابِ
او دریں انتقام بمنزلۂ جارحہ بودند مانند
جبرئیل در صیحۂ ثمود لہذا حروبے
کہ بامرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع
شد مظنۂ نزول برکاتِ عظیمہ بر حاضرینِ واقعہ
گشت یک ساعت حضور دراں مشاہد
خیر کار ریاضتِ صد سالہ میکند در تہذیب
باطن لہذا در شریعتِ ما ثوابِ جہاد بالاترین
ثواب سائرِ قربات است و فضل
اہل بدر و احد و حدیبیہ محقق و مقرر
پس صورت اصلاحِ عالم و گرفتنِ انتقام

پھر اُن لوگوں کے ہلاک و برباد کرنے کا ایک وقت مقرر ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ترجمہ) ہر گروہ کے لئے ایک وقت ہے جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک ساعت کے لئے بھی وہ گروہ نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے نہ آگے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا تو حق تعالیٰ نے افضل افرادِ بشر یعنے ذاتِ مقدس ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی وحی آپؐ پر نازل فرمائی اور آنجنابؐ نے اپنی انتہائی کوشش کے ساتھ اس ہدایت اور دینِ حق کی طرف لوگوں کو بلایا قابلیت رکھنے والے سعادت اندوز ہوئے اور بدبخت لوگ ملعون ابدی بن گئے۔ اسی بعثت کے ضمن میں وہ ارادہ انتقام ان لوگوں سے جو جنابِ الوہیت کے متعلق بُرے اعتقادات رکھتے تھے قائم کیا گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ (باوجود سراپا رحمت ہونے کے) اس انتقام میں بمنزلۂ جارحہ (الٰہی) کے ہو گئے جس طرح حضرت جبرئیلؑ (باوجود سراپا رحمت ہونے کے) صیحۂ[1] ثمود کے وقت (جارحۂ الٰہی بنے تھے) اسی وجہ سے جو لڑائیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے واقع ہوئیں وہ اُن لڑائیوں میں شریک ہونے والوں کے لئے موجب نزول برکاتِ عظیمہ بنے اور اُن لڑائیوں میں ایک ساعت کی شرکت صد سالہ عبادت کی برابر تہذیب باطن میں کارگر ہوتی اسی وجہ سے ہماری شریعت میں جہاد کا ثواب تمام عبادات کے ثواب سے بالاتر ہی اور اہلِ بدر و اہلِ اُحد و اہلِ حدیبیہ کی فضیلت مانی گئی ہے۔ خلاصہ یہ کہ (اس آخر زمانہ میں) اصلاحِ عالم کی اور دشمنانِ خدا

[1] صیحہ بلند آواز کو کہتے ہیں قوم ثمود اسی آواز سے ہلاک کی گئی تھی۔ ثمود وہی قوم ہے جس کی طرف حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جب قوم نے اونٹنی کے پیر کاٹے جو معجزہ سے پیدا ہوئی تھی تو یہ عذاب نازل ہوا۔

www.kitabghar.org

ازا علام اللہ نزدیک خدا بوضع خاص معین شد غیر خسف ایشاں بزمین یا نزول مطر حجارہ یا اہلاک بصیحہ وذٰلک لحکمۃٍ لایعلمھا الا ھو۔ و آں وضع خاص ظہور دینِ ایشان است بر ادیان ہمہ آں در ضمن کبتِ حامیانِ ادیان و داعیانِ آنہا بقتل و سبی و نہب و اخذ خراج و جزیہ و ازالۂ دولت و شوکت ایشاں و پایمال و بے مقدار ساختن ایشاں و ایں وضع خاص در اصل بعثتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ملفوف شد و بعثتِ آنجناب متضمنِ آنصورت گشت فذٰلک قولہ تعالیٰ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ۔ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما بعثتُک لِاَبۡتَلِیَکَ وَاَبۡتَلِیَ بِکَ در تواریخ عجم و روم بالبداہہ معلوم می شود کہ ایشاں یقین داشتند بآنکہ عنقریب دولت ایشاں برہم خورد و دولتِ عرب متمکن گردد نجومیان ایں را از نحوست دلائل سلطنت در افلاک و نظر عداوتِ اینہا درمیانِ خودہا و قوتِ کوکب عرب الے غیر ذٰلک دانستند و کاہنان بکہانتِ خود و سائر

سے انتقام لینے کی ایک خاص صورت مقرر ہو گئی تھی اور وہ صورت یہ نہ تھی کہ وہ (مثل قوم قارون کے) زمیں میں دھنسا دیئے جائیں یا (مثل قوم ہود وغیرہ کے) ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا (مثل قومِ ثمود کے) صیحہ سے ہلاک کئے جائیں اس خاص صورت کی تعیین کسی ایسی حکمت کے سبب سے ہوئی جس کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور وہ خاص صورت یہ تھی کہ ادیانِ (باطلہ) کے حامیوں اور دعوت دینے والوں کو بذریعہ قتل و گرفتاری و تاراج و بندش و خراج و جزیہ سرنگوں کرکے اور اُن کی دولت و شوکت کو پائمال اور بے حقیقت کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے دین کو غلبہ دیا جائے اور یہ صورتِ خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی اور آنجنابؐ کی بعثت اس خاص صورت پر متضمن تھی یہی مطلب اس آیت کا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ اس لئے بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے اور یہی مطلب اس حدیث قدسی کا ہے کہ (اے محمدؐ!) تم کو مَیں نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے (اُن لوگوں کی) آزمائش کروں۔

عجم اور روم کی تواریخ میں یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ عنقریب ہماری دولت درہم و برہم ہوجائے گی اور دولت عرب (عالم) میں جاگزین ہوگی۔ نجومیوں نے یہ بات اوضاعِ فلکی کو اپنی سلطنت کے حق میں منحوس دیکھ کر اور اس سلطنت کے ستاروں کی باہمی عداوت کو دیکھ کر اور ستارۂ عرب کی قوت کو دیکھ کر اور کاہنوں نے اپنی کہانت کے زور سے اور عام

www.kitabghar.org

ناس بر رؤیا و ہواتف و مانند آں شناختند اما ایں نکتہ برآں جماعہ مخفی ماند کہ داعیۂ انتقام از فوق سبع سموٰات نازل شدہ و ملأ اعلیٰ و ملأ سافل ہمہ باں رنگ رنگین گشتہ ایں اوضاع فلکیہ اجلی ست برائی انتقام ایں جماعات نہ موثر حقیقی اگر داعیۂ نازلہ از غیب الغیب می شناختند حق را از باطل جدا می دیدند بالجملہ درآں وقت جمیع ارض تحتِ حکم دو بادشاہ ذی شوکت مجتمع بود کسرٰے و قیصر و دین ایں ہر دو بادشاہ بر ادیانِ دیگر غالب و ہر دو دین باباحت میل دارند و عقیدۂ اِرجا بر ہر دو غالب است کسرٰے و قیصر حامیانِ ایں دو دین بودند و داعیان بسوئے آں قولاً و فعلاً و تسبباً کہ النّاس علےٰ دین ملوکھم۔ روم و روس و فرنگ و الیمان و افریقیہ و شام و مصر و بعض بلادِ مغرب و حبشہ در دینِ نصرانیت بودند بموافقت قیصر و خراسان و توران و ترکستان و زاولستان و باختر و غیر آں مجوس بودند بمتابعتِ کسرٰی و سائر ادیان مثل دینِ یہودیت و دینِ مشرکین و دینِ ہنود و دینِ صابئین پامال شوکتِ ایں ہر دو پادشاہ شدہ بودند و ضعیف گشتہ و متدینان اینہا برہم خوردہ لاجرم داعیۂ ظہور دین برحق

آدمیوں نے خواب سے اور غیبی آوازوں سے اور اسی قسم کی چیزوں سے معلوم کرلی تھی مگر یہ نکتہ ان لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے ارادۂ انتقام نازل ہوا ہے اور ملأ اعلےٰ اور ملأ سافل سب اس رنگ میں رنگ گئے ہیں یہ اوضاعِ فلکی اس انتقام کا وقت آجانے کی علامت ہیں نہ کہ مؤثرِ حقیقی اگر اس ارادہ کو جو غیب الغیب سے نازل ہوا تھا وہ لوگ سمجھ لیتے تو حق اور باطل کی ان کو تمیز ہوجاتی۔

الحاصل اس وقت تمام ملک دو پر شوکت بادشاہوں یعنے کسرٰے و قیصر کے زیر حکم تھا یہ دونوں بادشاہ تمام دوسرے مذاہب پر غالب تھے یہ دونوں بادشاہ (مذہب) اباحت[1] کی طرف میل رکھتے تھے اور عقیدۂ ارجاء ان دونوں پر غالب تھا کسرٰے اور قیصر ان دونوں مذہبوں کے حامی تھے اور قولاً و فعلاً ان دونوں مذہبوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور ان دونوں مذہبوں کی ترویج کا سبب بنے ہوئے تھے کیونکہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں روم و روس اور فرنگ اور جرمن اور افریقیہ اور شام اور مصر اور بعض بلادِ مغرب و حبش قیصر کی موافقت میں نصرانیت کے مذہب پر تھے اور خراسان و توران و ترکستان و زاولستان و باختر وغیرہ کے لوگ بہ تبعیتِ کسرٰے مجوسی تھے اور باقی مذاہب مثل مذہب یہود و مذہب مشرکین و مذہب ہنود و مذہب صابئین کے انہی دونوں بادشاہوں کی شوکت میں پامال اور کمزور ہورہے تھے اور ان مذاہب کے معتقدین درہم و برہم ہوچکے تھے لہٰذا ارادۂ الٰہی نے (جو کہ دینِ برحق

[1] اباحت کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو جائز و حلال سمجھ لینا نتیجہ اس مذہب کا یہ ہوتا ہے کہ اعمالِ قبیحہ کا رواج انسانوں میں ہوجاتا ہے اور اعمالِ صالحہ مفقود ہوجاتے ہیں۔

www.kitabghar.org

وقصد انتقام از کفرۂ فجرہ برہم زدن دولت کسرٰے وقیصر را آشیانۂ خود گردانید تا چوں ایں ہر دو دولت برہم خورد اعظم ادیان موجودہ واشہر آنہا برہم خوردہ باشد وچوں سطوت اسلام بجائے سطوتِ ایں دو ملت بنشیند سائر ادیان خود بخود پائمالِ شوکتِ اسلام شوند مانند پائمال بودنِ آنہا بایں دو ملت بعد استقرارِ ملت حقہ در قطرِ حجاز کہ نہ در تصرّف کسرٰے بود ونہ در تصرّفِ قیصر ہر دو ازاں غافل بودند وغلبہ بر طور غلبۂ ملوک در غیر ایں قطر متصور نبود۔

چوں خدائی تعالےٰ برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعم روحانیہ کہ جز بلحوق رفیق اعلےٰ میسّر نباید اختیار فرمود لازم شد کہ بجہتِ اکمالِ ظہور دینِ حق واتمامِ کبتِ اعداء اللہ استخلاف فرماید تا آں ہمہ در جریدۂ اعمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثبت شود والتفاف انتقام در بعثتِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کار خود کردہ باشد مثل آنکہ بندۂ خاص از بندگانِ بادشاہ خود در مجالسِ اُنس ومحافل قدس ہمنشین بادشاہ شود وفتح بعضِ قلاع کہ بادشاہ بآں قدغنِ بلیغ نمودہ است بیکے از عملہائی خود باز گذارد وبفتح کردن آں قلعہ ایں بندۂ خاص بزیادتِ عزو بخلع وعطایا مخصوص گردد چوں ایں ہمہ گفتہ شد باید دانست کہ

کے غالب کرنے اور کفار نابکار سے انتقام لینے کے متعلق تھا} سرزمینِ حجاز میں [جو نہ کسرٰی کے تصرف میں تھی نہ قیصر کے دونوں اس سے غافل تھے اور (ابتداءً) شاہانہ غلبہ سوا اُس سرزمین کے دوسری جگہ ممکن نہ تھا} دینِ برحق کے قائم ہو جانے کے بعد کسرٰی وقیصر کی سلطنت کو اپنا آشیانہ بنایا کہ جب یہ دونوں دولتیں درہم وبرہم ہو جائیں گی جو موجودہ مذاہب میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مشہور ہیں اور سطوتِ اسلام ان دونوں سلطنتوں کے قائم مقام ہو جائے گی تو باقی مذاہب شوکتِ اسلام سے خود بخود پامال رہیں گے جس طرح ان دونوں سلطنتوں سے پامال تھے اور چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اُن روحانی نعمتوں کو جو بغیر رفیقِ اعلےٰ سے ملے ہوئے حاصل نہیں ہوسکتیں پسند فرمایا اس لئے ضروری ہوا کہ دین حق کے غلبہ کو کامل کرنے اور دشمنانِ خدا کی سرنگونی کو پورا کرنے کے واسطے آپ کسی کو خلیفہ بنائیں تاکہ یہ سب باتیں آپ کے صحیفۂ اعمال میں درج ہو جائیں اور وہ ارادۂ انتقام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ضمن میں لپٹا ہوا تھا اپنا کام پورا کرے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی خاص اور مقرب ملازم کسی بادشاہ کا (ترقی پاکر) محبت کی مجالس اور مقدس محافل میں بادشاہ کا ہمنشین ہو جائے اور بعض قلعوں کا فتح کرنا جن کے لئے بادشاہ نے بہت کچھ تاکید کی ہے اپنے کسی اچھے کارگزار کے متعلق کر دے اور جب وہ قلعہ (اس کارگزار کے ہاتھ پر) فتح ہو جائیں تو اس ملازم کی عزت بڑھ جائے اور خلعتیں اور بخششیں اس کو ملیں جب یہ سب باتیں بیان ہو چکیں تو اب سمجھ لینا چاہیئے کہ

www.kitabghar.org

توجیہ صحیح دریں آیت آنست کہ ہر ظہورکہ دین حق را حاصل شد ہمہ در کلمۂ لیظہرہ علی الدین کلہ مندرج است و اعظم انواع آں کہ برہم زدنِ دولتِ کسرٰے وقیصر است بالاولیٰ داخل دروست وحامل لوائے ایں مرتبہ خلفاء بودند رضی اللہ عنہم مساعی ایں بزرگواران مقتضائے ارسالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود ومندرج دراں وایشاں بمنزلہ جارحۂ تدبیر غیب بودند در ظہور آں وہمین است معنی خلافتِ خاصہ باز معنے هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ آنست کہ ہُدیٰ ودینِ حق کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بآں مرسل بودند ظاہر وغالب باشد وجلی ومشہور نہ مخفی ومستور وایں آیہ محکم است درمیان اہلِ سنت واہلِ بدعت خدائے تعالیٰ ہُدیٰ ودین حق را بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود ووے صلے اللہ علیہ وسلم آں را بصحابہ تبلیغ نمود وصحابہ آں معنے کہ مرادِ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بود فہمیدند وبقرنِ تابعین رسانیدند ثم وثم زیرا کہ ارادہ الٰہی نہ محض تعلیم آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم ونہ خروجِ آنجناب از عہدہ تبلیغ اگرچہ سامعان

صحیح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس قدر غلبہ دین حق کو حاصل ہوا وہ سب لیظہرہ میں داخل ہے اور اس غلبہ کے تمام اقسام میں اعلیٰ درجہ کی قسم یعنے دولتِ کسرٰے وقیصر کا درہم وبرہم کرنا بدرجۂ اَولےٰ داخل ہوگا اور اس قسم اعلےٰ کے حاصل کرنیوالے خلفاء رضی اللہ عنہم تھے انہی بزرگواروں کی کوششیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے (حق تعالیٰ کو) مقصود تھیں اوران کی کوششیں آپ کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھیں۔ اور یہ بزرگوار تدبیرِ غیبی کے لئے اُس کے ظہور کے آلات تھے۔ خلافتِ خاصہ کے یہی معنے ہیں۔

پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) آیتِ مذکورہ میں لیظہرہٗ کے لفظ سے ظاہر ہے کہ وہ ہدایت اور دینِ حق جس کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے ظاہر اور غالب اور روشن اور مشہور ہوگی نہ کہ مخفی وپوشیدہ۔[1]

یہ آیت محکم ہے درمیان اہلِ سنت واہلِ بدعت کے (اہلِ سنت اسی آیت کے موافق کہتے ہیں کہ) خدا تعالےٰ نے ہدایت اور شریعت حقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو صحابہؓ تک پہنچایا اور صحابہؓ نے اُن معانی کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے الفاظ سے) مراد لئے تھے سمجھ لیا اور اُنھوں نے وہ تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں (اور تابعین نے بھی اُن کی مُراد سمجھ کر تبع تابعین تک پہنچایا) وعلیٰ ہذا کیونکہ مقصود الٰہی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہ تھی نہ یہ مقصد تھا کہ آپؐ فرضِ تبلیغ سے سبکدوش ہوجائیں گو سُننے والے

[1] برخلاف اس کے شیعہ اس دینِ حق کو ہمیشہ مغلوب ومستور بناتے ہیں چنانکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امرِ ولایت کو خدا نے صرف جبریلؑ سے بتایا اور جبریلؑ نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرتؐ نے صرف علی مرتضےٰ سے۔ ہکذا فی نہج البلاغۃ

www.KitaboSunnat.com

www.kitabghar.org

نہ فہمند بلکہ مراد ظہور دین حق است قرناً
بعد قرنٍ پس کسیکہ گوید کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم دینِ حق را بصحابہ رسانیدند
لیکن ایشاں معنے کہ مراد بود نہ فہمیدند
یا فہمیدند اما غرضِ نفسانی حائل شد
ایشاں را بر کتمانِ آں وے مبتدع است
پس معتزلہ و شیعہ کہ می گویند اِنکم ستَرَون
ربکم الحدیث معنے آں علم یقینی بود
صحابہ از جہتِ غموض فہم معنے آں نکردند و
شیعہ کہ می گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بر خلافتِ حضرت مرتضےٰ نصے فرمودہ
بودند صحابہ بغرضِ نفسانی خود کتم آں کردند
وعصیان امر ورزیدند مبتدع اند اینجا مراد
حق ظہور دین است مراد او راجل وعلا برہم
نمی تواں زد سبحانک ھذا بھتان عظیم

قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ اٰل عمران
كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ
أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ
الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝
ہستید شما بہترین گروہے کہ بیروں
آوردہ شدند برائے اصلاح مردمان
می فرمائید بکارِ پسندیدہ و منع مے
نمائید از ناپسندیدہ و ایمان

(آپ کی مراد) نہ سمجھیں بلکہ مقصود الٰہی ظہور (اور غلبہ)
دین برحق کا تھا ہر زمانہ میں لہٰذا جو شخص کہتا ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین برحق صحابہؓ کو
پہنچایا مگر صحابہؓ اُن معانی کو نہ سمجھے جو آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے مراد لئے تھے یا سمجھے مگر غرض نفسانی
اُن کو اس دین کے پوشیدہ کرنے پر باعث ہوئی
وہ شخص بدعتی ہے۔

معتزلہ اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ حدیث انکم سترون
ربکم (ترجمہ۔ بے شک تم دیکھو گے اپنے پروردگار
کو) میں معنے دیکھنے کے یہ ہیں کہ (قیامت کے
دن) علم یقینی (وجودِ خدا کا حاصل) ہوجائے گا
مگر صحابہ اس معنے کو بوجہ دقیق ہونے کے نہ
سمجھ سکے اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضےٰ کی خلافت پر
نص فرمادی تھی مگر صحابہؓ نے غرضِ نفسانی کی وجہ
سے اُس کو چھپا ڈالا اور خلاف حکم کیا یہ سب
لوگ بدعتی ہیں۔

جب دینِ حق کا غلبہ خُدا کو مقصود تھا تو اُس کے
مقصود کو کوئی برہم نہیں کرسکتا۔ سبحانک ھذا بھتان
عظیم۔

(آٹھویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ آلِ عمران
(چوتھے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):۔
تم ہو بہترین اُس گروہ کے جو نکالے گئے واسطے
(اصلاح) آدمیوں کے حکم دیتے ہو پسندیدہ کام
کا اور منع کرتے ہو ناپسندیدہ (کام) سے اور ایمان

www.kitabghar.org

می آرید بخدا و اگر ایمان می آوردند
اہلِ کتاب بہتر بودے ایشان را
طائفہ از انہا مؤمنان اند واکثر آنہا
از حد بیرون رفتہ اند قولہ کُنْتُمْ
خَیْرَ اُمَّۃٍ بدو وجہ مفسر است ہستید
شما بایں صفت یا بودید در علمِ الٰہی
بایں صفت قولہ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ایں
برآوردن نہ چنان است کہ از عدم
یا از مضیقے برآوردہ باشند بلکہ
معنیش آنست کہ باطن مقدس آنحضرت
را صلے اللہ علیہ وسلم بداعیۂ
اصلاحِ ناس ممتلی ساختند و شعاع
نور از دل وے صلے اللہ علیہ وسلم
بیرون اُفتاد جمعے کہ مستعد بودند
بآں نور متنور گشتند وہماں داعیہ
از باطنِ ایشاں سر برآورد از میان
افراد بشر ایں طائفہ بایں دولت سرفراز
شدند و بایں نعمت مخصوص گشتند
پس ایں جماعہ برآوردگان حق اند
از میانِ مردم و لِلنَّاسِ افادہ
مے فرماید کہ ایں تدبیر الٰہی است برائے
اصلاحِ عباد تا عالمے بواسطۂ ایں گروہ
متنور و متأدب گردد و اخرج البغوی
وغیرہ عن ابی سعید الخدری عن النبی
صلے اللہ علیہ وسلم الا وان

لاتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لے آتے اہلِ کتاب تو بہتر ہوتا اُن کے لئے۔ کچھ لوگ ان میں سے مؤمن ہیں اور بہت لوگ ان میں سے حد سے باہر نکل گئے ہیں۔

کنتم خیر امۃٍ کے دوؔ معنے بیان کئے گئے ہیں (اول یہ کہ) تم اس صفت کے ساتھ (فی الحال) موصوف ہو (دوم یہ کہ) تم علمِ الٰہی میں (پہلے ہی سے) اس صفت کے ساتھ موصوف تھے۔ (کنتم کا مصدر کینونہ بمعنے ہستن بھی آتا ہے اور بمعنے بودن بھی اسی لحاظ سے یہ دوؔ معنے ہوئے)۔

اخرجت للناس یہ نکالا جانا ایسا نہیں ہے کہ عدم سے (وجود میں) یا کسی تنگ مقام سے (وسیع میدان میں) نکالے گئے ہوں بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ لوگ حق تعالےٰ کے آوردہ ہیں (آوردہ ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ (کارپردازانِ قضا و قدر نے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا باطن مقدس اصلاح بنی آدم کے ارادہ سے لبریز کردیا اور (اس ارادہ کی) ایک شعاعِ نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک سے نکلی جس قدر لوگ قابلیت رکھتے تھے وہ اُس نور سے منور ہوگئے اور اسی ارادہ نے اُن کے اندر بھی جوش کیا لہٰذا تمام افراد بشر میں وہی لوگ اس دولت سے سرفراز ہوئے اور اس نعمت کے ساتھ مخصوص ہوگئے پس یہ لوگ افرادِ بشر کے درمیان حق تعالےٰ کے آوردہ ہوئے اور للناس (کا لام جو بقاعدۂ لغت نفع کے معنے دیتا ہے) ظاہر کررہا ہے کہ یہ تدبیر الٰہی بندوں کی اصلاح کے لئے ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ایک عالم اس گروہ کے ذریعہ سے نورانی اور باادب ہوجائے۔ (اب اس آیت کی تفسیر میں چند حدیثیں سنو)۔

بغوی وغیرہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا آگاہ رہو کہ

www.kitabghar.org

هٰذه الامّة توفی سبعین اُمّةً هی خیرها واکرمها علی الله عزو جل واخرج البغوی عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده انه سمع النبیّ صلے الله علیه وسلم یقول فی قوله تبارك وتعالی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قال انکم تتمّون سبعین اُمّةً انتم خیرها واکرمها علی الله واخرج ابوعمر فی الاستیعاب عن عبدالله بن مسعودٍ قال انّ الله نظر فی قلوب العباد فوجد قلبَ محمّد صلے الله علیه وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمّد صلے الله علیه وسلم فوجد قلوب اصحابه خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیّه یقاتلون عن دینه واخرج ابوعمر عن ابی هریرة فی قوله تعالی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ قال خیر النّاس للنّاس یجیئون بهم فی السلاسل یدخلونهم فی الاسلام قوله تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ استیناف است برائی بیان وجہ خیریت قال مجاهد کانوا خیر الناس علی الشرط الذی ذکره الله تعالی تأمرون بالمعروف الآیة بازاینجا دو وصف ذکر کردہ شد

یہ امت سترویں امّت ہے اور گزشتہ تمام امتوں سے اللہ عزّوجل کے نزدیک بہتر اور بزرگ تر ہے ۔ اور بغوی نے بہز بن حکیم سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اُن کے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کنتم خیر امّۃ کے متعلق فرماتے ہوئے سُنا کہ تم لوگ سترویں امّت ہو اور ان سب امتوں سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بزرگ ہو۔ اور ابو عمر نے (کتاب) استیعاب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ نے تمام بندوں کے دل کو دیکھا تو اُن میں سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو پایا لہٰذا ان کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ ان کو مبعوث فرمایا۔ پھر (دوبارہ) اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب بندوں کے دلوں سے آپؐ کے اصحابؓ کے دلوں کو بہتر پایا۔ لہٰذا ان کو اپنے نبی کا وزیر بنایا کہ وہ اس کے دین (کی طرف) سے لڑتے ہیں۔ اور ابو عمر نے حضرت ابوہریرہؓ سے کنتم خیر امّۃ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اس امّت کے لوگ بنی آدم کے لئے سب آدمیوں سے زیادہ نافع ہیں کہ اُن کو (میدان جنگ سے پکڑ کر) زنجیروں میں جکڑ کر لاتے ہیں اور اسلام میں داخل کرتے ہیں۔

تأمرون بالمعروف ۔ یہ ایک نیا جملہ ہے ان لوگوں کے بہترین امّت ہونے کی دلیل ہے (یعنے اُن اوصافِ جمیلہ کے سبب سے تم بہترین ہو) مجاہد (امام المفسّرین) نے کہا ہے کہ (بے شک) وہ لوگ سب سے بہتر تھے اُن اوصاف کے سبب سے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائے ہیں (یعنے) تأمرون بالمعروف الآیۃ پھر (دیکھو کہ) یہاں دو وصف بیان کئے گئے ہیں۔

www.kitabghar.org

یکے فیما بینھم وبین النّاس وآں امر بمعروف و نہی عن المنکر است ودیگرے فیمابینھم وبین اللہ وآں ایمان است کہ متضمن ہفتاد وچند شعبہ است قولہ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتَابِ افادہ مے فرماید سبب برآوردن ایں امت وآں آن است کہ اہلِ کتاب وقتے از اوقات اُمَّۃٌ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بودند صفت ایشاں متغیّر شد لہٰذا حکمتِ الٰہی اقتضا نمود اخراج امتے دیگر از عرب قال البغوی رُوِیَ عن عمر رضی اللہ عنہ قال کُنْتُمْ خیر امۃٍ اخرجت للنّاس تکون لاوّلنا و لا تکُونُ لاٰخرنا وقال ابو عُمَر جاء عن عمر بن الخطاب مَنْ سَرَّہٗ ان یکون من تلک الاُمّۃ فلیُؤَدِّ شرط اللہ تعالیٰ فینا و ہر دو قول باہم نزاع ندارند زیرا کہ مفہوم آیت عام است برائے ہر کہ روحِ داعیۂ اصلاحِ عالَم در قلب او نفخ کنند اول امت باشد یا آخر آں لیکن مصداق آں در خارج اولِ امت است فقط

ایک (وہ جو اُن معاملات کی درستی پر دلالت کرتا ہے جو) اُن کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان میں (رہتے ہیں) اور وہ (وصف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے دوسرا وہ (جو ان معاملات کی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے جو) ان کے اور اللہ کے درمیان میں (رہتے ہیں) اور وہ ایمان ہے جس میں ستّر سے اوپر کچھ شاخیں ہیں (یہ دونوں وصف جس میں موجود ہوں اس کے جامع اوصاف اور بہترین ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے)۔

ولو اٰمن (میں) اس امتِ مرحومہ کے لانے کا سبب بیان فرماتا ہے وہ یہ کہ اہلِ کتاب بھی کسی وقت میں امۃ اخرجت للنّاس (کے مصداق) تھے چونکہ ان کی حالت متغیّر ہوگئی لہٰذا حکمتِ الٰہی نے عرب سے ایک دوسری اُمت کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا بغوی (مفسّر) نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کنتم خیر امۃ (کی فضیلت) صرف ہمارے اگلوں کے لئے ہے پچھلوں کے لئے نہیں ہے اور ابو عمرؓ نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ جس کو خواہش ہو کہ اس گروہ میں (جس کی شان خیر امۃ ہے) داخل ہوجائے اُس کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف ہم میں بیان کئے ہیں ان کو حاصل کرے۔ حضرت عمرؓ کے ان دونوں قولوں میں باہم مخالفت نہیں ہے کیونکہ مفہوم آیت کا تمام اُن لوگوں کو شامل ہے جن کے دل میں ارادۂ اصلاح عالَم کی روح (کارکنانِ قضا و قدر) پھونک دیں خواہ اس امت کے اگلوں سے ہوں یا پچھلوں سے (لہٰذا یہ کہنا صحیح ہوا کہ جس کو خواہش ہو وہ ایسا کرے) لیکن (چونکہ) مصداق ان اوصاف کے خارج میں صرف اس امت کے اگلے لوگ تھے۔

www.kitabghar.org

زیراکہ من بعد رسم جہاد وامر معروف ونہی منکر مندرس شد چوں ایں ہمہ مبین گردید باید دانست کہ حضرات خلفاء ازاں امت بودہ اند کہ اخرجت للناس صفتِ ایشان است از جہتِ آنچہ از حالاتِ ایشاں بتواتر ثابت گشتہ زیادہ ازیں چہ خواہد بود کہ جماعاتِ عظیمہ از مسلمین بقوتِ ہمت ایں بزرگاں مؤتلف شدند واقالیم وسیعہ را فتح نمودند وطوائف ناس بسعی ایشاں دررِبقۂ اسلام درآمدند پس ایشاں خیرِ امت باشند و ہو المراد۔ قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الحدید لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ برابر نیست از شما کسیکہ صرف مال نمود پیش از فتح دکارزار کرد با کسے کہ چنیں نکرد ایں

(لہٰذا یہ فرمانا بھی بجا ہے کہ یہ آیت صرف اگلوں کے لئے ہے) کیونکہ (قرنِ اوّل کے) بعد جہاد اور امر معروف اور نہی منکر کا طریقہ مِٹ گیا۔

جب یہ سب باتیں بیان ہوچکیں تو اب جاننا چاہیئے کہ حضرات خلفاء اسی (بہترین) گروہ سے ہیں جن کی صفت (اس آیت میں) اخرجت للناس (وارد ہوئی) ہے۔ بوجہ اس کے کہ ان کے حالات سے (امر معروف اور نہی منکر اور ایمان کے ساتھ ان کا موصوف ہونا) بتواتر ثابت ہوچکا ہے۔[1] اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں انہی بزرگوں کی قوت ہمت سے یکجا اور متفق ہوئیں اور انھوں نے بڑی وسیع اقلیموں کو فتح کیا اور لوگ گروہا گروہ ان کی کوشش سے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے لہٰذا (ثابت ہوگیا کہ) یہ لوگ بہترین امت ہیں (اور جب بہترین امت ہوئے تو خلافت ان کی برحق ہوئی غصب و ظلم کی جھوٹی تہمت سے ان کا دامن پاک ہے) اور یہی مقصود ہے۔

(نویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۃ حدید (ستائیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):-

برابر نہیں ہے تم میں سے وہ شخص جس نے (راہِ خدا میں) مال خرچ کیا فتح سے پہلے اور جہاد کیا اُس نے {اس شخص کے ساتھ جس نے ایسا نہ کیا} وہ

---

[1] تواتر بھی ایسا کہ مخالفین باوجودیکہ انکار قطعیات کی بہت کچھ مشق رکھتے ہیں اس کے اقرار پر مجبور ہوگئے ہیں چنانچہ جس موقع پر اہلسنت کے اس اعتراض کے (کہ اگر خلفاء ثلاثہ رضی حضرت علیؓ کو مخالف تھی تو حضرت معاویہؓ کی طرح ان سے کیوں نہ لڑے؟) جواب دینے کی ضرورت شیعوں کو درپیش ہوئی وہاں بتصریح لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں اوامر ونواہی شرعی خوب جاری تھے معاویہؓ میں یہ بات نہ تھی۔ علامہ ابن میثم (المتوفی ۶۹۹ھ) نے اپنی شرح نہج البلاغت میں جابجا یہ مضمون لکھا ہے، ایک جگہ لکھا ہے ان الفرق بین الخلفاء الثلاثۃ وبین معاویۃ فی اقامۃ حدود اللہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواہیہ ظاہر۔ (شرح ابن میثم مطبوعہ طہران)

www.kitabghar.org

جماعت بزرگ تر اند در رفعتِ مراتب ازاں جماعہ کہ صَرفِ مال نمودند وکارزار کردند بعد فتح وہر یکے را وعدہ دادہ است خدائے تعالےٰ خصلت نیک کہ نجات است وخدائے بآنچہ مے کنید داناست ایں آیت افادہ مے فرماید کہ ہمہ صحابہ دریک مرتبہ نیستند جمعے از جمعے افضل و اکمل اند بحسبِ تقدّم وتاخرِ انفاق وقتال آخرج الحفّاظ من حدیث ابی سعید الخدری عن النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم قال لا تَسُبُّوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہٖ لوان احدکم انفق مثل اُحُدٍ ذھبًا ما ادرک مُدَّ اَحَدِھِم ولا نَصِیفَہ۔ مِن قبل الفتحِ مفسّر بدوؔ وجہ است یکے فتح مکہ وھو قول الاکثر ودیگر صلح حُدیبیہ وھو اَقعَدُ باحادیث فضائل الحُدیبیۃ و ایں اختلاف مبنی است بر تفسیر کلمہ اِنَّا فَتَحنَا لَکَ فَتحًا مُّبِینًا کہ بریں دوؔ وجہ تفسیر کردہ اند وایں آیت بطریق منطوق افادہ مے فرماید تفضیلِ جماعہ کہ قبل فتح

لوگ (جو فتح سے پہلے یہ کام کر چکے) بزرگ تر ہیں {بلند تر} مراتب میں اُن لوگوں سے جنھوں نے (راہِ خدا میں) مال خرچ کیا اور جہاد کیا بعد فتح کے اور ہر ایک کو وعدہ دیا ہے اللہ نے اچھی چیز {یعنے نجات} کا۔ اور خدا جو تم کرتے ہو اُس سے واقف ہے۔

یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ سب صحابہؓ ایک مرتبہ میں نہیں ہیں بعض بعض سے افضل و اکمل ہیں ہوافق مقدم و مؤخر ہونے کے خرچ کرنے اور جہاد کرنے میں تمام ائمہ محدثین نے بواسطہ حضرت ابو سعید خُدریؓ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا میرے صحابہؓ کو بُرا نہ کہو قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی شخص تم میں سے کوہِ اُحد کے برابر سونا (راہِ خدا میں) خرچ کرے تو وہ اُن کے ایک مُد[1] یا نصف (کے خرچ) کے برابر (ثواب میں) نہیں ہو سکتا۔ من قبل الفتح (میں فتح) کے دوؔ معنے بیان کئے گئے ہیں اوّل فتح مکہ اور یہی اکثر مفسّرین کا قول ہے۔ دوسرے صلح حُدیبیہ اور یہ معنی احادیث فضائلِ حُدیبیہ کے زیادہ مناسب ہیں یہ اختلاف (فتح کے معنی میں) کلمہ انا فتحنا لك فتحا مبینا کی تفسیر پر مبنی ہے کہ اس کے بھی یہی دوؔ معنے بیان کئے گئے ہیں (جو لوگ فتح مبین سے فتح مکہ مراد لیتے ہیں وہ یہاں بھی فتح کے معنے فتح مکہ بیان کرتے ہیں اور جو لوگ فتح مبین سے صلح حُدیبیہ مراد لیتے ہیں وہ یہاں بھی فتح کے معنے صلح حُدیبیہ کہتے ہیں)۔

یہ آیت بطور منطوق[2] کے بتا رہی ہے کہ جن لوگوں نے فتح سے پہلے

---

[1] ایک پیمانہ کا نام ہے اس کا وزن قریب آدھ سیر کے ہوتا ہے۔ [2] جو مضمون کسی کلام میں صاف صاف مذکور ہو اس کو منطوق کہتے ہیں اور جو اس سے مستنبط ہوتا ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں۔ مفہوم دو قسم کا ہوتا ہے ایک مفہوم موافق دوسرے مفہوم مخالف[1] مفہوم موافق وہ (باقی صفحہ ۱۸۲ پر)

انفاق وقتال ازایشاں بظہور آمد برجماعۂ کہ بعد از فتح انفاق وقتال نمودہ اند وبطریق مفہوم موافق مے فہماند کہ ہرکہ انفاق وقتال او مقدم تر افضل تر وقتالے کہ در مکہ بود بدست وعصابود و قتالے کہ بعد ہجرت واقع شد بشمشیر و رماح در لغت ہردورا قتال مے تواں گفت بملاحظہ ہمیں مفہوم موافق گفتہ اند کہ نزلت فی ابی بکر الصدیق قال البغوی وروی محمد بن فضیل عن الکلبی ان ھٰذہ الاٰیۃ نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فانہ اوّلُ من اسلم واوّلُ من انفق فی سبیل اللہ عزوجل قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اوّل من اظہر اسلامہ بسیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ والنبی صلے اللہ علیہ وسلم وروی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنت عند النبیّ صلے اللہُ علیہ وسلم

مال خرچ کیا اور جہاد کیا اُن لوگوں سے افضل ہیں جنھوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور بطور مفہوم موافق کے بتا رہی ہے کہ جس نے (فتح سے پہلے) زیادہ خرچ کیا ہو اور زیادہ جہاد کیا ہو اس کا مرتبہ (ان لوگوں میں بھی) سب سے اقدم وافضل ہوگا اور (یہ بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ) جو جہاد مکہ میں (قبل از ہجرت) تھا وہ ہاتھ سے اور لاٹھی سے تھا اور جو جہاد بعد ہجرت کے واقع ہوا وہ تلوار سے اور نیزوں سے تھا اور لغت میں دونوں کو قتال کہتے ہیں۔ (لہٰذا جو جہاد قبل از ہجرت ہوتا رہا اس کا بھی لحاظ کیا جائے گا) اسی مفہوم کے لحاظ سے (چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جہاد قبل از ہجرت سب سے فائق تھا) لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ محمد بن فضیل نے کلبی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ سب سے پہلے وہی اسلام لائے اور سب سے پہلے اُنہی نے اللہ عزوجل کی راہ میں (اپنا مال) خرچ کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے تلوار ہاتھ میں لے کر اپنا اسلام ظاہر کیا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں (ایک روز) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا

(بقیہ ص۱۸۱) مفہوم ہے جو خود اس عبارت سے نکلتا ہو۔ اور مفہوم مخالف وہ مفہوم ہے جو اس عبارت کی جانب مخالف سے نکلتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت فمما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنٰت ترجمہ۔ جو شخص نہ طاقت رکھے تم میں سے یہ کہ نکاح کرے آزاد مسلمان عورتوں سے تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے۔ منطوق اس آیت کا لونڈی سے نکاح کا جواز ہے اور مفہوم موافق اس کا لونڈی سے نکاح کا افضل ہونا جب کہ آزاد سے نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو اور مفہوم مخالف اس کا یہ ہے کہ جب آزاد عورت سے نکاح کا مقدور ہو تو لونڈی سے نکاح جائز نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف قابل اعتبار نہیں ہوتا۔

www.kitabghar.org

وعنده ابوبكر الصديق رضي الله عنه وعليه عباءة قد خللها في صدره بخلال فنزل جبرئيل عليه السلام فقال مالي ارى ابابكر عليه عباءة قد خللها في صدره بخلال فقال انفق ماله على قبل الفتح قال فان الله يقول اقرأ عليه السلام وقل له أراضٍ انت عني في فقرك هذا ام ساخط فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابابكر ان الله عز وجل يقرأ عليك السلام ويقول لك اراضٍ انت في فقرك هذا ام ساخط فقال ابوبكر رضي الله عنه ءاسخط على ربي انا عن ربي راضٍ انا عن ربي راضٍ اخرج الحاكم وابوعمر عن هشام بن عروة عن ابيه قال اسلم ابوبكر وله اربعون الفًا انفقها كلها على رسول الله صلى الله عليه وسلم في سبيل الله۔ في رياض النضرة عن عائشة رضي الله عنها قال لما اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا تسعة وثلثين رجلاً الح ابوبكر

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی (اس وقت) آپؐ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے اور اُن (کے جسم) پر (اُس وقت) ایک کملی تھی جس کے دونوں کنارے اُنھوں نے اپنے سینہ کے پاس (ایک کانٹے سے) ٹانکے تھے اسی حالت میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور اُنھوں نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ کیا سبب ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابوبکرؓ (کے جسم پر) ایک کملی ہے جس کے دونوں کنارے اُنھوں نے اپنے سینہ پر ٹانک لئے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا (وجہ یہ ہے کہ) وہ اپنا مال قبل فتح کے میرے اوپر خرچ کر چکے حضرت جبریلؑ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکرؓ سے میرا سلام کہیئے اور اُن سے پوچھیئے کہ اپنی اس فقر کی حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! اللہ عزّ وجل تم کو سلام فرماتا ہے اور تم سے پوچھتا ہے کہ تم اپنے اس فقر کی حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ (میری) کیا (ہستی جو) میں اپنے پروردگار سے ناخوش ہوں میں اپنے پروردگار سے خوش ہوں میں اپنے پروردگار سے خوش ہوں۔ اور حاکم اور ابوعمر نے ہشام بن عروہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکر صدیقؓ جب اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار (اشرفیاں) تھیں وہ سب اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر راہ خدا میں خرچ کر دیں (یہ تو حضرت صدیقؓ کے خرچ کرنے کی کیفیت تھی اب اُن کے جہاد کی حالت سنو)۔

ریاض النضرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب یکجا ہوئے وہ کل انتالیس (۳۹) مرد تھے تو ابوبکرؓ نے

www.kitabghar.org

علی رسول الله صلی الله علیه فی الظهور فقال یا ابا بکر انا قلیل فلم یزل یلح علی رسول الله صلی الله علیه و سلم حتی ظهر رسول الله صلی الله علیه وسلم وتفرق المسلمون فی نواحی المسجد وقام ابوبکر فی الناس خطیبا و رسول الله صلی الله علیه و سلم جالس و کان اول خطیب دعا الی الله عز وجل و الی رسوله صلی الله علیه وسلم وثار المشرکون علی ابی بکر و علی المسلمین فضربوهم فی نواحی المسجد ضربا شدیدا و وطئ ابوبکر وضرب ضربا شدیدا ودنا منه الفاسق عتبة بن ربیعة فجعل یضربه بنعلین مخصوفتین ویحرفهما بوجهه و اثر ذلک حتی ما یعرف انفه من وجهه وجاءت بنوتیم تتعادی فاجلوا المشرکین عن ابی بکر وحملوا ابا بکر فی ثوب حتی ادخلوه فی بیته ولا یشکون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانِ اسلام کی بابت اصرار کیا آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ مگر وہ برابر آپؐ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور تمام مسلمان کعبہ کے اندر اِدھر اُدھر بیٹھ گئے اور ابوبکرؓ وعظ کہنے کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ سب سے پہلے واعظ ہیں جنھوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو بُلایا (حضرت صدیقؓ کا وعظ کہنا تھا کہ) مشرکوں نے اُن پر اور نیز اور مسلمانوں پر ہجوم کر لیا اور اُن کو مارنا شروع کیا کعبہ کے اندر جس قدر مسلمان تھے سب کو بہت سخت مارا اور ابوبکرؓ تو پیروں سے روندے گئے اور بہت ہی سخت مارے گئے اور (اسی حالت میں) عتبہ بن ربیعہ خبیث ان کے قریب گیا اور اُس نے دوسلی ہوئی جوتیوں سے ان کو مارنا شروع کیا اور اُن کے مبارک چہرہ پر مارتے مارتے پھٹنے کے قریب پہنچا دیا چہرہ پر اس قدر ورم آگیا کہ ناک اور مُنہ معلوم نہ ہوتا تھا۔

(مترجم کہتا ہے کہ اللہ اکبر کیسی خوش نصیبی اور اقبال مندی حضرت صدیقؓ کی تھی آقائے نامدار حبیب مختار صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی محبت میں جان فدا کر رہے ہیں اِس دن کی تمنا تو ہر جانباز کو ہوتی ہے مگر ہر ایک کی ایسی قسمت کہاں ہے

بجرم عشق توام می کشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائی ست)

اتنے میں (حضرت صدیقؓ کے قبیلہ) بنی تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور انھوں نے مشرکوں کو ابوبکرؓ کے پاس سے ہٹایا اور اُن کو کپڑے میں لاد کر اُن کے گھر لے گئے ان سب کو یقین تھا کہ

www.kitabghar.org

فی موته ورجع بنو تیم فدخلوا
المسجد وقالوا والله لئن مات
ابوبکر لَنَقتُلَنَّ عُتبة ورجعوا
الی ابی بکر فجعل ابو قُحافة
وبنو تیم یُکلِّمون ابابکر
حتّٰی اجابهم فتکلم آخر النهار
مَا فَعَل رسولُ الله صلی الله
علیه وسلم فنالوه بالسنتهم
وعَذَلوه ثم قاموا وقالوا لام الخیر
بنت صَخرٍ انظری ان تُطعِمِیه
شیئًا او تسقیه ایاه فلما خَلَت به
والحَّت جعل یقول ما فعل رسول
الله صلی الله علیه وسلم قالت
والله مالی علم بصاحبك فقال اذهبی
الی ام جمیل بنت الخطاب فاسألیها عنه
فخرجت حتی جاءت ام جمیل فقالت ان
ابابکر یسألك عن محمد بن عبد الله قالت
ما اعرف ابابکر ولا محمد بن عبد الله
وان تحبی ان امضِیَ معكِ الی ابنكِ
فعلتُ قالت نعم فمضت معها
حتی وجدت ابابکر صریعًا
دَنِفًا فدنت منه ام جمیل واعلنت
بالصیاح وقالت ان قومًا نالوا
منك هٰذا لاهل فسقٍ وانّی لارجوا
ان ینتقم الله لك قال

اب یہ زندہ نہ رہیں گے پھر بنی تیم کے لوگ لوٹ کر کعبہ میں آتے
اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اگر ابوبکرؓ مرگئے تو ہم ضرور ضرور عتبہ کو
مارڈالیں گے۔ اس کے بعد پھر وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے ابوقحافہ (ان کے
والد) اور قبیلہ بنی تیم کے اور لوگ برابر ان کو پکارتے تھے (مگر
وہ جواب نہ دیتے تھے) بالآخر شام کے قریب جواب دیا اور یہ
بات کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں تمام بنی تیم کے
لوگوں نے ان کو ملامت کی اور طعنے دیئے (کہ دیکھو تم نے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اپنی جان وآبرو سب تباہ کردی)
اس کے بعد وہ لوگ اٹھ گئے اور (حضرت صدیقؓ کی والدہ)
ام الخیر بنت صخر سے کہہ گئے کہ دیکھو ان کو کچھ کھلا پلا دینا چنانچہ
وہ ان کے پاس گئیں اور انھوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ یہی
پوچھتے رہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ ام الخیر
نے کہا واللہ مجھے تمہارے صاحب کی کچھ خبر نہیں حضرت ابوبکرؓ
نے کہا کہ تم ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور اُن سے حضرتؐ
کا حال پوچھو چنانچہ وہ ام جمیل کے پاس گئیں اور کہا کہ ابوبکرؓ تم
سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ کا حال پوچھتے ہیں
ام جمیل نے (براہ رازداری صاف انکار کردیا) کہا نہ میں ابوبکرؓ
کو جانتی ہوں نہ محمد بن عبد اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور
اگر تم چاہو تو میں تمہارے ہمراہ تمہارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں
ام الخیر نے کہا اچھا چلو۔ چنانچہ ام جمیل ان کے ہمراہ گئیں اور انھوں
نے دیکھا کہ ابوبکرؓ پڑے ہوئے ہیں اور بہت سقیم حالت ہے
ام جمیل ان کے قریب گئیں اور (ضبط نہ کرسکیں) چلا اٹھیں کہ
جن لوگوں نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے بڑے ناہنجار لوگ ہیں
مجھے یقین ہے کہ اللہ تمہارا انتقام ان سے لے گا حضرت ابوبکرؓ نے
کہا (یہ باتیں تو پھر کرنا پہلے یہ بتاؤ) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

مافعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت ھٰذہ اُمُّکَ تسمع قال فلاعَینَ علیکِ منہا قالت سالمٌ صحیحٌ قال فاین ھو قالت فی دار الارقم قال فانّ للہ علی اَلیّۃً ان لا اذوق طعامًا او شرابًا او اٰتی رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فامھلتا حتے اذا ھدأتِ الرجل و سکن الناس خرجتا بہ یتّکئ علیھما حتّٰی ادخلتاہ علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم قالت فانکب علیہ فقبّلہ وانکبّ علیہ المسلمون و رقّ لہٗ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رقّۃً شدیدۃً فقال ابوبکر بابی انت و امّی لیس بی ما نال الفاسق من وجھی ھٰذہٖ اُمّی برّۃٌ بوالدیھا وانت مبارکٌ فادعھا الی اللہ تعالیٰ وادعُ اللہ عزّ وجل لھا عسی ان یستنقذھا بك من النار فدعالھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاسلمت

کیسے ہیں ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا کہ تمھاری والدہ سن رہی ہیں (ابھی نہ پوچھو) حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میری والدہ سے تم کچھ اندیشہ نہ کرو۔ ام جمیل نے کہا (بحمداللہ) صحیح و سالم ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ ارقم کے گھر میں (اس کے بعد ام جمیل اور حضرت صدیقؓ کی والدہ دونوں نے ان سے کھانے کے لئے اصرار کیا) حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نہ پہنچوں گا کچھ نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا ان دونوں نے (یہ سنکر) توقف کیا یہاں تک کہ جب (رات بہت آگئی اور) پیروں کی چاپ موقوف ہوگئی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر سو رہے تھے تو دونوں ان کو لے چلیں حضرت ابوبکرؓ ان دونوں پر ٹیک لگائے ہوئے چل رہے تھے یہاں تک کہ دونوں نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ (پہنچتے ہی) حضرت ابوبکرؓ آپؐ پر جھک پڑے اور آپؐ کی جبین مبارک پر بوسہ لیا اور تمام مسلمان ابوبکر صدیقؓ پر جھک پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی حالت دیکھ کر بہت سخت رقت طاری ہوئی حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوجائیں اُس خبیث نے جو میرے منہ پر مارا تھا اب اُس کا کچھ بھی اثر مجھے نہیں معلوم ہوتا (اس وقت ایک عرض یہ ہے کہ) میری یہ والدہ اپنے ماں باپ کی بڑی خدمت گزار ہیں اور آپؐ مورد برکت ہیں لہٰذا اُن کو اللہ کی طرف بلایئے اور اللہ عزّوجل سے اُن کے لئے دعا کیجئے امید ہے کہ اللہ ان کو آپؐ کی برکت سے دوزخ سے بچالے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعا کی اور وہ اسلام لے آئیں

www.kitabghar.org

فاقاموا مع رسول الله صلے الله
علیه وسلم شهرًا وهم تسعة
وثلثون رجلاً وکان اسلامُ
حمزة یوم ضرب ابوبکر واخرج
البخاری عن عروة ابن الزبیر
قال سألتُ عبد الله ابن عمرو
عن اشد ما صنع المشرکون
برسول الله صلے الله علیه وسلم
قال رأیتُ عقبة بن ابی مُعیط
جاء الی النبی صلے الله علیه وسلم
فوضع رداءه فی عنقه فخنقه به
خنقًا شدیدًا فجاء ابوبکر
حتے دفعه عنه فقال اتقتلُون
رجلًا ان یقول ربّیَ اللهُ وقد
جاءکم بالبیّنٰتِ من ربّکم
واخرج الحاکم عن انسٍ قال لقد
ضربوا رسول الله صلے الله علیه
وسلم حتے غشی علیه فقام
ابوبکر فجعل ینادی و
یقول ویلکم اتقتلون رجلًا ان
یقول ربی الله قالوا من هذا قالوا
هذا ابن ابی قحافة المجنون و
قال ابن اسحٰق حدثنی نافعٌ عن
ابن عمر قال لما اسلم عمرُ قال ای
قریشٍ انقل للحدیث قیل له

ایک مہینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف انتالیس مسلمان تھے جس روز حضرت ابوبکرؓ پیٹے گئے اُسی دن حضرت حمزہؓ اسلام لے آئے اور بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمرو (بن عاصؓ) سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا وہ کیا تھا۔ اُنھوں نے کہا (سب سے زیادہ سخت نظارہ جو) میں نے دیکھا (وہ یہ تھا کہ) عقبہ بن ابی مُعیط نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کی چادر آپؐ کے گلے میں لپیٹ کر اُس نے آپؐ کا گلا گھونٹنا شروع کیا حضرت ابوبکرؓ (کو خبر ہوئی تو وہ) آئے اور اُنھوں نے عقبہ کو آپؐ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایک شخص کو قتل کئے ڈالتے ہو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ تمھارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں تمھارے پروردگار کے پاس سے لایا۔ اور حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ کافروں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپؐ بے ہوش ہوگئے (اتنے میں) ابوبکرؓ (آگئے اور اُنھوں نے آپؐ کو بچالیا اس کے بعد وہ) کھڑے ہوگئے اور پکار کر کہنے لگے تم لوگوں کی خرابی ہو کیا تم ایک شخص کو قتل کئے ڈالتے ہو صرف اس بات پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور بیشک وہ معجزات بھی تمھارے پاس تمھارے پروردگار کے یہاں سے لایا۔ کافروں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ ابوقحافہ کا مجنون بیٹا ہے۔ اور (حضرت عمرؓ کے جہاد کی حالت سُنو) ابنِ اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو اُنھوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ قریش کا کون شخص بات کو جلد مشہور کرتا ہے؟ کسی نے کہا کہ

www.kitabghar.org

جَمِیل بن مَعْمر الجُمَحی قال فغدًا علیہ قال عبد اللہ بن عمرو غدوتُ اتّبع اِثرَہٗ وانظر مایفعل وانا غلامٌ اعقِلُ کلَّ ما رأیتُ حتے جاءہ فقال اَعلمتَ یا جمیل انی اسلمتُ ودخلتُ فی دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم قال فواللہ ما راجعَہ حتے قام یجُرّ رِدَاءہٗ واتبعہ عُمرُ واتّبعتُ ابی حتّے اذا قامَ علے باب المسجد صَرَخَ باعلے صوتہ یا معشر قریش و ھم فی اَنْدِیَتِہم حولَ الکعبۃ اَلَا اِنَّ ابنَ الخطّاب قد صبَا قال یقول عمر من خلفہ کَذَبَ ولکن قد اسلمت وشھدتُ ان لّا الٰہ الّا اللہ وان محمّدًا عبدہٗ ورسولہٗ وثاروا الیہ فما برِحَ یُقَاتِلُھم ویقاتلونہ حتے قامتِ الشمسُ علے رُؤسھم قال وبَلِحَ فقعد وقاموا علے رأسہ وھو یقول افعلوا ما بَدَا لکم فاحلفُ باللہ لو کنا ثلثمائۃ رجل لقد ترکنا ھا لکم او ترکتموھا لنا قال فبینا ھو علی ذٰلک اذا قبل شیخٌ من قریش علیہ حلّۃ حِبَرۃ وقمیصٌ

جمیل بن معمر جمحی چنانچہ حضرت عمرؓ اُس کے پاس گئے عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا اس زمانہ میں میں بچہ تھا مگر جو کچھ دیکھتا تھا اس کو سمجھ لیتا تھا حضرت عمرؓ نے اُس کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ اے جمیل! کیا تمھیں معلوم ہے میں اسلام لے آیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو گیا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اُس نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا اور اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا اور حضرت عمرؓ بھی اُس کے ساتھ ہوتے میں بھی اپنے والد کے ساتھ تھا یہاں تک کہ وہ جاکر کعبہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور نہایت بلند آواز سے اُس نے پکارا کہ اے گروہ قریش! [وہ سب لوگ کعبہ کے گرد اپنی اپنی نشستگاہ میں تھے] سُنو! ابن خطابؓ بے دین ہو گیا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس کے ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے (میں بے دین نہیں ہوا) بلکہ مسلمان ہو گیا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اُس کے بندے اور اس کے رسول ہیں (یہ سُنتے ہی) کافروں نے ان پر ہجوم کیا اور میرے والد کافروں کو مارنے لگے اور کافر میرے والد کو یہاں تک کہ دو پہر ہو گئی۔ بالآخر میرے والد تھک کر بیٹھ گئے اور وہ سب لوگ آکر اُن کے پاس کھڑے ہوئے (اور مارنا شروع کیا) میرے والد یہ فرماتے جاتے تھے کہ جو تم سے ہو سکے کرو۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم لوگ تین سو بھی ہوتے تو یا تو ہم مکہ کو تمھارے لئے خالی کر دیتے یا تم مکہ ہمارے لئے خالی کر دیتے۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اسی اثنا میں قریش کا ایک بوڑھا آدمی آیا اور وہ (مقام) حیرہ کی (بنی ہوئی) چادر اور تہبند اور ایک عمدہ قمیص

www.kitabghar.org

مُوَشًّی حتی وقف علیہ فقال
ماشأنکم قالوا صبا عمر قال فمہ
رجل اختار لنفسہ امرًا فماذا
تریدون اترون بنی عدی
بن کعب یسلمون لکم صاحبھم
ھذا خلوا عن الرجل قال
فواللہ لکأنما کانوا ثوبًا کشط عنہ
قال فقلت لابی بعد ان ھاجر الی
المدینۃ یاابت من الرجل الذی زجر
القوم فیک بمکۃ یوم اسلمت و
ھو یقاتلونک قال ذاک ای بنی
العاص بن وائل السھمی۔ چوں
ایں ہمہ بیان نمودیم مے گوئیم
چوں افضلیت شیخین بر جماعہ
کہ بعد فتح مسلمان شدند بالمنطوق
ثابت شد و بر جماعۂ متقدمہ
بالمفہوم خلافت ایشاں خلافت
راشدہ باشد ویکے از لوازم
خلافت خاصہ افضلیت خلیفہ
است بعامۂ مسلمین بفضل کلی بہ نسبت
خواص ایشاں کہ مستعدِ خلافت اند
و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ایشان معاملہ
منتظر الامارۃ میفرمود بفضل جزئی معتد بہ کہ
در حکم فضل کلی باشد خصوصًا در امورے کہ
مناسبِ ریاست وخلافت باشند

پہنے ہوئے تھا اُس نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؛ ان
لوگوں نے کہا کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اچھا چھوڑ دو
ایک شخص نے اپنے نفس کے لئے جو چاہا کیا اب تم کیا چاہتے ہو
کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی اپنا آدمی تمہارے حوالہ کر دیں گے
(کہ تم اس کو قتل کر ڈالو لہٰذا) اس شخص کو چھوڑ دو۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ لوگ (چاروں طرف سے) مثل چادر
کے حضرت عمرؓ کو لپٹے ہوئے تھے (جب ہٹائے گئے تو
معلوم ایسا ہوا کہ چادر) آپ کے اوپر سے اُتار لی گئی۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے بعد اس کے کہ حضرت عمرؓ مدینہ
ہجرت کر کے آتے پوچھا کہ اے باپ! وہ کون شخص تھا جس
نے مکہ میں آپ کے لئے جب آپ اسلام لاتے کافروں کو
ڈانٹا تھا کہ اس شخص کو کیوں قتل کئے ڈالتے ہو۔ حضرت عمرؓ
نے کہا اے بیٹے! وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔

جب ہم یہ بیان کر چکے تو اب کہتے ہیں کہ در صورتیکہ شیخینؓ
کا ان لوگوں سے افضل ہونا جو بعد فتح کے مسلمان ہوتے
منطوق آیت سے ثابت ہو گیا اور فتح سے قبل اسلام لانے
والوں سے ان کا افضل ہونا مفہوم آیت سے ثابت ہوا تو
(یقینًا معلوم ہو گیا کہ) خلافت ان کی خلافتِ راشدہ ہے اور
(یہ اس لئے کہ اوپر بیان ہو چکا کہ) خلافتِ خاصہ کے لوازم
سے ہے کہ خلیفہ عام مسلمانوں پر فضیلتِ کلی رکھتا ہو اور
خواص پر یعنے ان لوگوں پر جو خلافت کی قابلیت رکھتے ہوں
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ وہ برتاؤ
کیا جو ولیعہد کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ فضیلتِ جزئی رکھتا ہو مگر
ایسی کہ قریب قریب فضیلتِ کلی کے ہو خصوصًا اُن امور میں
جو ریاست وخلافت کے لئے ضروری ہیں (اور شیخینؓ کے لئے

www.kitabghar.org

واللہ اعلم قَالَ اللہ تعالیٰ فی سورۃ الحجر اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہر آئینہ ما فرود آوردیم قرآن را و ہر آئینہ ما نگاہ دارندۂ اویم وقال فی سورۃ القیامۃ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ یعنے مجنباں بقرآن زبانِ خود را تا شتابی کنی بحفظِ آں ہر آئینہ وعدہ است بر ما بہم آوردن وخواندن آں پس چوں بخوانیم قرآن را یعنے نازل گردانیم آں را پس در پے رو قراءۃ او را یعنی استماع آں کن باز ہر آئینہ بر ما وعدہ است واضح ساختن او را اخرج مسلم فی حدیث عیاض بن حمارٍ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ وانزلتُ علیک قرآناً لا یغسلہ الماءُ و ایں کنایہ است ازانکہ اگر مساعی بنی آدم صرف شوند در محو قرآن قادر نشوند براں و ایں تفسیر حفظِ قرآن است باز در آیۂ دیگر صورت حفظ

اس قسم کی فضیلت عوام وخواص سب پر اس آیت سے ثابت ہوگئی لہٰذا ان کی خلافت کے خلافت خاصّہ راشدہ ہونے میں کیا شک رہا)۔ واللہ اعلم۔

(دسویں آیت) اللہ تعالےٰ نے سورۂ حجر (چودھویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):-

تحقیق ہم نے اُتارا قرآن اور بتحقیق ہم حفاظت کرنے والے اُس[1] کے ہیں۔

(گیارھویں آیت) اللہ تعالےٰ نے سورۂ قیامۃ (اُنتیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):-

(اے نبیؐ!) نہ حرکت دو قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو اس لئے کہ جلدی کرو اس کے یاد کرنے میں بتحقیق {وعدہ} ہے ہم پر اس کے جمع کرنے اور پڑھے جانے کا پس جس وقت ہم اُس کو پڑھیں {یعنے نازل کریں} تو پیچھے رہو اس کے پڑھنے کے {یعنے اس کو سنو} پھر یقیناً ہم پر {وعدہ} ہے اس کے واضح کرنے کا۔ مسلم نے بواسطہ حضرت عیاضؓ بن حمار کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ مَیں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی نہیں دھو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن کے معدوم کرنے میں تمام بنی آدم کی کوششیں صرف ہو جائیں تب بھی کامیاب نہ ہوں گے۔ حفاظتِ قرآن کی یہی تفسیر ہے۔ پھر دوسری (گیارھویں) آیت میں اس حفاظت کا طریقہ بھی

[1] بعض مفسرین لہٗ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرتے ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم محمدؐ کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ ربطِ کلام اور سیاق وسباق اس تفسیر کے مناسب نہیں اسی وجہ سے جمہور مفسرین نے لہٗ کی ضمیر قرآن ہی کی طرف پھیری ہے اور لطف یہ ہے کہ شیعوں نے بھی اپنی تفسیروں میں لکھا ہے حالانکہ وہ حفاظتِ قرآن کے منکر اور تحریف قرآن کے معتقد ہیں۔

www.kitabghar.org

بیان فرمود آخرج البخاری عن ابن عباس فی قوله عزّ وجلّ لا تحرّك به لسانك الآیة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعالج من التنزیل شدّة و کان ممّا یحرّك شفتیه فانزل الله عزّ وجلّ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ قال جمعه فی صدرك وتقرأه فَاِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قال فاستمع له وانصت ثمّ انّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ثمّ انّ علینا ان تقرأه فکان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد ذلك اذا اتاه جبرئیل استمع فاذا انطلق جبرئیل قرأه النبیّ صلی الله علیه وسلم کما اقرأ ۔ مرفوع دریں حدیث قصۂ آنحضرت است صلی الله علیه وسلم فقط وتفسیر جمعه ای جمعه فی صدرك تفقه ابن عباس است فقیر مے گوید عفی عنه دریں تفسیر نظر است زیرا کہ سہ کلمہ را بر معانی متغایرہ حمل کردن بعید مے نماید

بیان فرمادیا کہ اس کو مصاحف میں جمع کرادیں گے اور لوگوں کے دل میں اس کی تلاوت اور تفسیر کا بے اندازہ شوق پیدا کردیں گے)۔ بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت لا تحرك به لسانك کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت بہت محنت اپنے اوپر گوارا کرتے تھے چنانچہ ایک محنت یہ تھی کہ آپؐ (وحی) سنتے جاتے تھے اور ساتھ ہی پڑھتے بھی جاتے تھے مگر نہ باآواز بلکہ صرف) اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے لہٰذا اللہ عزّ وجل نے یہ آیت نازل کی لا تحرك به الخ جمع کرنے سے مراد سینہ میں جمع کرنا ہے اور پڑھنے سے مراد آنحضرتؐ کا پڑھنا ہے۔ فاتبع قرآنه کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سنو اور سکوت کرو ثم ان علینا بیانه میں بیان کا مطلب یہ ہے کہ اے محمدؐ! ہم اس کو تمہیں پڑھادیں گے لہٰذا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ جب جبریلؑ آپؐ کے پاس (وحی لے کر) آتے تو آپؐ اس کو سنتے پھر جب جبریلؑ چلے جاتے تو آپؐ اس کو پڑھتے جسطرح جبریلؑ نے پڑھا تھا (بخاری کی روایت ختم ہوئی) اس روایت میں مرفوع حدیث اسی قدر ہے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کے متعلق ہے۔ جمع کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ کی ذاتی رائے ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے اللہ اس سے درگزر کرے کہ اس تفسیر میں اعتراض ہے کیونکہ (حضرت ابن عباسؓ نے لفظ جمع اور لفظ قرآن اور لفظ بیان کا مآل ایک کردیا سینہ میں جمع کردینا زبان سے پڑھوادینا سب کا مآل ایک ہی) کیونکہ تین۳ لفظوں کو قریب قریب معانی پر محمول کرنا (بلاغت کی شان سے) بعید معلوم ہوتا ہے۔

www.kitabghar.org

آری در تفسیر سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى این تقریر کردن گنجائش میدارد باز فرود آوردن ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ برمعنے کہ بغیر تراخی معتد بہ واقع شده باشد بُعدے دارد اَوجہ در تفسیر آیت آں می نماید کہ معنے اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ آن است کہ لازم است وعدہ جمع کردن قرآن برما در مصاحف وَقُرْاٰنَهٗ یعنے توفیق دہیم قرائے امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وعوام ایشاں رابر تلاوت آں تاسلسلۂ تواتر از ہم گسستہ نشود خدائے تعالیٰ می فرماید کہ در فکر آں مباش کہ قرآن از دلِ تو فراموش شود و مشقتِ تکرار آں مکش یکے از خرقِ عوائد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صعوبت تکرار کہ جمہور مسلمین در حفظِ قرآن می کشند نمی کشیدند و بمجرد تبلیغ جبرئیلؑ بخاطر مبارک متمکن می شد چہ جائے این فکر کہ ما برخود لازم گردانیده ایم آنچہ بمراتب از تبلیغ تو متأخر است و آں جمع قرآن است در مصاحف و خواندن امت است آں را چہ خواص و چہ عوام پس خاطر خود را مشغول مشقتِ حفظ آں مگرداں بلکہ چوں ما بر زبانِ جبرئیلؑ تلاوت کنیم در پئے استماع آں باش باز برماست توضیح قرآن در ہر عصرے جمعے را موفق بشرح غریب قرآن و بیان سبب نزول آں

ہاں (سورۃ سبح اسم کی آیت) سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى کی تفسیر میں یہ تقریر صحیح ہو سکتی ہے۔ پھر ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کا ایسا مطلب بیان کرنا جو بغیر معقول تاخیر کے واقع ہوا ہو اور بھی زیادہ (شانِ بلاغت سے) بُعد رکھتا ہے (کیونکہ لفظ ثم کلام عرب میں تاخیر کے لئے آتا ہے لہٰذا) زیادہ مناسب اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ کا یہ مطلب لیا جائے کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کرنے کا وعدہ ہمارے ذمہ ہے اور قُرْاٰنَهٗ کا مطلب یہ لیا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے قاریوں کو اور نیز عوام کو ہم قرآن کی تلاوت کی توفیق دیں گے تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے { (گویا) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ فکر نہ کرو کہ قرآن تمہارے دل سے فراموش ہو جائے گا اور اُس کے یاد کرنے کی محنت نہ اُٹھاؤ چنانچہ یہ ایک معجزہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے یاد کرنے کی محنت جس طرح سب مسلمان اُٹھاتے ہیں نہ اُٹھاتے تھے حضرت جبرئیلؑ کے سُناتے ہی فوراً آپؐ کے دل میں جاگزیں ہو جاتا تھا الغرض تم اے نبیؐ! یہ فکر نہ کرو) اس فکر کا کیا موقع ہے (دیکھو تو) ہم نے (قرآن کے لئے) وہ بات اپنے ذمہ لازم کر لی ہے جو تمہارے (فرضِ منصبی یعنے) تبلیغ سے بھی کئی درجہ پیچھے ہے یعنے قرآن کو مصاحف میں جمع کرا دینا اور امت سے اس کا پڑھوانا کیا خواص کیا عوام لہٰذا تم اپنا دل اس کے یاد کرنے میں نہ لگاؤ بلکہ جب ہم (جبرئیل کی زبان سے} اس کو پڑھیں تو تم سُنتے رہو} پھر (ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کا یہ مطلب لیا جائے کہ) ہمارے ذمہ ہے قرآن کی توضیح یعنے ہر زمانے میں ہم ایک جماعت کو قرآن کی لغات کی شرح کرنے اور اُس کے شان نزول بیان

www.kitabghar.org

فرمائیم تا ما صَدَّق حکم آں
بیان کنند و ایں ہمہ بمراتب
متأخر است از حفظِ تو و تبلیغ
توآں را چوں آیاتِ قرآن متشابہ
اند بعض آں مصدق بعض ست
و آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم مبیّن قرآنِ عظیم است
حفظِ قرآن کہ موعودِ حق است
بایں صورت ظاہر شد کہ
جمع آں در مصاحف کنند و
مسلمانان توفیق تلاوتِ آں شرقاً
و غرباً لیلاً و نہاراً یابند
وہمین است معنے لا یغسلہ
الماء باز جمعہ و قرانہٗ
یک جا ایراد فرمودن و در وعدِ
بیان کلمۂ ثُمّ کہ برائے
تراخی است ذکر نمودن مے
فہماند کہ در وقت جمع قرآن در مصاحف
اشتغال بتلاوتِ آں شائع شد و تفسیرِ
آں من بعد بظہور آمد و در خارج ہمچنین
متحقق شد اوّل شروع حفظ آں
از جانب اُبَیّ بن کعب و عبداللہ
بن مسعود بودہ است در زمانِ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ و اوّل اشتغال بہ تفسیر از
ابن عباس واقع شد بعد انقضائے ایامِ خلافت

کرنے کی توفیق دیں گے تاکہ وہ لوگ (آیاتِ قرآنی کے حکم کا مصداق بیان کرتے رہیں اور یہ بات تمہارے یاد کرنے سے اور تمہاری تبلیغ سے بدرجہا بعد کی ہے۔ چونکہ آیاتِ قرآنیہ متشابہ (یعنے ایک دوسرے سے ملتی جلتی اور) ایک دوسرے کی تصدیق کرنیوالی ہیں (لہٰذا ان دونوں یعنے دسویں و گیارھویں آیت کو ایک دوسرے کی تفسیر قرار دینا نہایت مناسب ہے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآنِ عظیم کے (حقیقی) مفسر ہیں (لہٰذا احادیث سے بھی تفسیر میں مدد لینی چاہیئے اور احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ) حفاظتِ قرآن کا وعدہ حق تعالےٰ نے کیا ہے اس طریقہ سے ظاہر ہوگی کہ لوگ اس کو مصاحف میں جمع کریں اور تمام مسلمان کیا اہلِ مشرق کیا اہلِ مغرب رات دن اس کی تلاوت کی توفیق پائیں (چنانچہ حدیث) لا یغسلہ الماء سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے۔

پھر (ایک بات یہ بھی سمجھو کہ) جمعہ اور قرانہ کو (بذریعۂ واو عطف کے) ایک جگہ ذکر کرنا اور وعدۂ بیان میں ثم لانا جو تاخیر کے لئے ہے اس بات کو بتارہا ہے کہ قرآن کی تلاوت کا کام تو اس کے مصاحف میں جمع ہونے کے ساتھ ساتھ جاری ہوجائے گا اور تفسیر قرآن (کا علم) کچھ زمانے کے بعد ظاہر ہوگا چنانچہ خارج میں ایسا ہی واقع ہوا قرآن کے حفظ (کرانے) کا کام حضرت اُبَیّ بن کعبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوا اور تقریباً یہی زمانہ قرآن کے مصاحف میں جمع ہونے کا بھی تھا۔ اور علمِ تفسیر کی ترویج حضرت ابنِ عباسؓ سے زمانۂ خلافتِ (خاصہ) کے گزر جانے (یعنے جمع قرآن سے ایک معقول تاخیر) کے بعد شروع ہوئی۔

www.kitabghar.org

چوں ایں ہمہ ذکر کردیم باید دانست کہ جمع کردن شیخین قرآنِ عظیم را در مصاحف سبیل حفظ آں شد کہ خدائے تعالیٰ برخود لازم ساختہ بود و وعدۂ آں فرمودہ وفی الحقیقت ایں جمع فعلِ حق است و انجازِ وعدۂ اوست کہ بردستِ شیخین ظہور یافت و ایں یکے از لوازمِ خلافتِ خاصّہ است

آنحال ایں فصل را بر نکتۂ باریکے ختم کنیم پیش اہل حق نبوّت مکتسب نیست کہ بریاضتِ نفسانیہ و بدنیہ آں را تواں یافت و نہ امرے ست جبلّی کہ نفس پیغمبر را نفس قدسیہ آفریدہ اند پس بضرورتِ جبلّیہ مندفع شود بافاعیل مناسبۂ قدس بلکہ چوں حال عالم بوجہے باشد کہ حکمتِ الٰہیّہ مقتضی آں شود کہ خدائے تعالیٰ از فوق سمٰوات سبع ارادہ فرماید اصلاح بنی آدم و اقامتِ عوج ایشاں بالقائے داعیہ در قلب اَزکی بنی آدم واتمّ واعدل ایشاں تا بعلوم و اعمالے کہ صلاحِ ایشاں دراں خواہد بود امر فرماید و برایشاں الزام کند آں را اگر

جب یہ سب باتیں ہم بیان کر چکے تو اب جاننا چاہیئے کہ شیخینؓ کا قرآنِ عظیم کو مصاحف میں جمع کرنا قرآن کی اس حفاظت کا ذریعہ بنا جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کیا تھا اور جس کا وعدہ فرمایا تھا پس درحقیقت یہ جمع کرنا خدا کا کام تھا اور اسی کے وعدہ کا انجاز تھا جو شیخینؓ کے ہاتھ سے ظاہر ہوا (لہٰذا شیخینؓ جارحۂ الٰہی ہوتے) اور یہ بات (یعنے جارحۂ الٰہی ہونا) خلافتِ خاصّہ کے لوازم سے ہے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا)۔

اب ہم اس فصل کو ایک باریک نکتے پر ختم کرتے ہیں۔

(وہ نکتۂ باریک یہ ہے کہ) اہلِ حق کے نزدیک نبوّت کسبی چیز نہیں ہے کہ نفسانی اور بدنی ریاضتوں سے اس کو حاصل کر سکیں نہ پیدائشی چیز ہے کہ (کارکنانِ قضا و قدر نے) نفسِ پیغمبر کو آفرینش کے وقت نفس قدسی بنا دیا ہو جس کی وجہ سے خواہ مخواہ (بالاضطرار) پیغمبر سے ایسے ہی افعال صادر ہوں جو تقدّس کے مناسب ہوں بلکہ (نبوّت ایک اعلیٰ درجہ کا مرتبہ ہے جو عین وقت پر عنایت ہوتا ہے اس مرتبہ کے عنایت ہونے کے اسباب و شرائط یہ ہیں کہ) جب دنیا کی حالت ایسی ہو جائے کہ حکمتِ الٰہیّہ اس بات کا تقاضا کرنے لگے کہ خدا تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر سے بنی آدم کی اصلاح کا اور اُن کی کج رفتاریوں کو راست کرنے کا ارادہ فرمائے اس طرح کہ جو شخص بنی آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور عالی ہمت اور راستباز ہو اس کے دل میں (اپنا) ارادہ ڈالے تاکہ وہ اُن علوم و اعمال کا [جن میں بنی آدم کی اصلاح ہوگی] حکم دے اور حجّت و بُرہان سے اُن کو ملزم کرے اگر وہ لوگ

www.kitabghar.org

کروند فبہا واگر نہ کنند مخاصمہ نماید یا مجاہدہ تا آنکہ سُعَدا از اشقیا ممتاز گردند و عالمے بنورِ ہدایت متنوّر شود و اقتضای عالم ایں کیفیتِ خاص را چناں است کہ اجتماعِ صغرای و کبرای مقتضی اِفاضہ نتیجہ گردد بر نفس شخص یا تسخینِ مار مقتضی گردد انقلابِ آں را بہوا چوں عالم ایں را اقتضا کند قضای الٰہی نازل شود از فوق سبع سمٰوات بملأ اعلٰے و ملأ اعلٰے ہمہ بآں رنگ رنگین شوند و سیل سیل برکاتِ ملأ اعلٰے بریں نفس قدسیہ فرو ریزند و ملأ اعلیٰ برائے ایں نفس بصوَر مناسبہ متمثّل شوند و علوم شرعیہ و احسانیہ وغیرہا دریں نفس اندازند و ایں نفس قدسیہ بتدبیر مجرد از فوق سبع سمٰوات نازل شدہ در سدرۃ المنتہٰی باحکامِ مثالیہ متلبّس گشتہ در ملأ اعلیٰ شائع شدہ در زمین فرود آمدہ است مطلع شود و بوحی متلو یا غیر متلو کہ از عالم مجرد بمشایعت ایں ارادہ نزول فرمود لباس مناسب ملأ اعلٰے پوشیدہ بارِ دیگر لباس الفاظ و حروف شہادی در بر کردہ بر قلب ایں پیغامبر نزول فرماید دریں وقت در لسانِ شرع گفتہ شود بعث اللہ فلانًا

مان جائیں فبہا اور اگر نہ مانیں تو اُن سے زبانی یا سیفی جہاد کرے یہاں تک کہ سعادت مند لوگ بدنصیبوں سے ممتاز ہوجائیں اور دنیا نورِ ہدایت سے منور ہوجائے { دنیا کا اس حالت پر آجانا) اس خاص کیفیت (یعنے اصلاح بنی آدم کے متعلق ارادۂ خداوندی کے قائم ہونے) کو مقتضی (ہوتا ہے اور یہ مقتضی) ہونا ایسا (ضروری) ہے جیسے صغرای اور کبرای کا (کسی شخص کے ذہن میں) جمع ہونا اس بات کو مقتضی ہوتا ہے کہ نتیجہ اس شخص کے نفس پر فائض ہوجائے یا پانی کا گرم کرنا اس بات کو مقتضی ہوتا ہے کہ وہ پانی ہوا بن (کر اُڑ) جائے المختصر} جب (حالت) دنیا اس کو مقتضی ہوتی ہے تو قضائے الٰہی سات آسمانوں کے اوپر سے ملأ اعلٰے میں اُترتی ہے اور ملأ اعلٰے سب اس رنگ سے رنگین ہوجاتے ہیں اور بے حساب برکتیں ملأ اعلٰے کی اُس نفس قدسی پر (جس کے نبی بنانے کا ارادہ ہے) نازل ہوتی ہیں اور ملأ اعلیٰ کے لوگ اس نفس قدسی کے سامنے مناسب شکلوں میں متشکل ہوکر آتے ہیں اور علومِ ظاہری و باطنی وغیرہ اس نفس میں ڈالتے ہیں اور یہ نفس قدسی اُس غیر مادی تدبیر سے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اُتر کر سدرۃ المنتہٰی میں احکام مثالیہ کے لباس میں جلوہ گر ہوکر ملأ اعلٰے میں شہرت پاکر زمین میں اُتری ہے واقف ہوجاتا ہے اور (پھر) وہی تدبیر اس وحی متلو یا غیر متلو کے ذریعہ سے جو عالمِ مجرد سے اس ارادۂ (الٰہی متعلق باصلاح عالم) کے ساتھ نازل ہوئی ہے ملأ اعلٰے کے مناسب لباس پہننے کے بعد دوبارہ الفاظ و حروف ظاہری کا لباس زیب تن کرکے اس پیغمبر کے دل میں اُترتی ہے اس وقت اصطلاحِ شریعت میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو

www.kitabghar.org

نبیّا و اَمَرَہٗ بتبلیغ الاحکام و
اوحٰی الیہ پس نبوّت امرے ست حادث
بسبب تعلق ارادہ بہ بعث ایں پیغامبر
بجہتِ اصلاحِ عالم نہ امر جبلّی و نہ مکتسب
بریاضت آرے ایں دولت نمے دہند
مگر کسے راکہ نفس او نفس قدسیہ باشد و در اصلِ
جبلّت معدود از ملأ اعلےٰ و قوائی ملکیہ کہ
در وے مندرج است در غایت ظہور و غلبہ
و صفا و صلاح و سعادت و مزاج بدنِ
او در نہایت اعتدالِ انسانی طبیعتِ
قویہ دارد فے الغایہ اما منقادِ قلب و قلب
او در شدت متانت و شہامت امّا
منقاد عقل و عقل او در کمال جودت و استقامت
اما منقادِ ملأ اعلٰی و نسخہ از ایشاں و آئینہ برائے
ایشاں قوتِ عاقلہ او شبیہ بادراک ملأ اعلےٰ
است و لہٰذا قبول وحی میفرماید و قوت عاملہ او
در غایت صلاح و لہٰذا عصمت صفتِ او شد
و ایں امور لازم اعظم نبوّت است سنۃ اللہ بآں
جاری شدہ کہ نبوت عنایت نفرمایند مگر کسے
راکہ چنیں آفریدہ باشند و بسا مردم اصحابِ
نفوس قدسیہ کہ ببعض ایں اوصاف یا باکثر آں
متصف باشند و نبوت نصیب ایشاں نہ باشد
چنانچہ مثل مشہور است ؎

گور نہ گرفت مگر آنکہ دوید
نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت

اللہ نے نبی بنا کر بھیجا اور اُس کو تبلیغ احکام کا حکم دیا اور اس پر وحی نازل کی. خلاصہ یہ کہ نبوّت ایک صفت ہے جو ارادۂ بعثت پیغمبر (بنا بر اصلاح عالم) کے سبب سے (عین وقت پر شخص مقصود میں) پیدا ہو جاتی ہے کوئی پیدائشی چیز نہیں ہے نہ کوئی کسبی چیز ہے ہاں (یہ ضرور ہے کہ کارپردازانِ قضا و قدر) یہ دولت نہیں دیتے مگر اسی شخص کو جس کا نفس نفس قدسی ہو اور اصل پیدائش میں ملأ اعلے میں اُس کا شمار ہو اور قوائے ملکیہ جو اُس میں ہیں نہایت درجہ ظاہر اور غالب ہوں اور اُس کی صفائی اور صلاحیت اور سعادت اور اُس کا جسمانی مزاج نہایت معتدل ہو طبیعت اس کی حد درجہ کی قوی ہو مگر قلب کی مطیع ہو قلب اس کا نہایت متین اور دلیر ہو مگر عقل کا فرمانبردار ہو اور عقل اس کی نہایت تیز اور صحیح ہو مگر ملأ اعلے کی مطیع ہو بلکہ اُنہی میں سے ایک فرد اور اُن کا آئینہ ہو اُس کی قوتِ عاقلہ ملأ اعلے کے ادراک کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ وحی کو قبول کرتا ہے اور اس کی عملی طاقت نہایت صلاحیت میں ہوتی ہے اسی سبب سے عصمت اس کی صفت ہوتی ہے یہ باتیں نبوت کے لئے نہایت ضروری ہیں. عادت الٰہی یوں ہی قائم ہے کہ نبوّت نہیں عنایت ہوتی مگر ایسے ہی شخص کو کہ جس کو کارکنانِ قضا و قدر نے ایسا پیدا کیا ہو اور بہت سے نفوس قدسیہ والے ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ بعض اوصاف یا کُل اوصاف پائے جاتے ہیں مگر نبوت ان کو نصیب نہیں ہوتی. چنانچہ یہ مثل مشہور ہے ؎

گور نگرفت مگر آنکہ دوید   نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت

(اور ایک عربی شاعر اسی مضمون کو کہتا ہے) ؎

www.kitabghar.org

وَلَا كُلُّ مَنْ يَّسْعٰى يَصِيْدُ غَزَالَةً
ولكن من صاد الغزالة قد سعٰى

قال الله تعالىٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ وچنانکہ نبوت مکتسب وجبلی نیست ہمچنین خلافت خاصّہ پیغمبر نیز مکتسب وجبلی نیست ارادۂ الٰہی از فوق سبع سمٰوات نازل می شود برائے تمشیت ہدایت پیغامبر درمیانِ مردم واتمامِ نورِ او واظہار دینِ او وانجازِ موعود برائے او پس داعیۂ احداث می فرماید در قلبِ خلیفہ ہرچند حواریانِ پیغمبر کہ داعیۂ نصرتِ دینِ پیغامبر از قبیلِ افاضاتِ غیبیہ در دلِ ایشاں متمکن شدہ ہزاران باشند ایں خلیفہ بمنزلۂ دل است وآں جماعہ بمنزلۂ جوارح اوّل محل حلول داعیہ الٰہیہ دلِ خلیفہ است وازانجا بمنزلۂ نورِ چراغ کہ در آئینہائی منصوبۂ دیوارہا منطبع شود بدیگراں فرود مے آید وایں ہمہ بحدس قریب الماخذ ادراک کردہ مے شود گویا امرے ست بدیہی بلکہ محسوس بحاسۂ بصر

ولا كل من يسعٰى يصيد غزالة ولكن من صاد الغزالة قد سعٰى

(غرض یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ ہر نفس قدسیہ والے کو نبوت مل جائے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اعلم الآیۃ (ترجمہ) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کس نفس میں قائم کرے رسالت اپنی۔

جسطرح نبوت کسبی اور پیدائشی چیز نہیں ہے اسی طرح پیغمبر کی خلافت خاصہ بھی کسبی اور پیدائشی چیز نہیں ہے (بلکہ وہی) ارادۂ الٰہی جو سات آسمانوں کے اوپر سے ہدایت پیغمبر کو لوگوں میں جاری کرنے اور نورِ پیغمبر کو کامل کرنے اور اُس کے دین کو غالب کرنے اور جو وعدے پیغمبر سے ہوتے ہیں اُن کے پورا کرنے کے لئے نازل ہوتا ہے ایک داعیہ خلیفہ کے دل میں پیدا کرتا ہے (اس داعیہ کا پیدا ہونا ہی خلافت خاصّہ ہے تو یہ داعیہ نہ کسبی ہے نہ پیدائشی) پیغمبر کے حواری جن کے دل میں دینِ پیغمبر کی مدد کرنے کا داعیہ افاضاتِ غیبیہ کی وجہ سے جاگزیں ہو ہزاروں ہوں مگر یہ خلیفہ (ان میں) بمنزلۂ دل کے ہوتا ہے اور باقی سب لوگ بمنزلۂ ہاتھ پیر کے۔ سب سے پہلے داعیۂ الٰہیہ کے حلول کرنے کا مقام خلیفہ کا دل ہے پھر خلیفہ کے دل سے وہ داعیہ {مثل روشنی چراغ کے کہ (چراغ سے نکل کر) دیواروں میں لگے ہوئے آئینوں میں چھپ جاتی ہے} دوسروں (کے دل) میں اُترتا ہے اور یہ سب باتیں حدس[1] قریب المآخذ سے معلوم ہوجاتی ہیں گویا ایک بدیہی چیز ہے بلکہ (ایسا سمجھو کہ) آنکھوں سے دکھائی

[1] حدس اس بات کو کہتے ہیں جس کے معلوم کرنے میں فکر کی ضرورت نہ ہو بلکہ مقدمات سے مطالب کی طرف دفعۃً ذہن منتقل ہوگیا ہو انہی مقدمات کو حدس کا ماخذ کہتے ہیں یہ مقدمات اگر ایسے ہیں کہ ہر شخص ان کا ادراک کرلیتا ہے تو حدس قریب الماخذ ہوگا ورنہ بعید الماخذ۔ حدس قریب الماخذ کی مثال یہ ہے کہ چاند کی روشنی کی کمی بیشی آفتاب کے قرب وبُعد سے دیکھ کر ہم نے یہ معلوم کیا کہ چاند کی روشنی آفتاب سے حاصل ہوتی ہے۔

www.kitabghar.org

کلمۃ النبیؐ من اُمر بتبلیغ شریعۃ
اللہ ظہرے دارد و بطنے ظہر او رسانیدن
شریعت است بمردم و بطن او
داعیہ است قویہ کہ از میان
فؤاد او جوشیدہ است و ہمچنیں
کلمۃ الخلیفۃ من یُمشی شریعۃ
النبیؐ فی الناس ویظہر علی
یدہ موعود اللہ لنبیہ ظہرے
دارد و بطنے ظہرش صورتِ تمشیت
است و بطنش داعیہ ایست
قویہ کہ بواسطۂ پیغامبر در دلِ
او متمکن شدہ بلکہ از جذر دلِ او
جوشیدہ و اگر ایں داعیہ از دل کسے
نجوشد اورا خلیفۂ خاص نمے
تواں گفت اگر فاجر است مصداق
ان اللہ یؤید ہذا الدین بالرجل
الفاجر گردد و اگر فاجر نیست مثل
سنگ و چوب اورا تحریک کنند
و بتحریکِ او کارِ مطلوب باتمام رسانند
و اورا ہیچ فضیلتے نہ وحدس قریب
المآخذ کہ بمنزلۂ بدیہی است یا بمنزلۂ
محسوس در خلیفۂ خاص اثباتِ آں داعیہ
میکند ہرچند احتمالِ عقلی تجویز مے نماید
کہ شخصے در آخر ایامِ حیاتِ پیغمبر مسلمان
شود و ایں داعیہ از دلِ او بجوشد

دکھائی دیتی ہے۔

(جسطرح نبی کی تعریف کے یہ) الفاظ " نبی وہ ہے جو شریعتِ الٰہیہ کی تبلیغ پر مامور ہو" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت اُن کی شریعت کا لوگوں میں پہنچا دینا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیۂ قویّہ ہے جو اس کے دل کے درمیان سے جوش کرتا ہے اسی طرح (خلیفۂ خاص کی تعریف کے یہ) الفاظ " خلیفہ وہ ہے جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اُس کے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اُس کے نبی کے ساتھ تھے پورے ہوں" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت اُن کی احکامِ نبی کا نافذ کرنا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیۂ قویّہ ہے جو بواسطۂ پیغمبر کے اس کے دل میں جاگزیں ہو گیا ہے بلکہ اُس کے دل کی جڑ سے جوش مارتا رہتا ہے۔

یہ داعیہ جس کے دل سے جوش نہ کرے اُس کو خلیفۂ خاص نہ کہیں گے (گو اس سے دین کی خدمت ظاہر ہوتی ہو بلکہ) اگر وہ فاجر ہے تو اس حدیث کا مصداق ہوگا کہ اللہ (کبھی) اپنے دین کی مدد فاجر آدمی سے کرا دیتا ہے اور اگر وہ فاجر نہیں ہے تو (یوں سمجھنا چاہیئے کہ کارکنانِ قضا و قدر) اُس کو پتھر یا لکڑی کی طرح حرکت دے رہے ہیں اور اُس کو حرکت دلا کر کارِ مطلوب کو پورا کر رہے ہیں اس شخص کی کوئی فضیلت اس میں نہ ہوگی۔ اور (یہ بھی سمجھ لو کہ) خلیفۂ خاص میں اس داعیہ کا موجود ہونا حدس قریب المآخذ ہے [جو مثل بدیہی کے یا مثل محسوس کے ہوتا ہے] ثابت ہوتا ہے۔

ہرچند احتمالِ عقلی اس بات کو جائز رکھتا ہے کہ کوئی شخص اخیر زمانۂ حیاتِ پیغمبر میں مسلمان ہو اور یہ داعیہ اس کے دل سے جوش کرنے لگے

www.kitabghar.org

اما ایں احتمال ہرگز واقع نیست سنۃ اللہ چنیں رفتہ است وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَحْوِيلًا ایں داعیۂ قویہ نازلہ از فوق سبع سموات مکتسبہ بہمم ملأ اعلےٰ دردل کسے نمی ریزند مگر آنکہ جوہرِ نفس او شبیہ بجوہرِ نفس انبیاء آفریدہ باشند در قوّتِ عاقلہ او نمونۂ وحی ودیعت نہادہ باشند وآں محدَّثیت است ودر قوتِ عاملہ او نمونہ از عصمت گذاشتہ وآں صدّیقیت است وفرار شیطان از ظلِّ او الا آنکہ استعداد نفسِ او خواب آلود ست تا پیغامبر ایقاظِ آں نکند بیدار نشود و قابلیت نفس او بالقوّہ است جز بتائید نفسِ پیغمبر بفعل نیاید و ایں کلمہ ایست مجمل کہ شرح آں بسطے دارد

عمرے باید کہ یار آید بکنار
ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سالہا سال باید کہ در سایۂ پیغمبر زندگی کردہ باشد و بارہا پرتوِ نفس قدسیۂ پیغامبر انانیت اورا زیر و زبر ساختہ و بار سول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم محبت عظیم بہمرسانیدہ باشد کہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ ومالہ و ولدہ والماء الزلال للعطشان ودر اعانت پیغامبر بنفس و مال خود گوئے مسابقت ربودہ

مگر ایسا واقع نہیں ہوا خدا کی عادت یوں جاری ہے { ولن تجد الآیۃ (ترجمہ) اور خدا کی عادت میں تم ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے } کہ (کارکنانِ قضا و قدر) یہ داعیۂ قویہ { جو سات آسمانوں کے اوپر سے ملأ اعلےٰ کی توجہات کا لباس پہن کر نازل ہوا ہے } نہیں ڈالتے مگر اُس شخص کے دل میں جس کا جوہرِ نفس انبیاء کے جوہر نفس کے مشابہ پیدا کیا ہو اور اُس کی قوتِ عاقلہ میں نمونۂ وحی ودیعت رکھا ہو جو محدَّثیت (کے نام سے مشہور) ہے اور اُس کی عملی قوّت میں عصمت کا نمونہ دیا ہو جو صدّیقیت (کے نام سے مشہور) ہے اور شیطان کا اس کے سایہ سے بھاگنا (بھی اسی عملی قوت کا نتیجہ ہے) مگر (نبی میں اور اس شخص میں فرق) یہ ہے کہ اس کے نفس کی استعداد سوئی ہے جب تک کہ پیغمبر اُس کو نہ جگائے گا بیدار نہ ہوگی اِس کے نفس کی قابلیّت بالقوہ ہے بغیر نفس پیغمبر کی مدد کے فعل میں نہ آئے گی۔ یہ مجمل طور پر ہم نے بیان کیا اس کی شرح بہت بسط چاہتی ہے ؎

عمرے باید کہ یار آید بکنار ایں دولت سرمد ہمہ کس راندہند

سالہا سال اُس نے پیغمبر کے سایہ میں زندگی بسر کی ہو اور بارہا پیغمبر کے نفسِ قدسی کے پرتو نے اس کی انانیت کو زیروزبر کر دیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس نے بڑی (مضبوط) محبت حاصل کر لی ہو۔ کیونکہ (حدیث شریف میں آیا ہے کہ) تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ میں اُس کے نزدیک اُس کی جان اور اُس کے مال اور اس کی اولاد سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور (اس سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں) جس قدر آبِ شیریں پیاسے کو (محبوب ہوتا ہے) اور پیغمبر کی مدد کرنے میں اپنی جان و مال سے سبقت لے گیا ہو

www.kitabghar.org

وتقلید پیغامبر در تحمل اَعْبائِ جہاد در حق او بمرتبۂ تحقیق رسیدہ در شدائد و مکارہ شریک پیغامبر گشتہ و آں حوادث را گویا بالاصالۃ خود برداشتہ در تہذیبِ نفس از درجۂ اصحاب الیمین در گذشتہ بر صدرِ مسندِ سابقین جا گرفتہ نفس قدسیہ پیغامبر بارہا فرود رفتنِ اعمالِ مُنجیہ در جوہرِ نفس ایں عزیز تجربہ فرمودہ واجتنابِ نفسِ او از الوانِ اعمال خسیسہ مہلکہ واخلاق نامرضیہ دانستہ و کرّات و مرّات بشارتِ نجات و فوز بدرجات دادہ و باحوال سنیہ و مقاماتِ عالیۂ او اخبار فرمودہ و شرف عظمتِ وے ولیاقتِ او بخلافت قولاً و فعلاً از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تراوش نمودہ مثلِ ایں کس قابلیتِ آں پیدا کردہ است کہ داعیۂ نازل از فوق سبع سمٰوات ملتبسہ بالوان ملاءِ اعلیٰ در جوہرِ نفس خود تحمل کند و باں داعیہ تمشیتِ دینِ پیغامبر و انجازِ موعود او فرماید ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ایں خلافتِ خاصہ است کہ بقیۂ ایامِ نبوت باشد ایں خلافتِ خاصہ نوعی است از انواعِ ولایت کہ اشبہ بکمالاتِ انبیاء است تشبُّہ بالنبی من حیث ہو نبی برین نوع بالاصالۃ صادق می آید وانہمہ لازمِ اعمِ خلافتِ خاصہ است بسا شخص عزیز القدر کہ سوابق اسلامیہ و غیر آں ہمہ

اور فرائض جہاد کے بجالانے میں پیغمبر کی تقلید اس کے حق میں (تقلید نہ رہی ہو بلکہ) مرتبۂ تحقیق کو پہنچ گئی ہو اور سختی اور مصیبت کے وقت پیغمبر کا شریک رہا ہو گویا (ان مصائب کو اُس نے پیغمبر کی وجہ سے نہیں بلکہ) اصالۃً[1] خود اُٹھایا ہو۔ تہذیب نفس میں اصحاب الیمین[2] کے درجہ سے بھی گزر کر مسندِ سابقین پر جلوہ افروز ہو گیا ہو پیغمبر کے نفس قدسی نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہو کہ اس با عزت کے نفس میں وہی اعمال جگہ پاتے ہیں جو نجات دینے والے ہیں اور خسیس اور ہلاکت میں ڈالنے والے افعال سے اس کا نفس مجتنب رہتا ہے اور پیغمبر نے بار بار اُس کے جنتی اور عالی مدارج ہونے کی بشارت دی ہو اور اُس کے اوصافِ حسنہ اور درجاتِ عالیہ بیان فرماتے ہوں اور اس کی بزرگی اور عظمت اور اُس کی قابلیتِ خلافت پیغمبر کے اقوال و افعال سے ظاہر ہوتی ہو ایسا شخص اس قابل ہوتا ہے کہ اُس داعیہ کو جو سات آسمانوں کے اوپر سے ملاءِ اعلیٰ کے رنگ کا ملبوس پہن کر اُترا ہے اپنے جوہرِ نفس میں اُٹھالے اور اس داعیہ کی وجہ سے دینِ پیغمبر کا اجرا اور اُس کے وعدوں کا ایفا کرے (الغرض) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے یہ خلافتِ خاصّہ بقیہ ایامِ نبوت ہے یہ خلافتِ خاصّہ ولایت کے اقسام میں سب سے زیادہ کمالاتِ انبیاء سے مشابہت رکھتی ہے نبی کے ساتھ بحیثیت نبوت مشابہ ہونا اسی قسم پر صادق آتا ہے۔ یہ سب اوصاف جو ہم نے بیان کئے خلافتِ خاصّہ کے لازم عام ہیں (کیونکہ) اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بزرگ یہ تمام اوصاف

[1] جو کام آدمی اصالۃً اپنا سمجھ کر کرتا ہے اُس میں جیسی مصروفیت اور مشغولیت ہوتی ہے ویسی اس کام میں نہیں ہوتی جس کو دوسرے کا سمجھ کر کرتا ہے اسی واسطے اصالۃ کی قید بڑھائی۔ [2] اہل جنت کے تین درجے ہیں۔ مقربین۔ اصحاب الیمین۔ سابقین۔ سابقین کا مرتبہ سب سے فائق ہے۔

www.kitabghar.org

وارد لیکن ارادۂ الٰہیہ بخلافتِ او
منعقد نہ شد و تدبیرِ غیب اورا
بریں مسندِ عالی نہ نشاند و سبب
تخصیص بعض کاملان بارادۂ الٰہیہ
ازاں قبیل نیست کہ علومِ بشر
محیطِ آں تواند شد چناں کہ
تخصیص بعضے مفہّمین دون بعضے
بہ نبوّت ازاں قبیل نیست
کہ ادراک عامہ پیرامون آں گردد
الّا آنکہ ایں شخص منصوب مستخلف
رادو نوع افضلیت است بر جمیع
رعیّتِ خود یکے بعد استخلاف
زیراکہ ریاستِ عالم اورا عطا
فرمودند نہ غیر اورا و قائم مقام پیغمبر
اورا گردانیدند نہ غیر اورا و یکے قبل
استخلاف کہ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُو
عَنِ الْحِکْمَۃِ وآں بہ نسبت غیر
مستحقین خلافت فضل کلّی است
و بہ نسبت مستحقانِ خلافت کہ خلاصۂ اصحابِ
پیغامبراند فضل جزئی معتدبہ کہ در حکم
فضل کلّی باشد و اگر سوائے
تمکّن شخص در حسن سیاست
و تالیفِ قلوب مسلمین دیگر نباشد
آں ہم بسیار است تحمل داعیہ

رکھتا ہے مگر ارادۂ الٰہیہ اس کی خلافت کے متعلّق قائم نہ ہوا اور
تدبیرِ غیب نے اس کو اس مسندِ عالی پر نہ بٹھلایا (یعنے یہ داعیہ
اُس کے دل میں نہ ڈالا)۔ اور سبب بعض کاملوں کی تخصیص کا
(کہ بعض کاملوں کی خلافت کے) ساتھ ارادۂ الٰہیہ (متعلّق
ہوا بعض) کے (ساتھ نہ ہوا) منجملہ اُن امور کے ہے جن کو علوم
بشریہ احاطہ نہیں کرسکتے (جس طرح کہ بعض مفہّمین[1] کو نبوّت
کے ساتھ خاص کرنا بعض کو اس سے محروم رکھنا منجملہ ان امور
کے ہے کہ عام لوگوں کا ادراک اس کے قریب تک نہیں جاسکتا)
سوا اس کے کہ یہ شخص جو خلیفہ بنایا گیا ہے دو طرح کی فضیلت
اپنی تمام رعیت پر رکھتا ہے ایک (فضیلت اس کی) بعد خلیفہ
بن جانے کے (معلوم ہوتی ہے وہ یہ) کہ ریاست عالم کی (کارکنان
قضا و قدر نے) اس کو دی اوروں کو نہ دی قائم مقام پیغمبر کا
اس کو بنایا اوروں کو نہ بنایا اور دوسری (فضیلت اس کی) خلیفہ
بننے سے پہلے (بھی معلوم ہوتی ہے) (کیونکہ فعل حکیم کا حکمت
سے خالی نہیں ہوتا (چہ جائیکہ حکیمِ اعلٰے کا فعل جلّ برہانہٗ)
وہ یہ کہ یہ شخص بہ نسبت ان لوگوں کے جو خلافت کی قابلیّت
نہیں رکھتے فضیلتِ کلّی رکھتا ہے اور بہ نسبت اُن لوگوں
کے جو خلافتِ خاصّہ کی قابلیت رکھتے ہیں (یعنے خواصِ اصحابِ
پیغمبر) فضیلت جزئی رکھتا ہے مگر ایسی کہ قریب فضیلت کلّی
کے ہوتی ہی۔

اور اگر اس شخص میں (جس کو تدبیرِ غیب نے خلافتِ پیغمبر کی مسند پر
بٹھلایا ہے) سوا حسن سیاست اور اہلِ اسلام کی تالیف قلب
میں دستگاہ کامل رکھنے کے دوسرا کوئی وصف نہ ہو تو وہ بھی
(خلیفہ خاص ہی کیونکہ ایسا) بہت ہوتا ہی۔ الغرض داعیۂ الٰہیہ کا

[1] مفہّمین جمع ہی مفہّم کی۔ مفہّم اُس شخص کو کہتے ہیں جس میں نبی بننے کے قابل اوصاف پائے جائیں۔

www.kitabghar.org

و وجود اعلائے کلمۃ اللہ بر دستِ ایں شخص
اصل است و لوازم دیگر فرع زیادتِ
اوصاف معتبرہ در لوازم خلافت اگر تحمل
آں داعیہ ندہند و تمشیت دینِ حق بر
دستِ او نکنند مرورا بالا نمی نشانند و اگر
آں داعیہ در دل شخصے فروریزند و دین را
بر دستِ او ظاہر کنند و اصل ایں لوازم
قدرے کہ بدونِ آں ایں داعیہ فرود نمی آید
داشتہ باشد او خلیفہ است چنانکہ مطلوب قتل
شریرے باشد شخصے او را بخنق یا بضربِ
حجر کشت و در بارگاہِ سلطنت عزت یافت
سادہ لوحے اعتراض می نماید کہ فنِ تیراندازی
یا اسپ تازی فلاں کس از وے بہتر
مے داند آں شخص جوابش مے دہد کہ قوت
شجاعت کہ برائے قتلِ شریرے کہ درکار
بود در من موجود است زیادہ ازاں در
مقصدِ من درکار نیست بلکہ اصل قتل کسے
منظور نیست الّا بالعرض بلکہ اصل قوت
و شجاعت مراد نیست الّا بالعرضِ مدعائے
من ارضائے سلطان بود و آں است و قد حصل
چوں ایں مقدمہ بایں آب و تاب در کتب کلامیہ
نخواندہ یحتمل کہ وحشتے بخاطرِ تو راہ یابد لہٰذا
میخواہیم کہ حدیثے کہ شواہد مقصد تواند بود بنگاریم
اما آنکہ ہیات بنی آدم از جہل و غوایت
و سوءِ اعتقاد در جناب الوہیت

اُس کے دل میں پایا جانا اور کلمۂ خدا کا اس کے ہاتھ سے بلند ہونا
اصل ہے اور دوسرے لوازم فرع ہیں۔
(حتٰی کہ) جو اوصاف خلافت کے لوازم میں شمار کئے گئے ہیں
ان کا (کسی شخص میں) زیادہ پایا جانا درصورتیکہ وہ داعیہ اس
کے دل میں نہ دیں اور دینِ حق کا اجراء اُس کے ہاتھ سے نہ کرائیں
اس شخص کو بالا (دستے مسند خلافتِ پیغمبر) نہیں بٹھلا سکتا اور
اگر وہ داعیہ کسی کے دل میں دیں اور دین کو اس کے ہاتھ سے
غالب کرائیں اور یہ لوازم اُس میں (زیادہ نہیں بلکہ) صرف اس
مقدار پر جس کے بغیر یہ داعیہ نزول نہیں کرتا موجود ہوں یہ
شخص خلیفہ (خاص پیغمبر) ہو جائے گا (مثال اسکی ایسی ہے
جیسے کسی شریر کا قتل (بادشاہ کو) مقصود ہوا ایک شخص
نے اُس کو گلا گھونٹ کر یا پتھر مار کر مار ڈالا اور دربارِ شاہی
میں اُس نے عزت پائی ایک بیوقوف اعتراض کرتا ہے کہ
فلاں شخص تیراندازی یا شہسواری کا فن تم سے زیادہ جانتا
ہے وہ (عزت یافتہ) شخص جواب دیتا ہے کہ جس قدر قوت و
شجاعت اس شریر کے قتل کے لئے درکار تھی مجھ میں موجود ہی
اس سے زیادہ اس کام میں درکار نہیں ہے بلکہ اصل مقصود
میرا کسی کو قتل کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصود قوت و شجاعت
بھی نہیں میرا مقصود بادشاہ کی خوشنودی تھی جو حاصل ہو گئی۔
چونکہ یہ مضمون (جو اس نکتہ باریک میں ہم نے بیان کیا) اس
آب و تاب کے ساتھ تم نے علم کلام کی کتابوں میں نہ پڑھا ہوگا
لہٰذا احتمال ہے کہ (اس سے) کچھ وحشت تمھارے دل میں
آئے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ حدیثیں جو ہمارے اس مقصد
کی شاہد ہو سکیں (اس مقام پر) لکھ دیں۔
یہ جو ہم نے بیان کیا کہ بنی آدم میں جہل و گمراہی اور جناب الوہیت

www.kitabghar.org

وماننداں اقتضا می کند بعث رسل
را پس از اجل بدیہیات ملت
است قال اللہ تعالیٰ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ وفی حدیث
عیاض عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ
کُلُّ مال نَحَلْتُهٗ عبداً حلال و
انی خلقت عبادی حُنَفَاءَ کلھم و
وانھم اَتَتْهُمُ الشیاطین فَاجْتَالَتْهُم
عن دینھم وحَرَّمَتْ علیھم
ما احللت لھم وَاَمَرَتْهُم ان
یُشْرِکُوا بی مالم اُنْزِلْ بِہٖ
سلطاناً وان اللہ نظر الی اھل
الارض فَمَقَتَهُمْ عربھم وعجمھم
الا بقایا اھل الکتاب وقال انما
بعثتک لِاَبْتَلِیَکَ واَبْتَلِی
بک الحدیث اخرجه مسلم
واما آں کہ قضائے الٰہی اولاً
بملأ اعلےٰ فرود مے آید از شواہد
آں حدیث القائے محبت است
اخرج مالک عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اذا احب اللہ العبد
قال لجبرئیل علیہ السلام یا جبرئیل
قد احببت فلاناً فاحبہ فیحبہ جبرئیل

کے متعلق بُرے اعتقادات کا پیدا ہو جانا اور اسی قسم کے دوسرے امور بعثت انبیاء کو مقتضی ہوتے ہیں اعلےٰ درجہ کی بدیہیاتِ مذہب سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لتنذر الآیۃ (ترجمہ) اے نبی ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ (مطلب یہ ہوا کہ چونکہ جہل وگمراہی ان میں بڑھ گئی ہے اس لئے ہم نے تم کو بھیجا) اور بواسطہ حضرت عیاض نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جس قدر مال میں نے کسی بندہ کو دیا وہ اس کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو (اصل فطرت میں) شرک سے پاک پیدا کیا ہے مگر شیاطین اُن کے پاس آتے اور اُن کو اُن کے (اصلی وفطرتی) دین سے ہٹا دیا اور انہی شیاطین نے ان پر حرام کردیں وہ چیزیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں اور شیاطین نے اُنھیں سکھایا کہ میرے ساتھ اُس کو شریک بنائیں جس کی کوئی سند میں نے نہیں اُتاری۔ اور بیشک اللہ نے تمام اہل زمین کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا، کیا عرب کیا عجم سوا چند اہلِ کتاب کے۔ اور فرمایا کہ (اے محمدؐ!) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہی کہ تمھاری آزمائش کروں اور تمھارے ذریعہ سے (دوسروں کی) آزمائش کروں۔ اس حدیث کو مسلم نے لکھا ہی۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ قضائی الٰہی پہلے ملأ اعلیٰ میں اُترتی ہے اس کی شاہد محبت ڈالنے کی حدیث ہے (وہ یہ کہ) امام مالکؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہی تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اے جبریلؑ میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اس کو دوست رکھو چنانچہ جبرئیل بھی

www.kitabghar.org

ثم ینادی جبریل فی اھل السماء ان اللہ قد احب فلانًا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یضع لہ القبول فی الارض اما آں کہ انبیاء علیہم السلام در اخلاقِ جبلیہ خود فوقیت دارند بر غیرِ خویش ایں نیز از بدیہیات ملت است وکسیکہ بقوانینِ حکمت خلقیہ مطلع است بضرورت مے داند کہ انتظام اخلاقِ جمیلہ بایں روش کہ در انبیاء ظاہر شد بدون انقیادِ نفس قلب را و قلب عقل را میسّر نیست از شواہد آں حدیثِ انسؓ است کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس واشجع الناس واجود الناس اخرجہ الشیخان و اخرج البخاری عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ بینما ھو یسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ الناس مقفلہ من حنین فعلقت الاعراب یسألونہ حتی اضطروہ الی سمرۃ فخطفت رداءہ فوقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعطونی ردائی لوکان لی عدد ھذہ العضاۃ نعمًا

اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر جبرئیلؑ تمام آسمان والوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ نے فلاں شخص کو دوست رکھا ہے لہٰذا تم لوگ بھی اُس کو دوست رکھو چنانچہ تمام آسمان والے اُس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر اللہ اُس کی مقبولیت زمین میں پیدا کر دیتا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے پیدائشی اخلاق میں دوسروں سے فوقیت رکھتے ہیں یہ بھی مذہب کے بدیہیات سے ہے جو شخص حکمت پیدائش کے قوانین سے واقف ہے وہ بیقین جانتا ہے کہ اخلاقِ جمیلہ کا انتظام اُس روش کے ساتھ جو کہ انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتی ہے بغیر اس کے کہ نفس قلب کا اور قلب عقل کا مطیع ہو، ناممکن ہے نیز حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی اس کی شہادت نکلتی ہے کہ (وہ کہتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ حنین سے واپسی کے وقت ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے اور آپؐ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے کہ اتنے میں بدوی (آئے اور) آپؐ کو لپٹ گئے اور آپ سے سوال کرنے لگے یہاں تک کہ مجبور ہو کر (پیچھے ہٹتے ہٹتے) آپ درخت سمرہ[1] کے پاس پہنچے اور اس میں آپکی چادر اُلجھ گئی۔ اُن لوگوں نے آپکی چادر اُتار لی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر دیدو خدا کی قسم اگر میرے پاس اس درخت کے کانٹوں کے برابر اونٹ ہو جاتیں تو میں سب

[1] سمرہ ایک خاردار درخت ہوتا ہے مثل ببول کے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ببول ہی کو سمرہ کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

لقسمتہ بینکم ثم لا تجدونی بخیلا ولا کذوبا
ولا جبانا وأخرج الدارمی عن الزہری قال
ان جبرئیل قال ما فی الارض اھل عشرۃ
ابیات الا قلبتہم فما وجدت احدا اشد
انفاقا لھذا المال من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واما آنکہ غیر انبیا ہم گاہے در
اصل جوہر نفس شبیہ میباشند بجوہر نفس
انبیاء علیہم السلام پس شاہد آں قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا
المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا
من النبوۃ اخرجہ البخاری وقال السمت
الصالح جزء من خمسۃ وعشرین جزءا
من النبوۃ اخرجہ مسلم واما آنکہ خلفاء
شبیہ بودند بجوہر انبیاء اخرجہ ابو عمر
عن عبد اللہ بن مسعود قال ان اللہ
نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد
فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم
نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب
اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلہم
وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقاتلون عن دینہ واخرج
ابو عمر عن ابن عباس فی قول
اللہ عز وجل قل الحمد

تم میں تقسیم کردوں اور تم مجھے نہ بخیل پاؤ نہ جھوٹ بولنے والا اور نہ بزدل۔ اور دارمی نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت جبریلؑ نے ایک روز (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ زمین میں دس آدمی بھی ایسے نہیں ہیں جن کو میں نے آزمایا نہ ہو مگر میں نے (اے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (آپ) سے زیادہ مال کا خرچ کرنے والا کسی کو نہیں پایا (سہ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری)۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور لوگ بھی کبھی اصل جوہر نفس میں انبیاء علیہم السلام کے جوہر نفس کے مشابہ ہوتے ہیں پس شاہد اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ اور نیز آپ نے فرمایا نیک روش نبوت کا پچیسواں (۲۵) حصہ ہے۔ اس روایت کو مسلم نے لکھا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ خلفاء (ئے راشدین) جوہر (نفس) انبیاء علیہم السلام کے مشابہ تھے (اس کی سند وہ روایت ہے جو) ابو عمر نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ نے بندوں کے دل کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب بندوں کے دل سے بہتر پایا لہذا اُن کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد (دوبارہ) بندوں کے دل کو دیکھا تو آپ کے اصحابؓ کے دل کو اور بندوں سے بہتر پائے لہذا اُن کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا کہ وہ آپ کے دین کی طرف سے لڑتے ہیں اور ابو عمر نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ عزوجل کے قول قل الحمد

www.kitabghar.org

لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ
اصْطَفٰی قَالَ اصحابُ محمدٍ صلے
اللہ علیہ وسلم قالہ السُّدِّیُّ
والحَسَنُ البصری وابنُ عُیَیْنَۃَ و
الثَّوری۔ اخرج البخاری ومسلم
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لقد کانَ
فیما قبلکم من الاُمَمِ مُحَدَّثُون
فان یک فی امتی احدٌ فانّہ عُمَرُ
واخرج الترمذی عن عائشۃ رضی
اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم جالسًا فسمعنا لَغَطًا
وصوتَ صِبیانٍ فقام رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاذا حَبَشِیَّۃٌ تَزْفِنُ
والصِّبیانُ حولہا فقال یا عائشۃُ
تعالَی فانظری فجئتُ فوضعتُ لَحیَیَّ
علٰی مَنْکِبِ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فجعلتُ اَنظُرُ الیہا
ما بین المنکب الی رأسہ فقال لی اَمَا
شَبِعْتِ اَمَا شبعتِ فجعلتُ اقولُ لا
لِاَنْظُرَ مَنْزِلَتِیْ عندہٗ اذا طلَع عُمَر
فارْفَضَّ النّاسُ عنہا فقال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی لَاَنْظُر
الی شیاطین الجن والانس قد فَرُّوا
من عُمَرَ فرجعتُ۔ و اما آنکہ انبیاء را

لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (کی تفسیر)
میں روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے فرمایا (ان برگزیدہ بندوں
سے مراد) اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یہی سُدّی،
اور حسن بصری اور (سفیان) ابن عُیینہ اور ثوری کا قول
ہے اور بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے
پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ مُحدَّث ہوتے تھے میری امت
میں اگر کوئی مُحدَّث ہو تو بیشک وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ اور
ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے
وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز
(گھر کے اندر) بیٹھے ہوتے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز
سُنائی دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر (دیکھنے کے
لئے) تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک حبشی عورت کچھ
کھیل رہی ہے اور بچے اس کے گرد جمع ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا
اے عائشہؓ! آؤ اور دیکھو چنانچہ میں گئی اور میں نے اپنا
مُنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر رکھدیا اور
شانے اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے مَیں اس کو دیکھنے
لگی آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم ابھی سیر نہیں ہوئیں کیا تم
ابھی سیر نہیں ہوئیں۔ مَیں برابر یہ کہتی جاتی تھی کہ نہیں مقصد
یہ تھا کہ دیکھوں حضرتؐ کے دل میں میری کتنی جگہ ہے اسی
اثنا میں یکایک عمرؓ آگئے تو سب لوگ اس حبشی عورت
کے پاس سے بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں شیاطین جن و انس دونوں کو دیکھتا ہوں کہ
عمرؓ سے بھاگتے ہیں (اس کے بعد مَیں لوٹ آئی)۔
اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کو ہدایت قوم

www.kitabghar.org

داعیۂ قویہ می دہند در ہدایت قوم خود شاہد آں حدیث والذی نفسی بیدہ لأقاتلنھم علی امری حتی تنفرد سالفتی اولینفذن اللہ امرہ اخرجہ البخاری ہمیں لفظ را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مکہ بمخاطبہ ابوطالب ارشاد فرمود و در مخاطبہ ابوسہیل نیز ہمیں لفظ در حدیبیہ فرمود و اما آنکہ حواری را ایں داعیہ می دہند شاہد آں قال اللہ تعالیٰ قال عیسے ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ و ایں اشارہ است بظہور داعیہ نصرت در قلوب ایشاں و دواعی شیخین در تمشیت دین حق اظہر از آن است کہ بشاہدی احتیاج افتد و از اجل بدیہیات است کہ سالہا افعال متقاربہ مترتبہ لیلاً و نہاراً از شخصے ظاہر نمے شود الا بداعیہ قویہ در اصل نفس شخص ہیچ عاقلی باور کند کہ خواجہ حافظ دیوان خود را بغیر بصیرت در فن شعر و بدون صرف ہمت بلیغہ در نظم ایں غزلہا تدوین کردہ باشد یا ابوعلی قانون را بغیر بصیرت در فن طب

کی بابت ایک مضبوط داعیہ (کارکنان قضا و قدر) عنایت کرتے ہیں اُس کی سند یہ حدیث ہے (کہ حضرتؐ نے فرمایا) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں کافروں سے دین کے لئے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو جائے یا اللہ اپنا کام پورا کرے۔ اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ابوطالب سے مخاطب ہو کر فرمائے تھے اور ابوسہیل سے بھی یہ لفظ حدیبیہ میں فرمائے تھے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ (پیغمبرؐ کے) حواری کو بھی (کارپردازان قضا و قدر) یہ داعیہ دیتے ہیں اس کی سند یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قال عیسی ابن مریم الآیۃ (ترجمہ عیسے بن مریمؑ نے حواریوں سے کہا کہ کون خدا کے لئے میرا مددگار بنتا ہے؟ حواریوں نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار ہیں) یہ اشارہ ہے اس طرف کہ (پیغمبر کی) مدد کا داعیہ ان کے دلوں میں غالب تھا۔ (باقی رہا) شیخین رضؓ کے دل میں اجرائے دین کا داعیہ ہونا اس قدر ظاہر ہے کہ کسی دلیل کے پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ بات اعلیٰ درجہ کے بدیہیات سے ہے کہ کسی شخص سے سالہا سال شب و روز ایک قسم کے افعال خاص ترتیب کے ساتھ ظاہر نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس کے اصل نفس میں (اُن افعال کا) داعیہ قویہ موجود نہ ہو۔ کون عقلمند باور کر سکتا ہے کہ خواجہ حافظ نے اپنا دیوان لکھ ڈالا بغیر اس کے کہ اُن کو فن شعر میں مہارت ہو اور اُنھوں نے اُن غزلوں کے نظم کرنے میں پوری توجہ خرچ کی ہو یا ابوعلی (ابن سینا) نے (اپنی مشہور کتاب) قانون کو تصنیف کر دیا بغیر اس کے کہ اس کو فن طب میں بصیرت ہو

www.kitabghar.org

وجمع ہمت بر تحقیق و ترتیب مسائل
این فن تصنیف نمودہ باشد سبحانك
ھٰذا بھتانٌ عظیمٌ۔ اگر داعیہ نمے
بود این افعال متقاربہ در مُدَدِ متطاولہ
چگونہ ظاہر مے شد واگر داعیۂ دنیا
بود چرا برلسانِ غیب ترجمان آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مدح ایشاں
جاری گشت تا اینجا کہ بحدِ تواتر رسید
واگر داعیہ ملتئمہ از قُوائے نفس
بود ورائے آنکہ از فوق نازل شود
این ہمہ برکات ظہور نمے نمود
وکشایش زیادہ از کوشش بروئے
کار نمے آمد واما آں کہ گفتیم کہ
بمجردِ تعلقِ ارادہ بخلافتِ ایشاں
افضلیتے حاصل مے شود از
شواہد آں حدیثِ ابی ذر است
آخرج الدارمی عن ابی ذرّ
الغفاری قال قلتُ یا رسول
اللہ کیف علمتَ اَنّك نبیٌّ حینَ
استُنْبِئْتَ فقال یا اباذرٍّ
اتانی مَلَکانِ واَنَا ببعض بَطْحاء
مکۃ فوقعَ احدُھما الارضَ
وکان الآخر بین السماء
والارضِ فقال احدھما لصاحبه
اَھُوَ ھو قال نعم قال فِزْنهُ برجلٍ

اور اُس نے اِس فن کے مسائل کی تحقیق و ترتیب میں پوری
محنت کی ہو سبحانك ھٰذا بھتانٌ عظیمٌ + اگر (شیخین
کے دل میں) داعیہ نہ تھا تو یہ ایک قسم کے افعال مدت دراز
تک (اُن سے) کیونکر ظاہر ہوتے رہے۔ اور اگر (کہو کہ
داعیہ تھا مگر نہ داعیۂ الٰہیہ بلکہ) داعیۂ دنیا تھا تو (پھر اس کا
کیا جواب ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان غیب
ترجمان پر ان کی تعریف کیوں جاری ہوتی (اور وہ تعریف
بھی) یہاں تک کہ حد تواتر کو پہنچ گئی اور اگر کہو کہ وہ داعیہ
(خالص دنیا کا بھی نہ تھا بلکہ) قوائے نفس سے مرکب
تھا بغیر اس کے کہ اوپر سے نازل ہوا ہو تو یہ سب برکات
(جو شیخین کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئیں ہرگز ظاہر نہ ہوتیں
اور کوشش سے زیادہ نتیجہ کبھی نہ نکلتا۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ کسی شخص کی خلافتِ (خاصہ)
کے ساتھ ارادۂ الٰہی قائم ہوتے ہی (قبل از وقوع خلافت)
اس شخص کو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اس کی سند
(میں چند حدیثیں ہیں منجملہ ان کے) حضرت ابوذر رض کی
حدیث ہے (جس کو) دارمی نے حضرت ابوذر غفاری سے
روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!
آپ جب نبی بنائے گئے تو آپ نے کیسے جانا کہ میں نبی ہوں
حضرت نے فرمایا اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے آئے
اور اُس وقت میں بطحائی مکہ میں تھا ایک فرشتہ تو زمین پر اتر
آیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان میں معلق رہا ایک
نے دوسرے سے کہا کہ کیا وہ (جس کی نبوت کا فرمان ملأ اعلیٰ
میں شائع ہوا ہے) یہی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ہاں
تو اُس نے کہا اچھا اس کو ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو چنانچہ

www.kitabghar.org

فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ
زِنْهُ بِعَشْرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ
ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ
فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِأَلْفٍ
فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَأَنِّي أَنْظُرُ
إِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُونَ مِنْ خِفَّةِ الْمِيزَانِ
قَالَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ
لَوْ وَزَنْتَهُ بِأُمَّتِهِ لَرَجَحَهَا وَأَخْرَجَ
الدَّارِمِيُّ مِنْ حَدِيثِ عُتْبَةَ بْنِ
عَبْدِ السُّلَمِيِّ قِصَّةً طَوِيلَةً فِيهَا شَقُّ
صَدْرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ
ظِئْرِهِ حَلِيمَةَ قَالَ أَحَدُهُمَا
لِصَاحِبِهِ اجْعَلْهُ فِي كِفَّةٍ
وَاجْعَلْ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِهِ فِي
كِفَّةٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَنَا أَنْظُرُ إِلَى
الْأَلْفِ فَوْقِي أُشْفِقُ أَنْ يَخِرَّ عَلَيَّ
بَعْضُهُمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّ أُمَّتَهُ
وُزِنَتْ بِهِ لَمَالَ بِهِمْ
ثُمَّ انْطَلَقَا وَتَرَكَانِي وَأَخْرَجَ
أَحْمَدُ بْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ
غَدَاةٍ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ قَالَ
رَأَيْتُ قَبْلَ الْفَجْرِ كَأَنِّي أُعْطِيتُ

میں ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں اُس سے وزنی نکلا پھر اُس نے کہا اس کو دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں دس کے ساتھ وزن کیا گیا اُن دس سے بھی میں وزنی نکلا پھر اس نے کہا اس کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں سو کے ساتھ وزن کیا گیا ان سو سے بھی وزنی نکلا پھر اُس نے کہا اس کو ہزار آدمی کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں ہزار آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں ان ہزار سے بھی وزنی نکلا گویا (اب بھی) میں اُن کو دیکھ رہا ہوں کہ پلّے کے ہلکے ہونے کے سبب سے وہ لُڑھکے جاتے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ نے دوسرے سے کہا کہ اگر اس کو تمام امت کے ساتھ وزن کرو گے تب بھی یہی وزنی رہے گا۔ اور دارمی نے عتبہ بن عبد سلمی سے ایک طویل قصّہ (کے ذیل) میں [جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شق صدر کا بیان ہے جو آپ کی دایہ حلیمہ کے یہاں ہوا تھا] یہ روایت کی ہے کہ (دو فرشتے آئے اور) ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص (یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو (ترازو کے) ایک پلّہ میں رکھو اور اس کی امت کے ہزار آدمی دوسرے پلہ میں رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (ایسا ہی کیا گیا) ان ہزار آدمیوں کا پلّہ ہلکے ہونے کے سبب سے اس قدر اونچا ہو گیا کہ میرے سر کے برابر آ گیا یکایک میں دیکھنے لگا کہ وہ ہزار آدمی میرے سر پر آ گئے اور مجھے خوف ہوا کہ کہیں اُن میں سے کوئی میرے اوپر نہ گر پڑے تو دوسرے فرشتے نے کہا کہ اگر اس کی تمام امت اس شخص کے ساتھ وزن کی جائے تو بھی اس شخص کا پلّہ بھاری رہے گا اس کے بعد وہ دونوں فرشتے مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور احمد بن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آفتاب نکلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا فجر سے پہلے میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا مجھے بہت سی

www.kitabghar.org

المقالیدَ والموازینَ فامّا المقالید فھی المفاتیح و امّا الموازین فھٰذہ الّتی یُوزَنُ بھا فوُضِعتُ فی کفّۃٍ و وُضِعَتْ اُمّتی فی کفّۃٍ فوزنتُ بھم فرجحتُ ثم جیٔ بابی بکر فوزن بھم فرجح ثم جیٔ بعمر فوزن بھم فرجح ثم جیٔ بعثمان فوزن بھم فرجح ثم رُفِعَتْ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از وزن با امّت و رجحانِ خود برایشاں نبوتِ خود را شناختند و ایں وزن و رجحان دلالت کرد بر افضلیّت بفضلِ کلّی معتبر عنداللہ پس آں لازم نبوّت است و ہمیں رؤیا را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در باب خلفاء دیدند پس ازینجا دانستہ شد کہ افضلیت خلفاء بر رعیّتِ خود عنداللہ و رجحانِ ایشاں فی علم اللہ براں جماعہ لازم خلافتِ خاصّہ است چنانکہ حقیقت استخلاف بمجرد تعلق ارادۂ الٰہیہ

مقالید اور موازین دی گئی ہیں مقالید کنجیوں کو کہتے ہیں اور موازین ترازوؤں کو کہتے ہیں جن میں تولا جاتا ہے پھر (مَیں نے دیکھا کہ میں (ترازو کے) ایک پلّہ میں رکھا گیا اور میری امّت دوسرے پلّہ میں رکھی گئی میں سب سے وزنی نکلا اس کے بعد ابوبکرؓ لائے گئے اور وہ سب امّت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ (سب سے) وزنی نکلے پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے پھر عثمانؓ لائے گئے اور وہ سب امّت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اُٹھالی گئی (ان حدیثوں سے ہمارا استدلال اس طرح پر ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امّت کے ساتھ وزن کئے جانے اور بہ نسبت اُن کے اپنے وزنی نکلنے سے اپنے نبی ہونے کو سمجھ لیا (کیونکہ حضرت ابوذرؓ کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ نے اپنا نبی ہونا کیسے جانا؟ آپ نے یہ واقعہ ذکر فرمایا ہے) اور اس وزن کئے جانے اور وزنی نکلنے نے آپ کے افضل بفضل کلّی ہونے پر دلالت کی (اور فضلِ کلّی بھی وہ) جو عنداللہ معتبر ہو پس (معلوم ہوا کہ) یہ فضل کلّی لازم نبوّت ہے (یعنے کسی شخص کے نبی بنانے کا ارادۃ الٰہیّہ قائم ہوتے ہی فضل کلّی تمام رعیّت سے عنداللہ اُس کو حاصل ہوجاتا ہے گو ہنوز وہ مبعوث نہ ہوا ہو (کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت تک مبعوث نہ ہوئے تھے) اور یہی خواب (بعینہٖ) آپ نے خلفاء کے متعلق بھی دیکھا لہٰذا یہاں سے یہ بات (بھی) معلوم ہوگئی کہ (کسی شخص کی خلافت کا ارادۂ الٰہیّہ قائم ہوتے ہی فضل کلّی تمام رعیّت پر اُس کو حاصل ہوجاتا ہے گو ہنوز اس کو خلافت نہ ملی ہو اور ان خلفاء کا اپنی رعیّت سے عنداللہ افضل ہونا اور علم خدا میں برتر ہونا خلافتِ خاصّہ کو لازم ہے جس طرح خلیفہ بننے کی حقیقت ارادۂ الٰہیہ

www.kitabghar.org

ثابت است و امور دیگر بحسب عادت
اللہ لازم الوجودِ خلافت مے باشد
ہمچنیں ایں نوع از افضلیّت بمجرّد ارادہ
ثابت است۔ در ضمنِ استخلاف و
ہمراہ او افضلیتے کہ بنابر سوابقِ اسلامیہ
یا احکامِ جبلّیہ از حسنِ سیاست
وغیرہ آں باشد امرے است
عادی۔ واللہ اعلم بحقیقۃِ
الحال۔ ولیکن ہذا اٰخر
الفصل الثالث۔

کے متعلق ہوتے ہی ثابت ہوجاتی ہے اور دوسری باتیں (مثل
بیعت اہل حل وعقد کے یا نفاذ احکام خلیفہ کے) موافق عادت الٰہی
کے خلافت کے وجود (خارجی) کو لازم ہوتی ہیں اسیطرح یہ قسم
افضلیّت کی بھی ارادہ (الٰہیہ) کے متعلق ہوتے ہی خلیفہ بننے
کے ضمن میں ثابت ہوجاتی ہے اور اُس کے ہمراہ وہ افضلیّت جو
بوجہ اوصافِ خلقیہ کے مثل حُسن سیاست وغیرہ کے ہو ایک چیز
ہے (جو) موافق عادت الٰہی کے (خلیفہ بننے کی حقیقت کو لازم ہے)۔

(تیسری فصل ختم ہوئی)

والحمد للہ رب العٰلمین

www.kitabghar.org

فصل چہارم

در روایت احادیث و آثارِ دالّہ بر خلافتِ خلفاء بتصریح یا تلویح و بر اثبات لوازم خلافت خاصہ

و پیش ازاں کہ شروع در مقصود کنیم باید دانست کہ علماء در اثباتِ خلافتِ خلفاء تصانیف ساختہ اند و ہر یکے بہ بیانے مُوَفَّق شدہ و فقیر کثیر التقصیر را چناں بخاطرِ مے رسید کہ احادیثِ ایں باب را بر مسانیدِ صحابہ مُوَزَّع سازد و زیر مرفوع ہر صحابی موقوف او را مذکور نماید تا معلوم خواص و عوام گردد کہ آنچہ مشہور است کہ ثبوتِ خلافتِ ایشاں باجماع و وصیّتِ خلیفہ متقدم بودہ است کلام محقق است لیکن معنے اجماع آں نیست کہ ہر یکے بفکرے کہ

فصل چہارم

اُن احادیث[1] و آثار کی روایت میں جو خلفائے راشدین کی خلافت پر بتصریح[2] یا بتلویح اور (اُن کیلئے) لوازم خلافت خاصہ کے ثابت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم مقصود کو شروع کریں جاننا چاہیئے کہ خلافتِ خلفاء کے اثبات میں علماء نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ہر عالم کو جداگانہ بیان کی توفیق ملی ہے مگر اس فقیر کثیر التقصیر کے دل میں ایسا آتا ہے کہ اس باب میں جس قدر حدیثیں ہیں اُن کو مسانید[3] صحابہؓ پر تقسیم کر دے اور ہر صحابی کی مرفوع حدیثوں (کو لکھ کر ان) کے تحت میں ان کی موقوف روایتیں بھی ذکر کر دے تاکہ خاص و عام سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ جو مشہور ہے کہ ان حضرات کی خلافت کا ثبوت (یعنے انعقاد) اجماع سے اور خلیفہ سابق کی وصیّت سے ہوا ہے ایک محقق بات ہے۔

مگر اجماع کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہر شخص اپنی فکر سے {جو شرع سے مستند نہ ہو بلکہ محض مصلحت وقت کے متعلق ہو} ایک

---

[1] احادیث جمع ہے حدیث کی اور آثار جمع اثر کی بنا بر اصطلاح مشہور حدیث روایت مرفوع کو کہتے ہیں اور اثر روایت موقوف کو اور بعض کے نزدیک مقطوع پر بھی اثر کا اطلاق ہوتا ہے۔ مرفوع وہ روایت ہے جس میں قول یا فعل یا حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہوا ہو اور موقوف وہ ہے جس میں صحابی کا قول یا فعل یا حال ہو اور مقطوع وہ ہے جس میں تابعی کا قول یا فعل یا حال ہو۔ [2] تصریح صاف بیان کرنے کو کہتے ہیں اور تلویح اشارہ سے بیان کرنے کو کہتے ہیں [3] کتبِ حدیث کی ترتیب مختلف مقاصد و متعدد طرق پر ہوتی ہے اور ہر ترتیب کا نام جداگانہ ہے جس کتاب کی ترتیب ابواب فقہی پر ہو مثلاً ایمان کے متعلق حدیثیں ایک جگہ ہوں نماز کے متعلق ایک جگہ روزہ کے متعلق ایک جگہ اس کتاب کو سُنن کہتے ہیں یہی ترتیب اکثر کتابوں کی ہے چنانچہ صحاح ستہ کل اسی ترتیب پر ہیں اور جس کتاب کی ترتیب صحابہؓ کے اعتبار سے ہو مثلاً حضرت صدیقؓ کی روایت کی ہوئی حدیثیں سب ایک جگہ ہوں حضرت فاروقؓ کی ایک جگہ حضرت عثمانؓ کی ایک جگہ حضرت علیؓ کی ایک جگہ اس کتاب کو مسند کہتے ہیں اور ہر صحابی کی روایت کردہ احادیث کو بھی اس صحابی کا مسند کہتے ہیں اور جس کتاب کی ترتیب محدث نے اپنے اساتذہ کے اعتبار سے رکھی ہو مثلاً اپنے استاد احمد نام سے جسقدر حدیثیں سُنی ہوں وہ ایک جگہ ہوں اور محمد نام سے جسقدر حدیثیں سنی ہوں وہ ایک جگہ اسکو معجم کہتے ہیں۔ بستان المحدثین ×

www.kitabghar.org

مستند بشرع نباشد بلکہ مستند باشد بصلاح دید وقت رائے زدہ باشد بلکہ معنے اجماع این است کہ ہر یکے بدلیل شرعی کہ سنّتِ سنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت ایشاں استنباط نمودہ از تصریحات آنحضرتؐ تارۃً و تلویحات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُخریٰ تا آں کہ ہر یکی بملاحظہ آں دلیل مکلّف شد بقبولِ خلافتِ ایشاں و چوں مجتہدانِ عصر اوّل اتفاق کردند بر آں صورت اجماع متحقق گشت و من بعد کسے را مجال خلاف نماند و تلویحاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافتِ ایشاں راجست یا باثباتِ لوازم خلافتِ عامہ یا لوازم خلافت خاصہ ایشاں را مثلاً جائے کہ گفتند زکوٰۃ را من بعد با بوبکر خواہید داد اثباتِ بعض لوازم خلافتِ عامہ نمودند کہ حفظِ بیت المال و اخذ زکوٰۃ مسلمین است و جائیکہ گفتند ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق است و عمرؓ شہید یا گفتند درجاتِ ایشاں در بہشت اعلیٰ درجات خواہد بود یا ایشاں را بشارت بہشت دادند لاسیّما چوں بترتیبِ خلافت باشد یا گفتند بہترین امت ایشاں اند و علیٰ ہذا القیاس اثبات لوازم خلافت خاصہ فرمودند اینہمہ تلویح است بخلافت راشدہ ایشاں و اگر بخاطر تو تردّدے میگذرد کہ دلالتِ لازمِ مساوی بر وجودِ ملزوم مسلّم است اما دلالتِ لازمِ اعم بر وجودِ ملزوم مسلّم نمیداریم و اینہما اوصاف لازمِ اعم خلافتِ خاصہ است در غیر خلیفہ خاص بعض این صفات یافتہ میشود گوئیم

رائے پیدا کرے (اور اتفاقاً سب وہی ایک رائے پیدا کریں یا بعد بحث و مباحثہ کے سبب کسی ایک رائے پر متفق ہوجائیں) بلکہ اجماع کے معنے یہ ہیں کہ ہر صحابی نے دلیل شرعی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ سَنیہ سے ان کی خلافت استنباط کی کبھی آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصریحات سے کبھی آپ کی تلویحات سے یہاں تک کہ اس دلیل کے ملاحظہ سے وہ صحابی ان کی خلافت کے ماننے پر مکلّف ہوگیا اور جب (اس طرح) قرنِ اوّل کے مجتہدوں نے ان کی خلافت پر اتفاق کرلیا تو اجماع ثابت ہوگیا اور اُن کے بعد کسی کو مخالفت کرنے کی گنجائش نہ رہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلویحات کا (جو ان کی خلافت کے متعلق ہیں) مآل یا تو خلافتِ عامہ کے لوازم کو (ان حضرات کے لئے) ثابت کرنا ہے یا خلافتِ خاصہ کے لوازم کو مثلاً یہ فرمایا کہ زکوٰۃ میرے بعد ابوبکرؓ کو دینا۔ اس حدیث میں خلافتِ عامہ کے بعض لوازم یعنے حفاظت بیت المال اور مسلمانوں سے زکوٰۃ لینے کو ثابت فرمایا۔ اور مثلاً یہ فرمایا کہ ابوبکرؓ صدیق ہیں اور عمرؓ شہید۔ یا فرمایا کہ ان کے درجے بہشت میں بہت بلند ہوں گے یا ان کو بہشت کی بشارت دی خاص کر جب کہ وہ بشارت بترتیب خلافت ہے۔ یا یہ فرمایا کہ یہ لوگ بہترین امت ہیں وعلیٰ ہذا القیاس (ان حدیثوں میں) خلافتِ خاصہ کے لوازم کو (خلفائے راشدین کے لئے) ثابت فرمایا ہے یہ سب انکی خلافت راشدہ کی تلویح ہے۔

اگر تمہارے دل میں کچھ تردّد ہوتا ہو کہ (جو) لازم (اپنے ملزوم کے) مساوی (ہو اس) کی دلالت ملزوم کے وجود پر (ہم کو) مسلّم ہے مگر (جو) لازم (اپنے ملزوم سے) عام (ہو اُس) کی دلالت ملزوم کے وجود پر ہم نہیں ملنتے تو ہم جواب دیں گے کہ بیشک لازم

[1] جو لازم ایسا ہو کہ بغیر ملزوم کے نہ پایا جائے اور نیز ملزوم بھی بغیر لازم کے نہ پایا جائے وہ لازم مساوی ہے اور جو لازم بغیر ملزوم کے پایا جائے وہ لازم عام ہے۔

www.kitabghar.org

تعریض نوعے است از بیان تفہیم و تفہّم بآن حاصل مے شود اخرج مالک عن عمرۃ بنت عبد الرحمٰن ان رجلین استبّا فی زمان عمر بن الخطاب فقال احدھما للآخر واللہ ما ابی بزانٍ ولا اُمّی بزانیۃٍ فاستشار فی ذلک عمر بن الخطاب فقال قائل مدح اباہ واُمّہ وقال آخرون قد کان لابیہ واُمّہ مدحٌ غیر ھذا نری ان تجلدہ الحدّ فجلدہ عمر بن الخطاب الحدّ ثمانین۔ پس تعریض جلی ملحق بصریح است و تحقیق در تعریض آن است کہ دلالت نمے کند بمحض لفظ لیکن دلالت مے کند بمساعدت قرائن شک نیست کہ قرائن را دلالتے ہست

عام ملزوم کے وجود پر دلالت نہیں کرتا مگر (تعریض ضرور کرتا ہے اور) تعریض بھی بیان کی ایک قسم ہے سمجھنا اور سمجھانا (دونوں) اس سے حاصل ہو جاتے ہیں (لہٰذا اس تعریض سے ان حضرات کی خلافتِ راشدہ کا سمجھا دینا شارع کی طرف سے اور سمجھ لینا امت کی طرف سے حاصل ہوگیا تعریض سے سمجھنے سمجھانے کی ایک مثال بھی سُن لو) امام مالکؒ عمرۃ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانہ میں دو شخصوں میں باہم گالی گلوچ کی نوبت پہنچی ایک نے دوسرے سے کہا واللہ میرا باپ زانی نہیں ہے نہ میری ماں زانیہ ہے (یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا) تو حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق صحابہؓ سے مشورہ لیا۔ کسی نے کہا کہ اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی (کسی کو گالی نہیں دی لہٰذا اس کو کوئی سزا نہ دی جائے) اور کسی نے کہا کہ اس کے ماں باپ کی تعریف علاوہ زانی نہ ہونے کے اور بھی ہو سکتی تھی (خاص اسی تعریف کا بیان کرنا اس موقع پر ضرور گالی دینے کی نیت سے ہے) لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو آپ سزا دیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کو اسّی درّے مارے جانے کا حکم دیا (حالانکہ اُس نے صرف گالی کی تعریض کی تھی) پس (معلوم ہوا کہ) تعریض جلی تصریح کے حکم میں ہے۔

تعریض کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ محض الفاظ کی وجہ سے تو دلالت نہیں کرتی لیکن قرائن کی مدد سے (ضرور) وہ دلالت کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرائن کچھ نہ کچھ دلالت کرتے ہیں خواہ

۱؎ جو شخص کسی پاک دامن پر تہمت زنا کی لگائے شرعاً اس کو اسّی درّے مارنے کا حکم ہے۔ ۲؎ امام محمدؒ موطا میں لکھتے ہیں کہ ہمارا عمل فاروق اعظمؓ کے اس فعل پر نہیں ہے ہم ان صحابہؓ کے قول پر عمل کرتے ہیں جنھوں نے حد جاری کرنے کو منع کیا تھا جن میں حضرت علی ابن ابی طالبؓ بھی تھے ان کا قول یہ تھا کہ تعریض سے حد واجب نہیں ہوتی یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ حنفیہ کے نزدیک یا جن صحابۂ کرام کے اقوال سے حنفیہ تمسک کرتے ہیں ان کے نزدیک تعریض حکم میں تصریح کے نہیں ہے بلکہ حد جاری نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حد بموجب حکم شارع ادنیٰ ادنیٰ شبہ سے معاف ہو جاتی ہے گو وہ شبہ کیسا ہی رکیک کیوں نہ ہو۔

www.kitabghar.org

اِمّا قطعیۃً و اما ظنیۃً مثل دلالت دُخان بر وجود نار و دلالت ابر و ہوائے رطب بر باران و ہمچنین لفظ را نیز دلالت ہست بر معنے منطوقِ خود پس در تعریف ہر دو جمع میشوند ابہام بعض را بعض دیگر منجبر مے گرداند و ہمچنیں تحقیق نزدیک فقیر در ایماآت و فحاوی و غیر آں ہمین است کہ دلالت لفظ فقط نیست بلکہ لفظ مع القرائن و آں قرائن گاہے خفیہ مے باشند و گاہے جلیہ میزان در استنباطِ معانی از مثل ایں دلائل فہم اہلِ لسان است در مثل ایں حالت لہٰذا مفہوم وصف نزدیک امام شافعیؒ کہ رأس و رئیس مستنبطان است موقوف آمد بر شروط چنداں کہ آنہا محقق قرائن معنے مقصود باشند و چوں حال بریں منوال است دلالت وجود لازم اعم بر وجود ملزوم اخص مستبعد و مستنکر نیست چوں ایں مقدمہ ممہد شد خوض در مقصود نمائیم

مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

اخرج الدارمی عن حیۃ بنت ابی حیۃ عن ابی بکر الصدیق فی قصۃ قالت فذکرت غزونا ختعما وغزوۃ بعضنا فی الجاهلیۃ

وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جیسے دھوئیں کی آگ کے وجود پر (یہ دلالت قطعی ہے) یا ابر اور ہوا کی رطوبت مینہہ برسنے پر دلالت کرتی ہے (مگر یہ دلالت ظنّی ہے) اسی طرح لفظ بھی اپنے معنے منطوق پر دلالت کرتا ہے (اور یہ دلالت کبھی قطعی ہوتی ہے اور کبھی ظنی) پس تعریف میں دونوں چیزیں جمع ہو جاتی ہیں (لفظ بھی اور قرینہ بھی) ایک کی کمی دوسرے سے پوری ہو جاتی ہے۔ اس فقیر کے نزدیک ایماؔ اور فحاوی کی بابت بھی تحقیق یہی ہے کہ (ان میں بھی) صرف لفظ کی دلالت نہیں ہوتی بلکہ لفظ قرینہ کے ساتھ مل کر دلالت کرتا ہے قرینہ کبھی خفی ہوتا ہے کبھی جلی (لہٰذا) اس قسم کے دلائل سے معانی کے استنباط کرنے میں (دلالت کے جلی یا خفی ہونے کی) پہچان اہلِ زبان کا اس قسم کے موقع میں سمجھ لینا ہے (یعنے اگر اہلِ زبان اس قسم کے موقع میں اس معنے کو سمجھ لیتے ہوں تو دلالت جلی ہے ورنہ خفی) اسی وجہ سے امام شافعیؒ کے نزدیک جو کہ استنباط کرنے والوں کے سردار ہیں مفہوم وصف کی دلالت چند شرائط پر موقوف ہے جیسے جیسے وہ شرائط پائے جائیں گے معنی مقصود کے قرینے بنتے جائیں گے۔ اِس تحقیق کی بناء پر لازم عام کا ملزوم خاص کے وجود پر دلالت کرنا کچھ بعید و نادر نہیں ہے۔ اس تحقیقات کے بعد اب ہم اصل مقصود شروع کرتے ہیں۔

مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۹ - روایت)

دارمی نے حَیَّہ بنت ابی حَیَّہ سے انھوں نے ابوبکر صدیقؓ سے ایک (طویل) قصہ (کے ذیل) میں روایت کیا ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے خثعم کی لڑائی اور جاہلیت کی بعض دوسری لڑائیوں کا ذکر کیا

لہ ایما کے معنے اشارہ اور فحاوی جمع ہے فحویٰ کی معنے اس کے روش کلام۔

www.kitabghar.org

وماجاء الله به من الالفة واطناب
الفساطيط وشبّك ابن عون اصابعه
ووصفه لنا معاذ وشبّك احمد
فقلت يا عبد الله حتى متى ترى
أمر الناس هذا قال ما استقامت
الايمة قلت ما الايمة قال ما
رأيت السيّد يكون فى الحواء فيتبعونه
ويطيعونه فما استقام اولئك وآخرج
الدارمى عن قيس بن ابى حازم قال
دخل ابو بكر على امرأة من احمس
يقال لها زينب قال فرآها لا تتكلم
فقال مالها لا تتكلم قالوا نوت
حجة مصمتة فقال تكلمى
فان هذا لا يحل هذا من
عمل الجاهلية قال فتكلمت
فقالت من انت قال انا
امرؤ من المهاجرين قالت
اى المهاجرين قال من قريش
قالت فمن اى قريش
انت قال انك لسؤول
انا ابو بكر قالت ما بقاءنا
على هذا الامر الصالح الذى
جاء الله به بعد الجاهلية

اور (پھر اسلام کی وجہ سے) اللہ نے جو الفت اور فراغی پیدا کردی ہے (اس کا ذکر کیا) [ابن عونؒ (راوی) نے (الفت کی کیفیت بیان کرنے کے لئے) اپنی انگلیوں کے درمیان میں تشبیک[1] کی اور معاذ (راوی) نے بھی تشبیک کی اور احمد (راوی) نے بھی تشبیک کی] پھر میں نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنینؓ! لوگوں کی یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپ کی رائے میں کب تک باقی رہے گی؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جب تک ائمہ سیدھی راہ پر چلیں گے۔ میں نے پوچھا کہ ائمہ کون؟ انھوں نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سردار اپنی خرگاہ میں ہوتا ہے اور لوگ اس کی راہ پر چلتے ہیں اور اسکی اطاعت کرتے ہیں پس وہ سردار جب تک سیدھی راہ پر رہیں گے (یہی حالت باقی رہے گی)۔ اور دارمی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر ایک مرتبہ قبیلۂ احمس کی ایک عورت کے پاس تشریف لے گئے دیکھا تو وہ عورت کلام نہیں کرتی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ یہ عورت کلام کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے کہا کہ اس نے سکوت[2] کے حج کی نیت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تجھ کو کلام کرنا چاہیئے یہ جاہلیت کا کام ہے چنانچہ اس نے کلام کیا پھر اس نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں اس نے پوچھا کہ آپ کن مہاجرین میں سے ہیں فرمایا کہ قریشیوں سے اس نے پوچھا کہ آپ قریش کے کس خاندان سے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو بڑی پوچھنے والی ہے (تیرے سوالات ختم ہی نہیں ہوتے) میں ابوبکرؓ ہوں۔ اس عورت نے کہا (اچھا یہ تو بتایئے کہ) ہمارا قیام اس نیک کام پر جو اللہ نے زمانۂ جاہلیت کے بعد ظاہر فرمایا (یعنے اسلام پر) کب تک

[1] انگلیوں کا انگلیوں کے درمیان میں ڈالنا جس طرح پنجہ لڑانے کے وقت کرتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اسی طرح آدمی آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ [2] یعنی اس نے نذر مانی تھی کہ اثنائے حج میں کلام نہ کرے گی۔ زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کی باتوں کا رواج تھا۔

www.kitabghar.org

فقال بقاءُ کم علیہ ما استقامت بکم ایمتکم قالت وایما الایمۃ قال ما کان لقومک رؤساء واشراف یأمرونھم فیطیعونھم قالت بلیٰ قال فھم مثل اولئک علی الناس قولہ ما استقامت این استقامت شامل است علم و عدالت و کفایت و شجاعت و غیر آں را اخرج البخاری فی حدیث عمر الطویل ان ابابکر قال للانصار ما ذکرتم فیکم من خیرٍ فانتم لہ اھل ولن یعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش ھم اوسط العرب نسبًا و دارًا اخرج ابوبکر ابن ابی شیبۃ فی حدیث طویل فقال ابوبکر علی رِسلکم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا معشر الانصار انا واللہ ما ننکر فضلکم ولا بلاءکم فی الاسلام ولا حقکم الواجب علینا ولکنکم قد عرفتم ان ھذا الحی من قریشٍ بمنزلۃٍ من العرب

رہے گا؟ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ جب تک تمھارے ائمہ راہِ راست پر رہیں گے اُس عورت نے کہا ائمہ سے کیا مراد ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تیری قوم میں کچھ سردار اور بزرگ لوگ نہ تھے جو لوگوں پر حکومت کرتے ہوں اور لوگ اُن کی اطاعت کرتے ہوں۔ اس عورت نے کہا ہاں تھے۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا ائمہ ایسے ہی لوگوں کو کہتے ہیں جو آدمیوں پر حکومت کریں {راہِ راست پر رہنا جس کا ذکر اس روایت میں ہے علم اور عدالت اور کفایت و شجاعت وغیرہ کو شامل ہے} اور بخاری نے حضرت عمرؓ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے (سقیفۂ[1] بنی ساعدہ میں) انصار سے فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے متعلق فضائل بیان کئے بیشک تم اس کے مستحق ہو مگر یہ کام (خلافت کا) ہرگز معلوم نہیں ہوا مگر اسی قبیلۂ قریش کے لئے جو تمام عرب پر نسب میں اور (شرافت) مسکن میں فائق ہے اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ایک طویل حدیث (کے ضمن) میں روایت کیا ہے کہ (سقیفۂ بنی ساعدہ میں) حضرت ابوبکرؓ نے (اُن لوگوں سے جو انتخاب خلیفہ کے متعلق اِدھر اُدھر بھٹک رہے تھے) فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اس کے بعد اُنھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اے گروہِ انصار اللہ کی قسم ہم تمھاری بزرگی کا انکار نہیں کرتے نہ تمھاری اسلامی خدمات کا انکار ہے نہ جو حق تمھارا ہم پر واجب ہے اُس کا انکار کرتے ہیں مگر (خلافت تم میں نہیں ہو سکتی کیونکہ) تم جانتے ہو کہ یہ قبیلہ قریش کا عرب میں جو عزت رکھتا ہے اور کسی قبیلہ کو حاصل

[1] سقیفہ سائبان کو کہتے ہیں یہ سائبان قبیلۂ بنی ساعدہ کے لوگوں کا تھا انصار کے لوگ اس مقام میں اپنے جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے اور نیز مہمات میں مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انتظامِ خلافت کے لئے بھی انصار اسی مقام میں جمع ہوتے جب حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ اُمت میں تفرقہ پڑنے کا اندیشہ ہے تو وہ حضرات وہاں تشریف لے گئے اور اُمت کو تفرقہ سے بچالیا جزاھما اللہ عنا وعن الاسلام خیرًا۔

www.kitabghar.org

لیس بہا غیرھم وان العرب لن تجتمع
الا علی رجل منھم فنحن الامراء و
انتم الوزراء فاتقوا اللہ ولا تصدعوا
الاسلام ولا تکونوا اول من احدث
فی الاسلام اشتراط نسب قریش در خلیفہ
مجمع علیہ اہل سنت است اخرج البخاری
ومسلم والدارمی وغیرھم عن ابن
عباس کان ابوھریرۃ یحدث ان
رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلۃ
تنطف منھا السمن والعسل فاری
الناس یتکففون بایدیھم
فالمستکثر والمستقل وارے
سببا واصلا من السماء الی
الارض فاراک یا رسول اللہ اخذت
بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجل
اخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر
فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر فانقطع
ثم وصل بہ فعلا بہ فقال ابو بکر
بابی انت وامی لتدعنی فاعبرھا
فقال اعبرھا فقال اما الظلۃ
فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من السمن
والعسل فھو القران لینہ وحلاوتہ
واما المستکثر والمستقل فھو المستکثر
من القران والمستقل منہ

نہیں ہے اور (یہ بھی تم جانتے ہو کہ) تمام عرب نہ متفق ہونگے
مگر اسی شخص پر جو قریش میں سے ہو لہٰذا ہم قریشی لوگ خلیفہ
ہوں اور تم لوگ (ہمارے) وزیر رہو۔ اللہ سے ڈرو اور اسلام
میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور اسلام میں پہلے رخنہ انداز نہ بنو۔ [خلیفہ
کے لئے قریشی النسب ہونے کی شرط پر تمام اہلِ سنّت کا
اجماع ہے] اور بخاری اور مسلم اور دارمی وغیرہم نے حضرت
ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے
تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
اور اُس نے کہا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ
ایک ابر کا ٹکڑا ہے اُس سے روغن اور شہد ٹپک رہا ہے پھر
میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں
مگر کسی نے زیادہ لیا اور کسی نے کم اور میں نے ایک رسّی آسمان
سے زمین تک لٹکتی ہوئی دیکھی اور میں نے یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم) آپؐ کو دیکھا کہ آپ اس رسّی کو پکڑ کر اُوپر چڑھ
گئے پھر ایک اَور شخص نے اس رسّی کو پکڑا اور وہ بھی اُوپر چڑھ
گیا پھر ایک اَور شخص نے اس رسّی کو پکڑا اور وہ بھی اُوپر چڑھ
گیا پھر ایک اَور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا تو وہ رسّی کٹ گئی
مگر پھر جڑ گئی اور وہ شخص بھی اُوپر چڑھ گیا (یہ خواب سُنکر)
حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں مجھے اجازت دیجئے تو میں
اس کی تعبیر بیان کروں آپؐ نے فرمایا اچھا تم ہی اس کی تعبیر
کہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ابر سے مراد اسلام ہے اور روغن
و شہد جو اُس سے ٹپک رہا ہے اُس سے مراد قرآن ہے نرمی اُس
کی (قائم مقام روغن کے ہے) اور حلاوت اُس کی (قائم مقام
شہد کے ہے) اور کسی نے اُس روغن و شہد کو زیادہ لیا اور کسی نے کم

www.kitabghar.org

وَاَمَّا السَّبَبُ الوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ فِی
الاَرْضِ فَهُوَ الحَقُّ الَّذِی اَنتَ عَلَیهِ تَاْخُذُ
بِهٖ فَیُعْلِیْكَ اللّٰهُ ثُمَّ یَاْخُذُ بِهٖ بَعدَكَ رَجُلٌ
فَیَعلُوْا بِهٖ ثُمَّ یَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ فَیَعلُوا بِهٖ ثُمَّ
یَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَیَنقَطِعُ ثُمَّ یُوْصَلُ لَهٗ فَیَعلُوا
بِهٖ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّیْ اَصَبْتُ اَمْ اَخْطَأْتُ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْتَ
بَعْضًا وَاَخْطَأْتَ بَعْضًا فَقَالَ اُقْسِمُ یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّیْ مَا الَّذِیْ اَخْطَأْتُ فَقَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْسِمْ ازیں حدیث
معلوم می شود کہ حضرت صدیقؓ می دانست کہ
خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسہ کس
علی الترتیب خواہد رسید وایشان بر منہاج پیغامبر
خواہند بود و بر منہاج پیغمبر خواہند گزشت
باقی ماند آنکہ ہرگاہ موافق تعبیر حضرت صدیقؓ
در خارج بوقوع آمد پس خطا بچہ وجہ
ثابت است فقیر می گوید سکوت از تسمیۂ
آں اشخاص باوجود قدرت بر تسمیۂ
ایشاں بطریق مشاکلت منسوب بخطا
شد وشاہد آں کہ حضرت صدیقؓ
ایشاں را باعیانہم مے شناخت آثارے
چند است کہ در خصائص مذکور است

اور رسّی جو آسمان سے زمین پر لٹک رہی ہے اُس سے مراد وہ (دینِ) حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں اللہ اُس کی وجہ سے آپ کو بلند رُتبہ کرے گا پھر آپؐ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند مرتبہ ہو جائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند رُتبہ ہو جائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا تو وہ دینِ[1] حق منقطع ہو جائے گا مگر پھر اس کے لئے جوڑ دیا جائے گا اور وہ اس کے سبب سے بلند رتبہ ہو جائے گا۔ یا رسول اللہؐ آپ مجھ سے فرمادیجئے کہ مَیں نے صحیح تعبیر کہی یا غلط۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ صحیح کہی اور کچھ غلط۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کر دیجئے کہ میں نے کیا غلطی کی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ [اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقؓ جانتے تھے کہ خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین آدمیوں کو علے الترتیب حاصل ہوگی اور وہ تینوں پیغمبرؐ کی روش پر ہوں گے اور پیغمبرؐ کی روش پر دنیا سے گزر جائیں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ جب کہ حضرت صدیقؓ کی تعبیر کے موافق خارج میں واقع بھی ہوا تو پھر تعبیر میں غلطی کس طرح ہوئی؟ یہ فقیر کہتا ہے کہ ان خلفاء کا نام نہ لینا باوجودیکہ اُن کے نام لینے پر قدرت تھی[2] ظاہری طور پر خطا کی طرف نسبت کیا گیا اور اس بات کی دلیل کہ حضرت صدیقؓ ان خلفاء کو مشخص طور پر جانتے تھے چند روایتیں ہیں جو (کتاب) خصائص (تالیف علامہ سیوطی) میں مذکور ہیں۔

[1] اشارہ ہے اُن واقعات کی طرف جو حضرت عثمانؓ کو اپنے آخر زمانہ میں پیش آئے جن سے اندیشہ زوال خلافت کا تھا مگر ان کے حق میں انجام بخیر ہوا اور شہادت پائی۔ [2] یعنے کامل تعبیر یہ تھی کہ اُن خلفاء کا نام بھی بتادیتے باعتبار اس کے یہ تعبیر ناقص رہی اسی نقصان کو خطا کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

www.kitabghar.org

أخرج ابن عساكر عن كعب قال كان إسلام أبي بكر الصديق سببه بوحي من السماء وذلك انه كان تاجراً بالشام فرأى رؤيا فقصها على بحيراء الراهب فقال من اين انت قال من مكة قال من ايها قال من قريش قال فأيش انت قال تاجر قال صدّق الله رؤياك فانه يبعث نبي من قومك تكون وزيره في حياته وخليفته بعد موته فاسرّها ابوبكر حتى بعث النبي صلى الله عليه وسلم فجاءه فقال يا محمد ما الدليل على ما تدّعي قال الرؤيا التي رأيت بالشام فعانقه وقبّل ما بين عينيه وقال اشهد انك رسول الله وأخرج ابن عساكر عن ابن مسعود قال قال ابوبكر الصديق خرجت الى اليمن

(وہ یہ ہیں) ابن عساکر نے حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کا باعث ایک وحیٔ آسمانی تھی اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ملکِ شام میں تجارت کیا کرتے تھے (وہاں) انھوں نے ایک خواب دیکھا تو اُس کو بُحیرَا راہب سے بیان کیا بحیرا نے (اس خواب کو سُنکر) پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ حضرت ابوبکر نے کہا مکّہ کا رہنے والا ہوں اُس نے پوچھا کہ مکّہ کے کس خاندان سے ہو؟ حضرت صدّیقؓ نے کہا خاندانِ قریش سے پھر اُس نے پوچھا کہ تمھارا پیشہ کیا ہے؟ حضرت صدیقؓ نے فرمایا تاجر ہوں بُحیرا نے کہا اللہ نے تمھیں سچّا خواب دکھا دیا ہے ایک نبی تمھاری قوم میں مبعوث ہوں گے اُن کی زندگی میں تم اُن کے وزیر رہو گے اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ بنو گے۔ حضرت صدیقؓ نے اس خواب کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمدؐ! آپ جو دعوٰی کرتے ہیں اس پر کیا دلیل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے معانقہ کیا اور آپ کی دونوں (مقدس) آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں (ایک مرتبہ) یمن کی طرف قبل بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا۔

لہ یہ مضمون روایاتِ شیعہ میں بھی ہے چنانچہ "حملۂ حیدری" مطبوعۂ مطبع سلطانی لکھنؤ کے حصۂ اوّل صفحہ ۴۳ میں ہے: ابابکر ازاں پس برہ پا گذاشت * کہ گفتار کاہن بدل یادداشت * بادکاہنے دادہ بود این خبر * کہ مبعوث گردد یکی نامور * زبطحا زمین در ہمیں چند گاہ * بود خاتم انبیائے الٰہ * تو با خاتم انبیاء بگروی * چو او بگذرد جانشینش شوی * اس روایت میں صرف اس قدر تصرف کیا گیا ہے کہ بجائے راہب کے کاہن کا لفظ ہے اور بس۔

www.kitabghar.org

قبل ان یبعث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فنزلت علی شیخ من الازد
قد قرأ الکتب واتت علیہ اربع مائۃ
سنۃ الا عشر سنین فقال لی احسبک
حرمیا قلت نعم قال واحسبک
قریشیا قلت نعم قال واحسبک
تیمیا قلت نعم قال بقیت لی
منک واحدۃ قلت ما ھی قال
تکشف لی عن بطنک قلت لم ذاک
قال اجد فی العلم الصادق ان
نبیا یبعث فی الحرم یعاون علی
امرہ فتی وکھل فاما الفتی
فخواض غمرات ودفاع معضلات
واما الکھل فابیض نحیف علی
بطنہ شامۃ وعلی فخذہ الیسری
علامۃ وما علیک ان ترینی فقد
تکاملت لی فیک الصفۃ الا ما خفی
علی قال ابوبکر فکشفت لہ عن
بطنی فرای شامۃ سوداء فوق سرتی
فقال انت ھو ورب الکعبۃ واخرج
ابن سعد عن الحسن قال قال
ابوبکر یارسول اللہ ما ازال ارانی اطأ فی
عذرات الناس قال لتکونن من الناس بسبیل
قال ورأیت فی صدری کالرقمتین قال سنتین

اور قبیلۂ اَزد کے ایک شخص کے یہاں جو کتب (آسمانی) پڑھا ہوا تھا۔ اور اُس کی عمر تین سو نوّے برس کی تھی فروکش ہوا اُس نے مجھ سے کہا کہ میں تم کو حرم کا رہنے والا خیال کرتا ہوں۔ (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں تم کو قریشی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں تم کو تیمی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ تو اُس نے کہا اب صرف ایک بات تمہاری باقی رہ گئی ہے جو مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا وہ کیا بات ہے؟ اُس نے کہا تم میرے سامنے اپنا شکم کھول دو۔ میں نے کہا کیوں؟ اُس نے کہا میں ایک علم صادق (یعنے آسمانی کتابوں) میں دیکھتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اس کے کام پر ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی مدد کریگا جوان بڑا جفاکش اور حلاّل مشکلات ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اکہرے بدن کا ہوگا اس کے شکم پر ایک تل ہوگا اور اُس کی بائیں ران پر ایک نشانی ہوگی۔ تمہارا اس میں کیا حرج ہے اگر تم مجھے (اپنا شکم) دکھادو کیونکہ سب باتیں میری تم میں پائی جاتی ہیں سوا اس بات کے جو مجھے نہیں معلوم۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ میں نے اپنا شکم اُس کے سامنے کھول دیا تو اُس نے ایک سیاہ تل میری ناف کے اُوپر دیکھ کر کہا قسم رب کعبہ کی وہ تم ہی ہو۔ اور ابن سعد نے حضرت حسن (بصریؒ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں ہمیشہ اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے بول و براز میں چل رہا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ضرور ضرور تم لوگوں میں باعزت ہوگے۔ نیز حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے سینہ میں دو نشان سے دیکھے ہیں حضرتؐ نے فرمایا (اس کی تعبیر) دو برس[1]۔ (اگر کوئی کہے کہ حضرت

[1] یعنے تمہاری خلافت دو برس رہیگی۔ چنانچہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کچھ مہینے اوپر دو برس رہی کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

www.kitabghar.org

واگر کسے گوید کہ صدیق رضی اللہ عنہ
اگر مے دانست کہ مبشر بخلافت اوست
در وقتِ بیعت چرا توقف فرمود
وچرا اشارت بفاروق رضؓ وابوعبیدہؓ نمود
کہ بایِعوا احدَ ھٰذین گوئیم بشارت
بچیزے مقتضی آں نیست کہ البتہ آں را
طلب نمایند چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم معلوم فرمودند کہ حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا زوجہ آنجنابؐ خواہد بود معہذا سعی
در تزوّج او نہ نمودند وفرمودند ان
یکن ھٰذا مِن عند اللہ یُمضِہٖ۔
احوالِ اہل اللہ درمثل این صورت مختلف
است گاہے سعی در مبشر بہ مے کنند باوثوق
بوجود آں وگاہے تن مے زنند ومنتظر تدبیر
غیب مے باشند کہ لطفِ الٰہی در کدام
قالب آں روح را منفوخ مے سازد حضرتِ
صدیق رضؓ راہ توقف را اختیار نمود تا بعد باشد
از حظِ نفس یا بسببے دیگر مانندِ این
اما اثبات حضرت صدیق رضؓ خلافتِ خود را
بسوابق اسلامیہ فقد اخرج الترمذی
عن ابی سعید الخدری قال قال
ابوبکر الستُ احقَّ الناس بھا الستُ
اوّلَ من اسلم الستُ صاحبَ کذا الستُ

صدیق رضی اللہ عنہ جب جانتے تھے کہ اُن کو خلافت کی بشارت مل چکی ہے تو پھر بیعت کے وقت انھوں نے کیوں توقف کیا اور کیوں حضرت فاروق رضؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف اشارہ کیا کہ ان دو میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلو تو ہم جواب دینگے کہ کسی چیز کی بشارت ملنا اس بات کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کو طلب بھی کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہونگی[۱] مگر باوجود اس کے آپؐ نے اُن سے نکاح ہوجانے کی کوشش نہ کی۔ اور فرمایا کہ اگر یہ بات خدا کی طرف سے ہے تو وہ اُس کو پورا کریگا (اصل یہ ہے کہ) اہل اللہ کی حالت ایسے مواقع میں مختلف ہوتی ہے۔ کبھی جس چیز کی بشارت ملی ہے اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں باوجودیکہ اُن کو اس چیز کے حاصل ہوجانیکا یقین ہوتا ہے اور کبھی خاموشی اختیار کرتے ہیں اور تدبیر غیب کے منتظر رہتے ہیں کہ (دیکھیں) لطف الٰہی کس قالب میں روح کو پھونکتا ہے (یعنے کس طریقہ سے اس بشارت کو پورا کرتا ہے) حضرت صدیق رضؓ نے (اسی اصل کے موافق) توقف کی راہ اختیار کی تاکہ شرکت نفس سے دور رہے یا اور کسی وجہ سے جو مثل اس کے ہو۔

حضرت صدیقؓ کا اپنی خلافت کو سوابق[۲] اسلامیہ سے ثابت کرنا۔ ترمذی نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کیا میں خلافت کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا؟ کیا میں نے فلاں

۱ چنانچہ روایات میں ہے کہ حضرت جبریلؑ نے ایک ریشمی کپڑا حضور نبوی میں حاضر کیا جس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شبیہ مبارک تھی اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی زوجہ ہوں گی۔ ۲ سوابق جمع ہے سابقہ کی سابقہ کے معنے پہلے کی چیز مراد یہاں وہ اسلامی خدمات ہیں جو زمانۂ سابق میں یعنی عہد نبویؐ میں ظہور میں آئیں۔

www.kitabghar.org

صاحب کذا۔ اما استدلال صدیقؓ بر منع توقف از بیعت بعد انعقاد بیعتِ عامہ بلزوم شقّ عصا المسلمین فقد اخرج الحاکم عن ابی سعیدٍ فی قصۃٍ طویلۃٍ فلما قعد ابوبکرٍ علی المنبر نظر فی وجوہ القوم فلم یرَ علیًا فسأل عنہ فقام ناسٌ من الانصار فاتوا بہ فقال ابوبکرٍ ابنَ عمِّ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وختنہ اردتَ ان تشقّ عصا المسلمین فقال لا تثریبَ یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعہ ثم لم یرَ الزبیر بن العوام فسأل عنہ جاؤا بہ فقال ابنَ عمۃِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحواریہ اردتَ ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل قولہ فبایعاہ۔ اما اثبات صدیق رضی اللہ عنہ خلافت حضرت فاروق را بافضلیت او فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبداللہ قال قال عمر لابی بکرٍ یا خیرَ الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکرٍ اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

کام نہیں کیا { حضرت صدیقؓ کا بیعت عامہ ہوجانے کے بعد (اپنی) بیعت میں توقف کرنے سے (لوگوں کو) روکنا یہ کہہ کر کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ ہوجائے گی } حاکمؒ نے حضرت ابوسعید سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ منبر پر رونق افروز ہوئے تو لوگوں کو دیکھا علیؓ کو اُن میں نہ پایا پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ پس کچھ لوگ انصار میں سے اُٹھے اور حضرت علیؓ کو لے آئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابن عم و داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ کردو؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے (مجھے ایک عذر تھا) اس کے بعد حضرت علیؓ نے اُن سے بیعت کرلی۔ پھر حضرت صدیقؓ نے زبیر بن عوام کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ یہاں تک کہ کچھ لوگ اُن کو لے آئے۔ حضرت صدیقؓ نے (اُن سے) فرمایا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے اور آپ کے حواری! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ کردو اُنھوں نے بھی حضرت علیؓ کی طرح عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے۔ الغرض دونوں نے حضرت صدیقؓ سے بیعت کرلی { حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاروقؓ کی خلافت کو اُن کی افضلیت سے ثابت کرنا } ترمذیؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے (ایک مرتبہ) کہا کہ آپ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کہا تو (سنو) بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ

www.kitabghar.org

ماطلعت الشمس علٰی رجل خیر من عمر وأخرج ابوبکر ابن ابی شیبۃ عن زید بن الحارث ان ابا بکر حین حضرہ الموتُ ارسلَ الی عمر لیستخلِفَہٗ فقال الناس تستخلفُ علینا فظًّا غلیظًا ولو قد وَلِیَنا کان اَفظّ وَاَغْلَظَ فما تقول لربک اذا لقیتَہ وقد استخلفتَ علینا عمر قال ابوبکر اَبِرَبِّی تُخَوِّفونَنی اقول اللّٰھم استخلفتُ علیھم خیر خلقک الحدیث وأخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن محمد عن رجل من بنی زریق فی قصۃ طویلۃ قال ابوبکر لعمر انت اقوی منّی فقال عمر انت افضل منّی ناظر منصف دریں آثار مضطر میشود در انکہ ایں اوصاف را دخلے ہست در اثبات خلافت خاصہ کہ در طبقۂ اولٰے بود والّا ذکر ایں کلمات در مبحث اثبات خلافت خارج از قانون مخاطبات باشد

آفتاب نے طلوعؔ[1] نہیں کیا کسی ایسے شخص پر جو بہتر ہو عمرؓ سے۔ اور ابوبکرؓ بن ابی شیبہ نے زید بن حارث سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُنھوں نے حضرت عمرؓ کو بُلوا بھیجا تاکہ اُن کو خلیفہ بنائیں لوگوں نے عرض کیا کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بناتے ہیں جو (اب بھی)، تُند خُو اور دُرشت گو ہے اور جب وہ ہم پر حاکم بنے گا تو اور زیادہ تُند خُو اور دُرشت گو ہو جائے گا پس اگر آپ نے حضرت عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بنادیا تو جب آپ اپنے پروردگار سے ملیں گے اس کا کیا جواب دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا تم مجھے میرے پروردگار کا خوف دلاتے ہو (اچھا سنو) میں یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب میں بہتر ہے الیٰ آخرہ اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے محمد سے اُنھوں نے قبیلۂ بنی زُرَیق کے ایک شخص سے ایک طویل قصّہ کے ذیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ (قوّت دوسری چیز ہے مگر) آپ مجھ سے افضل ہیں تو بانصاف ناظرین اِن آثار کو دیکھ کر اس (نتیجہ کے نکالنے) میں مجبور ہو جاتے ہیں کہ اِن اوصاف کو اُس خلافت خاصہ کے اثبات میں جو (اس امّت کے) طبقۂ اُولیٰ میں تھی کچھ دخل ہے ورنہ ان باتوں کو خلافت ثابت کرنے کے موقع میں ذکر کرنا قاعدۂ گفتگو کے خلاف ہوگا۔

[1] یعنے کوئی مخلوق ان سے بہتر نہیں۔ یہ عرب کا محاورہ ہے کہ جب کسی شخص کا کسی وصف میں کامل ہونا بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہیں کیا اس سے بہتر کو زمین نے اپنے اوپر نہیں اُٹھایا اس سے بہتر پر آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اس سے بہتر کو کسی سواری نے اپنے اوپر نہیں سوار کیا غرض جو امور افراد بشر کو باعتبار ہونے کے لازم ہیں ان کی نفی اس سے بہتر سے کردیتے ہیں مراد یہ ہوتی ہے کہ اس سے بہتر کوئی نہیں انبیاء علیہم السّلام اور نیز حضرت صدیقؓ اس سے مستثنٰے ہیں ان کا مرتبہ حضرت فاروقؓ سے زیادہ ہے۔

www.kitabghar.org

من مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

اما شروط خلافت فقد اخرج ابو یوسف عن ابی الملیح بن اسامۃ الھذلی قال خطب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال ایھا الرعاء ان لنا علیکم حق النصیحۃ بالغیب والمعونۃ علی الخیر ایھا الرعاء انہ لیس من حلم احب الی اللہ ولا اعم نفعا من حلم امام ورفقہ و لیس من جھل ابغض الی اللہ و اعم ضررا من جھل امام وخرقہ و انہ من یاخذ بالعافیۃ فیما بین ظھرانیہ یعطی العافیۃ من فوقہ

واخرج ابو یوسف عن عثمان بن عطاء الکلاعی عن ابیہ قال خطب عمر الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فانی اوصیکم بتقوی اللہ الذی یبقی ویھلک من سواہ الذی بطاعتہ ینفع اولیاءہ وبمعصیتہ یضر اعداءہ فانہ لیس لھالک ھلک معذرۃ فی تعمد ضلالۃ حسبھا ھدی ے

مسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (۲۷۔ روایت)

شرائط خلافت (کے متعلق یہ روایات ہیں) (امام) ابو یوسفؒ نے ابو الملیح بن اسامہ ہذلی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک روز) خطبہ پڑھا جس میں انھوں نے بیان کیا کہ اے سرداران قوم! بتحقیق ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے ہماری خیر خواہی کرو اور نیک کام میں ہماری مدد کرو۔ اے سرداران قوم! (خوب سمجھ لوکہ) اللہ کے نزدیک امام (یعنے خلیفہ وقت) کے عالم اور اس کے خوش خلق ہونے سے زیادہ کوئی چیز محبوب و نافع تر نہیں ہے اور امام کے جاہل اور بے وقوف ہونے سے زیادہ کوئی چیز اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور ضرر رساں نہیں ہے اور جو شخص اپنے آپس میں عافیت کو اختیار کرتا ہے اس کو (آسمان کے) اوپر سے عافیت عطا ہوتی ہے۔

اور (امام) ابو یوسفؒ نے عثمان بن عطاء کلاعی سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ نے (ایک روز) لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جس میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ (اے لوگو!) میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی جو ہمیشہ باقی رہے گا اور اس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے جو اپنی اطاعت کے وسیلہ سے اپنے دوستوں کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی کے سبب سے اپنے دشمنوں کو ضرر پہنچاتا ہے (سنو) جو شخص تباہ[1] کار ہو جاتے اس کا کوئی عذر (مسموع) نہ ہو گا اس ضلالت کے ارتکاب میں جس کو اس نے (اپنی کج فہمی سے) ہدایت سمجھا

[1] یعنے احکام شرعیہ۔ کی خلاف ورزی کرکے اپنی نجات آخرت کو تباہ و برباد کردے خلاصہ یہ ہے کہ احکام شرعیہ سے مخالف ہوتا عذر نہیں ہے اور یہ عذر اللہ کے یہاں نہ سنا جاتے گا۔

www.kitabghar.org

ولا فی ترکِ حق حسبه ضلالةً و إنّ احق ما تعاهد الراعی من رعیته تعاهدهم بالذی لله علیهم فی وظائف دینهم الذی هداهم الله له و انما علینا ان نأمرکم بما امرکم الله به من طاعته و ان ننهاکم عمّا نهاکم الله عنه من معصیته و ان نُقیم امرَ الله فی قریب الناس وبعیدهم ولا نُبالی علیٰ من قال الحق الا وان الله فرضَ الصلوٰة و جعل لها شروطا من شروطها الوضوءُ والخشوعُ والرکوعُ والسجودُ واعلموا ایها النّاسُ ان الطمعَ فقرٌ وان الیاسَ غنًی و فی العزلة راحةٌ من خلطاء السّوء و اعلموا انه من لم یرضَ عن الله فیما کرِهَ من قضائه لم یؤدّ الیه فیما یُحِبُّ کنهَ شکرہ واعلموا ان لله تعالیٰ عبادًا یُمیتُون الباطلَ بهجرہ ویُحیون الحقَّ بذکرہ رَغِبوا ورَهِبوا فرهبوا ان خافوا فلم یأمنوا

نہ اس امرِ حق کے ترک کر دینے میں (وہ معذور سمجھا جائے گا) جس کو اس نے (اپنی جہالت سے) ضلالت سمجھا (سنو) حاکم اپنی رعیّت کی خبرگیری جن اموروں میں کرے ان سب میں خبرگیری کے زیادہ حقدار وہ امور ہیں جو اللہ نے اُن پر فرض کئے ہیں یعنے اُن کے دینی فرائض کے متعلّق جن کی ہدایت اللہ نے اُن کو کی ہے اور ہم پر فرض ہے کہ ہم تم کو اس چیز کا حکم دیں جس کا حکم اللہ نے تم کو دیا ہے یعنے اس کی عبادت کا اور تم کو منع کریں اُس چیز سے جس سے اللہ نے تمھیں منع کیا ہے یعنے اس کی نافرمانی سے اور یہ کہ اللہ کا حکم قریب وبعید سب پر یکساں جاری کریں اور یہ کہ ہم کچھ گرفت نہ کریں[۱] اس شخص پر جو حق بات کہے (مسلمانو!) خبردار رہو کہ اللہ تعالےٰ نے (تم پر) نماز فرض کی ہے اور اس کے لئے کچھ شرطیں مقرر کی ہیں۔ منجملہ اُس کی شرائط کے وضو اور خشوع اور رکوع اور سجود ہیں۔ اے لوگو! (خوب) سمجھ لو کہ (غیر اللہ سے) طمع رکھنا فقر (کا سبب) ہے اور (غیر اللہ سے) نا امید ہو جانا غنا (کا سبب) ہے اور عزلت میں بُرے ہمنشینوں سے نجات ملتی ہے اور (یہ بھی) جان لو کہ جو شخص کسی حکم الٰہی سے جو اُس کی طبیعت کے خلاف ہو راضی نہ ہوا تو وہ اُن امور میں جو اس کی طبیعت کے موافق ہوں خدا کا حق شکر بھی ادا نہیں کر سکتا اور (یہ بھی) جان لو کہ اللہ کے کچھ بندے (ہر زمانہ میں ایسے ہوتے) ہیں کہ جو باطل کو ترک کر کے بالکل مٹا دیتے ہیں اور حق کو ذکر کر کے اُسے رواج دیتے ہیں امید اور خوف کی حالت میں رہتے ہیں (اس کے عذاب سے) بےخوف نہیں ہو جاتے۔

[۱] یعنے حق بات جو شخص کہے چاہے کوئی کیوں نہ ہو اور چاہے اُس کے الفاظ کیسے ہی تلخ کیوں نہ ہوں ہم اس پر کچھ گرفت نہ کریں واقعی یہ صفت حضرت فاروق میں ایسی کامل تھی کہ ان کے بعد پھر کسی میں ویسی دیکھی نہیں گئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

www.kitabghar.org

فَأَبْصَرُوا من اليقينِ ما لم
يُعَايِنوا فَخَلَصوا بِما لم يُزَايِلُوا
أَخْلَصَهم الخوفُ فَهَجَرُوا
ما ينقطعُ عنهم الحيٰوةُ
عَلَيهم نِقمةٌ والموتُ
لهم كرامةٌ وَاخرج
ابو يوسف عن الزهري قال
جاءَ رجل الى عمر بن الخطاب
الله عنه فقال يا امير المؤمنين
لا أُبَالي في الله لومةَ لائمٍ
ام أُقبِلُ على نَفْسي فقال
اما من تَوَلّٰى من أَمرِ
المسلمين شيئًا فلا
يَخافُ في اللهِ لومة لائم
ومن كان خِلْوًا من ذلك
فَلْيُقبِلْ على نفسه
ولْيَنْصَحْ لِوَلِيِّ أَمْرِه وَاخرج
ابو يوسف عن سعيد بن
ابي بُرْدة قال كتب عمر
بن الخطاب الى ابي موسٰى
اما بعد فان اسعد الرُّعاة
عند الله من سعِدت به
رعيته وان اشقى الرُّعاة عند الله
من شَقِيت به رعيته واياك
ان تَرْتَعَ فَتَرْتَعَ عُمّالُك

(اب اس وقت ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ) وہ (چشمِ بصیرت سے
دیکھ کر ایسا کامل) یقین حاصل کرتے ہیں جو سر کی آنکھوں کے
دیکھنے سے نہ حاصل ہوا اب وہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں
سے ہٹ نہیں سکتے۔ اُن کو خوفِ (الٰہی) نے خالص کر دیا لہٰذا
جو چیز منقطع ہونے والی ہے اُسے اُنھوں نے چھوڑ دیا (اُن کا یہ
حال ہے کہ) زندگی اُن پر وبال ہے اور موت اُن کے حق میں کرامت
(کا سبب) ہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے زہری سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں آیا اُس نے آپ سے پوچھا کہ یا امیر المومنینؓ! آیا میں (امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کروں اور) کسی ملامت کرنے
والے کی ملامت سے نہ ڈروں یا صرف اپنے ہی نفس کی اصلاح
کی طرف متوجہ رہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے کام میں
کچھ بھی اختیار رکھتا ہو تو اُسے اللہ (کے دین) کے متعلق حق
حق بات کہنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا چاہیئے اور جو شخص
(مسلمانوں کے کام اور اُن کی حکومت سے) بالکل بے تعلق ہو تو
اُسے لازم ہے کہ بس اپنے نفس (کی اصلاح) کی طرف متوجہ ہو اور
اپنے حاکم کی خیر خواہی کرتا رہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے سعید
بن بُردہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ (اشعری) کو (اس مضمون کا
فرمان) لکھا کہ خدا کے نزدیک سرداروں میں بڑا نیک بخت سردار
وہ ہے کہ جس سے اس کی رعیت آرام پائے اور سرداروں میں
بڑا بد بخت وہ ہے جس سے اُس کی رعیت تکلیف اُٹھائے تم
اس سے بچتے رہنا کہ فراغت اور خوش عیشی کے ساتھ کھانے پینے
میں مشغول ہو جاؤ اور تمھیں دیکھ کر تمھارے (ماتحت) عامل بھی
تمھاری طرح عیش میں مصروف ہو جائیں اگر (تم نے ایسا کیا تو)

www.kitabghar.org

فیکون مثلك عند الله مثل
البھیمة نظرت الی خضرة من
الارض فرتعت فیھا تبتغی
بذلك السمن وانما حتفھا
فی سمنھا والسلام واخرج
ابو یوسف عن رجل عن عمر قال لا یقیم
امر الله الا رجل لا یضارع ولا یصانع
ولا یتبع المطامع ولا یقیم امر الله
الا رجل لا ینتقص غربه ولا
یکظم فی الحق علی حزبه وقال
ابو یوسف حدثنی محمد بن اسحق قال
وحدثنی من سمع طلحة بن معدان الیعمری
قال خطبنا عمر بن الخطاب رضی الله عنه
فحمد الله واثنی علیه ثم صلی
علی النبی صلی الله علیه وسلم
وذکر ابا بکر الصدیق فاستغفر
له ثم قال ایھا الناس انه
لم یبلغ ذو حق فی حقه ان
یطاع فی معصیة الله وانی
لم اجد فی ھذا المال مصلحة
الا خلالا ثلثا ان یؤخذ بالحق و یعطی
بالحق یمنع من الباطل وانما انا
و مالکم کوالی الیتیم ان

خدا کے نزدیک تمھاری وہی مثل ہوگی کہ ایک جانور (مثل بکری وغیرہ کے) کسی زمین کی سبزی اور شادابی کو دیکھ کر اُس میں چرنے لگا اُس کا مقصود (اس چراتی سے) اپنے کو فربہ کرنا تھا مگر اس کا فربہ ہونا ہی اُس کی ہلاکت کا باعث ہے (کیونکہ جب فربہ ہوگا لوگ اُسے ذبح کرکے کھالیں گے) والسلام اور (امام) ابو یوسفؒ بواسطہ ایک شخص کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہے جو نہ مضارعت[1] کرے اور نہ مصانعت کرے اور نہ طمع کے درپے ہو اور اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہے جس کی ہمت پست نہ ہوتی ہو اور امرِ حق میں اپنی جماعت کے لوگوں کی رعایت نہ کرے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن اسحق نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا کہ جس نے طلحہ بن معدان یعمری سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ ہم لوگوں کے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعدہٗ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے اُن کے لئے بھی دُعائے مغفرت کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! کسی حقدار کا حق اس درجہ تک نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی نافرمانی میں بھی اُس کی اطاعت کی جائے اور میں اس (بیت المال کے) مال میں تین باتیں مناسب سمجھتا ہوں کہ حق کے موافق لیا جائے اور حق کے ساتھ خرچ کیا جائے اور ناحق خرچ سے محفوظ رکھا جائے اور میرے لئے تمھارا مال ایسا ہے جیسا والی یتیم (کے لئے یتیم کا مال) اگر میں (اس

[1] مضارعت کہتے ہیں مشابہ بننے کو اور مصانعت کہتے ہیں کسی کے ساتھ نیکی کرنے کو اس نیت سے کہ وہ بھی اس کا معاوضہ کرے مطلب یہ ہے کہ بے طمع و بے غرض ہو عوض معاوضہ کی غرض سے کوئی کام نہ کرتا ہو۔

استغنیتُ عنه استعففتُ وان افتقرتُ اکلتُ بالمعروفِ و لستُ ادعُ احدًا یظلم احدًا ولا یعتدی علیه حتّٰی اضعَ خدَّہٗ علی الارض واضع قدمی علی الخدِّ الاٰخر حتّٰی یذعنَ بالحق ولکم علیَّ ایّها الناسُ خصالٌ اذکرها لکم فخذونی بها لکم علیَّ ان لا اجتبی شیئًا من خراجکم ولا ما افاءَ الله علیکم الا من وجهه. ولکم علیَّ اذا وقع فی یدی الا یخرج منی الا فی حقّه ولکم علیَّ ان ازید اعطیاتکم و ارزاقکم ان شاء الله وحدہٗ واسدُّ لکم ثغورکم ولکم علیَّ ان لا اُلقیکم فی المهالک ولا اُجمِّرکم فی ثغورکم وقد اقترب منکم زمانٌ قلیلُ الامناء کثیرُ القُرّاء قلیلُ الفقهاء کثیرُ الاٰمل یعمل فیه اقوامٌ للاٰخرۃ یطلبون به دنیا عریضۃً تاکل دینَ صاحبها کما تاکل النارُ الحطبَ الّا فمن ادرک ذٰلکم منکم فلیتق الله ربه

مال سے) بے نیاز ہوں گا تو (اس سے) بالکل علیحدہ رہوں گا اور اگر میں (تمھارے مال کا) محتاج ہوں گا تو حسب دستور (بقدر ضرورت اس میں سے لے کر) کھاؤں گا اور میں کسی کو کسی پر ظلم وتعدّی نہ کرنے دوں گا۔ اگر کوئی ایسا کرے تو میں اُس کے ایک رخسارے کو زمین پر رکھ کر دوسرے رخسارہ پر اپنا پیر رکھونگا یہاں تک کہ وہ حق کو مان لے (اور اپنے ظلم وتعدی سے باز آئے) اور اے لوگو! میرے ذمہ تمھارے چند حقوق ہیں وہ حقوق تم سے ذکر کرتا ہوں۔ تم کو لازم ہے کہ اُن حقوق کے متعلق مجھ سے مواخذہ کرو (منجملہ ان کے) تمھارا حق میرے ذمہ یہ ہے کہ میں نہ تمھارے خراج کے مال سے کچھ اپنے واسطے لوں اور نہ غنیمت کے مال سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے کچھ لوں مگر اسی طور سے کہ جس کا مستحق ہوں اور (منجملہ ان کے) میری ذمہ یہ (بھی واجب) ہے کہ جب بھی (کوئی مال) میرے ہاتھ لگے تو اسکو صحیح مصرف میں خرچ کروں۔ اور (منجملہ ان کے) میری ذمہ یہ (بھی واجب) ہے کہ تمھارے عطایا اور روظائف (مقررہ) پر اضافہ کردوں اگر اللہ نے چاہا اور تمھارے (امن کے) لئے تمھارے دشمنوں کی سرحدوں کی حفاظت کروں۔ اور (منجملہ ان کے) تمھارے لئے مجھے یہ لازم .... ہے کہ تمھیں ہلاکت میں نہ ڈالوں اور نہ تمھیں ہمیشہ کے لئے دشمن کے مقابلہ پر متعیّن رکھوں اور اب تم سے ایسا زمانہ قریب ہوگیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے۔ قرآن کے پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی (مگر) سمجھدار لوگ کم ہوجائیں گے (اور ایسے لوگ زیادہ ہوں گے کہ) اُن کی آرزوئیں بکثرت ہوں گی۔ اس زمانہ میں بعضے لوگ آخرت کے لئے عمل کریں گے (مگر) اپنے عمل سے دنیا کی وسعت وفراخیٔ (رزق) طلب کریں گے (اور دنیا حاصل ہوگی مگر) جس کے پاس ہوگی اس کے دین کو اس طرح کھائیگی کہ جس طرح آگ (خشک) ایندھن کو کھالیتی ہے۔ (اے لوگو!) ہوشیار رہنا جو کوئی تم میں ایسا زمانہ پائے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے

www.kitabghar.org

ولیصبر یا ایھا الناس ان اللہ عظم حقہ فوق حق خلقہ فقال فیما عظم حقہ وَلَا یَأْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا اَیَأْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ الا وَاِنِّی لم اَبعثکم امراء و لا جبّارین ولکن بعثتکم ایمّۃ الھدائے یھتدی بکم فادّروا علی المسلمین حقوقہم ولا تضربوھم فتذلّوھم ولا تجمّروھم فتفتنوھم ولا تغلقوا الابواب دونھم فیأکل قویّھم ضعیفھم ولا تستأثروا علیھم فتظلموھم ولا تجھلوا علیھم وقاتلوا بھم الکفّار طاقتھم فاذا رأیتم بھم کلالۃً فکفّوا عن ذٰلک فان ذٰلک ابلغ فی جھاد عدوّکم ایھا الناس انی اشھدکم

اور (دنیا کی تکلیفوں پر) صبر کرے اے لوگو! اللہ کا حق اُس کی مخلوق کے حق سے بالا تر ہے چنانچہ اُس نے اپنے بڑے بڑے حقوق کو یوں ارشاد فرمایا ہے ترجمہ اور نہیں حکم کرتا تم کو (خدا کا کوئی رسول) یہ کہ بناؤ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو (اپنے) پروردگار۔ کیا تم کو کفر کرنے کا حکم کرے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہوتے۔ (اے سردارانِ قوم) ہوشیار رہو کہ میں نے تمھیں (مسلمانوں پر سردار کر کے) اس لئے نہیں بھیجا کہ تم ان پر حکومت کرو اور اُن پر جبر و تعدّی کرو بلکہ تمھیں امام ہدایت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ مسلمان تمھارے سبب سے ہدایت پائیں لہٰذا (تم کو لازم ہے کہ) مسلمانوں کے حقوق اُن کو دیتے رہو اور اُنھیں ذلیل کرنے کے لئے نہ مارو اور نہ انھیں مبتلائے مصیبت کرنے کے لئے دشمن کی سرحد پر روک رکھو اور اُن کے لئے دروازے بند[1] نہ کرو ورنہ جو قوی ہیں وہ ضعیف کو (پامال کر کے اُن کے مال) کھا جائیں گے اور نہ اُن پر اپنے کو ترجیح[2] دو ورنہ اس صورت میں تم اُن پر ظلم کرو گے اور اُن کے ساتھ جہالت سے پیش نہ آؤ اور اُن کو لے کر اُن کی طاقت کے موافق کفّار سے لڑو اور جب تم اُن میں ماندگی اور خستگی دیکھو تو اُن کو دشمن کے مقابلہ سے باز رکھو (اور اُن کو ستا لینے دو تاکہ اُن کی قوت عود کرے)، کیونکہ یہ (ترکیب) تمھارے دشمن سے جہاد کرنے (اور اُس کے پست کر دینے) میں کارگر ہوگی۔ اے لوگو! میں تمھیں سردارانِ قوم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے

[1] یعنے اپنے پاس آنے میں روک ٹوک نہ کرو چنانچہ حضرت فاروقِ اعظمؓ کے زمانہ میں تمام حکام کی یہ کیفیت رہی کہ ان کے رہنے کی جگہ میں دروازہ نہ ہوتا تھا چوکی پہرہ کا کیا ذکر مستغیث جس وقت اور جس حالت میں چاہتا حاکم سے مل سکتا تھا اور کوئی اس کو دقت پیش نہ آتی تھی ایک حاکم کی بابت یہ شکایت پیش ہوئی کہ اُس نے اپنے جائے قیام میں دروازہ لگایا ہے تو اس کو حضرت عمرؓ نے موقوف کر دیا۔

[2] یعنے اپنے کو حاکم سمجھ کر اور ان کو محکوم سمجھ کر مساوات کے برتاؤ میں فرق نہ آنے دو۔

www.kitabghar.org

على امراء الامصار انى لم ابعثهم
الا ليفقهوا الناس فى دينهم و
يقسموا فيئهم ويحكموا بينهم
فان اشكل شئ رفعوه الىّ
قال وكان عمر بن الخطاب رضى
الله عنه يقول لا يصلح هذا الامر
الا بشدة فى غير تجبر ولين
فى غير وهن واخرج ابو يعلى
عن عمر قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا اخبركم
بخيار ائمتكم من شرارهم
الذين تحبونهم ويحبونكم و
يدعون لكم وتدعون لهم
وشرار ائمتكم الذين تبغضونهم
ويبغضونكم وتلعنونهم
ويلعنونكم واخرج مسلم
وابو يعلى وغيرهما ان عمر
بن الخطاب خطب يوم جمعة
فذكر نبى الله صلى الله عليه
وسلم وذكر ابا بكر فقال انى
رأيت كان ديكا نقرنى نقرة
نقرتين وانى لا اراه الا لحضور
اجلى وان اقواما يأمرونى
ان استخلف وان الله لم يكن
ليضيع دينه ولا خلافته

انھیں (تم پر) اس لئے (سردار بناکر) بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو اُن کے دین کی باتیں بتائیں اور اُن پر اُن کے غنیمت کے مال تقسیم کریں اور اُن (کے مقدّمات) کا فیصلہ کرتے رہیں اور کسی امر میں اُن کو دشواری واقع ہو تو اُسے مجھ تک پہنچائیں (میں اس کا فیصلہ کردوں گا) راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر (خلافت) درست نہ ہوگا مگر ایسی شدّت (اور درشتی) کے ساتھ جو بغیر جبر (اور ظلم) کے ہو اور ایسی نرمی کے ساتھ جو بغیر ضعف کے ہو۔ اور ابو یعلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے لوگو!) کیا میں تمھیں نہ بتادوں کہ تمھارے بُرے سردار کون ہیں اور اچھے سردار کون ہیں (سُنو اچھے سردار تو وہ ہیں کہ) جن کو تم دوست رکھتے ہو اور تم کو وہ دوست رکھتے ہوں اور تم اُن کے لئے (اچھی) دُعا کرتے ہو اور وہ تمھارے لئے دعا کرتے ہوں۔ اور تمھارے بُرے سردار وہ ہیں کہ جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم اُن پر لعنت (اور بددعا) کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کیا کرتے ہوں۔ اور (امام) مسلم اور ابو یعلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ) جمعہ کے دن خطبہ پڑھا (اُس میں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک مُرغ نے مجھے ایک یا دو چونچیں ماریں جس کی تعبیر میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے اور بعضے لوگ مجھے رائے دیتے ہیں کہ میں (کسی کو اپنی جگہ پر) خلیفہ بناؤں (اور میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ) اللہ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا اور نہ اس خلافت کو (برباد کریگا)

www.kitabghar.org

ولا الذی بعث بہ نبیّہ صلے اللہ علیہ وسلم واق قد علمت ان اقواماً سیطعنون فی ھٰذا الامر انا ضربتھم بیدی ھٰذہ علے الاسلام فان فعلوا فاولٰئک اعداء اللہ الکفّار الضّلال فان عجّل بی امرٌ فالخلافۃ شورٰی بین ھؤلاء النفر الذین توُفّی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض الحدیث قولہ و ان اللہ لم یکن لیضیع دینہ ھٰذا فیما اریٰ فی الخلافۃ الخاصّۃ فقط والا ففی ایام الخلافۃ العامۃ قال قد اقترب زمان قلیل الامناء الخ قولہ ان اقواماً سیطعنون فی ھٰذا الامر ھٰذا فیما اریٰ اشارۃ الٰی انتقال الخلافۃ الخاصّۃ الی العامۃ وان یتصدی لھا من لیس من المھاجرین الاوّلین وقولہ اولٰئک اعداء اللہ الضّلال تھدیداً وتخویفاً فلم یرد حقیقۃ الکفر واللہ اعلم واخرج البخاری وابو یعلٰی وغیرھما عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی قال خرجت مع عمر بن الخطاب الی مکۃ فاستقبلنا امیر مکۃ نافع بن علقمۃ فقال لہ یا نافع

اور رنہ اس (روشن طریقۂ اسلام) کو جس کے ساتھ اُس نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور میں یہ (بھی) یقیناً جانتا ہوں کہ بعضے لوگ اس کام (خلافتِ خاصّہ) پر طعن کریں گے (مگر وہ لوگ قابل اعتبار نہیں ہیں) مَیں نے اپنے ہاتھوں سے انھیں اسلام پر (قائم رہنے کے لئے) مارا ہے پس اگر وہ لوگ طعن کریں گے تو وہ خدا کے دشمن، کافر سخت گمراہ ہوں گے۔ اگر میرے ساتھ امرِ (الٰہی) نے عجلت کی (اور میں مرگیا) تو خلافت انہی لوگوں میں سے کسی کو باہمی مشورہ سے ملنی چاہیئے جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوقتِ وفات خوش گئے " تا آخر حدیث (حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا میرے نزدیک اس میں صرف خلافتِ خاصّہ کی طرف اشارہ ہے (یعنے خلافتِ خاصہ کے زمانہ میں امورِ دینی کے اجراء میں کسی طرح کا نقص نہ آنے پائیگا) ورنہ خلافتِ عامہ کے متعلق تو خود حضرت عمرؓ نے فرمادیا ہے کہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے الیٰ آخرہٖ۔ اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ لوگ اس کام میں طعن کریں گے میرے نزدیک خلافتِ خاصہ کے خلافتِ عامہ کی طرف منتقل ہوجانے کا اشارہ ہے اور یہ کہ اس (خلافتِ خاصّہ) کے لئے ایسے لوگ منتخب ہوں گے جو مہاجرینِ اوّلین سے نہ ہوں گے۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ یہ لوگ خدا کے دشمن اور سخت گمراہ ہیں صرف (بطور) تہدید و تخویف (کے) ہے اس کلام سے حقیقت کفر آپ کی مراد نہ تھی واللہ اعلم۔) اور (امام) بخاریؒ اور ابو یعلیٰ وغیرہما عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا (حضرت عمرؓ کے آمد کی خبر سُن کر) امیرِ مکہ نافع بن علقمہؓ استقبال کے لئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اُن سے) فرمایا کہ اے نافع!

www.kitabghar.org

من استخلفت على مكة قال استخلفت عليها عبد الرحمن بن ابزى قال عمدت الى رجل من الموالى فاستخلفته على من بها من قريش و اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم وجدته اقرأهم بكتاب الله ومكة ارض محتضرة فاحببت ان يسمعوا كتاب الله من رجل حسن القراءة قال نعم ما رأيت ان الله يرفع بالقران اقواما و يضع بالقران اقواما وان عبد الرحمن بن ابزى ممن رفعه الله بالقران وفى رواية فغضب عمر حتى قام فى الغرز فقال أتستخلف على آل الله عبد الرحمن بن ابزى قال انى وجدته اقرأهم لكتاب الله و افقههم فى دين الله فتواضع لها عمر حتى اطمأن على رحله فقال لئن قلت ذاك لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله

تم اپنی جگہ اہل مکہ پر کسے حاکم کر کے آئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ عبد الرحمن بن ابزیٰ کو۔ آپ نے (براہ عتاب) فرمایا کہ تم نے ایک شخص کو غلاموں میں سے (وہ رتبہ دیا کہ اُسے) اہل مکہ پر جن میں قریش اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں حاکم کر دیا۔ نافعؓ نے جواب دیا ہاں (بیشک میں نے اُن کو خلیفہ کر دیا ہے مگر) میں نے اُن کو دیگر اشخاص کی بہ نسبت کتاب اللہ کا اچھا قاری پایا اور مکہ ایسی جگہ ہے کہ وہاں لوگ آتے رہتے ہیں لہٰذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آنے والے لوگ ایک ایسے شخص سے جو (قرآن کا) پڑھنا اچھی طرح جانتا ہو کتاب الٰہی کو سُنیں (اور اُس کے برکات سے فائدہ مند ہوں یہ سُنکر) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمھاری رائے صحیح ہے بیشک اللہ کچھ لوگوں کو قرآن کے ذریعے سے بلند (مرتبہ) کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو اسی کی (تعظیم نہ کرنے کی شامت کے) سبب سے پست اور ذلیل کرتا ہے اور عبد الرحمن بن ابزی اُن لوگوں میں ہیں کہ جن کو اللہ نے قرآن کی بدولت بلند (مرتبہ) کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (جب حضرت عمرؓ نے نافعؓ کو ان کی دار الحکومت سے باہر دیکھا تو) آپ اُن پر ایسے غصہ ہوئے کہ مارے غصہ کے (اونٹ کی) رکابوں پر کھڑے ہو گئے اور (بکمال غضب) فرمایا کہ (اے نافعؓ) کیا تم نے اہل (بیت) اللہ پر عبد الرحمن بن ابزی کو خلیفہ بنا دیا (اور خود یہاں چلے آئے) اُنھوں نے جواب دیا (بیشک میں نے ایسا کیا ہے مگر) میں نے انھیں کتاب اللہ کا اچھا پڑھنے والا اور اللہ کے دین میں خوب سمجھدار پایا (لہٰذا انھیں خلیفہ کر دیا) اس (کلمہ کے سُننے) سے حضرت عمرؓ نرم ہوئے یہاں تک کہ اپنی سواری پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ تم نے ایسا کیا ہے تو (سنو) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس دین (کے ذریعہ

www.kitabghar.org

سیرفع بھذا الدین اقواماً و یضع بہ آخرین اما افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ پس از قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ متواتر است فمن حدیث عائشۃ اخرج البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر ثم تکلم ابوبکر فتکلم ابلغ الناس فقال فی کلامہ نحن الامراء و انتم الوزراء فقال حباب بن المنذر لا واللہ لا نفعل منا امیر و منکم امیر فقال ابوبکر لا ولکنا الامراء وانتم الوزراء ھم اوسط العرب دارًا واعربھم احساباً فبایعوا عمرؓ او ابا عبیدۃ بن الجراح فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاخذ عمر بیدہ فبایعہ وبایعہ الناس واخرج الحاکم عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ عن عمرؓ

سے بعضوں کو بلند کرے گا اور بعضوں کو اسی کے ذریعہ سے پست کردے گا۔ [حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے بتواتر ثابت ہے از انجملہ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا] **بخاری**[1] نے حضرت ابوبکرؓ (کی بیعت) پر اتفاق ہونے کے قصہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے (کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ) پھر حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے نہایت بلاغت کے ساتھ گفتگو شروع کی اور انھوں نے اپنے کلام میں یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ (یعنے اہل قریش) سردار ہیں اور تم لوگ ہمارے وزیر ہو۔ اس (فقرے) پر حباب بن منذر نے کہا کہ قسم خدا کی ہم ایسا نہ کریں گے (بلکہ) ہم میں سے ایک سردار ہو اور تم میں سے ایک سردار ہو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہیں (ایسا نہیں ہوسکتا) بلکہ ہم لوگ سردار ہیں اور (تم لوگ ہمارے) وزیر ہو (تم میں سرداری نہ ہوگی کیونکہ) وہ (یعنے اہل قریش) باعتبار خاندان کے سب سے بہتر اور حسب میں معروف و مشہور ہیں (لہٰذا امارت انھیں کا حق ہے تم کیسے پاسکتے ہو تم کو مناسب ہے کہ) عمرؓ یا ابوعبیدہ بن جراحؓ سے بیعت کرلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہم (سب) آپ کی بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب میں بہتر ہیں اور ہم سب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ زیادہ محبوب ہیں (یہ فرماکر) پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی اور (اُن کے بعد) سب نے بیعت کرلی۔ **اور حاکم** نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

[1] یہ ایک ٹکڑا ہی بڑی حدیث کا جس کو بخاری نے کتاب الانبیاء میں لکھا ہی حضرتؐ کی وفات کے وقت جو واقعات پیش آئے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ جانے کی ضرورت حضرات شیخینؓ کو جس طرح پیش آئی اور وہاں جو گفتگو ہوئی اس کو اس حدیث میں بیان کیا ہے۔

www.kitabghar.org

قال كان ابوبكر سيدنا و خيرنا و احبنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن حديث ابن عباس اخرج البخاري عن ابن عباس قول عمر رضي الله عنه في قصة الاتفاق على ابي بكر ثم انه بلغني ان قائلا منكم يقول والله لو مات عمر بايعت فلانا فلا يغترن امرأ ان يقول انما كان بيعة ابي بكر فلتة وتمت الا وانها قد كانت كذلك ولكن الله وقى شرها وليس فيكم من يقطع الاعناق اليه مثل ابي بكر وفي هذا الحديث ايضا قال ابوبكر وقد رضيت لكم احد هذين الرجلين فبايعوا ايهما شئتم فاخذ بيدي ويد ابي عبيدة بن الجراح وهو جالس بيننا

روایت کی وہ فرماتے تھے کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار اور ہم میں (سب سے) بہتر تھے اور ہم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب تھے [اور ازانجملہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما } امام بخاریؒ نے بروایتِ حضرت ابن عباسؓ کے حضرت ابوبکرؓ (کی بیعت) پر اتفاق کرنے کے قصہ میں حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو مخاطب کرکے (اپنے عہد خلافت میں) فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کہتا ہے کہ خدا کی قسم اگر عمرؓ مرگئے تو میں فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا (اے لوگو!) تم میں سے کوئی شخص دھوکے میں آکر یہ نہ کہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت (ابتداء میں) دفعۃً[1] واقع ہوئی اور (اس کے بعد) کامل ہوگئی (سنو) بیشک ایسا ہی ہوا ہے ولیکن اللہ نے اس (قسم کی) بیعت (میں جو شر اور فتنہ ہوتا ہے اُس) کے شر سے (سب کو) محفوظ رکھا اور (اے لوگو!) تم میں ابوبکرؓ کے مثل کوئی نہیں ہے جس کے آگے (لوگوں کی) گردنیں جھکیں اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے جماعتِ مسلمین!) میں تمہارے لئے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک کو پسند کرتا ہوں ان دونوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو پھر حضرت ابوبکرؓ نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراحؓ کا ہاتھ پکڑا (اور فرمایا کہ یہ دونوں شخص موجود ہیں) اور اُس وقت وہ ہمارے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے

[1] یہ مضمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بیان فرمایا تھا حضرت صدیقؓ کی بیعت کے دفعۃً ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے کوئی رائے انکی خلافت کے متعلق طے نہ ہوئی تھی بلکہ سقیفۂ بنی ساعدہ میں دفعۃً اسکی ضرورت پیش آگئی اور حضرت عمرؓ کی تحریک پر انکی بیعت شروع ہوگئی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت تمام صحابہؓ پر نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں ان کو مقدم کرنا اور دوسرے نصوص سے انکا مستحق خلافت ہونا ایسا ظاہر تھا کہ حاجت مشورہ اور رائے زنی کی نہیں سمجھی گئی اور چونکہ کوئی دوسرا شخص ان اوصاف میں مثل حضرت ابوبکرؓ کے نہ تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے اس طرح بغیر مشورت تامہ کسی اور کی بیعت سے منع فرمایا چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خلافت مشورۂ کامل کے بعد منعقد ہوئی۔

www.kitabghar.org

فلم اکرہ ماقال غیرھا کان واللہ ان اُقدّم فتضرب عنقی لا یقربنی ذٰلک من حیث اثم احب الیّ من ان اتأمّر علیٰ قوم فیھم ابوبکر اللھم الا ان تسوّل لی نفسی عند الموت شیئا لا اجدہ الاٰن ومن حدیث انس اخرج البخاری عن انس انہ سمع خطبۃ عمر الاٰخرۃ حین جلس عمر علی المنبر وذٰلک الغد من یوم توفّی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتشھد وابوبکر صامت لا یتکلم قال کنت ارجو ان یعیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یدبرنا یرید بذٰلک ان یکون اٰخرھم فان یک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد مات فان اللہ قد جعل بین اظھرکم نورا تھتدون بہ ھدی اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وثانی اثنین وانہ اولی المسلمین بامورکم فقوموا فبایعوہ وکانت طائفۃ منھم قد بایعوہ قبل ذٰلک فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وکانت بیعۃ العامۃ علی المنبر ومن حدیث شیبۃ اخرج البخاری وعن ابی وائل قال جلست

حضرت ابوبکرؓ کی کوئی بات سوا اس فقرہ کے ناپسند نہیں ہوئی خدا کی قسم اگر میں بلاقصور قتل کردیا جاؤں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ ایسی قوم پر جس میں ابوبکرؓ ہوں سردار بنایا جاؤں۔ ہاں (اگر خدا نخواستہ) میری موت کے قریب میرا نفس اُس بات کو میری نظر میں اچھا کرکے دکھلائے کہ جسے اس وقت اچھا نہیں جانتا (تو یہ دوسری بات ہے) {ازانجملہ بروایت حضرت انسؓ} امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے حضرت انسؓ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عمرؓ کا دوسرا خطبہ سُنا جبکہ حضرت عمرؓ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دوسری دن کا ہے۔ سب سے پہلے (حضرت عمرؓ نے) کلمۂ شہادت پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ اُس وقت خاموش بیٹھے تھے پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دن اور زندہ رہتے (اور ہم سب آپؐ کے سامنے راہی ملک عدم ہوتے) آپؐ ہم سب کے بعد (اس عالم سے) تشریف لے جاتے (لیکن ہماری آرزو کے خلاف) اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی (تو بھی دین کا نقصان نہیں ہوا کیونکہ) اللہ تعالٰی نے تمہارے درمیان اُس نور کو باقی رکھا جس سے کہ تم ہدایت پاؤ اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی نور سے ہدایت دی تھی اور (دوسرا فضل خدا کا یہ ہے کہ) ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یار اور ثانی اثنین ہیں (وہ تم میں موجود ہیں) اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ تمہارے کاموں کے حقدار ہیں لہٰذا (اے مسلمانو!) اُٹھو اور بیعت کرلو{ اس سے قبل سقیفۂ بنی ساعدہ میں بہت سے صحابہؓ آپ سے بیعت کرچکے تھے مگر بیعت عامہ (اُس دن) منبر پر ہوئی۔ ازانجملہ بروایت شیبہ} (امام) بخاریؒ نے ابووائلؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں

www.kitabghar.org

مع شَيْبَۃَ علی الکرسی فی الکعبۃ فقال لقد جلس ھٰذا المجلس عمر فقال لقد ھَمَمْتُ اَن لا اَدَعَ فیھا صفراء ولا بیضاء الا قسمت قلت اِنَّ صَاحِبَیْكَ لم یفعلا قال ھما المرءان اَقْتَدِیْ بھما ومن حدیث رجل من بنی زُرَیق فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ قال عمر فبایعوا ابا بکرٍ فقال ابوبکر لعمر انتَ اقوی منّی فقال عمرُ انت افضل منّی فقالاھا الثانیۃ فلمّا کانت الثالثۃ قال لہ عمر ان قوتی لك مَعَ فضلِك قال فبایعوا ابا بکر ومن حدیث جابر بن عبد اللہ اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمرؓ لابی بکر یاخیرَ النّاس بعد رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اما اِنّك ان قلتَ ذاكَ فلقد سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعتِ الشمسُ علی رجلٍ خَیرٍ من عُمر ومن حدیث علقمۃ بن قیس وقیس بن مروان اخرج ابو یعلی عن علقمۃ و قیس بن مروان کلیھما فی فضائل عبد اللہ بن مسعود عن عمر قال فغدوتُ الیہ لِاُبَشّرہ فوجدتُ ابا بکر قد سبقنی الیہ

شیبہ کے ساتھ کعبہ کے اندر کرسی پر بیٹھا تھا تو شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ایک دفعہ) یہاں بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ مَیں نے قصد کیا کہ خانۂ کعبہ میں سونا چاندی بالکل باقی نہ رکھوں۔ اس پر مَیں نے کہا کہ آپ کے صاحبین (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقؓ) نے تو ایسا نہیں کیا۔ فرمایا وہی دونوں تو ہیں جن کی اقتدا کرتا ہوں (یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ارادہ فسخ کر دیا) {ازانجملہ قبیلۂ بنی زریق کے ایک شخص کی روایت جو حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق کے بارے میں ہے} ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (اے لوگو!) حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے قوی ہو (لہٰذا میرے ہاتھ پر نہیں بلکہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیئے) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ پھر دوبارہ دونوں میں اسی قسم کی گفتگو ہوئی پھر جب تیسری مرتبہ نوبت آئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری قوت آپ کی فضیلت کے ساتھ مل جائے گی (یعنے مَیں آپ کا ہر کام میں شریک اور ہر طرح آپکا مطیع ہوں) راوی کا قول ہے کہ پھر سب نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی {ازانجملہ بروایت جابر بن عبد اللہؓ} ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے سب سے بہتر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے! حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم مجھ سے یہ کہتے ہو (سُنو!) مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے آفتاب نے عمرؓ سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں کیا۔ {اور ازانجملہ بروایت علقمہ بن قیس وقیس بن مروان} ابو یعلی نے علقمہ اور قیس بن مروان سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے فضائل میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے میں (ایک روز) علی الصباح ابن مسعودؓ کے پاس انھیں بشارت دینے گیا (وہاں پہنچ کر) مَیں نے ابوبکرؓ کو پایا کہ مجھ سے پہلے اُن کے پاس پہنچ گئے تھے اور انھیں

www.kitabghar.org

فَبَشَّرَہٗ وَلَا وَاللہِ مَا سَابَقْتُہٗ اِلٰی خَیْرٍ قَطُّ اِلَّا سَبَقَنِیْ اِلَیْہِ وَفِی الْمِشْکٰوۃِ عَنْ عُمَرَ ذُکِرَ عِنْدَہٗ اَبُوْبَکْرٍ فَبَکٰی وَقَالَ وَدِدْتُّ اَنَّ عَمَلِیْ کُلَّہٗ مِثْلُ عَمَلِہٖ یَوْمًا وَاحِدًا مِّنْ اَیَّامِہٖ وَلَیْلَۃً وَاحِدَۃً مِّنْ لَیَالِیْہٖ اَمَّا لَیْلَتُہٗ فَلَیْلَۃٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْغَارِ فَلَمَّا انْتَہَیَا اِلَیْہِ قَالَ وَاللہِ لَا تَدْخُلُہٗ حَتّٰی اَدْخُلَ قَبْلَکَ فَاِنْ کَانَ فِیْہِ شَیْءٌ اَصَابَنِیْ دُوْنَکَ فَدَخَلَ فَکَسَحَہٗ وَوَجَدَ فِیْ جَانِبِہٖ ثُقْبًا فَشَقَّ اِزَارَہٗ وَسَدَّہَا بِہٖ وَبَقِیَ مِنْہَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَہُمَا رِجْلَیْہِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَکْرٍ رِجْلُہٗ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ یَتَحَرَّکْ

بشارت دے چکے تھے ۔ قسم خدا کی مَیں نے جب کسی نیک کام میں ابوبکرؓ پر سبقت لے جانے کا ارادہ کیا تو (ناکام ہی رہا اور) وہی مجھ سے اس میں سبقت لے گئے ۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) اُن کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ میرے سارے اعمالِ خیر اُن کے ایک دن اور اُن کی ایک رات کے اعمال کے مثل ہوتے ۔ رات[1] تو وہ جس میں حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کو گئے تھے اور جب دونوں اس غار تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے رسول اللہ ! خدا کی قسم آپ اس غار میں نہ تشریف لے جائیں جب تک کہ میں آپ سے پہلے اس میں نہ جاؤں تاکہ اگر کوئی (موذی) چیز ہو تو مجھی کو صدمہ پہنچائے (یہ کہہ کر) حضرت صدیقؓ غار میں داخل ہوئے اور اُسے جھاڑا اور غار کے ایک جانب چند سوراخ پائے تو اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر سوراخوں کو بند کر دیا لیکن دو سوراخ بند ہونے سے رہ گئے جن میں اُنھوں نے اپنے دونوں پیر لگا دیئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب آپ تشریف لائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (غار میں) تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر سو رہے (آپؐ ابھی مصروفِ خواب تھے کہ) حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں کسی زہردار جانور نے کاٹ لیا (مگر اُنھوں نے

[1] واقعی اس رات کو جیسی جانبازی حضرت صدیقؓ سے ظاہر ہوئی اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس جان نثاری کے واقعہ نے ایسا قبولِ عام حاصل کیا کہ یارِ غار کی مثل اس وقت سے قائم ہو گئی۔ شیعہ مورخوں نے بھی اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے صاحب حملہ حیدری شیعی لکھتا ہے ؎ چنین گفت راوی کہ سالار دین * چو سالم بحفظ جہاں آفرین * ز نزدیک آں قوم پُر مکر رفت * بسوی سرائے ابوبکر رفت * پئے ہجرت او نیز آمادہ بود * کہ سابق رسولش خبر دادہ بود * نبی بر در خانہ اش چوں رسید * بکوشش ندائی سفر در کشید * چو بوبکر زاں حال آگاہ شد * ز خانہ بروں رفت و ہمراہ شد * گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش * نبی کند نعلین از پائے خویش * بسر پنجہ آں راہ رفتن گرفت * پئے خود ز دشمن نہفتن گرفت * چو رفتند چندے بہ دامانِ دشت * قدوم فلک سای مجروح گشت * ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت * ولی زیں حدیث ست جائے شگفت * کہ در کس چناں قوت آید پدید * کہ بارِ نبوت تواند کشید * برفتند القصہ چندی دگر * چو گردید پیدا نشانِ سحر * بجستند جائیکہ باشد پناہ * ز چشم کساں دور یکسو ز راہ * بدیدند غارے دراں تیرہ شب * کہ خوانندی عرب غارِ ثورش لقب * گرفتند در جوف آں غار جای * ولے پیش بنہاد بوبکر پائے * بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید * قبا را بدرید و آں رخنہ چید * بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا * یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضا * براں رخنہ گویند آں یارِ غار * کفِ پای خود را نمود استوار *

[illegible] * درآمد رسول خدا ہم بہ غار * نشستند یکجا بہم ہر دو یار ۱۲

www.kitabghar.org

مخافۃ ان ینتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال مالک یا ابا بکر قال لُدِغتُ فداک ابی و امی فتفل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فذھب ما یجدہ ثم انتقض علیہ وکان سبب موتہ واما یومہ فلما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدی زکوۃ فقال لو منعونی عقالا لجاھدتھم علیہ فقلت یاخلیفۃ رسول اللہ تألف الناس وارفق بھم فقال لی اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حی رواہ رزین اما استدلال او برخلافت صدیق بتفویض امامت صلوۃ باو فقد اخرج الحاکم وابوبکر عن عاصم عن زر عن عبد اللہ قال لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال

ضبط کیا اور) اس خوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہوجائیں اپنے پیر کو حرکت نہ دی (پھر بھی اُس کے کاٹنے کے صدمہ سے بے چین ہوگئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے) اور چند قطرے آنسو کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر گرے آپ نے (بیدار ہوکر) فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! تمھیں کیا ہوا (کیوں روتے ہو؟) حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کسی جانور نے مجھے کاٹ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کے پیر میں لگادیا جس سے وہ کیفیت زائل ہوگئی۔ پھر اُسی زہر نے (آخر میں) عود کیا اور وہی اُن کی وفات کا سبب ہوا (یہ تو حضرت ابوبکرؓ کی رات تھی اب اُن کے دن کی فضیلت سُنو) اور اُن کا دن وہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف لے گئے تو عرب (کے بعض قبائل) مُرتد ہوگئے اور کہا کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے (یہ خبر سُن کر) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے (زکوٰۃ کے اونٹ تو بڑی چیز ہیں) اونٹ کے پیر کا بندھن (جو دیا کرتے تھے) نہ دیں تو مَیں اُس کے نہ دینے پر بھی اُن سے ضرور جہاد کروں گا۔ مَیں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ کے (اس وقت موقع تو یہ ہے کہ) آپ لوگوں کی تالیف کیجیے اور اُن کے ساتھ نرمی فرمائیے۔ فرمایا (اے عمرؓ!) تم تو جاہلیت میں بڑے سخت تھے کیا اسلام میں نرم ہوگئے۔ (اے عمرؓ!) وحی منقطع ہوچکی، دین پورا ہوگیا، کیا دین کم ہوجائے اور مَیں زندہ رہوں؟ (یہ نہیں ہوسکتا) اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے [حضرت عمرؓ کا خلافتِ صدیقیہ پر استدلال کرنا اس بات سے کہ امامتِ نماز ان کو تفویض ہوئی]۔

حاکم[۱۸] اور ابوبکر نے عاصم سے انھوں نے زر سے انھوں نے عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار نے کہا ہم (مہاجرین) میں سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو۔ حضرت عمرؓ (اس اختلاف کی خبر

www.kitabghar.org

فاتاهم عمر رضی الله عنه فقال یا معشر الانصار ألستم تعلمون ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد امر ابا بکر یؤم الناس فایکم تطیب نفسه ان یتقدم ابا بکر فقالت الانصار نعوذ بالله ان نتقدم ابا بکر واخرج احمد عن رافع الطائی رفیق ابی بکر فی غزوة السلاسل قال وسألته عما قیل من بیعتهم فقال وهو یحدث عما تکلمت به الانصار وما کلمهم به عمر بن الخطاب الانصار وما ذکرهم به من امامتی ایاهم بامر رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه فبایعونی لذلك وقبلتها منهم و تخوفت ان تکون فتنة تکون بعدها ردة واما استدلال او بر خلافت صدیقؓ بسوابق اسلامیه اش فقد اخرج ابو بکر عن ابن عباس فی قصة الاتفاق علی ابی بکر ثم قلت یا معشر الانصار یا معشر المسلمین ان اولی الناس بامر رسول الله صلی الله علیه وسلم من بعده ثانی اثنین اذ هما فی الغار ابو بکر السباق المبین ثم اخذت بیده وبادرنی رجل من الانصار فضرب علی یده قبل ان اضرب

سُن کر) انصار کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے گروہ انصار! کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کی امامت کریں؟ اب تم میں سے کس کا دل اس بات کو گوارا کرے گا کہ وہ ابوبکرؓ سے مقدم ہو جائے۔ پھر انصار نے جواب دیا کہ ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ابوبکرؓ پر مقدم ہوں۔ اور (امام احمدؒ نے رافع طائی سے جو غزوۂ سلاسل میں حضرت ابوبکرؓ کے رفیق تھے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے مسلمانوں کی بیعت کے متعلق جو گفتگو پیش آئی تھی دریافت کی تو انھوں نے مجھ سے وہ تمام گفتگو بیان کی جو انصار نے کی تھی اور جو کچھ حضرت عمرؓ نے انصار کو ان کی تقریر کا جواب دیا تھا اور (فرمایا) کہ عمرؓ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپؐ کے مرض (وفات) میں میرا امام نماز بننا یاد دلایا تھا اسی پر سب نے مجھ سے بیعت کر لی اور میں نے ان کی بیعت قبول کر لی اور میں اس بات سے ڈرا کہ (مبادا میرے انکار سے) کوئی فتنہ پیدا ہو کر جس کا نتیجہ ارتداد تک پہنچے [حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت حضرت صدیقؓ پر ان کے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا] ابوبکر (بن ابی شیبہ) نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق کرنے کے قصہ میں روایت کی ہے (کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے) میں نے کہا کہ اے گروہِ انصار! اے اہلِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی جانشینی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو (مصداق) ثانی اثنین اذ هما فی الغار کا ہے یعنی ابوبکرؓ جو سب سے (اسلام میں) کھُلم کھُلا سبقت لے جانے والے ہیں پھر (یہ کہہ کر) میں نے (بیعت کے لئے) حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر انصار میں سے ایک شخص نے مجھ پر سبقت کی اور قبل اس کے کہ میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں

www.kitabghar.org

على يده و تبايع الناس آنا فهميدن او خلافت
خاصه خلفاء را از توزع خلافت ايشان در ايام
ظهور اسلام و قوت او وفقد اخرج ابو يعلى عن
علقمة بن عبد الله المزني عن رجل
قال كنت بالمدينة في مجلس فيه عمر بن الخطاب
فقال لبعض جلسائه كيف سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يصف الاسلام فقال
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول ان الاسلام بدأ جذعا ثم ثنيا ثم
رباعيا ثم سديسا ثم بازلا فقال
عمر فما بعد البزول الا النقصان و اين
موافق است بمضمون آيه اخرج شطأه
فآزره الآية آنا فهميدن او خلافت خاصه
خلفاء از حديث قرون ثلثه فقد اخرج
الترمذي عن ابن عمر قال خطبنا عمر
بالجابية فقال يا ايها الناس اني قمت
فيكم كمقام رسول الله صلى الله عليه
وسلم فينا قال اوصيكم باصحابي ثم الذين
يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب
حتى يحلف الرجل ولا يستحلف ويشهد
الشاهد ولا يستشهد. آنا فهميدن او خلافت
خاصه خود را از انکه تا او هست فتنه عامه نخواهد بود
فقد اخرج البخاري

(دل) (اور اُن سے بیعت کروں) اُس نے اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر بیعت کر لی تو پھر سب لوگوں نے بیعت کر لی [حضرت عمرؓ کا زمانہ ظہور و قوتِ اسلام میں خلفاء کی خلافت واقع ہونے سے خلفاء راشدین کی خلافت کو خلافتِ خاصہ سمجھنا] ابو یعلیٰ نے علقمہ بن عبداللہ مزنیؓ سے انھوں نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں مدینہ میں ایک مجلس میں تھا جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے آپ نے اپنے ایک ہمنشین سے پوچھا کہ تم نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی صفت کسطرح سُنی تھی؟ اُنھوں نے کہا میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اسلام جب شروع ہوا تھا تو جذع[1] تھا پھر ثنی پھر رباعی پھر سدیس پھر بازل ہوا (یہ سُنکر) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بازل ہونے کے بعد سوا نقصان کے اور کیا ہوگا۔ حدیث ہذا مضمونِ آیتِ کریمہ اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی الآیۃ کے موافق ہے

[حضرت عمرؓ کا حدیث قرون ثلثہ سے خلفاء (راشدین) خلافتِ خاصہ کو سمجھنا] ترمذی نے حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ مقامِ جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! میں تم میں اس طرح کھڑا ہوں جسطرح رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں تمھیں اپنے صحابہؓ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں پھر اُن لوگوں کے بارے میں جو اُن کے بعد ہوں (یعنے تابعین اور تبع تابعین) پھر اس زمانہ کے بعد جھوٹ کا رواج ہو جائے گا یہانتک (اس کی کثرت ہوگی) کہ انسان قسم لینے سے پہلے (جھوٹی) قسم کھالے گا اور (خود بخود جھوٹی) گواہی دے گا بدون اس کے کہ اُسے گواہ بنائیں۔

[حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس بات سے کہ جبتک میں زندہ ہوں فتنۂ عامہ واقع نہ ہوگا اپنی (خلافت کو خلافتِ خاصہ سمجھنا] (امام) بخاری نے

[1] جذع اُس اونٹ کو کہتے ہیں جسکی عمر چار سال ہو۔ ثنی اس اونٹ کو کہتے ہیں جسکو چھٹا سال ہو۔ رباعی اس اونٹ کو کہتے ہیں جسکو ساتواں سال ہو سدیس اس اونٹ کو کہتے ہیں جسکو آٹھواں سال ہو بازل اس اونٹ کو کہتے ہیں جسکی عمر پورے آٹھ سال کی ہو (مجمع بحار الانوار) مطلب یہ کہ اسلام نے رفتہ رفتہ ترقی کی یہانتک کہ معراجِ کمال کو پہنچ گیا جسکے بعد کوئی درجۂ کمال کا باقی نہ رہا۔

www.kitabghar.org

عن شقیق قال سمعت حذیفۃ یقول بینما نحن جلوس عند عمر رضی اللہ عنہ اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال قلت فتنۃ الرجل فی اھلہ ومالہ وولدہ وجارہ یکفرھا الصلوٰۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال لیس عن ھذا اسألک ولکن التی تموج کموج البحر قال لیس علیک منھا بأس یا امیر المؤمنین ان بینک وبینھا بابا مغلقا قال عمر ایکسر الباب ام یفتح قال لا بل یکسر قال عمر اذا لا یغلق ابدا قلت اجل قلنا لحذیفۃ اکان عمر یعلم الباب قال نعم کما اعلم ان دون غد اللیلۃ وذلک انی حدثتہ حدیثا لیس بالاغالیط فھبنا ان نسألہ من الباب فامرنا مسروقا فسألہ فقال من الباب قال عمر

آنا استدلال او بر خلافت خود بمحدثیت وموافقت وحی

اخرج مسلم عن ابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث

شقیق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مَیں نے حذیفہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تم میں سے کس کو یاد ہے حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا وہ فتنہ جو انسان کو اس کے اہل[1] اور اس کے مال اور اس کی اولاد اور اس کے ہمسایہ کے متعلق لاحق ہو اس کا کفارہ (تو) نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے (ہو جاتا) ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم سے اس فتنہ کو نہیں پوچھتا بلکہ اُس فتنہ کے متعلق دریافت کرتا ہوں جو دریا کی لہروں کی طرح پھیل جائے گا۔ مَیں نے کہا اے امیر المؤمنینؓ! آپ کو اُس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیئے کیونکہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک مقفل دروازہ (حائل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا مَیں نے کہا کھولا نہیں جائے گا بلکہ توڑا جائیگا حضرت عمرؓ نے فرمایا (جب ٹوٹ گیا) تو پھر کبھی بند نہ ہوگا۔ میں نے کہا ہاں (بیشک ایسا ہی ہے)، شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ کیا عمرؓ اس دروازہ کو جانتے تھے (کہ کون ہے؟) کہا ہاں وہ (اس دروازہ کو) اس طرح (یقین کے ساتھ) جانتے تھے جس طرح میں یقیناً جانتا ہوں کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور یہ (کہنا میرا) اس لئے ہے کہ میں نے جو بات اُن سے کہی وہ پیچیدہ نہ تھی (بلکہ بالکل واضح تھی) پھر ہماری جرأت نہ ہوئی کہ حضرت حذیفہؓ سے پوچھیں کہ دروازہ سے کیا مراد ہے؟ لہٰذا ہم نے مسروقؒ سے کہا کہ تم حضرت حذیفہؓ سے دریافت کرو۔ اُنھوں نے اُن سے پوچھا تو حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے

[حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت پر (اپنی) محدثیت سے اور اپنی رائے کے مطابق وحی ہونے سے استدلال کرنا]

(امام) مسلمؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تین[2] موقعوں پر میری رائے میرے پروردگار

[1] اہل اور مال کے فتنہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے اعزہ و اقربا کے حقوق میں کمی کرنے لگے اور ان میں آپس میں جیسا اتحاد ہونا چاہیئے باقی نہ رہے ۱۲ [2] حضرت عمر کی رائے کا وحی الٰہی سے موافق ہونا انہی تین میں منحصر نہیں ہے بلکہ اور بھی بہت سے مواقع پر انکی رائے مطابق وحی ہوئی چنانچہ منجملہ اُن مقامات کے ممانعت نماز جنازہ منافقین و حرمت شراب بھی ہے علماء نے متفرق روایتوں کو جمع کر کے لکھا ہے کہ پندرہ مواقع میں انکی رائے کا موافق وحی ہونا ثابت ہے۔ (مجمع بحار الانوار) تین کی تخصیص یا اتفاقی ہے یا جسوقت انھوں نے بیان فرمایا اسوقت یہی تعداد ہو ۱۲

www.kitabghar.org

فی مقامِ ابراہیم وفی الحجابِ وفی أساریٰ بدرٍ

امّا بیانِ افضلیتِ خود در زمانِ خلافتِ خود اخرج محمّد فی الموطّا عن سالم بن عبد اللّٰہ بن عمر قال عمر بن الخطّاب لو علمتُ ان أحدًا اقوی علی ھذا الامر منّی لکان ان اُقدّم فتُضرب عنقی اھون علیّ فمن ولی ھذا الامر بعدی فلیعلم ان سیردّہ عنہ القریب والبعید وایمُ اللّٰہ ان کنتُ اُقاتل النّاس عن نفسی واخرج مسلم عن سماک عن عمر فی قصّۃ الایلاء وقلّما تکلّمتُ واحمد اللّٰہ بکلامٍ الّا رجوتُ ان یکون اللّٰہ یصدّق قولی الذی اقول الحدیث

وامّا بیانِ خلافت من بعد و شوریٰ ساختن او درمیانِ شش کس اخرج البخاری فی قصّۃ مقتلِ عمر والاتفاق علی عثمان من حدیث عمرو بن میمون عن عمر قالوا اوصِ یا امیر المؤمنین استخلف قال ما اجدُ احدًا احقّ بھذا الامر من ھؤلاء النفر او الرّھط الّذین توفی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو عنھم راضٍ فسمّٰی علیًا وعثمان والزبیر وطلحۃ وسعدًا وعبد الرحمٰن الحدیث

(کی وحی) کے موافق رہی یعنے مقامِ ابراہیم کے متعلق اور حجاب (ازواجِ مطہرات) کے متعلق اور قیدیانِ بدر کے متعلق {حضرت عمرؓ کا اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنی افضلیت کا بیان فرمانا} (امام) محمد مؤطا میں سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ دوسرا شخص مجھ سے زیادہ اس کام (یعنے خلافت کا بار اُٹھانے) کی قوت رکھتا ہے تو میرے نزدیک آسان تھا کہ میری گردن ماری جاتے (بہ نسبت اس کے کہ ایسے شخص کے ہوتے ہوئے میں خلیفہ بنا دیا جاؤں) جو شخص میرے بعد[1] منصبِ خلافت پر فائز ہو اُس کو جان لینا چاہیئے کہ قریب و بعید (غرض ہر قسم کے لوگ) اُس سے خلافت کو ہٹا دینا چاہیں گے اور اس پر طرح طرح کے بیجا الزام لگائیں گے اور خدا کی قسم میں تو لوگوں کو اپنے نفس سے دفع کرتا رہا (یعنے بیجا تہمت لگانے کا کسی کو موقع نہ دیتا تھا) اور (امام) مسلم نے سماک سے انھوں نے حضرت عمرؓ سے قصۂ ایلاء میں روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا) خدا کا شکر ہے کہ ایسا کم ہوتا ہے کہ میں کوئی بات کہوں اور مجھے یہ امید نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میری بات جو کچھ میں کہوں اُس کو پورا کریگا الیٰ آخرہٖ

{حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بعد خلافت کو چھ شخصوں کے درمیان بطور شوریٰ کے دائر کر دینا} (امام) بخاری نے حضرت عمرؓ کی شہادت کے قصہ میں اور حضرت عثمانؓ پر مسلمانوں کے اتفاق کرنے کے بیان میں بروایتِ عمرو بن میمون حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب مسلمانوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ! آپ کچھ وصیت فرمائیں کسی کو خلیفہ بنائیں آپ نے فرمایا کہ میں اُن لوگوں سے زیادہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش تشریف لے گئے ہیں کسی کو اس امر (خلافت) کا مستحق نہیں سمجھتا۔ پھر آپ نے حضرت علیؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعدؓ اور عبد الرحمٰن (رضی اللہ عنہم) کے

[1] یہ ترجمہ فمن ولی ھذا الامر بعدی الخ کا ہی میری فہم ناقص میں الفاظِ روایت سی چسپاں اور مطلب خیز ترجمہ اس سی بہتر نہیں آیا اس ترجمہ کی بناء پر مطلب یہ ہوگا کہ حضرت فاروق اعظمؓ بطور پیشین گوئی کے اپنے جانشین حضرت عثمانؓ کو ان مشکلات سے آگاہ کرتے ہیں جو انپر پیش آئیں گی اور انکو اپنا دستور العمل دکھا کر نصیحت کرتے ہیں کہ مواضع تہمت سے اپنے کو الگ رکھنا مگر تقدیرِ الٰہی کون مٹا سکتا ہی حضرت عثمانؓ پر یہ مشکلات پیش آہی گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان مصائب سے حضرت عثمان کو آگاہ فرمایا تھا اسی سنت کو فاروقِ اعظم نے ان الفاظ میں ادا فرمایا علامہ علی قاری کی عبارت ذیل بھی میرے خیال میں اس مطلب کی توضیح کر رہی ہے وہو ہذا قولہ فلیعلم ان سیردہ لاعنہ اعن نفسہ باللطف والعنف القریب والبعید ای اھل ۲ بلدہ وغیرہم والاقارب والاجانب وایم اللہ قسم ان کنت ای قد کنت لاقاتل الناس خاصۃ وعامۃ عن نفسی حتی لایکون لاحد الاعتراض فی دینی ودنیائی وعرضی۔ التعلیق الممجد

www.kitabghar.org

ومن مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

اما استدلال بر خلافتِ خاصہ مشائخ ثلثہ بآنکہ از سابقین بودہ اند فقد اخرج الترمذی عن ابی عبد الرحمٰن السُّلَمی قال لما حُصِرَ عثمانُ اشرف علیھم فوقَ دارہٖ ثم قال اذکرکم باللہ ھل تعلمونَ ان حِراءَ حین انتفضَ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبُت حِراء فلیس علیک الا نبیٌّ او صدیقٌ او شھیدٌ قالوا نعم واخرج الترمذی عن ثمامۃ بن حَزْن القُشَیری فی قصۃٍ طویلۃٍ قال عثمان انشدکم باللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی ثَبِیرِ مکۃ ومعہ ابوبکرٍ وعمر وانا فتحرک الجبلُ حتی تساقطت حجارتہ بالحضیض قال فرکضہ برجلہ فقال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشھیدان قالوا اللّٰھم نعم

نام لئے۔ تا آخر حدیث۔

مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۱۷۔ روایت)

[حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا استدلال حضرات مشائخ ثلثہ کی خلافتِ خاصہ پر بایں طور کہ یہ حضرات منجملہ سابقین (اسلام) کے ہیں] ترمذی نے ابو عبد الرحمٰن سُلَمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان محصور ہوئے تو وہ اپنے مکان کی چھت) پر چڑھ کر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ جب (کوہ) حرا کو جنبش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ اے حرا! ٹھہر جا (کیوں جنبش کرتا ہے) تیرے اُوپر تو نبی یا صدیق یا شہید ہیں۔ محاصرین نے جواب دیا ہاں (یہ حدیث معلوم ہے)۔ اور ترمذی نے ثمامہ بن حَزْن قشیری سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (محاصرین کو مخاطب کر کے) فرمایا میں تمھیں خدا کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں (یہ کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے (پہاڑ) ثبیر[۱] (نامی) پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے اور میں بھی تھا کہ ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی یہاں تک کہ اُس کے پتھر (اُوپر سے لڑھک کر) نیچے گرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پہاڑ پر اپنا پیر مارا اور فرمایا اے ثبیر! ٹھہر جا کیونکہ تیرے اُوپر (ایک) نبی اور (ایک) صدیق اور دو شہید ہیں۔ محاصرین نے جواب دیا کہ بارخدایا ہاں (یہ حدیث صحیح ہے) حضرت عثمانؓ

[۱] ثبیر بفتح ثائے مثلثہ وکسرۂ بائے موحدہ وسکونِ یائے تحتانیہ مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور بقولِ بعض یہ پہاڑ مکہ اور منٰی کے درمیان میں ہے۔ طیبی نے کہا ہے کہ یہ پہاڑ مزدلفہ میں ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مکہ کے ہر پہاڑ کو ثبیر کہتے ہیں (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) اس واقعہ کی روایات میں دو اختلاف ہیں اول یہ کہ کسی روایت میں اس پہاڑ کا نام ثبیر آیا ہے کسی میں حرا یہ دونوں پہاڑ مکہ کے ہیں اور کسی روایت میں اُحُد کا نام ہے جو مدینہ کا پہاڑ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس اختلاف کے فیصلہ کرنے میں متردد ہیں فتح الباری میں لکھتے ہیں لولا اتحاد المخرج لجوزت تعدد القصۃ یعنے اگر راوی ایک نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ واقعہ کئی بار ہوا کبھی ثبیر پر کبھی حرا پر کبھی اُحد پر مگر علامہ علی قاریؒ مرقاۃ میں تعدد واقعہ کو جزماً بیان کرتے ہیں اور اختلاف دوم یہ ہے کہ بعض روایات میں صرف خلفائے ثلٰثہ کا نام ہے اور بعض میں ہے کہ اس وقت حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔ اور حضرت سعید بن زیدؓ کی روایت میں ہے کہ سوا حضرت ابو عبیدہؓ کے عشرۂ مبشرہ کے سب لوگ تھے۔ اس اختلاف کے بعد صاحبِ مرقاۃ لکھتے ہیں فاختلاف الروایات محمول علی تعدد القضیۃ فی الاوقات

م یعنے اختلاف روایات اس سبب سے ہے کہ یہ واقعہ کئی بار ہوا ۱۲

www.kitabghar.org

قال اللہ اکبر شھدوالی ورب الکعبۃ انی شھید ثلثا واخرج البخاری عن عبید اللہ بن علاء بن الخیار فی قصۃ قال عثمان اما بعد فان اللہ بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق فکنت ممن استجاب للہ ولرسولہ وامنت بما بعث بہ وھاجرت الھجرتین کما قلتہ وصحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبایعتہ فواللہ ماعصیتہ ولاغششتہ حتی توفاہ اللہ عزوجل ثم ابوبکر مثلہ ثم عمر مثلہ ثم استخلفت افلیس لی من الحق مثل الذی لہم قلت بلی قال فما ھذہ الاحادیث التی تبلغنی عنکم الحدیث واما استدلال بر منع خروج بروے سوابق اسلامیۂ خود پس متواتر است جمعے کثیر آنرا ازذی النورین روایت کردہ اند فمن روایۃ ابی اسحٰق عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عنہ اخرج الترمذی عن ابی عبدالرحمٰن السلمی قال لما حصر عثمان اشرف علیھم فوق دارہ ثم قال اذکرکم باللہ ھل تعلمون ان حراء

نے (یہ سنکر) تین مرتبہ فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی کہ ان لوگوں نے میرے شہید ہونے کی تصدیق کردی۔ اور (امام) بخاری نے عبید اللہ بن علائی بن خیار سے ایک قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ اما بعد اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو (دین) حق کے ساتھ بھیجا (اور آپ نے خدا کے دین کی طرف اس کے سب بندوں کو دعوت کی) پس میں اُن لوگوں میں ہوں کہ جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ (کی دعوت) کو قبول کیا اور جس (امر حق) کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے تھے اُس پر ایمان لایا اور میں نے دونوں ہجرتیں کیں (اوّل بجانب حبشہ۔ دوم بجانب مدینۂ منوّرہ) جیسا کہ تم نے بارہا بیان کیا اور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا اور آپ کی بیعت کی (پھر بیعت کرکے) خدا کی قسم میں نے (کبھی) آپکی نافرمانی نہیں کی اور نہ (کبھی) آپ کی خیانت کی (اور میں اسی اطاعت اور بیعت پر قائم رہا) یہاں تک کہ اللہ عزّ وجل نے آپ کو اپنے پاس بلالیا پھر (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد) ابوبکرؓ (خلیفہ ہوئے اور میں اُن کا بھی مطیع رہا) پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا (اور میں ان کا بھی فرمانبردار رہا) پھر (ان دونوں کے بعد) میں خلیفہ کیا گیا تو کیا میرا وہ حق نہیں ہے کہ جو اُن (بزرگوں) کا تھا مخاطبین نے جواب دیا کیوں نہیں (آپ کا بھی حق ہم پر ویسا ہی ہے) فرمایا پھر کیا باتیں ہیں جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی ہیں الیٰ آخرہ (۲) حضرت عثمانؓ کا اپنی بغاوت کے ممنوع ہونے پر اپنے سوابقِ اسلامیہ سے استدلال کرنا۔ یہ استدلال متواتر ہے بہت لوگوں نے اس کو حضرت ذی النورین سے روایت کیا ہے از انجملہ (ابو اسحٰق کی روایت بواسطۂ ابوعبدالرحمٰن سلمی کے حضرت عثمانؓ سے ہے۔ ترمذی نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تو وہ اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے آئے اور اُن سے فرمایا کہ میں تمھیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ جب کوہ حرا پر میں اور شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

www.kitabghar.org

حين انتفض قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اثبت حراء فليس عليك الا نبيٌّ او
صديقٌ او شهيد قالوا نعم قال ذكرکم بالله هل
تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في
جيش العسرة من ينفق نفقة متقبلة والناس
مجهدون معسرون فجهزت ذلك الجيش
قالوا نعم ثم قال اذكركم بالله هل تعلمون ان
رومة لم تكن يشرب منها احد الا بثمن
فابتعتها فجعلتها للغني والفقير وابن السبيل
قالوا اللهم نعم واشياء عددها ومن
رواية احنف بن قيس اخرج النسائي
عن الاحنف بن قيس قال خرجنا
حجاجا فقدمنا المدينة ونحن نريد
الحج فبينا نحن في منازلنا نضع
رحالنا اذا اتانا ات فقال ان الناس
قد اجتمعوا في المسجد وفزعوا فانطلقنا
فاذا الناس مجتمعون على نفر في
وسط المسجد واذا علي والزبير وطلحة
وسعد بن ابي وقاص فانا كذلك اذا
جاء عثمان بن عفان عليه ملاءة
صفراء قد قنع بها راسه فقال اهنا
عليٌّ اهنا طلحة اهنا الزبير اهنا
سعدٌ قالوا نعم قال فاني انشدكم
بالله الذي لا اله الا هو اتعلمون ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

ہمراہ گئے تو اُس نے جنبش کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے حرا! ٹھہر جا۔ تیرے اوپر نبی ہیں یا صدیق یا شہید۔ لوگوں نے جواب
دیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تمھیں یاد دلاتا ہوں
اللہ کے واسطے (بتادو) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے جیشِ عُسرت (یعنے غزوۂ تبوک) میں فرمایا تھا کہ کون ہے جو (اس
لشکر کے سامان کے لئے) کچھ قابل قبول خرچ دے اس وقت سب صحابہ
مفلس اور تنگدست تھے میں نے (اپنے پاس سے) اس لشکر کا سامان
کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں (ہمیں یاد ہے) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں
تمھیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتادو) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رُومہ
(نامی کنوئیں) سے کوئی شخص بغیر قیمت دیئے ہوئے پانی نہ پی سکتا تھا میں
نے اس کو مول لے کر غنی اور فقیر اور مسافر سب کے لئے وقف کر دیا۔ لوگوں
نے کہا بار خدایا ہاں (یاد ہے) اسی طرح کی اور بھی چند باتیں حضرت عثمانؓ
نے ذکر فرمائیں [ازانجملہ] احنف بن قیس کی روایت ہے۔ نسائی نے احنف
بن قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حج کرنے کے لئے چلے جب مدینہ
پہنچے (تو ہم نے چاہا کہ یہاں دو ایک روز قیام کریں) پس اس حال میں کہ ہم اپنی
منزلوں میں اپنے اسباب رکھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے بیان کیا
کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں اور کچھ گھبرائے ہوئے ہیں (یہ سُنکر) ہم لوگ (مسجد
نبوی میں) گئے دیکھا تو بیچ مسجد میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت سے آدمی ان کو گھیرے ہوئے ہیں وہ لوگ
جو بیٹھے ہوئے تھے علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ تھے ہم کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک
حضرت عثمان بن عفانؓ تشریف لائے ان کے جسم پر ایک زرد رنگ کی چادر تھی اور
اُسی چادر سے اپنا سر بند کئے ہوئے تھے (انھوں نے آتے ہی) پوچھا کہ کیا علیؓ
یہاں ہیں؟ کیا طلحہؓ یہاں ہیں؟ کیا زبیرؓ یہاں ہیں؟ کیا سعدؓ یہاں ہیں؟ لوگوں
نے کہا ہاں (ہیں) حضرت عثمانؓ نے (صحابۂ مذکورین سے مخاطب ہو کر) کہا
اے لوگو! میں تمھیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں
(بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

www.kitabghar.org

من يَبْتَاعُ من يدِ بني فلان بيرَ رُومَة غفر الله له فابتعته بكذا وكذا فأتيتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فقلت قد ابتعتُها بكذا وكذا قال اجعلها سقاية للمسلمين واجرها لك قالوا اللّهم نعم فانشدكم بالله الذي لا اله الا هو أتعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نظر في وجوه القوم فقال من جهّز هؤلاء غفر الله له يعني جيش العسرة[1] فجهّزتهم حتى ما تفقدوا عقالاً ولا خطاماً[2] قالوا اللّهم نعم قال اللّهم اشهد اللّهم اشهد ومن رواية ثمامة بن حَزْن القُشَيري عنه اخرج الترمذي والنسائي وهذا لفظ النسائي عن ثمامة بن حزن القشيري قال شهدتُ الدار حين أشرف عليهم عثمان فقال أَنشُدُكم بالله والاسلام هل تعلمونَ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدمَ المدينة وليس بها ماء يُستعذَبُ غير بير رومة فقال من يشتري بير رومة فيجعل دلوه فيها مع دلاء المسلمين بخير له منها في الجنة فاشتريتها من صُلب مالي فجعلت دلوي فيها مع دلاء المسلمين

جو شخص چاہ رُومہ کو فلاں شخص سے خریدلے گا اللہ اسے بخش دے گا۔ چنانچہ میں نے اُس کو اس قدر روپیہ دے کر خریدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اُس کو اس قدر روپیہ میں خرید لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تم اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کردو ثواب اس کا تمھیں ملے گا۔ اُن لوگوں نے کہا بارِ خدایا ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے کہا میں تمھیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جیش العُسرۃ[1] (یعنے غزوۂ تبوک) میں مسلمانوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو کوئی ان کا سامانِ (جہاد) درست کردے اللہ اس کو بخش دے گا تو میں نے اُن کا سامان درست کردیا (اور ایسا کامل سامان دیا کہ) اُونٹ کے پیر کا بندھن اور نکیل[2] بھی اُن کو ڈھونڈھنا نہ پڑا لوگوں نے کہا بارِ خدایا ہاں (ہم جانتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے (یہ سنکر) فرمایا یا اللہ گواہ رہ (یہ میرے فضائل کا اقرار کررہے ہیں) [اور از انجملہ ثمامہ بن حزن قشیری کی روایت حضرت عثمانؓ سے ہے] ترمذی اور نسائی نے ثمامہ بن حزن قُشیری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے [اور یہ عبارت (جو ہم نقل کرتے ہیں) نسائی کی ہے] میں حضرت عثمانؓ کے گھر میں موجود تھا جب کہ وہ (مکان کی چھت پر چڑھ کر) بلوائیوں کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں تمھیں اللہ کی اور (دینِ) اسلام کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں (ہجرت کرکے) تشریف لائے ہیں اور اس وقت مدینہ میں بجز چاہ رُومہ کے میٹھا پانی کہیں نہ تھا تو آپ نے فرمایا کہ کون ایسا (خدا کا بندہ) ہے کہ چاہ رُومہ کو (اُس کے مالک سے) خرید کرے اور بعوض اس کے کہ جنت میں اُسے کنویں سے بہتر (معاوضہ) ملے گا اپنا ڈول اس میں مسلمانوں کے ڈول کے برابر کردے (یعنے اس کو تمام مسلمانوں کے لئے وقف کردے) پھر میں نے خاص اپنے مال سے اُسے خرید لیا اور اپنا ڈول بھی مسلمانوں کے ڈول کے برابر کردیا اور (یہ بھی کچھ کم

[1] غزوہ تبوک کو جیش العُسرۃ اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں افلاس وتنگدستی زیادہ تھی ۱۲ [2] مطلب یہ ہے کہ ہر اونٹ کو مع اسکے ساز وسامان کے میں نے دیا تھا ۱۲

www.kitabghar.org

وانتم اليوم تمنعونى من الشرب منها حتى
اشرب من ماء البحر قالوا اللهم نعم قال
فانشدكم بالله والاسلام هل تعلمون
انى جهزت جيش العسرة من مالى قالوا
اللهم نعم قال فانشدكم بالله والاسلام
هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من يشترى بقعة آل فلان فيزيدها
فى المسجد بخير له منها فى الجنة
فاشتريتها من صلب مالى فزدتها
فى المسجد وانتم تمنعونى ان اصلى فيه
ركعتين قالوا اللهم نعم قال فانشدكم
بالله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان على ثبير مكة
ومعه ابوبكر وعمر وانا فتحرك الجبل
فركضه رسول الله صلى الله عليه وسلم
برجله وقال اسكن ثبير فانما عليك
نبى وصديق وشهيدان قالوا اللهم
نعم قال الله اكبر شهدوا لى ورب الكعبة
يعنى انى شهيد ومن رواية ابى سلمة
بن عبد الرحمن بن عوف اخرج النسائى
عن ابى سلمة بن عبد الرحمن ان عثمان
اشرف عليهم حين حصر وقال
انشد بالله رجلا سمع رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول يوم الجبل

عجیب بات نہیں ہے کہ) تم لوگ آج مجھے اس کنوئیں کے پانی سے روکتے ہو اور میں (بمجبوراً) کھاری پانی پیتا ہوں۔ سب نے جواب دیا کہ ہاں (ہم اسے خوب جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ میں تمھیں اللہ کی اور دینِ (اسلام) کی قسم دیتا ہوں (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے جیش العسرۃ کا سامان درست کر دیا تھا انھوں نے جواب دیا ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمھیں اللہ اور دین (اسلام) کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (ذرا انصاف سے کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ مسجدِ (نبوی جماعتِ اسلام کے بڑھ جانے سے) مسلمانوں پر تنگ ہو گئی تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو فلاں گھرانے کی زمین خرید کر کے اس مسجد میں زیادہ کر دے بعوض اس کے کہ جنّت میں اُسے اُس زمین سے بہتر معاوضہ ملے گا پس میں نے اُس زمین کو خاص اپنے مال سے خریدا اور مسجدِ نبوی میں اضافہ کر دیا اور آج تم لوگ مجھی کو اُس (مسجد) میں دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو سب نے کہا ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمھیں خدا کی قسم اور دینِ اسلام کی دیکر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کوہِ) ثبیر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور میں (بھی) کہ ناگاہ پہاڑ نے حرکت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پائے مبارک اس پر مارا اور فرمایا اے ثبیر! ٹھہر جا کیوں مضطرب ہوتا ہے) تجھ پر تو (صرف) ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ بلوائیوں نے کہا ہاں (ہم یہ بھی خوب جانتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے (یہ سُنکر) فرمایا بربِّ کعبہ یہ لوگ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ میں شہید ہوں {اور از انجملہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کی روایت ہے} نسائی نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ محاصرہ کے زمانہ میں (ایک دن) اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور محاصرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جسنے یوم الجبل[1] میں رسول اللہ

[1] یوم الجبل سے وہی دن مراد ہے جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان حضرات کے ساتھ پہاڑ پر چڑھے اور پہاڑ نے حرکت کی ۱۲

www.kitabghar.org

حين اهتز فركله برجله وقال
اسكن فانه ليس عليك الا
نبيٌ او صديق او شهيدان وانا
معه فانتشد له رجال ثم قال
انشد بالله رجلا سمع رسول
الله صلى الله عليه وسلم يوم
بيعة الرضوان يقول هذا يد الله
وهذه يد عثمان فانتشد له رجال
ثم قال انشد بالله رجلا سمع
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يوم جيش العسرة يقول من ينفق
نفقةً متقبلةً فجهزت نصف
الجيش من مالي فانتشد لهم
رجال ثم قال انشد بالله رجلا
سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من يزيد في هذا المسجد ببيت
في الجنة فاشتريته من مالي فانتشد
لهم رجال ثم قال انشد
بالله رجلا شهد رومة تباع
فاشتريتها من مالي فابحتها
لابناء السبيل فانتشد لهم
رجال۔

اما جوابه از قدح در سوابق اسلامیه
فقد اخرج احمد عن عاصم عن
شقيق قال لقي عبد الرحمن

صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جب کہ پہاڑ نے حرکت کی تو آپ نے اپنے پیر سے اسے مار کر فرمایا کہ (اے پہاڑ!) ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں اور اس دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اس پر چند لوگوں نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں، پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں خدا کی قسم دے کر اس شخص سے سوال کرتا ہوں اس نے بیعۃ الرضوان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہو کہ یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ ہاتھ عثمانؓ کا ہے (آپ نے اپنے ہاتھ کو میرا ہاتھ فرمایا) اس پر چند لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے سنا ہے) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم دے کر اس شخص سے سوال کرتا ہوں جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو (تیاری) جیش العسرۃ کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا ہو کہ کون ہے جو (راہ خدا میں) قابل قبول خرچ دے پس میں نے اپنے مال سے نصف لشکر کا سامان درست کر دیا۔ اس پر کچھ لوگوں نے جواب دیا (کہ ہاں ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے خدا کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہو کہ آپ فرماتے تھے کون ہے جو بعوض ایک گھر کے (جو اسے جنت میں ملے گا) (ہماری) اس مسجد میں (کچھ زمین لے کر) بڑھا دے پس میں نے اپنے مال سے زمین خرید کی (اور مسجد میں اضافہ کر دی) اس پر (بھی) چند اشخاص بول اٹھے (کہ ہاں ہم نے یہ حدیث سنی ہے) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں اس شخص سے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جو چاہ رومہ فروخت ہوتے وقت موجود رہا ہو (اور اسے معلوم ہو) کہ میں نے ہی اس کنویں کو خرید کیا اور مسافروں کے لئے (و نیز سب مسلمانوں کے لئے) وقف کر دیا۔ (کہ وہ بتا دے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں) اس پر (بھی) چند اشخاص نے جواب دیا (کہ ہاں یہ واقعہ صحیح ہے)۔

[حضرت عثمانؓ کا جواب (اپنے) سوابق اسلامیہ کی قدح کے متعلق] احمد نے عاصم سے انھوں نے شقیق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عبدالرحمن

www.kitabghar.org

بنُ عوف الوليدَ بن عقبةَ فقال له الوليدُ مالي اَراك قد جفوتَ اميرَ المؤمنين عثمان فقال لها عبد الرحمٰن ابلغه اني لم اَفِرَّ يومَ عينين قال عاصم يقول يومَ اُحُد ولم اتخلَّفْ يوم بدر ولم اترك سنة عمر قال فانطلق فخبّر ذلك عثمان فقال اما قوله لم افرّ يوم عينين فكيف يعيّرني بذنب قد عفا الله عنه فقال إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ وَاما قوله اني تخلّفتُ يوم بدر فاني كنتُ اُمرِّضُ رقيةَ بنتَ رسول الله صلى الله عليه وسلّم حتى ماتت وقد ضرب لي رسولُ الله صلى الله عليه وسلّم بسهمه ومن ضرب له رسول الله صلى الله عليه وسلّم بسهمه فقد شهد

بن عوف نے ولید بن عقبہ سے ملاقات کی۔ ولید نے اُن سے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے حضرت عثمان رضؓ سے قطع تعلق کر دیا۔ عبد الرحمٰن نے ولید بن عقبہ کو جواب دیا کہ (وہ اسی قابل ہیں) تم میری طرف سے اُن سے کہدینا کہ میں یوم عینین میں (جنگِ کفار سے) نہیں بھاگا۔ [عاصم کہتے ہیں کہ یوم عینین سے یوم اُحد مراد ہے] اور نہ میں جنگِ بدر سے (اپنے گھر) بیٹھا اور نہ میں نے حضرت عمرؓ کے طریقہ کو چھوڑا (اور آپ میں یہ سب باتیں ہیں لہٰذا میں آپ سے نہیں ملتا) راوی کا بیان ہے کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عثمانؓ کو جاکر (اس تقریر سے) خبر دی حضرت عثمانؓ نے (ان الزاموں کا) یہ جواب دیا۔ عبد الرحمٰن کا یہ کہنا کہ وہ یوم عینین میں نہیں بھاگے (اور میں بھاگا) تو وہ کس طرح مجھ پر طعن کرتے ہیں اُس گناہ[1] کے متعلق جسے اللہ نے معاف کر دیا اور اُس کے بارے میں فرما دیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ الاٰیۃ (ترجمہ بیشک جو لوگ اُس دن جب کہ دو جماعتیں (میدانِ جنگ میں) مقابل ہوئیں جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگے (اُن پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ شیطان نے انھیں اُن کے بعض اعمال کے سبب (مقامِ استقامت سے) پھسلا دیا تھا اور بیشک اللہ نے تو (اُن کے قصور سے) درگزر فرمائی۔ اور عبد الرحمٰن کا یہ الزام دینا کہ میں جنگِ بدر کے دن حاضر نہ ہوا (اس کا جواب سُن لو کہ) میں (بحکمِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) رقیہ بنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف رہا (اور مجھے اس کا موقع ہی نہ ملا کہ جنگ میں شریک ہوتا) یہاں تک کہ انھوں نے انتقال کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنگِ بدر (کے مالِ غنیمت) کا حصہ عنایت فرمایا اور جسکے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حصہ مقرر فرمایا وہ گویا جنگِ بدر میں حاضر ہوا (لہٰذا مجھے جنگِ بدر کے حاضرین

[1] غزوۂ اُحد میں فرار کو حضرت عثمانؓ کے مطاعن میں ذکر کیا جاتا ہے لیکن علاوہ اسکے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسکے عفو کی خبر دیدی بجائے خود غور کیا جائے تو وہ ایک عجیب اضطرار کا وقت تھا شیطان نے یہ آواز پکار دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے اس خبر وحشت اثر سے مسلمانوں کے قدم اُکھڑ چکے تھے کوئی اِدھر کوئی اُدھر جا رہا تھا عقلیں قائم نہ تھیں اسی حالت میں حضرت عثمانؓ بھی میدان سے چلے گئے ایسی لغزشیں تو انبیاء علیہم السلام سے ہو گئی ہیں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ مشہور ہے قولہ تعالیٰ وذا النون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ تو کیا حضرت یونس علیہ السلام معاذ اللہ مورد طعن ہو سکتے ہیں۔

www.kitabghar.org

واما قوله انی لم اترك سنة عمر فانی لا اطیقها ولا هو فانته فغنی ثه بذلك۔ واما آں کہ خود را بالقطع مے دانست کہ از اہل جنت است فقد اخرج احمد عن زید بن اسلم عن ابیه قال شهدت عثمان یوم حوصر فی موضع الجنائز ولو القی حجر لم یقع الا علی راس رجل فرأیت عثمان اشرف من الخوخة التی تلی مقام جبریل علیه السلام فقال ایها الناس افیکم طلحة فسکتوا ثم قال ایها الناس افیکم طلحة فسکتوا ثم قال ایها الناس افیکم طلحة فسکتوا ثم قال ایها الناس افیکم طلحة فقام طلحة بن عبید الله فقال له عثمان الا اراك ههنا ما کنت اری انك تکون فی جماعة قوم تسمع ندائی اٰخر ثلاث مرات ثم لا تجیبنی انشدك بالله یا طلحة تذکر یوم کنت انا وانت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی موضع کذا وکذا ولیس معه احد من اصحابه غیری وغیرك قال نعم فقال لك رسول الله صلی الله علیه وسلم یا طلحة انه لیس من نبی الا ومعه من اصحابه رفیق من امته معه فی الجنة

میں شمار نہ کرنا ظلم صریح ہے) اور ان کا یہ الزام دینا کہ اُنھوں نے سنتِ عمرؓ کو ترک نہیں کیا اور میں نے ان کی سنّت (وروش) ترک کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی سنّت پر عمل کرنے کی (پوری پوری) طاقت نہ اُنھیں ہی اور نہ مجھے ہے (لئے ولید!) اب تم عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ اور (میری طرف سے یہ جواب) اُن سے بیان کردو۔ [حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے جنتی ہونے کو یقین کے ساتھ جانتے تھے] امام احمدؒ نے زید بن اسلم سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اُن کے والد کہتے تھے کہ جس دن حضرت عثمانؓ موضع جنائز میں محصور ہوئے میں موجود تھا (اُس دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ) اگر (اُوپر سے) پتھر ڈالا جاتا تو بیشک کسی (نہ کسی) شخص کے سر پر گرتا میں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ نے اس کھڑکی سے سر نکالا جو مقام جبرئیل علیہ السلام کے متصل تھی پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ (اُس کا) کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر اُنھوں نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ اس پر بھی سب خاموش رہے۔ پھر اُنھوں نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ لوگ پھر بھی چُپ رہے (اور کسی نے جواب نہ دیا) پھر اُنھوں نے (چوتھی بار فرمایا کہ لے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ (اس مرتبہ) حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے حضرت عثمانؓ نے اُن سے فرمایا کیا میں تمھیں یہاں موجود نہیں دیکھتا مجھے یہ خیال نہ تھا کہ تم ایسی قوم میں ہوگے جو میرا پکارنا تین بار سُنے اور ایک بار بھی مجھے جواب نہ دے۔ اے طلحہؓ! میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں (سچ کہنا) کیا تمھیں یاد ہے کہ میں اور تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں مقام میں تھے میرے اور تمھارے سوا اُس وقت کوئی صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا۔ حضرت طلحہؓ نے جواب دیا ہاں مجھے یاد ہے (پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اچھا یہ بھی یاد ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہؓ! ہر نبی کے ساتھ اس کی اُمت میں سے کچھ صحابی جنت میں اس کے رفیق ہوتے ہیں (پھر

www.kitabghar.org

وان عثمان بن عفان هذا يعنيني رفيقي معي في الجنة قال اللهم نعم ثم انصرف
دانا آنکہ بیقین مے دانست کہ ایں بلوی او را پیش خواہد آمد فقد اخرج الترمذی والحاکم عن اسمٰعیل بن ابی خالد عن قیس عن ابی سهلة مولى عثمان قال قال لی عثمان يوم الدار ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عهد الی عهدا وانا صابر عليه واخرج الحاكم والترمذی عن عائشة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال يا عثمان انه لعل الله يقمصك قميصا فان ارادوك على خلعه فلا تخلعه لهم وصح من حديث ابی موسى قوله صلى الله عليه وسلم بشره بالجنة على بلوى تصيبه
دانا آنکہ بالقطع مے دانست کہ وے برحق است فقد اخرج الترمذی من حديث مرة بن كعب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر الفتن فقربها فمر رجل مقنع فی ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت اليه فاذا هو عثمان بن عفان فاقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم واخرج الترمذی عن ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة

میری طرف اشارہ کرکے فرمایا) اور یہ عثمان بن عفان جنت میں میرے ساتھ میرے رفیق ہوں گے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا ہاں (مجھے یاد ہے) یہ کہکر حضرت طلحہؓ اس مجمع سے) چلے گئے[۱] [حضرت عثمانؓ کا یقینی طور سے جاننا کہ یہ بلوی اُن کو پیش آئے گا۔] ترمذی اور حاکم نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انھوں نے قیس سے انھوں نے ابو سہلہ مولی حضرت عثمانؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ محاصرہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک وصیت کی ہے اور میں اس پر قائم رہوں گا۔ اور حاکم اور ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمانؓ! بیشک اللہ تعالیٰ تمھیں (خلافت کا) کُرتا پہنائے گا پس اگر لوگ تم سے وہ کُرتا اُتارنا چاہیں تو ہرگز اُنھیں اُتارنے نہ دینا۔ اور بروایت حضرت ابو موسیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا درجہ صحت کو پہنچ گیا ہے (حضرت عثمانؓ) کو جنّت کی بشارت دے دو بعوض اُس بلوے کے جو اُن پر ہوگا [حضرت عثمانؓ کا یقین کے ساتھ جاننا کہ میں حق پر ہوں] ترمذی نے بروایت مرۃ بن کعب نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور اُن کا زمانہ قریب ہی بیان فرمایا اس اثناء میں ایک شخص کپڑے سے اپنا سر چھپائے اُدھر سے گزرے آپ نے (اُن کی جانب اشارہ کرکے) فرمایا کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا میں نے (آپ سے یہ سُنکر) اس شخص کو اُٹھ کر دیکھا تو یہ (معلوم ہوا کہ) وہ حضرت عثمانؓ بن عفان ہیں۔ پھر میں نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کرکے عرض کیا کہ کیا یہی شخص ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں (یہی ہیں) اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا پھر

[۱] معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ کو اس وقت تنبہ ہوا اور حضرت عثمانؓ کی مخالفت سے باز آئے انسان کی عجیب حالت ہے بعض اوقات کسی بات میں اس کو ایسا انہماک ہوجاتا ہے کہ تمام اطراف و جوانب سے بیخبر ہوجاتا ہے پھر کوئی متنبہ کرتا ہے تو اس طرح چونک اُٹھتا ہے جیسے اب تک سو رہا تھا یہی حالت بعض صحابہ کی حضرت عثمان کی اخیر خلافت میں ہوئی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی سیرت کے لوگ خوگر ہو رہے تھے وہ بات حضرت عثمان غنیؓ میں نہ ملی تو لوگ اُن سے بددل ہوئے حالانکہ وہ بات تو فرشتوں میں بھی ملنا دشوار تھی پھر کچھ مفسدوں نے اس اختلاف کو دوسرے رنگ میں رنگ دیا بعض حضرات متنبہ ہوئے کچھ قبل از وقت کچھ بعد از وقت ۱۲

www.kitabghar.org

فقال يقتل هٰذا فيها مظلوما لعثمان واخرج
الحاكم عن ابى هريرة قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول انها ستكون فتنة
واختلاف او اختلاف وفتنة قال قلنا يا رسول
الله فما تأمرنا قال عليكم بالامير واصحابه واشار
الى عثمان واخرج احمد عن كثير بن الصلت
قال اغفى عثمان فى اليوم الذى قتل
فيه فاستيقظ فقال لولا ان يقول
الناس تمنّى عثمان الفتنة لحدثتكم
قال قلنا اصلحك الله فحدثنا فلسنا
نقول ما يقول الناس فقال انى رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فى منامى
هٰذا فقال انك شاهد معنا الجمعة
واخرج احمد عن نائلة بنت الفرافصة
امرأة عثمان بن عفان قالت نعس
امير المؤمنين عثمان فاغفى فاستيقظ
فقال ليقتلنى القوم قلت كلا ان شاء الله
لم يبلغ ذلك ان رعيتك استعتبوك
قال انى رأيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم فى منامى وابابكر وعمر فقال
تفطر عندنا الليلة۔

ومن مسند على بن ابى طالب رضى الله عنه

آا شروط خلافت فقد اخرج احمد
عن عبد الملك بن عمير عن عمارة

حضرت عثمانؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ اُس فتنہ میں مظلوم شہید ہوں گے۔ اور[۱۵]
حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ عنقریب فتنہ اور اختلاف
ہوگا (یا فرمایا) اختلاف اور فتنہ ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ہم نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ اس فتنہ کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے
فرمایا کہ تم (اُس وقت) اپنے سردار اور اُن کے اصحاب کے ساتھ رہنا اور
آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ اور[۱۶] امام احمدؒ نے کثیر بن صلت
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوئے
آپ (کچھ دیر) سو گئے پھر بیدار ہو کر فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ
لوگ کہیں گے کہ عثمانؓ نے خود اس فتنہ کی تمنا کی تو میں ضرور تم سے
(ایک بات) بیان کرتا۔ ہم نے کہا اللہ آپ کی حالت درست کرے آپ
ہم سے بیان فرمائیں ہم وہ بات نہ کہیں گے جو اور لوگ کہتے ہیں حضرت
عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے ابھی (حالتِ خواب میں) رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ! تم (آج) جمعہ میں ہمارے
پاس آجاؤ گے۔ اور[۱۷] (امام) احمدؒ نے نائلہ بنت فُرافِصَہ زوجۂ حضرت عثمان
بن عفان سے روایت کی ہے وہ کہتی تھیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ
پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے جب بیدار ہوئے تو فرمایا بیشک میری قوم
مجھے قتل کرے گی میں نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا ان شاء اللہ کیونکہ (اب) آپکی
رعایا آپ سے خوش ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں (یہ تو ضرور ہونا ہے کیونکہ)
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابھی خواب میں دیکھا ہے۔ اور
حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
مجھ سے ارشاد فرمایا کہ (اے عثمانؓ) آج تم ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔

مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۳۶۔ روایت)

{شرائط خلافت} (امام) احمدؒ نے عبد الملک بن عمیر سے انہوں نے عمارہ

www.kitabghar.org

بن مردویہ عن علی بن ابی طالب قال سمعت اُذُناى ووعاه قلبی من رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس تبعٌ لقريش صالحهم تبع لصالحهم وشرارهم تبعٌ لشرارهم وآخرج ابو يعلى عن علی ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب الناس ذات يوم فقال الا ان الامراء من قريش الا ان الامراء من قريش الا ان الامراء من قريش ما اقاموا بثلث ما حكموا فعدلوا وما عاهدوا فوفوا وما استرحموا فرحموا فمن لم يفعل ذلك منهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين . آما بیان

افضلیت شیخین پس از روے متواتر شد مرفوعًا وموقوفًا ہر چند ایں مسئلہ مذہب جمیع اہلِ حق است الّا کسے از صحابہ آں را مصرح تر و محکم تر چوں علی مرتضٰے بیا ورده آما مرفوعه فحديث ابی بكر وعمر سيّدا كهول اهل الجنّة روى بطرق متعددة عن علی ومن طريق الشعبى عن الحارث عن علی اخرج الترمذی وابن ماجة عن النبى صلى الله عليه وسلم

بن مردویہ سے اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زبان مبارک) سے میرے کانوں نے سُنا اور میرے دل نے یاد کر لیا (آپ فرماتے تھے کہ) سب لوگ قریش کے تابع ہیں نیک لوگ ان کے نیکوں کے تابع ہیں اور بُرے لوگ ان کے بُروں کے تابع ہیں۔ اور ابو یعلٰے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ پڑھا اس میں فرمایا کہ اے لوگو! آگاہ رہو سردار قریش سے ہونا چاہیئے، آگاہ رہو سردار قریش سے ہونا چاہیئے، آگاہ رہو سردار قریش سے ہونا چاہیئے جب تک وہ تین[۱] (صفتوں) کو قائم رکھیں حاکم بنائے جائیں تو عدل کریں اور وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں اور ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور جو کوئی ان میں ایسا نہ کرے گا تو اُس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ [شیخین رضی اللہ عنہما کی

افضلیت کا بیان جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بتواتر ثابت ہے مرفوعًا بھی اور موقوفًا بھی اگرچہ یہ مسئلہ (افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما کا) تمام اہل حق کا مذہب ہے مگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس مسئلہ کو حضرت علی مرتضٰے کی طرح پوری تصریح اور مضبوطی کے ساتھ بیان نہیں کیا[۱] چنانچہ اس مسئلہ میں انکی مرفوع حدیث یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پیران اہل جنت کے سردار ہیں یہ حدیث متعدد سندوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے چنانچہ] شعبی نے حارث سے اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت

[۱] حضرت علی مرتضٰے نے شیخین کے افضل امت ہونے کو اس قدر تصریح و مضبوطی سے بیان فرمایا کہ شیعہ باوجودیکہ حق پوشی میں بے نظیر مہارت رکھتے ہیں انکی تصریحات کو نہ چھپا سکے چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک خط کے جواب میں حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے وكان افضلهم فی الاسلام كما زعمت وانصحهم لله ورسوله الخليفة الصدّيق وخليفة الخليفة الفاروق ولعمرى ان مكانهما فی الاسلام لعظيم وان المصاب بهما لجرح فی الاسلام شديد يرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا (شرح میثم مطبوعہ طہران ص ۳۱) ترجمہ: تمام صحابہ میں افضل باعتبار اسلام کے جیسا کہ تم نے بیان کیا اور سب سے زیادہ مخلص اللہ کے اور اُسکے رسول کے خلیفہ صدیق اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق تھے اور قسم اپنی جان کی ان دونوں کا مرتبہ اسلام میں بڑا ہے اور بیشک انکی موت نے اسلام کو سخت زخم پہنچایا اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور انکو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے اور نیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک خط کے جواب میں جسمیں اُنھوں نے خلفائے ثلثہ کو اور شیخین کا افضل ہونا لکھا تھا حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے اما بعد فقد اتانی كتابك تذكر فيه اصطفاء الله محمدا صلى الله عليه وآله لدينه وتأييده اياه بمن ايده من اصحابه فلقد خبأ لنا الدهر منك عجبا اذ طفقت تخبرنا ببلاء الله عندنا ونعمته علينا فی نبينا فكنت فی ذلك كناقل التمر الى هجر (نہج البلاغہ قسم دوم مطبوعہ مصر ص ۳) ترجمہ: اما بعد تمہارا خط مجھے ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کیلئے برگزیدہ کیا اور ان کے اصحاب سے انکو مدد دی پس یقینًا ایک عجیب بات زمانہ نے تم سے ظاہر کرائی کہ تم خدا کے وہ احسانات جو ہم پر ہیں اور وہ نعمتیں جو ہمارے نبی کے متعلق ہم پر ہیں ہم سے بیان کرنے لگے تم اس بارے میں ویسے ہی ہو گئے جیسے کوئی شخص چھوہارا ہجر میں لیجائے۔ مطلب یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ کے مناقب تو ہمارے ہی لئے مفید ہیں اور انکے فضائل تو بعینہ ہمارے فضائل ہیں اور انکے مناقب ہم تم سے زیادہ۔ تم کیا بیان کر سکو گے ہمارے سامنے ان کے مناقب بیان کرنا "گل کو در سعدی سے بوستان" کا مصداق بنتا ہے ۱۲

www.kitabghar.org

قال ابوبکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین ما خلا النبیین والمرسلین لا تخبرھما یا علی ومن طریق ولد الحسن بن علی اخرج عبد اللہ ابن احمد فی زوائد المسند عن الحسن بن زید بن حسن قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علی قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابوبکر وعمر فقال یا علی ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ وشبابھا بعد النبیین و المرسلین ومن طریق ولد حسین بن علی اخرج الترمذی عن الزھری عن علی بن حسین عن علی ابن ابی طالب قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اطلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین و والاخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرھما وقد وافق علیا رضی اللہ عنہ غیرہ من الصحابۃ فقد اخرج الترمذی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لابی بکر وعمر ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین لا تخبرھما یا علی واخرج ابن ماجۃ عن ابی جحیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین ومن موقوفھا

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ انبیاءؑ اور مُرسلین کے سوا باقی تمام پیرانِ اہل جنت کے کیا اگلے اور کیا پچھلے سب کے سردار ہیں۔ اے علیؓ! تم اُن دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ اور اولاد حضرت حسنؓ نے بھی اس کو حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے جس کو عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں حسن بن زید بن حسن سے نقل کیا ہے کہ زید بن حسن (مثنّیٰ) کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ اپنے والد (حضرت حسنؓ) سے وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے خطاب کرکے) فرمایا کہ اے علیؓ! یہ دونوں انبیاءؑ اور مرسلین کے بعد جملہ اہلِ جنت کے بوڑھوں کے اور جوانوں کے سردار ہیں۔ اور اولاد حضرت حسینؓ بن علیؓ نے بھی اس کو حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے (جیسے) ترمذی نے زہریؒ سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک دفعہ) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے (تو انھیں دیکھ کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں بجز انبیاءؑ اور مرسلین کے باقی سب اگلے اور پچھلے پیرانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اے علیؓ! تم ان کو (اس کی) خبر نہ دینا [اور صحابہؓ نے بھی (اس روایت میں حضرت علیؓ کی موافقت کی ہے چنانچہ] ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا ہے کہ یہ دونوں اہل جنت کے اگلے اور پچھلے لوگوں میں بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علیؓ! تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ کرنا۔ اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے روایت کرکے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا انبیاءؑ و مُرسلین کے جنت کے اگلے اور پچھلوں میں بوڑھوں کے سردار ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اور اس مسئلہ میں حضرت علیؓ کی موقوف حدیث یہ ہے کہ

www.kitabghar.org

خیر ھٰذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر وآں را جمعے کثیر روایت کردہ اند فمن روایۃ ابنہ محمد بن الحنفیۃ عنہ اخرج البخاری وابوداؤد من طریق سفیان الثوری عن جامع بن راشد قال حدثنا ابو یعلےٰ عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای النّاس خیرٌ بعد النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قلتُ ثم من قال ثمّ عمر فخشیتُ ان یقول عثمان قلتُ ثمّ انتَ قال ما انا الا رجل من المسلمین ومن روایۃ عبداللہ بن سلمۃ عنہ اخرج ابن ماجۃ عن عبداللہ بن سلمۃ قال سمعتُ علیًّا یقول خیرُ النّاس بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر وخیر النّاس بعد ابی بکر عمر ومن روایۃ علقمۃ بن قیس اخرج احمد ومن روایۃ عبد الخیر صاحب لواء علیّ عنہ وفی طرقھا العدد فقد روی عنہ حبیبُ بن ابی ثابت عن عبد خیر قال سمعتُ علیًّا یقول علے المنبر الا اُخبرُکم بخیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیّھا قال فذکر ابابکر ثم قال الا اُخبرکم بالثّانی

اس امّت کے سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اس حدیث کو (علی مرتضےٰ سے) بہت زیادہؐ لوگوں نے روایت کیا ہے۔ منجملہ اُن کے حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی روایت ہے (جیسے امام)[بخاریؒ اور ابوداؤد بہ روایت سفیان ثوری جامع بن راشد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے ہم سے ابو یعلےٰ نے محمد بن حنفیہ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہتر کون ہے؟ اُنھوں نے فرمایا ابوبکرؓ۔ پھر میں نے پوچھا کہ اُن کے بعد کون؟ فرمایا عمرؓ۔ پھر میں ڈرا کہ اس کے بعد عثمانؓ کو نہ ذکر کریں (لہٰذا) میں نے کہا کہ پھر (ان دونوں کے بعد) آپ ہیں فرمایا نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں] اور منجملہ ان کے عبداللہ بن سلمہ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جیسے) [ابن ماجہؒ نے عبداللہ بن سلمہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سُنا کہ فرماتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد سب سے بہتر عمرؓ ہیں] اور منجملہ اُن کے علقمہ بن قیس نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جیسے امام) [احمدؒ نے نقل کیا ہے] اور منجملہ اُن کے حضرت علیؓ کے عَلم بردار عبد خیر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے۔ عبد خیر سے متعدّد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے (چنانچہ) [حبیبؒ بن ابی ثابت نے عبد خیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سُنا کہ آپ منبر پر فرماتے تھے (اے لوگو) کیا میں تمھیں اس شخص کو جو امّت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ہے نہ بتادوں پھر اُنھوں نے حضرت ابوبکرؓ کو ذکر کیا پھر فرمایا کیا میں دوسرے شخص کو

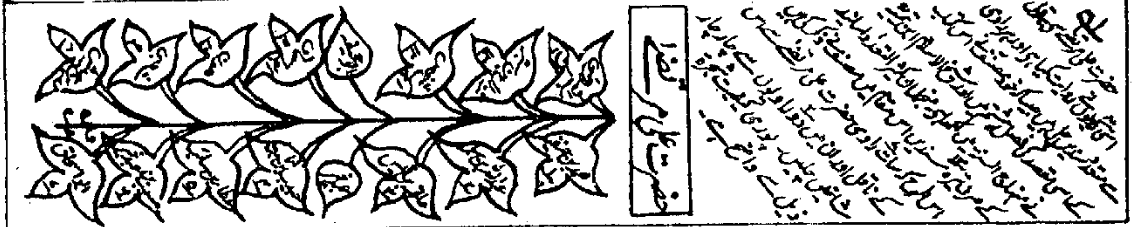

www.kitabghar.org

قال فذکر عمر ثم قال لوشئت لانبأتکم بالثالث قال وسکت فرأینا انہ یعنی نفسہ قال سعیدٌ فقلتُ انتَ سمعتَ علیًّا یقول ھٰذا قال نعَمْ و ربّ الکعبۃ و الّا صمّتا وروی عطاء بن السّائب عن عبد خیر عن علی قال الا اخبرکم بخیر ھٰذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابوبکر وخیرھا بعد ابی بکر عمرؓ ثمّ یجعل اللہ الخیر حیثُ احبَّ وروی عن المسیب بن عبد خیر عن ابیہ قال قام علیّ فقال خیر ھٰذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابوبکر وعمر وانّا قد احدثنا بعدھم اَحْدَاثًا یقضی اللہ فیھا مایشاء وعن ابی اسحٰق عن عبد خیر عن علی خیر ھٰذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابوبکر وعمر ومن روایۃ ابی جحیفۃ عنہ وفی طرقھا العَدَدُ عن عاصم بن ابی النَّجُود عن زرّ یعنی ابن حُبَیش عن ابی جُحَیفۃ قال سمعت علیًا یقول الا اخبرکم بخیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیّھا ابوبکر ثمّ قال الا اخبرکم بخیر ھٰذہ الامۃ بعد ابی بکر عمر وعن الشعبی قال حدّثنی ابوجحیفۃ الذی کان علیّ یسمّیہ وھبَ الخیر

بھی نہ بتا دوں (جو اُن کے بعد سب سے بہتر ہیں) پھر حضرت عمرؓ کو ذکر کیا پھر فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمھیں تیسرے شخص کے نام سے بھی آگاہ کردوں یہ فرما کر آپ نے سکوت کیا[۱] (آپ کے سکوت کرنے سے) ہم لوگوں نے سمجھا کہ آپ اپنے کو مراد لیتے ہیں (مگر اپنی زبان سے کہنا پسند نہیں کرتے) سعید کہتے ہیں میں نے عبدِ خیر سے پوچھا کہ کیا خود تم نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے اُنھوں نے کہا ہاں بربِ کعبہ میں نے سُنا ہے اور اگر نہ سُنا ہو تو (خدا کرے) میرے (یہ) دونوں (کان) بہرے ہوجائیں۔ اور[۱۰] (چنانچہ) عطاء بن سائب نے عبدِ خیر سے اُنھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین اُمّت سے آگاہ نہ کردوں (سُنو وہ) ابوبکرؓ ہیں اور بہترین امت ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں پھر اللہ بہترین امت جسے چاہے بنائے۔ اور[۱۱] (چنانچہ) مسیّب بن عبدِ خیر سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے کھڑے ہوکر (ہم لوگوں میں) فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور ہم نے تو اُن کے بعد بہت سے نئے کام کئے ہیں اللہ جو چاہے اُن کے متعلق حکم دے اور[۱۲] (چنانچہ) ابو اسحاق نے عبدِ خیر سے اُنھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ اس امّت میں نبیؐ کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں [۱۳] اور (منجملہ ان کے) ابوجحیفہؓ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے ابوجحیفہؓ سے بھی متعدد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے (چنانچہ) ابن ابی النجود سے مروی ہے وہ زر بن حبیش سے وہ ابوجحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کیا میں تمھیں اُس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو امّت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ہو (سُنو) وہ ابوبکرؓ ہیں پھر فرمایا کیا میں تمھیں اُس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو ابوبکرؓ کے بعد بہترین امّت ہو (سُنو) وہ عمرؓ ہیں۔ اور[۱۴] (جیسا کہ) امام شعبیؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے ابوجحیفہ نے جن کا نام حضرت علیؓ نے وہب خیر رکھا تھا

[۱] یہ تیسرے شخص جنکا نام نہ بتایا حضرت عثمانؓ تھے جیسا کہ آیندہ روایات میں حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ اگر حضرت علی تیسرے شخص کا نام بتاتے تو حضرت عثمانؓ کا نام بتاتے غالباً نام نہ بتانے کا سبب یہ ہوکہ حضرت علیؓ کے لشکر میں بہت سے وہ بلوائی شریک تھے جو حضرت عثمانؓ پر بغاوت کرچکے تھے حضرت عثمانؓ کے فضائل سنکر وہ کچھ فتنہ برپا کرتے واللہ اعلم ۱۲

www.kitabghar.org

قال علی یا ابا جُحَیفة الا اخبرك بافضل هٰذه الامّة بعد نبیّها قال قلت بلٰی قال ولم آکن آریٰ احدًا افضلُ منه قال افضل هٰذه الامّة بعد نبیّها ابوبکر وبعد ابی بکر عمر وبعدهما آخر ثالث و لم یُسَمّه وعن ابی اسحٰق عن ابی جحیفة قال قال علیّ خیر هٰذه الامّة بعد نبیّها ابوبکر وبعد ابی بکر عمر ولوشئت اخبرتکم بالثّالث وعن عون بن ابی جحیفة قال کان ابی مِن شُرَط علیّ وکان تحتَ المنبر فحدثنی ابی انّه صَعِد المنبر یعنی علیًّا فحَمِد الله واثنٰی علیه وصلّی علی النّبیّ صلی الله عَلیه وسَلّم وقال خیر هٰذه الامّة بعد نبیّها ابوبکر والثّانی عمرؓ وقال یجعل الله الخیرَ حیث احبّ وعن سفیان الثوری عن الاسود بن قیس عن رجل عن علیّ انّه قال یوم الجمل انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یَعهدُ الینا عهدًا نأخذُ به فی امارةٍ ولکنّه شیٔ رأیناه من قِبَل انفسنا ثمّ استخلف ابوبکر رحمةُ الله علی ابی بکر فاقَامَ واستقام ثمّ استُخلفَ عمر رحمة الله علی عمر فاقام واستقام حتّٰی ضرب

بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا اے ابوجحیفہ ! کیا میں تمھیں آگاہ نہ کردوں ایسے شخص سے جو اس امّت میں نبی کے بعد سب میں افضل ہو میں نے کہا (ضرور آگاہ کیجئے) ابوجحیفہ کہتے ہیں مجھے اس کا گمان بھی نہ تھا کہ کوئی شخص حضرت علیؓ سے افضل ہوگا (مگر میرے گمان کے خلاف) اُنھوں نے فرمایا کہ نبیؐ کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں اور ان دونوں کے بعد ایک تیسرا شخص ہے مگر حضرت علیؓ نے اس (تیسرے) کا نام نہ بتایا اور[15] (جیسا کہ) ابواسحاق نے ابوجحیفہ سے روایت کرکے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اس امت میں سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکرؓ اور اُن کے بعد عمرؓ ہیں اور اگر میں چاہوں تمھیں تیسرے شخص کے نام سے آگاہ کردوں اور[16] (جیسا کہ) عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے عون کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت علیؓ کے سپاہیوں میں سے تھے اور وہ منبر کے قریب ہی تھے (وہ بیان کرتے تھے کہ) حضرت علیؓ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اُنھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ بہترینِ امّت نبیؐ کے بعد ابوبکرؓ ہیں اور دوسرے (درجہ میں) عمرؓ ہیں اور فرمایا کہ (اُن کے بعد) اللہ جس کو چاہے گا بہترینِ امّت بنائے گا - اور[17] سفیان ثوری نے اسود بن قیس سے اُنھوں نے ایک شخص سے اُنھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے بروزِ جنگ جمل فرمایا کہ دربارۂ امارت (و خلافت) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کچھ وصیّت نہیں کی کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں بلکہ یہ ایسی بات تھی کہ ہم سب نے اپنی ذاتی رائے سے اُس کو ضروری سمجھا چنانچہ ابوبکرؓ خلیفہ کئے گئے خدا ان پر رحمت نازل فرمائے۔ اُنھوں نے (کماحقّہ) اقامتِ (دین) فرمائی اور خود بھی راہِ مستقیم پر رہے پھر حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے اللہ ان پر رحم کرے اُنھوں نے (بھی کماحقّہ دین کی) اقامت فرمائی اور خود بھی مستقیم رہے یہاں تک کہ رکھ دیا

www.kitabghar.org

الذین بجرانہٖ آخرج ھٰذہ الروایات
کلھا احمد ومن روایۃ مسعر بن
کُدام عن عبد الملک بن میسرۃ
عن النزال بن سبرۃ عن علیؓ
قال خیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیھا
ابوبکر وعمر اخرجہ ابو عمر فی
الاستیعاب ومن موقوفہٖ ایضًا
سَبَقَ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
وصلّٰی ابوبکر وثلّث عمر آخرج
الحاکم عن قیس المحاربی قال
سمعت علیًا یقول سبق رسول
اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم وصلّٰی
ابوبکر وثلّث عمر ثم خبطتنا
فتنۃ ویعفو اللّٰہ عمن یشاء
وعن الشعبی عن ابی وائل قال
قیل لعلی بن ابی طالب آلا
تستخلف علینا قال ما استخلف
رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
فاستخلف ولکن ان یرد اللّٰہ
بالناس خیرًا فسیجمعھم بعدی
علٰی خیرھم ومن موقوفہٖ
المشتمل علی المرفوع ما اخرج البخاری
وغیرہ عن ابن ابی مُلیکۃ انہ
سمع ابن عباس یقول وُضِعَ عمر

دین (اسلام) نے (زمین پر) جِران اپنا (یعنے کمال قوت کو پہنچ
گیا) ان سب روایتوں کو (امام) احمدؒ نے نقل کیا ہے اور مسعر
بن کدام نے عبد الملک بن مَیسرہ سے انھوں نے نزال بن سبرہ
سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا
بہترینِ امت نبی کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اس حدیث کو ابو عمر
نے (اپنی کتاب) استیعاب میں روایت کیا ہے۔ [نیز حضرت علی
کی موقوف روایتوں سے یہ روایت ہے کہ (حضرت علیؓ فرماتے
تھے فضیلت کے میدان میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب
سے آگے بڑھ گئے پھر اُن کے پیچھے حضرت ابوبکرؓ ہوئے پھر تیسرے
درجہ میں حضرت عمرؓ چنانچہ] حاکم نے قیس محاربی سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے
(میدانِ فضیلت میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے آگے
رہے پھر اُن کے پیچھے ابوبکرؓ پھر عمرؓ۔ ہمیں فتنہ نے بدحواس کردیا
اور (اس فتنہ میں) جس سے اللہ چاہے درگزر فرمائے (اور جس سے
چاہے مواخذہ کرے) اور امام شعبیؒ سے روایت ہے وہ ابو وائل سے
سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے
کہا گیا کہ آپ ہم (لوگوں) پر کسی کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے آپ
نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ
نہیں بنایا کہ میں (بھی کسی کو) خلیفہ بناؤں ولیکن اگر خدا کو لوگوں
کے ساتھ بھلائی منظور ہوگی تو وہ عنقریب میرے بعد سب کو
کسی ایسے شخص پر متفق کردے گا جو سب میں بہتر ہوگا۔ [اور منجملہ
ان موقوف روایتوں کے جو مرفوع پر مشتمل ہیں وہ روایت ہے
(جسے)] بخاری وغیرہ نے ابن ابی مُلیکہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے
تھے میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ

[1] اس قسم کا کلام حضرت علی مرتضےٰ کا حضرت فاروقؓ کی مدح میں کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ نہج البلاغۃ قسم دوم ص۲۳۲ مطبوعہ مصر میں ہے وولیھم وال فاقام واستقام حتے ضرب الدین بجرانہ اس عبارت کے پہلے فقرہ کا ترجمہ ملا فتح اللہ کاشانی نے اسطرح لکھا ہے کہ "والی ایشاں شد والی کہ آں عمر خطاب است" اور دوسرے فقرہ کا ترجمہ اسطرح کیا ہے "تا آنکہ بزد دین پیش سینہ خود بر زمین و این کنایت است از استقرار و تمکین اہل اسلام" ترجمہ اور حاکم ہوا ان کا ایک حاکم یعنے عمر بن خطاب پس انھوں نے قائم کیا دین کو اور خود بھی مستقیم رہے یہاں تک کہ رکھ دیا دین نے جِران اپنا جِران بکسر جیم اونٹ کے سینہ کے اس کنارہ کو کہتے ہیں جو گردن سے ملا ہوتا ہے اونٹ جب زمین پر بیٹھ کر اپنا سینہ زمین پر رکھ دیتا ہے تو اس کی نہایت اطمینان وراحت کی حالت ہوتی ہے حضرت علی مرتضےٰ نے اپنے اس قول میں دین کو اونٹ کے ساتھ تشبیہ دے کر فرمایا کہ دین نے سینہ رکھ دیا یعنے دین کو کمال اطمینان و راحت حاصل ہوئی جس سے

www.kitabghar.org

رضی اللہ عنہ علی سریرہ فتکنفہ الناس یدعون ویصلون قبل ان یرفع وانا فیہم فلم یرعنی الا رجل آخذ منکبی فاذا علی رضی اللہ عنہ فترحم علی عمر وقال ماخلفت احدًا احب الیّ ان القی اللہ بمثل عملہ منک وایم اللہ ان کنت لاظن ان یجعلک اللہ مع صاحبیک وحسبت انی کنت کثیرًا اسمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول ذہبت انا وابوبکر وعمر ودخلت انا وابوبکر وعمر و

اخرج احمد عن نافع عن ابن عمر قال وضع عمر بن الخطاب بین المنبر والقبر فجاء علی بن ابی طالب حتے قام بین یدی الصفوف فقال ہو ہذا ثلث مرات ثم قال رحمۃ اللہ علیک مامن خلق اللہ احد احب الیّ من ان القاہ بصحیفتہ بعد صحیفۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم من ہذا المسجّٰی علیہ ثوبہ و اخرج احمد عن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال کنت عند عمر و ہو مسجّی ثوبہ قد قضے نحبہ فجاء علیؓ فکشف الثوب عن وجہہ ثم قال رحمۃ اللہ علیک اباحفص فواللہ

رضی اللہ عنہ (غسل وتکفین کے بعد) چارپائی پر رکھے گئے تو قبل اس کے کہ اُن کا جنازہ اُٹھایا جائے (چاروں طرف سی) لوگوں نے اُنھیں گھیر لیا سب اُن کے لئے دُعائے رحمت کرتے تھے اور میں بھی اُن لوگوں میں تھا (اس وقت) یکایک اچانک کسی نے (پیچھے سے آکر میرے) دونوں شانے پکڑ لئے میں نے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اُنھوں نے حضرت عمرؓ کے لئے دُعا کی اور (بکمال حسرت وافسوس) فرمایا کہ (اے عمرؓ!) آپ نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑا کہ اُس کے جیسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملنا آپ (کے اعمالنامہ) سے زیادہ مجھے محبوب ہو قسم خدا کی مجھے یہی خیال تھا کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کردیگا کیونکہ میں اکثر (اوقات) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا کہ آپؐ فرماتے تھے میں گیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور میں داخل ہوا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور میں نکلا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ (غرض کہ ہر کام میں آپؐ دونوں کو اپنے ساتھ شریک کرلیا کرتے تھے) اور[۲۲] (امام) احمدؒ نے نافع سے اُنھوں نے (عبداللہ) بن عمرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب لوگوں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے جنازے کو (نماز پڑھنے کے لئے) منبر اور قبر (نبویؐ) کے درمیان رکھا تو حضرت علی بن ابی طالب تشریف لائے اور صفوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یہ وہی ہیں، اس کلمہ کو تین بار فرمایا پھر فرمایا (اے عمرؓ!) آپ پر خدا کی رحمت (نازل) ہو (اے لوگو!) خلق اللہ میں سے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمالنامہ کے بعد اس شخص کے اعمالنامہ سے زیادہ جو کپڑوں میں ڈھکا ہوا ہے کسی دوسرے کے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا محبوب نہ تھا اور[۲۳] (امام) احمدؒ نے عون بن ابی جحیفہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمرؓ کے (جنازے کے) پاس تھا اُن کو بعد وفات کے چادر اُڑھا دی گئی تھی کہ اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کے مُنہ پر سے کپڑا ہٹایا پھر فرمایا کہ اے ابوحفصؓ! آپ پر خدا کی رحمت ہو قسم خدا کی کہ اس شخص سے زیادہ جو چادر اوڑھے ہوئے لیٹا ہے

مابقی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد احبّ الیّ ان القی اللہ بصحیفتہ منک واخرج الحاکم عن سفیان بن عُیینہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ انّ علیاً دخل علٰی عمر وھو مسجی فقال صلی اللہ علیک ثم قال مامن الناس احد احبّ الیّ ان القی اللہ بما فی صحیفتہ من ھذا المسجّٰی واخرج محمد فی کتاب الآثار عن ابی حنیفہ عن محمد بن علی مرسلاً نحواً من ذٰلک اما بیان آنکہ ہر کہ مرتضٰے را تفضیل دہد بر شیخین مبتدع است و مستحق تعزیر فقد اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن الحکم بن حجل قال قال علیؓ لا یفضلنی احدٌ علٰی ابی بکر وعمر الا جلدتہ حدّ المفتری قال ابو القاسم الطلحی فی کتاب السنۃ لہ اخبرنا ابو بکر بن مردویہ قال حدثنا سلیمان بن احمد حدثنا الحسن بن منصور الرمانی حدثنا داؤد بن معاذ حدثنا ابو سلمۃ العتکی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن عن سعید بن ابی عروبۃ عن منصور بن المعتمر عن علقمۃ قال بلغ علیاً ان اقواماً یفضلونہ علٰی ابی بکر وعمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنٰی علیہ ثم قال یا ایھا الناس انہ بلغنی ان قوماً یفضلونی علٰی ابی بکر وعمر ولو کنتُ تقدمتُ فیہ لعاقبتُ فیہ فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفترٍ علیہ حدّ المفتری ثم قال

کوئی ایسا نہیں ہے جس کے ایسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا مجھے محبوب ہو۔ اور حاکمؒ نے سفیان بن عیینہ سے اُنھوں نے جعفر (صادق) بن محمد (باقر) سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے (جنازہ) کے پاس گئے اس حال میں کہ اُن کے جسم پر کپڑا پڑا ہوا تھا حضرت علیؓ نے کہا اللہ آپ پر رحمت نازل کرے اس کے بعد فرمایا (اے لوگو!) اب کوئی ایسا نہیں ہے کہ اُس کے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ملنا اس چادر پوش کے اعمالنامہ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور (امام) محمدؒ نے کتاب الآثار میں (امام) ابو حنیفہؒ سے اُنھوں نے محمد بن علی (یعنے امام باقرؒ) سے بطور مرسل[ل] مثل روایت گزشتہ کے نقل کیا ہے [جو شخص علی مرتضٰے کو شیخینؓ پر فضیلت دے اس کا (بقولِ علی مرتضٰے) بدعتی و مستحق تعزیر ہونا] ابو عمرؒ نے استیعاب میں حکم بن حجل سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے جو شخص مجھے ابو بکرؓ اور عمرؓ پر فضیلت دے گا میں اُس کو مفتری کی حد (یعنے اسّی دُرّہ) ماروں گا۔ ابو القاسم طلحی اپنی (کتاب) کتاب السنہ میں کہتے ہیں کہ ہمیں ابو بکر بن مردویہ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے سلیمان بن احمد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حسن بن منصور رمّانی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے داؤد بن معاذ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو سلمہ عتکی یعنے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن نے سعید بن ابی عروبہ سے اُنھوں نے منصور بن معتمر سے اُنھوں نے علقمہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل جانتے ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ بعضے لوگ مجھے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دیتے ہیں اور اگر (مجھے پہلے کبھی یہ خبر مل چکی ہوتی اور) میں اس کی ممانعت کا اعلان دے چکا ہوتا (اس کے بعد آج پھر مجھے یہ خبر ملتی) تو میں اس پر سزا دیتا لہٰذا آج کے بعد اگر میں یہ بات کسی سے سُنوں گا تو وہ کہنے والا مفتری ہے اس پر مفتری کی حد ہے۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ

[ل] مرسل اُس روایت کو کہتے ہیں جس میں تابعی نے اس صحابی کا نام نہ ذکر کیا ہو جس سے روایت سُنی۔

ان خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر ثم عمر ثم الله اعلم بالخير بعد قال و في المجلس الحسن بن علي فقال والله لو سمى الثالث لسمى عثمان واخرج ابوالقاسم عن عبد خير صاحب لواء علي ان عليا قال الا اخبركم باول من يدخل الجنة من هذه الامة بعد نبيها فقيل له بلى يا امير المؤمنين قال ابوبكر ثم عمر قيل فتدخلانها قبلك يا امير المؤمنين فقال علي اي والذي فلق الحبة وبرء النسمة ليدخلانها و اني لمع معاوية موقوف في الحساب وما يدل على بشارتهما بالجنة من حديثه اخرج البخاري من حديث الحسن بن محمد بن علي انه سمع عبيد الله بن ابي رافع كاتب علي عن علي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال في قصة حاطب بن ابي بلتعة انه قد شهد بدرا وما يدريك لعل الله اطلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم وما يدل على كونهما من السابقين المقربين من حديثه اخرج الترمذي عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لكل نبي سبعة نجباء رقباء واعطيت اربعة عشر قلنا من هم قال انا وابناي وجعفر وحمزة وابوبكر وعمر ومصعب بن عمير وبلال

اس امت کے بہترین اشخاص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر پھر عمرؓ ہیں ان کے بعد اللہ جانے بہترین امت کون ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اُس مجلس میں حضرت حسن بن علیؓ تھے وہ فرماتے تھے کہ اگر حضرت علیؓ تیسرے شخص کا نام لیتے تو ضرور حضرت عثمانؓ کا نام لیتے۔ اور ابوالقاسمؒ نے حضرت علیؓ کے علمبردار یعنے عبد خیر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمھیں اُس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو اس امت میں نبی کے بعد سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگا۔ اس پر کسی نے کہا ہاں اے امیرالمومنینؓ (ہمیں ضرور آگاہ فرمائیے) حضرت علیؓ نے فرمایا (وہ) ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ۔ کسی نے کہا اے امیرالمؤمنینؓ! کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنّت میں جائیں گے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں قسم اُس ذات کی جس نے دانہ سے درخت نکالا اور روح کو پیدا کیا بیشک یہ دونوں جنّت میں داخل ہوں گے اس حال میں کہ میں معاویہ کے ساتھ (موقوف) حساب میں رُکا ہوا ہوں گا۔ حضرت علیؓ کی وہ حدیث جو شیخینؓ کے جنتی ہونے کی بشارت پر دلالت کرتی ہے بخاریؒ نے بروایت حسن بن محمد بن علی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعہ[1] میں فرمایا کہ وہ (یعنے حاطب) جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ اہلِ بدر کے انجام سے مطلع ہے اور اُس نے فرمادیا کہ (اے اہلِ بدر) جو چاہو کرو میں نے تمھیں بخش دیا۔ حضرت علیؓ کی وہ حدیث جو شیخینؓ کے سابقین مقربین ہونے پر دلالت کرتی ہے ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے سات نُجباء اور رُقباء ہوتے ہیں مگر مجھے چودہ (نجباء اور رُقباء) عطا ہوئے ہیں۔ ہم لوگوں نے (حضرت علیؓ سے) پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا کہ میں اور میرے دونوں بیٹے (حسنؓ اور حسینؓ) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیر اور بلالؓ

[1] وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت حاطبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادۂ جہاد مکہ سے اہلِ مکہ کو مطلع کرنا چاہا ایک خط انھیں لکھا بذریعہ وحی حضرتؐ کو معلوم ہوگیا اور اُنکا قاصد اثنائے راہ میں گرفتار کرکے واپس کرلیا گیا حضرت عمرؓ کو یہ فعل حضرت حاطبؓ کا بہت ناگوار گزرا اور اُنھوں نے عرض کیا کہ حکم ہو تو اس منافق کی گردن ماردیجائے حضرتؐ نے فرمایا نہیں حاطب اہلِ بدر سے ہیں الخ

www.kitabghar.org

وسلمان وعمار وعبد اللہ بن مسعود وابوذر والمقداد اما استدلال بر خلافت شیخین رضی اللہ عنہما از جہت معاملہ منتظر الامارۃ من حدیثہ اخرج الحاکم عن ابی اسحٰق عن زید بن یثیع عن علی قال قیل یا رسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابابکر تجدوہ ھادیا امینا زاھدا فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ و ان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم واما استدلال بر خلافت شیخین رضی اللہ عنہما از جہت تعریض جلی من حدیثہ واخرج الترمذی من حدیث ابی حبان التیمی عن ابیہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الھجرۃ واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ الحق ومالہ صدیق رحم اللہ عثمان تستحییہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار اما استدلال بر خلافت صدیق از جہت تفویض امامت صلوٰۃ باو فاخرج ابو عمر فی الاستیعاب

اور سلمان (فارسی) اور عمار رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوذر اور مقداد (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔ [حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس سے شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے (کہ اس میں) شیخین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ مذکور ہے] حاکم نے[1] ابو اسحٰق سے انھوں نے زید بن یثیع سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کے بعد کسے سردار بنائیں؟ آپ نے فرمایا۔ اگر تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سردار بناؤ گے تو تم انھیں ہدایت کرنے والا اور امانت دار دنیا سے بے پروا آخرت کی جانب رغبت کرنے والا پاؤ گے اور اگر تم عمر رضی اللہ عنہ کو سردار بنالو گے تو تم انھیں (ایک ایسا) قوی امانت دار پاؤ گے (کہ جو اللہ کے حقوق بجالانے) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور اگر تم علی رضی اللہ عنہ کو سردار بناؤ گے اور میں نہیں جانتا کہ تم (ان دونوں کی موجودگی میں) ایسا کرو[1] تو ان کو (بھی ایک شخص ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ پاؤ گے) تم سب کو راہ مستقیم پر چلائیں گے [حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس سے شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت پر بوجہ تعریض جلی کے استدلال کیا جاتا ہے] ترمذی نے بروایت ابو حبان تیمی رضی اللہ عنہ ان کے والد سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے ابوبکر پر (انھوں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں) مجھے اپنی بیٹی بیاہ دی اور مجھے دار ہجرت (یعنی مدینہ) تک[2] سوار کر لائے اور بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے (خرید کر کے) آزاد کیا۔ اللہ رحم فرمائے عمر رضی اللہ عنہ پر سچ کہتے ہیں اگرچہ وہ تلخ ہو ان کو حق (بات بولنے) نے اس حال پر پہنچا دیا کہ حق (بولنے) کے سبب کوئی ان کا دوست نہ رہا۔ اللہ رحم فرمائے عثمان رضی اللہ عنہ پر (وہ ایسے باحیا ہیں کہ) جن سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے علی رضی اللہ عنہ پر، خداوندا! جس طرف وہ پھریں ان کے ساتھ حق کو (بھی) اسی جانب پھیر دے۔ [حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تفویض امامت نماز سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا) استدلال کرنا] ابو عمر رضی اللہ عنہ نے استیعاب میں

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ مسلمانوں کا اتفاق شیخین رضی اللہ عنہما کے ہوتے ہوئے کسی اور کی خلافت پر نہ ہوگا جیسا کہ صحیحین کی ایک دوسری حدیث سے یہ مضمون واضح ہے اس لیے آپ نے ایسا فرمایا۔ [2] بوقت سفر ہجرت سواری کا بندوبست حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے انتظام و اہتمام سے ہوا تھا۔

www.kitabghar.org

عن الحسن البصری عن قیس بن عباد قال قال لی علی بن ابی طالب ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرض لیالی و ایاما ینادی بالصلوٰۃ فیقول مروا ابابکر یصلی بالناس فلما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم نظرت فاذا الصلوٰۃ علم الاسلام وقوام الدین فرضینا للدنیا من رضی رسول الله صلی الله علیه وسلم لدیننا فبایعنا ابابکر واما ثنائه علی الصدیق بعد موته ذکر ابوعمر فی ترجمۃ اسید بن صفوان انه ادرک رسول الله صلی الله علیه وسلم وروی عن علی حدیثا حسنًا فی ثنائه علی ابی بکر یوم مات رواه عمر بن ابراهیم بن خالد عن عبد الملک بن عمیر عن اسید بن صفوان وکان قد ادرک النبی صلی الله علیه وسلم قال لما قبض ابوبکر رحمه الله وسجی بثوب ارتجت المدینة بالبکاء ودهش القوم کیوم قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم فاقبل علی بن ابی طالب مسرعا باکیا مسترجعا حتی وقف علی باب البیت فقال رحمک الله یا ابابکر وذکر الحدیث بطوله ثم وجدت هذا الحدیث فی الریاض النضرۃ وهذا لفظه عن اسید بن صفوان

حسن (بصری) سے روایت کیا ہے وہ قیس بن عبادؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی تھیں کہ جب اذان ہوتی تو آپ فرماتے کہ (اے لوگو) ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے اس امر پر نظر کی کہ نماز اسلام کی علامت ہے اور دین کا ستون ہے لہٰذا (جب ابوبکر اس میں ہمارے امام ہو چکے تو) ہم سب نے اپنے دنیا کے (سردار ہونے کے) لئے اس شخص کو پسند کرلیا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کی (سرداری کے) لئے پسند فرمایا تھا پس (بلا تکلف) ہم سب نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ [حضرت علی مرتضیٰ کا حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد اُن کی تعریف کرنا] ابوعمرؓ نے حضرت اسید بن صفوان کے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت اسیدؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے زمانہ) کو پایا ہے اور ایک حدیثِ حسن[1] حضرت علیؓ سے حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف میں روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے جس دن حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی ہے وہ حدیث بیان کی تھی (وہ حدیث حسب ذیل ہے) عمر بن ابراہیم بن خالد نے عبد الملک بن عمیرؓ سے اُنھوں نے اسید بن صفوان سے روایت کیا ہے اور اسید نے عہدِ نبوی کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر رحمہ اللہ نے وفات پائی اور اُن پر چادر اُڑھادی گئی تو (اُن کی موت کے سبب) سارا مدینہ رونے (کی آواز) سے گونج اُٹھا اور تمام لوگ (شدتِ غم سے) ایسے مدہوش ہوئے جیسے اُس دن مدہوش ہوئے تھے جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا (اس حادثہ کی خبر پاکر) حضرت علی بن ابی طالب تیز رفتاری سے چلتے ہوئے روتے ہوئے اِنّا للہ کہتے ہوئے تشریف لائے اور دروازہ پر ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا اے ابوبکرؓ! خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے پھر پوری حدیث ذکر کی [پھر میں نے (کتاب) ریاض النضرہ میں یہی حدیث پائی جس کے الفاظ یہ ہیں] اسید بن صفوان

[1] حدیث حسن اصطلاح محدثین میں وہ حدیث ہے جس کی سند حدیث صحیح کی سند سے قوت میں کم مگر ضعیف سے بالاتر ہو۔

www.kitabghar.org

وكان قد ادرك النبي صلى الله عليه وسلم قال لما قبض ابوبكر سجى عليه وارتجت المدينة بالبكاء عليه كيوم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء علي مسترجعا وهو يقول اليوم انقطعت خلافة النبوة حتى وقف على باب البيت الذي فيه ابوبكر وهو مسجى فقال يرحمك الله يا ابا بكر كنت الف رسول الله صلى الله عليه وسلم وانسه ومسترجعه وثقته وموضع سره ومشاورته كنت اول القوم اسلاما واخلصهم ايمانا واشدهم يقينا واخوفهم لله واعظمهم غناء في دين الله واحوطهم على رسول الله صلى الله عليه وسلم واحدبهم على الاسلام وايمنهم على اصحابه واحسنهم صحبة واكثرهم مناقب وافضلهم سوابق وارفعهم درجة واقربهم وسيلة واشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم هديا وسمتا ورحمة وفضلا واشرفهم منزلة واكرمهم عليه واوثقهم عنده فجزاك الله عن الاسلام خيرا وعن رسوله خيرا كنت عنده بمنزلة السمع والبصر صدقت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين

سے روایت کی ہے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے انتقال فرمایا تو اُن پر ایک چادر اُڑھا دی گئی اور مدینہ (رونے والوں کی) آواز سے گونج اُٹھا جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن (رونے والوں کی آواز سے) گونج اُٹھا تھا۔ پھر حضرت علی رضہ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ آپ اس مکان کے دروازہ پر جس میں حضرت ابوبکر رضہ رہتے تھے (پہنچ کر) ٹھہر گئے اور حضرت ابوبکر رضہ (کے جسم اطہر) پر ایک چادر پڑی تھی پھر حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضہ! آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور آپ اُن کے مونس تھے اور آپ اُن کے مرجع و معتمد تھے اور آپ اُن کے رازدار اور مشورہ دینے والے تھے۔ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ خالص الایمان تھے اور سب سے زیادہ مضبوط یقین کے تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے اور سب سے زیادہ اللہ کے دین کے لئے نافع تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت میں سب سے فائق تھے اور سب سے زیادہ اسلام پر شفقت کرنے والے تھے اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت بابرکت تھے اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حقِ رفاقت ادا کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ مناقب میں اور سب سے افضل سوابقِ اسلامیہ میں اور سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ (بارگاہِ رسالت میں) مقرب اور سب سے زیادہ روش اور عادت اور مہربانی اور بزرگی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور سب میں مرتبہ کے لحاظ سے اشرف تھے اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک باعزت تھے اور سب سے زیادہ آپ کے نزدیک قابلِ وثوق تھے اللہ تعالےٰ آپ کو اسلام کی طرف سے اور اپنے رسول کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے (اے ابوبکر رضہ!) آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس وقت کی تھی جب تمام لوگ اُنکی

www.kitabghar.org

كذّبه الناس فسمّاك الله عزّ و
جلّ في تنزيله صديقًا فقال
وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ
بِهٖ الذي جاء بالصدق محمد صلى
الله عليه وسلم وصدق به
ابوبكر واسيته حين بخلوا و
قمت به عند المكاره حين عنه
قعدوا وصحبته في الشدة اكرم
الصحابة ثاني اثنين وصاحبه
في الغار المنزّل عليه السكينة
والوقار ورفيقه في الهجرة
وخليفته في دين الله وامّته
احسنت الخلافة حين ارتدّ
الناس وقمت بالامر ما لم
يقم به خليفة نبيّ فنهضت
حين وهن اصحابك وبرزت
حين استكانوا وقويت حين
ضعفوا ولزمت منهاج رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذ هموا
كنت خليفة حقا لم تنازع و
لم تصدع برغم المنافقين وكبت
الكافرين وكره الحاسدين وغيظ
الباغين وقمت بالامر حين فشلوا
وثبتّ اذ تتعتعوا ومضيت بنور
الله اذ وقفوا فاتبعوك فهدوا
وكنت اخفضهم صوتا واعلاهم
فوقا واقلّهم كلاما واصوبهم
منطقا واطولهم صمتا و
ابلغهم قولا

تکذیب کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام صدیق رکھا۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ (ترجمہ :- اور وہ شخص جو سچ کو لایا اور وہ شخص جس نے اُس کی تصدیق کی) سچ کو لانے والے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔ (اے ابوبکرؓ!) آپ نے رسول خدا کی (اپنے جان و مال سے) غمخواری اُس وقت کی جب کہ اور لوگ (مال سے) بخل کرتے تھے اور آپ نے حضرتؐ کی رفاقت مصائب کے وقت کی جب کہ اور لوگ آپؐ (کی اعانت) سے بیٹھ رہے تھے اور آپ نے سختی کے زمانہ میں اُن کی صحبت اختیار کی آپ صحابہ میں سب سے مکرم (مصداق) ثانی اثنین۔ اور غار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ساتھی تھے جن پر (خدا کی طرف سے) سکینہ اور وقار اُتارا گیا۔ اور آپ ہجرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور خدا کے دین میں اور اُمت میں اُن کے خلیفہ (تھے) آپ نے فرائض خلافت کو خوب (ادا) کیا اور اُس وقت آپ نے وہ کام کیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہ کیا تھا آپ مستعد رہے جب کہ آپ کے ساتھی سستی ظاہر کرتے تھے اور آپ میدان میں آگئے جب کہ وہ چھپ رہنا چاہتے تھے اور آپ قوی رہے جب کہ وہ ضعف ظاہر کرنے لگے اور آپ نے طریقۂ رسول کو مضبوط پکڑا جب کہ وہ لوگ اِدھر اُدھر بھٹکنے لگے تھے۔ آپ کی خلافت منافقوں کی ذلت کافروں کی ہلاکت حاسدوں کی ناگواری باغیوں کی ناخوشی کا سبب تھی۔ اور آپ اس وقت امرِ حق کے اجراء میں قائم ہوئے ہیں جب کہ اور لوگوں نے ہمتیں پست کردی تھیں۔ اور آپ ثابت (قدم) رہے جب کہ اور لوگوں میں تردد پیدا ہوا اور آپ نورِ الٰہی کے ساتھ (خطرناک راستوں سے) گزر گئے جب کہ اور لوگ توقف پذیر ہوئے تھے پھر (آپ کو راہ پر دیکھ کر) سب نے آپ کی پیروی کی اور سب نے راہ پائی اور آپ آواز میں سب سے پست تھے (کسی کو سختی و درشتی کے ساتھ جھڑکتے نہ تھے) اور فوقیت (مراتب) میں سب سے برتر تھے۔ اور آپ کلام کرنے میں سب سے بہتر تھے۔ اور آپ کی گفتگو سب کی (گفتگو) سے زیادہ ٹھیک ہوتی تھی اور آپ کی خاموشی سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور آپ کا قول سب

www.kitabghar.org

واشجعھم نفسًا واعرفھم بالامور
واشرفھم عملاً کنت واللّٰہ للدین
یعسوبًا اوّلاً حین نفر عنہ
النّاس وآخرًا حین اقبلوا کنت
للمؤمنین ابًا رحیمًا حتی صاروا
علیک عیالاً فحملت اثقال
ما ضعفوا ورعیت ما اھملوا و
حفظت ما اضاعوا وعلمت ما
جھلوا وشمرت اذ خفضوا وصبرت
اذ جزعوا فادرکت اوتار
ما طلبوا وراجعوا رشدھم برأیک
فظفروا ونالوا بک مالم یحتسبوا
کنت علی الکافرین عذابًا صبًّا ولھبًا
وللمؤمنین رحمۃً وانسًا و
حصنًا فطرت واللّٰہ بعبابھا و
فزت بحبابھا وذھبت بفضائلھا
وادرکت سوابقھا ولم تفلل
حجتک ولم تضعف بصیرتک
ولم تجبن نفسک ولم یزغ
قلبک ولم تحر کنت کالجبل
الذی لاتحرکہ القواصف
ولاتزیلہ العواصف و
کنت کما قال رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم امنّ
النّاس علینا فی صحبتک وذات
یدک وکنت کما قال ضعیفًا فی بدنک قویًّا
فی امر اللّٰہ متواضعًا فی نفسک عظیمًا عند
اللّٰہ جلیلاً فی اعین النّاس کبیرًا فی
انفسھم لم یکن لاحد فیک مغمز ولا

بلیغ ہوتا تھا اور آپ کا دل سب سے زیادہ شجاع تھا۔ اور سب سے زیادہ اُمورِ (دینی و دنیوی) کے پہچاننے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب میں اشرف تھے (اے صدیقؓ) قسم خدا کی آپ دین کے سردار تھے ابتدا میں بھی جب کہ لوگ دین سے بھاگے تھے اور آخر میں بھی جبکہ لوگ (دین کی جانب) متوجہ ہوئے آپ مسلمانوں کے مہربان باپ تھے یہاں تک کہ سب مسلمان آپ کے بال بچے ہوگئے۔ اور جس بار کے اُٹھانے سے وہ ضعیف تھے وہ بار آپ نے (اپنے سرپر) اُٹھا لیا اور جو امور اُن سے فروگزاشت ہوتے تھے آپ نے اُن کی نگہداشت کی اور جس کو اُنھوں نے ضائع کیا آپ نے اس کی حفاظت کی اور جس بات سے وہ جاہل رہے آپ نے اُسے جان لیا اور جس وقت وہ (اجراء امورِ دین میں) سُست ہوئے تو آپ (اُن کاموں میں کمر باندھ کر) مستعد ہوگئے اور جب وہ لوگ گھبرائے تو آپ نے صبر (و استقلال) سے کام لیا پس اُن کے مطالب کے قصور کو معلوم کرلیا اور وہ آپ کی رائے سے اپنے مقاصد کی طرف راہ یاب ہوئے تو اُنھوں نے اپنی مراد کو پایا اور آپ کے سبب سے (اُن مدارجِ علیا کو پہنچے کہ جس کا اُنھیں گمان ہی نہ تھا (اے ابوبکرؓ!) آپ کافروں پر (تو) عذابِ آسمانی اور (غضبِ الٰہی کی) آگ تھے اور ایمانداروں کے لئے (خدا کی) رحمت اور اُنس اور (ایک مضبوط) قلعہ تھے پس (ان محامد و کمالات کے سبب) آپ اس خلافت (کے دریا) میں داخل ہوئے اور انتہا تک پہنچ گئے اور اُس کے فضائل حاصل کرلئے اور اُس کے سوابق پالئے اور (باوجودیکہ یہ کام مشکل تھا مگر) آپ کی حجت نے کمی نہ کی اور آپ کی بصیرت ضعیف نہ ہوئی اور آپ کے دل نے بزدلی نہ کی اور آپ کا قلب نہ گھبرایا اور آپ (خلافت میں آکر) حیران نہیں ہوئے آپ مثل پہاڑ کے تھے جسے بادل کا گرجنا اور تیز آندھیاں اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں اور (اے ابوبکرؓ درحقیقت) آپ موافق ارشاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی رفاقت اور مال سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر احسان کرنے والے تھے اور نیز حسبِ ارشادِ نبوی آپ اپنے بدن میں ضعیف تھے مگر خدا کے کام میں قوی تھے منکسر النفس تھے مگر خدا کے نزدیک باعظمت تھے۔ لوگوں کی نظروں میں جلیل (القدر) تھے اُن کے دلوں میں بزرگ تھے کسی شخص کو آپ پر موقع نہ ملتا تھا اور نہ

www.kitabghar.org

لقائل فيك مهمزٌ ولا لأحد
فيك مطمعٌ ولا لمخلوقٍ عندك
هوادةٌ الضعيف الذليل عندك
قويٌ عزيزٌ حتى تأخذ بحقه
والقوي عندك ضعيف ذليل حتى
تأخذ منه الحق القريبُ والبعيدُ
عندك في ذلك سواءٌ اقربُ
الناس اليك اطوعهم لله واتقاهم
له شأنك الحق والصدق والرفق
قولك حُكم وحَتم وامرك حِلم و
حزم ورأيك علم وعزم فاقلعت
وقد نهج السبيلُ وسهل العسير
و أُطفئت النيران واعتدل بك
الدينُ وقوي بك الايمان وثبت
الاسلام والمسلمون وظهر امر الله
ولو كره الكافرون فسبقت والله
سبقًا بعيدًا واتعبت من بعدك
اتعابًا شديدًا وفزت بالخير
فوزًا مبينًا فجللت عن البكاء
وعظمت رزيتك في السماء و
هدّت مصيبتك الانام فانا
لله وانا اليه راجعون رضينا
عن الله قضاءه وسلمنا له امره فوالله
لن يصاب المسلمون بعد رسول
الله صلى الله عليه وسلم بمثلك
ابدًا كنت للدين عزًّا وحرزًا و
كهفًا وللمؤمنين فئةً وحصنًا وغيثًا و
على المنافقين غلظةً وغيظًا فالحقك
الله نبيك صلى الله عليه وسلم ولا حرمنا

کوئی گرفت کرنے والا آپ میں عیب نکال سکتا تھا اور نہ کوئی آپ سے (خلافِ حق) کی طمع کر سکتا تھا اور نہ کسی کی آپ کے یہاں (ناجائز) رعایت تھی (جو) ضعیف و ذلیل تھا وہ آپ کے نزدیک قوی غالب تھا یہاں تک کہ اس کا حق دلا دیتے تھے اور قوی (ظالم) آپ کے نزدیک ذلیل تھا یہاں تک کہ آپ اس سے حقدار کا حق لے لیتے تھے اس بارہ میں قریب و بعید آپ کے نزدیک یکساں تھے سب سے زیادہ مقرب آپ کے یہاں وہ تھا جو اللہ کا بڑا مطیع اور اُس سے بڑا ڈرنے والا تھا آپ کی شان حق (کام کرنا) اور سچ بولنا اور نرمی کرنا تھی۔ آپ کی بات (لوگوں کے لئے) حکم اور قطعی (حکم) تھی اور آپ کا کام سراسر حلم و ہوشیاری تھا۔ آپ کی رائے علم اور عزم (مصمم) تھی آپ نے جب (ہم سے) مفارقت کی تو (ہم کو اس حال میں چھوڑا) کہ راہ صاف تھی اور دشواریاں آسان ہوگئی تھیں اور (ظلم و تعدی کی) آگ بجھ گئی تھی اور آپ (کی ذات) سے ایمان قوی ہوگیا تھا اور اسلام و مسلمان ثابت قدم ہوگئے تھے۔ اور خدا کا حکم ظاہر ہوگیا تھا اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرا۔ پس خدا کی قسم (اے ابوبکرؓ!) آپ (اوصافِ حسنہ میں سب سے) بڑھ گئے اور بہت دور پہنچے اور آپ نے اپنے بعد کے لوگوں کو سخت تعب (و تکلیف) میں ڈالا (کیونکہ امورِ خلافت میں آپ کی جیسی کوئی شخص کوشش نہیں کر سکتا) اور واضح طور پر خیر تک پہنچے اب آپ نے (اپنی وفات کے صدمہ سے سب کو) رونے (اور غم کرنے) میں مبتلا کیا۔ آپ کی مصیبتِ (وفات) آسمان میں بڑی با عظمت ہے اور آپ کے (فراق) کی مصیبت نے لوگوں کو شکستہ (دل اور ویران خاطر) کر دیا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ ہم اللہ سے اُس کے حکم پر راضی ہوئے اور اس کا کام اسی کے سپرد کیا قسم خدا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی مسلمان آپ کے جیسے شخص (کی وفات) کی مصیبت نہ اٹھائیں گے آپ دین کی عزت اور دین کی حفاظت اور دین کی پناہ تھے اور مسلمانوں کے مرجع و ماویٰ اور اُن کے فریاد رس تھے اور منافقوں پر سخت اور (اُن کے) غصہ (کا سبب) تھے اللہ آپ کو آپ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا دے اور ہمیں آپ کے (غم میں صبر کرنے کے)

www.kitabghar.org

اجرك ولا اَضلّنا بعدك فانّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ قال وسکت الناس حتی انقضی کلامہ ثم بکوا حتی علت اصواتہم وقالوا صدقت یاختن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اما تبریتہ علی نفسہ من قتل عثمان و الشھادۃ علی فضلہ فقد اخرج الحاکم من طریقین من حدیث ھارون بن اسمٰعیل الخزاز عن قرۃ بن خالد عن قیس بن عباد قال سمعت علیاً رضی اللّٰہ عنہ یوم الجمل یقول اللّٰھم انی ابرأ الیك من دم عثمان ولقد طاش عقلی یوم قتل عثمان وانکرت نفسی وجاؤنی للبیعۃ فقلتُ واللّٰہ انی لاستحیی من اللّٰہ اَنْ اُبایع قوماً قتلوا رجلا قال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا نستحیی ممن یستحیی منہ الملئکۃ وانی لاستحیی من اللّٰہ ان ابایع وعثمان قتیل الارض لم یدفن بعد فانصرفوا فلما دفن رجع الناس فسألونی البیعۃ فقلت اللّٰھم انی مشفق مما اقدم علیہ ثم جاءت عزیمۃ فبایعتُ فلقد قالوا یا امیر المؤمنین فکانما صدع قلبی

اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ راوی کا بیان ہے کہ سب لوگ (اس تقریر کے وقت) خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے اپنی تقریر ختم کی (اور جب آپ نے یہ تقریر ختم کی تو) پھر سب روئے یہاں تک کہ اُن کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ پھر سب نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد! آپ نے سچ فرمایا۔ [حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے قتل سے اپنی براءت ظاہر فرمانا اور حضرت عثمانؓ کی فضیلت پر شہادت دینا] حاکم نے دو سندوں سے روایت کیا ہے (ایک سند یہ ہے) ہارون بن اسمٰعیل خزاز نے قرہ بن خالد سے انھوں نے قیس بن عباد سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ بروز جنگ جمل فرماتے تھے۔ خداوندا! میں عثمانؓ کے خون سے تیرے سامنے اپنی براءت ظاہر کرتا ہوں اور بیشک جس دن عثمانؓ شہید ہوئے ہیں میری تو عقل زائل ہوگئی تھی اور میں نے اپنے دل کی حالت متغیر پائی میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ خدا کی قسم مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اُس قوم سے بیعت لوں جس نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا جسکے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا ہم اُس شخص سے حیا نہ کریں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور بیشک میں خدا سے شرم کرتا ہوں کہ میں (تم سے) بیعت لوں اس حال میں کہ عثمانؓ زمین میں مقتول (پڑے ہوئے) ہیں اور ہنوز دفن نہیں ہوئے (میری اس کہنے سے) وہ لوگ واپس گئے پھر جب حضرت عثمانؓ دفن کردیئے گئے تو وہ لوگ پھر میرے پاس آئے اور مجھ سے بیعت کی درخواست کی میں نے (اپنے دل میں) کہا خدایا میں اس چیز (یعنی خلافت) سے ڈر رہا ہوں جس پر میں (لوگوں کے کہنے سے) جانا چاہتا ہوں (الغرض میں نے بہت پہلو تہی کی) مگر ضرورت درپیش ہوئی اور میں نے (لوگوں سے) بیعت لی پھر لوگوں نے مجھے یا امیر المؤمنینؓ کہا تو گویا میرا دل

لہ اس مضمون کی روایتیں حضرت علیؓ سے کتب شیعہ میں بھی ہیں چنانچہ نہج البلاغۃ قسم دوم صفحہ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو لکھا تھا کہ ولعمری یامعاویۃ لئن نظرت بعقلك دون ھواك لتجدنی ابرء الناس من دم عثمان ولتعلمن انی کنت فی عزلۃ منہ ترجمہ۔ قسم اپنی جان کی اے معاویہ! اگر تم اپنی عقل سے غور کرو نہ ہوائے نفسانی کو دخل دو تو تم مجھ کو سب سے زیادہ خونِ عثمانؓ سے بری پاؤگے اور تم یقین کرلوگے کہ میں اس سے بالکل علٰحدہ ہوں۔ نیز صفحہ ۱۰۸ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک اعلان تمام ملکوں میں شائع کرایا تھا جس میں اپنے اور اہلِ شام کے جھگڑوں کا نہایت معقول فیصلہ کیا تھا اس اعلان میں ایک مضمون یہ بھی تھا کہ الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ براء یعنے ہمارے اور اہلِ شام کے درمیان میں صرف جھگڑا خونِ عثمانؓ کا تھا مگر ہم اس خون سے بَری ہیں۔

www.kitabghar.org

وقلت اللهم خذ مني لعثمان حتى
يرضى واخرج الحاكم عن الاوزاعي
سمعت ميمون بن مهران يذكر
ان علي بن ابي طالب رضي الله
عنه قال ما يسرني ان اخذت
سيفي في قتل عثمان وان لي الدنيا
ومافيها واخرج الحاكم من
حديث اسماعيل بن ابي خالد
عن حصين الحارثي قال جاء
علي بن ابي طالب الى زيد بن
ارقم رضي الله عنه يعوده وعنده
قوم فقال علي اسكتوا اسكتوا
فوالله لا تسألوني عن شئ الا اخبرتكم
فقال زيد انشدك الله انت قتلت
عثمان فاطرق عليؓ ساعة ثم
قال والذي فلق الحبة وبرء النسمة
ما قتلته ولا امرت بقتله واما
شهادته على عثمان بانه من
الذين امنوا ثم اتقوا وامنوا
ثم اتقوا واحسنوا الاية وانه
من اهل الجنة ممن قال الله
تعالى فيهم ونزعنا ما في
صدورهم من غل الاية فقد
اخرج الحاكم من حديث الحاطبي عبد الرحمن
بن محمد عن ابيه قال لما كان يوم
الجمل خرجت انظر في القتلى
قال فقام عليؓ والحسن ابن علي
وعمار بن ياسر ومحمد بن ابي بكر و
زيد بن صوحان يترددون في القتلى

(اس کلمے کے سُننے سے) پاش پاش ہوتا تھا اور میں نے (بارگاہِ الٰہی میں بکمالِ عجز وزاری) کہا کہ خداوندا! مجھ سے عثمانؓ کا بدلہ لیجئے یہاں تک کہ وہ راضی ہوجائیں۔ اور حاکمؒ نے اوزاعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے میمون بن مہران سے سُنا وہ ذکر کرتے تھے کہ (حضرت) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے (کبھی) یہ (امر) گوارا نہ ہوتا کہ میں عثمانؓ کے قتل (کرنے) میں اپنی تلوار (اپنے ہاتھ میں) لینا چاہیے مجھے (اس کے عوض میں) دنیا وما فیہا (کی دولت وعزت) مل جاتی)۔ اور حاکمؒ نے بروایتِ اسماعیل بن ابی خالد حصین حارثی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بغرضِ عیادت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اُس وقت اُن کے پاس اور لوگ بھی تھے (اور حضرت عثمانؓ کا کچھ ذکر کر رہے تھے) حضرت علیؓ نے فرمایا سب خاموش رہو، سب خاموش رہو خدا کی قسم تم مجھ سے جس چیز کی متعلق سوال کروگے میں تمہیں جواب دوں گا۔ زیدؓ نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں (یہ تو فرمایئے) کیا آپ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے (یہ سُنکر) حضرت علیؓ کچھ دیر تک سر جھکائے (خاموش) رہے پھر فرمایا قسم اللہ پاک کی جس نے دانہ سے درخت نکالا اور روح کو پیدا کیا کہ میں نے اُن کو قتل نہیں کیا اور نہ کسی کو اُن کے قتل کا حکم دیا (یا اشارہ کیا)

{حضرت علیؓ کا اس امر پر شہادت دینا کہ حضرت عثمانؓ (بمصداق آیۂ کریمہ) اُن لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے پھر (خدا سے) ڈرے اور ایمان لائے پھر (خدا سے) ڈرے اور اچھے کام کیے۔ تا آخر آیت اور یہ کہ حضرت عثمانؓ اہلِ جنت سے ہیں یعنی اُن لوگوں میں سے کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ الآیۃ (ترجمہ: اور ہم نے نکال لیا اُن کے (یعنی اہلِ جنت کے) دلوں سے کینہ} حاکمؒ نے بروایت حاطبی یعنی عبد الرحمٰن بن محمد اُن کے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب جنگِ جمل ہو چکی تو میں مقتولین کو دیکھنے نکلا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ بن علی اور عمار بن یاسرؓ اور محمد بن ابی بکرؓ اور زید بن صوحان مقتولین کی لاشوں کو دیکھتے پھرتے تھ

www.kitabghar.org

قال فابصر الحسنُ بن علی قتیلاً مکبوباً علیٰ وجهه فقلبه علیٰ قفاه ثمّ صرخ ثمّ قال إنّا للهِ وإنّا إليهِ راجعون فرخ قریش والله فقال له ابوه من هو یا بُنیّ قال محمّد بن طلحة بن عبید الله فقال إنّا للهِ وإنّا إليهِ راجعون اما والله لقد کان شاباً صالحاً ثم قعد کئیباً حزیناً فقال الحسن یا ابت قد کنتُ انهاك عن هذا السّیر فغلبك علیٰ رأیك فلانٌ و فلانٌ قال قد کان ذلك یا بُنیّ ولوددتُ لو أنّی متُّ قبل هذا بعشرین سنةً قال محمّد بن حاطب فقمتُ فقلتُ یا امیرالمؤمنین انّا قادمون المدینة والنّاس سائلونا عن عثمان فماذا نقولُ فیه قال فاغتمّ عمّار بن یاسر ومحمّد بن ابی بکر فقالا وقالا فقال لهما علیٌّ یا عمّار ویا محمّد تقولان ان عثمان استأثر و اساءَ الإمرةَ وعاقبتم والله فاسأتم العقوبة وستقدمون علیٰ حَکَمٍ عدلٍ یحکمُ بینکم ثمّ قال یا محمّد بن حاطب اذا قدمتَ المدینة وسُئلتَ عن عثمان فقل کانَ والله مِنَ الّذینَ اٰمنوا ثُمّ اتّقوا وَاٰمنوا ثُمّ اتّقوا وّ احسنوا

اتنے میں حضرت حسن بن علیؓ نے ایک مقتول کو دیکھا جو سرنگون پڑا تھا انہوں نے اُسے سیدھا کرکے دیکھا تو ایک چیخ مار کر کہا إنّا للهِ وإنّا إليهِ راجعون قسم خدا کی یہ تو قریش کا بچہ ہے (ان کی یہ آواز سُنکر) اُن کے والد (حضرت علیؓ) نے فرمایا کون ہے اے میرے بیٹے! حضرت حسنؓ نے جواب دیا (اے والد بزرگوار یہ) محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا إنّا للهِ وإنّا إليهِ راجعون، قسم خدا کی جوان تھا اور (مرد) صالح تھا یہ فرما کر آپ غمگین اور ملول وہاں بیٹھ گئے حضرت حسنؓ نے فرمایا اے والد بزرگوار میں نے تو پہلے ہی آپ کو اس سفر سے منع کیا تھا مگر آپ پر فلاں اور فلاں کی رائے غالب آئی حضرت علیؓ نے فرمایا (ہاں بیشک) اے بیٹے ایسا ہی ہوا اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ کاش اس (واقعہ کے پیش آنے) سے بیس برس پہلے مرچکا ہوتا۔ محمد بن حاطبؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ اے امیرالمؤمنینؓ! ہم لوگ مدینہ جاتے ہیں اور وہاں ہم سے لوگ حضرت عثمانؓ کی بابت سوال کریں گے (کہ وہ کیسے تھے) تو ہم ان کو (اس کا) کیا جواب دیں گے (میرے اس کہنے سے حضرت) عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر آزردہ خاطر ہوئے اور ان دونوں نے (حضرت عثمانؓ کے خلاف) بہت کچھ کہا اس پر حضرت علیؓ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اے عمار اور اے محمد! (کیا[1]) تم کہتے ہو کہ عثمانؓ نے اپنی رائے سے کام لیا اور حکومت بُری طرح کی اور تم نے اس کا بدلہ (ان سے) لیا تو (سُنو) واللہ تم نے بہت بُرا بدلہ لیا اور عنقریب تم ایک حاکم عادل کے روبرو پیش ہوگے جو تمھارے (اور ان کے) درمیان (ٹھیک) فیصلہ کردے گا۔ پھر (محمد بن حاطب سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ اے محمد بن حاطبؓ! جب تم مدینہ میں جاؤ اور تم سے (حضرت) عثمانؓ کی نسبت پوچھا جائے تو تم کہنا کہ خدا کی قسم (حضرت) عثمانؓ اُن لوگوں میں تھے جو ایمان[2] لائے پھر خدا سے ڈرے اور ایمان لائے پھر خدا سے ڈرتے رہے اور نیک کام

---

[1] لفظ کیا جو اردو زبان میں حرف استفہام ہے میں نے اس لئے بڑھایا کہ درحقیقت ان دونوں نے ایسا کہا نہ تھا اور نہ وہ دونوں معاذ اللہ حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے والوں یا قتل میں سازش کرنے والوں میں تھے مگر ہاں اعتراض سے ایسا مستنبط ہوتا تھا۔ ایسے مواقع میں حرف استفہام اکثر مقدر ہوتا ہے۔ [2] یہ اشارہ آیۂ قرآنیہ کی طرف ہوا اور اس میں جو دوبارہ لفظ ایمان لائے مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ایمان و یقین میں برابر ترقی ہوتی رہی۔

www.kitabghar.org

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ وأخرج الحاكم من حديث هارون بن عنترة عن ابيه قال رأيت عليًّا رضي الله عنه بالخورنق وهو على سرير وعنده ابان بن عثمان فقال اني لارجو ان اكون انا وابوك من الذين قال الله عزّ وجلّ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔

ومن مسند ابي عبيدة بن الجراح ومعاذ بن جبل

اما ما يستدل به من حديثهما على خلافتهم الخاصة من جهة وقوع خلافتهم في مرتبة سماها النبي صلى الله عليه وسلم خلافة ورحمة فقد اخرج ابو يعلى من حديث الليث عن عبد الرحمن بن سابط عن ابي ثعلبة الخشني قال كان ابو عبيدة بن الجراح ومعاذ بن جبل يتناجيان بحديث فقلت لهما ما حفظتما وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم لي قال وكان اوصاهما لي قالا ما اردنا ان ننتجي بشيء دونك انما ذكرنا حديثا حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعلا يتذاكرانه قال انه بدأ هذا الامر نبوة ورحمة ثم كائن خلافة

کرتے رہے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں کو اور چاہیئے کہ اللہ ہی پر توکل کریں توکل کرنے والے۔ اور حاکم نے بروایت ہارون بن عنترہ اُن کے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے خورنق (نامی محل) میں حضرت علیؓ کو ایک تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور ابان بن عثمان بھی اُن کے پاس تھے حضرت علیؓ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ (جنت میں) میں اور تمہارے والد اُن لوگوں میں ہوں گے جن کی شان میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورھم الآیۃ (ترجمہ۔ اور ہم نکال لیں گے اس چیز کو جو اُن کے دلوں میں ہے یعنی کینہ کو (اور وہ) بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے

مسند ابو عبیدہ بن جراح و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما (۲۔ روایت)

{ان دونوں کی وہ حدیث جس سے خلفاء کی خلافتِ خاصہ پر اس وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اُن کی خلافت اُس درجہ میں واقع ہوگی جس کا نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت اور رحمت رکھا تھا} ابو یعلےٰ نے بروایت لیث عبد الرحمٰن بن سابط سے انہوں نے ابو ثعلبہ خشنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ حضرت) ابو عبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ باہم آہستہ آہستہ کوئی بات کر رہے تھے میں نے اُن دونوں سے کہا کہ کیا آپ دونوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ وصیّت جو آپ نے میرے واسطے آپ دونوں سے کی تھی یاد نہیں رکھی ہے (اس لئے آپ مجھ سے علٰحدہ ہوکر مخفی باتیں کر رہے ہیں) عبد الرحمٰن کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو میرے لئے وصیّت فرمائی تھی ان دونوں نے جواب دیا کہ (اس وقت) ہمارا ارادہ یہ نہ تھا کہ تم سے چھپا کر آپس میں کوئی بات کہیں بلکہ ہم کو اس وقت ایک حدیث یاد آئی جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر وہ دونوں اس حدیث کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ) یہ دین نبوّت اور رحمت (کے ساتھ ظاہر ہو کر) شروع ہوا ہے پھر (ایک زمانہ میں) خلافت

www.kitabghar.org

ورحمة ثم كائن ملكا عضوضا ثم كائن
عتوا وجبرية وفسادا فی الامة يستحلون
الحرير والخمور والفروج والفساد فی الامة
ينصرون على ذلك ويرزقون ابدا حتى
يلقوا الله واما استدلال ابو عبيدة على خلافة
ابی بكر رضی الله عنه بسوابقه الاسلامية
فقد اخرج ابو بكر بن ابی شيبة عن ابن عون عن
محمد يعنی ابن سيرين فی حديث طويل قال
محمد واتى الناس عند بيعة ابی بكر اباعبيدة
بن الجراح فقال تأتونی وفيكم ثالث ثلثة
يعنی ابابكر فقلت لمحمد من الثالث ثلاثة
قال فوالله ثانی اثنين اذ هما فی الغار

ومن مسند عبد الرحمن بن عوف رضی الله عنه

احاديث فی بشارة العشرة بالجنة فقد اخرج
ابو يعلى من حديث قتيبة بن سعيد عن
مالك بن انس عن عبد العزيز بن محمد عن
عبد الرحمن بن حميد عن ابيه عن عبد الرحمن بن
عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
عشرة فی الجنة ابو بكر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان
فی الجنة وعلی فی الجنة وطلحة فی
الجنة والزبير فی الجنة وعبد الرحمن
بن عوف وسعد بن ابی وقاص فی الجنة
وسعيد بن زيد بن عمرو فی الجنة وابو عبيدة
بن الجراح فی الجنة واما رأيه فی خلافة
ابی بكر رضی الله عنه فقد اخرج الحاكم

اور رحمت ہو جائے گا پھر (اس کے بعد مثل درندہ کے) کاٹنے والی بادشاہت ہوگی پھر سرکشی و جبر ہو جائے گا اور امت میں فساد ہو جائیگا لوگ حریر (پہننے کو) شراب (پینے کو) اور (حرام) شرمگاہوں کو اور امت (مرحومہ) میں فساد (کرنے کو) حلال سمجھیں گے (اور باوجود اس کے انکو انعیں) اعمال (قبیحہ) پر فتح دی جائے گی اور رزق پاتے رہیں یہاں تک کہ (دنیا سے کوچ کر کے) خدا سے جا ملیں [حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ان کے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا] ابوبکر بن شیبہ نے ابن عون سے انھوں نے محمد یعنی ابن سیرین سے ایک حدیث طویل میں روایت کیا ہے محمد کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے وقت کچھ لوگ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے (کہ ہم لوگ آپ سے بیعت کرنا چاہتے ہیں) انھوں نے جواب دیا تم میرے پاس (بیعت کرنے) آئے ہو حالانکہ تم میں ثالث ثلثہ[1] یعنی ابوبکرؓ موجود ہیں۔ ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد سے پوچھا ثالث ثلثہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا قسم خدا کی (وہی جن کو ثانی اثنین اذ ھما فی الغار (کہا گیا ہے)۔

مسند عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (۳ روایت)

[ان کی حدیث دس صحابہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت میں] ابو یعلی نے بروایت قتیبہ بن سعید مالک بن انسؓ سے انھوں نے عبد العزیز بن محمدؒ سے انھوں نے عبد الرحمن بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد الرحمن ابن عوفؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس شخص جنتی ہیں ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمن بن عوف جنتی ہیں اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں اور سعید بن زید بن عمرو جنتی ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) [حضرت عبد الرحمنؓ کی رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر] حاکم نے

[1] لفظی معنے ثالث ثلثہ کے تیسرا شخص اللہ تعالی نے حضرت صدیقؓ کو قرآن شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثانی فرمایا اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ثانی ہیں یعنی ان کا رتبہ اللہ کے بعد ہے اس لئے حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت صدیقؓ کو ثالث ثلثہ کہا۔

www.kitabghar.org

عن موسیٰ بن عقبة عن سعد بن ابراهيم قال حدثنى ابراهيم بن عبد الرحمٰن بن عوف ان عبد الرحمٰن بن عوف كان مع عمر بن الخطاب رضى الله عنه وان محمد بن مَسْلمة كسّر سيفَ الزبير ثم قام ابوبكر فخطب النّاس واعتذر اليهم وقال والله ماكنتُ حريصًا على الامارة يومًا ولا ليلة قط ولا كنت فيها راغبًا و لا سألتها الله عزوجلّ فى سرٍّ وعلانيةٍ ولكنى اشفقتُ من الفتنة وما لى فى الامارة من راحةٍ ولكن اقلّدتُ امرًا عظيمًا مالى به من طاقةٍ و لايدان الا بتقوية الله عز وجلّ ولوَدِدْتُ ان اقوى الناس عليها مكانى اليوم فقبل المهاجرون منه ما قال الحديث وآمارأيه فى خلافة عثمان فقد اخرج البخارى فى قصة مقتل عمر والاتفاق على عثمان فلما فُرِغ من دفنه اجتمع هؤلاء الرهط فقال عبد الرحمٰن اجعلوا امركم الى ثلثة منكم قال الزبير قد جعلتُ امرى الى علىٍّ فقال طلحة قد جعلت امرى الى عثمان وقال سعد قد جعلت امرى الى عبد الرحمٰن فقال عبد الرحمٰن ايّكما تبرّأ من هذا الامر فنجعله اليه

موسیٰ بن عقبہ سے اُنھوں نے سعید بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ہی کہ عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار توڑ ڈالی تھی پھر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے خطبہ پڑھا اور یہ معذرت آمیز تقریر کی کہ خدا کی قسم کبھی تھوڑی دیر کے لئے بھی مجھے حکومت کی خواہش نہیں ہوئی اور نہ مجھے خلافت کی کچھ رغبت تھی اور نہ میں نے ظاہر و باطن میں کبھی اللہ عزّ وجلّ سے خلافت کو طلب کیا بلکہ میں نے فتنہ کا اندیشہ (کرکے خلافت کو قبول) کیا حالانکہ مجھے حکومت میں کوئی راحت نہیں بلکہ میں نے (اس وقت) ایک (ایسے) بڑے امر (کے بار) کو (اپنے سر پر) اُٹھالیا کہ بدون اللہ عزوجلّ کی تائید کے مجھے کوئی طاقت اس (بار کے اُٹھانے) کی نہیں ہے اور میں (اب بھی) چاہتا ہوں کہ کوئی شخص جو مجھ سے زیادہ اس کام پر قدرت رکھتا ہو وہ آج میری جگہ (اس کام پر مقرر) ہو جائے حضرت ابوبکرؓ کی اس بات کو سب مہاجرین نے تسلیم کرلیا۔[1] تا آخر حدیث

{حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی رائے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق} امام بخاریؒ قصہ شہادت حضرت عمر بن خطاب میں اور حضرت عثمانؓ پر سب کے اتفاق کرنے میں روایت کرتے ہیں کہ جب (سب نے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فراغت پائی تو وہ لوگ (جن کو حضرت عمرؓ نے منتخب کیا تھا) ایک جگہ جمع ہوئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ تم لوگ (منجملہ چھ آدمیوں کے) تین کو اس کام کے لئے منتخب کرلو (تاکہ مستحقین کی کمی ہو جائے اور تعیین میں آسانی ہو) حضرت زبیرؓ نے کہا کہ میں اپنی طرف سے حضرت علیؓ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت طلحہؓ نے کہا میں حضرت عثمانؓ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت سعدؓ نے فرمایا میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کو منتخب کرتا ہوں پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے (حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے) کہا کہ آپ دونوں میں سے جو اپنے لئے خلافت نہ چاہتا ہو ہم خلیفہ کا انتخاب اُسی کے متعلق کردیں اور ہم اُس کو

[1] یعنی مان لیا کہ بیشک آپ کو خلافت کی خواہش نہ تھی نہ آپ نے اس کے حاصل ہونے کی کوشش کی۔

www.kitabghar.org

واللہ علیہ والاسلام لینظرن افضلہم فی نفسہ فاسکت الشیخان فقال عبد الرحمٰن افتجعلونہ الیّ واللہ علیّ ان لا آلو عن افضلکم قالا نعم فاخذ بید احدہما فقال لک قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقدم فی الاسلام ما قد علمت فاللہ علیک لئن امرتک لتعدلنّ ولئن امّرت عثمان لتسمعنّ ولتطیعنّ ثم خلا بالاٰخر فقال لہ مثل ذٰلک فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک یا عثمان فبایعہ وبایع لہ علیّ وولج اہل الدار فبایعوہ۔

خدا کی اور اسلام کی قسم دیتے ہیں کہ وہ خلافت کے لئے ایسے کو منتخب کرے جو اس کے نزدیک افضل ہو۔ اس پر وہ دونوں خاموش رہے پھر حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اس انتخاب کو میری رائے پر چھوڑ سکتے ہیں؟ اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سب سے افضل شخص (کے انتخاب کرنے) میں کوتاہی نہ کروں گا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں (آپ کی رائے پر چھوڑتے ہیں)[1] پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان دونوں میں سے ایک کا (یعنے حضرت علیؓ کا) ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ قرابت حاصل ہے اور اسلام لانے میں (دیگر اصحابؓ پر) وہ تقدم (اور سبقت) ہے کہ جیسے آپ خوب جانتے ہیں میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں تو آپ (رعایا پر) عدل کریں اور اگر عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں تو آپ ان کا حکم سنیں اور اطاعت کریں۔ پھر دوسرے (یعنے حضرت عثمانؓ) سے بھی اسی طرح کہا۔ پھر جب دونوں سے اقرار کرالیا تو کہا کہ اے عثمانؓ! آپ اپنا ہاتھ (لوگوں سے بیعت لینے کے لئے) اٹھائیے یہ کہہ کر پہلے خود (حضرت عثمانؓ سے) بیعت کرلی اور اُن کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی پھر سب اہل مدینہ آتے گئے اور بیعت کرتے گئے۔

ومن مسند الزبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ

اما رجوعہ الی القول بخلافۃ ابی بکر بعد توقف ما والقول بفضلہ واستحقاقہ الخلافۃ فقد اخرج الحاکم من حدیث ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف فی حدیث طویل فقبل المہاجرون منہ ما قال وما اعتذر بہ قال علیّ رضی اللہ عنہ والزبیر ما غضبنا الا انا قد اُخّرنا عن المشاورۃ وانا نری

مسندِ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (ایک روایت)

{حضرت زبیرؓ کا کسی قدر توقف کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا قائل ہوجانا اور اُن کی فضیلت اور استحقاقِ خلافت کو تسلیم کرلینا} حاکم نے بروایتِ ابراہیم بن عوف ایک طویل حدیث نقل کی ہے (کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب اپنی بے رغبتی خلافت سے اور بہ مجبوری اُس پر اپنی رضامندی بیان کی) تو مہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کا فرمانا تسلیم کرلیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کسی امر سے ناخوش نہیں ہوئے مگر صرف اسی بات سے کہ ہم مشورے میں موٴخر رکھے گئے حالانکہ ہم خود بھی اس کو جانتے تھے کہ رسول اللہ

[1] یہاں راوی نے اختصار کردیا ہے اسکے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے تین روز کی مہلت مانگی اور اس تین روز میں تمام مسلمانوں کا عندیہ لیا حُسنِ اتفاق سے اس وقت بوجہ موسم حج کے اطراف وجوانب کے بھی بہت سے مسلمان جمع تھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے کسی مسلمان کو ایسا نہ پایا کہ وہ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر ترجیح دیتا۔

www.kitabghar.org

ابا بکر احق الناس بھا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ لصاحب الغار وثانی اثنین وانا لنعلم بشرفہ وکبرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ بالناس وھو حیٌّ۔

صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور ہم اُن کی شرافت اور بزرگی خوب جانتے ہیں (اور یہ بھی جانتے ہیں کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں انھیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

ومن مسند طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

مسند طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (۳۔ روایت)

اما ثناؤہ علے عمر رضی اللہ عنہ فذکر المحب الطبری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان عمر شاور الناس فی الزحف الی قتال ملوک فارس التی اجتمعت بنھاوند فقام طلحۃ بن عبید اللہ وکان من خطباء الصحابۃ تشھد ثم قال اما بعد یا امیر المؤمنین فقد احکمتک الامور وعجنتک البلایا واحتنکتک التجارب فانت وشانک وانت ورأیک الیک ھذا الامر فمرنا نطع وادعنا نجب واحملنا نرکب وقدنا ننقد فانک ولی ھذہ الامور وقد بلوت واختبرت وجربت فلم ینکشف لک عن شیٔ من عواقب قضاء اللہ عزوجل الا عن خیار ثم جلس

وامّا حدیثہ فی فضل عثمان اخرج الحاکم عن زید بن اسلم عن ابیہ قال شھدت عثمان یوم حصر فی موضع الجنائز

[حضرت طلحہؓ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ثنا (وصفت) بیان کرنا] محبؒ طبری نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاہانِ فارس کی لڑائی کے لئے جو بمقام نہاوند جمع ہوئے تھے لشکر روانہ کرنے کی بابت مسلمانوں سے مشورہ لیا حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہوئے اور وہ اُن اصحاب میں تھے جو خطبہ عمدہ پڑھتے تھے اُنھوں نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ! آپ کو امور (اور واقعات زمانہ) نے پختہ کر دیا اور محنت و جفاکشی آپ کے خمیر میں داخل ہوگئی ہے اور (مختلف) تجربوں نے آپ کو مضبوط کر دیا ہے آپ خود اپنے کام کو سمجھ سکتے ہیں اور آپ کی رائے اس امر میں کافی ہے اس کام کا مدار بھی آپ (ہی) کی رائے پر ہے آپ ہم سے کیا مشورہ لیتے ہیں) آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ آپ ہمیں (چاہے جس سخت کام کی طرف) بلائیے ہم حاضر ہوں گے اور ہمیں (چاہے جس مہم پر) بھیج دیجیے ہم ابھی (اس ہم کے لئے) آمادہ ہوتے ہیں اور ہمیں (جہاں چاہے) کھینچ لے جائیے ہم آپ کے پیچھے ہیں کیونکہ آپ ان تمام کاموں کا اختیار رکھتے ہیں اور آپ نے تو (بارہا) امتحان کر لیا اور آزما لیا اور تجربہ (سے معلوم) کیا تو آپ کو نتیجہ قضاء الٰہی کا خیر ہی ظاہر ہوتا رہا[1] (یہ کہکر) حضرت طلحہؓ بیٹھ گئے [حضرت طلحہؓ کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں] حاکم نے زید بن اسلمؓ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس دن حضرت عثمانؓ موضع جنائز میں محصور ہوئے تھے

[1] یعنی جو کام آپ نے کیا تقدیر الٰہی سے اس کا نتیجہ اچھا نکلا کبھی کسی کام میں آپ ناکام و نامراد نہیں رہے لہٰذا جنگ فارس میں بھی آپکو ایسی ہی امید رکھنی چاہیئے۔

www.kitabghar.org

فقال انشدك الله يا طلحة اتذكر يوم كنت انا وانت مع رسول الله صلے الله عليه وسلم في مكان كذا وكذا وليس معه من اصحابه غيري وغيرك فقال لك يا طلحة انه ليس من نبي الا وله رفيق من امته معه في الجنة وان عثمان رفيق معي في الجنة فقال طلحة اللهم نعم واخرج ابو يعلے عن طلحة بن عبيد الله قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم لكل نبي رفيق ورفيق عثمان.

ومن مسند سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه

اما حديث ما لقيك الشيطان الخ فقد اخرج مسلم من حديث ابن شهاب قال اخبرني عبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد ان محمد بن سعد بن ابي وقاص اخبره ان اباه سعدا قال استاذن عمر على رسول الله صلے الله عليه وسلم وعنده نساء من قريش يكلمنه ويستكثرنه عالية اصواتهن فلما استاذن عمر رضي الله عنه قمن يبتدرن الحجاب فاذن له رسول الله صلے الله عليه وسلم ورسول الله صلے الله عليه وسلم يضحك فقال عمر رضي الله اضحك الله سنك يا رسول الله فقال رسول الله صلے الله عليه وسلم عجبت من هؤلاء اللاتي كن عندي فلما سمعن صوتك ابتدرن الحجاب قال عمر رضي الله عنه فانت احق يا رسول الله

تو انھوں نے فرمایا کہ اے طلحہؓ! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (سچ کہنا) کیا تم کو وہ دن یاد ہے کہ میں اور تم دونوں فلاں جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بجز میرے اور تمہارے کوئی دوسرا اصحابی نہ تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہؓ! کوئی نبی ایسا نہیں گزرا ہے کہ اس کی امت میں کوئی رفیق اس کے ساتھ جنت میں نہ ہو۔ چنانچہ عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہوں گے حضرت طلحہؓ نے جواب دیا ہاں (مجھے یاد ہے) اور ابو یعلےٰ نے حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرے رفیق (جنت میں) عثمانؓ ہوں گے۔

مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۵۔ روایت)

{حدیث ما لقیک الشیطان یعنے حضرت عمرؓ سے شیطان کا بھاگنا}

(اتمام) مسلم نے بروایت ابن شہاب (زہری) نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زیدؓ نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اُس وقت خدمت نبوی میں قریش کی کچھ عورتیں موجود تھیں اور آپ سے بلند آواز میں کچھ باتیں کر رہی تھیں جب حضرت عمرؓ نے اپنے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو وہ عورتیں (خدمت نبوی سے) اُٹھ کر جلدی سے پردہ میں ہو گئیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی (وہ اندر تشریف لے گئے تو) دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ (آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟) خدا آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں (کی گھبراہٹ) سے ہنسی آئی جو (ابھی) میرے پاس تھیں جب تمہاری آواز سُنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اس کے مجھ سے زیادہ مستحق تھے کہ وہ آپ سے

www.kitabghar.org

ان يهبن ثم قال عمر رضي الله عنه اى عدوات انفسهن اتهبنني و لا تهبن رسول الله صلى الله عليه وسلم قلن نعم انت افظ و اغلظ من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفسى بيده ما لقيك الشيطن قط سالكا فجا الا سلك فجا غير فجك واخرج ابوبكر بن ابى شيبة من حديث ابى سلمة قال قال سعد اما والله ما كان باقدمنا اسلاما ولا اقدمنا هجرة ولكن قد عرفت باى شئ فضلنا كان ازهدنا فى الدنيا يعنى عمر بن الخطاب اما منعه من الخروج على عثمان فقد اخرج ابو يعلى عن بسر بن سعيد ان سعد بن ابى وقاص قال عند فتنة عثمان اشهد لسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انها ستكون فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم خير من الماشى والماشى خير من الساعى قال ارأيت ان دخل على بيتى و بسط يده ليقتلنى قال كن كابن آدم واخرج ابو يعلى من حديث عامر بن سعد بن ابى وقاص ان اباه حين راى اختلاف اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وتفرقهم اشترى له ماشية ثم خرج فاعتزل فيها باهله على ماء قال

خوف کرتیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے (ان عورتوں سے) کہا کہ اے اپنی جانوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ اُن عورتوں نے جواب دیا ہاں (وجہ اس کی یہ ہے کہ تم بہ نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے تند خو اور سخت گو ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی کہ میری جان اُس کے ہاتھ میں ہے (اے عمرؓ!) جب تمہیں شیطان کسی راستہ میں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ میں چلنے لگتا ہے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے بروایتِ ابو سلمہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت سعدؓ نے کہا قسم خدا کی وہ یعنے حضرت عمرؓ بن خطاب اسلام لانے میں ہم سے پہلے نہیں اور ہجرت کرنے میں (بھی) ہم پر مقدم نہیں مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کس چیز کے سبب سے وہ ہم سے افضل ہیں وہ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے تعلق تھے [حضرت سعدؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے لوگوں کو روکنا] ابو یعلے نے بسر بن سعیدؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے (زمانہ) میں لوگوں سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے عنقریب (ایک ایسا) فتنہ (پیدا) ہوگا کہ اُس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ راوی کا قول ہے (کہ حضرت سعدؓ فرماتے تھے یہ سُنکر) میں نے عرض کیا کہ (اے رسول اللہ! مجھے) ارشاد ہو کہ اگر کوئی شخص اس زمانہ میں میرے گھر کے اندر داخل ہو اور اپنا ہاتھ میرے قتل کے لئے بڑھائے (تو میں اُس وقت کیا کروں) حضرتؐ نے فرمایا کہ تم (اس وقت) مثل فرزندِ آدم (علیہ السلام یعنے ہابیل) کے ہوجانا۔ اور ابو یعلے نے بروایتِ عامر بن سعد بن ابی وقاص نقل کیا ہے کہ جب اُن کے والد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا باہمی اختلاف اور افتراق دیکھا تو اُنھوں نے بکریوں کا ایک گلہ خرید کیا اور مع اپنے اہل و عیال کے (مدینہ سے) نکل کر (کسی جنگل میں) ایک چشمہ پر اقامت اختیار کی۔ اُن کے بیٹے کہتے تھے

www.kitabghar.org

وكان سعد من احد الناس
بصرا فرأى ذات يوم شيئا يزول
فقال لمن معه ترون شيئا قالوا
نرى شيئا كالطير قال ارى راكبا
على بعير ثم جاء بعد قليل
عمر بن سعد على بختي او بختية
ثم قال اللهم انا نعوذ بك
من شر ما جاء به فسلم عمر
ثم قال لابيه ارضيت ان
تتبع اذناب هذه الماشية
بين هذه الجبال واصحابك
يتنازعون في امر الامة
فقال سعد بن ابي وقاص سمعت
رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول انها ستكون
بعدي فتن او قال امور
خير الناس فيها الغني الخفي
التقي فان استطعت يا بني
ان تكون كذلك فكن فقال
له عمر اما عندك غير
هذا فقال سعد لا يا
بني فوثب عمر ليركب ولم يكن حط
عن بعيره فقال له سعد امهل حتى نغديك
قال لاحاجة لي بغدائكم قال سعد فنحلب
لك فنسقيك قال لاحاجة لي بشرابكم
ثم ركب فانصرف مكانه واما
ما يستأنس به من حديث على ان الخلافة
لقريش فقد اخرج ابو يعلى عن
محمد بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه

حضرت سعدؓ کی نظر بہت تیز تھی چنانچہ ایک روز اُنھوں نے (بہت دُور سے) ایک چیز آتی ہوئی دیکھی اپنے ہمراہیوں سے (اُس جانب اشارہ کرکے) فرمایا کہ کیا تم کسی چیز کو دیکھتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ (ہاں) ہم کو ایک چیز مثل پرندہ کے نظر آتی ہے آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سوار اونٹ پر آرہا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد (ان کا بیٹا) عمر بن سعد ایک اعرابی اونٹ یا اونٹنی پر (سوار) آیا۔ حضرت سعدؓ نے اُسے دیکھ کر فرمایا خداوندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس چیز کے شر سے جو اس کو یہاں لائی ہے اس کے بعد عمر (مذکور پہنچ گئے اور اُنھوں نے) سلام کیا اور اپنے والد سے عرض کیا کہ کیا آپ نے اسے بہتر سمجھا ہے کہ آپ اپنے مویشیوں کے پیچھے ان پہاڑوں میں پڑے رہیں اور آپ کے اصحاب (یعنے صحابۂ کرام) امت کے کاموں میں جھگڑتے رہیں (میری رائے میں تو ایسی حالت میں آپ کی بادیہ نشینی اچھی نہیں) حضرت بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ عنقریب میرے بعد کچھ فتنے ہوں گے یا فرمایا کہ کچھ واقعات پیش آئیں گے اس زمانہ میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو مالدار ہو اور چھپا رہے اور پرہیزگار ہو لہٰذا (میں نے جب فتنہ کے آثار دیکھے تو اپنے کو اس حالت میں رکھنا سب سے بہتر جانا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ) اے بیٹے اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی ایسا ہی بن جا۔ عمر نے کہا کیا آپ کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا نہیں اے بیٹے (اور کچھ نہیں ہے) یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اونٹ پر سوار ہونے لگا ہنوز اونٹ کا کجاوہ اُس نے کھولا نہ تھا حضرت سعدؓ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ ہم تم کو کچھ کھلا دیں۔ اُس نے کہا مجھے آپ کے کھانے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا اچھا ہم تمھارے لئے کچھ دودھ ہی دوھ دیں اور تم کو پلا دیں اُس نے کہا مجھے آپ کے پلانے کی بھی کچھ حاجت نہیں۔ اس کے بعد وہ سوار ہوگیا اور اپنے مقام پر لوٹ گیا۔ [حضرت سعدؓ کی وہ حدیث جس میں خلافت کا قریش کے ساتھ مخصوص ہونا مفہوم ہوتا ہے]
ابو یعلےٰ نے محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے اُنھوں نے اپنے والد سے

www.kitabghar.org

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد هوان قريش اهانه الله عز وجل۔

ومن مسند سعيد بن زيد رضى الله عنه

اما احاديثه فى بشارة العشرة بالجنة فقد اخرج ابو يعلى عن عبد الرحمن بن الاخنس قال خطبنا المغيرة بن شعبة فنال من على فقام سعيد بن زيد فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول النبى فى الجنة وابوبكر فى الجنة وعمر فى الجنة وعثمان فى الجنة وعلى فى الجنة وطلحة فى الجنة والزبير فى الجنة وعبد الرحمن بن عوف فى الجنة وسعد فى الجنة ولو شئت ان اسمى العاشر لسميت واخرج الترمذى عن عبد الرحمن بن حميد عن ابيه ان سعيد بن زيد حدثه فى نفر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عشرة فى الجنة ابوبكر فى الجنة وعمر فى الجنة وعثمان فى الجنة وعلى فى الجنة والزبير وطلحة وعبد الرحمن وابو عبيدة وسعد بن ابى وقاص قال فعد هؤلاء التسعة وسكت عن العاشر فقال القوم ننشدك الله يا ابا الاعور من العاشر قال نشدتمونى بالله ابو الاعور فى الجنة واما بيان ان ابابكر صديق وسائرهم شهداء فقد اخرج ابو يعلى عن عاصم عن زر عن سعيد بن زيد قال اختبأنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فوق حراء فلما استوينا رجف بنا

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص قریش کے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے اللہ اس کو ذلیل کرے

مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۴۔ روایت)

[ان کی حدیث جو دس صحابیوں کے لئے بشارت جنت کے متعلق ہے] ابو یعلےٰ نے عبد الرحمن بن اخنس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک مرتبہ ہمارے سامنے مغیرہ بن شعبہؓ نے خطبہ پڑھا جس میں انھوں نے حضرت علیؓ کی کچھ برائی بیان کی تو حضرت سعید بن زیدؓ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ نبی جنتی ہیں اور ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمن بن عوفؓ جنتی ہیں اور سعد (بن ابی وقاصؓ) جنتی ہیں اور اگر میں چاہوں تو دسویں شخص کا نام بھی بتا دوں۔ اور ترمذی نے عبد الرحمن بن حُمید سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان سے سعید بن زیدؓ نے نیز اور بہت سے اشخاص نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دسؓ آدمی جنتی ہیں ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمنؓ جنتی ہیں اور ابو عبیدہؓ جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاصؓ جنتی ہیں (راوی کہتے ہیں کہ) انھوں نے انھیں نو کا نام بتایا اور دسویں کے نام سے سکوت کیا۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دلاتے ہیں کہ اے ابو اعور بتا دیجئے دسویں شخص کا کیا نام ہے تو انھوں نے فرمایا کہ تم نے مجھے خدا کی قسم دلائی ہے تو سُنو (دسواں شخص) ابو اعور (ہے وہ بھی) جنتی ہے۔ [حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا] ابو یعلےٰ نے عاصمؓ سے انھوں نے زِرّ (بن حُبیش) سے انھوں نے حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہ حراء پر چھپنے کے لئے چڑھے جب ہم لوگ پہاڑ پر پہنچ گئے تو پہاڑ ہلنے لگا

www.kitabghar.org

فضربہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بکفہ ثم قال اسکن حراء فانہ لیس علیک الا نبی و صدیق او شھید وعلیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وعلی وطلحۃ والزبیر وسعد و عبد الرحمٰن وسعید بن زید الذی حدث بالحدیث واخرج البخاری عن قیس قال سمعت سعید بن زید یقول واللہ لقد رأیتنی وان عمر لموثقی علی الاسلام قبل ان یسلم ولو ان احدًا ارفض للذی صنعتم بعثمان لکان۔

مسانید المکثرین من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم اوّلہا

مسند عبد اللہ بن مسعودؓ

اما بشارۃ الشیخین بالجنۃ فقد اخرج الترمذی عن عبد اللہ بن سلمۃ عن عبیدۃ السلمانی عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فاطلع عمر واما امرہ صلے اللہ علیہ وسلم امتہ بالاقتداء بھما فقد اخرج الترمذی والحاکم من حدیث سلمۃ بن کہیل عن ابی الزعراء عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر وعمر واھتدوا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اے حِرا! ساکن ہوجا کیونکہ تیرے اُوپر نبی اور صدیق اور شہید ہیں اور (اس وقت) اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ و عبدالرحمٰنؓ و سعید بن زیدؓ {جو اس حدیث کے راوی ہیں} تھے[1]۔ اور امام بخاریؒ نے قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے سعید بن زیدؓ سے سُنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی میں نے اپنے کو اس حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عمرؓ مجھے اسلام پر باندھنے والے تھے[1] قبل اس کے کہ وہ اسلام لائیں اور اگر کوہِ اُحد اپنی جگہ سے ہٹ جاتا بوجہ اس حرکت کے جو تم نے عثمانؓ کے ساتھ کی تو بیشک سزاوار تھا۔

مسانید مکثرین[2] اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم

مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

{شیخینؓ کے لئے جنت کی بشارت} ترمذی نے عبداللہ بن سلمہؓ سے اُنھوں نے عبیدہ سلمانیؓ سے اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین سے) فرمایا کہ ابھی ایک شخص اہلِ جنت میں سے تمھارے سامنے آنا چاہتا ہے۔ چنانچہ ابوبکرؓ سامنے آئے اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اہلِ جنت میں سے تمھارے سامنے آنا چاہتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ سامنے آئے۔ {آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو شیخینؓ کی پیروی کا حکم دینا} ترمذی اور حاکم نے سلمہ بن کہیل سے اُنھوں نے ابوالزعراء سے اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ہم لوگوں سے) فرمایا کہ پیروی کرو اُن دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے میرے صحابہؓ میں سے یعنے ابوبکرؓ وعمرؓ کی اور عمارؓ کی روش

[1] یعنے اسلام پر قائم رہنے میں مدد کرتے تھے مطلب یہ ہوا کہ اس زمانہ میں کافر بھی مسلمانوں کے ساتھ وہ کام نہ کرتے تھے جو تم مسلمانوں نے مسلمانوں کے امام حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا۔ [2] صحابۂ کرام باعتبار کثرت و قلت روایتِ حدیث کے تین قسمیں ہیں مکثرین وہ جن سے زیادہ حدیثیں مروی ہوں اور مقلین وہ جن سے کم حدیثیں مروی ہوں اور متوسطین وہ جو درمیانی حالت میں ہوں زیادتی اور کمی کی بھی حد مقرر ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگی۔

www.kitabghar.org

بهدی عمار وتمسکوا بعهد ابن مسعود
واما جعله قول الخلفاء اذا قضوا و
امضوا فی ترتیب الادلة بعد حدیث
النبی صلی الله علیه وسلم وقبل القیاس
فقد اخرج الدارمی عن سفیان عن
الاعمش عن عمارة بن عمیر عن حریث
بن ظهیر عن عبد الله بن مسعود قال
اتی علینا زمان لسنا نقضی و لسنا
هنالك وان الله قد قدر من الامر
ان بلغنا ما ترون فمن عرض له
قضاء بعد الیوم فلیقض فیه بما فی
کتاب الله تعالی فان جاءه مالیس فی
کتاب الله تعالی فلیقض بما قضی به
رسول الله صلی الله علیه وسلم
فان جاءه مالیس فی کتاب الله ولم
یقض به رسول الله صلی الله علیه
وسلم فلیقض بما قضی به الصالحون
ولا یقل انی اخاف وانی اری
فان الحلال بین والحرام بین
وبین ذلك امور مشتبهة فدع
ما یریبك الی ما لا یریبك واخرج
الدارمی هذا الحدیث من حدیث
شعبة بالاسناد المذکور وفیه اذا سئلتم
عن شیء فانظروا فی کتاب الله فان
لم تجدوا فی کتاب الله انظروا فی
سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم
فان لم تجدوا فی سنة رسول الله صلی الله
علیه وسلم فما اجمع علیه المسلمون

اختیار کرو اور ابن مسعودؓ کے اقوال سے تمسک کرو۔ [حضرت ابن مسعودؓ کا خلفائے راشدین کے قول کو جب کہ وہ کوئی فیصلہ کریں یا کوئی حکم نافذ کریں ادلۂ شرعیہ کی ترتیب میں حدیث رسول کے بعد اور قیاس سے مقدم رکھنا] دارمی نے سفیانؓ سے انھوں نے اعمش سے انھوں نے عمارہ بن عمیرؓ سے انھوں نے حریث بن ظہیر سے انھوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے ایک زمانہ ہم پر وہ تھا کہ ہم کوئی فیصلہ نہ کرتے تھے اور ہم کو اس کی ضرورت بھی نہ تھی (کیونکہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کا وجود ہم کو اس سے مستغنی کر رہا تھا) مگر اللہ نے یہ مقدر کیا تھا کہ ہم اس حالت کو پہنچے جو اب تم دیکھ رہے ہو (یعنے وہ مقدس سائے ہمارے سر سے اٹھ گئے) لہذا اب (ضرورت فتوای دینے اور فیصلہ کرنے کی لوگوں کو پیش آئی تو یاد رکھو) جس شخص کو فیصلہ کرنے کی ضرورت پیش آئے اُس کو چاہیئے کہ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرے اور اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو اُس کو چاہیئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر کوئی صورت ایسی پیش آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں بھی نہ ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اُس کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کیا ہو تو اُس کو چاہیئے کہ صالحین کے فیصلہ کے موافق فیصلہ کرے اور (اپنے قیاس سے یہ) نہ کہے کہ مجھے ایسا اندیشہ ہوتا ہے یا میری رائے یوں ہے کیونکہ حلال چیزیں واضح ہیں اور حرام چیزیں واضح ہیں ان دونوں کے درمیان میں کچھ مشتبہ چیزیں ہیں پس تم کو چاہیئے کہ جس چیز میں شبہ ہو اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جس میں شبہ نہ ہو۔ اور دارمی نے شعبہ سے بسند مذکور روایت کی ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ (حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا) جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو کتاب اللہ میں دیکھو اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں دیکھو اگر حدیث میں بھی اس کو نہ پاؤ تو اس صورت کو اختیار کرو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہو

[1] یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول شریعت کا ان چار چیزوں یعنے قرآن و حدیث و اجماع و قیاس میں منحصر ہونا اور نیز ان چاروں کی باہمی ترتیب زمانۂ صحابہ میں تمام ہو چکی تھی۔

www.kitabghar.org

فان لم يكن فيما اجمع عليه المسلمون فاجتهد رأيك ولا تقل انى اخاف واخشى الحديث واخرج الدارمى من حديث ابى عوانة وجرير كليهما عن الاعمش نحوًا من ذلك و اخرج الدارمى من طريق الاعمش عن ابراهيم قال قال عبد الله كان عمر اذا سلك بنا طريقا فوجدناه سهلا وانه قال فى زوج وابوين للزوج النصف و للام ثلث ما يبقى واخرج الدارمى من هذا الطريق ايضا قال عبد الله كان عمر اذا سلك طريقا اتبعناه فيه ووجدناه سهلا وانه قضى فى امرأة وابوين من اربعة فاعطى المرأة الربع والام ثلث ما بقى و الاب سهمين اما قوله بافضلية ابى بكر رضى الله عنه فقد اخرج ابو عمر فى الاستيعاب عن ابن مسعود اجعلوا امامكم افضلكم فان رسول الله صلى الله عليه وسلم جعل ابا بكر امامهم واما ثناءه على عمر وذكره سوابقه فقد اخرج ابو عمر عنه انه قال لان اجلس مع عمر ساعة خير عندى من عبادة سنة واخرج الحاكم من طريق مجالد عن الشعبى عن مسروق عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابى جهل بن

اگر مسلمانوں کے اجماعیات میں بھی وہ مسئلہ نہ ملے تو اپنی اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور کچھ تردد نہ کرو الخ آخرہ۔ نیز دارمی نے بواسطہ ابو عوانہ اور جریر ان دونوں نے اعمش سے اسی کے قریب روایت کیا ہے اور دارمی نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم (نخعی) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرمایا کرتے تھے کہ عمرؓ جب ہم کو کسی راستہ میں چلاتے تھے تو ہم اس کو آسان پاتے تھے (اس لئے میں حضرت عمرؓ کے قول کو ترجیح دیتا ہوں اور) بیشک انہوں نے اس صورت میں کہ کوئی عورت شوہر اور ماں باپ کو چھوڑ کر مرجائے یہ فتویٰ دیا تھا کہ شوہر کو آدھا مال ملے گا اور ماں کو باقی مال کی ایک تہائی (اور باپ کو دو تہائی) اور نیز دارمی نے اسی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرماتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ کسی راستہ کو اختیار کرتے تھے تو ہم بھی اس میں ان کے پیچھے ہو لیتے تھے اور ہم اس کو آسان پاتے تھے اور انہوں نے اس صورت میں کہ کوئی شخص ایک زوجہ اور ماں باپ کو چھوڑ کر مرجائے مال کے چار حصے کرا دیئے تھے (ایک حصہ یعنی) چوتھائی زوجہ کو دلایا تھا اور (ایک حصہ یعنی) مابقی کی تہائی ماں کو اور (دو حصے یعنی) دو تہائی باپ کو [حضرت ابن مسعودؓ کا قائل بافضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہونا] ابو عمرؒ نے استیعاب میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ (وہ فرماتے تھے اے لوگو!) اپنا امام (نماز) اس شخص کو بناؤ جو تم سب میں افضل ہو کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا امام (نماز) حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بنایا تھا (جو تمام صحابہؓ سے افضل تھے) [حضرت ابن مسعودؓ کا حضرت عمرؓ کی تعریف کرنا اور ان کے سوابق اسلامیہ کا ذکر کرنا] ابو عمرؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میرا حضرت عمرؓ کی صحبت میں گھڑی بھر بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور حاکم نے مجالد سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ! اسلام کو عزت دے عمر بن خطاب یا ابوجہل بن

www.kitabghar.org

ھشام فجعل اللہ دعوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر فبنی علیہ ملك الاسلام وھدم بہ الاوثان واخرج الحاکم من طریق المسعودی عن القاسم بن عبد الرحمٰن عن ابیہ عن عبد اللہ قال واللہ ما استطعنا ان نصلی عند الکعبۃ ظاھرین حتی اسلم عمر واخرج الحاکم من طریق سفیان عن اسمٰعیل بن ابی خالد عن ابی حازم عن ابن مسعود قال مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر واخرج الحاکم عن ابی اسحٰق عن ابی عبیدۃ قال قال عبد اللہ ان افرس الناس ثلثۃ العزیز حین تفرس فی یوسف فقال لامرأتہ اکرمی مثواہ والمرأۃ التی رأت موسٰی علیہ السلام فقالت لابیھا یا ابت استأجرہ وابوبکر حین استخلف عمر واخرج الحاکم من طریق زھیر عن یزید ابن ابی زیاد عن ابی جحیفۃ عن عبد اللہ بن مسعود قال ان کان عمر حصنا حصینا یدخل الاسلام فیہ ولا یخرج منہ فلما اصیب عمر انثلم الحصن فالاسلام یخرج منہ ولا یدخل فیہ اذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمر واما حکایتہ دفع الانصار بحدیث امامۃ الصدیق

ہشام (کے اسلام) سے چنانچہ اللہ تعالٰی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول فرمائی اور مملکت اسلام کی بنا ان (کی ذات اقدس) پر قائم فرمائی اور اُن کی ذات سے بُتوں (کی پرستش کی بنیاد) منہدم کردی اور حاکم نے مسعودی سے اُنھوں نے قاسم بن عبد الرحمٰن سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ہم کعبہ کے پاس ظاہر ہو کر نماز نہ پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ اسلام لائے۔ اور حاکم نے سفیانؓ سے اُنھوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے اُنھوں نے ابو حازم سے اُنھوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے ہم (سب مسلمان) غالب ہوتے چلے گئے جب سے اسلام لائے عمرؓ۔ اور حاکم نے ابو اسحٰق سے اُنھوں نے ابو عبیدہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ (ابن مسعودؓ) فرماتے تھے تین آدمی فراست میں سب سے بڑھے ہوئے تھے عزیز (مصر) کہ اُس نے اپنی فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال معلوم کرلیا اور اپنی بی بی (زلیخا) سے کہا کہ اس کو عزت سے رکھو۔ وہ عورت (یعنے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی) جس نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو دیکھ کر (اپنی فراست سے اُن کا امین ہونا معلوم کیا اور) اپنے والد سے کہا کہ اے باپ! ان کو مزدوری میں لگا لیجئے (یہ قوی اور امین ہیں)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہ اُنھوں نے (اپنی فراست سے) حضرت عمرؓ کو (کامل و مکمل جان کر) خلیفہ بنایا۔ اور حاکم نے زہیر سے اُنھوں نے یزید بن ابی زیاد سے اُنھوں نے ابو جحیفہ سے اُنھوں نے حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے یقیناً حضرت عمرؓ ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں اسلام داخل ہوتا تھا اور اس سے نکل نہ سکتا تھا مگر جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو اس قلعہ میں رخنہ ہوگیا کہ اب اسلام اُس قلعہ سے خارج ہوتا جاتا ہے اور اُس میں داخل نہیں ہوتا جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ کا نام آنا چاہیئے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا بیان کرنا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کی امامت کی

رضی اللہ عنہ فقد اخرج الحاکم عن عاصم عن زر عن عبد اللہ قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال فاتاہم عمر فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابابکر ان یؤم الناس فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم ابابکر فقالت الانصار نعوذ باللہ ان نتقدم ابابکر واما استدلالہ علی خلافۃ الصدیق بالاجماع فقد اخرج الحاکم من حدیث عاصم عن زر عن عبد اللہ قال ما رأی المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسنٌ وما رأوا سیئًا فھو عند اللہ سیئٌ وقد رأی اصحابہ جمیعا ان یستخلف ابابکر واما استدلالہ بخطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ بخمس لیالٍ بمناقب الصدیق ما ھو تعریض ظاھر علی خلافتہ وعلی ھذہ الطریقۃ اعتمد ابو عمر فی الاستیعاب فقد اخرج مسلم عن ابی الاحوص قال سمعت عبد اللہ بن مسعود یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلاً واما ما یستدل بہ علی خلافۃ الخلفاء الثلثۃ من بیان مدۃ التی ضربھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لدوران رحی الاسلام ووقوع خلافتھم فی تلک المدۃ فقد اخرج الحاکم

حدیث پیش کر کے انصار کو خلافت سے باز رکھا] حاکم نے زر (بن حبیش) سے اُنھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پھر حضرت عمرؓ اُن کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ اے گروہِ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ لوگوں کے امام (نماز) بنیں پس تم میں سے کس کا نفس اس بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا بنے۔ سب نے کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا بنیں۔ [حضرت ابن مسعودؓ کا خلافتِ صدیقیہ پر اجماع سے استدلال کرنا] ۔ حاکم نے عاصمؓ سے اُنھوں نے زرؓ سے اُنھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس بات کو سب مسلمان (یعنے صحابہؓ) اچھا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو سب مسلمان بُرا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی بُری ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ خلیفہ بنائے جائیں۔ [حضرت ابن مسعودؓ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس خطبہ سے (خلافتِ صدیقیہ پر) استدلال کرنا جو آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا تھا جس میں حضرت صدیقؓ کے مناقب تھے اور مناقب بھی اس قسم کے جن میں ان کی خلافت پر کھلی تعریض ہے۔ اس استدلال پر ابو عمرؓ نے استیعاب میں اعتماد کیا ہے] مسلم نے ابوالاحوصؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے سُنا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقینًا ابوبکرؓ کو بناتا (لہٰذا ابوبکرؓ میرے خلیل تو نہیں ہیں) مگر وہ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں اور اللہ نے تمھارے صاحب کو (یعنے مجھے اپنا) خلیل بنایا ہے۔ [حضرت ابن مسعودؓ کی وہ حدیث جس سے خلفائے ثلٰثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ اُس حدیث میں اس مدت کا بیان ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی چکی کے گھومنے کے لئے بیان فرما دی تھی اور خلافت ان خلفاء کی اسی مدت کے اندر واقع ہوئی] حاکم

من طرق عن منصور عن ربعی بن حراش عن البراء بن ناجیۃ قال قال عبداللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رحی الاسلام ستزول بعد خمس وثلثین او ست وثلثین او سبع وثلثین سنۃ فان یھلکوا فسبیل من قد ھلک وان یبق لھم دینھم یقم سبعین قال عمر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ مما مضی او مما بقی قال لا بل مما بقی وروی الحاکم باسانید صحیحۃ من طرق متعددۃ ان عثمان رضی اللہ عنہ قتل فی ذی الحجۃ سنۃ خمس وثلثین وکانت خلافتہ ثنتی عشر سنۃً واما مایستدل بہ علی خلافتہم من حدیث القرون الثلثۃ فقد اخرج احمد عن ابراھیم عن عبیدۃ عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یأتی من بعد ذلک قوم تسبق شھادتھم ایمانھم وایمانھم شھادتھم وبنائے این استدلال بر توجیہ صحیحی است کہ اکثر احادیث شاہد آن است قرن اول از زمان ہجرت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم تا زمان وفات وے صلی اللہ علیہ وسلم وقرن ثانی از ابتدائے خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ عنہما

کئی سندوں کے ساتھ منصور سے انھوں نے ربعی بن حراش سے انھوں نے براء بن ناجیہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اسلام کی چکی پینتیس[۳۵] برس کے بعد یا (فرمایا) چھتیس برس کے بعد یا (فرمایا) سینتیس[۳۷] برس کے بعد (اپنی جگہ سے) ہٹ جائے گی اس کے بعد اگر لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو اُن کا وہی راستہ ہے جو اور ہلاک ہونے والوں کا ہے اور اگر اُن کا دین اُن کے لئے باقی رہ گیا تو پھر ستر برس قائم رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! گزشتہ زمانہ ملا کر یا صرف آئندہ کے ستر برس حضرت نے فرمایا نہیں آئندہ کے ستر برس۔ اور حاکم نے بسند ہائے صحیح متعدد طرق سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے اور اُن کی خلافت بارہ برس رہی۔ [حضرت ابن مسعودؓ کی وہ حدیث جس سے خلفائے ثلثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے یعنی قرون ثلثہ کی حدیث]۔ امام احمدؒ نے ابراہیم سے انھوں نے عبیدہؒ سے انھوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر اُن لوگوں کا جو میرے قرن والوں کے بعد ہوں پھر اُن لوگوں کا جو اُن کے بعد ہوں پھر اس کے بعد کچھ لوگ (ایسے بے احتیاط) پیدا ہوں گے کہ اُن کی گواہی اُن کی قسم کے آگے اور قسم گواہی سے آگے چلے گی اس (حدیث سے) استدلال کی بنا ایک صحیح توجیہ[۱] پر ہے جس کی شاہد اکثر حدیثیں ہیں (وہ توجیہ یہ ہے کہ) پہلا قرن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے آپؐ کی وفات تک لیا جائے اور دوسرا قرن حضرت صدیقؓ کی ابتدائے خلافت سے حضرت فاروقؓ کی وفات تک

[۱] یہ مقام اس کتاب عالی نصاب کے اُن مقامات میں سے ہے جہاں حضرت مصنفؒ نے اپنی خداداد ذہانت اور اپنے وہبی علم کی بہار دکھائی ہے۔ اس حدیث کو جمہور نے تبع تابعین کے زمانہ تک منطبق کیا ہے مگر مصنفؒ نے اس کو حضرت عثمانؓ کے زمانہ پر ختم کر دیا اور حق یہی ہے جو مصنفؒ نے لکھا انشاء اللہ تعالیٰ ہم فصل پنجم میں اسی پر مبسوط بحث لکھیں گے جس سے مصنفؒ کی تحقیق کی خوبیاں نیز اس کا حق خالص ہونا اچھی طرح واضح ہوگا۔

www.kitabghar.org

وقرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ودور ہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بودہ قرن در لغت قوم متقارنین فی السن بعد ازاں قومے کہ در ریاست وخلافت مقترن باشند قرن گفتہ شد چوں خلیفہ دیگر باشد ووزرار حضور دیگر و امرائے دیگر وروسار جیوش دیگر وسپاہان دیگر وحربیان دیگر وذمیان دیگر تفاوت قرون بہم مے رسد

اما قولہ فی خلافۃ عثمان فقد اخرج الحاکم من حدیث الاعمش عن عبداللہ بن بشار قال لما جاءت بیعۃ عثمان قال عبداللہ ما الونا عن اعلاہا ذا فوق واما منعہ عن الخروج علی عثمان فقد اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن ابی سعید مولی ابن مسعود قال قال عبداللہ واللہ لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ خلفًا۔

ومن مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

اما ان الخلافۃ فی قریش فقد اخرج احمد وابو یعلی وغیرہما من طرق شتی ان عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان واما ان المہاجرین الاولین الذین جاھدوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشًا فی اول الاسلام اولی بالخلافۃ فقد اخرج البخاری من طریق معمر عن الزہری عن سالم عن ابیہ حدیثًا فیہ فلما تفرق الناس خطب معاویۃ قال من کان یرید ان یتکلم فلیطلع لنا قرنہ۔

اور تیسرا قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ اور ہر قرن بارہ سال کا ہوا ہے۔ قرن لغت میں اُس قوم کے لوگوں کو کہتے ہیں جو سن میں باہم قریب قریب ہوں (عرفًا) ان لوگوں میں بھی مستعمل ہے جو ریاست وخلافت میں قریب قریب ہوں جب خلیفہ دوسرا ہو اور اُس کے وزیر اور سرداران ملک بھی اور ہوئے اور افسرانِ فوج بھی دوسرے سپاہی بھی دوسرے حربی بھی دوسرے ذمی بھی دوسرے ہوئے تو قرن بدل گیا۔ {حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق} حاکم نے اعمش سے انھوں نے عبداللہ بن بشار سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کی بیعت کی خبر ملی تو حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) نے فرمایا کہ لوگوں نے ہمارے اعلیٰ وافضل کے بنانے میں کوتاہی نہیں کی (یعنے اُسی کو خلیفہ بنایا جو سب میں اعلیٰ و افضل تھا)۔ {حضرت ابن مسعودؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے (لوگوں کو) روکنا} ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابوسعید مولیٰ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا واللہ اگر یہ لوگ عثمانؓ کو شہید کردیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔

مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
(۲۴- روایت)

{خلافت قریش میں (رکھی گئی) ہے} احمد اور ابو یعلیٰ وغیرہما نے مختلف سندوں سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک کہ ان میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں۔ {وہ مہاجرینِ اولین جنھوں نے ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر کفارِ قریش سے جہاد کیا خلافت کے لئے اولےٰ ہیں}۔ بخاری نے معمر سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد (حضرت عبداللہ ابن عمرؓ) سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ جب لوگ متفرق ہوگئے حضرت معاویہؓ نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جو شخص کچھ کہنا چاہے وہ ہمارے سامنے آئے (پھر حضرت حسنؓ و

www.kitabghar.org

فلنحن احق به منه ومن ابيه قال حبيب بن مسلمة فهلا اجبته قال عبد الله فحللت حبوتي وهممت ان اقول احق بهذا الامر منك من قاتلك واباك على الاسلام فخشيت ان اقول كلمة تفرق بين الجمع وتسفك الدم ويحمل عني غير ذلك فذكرت ما اعد الله في الجنان قال حبيب حفظت و عصمت اما افضلية الخلفاء على ترتيب الخلافة فقد اشتهر عن ابن عمر بروايات فيها العدد والثقة فقد اخرج البخاري من طريق يحيى بن سعيد عن نافع عن ابن عمر قال كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فنخير ابا بكر ثم عمر ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم واخرج البخاري وابوداود عن عبد العزيز بن ابي سلمة الماجشون عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابي بكر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم

علی مرتضٰی پر تعریض کر کے فرمایا) بیشک ہم اُن سے اور اُن کے باپ سے زیادہ مستحق خلافت ہیں حبیب بن مسلمہؓ نے (جو حضرت ابن عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان سے) کہا کہ آپ نے حضرت معاویہ کو جواب کیوں نہ دیا؟ حضرت عبداللہ (ابن عمرؓ) نے فرمایا میں مستعد ہوا تھا اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ کہوں آپ سے زیادہ حقدار خلافت کا وہ شخص ہے جس نے آپ سے اور آپ کے والد سے (جب آپ دونوں کافر تھے) اسلام کے لئے قتال کیا (یعنی علی مرتضٰی) مگر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میرے مُنہ سے ایسی بات نہ نکل جائے جو جماعت میں افتراق پیدا کردے اور خونریزی کی نوبت آجائے اور میری بات کسی دوسرے طریقہ سے مشہور کیجائے اس کے ساتھ ہی مجھے وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ نے جنت میں (نیکوں کے لئے) ہیا فرمائی ہیں (کہ وہ حضرت علیؓ کے لئے کافی ہیں اگر دنیا میں ان کی کوئی تنقیص کرے تو کیا پروا لہٰذا میں نے اپنی زبان روک لی) حبیب (مذکور) نے کہا آپ (منجانب اللہ فتنہ سے) محفوظ رہے اور بچا لئے گئے۔ [خلفائے راشدین کی افضلیت بترتیب خلافت[1] حضرت ابن عمرؓ سے بروایات صحیحہ و معتبرہ حد شہرت کو پہنچ گئی ہے چنانچہ) بخاری نے یحیٰی بن سعید سے اُنھوں نے نافعؒ سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم۔ اور[2] بخاری اور ابوداؤد نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون سے اُنھوں نے عبیداللہ سے اُنھوں نے نافعؒ سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو (ایسا ہی جانتے تھے) پھر عثمانؓ کو اُس کے بعد

[1] احادیث کے تتبع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کا افضل امت ہونا تو اجماعیات سابقہ قدیمہ سے تھا اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی افضلیت کا عقیدہ قائم ہوا اور حضرت علی مرتضٰی کی افضلیت کا عقیدہ بالکل اخیر زمانہ نبوی یا اسکے بعد ثابت ہوا یہی وجہ ہے کہ اکثر احادیث قدیمہ میں صرف شیخینؓ کا ذکر ہے اور بعض میں حضرت عثمانؓ کا اور حضرت علیؓ کی افضلیت کا تذکرہ متاخرہ میں ہے اور مجتہدین امت میں مختلف فیہ ہے۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو مفصل بیان کروں گا۔

www.kitabghar.org

نترك اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نفضل بينهم واخرج ابوداؤد من حديث يونس عن ابن شهاب قال قال سالم بن عبد الله ان ابن عمر قال كنا نقول ورسول الله صلى الله عليه وسلم حيٌّ افضل امة النبي صلى الله عليه وسلم بعده ابوبكر ثم عمر ثم عثمان واخرج الترمذي من طريق حارث بن عمير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال كنا نقول ورسول الله حيٌّ ابوبكر وعمر وعثمان وفي بعض طرق احمد وابي يعلى ذكر علي رضي الله عنه فاخرج ابويعلى عن عمر بن اسيد عن ابن عمر قال كنا نقول على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم النبي ثم ابوبكر ثم عمر ولقد اُعطي علي بن ابي طالب ثلث خصال لأن يكون في واحدة منهن احبّ الي من حمر النعم تزوج فاطمة وولدت له وغلّق الابواب غير بابه ودفع الراية اليه يوم خيبر آمارهم یا القليب التي هي حجة ظاهرة في خلافة الشيخين فقد اخرج البخاري من حديث عبيد الله عن ابي بكر بن سالم عن سالم عن عبد الله بن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت في المنام اني انزع بدلو بكرة على قليب فجاء ابوبكر فنزع ذنوبا او ذنوبين نزعا ضعيفا والله يغفر له ثم جاء عمر بن الخطاب فاستحالت غربا فلم أر

اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے تھے اور ابوداؤدؒ نے حضرت یونسؒ سے انھوں نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (افضلِ امت ہیں)[۱] اور امام احمدؒ اور ابویعلےٰ کی بعض روایتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ ابویعلےٰ نے عمر بن اسید سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ نبیؐ کے بعد ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ اور علیؓ کو تین وصف ایسے ملے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے مل جائے تو سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہے۔ انھوں نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے ان کی اولاد ہوئی۔ اور مسجدِ نبوی میں ان کے سوا سب کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ اور خیبر کے دن جھنڈا انھیں دیا گیا۔ [کنویں والا خواب جو خلافتِ شیخینؓ پر کھلی ہوئی دلیل ہے] بخاریؒ نے عبید اللہؓ سے انھوں نے ابوبکر بن سالمؓ سے انھوں نے سالم سے انھوں نے (اپنے والد) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر (کھڑا ہوا) ایک بڑا ڈول (بھر بھر کر) نکالتا ہوں۔ پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے (میرے ہاتھ سے لے کر) ایک ڈول یا دو ڈول کچھ کمزوری کے ساتھ نکالے اللہ اُن کو معاف کرے اس کے بعد حضرت عمرؓ بن خطاب آئے (اور انھوں نے ابوبکرؓ سے لیا اُن کے ہاتھ میں جاتے ہی) وہ ڈول چرس بن گیا میں نے کسی طاقتور کو نہیں دیکھا جو اُن کے مثل قوت

[illegible]

[۱] اس حدیث سے اگر کوئی بدنصیب حضرت صدیقؓ کی منقصت ثابت کرنا چاہے تو اوّلاً اس کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ دوسری حدیثیں اور نیز وہ آیتیں جن میں فضائل صدیقیہ مذکور ہیں اس حدیث کی معارض ہو جائیں گی۔ ثانیاً اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ کمزوری یعنے ضعف اور مغفرت کوئی تنقیص کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ وہ الفاظ ہیں جو حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمائے سورۂ فتح کی پہلی آیت ہے انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر بلکہ انصاف سے دیکھو تو ذنب کا لفظ ضعف سے بڑھا ہوا ہے اور اصل یہ ہے کہ نہ ذنب کا لفظ منقصت پر دلالت کرتا ہے نہ ضعف نہ مغفرت بے اختیاری آسمانی حوادث جو کبھی کبھی پیش آجاتے تھے حضرتؐ کیلئے ذنب کیساتھ تعبیر ہوئے اور حضرت صدیقؓ کیلئے ضعف کیساتھ حضرتؐ کے عہد کے حوادث مثل ہزیمت اُحد و حنین وغیرہ وغیرہ کے اور حضرت صدیقؓ کے عہد کے حوادث مثل قلتِ مدتِ خلافت و ارتداد قبائل عرب کے۔ اب رہی مغفرت اس سے مراد ان حوادث کے ضرر سے محفوظ رکھنا اور قوت و شوکتِ اسلام کا برقرار رکھنا اس حدیث کی شرح اس سے پہلے بھی ہو چکی ہے اور خود مصنف نے بھی کی ہے نیز اور محدثین نے بھی کی ہو

[۲] یہی روایت ترمذی نے بھی بطریق حارث بیان کی ہے۔

www.kitabghar.org

عبقریا یفری فریه حتی روی الناس وضربوا بعطن اما التعریض الظاهر علی خلافتهم من جهة ذکر فضائلهم علی الترتیب فقد اخرج ابو یعلی من طریق محمد بن عبد الرحمن عن ابیه عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارأف امتی بامتی ابو بکر واشدهم فی الاسلام عمر واصدقهم حیاء عثمان بن عفان واقضاهم علی بن ابی طالب وافرضهم زید بن ثابت واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل واقرأهم ابی بن کعب ولکل امة امین وامین هذه الامة ابو عبیدة بن الجراح اما بشارة الشیخین بانهما یبعثان مع النبی صلی الله علیه وسلم فقد اخرج الترمذی والحاکم من طریق عاصم بن عمر العمری عن عبد الله ابن دینار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بکر ثم عمر ثم اتی اهل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اهل مکة حتی احشر بین الحرمین واخرج ابن ماجة والحاکم من طریق اسمٰعیل بن امیة عن نافع عن ابن عمر قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم بین ابی بکر وعمر فقال هکذا نبعث واما مناقب الصدیق رضی الله عنه فقد اخرج البخاری من طریق موسی بن عقبة عن سالم عن ابیه قال

کے ساتھ ڈول نکالے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انھوں نے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کر لیا اور پانی کے گرد بٹھلا دیا [خلفاء کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا ان کے فضائل علی الترتیب بیان کر کے] ابو یعلیٰ نے محمد بن عبد الرحمٰن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت اسلام میں عمرؓ ہیں اور حیا میں سب سے کامل عثمان بن عفانؓ ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں اور فرائض کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابتؓ ہیں اور حلال و حرام کے سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبلؓ ہیں اور قرارت میں سب سے بڑھے ہوئے اُبی بن کعبؓ ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہؓ بن جراح ہیں۔ [شیخینؓ کے لئے یہ بشارت کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبر سے اٹھیں گے] ترمذیؒ اور حاکم نے عاصم بن عمر عمری سے انھوں نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جس کی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا) پھر ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر میں مدفونانِ جنت البقیع کے پاس جاؤں گا (اور ان کو پکارونگا) تو وہ بھی میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا الغرض حرمین کے درمیان میں (جسقدر لوگ مدفون ہیں) وہ سب اٹھائے جائیں گے۔ اور ابن ماجہؒ اور حاکم نے اسمٰعیل بن امیہ سے انھوں نے نافعؓ سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں چلے جاتے تھے پس آپؐ نے فرمایا کہ ہم (قیامت کے دن) اسی طرح (ساتھ ساتھ) مبعوث ہوں گے۔ [مناقب صدیق رضی اللہ عنہ] بخاریؒ نے موسیٰ بن عقبہؓ سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد (حضرت ابن عمرؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

www.kitabghar.org

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جر
ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيمة
فقال ابوبكر رضي عنه ان احد شقي
ثوبي يسترخي الا ان اتعاهد ذلك
منه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انك لست تصنع ذلك خيلاء واخرج الترمذي
من حديث جميع بن عمير عن ابن عمر ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر
انت صاحبي على الحوض وصاحبي في
الغار واما مناقب عمر بن الخطاب رضي الله
عنه فقد اخرج البخاري ومسلم وغيرهما
بطرق متعددة عن ابن عمر ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال بينا انا نائم شربت
يعني اللبن حتى انظر الى الري يجري في
ظفري او في اظفاري ثم ناولت عمر
قالوا فما اولت قال العلم واخرج البخاري من
طريق عمر بن محمد ان زيد بن اسلم حدثه عن
ابيه قال سألني ابن عمر عن بعض شانه يعني عمر
فاخبرته فقال ما رأيت احدا قط بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم من حين قبض كان اجد
واجود حتى انتهى من عمر بن الخطاب واخرج الترمذي
من طريق خارجة بن عبد الله الانصاري عن
نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال اللهم اعز الاسلام باحب هذين الرجلين
اليك بابي جهل او بعمر بن الخطاب قال
فكان احبهما اليه عمر واخرج الترمذي ايضا
من هذا الطريق عن ابن عمر ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال ان الله جعل الحق على
لسان عمر وقلبه قال وقال ابن عمر ما نزل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ازراہِ تکبر نیچا کپڑا پہنے گا اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر (رحمت) نہ فرمائیگا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا کپڑا ایک جانب سے نیچے سرک جایا کرتا ہے مگر یہ کہ اس کی خوب احتیاط کروں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوبکرؓ!) تم ازراہِ تکبر اس کو نہیں کرتے۔ ترمذی نے جمیع بن عمیر سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور تم میرے ساتھی تھے غار میں۔ [مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ] بخاری و مسلم وغیرہما نے متعدد سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی تازگی میرے ناخون میں دوڑنے لگی۔ اس کے بعد (اپنا پس خوردہ) میں نے عمرؓ بن خطاب کو دے دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کی تعبیر آپ نے فرمایا کہ (دودھ کی تعبیر) علم۔ اور بخاری نے عمر بن محمد سے روایت کی ہے کہ زید ابن اسلم نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے کچھ حالات پوچھے چنانچہ میں نے بیان کئے پھر وہ خود کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یعنے جب سے کہ آپ کی وفات ہوئی کسی کو نہیں دیکھا جو عمر بن خطابؓ سے زیادہ نیکی کرنے والا اور سخی ہو۔ اور ترمذی نے خارجہ بن عبد اللہ انصاری سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ تو ابوجہل یا عمر بن خطابؓ میں سے جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے چنانچہ حضرت کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی معلوم ہوا کہ ان دونو میں خدا تعالیٰ کو محبوب حضرت عمرؓ تھے۔ اور نیز ترمذی نے اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کیا ہے حضرت ابن عمرؓ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی معاملہ

www.kitabghar.org

بالناس امرٌ قط فقالوا فیہ وقال
فیہ عمر الا نزل فیہ القرآن
بنحو ما قال عمر و اخرج الحاکم
من طریق خالد بن ابی بکر بن
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن
سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن
عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب
بیدہ حین اسلم ثلث مرات
وھو یقول اللھم اخرج ما فی صدرہ
من غل و ابدلہ ایمانا یقول ذلک
ثلثا و اخرج الحاکم من حدیث
عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اللھم اید الدین بعمر ابن الخطاب
واما بشارۃ اھل بدر فقد اخرج
ابو یعلی من طریق عمر بن حمزۃ عن
سالم عن ابیہ قصۃ حاطب بن
ابی بلتعۃ وفیہ فقال عمر ائذن لی
فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او
کنت قاتلہ قال نعم ان اذنت لی فیہ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک
لعل اللہ اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا
ما شئتم واما ذبہ عن عثمان فقد اخرج البخاری
عن عثمان بن موھب قال جاء رجل من اھل
مصر وحج البیت فرای قوما جلوسا فقال من
ھؤلاء القوم فقالوا ھؤلاء قریش قال فمن الشیخ
فیھم قالوا عبد اللہ بن عمر قال یا ابن عمر انی
سائلک عن شیء فحدثنی ھل تعلم ان عثمان فر یوم احد

لوگوں پر پیش آتا تھا اور لوگ اُس میں رائے دیتے تھے تو اس معاملہ کے متعلق قرآن حضرت عمرؓ ہی کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ اور حاکم نے خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے انھوں نے سالم بن عبد اللہ (ابن عمرؓ) سے انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار ان کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور تین مرتبہ دعا مانگی کہ یا اللہ! ان کے سینہ میں جس قدر کینہ تھا اُس کو ایمان سے بدل دے۔ اور حاکم نے عبید اللہؓ سے انھوں نے نافعؓ سے انھوں نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ یا اللہ! عمر بن خطابؓ سے دین کو قوت دے۔

{اہل بدر کو بشارت} ابو یعلےٰ نے بروایت عمر بن حمزہ سالم سے انھوں نے اپنے والد سے حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ نقل کیا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) مجھے حاطب کے متعلق اجازت دیجئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم حاطب کو قتل کردوگے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ہاں بشرطیکہ آپ مجھے اجازت دیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ اہل بدر (کے انجام کار) سے واقف ہے اور اُس نے فرمادیا ہے کہ (اے اہل بدر!) تم جو چاہو کرو (میں نے تمھیں بخش دیا)۔

{حضرت ابن عمرؓ کا حضرت عثمانؓ (کے اوپر) سے اعتراضات کا دفع کرنا} بخاری نے عثمان بن موہبؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص اہل مصر سے آیا اور اُس نے کعبہ کا طواف کیا اُس کے بعد اُس نے دیکھا کہ کچھ لوگ (کعبہ میں) بیٹھے ہوئے ہیں اُس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ قریش کے لوگ ہیں پھر اُس نے پوچھا کہ یہ بوڑھے جو ان میں بیٹھے ہوئے ہیں کون ہیں؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمرؓ ہیں پھر اُس شخص نے کہا اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ غزوۂ اُحد سے بھاگے تھے؟

www.kitabghar.org

قال نعم قال تعلم انّه تغيّب عن بدرٍ
ولم يشهدها قال نعم قال تعلم
انّه تغيب عن بيعة الرضوان فلم
يشهدها قال نعم قال الله اكبر
قال ابن عمر تعال أُبيّن لك امّا فراره
يوم احد فاشهد انّ الله عفا عنه
وغفر له وامّا تغيبه عن بدر
فانّه كان تحته بنت رسول الله
صلى الله عليه وسلّم وكانت مريضة
فقال له رسول الله صلى الله
عليه وسلم انّ لك اجر رجل
ممّن شهد بدرًا وسهمه وامّا
تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان
ببطن مكّة اعزّ من عثمان لبعثه
مكانه فبعث رسول الله صلى
الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة
الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى
مكّة فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ليده اليمنى هذه يد عثمان
فضرب بها على يده فقال هذه
لعثمان فقال له ابن عمر اذهب
بها الآن معك وامّا روايته في
عثمان انّه يقتل مظلومًا فقد اخرج
الترمذى عن كليب بن وائل عن
ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى
الله عليه وسلم فتنة فقال يقتل
فيها مظلومًا لعثمان واخرج الحاكم
عن ايوب عن نافع عن ابن عمر
ان عثمان اصبح فحدث قال

اُنھوں نے فرمایا کہ ہاں - اس شخص نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر میں شریک نہ تھے؟ اور غزوۂ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اُنھوں نے فرمایا ہاں - پھر اُس شخص نے کہا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعۃ الرضوان میں بھی شریک نہ تھے اُنھوں نے فرمایا ہاں تو اُس شخص نے (خوش ہوکر) کہا اللہ اکبر (اور چلنے لگا) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آؤ میں تم سے بیان کروں اُحد سے اُن کے بھاگنے کے متعلق تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ نے اُن کو معاف کر دیا اور بخش دیا اور بدر میں اُن کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے نکاح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں لہٰذا اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (بدر میں نہ شریک ہو بلکہ اپنی زوجہ کی تیمارداری کرو) تم کو اُس شخص کے برابر ثواب اور مال غنیمت ملے گا جو بدر میں شریک رہا ہو - اور بیعۃ الرضوان میں اُن کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سفیر بناکر مکہ بھیجا تھا) اگر مکہ میں حضرت عثمانؓ سے زیادہ کسی کی عزت ہوتی تو آپ اُسی کو بجائے حضرت عثمانؓ کے بھیجتے اور بیعۃ الرضوان حضرت عثمانؓ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی ہے (اس بیعۃ الرضوان میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی نسبت فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اسی کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر بیعت کر لی اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی ہے - اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے اُس شخص سے فرمایا کہ اب ان باتوں کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ -

[حضرت ابن عمرؓ کی حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ روایت کہ وہ مظلومیت کی حالت میں شہید کئے جائیں گے]

ترمذی[۲۱] نے کلیب بن وائل سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کو ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ کی نسبت فرمایا کہ وہ اس فتنہ میں مظلومیت کے ساتھ شہید کئے جائیں گے - اور[۲۲] حاکم نے ایوب سے اُنھوں نے نافع سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک روز صبح کو لوگوں سے بیان کیا کہ

www.kitabghar.org

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم
في المنام الليلة فقال يا عثمان
افطر عندنا فاصبح عثمان
صائما فقتل في يومه رضي
الله عنه وأما تعوذه من
الفتنة فاخرج ابو يعلى من
حديث عمر بن محمد ان اباه
حدثه عن عبد الله ابن عمر
قال كنا نتحدث في حجة الوداع
ورسول الله صلى الله عليه وسلم
بين اظهرنا لا ندري ما حجة
الوداع فحمد الله ـــــــ وحده
واثنى عليه ثم ذكر المسيح الدجال
فاطنب في ذكره ثم قال ما بعث
الله من نبي الا وانذره امته
لقد انذره نوح والنبيون
من بعده وانه يخرج فيكم
وما خفي عليكم من شانه فلا
يخفى عليكم انه اعور عين
اليمنى كأنها عنبة طافية
ثم قال ان الله حرم عليكم
دماءكم واموالكم كحرمة
يومكم هذا في بلدكم هذا في شهركم
هذا الا هل بلغت قالوا نعم
قال اللهم اشهد ثم قال ويلكم او
ويحكم انظروا لا ترجعون بعدي كفارا
يضرب بعضكم رقاب بعض
واخرج ابو يعلى عن ابن فضيل عن
ابيه عن سالم عن ابن عمر قال سمعت رسول الله

میں نے آج شب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرماتے تھے کہ لے عثمانؓ! آج افطار ہمارے ساتھ کرنا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اس دن روزہ رکھا اور اُسی دن شہید ہوئے رضی اللہ عنہ

[حضرت ابن عمرؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا] ابو یعلے نے بروایت عمر بن محمد نقل کیا ہے کہ اُن سے اُن کے والد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ حجۃ الوداع میں باہم کچھ باتیں کررہے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں موجود تھے ہم اُس وقت یہ بھی نہ جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا چیز ہے کہ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (خطبہ پڑھنے کھڑے ہوتے اور آپؐ) نے خدائے واحد کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد آپؐ نے مسیح دجال کا ذکر کیا اور اُس کے ذکر میں طول دیا اس کے بعد فرمایا کہ اللہ نے جس نبی کو مبعوث کیا ہے اُس نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ضرور ڈرایا ہے (حتے کہ) نوحؑ نے اور اُن کے بعد کے نبیوں نے بھی (اپنی امت کو) اُس سے ڈرایا ہے حالانکہ وہ (اُن کے زمانہ میں نکلنے والا نہ تھا بلکہ) تمہارے زمانہ میں نکلے گا اور جو حالات اُس کے تم سے پوشیدہ ہیں وہ پوشیدہ نہ رہنے چاہئیں (سُنو) اس کی داہنی آنکھ پھولی ہوئی (اور اُبھری ہوئی) مثل اس انگور کے ہے جو اپنے خوشہ میں سب سے اُبھرا ہوا ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے اُوپر اپنے (بھائی مسلمانوں کے) خون اور اپنے (بھائی مسلمانوں کے) مال (ہمیشہ کے لئے) حرام کردیئے ہیں جس طرح تمہارے اِس دن میں تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینہ میں حرام ہیں آگاہ ہوجاؤ (اور بتاؤ) آیا میں نے احکام خداوندی پہنچا دیئے (یا نہیں) سب نے عرض کیا ہاں آپؐ نے پہنچا دیئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تو گواہ رہ۔ اُس کے بعد فرمایا اے لوگو! تمہاری خرابی آنے والی ہے دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد کافر ہوجاؤ (اور) ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگو۔ اور ابو یعلے نے ابن فضیل سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے سالم سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الفتنۃ تجئ من ھٰھنا واومأ بیدہ نحو المشرق حیث تطلع قرن الشیطان وانتم یضرب بعضکم رقاب بعض وانما قتل موسی الذی قتل من اٰل فرعون خطأ قال اللہ ل وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا۔

ومن مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

اما ما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ فقد اخرج البخاری من حدیث ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخی وصاحبی واخرج احمد من حدیث جریر عن یعلی بن حکیم عن عکرمۃ عن ابن عباس قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ عاصبا رأسہ فی خرقۃ فقعد علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انہ لیس احد امنّ علیّ فی نفسہ ومالہ من ابی بکر بن ابی قحافۃ ولو کنت متخذا من الناس خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن خلۃ الاسلام سُدّوا عنی کل خوخۃ فی ھذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکر واما ما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من حدیث الامامۃ فقد اخرج احمد

صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپؐ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں[1] سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے اور (فرمایا اس فتنہ میں) تم لوگ ایک دوسرے کی گردن زنی کروگے (کہیں موسیٰؑ کے فعل سے تمسک نہ کرنا کیونکہ) موسیٰؑ نے جو آلِ فرعون میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ انھوں نے غلطی سے کیا تھا (چنانچہ) اللہ تعالےٰ نے (ان سے) فرمایا وقتلت الآیۃ (ترجمہ) قتل کیا تم نے (اے موسیٰؑ!) ایک شخص کو پھر نجات دی ہم نے تم کو غم (قصاص) سے اور آزمایش کی تمھاری خوب۔

مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

۱۲- روایت

[نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جس سے صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے جو آپؐ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا] بخاری نے بروایتِ ایوب عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو بناتا لیکن ابوبکرؓ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں۔ اور امام احمدؒ نے بروایت جریر یعلے ابن حکیم سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرضِ وفات میں (ایک روز) اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹ کر باہر تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے پھر آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے ابوبکر بن ابی قحافہؓ سے زیادہ اپنی جان اور مال سے مجھ پر احسان کیا ہو اور اگر میں کسی آدمی کو اپنا خلیل بناتا تو بیشک ابوبکرؓ کو خلیل بناتا مگر ابوبکرؓ کے ساتھ مجھے اسلامی محبت (سب سے زیادہ) ہے میری مسجد سے سب کی کھڑکیاں بند کردو سوا ابوبکرؓ کی کھڑکی کے۔ [امامتِ نماز کی حدیث جس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ نے

۱؎ شیطان کا سینگ آفتاب کو فرمایا یعنی جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے چونکہ بوقتِ طلوع و غروب آفتاب کی عبادت ہوتی ہے اس سبب سے اسکو اس لفظ سے تعبیر فرمایا۔

www.kitabghar.org

من حديث ابی اسحٰق عن ارقم بن شُرَحْبِيل عن ابن عباس فی قصة مرضه صلى الله عليه وسلم فجاء بلال يؤذنه بالصلوٰة فقال مُرُوا ابابکر يصلى بالناس الحديث وامامناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقد اخرج ابن ماجة من حديث عوّام بن حوشب عن مجاهد عن ابن عباس قال لمّا اسلم عمر نزل جبرئيلؑ فقال يا محمّد لقد استبشر اهل السّماء باسلام عمر واخرج الحاكم عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النّبی صلى الله عليه وسلم انه قال اللّهم اَعِزّ الاسلام بعمر واخرج الترمذی من حديث النضر ابی عمر عن عكرمة عن ابن عباس انّ النّبی صلى الله عليه وسلم قال اللّهمّ اعز الاسلام بابی جهل بن هشام اوبعمر قال فاصبح فغدا عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلم واخرج البخاری من حديث ايوب عن ابن ابی مليكة عن المسور بن مخرمة قال لما طعن عمر جعل يَاْلَم فقال له ابن عباس وكانه يُجَزِّعُه يا امير المؤمنين ولا كل ذٰلك لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحسنت صحبته ثمّ فارقته وهو عنك راض ثم صحبت ابابكر فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض ثمّ صحبت صحبتهم فاحسنت صحبتهم ولئن فارقتهم لتفارقنّهم وهم عنك راضون فقال اما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم

بروایتِ ابواسحاق ارقم بن شرحبیل سے اُنھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے متعلق روایت کی ہے کہ بلالؓ آپؐ کے حضور میں نماز کی اطلاع کے لئے حاضر ہوئے حضرتؐ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں الیٰ آخرہٖ

[حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب] ابنِ ماجہ نے بروایت عوام بن حوشب مجاہد سے اُنھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اے محمدؐ! عمرؓ کے اسلام سے آسمان والے خوش ہوئے۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ دعاء فرماتے تھے کہ یا اللہ! اِسلام کو عمرؓ سے عزت دے۔ اور ترمذی نے بروایتِ نضر یعنے ابو عمر عکرمہ سے اُنھوں نے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) دعا مانگی کہ یا اللہ! اِسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمرؓ سے۔ چنانچہ اُس کے دوسرے روز صبح کو حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ اور بخاری نے بروایت ایوب ابن ابی ملیکہ سے اُنھوں نے مِسوَر بن مخرمہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو (خوفِ الٰہی سے) بہت بیچین تھے حضرت ابن عباسؓ نے ان کا خوف دُور کرنے کے لئے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنینؓ! آپ اس قدر کیوں بے چین ہوتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور ان کا حق صحبت ادا کیا پھر جب آپ اُن سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر ابوبکرؓ کی صحبت میں رہے اور ان کا حق صحبت خوب ادا کیا پھر جب آپ اُن سے جُدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے اس کے بعد آپ اصحاب نبی کی صحبت میں رہے اور آپ نے اُن کا حقِ صحبت خوب ادا کیا اور جس وقت آپ اُن سے جدا ہوں گے تو وہ بھی آپ سے راضی ہوں گے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت

www.kitabghar.org

ورضاه فان ذلك منٌّ من الله تعالیٰ منّ به علیّ واما ما ذكرت من صحبة ابی بكر ورضاه فانما ذلك منٌّ من الله تعالیٰ منّ به علیّ واما ما ترى من جزعی فهو من اجلك ومن اجل اصحابك والله لو ان لی طلاع الارض ذهبًا لافتديت به من عذاب الله عزوجلّ قبل ان اراه واما جعله قول الشيخين رضی الله عنهما فی ترتيب الادلة بعد حديث النبی صلی الله عليه وسلم وقبل القياس فقد اخرج الدارمی عن عبيد الله بن يزيد قال كان ابن عباس اذا سئل عن الامر فكان فی القرآن اخبر به فان لم يكن فی القرآن وكان عن رسول الله صلی الله عليه وسلم اخبر به فان لم يكن فعن ابی بكر وعمر فان لم يكن قال برأيه واما ما يستدل به علی خلافة الخلفاء من حديث رؤيا الظلة فقد اخرج احمد وغيره من حديث سفيان عن الزهری عن عبيد الله بن عباس قال رأى رجل رؤيا فجاء النبی صلی الله عليه وسلم فقال انی رأيت كان ظلة تنطف عسلا وسمنا وكان الناس يأخذون منها فبين مستكثر وبين مستقل وبين ذلك وكان سببا متصلا الی السماء فجئت فاخذت به فعلوت فعلاك الله ثم جاء رجل من بعدك فاخذ به فعلا فعلاه الله

اور آپ کی رضامندی کا ذکر کیا تو بیشک یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اُس نے مجھ پر کیا اور جو تم نے ابوبکرؓ کی صحبت اور اُن کی رضامندی کا ذکر کیا یہ بھی اللہ کا احسان ہے جو اُس نے مجھ پر کیا مگر یہ بے چینی جو تم دیکھ رہے ہو محض تمہارے اور تمہارے اصحاب (یعنے کافہ مسلمین) کے سبب سے ہے (نہیں معلوم کہ اُن کے حقوق میں مجھ سے کیا کیا قصور ہوئے) اگر مجھے زمین بھر کر سونا مل جائے تو میں اُس کو اللہ عزّوجل کے عذاب کے معاوضہ میں دیدوں قبل اس کے کہ وہ عذاب مجھے دکھایا جائے۔ [حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شیخین رضی اللہ عنہما کے قول کو ادلّہ (شرعیہ) کی ترتیب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بعد اور قیاس سے پہلے رکھنا] دارمی نے عبداللہ بن یزید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن میں ہوتا تھا تو اُس کو (بحوالہ قرآن) بیان کرتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو (بحوالہ حدیث رسول) اس کو بیان کر دیتے تھے اگر (حدیث میں بھی) نہ ہوتا تو ابوبکرؓ و عمرؓ کے اقوال میں تلاش کرتے اگر مل جاتا تو اُن کے حوالہ سے (بیان کر دیتے) پھر اگر (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال میں بھی) نہ ہوتا تو اپنی رائے سے (قیاس کر کے) فتویٰ دیتے۔ [ابر والے خواب کی حدیث جس سے خلافتِ خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے]۔ امام احمدؒ وغیرہ نے بروایت سفیان زہری سے اُنھوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص نے خواب دیکھا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اور لوگ اس شہد اور گھی کو اُٹھا رہے ہیں کسی نے زیادہ اُٹھایا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ میں اور (میں نے دیکھا) کہ ایک رسّی آسمان سے لٹک رہی ہے آپؐ تشریف لائے اور آپ اس رسّی کو پکڑ کر اُوپر چڑھے اللہ نے آپؐ کو اُوپر چڑھا لیا پھر آپؐ کے بعد ایک شخص آیا اور اس رسّی کو پکڑ کر اُوپر چڑھا اللہ نے اُسکو بھی اوپر چڑھا لیا

www.kitabghar.org

ثم جاء رجل من بعد کما فاخذ به فعلا فعلاہ اللہ ثم جاء رجل من بعدکم فاخذ به فقطع به ثم وصل له فعلا فعلاہ اللہ قال ابوبکر ائذن لی یارسول اللہ فاعبرہا فاذن له فقال اما الظلة فالاسلام و اما السمن والعسل فحلاوة القرآن فبین مستکثر وبین مستقل وبین ذلك واما السبب فما انت علیه تعلو فیعلیك اللہ ثم یکون رجل من بعدك علی منهاجك فیعلو ویعلیه اللہ ثم یکون من بعدکما رجل فیاخذ باخذکما فیعلو فیعلیه اللہ ثم یکون من بعدکم رجل یقطع به ثم یوصل له فیعلوا فیعلیه اللہ قال اصبت یارسول اللہ ام اخطأت قال اصبت و اخطأت قال اقسمت یارسول اللہ لتخبرنی قال لا تقسم وآمات النبی صلی اللہ علیه وسلم لم ینص بالخلافة لعلی خاصة ولا لبنی هاشم عامة فقد اخرج احمد من حدیث ابن المبارك عن یونس عن الزهری عن عبد اللہ بن کعب عن ابن عباس رض قال خرج علی من عند رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی مرضه فقالوا

پھر آپ دونوں کے بعد ایک شخص اور آیا اور وہ اس رسّی کو پکڑ کر اُوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اُوپر چڑھا لیا۔ پھر آپ تینوں کے بعد ایک اور شخص آیا اور اُس نے اس رسّی کو پکڑا تو وہ رسّی کٹ گئی مگر پھر جوڑی گئی اور وہ اُوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اُوپر چڑھا لیا ابوبکر رضؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی تعبیر کہوں حضرتؐ نے اُن کو اجازت دی اُنھوں نے بیان کیا کہ ابر (جو اس شخص نے دیکھا وہ) اسلام ہے اور گھی اور شہد (جو اس سے ٹپک رہا ہے) وہ قرآن کی حلاوت ہے قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ میں۔ اور رسّی (جو اس نے دیکھی وہ) دین ہے جس پر آپ ہیں آپ بلند ہوں گے پھر اللہ آپ کو بلند کردے گا پھر ایک اور شخص آپؐ کے بعد آپ ہی کے طریقہ پر ہوگا وہ بھی بلند ہوگا اور اللہ اس کو بلند کردے گا پھر آپؐ دونوں کے بعد ایک اور شخص ہوگا وہ بھی آپ ہی دونوں کے طریقے پر چلے گا اور بلند ہوگا اللہ اس کو بلند کردے گا پھر آپ تینوں کے بعد ایک اور شخص ہوگا کہ وہ رسّی اس کے لئے کٹ[1] جائے گی مگر پھر اس کے لئے جوڑدی جائے گی اور وہ بھی بلند ہوگا اللہ اُس کو بلند کردے گا یارسول اللہ! میں نے صحیح کہا یا غلط۔ حضرتؐ نے فرمایا کچھ تم نے صحیح کہا اور کچھ غلطی کی۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں قسم دلاتا ہوں کہ آپؐ مجھے بتا دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ [نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ علی رضؓ کی خلافت پر بہ تخصیص نص کی نہ بنی ہاشم کی خلافت پر] امام احمدؒ نے بروایت ابن مبارک یونس رضؓ سے اُنھوں نے زہری سے اُنھوں نے عبداللہ بن کعب رضؓ سے اُنھوں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علی رضؓ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آپؐ کے مرض (وفات کے زمانہ) میں آئے تو لوگوں نے (اُن سے)

[1] رسّی کے کٹ جانے سے انتظام کا بگڑ جانا مراد ہے اور پھر جُڑ جانے سے انجام کا بخیر ہونا مقصود ہے حضرت عثمان رضؓ کے آخر زمانے میں ایسا ہی ہوا کہ انتظام بگڑا اور بغاوت کی صورت پیدا ہوئی۔ مگر اللہ نے انجام بخیر کیا کہ رتبۂ خلافت ان سے زائل نہ ہوا۔

www.kitabghar.org

كيف اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا الحسن فقال اصبح بحمد الله بارئًا فقال العباس الا ترى انى لارى رسول الله صلى الله عليه وسلم سيتوفى من وجعه وانى لاعرف فى وجوه بنى عبد المطلب الموت فانطلق بنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلنكلمه فان كان الامر فينا بيّنه وان كان فى غيرنا كلمناه فاوصى بنا فقال على ان كان الامر فى غيرنا لم يعطناه الناس ابدًا وانى والله لا اكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم فى هذا ابدًا واما ان ابا بكر صديق وسائرهم شهيد فقد اخرج ابو يعلى باسناد غريب عن عكرمة عن ابن عباس قال كان النبى صلى الله عليه وسلم على حراء فتزلزل الجبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فما عليك الا نبى او صديق او شهيد وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكر وعمر وعلى وعثمان وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابى وقاص وسعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل واما قوله فى عثمان فقد اخرج ابو عمر فى الاستيعاب ان عبد الله بن عباس قال لو اجتمع الناس على قتل عثمان لرموا بالحجارة كما رمى قوم لوط۔

ومن مسند ابى موسى الاشعرى عبد الله بن قيس رضى الله عنه

اما ان الخلافة فى قريش فقد اخرج احمد بن ابى موسى الاشعرى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ان هذا الامر فى قريش ما داموا اذا استرحموا رحموا واذا

پوچھا کہ یا ابوالحسن رض! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ انھوں نے کہا بحمداللہ اچھے ہیں۔ حضرت عباس رض نے کہا تم کو معلوم نہیں میرا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مرض میں وفات پائیں گے کیونکہ میں عبدالمطلب کی اولاد کے چہرے دیکھ کر موت کے آثار معلوم کر لیتا ہوں لہٰذا آؤ ہم تم دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے کہیں کہ اگر خلافت ہم میں (ہونے والی ہو) تو اس کو بیان کر دیں اور اگر اور لوگوں میں (ہونے والی ہو) ہو تو ہم آپ سے کہیں کہ ہماری سفارش کر دیجئے۔ حضرت علی رض نے کہا کہ اگر حضرت نے خلافت اور لوگوں میں بیان کر دی تو پھر لوگ ہم کو کبھی خلافت نہ دیں گے لہٰذا میں اس بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ کہوں گا۔ [ابوبکر رض صدیق ہیں اور باقی خلفاء شہید ہیں] ابو یعلےٰ نے بسند غریب عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کوہِ حراء پر تھے کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حراء قائم رہ تیرے اوپر ایک نبی ہیں اور صدیق اور شہید حالانکہ اس پہاڑ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر رض وعمر رض و علی رض و عثمان رض و طلحہ رض و زبیر رض و عبدالرحمن رض بن عوف و سعد رض بن ابی وقاص و سعید رض بن زید بن عمرو بن نفیل۔ [حضرت ابن عباس رض کا قول حضرت عثمان رض کے متعلق] ابو عمر رض نے استیعاب میں روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عباس رض نے فرمایا اگر سب لوگ حضرت عثمان رض کے قتل پر متفق ہو جاتے تو ان پر آسمان سے پتھر برستے جیسے قوم لوط پر برسائے گئے تھے۔

مسند ابوموسیٰ اشعری یعنی عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ

۸ روایت

[خلافت قریش میں (رکھی گئی) ہے] امام احمد نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رض سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جب تک ان کی یہ حالت رہے کہ جب ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور جب وہ

www.kitabghar.org

حَكَّمُوا عدلوا واذا قسموا اقسطوا فمن
لم يفعل ذلك فعليه لعنة
الله والملائكة والناس اجمعين
لا يقبل منه صرف ولا عدل
واما بشارة الخلفاء بالجنة و
التعريض الظاهر على خلافتهم
وانذار عثمان بالبلوى فقد
اخرج الشيخان وغيرهما بروايات
فيه العدد والثقة من ذلك
ما اخرجه البخاري من حديث
سعيد بن المسيب عن ابي موسى
الاشعري انه توضأ في بيته
ثم خرج فقلت لألزمن رسول
الله صلى الله عليه وسلم و
لأكونن معه يومي هذا قال
فجاء المسجد فسأل عن النبي صلى
الله عليه وسلم فقالوا خرج وجه
ههنا فخرجت على اثره اسأل
عنه حتى دخل بئر اريس فجلست
عند الباب وبابها من جريد حتى
قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم
حاجته فتوضأ فقمت اليه فاذا هو جالس
على بئر اريس وتوسط قفها وكشف عن
ساقيه ودلاهما في البير فسلمت عليه ثم
انصرفت فجلست عند الباب فقلت لأكونن
بواب النبي صلى الله عليه وسلم اليوم فجاء ابوبكر
رضي الله عنه فدفع الباب فقلت من هذا
فقال ابوبكر فقلت على رسلك ثم ذهبت
فقلت يا رسول الله هذا ابوبكر يستأذن فقال

حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جب وہ تقسیم کریں تو برابر کریں (قریش میں اس صفت کے ہوتے ہوئے) جو ایسا نہ کرے (یعنے ان کو خلیفہ نہ بنائے) اس پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی اُس سے نہ کوئی پرہیزگاری قبول ہوگی نہ عبادت. [خلفاء کے لئے جنّت کی بشارت اور ان کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض اور حضرت عثمانؓ کو بلوے سے ڈرانا] شیخینؒ (یعنے بخاری ومسلم) وغیرہ نے بروایاتِ متعددہ صحیحہ (اس مضمون کو) روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے وہ روایت ہے جو بخاری نے سعید بن مسیبؒ سے انھوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ (ایک روز) وہ وضو کرکے اپنے گھر سے چلے اور (وہ بیان کرتے تھے کہ) میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہوں گا. اس کے بعد وہ مسجد گئے اور اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا لوگوں نے کہا کہ آپ فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں (حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ) میں آپ کے نشانِ قدم پر آپ کو پوچھتا ہوا چلا یہاں تک کہ (یہ معلوم ہوا کہ) آپ بیر اریس (نامی کنویں) پر تشریف لے گئے ہیں میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب قضائے حاجت سے فراغت پائی اور آپ وضو کرچکے تو میں آپ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ بیر اریس پر بیٹھے ہوئے اور اس کی جگت کے بیچ میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے اور دونوں پیر کنویں کے اندر لٹکائے ہوئے ہیں میں نے آپ کو سلام کیا اس کے بعد پھر میں لوٹ آیا اور دروازہ کے پاس بیٹھ گیا اور (اپنے دل میں) کہا کہ آج میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا اسی اثناء میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اُنھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا. میں نے پوچھا کہ کون شخص؟ اُنھوں نے کہا ابوبکرؓ. میں نے کہا اچھا ٹھہرو. اس کے بعد میں (حضرتؐ کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکرؓ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں. حضرتؐ نے فرمایا

www.kitabghar.org

ائذن له وبشره بالجنة فاقبلت
حتى قلت لابي بكر ادخل و
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يبشرك بالجنة فدخل ابوبكر
فجلس عن يمين رسول الله صلى
الله عليه وسلم معه في القف
ودلى رجليه في البير كما صنع
النبي صلى الله عليه وسلم وكشف
عن ساقيه ثم رجعت فجلست
وقد تركت اخي يتوضأ ويلحقني
فقلت ان يرد الله لفلان يريد
اخاه خيرا يأت به فاذا انسان
يحرك الباب فقلت من هذا فقال
عمر بن الخطاب فقلت على رسلك
ثم جئت الى رسول الله صلى الله
عليه وسلم فسلمت عليه فقلت هذا
عمر بن الخطاب يستأذن فقال
ائذن له وبشره بالجنة فجئت فقلت
ادخل وبشرك رسول الله صلى
الله عليه وسلم بالجنة فجاء فجلس
مع رسول الله صلى الله عليه
وسلم في القف عن يساره و
دلى رجليه في البئر ثم رجعت
فجلست فقلت ان يرد الله لفلان
خيرا يأت به فجاء انسان
يحرك الباب فقلت من هذا
فقال عثمان بن عفان فقلت على
رسلك وجئت الى النبي صلى الله عليه وسلم
فاخبرته فقال ائذن له وبشره بالجنة

ان کو اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو چنانچہ میں گیا
اور میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اندر آجائیے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ پس ابوبکرؓ آئے
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب آپؐ کے
ساتھ ہی جگت پر بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے پاؤں کنوئیں
میں لٹکائے جس طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی
پنڈلیاں بھی اُنھوں نے کھول دیں اس کے بعد میں جاکر اپنی
جگہ پر بیٹھ گیا میں (گھر میں) اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا
تھا اور وہ بھی میرے پاس آنے کا ارادہ رکھتا تھا پس (اس
وقت) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ اس کے ساتھ نیکی
کرنا چاہے گا تو اُسے بھی یہاں لے آئے گا (میرے دل میں یہ
آرزو پیدا ہو رہی تھی) کہ یکایک شخص (آکر) دروازہ کو ہلانے
لگا میں نے پوچھا کہ کون؟ اس نے کہا عمر بن خطابؓ۔ میں نے
کہا اچھا ٹھہریئے اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس گیا اور میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمرؓ بن
خطاب اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا انکو
اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں (دروازے
کے پاس) گیا اور میں نے کہا اندر آجائیے آپ کو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے پھر وہ بھی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی جگت پر آپؐ کے
بائیں جانب بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے دونوں پیر کنوئیں
میں لٹکائے اس کے بعد پھر میں اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ گیا اور پھر
میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ میرے بھائی کے ساتھ بھلائی
کرنا چاہے تو اس کو (اس وقت یہاں) بھیجدے (دریائے رحمت
اس وقت جوش پر ہے اس کو بھی کچھ حصہ مل جائے) یکایک ایک
شخص (آکر) دروازے کو ہلانے لگا میں نے پوچھا کون؟ اس
نے کہا عثمان بن عفانؓ میں نے کہا اچھا ٹھہریئے اور میں نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپؐ سے بیان کیا
آپؐ نے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو

علٰی بلوی تصیبہ فجئت فقلت لہ اُدخل وبشّرك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجنّۃ علٰی بلوی تصیبك فدخل فوجد القُفّ قد ملئ فجلس وجاھہ من الشق الآخر قال شریكؒ قال سعید بن المسیب فاولتھا قبورھم واخرج البخاری من حدیث ابی عثمان النھدی عن ابی موسٰی رضی اللہ عنہ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حائطٍ من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افتح لہ وبشّرہ بالجنّۃ ففتحتُ لہ فاذا ابوبکر رضی اللہ عنہ فبشّرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افتح لہ وبشرہ بالجنّۃ ففتحتُ لہ فاذا عمر رضی اللہ عنہ فاخبرتہ بما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ ثم استفتح رجل فقال لی افتح لہ وبشرہ بالجنۃ علٰی بلوٰی تصیبہ فاذا عثمان رضی اللہ عنہ فاخبرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ ثم قال اللہ المستعان واما مایستدل بہ علٰی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من حدیث الامامۃ فقد اخرج احمد عن عبد الملك بن عُمَیر

بعوض اُس بلوے کے جو اُن پر ہوگا۔ میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ اندر آجائیے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے بعوض اس بلوے کے جو آپ کو پہنچے گا پس وہ بھی اندر آگئے کنوئیں کی جگت خالی نہ تھی لہٰذا وہ دوسری جانب بیٹھ گئے شریک (راویؒ حدیث) کہتے تھے کہ سعید بن مسیبؓ کہتے تھے کہ میں نے اس حدیثؓ سے ان کی قبروں کی ترتیب بھی سمجھی[1]۔ اور بخاریؒ نے بروایتِ ابوعثمان نہدی حضرت ابوموسٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے ایک باغ میں تھا ایک شخص آیا اور اُس نے دروازہ کھلوایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنّت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق بشارت دی اُنھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اُس نے دروازہ کھلوایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنّت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ان کو آگاہ کر دیا اُنھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور ان کو جنّت کی بشارت دو بعوض اس بلوے کے جو ان پر ہوگا (میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے آگاہ کر دیا اُنھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد کہا کہ (اس بلوے میں) اللہ ہی مددگار ہے۔ { حدیث امامتِ نماز جس سے خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ پر استدلال کیا جاتا ہے } امام احمدؒ نے عبدالملک بن عمیر سے

[1] یعنے یہ سمجھا کہ جسطرح شیخینؓ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اسی طرح قبریں بھی اُن تینوں کی ایک جگہ ہوں گی اور جسطرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوسری جانب بیٹھے ان کی قبر بھی علٰحدہ ہوگی۔

www.kitabghar.org

عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاشتد مرضہ فقال مروا ابابکر یصلے بالناس فقالت عائشۃ یا رسول اللہ ان ابابکر رجل رقیق متے یقوم مقامك لا یستطیع ان یصلے بالناس قال مروا ابابکر فلیصلّ بالناس فانکنّ صواحبُ یوسف فاتاہ الرسول فصلے ابوبکر بالناس فی حیٰوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واما قعودہ من الفتنۃ فقد روی عنہ بروایات فیہا العداد والثقۃ منہا ما اخرج الترمذی عن ھذیل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال فی الفتنۃ کسّروا فیہا قسیّکم وقطّعوا فیہا اوتارکم والزموا فیہا اجواف بیوتکم وکونوا کابن ادم واخرج احمد عن ھذیل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعۃ فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح فیہا مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا القاعد فیہا خیر من

اُنھوں نے ابوبردہ سے اُنھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور آپؐ کا مرض بہت بڑھ گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکرؓ ایک نرم دل شخص ہیں جب وہ آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہونگے تو (ان پر ایسی رقت طاری ہوگی کہ) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اور فرمایا) تم لوگ یوسف کی ہمنشین عورتوں کے مثل ہو[1] چنانچہ (حسب ارشاد نبوی) ایک شخص یہ پیغام لے کر صدیقؓ کے پاس گیا اور انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی [حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا فتنہ سے علٰحدہ رہنا جو بروایات متعدّدہ صحیحہ مروی ہے ازانجملہ] ترمذی نے ہذیل بن شرحبیل سے اُنھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فتنہ (کے بیان) میں فرمایا کہ تم لوگ اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور ان کے چلّہ کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھ رہنا اور مثل ابن آدم کے بن جانا۔ اور امام احمدؒ نے ہذیل بن شرحبیل سے اُنھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے فتنہ ہوں گے (تیرو تار) مثل شب تاریک کے ٹکڑوں کے (اُن فتنوں کا اثر یہ ہوگا) کہ صبح کو آدمی مؤمن اُٹھے گا اور شام کو کافر ہوجائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہوجائے گا اس فتنہ میں بیٹھنے والا کھڑے ہونیوالے سے

[1] یہ روایت بطرق متعدّدہ مروی ہے اور حسب عادت رواۃ کوئی حدیث مختصر ہے کوئی مطول چنانچہ اس مقام پر بھی مختصر ہے اور دو مقام پر اختصار ہے پہلا اختصار یہ ہے کہ حضرت حفصہؓ کا ذکر محذوف ہے حالانکہ حضرت عائشہؓ نے پہلے خود کہا جب حضرتؐ نے نہ مانا تو انھوں نے حضرت حفصہؓ سے وہی مضمون کہلوایا اور یہ خطاب حضرتؐ کا کہ تم لوگ یوسف کی ہمنشین عورتوں کے مثل ہو حضرت حفصہؓ ہی سے تھا۔ اختصار دوم یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے اس قدر اصرار کی وجہ خود ہی بیان فرمادی ہے جیسا کہ صحیح بخاری کے ابواب الجماعۃ میں ہے کہ حضرت عائشہ ذکر کیا کرتی تھیں کہ اس قدر اصرار اس سبب سے کیا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر حضرت ابوبکرؓ امام نماز ہوئے اور حضرتؐ کی وفات ہوگئی تو لوگ حضرت ابوبکرؓ کو منحوس سمجھیں گے اور اُن سے متنفر ہوجائیں گے۔ اب غالباً یہ بھی واضح ہوگیا کہ یوسف کی ہمنشین عورتوں سے انکو کیوں تشبیہ دی گئی۔ یوسفؑ کی ہمنشین عورتوں سے یا تو صرف زلیخا مراد ہوں جیسا کہ جمہور محدثین نے لکھا ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ جسطرح زلیخا کا مقصود اصلی طعن وتشنیع کا اپنے اوپر سے دفع کرنا تھا۔ مگر زنان مصر پر اپنا مقصد اصلی ظاہر نہ کیا بلکہ انکو دعوت کے نام سے بلایا اسیطرح تم لوگ اپنا مقصد اصلی یعنی یہ کہ ابوبکرؓ سے لوگ متنفر نہ ہوں مجھ سے نہیں بیان کرتی ہو بلکہ ابوبکرؓ کی رقت قلب کا عذر پیش کرتی ہو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ عذر غلط ہو بلکہ جسطرح زلیخا کا دعوت کرنا غلط نہ تھا اُسی طرح یہ عذر بھی غلط نہ تھا اور اگر یوسف کی ہمنشین عورتوں سے زنان مصر مراد ہوں تو یہ مطلب ہوگا کہ جسطرح اُن عورتوں نے زلیخا کے کہنے میں آکر زلیخا کی سفارش حضرت یوسف سے کی تھی اسی طرح اے حفصہ! تم عائشہ کے کہنے میں آکر یہ بات مجھ سے کہہ رہی ہو۔ بہرکیف یہ کلمہ کوئی عتاب اور منقصت کا کلمہ نہیں جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي خير من الساعي فكسّروا قسيّكم وقطّعوا أوتاركم واضربوا بسيوفكم الحجارة فإذا دخل على أحد كم بيته فليكن كخير ابني آدم وأخرج احمد من حديث حطّان بن عبد الله عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان بين يدي الساعة الهرج قالوا وما الهرج قال القتل قالوا اكثر مما نقتل في العام الواحد اكثر من سبعين الفا قال انه ليس بقتلكم المشركين ولكن قتل بعضكم بعضا قال ومعنا عقولنا يومئذ قال انه ينزع عقول اكثر اهل ذلك الزمان ويخلق له قوم من الناس يحسب اكثرهم انهم على شيء وليسوا على شيء قال ابو موسى والذي نفسي بيده ما اجدلي ولكم منها مخرجا ان ادركتني واياكم الا ان نخرج منها كما دخلنا لم نصب منها وأخرج احمد من طريق الحسن عن ابي موسى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا تواجه المسلمان بسيفيهما فقتل احدهما الآخر فالقاتل والمقتول في النار قيل هذا القاتل فما بال المقتول قال

بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لہٰذا تم اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور ان کے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواریں پتھر سے کوٹ (کر چور کر) دینا پھر اگر (باوجود اس کے) کوئی شخص تم میں سے کسی کے گھر میں گھس جائے تو اس کو چاہیئے کہ مثل اُس ابن آدم کے ہو جائے جو بہتر تھا۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حطّان بن عبداللہ حضرت ابو موسیٰؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا قتل۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس سے زیادہ قتل ہوگا جس قدر ہم (آجکل) کر رہے ہیں ہم تو ایک سال میں ستّر ہزار سے زیادہ (کافروں کو) قتل کر دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ مراد نہیں ہے کہ تم مشرکوں کو قتل کروگے بلکہ (یہ مراد ہے کہ) تم باہم ایک دوسرے کو قتل کروگے صحابہؓ نے (تعجب کے ساتھ) پوچھا کہ اُس وقت ہماری عقلیں ہمارے پاس ہوں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی عقلیں سلب کر لی جائیں گی اور اس زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا کر دیئے جائیں گے جو یہ سمجھیں گے کہ ہم کسی دین پر ہیں حالانکہ وہ کسی دین پر نہ ہوں گے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے (اس حدیث کو بیان کر کے) کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے لئے اور تمھارے لئے اس فتنہ سے نکلنے کی صورت نہیں دیکھتا جب کہ اس نے مجھے اور نیز تم کو لے لیا سوا اس کے کہ ہم اس سے نکل چلیں جس طرح (اس میں) داخل ہوئے تھے بغیر اس کے کہ اس سے کچھ حصّہ لیں۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حسن (بصری) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ ایک دوسرے سے ملیں (یعنی باہم قتال کریں) پھر ایک ان میں سے دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی[لہ] ہیں کسی نے عرض کیا کہ قاتل تو خیر مگر مقتول کیوں دوزخی ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا

لہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی حجت شرعی کے دونوں قتال کریں ورنہ حجت شرعی کے ساتھ قتال کرنے والے دوزخی نہیں کہے جا سکتے۔

www.kitabghar.org

انہ اراد قتل صاحبہ۔

(اس وجہ سے کہ) وہ اپنے (مسلمان) حریف کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔

ومن مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص

مسند حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

۳۔روایت

{خلفاء کو جنتی ہونے کی بشارت}

اما بشارۃ الخلفاء بالجنۃ فقد اخرج احمد من طریق قتادۃ عن ابن سیرین عن عبد اللہ بن عمرو قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء ابو بکر فاستأذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عثمان فاستأذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ قال قلت فاین انا قال انت مع ابیک واما ما یستدل بہ من حدیثہ علی الخلافۃ الخاصۃ من حیث کونہا فی زمن العافیۃ فقد اخرج احمد عن الاعمش عن زید بن وھب عن عبد الرحمن بن عبد رب الکعبۃ قال انتھیت الی عبد اللہ بن عمرو بن العاص وھو جالس فی ظل الکعبۃ فسمعتہ یقول بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر اذ نزلنا منزلا فمنا من یضرب خباءہ ومنا من ھو فی جشرہ ومنا من ینتضل اذ نادی منادیہ الصلوۃ جامعۃ قال فاجتمعنا قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطبنا فقال انہ لم یکن نبی قبلی الا دل امتہ علی ما یعلمہ خیرا لھم وحذرھم ما یعلمہ شرا لھم

امام احمدؒ نے بروایت قتادہ ابن سیرین سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھا ہوا) تھا کہ ابو بکرؓ آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ اس کے بعد عثمانؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں کہاں (جاؤں گا جنت میں یا دوزخ میں) حضرتؐ نے فرمایا تم اپنے والد کے ساتھ ہو۔[1]

{حضرت عبد اللہ بن عمرو کی وہ حدیث جس سے (خلفائے راشدین کی خلافت کے) خلافتِ خاصہ (ہونے) پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ زمانۂ عافیت میں واقع ہوئی}

امام احمدؒ نے اعمش سے انھوں نے زید بن وہب سے انھوں نے عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں عبد اللہ بن عمرو کے پاس گیا وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے (اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے) میں نے ان سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے ایک منزل میں ہم لوگوں نے قیام کیا کسی نے خیمہ نصب کر لیا تھا اور کوئی یونہی پڑ رہا تھا اور کچھ لوگ تیر اندازی کی مشق میں مصروف تھے کہ یکایک حضرتؐ کے منادی نے آواز دی کہ الصلوٰۃ جامعۃ[2] چنانچہ ہم سب لوگ یکجا ہوگئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا مجھ سے پہلے جسقدر نبی گزرے ہیں سب نے اپنی امت کو وہ باتیں بتائی ہیں جن کو ان کے لئے مفید سمجھا اور اُن باتوں سے ڈرایا ہے جن کو ان کے لئے مضر سمجھا (لہٰذا میں بھی کچھ تم سے

---

[1] حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن عاص کو جو صاف صاف جنت کی بشارت نہ دی بلکہ ایک مجمل جواب عنایت فرمایا اس میں ایک حکمت یہ تھی کہ ان کو اپنے والد کی رفاقت واعانت پر جو قضائے الٰہی میں مقدر ہو چکی تھی ترغیب ہو واللہ اعلم بالصواب۔ [2] یہ ایک کلمہ ہے جو لوگوں کے جمع کرنے کے واسطے پکارا جاتا تھا۔

www.kitabghar.org

وان امتکم هذه جعلت عافیتها
فی اولها وان آخرها سیصیبهم
بلاء شدید وامور تنکرونها
یجیء فتن یرقق بعضها البعض
تجیء الفتنة فیقول المؤمن
هذه مهلکتی ثم تنکشف
ثم تجیء الفتنة فیقول المؤمن
هذه ثم تنکشف فمن سره
منکم ان یزحزح عن النار
وان یدخل الجنة فلتدرکه
موتته وهو مؤمن بالله والیوم
الآخر ولیأت الی الناس الذی
یحب ان یؤتی الیه ومن بایع
اماما فاعطاه صفقة یده وثمرة
قلبه فلیطعه ما استطاع فان
جاء آخر ینازعه فاضربوا
عنق الآخر قال فادخلت رأسی من
بین الناس فقلت فانشدك بالله
انت سمعت هذا من رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال فاشار
بیده الی اذنیه فقال سمعته
اذنای ووعاه قلبی قال فقلت
هذا ابن عمك معاویة یأمرنا
باکل اموالنا بیننا بالباطل وان
نقتل انفسنا وقد قال الله تعالی
یا ایها الذین آمنوا لا تاکلوا
اموالکم بینکم بالباطل

کہتا ہوں سنو) اس امت کی عافیت دورِ اول میں رکھی گئی ہے اور دورِ آخر میں لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہونگے اور ایسی باتیں ہوں گی جن کو تم برا سمجھوگے (اور پے در پے) ایسے فتنہ آئیں گے کہ ایک فتنہ کے سامنے دوسرا فتنہ حقیر معلوم ہوگا جب ایک فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کردیگا پھر وہ دفع ہوجائے گا اور دوسرا فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا کہ (خیر پہلے فتنہ سے تو میں بچ گیا مگر) یہ فتنہ (ضرور مجھے ہلاک کردے گا) پھر وہ بھی دفع ہوجائے گا لہذا تم میں سے جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہو کہ وہ دوزخ سے بچالیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیے کہ (وہ ایسی کوشش کرے کہ) موت اس کو اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیئے کہ وہ لوگوں سے ایسا معاملہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہو اور جو شخص کسی امام (یعنے خلیفہ) کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور اس کی اطاعت قبول کرلے تو چاہیئے کہ جہاں تک اس میں طاقت ہو اس کی اطاعت کرے پھر اگر دوسرا خلیفہ آئے اور پہلے خلیفہ سے جھگڑا کرے تو تم سب لوگ دوسرے خلیفہ کی گردن ماردینا (عبدالرحمن راوی حدیث) کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کے درمیان سے اپنا سر نکال ان سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دلاکر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہی تو انھوں نے اپنے کان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرے ان دونو کانوں نے اس حدیث کو سنا ہے اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے چچا کے بیٹے یعنے معاویہ تو ہمیں مسلمانوں کا مال ناحق[1] کھاجانے اور مسلمانوں کو مار ڈالنے کی ترغیب دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماچکا ہے یا ایھا الذین آمنوا الآیۃ (ترجمہ) اے مسلمانو! اپنے (بھائیوں کے) مال ناحق نہ کھاؤ (پھر اب بتلایئے کہ معاویہ کی اطاعت کیسے

[1] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت معاویہ صاف صاف ایسا حکم دیتے تھے کہ تم ناحق لوگوں کے مال کھایا کرو بلکہ چونکہ راوی کے نزدیک ان کا وہ حکم ناحق تھا اس لئے اس نے اپنے مفہوم کو ان کی طرف منسوب کیا اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔

www.kitabghar.org

قال فجمع يديه فوضعهما على جبهته ثم نكس هنيهة ثم رفع رأسه فقال اطعه في طاعة الله واعصه في معصية الله وأما سوابق ابي بكر الصديق رضي الله عنه فقد اخرج البخاري عن عروة بن الزبير قال سألت عبد الله بن عمرو عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال رأيت عقبة بن ابي معيط جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يصلي فوضع رداءه في عنقه فخنقه بها خنقا شديدا فجاء ابو بكر رضي الله عنه حتى دفعه عنه فقال اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم۔

ومن مسند ابي هريرة رضي الله عنه

اما ان الخلافة في قريش فقد اخرج احمد والشيخان وغيرهم عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس تبع لقريش في هذا الشان مسلمهم لمسلمهم وكافرهم لكافرهم واخرج احمد من طريق ابي ذئب عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لقريش حقا ما حكموا فعدلوا وائتمنوا فادوا واسترحموا فرحموا۔ واما ما يستدل به على خلافتهم من حديث الظلة فقد اخرج الشيخان وغيرهما بطرق متعددة منها ما اخرج ابو داؤد من طريق الزهري عن عبيد الله بن عبد الله

کریں) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیے اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے اس کے بعد سر اُٹھایا اور فرمایا کہ اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت چھوڑ دو۔ {حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوابق} بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو وہ کیا تھا؟ اُنھوں نے کہا میں نے عُقبہ بن ابی مُعَیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ نماز پڑھ رہے تھے اُس نے اپنی چادر آپؐ کے گلے میں ڈال کر آپؐ کے گلوئے مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ گھونٹنا شروع کیا۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور اُنھوں نے اُس کو آپؐ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کر دوگے جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ واضح نشانیاں تمھارے پروردگار کے پاس سے لایا۔

مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
۲۳۔ روایت

امام احمدؒ اور شیخین (یعنے بخاری ومسلم) وغیرہم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس کام میں قریش کے تابع (بنائے گئے) ہیں مسلمان لوگ مسلمان قریش کے اور کافر لوگ کافر قریش کے اور امام احمدؒ نے بروایتِ ابن ابی ذئب کے سعید مقبری سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قریش کو حق (خلافت کا) ہے جبتک (ان میں یہ صفت رہے) کہ اگر وہ حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور (اگر) امین بنائے جائیں تو (حقِ خلافت) ادا کریں اور (اگر) ان سے رحم کی خواستگاری کی جائے تو رحم کریں۔ {ابر والی حدیث جس سے خلافتِ خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے} شیخین وغیرہما نے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے منجملہ ان کے وہ ہے جو ابوداؤد نے بروایتِ زہری عبیداللہ بن عبداللہ سے انھوں نے

www.kitabghar.org

عن ابن عباس قال كان ابوهريرة يحدث ان رجلا اتى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انى ارى الليلة ظلة ينطف منها السمن والعسل فارى الناس يتكففون بايديهم فالمستكثر والمستقل وارى سببا واصلا من السماء الى الارض فاراك يا رسول الله اخذت به فعلوت ثم اخذ به رجل اخر فعلا به ثم اخذ به رجل اخر فعلا به ثم اخذ به رجل اخر فانقطع ثم وصل فعلا به قال ابوبكر بابى انت وامى لتدعنى فلاعبرنها فقال اعبرها فقال اما الظلة فظلة الاسلام واما ما ينطف من السمن والعسل فهو القران لينه وحلاوته واما المستكثر والمستقل فهو المستكثر من القران والمستقل منه واما السبب الواصل من السماء الى الارض فهو الحق الذى انت عليه تأخذ به فيعليك الله ثم يأخذ به بعدك رجل فيعلو به ثم يأخذ رجل اخر فيعلو به ثم يأخذ به رجل اخر فينقطع ثم يوصل له فيعلوا به اى رسول الله لتحدثنى اصبت ام اخطأت فقال اصبت بعضا واخطأت بعضا قال اقسمت يا رسول الله

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے عرض کیا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دونوں دونوں ہاتھوں سے (اس کو) لے رہے ہیں کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اور میں نے ایک رسّی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے پھر میں نے یارسول اللہ! آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے اُس رسّی کو پکڑا اور اُوپر چڑھ گئے اُس کے بعد ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا اور اُس کے زور سے اُوپر چڑھ گیا اُس کے بعد ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا اور اُس کے زور سے اُوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی مگر پھر جوڑ دی گئی اور وہ بھی اس کے زور سے اُوپر چڑھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے باپ اور ماں آپؐ پر فدا ہو جائیں آپؐ مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا بیان کرو انھوں نے کہا کہ ابر (کی تعبیر) تو اسلام ہے اور جو گھی اور شہد اُس سے ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے (گھی سے) اس کی نرمی اور (شہد سے) اس کی حلاوت (کی طرف اشارہ) ہے اور کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا اور کسی نے کم اور رسّی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہوئی (اس نے دیکھی) ہے وہ دین حق ہے جس پر آپؐ (قائم) ہیں آپؐ اس کو لئے ہوئے ہیں لہٰذا اللہ آپؐ کو بلند (رتبہ) کردے گا پھر آپؐ کے بعد ایک اور شخص اس کو لے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہو جائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس کو لیگا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہو جائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس کو لے گا تو وہ منقطع ہو جائے گا مگر پھر اس کے لئے جوڑ دیا جائے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہو جائیگا۔ یارسول اللہ! آپؐ فرمائیے کہ میں نے صحیح تعبیر دی یا غلط۔ حضرتؐ نے فرمایا کچھ صحیح تعبیر دی کچھ غلط۔ انھوں نے کہا یارسول اللہ

www.kitabghar.org

لتحدثني ما الذي اخطأت فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تقسم

واما ما يستدل به من حديث القليب فقد اخرج البخاري عن ابن شهاب قال اخبرني سعيد ان ابا هريرة اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينما انا نائم رأيتني على قليب و عليها دلو فنزعت منها ما شاء الله ثم اخذها ابن ابي قحافة فنزع منها ذنوبا او ذنوبين و في نزعه ضعف والله يغفر له ثم استحالت غربا فاخذها عمر بن الخطاب فلم ار عبقريا من الناس ينزع نزع ابن الخطاب حتى ضرب الناس بعطن

واخرج البخاري من حديث معمر عن همام عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينا انا نائم رأيت انى على حوض اسقي الناس فاتاني ابو بكر فاخذ الدلو من يدي ليريحني فنزع ذنوبين و في نزعه ضعف والله يغفر له فاتى ابن الخطاب فاخذ منه فلم يزل ينزع حتى تولى الناس والحوض ينفجر

واما ما يستدل به على خلافتهم من العلاقة التي ضربها النبي صلى الله عليه وسلم للخلافة الخاصة من انها في المدينة فقد اخرج الحاكم من حديث هشيم عن العوام بن حوشب

میں آپ کو قسم دلاتا ہوں آپ مجھ سے بیان کر دیجئے جو کچھ میں نے غلطی کی ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔

{کنوئیں والی حدیث جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہے} بخاریؒ نے ابن شہابؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھے سعیدؒ نے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوئیں پر (کھڑا ہوا) دیکھا اور اس کنوئیں پر ایک ڈول (رکھا ہوا) تھا میں نے اس سے ڈول (بھر بھر کر) نکالے جس قدر اللہ نے چاہے پھر اس ڈول کو (میرے ہاتھ سے) ابن ابی قحافہ نے لے لیا اور انھوں نے اس سے ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے پھر وہ ڈول چرس بن گیا اور اس کو (ان کے ہاتھ سے) عمر بن خطابؓ نے لے لیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا کہ وہ عمرؓ کی طرح (زور و قوت کے ساتھ) ڈول نکالتا ہو یہاں تک کہ (لوگ خود تو سیراب ہو ہی گئے) اپنے اونٹوں کو (بھی) انھوں نے (سیراب کر کے) بٹھلایا۔ اور بخاری نے بروایتِ معمر ہمام سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میں ایک حوض پر ہوں لوگوں کو اس سے (بھر بھر کر) پانی پلا رہا ہوں پھر ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے آرام دینے کے لئے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا پھر انھوں نے دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ معاف کرے اس کے بعد ابن خطابؓ آئے اور انھوں نے (وہ ڈول) ابوبکرؓ سے لے لیا اور (بھر بھر کر) نکالنا شروع کر دیا یہاں تک کہ لوگ (پانی پی پی کر) لوٹ گئے اور حوض بہنے لگا۔

{وہ حدیث جس سے خلافتِ خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافتِ خاصہ کا مقام بیان کر دیا ہے کہ وہ مدینہ میں ہوگی} حاکمؒ نے بروایتِ ہُشیم عوّام بن حوشب سے انھوں نے

www.kitabghar.org

عن سليمان بن ابی سليمان عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال الخلافة بالمدينة والملك بالشام واما مايستدل به على خلافتهم الخاصة من حديث القرون فقد اخرج احمد وغيره من طرق منها طريق عبد الله بن شقيق عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم خير امتی القرن الذی بعثت فيه ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم والله اعلم اقال الثالثة ام لا ثم تجیء قوم يحبون السمانة يشهدون قبل ان يستشهدوا واما مايستدل به على خلافة الصديق رضی الله عنه من الخطبة التی خطبها النبی صلی الله عليه وسلم قبل وفاته اخرج الترمذی من طريق داود بن يزيد الاودی عن ابيه عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما كان لاحد عندنا يد الا وقد كافيناه ما خلا ابا بكر فان له عندنا يدا يكافيه الله بها يوم القيامة وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بكر ولو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا الا وان صاحبكم خليل الله واخرج احمد عن طريق الاعمش عن ابی صالح عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم

سلیمان بن ابی سلیمان سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت (ملک) شام میں ۔ [قرونِ ثلثہ والی حدیث جس سے (خلفائے راشدین کی خلافت کے) خلافتِ خاصہ (ہونے) پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ وغیرہ نے بچند طرق اس کو روایت کیا ہے ازانجملہ بروایتِ عبداللہ بن شقیق حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سب سے بہتر وہ قرن ہے جس میں مَیں مبعوث کیا گیا پھر وہ لوگ جو میرے قرن کے لوگوں کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو اس قرن کے لوگوں کے بعد ہوں [راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ تیسرے قرن کی نسبت بھی آپؐ نے بہتر ہونے کو فرمایا یا نہیں] اس کے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو فربہی کو دوست رکھیں گے (یعنے عیش دنیاوی پر حریص ہوں گے) وہ لوگ (جھوٹی) گواہی دیں گے قبل اس کے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے ۔ [نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جو آپؐ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا جس سے حضرتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے] ۔ ترمذی نے بروایتِ داؤد بن یزید اودی اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کا کچھ احسان ہمارے اُوپر تھا ہم نے اُس کا بدلہ کر دیا سوا ابوبکرؓ کے کہ ان کا جو احسان ہم پر ہے اس کا بدلہ اللہ قیامت میں ان کو دے گا ۔ کسی کے مال نے کبھی مجھ کو اس قدر نفع نہیں دیا جسقدر ابوبکرؓ کے مال نے مجھے نفع دیا اگر میں (سوا خدا کے) کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو خلیل بناتا ۔ آگاہ رہو تمھارا صاحب (یعنے میں) خلیل اللہ ہے ۔ اور امام احمدؒ نے بروایتِ اعمش ابوصالح سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما نفعنی مالٌ قط ما نفعنی مالُ ابی بکرٍ فبکے ابوبکرٍ وقال هل انا ومالی الا لك یا رسول الله واما مواعیدُ الله الظاهرۃ علٰی ایدی الخلفاء فقد اخرج الشیخان وغیرهما بطرق متعددۃ منها ما اخرج البخاری عن ایوب عن محمد عن ابی هریرۃ رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اعطیت مفاتیح الکلم ونصرت بالرعب وبینما انا نائم البارحۃ اذ اُتیتُ بمفاتیح خزائن الارض حتی وضعت فی یدی قال ابوهریرۃ ذهب رسول الله صلی الله علیه وسلم وانتم تنتقلونها واخرج الشیخان وغیرهما بطرق متعددۃ منها ما اخرج احمد عن الزهری عن سعید عن ابی هریرۃ عن النبی صلی الله علیه وسلم اذا هلك کسری فلا کسری بعده واذا هلك قیصر فلا قیصر بعده والذی نفس محمد بیده لتنفقن کنوزهما فی سبیل الله واما مناقب ابی بکر الصدیق رضی الله عنه فقد اخرج البخاری عن الزهری عن حُمید بن عبد الرحمٰن عن ابی هریرۃ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من انفق زوجین من شیء من الاشیاء فی سبیل الله دُعی من ابواب یعنی الجنۃ یا عبد الله هٰذا خیرٌ فمن کان من اهل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ

کسی کے مال نے مجھے اس قدر نفع نہیں دیا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے مجھے نفع دیا (یہ سُنکر) حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مَیں اور میرا مال (دونوں) آپؐ ہی کے ہیں۔ {اللہ کے وعدے جو خلفاء کے ہاتھوں پر پورے ہوتے} شیخینؒ وغیرہما نے بچند طرق روایت کیا ہے از انجملہ بخاری نے ایوب سے اُنھوں نے محمد سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کلام[1] کی کنجیاں دی گئی ہیں اور رعب سے میری مدد کی گئی اور ایک روز مَیں سو رہا تھا (میں نے خواب میں دیکھا کہ) مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں رکھدی گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے (اس حدیث کو بیان کرکے) کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو (دار البقاء کو) تشریف لے گئے اب تم اُن خزانوں کو تصرف کر رہے ہو اور شیخینؒ وغیرہما نے بطرقِ متعددہ روایت کیا ہے از انجملہ امام احمدؒ نے زہری سے اُنھوں نے سعید سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا قسم اس کی جسکے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ تم لوگ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔ {ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب} بخاریؒ نے زُہری سے اُنھوں نے حُمید بن عبد الرحمٰن سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑ اللہ کی راہ میں خرچ کریگا وہ جنّت کے کئی دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے بندۂ خدا (اس دروازہ سے آؤ) یہ بہت اچھا ہے پھر جو کوئی اہلِ نماز[2] سے ہوگا وہ نماز کے دروازہ سے بلایا جائیگا

[1] کلام کی کنجیاں کنایہ ہے اس امر سے کہ مجھے کلام پر قدرتِ کاملہ عنایت ہوئی ہے کہ جس مضمون کو جیسے عمدہ الفاظ میں چاہوں ادا کروں۔ [2] اہلِ نماز ہونیکا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ صرف نماز پڑھتا ہے اور باقی فرائض کا تارک ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز کی کثرت کرتا ہے اور دوسری عبادات کی اسقدر کثرت نہیں کرتا یا یہ کہ اسکو روحانی مناسبت نماز سے زیادہ ہے یہی مطلب

www.kitabghar.org

ومن كان من اهل الجهاد دُعى من باب
الجهاد ومن كان من اهل الصدقة دُعى من
باب الصّدقة ومن كان من اهل الصّيام دُعى
من باب الصّيام باب الريّان فقال ابوبكر
رضى الله عنه ما على هذا الذى يدعى من
تلك الابواب من ضرورة وقال هل
يدعى منها كلّها احدٌ يا رسول الله فقال
نعم وارجوان تكون منهم يا ابابكر واخرج
ابوداؤد من طريق عبد السلام ابن حرب
عن ابى خالد الدالانى عن ابى خالدٍ مولى
آل جعدة عن ابى هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اتانى جبرئيل فاخذ
بيدى فارانى باب الجنّة الذى يدخل فيه
امّتى فقال ابوبكر يا رسول الله وددت انّى
كنتُ معك حتى انظر اليه فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اما انّك يا ابابكر
اوّل من يدخل الجنّة من اُمّتى واما
مناقب عمر بن الخطاب رضى الله عنه فقد
اخرج البخارى عن ابن شهاب عن سعيد
بن المسيب ان اباهريرة قال بينا نحن
عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ
قال بينا انا نائم رأيتنى فى الجنّة فاذا
امرأة تتوضّأ الى جانب قصرٍ فقلت لمن
هٰذا القصرُ قالوا لعمر فذكرتُ غيرته
فولّيتُ مدبرًا فبكى عمر وقال أعليك
أغار يا رسول الله واخرج البخارى عن
ابراهيم بن سعد عن ابيه عن
ابى سلمة عن ابى هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور جو اہلِ جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہلِ صدقہ سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازہ سے بُلایا جائیگا اور جو اہلِ صیام سے ہوگا وہ صیام کے دروازہ سے بلایا جائیگا جس کا نام باب الریان ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو شخص ان تمام دروازوں سے بلایا جائے اس کو تو پھر کسی قسم کی ضرورت نہ رہے گی یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی کوئی شخص ہوگا جو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! میں امید رکھتا ہوں کہ تم اُنھیں میں سے ہوگے (جو ان سب دروازوں سے بُلائے جائیں گے)۔ ابوداؤد نے بروایت عبدالسلام بن حرب ابوخالد دالانی سے اُنھوں نے ابوخالد مولائے آل جعدہ سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور اُنھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنّت کا دروازہ دکھلایا جس میں میری امّت کے لوگ داخل ہوں گے ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! کاش میں اس وقت آپؐ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازہ کو میں بھی دیکھ لیتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! سُنو تم میری امّت میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگے۔ { عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب } بخاریؒ نے ابن شہابؒ سے انھوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو جنّت میں دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے سامنے وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمرؓ کا ہے مجھے ان کی غیرت کا خیال آیا اور (میں محل کے اندر نہیں گیا) پیچھے لوٹ آیا (یہ سُنکر) حضرت عمرؓ روئے اور اُنھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپؐ پر غیرت کرتا۔ اور بخاری نے ابراہیم بن سعدؓ سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ابوسلمہ سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لقد کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر، وفی روایۃ لہ لقد کان فیما کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی منھم احد فعمر واخرج البخاری عن ابن شھاب عن سعید وابی سلمۃ قالا سمعنا اباھریرۃ یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بینما راعٍ فی غنمہ عدا الذئب فاخذ منھا شاۃ فطلبھا حتی استنقذھا فالتفت الیہ الذئب فقال لہ من لھا یوم السبع لیس لھا راعٍ غیری فقال الناس سبحان اللّٰہ فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانی اومن بہ وابوبکر وعمر وما ثم ابوبکر و عمر وللبخاری فی روایۃ اخری وبینما رجل یسوق بقرۃ قد حمل علیھا فالتفت الیہ فکلمتہ فقالت انی لم اخلق لھذا لکنی خلقت للحرث فقال الناس سبحان اللّٰہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی اومن بذالک وابوبکر وعمر

تم سے پہلے جو امتیں گزر چکی ہیں ان میں بھی کچھ لوگ محدَّث ہوا کرتے تھے میری امت میں اگر کوئی ایسا شخص ہے تو یقیناً وہ عمرؓ ہیں۔ اور بخاری کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جن سے کلام[1] کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ اور بخاری نے ابن شہاب سے انھوں نے سعید اور ابوسلمہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے ہم نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک چرواہا اپنی بکریوں (کے گلّہ) میں تھا کہ بھیڑیے نے جست کی اور اس گلہ میں سے اس نے ایک بکری پکڑ لی وہ چرواہا اس کے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ اس نے بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا کہ یوم السبع میں بکری کو کون بچائے گا جس دن میرے سوا کوئی ان کا چرواہا نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ (بھیڑیا باتیں کر رہا ہے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اس واقعہ کو بیان کرکے) فرمایا کہ اس واقعہ پر ایمان لاتا ہوں میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ۔ حالانکہ ابوبکرؓ و عمرؓ وہاں موجود نہ تھے اور بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) ایک شخص بیل کو ہانک رہا تھا اور اس نے اس پر بوجھ لادا تھا یکایک بیل اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ میں بوجھ لادنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ میں کھیت جوتنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں لوگ اس واقعہ سے متعجب ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مگر) اس واقعہ پر لاتا ہوں میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ۔ [حضرت

[1] یعنے فرشتے اُنپر نازل ہوتے تھے اور اُن سے کلام کرتے تھے جیسا کہ آیۂ کریمہ انّ الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الّا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (ترجمہ۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہی پھر انھوں نے استقامت حاصل کی اُنپر فرشتے اُترتے رہتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور رنجیدہ نہ ہو اور اُس جنت کی بشارت حاصل کرو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے) میں مومنین با استقامت کیلئے بیان فرمایا گیا ہے۔ کچھ ضروری نہیں کہ فرشتے کے نازل ہونے اور کلام کرنیکا بھی علم اس شخص کو ہو بلکہ جس طرح ابلیس کا آنا اور وسوسہ دلانا ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتا اسی طرح ہر شخص کو فرشتوں کا آنا اور امور خیر کا دل میں القا کرنا معلوم نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مہاجرین کے حق میں شہادت دی ہے کہ وہ ایمان و استقامت کیساتھ موصوف تھے قولہ تعالیٰ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر الحق الآیۃ

www.kitabghar.org

وَاما مناقب عثمان رضی اللہ عنہ
فقد اخرج ابن ماجۃ عن ابی عبدالرحمن
بن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لکل نبی رفیق فی الجنۃ ورفیقی
فیھا عثمان بن عفان واخرج ابن ماجۃ
بھذا الاسناد ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لقی عثمان عند باب المسجد فقال
یا عثمان ھذا جبرئیل اخبرنی ان
اللہ قد زوجک ام کلثوم بمثل
صداق رقیۃ علی مثل صحبتھا واما
ان عثمان یقتل مظلوما وانہ علی
الحق یوم یقتل فقد اخرج الحاکم
من طریق موسی ومحمد وابراھیم
بنی عقبۃ قالوا حدثنا ابو امنا
ابو حسنۃ قال شھدت اباھریرۃ
وعثمان محصور فی الدار فقال
ابوھریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول انھا ستکون فتنۃ واختلاف
او اختلاف وفتنۃ قال قلنا یارسول اللہ
فما تامرنا قال علیکم بالامیر واصحابہ و
اشار الی عثمان واخرج الحاکم من حدیث
ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ اشتری عثمان
بن عفان الجنۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مرتین حیث حفر بئر رومۃ وحیث جھز جیش العسرۃ
واما ان ابابکر صدیق وسائرھم شھداء
فقد اخرج الترمذی من حدیث عبدالعزیز
بن محمد عن سھیل عن ابیہ عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

{ عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب } ابن ماجہ نے اپنے والد عبدالرحمن
بن ابی الزناد سے انھوں نے اعرج سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر نبی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہوتا ہے چنانچہ میرا رفیق جنت
میں عثمان بن عفانؓ ہے۔ اور نیز ابن ماجہ نے اسی سند سے روایت
کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازہ پر حضرت عثمانؓ
سے ملے اور فرمایا کہ اے عثمانؓ یہ جبرئیلؑ (کھڑے ہوئے) ہیں
انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے امّ کلثومؓ کا نکاح تمہارے
ساتھ کردیا بعوض اسی قدر مہر کے جو رقیہ کا تھا اور بشرط (اسی
حسن) معاشرت (کے جو) رقیہ کے (ساتھ تم نے کی)۔ { حضرت
عثمانؓ کا ظلماً قتل کیا جانا اور جس روز وہ قتل ہوئے ان کا حق
پر ہونا } حاکم نے موسیٰ اور محمد اور ابراہیم فرزندانِ عقبہ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہم سے ہمارے نانا ابوحسنہ نے
بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے پاس گیا جب کہ حضرت عثمانؓ
اپنے گھر میں محصور تھے تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ عنقریب
ایک فتنہ اور اختلاف ہوگا یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ ہوگا۔
حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ!
پھر آپ ہم کو (اس فتنہ میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے
فرمایا تم (اپنے) سردار اور اس کے رفقاء کے ساتھ رہنا اور
آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کیا۔ اور حاکم نے
بروایتِ ابوزرعہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے
تھے حضرت عثمانؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ
جنت خرید کی (ایک مرتبہ) جب کہ انھوں نے چاہِ رومہ کو
خریدا اور (دوسری مرتبہ) جب کہ انھوں نے جیش العسرۃ
کا سامان درست کردیا۔ { حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی
خلفاء کا شہید ہونا } ترمذی نے بروایتِ عبدالعزیزؒ
محمد سہیل سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت
ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

كان على حراء هو وابو بكر وعمر وعثمان و
على بن ابى طالب وطلحة والزبير فتحركت
الصخرة فقال النبى صلى الله عليه وسلم اهدأ
انما عليك نبى او صديق او شهيد واما بشارة
اهل بدر بالجنة فقد اخرج ابو داؤد عن عاصم
عن ابى صالح عن ابى هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اطلع الله عز وجل
على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت
لكم واما قعوده عن الفتنة فقد اخرج
الترمذى من حديث عبد العزيز بن
محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن
ابيه عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال بادروا بالاعمال فتنا كقطع
الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا
ويمسى مؤمنا ويصبح كافرا يبيع احدهم
دينه بعرض من الدنيا.

ومن مسند ام المؤمنين عائشة رضى الله عنها

اما ما يستدل به على خلافتهم من
حديث الاحجار فى اساس المسجد فقد
اخرج الحاكم من طريق احمد بن عبد الرحمن
بن وهب عن عمه عن يحيى بن ايوب عن
هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت
اول حجر حمله النبى صلى الله عليه وسلم
لبناء المسجد ثم حمل ابو بكر حجرا آخر ثم حمل
عمر حجرا آخر ثم حمل عثمان حجرا آخر فقلت يا
رسول الله الا ترى الى هؤلاء كيف يسعدونك
فقال يا عائشة هؤلاء الخلفاء من بعدى

اور ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلی بن ابی طالبؓ وطلحہؓ وزبیرؓ
کوہِ حراء پر تھے یکایک وہ پہاڑ ہلنے لگا نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا (اے پہاڑ!) ٹھہر جا تیرے اُوپر نبی ہیں یا صدیق
یا شہید {اہلِ بدر کے جنتی ہونے کی بشارت} ابوداؤد
نے عاصم سے انھوں نے ابوصالح سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اللہ اہلِ بدر (کے انجام) پر مطلع ہے اس لئے اُس نے
فرمایا کہ (اے اہلِ بدر!) جو چاہو کرو میں نے یقیناً تمھیں بخش دیا۔
{حضرت ابوہریرہؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا} ترمذی نے
بروایت عبدالعزیز بن محمد علاء بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے
اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو) کام
(کرنا ہے) اُن فتنوں سے پہلے کرلو جو مثل شب تاریک کے
ٹکڑوں کے ہوں گے جن میں صبح کو آدمی مؤمن ہوگا اور شام
کو کافر ہوجائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر
ہوجائے گا۔ آدمی اپنا دین دنیا کے تھوڑے سے مال پر بیچ
ڈالے گا۔

مسند اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۶- روایت

{مسجد (نبوی) کی بنیاد میں پتھر رکھنے
کی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا
ہے} حاکم نے بروایت احمد بن عبدالرحمٰن ابن وہب ان
کے چچا سے انھوں نے یحیٰی بن ایوب سے انھوں نے ہشام
بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے مسجد کی بنیاد کے لئے پتھر اُٹھایا پھر ابوبکرؓ نے ایک
اور پتھر اٹھایا پھر عمرؓ نے ایک اور پتھر اُٹھایا پھر عثمانؓ نے
ایک اور پتھر اُٹھایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دیکھیے
تو یہ لوگ کس طرح آپ کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں. حضرت
نے فرمایا اے عائشہؓ! یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہونگے (حاکم نے کہا کہ

www.kitabghar.org

هٰذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه
وانما اشتهر باسناد واه رواية محمد بن فضل
بن عطية فلذلك هجر واما ما يستدل به على
خلافتهم من حديث القرون فقد اخرج احمد
بطريق غريب عن عبد الله البهي عن عائشة
قالت سأل رجل رسول الله صلى الله عليه
وسلم اي الناس خير قال القرن
الذي انا فيه ثم الثاني ثم الثالث
اما قولها في خلافة الشيخين فقد
اخرج مسلم من حديث ابن ابي مليكة
قال سمعت عائشة وسئلت من كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
مستخلفا لو استخلفه قالت ابوبكر
فقيل لها ثم من بعد ابي بكر قالت
عمر ثم قيل لها من بعد عمر قالت
ابو عبيدة بن الجراح ثم انتهت الى
هذا واخرج الترمذي عن عبد الله
بن شقيق قال قلت لعائشة اي
اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
كان احب الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم قالت ابوبكر قلت ثم من قالت عمر
قلت ثم من قالت ابو عبيدة بن الجراح
قال قلت ثم من فسكتت واما ما يستدل
به على خلافة الصديق من قول النبي
صلى الله عليه وسلم ادعي لي ابابكر
فقد اخرج مسلم من حديث الزهري
عن عروة عن عائشة قالت قال لي رسول الله
صلى الله عليه وسلم في مرضه ادعي لي
ابابكر اباك واخاك حتى اكتب كتابا

یہ حدیث صحیح ہے موافق شرط شیخین کے مگر شیخین نے اس کو نہیں لکھا یہ حدیث ایک کمزور سند کے ساتھ بروایت محمد بن فضل بن عطیہ مشہور تھی اسی وجہ سے چھوڑ دی گئی (اور شیخین نے اس کو نہ لیا) [قرونِ ثلثہ والی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ نے بسندِ غریب عبداللہ بہی سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا وہ (لوگ جو اس) قرن (میں ہیں) جس میں مَیں ہوں اس کے بعد دوسرا قرن اس کے بعد تیسرا قرن۔ [حضرت عائشہؓ کا قول خلافت شیخین کے متعلق] امام مسلمؒ نے بروایتِ ابن ابی ملیکہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے تو میں نے سنا کہ انھوں نے یہ جواب دیا کہ ابوبکرؓ کو پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ کے بعد کس کو انھوں نے جواب دیا کہ عمرؓ کو۔ پوچھا گیا پھر عمرؓ کے بعد کس کو انھوں نے کہا ابو عبیدہ بن جراح کو بس یہاں تک پہنچ کر انھوں نے پھر کسی کو نہ بتایا۔ اور ترمذی نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرتؐ کو کون محبوب تر تھا؟ انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ انھوں نے کہا عمرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ انھوں نے کہا ابو عبیدہ بن جراحؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ تو انھوں نے سکوت کیا (اور کچھ جواب نہ دیا)۔ [حدیث ادعی لی ابابکرؓ جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے] مسلم نے بروایت زہری عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) میں فرمایا (اے عائشہؓ!) میرے پاس اپنے والد یعنی ابوبکرؓ کو اور اپنے بھائی (یعنے عبدالرحمٰن) کو بلوا دو میں اندیشہ

www.kitabghar.org

فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا ولا، یأبی الله و المؤمنون الا ابابکر، وأما ما یستدل به من خطبة النبی صلی الله علیه وسلم قبل وفاته فقد اخرج الترمذی عن الزهری عن عروة عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم امر بسد الابواب الا باب ابی بکر وأما ما یستدل به من حدیث الامامة فقد اخرج الترمذی من حدیث مالک بن انس عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشة یارسول الله ان ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل قالت فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشة فقلت لحفصة قولی له یارسول الله ان ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فأمر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت حفصة لعائشة ما کنت لاصیب منک خیرا واخرج الترمذی عن القاسم بن محمد عن عائشة

کرتا ہوں کہ کہیں کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (مستحق خلافت ہوں) حالانکہ وہ (مستحق) نہ ہوگا اور (یہ کہہ کر آپؐ نے فرمایا اچھا رہنے دو) اللہ اور مسلمان سوا ابوبکرؓ کے کسی سے راضی نہ ہوں گے۔

[نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپؐ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہے] ترمذی نے زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوا ابوبکرؓ کے سب کے دروازوں کو مسجد (نبوی) سے بند کر دینے کا حکم دیا۔ [امامت نماز کی حدیث جس سے (خلافت حضرت صدیقؓ پر) استدلال کیا جاتا ہے] ترمذی نے بروایت (امام) مالک بن انس ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یارسول اللہ ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب سے ان کی آواز لوگ نہ سن سکیں گے لہٰذا آپؐ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپؐ نے (پھر) فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حفصہؓ سے کہا کہ تم بھی حضرتؐ سے عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگ ان کی آواز نہ سن سکیں گے لہٰذا آپؐ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہؓ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو گویا یوسفؑ کی ہمنشیں عورتیں ہو ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت حفصہؓ (اپنے کہنے پر بہت پشیمان ہوئیں اور انھوں) نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ مجھے کبھی تم سے فائدہ نہ پہنچا۔ اور ترمذی نے قاسم بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ

www.kitabghar.org

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ واما مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج الترمذی من حدیث اسحٰق بن یحییٰ بن طلحۃ عن عمہ اسحٰق بن طلحۃ عن عائشۃ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا واخرج الحاکم عن عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ ام المؤمنین قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر و اخرج الحاکم من حدیث معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت لما اُسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصیٰ اصبح یتحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان اٰمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر فقالوا ھل لک الی صاحبک یزعم انہ اُسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال اَوَقال ذٰلک قالوا نعم قال لئن قال ذٰلک لقد صدق قالوا وتصدقہ انہ ذھب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ فیما ھو ابعد من ذٰلک اصدقہ بخبر السماء

وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں ابوبکرؓ (موجود) ہوں اس قوم کے لئے ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کا امام بننا زیبا نہیں ہے۔ [مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ] ترمذی نے بروایت اسحاق بن یحییٰ بن طلحہؓ ان کے چچا اسحاق بن طلحہؓ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تم آتش (دوزخ) سے اللہ کے عتیق (یعنے آزاد کئے ہوئے) ہو۔ اس دن سے ان کا لقب عتیق مشہور ہوا۔ اور حاکم نے عائشہ بنت طلحہؓ سے انھوں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ایسے شخص کے دیکھنے کی خوشی ہو جو (دوزخ کی) آگ سے آزاد ہو تو اسے چاہیئے کہ ابوبکرؓ کو دیکھے۔ اور حاکم نے بروایت معمر زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج میں بیت المقدس تشریف لے گئے اور صبح کو آپؐ نے یہ واقعہ لوگوں سے بیان کیا تو کچھ لوگ جو آپؐ پر ایمان لاچکے تھے اور آپؐ کی تصدیق کرچکے تھے مرتد ہوگئے اور اس واقعہ کو جاکر انھوں نے ابوبکرؓ سے بیان کیا اور کہا کہ اب آپ اپنے صاحب کو دیکھئے وہ کہتے ہیں کہ آج شب کو وہ بیت المقدس گئے تھے حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا وہ درحقیقت ایسا کہتے ہیں؟ اُن لوگوں نے کہا ہاں (وہ ایسا ہی کہتے ہیں) تو ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ اگر انھوں نے ایسا کہا ہے تو سچ کہا ان لوگوں نے کہا کیا آپ ان کی اس بات کو سچ سمجھتے ہیں کہ وہ شب کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں (میں اس بات کو سچ سمجھتا ہوں مگر اس میں تعجب کیا) میں تو ان کی اُن باتوں کو سچ سمجھتا ہوں جو اس سے زیادہ دور از عقل ہیں۔ میں ان کو آسمان کی خبروں میں

www.kitabghar.org

في غدوة او روحة فلذلك سمي ابوبكر الصديق و اما مناقب عمر بن الخطاب فقد اخرج مسلم من حديث ابراهيم بن سعد عن ابيه سعد عن ابي سلمة عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقول قد كان يكون في الامم قبلكم محدثون فان يكن في امتي منهم احد فان عمر بن الخطاب منهم واخرج ابن ماجة من حديث الزنجي بن خالد عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة واخرج الترمذي من حديث يزيد بن رومان عن عروة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا فسمعنا لغطا و صوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالي فانظري فجئت فوضعت لحيي على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنكب و راسه فقال لي اما شبعت اما شبعت قالت اقول لا لانظر منزلتي عنده اذ طلع عمر قالت فارفض الناس عنها قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

سچا سمجھتا ہوں (جو) صبح[له] یا شام میں (ان کے پاس آجاتی ہیں) اسی وجہ سے ابوبکرؓ کا لقب صدیق ہوا۔ {مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ} مسلم نے بروایتِ ابراہیم بن سعد ان کے والد سے انھوں نے ابوسلمہؓ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ فرماتے تھے بیشک تم سے پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ محدَّث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی شخص ایسا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ اور ابن ماجہ نے بروایتِ زنجی بن خالد، ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ! اسلام کو عزت دے خاص کر عمر بن خطابؓ سے۔ اور ترمذی نے بروایتِ یزید بن رومان عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز (گھر میں) بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز سننے میں آئی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت اچھل کود کر رہی ہے اور بچے اس کے گرد ہیں پس آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ آؤ دیکھو۔ چنانچہ میں گئی اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شانے پر اپنی ٹھڈی رکھدی اور شانہ اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے میں اس کو دیکھنے لگی حضرتؐ مجھ سے پوچھتے تھے کہ کیا تم سیر نہیں ہوئیں؟ کیا تم سیر نہیں ہوئیں! میں کہتی تھی نہیں نہیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ میں دیکھوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں میری کتنی جگہ ہے۔ یکایک عمرؓ آگئے تو سب لوگ اس حبشی عورت کو چھوڑ کر بھاگ گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے

له یعنے معراج کے واقعہ میں اس قدر دور از عقل بات نہیں ہے جسقدر کہ جبرئیلؑ کے آنے میں ہو پس جب میں اسکی تصدیق کرچکا تو معراج کی بدرجۂ اولیٰ کروں گا۔

www.kitabghar.org

انی انظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت ۔ واما مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فقد اخرج مسلم عن عطاء وسلیمان ابنے یسار وابی سلمۃ ابن عبدالرحمٰن ان عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مضطجعًا فی بیتہ کاشفًا عن فخذیہ اوساقیہ فاستأذن ابوبکر فاذن لہ وھو علی تلک الحال فتحدث ثم استأذن عمر فاذن لہ وھو کذٰلک فتحدث ثم استأذن عثمان فجلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وسوّے ثیابہ فدخل فتحدث فلما خرج قالت عائشۃ دخل ابوبکر فلم تھتش لہٗ و لم تُبالہ ثم دخل عمر فلم تھتش لہ ولم تبالہ ثم دخل عثمان فجلست وسوّیت ثیابک فقال الا استحیی من رجل تستحیی منہ الملائکۃ ۔ واخرج الترمذی عن النعمان بن بشیر عن عائشۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان انہ لعل اللہ یقمصک قمیصًا فان ارادوک علی خلعہ

میں شیاطین[1] جن وانس کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمرؓ سے بھاگتے ہیں حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ پھر میں بھی لوٹ آئی [حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب] مسلم نے عطاء و سلیمانؓ فرزندانِ یسار سے اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور اپنے زانو یا (کہاکہ) اپنی پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے ابوبکرؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے ان کو اجازت دی اور اسی طرح لیٹے رہے ابوبکرؓ نے کچھ باتیں کیں (اور چلے گئے) پھر عمرؓ نے اجازت مانگی آپؐ نے ان کو بھی اجازت دیدی اور اسی طرح لیٹے رہے اُنھوں نے بھی کچھ باتیں کیں (اور چلے گئے) پھر عثمانؓ نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے لباس کو درست کر لیا (یعنے پنڈلیاں بند کرلیں) حضرت عثمانؓ اندر آئے (اور کچھ باتیں کر کے چلے گئے) حضرت عائشہؓ (کہتی ہیں کہ جب وہ باہر چلے گئے تو میں) نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ آئے اور آپؐ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور کچھ پروا نہ کی عمرؓ آئے آپؐ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور کچھ پروا نہ کی پھر عثمانؓ آئے تو آپؐ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنا لباس بھی درست کر لیا حضرؐ نے فرمایا میں کیوں نہ اُس شخص سے حیا کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ ترمذی نے نعمان بن بشیر سے اُنھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمانؓ! شاید اللہ تمھیں قمیص (خلافت) پہنائے گا لوگ اگر اس کو اُتاریں تو

[1] لفظ شیاطین سے تعبیر اس لئے نہیں ہے کہ وہ فعل اس وقت میں ناجائز وحرام تھا اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیوں دیکھتے یا دکھلاتے اصل یہ ہے اصل ان افعال کی قبیح ہے مگر عید وغیرہ کے زمانے میں شریعت نے رخصت دی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ دن عید کا تھا لہٰذا اباحت عارضی ہے اور قباحت اصلی پس اسی قباحت اصلی کے لحاظ سے یہ لفظ وارد ہوا۔ نیز بعض نافہم لوگوں کا یہ شبہ کرنا کہ اگر ان لوگوں کا حضرت عمرؓ سے ڈرنا حضرت عمرؓ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمرؓ کی فضیلت معاذاللہ ثابت ہوگی نافہمی پر مبنی ہے بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ محتسب سے بدمعاش لوگ جسقدر ڈرتے ہیں بادشاہ سے نہیں ڈرتے۔

www.kitabghar.org

فلا تخلعه لهم۔

ومن مُسند انس بن مالك رضی الله عنه

اما ان الخلافة فی قریش فقد اخرج احمد عن بکر بن وهب الجریری قال قال لی انس بن مالك احدثك حدیثا ما احدثه كل احد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قام علی باب البیت ونحن فیه فقال الائمة من قریش ان لهم علیكم حقا ولكم علیهم حقا مثل ذلك ما ان استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا وان حكموا عدلوا ومن لم یفعل ذلك منهم فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعین واخرج احمد عن انس قال دعا النبی صلی الله علیه وسلم الانصار لیقطع لهم البحرین فقالوا لا حتی تقطع لاخواننا من المهاجرین فقال انكم ستلقون من بعدی اثرة[۱] فاصبروا حتی تلقونی واما الدلیل علی خلافتهم من جهة تفویض الصدقات الیهم من بعده فقد اخرج الحاکم من طریق علی بن مهر عن المختار بن فلفل عن انس بن مالك

تم ہرگز ان کی وجہ سے نہ اُتارنا۔

مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۴۔ روایت

{خلافت کا قریش میں ہونا} امام احمدؒ نے بکر بن وہب جریری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت انس بن مالکؓ نے کہا میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں ہر شخص سے نہیں بیان کرتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے دروازہ پر کھڑے تھے اور ہم لوگ کعبہ کے اندر تھے پس آپؐ نے فرمایا کہ خلفا قریش سے ہوں گے بیشک ان کا تم پر حق ہے اور تمھارا بھی ان پر ویسا ہی حق ہے جب تک کہ (قریش میں یہ تین صفتیں رہیں) اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور اگر عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور اگر حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جو ان میں سے ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت۔ اور امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ آپؐ ان کو بحرین معافی میں دیدیں۔ انصار نے عرض کیا کہ ہم نہ لیں گے جب تک کہ آپؐ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی نہ دیں حضرت (اس جواب سے خوش ہوئے اور آپؐ) نے فرمایا عنقریب تم لوگ میرے بعد (اپنے اُوپر دوسروں کو) ترجیح[۱] پاتے ہوئے دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا {حضرتؐ کے بعد خلفا۔ کو تحصیل زکوٰۃ کا اختیار عنایت ہونے سے ان کی خلافت پر استدلال} حاکمؒ نے بروایت علی بن مہر مختار بن فلفل سے اُنھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے

[۱] ترجیح سے مراد یہ ہے کہ خلافت ان کو نہ ملی مہاجرین کو ان پر ترجیح دیگئی اور وہی خلیفہ بنائے گئے۔ صبر کا حکم اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ ترجیح ناحق اور ظلم تھی کیونکہ صبر کے معنے خلاف طبیعت بات کے برداشت کرنے کے ہیں خواہ وہ حق ہو یا ناحق کسی کی موت پر صبر کا حکم دیا جاتا ہے تو کیا وہ موت ناحق یا ظلم ہوتی ہے (معاذ اللہ منہا) چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی معلوم تھا کہ اللہ نے خلافت مہاجرین میں رکھی ہے انصار کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے اس لئے اگر آپؐ نے انصار کی تسلی کے لئے اس قسم کے کلمات ارشاد فرماتے ہیں۔ نیز اپنے آخری خطبہ میں انصار کی مدح وثنا اور ان کی حق شناسی کی تاکید بھی اسی مصلحت سے فرمائی ہے۔

www.kitabghar.org

قال بعثنى بنو المصطلق الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقالوا سل لنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى من ندفع صدقاتنا بعدك قال
فاتيته فسالته فقال الى ابى بكر فاتيتهم
فاخبرتهم قالوا ارجع اليه فاساله
فان حدث بابى بكر حدث فالى
من فاتيته فاخبرته فقال الى عمر
فقالوا ارجع اليه فاساله فان حدث
بعمر حدث فالى من فاتيته فسالته
فقال الى عثمان فاتيتهم فاخبرتهم
فقالوا ارجع فاساله فان حدث
بعثمان حدث فالى من فاتيته
فسالته فقال ان حدث بعثمان
حدث فتبا لكم الدهر فتبا هذا
حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه
و اما ان ابا بكر صديق وسائرهم
شهداء فقد اخرج البخارى عن
يحيى عن سعيد عن قتادة
ان انس بن مالك حدثهم
ان النبى صلى الله عليه وسلم
صعد احدا و ابو بكر وعمر
وعثمان فرجف بهم فقال
اثبت احد فانما عليك نبى
وصديق وشهيدان واما افضلية
الشيخين فقد اخرج الترمذى
من حديث محمد بن كثير عن الاوزاعى
عن قتادة عن انس قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لابى بكر وعمر

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ قبیلۂ بنی مصطلق کے لوگوں نے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا ہماری طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا کہ آپؐ کے بعد ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانچہ میں حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور میں نے آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ کو دیں۔ میں نے جاکر (یہی) ان لوگوں سے بیان کردیا انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپؐ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو (زکوٰۃ دیں) چنانچہ میں پھر آپؐ کے پاس گیا اور آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا عمرؓ کو دیں (میں نے جاکر ان لوگوں سے اس کو بیان کردیا) انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپؐ سے پوچھو کہ اگر عمرؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو (دیں) چنانچہ میں پھر حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا عثمانؓ کو دیں۔ میں نے جاکر ان لوگوں سے بیان کردیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپؐ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو (دیں) چنانچہ میں پھر گیا اور آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا اگر عثمانؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو پھر ہمیشہ تمھارے لئے ہلاکت ہے گی (حاکم نے کہاہے کہ) یہ حدیث صحیح الاسناد ہی مگر شیخینؒ نے نہیں لکھی۔ [حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا] بخاری نے یحییٰ سے انھوں نے سعید سے انھوں نے قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ انس بن مالکؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کوہِ اُحد پر چڑھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (بھی آپؐ کے ساتھ تھے) پہاڑ ہلنے لگا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اُحد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید۔ [شیخین کا افضل (امت) ہونا] ترمذی نے بروایت محمد بن کثیر اوزاعی سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علیؓ سے مخاطب ہوکر) ابوبکر وعمر کی شان میں فرمایا

www.kitabghar.org

هذان سیدا کھول اهل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرهما یا علی واما ثناءه علیهم مع غیرهم فقد اخرج احمد والترمذی عن معمر عن قتادۃ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدهم فی امر اللہ عمر واصدقهم حیاءً عثمان بن عفان واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل وافرضهم زید بن ثابت واقرأهم ابی بن کعب ولکل امۃ امین وامین هذه الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح قال الترمذی وقد رواه ابو قلابۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوه واما حدیث الامامۃ فی الیوم الذی مات فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضرۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخرج البخاری عن ابن شهاب قال حدثنی انس بن مالک ان المسلمین بینما هم فی صلوۃ الفجر من یوم الاثنین وابوبکر یصلی بهم لم یفجأهم الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کشف ستر حجرۃ عائشۃ فنظر الیهم وهم صفوف فی الصلوۃ ثم تبسم یضحک فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف وظن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرید ان یخرج الی الصلوۃ فقال انسؓ وهم المسلمون ان یفتتنوا فی صلوتهم فرحاً برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشار الیهم بیده رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتموا صلوتکم ثم دخل الحجرۃ

کہ یہ دونوں سوا انبیاء و مرسلین کے تمام پیرانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں کیا اگلے اور کیا پچھلے اے علیؓ! تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ کرنا۔ [رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفاء کی مع چند صحابہؓ کے تعریف کرنا] امام احمدؒ و ترمذی نے معمر سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت خدا کے کام میں عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ کامل حیا میں عثمانؓ بن عفانؓ ہیں اور سب سے زیادہ واقف حلال و حرام سے معاذ بن جبلؓ ہیں اور سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں اور سب سے زیادہ علم قراءت کے ماہر اُبیؓ بن کعبؓ ہیں۔ اور ہر اُمت کے لئے ایک امین ہوتا ہے، اس اُمت کے امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں۔ ترمذی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ابو قلابہ نے بھی حضرت انسؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔ [رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس روز کہ آپؐ کی وفات ہوئی امامتِ نماز کا واقعہ] بخاری نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ اس حال میں کہ دوشنبہ کے دن مسلمان نماز فجر میں تھے اور ابوبکرؓ ان کو نماز پڑھا رہے تھے یکایک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا پردہ اُٹھایا اور مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ صف باندھے ہوئے نماز میں کھڑے ہیں یہ دیکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے ابوبکرؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ کر صف سے مل جائیں ان کو یہ خیال ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ نماز توڑ دینا چاہتے تھے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے انھیں اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرو۔ اس کے بعد آپؐ حجرہ کے اندر تشریف لے گئے

www.kitabghar.org

وارخى الستر واما منزلة الشيخين عنده
صلى الله عليه وسلم فقد اخرج
الترمذى عن الحكم بن عطية عن ثابت
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان يخرج على اصحابه من المهاجرين
والانصار وهم جلوس وفيهم ابوبكر
وعمر فلا يرفع اليه احد منهم بصره
الا ابوبكر وعمر فانهما كانا ينظران
اليه وينظر اليهما ويتبسمان اليه ويتبسم اليهما
واما مناقب ابى بكر الصديق فقد
اخرج ابن ماجة من طريق معتمر
بن سليمان عن حميد عن انس قال
قيل يا رسول الله اىّ الناس
احبّ اليك قال عائشة قيل من
الرجال قال ابوها واخرج احمد
من حديث جعفر بن سليمان الضبعى
عن ثابت عن انس قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان طير الجنة كامثال البخت ترعى
فى شجر الجنة فقال ابوبكر يا رسول
الله ان هذه الطير ناعمة قال
اكلتها انعم منها ثلثا وانى لارجو
ان تكون ممن يأكل منها يا ابابكر
واما مناقب عمر بن الخطاب فقد
اخرج الترمذى من حديث اسمٰعيل
بن جعفر عن حميد عن انس ان النبى
صلى الله عليه وسلم قال دخلت
الجنة فاذا انا بقصر من ذهب فقلت
لمن هذا القصر قالوا لشاب من قريش

اور پردہ ڈال دیا [شیخینؓ کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس] ترمذیؒ نے حکم بن عطیہ سے اُنھوں نے ثابتؒ سے
اُنھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب یعنے مہاجرین و انصار کے
پاس تشریف لاتے اور ان میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ہوتے تو یہ
کیفیت ہوتی) کہ کوئی شخص (ہیبت سے) آپؐ کی طرف نظر
اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا سوا ابوبکرؓ و عمرؓ کے یہ دونوں آپؐ کی طرف
دیکھتے تھے اور آپؐ ان کی طرف دیکھتے تھے وہ آپؐ کو دیکھ کر
مُسکراتے تھے اور آپؐ اُن کو دیکھ کر مُسکراتے تھے۔ [ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے مناقب] ابن ماجہ نے بروایتِ معتمر بن سلیمان
حُمید سے اُنھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ
کہتے تھے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ
آپؐ کو کس سے محبت ہے؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ سے۔ پھر
عرض کیا گیا کہ مردوں میں فرمایئے فرمایا کہ ان کے والد سے اور
امام احمدؒ نے بروایتِ جعفر بن سلیمانؒ ضبعی ثابت سے
اُنھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز بیان) فرمایا کہ
جنت میں ایک (قسم کا) پرند ہے (قد و قامت میں) مثل
اُونٹنی کے وہ جنت کے درختوں میں چرا کرتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ پرند نہایت نفیس ہوگا حضرتؐ
نے فرمایا اس کے کھانے والے اس سے زیادہ نفیس ہوں گے
تین مرتبہ (آپؐ نے اس کو فرمایا) اور بیشک مَیں امید رکھتا ہوں
کہ اے ابوبکرؓ! تم بھی ان لوگوں میں ہو جو اس پرندہ کا
گوشت کھائیں گے۔ [حضرت عمرؓ بن خطاب کے مناقب]
ترمذیؒ نے بروایتِ اسماعیل بن جعفر حمید سے اُنھوں نے
حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا
کہ سونے کا ایک محل ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل
کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا قریش کے ایک شخص کا ہی

www.kitabghar.org

فظننت انی انا هو فقلت ومن هو فقالوا عمر بن الخطاب وآما تقرب انس من الله تعالیٰ بحب الشيخين فقد اخرج البخاری من حديث حماد عن ثابت عن انس ان رجلاً سأل النبی صلی الله عليه وسلم عن الساعة فقال متی الساعة قال وماذا اعددت لها قال لا شیٔ الا انی احب الله ورسوله قال انت مع من احببت قال انس فما فرحنا بشیٔ فرحنا بقول النبی صلی الله عليه وسلم انت مع من احببت قال انس فانا احب النبی صلی الله عليه وسلم وابابكر وعمر وارجوان اكون معهم بحبی اياهم وان لم اعمل بمثل اعمالهم۔

ومن مسند ابی سعيد الخدری رضی الله عنه

انا الخطبة التی خطبها النبی صلی الله عليه وسلم فی مناقب ابی بكر رضوان الله عنه قبل موته فقد اخرج البخاری عن بسر بن سعيد عن ابی سعيد الخدری قال خطب رسول الله صلی الله عليه وسلم الناس وقال ان الله تبارك وتعالیٰ خير عبداً بين الدنيا وبين ما عنده

میں نے سمجھا کہ[1] شاید وہ میں ہی ہوں لہٰذا میں نے پوچھا کہ قریش کے کس شخص کا ہے؟ فرشتوں نے کہا عمر بن خطاب کا۔ حضرت انسؓ کا محبتِ شیخینؓ کو جناب الٰہی میں وسیلہ تقرب بنانا۔ بخاری نے براوایتِ حماد ثابت سے انھوں نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے قیامت کو پوچھا کہ کب ہوگی؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے قیامت کے لئے کیا سامان کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ کچھ نہیں سوا اس کے کہ میں اللہ کو اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ تم جس سے محبت کرتے ہو (قیامت میں) اُسی کے ساتھ ہوگے۔ حضرت انسؓ نے (یہ حدیث بیان کرکے) کہا کہ ایسی خوشی ہم لوگوں کو کبھی نہیں ہوئی جیسی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد سے ہوئی کہ تم اسی شخص کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو کیونکہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور[2] ابوبکرؓ و عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھتا ہوں اور چونکہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں اس لئے امید رکھتا ہوں کہ (قیامت میں) انہی کے ساتھ ہوں گا گو میں نے ان کے جیسے کام نہیں کئے۔

مسند ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (۶) روایت)

{نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپؐ نے اپنی وفات سے (پانچ دن) پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان فرمایا۔ بخاری نے بُسر بن سعید سے انھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (قبل از وفات) خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے (اپنے) ایک بندہ کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا کہ چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے

---

[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس محل کو اپنا سمجھنا حضرت فاروقِ اعظمؓ کے بے نظیر علو مرتبت پر دلالت کرتا ہے معلوم ہوا کہ وہ محل ایسا عالیشان تھا کہ انبیاء بلکہ امام الانبیاءؐ کے لئے موزوں تھا یہ مضمون ایک شعبہ ہے اس حدیث کا جس میں فرمایا گیا ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

[2] صحابہ کرام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ شیخین کا ذکر کرنا کچھ کم فضیلت نہیں ہے۔

www.kitabghar.org

فاختار ذلک العبد ما عند الله قال فبکی ابوبکر رضی الله عنه فعجبنا لبکائه ان یخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عبد خیر فکان رسول الله صلی الله علیه وسلم هو المخیر وکان ابوبکر رضی الله عنه اعلمنا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من امن الناس علی فی صحبته وماله ابوبکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخوة الاسلام ومودته لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر واخرج الترمذی عن عبید بن حنین عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبدا خیره الله بین ان یوتیه من زهرة الدنیا ما شاء وبین ما عنده فاختار ما عنده ثم ذکر نحوا مما تقدم و اما مناقب عمر بن الخطاب فقد اخرج البخاری عن ابن شهاب عن ابی امامة بن سهل بن حنیف عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول بینا انا نائم رأیت الناس عرضوا علی وعلیهم قمص فمنها ما یبلغ الثدی ومنها ما یبلغ دون ذلک

آخرت کی طرف انتقال کرے) اُس بندہ نے آخرت کو اختیار کرلیا یہ سُنکر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے ہم لوگوں نے ان کے رونے پر تعجب کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بندہ کی کیفیت بیان فرمارہے ہیں کہ اس کو اختیار دیا گیا (اس میں رونے کی کیا بات ہے؟) مگر (حضرتؐ کی وفات ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ) وہ بندہ جس کو اختیار دیا گیا تھا خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور (یہ بات ظاہر ہوگئی کہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے (اُس بندہ کی کیفیت بیان کرنے کے بعد) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے اپنی رفاقت سے اور اپنے مال سے ابوبکرؓ ہیں اور اگر میں (خدا کے سوا) کسی کو (اپنا) خلیل بناتا تو بیشک ابوبکرؓ کو بناتا لیکن (ان کے ساتھ) اخوتِ اسلام اور محبتِ اسلام (جو مجھے ہے وہی کافی ہے دیکھو) مسجد میں کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا جائے سب بند کردیئے جائیں سوا ابوبکرؓ کے دروازہ کے۔ اور ترمذی نے عبید بن حنین سے اُنھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ چاہے تو اس کو مال و متاع دنیا دیدے جس قدر وہ خواہش کرے اور چاہے تو اُس کو وہ نعمتیں دی جائیں جو اللہ کے یہاں ہیں اس بندہ نے اللہ کے یہاں کی نعمتوں کو اختیار کرلیا۔ اس کے بعد ترمذی نے مثل گزشتہ حدیث کے نقل کیا ہے۔ [حضرت عمرؓ بن خطاب کے مناقب] بخاری نے ابن شہاب سے اُنھوں نے ابوامامہ ابن سہل بن حُنیف سے اُنھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اس حال میں کہ میں سوتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے اور وہ سب کرتہ پہنے ہوئے ہیں کسی کا کرتہ سینہ تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا

www.kitabghar.org

وعُرِضَ علٰی عمر وعلیہ قمیصٌ یجرّہ قالوا فما اوّلتہ یارسول اللہ قال الدین واما بشارۃ الشیخین بالجنۃ والاشارۃ الی انہما من السابقین المقربین فقد اخرج الترمذیؒ من طریق سالم بن ابی حفصۃ والاعمش وجماعۃ کلّھم عن عطیۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل الدرجات العُلٰی لیراھم من تحتھم کما ترون النجم الطالع فی اُفق السماء وان ابابکر وعمر منھم وانعما واما انہما منتظر الامارۃ وان امر الملۃ یتمّ بھما فقد اخرج الترمذی من حدیث ابی الجحاف عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبیّ الّا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابوبکر وعمر واما الدلیل علٰی خلافتھم من جھۃ وقوع خلافتھم فی مرتبۃ امراء الخیر فقد اخرج احمد من حدیث عبداللہ البھی عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون علیکم امراء یطمئنّ الیھم القلوب وتلین لھم الجلود ثمّ یکون علیکم

اور عمر بن خطابؓ جو میرے سامنے لائے گئے تو (میں نے دیکھا کہ ان کا کُرتہ اس قدر نیچا ہے کہ) وہ اپنے کُرتہ کو کھینچتے ہوتے لئے جارہے ہیں صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہؐ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ حضرتؐ نے فرمایا (کُرتہ سے مراد) دین (ہے)۔ {شیخینؓ کے جنتی ہونے کی بشارت اور ان کے سابقین مقربین میں ہونے کی طرف اشارہ} ترمذی نے بروایت سالم بن ابی حفصہ اور اعمش اور نیز بہت لوگوں کے نقل کیا ہے یہ سب لوگ عطیہ سے وہ حضرت ابوسعید (خُدریؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنّت میں) اوپر کے درجہ والوں کو نیچے کے درجہ والے (ایسا روشن) دیکھیں گے جیسے تم اس ستارہ کو (روشن) دیکھتے ہو جو آسمان کے کنارہ پر ہو اور بیشک ابوبکرؓ وعمرؓ بھی انھیں (اُوپر کے درجہ والوں) میں سے ہیں اور (بلکہ ان سے بھی) اچھے ہیں۔ {شیخینؓ کا ولیعہد ہونا اور دین کے کام کا ان سے پورا ہونا} ترمذی نے بروایت ابوجحّاف عطیہ سے انھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے دو وزیر[1] آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ چنانچہ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبریلؑ ومیکائیلؑ ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں میں سے ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔ {خلفاء کی خلافت پر یہ دلیل کہ ان کی خلافت اُمراء خیر کے (موعودہ) زمانہ میں ہوئی} امام احمدؒ نے بروایت عبداللہ بہیؔ حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا کہ (میرے بعد) تم پر وہ لوگ حاکم ہوں گے جن پر دلوں کو اطمینان ہوگا اور (لوگوں کے) جسم ان کے سامنے جُھکیں گے اس کے بعد تم پر

[1] وزیر کے معنے لغت میں مددگار۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کسی کا کسی کام میں مددگار ہو اسکے بعد اس مددگار سے زیادہ اس کام کا کون مستحق ہوسکتا ہے بس یہی معنے ولیعہد ہونے کے ہے۔

www.kitabghar.org

امراء تشمئز منهم القلوب وتقشعر منه الجلود فقال رجل افلا نقاتلهم يا رسول الله قال لا ما اقاموا الصلوٰة۔

ومن مسند جابر بن عبد الله رضی الله عنه

اما ان الخلافة لقريش فقد اخرج احمد من حديث ابن جريج عن ابی الزبير عن جابر ان النبی صلی الله عليه وسلم قال الناس تبع لقريش فی الخير والشر واما الدليل على خلافة الخلفاء فقد اخرج احمد والحاكم من حديث الزبيدی عن ابن شهاب عن عمرو بن ابان بن عثمان عن جابر بن عبد الله انه كان يحدث ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال اُرِی الليلة رجل صالح ان ابا بكر رضی الله عنه نِيط برسول الله صلی الله عليه وسلم ونِيط عمر بابی بكر ونِيط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند النبی صلی الله عليه وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول الله صلی الله عليه وسلم واما ما ذكر رسول الله صلی الله عليه وسلم من نوط بعضهم ببعض فهم ولاة هذا الامر الذی بُعث به نبيه صلی الله عليه وسلم واما بشارتهم بالجنة فقد اخرج احمد من حديث عبد الله بن محمد بن عقيل بن ابی طالب عن جابر قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم يطّلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة

ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن سے دل متنفر ہوں گے اور جن (کے نام) سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوں گے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم ایسے (بُرے) حاکموں سے قتال نہ کریں حضرت ؐ نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔

مُسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۸۔ روایت)

{خلافت کا خاص قریش کے لئے (مخصوص) ہونا} (امام) احمدؒ نے بروایتِ ابن جریج ابوالزبیر سے اُنھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ خیر و شر (دونوں) میں قریش کے تابع ہیں۔ {خلفاء (راشدین) کے خلافت کی دلیل} (امام) احمدؒ اور حاکم نے بروایتِ زبیدی ابن شہاب (زہری) سے انھوں نے عمرو بن میمون سے اُنھوں نے جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کی شب ایک نیک مرد کو خواب میں دکھایا گیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عمرؓ ابوبکرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عثمانؓ عمرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اُٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک مرد تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے (کے دامن) سے لٹکایا جانا ذکر فرمایا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کام (یعنے دین) کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں یہ لوگ (آپ کے بعد) اس کام کے والی (اور حاکم) ہوں گے۔ {خلفاء (راشدین) کے لئے جنتی ہونے کی بشارت} (امام) احمدؒ بروایت عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کے اُس جھنڈ کے نیچے سے (ابھی) ایک جنتی مرد تمھارے پاس آتا ہے

www.kitabghar.org

قال فطلع ابوبکر رضی اللہ عنہ فہنأناہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لبث ھُنَیْعَۃً ثم قال یطلع علیکم من تحت ھٰذا الصور رجل من اھل الجنۃ قال فطلع عمر رضی اللہ عنہ قال فہنأناہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یطلع علیکم من تحت ھٰذا الصور رجل من اھل الجنۃ قال فطلع عثمان رضی اللہ عنہ قال فہنأناہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یطلع علیکم من تحت ھٰذا الصور رجل من اھل الجنۃ اللّٰھم ان شئت جعلتہ علیاً ثلث مرارٍ قال فطلع علیؓ رضی اللہ عنہ واما مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج الحاکم عن محمد بن المنکدر عن جابر قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ وفد عبد القیس فتکلم بعضھم بکلام اجاد فی الکلام فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر وقال یا ابا بکر سمعت ماقالوا قال نعم یارسول اللہ وفہمتہ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ (آپ کے فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے (کے بموجب جنّت) کی بشارت دی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنّتی مرد تمہارے پاس آتاہے (اتنے میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے حضرت جابرؓ کہتے ہیں ہم نے ان کو (بھی جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا) اُس کی بشارت دی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اُس کی بشارت اُن کو (بھی) دی۔ پھر فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتاہے پھر آپ نے تین مرتبہ یہ دعا مانگی یا اللہ! اگر تو چاہے تو آنے والے علیؓ ہوں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ { حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب } حاکم نے محمد بن منکدر سے اُنھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپ کے پاس قبیلۂ عبدالقیس کے وفد[1] آئے اُن میں سے بعضوں نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکرؓ! جو کچھ اُنھوں نے کہا تم نے سُنا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہاں اے رسول اللہ! میں نے (سب سُنا) سمجھ لیا

[1] وفد کے معنے قاصد۔ ۹ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اطراف وجوانب سے وفود آئے ہر ہر قبیلے نے اپنی جانب سے کچھ لوگوں کو حضور نبوی میں بھیجا تھا تاکہ وہ اپنے مسلمان ہونے سے حضرتؐ کو آگاہ کریں اور فرائض اسلامی کی تعلیم آپ سے حاصل کریں۔ قبیلۂ عبدالقیس کے وفد میں بقولے چودہ آدمی اور بقولے چوبیس آدمی تھے ان لوگوں نے سب سے پہلے اپنا اشتیاق ظاہر کیا اور اپنا بعید المقام ہونا بیان کرکے بار بار حاضری سے اپنی معذوری عرض کی اور اس بات کی درخواست کی کہ آپ کوئی ایسی جامع اور مختصر تعلیم ہم کو کر دیجئے کہ لوٹ کر بآسانی اپنی قوم کو بتا دیں اور اس پر عمل کرکے جنّت کے مستحق ہو جائیں چنانچہ حضرتؐ نے ان کو ایسی ہی تعلیم فرمائی۔ صحابۂ کرام فرماتے تھے کہ قبیلۂ عبدالقیس کا وفد نہایت عمدہ وفد تھا اور اس کے سبب سے ہمیں نہایت مفید علوم حاصل ہوئے۔

www.kitabghar.org

قال فاجبه قال فلجا بهوا ابوبكر بجواب وَاَجَادَ الجواب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابابكر اعطاك الله الرضوان الاكبر فقال بعض القوم وما الرضوان الاكبر يا رسول الله قال يتجلى الله لعباده فى الأخرة عامة و يتجلى لابى بكر خاصة واما مناقب عمر بن الخطاب رضى الله عنه فقد اخرج البخارى من حديث عبد العزيز بن الماجشون عن محمد بن المنكدر عن جابر قال قال النبى صلى الله عليه وسلم رأيتنى دخلت الجنة فاذا انا بالرُّمَيصاء امرأة ابى طلحة فسمعت خشفةً فقلتُ من هذا فقال هذا بلالٌ ورأيت قصرًا بفنائه جاريةٌ فقلت لمن هذا فقال لعمر فاردتُ ان ادخله فانظرَ اليه فذكرتُ غيرتك فقال عمر رضى الله عنه بابى وامى يا رسول الله أعليك أغار واما مناقب عثمان فقد اخرج الحاكم عن جابر بن عبد الله قال بينما نحن فى بيت فى نفر من المهاجرين منهم ابوبكر و عمر وعثمان وعلى وطلحة والزبير و عبد الرحمٰن بن عوف و سعد بن ابى وقاص وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لِيَنْهَضْ كلُّ رجل منكم

پھر آپ نے فرمایا تو تم ان کو (ان کی بات کا) جواب دو۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکرؓ نے وفد عبدالقیس کی بات کا جواب دیا اور اچھا جواب دیا۔ (ان کا جواب سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے) پھر فرمایا اے ابوبکرؓ! اللہ نے تمھیں رضوانِ اکبر عطا فرمائی۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! رضوانِ اکبر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائیگا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ {حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب} (امام) بخاریؒ بروایت عبدالعزیز بن ماجشون، محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں گیا تو مجھے وہاں رُمیصاء زوجۂ ابوطلحہ ملیں پھر میں نے کسی کے چلنے کی آواز سنی میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ کسی نے جواب دیا یہ بلالؓ ہیں۔ پھر میں نے (جنت میں) ایک محل دیکھا جس کے صحن میں مجھے ایک جوان عورت نظر آئی۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ عمرؓ کا۔ پھر میں نے اُس محل میں جانا چاہا تاکہ اُس کے اندر سیر کروں تو میں نے (اے عمرؓ!) تمھاری غیرت کو یاد کیا (اور محل کے اندر نہ گیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں آپ سے غیرت کرتا۔ {حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} حاکمؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) تھے ایک مکان میں بیٹھے تھے (اور اُس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونق افروز تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص

www.kitabghar.org

الی کفوہ فنھض النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی عثمان فاعتنقہ وقال انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ

واما بشارۃ اھل الحدیبیۃ بالجنۃ فقد اخرج ابوداؤد من حدیث اللیث عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ وقد اخرج احمد من حدیث سفیان عن عمرو عن جابر قال کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربعمائۃ فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اھل الارض۔

اپنے کفو[1] کے پاس کھڑا ہو جائے (چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور اُن سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ (اے عثمان رضی اللہ عنہ!) تم دنیا و آخرت میں میرے ولی ہو۔ [اہل حدیبیہ کے لئے جنتی ہونے کی بشارت] ابوداؤد نے بروایت لیث ابوزبیر سے اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے (مجھ سے بیعت (رضوان) کی ہے اُن میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور (امام) احمد نے بروایت سفیان عمرو سے اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو اشخاص تھے ہم سب کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔

مسانید المہاجرین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مسانید مہاجرین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اوّلھما

مسند عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

مسند عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۲۔ روایت)

(شیخین کا سب سے

اما افضل الشیخین وکونھما من السابقین المقربین وان ابابکر افضل من عمر فقد اخرج ابویعلی من طریق حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم عن علقمۃ عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمار اتانی جبرئیل انفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فی السماء فقال یا محمد لو حدثتک

افضل اور سابقین مقربین سے ہونا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا] ابویعلی نے بروایت حماد بن ابی سلیمان ابراہیم (نخعی) سے اُنھوں نے علقمہ سے اُنھوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمار! ابھی میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے تھے میں نے اُن سے کہا کہ اے جبرئیل! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وہ فضائل جو آسمان میں (فرشتوں کے درمیان مشہور) ہیں بیان کرو۔ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں آپ سے

---

[1] کفو یعنے ہمسر اور برابر کے ہیں حضرت علی مرتضےٰ کو اگر آپ نے بھائی فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفو فرمایا یہ ظاہر ہے کہ کفو کا رتبہ مشابہت و مماثلت میں بھائی سے فائق [illegible] وہی لفظ ولی ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ کی نسبت شیعہ ثابت کر کے اُن کی خلافت بلافصل پر دلیل لاتے ہیں وہی لفظ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت وارد ہوا [illegible] کے معنے دوست، محبوب، کارساز، مقرب کے ہیں یہاں دوست کے معنے مراد ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں میرے رفیق ہیں

www.kitabghar.org

بفضائل عمر مثل ما لبث نوح فی قومه الف سنة الا خمسين عاما ما نفدت فضائل عمر وان عمر لحسنة من حسنات ابی بکر واما سوابق ابی بکر الصديق رضی الله عنه فقد اخرج البخاری عن همام قال سمعت عمارا يقول رايت رسول الله صلی الله عليه وسلم وما معه الا خمسة اعبد وامراتان وابو بكر۔

ومن مسند حذيفة بن اليمان رضی الله عنه

انا ما يدل علی خلافتهم من معاملة منتظر الامارة فقد اخرج الحاكم من حديث عبد الملك بن عمير عن ربعی بن حراش عن حذيفة بن اليمان قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول لقد هممت ان ابعث الی الآفاق رجالا يعلمون الناس السنن والفرائض كما بعث عيسی بن مريم الحواريين قيل له فاين انت عن ابی بكر وعمر قال انه لا غنی لی عنهما انهما من الدين كالسمع والبصر واما ان قولهما حجة وانه يجب الاقتداء بهما فقد اخرج الحاكم من حديث مسعر

عمرؓ کے فضائل اُس مدت تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت میں رہے یعنی ساڑھے ۹۵۰ نو سو برس تک بیان کرتا رہوں پھر بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں گے (باوجود اس کے حضرت ابوبکرؓ کا وہ مرتبہ ہے کہ) حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ [حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوابق اسلامیہ] (امام) بخاریؒ نے ہمام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمارؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت دیکھا ہے کہ آپؐ کے ساتھ پانچ غلام اور دو عورتیں اور (حضرت) ابوبکرؓ تھے۔

مسند حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

۹ روایت

[خلفاء (راشدین) کی خلافت کی دلیل ان کے ساتھ ولیعہدی کے برتاؤ سے] حاکم[1] نے بروایت عبدالملک بن عمیر نقل کیا ہے وہ ربعی بن حراش سے وہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ اطرافِ ممالک میں چند اشخاص بھیجدوں جو لوگوں کو (دین کے) فرائض اور سُنتیں سکھلائیں جس طرح حضرت عیسٰی بن مریم (علیہ السلام) نے (اپنے) حواری بھیجے تھے (اور وہ ان کے دین کی اشاعت کرتے تھے)۔ کسی نے کہا کہ آپؐ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو (اس کام کے لئے) کیوں نہیں بھیجدیتے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ان سے تو (ہر وقت) مجھے کام رہتا ہے اور بیشک وہ دونوں دین (اسلام) کے لئے مثل کان اور آنکھ کے ہیں (پھر وہ کس طرح مجھ سے جُدا ہو سکتے ہیں)۔ [شیخین کے قول کا حجت ہونا اور ان کی پیروی کا واجب ہونا] حاکم نے بروایت مسعر

[1] یہ حدیث کتبِ شیعہ میں بھی ہے چنانچہ کتاب معانی الاخبار میں امام موسٰی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ عن الحسن ابن علی قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم ان ابابكر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة الفؤاد (ترجمہ) حضرت حسن ابن علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بتحقیق ابوبکرؓ مثل میرے کان کے ہیں اور عمرؓ مثل میری آنکھ کے ہیں اور عثمانؓ مثل میرے دل کے ہیں۔

www.kitabghar.org

بن کدام عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار و اذا حدثکم ابن ام عبد فصدقوہ وفی روایۃ الترمذی من حدیث سفیان عن عبد الملک بن عمیر عن مولی لربعی عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لا ادری ما قدر بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی واشار الی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ واما الدلالۃ علی خلافۃ عمر وانہ غلق الفتنۃ فقد اخرج البخاری من حدیث الاعمش قال حدثنا شقیق قال سمعت حذیفۃ یقول بینا نحن جلوس عند عمر اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال قلت فتنۃ الرجل فی اھلہ ومالہ وولدہ وجارہ یکفرھا الصلوۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال لیس عن ھذا اسألک ولکن التی تموج کموج

بن کدام عبد الملک بن عمیر سے انھوں نے ربعی بن حراش سے انھوں نے حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اور عمار کی سیرت اختیار کرو اور جب تم سے ابن اُمّ عبد (یعنے حضرت ابن مسعودؓ) کوئی بات بیان کریں تو اُس کی تصدیق کرو۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے جسے سُفیان نے عبد الملک بن عُمیر سے انھوں نے ربعی کے مولے سے انھوں نے ربعی بن حراش سے انھوں نے حذیفہؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوتے تھے آپؐ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میں کبتک تمھارے پاس رہوں لہٰذا تم (میرے بعد) ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (میرے جانشین) ہوں گے اور آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی جانب اشارہ فرمایا اور (یہ بھی فرمایا کہ) عمار کی سیرت اختیار کرنا اور جو کچھ تم سے ابن مسعود کہیں اُسے سچ جاننا۔ {حضرت عمرؓ کے خلافت کی دلیل اور یہ کہ وہ (باب) فتنہ کے قفل تھے} (امامؒ) بخاریؒ نے بروایت اعمش نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے شقیق نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے حضرت حُذیفہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے فرمایا کہ تم میں سے کس کو فتنہ کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا انسان کا فتنہ اُس کے اہل اور مال[1] اور اولاد اور اُس کے ہمسایہ کے متعلق ان سب کا کفارہ تو نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تم سے یہ فتنہ نہیں پُوچھتا بلکہ وہ فتنہ کہ جو دریا کیطرح

---

[1] اہل اور مال اور اولاد وغیرہ کے فتنہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے حقوق جو خدا کی طرف سے مقرر ہیں ان کے ادا کرنے میں افراط تفریط ہو جائے ایسی معمولی چھوٹی خطاؤں کا کفارہ جو گناہ صغیرہ کی حد میں رہیں نماز روزہ سے ہو جاتا ہے یعنے یہ خطائیں معاف ہو جاتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ ان الحسنات یذھبن السیّئات یعنے نیکیاں بدیوں کو دُور کرتی ہیں۔

البحر قال ليس عليك منها بأس يا امير المؤمنين ان بينك وبينها بابا مغلقا قال عمر أيكسر الباب ام يفتح قال لا بل يكسر قال عمر اذا لا يغلق ابدا قلت اجل قلنا لحذيفة أكان عمر يعلم الباب قال نعم كما أعلم ان دون غدٍ الليلة و ذلك انى حدثته حديثا ليس بالاغاليط فهبنا ان نسأله من الباب فامرنا مسروقا فسأله فقال من الباب قال عمر واخرج الحاكم من حديث سفيان عن منصور عن ربعي عن حذيفة قال كان الاسلام فى زمان عمر كالرجل المقبل لا يزداد الا قربا فلما قتل عمر كان كالرجل المدبر لا يزداد الا بعدا واما الدلالة على خلافة عثمان رضى الله عنه وانه اذا قتل لا يستقيم امر الخلافة ابدا فقد اخرج الترمذى عن عبد الله بن عبد الرحمن الانصارى الاشهلى عن حذيفة بن اليمان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والذى نفسى بيده لا

موج زن ہوگا۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے کہا اے امیر المؤمنینؓ! آپ کو اُس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیئے کیونکہ آپ کے اور اُس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ (حائل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا (کھولا نہیں) بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (ٹوٹ کر) کبھی بند نہ ہوگا (حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے کہ) میں نے کہا ہاں (بیشک ایسا ہی ہوگا۔ شقیق کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ دروازہ کون ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا ہاں (خوب جانتے تھے) جیسا کہ میں جانتا ہوں کہ کل (دن) کے بعد رات ضرور (ہونی) ہے اور یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں نے اُن سے کوئی پیچیدہ بات نہیں کہی تھی (بلکہ صاف صاف حدیث بیان کی تھی) پھر ہماری جرأت نہ ہوئی کہ حضرت حذیفہؓ سے دریافت کریں کہ دروازہ (سے) کیا (مراد) ہے لہٰذا ہم نے مسروق سے کہا کہ وہ ان سے دریافت کریں۔ چنانچہ اُنھوں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ دروازہ کون تھا؟ اُنھوں نے جواب دیا حضرت عمرؓ (ہی دروازہ تھے)۔ اور حاکم بروایت سفیان منصور سے وہ ربعی سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام مثل ایک ایسے شخص کے تھا جو سامنے سے آرہا ہو کہ ہر ساعت اُس کا قرب بڑھتا جاتا ہے پھر جب حضرت عمرؓ نے شہادت پائی تو اسلام مثل اس شخص کے ہوگیا جو (ہماری طرف سے) پیٹھ کر چل دیا ہو کہ وہ (ہم سے) دُور ہی ہوتا جاتا ہے۔ [حضرت عثمانؓ کی خلافت کی دلیل اور یہ کہ جب وہ شہید ہوجائینگے تو پھر امر خلافت کبھی مستقیم نہ ہوگا] ترمذی نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری اشہلی سے روایت کی ہے وہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان

www.kitabghar.org

لاتقوم الساعة حتى تقتلوا امامكم فتجتلدون باسيافكم ويرث دنياكم شراركم اما قوله فى الخارجين على عثمان فقد اخرج الحاكم عن ربعى بن حراش قال انطلقت الى حذيفة بالمدائن ليالى سار الناس الى عثمان فقال يا ربعى ما فعل قومك قلت عن اى حالهم تسأل قال من خرج منهم الى هذا الرجل فسميت له رجالا ممن خرج فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من فارق الجماعة واستذل الامارة لقى الله ولا حجة له عنده واما الدلالة على ان عليا حقيق بالخلافة ولكن الامة لا تجتمع عليه فلذلك لم يستخلفه النبى صلى الله عليه وسلم فقد اخرج الحاكم من طريق شريك بن عبد الله عن عثمان بن عمير عن شقيق بن مسلمة عن حذيفة قال قالوا يا رسول الله لو استخلفت علينا قال ان استخلف عليكم خليفة فتعصوه ينزل العذاب قالوا لو استخلفت علينا عليا قال انكم لا تفعلون وان تفعلوا تجدوه هاديا مهديا يسلك بكم الطريق المستقيم واما ما يدل على خلافتهم

کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم لوگ اپنے امام کو قتل کروگے اور باہم شمشیرزنی نہ کروگے اور تمھارے بُرے لوگ تمھاری دنیا کے وارث ہوجائیں گے۔ {حضرت حذیفہؓ کا قول حضرت عثمانؓ سے بغاوت کرنے والوں کے حق میں} حاکم نے ربعی بن حراش سے روایت کی ہے ربعی کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر خروج کیا تھا میں مدائن میں حضرت حذیفہؓ کے پاس گیا اُنھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے بیٹے! تمھاری قوم کے لوگوں نے کیا کیا؟ میں نے کہا آپ اُن کے کس حال کے متعلق مجھ سے دریافت کرتے ہیں؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا تم میں سے اس شخص (یعنے حضرت عثمانؓ) پر کس کس شخص نے خروج کیا ہے۔ پھر میں نے اُن لوگوں کے نام لئے جو بغاوت پر نکلے تھے تو حضرت حذیفہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور اُس نے امارت (اسلام) کو ذلیل کیا وہ (قیامت میں) اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اُس کے پاس اُس کے (بچاؤ کے) لئے کوئی حجت نہ ہوگی۔ {اس امر کی دلیل کہ حضرت علیؓ مستحق خلافت تھے مگر امت اُن پر متفق نہ ہوگی اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں خلیفہ نہیں کیا} حاکم نے بروایت شریک بن عبداللہ عثمان بن عمیر سے اُنھوں نے شقیق بن مسلمہ سے اُنھوں نے حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کسی کو ہم پر اپنا جانشین بنادیتے (تو اچھا تھا) آپؐ نے فرمایا اگر میں کسی کو تم پر خلیفہ بنادوں پھر تم اُس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب (الٰہی) نازل ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپؐ حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ کرجائیں (تو بہت مناسب ہے) آپؐ نے فرمایا کہ تم (ایسا) نہ کروگے اور اگر (ایسا) کرو تو تم اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤگے وہ تم کو راہِ ہدایت پر چلائیں گے۔ {خلفاء (راشدین) کی خلافت کی دلیل

www.kitabghar.org

من الترتیب الذی بیّنہ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم لدولۃ ملتہ فقد اخرج احمد فی مسند النعمان بن بشیر من حدیث حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ثم سکت۔

اُس ترتیب سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت ملتِ اسلامیہ کے لئے بیان فرمائی } (امام) احمدؒ نے نعمان بن بشیر کے مسند میں بروایتِ حبیب بن سالم نقل کیا ہے وہ نعمان بن بشیر سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک خدا چاہے گا تم میں نبوّت رہیگی پھر اُسے اللہ تعالیٰ اُٹھالے گا اس کے بعد خلافت برمنہاج[1] نبوّت ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا یہ خلافت رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر بادشاہی کاٹنے والی ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا یہ بادشاہی رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر جابرانہ سلطنت ہوگی اور جب تک خدا چاہیگا رہے گی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر (اخیر زمانہ میں) خلافت برمنہاج نبوّت ہوجائے گی۔ یہ فرماکر آپنے سکوت کیا۔

ومن مسند ابی ذر رضی اللہ عنہ

مسندِ ابوذر رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت

{خلافتِ (خلفاء) ثلثہ پر تعریض ظاہر}

اما التعریض الظاھر علی خلافۃ الثلثۃ فقد ذکر المحب الطبری بروایات شتی عن سوید بن بریدۃ السلمی قال دخلت المسجد فرأیت اباذر جالسا فی وحدہ فاغتنمت ذلک فذکر بعض القوم عثمان فقال لا اقول لعثمان ابدا الا خیرا لا اقول لعثمان ابدا الا خیرا لا اقول لعثمان ابدا الا خیرا بعد شیء رأیتہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتتبع خلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محبّ طبری نے بروایاتِ متعدّدہ سُوید بن بریدہ سلمی سے نقل کیا ہے۔ سُوید کہتے ہیں کہ میں مسجد (نبوی) میں داخل ہوا تو وہاں حضرت ابوذرؓ کو تنہا بیٹھے ہوئے پایا میں نے اس (تنہائی) کو غنیمت جانا (اور اُن کے پاس بیٹھ کر اُن سے باتیں کرنے لگا پھر اور لوگ بھی آگئے اُن میں سے) کسی شخص نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا (اس پر) حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں جب سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک بات دیکھی (میرا دستور تھا) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں (کے اوقات) کو تلاش کرتا رہتا تھا

[1] خلافت برمنہاج نبوّت کا مطلب وہی ہے جو مصنفؒ نے فصل دوم میں خلافتِ خاصّہ کا بیان کیا یعنے اس خلافت میں خلیفہ کی طرف سے رعیت کی نگہداشت وتربیت ایسی ہوگی جیسی نبی اپنی امت کی کرتا ہے وہ خلافت خیر محض ہوگی ذرّہ برابر اس میں شر کی آمیزش نہ ہوگی۔

أتعلم منه فخرج ذات يوم حتى انتهى الى موضع كذا وكذا فجلس فانتهيت اليه فسلمت عليه وجلست اليه فقال يا اباذر ماجاء بك قلت الله ورسوله اذ جاء ابوبكر فسلم وجلس عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ابابكر ماجاء بك قال الله ورسوله ثم جاء عمر فسلم وجلس عن يمين ابى بكر فقال يا عمر ماجاء بك قال الله ورسوله ثم جاء عثمان فسلم وجلس عن يمين عمر فقال يا عثمان ماجاء بك قال الله و رسوله قال فتناول النبي صلى الله عليه وسلم سبع حصيات او تسع حصيات فوضعهن في كفه فسبحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فتناولهن النبي صلى الله عليه وسلم فوضعهن في يد ابى بكر فسبحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فتناولهن النبي صلى الله عليه وسلم فوضعهن في يد عمر فسبحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم

اور (ان اوقاتِ خلوت میں) آپ سے علمِ (دین) سیکھا کرتا تھا (چنانچہ) ایک دن آپ (اپنے دولتخانہ سے) برآمد ہوئے (اور ایک جانب روانہ ہوئے) یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام پہنچے اور وہاں بیٹھ گئے میں بھی (آپ کے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا بالآخر) آپ کی خدمت میں پہنچا اور سلام کرکے آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے بوذرؓ! تم کو یہاں کون لایا؟[1] میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور سلام کرکے آپ کی داہنی طرف بیٹھے۔ آپ نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! تم کو یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور سلام کرکے حضرت ابوبکرؓ کی داہنی طرف بیٹھ گئے آپ نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے عمرؓ! تمھیں یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے اور سلام کرکے حضرت عمرؓ کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے عثمانؓ! تمھیں یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سات یا نو سنگریزے اُٹھائے اور اُنھیں اپنی مُٹھی میں رکھ لیا وہ سنگریزے تسبیح پڑھنے لگے یہاں تک کہ اُن کی (تسبیح کی) آواز مثل شہد کی مکھی کی آواز کے مَیں نے سُنی پھر آپ نے وہ سنگریزے (زمین پر) رکھ دیئے سنگریزے خاموش ہوگئے پھر آپ نے اُنھیں اُٹھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے اور مَیں نے بدستور سابق اُن کی آواز سُنی پھر آپ نے اُن سنگریزوں کو (حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے) اُٹھا لیا (اور زمین پر رکھ دیا) سنگریزے پھر خاموش ہوگئے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں لے کر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا وہ (یہاں بھی) تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سُنی۔ پھر آپ نے (وہ سنگریزے

[1] مطلب یہ تھا کہ تم یہاں کیوں آئے اُنکا سبب کیا ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا اللہ اور اُس کا رسول یعنی یہاں آنے کا مقصد اللہ اور رسول کی محبت کے سوا...

www.kitabghar.org

وضعهن فخرسن فتناولهن النبي
صلى الله عليه وسلم فوضعهن
في يد عثمان فسبحن حتى سمعت
لهن حنينا كحنين النحل ثم
وضعهن فخرسن واما ان عمر
محدث يقتدى به فيما
امر وسن فقد اخرج الحاكم
من حديث هشام بن الغاز
عن ابن عجلان ومحمد بن
اسحق عن مكحول عن غضيف
بن الحارث عن ابي ذر قال
مر فتى على عمر فقال
عمر نعم الفتى قال فتبعه
ابوذر فقال يا فتى استغفر لي
فقال يا اباذر استغفر لك
وانت صاحب رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال استغفر
لي قال لا او تخبرني فقال
انك مررت على عمر فقال نعم
الفتى واني سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول ان الله
جعل الحق على لسان عمر وقلبه.

ومن مسند مقداد ابن الاسود

اما ما اوعيد الله تعالى الظاهرة
على ايدي الخلفاء فقد اخرج
احمد من حديث سليم بن عامر
قال سمعت المقداد بن الاسود

حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے) لے لئے (اور زمین پر رکھ دیئے) سنگریزے خاموش ہوگئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن (سنگریزوں) کو (زمین سے) لے کر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھا وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سُنی۔ پھر آپ نے وہ سنگریزے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اُٹھا لئے سنگریزے خاموش ہوگئے۔

[حضرت عمرؓ محدّث ہیں وہ جو حکم کریں یا کوئی سنّت (راہ طریقہ) نکالیں اُس میں اُن کی اقتدا واجب ہے] حاکم نے بروایت ہشام بن غاز نقل کیا ہے وہ ابن عجلان اور محمد بن اسحاق سے وہ (دونوں) مکحول سے وہ غضیف بن حارث سے وہ حضرت ابوذرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ایک جوان حضرت عمرؓ کے پاس ہو کر گزرا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا اچھا جوان ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ اُس جوان کے پیچھے ہولئے اور اُس سے کہا کہ اے جوان! تم میرے لئے (خدا سے) مغفرت کی دعا کرو۔ اُس نے جواب دیا کہ اے ابوذرؓ! میں آپ کے لئے دعائے مغفرت کروں حالانکہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں (مجھ سے بدرجہا افضل ہیں) حضرت ابوذرؓ نے (پھر) کہا کہ میرے لئے دُعائے مغفرت کرو۔ اُس جوان نے کہا کہ میں دعا نہ کروں گا یہاں تک کہ آپ (اس اصرار کے سبب سے) مجھے آگاہ فرمائیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ تم (ابھی حضرت) عمرؓ کے پاس ہو کر گزرے تو حضرت عمرؓ نے تمہارے حق میں فرمایا کہ کیا اچھا جوان ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے (لہٰذا میں تم سے دعا کا طالب ہوا)۔

مسند مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

[اللہ تعالیٰ کے وعدے جو خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر پورے ہوئے] (امام) احمدؒ نے بروایت سلیم بن عامر نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود سے سُنا

www.kitabghar.org

يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يبقى على ظهر الارض بيت مدر ولا وبر الا ادخله الله كلمة الاسلام بعز عزيز او ذل ذليل اما يعزهم الله فيجعلهم من اهلها او يذلهم فيدينون لها۔

ومن مسند خباب ابن الارت

اما مواعيد الله عز وجل الظاهرة على ايدى الخلفاء فقد اخرج ابو يعلى من حديث اسمعيل عن قيس عن خباب قال شكونا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متوسد بردة له في ظل الكعبة فقلنا الا تستنصر لنا فجلس محمرا وجهه فقال قد كان من قبلكم يؤخذ الرجل فيحفر له في الارض ثم يجاء بالمنشار فيجعل فوق راسه ما يصرفه عن دينه او يمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم وعصب ما يصرفه عن دينه وليتمن الله هذا الامر

وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان اور کوئی اُون کا خیمہ؎ (بھی) ایسا باقی نہ رہے گا کہ اللہ تعالےٰ کسی مستحق عزت کو عزت دے کر یا کسی مستحق ذلت کو ذلیل کر کے کلمۂ اسلام کو اُس میں داخل نہ کردے۔ عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو اہلِ اسلام میں سے کردے اور ذلیل کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم ہوجائیں (یعنے جزیہ دینے لگیں)

مسند خباب بن اَرَتّ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

[اللہ عز وجل کے وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر پورے ہوئے] ابو یعلےٰ بروایت اسمٰعیل نقل کرتے ہیں وہ قیس سے وہ حضرت خبابؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (کفّار کی ایذا رسانی کی) شکایت کی آپ اُس وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے لیٹے تھے ہم نے عرض کیا کہ آپ ہماری نصرت کے لئے کیوں نہیں (حق تعالےٰ سے) دعاء فرماتے (آپ یہ سُنکر) اُٹھ بیٹھے اور (فرطِ غضب سے) چہرۂ (مبارک) سُرخ ہوگیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے (اور اُمتوں میں) یہ حال تھا کہ مرد (مومن) پکڑ لیا جاتا تھا پھر اُس کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا (اور وہ اُس میں نصف جسم تک گاڑ دیا جاتا) پھر اُس پر آرہ چلتا (مگر وہ اُف نہ کرتا اور یہ ظلم شدید) اُسے اُس کے دین سے منحرف نہ کرسکتا تھا یا کسی کے جسم میں (تیز دانتوں والا) لوہے کا کنگھا کرتے تھے جس سے اُس کا تمام پوست اور گوشت اُڑ جاتا اور کنگھے کے دندانے ہڈی اور پٹھے تک پہنچ جاتے (مگر وہ کچھ پروا نہ کرتا یہ تشدّد بھی) اُسے اُسکے دین سے منحرف نہ کرسکتا تھا (لہٰذا تم کو بھی لازم ہے کہ کفّار کی ایذا رسانی پر صبر کرو دیکھو ایک دن وہ ہوگا) کہ بیشک اللہ تعالےٰ اس دین کو پورا کردیگا (اور ہر جگہ اسلام ہی اسلام نظر آئے گا اور ہر طرح امن ہوجائیگا)

؎ مٹی کے گھر اور اُن کے خیمہ سے یہ مراد ہے کہ ہر قسم کی آبادی میں ہر طبقہ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت ہوگی۔

حتى يسير الراكب من صنعاء إلى حضر موت لا يخشى إلا الله عزّ وجلّ والذئب على غنمه ولكنكم تعجلون۔

ومن مسند بريدة الأسلمي رضي الله عنه

أمّا أنّ أبا بكر صديقٌ وهما شهيدان فقد أخرج أحمد عن الحسين بن واقد عن عبد الله بن بريدة عن أبيه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان جالسًا على حراء ومعه أبو بكر وعمر وعثمان فتحرك الجبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فإنما عليك نبيٌّ أو صديقٌ أو شهيدان وأما أحاديث القرون فقد أخرج أحمد عن عبد الله بن خولة قال كنت أسيرُ مع بريدة الأسلمي فقال سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خيرُ هذه الأمة القرنُ الذي بُعثتُ أنا فيه ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يكون قومٌ تسبق شهادتهم أيمانهم وأيمانهم شهادتهم وأمّا أحاديث الإمامة فقد أخرج أحمد عن عبد الملك بن عُمير عن ابن بريدة عن أبيه قال مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مُروا أبا بكر يصلي بالناس فقالت عائشة يا رسول الله أبي رجلٌ رقيقٌ

یہاں تک کہ سوار (تنہا) صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے اور سوا اللہ عزّ وجل کے (کسی چور یا رہزن وغیرہ کا) خوف کو نہ ہوگا یا (انسان) اپنی بکریوں پر بھیڑیئے سے خوف (باقی اور کسی قسم کا خوف نہ رہے گا ایسا ضرور ہوگا تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

مُسند بُرَیدَہ اسلمی رضی اللہ عنہ

۵۔ روایت

{حضرت ابوبکرؓ کا صدیق ہونا اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا شہید ہونا} (امام) احمدؒ نے حسین بن واقد سے روایت کی ہے وہ عبداللہ بن بُریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ایک (مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کوہ) حرا پر بیٹھے تھے اور آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تھے ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حرا! ٹھہر جا تجھ پر تو نبی یا صدیق یا دو شہید ہیں۔ {حدیث قرون (ثلٰثہ)} (امام) احمدؒ نے عبداللہ بن خولہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت بُریدہ اسلمیؓ کے ساتھ (کہیں) جا رہا تھا انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اس امت میں بہتر لوگ اُس زمانے کے ہیں جس میں مَیں مبعوث ہوا پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ ہوں گے کہ جن کی شہادت اُن کی قسموں سے سبقت کریگی اور ان کی قسمیں اِن کی شہادتوں سے سبقت کرینگی۔ {حدیث امامت (نماز)} (امام) احمدؒ نے عبدالملک بن عُمیر سے روایت کی ہے وہ ابن بُریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (جب) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ (اے لوگو!) ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اس پر) حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے والد (ایک) نرم دل آدمی ہیں (شاید وہ نماز نہ پڑھا سکیں

www.kitabghar.org

فقال مُرُوْا ابابکر یُصلّی بالناس فَاِنّکنّ صواحباتُ یوسف فامّ ابوبکر النّاس وَاما مناقب عمر رضی اللہ عنہ فقد اخرج احمد عن حسین بن واقد عن عبد اللہ ابن بُریدۃ قال سمعتُ اَبی یقول اَصْبَحَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا بلالاً فقال اَیْ بلال بِمَ سبقتنی الی الجنّۃ ما دخلتُ الجنّۃ قطّ اِلّا سَمِعْتُ خشخشتک اَمامی اِنّی دخلتُ البارحۃ الجنّۃ فسمعتُ خشخشتک فاتیتُ علی قصرٍ من ذھبٍ مرتفعٍ مشرفٍ فقلت لمن ھذا القصر قالوا لرجلٍ من العرب قلتُ اَنا عربیٌّ لمن ھذا القصر قالوا لرجلٍ من المسلمین من اُمّۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قلتُ فانا محمد لمن ھذا القصر قالوا لعمر بن الخطاب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا غیرتک لدخلتُ القصر فقال یا رسول اللہ مَا کنتُ لاغارَ علیک وقال لبلالٍ بِمَ سبقتنی الی الجنّۃ فقال ما احدثتُ اِلّا توضّأتُ وصلّیتُ رکعتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھذا

کسی دوسرے کو حکم دیجیے) پھر آپؐ نے فرمایا (نہیں) ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اے عورتوں!) تم حجت نہ کرو) تم لوگ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی ہمنشین[1] عورتوں کے مثل ہو۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ {مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ} (امام) احمدؒ نے حسین بن واقد سے روایت کی ہے وہ عبداللہ بن بُریدہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سُنا وہ کہتے تھے کہ (ایک دن) صبح کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو طلب فرماکر اُن سے دریافت فرمایا کہ اے بلالؓ! کس عمل کے سبب سے تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے (کیونکہ) میں جب کبھی جنّت میں گیا ہوں تو میں نے تمہارے جوتے کی آواز اپنے آگے سُنی (چنانچہ) میں شبِ گزشتہ میں جنّت کے اندر داخل ہوا تو (بھی) تمہارے جوتے کی آواز سُنی۔ پھر میں (سیر کرتا ہوا) ایک بڑے بلند محل تک پہنچا جو سونے سے بنا تھا میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا ایک عربی شخص کا ہے میں نے کہا میں (بھی) عربی ہوں (بتاؤ) یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک مسلمان شخص کا محل ہے۔ میں نے کہا محمد تو میں ہوں پھر یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ محل عمر بن خطابؓ کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عمرؓ!) اگر مجھے تمہاری غیرت کا خیال نہ آتا تو ضرور اُس محل میں جاتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ میں آپؐ (کے تشریف لیجانے) پر ہرگز غیرت نہ کرتا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (جو) حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا تھا کہ تم کس عمل کے سبب سے مجھ سے پہلے جنّت میں پہنچے (تو اس کے جواب میں) انھوں نے کہا کہ جب میرا وضو نہیں رہتا تو (فوراً) میں وضو کرلیتا ہوں اور (وضو کرکے) دو رکعت (نفل) پڑھتا ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سبب سے

[1] اس حدیث کی شرح صفحہ (۳۰۳) میں گزر چکی ہے۔

www.kitabghar.org

واخرج احمد عن حسين عن عبد الله بن بُريدة عن ابيه ان أمةً سوداء اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجع من بعض مغازيه فقالت اني كنت نذرت إن ردك الله صالحًا ان اضرب عندك بالدف قال ان كنتِ فعلت فافعلي وان كنت لم تفعلي فلا تفعلي فضربت ودخل ابوبكر وهي تضرب ودخل غيره وهي تضرب ثم دخل عمر فجعلت دفها خلفها وهي مقنعة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ليفرق منك يا عمر انا جالسٌ ههنا فدخل هؤلاء فلما ان دخلت فعلتْ ما فعلتْ

ومن مُسنَد عُقبة ابن عامرؓ

اما ان عمر محدّثٌ يقتدى برأيه فقد اخرج الترمذي عن مِشرَح بن هاعان عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان نبيٌّ بعدي لكان عمر بن الخطاب واما مواعيد الظاهرة على ايدي الخلفاء فقد اخرج احمد عن ابي الخير عن عُقبة بن عامر الجُهني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يومًا فصلى على اهل أحد صلاته على الميت

(تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچتے ہو) اور (امام) احمدؒ نے حسین سے اُنھوں نے عبداللہ بن بُریدہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے حضرت بُریدہؓ کہتے تھے کہ ایک حبشن لونڈی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی آپؐ اس زمانہ میں کسی جہاد سے واپس آتے تھے اُس لونڈی نے عرض کیا (کہ یا رسول اللہؐ!) مَیں نے مَنّت مانی تھی کہ اگر اللہ آپؐ کو خیر سے (مدینہ میں) واپس لائے تو میں آپؐ کے پاس دَف بجاؤں گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تونے مَنّت مانی ہو تو (خیر) دف بجا اور اگر تونے مَنّت نہیں مانی تو نہ بجا۔ (غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت پاکر لونڈی دَف بجانے لگی (اس درمیان میں) حضرت ابوبکرؓ آئے اور وہ دَف بجاتی رہی اور ان کے سوا اور لوگ بھی آئے وہ لونڈی دَف بجاتی رہی پھر حضرت عمرؓ آئے تو لونڈی نے دَف کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لیا اور وہ چادر سے مُنہ چھپائے (بیٹھی) تھی (اُس کی یہ حرکت دیکھ کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرؓ! بیشک شیطان تم سے ڈرتا ہے میں یہاں بیٹھا تھا اور یہ لوگ بھی آئے (مگر یہ لونڈی دَف بجاتی رہی) پھر جب تم آئے تو اس نے کیا جو کچھ کیا (یعنے تمھارے ڈر سے دَف کو چھپا لیا)۔

مُسند عُقبہؓ بن عامر رضی اللہ عنہ

۳۔ روایت

{حضرت عمر رضی اللہ عنہ مُحدَّث ہیں ان کی رائے پر عمل کرنا چاہیئے} ترمذی نے مِشرَح بن ہاعان سے روایت کی ہے وہ عقبہ بن عامرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو بیشک عمر بن خطابؓ ہوتے۔

{(خدا کے) وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے} (امام) احمدؒ نے ابوالخیر سے اُنھوں نے عقبہ بن عامر جُہنی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (دولتخانہ سے) برآمد ہوئے تو آپؐ نے شہدائے اُحد پر نماز جنازہ پڑھی

www.kitabghar.org

ثم خرج الی المنبر فقال انی فرطٌ لکم وانی شهید علیکم وانی والله انظر الی حوضی الأن وانی قد اعطیتُ مفاتیح خزائن الارض وانی والله ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیها واخرج احمد من حدیث عمرو بن الحارث عن ابی علی عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ستفتح علیکم ارضون ویکفیکم الله عز وجل فلا یعجز احدکم ان یلهو باسهمه۔

پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ (اے لوگو!) میں (قیامت کے دن) تمھارا فرط[له] ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہونگا اور قسم خدا کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئی ہیں اور قسم خدا کی مجھے تم سے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے بلکہ مجھے یہی اندیشہ ہے کہ دنیا میں رغبت کرو گے۔ اور (امام) احمدؒ بروایت عمرو بن حارث نقل کرتے ہیں وہ ابو علی سے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے۔ عنقریب تم پر ممالک و بلاد مفتوح ہو جائیں گے اور اللہ عز وجل تمھاری کفایت کرے گا پس کوئی تم میں سے تیر اندازی کی مشق میں کوتاہی نہ کرے۔

ومن مسند سفینة رضی الله عنه

مسند سفینہ رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

اما ما یدل علی خلافة الاربعة من ضرب المدة الواقعة علیهم فقد اخرج الترمذی من حدیث سعید بن جمهان قال حدثنی سفینة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الخلافة فی امتی ثلثون سنة ثم ملك بعد ذلك ثم قال لی سفینة امسك خلافة ابی بکر ثم قال وخلافة عمر وخلافة عثمان ثم قال امسك خلافة علی فوجدناها ثلثین سنة قال سعید فقلت له ان بنی امیة یزعمون ان الخلافة فیهم قال کذب بنو الزرقاء بل هم ملوك شر الملوك واما ما یدل علی خلافة الثلاثة من رؤیا

{خلفائے اربعہ کی خلافت کی دلیل۔ یعنے اس مدت کا بیان جس میں ان کی خلافت ہو گی} ترمذی نے بروایت سعید بن جمہان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت سفینہؓ نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خلافت میری امت میں تیس ۳۰ برس رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔ راوی کہتے ہیں مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا کہ زمانۂ خلافت حضرت ابو بکرؓ کو لو پھر کہا کہ زمانۂ خلافت حضرت عمرؓ اور خلافتِ عثمانؓ اس سے ملاؤ پھر کہا کہ خلافت حضرت علیؓ کی اس پر اضافہ کرو چنانچہ ہم نے (ان سب کے زمانہ کو ملا کر) دیکھا تو تیس ۳۰ برس ہوتے۔ سعید کہتے ہیں پھر میں نے حضرت سفینہؓ سے کہا کہ بنی امیہ تو دعوا کرتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے انھوں نے جواب دیا بنی زرقا جھوٹے ہیں (ان میں خلافت کہاں) بلکہ وہ بادشاہ اور بُرے بادشاہ ہیں۔ {خلفاء} ثلثہ کی خلافت کی دلیل ترازو والے

[له] فرط اُس جماعت کو کہتے ہیں جو قافلہ سے پہلے منزل پر پہنچکر قافلہ کی راحت کا سامان مہیا کرے مطلب یہ ہو کہ میں تم سے پہلے میدانِ محشر میں پہنچکر تمھارے لئے راحت کی تدبیر کروں گا۔

www.kitabghar.org

المیزان فقد اخرج الحاکم عن سعید بن جمھان عن سفینۃ مولی ام سلمۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الصبح اقبل علی اصحابہ فقال ایکم رای رؤیا فقال رجل انا یا رسول اللہ کان میزانا نزل بہ من السماء فوضعت فی کفۃ ووضع ابوبکر فی کفۃ اخری فرجحت بابی بکر فرفعت وترک ابوبکر مکانہ فجیء بعمر ابن الخطاب فوضع فی الکفۃ الاخری فرجح ابوبکر ثم رفع ابوبکر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع المیزان قال فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال خلافۃ النبوۃ ثلثون عاما ثم یکون ملک قال سعید بن جمھان فقال لی سفینۃ امسک سنتی ابی بکر وعشر اعمر و ثنتی عشرۃ عثمان وستا علی

ومن مسند عرباض بن ساریۃ

اما وجوب اتباع سنن الخلفاء الراشدین فقد اخرج ابن ماجۃ من حدیث عبد الرحمن بن مھدی عن معاویۃ بن صالح عن ضمرۃ بن حبیب عن عبد الرحمن بن عمرو السلمی انہ سمع العرباض بن ساریۃ یقول

خواب سے } حاکمؒ نے سعید بن جمہان سے روایت کی ہے وہ سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو صحابہؓ کی جانب متوجہ ہو کر اُن سے استفسار فرماتے کہ تم میں سے کسی نے شب کو کوئی خواب دیکھا ہے (چنانچہ ایک روز آپ کے استفسار پر) ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمان سے اُتاری گئی پھر اس کے ایک پلہ میں آپ رکھے گئے اور دوسرے میں حضرت ابوبکرؓ تو آپ حضرت ابوبکر سے وزنی نکلے پھر آپ پلہ سے اُٹھا لئے گئے اور حضرت ابوبکر اسی جگہ رہنے دیئے گئے پھر حضرت عمر بن خطابؓ لائے گئے اور دوسرے پلہ میں رکھ کر تولے گئے تو حضرت ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر حضرت ابوبکرؓ اُٹھا لئے گئے اور حضرت عثمانؓ رکھے گئے (اور حضرت عمرؓ کے ساتھ تولے گئے) تو حضرت عمرؓ اُن سے وزنی رہے بعد ازاں حضرت عمرؓ پلہ سے اُٹھا لئے گئے اور وہ ترازو (بھی) اُٹھ گئی۔ (اس خواب کو سُنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا پھر فرمایا کہ خلافتِ نبوت تیس برس رہے گی پھر بادشاہت ہو جائیگی سعید بن جُہمان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دو برس لو اور دس برس حضرت عمرؓ کی خلافت اور بارہ برس حضرت عثمانؓ کی خلافت اور چھ برس حضرت علیؓ کی خلافت (یہ سب تیس برس ہوئے)۔

مسند عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

{ خلفاء راشدین کے سُنتوں کا واجب الاتباع ہونا } ابن ماجہ نے بروایت عبد الرحمن بن مہدی نقل کیا ہے وہ معاویہ بن صالح سے وہ ضمرہ بن حبیب سے وہ عبد الرحمن بن عمرو سُلمی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے عرباض بن ساریہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ

www.kitabghar.org

وعظنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم موعظة ذرفت منها
العيون و وجلت منها القلوب
فقلنا يا رسول الله ان هذه
لموعظة مودع فماذا تعهد
الينا قال تركتكم على البيضاء
ليلها كنهارها لا يزيغ منها
بعدي الا هالك من
يعش منكم فسيرى اختلافا
كثيرا فعليكم بما عرفتم من
سنتي وسنة الخلفاء الراشدين
المهديين عضوا عليها بالنواجذ
وعليكم بالطاعة وان كان
عبدا حبشيا فانما المؤمن
كالجمل الانف حيث ما قيد
انقاد واما مواعيد الله
الظاهرة على ايدي الخلفاء
فقد اخرج احمد من
طريق اسمعيل بن عياش
عن ضمضم عن شريح بن
عبيد قال قال العرباض
بن سارية كان النبي صلى
الله عليه وسلم يخرج الينا
وعلينا الحوتكية فيقول لو
تعلمون ماذخر لكم ما حزنتم
على ما زوي عنكم وليفتحن لكم
فارس والروم۔

(ایک مرتبہ) ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا وعظ سُنایا کہ اُسے سُنکر آنکھیں روئیں اور دلوں میں خوف الٰہی پیدا ہوا ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ وعظ تو رخصت ہونے والی نصیحت معلوم ہوتی ہے آپ ہم کو کیا وصیّت فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایسے صاف راستہ پر چھوڑا ہے کہ اُس کی رات مثل دن کے (روشن) ہے اُس راستہ سے میرے بعد کوئی نہ ہٹے گا مگر وہ شخص جو ہلاک ہونے والا ہے میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت کچھ اختلاف دیکھے گا۔ پس تم اپنے اوپر لازم سمجھو میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو جو تم کو معلوم ہو اُس کو دانت سے مضبوط پکڑلو اور اپنے سرداروں کی اطاعت ضروری جانو اگرچہ (تمہارا سردار ایک حقیر) حبشی غلام ہو کیونکہ مؤمن (احکام شریعت کے سامنے) نکیل پڑے ہوئے اُونٹ کے مثل ہوتا ہی جس طرف چاہیں اُسے لے جائیں وہ ہر طرح مطیع ہے۔

(اللہ کے وعدوں کا خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا)

(امام) احمدؒ نے بروایت اسمٰعیل بن عیّاش نقل کیا ہے وہ ضمضم سے وہ شریح بن عُبَید سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ عرباض بن ساریہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (اکثر اوقات) تشریف لایا کرتے تھے (ہم لوگ اُس وقت غریب اور نادار تھے) اور ہم لوگ حُوتکیہ[1] پہنے ہوتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ اگر تم واقف ہوجاؤ اس سے جو تمہارے لئے (آخرت میں) ذخیرہ رکھا گیا ہے تو تم کو (دنیا کے عیش نہ ہونے کا اور) جو تمہیں نہیں دیا گیا ہے اُس کے نہ ملنے کا ہرگز غم نہ ہو (اور دنیا کی یہ تکالیف بھی سدا نہ رہیں گے بلکہ) تمہارے لئے فارس اور رُوم (کے بڑے بڑے ملک) فتح ہو جائیں گے۔

لہ حوتکیہ ایک قسم کے کرتہ کہتے ہیں یہ کرتہ بہت چھوٹا اور بہت تنگ اور سستے داموں کا ہوتا تھا مطلب یہ ہو کہ اتنا مقدور بھی نہ تھا کہ ایک کرتہ بھی اچھا پہن سکے۔

www.kitabghar.org

ومن مسند عبد الرحمٰنؓ بن غُنم الاشعریؓ

اما تصويب رأي الشيخين و ان رأيهما حجةٌ والاشارة الى خلافتهما فقد اخرج احمد من حديث عبد الحميد بن بهرام عن شهر بن حوشب عن عبد الرحمن بن غنم ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر وعمر لو اجتمعتما في مشورة ما خالفتكما

واما ان الخلافة حق المهاجرين الاولين دون الطلقاء فقد اخرج ابو عمر في الاستيعاب ان عبد الرحمن بن غُنم عاتب ابا هريرة وابا الدرداء بحمص اذا انصرفا من عند علي رسولين لمعاوية وكان مما قال لهما عجبا منكما كيف جاز عليكما ما جئتما به تدعوان عليا الى ان يجعلها شورى وقد علمتما انه قد بايعه المهاجرون والانصار واهل الحجاز والعراق وان من رضيه خيرٌ ممن كرهه ومن بايعه خيرٌ ممن لم يبايعه واي مدخل لمعاوية في الشورى وهو من الطُّلقاء الذين لا يجوز لهم الخلافة وهو وابوه رؤس الاحزاب

مسند عبد الرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{شیخین رضی اللہ عنہ کی رائے کا درست ہونا اور یہ کہ اُن کی رائے حجّت (شرعیہ) ہے اور اُن کی خلافت کی جانب اشارہ} (امام) احمدؒ بروایت عبد الحمید بن بہرام نقل کرتے ہیں وہ شہر بن حَوشب سے وہ عبد الرحمٰن بن غنم سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ گے تو میں تمھاری مخالفت نہ کروں گا۔ {خلافت مہاجرینِ اوّلین کا حق ہے نہ کہ طُلقاء کا} ابو عمرؒ نے استیعاب میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن غنم نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو درداء پر ملامت کی (اور یہ اُس وقت کا واقعہ ہے کہ) جب یہ دونوں حضرت معاویہؓ کی طرف سے قاصد بن کر حضرت علیؓ کے پاس (گئے اور وہاں) سے واپس ہو کر حمص میں عبد الرحمٰن کو ملے منجملہ اُس تقریر کے جو (عبد الرحمٰن نے) ان دونوں سے کی تھی یہ بات بھی تھی کہ (مجھے تم پر سخت حیرت اور) تعجب ہے کہ کیونکر تم نے اپنے لئے جائز رکھا کہ (حضرت معاویہؓ کا) پیغام لے کر آئے اور حضرت علیؓ کو اس بات کی ترغیب دیتے ہو کہ وہ خلافت کو شوریٰ کر دیں حالانکہ اس امر کو تم خوب جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار اور اہلِ حجاز اور اہلِ عراق نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور بیشک جو حضرت علیؓ سے راضی ہوا وہ اُس سے بہتر ہے جو ان سے ناراض ہے۔ اور جس نے ان سے بیعت کر لی وہ (یقیناً) اُس شخص سے بہتر ہے کہ جس نے ان سے بیعت نہیں کی۔ اور (حضرت) معاویہؓ کو شوریٰ میں کیا دخل ہے وہ تو طُلقاءؔ میں سے ہیں کہ جن کے لئے (کسی طرح کا حق) خلافت میں نہیں ہے اور (حضرت) معاویہؓ اور اُن کے باپ (حضرت ابو سفیان) کافروں کی جماعت کے سردار رہے ہیں۔

لہ طلقاء جمع ہے طلیق کی طلیق آزاد کردہ غلام کو کہتے ہیں جو لوگ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے انکو طلقاء کہتے ہیں اس سبب سے کہ انہیں مسلمانوں نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا

www.kitabghar.org

فنَدَّمَا علی مسیرهما وتابا بین یدیه

(عبدالرحمٰن کی اس گفتگو ئے عتاب سے) یہ دونوں (حضرت علیؓ کے پاس) اپنے جانے پر نادم ہوئے اور (عبدالرحمٰن کے) روبرو دونوں نے توبہ کی۔

ومن مسند ابی أروی الدوسی رضی الله عنه

اما ما یدل علی خلافتهما وان مواعید الله لنبیه یظهر علی ایدیهما فقد اخرج الحاکم من طریق سهیل بن ابی صالح و محمد بن ابراهیم عن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن عن ابی أروی الدوسی قال کنت جالسًا عند النبی صلی الله علیه وسلم فاطلع ابوبکر وعمر رضی الله عنهما فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الحمد لله الذی ایدنی بهما.

مسند ابو اَروٰی دوسی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{شیخین رضؓ کے خلافت کی دلیل اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے جو نبیؐ سے تھے ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوں گے} حاکم بروایت سہیل بن ابی صالح اور محمد بن ابراہیم نقل کرتے ہیں وہ عبدالرحمٰن سے وہ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ حضرت ابو اَروٰی دوسی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا اتنے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (انھیں دیکھکر) فرمایا کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ان دونوں سے مجھے قوت دی۔

ومن مسند ابی امامة الباهلی رضؓ

اخرج الحاکم من حدیث موسی بن عمیر قال سمعت مکحولاً یقول وسأله رجل عن قول الله عز وجل فان الله هو مولٰه وجبریل وصالح المؤمنین قال حدثنی ابوامامة انه قال الله مولٰه وجبریل وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر

مسند ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حاکم بروایت موسیٰ بن عمیرؒ نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے میں نے مکحول سے سنا اُن سے کسی شخص نے آیۂ کریمہ فانّ اللّٰہ ہو مولٰہ الاٰیۃ (ترجمہ:۔ پس تحقیق اللہ تعالےٰ مولیٰ ہے نبی کا اور جبرئیلؑ اور اچھے ایمان والے) کا مطلب پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے ابوامامہ نے بیان کیا کہ اللہ نبی کا مولیٰ ہے اور جبرئیلؑ (اُن کے مولیٰ ہیں) اور اچھے ایمان والے (یعنے) ابوبکرؓ اور عمرؓ۔

ومن مسند سالم بن عبید الاشجعی رضؓ

حدیث فی امامة ابی بکر الصدیق اخرج ابن ماجة من حدیث نبیط بن شریط عن سالم بن عبید قال اُغمی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه فقال احضرت الصلوٰة قالوا نعم قال

مسند سالم بن عُبَید اشجعی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیق کی امامت (نماز) کے متعلق} ابن ماجہ نے بروایت نُبَیط بن شُریط سالم بن عبید سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) میں بیہوش ہوگئے تو (جب کسی قدر افاقہ ہوا) آپؐ نے پوچھا کہ نماز کا وقت آگیا؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا

www.kitabghar.org

مُرُوا بلالاً فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل بالناس ثم اُغمی علیه فافاق فقال احضرت الصلوٰة قالوا نعم قال مُروا بلالاً فلیؤذن ومُروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت عائشة انّ ابی رجلٌ اسیفٌ فاذا قام مقامك یبکی لا یستطیع فلو امرت غیرہ ثم اغمی علیه فافاق فقال مُروا بلالاً فلیؤذن ومُروا ابا بکر فلیصل بالناس فانّ کنّ صواحبُ یوسف قال فامر بلالٌ فاذّن وأُمر ابو بکر فصلی بالناس ثم انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم وجد خفّةً فقال انظروا الی من اتّکی علیه فجاءت بریرة ورجل اخر فاتّکی علیهما فلما راٰه ابو بکر ذهب لینکص فاومأ الیه ان اثبت مکانك ثم جاء رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی جلس الی جنب ابی بکر حتی قضی ابو بکر صلاته ثم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قبض

ومن مسند عرفجة الاشجعی رضؓ

اما احادیث الوزن فقد اخرج ابو عمر عن قُطَیبة بن مالك عن عرفجة الاشجعی قال

بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (یہ فرماکر) آپؐ پھر بیہوش ہوگئے جب کسی قدر افاقہ ہوا تو (پھر) فرمایا کیا نماز کا وقت آگیا؟ لوگوں نے کہا ہاں (آگیا) آپؐ نے فرمایا بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) میرے والد نرم دل ہیں وہ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو ضبط نہ کرسکیں گے اگر آپؐ بجائے اُن کے دوسرے شخص کو حکم دیتے (تو بہتر تھا اس درمیان میں) پھر آپؐ پر غشی طاری ہوئی اس کے بعد جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اور اے عورتو!) تم تو (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی ہمنشین عورتوں (کی طرح) ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت بلالؓ نے حکم نبوی پاکر اذان دی اور (بموجب ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے) حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی (ابھی نماز ہورہی تھی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض میں افاقہ دیکھ کر فرمایا کہ کسی کو بُلالو میں اُس کے سہارے سے باہر جاؤں گا۔ چنانچہ بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے اور آپؐ ان دونوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے جب حضرت ابوبکر نے آپؐ کو دیکھا تو ارادہ کیا کہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جائیں (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ خالی کردیں) آپؐ نے انھیں اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر قائم رہو۔ پھر (یہ فرماکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز ختم کی پھر اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی

مُسند عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{حدیث وزن} ابوعمر نے قُطَیبہ بن مالک سے انھوں نے عرفجہ اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک تبا

www.kitabghar.org

صلى بنا النبي صلى الله عليه وسلم الفجر ثم جلس فقال وزن اصحابي الليلة فوزن ابوبكر فوزن ثم وزن عمر فوزن ثم وزن عثمان فخف وهو رجل صالح

ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور فرمایا کہ آج رات کو (میں نے خواب دیکھا کہ) میرے صحابہؓ وزن کئے گئے (چنانچہ) ابوبکرؓ وزن کئے گئے وہ (وزن میں دوسروں سے غالب) رہے پھر عمرؓ وزن کئے گئے وہ (بھی) غالب رہے۔ پھر عثمانؓ وزن کئے گئے تو وہ ہلکے رہے اور وہ (ایک) مرد صالح ہیں (اگرچہ وزن میں ہلکے ہیں)۔

ومن مسند عياض بن حمار المجاشعي رض

مسند عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت { ان کی یہ حدیث کہ

حديثه في ان الله نظر الى اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم فقد اخرج مسلم عن عياض بن حمار المجاشعي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم في خطبته الا ان ربي امرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا كل مال نحلته عبدا حلال واني خلقت عبادي حنفاء كلهم وانهم اتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي ما لم انزل به سلطانا وان الله نظر الى اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقايا من اهل الكتاب وقال بعثتك لابتليك وابتلي بك وانزلت عليك كتابا

اللہ نے اہل زمین پر نظر کی عرب و عجم سب کو ناپسند کیا۔ (امام) مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں سکھا دوں جن سے تم ناواقف ہو اور وہ باتیں مجھے (میرے خدا نے) آج ہی تعلیم فرمائی ہیں (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو مال میں اپنے بندے کو دیتا ہوں وہ حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو شرک سے خالی پیدا کیا ہے (مگر) اُن کے پاس شیاطین آئے اور انہوں نے اُن کو اُن کے دین (حق) سے بہکا دیا اور جو چیز کہ میں نے اُن (بندوں) کے لئے حلال کی تھی شیطانوں نے اُسے اُن پر حرام کر دیا اور (شیاطین نے) اُن (بندوں) کو حکم کیا کہ جس کی کوئی سند میں نے نہیں اُتاری اُسے میرا شریک بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر کی تو اُن کے عرب و عجم کو (یعنے سب کو) ناپسند فرمایا مگر کچھ باقی ماندہ اہل کتاب (ایسے ہیں جو اللہ کو ناپسند نہیں ہیں) اور (یہ بھی اللہ جل شانہٗ نے) فرمایا کہ (اے محمدؐ!) میں نے تم کو اس لئے (دنیا میں) بھیجا ہے کہ تم کو آزماؤں اور تمہارے ذریعہ سے (دوسروں کو) آزماؤں۔ اور میں نے تم پر ایک ایسی کتاب اُتاری ہے کہ

www.kitabghar.org

لا يغسله الماء تقرأه نائماً و يقظان وان الله امرني ان أحرق قريشاً فقلت رب اذاً يثلغوا رأسي فيدعوه خبزة قال استخرجهم كما اخرجوك واغزهم نغزك وانفق فسننفق عليك وابعث جيشاً نبعث خمسة مثله وقاتل بمن اطاعك من عصاك الحديث

ومن مسند ربيعة بن كعب الاسلمي رض

حديثه في منزلة ابي بكر الصديق رضي الله عنه عند النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه اخرج احمد من حديث ابي عمران الجوني عن ربيعة الاسلمي فذكر حديثاً طويلاً آخره ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاني بعد ذلك ارضاً واعطى ابا بكر ارضاً وجاءت الدنيا فاختلفنا في عذق نخلة فقلت انا هي في حدي و قال ابو بكر هي في حدي فكان بيني وبين ابي بكر كلام فقال لي ابو بكر كلمة كرهها وندم فقال لي يا ربيعة رد علي مثلها حتى تكون قصاصاً

جیسے پانی نہیں دھو سکتا[1] تم اُسے سوتے جاگتے پڑھتے رہتے ہو۔ اور اللہ نے مجھے (یہ بھی) حکم فرمایا میں اہلِ قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دوں پھر میں نے عرض کیا کہ خداوندا! (اگر یہ قصد کروں گا) تو وہ لوگ میرا سر کچل ڈالیں گے۔ اللہ نے فرمایا (اچھا تو) جس طرح اُنھوں نے تم کو (مکہ سے) نکال دیا ہے تم بھی اُنھیں نکال دو اور تم اُن سے جہاد کرو ہم (تمھارے جہاد کا) سامان درست کر دیں گے اور تم خرچ کرو ہم تم کو دیں گے۔ اور اُن پر لشکر بھیجو ہم ویسے ویسے پانچ (لشکر) اُن پر بھیجیں گے اور تم اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ اُن لوگوں سے لڑو جو تمھارے نافرمان ہیں تا آخر حدیث۔

مُسند ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {ان کی حدیث اس منزلت کے بیان میں جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کے نزدیک حاصل تھی} (امام) احمدؒ نے بروایت ابو عمران جونی ربیعہ اسلمی سے ایک حدیث طویل نقل کی ہے جس کے اخیر میں یہ ہے کہ (ربیعہ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد مجھے ایک زمین عطا فرمائی اور حضرت ابو بکرؓ کو (بھی) ایک زمین (اسی کے قریب) عطا فرمائی (اس کے بعد) دنیا کی کیفیت پیدا ہوئی اور ہم دونوں میں نخلہ کے ایک کنویں کے متعلق باہم اختلاف ہوا میں نے کہا کہ (وہ کنواں) میری حد میں (واقع) ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے کہا (نہیں) وہ میری حد میں ہے۔ اس پر میرے اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان بحث بڑھ گئی اور حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی کہ جسے خود اُنھوں نے بُرا جانا اور نادم ہوئے پھر مجھ سے کہا کہ اے ربیعہ! تم بھی مجھے ویسی ہی بات کہہ لو تاکہ بدلا ہو جائے

[1] پانی کا نہ دھو سکنا کنایہ ہے اس بات سے کہ کوئی آفت ارضی وسماوی اس کتاب کو دنیا سے معدوم نہ کر سکے گی چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اب تک تیرہ سو برس کی مدت میں صدہا انقلابات زمین پر ہو گئے قرآن شریف کے بہت بعد کی کتابیں اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہیں مگر یہ کتاب ربانی اپنے اُسی حال پر ہے جیسا اُس کے مبلغ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑا تھا۔

www.kitabghar.org

قال قلت لا افعل فقال
لی ابوبکر لتقولن لی او
لاستعدین علیک رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقلت ما انا بفاعل قال
ورفض الارض وانطلق ابوبکر
رضی اللہ عنہ الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و
انطلقت اتلوہ فجاء ناس
من اسلم فقالوا لی رحم
اللہ ابابکر فی ای شئ یستعدی
علیک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھو قال لک
ما قال قال فقلت اتدرون
من ھذا ھذا ابوبکر الصدیق
ھذا ثانی اثنین وھذا
ذو شیبۃ المسلمین ایاکم
لا یلتفت فیراکم تنصرونی
علیہ فیغضب فیاتی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیغضب بغضبہ فیغضب اللہ
عز وجل بغضبھما فیھلک
ربیعۃ قالوا ما تامرنا
قال ارجعوا فانطلق ابوبکر
رضی اللہ عنہ الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتبعتہ وحدی
حتی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثہ
الحدیث کما کان فرفع الی راسہ
فقال یا ربیعۃ مالک وللصدیق

میں نے کہا کہ میں تو نہ کہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ تمہیں ضرور کہنا ہوگا ورنہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تم پر (اس کی بابت) زور دلاؤں گا۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز (وہ بات) نہ کہوں گا حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی زمین پر ٹھہرا رہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے (اُن کے جانے کے بعد میں بھی اُن کے پیچھے روانہ ہوا پھر مجھے چند اشخاص قبیلۂ اسلم کے ملے تو اُنھوں نے مجھ سے کہا حضرت ابوبکرؓ پر خدا رحم فرمائے (ہم حیران ہیں کہ) وہ کس بنا پر تمھاری شکایت کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہے ہیں حالانکہ خود اُنھوں نے تم کو بُرا کہا ہے۔ میں نے اُن کو جواب دیا کہ تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ (سنو) یہ ابوبکر صدیقؓ ہیں یہ ثانی اثنین ہیں اور یہ مسلمانوں کے بوڑھے (اور بزرگ) ہیں تم لوگ مجھ سے الگ رہو (مبادا وہ پیچھے پھر کر اور) ادھر متوجہ ہو کر نظر کریں اور تم کو دیکھیں کہ اُن کے مقابلے پر میری مدد کر رہے ہو اور ان کو غصہ آجائے اور (اسی حالت سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور آپ (ان کو غضبناک دیکھ کر) ان کے غصہ کے سبب سے (مجھ پر) غضبناک ہوں اور ان دونوں کے غضب کے سبب سے اللہ عزّ وجلّ غضب فرمائے اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ اُن لوگوں نے (مجھ سے) کہا تو اب تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ میں نے کہا تم لوگ واپس جاؤ (اور میں تنہا خدمتِ نبوی میں جاتا ہوں) حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے جا رہے تھے اور میں بھی تنہا اُن کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ خدمتِ نبوی میں پہنچے (اور میں بھی اُن کے ساتھ تھا) پھر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے سامنے سارا قصہ جو کچھ گزرا تھا بیان کیا پھر آپ نے سر مبارک اُٹھا کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ربیعہ! تمھارے اور صدیقؓ کے درمیان کیا نزاع ہے؟

www.kitabghar.org

قلتُ یا رسول اللّٰہ کان کذا قال لی کلمۃً کرھھا فقال لی قل کما قلتُ حتے یکون قصاصًا فابیتُ فقال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اجل فلا تردّ علیہ ولکن قل غفر اللّٰہ لک یا ابا بکر فقلتُ غفر اللّٰہ لک یا ابا بکر قال الحسن فولّی ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ وھو یبکی۔

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (دراصل معاملہ تو) ایسا ہی تھا (اُنھوں نے) مجھے ایک ایسا کلمہ کہا کہ جسے خود بُرا سمجھے پھر مجھ سے کہا کہ تم بھی وہی کلمہ میرے حق میں کہدو تاکہ بدلا ادا ہو جائے میں نے (ازراہِ ادب اس سے) انکار کیا (اس پر یہ ناخوش ہو کر آپ کے پاس آتے ہیں یہ سُنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (تمھارا کہنا درست ہے) تم اُن کو وہ کلمہ نہ کہو مگر اُن سے یہ کہدو کہ اے ابوبکرؓ! خدا تم کو بخشدے (بموجب ارشادِ نبویؐ) میں نے کہا اے ابوبکرؓ! خدا آپ کو بخشدے۔ حسنؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (وہاں سے) پھرے اور وہ (فرطِ مسرت سے) روتے تھے۔

ومن مسند ابی برزۃ الاسلمی رضی اللّٰہ عنہ

مُسند ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {ان کی حدیث اہل قریش کی خلافت میں}

حدیثہ فی امامۃ قریش اخرج احمد عن سیّار بن سلامۃ قال دخلت مع ابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم الامراء من قریش الامراء من قریش الامراء من قریش لکم علیھم حق ولھم علیکم حق ما فعلوا ثلثا ما حکموا فعدلوا واسترحموا فرحموا وعاھدوا فوفوا فمن لم یفعل ذلک منھم فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملٰئکۃ والناس اجمعین

(امام) احمدؒ نے سیّار بن سلامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابوبرزہ اسلمی کے پاس گیا اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار قریش سے ہیں۔ تمھارا حق اُن پر ہے اور اُن کا حق تم پر ہے تاوقتیکہ وہ تین کام کرتے رہیں۔ جب وہ حاکم بنائے جائیں عدل کریں۔ اور جب اُن سے رحم طلب کیا جائے رحم کریں اور جب وعدے کریں اُنھیں پورا کریں اور ان میں سے جو ایسا نہ کرے اُس پر خدا کی لعنت اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت۔

ومن مسند عمرو بن عبسۃ رضی اللّٰہ عنہ

مُسند عمرو بن عَبَسہ رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت {ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے متقدم الاسلام ہونے میں}

حدیثہ فی تقدم ابی بکر الصّدیق فی الاسلام اخرج احمد من حدیث سلیم بن عامر وغیرہ عن عمرو بن عبسۃ قال اتیتُ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم وھو بعکاظ قلتُ

(امام) احمدؒ نے بروایت سلیم بن عامر وغیرہ نقل کیا ہے وہ عمرو بن عبسہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں بمقام (بازار) عُکاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا

www.kitabghar.org

من تبعك على هذا الامر فقال حرٌّ وعبد ومعه ابوبكر وبلال فقال لى ارجع حتى يمكن الله عز وجل لرسوله

واخرج احمد من طريق عبد الرحمن بن ابى عبد الرحمن عن عمرو بن عبسة قال اتيت النبى صلى الله عليه وسلم فقلت من تابعك على امرك هذا قال حرٌّ وعبد يعنى ابابكر وبلالاً وكان عمرو يقول بعد ذلك فلقد رأيتنى واني لربع الاسلام۔

(یارسول اللہ!) اس امر (حق) پر کون کون آپ کے تابع ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ تھے (یہی دونوں اس وقت تک اسلام لائے تھے) پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ (فی الحال) تم (اپنے گھر) واپس جاؤ (اور اپنے گھر میں رہو) یہاں تک کہ اللہ عزّ وجلّ اپنے رسولؐ کو قدرت (اور شوکت) عطا فرمائے۔

(امام) احمدؒ نے بروایت عبدالرحمٰن بن ابی عبدالرحمٰن نقل کیا کہ وہ حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ!) آپ کے دین پر کون کون اشخاص آپ کے تابع ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام یعنے ابوبکرؓ اور بلالؓ۔ اس کے بعد حضرت عمروؓ (بن عبسہ) کہا کرتے تھے میں نے اپنے کو دیکھا کہ میں اسلام میں چوتھا شخص تھا۔

ومن مسند سلمان الفارسیؓ

مسند سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۱۔روایت

قوله فى فضل عمر رضى الله عنه

اخرج الحاكم من طريق عمران بن خالد الخزاعى البنانى عن انس بن مالك قال دخل سلمان الفارسى على عمر بن الخطاب رضى الله عنهما وهو متكئ على وسادة فالقاها له فقال سلمان صدق الله ورسوله فقال عمر حدثنا يا ابا عبد الله قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متكئ على وسادة فالقاها الىّ ثم قال لى يا سلمان ما من مسلم يدخل على اخيه المسلم فيلقى

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ان کا قول} حاکم نے بروایت عمران بن خالد خزاعی بنانی نقل کیا ہے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے آپ کے پاس حضرت سلمان فارسیؓ آئے آپ نے اُن کی طرف تکیہ بڑھادیا تو حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اللہ اور اُسکے رسولؐ نے سچ کہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ (یہ جملہ اس وقت آپ نے کیوں کہا) ہم سے بیان کیجئے انھوں نے کہا کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اُس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے (مجھے دیکھ کر) آپ نے میری طرف تکیہ بڑھا دیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ! اگر کوئی مسلمان کسی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے پھر وہ (یعنے صاحب خانہ) اسکی عزت کے لئے

www.kitabghar.org

له وسادة اكرمال الا غفر الله له

ومن مُسند ذى مخمر رض

حديثه فى خلافة قريش أخرج احمد عن ابى حى عن ذى مخمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كان هذا الامر فى حمير فنزعه الله عز وجل منهم فجعله فى قريش وس ى ع و د ال ى ه م

ومن مُسند عوف بن مالك الاشجعى رض

حديثه فى صفة الخلافة الراشدة أخرج مسلم عن عوف بن مالك الاشجعى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خيار ائمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلون عليهم ويصلون عليكم وشرار ائمتكم الذين تبغضونهم و يبغضونكم و تلعنونهم ويلعنونكم قال قلنا يارسول الله افلا ننابذهم عند ذلك قال لا ما اقاموا فيكم الصلوة لا ما اقاموا فيكم الصلوة الا من

اُس کی طرف تکیہ بڑھادے تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے۔

مُسند ذی مخمر رضی اللہ عنہ

۱- روایت

{ان کی حدیث خلافت قریش کے متعلق } (امام) احمدؒ نے ابوحی سے نقل کیا ہے وہ حضرت ذی مخمرؓ سے روایت[ع] کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پہلے) یہ امر (یعنے حکومت) حمیر[1] میں تھا پھر اللہ عزّوجل نے اُن سے لے لیا اور اس کو قریش میں کردیا اور عنقریب وہ وقت آئے گا کہ پھر اُنھیں میں لوٹ جائے گا۔

مُسند عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ

۲- روایت

{ان کی حدیث خلافت راشدہ کے بیان میں } (امام) مسلمؒ نے عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین امام تمھارے وہ ہیں جن کو تم دوست رکھتے ہو اور وہ (بھی) تم کو دوست رکھتے ہوں اور تم اُن کے لئے دُعائے خیر کرتے رہتے ہو اور وہ تمھارے لئے دُعا کرتے ہوں اور بدترین امام تمھارے وہ ہیں کہ جن کو تم دشمن رکھتے ہو اور وہ تم کو دشمن رکھتے ہوں اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں اور تم اُن پر لعنت کرتے ہو- راوی کا بیان ہے کہ ہم نے کہا اے رسول اللہ! کیا اس وقت (جب کہ یہ حالت ہو تو) ہم ان کو چھوڑ دیں؟ آپؐ نے فرمایا (خبردار) ایسا نہ کرنا تا وقتیکہ وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں (خبردار ایسا نہ کرنا تا وقتیکہ وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں۔ خبردار رہو جس (قوم کے

---

[1] حمیر یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ قریش سے پہلے عرب کی حکومت اسی قبیلہ میں تھی اور آخر زمانہ میں قریب قیامت پھر اسی قبیلہ میں حکومت آجائیگی جیسا کہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ اخیر زمانے میں ایک بادشاہ قبیلۂ قحطان سے پیدا ہوگا قحطان بھی حمیر کی ایک شاخ ہے۔ [ع] اصل یعنے مسند امام احمدؒ میں بھی یہ الفاظ اسی طرح منقطع لکھے ہوئے ہیں اور اس حدیث کے بعد امام احمدؒ کے بیٹے عبداللہ نے اتنی بات اور لکھدی ہے کہ کذا کان فی کتاب ابی مقطعا وحیث حدثنا به تکلم علی الاستواء۔ مسند امام احمد ج ۴ ص ۹۱ یعنی یہ الفاظ میرے والد کی کتاب میں اسیطرح منقطع لکھے ہوئے تھے لیکن جب وہ اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو تکلم بالکل ٹھیک ہوتا تھا۔ کوئی وجہ ان الفاظ کے منقطع لکھنے کی کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزری اس وقت جو ایک وجہ سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے بادشاہوں کو یہ بات ناگوار ہوتی تھی کہ خلافت قریش سے نکل جائیگی چنانچہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب عبداللہ بن عمرو بن عاص نے یہ حدیث بیان کی تھی کہ اخیر زمانہ میں ایک بادشاہ قحطان کا ہوگا تو انکو ناگوار گزرا پس غالباً اسی وجہ سے امام احمدؒ نے اس مضمون کے الفاظ کو منقطع لکھدیا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے یا سمجھ لے تو گرفت نہ کر سکے۔ امام احمدؒ کو اپنے زمانہ کے بادشاہ معتصم باللہ سے خلق قرآن کے مسئلہ میں سخت مصیبت پہنچ بھی چکی تھی واللہ اعلم ۱۲

www.kitabghar.org

وَلِیَ عَلَیْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ یَاْتِیْ شَیْئًا مِنْ مَعْصِیَةِ اللهِ تَعَالٰی فَلْیَكْرَهْ مَا یَاْتِیْ مِنْ مَعْصِیَةِ اللهِ تَعَالٰی وَلَا یَنْزِعَنَّ یَدًا مِنْ طَاعَتِهٖ۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بُرْدَةَ وَاَخِیْ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیْ اَنَّهُ رَاٰی فِی الْمَنَامِ كَاَنَّ النَّاسَ جُمِعُوْا فَاِذَا فِیْهِمْ رَجُلٌ فَرَعَهُمْ فَهُوَ فَوْقَهُمْ ثَلَاثَ اَذْرُعٍ قَالَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ لِمَ قَالُوْا اِنَّ فِیْهِ ثَلَاثَ خِصَالٍ اِنَّهُ لَا یَخَافُ فِی اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنَّهُ خَلِیْفَةٌ مُسْتَخْلَفٌ وَشَهِیْدٌ مُسْتَشْهَدٌ قَالَ فَاَتٰی اَبَا بَكْرٍ فَقَصَّهَا عَلَیْهِ فَاَرْسَلَ اِلٰی عُمَرَ فَدَعَاهُ لِیُبَشِّرَهُ قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ قَالَ فَقَالَ لِیْ اَبُوْ بَكْرٍ اقْصُصْ رُؤْیَاكَ قَالَ فَلَمَّا بَلَغْتُ خَلِیْفَةٌ مُسْتَخْلَفٌ نَهَرَنِیْ عُمَرُ وَكَهَرَنِیْ وَقَالَ اسْكُتْ تَقُوْلُ هٰذَا وَاَبُوْ بَكْرٍ حَیٌّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ وَوَلِیَ عُمَرُ مَرَرْتُ بِالشَّامِ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ قَالَ فَدَعَانِیْ وَقَالَ اقْصُصْ رُؤْیَاكَ فَقَصَصْتُهَا فَلَمَّا قُلْتُ لَا یَخَافُ فِی اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

کوئی شخص حاکم ہو پس وہ (اپنے) حاکم کو دیکھے کہ کچھ بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اسے لازم ہے کہ جو نافرمانی خدا کی وہ (حاکم) کرتا ہے اُسے بُرا جانے اور اُس کی اطاعت سے اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔

اور ابو عمر نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابو بُردہ نے اور میرے بھائی نے عوف بن مالک اشجعی رضؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ انھوں نے (بعہد حضرت صدیق رضؓ) خواب میں دیکھا کہ گویا سب لوگ جمع ہوئے ہیں اور ان میں ایک شخص ہے جو ان سب کا سردار ہے وہ ان سب سے تین گز اونچا ہے کہتے تھے میں نے (خواب ہی میں) پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے کہا یہ عمر رضؓ ہیں۔ میں نے کہا یہ (تین گز اونچے) کیوں (ہیں)؟ لوگوں نے کہا اس وجہ سے کہ ان میں تین عادتیں (سب سے فائق) ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ وہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔ وہ شہید ہیں اور شہید کئے جائیں گے پھر (صبح کو) عوف بن مالک حضرت ابوبکر رضؓ کی خدمت میں گئے اور یہ خواب ان سے بیان کیا انھوں نے حضرت عمر رضؓ کو بلوا بھیجا تاکہ ان کو بشارت دیں۔ عوف بن مالک رضؓ کہتے تھے کہ پھر حضرت عمر رضؓ آئے تو مجھ سے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو چنانچہ (میں نے بیان کرنا شروع کیا) جب میں اس مقام پر پہنچا کہ وہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو حضرت عمر رضؓ نے مجھ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ چپ رہو تم ایسی بات کہتے ہو اور ابوبکر رضؓ زندہ ہیں۔ عوف بن مالک رضؓ کہتے تھے کہ پھر جب حضرت عمر رضؓ خلیفہ ہوئے تو میں شام میں گیا اور حضرت عمر رضؓ سے اس حال میں ملا کہ وہ اُس وقت) منبر پر (خطبہ پڑھ رہے) تھے اُنھوں نے مجھے (دیکھتے ہی اپنے پاس) بلایا اور فرمایا کہ اپنا خواب (جو تم نے دیکھا تھا) بیان کرو۔ چنانچہ میں نے وہ خواب بیان (کرنا شروع) کیا جب میں نے یہ بیان کیا کہ وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے

www.kitabghar.org

قال انی لا ارجو ان یجعلنی الله منهم قال فلما قلت خليفة مستخلف قال قد استخلفنی الله فله ان يعيننی على ما ولانی فلما ان ذكرت شهيد مستشهد قال انی لی بالشهادة وانا بين اظهركم تغزون ولا اغزو ثم قال بلى يأتی الله بها ان شاء الله۔

تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھے اُن لوگوں میں کرے پھر میں نے کہا کہ وہ خلیفہ اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو اُنھوں نے فرمایا کہ بیشک مجھے اللہ نے خلیفہ بنا دیا اور تم خدا سے دعاء مانگو کہ اُس نے جس کام پر مجھے والی کیا ہے اُس میں میری تائید کرتا رہے۔ پھر جب میں نے یہ بیان کیا کہ وہ شہید ہیں اور شہید کئے جائیں گے فرمایا مجھے کیسے شہادت (نصیب) ہوگی میں تو تم سب کے درمیان میں رہتا ہوں تم لوگ جہاد (بھی) کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کرتا (پھر شہادت کی امید کس طرح کرسکتا ہوں) پھر فرمایا ہاں! اگر اللہ چاہے تو یہ (نعمت گھر بیٹھے ہی مجھے) عنایت فرمائے۔

ومن مسند عبد الله بن مغفل المزنیؓ

مُسند عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ ۱۔ روایت

حديثه فی حب الصحابة اخرج احمد عن عبد الله بن عبد الرحمن عن عبد الله بن مغفل المزنی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذى الله ومن اذى الله اوشك ان يأخذه۔

{صحابۂ کرام سے محبت رکھنے کے متعلق ان کی حدیث} (امام) احمدؒ نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے اُنھوں نے عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) میرے اصحاب کو میرے بعد (ملامت کا) نشانہ نہ بنانا جس نے اُن سے محبت رکھی اُسؐ نے میری (ہی) محبت کی وجہ سے اُن سے محبت رکھی اور جس نے اُن کے ساتھ بغض رکھا اُس نے میرے (ہی) بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا اور جس نے اُن کو (یعنے میرے صحابہؓ کو) ایذا دی اُس نے بیشک مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو عنقریب اُس کو (اللہ اپنے عذاب میں) ماخوذ کرے گا۔

ومن مسند حفصة زوج النبی صلى الله عليه وسلم

مُسند (ام المؤمنین حضرت) حفصہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (۲۔ روایت)

حديثها فی فضل عثمان اخرج احمد من حديث ابن جريج عن ابی خالد

{حضرت عثمان کی فضیلت میں ان کی حدیث} (امامؒ) احمدؒ نے بروایت ابن جریج ابو خالد

ؐ یعنے اُنکی محبت عین میری محبت ہے اور اُنکی عداوت عین میری عداوت یا یہ کہ اُنکی محبت میری محبت کی دلیل ہو اور اُنکی عداوت میری عداوت کی دلیل ہے۔

www.kitabghar.org

عن عبد الله بن ابی سعید المزنی قال حدثتنی حفصة ابنة عمر بن الخطاب قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم قد وضع ثوبا بین فخذیه فجاء ابو بکر فاستأذن فاذن له وهو علی هیئته ثم جاء عمر فاستأذن فاذن له ثم جاء ناس من اصحابه والنبی صلی الله علیه وسلم علی هیئته ثم جاء عثمان فاستأذن فاذن له فلخذ ثوبه فتجلله فتحدثوا ثم خرجوا قلت یارسول الله جاء ابوبکر وعمر وعلیؓ وسائر اصحابك وکنت علی هیئتك فلما جاء عثمان تجللت بثوبك فقال الا استحیی ممن یستحیی منه الملائکة۔

وحدیثها فی بشارة اهل بدر والحدیبیة اخرج مسلم عن حفصة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لأرجو ان لا یدخل النار ان شاء الله احد شهد بدرا والحدیبیة قلت یارسول الله الیس قد قال الله وان منکم الا واردها قال

انھوں نے عبداللہ بن سعید مزنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے حضرت حفصہ بنت عمرؓ نے بیان کیا وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز دونوں رانوں سے کپڑا ہٹائے (بیٹھے) تھے اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور انھوں نے (اندر آنے کی) اجازت چاہی آپؐ نے ان کو اجازت دی اور (وہ اندر آئے) آپؐ اسی طرح (رانوں کو کھولے) بیٹھے رہے پھر حضرت عمرؓ آئے اور اجازت (آنے کی) چاہی آپؐ نے اُن کو (بھی) اجازت دی پھر دیگر اصحابؓ آئے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اُسی ہیئت سے بیٹھے رہے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کپڑا اُٹھا کر اپنی رانوں پر ڈال لیا اُس کے بعد صحابہؓ سے باتیں کرتے رہے پھر سب چلے گئے (حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور دیگر صحابہؓ آپؐ کی خدمت میں آئے اور آپؐ اپنی ہیئت پر بیٹھے رہے (اور اپنی رانوں کو نہیں چھپایا) مگر جب عثمانؓ آئے تو آپؐ نے (اپنی رانوں پر) کپڑا ڈال لیا۔ آپؐ نے جواب دیا کہ میں اُس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

{ان کی حدیث بشارت اہل بدر اور اہلِ حدیبیہ کے متعلق} (امام) مسلمؒ نے حضرت حفصہؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ جنگِ بدر اور (صلح) حدیبیہ میں شریک ہوئے ہیں اُن میں سے ایک بھی ان شاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ میں نے کہا اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا اللہ نے (قرآن میں) یہ نہیں فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اُس پر (یعنے دوزخ پر) نہ وارد ہو آپؐ نے فرمایا (یہ تو ہے مگر) کیا تم نے (اس کے بعد والی آیت کو)

لہ رانوں کا کھولنا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے وہ اس قسم کی حدیثوں میں کہتے ہیں کہ یہ قبل کے واقعات ہیں اس کے بعد رانوں کے چھپانے کا حکم حضرتؐ نے دیا جیسا کہ صحیح احادیث میں ثابت ہے۔

www.kitabghar.org

افلم تسمعیہ یقول ثم ننجی الذین اتقوا وفی روایۃ لایدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا تحتہا

نہیں سُنا کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے پھر ہم نجات دیں گے اُن لوگوں کو جو (اپنے پروردگار سے) ڈرتے رہے۔ اور ایک روایت اس طرح ہے۔ اصحاب شجرہ میں سے یعنی جنھوں نے درخت کے نیچے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) بیعت کی ہے کوئی شخص انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

مسانید الانصار من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مسانید انصار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من مسند معاذ بن جبل رض

مسند معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

فی المشکوٰۃ عن ابی عبیدۃ ومعاذ بن جبل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ھذا الامر بدأ نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم ملکا عضوضا ثم کائن جبریۃ وعتوا وفسادا فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون علی ذلک وینصرون حتی یلقوا اللہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

مشکوٰۃ میں بروایت ابوعُبَیدہ اور معاذ بن جبل رض کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ امر (یعنے دینِ اسلام) نبوت اور رحمت (ہوکر) شروع ہوا ہے پھر خلافت اور رحمت ہوجائے گا پھر کاٹنے والی بادشاہت ہوجائے گی پھر جبر اور سرکشی اور زمین میں فساد بن جائے گا۔ (اور ایسے لوگ ہوں گے کہ) ریشمی کپڑوں کو اور شرمگاہوں کو اور شرابوں کو حلال کرلیں گے اور اس (شرارت وظلم) پر بھی (خدا کی جانب سے) ان کو رزق دیا جائے گا اور (منجانب اللہ اپنے مخالفوں پر) نصرت پاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملیں گے (پھر وہاں اپنے اعمالِ ناسزا کی سزا پائیں گے) اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

ومن مسند اُبَیّ بن کعب رض

مسند اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں انکی}

فی فضل عمر رضی اللہ عنہ اخرج الحاکم من حدیث یحیی بن سعید عن سعید ابن المسیب عن ابی بن کعب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یعانقہ الحق یوم القیامۃ عمر واول من یصافحہ الحق یوم القیامۃ عمر و

حدیث } حاکم نے بروایت یحییٰ بن سعید اُنھوں نے سعید بن مسیّب سے اُنھوں نے حضرت اُبَیّ بن کعب رض سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالیٰ معانقہ کرے گا وہ عمر رض ہیں اور سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالےٰ مصافحہ کرے گا وہ عمر رض ہیں اور

www.kitabghar.org

اوّلُ من یؤخذ بیدہٖ فینطلق بہٖ الی الجنّۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

سب سے پہلے[1] (فرشتے) جس شخص کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

ومن مسند ابی ایوب الانصاریؓ

مسند ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

(ملکی فتوحات کے متعلق انکی حدیثؓ)

حدیثہ فی فتوح الامصار اخرج الحاکم عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی رأیتُ فی المنام غنماً سوداً دخلت فیھا غنمٌ عفرٌ یا ابا بکر اعبرھا فقال ابوبکر یارسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعھا العجم تغمرھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا عبرھا الملک سحراً

حاکم نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انھوں نے ابو ایوب (انصاری) سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں نے خواب میں سیاہ بکریوں کے (ایک گلہ) کو دیکھا کہ جن میں کچھ کھیرے رنگ کی بکریاں آکر شامل ہوگئیں (پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا) اے ابوبکرؓ! تم اس کی تعبیر بیان کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ (سیاہ بکریاں) عرب ہیں جو آپؐ کے تابع ہوں گے پھر ان کے بعد عجم آئیں گے یہاں تک کہ وہ عرب سے بڑھ جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ تعبیر سنکر) فرمایا ایسی ہی تعبیر صبح کو فرشتے نے دی ہے۔

ومن مسند ابی الدرداءؓ

مسند ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

(ان کی حدیث تعریض خلافت شیخینؓ کے متعلق)

حدیثہ فی التعریض عن خلافۃ الشیخین اخرج الحاکم عن سعید بن جبیر عن ابی الدرداء قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃً خفیفۃً فلمّا فرغ من خطبتہٖ قال یا ابابکر قم فاخطب فقام ابوبکر فخطب فقصّر دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلمّا فرغ ابوبکر من خطبتہٖ قال یا عمر

حاکمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے انھوں نے ابو الدرداءؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطبہ پڑھا جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! (اب) تم خطبہ پڑھو۔ (چنانچہ) حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے خطبہ پڑھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا۔ جب حضرت ابوبکرؓ اپنے خطبہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اے عمرؓ!

[1] صفحہ ۳۱۲ میں ابو داؤد سے ایک روایت منقول ہوئی ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت صدیقؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے اوّلیت حقیقیہ مراد ہے اور حضرت فاروقؓ کے لئے اضافیہ یعنے بہ نسبت اپنے مابعد والوں کے دوسرے یہ کہ اوّلیت کی صفت میں چند لوگ شریک ہوسکتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو اوّل کہہ سکتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ایک جماعت کثیرہ کو اوّلیت کی صفت سے موصوف کیا ہے (فرمایا) السابقون الاوّلون من المھاجرین والانصار الآیۃ۔

www.kitabghar.org

ثم فاخطب فقام عمر رضي الله عنه فخطب فقصر دون النبي صلى الله عليه وسلم ودون ابي بكر وحديثه في منزلة ابي بكر الصديق رضي الله عنه عند النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه.

أخرج البخاري عن بسر بن عبيد الله عن عائذ الله ابي ادريس عن ابي الدرداء قال كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اقبل ابوبكر آخذا بطرف ثوبه حتى ابدى عن ركبتيه فقال النبي صلى الله عليه وسلم اما صاحبكم فقد غامر فسلم وقال اني كان بيني وبين ابن الخطاب شيء فاسرعت اليه ثم ندمت فسألته ان يغفر لي فابى علي فاقبلت اليك فقال يغفر الله لك يا ابابكر ثلاثا ثم ان عمر ندم فاتى منزل ابي بكر فسأل أثم ابوبكر قالوا لا فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فجعل وجه النبي صلى الله عليه وسلم يتمعر حتى اشفق ابوبكر فجثى على ركبتيه فقال يا رسول الله والله انا كنت اظلم مرتين

(اب) تم (بھی) خطبہ پڑھو حضرت عمرؓ نے بھی خطبہ پڑھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے اور حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا۔

{رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو مرتبہ تھا اُس کے متعلق ان کی حدیث} (امام) بخاریؒ نے بُسر بن عبید اللہ سے اُنھوں نے عائذ اللہ یعنے ابو ادریس سے اُنھوں نے ابو الدرداء سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آتے ہوئے نظر آئے اس حالت سے کہ اپنی چادر کا کونا پکڑے ہوتے تھے اور اپنے گھٹنے کھولے ہوئے (ان کو اس وضع سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنے حضرت ابوبکرؓ) ابھی کسی سے لڑ کر آرہے ہیں (غرضکہ حضرت ابوبکرؓ آگئے) اور سلام کرکے کہا کہ میرے اور ابن خطابؓ (یعنے حضرت عمرؓ) کے درمیان کچھ (رنجش) ہوگئی تھی مجھے جلدی سے اُن پر غصہ آگیا پھر میں نادم ہوا اور اُن سے درخواست کی کہ میرا قصور معاف کردو اُنھوں نے اس سے انکار کیا لہٰذا اب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! خدا تمھیں بخش دے۔ (راوی کا بیان ہے کہ) پھر حضرت عمرؓ (بھی) نادم ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر جاکر دریافت کیا کہ کیا (یہاں) حضرت ابوبکرؓ ہیں؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ (اُن کے مکان سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ (ان کو دیکھتے ہی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (غصہ سے) متغیر ہوگیا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ ڈرے اور اپنے دونوں زانوؤں کے بل کھڑے ہوگئے اور دو بار کہا اے رسول اللہ میں نے ہی ظلم کیا (اور میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی تھی)

www.kitabghar.org

فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله بعثني اليكم فقلتم كذبت وقال ابو بكر صدقت وواساني بنفسه وماله فهل انتم تاركون لي صاحبي مرتين فما أوذي بعدها.

پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں سے مخاطب ہو کر) فرمایا۔ اللہ نے مجھے تمھاری طرف بھیجا تو تم نے کہا تم جھوٹے ہو اور ابوبکرؓ نے کہا آپؐ سچ کہتے ہیں اور اپنے جان و مال کے ساتھ میری غمخواری (اور مدد) کی کیا تم میرے لئے میرے ساتھی (اور میرے دوست) (سے تعرض کرنے) کو ترک کرتے ہو (یا نہیں) یہ کلمہ آپؐ نے دو بار فرمایا۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کسی نے کوئی ایذا دینے والی بات نہیں کہی۔

ومن مسند أسيد بن حضير رضی الله عنہ

مسند اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ۲۔روایت { ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں

حديثه في منزلة ابي بكر رضي الله عنه عند الصحابة آخرج البخاري عن مالك عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه عن عائشة في قصة نزول آية التيمم فقال أسيد بن الحضير ماهي باول بركتكم يا ال ابي بكر

صحابہ کرام کے نزدیک } (امام) بخاریؒ نے (امام) مالکؒ سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے آیت تیمم کے نازل ہونے کے قصہ میں روایت کی ہے (جس میں یہ مضمون ہے کہ) پھر اُسید بن حضیر نے کہا اے آلِ ابوبکرؓ! یہ (یعنے تیمم کا مشروع ہونا) تمھاری پہلی برکت نہیں ہے (بلکہ اس قسم کی متعدد برکتیں تمھاری ذات سے ہمیشہ ہوتی رہی ہیں)۔

وقوله ان الأثرة لا تكون الا بعد عمر آخرج ابو يعلى من طريق محمود بن لبيد عن ابن شفيع و كان طبيبا عن أسيد بن حضير سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انكم ستلقون أثرة بعدي فلما كان عمر بن الخطاب قسم حللا بين الناس فبعث الي منها بحلة فاستصغرتها فاعطيتها ابني فبينا انا اصلي اذ مر بي شاب من قريش عليه حلة من تلك الحلل غوها

{ان کا یہ قول کہ مفضول کو افضل پر ترجیح دینا حضرت عمرؓ کے بعد ہوگا } ابو یعلےٰ نے بروایت محمود بن لبید ابن شفیع سے نقل کیا ہے اور وہ طبیب تھے وہ اُسید بن حضیر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے۔ عنقریب تم لوگ میرے بعد دیکھوگے کہ (تم پر دوسروں کو) ترجیح دی گئی (اُسید بن حضیر کہتے ہیں کہ) حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک مرتبہ لوگوں کو حُلّے تقسیم کئے چنانچہ ایک حُلّہ میرے پاس (بھی) بھیجا وہ میرے جسم پر چھوٹا ہوتا تھا لہٰذا میں نے اپنے دو بیٹوں کو دے دیا پھر ایک روز میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے ایک جوان قریشی گزرا اور اُس کے جسم پر ایک حُلّہ اُنہی حُلّوں میں سے تھا

[1] مطلب اس کا یہ ہو کہ تم سب لوگ تکذیب کرنے کے بعد اسلام لائے اور ابوبکرؓ نے کبھی میری تکذیب نہیں کی بلکہ میرے دعوائے نبوت کو سُنتے ہی مشرف باسلام ہوئے یا یہ کہ ابوبکرؓ تم سب میں سابق الاسلام ہیں تم لوگ جس وقت میری تکذیب کر رہے تھے اُس وقت وہ مسلمان ہو چکے تھے اور میری تصدیق کرتے تھے۔

فذكرت قول رسول الله صلى الله عليه وسلم انكم ستلقون أثرةً بعدي فقلت صدق الله ورسوله فانطلق رجلٌ الى عمر فاخبره فجاء وانا اُصلي فقال صلِّ يا أُسيد فلمّا قضيت صلوتي قال كيف قلتَ فاخبرته فقال تلك حلّة بعثت بها الى فلان وهو بدريٌّ أحديٌّ عقبيٌّ فاتاه هذا الفتى فابتاعها منه فلبسها فظننتَ ان ذاك يكون في زماني قلتُ قد والله يا امير المؤمنين ظننتُ ان ذاك لا يكون في زمانك

جیسا کہ میرے لئے حضرت عمرؓ نے بھیجا تھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا یاد کیا کہ عنقریب تم (اپنے اوپر) ترجیح دیا جانا دیکھو گے پھر میں نے کہا اللہ اور اُس کے رسول نے سچ کہا۔ وہ جوان (مجھ سے یہ سُنکر) حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اور اُن کو اس حال سے خبردی (یہ سُنتے ہی) حضرت عمرؓ تشریف لائے میں ابھی نماز پڑھ رہا تھا اُنھوں نے فرمایا اے اُسید نماز پوری کرلو پھر جب میں نماز پڑھ چکا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے (ابھی اس جوان سے) کیا کہا تھا؟ میں نے اُن سے سارا حال بیان کیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے (یہ حُلّہ جو یہ جوان پہنے ہے اسے نہیں دیا بلکہ) یہ حُلّہ فلاں شخص کو بھیجا تھا جو جنگِ بدر اور اُحد اور بیعتِ عُقبہ[1] میں شریک ہوئے تھے مگر اس جوان نے اس حُلّہ کو اُن سے خرید لیا ہے اور پہنے ہوئے ہے کیا تم نے گمان کیا کہ یہ بات (یعنے مفضول کو افضل پر ترجیح دینا) میرے زمانہ میں ہوگی۔ میں نے کہا قسم خُدا کی اے امیرالمؤمنینؓ! مجھے تو یہی خیال تھا کہ یہ (ترجیح) آپ کے زمانہ میں نہ ہوگی (ولیکن اس جوان کو یہ حُلّہ پہنے ہوئے دیکھ کر مجھے تعجب ضرور ہوا)۔

ومن مسند زيد بن ثابت رض

مسند زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

قوله ان المهاجرين اولى بالخلافة من غيرهم آخرج الحاكم من حديث وهيب عن داؤد بن ابي هند عن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم قام خطباء الانصار فجعل الرجل منهم يقول يا معشر المهاجرين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا استعمل رجلًا منكم قرن معه رجلًا منّا

(ان کا یہ قول کہ مہاجرین سب سے زیادہ مستحق خلافت ہیں) حاکم بروایت وُہیب نقل کرتے ہیں وہ داؤد بن ابی ہند سے وہ ابو نضرہ سے وہ ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار کے خطیب کھڑے ہوئے اور ایک شخص نے اُن میں سے کہا کہ اے گروہ مہاجرین! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کسی کو عامل بناتے تھے تو اُس کے ساتھ ہم میں سے بھی کسی کو اُس کے ساتھ کردیا کرتے تھے (تاکہ دونوں مل کر کام کریں) لہٰذا اس وقت بھی ہم

[1] انصار نے قبل از ہجرت مدینہ منورہ سے جاکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی پہلی مرتبہ جو بیعت ہوئی تھی اس کا نام بیعت عُقبۂ اولیٰ ہے اور دوسری مرتبہ کی بیعت کا نام بیعت عُقبۂ ثانیہ ہے۔

فنرى ان يلى هذا الامر
رجلان احدهما منكم والأخر
منا قال فتتابعت خطباء الانصار
على ذلك فقام زيد بن ثابت
فقال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم كان من المهاجرين
فان الامام يكون من
المهاجرين ونحن انصاره كما
كنا انصار رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقام ابو بكر رضى الله
عنه فقال جزاكم الله خيرا يا
معشر الانصار وثبت قائلكم
ثم قال اما لو فعلتم غير ذلك
لما صالحناكم ثم اخذ زيد بن ثابت
بيد ابى بكر فقال هذا صاحبكم
فبايعوه ثم انطلقوا فلما قعد
ابو بكر على المنبر نظر فى وجوه القوم
فلم ير عليا فسأل عنه فقام ناس
من الانصار فاتوا به فقال ابو بكر
ابن عم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وختنه اردت ان تشق عصا
المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة
رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعه
ثم لم ير الزبير بن العوام

مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کام (یعنے خلافت) کے دو شخص ہوں ایک تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر انصار کے خطیبوں نے بھی اسی بات کو بیان کیا (اور اسی پر زور دیا کہ دو شخص خلیفہ بنائے جائیں) پھر حضرت زید بن ثابتؓ (انصاری خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اس لئے خلیفہ مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور ہم سب اُس کے انصار (و مددگار) رہیں گے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور فرمایا اے گروہ انصار! اللہ تمھیں جزائے خیر دے اور تمھارے (اس قول کے) کہنے والے کو ثابت (قدم) رکھے۔ پھر فرمایا اگر تم اس رائے (اخیر) کے سوا دوسری رائے تجویز کرتے تو ہم ہرگز تم سے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا (کہ اے انصار) یہ تمھارے خلیفہ ہیں ان سے بیعت کرو۔ ان کے کہنے سے سب لوگ (حضرت ابو بکرؓ کی طرف) بڑھے پھر جب حضرت ابو بکرؓ منبر پر بیٹھے تو حاضرین پر (بغور) نظر کی مگر حضرت علیؓ کو نہ پایا اُن کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا پھر کچھ لوگ انصار میں سے اُٹھے اور حضرت علیؓ کو لے آئے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اے ابن عم و داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تم چاہتے کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالو۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے ملامت نہ کریں (میرا یہ مقصود نہیں ہے) پھر اُنھوں نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کرلی[1] پھر حضرت ابو بکرؓ نے حضرت زبیرؓ کو نہ دیکھا

[1] معلوم ہوا کہ حضرت علی کی بیعت میں ایک دن کا بھی توقف نہیں ہوا یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری کے علاوہ دوسری صحابہ سے بھی منقول ہے اور اسکو علاوہ حاکم کے ابو داؤد طیالسی اور ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور بیہقی اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے (کنز العمال مطبوعہ دکن جلد ثالث ص۱۳۱) حاکم کے علاوہ ابن حبان وغیرہ نے بھی اس کی تصحیح کی ہے اور بیہقی نے اسکی نسبت کہا ہے کہ الروایۃ الموصولۃ عن ابی سعید اصح (فتح الباری جلد سابع مطبوعہ مصر ص۳۸۸) مگر بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے بعد وفات حضرت زہرا یعنے چھ ماہ کے بعد حضرت صدیقؓ سے بیعت کی لہٰذا بعض محدثین نے بخاری کی روایت پر اس روایت کو ترجیح دی وجوہ ترجیح منقول ہیں اور بعض نے دونوں میں اس طرح تطبیق دی کہ حضرت علی کی یہ دوسری بیعت ہے جو بخاری میں ہے اس دوسری بیعت کی وجہ یہ تھی کہ بیعت اول کے بعد واقعۂ فدک پیش آیا جس سے عوام بلکہ بعض خواص کو بھی یہ وہم ہوگیا تھا کہ حضرت زہرا کو اور اُن کی وجہ سے حضرت علی کو خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ رنج ہوگیا ہے ادھر حضرت زہرا کی تیمارداری کے باعث حضرت علی کی آمد و شد کا حضرت صدیقؓ کی خدمت میں کم ہونا اس وہم کی تقویت کا سبب بن گیا اس وہم کے آثار کو حضرت علی نے محسوس کرکے مجمع عام میں مسجد کے اندر حضرت صدیقؓ کے فضائل بیان کئے اور اُن کے ہاتھ پر پھر بیعت کی کذا فی فتح الباری۔ زیادہ تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ

www.kitabghar.org

فسأل عنه حتى جاؤا به فقال ابن عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم وحواريه اردت ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل قوله فبايعاه هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه۔

ومن مسند زيد بن خارجة رضـ

تكلمه بعد موته بفضائل الثلثة

آخرج ابو عمر من طريق سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد بن المسيب ان زيد بن خارجة الانصاري ثم من بني الحارث بن الخزرج توفي في زمن عثمان ابن عفان فسجي بثوب ثم انهم سمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال احمد احمد في الكتاب الاوّل صدق صدق ابوبكر الصديق الضعيف في نفسه القوي في امر الله في الكتاب الاوّل صدق صدق عمر بن الخطاب القوي الامين في الكتاب الاوّل صدق صدق عثمان بن عفان على منهاجهم مضت اربع وبقيت سنتان اتت الفتن و اكل الشديد الضعيف وقامت الساعة وسياتيكم خبر بير اريس و

ان کے متعلق (بھی) لوگوں سے دریافت کیا یہاں تک کہ کچھ لوگ اُن کو بھی لے آئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابن عم و حواری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالو۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ملامت نہ کریں (میں مسلمانوں میں تفریق ڈالنا نہیں چاہتا یہ کہکر) اُنھوں نے (بھی) حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی (الغرض) دونوں نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ {یہ حدیث حسب شرط (امام) مسلم صحیح ہے مگر امام بخاریؒ اور امام مُسلم نے اس حدیث کو صحیحین میں درج نہیں کیا}۔

مُسند زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {ان کا اپنی وفات کے بعد خلفائے ثلٰثہ کے فضائل بیان کرنا} ابوعمرؒ نے بروایت سلیمان بن بلال کے یحییٰ بن سعید بن مسیبؒ سے نقل کیا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری حارثی۔ خزرجی نے عہدِ خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں وفات پائی تو اُن کو ایک چادر اُڑھادی گئی پھر لوگوں نے اُن کے سینہ سے کچھ آواز مثل گھنٹے کی سُنی اس کے بعد وہ بولے اور اُنھوں نے کہا۔ احمد احمد اگلی کتابوں[1] میں (اسی نام سے مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ ابوبکر صدیقؓ وہ اپنے کام میں ضعیف ہیں خدا کے کام میں قوی ہیں۔ اگلی کتاب میں (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطابؓ قوی امانت دار اگلی کتاب میں (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفانؓ اُنہی کے طریقہ پر ہیں۔ چار برس گزر گئے اور (دو برس) باقی ہیں فتنے آپہنچے اور قوی نے ضعیف کو کھالیا۔ اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمھارے پاس چاہِ اَریس[2] کی خبر آئیگی اور

[1] اگلی کتاب سے مراد یا تورات و انجیل جیسا کہ آیۂ کریمہ مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل سے ثابت ہوتا ہے یا لوح محفوظ مراد ہے۔ [2] اَریس ایک کنوئیں کا نام ہے اسکی خبر سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے ان کے آخر خلافت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گر گئی۔ تمام کنواں چھان ڈالا گیا مگر وہ انگوٹھی نہ ملی۔ اس انگوٹھی کے کھو جانے کے بعد ہی سے انتظام خلافت بگڑا اور حضرت عثمانؓ پر بغاوت ہوئی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں کیا خوب لکھا ہے کہ یہ انگوٹھی انگشتری

www.kitabghar.org

ما بیر اریس قال یحیی بن سعید قال سعید بن المسیب ثم هلك رجل من بنی خطمة فسجی بثوب فسمعوا جلجلة فی صدره ثم تکلم فقال ان اخا بنی الحارث بن الخزرج صدق صدق قال ابو عمر وکانت وفاته فی خلافة عثمان وقد عرض مثل قصته لاخی ربعی بن خراش

(تمھیں کیا خبر ہے کہ) کیا ہے چاہ اریس؟ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیبؒ نے کہا پھر ایک شخص نے قبیلہ خطمہ سے وفات پائی بعد وفات کے ان کے جسم پر چادر ڈال دی گئی تو لوگوں نے اُن کے سینہ سے آواز مثل گھنٹے کی سُنی پھر اُنھوں نے کلام کیا اور کہا کہ بنی حارث بن خزرج کے بھائی (یعنے زید بن خارجہ) نے سچ کہا سچ کہا۔ ابو عمرؒ کہتے ہیں کہ اُس شخص کی وفات حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی ہے اور ایسا ہی واقعہ ربعی بن خراش کے بھائی کا بھی پیش آیا تھا۔

ومن مسند رفاعة بن رافع الزرقیؓ

مسند رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {ان کی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں}

حدیثه فی فضل اهل بدر اخرج البخاری عن رفاعة بن رافع قال جاء جبرئیل الی النبی صلی الله علیه وسلم قال ما تعدون اهل بدر فیکم قال من افضل المسلمین او کلمة نحوها قال وکذلك من شهد بدرا من الملائکة

بخاری نے رفاعہ بن رافع سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جبریلؑ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُنھوں نے پوچھا کہ آپ اہلِ بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا سب مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی ایسا ہی کلمہ فرمایا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا کہ جس قدر فرشتے بدر میں شریک تھے (ان کو بھی ہم) اسی طرح (اپنے گروہ میں) افضل سمجھتے ہیں۔

ومن مسند رافع بن خدیجؓ

مسند رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {ان کی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں}

حدیثه فی فضل اهل بدر اخرج ابن ماجة من حدیث سفیان عن یحیی بن سعید عن عبایة بن رفاعة عن جده رافع بن خدیج قال جاء جبرئیل او ملك الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ما تعدون من شهد بدرا فیکم قالوا خیارنا قال کذلك هم عندنا خیار الملائکة

ابن ماجہ نے بروایتِ سفیان یحییٰ بن سعید سے اُنھوں نے عبایہ بن رفاعہ سے اُنھوں نے اُن کے دادا رافع بن خدیجؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت جبریلؑ یا کوئی دوسرا فرشتہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (کہا کہ آپ اپنے صحابہ سے پوچھیے) کہ تم اُن لوگوں کو جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہو؟ سب نے جواب دیا ہم ان کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ حضرت جبریلؑ یا اس فرشتہ نے کہا اسی طرح (جو فرشتے جنگِ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے) ان کو ہم لوگ سب فرشتوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔

ومن مسند ابی سعید بن المعلیؓ

مسند ابوسعید بن معلّی رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث اس خطبہ کے متعلق جو

حدیثه فی الخطبة التی

www.kitabghar.org

خطبها النبي صلى الله عليه وسلم في مناقب ابي بكر الصديق رضي الله عنه اخرج الترمذي عن عبد الملك بن عمير عن ابن المعلى عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب يوما فقال ان رجلا صالحا خيره ربه بين ان يعيش في الدنيا ماشاء ان يعيش و يأكل في الدنيا ماشاء ان يأكل و بين لقاء ربه فاختار لقاء ربه قال فبكى ابوبكر فقال اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم الا تعجبون من هذا الشيخ اذ ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان رجلا صالحا خيره ربه بين الدنيا وبين لقاء ربه فاختار لقاء ربه قال فكان ابوبكر اعلمهم بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابوبكر بل نفديك بآبائنا واموالنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من الناس احد امنّ الينا في صحبته وذات يده من ابن ابي قحافة ولو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابن ابي قحافة خليلا ولكن ودٌّ واخاءُ ايمانٍ مرتين او ثلثا وان صاحبكم خليل الله

ومن مسند براء بن عازب رض

حديثه في فتوح الامصار اخرج ابويعلى عن ابي عبد الله ميمون عن البراء

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں پڑھا تھا} ترمذی نے عبدالملک بن عمیر سے اُنھوں نے ابن معلّٰی سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اُس میں فرمایا کہ ایک نیک مرد کو اُس کے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ وہ جب تک چاہے دنیا میں رہے اور جو کچھ دنیا (کی نعمتوں) سے چاہے کھالے یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کرے تو اُس نیک مرد نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کیا۔ راوی کہتے ہیں (یہ سُنکر) حضرت ابوبکرؓ رونے لگے۔ { تو اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا تم اس شیخ (یعنے حضرت ابوبکرؓ کے حال) سے تعجب نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہی فرمایا تھا کہ ایک نیک مرد کو اُس کے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا میں رہے چاہے اپنے پروردگار سے ملے تو اُس نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا (اس میں رونے کی کیا بات ہے) راوی کا بیان ہے کہ پھر (حضرتؐ کی وفات کے بعد سب کو معلوم ہو گیا کہ) ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے} اور اُنھوں نے کہا ہم لوگ اپنے باپ دادا اور اپنے مال کو آپ پر فدا کرتے ہیں (آپ ایسا قصد نہ فرمائیں) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صحبت اور اپنے مال میں ابن ابی قحافہ سے زیادہ ہم پر احسان کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا ولیکن محبت اور ایمان کی برادری ان کے ساتھ ہے یہ کلمہ آپ نے دوبار یا تین بار فرمایا اور (فرمایا) تمھارا صاحب (مراد خود ذاتِ اقدس یا حضرت صدیقؓ) اللہ کا خلیل ہے۔

مُسندِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ

ا۔ روایت

{ان کی حدیث فتوحِ ممالک کے متعلق}

ابو یعلےٰ نے ابو عبداللہ یعنے میمون سے اُنھوں نے براء (بن عازب) سے

www.kitabghar.org

قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بحفر الخندق قال عرض لنا صخرة لا يأخذ فيه المعاول فشكوا ذلك الى النبي صلى الله عليه وسلم قال فاخذ المعول قال واحسبه قال ووضع ثوبه فضرب ضربة وقال بسم الله فكسر ثلث الصخرة ثم قال الله اكبر اعطيت مفاتيح الشام انى لانظر الى قصورها الحمر من مكانى هذا ثم قال بسم الله وضرب اخرى فكسر ثلثيها وقال الله اكبر اعطيت مفاتيح فارس والله انى لانظر الى المدائن وقصورها الابيض من مكانى هذا ثم قال بسم الله و ضرب اخرى وكسر بقية الحجر وقال الله اكبر اعطيت مفاتيح اليمن والله لانى انظر الى مفاتيح صنعاء من مكانى هذا

روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ احزاب میں) مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا (چنانچہ ہم لوگ خندق کھودنے میں مصروف ہوئے ہم خندق کھود رہے تھے کہ) ایک (بڑا) پتھر ایسا سخت نکل آیا کہ جس پر کُدال اثر نہ کرتی تھی ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی ۔ آپ نے کُدال لی میمون کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ براءؓ نے کہا اور آپ نے اپنے کپڑے اُتارے پھر بسم اللہ کہہ کر پتھر پر کُدال کو مارا جس سے ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا ۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے (ملک) شام کی کُنجیاں عنایت ہوئیں ۔ میں شام کے سُرخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں ۔ پھر بسم اللہ کہہ کر آپ نے دوسری مرتبہ کُدال ماری جس سے دو تہائی پتھر ٹوٹ گیا ۔ اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کُنجیاں عنایت ہوئیں خدا کی قسم ! میں یہاں سے فارس کے سفید محل دیکھ رہا ہوں ۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ بسم اللہ کہکر کُدال ماری اور باقی پتھر ٹوٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کُنجیاں عنایت ہوئیں قسم خدا کی مَیں یہاں سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں ۔

لہ یہ مضمون روایاتِ شیعہ میں بھی ہے ۔ چنانچہ حملۂ حیدری مطبوعہ مطبع سلطانی لکھنؤ صفحہ ۱۶۵ میں ہے :-
بداں فاقہ و ضعف سالار دین ۔ شدہ تیشہ از دست انصار دین ۔ چو برداشت فولاد خاراشگاف ۔ درآمد بنہا رازاں کوہ قاف ۔ بنام خدائے جہاں آفریں ۔ بزد تیشہ را سید المرسلین ۔ کہ یک گوشہ سنگ از ہم شکست ۔ دراں وقت برقے ازاں سنگ جست ۔ کہ روشن شد آں دشت و صحرا تمام ۔ برآورد تکبیر خیر الانام ۔ بضرب دوم ضلع دیگر شکست ۔ بداں گونہ برقے از و باز جست ۔ بفرمود تکبیر بار دوم ۔ بزد پس براں سنگ ضرب سوم ۔ دریں بار ہم جست برقے چناں ۔ نبی شد بتکبیر رطب اللساں ۔ شد ایں بار آں سنگ زیر و زبر ۔ نماند احتیاجش بضرب دگر ۔ دراں دم بدو گفت سلماں چنیں ۔ کہ اے خاک راہت سپہر بریں ۔ ندیدیم ہرگز کہ گردد پدید ۔ بدیں گونہ برقے ز سنگ حدید ۔ چہ بدایں و باشد چہ تعبیر آں ۔ بتکبیر چوں برکشودے زباں ۔ بپاسخ چنیں گفت خیر البشر ۔ کہ چوں جست برقے نخست از حجر ۔ نمودند ایوان کسریٰ بمن ۔ دوم قصر روم و سوم از یمن ۔ سبب را چنیں گفت روح الامین ۔ کہ بعد از من اعوان و انصار دین ۔ براں مملکتہا مسلط شوند ۔ بآئین من اہل آں بگروند ۔ بدیں مژدہ و شکر لطف خدا ۔ بہر بار تکبیر کردم ادا ۔ شنیدند آں مژدہ چوں مومناں ۔ کشیدند تکبیر شادی کناں ۔ اور نیز یہ حدیث روضہ کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۰۲ میں بایں الفاظ ہے عن ابی عبد الله عليه السلام قال لما حفر رسول الله صلى الله عليه واله الخندق مروا بكدية فتناول رسول الله صلى الله عليه واله المعول من يد امير المؤمنين عليه السلام او من يد سلمان فضرب بها ضربة فتفرقت بثلاث فرق فقال رسول الله صلى الله عليه واله لقد فتحت على ضربتى هذه كنوز كسرى وقيصر ۔ ترجمہ :- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے خندق کھدوائی تو ایک پتھر سخت نکل آیا حضرت امیر المومنین علیہ السلام یا سلمان کے ہاتھ سے کُدال لیکر ایک ضرب ماری جس سے پتھر کے تین ٹکڑے ہوگئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اس ضرب میں میرے اوپر کسریٰ اور قیصر کے خزانے فتح کردیئے گئے ۔

www.kitabghar.org

ومن مسند اُمّ حرام الانصاریۃ رضی اللہ عنہا

حدیثہا فی الوعد بغزوۃ البحر فکانت فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ آخرج البخاری عن خالد بن معدان ان عُمیر بن الاسود العنسی حدثہ انہ اتی عُبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ وھو نازلٌ فی ساحل حمص وھو بناء لہ ومعہ اُمّ حرام قال عُمیر فحدثتنا اُمّ حرام رضی اللہ عنہا انہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ اوّل جیشٍ من اُمتی یغزُوْنَ البحر قد اوجبُوا قالت اُمّ حرام قلت یارسول اللہ انا فیہم قال انتِ فیہم قالت ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوّل جیش من اُمتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم فقلتُ انا فیہم یارسول اللہ قال لا۔

ومن مسند سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی اثبات الصدیقیۃ لابی بکر والشہادۃ لہما اخرج ابو یعلیٰ عن عبد الرزاق عن معمر عن ابی حازم عن سہل بن سعد انَّ اُحُدًا رجف وعلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبتْ اُحُد فما علیک الا نبیٌّ او صدیقٌ او شہیدان۔

وحدیثہ فی منزلۃ ابی بکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم آخرج ابو یعلیٰ عن حماد بن زید

مسند اُمّ حرام انصاریہ رضی اللہ عنہا

۱۔ روایت

{ان کی حدیث غزوۂ بحر کے وعدے کے بیان میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا} (امام) بخاریؒ نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ عُمیر بن اسود عَنَسی نے اُن سے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عُبادہؓ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ ساحل حمص پر اپنے مکان میں رہتے تھے اور اُن کے ہمراہ اُمّ حرام تھیں عُمیر کہتے ہیں کہ ہم سے اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے میری اُمّت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا وہ جنّت کا مستحق ہوگیا۔ اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! کیا میں اُن میں ہونگی؟ آپؐ نے فرمایا تم اُن میں ہوگی۔ اُمّ حرامؓ کہتی ہیں پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو کہ قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا وہ سب بخشے گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! میں اُن میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں (تم ان میں نہ ہوگی)

مُسند سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی صدّیقیت اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے اثبات میں} ابو یعلےٰ نے عبدالرزاق سے اُنھوں نے معمر سے اُنھوں نے ابو حازم سے اُنھوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ کوہِ اُحد ہلنے لگا اور اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ تھے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُحد ٹھہر جا تیرے اُوپر صرف ایک نبی ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

{ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی منزلت کے بیان میں جو انکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حاصل تھی} ابو یعلےٰ نے حماد بن

www.kitabghar.org

عن ابی حازم عن سهل بن سعد قال كان قتالٌ بين بنی عمرو بن عوف فاتاهم النبی صلی الله عليه وسلم ليُصلِحَ بينهم وقد صلّى الظهر فقال لبلال ان حضرت صلوٰة العصر ولم آت فمُر ابا بكر فليصلّ بالناس فلما حضرت صلوٰة العصر اذن بلالٌ واقام وقال يا ابا بكر تقدّم فتقدم ابو بكر فجاء رسول الله صلی الله عليه وسلم فشق الصفوف فلما رأى رسول الله صلی الله عليه وسلم صفّحوا يعنی التصفيق قال وكان ابو بكر اذا دخل فی صلوٰة لم يلتفت فلما رأى التصفيق لا يمسك عنه التفت فرأى رسولَ الله صلی الله عليه وسلم خلفه فاومأ اليه النبی صلی الله عليه وسلم ان امضِ فلبث ابو بكر هنيئة يحمدُ الله على قول رسول الله صلی الله عليه وسلم امض ثم مشى ابو بكر القهقرى يعنی على عقبه فلما رأى ذلك النبی صلی الله عليه وسلم تقدم فصلى بالقوم صلوتهم فلما قضى صلوته قال يا ابا بكر ما منعك اذا اومأتُ اليك الّا تكونَ مضيتَ قال ابو بكر لم يكن لابن ابی قحافة ان يؤمَّ رسولَ الله صلی الله عليه وسلم ثم قال للناس اذا نابكم فی صلوتكم شیءٌ فليسبّحِ الرجال وليصفّقِ النساء

اُنھوں نے ابو حازم سے اُنھوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ قبیلۂ عمرو بن عوف کے درمیان کچھ لڑائی ہوئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن میں صلح کرانے کے لئے اُنکے پاس تشریف لے گئے اور آپؐ (مدینہ سے) ظہر پڑھ کر گئے تھے اور بلالؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر عصر کا وقت آجائے اور میں نہ آؤں تو ابو بکرؓ سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جب عصر کا وقت آیا بلال نے اذان دی اور اقامت کہی اور حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ اے ابو بکرؓ! آپ امامت کیجئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے امامت کی (ابھی نماز ہو رہی تھی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں کو چیر کر آگے بڑھے۔ جب لوگوں کی نظر آپؐ پر پڑی تو اُنھوں نے تالی بجانا شروع کی (تاکہ حضرت ابو بکرؓ کو آپؐ کا تشریف لانا معلوم ہو جائے) اور حضرت ابو بکرؓ جب نماز میں مصروف ہوتے تو کسی طرف التفات[1] نہ کرتے جب کہ اُنھوں نے دیکھا کہ تالی بجانا موقوف نہیں ہوتا تو وہ ملتفت ہوتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اشارے سے فرمایا کہ نماز پوری کرلو (اور اپنی جگہ سے نہ ہٹو) حضرت ابو بکرؓ کچھ دیر ٹھہرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے پر کہ نماز پوری کرو اللہ کی حمد کرتے رہے پھر حضرت ابو بکرؓ اُلٹے پیروں پیچھے ہٹ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر نماز پوری کرکے آپؐ نے فرمایا اے ابو بکرؓ! جب کہ میں نے اشارہ سے تم کو حکم دے دیا تھا کہ نماز پوری کرو تو پھر تم نے کیوں نہ نماز پوری کی۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ ابن ابی قحافہ کو مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امام بنے۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تمھیں نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو مرد (اپنی جماعت میں) سبحان اللہ کہیں اور عورتیں (اپنی جماعت میں) تالی بجائیں۔

[1] اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ اور لوگ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھتے جاتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ کو استغراقی کیفیت نماز میں سب سے زیادہ ہوتی تھی۔

۲۴
۱

www.kitabghar.org

ومن مسند نعمان بن بشیرؓ

حدیثہ فی القرون الثلثة آخرج احمد من حدیث عاصم بن بهدلة عن خیثمة و الشعبی عن النعمان بن بشیر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یأتی قوم تسبق ایمانهم شهادتهم وشهادتهم ایمانهم

مُسند نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

[ان کی حدیث قرونِ ثلثہ کے بیان میں] (امام) احمدؒ نے بروایت عاصم بن بہدلہ خیثمہ اور شعبی سے اُنھوں نے نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہتر لوگوں میں میرے زمانہ کے (لوگ) ہیں۔ پھر وہ لوگ ہیں جو اُن کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ اُن کی قسمیں اُن کی گواہی سے اور اُن کی گواہی اُن کی قسموں سے سبقت کرے گی۔

ومن مسند عویم بن ساعدة

حدیثه فی النهی عن سب الصحابة وبیان فضیلتهم آخرج الحاکم من حدیث عبد الرحمٰن بن سالم بن عبد الرحمٰن بن عویم بن ساعدة عن ابیه عن جده عن عویم بن ساعدة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله تبارك و تعالی اختارنی و اختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین ولا یقبل منه یوم القیمة صرف ولا عدل

مُسند عُوَیم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

[ان کی حدیث صحابہ کو بُرا کہنے کی ممانعت میں اور صحابہ کی فضیلت کے بیان میں] حاکم نے بروایت عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن عُوَیم بن ساعدہ اُنکے والد سے اُنھوں نے اُن کے دادا سے اُنھوں نے عُوَیم بن ساعدہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالٰے نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو منتخب فرمایا پھر اُن میں سے بعض کو (میرا) وزیر اور (بعض کو میرا) انصار اور (بعض کو میرا) سُسرالی رشتہ دار بنا دیا۔ لہٰذا جو میرے صحابہؓ کو بُرا کہے اُس پر خُدا کی اور اُس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اُس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا فرض (عبادت) قبول نہ ہوگی۔

ومن مسند شدّاد بن اوس

حدیثه فی فتوح الامصار آخرج احمد عن عبد الرزاق عن معمر عن ایوب عن ابی الاشعث عن ابی اسماء الرحبی عن شداد بن اوس ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله عزوجل زوی لی الارض حتی

مُسند شدّاد بن اَوس رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

[ان کی حدیث فتح ممالک کے متعلق] (امام) احمدؒ نے عبدالرزاق سے اُنھوں نے معمر سے اُنھوں نے ایوب سے اُنھوں نے ابوالاشعث سے اُنھوں نے ابو اسماء رحبی سے اُنھوں نے شدّاد بن اَوس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزّوجل نے میرے لئے ساری زمین لپیٹ[1] دی یہانتک کہ

[1] زمین کے لپیٹ دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کے حالات پر مجھے مطلع کر دیا یا میرے پیش نظر کر دی۔

www.kitabghar.org

رأيت مشارقها ومغاربها وان ملك امتي سيبلغ ما زوي لي منها واني أعطيت الكنزين الابيض والاحمر واني سألت ربي عز وجل الا يهلك امتي بسنة عامة وان لا يسلط عليهم عدوا من غيرهم فيهلكهم وان لا يلبسهم شيعا ولا يذيق بعضهم بأس بعض قال يا محمد اني اذا قضيت قضاء فانه لا يرد واني قد اعطيتك لامتك ان لا اهلكهم بسنة عامة و لا اسلط عليهم عدوا من غيرهم فيهلكوهم بعامة حتى يكون بعضهم يهلك بعضا يقتل بعضهم بعضا ويسبي بعضهم بعضا قال وقال النبي صلى الله عليه وسلم واني لا اخاف على امتي الا الائمة المضلين فاذا وضع السيف في امتي لم يرفع عنهم الى يوم القيمة۔

میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور (اس کی تعبیر میں یہ سمجھتا ہوں کہ) میری امت کی حکومت اس مقام تک پہنچے گی جہاں تک زمین میرے لئے لپیٹی گئی اور مجھے دو خزانے سفید[1] اور سرخ عطا کئے گئے اور میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے دعاء کی کہ میری امت کو عام قحط میں (مبتلا کرکے) نہ ہلاک کرے اور یہ (بھی دعاء کی) کہ کسی غیر قوم کے دشمن کو اُن پر مسلّط نہ فرمائے تاکہ وہ ان کو ہلاک کرے اور یہ (بھی دُعاء کی) کہ اُن میں اختلاف پیدا نہ کر اور وہ باہم جنگ و خونریزی نہ کریں اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میں جب کوئی حکم کرتا ہوں تو وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ اور میں نے تمھاری اُمّت کے لئے یہ بات تو (تمھاری دُعاء کی برکت سے) عطا کی ہے کہ اُنھیں عام قحط میں (مبتلا کرکے) ہلاک نہ کروں گا اور نہ غیر قوم کے دشمن کو اُن پر مسلّط کرونگا کہ وہ ان کو بالکل ہلاک کردے مگر تمھاری اُمّت کے لوگ آپس میں خونریزی کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کرلیں گے۔ (راوی کا بیان ہے) اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت کے حق میں (اُن کے) گمراہ کرنے والے سرداروں کے سوا اور کچھ خوف نہیں پھر جب میری امّت میں تلوار رکھ دی جائے گی (یعنے اُن میں باہم شمشیربازی شروع ہوجائے گی) تو پھر قیامت تک اُن سے نہ اُٹھائی جائے گی۔

ومن مسند حسان بن ثابت رضی

شعره في الثناء على ابي بكر رضي الله عنه اخرج الحاكم من حديث غالب بن عبد الله عن ابيه عن جده حبيب بن حبيب قال شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحسان بن ثابت قلت في ابي بكر شيئا قل حتى اسمع قال

مُسند حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ
۳۔ روایت

{حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ان کے اشعار} حاکم نے بروایت غالب بن عبداللہ اُن کے والد سے اُنھوں نے ان کے دادا حبیب بن حبیب سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا (جب کہ) آپ نے حسّان بن ثابت سے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نے ابوبکر رض کی تعریف میں کچھ (اشعار) کہے ہیں وہ مجھے بھی سُناؤ۔ حضرت حسّان رض نے جواب دیا

[1] سفید خزانہ سے چاندی اور سرخ سے سونا مراد ہے۔

www.kitabghar.org

قلتُ ؎

وثانی اثنین فی الغارِ المُنیف وقد
طاف العدُوّ بہ اذ صَعَدَا الجَبَلا
وکان حِبّ رسول اللہ قد عَلِموا
من الخلائق لم یَعْدِل بہ بَدَلا

فتبسّم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وَ اخرج الحاکم من حدیث مجالد بن سعید قال سُئل الشعبی من اوّل من اسلم فقال اما سمعت قول حسّان ؎

اذا تذکرت شجواً من اخی ثقۃ
فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا
خیر البریۃ اَتقاھا واعدلھا
بعدَ النبی واوفاھا بما حَمَلا
الثانی التالی المحمودُ مشھدُہ
واوّلُ الناس منھم صَدَّق الرُّسُلا

وَ اخرج ابو عمر من حدیث ابی بکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا شیخ لنا قال حدثنا مجالد عن الشعبی قال سألتُ ابن عباس رض او سُئل ای الناس کان اوّل اِسلاماً قال اما سمعت قول حسّان بن ثابت ؎

اذا تذکرت شجواً من اخی ثقۃ
فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا

(ہاں) میں نے (کچھ اشعار) کہے ہیں (وہ یہ ہیں) :-

حضرت صدیق غار شریف میں رسول اللہ کے (ساتھ) ثانی اثنین تھے۔ جب (حضرت صدیقؓ) اور (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں مخفی ہوئے) تو دشمنوں نے غار کو گھیر لیا۔ وہ (یعنے حضرت صدیق) رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے محبوب ہیں (اس بات کو) سب جانتے ہیں اور حضرتؐ نے کسی مخلوق کو ان کے برابر نہیں سمجھا۔

(یہ اشعار سُنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرمایا۔

اور حاکم نے بروایت مجالد بن سعید نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کسی نے شعبی سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا، اُنھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسّانؓ کا قول نہیں سُنا (وہ کہتے ہیں) :-

(اے مخاطب) تو کسی ثقہ (یعنے معتبر شخص) کا غم یاد کرے تو اپنے بھائی ابوبکرؓ کو اُن کے کام کے سبب سے یاد کر لیا کر وہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بہتر اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور (بارِ خلافت کے) اُٹھانے میں سب سے کامل تھے (مصداق) ثانی (اثنین) (شریعت کے) تبع تھے ان کی کارگزاری عمدہ ہے اور لوگوں میں سب سے اوّل (خدا کے) رسولوں کی اُنھوں نے تصدیق کی تھی۔

اور ابو عمر نے بروایت ابوبکرؓ بن ابی شیبہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے ہمارے ایک شیخ (اُستاد) نے بیان کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے مجالد شعبی سے روایت کر کے بیان کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا یا کسی اور شخص نے اُن سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے اوّل کون اسلام لایا، تو اُنھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسّان بن ثابت کا قول نہیں سُنا (وہ کہتے ہیں) :-

جب تم کسی ثقہ (یعنے معتبر شخص) کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکرؓ کو اُن کے کام کے سبب سے یاد کر لیا کرو (کیونکہ)

www.kitabghar.org

خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا
بعد النبی واوفاھا بما حملا
الثانی التالی المحمود مشھدہ
واوّل الناس منھم صدق الرسلا

وہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد بہترین خلق سب سے زیادہ پرہیزگار سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور بار (خلافت) کے اُٹھانے میں سب سے کامل تھے (وہ مصداق) ثانی (اثنین) (شریعت کے) متبع تھے ان کی کارگزاری عمدہ تھی اور لوگوں میں سب سے پہلے (خدا کے) رسولوں کی تصدیق اُنھوں نے کی تھی۔

قال ابو عمر وروی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لحسان ھل قلت فی ابی بکر شیئاً قال نعم و انشدہ ھذہ الابیات وفیھا بیت رابع وھو ؎

آبو عمر کہتے ہیں۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسانؓ سے فرمایا کیا تم نے ابوبکرؓ کی تعریف میں کچھ (اشعار) کہے ہیں؟ اُنھوں نے عرض کیا ہاں۔ اور یہ اشعار (مرقومہ بالا) پڑھے اور اُن میں (ایک) چوتھا شعر (بھی) تھا وہ یہ ہے:۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا

اور غار شریف میں حضرت صدیقؓ ثانی اثنین تھے اور جب دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں جا کر چھپے) تو غار کو دشمنوں نے گھیر لیا۔

فسر النبی صلے اللہ علیہ وسلم بذلک وقال احسنت یا حسان وقد روی فیھا بیت خامس۔ ؎

(یہ اشعار سُنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اے حسانؓ! تم نے اچھے شعر کہے ہیں۔ اور اس روایت میں پانچواں شعر بھی منقول ہے (وہ شعر یہ ہے):۔

وکان حب رسول اللہ قد علموا
خیر البریۃ لم یعدل بہ رجلا

اور (حضرت صدیقؓ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور اسے سب جانتے ہیں کہ وہ بہترین خلق تھے حضرتؐ نے ان کی برابر کسی کو نہیں کیا۔

ومن مسند ابی الھیثم بن التیھانؓ

مسند ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

قال ابو عمر وممّا قیل فی ابی بکر قول الھیثم بن التیھان فیما ذکرہ ؎

{ابو عمرؓ کہتے ہیں کہ منجملہ (اشعار) منقبت حضرت ابوبکرؓ کے ابو الہیثم بن تیہان کا یہ قول ہے}:۔

وانی لارجوا ان یقوم بامرنا
ویحفظہ الصدیق والمؤمن الرضی
اولاک خیار الحق فھر ابن مالک
وانصار ھذا الدین من کل معتدی

اور میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صدیقؓ اور ایک شخص قبیلۂ عدی سے (یعنے حضرت عمرؓ) ہماری (حکومت کے) کام پر قائم ہوں اور اُس کی حفاظت کریں۔ یہ لوگ خاندان فہر بن مالک میں اشراف (اور معزز) ہیں اور ہر سرکش (حد سے بڑھنے والے (کے ہاتھ) سے اس دین کے مددگار ہیں۔

ومن مسند کعب بن عجرۃؓ

مسند کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ
(۱۔ روایت)

حدیثہ فی ان عثمان علے الحق

{ان کی حدیث اس بارے میں کہ حضرت عثمانؓ حق پر تھے}

www.kitabghar.org

أخرج احمد من حديث مطر الوراق عن ابن سيرين عن كعب بن عجرة قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها وعظمها قال ثم مر رجل مقنع في ملحفة فقال هذا يومئذ على الحق فانطلقت مسرعا او محضرا فاخذت بضبعيه فقلت هذا يا رسول الله قال هذا فاذا هو عثمان بن عفان۔

(امام) احمدؒ نے بروایت مطر وراق ابن سیرین سے انھوں نے کعب بن عجرہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا (واقع) ہونا قریب بیان فرمایا اور اُس کا بڑا ہونا ظاہر کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک شخص چادر سے سر چھپائے (اُدھر سے) نکلے تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اُس دن حق پر ہوگا۔ (کعب بن عجرہ کہتے ہیں) پھر میں جلدی سے یا دوڑ کر چلا اور اُس جانے والے کے بازو پکڑ کر (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلا کر) عرض کیا اے رسول اللہ! کیا (وہی شخص) ہیں؟ فرمایا (یہی) ہیں پھر (ہم نے دیکھا تو) وہ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔

مسانيد سائر الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين

مسانید دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

اولها

مسند جابر بن سمرة

مسند جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
۳۰ روایت

أخرج البخاري وغيره عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الدين قائما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش۔

(امام) بخاریؒ وغیرہ نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ یہ دین (اسلام) قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ[1] خلیفہ ہوں گے وہ سب قریش سے ہوں گے۔

وأخرج احمد عن عامر بن سعد بن ابي وقاص قال كتبت الى جابر بن سمرة مع غلامي اخبرني بشيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فكتب الي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة عشية رجم الاسلمي

اور (امام) احمدؒ نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے غلام کے ہاتھ جابر بن سمرہ کے پاس ایک خط لکھ کر روانہ کیا اُس میں میں نے لکھا تھا کہ کوئی حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو مجھ سے بیان کیجئے اُنھوں نے مجھے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کے دن یعنے جس دن (ماعز) اسلمی (زنا کی حدمیں) سنگسار کئے گئے اسکے دوسرے وقت سُنا کہ

[1] ان بارہ خلفاء کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے جس نے تعیین کی ہے اپنی رائے سے کی ہے کوئی نص شرعی اس بارے میں نہیں ہے بعض لوگوں نے اس حدیث سے منقبت ان خلفاء کی مستنبط نہیں کی اور سب کو علے الاتصال لینا چاہا اُنھوں نے یزید کا نام بھی ان خلفاء میں شمار کیا ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو ان خلفاء کی مدح پر محمول کیا ہے اُنھوں نے علے الاتصال نہیں لیا بہر کیف یہ حدیث شیعوں کے دوازدہ امامؑ پر منطبق نہیں ہو سکتی کیونکہ سوا حضرت علیؓ کے ان میں سے کسی کو خلافت یعنے ریاست عامہ نہیں ملی نہ ان کے زمانے میں دین کو قوت و شوکت حاصل ہوئی اھ رہا یہ کہ شارعؑ نے ان خلفاء کی تعیین کیوں نہ فرمائی اس کی بہت سی حکمتیں ہو سکتی ہیں بہت سے مواقع میں شارعؑ نے یہی طریقہ رکھا ہے مثلاً شب قدر کی تعیین میں ساعت یوم جمعہ کی تعیین میں وغیرہ وغیرہ۔

www.kitabghar.org

يقول لا يزال الدين قائما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش قال وسمعته يقول عُصبة المسلمين يفتحون البيت الابيض بيت كسرى او آل كسرى واخرج البخاري من حديث عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة يرفعه قال اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده والذي نفس محمد بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله۔

ومن مُسند عدي بن حاتم رض

حديثه في فتح الامصار اخرج البخاري من حديث محل بن خليفة عن عدي بن حاتم قال بينا انا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اتاه رجل فشكى اليه الفاقة ثم اتاه فشكى اليه قطع السبيل فقال يا عدي هل رأيت الحيرة قلت لم ارها وقد اُنبئتُ عنها قال فان طالت بك حيوة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف احدا الا الله قلت فيما بيني وبين نفسي فاين دُعّار طي الذين قد سعّروا البلاد ولئن طالت بك حيوة لتفتحن كنوز كسرى قلت كسرى بن هرمز قال كسرى بن هرمز

آپ نے فرمایا (یہ) دین (اسلام) ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ اور میں نے آپ سے یہ بھی سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے. مسلمانوں کی ایک جماعت بیت ابیض یعنی بیت کسریٰ یا بیت آل کسریٰ (ملک فارس) کو فتح کرے گی۔ اور امام بخاری نے بروایت عبدالملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہؓ سے نقل کیا ہے۔ جابر اس کو (حدیث) مرفوع کرکے بیان کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب کسریٰ (شاہِ فارس) ہلاک ہو جائے گا اُس کے بعد (پھر) کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر (شاہِ روم) ہلاک ہوگا تو اسکے بعد (پھر) قیصر نہ ہوگا. قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے تم خدا کی راہ میں دونوں کے خزانوں کو خرچ کروگے

مسند عدیؓ بن حاتم رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث فتح ممالک کے متعلق ہے)

۱۔ روایت

(امام) بخاریؒ نے بروایت محل بن خلیفہ کے عدی بن حاتمؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا اتنے میں ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور اُس نے آپؐ سے فاقہ (کشی اور محتاجی) کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اُس نے رہزنی کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا اے عدی! کیا تم نے مقامِ حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اُسے نہیں دیکھا مگر مجھے اُس کے متعلق لوگوں سے خبر ملی ہے (اور جانتا ہوں کہ حیرہ کوئی مقام ہے) آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھ لوگے کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چل کر (مکہ میں آکر) کعبہ کا طواف کرے گی۔ اور خدا کے سوا (راستہ میں) وہ کسی سے نہ ڈرے گی میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت (قبیلہ) طَے کے رہزن جنہوں نے (اپنے ظلم و فساد کی) آگ شہروں میں لگا رکھی ہے کہاں ہوں گے (نیز) آپؐ نے فرمایا اے عدی! اگر تم زندہ رہے تو تم لوگ ضرور کسریٰ کے خزانوں کو فتح کروگے۔ میں نے عرض کیا کیا کسریٰ بن ہرمز؟ آپؐ نے فرمایا (ہاں) کسریٰ بن ہرمز۔

www.kitabghar.org

ولئن طالت بك حيوة لترين الرجل
يخرج ملأ كفه من ذهب او
فضة يطلب من يقبله منه
فلا يجد احدا يقبله منه وليلقين
الله احدكم يوم يلقاه وليس
بينه وبينه ترجمان يترجم
فليقولن له الم ابعث اليك
رسولا فيبلغك فيقول بلى
فيقول الم اعطك مالا وولدا
وافضل عليك فيقول بلى
فينظر عن يمينه فلا يرى الا
جهنم وينظر عن يساره فلا يرى
الا جهنم قال عدي سمعت النبي
صلى الله عليه وسلم يقول اتقوا
النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد
شق تمرة فبكلمة طيبة قال
عدي فرأيت الظعينة ترتحل
من الحيرة حتى تطوف بالكعبة
لا تخاف الا الله تعالى وكنت
فيمن افتتح كنوز كسرى بن
هرمز ولئن طالت بكم حيوة
لترون ما قال النبي ابو القاسم
صلى الله عليه وسلم يخرج
ملأ كفه۔

(نیز آپ نے فرمایا) اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھ لوگے کہ انسان سونے یا چاندی سے ہتھیلی بھر کر (صدقہ دینے کیلئے) باہر نکلے گا اور خواہش کرے گا کہ کوئی اُسے قبول کرے مگر کسی کو (ایسا محتاج) نہ پائے گا کہ وہ اُس سے (اُس سونے چاندی کو) لے۔ اور انسان ایک دن اپنے خدا سے اس حال میں ضرور ملے گا کہ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے کہے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا؟ وہ جواب دے گا بیشک (خداوندا تو نے رسول بھیجا) پھر اللہ فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال اولاد (دنیا) میں نہیں دیا؟ اور کیا میں نے تجھ پر اپنا فضل (و کرم) نہیں کیا؟ وہ عرض کرے گا بیشک (خداوندا! تو نے سب کچھ دیا) پھر وہ شخص اپنے داہنی جانب نظر کرے گا تو اُسے دوزخ ہی نظر آئے گی اور اپنے بائیں جانب نظر کرے گا (پھر بھی) دوزخ ہی نظر آئے گی۔ عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے (صدقہ دے کر) آگ سے بچو اگرچہ ایک ٹکڑا کھجور کا ہی پس جسے (صدقہ دینے کے لئے) ایک ٹکڑا کھجور بھی نہ ملے تو وہ اچھی بات کہکر (سائل کو خوش کردے)۔ عدی کہتے ہیں۔ پھر میں نے (وہ زمانہ پایا اور بچشم خود) دیکھ لیا کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چلتی ہے اور (خانہ) کعبہ کا طواف کرتی ہے (اور اپنے گھر واپس جاتی ہے) اور (اس سفر میں) وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی ہے اور میں (بھی) اُن لوگوں میں تھا کہ جنھوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے اگر تم لوگ (کچھ دنوں اور) زندہ رہے تو جو نبی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان ہاتھ بھر کر سونا چاندی لئے لئے پھرے گا (اور کسی قبول کرنے والے کو نہ پائے گا) اسے بھی دیکھ لوگے۔

ومن مسند كرز بن علقمة الخزاعي رض

مسند کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حديثه في الفتوح اخرج الحاكم من
طريق سفيان ومعمر عن الزهري عن عروة

اُن کی حدیث فتوحات (ملکی) کے متعلق حاکم بروایت سفیان اور معمر کے زہری سے انھوں نے عروہ سے نقل کیا ہے

www.kitabghar.org

قال سمعت كرز بن علقمة يقول سأل رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هل للاسلام من منتهى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم ايما اهل بيت من العرب و العجم اراد الله بهم خيرا ادخل عليهم الاسلام ثم يقع الفتن كانها الظلل هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه قال الحاكم سمعت علي بن عمر الحافظ يقول مما يلزمهم مسلماً والبخاري اخراج حديث كرز بن علقمة هل للاسلام من منتهى

وہ کہتے تھے کہ میں نے کرز بن علقمہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے رسول اللہ کیا اسلام (کی ترقی) کی کوئی انتہا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ عرب ہوں خواہ عجم جن گھر والوں کے لئے خداوند تعالےٰ بھلائی چاہے گا تو اُن پر اسلام داخل ہوگا۔ اس کے بعد فتنے (آسمان سے) بارش کی طرح برسیں گے۔ یہ حدیث موافق شرط شیخینؓ کے صحیح ہے مگر انھوں نے اس کو روایت نہیں کیا۔ حاکم کہتے ہیں میں نے حافظ علی بن عمر سے سُنا وہ کہتے تھے منجملہ ان امور کے جو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ پر لازم تھے۔ کرز بن علقمہ کی اس حدیث {یعنے اسلام (کی ترقی) کے لئے کوئی انتہا ہے} کا روایت[1] کرنا بھی ہے۔

ومن مسند عبد الله بن حوالة رض

مُسند عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

حديث في خلافة عثمان رضي الله عنه اخرج الحاكم عن عبد الله بن شقيق عن عبد الله بن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم تهجمون على رجل معتجر ببردة يبايع الناس من اهل الجنة فهجمت على عثمان رضي الله عنه وهو معتجر ببردة حبرة يبايع الناس وحديثه في التحذير من الخروج عليه۔

{اُن کی حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق} حاکم نے عبداللہ بن شقیق سے انھوں نے عبداللہ بن حوالہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ایک روز (بیعت کرنے کے لئے) اس شخص پر ہجوم کروگے جو چادر کا عمامہ باندھے ہوگا اور لوگوں سے بیعت لے رہا ہوگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) ہم لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گرد ہجوم کئے ہوئے تھے اور وہ اُس وقت حبرہ کی چادر اپنے سر سے لپیٹے ہوئے تھے اور لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ {اُن کی حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی ممانعت میں}۔

اخرج الحاكم من حديث الليث عن يزيد بن ابي حبيب عن ربيعة بن لقيط التجيبي عن عبد الله بن حوالة الاسدي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من نجا من ثلث فقد نجا قالوا ماذا يا رسول الله

حاکم نے بروایت لیث یزید بن ابی حبیب سے انھوں نے ربیعہ بن لقیط تجیبی سے انھوں نے عبداللہ بن حوالہ اسدی سے نقل کیا ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے تین چیزوں سے نجات[2] پائی اُس نے نجات پائی۔ لوگوں نے عرض کیا اے رسول اللہ

[1] یعنے ان پر لازم تھا کہ اس حدیث کو بھی اپنی کتاب میں لکھتے کیونکہ یہ حدیث ان کے شرائط کے موافق ہے۔ [2] ان چیزوں سے نجات پانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ان تینوں حوادث کے وقوع سے پہلے مرجائے دوسرے یہ کہ ان تینوں حوادث کے واقع ہونے کے وقت راہ راست پر قائم رہے۔

www.kitabghar.org

قال موتی وقتل خلیفۃ مصطبر بالحق یعطیہ ومن الدجال۔

ومن مسند هاشم بن عتبة بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی الفتوح اخرج الحاکم من حدیث عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرۃ عن ہاشم بن عتبۃ بن ابی وقاص قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یظہر المسلمون علی جزیرۃ العرب ویظہر المسلمون علی فارس ویظہر المسلمون علی الروم ویظہر المسلمون علی الاعور الدجال۔

ومن مسند نافع بن عتبة بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی الفتوح اخرج الحاکم من حدیث موسی بن عبد الملک بن عمیر عن ابیہ عن جابر بن سمرۃ عن نافع بن عتبۃ قال قدم ناس من العرب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلمون علیہ وعلیہم الصوف فقمت فقلت لاحولن بین ہؤلاء وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قلت فی نفسی ہو نجی القوم ثم ابت نفسی الا ان اقوم الیہ قال فسمعتہ یقول تغزون جزیرۃ العرب فیفتحہا اللہ ثم تغزون فارس فیفتحہا اللہ ثم تغزون الروم فیفتحہا اللہ

ومن مسند عبد اللہ بن ہشام بن زہرۃ القرشی رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی فضل عمر اخرج البخاری من حدیث ابن وہب قال

وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا میری موت اور اس خلیفہ کا قتل جو حق پر صبر کرنے والا ہوگا اور حق پر عمل کرتا ہوگا اور دجال

مسند ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۱۔ روایت

{اُن کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق} حاکم نے بروایت موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر بن جابر بن سمرہ سے انھوں نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے مسلمان جزیرۂ عرب پر غالب ہونگے اور مسلمان فارس پر غالب ہوں گے اور مسلمان رُوم پر غالب ہوں گے اور مسلمان کانے دجال پر غالب ہوں گے۔

مسند نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۱۔ روایت

{اُنکی حدیث فتوحات کے متعلق} حاکم نے بروایت موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر اُن کے والد سے اُنھوں نے جابر بن سمرہ سے اُنھوں نے نافع بن عُتبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ لوگ قوم عرب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اُنھوں نے آپؐ کو سلام کیا وہ لوگ اُونی لباس پہنے تھے میں اُٹھا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں انکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں بیٹھوں گا (تاکہ باتیں اچھی طرح سُن سکوں) پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو لوگ سرگوشی کیا کرتے ہیں (مجھے علیحدہ رہنا چاہیئے شاید یہ لوگ بھی کوئی مخفی بات کہیں) پھر میرے دل نے انکار کیا اور میں آپؐ کے پاس کھڑا ہی ہوگیا۔ میں نے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے تم لوگ جزیرۂ عرب میں جہاد کروگے اور اُسے اللہ تعالیٰ (تمھارے ہاتھوں پر) فتح کردے گا۔ پھر تم فارس پر جہاد کروگے اور اللہ اس کو فتح کردیگا پھر تم رُوم پر جہاد کروگے اُسے (بھی اللہ تعالیٰ فتح کردیگا۔

مسند عبداللہ بن ہشام بن زہرہ قرشی رضی اللہ عنہ (۲۔ روایت)

{ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں} (امام) بخاریؒ نے بروایت ابن وہب نقل کیا ہے وہ کہتے تھے

www.kitabghar.org

اخبرنی حیوة قال حدثنی ابو عقیل زھرة بن معبد انه سمع عبد الله بن هشام قال کنا مع النبی صلی الله علیه وسلم وهو اخذ بید عمر بن الخطاب وهذا حدیث لم یطوله البخاری۔

واخرج الحاکم من حدیث رشید بن سعد وابن لهیعة عن زهرة بن معبد عن جده عبد الله بن هشام قال کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو اخذ بید عمر بن الخطاب فقال عمر والله یا رسول الله انك لاحب الیّ من کل شیء الا نفسی التی بین جنبی فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تکون مؤمنا حتی اکون احب الیك من نفسك فقال عمر والذی انزل علیك الکتاب لانت احب الیّ من نفسی التی بین جنبی فقال النبی صلی الله علیه وسلم الان یا عمر

مجھے حیوۃ نے خبر دی وہ کہتے تھے۔ مجھ سے ابو عقیل یعنی زہرہ بن معبد نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن ہشام سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ اس وقت حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوتے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اس سے زیادہ روایت نہیں کیا۔

اور[۱] حاکم نے بروایت رشید بن سعد اور ابن لہیعہ کے زہرہ بن معبد سے اُنھوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ اس وقت حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے میری جان کے سوا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے باقی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں (یہ سُنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عمرؓ!) تم ہرگز مومن (کامل) نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ میں تمہارے نزدیک تمھاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قسم اُس کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی آپ بیشک میری جان سے زیادہ جو کہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے مجھے محبوب ہیں۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ! اب (تم مومن کامل ہوئے)۔

ومن مسند عمران بن حصین الخزاعی[۲]

مسند عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حدیثه فی القرون الثلثة من طرق کثیرة منها ما اخرج الحاکم من حدیث الاعمش عن هلال بن یساف قال انطلقت الی البصرة فدخلت المسجد فاذا شیخ مستند الی اسطوانة یحدث یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر الناس قرنی

{اُن کی حدیث بروایات متعددہ قرونِ ثلثہ کے ذکر میں ازانجملہ وہ روایت جسے} حاکم نے بروایت اعمش ہلال بن یساف سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں بصرہ میں گیا تو ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں ایک شیخ ستون سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور حدیث بیان کر رہے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں

۱؎ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام کی باطنی حالتیں کس قدر سرعت کے ساتھ ترقی کرتی تھیں اور اُن کی قوتِ یقین میں آناً فاناً کیسا اضافہ ہوتا تھا۔

www.kitabghar.org

ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يأتي اقوام يعطون الشهادة قبل ان يسألوها

ومن مسند عبد الرحمن بن ابى بكرؓ

حديثه فى الدليل على خلافة ابى بكر اخرج الحاكم من حديث ابن ابى مليكة عن عبد الرحمن بن ابى بكر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ائتونى بدواة و كتف اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده ابدا ثم ولانا قفاه ثم اقبل علينا فقال يأبى الله والمؤمنون الا ابا بكر

ومن مسند عثمان بن ارقم بن ابى الارقم المخزومىؓ

حديثه فى سوابق عمر رضى الله عنه اخرج الحاكم عن عثمان بن الارقم انه كان يقول انا ابن سبع الاسلام اسلم ابى سابع سبعة وكانت داره على الصفا وهى الدار التى كان النبى صلى الله عليه وسلم يكون فيها فى الاسلام وفيها دعا الناس الى الاسلام فاسلم فيها قوم كثير وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الاثنين فيها اللهم اعز الاسلام باحب الرجلين اليك عمر بن الخطاب او عمرو بن هشام فجاء عمر بن الخطاب من الغد بكرة

پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ گواہ بنائے جانے سے پہلے گواہی دیں گے۔

مُسند عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{اُن کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی دلیل میں} حاکم نے بروایت ابن ابی مُلیکہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) فرمایا میرے پاس (تم) دوات اور شانہ کی ہڈی لاؤ کہ میں تمھیں ایسی تحریر لکھا دوں کہ پھر تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اس کے بعد آپ نے ہماری طرف پیٹھ پھیر لی پھر ہماری طرف مُنہ کر کے فرمایا نہ مانیں گے اللہ اور مسلمان کسی کو سوا ابوبکرؓ کے۔

مسند عثمان بن ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{اُن کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوابقِ اسلامیہ کے متعلق} حاکم نے عثمان بن ارقم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں اسلام کے ساتویں شخص کا بیٹا ہوں میرے والد اسلام لانے والوں میں ساتویں شخص تھے اور اُن کا مکان (کوہ) صفا پر تھا یہ وہی مکان ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام میں (مخفی ہو کر چند روز) رہتے تھے۔ اور اسی مکان میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور اسی مکان میں بہت سے لوگ اسلام لائے اور اسی مکان میں شب دوشنبہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے اللہ عمر بن خطابؓ یا عمرو بن ہشام (یعنے ابوجہل) ان دونوں شخصوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس (کے اسلام لانے) سے اسلام کو عزت دے (چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے) عمر بن خطابؓ دوسرے ہی دن علے الصّباح (خدمت نبوی میں) آئے اور

[1] یہ واقعہ ابتدائے نبوت کا ہے اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان کے ساتھ تبلیغ کا حکم نہ تھا مسلمان مخفی طور پر نماز پڑھا کرتے تھے ایکمرتبہ کچھ کافروں نے حضرت سعدؓ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان سے مزاحمت کی آپس میں لڑائی کی نوبت آگئی اسوقت حضرت مع اپنے اصحاب کے ان کے گھر میں مخفی ہو گئے اور جب تک مسلمانوں کی تعداد چالیس نہوئی انہی کے گھر میں رہے چالیس کا عدد حضرت فاروقؓ سے پورا ہوا۔

www.kitabghar.org

فاسلم في دار الارقم وخرجوا منها وكبّروا وطافوا بالبيت ظاهرين ودُعِيَت دار الارقم دار الاسلام

دارارقم (یعنے میرے گھر) میں اسلام لائے (اور حضرت عمرؓ کے اسلام لاتے ہی) سب مسلمان دارِارقم سے نکلے اور (ان کی تعداد بھی (اس وقت) زیادہ ہوچکی تھی اور علانیہ سب نے کعبہ کا طواف کیا اور دارِارقم (یعنے میرا گھر) دارالاسلام کے نام سے مشہور ہوا۔

ومن مُسند الاسود بن سُرَيعؓ

مُسند اسود بن سریع رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حديثه في فضل عمر رضي الله عنه

اخرج الحاكم من حديث ابراهيم بن سعد عن الزهري عن عبد الرحمن بن ابي بكرة عن الاسود بن سُريع التميمي قال قدمتُ على نبي الله صلى الله عليه وسلم فقلتُ يا نبيّ الله قد قلت شعرًا اثنيت فيه على الله تبارك وتعالى ومدحتك فقال اما ما اثنيت على الله تعالى فهاته وما مدحتني به فدَعْه فجعلتُ انشد فدخل رجل طُوال اَقْنىٰ فقال اَمسِك فلما خرج قال هاتِ فقلتُ من هذا يا نبي الله الذي اذا دخل قلتَ امسِكْ و اذا خرج قلت هات قال هٰذا عمر بن الخطاب وليس من الباطل في شيء

{اُن کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں} حاکم نے بروایتِ ابراہیم بن سعد زُہری سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے اُنھوں نے اسود بن سُریع تمیمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نے کچھ اشعار کہے ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا اور آپؐ کی تعریف بیان کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جن اشعار میں تم نے اللہ کی ثنا بیان کی ہے وہ سُناؤ اور جن میں میری تعریف کی ہے اُنھیں جانے دو۔ میں (آپؐ کی اجازت پاکر) شعر پڑھنے لگا اتنے میں ایک شخص دراز قد بلند بینی آئے آپؐ نے اُن کو آتا ہوا دیکھ کر مجھ سے فرمایا ٹھیرو۔ پھر جب وہ چلے گئے تو آپؐ نے فرمایا پڑھو۔ میں نے عرض کیا اے نبی اللہ! یہ کون تھے کہ جن کے آنے سے آپ نے مجھے شعر پڑھنے سے روک دیا اور جب وہ چلے گئے تو آپؐ نے مجھے پھر اجازت دی۔ آپؐ نے فرمایا یہ عمر بن خطابؓ تھے یہ کسی بیکار[۱] کام میں متوجہ نہیں ہوتے۔

ومن مُسند ابي جُحَيفة السُّوائيؓ

مسند ابو جُحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

حديثه في خلافة قريش اخرج الحاكم عن عون بن ابي جُحيفة عن ابيه قال كنتُ مع عمّي عند النبيّ صلى الله عليه وسلم فقال لا يزال امر امّتي صالحًا

{اُن کی حدیث قریش کی خلافت میں} حاکم نے عون بن ابی جُحیفہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اپنے چچا کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا آپ نے فرمایا میری امت کا کام برابر درست رہیگا

۱؎ اس سے حضرت فاروقؓ کی کوئی فوقیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر معاذاللہ ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ ایک کام ایک شخص کے لئے بیکار ہو تو سب کے لئے بیکار ہونا ضروری نہیں۔

www.kitabghar.org

حتی یمضی اثنا عشر خلیفۃً ثم قال کلمۃً وخفض بہا صوتہ فقلت لعمی وکان امامی ما قال یا عم قال یا بنی کلہم من قریش۔

یہاں تک کہ ان میں بارہ خلیفہ ہوں گے پھر آپ نے کچھ آہستہ سے فرمایا جسے میں نہ سمجھا تو میں نے اپنے چچا سے جو میرے آگے تھے پوچھا کہ اے چچا! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا اے بیٹے! آپ نے یہ فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

وحدیثہ فی فضل الشیخین اخرج ابن ماجۃ من حدیث مالک بن مغول عن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر وعمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین۔

{ان کی حدیث فضیلتِ شیخین میں} ابن ماجہ نے بروایت مالک بن مغول عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علاوہ انبیاء ومرسلین کے سب اگلے اور پچھلے لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ پیرانِ اہل جنت کے سردار ہوں گے۔

ومن مسند عبد اللہ بن زمعۃ بن الاسود رضی اللہ عنہ

مسند عبد اللہ بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ {ان کی ۳۔ روایت حدیث}

حدیثہ فی امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اخرج ابو داؤد والحاکم من حدیث ابن اسحق عن الزہری عن عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن عن ابیہ عن عبد اللہ بن زمعۃ بن الاسود قال لما استعز برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا عندہ فی نفر من المسلمین دعاہ بلال الی الصلوۃ فقال مروا من یصلی الناس فخرج عبد اللہ بن زمعۃ فاذا عمر فی الناس وکان ابو بکر غائبا فقلت یا عمر قم فصل بالناس فتقدم فکبر فلما سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صوتہ وکان عمر رجلاً مجہراً قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاین ابو بکر یأبی اللہ ذلک والمسلمون یأبی اللہ ذلک

{ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق} ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن اسحٰق زہری سے انھوں نے عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ بن زمعہ بن اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں اس وقت آپ کے پاس چند مسلمانوں کے ساتھ (بیٹھا ہوا) تھا آپ کو حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ کسی شخص سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھادے (راوی کا بیان ہے کہ) پس عبد اللہ بن زمعہ باہر نکل آئے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ موجود ہیں اور حضرت ابوبکرؓ نہیں ہیں (عبد اللہ بن زمعہ کہتے ہیں) میں نے کہا اے عمرؓ! اُٹھیئے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے۔ چنانچہ وہ آگے کھڑے ہوگئے اور انھوں نے تکبیر (تحریمہ) کہی جیسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سُنی اور وہ ایک بلند آواز آدمی تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہیں اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے اور مسلمان (بھی اس کو نامنظور کرتے ہیں) اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے

www.kitabghar.org

والمسلمون فبعث الى ابی بکر فجاء بعد ان صلی عمر تلك الصلوٰة فصلى بالناس.

زاد الحاكم قال عبد الله بن زمعة فقال عمر ويحك ماذا صنعت بي يا ابن زمعة والله ما ظننت حين امرتني الا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بذالك ولولا ذالك ما صليت بالناس قلت والله ما امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن حين لم ار ابا بكر رأيتك احق من حضر بالصلوٰة بالناس.

وفی روایة لابی داؤد من طریق ابن شهاب عن عبید الله بن عبد الله عن عبد الله بن زمعة فی هذا الخبر قال لما سمع النبی صلی الله علیه وسلم صوت عمر خرج النبی صلی الله علیه وسلم حتی اطلع رأسه من حجرته ثم قال لا لا لا ليصل بالناس ابن ابی قحافة یقول ذلك مغضبا

ومن مسند ابی بکرة الثقفی رض

حديثه فی الوزن اخرج ابوداؤد عن الحسن عن ابی بکرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ذات یوم من رأى منكم رؤیا فقال رجل انا رأیت كان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت بابی بکر و وزن عمر وابوبکر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فرأینا الكراهیة فی وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم.

وفی روایة له من طریق عبد الرحمن بن ابی بکرة

اور سلیمان (بھی اس کو نامنظور کرتے ہیں) پھر آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلوایا مگر وہ اس کے بعد آئے کہ حضرت عمرؓ اس نماز کو ختم کر چکے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔

{حاکم نے اس قدر مضمون اور روایت کیا ہے} عبداللہ بن زمعہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابن زمعہ تمہاری خرابی ہو تم نے یہ کیا کیا جب تم نے مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو واللہ میں یہی سمجھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا کہ واللہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے حضرت ابوبکرؓ کو نہ دیکھا تو تمام حاضرین سے زیادہ آپ کو نماز پڑھانے کا مستحق سمجھا (اسی واسطے میں نے آپ کو نماز پڑھانے کے لئے کہا)

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں بسند ابن شہاب عبیداللہ بن عبداللہ سے مروی ہے وہ عبداللہ بن زمعہ سے اس قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو آپ اٹھے اور اپنا سر حجری سے نکال کر فرمایا نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یہ جملہ آپ نہایت غصہ کی حالت میں فرماتے تھے۔

مسند ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ
۲- روایت

ان کی حدیث وزن کے متعلق ابوداؤد نے حسن البصری سے انھوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پوچھا کہ کسی نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں نے دیکھا ہے۔ کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری پھر آپ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ ابوبکرؓ سے وزنی نکلے پھر عمرؓ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے اسکے بعد ترازو اٹھالی گئی۔ پس ہم نے کراہیت کے آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں دیکھے۔

اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں بسند عبدالرحمن بن ابی بکرہ

www.kitabghar.org

عن ابیہ بمعناہ ولم یذکر الکراھیۃ قال فاستاء لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء۔

اُن کے والد سے اسی مضمون کی حدیث منقول ہے مگر اس میں کراہیت کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ عبارت ہے کہ اس خواب کو سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے اور آپؐ نے فرمایا کہ خلافتِ نبوت (ختم ہوگئی) اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا سلطنت دے گا۔

ومن مسند سمرۃ بن جندب رضؓ

مُسند سُمرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {اُن کی حدیث اُس خواب کے متعلق جس

حدیثہ فی رؤیا دلو دلی من السماء اخرج ابوداؤد عن الاشعث بن عبد الرحمٰن عن ابیہ عن سمرۃ بن جندب ان رجلا قال یا رسول اللہ رأیت کان دلوا دلی من السماء فجاء ابوبکر فأخذ بعراقیھا فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیھا فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیھا فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیھا فانتشطت وانتضح علیہ شیء

میں ایک ڈول آسمان سے لٹکتا ہوا دیکھا گیا} ابوداؤد نے اشعث بن عبدالرحمٰن سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے سمرہ بن جُندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے رسول اللہ! میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹک رہا ہے پھر (دیکھا کہ) ابوبکرؓ آئے اور اُنھوں نے اُس ڈول کی دونوں عرقوہ[1] پکڑلیں اور اُس سے پانی پیا مگر کمزور طریقے سے پھر عمرؓ آئے اور اُنھوں نے اس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں اور پانی پینا شروع کیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور اُنھوں نے اُس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں اور پانی پینا شروع کیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر علیؓ آئے اور اُنھوں نے اس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں تو وہ ڈول پھٹ گیا اور کچھ چھینٹیں پانی کی اُن کے جسم پر پڑیں۔

ومن مسند عباس بن عبد المطلب رضؓ

مُسند عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {اُن کی حدیث حضرت ابوبکر

حدیثہ فی امامۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ اخرج ابو یعلی عن ابن شرحبیل عن ابن عباس عن العباس قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ نساءہ فاستترن منی الا میمونۃ فدق لہ سعطہ

رضی اللہ عنہ کی امامتِ (نماز) کے متعلق} ابویعلیٰ نے ابن شرحبیل سے اُنھوں نے ابن عباسؓ سے اُنھوں نے حضرت عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں (زمانۂ مرض وفات میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور آپؐ کے پاس آپؐ کی ازواج بیٹھی ہوئی تھیں وہ مجھ سے چھپ گئیں سوا میمونہ[2] کے پھر حضرت کے واسطے دوا بنائی گئی اور (آپؐ اس وقت بیہوش تھے)

[1] لفظ عرقوہ کی شرح خود مصنف نے صفحہ ۱۰۹ سطر ۳ میں کی ہے۔ [2] حضرت میمونہؓ کے پردہ نہ کرنیکی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عباسؓ کی زوجہ محترمہ کی سگی بہن تھیں۔

www.kitabghar.org

فلما قال لا یبقین فی البیت احد الا لد الا العباس فانہ لم تصبہ یمینی ثم قال مروا ابابکر یصلی بالناس فقالت عائشۃ لحفصۃ قولی لہ ان ابابکر اذا قام ذلک المقام بکی فقالت لہ فقال مروا ابابکر یصلی بالناس فصلی ابوبکر ثم وجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفۃ فخرج فلما راٰہ ابوبکر تاخر فاومأ الیہ بیدہ ای مکانک فجاء فجلس الی جنبہ فقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث انتہی ابوبکر

آپ کے مُنہ میں ڈالی گئی (ہوش میں آنے کے بعد) آپ نے فرمایا کہ گھر میں جس قدر لوگ ہیں سب کے مُنہ میں دوا ڈالی جائے سوا عباس رضؓ کے کہ اُن کو میری قسم[1] نہیں پہنچی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ تم (حضرتؐ سے) کہو کہ ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو (بہت) روئیں گے۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ نے آپؐ سے عرض کیا آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت ابوبکرؓ (سے کہا گیا اور انھوں نے) نماز شروع کردی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ خفت معلوم ہوئی تو آپؐ باہر تشریف لائے جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرتؐ نے ان کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو۔ پھر حضرتؐ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جہاں تک حضرت ابوبکرؓ پڑھ چکے تھے اُس سے آگے آپ نے پڑھنا شروع کیا۔

ومن مسند ابی الطفیل رضؓ

مسند ابوالطفیل رضی اللہ عنہ ا۔ روایت (اُن کی حدیث اس خواب کے بیان میں جو نبی صلے

حدیثہ فی رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ابی بکر وعمر اخرج ابو یعلی من حدیث حماد عن علی بن زید عن ابی الطفیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن حبیب وحمید عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما انا انزع اللیلۃ اذ وردت علی غنم سود وغنم عفر فجاء ابوبکر

اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق دیکھا تھا) ابو یعلی نے بروایت حماد علی بن زید سے اُنھوں نے ابوالطفیل سے اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نیز ابو یعلی نے حبیب اور حمید سے اُنھوں نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ شب کو میں (خواب میں) ڈول (کھینچ کر کنوئیں سے) نکال رہا تھا کہ میرے پاس کچھ بکریاں سیاہ رنگ کی اور کچھ بکریاں بھورے رنگ کی آئیں پھر ابوبکرؓ آئے اور اُنھوں نے (میرے ہاتھ سے

[1] قسم سے مراد یہاں یہی حکم دوا ڈالنے کا ہے بعض روایات میں یہ حکم لفظ واللہ کے ساتھ مذکور ہے حضرت عباسؓ کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ خود دوسری احادیث میں موجود ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے فانہ لم یشہدکم یعنے وہ دوا ڈالنے کی بات میں شریک نہ تھے بات یہ تھی کہ ازواج مطہرات کو یہ خیال ہوا کہ حضرتؐ کو ذات الجنب ہے لہٰذا قسط کو روغن زیتون میں پکا کر حضرتؐ کے مُنہ میں ڈالا حضرتؐ منع فرماتے رہے مگر اُن لوگوں نے خیال کیا کہ چونکہ مریض کو دوا سے کراہیت ہوتی ہے اس وجہ سے آپؐ منع فرماتے ہیں لہٰذا خلاف ورزی حکم کی سزا میں حضرتؐ نے حکم دیا کہ سب کے مُنہ میں دوا ڈالی جائے چنانچہ سب کے مُنہ میں دوا ڈالی گئی حتے کہ حضرت میمونہؓ اس دن روزہ سے تھیں ان کے مُنہ میں بھی دوا ڈالی گئی یہ سزا طور انتقام نہ [illegible]

www.kitabghar.org

فنزع ذنوبا او ذنوبین فیهما ضعف واللہ یغفر لہ ثم جاء عمر فاستحالت غربا فملأ الحیاض واروی الواردۃ فلو ار عبقریا من الناس احسن نزعا منہ فأولت ان الغنم السود العرب والعفر العجم

ڈول لے کر) ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے اس کے بعد عمرؓ آئے اور (انھوں نے ابوبکرؓ کے ہاتھ سے ڈول لیا) وہ ڈول چرس بن گیا (انھوں نے ڈول بھرنا شروع کئے) یہاں تک کہ حوضوں کو انھوں نے پُر کر دیا اور جس قدر (آدمی اور مویشی پانی پینے) آتے تھے سب کو سیراب کر دیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا جو عمرؓ سے زیادہ عمدہ ڈول نکالتا ہو (اس خواب کی) تعبیر میں نے یہ لی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور کھیری بکریاں عجم ہیں۔

ومن مسند مرۃ بن کعب

مُسندِ مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ
۲۔روایت

حدیثہ فی ان عثمان علی هدای فی الفتنہ اخرج الترمذی عن ابی قلابۃ عن ابی الاشعث الصنعانی ان خطباء قامت بالشام وفیهم رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام اخرهم رجل یقال لہ مرۃ بن کعب فقال لولا حدیث سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماقمت وذکر الفتن فقربها فمر رجل مقنع فی ثوب فقال هذا یومئذ علی الهدی فقمت الیہ فاذا هو عثمان بن عفان فاقبلت علیہ بوجهہ فقلت هذا قال نعم۔

واخرج احمد من حدیث جبیر بن نفیر قال کنا معسکرین مع معاویۃ بعد قتل عثمان رضی اللہ عنہ فقام کعب بن مرۃ او مرۃ بن کعب فقال لولا انی سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماقمت المقام فلما سمع بذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

{ان کی حدیث اس بارہ میں کہ عثمانؓ (زمانۂ فتنہ میں ہدایت پر ہوں گے} ترمذی نے ابوقلابہ سے انھوں نے ابوالاشعث صنعانی سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) شام میں کچھ لوگ وعظ کہنے کھڑے ہوئے جن میں چند اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے سب سے آخر میں ایک شخص جن کا نام مرہ بن کعب تھا کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر میں نے ایک حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سُنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا۔ حضرتؐ نے فتنوں کا ذکر کیا اور اُن کو بہت قریب بتایا اسی اثنا میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے اس طرف سے نکلا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص اُس دن ہدایت پر ہوگا۔ میں نے اُٹھ کر اس شخص کو دیکھا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے ان کا مُنہ حضرتؐ کے سامنے کر کے پوچھا کہ یہی شخص ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔

اور امام احمدؒ نے بروایت جبیر بن نفیر نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہؓ کے ہمراہ لشکر میں تھے کہ کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سُنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا جب لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سُنا تو

www.kitabghar.org

جلس الناس فقال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ مرّ عثمان بن عفان مُرَجِّلاً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتخرجن فتنة من تحت قدمى او من بين رجلى هذا يومئذٍ ومن اتبعه على الهدى قال فقام ابن حوالة الازدى من عند المنبر فقال انك لصاحب هذا قال نعم قال والله انى لحاضر ذلك المجلس ولو علمت ان لى فى الجيش مصدقاً كنت اوّل من تكلم به

ومن مسند ابى رمثة رض

حديثه فى منزلة الشيخين عند النبى صلى الله عليه وسلم اخرج الحاكم من حديث ازرق بن قيس قال صلى بنا امام لنا يكنى ابا رمثة قال صليت هذه الصلوٰة او مثل هذه الصلوٰة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وكان ابوبكر وعمر رضى الله عنهما يقومان فى الصف المقدم عن يمينه وكان رجل قد شهد التكبيرة الاولى من الصلوٰة فصلى نبى الله صلى الله عليه وسلم ثم سلم عن يمينه وعن يساره حتى رأينا بياض خده ثم انفتل كانفتال ابى رمثة يعنى نفسه فقام الرجل الذى ادرك معه التكبيرة الاولى من الصلوٰة يشفع فوثب اليه عمر فاخذ بمنكبه فهزه ثم قال اجلس فانه لم يهلك اهل الكتب الا انه لم يكن بين صلوٰتهم

سب بیٹھ گئے (اور متوجہ ہوکر سننے لگے) پس انھوں نے بیان کیاکہ ایک روز ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ عثمان بن عفان رض اپنے بال کھولے ہوئے اس طرف تشریف لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ یقیناً ایک فتنہ میرے پیروں کے نیچے یا (فرمایاکہ) میرے پیروں کے درمیان سے (یعنے اسی مقام مدینۃ منوّرہ سے) پیدا ہوگا یہ شخص اور جو اس کے ساتھ ہوں گے اس دن ہدایت پر ہوں گے۔ پس ابن حوالہ ازدی منبر کے پاس سے اُٹھے اور انھوں نے کہاکہ (ای مُرّۃ بن کعب!) یہ واقعہ تمھارے سامنے کا ہے؟ تو انھوں نے کہا ہاں۔ تو ابن حوالہ نے کہا اللہ کی قسم میں بھی وہاں موجود تھا اگر میں سمجھتا کہ لشکر میں کوئی شخص میری تصدیق کرے گا تو سب سے پہلے اس حدیث کو میں بیان کرتا۔

مُسند ابی رِمثہ رضی اللہ عنہ

ا۔ روایت {ان کی حدیث شیخین رض کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں مقرب ہونے کے متعلق} حاکم رح نے بروایت ازرق بن قیس نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم کو ہمارے امام (مسجد) نے نماز پڑھائی جن کی کنیت ابورِمثہ تھی اس کے بعد انھوں نے بیان کیاکہ میں نے یہی نماز یا (کہاکہ) ایسی ہی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی۔ انھوں نے یہ بھی بیان کیاکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پہلی صف میں آپؐ کی داہنی جانب کھڑے ہوا کرتے تھے (ایک روز) ایک شخص جو نماز کی تکبیر اُولےٰ میں شریک تھا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے اور دونوں جانب سلام پھیر چکے یہاں تک کہ ہم نے آپؐ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی اس کے بعد آپؐ اسی طرح (مقتدیوں کی طرف) پھر کر بیٹھ گئے جس طرح میں (تمھاری طرف) پھر کر بیٹھا تو وہ شخص جو تکبیر اُولےٰ میں آپؐ کے ساتھ شریک تھا اُٹھا اور دو رکعت نماز پڑھنے لگا حضرت عمر رض نے اُٹھ کر اُس کے شانے پکڑ لئے اور اُس کو ہلایا اور کہاکہ بیٹھ جا اہلِ کتاب اسی سبب سے تو ہلاک ہوئے کہ انکی نمازوں کے

www.kitabghar.org

فصل ۳۴ فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصرہ فقال اصاب اللہ بك یا ابن الخطاب۔

ومن مسند نافع بن عبد الحارث

حدیثہ فی بشارۃ ابی بکر وعمر وعثمان بالجنۃ مثل حدیث ابی موسی اخرج احمد من طریق وھیب عن موسی بن عقبۃ قال سمعت ابا سلمۃ یحدث ولا اعلمہ الا عن نافع بن عبد الحارث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطا من حوائط المدینۃ فجلس علی قف البئر فجاء ابوبکر یستأذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عمر یستأذن فاذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عثمان یستأذن فقال ایذن لہ وبشرہ بالجنۃ وسیلقی بلاءً۔

واخرج احمد عن یزید بن ھارون عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ قال قال نافع بن عبد الحارث فذکر نحوہ۔

ومن مسند جبیر بن مطعم

حدیثہ فی الدلیل علی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ اخرج البخاری عن ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال اتت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارأیت ان جئت ولم اجدك کأنھا تقول الموت قال ان لم تجدینی

درمیان میں فصل نہ ہوتا تھا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا کہ اللہ تمھارا بھلا کرے اے ابن خطابؓ اھ

مسند نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کے جنتی ہونے کے متعلق (مثل حدیث حضرت ابوموسیٰؓ کے)} امام احمدؒ نے بروایت وہیب موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے ابوسلمہؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے اور میرے خیال میں نافع بن عبد الحارث سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کے کسی باغ میں تشریف لے گئے اور کنوئیں کی جگت پر بیٹھ گئے پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرتؐ نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عثمانؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپؐ نے فرمایا اُن کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور عنقریب وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔

اور نیز امام احمدؒ نے یزید بن ہارون سے انھوں نے محمد بن عمرو سے انھوں نے ابوسلمہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نافع بن عبد الحارث نے بیان کیا اور ویسی ہی حدیث انھوں نے ذکر کی۔

مسند جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

{ان کی وہ حدیث جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلیل ہے} بخاری نے ابراہیم بن سعدؒ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ نے اُس کو حکم دیا کہ پھر آنا اس عورت نے کہا کہ بتائیے اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں اسکا اشارہ موت کی طرف تھا حضرتؐ نے فرمایا اگر مجھکو نہ پانا

www.kitabghar.org

فأتى ابى بكر.

ومن مسند عبد الله بن الزبير

حديثه في فضل ابي بكر الصديق أخرج البخاري من طريق حماد بن زيد عن ايوب عن عبد الله بن ابي مليكة قال كتب اهل الكوفة الى ابن الزبير في الجد فقال اما الذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا من هذه الامة خليلا لاتخذته انزله ابا يعني ابا بكر رضي الله عنه.

وحديثه في فضل عمر رضي الله عنه أخرج البخاري من حديث نافع بن عمر عن ابن ابي مليكة قال كاد الخيران يهلكان ابو بكر وعمر رفعا اصواتهما عند النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه ركب بني تميم فاشار احدهما بالاقرع بن حابس اخي بني مجاشع واشار الاخر برجل اخر قال نافع لا احفظ اسمه فقال ابو بكر لعمر ما اردت الا خلافي قال ما اردت خلافك فارتفعت اصواتهما في ذلك فانزل الله يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم الآية قال ابن الزبير فما كان عمر يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هذه الآية

تو ابو بکرؓ کے پاس جاتا۔

مسند عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۳۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت میں} بخاریؒ نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھوں نے عبداللہ بن ابی مُلیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اہلِ کوفہ نے حضرت ابنِ زبیرؓ کو دادا (کی میراث) کے متعلق (استفتاء) لکھ کر بھیجا تو اُنھوں نے یہ جواب لکھا کہ اس شخص نے جس کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو انھیں کو بناتا یعنے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادا کا وہی حصہ قائم کیا ہے جو باپ کا ہے۔

{ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں} بخاریؒ نے بروایت نافع بن عمر ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) دونوں خیر (مجسم) یعنے ابوبکرؓ وعمرؓ قریب تھا کہ (باہم نزاع کرکے ہلاک ہوجائیں) دونوں نے اپنی آواز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند کی جبکہ آپ کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا تو (حضرتؐ نے شیخینؓ سے مشورہ لیا کہ ان پر کس شخص کو حاکم بنایا جائے) ایک نے (یعنے حضرت عمرؓ نے) اقرع بن حابس برادر بنی مجاشع کی بابت مشورہ دیا اور دوسرے (یعنے حضرت صدیقؓ) نے ایک دوسرے شخص کی بابت مشورہ دیا [نافعؓ کہتے تھے کہ مجھے اس دوسرے شخص کا نام یاد نہیں رہا[1]] پس حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم نے ہمیشہ میری مخالفت ہی کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ نے کہا میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اسی کے متعلق دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ (ترجمہ) اے مسلمانو! نہ بلند کرو آوازیں اپنی (نبی کی آواز پر) ابن زبیرؓ نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

[1] اس دوسرے شخص کا نام قعقاع بن معبد تھا جیساکہ دوسری روایت میں مذکور ہے۔

www.kitabghar.org

حتے یستفہمہ و لم یذکر ذٰلک عن ابیہ یعنے ابا بکرؓ۔

کے سامنے اس قدر آہستہ بولتے تھے کہ آپ ﷺ کے کان تک اپنی آواز نہ پہنچاتے تھے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو پھر اُن سے پوچھنا پڑتا تھا یہ کیفیت ابن زبیرؓ نے اپنے باپ یعنے حضرت ابوبکرؓ سے نقل نہیں کی۔[1]

واخرج البخاری من طریق ابن جریج عن ابن ابی مُلیکۃ ان عبد اللہ بن الزبیر اخبرھم انہ قدم رکب من بنی تمیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر نحوا من الحدیث المتقدم

اور بخاری نے بروایت ابن جریج ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں سے بیان کیا کہ کچھ سوار قبیلۂ بنی تمیم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئے پھر گزشتہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

ومن مسند عبد الرحمٰن بن خبّاب السلمیؓ

مسند عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ

۱. روایت {ان کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں}

حدیثہ فی فضل عثمان آخرج احمد من حدیث الولید بن ابی ھشام عن فرقد بن طلحۃ عن عبد الرحمٰن بن خباب السلمی قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحض علی جیش العسرۃ فقال عثمان بن عفان علیّ مائۃ بعیر باحلاسہا و اقتابہا قال ثم حض فقال عثمان علیّ مائۃ اُخریٰ باحلاسہا و اقتابہا ثم نزل مرقاۃ من المنبر ثم حض فقال عثمان علیّ مائۃ اُخریٰ باحلاسہا واقتابہا قال فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بیدہٖ ھکذا و یحرکہا و اخرج عبد الصمد یدہ کالمتعجب ما علی عثمان ما عمل بعد ھذا۔

امام احمدؒ نے بروایت ولید بن ابی ہشام فرقد بن طلحہؓ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن خباب سلمیؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت) خطبہ پڑھا اور جیش العسرۃ (کے سامان کی تیاری) کے لئے (مسلمانوں کو) ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے عرض کیا کہ میرے ذمہ سو اونٹ ہیں مع ان کے خوگیر اور کجاوے کے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے پھر کہا میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع اُن کے خوگیر اور کجاوے کے اس کے بعد حضرت ﷺ منبر کے نیچے والے زینہ پر اتر آئے اور آپ نے پھر ترغیب دی پھر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع اُن کے خوگیر اور کجاوے کے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دے کر [اس حرکت کی کیفیت عبدالصمد (راوی حدیث) نے بیان کی جس طرح متعجب آدمی اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا ہے] فرمایا کہ عثمانؓ پر کچھ نہیں ہے اب اس کے بعد جو چاہیں کریں۔

[1] یعنے یہ نہیں بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی آہستہ بولنے کی کیا کیفیت تھی حضرت ابوبکرؓ کو ابن زبیر کا باپ اس وجہ سے کہا گیا کہ وہ انکے نواسے تھے یعنے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے بیٹے تھے یہاں سے ان لوگوں کے قول کا ضعف بھی معلوم ہو گیا جو دختری اولاد کا والد دختر کی طرف منسوب ہونا خصائص نبوی سے سمجھتے ہیں۔

www.kitabghar.org

ومن مسند عبد الرحمٰن بن سمرة القرشی رضی اللہ عنہ

حدیثه فی فضل عثمان اخرج الحاکم من طریق ابن شوذب عن عبد اللہ بن القاسم عن کثیر مولی عبد الرحمٰن بن سمرة عن عبد الرحمٰن بن سمرة قال جاء عثمان رضی اللہ عنه الی النبی صلی اللہ علیه وسلم بالف دینار حین جهز جیش العسرة ففرغها عثمان فی حجر النبی صلی اللہ علیه وسلم قال فجعل النبی صلی اللہ علیه وسلم یقلبها ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد هذا الیوم قالها مرارا

ومن مسند معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنه

حدیثه فی خلافة قریش اخرج البخاری من حدیث شعیب عن الزهری قال کان محمد بن جبیر بن مطعم یحدث انه بلغ معاویة وهو عنده فی وفد من قریش ان عبد اللہ بن عمرو یحدث انه سیکون ملك من قحطان فغضب فقام فاثنی علی اللہ بما هو اهله ثم قال اما بعد فانه بلغنی ان رجالا منکم یحدثون احادیث لیست فی کتاب اللہ ولا تؤثر عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واولئك جهالکم فایاکم والامانی التی تضل اهلها فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ان هذا الامر فی قریش لا یعادیهم احد الا کبه اللہ علی وجهه ما اقاموا الدین

مسند عبدالرحمٰن بن سمرہ قرشی رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

[ان کی حدیث حضرت عثمان کی فضیلت کے متعلق] حاکم نے بروایت ابن شوذب عبداللہ بن قاسم سے انھوں نے کثیر سے جو عبدالرحمٰن بن سمرہ کے غلام تھے انھوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عثمان رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہزار اشرفیاں لائے جب کہ آپ جیش العسرۃ کی تیاری کر رہے تھے اور لاکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیں عبدالرحمٰن بیان کرتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن اشرفیوں کو اُلٹتے پلٹتے تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ آج کے بعد عثمان رض جو چاہیں کریں اُن کو مضر نہ ہوگا۔

مسند معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت

[اُن کی حدیث خلافت قریش کے متعلق] بخاری رح نے بروایت شعیب زُہری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ قریش کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہ رض کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی حال میں اُن کے پاس یہ خبر آئی کہ عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلہ قحطان سے ہوگا۔ یہ سنکر حضرت معاویہ رض کو غصہ آیا اور وہ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے اللہ کی تعریف بیان کی جیسی کہ اُس کے لائق ہے اس کے بعد کہا امابعد۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو کتاب خدا میں نہیں ہیں اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں یہ لوگ جاہل ہیں لہٰذا خبردار ایسی باتیں مُنہ سے نہ نکالو جو لوگوں کو گمراہ کریں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اُس کو مُنہ کے بل اُوندھا گرا دے گا جب تک قریش دین کو قائم رکھیں۔

www.kitabghar.org

وحدیثه فی فضل الاحادیث التی کانت فی زمن عمر اخرج احمد عن عبدالرحمن بن مهدی عن معاویة بن صالح عن ربیعة بن یزید عن عبدالله بن عامر الیحصبی قال سمعت معاویة یحدث وهو یقول ایاکم واحادیث رسول الله صلی الله علیه وسلم الا حدیثا کان علی عهد عمر وان عمر رضی الله عنه اخاف الناس فی الله عزوجل سمعت رسول الله یقول من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین وسمعته یقول انما انا قاسم وانما یعطی الله عزوجل فمن اعطیته عطاء بطیب نفس فقمن ان یبارك لاحدکم ومن اعطیته بکراهیة نفس فهو کالذی یأکل ولا یشبع وسمعته یقول لا تزال امة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خالفهم حتی یأتی امر الله وهم ظاهرون علی الناس۔

ومن مسند عمرو بن العاص رضی الله عنه

حدیثه فی فضل ابی بکر وعمر رضی الله عنهما اخرج البخاری من حدیث ابی عثمان قال حدثنا عمرو بن العاص ان النبی صلی الله علیه وسلم بعثه علی جیش ذات السلاسل قال فاتیته فقلت ای الناس احب الیك قال عائشة فقلت من الرجال فقال ابوها فقلت

{حضرت معاویہؓ کا بیان اُن احادیث کی فضیلت میں جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رائج تھیں} امام احمدؒ نے عبدالرحمن بن مہدی سے اُنھوں نے حضرت معاویہ بن صالحؒ سے اُنھوں نے ربیعہ بن یزید سے اُنھوں نے عبداللہ بن عامر یحصبی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت معاویہؓ کو کہتے ہوئے سُنا کہ خبردار! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں نہ بیان کرو سوا اُن حدیثوں کے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں رائج تھیں کیونکہ اُنھوں نے خدا کی راہ میں لوگوں کو خوف دلایا تھا (اور حدیثوں کے بیان کرنے میں بہت کچھ احتیاط کرائی تھی)، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اُس کو دین کی سمجھ عنایت کرتا ہے اور میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں تو صرف بانٹنے والا ہوں اور دینے والا اللہ عزوجل ہے لہٰذا میں جس کو کوئی چیز خوشی دل سے دوں تو سزاوار ہے کہ اُس میں اُسے برکت دیجائے اور جس کو میں ناگواری سے کچھ دوں تو وہ مثل اُس شخص کے ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہمیشہ میری اُمت میں سے کچھ لوگ غالب رہیں گے اور وہ حق پر ہوں گے جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اُن کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے اور وہ اُس وقت بھی لوگوں پر غالب ہوں گے۔

مسند عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں} بخاری نے بروایتِ ابوعثمان نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو غزوۂ ذات السلاسل میں سردارِ لشکر بنا کر بھیجا کہتے تھے کہ میں حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور میں نے آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہؓ۔ میں نے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے والد میں نے پوچھا

www.kitabghar.org

ثم من قال ثم عمر بن الخطاب فعد رجالا

پھر کون؟ آپ نے فرمایا پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد آپ نے اور چند آدمیوں کا نام لیا۔

ومن مسند رجل من الصحابۃ

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ۱۔ روایت

اخرج ابو یعلی من حدیث قتادۃ عن محمد بن سیرین ان رجلا بالکوفۃ شھد ان عثمان رضی اللہ عنہ قتل شھیدا فاخذہ الزبانیۃ فرفعوہ الی علی رضی اللہ عنہ وقالوا لولا ان نھانا اونھیتنا ان لا نقتل احد القتلناہ ھذا زعم انہ یشھد ان عثمان قتل شھیدا فقال الرجل لعلی وانت تشھد اتذکر انی اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألتہ فاعطانی واتیت ابابکر فسألتہ فاعطانی واتیت عمر فسألتہ فاعطانی واتیت عثمان فسألتہ فاعطانی قال فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یبارک لی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف لا یبارک لک واعطاک نبی وصدیق وشھیدان واعطاک نبی وصدیق وشھیدان واعطاک نبی وصدیق وشھیدان۔

ابو یعلی نے بروایت قتادہ بن محمد سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کوفہ میں لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس کو سپاہی نے گرفتار کرلیا اور لوگ اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ اگر آپ نے ہم کو یہ ممانعت نہ کی ہوتی کہ کسی کو قتل نہ کرنا تو ہم اس شخص کو قتل کردیتے۔ یہ کہتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ خود اس کی گواہی دیجئے آپ کو یاد ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے سوال کیا آپ نے مجھے دیا اس کے بعد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے ان سے سوال کیا انھوں نے بھی مجھے دیا پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے میں نے سوال کیا انھوں نے بھی مجھے دیا پھر میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے بھی میں نے سوال کیا انھوں نے بھی دیا۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے برکت دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں برکت کیوں نہ دی جائے گی تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے۔

ومن مسند رجل من الصحابۃ

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ ۱۔ روایت

حدیثہ فی رؤیا الوزن اخرج احمد من اسود بن ھلال عن رجل من قومھا کان یقول فی خلافۃ عمر بن الخطاب لا یموت عثمان حتی یستخلف قلنا من این تعلم ذلک

ان کی حدیث خواب وزن کے متعلق امام احمد رحمہ اللہ نے بروایت اسود بن ہلال ان کی قوم کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کہا کرتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بغیر خلیفہ ہوئے نہ مریں گے۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟

www.kitabghar.org

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رأيت الليلة في المنام كان ثلاثة من اصحابي وزنوا فوزن ابوبكر ثم وزن عمر ثم وزن عثمان فنقص صاحبنا وهو صالح۔

ومن مسند عبد الله بن جعفرؓ

حديثه في الثناء على ابي بكر الصديق رضي الله عنه اخرج الحاكم من طريق يحيى بن سليم عن جعفر بن محمد عن ابيه عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما قال ولينا ابوبكر فكان خير خليفة الله وارحمه بنا واحناه علينا۔

ومن مسند جرير بن عبد الله البجليؓ

حديثه في سبقة ابي بكر وعمر الى الخير اخرج احمد من حديث شعبة عن عون بن ابي جحيفة عن المنذر بن جرير عن ابيه قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في صدر النهار قال فجاءه قوم حفاة عراة مجتابي النمار او العباء متقلدي السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم لما رأى بهم من الفاقة قال فدخل ثم خرج فامر بلالا فاذن واقام فصلى ثم خطب فقال ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة الاية وقرأ التي في الحشر ولتنظر نفس ما قدمت لغد

انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا کہ میرے تین صحابی وزن کئے گئے یعنے ابوبکرؓ وزن کئے گئے پھر عمرؓ وزن کئے گئے پھر عثمانؓ وزن کئے گئے۔ عثمانؓ (ان دونو سے) کم نکلے مگر وہ نیک مرد ہیں۔

مسند عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {ان کی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں} حاکم نے بروایت یحییٰ بن سلیم جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکرؓ ہم پر حاکم ہوئے تو وہ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر اور سب سے زیادہ ہم پر مہربان اور شفیق تھے۔

مسند جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت {ان کی حدیث ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے سابق الی الخیر ہونے میں} امام احمدؒ نے بروایت شعبہ، عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے منذر بن جریر سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ایک دن اوّل وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپؐ کے پاس کچھ لوگ آئے جو برہنہ پا اور برہنہ جسم تھے صرف ایک چادر صوف کی یا ایک عبا پہنے ہوئے تھے تلواریں حائل کئے ہوئے تھے اکثر لوگ ان میں سے بلکہ سب قبیلۂ مضر کے تھے اُن کے فقر و فاقہ کی حالت دیکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپؐ اندر تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور بلالؓ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی اور اقامت کہی پھر حضرتؐ نے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ پڑھا جس میں یہ آیت پڑھی یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا الاٰیۃ (ترجمہ) اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تم سب کو ایک شخص سے اور وہ آیت جو سورۂ حشر میں ہے پڑھی کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ الاٰیۃ (ترجمہ) چاہیئے کہ ہر شخص دیکھے کہ اُس نے کل کے لئے کیا کام کیا؟ (اس کے بعد فرمایا کہ

www.kitabghar.org

تصدّق رجلٌ من دینارہ من درھمہ من ثوبہ من صاع برّہ ومن صاع تمرہ حتی قال ولو بشق تمرۃ قال فجاء رجل من الانصار بصرۃ کادت کفّہ ان تعجز عنھا بل قد عجزت ثم تتابع النّاس حتی رأیتُ کومین من طعام وثیاب حتی رأیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتھلل وجھہ حتی کانّہ مُذْھَبَۃٌ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سَنَّ فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا بعدہ من غیر ان ینتقص من اجورھم شیئٌ ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا بعدہ من غیر ان ینتقص من اوزارھم شیئ واخرج احمد فی ھذہ القصۃ من طریق عبد الرزاق عن معمر عن قتادۃ عن حمید بن ھلال عن جریر بن عبد اللہ ان رجلا من الانصار جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصرۃ من ذھب تملأ ما بین اَصابعہ فقال ھذہ فی سَبیل اللہ ثم قام ابو بکر فاعطی ثم قام عمر فاعطی ثم قام المھاجرون فاعطوا فاشرق وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی رأیت الاشراق فی وَجْنَتَیْہ ثم قال من سن سنۃ صَالحۃً فی الاسلام الحدیث۔

وقولہ لذی عمرو انھم لا یزالوا بخیر اذا کانت الخلافۃ بالاجماع دون السّیف اَخرج احمد من طریق اسمٰعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن جریر فی قصۃ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ الی الیمن

ان لوگوں کو صدقہ دو) کوئی اشرفی دے اور کوئی روپیہ کوئی کپڑے کوئی گیہوں کوئی چھوہارے یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا جس سے ایک ٹکڑا چھوہارے کا ہو سکے وہ وہی دے پس انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لے آیا جو اُس کے ہاتھ سے اُٹھتی نہ تھی پھر اور لوگوں نے لانا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر غلّہ کے اور کپڑے کے دیکھے اور میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے) چمکنے لگا بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ سونے کا رنگ آپؐ کے چہرۂ مبارک پر ہے پھر آپؐ نے فرمایا کہ جس نے کسی عمدہ کام کی بنیاد ڈالی اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور جس قدر لوگ اس کے بعد اس کام کو کریں گے اس کا بھی ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ اُن کے ثواب سے کچھ کم کیا جائے اور امام احمدؒ نے اسی قصّہ میں بروایتِ عبد الرزاق معمر سے اُنھوں نے قتادہؓ سے اُنھوں نے حمید بن ہلال سے اُنھوں نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلی سونے کی لایا جو اسکے ہاتھوں کو بھرے ہوئے تھی اور اُس نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ میں نذر ہے پھر حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے دیا پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے دیا اس کے بعد مہاجرین کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے دیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے) چمکنے لگا اور میں نے آپؐ کے رُخساروں پر اس چمک کو محسوس کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا جس نے اچھا طریقہ اسلام میں جاری کیا الخ۔

{حضرت جریرؓ کا ذو عمرو سے یہ قول نقل کرنا کہ مسلمان ہمیشہ بہتری پر رہیں گے جب تک کہ خلافت کا انعقاد اجماع سے ہوتا رہے گا نہ کہ تلوار سے} امام احمدؒ نے بروایت اسمٰعیل بن ابی خالد قیس بن ابی حازم سے اُنھوں نے جریر سے اس واقعہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن بھیجا تھا

www.kitabghar.org

فذكر القصة حتى قال ثم لقيت ذا عمرو فقال لي يا جرير انكم لن تزالوا بخير ما اذا هلك امير تأمرتم في آخر واذا كانت بالسيف غضبتم غضب الملوك ورضيتم رضى الملوك

وحديثه ان الطلقاء من قريش ليسوا اكفاء للمهاجرين في الدين۔

اخرج احمد من طريق عاصم عن ابي وائل عن جرير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهاجرون والانصار اولياء بعضهم ببعض الطلقاء من قريش العتقاء من ثقيف بعضهم اولياء بعض الى يوم القيمة۔

ومن مسند جندب بن عبد الله

حديثه في خطبة النبي صلى الله عليه وسلم بمناقب ابي بكر الصديق

اخرج مسلم عن جندب بن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يموت بخمس وهو يقول اني ابرأ الى الله ان يكون لي منكم خليل وان الله قد اتخذني خليلا كما اتخذ ابراهيم خليلا ولو كنت متخذا من امتي خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا الا وان من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور انبيائهم وصالحيهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد اني انهاكم عن ذلك

بیان کیا ہے کہ میں ذو عمرو[1] سے ملا تو انھوں نے مجھ سے کہا اے جریر! تم لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہو گے (جب تک تم میں یہ دستور رہے گا کہ) جب ایک خلیفہ مرجائے تو دوسرے کو تم (اجماع سے) منتخب کرلو اور جب (تقرر خلیفہ کا) تلوار سے ہوگا تو تم بھی بادشاہوں کا سا غصہ کرنے لگو گے اور بادشاہوں کی سی خوشی کرنے لگو گے۔

{ان کی یہ حدیث کہ قریش کے طُلَقاء دین میں مہاجرین کے برابر نہیں ہیں} امام احمدؒ نے بروایتِ عاصم ابو وائل سے انھوں نے حضرت جریرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجرین وانصار باہم ایک دوسرے کے دوست اور ہمسر ہیں اور قریش کے طُلَقاء اور قبیلۂ ثقیف کے عُتقاء باہم ایک دوسرے کے دوست وہمسر ہیں قیامت تک (یہی حال رہے گا)۔

مسند جُندُب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{ان کی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کے متعلق جس میں ابوبکر صدیقؓ کے فضائل ہیں} مسلم نے جندب بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات کے پانچ دن پہلے سنا آپ فرماتے تھے میں خدا کے سامنے اس بات سے برات ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے تم میں سے کسی کو خلیل بنایا ہو اور بیشک اللہ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا آگاہ رہو جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے میں تمھیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔

[1] ذو عمرو بھی صحابی ہیں یمن کے رئیسوں میں سے ہیں رؤسائے یمن کے نام اکثر ذو پر ہوتے تھے جیسے ذوالکلاع ذو عین ذو یزن۔ یہ ذو عمرو حضرتؐ کی اخیر عمر میں حاضر خدمت ہو کر مشرف باسلام ہوئے جب انکو حضرتؐ کی وفات اور حضرت صدیقؓ کی خلافت کے باجماع منعقد ہونے کی خبر ملی تو اصحاب...

ومن مسند محجن او ابی محجن رض

حديثه في الثناء على جماعة من الصحابة منهم الاربعة اخرج ابو عمر من حديث عبد الحميد بن عبد الرحمن ابي يحيى الحماني عن ابي سعد مولى بني ثقيف عن شيخ من الصحابة يقال له ابو محجن او محجن بن فلان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ارأف امتي بامتي ابو بكر واقواها في امر الله عمر واصدقها حياء عثمان واقضاها علي واقرأها ابي وافرضها زيد واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولكل امة امين وامين هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح۔

وقال ابو عمر في ترجمة ابي بكر الصديق وقال فيه ابو محجن الثقفي ؎

وسميت صديقا وكل مهاجر
سواك يسمى باسمه غير منكر
سبقت الى الاسلام والله شاهد
وكنت جليسا بالعريش المشهر
وبالغار اذ سميت بالغار صاحبا
وكنت رفيقا للنبي المطهر

ومن مسند زرارة بن عمرو النخعي والد عمرو بن زرارة رض

حديثه في رؤيا تدل على ان عثمان على الحق قال ابو عمر تعليقا قدم على النبي صلى الله عليه وسلم في وفد النخع فقال يا رسول الله اني رأيت في طريقي رؤيا هالتني قال وما هي

مسند محجن یا ابو محجن رضی اللہ عنہ
۲-روایت

{ان کی حدیث چند صحابہ کی تعریف میں جن میں خلفاء اربعہ بھی ہیں} ابو عمر نے بروایت عبد الحمید بن عبد الرحمن یعنی ابی یحییٰ حمانی ابو سعید سے جو حضرت حذیفہ کے غلام تھے انھوں نے ایک شخص سے جو صحابی تھے ان کو لوگ ابو محجن یا محجن بن فلان کہتے تھے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ قوی خدا کے کام میں عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ کامل الحیاء عثمانؓ ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں اور سب سے زیادہ قرارۃ کے ماہر اُبیؓ ہیں اور سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے زید ہیں اور سب سے زیادہ حلال وحرام کا علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین عبیدہ بن جراح ہیں

اور ابو عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ان کے متعلق ابو محجن ثقفی نے یہ اشعار کہے تھے۔

آپ کا نام صدیق رکھا گیا اور دوسرے مہاجرین * آپ کے علاوہ اپنے اچھے ناموں سے پکارے جاتے ہیں * خدا گواہ ہے آپ نے اسلام کی طرف سبقت کی * اور آپ عریش میں آشکارا (نبی کے) ہمنشین تھے * اور غار میں (بھی آپ نبی کے ہمنشین تھے) اسی وجہ سے آپ کا نام یار غار رکھا گیا * آپ نبیٔ مطہر کے رفیق تھے *

مسند زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ رضی اللہ عنہ (۱-روایت)

{ان کی حدیث اس خواب کے متعلق جو حضرت عثمانؓ کے برسر حق ہونے پر دلالت کرتا ہے} ابو عمر نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ زرارہ بن عمرو قبیلہ نخع کے وفد کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اثنائے راہ میں ایک خواب دیکھا جس سے مجھے خوف طاری ہوا۔ حضرت نے پوچھا وہ خواب کیا ہے؟

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

قال رأيت أتانا خلفتها في اهلي ولدت جديا أسفع احوى ورأيت نارا خرجت من الارض فحالت بيني وبين ابن لي يقال له عمرو وهي تقول لظى لظى بصير واعمى فقال النبي صلى الله عليه وسلم اخلفت في اهلك امة مسرة حملا قال نعم قال فانها قد ولدت غلاما وهو ابنك قال فانى له اسفع واحوى قال ادن مني ابك برص تكتمه قال والذي بعثك بالحق ما علمه احد قبلك قال فهو ذاك واما النار فهي فتنة تكون بعدي قال وما الفتنة يا رسول الله قال يقتل الناس امامهم ويشتجرون اشتجار اطباق الرأس وخالف بين اصابعه دم المؤمن عند المؤمن احلى من الماء يحسب المسيء انه محسن ان مت ادركت ابنك وان مات ابنك ادركتك قال فادع الله ان لا تدركني فدعا له۔

یہ کہتے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک گدھی جس کو میں گھر میں چھوڑ آیا ہوں اس نے ایک بچہ ابلق سیاہ رنگ کا جنا اور میں نے دیکھا کہ ایک آگ زمین سے نکلی وہ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان میں حائل ہوگئی اور وہ آگ کہتی تھی لظی لظی بصیر واعمی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اپنے گھر میں کوئی لونڈی چھوڑ آئے ہو جو حاملہ تھی اور اپنا حمل چھپاتی تھی انھوں نے عرض کیا کہ ہاں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ تمھارا بیٹا ہی پھر انھوں نے پوچھا کہ اس کے ابلق اور سیاہ ہونے کا کیا مطلب؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ کیا تم کو برص (کی شکایت) ہے جس کو تم چھپاتے ہو۔ انھوں نے کہا قسم اس کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ کوئی شخص آپؐ سے پہلے اس کو نہ جانتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تو اُس کے ابلق اور سیاہ ہونے کا یہی مطلب ہے اور وہ آگ (جو تم نے دیکھی) ایک فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا۔ انھوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنہ کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کریںگے[1] اور آپس میں خونریزیاں کریں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کے درمیان میں فرق (کرکے اس لڑائی کی کیفیت کو بیان) کیا اور (فرمایا کہ) ایک مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگا۔ بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھے گا اگر تم (اس فتنہ سے پہلے) مرگئے تو یہ فتنہ تمھارے بیٹے پر آئے گا اور اگر تمھارا بیٹا مرگیا تو یہ فتنہ تم پر آئے گا۔ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے چنانچہ آپؐ نے اُن کے لئے دعا کی۔

ومن مسند سعيد بن المسيب رض مرسلا

مسند سعید بن مسیب رحمہ اللہ مرسلا

۲۔ روایت

حديثه في فضل ابي بكر الصديق رضي الله عنه

{ ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں }

اخرج الحاكم من حديث ربيعة بن ابي عبد الرحمن

حاکم نے بروایت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن

ل اسکے معنے ہیں شعلہ بینا اور نابینا مطلب یہ کہ اس آگ سے شعلے نکل رہے تھے اور بینا و نابینا سب کو اپنے اندر گھسیٹ رہی تھی۔ [1] امام سے مراد حضرت عثمانؓ اور آپس میں خونریزیاں اور لڑائیاں جن کو بہت قریب العہد فرمایا جمل و صفین کی لڑائیاں ہیں۔

www.kitabghar.org

عن سعید بن المسیب قال کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدًا۔

قال ابوعمر فی ترجمۃ ابی بکر الصدیق تعلیقًا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض من لم یشہد بدرًا وقد راٰہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من ہو خیر منک۔

سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکر صدیقؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں بجائے وزیر کے تھے اور ان سے آپؐ اپنے تمام کاموں میں مشورہ کرتے تھے اور وہ آپؐ کے ثانی تھے اسلام میں اور آپؐ کے ثانی تھے غار میں اور آپؐ کے ثانی تھے عریش بدر میں اور آپؐ کے ثانی ہیں قبر میں اور حضرتؐ ان کے اوپر کسی کو مقدم نہ کرتے تھے۔

اور ابوعمرؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تذکرہ میں تعلیقًا لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو اہل بدر میں سے نہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے آگے چل رہا تھا فرمایا کہ تم اُس شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔

ومن مسند عبد اللہ بن حنطب مرسلًا

مسند عبداللہ بن حنطب رحمہ اللہ مرسلاً[1]

حدیثہ فی فضیلۃ الشیخین رضی اللہ عنہما اخرج الترمذی والحاکم من حدیث عبد العزیز بن عبد المطلب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای ابابکر وعمر فقال ہٰذان السمع والبصر۔

{ان کی حدیث فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق} ترمذیؒ اور حاکم نے بروایت عبدالعزیز بن عبدالمطلب ان کے والد سے انھوں نے ان کے دادا عبداللہ بن حنطب سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونوں (جسم دین کے) کان اور آنکھ ہیں۔

قول محمد بن سیرین رح

اخرج الترمذی من طریق حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین قال ما اظن رجلا ینتقص ابابکر وعمر یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

قول محمد بن سیرین رحمہ اللہ

ترمذی نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھوں نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نہیں خیال کرسکتا کہ جو شخص ابوبکرؓ وعمرؓ کی تنقیص کرتا ہو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

ذکر شیء من اقوال السادۃ الاشراف

سادات[۱] اشراف کے چند اقوال

قول الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

اخرج ابویعلیٰ من طریق ابی مریم

قول حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما[2]

ابویعلیٰ نے بروایت ابومریم

[1] روایت
[2] روایت

۱؎ سادات جمع ہے سید کی سید کے معنے سردار چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا تھا کہ ابنی ھٰذا سید یعنے یہ میرا بیٹا سید ہے کہ اس کے ذریعہ سے اللہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا اسی وجہ سے حضرت حسنؓ کی اولاد کو اور بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت حسینؓ کی اولاد کو بھی سید کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

رضيع الجارود قال كنت بالكوفة فقام الحسن بن علي خطيبا فقال يا ايها الناس رأيت البارحة في منامي عجبا رأيت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء ابو بكر فوضع يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جاء عمر فوضع يده على منكب ابي بكر ثم جاء عثمان فكان بيده رأسه فقال رب سل عبادك فيم قتلوني قال فانثعب من السماء ميزابان من دم في الارض قال فقيل لعلي الا ترى ما يحدث به الحسن قال يحدث بما رأى۔

واخرج ابو يعلى من طريق آخر عن الحسن بن علي قال لا أقاتل بعد رؤيا رأيتها رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واضعا يده على العرش ورأيت ابا بكر واضعا يده على النبي صلى الله عليه وسلم ورأيت عمر واضعا يده على ابي بكر ورأيت عثمان واضعا يده على عمر ورأيت دماء دونهم فقلت ما هذه الدماء فقيل دماء عثمان يطلب الله به۔

وذكر المحب الطبري عن ابن السمان انه اخرج في كتابه عن الحسن بن علي

جو جارود کے رضاعی بھائی تھے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں کوفہ میں تھا کہ حضرت حسن بن علی خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے آج شب کو ایک عجیب خواب دیکھا میں نے اللہ تعالیٰ کو عرش کے اُوپر دیکھا پھر (دیکھا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر ابوبکرؓ آئے اور اُنھوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ لیا پھر عمرؓ آئے اور اُنھوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے شانہ پر رکھ لیا پھر عثمانؓ آئے اور (اس ہیئت سے آئے کہ) اُن کے ہاتھ میں اُن کا سر تھا اور اُنھوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھ کہ اُنھوں نے مجھے کس جُرم میں قتل کیا؟ پس آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین کی طرف جاری کر دیئے گئے۔ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حسنؓ کیا بیان کر رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو کچھ اُنھوں نے دیکھا ہے وہ بیان کر رہے ہیں۔

اور ابو یعلےٰ نے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ میں تو اَب نہ لڑوں گا اُس خواب کے بعد جو میں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ عرش پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑے ہیں اور ابوبکرؓ کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ابوبکرؓ (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور اُن کے پیچھے میں نے دیکھا کہ بہت (آدمیوں کے) خون بہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ خون کیسے ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ خون وہ ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ عثمانؓ کا قصاص لینا چاہتا ہے۔

اور محب طبری نے ابن السمان سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے ایک تحریر حضرت حسن بن علیؓ کی نکالی (جس میں

www.kitabghar.org

قال لا اعلم علیاً خالف عمر ولا غیّر شیئاً مما صنع حین قدم الکوفۃ۔

وذکر ایضاً عنہ فی کتاب الموافقۃ انہ اخرج عن ابی جعفر قال بینما عمر یمشی فی طریق من طرق المدینۃ اذ لقیہ علیؓ ومعہ الحسن و الحسین رضی اللہ عنہم فسلم علیہ علیّ واخذ بیدہ فاکتنفاھما الحسن والحسین عن یمینھما و شمالھما قال فعرض لہ من البکاء ما کان یعرض فقال لہ علیؓ ما یبکیک یا امیر المؤمنین قال عمر ومن احقّ منی بالبکاء یا علیّ وقد ولّیتُ امر ھذہ الامّۃ احکم فیھا ولا ادری امسیئ انا ام محسنٌ فقال لہ علیّ واللہ انک لتعدل فی کذا وتعدل فی کذا قال فما منعہ ذلک من البکاء ثم تکلم الحسنُ بما شاء اللہ فذکر من ولایتہ وعدلہ فلم یمنعہ ذلک فتکلم الحسین بمثل کلام الحسن فانقطع بکاؤہ عند انقطاع کلام الحسین فقال اتشھدان بذلک یا ابنی اخی فسکتا

لکھا ہوا تھا) کہ میرے علم میں حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کبھی نہیں کی نہ کوفہ میں آکر اُن باتوں میں کچھ تغیر[1] کیا جو حضرت عمرؓ نے رائج کی تھیں۔

اور نیز محب طبری سے کتاب الموافقۃ میں منقول ہے کہ انھوں نے ابو جعفر (یعنے حضرت باقرؒ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز حضرت عمرؓ مدینہ کی کسی گلی میں جا رہے تھے کہ ان کو حضرت علیؓ ملے اور حضرت علیؓ کے ہمراہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے حضرت علیؓ نے انھیں سلام کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا حسنینؓ نے داہنی اور بائیں جانب سے دونوں کو گھیر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت عمرؓ پر رونے کی حالت طاری ہوئی جیسا کہ اکثر ہوا کرتی تھی حضرت علیؓ نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنینؓ! آپ کیوں روتے ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیئے اے علیؓ! میں اس امت کے کاموں کا والی ہوا اور اس کے متعلق احکام نافذ کیا کرتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں بُرا کرتا ہوں یا اچھا۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم آپ ایسا انصاف کرتے ہیں ایسا انصاف کرتے ہیں۔ مگر اُن کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسنؓ نے کچھ گفتگو کی جو اللہ کو منظور تھی اور اُنھوں نے بھی ان کی حکومت اور عدل کی تعریف کی مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسینؓ نے ویسی ہی گفتگو کی تو حضرت حسینؓ کا کلام ختم ہوتے ہی ان کا رونا موقوف ہو گیا اور اُنھوں نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجو! کیا تم اس (میرے عدل و انصاف) کی گواہی (خدا کے سامنے) دو گے تو دونوں چُپ ہو گئے

[1] شیعوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ نے حضرت فاروق اعظم کی جاری کی ہوئی کسی بات میں کچھ تغیر نہیں کیا اُن کی معتبر روایات اس مضمون کو صاف صاف بتا رہی ہیں مگر شیعہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جناب امیرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی شیخین کی مخالفت کرنے پر قادر نہ تھے کیونکہ جمہور اسلام شیخینؓ کے اس درجہ معتقد تھے کہ اگر جناب امیر کے مُنہ سے انکے خلاف کوئی بات سُنتے تو فوراً جناب امیر کو قتل کر دیتے۔ یہ تاویل قاضی نور اللہ شوستری نے احقاق الحق میں اور سلطان العلماء سید محمد مجتہد نے بوارق میں اور نیز ان کے سوا بہت سے علماء نے کی ہے ان سب کی عبارتیں مُناظرہ حصہ دوم میں ہیں اور روضہ کافی مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۲۹ میں ہے کہ خود جناب امیرؓ نے فرمایا کہ اگر میں خلفائے سابقین کے احکام کی مخالفت کروں تو لتفرق عنی جندی یعنے میرا لشکر مجھ سے جُدا ہو جائے یہ سب کچھ اگر مان لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ اس قدر حُسن عقیدت شیخینؓ کے ساتھ اس زمانے کے مسلمانوں کو کیوں تھی؟ اس کا کوئی جواب کسی شیعہ کے پاس نہیں ہے۔

www.kitabghar.org

فنظر الی ابیہما فقال علیؓ اشہدا انا معکم شہید۔

قول اولاد حسن بن علیؓ

اخرج عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند عن الحسن بن زید بن حسن قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علی قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابوبکر وعمر فقال یا علی ھذان سیدا اکہول اھل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین۔

وذکر المحب الطبری عن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب وقد سئل عن ابی بکر وعمر فقال افضلہما واستغفر لہما فقیل لہ لعل ھذا تقیۃ وفی نفسک خلافہ قال لا نالتنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت اقول خلاف ما فی نفسی۔

وعنہ وقد سئل عنہما فقال صلی اللہ علیہما وسلم ولا صلی علی من لم یصل علیہما۔

وروی عن الحسن المثلث اخی عبد اللہ المذکور انہ قال لرجل ممن یغلو فیہم ویحکم احبونا باللہ فان اطعنا اللہ فاحبونا

اور اپنے والد کی طرف دیکھنے لگے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم بھی اس کے گواہ بنو اور میں بھی تمھارے ساتھ (اس کا) گواہ ہوں۔

قول اولاد حسن بن علی رضی اللہ عنہ

۴۔ روایت

عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند میں حسن بن زید بن حسن سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سامنے سے آئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؓ! یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے بعد جنّت کے بوڑھوں اور جوانوں سب کے سردار ہیں۔

اور محب طبری نے عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں اُن دونوں کو (تمام صحابہؓ سے) افضل سمجھتا ہوں اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہوں کسی نے ان سے کہا کہ شاید یہ تقیہ[1] ہے آپ کے دل میں اس کے خلاف ہے انھوں نے فرمایا مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اپنے دل کے خلاف کہتا ہوں۔

اور نیز ان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ صلے اللہ علیہما وسلم (اللہ صلوٰۃ و سلام نازل کرے ان پر) اور جو شخص ان کے لئے طلب رحمت نہ کرے اس پر اللہ رحم نہ کرے۔

اور حضرت حسن مثلث برادر حضرت عبد اللہؓ مذکور سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص سے جو بنی فاطمہ کی محبت میں غلو رکھتا تھا فرمایا کہ تمھاری خرابی ہو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرو (یعنی) اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو

[1] شیعہ بزرگان اہل بیت کے تمام اقوال کو جو خلاف مذہب شیعہ ہیں تقیہ پر محمول کرتے ہیں یعنے کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے دل ان کا کچھ اور تھا زبان کچھ اور تھی اور کہتے ہیں کہ وہ اپنا اصل مذہب ہم سے تنہائی میں بیان کرتے تھے مگر اس شدید قسم کے بعد جو حضرت عبد اللہؓ نے کھائی اہل سنت کی جرأت تو نہیں ہے کہ ان کو جھوٹا کہیں۔

وان عصینا الله فابغضونا فقال له رجل انکم ذو قرابة من رسول الله صلی الله علیه وسلم و اهل بیته فقال ویحکم لو کان الله نافعاً بقرابة رسول الله صلی الله علیه وسلم بغیر عمل بطاعته لنفع بذلک من هو اقرب الیه منا اباه و امه والله انی اخاف ان یضاعف الله للعاصی منا العذاب ضعفین والله انی لارجوان یؤتی المحسن منا اجره مرتین ثم قال لقد اساء بنا اٰباءنا و امهاتنا ان کان ماتقولون من دین الله ثم لم یخبرونا به ولم یطلعونا علیه و لم یرغبونا فیه ونحن کنا اقرب منهم قرابة منکم واجب علیهم واحق ان یرغبونا فیه منکم ولو کان الامر کما تقولون ان الله جل وعلا ورسوله صلی الله علیه وسلم اختار علیاً لهذا الامر والقیام علی الناس بعده فان علیاً اعظم الناس خطیئة وجرماً اذ ترک امر رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یقوم فیه کما امره ویعذر الی الناس فقال له الرافضی الم یقل النبی صلی الله علیه وسلم لعلی

اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض رکھو تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار اور آپکے اہل بیت ہیں (ہم آپسے بغض کیسے رکھ سکتے ہیں) انھوں نے فرمایا تمھارا خرابی ہو اگر اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بغیر اپنی عبادت کے کسی کو نفع دیتا تو جو ہم سب سے زیادہ حضرتؐ کے قرابت دار ہیں یعنے حضرتؐ کے والدین اُن کو ضرور نفع دیتا۔ واللہ میں اس بات کا خوف رکھتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے نافرمانی کرے گا اللہ اُس کو دُگنا عذاب دے گا اور واللہ میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے نیک کام کرے گا اللہ اُس کو دُگنا ثواب دے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ (اے لوگو) ہمارے باپ اور ماں نے ہمارے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا اگر جو کچھ تم بیان کرتے ہو وہ دینِ خدا ہو کہ اُنھوں نے ہم کو اس کی خبر نہ دی اور ہم کو اس سے مطلع نہ کیا اور ہم کو اس کی ترغیب نہ دی حالانکہ ہم تم سے زیادہ ان کے قریب تھے اور تم سے زیادہ ہمارا حق ان پر تھا کہ وہ ہم کو دین کی تعلیم دیتے اور اگر بقول تمھارے اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو رسولؐ کے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا ہوتا تو علیؓ سب سے زیادہ خطا کار اور سب سے زیادہ مجرم ہوئے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ترک کر دیا (اُن کو) چاہیے تھا کہ خلافت اپنے متعلق کر لیتے جیسا کہ اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور لوگوں کے سامنے (یہی) عذر کر دیتے (کہ میں مجبور ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے) تو رافضی نے اُن سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ

لہ اس قسم کا کلام ائمہ اہل بیت سے کتب شیعہ میں بھی مروی ہے چنانچہ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ایں ہے کہ حضرت امام زید شہید سے احول (شیعہ) نے ایک مرتبہ یہ ذکر کیا کہ خدا کی طرف سے ایک امام منصوص واجب الطاعۃ ہوتا ہے جیسے تمھارے باپ یعنی امام زین العابدین تھے یا تمھارے بھائی امام باقر ہیں تو حضرت زید شہید نے فرمایا کنت اجلس مع ابی علی الخوان فیلقمنی البضعة السمینة ویبرد لی اللقمة الحارة تبردا شفقة علی ولم یشفق علی من حر النار اذ اخبرک بالدین ولم یخبرنی به یعنے میں اپنے والد کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتا تو چکنی چکنی بوٹیاں مجھے کھلاتے اور گرم نوالہ میرے لئے ٹھنڈا کرتے اس قدر مجھ پر شفقت کرتے مگر دوزخ کی آگ کا میرے لئے کچھ خیال نہ کیا کہ دین کی باتیں تجھے بتائیں مجھے نہ بتائیں۔

www.kitabghar.org

من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال اما واللہ لو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذالک الامر والسلطان والقیام علی الناس لافصح بہ کما افصح بالصلوۃ و الزکوۃ والصیام والحج ولقال ایھا الناس ان ھذا الولی بعدی فاسمعوا واطیعوا۔

من کنت مولاہ یعنے میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ آگاہ رہو اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے خلافت اور سلطنت اور لوگوں کی حکومت مراد لیتے تو صاف صاف بیان فرما دیتے جس طرح نماز کو اور زکوۃ کو اور روزے کو اور حج کو صاف صاف بیان فرما دیا اور یقیناً اس طرح فرماتے کہ اے لوگو! یہ میرے بعد ولی ہے تم لوگ (اس کا حکم) سُنو اور مانو۔

ومن قول اولاد الحسین رضی اللہ عنھم

قول اولاد حسین رضی اللہ عنہ ۸- روایت

اما مرفوعاً فقد اخرج الترمذی عن الزھری عن علی بن الحسین عن علی بن ابی طالب قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرھما

{مرفوع حدیثیں} ترمذی نے زہری سے انھوں نے علی بن حسینؓ (زین العابدین) سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سامنے سے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونو پیران اہل جنت کے سردار ہیں اگلوں کے بھی اور پچھلوں کے بھی سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اے علیؓ! تم (اس کی) خبر اُن دونوں کو نہ دینا۔

واما موقوفاً فقد اخرج احمد فی مسند ذی الیدین عن ابی حازم قال جاء رجل الی علی بن الحسین فقال ما کان منزلۃ ابی بکر وعمر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال منزلتھما الساعۃ۔

{موقوف حدیثیں} امام احمدؒ نے حضرت ذوالیدینؓ کے مسند میں ابوحازم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص علی بن حسین (زین العابدین) کے پاس آیا اور اُس نے پوچھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں کس قدر تھا؟ فرمایا جس قدر اب ہے۔

واخرج الحاکم من طریق عبد اللہ بن عمر بن ابان قال حدثنا سفیان بن عیینۃ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ ان علیاً دخل علی عمر وھو مسجی فقال صلی اللہ علیک ثم قال ما من الناس احد احب الی ان القی اللہ بما فی صحیفتہ من ھذا المسجی۔

اور حاکم نے بروایت عبد اللہ بن عمر بن ابان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے سفیان بن عیینہ نے جعفر (صادق) ابن محمد (باقر) سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے جنازے پر گئے اُن کے جسم پر چادر پڑی ہوئی تھی تو حضرت علیؓ نے کہا کہ (اے عمرؓ!) اللہ آپ پر رحمت نازل کرے اس کے بعد کہا کہ اس چادر پوش سے زیادہ کوئی شخص نہیں ہے کہ اُس کے جیسے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنے کی میں آرزو کروں۔

وَاخرج محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ قال حدثنا ابوجعفر محمد بن علی قال جاء علی بن ابی طالب الی عمر بن الخطاب حین طُعِن فقال رحمك الله فوالله ما فی الارض احدٌ کنت القی الله بصحیفته احبُّ الیّ منك۔

اور (امام) محمد بن حسن نے (امام اعظم) ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم سے ابوجعفر یعنے محمد بن علی (باقرؒ) نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس گئے جب کہ وہ زخمی ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے اللہ کی قسم زمین میں آپ کے بعد اب کوئی نہیں ہے کہ اس کے ایسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملنے کی میں آرزو کروں۔

وَروی عن ابن ابی حفصۃ قال سألتُ محمد بن علی وجعفر بن محمد عن ابی بکر وعمر فقالا اماما عدل نتولاهُمَا ونتبرأ من عدوهما ثمّ التفت الی جعفر بن محمد فقال یا سالم أیسبُّ الرجلُ جدّہ ابوبکر الصدیق جدی لاتنالنی شفاعۃ جدی محمد صلی الله علیه وسلم ان لم اکن اتولاهُما واتبرأ من عدوهما۔

اور نیز (امام) محمدؒ نے ابن ابی حفصہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے محمد بن علی (باقر) اور جعفر بن محمد (صادق) سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بابت پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ وہ دونوں امام تھے عادل تھے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کے دشمن سے بیزار ہیں۔ اس کے بعد جعفر بن محمد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سالم کیا کوئی شخص اپنے نانا کو بُرا کہے گا۔ ابوبکر صدیقؓ میرے نانا ہیں مجھے میرے جد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں اور اُن کے دشمن سے بیزار نہ ہوں۔

وَعن ابی جعفر انه قال من جهل فضل ابی بکر وعمر جهل السنة وقیل له ماترٰی فی ابی بکر وعمر فقال انّی اتولاهُمَا واستغفر لهما فما رأیت احدًا من اهل بیتی الا وهو یتولاهُمَا۔

اور ابوجعفر (باقر) سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا جس نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت (رسولؐ) سے جاہل رہا اور اُن سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی نسبت کیا کہتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا میں ان سے محبّت رکھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبّت کرتے تھے۔

لہ امام ابوحنیفہؒ نے امام باقر سے بعض بعض روایتیں نقل کی ہیں اس بنا پر شیعوں کے امام اعظم شیخ حلّی نے مہناج الکرامۃ میں لکھ دیا کہ امام ابوحنیفہؒ نے امام جعفر صادق سے پڑھا ہے حالانکہ ان کی روایت امام باقر سے ہے نہ کہ امام صادق سے اور قطع نظر اس سے روایت تو اکابر اصاغر سے بھی کرتے ہیں اس سے پڑھنا لازم نہیں آتا شیخ الاسلام ابن تیمیہ مہناج السنۃ میں لکھتے ہیں کہ رافضی کا یہ کہنا کہ ابوحنیفہؒ نے صادق سے پڑھا بالکل جھوٹ ہے ابوحنیفہؒ تو ان کے ہمسر لوگوں میں ہیں ابوحنیفہ صادق کے والد امام باقر کی زندگی میں فتویٰ دیا کرتے تھے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ ابوحنیفہؒ نے ایک مسئلہ بھی صادق یا اُن کے والد سے سیکھا ہو بلکہ ابوحنیفہؒ نے اُن لوگوں سے علم حاصل کیا ہے جو ان سے زیادہ عمر رکھتے تھے مثل عطاء بن ابی رباح اور حماد وغیرہ کے۔ اس مقام پر ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفہ میں جو امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد حضرت جعفر صادق ہونا لکھا تو شیعوں نے انکی تکذیب کر دی حالانکہ خود انہی کا امام شیخ حلّی لکھتا ہے کہ اہلسنت کو نہ اسکا دعویٰ ہے نہ وہ حضرت صادق کی شاگردی امام ابوحنیفہ کے لئے باعثِ مفاخرت سمجھتے ہیں۔ ۲ہ امام جعفر صادق حضرت صدیقؓ کے پوتے کے نواسے ہیں انکی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ہیں۔

www.kitabghar.org

وسُئِل عن قوم یسُبّون ابابکر وعمر فقال اولئک المُرّاق

وعنه قال من شك فيهما كمن شك في السّنّة - وبغض ابي بكر وعمر نفاق وبغض الانصار نفاق انّه كان بين بني هاشم وبين بني عدي وبني تيم شحناء في الجاهلية فلمّا اسلموا تحابّوا ونزع الله ذلك من قلوبهم حتّى ان ابابكر اشتكى خاصرته فكان عليٌّ يسخن يده بالنار ويضمد بها خاصرة ابي بكر ونزلت فيهم هٰذه الاية وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔

اور نیز ان سے پوچھا گیا کہ جو لوگ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو بُرا کہتے ہیں (وہ کیسے ہیں؟) اُنھوں نے فرمایا وہ بے دین ہیں۔

اور نیز ان سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا جس نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ (کی افضلیت) میں شک کیا وہ مثل اس کے ہے جس نے سنّت (رسولؐ کی حقیقت) میں شک کیا۔ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کا بغض علامتِ نفاق ہے اور انصار کا بغض دلیل نفاق ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بنی ہاشم اور بنی عدی اور بنی تیم کے درمیان میں کچھ کینہ تھا مگر جب یہ لوگ اسلام لائے تو باہم دوست بن گئے اور اللہ نے اُن کے دلوں سے کینہ نکال دیا یہاں تک کہ ایک روز حضرت ابوبکرؓ کے کولہے میں درد تھا تو علیؓ اپنے ہاتھ کو گرم کر کے حضرت ابوبکرؓ کے کولہے کو سینکتے تھے۔ انھیں لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَنَزَعْنَا الاٰیۃ (ترجمہ) ہم نے نکال دیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ وہ بھائی بھائی (بنے ہوئے) تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (جنت میں) بیٹھے ہوں گے۔

فذلكة الفصل

وآں موقوف است بر تمہید مقدمہ شرائع ملتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دو قسم است قسمے آنست کہ پردہ از روئے حقیقت دراں قسم برانداختہ شد و تکلیف ناس بآں متحقق گشت اگر کسے بشبہہ ضعیف متمسک شدہ بخلاف آں قائل شود معذور نہ گردد

فذلکہ[۱] فصل (چہارم)

وہ (مضمون جو ہم اب بیان کرنا چاہتے ہیں) ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے۔

مقدمہ

ملّتِ محمدیہ {علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام} کے احکام دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم وہ ہیں کہ اُن میں اصل حقیقت سے پردہ اُٹھا دیا گیا (اور شریعت نے اُن کو صاف کھول کر بیان کر دیا) اور لوگوں کا اُن احکام کے ساتھ مکلف ہونا ثابت ہو چکا اب اگر کوئی شخص کسی کمزور شبہ کو دستاویز بنا کر ان احکام کی مخالفت کرے تو وہ (عند اللہ) معذور نہ ہوگا

[۱] فذلکہ خلاصہ کو کہتے ہیں یہ لفظ زیادہ تر اہل حساب کی تحریرات میں استعمال ہوتا ہے۔ فذلکۃ الحساب خلاصہ حساب کو کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

ومقلد آں قائل نیز معذور نباشد فی الحقیقۃ مدار شریعت ہماں احکام است وسنن و ابتداع بقبول ورد آں منوط وعندکم مّن اللہ فیہ برھان برآں صادق وآں ماخوذ است از صریح کتاب یا صریح سنت مشہورہ یا اجماع طبقۂ اولے یا قیاس جلی برکتاب وسنت چوں حکمے بایں وجہ ثابت شود مجال خلاف نماند و مخالف معذور نباشد مثل انکارِ زکوٰۃ بعد وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم دراں باب مذاکرہ کردند آخرہا بقول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رجوع نمودہ ہمہ باجمعہم قتال آں جماعہ پیش گرفتند قدریہ ومرجیہ و خوارج وروافض درہمین منزلت اند و در احادیث صحیحہ ذم وتشنیع ایں ہرچہار مذکور است۔

قسم دیگر است کہ پردہ از روئے کار بر انداختہ نشد وتکلیف ناس باں جہرۂ متحقق نگشت بلکہ اختلاف ادلہ یا عدم شیوع احادیث دراں مسئلہ حجاب چہرۂ مقصود آمد یا دلیلے صریح دراں باب یافتہ نشد استنباطات واقیسہ شذر ونذر رفتند وایں قسم مجتہد فیہ ست جمعے گویند کل مجتہد مصیب وطائفہ المصیب واحدٌ والاٰخر معذورٌ گویند وتحقیق نزدیک بندۂ ضعیف عفی عنہ تفصیل است اگر خبر واحد صادق بیکے رسید وبدیگرے نرسید اول مصیب است وآخر معذور واگر منشأ اختلاف تعدد طرق جمع بین الدلیلین است یا قیاس خفی

اور نہ اس مخالف کا مقلّد معذور ہوگا درحقیقت شریعت کی بنا انہی احکام پر ہے اور سُنّی اور بدعتی ہونا انہی احکام کے قبول اور رد سے وابستہ ہے (اگر قبول کیا تو سُنّی۔ رد کیا تو بدعتی) اور عندکم مّن اللہ فیہ برھان اسی قسم (کے احکام) پر صادق ہے اور یہ احکام (وہ ہیں جو) صریح قرآن یا صریح حدیث مشہور سے یا طبقۂ اولٰے کے اجماع سے یا قرآن وحدیث پر قیاس جلی کرکے نکالے گئے ہیں۔ جب کوئی حکم (شریعت کا) اس طریقہ سے ثابت ہوجائے تو اُس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہتی اور مخالف (ایسے حکم کا) معذور نہیں ہوتا جیسے انکار زکوٰۃ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس بارہ میں مباحثہ کیا آخر سب نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا (کہ منکر زکوٰۃ معذور نہ سمجھا جائے) اور سب نے بالاتفاق منکرینِ زکوٰۃ سے قتال شروع کردیا۔ قدریہ اور مرجیہ اور خوارج اور روافض اسی درجہ میں ہیں۔ (جس میں منکرینِ زکوٰۃ تھے) صحیح حدیثوں میں ان چاروں (فرقوں) کی مذمت وتشنیع مذکور ہے۔

دوسری قسم وہ ہیں کہ ان میں اصل حقیقت سے پردہ نہیں اٹھایا گیا اور لوگوں کا ان احکام کے ساتھ مکلف ہونا واضح طور پر ثابت نہ ہوا بلکہ دلائل کا اختلاف یا حدیثوں کا شائع نہ ہونا اس مسئلہ میں چہرۂ مقصود کا حجاب بن گیا یا کوئی صریح دلیل اس مسئلہ میں ملی ہی نہیں استنباطات اور قیاسات مختلف جانب گئے اس قسم کے احکام میں اجتہاد کیا جاتا ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ ہر مجتہد صواب پر ہے اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ صواب پر صرف ایک مجتہد ہے اور دوسرے مجتہد معذور ہیں مگر اس بندۂ ضعیف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ یوں تفصیل کی جائے کہ اگر حدیث واحد ثقہ ایک مجتہد کو پہنچی اور دوسرے کو نہ پہنچی تو جس کو پہنچی وہ صواب پر ہے جس کو نہ پہنچی وہ معذور ہے اور اگر منشاء اختلاف کا جمع بین الدلیلین کی صورتوں کا متعدد ہونا یا کوئی قیاس خفی ہے تو (ایسی حالت

www.kitabghar.org

ہردو مصیب اند زیرا کہ مراد حالتئیکہ موافقت شارع است وگردن نہادن بحکم او وہریکے آں موافقت را بجا آورد و مذاہب فقہاء اہلسنت باہم ہمیں قسم در ہرِ دو مات اُفتادہ اند و ہمہ مقبول اند۔

غرض دریں فصل بلکہ دریں فصول بیان آنست کہ ثبوت قرشیت و سوابق اسلامیہ و بشارت بجنت وغیر آں خلفائی راشدین را از قسم اوّل ست حجۃ اللہ بر منکران آنہا قائم است و شبہات رکیکہ ایشاں عند اللہ معذور نہ ساخت ایشاں را و منکر ایشاں مبتدع است و دور از حق برہان اللہ اورا از بساطِ محمدین علے متبوعھم افضل الصّلوات وایمنُ التّحیات مطرود و مہجور گردانیدہ بل عۃً مُکفّرۃ عند البعض ومُفَسّقَۃ اَشدَّ الفسق عند الاٰخرین باز اشتراط قرشیت و سائر خصال سبعۂ مذکورہ در خلافتِ خاصہ بآیات واحادیثِ صحیحہ و آثار صحابہ ثابت است باز خلافت خلفاء در شریعت ثابت است صحابہ و تابعین در اثباتِ آں مسالکِ متعددہ سلوک نمودہ اند و ہر مسلکے دلالت دارد اما قطعیۃً واما ظنیۃً چوں ہمہ را با جمعہا تأمل کنیم متواتر بالمعنے گردد و عموماتِ آیات و اشارات و قرائن آں چوں باں یار شود افادہ قطع فرماید۔

چوں ایں مقدمہ مہمد شد می گوئیم آنا بودنِ خلفاء از قریش و بودن ایشان از سابقین در اسلام و بودنِ ایشان از مہاجرین اوّلین و شہود ایشان در بدر و حدیبیۃ و سائر مشاہد خیر مقطوع بہ است مخالف را مجال انکار نیست و اطالتِ کلام دراں

میں) دونوں مجتہد صواب پر ہیں کیونکہ مقصد (اصلی) ایسی حالت میں شارع کی موافقت کرنا اور اس کے حکم پر گردن رکھدینا ہے اور (صورت مذکورہ میں) ہر مجتہد اس موافقت کو بجالایا فقہائے اہلِ سنّت کے مذاہب میں باہم اسی قسم کا اختلاف ہے اور سب مقبول ہیں۔

(ہماری) غرض اس فصل میں بلکہ ان تمام فصول میں اس بات کا بیان کرنا ہے کہ خلفاء راشدین کے لئے قریشیت اور سوابقِ اسلامیہ کا اور جنتی ہونے کا اور نیز دوسرے فضائل کا ثبوت قسم اوّل میں (داخل ہے) اور حجت الٰہی اُن کے منکروں پر قائم ہے اور اُن کے کمزور شبہات نے اُن کو عند اللہ معذور نہیں بنایا جو شخص ان کا منکر ہے وہ بدعتی ہے، حق سے دُور ہے برہانِ الٰہی نے اُس کو محمدین {علی متبوعھم افضل الصّلوٰۃ وایمن التحیات} کے مسند سے نکال دیا ہے (یہ) بدعت (ان کی) بعض (علماء) کے نزدیک کافر بنانے والی اور بعض کے نزدیک سخت فاسق بنادینے والی ہے۔ پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) قریشیت اور باقی صفاتِ ہفت گانہ مذکورہ کا خلافتِ خاصہ میں شرط ہونا آیات اور احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے پھر (یہ بھی واضح رہے) کہ خلفاء کی خلافت شریعت میں ثابت ہے۔ صحابہ و تابعین نے اس کے ثابت کرنے میں متعدد طریقے اختیار کئے ہیں اور ہر طریقہ (حقیقتِ خلافت پر) دلالت کرتا ہے خواہ وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جب ہم ان سب استدلالوں کو جمع کرتے ہیں تو وہ متواتر بالمعنے ہوجاتے ہیں اور جب آیتوں کے عموم اور اشارے اور اُن کے قرینے ان استدلالوں کے ساتھ مل جاتے ہیں تو وہ استدلال قطعی ہوجاتے ہیں۔

جب یہ مقدمہ بیان ہوچکا تو اب ہم کہتے ہیں کہ خلفاء کا قریشی ہونا اور سابقینِ اسلام سے ہونا اور مہاجرینِ اوّلین سے ہونا اور بدر و حدیبیہ اور دوسرے مشاہدِ خیر میں شریک ہونا قطعی ہے کسی مخالف کو انکار کی گنجائش نہیں ہے اس میں زیادہ

www.kitabghar.org

شبیہ بلغو مے نماید مع ہذا فصلے ازاں در آثار ایشاں بالمغ وجوہ مذکور خواہد شد غیر آنکہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ در بدر و بیعۃ الرضوا و مرتضٰی کرم اللہ وجہہ در تبوک حاضر نبودند لیکن حکم حاضرین داشتند چنانکہ بیاید۔

اما آنکہ قرشیت شرط خلافت اختیاریہ است ولیس الکلام فی الخلافۃ الضروریۃ پس باحادیث بسیار ثابت است۔

از انجملہ حدیث صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرفوعاً الایمۃ من قریش وموقوفاً لم یعرف ہذا الامر الا لہذا الحی من قریش ہم اوسط العرب داراً و حدیث حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ وسعد بن ابی وقاص مرفوعاً من اراد ہوان قریش اہانہ اللہ و حدیث حضرت مرتضٰی مرفوعاً الا ان الامراء من قریش ما قاموا بثلاث ما حکموا فعدلوا و ما عاہدوا فوفوا وما استرحموا فرحموا و حدیث ابن عمر رض مرفوعاً لا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان و حدیث ابن عباس مرفوعاً اللہم اذقت اول قریش نکالا فاذق آخرہم نوالا اخرجہ الترمذی و حدیث ابی موسٰی مرفوعاً ان ہذا الامر فی قریش

گفتگو کرنا مثل لغو (کام) کے معلوم ہوتا ہے تاہم کچھ حصہ ان مباحث کا خلفاء کے مآثر میں عمدہ طریقہ سے مذکور ہوگا (شیخین رض کے متعلق تو کوئی بات نکلتی ہی نہیں) سوا اس کے کہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ بدر اور بیعۃ الرضوان میں اور حضرت مرتضٰے کرم اللہ وجہہ تبوک میں حاضر نہ تھے مگر وہ بھی حاضرین کا حکم رکھتے تھے جیسا کہ آیندہ بیان ہوگا (اب اس وقت اُن صفات کا شرط خلافت ہونا اور خلفاء میں پایا جانا نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے)۔

قریشی ہونا یہ اس خلافت کی شرط ہے جو اپنے اختیار سے قائم کی جائے ہماری گفتگو اس خلافت میں نہیں ہے جو بضرورت قائم ہوئی ہو پس (اس کا شرط ہونا) بہت حدیثوں سے ثابت ہے۔

از انجملہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی (روایت کی ہوئی) مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے ہیں اور نیز اُن کی موقوف حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) معلوم نہیں تھا مگر اسی قبیلۂ قریش کے لئے جو باعتبار خاندان کے تمام عرب سے بہتر ہے۔ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص کی مرفوع حدیث ہے کہ جو شخص قریش کو ذلیل کرنا چاہے اللہ اُس کو ذلیل کرے اور حضرت مرتضٰے کی مرفوع حدیث ہے کہ آگاہ رہو خلفاء قریش میں سے ہونے چاہئیں جب تک کہ ان میں یہ تین صفتیں قائم رہیں۔ اگر حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور وعدہ کریں تو پورا کریں اور اگر اُن سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں۔ اور حضرت ابن عمر رض کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں رہے گا جب تک کہ دو قریشی بھی باقی رہیں اور حضرت ابن عباس رض کی مرفوع حدیث ہے کہ (حضرت ص نے دعا مانگی) یا اللہ جس طرح تو نے پہلے قریش کو بلا میں مبتلا کیا اسی طرح اخیر میں ان پر انعام کر ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابو موسیٰ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں رہے گا

www.kitabghar.org

ما داموا اذا استرحموا فرحموا الخ وحديث ابى هريرة مرفوعًا الناس تبعٌ لقريش فى هذا الشان مسلمهم لمسلمهم وكافرهم لكافرهم وايضا حديث ابى هريرة مرفوعًا ان لقريش حقًا ما حكموا فعدلوا واثتمنوا فادوا واسترحموا فرحموا. وايضًا حديث ابى هريرة مرفوعًا الملك فى قريش والقضاء فى الانصار والاذان فى الحبشة والامانة فى الازد وحديث جابر مرفوعًا الناس تبعٌ لقريش فى الخير والشر وحديث انس مرفوعًا الائمة من قريش انّ لهم عليكم حقا ولكم عليهم حقا مثل ذلك ما ان استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا وان حكموا عدلوا فمن لم يفعل ذلك منهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين وحديث ابى برزة الاسلمى مرفوعًا الامراء من قريش لكم عليهم حقٌ ولهم عليكم حقٌ ما فعلوا ثلاثًا كمثل حديث انس وحديث ذى مخمر كان هذا الامر فى حمير فنزعه الله منهم فجعله فى قريش الخ وحديث معوية بن ابى سفيان مرفوعًا ان هذا الامر فى قريش لا يعاديهم احدٌ الا كبّه الله على وجهه ما اقاموا الدين وحديث جابر بن سمرة وابى جحيفة مرفوعًا لا يزال الاسلام عزيزًا الى اثنى عشرة خليفة

جب تک کہ (اُن میں یہ صفتیں قائم رہیں کہ) اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں الخ۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں۔ مسلمان لوگ مسلمان قریشیوں کے اور کافر لوگ کافر قریشیوں کے اور نیز حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ قریش کا حق ہے جب تک (کہ اُن میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر) حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں۔ امین بنائے جائیں (حق امانت) ادا کریں اور اُن سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں۔ اور نیز حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ منصب خلافت قریش میں ہے اور عہدۂ قضا انصار میں اور عہدۂ اذان حبشیوں میں اور صفتِ امانت قبیلۂ ازد میں۔ اور حضرت جابرؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ لوگ قریش کے تابع ہیں نیکی میں بھی بدی میں بھی۔ اور حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے ہیں بیشک (اے لوگو!) قریش کا تم پر حق ہے اور اسی طرح تمہارا حق بھی قریش پر ہے جب تک (کہ قریش میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر) اُن سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور وعدہ کریں تو اُس کو پورا کریں اور حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں۔ جو شخص ان میں سے ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت اور ابو برزہ اسلمی کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے ہیں (اے لوگو!) تمہارا حق قریش پر اور قریش کا حق تم پر ہے جب تک کہ ان میں تین صفتیں باقی رہیں۔ اس کے بعد حضرت انسؓ کی حدیث کے مثل ہے۔ اور حضرت ذی مخمرؓ کی حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قبیلۂ حمیر میں تھا مگر اب اللہ نے ان سے نکال کر اس کو قریش میں رکھا۔ اور حضرت معاذ بن ابی سفیان کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں ہے جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو سرنگون کردے گا جب تک کہ قریش دین کو قائم رکھیں۔ اور حضرت جابر بن سمرہ اور ابو جحیفہ کی حدیث ہے کہ بارہ خلفاء کے وقت تک اسلام غالب رہے

www.kitabghar.org

بکلهم من قریش وحدیث عمرو بن العاص
مرفوعًا قریش ولاة الناس فی الخیر و
الشر الی یوم القیٰمة اخرجه الترمذی واخرج
الشافعی عن ابن ابی فدیك عن ابن
ابی ذیب عن مشایخه احادیث منها عن
ابن شهاب انه بلغه ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال قدموا قریشا ولا تقدموها
وتعلموا من قریش ولا تعالموها او تعلموها
شك ابن ابی فدیك ومنها عن حکیم بن ابی حکیم
انه سمع عمر بن عبد العزیز وابن شهاب یقولان
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهان
قریشا اهانه الله ومنها عن الحارث بن
عبد الرحمن انه قال بلغنا ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال لولا ان یبطر قریش
لاخبرتها بالذی لها عند الله عز وجل ومنها
عن شریك بن ابی نمر عن عطاء بن یسار ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لقریش انتم
اولی الناس بهذا الامر ما کنتم مع الحق الا
ان تعدلوا عنه فتلحون کما تلحی هذه الجریدة
یشیر الی جریدة فی یده واخرج الشافعی عن
یحیی ابن سلیم عن عبد الله بن عثمان بن خثیم
عن اسمٰعیل بن عبید بن رفاعة الانصاری
عن ابیه عن جده رفاعة ان النبی صلی الله
علیه وسلم نادی ایها الناس ان قریشا اهل
امانة من بغاها العواثر کبه الله لمنخریه
یقولها ثلثا واخرج الشافعی عن عبد العزیز
بن محمد عن یزید بن الهاد ان محمد بن ابراهیم
حدثه ان قتادة بن النعمان وقع بقریش فکانه
نال منهم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

یہ سب خلفاء قریش سے ہوں گے۔ اور حضرت عمرو بن عاص رضؓ کی
مرفوع حدیث ہے کہ قریش قیامت تک سب لوگوں کے سردار ہیں
نیکی میں بھی اور بدی میں بھی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔
اور امام شافعیؒ نے ابن ابی فدیک سے انھوں نے ابن ابی ذیب
سے انھوں نے اپنے مشائخ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔
از انجملہ ابن شہاب سے روایت ہے کہ اُن کو یہ خبر ملی کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کو مقدم کرو تم خود
ان سے مقدم نہ بنو قریش سے علم حاصل کرو تم خود ان کے معلم
نہ بنو۔ اور از انجملہ حکیم بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ انھوں نے عمر بن عبد العزیزؒ اور ابن شہابؒ
سے سُنا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو قریش کی توہین کرے اس کو اللہ ذلیل کرے۔ اور
از انجملہ حارث بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے ہم کو خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا اگر قریش میں فخر نہ پیدا ہو جاتا تو میں ان کو اس نعمت سے آگاہ کر دیتا جو اُن کے لئے
اللہ عزوجل کے یہاں ہے۔ اور از انجملہ شریک بن ابی نمر سے روایت ہے کہ وہ
عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے قریش سے فرمایا تم اس کام کے سب سے زیادہ حقدار ہو جب تک تم
حق کے ساتھ رہو۔ ہاں جب تم حق سے ہٹ جاؤ گے تو اس
طرح چھیل کر پھینک دیئے جاؤ گے جس طرح یہ شاخ خرما (ایک
شاخ خرما آپ کے ہاتھ میں تھی اس کی طرف آپ نے اشارہ
فرمایا) چھیلی جاتی ہے۔ اور امام شافعیؒ نے یحییٰ بن سلیم سے
انھوں نے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے انھوں نے اسمٰعیل
بن عبید بن رفاعہ انصاری سے انھوں نے اپنے والد سے
انھوں نے ان کے دادا رفاعہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ اے
لوگو! قریش اہل امانت ہیں جو شخص ان پر کوئی حادثہ لانا
چاہے گا اللہ اس کو ناک کے بل گرا دے گا (یہی جملہ آپ نے
تین مرتبہ (فرمایا) اور امام شافعیؒ نے عبد العزیز بن محمد
سے انھوں نے یزید بن ہادی سے روایت کی ہے کہ محمد بن
ابراہیم نے ان سے بیان کیا کہ قتادہ بن نعمان قریش کا ذکر
کرنے لگے اور اُنکی برائی بیان کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

www.kitabghar.org

مهلا یا قتادة لا تشتم قریشاً فانك لعلك
تری فیها رجالاً او یأتی منهم رجال
تحقر عملك مع اعمالهم وتغبطهم اذا
رأیتهم لولا ان تطغی قریش لاخبرتها
بالذی لها عند الله واخرج الشافعی
عن سفیان بن عیینة عن ابن ابی نجیح
عن مجاهد فی قوله تعالی وانه لذکر
لك ولقومك قال یقال ممن
الرجل فیقال من العرب فیقال من
ای العرب فیقال من قریش وذکر
الشافعی متن الحدیث تعلیقا ثم وصله
البیهقی باسناده عن جبیر بن مطعم
قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم للقرشی مثل قوة الرجلین من
غیرهم فقیل للزهری بم ذلك قال
من نبل الرأی ذکر هذه الاحادیث
کلها البیهقی فی اوائل سننه الصغری۔

بالجملہ جمعے کثیر از صحابہ و تابعین این مدعا را
روایت کردہ اند بالفاظ مختلفہ و طرق متغایرہ
بعض ازاں صریح است در خلافت قریش
وبعض اشارہ است بآں و بعض قرینہ
است کہ ذہن را باں نزدیک میگرداند
بعد ازاں نزدیک وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم انصار گفتند منا
امیر و منکم امیر و مہاجرین بہمیں حدیث
ایشاں را از خلافت باز داشتند و بر ہمیں
معنے اجماع منعقد شد و مخالف
ساکت گشت و ایں قصہ را طرق بسیار
است بعض روایات آں

اے قتادہ! چپ رہو۔ قریش کو برا نہ کہو کیونکہ امید ہے کہ
تم ان میں کچھ لوگ ایسے دیکھو گے یا (فرمایا) کہ ان میں کچھ لوگ
ایسے ہوں گے جن کے اعمال کے سامنے تم اپنے اعمال کو حقیر
سمجھو گے اور جب تم ان کو دیکھو گے تو ان پر غبطہ کرو گے اگر
قریش کے مغرور ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو بیشک میں اُن کو
آگاہ کر دیتا اُس نعمت سے جو اُن کے لئے اللہ کے یہاں ہے۔
اور امام شافعیؒ نے سفیان بن عُیینہ سے اُنھوں نے ابن ابی نجیح
سے اُنھوں نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے قول وانہ لذکر
لك ولقومك کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ (قریش کا اس قدر
نام ہوگا کہ) پوچھا جائے گا فلاں شخص کس قوم کا ہے؟
کہا جائے گا عرب کا ہے تو پوچھا جائے گا کہ عرب کے کس خاندان
سے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ خاندانِ قریش سے (یہ سُنکر پوچھنے والا
چُپ ہو جائے گا کہ جب قریشی ہے تو اس کا کیا کہنا) اور امام
شافعیؒ نے تعلیقاً مگر بیہقی نے موصولاً اپنی سند کے ساتھ
حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایک قریشی دو غیر قریشیوں کے برابر ہے۔ زُہری
سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ بوجہ ان کی
عقلمندی کے۔ ان تمام حدیثوں کو (جو امام شافعیؒ سے نقل کی
گئیں) بیہقی نے اپنی سُنن صغریٰ کے شروع میں لکھا ہے۔

المختصر صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے اس مضمون
کو بالفاظ مختلفہ و اسانید متعددہ روایت کیا ہے جن میں
بعض خلافت قریش پر صراحۃً اور بعض اشارۃً دلالت کرتی
اور بعض میں کوئی قرینہ ایسا موجود ہے کہ ذہن خلافت کی
طرف جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے بعد (یہ دیکھو کہ) آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار نے (مہاجرین سے)
کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ مہاجرین
نے اسی حدیث (خلافتِ قریش) کے ذریعہ سے ان کو خلافت
سے روک دیا اور اسی پر اجماع ہو گیا اور مخالف چُپ ہو گئے
اس واقعہ کی بہت سندیں ہیں جن میں سے چند روایتیں ہم

www.kitabghar.org

در قصۂ انعقاد خلافت حضرت صدیق بیان خواہیم کرد بالجملہ بعد آں مناظرہا اجماع منعقد شد ومجلس بر ہماں اتفاق گزشت

اما آنکہ از مہاجرین اولین بودن شرط خلافتِ خاصہ است پس بقول خدائے تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ الآیۃ وبقول وے عزوجل الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ الآیۃ وقول حضرت فاروق در خطبۂ آخرہ چوں خلافت را شورائے ساخت درمیانِ شش کس وانی قد علمت ان اقواما سیطعنون فی هذا الامر انا ضربتهم بیدی هذا علی الاسلام فان فعلوا فاولئك اعداء الله الکفار الضلال وقول ابن عمرؓ احق بهذا الامر من قاتلك وقاتل اباك علی الاسلام وقول زید بن ثابت روز انعقاد خلافت حضرت صدیقؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان من المهاجرین فان الامام یکون من المهاجرین ونحن انصاره کما کنا انصار رسول الله صلی الله علیه وسلم وقول رفاعۃ بن رافع زرقی بدری در قصۂ خروج طلحۃ والزبیر علی علی وبلوغ الخبر الی علی

حضرت صدیقؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان میں ذکر کریں گے حاصل یہ کہ بعد ان مناظروں کے اجماع ہوگیا (کہ خلافت غیر قریش کو نہیں مل سکتی) اور (وہ) مجلس اسی اجماع پر ختم ہوگئی۔

مہاجرین اولین میں سے ہونا خلافتِ خاصہ کے لئے شرط ہے بدلیل قول حق تعالیٰ لَا يَسْتَوِي الآیۃ (ترجمہ) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے (راہِ خدا میں) خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا (ان لوگوں کے جنھوں نے بعد فتح خرچ وقتال کیا) قبل از فتح خرچ وقتال کرنے والے بہت زیادہ ہیں رتبہ میں اُن لوگوں سے جنھوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور قتال کیا اور بدلیل قول حق تعالے الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ الآیۃ۔[لہ] اور حضرت فاروقؓ نے اپنے آخری خطبہ میں جب کہ انھوں نے خلافت کو بطور مشورہ کے چھ آدمیوں کے درمیان میں دائر کیا فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ اس بارہ میں طعن کریں گے (مگر ان کے طعن کا کچھ اعتبار نہیں وہ نو مسلم ہیں) میں نے اپنے اسی ہاتھ سے انھیں اسلام پر مارا ہے اگر وہ لوگ ایسا کریں تو وہ خدا کے دشمن اور کافر اور گمراہ ہیں۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے (حضرت معاویہؓ کی نسبت) فرمایا کہ خلافت کا تم سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمہارے والد سے اسلام پر قتال کیا۔ اور حضرت زید بن ثابتؓ نے بروزِ انعقاد خلافتِ صدیقیہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین (کے گروہ) سے تھے لہٰذا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہیئے اور ہم اس خلیفہ کے مددگار رہیں گے جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے۔ اور رفاعہ بن رافع زرقی بدری نے اس وقت جب کہ طلحہ وزبیر (رضی اللہ عنہما) نے حضرت علیؓ پر خروج کیا اور حضرت علیؓ کو اسکی خبر ملی فرمایا

لہ اس آیت سے استدلال اسطرح ہے کہ اس آیت میں مہاجرین اولین کی نسبت یہ اطمینان دلایا ہے کہ جب انکو حکومت ملیگی تو ان سے افعالِ پسندیدہ کا ظہور ہوگا پس خلیفہ اگر مہاجرین میں سے ہوگا تو از روئے اس آیت کے اس کی خیریت پر اطمینان ہوگا ورنہ نہیں۔

www.kitabghar.org

فی الاستیعاب فقال رافع بن رافع الزرقی ان الله لما قبض رسوله صلی الله علیه وسلم ظننّا انا احق الناس بهذا الامر لنصرتنا الرسول ومکاننا من الدین فقلتم نحن المهاجرون الاوّلون واولیاء رسول الله صلی الله علیه وسلم الاقربون انا نذکرکم الله ان لا تنازعونا مقامه فی الناس فخلّیناکم والامر فانتم اعلم وما کان بینکم غیر انّا لما رأینا الحق معمولا به والکتاب متّبعا والسنّة قائمة رضینا ولم یکن الا ذلک فلما رأینا الاثرة انکرنا الی اخرما قال و قول عبد الرحمن بن غنم الاشعری لابی هریرة وابی الدرداء وای مدخل لمعاویة فی الشوری وهو من الطلقاء الذین لا تجوز لهم الخلافة وهو وابوه رؤس الاحزاب فندما علی مسیرهما وتابا بین یدیه

وازینجا معلوم شد کہ ابودرداء وابوہریرہ آخراً بقول عبدالرحمٰن بن غنم رجوع کردند۔

وحدیث جریر بن عبداللہ مرفوعاً المهاجرون والانصار اولیاء بعضهم لبعض والطلقاء من قریش والعتقاء من ثقیف بعضهم اولیاء بعض

جیسا کہ استیعاب میں مذکور ہے کہ اللہ نے جب اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُٹھا لیا تو ہم نے سمجھا تھا کہ اس کام کا استحقاق سب سے زیادہ ہم کو ہے کیونکہ ہم نے رسول کی مدد کی ہے اور دین میں ہماری یہ منزلت ہے مگر آپ لوگوں نے کہا کہ ہم مہاجرین اوّلین ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب حقدار ہیں ہم تمھیں اللہ کو یاد دلاتے ہیں کہ حضرتؐ کی جانشینی کے متعلق ہم سے نزاع نہ کرو پھر ہم نے خلافت کے متعلق آپ لوگوں سے کچھ نہ کہا کیونکہ آپ لوگ اپنی حالت کو خوب جانتے ہیں ہم نے تو جب یہ دیکھا کہ حق پر عمل ہو رہا ہے اور قرآن کی پیروی کی جارہی ہے اور سنّت (نبوی) قائم ہے تو ہم راضی ہوگئے اور ہم کو اس کے سوا اور کچھ چاہیئے بھی نہ تھا مگر جب ہم نے دیکھا کہ (ہم پر) دوسروں کو ترجیح (دی جاتی) ہے تو ہم نے اختلاف کیا الیٰ آخرہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعریؓ نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ سے کہا تھا کہ (آپ لوگ حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت علیؓ کو شوریٰ کا پیغام دینے کیوں آئے؟) معاویہؓ کو شوریٰ میں کیا دخل ہے؟ معاویہؓ تو طلقاء میں سے ہیں جن کے لئے خلافت ہو ہی نہیں سکتی وہ اور اُن کے والد دونوں سرداران احزاب[1] میں میں تھے۔ یہ سُنکر حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ اپنے آنے پر نادم ہوئے اور دونوں نے حضرت عبدالرحمٰن کے سامنے توبہ کی۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے بالآخر حضرت عبدالرحمٰنؓ کے قول کی طرف رجوع کیا۔ اور جریر بن عبداللہ کی مرفوع حدیث ہے کہ مہاجرین و انصار باہم ایک دوسرے کے ولی (دوست اور مددگار ہیں) اور قریش کے طُلقاء اور ثقیف کے عتقاء باہم ایک دوسرے کے ولی ہیں۔

[1] یعنے غزوۂ احزاب میں جو کافر لڑنے کے لئے آئے اُن کے سرداروں میں سے تھے۔

www.kitabghar.org

الیٰ یوم القیٰمۃ واز اَدِلِّ دلائل مدعا قول حضرت مرتضٰے است کہ چندیں مرّہ بطرف اہل شام نوشت کہ امر خلافت منفوّض است بمہاجرین وانصار دیگریرا برادر حلّ وعقد آں مدخل نہ چوں ایشاں بیعت کردند دیگراں را مجال خلاف نماند۔

واز قرائنِ ایں مدعا حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احق بامامتِ صلوٰۃ قَالَ رسول اللہ صلے اللہ عَلَیْہِ وسَلَّم فان کانوا فی السنّۃ سواء فاقدمھم ھجرۃً وآیتِ کریمہ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الی ان قال اللّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ وامِ ہانی بسبب قید ہجرت از شرفِ تزوّج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محروم ماند واز قرائنِ ایں معنٰے آن است کہ حضرت عباسؓ را باوجود عمومت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم ومقدم بنی ہاشم بودن در امرِ خطیر خلافت دخل نبود وبا او اعتدادے نہ وبعض ولدِ او بایں معنے اشارہ کردہ است اخرج الحاکم عن ابی اسحٰق قال سألت قُثَم بن العباس کیف ورث علیؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم

قیامت تک (یونہی رہے گا) اور اس بات کی ایک عمدہ دلیل حضرت مرتضٰے کا یہ قول ہے جو انھوں نے کئی بار اہلِ شام کو لکھا[1] کہ خلافت کا معاملہ مہاجرین وانصار کے اختیار میں ہے کسی دوسرے کو منعقد کرنے نہ کرنے میں کچھ دخل نہیں جب مہاجرین وانصار نے (کسی کے ہاتھ پر) بیعت کرلی (تو وہ خلیفہ ہوگیا) دوسروں کو مخالفت کی گنجائش نہیں رہی۔

اور اس مقصد کے قرائن میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جو اس بارہ میں ہے کہ امامت نماز کا حقدار کون ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بہت سے لوگ اتباعِ سُنّت میں مساوی ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامتِ نماز کا مستحق ہے۔ اور یہ آیت (بھی اس مقصد کا قرینہ بن سکتی ہے) اِنَّآ اَحْلَلْنَا الآیۃ (ترجمہ) اے نبی! بیشک ہم نے حلال کیں واسطے آپؐ کے بیبیاں آپ کی یہاں تک کہ فرمایا جنھوں نے ہجرت کی ہو آپؐ کے ساتھ۔ اُمّ ہانی اسی قیدِ ہجرت کے سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے محروم ہوگئیں۔ اور اس مدعا کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ حضرت عباسؓ کو باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ہونے اور بنی ہاشم کے سردار ہونے کے خلافت کے معاملہ میں کچھ دخل نہ تھا اور اُن کا ذکر ہی نہ آتا تھا۔ اُن کی اولاد میں بعض لوگوں نے اس کا سبب بیان کیا ہے چنانچہ حاکم نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے قُثَم بن عباس سے پوچھا کہ علیؓ کیوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وارث (یعنے جانشین) ہوئے اور

[1] اس قسم کی تحریر حضرت علی مرتضٰے کی کتب شیعہ میں بھی ہے۔ چنانچہ نہج البلاغت مطبوعہ مصر قسم دوم صـ۸ میں ایک خط علی مرتضٰے کا بنام حضرت معاویہؓ ہے جس کی عبارت یہ ہے انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجل وسموہ اماما کان ذٰلک رضی یعنے مجھ سے اُن لوگوں نے بیعت کی ہے جنھوں نے ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ سے بیعت کی تھی انہی شرائط کے ساتھ جن شرائط کے ساتھ ان سے بیعت کی تھی لہٰذا کسی حاضر کو حق نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کو اختیار کرے اور نہ کسی غائب کو اختیار ہے کہ وہ رد کرے سوا اس کے نہیں کہ مشورے کا اختیار مہاجرین وانصار کو ہے جس پر وہ لوگ اتفاق کرلیں اور اس کو امام کہدیں وہی پسندیدہ ہے۔

www.kitabghar.org

دون کم قال لانه کان اوّلنا به لحوقا واشدّنا به لزوقا بالجمله این مدعاکه از مهاجرینِ اوّلین بودن اعظم شرف است در اسلام ومطلوب است در خلافت بماخذ بسیار ثابت است و در مجلس انعقادِ اجماع بر خلافتِ صدیقِ اکبر مذکور شده است۔

قرشیت و ہجرتِ اوّلیہ باہم عموم و خصوص من وجہ دارند و صدیقِ اکبرؓ و نظراء او مادۂ اجتماع بودند لہٰذا صرفِ انصار بہردو وصف واقع شد و در مناظرۂ حضرت مرتضٰے و معاویہ بن ابی سفیان صفت ہجرت مدار فرق گشت واینجا بحثے است شریف اخرج البخاری عن عاصم عن ابی عثمان النهدی عن مجاشع بن مسعود قال انطلقتُ بابی معبد الی النبی صلی الله علیه وسلم لیبایعه علی الهجرة فقال مضت الهجرة لاهلها ابایعه علی الاسلام والجهاد فلقیتُ ابا معبد فسألته فقال صدق مجاشعٌ

اور آپ لوگ نہ ہوتے۔ قثمؓ نے کہا (علیؓ چچا کے بیٹے ہونے کی وجہ سے جانشین نہیں ہوئے بلکہ اس سبب سے) کہ وہ ہم سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل گئے تھے اور ہم سب سے زیادہ آپؐ کی ملازمت میں رہتے تھے۔

المختصر یہ بات کہ مہاجرین اوّلین میں سے ہونا (شریعت) اسلام میں ایک بہت بڑی بزرگی ہے اور خلافت میں اس کی حاجت ہے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت صدیقِ اکبرؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان میں ان دلائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

شرفِ ہجرت کی تحصیل کا دروازہ کب بند ہوا؟ اور بعض صحابہؓ کا اختلاف

قرشیت اور اوّلیت ہجرت میں باہم عموم و خصوص من وجہ (کی نسبت) ہے صدیقِ اکبرؓ اور اُن کے مثل دوسری حضرات (خصوصاً باقی تین خلفاء) مادّہ اجتماع تھے لہٰذا انصار کو ان دونوں صفتوں کے ذریعہ سے روک دیا گیا اور حضرت مرتضٰے و حضرت معاویہؓ کے مناظرہ میں صرف یہی صفت مدار فرق ٹھہری (کیونکہ دوسری صفت قرشیت کی مشترک تھی) اس مقام پر ایک بہت عمدہ بحث ہے (کہ آیا ہجرت تا قیامت باقی ہے یا کسی زمانۂ خاص کے لئے تھی۔ قول صحیح یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی)۔ بخاری نے عاصم سے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انھوں نے مجاشع بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں ابو معبد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے گیا تا کہ وہ آپ سے ہجرت پر بیعت کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہجرت تو اب مہاجرین پر ختم ہو چکی ہاں اسلام پر اور جہاد پر میں ان سے بیعت لے لوں گا۔ (ابو عثمان راوی حدیث) کہتے تھے کہ پھر مجھ سے ابو معبد کی ملاقات ہوگئی تو میں نے اُن سے اس حدیث کو پوچھا انھوں نے کہا مجاشع نے صحیح بیان کیا۔

www.kitabghar.org

وآخرج البخاری عن ابن عمر لا هجرة اليوم او بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وآخرج عن مجاهد كان ابن عمر يقول لا هجرة بعد الفتح وآخرج عن عائشة قالت لا هجرة اليوم كان المؤمن يفر احدهم بدينه الى الله و الى رسوله مخافة ان يفتن عليه فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام فالمؤمن يعبد ربه حيث شاء ولكن جهاد ونية" وآخرج الطبرانی فی الصغير من حديث ابی هند يحيى بن عبد الله بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر الحضرمی الكوفی بالكوفة قال حدثنا عمی محمد بن حجر بن عبد الجبار قال حدثنی سعيد بن عبد الجبار عن ابيه عبد الجبار عن امه ام يحيى عن وائل بن حجر حديثا طويلا فی قصة وفوده على النبی صلى الله عليه وسلم ثم رجوعه الى وطنه ثم اعتزاله الناس فی فتنة عثمان ثم قدومه على معوية فقال له معاوية فما منعك من نصرنا وقد اتخذك عثمان ثقة" وصهرا قلت انك قاتلت رجلا هو احق بعثمان منك قال وكيف يكون احق بعثمان منی وانا اقرب الى عثمان فی النسب قلت ان النبی صلى الله عليه وسلم كان آخا بين علی وعثمان

اور بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا اب یا (فرمایا کہ) بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ فتح کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں اب ہجرت باقی نہیں رہی (ہجرت اس زمانہ میں تھی جب) مؤمن اپنا دین بچاکر اللہ اور رسول کی طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائے مگر اب اللہ نے اسلام کو غالب کردیا ہے مؤمن جہاں چاہے اپنے پروردگار کی عبادت کرسکتا ہے (لہٰذا اب ہجرت نہیں رہی) بلکہ جہاد اور نیتِ نیک کا ثواب رہ گیا ہے (ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت فتح مکّہ سے ختم ہوگئی)۔ اور طبرانی نے (معجم) صغیر میں بروایتِ ابوہند یحییٰ بن عبداللہ بن حجر بن عبدالجبار بن حجر حضرمی کوفی نقل کیا ہے کہ وہ کوفہ میں بیان کرتے تھے کہ مجھ سے میرے چچا محمد بن حجر بن عبدالجبار نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے سعید بن عبدالجبار نے اپنے والد عبدالجبار سے اُنھوں نے اپنی والدہ اُمّ یحییٰ سے اُنھوں نے وائل بن حجر سے ایک طویل حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُن کی حاضری اور پھر وطن کی واپسی اور حضرت عثمانؓ کے فتنہ میں ان کی گوشہ نشینی پھر حضرت معاویہؓ کے پاس ان کے جانے کی کیفیت کے متعلق روایت کی ہے (اسی روایت میں ہے) کہ حضرت وائل بن حجرؓ سے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ آپ ہماری مدد سے کیوں باز رہے حالانکہ حضرت عثمانؓ نے آپ کو معتمد اور اپنا داماد بنایا تھا (وائل بن حجرؓ کہتے ہیں) میں نے جواب دیا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ نے ایسے شخص سے قتال (شروع) کیا جو آپ سے زیادہ حضرت عثمانؓ کا حقدار تھا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ کیونکر مجھ سے زیادہ عثمانؓ کے حقدار ہوسکتے ہیں حالانکہ میں بہ نسبت ان کے عثمانؓ سے قریب النسب ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور عثمانؓ کے درمیان میں مواخاۃ کرائی تھی (لہٰذا

www.kitabghar.org

فالاخ اولی من ابن العم ولست أُقاتل المهاجرين قال أَوَلَسْنَا مُهاجرين قلتُ أَوَلَسْنَا قد اعتزلنا كُما جميعا و حجة" اخرى حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد رفع رأسه نحو المشرق وقد حضره جمع كثير ثم ردّ اليه بصره فقال أتتكم الفتن كقطع الليل المظلم فشدد امرها وعجّله وقبّحه فقلت له من بين القوم يا رسول الله وما الفتن فقال يا وائل اذا اختلف سيفان في الاسلام فاعتزلهما فقال اصبحت شيعيا فقلت لا ولكني اصبحت ناصحا للمسلمين فقال معاوية ولو سمعت ذا وعلمته ما اقدمتك قلتُ اوليس قد رأيت ماصنع محمد بن سلمة عند مقتل عثمان انتهى بسيفه الى الصخرة فضرب به حتى انكسر فقال اولئك قوم يحملون علينا قلت فكيف تصنع بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم من احبّ الانصار فبحبّي ومن ابغض الانصار فببغضي واخرج ابو يعلى عن معاوية بن ابي سفيان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تنقطع الهجرة

علیؓ ان کے بھائی ہوتے اور آپ ان کے چچا کے بیٹے ہیں) اور بھائی چچا کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اور (ایک وجہ میرے شریک نہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ) میں مہاجرین سے لڑنا نہیں چاہتا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کیا ہم لوگ مہاجر نہیں ہیں! میں نے جواب دیا اسی وجہ سے تو ہم آپ سے اور اُن سے دونوں سے الگ رہے۔ اور ایک وجہ (میرے شریک نہ ہونے کی) یہ بھی ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایک روز) حاضر تھا اور اور بھی بہت سے لوگ حاضر تھے حضرتؐ نے سر مبارک مشرق کی طرف بلند فرمایا اور پھر جھکا لیا اس کے بعد فرمایا کہ ایسے (تاریک) فتنے تم پر آرہے ہیں جیسے شبِ تاریک کے ٹکڑے اور آپؐ نے اُن فتنوں کی حالت بہت سخت بیان فرمائی اور اُن کا زمانہ قریب بتایا اور اُن کی بُرائی بیان کی۔ منجملہ حاضرین کے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ فتنے کیا ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا اے وائل! جب اسلام میں دو تلواریں باہم مختلف ہو جائیں تو تم دونوں سے علیحدہ رہنا حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ (اے وائل!) آپ تو شیعی ہو گئے میں نے کہا نہیں بلکہ میں مسلمانوں کا خیر خواہ ہوں۔ پھر حضرت معاویہؓ نے کہا اگر میں پہلے سے سُن چکا ہوتا اور مجھے (آپ کا یہ قول) معلوم ہو جاتا تو میں آپ کو نہ بلاتا میں نے کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد بن سلمہ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت کیا کیا۔ وہ اپنی تلوار ایک پتھر کے پاس لے گئے اور اس پتھر سے کوٹ کر اُسے چور کر دیا۔ حضرت معاویہ نے کہا یہ سب لوگ ہمارے مخالف ہیں۔ میں نے کہا اچھا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کیا جواب دیں گے؟ کہ انصار سے جو محبت رکھے گا وہ میری محبت کے سبب سے اور جو اُن سے بُغض رکھے گا وہ میرے بُغض کے سبب سے اور ابو یعلےٰ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ہجرت اس وقت تک ختم نہ ہوگی

www.kitabghar.org

حتے تنقطع التوبۃ" قالہا ثلث مرّاتٍ ولا تنقطع التوبۃ حتے تطلعُ الشمسُ من مغربہا و وجہ تطبیق درمیانِ ایں دو حدیث مختلف آنست کہ ہجرت در لُغت انتقال است از وطنِ مالوف خود و فردِ اکمل آں ہجرت مسلمان است در وقتِ غربتِ اسلام و غلبۂ کفار بجانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ نیّتِ آنکہ بشرف ملازمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مشرف شود در اعلاءِ کلمۃ اللہ تحت رایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مساعی جمیلہ بکار برد و از سلطان کفار کہ مانع اقامت ارکانِ اسلام است خلاص یابد وایں فردِ اکمل حقیقت شرعیہ لفظ ہجرت است کہ بغیر توسط قرینہ در عرف شرع فہمیدہ میشود وآں معنے بفتح مکہ منقضی شد لاھجرۃ بعد الفتح و بمعنے دیگر انتقال از وطن خود برائے طلب فضیلتِ دینیہ از طلبِ علم و زیارتِ صالحین و فرار از فتن وایں نیز از رغائب ہجرت است ہرچند بہ نسبت معنے اوّل مفضول است ؎ آسمان نسبت بعرش آمد فرود ٭ ورنہ بس عالی است پیش خاک تود ٭ وایں معنے تاقیامت منقرض نیست وافضل اصنافِ ایں ہجرت انتقال است بجنابِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے تحصیلِ علم و تأدب بآدابِ او علیہ الصلوٰۃ والسلام و تہیا برائے جہاد بر معویہ بن ابی سفیان تفریق بین المعنیین مشتبہ شد۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

واما اشتراط خصالِ دیگر در خلافت

جب تک توبہ (کا دروازہ بند نہ ہو یہی آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا اور فرمایا کہ) توبہ (کا دروازہ) بند نہ ہوگا جب تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے (ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت تاقیامت باقی ہے) ان دونوں مختلف حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ہجرت لُغت میں اپنے وطنِ مالوف سے چلے جانے کو کہتے ہیں۔ مگر فرد کامل ہجرت کا یہ ہے کہ مسلمان بوقتِ غربت اسلام و غلبۂ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے اس نیت سے کہ آپؐ کی ملازمت کا شرف حاصل کرے اور کلمۃ الٰہی کے بلند کرنے میں آپؐ کے جھنڈے کے نیچے عمدہ عمدہ کوششیں عمل میں لائے اور غلبۂ کفار سے کہ جو ارکانِ اسلام کے قائم کرنے سے مانع تھا نجات پائے۔ ہجرت کے معنی حقیقی شرعی یہی فرد کامل ہیں جو عرفِ شرع میں بغیر کسی قرینہ کے (لفظِ ہجرت سے) سمجھے جاتے ہیں یہ معنے (ہجرت کے) فتح مکہ سے ختم ہوگئے (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعد فتح کے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور دوسرے معنے ہجرت کے یہ ہیں کہ (مسلمان) اپنے وطن سے دینی فضائل حاصل کرنے کے لئے مثلاً طلبِ علم کے لئے یا بزرگوں کی زیارت کے لئے یا فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے (کسی مقام پر) چلا جائے ہجرت کی یہ قسم بھی نہایت عمدہ ہے گو باعتبار قسمِ اوّل کے کم رتبہ کی ہے ؎ (ترجمۂ شعر) آسمان عرش سے نیچا ہے٭ مگر خاک کے ٹیلے کے سامنے پھر بھی بلند ہے٭ ہجرت کی یہ قسم ختم نہیں ہوئی (نہ ہوگی) اور اس ہجرت میں اعلےٰ درجہ کی ہجرت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں علم حاصل کرنے کے لئے اور آپؐ کے اخلاق حسنہ سیکھنے کے لئے اور جہاد کے سامان کے لئے حاضر ہو۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو ہجرت کے ان دونوں معانی میں فرق نہیں معلوم ہو سکا اسی وجہ سے اُنھوں نے علی الاطلاق کہدیا کہ ہجرت تاقیامت باقی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(قریشیت و ہجرت کے علاوہ) اور اوصاف کے شرط خلافت ہونے کا

www.kitabghar.org

پس سر دراں آنست کہ خلافت خاصہ یا خلافتِ کاملہ ہرچہ گوئی چوں تنقیح معنے آں کنیم راجع شود بآنکہ خلیفہ متصف بصفاتے باشد کہ مخصوص بکاملان ومقربان است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بآں صفات متصف بودہ اند من حیث انہ نبی مبعوث من اللہ تعالیٰ ومصدر افعالے گردد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آں را میکردند من حیث انہ نبی مبعوث من اللہ تعالےٰ و تحقیق ایں خلیفہ بدیں افعال وصفات بوجہ تاکد از شریعت معلوم باشد وچوں استقرارِ کلی بکار بریم ایں افعال را برسہ قسم یابیم قسمِ اوّل حسنِ عبادات بینہ وبین اللہ وحسن معاملات باخلق اللہ۔ قسم دوم اعانتِ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در جہاد اعداء اللہ واعلاء کلمۃ اللہ قسم سوم افعالے کہ بعد آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم بظہور آید از قبیل تتمیم افعال جناب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل برہم زدن ملتِ کسرےٰ و قیصر و فتح بلدان ونشرِ علم وماننداں۔

و ہمچناں صفاتِ نفسانیہ ہم سہ قسم باشد قسمِ اوّل بودن شخص از سابقین و مقربین۔ خدائے تعالیٰ مسلمین را سہ قسم ساخت۔ وقال عز وجل ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا

اصل سبب یہ ہے کہ خلافتِ خاصہ یا خلافتِ کاملہ جو کچھ بھی کہو جب ہم اس کے معنے کو تنقیح کرتے ہیں تو اس کا مآل یہ نکلتا ہے کہ خلیفہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو جو کاملوں اور مقربوں کے ساتھ مخصوص ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ اس کے کہ نبی تھے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے ان صفات کے ساتھ موصوف ہوں اور خلیفہ سے ایسے افعال صادر ہوں جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ نبی مبعوث من اللہ ہونے کے کرتے تھے۔ اور خلیفہ کا ان افعال وصفات کے ساتھ موصوف ہونا یقینی طور پر شریعت سے معلوم ہو گیا ہو پھر جب پورا استقراء کرتے ہیں تو ان افعال کی تین قسمیں پاتے ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ جو معاملات اس کے اور اللہ کے درمیان میں اور جو معاملات اس کے اور مخلوقِ الٰہی کے درمیان میں ہیں اچھے ہوں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے میں اور کلمۂ الٰہی کے بلند کرنے میں کی ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس سے وہ افعال صادر ہوں جو جنابِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال کا تتمہ ہوں اور جو وعدے (منجانب اللہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوتے تھے وہ وعدے اُن افعال سے پورے ہوں۔ مثلاً ملتِ کسرےٰ وقیصر کے برہم کر دینے کا اور ممالک کے فتح ہو جانے کا اور علمِ دین کے شائع ہونے کا اور اسی کے مثل دوسری چیزوں کا وعدہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا یہ وعدے اس خلیفہ کے ہاتھ سے پورے ہوں۔

اسیطرح صفاتِ نفسانیہ کی بھی تین قسمیں ہیں قسمِ اوّل یہ کہ سابقین اور مقربین میں سے ہونا دیکھو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الاٰیۃ (ترجمہ) پھر ہم نے وارث بنایا کتاب (آسمانی) کا اُن لوگوں کو جنھیں برگزیدہ کیا ہم نے اپنے بندوں سے

www.kitabghar.org

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّ مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ وقال تعالیٰ وَ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ وقال تعالیٰ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ اخبرنا شیخنا ابوطاہر محمد بن ابراهيم الكردی المدنی بدارہ بظاہر المدینۃ المشرفۃ سنۃ ۱۱۴۴ قراءۃ علیہ وانا اسمع قال اخبرنی ابی الشیخ ابراهيم الكردی قال اخبرنی الشیخ احمد القشاشی قال انبانا الشمس الرملی اجازۃ عن الزین زکریا عن ابن الفرات عن عمر بن حسن المراغی عن الفخر بن البخاری عن فضل اللہ بن سعد النوقانی عن محی السنۃ ابی محمد الحسین بن مسعود البغوی قال فی تفسیرہ انا ابوسعید احمد بن ابراهيم الشریحی انا ابواسحٰق احمد بن محمد بن ابراهيم الثعلبی انا ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن فنجویہ یعنی الثقفی الدینوری حدثنا محمد بن علی بن الحسین بن القافا القاضی حدثنا بکر بن محمد المروزی حدثنا ابوقلابۃ حدثنا عمرو بن الحسین عن الفضل بن عمیرۃ عن میمون الکردی عن ابی عثمان النہدی قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قرأ علی المنبر ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا الآیۃ فقال

تو ان میں بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور بعض لوگ درمیانی حالت میں ہیں اور بعض لوگ نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً الآیۃ (ترجمہ) تم لوگوں کے تین حصے ہو جائیں گے تو داہنے ہاتھ والے کیا ہیں داہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے اور سبقت کرنے والے (سب سے) آگے بڑھنے والے وہی لوگ مقرب ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ الآیۃ (ترجمہ) اے نبی! تم کو کس نے بتایا کہ علیون کیا چیز ہے؛ وہ ایک کتاب ہے جس کو دیکھیں گے مقرب لوگ۔ اور ہمیں ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کُردی مدنی نے اپنے گھر میں جو مدینۂ منورہ کی بلندی پر تھا ۱۱۴۴ھ میں خبر دی یہ روایت ان کے سامنے پڑھی جا رہی تھی اور میں سن رہا تھا شیخ مذکور نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد شیخ ابراہیم کُردی نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے شیخ احمد قشاشی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں شمس رملی نے اجازۃً زین زکریا سے انھوں نے ابن فرات سے انھوں نے عمر بن حسن مراغی سے انھوں نے فخر بن بخاری سے انھوں نے فضل اللہ بن سعد نوقانی سے انھوں نے محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی سے روایت کر کے خبر دی کہ انھوں نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابوسعید یعنے احمد بن ابراہیم شریحی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابواسحاق یعنے احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوعبداللہ حسین بن محمد بن فنجویہ ثقفی دینوری نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے قاضی محمد بن علی بن حسین بن قافا نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے بکر بن محمد مروزی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابوقلابہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن حسین نے فضل بن عُمیرہ سے انھوں نے میمون کُردی سے انھوں نے ابوعثمان نہدی سے روایت کر کے خبر دی کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے منبر پر آیت ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ الآیۃ کو پڑھا اور کہا کہ

www.kitabghar.org

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور لہ قال ابو قلابۃ فحدثت بہ یحیٰی بن معین فجعل یتعجب منہ۔ پس خلیفہ مے باید کہ از قسم اوّل باشد واز شریعت قطعاً معلوم شود کہ وے از سابقین مقربین است از صدیقین یا شہداء یا صالحین و قسم دوم علم بحکمت و باحکام اللہ بوجہے کہ نائب پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم در تبلیغ شرائع و حکم تواند شد و قسم سوم اتصاف بحزم و امورے کہ ریاست عالم بآں میسر آید از شجاعت و کفایت و مرتبہ شناسی رعیت و رفق و تدبیر وغیر آں۔

باز تحقق تشبہ بانبیاء من حیث النبوۃ بسہ چیز است اوّل دادن بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجنت از جہت وحی دوم بیان فرمودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قولاً و فعلاً استحقاق او را مر خلافت را سوم تلویح و تصریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باآنکہ افضل امت است بموجب وحی اما عبادات پس لازم مقربین است و حسن معاملہ با خلق اللہ لازم رعیت پروری و ایں ہر دو صفت مندرج شد دراں دو قسم و اما اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در اعلائے کلمۃ اللہ بحضور آنحضرت و ایام حیات او صلے اللہ علیہ وسلم پس مسمی ست بسوابق اسلامیہ و آیت لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اشارہ باوست و ہجرت نیز ازیں باب است اما اشتراط سوابق اسلامیہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری امت کے سابق لوگ تو سبقت لے جانے والے ہیں اور متوسط لوگ بھی ناجی ہیں اور ظالم لوگ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث یحیٰی بن معین سے بیان کی تو وہ اس حدیث کو سنکر تعجب کرنے لگے پس خلیفہ کو چاہیئے کہ قسم اوّل سے ہو اور شریعت سے یقین کے ساتھ معلوم ہو چکا ہو کہ وہ سابقین مقربین سے ہے یعنے صدیقین سے یا شہداء و صالحین سے (صفات نفسانیہ کی) قسم دوم حکمت اور احکام الٰہی کا اسطور پر جاننا کہ شریعت و حکمت کی تبلیغ میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب بن سکے۔ قسم سوم حزم کی صفت اور نیز اُن تمام اوصاف کے ساتھ موصوف ہونا جن سے سرداری عالم کی حال ہوتی ہے مثل شجاعت و کفایت و مردم شناسی و خوش تدبیری وغیرہ کے۔

پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشابہت بحیثیت نبوت تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے اوّل اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی کے اُس کے جنتی ہونے کی بشارت دیں۔ دوسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قول و فعل سے اس کا مستحق خلافت ہونا بیان کر دیں تیسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی کے اس کے افضل امت ہونے کی طرف اشارہ فرمائیں۔ باقی رہیں عبادتیں تو وہ مقرب ہونے کو لازم ہیں اور خلق اللہ کے ساتھ خوش معاملگی رعیت پروری کو لازم لہٰذا یہ دونوں صفتیں اُن دونوں قسموں میں مندرج ہوگئیں۔ باقی رہی اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کلمۂ خدا کے بلند کرنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یعنے آپ کی حیات میں اسی کا نام سوابق اسلامیہ ہے لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اسی طرف اشارہ ہے اور ہجرت بھی انہی سوابق اسلامیہ میں سے ہے (اب دیکھو) سوابق اسلامیہ کا شرط (خلافت) ہونا

www.kitabghar.org

پس ثابت است بوجوہ بسیار از شریعت مطہرہ بالقطع معلوم است کہ مدار فضیلت عند اللہ و مدار شرف در اسلام سوابق اسلامیہ بودہ است چندیں آیت دریں باب نازل شد لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل و در وقت انعقاد خلافت صدیق اکبر چیزہا گزشت کہ بالقطع دلالت می کند بر اعتنا بسوابق اسلامیہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ الست احق الناس بہا الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست صاحب کذا وقال عمر رضی اللہ عنہ ان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین وانہ اولی المسلمین بامورکم فقوموا فبایعوہ وعدّ عثمان رضی اللہ عنہ سوابقہ الاسلامیۃ حین قدحوا فی خلافتہ واعترضوا علیہ وباہی علی بسوابقہ فی ایام خلافتہ باصرح مایکون حین اراد اثبات خلافتہ وترجیح نفسہ علی غیرہ وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم وقال ابو عبیدۃ تأتونی وفیکم ثالث ثلثۃ وروی ابن عمر ما یدریک لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ماشئتم وروی ابوہریرۃ اطلع اللہ علی اہل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم وروت حفصۃ

بہت دلائل سے ثابت ہے شریعتِ مطہرہ سے یقین کے ساتھ معلوم ہو چکا ہے کہ عند اللہ فضیلت کا مدار اور اسلامی بزرگی کا مدار سوابق اسلامیہ ہیں بہت سی آیتیں اس بارہ میں نازل ہوئی ہیں چنانچہ آیہ لَا یَسْتَوِیْ الخ بھی اسی کے متعلق ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے انعقاد کے وقت بہت سی باتیں پیش ہوئیں جو قطعًا سوابقِ اسلامیہ کے قابلِ لحاظ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ کیا میں سب سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا مجھے فلاں اور فلاں فضیلت نہیں ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور ثانی اثنین تھے اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ مستحق خلافت ہیں اٹھو اور ان سے بیعت کرلو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے سوابقِ اسلامیہ کو بتایا تھا جب کہ لوگوں نے ان کی خلافت میں قدح کیا تھا اور ان پر اعتراض کیا تھا اور حضرت علیؓ نے بھی اپنے سوابقِ اسلامیہ اپنے زمانہ خلافت میں نہایت تصریح کے ساتھ بیان فرمائے تھے جب کہ انھوں نے اپنی خلافت کے ثابت کرنے اور اپنے کو دوسروں پر مرجح ثابت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ اہلِ بدر کے حال سے مطلع ہے اُس نے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمھیں بخش دیا اور حضرت ابوعبیدہؓ نے (لوگوں سے) کہا تھا کہ تم لوگ ثالثِ ثلثہ (یعنی ابوبکر صدیقؓ) کے ہوتے ہوئے میرے پاس کیوں آئے؟ اور حضرت ابن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) تمھیں کیا معلوم اللہ اہلِ بدر کے حال سے مطلع ہے اُس نے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو (میں نے تمھیں بخشدیا) اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ اللہ اہلِ بدر کی حالت سے مطلع ہے (اسی لئے) اس نے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمھیں بخش دیا۔ اور حضرت حفصہؓ نے روایت کی ہے کہ

www.kitabghar.org

انی لارجوان لا یدخل النار احد شھد بدرا والحدیبیۃ وروی جابرؓ لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ وروی انہ قال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اھل الارض وروی رفاعۃ بن رافع جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون اھل بدر فیکم قال من افضل المسلمین او کلمۃ نحوھا فقال کذالک من شھد بدرا من الملٰئکۃ وروی رافع ابن خدیج نحوا من ذلک وقال سعید بن المسیب کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا واخرج ابو عمر تعلیقا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض من لم یشھد بدرا وقد راہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من ھو خیر منک قال العارف السہروردی فی باب الخامس والخمسین من العوارف روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا فی صفۃ ضیقۃ فجاءہ قوم من البدریین فلم یجدوا موضعا یجلسون فیہ فاقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یکن من اھل بدر فجلسوا مکانھم فاشتد ذلک علیھم

(حضرتؐ نے فرمایا) بیشک میں اُمید کرتا ہوں کہ جو لوگ بدر وحدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہ ہوگا۔ اور حضرت جابرؓ نے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعۃ الرضوان کی تھی ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائیگا! اور یہ بھی انھیں نے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے (صلح حدیبیہ کے دن) فرمایا کہ آج تم لوگ روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔ اور رفاعہ بن رافع نے روایت کی ہے کہ حضرت جبریلؑ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا کہ (یا رسول اللہؐ!) آپ اہلِ بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی بات اسی قسم کی فرمائی تو جبریلؑ نے کہا کہ اسی طرح جو فرشتے بدر میں شریک تھے (ان کو ہم لوگ تمام فرشتوں سے افضل سمجھتے ہیں)۔ اور رافع بن خدیج نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے۔ اور سعید بن مسیبؓ کہتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بجائے وزیر کے تھے۔ حضرتؐ اُن سے اپنے تمام امور میں مشورہ لیا کرتے تھے اور وہ حضرتؐ کے ثانی تھے اسلام میں اور ثانی تھے غار میں اور ثانی تھے عریش میں بروزِ بدر اور قبر میں بھی ثانی ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن پر کسی کو مقدم نہ رکھتے تھے۔ اور ابو عمرؓ نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو جو بدر میں شریک نہ تھا حضرت ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ تم اُس شخص کے آگے چلتے ہو جو تم سے بہتر ہے۔ اور عارف سہروردی نے عوارف کے باب ۵۵ میں یہ روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک روز) تنگ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ لوگ اہلِ بدر میں سے آئے تو اُن کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو جو اہلِ بدر میں سے نہ تھے (اپنے پاس سے) اُٹھا دیا۔ اور اُن کی جگہ پر اہلِ بدر بیٹھ گئے یہ بات ان لوگوں کو ناگوار گزری

www.kitabghar.org

فانزل اللہ تعالیٰ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا الآیۃ۔ باز حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل بدر را بعد ازاں اہل حدیبیہ را مقدم ساخت بر سائر صحابہ چہ باعتبار اثبات در دفتر غُزاۃ وچہ باعتبار اعطاء عطیات وچہ باعتبار تقدم در محافل ومجالس وچہ در امور استحقاق خلافت وچہ در طلب دعا از ایشان وتبرک بایشان بعد ازاں امت مرحومہ در تعظیم وتوقیر ایشان گزشت الی الیوم واخرج الواقدی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فی وصیتہ عمرو بن العاص اتق اللہ فی سر امرک وعلانیتہ فانہ یراک ویری عملک فقد رأیت تقدمی لک علیٰ من ھو اقدم منک سابقۃ واعلم یا عمرو ان معک المھاجرین والانصار من اھل بدر فاکرمھم واعرف لھم حقھم ولا تطاول علیھم بسلطانک ولا تدخلک نخوۃ الشیطان فتقول انما ولانی ابوبکر لانی خیر منکم وایاک وخداع النفس فکن کاحدھم وشاورھم فیما ترید من امرک واخرج البخاری عن قیس بن ابی حازم قال کان عطاء البدریین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف وقال عمر لافضلنھم علیٰ من بعدھم۔

اما بشارت خلفاء بہشت پس ثابت است بطرق بسیار

اول عمومات قرآن در باب مہاجرین ومجاہدین

اسی پر یہ آیت اُتری اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (ترجمہ جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد میں) اہلِ بدر کو اور اُن کے بعد اہلِ حدیبیہ کو تمام صحابہ پر مقدّم رکھا کیا دفترِ مجاہدین میں نام لکھنے کے اعتبار سے اور کیا وظائف کے اعتبار سے اور کیا محفلوں اور مجلسوں میں نشست کے اعتبار سے اور کیا معاملات استحقاق خلافت کے اعتبار سے اور کیا ان سے دعا کرانے اور برکت حاصل کرنے کے اعتبار سے حضرت فاروقؓ کے بعد تمام امّت مرحومہ آج تک ان کی تعظیم و توقیر کرتی رہی واقدی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے عمرو بن عاصؓ کو یہ بھی وصیّت کی تھی کہ اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ (ہر حال میں) ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تم کو دیکھتا ہے اور تمھارے کام کو بھی دیکھتا ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ میں نے تم کو اُن لوگوں پر مقدّم کیا ہے جو تم سے بہت آگے ہیں اے عمرو! تمھارے ساتھ مہاجرین و انصار ہیں جو اہلِ بدر میں سے ہیں تم اُن کی عزّت کرنا اور ان کا حق سمجھتے رہنا ان پر اپنی حکومت کی وجہ سے دست درازی نہ کرنا دیکھو کہیں شیطانی نخوت نہ تم میں پیدا ہو جائے اور تم کہو کہ مجھے ابوبکرؓ نے اس سبب سے حاکم بنایا کہ میں تم سب سے بہتر ہوں، خبردار نفس کے فریب سے بچتے رہنا تم مثل انھیں میں کے ایک شخص کے رہنا اور جو کام کرنا چاہو اُس میں ان سے مشورہ لیا کرنا۔ اور بخاری نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اہلِ بدر کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار روپیہ تھا اور حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کو ان کے بعد والے مسلمانوں سے زیادہ دوں گا (یہاں تک تو ان صفات کا بیان تھا جو خلافتِ خاصہ کے لئے ضروری ہیں اب دیکھو یہ صفات خلفائے راشدین میں کیسے کامل تھے)۔

خلفاء کے جنتی ہونے کی بشارت بسند ہائے بسیار ثابت ہے۔

اوّل تو قرآن کی وہ عام آیتیں ہیں جو مہاجرین اور مجاہدین (قبل فتح

www.kitabghar.org

وحاضران مشہد حدیبیہ وتبوک وغیرہما
ثانی احادیث وارده در فضل اہل بدر
حدیث لعل اللہ اطلع علی اهل
بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد
غفرت لکم از مسند عمرؓ و علیؓ وابن عمرؓ
وابن عباسؓ وابو ہریرہؓ وحدیث
جاء جبرئیل فقال ما تعدّون
اهل بدر فیکم قال من افضل
المسلمین از مسند رفاعہ بن رافع و
رافع بن خدیج وحدیث حفصہؓ و
جابر انی لارجو ان لا یدخل النار
احد شهد البدر والحدیبیة
ثالث احادیث وارده در فضل اہل
حدیبیہ مانند حدیث لا یدخل
النار احد ممن بایع تحت الشجرة
وحدیث انتم خیر اهل الارض
از مسند جابر رابع احادیث وارده در
بشارت عشره از مسند عبد الرحمن وسعید
بن زید خامس احادیث وارده در
بشارت اربعہ از انجملہ حدیث جابر
بن عبد اللہ سادس احادیث وارده
در بشارت ثلثہ مثل حدیث ابی موسیٰ
ونافع بن عبد الحارث سابع احادیث وارده
در بشارت شیخین از حدیث ابو سعید
خدری ان اهل الدرجات العُلیٰ
یراهم من تحتهم کما ترون
النجم الطالع فی افق
السماء وان ابا بکرؓ وعمرؓ
منهم وانعما و حدیث

اور حاضرینِ مشہد حدیبیہ وتبوک وغیرہ کے متعلق ہیں دوسرے
وہ حدیثیں جو اہلِ بدر کے فضائل میں ہیں مثل اس حدیث کے
اللہ اہلِ بدر کے حال سے آگاہ ہے اور اس نے فرمادیا ہے کہ
(اے اہلِ بدر!) تم جو چاہو کرو میں نے تمھیں بخش دیا جس کو
حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور
ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے اور مثل اس حدیث کے کہ جبرئیلؑ
آئے اور انھوں نے کہا کہ (یا رسول اللہؐ) آپ اہل بدر کو اپنے
گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ سب مسلمانوں سے
افضل۔ جس کو رفاعہ بن رافع اور رافع بن خدیج نے روایت
کیا ہے اور مثل حدیث حضرت حفصہؓ و حضرت جابرؓ کے کہ میں
اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ جو لوگ بدر اور حدیبیہ میں
شریک ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے گا۔
تیسرے وہ حدیثیں ہیں جو اہلِ حدیبیہ کے فضائل میں ہیں
مثل اس حدیث کے کہ دوزخ میں اُن لوگوں میں سے کوئی نہ
داخل ہوگا جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور مثل اس
حدیث کے کہ (اے اہلِ حدیبیہ!) تم تمام روئے زمین کے لوگوں
سے افضل ہو اس حدیث کو حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے
چوتھے وہ حدیثیں ہیں جو دس صحابہؓ کے جنتی ہونے کے
متعلق حضرت عبد الرحمٰن اور سعید بن زید سے مروی ہیں
پانچویں وہ حدیثیں ہیں جو خلفائے اربعہ کے جنتی ہونے کے
متعلق وارد ہیں جیسے حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیث۔
چھٹے وہ حدیثیں جو خلفائے ثلثہ کے جنتی ہونے کے متعلق ہیں
مثل حدیث حضرت ابو موسیٰ ونافع بن عبد الحارث کے۔
ساتویں وہ حدیثیں جو شیخینؓ کے متعلق ہیں مثل حدیث
حضرت ابو سعید خدریؓ کے کہ (جنت میں) اُوپر کے درجہ والوں
کو نیچے والے ایسا (روشن اور چمکتا ہوا) دیکھیں گے جیسے تم
ستارے کو جو آسمان کے کنارہ میں طلوع کر رہا ہو (چمکتا ہوا)
دیکھتے ہو۔ اور بیشک ابو بکرؓ و عمرؓ انھیں (اوپر کے درجہ والوں)
میں سے ہیں اور (بلکہ ان سے بھی) اچھے ہیں اور مثل حدیث

www.kitabghar.org

مرتضٰی وانس رض ھٰذان سیدا کھول اھل الجنۃ و حدیث ابن مسعود سیطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فیھما جمیعًا۔ ثامن احادیث واردہ در بشارت صدیق اکبر رض ازانجملہ حدیث ابی ہریرہ رض انہ یدعی من ابواب الجنۃ کلھا وحدیث انس فی وصف طیر الجنۃ فی آخرہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر وانی لارجو ان تکون ممن یاکل منھا تاسع احادیث واردہ در بشارت فاروق اعظم رض ازانجملہ حدیث رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قصرًا من ذھب من حدیث جابر وانس وابی ھریرۃ وبریدۃ الاسلمی عاشر احادیث واردہ در بشارت ذی النورین ازاں جملہ حدیث عبداللہ بن حوالۃ تھجمون علی رجل یبایع الناس و ھو معتجر ببرد من اھل الجنۃ فکان عثمان۔ حادی عشر احادیث واردہ در بشارت مرتضٰی ازانجملہ حدیث علی لک فی الجنۃ خیر منھا۔

اما بودن خلفا از سابقین مقربین پس ثابت است باحادیث بسیار ازانجملہ حدیث تحرک الجبل وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت فانما علیک نبیٌّ وصدیقٌ وشھیدٌ من طرق کثیرۃ جدًا

حضرت مرتضٰی و حضرت انس رض کے کہ یہ دونوں پیرانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور مثل حدیث حضرت ابن مسعود رض کے کہ حضرت ابوبکر رض و عمر رض دونوں کی نسبت حضرتؐ نے فرمایا عنقریب تم پر ایک شخص اہلِ جنّت میں سے طلوع کرنا چاہتا ہے۔ آٹھویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) صدیق اکبر رض کی بشارت کے متعلق ہیں مثل حدیث حضرت ابوہریرہ رض کے کہ وہ جنّت کے سب دروازوں سے بُلائے جائیں گے اور مثل حدیث حضرت انس رض کے جو جنّت کے پرندہ کی صفت میں ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رض سے فرمایا تھا کہ میں امّید رکھتا ہوں کہ تم بھی اُن لوگوں میں سے ہو جو اس پرندہ کو کھائیں گے۔ نویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت فاروق اعظم رض کی بشارت کے متعلق ہیں مثل اس حدیث کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کا ایک محل خواب میں دیکھا جس کو حضرت جابر رض و انس رض و ابوہریرہ رض و بریدہ اسلمی رض نے روایت کیا ہے۔ دسویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت ذوالنورین کی بشارت کے متعلق ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن حوالہ کی حدیث کہ تم لوگ ایک ایسے شخص پر ہجوم[1] کروگے جو چادر کا عمامہ باندھے ہوئے ہوگا۔ وہ اہلِ جنت میں سے ہوگا چنانچہ وہ حضرت عثمان رض تھے۔ گیارھویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت مرتضٰی کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں ازانجملہ یہ حدیث کہ آپؐ نے حضرت علی رض سے فرمایا کہ تمھارے لئے جنت میں اس سے بہتر گھر ہے۔

خلفاء کا سابقین مقربین میں ہونا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ ازانجملہ کوہ اُحد کے جُنبش کرنے کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے اُحد! ٹھہر جا تیرے اُوپر ایک نبیؐ اور ایک صدیق رض اور ایک شہید ہیں۔ یہ حدیث بکثرت سندوں سے مروی ہے۔

[1] یعنے بیعت خلافت کرنے کے لئے ہجوم کروگے چنانچہ حضرت عثمان رض سے جس وقت بیعت خلافت ہوئی اُسوقت وہ ایک چادر اپنے سر پر باندھے ہوئے تھے۔

www.kitabghar.org

من مسند عثمان وسعید بن زید و ابی ھریرۃ وابن عباس وانس وبریدۃ وسھل بن سعد وحدیث ان الشیخین من النجباء من مسند علی وحدیث ان اھل الدرجات العلیٰ یراھم من تحتھم الخ من مسند ابی سعید وحدیث تحدیث جبرئیل بفضائلھما من مسند عمار وحدیث رؤیا رجحانھم فی المیزان من مسند ابی بکرۃ وعرفجۃ وغیرھما وحدیث تشبیہ الشیخین بملکین مقربین من حدیث ابن مسعود وغیرہ وحدیث ھما سیدا کھول اھل الجنۃ من مسند علی وانس وحدیث یدعیٰ من ابواب الجنۃ کلھا فی مناقب ابی بکر وحدیث لقد کان فیما کان قبلکم ناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فانہ عمر وحدیث فرار الشیطان من ظل عمر وحدیث رفیقی فی الجنۃ عثمان

واما آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با خلفا معاملہ منتظر الامارۃ مے کرد پس ثابت است بطریق بسیار حدیث سہل بن سعد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے صلح بقبیلۂ بنی عمرو بن عوف رفتند و صدیق اکبر را امامت صلوات تفویض نمودند ودر وقت مرض موت امامت صلوات بتاکید فرمودند وایں قصہ متواتر المعنیٰ است وحدیث امارت حج از مشاہیر است ودر حدیث ابو درداء فرمودند فھل انتم تارکون لی صاحبی فما اوذی بعدھا ودر حدیث ابو سعید خدری ہر دو را وزیر گفتہ شد وقال علی لعمر حین توفی ان کنت

منجملہ ان کے حضرت عثمانؓ اور سعید بن زیدؓ اور ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ اور انسؓ اور بُریدہؓ اور سہل بن سعدؓ کی روایت ہے۔ اور از انجملہ جبرئیلؑ کے فضائل شیخینؓ بیان کرنے کی حدیث ہے جو حضرت عمارؓ نے روایت کی ہے۔ اور از انجملہ خواب میں خلفائے ثلاثہؓ کے پلّے کو بھاری دیکھنے کی حدیث ہے جو حضرت ابوبکرہؓ اور عرفجہؓ وغیرہما نے روایت کی ہے۔ اور از انجملہ شیخینؓ کے دو مقرب فرشتوں کے مشابہ ہونے کی حدیث ہے جو حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور از انجملہ شیخینؓ کے پیران اہل جنت کے سردار ہونے کی حدیث جو حضرت علیؓ اور انسؓ نے روایت کی ہے۔ اور از انجملہ حضرت ابوبکرؓ کے مناقب میں یہ حدیث کہ وہ جنت کے سب دروازوں سے بلائے جائیں گے۔ اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ تم سے پہلے کچھ لوگ محدّث ہوتے تھے بغیر اس کے کہ نبی ہوں میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ اور از انجملہ شیطان کے حضرت عمرؓ کے سایہ سے بھاگنے کی حدیث ہے۔ اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہیں۔

خلفاء کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ برتاؤ کرنا جو ولیعہد کے ساتھ کیا جاتا ہے بہت سندوں سے ثابت ہے چنانچہ حضرت سہل بن سعدؓ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلۂ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اور امامتِ نماز حضرت صدیق اکبرؓ کے متعلق کر گئے اور مرض وفات میں بتاکید ان کو امام نماز بنایا۔ یہ واقعہ متواتر بالمعنے ہے۔ اور امیر حج بنانے کی حدیث بھی مشہور ہے اور حضرت ابو الدرداءؓ کی حدیث میں فرمایا ہے کہ کیا تم لوگ میرے لئے میرے رفیق (یعنے ابوبکر صدیقؓ) کو نہ چھوڑو گے چنانچہ اس کے بعد حضرت صدیقؓ کو پھر کسی نے نہیں ستایا۔ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں شیخینؓ کا وزیر (حضرت رسالتؐ) ہونا بیان کیا گیا۔ اور حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر ان کی وفات کے بعد کہا تھا کہ مجھے (پہلے ہی

www.kitabghar.org

لا ارجو ان یجعلک اللہ معہما لانی کنت کثیرا اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول جئت انا وابوبکر وعمر ودخلت انا وابوبکر وعمر وخرجت انا وابوبکر وعمر وسئل علی بن الحسین عن منزلۃ ابی بکر وعمر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کمنزلتہما الیوم وہما ضجیعاہ و در چندیں حدیث حضرت صدیقؓ را ارأف امت وحضرت عمر فاروق را اشدہم فی امر اللہ وذی النورین را اصدقہم حیاءً و مرتضیٰ را اقضاہم گفتہ شد و ہر یکے ازیں خصال اشارہ جلیہ است بآنکہ ایشان استحقاق ریاستِ عظمیٰ مسلمین دارند و در حدیث حذیفہ و مرتضیٰ ثابت شد ان تؤمروا ابابکر الحدیث و در حدیث حذیفہ وابن مسعودؓ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر و در حدیث حذیفہ و مرتضیٰ ثابت شد ان تؤمروا ابابکر الحدیث و در حدیث حذیفہ وابن مسعودؓ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر و در حدیث مطلب بن ابی وداعہ الحمد للہ الذی ایدنی بہما و در حدیث حذیفہ نزدیک حاکم لا غنی لی عنہما انہما من الدین کالرأس من الجسد و در حدیث عبدالرحمن بن غنم اشعری لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما و در حدیث انس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع احد منا رأسہ غیر ابی بکر وعمر فانہما کانا یتبسمان الیہ ویتبسم الیہما۔

سے) یہ امید تھی کہ اللہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقؓ کے ساتھ کر دے گا کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آیا میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور داخل ہوا میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور نکلا میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ (غرض ہر کام میں آپؐ دونوں کو اپنے ساتھ شریک کرتے تھے)۔ اور حضرت علی بن حسین (زین العابدین) سے پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا تقرّب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کس قدر تھا؟ انھوں نے کہا جس قدر اب ہے اور وہ دونوں اس وقت حضرتؐ کے پاس ہی (قبر میں) لیٹے ہوئے ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں میں حضرت صدیقؓ کو امت پر سب سے زیادہ مہربان اور حضرت عمر فاروقؓ کو خدا کے کام میں سب سے زیادہ سخت اور حضرت ذوالنورینؓ کو سب سے زیادہ کامل الحیاء اور حضرت مرتضیٰ کو سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والا فرمایا ان میں سے ہر صفت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے سردارِ اعظم بن سکتے ہیں اور حضرت حذیفہؓ اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ تم لوگ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کرو۔ اور مطلب بن ابی وداعہ کی حدیث میں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے میری تائید کی۔ اور حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے (کسی وقت) بے نیازی نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو بدن میں سر کا رتبہ ہے۔ اور عبدالرحمن بن غنم اشعری کی روایت میں ہے کہ (حضرتؐ نے شیخینؓ سے فرمایا) اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ گے تو میں اس کے خلاف نہ کروں گا۔ اور حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص (ادب سے) اپنا سر نہ اٹھاتا تھا سوا ابوبکرؓ و عمرؓ کے کہ وہ دونوں آپؐ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے۔

www.kitabghar.org

و اما آنکہ موعود خدائے تعالی برائی این امت مرحومہ بردست خلفاء ظاہر شد پس متضمن سہ مطلب ست مطلب اول آنکہ این معنے یکے از لوازم خلافت خاصہ است و آں از اجلی معلومات است زیراکہ خلافت بمعنے جانشینی است و آں در عرف شرع راجع است بتصدی اقامت امورے کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم برائے اقامت آں مبعوث بود و خلافت خاصہ وقتے متحقق شود کہ با خلافت بمعنے اول زیادۃ مشابہت بسیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل گردد و از جملہ سیر و افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ عمدہ آنہا فتح بلاد کفرہ بودہ است مطلب ثانی آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ فرمودہ است امت خود راکہ بلاد شام و عراق فتح خواہند کرد و ایں معنے ثابت است باحادیث متواترۃ المعنے از حدیث ابی ہریرۃؓ و عقبہ بن عامر و عدی بن حاتم و خباب و غیرہم ممن لا یحصے عددھم مطلب سوم آنکہ آں موعود بردست خلفاء ظاہر شد و نقل متواتر از جماہیر مسلمین از فقہاء و محدثین و مؤرخین در اثبات ایں مطلب کافی است مع ہذا حدیث الحمد للہ الذی ایّدنی بھما و حدیث استبشار اہل سموات باسلام عمرؓ و غیر آں بریں معنے دلالت می کند۔

و اما آنکہ قول خلیفہ حجت است چوں آں را امضا کنند و آں قول ممکّن شود در مسلمین و آں بالاتر از قیاس است و ایں خصلت ثابت است دریں بزرگواراں پس ثابت است بطرق بسیار قال اللہ تعالٰی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وقال عزّ و جل الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ

خلفاء کے ہاتھ پر خدائے تعالےٰ کے اُن وعدوں کا پورا ہونا جو امتِ مرحومہ سے تھے اس مقام میں تین بحثیں ہیں پہلی بحث یہ ہے کہ یہ بات خلافتِ خاصہ کے لوازم سے ہے اور یہ بہت واضح ہے۔ کیونکہ خلافت بمعنے جانشینی ہے اور عرفِ شرع میں اُن امور کے قائم کرنے کی کوشش کرنا جن کے قائم کرنے کے لئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور خلافت خاصہ اُسی وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب جانشینی کے ساتھ یہ بات بھی حاصل ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مشابہت بھی پائی جائے اور منجملہ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بلکہ سب میں عمدہ بلاد کفار کا فتح کرنا تھا۔ دوسری بحث یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے وعدہ فرمایا تھا کہ تم لوگ بلادِ شام و عراق کو فتح کروگے۔ یہ بات متواتر المعنے حدیثوں میں وارد ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ اور عقبہ بن عامر اور عدی ابن حاتم اور خبّاب وغیرہ بیشمار صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ تیسری بحث یہ ہے کہ یہ سب وعدے خلفاء کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جمہور اہل اسلام یعنے فقہاء و محدثین و مؤرخین کے اقوال اس مقصد کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں مع ہٰذا یہ حدیث کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے میری تائید کی۔ اور یہ حدیث کہ آسمان والے حضرت عمرؓ کے اسلام سے خوش ہوئے۔ اور اس کے علاوہ اور حدیثیں بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

خلفاء کے قول کا حجت ہونا کہ جب خلفاء کوئی حکم نافذ کریں اور وہ مسلمانوں میں نافذ ہوجائے تو وہ حکم قیاس سے بالاتر ہے اس کا ثبوت بھی ان بزرگوں کے لئے باسانید بسیار ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے[1] لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ۔ اور نیز فرمایا الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ

[1] ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر فصل سوم میں بخوبی ہوچکی ہے۔

www.kitabghar.org

فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۔ وَ در حدیث عرباض بن ساریۃ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء من بعدی وَ در حدیث ابن مسعود وحذیفہ اقْتَدُوا بِالَّذَیْنِ من بعدی ابی بکر وعمر وَ در حدیث عبد الرحمٰن بن غنم الاشعری لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما۔ وَ از ادلّ دلائل ایں معنے احادیث متواترہ بالمعنے السَّکِیْنَۃُ تَنْطِقُ علیٰ لسان عمر من طریق علی و ابی ذر و ابن عمر وغیرھم وَ احادیث متواترہ بالمعنے در موافقات عمر فاروق باوحی الٰہی وَ از ادلّ دلائل ایں معنے مشورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مصالح جہاد و اوضاع شریعت باشیخین وقبول مشاورت ایشاں وَ حدیث متواتر بالمعنے علیکم بالسواد الاعظم بالکثرت طرق خویش کہ امام شافعیؒ آں را

فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۔ اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے کہ تم لوگ اپنے اوپر میری سنّت اور میرے خلفاء کی سنّت لازم سمجھو۔ اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ تم لوگ اقتدا کرو اُن دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حضرت عبد الرحمٰن بن غنم اشعریؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرتؐ نے (شیخینؓ سے) فرمایا تم دونوں جس مشورہ میں متفق ہو جاؤ میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔ اور اس بات کی واضح دلیلیں وہ حدیثیں ہیں جو متواتر المعنے ہیں (مثلاً یہ حدیث) سکینہ عمرؓ کی زبان بولتا ہے جو حضرت علیؓ و ابوذرؓ و ابن عمرؓ وغیرہم سے مروی ہے اور نیز وہ متواتر المعنے حدیثیں جو حضرت عمر فاروقؓ کی رائے کے موافق وحی ہونے کے متعلق ہیں۔ اور نیز بہت بڑی دلیل اس بات کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مصالح اور احکام شرعیہ میں شیخینؓ سے مشورہ کرتے تھے اور اُن کے مشورہ کو قبول کرتے تھے اور یہ متواتر المعنے حدیث کہ (اے لوگو!) سوادِ اعظم کی پیروی تم پر لازم ہے۔ یہ حدیثؐ بہت سندوں سے مروی ہے جن کو امام شافعیؒ نے

؁ یہ حدیث اس حد تواتر کو پہنچ گئی کہ شیعہ بھی اس کے چھپا ڈالنے پر قادر نہ ہوئے اور ان کو بھی اپنی کتابوں میں روایت کرنی پڑی چنانچہ نہج البلاغۃ قسم اوّل مطبوعہ مصر صفحہ (۲۶۱) میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا سیھلک فیّ صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الیٰ غیر الحق ومبغض مفرط یذھب بہ البغض الیٰ غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموہ والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من دعا الیٰ ھذا الشعار فاقتلوہ ولو کان تحت عمامتی ھذہ۔ ترجمہ میرے بارے میں دوؐ گروہ ہلاک ہوں گے ایکؐ وہ جو محبت میں زیادتی کرنے والا ہو کہ اس کو محبت خلاف حق کی طرف لے جائیگی (جیسے شیعہ) دوسرےؐ بغض میں زیادتی کرنے والا کہ اس کو بغض خلاف حق کی طرف لے جائیگی (جیسے خوارج) اور سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے متعلق درمیانی حالت رکھتے ہوں (نہ حب مفرط نہ بغض جیسے اہل سنّت) پس تم اسی درمیانی حالت کو لازم پکڑلو۔ سوادِ اعظم یعنے بڑی جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ خبردار جدائی سے بچتے رہنا کیونکہ جماعت سے الگ ہونے والا آدمی شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے جس طرح گلہ سے الگ ہو جانے والی بکری بھیڑیئے کا حصّہ ہو جاتی ہے۔ دیکھو جو شخص تم کو سوادِ اعظم سے علیحدگی کی طرف بلائے اُس کو قتل کر دینا چاہیئے وہ میرے اس عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو یعنے چاہے میں ہی کیوں نہ ہوں۔ **ف** اِس حدیث میں حضرت علیؓ نے اپنے ساتھ زیادہ محبت رکھنے کی ممانعت فرمائی اور سوادِ اعظم کی پیروی کی تاکید اس درجہ فرمائی کہ جو شخص اس کے خلاف کہے خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں تم اس کو قتل کر دینا یہ ظاہر اور بدیہی ہے کہ بڑی جماعت تمام اسلامی فرقوں میں ہمیشہ سے اہل سنّت کی رہی اور اب بھی ہے مگر شیعوں نے جس طرح ائمہ کی دوسری ہدایات کو پس پشت ڈال دیا ہے اسی طرح اس ہدایت کو بھی فراموش کر دیا ہے۔

www.kitabghar.org

در اثبات اجماع روایت کرد و علماء در فقہ ایں احادیث مختلف اند جمعے بر وجوب طاعتِ خلیفہ اذا لم یکن فی معصیۃٍ حمل نمودہ اند و طائفہ بر وجوب قول باجماع۔

وفقیر مے گوید عفی عنہ مراد آنست کہ قول خلیفہ حجت ست چوں ممکن شود در مسلمین پس معنے طاعت خلیفہ و قول باجماع ہر دو مجموع است تفصیل ایں اجمال آنکہ خدائے تعالےٰ در نفوس ایں عزیزان ملکہ نہادہ است و بعد ازاں تائید از نزدیک خویش دادہ است کہ بسببِ آں در فہم حکم و احکام و مصالح سیاست ملک غالبًا اصابت کنند و ہمچناں در حقِ ایں امت فضلے خواست کہ مجتمع نشوند بر باطل و تائیدے دریں باب نازل کردہ پس چوں ہر دو فضیلت جمع شود آں رائے حجت باشد در دین نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ اخرج الحاکم حدیث عمر فی خطبتہ بالجابیۃ من طرقٍ منہا طریق عبد اللّٰہ بن دینار عن ابن عمر قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال انی قمتُ فیکم کمقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فینا فقال اُوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشوا الکذب حتی یحلف الرجل ولا یستحلف ویشہد الرجل

اجماع کے ثابت کرنے میں روایت کیا ہے علماء۔ ان احادیث کے مطلب میں مختلف ہیں کچھ لوگ یہ مطلب لیتے ہیں کہ خلیفہ کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور کچھ لوگ اس سے اجماع کا حجت ہونا نکالتے ہیں۔

مگر یہ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ مطلب (ان احادیث کا) یہ ہے کہ خلیفہ کا قول حجت ہے جب کہ وہ مسلمانوں میں نافذ ہو جائے لہٰذا خلیفہ کی اطاعت اور اجماع کی حجیت دونوں باتیں اس حدیث سے نکل رہی ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے ان بزرگوں کے نفس میں ایک ملکہ پیدا کیا ہے اور اس کے بعد اپنی تائید اُن کے شامل حال کی ہے جس کی وجہ سے یہ حضرات حکمتوں کے اور احکام کے سمجھنے میں اور سیاستِ ملکی کے مصالح معلوم کرنے میں اکثر و بیشتر صواب پر رہتے ہیں اور اسی طرح حق تعالےٰ نے اس امت میں یہ بزرگی رکھی کہ اس کا اتفاق باطل پر نہ ہو سکے اور اُس کی تائید بھی (اپنی شریعت میں) نازل کر دی۔ پس جب یہ دونوں فضیلتیں جمع ہو جائیں (یعنے خلیفہ کا حکم بھی ہو اور اس حکم کو امّت کے لوگ مان بھی لیں) تو بلاشبہ وہ قول دین میں حجت ہوگا اور نورٌ علےٰ نور (کا مصداق ہوگا) اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور حاکم نے حضرت عمرؓ کا وہ خطبہ جو اُنھوں نے مقامِ جابیہ میں پڑھا تھا بہت سندوں سے روایت کیا ہے۔ ازانجملہ بسندِ عبد اللہ بن دینار حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے مقامِ جابیہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں (آج) تم میں اُسی طرح (خطبہ پڑھنے) کھڑا ہوا ہوں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو! میں تمھیں اپنے اصحاب (کے بزرگ داشت) کی وصیت کرتا ہوں پھر اُن لوگوں کی جو اُن کے بعد ہوں پھر اُن لوگوں کی جو اُن کے بعد ہوں اس کے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہوگا کہ آدمی بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیجائے حلف لیگا اور بغیر اس کے کہ

www.kitabghar.org

ولا یستشہد فمن اراد منکم بحبوحۃ الجنۃ فیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد الا لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثھما الشیطان قالھا ثلثا وعلیکم بالجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد الا ومن سرتہ حسنتہ وساءتہ سیئتہ فھو مؤمن ومنھا طریق عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال وقف عمر بن الخطاب بالجابیۃ فقال رحم اللہ رجلا سمع مقالتی فوعاھا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف فینا کمقامی فیکم ثم قال احفظونی فی اصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یکثر الھرج ویظھر الکذب ویشھد الرجل ولا یستشھد ویحلف ولا یستحلف من احب منکم بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد لا یخلون رجل بامرأۃ فان الشیطان ثالثھما من سرتہ حسنتہ وساءتہ سیئتہ فھو مؤمن واخرج البیھقی من طریق الشافعی عن ابن عیینۃ عن عبد اللہ بن ابی لبید عن بن سلیمان بن یسار عن ابیہ ان عمر بن الخطاب قام بالجابیۃ للناس خطیبا

اُس سے گواہی طلب کی جائے گواہی دے گا۔ پس جو شخص تم میں سے جنّت کی خواہش رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ جماعت کے ساتھ رہے کیونکہ شیطان تنہا آدمی پر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے۔ آگاہ رہو جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھتا ہے تو تیسرا شخص وہاں شیطان ہوتا ہے۔ اس کو آپ نے تین۳ بار فرمایا اور (فرمایا) کہ تم جماعت کو اپنے اُوپر لازم سمجھو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو۲ سے بہت بھاگتا ہے۔ سنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی ہوتی ہو اور بُرا کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مؤمن ہے۔ اور از انجملہ بسند عامر بن سعد بن ابی وقاص ان کے والد سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ مقام جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو میری بات سُنے اور اُس کو یاد رکھے۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (ایک روز) ہم لوگوں کے درمیان میں کھڑے ہوئے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ میرے (حق کی) حفاظت میرے اصحابؓ کے بارے میں کرو ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو اُن کے پیچھے آئیں اُن کے بعد وہ لوگ ہیں جو اُن کے پیچھے آئیں پھر فتنہ بہت ہو جائے گا اور جھوٹ کا رواج ہو جائے گا بغیر اس کے کہ اس سے گواہی مانگی جائے گواہی دے گا۔ اور بغیر اس کے کہ اُس سے حلف لیا جائے حلف کرے گا۔ پس جو شخص تم میں سے جنّت کی آرزو رکھتا ہو وہ جماعت کے ساتھ رہنا لازم سمجھے کیونکہ شیطان ایک شخص پر قابو پاتا ہے اور دو۲ سے بہت دُور رہتا ہے سُنو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے ورنہ تیسرا شخص وہاں شیطان ہوگا۔ سُنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور بُرا کام کرنے سے رنج ہوتا ہے وہ مؤمن ہے۔ اور بیہقی نے بسند امام شافعیؒ ابن عیینہ سے اُنھوں نے عبد اللہ بن ابی لبید سے اُنھوں نے ابن سلیمان بن یسار سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ مقام جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے

فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قام فینا کمقامی فیکم فقال اکرموا اصحابی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشهد ولا یستشهد الا فمن سره بحبوحة الجنة فیلزم الجماعة فان الشیطان مع الفذ وهو من الاثنین ابعد ولا یخلون رجل بامرأة فان الشیطان ثالثهما ومن سرته حسنته وساءته سیئته فهو مؤمن قال الشافعی فی اثناء کلامه فلم یکن للزوم جماعتهم معنی الا ما علیه جماعتهم من التحلیل والتحریم والطاعة فیهما من قال بما تقول جماعة المسلمین فقد لزم جماعتهم وانما تکون الغفلة فی الفرقة فاما الجماعة فلا تمکن فیها کافة غفلة عن معنی کتاب الله ولا سنة ولا قیاس ان شاء الله واخرج الحاکم من حدیث معتمر بن سلیمان عن رجل عن عبد الله بن دینار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یجمع الله هذه الامة علی الضلالة ابدا وقال ید الله علی الجماعة فاتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار واختلف الرواة علی معتمر بن سلیمان فی تسمیة الرجل الواقع بینه وبین عبد الله بن دینار بین الحاکم کل ذلک واخرج الحاکم من حدیث عبد الله

اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہم لوگوں کے درمیان میں (ایک روز) اسی طرح (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں تمھارے درمیان میں کھڑا ہوا ہوں اور آپ نے فرمایا تھا کہ میرے صحابہؓ کی تعظیم کرو پھر اُن لوگوں کی جو صحابہ کے بعد ہوں پھر اُن لوگوں کی جو ان کے بعد ہوں اس کے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہو جائے گا کہ آدمی بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف کرلے گا اور بغیر اس کے کہ اس سے گواہی لی جائے گواہی دے گا۔ پس جس کو جنت کی خواہش ہو وہ جماعت کو لازم سمجھے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے اُوپر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے اور (یاد رکھو) جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شخص شیطان ہوگا (سنو) جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور بُرے کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مؤمن ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنے اثنائے کلام میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جماعت کو لازم سمجھنے کا کوئی مطلب سوا اس کے نہیں ہو سکتا کہ جس طریقہ پر جماعت کے لوگ ہوں اور حلال و حرام کے متعلق جو اُن کا مذہب ہو (اس مذہب کی پیروی کی جائے) جو شخص اس قول کا قائل ہو جو جماعتِ اہل اسلام کا قول ہو وہ شخص جماعتِ اہل اسلام کے ساتھ ہے (خدا اور رسول کے احکام سے) غفلت کا اندیشہ تنہائی کی حالت میں ہوتا ہے مگر تمام سب تو انشاء اللہ قرآن و حدیث و قیاس کے معنے سے غفلت ناممکن ہے۔ اور حاکم نے بسند معتمر بن سلیمان ایک شخص سے اس نے عبد اللہ بن دینار سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور فرمایا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے لہذا بڑی جماعت کی پیروی کرو جو شخص جماعت سے نکل جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ معتمر بن سلیمان کے شاگردوں نے اس راوی کے نام میں جو معتمر بن سلیمان کے اور عبد اللہ بن دینار کے درمیان میں ہے اختلاف کیا ہے حاکم نے ان تمام اختلافات کو ذکر کیا ہے اور حاکم نے بروایت عبد اللہ

www.kitabghar.org

بن طاؤس عن ابيه عن ابن عباس
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال
لا يجمع الله امتي اوقال هذه الامة
على الضلالة ابدا ويد الله على
الجماعة واخرج الحاكم عن انس
عن النبي صلى الله عليه وسلم في
حديث طويل وسأل ربه ان لا يجتمعوا
على ضلالة فاعطى ذلك واخرج الحاكم
عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من فارق الجماعة
قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام
من عنقه واخرج الحاكم من حديث نافع
عن عبد الله بن عمر ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال من خرج من
الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة
الاسلام من عنقه حتى يراجعه وقال
من مات وليس عليه امام جماعة فان
موتته ميتة جاهلية واخرج الحاكم
من حديث الحارث الاشعري حديثا
طويلا في آخره قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم امركم بخمس
كلمات امرني الله بهن الجماعة
والسمع والطاعة والهجرة والجهاد
في سبيل الله فمن خرج من الجماعة
قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من
رأسه الا ان يرجع واخرج الحاكم
عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من فارق الجماعة شبرا دخل
النار واخرج الحاكم عن ابن عمر قال سمعت

بن طاؤس ان کے والد سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میری امت کو یا (فرمایا کہ) اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور حاکم نے حضرت انسؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ آپؐ نے خدا سے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہو چنانچہ یہ دعا قبول ہو گئی۔ اور حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اُس نے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ اور حاکم نے بروایت نافع عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا اس نے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال ڈالا یہاں تک کہ وہ پھر جماعت کی طرف رجوع کرے اور فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ امام جماعت کی ماتحتی میں نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور حاکم نے بروایت حارث اشعری ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کے ساتھ اللہ نے مجھے مامور فرمایا ہے۔ جماعت کا اتباع لازم سمجھو اور (خلیفہ کا حکم) سنو اور اطاعت کرو اور (دار الحرب سے) ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت کے برابر جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت کی طرف) رجوع کرے۔ اور حاکم نے حضرت معاویہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اور حاکم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

www.kitabghar.org

رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من فارق أمته او عاد
اعرابيًا بعد هجرته فلاحجة
له واخرج الحاكم من حديث حذيفة
عن ربعي بن حراش قال اتيت
حذيفة ابن اليمان ليالي
سار الناس الى عثمان فقال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من فارق الجماعة و
استذل الامارة لقي الله و
لاحجة له واخرج الحاكم
عن فضالة بن عبيد عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم
انه قال ثلثة لايسأل عنهم
رجل فارق الجماعة وعصى
امامه فمات عاصيا امامه
وعبد ابق من سيده فمات
وامرأة غاب عنها زوجها
وقد كفاها مؤنة الدنيا
فتبرجت بعده فلا يسأل
عنهم واخرج الحاكم عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الصلوة المكتوبة الى الصلوة المكتوبة التي
بعدها كفارة لما بينهما والجمعة الى الجمعة
وشهر رمضان الى شهر رمضان كفارة لما
بينهما ثم قال بعد ذلك الا من ثلث الا من
الاشراك بالله ونكث الصفقة وترك السنة قلنا

آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی جماعت سے الگ ہوا یا ہجرت کے بعد پھر اعرابی بن گیا[1] تو (خدا کے سامنے) اس کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ اور حاکم نے بروایت حذیفہؓ ربعی بن حراش سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں حذیفہ بن یمان کے پاس گیا اُس زمانہ میں جب کہ لوگ حضرت عثمانؓ پر خروج کر رہے تھے تو حضرت حذیفہؓ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا اور (اپنے) سردار کو اُس نے ذلیل کیا وہ خدا سے اس حال میں ملے گا کہ کوئی حجت اس کے پاس نہ ہوگی۔ اور حاکم نے فضالہ بن عبید سے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ ان سے کچھ پوچھا نہ جائے گا (اور دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے) ایک وہ شخص جو جماعت سے علیحدہ ہو اور اپنے حاکم کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت میں مرجائے۔ دوسرے وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو اور (اسی حال میں) مرجائے۔ تیسری وہ عورت جس کا شوہر باہر گیا ہو اور وہ اس عورت کے تمام دنیاوی مصارف کا سامان کر گیا ہو پھر وہ عورت اس کے چلے جانے کے بعد گھر سے باہر نکل جائے۔ لہٰذا اُن لوگوں سے کچھ سوال نہ ہوگا۔ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر فرض نماز دوسری فرض نماز کے وقت تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور ایک نماز جمعہ دوسری نماز جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور ایک ماہ رمضان دوسرے ماہ رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا مگر تین باتوں کا کچھ کفارہ نہیں۔ ایک تو اللہ کے ساتھ شرک کرنا، دوسرے بیعت کو توڑنا، تیسرے سنت کو ترک کرنا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ

[1] مطلب یہ ہے کہ وہ ہجرت سے پہلے اعرابی تھا اب ہجرت کے بعد پھر اعرابی ہو گیا یعنے اپنے وطن واپس گیا مہاجرین کے لئے منع ہے کہ وہ اپنے وطن واپس جائیں اسی وجہ سے حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات جب مکہ میں ہوئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔

www.kitabghar.org

يارسول الله امّا الاشراك بالله فقد
عرفناه فمانكث الصفقة وترك
السنّة قال امانكث الصفقة ان
تبايع رجلا بيمينك ثم تخالف
اليه فتقاتله بسيفك واما ترك
السنّة فالخروج من الجماعة واخرج
الحاكم في حديث حذيفة الطويل
حين ذكر قوما يهدون بغير هديه
وقوما يدعون الى ابواب جهنم قلت
فما تامرني ان ادركت ذلك قال
تلزم جماعة المسلمين وامامهم
قلت فان لم تكن لهم امام ولا جماعة
قال فاعتزل تلك الفرق كلها
واخرج الشيخان من حديث عمر
بطرق مختلفة انتم شهداء الله في
الارض واخرج الحاكم من حديث
ابي زهير الثقفي قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول
يوشك ان تعرفوا اهل الجنة من
اهل النار او قال خياركم من شراركم
قيل يارسول الله بماذا قال بالثناء
الحسن والثناء السيئ وانتم شهداء
بعضكم على بعض واخرج مسلم من
حديث ثوبان والمغيرة وجابر بن
سمرة وجابر بن عبد الله ومعوية بن ابي سفيان
والفاظهم متقاربة لا تزال طائفة
من امتي قائمة بامر الله لا يضرهم من
خذلهم او خالفهم حتى ياتي امر الله وهم
ظاهرون على الناس محتمل است كه

یارسول اللہ! شرک باللہ کو تو ہم جانتے ہیں مگر بیعت توڑنا اور سنّت کو ترک کرنا (ہم نہیں جانتے آپؐ بتا دیجئے کہ) کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا بیعت توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی شخص سے بیعت کرو پھر اس کی مخالفت کرو اور اس سے تلوار لے کر قتال کرو اور سنّت کے ترک کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور حاکم نے حضرت حذیفہؓ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو آپؐ کے روش کے خلاف روش پر چلیں گے اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو جہنم کی طرف لوگوں کو بلائیں گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کو لازم پکڑنا میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کا کوئی امام اور اُن کی کوئی جماعت نہ ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا تو تم تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا۔ اور شیخینؒ نے بروایت حضرت عمرؓ باسانید متعددہ روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے (صحابہ کرامؓ سے) فرمایا تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ اور حاکم نے بروایت ابوزہیر ثقفی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے عنقریب تم لوگ اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچان لوگے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! کیونکر؟ آپؐ نے فرمایا تعریف و مذمت سے (جس کی پیٹھ پیچھے مسلمان تعریف کریں وہ اچھا جس کی مذمت کریں وہ بُرا) تم لوگ باہم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔ اور مسلم نے بروایت حضرت ثوبانؓ و مغیرہؓ و جابر بن سمرہ و جابر بن عبداللہ و معاویہ بن ابی سفیان نقل کیا ہے الفاظ سب کے قریب قریب ہیں کہ (حضرتؐ نے فرمایا) میری اُمّت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم کے ساتھ قائم رہے گا جو شخص ان کی رفاقت چھوڑ دے گا یا (فرمایا کہ) ان کی مخالفت کرے گا وہ اُن کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے اور وہ سب لوگوں پر غالب رہیں گے۔ ممکن ہے کہ

حدیث لا یجتمع امتی علی الضلالۃ بر موافقت ہمیں حدیث محمول باشد بر آنکہ طائفہ بر حق باشد آخذ بسنت و قائم بواجباتِ ملت نہ بمعنے حجیت اجماع لکن المعنے الاوّل ہو المشہور الذی حمل علیہ جماہیر الفقہاء واللہ اعلم۔ و از یں طرقِ کثیرہ معلوم مے شود کہ احادیث نہی از مفارقتِ جماعت و امر اتباع سواد اعظم چوں در الفاظِ آں تامل کنیم ہر دو علت از بیانِ آنہا مے تراود و ہر دو مصلحت از اشاراتِ آں می شود یکے اقامتِ خلافت کہ متبع چندیں فوائد است و دیگر حفظِ ملت از اختلاف اہلِ آں پس متبادر بفہم آنست کہ صریح حکم در ہماں محل است کہ خلیفۂ راشد حکمے فرماید بعد مشاورتِ اہلِ علم کل ایشاں یا جمہور ایشاں و آں حکم ممکن شود در مسلمین اما اتفاقیاتِ جمہور فقہاء چوں صولتِ خلافت باآں یار نباشد و ہمچنیں مذہب خلیفہ چوں در فصلے مجتہد فیہ قضا کند واجب الاتباع است ملحق باآں اصل منصوص از جہت مشارکت در احد شطری العلۃ و ایں قصہ بہاں میماند کہ امام شافعیؒ در آیت وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الخ گفتہ است کہ منطوق آیت اباحت قصر است در صورتِ اجتماع سفر و خوف ہر دو و سنت و اجماع امت ملحق کردہ است باو قصر فی السفر من غیر خوف و سر دریں مسئلہ آنست کہ سفر و خوف ہر یکے از انہا مناسب تخفیف است

جس حدیث میں امت کا گمراہی پر متفق نہ ہونا بیان کیا گیا ہے اس کا مطلب موافق اس حدیث کے یہ لیا جائے کہ امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا سنت پر عمل کرے گا اور واجباتِ ملت کو قائم رکھے گا۔ اجماع کی حجیت کا مفہوم نہ نکالا جائے مگر پہلے ہی معنے زیادہ مشہور ہیں اور اسی پر جمہور فقہاء نے (اس حدیث کو) محمول کیا ہے۔ ان احادیثِ کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مفارقتِ جماعت کی حدیثیں اور سوادِ اعظم کی پیروی کا حکم (جن جن الفاظ میں ہے) ان الفاظ میں جب ہم غور کرتے ہیں تو دو[2] علتیں ان سے ظاہر ہوتی ہیں اور دو مصلحتیں ان کے اشارات سے مفہوم ہوتی ہیں ایک اقامتِ[1] خلافت جس میں اس قدر فوائد ہیں۔ دوسرے[2] شریعت کا باہمی اختلاف سے محفوظ رکھنا پس یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ صریح حکم تو اسی مقام کے لئے ہے جہاں خلیفۂ راشد کوئی حکم دے بعد مشورۂ اہلِ علم کے خواہ سب سے مشورہ لے یا بعض سے اور وہ حکم مسلمانوں میں نافذ ہو جائے۔ باقی رہے جمہور فقہاء کے اجماعی مسائل جب کہ صولت خلافت ان کے ساتھ نہ ہو اسی طرح خلیفہ کا حکم کسی ایسے مسئلہ میں جو اجتہادی ہو ان کا اتباع بھی واجب ہے اور اسی اصل منصوص کے ساتھ اس کا بھی الحاق کیا گیا ہے کیونکہ یہاں دو[2] علتوں میں سے ایک علت پائی جاتی ہے یہ قصہ اسی کے مشابہ ہے کہ امام شافعیؒ نے آیہ {وَاِذَا ضَرَبْتُمْ الآیۃ (ترجمہ) جب تم سفر کرو زمین میں تو نہیں ہے تم پر کچھ گناہ کہ کم کر دو نماز سے اگر خوف کرو تم کہ فتنہ میں ڈالیں گے تم کو کافر} میں کہا ہے کہ منطوق آیت سے تو صرف اس صورت میں قصر کی اجازت نکلتی ہے جس میں سفر اور خوف دونوں ہوں مگر احادیث و اجماعِ امت نے اس کے ساتھ ہر سفر میں گو بغیر خوف کے ہو قصر کرنے کو الحاق کر دیا ہے۔ اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ سفر اور خوف دونوں میں سے ہر ایک سبب تخفیف بن سکتا ہے۔

[1] یعنے کسی کو خلیفہ مقرر کرلینا۔

www.kitabghar.org

ودر احکام خلفائے راشدین ظنّ اصابت
رائے ایشاں بایں دو مصلحت جمع شد
وامر متاکد گشت۔ غایۃ الوکادۃ در ظنّ
اصابت عبد اللہ بن مسعود در سنت
وقراءۃ و اُبَی بن کعب در قرارت
و علی مرتضٰے در قضا و زید بن ثابت
در فرائض با خلفاء ہم عنان اند
از جہت ثنائے جمیل ایشان کہ
بر زبان غیب ترجمان آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم گزشت وباعتبار
دو مصلحت دیگر متخلف و اتفاقیات
فقہائے امصار بے حکم خلیفہ باعتبار
مصلحت کہ امام شافعیؒ بآں اشارہ
کردہ حیث قال انما الغفلۃ
فی الفرقۃ فاما الجماعۃ فلا
یمکن فیھا کافۃ غفلۃ عن
معنے کتاب ولا سنۃ ولا قیاس
مظنۃ اصابت است قال عمر
رضی اللہ عنہ فاقض بما قضی بہ
الصالحون و این نیز معلوم بالقطع
است کہ اگر در فصل مجتہد فیہ حکم
خلیفہ را قبول نکنند وہر یکے بر
رائے خود رود حکم خلافت مضبوط
نگردد و مصلحت اقامت خلافت متحقق
نشود بملاحظہ ہمیں مراتب امام شافعیؒ
گفتہ واذا رجعنا الی التقلید
فقول الائمۃ ابی بکر وعمر
وعثمان قال فی القدیم
وعلی احب الینا

(لہٰذا جہاں صرف سفر پایا جائے خوف نہ ہو وہاں بھی قصر ہونا چاہیئے) اسی طرح خلفائے راشدین کے احکام میں ان کی رائے کے صائب ہونے کا علم ان دو[1] مصلحتوں (یعنی اقامتِ خلافت وحفاظتِ شریعت) کے ساتھ جمع ہوا اور یہ علم نہایت مضبوط ہوگیا (مگر جس مقام میں صرف ایک ہی مصلحت پائی جائے وہاں بھی صائب الرائے ہونے کا علم حاصل ہوجائے گا اور اتباع ضروری ہوگا) صائب الرائے ہونے کے خیال میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حدیث وقرارت میں اور حضرت اُبی بن کعب قرارت میں اور حضرت علی مرتضٰے قضا میں۔ اور حضرت زید بن ثابتؓ فرائض میں خلفائے راشدین کے ہم پلّہ ہیں اس لئے کہ ان امور کے متعلق) ان کی عمدہ تعریف زبانِ غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر گزر چکی ہے مگر باعتبار دوسری دو[1] مصلحتوں کے (جن کا ذکر ابھی ہوا خلفائے راشدین سے) پیچھے ہیں۔ اور فقہائے بلاد (اسلامیہ) کا جن امور پر اتفاق ہو جائے بغیر حکم خلیفہ کے ان میں بھی صائب الرائے ہونے کا خیال ہے باعتبار اس مصلحت کے جو امام شافعیؒ نے بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ غفلت تو تنہائی میں ممکن ہے مگر ایک پوری جماعت سے قرآن وحدیث و قیاس کے معنے سے غفلت ہو جانا ناممکن ہے (اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے کہ جو فیصلہ اگلے نیک لوگ کر گئے ہیں اسی کے موافق فیصلہ کرو۔ اور یہ بھی یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ اگر اجتہادی مسئلہ میں خلیفہ کے حکم کو نہ مانیں اور ہر شخص اپنی رائے پر عمل کرے تو حکم خلافت کا مضبوط نہ ہوگا اور اقامت خلافت کی مصلحت فوت ہو جائے گی انہی مراتب کے لحاظ سے امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اگر ہم تقلید کریں تو ائمہ یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کا قول ہمیں زیادہ محبوب ہے اور مذہب قدیم میں انہوں نے حضرت علیؓ کے قول کو بھی خلفائے ثلاثہ کے ساتھ شامل کیا تھا۔

[1] یعنی صرف اقامتِ خلیفہ یا صرف حفاظتِ شریعت۔

www.kitabghar.org

و توقف در قولِ مرتضٰی بمذہب جدید از جہت عدم تمکین است و عدم اجماع امت بر قولِ او یکے از اوصاف مؤثرہ است۔

اما آنکہ ہر یکے از خلفاء در وقتِ خلافتِ خویش افضل امت بودہ است از حدیث ابن عمرؓ کنا نخیر فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنقول ابوبکر خیر ھذہ الامۃ ثم عمر ثم عثمان۔ و حدیث مرتضٰی ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ و حدیث وزن و ظہور رجحان ابوبکرؓ بروایتِ ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ و غیر ایشاں۔ و عمر فاروق افضلیت ابوبکر صدیقؓ را بیان کرد و آں متواتر است ازو و صدیق گفت اللھم استخلفت علیھم خیر خلقک و عبد الرحمٰن بن عوفؓ در وقت عقدِ خلافت برائے ذی النورین گفتہ واللہ علیہ ان لا یألو عن افضلھم فی نفسہ و مرتضٰی بر سرِ منبر کوفہ فرمود خیر ھذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر سفیان ثوری بملاحظۂ ہمیں اجماعیات گفتہ است من زعم ان علیاً کان احق بالولایۃ منھما فقد خطأ ابابکر و عمر والمھاجرین والانصار وما اراہ یرتفع مع ھذا

مذہب جدید میں حضرت مرتضٰی کے قول میں تردد کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے قول کو تمکین[1] نہیں ملی اور امت ان کے قول پر متفق نہیں ہوئی اور واجب الاتباع ہونے کے لئے یہ بھی ایک ضروری چیز ہے۔

خلفاء کا اپنے اپنے وقت میں تمام امت سے افضل ہونا (بھی بدلائل قطعیہ ثابت ہے) چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمان۔ اور حضرت مرتضٰی کی حدیث ہے کہ شیخینؓ پیرانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں اور وزن کی حدیث اور حضرت ابوبکرؓ کے وزنی ہونے کی جو بروایتِ ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ وغیرہ ثابت ہے۔ اور عمر فاروقؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت کو بیان کیا ہے جو ان سے بتواتر منقول ہے۔ اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب سے بہتر تھا (یعنے عمرؓ کو) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بوقت عقدِ خلافتِ حضرت ذوالنورینؓ فرمایا تھا کہ جس شخص کو انتخابِ خلیفہ کا اختیار دیا جائے اُس کو اللہ کی قسم ہے کہ وہ اپنی طرف سے افضل کے انتخاب کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور حضرت مرتضٰی نے کوفہ میں برسرِ منبر فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں ان کے بعد عمرؓ۔ سفیان ثوری نے انھیں اجماعیات کے لحاظ سے کہا ہے کہ جس نے گمان کیا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے اُس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین و انصار کو خطاپر سمجھا اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سب کو خطاپر سمجھنے کے بعد

[1] حضرت علی مرتضٰی کے قول کو تمکین نہ ملنا بالکل ظاہر ہے۔ ایک مرتبہ انھوں نے بیع امہات الاولاد کے بارے میں حضرت عمرؓ کے قول کے خلاف بیان فرمایا اور کہا کہ پہلے میرا بھی وہی قول تھا مگر اب میں نے رجوع کیا اسی مجمع میں قاضی شریح نے کہدیا کہ قولك فی الجماعۃ احب الینا من قولك وحدك یعنے آپ کا وہ قول جو جماعت کے ساتھ تھا ہمیں زیادہ محبوب ہے بہ نسبت آپ کے اس قول کے جس میں آپ تنہا ہیں۔ علاوہ اس کے حضرت مرتضٰی کے قول میں توقف کی یہ وجہ بھی ہوئی کہ ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا بوجہ اس کے کہ شیعوں نے ان پر افترا پردازی بیحد کی دشوار ہوگیا تھا۔

www.kitabghar.org

له عملٌ الى السّماء و شافعی گفته اضطر النّاس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلّم الى ابی بکر فلو يجدوا تحت اديم السّماء خيرًا من ابی بکر فولّوه رقابهم۔ و چندیں صحابہ و تابعین گفتہ اند کہ صدیقِ اکبر در قتال مرتدین بچیزے قائم شد کہ کارِ انبیاء بود۔

و اما اثبات خلافتِ خلفاء پس طرق بسیار دارد از انجملہ اجماعِ صحابہ بر خلافتِ صدیقِ اکبرؓ و ایں مسلک را عبد اللہ بن مسعودؓ اختیار نمودہ است قال عبد الله ما رأى المسلمون حسنًا فهو عند الله حسنٌ وما رأوا سيّئًا فهو عند الله سيّئٌ و قد رأى الصّحابة جميعًا ان يستخلفوا ابا بکر و استخلاف صدیقِ اکبر در خلافتِ فاروقِ اعظم قال عبد الله بن مسعودؓ افرس النّاس ثلثة ابوبکر حين استخلف عمر الحديث و اتفاق ناس بر خلافتِ عمر فاروق بوجہے کہ ہیچکس را دراں اشکالے نماند اظہر است ازانکہ احتیاج بیان داشتہ باشد پس معنے اجماع اینجا ہم متحقق شد لیکن بعد از استخلاف و تسلط و ہمچنیں قصہ اتفاق بر ذی النورین معلوم و مشہور است متاخرین اشاعرہ ہمیں مسلک را اختیار نمودند و بر ہمیں مسلک اکتفا کردہ و از انجملہ تفویض امامتِ صلوٰۃ بصدیقِ اکبرؓ در ایامِ مرض

اس کا کوئی نیک کام آسمان تک[1] جا سکے۔ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ مجبور ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے تو انھوں نے آسمان کے نیچے ابوبکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا لہٰذا ان کو اپنی گردنوں کا مالک بنا لیا۔ اور بہت سے صحابہ و تابعین نے کہا ہے کہ صدیقِ اکبرؓ نے قتالِ مرتدین میں وہ کام کیا جو انبیاء کے کرنے کا تھا۔

خلفاء کی خلافت کا اثبات بہت طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ **ازانجملہ** حضرت صدیقِ اکبرؓ کی خلافت پر صحابہؓ کا اجماع کرنا اس مسلک کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے اختیار کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مسلمان جس کام کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور مسلمان جس کام کو برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ اور تمام صحابہ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ کو خلیفہ بنائیں۔ اور ازانجملہ حضرت صدیقِ اکبرؓ کا فاروقِ اعظمؓ کو خلیفہ بنانا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل الفراست تین آدمی تھے ایک ابوبکرؓ کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اور مسلمانوں کا حضرت فاروقؓ کی خلافت پر متفق ہو جانا اس طرح کہ کسی کو اس میں کوئی اعتراض نہ رہا اس قدر ظاہر ہے کہ بیان کرنے کی حاجت نہیں پس اجماع کی صورت یہاں بھی پائی گئی لیکن بعد خلیفہ بن جانے اور تسلط حاصل ہو جانے کے۔ اسی طرح حضرت ذوالنورینؓ کے اوپر لوگوں کا متفق ہونا وہ بھی مشہور ہے۔ متاخرین اشاعرہ نے (خلافتِ خلفاء کے ثبوت میں) اسی مسلک کو اختیار کیا ہے اور انھوں نے اسی مسلک پر قناعت کی ہے۔ ازانجملہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے) زمانۂ مرض میں حضرت صدیقِ اکبر کو امامتِ نماز

[1] حضرت سفیان ثوریؒ نے بڑی پختہ بات فرمائی کیونکہ جب کوئی شخص مہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھے گا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین نہیں حاصل کر سکتا اس لئے کہ یہی حضرات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کرنے اور معجزات دکھانے کے راوی اور ناقل ہیں۔ اور جب حضرتؐ کی نبوت کا یقین نہ ہوا تو عمل صالح کا مقبول نہ ہونا ظاہر ہے۔ واقعی جو شخص باوجود دعوائے اسلام کے حضرات مہاجرین و انصار کی تنقیص کرتا ہو وہ سعدی علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کا مصداق ہے ؎ یکے بر سر شاخ و بن می برید ٭ خداوند بستاں نگہ کرد دید ٭ بگفتا گر ایں مرد بد میکند ٭ نہ با من کہ با نفس خود

www.kitabghar.org

در عین وقتِ استخلاف بریں دلیل اعتماد نمودند و جماعۂ مہاجرین و انصار اذعان آں کردند اصل قصۂ امامتِ صدیق از متواترات است و استدلال با مامت بر خلافت مستفیض از اکابر فقہائے صحابہ مثل عمر فاروق و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و قصۂ ذکر امامت در وقت انعقاد خلافت صدیق اکبر و اذعان مخالف و باز ماندن انصار بسبب ہمیں حدیث صحیح شدہ است از حدیث ابوبکر صدیق رض و عمر فاروق و عبداللہ بن مسعود و وجہ استدلال اما اجمالاً پس از انجہت کہ اکابر صحابہ آں استدلال فرمودند و جمیع امت آں استدلال را تلقی بقبول نمودند و سبب الزام مخالف ہماں دلیل آمد پس اجماع بر صحتِ استدلال منعقد گشت اما تفصیلاً پس باید دانست کہ اقامتِ شخصے شخص آخر را بر مقام خود گاہے بقول می باشد و گاہے بفعل و میباید کہ فعل مفہم باشد و افہام در ہر طبقہ و در ہر زمان مختلف مے باشد محترف خلیفہ خود را بر دکان مے نشاند و مدرس در حلقۂ درس و بادشاہانِ عجم بر تخت می نشاندند چوں در اسلام اشد طاعات صلوٰۃ آمد و ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت مے فرمودند تفویض امامتِ صلوٰۃ بصدیق اکبر رض دلیل جلی بر استخلاف او آمد و از انجملہ حدیث عائشہ و عبدالرحمٰن لقد ھممت ان ادعو ابابکر فاعھد الیہ و از انجملہ خطبۂ آخرہ کہ قبل از وفات بر پنج شب بودہ است رواھا جماعۃ من الصحابۃ منھم ابن مسعود

تفویض کرنا۔ اس دلیل کو صحابہ نے عین وقتِ استخلاف میں پیش کیا اور مہاجرین و انصار کی جماعت نے اس دلیل کا یقین کیا اصل واقعہ حضرت صدیق رض کی امامتِ نماز کا متواتر ہے۔ امامتِ نماز کو خلافت کی دلیل قرار دینا اکابر فقہائے صحابہ رض سے بسندِ مستفیض منقول ہے۔ مثل حضرت عمر فاروق رض و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے اور صدیق اکبر رض کی خلافت کے منعقد ہوتے وقت امامت کو ذکر کرنا اور مخالفین کا مان لینا اور انصار کا مخالفت سے باز آنا اسی امامتِ نماز کی حدیث سے بروایتِ صحیحہ ثابت ہے جس کے ناقل حضرت ابوبکر صدیق رض و عمر فاروق و عبداللہ بن مسعود رض ہیں۔

(امامتِ نماز سے خلافت پر) استدلال کی تقریر (ایک اجمالی ہے ایک تفصیلی) اجمالی یہ ہے کہ اکابر صحابہ رض نے اس سے استدلال کیا اور تمام امت نے اس استدلال کو مان لیا اور مخالفین پر اسی دلیل سے الزام بھی قائم ہو گیا پس اس استدلال کی صحت پر بھی اجماع ہو گیا۔ اور تفصیلی یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے کو اپنا قائم مقام بنانا کبھی تو قول سے ہوتا ہے اور کبھی فعل سے مگر فعل ایسا ہونا چاہیئے کہ لوگ سمجھ جائیں لوگوں کا سمجھنا ہر طبقہ اور ہر زمانے میں مختلف رہتا ہے مثلاً پیشہ ور اپنے خلیفہ کو (اپنی) دُکان پر بٹھا دیتا ہے۔ مدرس حلقۂ درس میں بٹھا دیتا ہے۔ عجم کے بادشاہ (اپنے) تخت پر بٹھا دیا کرتے تھے اسلام میں چونکہ سب سے بڑی عبادت نماز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امامت فرمایا کرتے تھے لہٰذا صدیقِ اکبر رض کو امامتِ نماز سپرد کرنا روشن دلیل ان کے خلیفہ بنانے پر ہے۔ از انجملہ حضرت عائشہ رض اور عبدالرحمٰن رض کی حدیث ہے کہ (حضرت ﷺ نے فرمایا) میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر رض کو بلاؤں اور ان کو کچھ وصیت کروں الخ اور از انجملہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا) آخری خطبہ جو آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے بیان فرمایا تھا جس کو صحابہ رض کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جنہیں حضرت ابن مسعود رض

www.kitabghar.org

وابوسعید وجندب بن عبد اللہ وابوہریرۃ وغیرہم ابوعمر صاحب استیعاب این طریقہ اختیار نمودہ است وبران اعتماد کردہ وازانجملہ رؤیا ہائے بسیار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ اند یا صحابہ بحضور آنحضرت عرض کردہ اند وتعبیر جملۂ آنہا خلافت خلفاء بودہ است وآن ہمہ تفسیر آیت استخلاف است وآیت تمکین فی الارض یکے رؤیائے قلیب رواہا ابوہریرۃ وابن عمر ودیگر رؤیاء وزن در حدیث ابوبکرہ ثقفی شخصے دیدہ است وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر فرمودہ اند بخلافت وعرفجہ وجماعت روایت کردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود دیدہ دور نیست کہ ہر دو صورت واقع شدہ باشد سوم حدیث توط بعضہم ببعض من حدیث جابر چہارم رؤیا دلو من حدیث سمرۃ بن جندب پنجم رؤیا ظلہ وحبل کہ از آسمان فرود آمد من حدیث ابی ہریرۃ وابن عباس ششم مرسل حسن بصری وازانجملہ تعریض جلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفائے ثلثہ بحوالہ امورے کہ تعلق بہ بیت المال دارد بایں بزرگان حدیث جبیر بن مطعم ان امرأۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ الشیخان قال الشافعی وفیہ دلیل علی خلافۃ ابی بکر

اور ابوسعید اور جندب بن عبد اللہ اور ابوہریرہ وغیرہم بھی ہیں۔ ابوعمرؓ مصنف کتاب استیعاب نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اور ازانجملہ بہت سے خواب[1] جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے یا صحابہؓ نے (دیکھے اور) آپ سے عرض کئے اور ان سب کی تعبیر خلفاء کی خلافت ہوئی یہ سب خواب آیت استخلاف اور آیت تمکین کی تفسیر ہیں (یہ خواب کئی قسم کے ہیں) اوّل کنوئیں والا خواب جسکو حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔ دوسرے وزن کا خواب جو بروایت ابوبکرہؓ ثقفی کسی اور شخص نے دیکھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر خلافت کے ساتھ فرمائی۔ اور عرفجہ اور نیز بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ یہ خواب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا کچھ بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتیں واقع ہوئی ہیں تیسرے بعض خلفاء کا بعض (کے دامن) سے لٹکنا جس کو حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے۔ چوتھے ڈول کا خواب جس کو حضرت سمرہ بن جندبؓ نے روایت کیا ہے۔ پانچویں ابر والا خواب اور رسی کا خواب کہ آسمان سے لٹک رہی ہے جس کو حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے۔ چھٹے وہ خواب جو حسن بصریؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور ازانجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلثہ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا ان کاموں کو ان کے متعلق کرکے جو بیت المال سے علاقہ رکھتے ہیں چنانچہ حضرت جبیر بن مطعمؓ کی حدیث ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی الخ جس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی دلیل ہے۔

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا حجت ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوا کرتے ہیں باقی رہے صحابہ کرامؓ کے خواب تو وہ بھی جب حضرتؐ کے سامنے مذکور ہوگئے اور انکی تعبیر زبان وحی ترجمان سے حاصل ہوگئی یا آپ کے سامنے انکی تعبیر بیان کی گئی تو بوجہ تقریر نبویؐ کے وہ بھی حجت ہیں انبیاء علیہم السلام کے خوابوں کا حجت قطعی ہونا حضرت ابراہیمؑ کے خواب سے جو انھوں نے ذبح فرزند کے متعلق دیکھا تھا ظاہر ہے کہ جس کا تذکرہ قرآن شریف میں ہے قولہ تعالٰی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک الآیہ نیز انکی تعبیر کا حجت ہونا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے قولہ تعالٰی قضی الامر الذی فیہ تستفتیان الآیۃ۔

www.kitabghar.org

وحدیث انس بعثنی بنو المصطلق وحدیث سہل بن ابی حثمۃ بایع اعرابیؐ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدیث ابی ہریرۃ قریبًا من معناہ و از انجملہ تعریض جلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفائے ثلثہ ببعض خواص خلافتِ خاصہ در حق ایں بزرگان حدیث ابی ذر قصہ تسبیح الحصیات فی ایدی الخلفاء الثلاثۃ علے الترتیب وحدیث انس نحوا من ذٰلک وحدیث ابی الدرداء فی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم للصدیق بالخطبۃ ثم امرہ لعمر بالخطبۃ وحدیث ابی موسی الاشعری فی قصۃ الحائط و از انجملہ فرمودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خلفائے ثلثہ را کہ ھم الخلفاء فی قصۃ تاسیس المسجد من حدیث عائشۃ وسفینۃ و از انجملہ احادیث دالّہ بر معاملہ منتظر الامارۃ وقتیکہ خلافت برائے ایشان منعقد شد دلالت نمود بر صحت خلافتِ ایشان حدیث علی مرتضٰی وحذیفۃ ان تؤمّروا ابابکر الحدیث وحدیث حذیفہ وغیرہ لا غنٰی بی عنہما ھما من الدین بمنزلۃ السمع و البصر وفی لفظ بمنزلۃ الرأس من الجسد وحدیث ابی سعید خدری واما وزیرای فی الارض فابوبکر وعمر و از انجملہ احادیث دالّہ بر آنکہ ترتیب دولت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدیں طریق خواہد بود کہ نبوۃ ورحمۃ

اور حضرت انس رضؓ کی حدیث کہ مجھے بنی المصطلق نے بھیجا الخ۔ اور حضرت سہل بن ابی حثمہ رضؓ کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ معاملہ قرض کا کیا اور حضرت ابوہریرہ رضؓ نے اسی کے قریب المعنے حدیث روایت کی ہے اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا خلافتِ خاصہ کے بعض خصوصیات کو ان بزرگوں میں بیان کر کے مثل حضرت ابوذر رضؓ کی اس حدیث کے کہ علے الترتیب خلفائے ثلثہ کے ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی اور حضرت انس رضؓ کی حدیث بھی اسی کے قریب ہے۔ اور حضرت ابوالدرداء رضؓ کی حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضؓ کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا ان کے بعد حضرت عمر رضؓ کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کی حدیث باغ کے قصہ[1] کے متعلق اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مسجد کی بنیاد رکھتے وقت خلفائے ثلثہ کی نسبت فرمانا کہ یہ لوگ خلفاء ہیں جس کو حضرت عائشہ رضؓ اور سفینہ رضؓ نے روایت کیا ہے۔ اور از انجملہ وہ حدیثیں جو خلفاء کے ساتھ ولیعہدی کے برتاؤ پر دلالت کرتی ہیں۔ جب خلافت ان کی منعقد ہوگئی تو ان حدیثوں نے ان کی صحت خلافت پر دلالت کی مثل حدیث حضرت مرتضٰے و حضرت حذیفہ رضؓ کے کہ اگر تم لوگ ابوبکر رضؓ کو خلیفہ بناؤ الخ اور حدیث حضرت حذیفہ رضؓ کے کہ مجھے ان دونوں سے بے نیازی نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو (جسمِ انسان میں) کان اور آنکھ کا رتبہ ہے اور ایک روایت میں (بجائے کان اور آنکھ کے) یہ ہی کہ جو رتبہ سر کو جسم میں ہے اور مثل حدیث ابوسعید خدری کے کہ زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ ہیں۔ اور از انجملہ وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دولت اس ترتیب سے ہوگی پہلے نبوت و رحمت

[1] جس میں دس صحابہ کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

ثم خلافۃ ورحمۃ وفی لفظ خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ثم یکون ملک عضوض ودر خارج بعد زمانِ نبوت خلافتِ خلفاء حاصل شد وبعد ازاں ملک عضوض پس دانستہ شد کہ خلافت ایشان خلافت علیٰ منہاج النبوۃ است وخلافت ورحمت است از حدیث ابوعبیدۃ ومعاذ بن جبل وحذیفہ وغیر ایشان۔

وازانجملہ اخبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بآنکہ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم ینشأ قوم تسبق ایمانھم شہاداتھم وشہاداتھم ایمانھم بروایۃ جماعۃ عظیمۃ منھم عمر وابن مسعود وعمران وحذیفۃ وغیرھم قرنِ اوّل زمانِ آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم از ہجرت تا وفات وقرنِ ثانی زمانِ شیخین وقرنِ ثالث زمان ذی النورین بعد ازاں اختلافہا پدید آمد وفتنہا ظاہر گردیدند تفصیل این اجمال آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ کہ بعد مقتل حضرت عثمانؓ بظہور پیوست در احادیث متواترہ متکثرۃ الطرق بیان فرمودند چنانچہ عنقریب مذکور مے گردد وماقبل آں را بوجوہ متعددہ از صفات مدح مخصوص گردانیدند

اس کے بعد خلافت اور رحمت اور ایک روایت میں خلافت بر منہاج نبوت اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت۔ اور خارج میں بعد زمانہ نبوت کے خلفاء کی خلافت حاصل ہوئی اور اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت ہوئی۔ پس معلوم ہوا کہ خلافت اُن بزرگوں کی منہاج نبوت پر تھی اور خلافت ورحمت تھی۔ اس مضمون کی حدیثیں حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ وحضرت حذیفہؓ وغیرہ سے منقول ہیں۔

شرح حدیث خیر القرون

اور ازانجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس بات کو بیان فرمانا کہ سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں اس کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کی قسمیں ان کی شہادت سے آگے چلیں گی اور ان کی شہادت ان کی قسم سے آگے چلے گی اس حدیث کو بہت بڑی جماعت صحابہؓ نے روایت کیا ہے جن میں حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور عمرانؓ اور حذیفہؓ وغیرہم ہیں۔ قرن اوّل[1] تو زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے بعد ہجرت کے وفات تک۔ اور قرن دوم زمانہ شیخین کا ہے۔ اور قرن سوم زمانہ حضرت ذوالنورینؓ کا ہے۔ اس کے بعد اختلاف پیدا ہوئے اور فتنے ظاہر ہوئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کو جو بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے ظاہر ہوا بہت سی حدیثوں میں جو بہت سندوں کے ساتھ مروی ہیں بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ عنقریب (فصل آئندہ میں) بیان ہوگا اور اس فتنہ سے پیشتر کے زمانہ کو کئی طرح سے عمدہ صفات کے ساتھ مخصوص کیا۔

[1] حدیث خیر القرون کے متعلق مصنفؒ نے جو کچھ لکھا ہے غالباً یہ ایک جدید تحقیق حضرت مصنفؒ کی ہے یہ تحقیق از روئے لغت نہایت صحیح ہے جیسا کہ صفحہ ۲۸۶ میں خود مصنفؒ نے لکھا ہے اس تحقیق کی رُو سے جن حدیثوں میں زمانہ صحابہ تابعین کے فتنوں کی خبر دی گئی ہے ان کی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر جو لوگ اس حدیث میں قرن اوّل سے زمانۂ صحابہ اور قرن دوم سے زمانۂ تابعین اور قرن سوم سے زمانۂ تبع تابعین مراد لیا ہے ان کو تمام اُن احادیث کی تاویل کرنی پڑتی ہے جن میں صحابہ وتابعین کے زمانہ کے فتنوں کی پیشین گوئی ہے فصل پنجم میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی اور توضیح آئے گی۔

www.kitabghar.org

وما بعد آنرا بانواع بسیار از صفاتِ ذم نکوہیدند چوں ملاحظۂ آں ہمہ طرق می نمائیم کہ مختلف اند در تعبیر و متحد اند در اصل مقصود حدس قوی بہم رسید کہ مراد از قرونِ ثلٰثہ تفصیل ہماں مدّت است و تقسیم بقرونِ ثلٰثہ و مدح آں قرون نیست الّا باعتبار کمال مدبّران آں قرون و قائمان بالامر در انہا و باعتبار شیوعِ اعمال خیر و ظہور دولتِ اسلامیہ و انجاز موعود اللہ عزّ وجل در ظہور دینِ حق و از انجملہ احادیث دالّہ بر آنکہ ملتِ اسلامیہ را نشو و نمائے خواہد بود تا غایتے بعد ازاں متناقص شدن گیرد مثل حدیث علقمہ بن کرز و حدیث یکون ثنیًا ثم رباعیًا ثم سدیسًا ثم بازلًا[1] الیٰ غیر ذلک و ہمچنیں مشاہدہ افتاد در خارج کہ از زمان حضرت عثمانؓ اسلام متزاید بود بعد ازاں متناقص (دیدہ شد) دانستہ شد کہ خلافتِ ایشاں خلافتِ راشدہ مبشر بہا است و از انجملہ حدیث ابنِ مسعود تدور رحی الاسلام بستّ و ثلٰثین سنۃً بعد ازاں بظہور فتنۂ عظیمہ انذار نمودند کہ فان یھلکوا فسبیل من قد ھلک پس دوران رحی الاسلام دلالت می کند بر استقامت امور و غلبۂ او بر سائر ادیان و کثرتِ فتوح و آں معنے خلافتِ راشدہ است پس خلافتِ ایں عزیزان خلافتِ راشدہ آمد و از انجملہ حدیث ابی ہریرہؓ الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام

اور اس فتنہ کے بعد کے زمانہ کو بہت برائیوں سے یاد فرمایا جب ہم ان تمام روایتوں کو جو عبارت میں مختلف اور اصل مقصود میں متحد ہیں لحاظ کرتے ہیں تو حدث قوی حاصل ہو جاتا ہے کہ قرون ثلٰثہ سے مراد اسی مدّت کی تفصیل ہے اور اس مدّت کو تین قرون پر تقسیم کرنا اور ان قرنوں کی تعریف کرنا نہیں ہے مگر اس سبب سے کہ ان قرنوں کے مدبر اور صاحبانِ حکومت نہایت کامل تھے اور اعمالِ خیر کی اشاعت اور دولتِ اسلامیہ کا غلبہ اور غلبۂ دین کے متعلق اللہ عزّ وجل کے وعدوں کا پورا ہونا ان قرنوں میں خوب تھا۔ اور از انجملہ وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ملّتِ اسلامیہ کو ایک حد تک نشو و نما ہوگا اس کے بعد پھر تنزل شروع ہوگا مثل حدیث حضرت علقمہ بن کرز کے اور اس حدیث کے کہ اسلام پہلے ثنی[1] ہوگا پھر رباعی پھر سدیس پھر بازل وغیر ذٰلک اور خارج میں بھی ایسا ہی دیکھا گیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک اسلام ترقی پر رہا اس کے بعد کم ہوتا ہوا دیکھا گیا۔ معلوم ہوا کہ ان تینوں خلفاء کی خلافت خلافتِ راشدہ ہے جس کی بشارت (آیات واحادیث میں) دی گئی ہے۔ اور از انجملہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کہ اسلام کی چکی چھتیس سال چلتی رہے گی اس کے بعد آپ نے ایک فتنۂ عظیمہ سے ڈرایا اور فرمایا کہ اگر (اس فتنہ میں) لوگ ہلاک ہوگئے تو ان کی وہی راہ ہے جو اور ہلاک ہونے والوں کی راہ تھی۔ اسلام کی چکی کا چلنا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اسلامی کام بہت ٹھیک رہیں گے اور تمام دینوں پر اس کو غلبہ رہے گا اور فتوحات کی کثرت ہوگی۔ اور خلافتِ راشدہ کے یہی معنے ہیں پس ان بزرگوں کی خلافت خلافتِ راشدہ ہوگئی۔ اور از انجملہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔

[1] ثنی اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کو چھٹا سال شروع ہوا ہو اور رباعی جس کو ساتواں سال شروع ہوا ہو اور سدیس جس کو آٹھواں سال شروع ہوا ہو اور بازل جس کی عمر پورے آٹھ سال کی ہو یہ عمر اونٹ کے کمال قوت و شباب کی عمر ہے مطلب یہ ہے کہ اسلام کی ترقی بتدریج ہوگی آہستہ آہستہ وہ اپنے منتہائے کمال پر پہنچ جائیگا۔ حضرت عمرؓ اس حدیث کو بیان کر کے فرمایا کرتے تھے کہ پھر اس کے بعد انحطاط شروع ہو جائے گا ۱۲ مجمع بحار الانوار۔

www.kitabghar.org

وازینجا دانستہ شد کہ خلافتِ راشدہ بمدینہ خواہد بود و در خارج غیر خلفائے ثلثہ در مدینہ اقامت نہ نمودند و ازانجملہ احادیث دالّہ برآنکہ عمر بن الخطاب غلق فتنہ است و نگاہبان امت از فتن مثل حدیث حذیفہ و آں اصح ایں باب است و حدیث عبداللہ بن سلام و ابی ذر و غیر ایشان و در خارج ہمچناں واقع شد کہ در زمان حضرت عمرؓ ہیچ فتنہ برنخاست و ایں بشارت است بخلافتِ راشدہ عمر بن الخطاب و ازانجملہ احادیث دالّہ برآنکہ حضرت عثمانؓ در وقت فتنہ برحق باشد و مخالفانِ او بر باطل و در طرقِ ایں احادیث کثرت است از مسند ابن عمر و عبداللہ بن حوالہ و مرّہ بن کعب و کعب بن عجرہ و ابوہریرہ و حذیفہ و عائشہ و غیر ایشان و حضرت عثمانؓ ہنگام فتنہ خلیفہ بود و مخالف او نزع خلافت او می خواستند پس خلافتِ او عند اللہ و عند رسولہ ثابت بود و ازانجملہ احادیثِ دالّہ بر لوازم خلافتِ خاصہ باکثرت آں و تشعب طرق آں و استدلال بایں لوازم دو صورت دارد یکے آنکہ معنے خلافت خاصہ منقح کنیم و معانی کہ خلافتِ خاصہ بآں از خلافت عامہ صحیحہ و خلافتِ جابرہ متمیز شود بشناسیم باز ہر یکے را ازاں معانی بادلّہ متکاثرہ در خلفاء اثبات نمائیم و ایں صورت بالقطع دلالت مے کند بر مقصود۔ صورت دیگر آنکہ بر بعض لوازم اکتفا نمائیم و آں را بادلّہ او در خلفاء اثبات کنیم و ہر لازمے را دلیلے علیحدہ تقریر نمائیم

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خلافتِ راشدہ مدینہ میں ہوگی اور خارج میں سوا خلفائے ثلثہ کے مدینہ میں کسی خلیفہ نے قیام نہیں کیا۔ اور **ازانجملہ** وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ فتنہ کے (دروازہ کے) لئے قفل تھے اور فتنوں سے امت کے بچانے والے تھے مثل حدیث حضرت حذیفہؓ کے جو اس باب کی تمام حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے اور مثل حدیث عبداللہ بن سلامؓ اور ابوذر وغیرہ کے اور خارج میں بھی ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا اس سے حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت کے خلافتِ راشدہ ہونے کی بشارت نکلتی ہے۔ اور **ازانجملہ** وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ فتنہ کے وقت حق پر ہوں گے اور اُن کے مخالف باطل پر ہونگے ان حدیثوں کی سندیں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ اور عبداللہ بن حوالہ اور مرّہ بن کعب اور کعب بن عجرہ اور ابوہریرہ اور حذیفہ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ ان حدیثوں کے راوی ہیں اور حضرت عثمانؓ فتنہ کے وقت بھی خلیفہ تھے اور اُن کے مخالف ان سے خلافت کو نکال لینا چاہتے تھے پس معلوم ہوا کہ خلافت اُن کی اللہ و رسول کے نزدیک ثابت تھی۔ اور **ازانجملہ** وہ حدیثیں ہیں جو خلافتِ خاصہ کے لوازم پر دلالت کرتی ہیں یہ حدیثیں بھی بہت ہیں اور بہت سندوں سے مروی ہیں ان لوازم سے استدلال کرنے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے ہم خلافتِ خاصہ کے معنی کی تنقیح کریں اور وہ اوصاف جن کی وجہ سے خلافتِ خاصہ اور خلافتِ عامہ صحیحہ اور خلافتِ جابرہ میں باہم امتیاز پیدا ہوتا ہے معلوم کرلیں پھر ہم خلافتِ خاصہ کے اوصاف کو دلائل کے ساتھ خلفاء میں ثابت کریں یہ صورت بھی یقیناً مقصود پر دلالت کرتی ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ صرف بعض لوازم کو بیان کریں اور اُن کو دلائل کے ساتھ خلفاء میں ثابت کریں اور ہر لازم کو جداگانہ دلیل سے ثابت کریں۔

واکثر صحابہ و تابعین بایں نوع سلوک کردہ اند وحقیقت خلافت خلفاء بایں مسلک شناختہ وایں آثار محتمل دو وجہ است یکے آنکہ بعض را ذکر کردند وبعض آخر را حذف نمودند اعتمادًا علٰے ما ہو معلوم عندہم چنانکہ در بعض اوقات از مقدمتے الدلیل یکے را ذکر کنند واز دیگرے سکوت ورزند وحینئذٍ اصل استدلال تمام باشد ودر تقریر مسامحتے بکار بردہ باشند وجہ دیگر آنکہ غرض ایشان استدلال بیک لازم فقط چوں ہر یکے مناسب است باصل غرض ومظنۂ مطلوب وحینئذٍ دلیل ظنی باشد یا خطابی پس جمعے از صحابہ بسوابق اسلامیہ فقط استدلال کردند جمعے بہ بشارت بالجنۃ فقط وجمعے بآنکہ باحضرت صدیق وفاروق معاملہ منتظر الامارۃ مے فرمودند وازیں قبیل است استدلال بقول حضرت عائشہ لو کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستخلفا لاستخلف ابابکر ثم عمر وجمعے بآنکہ خلفاء را در شرع وصف سابقین مقربین اثبات نمودہ اند وازیں قبیل است استدلال شیخ محی الدین بن عربی بر خلافت راشدۂ عمر فاروقؓ بایں مضمون کہ حقیقت نبوت وحی وعصمت است وحقیقت خلافت نبوت وجود نمونہ از ہر یکے در خلیفہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چوں فرمودند کہ فاروقؓ محدَّث است وسکینہ بر زبانِ او نطق مینماید فرمودند کہ شیطان از ظلِ فاروقؓ مے گریزد اثبات کردند خلافت نبوت اورا

(یہ صورت بھی کافی ہے) اکثر صحابہ وتابعین نے اسی صورت کو اختیار کیا ہے اور خلافتِ خلفاء کی حقیقت کو اسی طریقہ سے پہچانا ہے (صحابہ وتابعین کے) ان آثار میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ اُنھوں نے بعض لوازم کو ذکر کیا اور بعض کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ اوروں کو معلوم ہیں جیسا کہ بعض اوقات دلیل کے دو مقدموں میں سے ایک کو ذکر کرتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں اصل استدلال پورا ہوتا ہے مگر تقریر میں کچھ مسامحہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ غرض اُن کی صرف اسی ایک لازم سے استدلال کرنا ہو کیونکہ ہر لازم اصل غرض اور اصل مقصد کے لئے مفید ہے۔ اس وقت میں دلیل ظنی یا خطابی ہوجائے گی۔ پس ایک جماعت صحابہؓ نے صرف سوابقِ اسلامیہ سے استدلال کیا اور ایک جماعت نے جنّتی ہونے کی بشارت سے۔ اور ایک جماعت نے اس بات سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقؓ وحضرت فاروقؓ کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ اور اسی قسم میں داخل ہے حضرت عائشہؓ کے اس قول سے استدلال کرنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو ابوبکرؓ کو بناتے ان کے بعد عمرؓ کو۔ اور ایک جماعت نے اس بات سے (استدلال کیا) کہ خلفاء کے لئے شریعت میں سابقین مقربین کی صفت ثابت کی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ محی الدین بن عربی کا استدلال حضرت عمر فاروقؓ کی خلافتِ راشدہ پر بایں مضمون کہ نبوت کی حقیقت وحی اور عصمت ہے اور خلافت نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا نمونہ خلیفہ میں موجود ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ فاروق محدَّث ہیں اور سکینہ ان کی زبان پر بولتا ہے اور فرمایا کہ شیطان فاروقؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے تو آپ نے (اس بیان سے) انکی خلافتِ نبوت کو ثابت کردیا۔

www.kitabghar.org

وجوہ بافضلیت ہر یکے کہ ماخوذ از حدیث وزن است و از حدیث کنا نختلف و دریں مسلک کثرتے ست کہ ورا احصا نیاید و متفطن لبیب مے تواند از کلام ما طرق بسیار راست کردن فلا نطول الکلام ۔

اور ایک جماعت نے خلفائے راشدین کی فضیلت سے جو حدیث وزن اور حدیث خیر الناس سے ثابت ہے استدلال کیا (انحصر اس (استدلال) کے بہت طریقے ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے۔ ذہین عقلمند ہمارے کلام سے بہت طریقے نکال سکتا ہے لہٰذا ہم ان کو ذکر کر کے کلام کو طول دینا نہیں چاہتے۔

(چوتھی فصل ختم ہوگئی)

والحمد للہ رب العالمین ۰

www.kitabghar.org

ضمیمہ متعلق فصل چہارم از مترجم عافاہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

چونکہ مصنفؒ نے فصل چہارم میں صحابۂ کرام اور چند تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مسانید متعلق خلافت جمع فرمائے ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس فصل کے آخر میں بطور ضمیمہ کے اُن حضرات کے مختصر حالات لکھدیئے جائیں تاکہ اس فصل کے پڑھنے والے کے لئے موجب مزید بصیرت ہو۔ صحابۂ کرام کے حالات اسد الغابہ و اکمال سے لئے گئے ہیں اور تابعین و تبع تابعین کے تہذیب التہذیب سے۔

وہ صحابۂ کرام جنکے نام مسانید ازالۃ الخفاء فصل چہارم میں ہیں مع مختصر حالات و تعدادِ احادیث

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۱	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۹	نام عبداللہ لقب صدیق اور عتیق۔ کنیت ابوبکر۔ والد کا نام ابو قحافہ۔ قریشی تیمی ہیں۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ خود بھی صحابی والدین بھی صحابی اولاد بھی صحابی۔ اسلام لاتے ہی اشاعتِ اسلام میں کوشش شروع کی اور اکابر صحابہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ دین کے لئے جسقدر مصائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچے سب میں شریک رہے۔ اور جیسی جان نثاری انھوں نے کی کسی سے ظاہر نہ ہوئی۔ سفر ہجرت میں یہی رفیق تھے جس کا ذکر قرآن شریف میں وارد ہوا۔ تمام مشاہد خیر میں حصہ وافر لیا ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ امّ المؤمنین تھیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے نظیر فضائل وارد ہوتے ہیں خصوصاً وہ خطبہ جو وفات سے پانچ دن پہلے

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			آپ نے فرمایا۔ عشرۂ مبشرہ[1] میں سے ہیں۔ اور نبی کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ مرض وفات میں حضرتؐ نے ان کو اپنی جگہ پر امام کردیا تھا۔ حضرتؐ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین ہوئے اور فتنۂ ردّت میں وہ کام کیا جو ایک نبی اولوالعزم کرتا۔ جمع قرآن کا کام بھی انہی کے عہد میں ہوا۔ دو برس تین ۳ مہینے نو دن سریر خلافت پر جلوہ افروز رہ کر ترسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں بروز جمعہ تاریخ ۷ ماہ جمادی الآخر ۱۳ھ ہجری وفات پائی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خاص اُسی قبۂ خضرا کے اندر مدفون ہوئے۔
۲	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۲۷	لقب فاروق۔ کنیت ابو حفص۔ قریشی عدوی ہیں۔ نویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے انتالیس ۳۹ آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے اسلام کے لئے حضرتؐ نے دعا مانگی تھی۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی اسلام کی قوت و شوکت روز بروز بڑھنے لگی۔ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ امّ المؤمنین تھیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں حضرت صدیقؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں[2]۔ احادیث میں بکثرت اور بے مثل فضائل وارد ہوئے خصوصًا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔ اور یہ کہ شیطان ان کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ تمام مشاہد میں بہرہ وافی لیا۔ حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد خلیفہ ہوئے خلافت کا کام جس خوبی سے کیا محتاج بیان نہیں جسقدر فتوحات ہوئیں اور کسرای و قیصر کے ملکوں میں نعرۂ توحید بلند ہوا سب انہی کی کوشش تھی۔ جمع قرآن کا ارادہ سب سے پہلے انہی کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ دس ۱۰ برس چھ ۶ مہینے پانچ ۵ دن خلافت کرکے ابو لؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور یکم محرم ۲۴ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی اور اسی قبۂ خضرا میں اپنے صاحبین کے ساتھ مدفون ہوئے۔
۳	عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۱۷	کنیت ابو عبداللہ۔ لقب ذوالنورین۔ قریشی اُموی ہیں۔ پانچویں پشت میں ان کا نسب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور جمہور امت کے نزدیک حضرت فاروقؓ کے بعد تمام اُمت سے افضل ہیں۔ دو ۲ مرتبہ ہجرت کی۔ اوّل بجانب حبش دوم بجانب مدینۂ منورہ۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو ۲ صاحبزادیاں رقیہؓ اور اُمّ کلثومؓ یکے بعد دیگرے انکے

[1] عشرۂ مبشرہ اُن دس ۱۰ صحابہ کو کہتے ہیں جن کو حضرتؐ نے جنت کی بشارت دی ان دس کا ذکر ایک ہی حدیث میں ہے ان کے علاوہ متفرق طور پر اوروں کو بھی بشارت ملی ہے۔
[2] شیخین کی افضلیت تمام امت کے ان اجماعیات قطعیہ میں ہے جس کی بابت قرون اُولیٰ میں ذرہ برابر اختلاف نہ تھا۔

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			نکاح میں آئیں اسی سبب سے ان کو ذوالنورین کا لقب ملا۔ تمام مشاہد خیر میں کامل حصہ پایا۔ حضرت ؐ نے ان کی حیا کی بہت تعریف کی اور جنت میں اپنی رفاقت کا مژدہ سنایا۔ بیر رومہ (کنواں) کا خریدنا، غزوۂ تبوک کا سامان کرنا کئی کام ان سے ایسے ہوئے کہ حضرت ؐ نے بار بار ان کو جنت کی بشارت دی۔ ان کی شہادت کی خبر مستفیض حدیثوں میں ہے۔ حضرت فاروقؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ اپنی خلافت میں فتوحاتِ اسلامی کو بڑھایا اور شیخینؓ کے جمع کئے ہوئے قرآن کو شائع کیا اور دوسرے مصاحف کو جن سے اختلاف پھیلنے کا اندیشہ تھا معدوم کر دیا۔ بارہ دن کم بارہ برس خلافت کے بعد بروز جمعہ ۱۸۔ یا ۱۷ ذیحجہ ۳۵ھ میں ظلماً باغیوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے اس وقت آپ کی عمر بیاسی سال تھی۔
۴	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۳۶	کنیت ابوتراب اور ابوالحسن۔ لقب اسد اللہ۔ قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں۔ نابالغ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور اہل حق کے نزدیک حضرت ذوالنورینؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ سیدۃ النساء فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد سب انہی کی نسل سے چلی۔ تمام مشاہد خیر میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ احادیث میں بہت فضائل وارد ہوئے۔ حضرت ؐ نے ان کو شہادت کی بشارت دی۔ اور ان کے قاتل کو اشقی فرمایا۔ حضرت ذوالنورینؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ زمانۂ خلافت میں فتنوں اور فسادوں سے مقابلہ رہا۔ تریسٹھ برس کی عمر میں تین دن کم پانچ سال خلافت کر کے ۱۸ رمضان ۴۰ھ میں بمقام کوفہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔
۵	ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ	۲	نام عامر۔ کنیت ابوعبیدہ۔ لقب امین الامۃ۔ قریشی فہری۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ ہے۔ جراح دادا کا نام ہے یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ دو مرتبہ ہجرت کی اول بجانب حبش اور دوسری مرتبہ بجانب مدینہ منورہ۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ حضرت فاروقؓ کی خلافت میں افواج شامی کے سپہ سالار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر بہت فتوحات دیں۔ حضرت فاروقؓ اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں ان کو خلیفہ بنا دیتا

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			اب میں کسی کو نہ بناؤں گا تم لوگ فلاں فلاں چھ آدمیوں میں سے کسی کو منتخب کرلو۔ اٹھاون برس کی عمر میں بمرض طاعون عمواس ۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اور مقام بیسان علاقہ شام میں مدفون ہوئے۔
۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۲	انصاری خزرجی۔ ان سات انصار میں سے ہیں جو بیعت عقبہ اولیٰ میں تھے۔ کل غزوات میں ہم رکاب نبوت رہے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ ابن مسعودؓ اُبی بن کعب، معاذ بن جبلؓ، سالم مولائے ابو حذیفہ۔ اوران کو حلال وحرام کا اعلم بھی فرمایا۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو حضرتؐ کے سامنے فتوی دیا کرتے تھے۔ حضرتؐ نے ان کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ۱۸ھ ہجری میں بمرض طاعون عمواس بعد وفات حضرت عبیدہؓ کے وفات پائی۔
۷	عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	۳	قریشی زہری۔ کنیت ابو محمد۔ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ منجملہ اُن پانچ آدمیوں کے ہیں جو جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ذریعہ سے ایمان لائے تھے پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اوران چھ شخصوں میں سے ہیں جن کو حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا۔ ایک مرتبہ سفر میں حضرتؐ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ بڑے مالدار تاجر تھے۔ جب انتقال ہوا تو اس قدر سونا چھوڑا کہ کلھاڑیوں سے کاٹ کر ورثہ میں تقسیم ہوا۔ ۳۱ھ ہجری میں بعمر ۷۵ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
۸	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ لقب حواری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قریشی اسدی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ان کے والد عوام اورام المؤمنین خدیجہ سگے بھائی بہن تھے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ان سے پہلے صرف تین چار آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ بوقت اسلام ان کی عمر ۱۵ سال تھی۔ دونوں ہجرتیں حبش اور مدینہ کی طرف کی تھیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ فرماتے تھے میرے جسم میں کوئی عضو ایسا نہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ زخمی نہ ہوا ہو۔ اسلام لانے کی وجہ سے ان کے چچا نے ان کو دھوئیں کے مقام میں بند کر دیا بہت ستایا مگر ثابت قدم رہے۔ حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے جن چھ آدمیوں کو

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			منتخب کیا تھا ان میں ان کا نام بھی تھا۔ جنگِ جمل میں حضرت علی مرتضےٰ سے قتال کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ سے فرمایا تھا کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خبر دینا چنانچہ ابن جرموز نے جس وقت جاکر حضرت علیؓ کو یہ خبر دی کہ میں نے آپ کے دشمن زبیر کو قتل کر دیا اور یہ ان کی تلوار ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ یہ وہی تلوار ہے جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مصائب کو دفع کیا ہے اور تُو دوزخی ہے۔ حضرت زبیرؓ کی شہادت بروز پنجشنبہ ۱۰ر جمادی الاولےٰ ۳۶ھ ہجری میں بعمر ۷۷ سال واقعہ جمل میں ہوئی۔
۹	طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو محمد۔ لقب طلحۃ الخیر۔ قریشی تیمی۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت صدیقؓ کی ترغیب سے مشرف باسلام ہوئے۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے خصوصاً اُحد میں خوب کام کئے اپنے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سپر بنا دیا تھا۔ تیر کو اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اس کے سبب سے اس ہاتھ کی انگلی بیکار ہو گئی تھی۔ اُحد کے دن چوبیس زخم ان کے لگے تھے۔ حضرت فاروقؓ نے جن چھ آدمیوں کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ جنگِ جمل میں اُنھوں نے بھی حضرت علیؓ سے قتال کیا تھا اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ جب مقتولوں کی لاشیں دیکھ رہے تھے ان کی طرف سے گذرے تو بیٹھ گئے اور ان کے چہرہ سے مٹی پونچھی اور روتے فرمایا کہ اے ابو محمد! مجھ پر بہت شاق ہے کہ تم کو اس حالت میں دیکھوں کاش میں آج سے بیس برس پہلے مرچکا ہوتا۔ بروز پنجشنبہ ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۳۶ھ بعمر ۶۰ سال واقعۂ جمل میں شہید ہوئے۔
۱۰	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۵	قریشی زہری۔ والد کا نام مالک اور کنیت ابو وقاص۔ پانچویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ کلاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کے دادا کے دادا ہیں۔ اور ان کے دادا کے دادا کے والد۔ حضرت آمنہؓ سے بہت قریب کا رشتہ ہے۔ حضرت آمنہؓ اور اُن کے والد چچیرے بھائی بہن ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے فی سبیل اللہ کافروں کا خون بہایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے بڑے مستجابُ الدعوۃ ہو گئے تھے جو دعا مانگتے تھے پوری ہوتی تھی۔ بڑے تیر انداز تھے۔ حضرت فاروقؓ کے زمانہ میں افواجِ عراق کے سپہ سالار تھے۔ ایران کو انہی نے فتح کیا اور

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			شہر کوفہ کو انہی نے آباد کیا۔ حضرت فاروق رضؓ نے جن چھ اصحاب کو اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد خانہ نشین ہو گئے تھے اور کسی لڑائی میں کسی کی طرف شرکت نہ کی۔ حضرت معاویہؓ نے جب اُن کو اپنی مدد کے لئے بُلایا تو صاف کہدیا کہ جب میں نے علیؓ کا کہنا نہ مانا جو تم سے بدرجہا افضل ہیں تو تم کو مجھ سے کچھ امید نہ رکھنی چاہیئے۔ بوقتِ وفات اُنھوں نے ایک پُرانا اُونی جُبّہ منگایا اور کہا کہ مجھے اسی میں کفنانا یہ وہ جُبّہ ہے جس کو پہن کر میں بدر کے دن مشرکوں سے لڑا تھا۔ حضرت سعدؓ نے ستر برس سے زائد عمر پاکر ۵۵ھ ہجری میں اپنے مکان واقع عقیق میں مدینہ منورہ کے قریب وفات پائی وہاں سے اُن کی نعش مبارک لوگوں کے کندھوں پر آئی اور جنّۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں سب سے اخیر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۱۱	سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۴	کنیت ابوالاعور۔ قریشی عدوی۔ حضرت فاروق رضؓ کے چچیرے بھائی ہیں اور اُن کے بہنوئی بھی فاطمہ بنتِ خطاب کے شوہر ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں مستجاب الدعوۃ تھے۔ انکی زوجہ فاطمہ بنتِ خطاب ہی حضرت عمرؓ کے اسلام کا سبب ہوئیں۔ ستر برس سے زائد عمر پاکر مقام عقیق میں ۵۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ نعش مدینہ منورہ آئی۔ اور جنّۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۱۲	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۲۲	کنیت ابوعبدالرحمٰن۔ لقب صاحب السواک والنعلین۔ یہ لقب اس سبب سے ہوا کہ سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور نعلین وغیرہ انہی کے پاس رہتی تھیں۔ ان کی والدہ کی کنیت اُمّ عبد تھی اس لئے بعض احادیث میں ان کو ابن ام عبد فرمایا گیا۔ قدیم الاسلام ہیں۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف پانچ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی آمد و رفت حضرتؐ کے یہاں اس قدر تھی کہ لوگ ان کو بھی آپؐ ہی کے گھر کا ایک آدمی سمجھتے تھے۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کار ہائے نمایاں کئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اُمّت کا مقتدا بنایا تھا فرمایا کہ جو کچھ ابنِ اُمّ عبد تم کو حکم دیں اُس کو مانو۔ حضرت فاروق رضؓ نے اپنے عہد میں ان کو کوفہ بھیجا تھا اور اہلِ کوفہ کو لکھا تھا کہ میں نے عمار بن یاسر کو حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو معلّم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے تم لوگ ان کی پیروی کرو یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب میں سے ہیں۔ بدری ہیں۔ میں تمہارے لئے عبداللہ بن مسعود کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ نیز حضرت فاروق رضؓ ان کو کہا

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			کرتے تھے کہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا۔ سیرت اور روش میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حضرتؐ نے ان کو بھی جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ انھوں نے اپنے طور پر قرآن شریف کو بھی جمع کیا تھا جس میں بعض تفسیری الفاظ بھی لکھ لیے تھے۔ اور بعض منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی۔ حضرت عثمانؓ نے جب اپنی خلافت میں یہ انتظام کیا کہ شیخینؓ کا جمع کیا ہوا مصحف شائع کیا جاتے اور دوسرے مصاحف جن سے آیندہ نسلوں کے اشتباہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے معدوم کر دیتے جائیں تو حضرت ابن مسعودؓ نے اس سے اختلاف کیا اور اپنا مصحف کسی طرح نہ دیتے تھے اسی کے متعلق حضرت عثمانؓ کے غلاموں سے کوئی حرکت خلاف ان کی شان کے ظہور میں آئی اور اُن کو حضرت عثمانؓ سے تکدر ہو گیا تھا جو آخر میں رفع ہو گیا۔ ۳۲ھ میں بمقام مدینۂ منورہ ساٹھ برس سے زائد عمر میں وفات پائی۔ جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔
۱۳	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۲۴	امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں مسلمان ہو گئے تھے۔ بدر اور اُحد میں بوجہ کم سنی کے شریک نہیں کیے گئے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق ہے اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگِ یرموک اور فتح مصر میں بھی شریک تھے۔ اتباعِ سنّت اور زہد و تقویٰ میں ضرب المثل تھے۔ تمام فتنوں سے علیحدہ رہے۔ حضرت علیؓ مرتضٰے نے جب اُن کو اپنے ہمراہ لڑنے کے لئے بلایا تو اُنھوں نے کہا اے ابوالحسن! اگر آپ مجھے اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیں تو میں بے تأمل ڈال دوں گا مگر مجھ سے یہ نہ ہو گا کہ کسی مسلمان پر تلوار اُٹھاؤں۔ حضرت عثمانؓ کے بعد اہلِ شام نے بہت چاہا کہ یہ خلافت قبول کر لیں مگر کسی طرح راضی نہ ہوتے۔ ۷۳ھ ہجری میں ابن زبیرؓ کی شہادت کے تین ماہ بعد چوراسی برس کی عمر میں حجاج کے اشارہ سے ایک شخص نے زہر آلودہ نیزہ ان کے پیر میں مارا۔ اُسی سے وفات پائی۔ مقام ذی طُوٰی میں مدفون ہوئے۔
۱۴	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۲	کنیت ابو العباس۔ قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں۔ لقب حبر الامۃ۔ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ انھوں نے دو مرتبہ حضرت جبریلؑ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا تھا۔ حضرتؐ نے ان کو دعا دی تھی کہ یا اللہ! ان کو کتاب اور حکمت کا علم عنایت کر۔ چنانچہ تفسیرِ قرآن کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ باوجود اس حذاقت و مہارت کے اکثر

www.kitabghar.org

مختصر حالات	تعداد احادیث	نام صحابی	نمبر شمار
سائل میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کو دفن کر کے محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ واللہ آج اس امت کا عالم مر گیا۔ ستر برس کی عمر میں بمقام طائف ۶۸ھ ہجری میں وفات پائی۔			
نام عبداللہ بن قیس۔ یمن کے رہنے والے ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ قبل از ہجرت مکہ میں جا کر مسلمان ہوئے تھے۔ پھر اپنے وطن لوٹ گئے۔ ہجرت کی خبر سن کر اپنے قبیلہ کے پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر بقصد مدینہ منورہ چلے مگر ہوا کی ناموافقت سے ان کی کشتی حبش میں پہنچی۔ اُن دنوں حضرت جعفر طیار حبش ہی میں تھے۔ اُن کے ساتھ یہ بھی وہاں ٹھیر گئے۔ پھر انہی کے ساتھ مدینہ آئے جس وقت یہ سب لوگ مدینہ پہنچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے غنیمت میں سے ان سب کو بھی حصہ ملا۔ حضرت ابو موسیٰؓ مقام زبید اور عدن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاکم رہے۔ اور حضرت فاروقؓ نے ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا پھر حضرت عثمانؓ نے اُن کو معزول کیا اور چند روز بعد کوفہ کی حکومت دی۔ پھر حضرت علیؓ نے اپنے عہد میں ان کو معزول کیا۔ ۲۳ھ ہجری میں اُنھوں نے اصفہان کو فتح کیا۔ اور اس سے پہلے اہواز فتح کر چکے تھے۔ جنگِ صفین میں جب لڑائی کو طول ہوا تو حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے اِن کو اور حضرت معاویہؓ نے اپنی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو حکم مقرر کیا اسی کو واقعہ تحکیم کہتے ہیں۔ تحکیم میں اُنھوں نے حضرت علیؓ کو معزول کر دیا مگر حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت معاویہؓ کو معزول نہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے تریسٹھ برس کی عمر میں بمقام کوفہ ۴۲ھ ہجری میں وفات پائی۔	۸	ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۱۵
کنیت ابو محمد۔ ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ مگر یہ اپنے والد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ احادیث کے لکھنے کی اجازت اُنھوں نے لے لی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ احادیث کا کوئی حافظ نہ تھا سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے مگر وہ لکھ کر یاد کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ جنگِ صفین میں اپنے والد کے اصرار سے شریک ہوئے مگر لڑے نہیں۔ ان کے والد حضرت معاویہؓ کے وزیر تھے۔ جنگِ صفین کے بعد حضرت حسین بن علیؓ نے ان سے ترکِ کلام کر دیا تھا۔ یہ بات ان پر بہت شاق تھی بالآخر اُنھوں نے جب اپنی مجبوری بیان کی تو باہم صفائی ہو گئی۔ بہتر سال کی عمر میں ۶۳ھ ہجری میں بمقام مصر وفات پائی۔	۳	عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۱۶

www.kitabghar.org

مختصر حالات	تعداد احادیث	نام صحابی	نمبر شمار
نام و نسب میں بڑا اختلاف ہے مگر سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ قبل از اسلام ان کا نام عبدشمس یا عبدعمرو تھا اور بعد اسلام کے عبداللہ یا عبدالرحمٰن نام ہوا۔ قبیلۂ دوس کے ہیں۔ ابوہریرہؓ ان کی کنیت ہے اور یہی زیادہ مشہور رہے۔ یہ کنیت اس سبب سے ہوئی کہ ہریرہ عربی زبان میں چھوٹی بلّی کو کہتے ہیں۔ اور اُنھوں نے ایک بلّی کا بچّہ پالا تھا ہر وقت اس کو ساتھ رکھتے تھے۔ غزوۂ خیبر کے زمانہ میں اسلام لائے اور غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے اور برابر حضرتؐ کی خدمت میں رہے۔ حضر و سفر میں کہیں ساتھ نہیں چھوڑا نہ کسی دوسرے کام میں سوا حفظ احادیث کے مشغول ہوئے۔ جسقدر حدیثیں ان سے مروی ہیں کسی صحابی سے مروی نہیں۔ خود کہتے تھے کہ جسقدر حدیثیں مجھے یاد ہیں کسی کو یاد نہیں سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے مگر ان میں اور مجھ میں فرق یہ ہے کہ وہ لکھ کر یاد کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ اٹھتر برس کی عمر میں بمقام مدینۂ منورہ ۵۷ھ ہجری میں وفات پائی۔	۳۱۳	ابوہریرہ	۱۷
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین برس پہلے مکّہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور مدینۂ منورہ میں جب کہ ان کی عمر نو برس کی ہوئی خلوت فرمائی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد تمام ازواجِ مطہرات سے محبوب تر تھیں۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں بمقام مدینۂ منورہ وفات پائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ نماز جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی۔	۱۶	ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۸
انصاری خزرجی۔ دس برس تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ ان کی والدہ اُمّ سلیمؓ بارگاہِ نبوّت میں بہت تقرب رکھتی تھیں۔ حضرت انسؓ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی تھی۔ چنانچہ ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا اور اُن کی اولاد لڑکے اور لڑکیوں کے لڑکے ملا کر سب ایک سو بیس تھے۔ نو سے برس سے زائد عمر پاکر ۹۲ھ ہجری میں بصرہ کے قریب مقام طف میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ بصرہ میں جسقدر صحابہ تھے سب سے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔	۱۲	انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۹
نام سعد بن مالک ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق تھا	۶	ابوسعید خُدری	۲۰

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
	رضی اللہ عنہ		ان کے والد اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں ۷۴ھ ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۲۱	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۸	انصاری خزرجی۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں بحالتِ صغر سنی اپنے والد کے ہمراہ شریک ہوئے تھے غزوۂ بدر و اُحد میں ان کی شرکت مختلف فیہ ہے۔ بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق محمد بن علی بن حسین (یعنے امام باقر) کی تعلیم و تربیت انھیں نے کی۔ احادیث کے حافظ تھے۔ چورانوے برس کی عمر پاکر ۷۴ھ ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ شرکائے بیعتِ عقبہ میں سب سے آخر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۲۲	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ابوالیقظان۔ یہ اور اُن کے والد یاسر اور اُن کی والدہ سُمَیَّہ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ حضرت عمارؓ سے پہلے صرف تیس آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ سمیہ چونکہ لونڈی تھیں اس وجہ سے ان کے مالک نے عمار کو بھی غلام بنالیا تھا۔ یہ تینوں راہِ خدا میں بہت ستائے جاتے تھے کبھی ان کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا تو آپؐ کو بڑا ملال ہوتا اور فرماتے صبرًا یا آلِ یاسر اے آلِ یاسر! صبر کرو۔ حضرت عمارؓ کو ایک مرتبہ کلماتِ کفر کہنے پر ان لوگوں نے مجبور کیا اور اُن کو کہنا پڑے۔ ان کی والدہ کو ستاتے ستاتے مار ڈالا۔ ان کی شرمگاہ میں نیزہ مارا گیا جس سے وہ شہید ہوگئیں۔ حضرت عمارؓ بارگاہِ نبوت میں بہت مقرب تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تم کو گروہِ باغی قتل کرے گا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا اور اہلِ کوفہ کو لکھا کہ میں نے عمار کو تم پر حاکم اور عبداللہ بن مسعودؓ کو ان کا وزیر اور تمہارا معلم بناکر بھیجا ہے یہ دونوں برگزیدہ اصحابِ نبی میں سے ہیں تم لوگ ان کی پیروی کرو۔ پھر حضرت فاروقؓ نے جب ان کو معزول کیا تو پوچھا کہ تم معزولی سے ناخوش تو نہیں ہوئے۔ انھوں نے کہا معزولی سے تو ناخوش نہیں ہوا ہاں البتہ تقرری سے ناخوش ہوا تھا۔ جنگِ جمل و صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگِ صفین میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہلوایا کہ عمار کو تم لوگوں نے شہید کیا اور حضرتؐ فرما چکے ہیں کہ عمار کو گروہِ باغی قتل کرے گا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ باغی ہو۔ حضرت معاویہؓ نے اس کی تاویل کی۔ حضرت عمار کی شہادت ۳۷ھ ہجری میں بعمر ۹۴ سال ہوئی۔

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۲۳	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	۹	ان کے والد کا نام حسل یا حُسیل ہے۔ یمان لقب ہے۔ جب ہجرت کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوئے تو حضرت ؐ نے ان کو اختیار دیا چاہے مہاجرین میں رہیں چاہیں انصار میں شامل ہو جائیں۔ ان کے والد غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے اسرار اور حالات ان کو بتلائے تھے۔ حضرت عمرؓ ان سے منافقوں کے اور فتن کے حالات اکثر پوچھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پوچھا کہ میرے عمال میں تو کوئی منافق نہیں ہے۔ اُنھوں نے ایک شخص کو بتایا۔ حضرت فاروقؓ نے فوراً اُس کو موقوف کر دیا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور ان سے بہت راضی رہے[۱]۔
۲۴	ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ	۲	نام جندب بن جنادہ۔ کنیت ابوذر۔ غِفار اس قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ہجرت سے پہلے مکّہ جاکر اسلام لائے اور پھر لوٹ کر اپنے وطن میں مقیم رہے یہاں تک کہ ہجرت کے بعد جب غزوہ بدر و اُحد و خندق ہو چکے یہ مدینہ منورہ میں گئے اور برابر وہیں رہے۔ حضرت ؐ نے ان کی نسبت فرمایا کہ ان سے زیادہ سچ بولنے والا رُوئے زمین پر کوئی نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد شام چلے گئے اور وہاں رہنے لگے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت معاویہؓ نے جو اس وقت شام کے حاکم تھے انکی شکایت کی۔ بات یہ تھی کہ حضرت ابوذرؓ کے مزاج میں زہد غالب تھا اور بعض احادیث سے ان کو ایسا سمجھ میں آیا تھا کہ مال جمع کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ اُنھوں نے اسی کا وعظ ملکِ شام میں کہا اور حضرت معاویہؓ پر اعتراض کیا کہ وہ مال جمع کرتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو شکایت لکھی۔ حضرت عثمانؓ نے اُن کو وہاں سے بُلا کر مقام ربذہ میں بھیجدیا[۲] باقی عمر ان کی وہیں گزری۔ ربذہ ایک جنگل کا نام تھا نہ وہاں کوئی آبادی تھی نہ کوئی چیز ملتی تھی۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بی بی رونے لگیں کہ اس جنگل میں تجہیز و تکفین کیسے ہوگی۔ کفن کے لئے کپڑا بھی نہ تھا تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک شخص کی وفات جنگل میں ہوگی اور اس کی تجہیز و تکفین میں مؤمنوں کی ایک جماعت شریک ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ

[۱] مدائن ہی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا واقعہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیسؔ روز بعد ۳۶ھ میں پیش آیا۔ مصحح [۲] صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے حضرت عثمانؓ سے ناراض ہو کر از خود ربذہ میں اقامت اختیار کرلی تھی جو مدینہ سے تین روز کی مسافت پر ایک بستی ہے۔ اس بستی کا حال "معجم البلدان" میں مذکور ہے۔ مصحح۔

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			اور نیز اور چند لوگ آئے اور انھوں نے تجہیز و تکفین کی۔ ۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۲۵	مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ	۱	ان کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ۔ اسود ان کے والد نہ تھے بلکہ اسود نے ان کو متبنّیٰ کیا تھا۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف چھ آدمی مشرف باسلام ہوئے تھے۔ حبش کی طرف بھی انھوں نے ہجرت کی تھی۔ پھر حبش سے لوٹ کر مکّہ آئے اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کی تو یہ ہجرت نہ کر سکے چند روز بعد ہجرت کی۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور اس غزوہ میں ان سے کار نمایاں ظاہر ہوئے۔ بہت صاحب مناقب ہیں۔ ۳۳ھ ہجری میں بعمر ۷۰ سال مقام جرف میں جو مدینۂ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے وفات پائی اور وہاں سے ان کی نعش مدینۂ منورہ میں آئی اور جنّۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔
۲۶	خبّاب بن ارت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو محمد ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں نے ان کو گرفتار کر کے اہلِ مکّہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن پر راہِ خدا میں سخت مظالم کئے گئے۔ آگ کے انگاروں پر لٹاتے جاتے تھے اور سر پر گرم لوہا رکھا جاتا تھا۔ اُن کی پیٹھ میں داغ پڑ گئے تھے جو اخیر عمر تک رہے۔ تمام مشاہدِ خیر میں شریک ہوئے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اخیر عمر میں ایک سخت اور طویل مرض میں مبتلا ہوئے جس میں ایسی سخت تکلیف ان کو تھی کہ کہتے تھے اگر موت کی دعاء مانگنا منع نہ ہوتا تو میں موت کی دعاء مانگتا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام نے ان سے کہا کہ آپ خوش ہوں کہ وہ وقت آگیا کہ آپ اپنے بھائیوں کے پاس حوض کوثر پر جائیں۔ اُنھوں نے کہا آپ لوگ میرے اُن بھائیوں کا ذکر کرتے ہیں جو گزر چکے جنھوں نے دنیا میں کچھ آرام نہیں پایا۔ میں نے تو بہت نعمتیں پائیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے اعمال کا بدلہ دنیا میں نہ مل گیا ہو۔ شدّتِ مرض کی وجہ سے جنگِ صفین میں شریک نہیں ہوسکے۔ اور ۳۷ھ ہجری میں بعمر ۷۳ سال وفات پائی۔ اور یہ پہلے صحابی ہیں جو کوفہ میں مدفون ہوئے۔
۲۷	بُریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۵	کنیت ابو عبداللہ ہے۔ سفرِ ہجرت کے وقت جب حضرتؐ ان کے یہاں پہنچے ان کا وطن اثنائے راہ میں تھا تو یہ سب لوگ جو قریب اسّی گھر کے تھے اسلام لائے۔ پھر غزوۂ اُحد کے بعد حاضرِ خدمت ہوتے اور حدیبیہ اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کی۔ حضرتؐ کے بعد اُنھوں نے بصرہ

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			کی سکونت اختیار کی پھر وہاں سے جہاد کے لئے خراسان گئے۔ اس کے بعد مرو میں قیام کیا اور وہیں ۶۲ھ ہجری میں بعہد یزید بن معاویہ وفات پائی۔
۲۸ ۲۱	عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ	۳	اس نام کے دو صحابی ہیں دونوں کے باپ کا نام بھی ایک ہے دادا کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک کے دادا کا نام عبس ہے اور دوسرے جن کے دادا کا نام نابی ہے وہ مرتبہ میں افضل واشرف ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبہ اُولےٰ اور بدر واُحد میں شریک تھے۔ جنگِ یمامہ میں بعہد حضرت صدیقؓ شہید ہوئے اور وہ عقبہ جن کے دادا کا نام عبس ہے جُہنی نسبت کے ساتھ مشہور ہیں۔ وہ ہجرت کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ مصر کے والی بنائے گئے تھے اور وہیں رہتے تھے وہیں ۵۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ مصنف نے جو روایتیں نقل کی ہیں وہ عُقبہ بن عامر بن عبس جہنی کی ہیں جیسا کہ ایک سند میں اسکی تصریح ہے۔
۳۰	سفینہ رضی اللہ عنہ	۲	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کا نام پہلے اور کچھ تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سفینہ رکھا بوجہ اس کے کہ یہ بوجھ زیادہ اُٹھاتے تھے جب ان سے کوئی ان کا پہلا نام پوچھتا تو نہ بتاتے اور کہتے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نام کو دوست رکھتا ہوں۔ ایک مرتبہ ان کو سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ کشتی پر سوار تھے کشتی ٹوٹ گئی اس کے ایک تختہ پر یہ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تختہ نہ ڈوبا اور کنارے آلگا یہ اُترے تو دیکھا کہ ایک شیر کھڑا ہے ایک مصیبت سے بچے تو دوسری سامنے ہے پس اُنھوں نے اس وقت کہا کہ اے شیر! میں سفینہ ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام یہ سُنتے ہی شیر دُم ہلانے لگا اور اُن کو راستہ پر پہنچا گیا۔
۳۱	عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ابو نجیح ہے۔ اصحابِ صفہ میں سے ہیں۔ اخیر عمر میں ملکِ شام چلے گئے تھے وہیں رہتے تھے اور وہیں ۷۵ھ ہجری میں وفات پائی۔
۳۲	عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ	۲	اشعری۔ صحابی نہیں ہیں۔ مُخضرم[1] ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہوگئے تھے مگر شرفِ زیارت سے مشرف نہ ہوسکے جب سے حضرت معاذؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا یہ حضرت معاذؓ کے ساتھ رہے بہت بڑے فقیہ تھے۔ اکابر صحابہ سے مثل حضرت فاروقؓ و حضرت معاذؓ کے روایت کرتے ہیں ۷۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

لہ مخضرم اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشرف باسلام ہوچکے ہیں مگر مشرف بزیارت نہیں ہوتے جیسے اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۳۳	ابو اروٰی دوسی رضی اللہ عنہ	۱	حجازی ہیں۔ نام ان کا معلوم نہیں ہوسکا۔ ذوالحلیفہ میں رہتے تھے۔ بڑے تیز رفتار تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتا تھا پھر وہاں سے روانہ ہوکر غروبِ آفتاب سے پہلے اپنے مقام پر پہنچ جاتا تھا۔
۳۴	ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ	۱	نام صدی بن عجلان ہے۔ مگر کنیت زیادہ مشہور ہے۔ باہلہ ایک قبیلہ ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں احادیث نبویہ اُنھوں نے بہت روایت کی ہیں۔ مقام حمص میں جو ملک شام کا ایک شہر ہے رہتے تھے اور وہیں اکیانوے (۹۱) برس کی عمر میں ۸۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ملک شام میں یہ سب کے بعد وفات پانے والے صحابی ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ شام میں سب کے بعد وفات پانے والے صحابی عبداللہ بن بُسر ہیں۔
۳۵	سالم بن عبید اشجعی رضی اللہ عنہ	۱	اشجع قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ ان کا شمار اہلِ صُفّہ میں ہے۔ آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کرلی تھی۔
۳۶	عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ	۱	ان کے والد کا نام شریح ہے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی۔
۳۷	عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ	۱	مجاشع قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پُرانے سچے محب ہیں۔
۳۸	ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ان کی ابو فراس ہے۔ قدیم الصحبۃ ہیں۔ اصحابِ صفہ میں سے ہیں۔ شب کو حجرۂ مقدس کے دروازہ پر رہتے تھے اور تہجد کے وقت وضو کے لئے پانی دیا کرتے تھے واقعۂ حرّہ کے بعد ۶۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۳۹	ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	نام فضلہ بن عبید۔ قدیم الاسلام ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے ہیں۔ حضرتؐ کی وفات کے بعد بصرہ چلے گئے پھر خراسان میں جہاد کیا اور مقام مرو میں ۶۰ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۰	عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو نجیح۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ میں اسلام لانے کے بعد اپنے وطن چلے گئے اور خبرِ ہجرت کے منتظر رہے۔ جس وقت یہ مدینہ منورہ پہنچے غزوۂ بدر و اُحد و خندق ہوچکا تھا۔ اخیر میں شام چلے گئے تھے اور وہیں رہے۔
۴۱	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ ملک فارس کے رہنے والے تھے پہلے آتش پرست تھے۔ یکایک اُن کو اس مذہب سے نفرت پیدا ہوئی۔ اور دینِ حق کی تلاش دل میں جاگزین ہوئی۔ چنانچہ یہ نصرانی ہوگئے اور مذہبِ نصرانیت کا علم خوب حاصل کیا اس کے بعد دیگرے کئی نصرانی علما کی خدمت میں رہے۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			آخری عالم نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا زمانہ قریب آجانے کی بشارت دی اور آپ کے ہجرت گاہ کی علامتیں بتائیں۔ اور کہا تم وہیں چلے جاؤ اور ان پر ایمان لاؤ۔ چنانچہ انھوں نے عرب کا قصد کیا۔ اتنے میں ان کو ایک قافلہ عرب کا ملا یہ اس قافلہ کے ساتھ ہو گئے قافلہ والوں نے ان کو غلام بنا کر مکّہ میں بیچ ڈالا۔ مکّہ والوں سے ان کو مدینہ کے یہودیوں نے مول لے لیا۔ چنانچہ یہ مدینہ میں رہے یہاں تک کہ حضرتؐ ہجرت کر کے تشریف لائے اور یہ دولت ایمان سے مشرّف ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہلِ بیت میں سے ہیں۔ ان کے فضائل بہت ہیں۔ ان کی عمر بہت طویل تھی۔ ڈھائی سو ۲۵۰ برس میں تو کچھ شک نہیں۔ اور بعض لوگوں نے ساڑھے تین سو ۳۵۰ برس بیان کئے ہیں۔ بمقام مدائن ۳۵ھ / ۳۶ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۲	ذی مخمر رضی اللہ عنہ	۱	بعض لوگ ان کا نام ذی مخبر کہتے ہیں۔ نجاشی بادشاہ حبش کے بھتیجے ہیں۔ حبش سے بہتّر ۷۲ آدمیوں کے ساتھ آئے تھے۔ حضرتؐ کی خدمت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے بعض لوگ ان کو حضرتؐ کا غلام سمجھتے تھے۔ اخیر میں ملک شام چلے گئے تھے۔
۴۳	عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ	۳	کُنیت ابو عبد الرحمٰن۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خیبر تھا۔ فتح مکّہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ بمقامِ دمشق ۷۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۴	عبد اللہ بن مُغفّل رضی اللہ عنہ	۱	کُنیت ابو سعید۔ اصحاب بیعۃ الرضوان میں سے ہیں۔ ان کو حضرت عمرؓ نے تعلیمِ دین کے لئے بصرہ بھیجا تھا۔ جب شہر تستر فتح ہوا تو سب سے پہلے اُس کے دروازہ میں یہی داخل ہوئے۔ بمقام بصرہ ۵۹ھ ہجری میں وفات پائی اور حضرت ابو برزہؓ نے اُن کے جنازے کی نماز پڑھائی۔
۴۵	ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا	۲	حضرت فاروقِ اعظمؓ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شعبان ۳ھ ہجری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا حضرت جبریلؑ نے ان کے متعلق کہا تھا کہ یہ آپؐ کی زوجہ ہیں دنیا و آخرت میں۔ بڑی عبادت گذار تھیں۔ ساٹھ ۶۰ برس کی عمر میں شعبان ۴۵ھ میں وفات پائی۔
۴۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبد اللہ۔ انصاری خزرجی۔ یہ اُن ستّر ۷۰ آدمیوں میں سے ہیں جو بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں شریک تھے۔ بدر و اُحد اور نیز تمام مشاہدِ خیر میں شریک ہوئے۔ حضرتؐ نے ان کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان کو حضرت ابو عبیدہؓ کے بعد شام کا عامل مقرر

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			کیا تھا۔ اسی سال ۱۸ھ میں بعمر ۳۸ سال طاعون عمواس میں وفات پائی۔
۴۷	اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی۔ سید القرا۔ کنیت ابوالمنذر۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو سید الانصار اور حضرت فاروق اعظم سید المسلمین فرماتے تھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن حفظ کرلیا تھا۔ اور حضرتؐ کے سامنے فتوای دیتے تھے۔ کتابتِ وحی کی خدمت سے بھی ممتاز ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو سورۂ لم یکن سناؤں۔ ۳۲ھ ہجری میں بعہد حضرت عثمانؓ وفات پائی۔
۴۸	ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	۱	نام خالد بن زید ہے۔ انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبہ اور بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوتے۔ جب حضرتؐ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لاتے تو ان کے یہاں اُترے۔ اور جب تک مسجد اقدس اور حجرۂ شریفہ تیار نہیں ہوتے انہی کے یہاں رہے یہ شرف وعزت ان کی بہت نمایاں ہے۔ حضرت علی مرتضےٰ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے ۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور موافق وصیّت قسطنطنیہ کے قریب دفن کئے گئے۔ ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔ لوگ وہاں پانی برسنے کی دعا مانگتے ہیں۔
۴۹	ابو الدرداء رضی اللہ عنہ	۲	نام عویمر بن عامر۔ درداء ان کی صاحبزادی کا نام تھا۔ انصاری خزرجی ہیں۔ غزوۂ بدر کے بعد اسلام لاتے تھے۔ اُحد اور اُس کے بعد تمام مشاہد میں شریک رہے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ بوقتِ وفات بہت روتے تھے۔ بڑے خائف تھے۔ کلمۂ طیبہ پڑھتے پڑھتے رُوح قبض ہوگئی۔ اخیر عمر میں شام کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے دو برس پہلے یعنے ۳۳ھ ہجری میں بمقام دمشق وفات پائی۔
۵۰	اُسید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ان کی ابو یحییٰ ہے۔ انصاری اوسی ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں شریک تھے۔ شرکتِ بدر میں اختلاف ہے۔ مگر اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو نعم الرجل یعنے "کیا اچھا آدمی" فرمایا تھا انہی کا واقعہ ہے کہ سورۂ بقرہ شب کو اپنے گھر میں پڑھ رہے تھے کہ اُنھوں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک چیز مثل سائبان کے اُتر رہی ہے اس میں شمعیں روشن ہیں۔ گھوڑا ان کا قریب تھا وہ بھڑکنے لگا اُنھوں نے تلاوت موقوف کردی۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ فرشتے تھے فتح بیت المقدس

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			میں حضرت فاروقؓ کے ہمراہ تھے۔ شعبان ۲۰ھ ہجری میں بعہدِ حضرت فاروقؓ وفات پائی۔ جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۵۱	زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوسعید۔ انصاری خزرجی۔ بوقتِ ہجرت ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ بدر میں کم سنی کے سبب سے شریک نہ ہوسکے اور اُحد میں اختلاف ہے مگر خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں بالاتفاق شریک رہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف سے خط کتابت کا کام کرتے تھے۔ حضرتؐ کے پاس بعض بعض خطوط سریانی زبان میں آتے تھے لہٰذا ان کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم ہوا تھا۔ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کتابت مصحف کی عظیم الشان خدمت انہی سے لی گئی۔ علمِ فرائض کے خاص کر بہت بڑے ماہر تھے جب انکی وفات ہوئی تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا واللہ آج اس اُمت کا بہت بڑا عالم مرگیا۔ ۴۵ھ ہجری میں بعمر ۵۶ سال مدینۂ منوّرہ میں وفات پائی۔
۵۲	زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کا بعد وفات کلام کرنا مروی ہے۔ ان کے والد حضرت خارجہؓ بھی صحابی ہیں وہ اُحد میں شہید ہوگئے تھے۔ حضرت زیدؓ بوجہ صغر سنی کے غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوسکے۔
۵۳	رفاعہ بن رافعؓ	۱	انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور اُحد اور تمام مشاہد میں شریک رہے۔ جنگِ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضےٰ کے ہمراہ تھے۔
۵۴	رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہ ہوسکے۔ اُحد اور خندق اور اکثر مشاہد میں شریک رہے۔ اُحد کے دن ان کی گردن میں تیر لگ گیا تھا تیر تو اُنھوں نے نکال لیا مگر گانسی اس کی رہ گئی وہ تمام عمر نہ نکلی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں تمھارے لئے شہادت دونگا۔ ان کا وہ زخم عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کھُل گیا۔ اور چھیاسی برس کی عمر میں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۵	ابوسعید بن معلّٰیؓ	۱	نام حارث ہے۔ انصاری ہیں۔ جس سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینۂ منوّرہ تشریف لائے اسی سال ان کی ولادت ہوئی۔ ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۶	براء بن عازب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ کنیت ابوعمارہ۔ غزوۂ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہ ہوسکے۔ اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ ۲۴ھ میں اُنھوں نے رَے کو فتح کیا اور تستر کی لڑائی میں بھی حضرت

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			ابو موسیٰؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ جمل وصفین و نہروان میں شریک ہوئے اور بالآخر کوفہ ہی میں رہ گئے وہیں بعہد مصعب بن زبیر وفات پائی۔
۵۷	ام حرام رضی اللہ عنہا	۱	انصاریہ ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ کی سگی خالہ ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے گھر میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں اپنے شوہر کے ہمراہ جہادِ روم میں وفات پائی۔ اور قبرص میں ان کی قبر ہے۔
۵۸	سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ	۲	پہلے ان کا نام حزن تھا حضرتؐ نے اس کو بدل کر سہل رکھا۔ کنیت ابوالعباس۔ انصاری ہیں۔ بوقت وفات نبویؐ پندرہ (۱۵) برس کے تھے۔ بڑی عمر پائی یہاں تک کہ انھوں نے حجاج بن یوسف کا زمانہ پایا۔ حجاج نے سنہ ۷۴ھ میں ان کو خط لکھا کہ تم نے امیر المومنین عثمان کی مدد کیوں نہ کی؟ انھوں نے لکھا میں نے مدد کی تھی۔ حجاج نے لکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور حاکم مدینہ کو لکھا کہ ان کی گردن میں مُہر لگا دی جائے اس قسم کی مُہر حضرت انسؓ کی گردن میں اور حضرت جابرؓ کے ہاتھ میں بھی لگائی گئی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ان کی تذلیل ہو۔ مدینۂ منورہ میں سب صحابہؓ کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ چنانچہ یہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے مرجانے کے بعد پھر تم لوگ کسی کو قال رسول اللہ کہتے ہوئے نہ سنو گے۔ چھیانوے (۹۶) برس کی عمر پا کر ۸۸ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۹	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ انصاری ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جو ہجرت کے بعد انصار کے یہاں پیدا ہوئے۔ بوقت وفات نبویؐ ان کی عمر آٹھارہ (۱۸) برس تھی۔ ان کے والدین بھی صحابی ہیں۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں وہاں کے حاکم بھی تھے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے نہاوند کے لشکر کے سردار تھے اور اسی جہاد میں سنہ ۲۱ ہجری میں شہید ہوئے۔
۶۰	عُوَیم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں شریک تھے۔ اور بدر و اُحد وغیرہ تمام مشاہدِ خیر میں ہمرکابِ نبوت رہے۔ بقولِ بعض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بقول بعض حضرت فاروقؓ کی خلافت میں بعمر ۶۵ سال وفات پائی۔
۶۱	شداد بن اوس رضی اللہ عنہ	۱	دو صحابی اس نام کے ہیں۔ دادا کے نام میں اختلاف ہے ان کے دادا کا نام ثابت ہے یہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھتیجے ہیں۔ آخر میں بیت المقدس کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابوالدرداء ان کی نسبت فرماتے تھے کہ یہ اہلِ علم و فضل سے ہیں۔ ملکِ شام میں

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			بعمر ۷۵ سال ۵۸ھ میں وفات پائی۔
۶۲	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابوالولید۔ انصاری خزرجی۔ لقب شاعر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اعلےٰ درجہ کے شاعروں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کفار کی ہجو میں ان کے بہت اشعار ہیں۔ حضرتؐ فرماتے تھے کہ ان کا شعر کافروں پر تیر سے بھی زیادہ کارگر ہے۔ حضرتؐ مسجد شریف میں ان کے لئے منبر رکھوا دیتے تھے یہ اس پر کھڑے ہوکر نعتیہ اشعار پڑھتے تھے۔ ۴۰ھ ہجری سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت میں وفات پائی۔
۶۳	ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ	۱	نام مالک ہے۔ انصاری ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور احد میں اور تمام مشاہد میں ہمرکاب نبوت رہے۔ ۲۰ھ ہجری میں بعہد خلافت حضرت فاروقؓ وفات پائی۔
۶۴	کعب بن عجرہؓ	۱	انصار کے حلیف تھے۔ متاخر الاسلام ہیں۔ اسلام لانے کے بعد تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ بمقام مدینہ منورہ ۵۱ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔
۶۵	جابر بن سمرہؓ	۲	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بہن کے بیٹے ہیں۔ بالآخر کوفہ میں رہتے تھے اور وہیں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۶۶	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۲	ان کے والد حاتم طائی سخاوت میں ضرب المثل ہیں۔ شعبان ۹ھ ہجری میں حضورِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ پہلے عیسائی تھے۔ زمانہ ارتداد میں ثابت قدم رہے۔ جنگِ جمل وصفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگِ جمل میں ان کی ایک آنکھ شہید ہوگئی۔ ۶۷ھ ہجری میں وفات پائی۔
۶۷	کُرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ	۱	فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ اور بڑی عمر پائی تھی۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں نشاناتِ حرم کی تجدید انہی نے کی تھی۔ یہ کُرز وہی شخص ہیں جنھوں نے شبِ غار میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تھا مگر جب غار کے مُنہ پر اُنھوں نے مکڑی کا جالا دیکھا تو کہا کہ یہیں سے نشان گم ہوگیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے قدم شناس تھے۔ اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیر کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ قدم اسی قدم کی نسل سے ہے جس کا نشان مقام ابراہیم میں ہے۔
۶۸	عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ	۲	ملک شام کے مقام اردن میں رہتے تھے۔ اُنھوں نے حضرتؐ سے پوچھا تھا کہ آپؐ فتنہ کے زمانہ میں مجھے کہاں رہنے کا حکم دیتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا ملک شام کا۔ انھوں نے ملک شام میں ۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۶۹	ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ		کنیت ابوعمرو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے۔ بڑے بہادر تھے۔ یرموک کے واقعہ میں ان کی ایک آنکھ شہید ہوگئی تھی۔ ملک فارس کا صوبہ جلولا انہی نے فتح کیا تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔
۷۰	نافع بن عتبہ رضؓ	۱	حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کے بھتیجے ہیں فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔
۷۱	عبداللہ بن ہشام رضی اللہ	۱	قریشی تیمی۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید صغر سنی میں ان کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تھیں حضرتؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور ان کو برکت کی دعا دی تھی مگر بوجہ صغر سن کے ان سے بیعت نہیں لی۔
۷۲	عمران بن حصین رضؓ	۱	فتح خیبر کے سال اسلام لائے تھے۔ فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ ان کے والد بھی مسلمان ہوگئے تھے۔ اخیر میں بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی۔ اور وہیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔
۷۳	عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	۱	حضرت صدیق رضؓ کے صاحبزادے اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کے سگے بھائی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے۔ حضرت صدیق رضؓ کی اولاد میں سب سے بڑے یہی تھے۔ ۵۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۷۴	عثمان رضؓ بن ارقم	۱	ان کے والد وہی ارقم بن ارقم ہیں جن کے گھر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت رہے تھے۔ یہ عثمان اہل بدر میں سے ہیں۔
۷۵	اسود بن سریع رضؓ	۱	تمیمی اسدی ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہادوں میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے بصرہ کی جامع مسجد میں وعظ کہا۔
۷۶	ابوجحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ	۳	ان کا نام وہب بن عبداللہ ہے۔ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ جب حضرتؐ کی وفات ہوئی تو یہ سن بلوغ کو نہ پہنچے تھے مگر آپ سے احادیث سُنی تھیں۔ اور ان کی روایت کرتے تھے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۷۷	عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ	۳	قریشی اسدی ہیں۔ ان کی والدہ ام المومنین ام سلمہ رضؓ کی بہن تھیں۔ کچھ دنوں حضرتؐ کی دربانی کی خدمت پر مقرر رہے ہیں۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔ یہ عبداللہ حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ اُن کے محاصرہ کے زمانہ میں شہید ہوئے۔
۷۸	ابوبکرہ ثقفی رضؓ	۲	ان کا نام نُفیع بن حارث ہے۔ غزوہ طائف میں اسلام لائے تھے۔ ان کی کنیت ابوبکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۴۹ھ میں وفات پائی۔
۷۹	سمرہ بن جندب رضؓ	۱	کنیت ابوسعید۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی والدہ ان کو لیکر مدینہ

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			میں آئیں۔ اُحد کی لڑائی میں شریک تھے۔ حضرتؐ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا "آخرکم موتاً فی النار" کہ تم میں سے سب کے بعد جو شخص مرے گا وہ آگ میں ہوگا۔ اس مجلس میں آٹھ (دس) آدمی تھے جن میں ایک یہ تھے اور ایک حضرت ابوہریرہؓ۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد ہے۔ چنانچہ اس مجلس کے سب لوگوں کا انتقال ہوگیا صرف یہ اور حضرت ابوہریرہؓ باقی رہ گئے حضرت ابوہریرہؓ کو بڑی فکر تھی کہ کہیں وہ شخص میں تو نہیں ہوں۔ چنانچہ اکثر سمرہ کی حالت پوچھا کرتے تھے اگر کوئی کہدیتا کہ ان کا انتقال ہوگیا تو ان کو غش آجاتا اس خوف سے کہ سب کے بعد مرنے والا میں ہی ہوں۔ مگر حضرت ابوہریرہؓ کا ان سے پہلے انتقال ہوگیا اور ۵۹ھ ہجری میں بمقام بصرہ ان کو مرض کزاز لاحق ہوا۔ سردی کی شدت سے یہ گرم پانی دیگوں میں بھروا کر ان پر بیٹھتے تھے ایک مرتبہ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دیگ میں گر گئے دیگ کا پانی خوب گرم تھا اسی سے وفات پائی۔ اور حضرتؐ کی پیشین گوئی کا مطلب کھل گیا کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد نہ تھی۔
۸۰	عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ عمر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے۔ کنیت ابوالفضل تھی۔ زمانۂ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے۔ کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو آبِ زمزم پلانا انہی کے متعلق تھا۔ غزوۂ بدر میں کافروں کی طرف تھے اور مثل اور کافروں کے یہ بھی قید ہوکر آئے تھے۔ بندش ان کی سخت تھی جس سے یہ کراہتے تھے اور اُن کے کراہنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بے چینی تھی۔ ایک صحابی نے اس کیفیت کو محسوس کرکے ان کی بندش ڈھیلی کردی۔ اس قید سے فدیہ دے کر چھوٹے اور اس کے بعد اسلام لائے۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ قدیم الاسلام ہیں مگر اپنا اسلام مخفی رکھتے تھے۔ بدر میں کافروں کے ساتھ بخوشی نہیں آئے تھے۔ زمانۂ قحط سالی میں حضرت فاروقؓ نے انہی کا واسطہ دلا کر پانی برسنے کی دعا مانگی تھی اور خوب پانی برسا تھا۔ علاوہ بیٹیوں کے ان کے دس بیٹے تھے اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ بمقام مدینہ منورہ ۱۲ رجب ۳۲ھ ہجری کو جمعہ کے دن ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنۃ البقیع میں دفن کیا اس وقت ان کی عمر اٹھاسی برس کی تھی۔
۸۱	ابوالطفیل رضی اللہ عنہ	۱	ان کا نام عامر بن واثلہ ہے۔ جس سال غزوۂ اُحد ہوا اسی سال ان کی ولادت ہے۔ بوقتِ وفات نبوی آٹھ برس کے تھے۔ پہلے کوفہ میں رہتے تھے پھر مکہ میں چلے آئے تھے۔ حضرتؐ کا حلیہ مبارک

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			ان کو یاد تھا ۱۰۰ھ ہجری میں اور بقولے ۱۱۰ھ ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی۔ تمام صحابہ میں سب کے بعد انہی کی وفات ہوئی تھی۔
۸۲	مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ	۲	پہلے بصرہ میں رہتے تھے پھر شام چلے گئے۔ ان کا شمار اہل شام میں ہے۔ بمقام اردن ملک شام ۵۵ھ میں وفات پائی۔
۸۳	ابو رِمْثہ رضی اللہ عنہ	۱	ان کے نام میں اختلاف ہے مگر مشہور رفاعہ ہے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔ یہ اپنے والد کے ہمراہ خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوتے تھے اور حضرتؐ کی زیارت سے مشرّف ہوتے تھے۔
۸۴	نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ	۲	فضلائے صحابہ میں سے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے اور مکہ ہی میں مقیم رہے۔ ہجرت نہیں کی حضرت فاروقِ اعظمؓ نے ان کو مکہ اور طائف کا حاکم بنایا تھا۔
۸۵	جُبیر بن مُطعم رضی اللہ عنہ	۱	قریشی نوفلی۔ کنیت ابو محمد۔ فتح مکّہ سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ کی سکونت اختیار کی اور وہیں ۵۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ قریش کے نسب ناموں کے بڑے ماہر تھے۔
۸۶	عبد اللہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابوبکر۔ حضرت زبیر بن عوّامؓ کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر صدّیق ہیں۔ ۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ مہاجرین کے یہاں سب سے پہلے ولادت انہی کی ہے بڑی عبادت گزار تھے کئی کئی دن متواتر روزے رکھتے تھے شب کو بھی افطار نہ کرتے تھے۔ آٹھ برس کی عمر میں اُنھوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ کوسج تھے یعنے ان کے داڑھی مونچھ نہ تھی۔ یزید کی بیعت سے انھوں نے انکار کیا اور خود اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا چنانچہ ۶۴ھ ہجری میں ان کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت ہوئی۔ اور حجاز اور یمن اور عراق و خراسان وغیرہ پر ان کا قبضہ ہوگیا۔ بالآخر یزید کے ساتھ ان کو لڑنا پڑا۔ یزید کے لشکر نے ان کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ حجاج بن یوسف نے یوم سہ شنبہ جمادی الاخریٰ ۷۳ھ ہجری میں مکہ کے اندر ان کو شہید کیا۔
۸۷	عبد الرحمٰن بن خبّاب رضی اللہ عنہ	۱	ان کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ مگر ترمذی کی روایت میں ہے کہ اُنھوں نے کہا میں غزوۂ تبوک میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔
۸۸	عبد الرحمٰن بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو سعید۔ فتح مکّہ کے دن اسلام لائے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں ان کا نام عبد الکعبہ تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد الرحمٰن رکھا۔ شہر سجستان کو اُنھوں نے فتح کیا تھا۔ بالآخر بصرہ میں رہتے تھے اور وہیں ۵۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۸۹	معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	۲	قریشی اُموی۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے اور ان کے والد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں ان کا اسلام اچھا ہوگیا۔ غزوۂ حنین میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور کچھ دنوں کتابت وحی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دمشق کے حاکم مقرر ہوئے اور برابر اس عہدہ پر رہے یہاں تک کہ حضرت علی مرتضٰے کا زمانہ آیا تو پھر اُنھوں نے مستقل خلافت اپنے لئے چاہی اور حضرت علی مرتضٰے سے قتال کیا جس کا نام جنگ صفین ہے۔ پھر ۴۱ھ ہجری میں حضرت علی مرتضٰے کے بعد حضرت حسن بن علیؓ نے خلافت ان کے حوالہ کر دی۔ انھوں نے دمشق میں بعمر ۷۸ سال ۶۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی قمیص اور آپ کے کچھ ناخن اور موئے مبارک تھے بوقتِ انتقال وصیت کی تھی کہ اسی قمیص کا مجھے کفن دینا اور ناخن اور موئے مبارک میری آنکھوں میں اور مُنہ میں رکھ دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے حوالہ کر دینا۔
۹۰	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۱	قریشی سہمی۔ ۸ھ ہجری میں اسلام لائے۔ ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عمان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مصر کو انھوں نے فتح کیا پھر حضرت معاویہؓ نے ان کو اپنا وزیر بنایا۔ مصر میں بعمر ۹۰ سال ۴۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۹۱	عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی۔ حضرت جعفر طیار کے بیٹے ہیں۔ حضرت علی مرتضٰے کے سگے بھتیجے تھے۔ جب حضرت جعفرؓ حبش ہجرت کر کے گئے تھے تو یہ وہیں پیدا ہوئے۔ حبش میں مسلمانوں کے یہاں سب سے پہلی ولادت انہی کی ہے بڑے سخی تھے۔ مدینہ منورہ میں بعمر ۹۰ سال ۸۰ھ میں وفات پائی۔
۹۲	جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو عمرو۔ جس سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اُسی سال مشرف با اسلام ہوئے۔ اور آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کی۔ پھر ایک مدت کے بعد وہاں سے شام چلے گئے اور مقام قرقیسیا میں ۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔
۹۳	جُندُب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۱	صحابی ہیں۔ مگر قدیم الاسلام نہیں ہیں۔ کوفہ میں رہتے تھے۔ اس کے بعد بصرہ چلے گئے۔ فتنۂ ابن زبیر کے چار برس بعد وفات پائی۔
۹۴	محجن یا ابو محجن رضی اللہ عنہ	۲	ثقفی۔ نام ان کا عمرو بن حبیب ہے۔ رمضان ۹ھ ہجری میں اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ شاعر تھے اور بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ (اعلیٰ شہسوار تھے مگر) شراب پینے کی عادت تھی کسی طرح ترک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ فاروقِ اعظمؓ نے ان کو کئی مرتبہ حد لگائی پھر ان کو جلا وطن کیا

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			یہ بھاگ کر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس چلے گئے انھوں نے ان کو قید کر دیا یہاں تک کہ ایران میں جب جنگ قادسیہ شروع ہوئی تو انھوں نے حضرت سعدؓ کی بیوی سلمٰی کی خوشامد کی کہ مجھے چھوڑ دو میں میدان میں جا کر لڑوں گا اور زندہ بچ گیا تو پھر اپنے کو اسی قید میں داخل کر دوں گا۔ چنانچہ انھوں نے منظور کیا یہ میدان میں گئے اور خوب لڑے حضرت سعدؓ ان کی لڑائی دیکھ کر خوش ہوتے اور ان کو قید سے آزاد کر دیا اور کہا اب شراب نوشی پر تمھیں سزا نہ دوں گا۔ اسی روز سے انھوں نے شراب نوشی ترک کر دی اور کہا اب تک میں نے اس سبب سے ترک نہ کیا تھا کہ لوگ کہتے حد سے ڈر گیا اب بخوفِ خدا اس کو ترک کرتا ہوں۔ وفات ان کی آذربائیجان میں بزمانۂ خلافتِ فاروقؓ ہوئی۔
۹۵	زرارہ بن عمروؓ	۱	قبیلۂ نخع کے وفد کے ساتھ رجب ۹ھ ہجری میں حضورِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔
	نام تابعی		
۹۶	سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ	۲	کبارِ تابعین میں سے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ قریشی مخزومی مدنی ہیں۔ حضرت فاروقؓ کی خلافت کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ فقہ اور حدیث دونوں کے جامع تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث اور فاروقِ اعظمؓ کے فیصلوں کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت کو انھوں نے دیکھا تھا۔ مکحول کا بیان ہے کہ میں نے طلبِ علم میں تمام دنیا دیکھ ڈالی مگر سعید بن مسیب سے زیادہ عالم کسی کو نہ پایا۔ ۹۳ھ میں وفات پائی۔
۹۷	عبداللہ بن حنظلہؓ	۱	مخزومی۔ تابعی ہیں جیسا کہ ترمذی نے تصریح کی ہے۔ اور بعض لوگوں نے ان کو صحابی بھی کہا ہے۔
۹۸	محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوبکر۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ حضرت انسؓ اور ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ مشاہیر تابعین میں سے ہیں۔ اور تمام علومِ شرعیہ کے ماہر تھے۔ زاہد عابد تھے۔ مورق عجلی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کسی کو فقیہ اور صاحبِ ورع نہیں دیکھا۔ ۷۷ برس کی عمر میں ۱۱۰ھ ہجری میں وفات پائی۔
۹۹	حسن بن علی رضی اللہ	۴	قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت علی مرتضٰے اور حضرت فاطمہ زہرا کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جوانانِ جنت کا

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
			سردار فرمایا۔ رمضان ۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ صورت اور سیرت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ بڑے کریم اور بڑے صائب الرائے تھے اپنے والد حضرت علی مرتضےٰ کی شہادت کے بعد ۴۱ھ ہجری میں حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور خلافت ان کے حوالہ کر دی۔ یہ واقعہ ان کے کرم اور سیادت کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ۵۰ھ ہجری میں زہر دیکر شہید کئے گئے اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت حسینؓ نے ہر چند ان سے پوچھا کہ آپ کو کس نے زہر دیا مگر انھوں نے بمقتضائے کرم طبعی نہ بتایا۔
۱۰۰	حسن بن زید ابن حسن رضی اللہ عنہ	۱	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت علی مرتضےٰ کے پرپوتے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ ابن اسحٰق اور امام مالکؒ نے ان سے احادیث کی روایت کی ہے۔ خلیفہ منصور عباسی نے انکو مدینہ کا حاکم بنا دیا تھا۔ پانچ برس تک برسر حکومت رہے۔ اس کے بعد خلیفہ ان سے ناخوش ہوا اور قید کر دیا۔ پھر منصور کے بیٹے مہدی نے اپنے عہد میں ان کو قید خانہ سے نکالا مدینہ منورہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ۱۶۸ھ ہجری میں بعمر ۸۵ سال وفات پائی۔
۱۰۱	عبداللہ ابن حسن ابن حسن رضی اللہ عنہ	۲	یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ان کی بھی ابو محمد ہے۔ والدہ ان کی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے امام مالکؒ نے اور سفیان ثوری نے احادیث کی روایت کی ہے۔ مغیرہ جب ان کی روایت کی ہوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے کہ یہ بڑی سچی روایت ہے۔ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ میں نے اپنے علماء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عبداللہؓ کے برابر کسی کی بزرگی کرتے ہوں۔ ابن معین جو فن جرح و تعدیل کے امام ہیں ان کی نسبت کہتے ہیں ثقۃ مامون۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے یہاں ان کی بڑی عزت تھی خلیفہ ابو جعفر منصور کے قید خانہ میں بعمر ۸۰ سال اپنے صاحبزادہ کی شہادت سے چند ماہ پہلے وفات پائی۔ ان کے صاحبزادہ کی شہادت رمضان ۱۴۵ھ ہجری میں ہوئی۔
۱۰۲	حسن مثلث رضی اللہ عنہ	۱	ان کو حسن مثلث اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کے نسب میں تین مرتبہ پے در پے حسن کا نام آیا۔ ان کا نام بھی حسن ہے اور ان کے والد کا نام بھی اور ان کے دادا کا نام بھی حسن ہے۔ ان کے والد کو حسن مثنیٰ کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت عبداللہ مذکور کے حقیقی بھائی ہیں۔ حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنت حسین سے جب ہشام نے ان کی اولاد کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا کہ حسن ہم لوگوں کی زبان ہیں۔

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
			۶۸ سال کی عمر میں خلیفہ منصور کے قیدخانہ میں ۱۴۵ھ میں وفات پائی۔
۱۰۳	علی بن حسین رضی اللہ عنہ		لقب زین العابدین۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ شہید کربلا کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابوالحسن ہے۔ اپنے زمانہ میں اکابر اہلِ بیت اور اجلۂ تابعین اور علمائے دین میں سے تھے۔ زہری نے کہا ہے کہ میں نے خاندانِ قریش میں ان سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی والدہ شہربانو تھیں جو یزدگرد شاہِ ایران کی بیٹی تھیں۔ اور حضرت فاروقِ اعظمؓ کے زمانہ میں قید ہوکر مالِ غنیمت کے ساتھ آئی تھیں۔ اس مضمون کو ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ وان غلاماً بین کسریٰ وھاشم لاکفضل من نیطت علیہ التمائم ترجمہ:۔ ایک لڑکا ہے کسرےٰ اور ہاشم کے درمیان میں۔ وہ تمام اُن بچوں سے افضل ہے جن کی گردن میں تعویذ ڈالے گئے ہوں۔ ۹۴ھ ہجری میں بعمر ۵۸ سال وفات پائی اور جنۃ البقیع میں اپنے چچا حضرت حسنؓ کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔
۱۰۴	جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ		حضرت محمد بن علی باقر کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ اور لقب صادق ہے۔ مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ ان کی والدہ امّ فروہ ہیں جو حضرت صدیقؓ کی پوتی بھی ہیں نواسی بھی ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں اجلۂ تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ جیسے اکابر نے روایت کی ہے۔ چونکہ ان کے عہد میں ذریت ابن سبا کی قوت کچھ بڑھی ہوئی تھی اور کچھ ایسی صورتیں پیش آئیں کہ ان کو ممدوح پر افترا کرنے کا زیادہ موقع ملا اور ان میں سے بعض بعض لوگ بطور تقیہ کے ان کے یہاں آمد و رفت بھی زیادہ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ اپنے کو جعفری کہتے ہیں اور اپنے مذہب باطل کا شائع کرنے والا ان کو بیان کرتے ہیں اور کتبِ شیعہ میں جس قدر روایتیں حضرت صادقؓ سے منقول ہیں۔ اس قدر کسی سے منقول نہیں لہٰذا اس زمانے میں بعض اکابر اہلِ سنّت کو جعفر صادق سے سوءِ[1] ظن ہوگیا تھا وہ لوگ یہ سمجھے کہ شاید یہ بھی بد مذہب ہوگئے اور اپنے آبائے کرام کے طریقہ سے جدا ہوکر شیعہ ہوگئے چنانچہ کتب اسماء الرجال میں مذکور ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان سے جو امام جرح و تعدیل ہیں اور امام بخاریؒ کے شیخ ہیں جعفر صادقؓ کے متعلق پوچھا گیا تو

۱؎ بعض شیعہ مثل صاحب استقصاء وغیرہ کے ائمہ اہلِ سنّت پر بوجہ اسکے کہ انھوں نے حضرت صادقؓ پر جرح کی طعن کرتے ہیں حالانکہ اگر ان ائمہ کا رجوع کرنا ثابت نہ ہو تو بھی اس سے کوئی طعن ان پر قائم نہیں ہوسکتا۔ جرح و تعدیل میں اکثر ایسا ہوگیا ہے کہ فی الواقع کوئی شخص ثقہ ہے مگر کسی محدث نے اپنے اجتہاد کی غلطی سے اس کو مجروح سمجھا یا مجروح کو ثقہ سمجھا اجتہادیات میں مجتہدین سے اس قسم کی غلطیاں ہوجاتی ہیں اور حضرت صادقؓ کو اہلِ سنّت مثل شیعوں کے امام معصوم مفترض الطاعۃ نہیں مانتے کہ انکی جلالت و عظمت کا اعتقاد واجبات دینیہ میں شمار کیا جائے بلکہ انکو ایک عالم نیکوکار جانتے ہیں جیسے کہ اس زمانہ میں خاندانِ اہلبیت میں اور غیر اہل بیت میں اور علمائے صالحین ان کے مثل اور

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
			انھوں نے کہا فی نفسی منه شئ ومجالد احبّ الی منه یعنے میرا دل ان کی طرف سے صاف نہیں ہے اور مجالد مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں۔ اور امام ابن سعدؒ نے کہا کہ جعفر کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ اور مصعب زبیری نے کہا ہے کہ امام مالک جعفر کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب ان کی طرف محض ایک بے بنیاد افترا ہے اور وہ ٹھیک ٹھیک اپنے آبائے کرام کی طرح پابند طریقۂ اہل سنّت و جماعت ہیں تو وہ سوءِ ظن دفع ہوگیا اور ائمہ نے ان سے روایتیں لیں ان کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا ثقة لا یسأل عن مثله یعنے جعفر معتبر شخص ہیں ان جیسے شخص کا حال پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ابن عدی اور ابن معین نے کہا هو من ثقات الناس یعنے وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انه من سلالة النبیین یعنے جب میں جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں۔ ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ان کی روایت کو جانچا تو جس قدر حدیثیں ان سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں ان میں ایک بات بھی خلاف نہ پائی۔ اور یہ محال ہے کہ دوسروں کے گناہ کا بار ان پر رکھا جائے یعنے افترا پردازی شیعوں نے کی اس میں ان کا کچھ قصور نہیں۔ ساجی نے کہا کان صدوقًا مأمونًا اذا حدث عنه الثقات فحدیثه مستقیم یعنے جعفر سچ بولنے والے اور قابل اطمینان تھے۔ جب معتبر لوگ ان سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ہے ثقة یعنے وہ معتبر شخص ہیں۔ حتےٰ کہ جن ائمہ جرح و تعدیل نے ان پر جرح کی تھی ان میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قولِ سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے ان سے روایت کی۔ اور امام مالکؒ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفرؓ کے پاس جاتا آتا رہا۔ میں نے ان کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ حضرت صادق سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔

www.kitabghar.org

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
۱۰۵	محمد بن علی رضی اللہ عنہ		حضرت زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ابوجعفر اور لقب باقر ہے۔ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے بڑے بڑے اکابر ائمہ نے روایت کی ہے۔ ۱۱۷ھ ہجری میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی۔ اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔

ضمیمہ ختم ہوا

www.kitabghar.org

فصلِ پنجم

اُن فتنوں کا بیان جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ زمانہ خلافتِ خاصہ کے بعد ظاہر ہوں گے

فصلِ پنجم در تقریرِ فتنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ اند کہ بعد انقضائی ایامِ خلافتِ خاصہ بظہور رسد وآں مشتمل ست بر دو مقصد یکے بیان فتنہ کہ متصل با نقضائے خلافتِ خاصہ پیش آید دوم بیان فتن دیگر کہ تا قیامِ قیامت پیدا شود۔

مقصد اوّل باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث متواترہ بالمعنے افادہ فرمودند کہ حضرت عثمان مقتول خواہد شد ونزدیک بقتلِ او فتنۂ عظیم خواہد برخاست کہ تغییر اوضاع ورسوم مردم کند وبلائے آں مستطیر باشد

یہ فصل دو مقصد پر شامل ہے۔ پہلا مقصد اُس فتنہ کے بیان میں جو خلافتِ خاصہ کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ پیش آیا۔ دوسرا مقصد اُن فتنوں کے بیان میں جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔

(فصلِ پنجم کا) مقصدِ اوّل۔ جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن حدیثوں میں جو تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں بیان فرمایا ہے کہ حضرت عثمان رض شہید[1] ہوں گے۔ اور ان کی شہادت کے قریب ایک فتنۂ عظیم برپا ہوگا۔ جو لوگوں کی وضع اور رسموں کو بدل دیگا۔ اور اُسکی آفت عالمگیر ہوگی

[1] حضرت عثمان کی شہادت کی روایتیں اس درجہ ناقابل اخفا ہیں کہ کتبِ شیعہ میں بھی ہیں۔ چنانچہ نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم اوّل ص۲۲۳ میں حضرت علی رض کے ایک طویل کلام کے ذیل میں جو انھوں نے حضرت عثمان رض سے کیا (جس میں بہت کچھ فضائل حضرت عثمان رض کے اور بہت سی باتیں مذہبِ شیعہ کی بیخ کنی کرنیوالی مذکور ہیں) منقول ہے کہ حضرت علی نے فرمایا وانی انشدك اللہ ان لاتکون امام هذه الامة المقتول فانه کان یقال یقتل فی هذه الامة امام یفتح علیها القتل والقتال الی یوم القیمة ویلبس امورها علیها ویثبت الفتن علیها فلا یبصرون الحق من الباطل یموجون فیها موجا ویمرجون فیها مرجا یعنے اے عثمان! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اس امت کے امامِ مقتول نہ بنیں کیونکہ (عہد رسول سے) یہ چرچا ہو رہا ہے کہ اس امت میں ایک امام قتل کیا جائے گا جس سے امت پر قتل و قتال کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھل جائے گا اور تمام معاملات مشتبہ ہو جائیں گے اور فتنے قائم کر دیئے جائیں گے پس لوگ حق کو باطل سے تمیز نہ کرسکیں گے اور انہی فتنوں میں غوطہ لگائیں گے اور ایک دوسرے سے مختلط ہوں گے۔ پھر بعد شہادت حضرت عثمان رض کے حضرت علی مرتضے نے ایک خط اہل کوفہ کو لکھا جو نہج البلاغہ قسم دوم ص۲ میں ہے کہ واعلموا ان دار الهجرة قد قلعت باهلها وقلعوا بها وجاشت المرجل وقامت الفتنة علی القطب یعنے جان لو تم کہ دار الہجرۃ یعنے مدینہ منورہ نے اب اپنے رہنے والوں کو نکال دیا اور رہنے والوں نے اس کو چھوڑ دیا اور (فتنہ کی) دیگ جوش کر رہی ہے اور فتنہ قطب پر قائم ہوگیا

www.kitabghar.org

زمانے کہ پیش ازاں فتنہ است آن را باوصاف مدح ستودند و مابعد آں را باصناف فم نکوہیدند و استقصا نمودند در بیان آں فتنہ تا آنکہ مطابقت موصوف برآنچہ واقع شد بر ہیچ فردے مخفی نماند و بابلغ بیان واضح ساختند کہ انتظام خلافتِ خاصہ بآں فتنہ منقطع خواہد شد و بقیہ برکات ایام نبوت رُوی باختفا خواہد آورد و این معنے را تا بحدی ایضاح کردند کہ پردہ از رُوئے کار برخاست و حجۃ اللہ بثبوت آں قائم شد و آں خبر در خارج متحقق گشت بآں وجہ کہ حضرت مرتضٰی باوجود رسوخ قدم در سوابقِ اسلامیہ و وفور اوصاف خلافتِ خاصہ وانعقاد بیعت برائے او و وجوب انقیاد رعیت فی حکم اللہ بہ نسبتِ او متمکن نشد در خلافت و در اقطار ارض حکم او نافذ نگشت و تمامہ مسلمین تحت حکمِ او سر فرود نیاورند و جہاد در زمانِ وے رضی اللہ عنہ بالکلیہ منقطع شد و افتراق کلمۂ مسلمین بظہور پیوست و ایتلاف ایشاں رخت بعدم کشید و مردم بحروبِ عظیمہ با او پیش آمدند و دستِ او را از تصرف ملک کوتاہ ساختند و ہر روز دائرہ سلطنت او لاسیّما بعد تحکیم تنگ تر شدن گرفت تا آنکہ در آخر بجز کوفہ و ماحول آں برائے ایشاں صافی نماند و ہرچند ایں خللہا در صفاتِ کاملۂ نفسانیۂ ایشان

جو زمانہ کہ اُس فتنہ سے پہلے کا ہے اُس کو آپ نے طرح طرح کی خوبیوں کے ساتھ موصوف کیا اور جو زمانہ اُس کے بعد کا ہے اس کو انواع و اقسام کی بُرائیوں سے یاد فرمایا۔ اور اُس فتنہ کے بیان میں آپ نے انتہا درجہ کی توضیح کی یہاں تک کہ اُس بیان کا اُس (فتنہ) پر منطبق ہونا جو واقع ہوا کسی شخص پر پوشیدہ نہ رہا۔ اور حضرتؐ نے نہایت واضح عبارت میں بیان فرمایا کہ اُس فتنہ سے خلافتِ خاصہ کا انتظام ٹوٹ جائے گا اور زمانۂ نبوت کی جو برکتیں باقی ہوں گی وہ چھپ جائیں گی اُس بات کو بھی آپؐ نے ایسا کھول کر بیان فرمایا کہ اصل حقیقت کے اُوپر سے پردہ اُٹھ گیا اور حجتِ الٰہی اُس کے ثبوت سے قائم ہوگئی۔ اس خبر کا ظہور خارج میں اس طرح ہوا کہ حضرت مرتضٰی باوجود سوابقِ اسلامیہ میں راسخ القدم ہونے اور باوصف کثرت اوصافِ خلافتِ خاصہ کے (ان کی ذات میں پائے جانے کے) اور باوجود اس کے کہ ان کے لئے بیعت کا انعقاد ہوا اور رعیت کا احکام الٰہی میں ان کے لئے مطیع ہونا ثابت ہوگیا خلافت میں متمکن نہ ہوئے اور اطرافِ ملک میں ان کا حکم نافذ نہ ہوا اور تمام مسلمانوں نے ان کے حکم کے آگے سر نہ جھکایا اور جہاد ان کے زمانے میں بالکل بند ہوگیا اور مسلمانوں کی یکجہتی میں فرق آگیا اور ان کا باہمی اتفاق معدوم ہوگیا اور لوگوں نے بڑی بڑی لڑائیاں ان کے ساتھ کیں اور ان کے ہاتھ کو ملک میں تصرف کرنے سے کوتاہ کر دیا۔ ہر روز ان کی سلطنت کا دائرہ خصوصًا واقعۂ تحکیم[1] کے بعد تنگ ہوتا گیا یہاں تک کہ آخر میں سوا کوفہ اور اُس کے مضافات کے ان کے لئے صاف نہ رہا۔ ہرچند ان خرابیوں نے آنجناب رضی اللہ عنہ کی صفاتِ کاملۂ نفسانیہ میں

[1] جنگِ صفین میں بالآخر حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں نے اپنی اپنی طرف سے ایک ایک حَکم مقرر کیا کہ دونوں جو کچھ فیصلے کر دیں وہی فریقین مان لیں اسی واقعہ کو واقعۂ تحکیم کہتے ہیں۔

www.kitabghar.org

خلل نینداخت لیکن مقاصد خلافت علیٰ وجہہا متحقق نگشت وبعد حضرت مرتضےٰ چوں معاویہ بن ابی سفیان متمکن شد واتفاق ناس بروی بحصول پیوست وفرقت جماعۂ مسلمین ازمیان برخاست وی سوابق اسلامیہ نداشت ولوازم خلافتِ خاصہ در وے متحقق نبود بعد ازاں بادشاہانِ دیگر از مرکزِ حق دور تر افتادند کما لایخفیٰ پس خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بانقطاعِ خلافتِ خاصہ منتظمہ نافذہ ازین جہت متحقق گشت۔

اما آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخبار فرمودند بمقتول شدن حضرت عثمان وآنکہ او برحق خواہد بود پس ثابت است بطرقِ بسیار عن ابن عمر ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃً فقال یقتل ھذا فیہا مظلومًا اخرجہ الترمذی وعن عائشۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان لعل اللہ یُقَمِّصُکَ قمیصًا فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لھم اخرجہ الترمذی وعن مرۃ بن کعب وعبد اللہ بن حوالۃ وکعب بن عجرۃ والفاظھم متقاربۃٌ ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃً فقربھا فمر رجل مقنع رأسہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھذا یومئذ علی الھدیٰ

کوئی خلل نہیں پیدا کیا مگر مقاصدِ خلافت جیسا کہ چاہیئے حاصل نہ ہوئے۔ اور حضرت مرتضےٰ کے بعد جب (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان متمکن ہوئے اور لوگوں کا اتفاق اُن (کی خلافت) پر حاصل ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت سے باہمی نااتفاقیاں اُٹھ گئیں (تو گو اُن کو خلافت میں تمکین حاصل ہوگئی مگر اُن کی خلافت خلافت خاصہ نہ تھی کیونکہ) وہ سوابقِ اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافتِ خاصہ کے لوازم ان میں نہ پائے جاتے تھے۔ اس کے بعد اور بادشاہ تو مرکز حق سے بہت دُور رہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خلافتِ خاصہ منتظمہ کے ختم ہو جانے کی خبر دی تھی وہ اس طرح ظاہر ہوئی۔ (اب دیکھو اس فتنہ کا بیان کس کس تفصیل کے ساتھ احادیث میں وارد ہوا ہے)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہوں گے اور وہ حق پر ہوں گے بہت سندوں سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ شخص اس میں ظلماً شہید کیا جائے گا۔ اس روایت کو ترمذی نے لکھا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمانؓ! امید ہے کہ اللہ تم کو ایک قمیص پہنائے گا اگر لوگ اس کے اُتارنے کا ارادہ کریں تو اس کو تم نہ اُتارنا۔ اس روایت کو بھی ترمذی نے لکھا ہے۔ اور مرّہ بن کعب اور عبد اللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے ان سب کے الفاظ قریب قریب ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کو بہت قریب بتایا اسی اثناء میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ہوئے ادھر سے نکلا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔

www.kitabghar.org

فوثبتُ فاخذتُ بضبعی عثمان فاستقبلتُ الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقلتُ ھٰذا قال ھٰذا وھٰذا لفظ ابن ماجۃ من حدیث کعب بن عجرۃ واخرجہ الترمذی والحاکم عن اٰخرین قریبًا منہ وفی حدیث ابی ھریرۃ ستکون فتنۃ واختلافٌ او اختلافٌ وفتنۃ قالوا فما تامرنا قال علیکم بالامیر واصحابہ واشار الی عثمان ومن حدیث عثمان یوم الدار ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد عھد الی عھدًا وانا صابرٌ علیہ وفی حدیث ابی موسٰی لعثمان وبشرہ بالجنۃ علٰی بلوی تصیبہ۔

اما تعیین زمان این فتنہ پس در حدیث ابن مسعود آمدہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان رحی الاسلام ستزول بعد خمس وثلثین اوست وثلثین او سبع وثلثین سنۃ فان یھلکوا فسبیل من قد ھلک وان یقم لھم دینھم یقم سبعین سنۃ قال عمر رضی اللّٰہ عنہ یا نبی اللّٰہ بما مضٰی او بما بقی قال بل بما بقی ومضمون این حدیث در خارج ظہور یافت زیرا کہ در سن خمس وثلثین حضرت عثمانؓ مقتول شد

راوی کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور میں نے دونوں شانے حضرت عثمانؓ کے پکڑے اور ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا اور میں نے پوچھا کہ وہ یہی شخص ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں یہی ہیں۔ یہ روایت ابن ماجہ کی ہے جو انھوں نے کعب بن عجرہ سے نقل کی ہے۔ اور ترمذی اور حاکم نے اس روایت کو دوسرے صحابہ سے اسی کے قریب الفاظ میں روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف یا (فرمایا) اختلاف اور فتنہ پیدا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپؐ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں! حضرتؐ نے فرمایا تم امیر اور اُس کے اصحاب کے ساتھ رہنا۔ اور آپؐ نے حضرتِ عثمانؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانۂ محاصرہ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وصیت فرمائی تھی اور میں اس پر قائم ہوں۔ اور حضرت ابو موسٰیؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ کی نسبت (حضرتؐ نے فرمایا) ان کو جنت کی بشارت دو بعوض اس مصیبت کے جو ان کو پہنچے گی۔

اس فتنہ کے زمانہ کی تعیین، حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں آئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی چکی پینتیس یا (فرمایا) چھتیس یا (فرمایا) سینتیس[1] برس کے بعد بند ہو جائے گی۔ پھر اگر لوگ ہلاک ہو گئے تو ان کا وہی راستہ ہے جو اور ہلاک ہونے والوں کا ہے اور اگر ان کا دین ان کے لئے قائم رہ گیا تو ستر برس تک قائم رہیگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا نبی اللہ! گزشتہ زمانہ ملاکر (ستر برس) یا صرف آئندہ کے۔ حضرتؐ نے فرمایا صرف آئندہ کے۔ اس حدیث کا مضمون خارج میں ظاہر ہوا کیونکہ ۳۵ سنہ ہجری میں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے

[1] یہ شک راوی کی طرف سے ہے کہ حضرتؐ نے پینتیس یا چھتیس یا سینتیس فرمایا۔ زیادہ روایات میں پینتیس بغیر شک کے ہے۔ اور بعض روایات میں تینتیس اور چونتیس بھی مروی ہے۔ اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اس مدت کا آغاز ہجرت سے رکھا جائے اور ۳۵ سنہ ہجری مراد لیا جائے جیسا کہ مصنفؒ نے کہا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس وقت حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی ہے اس وقت سے اس مدت کا آغاز رکھا جائے اور حضرت علی مرتضٰی کی خلافت بھی داخل کر لی جائے مگر دوسری حدیثیں جس میں فتنہ کا آغاز حضرت عثمانؓ کی شہادت کو فرمایا ہے اس دوسرے مطلب کے منافی ہیں۔

www.kitabghar.org

وامر جہاد برہم خورد و باز در زمان معاویہ بن ابی سفیان امر جہاد قائم گشت و ازاں تاریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی امیہ متلاشی شد۔

اما تعیین جہتے کہ ایں فتنہ آنجا خواہد بود پس در حدیث ابن عمرو جماعۃ من الصحابۃ وھذا حدیث مستفیض الا ان الفتنۃ ھٰھنا حیث تطلع قرن الشیطان و در خارج ہمچناں واقع شد فتنہائی کہ بعد مقتل حضرت عثمانؓ پیدا شد ہمہ در عراق بودہ است و آں شرقی مدینہ است۔

و اما تعیین صورت و صفت فتنہ اخرج الترمذی عن حذیفۃ بن الیمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم ھذا حدیث حسن واخرج احمد عن ابن عون الانصاری ان عثمان قال لابن مسعود ویحک انی قد سمعت وحفظت و لیس کما سمعت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیقتل امیر وینتزی منتز وانی انا المقتول ولیس عمر انما قتل عمر واحد وانہ یجتمع علیّ وذکر ابو عمر ان زرارۃ بن عمرو قص علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رؤیاہ فقال رأیت نارا خرجت من الارض فحالت بینی وبین ابن لی یقال لہ عمرو

اور جہاد کا انتظام بگڑ گیا۔ پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں جہاد کا انتظام قائم ہوا اس تاریخ سے ستر برس کے بعد بنی امیہ کی سلطنت زائل ہوگئی۔

اس سمت کی تعیین جہاں سے یہ فتنہ پیدا ہوگا حضرت ابن عمرؓ اور صحابہ کی ایک جماعت کی روایت میں ہے یہ روایت مستفیض ہے (الفاظ اس کے حسب ذیل ہیں) آگاہ رہو فتنہ یہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ (یعنے آفتاب) نکلتا ہے خارج میں بھی ایسا ہی واقع ہوا جو فتنے کہ حضرت عثمانؓ کے شہادت کے بعد پیدا ہوئے سب عراق میں تھے اور عراق مدینے سے شرقی جانب میں ہے۔

اس فتنہ کی صورت و صفت کی تعیین ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم قتل کروگے اپنے امام کو اور باہم شمشیر بازی کروگے اور تمہاری دنیا کے حاکم تمہارے بدتر لوگ ہوں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اور امام احمدؒ نے ابن عون انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ ویحک[1] میں نے سنا ہے اور مجھے یاد ہے جیسا تم نے سنا وہ صحیح نہیں ہے[2] (میں نے سنا ہے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک امیر قتل کیا جائے گا اور کوئی حملہ کرنے والا حملہ کرے گا یہ امیر مقتول میں ہی ہوں حضرت عمرؓ نہیں ہیں حضرت عمرؓ کو تو صرف ایک شخص نے قتل کیا تھا اور میرے اوپر مجمع ہوگا۔ اور ابو عمرؒ نے بیان کیا ہے کہ زرارہ بن عمرو نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی جو زمین سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان میں جس کا نام عمرو ہے حائل ہوگئی

۱ یہ ایک کلمہ ہے جو بغیر حقیقی معنے مراد لیے ہوتے عادۃً اہل عرب بولتے تھے جیسا کہ ہر زبان میں اس قسم کے بعض کلمات رائج ہوتے ہیں لفظی معنے اس کلمہ کے یہ ہیں خرابی تیری۔ ۲ مطلب یہ نہیں ہے کہ تم نے سننے میں غلطی کی بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم نے جو مطلب اس کا سمجھا اور اسکا مصداق حضرت عمرؓ کو قرار دیا یہ غلط ہے بلکہ اس کا مصداق میں ہوں۔

۳۱/۲

www.kitabghar.org

ھی تقول لظی لظی بصیرٌ واعمی فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی تعبیرہ اما النار فھی فتنۃ تکون بعدی قال وما الفتنۃ یا رسول اللہ قال یقتل الناس امامھم ویشتجرون اشتجار اطباق الرأس وخالف بین اصابعہ دم المؤمن علے المؤمن احلٰے من الماء یحسب المسیئ انہ محسن ان متّ ادرکت ابنك وان مات ابنك ادرکتك قال فادع اللہ ان لا تدرکنی فدعالہ۔

اما تعیین جمعے کہ تہیج این فتنہ خواہند کرد فقد اخرج الحاکم من حدیث ابن مسعود رفعہ احذرکم سبع فتن تکون من بعدی وعدّ اولھا فتنۃ تقبل من المدینۃ قال الراوی فکانت فتنۃ المدینۃ من قبل طلحۃ والزبیر باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمودند کہ جمعے کہ خلافت ایشان منتظم شود بعد از ایشان منقطع گردد چند شخص خواہند بود واسامی ایشان چیست فی حدیث ابی ھریرۃ وابن عباس فی رؤیا رجل رای فیھا ظلۃ تنطف سمنًا وعسلاً و سببًا واصلاً من السماء

اس آگ سے یہ آواز نکل رہی ہے لظی لظی بصیر و اعمیٰ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی یہ تعبیر بیان کی کہ آگ سے مراد فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا۔ زرارہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! فتنہ کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کردیں گے اور باہم سر پھٹول کریں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کے درمیان فرق کرکے بتایا (کہ اس طرح ایک دوسرے سے جُدا ہوجائیں گے) ایک مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ شیرین ہوگا (اس فتنہ میں) گنہگار سمجھے گا کہ میں اچھا کام کررہا ہوں (اے زرارہ!) اگر تم مرگئے تو وہ فتنہ تمھارے بیٹے پر آئے گا اور اگر تمھارا بیٹا مرگیا تو تم پر آئے گا۔ زرارہ بن عمرو نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے۔ پس حضرتؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

اس جماعت کی تعیین جو اس فتنہ کو برپا کریں گے۔ حاکم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ اس کو مرفوع کرکے بیان کرتے تھے (کہ حضرتؐ نے فرمایا) میں تم کو سات فتنوں سے خوف دلاتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے اور آپؐ نے ان فتنوں کو شمار کرکے بتایا سب سے پہلے وہ فتنہ ہے جو مدینہ سے شروع ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ مدینہ کا فتنہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ[1] کی طرف سے ہوا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا کہ جن خلفاء کی خلافت منتظم ہوگی اور ان کے بعد خلافت ختم ہوجائے گی وہ کتنے شخص ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ ایک ٹکڑا ابر کا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور ایک رسی آسمان سے

[1] کیونکہ یہی دونوں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مکہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئے جو اس زمانہ میں حج کے لئے گئی ہوئی تھیں اور ان سے جاکر فتنہ و فساد کی حالت بیان کی اور انکو بصرہ جانے پر آمادہ کیا بصرہ جانا ہی جنگ جمل کا مقدمہ بن گیا لیکن حضرت طلحہ و زبیر نے یہ کام بدنیتی سے نہ کیا تھا اس لئے ان پر کوئی الزام نہیں۔

www.kitabghar.org

الی الارض فاخذ به النبی صلی الله علیه وسلم
وعلا ثم رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع
بالثالث ثم وصل له فعبرة الصدیق
بما یدل علی ابتلاء الثالث واخرج ابوداؤد
عن الحسن عن ابی بکرة ان النبی
صلی الله علیه وسلم قال ذات یوم
من رای منکم رؤیا فقال رجل
انا رأیت کان میزانا نزل من السماء
فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت
بابی بکر و وزن ابوبکر وعمر فرجح
ابوبکر و وزن عمر وعثمان فرجح عمر
ثم رفع المیزان فرأینا الکراهیة
فی وجه رسول الله صلی الله
علیه وسلم واخرج ابوداؤد عن سمرة
بن جندب ان رجلا قال یا
رسول الله کانّ دلوا دلی من السماء
فجاء ابوبکر فاخذ بعراقیها فشرب
شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیها
فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ
بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء
علی فاخذ بعراقیها فانتشطت
وانتضح علیه منها شیء وعن سهل
بن ابی حثمة قال بایع اعرابی
النبی صلی الله علیه وسلم فقال
علی للاعرابی

زمین تک لٹک رہی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) اس کے بعد ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) پھر تیسرے شخص کی باری میں وہ رسی کٹ گئی پھر اس کے لئے جوڑی گئی۔ اس خواب کی تعبیر حضرت صدیقؓ نے (آنحضرتؐ کے سامنے) ایسی دی جس سے تیسرے خلیفہ کا بتلا (ئے مصیبت) ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اور ابوداؤد نے حسن (بصری) سے انہوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز (صحابہؓ سے) فرمایا کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے (تو بیان کرے) ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری (اس میں) آپؐ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپؐ ابوبکرؓ سے وزنی نکلے۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے۔ اس کے بعد ترازو اٹھالی گئی تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں کراہیت[1] کے آثار دیکھے۔ اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! (میں نے خواب میں دیکھا کہ) گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر (دیکھا کہ) ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے اس کی عرقوہ پکڑلی اور پانی پیا مگر کمزور طریقہ سے پھر عمرؓ آئے اور انہوں نے اس کی عرقوہ پکڑلی اور پانی پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے۔ پھر عثمانؓ آئے اور انہوں نے اس کی عرقوہ پکڑلی اور پانی پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے پھر علیؓ آئے اور انہوں نے اس کی عرقوہ پکڑلی مگر وہ کھل گئی اور پانی کی کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں۔ اور حضرت سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (اونٹ بطور قرض کے) فروخت کیا حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا کہ

[1] کراہیت کی وجہ یہ تھی کہ اس خواب سے حضرتؐ کو معلوم ہوگیا کہ خلافت خاصہ کی مدت بہت کم ہوگی حضرت عثمانؓ پر اس کا خاتمہ ہوجائے گا۔

www.kitabghar.org

ايت النبي صلى الله عليه وسلم فاسأله ان اتى عليه اجله من يقضيه فاتى الاعرابي النبي صلى الله عليه وسلم فسأله فقال يقضيك ابوبكر فخرج الى على واخبره فقال ارجع فاسأله ان اتى على ابي بكر اجله من يقضيه فاتى الاعرابي النبي صلى الله عليه وسلم فسأله فقال يقضيك عمر فقال على للاعرابي سله من بعد عمر فقال يقضيك عثمان فقال على للاعرابي ايت النبي صلى الله عليه وسلم فسله ان اتى على عثمان اجله من يقضيه فقال صلى الله عليه وسلم اذا اتى على ابي بكر اجله وعمر اجله وعثمان اجله فان استطعت ان تموت فمت واخرج الحاكم عن انس قال بعثني بنو المصطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا سل لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى من ندفع صدقاتنا بعدك قال فاتيته فسألته فقال الى ابي بكر فاتيتهم فاخبرتهم قالوا ارجع اليه فسأله فان حدث بابي بكر حدث فالى من

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر آپ کو موت آجائے تو یہ قرض کون دے گا؟ چنانچہ اعرابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ تجھے دیں گے۔ پس وہ اعرابی حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے یہی بیان کر دیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا عمرؓ ادا کریں گے۔ (اعرابی نے یہی جا کر حضرت علیؓ سے بیان کر دیا) حضرت علیؓ نے اس سے کہا جاؤ آپ سے پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کون دے گا؟ (چنانچہ وہ اعرابی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور (آپ سے پوچھا) آپ نے فرمایا عثمانؓ ادا کریں گے (اعرابی نے یہی جا کر حضرت علیؓ سے بیان کیا) پھر حضرت علیؓ نے اس سے کہا تم (پھر) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کرے گا (وہ اعرابی پھر خدمتِ نبوی میں لوٹ آیا اور آپ سے پوچھا) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوبکرؓ کو موت آجائے اور عمرؓ کو موت آجائے اور عثمانؓ کو (بھی) موت آجائے تو اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی مرجانا۔ اور حاکم نے (حضرت) انسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے (قبیلہ) بنی مصطلق نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ بات دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ ہم لوگ آپ کے بعد اپنے زکوٰۃ کا مال کس کو دیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا میرے بعد ابوبکرؓ کو دینا۔ پھر میں بنی مصطلق کے پاس گیا اور انھیں (آنحضرتؐ کے فرمانے سے) خبر دی۔ انھوں نے کہا تم پھر جاؤ اور آپ سے یہ پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو پھر کس کو دیں؟

www.kitabghar.org

فاتیته فاخبرته فقال الی عمر
فقالوا ارجع الیه فسله فان حدث
بعمر حدث فالی من فاتیته
فسألته فقال الی عثمان
فاتیتهم فاخبرتهم فقالوا
ارجع فسله فان حدث بعثمان
حدث فالی من فاتیته فسألته
فقال ان حدث بعثمان حدث
فتبًّا لکم الدهر فتبًّا۔

باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ امت بر حضرت مرتضٰی جمع نشود وتألم خاطر مبارک خود تقریر فرمودند

اخرج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال ان مما عهد الی النبی صلی اللہ علیه وسلم ان الامة ستغدر بی بعده واخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لعلی اما انك ستلقی بعدی جهدا قال فی سلامة من دینی قال فی سلامة من دینك واخرج ابویعلی عن علی بن ابی طالب قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سکك المدینة

میں پھر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا تو عمرؓ کو (دینا) یہ حکم پاکر میں بنی مصطلق کے پاس گیا اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (ارشاد سے خبر دی) انھوں نے (پھر مجھ سے کہا کہ) تم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپؐ سے پوچھو کہ اگر عمرؓ کو موت آجائے تو پھر کسے دیں میں (پھر) خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور آپؐ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا پھر عثمانؓ کو (دینا) میں نے (خدمتِ نبویؐ سے واپس ہوکر) ان لوگوں کو خبر دی انھوں نے پھر مجھ سے کہا کہ تم پھر خدمتِ نبوی میں جاؤ اور آپؐ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو (بھی) موت آجائے تو پھر کس کو دیں۔ پھر آپؐ کی خدمت میں آیا اور آپؐ سے پوچھا تو آپؐ نے جواب دیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی موت آجائے تو پھر تمہارے لئے ہمیشہ خرابی ہی خرابی ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بھی خبر دی کہ آپ کی امت حضرت مرتضٰی پر اتفاق نہ کرے گی اور اس سے آپؐ نے اپنی خاطر مبارک کی آزردگی ظاہر فرمائی۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے منجملہ ان چیزوں کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمائیں یہ ہے کہ آپؐ کے بعد (آپ کی) امت مجھ سے نفرت کرے گی۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علیؓ سے فرمایا اے علیؓ! تم میرے بعد تکلیف پاؤ گے۔ (حضرت علیؓ نے کہا (یہ تکلیف) میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا (ہاں) تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی۔ اور ابو یعلی نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم (دونوں) مدینہ کے کسی کوچہ سے گزر رہے تھے (چنانچہ بستی سے نکل کر)

www.kitabghar.org

لعلی انک مؤمَّرٌ مستخلَفٌ وانک مقتولٌ وان ھذہ مخضوبۃ من ھذہ یعنی لحیتہ من رأسہ۔

باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے تعوذ از آں فتنہ فرمودند ودریں باب تاکید تمام نمودند و فرمودند کہ شمشیرہا را دراں فتنہ بشکنید وزہِ کمانہا قطع کنید من حدیث سعد بن ابی وقاص قال عند فتنۃ عثمان بن عفان اشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہا ستکون فتنۃٌ القاعد فیہا خیرٌ من القائم والقائم خیرٌ من الماشی والماشی خیر من الساعی قال قلت افرأیت ان دخل علی بیتی وبسط یدہ علی لیقتلنی قال کن کابن ادم ومن حدیث ابی موسٰی انہ قال فی الفتنۃ کسّروا فیہا قسیّکم وقطعوا فیہا اوتارکم والزموا فیہا اجواف بیوتکم وکونوا کابن ادم ومن حدیث ام مالک البھزیۃ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقرّبہا قالت قلت یارسول اللہ من خیرُ النّاس فیہا قال رجلٌ فی ماشیتہ یؤدّی حقہا ویعبد ربہ ورجلٌ اخذ برأس فرسہ یخوف العدو

(حضرت) علیؓ سے فرمایا (اے علیؓ!) تم سردار اور خلیفہ بنائے جاؤگے اور تم قتل (بھی) کئے جاؤگے۔ اور یہ یعنی تمھاری داڑھی اس کے یعنے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو) اس فتنہ سے بیٹھ رہنے کا حکم دیا اور اس باب میں تاکید تمام کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ ڈالنا اور کمانوں کے چلّے کاٹ دینا۔ چنانچہ بروایتِ سعد بن ابی وقاصؓ منقول ہے کہ انھوں نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے زمانہ میں کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب (ایک ایسا) فتنہ ہوگا کہ اُس (فتنہ) میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا (اے رسول اللہ) یہ تو فرمایئے کہ اگر کوئی شخص میرے گھر میں داخل ہوکر میرے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ اُٹھائے (تو میں کیا کروں) آپ نے فرمایا تم (اُس وقت) مثل آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (یعنے ہابیل) کے ہوجانا۔ اور بروایت ابو موسٰی (اشعری) منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کے متعلق فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور ان کے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں میں (چھپے ہوئے) بیٹھے رہنا۔ اور مثل فرزند آدمؑ کے ہوجانا۔ اور بروایتِ اُم مالک (منقول ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اُس کا قریب ہونا بیان فرمایا۔ اُم مالک کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (اس فتنہ کے زمانہ میں) سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا (ایک تو) وہ شخص جو اپنے مویشیوں کو لے کر جنگل میں رہے اور ان کی خدمت کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہے اور (دوسرا) وہ شخص کہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اپنے دشمن کو ڈراتا ہو

www.kitabghar.org

اذ اتینا علی حدیقۃ فقلت یارسول اللہ ما احسنھا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منھا ثم مررنا باخری فقلت یارسول اللہ ما احسنھا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منھا حتی مررنا بسبع حدائق کل ذلک اقول ما احسنھا ویقول لک فی الجنۃ احسن منھا فلما خلا له الطریق اعتنقنی ثم اجھش باکیا قال قلت یارسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونھا لک الا من بعدی قلت یارسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج احمد عن علی حدیثا فی اٰخرہ وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم واخرج الطبرانی عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم (دونوں) دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ (حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس دن) ہم سات باغوں میں گئے اور ہر ایک باغ کو دیکھ کر میں کہتا تھا کہ کیا اچھا باغ ہے اور آپ یہی فرماتے تھے کہ تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر جب راستہ میں میں اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور زار و زار رونے لگے۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کینوں کے سبب جو بعض لوگوں کے دلوں میں ہیں اور وہ لوگ کینوں کو میرے بعد تم سے ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں میرے دین کی سلامتی ہے۔ آپ نے فرمایا (ہاں) تمہارے دین کی سلامتی رہیگی۔ اور (امام) احمدؒ نے حضرت علیؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے (کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ اگر تم علیؓ کو اپنا سردار بناؤ گے اور میں نہیں جانتا کہ تم اُن کو اپنا سردار بناؤ گے تو اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تم کو سیدھی راہ پہ چلائیں گے۔ اور طبرانی نے (حضرت) جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہو کہ حضرت علی مرتضےٰ کی طرف سے لوگوں کے دل میں کینہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے اس کینہ کو ظاہر نہ کرتے تھے آپکے بعد ظاہر کیا۔ بلکہ مطلب یہ ہو کہ عہد نبوی میں اگر کسی کو حضرت علی مرتضےٰ کی طرف سے ملال پیدا ہوتا تھا تو وہ آپکے ارشاد سے رفع ہو جاتا تھا اور آپکے بعد اسکے دفعیہ کی صورت نہ رہی۔ اور یہ ملال جو بعض اوقات بعض صحابہ کو حضرت علی سے پیدا ہو جاتا تھا اس کا سبب محض کوئی دینی امر ہوتا تھا نہ کہ نفسانیت، جیسا کہ واقعات سے بھی ظاہر ہے۔

www.kitabghar.org

ويخوفونه ومن حديث اهبان بن صيفى حين دعاه على الى الخروج معه ان خليلى وابن عمك عهد الىّ اذا اختلف الناس ان اتخذ سيفا من خشب ومن حديث خباب بن الارت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ذكر فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشى والماشى فيها خير من الساعى فان ادركك ذلك فكن عبد الله المقتول ولا تكن عبد الله القاتل ومن حديث عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون فتنة المضطجع فيها خير من القاعد والقاعد فيها خير من القائم والقائم خير من الماشى والماشى خير من الراكب والراكب خير من المجرى قلت يا رسول الله ومتى ذلك قال ذلك ايام الهرج حين لا يأمن الرجل جليسه قلت فبم تأمرنى ان ادركت ذلك الزمان قال اكفف نفسك ويدك وادخل دارك الحديث ومن حديث ابى هريرة قال ايها الناس اظلكم فتن كانها قطع الليل المظلم

اور وہ اُسے ڈراتے ہوں۔ اور بروایتِ اُہبان بن صیفی منقول ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اُن کو اپنے ساتھ (جنگِ صفین) میں چلنے کو فرمایا تو اُنھوں نے یہ جواب دیا کہ میرے خلیل اور آپ کے ابنِ عم (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو تو تم اُس وقت (اپنے لئے) لکڑی[1] کی تلوار بنا لینا۔ اور بروایتِ خبّاب بن ارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فتنہ کو ذکر کیا اور فرمایا کہ اُس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور اُس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ پس اگر تم اس زمانے کو پانا تو تم اللہ کے مقتول بندہ بننا قاتل بندہ نہ بننا اور بروایتِ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (آپ نے فرمایا ایک ایسا) فتنہ ہوگا کہ اس فتنہ میں لیٹ رہنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا پیدل چلنے والے سے بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور سوار گھوڑا دوڑانے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ (فتنہ) کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا زمانۂ کشت و خون میں جب کہ انسان کو اپنے ہمنشین سے امن نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے (ایسے وقت میں) کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اگر میں اُس زمانہ کو پاؤں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو روک کر اپنے گھر بیٹھ رہو۔ الی آخرہٖ اور بروایتِ حضرت ابوہریرہؓ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے) فرمایا اے لوگو! تم پر عنقریب وہ فتنے آنے والے ہیں، جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح (تاریک ہیں)

[1] لکڑی کی تلوار بنانا کنایہ ہے اس بات سے کہ ہتھیاروں کو بے کار کر دینا تاکہ اگر کسی وقت لڑنے کا خیال بھی پیدا ہو تو ہتھیار نہ ہونے کے سبب سے اس خیال پر کاربند نہ ہو سکو۔

www.kitabghar.org

خیر الناس فیها صاحب شاءٍ یاکل
من رأس غنمه ورجل من
وراء الدرب اخذ بعنان فرسه
یاکل من سیفه ومن حدیث
ابی بکرة قال رسول الله صلے
الله علیه وسلم الا انها ستکون
فتن الا ثم تکون فتنة القاعد
فیها خیر من القائم والقائم
فیها خیر من الماشی والماشی
فیها خیر من الساعی فاذا نزلت
الا مَن کان له ابل فلیلحق بابله
ومن کان له غنم فلیلحق بغنمه
ومن کانت له ارض فلیلحق بارضه
فقال له رجل یا رسول الله
ارأیت ان لم یکن له ابل
ولا غنم ولا ارض قال فلیأخذ حجرًا
فلیدُق به علٰے سیفه ثم لینجُ ان
استطاع النجا ثم قال هل بلغت ثلثًا
ومن حدیث محمد بن مسلمة قلت یا
رسول الله کیف اصنع اذا اختلف المصلون
قال تخرج بسیفك الی الحرة فتضربها به ثم
تدخل بیتك حتے تأتیك منیةٌ
قاضیةٌ او یدٌ خاطئةٌ و
من حدیث وائل بن حجر حضرت
رسول الله صلے الله علیه وسلم

اُن فتنوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنی بکریوں (کو لئے ہوئے
جنگل) میں پڑا ہے اور ان میں محنت کرکے کھاتا ہے اور وہ شخص کہ
سرحد کفار پر اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اپنے تلوار کے زور
سے کھاتا ہے۔ اور بروایتِ ابوبکرہ (منقول ہے کہ) رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ عنقریب فتنے ہوں گے
آگاہ رہو کہ پھر فتنے ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے
والے سے بہتر ہوگا اور اس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر
ہوگا۔ اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور جب
فتنہ نازل ہو تو آگاہ رہو کہ جس کے اونٹ (کسی جنگل میں
چرتے) ہوں تو وہ (شہر چھوڑ کر) اپنے اونٹوں (کے ساتھ جنگل)
میں مل جائے (اور وہاں کا قیام اختیار کرے) اور جس کی بکریاں
(کسی جنگل میں چرتی) ہوں تو وہ (شہر چھوڑ کر) اپنی بکریوں (کے
ساتھ جنگل) میں مل جائے۔ اور جس کی کوئی زمین ہو تو وہ اپنی
زمین میں جا کر رہے۔ اس پر کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ
اگر کسی کے اونٹ اور بکریاں اور زمین نہ ہو تو کیا کرے۔ آپ نے فرمایا
پتھر لے کر اپنی تلوار کچل ڈالے اور اگر بچ سکے تو (فتنہ سے) بچا رہے
پھر آپ نے تین بار فرمایا کیا میں نے (حکمِ خدا) پہنچا دیا؟ اور بروایت
محمد بن مسلمہ (منقول ہے وہ کہتے تھے کہ) میں نے کہا اے رسول اللہ
جب مسلمانوں کے درمیان اختلاف واقع ہو تو میں کیا کروں؟
آپ نے فرمایا۔ تم اپنی تلوار لے کر مقام حرہ میں چلے جانا اور اسکو
پتھروں سے کچل ڈالنا پھر اپنے گھر میں (چھپ کر) بیٹھ رہنا یہاں
تک کہ تم کو موت آجائے اور تمام جھگڑوں کو ختم کردے یا کوئی
خطا کار ہاتھ تم تک آئے (اور تم کو قتل کردے) اور بروایت وائل
بن حجر (منقول ہے وہ کہتے تھے کہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت بہت سے لوگ آپکی خدمت میں تھے

www.kitabghar.org

وقد رفع رأسه نحو المشرق وقد حضرہ
جمع کثیر ثم ردّ الیه بصره فقال اتتکم
الفتن کقطع اللیل المظلم فشدّد
امرها وعجّله وقبّحه فقلت له من
بین القوم یا رسول الله وما الفتن
فقال یا وائل اذا اختلف سیفان
فی الاسلام فاعتزلهما۔

باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
خیریت حال مسلمین پیش از فتنہ و شریت
حال ایشان بعد فتنہ بافصح بیان افادہ فرمودند
و دریں باب استقصا نمودند بوجوہ بسیار
یکے آنکہ فرمودند تزول رحی الاسلام
لخمس وثلثین سنۃ فان یھلکوا
فسبیل من قد ھلک پس دوران
رحی اسلام عبارت است از
وجود جہاد و غلبہ دینِ حق بر ادیان
کلہا بایتلاف نفوس و اجتماع
جموع بر خیر و ہلاک لفظی است
جامع جمیع انواع شرور کہ عمدۂ آن
انقطاع جہاد و وقوع فرقت است
درمیانِ مسلمین۔

دوم در حدیث ابی ہریرۃؓ انہ الخلافۃ بالمدینۃ و
الملک بالشام وفی المشکوٰۃ عن عمر قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رأیت عموداً من نور خرج من تحت
رأسی ساطعاً حتی استقر بالشام پس ریاست را

آپ نے مشرق کی جانب سر اُٹھا کر نظر فرمائی پھر اُدھر سے نگاہ ہٹائی (اور صحابہ کی جانب مخاطب ہو کر) فرمایا۔ تاریک رات کی طرح تم پر فتنے آپہنچے پھر آپ نے اُن فتنوں کی شدّت بیان فرمائی اور اُن کا جلد آنا اور بُرا ہونا ظاہر کیا۔ اُس مجمع میں سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتنوں سے کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا جب اسلام (کے دو گروہوں) میں (باہم) تلواریں چلیں تو (اُس وقت) تم دونوں (گروہوں) سے علیحدہ رہنا۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے حال کا فتنہ سے پہلے اچھا ہونا اور ان کے حال کا فتنہ کے بعد بُرا ہونا واضح بیان کے ساتھ ارشاد فرمایا اور اس بارے میں پوری تفصیل کی اور بہت صورتیں بیان فرمائیں۔

اوّل یہ کہ آپ نے فرمایا۔ اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ سال کے بعد بند ہوجائے گی پس اگر وہ ہلاک ہوئے تو اُس شخص کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا [اسلام کی چکی چلنے کا مطلب یہ ہے کہ (اس مدت تک) جہاد ہوتا رہے گا اور مسلمانوں کے اتفاق و اجتماع کے سبب سے دینِ حق تمام دینوں پر غالب رہے گا۔ اور ہلاک ایک لفظ ہے جو تمامی اقسامِ شر کو شامل ہے۔ اور اقسامِ شر میں سب سے سخت جہاد کا بند ہوجانا اور مسلمانوں کے درمیان نااتفاقی کا واقع ہونا ہے]۔

دوسرے یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے سر کے نیچے سے ایک ستون نور کا نکلا اور وہ بڑھنے لگا یہاں تک کہ شام میں پہنچ کر اُس نے قرار لیا۔ پس (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث میں) ریاست کو

www.kitabghar.org

بدو قسم تقسیم نمودن ویکے را بخلافت مسمے کردن و دیگرے را بملک مع ما تقدام من حدیث ان ھذا الامر بدأ نبوۃً و رحمۃً ثم یکون خلافۃً و رحمۃً ثم یکون ملکاً عضوضاً و مع قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ادل دلیل است بر تباینِ حالتین و تغایر منزلتین و در خارج چناں واقع شد کہ خلفائے ثلثہ بمدینہ اقامت نمودند و من بعد ہیچ بادشاہے بمدینہ متوطن نگشت و اگر حال ملکِ شام را واضح ترے خواہی حدیثے دیگر بشنو عن عبد اللہ بن حوالۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا ابن حوالۃ اذا رأیت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام والساعۃ یومئذٍ اقرب من الناس من یدی ھذہ الی رأسک۔

سوم نزع امانت از صدور رجال۔ آخرج البغوی من حدیث حذیفۃ قال حدثنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدیثین قد رأیت احدھما وانا انتظر الآخر حدثنا ان الامانۃ نزلت فی جذر قلوب الرجال و نزل القرآن

دو (مختلف) حصوں پر تقسیم کرنا ایک کا نام خلافت اور دوسرے کا نام ملک (و سلطنت) رکھنا مع اس حدیث کے جو اوپر ہو چکی کہ یہ امر (اسلام) نبوت اور رحمت ہو کر شروع ہوا پھر خلافت و رحمت ہوجائے پھر کاٹنے والی سلطنت ہوجائے گا} اور مع اس آیۂ کریمہ کے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ)۔ ترجمہ:۔ وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور اُنھوں نے اچھے کام کئے کہ اُن کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا} بہت بڑی دلیل اس بات کی ہے کہ دونوں حالتوں (یعنے خلافت و سلطنت) میں فرق ہے اور دونوں مرتبوں میں مغایرت ہے اور خارج میں (بھی) ایسا ہی واقع ہوا کہ خلفائے ثلثہ نے مدینہ میں سکونت اختیار فرمائی اور ان کے بعد کسی بادشاہ نے مدینہ کو اپنا وطن نہیں بنایا۔ اور اگر تم سلطنتِ شام کا حال اس سے بھی زیادہ واضح (سننا) چاہتے ہو تو سنو۔ عبد اللہ بن حوالہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت (یعنے حکومت) ارضِ مقدس (یعنے شام) میں پہنچ گئی تو سمجھ لو کہ اب غم اور مصیبتیں اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے اور قیامت اُس وقت لوگوں سے اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوجائے گی جس قدر میرا یہ ہاتھ تمھارے سر سے۔[1]

تیسرے لوگوں سے امانت کا نکل جانا۔ بغوی نے بروایت حذیفہ رض نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائی تھیں جن میں سے ایک تو میں نے (بچشم خود) دیکھ لی اور اب دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ نے ہم سے یہ بیان فرمایا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں (فطرۃً) اُتری ہے (یعنے خلقی چیز ہے کسب سے یہ صفت پیدا نہیں ہوتی) اور قرآن اترا تو

[1] اسی روایت کے اوپر والے ٹکڑے میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے بیان فرمانے کے وقت حضرت ابن حوالہ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ لیا تھا۔

www.kitabghar.org

فتعلموا من القرآن و علموا من السنة ثم حدثنا عن رفعها قال تُرفع الامانة فينام الرجل ثم يستيقظ وقد رفعت الامانة من قلبه ويبقى اثرها كالوكت او كالمجل كجمرٍ دحرجته على رجلك فهو يرى ان فيه شيئا وليس فيه شيء و تُرفع حتى يقال ان في بني فلان رجلا امينا ولقد رأيتني وما اُبالي ايكم ابايع لئن كان مسلما ليردّنه على اسلامه ولئن كان معاهدًا ليردّنه على ساعيه فاما اليوم لم اكن ابايع منكم الا فلانا و فلانا ۔ شک نیست کہ مشاہدہ کردن حذیفہ اختلالِ امانت را بعد ہمیں فتنۂ مستطیرہ بودہ است۔

چہارم ظہور کذب خصوصاً در حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آثارِ سلف صالح ۔ فی خطبة عمر رضی اللہ عنہ بالجابیة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم باصحابی ثم الذین

لوگوں نے (امانت کی فضیلت کو) قرآن سے پڑھا اور حدیث سے (اس کا مرتبہ) جانا ۔ پھر آپ نے اس امانت کا اُٹھ جانا بیان فرمایا کہ امانت اُٹھ جائے گی (اس طرح) کہ آدمی سوئے گا (تو اُس وقت اُس کے دل میں امانت ہوگی) پھر سو کر اُٹھے گا تو یہ حال ہوگا کہ امانت اُس کے دل سے اُٹھ گئی ہوگی اور امانت کا اثر (اُس کے دل میں) مثل ایک نقطہ کے باقی رہ گیا ہوگا مانند گٹے کے (جو کام کرنے سے پڑجاتا ہے) یا جیسے تمہارے پیر پر آگ کی چنگاری کرنے سے (آبلہ) پڑجائے اور ایسا معلوم ہو کہ اُس میں کوئی چیز ہے حالانکہ درحقیقت اُس میں (پانی کے سوا) کچھ نہیں ہوتا۔ اور (امانت اس طرح) اُٹھالی جائے گی (اور دُنیا سے ایسی کم ہوجائے گی) کہ (لوگوں میں یہ) کہا جائے گا کہ فلاں خاندان میں ایک شخص امانت دار ہے (حضرت حذیفہؓ کا قول ہے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ) میں نے اپنے کو دیکھا کہ مجھے کوئی پروا نہ ہوتی تھی بے تامل تم میں سے جس کے ساتھ چاہتا معاملہ بیع و شراء کا کرلیتا تھا اور (یہ سمجھتا تھا کہ اس وقت تو امانت لوگوں میں ہے) اگر یہ شخص مسلمان ہے تو اسکا اسلام میرے پاس اسے پھیر لائے گا۔ اور اگر ذمّی کافر ہے تو اسکا ساعی اس کو میرے پاس پھیر لائے گا مگر آج کے دن تو میں بس فلاں اور فلاں کے ساتھ معاملہ بیع و شراء کا کرتا ہوں۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت حذیفہؓ کا امانت کو خلل پذیر مشاہدہ کرنا اس عالمگیر فتنہ کے بعد ہوا ہے۔

چوتھے (عالم میں) جھوٹ کا ظاہر ہو (کر پھیل جا) نا بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آثار سلف صالح (کے روایت کرنے) میں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بمقام جابیہ خطبہ پڑھا (اُس میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی کہ (اے لوگو!) میں تم کو اپنے صحابہ کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں پھر اُن لوگوں کیلئے

www.kitabghar.org

يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشوا الكذب حتى يحلف الرجل ولا يستحلف ويشهد الرجل ولا يستشهد أخرج مسلم عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال سيكون في اخر امتي اناس يحدثونكم بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤكم فاياكم واياهم واخرج مسلم عن مجاهد قال جاء بشير بن كعب العدوي الى ابن عباس فجعل يحدث ويقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه ولا ينظر اليه فقال يا ابن عباس مالي لا اراك تسمع لحديثي أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تسمع فقال ابن عباس انا كنا مرة اذا سمعنا رجلا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابتدرته ابصارنا واصغينا اليه باذاننا فلما ركب الناس الصعبة والذلول لم نأخذ من الناس الا ما نعرف و شک نیست که اول عصر ابن عباس که بامانت و صدق وصف نموده است پیش ازیں فتنہ بوده است و آخر آں که بوصف رکبوا الصعب و الذلول بیان کرده است

جو صحابہ کے بعد ہوں گے پھر اُن کے لئے جو اُن کے بعد ہوں گے پھر (زمانہ میں) جھوٹ پھیل جائے گا یہاں تک کہ انسان (جھوٹی) قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہ لی جائے گی اور (جھوٹی) گواہی دیگا حالانکہ وہ گواہ نہ بنایا جائے گا۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا عنقریب میری اخیر امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ تم سے وہ حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سُنا ہوگا اور نہ تمھارے باپ دادا نے سُنا ہوگا لہٰذا ایسے لوگوں سے تم بچے رہنا اور اُن کو اپنے سے بچانا۔ اور امام مسلم نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ بشیر بن کعب عدوی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور اُن سے باتیں کرنے لگے اور (ہر بات میں) کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجاہد کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ انکی کوئی بات نہ سُنتے تھے اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے بالآخر اُنھوں نے کہا اے ابن عباسؓ! کیا وجہ ہے کہ آپ میری باتیں نہیں سُنتے میں تو آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتا ہوں مگر آپ کچھ نہیں سُنتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا (پہلے زمانہ میں تو یہ حال تھا) کہ جب ہم ایک مرتبہ (بھی) کسی شخص (کی زبان) سے سُن لیتے تھے کہ وہ کہہ رہا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہماری نظریں اُسی طرف متوجہ ہو جاتیں اور ہمارے کان اُسی کی بات پر لگ جاتے تھے پھر جب لوگوں کی حالت مختلف ہوگئی (سچے اور جھوٹے ہر قسم کے لوگ پیدا ہونے لگے) تو اب ہم لوگوں کی وہی روایت لیتے ہیں جس کو ہم پہچانتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اول زمانہ جس کی حضرت ابن عباسؓ نے امانت اور صدق کے ساتھ تعریف کی وہ اس فتنہ سے پہلے ہو چکا ہے اور اخیر زمانہ جس کی بابت یہ فرمایا کہ لوگوں کی حالت مختلف ہوگئی

www.kitabghar.org

بعد وقوع ایں فتنہ است واکثر ایں کذب در عراق شیوع یافت در احادیث حضرت مرتضٰی مرفوعہا وموقوفہا اخرج مسلم عن ابی اسحٰق قال لمّا احدثوا تلک الاشیاء بعد علی قال رجل من اصحاب علی قاتلہم اللہ ای علم افسدوا واخرج مسلم عن ابی بکر بن عیاش قال سمعت المغیرۃ یقول لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود واخرج مسلم عن ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسألہ ان یکتب لی کتابا ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا واخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی رضی اللہ عنہ فجعل یکتب منہ اشیاء ویمر بہ الشیٔ فیقول واللہ ما قضی بہذا علی الا ان یکون ضل واخرج مسلم عن طاؤس قال اُتی ابن عباس بکتاب فیہ قضاء علی فمحاہ الا قدر و اشار سفیان بن عیینۃ بذراعہ

فتنہ واقع ہونے کے بعد کا ہے اور اس قسم کا جھوٹ اُن روایتوں میں جو حضرت علی مرتضٰی کے نام سے بمقام عراق روایت کی گئیں زیادہ شائع ہوا کیا مرفوع روایتیں اور کیا موقوف (چنانچہ اسی بارے میں) امام مسلمؒ نے ابواسحٰق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؓ کے بعد یہ چند باتیں ایجاد کیں (یعنے خرافاتِ ابن سبا کو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کیا) تو اصحابِ علی میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کو خدا ہلاک کرے کیسے (نفیس) علم کو اُنھوں نے خراب کر دیا۔ اور امام مسلمؒ نے ابوبکر بن عیاشؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت مغیرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ سے روایت کرنے میں بجز اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ کے کسی دوسرے کا قول صحیح نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور (امام) مسلم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عباسؓ کو (خط) لکھا اُس میں اُن سے یہ درخواست کی کہ مجھے ایک کتاب لکھ دیں مگر اور لوگوں پر میرا نام ظاہر نہ کریں۔ حضرت ابن عباسؓ نے (میرا یہ خط پڑھ کر) فرمایا۔ وہ فرزند سعادت مند ہیں میں اُن کے لئے مسائل انتخاب کروں گا اور ان کا نام ظاہر نہ کروں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت ابنِ عباسؓ نے حضرت علیؓ کے فیصلے اور احکام منگوائے اور اُن میں سے انتخاب کرنا شروع کیا بعضے احکام دیکھکر کہتے تھے قسم خدا کی حضرت علیؓ نے (کبھی) ایسا حکم نہ کیا ہوگا اور اگر کیا تو اُنھوں نے غلطی کی۔ اور (امام) مسلمؒ نے طاؤس سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے ایک کتاب پیش ہوئی جس میں حضرت علیؓ کے فیصلے لکھے تھے تو اُنھوں نے سب فیصلے قلم زد کر دیئے صرف بقدر اس کے باقی رکھے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا (یعنے تھوڑے فیصلے قائم رکھے

www.kitabghar.org

وَ اخرج مسلم عن سالم ابن عبد الله بن عمر قال يا اهل العراق ما اسئلكم عن الصغيرة وا ركبكم الكبيرة سمعت ابى عبد الله بن عمر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الفتنة تجيئ من ههنا و اومى بيده نحو المشرق من حيث يطلع قرنا الشيطان وانتم يضرب بعضكم رقاب بعض وانما قتل موسى الذى قتل من ال فرعون خطأ فقال عزوجل وقتلت نفسا فنجيناك من الغم وفتناك فتونا

ولہذا ابو اسحق سبیعی وامثال او از علمائے کوفہ در حفظ احادیث حضرت مرتضی جد بلیغ دارند اخذ حدیث نے کردند از لشکریانِ حضرت مرتضی بلکہ از اصحاب عبد اللہ بن مسعود و لہذا بسبب بعینہ اہلِ مدینہ از اہلِ عراق اخذ نے نمودند قال مالک لم یأخذ عنهم اوّلنا فلا یأخذ عنهم آخرنا و ایں ہمہ بجہت آنست کہ قبل جمع احادیث بلاد میسر نہ شد

باقی سب کاٹ دیئے) اور (امام) مسلم نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے اہلِ عراق! میں تم سے چھوٹے چھوٹے گناہوں کے متعلق کیا بازپرس کروں تم نے تو اپنے اُوپر بڑے بڑے گناہوں کو سوار کر لیا (کیونکہ) میں نے اپنے والد یعنے عبد اللہ بن عمرؓ سے سُنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرتے تھے یعنے جس جگہ سے شیطان کے دُو سینگ (آفتاب کے ساتھ) طلوع کرتے ہیں اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے تم دھوکا نہ کھانا کیونکہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو فرعون کے خاندان سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ غلطی سے قتل کیا تھا اُس پر اللہ عزوجل نے فرمایا وَقَتَلْتَ نَفْسًا الآیۃ (ترجمہ:۔ اور قتل کیا تم نے ایک شخص کو پھر ہم نے تم کو غم سے نجات دی اور تمھاری خوب آزمایش کی) چونکہ اہلِ عراق کا کذب اور اُن کی افترا پردازی حضرت علیؓ پر مشہور ہو گئی تھی اسی واسطے ابو اسحق سبیعی اور ان کے ہمعصر علمائے کوفہ جو حضرت مرتضیٰ کی حدیثیں یاد کرنے میں کوشش بلیغ کرتے تھے حضرت مرتضیٰ کے اہلِ لشکر سے آپ کی حدیثیں قبول نہ کرتے تھے بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے (مرویاتِ حضرت علیؓ) لیتے تھے اور خاص اسی سبب سے اہلِ مدینہ اہلِ عراق سے روایت نہ کرتے تھے (امام) مالکؒ فرماتے ہیں (ان سے یعنے اہلِ عراق سے) ہمارے پہلے لوگوں نے حدیث نہیں لی اسی لئے ہمارے پچھلے لوگ (بھی) ان سے حدیث نہیں لیتے۔ اور یہ سارا اہتمام اس سبب سے تھا کہ مختلف شہروں کی حدیثوں کے جمع ہونے سے پہلے راویانِ حدیث کے درمیان تمیز کرنا اور اُن کے احوال کا ضبط کرنا پوری طرح میسر نہ تھا

www.kitabghar.org

تمیز رجال وضبط احوال رواۃ علے ما ینبغی پس راہ احتیاط گرفتند و ترک آں احادیث نمودند بالمرّہ وبحدیث اہلِ مدینہ وفتوا ہائے ایشاں اکتفا کردند چوں امام شافعی وامام احمد پیدا شدند احادیث بلاد مجموع گشت و در بحث احوال رُواۃ متمکن شدند پس حدیث ثقاۃ ضابطین اخذ نمودند بشرط اتصال و تسمیہ رواۃ واحادیث مرسلہ واخبار متہمن و مبہمین ترک کردند وجمیع اہلِ حدیث ہماں راہ اختیار نمودند وبہمیں سبب اہل حدیث واہل رائے ازہم ممتاز شدند۔

پنجم تعمق مردم در تجوید قرآن زیادہ ازانچہ برزبانِ عرب جاری بود واکتفار بر قرارت و عدم تفقہ دراں آخرج ابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ونحن نقرأ القراٰن وفینا الاعرابی والعجمی فقال اقرأوا فکلٌّ حَسَن وسیجئ اقوامٌ یقیمونہ کما یقام القدح یتعجّلونہ ولا یتأجّلونہ واخرج ابوداؤد عن سہل بن سعد الساعدی قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ونحن نقترئ فقال الحمد للہ کتابُ اللہ واحدٌ

پس (ائمہ حدیث نے) راہ احتیاط کی اختیار کی اور اہلِ عراق کی حدیثیں بالکل ترک کیں اور صرف اہلِ مدینہ کی حدیثوں اور ان کے فتووں پر کفایت کی۔ جب امام شافعیؒ اور امام احمدؒ پیدا ہوئے تو اس وقت مختلف شہروں کی حدیثیں جمع ہوگئیں اور راویوں کے حالات دریافت کرنے پر ان کو پوری پوری قدرت حاصل ہوئی لہٰذا ان لوگوں نے ثقہ اور قوی الحافظہ راویوں کی حدیثیں لیں مگر اس میں بھی یہ شرط تھی کہ سند متصل ہو اور راویوں کے نام مذکور ہوں اور جو احادیث مرسل تھیں یا اُن کے راوی متہم یا مبہم تھے ان کی حدیث ترک کی اور تمام اہلِ حدیث نے اسی راہ وروش کو اختیار کیا اور اسی سبب سے اہلِ حدیث اور اہلِ رائے ایک دوسرے سے ممتاز ہوگئے۔

پانچویں تجوید قرآن کے متعلق جس قدر کہ (اس وقت) زبان عرب پر جاری تھا اس سے زیادہ لوگوں کا اس میں غور و خوض کرنا اور قرارت پر قناعت کرکے معنے قرآن کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے ہم لوگ اس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے مجمع میں اعرابی اور عجمی دونوں قسم کے لوگ تھے آپ نے فرمایا تم سب پڑھو تم سب اچھا پڑھتے ہو اور عنقریب (تمھارے بعد) کچھ ایسے لوگ آئیں گے کہ قرآن کو تیر کی طرح (قواعد تجوید کے ساتھ) سیدھا کریں گے اور اسے جلد جلد پڑھیں گے اور اس کے معنے میں کچھ غور و فکر نہ کریں گے اور ابوداؤد نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہمارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم لوگ قرآن پڑھ رہے تھے آپ نے (ہم کو قرآن پڑھتے دیکھ کر) فرمایا الحمد للہ! اللہ کی کتاب ایک ہے (اور پڑھنے والوں کا

وفيكم الاحمر وفيكم الابيض وفيكم الاسود اقرءوه قبل ان يقرأه اقوامٌ يقيمونه كما يُقَوَّمُ السهمُ يَتَعَجَّلُوْنَهٗ ولا يتأجلونه واخرج البغوي عن عبد الله بن مسعود انه قال لانسان انك في زمانٍ قليلٌ قرّاءه كثيرٌ فقهاءه يُحفظ فيه حدودُ القرآن ويُضيّع حروفُه قليلٌ من يسأل كثيرٌ من يعطي يُطيلون فيه الصلوة ويُقصرون فيه الخطبة يبدؤن فيه باعمالهم قبل اهوائهم وسيأتي على الناس زمان كثيرٌ قرّاءه قليل فقهاءه ويُحفظ فيه حروف القرآن ويضيّع حدوده كثير من يسأل قليل من يعطي يطيلون فيه الخطبة ويقصرون الصلوة يبدؤن باهوائهم قبل اعمالهم۔

ششم تعمق مردم در تاویلات متشابہ قرآن اخرج الدارمي عن عائشة رضي الله عنها قالت تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ

لہجہ مختلف ہے جس طرح تم سب بنی آدم ایک نوع ہو) اور تم میں بعضے سُرخ ہیں اور بعضے سفید ہیں اور بعضے کالے ہیں۔ تم اسے پڑھو قبل اس کے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں جو اسے سیدھا تو خوب کریں گے جیسا کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے (یعنے ظاہری قواعد تجوید کے ساتھ اور خوش آوازی سے پڑھیں گے) وہ لوگ اسے جلد جلد پڑھیں گے اور اس کے معنے میں بالکل غور نہ کریں گے۔ اور بغوی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے ایک شخص سے کہا۔ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اُس میں قرآن کے پڑھنے والے کم ہیں اور فقیہ (سمجھدار) بکثرت ہیں اور اس (زمانہ) میں قرآن کے حدود (وآداب) کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کے حروف (والفاظ) کا چنداں اہتمام نہیں کیا جاتا۔ سائل (اس وقت) کم ہیں اور دینے والے بہت ہیں۔ اُس زمانہ میں نمازیں (خوب) دیر تک پڑھتے ہیں اور خطبے مختصر پڑھتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں خواہشوں سے پہلے اعمال کرتے ہیں اور عنقریب وہ زمانہ آجائیگا کہ (اس زمانہ کے برعکس معاملہ ہوگا) اُس میں قرآن کے پڑھنے والے بکثرت اور فقیہ قلت کے ساتھ ہوں گے۔ اُس وقت قرآن کے حروف یاد کئے جائیں گے اور اُس کے حدود (وآداب) ضائع کردیئے جائیں گے۔ سائل بہت ہوں گے اور دینے والے کم۔ بڑے بڑے خطبے پڑھیں گے مگر نماز کو مختصر کریں گے اپنے اعمال سے پہلے اپنی خواہشیں ظاہر کریں گے۔

چھٹے آیاتِ متشابہاتِ قرآنی کی تاویل میں لوگوں کا غور و خوض کرنا۔ دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ الآية (ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے (اے محمدؐ!) تم پر کتاب اُتاری کہ جس میں بعض آیتیں تو محکم ہیں

www.kitabghar.org

هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا رأيتم الذين يتبعون ما تشابه
منه فاحذروهم واخرج الدارمي
عن سليمان بن يسار ان رجلا يقال له
صُبَيغ قدم المدينة فجعل يسأل عن
متشابه القرآن فارسل اليه عمر وقد
اعدّ له عراجين النخل فقال من انت
قال انا عبد الله صُبَيغ فاخذ عمر عرجونا
من تلك العراجين فضربه فقال انا عبد الله
عمر فجعل له ضربا حتى دمّى رأسه فقال
يا امير المؤمنين حسبك قد ذهب الذي
كنت اجد في رأسي واخرج الدارمي عن
عمرو بن الاشج ان عمر بن الخطاب
رضي الله عنه قال انه سيأتي ناس يجادلونكم
بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن
فان اصحاب السنن اعلم
بكتاب الله۔

ہفتم تعمق مردم در مسائل فقہیہ وتکلم بر صور
مفروضہ کہ ہنوز واقع نشدہ است وسابق این معنی را
جائز نمی داشتند و اسراع فقہاء در فتوے بغیر
مبالات. وسابق از فتوائے ہیبت بسیار
میخوردند آخرج الدارمی عن وھب بن
عمرو الجمحی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لا تعجلوا بالبلیۃ قبل نزولہا

وہ اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو آیاتِ متشابہات میں بحث کرتے ہیں تو تم اُن سے پرہیز کرو۔ اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص جس کا نام صُبَیغ تھا (حضرت عمرؓ کے زمانے میں) مدینہ میں آیا اور لوگوں سے آیات متشابہات کے معنے پوچھنے لگا حضرت عمرؓ (کو معلوم ہوا تو آپنے) اُسے اپنے پاس بُلایا اور اُس کو سزا دینے کے لیے آپنے کھجور کی شاخیں منگا رکھی تھیں۔ پھر اُنھوں نے اُس سے پوچھا کہ تُو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا میں خدا کا بندہ صُبَیغ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کھجور کی شاخ لے کر اُسے مارا اور فرمایا کہ میں خدا کا بندہ عمرؓ ہوں۔ پھر اُسے اتنا مارا کہ اُس کے سر کو خون سے رنگ دیا۔ پھر اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اب بس کیجئے میرے سر سے وہ خیال دفع ہو گیا جسے میں محسوس کر رہا تھا۔ اور دارمی نے عمرو بن اشج سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب ایسے لوگ آئیں گے کہ تمھارے ساتھ بذریعہ متشابہاتِ قرآنی کے بحث کریں گے لہذا تم کو مناسب ہے کہ اُن کو سُنّتِ رسول اللہ کے ساتھ (جواب دے کر) پکڑنا کیونکہ سنّتِ رسول اللہ کے جاننے والے کتاب اللہ کو خوب جانتے ہیں۔

ساتویں لوگوں کا مسائلِ فقہیہ میں غور وخوض کرنا اور فرضی صورتیں مسئلوں کی جو کہ ابھی واقع نہیں ہوئیں (اپنے ذہن سے تراش کر لوگوں کے سامنے) بیان کرنا۔ اگلے لوگ اسے جائز نہ رکھتے تھے۔ اور فقہاء کا بلا تامّل فتوے دینے میں جلدی کرنا اگلے لوگ فتوے دینے سے بہت ڈرتے تھے۔ دارمی نے وہب بن عمرو جمحی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبل واقع ہونے کسی واقعہ کے اس (کے احکام معلوم کرنے) میں جلدی نہ کرو

www.kitabghar.org

فانكم ان لا تعجلوها قبل نزولها لا ينفك
المسلمون وفيهم اذا هي نزلت من
اذا قال وُفِّقَ و سُدِّدَ و انكم ان
تعجلوها تختلف بكم الاهواء
فتاخذوا هكذا وهكذا واشار
بين يديه وعن يمينه وعن
شماله اخرج الدارمي عن طاؤس
قال قال عمر على المنبر احرّج
بالله على رجل سأل عما
لم يكن فان الله قد بيّن ما هو
كائن واخرج الدارمي عن ابن
عمر سأله رجل عن شيء
فقال لا تسأل عما لم يكن
فاني سمعت عمر بن الخطاب
يلعن من سأل عما لم يكن
واخرج الدارمي عن الزهري
قال بلغنا ان زيد بن ثابت
الانصاري كان يقول اذا سئل عن
الامر اكان هذا فان قالوا نعم
قد كان حدث فيه بالذي يعلم
والذي يرى وان قالوا لم يكن
قال ذروه حتى يكون واخرج
الدارمي عن عامر الشعبي قال
سئل عمار بن ياسر عن مسئلة
فقال هل كان هذا بعد قالوا لا قال

کیونکہ اگر تم قبل اس کے واقع ہونے کے اس میں جلدی نہ کروگے تو
مسلمان ہمیشہ اس حالت میں رہیں گے کہ جب وہ واقعہ پیش آئیگا
تو کوئی نہ کوئی ایسا موجود ہوگا کہ جب وہ جواب دیگا تو اسے توفیق
ملے گی اور اچھی بات اس کی زبان سے نکلے گی اور اگر جلدی کروگے
تو نفسانیت سے تم میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور اِدھر اُدھر بھٹک
جاؤ گے اور آپ نے اپنے سامنے اور اپنے دائیں بائیں جانب اشارہ
فرمایا۔ اور دارمی نے طاؤس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے برسرِ منبر فرمایا۔ میں اُس شخص کو جو
ایسا مسئلہ دریافت کرے کہ ابھی تک پیش نہیں آیا خدا کی قسم دلاکر
(اس حرکت سے) روکتا ہوں کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے (تق
لسے بیان کردیا ہے۔ (لہٰذا اطمینان رکھو جب کوئی واقعہ پیش آئے گا
اُس کا حکم شریعت میں تمھیں ملے گا) اور دارمی نے حضرت (عبد اللہ
بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے کسی شخص نے کوئی
مسئلہ پوچھا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے وہ بات نہ پوچھو جو
(ابھی) نہیں ہوئی کیونکہ میں نے (اپنے والد) حضرت عمر بن خطاب
سے سُنا ہے کہ وہ اُس شخص پر لعنت کرتے تھے جو ایسی بات کے
متعلق سوال کرے جو ابھی نہیں ہوئی۔ اور دارمی نے زُہری سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت زید بن
ثابت انصاری سے کسی امر کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے تھے
کیا یہ امر (واقع) ہو چکا ہے؟ اگر لوگ کہتے کہ ہاں (ہو چکا ہے) تو
اُس کے متعلق جو اُن کو معلوم ہوتا یا اُن کی رائے ہوتی بیان کر دیتے
اور اگر لوگ کہتے کہ نہیں ہوا تو فرماتے کہ ابھی اس کو چھوڑ دو یہاں تک
کہ واقع ہو۔ اور دارمی نے عامر شعبی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ کسی شخص نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کوئی مسئلہ پوچھا اُنھوں نے
کہا کیا یہ صورت پیش آئی ہے لوگوں نے کہا نہیں۔ اُنھوں نے کہا تو

www.kitabghar.org

دعونا حتے یکون فاذا کانت تجشمناها لکم واخرج الدارمی عن مسروق قال کنت امشی مع اُبیّ بن کعب فقال فتیً یا عماه ماتقول فی کذا وکذا قال یا ابن اخی کان هذا قال لا قال فاعفنا حتے یکون واخرج الدارمی عن سعید بن جبیر قال مارأیت قوما کانوا خیرا من اصحاب رسول الله صلے الله علیه وسلم ما سألوه الا عن ثلث عشرة مسئلة حتیٰ قبض کلهن فی القرآن منهن یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قال ما کانوا یسألون الا عما ینفعهم واخرج الدارمی عن عبادة بن نسی وسئل عن امرأة ماتت مع قوم لیس لها ولیٌّ فقال ادرکت اقواما ما کانوا یشددون تشدیدکم ولا یسألون مسائلکم واخرج الدارمی عن عطاء بن السائب قال سمعت عبد الرحمن بن ابی لیلے یقول ادرکت فی هذا المسجد عشرین ومائة من الانصار ما منهم من احد یحدث بحدیث الا ودّ انّ اخاه کفاه الحدیث ولا یسأل عن فتیا الا ودّ انّ اخاه کفاه الفتیا واخرج الدارمی عن داؤد قال سألت الشعبی

(ہم کو ابھی) چھوڑ دو یہاں تک کہ پیش آئے اور جب ایسی صورت ہوگی تو اس وقت ہم تمھیں اس کا جواب تلاش کر دیں گے۔ اور دارمی نے مسروق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں اُبیّ بن کعب کے ساتھ (کسی جگہ) جارہا تھا ایک جوان نے اُن سے پوچھا کہ اے چچا! آپ فلاں فلاں صورت میں کیا حکم دیتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا اے بھتیجے! کیا یہ بات ہوئی ہے؟ اُس جوان نے کہا نہیں (ابھی ہوئی تو نہیں ہے) اُبیّ بن کعبؓ نے کہا تو (ابھی ہم کو اس کے جواب دینے سے) معاف رکھو یہاں تک کہ وہ ہو جائے۔ اور دارمی نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے کسی قوم کو اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ دیکھا۔ اصحاب رسول اللہ نے آپ سے آپ کی مدتِ حیات میں صرف تیرہ[۱۳] مسئلوں کے متعلق سوال کیا وہ سب مسئلے قرآن میں مذکور ہیں یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ اور یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ وغیرہ وغیرہ۔ صحابہ وہی بات پوچھتے تھے جو انھیں فائدہ پہنچائے۔ اور دارمی نے عبادہ بن نسی سے روایت کی ہے کہ عبادہ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت ایسے لوگوں کے یہاں مری جن میں اُس کا کوئی ولی نہیں ہے (اُس کو غسل کون دے؟) عبادہؓ نے جواب دیا کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ تمھاری طرح سختی نہ کرتے اور نہ تمھارے ایسے مسئلے پوچھتے تھے۔ اور دارمی نے عطاء بن سائب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں اسی مسجد میں ایک سو بیس[۱۲۰] انصار سے ملا اُن میں سے جو شخص حدیث بیان کرتا تھا وہ (پہلے) یہی چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا اس کام کو کر دے (مگر جب کوئی دوسرا نہ ملتا تو مجبور ہو کر بیان کرتا) اور اُن میں سے جس شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اُس کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا شخص اس مسئلہ کا جواب دیدے۔ اور دارمی نے داؤد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ

www.kitabghar.org

کیف کنتم تصنعون اذا سئلتم قال
علی الخبیر وقعت کان اذا سئل
الرجل قال لصاحبہ افتہم فلا
یزال حتی یرجع الی الاول واخرج
الدارمی عن ابن المنکدر قال
ان العالم یدخل فیما بین اللہ تعالیٰ
وبین عبادہ فلیطلب لنفسہ المخرج
واخرج الدارمی عن مسعر قال
اخرج الی معن بن عبدالرحمن
کتابا فحلف لی باللہ انہ خط ابیہ
فاذا فیہ قال عبداللہ والذی لا الہ
الا ہو مارأیت احدا کان اشد
علی المتنطعین من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ولا رأیت احدا کان
اشد علیہم من ابی بکر رضی اللہ عنہ
وانی لاری عمر رضی اللہ عنہ کان
اشد خوفا علیہم او لہم؏

ہشتم فاش شدن سوالات
مردم در الٰہیات تا آنکہ گویند من
خلق اللہ و آں معنے در زمان ابوہریرہ
متحقق شد آخرج مسلم من حدیث
محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا
یزال الناس یسئلونکم عن
العلم حتی یقولوا

جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو تم کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا تم نے خبردار شخص سے اس بات کو پوچھا (سنو ہم یہ کرتے تھے کہ) جب کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے پاس والے (عالم) سے کہتا کہ تم اس کو فتوےٰ دیدو (پھر وہ بھی اپنے ساتھی پر حوالہ کرتے تھے) اسی طرح برابر ہوتا رہتا یہانتک کہ سائل پھر پہلے ہی شخص کی طرف رجوع کرتا اور بمجبوری وہی جواب دیتا۔ اور دارمی نے ابن منکدر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے عالم اللہ تعالےٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے بچاؤ کی کوئی راہ ڈھونڈھ لے (یعنے اپنے فرائض کو خوب ادا کرے)۔ اور دارمی نے مسعر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ معن بن عبدالرحمن نے ایک کتاب نکال کر مجھے دکھلائی اور انھوں نے خدا کی قسم کھاکر مجھ سے کہا کہ وہ ان کے والد کی لکھی ہوئی ہے اس میں یہ مضمون تھا۔ عبداللہ (بن مسعودؓ) نے فرمایا قسم اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے بہت باتیں کرنے والوں کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا اور (آنحضرتؐ کے بعد) ان لوگوں کے حق میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے حق میں بہت خوفناک تھے۔

آٹھویں (مسائل) الٰہیات میں (یعنے ذات وصفات حق سبحانہ کے متعلق) لوگوں کے سوالات کا بکثرت ہونا یہانتک کہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ بات حضرت ابوہریرہؓ کے زمانہ میں پائی گئی۔ (امام) مسلم نے بروایت محمد بن سیرین ابوہریرہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم سے ہمیشہ لوگ علم کے متعلق پوچھتے رہیں گے یہانتک کہ کہیں گے

؏ یہ راوی کا اختلاف ہے کہ یہاں لفظ علیہم تھا یا لہم مطلب دونوں کا ایک ہے۔

www.kitabghar.org

هٰذا الله فمن خلق الله قال وهو اخذ بيد رجل فقال صدق الله و رسوله قد سألني اثنان وهٰذا الثالث اوقد سألني واحد وهٰذا الثاني و اخرج مسلم من حديث ابی سلمة عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا يزالون يسئلونك يا ابا هريرة حتی يقولوا هٰذا الله فمن خلق الله قال فبينا انا فی المسجد اذ جاء ناس من الاعراب فقالوا يا ابا هريرة هٰذا الله فمن خلق الله قال فاخذ حصی بكفه فرماهم ثم قال قوموا صدق خليلی۔

نہم فاش شدن اخبار بنی اسرائیل وروایت آں از اہل کتاب وآں اوّل علم بیگانہ است کہ با علوم دینیہ مخلوط شد

اخرج الدارمی عن جابران عمر بن الخطاب رضی الله عنه اتی رسول الله صلی الله عليه وسلم بنسخة من التورٰة فقال يا رسول الله هٰذه نسخة من التورٰة فسكت فجعل يقرأ ووجه رسول الله صلی الله عليه وسلم يتغير فقال ابوبكر رضی الله عنه ثكلتك الثواكل ماتری بوجه رسول الله صلی الله عليه وسلم

یہ اللہ ہے پس کس نے اللہ کو پیدا کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ حدیث بیان کرتے وقت حضرت ابوہریرہؓ ایک شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر انھوں نے (حدیث ختم کرکے) کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا مجھ سے دو شخص یہ سوال کرچکے ہیں اور اب یہ تیسرا شخص ہے یا یہ کہا ایک شخص سوال کرچکا ہے اور اب دوسرا شخص ہے۔ اور (امام) مسلم نے بروایت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہؓ! تم سے لوگ (یہی) سوال کرتے رہیں گے (کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا فلاں چیز کو کس نے) یہاں تک کہ کہیں گے اچھا اس کو تو خدا نے پیدا کیا تو خدا کو کس نے پیدا کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) مسجد (نبوی) میں تھا کہ کچھ دیہاتی لوگ آئے اور مجھ سے کہا اے ابوہریرہؓ! (یہ تو تم کو معلوم ہی کہ) یہ خدا ہے پھر خدا کو کس نے پیدا کیا؟ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک مٹھی بھر سنگریزے (زمین سے) اٹھائے اور ان پر مارے اور کہا تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ میرے خلیلؐ نے مجھ سے سچ فرمایا۔

نویں اخبار بنی اسرائیل کا (لوگوں میں) شائع ہونا اور انکو اہل کتاب سے روایت کرنا یہ پہلا بیگانہ علم ہے جو علوم دینیہ کے ساتھ ملا۔ دارمی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ توریت کا ایک نسخہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ توریت کا نسخہ ہے۔ آپؐ یہ سنکر خاموش ہوگئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اسے پڑھنا شروع کیا اُن کے پڑھنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) کہا (اے عمرؓ!) تم پر رونے والیاں روئیں تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک نہیں دیکھتے

www.kitabghar.org

فنظر عمر الی وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اعوذ بالله من غضب الله ومن غضب رسوله رضینا بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لو بدا لکم موسی فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی

واخرج البخاری عن عبد الله بن عباس انه قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اهل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل الله علی نبیکم صلی الله علیه وسلم احدث الاخبار بالله محضا لم یشب وقد حدثکم الله ان اهل الکتب قد بدلوا من کتب الله وغیروا وکتبوا بایدیهم الکتب قالوا هو من عند الله لیشتروا بذلك ثمنا قلیلا ولا ینهاکم ما جاءکم من العلم من مسائلتهم فلا والله ما رأینا رجلا منهم یسئلکم عن الذی انزل علیکم۔

دہم اوراد و احزاب بہ نیت تقرب الی اللہ عزوجل

(کہ تمھارا پڑھنا حضرتؐ کو کیسا ناگوار گزر رہا ہے) حضرت عمرؓ نے رسول اللہؐ کے چہرۂ مبارک پر نظر کی تو کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اُس کے غضب سے اور اُس کے رسول کے غضب سے۔ ہم نے اللہ کو (اپنا) پروردگار اور اسلام کو (اپنا دین) اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو (اپنا نبی) پسند کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر موسیٰؑ تمھارے سامنے آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو بھی یقیناً تم سیدھے راستے سے بہک جاؤ گے اور اگر موسےٰؑ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو یقیناً وہ میری پیروی کرتے۔

اور امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے مسلمانو! (مجھے تعجب ہے کہ) تم اہلِ کتاب سے کیوں باتیں پوچھا کرتے ہو حالانکہ تمھاری کتاب جو اللہ تعالےٰ نے تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اُتاری ہے وہ بہ نسبت اور کتب سماویہ کے اللہ کے ساتھ قریب العہد ہے (یعنی ابھی نازل ہوئی ہے) اور خالص ہے اس میں (کسی اور کے کلام کی) آمیزش نہیں ہوئی اور تم سے اللہ نے یہ بیان فرمادیا ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کی کتابوں کو بدل دیا اور ان میں تغیر کردیا اور اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور (اُن کی نسبت) کہا کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان کی غرض اس (تبدیل و تغیر) سے یہ تھی کہ اس کے بدلت تھوڑے سے دام حاصل کریں اور (کیا کم جائے تعجب ہے کہ) جو علم تم کو ملا ہے وہ تم کو ان سے سوال کرنے سے باز نہیں کھتا حالانکہ قسم خدا کی ہم تو اہلِ کتاب میں سے کسی کو نہیں دیکھتے کہ وہ تم سے اُس علم کی کوئی بات پوچھتے ہوں جو تم پر اُتارا گیا ہے۔

دسویں سنّت ماثورہ میں جو اوراد و وظائف آگئے ہیں ان کے علاوہ اپنی طرف سے اوراد اور وظائف کا بہ نیت تقرب الی اللہ عزوجل

www.kitabghar.org

زیادہ بر سُنّتِ ماثورہ و التزام مستحبات
مانند التزام واجبات و ظہور دواعی
نفس در دعوتِ مردمان بآں۔
أخرج الدّارمی عن الحکم بن
المُبارك انا عمرو بن یحیٰی
قال سمعتُ ابی یُحدّث عن
ابیه قال کنّا نجلس علی باب
عبد الله بن مسعود قبل صلوٰة
الغداة فاذا خرج مشینا
معه الی المسجد فجاءنا
ابو موسی الاشعری فقال اخرج
الیکم ابو عبد الرحمٰن بعدُ
قلنا لا فجلس معنا حتی خرج
فلمّا خرج قمنا الیه جمیعًا فقال
له ابو موسٰی یا ابا عبد الرحمٰن انی
رأیت فی المسجد آنفًا امرًا انکرته
ولم ارَ والحمدُ لله الّا خیرًا
قال فما هو قال اِن عِشتَ فستراهُ
قال رأیتُ فی المسجد قومًا
حِلَقًا جلوسًا ینتظرون الصّلوٰة
فی کل حلقة رجل وفی ایدیهم
حصًا فیقول کبّروا مائةً فیکبّرون
مائةً ویقول هلّلوا مائةً
فیهلّلون مائةً و یقول
سبّحوا مائةً فیسبّحون مائةً

(یعنے ثواب پانے کی غرض سے) اختراع کرنا اور امورِ مستحبہ کو مثل واجبات کے اپنے ذمہ لازم کرلینا۔ اور لوگوں میں اُن وظائف کے پھیلانے کی رغبت کا دلوں میں پیدا ہونا۔ دارمی نے حکم بن مبارک سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں عمرو بن یحیٰی نے خبر دی وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سُنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز فجر سے پہلے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے دروازہ پر جاکر بیٹھ رہتے تھے جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو ہم اُن کے ساتھ ساتھ مسجد میں جاتے تھے (ایک روز حضرت ابن مسعودؓ کے مکان پر بوقت معہود) حضرت ابو موسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے اور ہم سے پوچھا کہ کیا ابو عبد الرحمٰن (یعنے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ) گھر سے نکلے ہم نے جواب دیا کہ (ابھی) نہیں نکلے (یہ سُنکر) وہ ہمارے پاس بیٹھ گئے یہانتک کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ گھر سے برآمد ہوئے اور ہم لوگ ان کے ساتھ اُٹھ کر چلے پھر اُن سے حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن میں نے ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھی مگر الحمد للہ میں نے اچھی بات دیکھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اگر (مسجد پہنچنے تک) آپ زندہ رہے تو آپ بھی اس کو دیکھ لیں گے۔ پھر کہا کہ میں نے مسجد میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ (جُدا جُدا) حلقے کرکے بیٹھے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں اور ہر حلقہ میں ایک ایک شخص ہے ان کے ہاتھ میں سنگریزے ہیں وہ کہتا ہے سَو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو سب لوگ سَو بار اللہ اکبر پڑھتے ہیں (اور ان سنگریزوں پر گنتے جاتے ہیں) پھر وہ کہتا ہے سَو بار لا الٰہ الّا اللہ پڑھو سب لوگ سَو بار لا الٰہ الّا اللہ پڑھتے ہیں پھر وہ کہتا ہے سَو بار سبحان اللہ پڑھو سب لوگ سَو بار سبحان اللہ پڑھتے ہیں (یہ سُنکر) حضرت عبد اللہ

www.kitabghar.org

قال فماذا قلت لهم قال ما
قلت لهم شيئا انتظار رأيك
وانتظار امرك قال افلا امرتهم
ان يعدوا سيأتهم وضمنت
لهم ان لا يضيع من حسناتهم
ثم مضى ومضينا معه حتى اتى
حلقة من تلك الحلق فوقف
عليهم فقال ما هذا الذي
اراكم تصنعون قالوا يا ابا
عبد الرحمن حصى نعد به
التكبير والتهليل والتسبيح قال
فعدوا سيأتكم فانا ضامن
ان لا يضيع من حسناتكم شيء
ويحكم يا امة محمد صلى الله
عليه وسلم ما اسرع هلكتكم هؤلاء
صحابة نبيكم صلى الله عليه وسلم
متوافرون وهذه ثيابه لم تبل و
آنيته لم تكسر والذي نفسي في يده
انكم لعلى ملة هي اهدى من ملة
محمد صلى الله عليه وسلم او
مفتتح باب ضلالة قالوا والله
يا ابا عبد الرحمن ما اردنا الا الخير
قال وكم من مريد للخير لن يصيبه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

بن مسعود نے پوچھا کہ پھر تم نے ان سے کیا کہا؟ حضرت ابوموسیٰ نے جواب دیا آپ کی رائے اور آپ کے حکم کے انتظار میں میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا۔ اُنھوں نے کہا تم نے اُن کو کیوں نہ یہ حکم کیا کہ (اُن سنگریزوں پر بجائے تکبیر و تہلیل و تسبیح کے) وہ لوگ اپنے اپنے گناہ گنیں اور تم نے ان سے اس بات کی ذمہ داری کیوں نہ کی کہ اُن کی نیکیوں میں کچھ ضائع نہ ہوگا (گننا بیکار ہے۔ یہ کہکر) حضرت ابن مسعودؓ چلے اور ہم سب اُن کے ساتھ ساتھ چلے۔ یہاں تک کہ وہ اُن حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس پہنچ کر ٹھہر گئے اور اُن لوگوں سے پوچھا کہ تم یہ کیا کررہے ہو اُنھوں نے جواب دیا اے ابوعبدالرحمٰن! ہم ان سنگریزوں سے تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کو شمار کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا (بجائے اس کے) تم لوگ اپنے اپنے گناہ شمار کرو اور میں ضامن ہوتا ہوں کہ تمھاری نیکیوں میں سے کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ اے امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ویحکم[1] تمھاری ہلاکت کس قدر جلد آگئی ابھی یہ اصحاب تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بکثرت (موجود) ہیں اور تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور اُن کے برتن نہیں ٹوٹے (مگر تم ابھی سے بدعتیں ایجاد کرنے لگے) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یا تو تم ایک ایسے دین پر ہو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ راہِ راست پر ہے یا تم گمراہی کے دروازہ پر پہنچ گئے ہو اور وہ دروازہ کھلنے والا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا اے ابوعبدالرحمٰن! قسم خدا کی کہ ہم (اس فعل سے) نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا بہت سے نیکی کا ارادہ کرنے والے ایسے ہیں کہ اُنھیں نیکی نہیں ملتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] ترجمہ اس لفظ کا ہے خرابی تمھاری مگر یہ منجملہ ان الفاظ کے ہے جو اصل معنے مراد لئے بغیر عادۃً مستعمل ہوا کرتے ہیں۔

www.kitabghar.org

حدثنا ان قوما يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم وايم الله ما ادري لعل اكثرهم منكم ثم تولى عنهم فقال عمرو بن سلمة رأينا عامة اولئك الخلق يطاعنونا يوم النهروان مع الخوارج وفي مصنف ابي بكر بن ابي شيبة قيل لابن عمر تصلي الضحى قال لا قيل صلاها عمر قال لا قيل صلاها ابوبكر قال لا قيل صلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا إخال وفي شرح السنة كان ابن عمر اذا سئل عن سبحة الضحى فقال لا آمر بها ولا أنهى عنها ولقد اصيب عثمان وما ادري احدا يصليها وانها لمن احب ما احدث الناس الي واخرج الدارمي عن ربيعة بن يزيد قال قال معاذ بن جبل رضي الله عنه يفتح القرآن على الناس حتى يقرأه المرأة والصبي والرجل فيقول الرجل قد قرأت القرآن فلم أتبع والله لاقومن به فيهم لعلي أتبع فيقوم به فيهم

ہم سے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن اُن کے گلے سے تجاوز نہ کرے گا قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ شاید ایسے اکثر لوگ تم میں ہوں۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ ان لوگوں کے پاس سے چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں (ان لوگوں کا انجام) ہم نے یہ دیکھا کہ جنگِ نہروان میں خوارج کے ساتھ ہوکر یہ لوگ ہم پر برچھے مار رہے تھے۔ اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت (عبداللہ) بن عمرؓ سے سوال کیا کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ نہیں (پڑھتا) پھر سائل نے پوچھا کیا حضرت عمرؓ (یہ نماز) پڑھتے تھے؟ اُنھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر اُن سے پوچھا کیا ابوبکرؓ (یہ نماز) پڑھتے تھے؟ اُنھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر اُس نے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (یہ نماز) پڑھی تھی۔ اُنھوں نے جواب دیا میرے خیال میں نہیں پڑھتے تھے۔ اور شرح السنہ میں ہے کہ حضرت (عبداللہ) بن عمرؓ سے جب کوئی شخص نماز چاشت کے بارے میں سوال کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ میں نہ اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیتا ہوں اور نہ کسی کو اس کے پڑھنے سے منع کرتا ہوں۔ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اس نماز کو پڑھتا ہو مگر جو امور کہ لوگوں نے اب ایجاد کرلئے ہیں اُن سب میں یہ نماز مجھے محبوب ہے۔ اور دارمی نے ربیعہ بن یزید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا قرآن آسان کردیا جائے گا یہاں تک کہ عورتیں اور لڑکے اور مرد (سب کے سب) قرآن پڑھنے لگیں گے پھر ایک شخص کہے گا میں نے قرآن پڑھا مگر میں (لوگوں کا) مقتدا نہ بنا (اور میری کچھ قدر و منزلت نہ ہوئی) قسم خدا کی اب میں لوگوں میں قرآن کو قائم کروں گا تاکہ میں مقتدا بنوں۔ پھر وہ لوگوں میں قرآن کو قائم کرے گا مگر

www.kitabghar.org

فلا یتبع فیقول قد قرأتُ القرآن فلم اتبع وقد قمتُ به فلم اتبع وقد احتظرت فی بیتی مسجدا فلم اتبع والله لاٰتینّھم بحدیث لایجدوه فی کتاب الله ولم یسمعوه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلّی اتبع قال معاذ فایّاکم فانّ ماجاء به ضلالة۔

یازدہم سابق وعظ و فتوے موقوف بود برائے خلیفہ بدون امر خلیفہ وعظ نے گفتند وفتوی نے دادند و آخرًا بغیر توقف بر رائے خلیفہ وعظ مے گفتند و فتوے مے دادند ودریں وقت مشاورۃ جماعۃ صالحین در فتوے موقوف ماند۔ اخرج ابوداؤد عن عوف بن مالک الاشجعی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقصّ الّا امیرٌ او مامورٌ او مختالٌ و اخرج الدارمی عن عون ابن عون عن محمد قال قال عمر لابن مسعود الم انبأ او انبئتُ انك تفتی ولست بامیرٍ

(اس پر بھی) مقتدا نہ بنے گا پھر وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور لوگوں میں قرآن کو قائم کیا مگر میں مقتدا نہ بنا اب میں گھر میں مسجد بناؤں گا (اور سب سے علیحدہ رہ کر اُس میں عبادت کرونگا) تاکہ میں (لوگوں کا) مقتدا بنوں۔ پھر وہ اپنے گھر میں مسجد بنائیگا (اور اُس میں عبادت کرے گا) مگر (اس پر بھی) مقتدا نہ بنے گا۔ پھر تو وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور مقتدا نہ بنا اور میں نے لوگوں میں قرآن کو قائم کیا پھر بھی مقتدا نہ بنا اور میں نے اپنے گھر میں مسجد بنائی (اور سب سے علیحدہ رہ کر عبادت کرتا رہا) (اس پر بھی) مقتدا نہ بنا۔ قسم خدا کی اب میں لوگوں کے سامنے ایک ایسی نئی بات پیش کرونگا کہ جس کو وہ کتاب اللہ میں نہ پائیں گے اور نہ انھوں نے اُس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ پھر میں مقتدا بن جاؤں گا۔ حضرت معاذ نے (یہ بیان کر کے) فرمایا (اے لوگو!) تم ایسے شخص سے بچتے رہنا کیونکہ جو کچھ وہ ظاہر کرے گا (سراسر) گمراہی ہوگی۔

گیارھویں اگلے زمانہ میں وعظ گوئی اور فتوی دینا خلیفہ کی رائے پر موقوف تھا بدون حکم خلیفہ کے لوگ وعظ نہ کہتے تھے اور نہ فتوے دیتے تھے اور اخیر زمانہ میں بغیر حکم خلیفہ کے وعظ کہنے اور فتوے دینے لگے (البتہ) اس وقت فتوی نیک لوگوں کے مشورہ پر موقوف رہا۔ ابوداؤد نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وعظ نہ بیان کرے مگر خلیفہ یا وہ شخص جو (وعظ گوئی پر) مامور ہو یا وہ شخص جو متکبر اور ریاکار ہے۔ اور دارمی نے ابن عون سے انھوں نے محمد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم فتوی دیتے ہو حالانکہ تم خلیفہ نہیں ہو (فتوے نہ دیا کرو) خلافت کی مشقت اور

www.kitabghar.org

وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰى قَارَّهَا و اخرج الدارمی عن المسیب بن رافع قال کانوا اذا نزلت فیھم قضیۃ لیس فیھا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثرٌ اجتمعوا لھا و اجمعوا فالحق فیما رأوا فالحق فیما رأوا و تحقیق آن است کہ تا زمانِ حضرت عثمانؓ اختلافِ مسائل فقہیہ واقع نمی شد و در محل اختلاف بخلیفہ رجوع می کردند و خلیفہ بعد مشاورہ امری اختیار مے کرد و ہماں امر مجمع علیہ می شد و بعد وجود فتنہ ہر عالمے برائے خود فتوٰے می داد و دریں زمانہ اختلاف واقع شد و آنچہ شہرستانی در کتابِ ملل و نحل گفتہ کہ بمجرد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف پدید آمد خطاست اختلاف آں نیست کہ در اثنائے مشاورتِ اقوال متغایرہ گویند و بآخر امرے منقح شود و بر ہماں امر اجماع کنند اختلاف آنست کہ ہر دو قول مستقر پیدا شود ہر یکے بجانبِ خود کشد و ہدم وضع مخالف خواہد بالجملہ ہمیں ہفت نوع تغیر در بہترین امت کہ علماء و عباد و قراء اند پیدا شد و مفسدۂ عظیمہ کہ براں مترتب گشت آنست کہ طبقاتِ متاخر ایں تغیر را بہیئتہا و صفتہا سنت خیال کردند ازیں جہت کہ اصل او ماخوذ از سنت

(زحمت) کا بار اُسی کے اوپر ڈالدو جو اُس کی راحت کا مالک ہوا ہے۔ اور دارمی نے مسیب بن رافع سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی واقعہ ان کو پیش آتا اور اس واقعہ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہ ملتی تو سب یکجا ہو کر اُس کے حکم پر اجماع کر لیتے تھے پس حق وہی ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا پس حق وہی ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا اور اس باب میں تحقیق یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک مسائلِ فقہیہ میں اختلاف واقع نہ ہوتا تھا (اس وقت) موقع اختلاف میں لوگ خلیفہ کی جانب رجوع کرتے تھے اور خلیفہ مشورہ کے بعد کوئی بات تجویز کر دیتا تھا اور اسی بات پر اجماع ہو جاتا تھا۔ اور فتنہ کے بعد بذاتِ خود ہر عالم فتوے دینے لگا اور اسی زمانہ میں (مسائل کے اندر) اختلاف واقع ہوا اور جو کہ شہرستانی نے (اپنی) کتاب ملل و نحل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی اختلاف پیدا ہو گیا (اُن کا یہ کہنا) غلط ہے۔ اختلاف اس کا نام نہیں ہے کہ اثنائے مشورہ میں (چند اشخاص) ایک دوسرے کے مخالف اقوال کہیں اور بالآخر ایک امر منقح ہو کر اسی پر سب اتفاق کر لیں (بلکہ) اختلاف یہ ہے کہ دو (مختلف) قول جو رائج ہو جائیں پیدا ہوں اور ہر شخص (لوگوں کو) اپنی جانب کھینچے اور جو (دعویٰ) اُس کے مخالف نے وضع کیا ہے اُس کو باطل کرنا چاہے، الحاصل یہی سات قسم کا تغیر (یعنے اختلاف مسائلِ فقہیہ) اس امت کے بہترین اشخاص میں جو کہ عالم اور عابد اور قاری ہیں پیدا ہوا اور اس تغیر پر جو فسادِ عظیم کہ مرتب ہوا یہ ہے کہ طبقاتِ متاخرین نے اس تغیر کو بایں ہیئت و صفت سنت خیال کر لیا اس وجہ سے کہ اس اختلاف کی اصل سنتِ (رسول سے)

www.kitabghar.org

بود ولائمہ قائم نمودند بر تارک آں یا مقصر دراں آخرج الدارمی عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله قال كيف انتم اذا لبستم فتنة يهرم فيها الكبير ويربو فيها الصغير اذا ترك منها شئ قيل تركت السنة قالوا ومتى ذلك قال اذا ذهبت علماؤكم وكثرت جهلاؤكم وكثرت قراؤكم وقلت فقهاؤكم وكثرت امراؤكم وقلت امناؤكم والتمست الدنيا بعمل الأخرة وتفقه لغير الدين.

دوازدہم وقوع قتال درمیان مسلمین

آخرج ابن ماجة من حديث اسيد بن المتشمس قال حدثنا ابو موسى حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بين يدى الساعة لهرجا قال قلت يا رسول الله ما الهرج قال القتل فقال بعض المسلمين يا رسول الله انا نقتل الأن فى العام الواحد من المشركين كذا وكذا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بقتل المشركين ولكن يقتل بعضكم بعضا حتى يقتل الرجل جاره وابن عمه وذا قرابته فقال بعض القوم

ماخوذ تھی اور (اسی بنا پر) متاخرین نے اپنے اپنے مذہب کے تارک و مقصر کو ملامت جانا۔ دارمی نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ تمھارا کیا حال ہوگا جب تم کو وہ فتنہ پامال کر ڈالیگا کہ جس میں جوان شخص بوڑھا ہو جائے گا۔ جب اُس (فتنہ) کی رائج کی ہوئی باتوں سے) کوئی چیز متروک ہو جائے گی تو کہا جائیگا کہ سُنت متروک ہوئی۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ کب ہوگا انھوں نے جواب دیا کہ جب تمھارے علماء (دنیا سے) چلے جائیں اور تم میں جاہل کثرت سے (پیدا) ہو جائیں اور تم میں قاری بکثرت ہوں مگر لوگوں میں دین کے سمجھنے والے کم رہیں اور تمھاری سرداروں کی کثرت ہو اور تم میں امانت دار اشخاص کم رہ جائیں اور بذریعہ عمل آخرت کے دنیا طلب کی جائے اور دین کے سوا اور کچھ حاصل کرنے کی غرض سے علوم دینی سیکھے جائیں (تو اُس وقت سمجھ لینا کہ یہ فتنہ آگیا)۔

بارھویں مسلمانوں کے درمیان قتل (و خونریزی) کا واقع ہونا۔ ابن ماجہ نے بروایت اسید بن متشمس روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم سے ابو موسےٰ (اشعری) نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے قریب بیشک ہرج واقع ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا قتل۔ کسی شخص نے عرض کیا اے رسول اللہ! ہم (اب بھی تو) ایک برس میں اتنے اتنے مشرکوں کو قتل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کو قتل کرنا (ہرج) نہیں ہے بلکہ مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے یہاں تک کہ آدمی اپنے ہمسایہ کو اور اپنے چچا زاد بھائی کو اور اپنے قرابت دار کو قتل کر ڈالے گا اس پر کسی نے عرض کیا

www.kitabghar.org

يا رسول الله ومعنا عقولنا ذلك اليوم
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا تنزع عقول اكثر ذلك الزمان
ويخلف له هباء من الناس لا
عقول لهم ثم قال ابو موسى الاشعري
وايم الله لاظنها مدركتي واياكم
وايم الله مالي ولكم منها مخرج ان
ادركتنا فيما عهد الينا نبينا
صلى الله عليه وسلم الا ان نخرج
منها كما دخلنا فيها واخرج ماجة
من حديث عبد الله بن شداد
بن الهاد عن معاذ بن جبل قال
صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
يوما صلوة فاطال فيها فلما انصرف
قلنا او قالوا يا رسول الله اطلت
اليوم الصلوة قال اني صليت
صلوة رغبة ورهبة سألت
الله عز وجل لامتي ثلثا فاعطاني
اثنتين ورد على واحدة سألته
ان لا يسلط عليهم عدوا من غيرهم فاعطانيها
وسألت ان لا يهلكهم غرقا فاعطانيها و
سألت ان لا يجعل بأسا بينهم فردها على
واخرج ابن ماجة من حديث ابي قلابة
الجرمي عن ابي اسماء الرحبي عن ثوبان مولى
رسول الله صلى الله عليه وسلم عن

یا رسول اللہ! (کیا) اُس دن ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہونگی۔ (یا ہماری عقلیں ہم سے سلب کر لی جائیں گی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر اشخاص کی عقلیں تو نہ سلب کر لی جائیں گی (مگر یہ ضرور ہوگا کہ) کمینے لوگ جن کو عقلیں نہ ہوں گی (اُس وقت اہل عقل کے) جانشین ہوں گے (اور حکومت کی باگ ایسے ہی اشخاص کے ہاتھ میں ہوگی) پھر (ابوموسیٰ) اشعری نے کہا۔ قسم خدا کی میں گمان کرتا ہوں کہ وہ فتنہ مجھ کو اور تم کو ضرور پانے والا ہے۔ قسم خدا کی اگر فتنہ نے ہم کو پالیا تو میرے اور تمھارے لئے حسبِ ارشاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں مگر یہ کہ ہم اُس سے (بچ کر) نکل جائیں جس طرح کہ اُس میں داخل ہوئے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ بن شداد بن الہاد حضرت معاذ بن جبل رض سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی اور دیر تک پڑھی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ہم نے یا اور لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ نے (خلاف معمول) نماز دیر تک پڑھی۔ آپ نے فرمایا میں نے (آج) رغبت اور خوف کی نماز پڑھی اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کیا کہ میری امت کو تین چیزیں عطا فرمائے اُس نے مجھے دو چیزیں تو عطا کیں اور تیسری چیز نہیں عطا کی۔ میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت کے غیر کو ان پر دشمن کر کے مسلط نہ کرے یہ تو اللہ نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ اُن کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے یہ بھی اُس نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اُس سے سوال کیا تھا کہ وہ آپس میں نہ لڑیں اُسے اللہ نے قبول نہیں کیا۔
اور ابن ماجہ نے بروایت ابو قلابہ جرمی، ابو اسماء رحبی سے انھوں نے ثوبان سے جو مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے انھوں نے

www.kitabghar.org

عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال زویت لی الارض حتی رأیت
مشارقها ومغاربها واعطیت
الکنزین الاصفر والاحمر والابیض
یعنی الذهب والفضة وقیل ان ملکك
الی حیث زوی لك وانی سألت
اللہ عزوجل ثلثا ان لا یسلط علی امتی
جوعا فیهلکهم به عامة وان لا یلبسهم
شیعا ویذیق بعضهم بأس بعض
وانه قیل لی اذا قضیت قضاء
فلا مرد له وانی لن اسلط علی
امتك جوعا فیهلکهم ولن اجمع علیهم من
بین اقطارها حتی یفنی بعضهم بعضا و
یقتل بعضهم بعضا واذا وضع السیف
فلن یرفع عنهم الی یوم القیمة وان مما اتخوف
علی امتی ائمة مضلین وستعبد
قبائل من امتی الاوثان وستلحق
قبائل من امتی بالمشرکین وان
بین یدی الساعة دجالین کذابین
قریبا من ثلثین کلهم یزعم انه
نبی ولا تزال طائفة من امتی
علی الحق منصورین لا یضرهم
من خالفهم حتی یأتی امر
اللہ عزوجل ووقوع قتال و
شدت آں بعد مقتل حضرت ذی النورین رض

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے
میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق
اور مغرب کو دیکھ لیا۔ اور مجھے دونوں قسم کے خزانے زرد اور سرخ
اور سفید یعنی سونے اور چاندی کے عطا ہوئے اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہاری
حکومت اُس مقام تک پہنچ جائے گی جو تمہارے لئے لپیٹا گیا
ہے۔ اور میں نے خدا سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت پر
بھوک (اور فاقہ) کو (اس طرح مسلط نہ کرے کہ وہ سب کے سب
اس کے سبب سے ہلاک ہوں اور ان میں باہم اختلاف پیدا نہ کرکہ
ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں تو مجھ سے (اس کے جواب میں)
یہ کہا گیا کہ جب میں حکم کرکے بات مقدر کر دیتا ہوں تو وہ ٹل
نہیں سکتی اور میں تمہاری امت پر بھوک مسلط نہ کرونگا
کہ ان کو ہلاک کر دے اور میں اُن پر زمین کے اطراف سے (انکے
غیر کو) جمع نہ کروں گا (تاکہ وہ اُن کو ہلاک کردیں) بلکہ وہ خود
آپس میں ایک دوسرے کو فنا کر دیں گے اور ایک دوسرے کو
قتل کریں گے اور جب (اُن میں) تلوار رکھ دی جائے گی تو قیامت
تک اُن سے نہ اُٹھائی جائے گی اور (فرمایا) مجھے اپنی امت
کے حق میں جن امور کا خوف ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ گمراہ
کرنے والے حاکم ان پر مسلط ہوں گے اور عنقریب میری امت
کے کچھ قبیلے بتوں کی پرستش کریں گے اور عنقریب میری
امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں گے اور قیامت کے
قریب تقریباً تیس دجال کذاب ہوں گے اُن میں سے ہر ایک دعویٰ
کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ اور (فرمایا) میری امت کی ایک
جماعت ہمیشہ حق پر اور فتحمند رہیگی ان کا مخالف ان کو کوئی
ضرر نہ پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل کا حکم آجائے اور
جنگ قتال اور اُس کی شدت کا حضرت ذوالنورین رض کی شہادت کے بعد

www.kitabghar.org

ظاہر است ازانکہ بہ بیان محتاج باشد۔
سیزدہم شیوع سب سلف صالح فی الترمذی فی تعداد علامات القیامۃ وان یسب آخر ھذہ الامۃ اولھا واخرج ابن ماجۃ من حدیث محمد بن المنکدر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا فمن کتم حدیثا فقد کتم ما انزل اللہ عز وجل وظاہر است کہ بعد قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل شام مبتلا شدند بسب حضرت مرتضی و در مستدرک مذکور است کہ در لشکر حضرت مرتضی سب شیخین ظاہر شد و حضرت مرتضی چندین کس را بہمیں گناہ از لشکر اخراج کردند و ہمچنیں سب حضرت عثمان شیوع تمام پیدا کرد۔

چہاردہم افتراق مسلمین اخرج ابن ماجۃ من حدیث ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفرقت الیھود علی احدی وسبعین فرقۃ وتفرقت امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ واخرج ابن ماجۃ من حدیث راشد بن سعد عن عوف بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترقت الیھود علی احدی و سبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وسبعون فی النار وافترقت النصاری علی ثنتین و سبعین فرقۃ فاحدی وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ والذی نفس محمد بیدہ

واقع ہونا ظاہر ہے محتاج بیان نہیں }۔
تیرھویں سلف صالحین کی بدگوئی کا رواج ہونا علاماتِ قیامت کی تعداد میں (جامع) ترمذی میں ہے اور یہ کہ اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں۔ اور ابنِ ماجہ نے بروایتِ محمد بن منکدر حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت کریں تو (اس وقت) جس کسی نے کوئی حدیث چھپائی (اور اگلوں کی فضیلت نہ ظاہر کی) تو اُس نے (گویا) اُس (پوری) شریعت کو چھپایا جس کو اللہ عزّ وجل نے اُتارا ہے { اور (یہ بھی) ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہلِ شام حضرت مرتضٰے (رضی اللہ عنہ) کے برا کہنے میں مبتلا ہوئے اور مستدرک میں ہے کہ حضرت مرتضٰے کے لشکر میں شیخین کی بدگوئی ظاہر ہوئی اور حضرت مرتضٰے نے بہت سے لوگوں کو اسی قصور پر اپنے لشکر سے نکال دیا اور اسی طرح حضرت عثمانؓ کی بدگوئی (بھی) خوب شائع ہوئی }۔

چودھویں مسلمانوں کا افتراق (اور اُن کا مختلف فرقے ہوجانا) ابنِ ماجہ نے بروایت ابو سلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود میں اکہتر فرقے ہوئے تھے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوجائینگے اور ابنِ ماجہ نے بروایتِ راشد بن سعد عوف بن مالک سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اکہتر فرقے ہوئے تھے ان میں سے ایک فرقہ تو جنت میں جائیگا (باقی) ستر (فرقے) دوزخ میں پڑیں گے اور نصاریٰ بہتر فرقے ہوگئے تھے (جن میں سے) اکہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ قسم اُس کی جسکے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے

لتفترقنّ امّتی علی ثلث وسبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وثنتان وسبعون فی النار قیل یارسول اللہ من ھم قال الجماعۃ واخرج ابن ماجۃ من حدیث قتادۃ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل افترقت علی احدی وسبعین فرقۃ وان امتی ستفترق علی ثنتین وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ۔

پانزدہم ظہور خوارج اخرج الحفاظ ذکر الخوارج من حدیث جماعۃ عظیمۃ من الصحابۃ وھذا حدیث متواتر بالمعنی اخرج ابن ماجۃ من حدیث زر عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی اخر الزمان قوم احداث الاسنان سفھاء الاحلام یقولون من قول خیر الناس یقرءون القراٰن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ فمن لقیھم فلیقتلھم فان قتلھم اجر عند اللہ لمن قتلھم واخرج ابن ماجۃ من حدیث ابی سلمۃ قال قلت لابی سعید الخدری ھل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر فی الحروریۃ شیئا فقال سمعتہ یذکر قوما

میری امت تہتّر فرقے ہو جائے گی (اُن میں سے) ایک (فرقہ) جنّت میں جائے گا اور (باقی) بہتّر فرقے دوزخ میں۔ کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ جماعت (یعنی اہلِ سنّت وجماعت ہیں)۔ اور ابنِ ماجہ نے بروایتِ قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتّر فرقے ہو گئے تھے اور میری امت میں عنقریب بہتّر فرقے ہو جائیں گے کُل فرقے دوزخ میں جائیں گے سوا ایک کے اور وہ (فرقہ اہلِ) جماعت ہے۔

پندرھویں خوارج کا ظاہر ہونا۔ حفّاظِ (حدیث) کی ایک بڑی جماعت نے صحابہ کی روایت سے خوارج کا ذکر نقل کیا ہے اور یہ حدیث متواتر بالمعنے ہے۔ ابن ماجہ نے بروایتِ زرّ (بن جیش) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے نوعمر جن کی عقلیں کم ہوں گی باتیں وہ کریں گے جو لوگوں کی بہترین باتوں میں سے ہوں گی قرآن پڑھیں گے (مگر) قرآن اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کریگا اسلام سے ایسے صاف نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (تم میں سے) جو کوئی اُن سے ملے تو اُسے چاہیئے کہ اُنکو قتل کر ڈالے کیونکہ اُن کے قتل کرنے میں اُن کے قاتل کیلئے اللہ کے نزدیک (بڑا) اجر ہے۔ اور ابن ماجہ نے بروایتِ ابو سلمہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو سعید خدری سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ خوارج کے بارے میں کچھ ارشاد فرماتے تھے۔ ابو سعیدؓ نے جواب دیا (ہاں) میں نے آپؐ سے سُنا ہے کہ آپؐ کچھ لوگوں کا ذکر کرتے تھے کہ

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

يتعبدون يحقر احدكم صلوته مع
صلوتهم وصومه مع صومهم يمرقون
من الدين كما يمرق السهم من الرمية
اخذ سهمه فنظر في نصله فلم ير
شيئا فنظر في رصافه فلم ير شيئا
فنظر في قدحه فلم ير شيئا فنظر
في القذذ فتمارى هل يرى شيئا
ام لا واخرج ابن ماجة عن
عبد الله بن الصامت عن
ابي ذرؓ قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان بعدى
من امتى اوسيكون بعدى من امتى
قوما يقرءون القران لا يجاوز حلوقهم
يمرقون من الدين كما يمرق
السهم من الرمية ثم لا يعودون
فيه هم شرار الخلق والخليقة
قال عبد الله بن الصامت فذكرت
ذلك لرافع بن عمرو اخي الحكم
الغفاري فقال انا ايضا قد سمعته
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
واخرج ابن ماجة عن ابي الزبير عن
جابر بن عبد الله قال كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم بالجعرانة
وهو يقسم التبر والغنائم وهو
في حجر بلال فقال رجل اعدل يا محمد

وہ ایسی عبادتیں کریں گے کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے سامنے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھو گے (مگر باوجود اس ریاضت کے وہ لوگ) دین سے ایسے نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (شکاری) اپنے تیر کو لے کر اُس کی گانسی میں نظر کرتا ہے تو کچھ (نشان خون کا) نہیں دیکھتا پھر اس کے پھنے کو دیکھتا ہے اُس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا) نہیں پاتا پھر تیر کی لکڑی میں نظر کرتا ہے اُس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا) نہیں پاتا۔ پھر لکڑی کے سرے کو دیکھتا ہے تو شک کرتا ہے کہ کیا (اُس میں) کچھ (اثر خون کا) دیکھا یا نہیں (دیکھا۔ اسی طرح خوارج بھی دین سے بالکل نکل جائیں گے ان کے دلوں میں کوئی اثر اسلام کا نہ رہے گا)۔ اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن صامت سے اُنھوں نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد میری اُمت سے یا یہ فرمایا کہ عنقریب میرے بعد میری امت سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کہ تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے پھر وہ دین میں لوٹ کر نہ آئیں گے وہ تمام مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے۔ عبداللہ بن صامتؓ کہتے کہ پھر میں نے یہ حدیث رافع بن عمرو یعنے حکم غفاری کے بھائی سے بیان کی تو اُنھوں نے کہا میں نے بھی اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور ابن ماجہ نے ابوالزبیر سے اُنھوں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مقام) جعرانہ میں (مقیم) تھے اور آپ سونا اور دیگر اموالِ غنیمت تقسیم کر رہے تھے مال حضرت بلالؓ کی گود میں تھا (اسی اثناء میں) ایک شخص نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انصاف کے ساتھ تقسیم کیجیے

www.kitabghar.org

فانك لم تعدل فقال ويلك و من يعدل بعدى اذا لم اعدل فقال عمر رضي يا رسول الله حتى اضرب عنق هذا المنافق فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا فى اصحاب او اصحاب له يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية و اخرج ابن ماجة من حديث نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ينشأ نشؤ يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم كلما خرج قرن قطع قال ابن عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كلما خرج قرن قطع اكثر من عشرين مرة حتى يخرج فى عراضهم الدجال و اخرج ابن ماجة من حديث قتادة عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج قوم فى آخر الزمان او فى هذه الامة يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم او حلوقهم سيماهم التحليق اذا رأيتموهم او اذا لقيتموهم فاقتلوهم

شانزدهم[١٦] و هفتدهم[١٧] قدریه و مرجیه پیدا شدند اخرج ابن ماجة من حديث جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان مجوس هذه الامة

کیونکہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا (اس شخص کی گستاخی پر) حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص (تنہا نہیں ہے بلکہ) اس کے بہت سے ساتھی ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں (مگر) وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (تم کس کس کو مارو گے) اور ابن ماجہ نے بروایتِ نافع حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے (مگر) ان کے گلوں سے تجاوز نہ کریگا جب کوئی جماعت ان کی نکلے گی وہ ہلاک کر دی جائے گی۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے جب ان کی (یعنے خوارج کی) کوئی جماعت نکلیگی تو وہ ہلاک کر دی جائے گی ایسا واقعہ بیس مرتبہ سے زیادہ ہوگا یہاں تک کہ اسی اثناء میں دجّال نکل آئے گا۔ اور ابن ماجہ نے بروایتِ قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ آخر زمانہ میں یا فرمایا اس امت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کا سر منڈا ہوا ہوگا جب تم ان کو دیکھو یا فرمایا جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو۔

سولھویں[١٦] اور سترھویں[١٧] قدریہ اور مرجیہ پیدا ہوئے۔

ابن ماجہ نے بروایتِ حضرت جابر بن عبداللہؓ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے مجوس وہ لوگ

www.kitabghar.org

المكذبون بأقدار الله ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم واخرج ابن ماجة من حديث عكرمة عن ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صنفان من هذه الامة ليس لهما في الاسلام نصيب المرجئة والقدرية۔

هيژدهم روافض پيدا شدند اخرج الحاكم عن علي رضي الله عنه قال دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا علي ان فيك من عيسى عليه السلام مثلا ابغضته اليهود حتى بهتوا امه واحبته النصارى حتى انزلوه بالمنزلة التي ليس له قال وقال علي الا وانه يهلك في محب مطر بما ليس في ومبغض مفتر يحمله شنآني على ان يبهتني الا واني لست بنبي ولا يوحى الي ولكني اعمل بكتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم بما استطعت فما امرتكم به من طاعة الله فحق عليكم طاعتي مما احببتم او كرهتم وما امرتكم بمعصية انا وغيري فلا طاعة لاحد في معصية الله عزوجل انما الطاعة في المعروف

و اين چهار مذهب باطل

جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو تم ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو تم ان کے جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ اور اگر تم اُن کو (راستہ میں) ملو تو اُن کو سلام نہ کرو۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں دوؔ گروہ ایسے ہیں کہ ان کو اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔

اٹھارھویں رافضی پیدا ہوگئے۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا اے علیؓ! تم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ایک مثال ہے اُن سے یہود نے بغض رکھا یہاں تک کہ اُن کی والدہ کو بہتان لگایا اور اُن کو نصاریٰ نے دوست رکھا یہاں تک کہ اُن کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا جو اُن کے لائق نہ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میرے متعلق بھی دوؔ گروہ ہلاک ہوں گے ایکؔ وہ جو میرے ساتھ محبت رکھے اور مجھ میں اُس بات کا قائل ہو جائے جو مجھ میں نہیں ہے۔ اور (دوسرا) وہ جو مجھ سے بغض رکھے اور (میرے اوپر) افترا کرے میری عداوت اُس کو اس امر پر برانگیختہ کرے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔ آگاہ رہو میں نہ نبی ہوں اور نہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے بلکہ میں کتاب اللہ پر اور اُس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر بقدر طاقت خود عمل کرتا ہوں اگر میں طاعت الٰہی کے متعلق تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت فرض ہے وہ حکم تمہارے موافق ہو یا مخالف اگر تم کو خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے خواہ میں دوں یا کوئی اور دے تو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی (بندہ) کی اطاعت نہ کرنا چاہیئے۔ اطاعت دین (ہی کے کاموں) میں ہے۔ یہی چاروں مذاہب باطلہ (یعنی مذہب قدریہ۔

نشا، تولد سائر مذاہب باطلہ شد بمنزلۂ چہار خلط نسبت تولد امراض شتیٰ۔

نوزدہم[19] استحلال فروج بتاویل آنکہ متعہ است و استحلال خمور بتاویل آنکہ نبیذ است و استحلال معازف دریں زمانہ پیدا شد آخرج البخاری عن ابی عامر وابی مالک الاشعری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحِرّ والحریر والخمر والمعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم تروح علیہم سارحۃ لھم فیأتیھم رجل لحاجتہ فیقول ارجع الینا غدا فیبیتھم اللہ ویضع العلم ویمسخ اخرین قردۃ وخنازیر الی یوم القیامۃ اخرج ابن ماجۃ من حدیث خالد بن معدان عن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتذھب اللیالی والایام حتی تشرب طائفۃ من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا واخرج ابن ماجۃ من حدیث ثابت بن السمط عن عبادۃ بن الصامت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب ناس من امتی الخمر باسم یسمونھا ایاہ و وجدت فی کتب تخریج احادیث

مذہب مرجیہ ۔ مذہب خوارج ۔ مذہب روافض) باقی مذاہب باطلہ کے پیدا ہونے کے سبب ہیں جیساکہ چار خلط (خون ۔ صفرا ۔ بلغم ۔ سودا) امراض مختلفہ کے پیدا ہونے کے سبب ہوتے ہیں ۔

انیسویں[19] (عورتوں کی) شرمگاہوں کو متعہ کی تاویل سے حلال کرلینا اور شراب کو نبیذ کی تاویل کے ساتھ حلال کرلینا اور راگ کے باجوں کا حلال کرلینا اس زمانہ (فتنہ) میں پیدا ہوا ۔ امام بخاریؒ نے ابوعامر یا ابومالک اشعری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو شرمگاہوں کو اور ریشمی لباس کو اور شراب کو اور باجوں کو حلال کرلیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے نیچے فروکش ہوں گے اور شام کے وقت اُن کے مویشی (چراگاہ سے) اُن کے پاس آتے ہوں گے ۔ پھر ایک شخص (مویشیوں کی موجودگی میں) اپنی حاجت لے کر ان کے پاس آئے گا اور اُن سے سوال کرے گا ، اُن میں سے کوئی شخص اُس کو جواب دے گا کہ کل آنا پس رات میں اللہ تعالیٰ اُن کا یہ حال کردے گا کہ پہاڑ کچھ لوگوں پر گرادے گا اور کچھ لوگوں کو مسخ کرکے بندر اور سُور بنادے گا ۔ اور وہ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے ۔ اور ابن ماجہ نے بروایت خالد بن معدان ابوامامہ باہلی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا ۔ یہ رات دن نہ جائیں گے یہاں تک کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے ۔ اور ابن ماجہ نے بروایت ثابت ابن سمط عبادہ بن صامت سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے ۔ اور میں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی

www.kitabghar.org

الرافعی للحافظ ابن حجر العسقلانی قال
روی عبد الرزاق عن معمر لوان رجلاً
اخذ بقول اھل المدینۃ فی استماع الغناء
واتیان النساء فی ادبارھن وبقول اھل
مکۃ فی المتعۃ والصرف وبقول اھل
الکوفۃ فی المسکر کان شر عباد اللہ۔

بستم ارتفاع امن از مسلمانان درمیان
خود ہا بسبب آنکہ یکے پدرے را کشتہ بود ویکے
برادرے تا آنکہ مختفی شدند از یک دیگر و نماز
در مسجد نتوانستند خواند۔

اخرج مسلم من حدیث شقیق
عن حذیفۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال احصوا لی کم یلفظ
الاسلام قال فقلنا یا رسول اللہ اتخاف
علینا ونحن ما بین الست مائۃ
الی السبع مائۃ قال انکم
لا تدرون لعلکم ان تبتلوا قال
فابتلینا حتی جعل الرجل منا لا یصلی
الا سراً۔

بست ویکم[۱] ریاست جمعے کہ استحقاق ریاست
نداشتند یا مفضول بودند بہ نسبت
مستحقین خلافت

کتاب تخریج احادیث رافعی میں یہ دیکھا کہ اُنھوں نے لکھا ہے کہ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غنا سننے کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہلِ مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صرف کے متعلق اہلِ مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلت) میں اہلِ کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے بُرا ہوگا (کہ ہر مذہب کی بُری باتوں کو اس نے چُن چُن کر لے لیا)۔

بیسویں مسلمانوں میں ایک دوسرے سے امن اُٹھ جانا بسبب اس کے کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے باپ کو مار ڈالا تھا اور ایک نے دوسرے کے بھائی کو قتل کیا تھا یہاں تک کہ ایک دوسرے سے (خوف رکھ کر) اپنے گھروں میں چھپ رہے اور مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (امام) مسلمؒ نے بروایتِ شقیق حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپؐ نے فرمایا شمار کرو کس قدر لوگ (کلمۂ) اسلام کے پڑھنے والے ہیں۔ ہم نے کہا اے رسول اللہ کیا آپؐ کو ہم پر کچھ خوف ہے؟ حالانکہ (اس وقت) ہم لوگ (کلمہ گو) چھ سو اور سات سو کے درمیان میں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم کو خبر نہیں شاید کہ تم مبتلا ہو جاؤ۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ پھر ہم مبتلا ہوگئے۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص چھپ کر نماز پڑھتا تھا۔

اکیسویں[۲۱] اُن لوگوں کا ریاست پانا جن کو ریاست کا بالکل استحقاق ہی نہ تھا یا بہ نسبت اور مستحقین خلافت کے کم درجہ کے تھے (اور

لہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر یا تو راوی سے وہم ہوا یا معمر ہی کو غلط خبر ملی کیونکہ عورتوں کے ساتھ لواطت نہ اہل مدینہ کے یہاں جائز ہے نہ کسی اور امام اہل سنت کے نزدیک اسیطرح نشہ کی چیز نہ اہل کوفہ کے نزدیک جائز ہے نہ کسی دوسرے امام اہل سنت کے نزدیک۔ اس قسم کی غلطی دوسروں کے مذاہب بیان کرنے میں اکثر ہوگئی ہے۔ جیسے صاحب ہدایہ سے یہ غلطی ہوگئی کہ اُنھوں نے لکھا کہ امام مالکؒ کے نزدیک متعہ حلال ہے۔

www.kitabghar.org

مرّ من حدیث حذیفۃ ویرث دنیاکم اشرارکم آخرج البخاری وغیرہ من حدیث ابی ھریرۃ قال بینما النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی مجلس یحدث القوم جاءہ اعرابی قال متے الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال کیف اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ واخرج البغوی من حدیث عبد اللہ ابن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا مشت امتی المطیطاء وخدمتھم ابناء الملوک ابناء فارس والروم سلط اللہ شرارھا علی خیارھا واین معنے درزمان حضرت عثمانؓ متحقق شد۔

بست ودوم فتور عظیم افتاد در اقامت ارکان اسلام آخرج ابن ماجۃ من حدیث عثمان بن خثیم عن القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون من السنۃ ویعملون بالبدعۃ ویؤخرون الصلوٰۃ عن مواقیتھا قلت یا رسول اللہ ان ادرکتھم کیف افعل قال تسألنی یا ابن ام عبد کیف تفعل لا طاعۃ لمن عصے اللہ

خلیفہ بنادیئے گئے) یہ مضمون حذیفہ کی اس حدیث میں گزرا کہ تم لوگوں کے بُرے اشخاص تمہاری دُنیا کے وارث ہوجائیں گے۔ امام بخاری وغیرہ نے بروایتِ ابوہریرہؓ نقل کیا ہے کہ ابوہریرہؓ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں لوگوں سے کچھ فرمارہے تھے اسی اثنا میں ایک اعرابی آیا اور آپ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پھر اس اعرابی نے پوچھا امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ نے فرمایا۔ جب امرِ حکومت نااہل کے سپرد ہو تو تم قیامت (کے آنے) کا انتظار کرو۔ اور بغوی نے بروایتِ عبد اللہ بن دینار حضرت (عبد اللہ) بن عمرؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت تکبر کی چال چلے اور شاہانِ فارس وروم کی اولاد (ملکی فتوحات کے سبب غلام بن کر) اُن کی خدمت کریں تو اللہ تعالےٰ اُن کے بُرے لوگوں کو اُن کے اچھے لوگوں پر مسلّط کردے گا۔ {یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پائی گئی}۔

بائیسویں ارکانِ اسلام کے قائم رکھنے میں فتورِ عظیم واقع ہوا۔ ابن ماجہ نے بروایتِ عثمان بن خثیم کے قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ان کے دادا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے کام ایسے لوگوں کے اختیار میں چلے جائیں گے جو سنّت (کے نور) کو بجھادیں گے اور بدعت پر عمل کریں گے اور نمازوں کو اُن کے وقتوں سے ہٹاکر پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اے ابنِ اُمِّ عبد تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا کروں (سُنو) جو خدا کی نافرمانی کرے اُس کی اطاعت (جائز) نہیں

www.kitabghar.org

واخرج البخاری وغیرہ وھذا لفظ البغوی عن ثابت عن انس قال ما اعرف منکم شیئًا کنت أعھدہ علی رسول الله صلی الله علیہ وسلم لیس قولکم لا الٰہ الا الله قلنا یا ابا حمزۃ الصلوٰۃ فقال قد صلیتم حین تغرب الشمس افکانت تلک صلوٰۃ رسول الله صلی الله علیہ وسلم ثم قال علی انی لم أر زمانًا خیرًا للعامل من زمانکم ھذا الا ان یکون زمان مع نبی وقد مر حدیث انس وغیرہ اذا مات ابوبکر وعمر وعثمان فتبًا لکم و فی لفظ فان استطعت ان تموت فمت ومعلوم است از تاریخ کہ اقامتِ حج بعد حضرت عثمانؓ ہیچ خلیفہ بذاتِ خود نہ کردہ است بلکہ نائبے رامقرر کردند وحضرت مرتضٰے برائے آں اقامتِ حج بذاتِ خود نتوانست نمود بلکہ در بعض سنین نائب ہم نتوانست فرستاد کما ھو مذکور فی المستدرک ومعاویہ بن ابی سفیان ابان بن عثمان را امیر الحج ساختہ بود در ایامِ خلافتِ خود حال آنکہ خلفائے سابق اقامت حج بنفسِ خود مے کردند الا بعذر و اقامتِ حج ضمیمۂ خلافت بود بلکہ از خواص خلیفہ چنانکہ بر تخت نشستن

اور (امام) بخاریؒ وغیرہ نے ثابتؓ سے اُنھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے اور یہ الفاظ بغوی کے ہیں کہ حضرت انسؓ کہتے تھے میں تم میں اب وہ کوئی بات نہیں دیکھتا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیکھا تھا سوا اس کے کہ تم لاالٰہ الا اللہ کہتے ہو ہم نے کہا اے ابوحمزہ نماز (تو ہم پڑھا کرتے ہیں) انھوں نے کہا (ہاں نماز پڑھا کرتے ہو مگر یہ نماز بھی کس کام کی) جب آفتاب غروب ہونے لگا (تم اُٹھے اور عصر کی نماز پڑھ لی) کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی (ہرگز نہیں) پھر اُنھوں نے کہا باوجودیکہ میں عبادت کرنے والے کے لئے تمھارے اس زمانہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں دیکھتا سوا اس زمانہ کے جو نبی کے ساتھ ہو (اس حالت پر تمھاری سُستی اور زیادہ جائے تعجب ہے) حضرت انسؓ وغیرہ کی یہ حدیث (اوپر) گزری کہ جب ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ مرجائیں تو پھر تمھارے لئے ہلاکت ہے۔ اور ایک روایت میں اس قدر اور زیادہ ہے۔ پس اگر تم سے ہوسکے تو تم مرجانا۔ اور (واقعاتِ) تاریخ سے یہ (امر بھی) بخوبی معلوم (ہوچکا) ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد کوئی خلیفہ بذاتِ خود حج کو قائم نہ کرسکا بلکہ خلفاء (حج قائم کرنے کے لئے) اپنا نائب مقرر کرلیتے تھے (بنفسِ خود اقامتِ حج میں معذور تھے) اور حضرت مرتضٰے بھی اسی وجہ سے بذاتِ خود حج کو قائم نہ کرسکے بلکہ بعض بعض سال (اپنا) نائب بھی نہ بھیج سکے جیساکہ مستدرک میں مذکور ہے۔ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ابان بن عثمان کو امیرِ حج کردیا تھا حالانکہ خلفائے سابقین بذاتِ خود حج کو قائم کرلیتے تھے مگر کسی عذر سے (نہ جاسکتے تو وہ دوسری بات ہے) اور حج کو قائم کرنا خلافت کا ضمیمہ تھا بلکہ خلیفہ کی خصوصیات میں سے تھا جس طرح تخت پر بیٹھنا

www.kitabghar.org

وتاج بر سر نہادن یا در کوشک بادشاہان
پیشین اقامت نمودن در اکاسرہ وقیاصرہ
علامت بادشاہی بود۔

بست وسوم[۲۳] اختیار تشدد در عبادات وراضی
برخص شرعیہ نشدن فی المصابیح قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین یُسر ولن
یُشادّ الدین احدٌ الا غلبہ فسدّدوا وقاربوا
وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشئ
من الدلجۃ ذکر البغوی عن عُمیر قال من
ادرکتُ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اکثر من سبعین فما رأیتُ قوماً اھون
سیرۃً ولا اقلّ تشدیداً منھم قال ابراھیم
اذا بلغک فی الاسلام امران فخذ ایسرھما
وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی
امرین فخذ ایسرھما وقال الشعبی اذا
اختلف علیک فی امرین فخذ
ایسرھما فان ایسرھما اقربھما من
الحق لان اللہ سبحانہ وتعالیٰ یقول یُرِیدُ
اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔
وازیں آثار مفہوم می شود کہ تلقط رخص از
مذاہب اربعہ بعد ازانکہ نص قرآن و حدیث
مشہور و اجماع سلف وقیاس جلی و
حدیث صحیح ازاں باز نداشتہ باشد حسن
است خلافاً للفقہاء المتاخرین بل
نسبہ بعضھم الی الفسق۔

اور سر پر رکھنا یا اگلے بادشاہوں کے محل میں رہنا شاہان فارس
قدیم میں بادشاہی کی علامات سے تھا۔

تیئیسویں[۲۳] عبادات میں تشدد (اور سختی) اختیار کرنا
اور رخصتِ شرعی کے ساتھ راضی نہ ہونا۔ مصابیح میں ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک دین (سر تاپا)
آسانی ہے اور ہرگز کوئی شخص دین میں تشدد نہ کرے گا مگر یہ کہ
دین اس پر غالب آئے گا (اور وہ نیک اعمال کرنے سے عاجز ہوگا)
لہٰذا تم سیدھے رہو اور (عمل کے) قریب ہو جاؤ اور بشارت پاؤ
اور صبح وشام اور کچھ رات (کی عبادت) سے مدد چاہو۔ اور
بغوی نے عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں جن صحابہ سے
ملا ہوں وہ ستر سے زیادہ تھے۔ میں نے کسی قوم کو سیرت (وعادات)
میں آسان (اور امور دین میں) کم تشدد کرنے والا ان سے بڑھ کر
نہ دیکھا۔ ابراہیم (نخعی) کہتے ہیں جب تم کو اسلام میں دو
کام معلوم ہوں (اور ایک ان میں آسان ہو اور دوسرا مشکل ہو)
تو ان دو میں جو آسان ہو اُسے اختیار کرو۔ اور (امام) شعبی
کہتے ہیں کہ جب دو کام تم کو پیش آئیں تو ان میں سے جو آسان ہو
اُسے اختیار کرو کیونکہ جو ان دونوں میں آسان ہے وہی حق سے
قریب تر ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے یرید اللہ بکم
الیسر تا آخر (ترجمہ:۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور
تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا) ان آثار سے مفہوم ہوتا ہے
کہ مذاہب اربعہ میں سے رخصت کے مسائل کو چن چن کر اختیار
کر لینا بعد اس کے کہ نص قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع
سلف اور قیاس جلی اور حدیث صحیح اُن سے نہ روکے مستحسن ہے
مگر فقہاء متاخرین کا اس میں اختلاف ہے بلکہ بعض فقہاء نے
اس فعل کو فسق کی طرف منسوب کیا ہے۔

www.kitabghar.org

بست و چہارم[۲۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو فتنہ را ذکر فرمودند اخرج البغوی من حدیث حذیفۃ قال قلت یا رسول اللہ ایکون بعد ھذا الخیر شر کما کان قبلہ شر قال نعم قلت فما العصمۃ یا رسول اللہ قال السیف قلت وھل بعد السیف بقیۃ قال نعم یکون امارۃ علی اقذاء وھدنۃ علی دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم ینشأ دعاۃ الضلالۃ فان کان للہ فی الارض خلیفۃ جلد ظہرک واخذ مالک فالزمہ والا فمت وانت عاض علی جذل شجرۃ وفی لفظ قلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ وشر فجاءنا اللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شر قال نعم قلت وھل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قال قلت وما دخنہ قال قوم یھدون بغیر ھدیی تعرف منھم وتنکر قلت فھل بعد ذلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جہنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت

چوبیسویں[۲۴] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو فتنے ذکر فرمائے۔ بغوی نے بروایت حذیفہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے (خدمت نبوی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس خیر (و برکت کے زمانہ) کے بعد شر (و فساد) بھی ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے شر تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! پھر (اس سے) بچاؤ (کی) کیا (صورت) ہے؟ آپ نے فرمایا۔ تلوار۔ میں نے عرض کیا۔ کیا تلوار کے بعد بھی کچھ فتنہ باقی رہ جائیگا۔ آپ نے فرمایا ہاں امارت ہوگی کدورت کے ساتھ اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا گمراہی کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے۔ پس (اس وقت) اگر زمین پر اللہ کا (کوئی) خلیفہ ہو گو وہ تم کو مارے اور تمہارا مال چھین لے تم اس کے ساتھ ہی رہنا ورنہ (در صورت نہ ہونے خلیفہ کے) تم اس حال میں جان دینا کہ درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑے ہو۔ اور ایک روایت میں (اس طرح) ہے میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! ہم لوگ جاہلیت اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ تعالے اس خیر (و برکت یعنے دین اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد (پھر) شر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد (بھی) خیر ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں (ہوگی) مگر تیرگی کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا اس کی تیرگی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے جو میری روش چھوڑ کر دوسری روش پر چلیں گے تم ان میں نیک و بد (دونوں قسم کی باتیں) دیکھو گے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا اس خیر کے بعد (بھی) شر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوئے (لوگوں کو) بلاتے ہوں گے جس نے ان کا کہنا مانا انھوں نے اسے دوزخ میں ڈال دیا۔ میں نے عرض کیا کہ

www.kitabghar.org

یا رسول اللہ صلعم لنا قال ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم قلت فان لم یکن جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلھا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتے یدرکک الموت وانت علی ذلک و اخرج مسلم عن عتبۃ بن غزوان حدیثا طویلا فی اخرہ وانھا لم تکن نبوۃ قط الا تناسخت حتے یکون عاقبتھا ملکا فستخبرون وتجربون الامراء بعدنا و تفسیر این دو فتنہ در کلام سعید بن المسیب است قال سعید بن المسیب ثارت الفتنۃ الاولی فلم یبق ممن شھد بدرا احد ثم کانت الثانیۃ فلم یبق ممن شھد الحدیبیۃ احد قال واظن لو کانت الثالثۃ لم ترتفع و فی الناس طباخ قال البغوی اراد بالفتنۃ الاولی مقتل عثمان وبالثانیۃ الحرۃ وقولہ طباخ ای خیر ونفع یقال فلان لا طباخ لہ ای لا عقل لہ پس فتنۂ اولے مقتل حضرت عثمان و مابعد او است الا آنکہ خلافت معاویہ بن ابی سفیان مستقر شد و فتنۂ ثانیہ

یا رسول اللہ! آپ ہم سے ان لوگوں کی پہچان بیان فرمادیں۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہمارے ہی ملک کے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ میرے لئے کیا حکم کرتے ہیں اگر میں اُن کا زمانہ پاؤں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر (اس وقت) جماعت اور امام نہ ہوں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور اگرچہ تم (سب سے الگ رہ کر) کسی درخت کی جڑ دانتوں سے مضبوط پکڑے ہو اور اسی حال میں تمہاری موت آجائے (تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اور امام مسلمؒ نے عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ کوئی نبوت ایسی نہیں ہوئی ہے کہ وہ رفتہ رفتہ سلطنت نہ بن گئی ہو۔ اور عنقریب تمہاری آزمائش ہوگی اور تم کو ہمارے بعد سرداروں کا تجربہ ہو جائیگا۔ اور ان دو فتنوں کی تفسیر سعید بن مسیب کے کلام سے واضح ہوتی ہے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ پھیلا تو اس میں حاضرین بدر سے کوئی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فتنہ ہوا تو حاضرین حدیبیہ میں سے ایک بھی نہ رہا اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر اب تیسرا فتنہ ہوا تو وہ کسی صاحب طباخ کو باقی نہ رکھے گا۔ بغوی (اس قول کی شرح میں) کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب الخ پہلے فتنہ سے حضرت عثمانؓ کی شہادت مراد لی اور دوسرے (فتنہ) سے (واقعہ) حرہ (جو یزید کے زمانہ میں ہوا ہے) اور لفظ طباخ کے معنے خیر و نفع کے ہیں (عرب کے محاورہ میں) کہا جاتا ہے فلاں شخص کے لئے طباخ نہیں یعنے اس کو عقل نہیں۔ پس فتنۂ اولیٰ (کی مدت) حضرت عثمانؓ کی شہادت اور اس کے بعد اس وقت تک کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان کی خلافت قائم ہوئی۔ اور فتنۂ ثانیہ

www.kitabghar.org

بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استقرار خلافت عبد الملک۔ در روایتِ اُولیٰ واقعہ ردّت کہ در زمانِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقع شدہ بود فتنہ شمردہ اند باعتبار شدت بر مسلمین و در روایتِ ثانیہ ردت را فتنہ نشمردہ اند زیرا کہ ایں واقعہ بین المسلمین نبود بلکہ درمیان مسلمین و کفار۔

بست و پنجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے نشو ونمای ملت اسلامیہ صورتے معین فرمودند کہ تا آخر عہد حضرت عثمان متحقق شد و بعد ازاں انذار بفتن نمودند اخرج البغوی عن عروۃ بن الزبیر عن کرز بن علقمۃ الخزاعی قال قال اعرابیٌ یارسول اللہ ھل للاسلام منتھیٰ قال نعم ایما اھل بیت من العرب والعجم اراد اللہ بھم خیرا ادخل اللہ علیھم الاسلام قال ثم ماذا یا رسول اللہ قال ثم یقع الفتن کانھا الظلل قال فقال الاعرابی کلا یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لتعودن فیما اساود صبًا یضرب بعضکم رقاب بعض قولہ اساود ای حیات وقولہ صبا جمع صابیٔ وصبا اذا مال من دین الی دین۔

بست و ششم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تعداد فتن

حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی وفات سے شروع ہوا اور عبد الملک کی خلافت کے قرار پذیر ہونے تک رہا۔ پہلی روایت میں واقعہ ردت کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا فتنہ میں شمار کیا ہے اس اعتبار سے کہ (اس فتنہ میں) مسلمانوں پر شدّت ہوئی (اور جدال و قتال کے مصائب پیش آئے) اور دوسری روایت میں ردت کو فتنہ نہیں شمار کیا کیونکہ یہ واقعہ مسلمانوں کے درمیان نہ تھا بلکہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان میں تھا (اور فتنہ وہی ہے جو مسلمانوں کے درمیان ہو)۔

پچیسویں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشو ونمائے ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک صورت مقرر فرمائی تھی جو اخیر عہد حضرت عثمانؓ تک متحقق ہوئی۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے فتنے سے ڈرایا۔ بغوی نے عروہ بن زبیر سے اُنھوں نے کرز بن علقمہ خزاعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے (خدمتِ نبوی میں) عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا اسلام کی (ترقی کی) کوئی حد ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں (ہے) عرب ہوں یا عجم جن گھر والوں کے لئے اللہ بہتری چاہے گا اُن پر اسلام کو داخل کرے گا۔ اُس اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا۔ پھر مثل ابر کے فتنے گھیر لیں گے۔ پھر اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ! ایسا تو ہرگز نہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ایسا تو ضرور ہوگا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اساوِد صبار (یعنے سانپ بن کر اور بے دین ہوکر) ان فتنوں میں ضرور پڑوگے۔ [اساوِد (اسود کی جمع) یعنے سانپ اور صبار صابی کی جمع ہے۔ عرب کہتے ہیں صبا جب کوئی شخص ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف میلان کرے]۔

چھبیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی تعداد میں

www.kitabghar.org

بیان فرمودند۔ آخرج البغوی عن عوف بن مالك الاشجعی قال اتیت النبی صلی الله علیه وسلم فی غزوة تبوك وهو فی قبة ادم فقال اُعْدُدْ ستا بین یدی الساعة موتی ثم فتح بیت المقدس ثم موتان یاخذ فیکم کقعاص الغنم ثم استفاضة المال حتی یعطی الرجل مائة دینار فیظل ساخطا ثم فتنة لا یبقی بیت من العرب الا دخلته ثم هدنة تکون بینکم وبین بنی الاصفر فیغدرون فیاتونکم تحت ثمانین غایة تحت کل غایة اثنا عشر الفا۔ بعد انتقال آنحضرت صلی الله علیه وسلم برفیق اعلی فتح بیت المقدس واقع شد بعد ازاں طاعون عمواس بعد ازاں کثرت مال در زمان حضرت عثمان رض بعد ازاں فتنۂ مستطیرۂ عامہ کہ بسبب شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پدیدار گشت۔

بست و ہفتم آخرج البغوی من حدیث جبیر بن نفیر عن مالك بن یخامر عن معاذ بن جبل ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطینیة وفتح القسطنطینیة خروج الدجال ثم ضرب علی فخذ الذی حدثه یعنی معاذا او علی منکبه

بیان فرمایا۔ بغوی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ تبوک میں حاضر ہوا (اس وقت) آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا۔ قیامت (آنے) سے پہلے چھ (کاموں کا ہونا) شمار کرو۔ میری وفات پھر بیت المقدس کا فتح ہونا۔ پھر ایک مرگ عام تم میں شروع ہوگی جس طرح بکریوں میں پھیل جاتی ہے (اور سب کی سب مرجاتی ہیں) پھر مال کی کثرت یہاں تک کہ (ایک ایک) آدمی کو (سَو) سَو دینار ملیں گے پھر بھی وہ ناخوش ہی رہے گا۔ پھر وہ (عام) فتنہ کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر تمھارے اور بنی اصفر (یعنے روم) کے درمیان صلح ہوجائے گی پھر وہ عہد شکنی کریں گے اور تم پر اسّی علم لے کر چڑھائی کریں گے اور ہر عَلم کے نیچے بارہ بارہ ہزار کی جماعت ہوگی [آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رفیق اعلےٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد بیت المقدس فتح ہوا۔ بیت المقدس کے فتح کے بعد طاعون عمواس پھیلا اس کے بعد حضرت عثمان رض کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوئی۔ پھر اس کے بعد عالمگیر اور عام فتنہ ہوا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سبب سے پیدا ہوا]۔

ستائیسویں۔ بغوی نے بروایت جبیر بن نفیر کے مالک بن یخامر سے انھوں نے حضرت معاذ بن جبل رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کی ویرانی کا سبب ہوگا اور مدینہ کا ویران ہونا سخت لڑائی کو برپا کرے گا اور اسی لڑائی سے قسطنطنیہ فتح ہوگی اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال نکلے گا۔ پھر آپ نے جس سے یہ حدیث بیان فرمائی تھی یعنے حضرت معاذ رض کے دونوں رانوں یا شانہ پر

www.kitabghar.org

ثم قال ان ھذا الحق کما انت ھٰھنا
او کما انت قاعد بیت المقدس اینجا
کنایہ از اقلیم شام است زیراکہ بیت المقدس
افضل واقدم بقاع اوست و نشست
انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام وملوک
ایشاں آنجا بود و عمران شام در زمان
خلافت حضرت عثمان و امارت معاویہ
ابن ابی سفیان از جانب حضرت عثمانؓ
واقع شد و خراب یثرب قتل حضرت
عثمانؓ و برآمدن حضرت مرتضٰی بجانب
عراق و خروج ملحمہ حرب جمل و صفین
است و فتح قسطنطنیہ در زمانِ امارتِ
معاویہ بن ابی سفیان بظہور آمد اینجا
حیرتے بخاطر مے رسد کہ خروج دجال را
متعاقب قسطنطنیہ آوردہ شد حالانکہ
زیادہ از ہزار سال از فتح قسطنطنیہ
گزشت و ہنوز بوئے از خروج دجال
بمشام نہ رسید ہمچنیں در حدیث
حذیفہ کہ مذکور شد کہ لاتقوم الساعۃ
حتی تقاتلوا امامکم وتجتلدوا
باسیافکم ایں لفظ مُنبی ست ازانکہ
واقعۂ قتل امام واجتلاد باسیاف علامت
قیامت است حالانکہ زیادہ از ہزار سال
منقضی شد و اثرے از ساعت ظہور نہ کرد
وہمچنیں بعثت انا والساعۃ کھاتین

ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ بالیقین حق ہے جس طرح تمھارا یہاں ہونا
یا (فرمایا) تمھارا یہاں بیٹھا ہونا (یقینی ہے) اس جگہ بیت المقدس
سے مراد اقلیمِ شام ہے کیونکہ بیت المقدس ملکِ شام کے جملہ مقامات
سے مقدم اور افضل ہے اور حضرات انبیاء بنی اسرائیل علیہم
السلام کے بادشاہوں کی نشستگاہ اسی جگہ تھی (پس مقام افضل
کو بول کر پوری ولایت مراد لی گئی) اور ملک شام کی آبادی (اور
ترقی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب کہ حضرت
معاویہ بن ابی سفیان حضرت عثمانؓ کی طرف سے وہاں کے حاکم
تھے ہوئی اور مدینہ کا ویران ہونا حضرت عثمانؓ کی شہادت اور
حضرت مرتضٰی کے (مدینہ چھوڑ کر) بجانب عراق جانے سے اور
واقعاتِ حرب جمل وصفین پیش آنے سے ہوئی۔ اور فتح قسطنطنیہ
حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی امارت میں ظاہر ہوئی۔ اس
مقام میں (اس حدیث کے سننے سے) دل میں سخت حیرت پیدا
ہوتی ہے کہ دجال کا خروج (فتح) قسطنطنیہ کے بعد ہی بیان ہوا
ہے حالانکہ فتح قسطنطنیہ سے اب تک ہزار سال سے زیادہ زمانہ
گزر گیا (مگر) ابتک دجال کے خروج کی بُو بھی (کسی) دماغ میں
نہ پہنچی۔ اور اسی طرح حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں (بھی حیرت
لاحق ہوتی ہے) جو اوپر مذکور ہوئی (وہ حدیث یہ ہے کہ) قیامت
قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ اپنے خلیفہ کو قتل نہ کرو اور باہم
شمشیر زنی نہ کرو۔ اس حدیث کے الفاظ بھی خبر دے رہے ہیں
کہ واقعہ قتل خلیفہ اور مسلمانوں کا باہم شمشیر زنی کرنا قیامت
کی علامت ہے حالانکہ ہزار سال سے زیادہ مدت گزر گئی اور ابتک
قیامت کے آنے کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ اور اسی طرح یہ حدیث
(بھی حیرت پیدا کرتی ہے) حضرتؐ نے (فرمایا) میں اور قیامت
اس طرح (ملا ہوا) بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو (انگلیاں ایک دوسرے سے

www.kitabghar.org

وہمچنیں آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ الی غیر ذلک من احادیث وآیات فی ھٰذا المعنے ممالا یحصٰے وجوابش آنست کہ خروج دجال وقیام ساعت یا ہر فتنہ کہ مذکور شد ربطے دارد مانند ربط نشاندن نہال ببار آوردن آں نہال گویا ابتدائے حرکت ایں فتنہ است و غایت آں خروج دجال وقیام ساعت ولہٰذا حضرت نوح علیہ السلام اِنذارِ قوم خود فرمودند بدجال باوجود بُعد حضرت نوحؑ بزمانِ ظہور دجال وقتے کہ شخصے نہالے مے نشاند میگوید کہ عقب نشاندن آں نہال بار آوردن است و ہر سعیے کہ مے کند از سقی و ساختن شربت نخلہ و غیر آں غایتش بار آوردن است سخن ہرجا منتہی میشود آخر آں خروج دجال است و اینجا سرے است دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتواں آں زبان کشاد ولیس ھٰذا مقامہ۔

بست و ہشتم[۲۸] حدیث ابوعبیدۃ بن الجراح و معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ بدأ ھٰذا الامر نبوۃً ورحمۃً ثم کائن خلافۃً و رحمۃً ثم کائن ملکًا عضوضًا

ملی ہوئی ہیں) اور اسی طرح یہ آیہ کریمہ (بھی حیرت پیدا کرتی ہے) کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (ترجمہ:۔ قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند) علاوہ اس کے اور بھی آیات اور احادیث اس بارے میں بے شمار ہیں (پھر کیا سبب ہے کہ باوجود ظہور ان جملہ علامات کے قیامت کا ابتک کوئی نشان ہی نہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا یا ہر فتنہ جو مذکور ہوا ہی (اس کو قیامت کے ساتھ) ایک قسم کا ربط اور تعلق ہے جیساکہ کسی درخت کا لگانا اور اُس کا پھلنا ان دونوں میں باہم ربط ہے (یعنے درخت لگانے کی غایت اور غرض یہی ہے کہ وہ پھلے) گویا کہ اس حرکت (یعنے آمد قیامت) کی ابتدا یہ فتنہ ہے اور اس حرکت کی غایت دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا ہے اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا باوجودیکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کو دجال سے بُعد تھا۔ (اس کو اس مثال میں سمجھ لو کہ) جب کوئی شخص ایک درخت لگاتا ہے تو کہتا ہی کہ اس درخت کے لگانے کا نتیجہ اس کا پھلنا ہے اور وہ شخص جو کچھ کوشش (اور محنت) کرتا ہے اور اس درخت کو پانی دیتا ہے ان سب کی غایت اُس درخت کا پھلنا ہوتا ہے۔ غرض سلسلہ اس گفتگو (یعنے ذکر فتن) کا اُسی وقت ختم ہوگا جب دجال نکل آئے گا یہاں ایک دقیق راز ہے جو بدون تمہید (چند) مقدمات کے بیان نہیں ہوسکتا مگر یہ مقام ان مقدمات کے ذکر کرنے کا نہیں ہے۔

اٹھائیسویں[۲۸] حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امر (اسلام) نبوت ورحمت (کے ساتھ) شروع ہوا پھر خلافت اور رحمت ہونے والا ہے پھر کاٹنے والی سلطنت ہونے والا ہی

www.kitabghar.org

ثم يكون عتوا وجبرية وفسادا في
الأمة يستحلون الحرير والخمور والفروج
والفساد في الأمة ينصرون على ذلك
ويرزقون أبدا حتى يلقوا الله.

بست ونہم أخرج ابن ماجة من
حديث زيد بن وهب عن عبد الرحمن
ابن عبد رب الكعبة قال انتهيت إلى
عبد الله ابن عمرو بن العاص وهو
جالس في ظل الكعبة والناس مجتمعون
عليه فسمعته يقول بينا نحن مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم
في سفر إذ نزل منزلا فمنا من يضرب
خباءه ومنا من ينتضل ومنا
من هو في جشره إذ نادى مناديه
الصلوة جامعة فاجتمعنا فقام رسول
الله صلى الله عليه وسلم فخطبنا فقال
انه لم يكن نبي قبلي الا كان حقا
عليه ان يدل امته على ما يعلمه
خيرا لهم وينذرهم ما يعلمه شرا
لهم وان امتكم جعلت عافيتها
في أولها وان آخرهم يصيبهم بلاء
وامور تنكرونها ثم تجيء فتن
يرقق بعضها بعضا فيقول
المؤمن هذه مهلكتي ثم
تنكشف ثم تجيء فتنة

پھر سرکشی اور جبر اور امت کے اندر باعث فساد ہوجائے گا۔ لوگ ریشمی لباس اور شرابیں اور شرمگاہیں اور امت میں فساد کرنا حلال سمجھ لیں گے۔ اور باوجود ان کاموں کے ان کو مدد دی جائے گی اور ہمیشہ رزق پاتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ سے مل جائیں۔

انتیسویں (۲۹) ابن ماجہ نے بروایتِ زید بن وہب کے عبدالرحمن بن عبد رب الکعبۃ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس پہنچا اور وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور گرد اُن کے لوگ جمع تھے میں نے اُن سے سُنا کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے (اثنار سفر میں) آپ کسی مقام میں فروکش ہوئے ہم لوگوں میں سے بعضے اپنا خیمہ لگا رہے تھے اور بعضے تیراندازی کی مشق کر رہے تھے اور بعضے اپنے اسباب کے پاس تھے کہ اتنے میں حضرت کے منادی نے ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعۃ۔ یہ سُنتے ہی ہم سب ایک جگہ جمع ہوگئے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا مگر یہ کہ اُس پر یہ واجب تھا کہ جو نیک بات وہ جانتا ہے اپنی امت کو تعلیم کرے اور جس کو بُرا سمجھتا ہے اس سے اُن کو ڈرائے (لہٰذا مجھ پر بھی ایسا کرنا ضروری ہے پس آگاہ ہو جاؤ) کہ تمہاری یہ امت ایسی ہے کہ اُس کے اوّل حصہ میں عافیت ہے اور اُس کے اخیر کے لوگوں پر بلائیں اور ایسے امور پیش آئیں گے کہ جن کو تم ناپسند کروگے۔ پھر فتنے آئیں گے (ایک سے ایک بڑھا ہوا کہ ایک فتنہ دوسرے فتنہ کو (لوگوں کی نظر میں) بے حقیقت کردے گا (جب ایک فتنہ آئے گا) تو مومن کہے گا کہ یہ فتنہ تو مجھے ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ فتنہ دفع ہوگا تو اسکے بعد دوسرا فتنہ آئیگا

www.kitabghar.org

فیقول المؤمن هٰذه مهلكتي ثم تنكشف فمن سره ان يزحزح عن النار ويدخل الجنة فلتدركه موتته وهو يؤمن بالله واليوم الآخر وليأت الى الناس الذي يحب ان يأتوا اليه ومن بايع اماما فاعطاه صفقة يمينه وثمرة قلبه فليطعه ما استطاع فان جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر قال فادخلت رأسي من بين الناس فقلت انشدك الله انت سمعت هٰذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فاشار بيده الى اذنيه فقال سمعته اذناي ووعاه قلبي۔

۳۳ ام اخرج البغوی من حدیث قیس بن ابی حازم عن مرداس الاسلمی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذهب الصالحون الاول فالاول ویبقی حفالة کحفالة الشعیر او التمر لا یبالیهم اللہ بالة و مر تفسیر ہٰذا الحدیث من قول سعید بن المسیب وہمیں قیاس چیزہای بسیارے را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ اند کہ در باب فتن وباب تغیر الناس ودر ابواب متفرقہ میتواں یافت لیکن درین جا ہم بریں قدر اکتفا کنیم

اُسے بھی دیکھ کر مومن کہے گا کہ یہ (ضرور) مجھے ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ بھی دفع ہوجائے گا (پس اے لوگو!) تم میں سے جسکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہو (کہ ایسے وقت میں) وہ دوزخ سے دور ہو کر جنت میں داخل ہو تو اسے لازم ہے کہ ایسی حالت پر مرے کہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیئے کہ لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو دوسروں سے اپنے لئے چاہتا ہو اور جس نے کسی خلیفہ کی بیعت کی یعنے اُس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا اور اپنے دل سے اُس کو مان لیا تو اُسے لازم ہے کہ تا امکان خود اُس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر دوسرا شخص آکر اُس خلیفہ سے منازعت کرنا چاہے تو تم لوگ اُس کی گردن مارو۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ پھر میں نے مجمع میں سر داخل کرکے حضرت عبدالرحمن بن عمرو سے پوچھا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے؟ انھوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میری (ان) دونوں کانوں نے سُنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔

تینتیسویں[۳۳] بغوی نے بروایت قیس بن ابی حازم، مرداس اسلمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت سے پہلے پہلے) نیک لوگ یکے بعد دیگرے (اس دنیا سے) چلے جائیں گے اور جیسا کہ جو یا کھجور ناقص ہوتی ہے ایسے ہی ناقص لوگ باقی رہ جائیں گے ان لوگوں کی اللہ تعالے کچھ پروانہ کریگا۔ (اور نہ خدا کے نزدیک ان کی قدر ہوگی) اس حدیث کی تفسیر سعید بن مسیب کے قول سے (اوپر) گزر چکی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ایسی چیزوں کو بیان فرمایا ہے جو (کتب احادیث کے) باب فتن اور باب تغیر الناس اور متفرق مقامات میں مل سکتی ہیں لیکن ہم نے اس جگہ اسی قدر پر کفایت کی (کیونکہ

www.kitabghar.org

اَلغُرفَۃُ تُنْبِیُٔ عن الغدیر والجفنۃ تحکی عن البیدرِ الکبیر

باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے زمان ظہورِ شرور احکام ومصالح علحدہ تشریع نمودند ودر احادیث بسیار فرمودند کہ چوں زمان کذا وکذا ظاہر شود باید کہ شما چنیں کار کنید وچناں عمل نمائید۔

اوّل غیر مستحق خلافت چوں مسلّط شود واجب است اطاعتِ او فیما وافق الشرع لا فیما خالفہ۔

دوم خروج کردہ نشود بروے وقتال نمودہ نشود باوے مگر آنکہ کفر صریح ازوے ظاہر گردد وایں مضمون متواتر بالمعنے است فمن حدیث انس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی ذر اسمع واطع ولو لعبدٍ حبشی کان رأسہ زبیبۃ ومن حدیث ام الحصین انہا سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یخطب فی حجۃ الوداع وھو یقول ولو استعمل علیکم عبدٌ یقودکم بکتاب اللہ اسمعوا لہ واطیعوا ومن حدیث عبد اللہ بن عمر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احبّ وکرہ

موافق مثل مشہور کے) ایک چلّو سے سارے حوض کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور ایک مٹھی غلّہ بڑے کھلیان کی حالت بتا دیتا ہے (یہ مثل اردو فارسی میں "مشتے نمونہ از خروار" کے فقرہ سے مشہور ہے)۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ ظہور شر و فساد کے (بعضے) احکام ومصالح (جو اس وقت کے مناسب ہیں) جداگانہ بیان فرما دیئے اور اکثر احادیث میں ارشاد فرمایا کہ جب ایسا ایسا زمانہ ظاہر ہو تو تم کو چاہیئے کہ اس طرح کام کرو اور اس طرح عمل کرو (منجملہ اُن احکام زمانہ فتنہ وفساد کے) پہلا (حکم) یہ کہ جب (تم پر) کوئی شخص غیر مستحق خلافت مسلّط ہو جائے تو ان احکام میں جو شرع کے موافق ہوں تم پر اُس کی اطاعت واجب ہے نہ اُن احکام میں جو شرع کے مخالف ہوں۔

دوسرا (حکم) یہ کہ اس سے بغاوت نہ کی جائے اور نہ اس سے جنگ کی جائے ہاں اگر اُس سے کفر صریح ظاہر ہو (تو اس حالت میں بغاوت اور لڑائی درست ہے) یہ مضمون متواتر بالمعنے ہے (چنانچہ) بروایتِ انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا (اپنے حاکم کا) حکم سنو اور (اس کی) اطاعت کرو اگرچہ وہ (ذلیل) حبشی غلام ہو اور اُس کا سر مثل مویز کے چھوٹا (اور حقیر) ہو۔ اور بروایت اُم حُصینؓ منقول ہے (وہ کہتی تھیں کہ) اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھ رہے تھے اُس میں آپؐ نے فرمایا اگرچہ غلام تمھارا حاکم کر دیا جائے اور وہ تم پر کتاب اللہ کے ساتھ حکومت کرے تو تم اُس کا حکم سنو اطاعت کرو۔ اور بروایتِ حضرت عبد اللہ بن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا (حاکم وقت کا) حکم سننا اور اطاعت کرنا ہر مرد پر واجب ہے چاہے وہ اُسے پسند کرے یا نا پسند

www.kitabghar.org

ما لم يؤمر بمعصية فاذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة ومن حديث علي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا طاعة في معصية انما الطاعة في المعروف ومن حديث النواس بن سمعان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ومن حديث عبادة بن الصامت قال دعانا النبي صلى الله عليه وسلم فبايعنا فقال فيما اخذ علينا ان بايعنا على السمع والطاعة في مَنْشَطِنا ومكرهنا و عُسرنا ويُسرنا واَثَرة علينا وان لا ننازع الامر اهله الا ان تروا كفرا بواحا عندكم من الله فيه برهان ومن حديث ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون عليكم امراء تعرفون وتنكرون فمن انكر فقد برئ ومن كره فقد سلم ولكن من رضي و تابع قالوا افلا نقتلهم

تاوقتیکہ اُس کو خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم نہ کیا جائے اور جب خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم کیا جائے تو اس صورت میں نہ حکم سُننا واجب ہے اور نہ اطاعت اور بروایت حضرت علیؓ منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت (واجب) نہیں اطاعت تو اُنہی امور میں ہے جو مشروع ہیں۔ اور بروایتِ نواس بن سمعان منقول ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں اور بروایتِ عبادہ بن صامت منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بُلایا اور ہم سے بیعت لی تو منجملہ اُن باتوں کے جن کا آپؐ نے ہم سے عہد لیا تھا ایک بات یہ تھی کہ آپؐ نے ہم سے اس شرط پر بیعت لی کہ ہم اپنی خوشی اور ناخوشی میں اور سختی اور آسانی میں اور اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دیئے جانے میں آپؐ کا حکم سُنیں گے اور آپؐ کی اطاعت کریں گے۔ اور یہ کہ کسی اہلِ (حکومت) سے اس کی حکومت کے متعلق ہم منازعت نہ کریں گے (پھر فرمایا) مگر یہ کہ تم اُس سے ظاہر کفر دیکھ لو اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل بھی اس کے (کفر ہونے کے) متعلق ہو اور بروایتِ ام سلمہؓ منقول ہے وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے اوپر ایسے حاکم ہوں گے کہ تم اُن سے (بعضے امور) پسند کرو گے اور (بعضے) ناپسند کرو گے پس جس نے ان کاموں کو بُرا کہدیا وہ بری الذمہ ہو گیا اور جس نے (برملا بُرا نہ کہا مگر دل سے) بُرا جانا وہ بھی سلامت رہا مگر جو ان کاموں سے راضی ہوا اور ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہوا) لوگوں نے عرض کیا (کہ یا رسول اللہ!) کیا ایسی صورت میں ہم ایسے سرداروں کو قتل نہ کردیں؟

www.kitabghar.org

قال لا ما صلّوا لا ما صلّوا ومن حديث الحارث الاشعری ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ امر یحییٰ بن زکریا بخمس کلماتٍ ان یعمل بھنّ وان یأمر بنی اسرائیل ان یعملوا بھنّ فکاد یُبطئُ فقال لہ عیسیٰ انّک قد امرت بخمس کلمات ان تعمل بھنّ وان تأمر بنی اسرائیل ان یعملوا بھنَّ فاما ان تبلّغھم واما ان اُبلّغھم فقال یا اخی انی اخشیٰ ان سبقتنی ان اُعذّب او یُخسف بی فجمع بنی اسرائیل فی بیت المقدس حتی امتلأ المسجدُ وقعدوا علی الشرف فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال ان اللہ امرنی بخمس کلمٰتٍ ان تعملوا بھنّ اولھُنّ ان تعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہٖ شیئا فان مثل ذٰلک کمثل رجلٍ اشتری عبدًا من خاصّ مالہ بورقٍ اوذھبٍ فقال ھذہٖ داری وھٰذا عملی فاعملْ وادِّ الیّ عملی فجعل یعمل ویؤدی عملہ الیٰ غیر سیّدہٖ فایکم

آپؐ نے فرمایا۔ نہیں جبتک وہ نماز پڑھتے ہیں (اُن کا قتل کرنا درست نہیں) اور بروایت حارث اشعری منقول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود اُن پہ عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی اُن کے کرنے کا حکم دیں حضرت یحییٰ علیہ السلام سے (تعمیل حکمِ الٰہی میں) کچھ تاخیر ہونے لگی تو ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہاکہ تم کو پانچ باتوں کا حکم ہوا ہے کہ خود ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم کرو۔ یا تو تم اُن باتوں کو بنی اسرائیل تک پہنچا دو یا میں اُن تک پہنچا دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ اے بھائی میں ڈرتا ہوں کہ اگر (ان احکام کے پہنچانے میں) تم مجھ پر سبقت کروگے تو مجھ پر (آسمان سے کوئی) عذاب نازل ہوگا یا میں زمین میں دھنس جاؤں گا (لہٰذا ان احکام کی تبلیغ میں خود کروں گا) پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں بنی اسرائیل کو جمع کیا یہاں تک کہ مسجد بھر گئی اور وہ لوگ بلند مقام پہ بیٹھے (تاکہ سب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھیں اور اُن کا کلام سُنیں) پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ تم لوگ اُن پر عمل کرو۔ اُن میں پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو پس تحقیق اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اپنے خاص مال چاندی یا سونے سے ایک غلام خریدکیا اور اس سے کہدیا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا (منصبی) کام ہے (اس کی اُجرت مجھے ملتی ہے) اب تو یہ کام کیا کرنا اور کام کی اُجرت مجھے دیا کرنا۔ وہ غلام کام کرنے لگا مگر اپنے کام کی اُجرت اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور کو دیدیتا ہے پس (بتاؤ) تم میں سے

www.kitabghar.org

یسرہ ان یکون عبدہ کذالک
وان اللہ عزّوجل خلقکم و
رزقکم فاعبدوہ ولا تشرکوا
بہ شیئا وآمرکم بالصلوٰۃ
فان اللہ ینصب وجھہ لعبدہ
مالم یلتفت فاذا صلیتم فلا
تلتفتوا وآمرکم بالصیام
فان مثل الصیام کمثل رجل
معہ صرۃ من مسك فی عصابۃ
کلھم یحب ان یجد ریح المسك
وآمرکم بالصدقۃ فان مثل
ذٰلک مثل رجل اسرہ العدو
فشدوا یدیہ الٰی عنقہ
فقدموہ لیضربوا عنقہ فقال
ھل لکم الی ان افتدی
نفسی فجعل یفتدی نفسہ
وآمرکم بذکر اللہ کثیرًا
فان مثل ذٰلک کمثل رجل
طلبہ العدو سراعًا فی اثرہ
فاتی حصنًا حصینًا فتحصن
فیہ فان العبد احصن
ما یکون من الشیطان اذا
کان فی ذکر اللہ عزّوجلّ قال
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وانا آمرکم بخمس

کس کو یہ اچھا معلوم ہوگا کہ اُس کا غلام ایسا (نافرمان) ہو۔
اور بیشک اللہ عزّوجل نے تم کو پیدا کیا اور تم کو رزق دیا لہٰذا
(تم کو چاہیئے کہ) تم اس کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو
شریک نہ کرو اور میں تمھیں نماز (قائم رکھنے) کا حکم کرتا ہوں کیونکہ
اللہ تعالیٰ اپنی توجّہ اپنے بندہ کی طرف رکھتا ہے جبتک کہ وہ
بندہ دوسری طرف التفات نہ کرے پس جب تم نماز پڑھا کرو تو کسی
طرف التفات نہ کیا کرو اور میں تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہوں
کیونکہ روزہ (دار) کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کسی جماعت
میں ہو اور اُس کے پاس مُشک کی ایک تھیلی ہو ہر ایک یہی
چاہتا ہے کہ مُشک کی خوشبو سونگھے (اسی طرح روزہ دار کے روزہ
کی خوشبو حق تعالےٰ اور ملائکہ کو مرغوب ہی) اور میں تم کو زکوٰۃ
دینے کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی
شخص کو اس کے دشمنوں نے قید کر لیا اور اُس کے ہاتھ اس کے
گردن سے ملاکر باندھ دیئے اور گردن مارنے کے لئے آگے بڑھا دیا
پھر اُس نے اپنے دشمنوں سے کہا کیا تم مجھ سے میری جان کا
فدیہ لوگے (اور میری جان چھوڑ دوگے۔ دشمنوں نے اُسے
منظور کر لیا) پھر اُس نے اپنی جان کا فدیہ دیدیا (اور قتل سے
بچ گیا۔ اسی طرح زکوٰۃ عذاب الٰہی کا فدیہ ہے) اور میں تم کو حکم
کرتا ہوں کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ
جیسے کسی شخص کا اُس کے دشمن نے تعاقب کیا اور اُس کے
پیچھے دوڑا پھر وہ شخص ایک مضبوط قلعہ کے اندر داخل ہوگیا
اور اُس میں محفوظ ہوگیا کیونکہ بندہ کے لئے شیطان کے شر سے
محفوظ ہونے کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہے کہ اللہ کا ذکر کرے۔ راوی
کا بیان ہے کہ (یہاں تک بیان فرماکر پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا میں (بھی) تم کو پانچ باتوں کا جن کا حکم مجھ (میرے

www.kitabghar.org

أمرني به بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد في سبيل الله وانه من خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه الا ان يراجع ومن حديث ابي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من فارق الجماعة وخرج من الجماعة فمات فميتة جاهلية ومن خرج على امتي بسيفه يضرب برها وفاجرها لا يحاشي مؤمنا لايمانه ولا يفي لذي عهد بعهده فليس من امتي ومن حديث عبدالله بن مسعود قال قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم انكم سترون بعدي اثرة وامورا تنكرونها قالوا فما تأمرنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ادوا اليهم حقهم وسلوا الله حقكم ومن حديث وائل بن حجر قال سأل سلمة بن يزيد الجعفي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا نبي الله أرأيت ان قامت علينا امراء يسئلونا حقهم ويمنعونا حقنا قال اسمعوا واطيعوا فانما عليهم

خدا نے) دیا ہے حکم دیتا ہوں (مسلمانوں کی) جماعت کے ساتھ رہنا اور (اپنے حاکم کا حکم سُننا) اور (اُس کی) اطاعت کرنا اور (راہِ خدا میں) ہجرت کرنا اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا اور جو شخص بقدر ایک بالشت کے (بھی) جماعت سے جُدا ہوا تو اُس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال ڈالی مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت کی طرف) رجوع کرے۔ اور بروایت ابوہریرہؓ منقول ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جُدا ہوا اور جماعت سے نکل گیا پھر مرگیا تو وہ جاہلیت کی سی موت سے مَرا۔ اور جو شخص میری امت پر تلوار لے کر نکلا اور نیک و بد ہر طرح کے لوگوں کو قتل کرنے لگا اور وہ نہ کسی مؤمن (کے قتل) سے بلحاظ اس کے ایمان کے پرہیز کرتا ہے اور نہ کسی ذمی (کے قتل) سے بلحاظ اُس کے عہد کے تو وہ شخص میری امت سے نہیں ہے۔ اور بروایتِ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عنقریب میرے بعد (اپنے سرداروں سے اپنے اوپر دوسروں کو) ترجیح پاتے ہوئے دیکھوگے اور ایسے امور کو (دیکھوگے) کہ تم اُن سے انکار کروگے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ایسے وقت میں) آپؐ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ تم ان کے حقوق دیدینا اور اپنے حق کو خدا سے طلب کرنا۔ اور بروایتِ وائل بن حجر منقول ہے وہ کہتے تھے کہ سلمہ بن یزید جعفی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور (یہ) کہا کہ یانبی اللہ! ارشاد فرمایئے کہ اگر ہمارے اُوپر ایسے سردار ہوجائیں جو اپنے حق (تو) ہم سے طلب کریں اور ہمارے حق سے ہم کو روکیں (تو اس صورت میں ہم کیا کریں؟) آپؐ نے فرمایا تم (اُن کا حکم) سنو اور (اُن کی) اطاعت کرو کیونکہ اُن پر

www.kitabghar.org

ماحملوا وعلیکم ما حملتم اخرج ھٰذہ الاحادیث کلّہا البغوی۔

سوم چوں بیعت برائے شخصے منعقد شد و تسلط او مستقر گشت اگر دیگرے بروے خروج نماید و قتال کند اورا می باید کشت افضل باشد ازوے یا مساوی یا مفضول آخرج البغوی عن عرفجۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من خرج علی امتی وھم مجتمعون یرید ان یفرق بینھم فاقتلوہ کائنا من کان و اخرج البغوی من حدیث ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منھما و اخرج البغوی من حدیث ابی حازم عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و انہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم

وہ (بار) ہے جو اُن پر رکھا گیا ہے اور تم پر وہ (بار) ہے جو تم پر رکھا گیا ہے۔ ان تمام حدیثوں کو بغوی نے روایت کیا ہے۔

تیسرا (حکم) جب کسی شخص کے بیعت منعقد ہوگئی اور اُس کا تسلط قرار پذیر ہوا اگر دوسرا شخص اُس پر خروج کرے اور اُس سے لڑے تو اس کو قتل کرنا چاہیئے وہ خروج کرنے والا خواہ پہلے شخص سے افضل ہو یا اُس کے برابر ہو یا اُس سے مفضول ہو (بہر حال بعد انعقاد بیعت سب مسلمانوں کو اُس باغی کا دفع کرنا واجب ہوگا) بغوی نے عرفجہ سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ جس نے میری امت پر اس حال میں خروج کیا کہ وہ متفق ہوں اور وہ (خروج کرنے والا) اُن کے درمیان تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے تو تم سب اُسے قتل کر ڈالو چاہے کوئی ہو۔ اور بغوی نے بروایت ابونضرہ کے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو جو ان میں سے پچھلا ہے اُسے قتل کر ڈالو۔ اور بغوی نے بروایت ابوحازم، حضرت ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں تو یہ (طریقہ) تھا کہ اُن کے انبیاءؑ اُن کے سردار ہوا کرتے تھے اور جب کوئی نبی ہلاک ہوتا تو اُس کی جگہ دوسرا نبی سردار ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عنقریب (میرے بعد) خلیفہ ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ سب سے پہلے جو خلیفہ بنا ہو اس کی بیعت پوری کرو۔ (الغرض) تم اپنے حکام کا حق ادا کرتے رہو (یہ خیال نہ کرو کہ وہ تمہارا حق ادا نہیں کرتے) کیونکہ اللہ تعالےٰ خود ان سے ان لوگوں کے حق کی باز پرس کریگا جنپر اسے حاکم بنایا تھا

www.kitabghar.org

و اخرج ابن ماجۃ من حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص فی قصۃ طویلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من بایع اماما فاعطاہ صفقۃ یمینہ وثمرۃ قلبہ فلیطعہ ما استطاع فان جاء اٰخر ینازعہ فاضربوا عنق الاٰخر۔

چہارم چون در زمان فتنہ خلفاء صلوات را تاخیر کنند چہ باید کرد آخرج مسلم عن ابی ذر قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت اذا کانت علیک امراء یمیتون الصلوٰۃ و یؤخرون عن وقتہا قلت فما تامرنی قال صل الصلوٰۃ لوقتہا فان ادرکتہا معہم فصل فانہا لک نافلۃ۔

پنجم چون از امرائے زمان فتن تعدی در اخذ زکوٰۃ واقع شود تدبیر چیست آخرج ابوداؤد عن جابر بن عتیک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاتیکم رکیب مبغضون فاذا جاؤکم فرحبوا وخلوا بینہم وبین ما یبتغون فان عدلوا فلانفسہم وان ظلموا فعلیہم وارضوہم

اور ابن ماجہ نے بروایت عبداللہ بن عمرو بن عاص ایک طویل قصہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور دل سے اس کو مان لیا تو چاہیئے کہ تا امکانِ خود اُس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص اُس (خلیفہ) سے جھگڑنے کے لئے آئے تو تم لوگ اس دوسرے کی گردن مارو۔

چوتھا (حکم) جب فتنہ کے زمانہ میں خلفاء نماز (ادا کرنے) میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہیئے؟ (امام) مسلمؒ نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوذرؓ) تم (اس وقت) کیا کرو گے جب تمہارے اوپر (ایسے) سردار ہوں گے جو نمازیں خراب کریں گے اور اُن کو اُن کے وقت سے تاخیر کرکے ادا کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم اپنی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا۔ اس کے بعد اگر تم کو نماز اُن کے ساتھ مل جائے تو (پھر) پڑھ لیا کرنا کیونکہ وہ تمہارے لئے نفل ہوگی۔

پانچواں (حکم) جب زمانۂ فتنہ کے سردار زکوٰۃ وصول کرنے میں تعدی کریں تو اس کی کیا تدبیر ہے۔ ابوداؤد نے جابر بن عتیکؓ سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب تمہارے پاس (زکوٰۃ تحصیل کرنے کے لئے) کچھ سوار آئیں گے کہ جن کو لوگ بُرا جانیں گے پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو مرحبا کہو اور اُن کے اور اس مال کے درمیان میں جو وہ طلب کرتے ہیں حائل نہ ہو پس اگر وہ انصاف کریں گے تو اپنی جانوں کے لئے اور اگر ظلم کریں گے تو اس کا وبال اُن کی (گردنوں) پر ہوگا اور ان کو راضی رکھو

www.kitabghar.org

فان تمام زکوٰتکم رضاھم ولیدعوا لکم واخرج ابوداؤد عن جریر بن عبد اللہ قال جاء ناس یعنی من الاعراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ان ناسا من المصدقین یاتونا فیظلمونا فقال ارضوا مصدقیکم قالوا یا رسول اللہ و ان ظلمونا قال ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم۔

ششم تخلی برائے عبادت در زمان اول ممنوع بود در زمان فتنہ محبوب ومطلوب شد

اخرج الترمذی عن ابی ھریرۃ قال مر رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشعب فیہ عیینۃ من ماء عذبۃ فاعجبتہ فقال لو اعتزلت الناس فاقمت فی ھذا الشعب فذکر ذٰلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا تفعل فان مقام احدکم فی سبیل اللہ افضل من صلوٰتہ فی بیتہ سبعین عاما الا تحبون ان یغفر اللہ لکم ویدخلکم الجنۃ اغزوا فی سبیل اللہ من قاتل فی سبیل اللہ فواق ناقۃ وجبت لہ الجنۃ واخرج احمد

کیونکہ تمھاری زکوٰۃ اسی وقت پوری ہوگی جب وہ لوگ تم سے راضی رہیں اور چاہئے کہ وہ (تم سے ایسے راضی رہیں کہ) تمھارے لئے دعاء کریں۔ اور ابوداؤد نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ اعرابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) زکوٰۃ لینے والے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو۔ پھر اُن لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ وہ تو ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپؐ نے (پھر وہی) فرمایا کہ اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو اگرچہ تم پر ظلم کیا جائے۔

چھٹا (حکم) زمانۂ اول میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنا منع تھا اور فتنہ کے زمانہ میں محبوب اور مطلوب ہوگیا۔ ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص کسی گھاٹی میں میٹھے پانی کے ایک چشمہ پر گزرے وہ چشمہ اُن کو مرغوب ہوا اُنھوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر میں لوگوں سے علیحدہ ہوکر اس گھاٹی میں رہوں (تو عبادتِ الٰہی خوب ہو) چنانچہ اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا (ایسا) نہ کرنا۔ کیونکہ تم میں سے کسی ایک کا راہِ خدا میں قائم ہونا اپنے گھر میں ستر برس نماز پڑھنے سے افضل ہے کیا تم اس بات کو دوست نہیں رکھتے کہ خدا تم کو بخش دے اور تم کو جنت میں لیجائے۔ راہِ خدا میں جہاد کرو (کیونکہ) جس شخص نے بقدر فواق ناقہ[1] کے راہِ خدا میں جہاد کیا اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور (امام) احمدؒ نے

[1] فواق ناقہ اس وقفہ کو کہتے ہیں جو اونٹنی کا دودھ دوہتے وقت ظرف کے بدلنے میں لگتا ہے۔ اونٹنی چونکہ دودھ زیادہ دیتی ہے اس لئے ایک ظرف بھر جاتا ہے تو دوسرا ظرف بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے ظرف کو ہٹا کر دوسرے ظرف کے لگانے میں جو دیر ہوتی ہے اسی کو فواقِ ناقہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اس قدر قلیل وقت کے لئے بھی راہِ خدا میں جہاد کرنے کی فضیلت ہے۔

www.kitabghar.org

عن ابی امامۃ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فمرّ رجل بغار فیہ شیٔ من ماءٍ وبقل فحدث نفسہ بان یقیم فیہ ویتخلی من الدنیا فاستأذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم ابعث بالیہودیۃ ولا بالنصرانیۃ ولکنی بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ والذی نفس محمد بیدہ لغدوۃ او روحۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہا ولمقام احدکم فی الصف خیر من صلوۃ ستین سنۃ اخرج البغوی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم الغنم یتبع بہا شعف الجبال ومواقع القطر یفر بدینہ من الفتن واخرج البغوی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتنۃ القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی

ابوامامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سریّہ میں (جہاد کرنے) نکلے (ہمارے ہمراہیوں میں سے) ایک شخص غار میں گیا کہ وہاں کچھ پانی تھا اور کچھ سبزی تھی وہ مقام دیکھ کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اُس غار میں اقامت پذیر ہو اور دنیا سے علیحدہ رہے (اور خدا کی عبادت کرے یہ سوچ کر) اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (اُس غار میں رہنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ تو یہود ونصارٰی کا طریقہ ہے اور) میں یہودیت یا نصرانیت کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا بلکہ (میں شریعتِ) ابراہیمی کے ساتھ جو آسان اور (سہل) ہے مبعوث ہوا ہوں قسم اُس ذات کی کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جان اُس کے ہاتھ میں ہے کہ خدا کی راہ میں (بہ نیتِ جہاد) تھوڑا سا بھی سفر کرنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ اور بیشک تم میں سے کسی ایک کا صفِ (مجاہدین) میں خدا کی راہ میں قیام کرنا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے (ان حدیثوں سے اوّل زمانہ میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور زمانۂ فتنہ میں خلوت کا بہتر ہونا احادیث ذیل سے مفہوم ہوتا ہے)۔ بغوی نے حضرت ابوسعید خدری رض سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ لیکر پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں میں رہے اور اپنے دین کو بچا کر فتنوں سے بھاگ جائے۔ اور بغوی نے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں کھڑا ہونے والا (اُس میں) چلنے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں چلنے والا (اُس میں) دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔

www.kitabghar.org

مَنْ تشرف لها تَستَشرِفه فمن وجد ملجأ او معاذا فليعذ به۔

ہفتم کسے کہ بیعت بر ہجرت کردہ باشد تعرب دریں زمان جائز باشد آخرج النسائی عن سلمة بن الاکوع انه دخل علی الحجاج فقال یا ابن الاکوع ارتددت علی عقبیك وذکر کلمة معناها وبدوت قال لا ولکن رسول الله صلی الله علیه وسلم اذن لنا فی البدو۔

ہشتم امر بمعروف ونہی از منکر از واجبات اسلام بود در زمان فتنہ ساقط شد آخرج الترمذی وابن ماجة عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه قال یا ایها الناس انکم تقرؤن هذه الاٰیة یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الناس اذا رأوا منکرا فلم یغیروه یوشك ان یعمهم الله بعقابه و اخرج الترمذی وابن ماجة عن ابی ثعلبة الخشنی فی قوله تعالی علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم قال اما والله لقد سألت

جو اس فتنہ کے قریب گیا وہ (فتنہ) اُس کو لے لیگا پس جو شخص کوئی پناہ یا بچاؤ کی جگہ پائے تو اُسے چاہیئے کہ وہیں پناہ گزین ہو جائے۔

ساتواں (حکم) جس شخص نے (حضرتؐ کے دستِ مبارک) ہجرت کرنے پر (اور مدینہ میں رہنے پر) بیعت کی ہو اُس کو اس زمانۂ (فتنہ) میں (مدینہ چھوڑ کر) بادیہ نشینی (اختیار کرنا) جائز ہوگی نسائی نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میرے پاس حجاج (بن یوسف) آیا اُس نے (مجھ سے) کہا اے ابن اکوع تم اپنے پچھلے پیروں لوٹ گئے (یعنے دار الہجرت سے بھاگ گئے) اور ایک جملہ کہا جس کے یہ معنے ہیں کہ تم بادیہ نشین ہو گئے میں نے کہا نہیں (میں پچھلے پیروں نہیں لوٹا) بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بادیہ نشینی کی اجازت دی تھی۔

آٹھواں (حکم) (پہلے زمانہ میں) امر معروف اور نہی منکر منجملہ واجباتِ اسلام کے تھا اور فتنہ کے زمانہ میں (وجوب) جاتا رہا۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے تھے کہ اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الاٰیة [ترجمہ:- اے ایمان والو! تم پر اپنے نفسوں کی ہدایت لازم ہے تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا جو گمراہ ہوا درصورتیکہ تم ہدایت پر ہو] (اس کا یہ مطلب سمجھنا کہ امر معروف و نہی منکر کی کچھ ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جب لوگ کوئی بُرا کام (ہوتا) دیکھیں پھر اُسے نہ بدل دیں تو قریب ہے کہ اُس بُرے کام کے عذاب میں (بُروں کے ساتھ) ان کو بھی اللہ تعالے شامل کرلے گا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خشنی سے اللہ تعالی کے اس قول عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ الخ (کی تفسیر) میں روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ آگاہ رہو کہ میں نے

www.kitabghar.org

عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى اذا رأيت شحًا مطاعًا وهوًى متبعًا ودنيا مؤثرة واعجاب كل ذي رأي برأيه ورأيت امرًا لابد لك فعليك نفسك ودع امر العوام فان وراءكم اياما الصبر من صبر فيهن كان كمن قبض على الجمر للعامل فيهن اجر خمسين رجلا يعملون مثل عمله قالوا يا رسول الله اجر خمسين منهم قال اجر خمسين منكم واخرج الترمذي عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان النبي صلى الله عليه وسلم قال كيف بك اذا ابقيت في حثالة من الناس مرجت عهودهم واماناتهم واختلفوا فكانوا هكذا وشبك بين اصابعه قال فبم تأمرني قال عليك بما تعرف ودع ما تنكر وعليك بخاصة نفسك واياك وعوامهم وفي رواية الزم بيتك واملك عليك لسانك وخذ ما تعرف

اس آیت کا مطلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا (یہ مطلب نہیں ہے کہ امر معروف ونہی منکر نہ کرو) بلکہ امر معروف اور نہی منکر کرتے رہو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل پسندیدہ ہوا اور خواہش نفسانی کی پیروی ہونے لگی اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر اہل الرائے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا اور تم کسی امر کو دیکھو کہ تم کو اس سے چارہ نہیں تو (اس حالت میں) اپنے نفس کی ہدایت لازم پکڑو اور عوام کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو کیونکہ تمھارے آگے صبر (کرنے) کے دن (آنے والے) ہیں جس نے ان دنوں میں صبر کیا[1] تو گویا اس نے آگ کی چنگاری کو (اپنے ہاتھ میں) لے لیا۔ ان دنوں میں (شریعت کے احکام پر) عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے عمل کا ثواب ملیگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت کے پچاس (آدمیوں) کا ثواب ملیگا۔ آپ نے فرمایا (نہیں بلکہ) تمہارے زمانے کے پچاس آدمیوں کا۔ اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمھارا کیا حال ہوگا جب کہ تم ناکارہ لوگوں کے درمیان میں رہ جاؤ گے جن کے عہد و (پیمان) اور جن کی امانتیں برباد ہوگئی ہوں گی اور وہ (باہم) مختلف ہونگے اور اس طرح ایک دوسرے سے لڑیں گے (یہ کہہ کر) آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کیا۔ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ مشروع باتوں کو اپنے اوپر لازم کرلو اور غیر مشروع کو چھوڑ دو اور تم خاص اپنے ہی نفس کا خیال رکھو اور عوام کو چھوڑ دو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (اس وقت) تم اپنے گھر میں بیٹھ رہو اور اپنی زبان روکے رکھو اور جس بات کو اچھا جانو اسے اختیار کرو۔

[1] یعنے بہت صبر کیا۔ مصحح

www.kitabghar.org

ودع ما تنكر و عليك بامر خاصة نفسك
ودع امر العامة۔

نہم چوں قریش بر ملک تجاحف
کنند حصہ از فے نباید گرفت
اخرج ابوداؤد من حدیث ذی الزوائد
صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول سمعت رسول اللہ
فی حجۃ الوداع امر الناس ونہاھم
ثم قال ھل بلغت قالوا اللھم نعم
ثم قال اذا تجاحفت قریش الملک
فیما بینھا وعاد العطاء او کان
رشا فدعوہ۔

دہم صحبت خلفاء در زمان اول
سعادتے عظیم بود و در عہد فتنہ احتراز
از صحبت ملوک لازم است فی
المشکوۃ عن عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
تصیب امتی فی اخر الزمان من
سلطانھم شدائد لا ینجو منہ
الا رجل عرف دین اللہ فجاھد
علیہ بلسانہ ویدہ وقلبہ
فذلک الذی سبقت لہ السوابق و
رجل عرف دین اللہ فصدق بہ
ورجل عرف دین اللہ فسکت علیہ

اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دو اور خاص اپنی ہی نفس کا خیال رکھو
عوام کو چھوڑ دو۔

نواں (حکم) جب قریش ملک (و سلطنت) پر آپس میں
لڑیں تو اس وقت مال غنیمت سے حصہ نہ لینا چاہیے۔ ابوداؤد
نے بروایت ذوالزواید جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی
تھے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے لوگوں کو (نیک کاموں کا)
حکم کیا اور (برے کاموں سے) منع کیا پھر فرمایا کیا میں نے
(تم کو خدا کے احکام) پہنچا دیئے سب نے جواب دیا کہ بار خدایا ہاں
(آپ نے پہنچا دیئے) پھر آپ نے فرمایا جب قریش ملک پر باہم
ایک دوسرے سے جنگ وجدال شروع کر دیں اور عطا (یعنے
حصہ مال غنیمت یا وظیفہ از خود) ملے یا بذریعہ رشوت کے ملے تو
اس کو تم نہ لو۔

دسواں (حکم) اول زمانہ میں خلفاء کی صحبت ایک بڑی
سعادت تھی اور فتنہ کے زمانہ میں بادشاہوں کی صحبت سے
پرہیز کرنا لازم ہے۔ مشکوۃ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں میری امت کو ان کے بادشاہوں (کے
ہاتھوں) سے (بہت کچھ) تکلیفیں پہنچیں گی ان سے وہی شخص
نجات پائے گا جس نے خدا کے دین کو پہچان لیا۔ پھر دین کے لئے
اپنی زبان سے اور اپنے ہاتھ سے اور اپنے دل سے جہاد کیا پس یہی
وہ شخص ہے جو نیکیوں میں سابق القدم ہے اور وہ شخص نجات
پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچان لیا اور اس کی سچائی بیان
کی (یعنے زبان سے امر معروف و نہی منکر کرتا رہا) اور وہ
شخص (بھی نجات پائے گا) جس نے اللہ کا دین پہچانا اور اس پر سکوت کیا

www.kitabghar.org

فان رای من یعمل الخیر احبہ علیہ وان رای من یعمل بباطل ابغضہ علیہ فذلک ینجو علی ابطانہ کلہ۔

یازدہم امضائے قول خلیفہ در زمان سابق حجتے بود و در ایام فتنہ ایں معنے منقطع شد آخرج مسلم عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ قبلی الا کان لہ من امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعدھم خلوف یقولون ما لا یفعلون ویفعلون ما لا یؤمرون فمن جاھدھم بیدہ فھو مؤمن ومن جاھد بلسانہ فھو مؤمن ومن جاھدھم بقلبہ فھو مؤمن ولیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل فی المشکوٰۃ عن ابن مسعود قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ہذہ الامۃ ابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا

(یعنے امر معروف ونہی منکر زبان سے نہ کیا لیکن) اگر اُس نے کسی کو دیکھا کہ عمل خیر کرتا ہے تو اُس نے اُس کو دوست رکھا اور کسی کو عمل باطل کرتے دیکھا اُسے (جی سے) بُرا جانا تو یہ شخص باوجود (امر معروف ونہی منکر کے) پوشیدہ رکھنے سے نجات پائے گا۔

گیارھواں (حکم) پہلے زمانہ میں خلیفہ کے قول پر عمل کرنا (شرعی) دلیل تھا اور فتنہ کے زمانہ میں یہ بات نہ رہی (یعنے قول خلیفہ دلیل شرعی نہ رہا) (امام) مسلمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے پہلے اللہ نے کوئی نبی اُس کی امت میں ایسا نہیں بھیجا جس کے لئے اُس اُمت میں سے حواری اور اصحاب نہ ہوں اور وہ اُس کی سنت پر عمل نہ کرتے ہوں اور اس نبی کے حکم کی اقتدا نہ کرتے ہوں پھر اُن کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ جو (دوسروں سے) کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے اور ایسے کام کرتے ہیں جن کا حکم (شریعت سے) اُن کو نہیں دیا گیا ان لوگوں کے ساتھ جو شخص اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جو اُن کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے وہ (بھی) مؤمن ہے اور جو اُن کے ساتھ اپنے دل سے جہاد کرے وہ (بھی) مؤمن ہے اور اس (درجہ) کے بعد (پھر کسی میں) رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے جو شخص سُنّت پر عمل کرنا چاہے تو وہ اُن (اصحاب نبی) کے طریقہ پر چلے جو دُنیا سے جا چکے کیونکہ جو لوگ زندہ ہیں اُن کے فتنہ سے محفوظ رہنے کا اطمینان نہیں ہے یہ لوگ (جو دنیا سے جا چکے حقیقی طور پر) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اس امت میں سب سے افضل تھے اور سب سے زیادہ نیک دل تھے اور اُن کا علم سب سے وسیع تھا اور ان میں تکلّف بہت کم تھا

www.kitabghar.org

اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم رواه رزين۔ اخرج ابن ماجة عن العرباض بن سارية يقول قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فوعظنا موعظة بليغة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون فقيل يارسول الله وعظتنا موعظة مودع فاعهد الينا بعهد فقال عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان عبدا حبشيا وسترون من بعدي اختلافا شديدا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ واياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة اخرج الدارمي عن الاعمش قال قال عبد الله ايها الناس انكم ستحدثون ويحدث لكم فاذا رأيتم محدثة فعليكم بالامر الاول واخرج الدارمي عن سفيان عن واصل عن امرأة يقال لها عائشة قالت رأيت ابن مسعود يوصي الرجال والنساء يقول و من ادرك منكم من امرأة او رجل

اللہ نے اُن کو اپنے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صحبت کے لئے اور اُن کے دین کے قائم کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا لہٰذا تم لوگ اُن کی فضیلت کو جان لو اور ان کی پیروی کرو اور تا امکان خود اُن کے اخلاق اور عادات سے تمسک کرو کیونکہ یہ لوگ راہِ مستقیم پر تھے۔ اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن ہم لوگوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور ہم کو بڑی نصیحت کی کہ جس سے ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ نے ہم کو رخصت ہونے والے کی سی نصیحت فرمائی ہے اب آپؐ ہم کو کچھ حکم بھی دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اے لوگو! اللہ سے ڈرنے کو اور (اپنے حاکم کا حکم) سُننے اور اطاعت کرنے کو اپنے اوپر لازم سمجھو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو۔ اور عنقریب تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے پس تم میری سنت کو اور میرے خلفاء راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو اپنے ذمہ لازم سمجھنا اور اُس کو دانتوں سے پکڑنا اور نئی باتوں سے دور رہنا کیونکہ (ہر نئی بات بدعت ہے اور) ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور دارمی نے اعمش سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (حضرت) عبداللہؓ (بن مسعود) نے فرمایا۔ تم لوگ نئی نئی باتیں نکالو گے اور تم کو نئی نئی باتیں پیش آئیں گی پس جب تم نئی بات دیکھنا تو پُرانے طریقہ کو اپنے اوپر لازم سمجھنا۔ اور دارمی نے سفیان سے انھوں نے واصل سے انھوں نے ایک عورت سے جس کا نام عائشہ تھا روایت کی ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو دیکھا وہ (اُس وقت) مَردوں کو اور عورتوں کو نصیحت کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی تم مردوں یا عورتوں میں سے (نئی نئی باتیں) پائے تو

www.kitabghar.org

فالسمت الاوّل والسمت الاوّل
فانا علی الفطرۃ ومعلوم است
کہ وفات عبداللہ بن مسعودؓ در
آخر ایام خلافت حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ واقع شد۔

دوازدہم در حالتِ اُولےٰ خدای
تعالیٰ فرمودہ است سَتُدْعَوْنَ
اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ
تُقَاتِلُوْنَھُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ودر
حالتِ ثانیہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم منع نمودند از قتال و
امر مؤکد فرمودند بقعود باید دید
چہ قدر فرق است درآنکہ دعوت
خلیفہ سبب وجوب امتثال امر گردد و
تحریم تخلف وآنکہ واجب باشد قعود و
حرام باشد خوض در نصرت۔

سیزدہم تضاعف اجور آنانکہ
دریں زمان متمسک بسنت باشند
اخرج الترمذی عن بلال بن الحارث
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِنْ
سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ
فان لہ من الاجر مثل اجور من
عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم
شیئا ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ

پہلی روش (اختیار کرے) اور پہلی روش اختیار کرے دیکھو ہم تو
فطرت (اسلام) پر ہیں [اور یہ معلوم ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ
کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں
واقع ہوئی]۔

بارھواں (حکم) فتنہ سے پہلے جہاد شارع کو مطلوب
تھا چنانچہ (اسی) پہلی حالت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ الاٰیۃ [ترجمہ: عنقریب تم بلائے
جاؤ گے ایسے لوگوں (کی لڑائی) کی طرف کہ وہ سخت لڑائی والے
ہوں گے تم اُن سے لڑو گے یا وہ اسلام لائیں گے] اور دوسری
حالت (یعنے زمانۂ فتنہ میں جہاد ممنوع ہو گیا چنانچہ اس
حالت) کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے
منع کیا اور بہت تاکید کے ساتھ آپؐ نے گھر میں بیٹھ رہنے کا
حکم دیا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ (ان دونوں حالتوں میں) ایک
یہ کہ خلیفہ (کا جنگ کے لئے لوگوں کو) بلانا اس کے تعمیل حکم کے
واجب ہونے اور لڑائی سے بیٹھ رہنے کی حرمت کا سبب ہو
دوسرے یہ کہ لڑائی سے بیٹھ رہنا واجب ہو اور (خلیفہ کی) مدد
کرنا حرام ہو (دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے پہلی حالت خلفائے
ثلاثہ کی تھی اور دوسری حالت حضرت علی مرتضےٰ کی)۔

تیرھواں (حکم) اس زمانہ (فتنہ وفساد) میں جو لوگ
سنتِ (نبوی) کے عامل ہیں ان کو دو چند ثواب ملنا۔ ترمذی نے
بلال بن حارثؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری ایسی سنت کو
جاری کیا جو میرے بعد متروک ہو گئی ہو تو جس قدر لوگ اس پر
عمل کریں گے ان سب کا ثواب اسے ملیگا بدون اس کے کہ اُن کے
ثواب میں سے کچھ کم کر لیا جائے اور جس شخص نے کوئی بری بدعت نکالی

www.kitabghar.org

لا یرضاها الله ورسوله کان علیه من الاثم مثل
اثم من عمل بها لا ینقص ذلك من اوزارهم
شیئا واخرج الترمذی وابن ماجة عن
ابی ثعلبة الخشنی عن النبی صلی الله
علیه وسلم قال فان وراءکم
ایام الصبر فمن صبر فیهن کان
کمن قبض علی الجمر للعامل فیهن
اجر خمسین رجلا یعملون مثل عمله
قالوا یا رسول الله اجر خمسین منهم
قال اجر خمسین منکم مختصر واخرج
البغوی عن معقل بن یسار ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال العبادة فی الهرج کهجرة الی.

۱۴ چہاردہم مرگ دراں ایام بہتر باشد
از زندگانی عن ابی هریرة قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
اذا کان امراءکم خیارکم واغنیاءکم
اسخیاءکم وامورکم شوری
بینکم فظهر الارض خیر
لکم من بطنها واذا کان امراءکم شرارکم
واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الی
نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظهرها.

۱۵ پانزدہم اظہار کلمۂ حق نزدیک سلطان
جابر افضل از جہاد باشد اخرج
البغوی عن ابی امامة

جس سے اللہ اور اُس کا رسول خوش نہیں تو جس قدر لوگ اُس بدعت پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس شخص پر ہوگا بدون اس کے کہ اُس کے گناہ سے کچھ کم کر لیا جائے۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خُشَنی سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آگے صبر کرنے کے دن (آنے والے) ہیں جو شخص اُن میں صبر کریگا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے آگ کی چنگاری ہاتھ میں اُٹھالی اُن دنوں میں (ایک نیکی) کرنے والے کو ان پچاس آدمیوں کا سا ثواب ملے گا جنھوں نے اس نیکی کو کیا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اُسی زمانے کے پچاس نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملے گا۔ آپ نے فرمایا (اُس زمانے کے نہیں) تمہارے زمانہ کے پچاس (نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملیگا) یہ حدیث مختصر ہے۔

۱۴ چودھواں (حکم) اس (فتنے کے) زمانہ میں مرجانا زندہ رہنے سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک تمہارے بہترین اشخاص تمہارے سردار ہوتے رہیں اور تمہارے مالدار لوگ سخاوت کرتے رہیں اور تمہارے کام تمہارے درمیان مشورے سے ہوتے رہیں تو زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے شریر لوگ تمہارے سردار ہوجائیں اور تمہارے مالدار لوگ بخل کرنے لگیں اور تمہارے کاموں کا اختیار تمہاری عورتوں کو دے دیا جائے تو (اس وقت) زمین کا پیٹ تمہارے لئے اُس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

۱۵ پندرھواں (حکم) ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا جہاد سے افضل ہے۔ بغوی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ

www.kitabghar.org

ان رجلا قال یا رسول اللہ ای الجہاد افضل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرمی الجمرۃ الاولی فاعرض عنہ ثم قال عند الجمرۃ الوسطی فاعرض عنہ فلما رمی جمرۃ العقبۃ ووضع رجلہ فی الغرز قال این السائل قال انا ذا یا رسول اللہ قال افضل الجہاد من قال کلمۃ حق عند سلطان جائر۔

باز وقائع عجیبہ واقع شد کہ بلسان حال دلالت کردند برآنکہ بعد ازیں تاریخ برکاتِ ایام نبوت مختفی شد۔ فی المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمرات فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ فیہن بالبرکۃ فضمہن ثم دعا لی فیہن بالبرکۃ قال خذہن فاجعلہن فی مزودک کلما اردت ان تاخذ منہ شیئا فادخل فیہ یدک فخذہ ولا تنثرہ نثرا فقد حملت من ذلک التمر کذا وکذا من وسق فی سبیل اللہ فکنا ناکل منہ ونطعم وکان لا یفارق حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ انقطع

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت جمرۂ اُولیٰ کی رمی فرما رہے تھے آپ نے اس سائل سے اعراض کیا۔ پھر اُس نے جمرۂ وسطےٰ کے پاس یہی سوال کیا۔ آپ نے پھر اُس سے اعراض کیا۔ پھر جب آپ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوئے اور آپ نے اپنا پائے مبارک (اونٹ کے) پالان میں رکھا (اور اونٹ پر سوار ہونے لگے) تو آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں یہ (کھڑا) ہوں۔ آپ نے فرمایا افضل جہاد یہ ہے کہ حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہدے (یہ احکام تو تھے جو احادیث میں زمانۂ فتنہ کے متعلق وارد ہوئے ہیں)۔

پھر اس کے بعد کچھ واقعاتِ عجیبہ پیش آئے جو بزبانِ حال اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ اس فتنہ کے ہوتے ہی زمانۂ نبوت کی برکتیں چھپ گئیں۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اُن میں برکت کے واسطے خدا سے دعاء کیجئے۔ آپ نے انکو یکجا کیا پھر میرے لئے اُن میں برکت کی دعاء فرمائی اور مجھ سے فرمایا کہ ان کو لے لو اور اپنے توشہ دان میں رکھو جب ان میں سے کچھ کھجوریں لیتا ہوں تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرنا اور ان سب کو یکبارگی (توشہ دان سے) نہ نکال لینا (حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ) میں نے اُن کھجوروں میں سے اتنے اتنے وَسق راہِ خدا میں (محتاجوں کو) دیئے اور خود اُس میں سے کھائیں اور دوستوں کو کھلائیں اور وہ توشہ دان (کسی وقت حضر وسفر میں) میری کمر سے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا دن آیا تو وہ توشہ دان (کہیں) کٹ (کر گر) گیا

www.kitabghar.org

وقد قال ابو هريرة فى ذلك يوم قتل عثمانؓ

للناس همٌّ ولى اليوم همّان

همّ الجراب وهمّ الشيخ عثمان

أخرج البخارى عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتما من ورق وكان فى يده ثم كان بعد فى يد ابى بكر ثم كان بعد فى يد عمر ثم كان بعد فى يد عثمان حتى وقع بعد فى بير اريس نقشه محمد رسول الله واخرج البخارى عن انس رضى الله عنه قال كان خاتم النبى صلى الله عليه وسلم فى يده وفى يد ابى بكر بعده وفى يد عمر بعد ابى بكر قال فلما كان عثمان جلس على بير اريس فاخرج الخاتم فجعل يعبث به فسقط قال فاختلفنا ثلثة ايام مع عثمان فنزح البير فلم يجده واخرج ابو عمر قال قام عامر بن ربيعة يصلى من الليل حين نشب الناس فى الطعن على عثمان فصلى من الليل ثم نام فاتى فى المنام فقيل له قم فاسأل الله

اسی کے متعلق بروز شہادت حضرت عثمانؓ حضرت ابوہریرہؓ نے (یہ شعر) کہا تھا ۔ سب لوگوں کو ایک غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں ٭ ایک غم توشہ دان کا دوسرا (غم) شیخ یعنی حضرت عثمانؓ کا ٭ اور (امام) بخاریؒ نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک مُہر بنوائی تھی وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ (حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے) چاہِ اریس میں گر گئی۔ اُس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔[1] اور (امام) بخاریؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مُہر آپؐ کے ہاتھ میں رہتی تھی اور آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے (ان کے ہاتھ میں رہی پھر) ایک روز وہ چاہِ اریس پر بیٹھے تھے اور مُہر کو اُتار کر ہاتھ میں لئے ہوتے تھے اور وہ مُہر ہاتھ سے چھوٹی اور کنوئیں میں گر پڑی پھر ہم لوگ تین دن تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ اُس کنوئیں پہ گئے (اور صبح سے شام تک اس کا پانی نکلوانے میں مشغول رہے) کنوئیں کا سارا پانی نکلوایا مگر وہ مُہر نہ پائی۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں لوگ حضرت عثمانؓ پر طعن اور تشنیع کرنے لگے تھے تو ایک شب کو عامر بن ربیعہ نے (تہجد کی) نماز پڑھی پھر سوگئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی اُن سے کہہ رہا ہے اٹھو اور اللہ سے دعا مانگو

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مُہر اقدس گول تھی اور اُس میں تین سطریں تھیں پہلی سطر میں اللہ کندہ تھا دوسری سطر میں رسول تیسری سطر میں محمد۔ یہ مُہر مبارک نیچے سے پڑھی جاتی تھی۔

www.kitabghar.org

ان يُعيذك من الفتنة التى اعاذ منها صالح عباده فقام فصلى ودعا ثم اشتكى فما خرج بعد الا بجنازته اخرج ابو يعلى من اقوال السيد المجتبى الحسن بن على رضى الله عنهما انه قام خطيبا فقال ايها الناس رأيت البارحة فى منامى عجبا رأيت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء ابو بكر فوضع يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جاء عمر فوضع يده على منكب ابى بكر ثم جاء عثمان فكان بيده رأسه فقال سل عبادك فيم قتلونى فانبعث من السماء ميزابان من دم فى الارض قال فقيل لعلى الا ترى ما يحدث بالحسن قال يحدث بما رأى اخرج ابو عمر عن سعيد ابن المسيب ان زيد بن خارجة توفى زمن عثمان عفان فسجى بثوب ثم انهم سمعوا جلجلة فى صدره ثم تكلم فقال احمد احمد فى الكتاب الاول صدق ابو بكر الصديق الضعيف فى نفسه القوى فى امر الله فى الكتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوى الامين فى الكتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان على منهاجهم

کہ تم کو اس فتنہ سے پناہ دے جس سے اس نے اپنے نیک بندوں کو پناہ دی۔ عامر (یہ خواب دیکھ کر) اُٹھے اور نماز پڑھ کر دعا مانگی پھر وہ (اسی وقت سے) بیمار پڑے اور ان کا جنازہ ہی نکلا۔ ابو یعلیٰ نے منجملہ اقوال سیّد مجتبیٰ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نقل کیا ہے کہ حضرت حسنؓ خطبہ پڑھنے کھڑے تو اُس میں فرمایا اے لوگو! میں نے رات کو ایک عجیب خواب دیکھا۔ میں نے خداوند تعالیٰ کو عرش کے اوپر دیکھا۔ پھر (دیکھا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش کے پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ کر کھڑے ہوئے پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ حضرت ابوبکرؓ کے شانہ پر رکھ کر کھڑے ہوئے پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور اُن کا سر اُن کے ہاتھ پر (رکھا) تھا اُنھوں نے (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کیا (خداوندا!) تو اپنے بندوں سے دریافت کر کہ اُنھوں نے مجھے کس گناہ میں قتل کیا اس کے بعد (کیا دیکھتا ہوں کہ) آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین میں گرنے لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضرت حسنؓ کیا بیان کر رہے ہیں۔ اُنھوں نے جواب دیا جو اُنھوں نے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔ ابو عمر نے سعید بن مسیبؒ سے روایت کی کہ حضرت زید بن خارجہ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں وفات پائی اور اُن پر ایک چادر ڈال دی گئی۔ پھر لوگوں نے اُن کے سینے سے گھنٹے کی جیسی آواز سُنی اس کے بعد وہ بولے اور کہا۔ احمد احمد پہلی کتاب میں (مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ ابوبکر صدیقؓ جسم میں ضعیف ہیں اور خدا کے کام میں قوی ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطاب قوی امانت دار پہلی کتاب میں (مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفانؓ انکے طریقہ پر ہیں

www.kitabghar.org

مضت اربع وبقيت سنتان اتت الفتن واكل الشديد الضعيف و قامت الساعة وسياتيكم خبر بير اريس وما بير اريس ثم هلك رجل من بنى خطم فسجى بثوب فسمعوا جلجلة فى صدره ثم تكلم فقال ان اخا بنى الحارث بن الخزرج صدق صدق وثمّ قول سعيد بن المسيب قريبًا فى ذهاب الصالحين بسبب الفتن۔

باز احبار اہل کتاب باین مضمون خبر دادند آخرج الطبرانى ان عمر بن الخطاب قال لكعب الاحبار كيف تجد نعتى فى التورٰىة قال خليفة قرن من حديد امير شديد لا يخاف فى الله لومة لائم ثم يكون من بعدك خليفة تقتله امّة ظالمون ثم يقع البلاء بعده و فى الرياض عن كعب قال والذى نفسى بيده ان فى كتاب الله المنزل محمد صلى الله عليه وسلم ابوبكر الصديق عمر الفاروق عثمان الامين فالله الله يا معٰوية فى امر هذه الامة ثم نادى الثانية ان فى كتاب الله المنزل ثم اعاد الثالثة

چار برس گزر گئے اور دو باقی رہے فتنے آپہنچے اور قوی نے ضعیف کو کھالیا اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمہارے پاس چاہِ اریس کی خبر آئیگی اور کیا ہے چاہ اریس۔ پھر اُن کے بعد ایک اور شخص نے قبیلۂ بنی خطم میں سے وفات پائی اور اُن پر ایک چادر ڈال دی گئی تو اُن کے سینے سے گھنگھنے کی جیسی آواز سُنی گئی پھر وہ بولے اور اُنھوں نے کہا۔ بنی حارث ابن خزرج کے بھائی (یعنے حضرت زید بن خارجہ) نے سچ کہا سچ کہا۔ [اور سعید بن مسیّب کا یہ قول کہ نیک لوگ فتنہ میں (دنیا سے) کوچ کر جائیں گے قریب ہی گزر چکا ہے]۔

پھر علمائے اہل کتاب نے اسی مضمون (یعنے وقوعِ فتنہ) کی خبر دی۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کعب احبار سے فرمایا کہ تم میری صفت توریت میں کس طرح پاتے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا۔ (توریت میں آپ کا ذکر ان اوصاف کے ساتھ ہے) ایک خلیفہ ہوگا (مضبوطی میں) لوہے کا سینگ سردار ہوگا سخت (مضبوط) اللہ (کے کام) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گا۔ پھر آپ کے بعد (جو) خلیفہ ہوگا (اس کے متعلق توریت میں ہے کہ) اس کو ایک گروہ ظالم قتل کرے گا پھر اُس کے بعد بلا نازل ہوگی۔ اور ریاض (النضرۃ) میں کعب سے منقول ہے وہ کہتے تھے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ کی کتاب (یعنے توریت) میں (اس طرح) ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمانؓ امین (ان تینؓ کے بعد کسی چوتھے کا نام نہیں ہے) پس اے معاویہ تم اس امت کی حکومت (کے بارے) میں اللہ سے ڈرو (اور اپنے لئے خلافتِ راشدہ کا دعوے نہ کرو) پھر کعب نے دوبارہ پکار کر کہا کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب میں ہے پھر تیسری بار بھی یہی کہا۔

www.kitabghar.org

اخرج ابوعمر فی الاستیعاب عن عبد الله بن سلام قال لقد فتح الناس علی انفسهم بقتل عثمان باب فتنة لا یتغلق علیهم الی قیام الساعة واخرج ابوبکر عن یوسف بن عبد الله بن سلام عن ابیه قال لا تسلوا سیوفکم فلئن سللتموها لا تغمد الی یوم القیمة اخرج احمد عن جریر فی قصة بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاه الی الیمن حتی قال ثم لقیت ذا عمرو فقال لی یا جریر انکم لن تزالوا بخیر ما اذا هلك امیر تامرتم فی آخر واذا کانت بالسیف غضبتم غضب الملوك ورضیتم رضی الملوك۔

باز اصحاب آنحضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم خبر دادند بعظم این قضیه و رقت نمودند اخرج ابوبکر عن ابی سعید مولی ابن مسعود قال قال عبد الله والله لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منه خلفا اخرج البغوی قال ابو الدرداء ان الناس کانوا ورقا لا شوك فیه فاصبحوا شوکا

ابوعمر نے استیعاب میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ بیشک لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کرکے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اب قیامت تک اُن پر بند نہ ہوگا۔ اور ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے یوسف بن عبداللہ بن سلام سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ (وہ حضرت عثمانؓ کے) محاصرہ کے وقت کہتے تھے (اے لوگو!) اپنی تلواریں (میان سے) نہ نکالو کیونکہ اگر تم تلواریں نکال لوگے تو (یاد رکھو کہ) پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائیں گی۔ (امام) احمدؒ نے جریر سے اُس قصہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا تھا نقل کیا ہے وہ اوپر کا قصہ بیان کرکے کہنے لگے کہ پھر میں ذو عمرو سے ملا تو اُنھوں نے مجھ سے کہا اے جریر! تم لوگ ہمیشہ خیر و (و فلاح) کے ساتھ رہوگے اُس وقت تک کہ تم اپنے ایک سردار کے مرنے کے بعد دوسرے کو (مشورہ اور انتخاب سے) سردار بنلاتے رہو اور جب یہ حکومت تلوار کے زور سے ملنے لگے (مشورہ اور انتخاب پر نہ رہے) تو تمہارا غصہ اور خوشی بادشاہوں کے غصے اور خوشی کے مثل ہوجاتے گا (پھر خیر نہ رہے گی)۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے اس واقعہ (شہادت حضرت عثمانؓ) کی اہمیت بیان کی اور اس پر افسوس ظاہر کیا۔ ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے حضرت ابن مسعودؓ کے مولے ابوسعید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ قسم خدا کی اگر لوگ حضرت عثمانؓ کو شہید کردیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔ بغوی نے نقل کیا ہے کہ ابوالدرداء کہتے تھے (فتنہ سے پہلے) لوگ مثل برگ (گل) کے تھے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو پھر (فتنہ کے بعد) وہ سرتاپا کانٹا بن گئے

www.kitabghar.org

لا ورق فیه آخرج ابو عمر ان ثمامة ابن
عدی امیر عثمان علی الصنعاء خطب یوم
بلغه موت عثمان فاطال البکاء ثم قال هذا
حین انتزعت خلافة النبوة من امة
محمد صلی الله علیه وسلم وصارت ملکا
وجبریة من غلب علی شیٔ اکل۔

سخن در بیان اختلاف زمان سابق ولاحق بطول انجامید و نزدیک آمد کہ رشتۂ ترتیب از ہم گسستہ شود

سخن از حدِ خود بگذشت بس کن
نفس شد آتشین ضبط نفس کن

اکنون باصل مقصد عود کنیم بنقل متواتر کہ در شرعیات نقلے معتمد تر ازاں یافتہ نمی شود بثبوت پیوستہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ را کہ نزدیک مقتل حضرت عثمانؓ پیدا شد ملمح اشارہ ساختہ اند و آں را بہ تفصیلے کہ زیادہ ازاں در شرائع یافتہ نشود بیان فرمودہ اند و آں را حدِ فاصل نہادہ اند درمیان زمان خیر و زمانِ شر و گواہی دادہ اند کہ دریں وقت خلافت علی منہاج النبوۃ منقطع شود ملک عضوض پدید آید و معنی لفظ عضوض دلالت می کند بر حروب و مقاتلات وجہیدن یکے بر دیگرے و منازعت یکے با دیگرے در ملک و لہذا در احادیث بسیار خلفائے ثلثہ را در یک حکم جمع کردند تا آنکہ ظن قوی بہم رسید کہ

جس میں (کوئی) پتی نہ ہو۔ ابو عمر نقل کرتے ہیں کہ ثمامہ بن عدی (کو جو) حضرت عثمانؓ کی جانب سے صنعاء کے حاکم تھے۔ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت خبر پہنچی تو وہ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور بہت روتے پھر کہا۔ یہ وہ وقت ہے کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے خلافت نبوت نکال لی گئی اور سلطنت جبر و تعدی والی ہوگئی جو جس چیز پر قابو پائے گا اُسے کھالے گا۔

زمانہ سابق ولاحق کا اختلاف بیان کرنے میں بات کو بہت طویل ہوگیا اور قریب ہے کہ ترتیب (مضامین) کا سلسلہ ٹوٹ جائے ع سخن از حدِ خود بگذشت بس کن ؎ نفس شد آتشین ضبط نفس کن ؎ لہذا اب ہم اصل مقصد کی جانب رجوع کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) نقل متواتر سے کہ جس سے زیادہ معتبر شرعیات میں کوئی نقل نہیں ہے۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جو فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے قریب پیدا ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب اشارہ کیا اور ایسی (واضح) تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جس سے زیادہ تفصیل دوسرے احکام شرعیہ میں نہیں پائی جاتی اور آپ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کو زمانہ خیر اور زمانہ شر کے درمیان میں حدِ فاصل قرار دیا ہے اور فرمایا کہ بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے خلافت بر طریق نبوت نہ رہے گی اور کاٹنے والی سلطنت ظاہر ہوگی۔ کاٹنے والی کے لفظ سے واقعات حرب و قتال کا پیش آنا اور ایک کا دوسرے پر حملہ کرنا اور سلطنت کے لئے ایک کا دوسرے کے ساتھ جھگڑنا بخوبی معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے (کہ پہلی خلافتیں بر طریق نبوت تھیں اور فتنہ سے محفوظ تھیں) اکثر احادیث میں خلفائے ثلثہ کو ایک ہی حکم میں جمع کیا ہے یہاں تک کہ ظن قوی کے ساتھ معلوم ہوا کہ

www.kitabghar.org

ہر سہ بزرگ فی مرتبۃٍ من المراتب متفق اند و غیر ایشان دراں مرتبہ شریک ایشان نیست و در بعض احادیث لفظے کہ مشعر بانقطاع خلافت باشد ارشاد فرمودند و در حدیث تحرک جبل بروایتِ حضرت عثمان و انس ذکر ہر سہ بزرگ رفت و در قصہ حائط بروایتِ ابوموسےٰ مذکور ہر سہ فقط و در حدیثِ وزن با امت بروایتِ جمعے ذکر ہر سہ و در بعض الفاظ ثم رفع المیزان و در رؤیائے ظلہ ہمچناں و در حدیث ابن عمر کُنّا نُخَیِّرُ الحدیث بیان ہمیں سہ بزرگ بعد ازاں ابن عمرؓ گفتہ است نَسْکُتُ و در رؤیائے نَوْطِ بعضھم ببعض ذکر ہمیں ہر سہ و در رؤیائے دلو دُلِّیَ من السَّمَاءِ مذکو ہر سہ و در مرتبہ چہارم انتشاط عُرْوَہ ظاہر گردید۔ و در قصہ سوال بنی مصطلق بعد ذکر ہر سہ فَتَبًّا لَکُمْ و در قصہ تاسیس مسجد

یہ تینوں بزرگوار کسی نہ کسی مرتبہ میں (یعنی خلافت کے بطریق نبوت ہونے اور فتنہ سے محفوظ رہنے میں) باہم برابر ہیں اور ان کے ساتھ اُس مرتبہ میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) بعضے حدیثوں میں (صاف صاف) ایسے الفاظ فرمادیئے جن سے (بعد شہادت حضرت عثمانؓ) خلافت (برمنہاج نبوت) کا ختم ہوجانا مفہوم ہوتا ہے (چنانچہ) اُس حدیث میں پہاڑ کا حرکت کرنا بیان ہوا ہے (جو) بروایتِ حضرت عثمانؓ اور انسؓ منقول ہے خلفاء ثلٰثہ کا (ایک ساتھ) ذکر ہے اور باغ والے قصہ میں (جو) بروایت ابوموسےٰ (اشعری) منقول ہے انہی تینوں حضرات کا ذکر ہے اور اس حدیث میں جس میں امت کے ساتھ وزن کیا جانا مذکور ہے جو ایک جماعت صحابہؓ کی روایت سے (مروی ہے) یہی تین حضرات مذکور ہیں۔ (اس حدیث کی) بعضے روایتوں میں (صاف صاف یہ لفظ بھی) ہے پھر ترازو اٹھالی گئی۔ اور ابر والے خواب میں بھی انہی تینوں کا ذکر ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث میں کہ ہم لوگ حضرت صدیقؓ کو سب سے بہتر سمجھتے تھے تا آخر حدیث، انہی تینوں صاحبوں کا نام مذکور ہے۔ بعد ذکر حدیث کے ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ان کے بعد ہم سکوت کرتے تھے اور اُس خواب میں جس میں ایک کا دوسرے کے دامن سے لٹکنا بیان ہوا ہے انہی تینوں کا ذکر ہے۔ اور اُس خواب میں کہ جس میں کہ آسمان سے ڈول کا لٹکنا مذکور ہے یہی تینوں مذکور ہیں اور (اس حدیث میں خلافت ختم ہوجانے کے صاف صاف الفاظ بھی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے) کہ چوتھے مرتبہ میں عروہ کھل گئی اور قصہ سوال بنی مصطلق میں (بھی) ان تینوں کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ پھر تمہاری ہلاکت ہی۔ اور مسجد کی بنیاد

www.kitabghar.org

ووضع اجار بلفظ حصر کہ ھم الخلفاء وارد شد ودر قصہ اشترائے قلائص بعد ذکر ہر سہ عزیز گفتہ شد فتبّاً لك ودر قصہ تسبیح حصٰے بر ہمین سہ کس اکتفا رفت ودر قصہ تزول رحی الاسلام زمانے معین گشت کہ بابلغ وجہ برین فتنہ دلالت نمودند بعد ازاں فرمودند فان یھلکوا فسبیل من هلك وان یقم لهم دینهم یقم لهم سبعین عاما قال البغوی اراد بالدین الملك قال ابوسلیمان ویشبه ان یکون اراد بهذا ملك بنی امیة وانتقاله عنهم الی بنی العباس وکان ما بین ان استقر الملك لبنی امیة الی ان ظهرت الدعاة بخراسان وضعف امر بنی امیة ودخل الوهن فیه نحوا من سبعین سنة ودر حدیث الخلافة بالمدینة والملك بالشام تعین مکان واقع شد الی غیر ذلك مما لا یحصٰی

باقی ماند آں کہ در حدیث ابی بکرۃ ثقفی وارد شد الخلافة بعدی ثلثون سنة

قائم کرنے کے قصہ میں اور (اس کی بنیاد میں) پتھر رکھنے کے بیان میں بطور حصر کے بیان کیا گیا کہ یہی (تینوں) خلیفہ ہیں۔ اور اونٹوں کے خریدنے کے قصہ میں ان تینوں کے ذکر کے بعد ہے کہ پھر تجھے ہلاکی ہو۔ اور کنکریوں کی تسبیح کے قصہ میں انہی تینؔ (خلفاء) پر اکتفاء کی گئی ہے۔ اور اسلام کی چکی چلنے کے قصہ میں (خاص) ایک زمانہ (خلافت کے لئے) مقرر کر دیا گیا جس نے پورے طور سے اس فتنہ پر دلالت کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ پھر اگر وہ ہلاک ہوئے تو اُسی کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا۔ اور ان کے لئے دین قائم ہو گیا تو ستر برس قائم رہے گا بغوی کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ دین سے مراد سلطنت ہے۔ اور ابو سلیمان کہتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں سلطنت کا بنی اُمیہ میں آنا اور پھر بنی امیہ سے بنی عباس میں آنا مراد ہو اور (قرینہ اس مراد کا یہ ہے کہ) بنی اُمیہ کی حکومت قرار پذیر ہونے سے اُس زمانہ تک کہ مدعیانِ حکومت خراسان میں ظاہر ہوئے اور بنی امیہ کی حکومت ضعیف ہو گئی اور ان کی حکومت میں سستی آگئی قریب قریب ستر برس کے (فاصلہ) ہے اور اس حدیث سے کہ خلافت مدینہ میں ہو گی اور حکومت شام میں (خلافت کے لئے) مقام مقرر کر دیا گیا۔ علاوہ ان روایات کے اور احادیث (اس مضمون کے متعلق) بیشمار ہیں۔

باقی رہا یہ کہ ابوبکرہ ثقفی کی حدیث میں ہے کہ (حضرت نے فرمایا) خلافت میرے بعد تیس برس رہے گی (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ خاصہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ختم نہیں ہوئی بلکہ حضرت مرتضٰی کا زمانہ بھی اس میں داخل ہے کیونکہ ان کا زمانہ لئے بغیر تیس برس پورے نہیں ہوتے لہٰذا)

www.kitabghar.org

حقیقت معنے آں نیز بباید دانست کہ خلافتِ خاصہ منتظمہ مرکب ست از دو وصف وصفِ اوّل وجود خلیفہ خاص و وصفِ ثانی نفاذ تصرف واجتماع کلمۃ مسلمین وانتفاء مجموع حاصل مے شود بنفی یکے ازیں دو وصف و بنفی ہر دو معاً و حکمتِ الٰہی مقتضے تدریج است بین کل ضدین پس در حالتِ اُولے ایں مجموع مفقود شد بفقد وصف اجتماع کلمۃ مسلمین و عدم انتظام ملک پس حضرت مرتضٰے بصفاتِ کاملۂ خلافت خاصہ اتصاف داشتند و خلافتِ ایشان شرعاً منعقد شد لیکن فرقتِ مسلمین پدیدار گشت و تصرف ایشان در انتظار ارض نفاذ نیافت چنانکہ بادشاہے عادل مدرسے را در مدرسہ نصب می فرماید وطلبۂ علم را امر کند کہ جناب از جنابِ او استفادہ کنند لیکن طلبۂ علم را باتفاقاتِ بسیار کہ بعض آں

اس حدیث کے معنے کی تحقیق بھی سمجھ لو (اصل یہ ہے) کہ خلافتِ خاصہ دو وصف سے مرکب ہے۔ پہلا وصف خلیفہ خاص کا موجود ہونا۔ دوسرا وصف اُس کے تصرف (یعنے احکام) کا جاری ہونا اور سب مسلمانوں کا اُس پر متفق ہوجانا گو اُس مجموعہ کا انتفا ان دو وصفوں میں سے کسی ایک کی نفی سے بھی ہوسکتا ہے اور دونو کی نفی سے بھی مگر حکمتِ الٰہی چونکہ دو ضدوں کے درمیان میں تدریج[1] کو چاہتی ہے لہٰذا (خلفائے ثلٰثہ کے بعد) اوّل اوّل اُس مجموعہ (یعنے خلافتِ خاصہ) کا انتفا صرف ایک وصف کے نفی یعنے مسلمانوں کے باہمی اتفاق اور انتظامِ سلطنت کے ٹھیک نہ رہنے سے ہوا۔ چنانچہ حضرت مرتضٰے خلافتِ خاصہ کے اوصاف سے موصوف تھے اور ان کی خلافت شرعاً منعقد بھی ہوئی (لہٰذا خلافتِ خاصہ کا ایک جز تو پایا گیا) لیکن (دوسرا جزء نہیں پایا گیا یعنے) مسلمانوں میں باہم اختلاف پیدا ہوگیا اور ان کا تصرف اطرافِ ملک میں نافذ نہ ہوا۔ (لیکن بوجہ اس کے کہ خلافتِ خاصہ کا ایک وصف منتفی ہوچکا تھا احادیث سابقہ کا یہ مضمون صحیح ہوا کہ خلافتِ خاصہ بعد حضرت عثمان کے نہ رہی اور بوجہ اس کے کہ خلافتِ خاصہ کا ایک وصف باقی تھا اس حدیث کا یہ مضمون بھی صحیح ہوا کہ خلافتِ خاصہ حضرت مرتضٰے کے وقت تک باقی تھی انہی دونوں وصفوں کے مجموعہ کا نام خلافتِ خاصہ ہے) جیسے ایک بادشاہ عادل کسی مدرسہ میں ایک مدرس کو مقرر کردے اور طلبہ کو حکم دے کہ اُس مدرس سے پڑھیں لیکن طلبہ کو بوجہ چند اتفاقات کے جن میں سے کچھ

[1] یعنے حکمتِ الٰہی کا یہ مقتضا ہے کہ ایک ضد کے مفقود ہونے کے بعد دوسری ضد دفعۃً موجود نہ ہوجائے بلکہ پہلے کچھ درمیان کے درجہ موجود ہوں اسکے بعد وہ ضد موجود ہو۔ لہٰذا خلافتِ خاصّہ کاملہ کے بعد دفعۃً سلطنتِ جابرہ کا ظہور نہ ہوا بلکہ ایک ایسی چیز کا ظہور ہوا کہ نہ خلافتِ خاصہ کا مرتبی نہ سلطنتِ جابرہ۔

www.kitabghar.org

باختیار ایشان باشد و بعض بغیر اختیار وجود استفاده بالفعل صورت نگرفت دریں وقت ہر دو استعمال صحیح باشد میتوان گفت دریں مدرسہ مدرسے ہست اما مردم بروے نمے خوانند و جمع نمے شوند و نیز میتوان گفت کہ دریں مدرسہ مدرسے نیست یعنے متصف بدرس بالفعل فیما نحن فیہ ہم چناں خلیفۂ خاص متصف باوصاف کاملہ موجود ست وخلافت او بالفعل نیست ثانیاً مردم مجتمع شدند و فرقت از میان برخاست لیکن خلیفہ باوصاف معتبرہ درخلیفۂ خاص متصف نبود هُدْنَةٌ عَلٰی دَخَنٍ ہمیں معنے دارد ودر فتنۂ ثانیہ نہ اتصاف باوصاف خلافتِ خاصہ بود و نہ اجتماع مسلمین مردم شذر و ندر رفتند و ہر یکے دعوے خلافت نمود وجنود مجندہ پیدا شدند دُعَاةٌ عَلٰی ابوابِ جَهَنَّمَ حکایت ایں فرقہ است بعد ازاں چوں عبد الملک تسلط یافت فرقت از میان رفت و احکام خلافت جابرہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درچندیں احادیث تشریع آں فرمودہ بودند بر منصۂ ظہور آمد ایں مسئلہ

ان کے اختیاری تھے کچھ غیر اختیاری اُس مدرّس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا اس صورت میں دونوں استعمال صحیح ہیں (یعنے یہ بھی) کہہ سکتے ہیں کہ اس مدرسہ میں مدرّس ہے مگر لوگ اس سے نہیں پڑھتے اور اس کے پاس جمع نہیں ہوتے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مدرسہ میں کوئی مدرّس نہیں ہے یعنے (ایسا مدرس نہیں ہے جو) بالفعل درس دیتا ہو (علیٰ ہذا القیاس) جس مبحث میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں بھی یہ بات حاصل ہے کہ خلیفہ خاص (یعنے حضرت مرتضٰیؓ) متصف باوصاف کاملہ (خلافتِ خاصہ) موجود ہیں مگر اُن کی خلافت بالفعل موجود نہیں۔ پھر دوسرے زمانے میں لوگوں نے اتفاق کرلیا اور اُن کا باہمی اختلاف رفع ہوگیا لیکن اُس وقت (کے) خلیفہ (یعنے حضرت معاویہؓ) اُن اوصاف کے ساتھ جو خلیفۂ خاص میں معتبر ہیں متصف نہ تھے صلح تیرگی کے ساتھ (جو کہ اس زمانہ کا وصف حدیث میں مذکور ہے اس) کے یہی معنے ہیں (ہماری اس تقریر سے دونوں حدیثوں کا تعارض دفع ہوگیا) اور فتنۂ ثانیہ میں (خلافتِ خاصہ کے دونوں وصف جاتے رہے) یعنے (اس زمانہ کے خلیفہ میں) نہ تو اوصاف خلافتِ خاصہ کے ساتھ متصف ہونا پایا گیا نہ مسلمانوں کا (اُس پر) اتفاق پایا گیا لوگ متفرق ہوکر (اِدھر اُدھر) چل دیئے اور ہر ایک نے خلافت کا دعوٰی کیا اور (مسلمانوں کے) متعدد لشکر پیدا ہوگئے۔ دوزخ کے دروازوں پر (کھڑے ہوکر لوگوں کو) بلانے والے۔ اسی فرقہ کی شان میں (کہا گیا) ہے۔ اس کے بعد جب عبد الملک نے تسلط پایا اور مسلمانوں کا (باہمی) اختلاف اُٹھ گیا اور خلافتِ جابرہ کے احکام جس کی تشریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف حدیثوں میں فرمائی تھی ظاہر ہوئے یہ مسئلہ (یعنے ان دونوں حدیثوں میں تطبیق کی تقریر جو

www.kitabghar.org

کسے راکہ جملۂ صالحہ از احادیث یاد دارد و سلیقۂ تطبیق بعض بابعض و فرود آوردن ہر چیزے در محل آن داشتہ باشد مقطوع بہ ست واگر شخصے سلیقۂ استنباط احکام از احادیث متفرقہ نداشتہ باشد می باید کہ خودرا از دخول در معارک استنباط معذور دارد وکسے کہ دانستہ را نادانستہ می نماید ودیدہ را نادیدہ وشنیدہ را ناشنیدہ بسبب دارِ خفی کہ یُعرف الاقوال بالرجال ولا یعرف الرجال بالاقوال بحث ما با او نیست وخطاب با متوجہ باو نہ۔

چوں ایں مبحث تمام شد تنبیہاتے چند بنویسیم ومقصد را براں ختم نمائیم۔

تنبیہ اوّل سبب حقیقی در تغیر احوالِ عالم واختلاف زمان سابق ولاحق ارادۂ حضرت مبدأ است کہ ہر طبقہ را بوصفے مخصوص ساختہ است ودر ہر زمانے حکمے جاری فرمودہ کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ در ازل الآزال سلسلۂ کائنات در عنایتِ اُولے مبسوط ساختہ اند ودر ہر موضعے وصفے خاص ووصفے معین نہادہ اند وآں را اصلاً تغییر وتبدیل نتواند بود

ہم نے کی) اس شخص کے نزدیک قطعی ہے جس کو احادیث کا ایک معتدبہ حصہ یاد ہو اور اُس کو تطبیق دینے کا سلیقہ (بھی حاصل) ہو اور وہ ہر حدیث کو اُس کے موقع پر اُتار سکتا ہو۔ اور اگر کوئی شخص احادیثِ متفرقہ سے استنباطِ احکام کا سلیقہ نہ رکھتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ معرکۂ استنباط میں داخل ہونے سے اپنے کو معذور رکھے اور اگر کوئی شخص کسی حالی مرض کے سبب سے (موافق دستور جہال کے) کہ بات (کی خوبی) کہنے والے کے عالی مرتبہ ہونے سے معلوم کرتا ہے نہ یہ کہ کہنے والے (کی خوبی) کو بات (کی عمدگی) سے سمجھے دانستہ کو نادانستہ اور دیدہ کو نادیدہ اور شنیدہ کو ناشنیدہ بنادے (یعنے جان بوجھ کر حق پوشی کرے) تو ہمارا خطاب اُس شخص سے نہیں ہے۔

جب یہ مبحث ختم ہوگیا تو اب ہم چند تنبیہات لکھتے ہیں اور (فصل پنجم کے) مقصدِ (اوّل کو) اُن پر ختم کرتے ہیں۔

پہلی تنبیہ (کچھ جانتے ہو کہ) دنیا کی حالتوں میں تغیر کا (سبب) اور زمانۂ سابق ولاحق میں اختلاف کا (باعث کیا ہوتا ہے) **اصلی سبب** (اس کا) حضرت مبدأ یعنے حق تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اُس نے (اپنے ارادہ کے موافق) ہر طبقہ کو ایک صفت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور ہر زمانہ میں ایک جداگانہ حکم جاری فرمایا ہے (یہی مطلب ہے اس آیت کا) کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ یعنے ہر روز وہ (ذاتِ پاک) ایک نئے کام میں ہے (تفصیل اس کی یہ ہے کہ کارکنانِ قضا وقدر نے) ازل الآزال میں کائنات کے سلسلہ کو (مثل ایک فرش کے) (حق تعالیٰ کی) عنایت اُولیٰ (یعنے پہلی توجہ کے میدان) میں بچھا دیا ہے اور (اس فرش کے) ہر مقام میں ایک خاص وضع اور ایک خاص صفت قائم کر دی جس میں بالکل تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا (یہی مطلب ہے

www.kitabghar.org

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔

وتشریع عبارت ازاں است کہ تظالم در افراد بشر شائع شود بوجہے کہ انتظام عالم برہم خورد و اعمالِ سیئہ واخلاقِ رذیلہ درمیانِ ایشان فاش گردد بنحوے کہ اگر بہمیں کیفیت از عالم انتقال کنند ہمہ معذب شوند الا ماشاء اللہ و غیر اللہ را عبادت نمایند تاآنکہ غیرتِ الٰہی بجوش شد و مدبر السموات والارض رحمتے در حقِ ایشان ارادہ میفرماید و در قلب ازکے خلق اللہ و اَعدلِ ایشاں داعیہ ارشاد اندازد و قوانینے مبسوط سازد کہ موجب صلاح ایشاں گردد بالجملہ حکم ایں عنایت موزّع بر آجال غالب تر است بر حکم تشریع پس اگر اصلاحِ عالم خواہند ببعثِ پیغامبرے یا نصب خلیفہ راشدے آں را موقوف میگذارند تاآں اجزائے زمان کہ مناسب بعث و نصب باشد لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ واگر عقوبت کفار خواہند ایں نیست کہ بغیر تراخی عقوبت کنند بلکہ انتظار اَجَلِ موعود نمایند ع ہلتے بایست تا خوں شیر شدہ باز عقوبتِ گوناگون مے باشد بر قواعدِ عنایتِ موزّعہ بآجال

اس آیت کا، مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ الآیۃ (ترجمہ:۔ نہیں بدلی جاتی بات میرے یہاں اور نہیں ہوں میں ظلم کرنے والا بندوں پر)۔

اور تشریع اس کو کہتے ہیں کہ افرادِ بشر میں باہم ایک دوسرے پر ظلم اس طرح شائع ہوجائے کہ انتظامِ عالم برہم ہوجائے اور بُرے اعمال اور رذیل عادتیں لوگوں میں اس طرح پھیل جائیں کہ اگر وہ اسی حالت پر دنیا سے چل بسیں تو سب مبتلائے عذاب ہوں سوا معدودے چند کے اور (لوگوں کی حالت یہاں تک ردی ہوجائے کہ) غیر اللہ کی عبادت کرنے لگیں یہاں تک کہ غیرت الٰہی جوش میں آئے اور مدبر السموات والارض ان کے حق میں مہربانی کا ارادہ فرمائے اور مخلوقِ الٰہی میں جو سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ معتدل (المزاج) ہو اس کے دل میں (لوگوں کے) ہدایت کرنے کا داعیہ پیدا کردے اور ایسے قواعد بنائے جو ان کی صلاحیت کا سبب بنیں۔ المختصر اس عنایت کا اثر جو کہ ہر زمانے کے ساتھ جداگانہ تعلق رکھتی ہے تشریع کے اثر پر غالب ہے۔ چنانچہ اگر اصلاحِ عالم کی بذریعہ کسی پیغمبر کے بھیجے یا کسی خلیفۂ راشد کے مقرر کرنے کے منظور ہوتی ہے تو اس کو (کارپردازانِ قضاء و قدر) اس زمانے تک موقوف رکھتے ہیں جو بعثت (پیغمبر) اور تقرر (خلیفۂ راشد کے مناسب ہو جیسا کہ ارشاد ہوا کہ) لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَاب (یعنی ہر زمانے کے لئے ایک نوشتہ ہے) اور اگر کافروں کو عذاب کرنا منظور ہوتا ہے تو بھی یہ نہیں ہوتا کہ (کارسازانِ قضا و قدر) فوراً عذاب کردیں بلکہ اسی وقت کا انتظار کرتے ہیں جو (عنایتِ اَعلےٰ میں اس عذاب کے لئے) مقرر ہوچکا ہے۔ ع ہلتے بایست تا خون شیر شدہ پھر عذاب بھی کئی قسم کا ہوتا ہے موافق اُن قواعد کے جو اُس عنایت نے مقرر کئے ہیں جس کا تعلق ہر زمانہ سے جداگانہ ہے۔

www.kitabghar.org

وچوں تشریع ضوابطے خواہند کہ سبب عدل باشد درمیان افرادِ بنی آدم نظر کنند بجبلّتِ ایں قوم و بمقتضائے مقدراتِ آں زمان پس اصلاح ہیئتِ فاسدہ بوجہے فرمایند کہ از مقتضائے عنایت بیرون نہ رود تغیراتِ عالم وبعث انبیاء و نصب خلفاء راشدین و تسلیط ملوک جابرہ ہمہ نیرنگِ ہماں عنایت است کہ منبسط است بر اجزاء زمان و موزّع است بر قرون و طبقات تشریع ابطال آں حکمت نخواہد کرد و نہ خرم آں نظام آری چوں زمان بعثت آمد تدبیرِ الٰہی پیغامبر را جارحہ فیوض خواہد ساخت و چوں نصب خلیفہ راشد رسید تدبیر الٰہی آں خلیفہ را جارحۂ خود در اتمام مواعید پیغامبر خواہد گردانید و در ہر زمانے شریعتے کہ مصلحتِ آں زمان است معین خواہد فرمود لہٰذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان شریعتِ زمان خود فرمودند و بعد ازاں حکم ایام فتن نیز ارشاد نمودند و ایں مسئلہ ایست بس دقیق اگر آنرا در دل بندۂ انداختند حل بسیاری از مشکلات خواہد شد والا عقدہا افتاد کہ حل آں بس مشکل گشت و وضعے کہ بحسبِ ظاہر تدبیر ایں تغیر براں دائر است فقد خلیفہ راشد است زیرا کہ خلیفہ را گردشہائے زمانہ و معنی تغیر و سبب آں و معالجہ کہ بسببِ آں تغیر رسوم و اوضاع تواند شد و حمیہ کہ ترکِ آں موجب چندیں مرض زمانہ خواہد بود تعلیم میفرمایند

(جس زمانہ میں قاعدۂ عنایت جس قسم کے عذاب کو چاہتا ہے اس زمانہ میں اسی قسم کا عذاب ہوتا ہے) اور اگر کچھ ایسے قاعدوں کا جاری کرنا منظور ہوتا ہے جو افرادِ بنی آدم کے درمیان میں انصاف کا سبب بنیں تو (بھی کارکنانِ قضا و قدر) اس قوم کی جبلت پر اور اُس زمانہ کے لئے جو اُمور (عنایتِ اُولیٰ میں) مقدر ہو چکے ہیں ان پر نظر کرتے ہیں پھر (بنی آدم کی) بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اُسی طریقہ کے ساتھ کرتے ہیں جو مقتضائے عنایت سے باہر نہ جائے (الغرض) دنیا کے تغیرات اور انبیاءؑ کا بھیجنا اور خلفائے راشدین کا مقرر کرنا اور ظالم بادشاہوں کا مسلط کرنا سب اُسی عنایتِ (اُولیٰ) کا کرشمہ ہے جو ہر ہر زمانے کے ساتھ متعلق ہے اور قرون و طبقات پر منقسم ہے۔ تشریع (عنایتِ اولیٰ کی) اس حکمت کو مٹا نہیں سکتی نہ اس کے انتظام کو توڑ سکتی ہے۔ ہاں جب زمانہ بعثت کا آجائے گا تو تدبیرِ الٰہی پیغمبرؐ کو اپنے فیوض کا ذریعہ بنادے گی اور ہر زمانے میں جو طریقہ اس کے مناسب ہوگا مقرر کردے گی اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے طریقے کو بھی بیان فرمایا اور زمانۂ فتنہ کے حکم بھی ارشاد فرمادیئے۔ یہ مسئلہ بہت دقیق ہے اگر (کارکنانِ قضا و قدر نے) یہ مسئلہ کسی بندہ کے دل میں ڈال دیا تو وہ بہت سی مشکلات کو حل کرسکتا ہے ورنہ ایسی گرہیں پڑجاتی ہیں جن کا کھولنا سخت مشکل ہے۔ اور بظاہر نظر اس تغیر کی تدبیر جس حالت کے (پیدا ہوجانے) پر موقوف ہو وہ یہ ہے کہ خلیفۂ راشد دنیا میں نہ رہے کیونکہ خلیفۂ راشد کو زمانہ کی گردشیں اور تغیر کے معنے اور اُس کا سبب اور اُس کا علاج کہ جس کے سبب سے رسوم و اوضاع (حالات) بدل سکتے ہیں اور پرہیز کہ جس کے ترک سے اس قدر امراضِ زمانہ (پیدا) ہوتے ہیں (منجانب خدا) تعلیم فرمادیتے ہیں

ودستِ او را کشاده میسازند در تصرف
تا ریاست عالم بروے راست شود چنانکہ
طبیب حاذق تدبیر صحت مریض و ازالۂ مواد
مرض او می نماید و حمیہ میفرماید ہمچناں
ایں خلیفۂ راشد جلبِ صحت طبیعت
عالم میکند و ازالۂ مادۂ مرض می سازد
و ارشاد حمیہ می نماید و ایں ہمہ
از کلام خلیفۂ راشد و اشارات او می تراود
كُلُّ إِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ
غیر خلیفہ ہرچند ولی باشد از اولیاء اللہ ایں
تدبیر نطق نمی کند و اگر بکند تصرّف در خلق
بروفق آں نے تواند ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میلِ آں را در دلش انداختند

داننده ایں رمزے از سخن مرد و حرکات
و سکنات او مے شناسد کہ ایں ہمہ
از کجاست و شخص نادان علمے را
بعلمے مخلوط میگرداند و رمز را برمزے
و منصبے را بمنصبے و بعد ازاں وجود اخلاقِ
شہویہ و سبعیہ کہ در نفوس غیر معتدلہ
مخلوق شدہ و کثرتِ مال آں رذائل
را از قوت بفعل آوردہ کہ إِنَّ الْإِنْسَانَ
لَيَطْغَىٰ أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَىٰ یا اعجاب کل ذی رأی
برأیہ اگرچہ حق طلب در خاطر او مسؤل شدہ
باشد جنس اوّل را

اور اُس خلیفہ کا ہاتھ تصرف میں کشادہ کر دیتے ہیں تاکہ عالم کی سرداری اُس کے حق میں درست ہو جائے جس طرح طبیب حاذق مریض کی صحت کی تدبیر اور ازالۂ مرض (میں کوشش) کرتا ہے اور پرہیز کا حکم دیتا ہے اسی طرح یہ خلیفۂ راشد طبیعتِ عالم کی صحت (زائلہ) کو کھینچ لاتا ہے اور مادۂ مرض کا ازالہ کرتا ہے اور (عالم کو) پرہیز کا حکم دیتا ہے اور یہ جملہ امور خلیفۂ راشد کے کلام اور اُس کے اشارات سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ ہے وہی اُس سے مترشح ہوتا ہے۔ خلیفۂ (راشد) کے سوا دوسرا شخص اگرچہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی (کامل) ہو (پھر بھی) یہ تدبیر بیان نہیں کرتا اور اگر بیان بھی کرے تو اپنے بیان کے موافق خلق اللہ کے اندر تصرّف نہیں کر سکتا۔ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند ؛ میلِ او اندر دلش انداختند

اس رمز کا جاننے والا آدمی کی بات اور اُس کے حرکات و سکنات سے پہچان لیتا ہے کہ یہ سب باتیں کہاں سے ہو رہی ہیں اور شخصِ نادان ایک علم کو دوسرے علم سے اور ایک رمز کو دوسرے رمز سے اور ایک منصب کو دوسرے منصب سے خلط کر دیتا ہے۔ اور اس کے بعد اخلاقِ شہویہ (جیسے حرص و طمع وغیرہ) اور سبعیہ (جیسے غضب وغیرہ) کا وجود جو نفوس غیر معتدلہ میں پیدا کیا گیا ہے اور مال کا زیادہ ہو جانا اُن رذائل کو قوت سے فعل میں لاتا ہے (چنانچہ آیہ کریمہ اس پر شاہد ہے) إِنَّ الْإِنْسَانَ الآیۃ (ترجمہ: بیشک انسان نے سرکشی کی اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے کو بے نیاز دیکھا) یا (بمضمون حدیث) ہر ذی رائے اپنی رائے کو اچھا جانے (اور کسی امر میں دوسرے سے مشورہ طلب کرے) اگرچہ طلب (مشورہ) کی حقیقت اُس کی نظر میں اچھی معلوم ہو جنسِ اوّل (یعنے مال کی کثرت اخلاقِ بد کا پیدا ہونا اس) کو

www.kitabghar.org

فتنۂ مال گویند و جنس ثانی را بہوا تسمیہ نمایند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بسیارے از احادیث ازاں دو جنس خبر داوند آخرج ابن ماجۃ عن انس بن مالک قال قیل یا رسول اللہ متی نترک الامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال اذا ظھر فیکم ماظھر فی الامم قبلکم قلنا یا رسول اللہ وما ظھر فی الامم قبلنا قال الملک فی صغارکم والفاحشۃ فی کبارکم والعلم فی رذالتکم قال زید تفسیر معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم والعلم فی الفساق واخرج الدارمی عن حیۃ بنت ابی حیۃ عن ابی بکر الصدیق فی قصۃ طویلۃ قالت فذکرت غزونا خثعما وغزوۃ بعضنا بعضا فی الجاھلیۃ وما جاء اللہ بہ من الالفۃ واطناب الفساطیط فقلت یا عبد اللہ حتی متی تری امر الناس ھذا قال ما استقامت الائمۃ قلت ما الائمۃ قال ما رأیت السید یکون فی الحواء فیتبعونہ ویطیعونہ

فتنۂ مال کہتے ہیں اور جنس ثانی (یعنے خود رائی اور خود پرستی کا پیدا ہونا اس) کو (فتنہ) ہوا کہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثوں میں ان دو قسم (کی حالتوں) کی خبر دی ہے (چنانچہ) ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کسی شخص نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کس حالت میں امر معروف اور نہی منکر ترک کریں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تمھارے اندر وہ بات ظاہر ہو جو تم سے پہلے دوسری اُمتوں میں ظاہر ہوئی تھی۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم سے پہلے دوسری اُمتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا۔ تمھارے ذلیل لوگوں میں حکومت۔ اور تمھارے بڑوں میں گناہ اور تمھارے کمینے لوگوں میں علم۔ زید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول (یعنے تمھارے کمینے لوگوں میں علم) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ فاسق لوگوں میں علم ظاہر ہو۔ اور دارمی نے حیہ بنت ابی حیہ سے انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے وہ (دیگر حالات بیان کرنے کے بعد) کہتی تھیں کہ پھر میں نے غزوہ خثعم کو اور اُن لڑائیوں کو جو ہمارے درمیان زمانۂ جاہلیت میں ہوا کرتی تھیں ذکر کیا اور (اس اسلام کی وجہ سے) ہمارے اندر جو باہمی الفت اللہ تعالے نے پیدا کر دی اور ہم کو اسلام میں فراخی عطا فرمائی (اس کا بھی ذکر کیا) پھر میں نے پوچھا اے عبداللہ! لوگوں میں یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپ کے نزدیک کب تک رہیگی۔ انھوں نے جواب دیا جبتک (مسلمانوں کے) سردار سیدھی راہ پر چلیں۔ میں نے پوچھا سردار کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا تم نے سرداروں کو نہیں دیکھا۔ سردار وہ ہیں جو اپنی خرگاہ میں رہتے ہیں اور لوگ اُن کی پیروی اور اُن کی اطاعت کرتے ہیں (پھر حضرت صدیقؓ نے فرمایا)

www.kitabghar.org

فما استقام اولئك وأخرج
ابن ماجة عن عياض بن عبد الله
انه سمع ابا سعيد الخدري
يقول قام رسول الله صلى الله عليه
وسلم فخطب الناس فقال لا والله ما اخشى
عليكم ايها الناس الا ما يخرج الله
لكم من زهرة الدنيا فقال له رجل
يا رسول الله أيأتي الخير بالشر فصمت
رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعة
ثم قال كيف قلت قال قلت وهل
يأتي الخير بالشر فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان الخير
لا يأتي الا بخير او خير هو ان كل
ما ينبت الربيع يقتل حبطا او
يلم الا آكلة الخضر اكلت حتى اذا امتلأت
خاصرتاها استقبلت الشمس فثلطت
وبالت ثم اجترت فعادت فاكلت فمن
يأخذ مالا بحقه يبارك له
ومن يأخذ مالا بغير حقه فمثله
كمثل الذي يأكل ولا يشبع واخرج
ابن ماجة عن عبد الله بن عمرو
بن العاص عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم انه قال اذا فتحت
عليكم خزائن فارس والروم اي
قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف

توجبتک سردار سیدھی راہ پر رہیں گے (یہی حالت رہیگی) اور ابن ماجہ نے عیاض بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوسعید خدری سے سُنا وہ کہتے تھے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپ نے یہ فرمایا کہ اے لوگو! قسم خدا کی میں تمہارے حق میں دنیا کی اس تازگی سے جو تمہارے لئے اللہ ظاہر کرے گا ڈرتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہے یہ سُنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر سکوت کیا پھر آپ نے سائل سے فرمایا تم نے کیا کہا تھا؟ سائل نے کہا میں نے یہ عرض کیا تھا کہ کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیر تو خیر ہی کو پیدا کرتا ہے (اگرچہ کبھی اس کے برخلاف بھی ہوجاتا ہے دیکھو) جو سبز گھاس کہ فصل ربیع اُس کو اُگاتی ہے وہ (اپنے کھانے والے) کو مار ڈالتی ہے یا قریب مرنے کے پہنچاتی ہے مگر اس سبز گھاس کا کھانے والا وہ جانور کہ جس نے گھاس خوب کھائی یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگیا اور آفتاب کی طرف مُنہ کرکے بیٹھ رہا پھر اُس نے پاخانہ پیشاب کیا پھر جگالی کرتا رہا۔ پھر چراگاہ میں گیا پھر گھاس کھائی (تو یہ جانور زندہ رہا اور جس نے کھانے میں کثرت کی وہ مر گیا) اسی طرح جس شخص نے (تم میں سے) اُس کے حق کے ساتھ مال لیا تو اُس کو برکت دیجاتی ہے (اور ہضم بھی ہوجاتا ہے) اور جس نے ناحق طور سے مال لیا تو اُس کی مثال اس شخص کی جیسی ہے کہ کھاتا ہے مگر اُس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ آپ نے فرمایا۔ جب تم فارس اور روم کے خزانے فتح کرلوگے تو اس وقت تم لوگ کیسے ہوجاؤگے۔ عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا

www.kitabghar.org

نکون کما أمرنا اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او غیر ذلك تتنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تتباغضون او نحو ذلك ثم تنطلقون فی مساکین المہاجرین فتجعلون بعضہم علی رقاب بعض و اخرج ابن ماجۃ عن عروۃ بن الزبیر ان المسور بن مخرمۃ اخبرہ عن عمرو بن عوف وکان شہد بدرًا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ بعث ابا عبیدۃ بن الجراح الی البحرین یأتی بجزیتہا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو صالح اھل البحرین وامر علیہم العلاء الحضرمی فقدم ابو عبیدۃ بمال من البحرین فسمعت الانصار بقدوم ابی عبیدۃ فوافوا صلوٰۃ الفجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف فتعرضوا لہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین راٰھم ثم قال اظنکم انکم سمعتم ان ابا عبیدۃ قدم بشیٔ من البحرین قالوا اجل یا رسول اللہ قال ابشروا و املوا ما یسرکم فواللہ ما الفقر اخشی علیکم ولکنی اخشی علیکم ان تبسط الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا

ہم ویسے ہی رہیں گے جیسا اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور (کہو گے سنو) تم (دنیا میں) رغبت کرنے لگو گے پھر باہم حسد کرو گے پھر ایک دوسرے سے قطع رحمی کرو گے یا [اسی طرح کی کچھ اور باتیں آپ نے فرمائیں (پھر فرمایا)] پھر تم مسکین مہاجرین کے پاس جا کر اُن میں بعض کو بعض کی گردنوں پر سوار کر دو گے۔ اور ابنِ ماجہ نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مسور بن مخرمہ نے اُن کو عمرو بن عاص سے روایت کر کے خبر دی اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگِ بدر میں تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضؓ کو بحرین کی طرف اہلِ بحرین سے جزیہ لینے کے لئے بھیجا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بحرین سے صلح کر لی تھی اور علاء حضرمی کو وہاں کا حاکم کر دیا تھا جب حضرت ابو عبیدہ رضؓ بحرین سے مال لیکر واپس آئے تو ان کے آنے کی خبر انصار سُنکر (علے الصباح) خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور اُنھوں نے فجر کی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو انصار آپؐ کے سامنے آئے آپؐ نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا پھر ارشاد فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ تم نے سُن لیا ہے کہ ابو عبیدہ بحرین سے کچھ لائے ہیں۔ انصار نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ (ہم نے سُنا ہے) آپؐ نے فرمایا تمھیں بشارت ہو اور جو بات تم کو خوش کرے اُس کی تم امید رکھو۔ قسم خدا کی میں تم پر فقر کا کچھ خوف نہیں کرتا بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تمھارے لئے فراخ کر دی جائے جیسا کہ تم سے پہلے کے لوگوں پر فراخ کر دی گئی پھر تم (بھی) اس (کی لذتوں) میں رغبت کرو جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی

www.kitabghar.org

فتھلکم کما اھلکتھم وفی المشکوٰۃ
انّہ سیخرج فی اُمتی اقوام تتجاریٰ
بھم تلک الاھواء کما تتجاری الکلب
لصاحبہ لا یبقی منہ عرقٌ ولا
مفصلٌ الّا دخلہ۔

تنبیہِ دوم گمان مبرکہ در زمانِ شرور
ہمہ کس شریر بودہ اند وعنایت ہائی
الٰہی در تہذیب نفوس بیکار اُفتاد
بلکہ اینجا اسرارِ عجیب است ؎

عیبِ می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو
نفیِ حکمت مکن از بہرِ دل عامی چند

در ہر زمانہ طائفہ را ھبط انوار و برکات
ساختہ اند اخرج مسلم بروایۃ
جماعۃ لا تزال طائفۃ من امتی
قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من
خذلھم او خالفھم حتی یاتی امر
اللہ وھم ظاھرون علی الناس اخرج
ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انّ الاسلام بدأ غریبا وسیعود
غریبا فطوبی للغرباء واخرج ابن
ماجۃ عن انس بن مالک از رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
انّ الاسلام بدأ غریبا وسیعود
غریبا فطوبی للغرباء

پھر تم کو دنیا ہلاک کر دے جیسا کہ انھیں ہلاک کر دیا اور مشکوٰۃ میں ہے کہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) عنقریب میری امت میں (ان کے رگ و ریشہ میں) یہ خواہشِ نفسانی اس طرح سما جائے گی جس طرح (باولے) کتے کے کاٹنے کا اثر جسے وہ کاٹے اُس کے تمام جسم میں اس طرح سما جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ ایسا نہیں رہتا کہ اُس میں داخل نہ ہو۔

دوسری تنبیہ۔ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ بُرے زمانے میں سب لوگ بُرے تھے اور عنایاتِ الٰہی (اس زمانے کے لوگوں کی) تہذیب نفوس میں بیکار ثابت ہوتیں (یہ بات نہیں ہو سکتی) بلکہ یہاں اسرارِ عجیب ہیں ؎

عیبِ می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو؛ نفیِ حکمت مکن از بہرِ دل عامی چند

ہر زمانہ میں (بندگانِ خدا کے) ایک گروہ کو ھبط انوار و برکات بنائے ہیں۔ (امام) مسلمؒ نے بروایت ایک جماعت کے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ خدا کے دین پر قائم رہے گا جو اُن کو ذلیل کرنا چاہیگا یا اُن کی مخالفت کا قصد کرے گا وہ اُن کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنے روزِ قیامت) آجائے گا اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک (یہ دین) اسلام غربت (یعنی بیکسی) کی حالت میں شروع ہوا ہے عنقریب پھر غریب (یعنی بیکس) ہو جائیگا۔ پس خوشخبری ہے غربا۔ (یعنے بیکسوں) کے لئے۔ اور ابنِ ماجہ نے حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا پس خوشخبری ہی غرباء کے لئے

www.kitabghar.org

وَاَخرج ابن ماجۃ عن عبد اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنّ الاسلام بدأ غریبًا وسیعود غریبًا فطوبیٰ للغرباء قال قیل ومَن الغرباء قال النزّاع من القبائل وَاخرج ابن ماجۃ عن عمر بن الخطاب انّہ خرج یومًا الی مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فوجد مُعاذ بن جبل قاعدًا عند قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یبکی فقال ما یُبکیک قال یبکینی شیءٌ سمعتہ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان یسیر الریاء شرکٌ وانّ مَن عادیٰ لِلّٰہ ولیًّا فقد بارز اللّٰہَ بالمحاربۃ انّ اللّٰہ یحب الابرار الاتقیاء الاخفیاء الذین اذا غابُوا لم یُفتقدوا وان حضروا لم یُدعوا ولم یُعرفوا قلوبھم مصابیح الھُدیٰ یخرجون من کل غبراء مُظلمۃ و ہرچند دریں زمانہ ایں مردم کمیاب اند اما بوجہے از وجوہ بہتر اند از اشخاص بسیارے از زمانِ سابق اخرج الترمذی وابن ماجۃ و

اور ابنِ ماجہ نے عبداللہ (ابن مسعود) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہوجائیگا پس خوشخبری ہے غرباء کے لئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کسی نے سوال کیا غرباء کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ وہ لوگ جو (اپنے) قبائل کو چھوڑے ہوئے (رسولؐ کی خدمت میں رہتے) ہیں (یعنے مہاجرین) اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں حضرت معاذ بن جبلؓ کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا۔ مَیں نے ایک بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی اُسے یاد کرکے رو رہا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ تھوڑا ریا بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے کسی دوست سے عداوت کی تو (گویا) وہ اللہ کے مقابلہ میں (لڑنے کو) نکلا۔ بیشک اللہ تعالےٰ (اپنے) نیک بندوں پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے اور اُس کے یہ بندے ایسے مخفی ہوتے ہیں کہ اگر وہ (لوگوں سے) غائب ہوجائیں تو کوئی اُن کو نہ ڈھونڈھے اور اگر وہ کسی مجمع میں آئیں تو اُن کو کوئی بھی نہ بُلائے اور نہ اُن کو کوئی پہچان سکے (کہ یہ کون ہیں اور کس مرتبہ کے ہیں؟) اُن کے دل چراغِ ہدایت ہیں وہ ہر زمین تیرہ و تاریک سے پیدا ہوتے ہیں (اور گمنامی کے ساتھ بسر کرتے ہیں) اگرچہ اس زمانہ (یعنے زمانۂ فتنہ) میں ایسے لوگ (از بس) کمیاب ہیں لیکن بعض اعتبارات سے زمانۂ سابق کے بھی اکثر اشخاص سے بہتر ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ اور

www.kitabghar.org

وغیرهما عن ابی ثعلبة الخشنی
فی حدیث طویل اخره
فان وراءکم ایام الصبر
فمن صبر فیهن کان کمن
قبض علی الجمر للعامل فیهن
اجر خمسین رجلا یعملون
مثل عمله قالوا یا رسول الله
اجر خمسین منهم قال
اجر خمسین منکم وفی
المشکوٰة عن حذیفة قال
سمعت رسول الله صلی الله
علیه وسلم یقول تعرض الفتن
علی القلوب کالحصیر عودا عودا
فای قلب اشربها نکتت
فیه نکتة سوداء وای قلب
انکرها نکتت فیه نکتة
بیضاء حتی تصیر علی قلبین
ابیض مثل الصفا فلا تضره فتنة
مادامت السموات والارض و
الاخر اسود مربادا کالکوز مجخیا
لا یعرف معروفا ولا ینکر منکرا
الا ما اشرب من هواه اخرجه مسلم
باز آنحضرت صلی الله علیه وسلم ایں
غریبان را که در هر طبقه اقل قلیل مے
باشند تقسیم فرمودند به پنج طبقه

ان کے سوا دوسروں نے ابوثعلبہ خشنی سے ایک بڑی حدیث کے (ذیل) میں روایت کیا ہے اُس کے آخر میں ہے۔ تمہارے آگے صبر کے دن ہیں تو جو شخص ان دنوں میں صبر کرے گا وہ مثل اُس شخص کے ہوگا جو آگ کی چنگاری (ہاتھ میں) اُٹھالے۔ ان دنوں میں ایک شخص کو نیک عمل کا ثواب پچاس شخصوں کے عمل کے برابر ملے گا جو کہ اُس کا جیسا عمل کریں. صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اُس زمانہ کے پچاس شخصوں کے عمل کے برابر ایک ثواب ملے گا۔ آپؐ نے فرمایا (نہیں) تمہارے زمانے کے پچاس شخصوں کے برابر۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا (لوگوں کے) دلوں پر فتنے یکے بعد دیگرے اس طرح چھا جائیں گے جیسے چٹائی ایک ایک تنکے سے کر کے بُنی جاتی ہے۔ جس قلب کے اندر وہ داخل ہو گئے اُس میں ایک سیاہ باریک نقطہ پڑ جائے گا اور جس قلب نے اُن فتنوں کو قبول نہ کیا تو اُس میں ایک سفید نقطہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ (لوگوں کے) قلوب دو قسم کے ہو جائیں گے (ایک قلب تو) ایسا سفید ہوگا جیسے سفید پتھر اُس کو تاقیام آسمان وزمین کوئی فتنہ ضرر نہ پہنچا سکے گا اور دوسرا (قلب) سیاہ غبار آلود ہوگا (اور حق بات اُس میں نہ ٹھہرے گی) جیسے ٹیڑھا کوزہ (کہ اُس میں پانی نہیں ٹھہرتا) (یہ قلب) نہ کسی نیک کام کو اچھا سمجھے گا اور نہ کسی بُرے کام کو بُرا سمجھے گا مگر وہی خواہش (نفسانی) جو اس میں جمائی ہوئی ہے (اُسی کو جانے گا) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غریبوں (یعنی غرباء اہل اسلام) کو جو کہ ہر طبقہ (اور ہر زمانہ) میں بہت کم ہوا کرتے ہیں پانچ طبقوں پر تقسیم فرمایا

www.kitabghar.org

ودر ہر طبقہ خاصیتے نہادند معنے ایں کلام
بغایت دقیق است أخرج ابن ماجة
عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امتی علی خمس
طبقاتٍ فاربعون سنۃً اہل برٍّ وتقوی ثم الذین
یلونہم الی عشرین ومائۃ سنۃٍ اہل
تراحمٍ وتواصلٍ ثم الذین یلونہم الی
ستین ومائۃٍ اہل تدابر وتقاطع
ثم الهرج الهرج النجا النجا وفی روایۃ
عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امتی علی خمس طبقاتٍ کل طبقۃ اربعون
عاما فاما طبقتی وطبقۃ اصحابی فاہل
علمٍ وایمانٍ واما الطبقۃ الثانیۃ ما بین
الاربعین الی الثمانین فاہل برٍّ وتقوی ثم
ذکر نحوہ تفصیل ایں اجمال آنکہ در ہر زمان
جمعے بر سنت سنیہ قائم خواہند بود وان
قلّوا باز ایں قائمین علی الحق بریک صفت
نیستند در ہر طبقہ وجہ قرب دیگر خواہد بود و
صورت قیام بر سنت سنیہ دیگر طبقہ اولے
چہل سال است از ہجرت حضرت خیر البشر
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تا وفات حضرت
مرتضی رضی اللہ عنہ و وجہ قرب دریں طبقہ ایمان
وعلم است یعنے قوت تصدیق شرائع و
اعتناء تمام بحفظ مسموعات از
جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور ہر طبقہ میں ایک ایک خاصیت بیان کی اس کلام کے معنے نہایت
دقیق ہیں۔ ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے انھوں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے میری
امت پانچ طبقوں پر ہے چالیس برس تک تو نیک اور پرہیزگار (لوگ)
ہوں گے پھر ان کے بعد والے ایک سو بیس برس تک آپس میں
رحم کرنے والے اور حق قرابت ادا کرنے والے ہوں گے پھر ان کے
بعد والے لوگ ایک سو ساٹھ برس تک باہم ترک صحبت اور
اور قطع تعلقات کرنے والے ہوں گے۔ پھر (ان طبقوں کے بعد)
قتل ہی قتل ہے (اس زمانے سے) نجات طلب کرو نجات طلب
کرو۔ اور ایک روایت میں حضرت انس رض سے منقول ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پانچ طبقوں پر
ہے ہر طبقہ چالیس برس کا ہے۔ میرا طبقہ اور میرے اصحاب کا
طبقہ تو اہل علم واہل ایمان ہے اور دوسرا طبقہ (جو سنہ ۴۰) چالیس
سے (سنہ) اسی تک (ہے) وہ (طبقہ) نیک اور پرہیزگار رہے۔
پھر مثل پہلی روایت کے ذکر کیا (اس اجمال کی) تفصیل یہ ہے کہ
ہر زمانہ میں (مسلمانوں کی) ایک جماعت سنت سنیہ پر عمل
کرتی رہے گی اگرچہ وہ لوگ (تعداد میں) کم ہوں۔ مگر یہ جماعت
اہل حق ایک صفت (خاص) پر نہیں ہوگی (بلکہ) ہر طبقہ میں
وجہ قرب (الٰہی) جداگانہ ہوگی اور سنت سنیہ پر (عمل کرنے اور
اس پر) قیام کرنے کی صورت (بھی) دوسری ہوگی (چنانچہ)
پہلا طبقہ چالیس سال تک ہے (اور) حضرت خیر البشر صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کی ہجرت سے (شروع ہوا ہے اور) حضرت مرتضے
رضی اللہ عنہ کی وفات تک (ختم ہوا) اس طبقہ میں وجہ (اور
سبب) قرب (الٰہی) کا ایمان اور علم ہے یعنے احکام شرعیہ
کی تصدیق کا قوی ہونا اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

www.kitabghar.org

وآں را غنیمتِ کبرٰے دانستن واز ہمہ گسستن و بجانب او متوجہ شدن واصل دریں وجہ آنست کہ قبل مبعث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم بکفر وجاہلیت مملو شدہ بود و اوضاع فاسدہ ظاہر و باطن ایشاں را درگرفتہ و ہیآت دنیّہ خسیسہ دل ایشاں را مشغوف ساختہ ناگہاں مدبّر السموات والارض داعیۂ ہدایت در قلب شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرو ریخت وعلومے کہ اہتدا بآں تواند بود. بر قلبِ مبارک وے صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود ہر کرا فطرتِ سلیمہ بود آں داعیہ در دل او منطبع شد وآں علم در عقل او منعکس گشت وآں جماعہ سلیم الفطرۃ بر منازل شتّٰی بودہ اند طائفۂ مخلوق بر استعدادے کہ شبیہ باستعداد انبیاء بود و نمونۂ از نبوّت در جوہر طبیعتِ ایشاں مُودَع ایشاں سر دفتر امّت آمدند و بشہادت دل آں داعیہ وآں علوم را تلقی نمودہ اند و پارہ از تحقیق نصیب ایشاں شد و طائفہ استعداد تقلید تمام داشتند و قبول انعکاس آں داعیہ وآں علوم نمودند

اُس کے یاد رکھنے میں اہتمامِ بلیغ کرنا اور اسی کو غنیمتِ کبرٰی جان کر اور دیگر امور سے منقطع ہو کر اسی کی جانب (دل سے) متوجہ رہنا اور اس وجہ میں اصل (بات) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر عالم کُفر و جاہلیت سے بھرا ہوا تھا اور خراب حالتوں نے اہلِ عالم کے ظاہر و باطن پر (پورا پورا) غلبہ کر لیا تھا اور خسیس اور کم درجہ کی حالتوں نے ان کے دلوں کو (اپنا) فریفتہ کر رکھا تھا (سارا جہان اسی ظلمت میں مبتلا تھا کہ) یکایک آسمان و زمین کے تدبیر کرنے والے (یعنے حق جلّ وعلا) نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کے اندر داعیہ ہدایت پیدا فرمایا اور جن علوم کے ذریعہ سے ہدایت پانا ممکن تھا وہ علوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر نازل فرمائے (پھر بدولت صحبتِ نبوی کے آپ کے صحابہ میں سے) جس کسی کی فطرتِ سلیمہ تھی وہی داعیہ (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں پیدا ہوا تھا) اس شخص کے دل میں اُتر گیا اور اُسی علم کا عکس (جو آنحضرتؐ کو عطا ہوا تھا) اس کی عقل میں حاصل ہو گیا۔ پھر یہ فطرتِ سلیمہ والے بھی مختلف مراتب پر تھے بعضے تو ایسی استعداد کے ساتھ مخلوق ہوئے تھے کہ وہ (استعداد) انبیاء کی استعداد سے مشابہ تھی اور اُن کی جوہرِ طبیعت کے اندر نبوّت کا نمونہ امانت رکھا گیا تھا (جیسے حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ) یہ لوگ امّت (محمدیہ) کے سر دفتر ہوئے۔ ان لوگوں نے اپنے دل کی شہادت سے اُس داعیہ کو اور اُن علوم کو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے) لیا اور تحقیق کا ایک حصہ اُن کو نصیب ہوا۔ اور بعضے (تحقیق کی استعداد تو نہ رکھتے تھے مگر) تقلید کی استعداد کامل رکھتے تھے اور اُنھوں نے (اس تقلید کے ذریعہ سے) اُس داعیہ اور اُن علوم کے عکس کو قبول کیا

www.kitabghar.org

وحصہ از سعادت یافتند وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ ہرکہ از انطباع دور تر ازیں رحمتِ کاملہ محروم تر اینجا اعمال و اخلاق مقصود بالتبع بود و ملحوظ بالعرض و در طبقۂ ثانیہ وجہ قرب عمل بشرائع اسلامیہ بود فرائض آں و نوافل آں و اجتناب از محرمات و مکروہات و دل ایشاں از ہمہ گسستہ بایں اعمال متوجہ شد ازیں اعمال نورے برخاست و بر دلِ ایشاں مستولی گشت براں نور بودند و ہمراہ آں نور گذشتند و ھم اھل البر و التقوٰی و در طبقۂ ثالثہ اعمالِ خیر بر سبیلِ عادت و ریا فاش شد و ہر کس و ناکس بہ صورِ اعمال متلبس گشت و فرق درمیانِ محق و مبطل باعتبار صورت اعمال نماند ہرکہ بر حسنِ اخلاق و لین جانب وصفائی دل مفطور بود نورِ ایں اعمال تنویر و تہذیب او نمود و ہرکہ چنیں نبود صرف اعمال او را بایں قرب نرسانید زیراکہ اعمالِ ایشاں از نیتِ قویہ بر نخاست و نورِ آں اعمال بقلبِ آں جماعہ عائد نشد و ہرکہ بایں صفت بود

اور سعادت سے ایک (معتد بہ) حصہ پایا۔ اور سب کے لئے اللہ نے نیکی (اور ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔ اور جو شخص (اس داعیہ و علوم کا) عکس قبول کرنے سے زیادہ دور ہے وہی اس رحمتِ کاملہ سے زیادہ محروم ہے (خلاصہ یہ ہے کہ) اس طبقہ میں اعمال واخلاق مقصود بالتبع اور ملحوظ بالعرض تھے (مقصدِ اصلی اسی داعیہ و علم کا قبول کرنا تھا جو اوپر بیان ہوا) اور دوسرے طبقے میں سببِ قربِ الٰہی کا احکام شریعتِ اسلامیہ یعنے فرائض و نوافل پر عمل کرنا اور مکروہ سے پرہیز کرنا ہے۔ اس طبقہ والوں کے دل (دنیا کے) سب کاموں سے بیزار ہو کر انہی اعمال کی جانب متوجہ ہوگئے اور ان اعمال کے (کرنے) سے ایک نور پیدا ہوا اور ان کے دلوں پر غالب ہوگیا (لہٰذا یہ لوگ) تاحیاتِ خود اُس نور پر (قائم) رہے اور اُسی نور کے ساتھ (دنیا سے) گزر گئے اور (یہ) وہ لوگ (ہیں جن کو حدیث میں) نیک اور پرہیزگار کہا گیا ہے۔ اور تیسرے طبقہ میں اعمالِ خیر بطور عادت وریا کے رائج ہوگئے اور ہر کس و ناکس ان اعمال کی صورتوں کو ادا کرنے لگا (ان کی حقیقت سے کچھ واسطہ نہ رہا) اور صورتِ اعمال ادا کرنے کے لحاظ سے اہلِ حق و اہلِ باطل میں کوئی فرق نہ رہا (البتہ) جو شخص حسنِ اخلاق اور عجز و انکسار اور صفائی قلب کے ساتھ باعتبار فطرت کے پیدا ہوا تھا تو ان اعمال کے نور نے اُس کو نورانی اور مہذب کر دیا (اور مرتبۂ قرب پر فائز ہوگیا) اور جو (باعتبار خلقت کے) ایسا نہ تھا تو صرف ان (ظاہری) اعمال نے اُسکو اس (قربِ الٰہی) تک نہ پہنچایا۔ (اور وہ بساطِ قرب سے بہت دور رہا) کیونکہ ان لوگوں کے اعمال قوی نیت کے ساتھ صادر نہیں ہوتے اور اُن اعمال کا نور اُن لوگوں کے دل کی جانب رجوع نہ ہوا اور جو لوگ ایسے تھے

www.kitabghar.org

موانع قبول اعمال را نتوانستند از خود دفع کردن بخلاف طبقۂ پیشین کہ مساہلت در نیت عادت آں قوم نبود وریا در اعمال رسم ایشاں نہ وھم اھل التواصل والتراحم ودر طبقۂ رابعہ اوضاع فاسدہ دنیات کاسدہ ظاہر تر شد نور اعمال بدون گوشہ گیری و خلوت نشینی وانقطاع از قبائل وعشائر واز صحبت خلق دور شدن میسر نگشت ہر کہ دریں طبقہ نورے حاصل کرد بغیر اعتزال و ترک صحبت باانام دستش نداد وھم اھل التدابر والتقاطع ودر طبقۂ خامسہ دورہ برگشت ونظر الٰہی بر ملکات نفس افتاد کہ باعمال و اذکار مکسوب میگردد ودر جذر لطیفۂ عقل ونفس وقلب پائی محکم می کند وھم اھل المقامات والاحوال وہمچنیں در ہر طبقہ وصفے کہ مدار نظر الٰہی ہماں میباشد علیحدہ است والکلام فی ھٰذا یطول ولنقتصر ھٰھنا علی تفسیر الطبقات الخمس آزیں مبحث میتواں شناخت کہ عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عباس و عائشہ صدیقہ وامثال ایشاں رضی اللہ عنہم در کدام منزلت بودہ اند وسعید بن المسیب وفقہائے سبعہ و معاصر ایشاں

(یعنے ان کے اعمال نیتِ قوی کے ساتھ نہ تھے) وہ لوگ ان اسباب کو جو اعمال کے قبول ہونے سے مانع تھے اپنے سے دفع نہ کرسکے بخلاف پہلے طبقہ والوں کے کہ نیت میں سُستی کرنا اُن لوگوں کی عادت نہ تھی (بلکہ قوی نیت کے ساتھ اعمالِ خیر بجالاتے تھے) اور ریاو نمود اعمال کے اندر اُن کا دستور نہ تھا (انہی کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے کہ) وہ صلہ رحم کرنے والے اور ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔ اور چوتھے طبقے میں خراب حالتیں اور ناقص نیتیں زیادہ تر ظاہر ہوگئیں اور (اُس وقت) نورِ ایمان بغیر گوشہ گیری اور خلوت نشینی کے اور بغیر اپنے قبائل اور کنبے سے جدا رہنے اور صحبتِ خلق سے علٰحدہ رہنے کے حاصل نہ ہوتا تھا اس طبقہ والوں میں سے جس کسی نے کچھ نور حاصل کیا وہ نور بغیر عزلت گزینی اور ترک صحبت خلق اللہ کے اُسے حاصل نہیں ہوا۔ (انہی لوگوں کی نسبت حدیث میں ہے کہ) وہ ایک دوسرے سے مُنہ پھیرنے والے اور قطع رحم کرنے والے ہیں۔ اور پانچویں طبقہ میں دَورہ (بالکل) بدل گیا اب اللہ تعالیٰ کی نظر (توجہ) نفس کے اُن ملکات (وحالات) پر ہوئی جو اعمال واذکار کے (ذریعہ) سے حاصل ہوتے ہیں اور (یہ ملکات) لطیفۂ عقل ونفس وقلب کی جڑیں قائم ہو جاتے ہیں اور (انہی لوگوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ) وہ اہلِ مقامات واحوال ہیں اور اسی طرح ہر طبقہ میں جو وصف کہ مدارِ نظر الٰہی ہوتا ہے جداگانہ ہے اس بحث میں گفتگو طویل ہوئی جاتی ہے لہٰذا ہم صرف پانچ طبقوں کے بیان پر کفایت کرتے ہیں۔ اس مبحث سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور مثل ان کے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کس رُتبے کے ہیں۔ اور سعید بن مسیب اور فقہاء سبعہ اور ان کے معاصر

در کدام مرتبہ۔

تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم وصاحب فضیلت جلیلہ در زمرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق او سوءِ ظن نکنی ودر ورطۂ سبّ او نیفتی تا مرتکب حرام نشوی اخرج ابوداؤد عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبّوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل اُحُدٍ ذھبًا ما بلغ مُدَّ احدھم ولا نصیفہ واخرج ابوداؤد عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علیؓ ان ابنی ھٰذا سیّدٌ وانی ارجو ان یصلح اللہ بہ بین فئتین من اُمّتی وفی روایۃ لعل اللہ ان یُصلح بہ بین فئتین من المسلمین عظیمتین واخرج الترمذی من حدیث عبد الرحمٰن بن عُمیرۃ وکان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللھم

کس کس مرتبے کے ہیں (یعنے دونوں اقسام کے مراتب میں کیا فرق ہے)۔

تیسری تنبیہ۔ جاننا چاہیئے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک شخص تھے اصحابِ[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے اور زمرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم میں بڑے صاحب فضیلت[2] تھے تم کبھی اُن کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوگے۔ ابوداؤد نے ابوسعید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہؓ کو بُرا نہ کہو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص (کوہ) اُحد کے برابر سونا (راہِ خدا میں) خرچ کرے تو اُن کے ایک مُد بلکہ نصف مُد (خرچ کرنے کے ثواب) کو نہ پہنچے گا۔ اور ابوداؤد نے ابوبکرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کی نسبت فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس کے سبب سے میری امت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادیگا اور ایک روایت میں ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے۔ اور ترمذی نے بروایت عبد الرحمٰن بن عمیرہ جو منجملہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے (حضرت) معاویہؓ کے واسطے (یہ) دُعا مانگی، یا اللہ!

[1] نصائح کافیہ والا حضرت معاویہؓ کے صحابی ہونے سے منکر ہی کہتا ہے کہ باعتبار لغت کے ان پر صحابیت کا اطلاق نہیں ہو سکتا باعتبار اصطلاح محدثین ہو سکتا ہے تو وہ قابل اعتبار و موجب فضیلت نہیں۔ تمام دلائل سے قطع نظر کرکے اس شخص کو صحیح بخاری کے باب الفضائل ذکر معاویہ میں دیکھنا چاہیئے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ کو صحابی کہا۔ الفاظ روایت یہ ہیں فانہ قد صحب النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ بھلا حضرت عباسؓ اصطلاح محدثین کے موافق کیسے انکو صحابی کہتے اصطلاح محدثین قرن صحابہ کے بعد حادث ہوئی ہیں۔ [2] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں سوء ظن رکھنے والے تین گروہ ہیں **اوّل** روافض خیر انکا سوء ظن چنداں جائے تعجب نہیں کیونکہ وہ ایسے مقدس حضرات سے سوء ظن رکھتے ہیں جنکا مثل تمام امتِ مرحومہ میں ایک بھی نہیں **دوسرا گروہ** اُن جاہل صوفیوں کا ہے جو حضرت علی مرتضےٰ کی محبت کا تکملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کو سمجھتے ہیں یہ لوگ اپنے کو سُنی کہتے ہیں مگر درحقیقت نہ صرف اس امر میں بلکہ بہت سے امور اصول و فروع میں اہل سنت کے مخالف ہیں اور فرقہ ہائے شیعہ میں داخل ہیں **تیسرا گروہ** اس زمانہ کے بعض اہل ظاہر کا ہے بعض روایات میں حضرت معاویہؓ کے مطاعن انکی نظر سے گذرے اور بوجہ ظاہریت کے انکی تاویل تک انکے ذہن کی رسائی نہ ہوئی۔ ان سب میں زیادہ مضرت رساں دوسرا گروہ ہے پھر تیسرا۔ واللہ اعلم۔

www.kitabghar.org

اجعله هادیًا مهدیًا واهد به وَ اخرج ابن سعد و ابن عساکر عن سلمة بن مخلد قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لمعاویة اللّٰهم علّمه الکتاب ومکّن له فی البلاد وقه العذاب وَ اخرج الترمذی من حدیث عمیر بن سعید سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اللّٰهم اهد به وَ عقل نیز بران دلالت می کند زیرا که از طرقِ کثیره معلوم شد که آنحضرت صلی الله علیه وسلم معلوم فرمودند که وے فی وقتٍ من الاوقات خلیفه خواهد شد و آنحضرت صلی الله علیه وسلم چون شفقتِ وافره برامت داشتند کما قال الله تعالیٰ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ

تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنادے اور اُن کے ذریعہ سے (دوسروں کو) ہدایت فرما۔ اور ابن سعد اور ابن عساکر نے سلمہ بن مُخَلَّد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو (حضرت) معاویہؓ کے لئے یہ دعا کرتے ہوئے سُنا۔ (دوسری فضیلت ۲) خداوندا! تو اُن کو کتاب (الٰہی) کا علم عنایت کر اور اُن کو ملکوں کی حکومت عطا فرما اور اُن کو عذاب (آخرت) سے بچالے۔ اور ترمذی نے بروایت عُمیر بن سعید نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ (حضرت معاویہؓ کے لئے دعا میں یہ) فرماتے تھے خداوندا! تو اُنکے ذریعہ سے (دوسروں کو) ہدایت فرما۔ اور (روایت سے قطع نظر کرکے) عقل بھی اس پر دلالت کرتی ہے (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ضروران کے لئے دعا کی ہوگی) کیونکہ مختلف طرق (روایت) سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوچکا تھا کہ وہ (یعنے حضرت معاویہؓ) کسی نہ کسی وقت میں خلیفہ ہوں گے اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (اپنی) اُمت پر از بس شفقت فرماتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حریصٌ علیکم تا آخر (ترجمہ: تم پر حرص کرنے والا

ــه مصنف نے بوجہ اس بحث کے ضمنی ہونے کے بنظرِ اختصار صرف پانچ فضیلتیں حضرت معاویہؓ کی ذکر فرمائیں (۱) اُنکا صحابی ہونا (۲) ان کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاحِ دارین کی دعا مانگنا (۳) مسند کے جہاد اول کی فضیلت میں انکا داخل ہونا (۴) ان کا کاتبِ جناب نبوت ہونا (۵) حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا ان کے دل میں جاگزین ہونا۔ اس سے زیادہ فضائل معلوم کرنا چاہو تو کتب سیر و تاریخ خصوصًا کتاب تطہیر الجنان مؤلفہ علامہ ابن حجر مکی دیکھو حضرت معاویہؓ کے مؤمن کامل اور صاحبِ فضائل ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ باوجودیکہ باہم مقاتلہ و محاربہ قائم تھا ان کے صاحبِ ایمان ہونے کی شہادت دیتے تھے جو سُنّی و شیعہ دونوں کی معتبر کتب میں منقول ہے کتب اہلِ سنت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اخواننا بغوا علینا یعنے معاویہؓ اور اہلِ شام ہمارے بھائی ہیں جنھوں نے ہم سے بغاوت کی (تطہیر الجنان) اور منجملہ کتب شیعہ کے نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم دوم صفحہ ۱۱۸ میں ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ نے ایک فرمان بطور اعلان کے تمام شہروں میں بھیجا اس میں اپنا اور حضرت معاویہؓ کا حال اس طرح لکھا وکان بدء امرنا انا التقینا والقوم من اهل الشام والظاهر ان ربنا واحد ونبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدة ولا نستزیدهم فی الایمان بالله والتصدیق برسوله ولا یستزیدوننا والامر واحد الا ما اختلفنا فیه من دم عثمان ونحن منه براء. (ترجمہ ہمارے معاملہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ اہلِ شام سے اور ہم سے مقابلہ ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک نبی ایک کلمہ اسلام ایک۔ خدا پر ایمان رکھنے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں نہ ہم اُن سے زیادہ نہ وہ ہم سے۔ سب معاملہ واحد ہے صرف خونِ عثمانؓ کا جھگڑا ہے اور ہم اس سے بری ہیں۔

www.kitabghar.org

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ پس رأفت کاملۂ
آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبتِ اُمّت اقتضا
فرمود کہ خلیفۂ ایشاں را دعا بہدایت واہتدا نماید
اخرج الدیلمی عن الحسن بن علی قال
سمعت علیاً یقول سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لا تذھب الایام و
اللیالی حتی یملک معاویۃ واخرج الآجری
فی کتاب الشریعۃ عن عبد الملک بن عمیر قال
قال معاویۃ رضی اللہ عنہ ما زلت فی طمع من
الخلافۃ منذ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول یا معاویۃ ان ملکت فاحسن
وقد صح من حدیث ام حرام ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اول جیش
من امتی یغزون البحر قد اوجبوا وکان اول
من غزا فی البحر معاویۃ فی زمن عثمان بن
عفان وکانت ام حرام فی جیشہ وماتت
بعد ما خرجت من البحر وقد استفاض
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استکتبہ
وھو لا یستکتب الا عدلاً امیناً وقد روی
الآجری من طرق متعددۃ ان ذلک کان
باشارۃ من جبرئیل و معاویہ بن ابی سفیان
می گفت لست بخلیفۃ ولکنی اول ملوک
الاسلام وستجربون الملوک بعدی

ایمان والوں کے ساتھ مہربان رحم دل) لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی کمالِ محبّت نے جو (آپؐ کو) اُمّت کے ساتھ ہے تقاضا فرمایا
کہ آپؐ اپنی اُمّت کے خلیفہ کے لئے ہدایت کرنے اور ہدایت پانے
کی دعائیں فرمائیں (جناب نبویؐ کو حضرت معاویہؓ کے خلیفہ ہونے
کا علم روایاتِ ذیل سے واضح ہے) دیلمی نے حضرت حسن بن علیؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے۔ یہ دن رات ختم نہ ہوں گے یہانتک کہ
معاویہ بادشاہ ہوجائیں گے۔ اور آجری نے کتاب الشریعۃ میں
عبد الملک بن عُمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اُس وقت سے خلافت کی خواہش کرتا ہوں
جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ نے
(مجھ سے) فرمایا اے معاویہ! اگر تم بادشاہ ہوجاؤ تو (لوگوں کے ساتھ)
نیکی کرنا۔ اور بروایتِ اُمّ حرام صحیح طور سے ثابت ہوچکا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمّت کا پہلا لشکر جو سمندر
میں جہاد کرے گا اس کے لئے جنّت واجب ہوگئی (تیسری فضیلت)۔ اور سب سے
اوّل سمندر میں بعہد خلافت حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت معاویہؓ
نے جہاد کیا ہے اور اُن کے (اسی) لشکر میں اُمّ حرام (بھی) تھیں
جنھوں نے دریا سے نکلنے کے بعد انتقال کیا۔ اور بروایاتِ متعدّدہ
یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ
کو (اپنا منشی اور) کاتبِ (وحیؑ) (چوتھی فضیلت) بنایا تھا اور آپؐ اُسی کو کاتب
بناتے تھے جو ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا۔ اور حضرت
معاویہؓ بن ابی سفیان کہا کرتے تھے۔ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ بادشاہان
اسلام کا پہلا بادشاہ ہوں اور تم میرے بعد بادشاہوں کا تجربہ کروگے

لہ خطوط و فرامین کے کاتب ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور صرف اس قدر فضیلت بھی کم نہیں مگر کاتبِ وحی ہونے میں علّی اور اس کے مقلدین نے انکار کیا ہے
لیکن علامہ ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں اس انکار کو مسلّم نہیں رکھا۔ ۱۲

وازشُعراتِ شریفۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چیزے باخود داشت وقت وفات وصیّت نمود کہ آں را در مناخرِ او بگذارند و بعض مقاصد خلافتِ خاصہ می دانست لیکن امضائے آں نتوانست

أخرج أحمد عن عبد الله بن عامر اليحصبي قال سمعتُ معاوية يحدّث وهو يقول إيّاكم وأحاديثَ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إلّا حديثاً كان على عهد عمر وانّ عمر رضي الله عنه أخاف النّاس في الله عزّ وجلّ۔

تنبیہ چہارم تغیر اوضاع باوضاع دیگر چند قسم است وہر قسمے را حکمے ست علیحدہ بعض ازاں قبیل ست کہ اختیار بشر را دراں راہ نیست مثل قحط

(اُس وقت میری قدر جانوگے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چند مُوئے مبارک حضرت معاویہؓ کے پاس تھے اُنھوں نے بوقتِ وفات وصیت کی تھی کہ یہ مُوئے مبارک میرے نتھنوں میں رکھ دینا حضرت معاویہؓ خلافتِ خاصہ کے بعضے مقاصد (بھی) جانتے تھے مگر اُن کو اجرا نہ کر سکے[1] (چنانچہ امام) احمدؒ نے عبداللہ بن عامر یحصبی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ (اے لوگو!) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی روایت سے بچتے رہو سوا اُن حدیثوں کے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں (رائج) تھیں (یعنے بغیر تحقیقاتِ کامل کے روایتِ حدیث سے لوگوں کو روکتے تھے) اور (یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اللہ عزّ وجل کا خوف دلایا کرتے تھے۔

پانچویں تفصیل ۱۲

چوتھی تنبیہ۔ (زمانہ کی) ایک وضع (اور حالت) کا دوسری وضع (اور حالت) کے ساتھ بدل جانا کئی قسم پر ہوتا ہے اور ہر قسم کا حکم جداگانہ ہے۔ بعض تغیر اس قسم کے ہیں کہ انسان کے اختیار کو اُس میں کوئی دخل نہیں (بلکہ وہ تغیر آسمانی ہیں) جیسے قحط کا ہونا

[1] اجرا نہ کر سکنے کے اسباب مختلف تھے مگر طعن کرنیوالوں نے متعدد رویوں سے آنکھ بند کر لی ہے جو کتابیں حضرت معاویہؓ کی مطاعن میں لکھی گئی ہیں بعض اس قاصر کی نظر سے گزریں خاص کر ایک تو تصنیف النصائح الکافیہ لمن یتولی معاویہ جو میرے ایک مخدوم نے دکن سے بغرضِ رد میرے پاس بھیجی مگر اب تک بوجہ عوائق کے یہ کام صورت پذیر نہ ہوا اس کتاب کے تفصیلی رد کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ اہلِ مطاعن کا کیسہ بالکل خالی ہو جائیگا جس قدر مطاعن اس کتاب میں ہیں چند قسم کے ہیں (۱) وہ جن کی سندیں قابل وثوق نہیں جیسے حضرت معاویہؓ کا حضرت حسنؓ کو زہر دلوانا (۲) وہ جو اور اکابر صحابہ میں مثل حضرت علی مرتضےٰ کے مشترک ہیں جیسے عمال سے افعالِ ناپسندیدہ کا ظہور (۳) وہ جو درحقیقت طعن نہیں ہیں بلکہ طاعنین کی یا کسی اور کے فہم کی غلطی ہے جیسے یہ کہ معاذ اللہ حضرت معاویہؓ نے حدیثِ رسول کی توہین کی اور اپنی رائے سے اس کو رد کیا حالانکہ روایت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا عمل اس حدیث کے خلاف تھا اپنا عمل اُنھوں نے بیان کر دیا لیکن یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ان کا عمل محض رائے پر مبنی تھا کوئی حدیث یا خطائی الفہم اس کا مبنیٰ نہ تھی اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت فاروقِ اعظم کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے حضرت معاویہؓ کو کوئی سزا نہ دی بھلا ممکن تھا کہ کوئی شخص حدیثِ رسول کی توہین کرتا یا اس کے کلام سے توہین لازم آتی اور باوجود اطلاع کے حضرت فاروقِ اعظم خاموش رہ جاتے کلّا واللہ (۴) وہ جو مسلّم ہیں مگر ایک قسم کی خطائی الاجتہاد پر مبنی ہیں جیسے حضرت مرتضےٰ سے قتال کرنا کان معاویةؓ یعرف من نفسه ان لم یکن من البغی فی حرب صفین، لانه لم یردها، ولم یبتدئ بها، ولم یأت لها الا بعد ان خرج علیؓ من الکوفة وضرب معسکره فی النخیلة لیسیر الی الشام۔ ولذلک لما قتل عمارؓ قال معاویةؓ انما قتله من اخرجه" محب الدین الخطیب۔ (۵) وہ کہ اگر بالفرض خطائی الاجتہاد پر مبنی نہ مانے جائیں تو دوسرے مکفراتِ ذنوب کے لحاظ سے قابلِ طعن نہیں قرار پا سکتے المختصر ساری کتاب انہی تلبیسات سے پُر ہے مگر غنیمت ہے کہ عربی زبان میں ہے ۱۲

www.kitabghar.org

و زلازل وکثرتِ نساء وقلّتِ رجال وکثرتِ اشرار خبیث النفس وقلتِ اخیار معتدل الاخلاق ذوی الحکم آخرج الشیخان من حدیث ابن عمر قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما الناس کالابل المائۃ لاتکاد تجد فیہا راحلۃ و حکم ایں قسم آنست کہ تکلیف بر طاقت دائر است و مؤاخذہ منوط باختیار دریں تغیرات ماخوذ نیستند لیکن دریں قسم قصور اشخاص بنی آدم از وصول کمال مطلوب متحقق است اگرچہ باختیار نباشد وبعض ازاں قبیل است کہ باختیار آدمی واقع می شود و ایں قسم باقسام چند منقسم است یکے آنکہ ارتکاب کنند منہی عنہ را مثل شُربِ خمور وکثرتِ زنا یا ترک نمایند مفروضات را مثل صلوٰۃ وشک نیست کہ آں محل مواخذہ است دیگر آنکہ التزام کنند مستحبے را مانند التزامِ سُنَن مؤکّدہ یا صورتے وہیئتے خاص از امور ممدوحہ لازم گیرند وآں را بنواجذِ خود عَضّ نمایند وایں قسم را بدعتِ حسنہ گویند مثل اختراع احزاب واوراد ودریں قسم ترتب ثواب متحقق میشود واعتقاد تاکدآں باطل و مدار ثواب ہماں قدر است کہ معروف از شرع شد وآں

اور زلزلوں کا آنا اور عورتوں کی کثرت اور مَردوں کی قلت خبیث النفس شریروں کا زیادہ ہوجانا اور معتدل الاخلاق اہل الرائی نیکوں کا کم ہوجانا۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بروایتِ ابنِ عمرؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمیوں کی (تو کثرت ہے مگر اچھے لوگ نایاب ہیں اس کی) مثال ایسی ہے جیسے سَو اونٹ (کسی کے پاس ہوں) مگر اُن میں سے ایک بھی سواری کے قابل نہ ہو۔ اس قِسم کے تغیر کا یہ حکم ہے کہ (چونکہ) تکلیف (شرعی) طاقت پر موقوف ہے اور مؤاخذہ (اُخروی انسان کے) اختیاری امور پر ہوتا ہے (لہٰذا) اس قِسم کے تغیّرات میں مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس قِسم کے تغیّرات (کے اوقات) میں (یہ لازمی نتیجہ ہے کہ) افرادِ بنی آدم اس کمال تک پہنچنے سے جو (نوعِ انسانی کے لئے) مطلوب ہے قاصر رہتے ہیں اگرچہ ان کا قصور ان کے اختیار سے نہ ہو۔ اور بعض تغیر اس قِسم کے ہیں کہ انسان کے اختیار سے ہوتے ہیں۔ اور یہ قِسم (جو باختیارِ انسان ہو) چند اقسام پر منقسم ہے۔ ایک قسم یہ ہے کہ لوگ کسی فعل ممنوع کے مرتکب ہوں جیسے شراب خواری اور زنا کی کثرت یا کسی فرض کو ترک کردیں جیسے نماز نہ پڑھیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ قِسم قابلِ مؤاخذہ ہے۔ دوسری قِسم یہ ہے کہ (اہلِ زمانہ) کسی امر مستحب کا سنتِ مؤکدہ کی طرح التزام کرلیں یا کسی اچھے کام کی کسی خاص صورت اور ہیئت کو اپنے ذمہ لازم کرلیں اور اس کو دانتوں سے (مضبوط) پکڑلیں اس قِسم کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں جس طرح وظائف و اوراد کی ایجاد اور اس قِسم (کے امور) پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہاں ان کے متعلق تاکید (و وجوب) کا اعتقاد (بے شک) باطل ہے اور ثواب صرف اسی اصل کا ملے گا جس کا عمدہ ہونا شرع سے جانا گیا ہو۔ اور وہ

www.kitabghar.org

ہیئت و صورت مباح است متعلق مدح وذم نے تواند شد ویحتمل کہ بعض مفاسد برآں التزام مترتب شود و در قرنِ ثانی آں ہمہ را سنت انگارند و تحریف شریعتِ حقہ لازم آید اما ایں شخص شعور بآں مفاسد ندارد وخطاگونہ است سوم آنکہ لازم گیرد ہر فریق مباحے را کہ شعار خویش ساختہ است وہمچنیں درہرزمانے رسمے فاش شود و وضعے رائج گردد وآں ہمہ باقی را بر اباحتِ خود است لوم و مدح براں عائد نیست الا بالعرض کہ تعصب درمیان آید و ترجیح وضعے بر وضع دیگر متحقق گردد یا قرن تالی آں را سنت دانند و در ورطۂ تحریف اُفتند باز قبح اشیاء قبیحہ گاہے بنص کتاب اللہ یا احادیث مشہورہ یا قیاس جلی یا اجماع امتِ مرحومہ خصوصًا ایام خلافتِ خاصہ کہ بقایائے برکاتِ نبوت است ثابت مے شود وَعِنْدَكُمْ مِّنَ اللهِ بُرْهَانٌ بریں اقسام صادق است دریں صورتہا شخصے بجہلِ آں اصول معذور نیست

صورت وہیئت مباح ہے نہ اُس کی تعریف کی جاسکتی ہے نہ بُرائی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس التزام پر بعضے مفاسد مرتب ہوں اور آیندہ زمانہ میں اس امر کو ہیئتِ مجموعی سنت تصوّر کریں اور بالآخر شریعت حقّہ کی تحریف لازم آجائے (یعنے جو چیز شریعت میں نہ تھی وہ داخل شریعت ہوجائے) لیکن فی الحال (جس شخص نے) امر مباح کو لازم کرلیا ہے وہ اُن مفاسد (آیندہ) کی خبر نہیں رکھتا اور اس میں فی الجملہ اُس شخص کی خطا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ہر فریق اس امر مباح کو جس کو اس نے اپنا شعار وطریقہ کر رکھا ہے (اپنے لئے) لازم کرلے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں ایک ایک رسم و وضع پیدا ہوتی چلی جائے اس حالت میں یہ امور مروّجہ اپنی اباحت (اصلی) پر قائم ہیں۔ (ان کے عامل پر) نہ ملامت (بالذات) ہوسکتی ہے اور نہ مدح البتہ ملامت ومدح بالعرض اس وقت عائد ہوگی جبکہ (ہر فریق) تعصب اختیار کرے اور اپنی وضع (ورسم) کو دوسرے کی وضع (ورسم) پر ترجیح دے یا یہ (اندیشہ ہو) کہ آیندہ کے لوگ اس (وضع ورواج) کو سنت سمجھ لیں گے اور تحریفِ (دین) میں مبتلا ہوجائیں گے (تو اس وقت ان امور مباح کا عامل مستحق ملامت ہوگا) پھر (واضح ہوکہ) بُرے افعال کی بُرائی کبھی نص کتاب اللہ سے ثابت ہوتی ہے اور کبھی احادیثِ مشہورہ سے اور کبھی قیاس جلی سے اور کبھی اجماعِ امتِ مرحومہ سے بالخصوص زمانۂ خلافتِ خاصہ کے اجماع سے جوکہ برکاتِ نبوت کی باقیماندہ (برکتوں) کا زمانہ ہے ان (چاروں) قسموں پر (یہ مضمون کہ) تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک صاف دلیل ہے صادق آتا ہے اور ان سب صورتوں میں کوئی شخص ان اصول (یعنے نص کتاب اللہ واحادیثِ مشہورہ وقیاس واجماع) کے نہ جاننے سے معذور نہ سمجھا جائیگا

www.kitabghar.org

واستدلال بشبہ واہیہ یا تقلید عالمی درخلاف آں غیر ممنوع وعنداللہ آں مخالف را مفاز نہ و گاہے قباحت ایں اشیاء بخبر واحد صحیح بغیر معارض ثابت شود دریں صورت تاوقتیکہ آں حدیث نرسیدہ است وپردہ از روئے کار مرتفع نگشتہ بسبب جہل خود معذور است چوں پردہ برخاست وپردگی متجلی شد جائے گفت وشنید نماند وگاہے قبح آں بادلۂ ظنیہ متنازعہ متعارضہ ثابت گردد وآنجا اختلاف سلف کہ المجتہدان مصیبان او المصیب واحد والآخر مخطئ معذور جاری است۔

چوں ایں مقدمات معلوم شدمے باید کہ در مبحث تغیر اوضاع رسوم ودر اختلاف امت کہ دریں ایام پیدا شد بیک عصا ہمہ را سوق نہ کنی ودریک مرتبہ نازل نہ گردانی۔ ع

ہرسخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد

اوراس کی مخالفت پر کسی کمزور شبہ کے ساتھ یا کسی عالم کی تقلید کے ساتھ استدلال کرنا ہرگز ممنوع نہ ہوگا اور اس مخالف (حکم شرع) کو خدا کے نزدیک کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اور کبھی (ایسا ہوتا ہے کہ) ان افعال کی قباحت (کسی) خبر واحد سے بلا معارضہ (کسی دوسری خبر واحد) کے ثابت ہوتی ہے اس صورت میں تاوقتیکہ وہ حدیث نہ پہنچے اور اصل حقیقت بخوبی عیاں نہ ہوجائے (اس کا خلاف کرنے والا اپنے) جہل کے سبب سے معذور ہے اور جب (اصل حقیقت سے) پردہ اٹھ گیا اور وہ بات صاف ہوگئی (اور اس کا) حُسن یا قبح خبر واحد سے معلوم ہوگیا (اب کسی کے) کہنے سُننے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ اور (کبھی ایسا ہوتا ہے) کسی فعل کی قباحت ایسے دلائل ظنیہ سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہوتی ہیں۔ ایسے موقعوں میں جو حکم اختلافِ سلف کا ہے وہی حکم جاری ہوگا یعنے دونوں مختلف اجتہاد کرنے والے حق پر ہوں گے یا ایک حق پر اور دوسرا خطا پر مگر وہ (بھی) معذور (اور گنہگار نہیں)۔

جب تم کو یہ مقدمات معلوم ہوگئے تو اب تم کو لازم ہے کہ مبحث تغیر حالات (یعنے وضع) اور رسوم میں اور اختلاف امت میں جو کہ اس زمانہ میں پیدا ہوگیا ہے سب کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکنا اور (جملہ اقسام اختلاف کا) ایک حکم نہ سمجھنا (بلکہ بعضے اختلاف میں ایک جانب حق اور دوسرے جانب خطا ہوتی ہے اور بعض میں دونوں جانب حق دائر رہتا ہے) ع

ہرسخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد

www.kitabghar.org

مقصدِ دوم

ازاں دو مقصد کہ فصل پنجم را براں موزع گردانیدہ شد در بیان تغیراتِ کلیہ کہ دریں امت واقع شد غیر آں تغیر عظیم کہ در مقصد اول تقریر نمودیم۔

و ایں مبحث بغایت طویل الذیل است و استیعاب آں دریں موضع متصور نیست مقصود ما دریں فصل شرح بعض احادیثِ متعلقہ بمبحثِ ماست مانند حدیث قرونِ ثلثہ و حدیث فان یقولم دینہم یقوم سبعین سنۃ و حدیث اثنا عشر خلیفۃ و حدیث خمس مائۃ سنۃ

اول تغیرے کہ دریں امت واقع شد انتقالِ آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم از دارِ دنیا برفیقِ اعلیٰ وکدام حادثہ جانکاہ تر و تغیر ہولناک تر ازاں خواہد بود کہ وحی الٰہی جل شانہ منقطع گردد و برکاتِ متواترہ سماویہ کہ ہمدوشِ نبوت است رو باستتار آرد اخرج الدارمی عن عکرمۃ فی اٰخر حدیث طویل فی وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعلت ام ایمن تبکی فقیل لہا یا ام ایمن اتبکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انی واللہ ما ابکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اکون اعلم انہ قد ذہب الی ما ہو خیر لہ من الدنیا ولکنی ابکی علی خبر السماء انقطع و اخرج الدارمی عن انس وذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شہدتہ یوم دخل المدینۃ فما رأیت یوما قط کان احسن ولا اضوء

فصل پنجم کا مقصدِ دوم

اُن تغیراتِ کلیہ کے بیان میں جو اس اُمت میں واقع ہوئے علاوہ اُس تغیرِ عظیم کے جس کو ہم نے مقصد اوّل میں بیان کیا۔

یہ بحث بہت بڑی ہے اس کا پورا کرنا اس مقام پر ممکن نہیں ہمارا مقصود اس مقام میں اُن بعض احادیث کی شرح کرنا ہے جو ہمارے مبحث سے تعلق رکھتی ہیں مثل حدیث قرونِ ثلثہ کے اور اس حدیث کے جس میں یہ ہے کہ اگر ان کا دین قائم رہ گیا تو ستر برس تک قائم رہے گا اور مثل بارہ خلیفہ والی حدیث کے اور مثل پانچسو برس والی حدیث کے۔

پہلا تغیر جو اس امت میں واقع ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانا ہے۔ اور کونسا حادثہ اس سے جانکاہ اور کونسا تغیر اس سے زیادہ ہولناک ہوگا کہ اللہ جل شانہ کی وحی بند ہوگئی اور متواتر آسمانی برکتیں جو نبوت کے ساتھ ساتھ ہیں چھپ گئیں۔ دارمی نے عکرمہ سے ایک بڑی حدیث کے ذیل میں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق ہے روایت کی ہے کہ اُمِّ ایمن رونے لگیں ان سے کسی نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر روتی ہو۔ انھوں نے کہا واللہ! میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نہیں روتی۔ کیا میں نہیں جانتی کہ وہ ایسی جگہ گئے ہیں جو اُن کے لئے دنیا سے بہتر ہے بلکہ میں اس بات پر روتی ہوں کہ آسمان کی خبریں بند ہوگئیں۔ اور دارمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اُس دن موجود تھا جب آپ (ہجرت کرکے) مدینہ آئے میں نے کوئی دن اس دن سے زیادہ اچھا اور روشن نہیں دیکھا

www.kitabghar.org

من یوم دخل علینا فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة وشهدته یوم موته فما رأیت یومًا کان اقبح ولا اظلم من یوم مات فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم واخرج الترمذی عن انس قال لما کان الیوم الذی دخل فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة اضاء منها کل شیء فلما کان الیوم الذی مات فیه اظلم منها کل شیء وما نفضنا ایدینا من التراب وانا لفی دفنه حتی انکرنا قلوبنا واخرج الدارمی عن مکحول ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذا اصاب احدکم مصیبة فلیذکر مصیبته بی فانها من اعظم المصائب۔

تغیر ثانی موت حضرت فاروق اعظم است و در احادیث بسیار وارد شده که عمرؓ غلق باب فتنه است از آنجمله حدیث حذیفه لیس علیک منها بأس یا امیر المؤمنین مکرر روایت کردیم و سیرت شیخینؓ متقارب بود و مناقب ایشان همعنان و متوافق سوابق ایشان متعانق و غزواتے که در ایام ایشان واقع شد متشابه نقش اول صدیق اکبر بست و اتمام آن بر دست فاروق اعظمؓ بحصول انجامید تمام مسلمین در زمان ایشان باهم متولف و با یکدیگر متراحم و بر کفار شدید و بر جهاد متوافق نام مخالفت

جس دن کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ میں تشریف لائے اور میں اس دن بھی موجود تھا جب آپؐ کی وفات ہوئی میں نے اس دن سے زیادہ کوئی دن بُرا اور تاریک نہیں دیکھا جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس دن آپؐ کی وفات ہوئی ہر چیز مدینہ کی تاریک تھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی بھی نہیں جھاڑی تھی بلکہ ہم آپؐ کے دفن میں مشغول تھے کہ ہم کو اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور دارمی نے مکحول سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو مصیبت پہنچے تو اس کو چاہیئے کہ میرے فراق کی مصیبت یاد کرے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

دوسرا تغیر حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات ہے۔ بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ عمرؓ فتنہ کے دروازہ کے قفل ہیں۔ ازا جملہ حضرت حذیفہؓ کی حدیث ہے کہ (انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہا) یا امیر المؤمنینؓ! آپ کو فتنہ سے کچھ بھی اندیشہ نہ کرنا چاہیئے۔ جس کو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں (دوسرا تغیر حضرت صدیقؓ کی وفات کو اس سبب سے نہیں قرار دیا کہ) شیخینؓ کی روش قریب قریب تھی اور اُن کے مناقب بھی یکساں اور ملتے جلتے ہیں اور اُن کے سوابق بھی ایک طرح کے ہیں اور جو غزوات ان کے زمانہ میں واقع ہوئے وہ بھی ایک رنگ کے ہیں۔ نقش اوّل حضرت صدیقؓ نے بنایا اور تکمیل اس کی حضرت فاروقؓ سے ہوئی۔ ان دونوں کے زمانہ میں مسلمان باہم ایک دوسرے سے متفق اور ایک دوسرے پر مہربان اور کافروں پر سخت اور جہاد میں یکدل تھے مخالفت کا نام بھی ان کے

www.kitabghar.org

درمیان ایشان واقع نہ سپاہ و رعایا خلیفہ را از جان
خود دوست دارند و خلیفہ بر رعایا و سپاہ از پدر
مشفق و مہربان تر و رؤس جیوش و اُمرائے
امصار اہل سوابق از مہاجرین اوّلین و انصار
أخرج الترمذی فی کتاب الشمائل
عن عتبۃ بن غزوان فی حدیث طویل
آخرہ قال عتبۃ بن غزوان لقد رأیتنی
وانی لسابع سبعۃ مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما لنا
طعام الا اوراق الشجر حتی تقرحت
اشداقنا فالتقطت بردۃ فقسمتہا بینی
وبین سعد فما منا من اولئک السبعۃ
الا وھو امیر مصر من الامصار وستجربون
الامراء بعدنا ہر دو بزرگ در عہدِ شریف
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وزیر و مشیر و ناصر
خلافت و ظہیر و معین چوں نوبت خود شان
رسید کارہا سرانجام دادند و تائید
دین بوجوہ بسیار از ایشان بروئے کار
آمد کہ مقدور دیگرے نشد آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم بملاحظہ ہمیں تقارب
باعتبار سوابق و سیر و باعتبار تحمل اعباء
مشاورہ ملکیہ و ملیہ و باعتبار آنچہ برائے
ایشان در پردۂ غیب مقدر بود از کشورکشائی
و ترویج دین متین ہر دو عزیز را در
احادیث بسیار جمع ساختند

درمیان میں نہ تھا۔ سپاہ اور رعایا خلیفہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ
دوست رکھتے تھے اور خلیفہ سپاہ و رعایا پر باپ سے بھی زیادہ
مشفق و مہربان تھے۔ سردارانِ لشکر اور حکامِ بلاد تمام وہی
اہلِ سوابق یعنی مہاجرین اوّلین و انصار تھے۔ ترمذی نے
کتاب الشمائل میں عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث
روایت کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ عتبہ بن غزوان
کہتے تھے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ میں اسلام میں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ساتواں شخص تھا ہماری غذا
درختوں کے پتوں کے سوا کچھ نہ تھی جس کے کھانے سے ہمارے
مُنہ کے کنارے پھٹ گئے تھے ایک روز مجھے ایک چادر پڑی
ہوئی ملی تو میں نے وہ چادر آدھی خود لی اور آدھی سعدؓ کو
دی اب ہم ساتوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے
اور اب ہمارے بعد جو لوگ حاکم ہوں گے ان سے تمہیں قدر
(ہماری) معلوم ہوگی۔ یہ دونوں بزرگ (یعنی شیخینؓ) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف میں آپ کے وزیر و مشیر تھے اور
ان کے مشورے بڑے بڑے مہماتِ ملت و دولت میں مقبول
ہوتے تھے اور فاروق اعظمؓ حضرت صدیقؓ کی خلافت میں
وزیر اور مشیر اور خلافت کے ناصر و معین رہے پھر جب خود
ان کی خلافت کی نوبت آئی تو انھوں نے بڑے بڑے کام انجام
دیئے اور دین کی تائید بہت طریقوں سے ان سے ظاہر ہوئی
کہ پھر کسی سے نہ ہو سکی۔ شیخینؓ کے باہم یک رنگ ہونے کے
سبب سے [سوابق اور سیر میں اور ملکی و مذہبی مشورہ دینے میں
اور اُن امور میں جو ان کے لئے غیب میں مقرر تھے از قسم کشورکشائی
و ترویج دین کے] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثوں
میں دونوں کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے اور (دونوں ایسے معلوم

www.kitabghar.org

مانند توأمین ومثل فرقدین قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قصۃ تکلم
البقرۃ وفی قصۃ الذئب أومن بہ انا
وابوبکر وعمر وقال علی کثیرا ما کنت اسمع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول کنت انا وابوبکر وعمر و
فعلت انا وابوبکر وعمر وخرجت
انا وابوبکر وعمر وانطلقت انا وابوبکر
وعمر ودخلت انا وابوبکر وعمر وقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل الجنۃ
لیتراءون اہل علیین کما ترون الکوکب
الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر منہم
وانعما وقال صلی اللہ علیہ وسلم
ابوبکر وعمر سیدا کہول اہل الجنۃ
من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین
وقال انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا
بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وقال انس
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل
المسجد لم یرفع احد رأسہ غیر ابی بکر و
عمر وکانا یتبسمان الیہ ویتبسم الیہما وخرج
صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ودخل المسجد
وابوبکر وعمر احدہما عن یمینہ والاخر
عن شمالہ وھو اٰخذ بایدیہما وقال ھکذا نبعث
یوم القیامۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم لو
اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما

ہوتے ہیں) جیسے توأمین یا جیسے فرقدین۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے گائے کے بات کرنے اور بھیڑیئے کے کلام کرنے کے
واقعہ میں فرمایا کہ اس واقعہ پر میں ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکرؓ و
عمرؓ۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سُنا کرتا تھا کہ آپؐ فرماتے تھے میں تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ
تھے۔ میں نے یہ کام کیا اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں باہر نکلا اور
ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے۔ میں چلا اور ابوبکرؓ و عمرؓ چلے۔ میں داخل ہوا
اور ابوبکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اہلِ جنّت علّیین والوں کو ایسا (روشن) دیکھیں گے
جیسے تم چمکدار تارے کو آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو اور
ابوبکرؓ و عمرؓ انہی علّیین والوں میں سے ہیں بلکہ ان سے بھی اچھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ پیرانِ
اہلِ جنّت کے سردار ہیں کیا اگلے اور کیا پچھلے سوا انبیاء و مرسلین
کے۔ اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میری بقا تم لوگوں میں
کس قدر ہے لہٰذا تم ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (خلیفہ)
ہوں گے یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے
تو ہم میں سے کوئی شخص (ادب کے مارے) سر نہ اُٹھا سکتا تھا سوا
ابوبکرؓ و عمرؓ کے کہ وہ دونوں حضرتؐ کو دیکھ کر مُسکراتے تھے اور
حضرتؐ ان کو دیکھ کر مُسکراتے تھے۔ اور ایک روز آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ و
عمرؓ بھی تھے ایک آپؐ کی داہنی جانب تھے اور دوسرے بائیں
جانب اور حضرتؐ اُن دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپؐ
نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اُٹھیں گے۔ اور فرمایا
کہ تم دونوں اگر کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں تم دونوں کے خلاف نہ کروں گا

www.kitabghar.org

وقال هذان السمع والبصر وقال اما وزيراى
من اهل السماء فجبرئيل وميكائيل واما وزيراى
من اهل الارض فابوبكر وعمر وقال الحمد لله الذى
ايدنى بهما ورأى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فى رؤيا القليب شأنهما ورأى رجحانهما فى
رؤيا الرجحان فى الوزن فعبر النبى صلى
الله عليه وسلم بالخلافة واخبران حسنات
عمر كعدد نجوم السماء ثم قال جميع حسنات عمر
كحسنة واحدة من حسنات ابى بكر وفى
حديث الا استحيى من يستحيى منه
الملائكة فى منقبة عثمان ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم عامل الصديق و
الفاروق معاملة واحدة وفى حديث ابى موسى
انه بشرهما ببشارة واحدة بخلاف عثمان
ثم هما ضجيعاه صلى الله عليه وسلم
وقال على بن الحسين منزلتهما فى حياته
كمنزلتهما منه بعد موته الى احاديث
كثيرة على هذا الاسلوب لاجرم هردو
دریک قرن بودند و قرن ثانی بانقراض ہردو
منقرض شد اینجا مناسب دیده مے شود
که خطبهٔ ابن اهتم خطیب شام را که دادِ فصاحت
داده برنگاریم اخرج الدارمی من حدیث خالد
بن معدان قال دخل عبد الله بن الاهتم على عمر
بن عبد العزیز مع العامة فلم یفجأ عمر الا وهو بین یدیه
یتکلم فحمد الله تعالى واثنى عليه

اور فرمایا کہ یہ دونوں (دین کے) کان اور آنکھ ہیں۔ اور فرمایا کہ میرے دو وزیر آسمان میں ہیں جبریلؑ اور میکائیلؑ اور دو وزیر زمین میں ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے ان دونوں سے مجھے قوت دی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنوئیں والے خواب میں دونوں کو دیکھا اور وزن والے خواب میں دونوں کا وزنی ہونا دیکھا گیا۔ اور حضرتؐ نے اس کی تعبیر خلافت کے ساتھ دی۔ اور فرمایا کہ عمرؓ کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔ پھر فرمایا کہ عمرؓ کی سب نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اور اس حدیث میں جس میں حضرت عثمانؓ کی تعریف ہے کہ میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخینؓ کے ساتھ ایک طرح کا معاملہ کیا۔ اور حضرت ابوموسیٰؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرتؐ نے شیخینؓ کو جنت کی بشارت ایک ہی طرح سے دی بخلاف حضرت عثمانؓ کے۔ پھر وہ دونوں دفن بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے۔ اور حضرت علی بن حسین (زین العابدین) نے فرمایا کہ شیخینؓ کا تقرب (دربارِ نبوت میں) آپؐ کی زندگی میں بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ اب آپؐ کی وفات کے بعد ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں اسی اسلوب پر ہیں پس لامحالہ دونوں ایک ہی قرن میں تھے اور یہ دوسرا قرن اس وقت ختم ہوا جب دونوں نہ رہے۔ اس مقام پر معلوم ہوتا ہے کہ ہم ابن اہتم خطیبِ شام کا خطبہ لکھ دیں جس میں انھوں نے دادِ فصاحت دی ہے۔ دارمی نے بروایت خالد بن معدان نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے عبد اللہ بن اہتم (امیر المومنین) عمر بن عبد العزیز کے پاس عام لوگوں کے ساتھ گئے اور وہاں پہنچ کر یکایک عمر بن عبد العزیز کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی

www.kitabghar.org

ثم قال اما بعد فان الله خلق الخلق غنيًا
عن طاعتهم امنًا لمعصيتهم والناس يومئذٍ
فى المنازل والمراتب مختلفون والعرب بشرّ
تلك المنازل اهل الحجر واهل الوبر تحتاز
دونهم طيبات الدنيا ورخاء عيشها لايسئلون
الله جماعة ولا يتلون كتابًا ميتهم فى النار و
حيهم اعمى نجس مع مالا يحصى من المرغوب
عنه والمزهود فيه فلما اراد الله تعالى ان ينشر
عليهم رحمة بعث اليهم رسولًا من
انفسهم عزيز عليه ما عنتم حريص
عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم
صلى الله عليه وسلم وعليه السلام
ورحمة الله وبركاته فلم يمنعهم
ذلك ان جرحوا فى جسمه ونقّبوا
فى رسمه ومعه كتاب من الله
لا يقدم الا باذنه ولا يؤخر الا
باذنه فلما أمر بالعزمة وحمل
على الجهاد انبسط لامر الله لوثه فافلج
الله حجته واجاز كلمته واظهر دعوته
وفارق الدنيا تقيًا نقيًا ثم قام
بعده ابوبكر رضى الله عنه فسلك
سنته واخذ سبيله وارتدت
العرب او من فعل ذلك منهم فابى
ان يقبل منهم بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم الا الذى كان قابلهُ

اس کے بعد کہا۔ امابعد اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور وہ ان کی اطاعت
سے بے نیاز اور ان کی نافرمانی سے بے خوف تھا۔ لوگ اس وقت
مختلف حالتوں میں تھے اور اہلِ عرب کی حالت سب سے بدتر
تھی۔ کیا پہاڑی اور کیا جنگلی۔ دنیاوی نعمتیں اور اس کے عیش
کی چیزیں ان کو نصیب نہ تھیں چند لوگ مل کر کبھی اللہ سے
دعا نہ کرتے تھے اور نہ کوئی کتاب (آسمانی) پڑھتے تھے ان کے
مُردے دوزخ میں جاتے تھے اور زندہ اندھے تھے نجس تھے
اور بہت سی باتیں قابلِ نفرت اور قابلِ ترک ان میں جمع تھیں
پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے تو
اُس نے ایک رسول انہی کی قوم میں سے ان کے پاس بھیجا
(جس کی شان میں خود اس نے فرمایا کہ) شاق ہے اس پر
تمہارا سرکشی کرنا اور وہ حریص ہے تمہارے (ایمان لانے کے)
اُوپر مومنوں پر رؤف و رحیم ہے اللہ رحمت اور صلوٰۃ و سلام
نازل کرے ان پر مگر وہ کافر آپ کے جسم کو زخمی کرنے اور آپ کے
دین کو مٹانے سے باز نہ آئے۔ آپ کے ساتھ اللہ کی کتاب ناطق
تھی آپ بغیر حکم خدا کے آگے نہ بڑھتے تھے نہ پیچھے ہٹتے تھے پھر
جب آپ کو تبلیغ کا حکم ملا اور جہاد کی ترغیب آپ کو دی گئی
تو حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے آپ کی قوت مستعد ہوئی پس
اللہ نے آپ کی حجت کو روشن کیا اور آپ کی بات بلند کی اور
آپ کی دعوت کو سب پر ظاہر کیا پھر آپ دنیا سے پاک اور صاف
تشریف لے گئے آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور
وہ آپ کے طریقہ پر چلے اور آپ کی راہ اختیار کی عرب کے لوگ
مرتد ہو گئے یا بعض لوگوں سے یہ حرکت ظاہر ہوئی تو وہ ہرگز اس
بات پر راضی نہ ہوئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد
وہ ان سے قبول کریں سوا اس بات کے جو حضرت قبول کرتے تھے

www.kitabghar.org

انتزع السيوف من اغمادها واوقد النيران في شعلها ثم نكّب باهل الحق اهل الباطل فلم يبرح يقطع اوصالهم ويسقي الارض دماءهم حتى ادخلهم في الذي خرجوا منه و قررهم بالذي نفروا عنه وقد كان اصاب من مال الله بكرًا يرتوي عليه وحبشيةً ارضعت ولدًا له فرأى ذلك عند موته غصّةً في حلقه فادّى ذلك الى الخليفة من بعده وفارق الدنيا تقيًّا نقيًّا على منهاج صاحبه ثم قام بعده عمر ابن الخطاب رضي الله عنه فمصّر الامصار وخلط الشدة باللين وحسر على ذراعيه وشمّر عن ساقيه واعدّ للامور اقرانها وللحرب آلتها فلما اصابه قَيْنُ المغيرة بن شعبة امر ابن عباسٍ يسأل الناس هل يثبتون قاتله فلما قيل قينُ المغيرة بن شعبة استهل يحمد ربه ان لا يكون اصابه ذو حق في الفئ فيحتج عليه بانه انما استحل دمه بما استحلّ من حقه و قد كان اصاب من مال الله بضعةً وثمانين الفا فكسر لها رباعه وكره بها كفالة اولاده فأدّاها الى الخليفة من بعده وفارق الدنيا تقيًّا نقيًّا على منهاج صاحبيه ثم انك يا عمر

اُنھوں نے تلواروں کو میانوں سے نکال لیا اور آگ کے شعلے بلند کرادیئے اور اہلِ حق کے ہاتھوں سے اہلِ باطل کو سرنگوں کردیا اور ان کے بند بند جدا کردیئے اور زمین کو اُن کے خونوں سے سیراب کردیا یہاں تک کہ اُنھوں نے ان کو پھر داخل کیا اسی دین میں جس سے وہ نکل گئے تھے اور اسی دین پر ان کو قائم کردیا جس سے وہ بھاگتے تھے بیت المال سے اُنھوں نے ایک اُونٹ لیا تھا جس سے کچھ کام لیا کرتے تھے اور ایک حبشی لونڈی تھی۔ مگر آخر وقت میں اُن کو یہ بھی گوارا نہ ہوا اور اُنھوں نے وہ اُونٹ اور لونڈی اپنے جانشین کو واپس دیدی اور وہ دنیا سے پاک وصاف اپنے صاحب کی طرح گئے پھر ان کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے جنھوں نے شہروں کو آباد کیا اور سختی کو نرمی کے ساتھ مخلوط رکھا اور ہر کام کو مستعدی سے انجام دیا ہر کام پر اس کے لائق آدمی مقرر کئے جہاد کے سامان درست کئے۔ جب ان کو مغیرہ بن شعبہ کے (غلام) لوہار نے زخمی کیا تو اُنھوں نے حضرت ابن عباسؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں سے پوچھیں کہ آیا وہ میرے قاتل کا نام جانتے ہیں۔ چنانچہ جب لوگوں نے ان سے مغیرہ بن شعبہ کے لوہار کا نام لیا تو اُنھوں نے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا کہ کسی ایسے شخص نے اُن کو نہیں مارا جس کا کچھ حق فَےَ میں ہو اور وہ (قیامت کے دن) یہ حجت پیش کرے کہ میں نے ان کا خون اس وجہ سے حلال سمجھا کہ اُنھوں نے میرا حق حلال سمجھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی بیت المال سے کچھ اوپر اسّی ہزار روپے لئے تھے مگر اُنھوں نے بھی اپنے لئے اس کو گوارا نہ کیا اور اپنی اولاد کی کفالت کے لئے اس کو پسند نہ کیا اور وہ اپنے جانشین کو واپس کر گئے اور دنیا سے پاک وصاف مثل اپنے صاحبین کے گئے۔ پھر اے عمر (بن عبدالعزیز) تم دنیا وجود کیہ

www.kitabghar.org

بُنَیَّ الدنیا ولدتك ملوکھا والقمتك ثدیھا وبَنَتَّ فیھا تلتمسھا مظانّھا فلما ولّیتھا القیتھا حیث القاھا اللّٰہ تعالیٰ ھجرتھا وجفوتھا وقذرتھا الا ما تزوّدت منھا فالحمد للّٰہ الذی جلا بك حوبتنا وکشف بك کربتنا فامض ولا تلتفت فانہ لا یعز علی الحق شیٔ ولا یذل علی الباطل شیٔ اقول قولی ھذا واستغفر اللّٰہ لی وللمؤمنین والمؤمنات قا ابو ایوب وکان عمر بن عبد العزیز یقول فی الشیٔ قال لی ابن الاھتم امض ولا تلتفت۔

تغیر ثالث قتل حضرت ذی النورین وانچہ بران مترتب شد وایں اعظم تغیرات ست آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم آں را حد فاصل نہادند درمیان زمان خیر و زمان شر و مطمح اشارت ہماں تغیر را ساختند در احادیث بسیار کہ بہیئت اجتماعیہ متواتر باشد وآنجا خلافت خاصہ منتظمہ منقطع شد کما نص النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم علی ذلك فی احادیث کثیرۃ وآنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم در بسیارے از احادیث ہر سہ مشائخ را جمع فرمودہ اند چنانکہ در مقصد اول نوشتیم واگر بچشم تامل در نگری ہر جا ذکر خلافت خاصہ منتظمہ بالفعل مذکور شد ذکر ہر سہ بزرگ

دنیا کے بیٹے ہو دنیا کے بادشاہوں سے پیدا ہوئے ہو دنیا کے پستان سے تمہاری پرورش ہوئی ہے اور دنیا ہی میں تم بڑھے اور تم دنیا کو اس کے ملنے کی جگہ میں تلاش کرتے تھے مگر جب تم اس کے مالک بنائے گئے (یعنے خلیفہ ہوئے) تو تم نے دنیا کو وہیں ڈال دیا جہاں اس کو اللہ نے ڈالا تھا اور اُس کو چھوڑ دیا اور اس سے بے مروّتی کی اور اُسے مکروہ سمجھا مگر بقدر ضرورت۔ پس اللہ کا شکر ہے جس نے تمہارے ذریعہ سے ہمارے ظلم دُور کئے اور تمہارے ذریعہ سے ہماری مصیبت دفع کی۔ پس (اے عمر!) تم (اپنی راہ) چلے جاؤ اِدھر اُدھر نہ دیکھو کیونکہ حق پر کوئی چیز غالب نہیں ہوتی اور باطل سے کوئی چیز پست نہیں ہوتی۔ میں اس کلام کو بیان کرنے کے بعد اللہ سے استغفار کرتا ہوں اپنے لئے اور تمام مؤمنین و مؤمنات کے لئے۔ ابو ایوب کہتے تھے کہ عمر بن عبد العزیز جب کبھی بات نکلتی تھی تو کہا کرتے تھے کہ مجھ سے ابن اہتم کہہ چکے کہ تم (اپنی راہ) چلے جاؤ اِدھر اُدھر نہ دیکھو۔

تیسرا تغیر۔ حضرت ذو النورینؓ کی شہادت ہے اور وہ (مفاسد) جو اس پر مترتب ہوئے۔ یہ تغیر سب تغیرات سے بڑھا ہوا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تغیر کو زمانہ خیر و زمانہ شر میں حدِ فاصل قرار دیا ہے اور (اپنے) اشارہ کا مرجع اسی تغیر کو بنایا ہے بہت سی حدیثوں میں جو بہیأت مجموعی متواتر ہیں اور اس تغیر سے خلافتِ خاصہ منتظمہ ختم ہو گئی جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں اس کو صاف بیان فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں تینوں خلفاء کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ہم (اسی فصل کے) مقصد اوّل میں بیان کر چکے۔ اور اگر تم غور سے دیکھو تو جہاں کہیں خلافتِ خاصہ منتظمہ بالفعل کا ذکر ہے وہاں تینوں بزرگوں کا

www.kitabghar.org

یک جا آمدہ و خلافتِ خاصّہ با مداخلت در امور عظام بحضور آنحضرتؐ و بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جا کہ مذکور ست ذکر شیخین ست لاغیر و آنجا قرون ثلثہ مشہود بالخیر منقطع شد و قرنِ ثالث مدتِ خلافت ذی النورین بود کہ قریب بہ دوازدہ سال بودہ است سیرتِ حضرت ذی النورین نسبت بسیرتِ شیخین مغایرتے داشت زیرا کہ گاہے از عزیمت برخصت تنزل می نمود و امرائے حضرت ذی النورین نہ بر صفت امرائے شیخین بودہ اند و انقیاد رعیت مر او را نہ مثل انقیاد رعیت با حضرت صدیق و فاروق بود ہر چند آں خشونت با از قوت بفعل نیامد و از دل و زبان بدست و سلاح انتقال نہ کردہ بود الا عند اتمام ھذا القرن وھذا لا ینازع فیہ الا مکابرٌ۔

بداں اسعدک اللہ تعالیٰ اگر در تاویل حدیثے اشکالے بہم رسید رجوع بحدیث دیگر کن تا مطمح نظر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در آں حدیث پیش تو منقح شود کہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل قرآن ست یشبہ بعضہ بعضًا قال اللہ تعالیٰ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غالباً ہر مضمون را بعباراتِ مختلفہ و اسالیب متنوّعہ بیان فرمودہ اند در حدیث خَیرُ النَّاسِ قَرنِی ثُمَّ

ذکر ایک ساتھ ہے اور جہاں کہیں خلافتِ خاصہ کا ذکر آنحضرتؐ کے سامنے یا آپؐ کے پیچھے مہمات میں مداخلت کے ساتھ ہے وہاں صرف شیخینؓ کا ذکر ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے وہ تینوں قرن جن کی خیریت کی شہادت (احادیث میں) دیگئی ہے ختم ہوگئے۔ تیسرا قرن حضرت ذوالنورینؓ کی خلافت کا زمانہ تھا جو قریب بارہ سال کے رہا ہے۔ حضرت ذوالنورینؓ کی روش میں بہ نسبت شیخینؓ کی روش کے کچھ فرق تھا کیونکہ حضرت ذوالنورینؓ کبھی عزیمت سے رخصت کی طرف اتر آیا کرتے تھے اور اُن کے حکام بھی شیخینؓ کے حکام کے مثل نہ تھے اور رعیت بھی اُن کی ویسی مطیع نہ تھی جیسی حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ کی مطیع تھی گو ویسی خشونت بھی رعیت کی طرف سے) ظاہر نہیں ہوئی تھی اور (مخالفت کی کیفیت) دل و زبان سے ہاتھ اور ہتھیار کی طرف منتقل نہ ہوئی تھی مگر بعد پورے ہوجانے اس قرن کے۔ ان باتوں میں سوا مکابر کے کوئی نزاع نہیں کرسکتا۔

(اے عزیز!) اللہ تم کو نیکبخت کرے اس بات کو سمجھ لو کہ اگر حدیث کا مطلب سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آجائے تو دوسری حدیث کی طرف رجوع کرو تاکہ جو اصلی مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث میں ہے وہ تم پر واضح ہوجائے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بھی مثل قرآن کے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں (جیساکہ) اللہ تعالیٰ نے (قرآن کی نسبت) فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہے متشابہ اور مثانی اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مضمون کو مختلف عبارتوں اور طرح طرح کے اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا ہے (دیکھو) اس حدیث میں [کہ سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر اسکے بعد

www.kitabghar.org

الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم ینشأ قوم
تسبق ایمانہم شہادتہم وشہادتہم ایمانہم
وفی لفظ ثم یفشو الکذب آنچہ از خیریت
قرونِ اولیٰ و شریت قرونِ آخرہ فہمیدہ
در گوشۂ خاطر خود نگاہدار بعد ازاں حدیث تدول
رحی الاسلام لخمس وثلثین سنۃ فان یہلکوا
برخواں و مفہوم آں را منقح کن و در گوشۂ دیگر
بدار و لفظ رحی الاسلام با خیریتے کہ از حدیث
اوّل دانستۂ بسنج و لفظ ہلاک کہ عقب آں
واقع شد بلفظ تسبق ایمانہم الخ ولفظ یفشو
الکذب بسنج مضمونِ یکے را عینِ مضمونِ دیگر
خواہی یافت و تاریخ خمس وثلثین ازیں موازنہ
در نظرِ سرسری زیادہ می ماند لیکن چوں نیک بشگافی
عین معنے قرونِ ثلثہ است بتاویلے کہ ما
آں را بیان نمودیم نزدیک توافقِ اکثر امور میتواں
قیدِ یکے در مطلق دیگرا افزود و بحکمِ یکے میتواں متشابہ
دیگرا را مأوّل ساخت۔

باز ازیں ہمہ بگذر حدیث دیگر بخواں الخلافۃ
بالمدینۃ والملک بالشام لفظ
خلافت را کہ با ملک قسیم ساختند ببین
کہ ازمیانِ ایں مقابلہ چہ مے زاید پس
بشناس ازیں قرونِ ثلثہ ممدوحہ یکے
قرنِ نبوّت است و دو قرنِ خلافت و
آں ہمہ در مدینہ بودہ است و بعد آں دو
گاہے در مدینہ سلطنت مستقر نشد

وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہوں گے پھر وہ جو اُن کے بعد ہوں گے
اس کے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ اُن کی قسمیں اُن کی
گواہیوں سے آگے اور اُن کی گواہیاں اُن کی قسموں سے آگے چلیں گی
اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد جھوٹ کا رواج ہوجائیگا؛
جو کچھ بہتری اگلے قرنوں کی اور بُرائی اُن کے بعد والے قرنوں
کی تم سمجھے ہو اس کو خیال رکھو اس کے بعد یہ حدیث دیکھو کہ
اسلام کی چکّی پینتیس برس چلے گی اور اس کے مطلب کی
تنقیح کرکے اس کو بھی خیال رکھو۔ اور اسلام کی چکّی کے لفظ
اس بہتری کے ساتھ جو اس پہلی حدیث سے تم کو معلوم ہوئی
وزن کرو اور لفظ ہلاک کو جو دوسری حدیث میں ہے پہلی
حدیث کے اس لفظ سے کہ لوگوں کی قسمیں ان کی گواہیوں سے
آگے چلیں گی اور جھوٹ رائج ہوجائے گا موازنہ کرو تو ایک کا
مضمون بعینہٖ دوسرے کا مضمون پاؤ گے۔ پینتیس برس کے
لفظ اس موازنہ میں سرسری نظر سے تو زیادہ معلوم ہوتے ہیں
لیکن جب تم خوب غور سے دیکھو گے تو اس کے معنے اور قرونِ
ثلثہ کے معنے ایک پاؤ گے بلحاظ اس معنے کے جو ہم نے بیان کیے
جب (دو حدیثوں میں) اکثر باتیں مشترک ہوں تو (بقیہ میں)
ایک کی قید دوسرے کی مطلق پر بڑھا دینا چاہیے اور ایک کے
حکم سے دوسرے کے متشابہ کی تاویل کرنا چاہیے۔

پھر اس سے آگے بڑھو اور یہ حدیث دیکھو کہ خلافت مدینہ میں
ہوگی اور سلطنت شام میں (اس حدیث میں) خلافت اور سلطنت
کو باہم بہ مقابل قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو کہ اس مقابلہ سے کیا بات
پیدا ہوتی ہے تم کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ تین قرن جنکی تعریف
کی گئی ہے ایک قرن نبوّت ہی اور دو قرن خلافت اور یہ سب
مدینہ میں تھے ان قرنوں کے بعد کبھی مدینہ میں سلطنت نہیں ہی

www.kitabghar.org

پس تعیین بمدّت خمس وثلثین وتعیین به بودن خلافت در مدینه مصداق آں ہر دو یکے ست ہر دو نشان یک مدعاست و ہر دو متوجہ بیک مرمیٰ

باز ایں را بگذار وحدیث ابی عبیده ومعاذ بن جبل بخواں ان هٰذا الامر بدأ نبوةً و رحمةً ثم یکون خلافةً ورحمةً ثم یکون ملکًا عضوضًا وباحدیث قرونِ ثلثه وحدیث تزول رحی الاسلام وحدیث الخلافة بالمدینة والملك بالشام بسنج شک ندارم کہ خلافت ورحمت با معنے خیریت ہم سنگ است وعضوض بافتنہ ہم ترازو۔

باز ایں را بگذار وحدیث کرز بن علقمہ را بخواں کہ اسلام را شیوعے خواہد بود ثم یعودون اساود صُبّاء نیک تأمل نما روز افزونی تا کدام وقت بوده است و فتنه اساود صبا در کدام زمان متحقق شد وایں را باخیریتِ قرون ورحی الاسلام وخلافت ورحمت بسنج شک ندارم کہ ہمہ متوازن است۔

باز اساود صُبا باحدیث ہرج ویفشوا الکذب ویهلکوا و ملکًا عضوضًا بسنج یقین دارم کہ ہمہ بیک نسق خواہی یافت۔

باز ایں را نیز بگذار وحدیث حذیفہ رض بخواں لا تقوم الساعة حتی تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم وتامل کن کہ

لہذا پینتیس ۳۵ برس کی تعیین اور خلافت کی مدینہ میں ہونے کی تعیین ان دونوں کا مصداق ایک ہے یہ دونوں چیزیں ایک ہی مقصود کے نشان ہیں اور دونوں کا اشارہ ایک ہی طرف ہے۔

پھر اس سے بھی آگے بڑھو حضرت ابو عبیدہ رض اور معاذ بن جبل رض کی حدیث دیکھو (جس کا مضمون یہ ہے) کہ یہ کام ابتدا میں نبوت اور رحمت تھا پھر خلافت اور رحمت ہو جائے گا پھر کاٹنے والی بادشاہت بن جائے گا۔ اور اس حدیث کو قرونِ ثلثہ کی حدیث سے اور اسلام کی چکی والی حدیث سے اور خلافت کے مدینہ میں اور سلطنت کے شام میں ہونے کی حدیث سے موازنہ کرو تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ خلافت اور رحمت خیریت کے ہم معنے نکلے گی۔ اور کاٹنے والی بادشاہت فتنہ کے ہم پلہ ثابت ہو گی۔

پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور کرز بن علقمہ کی حدیث دیکھو جس میں یہ مضمون ہے کہ اسلام کی اشاعت ایک حد تک ہوگی اس کے بعد لوگ ڈسنے والے سانپ بن جائیں گے غور کرو کہ اسلام کو روز افزوں ترقی کس وقت رہی اور ڈسنے والے سانپوں کا فتنہ کس وقت میں پیدا ہوا اور اس مضمون کو خیر القرون اور اسلام کی چکی اور خلافت ورحمت کے مضمون سے موازنہ کرو کچھ شک نہیں کہ سب ایک وزن میں ہیں پھر ڈسنے والے سانپوں کی حدیث کو فتنہ کی حدیث اور جھوٹ کے رواج پانے اور کاٹنے والی بادشاہت کی حدیث سے موازنہ کرو یقیناً سب کا ایک رنگ ہے۔

پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور حضرت حذیفہ رض کی حدیث دیکھو جس میں یہ مضمون ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور باہم شمشیر بازی کرو گے اور تمہاری دنیا کے وارث تمہارے بدترین لوگ ہوں گے اور غور کرو کہ

www.kitabghar.org

اشارہ بکدام واقعہ است وزمان آں واقعہ کدام بوده است الی غیر ذالک من احادیث۔

بالجملہ ذہن خود را مصفٰی کن از شوب کدورات وبعض احادیث را با بعض منطبق ساز تامقصد کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر تو روشن شود بعد ازاں اخبار احبار اہل کتاب برخواں وآثار صحابۂ کرام بیاد آر تا اطمینان حاصل گردد واگر باوجود استعمال ایں طریق کارے نکشود ومعنے منقح نشد از تنقیح معانی سنت خود را معذور باید داشت کہ دریں مبحث بہتر ازیں طریق بدست نخواہد آمد ودرہیچ مسئلہ زیادہ تر ازیں طرق متکاثرہ متوافرہ میسر نخواہد شد حتے درباب صلوٰۃ وزکوٰۃ ہم ۔ ع

اذا لم تستطع امرًا فدعہ
وجاوزہ الی ماتستطیع

بالجملہ اختلاف دریں قرون مانند اختلاف اصناف است درمیان نوع واحد بیک حساب ہمہ واحد است وبیک حساب مختلف ومتعدد لہٰذا در حدیث رحی الاسلام ہمہ را دریک مرتبہ شمردہ اند ودر حدیث الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام ہمہ را بیک منزلت نہادہ اند ودر حدیث نبوت ورحمت ہمہ را یک وصف اثبات نمودند ودر حدیث فتن کہ از مسند حذیفہ است ہمہ را زمان استقامت گفتہ اند ودر حدیث کرز بن علقمہ ہمہ را

یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ واقعہ کس زمانہ میں ہوا۔

المختصر اپنے ذہن کو کدورتوں کی آمیزش سے صاف کرو اور بعض حدیثوں کو بعض پر منطبق کرو تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مقصد تم پر واضح ہوجائے۔ اس کے بعد علمائے اہل کتاب کی خبروں کو دیکھو اور صحابۂ کرام کے آثار کو یاد کرو تاکہ پورا اطمینان حاصل ہوجائے اور اگر اس طریقہ کے بعد بھی کچھ کام نہ نکلے اور حدیث کے معنے منقح نہ ہوں تو احادیث کے معنے سمجھنے سے اپنے آپ کو معذور سمجھنا چاہیئے کیونکہ اس بحث میں اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ ملے گا اور کسی مسئلہ میں اس سے زیادہ کثرت سے روایتیں نہ ملیں گی حتے کہ نماز اور زکوٰۃ کے مسائل میں بھی۔ (ترجمۂ شعر) جب تم کسی کام کو نہ کرسکو تو اُس کو چھوڑ دو ٭ اور وہ کام اختیار کرو جو کرسکتے ہو ٭

حاصل یہ کہ ان قرون ثلٰثہ میں اختلاف ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک نوع[1] کے اصناف میں باہم اختلاف ہوتا ہے کہ ایک اعتبار سے وہ سب اصناف ایک ہیں اور ایک اعتبار سے مختلف ہیں اسی وجہ سے اسلام کی چکّی والی حدیث میں تینوں خلافتوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے اور خلافت کے مدینہ میں ہونے اور سلطنت کے شام میں ہونے کی حدیث میں تینوں خلافتوں کو ایک مرتبہ میں رکھا ہے اور نبوّت ورحمت اور خلافت ورحمت والی حدیث میں تینوں خلافتوں کے لئے ایک صفت ثابت کی۔ اور حدیث فتن میں جو حضرت حذیفہ رضؓ سے مروی ہے تینوں خلافتوں کو استقامت کا زمانہ کہا ہے اور کرز بن علقمہ کی حدیث میں سب کے

۱؎ نوع اور صنف میں فرق یہ ہے کہ باہم انواع میں اختلاف امور ذاتیہ کے سبب سے ہوتا ہے جیسے انسان اور گھوڑا اور اصناف میں اختلاف بسبب امور خارجیہ کے ہوتا ہے جیسے ہندوستانی اور ترکی

www.kitabghar.org

درمراتب زیادت و نمو گذاشته اند چون تغیر اعظم بظہور پیوست شکل عالم برگشت و تغایر نوعے بہ نسبت زمان اوّل بظہور انجامید ودر دامنِ ایں تغیر سہ فتنہ دو ہُدنہ واقع شد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شرح وتفصیل آں پنج حادثہ فرمودہ اند بمالامزید علیہ اخرج الشیخان عن حذیفۃ قال کان الناس یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر وکنت اسألہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی قال قلت یارسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ وشر فجاء اللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شر قال نعم قلت فھل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال یستنون بغیر سنتی ویھدون بغیر ھدیی تعرف منھم وتنکر قلت فھل بعد ذلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت یارسول اللہ صفھم لنا قال من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین

ترقی اسلام کا زمانہ بتایا ہے جب یہ قرون ثلاثہ گزر گئے اور سب سے بڑا تغیر ظاہر ہوا تو عالم کی شکل بدل گئی اور بہ نسبت پہلے زمانہ کے تغیر نوعی ظاہر ہوا اس تغیر کے تحت میں تین فتنے اور دو ہُدنہ[1] واقع ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پانچوں حادثوں کی تفصیل اس شرح وبسط سے فرمائی ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں شیخین نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خیر کو پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کو پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھ پر نہ آجائے چنانچہ (ایک روز) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم جاہلیت میں اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ اس خیر (یعنے اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا پھر اس شر کے بعد خیر ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں مگر اُس میں تاریکی ہوگی میں نے عرض کیا کہ تاریکی اُس کی کیا ہوگی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگ میری سنّت کو چھوڑ کر دوسروں کی سُنّت پر عمل کریں گے اور میری روش چھوڑ کر دوسروں کی روش پر چلیں گے تم لوگ ان کی کچھ باتیں پسند کروگے کچھ ناپسند۔ میں نے عرض کیا کہ کیا پھر اُس خیر کے بعد شر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوئے لوگوں کو بلائیں گے جو ان کا کہنا مان لے گا اس کو وہ جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اُن لوگوں کی پہچان ہم سے بیان کیجیے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ زمانہ مجھ پر آجائے۔ فرمایا کہ تم مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کے ساتھ ہو جانا

[1] ہُدنہ صلح کو کہتے ہیں۔ بضم ہاء۔

www.kitabghar.org

وامامهم قلتُ فان لم تكن لهم جماعة
ولا امام قال فاعتزل تلك الفِرَق
كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى
يدركك الموت وانت على ذلك
وفي رواية قلت يا رسول الله انا كنا
في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير
فهل بعد هذا الخير من شر قال
نعم قلتُ وهل بعد ذلك الشر من
خير قال نعم وفيه دَخَن قال قلتُ
وما دَخَنُه قال قوم يهدون بغير
هديي تعرف منهم وتنكر فقلت
فهل بعد ذلك الخير من شر قال
نعم دعاة على ابواب جهنم من
اجابهم اليها قذفوه فيها قلتُ
يا رسولَ الله صِفهم لنا مَن هُم
قال هُم من جلدتنا ويتكلمون
بالسنتنا قلتُ فما تأمرني ان
ادركني ذلك قال تلزم جماعة
المسلمين وامامهم قلتُ فان لم تكن
لهم جماعةٌ ولا امامٌ قال فاعتزل تلك
الفِرَق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى
يدركك الموت وانت على ذلك وفي رواية
قلتُ فما العصمة يا رسول الله قال السيف
قلتُ وهل بعد السيف بقيةٌ قال
نعم يكون امارةٌ على اقذاء

میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور کوئی امام (اُس
وقت) نہ ہو فرمایا تو تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور
اگر تم کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑ کر بیٹھ جاؤ اور اسی حال میں
تم کو موت آجائے (تو یہ سب سے بہتر ہوگا)۔ اور ایک روایت میں ہے
کہ (حضرت حذیفہؓ نے کہا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ
جاہلیت اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ نے اس خیر کو ہم میں
لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے
عرض کیا کہ کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگا۔ فرمایا ہاں مگر اس
میں تاریکی ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ تاریکی کیسی۔ فرمایا لوگ
میری روش چھوڑ کر دوسروں کی روش پر چلیں گے تم لوگ
ان کی کچھ باتیں پسند کروگے کچھ ناپسند۔ میں نے پوچھا کہ پھر اس
خیر کے بعد شر ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے
ہوئے لوگوں کو بُلائیں گے جو ان کا کہنا مان لے گا اس کو جہنم میں
ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی کچھ پہچان ہم
سے بیان کیجئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا وہ لوگ ہماری ہی
قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض
کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ زمانہ مجھے ملے۔ آپ نے فرمایا
تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے
عرض کیا کہ اگر (اس وقت) مسلمانوں کی کوئی جماعت اور امام نہ ہو
تو تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہوجانا۔ اور اگر تم کسی درخت کی
جڑ دانتوں سے پکڑ لو یہاں تک کہ اسی حال میں تم کو موت آجائے
(تو یہ سب سے بہتر ہے)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ
کہتے تھے) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس فتنہ میں بچاؤ
کی صورت کیا ہے۔ فرمایا کہ تلوار۔ میں نے پوچھا کہ تلوار کے بعد بھی
کچھ فتنہ باقی رہے گا۔ فرمایا سلطنت ہوگی آشوب چشم کے ساتھ

www.kitabghar.org

وھُدنۃٌ علی دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم یخرج الدجال بعد ذلک معہ نھرٌ ونارٌ فمن وقع فی نارہٖ وجب اجرہٗ وحُطّ وِزرُہٗ ومن وقع فی نھرہٖ وجب وزرہٗ وحطّ اجرہٗ قال البغوی قولہ فما العصمۃ قال السیف کان قتادۃ یضعہ علی اھل الردۃ کانت فی زمن الصدیق رضی اللّٰہ عنہ وقولہ ھدنۃ علی دخن معناہ صلح علی بقایا من الضغن وذلک ان الدخان اثر من النار قال ابوعبید اصل الدخن ان یکون فی لون الدابۃ او الثوب او غیر ذلک کدورۃ الی سوادٍ وفی بعض الروایات قلت یارسول اللّٰہ الھدنۃ علی الدخن ما ھی قال لا یرجع قلوب بنی آدم عن الذی کانت علیہ ویروی وجماعۃ علی اقذاءٍ یقول یکون اجتماعھم علی فسادٍ من القلوب شبّھہ باقذاء العین۔

اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس کے بعد دجّال نکلے گا اس کے ساتھ ایک نہر ہوگی اور آگ ہوگی جو شخص اُس کی آگ میں پڑے گا اُس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور اُس کے سب گناہ معاف ہوجائیں گے اور جو شخص اس کی نہر پر گرے گا اس کے گناہ ثابت ہوجائیں گے اور اس کا ثواب ضائع ہوجائے گا۔ بغوی نے کہا ہے کہ وہ فتنہ جس کا بچاؤ تلوار سے ہوگا قتادہؓ کہتے تھے کہ وہ اہلِ ردّت کا فتنہ ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا اور صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ صلح کے بعد بھی کینے باقی رہ جائیں گے جس طرح آگ سے دھواں پیدا ہوتا ہے۔ اور ابوعبید نے کہا ہے کہ دخن (جس کا ترجمہ تیرگی) کیا گیا اصل میں اُس کو کہتے ہیں کہ کسی جانور یا کپڑے وغیرہ کے رنگ میں کچھ میلاپن مائل بسیاہی ہو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ کہتے تھے) میں نے پوچھا یارسول اللہ! صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی، اس کا کیا مطلب؟ آپؐ نے فرمایا کہ بنی آدم کے قلوب جس حالت پر ہوں گے اُس سے نہ ہٹیں گے۔ اور ایک روایت میں (بجائے سلطنت کے) جماعت آشوبِ چشم کے ساتھ ہوگی (مروی) ہے مطلب یہ ہوا کہ لوگوں کا اجتماع فسادِ قلب کے ساتھ ہوگا۔ حضرتؐ نے اس فسادِ قلب کو آشوبِ چشم سے تشبیہ دی ہے۔

فتنۂ اُولیٰ مشتمل بر سہ حادثۂ عظیمہ مبدأ

این فتنہ خلافت حضرت مرتضیٰ ست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخست از خلافتِ حضرت مرتضیٰ خبر داوند کہ منتظم نشود وازاں متألم شدند فی الخصائص اخرج الطبرانی وابونعیم عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلیٍّ

فتنۂ اوّل جو تین بڑے بڑے حادثوں پر شامل ہے۔

اس فتنہ کی ابتداء حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے خبر دی کہ وہ منتظم نہ ہوگی اور آپؐ اس سے رنجیدہ ہوئے۔ خصائص میں ہے کہ طبرانی اور ابونعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ

www.kitabghar.org

انك مؤمر مستخلف وانك مقتول وان هٰذه مخضوبة من هٰذه يعني لحيته من رأسه واخرج الحاكم عن علي رضي الله عنه قال ان مما عهد الى النبي صلى الله عليه وسلم ان الامة ستغدر بي بعده واخرج الحاكم عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لعلي اما انك ستلقى بعدي جهدا قال في سلامة من ديني قال في سلامة من دينك واخرج احمد عن اياس بن عمرو الاسلمي عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه سيكون اختلاف او امر فان استطعت ان تكون السلم فافعل۔

حادثۂ اُولیٰ حرب جمل وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں را در خبر واحد غریب بیان فرمودند اخرج ابو يعلى عن قيس بن ابي حازم قال مرت عائشة بماء لبني عامر يقال له الحوأب فنبحت عليها الكلاب فقالت ما هٰذا قالوا ماء لبني عامر فقالت ردوني ردوني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كيف باحداكن اذا نبحت عليها كلاب الحوأب واخرج الحاكم من حديث يحيى بن سعيد عن الوليد بن عياش عن ابراهيم عن علقمة قال ابن مسعود رضي الله عنه

تم خلیفہ بنائے جاؤ گے اور تم مقتول ہوگے اور تمھاری یہ داڑھی تمھارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ اُمّت میرے بعد تجھ سے نفرت کرے گی۔ اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے نبی صلعم نے حضرت حضرت علی رضؓ سے فرمایا کہ، آگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہوگے حضرت علی نے پوچھا کہ میرے دین کی سلامتی رہے گی حضرتؐ نے فرمایا ہاں تمھارے دین کی سلامتی رہے گی۔ اور امام احمدؒ نے ایاس بن عمرو اسلمی سے انھوں نے حضرت علی رضؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا عنقریب اختلافِ احکام پیدا ہوگا اگر تم بچ سکو تو بچنا۔

حادثۂ اوّل جنگِ جمل[1] ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ کی خبر دی ہے جس کی روایت خبر واحد غریب ہے۔ ابو یعلےٰ نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عائشہ رضؓ کا گزر بنی عامر کے ایک چشمہ پر ہوا جس کا نام حَوْأَب تھا اور وہاں کتّوں نے بھونکنا شروع کیا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا بنی عامر کا ایک چشمہ ہے (یہ سُنتے ہی) حضرت عائشہ رضؓ نے کہا مجھے واپس لے چلو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ (ہم لوگوں سے) فرماتے تھے کہ کیا حال ہوگا تم میں سے کسی ایک کا جب اُس پر حَوْأَب کے کُتّے بھونکیں گے۔ اور حاکم نے بروایتِ یحیےٰ بن سعید ولید بن عیاش سے اُنھوں نے ابراہیم (نخعی) سے اُنھوں نے علقمہ سے اُنھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

[1] یہ اُس لڑائی کا نام ہے جو حضرت علی مرتضےٰ اور امّ المؤمنین حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم میں باہم بمقام شہر بصرہ واقع ہوئی تھی۔ چونکہ حضرت عائشہ رضؓ اس لڑائی میں اونٹ پر سوار ہوکر عماری کے اندر میدانِ جنگ میں آئی تھیں اس وجہ سے اس لڑائی کو جنگِ جمل کہتے ہیں۔ جمل کے معنے اُونٹ کے ہیں۔ یہ واقعہ جمادی الآخرہ سنہ ۳۶ ہجری میں واقع ہوا تھا یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں میں باہم ہوئی دونوں طرف اکابر صحابہ تھے وہی فتنہ انگیز باغی جنھوں نے حضرت عثمان رضؓ کو شہید کیا تھا اس جنگ کے برپا کرنیوالے تھے۔ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اسی جنگ میں شہید ہوئے اور طرفین سے تیرہ ہزار مسلمان مقتول ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون (تاریخ الخلفاء)۔

قال لنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُحذّرکم سبع فتن تکون بعدی فتنۃ تقبل من المدینۃ وفتنۃ بمکۃ وفتنۃ تقبل من الیمن وفتنۃ تقبل من الشام وفتنۃ تقبل من المشرق وفتنۃ تقبل من المغرب وفتنۃ من بطن الشام وھی السفیانی قال فقال ابن مسعود منکم من یدرک اولھا ومن ھٰذہ الامۃ من یُدرک اٰخرھا قال الولید بن عیاش فکانت فتنۃ المدینۃ من قِبَل طلحۃ و الزبیر و فتنۃ الشام من قِبل بنی امیۃ وفتنۃ المشرق من قِبَل ھٰؤلاء۔

حادثۂ ثانیہ حرب صفّین وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازاں خبر دادند در خبر صحیح آخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعوٰھما واحدۃ ایں کلمہ اشارت است بآنکہ اہلِ شام مصحف برداشتند کہ درمیانِ ما و شما ایں قرآن است و حضرت مرتضےٰ فرمود کہ ایں قرآن قرآنِ صامت است و من قرآن ناطقم واخرج البخاری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ وآں منتہی شد تحکیم و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں قصہ را بلفظے بیان فرمودند کہ مشعر باشد بآنکہ

ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا اور ایک مکّہ سے اور ایک یمن سے اور ایک شام سے اور ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک وسط شام سے جس کا نام سفیانی ہوگا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس حدیث کو بیان کرکے کہا کہ تم میں سے بعض لوگ ابتدائی فتنوں کا زمانہ پائیں گے اور اس امت میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جو آخری فتنہ کا زمانہ پائیں گے ولید بن عیاش بیان کرتے تھے کہ فتنہ مدینہ کا تو طلحہ و زبیر کے سبب سے ہوا۔ اور فتنہ شام کا بنی امیہ کے سبب سے اور فتنہ مشرق کا اُن لوگوں (یعنے اہل عراق) کے سبب سے ہوا۔

حادثہ دوم جنگِ صفین[1]۔ اس کی خبر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی جس کی روایت صحیح ہے۔ شیخینؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ باہم قتال کریں گے۔ ان میں سخت جنگ ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ یہ کلمہ اشارہ ہے اس طرف کہ اہلِ شام نے مصحف اُٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں یہی حکم ہے۔ اور حضرت مرتضےٰؓ نے فرمایا کہ یہ قرآن ساکت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ اور بخاری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ یہ جنگ تحکیم پر ختم ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو ایسے الفاظ میں بیان فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] یہ اُس لڑائی کا نام ہے جو حضرت علی اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہوئی۔ صفین اس مقام کا نام ہے جہاں یہ لڑائی واقع ہوئی صفر ۳۷ھ ہجری میں یہ واقعہ واقع ہوا اور اس معاملے نے بہت طول پکڑا۔ تحکیم حکم بنانے کو کہتے ہیں حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو حکم بنایا تھا کہ دونوں مل کر جو فیصلہ کریں وہ فریقین کو منظور ہے۔ چنانچہ دونوں حکم شعبان ۳۸ھ میں فیصلہ کے لئے جمع ہوئے۔ اسی تحکیم پر اس لڑائی کا خاتمہ ہوا۔

www.kitabghar.org

بہ آں مفاسد شتی گردد و مرضی شارع نبود۔
حادثۂ ثالثہ حرب نہروان و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آں را در خبر متواتر بیان فرمودند وارشاد نمودند کہ در حین فرقت مسلمین بظہور خواہد آمد و متولی قتل آں فریق اولیہما بالحق باشد و آں یکے از حسنات عظیمہ آں جماعۃ خواہد بود بعد ازیں سہ حادثہ واقعۂ حضرت مرتضٰے بظہور آمد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیانِ آں در حدیث مستفیض فرمودند و قاتل حضرت مرتضٰے را اشقے الآخرین نکوہیدند آخرج الحاکم فی حدیث طویل عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال کنتُ انا و علی رفیقاین فی غزوۃ ذی العسیرۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا احدثکما رجلین قلنا بلٰی یا رسول اللہ قال اُحیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی ھٰذہ یعنی قرنہ حتٰی تبتل من الدم لحیتہ۔
وہدنۂ اُولٰی مبتدا آں صلح حضرت امام حسنؓ بود با معاویہ بن ابی سفیانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں را در حدیث صحیح بیان فرمودند آخرج البخاری عن الحسن قال لقد سمعت ابابکرۃ

یہ جنگ طرح طرح کے فسادوں کی بنیاد ہوگی اور شارع کو پسندیدہ نہیں ہے۔
حادثۂ سوم جنگِ نہروان ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے متواتر حدیث میں بیان فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مسلمانوں کے افتراق کے وقت یہ جنگ ہوگی اور خوارج کو وہ فریق قتل کریگا جو اولٰے بالحق ہوگا اور یہ جنگ اس جماعت کے حسنات عظیمہ سے ہوگی۔ ان تینوں حادثوں کے بعد حضرت مرتضٰے کی شہادت کا واقعہ پیش آیا جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث مستفیض میں بیان فرمایا ہے اور حضرت مرتضٰے کے قاتل کو اشقی الآخرین کی مذمت سے یاد کیا ہے۔ حاکم نے ایک طویل حدیث میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اور علیؓ غزوۂ ذوالعسیرہ میں ساتھ ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم سے بیان کروں کہ تمام دنیا میں سب سے زیادہ بدبخت کون دو آدمی تھے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (بیان فرمائیے) آپؐ نے فرمایا۔ قبیلۂ ثمود کا وہ شخص جس نے ناقہ (صالح علیہ السلام) کے پیر کاٹے تھے اور وہ شخص اے علیؓ! جو تمہارے سر میں ماریگا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے تر ہو جائیگی۔
ہدنۂ اوّل۔ ابتداء اس کی وہ صلح تھی جو حضرت امام حسنؓ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان سے کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو حدیث صحیح میں بیان فرمایا ہے۔ بخاری نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابوبکرہ

لہ جنگِ نہروان اس لڑائی کا نام ہے جو حضرت علی مرتضٰے اور خوارج کے درمیان ہوئی۔ نہروان اُس مقام کا نام ہے جہاں لڑائی ہوئی تھی یہ لڑائی ۳۸ ہجری میں ہوئی مختصر کیفیت اس لڑائی کی یہ ہے کہ جب حضرت علی مرتضٰے نے اپنا حکم حضرت ابو موسٰی اشعریؓ کو بنایا اور فیصلہ ناموافق ہونے پر اس کو رد فرما دیا تو ایک جماعت اُن کے ساتھ والوں کی جو اپنے آپکو شیعہ کہتے تھے آپ سے برگشتہ ہوگئی اور اُن کے ساتھ سے علیحدہ ہوگئے انہی لوگوں کو خوارج کہتے ہیں یہ خوارج مقامِ نہروان میں چلے گئے اور وہاں رہزنی شروع کی بالآخر حضرت علی مرتضٰے نے اُن پر لشکرکشی کی اور ان کا قلع قمع کر دیا حضرت علی مرتضٰے کی لڑائیوں میں یہ لڑائی بغیر کسی قسم کے شبہ کے مرضی مطلوب شارع تھی۔

www.kitabghar.org

رضی اللہ عنہ قال بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین. بعدازاں از حقیقت ایں ہدنہ خبر دادند کہ اجماعہا علی اقذاء وھدنۃ علی دخن. باز استقلال معاویۃ بن ابی سفیان بپادشاہی بیان فرمودند اخرج ابن ابی شیبۃ عن معاویۃ قال مازلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاویۃ ان ملکت فاحسن۔

فتنۂ ثانیہ مشتمل بر حوادث چند

یکے شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فی المشکوٰۃ معزوًا الی البیہقی عن ام الفضل بنت الحارث انھا دخلت علی رسول اللہ

رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح[1] کرا دے گا۔ اس کے بعد آپؐ نے اس ہدنہ کی حقیقت بیان فرمائی کہ سلطنت ہوگی آشوبِ چشم کے ساتھ اور صلح ہوگی کدورت کے ساتھ۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی کا مستقل ہوجانا بیان فرمایا (چنانچہ ابن ابی شیبہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے خلافت کی تمنّا اس وقت سے پیدا ہوئی جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے معاویہؓ اگر تم بادشاہ ہوجاؤ تو رعیت کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا۔

فتنۂ دوم۔ یہ فتنہ بھی چند حوادث پر شامل ہے۔ اوّل شہادت حضرت امام حسین[2] رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ میں بحوالہ بیہقی امّ فضل بنتِ حارث منقول ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں

[1] حضرت علی مرتضٰی کی شہادت کے بعد خلافت کی باگ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی چھ ماہ اور چند روز فرائض خلافت کو انجام دیتے رہے اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے پھر سلسلۂ جنگ کو چھیڑنا چاہا تو حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ ملک کے لئے مسلمانوں کے خون بہائے جائیں اور حضرت معاویہؓ کو صلح کا پیغام دیا۔ وہ بھی راضی ہوگئے اور چند شرائط پر صلح طے ہوگئی۔ یہ صلح ربیع الاوّل ۴۱ھ میں ہوئی اس صلح کے بعد تمام عرب و عجم حضرت معاویہؓ کے ہاتھ میں آگیا اور ان کا شمار خلفاء میں کیا گیا اور اہل عراق اور اہل شام میں جو اختلاف تھا رفع ہوگیا۔ اس سال کا نام عام الجماعت رکھا گیا۔ صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ منورہ چلے آئے۔ یہاں محترم محشّی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی طرف سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی لیکن تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے چھیڑ چھاڑ میں پہل نہ کی بلکہ بقول مصری ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین "قد مکث الحسن بعد البیعۃ شہرین او قریبًا من الشہرین لا یذکر الحرب ولا یظہر استعدادا لھا حتی الح علیہ قیس بن سعد وعبید اللہ بن عباس، وکتب الیہ عبد اللہ بن عباس من مکۃ یحرضہ علی الحرب ویلح علیہ فی ان ینھض فیما کان ینھض فیہ ابوہ۔ فنھض للحرب وقدم بین یدیہ اثنی عشر الفا من الجند.... فعضی الجند وخرج الحسن فی اثرھم فی عدد ضخم من اہل العراق، وکان یخرج یظہر لھم الحرب ویدبر امر الصلح فیما بینہ وبین خاصتہ (علی وبنوہ۔ طبع مصر ص۱۹۵) یہاں طٰہٰ حسین نے اپنے مخصوص بُغض کی بنا پر حضرت حسنؓ کو لڑائی کے لئے اُبھارنے والوں میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا نام بھی شامل کرلیا ہے اور اسی طرح اپنی پوری تالیف میں عبد اللہ بن عباسؓ کو موقع بموقع نشانۂ طعن بنایا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام فتنہ و فساد کے بانی سبائی ذہنیت والے لشکری اور ان کے سرغنے ہی تھے۔ جو اسلام کی بیخ کنی کے لئے اہل عراق کو اہلِ شام پر اُبھارا کرتے تھے تاکہ اس اُمّتِ مسلمہ کو امن وچین اور اتحاد نصیب نہ ہو۔ مصحح۔

[2] یہ ایک مشہور واقعہ ہے محرم ۶۱ ہجری میں واقع ہوا جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ سولہ[16] مرد خاندانِ نبوت سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ ذہبیؒ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنّۃ کے خلاصہ میں نقل کیا ہے "وان یزید لم یأمر بقتل الحسین باتفاق اھل النقل ولکن کتب الی ابن زیاد ان یمنعہ عن ولایۃ العراق، والحسین رضی اللہ عنہ کان یظن ان اہل العراق ینصرونہ ویوفون لہ بما کتبوا الیہ، فارسل الیہم ابن عمہ مسلم بن عقیل فلما قتلوا مسلمًا وغدروا بہ وبایعوا ابن زیاد اراد (الحسین) الرجوع فادرکتہ السریۃ الظالمۃ، فطلب ان یذھب الی یزید، (باقی ص۵۹۷ پر)

www.kitabghar.org

فقال یارسول الله انی رأیت حلمًا منکرًا اللیلة قال وماهو قالت انه شدید قال وما هو قالت رأیت کانّ قطعة من جسدك قطعت ووضعت فی حجری فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم رأیتِ خیرًا تلد فاطمة ان شاء الله غلامًا یکون فی حجرك فولدت فاطمةُ الحسینَ فکان فی حجری کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فدخلت یومًا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فوضعته فی حجره ثم کانت منی التفاتة فاذا عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم تھریقان الدموع قالت فقلتُ یا نبی الله بابی انت و اُمّی مالك قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان اُمّتی ستقتل ابنی هٰذا فقلت هٰذا قال نعم واتانی بتربة من تربته حمراء

دوم واقعہ حرّہ[۱] آخرج ابوداؤد عن ابی ذر قال کنت ردیفًا خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم یومًا علی حمار فلما جاوزنا بیوت المدینة

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے آج شب کو ایک بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا وہ کیا۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ بہت ہی سخت خواب ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا آخر کیا۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ دیکھا کہ ایک ٹکڑا آپؐ کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خواب تو تم نے اچھا دیکھا انشاء اللہ فاطمہؓ کے ایک بچہ ہوگا وہ تمھاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ (اُمّ فضل کہتی تھیں کہ) فاطمہؓ سے حسینؓ پیدا ہوئے اور اُنھوں نے میری گود میں پرورش پائی جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر میں ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں گئی اور میں نے حسینؓ کو آپؐ کی گود میں بٹھلا دیا۔ اس کے بعد میں دوسری طرف دیکھنے لگی پھر جو دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ میری امّت میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔ میں نے پوچھا کہ اس کو؟ فرمایا ہاں۔ اور وہ میرے پاس اس کی تُربت کی سُرخ مٹی بھی لے آئے۔ دوسرا واقعہ حرّہ[۱]۔ ابوداؤد نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپؐ کے پیچھے گدھے پر بیٹھا ہوا تھا جب ہم مدینہ کی آبادی سے باہر نکل گئے

[۱] یہ واقعہ خاص مدینہ منورہ میں ہوا نہایت عظیم الشان واقعہ ہے صورت اس واقعہ کی یہ ہوئی کہ ۶۳ھ ہجری میں یزید کو یہ خبر ملی کہ اہل مدینہ نے خروج و بغاوت کا ارادہ کیا ہے تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر مدینہ منورہ بھیجا۔ صحابۂ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت اس واقعہ میں ظلماً مقتول ہوئی اور مدینہ لوٹا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یزید کی لشکر کشی کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے "واما فعله باهل الحرة، فانهم لما خلعوه، واخرجوا نوابه، وحاصروا عشیرته، ارسل الیهم مرة بعد مرة یطلب الطاعة، فامتنعوا وصمموا، فجهز الیهم مسلم بن عقبة المرّی، وامره ان ینذرهم ویهددهم، فان ابوا قاتلهم (المنتقی من منهاج الاعتدال ص۲۹۲) (بقیہ حاشیہ ص۵۹۹) او یذهب الی الثغر، او یرجع الی بلده، فلم یمکنوه من ذلك حتی یستأسر لهم، ولکن هو رضی الله عنه ابی ان یسلم نفسه وان ینزل علی حکم عبید الله بن زیاد وقاتل حتی قتل شهیدًا مظلومًا رضی الله عنه۔ ولما بلغ ذلك یزید اظهر التوجع، وظهر البکاء فی داره، ولم یسب لهم حریمًا اصلاً، بل جهزهم و اعطاهم وبعثهم الی وطنهم... (المنتقی من منهاج الاعتدال ص۲۶۷)۔

قال کیف بک یا اباذر اذا کان بالمدینۃ جوعٌ تقوم عن فراشک و لا تبلغ مسجدک حتی یجھدک الجوع قال قلت اللہ و رسولہ اعلم قال تعفّف یا اباذر کیف بک یا اباذرٍ اذا کان بالمدینۃ موتٌ تبلغ البیتُ العبدَ حتی انہ یباع القبر بالعبد قال قلتُ اللہ و رسولہ اعلم قال تصبّر یا اباذر قال کیف بک یا اباذرٍ اذا کان بالمدینۃ قتلٌ تغمر الدماءُ احجارَ الزیت قال قلتُ اللہ و رسولہ اعلم قال تأتی من انت منہ قال قلتُ والبس السلاح قال شارکت القوم اذًا قلتُ فکیف اصنع یا رسول اللہ قال ان خشیت ان یبھرک شعاعُ السیف فالقِ ناحیۃ ثوبک علی وجھک لیبوء باثمک واثمہ سوم استحلالِ مکہ بسبب

تو حضرت نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں بھوک کا غلبہ ہوگا اور تم اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک نہ پہنچ پاؤگے کہ بھوک سے بیتاب ہوجاؤگے وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا کہ اللہ و رسولؐ کو خوب علم ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! (سوال سے) بچنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں موت (کی یہ کثرت) ہوگی کہ ایک قبر کی قیمت ایک غلام کے برابر ہوجائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسولؐ کو خوب علم ہے۔ فرمایا اے ابوذرؓ! صبر کرنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں قتل (عام) ہوگا ایسا کہ احجارِ زیت[1] خون میں ڈوب جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اللہ و رسولؐ کو خوب علم ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا ہتھیار ہاتھ میں لوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر ایسا کروگے تو تم بھی ان کے شریک سمجھے جاؤگے۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ پھر کیا کروں فرمایا کہ اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تمھاری آنکھوں کو خیرہ کردے گی تو تم اپنے کپڑے کا دامن اپنے چہرہ پر ڈال لو تاکہ وہ شخص تمھارا گناہ اور اپنا گناہ اپنے سر لے لے۔ تیسرا استحلالِ مکہ[2] بسبب

[1] مدینۂ منورہ کے ایک مقام میں چند چکنے چکنے پتھر تھے انہی کو احجارِ زیت کہتے ہیں۔ [2] یعنی مکہ کی بےحرمتی ہوئی حضرت ابن زبیرؓ کے خروج کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب یزید نے اہلِ مدینہ سے اپنے لئے بیعت چاہی تو چند صحابہ کرام نے انکار کیا منجملہ ان کے حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ بھی تھے اور یہ دونوں مدینہ سے مکہ چلے آئے مکہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ شیعیانِ کوفہ کے فریب میں آکر کربلا تشریف لے گئے اور رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے مگر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مکہ ہی میں رہے اور خود اپنے لئے خلافت کے مدعی ہوئے صفر ۶۴ھ ہجری میں یزید کا لشکر حضرت عبداللہؓ ابن زبیر سے لڑنے کے لئے آیا اور خاص حرم میں جنگ واقع ہوئی یزیدیوں نے آگ کے شعلے اس قدر بلند کئے کہ کعبہ مکرمہ کے پردے اُن کی آگ سے جل گئے اور حضرت اسماعیلؑ کے فدیہ میں جو مینڈھا جنت سے آیا تھا اس کے سینگ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے وہ سینگ بھی جل گئے[۱] اسی اثنا میں یزید کے مرنے کی خبر آگئی اور یزیدی لشکر واپس ہوا حضرت ابن زبیرؓ کی خلافت قائم ہوگئی خصوصًا معاویہ بن یزید کے مرنے کے بعد پھر عبدالملک بن مروان نے ۷۳ھ ہجری میں حجاج کو لشکر دیکر حضرت ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے بھیجا اور حضرت ابن زبیرؓ مقتول ہوئے اور اُن کی نعش مبارک ٹانگی گئی۔ اس کے بعد حجاج نے بہت بڑے بڑے مظالم کئے۔

[۱] واما الکعبۃ فلم تقصد باھانۃ۔ وانما قصدوا ابن الزبیر، ولم یھدم یزید الکعبۃ ولا احرقھا باتفاق المسلمین۔ ولکن طارت الی الاستار شرارۃ من نار من امرأۃ فاحترقت الکعبۃ فھدمھا ابن الزبیر واعادھا۔" (الذھبی، المنتقی من منھاج الاعتدال ص۲۹۵)۔

www.kitabghar.org

خروج عبداللہ ابن الزبیر و آں را نیز خبر دادند چہارم
خروج ابراہیم بن اشتر برائے جنگ عبیداللہ ابن زیاد
پنجم تسلط مختار در کوفہ ازاں حال نیز خبر دادند کہ
فی ثقیف کذاب و مبیر اخرج الترمذی عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی ثقیف کذاب و مبیر قال عبداللہ بن عصمۃ
یقال الکذاب ھو المختار بن ابی عبید والمبیر
ھو الحجاج بن یوسف و روی مسلم فی
الصحیح حین قتل الحجاج عبداللہ بن الزبیر
قالت اسماء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حدثنا ان فی ثقیف کذابا و مبیرا
ششم قتال مصعب با مختار ہفتم قتال ضحاک
بن قیس با مروان ہشتم قتال عبدالملک با مصعب
نہم ظہور حجاج و ظلم او و آنحضرت صلی اللہ علیہ
آں را بیان فرمودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ازیں مقاتلات خبر دادند بدعاۃ علی
ابواب جہنم۔

مدتہ ثانیہ آنکہ بعد اللتیا والتی امر سلطنت بر
عبدالملک مستقر شد و ہمہ اہل اسلام تحت حکم او در آمدند
و اولاد و احفاد او نیز در عالم ہمیں نسق فرمانروائی
کردند و در حدیث شریف بیان حکومت این
فریق آمدہ است اخرج البخاری من حدیث
ابی ھریرۃ ھلکۃ امتی علی ایدی غلمۃ من قریش
و اخرج الحاکم عن ابی ذر سمع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول اذا بلغت بنو امیۃ

خروج عبداللہ بن زبیرؓ کے۔ اس کی خبر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے دی ہے۔ چوتھا ابراہیم بن اشتر کا عبیداللہ بن زیاد سے جنگ
کرنے کے لئے خروج کرنا۔ پانچواں مختار کا کوفہ میں مسلط ہونا۔
اس کی خبر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ ثقیف
میں ایک کذاب اور ایک مہلک ہوگا۔ ترمذی نے حضرت عمرؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
(قبیلہ) ثقیف میں ایک کذاب ہے اور ایک مہلک۔ عبداللہ
بن عصمہ نے بیان کیا ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید تھا اور
مہلک حجاج بن یوسف تھا۔ اور مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کی
ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کیا تو (اُن کی والدہ)
حضرت اسماءؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم
سے بیان کیا تھا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مہلک ہوگا۔
چھٹا مصعب کا مختار سے لڑنا۔ ساتواں ضحاک بن قیس کا مروان
سے لڑنا۔ آٹھواں۔ عبدالملک کا مصعب (بن زبیرؓ) سے لڑنا۔
نواں حجاج کا اور اس کے ظلم کا ظاہر ہونا۔ اس کو بھی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور ان لڑائیوں کی بابت آپ نے
فرمایا کہ کچھ لوگ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہوتے لوگوں کو بلائیں گے۔

مدتہ دوم۔ بعد ان تمام باتوں کے انتظام سلطنت عبدالملک
پر قائم ہوگیا اور تمام اہل اسلام اس کے حکم کے نیچے آگئے
اور اس کی اولاد و احفاد نے بھی دنیا میں اسی طرح فرمان روائی کی۔
حدیث شریف میں اس فریق کی حکومت کا بیان وارد ہوا ہے۔
بخاری نے بروایت حضرت ابوہریرہؓ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔
میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی۔
اور حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ جب بنی امیہ

www.kitabghar.org

اربعين اتخذوا عباد الله خولا و
مال الله نحلا وكتاب الله دغلا واخرج
ابو يعلى والحاكم عن ابي هريرة ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال رأيت
في النوم بني الحكم ينزون على
منبري كما تنزو القردة قال فما
رئي النبي صلى الله عليه وسلم
ضاحكا مستجمعا حتى توفي واخرج
البيهقي عن ابن المسيب قال رأى النبي
صلى الله عليه وسلم بني امية على منبره فساءه
ذلك فاوحي اليه انما هي دنيا أعطوها فقرت
عينه واخرج الترمذي والحاكم والبيهقي عن
الحسن بن علي قال ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قد رأى بني امية
يخطبون على منبره رجلا رجلا فساءه ذلك
فنزلت إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ونزلت إِنَّا
أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ
الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ يملكها
بنو امية قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملك
بني امية فاذا هي الف شهر لا تزيد ولا
تنقص اخرج ابوداود عن عبد الله
بن حوالة قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم يا ابن حوالة اذا رأيت
الخلافة قد نزلت الارض المقدسة فقد
دنت الزلازل والبلابل والامور العظام

کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام
اور خدا کے مال (یعنے بیت المال کے مال) کو بخشش بنالیں گے
اور کتاب خدا کو کھیل بنا دیں گے۔ اور ابو یعلےٰ نے اور حاکم نے
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں نے خواب میں اولادِ حکم کو دیکھا کہ میرے منبر پر
بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس خواب کے بعد نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا یہاں تک کہ
آپ کی وفات ہوگئی۔ اور بیہقی نے ابن مسیب سے روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں) بنی امیہ
کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو اس سے بہت رنج ہوا پس آپ
پر وحی نازل ہوئی کہ یہ صرف دنیا ہے جو انہیں دی گئی تو آپ
خوش ہوگئے۔ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علیؓ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے بنی امیہ میں سے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ
پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کو اس سے رنج ہوا پس یہ سورت
نازل ہوئی إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الاٰیۃ (ترجمہ) اے نبی! ہم نے
تم کو کوثر دی ہے۔ اور یہ سورت نازل ہوئی إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ الاٰیۃ
(ترجمہ) ہم نے نازل کیا ہے قرآن لیلۃ القدر میں اور تم کیا
جانو کیا ہے لیلۃ القدر؟ لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔
وہ ہزار مہینے جن میں بنی امیہ بادشاہت کریں گے۔ قاسم
بن فضل نے بیان کیا ہے کہ ہم نے حساب کیا تو بنی امیہ کی سلطنت
پوری ہزار مہینے نکلی نہ زیادہ نہ کم۔ اور ابوداؤد نے بروایت عبداللہ
بن حوالہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس (یعنے شام) میں پہنچ گئی
تو (سمجھ لو کہ) زلزلے اور پریشانیاں اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے

www.kitabghar.org

والساعۃ یومئذ اقرب من الناس من یدی
هٰذه الی رأسك۔
واینجا نکتہ ایست باریک آں را نیز باید
فہمید کہ درباب خلافتِ شام احادیث مختلفہ
آمدہ بعض ناظر بذم و بعض ناظر بہ مدح مانند
حدیث دیگر از مسند ابن حوالۃ آخرج احمد
وابوداؤد عن ابن حوالۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیصیر الامر
ان تکونوا جنودا مجندۃ جند بالشام و
جند بالیمن وجند بالعراق فقال ابن حوالۃ
خرلی یارسول اللہ ان ادرکت ذلك فقال
علیك بالشام فانها خیرۃ اللہ من ارضہ
یجتبی الیها خیرتہ من عبادہ فاما ان
ابیتم فعلیکم بیمنکم واستقوا من غدرکم
فان اللہ عزوجل توکل لی بالشام واھلہ
وجہ حل ایں تعارض آنست کہ ایں قوم درحد
ذاتِ خویش استحقاق خلافت نداشتند وخلافت
برایشاں مستقر شد وعنایتِ تشریعیہ متوجہ تمشیۃ
امر جہاد وتعاون براں گشت لہٰذا ہر جا ذم ست
متوجہ بذوات آں جماعہ است و ہر جا مدح
وحث است متوجہ بامور ملکیہ و مانند آں ازمیان
ایشاں عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد بود بحلیۂ علم
وفضل وزہد آراستہ وازوے آثارِ محمودہ
درعالم باقی ماند یکے کتابتِ علم حدیث

اور قیامت اُس وقت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جس قدر
میرا ہاتھ تمہارے سر سے قریب ہے۔
یہاں ایک باریک نکتہ ہے اس کو بھی سمجھ لو کہ وہ یہ کہ
خلافتِ شام کے متعلق مختلف حدیثیں آئی ہیں۔ بعض تو بُرائی
پر دلالت کرتی ہیں اور بعض تعریف پر مثل ایک دوسری حدیث
کے کہ وہ بھی ابن حوالہ سے مروی ہے جس کو امام احمدؒ اور
ابوداؤدؒ نے ابن حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب انجام کار یہ ہوگا کہ
تم لوگ بڑے بڑے لشکر بن جاؤ گے ایک لشکر شام میں ہوگا اور
ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ نے عرض کیا کہ
یارسول اللہ! اگر وہ زمانہ مجھے ملے تو آپ میرے لئے کس لشکر کو
پسند کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم شام میں رہنا کیونکہ وہ اللہ
کی پسندیدہ زمین ہے وہاں اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھتا ہے
اور اگر یہ نہ ہوسکے تو یمن میں رہنا اور اپنے حوضوں کا پانی پینا۔
اللہ عزوجل نے مجھ سے شام اور اہلِ شام کے متعلق ذمہ داری
کرلی ہے۔ اس تعارض کا دفعیہ اس طرح ہے کہ اہلِ شام
اپنے ذاتی اوصاف کے لحاظ سے استحقاق خلافت نہ رکھتے تھے
مگر خلافت ان کو حاصل ہوئی اور عنایتِ تشریعیہ جہاد کا کام
جاری رکھنے اور اس پر مدد کرنے کی طرف متوجہ ہوئی لہٰذا جہاں
کہیں بُرائی ہے اس کا مرجع اہلِ شام کی ذات ہے اور جہاں کہیں
تعریف ہے وہ امور ملکیہ وغیرہ کے سبب سے ہے۔ انہی اہلِ شام
میں ایک عمر بن عبدالعزیز تھے جو اچھے خلیفہ راشد تھے اور علم و فضل
و زہد کے زیور سے آراستہ تھے اور ان کے بہت عمدہ آثار دنیا میں
باقی رہے جن میں سے ایک علمِ حدیث[1] کی کتابت ہے اور احادیث کا

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں آپؐ کی احادیث کتابوں میں لکھی ہوئی نہ تھیں لوگوں نے اپنے سینوں میں اُن کو محفوظ کرلیا تھا (باقی ص۶۰۲ پر)

www.kitabghar.org

وجمع آں دیگر ترک سبّ اہل بیت فبرؤے صادق آمد مضمون حدیث یبعث اللّٰہ علی رأس کل مأۃ من یجدد لھا دینھا۔

فتنۂ ثالثہ آنکہ چوں ایں مدت نزدیک با نقضاء رسید دعاۃ بنی عباس از طرفِ خراسان سر برآوردند وجنگہا واقع شد ومظلمہا بروئے کار آمد ہر کرا از نفس بنی امیہ یا اعوانِ ایشان یافتند کشتند ومصادرہا نمودند وایں معنے در ہمہ اطراف ونواحی فاش گردید وصار ما صار بعد انیہمہ ہنگامہا امر بنی عباس استقرار یافت وتغیر ثالث تمام شد وتغیر رابع ظاہر گشت گرچہ ایں حوادث عظام در بغل داشت ودر زمان طویل سپری شد وحدتے داشت چنانکہ تغیراتِ متقدمہ وحدتے داشتند پس بہ یک اعتبار مے تواں گفت کہ دو دولت بیش نیست اوّل در مدینہ بود وثانی در شام قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام وفی الاسرائیلیات

جمع کرنا ہے اور دوسرا سبّ اہل بیت[1] کا موقوف کرنا ہے۔ اس حدیث کا مضمون ان پر صادق آیا کہ اللہ ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا شخص پیدا کرتا ہے گا جو دینِ اسلام کی تجدید کر دیا کرے گا۔

فتنۂ سوم جب یہ مدت قریب ختم پہنچا تو بنی عباس کے مدعیانِ خلافت نے خراسان کی طرف سے سر اٹھایا اور لڑائیاں ہوئیں اور بڑے بڑے ظلم ہوئے جو شخص بنی امیہ میں سے یا ان کے مددگاروں میں سے مل گیا اُس کو مار ڈالا اور بڑی بڑی سختیاں کیں یہ بات تمام اطراف وجوانب میں پھیل گئی اور ہوا جو کچھ ہوا۔ ان تمام ہنگاموں کے بعد بنی عباس کا کام جم گیا اور تیسرا تغیر ختم ہوگیا اور چوتھا تغیر شروع ہوگیا۔ گو یہ (تیسرا) تغیر بڑے بڑے حادثے اپنے بغل میں رکھتا تھا اور ایک طویل زمانہ کے بعد ختم ہوا مگر اس کا رنگ ایک ہی جیسا کہ گزشتہ تغیرات کا رنگ ایک تھا لہٰذا ایک اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ (اسلام میں) صرف دو دولتیں ہوئیں اوّل مدینہ میں اور دوسری شام میں جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں اور بنی اسرائیل کی

---

[1] بنی امیہ نے حضرت علی مرتضٰے اور اُن کے خاندان والوں کی بدگوئی اس قدر کثرت سے شروع کردی تھی کہ خطبوں میں بر سر منبر اس فعل کا ارتکاب کیا جاتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی نے اس فعل کو مٹایا جزاہ اللہ خیرا۔ بنی امیہ کے اس فعل کا الزام حضرت معاویہ رضی پر کہاں تک آسکتا ہے اور اصل حقیقت اس کی کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نصائح کافیہ کی رد میں لکھونگا وہو الموفق۔

(بقیہ حاشیہ ص۶۰۱) ابتدا ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قرآن شریف کے علاوہ اور چیزوں کی کتابت سے منع بھی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ لاتکتبوا عنی الا القرآن صحابہ کرام کا دَور اسی حالت میں گزر گیا وہ ملکوں کے اطراف وجوانب میں پھیلے اور انھوں نے لوگوں کو مسائل دین تعلیم کئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں جس کو جس قدر یاد تھیں لوگوں سے بیان کیں۔ تابعین کا دَور شروع ہوا اور ان کا ابتدائی قرن بھی اسی حالت میں گزرا کہ سوا قرآن کے کوئی ماخذ دین کا لکھا ہوا نہ تھا مگر اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ احادیث لکھ لی جائیں مبادا یہ بیش بہا خزانہ تلف ہو جائے چنانچہ ۱۰۰ھ ہجری کے حدود میں علمائے دین نامیانِ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوفیق خداوندی اس کام کو شروع کیا امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی نے ابوبکر بن محمد بن حزم کی خدمت میں یہ یادداشت بھیجی کہ دیکھئے جس قدر حدیثیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوں یا حضرت عمر رضی کے اقوال ہوں یا اور کوئی چیز ایسی ہی ہو وہ لکھ لی جائے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ علماء اُٹھتے جاتے ہیں ان کے ساتھ ہی علم دین بھی اُٹھ جائیگا۔ پس اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی حکمتِ بالغہ نے اپنے بندوں کے دل میں ایک بے اندازہ جوش پیدا کر دیا ایک عالم تھا کہ علم حدیث حاصل کرنے اور احادیث جمع کرنے کے شوق میں بیتاب تھا تھوڑی ہی مدت میں علم حدیث ایک دریا بن گیا اور اس حد تک پہنچ گیا جس کو ہم دیکھ رہے ہیں۔

www.kitabghar.org

فی وصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مہاجرہ طیبۃ وملکہ بالشام
اوّل بلفظ خیریت وخلافت و رحمت و
مدت شیوع الاسلام معبر شد وثانی
بوصف تسبق ایمانھم شھاداتھم و
یفشوا الکذب و ملک عضوض وأساود صبار
موصوف گشت اوّل مورخ بہ تزول
رحی الاسلام لخمس وثلثین
وثانی بعد قیام امر سلطنت بہدنۃ اُولے
مورخ بسبعین سنۃ در اول سبّ
سلف صالح نبود ودر ثانی سلف صالح را
سب می کردند علے اختلاف اھوائھم
وآرائھم در اول جمیع امور دینی ایشان
راجع بود بہ پیغامبر وخلیفہ خاص واختلاف
معتدبہ در دین آنجا موجود نہ ودر زمان ثانی اختلافہا
و مذہبہائے پراگندہ در اصول عقاید کہ مرجئہ
وقدریہ وخوارج وروافض پیدا شدند و
در فتاوے واحکام جمعے مذہب اہل مدینہ
داشتند وطائفہ مذہب اہل عراق لیکن
ہنوز ایں اختلافہا مدوّن نشد و ایں
نزاع محکم الاساس نگشتہ ایں حالت با حالت
اولی بمنزلہ دو نوع مختلف الحقیقۃ تحت
جنس تصور باید کرد باعتبار آں امر جامع
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند
لایزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ

کتابوں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں (لکھا) ہے
کہ مقامِ ہجرت اُن کا طیبہ ہوگا اور سلطنت اُن کی ملک شام
میں ہوگی۔ پہلی دولت خیریت اور خلافت و رحمت اور زمانہ
اشاعت اسلام کے اوصاف کے ساتھ تعبیر کی گئی اور دوسری
دولت اِن بُرائیوں کے ساتھ یاد کی گئی کہ ان کی قسمیں ان کی
گواہیوں سے آگے چلیں گی اور جھوٹ کا رواج ہوجائے گا
اور کاٹنے والی بادشاہت ہوگی اور ڈسنے والے سانپ
ہوں گے۔ پہلی دولت کی تاریخ یوں بیان کی گئی ہے کہ
اسلام کی چکّی پینتیس ۳۵ برس تک چلتی رہے گی۔ اور دوسری
دولت کی تاریخ اس طرح بیان ہوئی کہ جب ہُدنہ اوّل کے
بعد سلطنت قائم ہوجائے گی تو ستّر برس تک رہیگی پہلی دولت
میں سلف صالح کی بدگوئی نہ تھی اور دوسری دولت میں سلف
صالح کو بُرا کہنے لگے تھے اپنی اپنی خواہش اور رائے کے موافق۔
پہلی دولت میں تمام امور دینی کا مرجع پیغمبرؐ اور خلیفہ
خاص تھے اور کوئی قابل لحاظ اختلاف دین میں اس وقت نہ
تھا۔ دوسری دولت میں بہت سے اختلاف اور اصول عقائد
میں بہت سے پراگندہ مذہب مثل مُرجئہ و قدریہ و روافض و خوارج کے پیدا
ہوگئے اور فتاوٰی اور احکام میں کچھ لوگ اہلِ مدینہ کے مذہب
پر تھے کچھ لوگ اہلِ عراق کے مذہب پر تھے لیکن ہنوز یہ اختلاف
مدوّن نہ ہوئے تھے اور یہ سب نزاع مضبوط نہ ہوئی تھی۔
اس حالت کو (جو تیسرے تغیر سے پیدا ہوئی) بمقابلہ پہلی حالت
کے (جو پہلے دو تغیروں سے پیدا ہوئی تھی) مثل دو مختلف
الحقیقۃ نوعوں کے سمجھنا چاہیے جو ایک جنس کے نیچے ہوں۔ باعتبار
اسی امر مشترک کے (جو یہاں بمنزلہ جنس کے ہی) آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب رہیگا بارہ خلیفہ کے وقت تک جو

www.kitabghar.org

کلھم من قریش وفی روایۃ لایزال امر الناس ماضیاً ما ولیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش اخرجہ الشیخان من حدیث جابر بن سمرۃ این امر جامع کہ مشترک ست درمیان دو دولت دولتے کہ در مدینہ بود و دولتے کہ در شام استقرار یافت تفصیلے می طلبد ظہور دین دو جناح دارد یکے خلافت و دیگر علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اما اتفاق ہر دو دولت باعتبار خلافت ازاں جہت ست کہ دریں ہر دو دولت خلیفہ مستقل می بود متصرف در عالم بغیر مزاحمت خارجیان و بدون اعتماد کُلّی بر اُمرائے لشکر بخلاف دولتِ بنی عباس واتفاق این ہر دو باعتبار علم ازاں جہت ست کہ تا این وقت تدوین مذاہب نشدہ بود وہیچکس نمے گفت کہ من متبع فلاں شخصم بلکہ ادلّۂ کتاب وسنّت را بر وفق مذہب اصحابِ خود تاویل مے نمود وہر یکے دعوی میکرد کہ بمقتضائے صراح شریعتِ محمدیّہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حکم چنین وچنین ست اخطأ فی ھذا او اصاب فقہ این زمانہ مخلوط بود بآثار صحابہ وتابعین مُسند و مُرسَل ہمہ را اخذ میکردند۔

حالتِ رابعہ استقرار خلافت بنی عباس در عراق واین دولت قریب بچہار صد سال ماند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند اخرج الترمذی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من خراسان رایاتٌ سودٌ

سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جب تک کہ ان کے حاکم بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اس حدیث کو شیخین رض نے حضرت جابر بن سمرہ رض سے روایت کیا ہے۔ تحقیق اس امر مشترک کی جو دونوں دولتوں یعنے مدینہ کی دولت اور شام کی دولت میں پایا جاتا ہے کچھ تفصیل چاہتی ہے (وہ یہ کہ) غلبۂ دین کے دو بازو ہیں ایک خلافت اور دوسرے علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ دونوں دولتوں میں خلافت کا مشترک ہونا اس وجہ سے ہے کہ ان دونوں دولتوں میں خلیفہ مستقل ہوتا تھا اور ملک میں بغیر مزاحمت باغیوں کے اور بغیر اس کے کہ اُمرائے لشکر پر پورا بھروسہ کرے تصرف کرتا تھا۔ بخلاف دولت بنی عباس کے۔ اور ان دونوں دولتوں میں علم کا مشترک ہونا اس سبب سے ہے کہ اُس وقت تک مذاہب کی تدوین نہ ہوئی تھی۔ کوئی شخص یہ نہ کہتا تھا کہ میں فلاں شخص کا پیرو ہوں بلکہ کتاب وسنّت کی دلیلوں کو اپنے اصحاب کے مذہب کے موافق تاویل کرتے تھے۔ ہر شخص یہ دعوے کرتا تھا کہ خالص شریعتِ محمدیّہ علےٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام کے موافق حکم اس طرح اور اس طرح ہے اس میں اس سے غلطی ہو یا صواب۔ اُس زمانہ کی فقہ صحابہ وتابعین کے آثار کے ساتھ مخلوط تھی مسند ومرسل سب پر عمل کرتے تھے۔

چوتھی حالت (یعنے چوتھا تغیّر) خلافت بنی عباس کا عراق میں جم جانا۔ یہ دولت قریب چارسو برس تک رہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی خبر دی ہے۔ ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خراسان سے کچھ سیاہ جھنڈے نکلیں گے

www.kitabghar.org

فلا یردھا شیء حتی تنصب بایلیا وہمین ست فتنۃ السراء و ہمین ست مضمون ثم یکون جبریۃ و عتوا۔ اخرج ابوداؤد من حدیث عبد اللہ بن عمر قال کنا قعودا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الفتن فاکثر فی ذکرھا حتی ذکر فتنۃ الاحلاس فقال قائل یا رسول اللہ وما فتنۃ الاحلاس قال ھی ھرب وحرب ثم فتنۃ السراء دخنھا من تحت قدم رجل من اھل بیتی یزعم انہ منی ولیس منی انما اولیائی المتقون ثم یصطلح الناس علی رجل کورک علی ضلع ثم فتنۃ الدھیماء لا تدع احدا من ھذہ الامۃ الا لطمتہ لطمۃ فاذا قیل انقضت تمادت یصبح الرجل فیھا مؤمنا ویمسی کافرا حتی تصیر الی فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیہ وفسطاط نفاق لا ایمان فیہ فاذا کان ذلکم فانتظروا الدجال من یومہ او من غدٍ قال الخطابی قولہ فتنۃ الاحلاس انما اضیفت الفتنۃ الی الاحلاس لدوامھا وطول لبثھا یقال للرجل اذا کان یلزم بیتہ لا یبرح ھو حلس بیتہ وقد یحتمل ان یکون شبھہ بالاحلاس لسواد لونھا وظلمتھا والحرب ذھاب المال والاھل

جن کو کوئی چیز واپس نہ کر سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کر دیئے جائیں گے۔ فتنۂ سَرّاء (جو آیندہ حدیث میں مذکور ہوگا) یہی فتنہ ہے اور ظلم اور سرکشی (جو کاٹنے والی بادشاہت کے بعد بیان کی گئی ہے) یہی ہے۔ ابوداؤد نے بروایت عبد اللہ بن عمرؓ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے فتنوں کا ذکر کیا اور بہت ذکر کیا یہاں تک کہ آپؐ نے فتنۂ احلاس کا ذکر کیا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنۂ احلاس کیا چیز ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس میں ہرب اور حرب ہوگی اس کے بعد فتنۂ سراء ہوگا جس کا دھواں ایک ایسے شخص کے پیر کے نیچے سے اُٹھے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا وہ اپنے کو میرے گروہ میں سے سمجھے گا حالانکہ وہ میرے گروہ سے نہ ہوگا میرے ولی وہی لوگ ہیں جو متقی ہوں۔ اس کے بعد پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو مثل سرین کے پسلی پر ہوگا اس کے بعد فتنۂ دہیماء ہوگا جو اس امت میں سے کسی کو باقی نہ رکھے گا جس کو ایک طمانچہ نہ مارے (وہ فتنہ ایسا طویل ہوگا کہ) جب لوگ خیال کریں گے کہ اب یہ فتنہ ختم ہوا تو وہ اور بڑھ جائے گا اس فتنہ میں آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اُمت میں دو فرقے ہو جائیں گے ایک فرقہ ایمان کا جس میں بالکل نفاق نہ ہوگا۔ اور دوسرا فرقہ نفاق کا جس میں بالکل ایمان نہ ہوگا جب یہ حالت ہو جائے تو تم اسی دن یا اس کے دوسرے دن دجال کا انتظار کرنا خطابی نے کہا ہے کہ اس فتنہ کو فتنۃ الاحلاس اس کے دوام اور درازی کے سبب سے کہا گیا ہے۔ جب کوئی شخص گھر میں ہی مقیم رہے اور باہر نہ نکلے تو اس کو کہتے ہیں وہ اپنے گھر کا ٹاٹ بنا ہوا ہے، یا شاید اس سبب کہا گیا کہ (حلس سیاہی کو کہتے ہیں اور) یہ فتنہ سیاہ و تاریک تھا۔ اور حرب کے معنی مال اور اولاد تلف ہو جانے کے ہیں۔ اہلِ عرب

www.kitabghar.org

يقال حَرِبَ الرجل فهو حَرِيبٌ اذا سُلِب ماله واهله۔ والدخان يريد انها تثور كالدخان من تحت قدميه۔ وقوله كورك على ضلع مثل و معناه الامر الذی لا يثبت ولا يستقيم وذلك ان الضلع لا يقوم بالورك ولا يحمله۔ وانما يقال فی باب الملائمة والموافقة اذا وصفوا هو ككف فی ساعد وساعد فی ذراع ونحو ذلك۔ يريد ان هذا الرجل غير خليق للملك ولا مستقل به۔ والدهيماء تصغير الدهماء صغرها على مذهب المذمة لها آنچہ در معنے ایں حدیث پیش فقیر محقق شد آنست کہ فتنۂ احلاس فتنۂ بنی امیہ ست در شام و ہرب اشارہ است بگریختن عبد اللہ بن الزبیر از مدینہ بمکہ و حرب آنچہ بعد ازاں مقاتلات ضحاک بن قیس وغیر آں واقع شد و فتنۃ السراء فتنۂ بنی عباس ست قصۂ عہد ابراہیم عباسی بسوی ابو مسلم در کتب تاریخ خواندہ باشی و فتنۃ الدہیماء فتنۂ ترک ست فاذا قیل انقضت تمادت اشارہ است باستقلال طوائف اتراک طبقۃ بعد طبقۃ در زمین روم و فارس۔

باقی ماند مسئلہ در غایت اشکال در حدیث ابن ماجہ اشارہ بقصۂ خروج ابو مسلم از خراسان واقع شدہ و آں خلیفہ را مہدی گفتہ اند و ترغیب بر نصرت او نمودہ اند و بطرف آں خارجیاں عذری حوالہ کردہ اند اخرج ابن ماجة من حديث علقمة عن عبد الله بن مسعود

بولتے ہیں کہ حرب الرجل مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے مال و اولاد ضائع ہو گئے۔ دھوئیں سے مراد یہ ہے کہ یہ فتنہ دھوئیں کی طرح اس کے پیروں کے نیچے سے جوش کرے گا۔ اور سرین کا پسلی پر ہونا ایک مثل ہے جو ایسے امر پر بولی جاتی ہے کہ جو ثابت اور قائم نہ رہ سکے جس طرح پسلی سُرین کے ساتھ سیدھی نہیں رہ سکتی نہ اس کو اُٹھا سکتی ہے۔ اور جب کسی کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مثل ہتھیلی کے کلائی میں ہے یا مثل کلائی کے بازو میں ہے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص بادشاہت کے قابل نہیں اُس کا بار اُٹھا نہیں سکتا۔ دھیماء تصغیر دہما کی ہے یہ تصغیر واسطے مذمت کے ہے۔ اس فقیر کے نزدیک اس حدیث کے جو معنے ثابت ہیں وہ یہ ہیں کہ فتنۂ احلاس سے مراد بنی امیہ کا فتنہ ہے جو شام میں ہوا۔ اور ہرب سے عبد اللہ بن زبیرؓ کے مدینہ سے مکہ بھاگ کر جانے کی طرف اشارہ ہے اور حرب سے وہ لڑائیاں مراد ہیں جو ضحاک بن قیس وغیرہ سے ہوئیں۔ اور فتنۂ سراء سے فتنۂ بنی عباس مراد ہے ابراہیم عباسی کا فرمان بجانب ابو مسلم تم نے کتب تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ اور فتنۂ دہیماء سے مراد ترکوں کا فتنہ ہے اور یہ جو کہا گیا کہ جب اس فتنہ کی بابت یہ خیال کیا جائے گا کہ ختم ہو گیا تو اور بڑھ جائے گا یہ اس طرف اشارہ ہے کہ گروہ ترک یکے بعد دیگرے زمین روم و فارس میں مستقل رہیں گے۔

اب ایک مسئلہ نہایت مشکل اور باقی ہے وہ یہ کہ ابن ماجہ کی حدیث میں ابو مسلم کے خراسان سے نکلنے کی طرف اشارہ ہے اور اس خلیفہ کو مہدی فرمایا گیا ہے اور اس کے مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ خارجیوں نے اس کے متعلق ایک اعتراض بھی کیا ہے۔ ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہو کہ

www.kitabghar.org

قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ اقبل فتية من بني هاشم فلما راٰهم النبي صلى الله عليه وسلم اغرورقت عيناه و تغير لونه قال فقلت ما نزال نرى في وجهك شيئاً نكرهه فقال انا اهل بيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا وان اهل بيتي سيلقون بعدي بلاءً وتشريداً وتطريداً حتى يأتي قوم من قبل المشرق معهم رايات سود فيسئلون الخير فلا يعطونه فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سألوا فلا يقبلونه حتى يدفعوها الى رجل من اهل بيتي فيملؤها قسطاً كما ملؤها جوراً فمن ادرك ذلك منكم فليأتهم ولو حبواً على الثلج واخرج ابن ماجة عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقتتل عند كنزكم ثلاثة كلهم ابن خليفة ثم لا يصير الى واحد منهم ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلاً لم يقتله قوم ثم ذكر شيئاً لا احفظه فقال فاذا رأيتموه فبايعوه ولو حبواً على الثلج فانه خليفة الله المهدي واخرج ماجة

وہ کہتے تھے ایک روز ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ جوان بنی ہاشم کے سامنے سے آئے جب اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے چہرہ میں رنج کے آثار دیکھتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلاوطنی میں مبتلا ہوں گے یہاں تک کہ کچھ لوگ مشرق کی جانب سے آئیں گے اُن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے وہ (لوگوں سے) مال مانگیں گے مگر اُنھیں نہ ملے گا پھر وہ لڑیں گے اور اُنھیں فتح حاصل ہوگی اور جو کچھ انھوں نے مانگا تھا اُنھیں دیا جائے گا مگر وہ اس کو قبول نہ کریں گے اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالہ کردیں گے جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا۔ پس جو شخص تم میں سے اُن لوگوں کو پائے اُس کو چاہیئے کہ اُن کے پاس آئے چاہے اُس کو برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔ اور ابن ماجہ نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے خزانے کے پاس تین آدمی قتال کریں گے وہ سب کسی نہ کسی خلیفہ کے بیٹے ہوں گے مگر وہ خزانہ کسی کو نہ ملے گا پھر کچھ سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح قتل نہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے کچھ اور ذکر کیا جو مجھے یاد نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب تم اس خلیفہ کو (جس کے ہمراہ سیاہ جھنڈے ہوں گے) دیکھنا تو اس سے بیعت کرلینا چاہے برف پر گھٹنوں کے بل تم کو چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفہ خدا مہدی ہے۔ اور ابن ماجہ نے

www.kitabghar.org

عن عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمھدی
یعنی سلطانہ

تحقیق این سہ حدیث پیش فقیر آنست کہ مراد
از مہدی خلیفہ بنی عباس ست نہ امام مہدی کہ در
آخر زمان ظہور نماید اینجا مہدی گفتن و خلیفۃ اللہ نامیدن
وحث بر نصرت او نمودن بجہت آنست کہ
خلافت این فریق در پردہ تقدیر مصمم شد آن را
تغییر و تبدیل نیست پس او مہدی ست راہ نمودہ
شدہ بسوئے تدبیرے کہ مفضی باشد باستقرار
خلافت نہ چون خارجیان دیگر کہ تدبیر آنہا متلاشی
شد و بجز ہرج و مرج چیزے بدست ایشان نیامد
و او خلیفۃ اللہ ست یعنی آنکہ خلافت او در قدر الٰہی
مصمم گشت پس با او باید بود و رد او نباید نمود زیرا کہ
مطلوب اہم در شریعت قطع نزاع ست و تقلیل ہرج
و مرج خلافت مستقرہ بہتر ست اگرچہ صاحب آن کورے
علے ضلع باشد از خلافت متلاشیہ گو صاحب آن افضل
بود ثمرۂ تشریع تقلیل مفسدہ و تعیین راہے کہ موافق تقدیر
زود تر حاصل شود در اول دولت عباسیہ امر خلیفہ در اطراف
عالم نافذ بود و بعد معتصم حکم ایشان ضعیف شد سلجوقیان
مستقل شدند تا آنکہ سلطنت صورتے ماند بغیر
حقیقت و عبیدیان بمصر خروج کردند و از پہلوئے
آنہا فتنۂ عظیمہ برخاست نصاری بر شام تسلط
یافتند آخر ہا ہم عبیدیان برہم خوردند

عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے روایت کی ہے کہ انہوں
نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ مشرق
سے آئیں گے اور وہ مہدی کی سلطنت (قائم کرنے) کے لئے اٹھینگے

تحقیق ان تینوں حدیثوں کی اس فقیر کے نزدیک یہ ہے
کہ مہدی سے مراد خلیفہ بنی عباس ہے نہ کہ امام مہدیؑ جو آخر
زمانہ میں ظاہر ہوں گے یہاں اس خلیفہ کو مہدی اور خلیفۃ اللہ
کہنا اور اُس کے مدد کی ترغیب دینا محض اس سبب سے ہے کہ
اس فریق کی خلافت پردۂ تقدیر میں مصمم ہو چکی تھی اس میں
تغیر و تبدل ہونے والا نہ تھا لہٰذا وہ مہدی ہوا یعنے راہ یافتہ
اس تدبیر کی طرف جو اس کی خلافت کو مضبوط کردے نہ مثل
دوسرے خارجیوں کے کہ ان کی تدبیر رائگاں ہو گئی اور سوا فتنہ و
فساد کے کچھ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ خلیفۃ اللہ اس کو اس معنے میں
کہا گیا کہ خلافت اس کی تقدیر الٰہی میں مصمم ہو چکی تھی اور اسی
وجہ سے کہا گیا کہ) اس کے ساتھ ہو جانا چاہئے اس کی مخالفت
نہ کرنا چاہئے کیونکہ بڑا مقصود شریعت میں قطع نزاع ہے اور
فتنہ و فساد کا کم کرنا۔ جمی ہوئی خلافت بہتر ہے [گو اس کا
مالک مثل سرین کے پسلی پر ہو] بہ نسبت پراگندہ خلافت کے
گو اُس کا مالک افضل ہو۔ تشریع کا ثمرہ یہ ہے کہ فسادات میں
کمی ہو اور وہ راہ متعین ہو جائے جس سے (مقصود) موافق
تقدیر کے جلد حاصل ہو جائے۔ شروع دولتِ عباسیہ میں خلیفہ
کا حکم اطرافِ عالم میں نافذ تھا۔ معتصم کے بعد حکم ان کا کمزور
ہو گیا اور سلجوقیوں کی سلطنت قائم ہوئی یہاں تک کہ (بنی
عباس کی) سلطنت ایک صورت رہ گئی بغیر حقیقت کے اور
عبیدیوں نے مصر پر خروج کیا اور اُن کے پہلو سے ایک فتنہ
برپا ہوا۔ نصاریٰ نے شام پر تسلط پایا بالآخر عبیدی بھی درہم برہم ہو گئے

www.kitabghar.org

وہم نصاریٰ از ارض شام برآوردہ شدند بعد ازاں اتراک چنگیزیہ بر خراسان غلبہ کردند و آخر آ خلیفہ عباسی برہم خورد و دراں حالت دولت عرب منقرض شد و عجمیاں در ہر ناحیت بریاست سر برآوردند و ایں ابتدائے تغیر خامس بود در ایام دولت بنی عباس مذاہب اصول و فروع محکم الاساس گشت حنفی و شافعی و مالکی تصانیف پرداختند و در اصول معتزلہ و شیعہ و جہمیہ از ہم ممتاز گشتند و در ہمیں عصر علوم یونانیاں بلغت عرب نقل کردہ شد و تاریخ فارسیان را معرب ساختند و ہر یکے بمذہب خود خرسند گردید تا انقراض دولت شام ہیچکس خود را حنفی و شافعی نمی گفت بلکہ او را بر وفق مذاہب اصحاب خود تاویل میکردند و در دولت عراق ہر کسے برائے خود نامے معین نمود تا نص اصحاب خود نیابد برادلۂ کتاب و سنت حکم نکند اختلافی کہ از مقتضائے تاویل کتاب و سنت لازم می آمد الحال محکم الاساس گشت ہرچند دولت بنی عباس اوّل و اوسط و آخر مختلف بود اما ہمہ بر تاسیس مذاہب و تفریع آں و تخریج براں گزشت و ایں حالت بہ نسبت حالتین اُولیین مانند دو جنس تحت جنس عالی تصور باید کرد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار ہمیں امر مشترک فرمود اخرج ابوداؤد من حدیث سعد بن ابی وقاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لارجو ان لا تعجز امتی عند ربہا ان یؤخرہم نصف یوم

اور نصاریٰ بھی ملک شام سے نکال دیئے گئے۔ اس کے بعد چنگیزی ترکوں کا خراسان پر غلبہ ہوا بالآخر خلیفہ عباسی بھی درہم برہم ہوگیا اور اُس وقت دولت عرب ختم ہوگئی اور عجمیوں نے ہر طرف سرداری کے ساتھ سر اُٹھایا یہ پانچویں تغیر کی ابتدا تھی۔

(پانچواں تغیر) عجمیوں کی سلطنت۔ (اس میں اور چوتھے تغیر میں فرق یہ تھا کہ) دولت بنی عباس کے زمانہ میں اصول و فروع مضبوط ہوگئے تھے حنفی اور شافعی اور مالکی (اپنے اپنے مذہب کی) کتابیں لکھ چکے تھے اور اصول میں معتزلہ اور شیعہ اور جہمیہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو چکے تھے اور انہی کے عہد میں یونانیوں کے علوم زبان عرب میں نقل کئے گئے اور فارسیوں کی تاریخ عربی میں ترجمہ کی گئی اور ہر ایک اپنے مذہب سے خوش تھا۔ دولت شام کے ختم ہونے تک کوئی شخص اپنے کو حنفی شافعی نہیں کہتا تھا بلکہ وہ لوگ دلائل کو موافق اپنے اصحاب کے مذہب کے تاویل کرتے تھے۔ اور دولت عراق میں ہر شخص نے اپنے لئے ایک ایک نام تجویز کرلیا (کوئی اپنے کو حنفی کہنے لگا کوئی شافعی) جب تک اپنے اصحاب کی تصریح نہ دیکھ لیتے تھے قرآن وحدیث کے دلائل پر کوئی حکم نہ کرتے تھے۔ جو اختلافات قرآن وحدیث کی تاویل کے لحاظ سے لازم آتے تھے اب وہ مضبوط ہوگئے۔ ہرچند دولت بنی عباس اوّل اور اوسط اور آخر میں مختلف تھی مگر یہ دولت تمامتر مذاہب کی مضبوطی اور اُن کی تفریعات اور تخریجات پر گزری۔ اور یہ حالت بہ نسبت پہلی دونوں حالتوں کے مثل دو جنس (سافل) کے تھی جو جنس عالی کے تحت میں ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر مشترک کے لحاظ سے فرمایا تھا جس کو ابوداؤد نے بروایت سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے پروردگار کے یہاں اس بات سے محروم نہ رہیگی کہ وہ اُن کو نصف روز تک مہلت دے

www.kitabghar.org

قیل لسعدٍ وکم نصف یوم قال خمس مائۃ سنۃ تفصیل ایں معنے آنکہ خلافت در دولت مدینہ وشام وعراق ہمہ در قریش بود واز ملکِ عرب باطراف ونواحی احکام جاری مے شد ولو بحسب الصّورۃ اُمت دریں حدیث بمعنے قوم وقبیلہ ست ازیں تاریخ باز دولتِ قریش منقرض شد بلکہ دولتِ عرب برہم خورد و رؤسائے محافل وملوک عالَم عجمیان شدند چوں دولتِ عرب منقضی شد ومردم در بلادِ مختلفہ افتادند ہر یکے آنچہ از مذاہب یاد گرفتہ بود ہماں را اصل ساخت وآنچہ مذہب مستنبط سابقًا بود الحال سنتِ مستقرہ شد علم ایشاں تخریج بر تخریج وتفریع بر تفریع ودولتِ ایشاں مانند دولتِ مجوس الّا آنکہ نماز می گزارند ومتکلم بکلمۂ شہادت می شدند ما مردم در دامانِ ہمیں تغیر پیدا شدیم نمی دانیم کہ خدائے تعالےٰ بعد ازیں چہ خواستہ است وھٰذا آخر الفصل الخامس۔

حضرت سعدؓ سے پوچھا گیا کہ نصف روز کی کیا مقدار ہوگی؟ حضرت سعدؓ نے کہا پانچسو برس۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ دولت مدینہ کی خلافت اور شام کی اور عراق کی یہ سب خلافتیں قریش میں تھیں اور ملکِ عرب سے اطراف وجوانب میں احکام جاری ہوتے تھے گو ظاہری طور پر سہی (اور ان سب خلافتوں کا زمانہ پانچسو برس کا تھا یہی مطلب اُمت کو پانچسو برس تک مہلت دینے کا ہی) لفظ امت اس حدیث میں بمعنے قوم وقبیلہ (قریش) کے ہے اس مدت کے بعد دولت قریش کی ختم ہوگئی بلکہ عرب کی دولت درہم وبرہم ہوگئی اور محفلوں کے رئیس اور عالم کے بادشاہ عجمی لوگ ہوگئے۔ جب دولت عرب کی ختم ہوئی اور (مسلمان) لوگ مختلف شہروں میں پہنچے تو جس نے جو مذہب یاد کرلیا تھا اُسی کو اس نے اصل بنایا اور جو مذہب کہ پہلے مستنبط (سمجھا جاتا) تھا اب اصل مضبوط بن گیا اب لوگوں کا علم یہ ہے کہ تخریج پر تخریج اور تفریع پر تفریع کریں۔ عجمیوں کی دولت بالکل مجوسیوں کی دولت کے مثل ہی فرق صرف یہ ہی کہ یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں ہم لوگ اسی (پانچویں) تغیر کے دامن میں پیدا ہوئے ہیں اب نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے بعد کیا ہے۔

فصل پنجم ختم ہوئی

(والحمد للہ رب العالمین)

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی ۱

www.kitabghar.org

یہ

ازالۃ الخفا مترجم کی جلد دوم

کا

نیا اور مکمل ایڈیشن ہے

جس میں

اس کی فصل ہشتم کا وہ گمشدہ حصہ شامل ہے

جو اَب تک "ازالۃ الخفا" کے کسی نسخہ میں موجود نہیں تھا

اب وہ اردو ترجمہ کے ساتھ

پہلی بار

شاملِ کتاب کیا جا رہا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فصل ششم[1]

در عموماتِ قرآن و تعریضاتِ آن کہ دلالت می کنند بر صفاتِ خلافتِ خاصہ و بر خلافتِ خلفاء و فضائل و سوابق ایشان و آیاتے کہ موافقات خلفاء اند و آیاتے کہ سبب نزولِ آنہا خلفاءؓ بودہ اند۔

علم حدیث بہ طبیعتِ خود منقسم می شود بہ پنج فن اقوی ہمہ باعتبار اسناد فن سنن است مثل موطأ و جامع سفیان بعد ازاں فن سیرت مثل کتاب محمد بن اسحٰق و کتاب موسیٰ بن عقبۃ و ابواب شمائل نیز داخل در آنست و فن تفسیر مانند تفسیر عبد الرزاق و تفسیر بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و غیر ایشان و فن زہد و رقائق مانند کتاب الزہد لابن المبارک در متقدمین و کتاب قوت القلوب و فروع آں در متاخرین و ابوابِ فتن و اشراطِ قیامت و بعث و بہشت و دوزخ نیز در رقائق داخل است و فن معرفۃ الصحابہؓ مثل استیعاب و مناقب صحابہؓ نیز دراں فن داخل است اکثر احادیث مناسبت بدو فن یا سہ فن دارد ازیں فنون۔ در ہر فنے میتوان تخریج کرد و بعض کتب مصنف اند برائے یک فن تنہا بعض برائے دو فن یا سہ فن۔

فصل ششم

ایسے ارشاداتِ قرآنی کے بیان میں جن میں عموم ہے اور جن میں ایسی تعریضات ہیں جو خلافتِ خاصہ کی صفات اور خلفاءؓ کی خلافت اور ان کے فضائل اور حسناتِ سابقہ پر دلالت کرتی ہیں اور ایسی آیات کے بیان میں جو خلفاء کی (قبل نزول کی) رائے کے موافق نازل ہوئیں اور ایسی آیات کے بیان میں جن کے نزول کا سبب خلفاءؓ ہوئے ہیں۔

(جاننا چاہیئے کہ) علم حدیث اپنی طبعی حیثیت سے پانچ فن پر منقسم ہوتا ہے سب سے زیادہ قوی (معتمد علیہ) باعتبار اسناد کے فن سنن ہے (جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال بروایات مذکور ہوتے ہیں) جیسے موطا اور جامع سفیان۔ اس کے بعد فن سیرت مثل کتاب محمد بن اسحٰق و کتاب موسیٰ بن عقبہ اور شمائل کے ابواب بھی اسی میں داخل ہیں۔ اور فن تفسیر جیسے تفسیر عبد الرزاق اور تفسیر بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم وغیرہ۔ اور فن زہد و رقائق (جس کے ماتحت دنیا سے کنارہ کشی اور قلب میں رقت پیدا کرنے والے ارشادات مندرج ہوتے ہیں) جیسا کہ متقدمین میں سے ابن المبارکؒ کی کتاب الزہد اور متاخرین میں سے کتاب قوت القلوب اور اس کی فروع۔ اور ابوابِ فتن اور اشراطِ قیامت اور دوبارہ اٹھایا جانا اور بہشت و دوزخ کے بیانات بھی رقائق میں داخل ہیں۔ اور فن معرفۃ الصحابہ جیسے استیعاب اور مناقب صحابہؓ بھی اسی فن میں داخل ہیں۔ اکثر احادیث ایسی ہیں جو دو یا تین فنون سے مناسبت رکھتی ہیں اُن کو ان فنون میں سے ہر فن کے ماتحت لایا جا سکتا ہے۔ اور بعض کتابیں ایسی ہیں جو تنہا ایک فن کے لئے تصنیف کی گئی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو دو فن یا تین فن کے لئے

www.kitabghar.org

غرض اصلی از وضع این فصل آنست کہ دلائل صفاتِ خلافۃ خاصہ و دلائل خلافت خلفاء و سوابق ایشان از احادیث و آثار مخرجہ در علم تفسیر بیان کردہ شود و آنچہ از خلفاء در تفسیر قرآن و در مواعظ و غیر آن منقول شد در ذیل عموماتِ قرآن و تعریضاتِ آن ذکر کردہ آمد شرط استدلال بتعریض آن است کہ قرائن بسیار قالیہ و حالیہ جمع شود کہ مضطر گرداند تالی را بجزم بآنکہ اینجا شخصے ہست کذا و کذا کہ اشارۂ سخن بجانبِ اوست اگر سخن بحسب عموم خود تمام باشد و قرائن حالِ شخص واحد باین مشابہ مجتمع نشود استدلال ازاں نتوان کرد لیکن گاہی باین ہمہ مذکور مے کنیم بقصد آنکہ صاحبِ آن اثر از صحابہ یا تابعین بفضل خلفاء قائل است و اثرِ او منسلک است در سلک اجماع کل بر تعظیم و تبجیل خلفاء ۔ قال ابو العالیۃ والحسن فی تفسیر قولہ تعالے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ رسول اللہ و صاحباہ۔

آیت سورۃ فاتحہ

فقیر گوید عفی عنہ توجیہ این کلام آن است کہ خدا تعالے در بیان صراطِ مستقیم می فرماید صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ باز الذین انعم علیہم را جائے دیگر بیان می کند کہ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در حدیث مستفیض بیان فرمودند کہ ابوبکرؓ صدیق است و عمرؓ شہید باز آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم اصل غرض را بیان

تصنیف ہوتی ہیں۔

یہاں اس تفصیل کے لکھنے سے ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ خلافت خاصہ کی صفات کے دلائل اور خلافتِ خلفاء۔ اور اُن کے حسناتِ سابقہ کے دلائل احادیث سے اور اُن آثار سے جو علمِ تفسیر میں لئے جاتے ہیں بیان کئے جائیں۔ اور جو کچھ خلفاءؓ سے تفسیر قرآن اور مواعظ وغیرہ میں منقول ہوا عمومات قرآن اور اُن کی تعریضات کے ذیل میں مذکور ہوچکا۔ اُن کی تعریض کو استدلال بنانے کی شرط یہ ہے کہ بہت سے قالی اور حالی قرائن جمع ہوجائیں جو پڑھنے والے کو اس امر کے یقین کرنے پر مجبور کردیں کہ اس مقام میں ایک ایسا اور ایسا شخص ہے کہ اشارۂ سخن اُس کی طرف ہے۔ اگر کلام آخر تک عموم پر ہی رہے اور شخص پر جو وہ صفات رکھتا ہو قرائنِ حال مجتمع نہ ہوں تو اس سے استدلال نہیں کرسکتے۔ لیکن کبھی ان سب کے باوجود بھی ہم اس ارادے سے ذکر کرتے ہیں کہ اس اثر کا تعلق جس سے ہے خواہ وہ صحابہؓ میں سے ہو یا تابعین میں سے وہ خلفاءؓ کی فضیلت کا قائل ہے اور اُس کا یہ اثر اُس تعظیم و احترام خلفاءؓ پر کُل کے منعقدہ اجماع کے سلسلے کے ساتھ منسلک ہے۔

آیت سورۃ الفاتحہ | ابو العالیہ اور حسن نے حق تعالیٰ کے قول اهدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں کہا ہے رسول اللہ و صاحباہ (یعنے وہ سیدھی راہ جو رسول اللہؐ آپ کے دونوں صحابی ابوبکرؓ عمرؓ کی تھی)۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ توجیہ اس کلام کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ صراط مستقیم کے بیان میں فرماتا ہے صراط الذین انعمت علیھم پھر الذین انعم علیھم (وہ لوگ جن کو نعمتیں دی گئیں) کو دوسرے مقام پر واضح فرماتے ہیں کہ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ الخ (۴: ۶۹) (وہ انبیاء میں سے ہیں اور صدیقین میں سے اور شہداء و صالحین میں سے اور رفاقت کے اعتبار سے یہ اچھی جماعت ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث[1] مستفیض میں بیان فرماتے ہیں کہ ابوبکرؓ صدیق ہے اور عمرؓ شہید۔ پھر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل غرض کو واضح

[1] جس حدیث کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے تین اصحاب نے روایت کیا ہو اور ہر صحابی سے اس کا سلسلہ روایت جاری ہو اس کو حدیث مستفیض کہتے ہیں۔ مراتب حدیث میں اس کا مرتبہ تیسرے مانا گیا ہے ۱۲ مترجم عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

فرمود کہ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکرؓ و عمرؓ ازین آیہ می توان استدلال کرد کہ خدائے تعالیٰ عباد خود را تعلیم می فرماید کہ وقتِ مناجات ازمن طلب کنید ہدایت بسوئی صراطِ مستقیم چون بعد التیا و التی منقح شد کہ صراطِ مستقیم طریقۂ شیخین رضؓ است لازم آمد کہ شیخین رضؓ خلیفۂ خاص باشند زیراکہ خلیفۂ خاص اوست کہ صراطِ مستقیم طریقۂ او باشد و مطلوب بود در شریعت توجہ بسوئی او قال اللہ تعالےٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ فقیر می گوید عفی عنہ خدائے تعالیٰ قصص پیشینیان بیان نہ فرمودہ است اِلّا برائی آنکہ عبرت باشد برائی پیشینیان پس ازین آیۃ مسئلہ چند از مسائل خلافتِ خاصہ مفہوم می شود یکے آنکہ چون غلبۂ کفّار بر مسلمین پدید آمد در صورت وجوب جہاد دفعًا یا اجلِ موعودِ فتح در رسد در صورتِ وجوب جہاد ابتداءً و آنچہ آنجا حاصل است از رئیس و مرؤس و عُدّۃ و عِدّۃ کفایت نمے کند در اتمامِ امر مقصود در قضائے الٰہی لازم مے شود حکم بملک شخصے کہ در غیب فتح بنامِ او نوشتہ اند و چون نوبت تا آنجا رسد فرض میگردد استخلافِ او و داد خلیفۂ خاص باشد من عند اللہ فی قضائہٖ و حکمہٖ چنانکہ بنی اسرائیل چون مغلوب شدند در دست عمالقہ

فرمادیا کہ پیروی کرو اُن کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اس آیت (اھدنا الصراط المستقیم) سے (اس طرح) استدلال کرسکتے ہیں کہ خداتعالیٰ اپنے بندوں کو تعلیم فرماتا ہے کہ مناجات (عجز و زاری کے ساتھ دعا) کے وقت مجھ سے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت طلب کرو۔ اور چونکہ بعد امور مذکورہ بالا کے یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ صراطِ مستقیم شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا طریقہ ہے تو اس سے لازم آیا کہ شیخین رضؓ خلیفۂ خاص ہوں اس لئے کہ خلیفۂ خاص وہی ہے جس کا مسلک صراطِ مستقیم ہو) اور اُس (صراطِ مستقیم) کی طرف متوجہ رہنا شریعت میں مطلوب ہے۔

آیات سورۃ البقرۃ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وقال لھم نبیھم الخ (۲: ۲۴۷) اُن سے اُن کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا کہنے لگے ان کو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت اُن کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور اُن کو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی۔ اُن پیغمبر نے جواب میں فرمایا کہ (اوّل تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلے میں اُن کو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں اُن کو زیادتی دی ہے اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہیں دیں اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے جاننے والے ہیں۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے لوگوں کے قصے صرف اسی لئے بیان کئے ہیں کہ بعد کے لوگوں کو عبرت ہو۔ تو اس آیت سے خلافتِ خاصہ کے مسائل میں سے چند مسئلے سمجھ میں آتے ہیں۔ اوّل یہ کہ جب مسلمانوں پر کفار کا غلبہ ہو جائے تو اُس کے دفع کرنے کے لئے وجوب جہاد کی صورت میں یا فتح کا جو وقت (علم الٰہی میں) ابتداءً وجوب جہاد کی صورت میں مقرر ہے آپہنچے اور وہاں (یعنی مغلوب مسلمانوں کے پاس) جو کچھ بھی سردار قوم اور محکوم عوام اور سامانِ جنگ اور (لڑنے والوں کی) تعداد یہ سب امرِ مقصود کے پورا کرنے میں ناکافی ہو تو قضاء الٰہی میں لازم ہو جاتا ہے کہ کسی ایسے شخص کو بادشاہ بنا دیا جائے جس کے نام پر غیب میں فتح لکھی جا چکی ہو۔ اور جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی تو اس کو خلیفہ مقرر کرنا فرض ہو جاتا ہے اور اللہ کی طرف سے اُس کی قضاء اور حکم کے مطابق وہ خلیفۂ خاص ہوگا جیسا کہ بنی اسرائیل جب عمالقہ کے ہاتھ سے مغلوب ہو گئے

واولاد ایشان و دیار ایشان منہوب گشت حالتے کہ دران وقت داشتند کفایت نمی کرد برائے فتح خدائے تعالیٰ مستخلف ساخت طالوت را و بر نبی زمان فرمود کہ بعلامتِ کذا وکذا اورا بشناسد و خلافت را بنام اوکند دیگر آنکہ بعد استقرار خلافت او بنص شارع سرباز زدن از قبولِ خلافتِ او و شکوکِ واہیہ پیدا کردن در استحسانِ تقدیم او معصیت است چنانکہ بنی اسرائیل چون گفتند اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا یعنے طالوت ہرچند از نسب بنی اسرائیل بود لیکن سابقہ در ملک نداشت و دباغی بود یاسقائی خدائے تعالیٰ این سخن را ازیشان نہ پسندید وبآن التفات نہ فرمود سوم آنکہ اہل درباب استخلاف مصمم شدن قدر است در غیب کہ فتح بتدبیرِ او و بنامِ او واقع شود و استخلاف خدائے تعالے مستلزم اصطفاست و مدارِ این اصطفانہ برصفاتے است کہ مدارِ مدح باشد نزدیک عامہ مانند کثرت مال و زیادتِ حسَب بلکہ مدار آن برصفاتِ مقربہ بمصلحت استخلاف است مع ہذا سنت اللہ آنست کہ فضیلت جزئی برائے او معین فرمایند تا نفوس قوم مطمئن شود چنانکہ در استخلافِ طالوت بقلت مال التفات نہ کروند و بہ سقائی او ازدرار نہ نمودند بلکہ بسط اور در علم و جسم (حقیر شمرد) برمنصۂ اعتبار آوردند تا نفوسِ قوم بر تقدم او مطمئن گردد واللہ اعلم قال اللہ تعالےٰ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اور اُن کی اولاد اور اُن کے شہر لُٹ گئے اور وہ اس وقت جس حالت میں تھے (کہ نہ اُن کے پاس افرادی طاقت تھی نہ سامانِ حرب) وہ فتح کے لئے کافی نہیں تھی، تو خدا تعالیٰ نے طالوت کو خلیفہ قرار دینا چاہا اور اُس زمانہ کے نبی سے فرمایا کہ فلاں فلاں علامت سے اُس کو پہچانے اور خلافت کے لئے اُس کو نامزد کردے۔ دوم یہ کہ نصِ شارع سے اُس کی خلافت کے قائم ہوچکنے کے بعد اُس کی خلافت کو قبول کرنے سے سرتابی کرنا اور اس امر میں کہ اُس کو (خلافت کے لئے) مقدم کرنا اچھا فعل تھا، بیہودہ شکوک پیدا کرنا معصیت ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے جب یہ کہا کہ "اس کو ہم پر حکمرانی کا حق کیسے حاصل ہوسکتا ہے" یعنی طالوت کو جو اگرچہ بنی اسرائیل ہی کے خاندان سے تھا لیکن پچھلے دَور کی کوئی (نمایاں کرنے والی) خصوصیت نہیں رکھتا تھا، یہ شخص چمڑا رنگنے والا تھا یا سقا تھا تو خدا تعالیٰ نے اُن کا یہ کلام پسند نہیں فرمایا اور اس پر التفات نہ کیا۔ سوم یہ کہ خلیفہ مقرر کرنے کے بارے میں بنیادی امر غیب میں تقدیرِ الٰہی کا مستحکم ہونا ہے کہ فتح اُس کی تدبیر اور اُس کے نام سے واقع ہوگی۔ اور حق تعالیٰ کا خلیفہ بنانا ہی برگزیدگی کو مستلزم ہے اور اس برگزیدگی کا مدار اُن صفات پر نہیں ہے جن پر عام لوگوں کے نزدیک مدح کا مدار ہوتا ہے جیسے کثرتِ مال اور حَسَب (ثقافت و کلچر) کا اونچا ہونا بلکہ اُن صفات پر ہے جو خلیفہ قرار دینے کی مصلحت کے قریب لانے والی اور مناسب ہوں۔ اس کے ساتھ عادۃ اللہ یہ ہے کہ اُس کے لئے فضیلتِ جزئی معین فرمادیں تاکہ قوم کے نفوس مطمئن ہوجائیں۔ چنانچہ طالوت کو خلیفہ بنانے میں قلتِ مال کی طرف التفات نہیں کیا اور اُس کے پیشہ سقائی کی وجہ سے اُس کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اُس کے علم و جسم کے پھیلاؤ کو (جو عہدۂ استخلاف کے مناسب صفات ہیں) درجۂ اعتبار پر لاکر کے ذکر فرمایا، تاکہ قوم اُس کو مقدم کرنے (کی بنا سمجھ کر اُس کی خلافت) پر مطمئن ہوجائے، واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا واذ یرفع ابرٰھیم القوا عد الخ (۲: ۱۲۷)

(۱۲۹) اور جب اُٹھا رہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیلؑ بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَأَرِنَا
مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا
مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ
إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وقال
تعالےٰ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا
لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ
الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وقولہ تعالےٰ
كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
الآیہ اخرج البغوی عن ابی سعید الخدری ان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان
ہذہ الامۃ توفی سبعین امۃ ہی خیرہا
و اکرمہا علے اللہ عز وجل واخرج الدارمی
عن کعب فی السطر الاول محمد رسول اللہ
عبدی المختار لا فظ و لا غلیظ ولا
سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ
السیئۃ ولکن یعفو و یغفر مولدہ بمکۃ
و ہجرتہ بطیبۃ و ملکہ بالشام و
فی السطر الثانی محمد رسول اللہ امتہ
الحمادون یحمدون اللہ فی السراء
والضراء یحمدون اللہ فی کل
منزلۃ ویکبرونہ علے کل شرف[عہ]
رعاۃ الشمس یصلون الصلوٰۃ اذا
جاء وقتہا و لو کانوا علے راس
کناسۃ و یأتزرون علے اوساطہم و
یوضئون اطرافہم و اصواتہم
باللیل فی جو السماء

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا (اور زیادہ) مطیع بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا) کیجئے جو آپ کی مطیع ہو اور (نیز) ہم کو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتا دیجئے اور ہمارے حال پر توجہ رکھیے (اور) فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے۔ اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر اُن ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور اُن کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کرے اور اُن کو پاک کر دے۔ بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرۃ کامل الانتظام۔ اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ الخ (۲: ۱۴۳) اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دی ہے جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ بنو اور تمہارے لئے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں"۔ اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم خیر امۃ الخ (۳: ۱۱۰) تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ بغوی نے یہ حدیث اخذ کی جو مروی ہے ابی سعید الخدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت پورا کرے گی (باعتبار شمار) ستر امتوں کو یہ اُن سب میں کی بہترین اور بزرگترین ہے اللہ عزوجل کے نزدیک۔ اور دارمی نے یہ حدیث اخذ کی کعب سے مروی ہے کہ (توریت کی) پہلی سطر (یعنی پہلی فصل) میں ہے محمد رسول اللہ میرا بندہ برگزیدہ، نہ تند خو ہے نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا اور وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا لیکن معاف کرے گا اور بخش دے گا۔ اُس کی پیدائش کی جگہ مکہ میں ہوگی اور اُس کی ہجرت کی جگہ طیبہ ہوگی اور اُس کی بادشاہی شام میں ہوگی۔ اور دوسری سطر میں یوں ہے۔ محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ اُس کی اُمت کے لوگ بہت حمد کرنے والے ہوں گے۔ ہر سُکھ اور دُکھ میں اللہ کی حمد کریں گے، وہ اللہ کی حمد کریں گے ہر منزل میں اور اللہ کی بڑائی بیان کریں گے ہر اونچی جگہ پر۔ (اوقات نماز کی وجہ سے) دھوپ کی مراعات رکھنے والے ہوں گے وہ نمازیں پڑھیں گے جب اُن کا وقت آ جائے گا چاہے وہ کسی کوڑی کے کنارے پر ہوں۔ اپنی ناف پر ازار کی گرہیں لگائیں گے۔ اپنے اطراف (یعنی چہرہ ہاتھ پاؤں) کو وضو سے صاف کیا کریں گے۔ رات میں اُن کی آوازیں آسمان

عہ ای یراقبون طلوع الشمس غروبہا و زوالہا لمواقیت الصلوٰۃ ۱۲

کاصوات النحل و اخرج الدارمی عن ابن عباس انہ سال کعب الاحبار کیف تجد نعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فے التوراۃ قال کعب نجدہ محمد بن عبداللہ یولد بمکۃ و یہاجر الے طابہ (المدینۃ) و یکون ملکہ بالشام و لیس بفحاش ولا سخاب فے الاسواق و لا یکافی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو و یغفر امتہ الحمادون یحمدون اللہ فے کل السراء و الضراء و یکبرون اللہ علے کل نجد یوضئون اطرافہم و یاتزرون فے اوساطہم یصفون فے صلواتہم کما یصفون فی قتالہم دویہم فے مساجدہم کدوی النحل یسمع منادیہم فے جو السماء (آثارًا) قولہ تعالٰی لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ خدائے تعالےٰ خواست کہ پاک کند بدست پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار را و پاک گرداند بر دست مہاجرین و انصار سائر امم را قال اللہ تعالےٰ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الاٰیتین آخرج البغوی عن النعمان بن بشیر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ کتب کتابا قبل ان یخلق السموات والارض بالفی عام فانزل منہ آیتین ختم بہا سورۃ البقرۃ فلا تقرآن فے دار ثلث لیال فیقربہا شیطان[1] و اخرج البغوی عن عبد اللہ بن مسعود قال لما اسری برسول اللہ صلے اللہ

جو میں شہد کی مکھیوں کی آوازوں کی طرح گونجتی ہوں گی۔ دارمی نے یہ حدیث اخذ کی۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ انھوں نے کعب الاحبار سے سوال کیا کہ تم توراۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا صفت پاتے ہو؟ کعب نے کہا کہ ہم اس میں پاتے ہیں محمدؐ عبداللہ کا بیٹا، مکہ میں پیدا ہوگا، طابہ کی طرف ہجرت کرے گا، اُس کی بادشاہی شام میں ہوگی اور گندی گفتگو کرنے والا نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا لیکن معاف کرے گا اور بخش دے گا۔ اُس کی اُمت کے لوگ بہت حمد کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کی حمد کریں گے ہر ایک سکھ اور دُکھ میں۔ اللہ کی بڑائی ظاہر کریں گے (یعنی تکبیر پڑھیں گے) ہر بلند مقام پر اپنے اطراف (ہاتھ پاؤں وغیرہ) کی وضو کریں گے اور اپنی ازار کو ناف پر باندھیں گے۔ اپنی نماز میں اس طرح صف باندھیں گے جس طرح قتال کے وقت صف بندی کریں گے۔ اُن کی آوازوں کی گنجار (تلاوت قرآن و تسبیحات سے مل جُل کر) شہد کی مکھیوں کی گنجار کی مانند ہو گی۔ اُن کا ندا کرنے والا آسمان کے خلا میں (اللہ کی بڑائی کو) سنائے گا ارشاد باری تعالیٰ لتکونوا شہداء۔ (اس طرف مشیر ہے کہ) خدا تعالیٰ نے چاہا کہ مہاجرین و انصار کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پاک کرے اور مہاجرین و انصار کے ہاتھوں سے تمام اُمتوں کو پاک کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے 'اٰمَنَ الرَّسُوْلُ الخ' دو آیتیں (آخر سورۂ بقرہ)

اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس چیز کا جو اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی۔ آخر تک، یہ حدیث بغوی نے اخذ کی۔ نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی۔ اُس میں سے وہ دو آیتیں نازل فرمائیں جن پر سورۂ بقر کو ختم کیا ہے۔ وہ دونوں آیات کسی گھر میں تین راتوں تک نہیں پڑھی جائیں گی کہ پھر شیطان اُس گھر کے قریب بھی آسکے، یہ حدیث بغوی نے اخذ کی۔ مروی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ

[1] ان آیات کی تلاوت سے گھر میں نورانیت کا غلبہ ہو جائے گا اور جہاں نور پیدا ہو جائے گا ظلمت فنا ہو جائے گی اور شیطان کا وجود سراسر ظلمت و تاریکی ہے اس لئے نورانیت کا اس سے تحمل نہیں ہو سکتا ۱۲ مترجم

علیہ وسلم انتہی بہ الی السدرۃ المنتہی وہی فی السماء السادسۃ الیہا ینتہی ما یعرج بہ من الارض فیقبض منہا والیہا ینتہی ما یہبط بہ من فوقہا فیقبض منہا قال اذ یغشی السدرۃ ما یغشی قال فراش من ذہب قال فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثاً الصلوات الخمس واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ وغفر لمن لا یشرک باللہ من امتہ شیئاً المقحمات

فقیر گوید عفی عنہ چون صورت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات در ازل الآزال برائے نبوت معین شد پیرامون او امت نیز ظاہر شد زیرا کہ نبوت امری است اضافی تا امت نباشد نبوت صورت نگیرد ؎

تشریف دست سلطان چوگان بزود لیکن
بے گوی روز میدان چوگان چہ کار دارد

علیہ وسلم کو (شب معراج میں آسمانوں پر) لے جایا گیا تو آپ (مقام) "سدرۃ المنتہیٰ" پر رو کے گئے اور یہ چھٹے آسمان میں ہے جو (عملِ صالح) زمین سے اُوپر لیجایا جاتا ہے وہ اُس تک منتہی ہوتا ہے پھر اُس میں سے لیا جاتا ہے اور اُسی پر رُکتا ہے وہ بھی جو اُس کے اُوپر سے نیچے نازل ہوتا ہے پھر اُس میں سے لیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ الخ

(۱۱۰۵۲) جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپیٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں۔ فرمایا کہ سونے کے (رنگ والے) پتنگے۔ فرمایا (یعنی ابن مسعودؓ نے) تو (اس مقام پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں۔ پانچوں نمازیں اور آپؐ کو دی گئیں آخری آیات سورۃ بقرہ، اور آپؐ کی امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اُن کے مقحمات کو بخش دیا گیا (مقحمات سے وہ بد اعمال مراد ہیں جن کا اقتضاء یہ ہے کہ وہ مرتکب کو جہنم میں دھکیل لے جائیں) فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ جب صورتِ محمدیہؐ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ازل الآزال میں نبوت کے لئے معین ہوئی تو اس کے ساتھ ساتھ امت (کے تمام افراد) بھی ظاہر ہوگئے۔ اس لئے کہ نبوت ایک اضافی امر ہے جب تک امت نہ ہوگی نبوت کی صورت نہ بن سکے گی ؎ سلطان کے دست ذی شرف نے بلّا مارا لیکن میدان کے دن بغیر گیند کے (صرف) بلّا کیا کام کرے گا۔

لہ جب ہم اپنی نسبت گزشتہ زمانہ کی طرف عقل کو دوڑاتے ہیں جس کے ہمرکاب لامحدودیت کا تصور بھی ہوتا ہے تو جس مقدار زمانہ کو ہماری عقل جو دستمیا سے محدود رہنے کی خوگر ہے معیار قرار دے کر آگے بڑھتی ہے مثلاً ارب سال، کھرب سال وغیرہ تو وہ سب ختم ہو جائیں گے اور عقل تھک کر عاجز ہو جائے گی اس لامحدود دور کو ازل کہتے ہیں۔ جب اس کل مقدار زمانہ کو جہاں عقل پرواز سے عاجز ہو چکی تھی لامحدود کے مقابلہ پر رکھا جائے گا تو اس کی کیسی بھی نسبت کا استخراج ناممکن ہوگا یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ مقدار ہزار کھرب یا لاکھ کھرب وغیرہ ہے اب عقل کا عجز تحیر کی حد تک پہنچ جائے گا ؎ چہ شبہا نشستم دریں سیر گم ؛ کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم اسی مفہوم کا عنوان ہے "ازل الآزال" اس کے بالمقابل مستقبل کے لامحدود مرتبہ کو "ابد" اور "ابدالآباد" کہتے ہیں۔ اس کے بعد جاننا چاہیے کہ اکابر عارفین ایک مرتبہ لا بحث کا تسلیم کرتے ہیں جس کو لاتعین بھی کہتے ہیں اس مرتبہ میں صرف ذات ہے جس کے ساتھ شیون وصفات کا تصور شامل نہیں۔ یہ مرتبہ مجہول النعت اور غیب الغیب بھی موسوم کیا جاتا ہے ھو الباطن اسی حقیقت کی طرف مشیر ہے۔ اس کے بعد مرتبہ ظہور شروع ہوتا ہے جن میں سے پہلا مرتبہ اجمالی ہے اس مرتبہ میں شیون حق میں تعدد و تمیز نہیں ہوتا سب بالذات متحد ہیں جس طرح آم کی گٹھلی میں پورا درخت مخفی ہے لیکن اس کے اجزاء جڑ اور شاخیں اور پھول و پھل اس مرتبہ میں ایک دوسرے سے متمیز نہیں ہیں مگر ملاحظہ عقلی سے موجودگی کا ثبوت ملتا ہے مراتب ظہور میں سے یہ پہلا مرتبہ ہے گویا ذات نے اپنے کمالات ذات پر بالاجمال نظر فرمائی۔ اس مرتبہ کو "علم اجمالی کا مرتبہ" اور "تنزل اول" بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد تفصیل کا مرتبہ ہے جس میں عالم ارواح عالم مثال عالم اجسام اور اُن کی جملہ مخلوقات کا ذات میں ظہور ہوا اور جملہ شیون وصفات متمیز ہوئیں۔ اس مرتبہ میں جو کچھ بھی بعد کے مراتب و ادوار میں آنے والا تھا سب کا ظہور ہوگیا جن میں نوع انسانی کے تمام افراد بھی ہیں اُن کے اعیان (بجا ہوگا اگر ان کو وجودات ذہنیہ کہا جائے) سب کے سب ظاہر ہوگئے اور ان اعیان پر عالم اجسام میں ظہور کے بعد جو کچھ حالات گزرنے والے تھے سب ظاہر ہوگئے اس کو اصطلاح میں تنزل ثانی کہتے ہیں یہ مرتبہ "علم تفصیلی" کا ہے اس کو اعیانِ ثابتہ بھی کہتے ہیں یہاں اعیان کے مطابق عالم اجسام میں افراد نوع انسان وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے۔ یہاں جن افراد میں ہزاروں برس کا تقدم و تأخر ہوا اُس مرتبہ میں سب ایک ساتھ ظاہر ہیں۔ وہاں تقدم و تأخر مرتبی ضرور ہے لیکن تقدم و تأخر زمانی محال ہے۔ واضح رہے کہ اصطلاح صوفیہ میں تنزل ظہور کو کہتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اللہ جل شانہ

موزمین پر اُتر آئے یا انسان کے اندر آگئے۔ ایسا اعتقاد کرنا کفر ہے۔ الغرض یہی وہ مرتبہ ہے جس میں حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ نے صورت محمدیہ کا پھر اس کے ساتھ امت محمدیہ کا جس [illegible] ترتیب کے ساتھ عالم اجسام میں اس کا ظہور ہونے والا تھا اور اس کے ساتھ دین کے نشو و نما اور پھر اس میں جو اختلاط و نقصان پیدا ہونے والا تھا سب کا مشاہدہ کیا اس مقام پر اسی کا اظہار فرمایا ہے میں متبرکات کی باقی تفصیل جس کا تعلق عالم اسلام سے ہے

آنانکہ وسائط بودند درمیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وامتِ او بصورتِ واسطگی ظاہر شدند وہمُ الشہداءُ علے النّاس و نشو ونُما باز انحطاط و نقصانِ دین بظہور رسید بمثل آنکہ اگر کُرہَ متحرکہ تصور کُنی و محور و قطبیَن و دائرہَ عظیمہ از صُلبِ این تصوّر لازم آید من حیث تدرِی اولا تدری ہلٰذا در کُتبِ الٰہیہ جائے کہ ذکر آنحضرت آمدہ است ذکر امتِ او نیز آمدہ و این نیز در ہمان موطن مشخص شد کہ آخرکار ایشان مغفرت باشد و بشریعت سَہلہ سَمحہ ایشان را مکلف سازند و این ہمہ درصورت دُعاء واجابت ممثل گشت خدائے عزّ وجلّ این دو آیۃ را از ہمان موطن فرود آوردہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازین سِرّ خبر دادند بالجملہ انچہ در ازل الآزال مقصود بود بہمان صورت ظہور نمود وانچہ ظاہر نشد مقصود نبود بلکہ وہمی بیش نیست کانیابِ الغُول و انسان ذی عشرۃ رُؤس ولئے برکسی کہ گمان می کند کہ مقرر در شرع خلافت شخصے بود وواقع در اشخاص دیگر شد اگر گوئی فتن در قضاءِ الٰہی داخل اند آنجا حکمِ الٰہی دیگر میباشد وواقع در خارج دیگر جواب گوئیم صورتیکہ ما در تقریر آنیم صورِ تشریع است کہ از محض رحمتِ امتنانیہ برآمدہ و صورِ رسالتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وقیام امتِ مرحومہ باقتدائے او نہ فتن و معاصے وخلافِ مرضی شتّان ما بینہما

جو لوگ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمت کے درمیان (عالمِ اجسام میں) واسطہ تھے وہ (اُس موطن میں) واسطہ کی حیثیت میں ظاہر ہوئے اور یہ حضرات لوگوں پر (اللہ کے) گواہ ہوں گے۔ اور دین کا بڑھنا اور عروج پھر انحطاط اور نقصان (جسطرح عالمِ اجسام میں واقع ہوا اُس موطن میں) ظہور پذیر ہوا۔ جس طرح کہ اگر آپ ایک حرکت کرنے والے کُرہ کا تصور کریں تو آپ کو دھیان ہو یا نہ ہو مگر اس تصوّر کی پشت سے محوّر (جس خط پر وہ کرہ گھوم رہا ہے) اور قطبیَن (یعنے وہ کیلیں جن پر کرہ قائم ہے) اور دائرہ عظیمہ کا پیدا ہو جانا ضروری ہے۔ اسی بنا پر کتبِ سماویہ میں جہاں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا ہے آپ کی امت کا ذکر بھی آیا ہے اور یہ بھی اُسی موطن میں مشخص ہو گیا کہ اُن کا انجام کار مغفرت ہوگا اور آسان و سہل شریعت سے اُن کو مکلّف کریں گے اور یہ سب دعاء اور قبولیتِ دعاء کی صورت میں متمثل ہوئیں۔ اللہ عز وجلّ نے ان دو آیتوں کو اُسی موطن سے اُتار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس راز سے مطلع فرمادیا۔ الحاصل ازل الآزال میں جو کچھ مقصود تھا اُسی صورت سے (اس عالم میں) اس کا ظہور ہوا اور جو کچھ ظاہر نہیں ہوا وہ مقصود بھی نہ تھا بلکہ (ایسی باتوں کی) وہم سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں جیسا کوئی بھوتوں کے دانتوں کا یا دس سر والے آدمی کا دھیان کرنے لگے۔ افسوس ہے اُس پر جو یہ گمان کرتا ہے کہ شریعت میں ایک خاص شخص کی خلافت مقرر تھی مگر دوسرے اشخاص میں واقع ہو گئی۔ اگر تم یہ کہو کہ فتن بھی قضاء الٰہی میں داخل ہیں وہاں حکم الٰہی اور ہوتا ہے اور (وہی) جب خارج میں واقع ہوتے ہیں تو اُن کا حکم دوسرا ہوتا ہے تو ہم جواب میں کہیں گے کہ جس صورت کی تقریر (اور توضیح) ہم کر رہے ہیں وہ تشریع کی صورت ہے جس کا ظہور رحمت ہوا جو بطور احسان وکرم کے ہے (یعنی خدا پر یہ تشریع واجب نہیں تھی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اُمتِ مرحومہ کی آپ کی اقتدا کے لئے قیام کی صورت ہے۔ یہ فتن ومعاصی اور خلاف مرضی الٰہی کی صورت نہیں ہو سکتی۔ دونوں میں بڑا بُعد ہے۔

لہ آیت مذکورہ بالا میں یہ اشکال پیدا ہوتا تھا کہ رسول کے ساتھ تمام مؤمنین کیسے ایمان لے آئے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس تقریر سے اس کا حل مقصود ہے کہ اس آیت میں اُس موطن کی خبر دی گئی ہے جس میں مؤمنین کے تمام ایمان رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مؤمنین کی حیثیت سے حاضر تھے ۱۲ مترجم ۲ہ توضیح جواب یہ ہے کہ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ جس صورت کا ظہور اُس موطن میں ہوا ہے اور پھر اس کے مطابق خارج میں ظہور ہوتا ہے اس میں ہمیشہ مرضی خداوندی ہوتی ہے۔ (باقی صفحہ ۹ پر)

قال اللہ تعالےٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۔ وقال تعالےٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ وقال سبحانہٗ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ فقیر گوید عفی عنہ فضائل اعمالے کہ مقرب است بشر را بجناب قدس دو قسم است قسمے آنست کہ جمیع ملل دران متساوی الاقدام اند و افراد بشر در جمیع اعصار تقرب الی اللہ بآن مے نمایند و آن برّ حقیقی است قال اللہ تعالےٰ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الآیۃ و قسمے آنست کہ در بعض ملل مدار فضل و مناط قرب می شود دون بعضہا و از آنجملہ است ہجرت و جہاد قرآن عظیم این نوع فضائل را خصوصاً شرح و تفصیل تمام دادہ و علو مراتب در دنیا و آخرۃ بران دائر ساختہ و این مدعا از بسیارے دلائل مستغنی است ازانکہ بذکر ادلہ احتیاج داشتہ باشد لیکن چون علوم اجنبیہ در مسلمین داخل شد و حق مختفی گشت

حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَمِنَ النَّاسِ الخ (۲: ۲۰۷) اور بعض کوئی ایسا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضاجوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالےٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲: ۲۱۸) حقیقۃً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہِ خدا میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے لوگ تو رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ (اس غلطی کو) معاف کر دیں گے اور رحمت کریں گے۔ اور اللہ سبحانہٗ نے فرمایا اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ الخ (۲: ۲۷۴) جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنے بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنے بلا تخصیص حالات) سو اُن لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ اُن پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اُن اعمال کے فضائل جو انسان کو بارگاہِ قدس کا مقرب بنانے والے ہیں دو قسم پر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس پر تمام ملتیں مساوی طور پر گامزن ہیں اور افرادِ انسانی تمام زمانوں میں اُن اعمال سے تقرب الی اللہ حاصل کرتے ہیں اور وہ حقیقی نیکی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا الخ (۲: ۱۷۷) کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آگیا) کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالےٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر ... تا آخر۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو کہ بعض ملتوں میں فضیلت کا مدار اور قرب کی بنیاد بنتی ہے اور بعض میں نہیں۔ اُن اعمال میں سے ہجرت اور جہاد بھی ہیں قرآن عظیم نے اس قسم کے فضائل کو خصوصیت کے ساتھ پورے طور پر مشرح اور مفصل بیان کیا ہے اور دنیا و آخرت کے مراتب کی بلندی کو اُن کے ساتھ متعلق فرمایا ہے۔ اور یہ دعویٰ بہت سے دلائل ہونے کی بناء پر اس سے مستغنی ہے کہ اس پر دلائل کے ذکر کرنے کی احتیاج ہو، لیکن چونکہ علوم اجنبیہ (غیر اسلامی) مسلمانوں میں داخل ہوگئے اور حق چھپ گیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) جو کچھ اس موطن میں ہویدا ہوتا ہے چاہے وہ خیر ہو یا شر اُس کا ظہور تو خارج میں ہوتا ہی ہے مگر جس ظہور کا ہم نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بحیثیت نبوت جلوہ فرما ہوئی اور آپ کے صحابہ اور درجہ بدرجہ استفاضہ کرنے والی امت کے سب افراد کی صورتیں آپ کے ساتھ تھیں وہ صورت بحیثیت مجموع شریعت محمدیہ کی تھی اس کے مطابق جب خارج میں ظہور ہوگا تو وہ رضائے الٰہی کا حامل ہی ضرور ہوگا۔ بخلاف ظہور فتن کے جو رضائے الٰہی کے حامل نہیں ہوتے۔ دونوں صورتوں میں مشرق اور مغرب کا

www.kitabghar.org

لازم آمد تذکر آن دلائل قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي الخ خدا یتعالیٰ دو فرقۂ متضادہ را ذکر میفرماید یکے را می ستاید و دیگرے را می نکوہد و وصف ستودگان می نماید کہ بذل میکنند نفوس خود را در طلب مرضاۃ رب جل شانہ یعنی در مہالک می اندازند قولہ تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا نص صریح است در فضیلت مہاجران و مجاہدان قولہ الَّذِينَ يُنفِقُونَ الآیہ مفہوم بحسب عرف کثرۃ انفاق است در مصارف خیر مرۃ بعد اخریٰ و کرۃ بعد اولیٰ شک نیست کہ خلفاء رضوان اللہ علیہم بذل نفوس خود ہا کردند بطلب مرضاۃ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ در مکہ دعوت اسلام نمود تا آنکہ اورا زدند و کوفتند و ایذا ہا رسانیدند و ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انتہا در ہجرت کرد حالانکہ کفار در طلب ایشان مردم فرستادند و دیتی برائے یابندۂ ایشان مقرر نمودند و عمر فاروق رضی اللہ عنہ قبل از ہجرت اظہار توحید نمود تا آنکہ اورا زدند و کوفتند و در ہجرت جانبازی عظیم ازوے ظاہر شد و علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ وقت ہجرت بر فراش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواب کرد بوجہی کہ اگر کفار حملہ می کردند بروے می اُفتاد و ذی النورین رضی اللہ عنہ از عم خود و قوم خود ایذا ہا کشید و عقد ایمان او دران میان نگسست و دو بار ہجرت نمود ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ بعد ازان ہمہ این عزیزان باقلت احبا و کثرت اعدا در معارک و ملاحم تحت رایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داد قتال دادند بعد ازان ہمہ این بزرگان در مشاہد خیر بذل اموال فرمودند پس ایشان ہمہ از اہل این آیات باشند بلکہ سر دفتر آنہا و ہو المقصود واگر متعصبے گوید کہ این ہمہ کلمات عموم است یحتمل کہ مراد بعض افراد دیگر باشد

اس لئے ان دلائل کا بیان کرنا ضروری ہوگیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ومن الناس من یشری الخ خدا تعالیٰ نے ایسے دو فرقوں کا ذکر فرمایا ہے ہیں جو باہم متضاد ہیں۔ ایک کی تعریف فرمارہے ہیں اور دوسرے کو برا کہہ رہے ہیں۔ ممدوح فرقہ کا وصف یہ بیان کر رہے ہیں کہ وہ اپنی جانوں کو اللہ جل شانہ کی مرضیات کی طلب میں خرچ کر رہے ہیں یعنی اُن کو مہلک خطرات میں ڈال دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ان الذین آمنوا والذین ہاجروا وجاہدوا مجاہدین اور مہاجرین کی فضیلت پر نص صریح ہے۔ یہ ارشاد ان الذین ینفقون تا آخر، اس آیت کا مفہوم بحسب عرف کے مصارف خیر میں بار بار اور یکے بعد دیگرے بکثرت اموال خرچ کرنا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات خلفاء رضوان اللہ علیہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں اپنی جانوں کو خرچ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں دعوت اسلام کی یہاں تک کہ ان کو لوگوں نے مارا پیٹا اور تکلیفات پہنچائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اُنھوں نے ہجرت اختیار کی اس حال میں کہ کفار نے ان کی گرفتاری کے لئے لوگوں کو دَوڑادیا تھا اور اُن کو گرفتار کرنے والے کے لئے بمقدار ایک دیت (چالیس اونٹ انعام) مقرر کیا تھا۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے توحید کا اظہار کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ان کو مارا پیٹا اور ہجرت کے وقت بڑی جانبازی کا اُن سے ظہور ہوا۔ اور علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے اس طرح پر کہ اگر کفار حملہ کرتے تو آپ کے اُوپر پڑتا۔ اور (عثمان) ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا اور دیگر اہل خاندان سے ایذائیں برداشت کیں مگر ایمان کا عقد جو آپ نے باندھا تھا نہ توڑا اور آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ۔ اس کے بعد ان سب قابل عزت بزرگوں نے دوستوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت کے باوجود جہاد اور لڑائی کے معرکوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے مقاتلہ کی داد بھی دی۔ اس کے بعد یہ سب بزرگ نیک مواقع پر اموال خرچ کرتے رہے۔ اس لئے یہ سب ان آیات کے (مصداق اور) اہل ہیں بلکہ اُن کے سر دفتر یعنی اُن کے اسماء بعنوان جلی سب سے مقدم ہیں اور یہی واضح کرنا ہمارا مقصود ہے۔ اگر کوئی متعصب یہ کہے کہ یہ تمام کلمات عموم کے ہیں ان میں یہ احتمال ہے کہ دوسرے بعض افراد مراد ہوں

www.kitabghar.org

گوئیم قصرِ عام بر بعض افراد حدے دارد اما آنانکہ دران وصف ابلغ و اشہر باشند واز ہمہ پیشقدم و دراول سماع کلام نظر مخاطبان برآنان افتد عزل این جماعہ ازمیانِ عموم لغتِ عرب نیست و نمی گوید آن را مگر غیر بلیغ و نہ فہمد آن را مگر ہیچ سبحانک ہٰذا بہتانٌ عظیم واگر متعصب عود کند و گوید اول این ہمہ فضائل ثابت بود بعد ازان حبط گشت بسبب بعض سیآت گوئیم این بدتر است از اول از ابتدائے نشوو نمای اسلام تا قیام قیامت این آیات در صلوات و محافل و محاضر تلاوت می کنند و خواہند کرد اگر ظاہر متبادر او مراد نباشد تدلیس عظیم در ہر زمان و ہر طبقہ پیدا مے شود تعالے اللہ عن ذٰلک علوًا کبیرًا وروی عن ابن عباس فی قولہ تعالی آمنوا کما آمن الناس قال ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ فقیر مے گوید این اثر ضعیف است از جہت سند قوی است از جہت معنے ودر معنے اہدنا الصراط المستقیم مفصل بیان کردیم قولہ تعالے قل من کان عدوا لجبریل الآیہ ہٰذہ الآیۃ من موافقات عمر رضی اللہ عنہ رُوی ذٰلک عن الشعبی و عکرمۃ و قتادۃ و عبدالرحمن بن ابی لیلٰی و السدی وذٰلک من المراسیل الصحیحۃ لاستفاضۃ طرقہا عن عکرمۃ قال کان عمر یاتی یہود ویکلمہم فقالوا انہ لیس من اصحابک احدا

تو ہم یہ کہیں گے کہ عام کا قصر بعض افراد پر ایک حد رکھتا ہے لیکن جو لوگ اُس وصف پر (جو عموم کے صیغوں میں بیان کیا گیا) زیادہ پہنچنے والے اور زیادہ مشہور ہوں اور اُن کا قدم (اُس وصف میں) سب سے آگے رہتا ہو اور کلام کے سننے کے وقت مخاطبوں کی نظر سب سے پہلے اُن پر ہی پڑتی ہو لغت عرب میں جب عموم کا استعمال ہوتا ہے تو ایسی جماعت کو اُس سے جدا نہیں کیا جاتا ایسی بات کا قائل وہی ہوگا جو بلاغت سے نابلد ہو اور ایسا سمجھنے والا کوئی فرومایہ کم ظرف ہی ہو سکتا ہے۔ سبحانك هٰذا بهتان عظيم۔ اگر متعصب پھر رجوع کرے اور کہے کہ اول تو یہ سب فضائل ثابت تھے مگر بسبب بعض بُرائیوں کے ارتکاب کے اس کے بعد باطل ہو گئے۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ قول پہلے سے بھی بدتر ہے۔ اسلام کے نشو و نما کے ابتداء زمانہ سے قیامت کے قائم ہونے تک یہ آیات نمازوں میں اور محفلوں میں اور مجالس میں لوگ تلاوت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اگر اُس کے ظاہر متبادر معنے مراد نہ ہوں تو کہا جائے گا کہ ہر زمانہ میں اور ہر طبقہ میں ایک بڑی فریب کاری کا اظہار ہوتا رہا ہے تعالی اللہ عن ذٰلک علواً کبیراً (اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حق تعالی کے ارشاد آمنوا کما آمن الناس (ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے) میں انھوں نے کہا کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ سند کے اعتبار سے یہ اثر ضعیف ہے مگر معنی کے اعتبار سے قوی ہے۔ اور اھدنا الصراط المستقیم کے معنے کے سلسلہ میں ہم مفصل بیان کر چکے ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا قل من کان الخ (۲: ۹۷) آپ (اُن سے) یہ کہئے کہ جو شخص جبریل سے عداوت رکھے ... تا آخر۔ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کرنے والی آیات میں سے ہے۔ یہ مروی ہے شعبی سے اور عکرمہ سے اور قتادہ سے اور عبدالرحمن بن ابی لیلی سے اور سدی سے اور یہ مرسل احادیث صحیحہ میں سے ہے کیونکہ اس کے طرق (روایت) میں استفاضہ ہے (یعنی تین صحابی روایت کرنے والے ہیں)۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ یہود کے پاس آیا کرتے اور اُن سے گفتگو کیا کرتے تھے (ایک مرتبہ) انھوں نے کہا کہ تمہارے ساتھیوں میں

اکثر اتیانا الینا منک فاخبرنا من صاحبک صاحبک الذی یاتیہ بالوحی فقال جبرئیلُ قالوا ذاک عدونا من الملائکۃ و لو ان صاحبہ صاحبُ صاحبنا لاتبعناہ فقال عمر من صاحبُ صاحبکم قالوا میکائیل قال و ماھما قالوا اما جبرئیل فینزل بالعذاب و النقمۃ و اما میکائیلُ فینزل بالغیث والرحمۃ و احدھما عدوٌ لصاحبہ فقال عمرؓ و ما منزلتھما قالوا ھما من اقرب الملٰئکۃ منہ احدھما عن یمینہ وکلتا یدیہ یمینٌ و الآخر عن الشق الآخر قال عمرؓ لئن کانا کما تقولون ماھما بعدوّین ثمّ خرج من عندھم فمرّ بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم فدعاہ فقرأ علیھم مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ الآیۃ فقال عمرؓ وَالّذی بعثک بالحق انہ الذی خاصمتُھم بہ آنفًا واخرج الحاکم من ابی سعید قال قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وزیرای مِنْ اھلِ السماء جبرئیلُ و میکائیلُ وَ مِن اھلِ الارض ابوبکرؓ و عمرؓ واخرج الطبرانی بسند حسن عن ام سلمۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلّم قال انّ فی السماء ملکین احدھما یامرُ بالشدّۃ و الآخر یامرُ باللین وکلٌّ مصیبٌ ذکر جبرئیل و میکائیل و نبیّان احدُھما یامر باللین وَ الآخر یأمر بالشدّۃ و کلٌّ مصیبٌ وذکر ابراھیمَ و نوحًا وَلِی صاحبانِ

سے سب سے زیادہ ہمارے پاس آنے والا تم سے زیادہ کوئی نہیں۔ تو آپ ہمیں بتائیے کہ آپ کے صاحِب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا کون (فرشتہ) مصاحب ہے جو اُن کے پاس وحی لایا کرتا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ جبرئیلؑ تو اُنھوں نے کہا کہ فرشتوں میں سے یہ ہمارا دشمن ہے اور اگر تمھارے صاحب (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا مصاحبؑ وہ ہوتا جو ہمارے صاحب (یعنے موسٰیؑ) کا مصاحب تھا تو ہم ان کا اتباع کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمھارے صاحب (یعنی نبی) کا کون صاحب تھا؛ تو اُنھوں نے کہا کہ میکائیلؑ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ دونوں کیا (کرتے) ہیں؛ اُنھوں نے کہا کہ جبرئیلؑ تو عذاب اور تنگی نازل کرتا ہے اور میکائیلؑ بارش اور رحمت نازل کرتا ہے اور اُن دونوں میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ان دونوں کا مرتبہ کیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ یہ دونوں سب فرشتوں سے زیادہ اللہ تعم کے مقرب ہیں ان دونوں میں سے ایک اللہ کے دائیں ہاتھ کی طرف اور اس کے دونوں ہاتھ یمین یعنی دائیں ہی ہیں اور دوسرا فرشتہ دوسری جانب ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر وہ ایسے ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ دونوں دشمن نہیں ہو سکتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اُٹھ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ان کا گزر ہوا تو آپ نے ان کو پکارا (تو یہ بھی اصحاب کے ساتھ بیٹھ گئے) پھر آپ نے سب کو یہ آیت سُنائی من کان عدوا لجبرئیل ... آخر تک۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے یہ اُسی معاملہ کے بارے میں ہے جس پر میں نے ابھی یہودیوں سے کہا سُنی کی ہے۔ حاکم نے یہ حدیث اخذ کی، مروی ہے ابی سعیدؓ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دو وزیر (یعنی مدد معاون) آسمان والوں میں سے جبرئیلؑ و میکائیلؑ ہیں اور زمین والوں میں سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ طبرانی نے اخذ کیا سند حسن کے ساتھ اُمّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں اُن دونوں میں سے ایک سختی کا حکم کرتا ہے اور دوسرا حکم کرتا ہے نرمی کا اور دونوں بجا کرنے والے ہیں اور آپ نے ذکر فرمایا جبرئیل اور میکائیلؑ کا۔ اور دو نبی ہیں ان میں سے ایک حکم کرتا ہے نرمی کا اور دوسرا حکم کرتا ہے سختی کا اور ہر ایک بجا کرنے والا ہے اور ذکر کیا آپ نے ابراہیمؑ اور نوحؑ کا اور میرے دو رفیق ہیں

www.kitabghar.org

احدهما یأمر باللین و الآخر بالشدة و کل مصیب وذکر ابابکر و عمر و اخرج البزار والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی الاسماء و الصفات عن عبداللہ بن عمرو قال جاء رجال من الناس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یارسول اللہ زعم ابوبکر ان الحسنات من اللہ والسیئات من العباد وقال عمر الحسنات والسیئات من اللہ فتابع ہذا قوم وتابع ہذا قوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاقضین بینکما بقضاء اسرافیل بین جبرئیل و میکائیل ان میکائیل قال بقول ابی بکر وقال جبرئیل بقول عمر فقال جبرئیل لمکائیل انا متی یختلف اہل السماء یختلف اہل الارض فلنتحاکم الی اسرافیل فتحاکما الیہ فقضے بینہما بحقیقۃ القدر خیرہ و شرہ و حلوہ و مرہ کلہ من اللہ ثم قال یا ابابکر ان اللہ لو اراد ان لا یعصی لم یخلق ابلیس فقال ابوبکر صدق اللہ و رسولہ قولہ تعالی واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی ہذہ الآیۃ من موافقات عمرؓ فقد اخرج البخاری و الترمذی وغیرہما من عمرؓ قال وافقت ربی فی ثلاث او وافقنی ربی فی ثلاث قلت یارسول اللہ لو اتخذت من مقام ابراہیم مصلی فنزلت و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی الحدیث و من قیام عمر بحفظ شعائر اللہ عزوجل اعادۃ المقام

اُن میں سے ایک حکم کرتا ہے نرمی کا اور دوسرا حکم کرتا ہے سختی کا اور ہر ایک بجا کہنے والا ہے اور آپ نے ذکر کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کا۔ اور بزار نے اخذ کیا اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے اسماء و صفات میں اخذ کیا۔ روایت ہے عبداللہ بن عمروؓ سے اُنھوں نے کہا کہ لوگوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکرؓ یہ گمان کرتے ہیں کہ حسنات اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور سیئات بندوں کی طرف سے اور عمرؓ نے یہ کہا کہ حسنات و سیئات سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں، اب ایک قوم اس کا اتباع کر رہی ہے اور ایک قوم اُس کا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم دونوں (جماعتوں) میں وہ فیصلہ کروں گا جو اسرافیلؑ نے جبرئیل و میکائیلؑ کے درمیان کیا ہے۔ میکائیلؑ تو وہ بات کہہ رہے تھے جو ابوبکرؓ نے کہی اور جبرئیلؑ وہ بات کہہ رہے تھے جو عمرؓ نے کہی۔ تو جبرئیلؑ نے میکائیلؑ سے کہا کہ ہم آسمان والوں میں جب اختلاف ہوتا ہے تو زمین والوں میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے اس لئے چاہیئے کہ ہم فیصلہ کرانے کے لئے یہ اختلاف اسرافیل کے پاس لے جائیں چنانچہ اسرافیلؑ کو دونوں نے حکم بنایا تو حقیقت قدر کے بارے میں انھوں نے فیصلہ کیا کہ اُس کا خیر اور شر، میٹھا اور کڑوا سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اگر اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا کہ اُس کی نافرمانی نہ کی جائے تو وہ ابلیس (یعنی شیطان) کو نہ پیدا کرتا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واتخذوا الخ (۲: ۱۲۵) اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو۔ یہ آیت عمرؓ کی موافقات میں سے ہے۔ بخاری اور ترمذی وغیرہ نے یہ حدیث اخذ کی کہ مروی ہے عمرؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے اپنے رب کی موافقت کی تین (احکام) میں (یعنی نزول حکم سے قبل میری رائے کچھ اور تھی مگر اس کے خلاف حکم آیا جس کی میں نے اطاعت کی) اور تین (احکام) میں میرے رب نے میری موافقت کی (یعنی میری صوابدید کے مطابق حکم نازل فرمایا) میں نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ اگر آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیں تو بہت اچھا ہو۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی ... آخر تک۔ اور عمرؓ کے شعائر اللہ کی حفاظت پر کمربستہ رہنے کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے مقام ابراہیم کو

www.kitabghar.org

فی مقامہ بعد ما ذہبت بہ السیول عن سفیان بن عیینۃ عن حبیب بن ابی الاشرف قال کان سیل ام نہشل قبل ان یعمل عمر الردم باعلی مکۃ فاحتمل المقام من مکانہ فلم یدر این موضعہ فلما قدم عمر سأل من یعلم موضعہ فقال عبد المطلب بن ابی وداعۃ انا یا امیر المؤمنین قد کنت قدرتہ و ذرعتہ بمقاط وتخوفت علیہ ہذا من الحجر و الرکن الیہ و من وجہ الکعبۃ فقال ایت بہ فجاء بہ فوضعہ موضعہ ہذا وعمل عمر الردم عند ذلک قال سفیان فذلک الذی حدثنا ہشام بن عروۃ عن ابیہ ان المقام کان علی شفع البیت فاما موضعہ الذی ہو موضعہ الآن و اما ما یقول الناس انہ کان ہناک موضعہ فلا قلت المقاط بالکسر حبل صغیر شدید الفتل والجمع مقط عن عمر فی قولہ تعالیٰ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ قال اذا مر بذکر الجنۃ سأل اللہ الجنۃ واذا مر بذکر النار تعوذ باللہ من النار وروی من طرق متعددۃ ان المصریین لما دخلوا علی عثمان کان المصحف بین یدیہ فضربوہ بالسیف علی یدیہ فجری الدم علی فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فقال عثمان واللہ انہا لاول ید خطت المفصل قرآن ۱۲ قیل فما مات منہم رجل سویا وروی احمد و ابوداؤد من حدیث معاذ بن جبل

اُس کی اصلی جگہ پر واپس لائے اس کے بعد کہ اس کو سیلابوں نے اپنی جگہ سے ہٹا دیا تھا۔ روایت ہے سفیان بن عیینہ سے وہ روایت کرتے ہیں حبیب ابن الاشرف سے اُنھوں نے بیان کیا کہ اعلائے مکہ پر حضرت عمرؓ کے دیوار بنانے سے پہلے اُمّ نہشل سیلاب آیا کرتا تھا اس نے مقامِ ابراہیم کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا تھا تو یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کی اصلی جگہ کہاں تھی۔ جب حضرت عمرؓ آئے تو اُنھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کون اس کی جگہ جانتا ہے تو عبدالمطلب ابن ابی وداعہ نے کہا کہ اے امیرالمؤمنینؓ میں نے اس کا اندازہ کر لیا تھا اور مجھے اس امر کا (جو پیش آیا) اندیشہ ہوا تھا تو میں نے ایک مِقاط سے اُس کے فاصلوں کو حجرِ اسود سے اور رکن سے اور وجہ کعبہ سے پیمائش کر لیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ (مِقاط) لاؤ۔ وہ لے آئے تو (اُس سے بعد پیمائش صحیح جگہ معلوم کر کے) اُس کی پہلی جگہ پر یہی ہے رکھدیا اور اسی زمانہ میں عمرؓ نے دیوار بنائی۔ سفیان نے کہا کہ یہی بات ہم کو پہنچی ہشام بن عروہ سے اُنھوں نے روایت کی اپنے والد سے کہ مقامِ ابراہیم بیت اللہ سے جڑا ہوا تھا تو اس کی اصل جگہ وہی ہے جہاں وہ آج ہے۔ اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اُس کی اصل جگہ وہاں (یعنی دوسری جگہ) تھی تو یہ صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں لفظ مقاط میم کے زیر کے ساتھ چھوٹی رسّی کے معنے میں ہے جو مضبوطی سے بٹی گئی ہو۔ اس کی جمع "مُقُط" ہے۔

روایت ہے حضرت عمرؓ سے دربارۂ ارشادِ حق عزاسمہٗ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (۲، ۱۲۱) راوی کا بیان ہے کہ جب آپ گزرتے جنّت کے ذکر پر تو اللہ تعالیٰ سے جنّت کا سوال کرتے اور جب دوزخ کے ذکر پر گزرتے تو دوزخ سے پناہ مانگتے۔ اور متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ مصر والے باغی جب حضرت عثمانؓ پر گھر میں داخل ہو کر حملہ آور ہوئے تو قرآن مجید کھلا ہوا اُن کے سامنے تھا۔ اُنھوں نے آپ کے ہاتھوں پر تلوار ماری تو اس آیت پر خون جاری ہوا[۱] فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ الخ (۲، ۱۳۷) "تو تمھاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے اللہ تعالیٰ اور وہ سنتے ہیں جانتے ہیں" تو عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم یہ سب سے پہلا ہاتھ ہے جس نے قرآن کی کتابت کی تھی" بیان کیا گیا ہے کہ اُن میں سے کوئی صحیح سالم نہیں مرا۔

اور روایت کیا احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے معاذ بن جبلؓ کی حدیث سے کہ

[۱] اس آیت پر خون کا گرنا حضرت عثمانؓ کے ساتھ گویا لسانِ غیب کا کلام تھا کہ ہم اس خون کا ضرور انتقام لیں گے ۱۲ مترجم

کان عمرؓ اصاب من النّسآء بعد ما نام فاتی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذالک لہٗ فانزل اللہ تعالٰی اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ الٰی قولہ وَ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وَ اخرج الطبرانی فی الاوسط عن عمر ابن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذاکر اللہ تعالٰی فی رمضان مغفورٌ لہٗ و سآئلُ اللہ لایخیب و عن عمرؓ فی قولہ تعالٰی اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ قال شوال و ذوالقعدۃ و ذوالحجۃ و عن عمرؓ افصلوا بین حجکم و عمرتکم اجعلوا الحج فی اشھر الحج و اجعلوا العمرۃ فی غیر اشھر الحج اتم لحجکم و عمرتکم و عن ابی بکر الصدیق انہٗ قال فی خطبتہ الصدق امانۃٌ والکذب خیانۃٌ الکیس التقی و العجز الفجور و عن عمرؓ انہ کتب الٰی ابنہ عبد اللہؓ اما بعد فانی اوصیک بتقوی اللہ فانہ من اتقاہ وقاہ و من اقرضہ جزاہ و من شکرہ زادہ و اجعل التقوٰی نصب عینک و جِلاء قلبک و اسلم

عمرؓ سونے کے بعد (رمضان کی شب میں) اپنی کسی بیوی سے ہم بستر ہوگئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالٰی نے آیت اُحِلَّ لَکُمْ تا اِلَی الَّیْلِ نازل کی (۲: ۱۸۷) تم لوگوں کے واسطے روزوں کی شب میں اپنی بی بیوں سے مشغول ہونا حلال کردیا گیا کیونکہ وہ تمہارے لئے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے ہیں اور تم اُن کے لئے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے ہو، خدا تعالٰی کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر) خیر اللہ تعالٰی نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا سو اب اُن سے ملو، ملاؤ اور جو (قانون) اجازت تمہارے لئے تجویز کر دیا ہے (بلا تکلف) اُس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی) اُس وقت تک کہ تم کو سفید خط (یعنی نور) صبح (صادق) متمیز ہوجائے سیاہ خط سے پھر (صبح صادق سے) رات تک روزے کو پورا کیا کرو۔ اور اخذ کیا طبرانی نے اوسط میں کہ مروی ہے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ رمضان میں اللہ تعالٰی کے ذکر کرنے والے کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اللہ سے مانگنے والا خسارے میں نہیں رہتا۔

اور مروی ہے عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دربارۂ ارشاد باری تعالٰی شانہٗ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ الخ (۲: ۱۹۷) (زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں (شوال، ذیقعدہ اور دس تاریخیں ذی الحجہ کی) آپ نے فرمایا کہ وہ شوال اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں۔ اور عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے حج اور عمرہ کے درمیان فصل کرو حج کو رکھو حج کے مہینوں میں اور عمرے کو دوسرے مہینوں میں رکھو اور اپنے حج اور عمرے کو پورا کرو۔ اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا صدق امانت ہے، کذب خیانت ہے، اور چستی و مستعدی تقوٰی (کا سبب ہوتی) ہے اور عاجزی (کاہلی) بے راہ روی کا سبب بنتی ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنے بیٹے عبد اللہؓ کو لکھا بعد حمد و صلوٰۃ میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ یقینی ہے کہ جو متقی بنا اللہ تعالٰی نے اس کو بچا لیا اور جس نے اُس کو قرض دیا (یعنی مواقع خیر میں مال خرچ کیا) اللہ اُس کی جزاء ضرور دے گا اور جس نے اُس کا شکر کیا اللہ تعالٰی نے اُس پر (نعمتوں کو) زیادہ کردیا۔ تم تقوٰی کو اپنا نصب العین اور قلب کی جِلاء بنا رکھو۔ اور جان لو کہ

www.kitabghar.org

انہ لاعمل لمن لانیۃ لہ ولا اجر لمن لاحسنۃ لہ ولا مال لمن لارفق لہ ولاجدید لمن لاخلق لہ و اخرج الشافعی فی الأم عن عروۃ بن الزبیر ان عمر ابن الخطاب حین دفع من عرفۃ قال ؎ الیک تعدو قلقًا وضینها، مخالفًا لدین النصاری دینها، و اخرج البیہقی عن ابی ہریرۃ ان رجلاً مر بعمر بن الخطاب وقد قضی نسکہ فقال لہ عمر أحججت قال نعم فقال لہ اجتنبت ما نہیت قال ما الوتہ قال عمر استقبل عملک قیل لعطاء ابن ابی رباح أبلغک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یستانفون العمل یعنی الحجاج قال لا ولکن بلغنی من عثمان بن عفان وابی ذر الغفاری مالا یستقبلون العمل و عن سالم عن ابیہ عن عمر سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ تبارک وتعالیٰ من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیہ افضل ما اعطی السائلین و عن ابن ابی نجیح سئل ابن عمر رضہ عن صوم عرفۃ فقال حججت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یصمہ ومع عمر رضہ فلم یصمہ ومع عثمان فلم یصمہ وانا لااصومہ ولا آمر بہ ولاانہی عنہ وروی صہیب رضہ ان المشرکین لما اطافوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجدتہ یصلی فکرہت ان اقطع علیہ صلوتہ

اس کے پاس کوئی عمل نہیں جس کے پاس نیت (صحیحہ) نہیں (نیت صحیحہ یہ ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی رضاء و اطاعت ہو) اور اس کے پاس اجر نہیں جس کے پاس نیکی نہیں۔ اور جس کے پاس رفق و ملائمت نہیں اُس کے پاس کوئی مال نہیں (کہ بڑی دولت حُسنِ اخلاق ہے) اور جس کے پاس پُرانا نہ ہوگا (اس کے بجائے) اُس کو نیا نہ ملے گا۔ اور شافعیؒ نے "اُمّ" میں یہ اخذ کیا مروی ہے عُروہ بن الزبیر سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جب کہ عرفہ سے جا رہے تھے یہ شعر کہا ؎ الیک تعدو الخ یعنے سواری کے سب اونٹ آپ کی طرف دوڑ رہے ہیں (جو سیر و سفر کی شدت سے اتنے لاغر ہو رہے ہیں کہ) اُن کے زین یعنے وہ تواز جس سے کجاوے اونٹ کے بدن سے باندھے جاتے ہیں) ڈھیلے ہو رہے ہیں (اللہ واحد کی اطاعت میں چل رہے ہیں) ان کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے (جو غیر اللہ کو معبود قرار دیتے ہیں) اور بیہقی نے یہ اخذ کیا مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ ایک شخص کا عمرؓ بن الخطاب پر گزر ہوا اور وہ اپنے مناسک حج ادا کر چکا تھا۔ اُس سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تم حج کر چکے ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ جن باتوں کی ممانعت ہے اُن سے بچے رہے ہو؟ اُس نے کہا کہ میں نے کوتاہی نہیں کی تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے کام میں لگو۔ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا کیا تم کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ یعنی حجاج اپنے اعمال کو از سر نو کریں۔ اُنھوں نے کہا نہیں بلکہ عثمانؓ بن عفان اور ابوذر غفاریؓ سے (اس کے خلاف) یہ پہنچا کہ عمل سابق کا سامنا نہیں کیا جائیگا اور روایت ہے سالم سے وہ اپنے باپ سے وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ سے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو میری یاد مجھ سے سوال کرنے سے غافل کر دے میں اُس کو مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ اور ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ سے صوم عرفہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے اس دن روزہ نہیں رکھا اور عمرؓ کے ساتھ کیا تو انھوں نے بھی نہیں رکھا اور عثمانؓ کے ساتھ کیا تو اُنھوں نے بھی نہیں رکھا اور میں بھی یہ روزہ نہیں رکھتا اور نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔ اور صُہیبؓ نے روایت کیا کہ مشرکین نے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا (تو میں آپ سے بات کرنے کے لئے پہنچا) تو میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ مجھے یہ بُرا لگا کہ میں نماز تُڑواؤں (اس لئے آپ سے مخاطب ہوا

فقال اصبت و عرجا من لیلتہما فلما اصبح عرج حتے اتے اُمّ رومان زوجۃ ابی بکر فقالت الا اراک ہٰہنا و قد عرج اخوک و وضع لک شیئًا من زادہٖ قال صہیبؓ فخرجتُ حتے دخلتُ علے زوجتیؓ اُمّ عمرو فاخذتُ سیفی و جُعبتی و قوسی حتے اقدمَ علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃَ فاجدہٗ و ابابکرؓ جالسین فلما رآنے ابوبکر قام الیّ فبشرنی بالآیۃ التی نزلت فیّ فاخذ بیدی فلُمتُہ بعضَ اللائمۃ فاعتذر و ربّحنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ربح البیعُ ابا یحیٰی عن عکرمۃ انّ عمرؓ بن الخطاب کان اذا تلا ھٰذہ الآیۃ وَ مِنَ النَّاسِ مَن یُّعْجِبُکَ الے وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہٗ قال اقتتل الرجلان

غرض ازین کلام آن است کہ حضرت عمر رضی اللہ بفراست دریافت کہ درمیان اُمّت مرحومہ شمشیر خواہد شد باین نوع کہ خلیفہ جابر باشد و مومنے کہ یشری نفسہ صفت اوست

اور اس پر) آپ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا۔ اور دونوں (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ) اُسی رات نکل گئے (راوی کا قول ہے کہ) جب صبح ہوئی تو صہیبؓ گھر سے نکل کر اُمّ رُومان زوجۂ ابی بکرؓ کے پاس پہنچے وہ بولیں کہ ابھی میں تجھے یہاں دیکھ رہی ہوں اور تیرا بھائی (ابو بکرؓ) جا چکا ہے اور اُس نے تیرے لئے بھی کچھ زادِ راہ اپنے ساتھ رکھا تھا۔ صہیبؓ نے بیان کیا کہ میں پھر وہاں سے نکل کر اپنی زوجہ اُمّ عمرو کے پاس پہنچا وہاں سے اپنی تلوار اور ترکش اور کمان لی (اور سفر ہجرت شروع کر دیا) یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جاتا ہوں اور آپ اور ابو بکرؓ دونوں کو بیٹھے ہوئے پاتا ہوں۔ جب مجھے ابو بکرؓ نے دیکھا تو اُٹھ کر میرے پاس آئے اور مجھے اُس آیت کی بشارت دی جو میرے حق میں نازل ہوئی تھی (یعنی آیہ وَ مِنَ النَّاسِ مَن یَّشْرِی نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ) انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا میں نے اُن سے کچھ شکوہ شکایت کیا اُنھوں نے معذرت کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کے (جس کا ذکر آیت میں ہے) پُر منفعت ہونے کی بشارت سُنائی۔ آپ نے فرمایا اے ابا یحییٰ بڑے نفع کا سودا ہوا ہے (ابو یحییٰ صہیبؓ کی کنیت ہے)۔

عکرمہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جب یہ آیت پڑھتے ومن الناس من یُّعجبک سے ومن النَّاسِ مَن یشری نفسہ الخ تک (۲۰۴۔ ۲۰۷) [اور بعض آدمی ایسا بھی ہے کہ آپ کو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزیدار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر بتاتا ہے اپنے مافی الضمیر پر حالانکہ وہ (آپ کی) مخالفت میں (نہایت) شدید ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کرے اور (کسی کے) کھیت یا مویشی کو تلف کرے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو نخوت اس کو گناہ پر (دونا) آمادہ کر دیتی ہے سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ بُری آرام گاہ ہے۔ اور بعض آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں] تو فرماتے کہ دو آدمیوں میں جنگ ہو گئی۔ غرض اس کلام سے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فراست سے یہ معلوم کر لیا کہ امت مرحومہ میں تلوار چلے گی اس صورت سے کہ خلیفہ جابر ہوگا اور ایک مومن جس کی صفت ہو گی

۲

بانکار برخیزد و از انکار او آن جماعہ حساب نگیرند و بمقاتلہ انجامد این نوع از مقاتلہ بوقوع خواہد آمد اگرچہ اکثر صور مقاتلات آنست کہ از ہردو جانب اتباع ہوا پیش آید و عن ابی بکر الصدیق انّ النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من اغبرّت قدماہ فی سبیل اللہ حرّم اللہ علیہ النار و عن عثمان سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول حرس لیلۃ فی سبیل اللہ افضل من الف لیلۃ یقام لیلہا و یصام نہارہا و عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما ترک قوم الجہاد الا عمّہم اللہ تعالی بالعذاب و عن عمر بن الخطاب ان اللہ لا یستحیی من الحق لا تأتوا النساء فی ادبارہن و عن زید ابن اسلم قال بلغنی انہ جاءت امرأۃ الی عمر بن الخطاب فقالت انّ زوجہا لا یصیبہا فارسل الیہ فسألہ فقال کبرت و ذہبت قوتی فقال عمر فی کم تصیبہا قال فی کل طہر مرۃ فقال عمر اذہبی فان فیہ ما یکفی المرأۃ و عن الحسن قال سأل عمر ابنتہ حفصۃ کم تصبر المرأۃ عن الرجل فقالت ستۃ اشہر فقال لا جرم لا اجمّر رجلاً اکثر من ستۃ اشہر و عن عمر قال واللہ انی لاکرہ نفسی فی الجماع رجاء ان یخرج منی نسمۃ تسبح

یشری نفسہ اُس کے (جابرانہ احکام سے) انکار کے لئے مقابل آجائیگا اور اس کے انکار سے وہ جماعت (اپنے اعمال کا) محاسبہ کریگی بالآخر قتال تک نوبت آجائیگی۔ اس قسم کا مقاتلہ وقوع میں آئیگا۔ اگرچہ مقاتلات اکثر اس صورت میں ہوتے ہیں کہ دونوں جانب میں خواہش نفس کی پیروی ہوا کرتی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جس کے قدم غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اُس پر آگ کو حرام کرے گا۔ عثمانؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ دینا ایسی ہزار راتوں سے افضل ہے جن کا تمام وقت نوافل پڑھنے میں گذرے اور اُن کے ایام روزوں میں بسر ہوں۔ اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم نے بھی جہاد ترک نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب کو عام کردیا (کہ ایک مصیبت کے بعد دوسری آتی رہیگی) اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ اللہ حق بات کے اظہار سے نہیں شرماتا (اس لئے میں کہنے سے نہ شرماؤنگا) کہ تم عورتوں سے اُن کی دُبر میں مقاربت نہ کرنا۔ اور زید بن اسلم سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ ایک عورت عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ اُس کا شوہر اُس سے مقاربت نہیں کرتا۔ آپنے شوہر کو بلوایا اور اُس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں بوڑھا ہوگیا اور میری قوت جاتی رہی۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تو کتنے زمانہ کے بعد اُس کے پاس آیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہر طہر میں (یعنی جب حیض سے فارغ ہوچکتی ہے تو ایسے زمانہ میں) ایک مرتبہ تو عمرؓ نے عورت سے فرمایا کہ جا یہ ایسا معمول ہے جو عورت کے لئے کافی ہے۔ اور حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ نے (جبکہ ان کی بی بی صاحبہ کا انتقال ہوچکا تھا) اپنی بیٹی حفصہؓ سے پوچھا کہ کتنے زمانہ تک عورت مرد سے (بغیر تعب) رُک سکتی ہے؟ تو انھوں نے (انگلیوں کے اشارے سے) بتایا کہ چھ مہینے تک۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ ضروری ہے کہ اب میں کسی مجاہد کو میدانِ جنگ میں چھ ماہ سے زیادہ نہ رُکنے دونگا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اپنے نفس کو جماع پر مجبور کرتا ہوں اس امید پر کہ مجھ سے کوئی ایسا بچہ پیدا ہوجائے جو اللہ کی تسبیح کیا کرے[1]

[1] انما الاعمال بالنیات ایسا نسخہ کیمیا ہے جو دنیاوی افعال کو بھی جو بسبیل عادت انسان سے سرزد ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مستحیل کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کی اس نیت نے جماع کو بھی عبادت بنادیا۔ آپ کی اس مجتہدانہ شان اور کیفیتِ تعلقِ قلب مع اللہ کو واضح کرنے کے لئے ہی شاہ صاحبؒ حدیث لائے ہیں ۱۲ مترجم

وعن اشعث بن اسلم البصری قال بینا عمر یصلی و یہودیان خلفہ قال احدہما لصاحبہ أہو ہو قالا انا نجدہ فی کتابنا قرنا من حدید یعطی ما یعطی حزقیل الذی احیا الموتی باذن اللّٰہ فقال عمر ما نجد فی کتاب اللّٰہ حزقیل و لا احیا الموتیٰ باذن اللّٰہ الا عیسیٰ قالا اما نجد فی کتاب اللّٰہ رسلا لم نقصصہم علیک فقال عمرؓ بلی قالا اما احیاء الموتیٰ فنحدثک ان بنی اسرائیل وقع علیہم الوبا فخرج منہم قومٌ حتی ان کانوا علی راس میل اماتہم اللّٰہ فبنوا علیہم حائطا حتی اذا بلیت عظامہم بعث اللّٰہ حزقیل فقام علیہم فقال ماشاء اللّٰہ فبعثہم اللّٰہ فانزل اللّٰہ فی ذٰلک اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ الآیۃ

وعن ابن عمر انّ عمر بن الخطاب خرج ذات یوم علی النّاس فقال ایکم یخبرنی باعظم آیۃ فی القرآن واعدلہا واخوفہا وارجاہا فسکت القوم فقال ابن مسعود علی الخبیر سقطت سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

اور اشعث بن اسلم البصری سے مروی ہے کہ اس دوران میں کہ عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے اور دو یہودی آپ کے پیچھے تھے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہے دونوں نے (آپس میں) کہا کہ ہم اس (کے حال) کو (ان الفاظ سے لکھا ہوا) پاتے ہیں لوہے کا قلعہ[1] اس کو وہ چیز دی جائیگی (دعا مستجاب و حق پر استقامت) جو حزقیل کو دی گئی تھی جس نے اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیا تھا۔ اس پر (بعد نماز) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم کتاب اللہ میں حزقیل کا ذکر نہیں پاتے اور نہ باذن اللہ اُن کے مُردوں کو زندہ کرنے کا ذکر بجز عیسیٰؑ کے، اُن یہودی عالموں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ میں یہ پاتے ہیں رُسُلًا لَمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْکَ (یعنی بہت سے رسول ہوئے ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کئے) عمرؓ نے فرمایا بیشک۔ انھوں نے کہا کہ رہا احیاء موتیٰ تو اُس کا واقعہ ہم آپ کو سناتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر ایک مرتبہ وبا آپڑی تو اُن میں سے ایک قوم (وبا سے بچنے کے لئے) نکلی یہاں تک کہ وہ (آبادی سے) ایک میل دور ہی نکلی تھی کہ خدا نے اُن کو ہلاک کر دیا۔ تو بنی اسرائیل نے ان کے گرد ایک دیوار بنادی۔ تو جب (اتنا زمانہ گزر گیا) کہ ان کی ہڈیاں بھی گر گئیں تو اللہ تعالیٰ نے حزقیل کو مبعوث کیا وہاں پر آکر کھڑے ہوگئے اور انھوں نے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو (زندہ کرکے) اُٹھا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ الخ (۲: ۲۱۳) (اے مخاطب) کیا تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو کہ اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لئے سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حکم فرمادیا کہ مرجاؤ (سب گئے) پھر اُن کو جلا دیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والے ہیں لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک دن حضرت عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کے سامنے آکر فرمایا کہ تم میں سے کوئی مجھے اطلاع دیگا کہ قرآن کی سب سے زیادہ باعظمت آیت کونسی ہے اور سب سے زیادہ عدل والی کونسی اور سب سے زیادہ خوف دلانے والی کونسی اور سب سے زیادہ امید دلانے والی کونسی آیت ہے؟ تو سب لوگ خاموش رہے۔ پھر ابن مسعودؓ نے کہا کہ آپ ایک جاننے والے کے سامنے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

[1] دوسری روایت میں یہ ہے کہ یہودی نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہوکر کہا اجدُ لکَ قرنًا فقال قرنٌ مَہ قال قرنٌ من حدید یعنی میں اگلی کتابوں میں تمھارا ذکر قرن کے لفظ سے پاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کاہے کا قرن؟ کہنے لگا لوہے کا قرن۔ یہاں قرن کے معنے قلعہ ہے اس کی جمع قُرُون ہے۔ حضرت عمرؓ کی ذات بابرکات کو کتب سابقہ میں آہنی قلعہ سے تعبیر کیا گیا اور یہ صحیح تعبیر ہے کہ آپ کی ذات تمام آفتوں اور خرابیوں کی روک کے لئے آہنی قلعہ کے مانند تھی ۱۲ مترجم از لغات الحدیث۔

www.kitabghar.org

يقول أعظم آية في القرآن الله لا إله إلا هو الحي القيوم وأعدل آية في القرآن إن الله يأمر بالعدل والإحسان إلى آخرها وأخوف آية في القرآن فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وأرجا آية في القرآن يا عبادي الذين أسرفوا على أنفسهم لا تقنطوا من رحمة الله وعن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا بالذين من بعدي أبي بكر وعمر فإنهما حبل الله الممدود فمن تمسك بهما فقد تمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها عن ابن عباس قال قال عمر يوما لأصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فيم ترون هذه الآية نزلت أيود أحدكم أن تكون له جنة قالوا الله أعلم فغضب عمر فقال قولوا نعلم أو لا نعلم فقال ابن عباس ضربت مثل العمل قال عمر أي عمل قال ابن عباس لعمل قال عمر رجل غني يعمل بطاعة الله ثم بعث له الشيطان فعمل بالمعاصي حتى أغرق الأعمال وعن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب قرأت الليلة آية أسهرتني أيود أحدكم أن تكون له جنة من نخيل وأعناب

آپ فرماتے تھے سب سے زیادہ باعظمت آیت قرآن میں ہے اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (٢: ٢٥٥) (اللہ تو ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہے سنبھالنے والا ہے) اور سب سے زیادہ تاکید عدل کرنے والی آیت قرآن میں یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ آخر تک (١٦: ٩٠) بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں عدل و احسان کا۔ تا آخر۔ اور سب سے زیادہ خوف پیدا کرنے والی آیت قرآن میں یہ ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ (٩٩: ٧-٨) سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کریگا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا وہ اس کو دیکھ لیگا۔ اور سب سے زیادہ امید پیدا کرنے والی آیت قرآن میں یہ ہے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ الخ (٣٩: ٥٣) اے میرے بندو جنھوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے ناامید مت رہو۔ اور ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اقتدا کرو ان کی جو میرے بعد ہیں یعنی ابی بکرؓ و عمرؓ کیونکہ وہ دونوں اللہ کی تنی ہوئی رسّی ہیں جس نے ان دونوں سے (دلیل کا) سہارا لیا تو اس نے ایسی مضبوط رسی کو تھام لیا جس میں کوئی شکستگی نہیں۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن عمرؓ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آیت اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَہٗ جَنَّۃٌ الخ (٢: ٢٦٦) کا نزول کس بارے میں سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا اللہ اعلم۔ اس جواب پر عمرؓ ناراض ہوگئے اور آپ نے فرمایا کہ یا تو یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں یا یہ کہو کہ ہم نہیں جانتے (راوی کہتا ہے کہ) ابن عباسؓ نے کہا کہ عمل کی ایک تمثیل بیان فرمائی گئی ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کس کے عمل کی۔ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ (مطلق) عمل کی! عمرؓ نے کہا کہ یہ ایسے مالدار شخص کے لئے ہے جس نے اللہ کی طاعت کے لئے عمل کیا پھر اس کے پاس شیطان کو بھیجا گیا تو اس نے گناہ کے کام شروع کر دیئے یہاں تک کہ اعمال (حسنہ) کو تباہ کر ڈالا۔ یہ روایت (بھی) ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ آج رات میں نے ایک آیت کی تلاوت کی جس نے مجھے جگائے رکھا اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ الخ (٢: ٢٦٦) بھلا تم میں کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اس کے (درختوں کے) نیچے نہریں چلتی ہوں اس شخص کے ہاں اس باغ میں اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں اور اس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو اور اس کے اہل و عیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں سو اس باغ پر ایک بگولا آیا جس میں آگ (کا مادہ) ہو پھر وہ باغ جل جائے۔ اللہ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمھارے

www.kitabghar.org

قرأہا کلہا ما تعنی بہا فقال بعض القوم اللہ اعلم فقال انی اعلم ان اللہ اعلم ولکن انما سألت ان کان عند احد منکم علم فیہا وسمع فیہا شیئا ان یخبر بما سمع فسکتوا فرآنی وانا اہمس قال قل یا ابن اخی ولا تحقر نفسک قلت عنی بہا العمل قال وما عنی بہا العمل قلت شیٔ القی فی روعی فقلتہ فترکنی واقبل ہو یفسرہا صدقت یا ابن اخی عنی بہا العمل۔ ابن آدم افقر ما یکون الی جنتہ اذا کبرت سنہ وکثر عیالہ وابن آدم افقر ما یکون الی عملہ یوم القیامۃ صدقت یا ابن اخی اخرج الدار قطنی عن عمر بن الخطاب قال انما سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزکوۃ فی ہذہ الاربعۃ الحنطۃ والشعیر والزبیب والتمر وعن ابی بکر الصدیق قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اعواد المنبر یقول اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فانہا تقوم العوج وتدفع میتۃ السوء وتقع من الجائع موقعہا من الشبعان واخرج ابوداؤد والترمذی عن عمر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتصدق فوافق ذلک مالا عندی فقلت الیوم اسبق ابا بکر ان سبقتہ یوما فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ابقیت لاہلک قلت مثلہ واتی ابو بکر بکل ما عندہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ابقیت لاہلک قال ابقیت لہم اللہ ورسولہ فقلت لا اسابقک

تاکہ تم سوچا کرو۔ حضرت عمرؓ نے پوری آیت پڑھ کر (لوگوں سے پوچھا) کہ حق تعالیٰ نے اس سے کیا مراد لیا ہے۔ تو بعض لوگوں نے کہا اللہ اعلم (اللہ بہتر جاننے والا ہے) تو عمرؓ نے کہا کہ (یہ تو) میں بھی جانتا ہوں کہ اللہ بہتر جاننے والا ہے لیکن میں تو صرف یہ پوچھتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس اس بارے میں علم ہو اور اس کے متعلق اس نے کچھ سُنا ہو تو جو کچھ سُنا ہو اس کی خبر دے تو لوگ ساکت رہے۔ عمرؓ نے مجھے دیکھا اور میں دھیمی آواز سے کہہ رہا تھا اور بولے کہ اے بھتیجے کہو اور اپنے آپ کو حقیر مت خیال کرو۔ میں نے کہا کہ اس سے عمل مراد لیا گیا ہے، فرمایا کہ اور کیسا عمل ہے جو مراد لیا گیا۔ میں نے کہا کہ ایک چیز میرے دل میں ڈالی گئی تھی میں نے اُسے کہدیا۔ اب انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور خود تفسیر کرنے کی طرف متوجہ ہوگئے اور فرمایا اے بھتیجے تونے ٹھیک کہا اس سے عمل ہی مراد ہے۔ ابن آدم کو سب سے زیادہ باغ کی طرف حاجتمند ہونے کا زمانہ وہ ہے جب کہ وہ بوڑھا ہوگیا ہو اور اُس کے بال بچے بھی زیادہ ہوں اور ابن آدم سب سے زیادہ اپنے عمل کا محتاج ہوگا قیامت کے دن اے بھتیجے تونے صحیح جواب دیا تھا۔ دار قطنی نے یہ لفظ کیا مروی ہے عمر بن الخطابؓ سے کہ رسول اللہؐ نے زکوۃ کو ان چار (پیداواروں) میں مقرر کر دیا ہے گیہوں اور جَو اور کشمش اور کھجور۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ منبر کے درجہ پر (جو لکڑی کے تھے) کھڑے ہوئے فرمارہے تھے (جہنم کی) آگ سے اپنا بچاؤ کرو اگرچہ آدھی کھجور سے ہو (اپنے قلیل چیز ہونے کا خیال نہ کرو) کہ وہ بھی (آنتوں کے) ٹیڑھے پن کو سیدھا کرتی اور بُری موت کو روکتی ہے اور یہ بھی اپنے اسی موقع میں پہنچتی ہے جہاں شکم سیر ہونے کی مقدار پہنچتی ہے۔ اور ابوداؤد اور ترمذی نے عمرؓ سے یہ روایت لی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ لانے کا حکم دیا تو اتفاق سے اُس زمانہ میں میرے پاس مال (زیادہ) تھا۔ میں نے کہا کہ آج میں ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤنگا اگر کسی دن اُن سے بڑھ سکتا ہوں۔ پھر میں اپنا آدھا مال لے کر آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کتنا باقی رکھا۔ میں نے عرض کیا کہ اسی کے برابر۔ اور ابوبکرؓ جو کچھ اُن کے پاس تھا سب لے آئے (اُن سے بھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کتنا باقی رکھا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ اُن کے لئے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو باقی رکھا۔ تو میں نے کہا (اے ابوبکرؓ) میں تم سے کسی چیز میں کبھی آگے

www.kitabghar.org

الی شیٍٔ ابداً۔

وعن الشعبی قال نزلت ہذہ الآیۃ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ الآیۃ فی ابی بکر وعمر جاء عمر بنصف مالہ یحملہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رؤس الناس وجاء ابوبکر بمالہ اجمع یکاد ان یخفیہ من نفسہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترکت لاہلک قال عدۃ اللہ وعدۃ رسولہ فقال عمر لابی بکر ما استبقنا الی باب خیر قط الا سبقتنا الیہ واخرج احمد عن ابن ابی ملیکۃ قال ربما سقط الخطام من ید ابی بکر الصدیق فیضرب بذراع ناقتہ فینیخہا فیاخذہ فقالوا لہ افلا امرتنا نناولکہ فقال ان حبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ان لا اسأل الناس شیئا واخرج احمد وابو یعلی عن ابی سعید الخدری قال قال عمر یارسول اللہ لقد سمعت فلانا ما ہو کذلک لقد اعطیتہ ما بین عشرۃ الی مائۃ فما یقول ذلک قال اما واللہ ان احدکم لیخرج بمسئلتہ من عندی یتأبطہا نارا قال عمر یارسول اللہ لم تعطیہا ایاہم قال فما اصنع یأبون الا مسألتی ویابی اللہ لی البخل واخرج البخاری ومسلم عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطینی العطاء فاقول اعط من ہو افقر الیہ منی فقال خذہ اذا جاءک من ہذا المال شیٔ وانت غیر مشرف ولا سائل فخذہ فتمولہ ان شئت کلہ وان شئت تصدق بہ

نہیں بڑھ سکتا۔

اور مروی ہے شعبیؒ سے کہ یہ آیت اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ الخ (۲۷۱:۲) اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر اُن کا اخفار کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفار تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے الخ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ عمرؓ اپنا نصف مال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں (یعنی مزدوروں) کے سروں پر اُٹھوا کر لائے اور ابوبکرؓ اپنا سب مال اس طرح لے کر آئے کہ گویا اُس کو اپنے نفس سے بھی چھپانے کی کوشش کر رہے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا تو اُنھوں نے کہا کہ اللہ کا وعدہ (کہ وہ ان کو رزق دے گا) اور اس کے رسول کا وعدہ (کہ ان کی دعائیں شامل حال رہیں گی) تو عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ ہم نے جس بابِ خیر میں کبھی تم سے بڑھنے کی کوشش کی تم ہی ہم سے آگے بڑھے رہے۔ اور احمد نے یہ روایت اخذ کی مروی ہے ابن ابی ملیکہ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ بسا اوقات ایسا ہوا کہ اُونٹ کی مُہار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تو آپ اپنی اونٹنی کے گھٹنے پر مارتے اور اس کو بٹھا کر مہار اُٹھا لیتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہم کو کیوں حکم نہیں دیتے کہ ہم اُٹھا کر آپ کو دیدیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔ اور اخذ کیا احمد اور ابو یعلے نے روایت ہے ابو سعید خدریؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے فلاں شخص کے بارے میں سُنا کہ وہ اس طرح کا ہے۔ آپؐ نے اُس کو عطا کر دیئے ہیں دس اور سو (درہم) کے درمیان (میں نے سوچا کہ) آپ اس کے بارے میں اب کیا فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میرے پاس سے جب نکلتا ہے اپنا سوال لے کر تو آگ بھر کر لے جاتا ہے۔ عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ آپ یہ نا ران لوگوں کو نہ دیا کیجیے۔ فرمایا میں کیا کروں یہ لوگ مجھ سے مانگنے سے نہیں رُکتے اور اللہ تم مجھ میں بخل نہیں آنے دیتا۔ اور بخاری و مسلم نے اخذ کیا ابن عمرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ مرحمت فرماتے تھے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو مجھ سے زیادہ حاجتمند ہو اُس کو دیجیے تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ لے لو تمہارے پاس اس مال میں سے جب کچھ پہنچے اور تم کو نہ طمع ہو اور نہ تم سائل ہو تو اس کو لے لو پھر اگر چاہو اُس کو اپنا مال بنا کر رکھو اُس کو کھاؤ اور اگر چاہو تو صدقہ کر دو۔ اور جب

و مالا فلا تتبعہ نفسک قال سالم بن عبداللہ فلاجل ذلک کان عبداللہ لا یسأل احدا شیئا و لا یرد شیئا أعطیہ و عن ابن اسحٰق قال لما قبض ابوبکر و استخلف عمر خطب الناس فحمد اللہ و اثنی علیہ بما ہو اہلہ ثم قال ایھا الناس ان بعض الطمع فقر و ان بعض الیاس غنی و انکم تجمعون مالا تأکلون و تأملون مالا تدرکون و اعلموا ان بعض الشح[1] شعبۃ من النفاق فأنفقوا خیرا لانفسکم فاین اصحاب ہذہ الآیۃ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّہَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ و عن عمر قال من آخر ما انزل اللہ آیۃ الربٰوا و ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبض قبل ان یفسرہا لنا فدعوا الربٰوا و الریبۃ و عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احب ان یسمع اللہ دعوتہ ویفرج کربتہ فی الدنیا والآخرۃ فلینظر معسرا ولیدع لہ و من سرہ ان یظلہ اللہ من فور جہنم یوم القیامۃ ویجعلہ فی ظلہ فلا یکونن علے المؤمنین غلیظا ولیکن بہم رحیما و عن عثمان بن عفان سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اظل اللہ عبدا فی ظلہ یوم القیامۃ یوم لا ظل الا ظلہ

یہ بات نہ ہو تو اپنے نفس کو مال کے درپے ہونے سے بچاؤ۔ سالم بن عبداللہ کا قول ہے کہ اسی بنا پر عبداللہ بن عمرؓ کسی سے کچھ سوال نہ کرتے تھے اور جب اُن کو دیا جاتا تھا تو اُس کو رد نہ کرتے تھے۔ اور ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی اور عمرؓ خلیفہ بنے تو آپؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اوّل اللہ کی حمد و ثنا کی اُن صفات کے ساتھ جن کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو بعض طمع فقر (کا موجب) ہوتی ہے اور بعض ناامیدی غنا (کا موجب) ہوتی ہے اور تم اُس چیز کو جمع کرتے ہو جس کو نہیں کھاتے ہو اور ایسی چیزوں کی امیدیں باندھنے لگے ہو جن کو پا نہیں سکتے ہو (یعنی طولِ امل بُری چیز ہے) اور جان لو کہ بعض شح[1] نفاق کی فرع ہوتی ہے تو خرچ کیا کرو اس میں تمہارے نفسوں کے لئے خیر ہے۔ تو کہاں ہیں وہ لوگ جو اس آیت کے مصداق ہیں الذین ینفقون الخ (۲: ۲۷۴) جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی بلا تخصیص حالات) سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ اُن پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کی طرف نازل کی ہوئی آیات میں آخر آیت ربٰو (سود) والی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ان کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے ہی وفات فرما گئے تو تم ربٰوا کو بھی چھوڑو اور مشابہ بالربٰوا کو بھی۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اس کا خواہشمند ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو سنے اور اُس کی بے چینی کو زائل کرے تو اُس کو چاہیئے کہ تنگدست (مقروض) کو مہلت دے اور چاہیئے کہ کچھ اُس سے چھوڑ بھی دے اور جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی گرمی سے اُس کو بچائے اور اس کو اپنے ظلِّ رحمت میں رکھے تو وہ ہرگز مؤمنین پر کھُرا نہ بنے لیکن اُن کے ساتھ رحمت و شفقت کا برتاؤ کرے۔ اور عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب کہ اُس کے (عرش کے) سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اُس بندہ کو اپنے سایہ میں رکھے گا جو تنگدست (مقروض) کو

[1] الشح ان تری القلیل سرفا وما انفقت تلفا۔ شح یہ ہے کہ تھوڑا سا بھی خرچ کرے تو اس کو اسراف سمجھے اور جو کچھ خرچ کرے سمجھے کہ وہ ضائع ہو گیا (اس پر نچ کرے)، مجمع البحرین میں ہے ایک حدیث میں ہے کہ بخیل تو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے اور شحیح چاہتا ہے کہ اپنے مال کے علاوہ دوسروں کے مال بھی مار لے۔ جب وہ کسی کے پاس کوئی چیز دیکھتا ہے تو آرزو کرتا ہے کہ میں بھی اس کو حاصل کر لوں حلال طریقہ سے ملے یا حرام سے اللہ تعالیٰ نے جو دیا ہے اس پر قناعت نہیں کرتا ۱۲ مترجم از لغات الحدیث۔

www.kitabghar.org

اُنظُر مَعسرًا اَو تَرکَ لِغَارِمِہٖ۔

قال اللہ تعالٰے يَآاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُونَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَاَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَاَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِينَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُورُ ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدائے عز وجل درین آیات بیان فرمودہ است حقیقتِ خلافتِ خاصہ و حقیقتِ فتنہ را کہ بعد از ایام خلافت خاصہ بظہور آید و رضائے حضرت خود بآن کمالات و سخط جناب خود از آن حالت دیگر ارشاد نمودہ اولاً امر میفرماید بتقوی و رسوخ قدم دران بعد از ان حکم میفرماید باجتماع در اعتصام بحبل اللہ و نہی میکند از تفرق دران بعد ازان اشارت میفرماید کہ

مہلت دے گا اور نادار سے معاف کردے گا۔

آیات سورۃ آل عمران

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے يَآاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الخ (۳: ۱۰۲-۱۰۹)

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے باہم تفریق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا ان کے پاس احکام واضحہ پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی۔ اس روز کہ بعضے چہرے سفید ہو جائیں گے اور بعضے چہرے سیاہ ہوں گے۔ سو جن کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد تو سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے۔ اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے۔ اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کئے جائیں گے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدائے عز و جل نے ان آیات میں خلافتِ خاصہ کی حقیقت کو بیان فرما دیا ہے اور فتنہ کی حقیقت کو بھی جو ایام خلافتِ خاصہ کے بعد ظہور میں آنے والی تھی اور اس ایک حالت کے متعلق اپنی بارگاہ کی رضا اور اس دوسری حالت سے اپنی جناب کی ناراضگی بھی ارشاد فرما دی۔ اوّلاً حکم فرما رہے ہیں تقوٰی اور اس پر پوری استقامت کا۔ اس کے بعد حکم فرماتے ہیں اللہ کی رسّی مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینے پر جمع ہو جانے کا اور اس سے متفرق و جدا ہونے سے منع کر رہے ہیں۔ پھر اس طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ

www.kitabghar.org

مراد از اجماع دو امر است یکی آنکہ در فہم شرائع آلہیہ از کتاب اللہ مختلف نشوند یعنی یکے مذہب خود این راگیرد و دیگری چیز دیگر را و این مضمون در آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا بطریق اجمال مبین شد و در آیہ ولا تکونوا کالذین تفرقوا بوجہ تفصیل پس اگر اذہان ایشان در فہم معانے شذر و مذر افتد باید کہ بایکدیگر مشاورہ کنند و اختلاف را از میان خود براندازند و در فضای اتفاق و اجماع داخل شوند و عادت اللہ آنست کہ اجماع و رفع اختلاف واقع نمے شود الا بتصدی خلیفہ راشد عالم مسلّم الفضل فیما بینہم دیگر آنکہ ہمہ برا علائے کلمۃ اللہ می باید کہ ہمہ خود را متفق سازند و احقاد دیرینہ کہ در جاہلیت میان ایشان بود ہمہ را فراموش گردانند و برین مضمون اشارہ نمودہ شد در آیہ و اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء الخ بعد ازان ارشاد می فرماید کہ سبب این اجتماع بحسب جری سنۃ اللہ آنست کہ جماعۃ از ایشان باحیاء علوم دین و قیام بجہاد و اقامت حدود و امر معروف و نہی منکر قائم شوند و دیگران امتثال امر ایشان کنند و این یکے از واجبات بالکفایۃ اسلام است و عادت اللہ آنست کہ امر این امت منتظم بدون تصدی شخصے مسلم الفضل فیما بینہم برین اقامت صورت نگیرد و بعد ازان تشدید میفرماید در تفرق فی الدین تا مانند اہل کتاب نباشند کہ بعد وضوح حق و ثبوت حجۃ اللہ و لزوم تکلیف مختلف شدند و بعد از وقوع اختلاف حال ایشان روز قیامت آنست کہ تبیض وجوہ و تسود وجوہ بعد ازان فضیلت این جماعہ کہ در میان امت محمدیہ قائم باحیاء دین باشند بر جماعاتے کہ در امم سابقہ باین امر قیام مینمودند ارشاد مے فرماید و سبب مؤخر داشتن

اجماع سے دو امر مراد ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شریعتوں (یعنے احکام) کو سمجھنے میں کتاب اللہ سے مختلف نہ ہو جائیں یعنی ایک اپنا مذہب اس کو بنالے اور دوسرا دوسری چیز کو۔ اور یہ مضمون آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا میں بطریق اجمال کے بیان ہوا ہے اور آیت ولا تکونوا کالذین تفرقوا میں بطور تفصیل پھر اگر اُن کے اذہان میں معانی کے سمجھنے میں گڑبڑ واقع ہو جائے تو چاہیے کہ ایک دوسرے سے مل کر مشورہ کرلیں اور اختلاف کو اپنے درمیان سے ہٹا دیں اور اتفاق و اجماع کی فضا میں داخل ہو جائیں۔ اور عادت اللہ یہ ہے کہ ایسے خلیفہ راشد کے متعرض ہوئے بغیر جس کا علم و فضل مابین ملت تسلیم شدہ ہو، رفع اختلاف اور اجماع واقع نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ سب کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ہمتوں کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے متفق کرلیں اور اُن سب پرانے کینوں کو جو جاہلیت کے دور میں اُن کے دلوں میں تھے بھلا دیں۔ آیت واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء الخ میں اس مضمون کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ اس اجتماع کا سبب اس بنا پر کہ سنۃ اللہ (قانون الٰہی) اسی طرح جاری ہے، یہ ہے کہ ان میں سے ایک جماعت ایسی قائم ہو جائے جو علوم دین کے احیاء (یعنی ان کی تعلیم و نشر و اشاعت) پر کمربستہ ہو اور جہاد کو اور حدود شرعیہ کو قائم کرے۔ لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ اور دوسرے لوگ (یعنی جماعت عوام) اُن کے احکام کی تعمیل کریں۔ اور یہ (یعنے ایسی جماعت کا قیام) دین کے فرائض کفایہ میں سے ہے۔ اور عادت (یعنی قانون) الٰہی یہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا یہ امر (یعنی نظم مذکور) قیام پذیر نہیں ہوگا جب تک کوئی ایسا شخص جس کی فضیلت سب میں مسلّم ہو ایسی جماعت کے قائم کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں نہ لے لے اس کے بعد اللہ جل شانہٗ دین میں اختلاف ڈالنے کی سختی سے ممانعت کر رہے ہیں تاکہ امت کے لوگ اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کی مانند نہ بن جائیں جو کہ حق کے واضح ہو جانے اور اللہ کی حجت کے ثبوت اور احکام کے مکلف بن جانے کے بعد مختلف ہو گئے۔ اور اختلاف واقع ہونے کے بعد قیامت کے دن اُن کا یہ حال ہوگا کہ تبیض وجوہ و تسود وجوہ (بعض چہرے سفید نورانی ہونگے اور بعض سیاہ چمکالے ہونگے) اس کے بعد حق تعالیٰ اس جماعت کی جو امت محمدیہ میں دین کے احیاء کے لئے قائم ہوگی اُن جماعتوں پر جو پچھلی اُمتوں میں اسی کام کے لئے قائم ہوئی تھیں افضلیت ارشاد فرما رہے ہیں اور اس مرتبہ

www.kitabghar.org

یہود و نصارٰے ازین منزلت بیان می نماید کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ بالجملہ خلافتِ خاصہ آنست کہ اجتماع مسلمین بہر دو معنے متحقق گردد واتفاق در مذاہب داشتہ باشند واحقاد کہ بسبب شورش نفسِ سبعی و بہیمی سینہا ایشان را مشحون سازد ازمیانِ خود ہا دفع کنند و آن قرن خیر القرون باشد قال النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم خیر القرون قرنی الحدیث و ایام فتنہ آنکہ اختلاف در مذاہب پدید آید و جماعاتِ مسلمین از جہت احقاد جموع مجتمعہ شوند و جنود مجندہ گردند شرح و بسط این معانے وآنچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازان باب در اخبار مشہورہ بیان فرمودہ اند سابق تقریر نمودیم فراجع باز میگوئیم کہ درین آیت ثابت شد کہ جماعۂ عظیمہ از اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بودند و متواتر شد کہ این جماعہ در تصدّی اقامتِ دین شخصے را رئیس خود ساختند ثُمَّ و ثُمَّ و بر وفق حکم ایشان دعوت الی الخیر کردند و ہمین است معنے خلافت پس اگر اتفاقِ ایشان بر باطل باشد و غیر مستحق ریاست را رئیس کردند خیر اُمت نباشند و اگر جمعے غیر مستحق ریاست را رئیس کردند و جمعے دیگر سکوت نمودند و بانکار منکر برنخاستند ہر دو از خیریت معزول باشند سُبْحَانَکَ ہٰذَا بُہْتَانٌ عَظِیْمٌ قال اللہ سبحانہ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ

یہود و نصارٰے کے پیچھے رہ جانے کا سبب بھی بیان کرتے ہیں کہ کنتم خیر امۃ الخ۔ الحاصل خلافتِ خاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع (کسی ایک فرد پر) دونوں معنوں سے (یعنی طبقہ خواص قائم ہو جائے جو اعلاء کلمۃ اللہ و اقامتِ حدود میں مشغول رہے دوسرا طبقہ عوام جو سمعاً و طاعۃً امتثال امر کر رہا ہو) متحقق ہو جائے اور مذاہب میں عوام اتفاق رکھتے ہوں اور ایسے نفس کی شورش سے جو درندوں اور چوپاؤں کی صفات رکھتا ہے جو کینے پیدا ہوئے جن سے سینے بھر گئے اُن کو اُن کے درمیان سے دفع کر دیں اور قرن (زمانہ) خیر القرون ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیر القرون قرنی الحدیث (سب زمانوں سے اچھا میرا زمانہ ہے الخ) اور فتنہ کے ایام وہ ہیں جن میں مذاہب میں اختلاف سر اُبھارے اور مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسرے سے کینہ رکھنے کی بنا پر مختلف جماعتوں اور گروہوں میں بٹ جائیں۔ اس مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس کے بارے میں جو اخبار مشہورہ مروی ہیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اُس کو پھر دیکھ لیا جائے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک جماعتِ عظیمہ خیر امۃ اخرجت للناس تھی اور تواتر سے ثابت ہے کہ اس جماعت نے اقامتِ دین کے نظم و انصرام کے لئے ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا۔ اور ایسا مکرر اور سہ کرر ہوا اور اُن (سرداروں) کے حکم کے موافق اُنھوں نے خیر کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دی۔ بس یہی خلافت کے معنے ہیں۔ تو اگر (یہ کہا جائے کہ) ان کا اتفاق باطل پر ہو گیا اور اُنھوں نے ایسے شخص کو سردار بنایا جو اس کا مستحق نہ تھا تو پھر وہ خیر اُمۃ نہیں ہوں گے (اور اس سے اس آیت کا انکار لازم آئے گا جو کفر ہے) اور اگر (یوں کہا جائے کہ) ایک جماعت نے سرداری کے غیر مستحق کو سردار تجویز کر لیا اور دوسری جماعت نے اس پر سکوت کر لیا اور اس بُرے فعل کے مقابلہ کے لئے نہ اُٹھے تو خیریت (یعنی خیر امۃ میں داخل رہنے) سے دونوں جماعتیں معزول ہو جائیں گی۔ سبحان اللہ کتنا عظیم بہتان ہے صحابہ و اہلِ بیت رسول پر)۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے الذین استجابوا للہ الخ (۳:۱۷۲-۱۷۵) جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو قبول کر لیا

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

فقیر گوید عفی عنہ مفسّرین در تفسیر این آیات مختلف اند اکثرے میل بآن دارند کہ الذین استجابوا والذین قال لہم الناس در بدر صغریٰ نازل شد بالجملہ خلفاء از حاضرانِ بدرِ صغریٰ بودند فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء واتبعوا رضوان اللہ در شانِ ایشان متحقق بود و ناہیک بہ من الشرف۔

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ

بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب عظیم ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے اُن سے کہا کہ تمھارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو اُن سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور ان لوگوں نے کہدیا کہ ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے۔ پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ مفسّرین میں ان آیات کی تفسیر میں اختلاف ہے اکثر کا جھکاؤ اس طرف ہے کہ الذین استجابوا اور الذین قال لہم الناس بدر صغریٰ[1] کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ بہر کیف خلفاءؓ بدر صغریٰ کے حاضرین میں سے تھے اس لئے فانقلبوا بنعمۃ من اللہ و فضل لم یمسسہم سوء واتبعوا رضوان اللہ ان کی شان میں متحقق ہے اور کون ہے جو اس کے شرف ہونے کا انکار کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ والارض الخ (۱۹۰ تا ۱۹۵) بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے اور جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے پروردگار! آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ ہم آپ کو منزّہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے۔ اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جس کو دوزخ میں داخل کریں اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا۔ اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ

[1] مدینہ منورہ سے تقریباً اسّی میل کے فاصلہ پر ایک کنویں کا نام بدر ہے اور اسی کے نام سے ایک گاؤں بھی آباد ہے۔ یہاں سنہ ۲ ہجری میں اہل مکہ کے ساتھ مسلمانوں کا سخت معرکہ ہوا تھا جس میں اہل مکہ کو شکست ہوئی تھی اس مشہور معرکہ کو غزوہ بدر کبریٰ کہتے ہیں۔ پھر جب سنہ ۳ھ میں غزوہ اُحد ہوا جس میں مسلمانوں کو نقصان ہوا تھا تو چلتے ہوئے ابوسفیان ایک اور جنگ کی دعوت دے گیا تھا کہ اب وعدے کی جگہ بدر ہے آپ نے فرمایا ممکن ہے چنانچہ آپ وہاں پہنچ گئے مگر یہ ڈرپوک نہ آیا آپ کئی دن انتظار کر کے واپس ہوئے۔ وہاں بازار کا دن تھا آپ نے مال خریدا جو نفع سے فروخت ہوا آپ نے کُل نفع مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ اسی کا نام غزوہ بدر صغریٰ ہے ۱۲ مترجم

فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَيِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

فقیر گوید عفی عنہ این آیات در فضائل مہاجرین اوّلین نازل شدہ ہرچند در اوّل آیات عنوان مہاجرین مذکور نشدہ است اما چون در آخر مذکور شد انی لا اضیع عمل عامل منکم فالذین ہاجروا واخرجوا معلوم شد کہ این جماعہ مہاجرین اوّلین است کہ از دیارِ خود برآوردہ شد و ایشان اند کہ یند فی اللہ ایذا دادہ شد ایشان را وقتال کردند و بعض ایشان مقتول شدند و بعض دیگر در صدد مقتولیت آمدہ و بذل نفوس نمودند و حفظ الٰہی ایشان را از ہلکہ محفوظ داشت کما قال فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ و بدعاہای خاص باخلاص تمام متصف اند و اگر ازین جماعہ سیئہ صادر شد باز بحکم لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم

سو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار اور ہم کو وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رُسوا نہ کیجئے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ سو منظور کر لیا اُن کی درخواست کو اُن کے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو اکارت نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو سو جن لوگوں نے ترکِ وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دیئے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور اُن کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ آیات مہاجرینِ اوّلین کے فضائل میں نازل ہوئی ہیں ہرچند کہ آیات کے شروع میں مہاجرین کا عنوان مذکور نہیں ہوا ہے مگر جب آخر میں مذکور ہو گیا انّی لا اُضیع عمل عاملٍ منکم فالّذین ہاجروا وَ اُخرِجُوا تو معلوم ہو گیا کہ یہ جماعت مہاجرین اوّلین کی ہے جو کہ اپنے شہر سے نکال دیئے گئے اور وہی ہیں جن کو صرف اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے ایذا دی گئی اور اُنھوں نے قتال کیا اور اُن میں سے بعض مقتول ہوئے اور بعض دوسرے (جو مقتول نہیں ہوئے) مقتولیت کے مقام پر پہنچ گئے اور نفوس کو اللہ کے لئے صرف کر دیا اور حفاظتِ الٰہی نے ان کو ہلاک ہونے سے بچا لیا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے: فمنھم من الخ (۳۳ : ۲۳) "بعض تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض وہ ہیں جو مشتاق ہیں" اور خاص دعاؤں اور مکمل اخلاص کے ساتھ متصف ہیں۔ اور اگر اس جماعت سے کوئی بُرائی بھی صادر ہوئی تو بحکم لعلّ اللہ اطلع (گویا اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی خطاؤں پر مطلع ہو کر فرما دیا ہے کہ تم جو چاہو کرو ہم تمہاری مغفرت

لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کی تیاری کی اور خبروں پر روک لگائی کہ اہل مکہ کو اطلاع نہ ہونے پائے۔ اس موقع پر حاطبؓ بن ابی بلتعہ سے یہ لغزش ہوئی کہ انھوں نے خط لکھ کر ایک عورت کو دیا کہ یہ ابوسفیان کو پہنچا دے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو خبر دی وہ خط پکڑا گیا انھوں نے اعتراف کر لیا کہ یہ قصور مجھ سے ہوا میرے اہل و عیال مکہ میں بے یار و مددگار پڑے ہیں میں نے خیال کیا کہ بنصرتِ الٰہی مسلمانوں کی فتح تو یقیناً ہونے والی ہے میں ان پر ایک احسان کر دوں تاکہ وہ اس کا خیال کر کے میرے متعلقین کو گزند نہ پہنچائیں۔ آپ نے ان کا عذر قبول کیا اور لوگوں کو منع کر دیا کہ ان کو بُرا نہ کہیں کہ اصحاب بدر میں ہیں اور مغفور ہیں۔ اس موقع پر آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے ۱۲ مترجم

فقد غفرت لکم مغفور است و مآل و حال ایشان دخول جنت است وما اعظمہ من بشارۃ و عن عمر بن الخطاب قال من قرأ البقرۃ والنساء وآل عمران کتب عند اللہ من الحکماء واخرج الدارمی عن سلیمان ابن یسار ان رجلاً یقال لہ صُبَیغ قدم المدینۃ فجعل یسأل من متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر وقد اعدّ لہ عراجین النخل فقال لہ من انت قال انا عبد اللہ صبیغ فقال انا عبد اللہ عمر فاخذ عمر عرجوناً من تلک العراجین فضربہ حتی دمّی رأسہ فقال یا امیر المؤمنین حسبک قد ذہب الذی کنت اجد فی راسی وعن ابی عثمان النہدی ان عمر کتب الیٰ اہل البصرۃ ان لا تجالسوا صبیغا قال فلو جاء ونحن مائۃ لتفرقنا وعن محمد بن سیرین قال کتب عمر بن الخطاب الیٰ ابی موسی الاشعری بان لا یجالس صبیغ وان یحرم عطاءہ ورزقہ قال الشافعی حکمی فی اہل الکلام حکم عمر فی صبیغ ان یضربوا بالجرید ویحملوا علی الابل ویطاف بہم فی العشائر والقبائل وینادی علیہم ہذا جزاء من ترک الکتاب والسنۃ واقبل علی علم الکلام واخرج الدارمی عن عمر بن الخطاب قال انہ سیأتیکم

کرچکے ہیں) وہ معاف شدہ ہے۔ ان کا انجام اور حال دخولِ جنت ہوگا اور یہ کس قدر عظیم بشارت ہے۔ اور عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء اور سورۃ آلِ عمران کی قرأت کی وہ اللہ کے نزدیک حکماء میں لکھا جائے گا۔ (مراد سمجھ کر پڑھنا ہے) اور دارمی نے اخذ کیا مروی ہے سلیمان بن یسار سے کہ ایک شخص تھا جس کو صُبَیغ کہا جاتا تھا وہ مدینہ میں آیا اور اُس نے لوگوں سے قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنا شروع کردیا اُس کو حضرت عمرؓ نے بلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کی چھپٹیاں مہیا کرلی تھیں (جب وہ آیا) تو اُس سے آپ نے کہا تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ صُبَیغ ہوں، آپ نے کہا اور میں اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اُن چھپٹیوں میں سے ایک چھپٹی لے کر اس کو مارنا شروع کردیا یہاں تک اُس کے سر کو لہو لہان کردیا۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ بس کافی ہے اب وہ چیز نکل گئی جو میں اپنے سر میں پاتا تھا۔ اور ابو عثمان ہندی سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اہلِ بصرہ کو لکھا کہ صُبَیغ کے ساتھ اہل کرنہ بیٹھیں۔ انھوں نے بیان کیا کہ اگر کبھی وہ آگیا اور ہم سو آدمی (بھی بیٹھے) ہوتے تھے تو سب متفرق ہوجاتے تھے۔ اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ صُبَیغ کے ساتھ مجالست نہ کی جائے اور جو اُس کو عطیہ اور وظیفہ ملتا ہے وہ بند کردیا جائے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اہلِ کلام[1] کے بارے میں میرا فیصلہ وہی ہے جو عمرؓ کا فیصلہ تھا صُبَیغ کے بارے میں کہ ان لوگوں کو لاٹھیوں سے مارا جائے اور اُونٹ پر بٹھا کر گلی کوچوں اور قبائل میں گھمایا جائے اور ان پر یہ اعلان ہوتا ہے" یہ اُس شخص کی سزا ہے جس نے کتاب (یعنی قرآن) و سُنّت کو ترک کیا اور علمِ کلام کی طرف رُخ کیا۔" اور اخذ کیا دارمیؒ نے مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ آپ نے فرمایا کہ تمھارے پاس ایسے

[1] جب تعلیماتِ اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہوکر عرب سے عجم تک پہنچا تو ان ممالک پر چونکہ فلسفۂ یونان سکہ جمائے ہوئے تھا تو مسلمان کچھ تو علمی ذوق کی وجہ سے اور نیز اس کے اصول مبادی سمجھ کر اس سے حقائق اسلامیہ کی تفہیم و تبلیغ میں کام لینے کے لئے تاکہ عجمیوں کے مذاق کی مناسبت کے ساتھ اُن سے تبلیغی کلام کیا جائے اس علم کی طرف ملتفت ہوئے یہ علم جس میں کہ حقائقِ شرعیہ کو دلائلِ عقلیہ سے ثابت کیا جائے علمِ کلام سے موسوم ہوا لیکن کچھ ایسے لوگ بھی اس جماعت میں شریک ہوتے جن کے قدم راسخ نہیں تھے وہ منطقی دلائل کی رَو میں نہ سنبھل سکے ان لوگوں نے اپنے مزعومات کو جو ایسے دلائل پر مبنی تھے مقدم کیا اور آیاتِ قرآن و شہاداتِ سنت کو تاویلات کرکے توڑا مروڑا یہ فرقہ معتزلہ کہلایا۔ انھوں نے خلیفہ مامون و معتصم وغیرہ پر اپنا رنگ جمایا اور خلقِ قرآن کا مسئلہ کھڑا کرکے بڑے بڑے علماء کو قتل کرادیا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو سخت اذیتیں پہنچائی گئیں اس کے امام شافعیؒ امام احمدؒ امام مالکؒ امام سفیان ثوریؒ اس کا پڑھنا حرام کہتے تھے امام شافعیؒ سب سے زیادہ مخالف تھے پھر امام ابوالحسن اشعری ابو منصور ماتریدی وغیرہ اکابر نے جو مفاسد پیدا ہوئے تھے ان کا مقابلہ کیا اور رد دلائلِ عقلیہ میں کتاب و سنت کو معیاری درجہ دیا جس سے اسلام کو فائدہ پہنچا اس لئے علمِ کلام کی کتابیں سب مدارسِ اسلامیہ میں نصاب میں داخل ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ و من ابی ہریرۃ قال کنا عند عمر بن الخطاب اذ جاءہ رجل یسأل عن القرآن مخلوق ہو ام غیر مخلوق فقام عمر فاخذ بمجامع ثوبہ حتے قادہ الی علی بن ابی طالب فقال یا ابا الحسن اما تسمع ما یقول ہذا قال و ما یقول قال جاء یسألنی عن القرآن أ مخلوق ہو او غیر مخلوق فقال علی ہذہ کلمۃ و ستکون لہا ثمرۃ لو ولیت من الامر ما ولیت ضربت عنقہ عن قتادۃ فی ہذہ الآیۃ قُلْ أَ أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ذکر لنا ان عمر بن الخطاب کان یقول اللہم زینت لنا الدنیا انبأتنا ان ما بعدہا خیر منہا فاجعل حظنا فی الذی ہو خیر و ابقی و عن عمر قال لو ترک الناس الحج لقاتلتہم علیہ کما نقاتلہم علے الصلوٰۃ و الزکوٰۃ و عن عثمان انہ قرأ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيَسْتَعِيثُونَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

فقیر گوید معنے این حدیث نہ آن است کہ حضرت عثمان این کلمہ را از قرآن مے دانست زیراکہ متواتر شد در ملت کہ این کلمہ در مصاحف عثمانیہ نبود بلکہ معنے این سخن آنست کہ این کلمہ از فحوائے این آیت مفہوم می شود مانند آنکہ مفسر می گوید وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ یقول واسأل اہل القریۃ و توجیہ

لوگ آئیں گے جو تم سے متشابہات قرآن کے بارے میں جھگڑیں گے تو اُن کی گرفت کرو احادیث رسول سے کہ صاحبِ احادیث کتاب اللہ کو بہتر جانتے ہیں۔ اور مروی ہے ابو ہریرہ رضؓ سے اُنھوں نے کہا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب کے پاس موجود تھے جب کہ ان کے پاس ایک شخص آکر قرآن کے بارے میں یہ پوچھنے لگا کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق تو اُنھوں نے اُس کے کپڑوں کو مٹھی سے پکڑا اور کھینچ کر علیؓ بن ابی طالب کے پاس لائے اور فرمایا کہ اے ابوالحسنؓ کیا تم سُنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ علیؓ نے کہا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس آکر قرآن کے بارے میں پوچھتا ہے کہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ تو علیؓ نے کہا کہ یہ (پُرفتنہ) کلام ہے اور اس کا (فتنہ انگیز) انجام ہے۔ اور اگر کبھی مجھے اولی الامر بننے کا موقع ملا (یعنے خلیفہ بنا) تو میں اس کی گردن ماروں گا۔ مروی ہے قتادہ رضؓ سے اس آیت کے بارے میں قُلْ أَ ؤُنَبِّئُكُمْ الخ (۱۵،۳) آپ فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان چیزوں سے۔ اُنھوں نے ہم سے ذکر کیا کہ عمرؓ بن الخطاب یہ دُعا۔ کیا کرتے تھے کہ اے اللہ آپ نے ہمارے سامنے دنیا کو مزین کیا اور ہم کو خبر دی کہ جو اس کے بعد ہے وہ اس سے بہتر ہے تو آپ ہمارا حصہ اُسی میں رکھیے جو بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں نے حج کو ترک کیا تو میں اس پر اُن سے اسی طرح قتال کروں گا جس طرح ہم نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں قتال کرتے ہیں۔ اور عثمانؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے پڑھا وَلْتَكُن مِّنكُمْ تا عن المنکر (۱۰۴،۳) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں۔ ویستغیثون الخ اور لوگوں پر کوئی مصیبت آپڑے تو اللہ سے فریاد کیا کریں اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ حدیث کے معنے یہ نہیں ہیں کہ حضرت عثمانؓ اس کلمہ کو قرآن کی آیت قرار دیتے تھے کیونکہ ملتِ (اسلامیہ) میں تواتر سے ثابت ہے کہ یہ کلمہ مصاحفِ عثمانیہ میں نہیں تھا بلکہ اس کلام کے معنے یہی ہیں کہ یہ کلمہ مضمونِ آیت کے رُخ سے مفہوم ہوتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جیسا کہ ایک مفسر کہتا ہے واسأل القریۃ کی تفسیر میں واسأل اہل القریۃ (اس کا مطلب یہ بتانا ہوگا کہ قریہ سے اہلِ قریہ مراد ہیں) اور توجیہ

www.kitabghar.org

ایں کلمہ آنست کہ منصب خلیفہ راشد نہ دعوت ظاہرہ
است بزبان فقط بلکہ ہمت بستن در دفع بلا از امت
در پیش حق عزّ وجلّ نالیدن حاصل آنکہ از متمات
خلافت راشدہ است کہ دفع بلائی امت بدعائے او شود
و عن عمر قال لو شاء اللہ لقال انتم فعلنا کلنا ولکن
قال کنتم فی خاصۃ اصحاب محمد و من صنع مثل
صنیعہم کانوا خیر امۃ اخرجت للناس و عن
عمر فی قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ قال تکون لاوّلنا
ولا تکون لآخرنا و عن قتادۃ قال ذکر لنا ان
عمر بن الخطاب تلا ہذہ الآیۃ کنتم خیر
امۃ ثم قال یا ایہا الناس من سرّہ ان
یکون من الامۃ التی اخرجت للناس
فلیؤد شرط اللہ و عن عیاض الاشعری
قال شہدت الیرموک وعلینا خمسۃ
امراء ابو عبیدۃ و یزید بن ابی سفیان
وابن حسنۃ و خالد بن الولید و عیاض
ولیس عیاض ہذا قال وقال عمر
اذا کان قتال فعلیکم ابو عبیدۃ
فکتبنا الیہ انہ قد جاش الینا الموت
واستمددناہ فکتب الینا انہ قد
جاءنی کتابکم وتستمدونی وانی
ادلکم علی من ہو اعز نصرا واحضر جندا
اللہ عزّ وجلّ فاستنصروہ
فانّ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد
نصر یوم بدر فی اقل
من عدتکم فاذا جاءکم کتابی
ہذا فقاتلوہم ولا تراجعونی
فقاتلناہم

اس کلمہ کی یہ ہے کہ خلیفۂ راشد کا منصب صرف زبان سے دعوتِ ظاہری ہی نہیں ہے بلکہ ہمت باندھنا (یعنی پوری توجہ کرنا) اور اُمّت پر سے بلاؤں کے دفع کرنے کے لئے اللہ عزّ وجلّ کے سامنے رونا بھی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ بات خلافتِ راشدہ کے مکملات میں سے ہے کہ اُمّت پر آنے والی بلائیں اُس کی دعا سے دفع ہوں۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ فرماتا انتم پھر ہم کہتے کہ ہم سب کے سب۔ لیکن اُس نے فرمایا کنتم یعنی اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خواص سے متعلق ہے (مطلب یہ ہے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے بجائے حق تعالیٰ اگر انتم خیر امۃ للناس فرماتے تو پھر تمام اُمّت مخاطب ہوجاتی) اور جو لوگ ایسے عمل کریں گے جیسے کہ ان (صحابہ) کے اعمال تھے تو بھی "خیر امۃ اخرجت للناس" بن جائیں گے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے حق تعالیٰ کے قول کنتم خیر امۃ کے بارے میں کہ یہ ہمارے ابتدائی زمانہ والوں کے لئے ہے آخری زمانہ والے (اصحاب) کے لئے نہیں۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمر بن الخطابؓ نے آیۃ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تلاوت کی پھر فرمایا کہ جو اس کا خواہشمند ہو کہ وہ اخرجت للناس والی اُمّت میں داخل ہو تو اُس کو چاہیئے کہ اُس کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کی شرطیں ہیں (یعنی تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر) اُن کو پورا کرے۔ اور عیاض اشعری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں یرموک (کی جنگ) میں موجود تھا۔ اُس میں پانچ امیر تھے ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان اور ابن حسنہ (یعنی شرجیل) اور خالد بن الولید اور عیاض اور وہ یہ عیاض نہیں (بلکہ عیاض بن غنم) ہیں (راوی نے) کہا اور عمرؓ نے کہا (یعنی اُمراء سے) کہ جب قتال شروع ہوجائے تو تمہارے اوپر (امیر) ابو عبیدہ ہوگا۔ اس کے بعد ہم نے ان کو لکھا کہ ہمارے اوپر موت منڈلا رہی ہے اور ہم نے اُن سے (یعنی عمرؓ سے) مدد طلب کی تو ہم کو لکھا کہ تمہارا خط میرے پاس پہنچا اور تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو اور میں تم کو اُس ذات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو بہت بھاری مدد کرنے والا ہے اور بہت طاقتور لشکر والا ہے وہ اللہ عزّ وجلّ ہے اُسی سے مدد چاہو (دیکھو) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مدد دی گئی یوم بدر میں جن کی شمار تم سے بھی کم تھی (یعنی تناسب کے اعتبار سے) تو جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو (مدد کا انتظار کئے بغیر) قتال شروع کرو اور میرے پاس دوبارہ نہ لکھو۔ تو ہم نے کفار سے جنگ

فہزمناہم الربع فراسخ آخرج ابوداؤد والترمذی عن ابی بکر الصدیق قال قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اصرَّ من استغفر و ان عاد فی الیوم سبعین مرۃً و من موافقات عمر قولہ تعالیٰ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ عن کلیب قال خطبنا عمر فکان یقرأ علی المنبر آل عمران ثم قال تفرقنا عن رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومَ اُحُدٍ فصعدتُ الجبلَ فسمعتُ یہودیًا یقول قُتِل محمدٌ فقلتُ لا اسمع احدًا یقول قُتِل محمدٌ اِلَّا ضربتُ عنقَہٗ فنظرتُ فاذا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس یتراجعون الیہ فنزلت ھٰذہ الآیۃ و ما محمدٌ الا رسولٌ قد خلت من قبلہ الرسل آخرج البخاری عن ابی سلمۃ عن ابن عباس ان ابابکر خرج و عمر یکلّم النّاس فقال اجلس یا عُمر و قال ابوبکر امّا بعد مَنْ کانَ یَعْبُدُ محمدًا فانّ محمدًا قد ماتَ و من کانَ یَعْبُدُ اللہَ فانَّ اللہَ حَیٌّ قال اللہ و ما محمدٌ الا رسولٌ الی قولہ الشاکرین قال فو اللہِ لکأنّہم لم یعلموا انّ اللہ انزل ہٰذہ الآیۃ حتی تلاہا ابوبکر فتلقّاہا منہ النّاس کلّہم فما اَسمعُ بشرًا من النّاس الّا یتلوہا و روی عن ابی ہریرۃ و عُروۃ وغیرہما نحو ذلک و قال ابراھیم قال ابوبکر

شروع کردی اور ان کو چار کوس پیچھے تک بھگا دیا۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اخذ کیا، مروی ہے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (گناہ کے بعد) استغفار کیا اس نے اصرار نہیں کیا اگرچہ دن میں[1] ستر مرتبہ لوٹے۔

اور موافقاتِ عمرؓ میں سے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (۳: ۱۴۴) (اور محمدؐ اللہ کے رسول ہی تو ہیں) کُلَیب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے ہم کو خطبہ دیا اور وہ منبر پر آلِ عمران پڑھ رہے تھے۔ پھر فرمایا کہ یومِ اُحد میں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جُدا ہوگئے تھے تو میں پہاڑ پر چڑھا پھر میں نے ایک یہودی سے سُنا جو یہ کہہ رہا تھا قُتِلَ محمدٌ (محمدؐ قتل ہوگیا) میں نے کہا کہ میں کسی سے نہیں سُنوں گا کہ وہ یہ کہے کہ محمدؐ قتل ہوگیا مگر میں اُس کی گردن ماردوں گا۔ پھر میں نے نظر دوڑائی تو اچانک دیکھا کہ اُس (میدان) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور لوگ لوٹ کر آپؐ کی طرف جارہے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی مَا مُحَمَّدٌ الخ اور محمدؐ تو رسول ہی تو ہیں آپؐ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔ بخاریؒ نے اخذ کیا، مروی ہے ابی سلمہؓ سے وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ (بوقت حادثۂ وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نکلے اور عمرؓ لوگوں سے کلام کررہے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ اے عمرؓ! بیٹھ جاؤ، اب ابوبکرؓ نے فرمایا امّا بعد (اے لوگو!) جو شخص محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا (وہ سُن لے کہ) محمدؐ مر گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو (وہ یاد رکھے کہ) بیشک اللہ تو زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ سے الشَّاکِرِیْن تک (حضرت ابوبکرؓ نے پڑھا) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم (ایسا محسوس ہورہا تھا کہ) درحقیقت لوگ یہ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل کی ہے یہاں تک کہ ابوبکرؓ نے اس کو تلاوت کیا اور اُن سے سُن کر سب لوگ اس کو پڑھنے لگے۔ عوام میں سے ہر بشر کی زبان سے میں یہی آیت سُن رہا تھا۔ ابوہریرہؓ اور عروہؓ وغیرہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور ابراہیم نے کہا کہ ابوبکرؓ نے کہا (واقعہ رحلت کے

[1] یعنی جس نے گناہ سے توبہ کی اور اللہ سے بخشش چاہی اس کے بعد پھر اسی گناہ کی طرف لوٹ گیا تو اس کو گناہ پر مُصِر نہ کہا جائیگا چاہے وہ دن میں ستر بار ایسا ہی کرے۔

www.kitabghar.org

لو منعونی عقالاً اعطوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لجاہدتہم ثم تلا وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ،

وَ من علی بن ابی طالب فی قولہ وَسَيَجْزِي الشَّاكِرِينَ قال الثابتین علے دینہم ابا بکر و اصحابہ فکان علیؓ یقول ابو بکر امیر الشاکرین۔

رُوِیَ عن ابن عباس وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ابوبکر و عمر و فی روایۃ عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابی بکر و عمر فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما و درین موضع اشکالے بہم مے رسد زیرا کہ سوق آیات برائی جماعتے است کہ در غزوۂ اُحُد ازیشان تقصیری روے دادہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می باید کہ از سر تقصیر ایشان در گزرند و بانواعِ ملاطفات غبارِ ندامت از چہرۂ حالِ ایشان ازالہ فرمایند ازانجملہ است مشاورہ در امورِ حرب و از شیخین تقصیرے دران واقعہ ظاہر نشدہ تا مصداقِ این آیت توانند بود جواب آن است کہ ذکر کردن عبد اللہ بن عباس شیخین را درین موضع مذہبے دارد غیر مذاہب مشہورہ در تفسیر و آن آنست کہ عرب گویند انما یذکر الشیٔ بالشیٔ و این نکتہ را یاد گیر کہ در بسیاری از مواضع کافل حلّ مشکلات تفسیر خواہد بود وَ عن ابن عمرو قال کتب ابو بکر الصدیق الی عمرو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یشاور فی الحرب فعلیک بہ وَ عن الضحاک قال کان عمر بن الخطاب یشاور

کے وقت) اگر یہ لوگ مجھ سے اُونٹ کی نکیل کا رسّی کا ٹکڑا بھی روکیں گے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیتے رہے ہیں تو میں ان پر جہاد کروں گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ الخ اور محمدؐ نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے۔ اور علی بن ابی طالب سے مروی ہے ارشادِ خداوندی وسیجزی الشاکرین (یعنے اور وہ عنقریب شاکرین کو بدلہ دے گا) کی تفسیر میں آپ نے فرمایا الثابتین الخ یعنے جو لوگ اپنے دین پر قائم رہیں گے (ابا بکرؓ و عمرؓ) تو علیؓ کہا کرتے تھے کہ ابو بکرؓ امیر الشاکرین ہیں۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (ان سے کام میں مشورہ کیا کرو) کی تفسیر میں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ سے مشورہ کیا کرو (یعنی ھُم سے مراد ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں) اور ایک روایت میں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ابو بکرؓ و عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاؤ گے تو میں تمہارے خلاف نہ کروں گا۔ اس مقام پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ آیت کا سیاق اُس جماعت کے لئے ہے جن سے غزوۂ اُحد میں کچھ لغزش واقع ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ان کی کوتاہی سے درگزر کرتے ہوئے انواع لطف و دلجوئی کا معاملہ فرما کر شرمندگی کا غبار اُن کے چہروں سے صاف کردیں اور اُن ہی انواع لطف میں سے امورِ حرب میں مشاورت بھی ہے اور شیخین (ابو بکرؓ و عمرؓ) سے اس موقع پر کوئی لغزش واقع نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس آیت کا مصداق بن سکیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباسؓ کا شیخینؓ کو اس موقع پر ذکر کرنا ایک خاص مذہب (نقطۂ نظر) رکھتا ہے جو مذاہب مشہورہ سے جُدا ہے تفسیر کے بارے میں۔ اور وہ یہ ہے کہ عرب کہتے ہیں کہ ایک شے کو یاد دلایا جاتا ہے دوسری شے کے ذکر سے (مقصود اصلی درحقیقت وہ شے نہیں ہوتی جو مذکور ہوتی ہے) اور اس نکتہ کو یاد رکھو کہ یہ بہت سے مواقع میں تفسیر کی مشکلات کے حل کا کفیل کرے گا۔ اور ابن عمرو سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ نے عمرو (بن العاص) کو لکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امورِ جنگ میں مشورہ کیا کرتے تھے تمھیں بھی کرنا چاہیئے۔ اور ضحاکؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب مشورہ کیا کرتے تھے

حتے المرأۃ قولہ تعالٰے وَلَقَدْ عَفَى اللّٰہُ عَنْھُمْ أخرج البخاری من حدیث ابن عمر امّا فرارہ من أحد فأنا أشھد ان اللّٰہ قد عفی عنہ و عن الحسن فی قصۃ البدر الصغرٰی فقام النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلّم وابوبکر و عمر و عثمان و علیؓ وناسٌ من أصحاب النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم فتبعوہم الحدیث وقالت عائشۃ فی قصۃ حمراء الاسد فانتدب منھم سبعون رجلاً فیھم ابوبکر والزبیر و من موافقات ابی بکر الصدیق قولہ تعالٰے لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ روی ذلک من طرق متعددۃ منھا مایدلّ علٰی موافقتہ ومنھا مایدلّ علٰی تصدیق مقالتہ روی من عکرمۃ انّ النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلّم بعث ابابکر الٰی فنحاص الیھودی یستمدہ وکتب الیہ وقال لابی بکر لاتفتت علیّ بشیء حتے ترجع الیّ فلمّا قرأ فنحاص الکتاب قال قد احتاج ربکم قال ابوبکر فھممت ان اقرّہ بالسیف ثم ذکرت قول النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلّم لاتفتت علیّ بشیء فنزلت لقد سمع اللّٰہ قول الذین قالوا انّ اللّٰہ فقیر الآیۃ و قولہ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ و مابین ذٰلک فی یھودی بنی قینقاع

یہاں تک کہ عورتوں سے بھی۔ ارشاد باری تعالٰی ہے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ (۳: ۱۵۵) اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالٰے نے انھیں معاف کردیا ہے۔ بخاری نے اخذ کیا حدیث ابن عمرؓ سے " رہا ان کا (یعنے عثمانؓ کا) فرار اُحد سے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰے نے اُن کو معاف کردیا" اور حسن سے مروی ہے بدر صغرٰی کے قصہ میں " پھر کھڑے ہوتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور بہت سے لوگ تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جو اُن کے پیچھے چلے" آخر حدیث تک۔ اور عائشہؓ نے حمراء الاسد کے قصہ میں فرمایا فانتدب الخ یعنے اس ارشاد کی ان میں سے ستر لوگوں نے فوراً تعمیل کی اُن میں ابوبکرؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موافقات میں سے اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد ہے لقد سمع اللّٰہ الخ (۳: ۱۸۱) بیشک اللہ تعالٰی نے سُن لیا ہے اُن لوگوں کا قول جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالٰے مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں۔ یہ متعدد روایات سے مروی ہے اُن میں سے بعض تو اُن کی موافقت پر دلالت کرتی ہیں اور بعض اُن کے قول کی تصدیق پر۔ مروی ہے عکرمہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو فنحاص یہودی کے پاس بھیجا۔ اُس سے آپؐ کچھ مدد لینا چاہتے تھے اور اس کو خط لکھا اور آپؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ (اگر کوئی خاص بات پیش آئے) تو مجھ پر پوری بات ظاہر کریں اور واپس آجائیں۔ جب فنحاص نے خط کو پڑھا تو اُس نے کہا بیشک تمھارا رب فقیر ہوگیا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ تلوار سے اُس کو ٹھنڈا کردوں۔ پھر مجھے یاد آگیا کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ لاتفتت علیّ بشیء پھر یہ آیت نازل ہوئی لقد سمع اللّٰہ الخ۔ اور ارشادِ حق جلّ سمہٗ و لتسمعنّ الخ (۳: ۱۸۶) اور البتہ آگے کو اور سُنوگے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔ اور جو اُس آیت (لقد سمع اللّٰہ الخ) کی درمیانی آیات ہیں وہ بنی قینقاع کے

له حضرت عکرمہؒ کا بیان ہے کہ جب مشرکین اُحد سے لوٹے تو راستہ میں سوچنے لگے کہ نہ تو تم نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا نہ مسلمانوں کی عورتوں کو پکڑا۔ افسوس تم نے کچھ نہ کیا۔ واپس لوٹو۔ جب یہ خبر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا۔ یہ تیار ہو گئے اور مشرکین کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حمراء الاسد تک یا بیرابی عیینہ تک پہنچ گئے۔ مشرکین کے دل رعب خوف سے بھر گئے اور وہ یہ کہہ کر مکہ کی طرف چل دیئے کہ اچھا اگلے سال دیکھا جائیگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ یہ بھی بالاستقلال ایک لڑائی گنی جاتی ہے۔ اُحد کی لڑائی پندرہ شوال بروز ہفتہ ہوئی تھی سولہویں تاریخ بروز اتوار منادی رسولؐ نے ندا دی کہ لوگو دشمن کی طلب میں چلو۔

وفی روایۃ فغضب ابوبکر فضرب وجہ فنحاص ضربۃً شدیدۃً وقال والذی نفسی بیدہ لولا العہد الذی بیننا وبینک لضربتُ عنقک یا عدوّ اللہ فذہب فنحاصٌ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد انظر ما صنع صاحبک بی فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابی بکر ما حملک علی ما صنعت قال یارسول اللہ قال قولاً عظیماً یزعم انّ اللہ فقیرٌ و انہم عنہ اغنیاء فلما قال ذٰلک غضبتُ للّٰہ مما قال فضربتُ وجہہٗ فجحد فنحاصٌ فقال ما قلتُ ذٰلک فانزل فیما قال فنحاصٌ تصدیقاً لابی بکر لقد سمع اللہ قولَ الذین قالوا انّ اللہ فقیرٌ الآیہ ونزل فی ما بلغہ فی ذٰلک من الغضب ولتسمعنّ من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذًی کثیرًا الآیہ وعن السدی فی قولہ لقد سمع اللہ قولَ الذین قالوا انّ اللہ فقیرٌ قالہا فنحاصٌ الیہودی من بنی مرثد لقیہ ابوبکر فکلّمہ فقال لہ یا فنحاص اتق اللہ وامن وصدّق واقرض للہ قرضًا حسنًا فقال فنحاص یا ابا بکر تزعم انّ ربنا فقیر لیستقرضنا اموالنا وما یستقرض الّا الفقیر من الغنی ان کان ما تقول حقًّا فانّ اللہ اذًا لفقیر فانزل اللہ ہذا فقال ابوبکر فلولا ہدنۃ کانت بین النبی صلے اللہ علیہ وسلم وبین بنی مرثد لقتلتہ وعن مجاہد قال صکّ ابوبکر رجلاً منہم الذین قالوا انّ اللہ فقیرٌ ونحن اغنیاء لم یستقرضنا وہو غنی وہم یہود

یہود کے بارے میں ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ پھر (اس کی بکواس سُنکر) ابوبکرؓ کو غصہ آگیا اور اُنھوں نے فنحاص کے مُنہ پر سخت دتھپڑ یا مکا مارا اور کہاکہ لے دشمن خدا! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر وہ معاہدہ ہمارے اور تیرے درمیان نہ ہوتا تو میں تیری گردن ماردیتا۔ اس کے بعد فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور اُس نے آپ سے کہاکہ اے محمدؐ! دیکھو تمھارے رفیق نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے کہاکہ تم نے اسکے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ ابوبکرؓ نے عرض کیاکہ یارسول اللہؐ اس نے بڑا سخت کلام کیا یہ گمان کرتاہے کہ اللہ تعالیٰ تو فقیر ہے اور یہ لوگ اس سے بے پرواہ ہیں توجب اس نے ایسا کہا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے واسطے غصہ آگیا اُس کے اس قول پر اور میں نے اس کے مُنہ پر مارا۔ یہ سُنکر فنحاص منکر ہوگیا اور بولا کہ میں نے ایسا نہیں کہا تو اللہ تعالیٰ نے فنحاص کے قول کے بارے میں ابوبکرؓ کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی لَقَدْ سمع اللہ قول الّذین الخ اور اس بات پر ابوبکرؓ کو جو غصہ آیا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَلتسمعُنّ مِنَ الّذین الخ (۳:۱۸۶) اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں، آخر تک۔ اور سدی سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے قول لَقَدْ سمع اللہ الخ میں کہ یہ بات فنحاص یہودی نے کہی تھی جو بنو مرثد میں سے تھا اُس سے ابوبکرؓ ملے تھے اور اس سے گفتگو کی تھی ابوبکرؓ نے اُس سے کہا تھاکہ اے فنحاص اللہ تعالیٰ سے ڈر اور ایمان لا اور تصدیق کر (یعنے توحید و رسالت کی) اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تو فنحاص نے کہاکہ اے ابابکرؓ تو گمان کرتاہے کہ ہمارا پروردگار فقیر ہے جو ہم سے ہمارے اموال کو قرض مانگتا ہے اور مالدار سے قرض وہی مانگتاہے جو فقیر ہوتا ہے۔ اگر وہ سچ ہے جو تو کہہ رہاہے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ یقیناً فقیر ہے تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اس پر ابوبکرؓ نے یہ کہاکہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بنو مرثد کے مابین معاہدۂ امن نہ ہوتا تو میں اُس کو ضرور قتل کردیتا۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے تھپڑ مارا اُن لوگوں میں سے ایک شخص کے جنھوں نے کہاکہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم اغنیاء ہیں وہ غنی ہونے کی حالت میں ہم سے قرض نہ مانگتا اور وہ یہودی تھا

www.kitabghar.org

اخرج الترمذی من عثمان بن عفان سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول موقف ساعۃ فی سبیل اللہ خیر من الف یوم فیما سواہ من المنازل و لفظ ابن ماجۃ من رابط فی سبیل اللہ کانت کالف لیلۃ صیامہا و قیامہا۔

فقیر گوید عفی عنہ سابق بیان کردیم فضائلے کہ بآن عباد اللہ نزدیک شوند بہ پروردگار خویش دو قسم است یکی آنکہ خلاص کردن آنہا افرادِ بشر را از سجن طبیعت و نزدیک ساختن آنہا ایشان را بحظیرۃ القدس بمنزلہ مذہب طبیعی است لاجرم در جمیع ادیان و ملل بآن قسم امر فرمودہ اند مثل توکل و یقین و صبر و صلوٰۃ و صوم و صدقہ و ذکر باری جل مجدہ و قسم ثانی آنکہ تاثیر آنہا در افرادِ بشر باعتبار عنایت الٰہی مخصوص بزمان خاص است مانند ہجرت و جہاد و حج و این قسم در بعض ملل مقرب میباشد افرادِ بشر را بحظیرۃ القدس و در بعض ملل نہ مثلاً در شریعت ما ارادۂ الٰہیہ متعلق شد بکبت ملل ضالہ مثل مشرکین و یہود و نصاریٰ و مجوس و صورت ایشان در حظیرۃ القدس باین صفت ممثل گشت کہ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَہُمْ بِبَعْضٍ الآیۃ درین حالت جماعہ از افرادِ بشر در داعیہ الٰہیہ بواسطہ صحبت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فانی شدہ مانند جبرئیل در وقت صیحہ ثمود و متعرض نفحاتِ الٰہیہ گشتند

آخذ کیا ترمذی نے، مروی ہے عثمان بن عفانؓ سے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد) میں بقدر ایک ساعت کھڑا ہونا اس کے سوا دوسری منازل میں ہزار دنوں (کی عبادت) سے بہتر ہے اور ابن ماجہ کی یہ لفظ ہیں کہ جو شخص جنگی مورچہ میں بیٹھا اللہ کی راہ میں (وہ ایک ساعت) ایسی ہزار راتوں کے مانند ہوگی (جن کے ایام میں) روزے رکھے اور (رات بھر) نماز میں قیام کیا۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایسے فضائل کی جن سے اللہ تعالیٰ کے بندے اپنے پروردگار کے قریب ہو جائیں دو قسم ہیں۔ پہلی قسم (ایسے فضائلِ اعمال کی ہے جنکا ثمرہ ہے) اُن کا افرادِ بشر کو طبیعت[1] کے قید خانہ سے رہائی بخشنا اور اُن کو بارگاہِ مقدس کا مقرب کرنا۔ یہ بمنزلہ مذہب طبیعی کے ہے اس لئے ضروری سمجھ کر تمام ادیان و ملل میں اس قسم کا امر فرمایا ہے جیسے[2] توکل اور یقین اور صبر اور روزہ رکھنا، صدقہ دینا اور اللہ جل مجدہ کا ذکر کرنا۔ دوسری قسم (ایسے فضائل کی ہے جو ان اعمال سے حاصل ہوتے ہیں کہ) اُن کی تاثیر افرادِ انسانی میں باعتبار عنایتِ الٰہی کے ایک مخصوص وقت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ جیسے ہجرت اور جہاد اور حج اور یہ قسم بعض ملتوں میں افرادِ بشر کو بارگاہِ مقدس کا تقرب بخشنے والی ہوتی ہے اور بعض ملتوں میں نہیں۔ مثلاً ہماری شریعت میں ارادۂ الٰہیہ گمراہ ملتوں کو پچھاڑ دینے سے متعلق ہوا جیسے مشرکین اور یہود و نصاریٰ و مجوس اور اُن کی صورت بارگاہِ مقدس میں اس صفت کے ساتھ ممثل ہوئی کہ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ (۲-۲۵۱) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعض آدمیوں کو بعض کے ذریعے سے دفع کرتے رہا کرتے ہیں، آخر تک۔ اس حالت میں افرادِ بشر کی ایک جماعت صحبتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اُس داعیۂ الٰہیہ میں (یعنی مشیتِ خداوندی کے بروئے کار لانے میں) منہمک ہوگئی۔ جیسے جبرئیل قوم ثمود کو سخت عذاب سے ہلاک کرنے کے وقت حق تعالیٰ (کی شانِ جلال) کے فیضان کے

[1] انسان کا وجود اربع عناصر سے مرکب ہے پھر ان کے امتزاج سے ایک وجود لطیف یعنی "نفس" متکون ہوا۔ اس لئے باقتضاء کل شیٔ یرجع الیٰ اصلہ نفس کے میلانات و رجحانات بالاصالۃ ذاتِ عنصری کے نشو و نما اور ایسے امور کی طرف مبذول رہتے ہیں جن سے ذات کو حظ و سرور حاصل ہو جن کو لذاتِ نفسانیہ کہتے ہیں اس کا حکم طبعًا ایسی ہی چیزوں کے حصول کی طرف ہوتا ہے جائز راہ سے حاصل ہوں یا ناجائز سے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اسی جانب مشیر ہے۔ الغرض سجن طبیعت سے مراد اس طرح کے معائب حرص و ہوا میں نفس کا تقید ہے ۱۲ مترجم [2] یعنی ان اعمال کی طبیعت اور خاصہ یہ ہے کہ وہ نفس کو طبعی تقیدات سے رہا کرتے ہیں جن میں وہ مقید ہوتا ہے۔ اسی مناسبت سے عنوان "مذہب طبیعی" اختیار فرمایا ۱۲ مترجم [3] خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم ۔ نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم ۔ صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ۔ تفویض و توکل و رضا و تسلیم ۔ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ودرمیان ایشان ودرمیان ملأ اعلےٰ مشابہتے ومناسبتے واقع شد وآن حالت فتح کرد بابے عظیم را از قرب کہ اگر صد سال ریاضت بدنیہ و نفسانیہ میکشیدند بعشر عشیر آن مشابہت فائز نمے گشتند و در ملل دیگر این داعیہ وارادہ متعلق نگشت واُمم را باین معرض درمیان نیاوردند پس ہجرت وجہاد در ملل ایشان از اعمالِ مقربہ نبود در قرآن عظیم وسنّتِ سنیہ ہر دو فضل را مبیّن فرمودہ اند وفضل ثانی را بمزید اہتمام افادہ نمودہ اند ومناطِ تفاضلِ مراتب گردانیدہ تا مرد بہر دو فضل مُتّصف نباشد تقدم برافرادِ بشر واستحقاقِ ریاست عامہ مسلمین میسّرش نیست خدای عزوجلّ درسورۂ نساء ہر دو فضل را بیان می فرماید وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ را بآن ہر دو مے ستایند تا حجت باشد اُمت را وتکلیف بتقدمِ ایشان بے پردہ ظاہر شود

قال اللہ تعالےٰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِیْمًا ۔ دراوّل افادہ میفرماید کہ ایمان متکلمان بکلمۂ توحید درست نمی شود تا آنکہ وقت مشاجرات کہ حالت ظہور نفس سَبُعی است تسلیم تمام ازیشان ظاہر گردد بعد ازان مے فرماید کہ این مطیعان

سامنے آتے (اور اس کے حامل بن کر قوم ثمود پر نازل ہوتے) اور (مشیت الٰہیہ میں فانی اور منہمک ہونے کی وجہ سے) ان کے اور ملأ اعلےٰ (یعنے بارگاہِ مقدس کے مقربین) کے درمیان ایک مشابہت اور مناسبت واقع ہوگئی۔ اور اس حالت نے اُن پر قُربِ الٰہی کا اتنا بڑا دروازہ کھول دیا کہ اگر وہ سَو برس بھی ریاضت جسمانی و نفسانی کی مشقتیں جھیلتے تو اُس مشابہت کے سَو میں سے ایک حصّہ پر بھی کامیاب نہ ہوتے۔ اور دوسری ملّتوں میں یہ داعیہ (یعنی مشیّت) اور ارادہ متعلق نہ ہوا اور اُن اُمتوں کو اس مقصد کے لئے درمیان میں نہیں لائے بنا برین ہجرت اور جہاد اُن کی ملّتوں میں مقرّب بنانے والے اعمال میں سے نہیں تھے۔ قرآن عظیم اور ارشاداتِ نبویہؐ نے ہر دو فضیلتوں کو کھول کر بیان کیا ہے اور دوسری قسم کی فضیلت کو زیادہ اہتمام سے ارشاد فرمایا اور ان کو مراتب میں تفاضل کی بنیاد قرار دیا ہے اور جب تک کوئی شخص دونوں قسم کی فضیلت سے متّصف نہ ہو جملہ افرادِ بشر پر مقدم ہونے کا اور تمام مسلمانوں پر امیر بننے کا استحقاق اس کو میسّر نہیں ہے۔ اللہ عزّ وجلّ سورۂ نساء میں دونوں قسم کے فضل کو بیان فرماتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو ان ہر دو فضیلتوں کے پیش نظر سراہتے ہیں تاکہ اُمت کے لئے حجت ہو جائے اور سب لوگوں پر ان کے تقدم کا مکلّف بنائے جانے کا امر بے پردہ عیاں ہو جائے۔

آیات سُورۃ النساء

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ الخ (۴: ۶۹-۷۰) "اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی اُن حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء۔ اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں۔" (آیت مذکورہ سے) پہلےؔ یہ افادہ فرماتے ہیں کہ کلمۂ توحید پڑھنے والوں کا ایمان درست نہیں ہوتا یہاں تک کہ اُن سے آپس کے جھگڑوں کے وقت جو کہ درندگی نفس کے ظہور کا وقت ہوتا ہے (رسولؐ کے فیصلہ پر) پُورے طور پر گردن جھکانے کا وصف اُن سے ظاہر ہو جائے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ مُطیع لوگ

لھ یہ مضمون اس آیت میں ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۴: ۶۵) پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ اُن کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرا دیں پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا

www.kitabghar.org

با پیغامبران و صدیقان و شہیدان خواہند بود و حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیقًا و این آیہ شبیہ است بآیۃ دیگر کِتٰبٌ مَّرْقُومٌ ۙ یَّشْہَدُہُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمِزَاجُہٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۙ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِہَا الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ کمال این جماعۃ ابرار آنست کہ با این چہار فرقہ محشور شوند و در ذیل ایشان معدود گردند و این چہار طائفہ سردفتر اہل نجات اند و طبقۂ علیاء از طبقاتِ اُمّتِ مرحومہ و ازین جماعہ در مواضع دیگر بمقربین و سابقین تعبیر رفتہ اینقدر از آیۂ کریمہ واضح گشت وضوحًا لا یبقی معہٗ خفاء باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث مشہورہ کہ تکلیف بآنہا قطعی است عملًا و اعتقادًا اخبر دادند کہ ابوبکر صدیق است و عمر و عثمان و علی شہید پس ریاستِ معنوی ایشان بر سائر طبقات مبرہن گشت و در ملّتِ اسلامیہ خفائی درین معنے نماند قال اللہ تعالٰے لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰہِدِیْنَ بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ؕ وَفَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰہِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْہُ وَمَغْفِرَۃً وَّرَحْمَۃً ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ؕ خدا تعالٰے درین آیت افادہ مے فرماید کہ صحابہ بریک طبقہ نیستند بلکہ بعض ایشان افضل اند از بعض و مناط فضل جہاد است فی سبیل اللہ بانفس خویش یعنی مباشرتِ قتال کفار و باموال خویش یعنے بانفاق فی سبیل اللہ ازین آیت واضح گشت کہ مجاہدان بانفس خویش و باموال خویش

پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے وحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیقًا (اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) اور یہ آیت شبیہ ہے اس دوسری آیت کی کِتٰبٌ مَّرْقُومٌ الخ (۸۳: ۲۰) وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے جس کو مقرب فرشتے (شوق سے) دیکھتے ہیں وَمِزَاجُہٗ الخ (۸۳: ۲۷-۲۸) اور اس (شراب) کی آمیزش تسنیم (کے پانی) کی ہوگی یعنی ایک ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب بندے پئیں گے۔ اس جماعتِ ابرار کا کمال یہ ہے کہ اُن کا حشر ان چار فرقوں کے ساتھ ہو اور وہ ان ہی کے ذیل میں شمار کئے جائیں۔ اور یہ چار جماعتیں اہلِ نجات میں امتیازی شان والی ہیں اور اُمّتِ مرحومہ کے طبقات میں سے سب سے اعلیٰ طبقہ کی ہیں۔ اسی جماعت کے بارے میں بعض دیگر مواقع میں "مقربین" اور "سابقین" فرمایا گیا ہے۔ اتنی بات تو آیتِ کریمہ سے اس طرح واضح ہوگئی کہ اس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مشہورہ میں (جن کی شان یہ ہوتی ہے) کہ ان کا تسلیم حکم میں) مکلف بنانا عملًا و اعتقادًا قطعی ہوتا ہے خبر دی کہ ابوبکرؓ صدیق ہے اور عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ شہید ہیں تو اُن کی معنوی ریاست جو اُن کو جملہ طبقات پر حاصل ہے بدلائل ثابت ہوگئی اور اس بارے میں ملّتِ اسلامیہ میں کوئی خفا موجود نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ الخ (۴: ۹۵-۹۶)

"برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت و رحمت اور اللہ تعالےٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ افادہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ ایک طبقہ کے نہیں ہیں بلکہ اُن میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور مدار افضلیت کا جہاد فی سبیل اللہ ہے اپنی جان سے بھی یعنی کفار کے ساتھ قتال میں خود شریک ہونا اور اپنے اموال سے بھی یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے سے۔ اس آیت سے واضح ہوگیا کہ جو لوگ اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والے ہیں

سرو فتر اُمت اند و از طبقۂ علیای اُمت و ایشان افضل اند از غیر خود باز در احادیث مشہورہ کہ تکلیف بآن قائم است و عذری بعد ثبوت آنہا باقی نمی ماند ثابت شد کہ ہمہ این بندگان در جمیع مشاہد خیر در رکاب سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بودند الا لعذر فی بعض الاوقات و از جمعی مباشرت قتال بیشتر بوقوع آمد و از بعض دیگر انفاق زیادہ تر بظہور انجامید و از جمعے ہر دو علی وجہ کمال متحقق گشت قال اللہ تعالی وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ خدای عز وجل در اول مبحث فرض میگرداند ہجرت را از دیار کفر و بیان میفرماید عقوبتِ تارکانِ ہجرت و مستثنیٰ میسازد ضعیفان را کہ حیلۂ ہجرت نمیدانند و از خانۂ خود بر آمدن نمیتوانند بعد ازان فضیلتِ ہجرت بیان می کند و اجرآن در دنیا و آخرت ارشاد مینماید کسے را کہ بقصدِ ہجرت از خانہ خود بر آید و بمقصد نارسیدہ از عالم میگذرد ثوابِ جزیل وعدہ میدہد ازین آیۃ فضیلتِ مہاجران باید شناخت واللہ اعلم ۔ و عن عمر بن الخطاب قال انی انزلت نفسی من مال اللہ بمنزلۃ والی الیتیم ان استغنیت استعففت و ان احتجت اخذت منہ بالمعروف فاذا ایسرت قضیت ۔ و عن ابن مسعود قال کان عمر بن الخطاب اذا سلک بنا طریقاً فاتبعناہ وجدناہ سہلاً و انہ سئل عن امرأۃ و ابوین فقال

وہ سر دفترِ امت اور اس کے اعلیٰ مرتبہ والوں میں سے ہیں اور یہ حضرات اپنے غیر سے افضل ہیں پھر احادیث مشہورہ سے (جن کا مرتبہ یہ ہوتا ہے) کہ وہ مکلّف بنانے کے لئے کافی ہوتی ہیں اور ان کے ثبوت کے بعد کوئی عذر باقی نہیں رہتا، ثابت ہے کہ یہ تمام بزرگ جملہ مقامات خیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہنے کی سعادت حاصل کرتے رہے ہیں بجز اس کے کہ کسی وقت کسی عذر کی وجہ سے معذور رہوں۔ اور ایک جماعت سے بذاتِ خود شرکتِ قتال زیادہ وقوع میں آئی اور دوسرے بعض حضرات سے انفاقِ مال (یعنی مال خرچ کرنے) کا ظہور زیادہ ہوا اور ایک جماعت سے دونوں وصف علیٰ وجہ الکمال متحقق ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يُّهَاجِرْ الخ (۴: ۱۰۰) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اس کو روئے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی اور بہت گنجائش اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کروں گا پھر اس کو موت آپکڑے تب بھی اس کا ثواب ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔

اللہ عزّ وجلّ مبحث کے اوّل میں دیارِ کفر سے ہجرت کو فرض قرار دیتے ہیں اور ہجرت کو ترک کرنے والوں پر عذاب کا بیان فرماتے ہیں اور اُن ضعیفوں کو مستثنیٰ فرماتے ہیں جو نکل جانے کی کوئی تدبیر نہیں جانتے اور اپنے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس کے بعد ہجرت کی فضیلت اور دنیا و آخرت میں اس کا اجر بیان فرماتے ہیں اور ایسے شخص کے لئے جو ہجرت کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلے اور مقصد پر پہنچنے سے پہلے ہی دنیا سے گزر جائے بڑے ثواب کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ اس آیت سے مہاجرین کی فضیلت پہچان لینی چاہیئے، واللہ اعلم۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے مال (یعنی بیت المال) کے بارے میں اپنے نفس کو میں نے یتیم کے والی کے مرتبہ میں قائم کیا ہے اگر میں مستغنی ہوا تو بچا رہا اور اگر حاجتمند ہوا تو اس میں سے بقدر ضرورت لے لیا۔ پھر جب غنی ہو گیا تو اس کو ادا کر دیا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب ہم کو اپنے ساتھ لے کر چلتے تو ہم اُن کے پیچھے چلتے۔ ہم نے ان کو نرم رفتار پایا۔ اور آپ سے پوچھا گیا بیوی اور والدین کے (حق وراثت کے) بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ

ــه اشارۃ الی قول اللہ عز وجل ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف ۱۲

للمرأۃ الربع وللأم ثلث ما بقی وما بقی فللاب وعن ابن عباس انہ دخل علی عثمان فقال ان الاخوین لا یردّان الأم عن الثلث قال اللہ فان کان لہ اخوۃ وان الاخوین لیسا بلسان قومک اخوۃ فقال عثمان لا استطیع ان اردّ ما کان قبلی ومضی فی الامصار وتوارث بہ الناس واجاب زید بن ثابت بجواب آخر قالوا یا اباسعید ان اللہ یقول فان کان لہ اخوۃ وانت تحجبہا باخوین قال ان العرب تسمی الاخوین اخوۃ۔

فقیر گوید این اختلاف نیست بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمسک نمود بآن اصل کہ حکم خلیفہ راشد چون متبع شود و سبیل المسلمین گردد حجت است در دین و زید بن ثابت معنی را کہ صحابہ در وقت مشاورہ فہمیدہ بودند تقریر نمود وعن ابن شہاب قال قضی عمر بن الخطاب ان میراث الاخوۃ من الأم للذکر مثل الانثی ولا اری عمر بن الخطاب قضی بذلک حتی علمہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولہذہ الآیۃ قال اللہ تعالی فان کانوا اکثر من ذلک فہم شرکاء فی الثلث وعن عمر و علی رض وابن مسعود وزید فی ام وزوج واخوۃ لاب وام واخوۃ لام ان الاخوۃ من الاب والأم شرکاء الاخوۃ من الأم فی ثلثہم وذلک انہم قالوا ہم بنو ام کلہم ولم یزدہم الاب الا

بیوی کو چوتھائی اور باقی میں سے ماں کو تہائی اور جو کچھ باقی رہے وہ باپ کو دیا جاتے۔ اور مروی ہے ابن عباس رض سے کہ وہ عثمان رض کے پاس گئے اور کہا کہ اخوین (یعنے دو بھائی یا ایک بہن اور ایک بھائی) تو ماں کا حصہ ایک تہائی سے نہیں لوٹائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فان کان لہٗ اِخوۃٌ اور اخوین کو آپ کی قوم کی زبان میں اِخوۃ نہیں کہا جاتا۔ تو عثمان رض نے کہا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ ان فیصلوں کو رد کر دوں جو مجھ سے پہلے کے ہیں اور شہروں میں اُن پر عمل بھی جاری ہے اور ان کی رُو سے لوگوں کو وراثت ملی ہے۔ اور زید رض بن ثابت نے اس کا دوسرا جواب دیا، لوگوں نے ان سے کہا کہ اے ابو سعید رض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فان کان لہٗ اِخوۃ اور آپ اس کو (یعنی ماں کے حصہ کو) اخوین سے محجوب کرتے ہیں (یعنے تہائی کی جگہ چھٹا حصہ رکھتے ہیں) زید رض نے فرمایا کہ عرب (محاورۂ کلام میں) اخوین کو اِخوۃ کہتے ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ ان دونوں میں اختلاف نہیں ہے بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے دلیل بنائی ہے اس اصل کو کہ خلیفہ کا جب حکم نافذ ہو جائے اور مسلمان اس کا اتباع کرتے ہوئے اپنی راہ قائم کر لیں تو وہ دین میں حجت ہے اور زید رض بن ثابت نے اس معنی کی تقریر کر دی جو مشورے کے وقت صحابہ رض سمجھتے تھے۔ اور ابن شہاب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب رض نے فیصلہ کیا کہ ماں جائے بھائیوں کی میراث کا حق مرد کا حصہ عورت کے برابر ہوگا اور میں نہیں سمجھتا کہ عمر رض بن الخطاب نے ازخود یہ فیصلہ کر دیا۔ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور معلوم ہوا اور اس آیت سے بھی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے فان کانوا الخ (۴: ۱۲) اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہیں۔ اور مروی ہے عمر رض سے اور علی رض و ابن مسعود رض اور زید رض سے ماں اور شوہر اور سگے بہن بھائیوں اور ماں جائے بہن بھائیوں کے بارے میں کہ جو سگے بہن بھائی ہیں وہ ماں جائے بہن بھائیوں کے ساتھ اُن کے تہائی حصہ میں شریک ہیں اور اس کی بنا یہ ہے کہ ان کا قول ہے کہ وہ سب ایک ہی ماں کی اولاد ہیں اور ان کے باپ نے ان میں صرف اس وصف کا اضافہ کیا ہے کہ وہ (باہم)

۱؎ ابن کثیر میں ہے کہ یہ اثر ثابت نہیں اس کے راوی شعبہ رح کے بارے میں امام مالک رح کی جرح موجود ہے پھر یہ قول ابن عباس رض کا نہ ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ خود ابن عباس رض کے خاص اصحاب اور اعلیٰ شاگرد بھی اس کے خلاف ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قرباً فہم شرکاء فی الثلث وکتب عمر الٰی ابی موسیٰ اذا لہوتم فالہوا بالرمی و اذا تحدثتم فتحدثوا بالفرائض وعن عمر قال تعلموا الفرائض و اللحن و السنۃ کما تعلمون القرآن و قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افرض امتی زید بن ثابت۔

فقیر گوید درین حدیث معجزہ ایست عظیمہ و افادہ اصلے است از اصول مسائل تا خلاف ابن عباسؓ وغیر او از میان بر انداختہ شود۔ عن الزہری قال لولا ان زید بن ثابت کتب الفرائض رأیتُ انہا ستذہبُ من الناس وعن عمر انہ کان یقول عجباً للعمۃ تُورثُ و لا ترِثُ وعن قبیصۃ بن ذُویب قال جاءت الجدۃ الٰی ابی بکرٍ فقالت ان لی حقاً ابنُ ابنٍ او ابنُ ابنۃٍ لی مات قال ما علمتُ لکِ فی کتاب اللہ حقاً ولا سمعتُ من رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیہ شیئاً و ساسأل فشہدَ المغیرۃُ بن شعبۃَ انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعطاہا السدسَ قال من سمِع ذٰلک معک فشہد محمد بن مسلمۃ فاعطاہا ابو بکرٍ السدسَ وعن زید بن ثابت انّ عمرلما استشارہم فی میراث الجد والاخوۃ قال زید کان رأیی انّ الاخوۃَ اولیٰ بالمیراث وکانَ عمر یرٰی یومئذ انّ الجدّ اولیٰ من الاخوۃ فحاورتہ کلمۃ ۱۲

زیادہ قریب ہوگئے تو وہ سب ایک تہائی میں شریک رہیں گے۔ اور عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کو لکھا کہ جب تم کھیلو تو تیر اندازی سے کھیلو اور جب بات چیت کرو تو فرائض کے متعلق کرو۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فرائض اور محاوراتِ کلام اور حدیث کو اسی طرح سیکھو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا بڑا ماہر فرائض زیدؓ بن ثابت ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ اس حدیث میں ایک بڑا معجزہ[1] ہے اور مسائل کے اصول میں سے ایک اصل کا افادہ بھی ہے تا کہ ابن عباسؓ وغیرہ کا اختلاف درمیان سے ہٹا دیا جائے (اور زیدؓ کا قول قولِ فیصل مانا جائے) اور زہری سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر زیدؓ بن ثابت فرائض کو نہ لکھتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ علم لوگوں کے پاس سے جاتا رہتا۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے پھوپھی کا حال عجیب ہے مورث بنتی ہے اور وارث نہیں بنتی۔ اور قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ کے پاس ایک دادی نے آکر کہا کہ میرا ایک حق ہے میرے بیٹے کا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا (یہ راوی کا شک ہے) مرگیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تیرے لئے کتاب اللہ میں کوئی حق ہے اور نہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے کچھ سنا اور میں لوگوں سے عنقریب دریافت کروں گا اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصّہ دیا تھا۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اس بات کو تمھارے ساتھ اور کس نے سنا تھا؟ تو شہادت دی محمد بن مسلمہ نے تو ابو بکرؓ نے اس کو چھٹا حصّہ دیدیا۔ اور مروی ہے زیدؓ بن ثابت سے کہ حضرت عمرؓ نے جب دادی اور بھائیوں کی میراث کے بارے میں صحابہؓ سے مشورہ کیا تو (راوی کہتا ہے کہ) زیدؓ نے کہا کہ میری رائے یہ تھی کہ میراث میں بھائی مقدم ہیں اور عمرؓ اس دن یہ رائے رکھتے تھے کہ دادا مقدم ہے بھائیوں پر میں نے ان سے کہاسنی کی

[1] حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اُن جلیل القدر فقہائے صحابہ میں شمار ہوتا ہے جن پر فرائض کا مدار ہے ان کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صرف اکیس سال کے قریب تھی فرائض میں نمایاں خصوصیت کے اس ارشاد کے وقت خاص قرائن بھی موجود نہ تھے کہ یہ سمجھا جاتا کہ یہ نوجوان مستقبل میں علم فرائض کا سب سے بڑا عالم ہوگا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک پیشگوئی تھی بطور اعجاز جو پوری ہوئی۔ نیز اس ارشاد میں جس افادے کی طرف شاہ صاحب نے ایما فرمایا وہ بھی معجزانہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہوگیا تھا کہ فرائض کے بارے میں جب اختلاف ہوگا تو زیدؓ کا قول فیصلہ کن ہوگا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

و ضربت لہ مثلاً و ضرب علیٌّ و ابنُ عباسٍ لہ مثلاً یومئذ السّبیل یضربانہ و یُصیِّر فانہ علیٰ نحو تصریف زید.
فقیر گوید بعد ازان از حضرت فاروقؓ و حضرت مرتضےٰ کلماتے نقل کردہ شد کہ ازین رائے رجوع کردند و درین مسئلہ قولے ثابت تر از قول حضرت صدیقؓ نیست اَثَرًا اخرجہ البخاری۔ و عن ابن عباس قال اوّل من اَعَالَ الفرائض عمر تدافعت علیہ ورَکِبَ بعضُہا بعضًا قال ما اَدری کیف اَصنع بکم واللہ ما اَدری اَیَّکم قدّم اللہُ و لَا اَیَّکم اخّر و ما اَجد فی ہٰذا المال شیئًا اَحسَن من ان اَقسمہ علیکم بِالحِصص ثمّ قال ابنُ عباس واَیمُ اللہ لو قدّم من قدّم اللہ و اَخّر من اخّر اللہ ما عالت فریضۃٌ فقیل لہ و ایّہا قدّم اللہ قال کُلّ فریضۃٍ لم یُہبطہا اللہ عن فریضۃ الّا الیٰ فریضۃٍ فہٰذا ما قدّم اللہ و کلّ فریضۃ اذا زالت عن فرضہا لم یکن لہا الا ما بقی فتلک التی اَخّر اللہ فالّذی قدّم کالزّوجین و الاُمّ والّذی اَخّر کالاَخواتِ و البناتِ فاذا اجتمع من قدّم اللہ و اَخّر بُدِیَ بمن قدّم فاعطی حقّہ کاملاً فان بقی شیٌ کان لہُنّ و ان لم یبقَ شیٌ فلا شیَ لہنّ۔ و ذکر عند عمر الثُّلث فی الوصیّۃ فقال الثُّلثُ وَسطٌ لا بَخسٌ و لا شَطَطٌ۔ و عن ابی عبد الرحمٰن السّلمی

اور اُن سے مثالیں بیان کیں اور علیؓ اور عباسؓ بھی ان سے زائد اُس دن اسی راہ پر چلتے ہوئے زیدؓ کی طرح ادھر اُدھر کی مثالیں دیتے رہے۔
فقیر کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت فاروقؓ اور حضرت مرتضیٰؓ سے ایسے کلمات منقول ہیں (جن سے ثابت ہوتا ہے) کہ اُنھوں نے اس رائے سے رجوع کرلیا۔ اور اس مسئلہ میں کوئی قول حضرت صدیقؓ کے قول سے زیادہ مستحکم نہیں ہے کہ اُنھوں نے دادا کو باپ کے قائم مقام بنالیا اس کو بخاری نے بھی لیا ہے۔
اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ جس نے فرائض میں سب سے پہلے عولؔ[1] کا طریقہ نکالا وہ عمرؓ تھے (جب کہ حصص میں) ان کے سامنے ٹکراؤ ہوا اور بعض حصص بعض پر چڑھنے لگے تو اُنھوں نے کہا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا کیا فیصلہ کروں، واللہ میں نہیں جانتا تم میں سے کس کو خدا نے مقدم کیا اور کس کو مؤخر کیا اور میں اس مال میں کوئی طریقہ اس سے بہتر نہیں سمجھتا کہ میں اس کو تمہارے اُوپر باعتبار حصص تقسیم کردوں۔ پھر کہا ابن عباسؓ نے اور خدا کی قسم اگر عمرؓ اس کو مقدم کردیتے جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا اور اس کو مؤخر کردیتے جس کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا تو فریضہ میں عول نہ واقع ہوتا۔ اس پر ان سے پوچھا گیا کہ کن حصص کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا تو اُنھوں نے کہا کہ جس فریضہ کو خدا نے نیچے نہیں اُتارا مگر ایک فریضہ کی طرف (جیسے تہائی کو اُتار کر چھٹا حصہ کردیا) تو یہ وہ ہے جس کو خدا نے مقدم کیا۔ اور جو فریضہ ایسا ہو کہ جب اس کو اس کے معینہ فرض (یعنی حصے سے) ہٹایا تو اس کے لئے کوئی اور حصہ معین نہیں کیا بجز باقی ماندہ کے تو یہ وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے تو جن کو خدا نے مقدم کیا جیسے زوجین اور ماں اور جن کو مؤخر کیا جیسے بہنیں اور بیٹیاں جب اس طرح کے فرائض جمع ہوجائیں جن کو خدا نے (بمعنے مذکور) مقدم و مؤخر کیا ہے تو مقدم سے شروع کیا جائے اُس کو اس کا حصہ پورا دیا جائے۔ پھر اگر کچھ بچ جائے تو اُن (مؤخر والوں) کو دیا جائے اور اگر کچھ نہ بچے تو اُن کو کچھ نہ دیا جائے۔ اور عمرؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ وصیت میں ثلث ہوتا ہے تو آپ نے کہا کہ ثلث درمیانی درجہ ہے نہ کم نہ زیادہ۔ اور مروی ہے ابی عبد الرحمٰن السلمی سے

[1] عول قائم کیا کا مطلب یہ ہے کہ سہام کے عدد بڑھا دیئے۔ مثلاً کسی نے دو بیٹیاں چھوڑیں اور ماں، باپ اور بیوی تو چوبیس سہام میں سے دو ثلث یعنی آٹھ آٹھ حصے دونوں بیٹیوں کے اور چھٹا حصہ باپ کا اور چھٹا حصہ ماں کا یعنے چار چار اور آٹھواں حصہ بیوی کا یعنے تین ہوتے ہیں تو ان سہاموں کا مجموعہ چوبیس سے بڑھ کر ستائیس ہوگیا۔ اس لئے ایسا کیا گیا کہ کل سہام چوبیس کے بجائے ستائیس کر دیئے گئے یعنی عدد سہام میں تین کا اضافہ ہوگیا اس کو عول کہتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قال قال عمر بن الخطاب لا تغالوا في مهور النساء فقالت امرأة ليس لك ذلك يا عمر ان الله يقول وَ آتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا من ذهب قال وكذلك في قراءة ابن مسعود فقال عمر ان امرأة خاصمت عمر فخصمته وَ عن بكر بن عبدالله المزني قال قال عمر خرجت و انا اريد انهاكم من كثرة الصداق فعرضت لي آية من كتاب الله وَ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا وروي ان رجلا تزوج امرأة ولم يدخل بها ثم رأى امها فاعجبته فاستفتى ابن مسعود فامره ان يفارقها ثم يتزوج امها ففعل و ولدت له اولادا ثم اتى ابن مسعود المدينة فسأل عمر وفي لفظ فسأل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا لا يصلح فلما رجع الى الكوفة قال للرجل انها عليك حرام ففارقها وَ سئل عمر عن جاريتين اختين توطأ احدهما بعد الاخرى فقال عمر ما احب ان اجيزهما جميعا ونهاه وَ اخرج مالك والشافعي عن قبيصة بن ذؤيب ان رجلا سأل عثمان بن عفان عن الاختين في ملك اليمين هل يجمع بينهما فقال احلتهما آية و حرمتهما آية و ما كنت لاصنع ذلك فخرج من عنده فلقي رجلا من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے فرمایا کہ عورتوں کے مہروں میں مبالغہ (یعنے حد سے زیادہ گراں) نہ کرو تو ایک عورت نے کہا کہ تمھیں اس میں دخل دینے کا حق نہیں ہے اے عمرؓ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ الخ (۴: ۲۰) اور تم ان میں سے کسی کو سونے کا انبار بھی دے چکے ہو۔ (راوی نے) کہا کہ ابن مسعودؓ کی قراءت میں اسی طرح ہے (یعنی مِن ذَهَب کے ساتھ) تو عمرؓ نے فرمایا کہ ایک عورت نے عمرؓ سے جھگڑا کیا اور اُس پر غالب آگئی۔ اور مروی ہے بکر بن عبداللہ المزنی سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم کو مہر کی بہتات سے منع کرنے کے لئے نکلا تو کتاب اللہ کی ایک آیت میرے آڑے آگئی وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا۔ اور مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ ابھی وہ اُس کے پاس گیا نہیں تھا کہ اُس نے اُس عورت کی ماں کو دیکھا تو وہ اُس کو پسند آئی تو اُس نے ابن مسعودؓ سے فتویٰ پوچھا تو اُنھوں نے اُس کو یہ حکم دیا کہ اس منکوحہ سے (طلاق دے کر) مفارقت کرلے پھر اس کی ماں سے نکاح کرلے تو اُس نے ایسا کرلیا اور اُس عورت سے اُس کی اولاد بھی ہوئی۔ پھر ابن مسعودؓ کا مدینہ میں آنا ہوا تو اُنھوں نے عمرؓ سے سوال کیا اور ایک نسخہ میں ہے کہ اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو سب نے یہ کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو جب ابن مسعودؓ کوفہ واپس آئے تو آپ نے اُس شخص کو بلاکر سمجھایا کہ وہ تجھ پر حرام ہے پھر اُس نے عورت کو علٰحدہ کردیا۔ اور حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا دو لونڈیوں کے بارے میں جو بہنیں تھیں کہ ان میں سے ایک سے مقاربت کی جائے دوسری کے بعد تو عمرؓ نے جواب دیا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دونوں کی دونوں سے اجازت دیدوں اور اس کو منع کردیا۔ اور مالکؒ اور شافعیؒ نے اخذ کیا بروایت قبیصہ ابن ذؤیب کہ ایک شخص نے ایسی دو بہنوں کے حق میں جو لونڈیاں ہوں حضرت عثمانؓ سے سوال کیا کہ کیا دونوں کو جمع کیا جائے (یعنے مالک کو دونوں سے مقاربت جائز ہے یا نہیں) فرمایا کہ ان کو ایک آیت تو حلال کہتی ہے (یعنی وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ) اور دوسری آیت حرام کہتی ہے (یعنی وان تجمعوا بین الاختین) اور میں یہ کام نہیں کرسکتا (یعنے اجازت نہ دوں گا) پھر یہ شخص ان کے پاس سے اُٹھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے ملا

www.kitabghar.org

اراهُ عليّ بن ابی طالب فسألہ عن ذٰلک فقال لوکان لی من الامر شیئ ثم وجدت احدًا فعل ذٰلک لجعلتہ نکالًا وردی ہذا الکلام من علی ایضًا من طریق ابی صالح عن علی قال فی الاختین المملوکتین احلتہما آیۃ وحرّمتہما آیۃ و لا آمُر و لا انہٰی ولا اُحِلّ ولا اُحرّم ولا افعل انا ولا اہلُ بیتی و عن عمر انہ خطب فقال ما بال رجال ینکحون ہذہ المتعۃ و قد نہی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہا لا اُوتٰی باحدٍ نکحہا الّا رجمتہ وسئل ابن عمر عن المتعۃ فقال حرام فقیل لہ ابنُ عباس یُفتی بہا قال فہلّا ترمرم[2] بہا فی زمان عُمر و عن عاصم ابن بہدلۃ انّ مسروقًا اتی صفین فقام بین الصفّین فقال یا ایہا الناس انصتوا ارأیتم لو انّ منادیًا ناداکم من السماء فرأیتموہ و سمعتم کلامہ فقال انّ اللہ ینہاکم عمّا انتم فیہ اکنتم منتہین قالوا سبحان اللہ قال فواللہ نزل بذٰلک جبرئیلُ علی محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم و ما ذاک بابین عندی منہ انّ اللہ قال وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ثم رجع الی الکوفۃ و عن داؤد بن الحصین قال کنت اقرء علی اُمّ سعد ابنۃ الربیع و کانت یتیمۃ فی حجر ابی بکر فقرأت علیہا والذین عاقدت ایمانکم

(قول راوی) میرا خیال یہ ہے کہ وہ علیؓ بن ابی طالب سے اس بارے میں اُن سے بھی سوال کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر حکومت میں میرا کچھ دخل ہو پھر میں کسی کو ایسا کرتا ہوا پاؤں تو میں اس کو ضرور قابل سزا قرار دوں اور یہ شک بھی حضرت علیؓ سے مروی ہے ابی صالح کی روایت سے کہ مروی ہے علیؓ سے ایسی دو بہنوں کے متعلق جو مملوکہ (یعنے ایک شخص کی ملک) ہوں کہ ان دونوں کو ایک آیت حلال کہتی ہے اور دوسری آیت حرام کہتی ہے اور میں نہ حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں اور نہ حلال کہتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں اور نہ میں خود کروں گا اور نہ میرے اہل بیت۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ وہ یہ متعہ والا نکاح کر رہے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ جب میرے سامنے کوئی ایسا شخص لایا جائے گا جس نے نکاح متعہ[1] کیا ہوگا تو میں اس کو سنگسار کر دوں گا۔ اور ابن عمرؓ سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ حرام ہے، تو اُن سے کہا گیا کہ ابن عباسؓ اس (کی حلت) کا فتویٰ دیتے ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ کے زمانہ میں کیوں نہ گنگنائے۔ اور مروی ہے عاصم ابن بہدلہ سے کہ مسروق صفین میں آئے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے لوگو! خاموش ہو جاؤ تم کیا رائے رکھتے ہو اگر ایک ندا کرنے والا تم کو آسمان سے پکار کر ندا کرے پھر تم اُس کو دیکھ بھی لو اور اُس کی بات سُنتے ہوئے بھی ہو۔ پھر بولے کہ اللہ تم کو منع کر رہا ہے اس (فعل) سے جس میں تم (مبتلا ہونا چاہتے) ہو۔ کیا تم باز رہو گے؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ۔ مسروق نے کہا کہ خدا کی قسم یہ لیکر جبریلؑ نازل ہوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور میرے نزدیک وہ بات اس سے مختلف و جدا نہیں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تقتلوا الخ (۴: ۲۹) اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالےٰ تم پر بڑے مہربان ہیں پھر کوفہ کی طرف لوٹ گئے۔ اور داؤد بن الحصین سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں اُمّ سعد ابنۃ الربیع کو قرآن سُنایا کرتا تھا اور یہ یتیمہ زیر پرورش ابوبکرؓ رہی ہیں میں نے ان کے سامنے پڑھا والذین عاقدت ایمانکم

[1] نکاح متعہ کے معنے ہیں ایک مدت معین کے کے عورت سے نکاح کرنا۔ یہ جنگِ خیبر سے پہلے حلال تھا بعد میں حرام ہوگیا۔ پھر فتح مکہ یعنے یوم اوطاس میں حلال ہوا پھر تین دن بعد ہمیشہ کے لئے حرام ہوگیا۔ اس میں صرف روافض کا اختلاف ہے ہو کذا فی مجمع البحار، مترجم۔

[2] زمزمہ صوت خفی لا یکا دیفہم والمراد ہلا تکلم بحلّہا فی زمانہ ۱۲

فقالت لا ولکن والذین عقدت ایمانکم انہا نزلت فی ابی بکر و ابنہ عبدالرحمن حین ابی ان یسلم فحلف ابوبکر لا یورثہ فلما اسلم امرہ اللہ ان یورثہ نصیبہ ۔ و عن عمر قال ما استفاد رجل بعد الایمان باللہ من امرأۃ حسنۃ الخلق ودود ولود و ما استفاد رجل بعد الکفر باللہ شرا من امرأۃ سیئۃ الخلق حدیدۃ اللسان ۔ و عن عمر بن الخطاب قال النساء ثلث امرأۃ عفیفۃ مسلمۃ ہینۃ لینۃ ودود ولود تعین اہلہا علی الدہر و لا تعین الدہر علی اہلہا قلیل ما تجدہا و امرأۃ لم تزد علی ان تلد الولد والثالثۃ غل قمل یجعلہا اللہ فی عنق من یشاء و اذا اراد ان ینزعہ نزعہ ۔ و عن ابن عباس بعثت انا و معاویۃ حکمین فقیل لنا ان رأیتما ان تجمعا جمعتما و ان رأیتما ان تفرقا فرقتما والذی بعثہما عثمان ۔ و عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ ۔ و قال عمر ان القبلۃ من اللمس فتوضؤا منہا ۔ و قال عثمان اللمس بالید ۔ و عن عمر قال الجبت الساحر و الطاغوت الشیطان ۔ قرئ عند عمر کلما نضجت جلودہم بدلنٰہم جلودا غیرہا فقال معاذ عندی

تو انھوں نے کہا نہیں ؛ والذین عقدت ایمانکم پڑھ۔ یہ آیت نازل ہوئی ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمنؓ کے بارے میں جب انھوں نے اسلام لانے سے انکار کیا تو ابوبکرؓ نے قسم کھالی تھی کہ وہ ان کو اپنا وارث نہ بنائیں گے پھر جب وہ اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ ان کا حصہ وراثت ان کو دیں۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے (یعنی اسلام) کے بعد سب سے زیادہ راحت رساں چیز مرد کے لئے ایسی عورت ہے جو اچھے اخلاق والی، محبت والی، بچے جننے والی ہو اور اللہ تعالیٰ سے کفر کے بعد مرد کے لئے سب سے زیادہ بدتر چیز وہ عورت ہے جو بدخلق اور تیز زبان ہو۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ عورتیں تین طرح کی ہوتی ہیں۔ عورت پاکدامن، اطاعت شعار، بُردبار، نرم مزاج، محبت والی، بچے جننے والی جو اپنے شوہر کو (حوادث) زمانہ کے مقابلہ میں مدد دینے والی ہو اور (حوادث) زمانہ کو شوہر کے مقابلہ پر مدد نہ دے اور ایسی عورتیں تم کو بہت کم ملیں گی اور ایک عورت وہ ہے جس میں بجز اس کے کہ بچے جنتی رہے اور کوئی وصف نہیں۔ اور تیسری ہے گلے کا طوق[1] (سرکی) جوں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو جس کی گردن میں چاہتے ہیں ڈال دیتے ہیں اور جب نکالنا چاہتے ہیں نکال بھی دیتے ہیں۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ میں اور معاویہ دونوں حَکَم بنا کر بھیجے گئے تو ہم سے کہا گیا کہ اگر تم اکٹھے رہنا چاہو تو اکٹھے رہنا اور اگر الگ الگ رہنا چاہو تو الگ الگ رہنا۔ اور جس نے دونوں کو بھیجا تھا وہ عثمانؓ تھے[2]۔ اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ بدخصلت شخص جنّت میں نہ داخل ہوگا۔ اور عمرؓ کا قول ہے کہ بوسہ لمس (یعنی چھونے) میں داخل ہے اس سے وضو کی جائے اور عثمانؓ نے کہا کہ لمس ہاتھ سے متعلق ہے اور مروی ہے عمرؓ سے (الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتٰب یؤمنون بالجبت والطاغوت میں) الجبت سے ساحر اور طاغوت سے شیطان مراد ہے۔ عمرؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی کلما نضجت الخ (۴:۵۶) جب ایک دفعہ اُن کی کھال جل چکے گی تو ہم اُس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کردیں گے۔ تو معاذؓ نے کہا کہ میرے پاس

[2] ان حکایات کے ذکر سے یہ مقصد ہے کہ حضرات خلفاءؓ دنیاوی امور میں بھی بڑے تجربہ کار اور صاحب بصیرت تھے۔ اسی کو دکھانے کے لئے حضرت عمرؓ کے چند حکیمانہ کلمات نقل کئے اور عثمانؓ کی فراست ظاہر کرنے کے لئے یہ قول ذکر کیا کہ حضرت عثمانؓ نے سمجھ لیا تھا کہ ان دونوں کی افتادِ مزاج مختلف ہے ۱۲ مترجم

[1] غل بالضم طوق گردن و قمل بفتح قاف و سکون میم سپیس دستور عرب بود کہ چوں اسیر را گرفتہ در گردنش طوق می انداختند پس اگر موہائے [illegible]

www.kitabghar.org

تفسیرًا تتبدّل فی ساعۃٍ مائۃ مرّۃٍ فقال عمر ہکذا سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم و فی روایۃ اُبیٌّ مکان معاذٍ قال عمر سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوّل ما یُرفع من النّاس الامانۃُ و اٰخر ما یبقی الصّلوٰۃُ ورُبّ مصلٍّ لاخیر فیہ و عن عکرمۃ فی قولہ تعالٰی وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ قال ابوبکر و عمر و عن الکلبی واُولی الامر قال ابوبکر و عمر و عثمان و علیّ و ابن مسعود و عن عکرمۃ انہ سُئل عن اُمّہات الاولاد فقال ہُنّ اَحْرَارٌ قیل بایّ شیءٍ تقول قال بالقرآن قالوا بماذا من القرآن قال قول اللّٰہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ و کان عمر من اُولی الامر قال اُعتقت و ان کان سِقْطًا و عن عمران بن الحُصَین قال کان عمر اذا استعمل رجلاً کتب فی عہدہ اسْمعوا لہٗ و اَطِیْعُوا ما عدل فیکم و عن عمر قال اسْمَعْ و اَطِعْ و ان اُمّر علیک عبدٌ حبشیٌّ مُجدّعٌ اِن ضربک فاصبر و اِن حرمک فاصبر و اِن اراد امرًا ینتقص دینک فقل دمی دون دینی و اخرج الثعلبی عن ابن عباس فی قولہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّہُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ الآیۃ قال نزلت فی رجلٍ من المنافقین یُقال لہٗ بِشر خاصم یہودیًا

اس کی تفسیر ہے ایک ساعت میں سو دفعہ بدلی جائے گی۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سُنا ہے اور ایک روایت میں بجائے معاذ کے اُبیؓ کا نام مذکور ہے۔ اور عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ (قیامت کے قریب) سب سے پہلے جو چیز لوگوں میں سے اُٹھالی جائے گی وہ امانت ہوگی اور باقی رہنے والی چیزوں میں کی آخری چیز نماز ہوگی۔ اور بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جن میں خیر نہیں اور مروی ہے عکرمہؓ سے بابت ارشاد باری تعالیٰ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اور مروی ہے کلبی سے واولی الامر کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ و ابن مسعودؓ۔ اور عکرمہؓ سے مروی ہے کہ ان سے اُن باندیوں کے بارے میں پوچھا گیا جن سے بچے پیدا ہوگئے تو انھوں نے کہا کہ وہ آزاد ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ کس دلیل سے کہتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ قرآن سے۔ لوگوں نے کہا کہ قرآن میں یہ کہاں ہے تو انھوں نے کہا کہ حق تعالیٰ کا قول ہے اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں اُن کی) اور عمرؓ اولی الامر میں سے تھے، انھوں نے کہا ہے کہ آزاد کردی جائیں گی اگرچہ ادھورا بچہ گرگیا ہو۔ اور مروی ہے عمران ابن الحصین سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ جب کسی کو عامل بنایا کرتے تھے تو اُس کی سند پر (عامۃ المسلمین کے لئے یہ ہدایت) لکھتے تھے کہ ان کی بات سُنو اور اطاعت کرو جب تک تم میں عدل کرتے رہیں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (لوگوں سے) آپ نے فرمایا سُن اور اطاعت کر اگرچہ تجھ پر ایک حبشی بیٹھی ہوئی ناک والے غلام کو امیر بنادیا جائے اگر وہ تجھے مارے تو صبر کر اور اگر تجھے محروم کرے تو بھی صبر کر اور اگر کسی ایسے کام کا ارادہ کرے جس سے تیرے دین کو نقصان پہنچے تو کہدے کہ تو میرا خون بہا سکتا ہے مگر دین نہیں۔ اور اخذ کیا ثعلبی نے ابن عباسؓ سے مروی ہے اس آیت کے بارے میں اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ الخ (۴: ۶۰) کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اُس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی، آخر تک۔ فرمایا کہ منافقین میں سے ایک شخص کے بارے میں جس کو بِشر کہا جاتا تھا نازل ہوئی۔ اُس نے ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا کیا تو

فدعا الیهودیُّ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعاه المنافقُ الی کعبِ الاشرف ثم انهما احتکما الی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقضی للیهودیّ فلم یرضَ المنافقُ وقال تعالَ نتحاکمُ الی عمرَ بن الخطاب فقال الیهودیُّ لعمرَ قضی لنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرضَ بقضائہ فقال للمنافقِ کذلک قال نعم فقال عمر مکانکما حتی اَخرُجَ الیکما فدخل عمر فاشتمل علی سیفہٖ ثم خرج فضربَ عُنقَ المنافقِ حتی برد ثم قال ہکذا اَقضی لمن لم یرضَ بقضاء اللہ و رسولہ فنزلت وللحدیث طرقٌ متعددۃٌ یُتماسَکُ بہا من ابن لہیعۃ عن ابی الاسود ومن عُتبۃ بن ضمرۃ عن ابیہ و عن مکحولٍ وغیر ذلک واخرج مسلم فی حدیث ابن عباس عن عمر بن الخطاب قال لما اعتزل النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ دخلتُ المسجدَ فنادیتُ باعلی صوتی لم یُطلّق نساءہ ونزلت هذہ الآیۃ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ فکنتُ انا استنبطتُ ذلک الامر وعن یعلی بن اُمیۃ قال سألتُ عمرَ بن الخطاب فقلتُ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قد امن الناس

یہودی نے دعویٰ پیش کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور یہودی پر منافق نے دعویٰ کیا کعب الاشرف کے یہاں۔ پھر دونوں نے حَکَم بنایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ تو آپؐ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا لیکن منافق راضی نہ ہوا اور اُس نے (یہودی) سے کہا کہ آ ہم یہ مقدمہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس لیجائیں۔ (چنانچہ لے گئے) تو یہودی نے عمرؓ سے کہا کہ ہمارا فیصلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کر دیا ہے مگر یہ آپؐ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا تو عمرؓ نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہی بات ہے؟ اُس نے کہا کہ ہاں تو عمرؓ نے کہا یہیں کھڑے رہو جب تک میں باہر آؤں۔ عمرؓ گھر میں گئے اور برہنہ تلوار ہاتھ میں لے کر نکلے اور منافق کی گردن ماردی یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا میں اس طرح فیصلہ کرتا ہوں اُس کا جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حدیث کے اور بھی چند طرق ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔ (جن میں سے ایک یہ ہے) روایت ہے ابن لہیعہ سے وہ روایت کرتے ہیں ابی الاسود سے وہ عتبہ بن ضمرہ سے وہ اپنے باپ سے وہ مکحول سے وغیر ذلک اور اخذ کیا مسلم نے ابن عباسؓ کی حدیث میں روایت ہے عمرؓ بن الخطاب سے آپؓ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی تو میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ آپؐ نے اپنی عورتوں کو طلاق نہیں دی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ الخ (۴: ۸۳) اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو اُن میں ایسے اُمور کو سمجھتے ہیں اُن کے اُوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔" تو وہ شخص جس نے اس امر کا استنباط کیا میں تھا (مراد یہ ہے کہ الذین یستنبطونہ سے روئے سخن میری جانب ہے) اور یعلے بن امیہ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے اور عرض کیا کہ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ الخ (۴: ۱۰۱) (اور جب تم زمین میں سفر کرو سو) تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا (بلکہ ضروری ہے) کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے۔" (جس شرط کے ساتھ یہ حکم دیا گیا تھا وہ اب باقی نہیں رہی یعنی کفار کی طرف سے اندیشہ کیونکہ) اب سب لوگ امن سے ہیں (تو اب قصر کا حکم کیوں باقی ہے؟)

www.kitabghar.org

فقال لی عمر عجبتُ مما عجبتَ منہ فسألتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک قال صَدَقَۃٌ تصدّق اللہُ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہٗ وعن عمرو بن دینارٍ ان رجلاً قال لعمر اُحکم بیننا بما اراک اللہ قال مہ انما ھٰذہ للنبی صلے اللہ علیہ وسلم خاصۃً یعنے ان اجتہاد النبی معصومٌ عن الخطأ قطعًا دون غیرہ وعن ابن وھب قال قال لی مالک الحکمُ الذی یحکم بہ بین الناس علےٰ وجہین فالذی یحکم بالقرآن والسنۃ الماضیۃ فذلک الحکم الواجب والصواب والحکم الذی یجتہد فیہ العالم نفسہ فیما لم یأت فیہ شیئٌ فلعلہ ان یوافق قال وثالثٌ المتکلف لما لا یعلم فما اخشبہ ذلک ان لا یوافق و رُوی من طرقٍ متعددۃٍ عن علیؓ قال سمعتُ ابابکر یقول سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول مامن عبد اذنب ذنباً فقام فتوضأ فاحسن وضوءہ ثم قام فصلے واستغفر من ذنبہ الا کان حقًّا علے اللہ ان یغفر لہ لانہ یقول وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ وعن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب اطلع علے ابی بکر وھو یمدّ لسانہ قال ما تصنع یا خلیفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان ھٰذا الذی اوردنی الموارد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لیس شیئٌ من الجسد الا یشکو ذرب اللسان علے حدّتہ عن مالک

تو مجھ سے عمرؓ نے فرمایا کہ جس امر سے تمکو حیرانی ہوئی مجھے بھی ہوئی تو میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ انعام ہے جو اللہ تم نے تم پر کیا تو اس کے انعام کو قبول کرو۔ اور مروی ہے عمرو بن دینار سے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے کہا کہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجئے اس شے کے ساتھ جو اللہ نے آپ پر منکشف کر دی فرمایا خبردار یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے یعنی نبی کا اجتہاد خطا سے بالکل پاک ہے کسی دوسرے کا نہیں۔ اور مروی ہے ابن وہب سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالکؒ نے کہا کہ وہ حکم جس سے لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جاتا ہے دو قسم کا ہے تو جو فیصلہ کیا جائیگا قرآن سے اور سنت جاریہ سے تو یہ حکم واجب ہے اور صواب ہے اور جو ایسا حکم ہے کہ اس میں عالم نے اپنی طرف سے اجتہاد کیا ہو ایسی بات کے متعلق جس کے بارے میں کوئی شئ (یعنی دلیل قرآن و حدیث میں) نہیں آئی تو امید کہ وہ حق کے موافق ہو جائے کہا کہ ایک تیسرا بھی ہے یعنی متکلف (بیہودہ اور بے بنیاد حکم کی بنیاد قائم کرنے والا) ایسے مسئلہ میں جس کو وہ نہیں جانتا تو جو میں اس کے بارے میں گمان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ حق کے موافق نہ ہوگا۔ اور متعدد طریقوں سے حضرت علیؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابوبکرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ کہتے تھے کہ ایسا کوئی بندہ نہیں جس نے کوئی گناہ کیا پھر وہ اٹھا اور اس نے وضو کی اور عمدگی کے ساتھ کی پھر اس نے نماز پڑھی اور اپنے گناہ سے استغفار کیا (یعنی معافی طلب کی) تو اللہ پر حق ہو گیا (یعنے ضروری) کہ وہ اس کو معاف کر دے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا الخ (۴: ۱۱۰)

اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائیگا۔

اور روایت ہے زید بن اسلم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب حضرت ابوبکرؓ کے یہاں پہنچے اور وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔ عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے ہو؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ یہی ہے وہ جس نے مجھے ہلاکت کے مقامات میں پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شئ (یعنے کوئی عضو) جسم ایسا نہیں مگر کہ وہ (بزبان حال) زبان کا اس کی تیزی[1] اور بدکلامی پر شاکی ہے۔ مروی ہے مالک سے

[1] زبان نے بدکلامی کی کسی پر بہتان لگا دیا، حد قذف جاری ہوئی کمر پر کہ اس پر کوڑوں کی مار پڑی۔ کسی کو گالی دی جس کے نتیجہ میں گال طمانچے کھا رہے ہیں۔ اس طرح ہر عضو اس کی ناشائستگی سے تکلیف اٹھاتا ہے اس لئے انسان کو چاہیئے کہ اس پر قابو رکھے ۱۲ مترجم

قال کان عمر بن عبدالعزیز یقول سنّ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم وولاۃ الامرِ من بعدہ سُنَناً الاخذ بہا تصدیقٌ لکتاب اللہ واستکمالٌ لطاعتہ وقوّۃٌ علے دین اللہ لیس لاحدٍ تغییرُہا ولا تبدیلُہا ولا النظر فیما خالفہا مَن اقتدی بہا مُہتدٍ ومن استنصر بہا منصورٌ ومَن یخالفہا اتّبع غیر سبیل المؤمنین وولّاہُ اللہُ ما تولّٰے واصلاہُ جہنّم وساءَت مصیرًا ۔ وعن ابن عمر انّ عمر بن الخطاب کان ینہٰے من اختصاء البہائم ویقول ہَل النَّماء اِلّا فے الذکور ۔ وقد صحّ من طرق متعددۃ عن ابے بکر الصدیق انہ قال کیف الفلاحُ یارسول اللہ بعد ہٰذہ الآیۃ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَہْلِ الْکِتَابِ ط مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ فکل سوءٍ جُزِینا بہ فقال النبے صلے اللہ علیہ وسلم غفر اللہ لک یا ابابکر اَلَسْتَ تَمْرَضُ اَلَسْتَ تَحْزَنُ اَلَسْتَ تُصِیبُکَ اللَّأْوَاءُ قال بلٰے قال فہو ما تُجزون بہ ۔ وفی روایۃ عن ابے بکر الصدیق قال کنتُ عند النبے صلے اللہ علیہ وسلم فنزلت ہٰذہ الآیۃ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم یا ابابکر اَلَا اُقرئک آیۃ نزلت علَیّ قلتُ بلٰی یارسول اللہ فاَقرَأنیہا فلا اَعلم الّا انّی وجدتُ انقصامًا فی ظہرے حتے تمطّأتُ لہا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم

اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ ایسا اچھا طریقہ قائم کردیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ان اصحاب نے جو آپ کے بعد اولی الامر تھے (یعنی خلفاء راشدین) کہ اُن کی راہ کو پکڑ لینا ہی سب کچھ ہے) کتاب اللہ کی تصدیق (بھی) ہے، اللہ کی فرمانبرداری کی تکمیل بھی، اللہ تعالیٰ کے دین پر ثابت قدمی بھی۔ کسی کو اس میں تغیّر و تبدّل کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ اپنی رائے سے اُس میں خلاف کرنے کا۔ جس نے اُس کا اقتدا کرلیا ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے اُس سے مدد چاہی وہ منصور ہوا اور جس نے اُس طریقہ کی مخالفت کی اُس نے مؤمنین کی مخالف راہ کا اتباع کیا اور اللہ بھی اس سے رُو گرداں رہے گا (یعنی رحمت سے متوجّہ نہ ہوگا) جب تک یہ (اس طریق سے) رُوگرداں رہے گا اور (انجام کار) اُس کو جہنم میں جھونک دے گا اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب بہائم (یعنی بیل بکرے وغیرہ) کو خصّی کرنے سے منع کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نسل بڑھانے کا معاملہ تو ذکور ہی پر منحصر ہے۔ اور طرقِ متعددہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھوں نے کہا یارسول اللہؐ اب کیسے نجات ہوگی اس آیت کے بعد لیس بامانیکم الخ (۴: ۱۲۳) نہ تمھاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی بُرا کام کرے گا وہ اُس کے عوض میں سزا دیا جائے گا۔" تو ہر بُرائی کی ہم کو سزا دی جائیگی۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے تمھاری مغفرت کردی ہے کیا تمھاری دشمنی نہیں کیجاتی؟ کیا تم کو غمگین نہیں کیا جاتا؟ کیا تمھارے حصّہ میں مُصیبت نہیں آتی؟ آپ نے فرمایا کہ بس یہی تو وہ جزا ہے جو تم کو دی جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں ابوبکر صدیقؓ سے یوں مروی ہے کہ مَیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی من یّعمل سوءً تا نصیرًا ہ (۴: ۱۲۳) جو شخص کوئی بُرا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ آیت نہ سُناؤں جو مجھ پر نازل ہوئی۔ میں نے عرض کیا ضرور سُنایئے یارسول اللہؐ، تو آپ نے پڑھ کر سُنائی تو میں نہیں جانتا (کہ کس طرح اپنا حال کہوں) بجز اس کے کہ میں اپنی کمر ٹوٹنے کو محسوس کر رہا تھا یہاں تک (سُست ہوگیا) کہ اس کی وجہ سے جماہیاں آنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

www.kitabghar.org

مالک یا ابا بکر قلت بابی انت و امی یا رسول اللہ و اینا لم یعمل السوء انا لمجزیون بکل سوء عملناہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما انت واصحابک یا ابا بکر المومنون فتجزون بذلک فی الدنیا حتے تلقوا اللہ لیس لکم ذنوب و اما الآخرون فیجمع لہم ذلک حتے یجزون یوم القیمۃ ۔ وعن محمد بن المنتشر قال قال رجل لعمر بن الخطاب انی اعرف اشد آیۃ فی کتاب اللہ فاھوے عمر فضربہ بالدرۃ و قال مالک نقبت عنہا حتے تعلمہا فانصرف حتے اذا کان الغد قال لہ عمر الآیۃ التی ذکرت بالامس فقال مَن یَعمَل سُوءًا یُجزَ بِہٖ فما منا احد یعمل سوءا الا جوزی بہ فقال عمر لبثنا حین نزلت ما ینفعنا طعام ولا شراب حتے انزل اللہ بعد ذلک و رخص وقال وَمَن یَعمَل سُوءًا اَو یَظلِم نَفسَہٗ ثُمَّ یَستَغفِرِ اللہَ یَجِدِ اللہَ غَفُورًا رَّحِیمًا واخرج مالک ومسلم عن عمر قال ما سألت النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن شئ اکثر مما سألتہ عن الکلالۃ فقال یکفیک آیۃ الصیف التی فی آخر النساء و اخرج البخاری ومسلم عن عمر قال ثلث وددت ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان عہد الینا فیہن عہدا انتہے الیہ الجد والکلالۃ وابواب من ابواب الربوا وعن سعید بن جبیر

ابوبکرؓ تم کو کیا ہوا! میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار، اور ہم میں کون ہے جس نے بُرا کام نہیں کیا ہم ضرور بُرے کاموں پر سزا دیئے جائیں گے جن کا ہم نے ارتکاب کیا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیا تم اور تمھارے ساتھی مؤمنین نہیں ہو۔ تو تم کو اس کی سزا دنیا ہی میں دیدی جاتی ہے یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسے حال میں ملوگے کہ تمھارے اوپر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ہے دوسرے لوگ تو اُن کے گناہ جمع کئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ اُن کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی۔ اور مروی ہے محمد بن المنتشر سے انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ میں جانتا ہوں کتاب اللہ کی ایک بڑی سخت آیت کو (آگے کچھ نہ بولا) عمرؓ نے دِرّہ اُٹھا کر اُس کے مارا اور کہا کیا ہوا تجھے اُس کو منتخب کرکے رکھ لیا اور اس کا علم حاصل کرلیا (اور دین کی بات کو دوسرے مؤمنین سے چھپا رہا ہے) وہ شخص چلا گیا یہاں تک کہ جب اگلا دن ہوا (اور وہ آیا) تو حضرت عمرؓ نے اُس سے کہا کہ (بتاؤ) وہ آیت جس کا ذکر تم نے گزشتہ شام کیا تھا۔ اُس نے کہا کہ مَن یَعمَل سُوءًا یُجزَ بِہٖ تو ہم میں کوئی ایسا نہیں جو بُرا کام کرے گا مگر اس کو اس کی سزا دی جائیگی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم اس حال میں مبتلا ہوگئے تھے کہ نہ ہم کو کھانا مرغوب تھا اور نہ پانی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد دوسری آیت نازل کی اور سہولت بخشی اور فرمایا وَمَن یَعمَل تا رحیماہ (۴: ۱۱۰) اور جو شخص کوئی بُرائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائے گا۔ اور اخذ کیا مالکؒ نے اور مسلمؒ نے، روایت ہے عمرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی شے کے بارے میں اتنا زیادہ نہیں پُوچھا جتنا کلالہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے آیۃ الصیف کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے (یعنی قل اللہ یفتیکم فی الکلٰلۃ الخ) اور بخاریؒ ومسلمؒ نے اخذ کیا روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تین چیزیں تھیں جن کے بارے میں میری خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہدایت نامہ لکھوا دیں جس کو ہم آخری بات قرار دیں، دادا کا حق اور کلالہ کا حق اور چند ابواب سود کے ابواب میں سے۔ اور مروی ہے سعید بن جبیر سے

۱؎ کلالہ وہ شخص ہے جس کے نہ کوئی اُوپر ہو نہ نیچے یعنی نہ باپ دادا پر دادا ہو اور نہ بیٹا پوتا وغیرہ ۱۲ مترجم

ان عمر کتب فی الجد والکلالۃ کتابا فمکث یستخیر اللہ یقول اللہم ان علمت ان فیہ خیرا فامضہ حتی اذا طعن دعا بالکتاب فمحی فلم یدر احد ما کتب فیہ فقال انی کتبت فی الجد والکلالۃ کتابا وکنت استخیر اللہ فیہ فرأیت ان اترککم علی ما کنتم علیہ و عن الشعبی قال سئل ابوبکر عن الکلالۃ فقال انی ساقول فیہا برأیی اراہ ما خلا الوالد والولد فلما استخلف عمر قال الکلالۃ ما عدا الولد فلما طعن عمر قال انی لاستحیی اللہ ان اخالف ابابکر رضی اللہ عنہ و عن ابی بکر الصدیق انہ قال من مات ولیس لہ ولد ولا والد فورثتہ کلالۃ فتسخط منہ علی ثم رجع الی قولہ و عن قتادۃ قال ذکر لنا ان ابابکر الصدیق قال فی خطبتہ الا ان الآیۃ التی انزلت فی اول سورۃ النساء فی شان الفرائض انزلہا اللہ فی الولد والوالد والآیۃ الثانیۃ انزلہا فی الزوج والزوجۃ والاخوۃ من الام والآیۃ التی ختم بہا سورۃ الانفال انزلہا فی اولی الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ مما جرت بہ الرحم من العصبۃ۔

عمرؓ نے دادا اور کلالہ کے بارے میں ایک مکتوب تحریر کیا پھر اس کو نافذ کرنے میں توقف کیا اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتے رہے اور یہ دُعا کرتے رہے کہ یا اللہ اگر آپ کے نزدیک اس میں خیر ہو تو اس کو جاری کیجئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مجروح کردیئے گئے تو آپ نے وہ مکتوب منگایا پھر اس کو مٹا دیا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ اس میں کیا لکھا تھا۔ پھر فرمایا کہ میں نے دادا اور کلالہ کے بارے میں ایک مکتوب لکھا تھا اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں استخارہ کرتا رہا۔ اب میری رائے یہ ہوئی کہ تم کو اسی طرز عمل پر چھوڑ دوں جس کے تم کاربند رہے ہو۔ اور شعبی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ میں تم سے اس کے بارے میں اپنی رائے بتاتا ہوں جو میں سمجھا گیا ہوں (کلالہ وہ ہے) جس نے باپ چھوڑا ہو نہ بیٹا۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا کہ کلالہ وہ ہے جس کے بیٹا نہ ہو پھر جب عمرؓ مجروح ہوئے تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ ابوبکرؓ کی مخالفت کروں۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے انھوں نے کہا کہ جو شخص مرگیا ایسی حالت میں کہ نہ اس کے بیٹا ہے اور نہ باپ اور اس کے ورثہ وہ کلالہ ہے تو اُن سے علیؓ نے اعراض کیا پھر ان کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ اور قتادہؒ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنے خطبہ میں یہ کہا کہ دیکھو جو آیت سورۃ النساء کے شروع میں فرائض کی شان میں نازل ہوئی ہے اللہ نے اس کو بیٹے اور باپ کے بارے میں نازل کیا ہے اور دوسری آیت کو نازل کیا ہے شوہر اور زوجہ اور اخیافی بھائیوں کے بارے میں اور وہ آیت جس پر سورۃ انفال کو ختم کیا ہے اُس کو نازل کیا ہے ذوی الارحام کے بارے میں ان میں سے بعض بعض سے زیادہ قریب ہیں کتاب اللہ میں (یعنی ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حقدار ہیں) یعنی ان میں سے جو رحم کے واسطہ سے قریب ہیں بہ نسبت عصبہ کے (یہ اولی الارحام کی تشریح ہے)۔

آیات سورۃ المائدۃ

قال اللہ تعالے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ۫ یُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین اٰمنوا من یرتد الخ (۵: م ۵۔ تا ۵۶) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنیوالے

لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ۚ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

فقیر گوید عفی عنہ این آیات اَدَلّ دلیل است بر خلافت خاصہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و بر فضائل و مناقب او و تابعانِ او بوجہے کہ جاہل آن معذور نباشد و منکر آن منقطع الحجۃ باشد در اسلام۔

تفصیل این اجمال آنکہ خدائے تعالیٰ درین آیات خبر داد کہ جماعۃ از متکلمین بکلمۂ اسلام مرتد خواہند شد و وعدہ فرمود کہ جماعہ از محبین و محبوبین و کذا و کذا خواہیم آورد و معنی آوردن آنست کہ از میان قبائل عرب گروہ گروہ برآمدہ بمحض توفیقِ الٰہی مجتمع شوند و در مقابلہ مرتدین داد قتال دہند و این وعدہ بہیئتہا و صورتہا در زمانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ واقع شد گروہ گروہ از قبائل عرب برآمدہ زیر رایت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جمع شدند و بامر او مقاتلہ نمودند تا آنکہ نائرہ فتنہ فرو نشست و عالم بشکلِ اوّل بازگشت و بعد ازان حادثہ الیٰ یومنا ہذا کہ مدتِ متطاولہ گذشتہ باین صفت قتال مرتدین واقع نشد پس صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ و اتباع او باین فضائل عظیمہ کہ در اسلام فضیلتے بالاتر ازان نمی باشد متصف بودند و ہمین است معنی خلافتِ خاصہ وہو المقصود و

اخرج البخاری و مسلم عن طارق بن شہاب قال قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن آیۃً فی کتابکم لو نزلت علینا معشر الیہود لاتخذنا ذلک الیوم عیداً قال ای آیۃ قالوا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الخ قال عمر

ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں بڑے علم والے ہیں۔ تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ اُن میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اُس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ تعالیٰ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ آیات ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ خاصہ اور اُن کے تابعین کے فضائل و مناقب پر اس قدر واضح دلیل ہیں کہ اب وہ شخص جو اُن کو نہ جاننے والا تھا معذور نہیں رہے گا اور جو اُن (فضائل) کا منکر ہے اُس پر اسلام میں حجت تمام ہو گئی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خبر دی ہے کہ ایک جماعت کلمۂ اسلام پڑھنے والوں کی مرتد ہو جائے گی اور وعدہ فرمایا کہ محبین اور محبوبین کی ایک جماعت کو جن کی ایسی اور ایسی صفات ہونگی ہم لائیں گے اور لانے کے معنے یہ ہیں کہ وہ لوگ قبائل عرب میں سے گروہ گروہ نکل کر محض توفیق الٰہی سے مجتمع ہو جائیں اور مرتدین کے مقابلہ پر دادِ قتال دیں، اور یہ وعدہ اسی ہیئت و صورت کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورا ہو گیا، کہ گروہ گروہ قبائل عرب نکل نکل کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اور اُن کے حکم سے اُنھوں نے مقاتلہ کیا یہاں تک کہ فتنہ کے شعلے ٹھنڈے ہو گئے اور عالم پہلی شکل پر واپس آ گیا اور اس حادثہ کے بعد ہمارے آج کے دن تک کہ بہت بڑی مدت گزر چکی ہے اس صفت کے ساتھ مرتدین سے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اُن کے تابعین ان فضائل عظیمہ سے کہ اسلام میں کوئی فضیلت اُن سے بالاتر نہیں ہے متصف تھے اور یہی خلافتِ خاصہ کے معنے ہیں اور وہی ہمارا مقصود ہے۔ اور اخذ کی بخاری اور مسلم نے روایت ہے طارق بن شہاب سے اُنھوں نے بیان کیا کہ یہود نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم لوگ ایک ایسی آیت اپنی کتاب میں پڑھتے ہو کہ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اُس دن کو عید قرار دے لیتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اور وہ کونسی آیت ہے تو انھوں نے کہا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ الخ (۵ : ۳) "آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا"۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

www.kitabghar.org

واللہ انی لاعلم الیوم الذی نزلت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیہ والساعۃ التی نزلت علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ فی یوم الجمعۃ وعن عنترۃ قال لما نزلت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ و ذلک یوم الحج الاکبر بکے عمر فقال لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ما یبکیک قال ابکانی انا کنا فی زیادۃ من دیننا فاما اذا کمل فانہ لم یکمل شئ قط الا نقص قال صدقت وعن علقمۃ بن عبد اللہ المزنی قال کنت فی مجلس عمر بن الخطاب فقال عمر رجل من القوم کیف سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول قال ان الاسلام بدأ جذعا ثم ثنیا ثم رباعیا ثم سدیسا ثم بازلا قال عمر فما بعد البزول الا النقصان وعن عمر بن الخطاب قال المسلم یتزوج النصرانیۃ ولا تتزوج المسلمۃ النصرانی اخرجہ مسلم وعن بریدۃ قال کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یتوضأ عند کل صلوۃ فلما کان یوم الفتح توضأ و مسح علے خفیہ وصلے الصلوات بوضوء واحد فقال عمر یا رسول اللہ انک فعلت شیئا لم تکن تفعلہ قال انی عمدا فعلتہ یا عمر وعن علے انہ قرأ وَاَرْجُلَکُمْ قال عاد الی الغسل وعن ابن مسعود انہ قرأ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ بالنصب وعن عروۃ انہ کان یقرأ وَاَرْجُلَکُمْ یقول رجع الامر الی الغسل وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال

واللہ میں اُس دن کو جس میں یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی بخوبی جانتا ہوں اور اُس ساعت کو بھی جس میں یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ عرفہ کی شام اور جمعہ کے دن میں اور عنترہ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ جب آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوئی اور یہ حج اکبر کا دن تھا تو عمرؓ رونے لگے۔ اس پر ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ عمرؓ نے کہا کہ مجھے یہ (خیال) رُلا رہا ہے کہ اب تک ہم اپنے دین میں ترقی پر تھے اور اب وہ کامل ہوچکا تو کوئی شے ایسی نہیں جب وہ کامل ہوجائے (اسی کمال پر باقی رہے) اُس میں انحطاط رونما ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ اور علقمہ بن عبد اللہ مزنی سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کی مجلس میں تھا تو عمرؓ نے قوم (یعنی حاضرین مجلس) میں سے ایک شخص سے کہا کہ کیونکر سنا تھا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو آپؐ فرما رہے تھے۔ اُس نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی ترقی کی مثال اُونٹ کی طرح ہے جو پانچ برس کا اُونٹ ہوتا ہے پھر چھ برس کا پھر سات برس کا پھر آٹھ برس کا (جس کو بازلؔ کہتے ہیں یعنی اب انتہائی طاقت پر آگیا) عمرؓ نے کہا کہ بزول (یعنی منتہائے قوت پر) پہنچنے کے بعد کیا ہے بجز انحطاط کے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان مرد نصرانی عورت سے نکاح کرلے اور مسلمان عورت نصرانی مرد سے نکاح نہ کرے۔ مسلم نے اخذ کیا۔ روایت ہے بُریدہؓ سے اُنھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے قریب وضو کیا کرتے تھے پھر جب فتح (مکہ) کا دن آیا تو آپؐ نے وضو کی اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا اور نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں تو آپ سے عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ (آج) آپ نے ایسا کام کیا جو آپ (پہلے) نہیں کیا کرتے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے قصداً کیا ہے اے عمرؓ۔ اور مروی ہے علیؓ سے کہ اُنھوں نے قراءت کی وَاَرْجُلَکُمْ فرمایا کہ (پھر کلام) لوٹا ہے غسل (یعنی دھونے) کی طرف۔ اور مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ اُنھوں نے پڑھا وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ (لام کے) زبر کے ساتھ اور مروی ہے عروہ سے کہ وہ پڑھا کرتے وَاَرْجُلَکُمْ اور کہتے لوٹ گیا ہے امر غسل کی طرف۔ اور ابی عبد الرحمن السلمی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ

لہ بازل وہ اونٹ جو آٹھ برس کا ہو کر نویں میں لگا ہو پھر جب وہ دسویں میں لگے تو اس کو بازل عام اور گیارھویں میں لگے تو بازل عامین کہتے ہیں ۱۲ مترجم از لغات الحدیث

www.kitabghar.org

قرأ الحسن والحسین وارجلکم الى الکعبین فسمع علیؓ ذلک وکان یقضی بین الناس فقال وارجلکم هذا من المقدم والمؤخر من الکلام و عن الاعمش قال کانوا یقرؤنها بروسکم وارجلِکم بالخفض وکانوا یغسلون و عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی قال اجتمع اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غسل القدمین و عن الحکم قال مضت السنة من رسول الله صلی الله علیه وسلم والمسلمین بغسل القدمین و عن انس قال نزل القرآن بالمسح والسنة بالغسل قلت خالفهم ابن عباس فقال بالمسح وکان عمله علی الغسل عن ابن عباس قال ابی الناس الا الغسل ولا اجد فی کتاب الله الا المسح و عن ابن عباس قال الوضوء غسلتان ومسحتان و عن ابن عباس قال افترض الله غسلتین ومسحتین الا ترى انه ذکر التیمم فجعل مکان الغسلتین مسحتین وترک المسحتین و اخرج البخاری عن عائشة قالت سقطت قلادة لی بالبیداء ونحن داخلون المدینة فاناخ رسول الله صلی الله علیه وسلم ونزل فثنی رأسه فی حجری راقدا و اقبل ابوبکر فلکزنی لکزة شدیدة و قال حبست الناس فی قلادة فبی الموت لمکان رسول الله صلی الله علیه وسلم وان النبی صلی الله علیه وسلم استیقظ وحضرت الصبح فالتمس الماء فلم یجد فنزلت هذه الآیة یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الآیة فقال اسید بن الحضیر لقد بارک الله للناس فیکم

حسنؓ اور حسینؓ نے وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ پڑھا تو یہ علیؓ نے سنا اور وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر رہے تھے اس پر فرمایا کہ یہ وارجلکم (اسلوب) کلام میں مقدم اور موخر میں سے ہے (جو فصاحت کا اسلوب ہے) اور مروی ہے اعمش سے انھوں نے کہا کہ لوگ پڑھتے تھے اس کو بروؤسکم وارجلِکم زیر کے ساتھ اور پاؤں دھویا کرتے تھے۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجماع کیا ہے دونوں پاؤں کے دھونے پر۔ اور مروی ہے حکم سے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں سے قدمین کا دھونا طریقہ جاریہ ہے۔ اور انسؓ سے مروی ہے کہ ان کا قول ہے کہ قرآن میں نزول مسح کا ہوا (جو صفائی کا ادنیٰ مرتبہ ہے) اور سنت دھونا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا خلاف کیا ہے ابن عباسؓ نے (بھی) وہ قائل مسح کے تھے مگر ان کا عمل دھونے ہی کا تھا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ سب لوگوں نے غسل کے سوا کا انکار کیا اور میں کتاب اللہ میں مسح کے سوا اور کچھ نہیں پاتا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ وضو دو (اعضاء کا) دھونا اور دو (اعضاء کا) مسح ہے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ اللہ تعالیٰ نے دو غسل اور دو مسح فرض کئے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تیمم کا ذکر کیا تو اس میں دو غسل کے بجائے دو مسح رکھدیئے اور دو مسحوں کو چھوڑ دیا۔ اور اخذ کیا بخاری نے، مروی ہے عائشہؓ سے کہ (بحالتِ سفر) میدان میں میرا ہار گر گیا اور ہم مدینہ میں داخل ہونے کو تھے (ان کی اس شکایت پر کہ ہار گر گیا لوگ اس کی تلاش کے لئے گئے اور سفر رک گیا) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اور اتر گئے اس کے بعد میری گود میں سر رکھ کر سو گئے اور ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے بڑے زور سے میرے ایک مکا مارا اور کہا کہ تو نے لوگوں کو ایک ہار کے پیچھے سفر سے روک دیا تو مجھے موت کا مزا آگیا (کہ نہ رو سکی اور نہ بدن ہلا سکی) بوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام استراحت کے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور صبح نمودار ہو گئی پھر آپ نے پانی مانگا تو وہ نہ ملا تو یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۶:۵)

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ آخر تک۔ تو اسیدؓ بن حضیر نے کہا کہ لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے تم میں بڑی برکت رکھی ہے

یا آل ابی بکر ذکر عکرمۃ فی حدیث طویل ان رجلین من المسلمین قتلا رجلین کان بین قومھما و بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم موادعۃ فقدم قومھما علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یطلبون عقلھما فانطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ ابوبکر وعمر و عثمان و علی وطلحۃ والزبیر و عبدالرحمٰن بن عوف حتی دخلوا علی بنی النضیر یستعینوہم فی عقلھما فقالوا نعم فاجتمعت یہود لقتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ فاعتلوا لہ بصنعۃ الطعام فاتاہ جبرئیل بالذی اجتمعت لہ یہود من الغدر وخرج ثم دعا علیاً فقال لا تبرح مکانک ھذا فمن مر بک من اصحابی فسألک عنی فقل وجہ الی المدینۃ فادرکوہ فجعلوا یمرون علی علی فیقول لہم الذی امرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتی علیا آخرہم ثم تبعہم ففی ذلک نزلت اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ ۔ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ و من مسروق قال قلت لعمر بن الخطاب ارأیت الرشوۃ فی الحکم من السحت ہی قال لا ولکن کفر انما السحت ان یکون للرجل

اے آل ابی بکر۔ عکرمہ نے ایک حدیث طویل میں ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں میں کے دو آدمیوں نے ایسے دو آدمیوں کو قتل کر دیا کہ اُن کی قوم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مصالحت تھی۔ اس کے بعد اُن کی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن دونوں (مقتولوں) کی دیت کا مطالبہ لے کر آئی تو روانہ ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف تھے یہاں تک کہ یہ سب بنی نضیر کے یہاں پہنچے تاکہ اُن دونوں کی دیت کی ادائیگی میں ان سے مدد لیں تو انھوں نے کہا بہت اچھا۔ اب یہود نے اتفاق رائے کر لیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے قتل پر اور (ٹھہرانے کے لئے) حیلہ بنایا کھانا بنانے کا۔ تو آپ کے پاس جبرئیلؑ وہ خبر لے کر آئے جس پر یہود آپؐ کے ساتھ غداری کرنے کے لئے متفق الرائے ہوئے تھے آپؐ نکل گئے پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ اس جگہ سے نہ ہٹنا جو ہمارے اصحاب میں سے اِدھر سے گزرے اور میرے متعلق تم سے پُوچھے تو بتاتے رہو کہ وہ مدینہ کو روانہ ہو چکے ہیں، اُن سے جا ملو۔ پھر اصحاب نے جب حضرت علیؓ کے پاس سے گزرنا شروع کیا تو وہ اُن سے وہ بات کہتے رہے جس کا حکم ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ (تو ہر ایک آپؐ کے پاس پہنچا رہا) یہاں تک کہ ان میں کا آخری شخص بھی آ گیا۔ پھر ان کے پیچھے علیؓ بھی پہنچ گئے۔ اسی بارے میں آیت نازل ہوئی اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا الخ (۵: ۱۱) "جب ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں" سے عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ تک یعنی اور آپ کو آئے دن اُن کی کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی ہی رہتی ہے الخ۔ اور مسروق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ حکم میں رشوت کے بارے میں آپؓ کی کیا رائے ہے (یعنی حاکم رشوت لیکر کوئی فیصلہ کرے) کیا یہ "سحت" ہی کے حکم میں داخل ہے؟ فرمایا نہیں[۱] لیکن کفر ہے۔ "سحت" کی صورت تو صرف یہ ہے کہ کسی شخص کا

[۱] سحت (مال حرام) کے بارے میں حضرت علیؓ کا ارشاد یہ ہے کہ سحت ہے رشوت لیکر فیصلہ کرنا، رنڈی کی خرچی، پچھنے لگانے کی مزدوری، شراب کی قیمت، مردار کی قیمت، نجومی کی شیرینی، نر کو مادہ پر کُدانے کی اُجرت، کُتے کی قیمت، اور ہر گناہ کے کام کی اُجرت، امام جعفر صادق کا قول ہے کہ سحت کی بہت قسمیں ہیں لیکن رشوت لیکر حکم دینا یہ تو اللہ کے نزدیک کفر کے برابر ہے۔ حضرت مسروقؒ کا سوال حاکم یا قاضی کے رشوت لینے سے متعلق تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں "نہیں" فرمایا اور سحت کو جسے عام جسکی خود تشریح فرمائی اس سے ہلکا قرار دیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سحت صرف اسی ایک صورت مذکورہ میں محدود ہے۔ مقصد یہ ہے کہ صرف اسی طرح کی صورتوں کے لئے لفظ سحت استعمال ہوتا ہے۔ اگلی روایت میں آپ نے اس قسم کی رشوت کو بھی سحت ہی کے ماتحت لکھا ہے لیکن اسکی شناعت کفر تک پہنچتی ہے۔ اس لئے عام مستعمل معنے کے لحاظ سے آپ نے نفی کی تھی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

عند السلطان جاهٌ و منزلۃٌ و یکون للآخر الی السلطان حاجۃٌ فلا یقضی حاجتہ حتی یُہدِیَ الیہ ہدیۃً و عن عمر قال بابان من السحت یاکلہما الناس الرشا فی الحکم و مہر الزانیۃ عن لیث قال تقدم الی عمر بن الخطاب خصمان فاقامہما ثم عادا فاقامہما ثم عادا ففصل بینہما فقیل لہ فی ذلک فقال تقدما الیّ فوجدت لاحدہما مالم اجد لصاحبہ فکرہت ان افصل بینہما علی ذلک ثم عادا فوجدت بعض ذلک فکرہت ثم عادا و قد ذہب ذلک ففصلت بینہما عن عیاض ان عمر امر ابا موسی الاشعری[1] ان یرفع الیہ ما اخذ و ما اعطی فی ادیم واحد و کان لہ کاتب نصرانی فرفع الیہ ذلک فعجب عمر و قال ان ہذا لحفیظ ہل انت قاریٔ لنا کتابا فی المسجد جاء من الشام فقال انہ لا یستطیع ان یدخل المسجد قال عمر اجنب ہو قال لا بل نصرانی قال فانتہرنی و ضرب فخذی ثم قال اخرجہ ثم قرأ لا تتخذوا الیہود و النصاری اولیاء الآیۃ عن قتادۃ قال انزل اللہ ہذہ الآیۃ و قد علم انہ سیرتد مرتدون من الناس فلما قبض اللہ نبیہ ارتد عامۃ العرب عن الاسلام الا ثلثۃ مساجد اہل المدینۃ و اہل مکۃ و اہل الجواثا من عبد القیس

بادشاہ کے نزدیک خاص مرتبہ اور عزت ہو اور دوسرے شخص کو بادشاہ سے کوئی حاجت متعلق ہوئی تو وہ اُس کی حاجت پوری نہ کرے جبتک یہ شخص اس کو کچھ ہدیہ نہ دیدے۔ اور مروی ہے عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ سحت کے دو دروازے ہیں جن سے لوگ کھاتے ہیں حکم میں رشوت لینا (حاکم یا قاضی کا) اور زانیہ کی خرچی۔ اور لیث سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے دو مدعی مدعا علیہ آئے آپ نے اُن کو اپنے سامنے کھڑا کیا پھر واپس کر دیا۔ پھر کھڑا کر لیا پھر لوٹا دیا اس کے بعد (بُلا کر) دونوں میں فیصلہ کیا۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ دونوں میرے پاس آئے تو میں نے ان میں سے ایک کے متعلق اپنے دل میں وہ بات پائی (یعنے غصہ یا کراہت) جو دوسرے ساتھی کے متعلق نہ تھی تو مجھے ناگوار ہوا کہ اس حال میں ان کے درمیان فیصلہ کروں پھر جب واپس آئے تو کچھ اثر اب بھی محسوس کیا پھر مجھے کراہت پیدا ہوئی۔ پھر جب وہ واپس آئے تو وہ بات جا چکی تھی تو میں نے فیصلہ کر دیا۔ عیاض سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو حکم دیا کہ ان کے سامنے ایسا نقشہ حساب پیش کریں جو ایک تختے پر ہو جس میں جو کچھ لیا اور دیا ہے سب یکجا لکھا ہو اور ان کے پاس ایک نصرانی کاتب تھا تو اس نے نقشہ پیش کر دیا جس کو عمرؓ نے پسند کیا اور فرمایا کہ یہ بہت حساب دان ہے (اُس سے) فرمایا کہ کیا تم مسجد میں چل کر ہمیں ایک مکتوب پڑھ کر سناؤ گے جو شام سے آیا ہے۔ اس پر ابو موسیٰؓ نے کہا کہ یہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ جُنبی ہے اُنھوں نے کہا نہیں بلکہ نصرانی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ یہ سُن کر مجھے جھڑکا اور میری ران کو ہاتھ سے ہٹایا پھر کہا کہ اس کو نکال پھر یہ آیت پڑھی لا تتخذوا الیہود الخ (۵: ۵۱)

اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانا الخ

قتادہؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا اور اس کو علم تھا کہ عوام الناس میں سے مُرتد ہونے والے عنقریب مرتد ہوں گے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وفات دی تو عرب کے عوام اسلام سے پھر گئے سوائے تین (شہروں کی) مساجد والوں کے یعنی اہلِ مدینہ اور اہلِ مکہ اور اہلِ جواثا[2] جو عبد القیس کے قبیلہ میں سے تھے

[1] ابو موسیٰ اشعری کو ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے بصرہ کا حاکم بنایا تھا اور آپ کی آمد و رفت کے گوشوارے کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ مترجم [2] جواثا بحرین میں ایک قریہ ہے جس کی مسجد میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا تھا۔ مترجم

www.kitabghar.org

وقال الذین ارتدوا نصلی الصلوٰۃ ولا نزکی واللہ لا تغصب اموالنا فکلم ابوبکر فی ذلک یتجاوز عنہم وقیل اما انہم لو قد فقہوا ادوا الزکوٰۃ فقال واللہ لا افرق بین شیء جمعہ اللہ ولو منعونی عقالاً مما فرض اللہ ورسولہ لقاتلتہم علیہ فبعث اللہ بعصاب مع ابی بکر فقاتلوا حتی قتلوا واقروا بالماعون وھو الزکوٰۃ قال قتادۃ کنا نتحدث ان ھذہ الآیۃ فی ابی بکر واصحابہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ الی آخر الآیۃ وعن الضحاک قال ابوبکر واصحابہ لما ارتد من ارتد من العرب عن الاسلام جاھدھم ابوبکر باصحابہ حتی ردھم الی الاسلام عن الحسن فی قولہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ قال ھم الذین قاتلوا اھل الردۃ من العرب بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر واصحابہ عن القاسم بن مخیمرۃ قال اتیت عمر فرحب بی ثم تلا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ ثم ضرب علی منکبی وقال احلف باللہ انہم لمنکم اھل الیمن ثلثا عن ابی موسی الاشعری قال تلیت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ قال ہؤلاء قوم من اھل الیمن ثم من کندۃ ثم من السکون ثم من تجیب۔

اور مرتدین نے یہ کہا کہ ہم نماز تو پڑھتے رہیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے، واللہ ہم اپنے اموال کو غصب نہ ہونے دیں گے۔ تو ابوبکرؓ نے ان سے اس بارے میں کلام کیا اُن سے (سختی میں) آگے بڑھ کر اور (آپ سے) کہا گیا کہ دیکھئے اگر یہ لوگ (دین کی) سمجھ رکھتے تو زکوٰۃ ادا کرتے (ان لوگوں کے ساتھ نرمی کیجئے۔ یہ مشورہ بعض اصحابؓ نے دیا تھا) تو انھوں نے کہا واللہ میں اُس چیز میں تفریق نہ کروں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے جمع کیا ہے (یعنی نماز اور زکوٰۃ) اور اگر یہ لوگ مجھ سے ایک رسّی کے ٹکڑے کو بھی روکیں گے جس کو دینا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ نے فرض کیا ہے تو میں اس پر بھی اُن سے قتال کروں گا، تو اللہ تعالیٰ نے ایک مضبوط جماعت سے ابوبکرؓ کی مدد کی اُنھوں نے اُن کے ساتھ مل کر (مُرتدین سے) قتال کیا یہاں تک کہ وہ قتل کئے گئے، اور اُنھوں نے مَاعُون دینے کا اقرار کیا اور وہ زکوٰۃ ہے۔ قتادہؒ نے کہا اس پر ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب کے بارے میں ہے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ آخر تک (ترجمہ گزر چکا ہے) اور ضحاک سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ (بقوم سے) مراد ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب ہیں۔ جب عرب میں سے وہ لوگ جن کو مُرتد ہونا تھا اسلام سے مُرتد ہوگئے تو ابوبکرؓ نے اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر ان پر جہاد کیا یہاں تک کہ ان کو اسلام کی طرف لوٹا کر لائے۔ حسنؒ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ پر کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد عرب کے مُرتد ہونے والوں سے قتال کیا یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور ان کے اصحاب۔ قاسم بن مُخیمرہ سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے مجھے مرحبا کہا پھر تلاوت کیا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ پھر میرے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرمایا میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ قوم (یعنے جس کا حوالہ اس آیت میں ہے) البتہ تم اہل یمن میں سے ہے۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ تو فرمایا کہ یہ قوم اہلِ یمن میں سے ہوگی پھر کندہ میں سے پھر سکون میں سے پھر تجیب میں سے۔

www.kitabghar.org

فقیر گوید این امر واقع شد و قتال مُرتدین بامداد اہلِ یمن متحقق گشت عن عمر بن الخطاب قال انی اَحلِفُ لااُعطِی اقواماً ثم یبدو لِی اَن اُعطِیَہم فاُطعِم عشرۃ مساکین صاعاً من شعیر او صاعاً من تمر او نصف صاع من قمح وعن عائشۃ کان ابوبکر اذا حلف لم یحنث حتی نزلت آیۃ الکفارۃ وکانَ بعدَ ذلک یقول لا اَحلف علیٰ یمینٍ فاَرٰی غیرَہا خیراً منہا الّا اتیتُ الذی ہو خیرٌ وقبلتُ رخصۃَ اللہ واخرج الترمذی عن عمر ابن الخطاب انہ قال اللّٰہمّ بیّن لنا فی الخمر بیان شفاء فنزلت التی فی البقرۃ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْہِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ الآیۃ فدُعِیَ عمر فقُرِئَتْ علیہ ثم قال اللّٰہم بیّن لنا فی الخمر بیان شِفاءٍ فنزلت التی فی النساء یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی فدُعِی عمر فقُرِئَتْ علیہ ثم قال اللّٰہم بیّن لنا فی الخمر بیانَ شِفاءٍ فنزلت التی فی المائدۃ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الیٰ قولہ فَہَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَہُوْنَ فدُعِی عمر فقُرِئَتْ علیہ فقال انتہینا انتہینا واخرج النسائی عن عبد الرحمٰن ابن الحارث قال سمعتُ عثمان رضی

فقیر کہتا ہے کہ یہ امر واقع ہوا اور مرتدین کے ساتھ قتال اہلِ یمن کی امداد سے متحقق ہوگیا۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے آپ نے فرمایا میں قسم کھالیتا ہوں کہ میں (فلاں فلاں) اقوام کو نہیں دوں گا۔ پھر مجھ پر ظاہر ہوتا ہے (یعنی قلب میں یہ داعیہ پیدا ہوتا ہے) کہ مجھے ان کو دینا چاہیئے تو میں دسؔ مسکینوں کو جَو میں سے ایک صاع یا ایک صاع کھجور یا نصف صاع گیہوں (بطور کفارہ قسم) کھلا دیتا ہوں (اور ان لوگوں کو دیدیتا ہوں) مروی ہے عائشہؓ سے کہ ابوبکرؓ جب قسم کھالیتے تھے تو اس کو نہیں توڑتے تھے یہاں تک کہ آیت کفارہ نازل ہوئی اور اس کے بعد کہا کرتے کہ میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا کہ پھر دوسری بات اس سے بہتر دیکھ لیتا ہوں تو میں جو بہتر ہوتی ہے اس کو کر لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو رخصت دی میں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور ترمذی نے اخذ کیا مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے یہ دعاء کی تھی کہ یا اللہ ہمارے لئے شراب کے متعلق شافی بیان نازل کر دیجئے تو یہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ بقرہ میں ہے یسئلونک عن الخمر الخ (۲: ۲۱۹) لوگ آپ سے شراب اور قمار کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں، آخر تک۔" تو عمرؓ بلائے گئے اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو پھر انھوں نے یہی دعاء کی یا اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی حکم بیان کر دیجئے تو وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ نساء میں ہے یاایھا الذین اٰمنوا الخ (۴: ۴۳) اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشہ میں ہو۔" پھر عمرؓ بلائے گئے اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو پھر آپ نے دعاء کی یا اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل کر دیجئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ مائدہ میں ہے اِنّما یرید الشیطٰن سے منتہون تک (۵: ۹۱) شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمھارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے۔ پھر عمرؓ بلائے گئے اور ان کو یہ آیت سنائی گئی تو کہا کہ ہم باز آگئے ہم باز آگئے۔ نسائی نے اخذ کیا مروی ہے عبدالرحمٰن بن الحارث سے انھوں نے کہا کہ میں نے عثمان رضی

اللہ عنہ یقول اجتنبوا الخمر فانہا ام الخبائث انہ کان رجل ممن خلا قبلکم یتعبد فعلقتہ امرأۃ غویۃ فارسلت الیہ جاریتہا فقالت لہ انا ندعوک للشہادۃ فانطلق مع جاریتہا فطفقت کلما دخل باباً اغلقتہ دونہ حتے افضے الی امرأۃ وضیئۃ عندہا غلام وباطیۃ خمر فقالت انی واللہ ما دعوتک للشہادۃ ولکن دعوتک لتقع علیّ او تشرب الخمر کاساً او تقتل ہذا الغلام قال فاسقینی من ہذا الخمر فسقتہ کاساً قال زیدونی فلم یزل حتے وقع علیہا وقتل النفس فاجتنبوا الخمر فانہا واللہ لا یجتمع الایمان و ادمان الخمر الا لیوشک ان یخرج احدہما صاحبہ عن ابن عباس ان الشراب کانوا یضربون علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالایدی والنعال والعصی حتے توفے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر لو فرضنا لہم حداً فتوخے نحو ما کانوا یضربون فے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فکان ابوبکر یجلدہم اربعین حتے توفے ثم کان عمر من بعدہ یجلدہم کذلک اربعین حتے اُتے برجل من المہاجرین الاولین و قد شرب فامر بہ ان یجلد فقال لم تجلدنی بینی و بینک کتاب اللہ قال و فی ای کتاب اللہ تجد ان لا اجلدک فقال ان اللہ یقول فی کتابہ

اللہ عنہ سے سُنا فرماتے تھے کہ بچو شراب سے کیونکہ وہ خصائلِ بد کی ماں ہے۔ جو اُمتیں تم سے پہلے گزر چکیں اُن میں ایک شخص تھا جو عبادت کیا کرتا تھا ایک بدکار عورت اس کے پیچھے لگ گئی اُس نے اپنی لونڈی کو اُس کے پاس بھیجا اور اُس نے اُس سے کہا کہ ہم آپ کو گواہی کے لئے بلاتے ہیں تو وہ اُس لونڈی کے ساتھ روانہ ہو گیا (جب مکان میں داخل ہوا) تو اُس نے یہ (فریب) شروع کر دیا کہ جب یہ مکان کے کسی دروازے میں داخل ہوتا تو وہ لونڈی پیچھے سے دروازہ بند کرتی رہی یہاں تک کہ وہ اُس عورت کے پاس پہنچا جو خوبرو تھی اور اس کے سامنے ایک غلام تھا اور ایک صراحی شراب کی رکھی تھی۔ عورت نے کہا کہ واللہ میں نے تجھ کو شہادت کے لئے نہیں بلایا مگر اس لئے بلایا ہے کہ یا تو مجھ سے ہم بستر ہو یا ایک پیالہ شراب پی یا اس غلام کو قتل کر (تین کاموں میں سے ایک کام کرنا ہی ہوگا) اُس نے کہا کہ اچھا تو مجھے اس شراب میں سے پلائیے تو اُس کو ایک پیالہ پلایا (پھر پی کر) بولا کہ اور پلا۔ ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ (نشہ میں مست ہو کر) اُس عورت پر جا پڑا۔ اور اُس نفس (معصوم) کو قتل بھی کر دیا تو تم شراب سے بچتے رہو۔ خدا کی قسم ایمان اور شراب خوری کبھی اکٹھی نہیں رہتیں مگر یہی ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ شراب خور لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھوں سے اور جوتوں سے اور لاٹھیوں سے پیٹے جاتے تھے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا بہتر ہے کہ ہم ان کے لئے کوئی خاص سزا معیّن کر لیں تو آپ نے اُس طریقہ کے پیش نظر سوچا جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسے لوگوں کو مارا جاتا تھا تو ابوبکرؓ نے یہ مقرر کر لیا کہ وہ اُن کے چالیس کوڑے مارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی پھر اُن کے بعد عمرؓ (خلیفہ) ہوئے تو وہ بھی اسی طرح چالیس کوڑے مارتے رہے حتےّ کہ ایک ایسا شخص (آپ کے پاس) لایا گیا جو مہاجرین اوّلین میں سے تھا اس حال میں کہ اُس نے شراب پی تھی تو آپ نے حکم دیا کہ اس کے کوڑے مارے جائیں تو اُس نے کہا کہ تم میرے کوڑے کیوں مارتے ہو میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے آپ نے فرمایا کہ تو نے کونسی کتاب اللہ میں دیکھا کہ تیرے کوڑے نہ ماروں۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں کہتا ہے

www.kitabghar.org

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا فانا من الذين آمنوا وعملوا الصالحات ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بدرًا واُحدًا و الخندق والمشاهد فقال عمر الا تردون عليه فقال ابن عباس هؤلاء الآيات نزلت عذرًا للماضين وحجة على الباقين عذرًا للماضين لانهم لقوا الله قبل ان تحرم عليهم الخمر وحجة على الباقين لان الله يقول اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ حتى بلغ الآية الاخرى آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا فان الله قد نهى ان يشرب الخمر فقال عمر فماذا ترون فقال علی بن ابی طالب نرى انه اذا شرب سكر واذا سكر هذى و اذا هذى افترى و على المفترى ثمانون جلدة فامر عمر فجلد ثمانين و عن الحكم فی آية جزاء الصيد ان عمر كتب ان يحكم عليه فی الخطاء والعمد عن ميمون بن مهران ان اعرابيًا اتى ابابكر قال قتلت صيدًا وانا محرم فما ترى علىّ من الجزاء فقال ابوبكر لاُبیّ بن كعب وهو جالس عنده

لیس علے الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جناحٌ فیما طعموا (۹۳:۵)

ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انھوں نے کھایا پیا" تو میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے (آگے ارشاد ہے) ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا (یعنے پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں اور اُحد میں اور خندق میں اور تمام لڑائی کی جگہوں میں حاضر رہا ہوں۔ تو عمرؓ نے (حاضرین سے) کہا کہ تم لوگ اس کا ردّ نہیں کرتے۔ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ آیات نازل ہوئی ہیں (دنیا سے) گزر جانے والوں کو معذور بتانے کے لئے اور باقی رہنے والے لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لئے۔ گزرنے والوں کا عذر تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالٰی سے قبل اس کے کہ ان پر شراب حرام ہو اور باقی رہنے والوں پر اس لئے حجت ہے کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے (اس سے پچھلی آیت میں) اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ الخ اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو" یہاں تک کہ دوسری آیت پر پہنچا یعنے اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ثُمَّ اتقوا وّ احسنوا پر تو اللہ تعالٰی شراب پینے سے روک چکا ہے (تو اب فیما طعموا کے عموم میں شراب کیسے داخل ہوگی اور ثُمَّ اتقوا وّ احسنوا کا مصداق ایک شارب خمر کیسے بن سکتا ہے) پھر عمرؓ نے (دوسرے حاضرین سے خطاب کیا) کہا کہ تم کیا رائے رکھتے ہو تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ اس نے جب شراب پی تو مدہوش ہوا اور جب مدہوش ہوا تو بکواس کرنے لگا اور جب بکواس کریگا تو بہتان لگائے گا اور مفتری پر اسّی کوڑے ہیں تو عمرؓ نے یہی حکم دیدیا پھر اس کے اسّی کوڑے مارے گئے۔ اور حکم سے (محرم پر) شکار کی جزا دینے کی آیت کے بارے میں روایت ہے کہ عمرؓ نے لکھا کہ خطا اور عمد (دونوں حالتوں میں) اس کا حکم دیا جائے۔ اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ایک اعرابی ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے شکار کے جانور کو مار دیا اور میں محرم ہوں تو مجھ پر اس کی جزا آپ کے نزدیک کیا ہے تو ابوبکرؓ نے اُبی بن کعب سے کہا اور وہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اس میں

www.kitabghar.org

ماترے فیہا فقال الاعرابی اتیتک و انت خلیفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسألک فاذا انت تسأل غیرک قال ابوبکر و ما تُنکر یقول اللہ یحکم بہ ذوا عدل منکم فشاورت صاحبی حتے اذا اتفق علے شیئ امرناک بہ عن بکر بن عبد اللہ المزنی قال کان رجلان محرمین فحاش احدھما ظبیا فقتلہ الآخر فاتیا عمر وعندہ عبد الرحمن ابن عوف فقال لہ عمر وما ترے قال شاۃ قال وانا ارے ذلک اذھبا فاھدیا شاۃ فلما مضیا قال احدھما لصاحبہ ما ادری امیر المؤمنین ما یقول حتے یسأل صاحبہ فسمعہا عمر فردھما واقبل علے القائل ضربا بالدرۃ وقال تقتلون الصید وانتم حرم وتغمصون الفتیا ان اللہ تعالےٰ یقول یحکم بہ ذوا عدل منکم ثم قال ان اللہ لم یرض بعمر وحدہ فاستعنت بصاحبی ہذا عن ابن عباس قال خطب ابوبکر الناس وقال احل لکم صید البحر وطعامہ قال وطعامہ ما قذفہ وعن انس عن ابی بکر الصدیق فی الآیۃ قال صیدہ ما حویت علیہ وطعامہ ما لفظ الیک عن ابی ہریرۃ قال قدمت البحرین فسألنی اہل البحرین عما یقذف البحر من السمک فقلت لہم کلوا فلما رجعت سألت عمر بن الخطاب عن ذلک فقال بم افتیتہم

تمھاری کیا رائے ہے؟ تو اعرابی نے کہا کہ میں آپؓ کے پاس آیا ہوں اور آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، میں آپ سے پوچھ رہا ہوں اور آپ دوسرے سے پوچھ رہے ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ تو چونک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم (تم میں سے دو صاحب عدل اس کا فیصلہ کردیں) تو میں نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا اور جب ایک بات پر اتفاق رائے ہوگیا تو اُس کا ہم نے تجھے حکم دیدیا۔ بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ دو مُحرِم تھے اُن میں سے ایک نے دوسرے کی طرف ایک ہرن کو ہنکا دیا اور اُس نے مار گرایا پھر دونوں عمرؓ کے پاس گئے اور اُن کے پاس عبدالرحمٰنؓ بن عوف موجود تھے تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ ایک بکری۔ عمرؓ نے کہا کہ میری بھی یہی رائے ہے۔ (اُن کو حکم دیا کہ) جاؤ تم دونوں ایک بکری قربانی کے لئے لیجاؤ۔ جب دونوں چلدیئے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ امیرالمؤمنینؓ کیا کہتے رہیں کہ اپنے ساتھی سے پُوچھتے ہیں۔ یہ بات عمرؓ نے بھی سُن لی تو دونوں کو واپس بُلایا اور کہنے والے کے دُرّہ مارا اور فرمایا کہ تم لوگ شکار کو مُحرِم ہونے کی حالت میں قتل کرتے ہو اور پھر فتویٰ کو حقارت سے دیکھتے ہو (یہ نہیں سوچتے کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم پھر فرمایا کہ رضائے الٰہی عمرؓ کو تنہا حکم دینے سے نہ حاصل ہوتی تو میں نے اپنے ان ہمنشین سے استعانت کی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ (اللہ تعالےٰ نے فرمایا) احل لکم صید البحر وطعامہ یعنی تمھارے لئے دریا کے جانوروں کا شکار اور اُس کا طعام حلال کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اُس کا طعام (کا مطلب) یہ ہے کہ جس کو دریا باہر پھینک دے۔ اور مروی ہے انسؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابی بکر صدیقؓ سے آیت (صید البحر) کے بارے میں کہ اُنھوں نے فرمایا کہ صید وہ ہے جس کو تونے پکڑ کر اکٹھا کیا اور طعامُہ (سے مراد) وہ ہے جس کو دریا نے تیری طرف پھینک دیا ہو۔ مروی ہے ابی ہریرہؓ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں بحرین پہنچا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے سوال کیا اُن مچھلیوں کے بارے میں جن کو دریا باہر پھینک دے۔ میں نے اُن سے کہا کہ کھاؤ۔ پھر جب میں واپس آیا تو میں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس بارے میں سوال کیا تو اُنھوں نے پوچھا کہ تونے اُن کو کیا فتویٰ دیا۔

ف۵ ای تحقرون وتستھینون وتصیبون وتطعنون حکم الشریعۃ وفتواہ ۱۲

www.kitabghar.org

قلتُ افتیتہم ان یأکلوا قال لو افتیتہم بغیر ذلک لعلوتک بالدِرّۃ ثم قال اُحِلّ لکم صیدُ البحر فصیدہ ما صید منہ وطعامُہٗ ما قذفَ۔ و عن الحارث بن نوفل قال حجّ عثمانُ بن عفان فاُتِیَ بلحم صیدٍ صادَہٗ حلالٌ فاکل منہ عثمانُ ولم یأکُلْ علیٌّ فقال عثمان واللہ ما صِدنا و لا اَمَرنا ولا اَشَرنا فقال علیٌّ و حُرِّمَ علیکم صیدُ البَرِّ ما دُمتُم حُرُمًا۔

فقیر گوید عفے عنہ صید گاہے اطلاق کردہ مے شود بمعنے مصدر صاد یصید و گاہے اطلاق کردہ میشود بمعنے حیوانے کہ صید کردہ شد و بکل رجحۃ ہو مؤتیہا عن الحسن ان عمر بن الخطاب لم یکن یرٰی باسًا بلحم الصّید للمحرم اِذا صِید لغیرہ وکرہہ علیّ بن ابی طالب عن الحسن ان ابا بکر الصّدیق حین حضرتہ الوفاۃ قال الم تر انّ اللہ ذکر آیۃ الرجاء عند آیۃ الشّدّۃ وآیۃ الشدۃ عند آیۃ الرّجاء لیکون المؤمنُ راغبًا راہبًا لا یتمنّٰی علی اللہ غیرَ الحق ولا یُلقِی بیدہٖ الی التہلکۃ و عن ابی ہریرۃ قال خرجَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وہو غضبانُ محمارٌ وجہہ حتی جلسَ علی المنبر فقام الیہ رجلٌ فقال اَین ابی قالَ فی النّار فقام آخرُ فقال مَن اَبی قال ابوک فلانٌ فقام عمر ابن الخطاب فقال رضینا باللہ ربًّا و بالاسلام دینًا وبمحمّدٍ نبیًّا و بالقرآن اِمامًا

میں نے کہا کہ میں نے تو اُن لوگوں کو یہ فتوٰی دیا کہ وہ کھا لیا کریں۔ کہنے لگے اگر تو اس کے خلاف فتوٰی دیتا تو میں تجھ پر دُرّہ اُٹھاتا۔ پھر فرمایا اُحِلَّ لکم صیدُ البحر میں صید وہ ہے جو اُس میں سے شکار کی جائے وَطَعَامُہٗ جو دریا نے پھینکی۔ اور حارث بن نوفل سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان نے حج کیا تو آپ کے پاس شکار کا گوشت لایا گیا جس کو حلال یعنے غیر مُحرِم نے شکار کیا تھا تو اس میں سے عثمانؓ نے کھایا اور علیؓ نے نہیں کھایا تو عثمانؓ نے کہا کہ واللہ نہ ہم نے شکار کیا، نہ شکار کا حکم دیا اور نہ اشارہ کیا تو علیؓ نے کہا اور تم پر حرام کیا گیا ہے "صیدُ البرّ" (جنگل کے جانور کا شکار) جبتک تم مُحرِم ہو۔

فقیر عفے عنہ کہتا ہے کہ صید کا اطلاق کبھی کیا جاتا ہے مصدر صاد یصید کے معنے پر اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اُس حیوان کے معنے پر جس کا شکار کیا جاتا ہے۔ پس ہر ایک اپنے رجحان پر عمل کرتا ہے۔

مروی ہے حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب مُحرِم کے لئے شکار کا گوشت کھانے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے جب کہ غیر محرم نے شکار کیا ہو اور اس کو مکروہ رکھتے تھے علیؓ بن ابی طالب۔ مروی ہے حسنؒ سے کہ ابوبکر صدیقؓ نے جب اُن کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالےٰ نے آیتِ شدّت (سختی) کے ساتھ آیتِ رجا (اُمید) کو بھی ذکر فرمایا ہے (کہ جہاں اپنے غضب اور عذاب سے ڈرایا ہے اپنی رحمت اور جنّت کا بیان بھی فرمایا ہے) اور آیتِ رجاء کے ساتھ آیتِ شدّت کو ذکر کیا تاکہ مؤمن (ہر حال میں اللہ ہی کی طرف) راغب ہے، اور ڈرنے والا (بھی اسی سے) رہے۔ اللہ کے مقابلہ پر غیر اللہ سے (نفع یا ضرر کی) تمنّا نہ کرے اور اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (حجرۂ مبارک سے) نکلے اور آپؐ غضبناک تھے آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو رہا تھا یہاں تک کہ آپؐ منبر پر بیٹھ گئے تو آپؐ کے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کہ میرے باپ دادا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اُس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ فلاں شخص ہے۔ پھر عمرؓ بن الخطاب کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ ہم اس سے راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور محمدؐ ہمارے نبی ہیں اور قرآن ہمارا امام (یعنی دستور العمل) ہے

انا یارسول اللہ حدیث عہد بالجاہلیۃ والشرک واللہ اعلم من آباؤنا فسکن غضبہ و نزلت ھذہ الآیۃ یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْیَاءَ عن قیس قال قام ابوبکر فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ و قال یا ایھا الناس انکم تقرءون ھذہ الآیۃ یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا عَلَیْکُمْ أَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اھْتَدَیْتُمْ و انکم تضعونھا علی غیر موضعھا و انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا رأوا منکراً و لم یغیروہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقاب عن ابی ذر قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بابی انت و امی یارسول اللہ قمت اللیلۃ بآیۃ من القرآن و معک قرآن لو فعل ھذا بعضنا وجدنا علیہ قال دعوت لامتی قال فماذا اجبت قال اجبت بالذی لو اطلع کثیر منھم ترکوا الصلوٰۃ قال افلا ابشر الناس قال عمر یارسول اللہ انک ان تبعث الی الناس بھذا اتکلوا عن العبادۃ فناداہ ان ارجع فرجع وتلا الآیۃ التی یتلوا إِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَإِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

یارسول اللہ ہم جاہلیت اور شرک سے (اسلام کی روشنی میں) ابھی نئے آئے ہوئے ہیں اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ ہمارے باپ دادا کون تھے تو آپ کا غصہ فرو ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی یاایھا الذین آمنوا لاتسئلوا الخ (۵: ۱۰۱) اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو، آخر تک۔ مروی ہے قیس سے اُنھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر اُنھوں نے فرمایا کہ اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو یاایھا الذین آمنوا علیکم الخ (۵: ۱۰۵) اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں؛ اور تم لوگ اس کو ایسی جگہ رکھتے ہو جو اس کی نہیں ہے اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ لوگ جب بُرائی کو دیکھیں اور نہ بدلیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی عام عذاب آجائے۔ مروی ہے ابی ذرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ آج رات آپ نماز میں ایک ہی آیت پڑھتے رہے حالانکہ آپ کے پاس قرآن موجود ہے (یعنی تمام قرآن آپ کو محفوظ ہے) اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو ہم اُس پر بگڑ جاتے آپ نے فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے لئے دُعا کرتا رہا۔ (راوی کہتا ہے کہ) ابوذرؓ نے کہا کہ پھر آپ کو کیا جواب دیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے وہ جواب دیا گیا کہ اگر اس پر بہت سے لوگ مطلع ہوجائیں تو ضرور نماز بھی چھوڑ بیٹھیں گے۔ ابوذرؓ نے کہا کہ تو میں لوگوں کو بشارت نہ دیدوں؟ (اور بشارت دینے کے لئے چل پڑے) عمرؓ نے کہا یارسول اللہ آپ نے اگر ان کو لوگوں کے پاس یہ بشارت دے کر بھیج دیا تو لوگ اس پر سہارا لے کر عبادت سے رُک جائیں گے پھر ان کو آواز دی کہ کہ لوٹو تو ابوذرؓ واپس آگئے۔ اور ابوذر نے وہ آیت تلاوت کی جو آپ پڑھ رہے تھے إِنْ تُعَذِّبْھُمْ الخ (۵: ۱۱۸) اگر آپ اُن کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

لہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ جب دِلوں میں جُدائی ہوجائے آپس میں اختلاف پڑجائیں لڑائیاں شروع ہوجائیں اس وقت صرف اپنی ذات کو پابندِ شریعت رکھنا کافی ہے۔ اور وہی وقت ہے اس آیت کے عمل کا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچادے۔ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو بعد میں آئیں گے وہ کہیں گے لیکن اُن کی بات قبول نہ کی جائے گی (ابن جریر ملخصاً) از مترجم افسوس ہے وہ دَور آگیا ہم اب اسی دَور سے گزر رہے ہیں ۱۲

www.kitabghar.org

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ
شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ
شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝
وقال سبحانہ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ
وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ
كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ
مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ
اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا
يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝
وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ
نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ
رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا
صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ
بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ
يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ
وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ
صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ
فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ
عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا
صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ
السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ خدای عزوجل در سورۃ انعام
سہ آیت نازل فرمود متضمن فضیلت سہ فرقہ از
مہاجرین اولین فرقۂ اولے جماعہ از اذکیاء صحابہ

آیات سورۃ الانعام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تطرد الذین الخ (۶: ۵۲) اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی اُن کے متعلق نہیں کہ آپ اُن کو نکال دیں پھر آپ نامناسب کام کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

اور فرمایا اللہ سبحانہ نے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ الخ (۶:
(۱۲۲/۱۲۴) اور ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دیدیا کہ وہ اُس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اُس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جس کی حالت ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے اُن سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔ اسی طرح کافروں کو اُن کے اعمال مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں شرارتیں کیا کریں۔ اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ شرارت کر رہے ہیں اور اُن کو ذرا خبر نہیں۔ اور جب اُن کو کوئی آیت پہنچتی ہے تو یوں کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے عنقریب اُن لوگوں کو جنھوں نے یہ جرم کیا ہے خدا کے پاس پہنچ کر ذلت پہنچے گی اور سزائے سخت اُن کی شرارتوں کے مقابلہ میں۔ سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اُس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اُس کے سینہ کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے اور یہی تیرے رب کا سیدھا رستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا۔ اُن لوگوں کے واسطے اُن کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے اُن کے اعمال کی وجہ سے۔ اللہ عزوجل نے سورۃ انعام میں تین آیتیں نازل فرمائی ہیں جو مہاجرین اولین کے تین فرقوں کی فضیلت پر متضمن ہیں۔ پہلا فرقہ ان اہل ذکاوت صحابہ کی جماعت ہے جو کہ

دراوّل مبعث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایمان آوردند وبشہادتِ علومِ اجمالیہ کہ درصدورِ ایشان موجود بود تصدیق نمودند و ازان جماعہ است عثمان بن عفان و سردفتر ایشان صدیقِ اکبر است کہ ترک عبادتِ اصنام، اثباتِ توحید واجتناب از زنار و نفرت از خمر وسائر قبائح درجبلتِ او مفطور بود وخوابہائے بسیارے کہ دلالت بررسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم می نمود دیدہ لاجرم بمجرد دعوت ایمان آورد ومحتاج تکرار دعوت یا اظہار معجزات یا انواع مخاصمات نشد خدائے تعالیٰ تعریض بحال ایشان بلکہ بحال سردفتر ایشان می فرماید و مقابلہ می ہند درمیانِ ایشان ودرمیانِ جماعہ ازکفار کہ در طرف مقابل ایشان افتادہ اند مانند مقابلۂ نور باظلمت وروز باشب قال اللہ تعالیٰ فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہٗ للاسلام فرقۂ ثانیہ جماعۃ کہ عمری درکفر وعداوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسر بُردند وزمان درازے درموتِ معنوی کہ عبارت از انکار پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم بعد بعثت او گرفتار بودند باز توفیق الٰہی دستگیری ایشان نمود وایشانرا حیات معنوی عطا فرمود وعمدۂ زمرۂ مسلمانان ساخت مثل حمزۃ ابن عبدالمطلب و عمر بن الخطاب وسردفتر ایشان عمر بن الخطاب است خدائے تعالیٰ بحالِ ایشان تعریض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے شروع میں ایمان لے آئے اور علومِ اجمالیہ کی شہادت سے جو اُن کے سینوں میں موجود تھا اُنھوں نے تصدیق کردی۔ حضرت عثمان رض بن عفان اس جماعت میں سے ہیں اور ان کے سرِدفتر صدیقِ اکبر رض ہیں کہ بُتوں کی عبادت کا ترک اور توحید کا اثبات اور زنار سے پرہیز اور شراب اور بُرے کاموں سے نفرت ان کی فطری اور پیدائشی خصلت میں داخل تھے۔ اُنھوں نے بہت سے خواب دیکھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دلالت کرنے والے تھے، ان امور کا لازمی اثر یہ ہوا کہ جیسے ہی دعوتِ اسلام پہنچی آپ فوراً ایمان لے آئے اور آپ تکرارِ دعوت کے یا اظہارِ معجزات یا کسی قسم کے بحث مباحثہ کے محتاج نہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ ایسے کلام کے ساتھ جو اس جماعت بلکہ اس جماعت کے سرِدفتر کے حال کی جانب تعریض (ایما) کر رہا ہے کُفّار کی جماعت کے ساتھ جو اپنی حالت کے اعتبار سے اُن کی سمت مقابل میں تھی مقابلہ کر رہے ہیں ان کا مقابلہ ایسا ہے جیسا نور کا تاریکی کے ساتھ اور دن کا رات کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے فمن یرد اللہ ان الخ یعنے جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اُس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتے ہیں"۔ دوسرا فرقہ اُس جماعت کا ہے کہ جنھوں نے عمر کا ایک حصّہ کفر میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں بسر کیا اور یہ لوگ طویل زمانہ تک معنوی موت میں جس سے ہمارا مطلب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کی رسالت کے انکار سے ہے گرفتار رہے۔ پھر توفیقِ الٰہی نے ان کی دستگیری کی اور اُن کو معنوی حیات عطا فرمادی اور جماعت مسلمین میں بلند مقام بنادیا، جیسے حمزہ رض بن عبدالمطلب اور عمر رض بن الخطاب۔ اور اس گروہ کے سرِدفتر عمر رض بن الخطاب ہیں۔ حق تعالیٰ ان حضرات کے حال کی جانب بلکہ ان کے سرِدفتر کے حال کی جانب تعریض

[illegible]

لہ حق تعالیٰ نے انسان کو بلکہ ہر مخلوق کو علومِ ضروریہ جو اُس کے مناسب ہیں فطری طور پر عطا فرماتے ہیں۔ ایک بچّے کو دودھ پینے کا طریقہ کون تعلیم کرسکتا ہے حیوانات اپنے پھاڑ کھانے والے دشمن شیر کی بُو سونگھتے ہی بھاگ جاتے ہیں یہ اسی قدرتی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ انسان کے سامنے جب کوئی سچّی بات آتی ہے تو وہ اس کی تصدیق کرتا ہے ظاہر ہے کہ شہادت بغیر علم کیسے ممکن ہے۔ الغرض خیر اور شر بلکہ جملہ کلیات وجزئیات کے علم سے انسان کو فطری طور پر ممتاز فرمایا گیا ہے۔ یہ علم اجمال کے مرتبہ میں اس طرح ودیعت کیا گیا ہے جس طرح درخت کی گٹھلی میں ایک تناور درخت مع اپنے تمام برگ وبار وغیرہ کے پنہاں ہوتا ہے جن کا ظہور مناسب وقت پر ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح اس علم اجمالی کے ظہور کا حال ہے۔ لیکن یہ ماحول کے اثرات سے محجوب ہوتا ہے یہ حجابات کبھی اتنے کثیف ہوتے ہیں کہ وہ حقیقتِ اصلیہ معلومات پر نفس کی نگاہ کو نہیں پہنچنے دیتے جس طرح زمین کے اثر سے گٹھلی اور دانے بسا اوقات ضائع بھی ہوجاتے ہیں اسی طرح انسان کو کچھ رسوم وعاداتِ قومی وملکی معلوماتِ حقیقیہ سے حجاب بن کر محروم کردیتے ہیں

www.kitabghar.org

میفرماید بلکہ بحال سر دفتر ایشان ومقابلہ می نہد درمیان ایشان ودرمیان مُصرّین کہ برکفر بودند و بر کفر گزشتند مانند ابوجہل و اضراب او فرقۂ ثالثہ ضعفائے مسلمین از موالی قریش وعمال ایشان کہ رؤسائے قریش را از مجالستِ ایشان استنکاف تمام بود ودرباب ایشان نازل شد ولاتطرد الذین یدعون ربہم الآیۃ باید دانست کہ حقیقتِ تعریض تمام نمی شود تاآنکہ قرائن بسیارے قالیہ و حالیہ بر شخصِ واحد منطبق شود لاغیر درین صورت از عام یا مطلق پے بآن خاص توان برد۔

پس اوّل قرینہ آن است کہ سورۂ انعام دفعۃً نازل شد در مکہ باجماعِ مفسّرین قریب باسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ وصدّیق اکبر رضی اللہ عنہ پیش ازان بمدتِ دراز مسلمان شدہ بود پس لفظ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا و مَن یُرِدِ اللہُ اَنْ یَّہْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ متناول نیست متأخرین مہاجرین را و نہ انصار را و نہ من تبعہم باحسان را ہمان پنجاہ شصت کس کہ در وقت نزول آیات مسلمان بودند مُراد توانند شد لاغیر

وثانیاً آنکہ مَنْ کَانَ مَیْتًا دلالت میکند برآنکہ زمانے دراز ازبعثتِ پیغامبر گذشتہ باشد و آن عزیز مشار الیہ ایمان نیاورد بعد ازان ایمان آورد و قدم راسخ زد در اسلام و وی شکیمتے و قوّتے داشتہ باشد تا اورا در اکابرِ مجرمیہا توان سنجید و مَن یُرِدِ اللہُ اَن یَّہْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ بروجہ اَتم دران صورت متحقق تواند بود کہ شخص از تۂ دلِ خود بغیر تکرار دعوت و بغیر مخاصمت ایمان آوردہ باشد و شکوک وشبہات لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَا اُوْتِیَ رُسُلُ اللہِ و امثال آن گرد خاطر او نہ گردد

(یعنے ابمار) فرماتے ہیں اور ان کے اور اُن کفر پر اصرار کرنے والوں کے مابین تقابل فرما رہے ہیں جو کفر پر تھے اور کفر پر ہی دنیا سے گزر گئے جیسے کہ ابوجہل اور اُس جیسے لوگ تھے۔ تیسرا فرقہ ضعفاء مسلمین کا تھا جو قریش کے آزاد کردہ تھے اور ایسے ہی (محنت کش اصحاب) کہ رؤساء قریش ان کے ساتھ ہمنشین بننے سے بہت کراہت کرتے تھے اور اُن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَاتَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ الخ (اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے ربّ کی عبادت کرتے ہیں)۔

جاننا چاہیئے کہ تعریض کی حقیقت پُوری نہیں ہوتی جب تک بہت سے قرائن قالی اور حالی ایک شخص پر منطبق نہ ہوجائیں جو کہ کسی دوسرے پر نہ ہوں۔ اس صورت میں ایسے کلام سے جو عام ہو یا مطلق ہو اُس خاص کا کھوج نکالا جاسکتا ہے (جس کی جانب رُوئے سخن ہو جس کو تعریض کہتے ہیں)۔

تو پہلا قرینہ یہ ہے کہ مفسّرین کا اس پر اجماع ہے کہ پُوری سورۂ انعام مکّہ میں ایک ہی مرتبہ میں نازل ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے قریب زمانہ میں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے مدّتِ دراز پہلے مسلمان ہوچکے تھے اس لئے لفظ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا اور مَنْ یُّرِدِ اللہُ اَنْ یَّہْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ نہ متأخرین مہاجرین کو شامل ہے اور نہ من تبعہم باحسان کو (یعنے جنہوں نے اخلاص کے ساتھ اُن کی پیروی کی) بس وہی پچاس ساٹھ شخص جو ان آیات کے نزول کے وقت مسلمان تھے مراد ہوسکتے ہیں نہ دوسرے۔ (یہ قرینہ حالیہ ہے اور دوسرا قالی)۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ مَنْ کَانَ مَیْتًا اس پر دلالت کرتا ہے کہ بعثتِ پیغمبرؐ سے (اُس کو حیاتِ معنوی حاصل ہونے تک) زمانہ دراز گزرچکا ہو اور وہ عزیز (بارگاہِ الٰہی) جس کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے ایمان نہ لایا اور بعد اس (زمانۂ دراز گزرنے کے) ایمان لایا ہو اور پھر اسلام میں اس کا قدم مضبوطی کے ساتھ جما ہو اور وہ ایک خاص عزم اور قوّت بھی رکھتا ہو تاکہ اکابرین کا ہموزن مقابل اُس کو قرار دیں۔ اور مَنْ یُّرِدِ اللہُ اَنْ یَّہْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ پورے طور پر اُسی وقت متحقق ہوسکے گا کہ وہ شخص اپنی تہ دل سے بغیر تکرارِ دعوت (الی الاسلام) اور بغیر مخاصمت کے ایمان لایا ہو اور شکوک وشبہات "لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَا اُوْتِیَ رُسُلُ اللہِ" اور اس قسم کے تخیلات اُس کے ضمیر کے پاس بھی پھٹکے ہوں۔

www.kitabghar.org

و سرِ شرائع بأکمل وجوہ از خود بخود بفہمد باین قرینہ تقلیل شرکاء لازم آمد۔

ثالثاً خدائے تعالیٰ مے فرماید وَجعلنا لہٗ نوراً یمشی بہٖ فی النّاس و این دلالت بران مے کند کہ ہم مہتدی است و ہم ہادی و بسبب او نفع عظیم بمسلمانان عائد شود و آن منحصر است ازین فریق در ذاتِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کما لا یخفیٰ۔

رابعاً عدیل مے سازد این مرد مشار الیہ را باکابر مجرمیہا وقد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لابی جہل حین قُتِل مات الیوم فرعونُ ھٰذہ الأمّۃ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعاء کردہ بودند کہ اللّٰھم أیّد بأحبّ ھٰذین الرّجلین الیک عمر بن الخطاب او عَمرو بن ہشام پس دعاء آنجناب در حق عمر بن الخطاب مُستجاب شد چون این ہمہ قرائن جمع آمد ذہن سبقت نمود بشیخین در اوّل نظر۔

باز باید دانست کہ خدائے تعالیٰ یکے را بشرح صدر للاسلام کہ حقیقت صدیقیت است می ستاید و دیگرے را بحیاتِ معنوی و نوری کہ درمیانِ مردمان اثر آن اُفتد کہ حقیقتِ خلافتِ خاصہ و حقیقتِ مُحَدَّثیت است وصف می کند باز ایشان را جمیعاً

اور وہ خود بخود سمجھ چکا ہو کہ ایک ایسے وجود کے ساتھ جو کامل ترین ہو احکامِ الٰہی کے مربوط رہنے کا کیا راز ہے۔ اس قرینہ سے (اس زمانہ کے موجودہ مؤمنین میں سے) شرکاء کی بہت زیادہ تقلیل لازم آگئی۔

تیسرا قرینہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا لہٗ نوراً یمشی بہٖ فی النّاس اور یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مہتدی (یعنے ہدایت یافتہ) بھی ہے اور ہادی (یعنے دوسروں کی رہنمائی کرنے والا) بھی اور اس کے سبب مسلمانوں کو عظیم نفع پہنچے گا اور یہ وصف اس فریق میں سے (اُس وصفِ سابق کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ معنوی موت کے بعد اس کو حیاتِ معنوی دی گئی ہو) ذاتِ عمر رضی اللہ عنہ میں اس طرح منحصر ہے کہ اس میں کوئی خفا نہیں۔

چوتھا قرینہ یہ ہے کہ (قرآن) ہم پلّہ قرار دے رہا ہے اس مردِ مشار الیہ کو اکابرِ مجرمیہا کا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے حق میں جب وہ قتل ہوا تو یہ فرمایا تھا کہ ماتَ الیومَ فرعونُ ھٰذہ الامّۃ (یعنے آج اس اُمت کا فرعون مرگیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعاء کی تھی کہ اللّٰھمَّ أیِّد نی بأحبِّ ھٰذین الرّجُلَین الیک عُمَرَ ابنِ الخطّاب او عَمرِو بن ھشام (یعنے اے اللہ عمر بن الخطاب یا عَمرو بن ہشام دونوں میں سے جس کو آپ پسند کریں ایک کو اسلام کی توفیق دے کر میری مدد کیجئے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء عمر رضی بن الخطاب کے حق میں قبول ہوئی۔ جب یہ قرائن جمع ہوگئے تو اوّل نظر میں ذہن شیخین (یعنے حضرت ابوبکر صدّیق اور حضرت عمر) رضی اللہ عنہما ہی کی طرف جاتا ہے۔

اِس کے بعد جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ (شیخین میں سے) ایک کی تعریف "شرح صدر للاسلام" سے جو "صدّیقیت" کی حقیقت ہے کررہے ہیں (یعنے اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے سینہ کھُل گیا جو اخلاص عمل کی تکمیل کا سبب ہوتا ہے) اور دوسرے کی ستائش حیات معنوی اور اُس نور سے کر رہے ہیں جس کا اثر لوگوں کے درمیان ظہور پذیر ہو جو کہ خلافتِ خاصہ اور محدّثیت[1] کی حقیقت ہے پھر ان سب کو حق تعالےٰ

[1] محدَّث (بفتح دال) وہ ہیں جن کو حق تعالیٰ اپنے خطابِ خاص سے نوازیں بذریعہ الہام یا آوازِ ہاتف وغیرہ اس کے لئے روشن ضمیر ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قد کان فی الاُمم مُحدَّثون فان یکن فی اُمّتی احدٌ فعمر ابن الخطاب یعنے اگلی اُمتوں میں محدّث لوگ گزرے ہیں تو میری اُمت میں بھی اگر کوئی محدّث ہو تو وہ عمر بن الخطاب ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اسی مقام کی جانب ایماء فرمارہے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

وعدۂ دارالسلام میدہد و صراط مستقیم برائے ایشان اثبات میفرماید وہو ولیہم میگوید و ناہیک بہ من الشرف و اینہا صفات خلافت خاصہ است و فرقۂ سوم را می ستاید و میگوید یدعون ربہم بالغداۃ و العشی بعد ازان تنصیص میفرماید بر اخلاص ایشان کہ یریدون وجہہ و وعدہ مغفرت میدہد کدام فضیلت بہتر ازین فضائل خواہد بود عن عمر بن الخطاب قال الانعام من نواجب القرآن قلت فی الدر النثیر الانعام من نجایب القرآن او نواجبہ ای افاضل سورہ جمع نجیبۃ والنواجب ہی عتاقہ وعن قیس قال دخل عثمان بن عفان علی عبداللہ ابن مسعود فقال کیف تجدک قال مردودا الی مولای الحق قال طبت واخرج الترمذی عن سعد بن ابی وقاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذہ الآیۃ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما انہا کائنۃ ولم یات تاویلہا بعد۔

فقیر گوید یعنی یذیق بعضکم بأس بعض در قتال مسلمین وارد شدہ و آن بودنی است بعد انقضائے خمس و ثلثین و در حدیث متواتر ظاہر شد کہ عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم بدعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتفع شد و یذیق بعضکم بأس بعض باقی است قولہ ولا تطرد الذین الآیۃ اخرج

جنت کا وعدہ دے رہے ہیں اور ثابت کر رہے ہیں کہ یہ لوگ صراط مستقیم پر ہیں اور وھو ولیھم (یعنی اللہ تعالیٰ اُن کا دوست ہے)، فرما رہے ہیں اب ان کی فضیلت سے انکار کی کونسی راہ باقی رہ گئی ہے؟ اور یہ صفات خلافت خاصہ کی ہیں۔ اور تیسرے فرقہ کی تعریف فرماتے ہوئے یہ کہتے ہیں یدعون ربھم الخ یعنے وہ صبح شام اپنے رب کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے بعد اُن کے اخلاص پر قطعی فیصلہ فرما دیتے ہیں کہ یریدون وجھہٗ (یعنے وہ خاص رضائے الٰہی کا قصد رکھتے ہیں)۔ اور پھر ان کو مغفرت کا وعدہ دے رہے ہیں۔ ان فضائل سے اور کونسی فضیلت بہتر ہوگی۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے انھوں نے کہا سورۂ انعام قرآن کی اشرف سورتوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ درِ نثیر میں ہے کہ الانعام قرآن کی عمدہ یا نواجب یعنی افضل سُوَرِ قرآن میں سے ہے۔ اور نواجب جمع ہے نجیبۃ کی یعنے نواجب قرآن کا لب لباب ہیں۔ اور قیس سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ تم اپنا حال کیسا پاتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ اپنے سچے مولا کی طرف لوٹتا ہوا۔ عثمانؓ نے کہا تم بہت اچھے ہو۔ اور اخذ کیا ترمذی نے، مروی ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ مروی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت میں قُلْ هُوَ الْقَادِرُ الخ (۶:۶۵) "آپ کہیئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمھارے اوپر سے بھیجدے یا تمھارے پاؤں تلے سے۔" تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ یہ آئندہ ہونے والی بات ہے ابھی اس کے ظہور کا زمانہ نہیں آیا۔

فقیر کہتا ہے یذیق بعضکم بأس بعض (۶:۶۵) "یا کہ تم کو گروہ گروہ کرکے سب کو بھڑا دے اور تمھارے ایک کو دوسرے کی لڑائی (کا مزا) چکھا دے۔" مسلمانوں میں قتال واقع ہونے کے بارے میں وارد ہوا اور یہ ہونے والی بات تھی پینتیس سال گزرنے کے بعد۔ اور حدیث متواتر میں یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم (میں جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اُٹھا لیا گیا اور یذیق بعضکم بأس بعض (والا) باقی ہے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تطرد الذین الخ اخرجہا

www.kitabghar.org

مسلم عن سعد بن ابی وقاص قال کنّا مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم ستۃ نفرٍ فقال المشرکون للنبی صلے اللہ علیہ وسلم اُطرُد ہٰؤلاء لایجترءون علینا قال کنتُ انا وابن مسعود ورجلٌ من ہُذیل و بلالٌ ورجلان لستُ اسمیہما فوقع فی نفس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ماشاء اللہ ان یقع فحدّث نفسہ فانزل اللہ عزّوجلّ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ۔ عن ابی بکر الصّدیق انّہ سُئل عن ہذہ الآیۃ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَہُمْ بِظُلْمٍ قال ماتقولون قالوا لم یظلموا قال حملتم الامر علے الشدّۃ بظلمٍ بشرکٍ الم تسمع الے قول اللہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۔ وعن عمر بن الخطاب وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَہُمْ بِظُلْمٍ قال بشرکٍ عن عکرمۃ قال لمّا تزوّج عُمر امّ کلثوم بنتِ علیّ اجتمع لہٗ اصحابہٗ فبرّکوا لہٗ ودعَوا لہ فقال تزوّجتہا ومالی حاجۃٌ الے النساء۔ ولکنّی سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان کل نسب وسبب ینقطعُ یوم القیامۃ الّا سببی ونسبی فاحببتُ ان یکون بینی و بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سببٌ عن ابن عباس فی قولہ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ قال کان کافرًا ضالًّا فہدیناہ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا ہو القرآن کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ فی الکفر والضلالۃ وعن زید بن اسلم فی قولہ اَوَمَنْ کَانَ

مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم چھ آدمی تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو مشرکین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان لوگوں کو نکال دیجئے یہ ہمارے ہمنشین نہیں ہو سکتے۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ مَیں تھا اور ابن مسعودؓ اور ایک شخص (قبیلہ) ہُذیل کے تھے اور بلالؓ اور دو شخص اور تھے جن کے نام نہیں کہہ سکتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں کوئی خطرہ واقع ہوا جو اللہ تعالیٰ نے واقع کرنا چاہا آپؐ اس پر دل ہی دل میں غور کرنے لگے تو اللہ عزّوجلّ نے یہ آیت نازل کی ولا تطردِ الّذین الخ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ اُن سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا اَلّذینَ اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلمٍ (۶: ۸۲) "جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے" آپؐ نے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا لم یظلموا (یعنے اُنھوں نے ظلم نہیں کیا)۔ تو آپؐ نے فرمایا تم نے اس امر کو شدّت پر محمول کر لیا بظلمٍ (کی تفسیر ہے) بشراکٍ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف دھیان نہیں دیا؛ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۔ (یعنی بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے) اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ ولم یلبسوا ایمانہم بظلمٍ (کی تفسیر میں) فرمایا بشراکٍ (یعنی اس آیت میں ظلم سے شرک مراد ہے) روایت ہے عکرمہ سے کہ جب عمرؓ نے اُمّ کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کیا تو اُن کے یہاں اُن کے رفقاء جمع ہوئے اور مبارکباد دی اور اُن کے لئے دُعاء کی تو عمرؓ نے کہا کہ مَیں نے اس سے نکاح اس حال میں کیا ہے کہ مجھے عورتوں کی طرف حاجت نہیں ہے، لیکن میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن ہر نسب اور سبب منقطع ہو جائیگا بجز میرے سبب اور نسب کے تو مجھے یہ خواہش ہوئی کہ میرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک سبب قائم ہو جائے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ آیت اَوَمن کان میتًا فاحییناہُ پر فرمایا کہ ایک کافر گمراہ تھا تو ہم نے اُس کو ہدایت کر دی وجعلنا لہٗ نورًا اور وہ قرآن ہے کمن مّثلہٗ فی الظّلمٰت (ظلمات میں یعنی کفر اور گمراہی میں۔ مروی ہے زید بن اسلم سے آیت اَوَمن کان

www.kitabghar.org

میتًا فاحییناہ و جعلنا لہٗ نورًا یمشی بہٖ
فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت
قال نزلت فی عمر بن الخطاب وابی جہل
ابن ہشام کانا میتین فی ضلالتہما فاحیا
اللہ عمر بالاسلام واعزہ واقر اباجہل
فی ضلالتہ و موتہ و ذلک ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم دعا فقال اللھم
اعز الاسلام بابی جہل بن ہشام اوبعمر
ابن الخطاب وعن الحسن مثلہ عن الضحاک
فی قولہ اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ قال
عمر بن الخطاب کمن مثلہ فی الظلمات قال
ابوجہل بن ہشام وعن ابی سنان اَوَ مَنْ
کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ قال نزلت فی عمر بن
الخطاب فقیر گوید این آیت تعریض است
بحال عمر بن الخطاب و ابوجہل نزدیک جمہور
مفسرین عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر
فی قلوب العباد فوجد قلب محمد خیر
القلوب فاصطفاہ لنفسہ فابتعثہ برسالتہ
ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد
صلے اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ
خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء
نبیہ یقاتلون علی دینہ فما راٰی المسلمون
حسنًا فہو عند اللہ حسن وما راوہ
سیئًا فہو عند اللہ سیئ عن ابی الصلت الثقفی
ان عمر بن الخطاب قرأ ہذہ الآیۃ ومن یرد ان یضلہ
یجعل صدرہ ضیقًا حرجًا بنصب الراء وقرأ بعض
من عندہ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم حرِجًا بالخفض فقال عمر ابغونی رجلًا من کنانۃ
واجعلوہ راعیًا فاتوا بہ فقال لہ عمر یا فتے

میتًا تا فی الظلمٰت کے بارے میں کہ انھوں نے کہا کہ یہ نازل ہوئی عمرؓ
ابن الخطاب اور ابی جہل بن ہشام کے بارے میں، دونوں گمراہی میں مُردہ
پڑے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کو اسلام کے ساتھ زندگی بخشی اور
اُن کو معزز بنادیا اور ابوجہل کو اُس کی گمراہی اور موت میں پڑا رہنے
دیا۔ اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
دعا کی کہ یا اللہ اسلام کو عزت بخشدیجے ابی جہل بن ہشام سے یا عمرؓ
ابن الخطاب سے۔ اور حسن سے بھی اسی طرح مروی ہے ضحاک سے کہ
آیت اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ پر حسنؓ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب
(مراد ہیں) کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ اس سے ابوجہل بن ہشام مراد ہے
اور ابی سنان سے مروی ہے کہ اَوَمَن کان میتًا فاحییناہُ کے بارے
میں اُنھوں نے کہا کہ یہ آیت عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں نازل ہوئی۔
فقیر کہتا ہے کہ جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت کا روئے سخن
عمرؓ بن الخطاب اور ابوجہل کے احوال کی جانب ہے۔ مروی ہے ابن
مسعودؓ سے اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب میں نظر کی تو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تمام قلوب سے اچھا پایا تو آپ کو اپنی
ذات کے لئے برگزیدہ کرلیا اور اُن کو اپنی رسالت کے لئے متعین کیا پھر
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد دوسرے بندوں کے قلوب
پر نظر ڈالی تو آپ کے اصحابؓ کے قلوب کو سب بندوں کے قلوب سے
بہتر پایا تو اُن کو اپنے نبیؐ کے وزراء (یعنی معاون و مشیر) بنایا کہ وہ اللہ تعالیٰ
کے دین کے لئے قتال کریں تو جس امر کو سب مسلمان اچھا سمجھیں وہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو وہ بُرا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک بھی بُرا ہے۔ اور ابوالصلت ثقفی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن
الخطاب نے یہ آیت پڑھی وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ
ضَیِّقًا حَرَجًا (۶: ۱۲۵) (اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے
سینہ کو تنگ بہت تنگ کردیتے ہیں) آپ نے حَرَجًا کی راء پر نصب
یعنی زبر پڑھا اور اصحاب رسول اللہ میں سے بعض لوگ جو آپ کے
پاس موجود تھے اُنھوں نے راء کے زیر کے ساتھ حَرِجًا پڑھا تو عمرؓ
نے فرمایا کہ میرے پاس قبیلہ کنانہ کے کسی ایسے شخص کو لاؤ جو جانوروں
کو چرانے والا ہو تو ایک شخص لایا گیا۔ تو اُس سے عمرؓ نے کہا اے جوان!

ماالحرجة فيكم قال الحرجة فينا الشجرة التي
تكون بين الأشجار التي لا تصل إليها
راعية ولا وحشية ولا شيئ فقال عمر
كذلك قلب المنافق لا يصل إليه شيئ
من الخير ؟ وعن علي بن ابي طالب قال
لما امر الله نبيه صلى الله عليه وسلم
ان يعرض نفسه على قبائل العرب خرج
الى منى وانا معه وابوبكر وكان
ابوبكر رجلاً نسابة فوقف على منازلهم و
مضاربهم بمنى فسلم عليهم وردوا السلام
وكان في القوم مفروق بن عمرو و
هانی بن قبيصة والمثنى بن حارثة و
النعمان بن شريك وكان اقرب القوم الى
ابي بكر مفروق قد غلب عليهم بيانا ولسانا
فالتفت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
له الى ما تدعونا اخا قريش فتقدم رسول الله
صلى الله عليه وسلم فجلس وقام
ابوبكر يظله بثوبه فقال النبي صلى
الله عليه وسلم ادعوكم الى شهادة
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
واني رسول الله وان تؤووني وتنصروني
وتمنعوني حتى اؤدي عن الله الذي
امرني به فان قريشا قد تظاهرت
على امر الله وكذبت رسوله و
اعانت الباطل على الحق والله هو
الغني الحميد قال له والى ما تدعو
ايضا يا اخا قريش فتلا رسول الله صلى
الله عليه وسلم قل تعالوا اتل
ما حرم ربكم عليكم

تم "حرجہ" کس چیز کو کہتے ؟ اُس نے کہا کہ ہم حرجہ اُس درخت کو کہتے
ہیں جو درختوں کے بیچ میں اس طرح آیا ہو کہ اُس تک نہ کوئی پالتو جانور
پہنچ سکے اور نہ جنگلی اور نہ اور کچھ۔ تو عمرؓ نے کہا ایسا ہی ہے کہا
کہ منافق ہوتا ہے کہ اُس تک خیر کی کوئی چیز پہنچتی ہی نہیں۔ اور مروی
ہے علیؓ بن ابی طالب سے اُنھوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی ذات کو قبائل عرب کے سامنے
پیش کریں تو آپ منیٰ کی جانب تشریف لے چلے اور میں اور ابوبکرؓ
آپ کے ساتھ تھے اور ابوبکرؓ نسب کے بڑے جاننے والے شخص تھے
تو وہ ٹھہر گئے منیٰ میں وہاں کے لوگوں کی منزلوں اور بیٹھکوں میں
ابوبکرؓ نے اُن کو سلام کیا اور اُنھوں نے جواب دیا اور اس قوم
میں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ اور مثنیٰ بن حارثہ اور
نعمان بن شریک تھے۔ اور قوم میں ابوبکرؓ کے (نسب میں) زیادہ
قریب مفروق تھے اور وہی ان میں فصاحت و بیان میں ممتاز تھے
اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر
کہا کہ آپ ہم کو کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی
تو رسول اللہ صلے اللہ وسلم آگے بڑھے پھر بیٹھ گئے اور ابوبکرؓ
کھڑے ہوگئے آپ اپنے کپڑے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر
سایہ کرنے لگے اب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شہادت
کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک
ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور
نہ تم مجھے ایذا دو اور نہ مارو اور نہ منع کرو یہاں تک کہ میں تمھیں اللہ
کا پیغام پہنچا دوں جس کا اُس نے مجھے حکم دیا ہے کیونکہ قریش نے
اللہ تعالیٰ کے حکم کا مقابلہ کیا اور اس کے رسول کو جھٹلایا اور حق کے
مقابلہ پر باطل کی اعانت کی اور اللہ بے پرواہ اور تمام خوبیوں کا
مالک ہے۔ مفروق نے پھر کہا کہ آپ ہم کو اور کس چیز کی طرف دعوت
دے رہے ہیں اے قریشی بھائی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیت تلاوت کی قُلْ تَعَالَوْا سے تَتَّقُونَ ہ تک (۶: ۱۵۱) آپ
اُن سے کہیے آؤ میں تمھیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمھارے
رب نے تم پر حرام فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا الیٰ قولہ
تَتَّقُوْنَ ○ قال لہٗ مفروقٌ الیٰ ما تدعونا
ایضًا یا اخا قریش فو اللہ ما ہذا من کلام اہل
الارض ولو کان من کلامہم لعرفناہ فتلا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ
اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الآیۃ فقال
لہٗ مفروقٌ دعوتَ واللہ یا قریشی الیٰ
مکارم الاخلاقِ ومحاسنِ الاعمال ولقد
اَفِکَ قومٌ کذّبوک وظاہروا علیک و
قال ہانی بن قَبیصۃ قد سمعتُ مقالتک
واستحسنتُ قولک یا اخا قریش واعجبنی
ما تکلمتَ بہٖ ثم قال لہم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لن تلبثوا الا یسیرًا حتی
یُنَفِّلَکُم اللہ بلادہم واولادہم یعنی ارض
فارس وانہار کسریٰ ویُفرِشکم بناتہم
تُسبّحون اللہَ وتُقدّسونہٗ قال لہ النعمان
ابن شریک اللّٰہم وانّٰی ذٰلک لک
یا اخا قریش فتلا لہٗ رسولُ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ
مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ
بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا الآیۃ ثم نہض
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قابضًا
علیٰ ید ابی بکر عن ابن عباس
قال خطبنا عمر فقال ایہا الناس سیکون
قومٌ من ہذہ الامۃ یکذبون بالرجم و
یکذبون بالدجال ویکذبون بطلوع
الشمس من مغربہا ویکذبون بعذاب
القبر ویکذبون بالشفاعۃ ویکذبون بقومٍ
یخرجون من النار بعد ما امتحشوا

شریک نہ ٹھہراؤ ... آخر تک۔ یہ سنکر مفروق نے کہا آپ ہم کو اور کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی! کیونکہ واللہ یہ اہلِ زمین کا کلام نہیں ہے اور اگر اُن کے کلام میں سے ہوتا تو ہم اس کو ضرور پہچان لیتے۔ پھر تلاوت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ (۱۶: ۹۰)

بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہلِ قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں، آخر تک۔ پھر آپ سے مفروق نے کہا کہ واللہ اے قریشی آپ نے بڑے پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی دعوت دی اور واللہ وہ قوم جس نے تم کو جھٹلایا اور تمہارا مقابلہ کیا خود جھوٹی ہے۔ اور ہانی بن قبیصہ نے کہا کہ میں نے آپ کا مقالہ سُنا اور اے قریشی بھائی! آپ کے کلام کو پسند کیا اور جو کلام آپ نے پڑھا ہے وہ مجھے عجیب معلوم ہوا۔ پھر اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ زمانہ نہیں گزرے گا کہ حق تعالیٰ اُن کے شہر اور اُن کی اولاد یعنی سرزمین فارس اور کسریٰ کی نہریں تم کو بخش دیگا اور اُن کی بیٹیوں کو تمہاری دولہنیں بنا دے گا تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اُس کی تقدیس کرتے ہوگے۔ آپ سے نعمان بن شریک نے کہا یا اللہ یہ عجیب کلام آپ کے پاس کہاں سے آیا اے قریشی بھائی! تو اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت سُنائی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ الخ

(۳۳: ۴۵-۴۶) بیشک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مؤمنین کو) بشارت دینے والے اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں اور (سب کو) اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں، آخر تک۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُٹھ گئے

اور مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ ہم کو عمرؓ نے خطبہ دیا اور کہا اے لوگو! اس اُمت میں ایسی قوم ہونے والی ہے جو رجم کا (جو حدِّ زنا ہے) انکار کرے گی اور دجّال (کے ظہور) کا انکار کرے گی اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا انکار کرے گی اور عذابِ قبر کا انکار کرے گی اور شفاعت کا انکار کرے گی اور اُس قوم کا انکار کرے گی جو جہنم سے جل بھن جانے کے بعد نکالی جائیگی (آپؐ کی سبب

www.kitabghar.org

قال اللہ تعالےٰ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

مضمون این آیات آنست کہ حضرت موسٰے علیہ السلام بدرگاہِ مجیب الدعوات مناجات نمود کہ واکتب لنا فی ہذہ الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ اِنّا ہُدنا الیک خداوندا بنویس یعنی مقدر کن و در ملکوت قضائی ثبوتِ حسنہ نازل گردان و صورتِ مثالیہ ثبوت حسنہ در دنیا و آخرت برائے امتِ من مخلوق فرما از جنابِ ربّ الارباب خطابش در رسید کہ یہود را یک حال نخواہد بود عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ از ایشان جمعے باشند کہ عقوبتِ دنیا بدیشان رسد کما قال عزّ من قائل وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ الآیۃ و جمعے باشند کہ رحمتِ الٰہی بایشان رسد کما قال عزّ من قائل

پیشگوئیاں حرف بحرف پوری ہوئیں)۔

آیات سورۃ الاعراف

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا الخ (۷:۱۵۶)

اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت اُن لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھوں گا۔ جو کہ خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ ایسے رسول نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ اُن کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو اُن کے لئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) اُن پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے اُن کو دُور کرتے ہیں سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی حمایت کرتے ہیں اور اُن کی مدد کرتے ہیں اور اُس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پُوری فلاح پانے والے ہیں۔

اِن آیات کا مضمون یہ ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے بارگاہِ مجیب الدعوات سے درخواست کی کہ وَاکْتُبْ لنا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ اِنّا ھُدنا الیک۔ یعنی اے خدا لکھ یعنے مقدّر کردے اور عالمِ ملکوت میں ثبوتِ حسنہ کا فرمان نازل کردیجیے اور ثبوتِ حسنہ کی صورتِ مثالیہ دنیا و آخرت میں میری اُمت کے لئے پیدا فرما دیجیے۔ بارگاہِ ربّ العزت سے اُن کو خطاب پہنچا کہ یہود کا یکساں حال نہیں رہے گا عذابی اُصیبُ بہٖ مَنْ اَشاۗءُ ورحمتی وسعت کلّ شیءٍ۔ ان میں سے ایک جماعت ایسی ہوگی کہ عذابِ دنیا اُن کو پہنچے گا جیسا کہ حق جلّت عزّتہٗ نے فرمایا وَقَضَيْنَآ اِلٰى الخ (۱۷:۴) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشنگوئی) بتلادی تھی کہ تم سرزمینِ (شام) میں دوبارہ خرابی کروگے۔ آخر تک اور ایک جماعت ہوگی کہ جن پر رحمتِ الٰہی پہنچے گی جیسا کہ اُس جلّ و علا شانہٗ

اُذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ الخ خواہم نوشت حسنہ دنیا وآخرت را در زمان آیندہ برائی جمعے کہ صفت ایشان اینست کہ متقیان باشند وادائی زکوٰۃ می نمایند و بآیاتِ ما ایمان می آرند از اینجا مفہوم گشت کہ در زمانِ آیندہ اُمتے پیدا خواہد شد متصف باین صفات و خدا تعالیٰ حسنہ دنیا کہ عبارت از فتح ونصرت است واتساع ارزاق وآنکہ ریاستِ عالم میان ایشان باشد دیگران ہمہ باج دِہ وخراج گزارِ ایشان یا اسیر وبندہ در دستِ ایشان باشند وحسنہ آخرت کہ عبارت از مغفرت است ونجات ورفع درجات ہر دو ایشان را بخشد باز خدا تعالیٰ ارشاد میفرماید کہ اُمتِ موعودہ تابعانِ نبی اُمّیؐ اند وآن موعود بہ ایشان راست آمد وآن حسنہ دنیا وآخرت برائے ایشان نوشتیم یعنی در ملکوت تقاضائے آن مصمم نمودیم آنانکہ پیروی نبی اُمّیؐ مے کنند ایمان آوردند باو وتقویت دادند اورا ویاری نمودند وپیروی نورے کہ ہمراہ او نازل شد یعنے پیروی قرآن کردند ایشان اند رستگار ووصف نبیؐ اُمّی آنست کہ می یابند نعتِ او در توریت وانجیل یہود در توریت خوانند ونصاریٰ در انجیل وبر سائر اُمم نیز حجت ثابت شد از جہتِ ظہور معجزات موسےٰ وعیسیٰ علیہما السلام وثبوتِ نبوتِ ایشان وشہرتِ آن پس چون در دنیا نعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در کتبِ الٰہیہ موجود است وانبیاءؑ ثابت الصدق آن خبر دادند حجت بر کافۂ ناس متحقق گشت اگر آن را معترف نشوند عند اللہ معذور نباشند

نے فرمایا اِذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ الخ (۵: ۲۰) (اے میری قوم) تم اللہ تعالےٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالےٰ نے تم میں بہت پیغمبر بنائے اور تم کو صاحب ملک بنایا اور تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ الخ یعنے میں دنیا وآخرت کے حسنہ کو آئندہ زمانہ میں اُس جماعت کے لئے لکھوں گا کہ جن لوگوں کی صفت یہ ہے کہ وہ متقی ہوں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیات پر ایمان لائیں گے۔ یہاں سے یہ مفہوم ہوا کہ زمانہ آئندہ میں ایک ایسی اُمت پیدا ہوگی جو ان صفات سے متصف ہوگی اور حق تعالےٰ حسنہ دنیا اُن کو عطا کرے گا جس کا مطلب ہے فتح ونصرت، رزقوں کی وسعت اور یہ کہ حکومتِ دنیاوی اُن کے درمیان قائم ہوگی دوسرے سب اُن کے باج گزار اور خراج دینے والے ہوں گے یا قیدی اور غلام ہو کر اُن کے قبضہ میں رہیں گے۔ اور حسنہ آخرت جس سے مراد ہے مغفرت اور نجات اور درجات کی بلندی دونوں (یعنے حسنہ دنیا وحسنہ آخرت) اُن کو عطا فرمائیگا۔ پھر حق تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ اُمتِ موعودہ (یعنی جس کی خبر دی گئی) نبی اُمّی کی پیروی کرنے والے ہیں۔ وہ وعدہ جو کیا گیا تھا ان پر منطبق ہوگیا اور وہ حسنہ دنیا وآخرت ہم نے اُن کے لئے لکھدی ہے یعنی عالم ملکوت میں ہم نے اُس کا مضبوط فیصلہ کردیا ہے جو لوگ نبی اُمّیؐ کی پیروی کرتے ہیں وہ ایمان لائے اور انھوں نے اُس نبی کو قوت پہنچائی اور مدد کی اور اُس نور کی جو کہ اس پر نازل ہوا یعنی قرآن کی پیروی کی یہ لوگ نجات پانے والے ہیں اور نبی اُمّی کا وصف یہ ہے کہ یہ لوگ اس کی تعریف توریت و انجیل میں مطالعہ کرتے ہیں۔ یہود توریت میں پڑھتے ہیں اور نصاریٰ انجیل میں۔ اور تمام اُمتوں پر بھی حجت ثابت ہوگئی موسیٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کے معجزات کے ظہور اور اُن کی ثبوت اور اس کی شہرت کی جہت سے۔ تو جب دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کتب الٰہیہ میں موجود ہے اور اُن انبیاءؑ نے جن کی سچائی ثابت (اور مُسلّم) ہوچکی ہے اُس کی خبر دیدی تو تمام کے تمام لوگوں پر حجت متحقق ہوگئی اگر اس کے معترف نہ ہوں گے تو عند اللہ معذور نہیں ہونگے

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

واین نعت آنست کہ میفرماید بکارِ پسندیدہ و نہی میکند از ناپسندیدہ وحلال میگرداند برائے ایشان چیزہائے پاکیزہ را وحرام مے نماید برایشان چیزہائے ناپاکیزہ را واز سر ایشان فرو مے آرد بارگرانِ ایشان را وطوقِ گردنہا را کہ سابق برایشان بود یعنی شرائع شاقہ نسخ میفرماید وبملّتِ حنیفیہ سہلہ سمحہ ارشاد می کند ونبوّت کہ باین صفت باشد کمالِ رحمت الٰہی است وتمام رأفت او ودرین آیات خدائیتعالےٰ یارانِ پیغامبر را منطوقاً اثباتِ فلاح میفرماید ومفہوماً حسنۂ دنیا وآخرت را ثابت میکند وشک نیست کہ خلفاء ایمان آوردند وتقویت نمودند چہ درایامِ حیاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وچہ بعد وفاتِ او پس باین فضل کہ بالاتر ازان فضلے متصوّر نیست متّصف باشند وہو المقصود ؔ ق من عمر بن الخطّاب قال اَعطیتُ ناقۃً فی سبیل اللہ فاَردتُ ان اَشتریَ من نسلہا فسالتُ النّبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال دَعہا تاتی یومَ القیامۃ ہی واولادُ ہا جمیعًا فی میزانِک عن الحسن قال رأیتُ عثمان علے المنبر قال یا ایہا النّاسُ اتقوا اللہَ فی ہٰذہ السرائر فانّی سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقولُ والّذی نفس محمدٍ بیدہ ما عمل احدٌ عملاً قطّ سِرًّا اِلاّ اَلبسہ اللّٰہ رِداءَ عَلانیۃٍ ان خیرًا فخیرٌ وان شرًّا فشرٌ ثم تلا ہٰذہ الآیۃ وریاشًا ولم یقل وَرِیشًا و لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ.

اور وہ تعریف یہ ہے کہ (وہ نبی) اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہے اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور جو غیر پاکیزہ چیزیں ہیں وہ اُن پر حرام کرتا ہے اور وہ اُن کے سر سے وہ بھاری بوجھ جو اُن پر پڑا ہوا تھا اور اُن کی گردن کے طوق کو اُتار رہا ہے جو پہلے سے پڑا ہوا تھا یعنی سخت احکام کو منسوخ فرمایا ہے۔ اور دینِ حنیفیہ آسان ہلکا پھلکا تعلیم کر رہا ہے۔ اور جو نبوت ان اوصاف کی ہوگی وہ اللہ کی رحمتِ کاملہ ہے اور اُس کی مکمل شفقت۔ اِن آیات میں خدا تعالےٰ اصحاب رسول کے لئے بلحاظ الفاظ واضحہ فلاح کا اثبات فرما رہے ہیں اور بلحاظ مفہوم دنیا وآخرت کی حسنہ کو ثابت کر رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ خلفاء ایمان لائے اور اُنھوں نے (دینِ حنیفیہ کو) قوّت بھی پہنچائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کیا، بعد وفات کیا۔ (برابر تقویت اسلام میں مصروف ہی رہے) پس وہ اس فضیلت سے بھی جس سے بالاتر کسی فضیلت کا تصوّر بھی نہیں ہوتا یقیناً متّصف ہوئے اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ عمر رضؓ بن الخطاب سے مروی اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک اونٹنی اللہ کی راہ میں دی پھر میں نے چاہا کہ اُس کی نسل میں سے خریدلوں پھر اس کے بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو قیامت کے دن وہ اور اُس کی تمام اولاد تمھاری میزانِ (اعمال) میں آجائے گی۔ مروی ہے حسن رحؒ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے عثمان رضؓ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ ان چھُپے ہوئے اعمال کے سلسلہ میں اللہ تعؔ سے ڈرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرما رہے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ کسی نے کبھی کوئی عمل چھُپ کر نہیں کیا مگر اللہ تعؔ اُس کو چادر کی طرح سب پر ظاہر کردے گا اگر اچھا عمل ہے تو خیر ظاہر ہوگی اور بدعمل ہے تو بُرائی کا افشا ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (یعنی یا بنی اٰدم قد اَنزلنا علیکم لباسًا یُواری سواٰتکم وریشًا) آپؐ نے وَرِیاشًا پڑھا اور رِیشًا نہیں کہا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ (۷: ۲۶) اے اولاد آدم کی ہم نے تمھارے لئے لباس پیدا

www.kitabghar.org

قال السمت الحسن عن الحسن قال
دخل عمر على ابنه عبداللّٰه و اذا عندهم
لحم فقال ما هذا اللحم قال اشتهيته
قال و كلما اشتهيت شيئًا اكلته كفى بالمرء
اسرافًا ان ياكل كلما اشتهى و عن
عمر بن الخطاب قال اياكم والبطنة
في الطعام والشراب فانها مفسدة
للجسد مورثة للسقم مكسلة عن الصلوٰة
وعليكم بالقصد فيهما فانه اصلح للجسد
وابعد من السرف و ان اللّٰه ليبغض
الخبز السمين و ان الرجل لن يهلك
حتى يؤثر شهوته على دينه وعن
ابن المسيب قال لما طعن عمر
قال كعب لو دعا اللّٰه عمر لاخر في
اجله فقيل له أليس قد قال اللّٰه
فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة
ولا يستقدمون فقال كعب وقد
قال اللّٰه وما يعمر من معمر ولا
ينقص من عمره الا في كتاب فان
اللّٰه يوخر ما يشاء وينقص فاذا
جاء اجله فلا يستاخرون ساعة و
لا يستقدمون عن ابن ابي مليكة قال
لما طعن عمرؓ جاء كعب فجعل يبكي
بالباب و يقول واللّٰه لو ان امير
المؤمنين يقسم على اللّٰه ان يوخره
لاخره فدخل ابن عباس فقال
يا امير المؤمنين هذا كعب
يقول كذا و كذا قال اذا
واللّٰه

جو کہ تمھاری پردہ داریوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ (لباس التقوٰی کی تفسیر میں آپ نے) کہا کہ طریق حسن۔ مروی ہے حسنؒ سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ اپنے بیٹے عبداللہؓ کے یہاں گئے آپ نے دیکھا کہ وہاں گوشت رکھا ہے۔ فرمایا کہ یہ گوشت کیسا رکھا ہے؟ عبداللہؓ نے کہا کہ اس کو میرا دل چاہتا تھا۔ فرمایا اور جس چیز کو دل چاہے اُس کو تم نے کھالیا یہ بات ایک شخص کے مُسرف بننے کے لئے کافی ہے کہ جس چیز کی خواہش ہو اس کو کھانے لگے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ فرمایا کہ کھانے اور پانی سے شکم کو بھرپور کر ڈالنے سے بچو کیونکہ یہ خصلت جسم کو خراب کر دیتی ہے بیماری پیدا کرتی ہے۔ نماز میں سستی پیدا کرتی ہے۔ کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کرو، ایسا کرنا جسم کو ٹھیک رکھتا ہے اور اسراف سے بھی بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ موٹی روٹی کو پسند نہیں کرتا۔ جو شخص خواہش نفس کو دین پر قربان کرے گا وہ ہرگز تباہ نہ ہوگا۔ اور مروی ہے ابن المسیب سے انھوں نے کہا کہ جب عمرؓ کو مجروح کیا گیا تو کعب (احبار) نے کہا کہ اگر عمرؓ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ ان کی موت کو مؤخر کر دے۔ اُن سے کہا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فاذا جاء اجلھم (۷: ۳۴) "سو جس وقت ان کی میعادِ معین آجاوے گی اُس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے" تو کعب نے کہا کہ حق تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے وَمَا یُعَمَّرُ مِنَ الخ (۳۵: ۱۱) "اور نہ کسی کی عمر زیادہ کی جاتی ہے اور نہ کم کی جاتی ہے مگر یہ سب لوحِ محفوظ میں ہوتا ہے" تو اللہ تعالیٰ مؤخر کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور کم کر دیتا ہے (جسے کم کرنا چاہتا ہے) پھر جس وقت اُس کی معین کی ہوئی مدت آجاتی ہے تو ایک ساعت نہ پیچھے ہٹیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مجروح کیا گیا تو کعب احبار آئے اور اُنھوں نے دروازے پر رونا شروع کر دیا اور یہ کہا کہ واللہ امیر المؤمنینؓ اگر اللہ کو قسم دیں کہ اُن (کی اجل) کو مؤخر کر دے تو وہ ضرور مؤخر کر دے گا۔ اس کے بعد ابن عباسؓ داخل ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ یہ کعب ایسا اور ایسا کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اب تو واللہ میں یہ سوال

www.kitabghar.org

لا أسأل عن سالم بن عبد اللہ وأبان
ابن عثمان و زید بن حسن ان عثمان بن
عفان أتی برجل قد فجر بغلام من
قریش فقال عثمان احصن قالوا قد تزوج
بامرأۃ ولم یدخل بہا بعد فقال علی لعثمان
لو دخل بہا لحل علیہ الرجم فاما اذا لم یدخل
باہلہ فاجلدہ الحد فقال ابو ایوب اشہد
انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول الذی ذکر ابو الحسن فامر بہ
عثمان فجلد مائۃ عن ابی بکر الصدیق
قال قال موسیٰ علیہ السلام یارب ما
لمن عزی الثکلی قال اظلہ بظلی
یوم لا ظل الا ظلی عن خالد الربعی
قال قرأت فی کتاب اللہ المنزل
ان عثمان یأتی رافعا یدیہ الی اللہ
یقول یارب قتلنی عبادک المؤمنون
عن مسلم بن یسار الجہنی ان عمر
ابن الخطاب سئل عن ھذہ الآیۃ
وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ فقال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سئل عنہا قال ان اللہ خلق
آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ فاستخرج
منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء
للجنۃ و بعمل اہل الجنۃ یعملون
ثم مسح ظہرہ فاستخرج منہ ذریۃ
فقال خلقت ہؤلاء للنار و بعمل
اہل النار یعملون فقال رجل یا رسول اللہ
ففیم العمل فقال ان اللہ اذا خلق
العبد للجنۃ استعملہ بعمل اہل الجنۃ

خدا سے نہ کروں گا۔ مروی ہے سالم بن عبد اللہ سے اور ابان بن عثمان
اور زید بن حسن سے کہ عثمان رض بن عفان کے سامنے ایک شخص لایا گیا
جس نے قریش کے ایک لڑکے سے بدکاری کی تھی۔ تو عثمان رض نے پوچھا
کہ کیا یہ کنوارا ہے ؟ لوگوں نے کہا کہ ایک عورت سے نکاح تو کیا تھا
مگر بعد میں اُس کے پاس نہیں گیا۔ اس پر علی رض نے عثمان رض سے کہا کہ اگر
یہ اُس کے پاس چلا جاتا تو اس پر رجم (سنگسار کردینا) ضرور حلال
ہوجاتا اب جب کہ یہ اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا تو حد میں کوڑے
لگوا دیجیے۔ پھر ابوایوب رض نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی حکم سنا جو ابوالحسن (علی رض) نے ذکر
کیا۔ پھر عثمان رض نے حکم دے کر اُس کو سو کوڑے لگوائے۔ ابوبکر
صدیق رض سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے
پروردگار کیا (اجر) ہے اُس شخص کا جو چھینے والی عورت سے
(جس کا بیٹا مر گیا ہو) تعزیت کرے ؟ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اُس کو
اپنے زیر سایہ رکھوں گا جس دن میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔
مروی ہے خالد الربعی سے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب
میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس عثمان رض اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے
ہوئے آئیگا، کہے گا یارب مجھے آپ کے مومن بندوں نے قتل کیا تھا۔
مسلم بن یسار الجہنی سے مروی ہے کہ عمر رض بن الخطاب سے اس آیت کے
بارے میں سوال کیا گیا وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ الخ (۷: ۱۷۲) اور جب آپ
کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا الخ تو فرمایا کہ
میں نے رسول اللہ سے سنا آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم ع کو پیدا کیا پھر اُس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ
پھیرا اور پھر اس میں سے ذُریت کو نکالا پھر فرمایا کہ میں نے ان کو جنت
کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ اہلِ جنت کے اعمال کرتے رہیں گے۔
پھر آدم ع کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس میں سے ذُریت کو نکالا
اور کہا کہ میں نے ان کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ اہلِ نار
کے اعمال کرتے رہیں گے تو ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ پھر عمل
کس لئے رہا تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو جنت
کے لئے پیدا کیا تو اُس سے اہلِ جنت ہی کے اعمال صادر کراتے رہیں گے

www.kitabghar.org

حتى يموت على عمل من أعمال أهل الجنة
فيدخله به الجنة و إذا خلق العبد للنار
استعمله بعمل أهل النار حتى يموت على
عمل من أعمال أهل النار فيدخله به النار
عن عمر بن الخطاب انه خطب بالجابية فحمد
الله و اثنى عليه ثم قال من يهده الله
فلا مضل له و من يضلل الله فلا هادي
له فقال له قس بين يديه كلمة بالفارسية
فقال عمر لمترجم له ما يقول قال يزعم
ان الله لا يضل احدا فقال عمر كذبت
يا عدو الله بل الله خلقك و هو اضلك
و هو يدخلك النار انشاء الله تعالى
و لولا ان بيننا عقدا لضربت عنقك
فتفرق الناس و ما يختلفون في
القدر. و اخرج البخاري عن ابن
عباس قال قدم عيينة بن حصن
ابن بدر فنزل على ابن اخيه الحر بن
القيس و كان من النفر الذين يدنيهم
عمر و كان القراء اصحاب مجالس عمر و
مشاورته كهولا كانوا او شبانا فقال
عيينة لابن اخيه يا ابن اخي
هل لك وجه عند الامير فتستأذن
لي فاستأذن لعيينة فاذن له
عمر فلما دخل قال يا ابن الخطاب
والله ما تعطينا الجزل و لا تحكم
بيننا بالعدل فغضب عمر حتى هم
ان يوقع به فقال له الحر يا امير
المؤمنين ان الله عز و جل قال لنبيه
صلى الله عليه و سلم خذ العفو

یہاں تک کہ اُس کی موت اہلِ جنت کے اعمال میں سے کسی عمل پر آئے تو حق تعالےٰ اس عمل کے سبب سے اس کو جنت میں داخل کردے گا اور جب اللہ تعالےٰ نے بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس سے دوزخیوں کے اعمال صادر کرائیں گے یہاں تک کہ وہ مرجاتے اہلِ نار کے اعمال میں سے کسی عمل پر پھر اس سبب سے اس کو نار میں داخل کردے گا۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے جابیہ میں خطبہ دیا تو اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ایک قس (پادری) آپ کے سامنے بیٹھا تھا اُس نے فارسی زبان میں آپ سے کوئی بات کہی تو عمرؓ نے اپنے مترجم سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ مترجم نے کہا کہ یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا تو عمرؓ نے کہا کہ اے دشمن خدا تو نے جھوٹ بولا بلکہ اللہ تعالےٰ نے ہی تجھے پیدا کیا اور اسی نے تجھے گمراہ کیا اور وہی تجھے دوزخ میں ڈالے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر ہمارے درمیان صلح کا معاہدہ نہ ہوچکا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا اس کے بعد لوگ متفرق ہوگئے اور تقدیر کے متعلق (اختلاف) ذہنی بحثیں) نہیں کرتے تھے۔ اور بخاری نے اخذ کیا، مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ عیینہ بن حصن بن بدر آیا اور اپنے بھتیجے حرؓ ابن القیس کے پاس ٹھہر گیا اور یہ حرؓ اُن لوگوں میں سے تھا جن کی عمرؓ عزت کرتے تھے اور عام قراء عمرؓ کی مجالس کے مصاحب اور اُن کو مشورے دینے والے ہوتے تھے بوڑھے ہوں یا جوان۔ تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ بھتیجے! کیا امیر کے یہاں تیری عزت ہے کہ تو میرے لئے ملاقات کی اجازت حاصل کرلے۔ تو اس نے عیینہ کے لئے اجازت مانگی تو حضرت عمرؓ نے اجازت دیدی۔ جب عیینہ آپ کے یہاں پہنچا تو بولا اے خطاب کے بیٹے واللہ نہ تو ہم کو کوئی بڑا عطیہ دیتا ہے نہ تو ہمارے درمیان عدل کے ساتھ حکومت کرتا ہے تو عمرؓ کو غصہ آگیا یہاں تک کہ آپ نے قصد کیا کہ اُس کو پیٹیں تو آپ سے حرؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا ہے خُذِ العفو الخ (۷:۱۹۹)

وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ و
انّ هذا من الجاهلين والله ما جاوزها
عمر حين تلاها عليه و كان
وقّافاً عند كتاب الله عزّ وجلّ۔

قال الله تعالےٰ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

فقیر گوید مفسّران در معنے این فتنہ اختلاف دارند جمعے گویند این فتنہ آنست کہ طائفہ از مسلمانان مرتکب معاصی شوند و دیگران از نہی منکر توقف نمایند پس عذاب خدا ہمہ را در گیرد عاصیان بعصیان خود ماخوذ شوند و تارکان نہی از منکر بترک نہی منکر معذب گردند و فیہ بحث زیرا کہ حینئذٍ ہر یکے ماخوذ شد بظلم خود از فعل یا کفّ معنے صحیح آنست کہ این فتنہ فتنۂ خلافت است و ہی الفتنۃ التی تموج کموج البحر چون مسلمین جنود مجندہ شوند و ہر یکے برائے طلب خلافت برخیزد افنائے نفوس و نہب اموال و غلبۂ کفار

معافی کا برتاؤ کیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارے ہو جایا کیجئے۔ اور یہ شخص جاہلین میں سے ہے۔ واللہ جب یہ آیت عمرؓ کے سامنے پڑھی گئی تو آپ نے اس آیت کے حکم سے قطعی تجاوز نہ کیا اور آپ کتاب اللہ کے سامنے بہت ٹھہرنے والے (یعنے اس سے بڑا اثر قبول کرنے والے) تھے۔

آیات سورۃ الانفال

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاتَّقُوا فِتْنَةً الخ (۸: ۲۵-۲۶) اور تم ایسے وبال سے بچو جو خاص اُن ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالےٰ سخت سزا دینے والے ہیں اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے سرزمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو (مخالف) لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو (ایسی حالت میں) اللہ تعالےٰ نے تم کو (مدینہ میں) رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر کرو۔

فقیر کہتا ہے کہ مفسّرین میں اس فتنہ کے معنے میں اختلاف ہے بہت سے یہ کہتے ہیں کہ اس فتنہ کی صورت یہ ہے کہ مسلمانوں میں بہت سے لوگ گناہوں کے مرتکب ہوں اور دوسرے لوگ نہی عن المنکر (یعنی بری بات سے روکنے) سے باز رہیں تو خدا کا عذاب سب پر گرفت کرلے گناہ کرنے والے اپنے گناہ میں ماخوذ ہوں اور نہی عن المنکر کے تارک اس نہی عن المنکر کے ترک کی وجہ سے معذّب ہوں۔ اور اس میں کلام ہے کیونکہ اس صورت میں تو ہر ایک اپنے ظلم ہی کی وجہ سے ماخوذ ہوا (ایک گروہ کا ظلم فعل (معصیت) ہے (دوسرے کا ظلم) کف (یعنی رُک جانا) نہی از منکر سے اور آیت یہ بتا رہی ہے کہ اس فتنہ سے وہ بھی محفوظ نہ رہیں گے جنہوں نے ظلم کیا ہی نہ ہوگا تو یہ توجیہ کیسے درست ہو سکتی ہے) معنے صحیح یہ ہیں کہ یہ فتنہ خلافت کا فتنہ ہے اور یہی وہ فتنہ ہے جس کی کیفیت (فرمائی گئی) ہے تموج کموج البحر (یعنی دریا کی موج کی طرح موج مارے گا) جب مسلمان الگ الگ گروہ بن جائیں اور ہر ایک طلب خلافت کے لئے اُٹھے تو جانوں کا ضائع کرنا اور اموال کا لوٹنا اور (مزید براں) غلبۂ کفار

کہ ہمیشہ در انتہا زاین فرصت میباشند بظہور آید و این فتنہ شاخہا بر کشد کہ ہر مسلمانے را رسد از اہل حضر و اہل بوادی چہ خامل چہ مشہور چہ معتزل چہ مختلط خدا تعالے از ہمین قسم فتنہ تہویل و تہدید میفرماید و عقب آن ارشاد میکند وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ یعنے شما مغلوب کفار بودید گرسنہ و تشنہ خدای تبارک و تعالی ازانحالت بحالت تائید و نصر و اتساع رزق نقل فرمود شکر این نعمت آنست کہ کاری نکنید کہ موجب غلبہ کفار شود و سبب برہم خوردن مکاسب و ارزاق شما گردد. وقال اللہ تعالی إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ

جو ایسے ہی اُچک لیجانے کے غنیمت موقع پر ہوا کرتا ہے ظہور میں آتے اور اس فتنہ کی بہت سی شاخیں نکل آئیں جو کہ ہر مسلمان تک پہنچیں خواہ وہ شہر والوں سے ہو یا جنگلوں کا باشندہ، خواہ گمنام ہو اور خواہ مشہور، گوشہ نشین ہو یا لوگوں سے ملنے والا۔ خدا تعالیٰ اسی قسم کے فتنہ سے ڈرا اور دھمکا رہے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ یعنی تم کفار سے مغلوب تھے بھوکے اور پیاسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس حالت سے تمہیں تائید اور فتح اور وسعتِ رزق کی حالت کی طرف منتقل کیا۔ اس نعمت کا شکریہ ہے کہ اب تم ایسے کام نہ کرو جو کفار کے غلبہ کے موجب ہو جائیں اور تمہارے پیشے اور ذرائع رزق سب درہم برہم ہو جائیں۔

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا الخ (۸: ۷۲ تا ۷۵) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے راستہ میں جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا اُن سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمہ مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور اُن میں باہم عہد (صلح کا) ہو اور اللہ تعالےٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس (حکم مذکور) پر عمل نہ کروگے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیلے گا۔ اور جو لوگ (اوّل) مسلمان ہوئے اور انھوں نے (ہجرت نبویّہ کے زمانہ میں) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہاں ٹھہرایا اور اُن کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں اُن کے لئے (آخرت میں) بڑی مغفرت اور (جنّت میں) بڑی معزز روزی ہے۔ اور جو لوگ (ہجرتِ نبویہ کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں تمہارے برابر نہیں لیکن تاہم) تمہارے ہی شمار میں ہیں اور جو لوگ رشتہ دار ہیں

بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

فقیر گوید خدای عزوجل درین آیات فضیلت مہاجرین اوّلین بیان میفرماید در دنیا و آخرت و میگوید کہ مہاجرین اوّلین و انصار باہم اکفاء اند و ناصر یکدیگر چون یکے از ایشان بشدتی گرفتار آید بر دیگری لازم است قیام بنصرت او و این معاملہ با مسلمین غیر مہاجرین لازم نیست الا چون میان ایشان و میان حربیان ثائرہ حرب مرتفع شود اگرچہ بسبب عداوت دنیای باشد آنجا لازم است نصرت ایشان زیرا کہ کفار باہم رفیق یکدیگر اند اگر مسلمین بنصرت آنہا قیام ننمایند غلبہ کفر لازم آید و مردمان از اسلام نکول کنند و ذلک قولہ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ بعد از ان فضیلت مہاجرین اوّلین و انصار بیان میفرماید وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ و کدام فضیلت بالاتر ازین فضیلت تواند بود بعد از ان مہاجرین متأخر الہجرۃ را بذیل ایشان در می آرد و متشبہ بایشان میگرداند قولہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ الآیۃ درینجا اثبات وجوب تناصر مینماید بقرابت رحم و آن آیات سابق منافات ندارد برین توجیہ درین آیات منسوخے نیست و این اصح توجیہات است نزدیک فقیر عفی عنہ عن عمر بن الخطاب قال لو وُزن ایمانُ ابی بکر بایمان اہل الارض لرجح ایمانُ ابی بکر فقیر گوید

کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حقدار ہیں۔ بیشک اللہ تعالےٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ اللہ عزّوجلّ ان آیات میں مہاجرین اوّلین کی فضیلت بیان فرماتا ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور کہتا ہے کہ مہاجرین اوّلین اور انصار ایک دوسرے کے کفو ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار۔ جب ان میں سے ایک کسی سختی میں مبتلا ہو جاتے تو دوسرے پر اس کی مدد کے لئے کھڑا ہونا لازم ہے۔ اور یہ معاملہ غیر مہاجرین مسلمانوں کے ساتھ ضروری نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ اُن کے اور برسرِ پیکار مشرکین کے درمیان لڑائی کے شعلے بھڑک اُٹھیں اگرچہ لڑائی دنیاوی عداوت کے سبب ہو۔ ایسی صورت میں اُن کی مدد بھی ضروری ہے، اس لئے کہ کفار باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر مسلمان اُن مسلمانوں کی مدد کے لئے نہیں اُٹھیں گے تو کفر کا غلبہ لازم ہو جاتا ہے اور لوگ اسلام سے رُوگرداں ہو جائیں گے یہ مطلب ہے اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ الخ کا۔ اس کے بعد مہاجرینِ اوّلین اور انصار کی فضیلت بیان فرماتے ہیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ اور کونسی فضیلت اس فضیلت سے بالاتر ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد اُن مہاجرین کو جنھوں نے بعد میں ہجرت کی تھی اُن ہی کے ذیل میں لاتے اور اُن کے ساتھ مشابہ قرار دیتے ہیں۔ قولہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ الخ یہاں امداد باہمی کے وجوب کو قرابتِ رحم سے ثابت کرنا مقصود ہے اور یہ آیاتِ سابقہ کے ساتھ منافات نہیں رکھتی۔ اس توجیہ پر ان آیات میں کوئی منسوخ نہیں ہے۔ اور فقیر عفی عنہ کے نزدیک یہ توجیہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ اگر ابوبکرؓ کے ایمان کو تولا جائے تمام زمین والوں کے ساتھ تو ابوبکرؓ کا ایمان بھاری رہے گا فقیر کہتا ہے

[1] ابتداء زمانۂ ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے مابین مواخاۃ قائم کی تھی کہ فلاں، فلاں کا بھائی ہے اور فلاں فلاں کا تو ایک مہاجر انصاری کا مددگار ہوا اور انصاری مہاجر کا خواہ ہر دو پہلے سے ایک دوسرے سے اجنبی ہوں اور اسی طرح ابتداء میں مہاجرین کے مابین مواخاۃ اور نصرت کی بناء پر ارث کا حکم بھی تھا تو ایک مہاجر انصاری کا وارث ہوا اور انصاری مہاجر کا۔" وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا" کو اُس حکم مذکورہ بالا سے متعلق ماننے کے بعد" وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ" سے اشکال واقع ہوتا ہے کہ اس میں ارث کی بناء قرابت رہی ہے تو مفسرین اس کے قائل ہوئے کہ آیت مسبوق الذکر یعنی وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا الخ منسوخ ہو گئی اس آیت سے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کا ارث سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور ان کا تعلق صرف نصرت باہمی میں محدود رکھ کر فرماتے ہیں کہ اس آیت سے صرف وجوب تناصر ہی کو قرابت کے نقطۂ نظر سے بتانا مقصود ہے تو ناسخ اور منسوخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس توجیہ کے مناسب بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ کا ترجمہ "باہم ایک دوسرے کے مددگار ہوں گے" کیا جائیگا۔ اسیطرح ولایت کا ترجمہ نصرت اور مددگار ہوگا۔ واضح رہے کہ اولوا الارحام سے آیت میں مطلقاً اہل قرابت مراد ہیں۔ صرف وہی اہل قرابت مراد نہیں جن کو علماء فرائض ذوی الارحام کہتے ہیں جیسے خالہ، ماموں، پھوپھی، نواسے نواسیاں، بھانجے، بھانجیاں وغیرہ ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

روزِ بدر موافقاتِ عظیمہ و فراساتِ صادقہ از شیخین رضی اللہ عنہما ظاہر گردید۔ ذکر موسےٰ بن عقبۃ قصۃ بدر مفصلاً فذکر من فراستہما انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اَشِیْرُوْا عَلَیَّ فی امرنا و مَسِیرنا فقال ابوبکر اَنَا اَعْلَمُ النّاس بمسافۃِ الارض اَخْبَرَنا عدیٌّ ان العِیْرَ کانت تعادی کذا و کذا فکانا وانّا هم فرسی رہان الی بدرٍ ثم قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَشِیْرُوْا عَلَیَّ فقال عمر بن الخطاب انہا قریش و عزّہا و اللہِ ماذلت منذ عزّت ولا آمنت منذ کفرت و اللہِ لتقاتِلنّک فتاہّبْ لذلک اُہبتہٗ و اَعِدّ لہٗ عُدّتہٗ و ذکر من فراسۃ ابی بکر الصّدیق فقال لمّا طلع المشرکون قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللّٰہم ہٰذہ قریش قد جاءت بخیلائہا و فخرہا تحارِبُ و تکذّبُ رسولک اللّٰہم انّی اَسْأَلک ما وعدتنی و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ممسکٌ بعضدِ ابی بکر یقول اللّٰہم انّی اسألک ما وعدتنی فقال ابوبکر اَبْشِر فو الذی نفسی بیدہ لَیُنْجِزَنَّ اللہُ ما وعدک فاستنصر المسلمون و استغاثوہ فاستجاب اللہ لنبیّہ صلے اللہ علیہ وسلم وللمسلمین ثم ذکر انّہٗ عجّ المسلمون الی اللہ یسألونہ النّصرَ حین رأوا القتالَ قد نشب و رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ جنگِ بدر کے موقع پر بڑی صیابت رائی اور ان کی موافقت میں جانے والے اہم امور کا ظہور شیخین رضی اللہ عنہما سے ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے بدر کا قصہ مفصّل بیان کیا ہے۔ انھوں نے ان ہر دو کی بالغ نظری کی ایک بات یہ بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اصحابؓ سے) فرمایا کہ اس امر میں اپنے مشورے بیان کرو اور راہِ سفر کے بارے میں بھی۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ "زمین (عرب) کی مسافت کو میں سب سے زیادہ جانتا ہوں" عدی نے ہم کو خبر دی کہ (مسلمانوں کے لشکر کے) اونٹ تیزی کے ساتھ لئے اتنے (کوس) کے حساب سے بدر تک دوڑ گئے تھے کہ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ شرط بدے ہوئے گھوڑے دوڑ رہے ہیں (چونکہ ابوبکرؓ راستوں کے ماہر ہمراہ تھے اس لئے صحیح راستہ پر بیگری کے ساتھ دوڑ رہے تھے) پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے اپنے مشورے بیان کرو تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ ہمارا مقابلہ قریش اور اُن کی عزّت سے ہے۔ واللہ یہ جماعت جب سے عزّت والی بنی کبھی ذلیل نہیں ہوئی اور جب سے کافر ہوئی کبھی ایمان نہیں لائی بخدا وہ آپ سے ضرور قتال کریں گے اس کے لئے آپ پوری تیاری کریں اور اس جنگ کے مناسب سامان جمع کیجئے۔ اور ابوبکر صدیقؓ کی فراستِ ایمانی کا ایک واقعہ بیان کیا کہ جب مشرکین سامنے سے دکھائی دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرنے لگے، الٰہی یہ قریش اپنے نخوت اور فخر کے ساتھ آ لئے ہیں لڑنے کے لئے اور آپ کے رسولؐ کو جھٹلانے کے لئے اے اللہ! میں آپ سے وہ چیز مانگتا ہوں جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اور اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کا بازو پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ میں آپ سے وہ چیز مانگتا ہوں جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا کہ بشارت ہو قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا جو اُس نے آپ سے کیا ہے اور مسلمانوں نے اللہ سے مدد مانگی اور اس سے استغاثہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کی دُعائیں قبول فرمائیں۔ پھر موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا کہ مسلمان گڑگڑاتے ہوئے (جب قتال شروع ہو گیا تو) اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

يديه الى الله يسأله النصر ويقول اللهم ان ظهروا على هذه العصابة ظهر الشرك ولم يقم لك دين وابوبكر يقول يا رسول الله والذي نفسي بيده لينصرنك الله وليبيضن وجهك فانزل الله من الملئكة جندا في اكناف العدو فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد انزل الله نصره ونزلت الملئكة ابشر يا ابابكر فاني قد رأيت جبريل معتجرا يقود فرسا بين السماء والارض فلما هبط الى الارض جلس عليها فتغيب عني ساعة ثم رأيت على شفتيه غبارا۔ وعن علي قال نزل جبريل في الف من الملئكة عن ميمنة النبي صلى الله عليه وسلم وفيها ابوبكر ونزل ميكائيل عن ميسرة النبي صلى الله عليه وسلم وانا في الميسرة وعن عمر بن الخطاب في قوله تعالى ومن يولهم يومئذ دبره قال لا تغرنكم هذه الآية فانما كانت يوم بدر وانا فئة لكل مسلم اخرج مسلم وابوداود والترمذي عن عبدالله ابن عباس قال حدثني عمر بن الخطاب قال لما كان يوم بدر نظر النبي صلى الله عليه وسلم الى اصحابه

اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد کا سوال کرنے لگے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ اگر یہ اس گروہ پر غالب آگئے تو شرک کا غلبہ ہو جائیگا اور آپ کا دین قائم نہ ہو سکے گا اور ابوبکرؓ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد کرے گا اور آپ کا چہرہ روشن کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا ایک لشکر دشمنوں کے اطراف پر نازل فرما دیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد بھیجدی اور ملائکہ نازل ہو گئے ہیں بشارت ہو اے ابوبکرؓ! میں نے ابھی جبرئیل کو دیکھا ہے سر پر دوپٹہ باندھے ہوئے آسمان اور زمین کے درمیان وہ اپنا گھوڑا کھینچے لئے جا رہے تھے۔ جب زمین پر اُترے تو اُس پر سوار ہو گئے پھر وہ ایک ساعت مجھ سے غائب رہے پھر میں نے ان کو دیکھا اس حالت میں کہ اُن کے لبوں پر غبار تھا۔ اور مروی ہے علیؓ سے فرمایا کہ جبرئیل ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میمنہ (یعنی لشکر کے داہنی جانب والے حصہ) پر نازل ہوئے تھے اور اُس میں ابوبکرؓ (قائد) تھے۔ اور میکائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ (یعنی بائیں طرف والے حصہ) پر نازل ہوئے اور میسرہ میں (قائد) میں تھا۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے دربارہ قولِ الٰہی وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ الخ (۸: ۱۶) اور جو شخص اُن سے اس موقع پر (مقابلہ کے وقت) پُشت پھیر یگا الخ آپ نے فرمایا کہ تمھیں اس آیت سے غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے یہ مخصوص تھی جنگِ بدر کے ساتھ جب کہ میں ہر مسلمان کا مددگار بن رہا تھا۔ (جس کو حریف کے مقابلہ پر کمزور دیکھا دوڑ کر اس کی مدد کے لئے جا پہنچا اس بھاگ دوڑ میں کبھی کسی دشمن کی طرف پشت بھی ہو جاتی تھی)۔ اخرج کیا مسلم نے اور ابوداود نے اور ترمذی نے۔ مروی ہے عبداللہ ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب جنگِ بدر شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب پر نظر ڈالی

۱؎ چونکہ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ بجز جنگی پینتروں کے جو پشت پھیر کر بھاگے گا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا تو اُحد کے موقع پر جو ہزیمت واقع ہوگئی تھی جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے ان لوگوں کے اوپر یہ آیت چسپاں نہ کر دینا۔ اس میں شیعوں پر رد بھی ہو گیا جو حضرت عثمانؓ کے تقدس پر اس آیت کو آڑ بنا کر حملہ کرتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وہم ثلثمائۃ وبضعۃ عشر رجلاً ونظر الی المشرکین فاذاہم الف وزیادۃ فاستقبل نبی اللہ القبلۃ ثم مد یدیہ وجعل یہتف لربہ مادّا یدیہ مستقبل القبلۃ حتی سقط ردائہ فاتاہ ابوبکر فاخذ ردائہ والقاہ علی منکبیہ ثم التزمہ من ورائہ قال یا نبی اللہ کفاک مناشدتک ربک فانہ سینجز لک ما وعدک فانزل اللہ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ فلما کان یومئذ والتقوا ہزم اللہ المشرکین فقتل منہم سبعون رجلاً واُسر منہم سبعون رجلاً واستشار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر وعمرو علیاً فقال ابوبکر یارسول اللہ ہؤلاء بنو العم والعشیرۃ والاخوان انی اری ان تاخذ منہم الفدیۃ فیکون ما اخذنا منہم قوۃ لنا علی الکفار وعسی اللہ ان یہدیہم فیکونوا لنا عضدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترٰی یا ابن الخطاب قلت واللہ ما اری ما رای ابوبکر ولکنی اری ان تمکننی من فلان قریب عمر فاضرب عنقہ وتمکن علیاً من عقیل فیضرب عنقہ وتمکن حمزۃ من فلان اخیہ فیضرب عنقہ حتی یعلم اللہ انہ لیست فی قلوبنا موادۃ للمشرکین ہؤلاء صنادیدہم وائمتہم وقادتہم

اور وہ تین سو اور دس سے کچھ زیادہ مرد تھے اور مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار سے زیادہ تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مستقبلِ قبلہ ہو کر دُعا کے لئے ہاتھ بڑھائے اور اپنے ربّ سے بڑے تضرع کے ساتھ ہاتھ بڑھائے ہوئے مستقبلِ قبلہ دُعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی چادر گر گئی تو ابوبکرؓ نے آپ کے پاس پہنچ کر آپ کی چادر اُٹھائی اور اُس کو آپ کے دونوں کندھوں پر اُڑھایا اور اُس کو پیچھے سے پکڑے رہے پھر بولے اے نبی اللہؐ! بس اس قدر آپ کی الحاح و تضرع کے ساتھ اپنے ربّ سے دُعا کافی ہو گئی ہے وہ عنقریب اُس وعدے کو پورا کرے گا جو اُس نے آپ سے کیا تھا (گویا ابوبکرؓ کو خدا نے اپنی زبان بنا رکھا تھا ۱۲ مترجم) تو اللہ تعالےٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ الخ (۹:۸) اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالےٰ نے تمھاری سُن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو سلسلہ وار چلے آئیں گے۔ تو اُس دن جب بھڑاؤ ہوا تو اللہ تعالےٰ نے مشرکین کو شکست دی اور بھگا دیا۔ اس دن اُن میں سے ستّر آدمی قتل ہوئے اور ستّر آدمی گرفتار کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ سے مشورہ طلب کیا تو ابوبکرؓ نے کہا یارسول اللہؐ یہ لوگ سب چچا کی اولاد ہیں اور ساتھی اور بھائی رہ چکے ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیجئے تو کچھ زرِ فدیہ ہم اُن سے لیں گے وہ کُفار پر ہماری قوت کا سبب بنے گا اور عنقریب اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت کر دے گا تو یہ لوگ ہمارے بازو بنیں گے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب تمھاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ واللہ میری رائے تو وہ نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی رائے ہے لیکن میری رائے تو یہ ہے کہ آپ میرے سپرد کریں فلاں کو جو کہ عمرؓ کے رشتہ دار تھے تاکہ میں اُس کی گردن ماردوں اور علیؓ کے بھتیجے عقیل کو تاکہ وہ اس کی گردن ماردیں اور حمزہؓ کے سپرد اُس کے فلاں بھائی (یعنی عباسؓ) کو کیجئے تاکہ وہ اس کی گردن مارڈالے تاکہ اللہ تعالیٰ پر عیاں ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی محبت نہیں ہے۔ یہ لوگ مشرکین کے سردار ہیں اور ان کے ائمہ اور پیشرو ہیں

فَہَوِیَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما قال ابو بکر ولم یہو ما قلتُ واخذ منہم الفداء فلمّا کان من الغد قال عمر فغدوتُ الی النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم و ابو بکر قاعدانِ یبکیان فقلتُ یارسول اللہ اَخبِرنِی ماذا یُبکیک انتَ و صاحبُک فاِنْ وجدتُ بکاءً بکیتُ واِن لم اَجِدْ بکاءً تباکیتُ لبکائکما قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اَبکِی للذی عَرَضَ علیّ اصحابُک من اَخذ الفداء ثم قال عُرِضَ علیّ عذابُہم اَدنیٰ من ہذہ الشجرۃ لشجرۃٍ قریبۃٍ و انزل اللہ مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗٓ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ الی قولہ لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ (من الفداء)۔ ثم اُحِلّ لہم الغنائم فلمّا کانَ یوم اُحُد من العام المقبل عُوقِبوا بما صَنَعوا یومَ بدر من اخذہم الفداء فقُتِل منہم سبعونَ و فرّوا اصحابُ النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم و کُسِرت رَباعِیَتُہ

تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھکاؤ اُس رائے کی طرف ہوا جو ابو بکرؓ نے پیش کی تھی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پسند نہ فرمایا اور اُن سے فدیہ لے لیا۔ جب اگلا دن ہوا تو عمرؓ کہتے ہیں کہ میں صبح کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ دونوں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے بتایئے آپؐ کیوں رو رہے ہیں آپؐ اور آپؐ کے صحابی دونوں۔ تاکہ وجہ سُنکر اگر مجھے رونا آئے تو میں بھی روؤں اور اگر رونا نہ آئے تو (کم سے کم اتنا ہی کرلوں) کہ رونے کا حال بناکر آپ دونوں کے ساتھ رونے میں شریک ہوجاؤں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُس کی وجہ سے روتا ہوں کہ فدیہ لینے کے بارے میں میرے سامنے جو رائے تمہارے اصحاب نے پیش کی تھی۔ پھر فرمایا کہ میرے سامنے لایا گیا وہ عذاب جو اُن پر ہوتا اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک کرکے۔ قریب ہی ایک درخت تھا[1] اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ سے فیما اخذتم الخ تک (۸: ۶۷-۶۸) نبیؐ کے شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کردیے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں۔ تم دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہوچکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اُس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ فیما اخذتم سے فدیہ مراد ہے۔ اس کے بعد اُن کے لئے غنیمتوں (یعنی کُفّار سے لئے ہوئے اموال) کو حلال کردیا گیا۔ پھر جب آئندہ سال جنگ اُحُد واقع ہوا تو ان کو یوم بدر میں جو انھوں نے کیا تھا یعنی قیدیوں سے فدیہ لینے کی سزا دی گئی تو ان میں سے ستّر آدمی قتل کئے گئے اور اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگے اور آپؐ کے سامنے کے دو دانت[2] ٹوٹے

[1] شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا منشا اس اشارے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتاب میں فدیہ لینے کا بڑا دخل ہے۔ اور تریدون عرض الدنیا بھی اس کا بڑا قرینہ ہے۔ اگر بغیر فدیہ لئے اس امید پر کہ اس احسان سے اثر پذیر ہوکر یہ لوگ آئندہ اسلام قبول کرکے اعلاء کلمۃ اللہ میں ہماری قوت بازو بن سکیں گے اور یہ بات بھی پیش نظر نہ آتی کہ یہ لوگ ہمارے ہی اعمام میں سے ہیں، کبھی ہم اور یہ دوستانہ معاشرت رکھ چکے ہیں۔ بلکہ پیش نظر صرف اعلاء کلمۃ اللہ کی مصلحت ہوتی تو یہ صورت عتاب پیش نہ آتی ۱۲ [illegible]

[2] بفتح الراء وتخفیف یا تحتانی دندان درمیان ثنیہ و ناب این بالکل شکستہ بود بلکہ از تیر عتبۃ بن ابی وقاص پارۂ ازان جدا شدہ بود وقولہ ہم معنی ای کسرت البیضۃ یعنے خود آہنی ۱۲

www.kitabghar.org

وہُشِمَت البیضۃُ علی راسہ وسال الدم علی وجہہ فانزل اللہ اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْہَا لا قُلْتُمْ اَنّٰی ھٰذَا ط قُلْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِکُمْ ط باخذکم الفداء قال ابن عباس رضؓ بینما رجلٌ من المسلمین یشتدُّ فی اثر رجلٍ من المشرکین امامہ اِذْ سمع ضربۃً بالسوط فوقہ وصوتَ الفارس فوقہ یقول اقدم حیزوم اِذْ نظر الی المشرک امامہ فخرّ مستلقیا فنظر الیہ فاذا ہو قد خُطِم انفُہ وشُقّ وجہُہ بضربۃ السوط فاخضر ذلک اجمع فجاء الانصاری فحدث ذلک رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صدقتَ وذلک من مَدَد السماء الثالثۃ فقتلوا یومئذ سبعین واسروا سبعین ؔ وعن عمر بن الخطاب انہ سمع غلاما یدعو اللّٰہم انک تحول بین المرءِ وقلبہ فحُل بینی وبین الخطایا فلا اَعمل بسوءٍ منہا فقال رحمک اللہ ودعا لہ بخیر عن مطرف قال قلنا للزبیر یا اباعبداللہ ضیّعتم الخلیفۃَ حتی قُتِل ثم جئتم تطلبون بدمہ قال الزبیر انّا قرأنا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَاصَّۃً ولم نکن نحسب انّا اہلہا حتی وقعت فینا حیث وقعت ؔ وعن قتادۃ

اور آپ کا خود جو سر پر تھا توڑا گیا اور خون بہہ کر آپ کے چہرۂ مبارک پر آگیا پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اولما اصابتکم الخ (۳: ۱۶۵) اور جب تمھاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ کدھر سے ہوئی۔ آپ فرما دیجیے کہ یہ ہار خاص تمھاری طرف سے ہوئی۔ یعنی تمھارے فدیہ لینے کی وجہ سے۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ اس دوران میں کہ مسلمانوں میں کا ایک شخص سخت تعاقب کر رہا تھا مشرکین میں کے ایک شخص کا جو اُس کے آگے تھا کہ اچانک اُس نے کوڑا مارنے کی آواز سُنی اپنے اُوپر سے اور اُوپر سے سوار کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا "اے حیزوم آگے چل" (حیزوم حضرت جبریلؑ کے گھوڑے کا نام ہے) اب اُس مشرک کو جو آگے بھاگ رہا تھا دیکھا کہ وہ چت ہوا پڑا ہے۔ پھر اُس کو دیکھا تو اُس کی ناک پر چوٹ کا نشان تھا اور اُس کا چہرہ کوڑے کی ضرب سے پھٹ گیا تھا۔ پھر اس کے بعد یہ سب کا سب سبز رنگ کا ہو گیا۔ اس انصاری نے آکر یہ پورا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تُو نے سچ کہا اور یہ تیسرے آسمان (کے فرشتے) کی مدد سے ہوا۔ تو اُس دن ستّر مشرکین قتل ہوئے تھے اور ستّر گرفتار کیے گئے تھے۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے ایک لڑکے سے سُنا جو یہ دُعا کر رہا تھا کہ "اے اللہ! بیشک آپ آڑ بن جاتے ہیں آدمی اور اُس کے قلب کے درمیان تو میرے اور میری خطاؤں کے درمیان آپ آڑ بن جائیے کہ میں اس وجہ سے کوئی بُرا کام نہ کر سکوں۔" تو آپؓ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے اور اُس کے لئے دُعائے خیر کی۔ اور مُطرّف سے مروی ہے کہا کہ ہم نے زبیرؓ سے کہا کہ اے اباعبداللہ تم نے خلیفہ (عثمانؓ) کو ضائع کر دیا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئے۔ پھر تم اُن کا قصاص طلب کرنے آئے ہو۔ زبیرؓ نے کہا کہ ہم پڑھتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں واتقوا فتنۃ الخ (۸: ۲۵) "اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص اُن ہی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔" اور ہم یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ وہ اہلِ فتنہ ہم ہی ہیں یہاں تک کہ جب اُس کو واقع ہونا تھا ہم پر واقع ہو گیا۔ اور قتادہؓ سے اسی آیت کے بارے میں

www.kitabghar.org

في الآية قال علم والله ذو الالباب
من أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم
حين نزلت هذه الآية انه ستكون
فتن وعن الحسن في الآية نزلت في
علي وعثمان وطلحة والزبير وعن
الضحاك نزلت في أصحاب النبي صلى
الله عليه وسلم خاصة وعن السدي
أخبرت انهم أصحاب الجمل وعن رفاعة
ابن رافع ان النبي صلى الله عليه
وسلم قال لعمر رضي الله عنه اجمع لي
قومك فجمعهم فلما حضروا باب النبي
صلى الله عليه وسلم دخل عمرؓ
عليه فقال قد جمعت الآن قومي
فسمع ذلك الانصار فقالوا
قد نزل في قريش الوحي فجاء
المستمع والناظر ما يقال لهم
فخرج النبي صلى الله عليه وسلم
فقام بين أظهرهم فقال هل فيكم
من غيركم قالوا نعم فينا حليفنا
وابن أختنا وموالينا قال
النبي صلى الله عليه وسلم حليفنا
منا وابن أختنا منا وموالينا
منا انتم تسمعون ان أوليائي
منكم الا المتقون فان كنتم اولئك
فذاك والا فانظروا لا يأتي
الناس بالأعمال يوم القيمة
وتأتون بالأثقال فيعرض عنكم و
عن عبد الرحمن بن أبي ليلى
قال سألت عليا

مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے جتنے سمجھدار تھے سب نے جان لیا تھا کہ فتنے آنے والے ہیں۔ اور حسنؒ سے اسی آیت کے بارے میں یہ روایت ہے کہ یہ نازل ہوئی علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے بارے میں۔ اور ضحاک سے مروی ہے کہ یہ آیت صرف اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور سدیؒ سے مروی ہے (انھوں نے کہا کہ) مجھے یہ خبر دی گئی کہ وہ اصحاب جمل ہیں۔ اور رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی قوم کو جمع کرلاؤ۔ تو عمرؓ نے ان کو جمع کرلیا تو جب لوگ (حجرہ شریفہ کے) دروازے پر جمع ہوگئے عمرؓ نے اندر جاکر عرض کیا کہ میں قوم کو جمع کر لایا ہوں۔ اس بات کو انصار نے بھی سن لیا تو (وہ بھی آگئے اور) انھوں نے کہا کہ (قریش کو جو آپ نے جمع کیا ہے اور ہمیں نہیں بلایا غالباً قریش کے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے) تو جو مستمع ہیں (وہ اس وحی کو سننے کے لئے) آئے اور ناظر بھی (یہ دیکھنے کے لئے) پہنچ گئے کہ ان سے کیا کہا جائے گا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) نکل کر ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم میں کوئی غیر بھی ہے؟ انھوں نے عرض کیا۔ جی ہاں ہم میں ہمارے حلیف بھی ہیں (یعنی جن سے قسمیہ معاہدات ہیں) اور ہماری بہنوں کی اولاد بھی ہے اور ہمارے موالی (یعنی آزاد کردہ) بھی ہیں (ان سب کو ہم اپنے ساتھ شامل سمجھتے ہیں) تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمارے حلیف ہیں وہ ہم میں سے ہیں اور جو ہمارے بہن کی اولاد ہیں وہ بھی اور جو موالی ہیں وہ بھی سب ہم میں ہی سے ہیں۔ تم سن رہے ہو (یہ تمہارے دنیاوی تعلق کے باہمی اعتبارات ہیں لیکن) میرے اولیاء (یعنی مقرب اصحاب) تم میں سے صرف وہی ہیں جو اہل تقویٰ ہیں[له] (خواہ وہ مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے حلیف ہوں یا ابن اخت یا موالی) تو اگر تم اسی جماعت (متقین) میں سے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ دیکھو قیامت کے دن ضرور سب لوگ اپنے اعمال کے ساتھ حاضر ہوں گے اور تم اثقال (یعنی گناہوں کے بوجھ) لے کر آؤ گے تو تم سے منہ پھیر لیا جائے گا۔ عبد الرحمن بن ابی لیلے سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے علیؓ سے سوال کیا کہ

له حاشیہ صفحہ ۸۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

فقلتُ یا امیرَ المؤمنین آخبرنی کیفَ
کان صنیعُ ابی بکر و عمر فی الخُمس
نصیبِکم فقال اما ابوبکر رحمہ اللہ فلم
یکن فی ولایتہ اخماسٌ واما عمر
فلم یزل یدفعہ الیّ فی کل خُمس
حتی کان خُمسُ السوس و جُندیسابور
فقال وانا عندہ ہٰذا نصیبکم اہلَ
البیت من الخُمس و قد اُحل ببعض
المسلمین واشتدّت حاجتُہم فقلتُ
نعم فوثب العباسُ بن عبد المطلب
فقال لا تعرض فی الّذی لنا
فقلتُ اَلسنا اَحقّ مَن اَرفق
المسلمین و شفّع امیر المؤمنین فقبضہ
فو اللہِ ما اقتضانا و لا قدرتُ علیہ
فی ولایۃ عثمان ثم اَنشأ علیٌّ
یُحدِّث فقال انّ اللہ حرّم الصّدقۃ
علی رسولہ فعوّضہ سہمًا من الخُمس
عوضًا ممّا حرّم و حرّمہا علی اہل بیتہ
خاصّۃً دونَ اُمتہ فضرب لہم مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہمًا عوضًا
ممّا حرّم علیہم و رغب لکم عن غسالۃ
الایدی لانّ لکم فی خُمس الخُمس
ما یُغنیکم او یکفیکم و عن علیٍّ قال
وَلّانی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی خُمس الخُمس فوضعتُہ مواضعَہ

اے امیر المؤمنین رضؓ! یہ بتلایئے کہ آپ کے حصہ خُمس کے بارے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ کا آپ کے ساتھ کیا برتاؤ تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رحمہ اللہ کی ولایت میں اَخماس تھے ہی نہیں (کیونکہ آپ کے زمانہ میں کوئی باہر کا ملک فتح نہیں ہوا کہ اموالِ غنیمت آتے اور اُن میں سے خُمس (۱/۵) نکالا جاتا۔ رہے عمرؓ تو وہ ہمیشہ ہر خُمس میں سے مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ جب سوسؔ اور جُندیسابور کے خُمس کا موقع آیا تو اُنھوں نے کہا جب کہ میں اُن کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یہ تم اہلِ بیت کا حصّہ ہے خُمس میں سے اور یہ بعض مسلمانوں کو دینا بھی حلال کیا گیا ہے اور (بعض ایسے ہیں) کہ اُن کو سخت ضرورت ہے تو میں نے کہا بہت اچھا۔ اب عباسؓ بن عبد المطلب اُٹھ گئے اور اُنھوں نے کہا کہ جو ہمارا حق ہے اُس میں کسی کو حصّہ دار نہ بنایئے۔ تو مَیں نے کہا (یعنی عباسؓ سے) کہ کیا مُسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے کا حق سب سے زیادہ ہم کو نہیں پہنچتا اور پھر اس حالت میں کہ امیر المؤمنینؓ نے سفارش (بھی) کی۔ اس کے بعد عمرؓ نے اُس پر قبضہ کر لیا پھر واللہ ہم نے حق نہیں مانگا۔ اور ولایتِ عثمانؓ میں مَیں اس پر قادر نہ ہوا۔ پھر حضرت علیؓ نے بات کرنا شروع کی تو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے صدقہ اپنے رسولؐ پر حرام کیا تو اس کے بدلے میں خمس میں سے ان کو ایک حِصّہ دیا اور صدقہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت پر بھی خاص طور پر حرام کیا آپؐ کی اُمّت میں سے اَوروں پر نہیں کیا تو اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک حصّہ اُن کا بھی لگایا اُس چیز کے بدلے میں جس کو اُن پر حرام کیا تھا اور تم کو ہاتھوں کا دھوؤن دینا ناپسند کیا (یعنی صدقہ جو اسی درجہ میں ہے یہ خطاب آپ نے اہلِ بیت سے کیا) کیونکہ خُمس کے خُمس میں اتنا مل جاتا ہے جو تم کو مالدار بنادے یا تمھارے لئے کافی ہو جائے۔ اور مروی ہے علیؓ سے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خُمس کے خُمس پر ولی بنایا تھا تو میں اس کو اس کے مناسب مواضع پر رکھتا رہا (یعنی

(حاشیہ صفحہ ۸۶)

ف۱ انصار کی گفتگو سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ ان کا خیال یہ ہے کہ قریش بوجہ نسبِ تقرّب اور عزت میں ہم سے مقدم رکھے جاتے ہیں اس لئے آپ نے کمال بلاغت کے ساتھ انکو سمجھایا کہ میری نظر میں عزت کا معیار تقوٰی ہے وہ نہیں جو تم خیال کرتے ہو۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو اس وجہ سے لائے ہیں کہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قربِ خصوصی واضح ہوتا ہے کہ آپ گھر کے اندر آنے جانے والوں میں سے تھے دوسری وجہ یہ ثابت کرنا ہے کہ "اولیاء" کے اس مفہوم کی جو آیت ۲۸ میں تعیین کی گئی ہے یہ موقع بہت اچھی شہادت ہے کہ یہاں ورثاء کے معنے مراد لینے کی کوئی گنجائش نہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

حیوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ولابی بکر وعمرؓ۔ وعن قتادۃ ان ابابکر
اوصٰے بالخمس وقال ارضٰے بما رضے
اللہ لنفسہ ثم تلا واعلموا انما غنمتم
من شیء فان للہ خمسہ۔ وعن
حبان بن واسع بن حبان عن اشیاخ
من قومہ ان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم عدل صفوف اصحابہ یوم
بدر ورجع الی العریش فدخل ابوبکر
وقد خفق رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم خفقۃ وھو فی العریش
ثم انتبہ فقال ابشر یا ابابکر اتاک
نصر اللہ ھذا جبریل اخذ بعنان
فرسہ یقودہ علی ثنایاہ النقع
وعن ابی ہریرۃ قال انزل اللہ
علی نبیہ بمکۃ سیھزم الجمع و
یولون الدبر۔ فقال عمر بن الخطاب
یارسول اللہ ای جمع ذلک قبل
بدر فلما کان یوم بدر وانھزمت
قریش نظرت الی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فی آثارھم مصلتا
بالسیف یقول سیھزم الجمع و
یولون الدبر۔ وعن حرام بن معاویۃ
قال کتب الینا عمر بن الخطاب ان لا
یجاورنکم خنزیر ولا یرفع فیکم
صلیب ولا تاکلوا علی مائدۃ یشرب
علیھا الخمر وادبوا الخیل وامشوا بین الغرضین

جن کو دینا مناسب تھا ان کو دیتا رہا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی حیات تک۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے خمس (بماہ خدا اپنے متروکہ میں سے دینے) کی وصیت کی اور کہا کہ میں اُس پر راضی ہوں جس پر اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لئے راضی ہوا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ واعلموا انما الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو تمہیں (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا۔ اور حبان بن واسع ابن حبان روایت کرتے ہیں اپنی قوم کے چند بوڑھوں سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں اپنے اصحابؓ کی صفیں درست کر کے چھپر کی طرف واپس ہوئے۔ پھر ابوبکرؓ داخل ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی دیر پلک جھپکائی تھی جب آپؐ عریش (یعنی چھپر) میں تھے پھر آپؐ بیدار ہوگئے اور فرمایا بشارت ہو اے ابوبکرؓ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی مدد آپہنچی ہے، یہ جبرئیلؑ ہیں جو اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں اُن کے دانت غبار آلود ہیں۔ اور مروی ہے ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے کہا کہ مکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل کیا سیھزم الجمع الخ (۵۴: ۴۵) عنقریب (اہل مکہ کی) یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ تو عمر ابن الخطابؓ نے کہا تھا بدر سے پہلے کہ یا رسول اللہ یہ کونسی جماعت ہے تو جب یوم بدر آیا اور قریش کو ہزیمت ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اُن کے بھاگنے کے نشانات پر تلوار کھینچے ہوئے یہ فرما رہے تھے سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ اور حرام بن معاویہ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمارے پاس عمرؓ بن الخطاب نے یہ ہدایات لکھ کر بھیجیں کہ تمہارے پڑوس میں بھی خنزیر نہ رہے اور نہ تم میں صلیب کو بلند کیا جائے (یعنی اونچی جگہ یا بانس وغیرہ پر لگا کر) اور اُس دسترخوان[1] پر کھانا مت کھاؤ جس پر شراب پی جاتی ہو اور گھوڑوں کو سدھاؤ اور دونوں نشانوں (یعنی رکن یمانی اور حجر اسود) کے درمیان مشی کرو یعنی آہستہ چلو۔

[1] اس زمانہ میں متمول اور سرکاری ملازمین کی دعوتوں کی مجالس میں مسلم اور غیر مسلم ایک مجلس میں کھانا یا پھل وغیرہ کھاتے ہیں اور ساتھ ہی شراب کا دور بھی چلتا رہتا ہے ایسی مجلس میں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہرگز شریک نہ ہوں یہ نہ خیال کریں کہ ہم پر جب کہ ہم نہیں پیتے ہیں گے کوئی گناہ نہیں۔ ایک دسترخوان ایک مجلس مراد ہے ۱۲ مترجم

عہ ای لا ترملوا بین الرکن الیمانی والحجر فانہ الیسر الا استلام عند الازدحام ۱۲

www.kitabghar.org

قال اللہ تعالیٰ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنّٰتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ ۝ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

فقیر گوید عفی عنہ سبب نزول این آیات آنست کہ کفار قریش با مہاجران خصوصاً با علی مرتضیٰ مفاخرت نمودند کہ ما آبادی داریم مسجد حرام را و آشامیدنے میدہیم حاجیان را پس ما بہتر باشیم و مہاجران جواب دادند کہ ما ایمان آوردیم بہ پیغامبر و بروز آخر و ہجرت و جہاد نمودیم پس ما بہتریم خدای عزّ و جلّ حکم فصل در میان مشاجرہ نازل فرمود مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِينَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُونَ ۝ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى أُولٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ یعنے عمارت مسجد حرام علے است از اعمال صالحہ و شرط قبول عمل صالح ایمان است بخدا و بروز آخر و اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ و یکجہت و یک روئے بودن در خشیت حق جلّ وعلا

آیات سورۃ التوبۃ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ الخ (۹: ۱۹-۲۲)

کیا تم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ لوگ برابر نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور جو لوگ بے انصاف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ تعالیٰ کے واسطے) انہوں نے ترک وطن کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کیا وہ درجہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور (جنت کے) ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان (باغوں) میں دائمی نعمت ہوگی (اور) ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ ان آیات کا سبب نزول یہ ہے کہ کفارِ قریش نے مہاجرین سے خصوصاً علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر یہ فخر جتایا کہ ہم مسجد حرام کو آباد رکھتے ہیں اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں تو ہم تم سے افضل ہیں اور مہاجرین نے جواب دیا کہ ہم پیغمبر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور ہم نے ہجرت کی اور جہاد کیا اس لئے ہم افضل ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کن ارشاد اس کہا سنی پر نازل فرمایا مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ الخ (ترجمہ مذکورہ آیات سے پہلی دو آیات) مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر (کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈریں۔ سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے۔" یعنی مسجد الحرام کو آباد رکھنا اعمال صالحہ میں سے ایک عمل ہے اور عمل صالح کے قبول کی شرط ہے اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور اللہ جل شانہ کی فرمانبرداری میں بالکل یکجہت اور یک رُو ہو جانا

www.kitabghar.org

وچون در کفارِ قریش این صفات مفقود است اعمالِ ایشان حبط شد وکان لم یکن ماند پس این جماعہ را بصورتِ آن اعمال فضیلتے حاصل نشد تا بمہاجران چہ رسد باز میفرماید کہ اگر بفرض آن اعمال را تحققے میبود ونابودے گشت سنجیدن آن بمقابلہ ہجرت وجہاد خطا است لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ بعد ازان تسجیل وتاکید این مینماید کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا آنانکہ ایمان آوردند وہجرت کردند وجہاد فی سبیل اللہ باموال وانفسِ خویش بجا آوردند وبزرگتر اند باعتبار درجہ نزدیک خدائتعالیٰ یعنے از عمارتِ مسجد حرام وسقایتِ حاج وسائر اعمال ایشان اند بمطلب رسندگان بشارت میدہد ایشان را پروردگارِ ایشان بہ بخشایشے از جانبِ خود وبخوشنودی وبہ بہشتہا کہ ایشان را باشد انجا نعیم دایم جاویدان آنجا ہمیشہ ہر آئینہ خدائتعالیٰ نزدیک اوست اجر بزرگ یعنی بدستِ اوست ہر کرا خواہد عطا فرماید وبرہر عملے کہ خواہد میدہد ازین آیت فضیلتِ مہاجران ومجاہدان معلوم شد وزیادتِ آن عمل از سائر اعمالِ خیر ومآلِ حالِ این جماعہ اَصْرح مایکون بظہور پیوست وہو المقصود۔

قال اللہ تعالیٰ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ

اور جب کہ کفارِ قریش میں یہ صفات مفقود ہیں تو اُن کے اعمال ضائع اور نہ ہونے کے برابر ہو گئے تو اس جماعت کو ان اعمال کے اعتبار سے کوئی بھی فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔ مہاجرین کے مقابلہ کی فضیلت تو کیا حاصل ہوتی۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر مان لیا جائے کہ ان اعمال کا تحقق ہوتا ہے اور وہ نابود بھی نہیں ہو جاتے تو ان کو ہجرت اور جہاد کا ہموزن قرار دینا غلطی ہے لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ (اللہ کے نزدیک یہ سب برابر نہیں ہیں) اس کے بعد فیصلہ کُن طور پر تاکید اس مفہوم کی کرتے ہیں کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا الخ جو لوگ کہ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تع کی راہ میں جہاد کے حکم کی تعمیل کی وہ باعتبار رتبہ کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بڑے ہیں۔ یعنی آبادی مسجد حرام کرنے اور حجاج کو پانی پلانے والوں سے ان کے تمام اعمال مقصد پر کامیاب ہونے والوں کے (اعمال) ہیں اُن کو اُن کا پروردگار اپنی طرف سے بخششوں اور جنتوں کی بشارت دیتا ہے وہاں اُن کو پائدار اور جاودانی نعمتیں ملیں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ (ہی وہ ذات ہے) جس کے پاس بڑا اجر ہے۔ یعنی اُس کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جس کو چاہے عطا فرمائے اور جس عمل پر جتنا چاہتا ہے دیدیتا ہے۔ اس آیت سے مہاجرین اور مجاہدین کی فضیلت معلوم ہو گئی اور تمام اعمال خیر سے ان اعمال کا بڑھا ہوا ہونا اور اس جماعت کا انجام کار پوری صراحت کے ساتھ واضح ہو گیا اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ الخ (۹:۴۰)

اگر تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اُس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا

www.kitabghar.org

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالیٰ توبیخ میکند مسلمانان را کہ اگر شما نصرت ندہید پیغامبر را زیان نہ کردہ باشید مگر نفس خود را ہیچ ضرر بہ پیغامبر نخواہد بود ہر آئینہ نصرت داد اورا خدا تعالیٰ وقتیکہ بر آوردند اورا کافران حالانکہ دوم دو کس بود وقتیکہ آن دو کس درغار بودند وقتے کہ میگفت آن یار خود را اندوہ مخور ہر آئینہ خدا تعالیٰ با ماست پس فرود آورد خدا تعالیٰ آرام دل را بروی وتائید داد اورا بآن لشکرہا کہ ندیدید شما آنرا یعنی ملائکہ را در غزوہ بدر وغیر آن نازل فرمود وساخت خدا تعالیٰ سخن کافران را پست تر وسخن خدا تعالیٰ ہمان است بلند تر وخدا غالب با حکمت است اخبار متواترہ واتفاق امت مرحومہ حتی اہل ہوا نیز متفق اند دال است بر آنکہ آن یار دیگر ابوبکر صدیقؓ بود وایں فضیلت عظیمہ است اورا وتنویہ است بحال او

اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ اگر تم رسولؐ کو مدد نہ دوگے تو تم صرف اپنے نفس ہی کو نقصان پہنچاؤ گے رسولؐ کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو ایسے وقت مدد دی جب اس کو کافروں نے نکالا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں کا دوسرا تھا[1] جس وقت کہ وہ دونوں شخص غار میں تھے۔ جب کہ وہ اپنے یار سے کہہ رہا تھا کہ غم مت کر یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو خدا تعالیٰ نے اس پر آرام دل نازل کیا اور اس کو ان لشکروں سے مدد دی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ یعنی فرشتوں کو غزوۂ بدر وغیرہ میں نازل فرمایا اور خدا تعالیٰ نے کافروں کی بات کو نیچی کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی بات سب سے اونچی رہتی ہے۔ اور خدا غالب، حکمت والا ہے۔ اخبار متواترہ اور امت مرحومہ کا اتفاق یہاں تک کہ اہل ہوا (شیعہ) بھی اس پر متفق ہیں اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ دوسرا یار حضرت صدیقؓ تھے اور یہ آپ کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے اور ان کے حال کی بڑی تعظیم ہے

[1] احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عدیم المثال فضائل پر دلالت کرتی ہے۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثانی اثنین (یعنے دو میں کے دوسرا) فرما کر صدیق اکبرؓ کے بے نظیر اخلاص اور عدیم المثال کردار کی طرف تعریض فرمائی ہے کیونکہ لفظ ثانی اثنین سامنے آنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو "ثانی" کیوں فرمایا گیا۔ ترتیب میں پہلا صدیق اکبرؓ کو کیوں قرار دیا گیا۔ ترتیب بیان میں اس کا عکس بھی ہو سکتا تھا یعنی اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ثانی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور ظاہر قیاس بھی اسی کا مستقاضی ہے کہ بلحاظ مرتبہ اولیت کا حق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا یہ ترتیب بیان دعوت فکر دیتی ہے اور غار میں داخل ہونے کا نقشہ قاری کو مستحضر کرانا چاہتی ہے کہ احادیث میں اور کتب سیر میں جو کچھ منضبط ہے وہ آنکھوں کے سامنے آجائے کہ غار میں اول حضرت صدیقؓ داخل ہوئے۔ آپ کے لئے جگہ بنائی اس میں جس قدر سوراخ تھے سب کو اپنی چادر پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے بند کیا پھر آپ کو اندر بلایا اور ایک سوراخ جو بند نہ ہو سکا تھا ذات اقدسؐ کی حفاظت کے لئے اس پر اپنی ایڑی رکھ لی اور اپنے زانو کو آپ کا تکیہ بنایا کہ آپ کچھ آرام فرمالیں۔ پھر ایڑی میں سانپ نے کاٹا تو محبوب کی راحت کو پھر بھی مقدم رکھا۔ کتب سیر میں تفصیلاً موجود ہیں۔ الغرض غار میں داخل ہونے کے لحاظ سے آپؐ ثانی تھے اس لئے آپ کو ثانی اثنین فرمایا گیا جس میں کمال بلاغت کے ساتھ اول اثنین کی جانب تعریض مقصود ہے۔ اسی آیت میں حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا او حزن آن إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا ہی معیت کے تحقق کے لئے برہان قاطع تھا پھر حق تعالیٰ کا آپ کے قول کو نقل کرنا تو اس امر کی قطعیت کو بہت ہی مؤکد کر رہا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی خصوصی معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے صدیق اکبرؓ کو بھی حاصل ہوئی۔ اس کے مقابلہ پر اس کو دیکھئے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بحر قلزم پر پہنچ جاتے ہیں اور سامنے فرعون کا عظیم لشکر بھی آپہنچتا ہے تو قال اصحٰب موسیٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ اصحاب موسیٰؑ کہتے ہیں کہ ہم تو پکڑے گئے آپ ان سے فرماتے ہیں كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ [1]یعنے ہرگز نہیں میری ساتھ میرا رب ہے، وہ مجھے ابھی راستہ دیگا۔ یہاں معیت کا اثبات صرف موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے لفظ مَعِيَ فرمایا تھا (یعنے میرے ساتھ) حالانکہ ہارون علیہ السلام دوسرے پیغمبر بھی ہمراہ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَعَنَا فرمایا یعنے اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ یعنی معیت آلہیہ میں صدیق اکبرؓ بھی شامل رہیں۔ یہ نکتہ بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کی معیت کو ربی کے ساتھ بیان فرماتے ہیں یعنی وہ اپنی شان ربوبیت کے ساتھ میرے ہمراہ ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یعنے وہ ذات مستجمع جملہ صفات کمال ہمارے ساتھ ہے یعنی معیت ذاتی کا اظہار فرما رہے ہیں جس کے ساتھ تمام صفات ملحوظ ہیں تو اس معیت ذاتی کی رفعت کا کیا ٹھکانا ہوگا اور اس میں حضرت صدیقؓ بھی آپؐ کے ہمرکاب ہیں۔۱۲

اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

و اشارۂ جلیہ است بسوی قبول آن عمل از وجہ آن عمل اگر در اعلیٰ مرتبہ عز و قبول نمی بود این تشریف و این قدر تعظیم نمی فرمود وھو المقصود۔

قال اللہ تعالےٰ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؀

فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالےٰ درین آیات حال و مآل منافقان و مومنان بیان مے فرماید صفت منافقان امر است بمنکر و نہی از معروف و بخل در حقوق مالیہ واجبہ و مآل ایشان آنکہ بموافقت کفار ہمیشہ در نار باشند و باشد ایشان را لعنت و عذاب دائمی بعد از ان تشبیہ مید ہد ایشان را باکفار پیشین و انذار مینماید بہمان پاداش کہ انجام را بودہ است وصفت مومنان نصرت یکدیگر دادن در حق و امر بمعروف و نہی از منکر و برپا داشتن نماز و دادن زکوٰۃ و فرمانبرداری خدا و رسول او و مآل ایشان آنست کہ وعدہ دادہ است خدا تعالےٰ بہشتہای رود زیر آن جویہا جاویدان آنجا و خانہای پاکیزہ در باغہا جاوید و از ہمہ نعمتہا بزرگتر خوشنودی خدای تبارک و تعالیٰ است و آن ایشان را باشد شک نیست کہ خلفاء متصف بودند باین اوصاف از جہت اخبار متواترہ کہ ہیچ شبہ دران نتوان نمود پس باین بشارت عظیمہ مبشر باشند وھو المقصود۔

قال اللہ تعالےٰ وَالسّٰبِقُوْنَ

اور کھلا ہوا اشارہ ہے بوجہ اس عمل کے آپ کی مقبولیت کی جانب۔ اگر آپ عزت و مقبولیت کے اعلیٰ مرتبہ پر نہ ہوتے تو یہ تکریم اور اس قدر تعظیم نہ فرمائی جاتی اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ (۹: ۷۲) اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب (نعمتوں) سے بڑی چیز ہے۔ یہ (جزائے مذکور) بڑی کامیابی ہے"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ ان آیات میں منافقوں اور مومنوں کا حال اور انجام بیان فرماتے ہیں۔ منافقوں کی صفت ہے بری بات کا حکم دینا اچھی بات سے روکنا اور حقوق مالیہ واجبہ میں بخل کرنا اور ان کا انجام یہ ہے کہ کفار کی موافقت کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان پر پھٹکار اور عذاب دائمی رہے گا۔ اس کے بعد ان کو گزشتہ زمانوں کے کفار کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے انہی پاداش سے ڈراتے ہیں جو ان کفار کی ہو چکی ہے۔ اور مومنین کی صفت یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو مدد دیتے ہیں حق میں اور نیک بات کا حکم کرنے اور بری بات سے روکتے ہیں اور (ان کی صفت ہے) نماز کا قائم رکھنا اور زکوٰۃ دینا اور اللہ تعالیٰ و رسول کی فرمانبرداری اور ان کا انجام یہ ہے کہ ان سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ایسی جنتوں کا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اور یہ نعمت جاوداں ہوں گی یعنی ہمیشہ رہے گی اور پاکیزہ محلات جاودانی ہوں گے اور تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور یہ ان کا حصہ ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات خلفاء ان صفات سے متصف تھے۔ اخبار متواترہ اس کی شاہد ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تو ان عظیم الشان بشارتوں سے وہ بھی مبشر ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ (۹: ۱۰۰) اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق

www.kitabghar.org

الاوّلون مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

فقیر گوید عفی عنه خدای عزّ وجلّ بیان میفرماید درین آیت حُسن حال و مآل اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیه وسلم و میگوید پیشینیان نخستینان از مهاجرین و انصار که قبل بدر یا قبل از برگشتن قبله از بیت المقدس بجانب کعبه و هر دو نزدیک یکدیگر بوده است و آنانکه تابع ایشان شدند به نیکوکاری که هجرت کردند و نصرت دادند راضی شد خدایتعالیٰ از ایشان و راضی شدند ایشان از وے جلّ شانهٗ و مهیا کرد خدا تعالیٰ برایشان بهشتها میرود زیر آن جوبها جاویدان آنجا همیشه این است کامیابی بزرگ درین آیت تشریف عظیم است صحابهؓ را و اخبار است بآنکه خدایتعالیٰ از ایشان راضی شد و ایشان از وی جلّشانهٗ راضی شدند و ناهیک به من فضیلة۔

قال اللہ تعالیٰ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

فقیر گوید این آیت در غزوهٔ تبوک نازل شد که خدایتعالیٰ برحمت بازگشت یعنی تعطف و مهربانی زیاده از آنچه سابق بود انعام فرمود به پیغامبرؐ و

اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اُس (اللہ تعالیٰ) سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایسے باغ مہیّا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اس آیت میں اللہ عزّ وجلّ بیان فرماتے ہیں اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ حال اور عمدہ انجام اور فرماتے ہیں کہ پیش قدمی کرنے والے اور پہل کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے (پیش قدمی اور پہل سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ جنگِ بدر سے پہلے ایمان لائے یا بیت المقدس سے بسمتِ کعبہ قبلہ بدلنے سے پہلے اور یہ دونوں واقعات ایک دوسرے کے قریب ہی کے ہیں۔ اور جو لوگ کہ ان کی پیروی کرنے والے ہوئے نیک کاموں میں کہ انہوں نے ہجرت کی اور مدد دی اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ جلّ شانہٗ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایسی بہشتیں مہیّا کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ سب نعمتیں جاودانی ہمیشہ رہنے والی ہیں یہ ہے بہت بڑی کامیابی۔ اس آیت میں صحابہؓ کو عظیم شرف عطا ہوا ہے اور اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے خوش ہے اور وہ اللہ جلّشانہٗ سے خوش ہیں۔ اور اب تم کو خلفاءؓ کی فضیلت کے اقرار سے کیا چیز مانع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ الخ (۹: ۱۱۷) اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجّہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبرؐ کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ اُن میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے حال پر توجّہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۔"

فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت غزوۂ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجّہ کی اور لطف و مہربانی جس قدر پہلے سے اُن پر تھی اُس سے زیادہ انعامات فرمائے پیغمبرؐ پر بھی اور

www.kitabghar.org

مہاجران و انصار کہ پیروی او کردند در وقتِ
تنگدستی بعد ازانکہ نزدیک بود کہ کج شود
دلِ جماعہ ازایشان ازجہتِ کمال شدتِ حال
یعنے باوجود آنکہ یک طائفہ ازایشان ضعفِ
صبر داشتند رحمت نمود برہمہ ایشان
ہر آئینہ خدای درحقِ ایشان مہربان است درین
آیت فضیلتِ عظیمہ است حاضرانِ تبوک را بچند
وجہ یکے آنکہ ایشان را با پیغامبر دریک نسق
جمع فرمود دوم آنکہ نص نمود برجوع خود جہت
برایشان سوم آنکہ صبور و ناصبور ازانہا
ہمہ صاحبِ فضل اند واللہ اعلم بالصواب۔

قال اللہ تعالے مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ
وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ
عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ
وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ
وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ
لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ
اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَا يُنْفِقُوْنَ
نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّ
لَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ
لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝

خدائے عزّ وجلّ لوم میکند متخلفان را
از سفرِ تبوک کہ لائق نبود ایشان راکہ تخلف نمایند
این بسبب آنست کہ نمیرسد بغازیان لشکرِ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم تشنگی و نہ رنجے و نہ گرسنگی
در راہِ خدا و نے سپرند موضعے را کہ

مہاجرین وانصار پر بھی جنھوں نے تنگدستی کے وقت اُن کی پیروی کی
اس حالت کے بعد کہ قریب تھا کہ بدرجۂ کمال سخت حالت پیش آنے
کی وجہ سے اُن میں کی ایک جماعت کے دلوں میں کجی پیدا ہو جاتے۔
یعنے باوجود اس بات کے کہ اس میں ایک جماعت ایسی تھی جن کے صبر
میں ضعف تھا حق تعالے نے سب پر رحمت فرمائی (اور ارشاد فرمایا
کہ) حق تعالے اُن سب کے حق میں مہربان ہے۔ جو لوگ غزوۂ تبوک میں
حاضر تھے اِس آیت میں اُن کو بڑی فضیلت چند طریقوں سے عطا
فرمائی گئی ہے۔ پہلا یہ کہ ان سب کو ایک ہی اسلوب کے ساتھ کلام
میں پیغمبر کے ساتھ جمع کیا گیا۔ دوسرا یہ کہ رحمت کے ساتھ اُن کی
طرف اپنے متوجہ ہونے پر نص فرمادی گئی۔ تیسرا یہ کہ صابرین اور
غیر صابرین پوری جماعت کو صاحبِ فضیلت قرار دیا گیا، واللہ اعلم
بالصواب۔

اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ نے فرمایا مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ الخ
(۹: ۱۲۰-۱۲۱) مدینہ میں رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گردو
پیش رہتے ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہؐ کا ساتھ نہ دیں
اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں (اور
یہ (ساتھ جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ اُن کو اللہ کی
راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے
جو کفار کے لئے موجبِ غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی اُن
سب پر اُن کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا
یقیناً اللہ تعالے مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے اور (نیز) جو کچھ
چھوٹا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان اُن کو طے کرنے پڑے
یہ سب بھی اُن کے نام (نیکیوں میں) لکھا گیا تاکہ اللہ تعالے اُن کو
اُن کے (ان سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے؛

(شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ خود ترجمہ مع تفسیر تحریر فرماتے ہیں ۱۲
مترجم) جو لوگ سفرِ تبوک سے کنارہ کش ہوئے اللہ عزّ وجلّ اُن کو
ملامت کرتے ہیں کہ لائق نہیں تھا اُن لوگوں کو کہ تخلف کریں۔ یہ
اس سبب سے ہے کہ لشکرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غازیوں کو
نہیں پہنچتی پیاس اور کوئی ماندگی اور نہ بھوک اور نہ ایسے مقام کو عبور کرنا

www.kitabghar.org

بخشم می آرد کفار را سپردن آن و بدست نمی آرند از کفار هیچ دست بردی را یعنے قتل کنند کفار را یا نہب نمایند اموال ایشان را یا جرح رسانند بیکے از کفار یا اسیر گیرند بعض ایشان را ہر قسمی کہ باشد گر نوشتہ میشود برائی غازیان بعوض آن عملِ نیک ہر آئینہ خدائتعالےٰ ضائع نمیکرداند مزد نیکو کاران را و انفاق نمیکنند ہیچ نفقہ خورد یا بزرگ و قطع نمی نمایند ہیچ وادی را گر نوشتہ میشود عملِ خیر برائے ایشان آخر کار آنکہ جزا دہد ایشان را خدایتعالےٰ بر بہترین انچہ بعمل می آوردند درین آیت فضائلِ جہادِ تبوک خصوصًا و سائر مجاہدات عمومًا بصریح ترین وجہے معلوم شد و بالقطع معلوم است کہ خلفائے کرام از حاضرانِ این وقعہ و سائر مشاہد خیر بودند پس این جزاء ایشان را باشد و ہو المقصود آخرج الترمذی عن ابن عباس قال قلتُ لعثمان بن عفان احملکم علےٰ اَنْ عمدتُم الےٰ الانفال وہی من المثانی ولےٰ براءۃ وہی من المئین فقرنتم بینہما ولم تکتبوا سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و وضعتموہا فی السبع الطوال ما حملکم علےٰ ذٰلک فقال عثمانُ کان رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما یأتی علیہ الزمانُ وہو ینزل علیہ السُّور ذواتُ العددِ فکان اذا نزل علیہ الشیٔ دعا من کان یکتب فیقول ضعوا ہٰؤلاء الآیات فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا وکانت الانفالُ من اوائل ما نزل بالمدینۃ وکانت براءۃُ من آخر القرآن نزولاً وکانت قصتہا شبیہًا بقصتہا فظننتُ انہا منہا فقبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جو کفار کو غصہ دلائے اور کفار سے کوئی ایسی دست برد نہ کی یعنے کفار کو قتل کریں یا ان کے اموال کو لوٹیں یا کسی کافر کو زخم پہنچائیں یا ان میں کے کسی شخص کو قید کرلیں ان میں سے کسی قسم کی بات بھی ہو مگر غازیوں کے لئے اس کے بدلے میں ایک نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ یقینًا خدا تعالےٰ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا اور وہ خرچ نہیں کرتے کوئی خرچ کرنے کی چیز چھوٹی یا بڑی اور قطع نہیں کرتے کسی وادی کو مگر ان کے لئے اس عملِ خیر کو لکھ لیا جاتا ہے۔ انجام کار یہ ہے کہ خدا تعالےٰ ان کو اُن کے ہر اُس بہتر عمل کا جو وہ کریں گے بہترین جزا دے گا۔" ان آیتوں میں جہاد تبوک کے فضائل خصوصًا اور دوسرے مجاہدات کے عمومًا بہت واضح طریقہ سے معلوم ہوگئے اور یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ خلفاء کرام اس خاص واقعہ کے حاضرین میں اور جملہ مشاہدِ خیر میں شریک رہے ہیں۔ تو اس تمام جزائے خیر کے وہ بھی مستحق ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ ترمذی نے اخذ کیا ابن عباس رضؓ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے عثمانؓ بن عفان سے کہا کہ آپ نے سورۃ انفال کی طرف توجہ کی جو مثانیؔ[1] میں سے ہے اور سورۃ برأت کی طرف بھی جو کہ مئین میں سے ہے اور دونوں کو تم نے ملا دیا اور اُن کے بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور تم نے پھر ان (دونوں) کو سبع طوال کے ساتھ ملا دیا۔ کس بناء پر آپنے ایسا کیا تو عثمانؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو زمانہ آتا رہا اُس کے خاص وقتوں میں آپؐ پر کئی عدد والی سورتیں نازل ہوتی تھیں تو جب آپؐ پر کچھ نازل ہوتا تھا تو آپؐ جو کاتب ہوتا تھا اُس کو بلاتے اور فرمایا کرتے کہ ان آیات کو اُس سورت میں لکھ دو جس میں فلاں فلاں بات کا ذکر ہے اور سورۃ انفال اُن سورتوں میں سے ہے جو مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئیں اور سورۃ برأۃ نزول کے لحاظ سے قرآن کی آخر سورت ہے اور اُس کا قصہ مشابہ تھا سورۃ انفال کے قصے سے تو مجھے یہ ظن ہوا کہ یہ اُسی کا جزو ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی

[1] یہاں مثانی سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ذات المئین سے کم ہیں۔ ذات المئین سے وہ سورتیں مرادہیں جن کی آیات سنوا سے بڑھی ہوئی ہیں۔ سبع طوال سے سات لمبی سورتیں مراد ہیں یعنے بقرہ۔ آلِ عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انعام۔ اعراف۔ توبہ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ولم يُبَيِّن لنا من اجل ذلك قرنت بينهما و لم
اكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم و
وضعتها في السبع الطوال ؎ و عن عثمان بن
عفان قال كانت الانفال و براءة يدعيان
في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم
القرينتين فلذلك جعلتهما في السبع الطوال
و عن ابي عطية الهمداني قال كتب عمر
ابن الخطاب تعلموا سورة براءة و علموا
نساءكم سورة النور عن الشعبي ان
اباذر و الزبير بن العوام سمع احدهما من
النبي صلى الله عليه وسلم انه يقرأ ها
و هو على المنبر يوم الجمعة فقال لصاحبه
متى أنزلت هذه الآية فلما قضى صلوٰة
قال له عمر بن الخطاب لاجمعة لك فاتى
النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له
فقال صدق عمر و عن ابن عمر ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم استعمل ابابكر
على الحج ثم ارسل عليا ببراءة على اثره
ثم حج النبي صلى الله عليه وسلم العام
المقبل ثم رجع فتوفى فولي ابوبكر
فاستعمل عمر على الحج ثم حج ابوبكر عام
قابل ثم مات ثم ولي عمر بن الخطاب
فاستعمل عبد الرحمن بن عوف على الحج
ثم كان يحج بعد ذلك هو حتى مات ثم
ولي عثمان فاستعمل عبد الرحمن بن عوف
على الحج ثم كان هو يحج حتى قتل أخرج
الدارمي و النسائي عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم
بعث ابابكر على الحج ثم ارسل عليا ببراءة فقرأ

اور آپ نے ہم سے اس کی صراحت نہ کی تھی تو میں نے اس سبب سے
(کہ دونوں کا قصہ مشابہ ہے) ملا دیا مگر بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور دونوں کو سبع طوال میں رکھدیا۔ اور
مروی ہے عثمانؓ بن عفان سے کہ سورۃ انفال اور براءۃ کو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں "قرینتین" کہا جاتا تھا (یعنے جڑواں)
اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو سبع طوال میں رکھ دیا۔ اور
مروی ہے ابی عطیہ ہمدانی سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب
نے لکھا (یعنے خط ارسال فرمایا) کہ تم سورۃ براءۃ کو سیکھو اور
اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ اور شعبی سے مروی ہے کہ ابوذرؓ اور
زبیرؓ بن العوام میں سے ایک نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
جب کہ آپؐ منبر پر تھے اس آیت کو سنا جس کو آپ پڑھ رہے تھے
(یعنے ما کان لاھل المدینۃ الخ) تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ
یہ آیت کب نازل ہوئی تو جب وہ اپنی نماز پوری کر چکا تو اس سے
عمرؓ بن الخطاب نے کہا تیرا جمعہ نہیں ہوا؎۔ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس پہنچے اور اس کا ذکر آپؐ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ عمرؓ نے
صحیح کہا۔ اور مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے ابوبکرؓ کو حج پر امیر بنایا پھر علیؓ کو آپ کے پیچھے سورۃ
براءۃ دے کر بھیجا۔ پھر آنے والے سال میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے حج کیا پھر واپس تشریف لائے اور وفات پا گئے۔ پھر ابوبکرؓ خلیفہ
ہوئے تو انھوں نے عمرؓ کو امیر حج بنایا پھر آنے والے سال میں ابوبکرؓ
نے حج کیا پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد خلیفہ عمرؓ ہوئے تو
انھوں نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو امیر حج بنایا۔ پھر عمرؓ جب تک
زندہ رہے حج کرتے رہے۔ جب انتقال کر گئے تو عثمانؓ خلیفہ بنائے
گئے۔ تو انھوں نے بھی عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو امیر حج بنایا۔ پھر
عثمانؓ بھی حج کرتے رہے یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے۔ دارمی اور
نسائی نے اخذ کیا، مروی ہے جابرؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے ابوبکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ پھر علیؓ کو سورۃ براءت دے کر
بھیجا تو انھوں نے حج کے موقعہ پر جہاں جہاں لوگ ٹھہرتے ہیں

؎ یعنے جمعہ کے کامل ثواب سے تم محروم ہو گئے کہ خطبہ کے وقت بات کی جو ناجائز ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

علے النّاس فی مواقفِ الحج حتّے ختمہا
وعن عروۃ قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابابکرٍ امیرًا علے النّاس سَنَۃَ تِسع وکتب
سُنَنَ الحج و بعث معہ علیَّ بن ابی طالب
بآیاتٍ من براءۃ فامرہ ان یُؤذِّن بمکّۃ
و بمنًی و بعرفۃ و بالمشاعر کلّہا بانّہ بَرِئَت
ذمّۃُ اللہ و ذمّۃ رسولہ من کلّ مشرکٍ
حجّ بعد العام اوطاف بالبیت عُریانًا و
اجّل من کان بینہ و بین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم عہدٌ اربعۃ اشہر
و سار علے راحلتہ والنّاس کلّہم یقرأ
علیہم القرآن براءۃٌ من اللہ ورسولہ
و قرأ علیہم یابنی آدم خذوا زینتکم عند
کلّ مسجدٍ الآیۃ۔

فقیر گوید درین قصّہ بعض رُوات راخطا
واقع شدہ است کہ میگویند ابوبکر صدّیق راباز
گردانید اصل قصّہ آنست کہ ابوبکر صدّیقؓ
بلا نزاع امیر الحج بود وسورۃ براءۃ اوّل
بدستِ ابوبکر صدّیق دادہ بودند بعد ازان
جبرئیلؑ فرود آمد وامر کرد کہ آن را بدستِ
حضرت مرتضٰے باید فرستاد اخرج الترمذی
عن انسٍ قال بعث النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم
براءۃٍ مع ابی بکرٍ ثم دعاہ فقال لاینبغی
لاحدٍ ان یُبلّغ ہذا الّا رجلٌ من اہلی
فدعا علیًّا فاعطاہ ایاہا و عن سعد بن ابی وقّاص
انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعث ابابکرٍ
ببراءۃٍ الٰی اہل مکّۃ ثمّ بعث علیًّا علے اثرہ
فاخذہا منہ وقال ابوبکر وَجَدَ فی نفسہ فقال
النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم یا ابابکر لایؤدّی عنّی

اس سورت کو ختم تک پڑھ کر سب کو سُنایا۔ اور عروہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر امیرِ حج بنا کر سن ۹ میں بھیجا اور حج کے طریقے لکھ کر دیئے۔ اور اُن کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب کو سورۃ براءت میں کی آیات دے کر بھیجا اور اُن کو حکم دیا کہ وہ ان کا اعلان کریں مکہ میں اور منیٰ میں اور عرفہ میں اور تمام مشاعر میں کہ اب باقی نہیں رہا ذمہ اللہ کا اور ذمہ اللہ کے رسولؐ کا کسی مشرک کے بارے میں جو اس سال کے بعد حج کرے یا بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے اور اُس عہد کی میعاد کو جو مشرکین مکہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا تھا چار ماہ مقرر کر دیا اور اپنی سواری پر روانہ ہوئے اور سب لوگ بھی، آپ اُن پر قرآن کی ان آیات کی قرارت کرتے جاتے تھے بَرَاۤءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۹:۱) "عہد سے دست برداری ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے" اور لوگوں پر اس آیت کی قرارت بھی کی یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ (۷:۲۶) "اے اولادِ آدم کی تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، آخر تک۔"

فقیر کہتا ہے کہ اس قصّہ میں بعض راویوں سے چوک ہوئی جو یہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کو واپس لوٹا لیا۔ اصل قصّہ یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ بلا اختلاف امیر الحج تھے اور سورۃ براءت اوّل ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں دی تھی اس کے بعد جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُنھوں نے امر کیا کہ حضرت علیؓ مرتضٰے کے ہاتھ بھیجنا چاہیے۔ ترمذی نے اخذ کیا مروی ہے انسؓ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو سورۃ براءت دے کر بھیجا۔ پھر اُن کو بلایا اور فرمایا کہ کسی شخص کو اس کا پہنچانا مناسب نہیں معلوم ہوتا بجز ایسے شخص کے جو میرے اہلِ بیت میں سے ہو، پھر علیؓ کو بلایا اور اس سورت کو انھیں دیا۔ اور سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے براءت کو دے کر ابوبکرؓ کو اہلِ مکہ کے پاس روانہ کیا۔ پھر اُن کے پیچھے علیؓ کو بھیجا اُنھوں نے اس کو ابوبکرؓ سے لے لیا۔ (راوی نے) کہا کہ اس سے ابوبکرؓ کو انقباض ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اپنی طرف سے پہنچانا حق کسی کو نہیں

www.kitabghar.org

إلاّ أنا أو رجلٌ منّي أخرج البخاری ومسلم عن أبي هريرة قال بعثني أبوبكر في تلك الحجّة في مؤذّنين بعثهم يومَ النحر يؤذّنون بمنًى أن لا يحجّ بعد هذا العام مشركٌ ولا يطوف بالبيت عريانٌ ثم أردفَ النبيّ صلى الله عليه وسلم عليّ ابن ابي طالب فأمره أن يؤذّن ببراءة فأذّن معنا عليٌّ في أهل منًى يومَ النحر ببراءة أن لا يحج بعد هذا العام مشركٌ ولا يطوفَ بالبيت عريانٌ وأخرج الترمذي وحسّنه والحاكمُ وصحّحه عن ابن عباس انّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم بعث ابابكر وأمرهُ ان يُنادِيَ بهؤلاء الكلماتِ ثم أتبعه عليًّا وامرهُ ان ينادي بهؤلاء الكلماتِ فانطلقا فحجّا فقامَ عليٌّ في ايّام التشريق فنادى انّ الله بريئٌ من المشركينَ ورسوله فسيحوا في الأرض أربعة أشهر ولا يحجّنّ بعدَ العامِ مشركٌ ولا يطوفُ بالبيت عريانٌ ولا يدخل الجنّةَ إلاّ مؤمنٌ فكان عليٌّ ينادي فاذا عَيِيَ قام ابوبكر فنادى بها عن الحسن انّه سُئل عن يوم الحج الاكبر فقال ذاک عامٌ حجّ فيه ابوبکر استخلفه رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فحجّ بالناس واجتمع فيه المسلمونَ والمشركونَ فلذلک سُمّي الحجّ الاكبرَ ووافقَ عيدَ اليهودِ والنصارىٰ وعن عمر بن الخطاب قال الحج الاكبر يومُ عرفةَ عن ابنِ ابي مليكة قال قدم اعرابيٌّ في زمانِ عمر بن الخطاب فقال من يُقرِئُني ممّا أنزلَ الله على محمّدٍ

سوائے میرے یا میرے (گھر کے) آدمی کے۔ بخاری اور مسلم نے اخذ کیا، مروی ہے ابوہریرہ رضی سے اُنھوں نے کہا کہ اُن اعلان کرنے والوں میں سے ایک میں تھا جن کو اس حج میں ابوبکر رضی نے یوم نحر میں بھیجا تھا کہ وہ منیٰ میں یہ اعلان کردیں کہ اِس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا کرے۔ پھر اُن کے پیچھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رض بن ابی طالب کو بھیجا، اُن کو حکم دیا کہ وہ اعلان عام کریں براءۃ کا تو یوم النحر میں علی رض نے ہمارے ساتھ اہلِ منیٰ میں اعلان عام کیا براءۃ کا اور یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا طوافِ بیت اللہ نہ کرے۔ اور اخذ کیا ترمذی نے اور اُس کو حسن کہا ہے اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا ہے، مروی ہے ابن عباس رض سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ بلند آواز سے ان کلمات کے ساتھ اعلان کریں، پھر اُن کے پیچھے علی رض کو بھیجا اور اُن کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات سے ندا کریں۔ تو دونوں آئے اور دونوں نے حج کیا پھر علی رض کھڑے ہوئے ایامِ تشریق میں اور اُنھوں نے ندا کی کہ اللہ تعالےٰ مشرکین سے دست بردار ہے اور اُس کا رسول ؐ۔ تو تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو اور اس سال کے بعد ہرگز کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا طواف کرے کوئی ننگا اور جنت میں بجز مومن کوئی داخل نہ کیا جائے گا۔ تو علی رض ندا کرتے رہے جب وہ تھک گئے تو ابوبکر رض کھڑے ہوگئے پھر یہی اعلان اُنھوں نے کیا۔ حسن رح سے مروی ہے کہ اُن سے سوال کیا گیا یوم حج اکبر کے متعلق تو اُنھوں نے کہا کہ یہ وہ سال ہے جس میں ابوبکر رض نے حج کیا تھا اُن کو اپنا خلیفہ بنایا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اُنھوں نے لوگوں کو حج کرایا اور اُس میں مسلمان اور مشرکین جمع ہوتے تھے تو اس وجہ سے اُس کو حج اکبر سے موسوم کیا گیا اور اُسی دن یہود و نصاریٰ کی عید بھی تھی۔ اور مروی ہے عمر رض بن الخطاب سے اُنھوں نے فرمایا کہ "حج اکبر" یوم عرفہ ہے۔ اور ابنِ ابی ملیکہ سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ عمر رض بن الخطاب کے زمانہ میں ایک اعرابی آیا اور اُس نے کہا مجھے کون پڑھائیگا اُس (کلام) میں سے جو اللہ تعالےٰ نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا؟

فاقرأه رجل براءۃ فقال ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ بالجر فقال الاعرابی لقد بریٔ اللہ من رسولہ ان یکن اللہ بریٔ من رسولہ فانا ابرأ منہ فبلغ عمر مقالۃ الاعرابی فدعاہ فقال یا اعرابی اتبرأ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا امیرالمؤمنین انی قدمت المدینۃ و لا علم لی بالقرآن فسألت من یقرئنی فاقرأنی ہذہ السورۃ براءۃ فقال ان اللہ بریٔ من المشرکین و رسولہ وقال الاعرابی و انا واللہ ابرأ مما بریٔ اللہ منہ فامر عمر بن الخطاب ان لا یقرئ الناس الا عالم باللغۃ و امر الاسود فوضع النحو[1] و عن عمر بن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنی مسجدا یذکر فیہ اسم اللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ و عن عبد اللہ ابن ہشام قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ہو اٰخذ بید عمر بن الخطاب فقال واللہ لانت یا رسول اللہ احب الی من کل شیٔ الا نفسی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئن بقیت لقابل لاخرجن المشرکین من جزیرۃ العرب فلما ولی عمر اخرجہم و عن جعفر عن ابیہ

تو ایک شخص نے اُس کو سورۂ براءۃ پڑھائی اور اُس نے کہا (یعنی اس طرح پڑھائی) اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ زیر کے ساتھ تو اعرابی نے کہا واقعی اللہ تعالیٰ بیزار ہو گیا اپنے رسولؐ سے اگر اللہ بیزار ہو گیا اپنے رسولؐ سے تو میں اُس سے زیادہ رسولؐ سے بیزار ہوں۔ تو اس اعرابی کا یہ کلام عمرؓ تک بھی پہنچ گیا۔ آپ نے اُس کو بلوایا اور فرمایا کہ اے اعرابی کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا اے امیرالمؤمنینؓ میں مدینہ میں آیا اور مجھے قرآن کا بالکل علم نہیں تھا۔ مَیں نے سوال کیا کہ مجھے کون پڑھائے گا تو مجھے ایک شخص نے یہ سورۂ براءۃ پڑھائی تو اُس نے کہا کہ اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ تو میں نے یعنی اعرابی نے کہا اور میں بھی خدا کی قسم بیزار ہوتا ہوں اُس سے جس سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوا۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے حکم نافذ کیا کہ لوگوں کو قرآن کوئی نہ پڑھائے بجز عالمِ لغت کے اور آپ نے اسودؔ کو حکم دیا تو اُنھوں نے علمِ نحو ایجاد کیا۔[1] اور عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جس نے مسجد بنائی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا جائے (یعنی اللہ کی عبادت کی جائے) تو اللہ اُس کے لئے جنّت میں گھر بنا دیگا۔ اور عبداللہ بن ہشام سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمرؓ ابن الخطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اُنھوں نے کہا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہؐ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز اپنی جان کے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مؤمن (کامل) اُس وقت تک نہ ہو گا جب تک میں اُس کو اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اور جابرؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک باقی رہا تو مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اُنھوں نے اُن کو نکال دیا۔ اور جعفر سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

[1] عام کتب میں یہ لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوالاسود کو ہدایت کی اُنح ہذا النحو یا ابا الاسود الکلمۃ اما اسم او فعل او حرف اسی بنا پر اس علم کا نام علم نحو رکھا گیا۔ تو یہ صورت حال پیش آئی کہ حکم تدوین دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور ابوالاسود کی رہنمائی کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے۔ واضح ہے کہ اس زمانہ میں اعراب یعنی زبر زیر وغیرہ ایجاد نہ ہوئے تھے بلکہ نقطے بھی نہ تھے۔ یہ سب کام قرآن کی تلاوت کی صحت کے لئے وجود میں آئے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

انّ عمر بن الخطاب استشارَ النّاسَ فی المجوس فقال عبدالرّحمٰن بن عوف سمعتُ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول سُنُّوا بھم سُنّۃَ اہلِ الکتاب عن سعید بن ابے سعید انّ رجلاً باع دارًا لہٗ علٰے عہدِ عمر فقال لہٗ عمر اخذتَ ثمنہا احفِر تحت فراش امرأتک فقال یا امیرالمؤمنین او لیس بکنزٍ قال لیس بکنزٍ ما اُدِّیَ زکوٰتہٗ عن ابن عباس قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ وَالْفِضَّۃَ کَبُرَ ذٰلِکَ علٰے المسلمین قالوا ما یُطِیعُ احدٌ منا لولدہ مالا یبقٰے بعدَہٗ فقال عمر انا اُفرِّج عنکم فانطلق عمر واتبعہ ثوبانُ فاتے النبیّ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فقال یا نبیّ اللّٰہِ قد کَبُرَ علٰے اصحابک ہٰذہ الآیۃُ فقال ان اللّٰہ لم یَفرِض الزّکوٰۃَ الّا لیُطیِّبَ بہا ما بقے من اموالکم و انما فرضَ المواریثَ من مال یبقٰے بعدَکم فکبَّرَ عمر ثم قال لہ النّبیّ صلے اللّٰہ علیہ وسلم الا اُخبرک بخیرِ ما یکنِزُ المرءُ المرأۃُ الصّالحۃ التے اذا نظر الیہا سرّتہٗ و اذا امرہا اطاعتہٗ و اذا غاب عنہا حفظتہٗ

وعن بریدۃ قال لما نزلت والّذین یکنزونَ الذّہبَ والفضّۃَ الآیۃ قال اصحابُ رسول اللّٰہ صلّے اللّٰہ علیہ وسلم نزل الیومَ فے الکنز ما نزل

عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے مجوس (آتش پرست فرقہ) کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے اُن کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو اہلِ کتاب سے کرتے ہو۔ مروی ہے سعید بن ابی سعیدؓ سے کہ ایک شخص نے عمرؓ کے زمانہ میں اپنا مکان فروخت کیا تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تُو نے اُس کی قیمت لے لی ہے تو اُس کو اپنی بیوی کے لیٹنے کی جگہ (زمین کھود کر) دبا دے۔ اُس نے کہا کہ اے امیرالمؤمنینؓ کیا یہ کنز نہیں بن جائے گا؟ تو آپؓ نے فرمایا جب تک اس کی زکوٰۃ ادا کی جاتی رہے گی کنز نہیں ہوگا۔ مروی ہے ابنِ عباسؓ سے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الخ (۹: ۳۴) اور (غایتِ حرص سے) جو لوگ سونا چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں الخ تو یہ مسلمانوں پر بھاری ہوئی اور کہنے لگے کہ اب ہم میں سے کوئی اپنی اولاد کے لئے کیا رکھے گا جو اس کے بعد باقی ہی نہ رہیگا تو عمرؓ نے کہا کہ میں تم کو اس اُلجھن سے نکلواتا ہوں تو عمرؓ روانہ ہوئے اور اُن کے پیچھے ثوبان بھی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے نبی اللہ آپؐ کے اصحابؓ پر آیت گراں گزری ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو صرف اسی لئے فرض کیا ہے کہ تمھارے اموال جو (خرچ کرکے باقی رہ گئے ہیں) پاک کردے۔ اور میراث کے جو حصّے مقرر کئے ہیں وہ اسی مال سے تو کئے ہیں جو تمھارے بعد باقی رہے گا تو عمرؓ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو میں تم کو آدمی کے لئے ایک بہترین خزانے کی اطلاع دیتا ہوں۔ وہ ہے نیک[۱] بی بی جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے اور جب اُس کو شوہر حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب شوہر غائب ہو تو اس کی (یعنے اُس کے مال کی) حفاظت کرے۔ بریدہ سے روایت ہے کہ جب آیت والّذین یکنزونَ الذّہب والفضّۃ الخ نازل ہوئی تو صحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ آج کنز (یعنے مال جمع کرنے) کے بارے میں جو نازل ہوا ہے وہ کیا نازل ہوا (یعنے اس حکم کی

[۱] اگر کسی شریف عورت کے حاصل کرنے پر تمھیں مہر وغیرہ کے سلسلہ میں زیادہ خرچ کرنا پڑے تو اس سے گریز نہ کرو۔ ایسی عورت کو اپنا خزانہ تصوّر کرو جس میں تم نے اپنا مال جمع کر چھوڑا ہے جس کا نفع تم کو قلبی مسرّت و اطمینان کی صورت میں ملتا رہتا ہے ۱۲ مترجم

فقال ابوبکر یارسول اللہ ماذا نکنز الیوم قال لساناً ذاکراً و قلباً شاکراً و زوجۃً صالحۃً تعین احدکم علی ایمانہ ۔ واخرج البخاری ومسلم عن البراء بن عازب قال اشتری ابوبکر من عازب رحلاً بثلاثۃ عشر درہماً فقال لعازب مر البراء فلیحملہ الی منزلی فقال لا حتی تحدثنا کیف صنعت حین خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انت معہ فقال ابوبکر خرجنا فادلجنا فاحثثنا یومنا ولیلتنا حتی اظہرنا وقام قائم الظہیرۃ و ضربت ببصری ہل اری ظلاً فاوی الیہ فاذا انا بصخرۃ فاہویت الیہا فاذا بقیۃ ظلہا فسویتہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفرشت لہ فروۃ و قلت اضطجع یارسول اللہ فاضطجع ثم خرجت انظر ہل اری احداً من الطلب فاذا انا براعی غنم فقلت لمن انت یا غلام فقال لرجل من قریش فسماہ فعرفتہ فقلت ہل فی غنمک من لبن قال نعم قلت وہل انت حالب لی قال نعم قال فامرتہ فاعتقل شاۃً منہا ثم امرتہ فنفض ضرعہا فحلب کثبۃً ثم صببت الماء علی القدح حتی برد اسفلہ[12] ثم اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوافیتہ قد استیقظ فقلت اشرب یارسول اللہ فشرب حتی رضیت ثم قلت الم یأن للرحیل فارتحلنا

تشریح کیا ہے) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ اب ہم کیا چیز جمع کرکے رکھیں تو آپؐ نے فرمایا لسان (زبان) ذاکر اور قلب شاکر اور زوجۂ صالحہ جو تمھارے ایمان پر مددگار بنے۔ (کہ اگر تم گھر میں کوئی ناجائز مال لے کر آؤ تو وہ تمھیں روکے) اور اخذ کیا بخاری ومسلم نے، روایت ہے براء بن عازبؓ سے اُنھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے عازبؓ سے تیرہ[3] درہم میں ایک کجاوہ خریدا پھر ابوبکرؓ نے عازبؓ سے کہا کہ براءؓ سے کہدو کہ وہ اس کو اُٹھا کر میرے گھر پہنچا دے تو عازبؓ نے کہا نہیں جبتک آپ ہم سے وہ سرگزشت اور اپنی خدمات نہ بیان کردیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ سے) نکلے تھے اور آپ اُن کے ساتھ تھے تو ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ ہم اوّل شب میں نکلے۔ ہم نے تمام دن اور تمام رات بیدار رہ کر سفر جاری رکھا۔ یہاں تک کہ دوپہر ہوگیا اور آفتاب سر پر آگیا۔ اب میں نے نگاہ ماری کہ کہیں سایہ نظر آئے تو اُس میں ذرا ٹھہر جائیں، تو مجھے ایک چٹان دکھائی دی تو میں نے اس کو جھک کر دیکھا تو اُس کا تھوڑا سا سایہ موجود تھا تو میں نے اُس کو ٹھیک کیا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ ہموار کی اور اپنا پوستین بچھایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ لیٹ جایئے تو آپ لیٹ گئے۔ پھر میں نکلا کہ یہ دیکھوں کہ کوئی ہمیں طلب کرنے والا بھی ہے تو میری نظر ایک بکریوں کے چرواہے پر پڑی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس کا ہے اے لڑکے تو اُس نے کہا کہ میں قریش کے فلاں شخص کا ہوں، اُس کا نام بتایا تو میں اُس کو سمجھ گیا۔ پھر میں نے اُس سے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟ اُس نے کہا ہاں! میں نے کہا کیا ہمیں نکال کر دیدیگا۔ اُس نے کہا ہاں اور اُن میں سے وہ ایک بکری کھینچ لایا۔ میں نے اُس سے کہا کہ نکال لے تو اُس نے تھن کھینچ کر دودھنا شروع کیا تو کچھ قلیل مقدار نکلا۔ اس کے بعد میں نے اپنے پیالے کے اُوپر پانی بہایا تو اُس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہوگیا پھر میں اُس میں دودھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ بیدار ہوگئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ پی لیجئے تو آپؐ نے پی لیا یہاں تک کہ میں خوش ہوگیا۔ پھر میں نے کہا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا۔ پھر ہم روانہ ہوگئے

لہ عوام کے لئے وہی تشریح تھی جو حضرت عمرؓ سے اس سے پہلے منقول ہوچکی ہے کہ جس میں سے زکوٰۃ نکلتی رہے وہ کنز نہیں ہے خواہ زمین میں گاڑ کر رکھا ہو۔ اب وہ تشریح مذکور ہوئی ہے جو خواص کے مناسب ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

والقومُ یطلبونا فلم یُدرِکنا منہم الاسُراقۃُ
بینَنا وبینہٗ قدرُ رُمحٍ او رمحینِ
او ثلٰثۃٍ قلتُ یارسول اللہ ہٰذا الطلب
قد لحِقنا فقال لا تحزَن اِنّ اللہ
معنا حتے اذا دَنٰے فکان بیننا وبینہ
رُمحٌ لہٗ فقلتُ یارسول اللہ ہٰذا
الطلب قد لحِقنا وبکیتُ قال لِمَ
تبکی قال قلتُ اما واللہ لا اَبکی
علٰے نفسی ولٰکن ابکی علیک فدعا علیہ
رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال
اللّٰہم اکفنا بماشئتَ فساخت فرسہ
الٰے بطنہا فے ارضٍ صَلدٍ ووثب عنہا
فقال یا محمدُ ان ہٰذا عملُکَ فادعُ اللہ
ان یُنجیَنِی مما انا فیہ فواللہ لاُعمّیَنّ
علٰے من ورائی من الطلب وہٰذہ
کنانتی فخذ منہا سہمًا فانک ستمرّ بابلی
وغنمی فی موضع کذا وکذا فخذ منہا
حاجتک فقال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لاحاجۃَ لی بہ فانطلق فرجع
الٰے اصحابہ ومضٰے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم وانا معہٗ حتے قدمنا المدینۃ
فتلقاہ الناسُ فخرجوا فے الطریق و
علٰے الاَجاجیرِ واشتدَّ الخدمُ و
الصبیانُ فے الطریق اللہ اکبر جاء رسولُ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فنزل اللیلۃَ علٰے
بنی النجارِ اخوالِ عبد المطلب لاکرامہم
بذٰلک فلما اصبح غدا حیث اُمِر
وعن ضبۃ بن محصن قال قلتُ لعمر
ابن الخطاب انتَ خیرٌ من ابی بکرؓ فبکٰے وقال

اور قوم ہم کو تلاش کر رہی تھی اُن میں سے کوئی ہم کو نہ پاسکا بجز سراقہ کے کہ (وہ ہم سے قریب آگیا) بقدر ایک نیزے کے یا دو نیزے کے یا تین نیزے کے (یہ راوی کا شک ہے) میں نے کہا (جب وہ کچھ دور تھا) یارسول اللہؐ یہ ہمیں گرفتار کرنے کے لئے ہم سے آملا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے یہاں تک کہ جب اتنا قریب آگیا کہ ہمارے اور اُس کے درمیان بس اُس کا گھوڑا ہی تھا۔ میں نے کہا یارسول اللہ یہ تو گرفتار کرنے کے لئے ہم سے آملا ہے اور میں رو پڑا آپؐ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا واللہ اپنی ذات کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ آپؐ کی وجہ سے رو رہا ہوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس پر یہ دعاء کی اللّٰھم اکفناہ بماشئتَ (یعنے اے اللہ! آپ جس طرح چاہیں ہم کو اس سے بچائیں) تو اُس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا اور ایسی زمین میں جو سخت تھی اور وہ گھوڑے سے اُتر گیا اور بولا کہ اے محمدؐ! یہ آپ ہی کا کام ہے اب آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعاء کر دیجئے کہ میں جس بلا میں پھنس گیا ہوں خدا مجھے اُس سے نجات بخش دے تو واللہ میں اُن سب لوگوں کو جو آپؐ کو پکڑنے والے میرے پیچھے چلے آرہے ہیں مشتبہ کر کے روک دوں گا اور یہ میرا ترکش ہے اس میں سے آپؐ تیر نکال لیجئے اور آپؐ میرے اُونٹوں اور بکریوں پر سے عنقریب گزریں گے فلاں مقام سے جو ایسا اور ایسا ہے اُن میں سے آپؐ جو کچھ چاہیں لیکر اپنی حاجت پوری کر لیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اُن کی حاجت نہیں پھر وہ زمین سے چھوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس ہوگیا۔ پھر روانہ ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور میں آپؐ کے ساتھ تھا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچے اور لوگ آپؐ سے اس طرح ملے کہ راستے میں نکل آئے تھے اور پتھر کی چٹانوں پر جمع تھے اور خدام اور بچے یہ کہتے ہوئے بھاگ دوڑ رہے تھے کہ اللہ اکبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگئے۔ پھر رات کو آپؐ اُترے بنی نجار کے یہاں جو عبد المطلب کے ماموؤں کا خاندان ہے۔ اس سے اُن کا اکرام مقصود تھا۔ پھر جب صبح ہوئی تو جہاں آپؐ کو حکم دیا گیا تھا تشریف لے گئے۔
ضبہ بن محصن سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ آپ ابوبکرؓ سے اچھے ہیں تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ

www.kitabghar.org

واللہ لیلۃٌ من ابی بکر و یومٌ خیر من عمر عمرؓ ہل لک ان اُحدثک عن لیلتہ ویومہ قال قلتُ نعم یا امیر المؤمنین قال اما لیلتہ فلما خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہاربًا من اہل مکۃ خرج لیلاً فتبعہ ابوبکر فجعل یمشی مرّۃً امامہ ومرّۃ خلفہ ومرّۃ عن یمینہ ومرّۃ عن یسارہ فقال لہٗ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ماہذا یاابا بکر من فعلک قال یارسول اللہ اَذکرُ الرصدَ فاکون اَمامک واذکر الطلبَ فاکون خلفک ومرّۃ عن یمینک ومرّۃ عن یسارکَ لا آمنُ علیک قال فمشٰے رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیلتَہ اَطراف اَصابعہ حتے حفیت رجلاہ فلما رآہا ابوبکر رضی اللہ عنہ انہما قد حَفِیَتْ حَمَلہ علٰے کاہلہ جعل یشتدّ بہ حتے اتے بہٖ فمَ الغارِ فانزلہٗ ثم قال لہٗ والذی بعثکَ بالحقّ لاتدخُلُہٗ حتے اَدخُلَہ فان کان فیہ شیٌ نزل بی قبلک فدخل فلم یَرَ شیئًا فحملہ فاَدخلَہ وکانَ فے الغارِ خَرقٌ فیہ حیّاتٌ واَفاعی فخشیَ ابوبکر ان یَخرج منہن شیٌ فیؤذیَ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم فاَلقمہ قدمَہ فجعلن یضربنہ وتلسعہ الحیاتُ والاَفاعی و جعلت

خدا کی قسم ابوبکرؓ کی صرف ایک رات اور ایک دن عمرؓ کی تمام عمر سے بہتر ہیں۔ کیا میں تمھیں اُن کی اُس رات اور اُس دن کا حال سُناؤں؟ مَیں نے کہا ہاں اے امیر المؤمنینؓ تو آپ نے فرمایا کہ اُن کی رات کا حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اہلِ مکّہ سے بچ کر نکلے تو رات کا وقت تھا تو اُن کے پیچھے ابوبکرؓ نکلے۔ وہ کبھی آپؐ کے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے اور کبھی دائیں طرف، کبھی بائیں طرف۔ اس پر اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ یہ کیا کر رہے ہو اُنھوں نے کہا کہ یارسول اللہؐ مجھے گھات لگانے والوں کا اندیشہ ہوتا ہے تو آگے ہو جاتا ہوں اور جب تعاقب کرنے والوں کا خیال آتا ہے تو پیچھے ہو جاتا ہوں، اسی خیال سے کبھی آپؐ کی دائیں طرف ہوتا ہوں کبھی بائیں طرف' میں آپؐ کی نسبت مطمئن نہیں ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ننگے پاؤں پنجوں کے بل چلے[۱] یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں دُکھنے لگے۔ جب ابوبکرؓ نے آپؐ کے پاؤں کی یہ کیفیت دیکھی تو آپؐ کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا آپؐ کو اُٹھائے ہوئے دوڑتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کو غار کے دہانے پر لے آئے اور آپؐ کو اُتارا۔ پھر آپؐ سے کہا کہ میں آپؐ کو قسم دیتا ہوں اُس ذات کی جس نے آپؐ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے آپؐ اس میں داخل نہ ہوں جب تک میں اس میں نہ پہنچ جاؤں کہ اگر اس میں کوئی (موذی) شے ہوتی تو وہ آپؐ سے پہلے مجھ پر آگرے اس کے بعد اس میں داخل ہوتے، جب کوئی چیز نہیں دیکھی تو پھر آپؐ کو اُٹھا کر اندر لے گئے اور غار میں شگاف تھے جن کے اندر مختلف انواع کے سانپ تھے، اس سے ابوبکرؓ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کسی سوراخ میں سے کوئی گزندہ نکل کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہنچائے تو اُس پر اُنھوں نے اپنا قدم رکھ لیا پھر اُنھوں نے منہ مارنا شروع کر دیا اور آپؓ کو وہ سانپ اور زہریلے افاعی ڈستے رہے تو آپکی آنکھوں

---

[۱] ایسا آپ نے اس لئے کیا کہ کھوج لگانے والے نشانِ قدم سے سراغ نہ لگا سکیں۔ اس طرح چلنے کی آپ کو عادت نہ تھی اس لئے جلدی تھک گئے رات کا وقت پتھریلی زمین پر چلنا دشوار ہو ہا تھا نیز قریب کے راستہ کو آپ نے چھوڑ دیا تھا۔ ممکن ہے کہ راستہ بھُولے ہوں یا قصداً پیچدار راستہ اختیار کیا کہ کھوج لگانے والے اس غار میں چھپنے کا خیال نہ کر سکیں۔ عرب میں نشاناتِ قدم کے ذریعہ کھوج لگانے کے بڑے ماہر ہوتے تھے ایسے لوگوں سے بچانے کے لئے اور نیز آپ کے پاؤں بھی کام نہیں دے رہے تھے حضرت ابوبکرؓ آپ کو کندھے پر بٹھا کر غار کے دہانے تک پہنچے۔ بعض روایات میں ہے کہ رات بھر چلتے رہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

ودموعہ تحدر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول لہ یا ابا بکر لا تحزن ان
اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ
الطمانینۃ لابی بکر فہذہ لیلتہ و
اما یومہ فلما توفی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وارتدت العرب فقال
بعضہم نصلی ولا نزکی وقال بعضہم
لا نصلی ولا نزکی فاتیتہ ولا آلوہ نصحا
فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ تألف
الناس وارفق بہم فقال جبار فی
الجاہلیۃ خوار فی الاسلام فبما ذا
أتألفہم بشعر مفتعل او بشعر مفتری
قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و
ارتفع الوحی فواللہ لو منعونی عقالا
مما کانوا یعطون رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لقاتلتہم علیہ قال فقاتلنا
معہ فکان واللہ رشید الامر فہذا
یومہ وعن علی بن ابی طالب قال
ان اللہ ذم الناس کلہم ومدح
ابا بکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ
اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی
اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ
لا تحزن ان اللہ معنا وعن ابی بکر
قال ما دخلنی اشفاق من الشیء
ولا دخلنی فی الدین وحشۃ
الی احد بعد لیلۃ الغار فان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حین رأی اشفاقی علیہ
وعلی الدین

آنسوؤں نے بہنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے
فرما رہے تھے اے ابوبکرؓ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ
نے سکینت یعنی اطمینان اپنی طرف سے ابوبکرؓ پر نازل کر دیا۔ یہ ہے
وہ ابوبکرؓ کی رات۔ دن کا حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی وفات ہوگئی اور عرب مُرتد ہوگیا کہ بعض لوگوں نے کہا
ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا کہ نہ ہم
نماز پڑھیں گے اور نہ زکوٰۃ دیں گے تو میں اُن کے پاس آیا اور میں
اُن کی خیر خواہی میں کمی نہیں کرتا تھا۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ اے خلیفۂ
رسول اللہؐ لوگوں سے محبت سے پیش آئیے اور نرمی کیجئے تو مجھ
سے فرمایا کہ یہ کیا ہے! تو جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) تو تیز
و تند تھا، اسلام میں بزدل ہوگیا۔ وہ کیا صورت ہے کہ جس سے
اُن پر اظہار الفت کروں کیا اشعار بنا کر یا کسی اور کے گھڑے ہوئے
اشعار سُنا کر؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی اور
وحی اُٹھ چکی (اب نہ کسی فرض میں تغیر ممکن ہے نہ کوئی نیا حکم آسکتا)
خدا کی قسم اگر یہ لوگ ان چیزوں میں سے جو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے مجھ سے ایک رسّی کا ٹکڑا بھی روکیں گے تو
میں اس پر بھی ان سے قتال کروں گا۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر ہم نے اُن کے
ساتھ مل کر قتال کیا تو واللہ وہی بھلائی کی راہ پر تھے تو یہ وہ "دن"
ہے۔ اور مروی ہے علیؓ بن ابی طالب سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ
نے سب لوگوں کی برائی[1] کی اور ابوبکرؓ کی مدح کی کہ ارشاد فرمایا
اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ الخ (۹: ۴۰) اگر تم لوگ رسول اللہ صلعم کی
مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اُس وقت کر چکا ہے جبکہ
آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جب کہ وہ دو آدمیوں میں
ایک تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی
سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے۔
اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ غار والی رات
کے بعد میرے دل میں کسی چیز کا خوف داخل نہیں ہوا اور نہ دین میں
کسی کی طرف سے وحشت ہوئی کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے جب میرے خوف کا مشاہدہ کیا آپ کی ذات کے اور دین کے بارے میں

[1] یعنی اِلَّا تَنْصُرُوْهُ کے مخاطب سب ہی ہیں جن کو تنبیہ کی جا رہی ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قال لی ہوّن علیک فانّ اللہ قد قضٰی لہذا الامر بالنّصر والتمام ۔ وعن انس بن مالک قال لمّا کانت لیلۃُ الغار قال ابوبکر یارسولَ اللہ دعنی فلأدخل قبلک فان کانت حیّۃٌ اوشیٔ کانت بی قبلک قال اُدخُل فدخل ابوبکر فجعل یلتمسُ بیدیہ فکلّما رأے جُحرًا قال بثوبہ فشقہ ثم اَلقمہ الجُحرَ حتّے فعل ذٰلک بثوبہ اجمعَ وبقے جحر فوضع علیہ عَقِبَہٗ وقال اُدخل فلما اصبح قال لہ النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فاین ثوبک یا ابابکرؓ فاخبرہ بالّذے صنَعَ فرفع النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم یدیہ وقال اللّٰہم اجعل ابابکر معی فی درجتی یومَ القیٰمۃِ فاوحی اللہُ الیہ انّ اللہ استجاب لک ۔ وعن جُندب بن سفیانَ قال لما انطلق ابوبکر مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی الغار قال لہ ابوبکرؓ لا تدخل یارسولَ اللہ حتے اَدخلَہٗ فاَستبرِئَہٗ فدخل ابوبکر الغارَ فاصاب یدہ شیٔ فجعل یمسح الدّمَ عن اصبعہ وہو یقول ؂ ہل انتِ الّا اِصْبَعٌ دُمِیتِ ٭ وفی سبیل اللہ ما لقیتِ ٭ وعن عمرو بن الحارث عن ابیہ انّ ابابکر الصّدیق قال ایّکم یقرء سورۃَ التوبۃ قال رجلٌ انا قال اقرء فلمّا بلغ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ بکی وقال واللہ انا صاحبہ ۔ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر اخی وصاحبی فی الغارِ

تو فرمایا تھا کہ تمھیں گھبرانا نہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دیا ہے اس امر (یعنے دین) کے لئے مدد (غیبی) اور کامل ہونا۔ اور انس بن مالکؓ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ غار والی رات میں ابوبکرؓ نے کہا یارسول اللہؐ! اپنے سے پہلے آپ مجھے اندر جانے دیجئے تاکہ اگر کوئی سانپ یا اور کوئی چیز ہو تو آپؐ سے پہلے مجھے لپٹ جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ داخل ہو جاؤ تو ابوبکرؓ داخل ہو گئے اور انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ٹٹولنا شروع کیا (کیونکہ اندھیرے کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آتا تھا) تو جو بھی سوراخ محسوس ہوا اپنا کپڑا پھاڑ کر اس میں ٹھونستے رہے یہاں تک کہ اپنے تمام کپڑوں کو آپؓ نے اسی میں ختم کر دیا اور ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا اُس پر اپنی ایڑی رکھ لی اور کہا کہ اب داخل ہو جائیے۔ جب صبح ہوئی تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تمھارے کپڑے کہاں گئے تو انھوں نے جو کچھ کیا تھا آپ سے بیان کیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھا دیئے اور کہا اے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ابوبکرؓ کو میرے ساتھ میرے ہی درجہ میں رکھیئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے پاس وحی بھیجی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دُعا قبول کر لی ہے۔ اور جُندُب ابن سفیان سے مروی ہے کہا کہ جب ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار پر پہنچے تو آپؐ سے ابوبکرؓ نے کہا کہ یارسول اللہؐ جب تک مَیں اندر جا کر اس کو صاف نہ کر دوں آپؐ داخل نہ ہوں۔ پھر ابوبکرؓ غار میں اُترے تو آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز چبھ گئی تو اپنی اُنگلی سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ شعر (ترجمہ) تو صرف ایک اُنگلی ہی تو ہے جو خُون آلُود ہو گئی۔ اور جو کچھ تجھے تکلیف پہنچی وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پہنچی۔ اور مروی ہے عمرو بن الحارث سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ (ایک مرتبہ چند لوگوں سے مخاطب ہو کر) ابوبکر صدیقؓ نے کہا تم میں کون سورۃ توبہ کی قراءۃ کرے گا تو ایک شخص نے کہا کہ میں۔ فرمایا کہ پڑھو۔ تو جب وہ اِذْ یقولُ لِصاحِبِہٖ لاتحزن پر پہنچا تو رونے لگے اور فرمایا واللہ وہ آپؐ کا صاحب (رفیق) میں ہی تھا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے بھائی اور میرے غار کے رفیق ہیں

فاعرفوا ذلک لہ فلو کنتُ متخذًا خلیلاً لاتخذتُ ابابکر خلیلاً سُدُّوا کلّ خوخۃٍ فی ھذا المسجد غیر خوخۃِ ابی بکر۔ و عن عبد اللہ بن الزبیر انّ النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لو اتخذتُ خلیلاً غیر ربّی لاتخذ ابابکر خلیلاً ولکن اخی وصاحبی فی الغارِ۔ و اخرج البخاری عن انس قال اَقبل رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ وھو مُردِف ابابکرٍ وھو شیخٌ یُعرف والنبیُّ صلے اللہ علیہ وسلم لا یُعرف فکانوا یقولون یاابابکر من ھٰذا الغلامُ بین یدَیک قال ھٰذا یھدِینی الی السّبیلِ قال فلما دَنا من المدینۃ نزلَ فی الحرّۃ و بعثَ الی الاَنصار فجاؤا قال فشھدتُہ یومَ دخل المدینۃ فما رأیتُ یومًا کان اَحسن ولا اضوَ من یومٍ دخلَ علینا فیہ و شھدتُہ یومَ مات فما رأیتُ یومًا کان اَقبح ولا اَظلم من یومٍ مات فیہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ و عن ابن عباس فی قولہ تعالےٰ فَاَنزَلَ اللہُ سَکِینتَہٗ عَلَیہِ قال علےٰ ابی بکر لانّ النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم تزل السکینۃُ معہ۔ و عن حبیب ابن ابی ثابتٍ فانزل اللہ سکینتہ علیہ قال علےٰ ابی بکرٍ فاما النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فقد کانت علیہ سکینۃٌ۔ و من موافقاتِ عمر رضی اللہ عنہ آیۃ وَمِنْھُمْ مَّن

اس بات سے ان کا حق پہچا تو اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو ابوبکرؓ کو خلیل[۱] بناتا۔ اس مسجد میں جتنے دروازے کُھلے ہوئے ہیں سب کو بند کر دو بجز ابوبکرؓ کے دروازے کے۔ اور مروی ہے عبد اللہ ابن الزبیرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنے ربّ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور غار کے رفیق ہیں۔ اور اخذ کیا بخاری نے، مروی ہے انسؓ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ بٹھا لیا تھا اور ابوبکرؓ ایسے شیخ تھے جن کو عام لوگ پہچانتے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتے تھے تو (راستہ میں) جب لوگ پُوچھتے تھے کہ اے ابوبکرؓ! تمھارے آگے یہ کون لڑکا[۲] ہے تو یہ جواب دیتے تھے کہ یہ مجھے راستہ بتلانے والے ہیں۔ انسؓ کہتے ہیں کہ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو حرّہ میں اُترے اور انصار کے پاس اطلاع بھیجدی پھر وہ لوگ آگئے۔ انسؓ کہتے ہیں کہ جس دن آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے میں موجود تھا کوئی دن میں نے اُس دن سے اچھا اور نورانی نہیں دیکھا جس دن میں آپ مدینہ میں ہمارے یہاں پہنچے تھے اور میں اُس دن بھی موجود تھا جس دن آپؐ کی وفات ہوئی تو میں نے کوئی ایسا دن نہیں دیکھا جو اتنا بُرا اور تاریک ہو جتنا وہ دن تھا جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ ابنِ عباسؓ سے ارشاد باری تعالیٰ فانزل اللہُ سکینتہٗ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا علےٰ ابی بکر (یعنی سکینت کا نزول ابوبکرؓ پر ہوا) کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو سکینت ہمیشہ ہی رہتی تھی۔ اور حبیب بن ابی ثابت سے بھی فانزل اللہ سکینتہٗ عَلَیْہِ کی تفسیر علی ابی بکر منقول ہے۔ رہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو اُن پر تو سکینت موجود ہی تھی۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موافق آیات میں سے ایک آیت یہ ہے وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّلْمِزُکَ فِی الصَّدَقٰتِ (۹: ۵۸) اور اُن میں

---

[۱] خلیل کے معنے جانی دوست ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں بجز خدا کے کسی بشر کو جانی دوست بنانیوالا ہوتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلام کی دوستی اور محبت جو اُن کے ساتھ ہے وہ دوسروں کی محبت اور دوستی سے بڑھکر ہے یعنی اسلامی دوستی اور محبت اُن کی سب سے زیادہ ہے ۱۲ مترجم [۲] حُسنِ جمال اور عمدگی صحت کی وجہ سے آپؐ حضرت ابوبکرؓ سے کم عمر محسوس ہوتے حالانکہ آپؐ اُن سے ڈھائی سال بڑے تھے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ آخرج البخاری
والنسائی عن ابی سعید الخدری قال
بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقسم قسماً اذ جاءہ ذو الخویصرة
التمیمی فقال اعدل یارسول اللہ فقال
لہ ویلک ومن یعدل اذ لم اعدل
فقال عمر بن الخطاب یارسول اللہ
ائذن لی فاضرب عنقہ فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان
لہ اصحاباً یحقر احدکم صلوتہ مع
صلوتہم وصیامہ مع صیامہم
یمرقون من الدین کما یمرق السہم
من الرمیة فینظر فی قذذہ فلا
یوجد فیہ شیئ ثم ینظر فی نصلہ فلا
یوجد قد سبق الفرث والدم آیتہم
رجل اسود احدی یدیہ او قال
ثدییہ مثل ثدی المرأة او مثل
البضعة تدردر یخرجون علی حین
فترة من الناس قال فنزلت
فیہم ومنہم من یلمزک فی
الصدقت الآیہ قال ابو سعید
اشہد انی سمعت ھذا من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واشہد ان
علیاً حین قتلہم وانا معہ جیئ بالرجل
علی النعت الذی نعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن عمر بن
الخطاب انہ مر برجل من اہل الکتاب
مطروح علی باب فقد استکدونی
واخذوا منی الجزیة حتی کف بصری

بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں۔ بخاری اور نسائی نے اخذ کیا، مروی ہے ابی سعید خدریؓ سے اُنھوں نے کہا کہ اس دَوران میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صدقات کے حصے تقسیم کر رہے تھے کہ آپؐ کے پاس ذوالخویصرہ تمیمی پہنچا اور بولا کہ یارسول اللہؐ انصاف کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اگر مَیں نے بھی عدل نہ کیا تو اور کون کرے گا۔ اس پر عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ یارسول اللہؐ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن ماردوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو اسے اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ اُن کی نماز کے مقابلہ پر تم میں سے ہر ایک کو اپنی نماز اور اُن کے روزوں کے مقابلہ پر اپنے روزے حقیر نظر آئیں گے (اور اُن کا حال یہ ہوگا کہ) وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسا تیر شکار (کے بدن) میں سے نکل جاتا ہے کہ جب تیر کے پروں کو دیکھا جائے گا تو اُن پر (بدن کا خون گوبر وغیرہ) کچھ نظر نہ آئے گا پھر اُس کی پیکان کو دیکھو تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا حالانکہ وہ گوبر میں سے بھی گزرا ہے اور خون میں سے بھی۔ اور اُن کی نشانی (یعنے اُن کے سربرآوردہ شخص کا حلیہ) یہ ہے کہ وہ ایک سیاہ رنگ کا شخص ہے کہ اُس کے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ یا یہ فرمایا کہ دونوں پستانوں میں سے ایک عورت کی پستان کی طرح ہوگا یا (یہ فرمایا کہ) مثل گوشت کے ٹکڑے کے ہوگا جو تھل تھل کرتا ہوگا۔ یہ خروج کریں گے لوگوں میں سے (اسلام پر) کچھ وقت گزر جانے کے بعد (ابوسعید خدریؓ نے) کہا کہ ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ومنھم من یلمزک فی الصدقت آخر تک (پھر) ابوسعیدؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور گواہی دیتا ہوں کہ علیؓ نے جب اُن (خوارج) کو قتل کیا اور میں اُن کے ساتھ تھا تو ایک ایسا شخص لایا گیا (یعنے اُس کی لاش لائی گئی) جو اُسی صفت پر تھا جو صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ عمرؓ ابن الخطاب سے مروی ہے کہ اُن کا گزر اہلِ کتاب میں کے ایک شخص پر ہوا جو ایک دروازے پر پڑا ہوا تھا۔ اُس نے کہا کہ مجھے مسلمانوں نے سختی میں ڈال دیا اور مجھ سے جزیہ لیتے رہے یہاں تک کہ اب میری بینائی جاتی رہی

www.kitabghar.org

فليس اَحَدٌ يعودُ علىَّ بشيئٍ فقال عمر مَا اَنصَفْنَا اِذًا ثُمَّ قال هذا من الذين قال الله اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ ثم اَمَرَ لَهٗ برزقٍ يجرى عليه وَعن عمر فى قوله تعالىٰ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ قال هُم زُمَنَاءُ اهل الكتاب عن الشعبى قال ليست اليومَ يعنى قوله وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ انما كان رجالٌ يتالفهم النبىُّ صلى الله عليه وسلم على الاسلام فلما ان كان ابوبكر قطع الرُّشٰى فى الاسلام وَعن عبيدة السَّلمانى قال جاء عُيَيْنَةُ ابن حِصن والاقرع بن حابس الىٰ ابى بكرٍ فقالا يا خليفةَ رسول الله صلى الله عليه وسلم عندنا ارضٌ سَبِخَةٌ ليس فيها كَلَاءٌ ولا منفعةٌ فان رَاَيتَ ان تُقْطِعَنَاهَا لعلّنا نحرثها و نَزْرَعُهَا و لعل الله ان ينفع بها فاَقْطَعَهَا اِيَّاهُمَا و كتبَ لهما بذلك كتابًا و اَشْهَدَ لهما فانطلقا الى عمر لِيُشْهِدَاهُ على ما فيه فلما قُرِئَ على عمر ما فى الكتاب تناوله من ايديهما فتفل فيه فمحاه فتذامرا و قالوا له مقالةً سيّئةً فقال عمر ان رسولَ الله صلى الله عليه وسلم كانَ يتألّفكما و الاسلامُ يومئذٍ قليلٌ و انّ الله قد اَعَزَّ الاسلامَ فاذهبا فاجهدا جُهْدَكما لا اَرْعَى الله عليكما ان رعيتما عن يزيد ابن هارونَ

تو اب کوئی میری کچھ خبر گیری کرنے والا نہیں۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے کہا اس صورت میں ہم نے انصاف نہیں کیا پھر فرمایا کہ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الخ (۹ : ۶۰) صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا، آخر تک۔ پھر آپ نے حکم دیا اس کے لئے کہ اس کا وظیفہ جاری کر دیا جائے۔ اور مروی ہے عمرؓ سے قولِ خدا تعالیٰ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ للفقراء کے بارے میں کہ انھوں نے فرمایا کہ وہ معذور لوگ ہیں اہلِ کتاب میں کے۔ اور شعبی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اب زمانہ اس پر یعنے قولہ تعالیٰ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ (۹ : ۶۰) صدقات اُن لوگوں کا بھی حق ہے یعنے ان کو بھی دینا صحیح ہے جن کی دلجوئی کرنا منظور ہے۔ عمل کرنے کا نہیں رہا یہ وہ لوگ تھے جن کی دلجوئی کیا کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسلام سے مانوس کرنے کے لئے۔ تو جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اسلام میں رشوت کا سلسلہ قطع کر دیا۔ اور عبیدہ سلمانی سے مروی ہے انھوں نے کہا عُیَیْنہ بن حِصن اور اقرع بن حابس دونوں ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک ایک شور زمین پڑی ہوئی ہے اُس میں گھاس نہیں ہے اور کوئی نفع کی چیز نہیں۔ اگر آپ کی رائے ہو تو یہ زمین آپ ہم کو دیدیں کہ ہم اس کو کھیتی کے قابل بنائیں اور اس میں زراعت کریں شاید اللہ تعالیٰ اس سے نفع دیدے۔ اُن دونوں کو حضرت ابوبکرؓ نے وہ زمین دیدی اور اس کے بارے میں اُن کے لئے ایک تحریر لکھ دی اور ان کے لئے گواہی بھی ہو گئی۔ اس کے بعد یہ دونوں عمرؓ کے پاس آئے کہ اُن کو بھی اُس وثیقہ کے مضمون پر گواہ بنائیں تو جب یہ عمرؓ کو پڑھ کر سُنایا گیا تو اُنھوں نے اُس کو اُن کے ہاتھوں سے لے کر اُس پر تھوکا پھر اس کو مٹا دیا۔ اُن کو یہ ناگوار ہوا اور اُنھوں نے عمرؓ کو بُرے الفاظ کہے اس پر عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سے مؤلفۃ القلوب کا معاملہ کرتے تھے اور اسلام اُس زمانہ میں قلت میں تھا اور اب اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کر چکا ہے تو اب تم لوگ جو جدّ جہد چاہو کرتے رہو خدا تمھاری رعایت (یعنے تم پر مہربانی) نہ کرے اگر تم اپنے جانور چراؤ۔ مروی ہے یزید بن ہارون سے

ـه یہی روایت آگے آئے گی کہ آپ نے اپنے عامل کو حکم دیا کہ ایسے تمام لوگوں کے وظائف مقرر کر دیئے جائیں اور ایسے تمام لوگوں

www.kitabghar.org

قال خطب ابوبکر الصدیقؓ فقال فی خطبتہ یؤتی بعبد قد انعم اللہ علیہ و بسط لہ فی رزقہ و اصح بدنہ و قد کفر نعمۃ ربہ فوقف بین یدی اللہ تعالیٰ فیقال لہ ماذا عملت لیومک ھذا و ما قدمت لنفسک فلا یجدہ قدم خیرا فیبکی حتی تنفد الدموع ثم یعیر و یخزی بما ضیع من طاعۃ اللہ فیثقب حتی تسقط حدقاتہ علی وجنتیہ و کل واحد منہما فرسخ فی فرسخ ثم یعیر و یخزی حتی یقول یا رب ابعثنی الی النار و ارحنی من مقامی ھذا و ذلک قولہ انہ من یحادد اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم الی قولہ العظیم ۰

و من موافقات عمر رضی اللہ عنہ عن شریح بن عبید ان رجلا قال لابی الدرداء یا معشر القراء ما بالکم اجبن منا و ابخل اذا سئلتم و اعظم لقما اذا اکلتم فاعرض عنہ ابوالدرداء و لم یرد علیہ شیئا فاخبر بذلک عمر بن الخطاب فانطلق عمر الی الرجل الذی قال ذلک فقال بثوبہ و خنقہ و قادہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل انما کنا نخوض و نلعب فاوحی اللہ الی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم و لئن سالتہم

اُنھوں نے کہا کہ خطبہ دیا ابوبکر صدیقؓ نے اور دَوران خطبہ میں فرمایا کہ (قیامت کے دن) ایسے بندے کو پیش کیا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور اس کے رزق میں وسعت دی اور اس کو اچھی جسمانی صحت عطا کی اور اس نے اپنے رب کی نعمتوں کے ساتھ کفر کیا۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اُس سے کہا جائے گا کہ اپنے اس دن کے لئے تُو نے کیا عمل کیا اور اپنے نفس کے لئے یہاں تُو نے کونسی نیکی کی تھی؟ تو اس کو کوئی نیکی نہ ملے گی جو اُس نے کی ہو تو یہ رونا شروع کرے گا یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر اس کو شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا کہ اس نے اللہ کی طاعت کو کیسے ضائع کیا پھر وہ اتنا روئے پیٹے گا کہ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اُس کے رخسار پر آپڑیں گی اور دونوں رُخسارے اتنے (متورم ہو کر پھول جائیں گے) کہ وہ (گویا) کوس در کوس ہو جائیں گے پھر اس کو عار دلائے گا اور رُسوا کرے گا یہاں تک کہ یہ کہے گا کہ اے پروردگار مجھے دوزخ میں بھیج دے اور اس مقام سے مجھے ہٹا دے اور یہ مطلب ہے اس ارشاد کا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللہَ تا العظیم (۹: ۶۳) جو شخص اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی رسوائی ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی موافقات میں سے ایک یہ ہے۔ مروی ہے شریح ابن عبید سے کہ ایک شخص نے ابودرداء سے کہا کہ اے قاریوں کی جماعت والو تمہارا حال ایسا کیوں ہے کہ ہم سے زیادہ بزدل ہو اور بہت بخیل ہوتے ہو جب تم سے سوال کیا جائے اور جب تم کھاتے ہو تو سب سے بڑے لقمے تمہارے ہوتے ہیں۔ ابودرداءؓ نے اس سے اعراض کیا (جواب نہ دیا) اس بات کی اطلاع حضرت عمرؓ کو بھی کر دی گئی تو عمرؓ اُس شخص کے پاس جس نے یہ کہا تھا پہنچے اور اس کا کپڑا پکڑ کر اُس کا گلا گھونٹا اور کھینچتے ہوئے اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ اُس شخص نے کہا ہم تو صرف دل لگی اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ الخ (۹: ۶۵) اور اگر آپ ان سے پوچھیے

www.kitabghar.org

يَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ
وَ من موافقات عمر اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ
اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ الآية اخرج البخاري
عن ابن عباس قال سمعتُ عمرؓ
يقول لما توفي عبد الله بن اُبَيّ
دُعِيَ رسولُ الله صلى الله
عليه وسلم للصلوٰة عليه
فقام عليه فلما وقف قلتُ أعلى
عدوّ الله عبد الله بن اُبَيّ
القائل كذا و كذا اُعدِّدُ ايامه و
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يتبسم حتى اذا اكثرتُ قال يا عمر
أخّر عني اني خُيّرتُ قد قيل
لي استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان
تستغفر لهم سبعين مرةً فلو
أعلم أنّي إن زدتُ على السبعين
غُفر له لزدتُ عليها ثم صلى عليه
رسول الله صلى الله عليه وسلم ومشى
معه حتى قام على قبره حتى فرغ منه
فعجبتُ لي وجرأتي على رسول الله
صلى الله عليه وسلم والله ورسوله
أعلم فوالله ما كان الا يسيرا حتى
نزلت هاتان الآيتان وَلَا تُصَلِّ
عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ
فما صلى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم على منافق
بعده حتى قبضه الله عز وجل اخرج البخاري ومسلم عن ابن عمر
قال لما توفي عبد الله بن اُبَيّ بن سلول اتى ابنه عبد الله
رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فسأله ان يعطيه قميصه
يكفنه فيه فاعطاه ثم سأله ان يصلي عليه

تو کہدیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے" اور عمرؓ کی موافقات میں سے ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ الخ (۹: ۸۰) آپ خواہ اُن (منافقین) کے لئے استغفار کریں یا اُن کے لئے استغفار نہ کریں الخ

اخذ کیا بخاری نے، مروی ہے ابنِ عباسؓ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے سُنا عمرؓ سے آپ فرماتے تھے کہ جب عبداللہ بن اُبَیّ (منافق) مرا تو اُس پر نماز پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بُلائے گئے آپ اُس پر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب آپ کھڑے ہو رہے تھے تو میں نے کہا تھا کہ اللہ کا سب سے بڑا دشمن عبداللہ بن اُبَیّ تھا ایسی اور ایسی باتیں کہنے والا۔ میں اُس کی حرکات بقید ایام شمار کر رہا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبسّم فرما رہے تھے یہاں تک کہ جب میں بہت کچھ کہتا ہی رہا تو فرمایا اے عمرؓ! اب مجھے چھوڑ۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ مجھ سے یہ فرمایا گیا ہے کہ تو اُن کے لئے استغفار کر یا نہ استغفار کر اگر تو اِن کے لئے ستر مرتبہ استغفار کریگا الخ تو اگر میں سمجھوں گا کہ اگر میں نے ستر مرتبہ سے استغفار بڑھا دیا تو اُس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر سے بڑھا دوں گا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس پر نماز پڑھی اور اُس کے جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اُس کی قبر پر کھڑے رہے فراغت ہو جانے تک۔ مجھے اپنے اوپر اور اپنی جرأت پر جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کی تھی تعجب ہے اور اللہ اور اُس کا رسولؐ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر واللہ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ الخ (۹: ۸۴) "اور ان میں کوئی مرجائے تو اُس کے (جنازہ پر) کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کے لئے) اُس کی قبر پر کھڑے ہوجیے" تو اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی وفات تک کسی منافق کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی۔

بخاری اور مسلم نے اخذ کیا، مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ جب عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول مرگیا تو اُس کے بیٹے عبداللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر سوال کیا کہ آپ اپنی قمیص اس کو عطا کردیں تاکہ وہ اس کو اپنے باپ کے کفن میں استعمال کرے تو آپؐ نے اُس کو عطا کر دی۔ پھر اُس نے درخواست کی کہ آپ اس پر نماز پڑھیں۔

www.kitabghar.org

فقام عمر بن الخطاب فاخذ ثوبہ فقال یارسول اللہ اتصلی علیہ وقد نہاک اللہ ان تصلی علی المنافقین قال ان ربی خیرنی وقال استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم، وسازید علی السبعین وقال انہ منافق فصلی علیہ فانزل اللہ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ فترک الصلوۃ علیہم وعن حبیب ابن الشہید عن عمرو بن عامر الانصاری ان عمر بن الخطاب قرأ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الذین اتبعوہم باحسان فرفع الانصار ولم یلحق الواو فی الذین فقال لہ زید بن ثابت والذین فقال عمر الذین فقال زید امیر المؤمنین اعلم فقال ایتونی بابی بن کعب فاتاہ فسألہ عن ذلک فقال ابی والذین فقال نعم اذا فتابع ابیا۔

عن ابی صخر حمید بن زیاد قال قلت لمحمد بن کعب القرظی اخبرنی عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انما ارید الفتن فقال ان اللہ قد غفر لجمیع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم واوجب لہم الجنۃ فی کتابہ محسنہم ومسیئہم قلت لہ فی ای موضع اوجب اللہ لہم الجنۃ فی کتابہ قال الا تقرء والسابقون الاولون الآیۃ اوجب لجمیع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجنۃ والرضوان وشرط علی التابعین شرطا لم یشترط فیہم قلت

اب عمرؓ بن الخطاب کھڑے ہوئے اور آپؐ کا کپڑا پکڑ کر بولے کہ یا رسول اللہؐ کیا آپؐ اُس پر نماز پڑھیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے ربّ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اِستغفر لہم الخ ان کے لئے تم استغفار کرو یا استغفار نہ کرو۔ اگر تم ان کے لئے ستر دفعہ استغفار کرو گے پھر بھی اُن کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا۔" اور میں ستر پر اضافہ کردوں گا۔ اور عمرؓ نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ منافق ہے۔ تو آپؐ نے اُس پر نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ تو آپؐ نے منافقین پر نماز پڑھنا چھوڑ دی۔

اور حبیب بن الشہید سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں عمرو بن عامر انصاری سے کہ عمرؓ بن خطاب نے پڑھا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ پر پیش پڑھا اور الذین کے ساتھ واو لحق نہ کیا تو اُن سے زید بن ثابت نے کہا وَالَّذِيْنَ پھر عمرؓ نے کہا الَّذِيْنَ تو زید نے کہا امیر المؤمنین زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اُبَی بن کعب کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو اُن سے آپؓ نے اس کے متعلق سوال کیا۔ تو اُبی نے کہا وَالَّذِيْنَ تو عمرؓ نے کہا بس یہی ٹھیک ہے۔ آپؓ نے اُبی کی روایت مان لی۔

ابو صخر حمید بن زیاد سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے محمد ابن کعب القرظی سے کہا کہ آپ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حال سنائیے۔ اس سوال سے فتنوں کے بارے میں پوچھنا ملحوظ تھا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کردی اور اُن کے لئے اپنی کتاب میں جنّت کو واجب کردیا ہے اُن میں جنھوں نے نیک کام کئے اُن کے لئے بھی اور بُرے کام کرنے والوں کے لئے بھی۔ میں نے کہا اور کس موقع میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے جنّت کو واجب قرار دیا ہے۔ فرمایا کیا تم پڑھتے نہیں ہو وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ (۹: ۱۰۰) اس میں تمام اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جنّت اور رضوان کو واجب کردیا اور تابعین پر ایک ایسی شرط لگائی ہے جو اصحابؓ پر نہیں لگائی۔ میں نے کہا

وما اشترط عليهم قال اشترط عليهم ان يتبعوهم باحسان يقول يقتدوا بهم في اعمالهم الحسنة ولم يقتدوا بهم في غير ذلك قال ابو صخرة فوالله لكاني لم اقرأها قبل ذلك وما عرفت تفسيرها حتى قرأها علي محمد بن كعب۔

وعن ابن عمر في قوله تعالى وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ مع محمد واصحابه وقال سعيد بن جبير مع ابي بكر وعمر وقال الضحاك أمروا ان يكونوا مع ابي بكر وعمر واصحابهما وقال ابن عباس مع علي بن ابي طالب وقال ابوجعفر مع علي بن ابي طالب وعن سفيان قال ليس في تفسير القرآن اختلاف انما هو كلام جامع يراد به هذا وهذا وعن يحيى ابن عبدالرحمن بن حاطب قال اراد عمر بن الخطاب ان يجمع القرآن فقام في الناس فقال من كان تلقى في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا من القرآن فلياتنا به وكانوا كتبوا ذلك في الصحف والالواح والعسب[a] وكان لا يقبل من احد شيئا حتى يشهد به شاهدان فقتل وهو يجمع ذلك اليه فقام عثمان بن عفان فقال من كان عنده شيء من كتاب الله فلياتنا به وكان لا يقبل من ذلك حتى يشهد به شاهدان فجاء خزيمة بن ثابت

اُن پر کیا شرط لگائی ہے۔ فرمایا کہ اُن پر یہ شرط لگائی ہے کہ وہ ان کا اتباع باحسان کریں۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ یہ لوگ اُن کا اقتداء کریں اُن کے اعمالِ حسنہ کا اور جو غیر حسن ہے اُن میں اقتداء نہ کریں۔ ابو صخرہ کہتے ہیں واللہ یوں معلوم ہوتا تھا گویا اس سے پہلے میں نے اس آیت کو پڑھا ہی نہ تھا اور اس کی تفسیر محمد بن کعب کے پڑھانے کے بعد ہی سمجھ میں آئی۔

روایت ہے ابنِ عمرؓ سے قولِ خداوندی وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (۹: ۱۱۹) کی تفسیر میں (یعنے صادقین کے ساتھ رہو) کہ محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ کے ساتھ۔ اور سعید بن جبیر کا قول ہے مع ابی بکرؓ و عمرؓ (یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ رہو) اور ضحاک نے کہا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ اور ان دونوں کے اصحاب کے ساتھ رہیں اور ابنِ عباسؓ کا قول ہے کہ علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ اور ابو جعفر نے بھی یہی کہا کہ علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ اور سفیان سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ قرآن کی تفسیر میں اختلاف نہیں ہے وہ ایک جامع کلام ہے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور وہ بھی۔ اور یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ارادہ کیا کہ قرآن کو جمع کریں تو اُنھوں نے کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کا کچھ حصّہ حاصل کیا ہو وہ ہمارے پاس اُس کو لے آئے اور لوگوں نے یہ لکھ رکھا تھا کاغذ کے صفحات پر اور تختیوں پر اور کھجور کی شاخوں پر اور آپ کسی سے کوئی حصّہ قبول نہیں کرتے تھے جب تک کہ دو گواہوں سے اُس پر شہادت نہ لیتے تھے۔ ابھی یہ جمع قرآن کا کام ہو رہا تھا کہ عمرؓ شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد عثمانؓ بن عفان کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ جس کے پاس کتاب اللہ کا کچھ حصہ موجود ہو وہ اُس کو ہمارے پاس لے آئے اور وہ (بھی) اُس کو قبول نہیں کرتے تھے جب تک اُس پر دو گواہ شہادت نہ دیدیں[1]۔ پھر خزیمہ بن ثابت نے

[1] یہی معمول حضرت عمرؓ کا تھا، حالانکہ یہ دونوں خلیفہ حافظِ قرآن تھے۔ یہ غور طلب بات ہے کہ شہادت لینے سے کس بات کا ثبوت مقصود تھا۔ اگر کہا جائے کہ یہ یقین حاصل کرنا تھا کہ جو کچھ لایا گیا وہ قرآن کی آیات اور کلامِ الٰہی ہے تو اگر کوئی ایسی آیات ہوں جن کی شہرت میں کچھ کمی ہو تو اس جواب میں وزن ہو سکتا ہے لیکن عام آیات و سُوَر کے بارے میں یہ جواب شافی نہیں ہوگا۔ جب کہ یہ حضرات خود حافظِ قرآن تھے اس پہلو پر غور کرنیے (باقی صفحہ ۱۱۴ پر)

[a] عسب شاخ خرما کہ بار نیاوردہ باشد ۱۲

فقال انی رأیتکم ترکتم آیتین لم تکتبوھا فقالوا ماھما قال تلقیت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ الی آخر الآیۃ فقال عثمان وانا اشھد انھما من عند اللہ فاین تریٰ ان نجعلھما قال اختم بھما آخر ما نزل من القرآن فختمت بھما براءۃ۔

قال اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

فقیر گوید عفی عنہ کہ این آیت نص است در فضیلت اولیاء اللہ اولاً بیان حال ایشان میفرماید کہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون در آخرت بر ایشان ترسی نباشد از ہیچ مخوف و مکروہ و اندوہگین نشوند بر ہیچ فائت ثانیاً حقیقت ولایۃ با ما صدق آن مذکوری نماید کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

اگر کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے دو آیتیں ترک کر دیں ان کو نہیں لکھا تو انھوں نے کہا کہ وہ کونسی ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہیں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ آخر آیت تک یہ سُن کر عثمان رضؓ نے کہا کہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ تو تمہاری کیا رائے ہے ان کو کہاں درج کریں۔ خزیمہ نے کہا کہ قرآن کی جو سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی اس کو ان ہی دو آیتوں سے ختم کرو تو ان سے سورہ براءۃ ختم کی گئی۔

آیات سورۃ یونس

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ الخ (۱۰: ۶۲) یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ناک واقعہ پڑنے والا ہے اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ کے دوست) ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیزرکھتے ہیں۔ ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ) خوف و حزن سے بچنے کی خوش خبری ہے (اور) اللہ تعالیٰ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا۔ یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کی فضیلت پر یہ آیت نص ہے اولاً ان کے حال کی وضاحت فرماتے ہیں کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ یعنے آخرت میں اُن کو کسی ڈرانے والی اور مکروہ چیز سے کوئی خوف نہ ہوگا اور کسی فوت ہونے والی چیز سے وہ غمناک نہ ہوں گے۔ ثانیاً ولایت کی حقیقت اور جس پر اس کا اطلاق کیا جائے گا اُس کا ذکر کرتے ہیں کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

(بقیہ حاشیہ ص۱۱۳) یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ حضرات رسم خط کو دیکھ کر اُس کے مطابق نقل کرنا چاہتے تھے اور اس بات کا ثبوت چاہتے تھے کہ یہ تحریر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر ہدایت لکھی گئی ہے۔ قرآن مجید کا رسم خط توقیفی ہے قیاسی نہیں ہے۔ دو چار لفظ ایسے ضرور ہیں جن پر قیاس کچھ چل جاتا ہے زیادہ الفاظ ایسے ہیں جن کا رسم خط عام قیاس کے خلاف ہے۔ الابریز میں شیخ عبد العزیز دباغ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھنے والوں سے فرما دیتے تھے کہ اس لفظ کو اس طرح لکھو مثلاً یہ کہ فلاں لفظ میں الف نہ لکھا جائے اور فلاں میں یا نہ لکھی جائے جیسے لفظ ابراھیم قرآن مجید کے ابتدائی پارہ میں اس طرح ہے ابرٰہم اور باقی پاروں میں اس طرح ہے ابرٰھیم یا بِاَيْيِكُمْ کو بِاَيِّيْكُمْ ایک جوڑ کے اضافہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے یہ التزام برابر صدر اول سے اب تک جاری ہے۔ اس کی وجہ بجز اولیاء اہل نظر کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان کا تعلق قرآن کے انوار سے ہے۔ اس لئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ صرف امر کا دیکھنا اور ثبوت مقصود تھا وہ رسم خط تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فلاں حرف کو کس طرح لکھایا ہے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

پس حقیقتِ ولایت درانجماعہ متحقق شود کہ بوصفِ ایمانِ حقیقی کہ شرحِ آن درسورۃ انفال مذکور است اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ و بوصفِ تقویٰ متصف اند ثالثاً بعض لوازمِ ولایت ارشاد میفرماید لَهُمُ الْبُشْرٰى الخ واین بشارت است بجنّت بر السنۂ رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم واین اعظمِ انواع بشارت است یا رؤیا و فراستِ صادقہ و آن دونِ اوست این قدر بوجہ عموم از آیت مفہوم شد باقیماند آنکہ اعیانے کہ در زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باین اوصافِ سَنِیّہ متصف بودند کیانند اندکے تأمل را کار فرما باید شد وَلی بدو معنے مستعمل میشود یکے از ولایت بمعنے دوستی ومحبّت پس معنے ولی دوست و دوست داشتہ شدہ باشد و دیگر معنے ولایت کارسازی کردن پس معنے ولی کارسازندہ وکارساختہ شدہ باشد مانند لفظ حَارّ کہ بر ہر دو شخص اطلاق کردہ میشود فاعل و مفعول واگر معنے اوّل مراد است خدایتعالیٰ میفرماید درحقِ صدیق رضی اللہ عنہ وتابعانِ او کہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ واگر معنے ثانی مراد است حق تعالیٰ میفرماید وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ بعدازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراحادیثِ متواترہ کہ شبہہ را دران مدخل نباشد این جماعہ را بوصفِ صدیق وشہید ستودند و بر ایمان و تقوٰی ایشان گواہی دادند وبشاراتِ عظیمہ بہشت بلکہ باعلیٰ درجاتِ بہشت دادند وہو المقصود عن الاحنف قال صلیتُ خلفَ عمر الغداۃَ فقرأ بیونس و ہود وغیرہما وعن قتادۃ فی قولہ تعالیٰ

پس حقیقتِ ولایت اُس جماعت میں متحقق ہوگی جوکہ ایمانِ حقیقی کی صفت سے متصف ہیں جس کی شرح سورۂ انفال میں مذکور ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الخ (۸:۲) بس ایمان لانے والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالےٰ کا ذکر آتا ہے تو اُن کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔" اور وہ تقوٰی کے وصف سے بھی متصف ہیں۔ ثالثاً ولایت کے بعض لوازم ارشاد فرماتے ہیں لَهُمُ الْبُشْرٰى الخ اور یہ جنّت کی بشارت ہے جو پیغمبروں کی زبانوں کے ذریعہ سے صلوات اللہ وسلامہٗ علیہم دی جاتی ہے۔ اور یہ بشارت کی سب سے بڑی قسم ہے یا خواب اور فراست (یعنی مکاشفہ) صادقہ سے اور یہ اُس سے نیچے کے درجہ میں ہے۔ اتنی باتیں آیت سے عموم کی صورت میں مفہوم ہوئیں۔ باقی رہی یہ بات کہ جو اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان اعلےٰ اوصاف سے موصوف تھے وہ کون ہیں؟ اس بارے میں تھوڑا تأمل کام میں لانا چاہیئے۔ اور ولایت کے دوسرے معنے ہیں کارسازی کرنا۔ تو "ولی" کے معنے ہوئے کارسازی کرنے والا۔ اور جس کی کارسازی کی گئی ہو۔ جیسے لفظ حَارٌّ (گرم کرنے والا، گرم کیا ہوا) کہ اس کا اطلاق دو وجودوں پر کیا جاتا ہے، فاعل پہ بھی اور مفعول پر بھی۔ تو اگر پہلے معنے مراد ہیں تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور اُن کے اتباع کرنے والوں کے حق میں کہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (۵:۵۴) جن سے اللہ تعالےٰ کو محبت ہوگی اور اُن کو اللہ تعالےٰ سے محبّت ہوگی۔ اور اگر دوسرے معنے مراد ہیں تو حق تعالےٰ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (۷:۱۹۶) اور وہ نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے۔ بعدازاں اس پر تأمل وغور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ متواترہ میں کہ جن میں شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اس جماعت کی صدیق اور شہید کے وصف سے تعریف کی ہے اور اُن کے ایمان اور تقوٰی پر گواہی دی ہے اور اُن کو بہشت کی بلکہ بہشت کے اعلےٰ درجات کی بڑی بشارتیں دی ہیں اور یہی مقصود ہے۔ احنف بن قیس سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو اُنھوں نے سورۂ یونس اور ہود وغیرہما پڑھیں۔ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس آیت کے بارے میں

www.kitabghar.org

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ قال ذُكِرَ لنا ان عمر ابن الخطاب قرأ هٰذه الآية فقال صدق ربّنا ما جعلنا خلائف في الارض الا لينظر الى اعمالنا فاروا الله خير اعمالكم بالليل والنهار والسر والعلانية عن ابن عمر ان تميما الداري سال عمر بن الخطاب عن ركوب البحر فامر بتقصير الصلوٰة قال يقول الله تعالىٰ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ و عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم ان من عباد الله ناسا يغبطهم الانبياء والشهداء قيل من هم يا رسول الله قال قوم تحابوا في الله من غير اموال و لا انساب لا يفزعون اذا فزع الناس و لا يحزنون اذا حزنوا ثم تلا رسول الله صلے الله عليه وسلم اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

قال الله تعالے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ خدائے عز وجل دراول کلام تہدید کفار و تغلیظ

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ الخ (۱۰: ۱۴) پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے اُن کے تم کو آباد کیا تاکہ (ظاہری طور پر) ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو۔" اُنھوں نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ ہمارے رب نے ٹھیک فرمایا، اُس نے ہم کو گزرے ہوئے لوگوں کا جانشین نہیں بنایا مگر صرف اس لئے کہ وہ ہمارے اعمال کو دیکھے تو اے لوگو! تم اللہ کو اپنے اچھے اعمال دکھاؤ دن میں اور رات میں اور پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی۔ مروی ہے ابنِ عمرؓ سے کہ تمیم داری نے کشتیوں کے ذریعہ دریا کے سفر کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا تو اُنھوں نے نماز میں قصر کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ الخ (۱۰: ۲۲) وہ (اللہ) ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے۔" اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان پر انبیاءؑ اور شہداءؓ بھی رشک کرتے ہیں۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ وہ قوم ہیں جو آپس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت کرتے ہیں بغیر مال اور نسب کے (یعنے ایک دوسرے سے منفعتِ مالی یا نسب کی کشش کی وجہ سے نہیں ملتے) وہ نہیں گھبراتے جب لوگ اُن کو گھبرائیں اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں جب لوگ اُن کو غمگین کریں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ الخ (۱۰: ۶۲) (ترجمہ لکھا جاچکا ہے)۔

آیات سورۂ ہود

اللہ تعالےٰ نے فرمایا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ الخ (۱۱: ۱۷) بھلا ایک شخص جو ہے صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اُس کے ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اُس سے پہلے گواہ تھی موسیٰؑ کی کتاب رستہ بتلاتی اور بخشواتی (اوروں کی برابر ہے) یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اُس سے سب فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانا اُس کا۔ سو تو مت رہ شبہ میں اُس سے بیشک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے (ترجمہ شیخ الہندؒ) اللہ عزّ وجل ابتداء کلام میں کفّار کو دھمکی دے رہے ہیں اور ان پر

www.kitabghar.org

برایشان مینماید مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَہَا الآیۃ بعد ازان بیان میکند حال جماعہ از مؤمنین محققین تا فرق درمیان ظلمت کفر و نورِ ایمان روشن شود مانند فرقِ لیل بنسبتِ نہار و تباعدِ مشرق بنسبتِ مغرب و این سنۃ اللہ است در تمام قرآنِ عظیم غالبًا تفاوتِ درجتین وتباین مرتبتین در ہر سورتے بیان میفرماید وانما یعرف الشیئ بضدہٖ چون نوبت مؤمنین محققین رسید فرمود اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ مفسرین در معنے این کلمہ اختلاف دارند اما آنچہ محقق و منقح است وانچہ بعد تعمق نظر احتمالے غیر آن نمی ایستد آنست کہ بعض محققین اصول شرائع را پیش از بعثتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بشہادتِ دل خود تلقی نمودہ بودند لہٰذا عبادتِ اصنام مکروہ میدانستند وقبح خمر و زنا از خود در دلِ خود می یافتند و تعین پیغامبرے کہ دران زمان مبعوث شد بطریق رؤیا و فراست ادراک می نمودند و نفوس ایشان بآن ہمہ مطمئن گشت و عقل ایشان ہمہ را باور داشت و این علم اجمالے منفوخ در صدور ایشان بینہ است از جانبِ پروردگار تبارک و تعالے و بعد ازان قرآن نازل شد شہادت بران علم اجمالے داد و آن مجمل را مفصل ساخت و آن مظنون را کالمشاہد نمود پس شاہد کہ از طرف حق جل و علا اظہارِ حق بر وجہ اکمل نمود قرآن است و پیش از قرآن کتابِ حضرت موسیٰ علیہ السلام بود

سختی کا اظہار فرماتے ہیں کہ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الخ (۱۱:۱۵) جو شخص (اپنے اعمالِ خیر سے) محض حیاتِ (دنیوی) کی منفعت اور اُس کی رونق (کا حاصل کرنا) چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے (اُن) اعمال (کی جزاء) ان کو دنیا ہی میں پُورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور اُن کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد مؤمنینِ برحق میں سے ایک جماعت کا حال بیان کرتے ہیں تاکہ ظلمتِ کُفر اور نورِ ایمان کا فرق روشن ہوجائے جس طرح رات کا فرق دن کی بہ نسبت ہے اور مشرق کا بُعد ہے مغرب کی بہ نسبت۔ اور تمام قرآن مجید میں اکثر و بیشتر اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ ہے کہ دونوں درجوں کا تفاوت اور دونوں مرتبوں کا ایک دوسرے سے متضاد ہونا ہر سورت میں بیان فرماتے ہیں اور ہر چیز اپنی ضد سے ہی پہچانی جاتی ہے۔ جب نوبت مؤمنین اہلِ حق کی پہنچی تو فرمایا اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ مفسرین اس کلمہ (بَیِّنَۃٍ) کے معنے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن جو کچھ تحقیق و تنقیح سے اور گہری نظر ڈالنے سے اس طرح واضح ہوا کہ اس کے خلاف کوئی احتمال باقی نہیں رہتا وہ یہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے شریعتوں کے اصُول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے دل کی شہادت سے حاصل کر لئے تھے لہٰذا وہ بتوں کی پرستش کو بُرا سمجھتے تھے اور شراب اور زنا کی قباحت کو از خود اپنے دل میں پاتے تھے اور ایسے پیغمبر کا متعین ہونا جو اُس زمانہ میں مبعوث ہوا خواب اور مکاشفہ کے طریق پر اُس کا ادراک کر لیتے تھے اور اُن کے نفوس اُن سب ادراکات سے مطمئن ہوگئے اور اُن کی عقل نے اُن سب کو قبول کر لیا۔ یہی علمِ اجمالی جو اُن کے سینوں میں پھونک دیا گیا تھا پروردگار تبارک وتعالےٰ کی طرف سے بَیِّنَۃ ہے (یعنی ایک شہادت اور فطری دلیل) اس کے بعد قرآن نے نازل ہو کر اس علمِ اجمالی پر شہادت دی اور اس مجمل کو مفصّل بنا دیا اور اس شئے کو جو گمان کے درجہ میں تھی مثل مشاہدے کے (یقینی) بنا دیا تو حق تعالےٰ کی طرف سے جس شاہد نے آکر کامل صُورت کے ساتھ حق کو ظاہر کیا (جس کا ذکر آیتِ مذکورہ میں ہے) وہ قرآن ہے۔ اور قرآن سے پہلے وہ شاہد موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (توریت) تھی

مقتدائے اہلِ دین و رحمتے از جانب خدائے تعالیٰ کہ مثلِ این شہادت ادا می فرمود جماعہ از عظمائے صحابہ باین وصف متصف بودند ازانجملہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ و ابوذر غفاری و غیر ایشان و حضرتِ صدیق اکمل آن ہمہ است و اسبق ایشان و از جہتِ ہمین مناسبتِ باطنی توقف نکرد در ایمان آوردن و معجزہ نطلبید پس وے سردفتر اہلِ این آیۃ است بلکہ اغلب رائے آنکہ تعریض است باو و اشارہ است بجانبِ او واللہ اعلم آخرج الترمذی عن ابنِ عباسؓ قال قال ابوبکر یارسول اللہ قد شبت قال شیبتنی ہود والواقعۃ والمُرسلات و عمّ یتسآءلون واذا الشمسُ کُوِّرت و عن ابی سعید الخدریؓ قال عمر بن الخطاب یا رسولَ اللہ أسرع الیک الشیب قال شیبتنی ہُودٌ و اخواتُہا الواقعۃ و عم یتسآءلون و اذا الشمسُ کُوِّرت عن عمر بن الخطاب قال لما استقرت السفینۃ علی الجودی لبث ماشاءَ اللہُ ثم انہ اُذِنَ لہ، فہبط علی الجبل فدعا الغرابَ فقال ائتنی بخبر الارض (ای نوح علیہ السلام ۱۲) فانحدر الغرابُ علی الارض وفیہا الغرقٰی من قوم نوح فابطأ علیہ فلعنہ و دعا الحمامۃ فوقع علی کف نوح فقال اہبطی فأتینی بخبر الارض فلم یلبث الا قلیلاً حتی جاء بنفض[1] ورشۃٍ فی منقارہ فقال اہبط فقد انبتت الارضُ قال نوحٌ بارک اللہُ فیک و فی بیتٍ

جو اہلِ دین کی مقتدا اور ایک رحمت تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ اسی (قرآن) کی مانند وہ شہادت ادا فرمارہی تھی۔ بڑے صحابہؓ میں سے بہت سے حضرات اس (علمِ اجمالی والے) وصف سے متصف تھے ان میں سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوذر غفاریؓ اور دیگر اصحاب، اور حضرت صدیقؓ ان سب میں اکمل اور سب سے زیادہ سبقت کرنے والے تھے اور اسی مناسبتِ باطنی کی بناء پر آپ نے ایمان لانے میں توقف نہیں کیا اور نہ کوئی معجزہ طلب کیا۔ تو وہ اس آیت والوں (کی فہرست) کے سردفتر ہیں (یعنے سب سے پہلے ان ہی کا نام ہے) بلکہ غالب رائے یہ ہے کہ آیت کا روئے سخن اُن کی طرف ہے اور یہ ان ہی کی جانب اشارہ کررہی ہے، واللہ اعلم۔ اور اخذ کیا ترمذی نے مروی ہے ابنِ عباسؓ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ یارسول اللہؐ آپ تو بوڑھے ہوگئے۔ فرمایا کہ مجھے (سورۃ) ہود نے اور واقعہ نے اور مُرسلات نے اور عمّ یتسآءلون نے اور اذا الشمس کوّرت نے بوڑھا کردیا۔ اور مروی ہے ابی سعید خدریؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا یارسول اللہؐ آپ کے اُوپر جلدی بُڑھاپا آگیا۔ آپ نے فرمایا مجھے بوڑھا کردیا (سورۃ) ہود اور اس کی بہنوں نے (یعنی) واقعہ اور عمّ یتسآءلون اور اذا الشمس کوّرت نے۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب (نوح علیہ السلام کی) کشتی جودی پر ٹھہر گئی تو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا (نوح علیہ السلام) اُس میں ٹھہرے رہے پھر اُن کو اجازت ملی تو پہاڑ پر اُترے۔ اس کے بعد آپ نے کوّے کو بُلایا اور اس سے فرمایا کہ میرے پاس زمین کی خبر لے کر آ تو کوّا اُڑ کر زمین پر اُترا اور اُس پر قومِ نوحؑ کے ڈوبے ہوئے لوگوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں تو (اُن کے کھانے میں مشغول ہوکر) اُس نے دیر کردی تو اُس پر نوحؑ نے لعنت بھیجی اور کبوتر کو بُلایا تو وہ اُن کی ہتھیلی پر آبیٹھا۔ اُس سے اُنھوں نے فرمایا کہ زمین پر اُتر اور میرے پاس اُس کی خبر لے کر آ۔ تو بس تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ کچھ پتی، پھل اور تنکے اپنی چونچ میں لے کر آیا اور کہا کہ اُتر جائیے، زمین پر سبزی اُگ آئی ہے۔ نوحؑ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے اور اُس گھر میں برکت دے

[1] نفض بالتحتین برگ و میوہ از درخت افتادہ ۱۲

یؤدیک وحبّبک الی الناس لولا ان یغلبک الناس علٰی نفسک لدعوت اللہ ان یجعل راسک من ذہب۔ وعن محمد بن المنکدر ویزید بن خصیفۃ وصفوان بن سلیم ان خالد بن الولید کتب الٰی ابی بکر الصدیق انہ قد وجد رجلاً فی بعض نواحی العرب ینکح کما تنکح المرأۃ وقامت علیہ بذلک البینۃ فاستشار ابوبکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی بن ابی طالب انّ ہذا ذنب لم یعص اللہ بہ امۃ من الامم الّا امۃ واحدۃ فصنع اللہ بہا ما قد علمتم اریٰ ان تحرقہ بالنار فاجتمع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علٰی ان یحرقوہ بالنار فکتب ابوبکر الٰی خالد ان احرقہ بالنار ثم حرّقہم ابن الزبیر فی امارتہ ثم حرّقہم ہشام ابن عبدالملک۔ عن عمر بن الخطاب قال لما نزلت فمنہم شقیّ و سعید قلت یا رسول اللہ فعلٰی ما نعمل علٰی شیء قد فرغ منہ او علٰی شیء لم یفرغ منہ قال علٰی شیء قد فرغ منہ وجرت بہ الاقلام یا عمرؓ۔ ولکن کلٌّ میسّر لما خلق لہ۔ عن ابی بکر الصدیق قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سلوا اللہ العافیۃ فانہ لم یعط احد افضل من معافاۃ بعد الیقین وایاک والریبۃ فان لم یؤت احد اشد من ریبۃ بعد کفر۔ عن ابی الیسر

جس میں تیرا ٹھکانا ہوا اور تجھے لوگوں کا محبوب بنادے۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تیری جان لے لیں گے تو میں تیرے لئے دعا کرتا کہ اللہ تیرا سر سونے کا بنادے۔ اور محمد بن المنکدر اور یزید بن خصیفہ اور صفوان ابن سلیم سے مروی ہے کہ خالدؓ بن الولید نے ابوبکر صدیقؓ کو لکھا کہ بعض نواحی عرب میں ایک ایسا شخص پایا گیا کہ وہ اس طرح مقاربت کراتا ہے جس طرح عورتیں کراتی ہیں (یعنے علّتِ اُبنہ میں مبتلا ہے) اور اس پر شہادت بھی گزر چکی ہے۔ تو ابوبکرؓ نے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا۔ تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ تمام اُمّتوں میں سے ایک اُمّت (یعنی لوط علیہ السّلام کی اُمّت) نے اس کے ارتکاب سے اللہ تعٰ کی نافرمانی کی تھی تو اللہ تعٰ نے اس اُمّت کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تم کو معلوم ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو آگ سے پھونک دیا جائے تو جملہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اس پر اتفاق رائے ہوگیا کہ اس کو آگ سے پھونک دیا جائے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے خالدؓ کو لکھ بھیجا کہ اُس کو آگ سے پھونک دو۔ پھر اپنی امارت کے زمانہ میں عبداللہ بن الزبیرؓ نے بھی ایسے لوگوں کو آگ سے پھونکا۔ پھر ہشام بن عبدالملک نے بھی ان کو پھونکا۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فَمِنۡهُمۡ شَقِيٌّ وَّسَعِيۡدٌ (۱۱:۱۰۰) اُن میں بعض تو شقی (یعنے کافر) ہوں گے اور بعض سعید (یعنی مؤمن) ہوں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ پھر کس چیز پر ہم عمل کریں کیا ایسی چیز پر جس سے فراغت ہوچکی یا ایسی چیز پر جس سے فراغت نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اُس چیز پر جس سے فراغت ہوچکی اور اُس پر قلم چل چکے اے عمرؓ۔ لیکن ہر ایک کے لئے وہ کام آسان کردیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ ہم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعٰ سے عافیت کا سوال کرو کیونکہ سب سے بڑھ کر عافیت وہ عافیت ہے جو کسی کو یقین (یعنی موت) کے بعد دی جائے۔ اور خبردار شک سے بچو کیونکہ کفر کے بعد سب سے زیادہ سخت چیز جو کسی کو دی گئی وہ شک ہے۔ ابوالیسر[۱] سے مروی ہے کہ

[۱] ان کا نام کعب بن عمرو ہے انصاری ہیں۔ بیعتِ عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ انھوں نے ہی جنگِ بدر میں عباسؓ بن عبدالمطلب کو گرفتار کیا تھا۔

www.kitabghar.org

أتتني امرأة تبتاع تمرًا فقلت
إن في البيت تمرًا أطيب منه
فدخلت معي البيت فأهويت
إليها فقبلتها فأتيت أبا بكر فذكرت
ذلك له قال استر على نفسك
وتب ولا تخبر أحدًا فلم أصبر
فأتيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم فذكرت ذلك له فقال أخلفت
غازيًا في سبيل الله في أهله
بمثل هذا حتى تمنى أنه لم يكن
أسلم إلا تلك الساعة حتى ظن أنه
من أهل النار وأطرق رسول الله
صلى الله عليه وسلم طويلًا حتى
أوحى الله إليه وأقم الصلوة طرفي
النهار إلى قوله للذاكرين قال
أبو اليسر فأتيته فقرأها علي فقال
أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
ألهذا خاصة أم للناس كافة قال
بل للناس كافة وعن سليمان
التيمي قال ضرب رجل على كفل امرأة
ثم أتى أبا بكرؓ وعمرؓ فسألهما عن كفارة
ذلك فقال كل منهما لا أدري
ثم أتى النبي صلى الله
عليه وسلم فسأله فقال لا أدري
حتى أنزل الله وأقم الصلوة الآية
عن عثمان قال رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يتوضأ ثم
قال من توضأ وضوئي هذا ثم
قام فصلى صلوة الظهر غفر له ما كان بينه

میرے پاس ایک عورت آئی جو کھجوریں خریدنا چاہتی تھی۔ میں نے اُس سے
کہا کہ گھر میں ان سے اچھی کھجوریں موجود ہیں تو وہ میرے ساتھ گھر
میں داخل ہوگئی تو میں اُس کی طرف جھکا اور اُس کا بوسہ لے لیا۔
اس کے بعد میں ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اس واقعہ کا اُن سے ذکر کیا۔
اُنھوں نے کہا اس بات کو دل میں رکھ اور توبہ کر اور کسی پر اس کا
اظہار نہ کرنا۔ مگر میں صبر نہ کرسکا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں پہنچ گیا اور اس کا ذکر آپ سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا
تو کسی غازی فی سبیل اللہ کا اُس کی بیوی پر جانشین بنا تھا
ایسی حرکت کے ساتھ؟ (ان کی اس ارشاد سے یہ حالت ہوگئی کہ)
یہ خیال آنے لگا کہ میں کاش اسلام نہ لایا ہوتا مگر اسی ساعت
میں یہاں تک کہ یہ گمان کرلیا کہ وہ اہلِ نار میں سے ہے۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم دیر تک سر جھکائے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ پر یہ وحی نازل کی وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ سے لِلذّٰكِرِيْنَ تک۔
(۱۱: ۱۱۴) اور آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر
(یعنی اوّل و آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں۔ بیشک نیک کام
(نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں بُرے کاموں کو۔ یہ بات ایک (جامع)
نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ ابوالیسر نے بیان کیا کہ پھر میں
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے مجھے یہ آیت سُنائی۔ پھر اصحابِ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ اسی کے لئے خاص
ہے یا سب لوگوں کے لئے تو فرمایا کہ سب لوگوں کے لئے ہے۔ اور
سلیمان تیمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے سرین
پر ہاتھ مارا پھر وہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے پاس آیا اور ان دونوں سے
اس گناہ کا کفارہ دریافت کیا تو دونوں میں سے ہر ایک نے یہ جواب
دیا کہ مَیں نہیں جانتا۔ پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
تو آپؐ نے بھی وہی جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل کی وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ۔ عثمانؓ سے مروی ہے
اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ آپ وضو کر رہے تھے پھر آپؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اس وضو کی
طرح وضو کی پھر اُٹھا اور ظہر کی نماز پڑھی تو جو گناہ ظہر اور صبح کی نماز

www.kitabghar.org

و بين صلوٰة الصبح ثم صلى العصر غفر له ما كان بينه و بين صلوٰة الظهر ثم صلى المغرب غفر له ما كان بينه و بين صلوٰة العصر ثم صلى العشاء غفر له ما كان بينه و بين صلوٰة المغرب ثم لعله يبيت ليتمرغ ليلته ثم ان قام فتوضأ و صلى الصبح غفر له ما بينها و بين صلوٰة العشاء و هن الحسنات يذهبن السيئات قالوا هذه الحسنات فما الباقيات يا عثمان قال هي لا اله الا الله و سبحان الله و الله اكبر ولا حول و لا قوة الا بالله واخرج مالك عن عثمان بن عفان قال لأحدثنكم حديثا لولا انه في كتاب الله ما حدثتكموه ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من امرء يتوضأ فيحسن الوضوء ثم يصلي الصلوٰة الا غفر الله له ما بينه و بين الصلوٰة الاخرى حتى يصليها قال مالك اراه يريد هذه الآية وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔

کے درمیان کے ہیں وہ سب بخش دیئے جائیں گے۔ پھر اُس نے عصر کی نماز پڑھی تو جو گناہ عصر اور ظہر کے درمیان کے ہیں وہ بخش دیئے جائیں گے پھر مغرب کی نماز پڑھی تو مغرب اور عصر کی نماز کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی تو عشاء اور مغرب کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر شاید وہ اپنی رات لوٹ لگانے میں گزارے۔ پھر اگر اُٹھا اور وضو کی اور صبح کی نماز پڑھی تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو فجر سے عشاء تک ہوئے تھے۔ اور یہی ہیں وہ حسنات جو سیئات کو مٹا دیتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو حسنات ہوئے تو لے عثمانؓ باقیات کیا ہیں؟ فرمایا کہ باقیات ہیں لا الٰہ اِلَّا اللّٰہ اور سبحان اللّٰہ اور اللّٰہ اکبر اور لاحول ولا قوۃ اِلَّا باللّٰہ۔ اور اخراج کیا مالکؒ نے عثمانؓ بن عفان سے فرمایا کہ میں تم سے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ اگر اس کا مضمون کتاب اللہ میں نہ آگیا ہوتا تو میں تم سے یہ بیان نہ کرتا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کوئی ایسا شخص نہیں جس نے وضو کی اور عمدگی کے ساتھ وضو کی پھر اُس نے نماز پڑھ لی مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کے وہ گناہ بخش دیئے جو اُس کے اور دوسری نماز کے درمیان ہوئے یہاں تک کہ اُس نے اُس نماز کو پڑھ لیا۔ مالکؒ کا قول ہے میں سمجھتا ہوں کہ عثمانؓ کی مراد اس آیت سے ہے وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (۱۱:۱۱۴)
(ترجمہ اوپر گزر چکا)۔

آیات سورۃ یوسف

قال الله تعالى وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۝

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ الخ (۱۲:۵۴-۵۵) اور (سنکر) بادشاہ نے کہا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ میں اُن کو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھوں گا پس جب بادشاہ نے اُن سے باتیں کیں تو بادشاہ نے (اُن سے) کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو۔ یوسفؑ نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کردو میں (اُن کی) حفاظت (بھی) رکھوں گا اور خوب واقف ہوں۔

www.kitabghar.org

فقیر گوید عفی عنہ کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب کرد از ملکِ مصر امارتِ بیت المال را و بیان نمود استحقاقِ خود را بآن امارت کہ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ٥ پس ازینجا معلوم شد کہ شرطِ تصرّف در بیت المال حفظ است از ضیاع و از خیانت خائنین و علم است بآنکہ از کجا باید گرفت و بکجا باید صرف نمود چون تصرّف در بیت المال کارِ خلیفہ است لازم آمد کہ خلافت خاصہ مرضیہ وقتی متحقق گردد کہ خلیفہ حافظ و علیم باشد و آن در لوازم خلافتِ خاصہ داخل است چنانکہ سابق تحریر نمودیم عن خالد بن عرفطۃ قال کنت جالسًا عند عمر اذ اُتی برجلٍ من عبد القیس فقال لہٗ عمر انت فلانٌ العبدی قال نعم فضربہ بقناۃٍ معہ فقال رجلٌ مالی یا امیر المؤمنین قال اجلس فجلس فقرأ علیہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الٓرٰ تلک اٰیاتُ الکتابِ المبین الیٰ قولہٖ لَمِنَ الغافلین ٥ فقرأہا علیہ ثلاثًا وضربہ ثلاثًا فقال لہٗ الرجل مالی یا امیر المؤمنین فقال انت الذی نسخت کتاب دانیال قال مُرْنِی بامرک اتّبعہ قال انطلق فامحہ بالحمیم والصوف ثم لا تقرأہ ولا تقرئہ احدًا من الناس فلئن بلغنی عنک انک قرأتہ او اقرأتہ احدًا من الناس لاُنہکنّک عقوبۃً ثم قال لہٗ اجلس فجلس بین یدیہ فقال انطلقتُ انا فانتسختُ کتابًا من اہل الکتاب

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاہِ مصر سے بیت المال کی امارت طلب کی اور اس امارت پر اپنا استحقاق بیان کیا کہ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ٥ تو یہاں سے یہ بات معلوم ہوتی کہ بیت المال پر متصرّف ہونے کی شرط حفظ ہے ضائع ہونے اور خائن لوگوں کی خیانت سے، اور علم ہے اس بات کا کہ کہاں سے لینا چاہیے اور کہاں خرچ کرنا چاہیے۔ چونکہ بیت المال میں تصرّف خلیفہ کا کام ہے اس سے لازم آیا کہ خلافت خاصہ مقبولہ اس وقت متحقق ہوگی جبکہ خلیفہ صاحبِ حفظ ہو اور صاحبِ علم ہو اور وہ خلافتِ خاصہ کے لوازم میں داخل ہے جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ مروی ہے خالد ابن عرفطہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں عمر رضؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص قبیلہ عبد القیس کا لایا گیا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو فلاں عبدی ہے؟ اُس نے کہا ہاں! تو آپ نے اُس کے چھڑی ماری جو آپ کے پاس تھی۔ تو اُس شخص نے کہا اے امیر المؤمنین میرا قصور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ! وہ بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے اُس کے سامنے پڑھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ٥ سے لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ٥ تک (۱۲: ۱ تا ۳) الٓرٰ یہ آیتیں ہیں ایک کتابِ واضح کی۔ ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو۔ ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس کے قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے۔" پھر آپ نے یہ اس کے سامنے تین مرتبہ پڑھا اور تین چھڑیاں ماریں۔ پھر اُس شخص نے کہا اے امیر المؤمنین رضؓ میرا قصور کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جس نے کتاب دانیال لکھی۔ اُس نے کہا کہ آپ مجھے اپنا حکم بتلایئے جس کی میں تعمیل کروں۔ فرمایا کہ جا اور گرم پانی اور ایک چیتھڑے سے اُس کو مٹا۔ پھر نہ خود پڑھ اور نہ لوگوں میں سے کسی کو پڑھا پھر بخدا اگر مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ تو نے اُس کو پڑھا، یا لوگوں میں سے کسی کو پڑھایا ہے تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ پھر اُس سے فرمایا کہ بیٹھ! وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا اس کے بعد فرمایا کہ میں خود (اہلِ کتاب کے پاس) پہنچا تو میں نے اہلِ کتاب سے ایک کتاب کی نقل حاصل کی

ثم جئتُ به فی ادیم فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ہذا فی یدک یا عمر قلتُ یارسول اللہ کتاباً نسختُہ لنزداد به علماً الی علمنا فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی احمرّت وجنتاہ ثم نودی بالصلوٰۃ جامعۃ فقالت الانصار اَغضب نبیکم السلاح السلاح فجاؤا حتی اَحدقوا بمنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یاایہا الناس انی اُعطیتُ جوامع الکلم و خواتیمہ و اختُصر لی اختصاراً ولقد اتیتکم بہا بیضاء نقیۃ فلا تتہوّکوا و لایغرّنکم المتہوّکون قال عمر فقمتُ و قلتُ رضیتُ باللہ ربّاً و بالاسلام دیناً وبک رسولاً ثم نزلَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عن ابراہیم النخعی قال کان بالکوفۃ رجلٌ یطلبُ کُتبَ دانیال و ذلک الضرب فجاءَ فیہ کتابٌ من عمر بن الخطاب ان یُرفعَ الیہ فلما قدِمَ علی عمر علاہ بالدرّۃ ثم جعل یقرأ علیہ الرٰ تلک آیاتُ الکتٰبِ المبین حتی بلغ الغافلین ۔ قال فعرفتُ ما یریدُ فقلتُ

پھر میں اُس کو ایک جلد میں رکھ کر لایا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے عمرؓ تمھارے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یارسول اللہ یہ ایک کتاب ہے جس کو میں نے نقل کیا ہے تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوگئے یہاں تک کہ آپؐ کے رخسار سُرخ ہوگئے۔ پھر ندا دی گئی کہ الصّلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) تو انصار نے (آپؐ کو دیکھ کر) کہا کہ کیا تمھارے نبی غضبناک ہوگئے ہیں۔ ہتھیار لے آؤ، ہتھیار لے آؤ۔[1] لوگ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے گرد جمع ہوگئے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور ان کے خاتمے بھی (یعنی اتنے مکمل کہ اب اُن پر کسی اضافہ کی گنجائش نہیں ہے) اور میرے لئے (اُن ضروری علوم دین کا) خلاصہ مکمل کردیا گیا (کہ کوئی بات چھوٹی نہیں) اور میں اُس کو تمھارے پاس روشن اور صاف طور پر لے آیا ہوں تو خبردار تم لوگ گمراہی کی باتوں میں نہ پڑجانا اور گمراہی کی باتوں میں پڑنے والے تمھیں دھوکے[2] میں نہ ڈال دیں عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہوکر کہا کہ میں اس پر راضی ہوں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور آپؐ ہمارے رسول ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر آئے۔ اور مروی ہے ابراہیم نخعی سے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو کُتبِ دانیال اور اس قسم کی کتابوں کا شوقین تھا۔ تو اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب کی طرف سے حکم آیا کہ اس شخص کو اُن کے پاس بھیجا جائے تو جب وہ شخص عمرؓ کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے اُس کو دُرّے سے مارا۔ پھر اس کو الرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○ سے سُناتے ہوئے الْغٰفِلِیْنَ ○ تک پہنچے (اُس شخص نے کہا) بس میں نے پہچان لیا کہ اس تلاوت سے امیرالمؤمنینؓ کیا ارادہ کررہے ہیں۔ میں نے کہا

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو دیکھ کر انصار نے یہ انتزاع کرلیا کہ آپؐ اس وقت سخت غصّہ کی حالت میں ہیں۔ شاید کسی کو قتل کا حکم دینے والے ہیں اس لئے السلاح، السلاح پکارا کہ اگر کوئی ایسا حکم ہو تو فوراً ہی تعمیل کی جاسکے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

[2] اب پچھلی شریعتوں کی حاجت نہیں رہی ان میں بہت جھوٹی باتیں اپنی طرف سے لوگوں نے خلط ملط کردی ہیں اگر ان کتابوں کو تم نے لے لیا تو اس دین کا بھی ستیا ناس ہوجائیگا اسی لئے آپؐ کو سخت غصہ آیا کہ ان لوگوں کی کتابوں کو لینا اور یہ سمجھ کرکہ ہمارے علم میں اضافہ ہوگا درانحالیکہ وہ محض مخرّبات کا مجموعہ ہیں اس دین کو خراب کرنے پر پیشقدمی کرنا ہے ۱۲

يا امير المؤمنين دعني فو الله لا ادع
عندي شيئا من تلك الكتب الا
حرقته قال فتركه عن عبد الرحمن
ابن كعب بن مالك عن ابيه قال
سمع عمر رجلا يقرأ هذا الحرف ليسجننه
عتى حين فقال له عمر من اقرأك
هذا قال ابن مسعود فقال عمر ليسجننه
حتى حين ثم كتب الى ابن مسعود
سلام عليك اما بعد فان الله انزل القرآن
فجعله قرآنا عربيا مبينا و انزله بلغة
هذا الحي من قريش فاذا اتاك كتابي
هذا فاقرئ الناس بلغة قريش ولا
تقرئهم بلغة هذيل عن عمر انه
استاذن عليه رجل فقال استاذنوا
لابن الاخيار فقال عمر ائذنوا له
فلما دخل قال من انت قال فلان بن
فلان بن فلان فعد رجالا من اشراف
الجاهلية فقال له عمر انت يوسف بن
يعقوب بن اسحاق بن ابراهيم قال
لا قال ذاك ابن الاخيار و انت ابن
الاشرار انما تعد على خبال اهل
النار عن ابي هريرة قال استعملني عمر على البحرين
ثم نزعني وغرمني اثنى عشر الفا ثم دعاني
بعد الى العمل فابيت فقال لم وقد سأل
يوسف العمل وكان خيرا منك فقلت ان
يوسف نبي بن نبي بن نبي بن نبي وانا ابن
اميمة و انا اخاف ان اقول بغير علم وان
افتي بغير علم وان يضرب ظهري ويشتم عرضي
ويؤخذ مالي عن عبد الله بن شداد قال

کہ امیرالمومنینؓ آپ مجھے چھوڑ دیجئے واللہ میں اپنے پاس کوئی اس قسم کی کتاب نہیں رہنے دوں گا۔ سب کو جلا دوں گا۔ اُس نے کہا کہ اس کے بعد اس کو چھوڑ دیا۔ مروی ہے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ نے ایک شخص کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا لیسجننہ عتی حین ۰ تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تجھ کو یہ کس نے پڑھایا؟ اُس نے کہا ابن مسعودؓ نے تو عمرؓ نے کہا لیسجننہ حتی حین ۰ پڑھ۔ پھر ابن مسعودؓ کو یہ خط لکھا۔ سلام علیک امابعد اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور اُس کو بزبانِ عربی واضح طور پر بیان کرنے والے اسلوب پر نازل کیا اور اس کا نزول اس قبیلۂ قریش کے لُغت پر فرمایا تو جب میرا یہ خط تم کو مل جائے تو اُسی وقت سے لوگوں کو پڑھانا شروع کرو لُغتِ قریش پر اور لُغت ہُذیل پر نہ پڑھاؤ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ ان سے ایک شخص نے ملنے کی اجازت چاہی اور اجازت لانے والے لوگوں سے یہ کہا کہ اخیار کے بیٹے کو آنے کی اجازت دیدیجئے تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو آنے کی اجازت دیدو۔ جب وہ آیا تو اُس سے فرمایا کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا فلاں بن فلاں بن فلاں۔ اُس نے دورِ جاہلیت کے سربرآوردہ لوگوں کے نام گِن دیئے تو اُس سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو یوسف ابن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے؟ اُس نے کہا نہیں! فرمایا کہ ابن الاخیار تو وہ تھے اور تو ابن الاشرار ہے۔ تو میرے سامنے اُن لوگوں کے نام گِن رہا ہے جو دوزخ والوں کے نچوڑ ہیں۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ مجھے عمرؓ نے بحرین پر عامل بنایا۔ پھر مجھے برخاست کردیا اور مجھ پر بارہ ہزار درم کا تاوان ڈالا۔ پھر اس کے بعد مجھے عامل بنانے کے لئے بلایا تو میں نے انکار کردیا۔ تو کہنے لگے کیوں؟ اور یوسفؑ نے تو خود عامل بننے کا سوال کیا تھا اور وہ تم سے بہتر تھے، تو میں نے کہا یوسفؑ تو نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی تھے اور میں ابن اُمیمہ ہوں اور مجھے یہ خوف ہے کہ میں کوئی بات علم (یعنی بُردباری) کے بغیر کہدوں اور کوئی فتویٰ علم کے بغیر دیدوں اور پھر میری کمر پیٹی جائے اور میری آبرو برباد ہو اور میرا مال مجھ سے لے لیا جائے۔ مروی ہے عبداللہ بن شدّاد سے اُنھوں نے کہا کہ

عہ تفسیر خبال بعصارہ کردہ شدہ است و در اصل فسادی را گویند کہ در افعال و ابدان و عقول واقع شدہ ۱۲

سمعت نشیج عمر بن الخطاب وانی لفی آخر الصفوف فی صلوٰۃ الصبح وھو یقرأ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ وعن علقمۃ ابن وقاص قال صلیت خلف عمر بن الخطاب العشاء فقرأ سورۃ یوسف فلما اتی علی ذکر یوسف نشج حتی سمعت نشیجہ وانا فی مؤخر الصفوف۔

قال اللہ تعالیٰ وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ ۰ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا ط وَاللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ وَھُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۰

فقیر گوید ترجمہ آیت آنست کہ اگر بنمائیم تو بعض آنچہ وعدہ میدہیم ترا از فتوح وغلبہ اسلام یا قبض روح تو کنیم یعنے پیش از وقوع بعض آنچہ وعدہ میدہیم از باب فتوح وغلبہ اسلام در ہر دو شق ہیچ باک نیست جزین نیست کہ لازم بر تو پیغام رسانیدن است ولازم برما حساب است بعد ازان تسجیل میفرماید کہ مراد وعدہ فتوحات اسلامیہ است آیا نمیدیدند کہ می آئیم بسوئے زمین مشرکان ناقص می گردانیم آن را از اطراف آن یعنے در مدینہ و در قبائل اسلم وغفار وجہینہ ومزینہ وغیر ایشان اسلام درآمد وجمعی مسلمان شدند و در شوکت کفر رخنہ عظیمہ پدید آمد واین از مقدمات وارہاصات اوست فقیر گوید درین آیت اشارہ جلیہ است بسوئے آنکہ بعض فتوح اسلام کہ وعدہ آن رفتہ است

میں نے صبح کی نماز میں عمرؓ کے رونے کی آواز سنی ہے حالانکہ میں بالکل آخر کی صفوں میں تھا اور وہ پڑھ رہے تھے اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔ اور علقمہ بن وقاص سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے سورۃ یوسف پڑھی۔ جب یوسفؑ کے ذکر پر پہنچے تو بھرائی ہوئی آواز سے پڑھا یہاں تک کہ آپ کی اس آواز گریہ آمیز کو میں نے بھی سنا حالانکہ میں پچھلی صفوں میں تھا۔

آیات سورۃ الرعد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ (۱۳: ۴۰-۴۱) اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دیدیں پس آپ کے ذمہ تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے اور دار وگیر کرنا تو ہمارا کام ہے۔ کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے؟

فقیر کہتا ہے آیت کا ترجمہ (مع تفسیر) یہ ہے کہ اگر دکھائیں ہم تجھ کو کچھ حصہ اس کا کہ وعدہ دے رہے ہیں ہم تجھ کو فتوح اور غلبہ اسلام کا یا ہم تیری روح قبض کرلیں یعنی جو کچھ وعدہ ہم دے رہے ہیں اس کے ایک حصہ کے واقع ہونے سے پہلے دربارۂ فتوحات وغلبہ اسلام، دونوں صورتوں میں کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے سوائے اس کے نہیں ہے کہ لازم تجھ پر پیغام پہنچانا ہے اور لازم ہم پر حساب اس کا ہے۔ اس کے بعد وضاحت فرماتے ہیں کہ وعدہ سے مراد فتوحات اسلامیہ کا وعدہ ہے آیا نہیں دیکھا انھوں نے کہ ہم آرہے ہیں مشرکوں کی زمین کی طرف کم کر رہے ہیں ہم اس کو اس کے اطراف سے یعنی مدینہ میں اور قبائل اسلم وغفار اور جہینہ اور مزینہ وغیرہ میں اسلام داخل ہوگیا اور ایک جماعت مسلمان ہوگئی اور کفر کی شوکت میں بہت بڑا رخنہ واقع ہوگیا اور یہ اسی کے مقدمات اور علامات میں سے ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اس آیت میں واضح اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ بعض فتوحات اسلامی جن کا وعدہ کیا گیا ہے

در زمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بظہور خواہد آمد و بعض ازاں بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ولا بد آں مواعید بر دست شخصے از نواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نمود و آں یکی از لوازم خلافتِ خاصہ است واللہ اعلم۔

قال اللہ تعالے لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۔ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ ۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہوں گی اور ان میں سے بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد۔ اور لازمی ہے کہ اُن مواعید کا ظہور ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں میں سے ہو اور وہ ایک لوازم میں سے ہے خلافتِ خاصہ کے، واللہ اعلم۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا (۱۳: ۱۸-۲۵) جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا اُن کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگوں نے اُس کا کہنا نہ مانا اُن کے پاس اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اُس کے ساتھ اُسی کی برابر اور بھی ہو تو وہ سب اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں اُن لوگوں کا سخت حساب ہو گا اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا قرارگاہ ہے۔ جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اس کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ اندھا ہے۔ پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔ (اور) یہ سمجھدار لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انھوں نے عہد کیا ہے اُس کو پورا کرتے ہیں اور (اس) عہد کو توڑتے نہیں۔ اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے اُن کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں۔ اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو روزی دی ہے اُس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو حسنِ سلوک سے ٹال دیتے ہیں۔ اس جہان میں نیک انجام اُن لوگوں کے واسطے ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور اُن کے ماں باپ اور بی بیوں اور اولاد میں جو (جنت کی) لائق ہوں گے وہ بھی داخل ہوں گے اور فرشتے اُن کے پاس ہر (سمت کے) دروازے سے آتے ہوں گے (اور یہ کہتے ہوں گے) کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم (دینِ حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمھارا انجام بہت اچھا ہے۔ اور جو لوگ خدا تعالےٰ کے معاہدوں کو اُن کی پختگی کے بعد

www.kitabghar.org

وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

فقیر گوید عفی عنہ حق سبحانہ تعالیٰ تباین مراتب سُعداء و اشقیاء بیان میفرماید چنانکہ سُنتِ مستمرہ اوست تعالیٰ در جمیع قرآن برائے جمعے کہ قبول کردند دعوتِ حق را حُسنیٰ کہ کلمہ جامعہ جمیع خیرات است اثبات مینماید و برائی فرقہ کہ قبول نہ نمودند دعوت اورا عقوبتِ عظیم ایعاد میکند کہ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا الخ باز فرق دیگر بین الفریقین تقریر میفرماید کہ آن یک گروہ اہلِ علم است بحقیتِ کتابِ منزّل و آن دیگر اعمیٰ باز اشارہ میکند کہ اینجا مراد از علم علمے است کہ مقرون باصلاح قوتِ عاملہ باشد از انجہت کہ تذکر بمعنے پند پذیرفتن و بعلم حق متادب شدن است و آن بدونِ صحتِ عمل میسر نیست از جملہ تصحیح عمل چند خصلت را بذکر تخصیص میفرماید وفا بعہدِ خدا تعالیٰ و رسولِ او و صلۂ ارحام و وصل جیران و غیر آن و اعظم آن ہمہ وصل پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم و ترسیدن از خدائی عزّ وجلّ و باور داشتنِ حسابِ آخرت و صبر بر مشاقِ طاعات و تحمل بر شدتِ مصائب محض بطلب مرضاۃ پروردگار تعالیٰ و اقامتِ صلوات و انفاقِ مال فی سبیل اللہ و حلم نمودن و بمقابلہ سیئہ مُتی حسنہ بجا آوردن باز مآل حال این سُعداء بیان میفرماید اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنّٰتُ عَدْنٍ الآیۃ بعد ازان ذمائم افعالِ اشقیاء ارشاد مینماید از انجملہ است نقض عہدے کہ با خدائی تعالیٰ بستہ اند و قطعِ ارحام و عقوقِ آباء و اُمہات و اشدّ ازان ہمہ

توڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے اُن کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور اُن کے لئے اُس جہان میں خرابی ہوگی۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نیک بندوں اور بد بختوں کے مراتب کے فرق کو بیان فرماتے ہیں جیسا کہ اُس تعالیٰ شانہٗ کی تمام قرآن میں عادتِ جاریہ ہے۔ اُس جماعت کے لئے جس نے دعوتِ حق کو قبول کیا "حسنیٰ" کو ثابت فرماتے ہیں۔ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو تمام خیرات یعنی نعمتوں پر حاوی ہے۔ اور اُس فرقہ کے لئے جس نے اُس کی دعوت کو قبول نہ کیا سخت عذاب کا وعدہ دے رہے ہیں کہ لو انّ لھم مّا فی الارض جمیعًا الخ۔ پھر دونوں فریقوں میں ایک دوسرے فرق کی تقریر فرما رہے ہیں کہ وہ ایک گروہ ہے جو اس کتاب کی جو نازل کی گئی حقیقت کا علم رکھتا ہے اور دوسرا گروہ اندھا ہے۔ پھر اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں علم سے وہ علم مراد ہے جو قوتِ عاملہ کی اصلاح کے ساتھ ملا ہوا ہو، اس بنا پر کہ تذکر کے معنے ہیں نصیحت قبول کرنا اور علمِ حق سے مہذب ہونا اور وہ بغیر عمل کی صحت کے میسر نہیں ہوتا۔ تصحیح عمل کی خصائل میں سے چند خصلتوں کو خصوصیت کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں۔ اللہ اور رسول کے ساتھ عہد کو پورا کرنا اور اقرباء کے ساتھ نیک برتاؤ۔ پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور اسی سلسلہ میں ان سب سے زیادہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کی پوری مراعات بھی داخل ہے۔ اور اللہ عزّ وجلّ سے ڈرنا اور حسابِ آخرت پر پورا یقین رکھنا۔ طاعات میں جو مشقتیں پیش آئیں اُن پر صبر کرنا۔ مصائب کی شدت کا متحمل رہنا محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے۔ نمازوں کا قائم رکھنا۔ اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنا۔ اور بردباری کرنا۔ اور برائی کے مقابلہ پر جو ناگوار گزرنے والی ہو بھلائی کرنا۔ اس کے بعد ان اہلِ سعادت حضرات کا انجام بیان فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جنّٰت عدنٍ الخ۔ اس کے بعد اہلِ شقاوت لوگوں کے بد خصائل کا اظہار فرماتے ہیں جن میں سے ایک اس عہد کا توڑنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور تعلق قرابت کو قطع کرنا۔ اور ماں باپ کی نافرمانی۔ اور ان سب سے

www.kitabghar.org

عقوق پیغامبر ست صلے اللہ علیہ وسلم کہ مبعوث من عند اللہ است و منصوب برائے ہدایتِ خلق و خدا یتعالےٰ طاعتِ خود را بطاعتِ او بازبستہ و از انجملہ اِفساد فی الارض است باز مآلِ حال آن اشقیاء تقریر میفرماید اُولٰٓئِکَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ باز فقیر میگوید کہ در عدِّ این صفات بخصوصہا از میان صفاتِ سُعداء تعریض است بحالِ جماعہ از سُباقِ مہاجرین کہ اتصافِ ایشان باین صفات مشہور گشتہ مثل صدیقِ اکبرؓ و عمرؓ فاروق و اضرابِ ایشان کہ چون ایمان آوردند بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و میثاقِ نصرت و قیام باعلاءِ کلمۃ اللہ بستند بر ہمان بودند و ذرّۂ ازاں کوتاہی ننمودند و صلۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اصحابِ او بجا آوردند بوجہے کہ لسانِ نبوّت باین کلمہ نطق فرمود کہ اَمَنُّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ ابوبکرٍ و خشیتِ خدا یتعالےٰ و صبر بر ایذائے قوم و اِکثار صلوٰۃ و انفاق بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بر فقرائے صحابہؓ و حِلم در برابر جہل جاہلان علےٰ اکمل الوجوہ از ایشان ظہور نمود چنانکہ دفتر دفتر از احوالِ آن بزرگواران شاہدِ عدل است برآن و ہو المقصود عن کنانۃ العدوی قال دخل عثمانُ بن عفانَ علےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا رسولَ اللہ اَخبرنی عن العبد کم معہ من مَلَک فقال مَلَکٌ علےٰ یمینک علےٰ حسناتک و ہو امیرٌ علےٰ الذی علےٰ الشمال اذا عملتَ حسنۃً کُتِبَتْ عشرًا فاذا

زیادہ بدتر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے جو کہ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اور ہدایتِ خلق کے منصب پر مامور ہیں اور خدا تعالےٰ نے اپنی فرمانبرداری کو اُن کی فرمانبرداری کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ اور اُن میں سے ایک ہے زمین میں فساد پھیلانا۔ پھر اُن اشقیاء کے انجام کار کی تقریر فرماتے ہیں اُولٰٓئِکَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ۔ اس کے بعد یہ فقیر کہتا ہے کہ ان صفات کے شمار کرنے میں خصوصًا اہلِ سعادت کی شمار کے درمیان مہاجرین سابقین کی اس جماعت کے احوال کی طرف تعریض ہے جن کا ان صفات کے ساتھ موصوف ہونا مشہور ہو گیا ہے جیسے صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ اور ان کی طرح کے دیگر اصحابؓ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور انھوں نے آپؐ کی مدد اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کا عہد کیا تو ہمیشہ اُس پر جمے رہے اور انھوں نے اس میں کوتاہی نہیں کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کے حقوق کی اس درجہ نگہداشت کی کہ لسانِ نبوّت نے ان بلند و مبارک کلمات کے ساتھ اعتراف فرمایا سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والا اپنی رفاقت سے (کہ اپنی جان کی بھی میرا ساتھ دینے میں پرواہ نہ کی) اور اپنے مال سے ابوبکرؓ ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا خوف اور قوم کے ایذا دینے پر صبر اور بکثرت نماز پڑھنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور فقراء صحابہؓ پر مال خرچ کرنا اور جاہلوں کے جہل پر حلم (غرض یہ تمام صفات) کامل طور پر آپؐ سے ظاہر ہوتی رہیں اس قدر کہ ان بزرگواروں کے احوال پر بڑی بڑی کتابیں جو لکھی گئی ہیں وہ اُن پر شاہد عدل ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے مروی ہے کنانۃ العدوی سے اُنھوں نے بیان کیا کہ عثمانؓ بن عفان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا یا رسول اللہ! آپؐ مجھے بتلایئے کہ ایک بندہ پر کتنے فرشتے متعیّن ہوتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ تمھارے دائیں ہاتھ پر ہوتا ہے جو تمھاری نیکیوں (کے لکھنے) پر مامور ہے اور وہ اُس فرشتے پر امیر ہوتا ہے جو تمھارے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتا ہے (جو گناہ لکھنے پر مامور ہے) جب تم کوئی نیک عمل کروگے تو وہ دس گنا لکھا جائیگا اور جب تم کوئی

www.kitabghar.org

عملت سیئة قال الذی علی
الشمال للذی علی الیمین اکتب
قال لعلہ یستغفر اللہ و یتوب
فاذا قال ثلثا قال نعم اکتبہ
اراحنا اللہ منہ فبئس القرین
ما اقلہ مراقبۃ للہ واقل استحیاءہ
منہ یقول اللہ ما یلفظ من قول
الا لدیہ رقیب عتید و ملکان
من بین یدیک و من خلفک یقول
اللہ لہ معقبات من بین یدیہ و
من خلفہ یحفظونہ من امر اللہ
و ملک قابض علی ناصیتک فاذا
تواضعت للہ رفعک و اذا تجبرت
علی اللہ قصمک و ملکان علی
شفتیک لیس یحفظان علیک الا
الصلوۃ علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم و ملک قائم علی فیک
لا یدع ان تدخل الحیۃ فی فیک
و ملکان علی عینیک فھولاء عشرۃ
املاک علی کل بنی آدم ینزلون ملائکۃ
اللیل علی ملائکۃ النھار لان ملائکۃ
اللیل سوی ملائکۃ النھار فھولاء عشرون
ملکا علی کل آدمی و ابلیس بالنھار
و ولدہ باللیل عن ابن جریج فی قولہ
ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ قال
اخبرنی لیث بن ابی سلیمان عن ابی محمد عن حذیفۃ
ابن الیمان عن ابی بکر انا حضر ذلک حذیفۃ من
النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع ابی بکر وانا حدثہ
ایاہ ابوبکر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

بُرا کام کروگے تو بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے سے پوچھتا ہے کہ اسے لکھوں؟ وہ کہتا ہے شاید اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرلے۔ پھر جب وہ تین بار پوچھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہاں اس کو لکھ لو۔ خدا ہم کو اس سے راحت دے، یہ ہمارا بُرا ساتھی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر کم دھیان کرنے والا اور اللہ تعالیٰ سے کس قدر کم حیا کرنے والا ہے۔ اور اسی سے متعلق ہے جو حق تعالیٰ فرماتے ہیں مَا يَلْفِظُ الخ (۵۰:۱۸) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔ اور دو فرشتے ہیں تیرے آگے اور تیرے پیچھے حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَهُ مُعَقِّبَاتٌ الخ (۱۳:۱۱) ہر شخص (کی حفاظت) کے لئے کچھ فرشتے (مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور ایک فرشتہ ہے جو قابض ہے تیری پیشانی پر جب تم اللہ کے لئے سر جھکاؤ گے تو وہ تم کو سربلند کرے گا اور جب اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر سرکشی کروگے تو وہ تم کو ذلیل کرے گا اور دو فرشتے مامور ہیں تمہارے دونوں لبوں پر وہ تمہاری حفاظت ذات کے لئے نہیں ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر (تمہارا) درود (پہنچانے) کے لئے ہیں۔ اور ایک فرشتہ تمہارے منہ پر قائم ہے وہ شیطان کو تمہارے منہ میں نہیں داخل ہونے دیتا اور دو فرشتے مامور ہیں تمہاری دونوں آنکھوں پر۔ تو یہ سب دس فرشتے ہیں ہر ایک بنی آدم پر۔ رات کے فرشتے نازل ہوتے ہیں دن کے فرشتوں پر کیونکہ رات کے فرشتے الگ ہوتے ہیں دن کے فرشتوں سے تو یہ کل بیس فرشتے ہیں ہر آدمی پر اور ابلیس دن میں آتا ہے اور اس کی اولاد رات میں۔ اور ابن جریج سے مروی ہے حق تعالیٰ کے ارشاد اَمْ جَعَلُوا الخ (۱۳:۱۶) یا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انھوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے"۔ کے بارے میں کہا کہ مجھے خبر دی لیث بن ابی سلیمان نے ان کو ابو محمد نے ان کو حذیفہ بن الیمان نے وہ روایت کرتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یا تو خود حذیفہ نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ وہ ابوبکر کے ساتھ تھے اور یا ابوبکر نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت سنائی کہ آپ نے فرمایا کہ

الشرک فیکم اخفٰی من دبیب النمل قال ابوبکر یارسول اللہ وہل الشرک الا ماعبد من دون اللہ او ما دعی مع اللہ قال ثکلتک امک الشرک فیکم اخفٰی من دبیب النمل الا اخبرک بقول یذہب صغارہ وکبارہ او قال صغیرہ وکبیرہ قال بلٰی قال تقول کل یوم ثلث مرات اللّٰھم انی اعوذبک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم، والشرک ان تقول اعطانی اللہ و فلان والند ان تقول لولا فلان قتلنی فلان وعن معقل بن یسار قال انطلقت مع ابی بکر الصدیق الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ابابکر للشرک فیکم اخفٰی من دبیب النمل فقال ابوبکر وہل الشرک الا من جعل مع اللہ الٰہا اٰخر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ للشرک

تم میں شرک چیونٹی کے زمین پر چلنے کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ شرک یہی تو ہے کہ اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت کی جائے یا اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارا جائے۔ آپؐ نے فرمایا ثکلتک امک[1] شرک تم میں چیونٹی کی زمین پر چلنے کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے۔ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتادوں جو شرک کی صغار یعنی چھوٹی (مراد شرک خفی) اور کبار یعنی بڑی (شرک جلی مراد ہے) یا آپؐ نے شرک صغیر اور کبیر فرمایا (مطلب ایک ہی ہے "مترجم) دونوں کو ختم کر دے؟ ابوبکرؓ نے عرض کیا ضرور بتلایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ روزانہ تین مرتبہ یہ کہا کرو اَللّٰھُمَّ اِنِّی (ترجمہ) اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں آپ کے ساتھ شرک کروں اور میں اُس کو سمجھتا ہوا بھی ہوں (کہ یہ کفر ہے کہ جان بوجھ کر شرک کیا جائے اس لئے ایسے شرک سے بچالے) اور آپ سے مغفرت چاہتا ہوں ایسے شرک سے جس کو میں سمجھا ہی نہ ہوں کہ یہ شرک ہے) اور وہ شرک (خفی) یہ ہے کہ تم یوں کہو کہ مجھے اللہ نے دیا اور فلاں نے دیا اور ند (خدا کے فعل کو دوسرے کی طرف منسوب کرنا) یہ ہے کہ تم یوں کہو کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو مجھے فلاں شخص قتل کر دیتا[2]۔ اور معقل بن یسار سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ البتہ شرک تم میں چیونٹی کے پاؤں کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ شرک اس کے سوا کیا اور بھی کچھ ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کو بھی معبود بنائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ شرک چیونٹی کے

---

[1] یہ جملہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جو ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جب کہ مخاطب کو زور دار تنبیہ مقصود ہوتی ہے۔ اس کا ترجمہ ہے "تجھ پر تیری ماں روئے" اس سے غرض بددعا کرنا نہیں ہوتی نہ مخاطب کی تحقیر اور تذلیل "مترجم

[2] جب بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوتی تو ایک بزرگ نے اُن کو خواب میں دیکھا اور اُن سے پوچھا کہ فرمایئے کیا معاملہ ہوا۔ اُنھوں نے کہا کہ جب میں اپنے رب کے حضور میں پہنچا تو مجھ سے فرمایا کہ بایزید ہمارے لئے کیا تحفہ لائے۔ میں نے عرض کیا کہ ہر جگہ سب کچھ آپ ہی کا ہے بایزید تہی دست آپ کے حضور میں کیا چیز لا سکتا تھا۔ ہاں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ فرمایا الاَ لیلۃ اللبن یعنی مگر دودھ والی رات میں تو کیا تھا۔ اُنھوں نے بایزیدؒ سے اس کا مطلب پوچھا تو فرمایا کہ ایک رات میں نے دودھ پیا تھا، میرے پیٹ میں درد ہو گیا۔ تو ایک شخص نے پوچھا کہ درد کیوں ہوا تو میں نے کہا تھا کہ دودھ نے (تولید ریاح کر کے) درد پیدا کر دیا (حالانکہ درد کا خالق اللہ ہی تھا) اس کو شرک فرمایا گیا۔ یہی شرک خفی کی ایک مثال ہے "مترجم عفا اللہ الغفار عنہ

www.kitabghar.org

اخفیٰ من دبیب النمل الا ادلک علیٰ شیٔ اذا قلتہ ذہب عنک قلیلہ وکثیرہ قال قل اللّٰھم انی اعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم عن مجاہد قال قرأ عمر علی المنبر جنّات عدن فقال ایھا الناس ہل تدرون ما جنّات عدن قصر فی الجنۃ لہ عشرۃ الاف باب علی کل باب خمسۃ و عشرون الفا من الحور العین لا یدخلہ الا نبی او صدیق او شہید وروی نحو ذلک عن عبد اللّٰہ ابن عمر ورفعہ و عن ابی مسعود والحسن والضحاک وکعب الاحبار موقوفا علیھم واین شاہد عدل است برانچہ تقریر کردیم از تعریض، واللّٰہ اعلم۔ عن ابن عمر قال ذکر عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم طوبیٰ فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا ابا بکر ہل بلغک ما طوبیٰ قال اللّٰہ و رسولہ اعلم قال طوبیٰ شجرۃ فی الجنۃ لا یعلم طولھا الا اللّٰہ فیسیر الراکب تحت غصن من اغصانھا سبعین خریفا ورقھا الحلل یقع علیھا الطیر کامثال البخت قال ابوبکر ان ذلک الطیر ناعم فقال انعم منہ من اکلہ وانت منھم یا ابا بکر ان شاء اللّٰہ عن عمر بن الخطاب اذ قال وہو یطوف بالبیت اللّٰھم ان کنت کتبت علیّ شقوۃ او ذنبا فامحہ فانک تمحو ما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب فاجعلہ سعادۃ ومغفرۃ و عن السائب بن طلحان من اہل الشام وکان قد ادرک الصحابۃ قال لما دخل عمر رضی

پاؤں کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے۔ کیا میں تمھاری رہنمائی اُس چیز کی طرف نہ کروں کہ اگر تم وہ کہہ لیا کرو تو اُس کا قلیل اور کثیر سب تم میں سے جاتا رہے۔ فرمایا کہ یہ کہو اللّٰھم انی اعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے منبر پر جنّٰتُ عدنٍ پڑھا۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم جانتے ہو کہ جنّاتِ عدن کیا چیز ہے۔ یہ جنّت میں ایک محل ہے جس کے دس ہزار دروازے ہیں۔ ہر دروازے پر پچیس ہزار حورِ عین ہیں۔ اس میں نبی اور صدّیق اور شہید کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ اور اسی طرح کی روایت ہے عبد اللہ بن عمرؓ سے اور یہ حدیث مرفوع ہے اور ابی مسعود سے اور حسن سے اور ضحاک سے اور کعب الاحبار سے احادیث موقوفہ ہیں۔ اور یہ شاہد عدل ہیں اس پر جو ہم نے تقریر کی ہے کہ یہ تعریض ہے (ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف) واللہ اعلم۔ اور ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے طوبیٰ کا ذکر آگیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیا تم کو اس کی اطلاع ہے کہ طوبیٰ کیا ہے؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ اور رسولؐ ہی سب سے زیادہ باخبر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جنّت میں کہ جس کے طول کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک سوار اُس کی ایک شاخ کے نیچے ستّر سال تک چل سکتا ہے۔ اُس کے پتّے چادروں جیسے ہیں اُن شاخوں پر اتنے بڑے بڑے پرندے آکر بیٹھتے ہیں جو دراز گردن اونٹ کے برابر ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ پرند خوش ہیں (یا موٹے تازے ہیں) آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ خوش وہ ہوگا جو اُس کو کھائے گا۔ اور تو اُن ہی میں سے ہے اے ابوبکرؓ انشاء اللہ۔ مروی ہے عمرؓ ابن الخطاب سے کہ اُنھوں نے کہا جب کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ اے اللہ اگر آپ نے مجھ پر کوئی شقاوت یا گناہ لکھ رکھا ہے تو اُس کو مٹا دیجئے کیونکہ آپ جو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں باقی رکھتے ہیں اور آپ کے پاس اُمّ الکتاب ہے۔ تو اُس کو بدل کر سعادت اور مغفرت بنا دیجئے۔ اور سائب بن طلحان سے مروی ہے جو اہلِ شام میں سے تھے اور اُنھوں نے صحابہؓ کو پایا تھا جب عمر رضی

www.kitabghar.org

اللہ عنہ الشام حمد اللہ و اثنے علیہ و وعظ و ذکر و امر بالمعروف و نہی عن المنکر ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فینا خطیبا کقیامی فیکم فامر بتقوی اللہ و صلۃ الرحم و صلاح ذات البین و قال علیکم بالجماعۃ فان ید اللہ علی الجماعۃ و ان الشیطان مع الواحد و ہو من الاثنین ابعد لا یخلون رجل بامراۃ فان الشیطان ثالثہما و من ساءتہ سیئتہ و سرتہ حسنتہ فہو امارۃ المسلم المؤمن و امارۃ المنافق الذی لا تسوءہ سیئتہ و لا تسرہ حسنتہ ان عمل خیرا لم یرج من اللہ فی ذلک ثوابا و ان عمل شرا لم یخف من اللہ فی ذلک الشر عقوبۃ و اجملوا فی طلب الدنیا فان اللہ قد تکفل بارزاقکم و کل سیتم لہ عملہ الذی کان عاملا استعینوا اللہ علی اعمالکم فانہ یمحو ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ و علیہ السلام و رحمۃ اللہ السلام علیکم

عن الزہری قال کان عمر بن الخطاب شدیدا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانطلق یوما حتی دنا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہو یصلی فسمعہ و ہو یقرأ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب حتی بلغ الظالمون ۵

اللہ عنہ شام میں داخل ہوتے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور وعظ کہا اور نصیحت کی اور نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور بُرے کاموں سے روکا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے جیسا کہ میں تمھارے درمیان کھڑا ہوں تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کا اور باہمی روابط اچھے رکھنے کا اور فرمایا کہ تمھیں جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور شیطان تنہا شخص کے ساتھ ہوجاتا ہے اور دو سے دُور رہتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو شیطان اُن دونوں میں تیسرا بن جاتا ہے۔ اور جس شخص کو بُرا کام بُرا لگے اور نیک کام اچھا لگے تو یہ مسلمان مؤمن کی نشانی ہے۔ اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ اُس کو بُرا کام بُرا نہیں لگتا اور اچھا کام اچھا نہیں لگتا۔ اگر وہ کوئی نیک کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے اُس پر ثواب کی امید نہیں کرے گا اور اگر کوئی بُرا کام کرے گا تو اُس کو اللہ کا خوف نہ ہوگا کہ وہ اس بُرے کام پر اُس کو سزا دے گا۔ اور طلب دنیا میں اعتدال رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود تمھارے ارزاق کی کفالت کی ہے اور ہر ایک جس کام پر وہ کاربند رہا ہے عنقریب (موت کا حکم بھیجکر) اُس کو ختم کرا دیا جائے گا۔ تم اللہ سے اپنے اعمال پر مدد مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رہنے دیتا ہے اور اُس کے پاس ام الکتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمدؐ پر درود بھیجے اور آپ کی پیروی کرنے والوں پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ السلام علیکم۔ اور زُہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالفوں میں سے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگئے اور آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ آپ کی قراءت سُن رہے تھے۔ اور آپ یہ پڑھ رہے تھے وَمَا كُنتَ تَتْلُوا سے الظّٰلمونَ ۵ تک پہنچے (۲۹: ۴۸-۴۹)

اور آپ اس کتاب سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوتے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے کہ ایسی حالت میں یہ ناحق شناس لوگ

www.kitabghar.org

وسمعه و هو يقرأ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا الی قوله عِلْمُ الْكِتَابِ فانتظره حتی سلم فاسرع فی اثرہ فاسلم.

قال اللہ تعالیٰ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۝ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالیٰ تباین ظلمت کفر و نور ایمان باسالیب متنوعہ بیان مے فرماید از انجملہ میگوید صفت کلمۂ حق و دین اسلام کہ بحکم الٰہی از فوق سبع سموات

کچھ شبہہ نکلتے۔ بلکہ یہ کتاب خود بہت سی واضح دلیلیں ہیں اُن لوگوں کے ذہن میں جن کو علم عطا ہوا ہے۔ اور ہماری آیتوں سے بس ضدی لوگ انکار کئے جاتے ہیں" اور یہ سُنتے رہے۔ اور پھر آپ نے پڑھا وَيَقُولُ الَّذِينَ ... سے عِلْمُ الْكِتَابِ تک (۱۳: ۴۳) اور یہ کافر لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوّت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں۔" تو یہ آپ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ سلام پھیرا۔ پھر آپ کے (تشریف لے جانے کے بعد) آپ کے پیچھے تیزی سے پہنچے اور اسلام لے آئے۔

آیات سورۃ ابراہیم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ الخ (۱۴: ۲۴-۲۹) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمۂ طیبہ (توحید و ایمان) کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو اور اُس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں۔ وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسی) مثالیں لوگوں کے واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں اور گندے کلمہ کی (یعنی کلمۂ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اُکھاڑ لیا جائے اُس کو کچھ ثبات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکّی بات (یعنی کلمۂ طیبہ کی برکت) سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں (یعنی کافروں) کو (دین میں اور امتحان میں) بچلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے بجائے نعمتِ الٰہی کے کفر کیا اور جنھوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا۔ وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کفر کی ظلمت اور ایمان کے نور کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا چند اسلوبوں کے ساتھ بیان فرماتے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ حق اور دین اسلام کے کلمہ کی صفت یہ ہے کہ وہ بحکمِ الٰہی سات آسمانوں کے اوپر سے

مستصحب الہامات و تقریباتِ ملکوت در ارض نازل شد و آنجا شیوع تمام پیدا نمود و اکثر اقالیم صالحہ معتدلہ را در گرفت مانند صفتِ درختِ پاک نافع میوہ دار است کہ بیخش در زمین محکم است و شاخہاش بجانب آسمان سربالاکشیدہ و صفت کلمۂ ناپاک کہ عبارت از شرک و یہودیت و نصرانیت و مجوسیت محرّفہ مغیّرہ است بحکم الٰہی و وحی ربانی محکم الاساس نگشتہ و ملکوت در تائیدِ آن کوشش نہ نمودند بلکہ بسبب شبہات واہیہ ناشیہ از صدور بنی آدم و مساعی ایشان بحسبِ آن شبہات صورت گرفت و در اندک زمانے بعنایتِ الٰہی بہ بعثِ رُسل و اشاعتِ دینِ ایشان برہم خورد مانند درخت ناپاک غیر نافع کہ برکندہ شد از بالائی زمین بغیر آنکہ محتاج بکافتنِ زمین شوند و از زیر زمین آن بیخ را برآرند بعد از آن او سبحانہ بیان میفرماید حال جماعہ از رؤسائی مسلمین و ائمہ ایشان کہ بکلمۂ حق آخذ اند و بنصرتِ آن کمر بستہ اند و بردستِ ایشان اشاعتِ آن واقع شود و حال گروہی از رؤساءِ کفّار کہ در ترویج کلمۂ باطل سعی مینمایند و فرقۂ اولے را تثبیت بسببِ آن قول ثابت و آن کلمۂ حق اثبات میفرماید در حیاتِ دنیا بنصر و تائید و غلبہ بر سائر اُمم و در آخرت بہ نجات و رفع درجات و سابقیت در دخولِ جنّت و رؤساءِ کفّار را بمقابلۂ نعمتِ ایزدی بکفران و سَوق قومِ خویش بدارِ بوار مے نکوہد

مقارن الہامات ہوتا ہوا اور عالم ملکوت کی برکات کو لئے ہوئے (یعنی ملائکۂ ملاءِ اعلےٰ) زمین پر نازل ہوا اور یہاں پورے طور پر اس میں پھیلاؤ پیدا ہو گیا اور اکثر اقالیم کو جن (کے رہنے والوں) میں صلاحیت واعتدال تھا اپنی گرفت میں لے لیا۔ یہ ایک پاک میوے دار درخت کی مانند ہے کہ جس کی جڑ زمین میں گڑی ہوئی اور اُس کی شاخیں آسمان کی طرف سربلند کئے ہوتے ہوں۔ اور کلمۂ ناپاک کا درخت کہ مراد ہے شرک سے اور یہودیت اور نصرانیت و مجوسیت سے جن میں تحریف و تغیر واقع ہوئیں (اور یہ اُس صورت پر نہ رہے جس پر اُن کو انبیاءؑ لے کر آئے تھے) جو بحکم الٰہی و وحی ربانی مضبوط جڑ کا نہ رہا اور ملائکہ عالم ملکوت نے اُس کو مضبوط کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ بسبب اُن واہیات شبہات کے جو بنی آدم کے سینوں اور اُن کی مساعی سے اُبھرے تھے (جیسا عیسیٰ علیہ السلام کی ابنیت کا عقیدہ) ان ہی شبہات کے مطابق اُن مذاہب کی تشکیل ہو گئی اور یہ تھوڑے ہی زمانہ میں بعنایتِ الٰہی انبیاءؑ کی بعثت کے ذریعہ سے اُن کے لائے ہوئے دین کی اشاعت سے درہم برہم ہوئے۔ یہ اُس درخت ناپاک کی مانند ہے جو غیر نافع ہو (اور جس کی جڑ بھی مضبوط نہ ہو) جو کہ زمین کے اُوپر سے ہی اکھڑ پڑے بغیر اس کے کہ زمین کھود کر نیچے سے اُس کی جڑ کاٹنے کی ضرورت پڑے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ مسلمانوں کے محترم حضرات اور اُن کے پیشواؤں کا حال بیان فرماتے ہیں جو کہ کلمۂ حق کو پکڑنے والے اور اُس کی نصرت پر کمربستہ ہیں اور اُن کے ہاتھوں پر اس کی اشاعت بھی واقع ہوتی اور (اُن کے مقابلہ پر) رؤسا کفار کے ایک گروہ کا حال بیان فرماتے ہیں جو کہ کلمۂ باطل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ پہلی جماعت کا ثابت قدم رہنا اُس قولِ مضبوط اور کلمۂ حق کے سبب سے ہے اس کو ثابت فرماتے ہیں دُنیاوی حیات میں نصرت اور تائید الٰہی اور تمام اُمتوں پر اُن کو غلبہ حاصل ہو جانے سے اور (یہ ظاہر فرما رہے ہیں کہ) آخرت میں اُن کی نجات ہو گی اور درجات بلند ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور رؤسائے کفار کو بوجہ کفرانِ نعمتہائے خداوندی کے اور اس وجہ سے کہ اُنھوں نے قوم کو بربادی کے مقام یعنی جہنم میں ہنکا دیا بُرا کہہ رہے ہیں۔

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

فقیر میگوید این کلمہ الیست مجملہ چون مہاجرین
اوّلین بسبب اخذ بقول ثابت در دنیا و
آخرت سرآمد اہلِ نجات گشتند و ملّتِ حقہ
بسبب ایشان رواج کلّی یافت و ماتیانِ قریش
در مقابلِ ایشان گرفتار نکال و وبال گشتند
آن مجمل مفصّل گشت و آن معنے صورت گرفت
و فضیلت آن جمع کالشمس فی رابعۃ النہار
ہویدا گردید و ہو المقصود و باقی ماند آنکہ
حدیثِ صحیح تفسیر این آیت واقع شدہ
کہ مراد ازان تثبیت توفیق الٰہی است
کہ مؤمن را عطا میفرماید تا منکر ونکیر را
جواب درست گوید و آن با مبحث ما بتضاد
نمے آورد بلکہ بیانِ بعض انواع تثبیت
است کہ اہم انواع تواند بود مانند تفسیر
وَ اَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ برمی
حالانکہ دوانیدنِ اسپ و گردانیدنِ نیزہ
ہمہ در قوت داخل است ولیکن اینجا
فردِ اکمل را بمزید اہتمام تخصیص فرمودند
و عن عدی بن حاتم قال قال رسولُ
اللّٰہِ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ
اللّٰہَ قَلَّبَ العِبادَ ظہرًا و بطنًا
فکان خیرُ عبادہٖ العربُ و قَلَّبَ العربَ
ظہرًا و بطنًا فکان خیرَ العرب قریشًا
و ہی الشجرۃ المبارکۃ التی قال اللّٰہ فی کتابہٖ مَثَلُ
کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ یعنی القرآن کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ یعنے بہا
قریشًا اَصْلُہَا ثَابِتٌ یقول اصلہا کبیر وَفَرْعُہَا فِی
السَّمَآءِ یقول الشرف الذی شرفہم اللّٰہ بالاسلام
الذی ہداہم اللّٰہ لہ وجعلہم من اہلہ عن ابن عباس
قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کیف انتم

فقیر کہتا ہے کہ یہ ایک کلمۂ مجملہ ہے (یعنے اصولی بات ہے) جب مہاجرین اوّلین "قولِ ثابت" کو پکڑ لینے کی بنا پر سر دفترِ اہلِ نجات بن گئے اور ملّتِ حقّہ اُن کی مساعی کی وجہ سے خوب مروّج ہوگیا اور دشمنانِ قریش اُن کے مقابلہ پر عذاب اور وبال میں گرفتار ہوگئے تو یہ مجمل مفصّل بن گیا اور وہ حقیقت صورت میں نمایاں ہوگئی اور اُس جماعت کی فضیلت دوپہر کے سُورج کی طرح ہویدا ہوگئی اور وہی ہمارا مقصود ہے باقی رہا یہ کہ صحیح حدیث میں جو اس آیت کی تفسیر واقع ہوتی ہے کہ اس تثبیت سے مراد وہ توفیق الٰہی ہے جو مؤمن کو (قبر میں) عطا فرماتے ہیں تاکہ منکر ونکیر کو صحیح جواب دیدے اور یہ ہمارے مبحث کے ساتھ متضاد نہیں پڑتی۔ بلکہ یہ تثبیت کی بعض انواع کا بیان ہے جو کہ انواع میں اہم نوع ہو سکتی ہے۔ جیسے وَاَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ (۶۰:۸) "اور ان کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہوسکے تیاری کرو (قوتِ حربیہ کی) میں قُوَّۃ کی تفسیر کی گئی بِرَمِی (یعنے تیر اندازی) سے حالانکہ گھوڑا دوڑانا اور نیزہ گھمانا سب قوت میں داخل ہیں۔ لیکن اس جگہ (نوعِ قوت کے) ایک فردِ اکمل کی اہتمام زیادہ کرنے کے لئے تخصیص کردی۔ عدی ابن حاتم سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے ظاہر اور باطن کو پرکھا تو اس کے بندوں میں سب سے بہتر عرب ثابت ہوئے۔ اور عرب کے ظاہر اور باطن کو پرکھا تو عرب میں سب سے بہتر قریش ثابت ہوئے اور یہ وہی شجرۂ مبارکہ (یعنی بابرکت درخت) ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ (یعنے مثال کلمۂ پاکیزہ کی) یعنے قرآن کی کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ (مثل پاکیزہ درخت کے ہے) اس سے مراد لیا ہے قریش کو اَصْلُہَا ثَابِتٌ (جس کی جڑ مضبوط ہے) کہتے ہیں کہ اس کی جڑ بڑی ہے وَفَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ (اور اُس کی شاخیں آسمان میں ہیں) کہتے ہیں کہ (فرع سے مراد) وہ شرف ہے جس سے ان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام سے مشرّف کیا جس سے ان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور اُن کو اسلام کا اہل بنادیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تیرا اے عمرؓ

www.kitabghar.org

اذا انتھی بک الی الارض فحفر لک ثلثۃ اذرع و شبر فی ذراع و شبر ثم اتاک منکر و نکیر اسودان یجران اشعارھما کان اصواتھما الرعد القاصف وکان اعینھما البرق الخاطف یحفران الارض بانیابھما فاجلساک فزعا فتلتلاک و توھلاک قال یارسول اللہ وانا یومئذ علی ما انا علیہ قال نعم قال اکفیکھما باذن اللہ یارسول اللہ وروی نحو ذلک من حدیث عبد اللہ بن عمرو و ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمر الحدیث وعن عثمان ابن عفان قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ عند قبرہ وصاحبہ یدفن فقال استغفروا لاخیکم واسألوا لہ التثبیت فانہ الآن یسأل وعن عمر ابن الخطاب فی قولہ تعالی الم تر الی الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا قال ھما الافجران من قریش بنو المغیرۃ وبنو امیۃ فاما بنو المغیرۃ فکفیتموھم یوم بدر واما بنو امیۃ فمتعوا الی حین وعن ابن عباس انہ قال لعمر یا امیر المؤمنین ھذہ الآیۃ الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا قال ھما الافجران من قریش اخوالی و اعمامک فاما اخوالی فاستاصلھم اللہ یوم بدر و اما

جب کہ تجھے زمین میں اُتارا جائے گا اور تیرے لئے تین ہاتھ گہرا گڑھا کھودا جائے گا اور ایک ہاتھ میں سے بالشت بھر گہرا اور بالشت بھر چوڑا (یعنے لحد) [۱] پھر تیرے پاس منکر اور نکیر آئیں گے دونوں سیاہ رنگ ہوں گے (اتنے لمبے بال ہوں گے) کہ وہ اپنے بالوں کو کھینچتے ہوئے آئیں گے۔ اُن کی آواز گرجتے ہوئے رعد جیسی ہوگی، اُن کی آنکھیں چمکتی ہوتی بجلی کی طرح ہوں گی۔ وہ اپنے دانتوں سے زمین کھود ڈالیں گے، پھر تجھے گھبرا کر بٹھا دیں گے اور تجھے جھنجھوڑیں گے اور خوفزدہ بنادیں گے۔ عمرؓ نے کہا یارسول اللہؐ اور میں اُس دن اسی حال پر ہوں گا جس پر اَب ہوں (یعنے عقل وشعور موجود ہوگا) آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہؐ پھر تو میں اللہ نے چاہا تو اُن سے نمٹ لوں گا۔ اور اسی طرح کا مضمون روایت کیا گیا ہے عبداللہ بن عمروؓ اور ابی ہریرہؓ کی حدیث میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ سے فرمایا الخ۔ اور عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنازے سے گزرے اُس کی قبر کے نزدیک اور صاحب قبر دفن کیا جارہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو کیونکہ اس سے ابھی پوچھا جائے گا۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے ارشادِ خداوندی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ (۱۴: ۲۸)

کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا" کے متعلق فرمایا کہ قریش میں کے دو بدکردار خاندان تھے بنو المغیرہ اور بنو اُمیّہ۔ بنو مغیرہ تو یوم بدر میں تمہارے ہاتھوں کے ذریعہ سے ختم کردیئے گئے۔ رہے بنو اُمیّہ تو وہ خاص وقت تک متمتع رہیں گے۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اس آیت اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا میں کس طرف اشارہ ہے؟ فرمایا قریش کے دو بدکردار قبیلوں کی طرف۔ میری ننھیال اور تمہارے چچاؤں کا خاندان۔ تو میری ننھیال کی تو اللہ تعالےٰ نے بیخ کنی بدر کے دن کردی۔ رہے

---

[۱] یہ کلام محاورے کے طور پر ہے۔ قبر کی گہرائی اور لحد کی پیمائش بتانا مقصود نہیں ہے غرض صرف یہ ہے کہ انسان کا زمین میں اتنا قلیل حصہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ہندی کے محاورے میں "ابی دو گز جاتے اور دس گز کپڑا۔ بس وہی اپنا باقی سب جھگڑا"۔ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

أَعْمَالَكُمْ فَأَمْلَى اللّٰهُ لَهُمْ إِلَى حِين
عن عمر بن الخطاب انه قال اللّٰهم
اغفر لی ظلمی و کفری قال قائل
یا امیر المؤمنین ہذا الظلم فما بال الکفر
قال إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ۔
قال اللّٰه تعالیٰ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا
الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ فقیر گوید
خدایتعالیٰ وعدہ فرمودہ است کہ قرآن
را از تغیر وتبدیل ونسیان محفوظ
دارد و معنے حفظِ الٰہی آنست کہ سببے
پیدا فرماید کہ در خارج حفظ قرآن منوط
بآن سبب گردد در خارج اول سبب
برائے حفظ آن سعی مشائخ ثلثہ بود کہ
دران باب مساعی جمیلہ بکار بردند و
تمام ایام خلافت خویش در ہمان اہتمام
صرف نمودند تا این مجموع بین الدفتین
مضبوط شد و ہمہ عالم بران متفق گشت چنانکہ
نقل متواتر شاہد است بران از ینجا معلوم گردید
کہ وعدۂ حفظ بروست ایشان بانجاز رسید و
آن یکے از خصال خلافت راشدہ است عن
الحسن البصری قال قال علی بن ابی طالب
فینا واللّٰه اہل بدر نزلت وَنَزَعْنَا مَا
فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ
مُّتَقَابِلِينَ ۝ وعن کثیر النواء قال قلت
لابی جعفر ان فلانا حدثنی عن علی بن الحسین
ان ہذہ الآیۃ نزلت فی ابی بکر و
عمر وعلی وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم

تمہارے اعمال تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو خاص وقت تک کے لئے ڈھیل دیدی ہے۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے دعا کی کہ اے اللہ میرا ظلم اور کفر بخش دے۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ یہ ظلم تو سمجھ میں آتا ہے مگر کفر کا کیا موقع ہے۔ آپ نے جواب دیا اِنَّ الْاِنْسَانَ الخ (۱۴: ۳۴) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکرا ہے۔

آیات سورۃ الحجر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الخ (۱۵: ۹) ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ قرآن کو تغیر اور تبدل اور نسیان[1] سے محفوظ رکھے گا۔ اور حفاظتِ الٰہی کے یہ معنے ہیں کہ وہ کوئی سبب پیدا فرمائے کہ خارج میں حفاظتِ قرآن اُس سبب پر موقوف ہو جائے۔ اور خارج میں حفاظتِ قرآن کا پہلا سبب ہر سہ مشائخ (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) کی کوشش تھی۔ کہ اس بارے میں اُنھوں نے قابلِ قدر کوششیں کیں اور اپنی خلافت کے تمام ایام اسی کے اہتمام میں بسر کر دیئے یہاں تک کہ یہ مجموعہ دو گتّوں کے درمیان منضبط ہو گیا اور تمام عالم اس پر متفق ہو گیا۔ جیسا کہ متواتر طور پر منقول ہونا اس کا شاہد ہے۔ یہاں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حفاظت کا وعدۂ خداوندی اُن کے ہاتھوں پر پورا ہوا اور یہ خلافتِ راشدہ کی خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے۔ حسن بصریؒ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ واللہ ہم اہلِ بدر کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَنَزَعْنَا الخ (۱۵: ۴۷) اور اُن کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم نے وہ سب دور کر دیا کہ سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔" اور کثیر النواء سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابوجعفر سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ علی بن الحسین سے یہ روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ کے متعلق وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم

[1] نسیان سے حفاظت کا مطلب ہے کہ اللہ کی طرف سے جو کلام رسولؐ پر نازل ہوگا اُس کا کوئی حصہ وہ نہ بھولیں گے اس کا وعدہ کیا گیا ہے اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (۷۵: ۱۷) یعنی ہمارے ذمہ ہے آپ کے سینہ میں اس کا جمع کرنا اور پڑھوا دینا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

مِّنْ غِلٍّ قال واللہ انہا لفیہم اُنزلت وفیمن تنزل الا فیہم قلت و ای غل ہو قال غل الجاہلیۃ ان بنی تیم و بنی عدی و بنی ہاشم کان بینہم فی الجاہلیۃ فلما اسلم ہؤلاء القوم تحابوا فاخذت ابابکر الخاصرۃ فجعل علی یسخن یدہ فیکمد بہا خاصرۃ ابی بکر فنزلت ہذہ الآیۃ وروی من طرق کثیرۃ عن علی انہ قال لابن طلحۃ انی ارجو ان اکون انا و ابوک من الذین قال اللہ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِہِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ فقال رجل من ہمدان اللہ اعدل من ذلک فصاح علی علیہ صیحۃ تداعی لہا القصر وقال فمن اذا ان لم نکن نحن اولئک وعن علی قال انی لارجو ان اکون انا و عثمن و الزبیر و طلحۃ ممن قال اللہ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِہِمْ مِّنْ غِلٍّ وعن عمر بن الخطاب فی قولہ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ قال السبع الطوال وروی ذلک ایضا عن ابن عمر و ابن عباس ومجاہد وسفیان وغیرہم وتوجیہ فی قول الضحاک المثانی القرآن یذکر اللہ القصۃ الواحدۃ مرارًا۔

مِّنْ غِلٍّ تو انھوں نے (یعنے ابوجعفر امام محمد باقرؒ) نے کہا خدا کی قسم یہ یقیناً ان ہی کے بارے میں ہے اور دیگران کے اور کس کے بارے میں نازل ہوتی۔ میں نے کہا اور وہ کینہ کونسا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت کا کینہ بنی تیم اور بنی عدی اور بنی ہاشم کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں موجود تھا۔ جب یہ قوم اسلام لے آئی تو سب ایک دوسرے کے دوست بن گئے۔ ایک مرتبہ ابوبکرؓ کے پہلو میں درد ہوا تو علیؓ نے اپنے ہاتھ کو گرم کرکے اُن کی کوکھ کو سینکنا شروع کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔[1] اور کئی طریقوں سے مروی ہے حضرت علیؓ سے کہ انھوں نے طلحہؓ کے بیٹے سے کہا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ میں اور تیرا باپ (طلحہؓ) ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِہِمْ الخ تو ہمدان کے ایک شخص نے کہا اللہ اس سے زیادہ عادل ہے (اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ اُن میں سے نہیں ہیں) تو حضرت علیؓ نے اس کو اتنے زور سے ڈانٹا کہ پورا قصر گونج گیا اور فرمایا پھر وہ لوگ کون ہیں اگر وہ ہم نہیں ہیں۔ اور علیؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں اللہ سے پوری امید رکھتا ہوں کہ میں اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِہِمْ الخ۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے ارشاد وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ الخ کے متعلق (۱۵: ۸۷) اور ہم نے آپ کو دیں سات مکرر (مضمون) والی کہ یہ سات (شروع کی) طوال (سورتیں) ہیں۔ اور نیز یہی مروی ہے ابنِ عمرؓ سے اور ابن عباسؓ اور مجاہدؒ و سفیانؒ وغیرہم سے۔ اور قولِ ضحاک میں مثانی قرآن کی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ حق تعالےٰ ایک ہی قصہ کو (مختلف اسالیب کے ساتھ) بار بار ذکر فرماتے ہیں۔

آیات سورۃ النحل

قال اللہ تعالےٰ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

حق تعالےٰ نے فرمایا اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ (۱۶: ۲۲-۳۲)

تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے دل (معقول بات سے) منکر ہو رہے ہیں اور وہ

[1] حضرت ابوبکرؓ بنی تیم میں سے تھے اور حضرت علیؓ بنی ہاشم میں سے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

مُسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَاجَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا
يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ۝ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ
كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ
الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا
سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ
الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ
وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَشْعُرُوْنَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ
وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ
تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ
عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ
ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ
مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَ
قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ
قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ
هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ
الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ
كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝
الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

(قبول حق سے) تکبر کرتے ہیں (اور) ضروری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سب کے احوال پوشیدہ وظاہر جانتے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ اور جب اُن سے کہاجاتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں۔ نتیجہ اس (کہنے کا) یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اور جن کو یہ لوگ بے علمی سے گمراہ کر رہے تھے اُن کے گناہوں کا بھی کچھ بوجھ اپنے اُوپر اُٹھانا پڑے گا۔ خوب یاد رکھو کہ جس گناہ کو یہ اپنے اُوپر لاد رہے ہیں وہ بُرا بوجھ ہے۔ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اُنھوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں سو اللہ تعالیٰ نے اُن کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر اُوپر سے اُن پر چھت آپڑی (ہو) اور (علاوہ ناکامی کے) اُن پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ اُن کو خیال بھی نہ تھا۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن کو رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے شریک جن کے بارے میں تم لڑا جھگڑا کرتے تھے (وہ اب) کہاں ہیں۔ جاننے والے کہیں گے کہ آج پوری رسوائی اور عذاب کافروں پر ہے جن کی جان فرشتوں نے حالتِ کفر پر قبض کی تھی (یعنی آخر وقت تک کافر رہے) پھر کافر لوگ صلح کا پیغام ڈالیں گے کہ ہم تو کوئی بُرا کام نہ کرتے تھے۔ کیوں نہیں بیشک اللہ تعالیٰ کو تمھارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔ سو جہنم کے دروازوں میں (سے جہنم میں) داخل ہوجاؤ (اور) اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہو۔ غرض تکبر کرنے والوں کا وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ اور جو لوگ شرک سے بچتے ہیں اُن سے کہا جاتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑی خیر نازل فرمائی ہے۔ جن لوگوں نے نیک کام کئے ہیں اُن کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور عالمِ آخرت تو اور زیادہ بہتر ہے اور واقعی وہ شرک سے بچنے والوں کا اچھا گھر ہے۔ وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ داخل ہوں گے ان باغوں کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جس چیز کو اُن کا جی چاہے گا وہاں اُن کو ملے گی (بلکہ) اسی طرح کا عوض اللہ تعالیٰ سب شرک سے بچنے والوں کو دے گا جن کی رُوح فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ

www.kitabghar.org

طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥

فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالیٰ تباین مراتب کفر و ایمان بیان میکند در قال و حال و مآل آن یک فریق را وصف میفرماید کہ قرآن را اساطیر الاولین گفتند و تشبیہ میدہد باقوام انبیاء ماضین علیہم السلام کہ بسبب کفر بانواع عقوبات مبتلا شدند و خزی آخرت اثبات مینماید و آن مخاطبات عنیفہ کہ در وقت قبض ارواح از ملائکہ شنوند ذکر میفرماید و آن فریق دیگر را می ستاید کہ درحق قرآن اَنْزَلَ اللّٰہُ خَیْرًا گفتند و ایشان را حسنہ دنیا کہ عبارت از نصر و غلبہ بر امم عالم است و خلافت و تسلط بر ہمہ و حسنہ آخرت کہ عبارت از ثواب عظیم و جنات عدن است اثبات می کند و مخاطبات لطف کہ در وقت قبض ارواح از ملائکہ شنوند ذکر میفرماید۔

باز فقیر گوید عفی عنہ این سورہ مکیہ است درحال کشاکش مہاجرین اولین باکفار قریش و مخاصمہ با ایشان و مجادلہ و متناولہ ہمراہ ایشان نازل شد پس حکایت این اقوال و احوال تعریض ظاہر است بجماعتے کہ درآن وقت بمجادلہ کفار و مخاصمہ ایشان مشہور بودند وہو المقصود۔

قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّہُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ٥

وہ (شرک سے) پاک ہوتے ہیں وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جاؤ اپنے اعمال کے سبب۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کفر و ایمان کے مراتب کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا بیان فرمارہے ہیں قال میں اور حال میں اور مآل (انجام) میں۔ اُس ایک فریق کا وصف بیان فرماتے ہیں کہ اُنھوں نے قرآن کو اساطیر الاولین (گزرے ہوئے لوگوں کی کہانیاں) کہا اور اُن کو تشبیہ دیتے ہیں اُن انبیاء سابقین کی قوموں کے ساتھ جو کہ کفر کی وجہ سے طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوئے تھے۔ اور آخرت کی رسوائی اُن کے لئے ثابت فرماتے ہیں اور وہ سخت و درشت کلام جو قبض ارواح کے وقت وہ فرشتوں سے سُنتے ہیں اُس کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور اُس دوسرے فریق کی مدح کررہے ہیں جنھوں نے قرآن کے حق میں انزل اللہ خیرا کہا یعنی اللہ تعالیٰ نے بڑی خیر نازل فرمائی ہے۔ اور اُن کے لئے دنیا کی حسنہ جس سے مراد ہے (اللہ تعالیٰ کی) مدد اور دنیا کی قوموں پر غلبہ اور سب پر تسلّط اور خلافت؛ اور آخرت کی حسنہ جس سے مراد ہے ثواب عظیم اور جناتِ عدن؛ ثابت فرمارہے ہیں۔ اور جو لطف و عنایت کے کلمات قبض ارواح کے وقت یہ حضرات ملائکہ سے سُنتے ہیں اُن کا بیان فرماتے ہیں۔

پھر فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ سورت جب کہ مہاجرین اولین کی کشاکش کفار قریش کے ساتھ جاری تھی اور اُن کے ساتھ دشمنی اور جھگڑوں اور کھینچا تانی کا حال چل رہا تھا مکہ میں نازل ہوئی تو صاف سمجھا جاسکتا ہے کہ ان اقوال و احوال کی حکایت کا روئے سخن کس طرف ہے۔ ظاہر ہے کہ اُسی جماعت کی طرف ہے جو اُس وقت کفار کے ساتھ مجادلہ اور مخاصمہ کے وقت موجود تھی۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا الخ (۱۶: ۴۱-۴۲)

اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم اُن کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے کاش ان (کافروں) کو (بھی) خبر ہوتی۔ وہ ایسے ہیں جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

www.kitabghar.org

فقیر گوید عفی عنہ خدا یتعالیٰ میفرماید آنانکہ ہجرت کردند در راہِ خدا بطلب مرضاۃِ او بعد ازانکہ مظلوم شدند البتہ جائی خواہیم داد ایشان را بدنیا درحالتِ حسنہ کہ عبارت از غلبہ بر سائر اُمم است و بدست آوردن غنائم کثیرہ و بودن بفراغِ خاطر ہرجاکہ خواہند ہر آئینہ اجر آخرت بزرگتر است اگر میدانستند بکشادگیِ پیشانی میکردند آنرا فقیر گوید این آیت نص است در وعدِ مہاجرین بحسنۂ دنیا و اجر آخرت بعد ازان گویا بچشم دیدیم کہ جماعہ را از مہاجرین حسنۂ دنیا بہم آمد و یقین کردیم کہ این جماعہ در آخرت اجر عظیم خواہند یافت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حدیثِ مستفیض تعیین اسماء آنجماعہ نمودند وہو الصادق المصدوق فیما قال وہو المُبیّن بکلام الملکِ المتعال عن عمر بن الخطاب رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ من تواضع لی ہٰکذا واشار بباطن کفہ الی الارض وادناہا من الارض رفعتہ ہٰکذا واشار بباطن کفہ الی السماء ورفعہا نحو السماء و عن عمر انہ قال علی المنبر یا ایہا الناس تواضعوا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تواضع للہ رفعہ اللہ وقال انتعش رفعک اللہ فہو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وقصعہ اللہ وقال اخسأ خفضک اللہ فہو فی اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لہو اہون علیہم من کلب او خنزیر عن عمر بن الخطاب انہ کان اذا اعطی الرجل من المہاجرین عطاءہ یقول خذ بارک اللہ لک ھذا

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کی رضا کی طلب میں بعد مظلوم ہونے کے ہجرت کی ہم اُن کو دنیا میں جگہ دیں گے جہاں بھی وہ چاہیں گے حالتِ حسنہ میں رہیں گے کہ جس کا مطلب ہے تمام اقوام پر غلبہ اور بکثرت غنیمتوں کا حاصل ہونا اور اطمینانِ قلب کے ساتھ رہنا۔ اور یہ یقینی ہے کہ آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے۔ اگر یہ کفار باخبر ہوتے تو کشادہ پیشانی سے اُس کے گرویدہ بن جاتے۔ پھر یہ فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت نص ہے مہاجرین کے ساتھ دنیا میں وعدۂ حسنہ کے بارے میں اور اجر آخرت کے بارے میں۔ اس کے بعد گویا ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ مہاجرین کی اس جماعت کو حسنۂ دنیا مل گیا اور ہم نے یقین کر لیا کہ یہ جماعت آخرت میں بھی اجرِ عظیم پائے گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مستفیض میں اس جماعت کے ناموں کا تعین بھی فرما دیا اور آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سچ ہے اور آپ کا صدق واجب التسلیم ہے اور آپ خدائے ملکِ متعال کے کلام کی وضاحت فرمانے والے ہیں۔ اور مروی ہے عمر بن الخطاب سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے اس طرح میرے سامنے عاجزی کی اور آپ نے اپنی ہتھیلی سے زمین کی طرف اشارہ کیا یہاں تک اُس کو زمین سے قریب کر دیا میں اس کو اس طرح بلند کر دوں گا اور آپ نے اپنی ہتھیلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اس کو آسمان کی طرف اونچا کیا۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے منبر پر فرمایا کہ اے لوگو عاجزی اختیار کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے سر جھکایا اللہ اس کو سربلند کرے گا اور کہے گا کہ اُٹھ اللہ تعالیٰ نے تجھے بلند مرتبہ کر دیا تو وہ اپنے خیال میں چھوٹا اور حقیر اور لوگوں کی نگاہوں میں صاحب عظمت ہو جائے گا۔ اور جس نے تکبر کیا اللہ اُس کو ذلیل کر دے گا اور فرمائے گا کہ دور ہو تجھے اللہ نے پست کر دیا تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جائیگا اور اپنے خیال میں بڑے مرتبہ والا یہاں تک کہ لوگ اُس کو کتے یا سؤر سے بھی کم مرتبہ سمجھیں گے۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ جب وہ مہاجرین میں سے کسی کو وظیفہ دیا کرتے تھے تو فرمایا کرتے "لو اللہ تم کو برکت دے۔ یہ وہ ہے جس کا تم سے دنیا میں دینے کا

ما وعدک اللہ فی الدنیا و ما ذُخر
لک فی الآخرة افضلُ ثم قرأ
ہذہ الآیة لَنُبَوِّئَنَّہُمْ فی الدُّنیا
حَسَنَةً ط وَ لَاَجْرُ الآخِرَةِ اَکْبَرُ مۘ لَوْ
کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ٥ عن عمر انّہ سالہم
عن ہذہ الآیة اَوْ یَأْخُذَہُمْ عَلٰی
تَخَوُّفٍ[1] فقالوا ما نرٰی الا عند
تنقّص ما یردہ من الآیات فقال
عمر ما اریٰ الا انّہ علی ما تنقّصون
من معاصی اللہ فخرج رجل ممّن
کان عند عمر فلقی اعرابیًا فقال
یا فلان ما فعل ربک قال قد
تخیّفتہ یعنی انتقصتہ فرجع
الی عمر فأخبرہ فقال قد رأیتہ
ذالک فقیر گوید این تفسیر ملازم
کلمہ است معنی تخوّف آنست کہ
معاقَب پیش از وقوع عقوبت قرائن
عقوبت بیند و ازان اندیشہ تمام
بر دال او مستولی گردد چون عبید
عاصی بعد رسیدن وعید خدا تعالیٰ
عصیان میکند اندیشہ عقوبت بخاطرش
میگزرد پیش از رسیدنِ عقوبت
عن عمر بن الخطاب قال قال
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اربعٌ قبلَ الظہر بعدَ الزوال تُحسب
بمثلہن من صلوٰة السحر قال رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس
من شیئ الا و ہو یُسبّح اللہ
تلک الساعةَ ثم قرأ یَتَفَیَّأُ ظِلٰلُہٗ
یتحول ۱۲

اللہ تم نے وعدہ کیا تھا اور جو تمھارے لئے اللہ نے آخرت میں ذخیرہ کر رکھا ہے وہ تو بہت افضل ہے پھر یہ آیت پڑھتے لَنُبَوِّئَنَّہُمْ فِی الدُّنْیَا الخ (۱۶: ۴۱) ہم اُن کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑھا ہوا ہے کاش ان (کافروں) کو (بھی) خبر ہوتی۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے لوگوں سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا اَوْ یَأْخُذَہُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ (۱۶: ۴۷) یا اُن کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے۔ (کہ آپ لوگ تخوّف کا کیا مطلب سمجھتے ہیں) اُنھوں نے کہا کہ ہماری سمجھ میں تو صرف یہ آتا ہے کہ (تخوّف سے مراد وہ حالت ہے) جو (عذاب کی) نشانیوں کے وارد ہونے کے وقت کمی (اضمحلال) کی پیدا ہوتی ہے۔ پھر عمرؓ نے فرمایا کہ میں تو صرف یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب اللہ کی نافرمانی کے ارتکاب کے بعد تم (عذاب کے خوف سے) گھٹتے ہو۔ پھر جو لوگ عمرؓ کی مجلس میں تھے اُن میں سے ایک شخص نکل کر باہر آیا اور ایک اعرابی سے ملا اور اُس سے کہا تیرے رب نے کیا معاملہ کیا تو اُس نے جواب دیا قَدْ تَخَیَّفْتُہٗ یعنی اِنْتَقَصْتُہٗ (اس خوف سے گھبرا ہوا کیا ہوگا) وہ شخص پھر عمرؓ کے پاس واپس آیا اور آپ کو یہ قصہ سُنایا۔ فرمایا کہ میں نے یہی سمجھا تھا۔ فقیر کہتا ہے کہ اس تفسیر کے ساتھ ایک بات لگی ہوئی ہے (اس کو سمجھ لیا جائے) تخوّف کے معنے یہ ہیں کہ جس کو سزا دی جانے والی ہے وہ سزا کے واقع ہونے سے پہلے سزا کے قرائن دیکھ لیتا ہے اور اُن کے پیش نظر ایک اندیشہ اس کے دل پر غالب آجاتا ہے۔ جب بندہ نافرمان حق تعالیٰ کی وعید پہنچ جانے کے بعد گناہ کرتا ہے تو اُس عذاب کے پہنچنے سے عذاب کا اندیشہ اس کے دل پر گزرتا ہے۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار (رکعت) ہیں ظہر سے پہلے زوال کے بعد۔ ان ہی کے مقابل سحر (یعنی آخر شب) میں (چار رکعت پڑھ لینا فضیلت رکھتی ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شے ایسی نہیں جو اس ساعت میں اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو، پھر آپؐ نے اس پوری آیت کو پڑھا یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ الخ (۱۶: ۴۸) کیا ان لوگوں نے اللہ کی اُن پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا

[1] تخوف یعنی نقصان در اموال وابدان ومیوہ ہا ۱۲

www.kitabghar.org

عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ الآیہ کلہا عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ اَحَدُہُمَآ اَبْکَمُ فی رجلین عثمان بن عفان و مولے لہ کافر و ہو اُسَید بن ابی العیص کان یکرہ الاسلامَ وکان عثمانُ ینفق علیہ و یکفلہ و یکفیہ المؤنۃ و کان الآخر ینہاہ عن الصدقۃ والمعروف فنزلت فیہما عن سلیم بن عمر قال صَحِبتُ حفصۃ زوج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وہی خارجۃ من مکۃ الی المدینۃ فاُخبِرَتْ انّ عثمٰن قد قُتِل فرجعت و قالت ارجعوا بی فو الذی نفسی بیدہ انہا للقریۃ التی قال اللّٰہ قَرْیَۃً کَانَتْ آمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً الیٰ آخر الآیۃ عن ابی بصیرۃ قال قرأتُ ہذہ الآیۃ فی سورۃ النحل وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ہٰذَا حَلٰلٌ وَّ ہٰذَا حَرَامٌ الیٰ آخر الآیۃ فلم ازل اخاف الفتیا الیٰ یومی ہذا عن ابن مسعود قال عسیٰ رجلٌ ان یقولَ انّ اللّٰہ امر بکذا و نہٰی عن کذا فیقولُ اللّٰہ عزّ و جلّ کذبتَ او یقولَ انّ اللّٰہ حرّم کذا و احلّ کذا فیقول اللّٰہ لہ کذبتَ۔ قال اللّٰہ تعالیٰ

جن کے سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طور پر جھکتے جاتے ہیں کہ (بالکل) خدا کے (حکم کے) تابع ہیں اور وہ چیزیں بھی عاجز ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ یہ آیت وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ الخ (۱۶: ۷۶) اللہ تعالےٰ ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں کہ دو شخص ہیں جن میں کا ایک تو گونگا (بھی) ہے الخ دو شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی، عثمانؓ بن عفان اور دوسرا اُن کا غلام جو کافر تھا اور وہ اُسید بن ابی العیص تھا۔ یہ اسلام سے کراہت کرتا تھا اور عثمانؓ اس پر خرچ کیا کرتے تھے اور اس کی کفالت کرتے اور اس کا بار برداشت کرتے تھے اور ایک دوسرا شخص تھا جو اُن کو صدقہ اور نیک کام سے روکتا تھا ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ سلیم بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں حفصہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور وہ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکل چکی تھیں کہ ان کو خبر دی گئی کہ عثمانؓ قتل کر دیئے گئے وہ یہ سُنکر واپس ہو گئیں اور فرمایا کہ مجھے واپس لے چلو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی وہ قریہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قَرْیَۃً کَانَتْ آخر آیت تک (۱۶: ۱۱۲) اللہ تعالےٰ ایک بستی والوں کی حالتِ عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے الخ۔ مروی ہے ابی بصیرہ سے انھوں نے کہا کہ میں نے یہ آیت سورۂ نحل میں پڑھی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ الخ (۱۶: ۱۱۶) اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعوٰی ہے ان کی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے۔ آخر آیت تک، میں اُس وقت سے آج کے دن تک فتوٰی دینے سے ڈرتا ہوں۔ مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ ایسا ہو گا کہ کوئی شخص کہے گا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کام کا حکم دیا اور اس کام سے منع کیا۔ اس پر اللہ عزّ و جلّ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا یا یہ کہے گا کہ اللہ نے ایسا کرنا حرام کیا ہے اور ایسا کرنا حلال کیا ہے اِس پر حق تعالےٰ اُس سے فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ بولا۔

آیات سورۃ بنی اسرائیل

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا

www.kitabghar.org

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا ۝ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ إِنْ يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِنْ يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝

فقیر گوید عفی عنہ مؤمنین اوّلین کفار را ہدف لعن وطعن می ساختند وازین جہت فتنہ دوبالا می شد وعداوتہا مستحکم میگشت ودر اسلام توقف بسیارے بظہور می آمد خدا یتعالےٰ این آیت نازل فرمود وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ الخ بگو بندگانِ مرا کہ بگویند آن کلمہ کہ نیک تر است وبحلم نزدیک تر وبمصلحت دعوت آیندہ تر ہر آئینہ شیطان تحریک مینماید درمیانِ ایشان یعنی تہیج غضب میکند ہر آئینہ شیطان دشمن ظاہر است آدمی را آن کلمہ کہ نیکتر است اینست رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ پروردگار شما داناتر است باحوالِ شما اگر خواہد ببخشاید بر شما واگر خواہد عقوبت کند شمارا ونفرستادیم ترا بر ایشان گماشتہ باز فقیر میگوید کہ سورۂ بنی اسرائیل از قدیم آنچہ در مکہ نازل شدہ است پس مراد بکلمۂ عِبَادِي نیستند مگر جماعتی از سابق مؤمنین مہاجرین کہ بمذاکرۂ کفار مشہور بودند وباعُصاۃِ قریش جدال میکردند ودر کلمۂ عِبَادِي اضافت تشریف محلی دارد عظیم از لطف ورحمت واختصاص پس این بزرگواران متصف اند باین اختصاص ولطف وہو المقصود

أخرج أبو يعلى وابن عساكر عن أم هانئ قالت دخل عليّ النبي صلى الله عليه وسلم بغلس وأنا على فراشي فقال شعرت أني نمت الليلة في المسجد الحرام فأتاني جبرئيل

وَقُلْ لِعِبَادِي الخ (۱۷: ۵۳-۵۴) اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو۔ شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرمادے یا وہ اگر چاہے تم کو عذاب دینے لگے اور ہم نے آپ کو اُن کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ کفار کو مؤمنین اوّلین (یعنی جو لوگ شروع میں اسلام لائے تھے) لعن وطعن کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے فتنہ برابر بڑھتا جارہا تھا اور عداوتیں مستحکم ہوتی جارہی تھیں اور اسلام میں بہت توقف واقع ہو رہا تھا۔ حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن الخ یعنی کہہ دو میرے بندوں سے کہ ایسی گفتگو کریں جو زیادہ اچھی اور بُردباری سے نزدیک تر ہو، دعوت کی مصلحت میں کام آنے والی ہو حقیقۃً شیطان اُن کے درمیان تحریک کررہا ہے یعنی غصہ بھڑکا رہا ہے۔ یقیناً شیطان آدمی کا کُھلا ہوا دشمن ہے۔ اور وہ گفتگو جو زیادہ اچھی ہے یہ ہے رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ تمہارا پروردگار تمہارے حالات کو سب سے زیادہ جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر بخشش کردے، اگر چاہے عذاب کرے اور ہم نے آپ کو اُن پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل اُن ابتدائی سورتوں میں سے ہے جو مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اس لئے کلمہ عِبَادِي سے سوائے مؤمنین سابقین مہاجرین کے اور کوئی مراد نہیں ہو سکتا جو کفار کے ساتھ مذاکرات میں مشہور تھے اور قریش کے بدکردار لوگوں سے جھگڑتے رہتے تھے اور کلمۂ عِبَادِي (یعنی میرے بندے) میں اضافتِ تشریف لطف ورحمت اور اختصاص کا عظیم مقام رکھتی ہے۔ تو یہ بزرگ حضرات اس خصوصیتِ لطف کے ساتھ متصف ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ آخذ کیا ابو یعلےٰ اور ابن عساکر نے، روایت ہے اُمّ ہانی سے اُنھوں نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے یہاں اندھیرے سے تشریف لائے اور میں اپنے فرش پر تھی اور فرمایا کہ تمھیں پتہ ہے کہ میں آج رات مسجد الحرام میں سو گیا تو میرے پاس جبرائیل آئے

فذہبَ بی الٰی باب المسجدِ فاذا دابۃٌ ابیضُ فوقَ الحمارِ و دُونَ البغلِ مضطربَ الاُذنین فرکبتہٗ فکانَ یضع حافرہ مدَّ بصرِہ اذا اَخذ بی فی ہُبوطٍ طالت یَداہُ و قَصرت رِجلاہ و اذا اَخذ بیْ فی صعود طالَتْ رِجلاہ وقصرتْ یَداہ و جبرئیلُ لایَفُوْتنی حتّٰی انتہَیْنا الٰی بیتِ المقدّس فاَوْثقتُہٗ بالحلقۃِ التی کانَتِ الاَنبیاءُ تُوثِق بہا فنُشِرَ لیْ رہطٌ من الاَنبیاء۔ منہم ابراہیمُ و موسٰی و عیسٰی فصلّیتُ بہم و کلّمتُہم و اُتیتُ بِاَنائین اَحمرُ و ابیضُ فشربتُ الاَبیضَ و قال لی جبرئیلُ شربتَ اللبنَ و ترکتَ الخمرَ لو شربتَ الخمرَ لارتدّتْ اُمتُک ثم رکبتُہٗ فاَتیتُ المسجدَ الحرام فصلّیتُ بہٖ الغداۃَ فتعلّقتُ بردائہٖ وقلتُ (قولہ ام ہانیؓ ۱۲) اَنشُدُک اللّٰہ یا ابنَ عمّ ان تحدِّثَ بہٰذا قریشًا فیکذِّبُک من صدَّقک فضربَ بیدہ علٰی ردائہٖ فانتزعہ من یدی فارتفعَ عن بَطنِہٖ فنظرتُ الٰی عُکنہٖ فوقَ ازارہ کانّہا طیّ القراطیس و اذا نورٌ ساطع عندَ فؤادہ کاد یختطف بصری فخررتُ ساجدۃً فلما رفعتُ راسی اذا ہو قد خرج فقلتُ لجاریتی

اور وہ مجھے مسجد کے دروازے کی طرف لے گئے۔ دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک سفید رنگ کا جانور موجود ہے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا اُس کے دونوں کان لمبے چھریرے تھے تو میں اُس پر سوار ہوگیا (اس نے اس قدر تیز چلنا شروع کیا کہ) جہاں اُس کی نظر ٹھہرتی تھی وہیں اپنا پاؤں رکھتا تھا اور جب مجھے لیکر ایسی جگہ پہنچتا تھا جہاں اُتار ہوتا تھا تو اُس کے دونوں ہاتھ (یعنے اگلے پاؤں) لمبے ہوجاتے تھے اور پچھلی ٹانگیں چھوٹی ہوجاتی تھیں اور جب وہ مجھے لے جاتا تھا جہاں چڑھائی ہوتی تھی تو اُس کے دونوں پاؤں (یعنی پچھلی ٹانگیں) لمبی ہوجاتی تھیں اور دونوں ہاتھ چھوٹے ہوجاتے تھے اور جبرئیل نے مجھے تنہا نہیں چھوڑا (ساتھ ساتھ رہے) یہاں تک کہ ہم بیت المقدس پہنچے۔ تو میں نے اُس کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاءؑ باندھتے رہے ہیں[1]۔ اس کے بعد مجھ سے انبیاءؑ کی جماعت نے ملاقات کی جو میرے لئے بھیجے گئے تھے۔ اُن میں ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ تھے میں نے اُن کو نماز پڑھائی اور اُن سے گفتگو کی اور میرے پاس دو برتن لائے گئے سُرخ اور سفید۔ میں نے سفید کو لے کر پیا اور مجھ سے جبرئیلؑ نے کہا کہ آپؐ نے دودھ پیا اور شراب کو چھوڑ دیا اگر تم شراب پی لیتے تو تمھاری تمام اُمت دین سے پھر جاتی۔ پھر میں اُس پر سوار ہوا اور مسجد الحرام میں آگیا۔ میں نے آکر صبح کی نماز پڑھی۔ (اُمّ ہانیؓ کہتی ہیں کہ) میں نے آپؐ کی چادر پکڑ لی اور کہا کہ میں تمھیں قسم دیتی ہوں اللہ تعالیٰ کی اے چچا کے بیٹے جو تم قریش سے یہ سرگزشت بیان کرو تو جو لوگ آپؐ کی تصدیق کر چکے ہیں اب وہ آپ کو جھٹلائیں گے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ چادر پر مار کر میرے ہاتھ میں سے اُس کو چھوڑا لیا اس میں وہ آپؐ کے پیٹ کے اُوپر سے ہٹ گئی میری نظر آپؐ کے پیٹ کے شکنوں پر پڑی جو کہ آپؐ کی لنگی سے اُوپر تھیں گویا کاغذ طے کئے ہوئے تھے (یعنی بہت حسین تھیں) اور دیکھتی ہوں کہ آپؐ کے قلب کے اُوپر اس قدر نور کی شعاعیں چمک رہی تھیں کہ قریب تھا کہ میری بینائی جاتی رہے تو میں سجدے میں گر پڑی جب میں نے سر اُٹھایا تو آپؐ جا چکے تھے تو میں نے اپنی لونڈی سے کہا

[1] دوسرے انبیاءؑ کو بھی معراج ہوئی اور اسی طرح ان کے پاس بھی براق آیا اور وہ بھی اس مقدس جگہ میں اپنے براق پر سوار ہو کر پہنچے اور اسی حلقہ سے اس کو باندھا ۱۲ مترجم

ويحك اتبعه فانظر ما ذا يقول وماذا
يقال له فلما رجعت اخبرتني انه اتى
الى نفر من قريش فيهم المطعم بن
عدی و عمرو بن هشام والوليد بن
المغيرة فقال انی صليت الليلة العشاء
فی هذا المسجد و صليت به الغداة و
اتيت فيما بين ذلک بيت المقدس فنشر
لی رهط من الانبياء فيهم ابراهيم
و موسی و عيسی فصليت بهم و كلمتهم
فقال عمرو بن هشام كالمستهزئ صفهم لی
فقال اما عيسی ففوق الربعة ودون
الطويل عريض الصدر ظاهر الدم
جعد الشعر تعلوه صهبة كانه عروة
ابن مسعود الثقفی و اما موسی فضخم آدم
طوال كانه من رجال شنوءة كثير الشعر
غائر العينين متراكب الاسنان مقلص
الشفة خارج اللثة عابس و اما
ابراهيم فوالله لاشبه الناس بی خلقا وخلقا
فضجوا و عظموا ذاك فقال المطعم كل
امرك قبل اليوم كان اَمَماً غير قولك
اليوم انا اشهد انک كاذب نحن نضرب
اكباد الابل الى بيت المقدس مصعدا
شهرا و منحدرا شهرا تزعم انک اتيته
فی ليلة واللات والعزى لا اصدقك
فقال ابو بكر يا مطعم بئس ما قلت
لابن اخيك جبهته وكذبته انا
اشهد انه صادق فقالوا يا محمد صف
لنا بيت المقدس قال دخلته ليلا
وخرجت منه ليلا فاتاه جبرئيل فصوره

اری اُن کے پیچھے جا۔ اور دیکھ کر آ کہ وہ لوگوں سے کیا کہہ رہے ہیں اور اُن سے کیا کہا جا رہا ہے۔ جب وہ میرے پاس واپس آئی تو اس نے مجھے خبر دی کہ آپؐ قریش کی ایک پارٹی کے پاس پہنچے جن میں مُطعم ابن عدی اور عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور ولید بن مغیرہ تھے اور آپؐ نے فرمایا کہ میں نے رات عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور وہیں صبح کی نماز پڑھی اور ان کے درمیانی وقت میں میں بیت المقدس پہنچا۔ مجھ سے ملنے کے لئے انبیاءؑ کی ایک جماعت بھیجی گئی جن میں ابراہیمؑ اور موسٰیؑ اور عیسٰیؑ تھے۔ میں نے اُن کو نماز پڑھائی اور اُن سے گفتگو کی۔ یہ سُن کر عمرو بن ہشام نے مسخراپن کے انداز میں کہا کہ اُن کا حُلیہ مجھے بتاؤ۔ آپؐ نے فرمایا کہ عیسٰی علیہ السلام میانہ قد سے کچھ نکلے ہوئے تھے اور لمبے قد سے کم، چوڑا سینہ، خون کی سُرخی جلد پر ظاہر تھی، بل کھائے بال، چہرے پر سُرخی و سفیدی عیاں، گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ رہے موسٰی علیہ السلام تو وہ بھاری بدن گندمی رنگ لمبے قد کے تھے گویا کہ وہ (قبیلہ) شنوءہ کے مَردوں میں سے ہیں۔ بہت بالوں والے، آنکھیں اندر کو، دانت ایک دوسرے سے ملے ہوئے، ہونٹ سمٹے ہوئے، جبڑا اُبھرا ہوا، غصہ والے۔ رہے ابراہیم علیہ السلام تو وہ واللہ باعتبار صورت اور باعتبار سیرت سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ تھے۔ تو یہ لوگ سُن کر بہت تنگدل ہوئے اور انھوں نے اس کو بہت بڑی بات قرار دیا۔ اس کے بعد مُطعم نے کہا کہ آج سے پہلے تیری باتیں ہلکی تھیں بجز آج کے قول کے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے۔ ہم لوگ اونٹوں پر سفر کر کے بیت المقدس پہنچتے ہیں تو جاتے ہوئے ایک مہینہ لگتا ہے اور آتے ہوئے ایک مہینہ لگتا ہے تو دعوٰی کر رہا ہے کہ ایک رات کے اندر ہی ہو آیا۔ قسم ہے لات اور عزّٰی کی میں تیری تصدیق نہیں کروں گا۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا اے مُطعم! تو نے اپنے چچا کے بیٹے سے بڑی بدتمیزی کی گفتگو کی اور اُن کی تکذیب کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سچے ہیں۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ اچھا ہم سے بیت المقدس کا نقشہ بیان کرو۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں رات میں گیا اور رات میں ہی واپس آگیا۔ اب آپؐ کے پاس جبرئیلؑ پہنچ گئے اور اپنے بازو پر انھوں نے بیت المقدس

www.kitabghar.org

فی جناحہ فجعل یقول بابٌ منہ کذا فی
موضع کذا و بابٌ منہ کذا فی موضع کذا
و ابوبکر یقولُ صَدَقْتَ فقال رسول اللّٰہ
صلی اللہ علیہ وسلم یومئذٍ یا ابابکرٍ
انّ اللّٰہَ قد سمّاک الصّدیقَ قالوا یا
محمد اَخبِرْنا عن عِیْرِنا فقال اتیتُ علی
عِیرِ بنی فلان بالرَّوحا قد اضلّوا ناقۃً
لہم فانطلقوا فی طلبہا فانتہیتُ
الی رِحالہم لیس بہا منہم اَحدٌ و
اذا قدح مآءٍ فشربتُ منہ ثم
انتہیتُ الی عِیرِ بنی فلان فنفرتْ
منّی الابلُ و برک منہا جملٌ احمر
علیہ جُوالق مخطط ببیاضٍ لا ادری
اَکُسر البعیر ام لا ثم انتہیتُ الی
عیر بنی فلان فی التنعیم یقدمہا
جمل اَوْرَق وہا ہی ھذہ تطلع علیکم
من الثنیّۃ فقال الولید بن
المغیرۃ ساحرٌ فانطلقوا فنظروا
فوجدوا کما قال فرموہ بالسحر و
قالوا صدق الولیدُ فانزل اللّٰہ
وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ
اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ و فی روایۃ
اخریٰ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم لجبریل انّ قومی لا یصدقونی
قال یُصدّقک ابوبکر و ھو الصدّیق
و عن عُمَر قال لما اُسری برسول اللّٰہ
صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰی مالکاً خازن
النّار فاذا رجلٌ عابسٌ یُعرف الغضب
فی وجہہ و عن عُبید بن آدم ان عمر بن الخطاب کان بالجابیۃ فذکر

کی صورت آپ کے سامنے کر دی تو آپ نے فرمانا شروع کر دیا کہ اُس کا ایک دروازہ ایسا ہے جو فلاں مقام پر ہے اور ایک دروازہ ایسا ہے جو فلاں جگہ ہے اور ابوبکرؓ کہتے جاتے تھے کہ آپ نے سچ کہا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس دن فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا۔ پھر اُنھوں نے کہا کہ اے محمدؐ اچھا اور کوئی بات بتاؤ۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بنی فلاں کے قافلہ پر روحاء میں گزرا اُن کی ایک اونٹنی گم ہوگئی تھی وہ اُس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ پھر میں اُن کے کجاووں تک پہنچا اُن میں بھی اُن لوگوں میں سے کوئی نہ تھا۔ وہاں ایک پیالہ مجھے پانی سے بھرا ہوا ملا تو میں نے اُس میں سے پیا۔ پھر میں بنی فلاں کے قافلہ پر پہنچا تو مجھ سے اُونٹ ڈر کر بھاگے اور ایک اونٹ سُرخ رنگ کا گر پڑا اس پر ایسا شلیتہ تھا جس پر سفید دھاریاں تھیں میں نہیں جانتا کہ اُونٹ کی ہڈیاں ٹوٹیں یا نہیں۔ پھر میں بنی فلاں کے قافلے کے پاس تنعیم میں پہنچا اُس کے آگے گندمی رنگ کا اُونٹ چل رہا تھا اور وہ قافلہ یہی ہے جو ابھی ثنیہ کی جانب سے تم پر ظاہر ہونے والا ہے اس پر ولید بن المغیرہ نے کہا کہ یہ جادوگر ہے تو یہ (تلاش کے لئے) چل دیے۔ تو جیسا آپ نے فرمایا انھوں نے ویسا ہی پایا تو پھر ان لوگوں نے آپ پر سحر کی تہمت لگائی اور کہنے لگے کہ ولید نے سچ کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الخ (۱۷: ۶۰) اور ہم نے جو منظر آپ کو (شب معراج میں) دکھلایا تھا اس کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے کہا کہ میری قوم کے لوگ میری تصدیق نہ کریں گے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکرؓ کرے گا اور وہ صدیق ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لے جایا گیا تو آپ نے مالک کو دیکھا جو جہنم کا خازن ہے تو آپ نے دیکھا کہ وہ ترش رو شخص ہے جس کے چہرے سے غصہ پہچانا جاتا ہے۔ اور عبید بن آدم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جابیہ میں تھے تو آپ نے بیت المقدس کی

www.kitabghar.org

فتح بیت المقدس فقال لکعب این ترٰی ان اصلی قال خلف الصخرۃ قال لا ولکن اصلی حیث صلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتقدم الی القبلۃ فصلی ۔ و عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ اُسری بی رأیت علی العرش مکتوبًا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذو النورین ۔ و عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت لیلۃ اُسری بی فی العرش فرندۃ خضراء فیہا مکتوب بنور ابیض لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق ۔ و عن انس قال قال رسول اللہ صلعم لما عُرج بی رأیت علی ساق العرش مکتوبًا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ۔ و عن ابی ہریرۃ قال لما رجع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ اُسری بہ فکان بذی طُوٰی قال یا جبرئیل ان قومی لا یصدقونی قال یصدقک ابوبکر و ہو الصدیق ۔ و اخرج الحاکم عن عائشۃ قالت لما اُسری بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصٰی اصبح یحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کانوا آمنوا بہ و صدقوہ و سعوا بذلک الی ابی بکر قالوا ہل لک فی صاحبک یزعم انہ اُسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال او قال ذلک قالوا نعم

فتح کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کعب سے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے (وہاں پہنچ کر) مجھے کہاں نماز پڑھنی چاہیے۔ کعب نے کہا کہ صخرہ کے پیچھے۔ تو عمرؓ نے کہا نہیں، لیکن میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو قبلہ کی طرف آگے بڑھے پھر نماز پڑھی۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں مجھ کو (آسمان پر) لیجایا گیا میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ الخ (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کا رسول ہے ابوبکرؓ صدیق ہے، عمرؓ فاروق ہے، عثمانؓ ذوالنورین ہے) ابو درداء روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس رات میں مجھے عرش پر لے جایا گیا میں نے ایک سبز جوہر دیکھا جس پر سفید نور سے لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق۔ اور انسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کا رسول ہے، میں نے اس کو مدد پہنچائی علیؓ سے) اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس رات میں جس میں آپؐ کو سیر کرائی گئی تھی جب واپسی میں مقام ذی طوی پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ میری قوم کے لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ آپؐ کی تصدیق ابوبکرؓ کرے گا اور وہ صدیق ہے۔ اور اخذ کیا حاکم نے، عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ کی طرف لیجایا گیا تو صبح کو لوگوں نے اس کا چرچا شروع کیا تو بہت سے ایسے لوگ بھی (دین سے) پھرنے لگے تھے جو آپؐ پر ایمان لے آئے اور آپؐ کی تصدیق کر چکے تھے اور یہ لوگ اس خبر کو لے کر ابوبکرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہنے لگے کہ کیا تمھیں اپنے صاحب کی بھی خبر ہے وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ان کو آج رات بیت المقدس لیجایا گیا تو ابوبکرؓ نے کہا کیا انھوں نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں

www.kitabghar.org

قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا فتصدقہ انہ ذھب اللیلۃ الی بیت المقدس و جاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ بما ھو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذلک سمی ابو بکر الصدیق و عن زید بن اسلم قال کان للعباس بن عبد المطلب دار الی جنب مسجد المدینۃ فقال لہ عمر بعنیھا واراد عمر ان یزیدھا فی المسجد فابی العباس ان یبیعھا ایاہ فقال عمر فھبھا لی فابی فقال عمر فوسعھا انت فی المسجد فابی فقال عمر لا بد من احدھن فابی علیہ قال فخذ بینی و بینک رجلا فاخذ ابی بن کعب فاختصما الیہ فقال ابی لعمر ما اری ان تخرجہ من دارہ حتی ترضیہ فقال لہ عمر ارایت قضائک ھذا فی کتاب اللہ وجدتہ ام سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابی بل سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر و ما ذاک فقال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سلیمان بن داؤد لما بنی بیت المقدس جعل کلما بنی حائطا اصبح منھدما فاوحی اللہ الیہ ان لا تبن فی حق رجل حتی ترضیہ فترکہ عمر فوسعھا العباس

تو ابو بکرؓ نے کہا کہ اگر اُنھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تم اُن کی اس (خلافِ قیاس) بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات میں بیت المقدس پہنچ گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگئے۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ میں تو اُن کی اُس بات کی بھی پوری تصدیق کرتا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے، میں اُن کی اُن آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں جو وہ صبح اور شام میں دیتے ہیں۔ اسی بناء پر اُن کا نام ابو بکر صدیق ہوگیا۔ اور زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عباسؓ بن عبد المطلب کا مکان مسجدِ نبوی کے پہلو میں تھا۔ عمرؓ نے اُن سے کہا کہ یہ مکان میرے ہاتھ فروخت کردو اور عمرؓ نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اس سے مسجد میں اضافہ کردیں گے تو عباسؓ نے اُن کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کردیا۔ پھر عمرؓ نے کہا تو مجھے ہبہ کردو۔ اس سے بھی اُنھوں نے انکار کردیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تو پھر تم خود ہی اس کو شامل کرکے مسجد کو وسیع کردو۔ اُنھوں نے اس سے بھی انکار کردیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ان میں سے کوئی ایک بات تو ماننی ہی پڑے گی تو پھر بھی انکار ہی کیا۔ عمرؓ نے کہا تو میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم بنالو؛ تو اُبیؓ بن کعب طے ہوگئے۔ اب دونوں یہ جھگڑا لے کر اُن کے پاس پہنچے۔ تو اُبیؓ نے عمرؓ سے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ ان کو ان کے گھر سے نکالنے کا اختیار رکھتے ہیں جب تک ان کو راضی نہ کرلیں۔ تو عمرؓ نے اُبیؓ سے کہا کہ کیا تم نے اپنا یہ فیصلہ کتاب اللہ میں پایا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنّت (یعنی قول یا فعل) میں پایا؟ تو اُبیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں۔ عمرؓ نے کہا وہ کیا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جب سلیمانؑ بن داؤدؑ نے بیت المقدس بنانا شروع کیا تو یہ ہونے لگا کہ جب کوئی دیوار بناتے تو صبح کو منہدم ملتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ ان اینٹوں میں فلاں آدمی کا حق ہے پہلے اس کو راضی کرو۔ یہ سُنکر عمرؓ نے عباسؓ کو چھوڑ دیا۔ پھر[1] عباسؓ نے اس کے بعد

[1] حضرت عباسؓ اور حضرت عمرؓ میں یہ جھگڑا اصولی تھا حضرت عمرؓ کا یہ خیال تھا کہ بضرورتِ شرعی یا یوں کہئے کہ سرکاری ضرورت کے لئے خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی کو اس کی ملکیت سے دستبردار ہونے پر مجبور کرسکتا ہے اور حضرت عباسؓ اس حق کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ پھر جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوگیا کہ یہ حق نہیں ہے اور اس

www.kitabghar.org

بعدَ ذٰلک فی المسجدِ وَرُوِیَ نحو من ذٰلک عن سعیدِ بن المسیّب و ابن عباسؓ و سالم ابی النضر وَ عن کعبٍ قال اوحی اللہُ الٰی داوٗد ابنِ لی بیتَ المقدس فعارضہ بیتًا لہٗ فاوحیَ اللہُ الیہِ یا داوٗدُ امرتُک ان تبنیَ بیتًا لی فعارضتہ بیتًا لک لیس لک ان تبنیَہ قال یاربِّ ففی عَقِبی قالَ عقِبک فلما وُلّی سلیمانُ اوحی اللہُ الیہ ان ابنِ بیت المقدس فبناہ فلمّا دَخلہ خرَّ ساجدًا شکرًا للہِ قال یاربِّ مَنْ دَخلہ من خائفٍ فاٰمِنْہُ اومن داعٍ فاستجب لہٗ اومستغفرٍ فاغفرلہٗ فاوحی اللہُ الیہ انّی قد خصصتُ لاٰلِ داوٗدَ الدّعاءَ فذبحَ اربعۃَ اٰلافِ بقرۃٍ وسبعۃَ اٰلافِ شاۃٍ و صَنَعَ طعامًا ودعا بنی اسرائیل الیہ وَ فی روایۃِ رافعِ بن عُمیر ثم اَخذ فی بناءِ المسجدِ فلمّا تمّ السورُ سقط ثلٰثًا فشکٰی ذٰلک الی اللہ فاوحی اللہُ الیہ انک لا تصلحُ ان تبنیَ لی بیتًا قال ولِمَ یاربِّ قال لما جرٰی علٰی یدیک من الدّماءِ قال یاربِّ اولم یکن ذٰلک فی ہواک و محبتک قال بلٰی ولٰکنّہم عبادی و انا ارحمہم فشقّ ذٰلک علیہ فاوحی اللہُ الیہ لا تحزنْ فانّی ساقضی بناءہ علٰی یدی ابنک سلیمان فلما مات داوٗد

اس مکان کو اس مسجد میں شامل کرکے اس کو وسیع کیا۔ اور اسی طرح روایت کیا گیا ہے سعید بن المسیّب اور ابن عباسؓ اور سالمؒ ابی النضر سے۔ اور کعبؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے داوٗدؑ کے پاس وحی بھیجی کہ میرے لئے ایک مقدّس گھر بناؤ۔ تو انھوں نے اُس کے مقابلہ پر (یعنی اُس کے ساتھ) اپنا گھر (بھی) بنانا شروع کردیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ میں نے تجھے حکم دیا کہ میرے لئے گھر بنا تو نے اُس کے مقابلہ پر اپنا گھر بنانا شروع کردیا۔ اب تجھے اجازت نہیں کہ اس کو بنائے۔ انھوں نے دُعا کی کہ اے پروردگار پھر میری اولاد میں سے کسی سے بنوالیجئے۔ فرمایا کہ ہاں تیری اولاد میں (یہ کام مقدر کردیا گیا)۔ پھر جب سلیمانؑ والیٔ ملک ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ بیت المقدّس بناؤ تو اُنھوں نے اُس کو بنوایا۔ پھر جب اُس میں داخل ہوئے تو اللہ کے شکر کے لئے سجدے میں گر گئے اور دُعا کی کہ یا اللہ جو خوف زدہ شخص اس میں داخل ہو تو اُس کو امن دیدیجئے یا کوئی یہاں دعا کرے تو اُس کو قبول کرلیجئے یا کوئی مغفرت چاہے تو اُس کی مغفرت کردیجئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے آلِ داوٗدؑ کے لئے دُعا کی تخصیص کردی ہے۔ کعبؓ نے کہا کہ پھر اُنھوں نے چار ہزار گائے اور سات ہزار بکریاں ذبح کرائیں اور کھانا بنوایا اور بنی اسرائیل کو دعوت دی۔ اور رافع بن عمیر کی روایت میں یہ ہے کہ پھر (داوٗدؑ نے) مسجد کی تعمیر شروع کردی۔ جب دیوار پوری ہوگئی تو گر پڑی ایسا تین مرتبہ ہوا تو داوٗدؑ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کی تو اللہ تعالےٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ تم میں یہ صلاحیت نہیں کہ میرے لئے گھر بناؤ۔ داوٗدؑ نے سوال کیا کہ یارب ایسا کیوں ہے۔ فرمایا اس لئے کہ تیرے ہاتھوں سے خون بہے ہیں۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ یارب کیا وہ سب آپ کی اطاعت و محبّت میں نہیں ہوا۔ فرمایا کہ ہاں لیکن وہ بھی میرے ہی بندے تھے اور میں اُن پر بھی رحم کرتا ہوں۔ یہ بات داوٗدؑ پر شاق گزری تو اُن پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تو غم نہ کر میں اس کے بنانے کا کام تیرے بیٹے سلیمانؑ کے ہاتھوں سے لینے والا ہوں۔ تو جب داوٗد علیہ السلام کا انتقال ہوگیا تو حضرت

www.kitabghar.org

اخذ سلیمانُ فی بنائہ فلما تمّ قرّب القرابینَ و ذبحَ الذبائحَ وجمع بنی اسرائیلَ فاوحی اللّٰہُ الیہ قد اریٰ سرورکَ ببنیان بیتی فسلنی اعطِک قال اسألکَ ثلٰثَ خصالٍ حکماً یصادف حکمکَ و ملکاً لاینبغی لاحدٍ من بعدی و مَن اتیٰ ھٰذا البیتَ لایرید الاّ الصلوٰۃَ فیہ خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امّہ قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَمّا الاثنین فقد اُعطیھما و اَنا اَرجو اَن یکون قد اُعطی الثالثۃ۔ اخرج الترمذی عن عمر بن الخطاب انّہ لبسَ ثوباً جدیداً فقال الحمدُ للّٰہ الذی کسانی ما اُواری بہٖ عورتی و اَتجمّلُ بہٖ فی حیوٰتی ثم قال سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقولُ من لبس ثوباً جدیداً فقال الحمدُ للّٰہ الذی کسانی ما اُواری بہٖ عورتی واتجمّل بہٖ فی حیوٰتی ثمّ عمد الی الثوب الذی اَخلقَ فتصدّق بہٖ کان فی کنفِ اللّٰہ و فی حفظ اللّٰہ و فی ستر اللّٰہ حیّاً و میتاً قالھا ثلٰثاً عن عطاء بن السائب قال اخبرنی غیر واحدٍ انّ قاضیاً من قضاۃِ الشام اتی عمرَ فقالَ یا امیرَ المؤمنین رأیتُ رؤیا افزعتنی قال وما رأیتَ قال رأیتُ الشمسَ و القمرَ یقتتلان والنجومَ معھما نصفین قال فمع ایّھما کنتَ قال مع القمر علی الشمس فقال عمر وجعلنا

سلیمانؑ نے اس کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ جب پورا ہوگیا تو بہت قربانیاں کیں اور بہت جانور ذبح کئے اور بنی اسرائیل کو جمع کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ میرا گھر بنانے سے جو تو خوشی منا رہا ہے میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ تو مجھ سے سوال کر میں تجھے دوں گا۔ سلیمانؑ نے عرض کیا کہ میں آپ سے تین باتیں مانگتا ہوں۔ ایسا حکم جو آپ کے حکم سے موافقت رکھے (یعنی میرا کوئی حکم آپ کی رضا کے خلاف نہ ہو) اور ایسی بادشاہی جو میرے بعد کسی کو میسّر نہ ہو اور جو شخص اس گھر میں آئے اور سوائے اس میں نماز پڑھنے کے اُس کا اور کوئی ارادہ نہ ہو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جس طرح اُس دن تھا جب اس کی ماں نے اُس کو جنا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں تو اُن کو عطا کر دی گئیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تیسری بھی منظور ہو چکی ہے۔ آخذ کیا ترمذی نے، مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ کہا الحمد للہ الذی الخ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے لباس پہنایا جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور اس سے اپنی زندگی میں باجمال بنتا ہوں۔" پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے جس نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا الحمد للہ الذی کسانی ما اُواری بہٖ عورتی واتجمّل بہٖ فی حیوٰتی پھر اپنے پرانے کپڑے اُٹھا کر صدقہ میں دیدے وہ اللہ تعالیٰ کی امان اور اللہ کی حفاظت میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی چادر میں رہے گا زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ اور عطاء بن السائب سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ مجھے کئی آدمیوں سے یہ خبر پہنچی کہ شام کے قاضیوں میں سے ایک قاضی عمرؓ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ! میں نے ایک خواب دیکھا جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ آپ نے کہا کیا دیکھا۔ کہا کہ میں نے سورج اور چاند کو آپس میں قتال کرتے دیکھا اور اُن دونوں کے ساتھ ستارے بھی ہیں آدھے ایک کے ساتھ اور آدھے دوسرے کے ساتھ۔ عمرؓ نے کہا کہ تو اُن دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا؟ اُس نے کہا کہ میں چاند کے ساتھ تھا سورج کے مقابلہ پر۔ تو عمرؓ نے کہا وَجَعَلْنَا

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً فانطلق فواللہ لاتعمل لی عملاً ابدا قال عطاء فبلغنی انہ قُتل مع معاویۃ یوم صفین عن ابن عباسؓ قال انہ لما کان من امر ھذا الرجل ماکان یعنی عثمان قلت لعلیؓ اعتزل فلو کنت فی جحر طلبت حتی تستخرج فعصانی وایم اللہ لیتأمرن علیکم معاویۃ و ذلک ان اللہ یقول وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ۰ وعن عمر قال لا تلطموا وجوہ الدواب فان کل شیئ یسبح بحمدہ وعن میمون بن مہران قال اتی ابوبکر الصدیق بغراب وافر الجناحین فجعل ینشر جناحہ ویقول ما صید من صید ولا عضدت من شجرۃ الا بما ضیعت من التسبیح وروی نحوہ عن الزہری قال اتی ابوبکر الصدیق بغراب الحدیث عن ابن عباس قال لما نزلت تبت یدا ابی لہب جاءت امرأۃ ابی لہب فقال ابوبکر یارسول اللہ لو تنحیت عنہا فانہا امرأۃ بذیۃ قال یحال بینی وبینہا فلم ترہ فقالت یا ابابکر ہجانا صاحبک قال واللہ ما ینطق الشعر ولا یقولہ فقالت انک لمصدق فاندفعت راجعۃ فقال ابوبکر یا رسول اللہ ما رأتک قال

اللَّيْلَ الخ (۱۷: ۱۲) اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو تو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا" بس جاؤ واللہ اب تم کبھی ہماری طرف سے کسی عہدہ پر مامور نہ ہوگے۔ عطاء نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ معاویہ کا ساتھ دیتا ہوا یوم صفین میں قتل ہوگیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ جب اس شخص کے معاملہ میں جو ہونا تھا ہوا یعنی عثمانؓ کے تو میں نے علیؓ سے کہا کہ تم الگ رہنا۔ اگر تم کسی سوراخ میں بھی (چھپے ہوئے) ہوگے تو ڈھونڈ لئے جاؤگے اور تم کو نکال لیا جائے گا، مگر انھوں نے میری بات نہ مانی۔ اور خدا کی قسم تم پر معاویہؓ ضرور امیر بنے گا۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ الخ (۱۷: ۳۳) اور جو شخص ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے سو اس کے قتل کے بارے میں حد (شرع) سے تجاوز نہ کرنا چاہیے وہ شخص طرفداری کے قابل ہے۔ اور مروی ہے عمرؓ سے فرمایا کہ چوپاؤں کے منہ پر تھپڑ نہ مارو کیونکہ ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ اور میمون ابن مہران سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس ایک کوّا لایا گیا جس کے دونوں بازو بندھے ہوئے تھے تو آپ اس کے بازو کھولنے لگے اور کہتے تھے کہ جو شکار پکڑ لیا جاتا ہے اور درخت کاٹا جاتا ہے اس کی تسبیح ضائع ہو جاتی ہے۔ اور روایت کی گئی اسی طرح زہریؒ سے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس ایک کوّا لایا گیا، آخر حدیث تک۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ جب تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ نازل ہوئی تو ابولہب کی عورت آئی۔ ابوبکرؓ نے (اس کو آتے ہوئے دیکھ کر) کہا کہ یا رسول اللہ اگر آپ اس سے چھپ جائیں تو اچھا ہو کیونکہ یہ بڑی بدزبان عورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان حجاب ہو جائے گا، وہ نہیں دیکھ سکے گی۔ اب اس نے آکر کہا اے ابوبکرؓ تیرے ساتھی نے ہماری ہجو کہی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ واللہ وہ کبھی شعر نہیں پڑھتے اور نہ کبھی کہتے ہیں۔ یہ سنکر اس نے کہا کہ تو بیشک سچا مانا گیا ہے یہ کہہ کر وہاں سے لوٹ گئی۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس نے آپ کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا

www.kitabghar.org

كان بيني و بينها ملك يسترني بجناحه
حتى ذهبت و روى نحو ذلك عن
اسماء بنت ابي بكر الصديق عن ابي بكر
الصديق و عن ابن عمر ان النبي صلى
الله عليه وسلم قال رأيت ولد الحكم بن
ابي العاص على المنابر كانهم القردة و
انزل الله في ذلك وما جعلنا الرؤيا
التي اريناك الا فتنة للناس و
الشجرة الملعونة يعني الحكم و ولده
و روى قريب من ذلك عن سهل بن
سعد و يعلى بن مرة و الحسين بن
علي و سعيد بن المسيب و عائشة عن
عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله
عليه وسلم في قوله اقم الصلوة لدلوك
الشمس قال لزوال الشمس عن قتادة
في قوله رب ادخلني مدخل صدق الآية
اخرجه الله من مكة مخرج صدق و
ادخله المدينة مدخل صدق قال
و علم نبي الله صلى الله عليه وسلم
انه لا طاقة له بهذا الامر الا بسلطان
فسأل سلطانا نصيرا لكتاب الله و
حدوده و فرائضه و لاقامة كتاب
الله فان السلطان عزة من
الله جعلها بين اظهر عباده لولا
ذلك لاغار بعضهم على بعض و اكل
شديدهم ضعيفهم و عن عمر بن الخطاب
قال و الله لما يزع الله بالسلطان اعظم
مما يزع بالقرآن عن محمد بن سيرين قال
نبئت ان ابا بكر كان اذا قرأ خفض و كان عمر اذا قرأ

میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جس نے مجھے اپنی بازو
سے چھپائے رکھا یہاں تک کہ وہ چلی گئی۔ اور اسی طرح روایت ہے
اسماء بنت ابی بکرؓ سے اور وہ روایت کرتی ہیں ابو بکر صدیقؓ سے۔
اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے
دیکھا حکم بن ابی العاص کی اولاد کو منبروں پر (اچھلتے ہوئے)
گویا وہ بندر ہیں اور اللہ تعالے نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل
کی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الخ (۱۷:۶۰) اور ہم نے جو تماشا آپ کو
دکھایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے
تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا۔
الشجرۃ الملعونۃ سے مراد حکم اور اس کی اولاد ہے۔ اور اسی کے
قریب روایت ہے سہل بن سعد اور یعلی بن مرہ اور حسین بن علی
اور سعید بن المسیب اور عائشہؓ سے۔ اور عمر بن الخطابؓ سے روایت
ہے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دربارہ قول
حق تعالیٰ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (۱۷:۷۸) آفتاب ڈھلنے
کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجئے) کہ لدلوک
الشمس کی تفسیر ہے لزوال الشمس۔ قتادہؓ سے مروی ہے رَبِّ اَدْخِلْنِی الخ
(۱۷:۸۰) اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو) اخرجہ اللہ الخ یعنے
اللہ تعالے نے آپ کو مکہ سے نکالا۔ یہ مخرج صدق ہے اور مدینہ میں
داخل کیا، یہ مدخل صدق ہے۔ عمرؓ نے کہا اور اللہ تعالے کے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کو علم تھا کہ ان میں اس امر کی طاقت نہیں ہوگی بغیر
"سلطان" کے تو آپ نے (بحکم الٰہی) سوال کیا "سلطانا نصیرا" کا
(یعنی قوت و غلبہ مدد پہنچانے والا) کتاب اللہ (کے حفظ) اور حدود
اللہ اور اس کے فرائض اور کتاب اللہ کے قائم کرنے میں مدد پہنچنے
کا کیونکہ "سلطان" ایک غلبہ (یعنی رعب) ہے اللہ کی طرف سے جو
وہ اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو بعض
بعض کو لوٹ لے اور طاقتور کمزور کو کھا جائے۔ اور عمر بن الخطابؓ سے
مروی ہے کہ قرآن میں اللہ تعالے جو باعظمت کلمات لائے ہیں ان
میں "سلطان" سے زیادہ باعظمت کوئی کلمہ نہیں۔ محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے
انھوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر ہوئی کہ ابوبکرؓ جب قراءت کرتے تھے تو پست آواز سے کرتے تھے اور عمرؓ جب قراءت کرتے تھے

www.kitabghar.org

جَهَرَ فقيل لابی بكر لِمَ تصنع هٰذا قال اُناجی ربّی قد عَرَفَ حاجتی و قيل لعُمر لِمَ تصنع هٰذا قال اَطْرد الشيطانَ و اُوْقِظُ الوَسْنانَ فلمّا نزلت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قيل لابی بكر ارفع شيئًا و قيل لعُمر اخفض شيئًا و روی مثلهٗ عن الرّبيع بن انس۔

قَالَ اللّٰهُ تعالٰی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝

تو بلند آواز سے کرتے تھے۔ تو ابو بکرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میں اپنے ربّ سے مناجات کرتا ہوں اور وہ میری حاجت کو جانتا ہے۔ اور عمرؓ سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میں شیطان کو دھکیلتا ہوں اور اُونگھنے والوں کو جگاتا ہوں۔ پھر جب نازل ہوئی: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ (۱۷: ۱۱۰) اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ بالکل چپکے چپکے ہی پڑھئے۔" تو ابو بکرؓ سے کہا گیا کہ ذرا اونچی آواز کیجئے اور عمرؓ سے کہا گیا کہ ذرا نیچی آواز کیجئے۔ اور اسی کی مثل مروی ہے ربیع بن انس سے۔

آیات سورۃ الکہف

اللہ تعالٰے نے فرمایا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ (۱۸: ۲۸ تا ۳۱) اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقیّد رکھا کیجئے جو صبح و شام (یعنے علی الدّوام) اپنے رب کی عبادت محض اُس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دُنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے ہٹنے نہ پائیں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا (یہ) حال حد سے گزر گیا ہے۔ اور آپ کہدیجئے کہ (یہ دین) حق تمھارے رب کی طرف سے (آیا) ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے بیشک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں اس کو گھیرے ہوں گی اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا مونہوں کو بھون ڈالیگا کیا ہی بُرا پانی ہوگا اور دوزخ (بھی) کیا ہی بُری جگہ ہوگی۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے (پس) ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے (مساکن کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی اُن کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے۔ اور

www.kitabghar.org

فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالےٰ پیغامبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم آداب زہد تعلیم مے فرماید ہرچند وی صلے اللہ علیہ وسلم بخلقِ عظیم متصف بود لیکن تا دستور باشد اُمّت را اوّلاً ارشاد میکند تلاوۃ کتاب اللہ ثانیاً میفرماید حبس کن نفس خود را باآن جماعہ کہ میخوانند پروردگارِ خود را طلب کنان مرضاۃ اورا و باید کہ تجاوز نکنند چشمانِ تو از ایشان طلب کنان زینتِ زندگانی دنیا را و فرمان مبر کسے راکہ غافل ساختیم دلِ اورا از ذکرِ خود و پس روی کرد خواہشِ نفسِ خود را پس شد کارِ او از حد گزشتہ حاصل کلام آن است کہ با جماعہ از فقرائے مؤمنین کہ بطاعتِ الٰہی صبح و شام مشغول اند صحبت دار و با اہلِ تنعم مجالست مکن اِلاّ بقدرِ ضرورتِ دعوت وتنعمات دنیویۃ ایشان را نیک مپندار و آن تنعمات را بنظرِ استحسان مبین وثالثاً خدای تعالےٰ عذاب متنعمین کفار و ثواب فقرائے مؤمنین بیان می فرماید اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا و اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا الخ رابعًا مثلے ضرب میکند کہ قصہ کافرِ متنعم و مؤمن فقیر است وَاضْرِبْ لَہُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ وخامسًا تشبیہ میدہد تنعماتِ حیاتِ دنیا را بسبزہ زمین کہ عنقریب خشک شود و ازہم ریزد وہمچنین مال و بنون عنقریب زوال پذیرد و باقیاتِ صالحات را کہ عبارت از ذکر خدا تعالےٰ است بقائے سرمد اثبات می فرماید

اور وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا صلہ ہے اور (بہشت) کیا ہی اچھی جگہ ہے۔" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو زہد کے آداب تعلیم فرما رہے ہیں۔ ہرچند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خُلق عظیم سے متصف تھے (اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝) لیکن (اس تعلیم کا مخاطب آپ کو اس لئے کیا گیا) تاکہ امت کے لئے دستور العمل مقرر ہو جائے۔ اوّلاً ارشاد فرماتے ہیں تلاوتِ قرآن مجید کے بارے ہیں۔ دوم فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کو اس جماعت کے ساتھ محبوس رکھو جو اپنے رب کو اس کی رضا کے حصول کی وجہ سے پکارتے رہتے ہیں۔ اور چاہیئے کہ تمھاری نگاہ اُن سے دنیوی زندگی زیب زینت کے ماتحت کبھی نہ بدلے، اور ایسے شخص کا کہنا کبھی نہ مانیئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اس نے خواہشِ نفس کی جانب اپنا رُخ پھیر لیا اور اس کا کام حد سے گزر چکا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے مؤمنین فقراء کے ساتھ ہمنشینی رکھیئے جو صبح وشام اللہ کی عبادت (و فرمانبرداری) میں مشغول ہیں اور مالدار لوگوں کے ساتھ مجالست اتنی رکھو جتنی دعوت (یعنی دعوتِ تبلیغ) کے لئے ضروری ہوتی ہے اور اُن کی دنیاوی عیش و دولت کو بنظرِ استحسان نہ دیکھو۔ سوم خدا تعالےٰ مالدار کفار کے عذاب اور فقراء مؤمنین کے ثواب کو بیان فرماتا ہے: اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا۔ (یعنے ہم نے کافروں کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے) اور اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۱۸: ۳۰) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے۔" چہارم ضرب المثل کے طور پر ایک مالدار کافر اور فقیر مؤمن کا قصہ بیان فرماتے ہیں وَاضْرِبْ لَہُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ الخ (۱۸: ۳۲) اور آپ ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے الخ۔ پنجم دنیاوی حیات کی نعمتوں کو زمین پر پیدا ہونے والی سبزی سے تشبیہ دیتے ہیں جو عنقریب خشک ہو جائے اور (خشک ہو کر) ریزہ ریزہ ہو جائے اور اسی طرح مال واولاد سب زائل ہونے والی چیزیں ہیں اور باقیاتِ صالحات جس سے مراد ہے ذکر اللہ تعالیٰ اس کے لئے بقائے دوام ثابت فرماتے ہیں۔

www.kitabghar.org

باز فقیر میگوید این سورہ مکیاست پس جمعے کہ خدای تعالیٰ پیغامبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم بمجالست ایشان امر مینماید و بذکر صبح و شام میستاید و وعدہ نعیم مقیم میدہد نیستند الا مہاجرین اوّلین کہ بکثرت ذکر موصوف بودند و از اوّل فقیر بودند یا بر فقرار اللہ فی اللہ صرف اموال نمودہ فقیر گشتند پس این اعظم انواع تشریف است آنجماعہ را و ہو المقصود عن زید بن وہب ان عمر قرأ فی الفجر بالکہف و عن صفیۃ بنت ابی عُبید نحو ذلک و عن عثمان ابن عفان انہ سئل ما الباقیات الصالحات قال ہن لا الٰہ الا اللہ و سبحان اللہ و الحمد للہ واللہ اکبر ولا حول و لا قوۃ الا باللہ و عن عمر بن الخطاب انہ سمع رجلاً ینادی یا ذا القرنین فقال لہ عمر ہا انتم قد سمیتم باسماء الانبیاء فما بالکم و اسماء الملٰئکۃ و روی عن خالد بن معدان مرسلاً عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ سئل عن ذی القرنین فقال ملک یمسح الارض من تحتہا بالاسباب عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ فی لیلۃ فَمَن کَانَ یَرجُوا لِقَآءَ رَبِّہٖ الآیہ کان لہ نور من عدن[لہ] اَبیَن الیٰ مکۃ حشوہ الملٰئکۃ۔

پھر فقیر کہتا ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے لہٰذا وہ جماعت جن کی ہمنشینی کے لئے خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دے اور اُن کی مدح و ستائش کر رہے ہیں کہ یہ لوگ صبح شام اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور اُن کو قائم رہنے والی نعمتوں کا وعدہ دے رہے ہیں کوئی نہیں ہوسکتی بجز مہاجرین اوّلین کے جو کثرت ذکر سے موصوف تھے اور پہلے ہی سے فقیر تھے یا اپنے اموال اللہ کے نام پر اللہ کی رضا کے لئے فقراء پر خرچ کر کے فقیر بن گئے۔ تو یہ اعزاز واکرام کی بہت بڑی نوع ہے اس جماعت کے حق میں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اور زید بن وہب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے نماز فجر میں سورۃ کہف پڑھی۔ اور صفیہ بنت ابی عُبید سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ اُن سے باقیات صالحات کا مطلب پوچھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ وہ ہیں لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے ایک شخص کو یاذا القرنین پکارتے ہوئے سُن کر اُس سے کہا کہ اب تم نے انبیاء کے نام رکھ لئے ہیں۔ فرشتوں کے ناموں کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟ اور مروی ہے خالد بن معدان سے جو بطور مُرسل روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ تھا جو زمین کو فتح کرتا پھرا ہے سامان کے ساتھ۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رات میں پڑھا فَمَن کَانَ یَرجُوا لِقَآءَ رَبِّہٖ آخر تک اس کو اتنا نور دیا جائے گا جو عدنِ اَبیَن سے مکہ تک ہو اس میں ملائکہ بھرے ہوئے ہوں گے۔

آیات سورۃ مریم

قال اللہ تعالیٰ اُولٰٓئِکَ الَّذِینَ اَنعَمَ اللہُ عَلَیہِم مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِن ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّن حَمَلنَا مَعَ نُوحٍ وَّمِن ذُرِّیَّۃِ اِبرٰہِیمَ وَاِسرَآءِیلَ وَ

اُولٰٓئِکَ الَّذِینَ الخ (۱۹: ۵۸ تا ۶۳) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے منجملہ (دیگر) انبیاء کے آدم کی نسل سے اور اُن لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی نسل سے اور (یہ سب

[لہ] عدن محرکۃ و مضافۃ الی ابین علی وزن ابیض مدینۃ بالیمن و ابین اسم رجل من حمیر عدن بہا ای اقام ۱۲

www.kitabghar.org

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا ۝ فقیر گوید خدای تعالیٰ آثارِ انبیاء صلوات اللہ علیہم بیان میفرماید بعد ازان میگوید أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم ایشان اند آن گروہ کہ انعام کرد خدا بر ایشان از جملہ پیغامبران چون خواندہ می شد بر ایشان آیاتِ خدائے تعالیٰ بر روی می اُفتادند سجدہ کنان و گریان فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ پس از پئے در آمدند ایشان را جانشینانِ بد کہ ضائع ساختند نماز را یعنے حقوقِ صلوٰۃ را ادا نکردند و پیروی نمودند خواہشِ نفس را پس نزدیک است کہ برخورند بجزائی گمراہی إِلَّا مَن تَابَ لیکن کسے کہ توبہ کرد از اعمالِ زشتِ خود و بعمل آورد کارِ شائستہ پس ایشان در آیند بہ بہشت کم کردہ نشود از اجورِ عمل ایشان چیزی آن بہشت چیست باغہائی ہمیشہ ماندن آن باغہائی کہ وعدہ دادہ است خدائی تعالیٰ بندگانِ خود را نادیدہ ہر آئینہ ہست وعدہ او البتہ آیندہ نشنوند آنجا سخن بیہودہ لیکن بشنوند سلام بر یک دیگر و ایشان راست روزی ایشان گاہ و بیگاہ

حضرات) ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور اُن کو مقبول بنایا۔ جب اُن کے سامنے (حضرت) رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے۔ پھر ان کے بعد (بعض) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے۔ ہاں مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور اُن کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔ اور ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اُس کے وعدے کی ہوئی (چیز) کو (یہ لوگ) ضرور پہنچیں گے۔ اس (جنت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سُننے پائیں گے بجز سلام کے۔ اور اُن کو اُن کا کھانا صبح و شام ملا کرے گا۔ یہ جنت (جس کا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اُس کا مالک ایسے لوگوں کو بنا دیں گے جو خدا سے ڈرنیوالا ہو۔

فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ انبیاء علیہم الصلوات والسلام کے حالات ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم کہ یہ ہیں وہ گروہ پیغمبروں میں سے کہ انعام کیا خدا نے اُن پر جب پڑھی جاتی تھیں اُن کے سامنے خدا تعالےٰ کی آیتیں تو وہ اَوندھے مُنہ سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ یعنے پھر اُن کے بعد ایسے بُرے جانشین آئے کہ اُنھوں نے ضائع کر دیا نماز کو یعنی نماز کے حقوق کو ادا نہ کیا اور اُنھوں نے پیروی کی خواہشِ نفس کی تو قریب ہے کہ وہ گمراہی کی سزا بھگتیں إِلَّا مَن تَابَ لیکن جس نے کہ اپنے بداعمال سے توبہ کر لی اور شائستہ کام عمل میں لایا۔ تو ایسے ہی لوگ ہوں گے جو بہشت میں داخل ہوں گے، اُن کے اعمال کی جزاؤں میں کمی نہ کی جائے گی۔ وہ بہشت کیا ہے؟ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جو ایسے باغ ہیں جن کا وعدہ خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں سے کیا ہے جو اُنھوں نے نہیں دیکھے۔ یقیناً ضرور اُس کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ وہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سُنیں گے، لیکن ایک دوسرے پر سلام سُنیں گے اور صبح شام اُن کو روزی ملا کرے گی۔

www.kitabghar.org

اینست آن بہشت کہ وارثِ آن می سازیم از بندگانِ خود کسے را کہ باشد پرہیز گار حاصل کلام آن است کہ بعد انقراضِ عصر انبیاءؑ جماعتی پیدا شدند کہ برخلاف سیرت ایشان رفتند و این اشارت است بہ یہود و نصاریٰ کہ در دینِ خود تحریف و تبدیل کردند و معانی تدین را از دست دادند و تنہا باسم یہودیت و نصرانیت اکتفا کردہ طمع لحوق بانبیاء صلوات اللہ علیہم نمودند و جزائے ایشان این است کہ برخورند روز قیامت بجزائی گمراہی خود بعد ازاں می ستاید مؤمنانِ اُمتِ مرحومۂ محمدیہ را و ایشان را جناتِ عدن وعدہ میدہد و در ضمن کلام اشارہ میفرماید کہ دعوای یہود و نصاریٰ کہ ما تابع انبیاءؑ ماضیین ہستیم باطل است تابعانِ انبیاء ماضیین مؤمنینِ این اُمتِ مرحومہ اند باز فقیر میگوید کہ ظاہر حال دال برآن است کہ جمعے در وقتِ نزولِ سورۂ مریم باین صفات متصف بودند تا مدارِ سخن برآنان باشد نہ فرض محض و شک نیست کہ در وقتِ نزولِ سورہ غیر سُبّاق مؤمنین از مہاجرین اوّلین موجود نبودند پس ایشان اند مشرّف باین تشریف متوقع باین مواعید جلیلہ و ہو المقصود

قال اللہ تعالیٰ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ

یہ وہ بہشت ہے کہ جس کا وارث اپنے بندوں میں سے ہم اُس کو بناتے ہیں جو پرہیزگار ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاءؑ کا زمانہ گزرنے کے بعد ایسی جماعتیں پیدا ہوگئیں جو اُن کی سیرت کے برخلاف چلیں اور یہ اشارہ ہے یہود و نصاریٰ کی طرف جنھوں نے اپنے دین میں تحریف و تبدیل کردی اور دینداری کے حقائق کو ہاتھ سے کھودیا اور صرف یہودیت اور نصرانیت کے نام پر اکتفاء کرلیا اور یہ طمع قائم کرلی کہ ہم انبیاء صلوات اللہ علیہم سے جاملیں گے ان کی گمراہی کی سزا ان کو قیامت کے دن ملے گی۔ اس کے بعد امتِ مرحومہ محمدیہ کی تعریف کرتے ہیں اور اُن کو جنّاتِ عدن کا وعدہ دیے رہے ہیں اور ضمنِ کلام میں اشارہ فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ ہم گزشتہ انبیاءؑ کی پیروی کررہے ہیں باطل ہے۔ وہ اس امتِ مرحومہ کے مؤمنین ہیں جو گزشتہ انبیاءؑ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ ظاہر حال اس پر دلالت کرتا ہے کہ سورۂ مریم کے نازل ہونے کے وقت جو جماعت کہ اس صفت سے متصف تھی بات کا مدار بھی اُن ہی پر ہونا چاہیئے نہ محض فرض کرلینے پر۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سورت کے نزول کے زمانہ میں بجز مؤمنین سابقین کے جو مہاجرین اوّلین ہیں دوسرے مسلمان موجود ہی نہ تھے اس لئے اس شرافت سے مشرف ہونے والے اور ان اعلیٰ وعدوں کے امیدوار وہی ہونے چاہئیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا الخ (۱۹: ۷۳ تا ۷۷) اور جب اُن کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔ اور ہم نے ہمیشہ ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کئے ہیں جو سامان اور نمود میں ان سے بھی (کہیں) اچھے تھے۔ آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ گمراہی میں ہیں (یعنی تم) رحمٰن اُن کو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے یہاں تک کہ جس چیز کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے اُس کو دیکھ لیں گے خواہ عذاب کو (دنیا میں) خواہ قیامت کو (دوسرے عالم میں)

www.kitabghar.org

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ○ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ○ فقیر گوید عفی عنہ خدائے تعالیٰ شبہہ از شبہاتِ کافران را ذکر میفرماید و آنرا ازالہ مینماید و بحقیقت این شبہہ ہمہ اصحابِ جہل است در ہر طبقہ و در ہر زمان یعنی چون تلاوت کردہ میشود بر کافران آیاتِ واضح آمدہ میگویند کافران و خطاب میکنند مسلمانان را کدام یک ازین دو فریق بہتر است باعتبار منزلت و نیکوتر است باعتبار مجلس حاصل کلام این است کہ براعۃ حسب و زیادۃ جاہ و کثرتِ اعوان و انصار را مدارِ فضل و خیرۃ میگیرند و خود را احسن و اخیر میشمارند و مستحق بشاراتِ عظیمہ و فوز بدرجاتِ اخرویہ می انگارند خدائی عز و جل ردّ این شبہہ مینماید اوّل بذکرِ قصۂ قرون پیشین کہ احسن بودند باعتبارِ متاع خانہ و باعتبارِ دیدار خدائی تعالیٰ ایشان را بجزائی کردارِ زشتِ ایشان ہلاک نمود ثانیاً می فرماید قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ یعنی سنّتِ الٰہی چنین جاری شدہ کہ اہلِ ضلالت را در ضلالت می گزارند زمانِ دراز و ایشان در جہل و گمراہی خود می افزایند تا آنکہ میدیدند آنچہ بیم کردہ می شدند عقوبتِ دنیا یا عذابِ آخرۃ آنگاہ بافاق می آیند بدانند کسی را کہ وی بدتر است در منزلت و ناتوان تر است باعتبار لشکر و زیادہ دہد خدا تعالیٰ آنان را کہ راہ یافتند راہ یابی و اذکارِ شائستہ کہ باقی است در نامۂ اعمال ایشان بہتر است نزدیک خدا تعالیٰ باعتبار ثواب و بہتر است باعتبار مرجع کار حاصل کلام آنکہ نزدیک خدائی تعالیٰ تفاضل بنی آدم باعتبار حسب و

سو (اُس وقت) اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ بُرا مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت والوں کو ہدایت بڑھاتا ہے اور جو نیک کام ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے ہیں وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب میں بھی بہتر ہیں اور انجام میں بھی بہتر ہیں" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کافروں کے شبہات میں سے ایک شبہہ کو ذکر فرماتے ہیں اور اُس کو رد کر رہے ہیں اور درحقیقت ہر طبقہ میں اور ہر زمانہ میں جو اصحاب جہل ہوتے ہیں یہ اُن سب کا شبہہ ہے۔ یعنی جب کافروں پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں جو وضاحت کے ساتھ آئی ہوئی ہیں تو کافر کہتے ہیں اور مسلمانوں سے خطاب کرتے ہیں کہ ان دو فریقوں میں سے باعتبار مرتبہ کے اور باعتبار مجلس کے کونسا فریق بہتر ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ لوگ حسب (ثقافت) کی بہتری اور جاہ کی زیادتی اور یاروں اور مددگاروں کی کثرت کو فضیلت اور اچھائی کا مدار قرار دے رہے ہیں اور اپنے آپ کو نہایت اچھا اور افضل شمار کر رہے ہیں اور بڑے درجہ کی بشارتوں کے مستحق اور درجاتِ اُخرویہ پر کامیاب خیال کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس شبہہ کا ردّ فرما رہے ہیں اوّل پچھلے زمانہ کے لوگوں کا قصہ ذکر کرتے ہیں جو باعتبار اسباب و باعتبار نمود ان سے بہتر تھے خدا تعالیٰ نے اُن کو اُن کے بداعمال کی پاداش میں ہلاک کر دیا۔ دوم فرماتے ہیں مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ یعنی قانونِ الٰہی اس طرح جاری ہوا ہے کہ گمراہ لوگوں کو زمانۂ دراز تک گمراہی میں چھوڑے رکھتے ہیں اور وہ لوگ جہل اور گمراہی میں بڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جس چیز سے اُن کو ڈرایا جاتا تھا اس کو دیکھ لیتے تھے (یعنی) دنیاوی سزا یا عذاب آخرت۔ اب ہوش میں آتے ہیں اور سمجھتے ہیں اُس کو جو مرتبہ میں بدتر اور باعتبار لشکر (یعنی اعوان و انصار) کمزور تر ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو جنھوں نے (سیدھی) راہ کو پالیا ہے ہدایت میں زیادتی عطا فرماتے ہیں اور اذکار شائستہ جو اُن کے نامۂ اعمال میں باقی ہیں بہتر ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعتبار ثواب کے اور باعتبار انجام کار کے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بنی آدم کی ایک دوسرے پر فضیلت حسب اور

زیادۂ جاہ و باعتبار کثرتِ اعوان و انصار نیست بلکہ باعتبار اعمالِ خیراست باز فقیر گوید اسقاطِ تفاضل بحیثیتِ حسب و نسب و اعتبار آن از حیثیتِ سوابقِ اسلامیہ اصل عظیم است در بابِ تفاضل صحابہ فیما بینہم فتدبّر عن الشعبی قال کتب قیصر الٰی عمرؓ بن الخطاب انّ رُسُلی اتتنی من قِبلک فزعمت ان قِبَلکم شجرۃً لیست بخلیقۃٍ لشیئٍ من الخیر تخرج مثل آذان الحمیر ثم تشقق عن مثل اللؤلؤ الابیض ثم تصیر مثل الزمرد الاخضر ثم تصیر مثل الیاقوت الاحمر ثم تینع و تنضج فتکون کاطیب فالوذج اُکل ثم تیبس فتکون عصمۃً للمقیم و زادًا للمسافر فان تکن رسلی صدقتنی فلا اریٰ ہذہ الشجرۃ الّا من شجر الجنۃ فکتب الیہ عمر ان رسلک قد صدقتک ہذہ الشجرۃ عندنا ہی الشجرۃ التی انبتہا اللّٰہ علیٰ مریم حین نفست (حملت) بعیسٰی و عن عمر بن الخطاب انہ قرأ مریم فسجد ثم قال ہذا السجود فاین البکاء و عن عبداللّٰہ بن عامر بن ربیعۃ قال اغتسلت انا و آخر فرآنا عمرؓ بن الخطاب و احدنا ینظر الیٰ صاحبہ فقال انّی اخشیٰ ان تکونا من الخلف الذین قال اللّٰہ فخلف من بعدہم خلف

جاہ و مرتبۂ دنیاوی کی زیادتی کے اعتبار سے اور یاروں اور مددگاروں کی کثرت کے اعتبار سے نہیں ہے۔ بلکہ اعمالِ خیر کے اعتبار سے ہے۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ حسب نسب کی حیثیت سے ایک دوسرے پر فضیلت کو ساقط کرنا اور سوابقِ اسلامیہ کی حیثیت سے تفاضل کا اعتبار کرنا یہ اصلِ عظیم (یعنی معیاری قاعدہ) ہے صحابہؓ کے باہمی تفاضل میں۔ اب تم غور و فکر کرلو۔ روایت ہے شعبی سے اُنھوں نے بیان کیا کہ قیصر روم نے عمرؓ بن الخطاب کو لکھا کہ میرے ایلچی آپ کے پاس سے میرے یہاں پہنچے وہ یہ خیال رکھتے ہیں کہ آپ کے یہاں ایسا درخت ہوتا ہے جس کو پیدا کرنے کے لئے کچھ مال نہیں خرچ کرنا پڑتا۔ وہ (پتے) نکالتا ہے گدھے کے کانوں کی مانند۔ پھر پھوٹ کر (پھل) نکالتا ہے سفید موتی جیسا، پھر وہ سبز زمرد جیسا ہوجاتا ہے پھر سُرخ یاقوت کی مانند ہوجاتا ہے پھر گدرا ہوتا ہے اور پکتا ہے تو خوشگوار فالودے کی مانند ہوجاتا ہے۔ اُسے کھایا جاتا ہے پھر خشک ہوجاتا ہے تو مقیم کے لئے (بھوک سے) بچنے کا ذریعہ اور مسافر کے لئے زادِ راہ ہوتا ہے۔ تو اگر میرے ایلچیوں نے مجھ سے سچ بولا ہے تو میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ یہ درخت جنت کے درختوں میں سے ہے۔ تو عمرؓ نے اُس کو (جواب) لکھا کہ تمھارے ایلچیوں نے تم سے سچ کہا ہے۔ یہ درخت جو ہمارے یہاں ہے یہ وہی درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مریمؑ پر اُگایا تھا جب وہ حاملہ ہوئی تھیں عیسیٰ علیہ السلام سے (یعنی کھجور کا درخت ہے وَھُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ الخ) اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ اُنھوں نے سورۂ مریم پڑھی پھر سجدہ کیا اور فرمایا کہ یہ سجدہ تو ہوگیا مگر رونا کہاں ہے۔[۱] اور عبداللہ ابن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے اور ایک دوسرے شخص نے غسل کیا۔ ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے دیکھ لیا اور ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو دیکھتا بھی تھا تو فرمایا کہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ تم دونوں وہ خلف (بعد میں آنے والے لوگ) نہ بن جاؤ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ الخ (۱۹: ۵۹) پھر اُن کے بعد (بعض) ایسے ناخلف پیدا ہوئے

۱؎ یعنے سورۂ مریم میں سجدہ کے موقع پر خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا ہے اس لئے سجدے کے ساتھ رونا بھی تو چاہئے تھا۔

اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قال فی دُبُرِ الصلوٰۃ بعد ما سلّم ھٰؤلاءِ الکلمات کتبہ ملکٌ فی رقٍّ ثم ختم بخاتم ثم رفعہ الٰی یوم القیٰمۃ فاذا بعث اللہُ العبدَ من قبرہ جاءہ الملکُ و معہُ الکتابُ ینادی اَینَ اھلُ العھودِ حتی یُدفَعَ الیھم و الکلماتُ ان یقول اللّٰھم فاطرَ السمٰوٰتِ و الارض عالمَ الغیب و الشھادۃِ الرحمٰن الرحیم اِنّی اَعھَدُ الیک فی ھٰذہ الحیٰوۃِ الدّنیا بانّک انتَ اللہُ الذی لا الٰہ الّا انتَ وحدک لاشریک لک و انّ محمدًا عبدُک و رسولک فلا تکلنی الٰی نفسی فانک اِن تکلنی الٰی نفسی تُقرّبنی من الشرّ و تُباعدنی من الخیر و انّی لا اثق الّا برحمتک فاجعل رحمتک عھدًا لی عندک تؤدّیہ الٰی یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد۔

جنھوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے" اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے پیچھے سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات کہے گا اُس کو فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے گا پھر ایک انگوٹھی سے اُس پر مُہر لگائے گا۔ پھر اس کو (محفوظ) رکھے گا یوم قیامت تک پھر جب اللہ تعالٰے اس بندے کو قبر سے اُٹھائے گا تو اُس کے پاس فرشتہ آئیگا اور اُس کے ساتھ وہ تحریر ہوگی اور وہ پکارے گا کہ عہدوں والے کہاں ہیں کہ یہ عہد اُن کو دیئے جائیں۔ اور وہ یہ ہیں جو وہ کہے اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ الخ (ترجمہ۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے چھپے ہوئے اور ظاہر کو جاننے والے، رحمٰن اور رحیم میں آپ سے عہد کرتا ہوں اس دنیاوی زندگی میں کہ آپ اللہ ہیں ایسے کہ کوئی معبود نہیں آپ کے سوا میں آپ کی یکتائی کا اقرار کرتا ہوں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ آپ کے بندے اور آپ کے رسولؐ ہیں پس آپ مجھے میرے نفس کے حوالے کرکے نہ چھوڑ دیجئے۔ اگر آپ نے مجھے نفس کے حوالے کردیا تو یہ مجھے شر سے قریب اور خیر سے دور کردے گا اور میں وثوق نہیں رکھتا مگر صرف آپ کی رحمت پر تو اپنی رحمت کو میرے لئے اپنی طرف سے عہد (کا سبب) قرار دیدیجئے جس کو آپ ادا کرائیں مجھے قیامت کے دن بیشک آپ وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔

آیات سورۃ طٰہٰ

قال اللہ تعالٰے قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ۝ ھٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ ۝ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ۝

اللہ تعالٰے نے فرمایا قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ الخ (۲۰: ۲۵ تا ۳۵) عرض کیا اے رب میرے میرا حوصلہ فراخ کردیجئے۔ اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرمادیجئے۔ اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت کی) ہٹادیجئے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کردیجئے۔ یعنی ہارونؑ کو کہ میرے بھائی ہیں۔ اُن کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کردیجئے۔ اور اُن کو میرے (اس تبلیغ کے) کام میں شریک کردیجئے۔ تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے پاکی (شرک ونقائص سے) بیان کریں۔ اور

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝ فقیر گوید رب العزۃ تبارک و تعالےٰ حضرت موسیٰؑ را بجانب فرعون فرستاد و آنحضرت بعض سوالاتِ ضروریہ کہ بغیر آن تحمل اَعْباء رسالت متعذر باشد طلب نمودند الحال تفصیل آن باید شنید از جملۂ سوالات سوالی ہست کہ بنفس حضرت موسیٰؑ تعلق دارد رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ و این ازجملہ ضروریاتِ تحمل اعباء رسالت است تا شرح صدر نباشد ہر سوال را جواب باصواب میسر نیاید و تا تیسیر امور از جہت غیب نباشد مکافحۂ اعداء کہ بادشاہانِ زمین باشند بوجود نیاید و تا فصاحتِ لسان نباشد تبلیغ رسالت ربِ العزۃ بابلغ وجوہ صورت نگیرد و از جملہ آنہا سوالی ہست کہ باعانتِ دیگری در امرِ رسالت تعلق دارد و این را بوزارت تعبیر رفتہ و در جای دیگر بہ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْ تقریر کردہ شد باز اینجا سہ صفت درباب وزارت طلب کردند یکی مِنْ اَهْلِيْ هَارُوْنَ اَخِيْ و این وصف از جہتِ خصوص حال بود کہ حضرتِ موسیٰؑ را غیر حضرتِ ہارونؑ دران وقت کسی باین نصرت قیام نمی توانست نمود نہ شرط وزارت مطلقاً بقرینہ آنکہ حضرتِ موسےٰؑ حضرت یوشع را کہ نہ از سبطِ موسیٰؑ بود خلیفۂ خود ساخت و خلافت ابلغ است از وزارت آنچہ در وزارت مطلوب میشود مرد صاحب قوت و مروّت است کہ قوم از حل و عقد وی حساب میگرفتہ باشند و در خلافت زیادہ ازان اشتراک باپیغمبر در جدِّ اعلیٰ کہ

آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں۔ بیشک آپ ہم کو دیکھ رہے ہیں"۔ فقیر کہتا ہے کہ ربّ العزّت تبارک و تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس بھیجا اور آنحضرت نے (حق تعالےٰ سے) بعض ایسے ضروری سوالات طلب کئے جن کے بغیر بارِ رسالت کا تحمل دشوار ہوتا ہے۔ اب اُن کی تفصیل سُنیئے۔ ان سوالات میں سے ایک سوال ہے جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یعنی رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ اور یہ رسالت کے بار کے تحمل کرنے کے لئے منجملۂ ضروریات ہے کیونکہ جب تک فراخ حوصلگی نہ ہوگی ہر سوال کا جواب باصواب دینا میسر نہیں آسکتا۔ اور جب تک عالمِ غیب کی طرف سے امور کو آسان نہیں کر دیا جائے گا ایسے دشمنوں کے مقابلہ پر ڈٹ جانا جو روئے زمین کے بادشاہ ہوں وجود میں نہیں آسکتا اور جب تک زبان میں فصاحت نہیں ہوگی ربّ العزّت کے پیغاموں کو عمدہ طور پر پہنچا دینے کی کوئی صورت نہ بنے گی۔ اور اُن سوالات میں سے ایک سوال ہے جو امرِ رسالت کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے شخص کی اعانت سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو وزارت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسری جگہ پر رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْ (۲۸: ۳۴) (تو اُن کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ رسالت دیدیجئے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے) کے عنوان سے بیان فرمایا گیا ہے۔ پھر وزارت کے بارے میں آپ نے تین صفات طلب کی ہیں۔ ایک مِنْ اَهْلِيْ هَارُوْنَ اَخِيْ اور یہ وصف (یعنی بھائی ہونا) خصوصیتِ حال کی بناء پر ہے کہ بجز حضرت ہارونؑ کے اُس وقت میں اور کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کی مدد کے لئے کھڑا ہو سکے۔ یہ صفت مطلقاً شرط وزارت نہیں تھی اس قرینہ سے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوشعؑ کو جو کہ موسیٰؑ کی اولاد میں سے نہیں تھے اپنا خلیفہ بنایا تھا اور خلافت وزارت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ وزارت میں صرف یہ بات مطلوب ہوتی ہے کہ ایسا شخص ہو جو صاحبِ قوت و وجاہت ہو کہ قوم امور کے سلجھاؤ، اُلجھاؤ کے موقع پر اس کی بات سے اثر پذیر ہو سکے اور خلافت میں اُس سے یہ بات زیادہ ہوگی کہ پیغمبرؑ کے ساتھ کسی ایسے جدِّ اعلےٰ میں

www.kitabghar.org

قبیلہ بوے منسوب باشد مطلوب است
تا مردمان در خلیفہ بچشم حقارت نہ نگرند لہٰذا
خدائی تعالیٰ در بنی اسرائیل پیغامبری نفرستاد
مگر از بنی اسرائیل از سبطِ حضرت موسیٰ یا
یا غیر آن وہمین معنے را آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم در خلفائے خود جاری ساختند کہ الائمۃ
من قریش تا موافقت سُنّۃ اللہ فی انبیاء
بنی اسرائیل واقع شود دیگر اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ
وَ اَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ و این حقیقت وزارت
است کہ در کارہائی مطلوب از بعثتِ پیغامبر
مثل مخاصمہ وجہاد باعداء و فتح بلدان و
جمع قرآن اعانتی نمایان داشتہ باشد و
این مضمون را جائی دیگر باین عبارت ادا کردہ
شد کہ رِدْءًا یُّصَدِّقُنِیْ سوم کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا
یعنے فائدہ مترتب بر وزارتِ وزیر
آن است کہ چون تحمل اعباءِ دعوت بر
دو شخص اُفتاد ہذا مرۃ و ذاک مرۃ ہردو
متضرع باشند در تسبیح و ذکر باز
فقیر میگوید چون حقیقتِ وزارت شناختہ
شد باید دانست کہ حضرتِ شیخین ؓ بالیقین
شرفِ وزارت حضرت خیر الرسل
صلے اللہ علیہ وسلم دریافتہ
اند بموجبِ حدیث انا وزیرائے
من اہل الارض فابوبکر و عمر
وازجہت حدیث الحمد للہ الذی اید نے
بہما وازجہت نقل متواتر کہ معانی مطلوبہ وزارت
ازیشان متحقق گشت و ناہیک بہ من
فضیلۃ عن انس قال خرج عمر متقلدا
بالسیف فلقیہ رجل من بنی زہرۃ

اس کا نسب مل جائے جس کی طرف اُس کا قبیلہ منسوب ہو، تاکہ لوگ
خلیفہ کو چشمِ حقارت سے نہ دیکھیں۔ اسی بنا پر حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل
میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر بنی اسرائیل میں سے۔ حضرت موسیٰ
کی اولاد میں سے ہو یا اُن کے علاوہ ہو۔ یہی حقیقت ہے جس کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاءؓ میں جاری فرمایا کہ
الائمۃ من قریش (ائمہ قریش میں سے ہوں گے) تاکہ انبیاء
بنی اسرائیل کے بارے میں جو اصولِ خداوندی واقع رہا ہے اُس کی
موافقت رہے۔ دوسری صفت ہے اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ وَ
اَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ اور یہ حقیقت ہے وزارت کی کہ رسول
کی بعثت سے جو کام کہ مطلوب ہیں جیسے کفار کا مقابلہ دلائل کے
ساتھ اور دشمنوں پر جہاد اور شہروں کا فتح کرنا اور قرآن کا جمع
کرنا ایسے کاموں میں نمایاں اعانت (کرنے کی استعداد اور جذبہ)
رکھتا ہو اور اس مضمون کو دوسری جگہ اس عبارت سے ادا کیا
ہے رِدْءًا یُّصَدِّقُنِیْ۔ تیسری صفت ہے کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ہ
یعنی وزیر کی وزارت سے جو فائدہ مترتب ہوگا وہ یہ ہوگا کہ جب
دعوت کے بوجھ کا تحمل دو شخصوں کو کرنا پڑے گا کبھی ایک کو اور
کبھی دوسرے کو تو دونوں کو (اللہ کے حضور میں) تسبیح اور
ذکر میں عاجزی کے ساتھ مشغول ہونے کا موقع ملتا رہے گا۔
پھر فقیر کہتا ہے کہ جب وزارت کی حقیقت پہچان لی گئی تو جاننا
چاہیئے کہ حضرات شیخین ؓ بالیقین حضرت خیر الرسل صلے اللہ علیہ
وسلم کے شرفِ وزارت سے مشرف تھے بموجب حدیث اَنَا
وَزِیْرَایَ الخ اہلِ ارض یعنی زمین والوں میں سے میرے دو
وزیر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اور بموجب حدیث الحمد للہ الذی
اَیَّدَنِیْ بِہِمَا (اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ان دونوں سے
مدد پہنچائی) اور بموجب نقل متواتر کہ وزارت سے جو مقاصد
مطلوبہ ہیں وہ اُن کی وزارت سے متحقق ہوگئے۔ اب بھی تمہارے
لئے ان کے شرف سے انکار کی کوئی گنجائش ہے؟

اور مروی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ عمرؓ گردن میں تلوار
لٹکائے ہوئے نکلے۔ راستہ میں اُن سے بنی زہرہ کا ایک شخص ملا۔

www.kitabghar.org

فقال له این تعمد یا عمر قال ارید ان
اقتل محمدا قال و کیف تأمن من
بنی ہاشم و بنی زہرۃ فقال له
عمر ما أراک الا قد صبوت وترکت
دینک قال أفلا أدلک علے العجب
ان اختک و ختنک[۵۱] قد صبوا و ترکا
دینک فمشے عمر ذامرا[۵۲] حتے اتاہما و
عندہما خباب فلما سمع خباب بحس عمر
توارے فی البیت فدخل علیہما فقال
ما ہذہ الہینمۃ[۵۳] التی سمعتہا عندکم و
کانوا یقرءون طٰہٰ فقالوا ما عدا حدیثا
تحدثناہ قال فلعلکما قد صبوتما فقال
له ختنہ یا عمر ان کان الحق فی غیر
دینک فوثب عمر علے ختنہ فوطئہ وطأ
شدیدا فجاءت اختہ لتدفعہ عن زوجہا
فنفحہا نفحۃ بیدہ فدمّی وجہہا فقال عمر
أعطونی الکتاب الذی ہو عندکم فأقرأہ
فقالت اختہ انک رجس وانہ لا
یمسہ الا المطہرون فقم فتوضأ
فقام فتوضأ ثم اخذ الکتاب
فقرأ طٰہٰ حتے انتہے الے انّنی
انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی
و اقم الصلوٰۃ لذکری فقال عمر
دلونی علے محمد فلما سمع خباب
قول عمر خرج من البیت فقال
ابشر یا عمر فانی ارجو ان
یکون دعوۃ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لک لیلۃ الخمیس اللہم
اعز الاسلام بعمر بن الخطاب اوبعمرو بن

اُس نے کہا اے عمرؓ کہاں کا ارادہ کیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ محمدؐ کو قتل کر دوں۔ اُس نے کہا کہ پھر تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے انتقام سے کیسے بچ سکوگے تو عمرؓ نے اس سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تو بے دین ہو گیا ہے اور تو نے اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں تجھے یہ عجیب بات نہ بتاؤں کہ تیری بہن اور تیرا بہنوئی دونوں بے دین ہو گئے اور تیرے دین کو اُنھوں نے چھوڑ دیا۔ اب عمرؓ مشتعل ہو کر اُن کے پاس پہنچ گئے۔ اور اُس وقت اُن دونوں کے پاس خباب بھی موجود تھے۔ جب خباب نے عمرؓ کی آہٹ سُنی تو وہ گھر کے اندر چھپ گئے۔ اُنھوں نے بہن اور بہنوئی کے پاس پہنچ کر کہا کہ یہ کیا ہلکے ہلکے پڑھ رہے تھے جو میں تم سے سُن رہا تھا اور یہ لوگ سورہ طٰہٰ کی قراءت کر رہے تھے۔ اُنھوں نے کہا اس کے سوا اور کوئی بات کیجئے۔ عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں بے دین ہو چکے ہو۔ اس پر اُن کے بہنوئی نے اُن سے کہا کہ اے عمرؓ اگر سچائی تیرے دین کے سوا دوسرے دین میں ہو۔ یہ سُنکر عمرؓ اپنے بہنوئی پر لوٹ پڑے اور ان کو گرا کر سختی سے مَسل ڈالا۔ پھر اُن کی بہن شوہر کو چھڑانے آئی تو اُس کے مُنہ پر طمانچہ اتنے زور سے مارا کہ اُس کے چہرے سے خون بہنے لگا (اس کے بعد بہنوئی کو چھوڑ دیا، بہن کا چہرہ خون میں بھرا ہوا دیکھ کر رحم کا جذبہ اُبھرا۔ غصہ فرو ہوا) اب عمرؓ نے کہا وہ کتاب لاؤ جو تمھارے پاس ہے میں اُس کو پڑھوں گا۔ تو اُن کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں اس لئے پہلے اُٹھ کر وضو کرو۔ تو وہ اُٹھے اور وضو کی۔ پھر پڑھا طٰہٰ یہاں تک کہ پہنچے إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ الخ تک (۱۴:۲۰) "میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو" اب عمرؓ نے کہا کہ مجھے محمدؐ کے پاس لے چلو۔ جب خباب نے عمرؓ کی یہ بات سُنی تو وہ گھر سے باہر آ گئے اور اُنھوں نے کہا اے عمرؓ بشارت سُن لو۔ میں امید کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا جو آپؐ نے جمعرات کی شب میں کی تھی تمھارے حق میں قبول ہوئی ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الاِسلام الخ یا اللہ اسلام کو غلبہ عطا کیجئے عمرؓ بن الخطاب یا عمرو بن

۵۱ ختن داماد را گویند و اینجا مراد از زوج ہمشیرہ است ۱۲ ۵۲ از زمر بمعنی انگیختن بجنگ و المعنی جاء متہددا ۱۲ ۵۳ آواز نرم را گویند ۱۲

ہشام فخرج حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم ۔ و عن ابن عباس انہ قال لعمر بن الخطاب یا امیر المؤمنین مم یذکر الرجل و مم ینسی فقال ان علی القلب طخارۃ ؏ کطخارۃ القمر فاذا تغشت القلب نسی ابن آدم ما کان یذکر فاذا انجلت ذکر ما نسی۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝

فقیر گوید در معنی این آیت جمعے زمین جنت را مراد داشتہ اند و ہیچ جا شاہد آن نخواہی یافت کہ در قرآن یا سنت لفظ ارض گفتہ باشند و جنت عدن ارادہ کردہ بلکہ معنے صحیح آن است کہ از ارض اراضی معتدلہ صالحہ برائے نشأ اشخاص معتدلۃ الاخلاق ارادہ کردہ اند یا ارض شام تنہا بسبب آنکہ انبیاء بنی اسرائیل در شام بودند و ذکر وقائع ارض شام پیش ایشان مہم بود و این سخن بدان میماند کہ تاجر از لفظ مال سرمایہ خود را میخواہد و راعی مواشی و زارع زراعت خود مراد میگیرد و چندین آثار برین معنے دلالت میکند عن ابن عباس فی قصۃ بخت نصر قال انہ رای رؤیا قد فزعتہ فاصبح قد نسیہا قال علیّ السحرۃ والکہنۃ قال اخبرونی عن رؤیا رأیتہا اللیلۃ و اللہ لتخبرنی بہا او لأقتلنکم قالوا ماہی قال قد نسیتہا قالوا

ہشام کے ذریعہ سے۔" پھر عمرؓ گھر سے نکل کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور اسلام لے آئے۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا عمرؓ بن الخطاب سے کہ اے امیر المومنینؓ کوئی شخص کس سبب سے یاد کرتا ہے اور کس سبب سے بھولتا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ قلب پر ایک ظلمت چھا جاتی ہے جیسی چاند پر چھا جاتی ہے (یعنے بدلی) جب وہ قلب پر چھا جاتی ہے تو آدمی کو جو یاد ہوتا ہے اس کو بھول جاتا ہے اور جب وہ تاریکی چھٹ جاتی ہے تو وہ چیز یاد آجاتی ہے۔

آیت سورۃ الانبیاء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ الخ (۲۱: ۱۰۵) اور ہم (سب آسمانی) کتابوں میں لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہونگے۔

فقیر کہتا ہے کہ اس آیت کے معنے میں ایک جماعت نے جنت کی زمین مراد لی ہے اور آپ کہیں بھی اس کی کوئی نظیر نہ پائیں گے کہ قرآن یا حدیث میں لفظ ارض کہہ کر جنت عدن مراد لیا ہو۔ بلکہ صحیح معنے یہ ہیں کہ ارض سے مراد وہ معتدل زمینیں ہیں جن میں صلاحیت ہے معتدل اطلاق کے اشخاص کو پیدا کرنے کی۔ یا صرف شام کی زمین مراد ہو اس سبب سے کہ انبیائے بنی اسرائیل شام میں تھے اور سرزمین شام کے واقعات کا ذکر ان کی نظر میں اہمیت رکھتا تھا۔ اور یہ بات ایسی ہے کہ تاجر لفظ مال بول کر اپنا سرمایہ مراد لیتا ہے اور ایک چرواہا (مال بول کر) چرنے والے جانور اور زراعت کرنے والا (مال بول کر) اپنی کھیتی کو مراد لے لیتا ہے۔ اور کتنے ہی آثار ہیں جو اس معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے بخت نصر کے قصہ میں، کہا کہ اس نے ایک خواب دیکھا جس نے اس کو خوف زدہ کر دیا پھر صبح کو اسے بھول گیا۔ حکم دیا کہ جادوگر اور کاہن حاضر کئے جائیں۔ (جب وہ حاضر ہوگئے تو ان سے) کہا کہ مجھے اس خواب کی خبر دو جو میں نے آج رات دیکھا تھا۔ واللہ یا تو مجھے اس کا حال بتاؤ ورنہ میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔ انھوں نے کہا کیا خواب ہے؟ اس نے کہا کہ میں اس کو بھول گیا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ

؏ الطخارۃ الظلمۃ والمراد ہنا ما یغشی القمر من غیم فیغطی نورہ ۱۲

www.kitabghar.org

ماعندنا من ہذا علمٌ الّا ان ترسل
الیٰ ابناء الانبیاء فارسل الیٰ ابناء
الانبیاء قال اخبرونی عن رؤیا
رأیتہا قالوا وماہی قال نسیتہا
قالوا غیبٌ ولا یعلم الغیب الّا
اللہ قال واللہ لتخبرنّی بہا او
لاضربنّ اعناقکم قالوا فدعنا
حتّے نتوضّا ونصلّے وندعوا
الی اللہ قال فافعلوا فانطلقوا
فاحسنوا الوضوء واتوا صعیدًا
طیّبًا فدعوا اللہ فاخبروا بہا
ثم رجعوا فقالوا رأیت کانّ
رأسک من ذہب وصدرک
من فخّارٍ ووسطک من نحاس
ورجلیک من حدیدٍ قال نعم اخبرونی
بعبارتہا او لاقتلنّکم قالوا فدعنا
ندعوا ربّنا قال اذہبوا فدعوا
ربّہم فاستجاب لہم فرجعوا الیہ
قالوا رأیت کانّ رأسک من ذہب ملکک
ہذا یذہب عند رأس الحول من ہذہ اللیلۃ
قال ثم مَہ قالوا ثم یکون بعدک ملک
یفخر علے الناس ثم یکون ملک یُخشیٰ
علے الناس شدّتہ ثم یکون ملک
لایُقِلّہ شئ انما ہو مثل الحدید یعنے
الاسلام دریں صورت این بشارت
بر شیخین رض صادق آید کہ فتح شام
بتدبیر ایشان واقع شد ودر حوزۂ تصرف
ایشان درآمد پس صلاح صفتِ ایشان باشد
و انجاز وعدِ انبیاء بر دست خلیفہ

ہمارے پاس تو اس قسم کا علم نہیں ہے ہاں آپ انبیاءؑ کے بیٹوں کو طلب کریں (وہ بتا سکیں گے) تو اُس نے انبیاءؑ کے بیٹوں کو بلایا (جب وہ حاضر ہوئے تو اُن سے) کہا کہ مجھے میرے خواب کا حال بتاؤ جو مَیں نے دیکھا ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ کیا ہے تو کہا میں اُس کو بھول گیا ہوں۔ اُنھوں نے کہا یہ تو غیب ہے اور غیب تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ تو کہا واللہ تم مجھے اُس کی خبر دو ورنہ میں تم سب کی گردنیں ماردوں گا۔ اُنھوں نے کہا کہ تو ہم کو چھوڑ دو کہ ہم وضو کریں اور نماز پڑھیں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہا اچھا جاؤ اور کرو جو کرنا چاہتے ہو) وہ چلے گئے اور خوبی کے ساتھ وضو کرکے پاکیزہ مٹی پر کھڑے ہوگئے پھر اُنھوں نے اللہ سے دُعا کی تو اُن کو وہ خواب بتا دیا گیا۔ پھر وہ (بادشاہ کے پاس) واپس آئے اور کہا کہ آپ نے یہ دیکھا ہے کہ گویا آپ کا سر سونے کا ہوگیا ہے اور سینہ پختہ مٹی کا اور کمر تانبے کی اور آپ کے دونوں پاؤں لوہے کے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اب اس کی تعبیر بھی بتاؤ ورنہ میں تم سب کو قتل کردوں گا۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر ہمیں چھوڑیئے تاکہ ہم اپنے پروردگار سے دعا کریں۔ اُس نے کہا کہ جاؤ۔ پھر ان لوگوں نے اپنے ربّ سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول کی (اور ان پر تعبیر منکشف کردی) تو بادشاہ کے پاس واپس آئے۔ اور کہا کہ آپ نے جو یہ دیکھا ہے کہ آپ کا سر سونے کا ہے یہ آپ کی بادشاہی ہے یہ شروع سال کی اسی رات میں جاتی رہیگی۔ اُس نے کہا کہ پھر کون ہوگا تو اُنھوں نے کہا کہ پھر آپ کے بعد ایک بادشاہ ہوگا جو لوگوں پر فخر کرے گا (یعنی بکثرت اپنی بڑائیاں جتانے والا ہوگا) پھر ایک بادشاہ ہوگا جس کی سخت گیری کا خوف لوگوں کے دلوں میں غالب ہوگا۔ پھر ایسا بادشاہ ہوگا جس کو کوئی شئے نہ ہٹا سکے گی۔ وہی ہے جو مثل لوہے کے ہوگا یعنی اسلام۔ اس صورت میں یہ بشارت (جو آیت میں ہے) شیخین رض پر صادق آتی ہے (جس کی مؤیّد یہ تعبیر بھی ہے) کہ ملک شام کی فتح اُن ہی کی تدبیر سے واقع ہوئی اور یہ اُن کے احاطۂ تصرف میں آیا۔ تو صلاح (جو عبادی الصّٰلحون میں مذکور ہے) ان کی صفت ہوگی۔ اور جو وعدہ انبیاءؑ سے کیا گیا اُس کا خلیفہ کے ہاتھ پر پورا ہونا

www.kitabghar.org

یکے از خصائل خلیفہ خاص است عن ابن عمرؓ قال لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان ابوبکر فی ناحیۃ المدینۃ فجاء۔ فدخل علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ھو مسجّی فوضع فاہ علے جبین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فجعل یقبلہ و یبکے و یقول بابی و امی طبت حیًا و طبت میتًا فلما خرج مرّ بعمر بن الخطاب و ھو یقول ما مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و لا یموت حتے یقتل اللہ المنافقین و حتے یخزی اللہ المنافقین قال و کانوا قد استبشروا بموت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرفعوا رؤسہم فقال ایہا الرجل اربع علے نفسک فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد مات الم تسمع اللہ یقول اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّہُمْ مَّیِّتُوْنَ و قال وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَہُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۵ قال ثم اتے المنبر فصعدہ فحمد اللہ و اثنے علیہ ثم قال یا ایہا الناس ان کان محمد صلے اللہ علیہ وسلم الٰھکم الذی تعبدون فان محمدًا قد مات و ان کان الٰھکم الذی فی السماء فان الٰھکم لم یمت ثم تلا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ حتے ختم الآیۃ ثم

یہ خلیفۂ خاص کے خصائل میں سے ہے (یعنی اُس کے خلیفۂ خاص ہونے کی دلیل ہے)۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی تو ابوبکرؓ مدینہ کی دوسری جانب میں تھے اس کے بعد آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپؐ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو اُنھوں نے اپنا مُنہ آپؐ کی پیشانی پر رکھدیا اور بوسے دیتے رہے اور روتے رہے اور کہتے رہے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپؐ زندگی میں بھی پاکیزہ رہے اور موت کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ جب نکلے تو عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے گزرے اور وہ یہ کہہ رہے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مرے، اور نہ مریں گے جب تک اللہ منافقین کو نہ قتل کر دے گا اور جب تک اللہ منافقین کو رُسوا نہ کر دیگا ابن عمرؓ نے کہا کہ صورت حال یہ تھی کہ منافقین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کو خوشخبری قرار دیا تھا اور انھوں نے اپنے سر اُبھارنے شروع کئے تھے، تو ابوبکرؓ نے (عمرؓ سے) کہا اے شخص اپنے نفس کو سکون دو۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے۔ کیا تم نے نہیں سُنا جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ الخ (۳۹: ۳۰) آپؐ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے" اور اللہ نے فرمایا وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ الخ (۳۱: ۳۴) اور ہم نے آپؐ سے پہلے کسی بھی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ کو رہیں گے" ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ابوبکرؓ منبر پر پہنچے اور اللہ کی حمد اور اُس کی ثنا کی۔ پھر کہا اے لوگو! اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمھارے معبود تھے جس کی تم عبادت کیا کرتے ہو تو یقیناً محمدؐ تو انتقال کر چکے ہیں اور اگر تمھارا معبود وہ ہے جو آسمان میں ہے تو تمھارا معبود نہیں مرا پھر تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ آیت کے ختم تک (۳: ۱۴۴) اور محمدؐ بڑے رسول ہی تو ہیں آپؐ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپؐ کا انتقال ہو جائے یا آپؐ شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص اُلٹا پھر بھی جاتے گا تو خدا تعالےٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا اور خدا تعالےٰ جلدی ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو؛ پھر ابوبکرؓ

www.kitabghar.org

نزل وقد استبشر المسلمون بذلک و اشتدّ فرحهم و اخذت المنافقین الکاٰبۃ قال عبد اللہ بن عمر فوالّذی نفسی بیدہ لکانّما کانت علیٰ وجوههم اغطیۃ فکشفت عن محمد بن حاطب قال سُئل علیؓ عن هٰذه الآیۃ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی قال هو عثمان واصحابہ۔

منبر سے اُتر گئے اور اس بیان سے مسلمانوں میں سکون پیدا ہو گیا اور بہت فرحت ہوئی اور منافقین افسردہ دلی میں مبتلا ہو گئے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کے چہروں پر پردے پڑے ہوئے تھے اب وہ ہٹ گئے۔ محمد بن حاطبؓ سے مروی ہے کہ علیؓ سے سوال کیا گیا اس آیت کے متعلق اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ الخ (۲۱:۱۰۱) جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدّر ہو چکی ہے الخ تو انھوں نے کہا کہ وہ عثمانؓ اور اُن کے اصحاب ہیں۔

آیات سورۃ الحج

قال اللہ تعالےٰ اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا ؕ وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ الخ (۲۲: ۳۸ تا ۴۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ان مشرکین کے غلبہ وغیرہ کو) ایمان والوں سے (عنقریب) ہٹا دے گا بیشک اللہ تعالےٰ کسی دغاباز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔ (اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالےٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے (کے ہاتھ) سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو (اپنے اپنے زمانہ میں) نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے گا جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالےٰ قوّت والا (اور) غلبہ والا ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔“

تقریر گوید عفی عنہ این آیات اوّل دلیل است بر خلافتِ خلفاءؓ زیراکہ

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ آیات مضبوط دلیل ہیں خلافتِ خلفاء پر کہ

www.kitabghar.org

ممکن شدند در ارض باتفاق موافق و مخالف واز مہاجرین بودند بلاشک پس اقامتِ صلوٰۃ و ایتاءِ زکوٰۃ و امر معروف و نہی منکر ازیشان متحقق گشت و ہمین است معنی خلافتِ خاصہ ودر فصل سیوم در تفسیرِ این آیت بسط نمودیم فراجع۔

قال اللہ تعالیٰ قُلْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ فقیر گوید یعنی ای مردمان جز این نیست کہ من برای شما ترسانندہ آشکارا ام پس آنانکہ ایمان آوردند و عملہائے شائستہ کردند ایشان راست آمرزش و رزق گرامی و آنانکہ سعی کردند در آیاتِ ما غلبہ طلب کنان ایشان اند اہلِ دوزخ مقابلہ کردہ شد درمیان دو فریق کہ بعد انذار مختلف شدند و آیہ مکیہ است پس مراد از فریقِ مومنین ہمان سُبّاق مومنین اند از مہاجرین اولین فتدبر۔

قال اللہ تعالیٰ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

ان حضرات کو زمین (یعنی ملک) پر غلبہ دیا گیا اور اس پر ہر ایک موافق اور مخالف کا اتفاق ہے۔ اور یہ بلاشک مہاجرین میں سے تھے۔ پھر نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور نیک کاموں کا حکم کرنا اور بُرے کاموں سے منع کرنا اُن سے متحقق ہے اور خلافتِ خاصّہ کے یہی معنے ہیں۔ اور فصل سوم میں اس آیت کی تفسیر شرح وبسط کے ساتھ ہم کر چکے ہیں۔ اس کو پھر دیکھ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ الخ (۲۲: ۴۹ تا ۵۱)

اور آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ اے لوگو میں تو صرف تمہارے لئے ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں۔ سو جو لوگ (اس ڈر کو سن کر) ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے اُن کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کرتے رہتے ہیں (نبی اور اہلِ ایمان کو) ہرانے کے لئے ایسے لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں۔ فقیر کہتا ہے یعنی اے لوگو! اس کے سوا نہیں کہ میں تمہارے واسطے ڈرانے والا ہوں آشکارا۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور انھوں نے شائستہ عمل کئے اُن کے لئے ہے بخشش اور عزت کا رزق اور جن لوگوں نے دوڑ دھوپ کی ہماری آیات کے مقابلہ پر غلبہ طلب کرتے ہوئے یہ لوگ ہیں اہلِ دوزخ۔ دو فریق کے درمیان مقابلہ کیا گیا ہے جو انذار (یعنی ڈرانے) کے بعد مختلف ہوئے۔ اور آیت مکیہ ہے اس لئے فریقِ مومنین سے وہی مومنین مراد ہیں جو پہلے ایمان لائے مہاجرین اوّلین میں سے۔ اس پر غور کر لو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الخ (۲۲: ۵۶ تا ۶۰)

بادشاہی اُس روز اللہ ہی کی ہو گی وہ ان سب (مذکورین) کے درمیان (عملی) فیصلہ فرمائے گا۔ سو جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے اور جنھوں نے کفر کیا ہو گا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہو گا تو اُن کے لئے ذلّت کا عذاب ہو گا اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا پھر وہ لوگ (کفر کے مقابلہ میں) قتل کئے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور اُن کو ایک عمدہ رزق دے گا۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ

www.kitabghar.org

لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ فقیر گوید یعنی بادشاہی آن روز خاص برای خدا است حکم خواہد کرد درمیانِ ایشان پس آنانکہ ایمان آوردند وکارہای شائستہ کردند در بہشتہای نعیم باشند وآنانکہ کافر شدند ودروغ شمردند آیاتِ ما را ایشان راست عذاب خوار کنندہ وآنانکہ ہجرت کردند درراہِ خدا بعدازان کشتہ شدند یا بموتِ طبیعی مُردند البتہ روزی خواہد داد خدا تعالیٰ ایشان را رزقِ نیک ہرآئینہ خدا ہمون است بہترین روزی دہندگان البتہ درآرد ایشان را بجائی کہ پسند کنند آن را و ہرآئینہ خدا دانای بُردبار است این است حال وہر کہ پاداش دہد بمثل آنچہ معاملہ کردہ شد باو باز تعدی کردہ شود بروے البتہ یاری خواہد داد اورا خدائی تعالےٰ ہرآئینہ خدا تعالیٰ درگزرندہ آمرزندہ است یعنی مہاجرینِ اوّلین از دستِ کفّار ایذای بسیار چشیدند اگر بمقابلۂ آن ایذائی بکفار رسانند عینِ عدل است واگر کفّار باز مجتمع شوند وانتقام این کشند نصرتِ الٰہی شاملِ حال مہاجرینِ اوّلین خواہد بود واین آیت ہم معنے ہمان آیت است کہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بعدازان خدای تعالیٰ تقویت میکند وعدِ نصر را بہ بیان قدرۃِ خویش درآفاق وانفس وبذکر تصرّفِ خود درعالم حسبِ ارادۂ خود باز فقیر گوید این آیت نص است در بشارتِ مہاجرین بہ بہشت درآخرت

سب دینے والوں سے اچھا (دینے والا) ہے (اور رزقِ حسن کے ساتھ) اللہ تعالےٰ اُن کو ایسی جگہ لیجاکر داخل کرے گا جس کو وہ (بہت ہی) پسند کریں گے اور بلاشبہ اللہ تعالےٰ خوب جاننے والا ہے بہت حلم والا ہے۔ یہ (مضمون تو) ہو چکا اور جو شخص (دشمن کو) اُسی قدر تکلیف پہنچاتے جس قدر (اُس دشمن کی طرف سے) اُس کو تکلیف پہنچائی گئی تھی (اور) پھر اُس شخص پر زیادتی کی جاتے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کی ضرور امداد کرے گا۔ اللہ تعالےٰ کثیر العفو کثیر المغفرت ہے" فقیر کہتا ہے یعنی بادشاہی اُس دن کی خاص خدا کے واسطے ہے وہ حکم کرے گا ان کے درمیان۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے شائستہ کام کئے وہ نعمت والی بہشتوں میں ہوں گے اور جو کافر ہوئے اور اُنھوں نے ہماری آیات کو جھوٹا سمجھا اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے اور جن لوگوں نے کہ ہجرت کی راہِ خدا میں اس کے بعد مارے گئے یا طبعی موت سے مرے البتہ روزی دے گا اللہ تعالےٰ اُن کو عمدہ رزق اور البتہ خدا ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ وہ البتہ اُن کو ایسی جگہ لائے گا جس کو وہ پسند کریں گے اور بیشک خدا دانا اور بُردبار ہے۔ حال یہ ہے۔ اور جو کہ بدلہ دے ویسا ہی جیسا اُس سے معاملہ کیا گیا پھر اُس پر زیادتی کی جائے تو البتہ اُس کو اللہ تعالےٰ مدد دے گا بیشک اللہ تعالےٰ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔ یعنی مہاجرین اوّلین نے کفّار کے ہاتھوں سے بہت تکلیفیں اُٹھائیں اگر اُن کے مقابلہ پر وہ بھی کفّار کو کوئی ایذا پہنچائیں تو یہ عین عدل ہے اور اگر کفّار پھر مجتمع ہو جائیں اور پھر اس ایذا کا انتقام لیں گے تو اللہ کی امداد اِن مہاجرین اوّلین کے شاملِ حال ہو گی۔ اور یہ آیت اُسی آیت کے ہم معنے ہے (جو پہلے ذکر ہو چکی) کہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ (۳۹:۲۲) (اب) لڑنے کے لئے ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے" اس کے بعد خدا تعالےٰ مدد کے وعدے کو تقویت دیتے ہیں دنیا کی تمام اطراف وجوانب اور نفوس میں اپنی قدرت کے بیان سے کہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ آخرت میں مہاجرین کو جنّت کی بشارت کے لئے یہ آیت نص ہے

www.kitabghar.org

و بنصر در دنیا و ہو المقصود عن عمر انّہ کان یسجُدُ سجدتَین فے الحجّ و قال انّ ہٰذہ السورۃَ فُضِّلت علے سائرَ القرآنِ بسجدتین عن ابے بکر الصّدیق قال سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اذا صلّے الصبحَ مرحبًا النہارِ الجدید و الکاتِب و الشہیدِ اکتُبا بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم اَشہدُ ان لَّا الٰہ الّا اللہ و اشہدُ انّ محمّدًا رسولُ اللہ و اشہدُ انَّ الدینَ کما وُصِفَ و الکتابُ کما اُنزِلَ و اشہدُ انَّ السّاعۃ آتیۃٌ لا رَیبَ فیہا و اَنَّ اللہَ یبعثُ مَنْ فی القبورِ و عن عُمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لَبِسَ الحریرَ فے الدّنیا لم یلبَسہ فی الآخرۃ عن ابن عمر ان عمر نہٰے ان تُغلَقَ ابوابُ دُورِ مکّۃَ فانَّ النّاسَ کانوا ینزلون منہا حیثُ وَجَدُوا حتّے کانوا یضرِبُونَ فَسا طیطَہم فے الدور و عن عمر بن الخطاب انّ رجلاً قال لہٗ عند المَروَۃِ یا امیر المؤمنین اَقطِعنِی مکانًا لِی و لِعَقِبِی فاَعرَض عنہ عمر و قال ہو حرمُ اللہِ سَوَاءٌ العاکفُ فیہِ والبادِ[۱] و عن عمر بن الخطاب قال اِحتکارُ الطعامِ بمکّۃَ اِلحادٌ بظُلمٍ عن عُبید ابن عُمیر قال لقے عمرُ بن الخطاب رَکبًا یُریدونَ البیتَ فقال من انتم فاَجابَہ اَحدَثُہم سِنًّا فقال عبادُ اللہ المسلمونَ قال من اَین جئتُم قال من الفجّ العمیق

اور دنیا میں مدد دینے پر۔ اور یہی مقصود ہے۔ اور عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ سورۂ حج میں دو سجدے کیا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ اس سورت کو تمام قرآن (کی سورتوں) پر دو سجدوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے سُنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے نئے دن کو مرحبا اور لکھنے والے کو اور گواہی دینے والے کو (اس طرح) لکھا کرو بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ دین ایسا ہی ہے جیسی اُس کی تعریف کی گئی اور کتاب اللہ جیسی وہ نازل کی گئی (یعنے وہ منجانب اللہ ہے)۔ اور گواہی دیتا ہوں میں کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اس بات کی کہ اللہ تعالےٰ اہلِ قبور کو زندہ کرکے اُٹھائے گا۔ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں حریر (ریشمی کپڑا) پہنا وہ آخرت میں اُس کو نہیں پہنے گا۔ ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو اس سے منع کیا کہ مکہ کے گھروں کے دروازوں کو بند کرلیں کیونکہ (اُس زمانہ میں عام طور پر یہ معمول تھا کہ) لوگ (عازمینِ حج) جس مکان کو پاتے تھے اُسی میں اُتر جاتے تھے یہاں تک کہ گھروں میں ہی اپنے خیمے گاڑ دیا کرتے تھے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اُن سے مَروَہ کے قریب کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ یہاں کی کوئی زمین مجھے دیدیجئے (جو میری مِلک ہو) اور میرے وارثوں کی تو عمرؓ نے اُس سے مُنہ پھیر لیا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حَرم ہے اس میں مسافر اور مقیم سب برابر ہیں۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ مکہ میں طعام (غلّہ وغیرہ) کو فروخت سے روک رکھنا خلافِ دین ہے ظلم کے ساتھ۔ عُبَید بن عُمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے ملاقات ہوئی شُتر سواروں کے ایک قافلہ کی آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو ایک نوجوان نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے مسلمان بندے۔ آپ نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ تو اُس نے کہا کہ بہت دُور دراز مقام

[۱] ای المقیم والباد والمسافر من الاعراب او غیرہم ۱۲

www.kitabghar.org

قالَ اینَ تریدون قال البیتَ العتیقَ فقال عُمَر تاوّلہا لِعُمَر واللہ فقال عُمَر مَن امیرکم فاشار الی الشیخ منہم فقال عُمَر بل انت امیرہم لاحدّہم سنا الذی اجابہ ۔ وعن ابنِ عباس قال رأیت عمر ابن الخطاب قبّل الحجر وسجد علیہ ثم قال رأیتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فعلَ ہٰذا ۔ عن محمد بن سیرین قال اَشرَف علیہم عثمان مِن القصر فقال ائتونی برجلٍ تالیْ کتاب اللہ فاَتَوْہ بصعصعۃ ابن صوحانَ یتکلم بکلامٍ فقال اُذِنَ لِلَّذِینَ یُقَاتَلُونَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا ۚ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰے نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرٌ ۔ فقال لہ عثمان کذبتَ لیست لک و لا لِاَصحابک ولٰکنہا لی ولاصحابی ۔ عن ابن عباس اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ لے من مکۃ الے المدینۃ بِغَیْرِ حَقٍّ یعنے محمدًا صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ ۔ وعن عثمان ابن عفان قال فینا نزلت ہٰذہ الآیۃ اَلَّذِین اُخرِجُوا من دیارہم بغیر حق الآیۃ بعد ما اُخرجنا من دیارنا بغیر حق ثم مُکِّنّا فی الارض فاَقَمنا الصّلوٰۃَ وَ اٰتَینا الزکوٰۃ و اَمَرنا بالمعروف ونَہَینا عن المنکر فہی لی ولاصحابی ۔ وعن ثابت بن عرفجۃ الحضرمی قال حدّثنی سبعۃٌ و عشرونَ مِن اَصحاب علیّ و عبدِ اللہ منہم لاحقُ بن الاقمر والعیزار بن جَرْوَل وعطیّۃ القرظی انّ علیاً قال انّما اُنزلت ہٰذہ الآیۃُ فی اَصحاب محمدٍ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ الآیۃ قال لولا دفع اللہ باصحاب

پھر آپ نے پوچھا کہ کہاں جاؤ گے تو اُس نے کہا کہ پُرانے گھر (یعنی خانہ کعبہ) میں۔ تو آپ نے فرمایا واللہ یہ عمرؓ سے ہیر پھیر کی باتیں کررہا ہے۔ پھر عمرؓ نے اُن لوگوں سے کہا کہ تمھارا امیر کون ہے؟ تو اشارہ کیا اُن میں سے ایک بوڑھے کی طرف۔ تو عمرؓ نے کہا ہاں تو ان کا امیر ہے نہ یہ تو عمر جو جواب دے رہا تھا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ اُنھوں نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا (یعنی پیشانی بھی اِس سے مِلا دی) پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ مروی ہے محمد بن سیرین سے اُنھوں نے کہا کہ قصر کے اُوپر سے جھانک کر عثمانؓ نے (ان باغیوں سے جنھوں نے قصر کو گھیر رکھا تھا) کہا کہ میرے سامنے ایسے شخص کو لاؤ جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہو تو لوگ صعصعہ بن صوحان کو لائے۔ اُس نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا ۚ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرُ ۝ (۲۲: ۳۹) (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) تو اس سے عثمانؓ نے کہا تو جھوٹا ہے یہ آیت نہ تیرے لئے ہے نہ تیرے اصحاب کے لئے۔ لیکن وہ میرے لئے ہے اور میرے اصحاب کے لئے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ (جو لوگ نکالے گئے) یعنی مکّہ سے مدینہ کی طرف بِغَیْرِ حَقٍّ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحابؓ۔ اور مروی ہے عثمانؓ بن عفان سے اُنھوں نے کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے اَلَّذین اُخرجوا من دیارہم بغیر حق الآیہ بعد اس کے کہ ہم اپنے گھروں سے بغیر حق کے نکالے گئے پھر ہم کو اس سرزمین کی حکومت دی گئی تو ہم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور ہم نے نیک کام کا حکم کیا اور بُرے کام سے روکا۔ تو یہ آیت میرے اور میرے اصحاب کے حق میں ہے۔ اور مروی ہے ثابت بن عرفجہ حضرمی سے اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا علیؓ کے اور عبد اللہؓ کے اصحاب میں سے ستائیس لوگوں نے، اُن میں سے لاحق بن الاقمر اور عیزار بن جروَل اور عطیۃ القرظی ہیں کہ علیؓ نے فرمایا کہ یہ آیت اصحاب محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ الخ (اس تفسیر میں) فرمایا کہ لولا دفع اللہ باصحاب

www.kitabghar.org

محمد من التابعین لَہُدِّمَت صَوَامِعُ عن ابن ابی اوفٰی قال دخلتُ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد المدینۃ فجعل یقول این فلانٌ این فلان فلم یزل یتفقدھم ویبعث الیھم حتی اجتمعوا عندہ فقال انی محدّثکم بحدیث فاحفظوہ وعوہ وحدّثوا من بعدکم ان اللہ اصطفٰی من خلقہ خلقًا ثم تلا ھٰذہ الآیۃ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ۔ خلقًا یُدْخلھم الجنۃ و انی مصطفٍ منکم من اُحِبُّ اَن اَصطفیہ و مؤاخٍ بینکم کما اٰخی اللہ بین الملٰئکۃ قم یا ابابکر فقام فجثا بین یدیہ فقال ان لک عندی یدًا ان اللہ یجزیک بھا فلو کنت متخذا خلیلًا لاتخذتک خلیلًا و انت منی بمنزلۃ قمیصی من جسدی و حرّک قمیصہ بیدہ ثم قال اُدنُ یا عمر فدنا فقال قد کنت شدید الشغب علینا ابا حفص فدعوت اللہ ان یُعِزّ الدین بک او بابی جھل ففعل اللہ ذالک بک و کنت احبھما الیّ فانت معی فی الجنۃ ثالث ثلٰثۃ من ھٰذہ الامۃ

محمد من التابعین لَہُدِّمَت صوامع (اب ترجمہ یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ تابعین پر سے بذریعہ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زور نہ گھٹوا دیتا تو ڈھا دیئے جاتے خلوت خانے الخ) اور ابن ابی اوفیٰ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسجدِ مدینہ میں پہنچا تو آپؐ نے فرمانا شروع کیا کہ کہاں ہیں فلاں بن فلاں اور آپ اُن کو ڈھونڈتے رہے اور اُن کے انتظار میں خاموش رہے یہاں تک کہ وہ سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے تو فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں اس کو یاد رکھو اور اچھی طرح محفوظ کرلو اور اپنے بعد والوں سے یہ بات کہدو کہ اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اپنی مخلوق میں سے ایک مخلوق کو پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ الخ (۲۲:۷۵) اللہ تعالیٰ منتخب کرلیتا ہے فرشتوں میں سے احکام پہنچانے والے (مقرر فرما دیتا ہے) اور آدمیوں میں سے (یعنی) ایک مخلوق کو جن کو جنّت میں داخل کرے گا۔ اور میں تم میں سے جس کو میں منتخب کرنا چاہتا ہوں منتخب کرنے والا ہوں اور میں تم میں مواخاۃ کرنا چاہتا ہوں (یعنی ایک دوسرے کا بھائی بنانا چاہتا ہوں) جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں مواخاۃ کرائی ہے۔ اُٹھو اے ابوبکرؓ! تو ابوبکرؓ اُٹھے اور آپؐ کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تمھارا مجھ پر حق ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزا دے گا۔ تو میں اگر کسی کو خلیل بناتا تو تم کو اپنا خلیل (یعنے دوست جانی) بناتا اور تم مجھ سے (قربت میں) بمنزلہ میری قمیص کے ہو میرے جسم کے ساتھ (راوی کا قول ہے کہ یہ فرماتے ہوئے) آپؐ نے اپنی قمیص کو ہاتھ سے حرکت دی۔ پھر فرمایا قریب آجاؤ اے عمرؓ! تو وہ قریب آگئے تو فرمایا کہ اے ابوحفصؓ تم کو ہم سے شدید خصومت تھی پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعاء کی کہ وہ دین کو غلبہ دے تمھاری ذات سے یا ابوجہل سے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو تمھارے حق میں قبول کیا اور دونوں میں سے تم میرے محبت بن گئے۔ تو تم میرے ساتھ جنت میں ہوگے اس اُمّت میں سے تم ثالث ثلاثہ[1]

[1] اس ارشاد کی ایک صداقت تو عیاں ہے کہ آنحضرتؐ کی قبر مبارک کے برابر ہی حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں یہ مقام روضٌ من ریاض الجنۃ ہے۔ حضرت فاروقؓ جس طرح حیات میں ساتھ رہنے کی بنا پر ثالثُ ثلاثہ رہے بعد وفات بھی ثالث ثلاثہ رہے۔ کیا عجب ہے کہ اس ارشاد سے آپؐ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہو ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

حرّک قمیصہ بیدہ: قول راوی ۱۲

عہ امراست از وعی یعنی بمعنی نگاہ داشت و منہ یقال وعیت الحدیث ۱۲

www.kitabghar.org

ثم تنحّٰی و آخا بینہ و بین ابی بکر ثم دعا عثمان بن عفان فقال ادن یا عثمان ادن یا عثمان فلم یزل یدنو منہ حتے الصق رکبتہ برکبۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم نظر الیہ ثم نظر الے السماء فقال سبحان اللہ العظیم ثلث مرارٍ ثم نظر الے عثمان فاذا ازرارہ محلولۃ فزرّہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدہ ثم قال اجمع عطفے ردائک علے نحرک فان لک شاناً فی اہل السماء انت ممن یرد علے الحوض و اوداجہ[ع] تشخب دماً فاقول لک من فعل ہذا بک فتقول فلانٌ و فلانٌ و ذلک کلام جبریل و ذلک اذ ہتف من السماء الا ان عثمان امیرٌ علے کل خاذلٍ ثم دعا عبدالرحمٰن بن عوف ثم قال ادن یا امین اللہ و الامین فے السماء یسلّط اللہ علے مالک بالحق اما ان لک عندے دعوۃ و قد اخّرتہا قال خِر لے یا رسول اللہ قال حمّلتنے یا عبد الرحمٰن امانۃً اکثر اللہ مالک و جعل یحرّک یدہ ثم تنحّٰی و آخٰے بینہ و بین عثمان ثم دخل طلحۃ والزبیر فقال ادنوا منے فدنوا منہ فقال انتما حواریّ کحوارے عیسے بن مریم ثم آخٰے بینہما ثم دعا سعد بن ابی وقاص و عمار بن یاسر

ہوگئے (یعنی تین میں کا تیسرا۔ ایک خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دوسرے ابوبکرؓ تیسرے عمرؓ) پھر آپؐ نے ان دونوں کی طرف متوجہ ہوکر مواخاۃ کرائی ان کے اور ابوبکرؓ کے درمیان۔ پھر آپؐ نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا۔ فرمایا قریب ہوجاؤ اے عثمانؓ۔ وہ آپؐ کے قریب ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کے گھٹنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے مل گئے۔ پھر آپؐ نے اُن کی طرف دیکھا پھر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر فرمایا سُبْحٰنَ اللہِ الْعَظِیْم تین مرتبہ پھر آپؐ نے عثمانؓ کی طرف دیکھا کہ آپ کی قمیص کی گھنڈیاں کھلی ہوئی ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر فرمایا اپنی چادر کے دونوں پلّے اپنے سینہ پر اکٹھے کرو کیونکہ آسمان والوں میں تمھاری خاص شان ہے۔ تم اُن لوگوں میں سے ہو جو میرے پاس حوض پر آئیں گے اور اُن کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ پھر میں تم سے کہوں گا کہ تمھارے ساتھ ایسا کس نے کیا؟ تو تم کہو گے کہ فلاں اور فلاں نے۔ اور یہ کلام جبریلؑ کا ہے۔ اور یہ اُس وقت کا ہے جب آسمان سے یہ آواز لگائی گئی تھی آگاہ رہو عثمانؓ امیر ہے ہر رسوا کرنے والے پر۔ پھر آپؐ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو بلایا اور فرمایا کہ قریب آجاؤ اے اللہ کے امین اور امین آسمان میں (یعنی آسمان میں تمکو امین کہا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ غالب کرے گا تم کو تمہارے مال پر حق کے ساتھ آگاہ ہو تمھارے لئے میرے پاس ایک دعا رہے اور میں نے اُس کو مؤخر کر دیا ہے۔ عبدالرحمٰنؓ نے کہا یا رسول اللہ جو میرے حق میں بہتر ہو کیجیے۔ فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن تم نے ہمارے پاس ایک امانت رکھی (یعنی وہ دعا بمنزلہ تمھاری امانت ہے۔ وقت مناسب پر ضرور کی جائے گی) اللہ تعالےٰ تمھارے مال کو بڑھائے اور آپؐ نے اپنے ہاتھ کو (بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے) حرکت دینا شروع کی پھر آپؐ نے رُخ پھیرا اور اُن کے اور عثمانؓ کے درمیان مواخاۃ کی۔ پھر داخل ہوئے طلحہؓ اور زبیرؓ۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ سے قریب ہوجاؤ تو یہ قریب آگئے پھر فرمایا کہ تم دونوں میرے حواری ہو جیسے عیسیٰ بن مریمؑ کے حواری تھے۔ پھر ان دونوں میں مواخات کرائی۔ پھر پکارا سعدؓ بن ابی وقاص اور عمارؓ بن یاسر کو

[ع] جمع وَدَج بالحرکۃ۔ وہی ما احاط العنق من العروق یقطعہا الذابح و تشخب بمعنی تسیل ۱۲

فقال یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ ثم آخی بینھما ثم دعا ابا الدرداء و سلمان الفارسی فقال یا سلمان انت منا اہل البیت و قد آتاک اللہ العلم الاول و العلم الآخر و الکتاب الاول و الکتاب الآخر ثم قال الا ارشدک یا ابا الدرداء قال بلیٰ یا رسول اللہ قال ان تنقدھم ینقدوک و ان ترکتھم لا یترکوک و ان تھرب منھم یدرکوک فاقرضھم عرضک لیوم فقرک فآخی بینھما ثم نظر فی وجوہ اصحابہ فقال ابشروا و قروا اعینا فانتم اول من یرد علی الحوض و انتم فی اعلی الغرف ثم نظر الی عبد اللہ بن عمر فقال الحمد للہ الذی یھدی من الضلالۃ فقال علی یا رسول اللہ ذھب روحی و انقطع ظھری حین رأیتک فعلت ما فعلت باصحابک غیری فان کان من سخط علی فلک العتبی و الکرامۃ فقال والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی فانت عندی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ و وارثی فقال یا رسول اللہ ما ارث منک قال ما اورث الانبیاء قال و ما اورث الانبیاء قبلک

اور فرمایا اے عمارؓ تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ پھر دونوں میں مواخاۃ کرائی۔ پھر آپؐ نے ابوالدرداءؓ اور سلمان فارسیؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اے سلمانؓ تم ہمارے اہل بیت میں سے ہو اور تم کو اللہ تعالیٰ نے پہلا علم بھی دیا اور دوسرا بھی اور پہلی کتاب بھی دی اور دوسری کتاب بھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوالدرداءؓ کیا میں تم کو بھلائی کی بات نہ بتاؤں۔ اُنھوں نے کہا ضرور بتائیے یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم نے لوگوں پر (ملامت کا) نفاذ شروع کردیا تو وہ تم پر نفاذ شروع کردیں گے اور اگر تم اُن کو چھوڑ دو گے تو وہ تمھیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم اُن سے بھاگو گے تو وہ تمھیں ڈھونڈ لیں گے۔ بس تم اُن کو اپنی آبرو قرض پر دیدینا اپنے محتاجگی کے دن کے لئے۔ پھر آپؐ نے ان دونوں کے درمیان مواخاۃ کرائی پھر آپؐ نے اپنے اصحابؓ کے چہروں کی طرف دیکھا پھر فرمایا تم خوشخبری سُن لو اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو کہ تم سب سے پہلے میرے پاس حوض (کوثر) پر آجاؤ گے اور تم بلند (بالاخانوں کی) کھڑکیوں میں بیٹھنے والے ہو۔ پھر آپؐ نے عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو گمراہی سے ہدایت کرتا ہے۔ اس کے بعد علیؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میری جان نکل گئی اور کمر ٹوٹ گئی جب میں نے آپؐ کو اپنے اصحابؓ کے ساتھ وہ (لطف و کرم) کرتے ہوئے دیکھا جو آپ نے کیا ہے میرے سوا۔ (یعنے آپؐ نے مجھے نظر انداز کردیا) تو اگر آپؐ نے ایسا مجھ پر کسی ناراضگی کی وجہ سے کیا تو آپؐ کو ناراضگی اور کرم کا حق ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تم کو پیچھے نہیں رکھا مگر اپنی ذات کے لئے تو تم میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے اور میرے وارث ہو۔ تو علیؓ نے عرض کیا کہ میں آپ سے وراثت میں کیا لوں گا؛ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو وراثت انبیاءؑ چھوڑا کرتے ہیں۔ علیؓ نے کہا انبیاءؑ نے آپ سے پہلے

[1] یہ پیشگوئی ہے ابودرداءؓ کے متعلق کہ لوگ تم پر آوازے کسیں گے اور اعتراضات کریں گے اگر تم جواب دوگے تو لوگ اور آگے بڑھیں گے۔ اس لئے تم اعراض کرنا کسی کو جواب نہ دینا چنانچہ یہ چیزیں پیش آئیں۔ اقرض من عرضک کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ پیٹھ پیچھے تمھاری بُرائیاں کریں یا منہ پر، تو صبر کرنا گویا یہ اُن کے ذمہ تمھارا قرض رہے گا یہ اُن کے ذمہ رہنے دینا۔ یوم حشر میں جو انسان کے فقر کا دن ہے کہ اب وہ کوئی عمل خیر نہیں کرسکے گا، تمھاری آبروریزی کا بدلہ تم کو اُن کی نیکیوں سے ملیگا جو حق تعالیٰ تمھیں دیدیں گے اور تمھیں وہ قرض وصول ہوجائیگا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

قال كتاب الله وسنة نبيهم و انت معي في قصري في الجنة مع فاطمة بنتي وانت اخي ورفيقي ثم تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ الاخلاء في الله ينظر بعضهم الى بعض عن عبدالرحمٰن بن عوف قال قال لي عمر الستنا كنا نقرأ فيما نقرأ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ في آخر الزمان كما جاهدتم في اوله قلت بلى فمتى هذا يا امير المؤمنين قال اذا كانت بنو امية الامراء و بنو المغيرة الوزراء وعن محمد ابن زيد بن عبدالله بن عمر قال قرأ عمر بن الخطاب هذه الآية مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ثم قال ادعوا لي رجلا من بني مدلج قال ما الحرج فيكم قال الضيق۔

کیا وراثت چھوڑی تو آپؐ نے فرمایا کہ کتاب اللہ اور نبی کا خاص طریقہ۔ اور تم جنت میں میری ساتھ میرے قصر میں ہوگے میری بیٹی فاطمہؓ سمیت۔ اور تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ٥ (۱۵: ۴۷) کہ سب بھائی بھائی کی طرح تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔" جو اللہؓ کے لئے باہم دوست ہیں وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے۔ مروی ہے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے انھوں نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کیا ہم اپنی تلاوت کے دوران میں یہ نہیں پڑھتے رہے ہیں وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (۲۲: ۷۸) اور اللہؓ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیساکہ کوشش کرنے کا حق ہے۔" یعنے آخر زمانہ میں جس طرح تم نے جہاد کیا اوّل زمانہ میں۔ میں نے کہا بیشک پھر یہ وقت کونسا ہوگا اے امیر المومنینؓ تو فرمایا کہ جب بنو امیہ اُمراء ہوں گے اور بنو مُغیرہ وُزراء۔ اور محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے یہ آیت پڑھی مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ الخ (۲۲: ۷۸) (اُس نے) تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔" پھر فرمایا کہ میرے پاس بنی مدلج کے کسی شخص کو لے کر آؤ (جب ایک شخص آگیا تو) اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تم میں "حرج" کیا ہے؟ (یعنی حرج کا استعمال کس معنے میں کرتے ہو) اُس نے کہا ضیق (یعنے تنگی)۔

آیات سورۃ المومنون

قال الله تعالى قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ (۲۳: ۱تا۱۱)

بالتحقیق اُن مسلمانوں نے آخرت میں فلاح پائی جو اپنی نمازیں خشوع کرنے والے ہیں۔ اور جو لغو باتوں سے (خواہ قولی ہوں یا فعلی) برکنار رہنے والے ہیں اور جو (اعمال و اخلاق میں) اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی (حرام شہوت رانی سے) حفاظت رکھنے والے ہیں۔ لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے (حفاظت نہیں کرتے) کیونکہ ان پر (اس میں) کوئی الزام نہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۝ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

وقال تعالٰے اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۚ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝

فقیر گوید عفے عنہ سورۂ مؤمنون مکیہ است چون وصف مؤمنین بصفاتِ کذا وکذا نمودہ آمد کہ درسُبّاقِ مؤمنین از مہاجرین اوّلین بود بلکہ ایشان بآن صفات مشہور بودند وآن جماعہ را وصفِ صلاح ووعدۂ جنت ومسارعت درخیر اثبات کردہ شد تعریض ظاہر آمد بر فضائل جماعۂ خاص کہ خلفاء دران جماعہ داخل اند وہو المقصود اخرج الترمذی عن عمر بن الخطاب قال کان اذا نزل علٰے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الوحی یُسمع عند وجہہ کدوی النحل فانزل علیہ یوماً فمکثنا ساعۃً فسُرّی عنہ فاستقبل القبلۃ

ایسے لوگ حدِ (شرعی) سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ (پس) ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے"۔

اور فرمایا ہے حق تعالٰے نے اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا الخ (۲۳: ۵۵ تا ۶۱) کیا یہ لوگ یوں گمان کررہے ہیں کہ ہم اُن کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم اُن کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ (اس ایمان میں) اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے ہیں۔ اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور (باوجود دینے کے) ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ یہ لوگ (البتہ) اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کررہے ہیں اور وہ اُن کی طرف دوڑ رہے ہیں"۔

فقیر عفے عنہ کہتا ہے کہ سورۂ مؤمنون مکہ میں نازل ہوئی۔ جب مؤمنین کا وصف اُن صفات کے ساتھ مفصّل فرمادیا گیا کہ وہ ایسے اور ایسے ہیں اور یہ سب کی سب صفات سابق مؤمنین مہاجرین اوّلین میں موجود تھیں بلکہ وہ ان صفات کے ساتھ مشہور تھے اور اُس جماعت کے لئے صالح ہونے کا وصف اور جنّت کا وعدہ اور خیر میں سبقت کرنا (آیاتِ مذکورہ میں) فرمادیا گیا تو تعریض یعنی روئے سخن واضح ہوگیا کہ اُس کا اشارہ ایک جماعتِ خاص کے فضائل کی جانب ہے کہ خلفاء اُس جماعت میں داخل ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اور اخذ کیا ترمذی نے، روایت ہے عمرؓ بن الخطاب سے اُنھوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو اپنے چہرے کے قریب ایسی آواز سُنائی دیتی تھی جیسی شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے تو ایک مرتبہ آپ پر وحی نازل ہوئی تو ہم ایک ساعت ٹھہرے۔ جب وہ حالت نہ رہی تو آپ نے رُو بقبلہ ہوکر اپنے دونوں

فرفع یدیہ فقال اللّٰہم زِدْنا و لا تنقصنا و اکرِمنا و لا تُہِنّا و اَعْطِنا و لا تحرِمنا و آثِرْنا و لا تُؤثِرْ علینا و اَرْضَ عنّا و اَرْضِنا ثم قال لقد اُنزِلت علیّ عشر آیاتٍ مَن اقامہنّ دخل الجنّۃ ثم قرء قد اَفلح المؤمنون حتّٰی ختم العشر عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعوّذوا باللّٰہ من خشوعِ النفاقِ قالوا یارسول اللّٰہ و ما خشوعُ النفاق قال خشوعُ البدن و نفاقُ القلب و عن مجاہد عن عبد اللّٰہ بن الزبیر انہ کان یقوم فی الصلوٰۃ کانّہ عودٌ و کان ابوبکر یفعل ذٰلک و قال مجاہد ہو الخشوعُ فی الصلوٰۃ و عن اسماء بنتِ ابی بکر عن اُمّ رُومان والدۃ عائشۃ قالت رآنی ابوبکر الصدیق اَتمیّلُ فی صلوٰتی فزجرنی زجرۃً کِدتُ انصرفُ من صلوٰتی ثم قال سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذا قام اَحدکم فی الصلوٰۃ فلیسکُنْ اطرافہ لا یتمیّلُ تمیّلَ الیہود فان سکونَ الاطراف فی الصلوٰۃ من تمام الصلوٰۃ عن قتادۃ قال تسرّتْ امرأۃٌ غلامًا لہا فذُکِرتْ لعمر فسألہا ما حمَلکِ علیٰ ہٰذا فقالتْ کنتُ اُرٰی انہ یحِلُّ لی ما یحِلُّ للرجل من مِلکِ الیمین فاستشارَ عمر فیہا اصحابَ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالوا تاوّلتْ کتابَ اللّٰہ علیٰ غیر تاویلہ فقال عمر لاجرم واللّٰہ

ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی یا اللہ ہم کو بڑھایئے اور کم نہ کیجئے۔ اور ہم کو شرف عطا کیجئے اور ذلیل نہ کیجئے۔ ہم کو عطا فرمایئے اور محروم نہ کیجئے۔ اور ہم کو مقدّم رکھیئے اور دوسروں کو ہم پر مقدّم نہ کیجئے اور ہم سے راضی ہوجایئے اور ہم کو راضی بنادیجئے۔ پھر فرمایا مجھ پر دسؔ آیتیں نازل ہوئی ہیں جس نے اُن کو قائم کیا (یعنی اُن اوصاف پر قائم ہوگیا جو اُن میں مذکور ہیں) وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے پڑھا قد افلح المؤمنون سے دسؔ آیات کے ختم تک۔ ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفاق کے خشوع (عاجزی) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ نفاق کا خشوع کیا ہے؟ فرمایا بدن کا خشوع (یعنے عاجزی کا اظہار کرنا) اور قلب کا نفاق۔ اور مروی ہے مجاہدؒ سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن زبیرؓ سے کہ وہ نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے تھے گویا کہ وہ ایک (گڑی ہوئی) لکڑی ہیں۔ اور اسی طرح ابوبکرؓ کیا کرتے تھے۔ اور مجاہدؒ نے کہا کہ یہ ہے خشوع (کا طریقہ) نماز میں۔ اور اسماءؓ بنتِ ابی بکرؓ سے مروی ہے وہ عائشہؓ کی والدہ اُمِّ رُومان سے روایت کرتی ہیں کہ اُنھوں نے بیان کیا کہ مجھے ابوبکر صدیقؓ نے دیکھا کہ میں اپنی نماز میں اِدھر اُدھر جھکتی تھی تو ابوبکرؓ نے مجھے اتنے زور سے جھڑکا کہ قریب تھا کہ میں اپنی نماز سے ہٹ جاؤں۔ پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جب تم میں کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو چاہیئے کہ اس کے اطراف (یعنی ہاتھ اور ٹانگیں گردن) اِدھر اُدھر نہ جھکیں یہود کے جھکنے کی طرح۔ نماز میں اطراف کا ساکن ہونا نماز کو پُورا کرنے والا ہے۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے غلام سے مباشرت کی اُس کا حال بیان کیا گیا عمرؓ سے تو آپ نے اُس سے سوال کیا کہ اس فعل پر تجھ کو کیسے جرأت ہوئی اُس نے کہا کہ میں یہ خیال رکھتی تھی کہ میرے لئے وہ چیز حلال ہے جو مرد کے لئے اپنی مِلک (یعنی لونڈی) سے حلال ہے۔ اِس کے بعد عمرؓ نے مشورہ کیا اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تو اُنھوں نے کہا کہ اس نے کتاب اللہ سے اصل مفہوم کے خلاف معنے مراد لئے تو عمرؓ نے کہا واللہ اب ایسا ضرور ہوگا کہ اس کے بعد میں تجھے کبھی بھی کسی آزاد مرد

www.kitabghar.org

لا أحِلّک لعمر بعدہ ابدًا کانّہٗ عاقبہا بذٰلک ودرأ الحد عنہا و امر العبد ان لا یقربہا عن صالح ابی الخلیل قال لما نزلت ہذہ الآیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ الی قولہ ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ قال عمر فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ قال والذی نفسی بیدہ انہا خُتمت بالذی تکلمت بہ یا عمر عن الحسن ان عمر ابن الخطاب اُتی بفروۃ کسرٰی بن ہرمز فوضعت بین یدیہ وفی القوم سراقۃ ابن مالک فاخذ عمر سوارَیہ فرمی بہما الی سراقۃ فاخذہما فجعلہما فی یدیہ فبلغا منکبیہ فقال الحمد للہ سوارَی کسرٰی ابن ہرمز فی یدی سراقۃ بن مالک بن جعشم اعرابی من بنی مدلج ثم قال اللّٰہم انی قد علمت ان رسولک قد کان حریصًا علی ان یصیب مالًا ینفقہ فی سبیلک وعلی عبادک فزویتَ عنہ ذٰلک اللّٰہم انی اعوذ بک ان یکون ہٰذا مکرًا منک بعمر ثم تلا أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وعن عمر بن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع یوم القیٰمۃ الا سببی ونسبی عن ابی بکر الصدیق انہ قال یارسول اللہ

کے لئے حلال نہ کروں گا گویا عمرؓ نے اُس عورت کو یہ سزا دی اور حقیقتاً کو اُس سے روک دیا اور غلام کو حکم دیا کہ وہ کبھی اُس کے پاس نہ جاتے۔ اور صالح ابی الخلیل سے مروی ہے کہ اُنھوں نے بیان کیا کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ سے خلقًا آخر تک (۲۳: ۱۲ تا ۱۴) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے پیدا کیا.... پھر ہم نے (اس میں رُوح ڈال کر) اُس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنا دیا۔ (یہاں تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُن کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ (تو کیسی بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ آیت اسی پر ختم ہوئی ہے جو تم بولے ہو اے عمرؓ۔ اور مروی ہے حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس بھیجی گئی دولت کسرٰی بن ہرمز کی اور وہ آپ کے سامنے رکھی گئی اور قوم میں سراقہ بن مالک بھی تھے۔ عمرؓ نے کسرٰی کے دونوں کنگن اُٹھا کر سُراقہ کی طرف پھینک دیئے۔ سُراقہ نے اُن کو لے کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پہنے تو اُن کی کہنیوں تک پہنچے۔ تو عمرؓ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ کسرٰی بن ہرمز کے کنگن سُراقہ بن مالک بن جعشم کے ہاتھوں میں ہیں جو ایک اعرابی تھا بنی مدلج میں کا۔ پھر کہا اے اللہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے نبیؐ کو اس کی بہت خواہش تھی کہ اُن کو بہت سا مال ملے تو اُس کو آپ کی راہ میں خرچ کریں اور آپ کے بندوں پر اور آپ نے اُن کو اُس سے بچائے رکھا۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہ آپ کی طرف سے ایک گرفت بنے عمرؓ کے لئے۔ پھر آپ نے تلاوت کی أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا الخ (۲۳: ۵۵-۵۶) کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم اُن کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم اُن کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ ہر سبب اور نسب ٹوٹنے والا ہے قیامت کے دن بجز میرے سبب اور نسب کے۔ مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے

علمنی دعاءً ادعوا به فی صلاتی قال قل اللهم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً و انه لا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔

قال الله تعالیٰ فی قصة براءة عائشة رضی الله عنها وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

فقیر گوید عفی عنه که در کلمه اولوا الفضل والسعة تعریض ظاہر است بصدیق اکبر رضی الله عنه بشهادة سیاق و سباق

کوئی دعا تعلیم فرمائیے جو میں اپنی نماز میں پڑھ لیا کروں۔ فرمایا یہ کہو اللّٰھم انی ظلمت نفسی الخ اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو آپ کے سوا کوئی نہیں بخشتا تو اپنی طرف سے میرے سب گناہ آپ معاف فرما دیجئے اور مجھ پر رحم فرمائیے بیشک آپ ہی ہیں بہت مغفرت کرنے والے بہت رحم کرنے والے۔

آیات سورۃ النور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے قصہ میں حق تعالیٰ نے فرمایا ولا یأتل اولوا الفضل الخ (۲۴: ۲۲ تا ۲۶) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہیے کہ یہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاکدامن ہیں (اور ایسی باتوں کے کرنے سے بالکل) بے خبر ہیں (اور) ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔ جس روز ان کے خلاف میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے) ان کاموں کی جو یہ لوگ کرتے تھے۔ اس روز اللہ تعالیٰ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور (اس روز ٹھیک ٹھیک) ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے (اور) بات (کی حقیقت) کو کھول دینے والا ہے۔ (اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ) گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔ یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ منافق بکتے پھرتے ہیں۔ ان (حضرات) کے لئے (آخرت میں) مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ کلمہ اولوا الفضل والسعۃ میں تعریض ظاہر ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف ہے سیاق و سباق (انداز کلام

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

وسبب نزول و ظاہر آن است کہ از فضل فضل فی الدین مُراد باشد تا تکرار لازم نیاید بلکہ فی الحقیقت نہی خاص برائے محسنین است اگر شخصے شخصے را رنجانیدہ باشد بغیر حق و او بر رنجانندۂ خود بذل مال خود نکند آثم نباشد باتفاق پس مُراد اینجا نہی باعتبار منزلت محسنین است و در کلمۂ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صدّیقِ اکبرؓ و حضرت عائشہؓ و صفوانؓ بن معطل ہمہ داخل اند و دخولِ عائشہؓ و صفوانؓ خود ظاہر است اما آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صدّیقِ اکبر ازان سبب کہ اگر خدا نکردہ تحققے دران افک می بود لوثے ازان بدامنِ پاک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم می رسید بجہت نسبت فراش ولوثے بصدیقِ اکبرؓ عائد می شد بجہتِ نسبتِ ولادت۔

قَالَ اللہ تعالےٰ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

فقیر گوید این آیت نص است در اثباتِ خلافتِ خلفاء و تاویلاتِ بعیدہ کہ اہلِ اہوا میکنند ایشان را از وادی عصیان بر نمی آرد چنانکہ در فصل سیوم بسط نمودیم عن حارثۃ بن مضرب قال

اور واقعاتِ پیش آمدہ) اور سبب نزول کی شہادت سے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ فضل سے دینی فضیلت مُراد ہوگی تاکہ تکرار لازم نہ آئے (کیونکہ دنیاوی فضیلت لفظ السّعۃ سے مفہوم ہو رہی ہے) بلکہ درحقیقت (تمام محسنین کے لئے یہ نہی عام نہیں ہے) یہ نہی خاص محسنین کے لئے ہے۔ اگر کوئی شخص کسی شخص کو بغیر حق کے رنج پہنچائے اور وہ اُس رنج پہنچانے والے پر اپنا مال خرچ نہ کرے تو وہ بالاتفاق گنہگار نہ ہوگا۔ تو یہاں پر جو نہی مُراد ہے وہ مرتبۂ محسنین کے اعتبار سے ہے (مطلب یہ ہوگا کہ اتنے بڑے مرتبہ کے محسنین کے لئے یہ زیبا نہیں ہے) اور کلمۂ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبرؓ اور حضرت عائشہؓ اور صفوانؓ بن معطل سب داخل ہیں۔ حضرت عائشہؓ اور صفوانؓ کا (جن سے منافقین نے اُن کو متہم کیا تھا) داخل ہونا تو کھلی ہوئی بات ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبرؓ اس سبب سے داخل ہیں کہ اگر خدانخواستہ اس بہتان میں کچھ بھی حقیقت نکل آتی تو اُس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ پاک پر بھی دھبہ لگتا زوجیت کی نسبت کی وجہ سے اور صدیقِ اکبرؓ پر عائد ہوتا نسبتِ ولادت کی وجہ سے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۴:۵۵)

جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اُن کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائیگا جیسا اُن سے پہلے (اہلِ ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی۔ اور جس دین کو (اللہ تعالےٰ نے) اُن کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو اُن کے (نفع آخرت کے) لئے قوت دیگا اور اُن کے اس خوف کے بعد اس کو مبدّل بہ امن کردے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں (اور) میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد (ظہور) اس وعدے کے ناشکری کریگا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔"

فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت نص ہے خلافتِ خلفاءؓ کے اثبات میں اور اہلِ ہوا (یعنی شیعہ) جو تاویلات بعیدہ کرتے ہیں وہ اُن کو گناہ کی وادی سے باہر نہیں نکال سکتیں جیسا ہم نے تیسری فصل میں مفصّل لکھدیا ہے۔ اور مروی ہے حارثہ بن مضرب سے اُنہوں نے کہا کہ

www.kitabghar.org

کتب الینا عمر بن الخطاب ان تعلموا سورۃ النساء و الاحزاب و النور عن عمر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا قال توبتہم اکذابہم انفسہم فان کذبوا انفسہم قبلت شہادتہم عن سعید بن المسیب قال شہدت عمر ابن الخطاب حین جلد قذفۃ المغیرۃ ابن شعبۃ منہم ابوبکرۃ و نافع و شبل ثم دعا ابابکرۃ فقال ان تکذب نفسک تجز شہادتک فابی ان یکذب نفسہ ولم یکن عمر یجیز شہادتہما حتے ہلکا فذلک قولہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا و توبتہم اکذابہم انفسہم عن عمر بن الخطاب قال لایجتمع المتلاعنان ابدًا عن عائشۃ قالت انزل اللہ عذری و کادت الامۃ تہلک فی سببی فلما سری عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعرج الملک قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابی اذہب الی ابنتک فاخبرہا ان اللہ قد انزل عذرہا من السماء قالت فاتانی ابی وہو یعدو ویکاد ان یعثر فقال البشری یا بنیۃ بابی و امی فان اللہ قد انزل عذرک قلت بحمد اللہ لا بحمدک و لا بحمد صاحبک الذی ارسلک ثم دخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتناول ذراعی فقلت بیدہ ہکذا فاخذ ابوبکر النعل یعلونی بہ فمنعتہ فضحک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو لکھا کہ سورۃ نساء اور احزاب اور سورۃ نور سیکھو۔ مروی ہے عمرؓ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا الخ (۲۴: ۵) لیکن جو لوگ اس (تہمت لگانے) کے بعد (خدا کے سامنے) توبہ کرلیں اور (اپنی حالت کی) اصلاح کرلیں۔" فرمایا کہ ان کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو خود کاذب قرار دیں تو اگر انھوں نے اپنے نفسوں کی تکذیب کی ہے تو اُن کی شہادت قبول کرلی جائے گی۔ سعید بن المسیبؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں موجود تھا جب عمرؓ نے کوڑے لگوائے مغیرہ ابن شعبہ پر تہمت لگانے والوں کے ان میں ابوبکرۃ بھی تھے اور نافع اور شبل۔ پھر عمرؓ نے ابوبکرۃ کو بلایا اور فرمایا کہ اگر تو اپنے نفس کی تکذیب کرے تو ہم تیری شہادت قبول کرلیں گے اس پر ابوبکرۃ نے اپنے نفس کی تکذیب سے انکار کردیا اور عمرؓ اُن دونوں کی شہادت کو کبھی قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں ہلاک ہوگئے تو یہ مفہوم ہے ارشادِ باری تعالیٰ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا کا کہ وہ اپنے نفسوں کو کاذب قرار دیں۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دوسرے پر لعنت کرنے والے دو شخص کبھی جمع نہ ہوں۔ مروی ہے عائشہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میری بے گناہی کو نازل کیا اور مجھ پر بہتان کے سبب سے اُمت ہلاکت کے قریب ہوچکی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالتِ وحی مرتفع ہوگئی اور فرشتہ عروج کرگیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے فرمایا کہ اپنی بیٹی کے پاس جاؤ اور اُس کو خبر دو کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کی بے گناہی کو آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ فرماتی ہیں کہ پھر میرے پاس میرے باپ اتنے تیز دوڑتے ہوئے آئے کہ قریب تھا کہ گر پڑیں اور کہا کہ میری بٹیا خوشخبری سُن میرے ماں باپ تیرے قربان اللہ تعالےٰ نے تیری بے گناہی نازل کردی ہے۔ میں نے کہا شکریہ اللہ کا، نہ تمھارا اور نہ تمھارے صاحب کا جنھوں نے تم کو بھیجا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے میرا بازو پکڑا تو میں نے آپ کے ہاتھ سے (اشارہ کرکے بتایا کہ) اس طرح چھوڑا دیا۔ پھر ابوبکرؓ نے جوتا اُٹھاکر میرے مارنا چاہا۔ میں نے اُس کو روکا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے

www.kitabghar.org

فقال اقسمتُ لا تفعلُ و عن عائشۃ لمّا نزّل عذرہا قبّل ابوبکر رأسہا فقالت الّا عذرتنی قال ایُّ سماءٍ تظلّنی و ایُّ ارضٍ تقلّنی اِنْ قلتُ مالا اَعلمُ عن قتادۃ فی قولہ وَلَا یَأْتَلِ اُولوا الفضلِ منکم الآیۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی رجلٍ من قریش یقال لہ مِسطح کان بینہ وبین ابی بکر قرابۃٌ و کان یتیماً فی حجرہ و کان فیمن اَذاعَ علی عائشۃ ما اَذاعَ فلمّا انزل اللہ براءتہا و عُذرہا تألّی ابوبکر (حلف ابوبکر) لا یرزؤہ خیرًا فانزلَ اللہ ہذہ الآیۃ فذکر لنا انّ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا ابابکر فتلاہا علیہ فقال اما تُحبُّ ان یغفر اللہ لک قال بلٰے قال فاعف عنہ و تجاوَزْ فقال ابوبکر لاجرمَ وَ اللہ لا امنعہ معروفًا کنتُ اُولیہ قبل الیوم وَ قد رویَ ذٰلک عن جماعۃٍ منہم عائشۃُ و ابنُ عمر و ابنُ عباسٍ والحسنُ و محمد ابن سیرین و غیرہم عن ابی بکر الصدیق قال اطیعوا اللہ فیما امرکم بہ من النکاح یُنجِز لکم ما وعدکم مِّن الغنٰے قال تعالٰے اِنْ یَّکونوا فقراءَ

اور (ابوبکرؓ سے) کہا میں قسم دیتا ہوں ایسا نہ کرو۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن کی بے گناہی کو نازل کر دیا تو ابوبکرؓ نے اُن کے سر کو بوسہ دیا تو عائشہؓ نے شکوہ کیا کہ آپ نے میری مدافعت نہ کی تو ابوبکرؓ نے کہا کہ کونسا آسمان مجھے اپنے سایہ میں لیتا اور کونسی زمین مجھے اُٹھاتی (یعنی میرا کہاں ٹھکانا ہوتا) جب میں وہ بات کہتا جس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہ تھا۔ (کہ یہ بات اللہ کو ناپسند ہے کہ وہ بات کہی جائے جس کا اپنے کو علم نہ ہو)۔ مروی ہے قتادہؓ سے ارشادِ حق تم وَلَا یَأْتَلِ اولوا الفضلِ منکم الخ کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ یہ آیت قریش میں کے ایک شخص مِسطح کے بارے میں نازل ہوئی۔ اُس کے اور ابوبکرؓ کے درمیان قرابت تھی اور یہ یتیم تھا جو اُن کی گود میں پلا تھا اور یہ بھی اُن لوگوں میں تھا جنھوں نے حضرت عائشہؓ پر لگائے گئے بہتان کے پھیلانے میں حصہ لیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے عائشہؓ کی برأت اور بے گناہی کو نازل فرمایا تو ابوبکرؓ نے حلف کیا کہ اب وہ اس کی مالی امداد نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِس کے متعلق ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بُلایا اور اُن کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھارے گناہ معاف کردے۔ ابوبکرؓ نے کہا بیشک پسند کرتا ہوں۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا پھر تم اُس کو معاف کرو اور درگزر کرو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ آج سے پہلے جو میں اس کو دیا کرتا تھا اب یہ ضروری ہے واللہ میں اُس نیک سلوک کو اُس سے نہ روکوں گا۔ اور اُن سے یہ بات ایک جماعت سے مروی ہے جن میں سے عائشہؓ ہیں اور ابنِ عباسؓ اور حسنؒ اور محمدؒ بن سیرین اور دوسرے حضرات ہیں۔ ابوبکرؓ صدیق سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نکاح کے بارے میں جو حکم اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے تم اس کی اطاعت کرو تو جو وعدہ غنا کا اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا ہے وہ اُس کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنْ یکونوا فقراءَ الخ (۲۴: ۳۲) (اور تم میں (یعنے احرار میں) جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمھارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو اس (نکاح) کے لائق ہوں اُن کا بھی) اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے گا)

www.kitabghar.org

يُغْنِيهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وعن قتادة قال ذكر لنا ان عُمر بن الخطاب قال ما رايت كرجل لم يلتمس الغناء في الباءة وقد وعد الله فيها ما وعد فقال ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله عن عمر بن الخطاب قال ابتغوا الغناء في الباءة و في لفظ اطلبوا الفضل في الباءة و تلا ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله عن انس بن مالك قال سألني سيرين المكاتبة فابيت عليه فاتى عمر بن الخطاب فاقبل علىّ بالدرة و قال كاتبه و تلا فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا فكاتبته عن عمر انه كاتب عبدًا له يكنى ابا امية فجاء بنجمه حين حلّ قال يا ابا امية اذهب فاستعن به في مكاتبتك قال يا امير المؤمنين لو تركته حتى يكون من آخر نجم قال اخاف ان لا ادرك ذلك ثم قرأ وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي آتَاكُمْ عن السدي قال كان لعبد الله بن ابي جارية تدعى معاذة فكان اذا نزل ضيف ارسلها اليه ليواقعها ارادة الثواب منه و الكرامة له فاقبلت الجارية الى ابي بكر فشكت ذلك اليه فذكره ابو بكر للنبي صلى الله عليه وسلم فامره بقبضها فصاح عبد الله بن ابي من يعذرنا[1] من محمد يغلبنا على مماليكنا فنزلت الآية يعنی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ

ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔" اور مروی ہے قتادہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے غنا کو نکاح کے ذریعہ حاصل کرنا نہ چاہا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ عیاں ہے۔ فرمایا ہے اِنْ یکونوا فقراء یغنهم الله من فضله۔ مروی ہے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے (میرے غلام) سیرین نے مکاتبت کا سوال کیا تو میں نے اس کا انکار کر دیا۔ اس نے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے کہہ دیا تو وہ میرے پاس دُرّہ لے کر آئے اور فرمایا کہ اس سے مکاتبت کر اور یہ آیت پڑھی فَكَاتِبُوهُمْ (۲۴: ۳۳) (اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں) ان کو مکاتب بنا دیا کرو اگر ان میں بہتری (کے آثار) پاؤ۔" تو میں نے اس سے مکاتبت کر لی۔ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے ایک غلام کو مکاتب بنایا جس کی کنیت ابو امیہ تھی۔ تو وہ اپنی قسط لے کر آیا جب وقت معین آ گیا۔ آپ نے کہا کہ اے ابا امیہ جا اس سے اپنی مکاتبت (یعنی آئندہ اقساط کے لئے تجارت وغیرہ کے ذریعہ روپیہ کمانے) میں مدد حاصل کر۔ ابو امیہ نے کہا کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ اگر آپ قسط چھوڑیں تو وہ آخری قسط ہو (یعنی یہ لے لیجئے اور آخری چھوڑ دیجئے) تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں اس کو (یعنی آخری قسط کے وقت کو) نہ پا سکوں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَآتُوهُمْ الخ (۲۴: ۳۳) اور اللہ تعالیٰ کے (دیئے ہوئے) اس مال میں سے ان کو بھی دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے۔" سدی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن اُبَیّ (منافق) کی ایک باندی تھی جس کو معاذہ کہا جاتا تھا۔ جب اس کے یہاں کوئی مہمان آتا تو اس کے پاس معاذہ کو بھیجتا تاکہ وہ اس سے مباشرت کرے اس مہمان کا شکریہ لینے اور اپنی بڑائی جتانے کے لئے۔ وہ باندی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے اس امر کی شکایت کی۔ انھوں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس باندی سے یہ فعل کرانے سے باز رہے۔ یہ سنکر عبداللہ بن اُبَیّ چیخنے لگا کہ کون ہے جو محمد سے ہمیں بچائے کہ وہ اب ہم پر ہمارے مملوکوں کے بارے میں بھی زیادتی کر رہا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تُكْرِهُوا الخ (۲۴: ۳۳) اور اپنی (مملوکہ) لونڈیوں کو زنا کرانے پر

[1] ای من یقوم بعذری ومن ینصرنی علیہ ان کافیتہ علی صنیعہ ۱۲

www.kitabghar.org

على البقاء. أخرج الترمذي عن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ائتدموا بالزيت وادهنوا به فإنه يخرج من شجرة مباركة. عن شريك ابن نملة قال ضفت عمر بن الخطاب ليلة فأطعمني كسورا من رأس بعير بارد وأطعمنا زيتا وقال هذا الزيت المبارك الذي قال الله لنبيه. عن أبي العالية قال كان النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه بمكة نحوا من عشرين سنة يدعون إلى الله وحده وعبادته وحده لا شريك له سرا وهم خائفون لا يؤمرون بالقتال حتى أمروا بالهجرة إلى المدينة فقدموا المدينة فأمرهم الله بالقتال وكانوا بها خائفين يمسون في السلاح ويصبحون في السلاح فغبروا بذلك ماشاء الله ثم إن رجلا من أصحابه قال يا رسول الله أبد الدهر نحن خائفون هكذا أما يأتي علينا يوم نأمن فيه ونضع السلاح فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن تغبروا إلا يسيرا حتى يجلس الرجل في الملأ العظيم محتبيا ليست فيهم حديدة فأنزل الله وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض كما إلى آخر الآية فأظهر الله نبيه على جزيرة العرب فأمنوا ووضعوا السلاح ثم إن الله قبض نبيه فكانوا كذلك آمنين في زمان أبي بكر وعمر وعثمان حتى وقعوا فيما وقعوا وكفروا النعمة فأدخل الله عليهم الخوف

مجبور مت کرو" آخذ کیا ترمذی نے، عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روغن زیت کو اپنا سالن بناؤ اور اس کی بدن پر مالش بھی کرو کہ یہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے۔ شریک ابن نملہ سے مروی ہے بیان کیا کہ میں ایک رات عمرؓ کے پاس مہمان ہوا تو انھوں نے مجھے اونٹ کی سری کی بہت اچھی بوٹیاں کھلائیں اور ہم کو روغن زیت کھلایا اور کہا کہ یہ زیتِ مبارک وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے کیا ہے۔ اور ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ مکہ میں تقریباً بیس سال تک خفیہ طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے کہ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس حال میں کہ وہ خائف رہے، ان کو قتال کا حکم نہیں دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مامور ہوئے اور مدینہ آگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو قتال کا حکم دیا، اور مدینہ میں وہ خائف ہی رہے۔ ہتھیار بندی کے ساتھ ان کی شام ہوتی اور ہتھیار بندی کے ساتھ ان کی صبح ہوتی۔ اسی حال پر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا انھوں نے زمانہ گزارا۔ پھر ایک شخص نے آپ کے اصحابؓ میں سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم ہمیشہ کے لئے اسی طرح خائف ہی رہیں گے یا ہم پر کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں ہم مطمئن ہوں گے اور ہتھیار رکھ دیں گے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ہرگز زیادہ زمانہ نہیں گزرے گا مگر تھوڑا سا کہ آدمی بیٹھے ہوں گے بہت بڑی جماعت میں گھٹنوں پر ہاتھ لپیٹے ہوئے، ان میں لوہے کی کسی چیز کا نشان بھی نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ آخر آیت تک (۲۴: ۵۵) (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو جزیرۂ عرب پر غالب کر دیا تو لوگ امن وچین سے رہنے لگے اور انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو وفات دی پھر لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے زمانہ میں بھی اسی طرح امن سے رہتے رہے یہاں تک کہ پھر لوگ جن ہلکات میں گرنا چاہا گر گئے اور انھوں نے کفرانِ نعمت کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے امن کے بجائے ان پر خوف کو مسلط کر دیا

www.kitabghar.org

الذی کان یرفع عنهم ، واتخذوا الحجر والشرط وغیروا فغیّر ما بهم۔

قال اللہ تعالیٰ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝

جو اُن سے اُٹھا لیا گیا تھا۔ اور انھوں نے حجاب اور سپاہی رکھ لیے (جس سے اُن تک عوام کی رسائی بند ہو گئی) اور وہ بدلے تو اُن کے ساتھ جو معاملہ تھا وہ بھی بدل دیا گیا۔

آیات سورۃ الفرقان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ الخ (۲۵: ۶۳ تا ۷۶) اور (حضرت) رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب اُن سے جہالت والے لوگ (جہالت کی بات چیت) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام (یعنی نماز) میں لگے رہتے ہیں۔ اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیے کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بیشک وہ جہنم بُرا ٹھکانا اور بُرا مقام ہے۔ (یہ تو اُن کی حالت طاعاتِ بدنیہ میں ہے) اور (طاعاتِ مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ) وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور اُن کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اُس کو سابقہ پڑے گا کہ قیامت کے روز اُس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (وخوار) ہو کر رہے گا۔ مگر جو (شرک و معاصی سے) توبہ کر لے اور ایمان (بھی) لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گذشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور جو شخص (جس معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ (بھی عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ وہ) اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے۔ اور وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بیہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت اُن کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو اُن (احکام) پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے

www.kitabghar.org

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ۝ أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

فقیر گوید عفی عنہ سُنّۃ اللہ در قرآنِ عظیم چنان جاری شدہ کہ اہلِ نجات را با اہلِ ضلال ہر جا در میزان اعتبار می سنجند و اوصاف ہر فریق را بیان می کنند آن یکے را بعذابِ الیم ایعاد می نمایند و آن دیگر را بنعیم مقیم وعدہ میدہند و در عد اوصاف فریقین بفرض و احتمال اکتفا نمی نمایند بلکہ اوصاف موجودہ در فریقین بلکہ اوصافیکہ بآن ہر دو فریق مشہور شدہ باشند ذکر می فرمایند مانند آنکہ از شبہاتِ کفار غیر آنچہ برزبانِ ایشان گذشت در مجالس محافل بآن نطق می نمودند مذکور نمیشود و بسوالاتِ مقدرہ واحتمالاتِ بعیدہ متوجہ نمیشوند و مانند آنکہ در بابِ احکام نکاح وطلاق وغیرآن بصورِ محتملہ غیر واقعہ نمی پردازند چون این اصل را فہمیدی بدانکہ خدائی تعالےٰ در سورۃ فرقان شبہاتِ کفار وجہلیاتِ ایشان نیز مے شمارد و پاداش ہر یکے و قطع مادۂ ہر اشکالے بیان می نماید بعد ازان صفاتِ عباد اللہ المقربین ذکر مے فرماید و انجا بر صفاتِ ثابتہ مشہورہ در اشخاص موجودین یومئذٍ اکتفا میکند تا بادلالتِ عامہ خود تعریض باشد بحاضرین و عباد الرحمٰن الذین الآیہ و آن صفاتِ وقار را

اور ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا کرنا اور ہم کو متقیوں کا افسر بنا دے۔ ایسے لوگوں کو (بہشت میں رہنے کو) بالاخانے ملیں گے بوجہ ان کے (دین وطاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اِس (بہشت) میں (فرشتوں کی جانب سے) بقا کی دعا اور سلام ملے گا (اور) اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ اس طرح جاری ہے کہ اہلِ نجات کا ہر موقع پر اہل ضلالت کے ساتھ عبرت دِلانے کے لئے موازنہ کراتے رہتے ہیں اور ہر فریق کا انجام بیان کر دیتے ہیں اُس ایک (اہلِ ضلالت فریق) کو عذابِ الیم کی وعید بتاتے ہیں اور اُس دوسرے (اہلِ نجات فریق) کو جنّتِ جاودانی کا وعدہ دیتے ہیں اور فریقین کے اوصاف کو شمار کرنے میں فرض کر لینے پر اور اِحتمال پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان اوصاف کا ذکر کرتے ہیں جو فریقین میں موجود ہیں بلکہ ایسے اوصاف جن سے فریقین مشہور ہوں جیسا کہ کُفّار کے شبہات میں سے بجز اُن شبہات کے جو اُن کی زبانوں پر آئے اور وہ اپنی محفلوں اور مجلسوں میں اُن کو کہتے رہے ہیں اور فرضی شبہات پر کلام نہیں ہوتا اور سوالات مقدّرہ (کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو یہ جواب ہے) اور احتمالات بعیدہ پر متوجّہ نہیں ہوتے اور مانند نکاح وطلاق وغیرہ کے احکام کی احتمالی غیر واقعی صورتوں میں مشغول نہیں ہوتے۔ جب اس اصل کو تم نے سمجھ لیا تو جان لو کہ سورۃ فُرقان میں کُفّار کے شبہات اور ان کے طبعی خصائل کو بھی شمار کر رہے ہیں اور ہر ایک کی پاداش وانجام کو بھی۔ اور ہر ایک اشکال کی جڑ اکھاڑ دینے والا بیان بھی فرما رہے ہیں؛ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقرّب بندوں کی صفات ذکر فرماتے ہیں اور (معمول کے مطابق) اس موقع میں بھی اُن ایّام میں جو اشخاص موجود تھے اُن کی اُن صفات کے بیان پر اکتفا کر رہے ہیں جو اُن میں موجود تھیں اور مشہور تھیں تاکہ دلالتِ عامّہ کے ساتھ اُن حاضرین پر تعریض ہو جائے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ الآیہ۔ اور وہ سب بہ نسبتِ جاہلین علم اور

www.kitabghar.org

وحلم بہ نسبتِ جاہلان مواظبت بر نماز تہجد و خشیت از عذابِ آخرت و پناہیدن ازان بربّ العزّت تبارک و تعالےٰ و اقتصاد در صرف اَموال و توحید عبادت و ترکِ قتل نفس واجتناب از زنا و احتراز از حضورِ مجالس زُور و بتبصیرو بنالیش در وقتِ استماع آیات اللہ و دُعاء بجنابِ الٰہی بقرّۃ عین در اولاد و ازواج و ایشان را غرفہ کہ اعلےٰ موضع است در بہشت وعدہ میدہد وحاضرین آن وقت نبودند اِلّا السّابق مؤمنین از مہاجرین اوّلین و ناہیک بہ من فضیلۃ آخرج مالک والشیخان عن عمر بن الخطاب قال سمعتُ ہشام ابن حکیم یقرأ سورۃ الفرقان فی حیاۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاستمعتُ لِقراءتہ فاذا ہو یقرأ علےٰ حروفٍ کثیرۃ لم یُقرِئنیہا رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فکدتُ اُساوِرُہ[1] فی الصلوٰۃ فتصبرتُ حتی سلّم فلبّبتُہ[2] بردآئہ فقلتُ مَن اَقرأک ہذہ السّورۃ التی سمعتُک تقرأ قال اَقرأنیہا رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلتُ کذبتَ فانّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد اقرأنیہا علےٰ غیر ما قرأتَ فانطلقتُ بہ اَقُودہ الےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ انّی سمعتُ ہٰذا یقرأ سورۃ الفرقان علیٰ حروفٍ لم تُقرِئنیہا فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِقرأ یا ہشامُ فقرأ علیہ القراءۃ التی سمعتُہ یقرأ

وقار کی صفات ہیں۔ نماز تہجد پابندی سے ادا کرنا اور عذابِ آخرت سے ڈرتے رہنا اور ربّ العزّت تبارک وتعالےٰ سے اُس عذاب سے پناہ مانگتے رہنا۔ اور صَرفِ اموال میں میانہ روی اختیار کرنا اور صرف خُدائے واحد کی عبادت کرنا اور قتلِ نفس کا ترک کر دینا اور زِنا سے بچتے رہنا اور جھُوٹی غپ شپ کی مجالس کی شرکت سے پرہیز کرنا اور اللہ کی آیات کے سُننے کے وقت عقیدتمندی کے ساتھ علےٰ وجہ البصیرت اُن کو سمجھنا اور بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا کرنا کہ اُن کو اولاد اور بیویوں (کے اعمالِ خیر) سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما۔ ان حضرات سے غُرفہ کا وعدہ فرماتے ہیں جو بہشت کا بلند مقام ہے۔ اور اُس وقت کے حاضرین میں بجز سابق ایمان لانے والوں اور مہاجرینِ اوّلین کے اور کوئی بھی نہ تھا۔ کیا اب بھی اُن کی فضیلت کے اعتراف سے تمھارے لئے کوئی مانع باقی رہ گیا ہے؟ اور مالکؒ اور بخاریؒ اور مسلمؒ نے اخذ کیا، روایت ہے عمرؓ بن الخطاب سے اُنھوں نے کہا کہ مَیں نے سُنا ہشام بن حکیم سے کہ وہ (نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے۔ تو میں نے اُن کی قرارت کو کان لگا کر سُنا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے حروفِ کثیرہ کے ساتھ پڑھ رہے ہیں جو مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھائے تھے تو میں نے اُن کے ساتھ نماز میں آویزش شروع کر دی (یعنی لُقمے دینا اور وہ لیتے نہیں تھے) پھر میں رُک گیا۔ یہاں تک کہ جب اُنھوں نے سلام پھیر لیا تو مَیں نے اُن کی چادر جا پکڑی اور کہا کہ یہ سورۃ جو میں نے تم سے سُنی ہے جس کی تم قرارت کر رہے تھے تم کو کس نے پڑھائی ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے میں نے کہا تو نے جھُوٹ بولا کیونکہ یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھائی ہے وہ تیری قرارت سے مختلف ہے۔ پھر میں اُن کو لے کر چلا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اس کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا ایسے حروف پر جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ہشامؓ مجھے پڑھ کر سُناؤ تو ہشامؓ نے آپ کے سامنے اُسی طرح پڑھا جس طرح میں نے اُن سے سُنا تھا۔

[1] از مساورہ بمعنی بر یکدیگر بر جستن ۱۲ [2] از تلبیب بمعنے گریبان گرفتن وکشیدن در خصومت ۱۲

www.kitabghar.org

فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کذٰلک اُنزِلتْ ثم قال اِقرأْ یا عُمرُ فقرأتُ القراءۃَ التی اَقرأنی فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کذٰلک اُنزِلتْ اِنَّ ھٰذا القرآنَ اُنزِل علٰی سبعۃِ اَحرُفٍ فاقرءُوا ماتیسّر۔ عن عبداللہ بن المغیرۃ قال سُئِل عُمرُ بن الخطاب عن نسبٍ و صِھرٍ فقال ما اُراکم اِلّا و قد عرفتم النسبَ فاَمّا الصِھر فالاَختانُ[1] و الصحابۃ۔ عن الحسن ان عُمر اطالَ صلوۃَ الضُّحٰے فقیل لہ صنعتَ الیوم شیئًا لم تکن تصنعہ فقال انہ بقی علیَّ من وِردی شیئٌ فاحببتُ ان اُتمّہ او قال اَقضیہ، وتلا ھٰذہ الآیۃ وَ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّھَارَ خِلْفَۃً الآیۃ۔ وَ عن عمر انہ رأی فلانًا یتبختر فی مشیتہ فقال لہٗ ان البختریۃ مشیۃٌ تکرہ اِلّا فی سبیل اللہ وقد مدح اللہ اقوامًا فقال وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَے الْاَرْضِ ھَوْنًا فاقصِد فی مشیتک۔

تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے عمرؓ تم پڑھو۔ تو میں نے اس قراءت سے پڑھا جو آپ نے مجھے پڑھائی تھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے تو قراءت کرو جس طرح آسان ہو۔ عبداللہ بن المغیرہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ابن الخطاب سے سوال کیا گیا نسب اور صہر کے متعلق۔ تو فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ نسب کو تو تم لوگ سمجھتے ہو۔ رہا صہر تو اُس سے مُراد اَختان[1] ہیں یعنے داماد۔ اور حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ظہر کی نماز لمبی کر دی تو آپ سے کہا گیا کہ آپ نے ایسا کیا جو پہلے آپ نہیں کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بات یہ تھی کہ میرے وِرد میں سے کچھ باقی رہ گیا تھا تو میں نے چاہا کہ اُس کو پورا کر لوں یا یہ فرمایا کہ اُس کو ادا کر دوں اور آپ نے یہ آیت پڑھی وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ الخ (۲۵ : ۶۲) اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے بنائے الخ۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے ایک لڑکے کو اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو اُس سے فرمایا کہ اکڑ کر چلنا مکروہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور حق تعالےٰ نے کچھ اقوام کی مدح میں فرمایا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الخ (۲۵ : ۶۳)

اور (حضرتِ) رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں؛ تو اپنی رفتار میں سنجیدگی اختیار کرو۔

آیات سورۃ الشعراء

قَالَ اللہُ تعالےٰ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۙ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ فَاِنْ عَصَوْکَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۚ وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۙ الَّذِیْ یَرٰىکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الخ (۲۶ : ۲۱۴ تا ۲۲۰)

اور آپ (سب سے پہلے) اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے اور ان لوگوں کے ساتھ (تو مشفقانہ) فروتنی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں۔ اگر یہ لوگ (جن کو آپ نے ڈرایا ہے) آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے افعال سے بیزار ہوں۔ اور آپ خدائے قادر و رحیم پر توکل رکھیے جو آپ کو جس وقت کہ آپ (نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہیں اور (نیز نماز شروع کرنے کے بعد) نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے وہ خوب سُننے والا خوب جاننے والا ہے۔

---

[1] ختن کی جمع ہے یعنے داماد اور علماء لُغت کے نزدیک اس کا اطلاق ہر ایسے شخص پر ہوگا جو عورت کی طرف سے تعلّق رکھتا ہو جیسے اُس کے باپ یا بھائی تو ان کو اَختان کہتے ہیں۔ لیکن عام اہلِ زبان بیٹی کے شوہر کو کہتے ہیں۔

فقیر گوید عفی عنہ خدائی تعالیٰ در سورۃ شعراء قصہ ہفت پیغامبر علیہم الصلوٰۃ والسلام بیان مے فرماید بعد ازان اثباتِ نزول قرآن بر دلِ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جانبِ حق بواسطۂ جبریلؑ می نماید و دلیل حقیت آن می آرد کہ علمای اہلِ کتاب بسبب مذکور بودن آن در زُبرِ اولین حقیت آن را می شناسند باز فائدہ نزول قرآن بر مردِ عربی بلسانِ عرب نہ بر شخصِ عجمی بزبانِ عجم ارشاد میکند وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ باز مستحکم بودن انکار در قلوب اہلِ شقاق افادہ میفرماید كَذٰلِكَ سَلَكْنَاهُ بعد ازان تقویت مید ہد حقیتِ قرآن را بآنکہ قرآن از بابِ القای شیاطین نیست بدو وجہ یکے آنکہ شیاطین از وصول بملأ اعلیٰ کہ محل انعقادِ احکام آلہیہ است برائی مصالح جمہور بنی آدم محروم اند دوم آنکہ سنت اللہ جنان جاری شدہ کہ القای شیاطین نمی باشد مگر بر نفوسِ دنیۃ خبیثہ زیراکہ مناسبت درمیان مفید و مستفید شرط است و نفسِ مبارکِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از نفوس عالیہ قدسیہ است در غایتِ طہارت اعمال و اخلاق و نیز از بابِ شعر نیست کہ کار شعراء غالبًا افراطی است در مدح و ہجو و تشبیب و امثالِ آن و باصلاحِ اخلاق و اعمال و ہدایتِ خلق اللہ مناسبتے ندارند و اینجا در ہر مسئلہ مراد اصلاحِ اخلاق و اعمال ست کما لا یخفیٰ در ضمنِ این تقریر شریف مے فرماید فَلَا تَدْعُ یعنے بر توحید عبادت مستمر باش و نزدیک ترین قبیلہ خود را بتخصیص انذار کن و با جمعے کہ پیروی تو کردہ اند بتواضع پیش آئی و اگر آن امتِ دعوت فرمانِ تو بجا نیارند توکل کن بر خدای عزّ وجلّ و غبار تشویش از انکارِ ایشان باید کہ بر خاطر تو نہ نشیند باز فقیر میگوید کہ

حقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ سورۃ شعراء میں سات پیغمبروں کا علیہم الصلوٰۃ والسلام قصہ بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطۂ جبریلؑ قرآن کے نزول کا اثبات فرماتے ہیں۔ اور اُس کے حق ہونے کی دلیل یہ لاتے ہیں کہ علماء اہل کتاب اس وجہ سے کہ اس کا ذکر انبیاء سابقین کی کتابوں میں موجود ہے (جن کو وہ پڑھتے ہیں) اُس کے حق ہونے کو پہچانتے ہیں۔ پھر ایک عربی مرد پر عربی زبان میں نزول قرآن کے ہونے اور عجمی شخص پر عجمی زبان میں نزول نہ ہونے کا فائدہ ارشاد فرماتے ہیں وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ سے۔ پھر اہلِ عناد کے قلوب میں انکار کے مستحکم ہونے کا ذکر فرماتے ہیں كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ سے۔ اس کے بعد قرآن کی حقیّت کے ثبوت کو قوت پہنچاتے ہیں اس بیان سے کہ قرآن شیطانی القاء میں سے نہیں ہے دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ شیاطین ملأ اعلےٰ میں پہنچنے سے جہاں احکامِ آلہیہ منعقد ہوتے ہیں محروم ہیں۔ دوسری یہ کہ قانونِ الٰہی اس طرح جاری ہوچکا ہے کہ القاء شیاطین بجز کمینہ اور ناپاک نفوس کے اور کسی پر نہیں ہوتا کیونکہ مفید (فائدہ پہنچانے والے) اور مُستفید (فائدہ حاصل کرنے والے) کے درمیان مناسبت شرط ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفسِ مبارک نفوسِ عالیہ قدسیہ میں سے ہے اور اعمال و اخلاق کی پاکیزگی کی انتہاء پر پہنچا ہوا۔ نیز یہ قرآن شعر کی قسم میں سے بھی نہیں ہے کہ شعراء کا کام اکثر و بیشتر مبالغہ ہوتا ہے مدح میں اور ہجو میں اور غزلیں کہنا اور اسی طرح کی چیزیں اور وہ اخلاق و اعمال کی اصلاح اور خلق اللہ کی ہدایت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے اور یہاں ہر مسئلہ میں جو چیز مدِّنظر ہے وہ اخلاق و اعمال کی اصلاح ہے۔ یہ کوئی مخفی بات نہیں۔ اس تقریرِ مبارک کے ضمن میں فرماتے ہیں فَلَا تَدْعُ یعنی توحیدِ عبادت پر دوامًا قائم رہو اور اپنے نزدیک ترین قبیلہ کو بالتخصیص اللہ تعالیٰ سے ڈراؤ اور اُس جماعت کے ساتھ جنھوں نے آپ کی پیروی کی ہے تواضع سے پیش آیئے اور اگر وہ امتِ دعوت آپ کا فرمان نہ بجا لائیں تو آپ اللہ عزّ وجلّ پر توکل کیجئے اور اُن کے انکار سے تشویش کا غبار آپ کے قلب پر نہ بیٹھنا چاہیئے پھر فقیر کہتا ہے کہ

خدای تعالیٰ پیغامبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم بخفض جناح بہ نسبت طائفہ کہ بایمان مشرف شدہ اند ارشاد مے فرماید و این سورہ بے شبہ مکیہ است و آنانکہ دران وقت مؤمن بودند اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کردہ اند نیستند مگر سُبّاق مؤمنین از مہاجرین اوّلین و ناہیک بہ من فضیلۃ عن ابن عباس اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا قال ابوبکر و عمر و علیؓ و عبد اللہ بن رواحۃ وَروی من طرق متعددۃ انّ حسان بن ثابت لما استاذن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فی ہجاء قریش قال اذہب الی ابی بکر فلیحدثک حدیث القوم و ایّامہم و احسابہم عن عائشۃ قالت کتب ابی فی وصیتہ سطرین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہذا ما اوصٰے ابوبکر بن ابی قحافۃ عند خروجہ من الدنیا حین یؤمن الکافر ویتّقی الفاجر ویصدق الکاذب انی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب فان یعدل فذالک ظنّی بہ ورجائی فیہ وان یجر ویبدّل فلا اعلم الغیب وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

قال اللہ تعالیٰ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ءٰ اللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۞ فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ در سورۂ نمل اہلاک ثمود و قوم لوط بسبب طغیان و کفر ایشان ذکر میفرماید بعد ازان

خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اس جماعت کے ساتھ جو ایمان سے مشرف ہو چکے ہیں فروتنی و تواضع کے لئے ارشاد فرما رہے ہیں اور یہ سورت بے شبہ مکیہ ہے اور جو لوگ کہ اس زمانہ میں مؤمن تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر رہے تھے وہ بجز اُن ہی مؤمنین سابقین اور مہاجرین اوّلین کے اور کوئی نہ تھا۔ اب ان کی فضیلت کے تسلیم کرنے میں تم کو کوئی تامل نہ رہنا چاہیئے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۶: ۲۲۷) (اُن مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انھوں نے بکثرت اللہ کا ذکر کیا) کہا کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور عبد اللہؓ بن رواحہ ہیں۔ اور متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ حسانؓ بن ثابت نے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قریش کی ہجو کے لئے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تم ابوبکرؓ کے پاس جاؤ وہ تمھیں قوم کی بہت سی باتیں اور اُن کی لڑائیوں کے قصے اور اُن کے حسب بتا دیں گے مروی ہے عائشہؓ سے کہ میرے باپ نے اپنی وصیت میں یہ دو سطریں لکھی تھیں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جو ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے کی دُنیا سے اپنے رُخصت ہونے کے وقت جب کہ ہر کافر ایمان لے آتا ہے اور ہر فاجر خدا سے ڈرنے لگتا ہے اور ہر جھوٹا سچا ہو جاتا ہے کہ میں تم پر خلیفہ بناتا ہوں عمرؓ بن الخطاب کو۔ اگر اُس نے عدل کیا تو میرا گمان اُس کے بارے میں یہی ہے اور اگر اُس نے ظلم کیا اور بدل دیا (اپنے حال کو) تو میں غیب نہیں جانتا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ (۲۶: ۲۲۷) اور عنقریب اُن لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنھوں نے ظلم کیا ہے کہ کیسی جگہ اُن کو لوٹ کر جانا ہے"۔

آیات سورۂ نمل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ (۲۷: ۵۹) آپ کہیئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اُس کے ان بندوں پر سلام (نازل) ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں؟" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نمل میں ثمود اور قوم لوط کو بسبب اُن کی گمراہی اور کفر کے ہلاک کر دینے کے واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

ارشاد میکند قل الحمد للہ بگو ہمہ ستائش مر
خدائے را است بر نصرتِ انبیاء و اہلاک
اشقیاء وسلامت است از آفاتِ دنیا
و آخرت برائے بندگانِ او کہ برگزیدایشان
را و برگزیدنِ او سبحانہ بندگانِ خود
را درجات دارد مرتبۂ ئے آن علی
الاطلاق اصطفاءِ انبیاء است علیہم السلام
برسائرِ خلق بعد ازان جماعۃ از میان
مسلمین برائے اعلائے کلمۃ اللہ و نصر
رسل اللہ ایشان را برگزید سباق
مؤمنین اند و بیک معنے اصطفا تمام
امتِ مرحومہ را شامل است قال تعالیٰ
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا الآیہ ظاہر آیت آن است کہ
در مقابلۂ اشقیاء کہ ساعی در اعلاءِ کلمۂ
کفر بودند سباق مؤمنین را کہ مساعی
جمیلہ در اعلائے کلمۂ حق صرف نمودہ اند
مراد داشتہ اند ولہٰذا اکثر مفسرین باصحاب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر کردہ اند
برین تقدیر منقبتِ عظیمہ است سباق
مؤمنین را از مہاجرینِ اولین عن
ابن عباس فی قولہ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ
الَّذِيْنَ اصْطَفٰى قال ہم اصحاب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم اصطفاہم اللہ لنبیہ عن
سفیان الثوری فی قولہ وسلامٌ علی عبادہ
الذین اصطفیٰ قال نزلت فی اصحاب محمد خاصۃً۔
عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انّ
موسیٰ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ
النَّاسِ يَسْقُوْنَ فلما فرغوا اعادوا الصخرۃ علی البئر

ارشاد فرماتے ہیں قل الحمد للہ یعنی کہو کہ تمام تعریف صرف اللہ کے لئے
ہے انبیاء کو مدد دینے پر اور اشقیاء کو ہلاک کردینے پر اور دُنیا اور آخرت
کی آفات سے سلامتی ہے اُس کے اُن بندوں کے لئے جن کو اُس نے مقبول
کیا۔ اور حق سبحانہ کا بندوں کو مقبول کرنا درجات رکھتا ہے جو اُس کا
علی الاطلاق سب سے اُونچا مرتبہ ہے وہ تمام خلق پر انبیاء علیہم السلام کا
اصطفاء یعنی مقبولیت ہے، اس کے بعد مسلمانوں میں کی اُن جماعتوں
کا مرتبہ ہے جن کو اُس نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے اور اللہ تعالیٰ کے
رسولوں کو مدد دینے کے لئے منتخب فرمایا وہ سابقین مؤمنین ہیں
اور ایک معنے سے اصطفاء (برگزیدگی) تمام اُمتِ مرحومہ کو شامل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الخ (۳۵:۳۲)
پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھ میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے
(تمام دُنیا کے) بندوں میں سے پسند فرمایا الخ" ظاہر معنے آیت کے
یہ ہیں کہ اشقیاء کے مقابلہ پر جو کلمۂ کفر کے بلند کرنے میں ساعی تھے
مؤمنین سابقین کو جنھوں نے کلمۂ حق کے بلند کرنے میں مساعیٔ
جمیلہ صرف کی ہیں مراد لیا گیا ہے اور اسی بناء پر اکثر مفسرین نے
اس کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کی ہے۔ اس
معنی سے بہت بڑی منقبت ثابت ہوتی ہے مؤمنین سابقین کی جو
مہاجرین اولین میں سے تھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے آیت وَ
سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى کے متعلق، کہ وہ اصحاب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے برگزیدہ کیا تھا۔
سفیان ثوری سے مروی ہے آیت وَسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ
کے بارے میں کہ یہ خاص طور پر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
حق میں نازل ہوئی ہے۔

آیات سورۃ القصص

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اُنھوں نے
فرمایا کہ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ الخ (۲۸:۲۳)
(موسیٰؑ) جب مدین کے پانی (یعنی کنویں) پر پہنچے تو اس پر (مختلف
آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے" جب وہ فارغ ہوگئے
تو اُنھوں نے پتھر کو پھر کنویں کے منہ پر ڈھک دیا اور (وہ اتنا

www.kitabghar.org

و لا یُطیق رفعها اِلّا عشرۃُ رجالٍ فاذا هو بامرأتین قال مَا خَطْبُكُمَا فحدّثتاه فاتی الحجرَ فرفعه وحده ثم استقیٰ فلم یَستقِ الّا ذَنُوبًا واحدًا حتی رَوِیت الغنمُ فرجعت المرأتان الی ابیهما فحدّثتاه وَ تَوَلّیٰ موسیٰ الی الظلّ فقال رَبِّ اِنّی لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ قال فَجَاءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَاءٍ واضعۃً ثوبها علی وجهها لیست بسَلْفَعٍ من النساء خرّاجۃٍ وَلّاجۃٍ قالت اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ لِیَجْزِیَکَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا فقام معها موسیٰ فقال لها امشی خلفی و انْعَتِی لِیَ الطریقَ فانّی اکرهُ اَن تصیبَ الریحُ ثیابَکِ فتَصِفُ لی جسدَکِ فلمّا انتهیٰ الی ابیها قصّ علیه فقالت اِحدٰیهما یا اَبتِ استأجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ قال یا بُنَیّۃُ ما عِلْمُکِ بامانتہ و قوّتہ قالت اَمّا قوّتُہ فرفعُہ الحجرَ و لا یُطیقہ اِلّا عشرۃ رجال واَمّا امانتہ فقال امشی خلفی وانعتی لِیَ الطریقَ فانّی اکرہ اَن تصیبَ الریحُ ثیابَکِ فتصفَ لی جسدَکِ فزادہ ذٰلک رغبۃً فیہ فقال اِنّی اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ الی قولہ سَتَجِدُنِیْ
۱۳ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ

بھاری پتھر تھا کہ دس مردوں سے کم اُس کو نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ اچانک اُن کی نظر دو عورتوں پر پڑی قَالَ مَا خَطْبُكُمَا تو موسیٰؑ نے پوچھا تمھارا کیا مطلب ہے تو اُنھوں نے اُن کو بتایا تو وہ پتھر کے پاس پہنچے اور تنہا نے اُس کو اُٹھا دیا پھر پانی کھینچنا شروع کیا تو ایک ہی ڈول کھینچا تھا کہ بکریاں سیراب ہو گئیں۔ اس کے بعد دونوں عورتیں اپنے باپ کے پاس پہنچیں اور ان سے بیان کیا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ اور موسیٰؑ سایہ میں جا بیٹھے فَقَالَ رَبِّ الخ (۲۸:۲۴) پھر دُعا کی کہ اے میرے پروردگار (اس وقت) جو نعمت آپ مجھ کو بھیجدیں میں اُس کا (سخت) حاجتمند ہوں۔ کہا فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ (۲۸:۲۵) سو موسیٰؑ کے پاس ایک لڑکی آئی شرماتی ہوئی چلتی تھی" اپنے مُنہ پر کپڑا رکھے ہوئے تھی نہ وہ عورتوں میں تیز زبان تھی اور نہ جلدی جلدی گھر کے اندر باہر دوڑنے والی قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ الخ کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بُلاتے ہیں تاکہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلایا تھا۔ تو موسیٰؑ اُس کے ساتھ چل کھڑے ہوئے اور اس سے کہا کہ تو میرے پیچھے چل اور مجھے راستہ بتاتی رہ کیونکہ مجھے یہ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ہوا تیرے کپڑوں کو اُڑائے اور تیرا جسم میرے سامنے آئے۔ پھر جب یہ اُس عورت کے باپ کے پاس پہنچے تو ان کو اپنی سرگزشت سُنائی فَقَالَتْ اِحْدٰىهُمَا الخ (۲۸:۲۶) (پھر) ایک لڑکی نے کہا کہ ابّا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار (بھی) ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ بیٹی تجھے اس کی قوّت اور امانت کا علم کیسے ہوا؟ اُس نے کہا کہ قوّت کا علم تو اس کے پتھر اُٹھانے سے ہوا اور اس کو دس آدمیوں سے کم نہیں اُٹھا سکتے۔ اور اس کی امانت اس سے معلوم ہوئی کہ اُس نے کہا کہ میرے پیچھے چل اور مجھے راستہ بتاتی رہ کیونکہ مجھے یہ ناگوار ہے کہ تیرے کپڑے ہوا سے اُڑیں اور تیرا جسم مجھ پر ظاہر ہو تو اس سے اُن کی رغبت موسیٰ کی طرف بڑھ گئی فَقَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ تا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۲۸:۲۷) (وہ بزرگ موسیٰ علیہ السّلام سے) کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو تمھارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو پھر اگر تم دس سال پوری کرو تو یہ

اے فی حسن الصحبۃ والوفاء بما
قلت قال موسیٰ ذٰلک بینی
و بینک ایما الاجلین قضیت
فلا عدوان علیّ قال نعم قال
اللّٰہ علیٰ ما نقول وکیل فزوجہ
و اقام معہ یکفیہ و یعمل لہ فی
رعایۃ غنمہ و مایحتاج الیہ و زوّجہ
صفورۃ و اختہا شرفا وہما اللتان
کانتا تذودان و عن عمر بن
الخطاب فی قولہ تمشی علی استحیاء
قال جاءت مستترۃ بکم درعہا علی
وجہہا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ یٰعبادی
الذین اٰمنوا ان ارضی واسعۃ
فایای فاعبدون ۰ کل نفس
ذائقۃ الموت ثم الینا
ترجعون ۰ والذین اٰمنوا و
عملوا الصٰلحٰت لنبوئنہم من
الجنۃ غرفا تجری من تحتہا
الانہٰر خٰلدین فیہا نعم
اجر العٰملین ۰ الذین صبروا
و علیٰ ربہم یتوکلون ۰
و کاین من دابۃ لا تحمل
رزقہا اللّٰہ یرزقہا و
ایاکم و ہو السمیع العلیم ۰
یعنی اے بندگان من کہ ایمان آوردہ اید
ہر آئینہ زمین من فراخ است پس
خاص مرا عبادت کنید یعنی اگر قوم
شما از اخلاص در عبادت مانع می شوند

تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں (اس معاملہ میں) تم پر کوئی
ڈالنا نہیں چاہتا (اور) تم مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ خوش معاملہ پاؤ گے"
یعنے حسن صحبت (عمدگی کے ساتھ میل جول) اور جو کچھ کہدیا اُس کو پورا
کرنے میں۔ قَالَ موسیٰ نے کہا ذٰلِکَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ تا عَلَیَّ یہ بات
میرے اور آپ کے درمیان (طے) ہوچکی اور دونوں مدتوں میں سے
جس (مدت) کو بھی پورا کر دوں مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا۔ اُنھوں نے کہا
ہاں۔ موسیٰؑ نے کہا وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ (۲۸: ۲۸) اور
ہم جو (معاملہ کی) بات چیت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کا گواہ (کافی)
ہے" تو انھوں نے موسیٰؑ کی شادی کر دی اور وہ اُن کے ساتھ مقیم
ہوگئے۔ اُن کے سب کام کرتے تھے اور اُن کی بکریاں چرانے میں لگے
رہتے تھے اور جس کام کی ان کو حاجت ہوتی۔ اور اُن کی شادی
صفورہ سے کی اور اس کی بہن شرفا تھی اور یہ دونوں وہی تھیں
جو اپنی بکریوں کو (قوم کی بکریوں کے ساتھ پانی پلانے سے) روک
رہی تھیں۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَاءٍ
کی تفسیر میں، آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے کُرتے کی آستین سے مُنہ چھپائے
ہوئے آئی تھی۔

آیات سورۂ عنکبوت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (۲۹: ۵۶ تا ۶۰)

اے میرے ایماندار بندو میری زمین فراخ ہے سو خالص میری ہی
عبادت کرو۔ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہمارے
پاس آنا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ہم اُن کو جنت
کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی وہ اُن
میں ہمیشہ رہیں گے۔ کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے۔ جنھوں نے
صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کیا کرتے تھے اور بہت سے جانور ایسے ہیں
جو اپنی غذا اُٹھا کر نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ہی اُن کو (مقدر) روزی
پہنچاتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے"

(حضرت شاہ صاحبؒ کا ترجمہ و تفسیر) یعنے اے میرے بندو جو ایمان
لائے ہو البتہ میری زمین کشادہ ہے پس خاص میری ہی عبادت کرو
۳ یعنی اگر تمہاری قوم والے عبادت خالص کرنے سے مانع ہوتے ہیں تو

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

ہجرت کنید تا اخلاص عبادت میسر آید ہر نفس چشندۂ مرگ است باز بسوئے ما گردانیدہ شوید و آنانکہ ایمان آوردہ اند و کردند کارہای شائستہ البتہ جای دہیم ایشان را از بہشت بمحلہائے مرتفع کہ میرود زیر آن جویہا جاویدان آنجا نیکو مزد کار نیک کنندگان است آن محلہا آن کار نیک کنندگان کہ صبر کردند یعنی بر مشاق ہجرت و توکل میکنند بر پروردگار خویش و بسا جانور کہ بر نمی دارد روزی خود را خدا روزی میدہد اورا و نیز شما را و اوست شنوا دانا۔ فقیر گوید این آیت امر است بہ ہجرت از دار کفر و وعد است بہ بہشت آنان را کہ شکیبائی ورزیدند بر مشاق ہجرت و جہاد وغیرہما و بر خدا توکل کردند و تشجیع است مؤمنان را بر ہجرت و ترک اسباب معاش کہ ہر یکی در وطن خود مہیا داشت بتذکر حال دوآب کہ ذخیرہ نہادن و زراعت کردن و تجارت نمودن شان ایشان نیست معہذا خدای تعالیٰ ہر یکی را روزی می رساند باز فقیر گوید بنقل متواتر ثابت شد بوجہیکہ شک را دران مدخل نیست کہ جماعہ از سباق مؤمنین ہجرت کردند و بر مشاق ہجرت و جہاد صبر نمودند و اسباب معاش کہ در مکہ میسر داشتند بطلب رضای الٰہی ترک نمودند و انواع اعمال خیر از ایشان بظہور انجامید پس وعد غرف کہ اعلیٰ درجات است در بہشت برائے ایشان مقرر باشد و ہو المقصود۔

وعن الشعبی فی قولہ الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا الآیۃ قال اُنزلت فی اُناسٍ کانوا بمکۃ قد اقرّوا بالاسلام فکتب الیہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ لما نزلت آیۃ الہجرۃ انہ لا یقبل

ہجرت کرو تاکہ اخلاص عبادت میسر آجائے۔ ہر نفس موت (کا مزہ) چکھنے والا ہے پھر ہماری طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور انھوں نے شائستہ کام کئے البتہ جگہ دیں گے ہم اُن کو بہشت کے اونچے محلوں میں کہ جاری ہیں اُن کے نیچے ہمیشہ رہنے والی نہریں وہاں بہت اچھی مزدوری ہے اچھے کام کرنے والوں کی وہ محلات ایسے نیک کام کرنے والے جنھوں نے صبر کیا یعنی ہجرت کی مشقتوں پر اور توکل کرتے ہیں اپنے پروردگار پر اور بہت سے ایسے جانور ہیں کہ اپنی روزی اُٹھا کر نہیں رکھتے خدا اُن کو روزی دیتا ہے اور تم کو بھی، اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت حکم ہے دارِ کفر سے ہجرت کرنے کا اور ان لوگوں کے لئے جنھوں نے ہجرت کی اور جہاد وغیرہ کی مشقتوں پر صبر کیا اور خدا پر توکل کیا، بہشت کا وعدہ ہے۔ اور مؤمنوں کو ڈھارس ہے ہجرت پر اور ترک اسباب معاش پر جو ہر ایک اپنے وطن میں رکھتا تھا چوپاؤں کے حال کے ذکر کے ساتھ کہ ذخیرہ کرنا اور کھیتی کرنا اور تجارت کرنا اُن کی شان میں سے نہیں ہے، اس کے باوجود خدا ہر ایک کو روزی پہنچاتا ہے پھر فقیر کہتا ہے کہ نقل متواتر سے اس وثوق کے ثابت ہے کہ جس میں شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ مؤمنین سابقین کی جماعت نے ہجرت کی اور ہجرت اور جہاد کی مشقتوں پر صبر کیا اور جو اسباب معاش اُن کو مکہ میں میسر تھے رضائے الٰہی کی طلب میں انھوں نے اُن سب کو چھوڑا اور طرح طرح کے اعمال خیر کا اُن سے ظہور ہوتا رہا تو غُرَف کا وعدہ جو بہشت کے اعلیٰ درجات ہیں اُن سے متعلق ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود ہے۔

اور شعبیؒ سے قول باری تعالےٰ الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ الخ (۲۹:

۱-۲) الٓمّٓ۔ کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُن کو آزمایا نہ جائے گا۔" کے بارے میں مروی ہے کہ یہ اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ میں تھے اور اسلام کا اقرار کر چکے تھے اُن کو مدینہ سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا جب آیت ہجرت نازل ہوئی کہ تمھاری طرف سے صرف اقرار کر لینا قبول نہ کیا جائیگا اور اسلام

ولا إسلام حتى تهاجروا قال فخرجوا
عامدين إلى المدينة فاتبعهم
المشركون فردوهم فنزلت فيهم هذه
الآية فكتبوا إليهم أنه قد أنزل فيكم
آية كذا وكذا فقالوا نخرج فإن
اتبعنا أحد قاتلناه فخرجوا فاتبعهم
المشركون فقاتلوهم فمنهم من قتل
ومنهم من نجا فأنزل الله فيهم
ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ
بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا
إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ
رَحِيمٌ عن ابن مسعود قال أول
من أظهر إسلامه سبعة رسول الله
وأبو بكر وسمية أم عمار وعمار
وصهيب وبلال والمقداد فأما
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فمنعه الله بعمه (من ايذاء المشركين) أبي طالب وأما أبو بكر
فمنعه الله بقومه وأما سائرهم فأخذهم
المشركون فألبسوهم أدراع الحديد
وصهروهم (گدازانید) في الشمس فما منهم
أحد إلا وقد واتاهم (خفت در تابش ۱۲) على ما أرادوا إلا
بلال فإنه هانت عليه نفسه في الله
وهان على قومه فأخذوه فأعطوه
الولدان فجعلوا يطوفون به في شعاب
مكة وهو يقول أحد أحد۔ عن أنس قال
أول من هاجر من المسلمين إلى الحبشة
بأهله عثمان بن عفان فقال
النبي صلى الله عليه وسلم صحبهما الله
إن عثمان لأول من هاجر إلى الله بأهله بعد لوط۔

نہیں مانا جائے گا یہاں تک کہ تم ہجرت کرو شعبیؒ نے کہا کہ پھر وہ مدینہ جانے کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے تو مشرکوں نے اُن کا پیچھا کیا اور اُن کو واپس لے گئے۔ تو اُن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ تو پھر مہاجر مسلمانوں نے اُن کو لکھا کہ تمہارے بارے میں یہ اور یہ آیات نازل ہوئی ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ ہم نکلیں گے اب اگر کسی نے ہمارا تعاقب کیا تو ہم اس سے قتال کریں گے۔ چنانچہ وہ نکلے اور مشرکوں نے اُن کا پیچھا کیا تو اُنھوں نے قتال کیا۔ تو ان میں سے بعض قتل ہوئے اور بعض بچ نکلے تو اللہ تعالےٰ نے اُن کے بارے میں نازل کیا ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ الخ (۱۶:۱۱۰) پھر بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے کہ جنھوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لاکر) ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر) قائم رہے تو آپ کا رب ان (اعمال) کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔" اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اول جن لوگوں نے اسلام ظاہر کیا سات تھے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکرؓ اور سمیہؓ اُم عمار اور عمارؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ اور مقدادؓ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ تو اللہ تعالےٰ نے کیا آپ کے چچا ابوطالب کے ذریعے۔ رہے ابوبکرؓ تو اُن کا بچاؤ اللہ تعالےٰ نے اُن کی قوم کے ذریعے سے کیا۔ باقی دوسرے لوگوں کا حال یہ ہوا کہ اُن کو مشرکوں نے پکڑ لیا اور اُن کو لوہے کی زرہیں پہنائیں اور دھوپ میں جلا دیا تو ان میں جتنے بھی تھے سب ڈھیلے ہوگئے اُس امر میں جس کا اُنھوں نے ارادہ کیا تھا (یعنی اسلام کے کھلم کھلا اقرار و اظہار سے رک گئے) بجز بلالؓ کے کہ اُنھوں نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان کو حقیر چیز قرار دے لیا اور قوم کے پاس پہنچے تو لوگوں نے ان کو پکڑ لیا اور لڑکوں کے حوالے کر دیا اُنھوں نے (مارتے پیٹتے ہوئے) مکہ کی گلی کوچوں میں اُن کو لے کر پھرنا شروع کر دیا اور وہ اَحد اَحد کہتے جاتے تھے۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے مع اپنی بی بی کے حبشہ کی طرف عثمانؓ نے ہجرت کی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ رہے۔ بیشک عثمانؓ وہ پہلا شخص ہے جس نے بعد لوطؑ کے اپنی بی بی کیساتھ ہجرت کی

www.kitabghar.org

عن اسماء بنتِ ابی بکر قالت ہاجر عثمان الی الحبشۃ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ لاَوّل من ہاجر بعد ابراہیم ولوط ۔ و عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ماکان بین عثمان و بینَ رُقیّۃ وبینَ لوط مِنْ مُہاجِر عن ابنِ عباس قال اولُ مَنْ ہاجر الیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عثمانُ بن عفان کما ہاجر لوطٌ الی ابراہیمَ عن علیّ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دخلتُ آنا وابوبکر الغار فاجتمعتِ العنکبوتُ فنسجت بالباب فلا تقتلوہنّ۔ عن ابی قلابۃ انّ عمرَ بن الخطاب مرَّ برجل یقرأ کتاباً فاستمعہ ساعۃً فاستحسنہ فقال للرجل اَتکتُبُ لی من ہٰذا الکتاب قال نعم فاشتری ادیماً فہیّأہ ثم جاء بہ الیہ فنسخ لہ فی ظہرہ وبطنہ ثم اتیٰ بہ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فجعل یقرأہ علیہ وجعل وجہُ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یتلوّن فضرب رجلٌ من الانصار بیدہٖ الکتابَ وقال ثکلتک امّک یا ابن الخطاب الا ترٰی وجہَ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منذُ الیوم وانت تقرأ علیہ ہٰذا الکتابَ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم عند ذٰلک انّما بعثتُ فاتحاً و خاتماً و اُعطیتُ جوامعَ الکلم وفواتحہٗ واختُصر لی الحدیثُ اختصاراً فلا یُہلکنّکم المتہوّکون۔

مروی ہے اسماء بنتِ ابی بکرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک وہ یقیناً پہلا شخص ہے جس نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد ہجرت کی اور زید بن ثابتؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ اور رُقیہؓ کے اور لُوطؑ کے درمیان کوئی مہاجر نہیں ہوا۔ اور ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی وہ عثمانؓ بن عفان تھے جس طرح ہجرت کی تھی لوطؑ نے ابراہیمؑ کی طرف مروی ہے علیؓ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابوبکرؓ غار میں داخل ہوتے تو مکڑیاں جمع ہوئیں اور انھوں نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا تو تم اُن کو قتل نہ کرنا۔ مروی ہے ابی قلابہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ایک شخص پر گزرے جو ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو آپ نے ایک ساعت اُس کو کان لگا کر سُنا تو اُن کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر اُس شخص سے کہا کہ کیا اس کتاب میں سے تُو مجھے کچھ لکھ دے گا؟ اُس نے کہا کہ ہاں! تو ایک چمڑا خرید کر لائے پھر اس کو (لکھنے کے قابل) تیار کیا اور اُس کے پاس لے کر پہنچے۔ اُس نے اُس کے باہر اور اندر کی طرف لکھ دیا۔ پھر اُس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور اُس کو آپ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا تو انصار میں کے ایک شخص نے اُس تحریر پر ہاتھ مارا اور کہا اے ابن الخطاب تیری ماں تجھے روئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو آج دیکھے گا ہی نہیں اور تو یہ تحریر پڑھتا چلا جا رہا ہے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے اور ان کے فواتح اور میرے لئے کلام کو پُورے طور پر مختصر کر دیا گیا تو تمھیں یہ بے پرواہی سے ہلاک ہونے والے کہیں ہلاک کر دیں۔

لہ یعنی قرآن عطا کیا گیا جو آسان الفاظ اور معانی کثیرہ کا مجموعہ ہے۔ فواتح سے ایسے کلمات مراد ہیں جو مغلق امور کی گرہ کشائی کرنیوالے ہیں اور ان سے حقائق کی گہرائیوں کا ادراک ہوتا ہے۔ عالم غیب کی جو چیزیں موجود ہیں اور بہت سی آخرت میں پیش آنیوالی باتیں جو عقل کی دسترس سے دُور تھیں قرآن نے ان کو عقل سے قریب تر کر دیا۔ اہل کتاب نے اپنی طرف سے جھوٹ اور غلط باتیں کتب سماویہ میں ملا کر حقیقت سے بعید بنا دیا جو مطالعہ کرنیوالوں کی پریشانی کا باعث ہوتی ہیں یہ مطلب ہے تہوک کا۔ ۱۲

www.kitabghar.org

قَالَ اللہ تعالیٰ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ اینجا قُرار مختلف اند جمعے غَلَبَتْ بصیغۂ معلوم وسَیُغْلَبُوْنَ بصیغۂ مجہول خوانند وجمعے غُلِبَتْ بصیغۂ مجہول وسَیَغْلِبُوْنَ بصیغۂ معلوم تلاوت کنند در وجہ اوّل بشارت است بفتح مسلمین رُوم را وآن در زمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع نشد بلکہ در زمانِ شیخین رضؓ صورت گرفتہ وانجازِ مواعید الٰہی بردستِ خلیفہ یکے از خواصِ خلافت خاصہ است آخرج الترمذی والحاکمُ وصحّحہ عن ابنِ عباس رضؓ فے قولہ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّومُ قال غَلبت و غُلبت قال کان المشرکون یُحبّون ان تظہر فارسُ علے الرّوم لانہم اصحاب اوثانٍ وکان المسلمون یُحبّون ان تظہر الرومُ علے فارس لانہم اصحابُ کتابٍ فذکروہُ لابی بکر فذکرہ ابوبکر لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما انہم سیَغلِبون فذکرہ ابوبکر لہم فقالوا اجْعلْ بیننا وبینک اجلاً فانْ ظَہَرنا کان لنا کذا وکذا وانْ ظَہرتم کان لکم کذا وکذا فجعل بینہم اجلاً خمسَ سنین

آیات سورۃ الروم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ الخ (۳۰: ۱تا ۵)

"الٓمّٓ اہلِ روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سال (یعنی تین سے نو سال کے اندر اندر) غالب آجاویں گے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اُس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی امداد پر خوش ہوں گے وہ جس کو چاہے غالب کردیتا ہے اور وہ زبردست ہے رحیم ہے"۔ یہاں قُرّاء میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت غَلَبَتْ بصیغۂ معروف پڑھتی ہے اور سَیُغْلَبُوْنَ بصیغۂ مجہول اور ایک جماعت غُلِبَتْ بصیغۂ مجہول اور سَیَغْلِبُوْنَ بصیغۂ معروف تلاوت کرتی ہے۔ پہلی صورت میں بہ اس امر کی بشارت ہے کہ مسلمان رُوم کو فتح کریں گے اور یہ بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع نہیں ہوئی بلکہ شیخین رضؓ کے زمانہ میں پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا ہونا خلیفہ کے ہاتھ پر خلافت خاصہ کے خواص میں سے ہے۔ آخذ کیا ترمذی نے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے، مروی ہے ابنِ عباس رضؓ سے آیت الٓمّٓ غلبت الرّوم میں غَلَبَتْ وغُلِبَتْ (یعنی غالب ہوتے اور مغلوب ہوتے) فرمایا کہ مشرکین پسند کرتے تھے کہ فارس فتحیاب ہو رُوم پر کیونکہ فارس کے لوگ بھی بتوں والے تھے اور مسلمان پسند کرتے تھے کہ رُوم کی فتح ہو فارس پر کیونکہ رُوم والے اصحاب کتاب تھے۔ اس کا ذکر لوگوں نے ابوبکر رضؓ سے کیا اور ابوبکر رضؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ ہوجاؤ کہ اہلِ روم عنقریب غالب ہوجائیں گے۔ اس کا ذکر ابوبکر رضؓ نے مشرکین سے کردیا۔ اُنھوں نے کہا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدّت معیّن کرلو۔ اگر ہم غالب رہے (یعنی بدستور کسریٰ کی فتح رہی) تو ہمارا حق ہوگا اتنا اور اتنا (یہ آپ کو دینا ہوگا) اور اگر تم غالب آگئے (یعنے رُوم کی فتح ہوئی) تو تمھارا حق ہوگا اتنا اور اتنا (یہ ہم آپ کو دیں گے) اس کے بعد ابوبکر رضؓ نے اُن سے پانچ سال کی مدّت مقرر کردی (اس

www.kitabghar.org

فلم يظهروا فذكر ذٰلك ابوبكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ألّا جعلته أراه قال دون العشرة فظهرت الروم بعد ذٰلك فذلك قوله الٓمّ غُلبت الروم فغُلبت ثم غَلَبت بعدُ لقول الله لله الامرُ من قبلُ و من بعدُ ويومئذ يفرحُ المؤمنونَ بنصر الله قال سفيانُ سمعتُ انهم ظهروا عليهم يومَ بدرٍ و هٰذا الحديث طرق متعددة مستفيضة عن ابن مسعود و البراء بن عازب و نيار بن مكرم الاسلمي ورواه ايضا مرسلاً الزهري وقتادة و عكرمة عن ابن عباس قال قال عمر اما الحمدُ فقد عرفناه فقد يحمد الخلائقُ بعضهم بعضًا و اما لا اله الا اللهُ فقد عرفناها فقد عُبدتِ الآلهة من دونِ الله و اما الله اكبر فقد يكبّر المصلي واما سبحانَ الله فما هو فقال رجلٌ من القوم الله اعلم فقال عمر قد شقيَ عمر ان لم يكن يعلمُ ان الله اعلم فقال عليٌّ يا اميرالمؤمنين اسم ممنوعٌ ان ينتحله احدٌ من الخلائق واليه مفزعُ الخلق واحبّ ان يقال له فقال هو كذاك آخرج مسلم عن انس بن مالك انّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم ترك قتلى بدرٍ ثلثة ايام حتى جيّفوا ثم اتاهم

مدّت میں) روم والے غالب نہیں آئے۔ پھر ابوبکرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے مجھے یہ خیال ہے کہ یہ فرمایا تھا کہ تم نے "دس برس سے کم" کیوں نہ مقرر کی (کیونکہ لفظ بضع کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے) پھر اس کے بعد روم والے غالب آگئے۔ تو یہ ہے مطلب حق تعالیٰ کے ارشاد الٓمّ ۰ غُلبت الروم کا کہ وہ مغلوب ہوئے پھر بعد میں غالب ہوئے جس کی وجہ یہ ارشاد ہے للہ الامر من قبل الخ (ترجمہ شروع میں لکھا جاچکا) سفیانؒ نے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ وہ (رومی) اُن (فارسیوں) پر بدر (کی فتح) کے دن غالب ہوئے تھے۔ اور اس حدیث کے متعدد مستفیضہ طرق ہیں۔ مروی ہیں ابن مسعودؓ سے اور براءؓ بن عازب اور نیارؓ ابن مکرم اسلمی سے اور اس کو زہریؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے اور قتادہؒ اور عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ نے (جماعتِ صحابہؓ سے) کہا کہ الحمد للہ کو تو ہم پہچانتے ہیں (یعنی حمد کے معنے) کہ خلائق میں سے بعض بعض کی حمد (تعریف) کرتے ہیں۔ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کو بھی ہم پہچانتے ہیں (یعنی اس کے معنے) کہ اللہ کے بجز بہت سے آلہہ (یعنی معبودوں کی) پرستش ہوتی تھی۔ اور رہا اللہ اکبر (وہ تو ظاہر ہی ہے) ہر نماز پڑھنے والا تکبیر کہتا ہے (آپ صاحبان یہ بتائیں کہ) سُبحان اللہ کیا ہے؟ قوم میں سے ایک شخص نے کہا اللہ اعلم۔ تو عمرؓ نے کہا کہ بڑا بدبخت ہوگا عمرؓ اگر اس کو اتنی بھی خبر نہ ہو کہ اللہ اعلم (اللہ سب سے بڑا عالم ہے) پھر علیؓ نے کہا کہ اے امیرالمؤمنینؓ یہ اسم ہے (جس کا مفہوم یہ ہے کہ) ممنوع ہے کہ خلائق میں سے کوئی اُس کی کسی صفت کو اپنی طرف منسوب کرے (یا اپنی صفات مختصّہ میں اس کو شریک کرے مثلاً یہ کہے کہ خدا باپ ہے فلاں کا) اور اسی کی طرف گھبراہٹ کے وقت تمام خلق رجوع ہوتی ہے اور وہ یہ بات پسند کرے کہ اس کو ایسا کہا جائے تو فرمایا کہ ہاں یہی مطلب ہے جو تم نے بیان کیا۔ اخذ کیا مسلم نے، مروی ہے انسؓ بن مالک سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے رکھا بدر کے مقتولوں کو تین دن یہاں تک کہ مُردار ہوگئے (یعنی جسم سڑنے لگا) پھر اُن کے پاس آئے

www.kitabghar.org

فقام یُنادیهم فقال یا اُمیّة ابن خلف یا اباجهل بن هشام یا عتبةُ بن ربیعة هل وجدتم ما وعدَ ربکم حقاً فسمع صوتَه عمرؓ فجاء فقال یا رسولَ الله تنادیهم بعد ثلٰث و هل یسمعون یقول اللهُ انک لا تُسمع الموتٰی فقال و الذی نفسی بیده ما انتم باسمع منهم ولٰکنهم لا یُطیقون ان یُجیبوا و رُوی مثله عن ابن عمرؓ

قال الله تعالٰی الٓمّٓ ۚ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۙ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۙ الٰی اربع آیاتٍ بعدها۔

فقیر گوید خدای تعالٰی در سورۂ لقمان تباینِ مراتبِ سُعداء و اشقیاء بیان مے فرماید و لابد هر دو فریق در وقت نزول سورۂ لقمان موجود بودند و این سورہ مکیہ است جمعے را احسان کہ صفتِ کاشفۂ آن اقامتِ صلوٰۃ است و ایتاءِ زکوٰۃ و یقین کردن بآخرت اثبات مے فرماید

اور کھڑے ہوئے پھر اُن کو پکار کر فرمایا کہ اے اُمیّہ بن خلف! اے ابوجہل بن ہشام! اے عتبہ بن ربیعہ! جو کچھ تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اُس کو سچا پایا؟ آپ کی یہ آواز عمرؓ نے سُن لی تو آئے اور کہا یارسول اللہ آپ اُن کو تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں اور کیا یہ سُن رہے ہیں۔ اللہ تعالٰی یہ فرماتا ہے اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (۲۷: ۸۰) آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے۔ تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ان سے زیادہ سُننے والے نہیں ہو۔ لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور اسی کی مانند روایت کیا گیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔

آیاتِ سورۂ لقمان

اللہ تعالٰی نے فرمایا الٓمّٓ ۚ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۙ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۙ ان کے بعد کی چار آیات تک۔ (۳۱: ۱ تا ۷) الٓمّٓ۔ یہ آیتیں ایک پُر حکمت کتاب کی ہیں جو کہ ہدایت اور رحمت ہے نیک کاروں کے لئے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے راستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور بعض آدمی ایسا (بھی) ہے جو اُن باتوں کا خریدار بنتا ہے جو (اللہ تعالٰی سے) غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اُس کی ہنسی اُڑاوے ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ اور جب اُس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا مُنہ موڑ لیتا ہے جیسے اُس نے سنا ہی نہیں جیسے اُس کے کانوں میں ثقل ہے سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سُنا دیجئے۔ فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالٰی سورۂ لقمان میں اہلِ سعادت اور اہلِ شقاوت لوگوں کے مراتب کا متضاد ہونا بیان فرماتے ہیں اور یہ ضروری ہے کہ دونوں فریق سورۂ لقمان کے نزول کے وقت موجود ہوں۔ اور یہ سورت مکیہ ہے۔ ایک جماعت کے لئے احسان جس کو عیاں کرنے والی صفت نماز کا قائم کرنا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنا اور آخرت پر یقین کرنا ثابت فرماتے ہیں۔

www.kitabghar.org

و قرآن را ہدایت و رحمت برائے ایشان می سازد و فلاح و وعدۂ جنّت ایشان را می دہد و جمعے دیگر را اشتراء لہو الحدیث و اضلال و استہزاء بآیاتِ اللہ و استکبار از قبول قرآن بر دامن می بندد باز فقیر میگوید کہ این آیات تشریفِ عظیم است برائے سُبّاق مؤمنین از مہاجرین اوّلین کہ در وقت نزول سورۂ لقمان بشرفِ اسلام و معارضہ باکفّار موصوف و مشہور بودند و ناہیک بہ من فضیلۃ۔

قَالَ اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ میفرماید و ہر آئینہ دادیم موسیٰ را کتاب پس مباش در شبہ از بر خوردن کتاب مراد از کتاب اوّل توریت است و از کتاب ثانی قرآنِ عظیم و اینجا استخدام کہ فنی است از بدیع بکار بُردہ شد وَجَعَلْنٰهُ هُدًى و ساختیم توریت را ہدایت برای بنی اسرائیل و ساختیم از بنی اسرائیل پیشوایان کہ راہ مینمودند بتوفیقِ ما چون صبر کردند و بآیاتِ ما

اور اُن کے لئے قرآن کو ہدایت اور رحمت قرار دیتے ہیں اور اُن کو کامیابی کا اور جنّت کا وعدہ دیتے ہیں۔ اور دوسری جماعت کے دامن سے بیہودہ باتوں کی خریداری اور اِضلال (یعنی دوسروں کو گمراہ کرنا) اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مسخراپن اور قرآن کو قبول کرنے سے استکبار (یعنی تکبّر کے ساتھ نہ ماننا) وابستہ فرماتے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ ان آیات میں مؤمنین سابقین کے لئے جو مہاجرین اوّلین تھے بہت بڑے شرف کا اظہار ہے جو کہ سورۂ لُقمان کے نزول کے وقت اسلام کے شرف اور کفّار کے ساتھ معارضہ (یعنی گفت و شنید و مباحثات) کرنے کے ساتھ موصوف اور مشہور تھے (کہ سب ہی جانتے ہیں) اب اُن کی فضیلت تسلیم کرنے میں کیا رکاوٹ ہے۔

آیات سورۂ الٓمٓ السجدہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ (۳۲: ۲۳-۲۴) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی سو آپ اس کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے اور ہم نے اُس کو بنی اسرائیل کے لئے موجب ہدایت بنایا تھا۔ اور ہم نے اُن میں جب کہ اُنھوں نے صبر کیا بہت سے پیشوا بنا دیئے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور وہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور البتہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی پس نہ رہیئے شبہ میں کتاب کے حاصل ہونے سے، کتابِ اوّل سے مراد توریت ہے اور کتابِ ثانی سے قرآنِ عظیم ہے اور یہاں صنعتِ استخدام[1] کا استعمال کیا ہے جو ایک فن ہے بدیع میں سے وَجَعَلْنٰهُ هُدًى اور ہم نے توریت کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا اور بنی اسرائیل میں سے پیشوا بنائے کہ راہ نمائی کرتے تھے ہماری توفیق سے جب اُنھوں نے صبر کیا اور ہماری آیات پہ

---

[1] صنعتِ استخدام یہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنے ہوں ایک معنی تو اس لفظ سے مراد لیں اور دوسرے معنے اس ضمیر سے جو اس لفظ کی طرف راجع ہو یا اس لفظ کی طرف دو ضمیریں عائد ہوتی ہوں ایک ضمیر سے ایک معنے مراد لیں اور دوسری ضمیر کے دوسرے معنے۔ اول کی مثال یہ ہے ؎ سایہ فگن ہو ہم پہ کہاں تیرے اور پری۔ بولا کہ اس کے سایہ سے پرہیز چاہیئے۔ لفظ پری سے معشوق مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع کی ضمیر "اُس" سے حقیقی پری مراد ہے جس کے سایہ سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ دوسری صورت کی مثال یہ ہے ؎ گُل خوش ہے اداؤں کا گلشن + گو اس نے ہیش مُنہ لگایا۔ گُل کے دو معنے ہیں ایک حقیقی یعنے پھول دوسرا مجازی یعنی معشوق۔ یہاں مصرع اول کی ضمیر اُس راجع ہے حقیقی پھول کی طرف اور دوسرے مصرع کی ضمیر اُس عائد ہوتی ہے معشوق کی طرف۔ اس صنعت میں ایسا کلام بھی داخل ہے جس کا تعلق بظاہر کسی خاص واقعہ سے ہو جو کسی فرد یا قوم سے متعلق ہو مگر اس سے کوئی ایسا کلیہ مستنبط ہوتا ہو جس کا انطباق دوسرے افراد پر ہو رہا ہو اور اس کلام کا پس منظر درحقیقت یہی انطباق ہو۔ یہ صورت قرآن مجید میں بکثرت مستعمل ہے اور یہاں بھی یہی ہے ۲ مترجم از تذکرۃ البلاغہ

www.kitabghar.org

یقین می آوردند باز فقیر میگوید خدای تعالیٰ در اوّل کلام ذکر مؤمنین کاملین فرمود إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بعد ازان فرق در معادِ این جماعہ و معادِ جماعہ کہ طرف مقابل ایشان واقع شدہ اند ارشاد نمود أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ بعد ازان تشبیہ داد حالتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ حضرت موسٰی کہ پیش ازین بحضرت موسٰیؑ توریت دادیم وآن راسبب ہدایت بنی اسرائیل گردانیدیم پس اگر ترا قرآن دادیم وآن را ہدایت اُمتِ مرحومہ گردانیدیم محل استبعاد نیست و از بنی اسرائیل جمعے را ائمہ ساختیم چون استحقاق امامت پیدا کردند و بتصبر بر مشاقِ جہاد و مخاصمۂ کفار و بقوۂ یقین پس اگر از مؤمنین کاملین جمعے را از اُمتِ تو امام سازیم و بدستِ ایشان عالمے را مہتدی گردانیم جای تعجب نیست و درین آیت بحسب سباق و سیاق اشارتیست خفی بآنکہ جماعہ از امتِ مرحومہ ائمہ خواہند بود ؎

تدرو حسن دارد آشیانے ہر بُنِ خاری
ولے ہر دیدہ کے بیند شکارِ چشمِ باز است این

قَالَ اللّٰہ تعالےٰ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ

یقین لاتے تھے۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اولِ کلام میں مؤمنین کاملین کا ذکر فرمایا إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا اس کے بعد اس جماعت کی اور اُس جماعت کی آخرت کا انجام ارشاد فرماتے ہیں جو اُس کی سمتِ مقابل میں واقع ہوتی ہے أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ۝ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو حضرتِ موسٰی علیہ السلام کی حالت سے تشبیہ دی کہ اس سے پہلے ہم نے حضرت موسٰیؑ کو توریت دی اور اس کو بنی اسرائیل کی ہدایت کا سبب بنایا تو اگر ہم نے تم کو قرآن دیا اور اُس کو اُمت کے لئے ہدایت کا سبب بنایا تو اس میں کوئی استبعاد کا موقع نہیں ہے۔ اور ہم نے بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت کو ائمہ بنایا جب اُنھوں نے جہاد کی مشقتوں پر اور کفار کے جھگڑوں پر صبر کرتے اور قوتِ یقین حاصل کرنے سے امامت کا استحقاق حاصل کر لیا تھا۔ پس اگر آپ کی اُمت میں سے مؤمنین کاملین کی ایک جماعت کو ہم امام بنادیں اور اُن کے ہاتھ سے ہم ایک عالم کو راہِ ہدایت پر لے آئیں تو محلِ تعجب نہیں ہے۔ اور اس آیت میں سیاق اور سباق کے اعتبار سے ایک اشارۂ خفی اس امر کا موجود ہے کہ اس امتِ مرحومہ کی ایک جماعت ائمہ بنیں گی (مگر اس اشارۂ خفی کو پکڑنے کے لئے خاص نظر چاہیے۔ یہ کام ہر عام نگاہ نہیں کر سکتی بقول شاعر:)

حُسن کی چکور ہر کانٹے کی جڑ میں (چھپنے کے لئے) ایک آشیانہ رکھتی ہے لیکن ہر آنکھ اس کو کب دیکھ پاتی ہے یہ تو باز کی آنکھ کا شکار ہے (وہی اس کو ڈھونڈ نکالنے کی قوت رکھتی ہے)۔

آیات سورۂ احزاب

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ (۳۳، ۲۲ تا ۲۴)

اور جب ایمانداروں نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور رسول نے خبر دی تھی اور اللہ و رسول نے سچ فرمایا تھا اور اُس سے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہوگئی ان مؤمنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اُنھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اُترے پھر بعض تو اُن میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض اُن میں مشتاق ہیں اور اُنھوں نے

www.kitabghar.org

وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ فقیر گوید عفی عنہ این آیت در قصہ احزاب نازل شدہ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ و چون دیدند مسلمانان افواجِ مشرکین را گفتند این است انچہ وعدہ داد مارا خدا و رسولِ او و راست فرمود خدا و رسولِ او و زیادہ نہ کرد آمدن افواجِ مشرکین در حق ایشان مگر باور داشتن و گردن نہادن را یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ چند روز از دستِ کافران شدّتے پیش خواہد آمد بعد ازان فتح و نصرت نصیب شما خواہد شد وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ چون مؤمنان اجتماع کفار دیدند دانستند کہ نصفے از موعود بانجام رسید و توقع نصف ثانی در دلہائے ایشان مستحکم شد مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ از مسلمانان جمعے ہستند کہ راست کردند با خدا آنچہ بران عہد بستہ بودند با خدائے عز و جل یعنی ثباتِ قدم در مواطن حرب اختیار نمودند پس از ایشان کسے ہست کہ تمام رسانید نذر خود را و از ایشان کسی ہست کہ انتظار میکشد تمامی نذر خود را یعنی محقین مؤمنین با خدا عہد بستند کہ در اعلاء کلمۃ اللہ سعی جمیل بکار برند و در مواقع حرب ثابت قدم باشند پس گروہی از ایشان انچہ کردنی بود کردند و بانجام رسانیدند یعنے شہید شدند یا غیر از اعلاء کلمۃ اللہ کہ بوقوع آمد نصیب ایشان چیزی دیگر نبود اگرچہ باقیماندند و گروہی ہنوز بار دیگر در انتظار اعلائے کلمۃ اللہ ہستند یعنی باقیماندند بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعد از وفاتِ وی صلی اللہ علیہ وسلم در اعلائے کلمۃ اللہ داد اسلام دادند باز فقیر گوید درین آیات تشریف عظیم است

ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا۔ یہ واقعہ اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اُن کے سچ کا صلہ دے اور منافقین کو چاہے سزا دے یا چاہے اُن کو توبہ کی توفیق دے، بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ آیت قصہ احزاب میں نازل ہوئی وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ اور جب دیکھا مسلمانوں نے افواجِ مشرکین کو تو بولے کہ یہ ہے وہ جس کا وعدہ کیا تھا ہم سے خدا نے اور اُس کے رسول نے اور سچ فرمایا خدا نے اور اُس کے رسول نے اور زیادہ نہ کیا، افواجِ مشرکین کی آمد نے اُن کے حق میں مگر یقین اور گردن جھکا دینا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ چند دن کافروں کے ہاتھ سے (مسلمانوں کو) سختی پیش آئے گی۔ اس کے بعد فتح و نصرت تمہارے حصہ میں آئے گی وَتِلْكَ الْاَيَّامُ الخ (۳: ۱۴۰) اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں"۔ جب مومنین نے کفار کا اجتماع دیکھا تو جان لیا کہ جو وعدہ کیا گیا تھا اُس کا آدھا حصہ پورا ہو گیا تو دوسرے آدھے کی توقع اُن کے دِلوں میں مستحکم ہو گئی۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ مسلمانوں میں سے ایک جماعت ہے کہ اُنھوں نے سچا کر دیا خدا کے ساتھ وہ عہد جو اُنھوں نے کیا تھا خدائے عزّ وجلّ سے۔ یعنی اُنھوں نے جنگ کے مواقع میں ثابت قدمی اختیار کی۔ پس اُن میں ایسا بھی کوئی شخص ہے جس نے پُورا کر دیا اپنی نذر کو اور اُن میں ایسا شخص بھی ہے کہ انتظار کر رہا ہے اپنی نذر کے پُورا ہونے کا۔ یعنی مؤمنین اہلِ حق نے خدا کے ساتھ یہ عہد کیا کہ اِعلاءِ کلمۃ اللہ میں وہ بہترین کوشش کریں گے اور جنگ کے مواقع میں ثابت قدم رہیں گے تو اُن میں سے ایک گروہ نے جو کرنا مناسب تھا وہ کیا اور انجام کو پہنچا دیا یعنی شہید ہو گئے۔ (دوسری توجیہ یہ ہے) یا اِعلاءِ کلمۃ اللہ کے سوا جو وقوع میں آ گیا ان کے نصیب میں اور کوئی چیز نہیں تھی اگرچہ باقی رہے اور ایک گروہ اب تک دوبارہ اعلاءِ کلمۃ اللہ کے انتظار میں ہیں یعنی باقی رہنے والے ہیں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اُنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد (خدمتِ) اسلام کی داد دی۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ ان آیات میں اس جماعت کے لئے بڑی بزرگی کا اظہار ہے

www.kitabghar.org

برائے جمعے کہ در غزوۂ احزاب ظاہراً و باطناً استقامت نمودند و بذل جہد در جہاد کردند و بیشک خلفاء ازان جماعہ بودند و اشارۂ خفیہ است باآنکہ ہنوز کارہا در پیش است و از جمعے سعی بلیغ دران کارہا بظہور خواہد رسید آخرج البخاری و مسلم عن ابن عباس انّ عُمر قام فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ ثم قال یا ایہا الناسُ لاتخدعنّ عن آیت الرجم فانّہا اُنزِلت فی کتاب اللہ و قرأناہا و انہا ذہبت فی قرآن کثیر ذہبت مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآیۃ ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد رَجَم و ان ابابکر قد رَجَم و رجمتُ بعدہما و انہ سیجیٔ قومٌ من ہٰذہ الاُمّۃ یکذّبون بالرجم و رُوی ذلک عن عبدالرحمٰن ابن عوف و سعید بن المسیّب و زید بن اسلم عن کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہٖ قال خطّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخندق عامَ الاحزاب فخرجت لنا من الخندق صخرۃٌ بیضاءُ مدوّرۃ فکسرتْ حدیدنا و شقّت علینا فشکونا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ المِعْوَلَ مِن سلمانَ فضربَ الصخرۃَ ضربۃً صدّعہا و برقتْ منہا برقۃٌ اَضاءَ مابین لابتی المدینۃ حتے لکانَ مِصباحًا فی جوفِ لیلٍ مظلم فکبّر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے غزوۂ احزاب میں ظاہراً اور باطناً استقامت دکھائی اور جہاد میں پوری کوشش صرف کی اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خلفاء اس جماعت میں شامل تھے اور اس میں اس طرف ایک اشارۂ خفیہ موجود ہے کہ ابھی بہت سے کام درپیش ہیں اور ایک جماعت سے اُن کی انجام دہی میں سعی بلیغ کا ظہور ہوگا۔ اخذ کیا بخاری اور مسلم نے، مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ کھڑے ہوتے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا اے لوگو! آیت رجم (الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝) کی طرف سے تم دھوکے میں نہ پڑنا کیونکہ وہ کتاب اللہ میں نازل ہوئی ہے اور ہم نے اس کی قرات کی ہے اور وہ جاتی رہی ہے۔ بہت سے قرآن[1] سے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلی گئی[2] اور اس کی نشانی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ابوبکرؓ نے رجم کیا اور ان دونوں کے بعد میں نے رجم کیا اور ایک ایسی قوم اس اُمت میں آئیگی جو رجم کی تکذیب[3] کرے گی۔ اور روایت کی گئی ہے یہ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن المسیب اور زید بن اسلم سے۔ مروی ہے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مُزَنی سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ عبداللہ سے اور وہ اُن کے دادا عمرو بن عوف سے کہ کھودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق غزوۂ احزاب کے سال میں تو ہمارے سامنے ایک ایسی چٹان نکل آئی جو کہ سفید اور گول تھی تو ہمارے لوہے ٹیڑھے ہوگئے اور ہم پر (اُس کا توڑنا) دشوار ہوگیا تو ہم شکایت لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ نے سلمانؓ سے کدال لی اور چٹان پر ایسی ضرب لگائی جس سے اس میں شگاف پڑگیا اور اُس سے ایک ایسی بجلی چمکی جس سے مدینہ کی دونوں کالی پتھریلی زمینوں کا درمیانی حصہ روشن ہوگیا۔ یہاں تک کہ گویا ایک چراغ روشن ہوگیا اندھیری رات کے درمیانی حصہ میں، تو تکبیر کہی (یعنے اللہ اکبر کہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] یہاں قرآن سے مراد قرآن کے اجزاء ہیں جو لوگوں کے پاس مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے موجود تھے ۱۲ مترجم [2] مطلب یہ ہے کہ منسوخ التلاوۃ ہے قرآن میں اس کا اگرچہ اندراج نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا جانا ثابت نہیں ہوا مگر حکم منسوخ نہیں ہوا ۱۲ مترجم [3] یہ آپ کی پیشگوئی سچی ثابت ہوئی۔ خوارج نے انکار کیا کہ زانی کے لئے رجم کا حکم قرآن میں نہیں ہے اور بقول مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مسوخ فرقہ اس زمانہ میں بھی انکار کرتا ہے

فکبّر المسلمون ثم ضربها الثانیۃ فصدعها وبرق منها برقۃ اضاء ما بین لابتیہا فکبّر وکبّر المسلمون ثم ضربها الثالثۃ فکسرها وبرق منها برقۃ اضاء ما بین لابتیہا فکبّر وکبّر المسلمون فسألناه فقال اضاء لی فی الاولیٰ قصور الحیرۃ ومدائن کسریٰ کانها انیاب الکلاب فاخبرنی جبریل ان امتی ظاھرۃ علیہا واضاء لی فی الثانیۃ القصور الحمر من ارض الروم کانها انیاب الکلاب واخبرنی جبریل ان امتی ظاھرۃ علیہا واضاء لی فی الثالثۃ قصور صنعاء کانها انیاب الکلاب واخبرنی جبریل ان امتی ظاھرۃ علیہا فابشروا بالنصر فاستبشر المسلمون وقالوا الحمد للہ موعد صادق بان وعدنا النصر بعد الحصر فطلعت الاعراب فقال المسلمون ہذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم الا ایمانا وتسلیما وقال المنافقون الا تعجبون یحدثکم ویعدکم ویمنیکم الباطل انہ یبصر من یثرب قصور الحیرۃ ومدائن کسریٰ وانها تفتح لکم وانتم تحفرون الخندق ولا تستطیعون ان تبرزوا وانزل القرآن وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اور سب مسلمانوں نے پھر آپ نے اُس پر دوسری ضرب لگائی اور اُس کو توڑ دیا پھر اُس میں سے ایسی بجلی چمکی جس نے مدینہ کے اُس میدان کو جو لابتین کے درمیان ہے روشن کر دیا تو آپ نے اور سب مسلمانوں نے تکبیر کہی۔ پھر آپ نے اُس پر تیسری مرتبہ ضرب لگائی اور اُس کے ٹکڑے کر دیئے پھر اس میں سے ویسی ہی بجلی چمکی جس نے لابتین مدینہ کے درمیان کے میدان کو روشن کر دیا۔ پھر آپ نے اور مسلمانوں نے تکبیر کہی۔ اس کے بعد ہم نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ میں تو میرے لئے حیرہ کے قصر (یعنے محل) اور مدائن کے اور کسریٰ کے روشن ہوئے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کُتّوں کے دانت ہیں اور مجھ کو جبریلؑ نے خبر دی کہ میری اُمّت اُن کو فتح کرنے والی ہے اور دوسری مرتبہ میں میرے لئے سُرخ محل روشن ہوئے روم کی زمین کے گویا کہ وہ کُتّوں کے دانت ہیں اور مجھ کو جبریلؑ نے خبر دی کہ میری اُمّت ان کو فتح کرنے والی ہے۔ اور تیسری مرتبہ میں محل صنعاء کے گویا کہ وہ کُتّوں کے دانت ہیں اور جبریلؑ نے خبر دی کہ میری اُمّت اُن کو فتح کرنے والی ہے۔ تو بشارت ہے تم کو (اللہ کی) مدد کی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ایک دوسرے کو خوش خبری سُنائی اور اُنھوں نے کہا الحمد للہ سچا وعدہ ہے جو ہم سے محصور ہونے کے بعد مدد دینے کا فرمایا ہے۔ پھر اعراب نظر آئے (جو حملہ کرنے کے لئے آرہے تھے) تو مسلمانوں نے کہا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ الخ یعنے یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور اُس کے رسولؐ نے خبر دی تھی اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا تھا اور اس سے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہو گئی؎ اور منافقوں نے کہا تم کو یہ بات عجیب نہیں معلوم ہوتی کہ وہ تم سے باتیں بنا رہا ہے اور وعدے کر رہا ہے اور بے بنیاد تمنّاؤں میں ڈال رہا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے یثرب (مدینہ) سے حیرہ کے محلوں کو اور مدائن کسریٰ کو اور وہ تمھارے لئے فتح ہو جائیں گے اور حال یہ ہے کہ تم خندق کھود رہے ہو اور اتنی طاقت نہیں کہ ان سے مقابلہ کر لو۔ اس پر قرآن میں نازل ہوا وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ (۳۳:۱۲)

اور جب کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے

www.kitabghar.org

ما وعدنا الله و رسوله الا غرورا
وعن البراء بن عازب نحوه عن
قتادة قال همّ عمر بن الخطاب ان
ينهى عن الحبرة من صباغ البول فقال
له رجل أليس قد رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يلبسها قال عمر
بلى قال الرجل ألم يقل الله لقد
كان لكم في رسول الله أسوة حسنة
وعن ابن عباس ان عمر أكب على
الركن فقال انى لأعلم انك حجر
ولو لم أر حبيبي صلى الله عليه وسلم
قبلك و استلمك ما استلمتك و لا
قبلتك لقد كان لكم في رسول الله
أسوة حسنة وعن يعلى بن امية قال
طفت مع عمر فلما كنت عند الركن
الذي يلي الباب مما يلي الحجر اخذت بيده
ليستلم فقال ما طفت مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم قلت بلى قال فهل رأيته
يستلمه قلت لا قال فابعد عنك فان لك
في رسول الله صلى الله عليه وسلم أسوة حسنة
عن عيسى بن طلحة قال دخلت على ام
المؤمنين عائشة و عائشة بنت طلحة و
هي تقول لامها أسماء انا خير منك و
ابي خير من ابيك فجعلت أسماء
تشتمها و تقول انت خير مني فقالت
عائشة الا اقضي بينكما قالت بلى قالت
فان ابا بكر دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال له انت عتيق الله من النار قالت فمن
يومئذ سمي عتيقا ثم دخل طلحة فقال

یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے اللہ تعالے اور اس کے رسول نے محض دھوکے ہی کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اور مروی ہے براء بن عازبؓ سے اسی طرح۔ اور مروی ہے قتادہؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے قصد کیا کہ نقشین یمنی چادر کے استعمال سے منع کریں جو بولان کی بنی ہوئی ہوتی تھیں۔ تو اُن سے ایک شخص نے کہا کہ آپ نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اوڑھا ہے؟ عمرؓ نے کہا بیشک۔ تو اس شخص نے کہا کیا اللہ تعالے نے یہ نہیں فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ الخ
(۲۱:۳۳) تم لوگوں کے لئے رسول اللہؐ میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ اوندھے ہوئے رکن پر پھر فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ اُنھوں نے تجھ کو بوسہ دیا ہے اور چھُوا ہے تو میں تجھے نہ چھوتا اور نہ بوسہ دیتا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ اور یعلے بن اُمیہ سے مروی ہے کہا کہ میں نے طواف کیا عمرؓ کے ساتھ۔ جب میں اس رکن پر پہنچا جو دروازے سے قریب ہے اور جو حجر سے ملتا ہے تو میں نے اُن کا ہاتھ پکڑا تاکہ وہ استلام کریں تو اُنھوں نے کہا کیا تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو نے آپ کو استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ بس تو پیچھے ہٹ۔ تیرے لئے رسول اللہؐ میں اُسوۂ حسنہ (قابل اتباع) ہے۔ اور مروی ہے عیسیٰ بن طلحہ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہؓ اور عائشہ بنتِ طلحہؓ کے پاس گیا اور یہ اپنی ماں اسماء سے یہ کہہ رہی تھیں کہ میں تم سے اچھی ہوں اور میرا باپ تمھارے باپ سے اچھا تھا تو اسماء نے اُس کو بُرا کہنا شروع کر دیا اور کہہ رہی تھی کہ تو مجھ سے بہتر ہے؟ تو عائشہؓ نے کہا کہ کیا میں تم میں فیصلہ نہ کردوں؟ اُنھوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ پہنچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم اللہ تعالی کی طرف سے آگ سے آزاد کئے ہوئے ہو (انت عتیق اللہ من النار) عائشہؓ نے کہا کہ اسی دن سے ابو بکرؓ کا نام عتیق ہو گیا۔ پھر پہنچے طلحہؓ تو آپ نے فرمایا کہ

www.kitabghar.org
www.KitaboSunnat.com

انت یا طلحة ممن قضی نحبه عن جابر
قال اقبل ابوبکر یستاذن علی
رسول الله صلی الله علیه وسلم
والناس بباب جلوس والنبی
صلی الله علیه وسلم جالس
فلم یؤذن له ثم اقبل عمر
فاستاذن فلم یؤذن له ثم اذن
لابی بکر و عمر فدخلا والنبی
صلی الله علیه وسلم جالس
وحوله نساؤه وهو ساکت فقال
عمر لأکلمن النبی صلی الله
علیه وسلم لعله یضحک فقال عمر
یا رسول الله لو رأیت ابنة زید
امرأة عمر سألتنی النفقة آنفاً
فوجأت عنقها فضحک النبی صلی
الله علیه وسلم حتی بدا ناجذه
وقال هن حولی یسألننی النفقة
فقام ابوبکر الی عائشة لیضربها
وقام عمر الی حفصة کلاهما
یقولان تسألان النبی صلی الله
علیه وسلم مالیس عنده فنهاهما
رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقلن نساؤه والله لا نسأل
رسول الله صلی الله علیه وسلم
بعد هذا المجلس مالیس عنده و انزل
الله الخیار فبدأ بعائشة فقال انی ذاکر
لک امرا ما أحب ان تعجلی فیه حتی تستامری
ابویک قالت ما هو فتلا علیها
یا ایها النبی قل لازواجک الآیة

تم اے طلحہؓ! اُن لوگوں میں سے ہو جو اپنی نذر پوری کر چکے (یعنے اللہ کے پر جان قربان کر دینے کا عہد تم پورا کر چکے ہو)۔ مروی ہے جابرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گھر میں آنے کی اجازت چاہی اور لوگ آپ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم (اندر) بیٹھے تھے تو اُن کو اجازت نہ ملی۔ پھر عمرؓ آئے اور اُنھوں نے اجازت طلب کی تو اُن کو بھی اجازت نہ ملی۔ پھر (کچھ دیر کے بعد) ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کو اجازت مل گئی اور یہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور اُن کے گرد آپ کی سب بیبیاں بیٹھی تھیں اور آپ خاموش تھے تو عمرؓ نے سوچا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات کہنی چاہیے جس سے آپ کو ہنسی آجائے۔ اب اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ دیکھتے زیدؓ کی بیٹی یعنے عمرؓ کی عورت کو اُس نے مجھ سے ابھی نفقہ کا سوال کیا تھا تو میں نے (اس کو نفقہ اس طرح دیا کہ) اُس کی گدّی پر ایک گھونسہ رسید کر دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ یہ میرے گرد بیٹھی مجھ سے نفقہ طلب کر رہی ہیں تو ابوبکرؓ اُٹھے اور عائشہؓ کی طرف اُن کو مارنے کے لئے بڑھے اور عمرؓ حفصہؓ کی طرف اور دونوں یہ کہہ رہے تھے کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتی ہو ایسی چیز کا جو اُن کے پاس نہیں ہے۔ تو ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ پھر آپ کی سب ازواج نے کہا واللہ ہم اس مجلس کے بعد کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس چیز کا سوال نہ کریں گے جو آپ کے پاس نہ ہو۔ اور اللہ تعالے نے اختیار والی آیت نازل کی، تو آپ نے ابتداء کی عائشہؓ سے اور فرمایا کہ میں تجھ سے ایک امر کا ذکر کرنے والا ہوں میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا کہ تو جواب دینے میں جلدی کرے جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کرلے۔ عائشہؓ نے کہا وہ کیا ہے تو آپ نے اُن کو یہ آیت سنائی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ الخ (۳۳: ۲۸) اے نبی آپ اپنی بی بیوں سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش) اور اُس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال متاع (دنیوی) دے دوں

www.kitabghar.org

قالت عائشۃُ اَفِیْکَ اَستامِرُ اَبَوَیّ بل اَختارُ اللہَ و رسولَہ و اسألکَ اَلَّا تذکر الٰی امرأۃٍ من نسائک ما اخترتُ فقال انّ اللہ لم یبعثنی مُعَنِّتاً و لکن بعثنی مُعلّما مُبشّرا لا تسألنی امرأۃٌ منھنّ عمّا اخترتِ الا اَخبرتُھا عن عمرَ قال استعینوا علی النساء بالعُرٰی ان احداھُنّ اذا کثرت ثیابُھا و حسُنت زینتُھا اَعجبھا الخروجُ عن معاذٍ عن رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انّ رجلاً سألہ فقالَ اَیُّ المجاھدینَ اعظم اجرًا قال اکثرھم للہ ذکرًا قال فاَیُّ الصائمین اعظم اجرا قال اکثرھم للہِ ذکرًا ثم ذکر الصلوٰۃَ و الزکوٰۃ والحجَّ و الصدقۃَ کلّ ذٰلکَ و رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقولُ اکثرھم للہِ ذکرًا فقال ابوبکر لعمرَ یا اباحفصٍ ذھبَ الذّاکرونَ بکلِّ خیرٍ فقال رسول اللہ صلی اللہُ علیہ و سلّم اَجلْ عن مجاھدٍ قال لمّا نزلتْ اِنَّ اللہَ وَ ملٰئکتہ یُصَلُّونَ علی النّبیِّ قال ابوبکر یارسولَ اللہ ما انزلَ اللہُ علیکَ خیرًا اِلّا اَشرکنا فیہ فنزلتْ ھو الذی یُصلّی علیکم و ملائکتُہ اَخرج الترمذیُّ و حسّنہ و الحاکمُ و صحّحہ عن اُمّ ھانی بنتِ ابی طالب

اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کردوں۔" عائشہ رضؓ نے کہا کیا آپؐ کے بارے میں میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں۔ بلکہ میں اختیار کرتی ہوں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کو۔ اور آپ سے سوال کرتی ہوں کہ اپنی بیویوں میں سے کسی سے ذکر نہ کریں میں نے جو اختیار کیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی لغزشوں کا طالب بنا کر نہیں بھیجا۔ مجھے تو تعلیم دینے والا اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اُن میں سے جو عورت بھی مجھ سے پُوچھے گی کہ تو نے کیا اختیار کیا ہے میں اس کو بتادونگا۔ مروی ہے عمر رضؓ سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ عورتوں کی یہ رعایت رکھو کہ وہ ننگی نہ ہونے پائیں اُن میں عام طور پر ایسی ہیں کہ جب ان کے پاس بہت سے کپڑے ہوجاتے ہیں اور ان کی زینت کا سامان ہوجاتا ہے تو گھر سے نکلنا چاہتی ہیں۔ مروی ہے معاذ رضؓ سے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیے پوچھا کہ مجاہدین میں کون بڑے اجر والا ہے۔ فرمایا کہ جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ روزے داروں میں سب سے بڑا اجر کس کا ہے؟ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے۔ پھر سائل نے ذکر کیا نماز کا اور زکوٰۃ کا اور حج کا اور صدقہ کا ہر ایک کا وہ ذکر کرتا رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔ تو ابوبکر رضؓ نے عمر رضؓ سے کہا اے ابوحفص رضؓ پوری خیر ذاکرین ہی لے گئے یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ مروی ہے مجاہدؒ سے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ (۳۳:۵۶) بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبرؐ پر۔" تو ابوبکر رضؓ نے کہا یا رسول اللہؐ جو خیر بھی اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل کی ہم اس میں آپ کے شریک ہوگئے تو یہ آیت نازل ہوئی ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ الخ (۳۳:۴۳) "وہ ایسا (رحیم) ہے کہ وہ (خود بھی) اور اُس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آتے اور اللہ تعالیٰ مومنین پر مہربان ہے۔" اخذ کیا ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور حاکم نے اور صحیح کہا۔ مروی ہے امّ ہانی بنت ابی طالب سے

www.kitabghar.org

قالت خطبنی رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاعتذرتُ الیہ فعذرنی فانزل اللہُ یا ایہا النبیُّ اِنّا احللنا لک الیٰ قولہ ہاجرن معک قالت فلم اکن اُحلّ لہٗ لانی لم اُہاجر معہ کنتُ من الطلقاءِ و عن ابی صالح مولے امِّ ہانی قال خطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امّ ہانی بنت ابی طالب فقالت یارسولَ اللہ انّی مؤتمۃ و بنیّ صغارٌ فلما ادرک بنوہا عرضت نفسَہا علیہ فقال اما الآن فلا انّ اللہ انزل علیّ یاایہا النبیُّ انّا احللنا لک ازواجک الیٰ قولہ ہاجرن معک ولم تکن من المہاجرات عن انس قال قال عمر بن الخطاب یارسول اللہ یدخلُ علیک البرُّ و الفاجرُ فلو امرتَ امّہاتِ المؤمنین بالحجاب فانزل اللہ آیۃَ الحجاب عن ابن عباسٍ قال دخل رجلٌ علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاطال الجلوسَ فقام النبی صلے اللہُ علیہ وسلم مرارًا کی یتبعہٗ ویقومُ فلم یفعل فدخل عمرُ فرأی الرجل وعرفَ الکراہیۃَ فی وجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لمقعدہ فقال لعلک آذیتَ النبیَّ صلے اللہ علیہ وسلم ففطنَ الرجلُ فقامَ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم

کہاکہ مجھ سے پیغام دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو میں نے آپ سے عذر کردیا اور آپ نے میرا عذر قبول کیا پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی یاایّہا النّبیُّ اِنّا اَحللنالکَ سے ھَاجَرنَ مَعَکَ تک (۳۳:۵۰) اے نبیؐ! ہم نے آپ کے لئے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ اُن کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالےٰ نے غنیمت میں آپ کو دلوادی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو" تو میں آپ کے لئے حلال نہ ہوسکی کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی۔ میں آزاد کی ہوئی عورتوں میں سے تھی (بعد اسیری کے)۔ اور ابو صالح آزاد کردہ اُمِّ ہانی سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہاکہ پیغامِ نکاح دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِّ ہانی بنتِ ابی طالب کو تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ میں یتیم بچوں والی ہوں اور میرے بچے چھوٹے ہیں (آپ نے یہ عذر قبول کیا) پھر جب اُن کے بچے بڑے ہوگئے تو اُنھوں نے اپنی ذات کو آپ کے سامنے پیش کردیا۔ تو آپ نے فرمایاکہ اب تو نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالےٰ نے نازل کردیا ہے یاایّہا النّبیُّ اِنّا اَحللنا لکَ اَزواجکَ سے الّتی ھاجرنَ معکَ تک اور اُمِّ ہانی مہاجرات میں سے نہیں تھیں۔ مروی ہے انس رضؓ سے اُنھوں نے کہاکہ عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیاکہ یا رسول اللہ آپ کے پاس نیک اور بد سب ہی آتے ہیں اچھا ہو کہ آپ اُمہات المؤمنینؓ کو پردے کا حکم دیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے آیتِ حجاب نازل فرمائی۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے اُنھوں نے بیان کیاکہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اُس نے بیٹھک لمبی کردی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کئی مرتبہ اُٹھے تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ اُٹھ کھڑا ہوگر وہ نہ اُٹھا۔ پھر عمرؓ آگئے اور اُنھوں نے اُس شخص کو دیکھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ناگواری کو پہچانا اُس کی طویل نشست کی وجہ سے تو کہاکہ شاید تونے تکلیف پہنچائی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر وہ شخص سمجھا اور اُٹھ گیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ

www.kitabghar.org

فقد قمتُ مرارًا کی یتبعنی فلم یفعل فقال عمر لو اتخذت حجابًا فانّ نساءک لسن کسائر النساء وهو اطهر لقلوبهنّ فانزل الله یا ایها الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبیّ الآیة فارسل الی عمر فاخبره بذلک وعن عائشة قالت کنتُ آکل مع النبیّ صلے الله علیه وسلم فی قعب فمرّ عمر فدعاه فاکل فاصاب اصبعهٗ اصبعی فقال عمر اوّه لو اُطاع فیکنّ ما رأتکنّ عینٌ فنزلت آیة الحجاب وعن عائشة انّ ازواج النبیّ صلے الله علیه وسلم کُنّ یخرجن باللیل اذا تبرّزن الی المناصع وهو صعیدٌ افیح وکان عمر ابن الخطاب یقول لرسول الله صلے الله علیه وسلم اُحجب نساءک فلم یکن رسول الله صلے الله علیه وسلم یفعل فخرجت سودةُ بنت زمعة لیلةً العشاء وکانت امرأة طویلةً فناداها عمر بصوته الاعلٰی

میں کئی مرتبہ اُٹھا کہ میرے ساتھ یہ بھی اُٹھے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اگر آپؐ پردہ شروع فرما دیں تو بہتر ہو کیونکہ آپؐ کی عورتیں عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں اور پردہ اُن کے قلوب کو بھی پاک رکھنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوا الخ (۳۳: ۵۳) اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے (کہ کھانا تیار ہے) تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبیؐ کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم اُن سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو یہ بات (ہمیشہ کے لئے) تمہارے دلوں اور اُن کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو جائز نہیں کہ رسولؐ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد آپ کی بی بیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری (معصیت) کی بات ہے۔" تو آپؐ نے عمرؓ کو بلایا اور اس کی خبر دی۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے اُنھوں نے فرمایا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بڑی پلیٹ میں کھا رہی تھی کہ عمرؓ کا گزر ہوا تو آپؐ نے اُن کو بلا لیا۔ اُنھوں نے بھی کھانا شروع کیا۔ اسی میں اُن کی اُنگلی میری اُنگلی کو لگی تو عمرؓ نے کہا "اوہ" اگر میری بات مانی جائے تو اُن کو ایسی ہونا چاہیئے کہ ان کو کوئی آنکھ نہ دیکھ سکے۔ اس کے بعد آیتِ حجاب نازل ہوئی۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج قضائے حاجت کے لئے رات میں مناصع کی طرف جایا کرتی تھیں اور وہ ایک کشادہ زمین تھی اور عمرؓ ابن الخطاب کہا کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنی بی بیوں کا پردہ کرائیے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کراتے تھے۔ ایک رات میں سودہؓ بنت زمعہ اوّل شب میں نکلیں اور وہ لمبے قد کی عورت تھیں تو اُن کو عمرؓ نے پکارا اور بلند آواز سے کہا

www.kitabghar.org

قد عرفناکِ یا سودۃُ حرصًا علی ان ینزل الحجابُ فانزل اللہ الحجاب قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ الآیۃ و عن ابن مسعودٍ قال فُضِّلَ النَّاسَ عمر بن الخطاب باربعٍ بذکرہٖ الاسارٰی یوم بدرٍ اَمَرَ بقتلہم فانزل اللہ لَوۡ لَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ الآیۃ وبذکرہٖ الحجاب امر نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یحتجبن فقالت لہٗ زینبُ وانک تغارُ علینا یا ابن الخطاب والوحیُ ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ وَ اِذَا سَاَلۡتُمُوۡہُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡہُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ وبدعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰہم اید الاسلام بعمر وبرایہٖ فی ابی بکر کان اول الناس بایعہ عن ابی بکر الصدیق قال کنتُ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء رجل فسلم فردّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واطلق وجہہ واجلسہ الی جنبہ فلما قضی الرجلُ حاجتہ نہض فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر ہذا الرجل یُرفع لہٗ کل یوم کعمل اہل الارض قلتُ ولمَ ذاک قال انہ کلما اصبح صلی علیّ عشر مراتٍ کصلوۃ الخلق اجمع قلت وما ذاک قال یقول اللّٰہم صلِّ علی محمدِ النبی عدد من صلی علیہ

اے سودہؓ ہم نے تجھے پہچان لیا۔ اس شدید خواہش کے اظہار کے لئے کہ پردے کا حکم نازل ہوجائے تو اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ آخر تک۔ ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ سب لوگوں پر عمرؓ بن الخطاب کو فضیلت دی گئی ہے چار باتوں سے۔ یوم بدر میں قیدیوں کے بارے میں اُس تجویز سے جو اُنھوں نے ذکر کی تھی کہ اُن کو قتل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لَوۡ لَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ الخ (۸: ۶۸) اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہوچکا ہوتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اُس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی" اور اُن کی تجویز حجاب سے کہ اُنھوں نے امر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو کہ پردہ کیا کریں تو اُن سے زینبؓ نے کہا تھا کہ اے ابن الخطابؓ تم تو ہم پر بھی غیرت کرنا شروع کردی حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡہُنَّ مَتَاعًا الخ (ترجمہ تحریر ہوچکا ہے)۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دُعا سے کہ یا اللہ اسلام کو عمرؓ سے مدد پہنچا دیجئے۔ اور ابوبکرؓ کی خلافت کے بارے میں رائے قائم کرنے سے کہ وہ پہلے شخص تھے جس نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی۔ مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے آپ کو سلام کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور آپؐ کا چہرہ کھل گیا اور آپؐ نے اُس کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ جب وہ شخص اپنی حاجت پوری کرچکا تو اُٹھ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ یہ ایسا شخص ہے کہ روزانہ اس کی نیکی (آسمان پر) اُٹھائی جاتی ہے جو مثل ہوتی ہے تمام اہلِ ارض (کی نیکیوں) کے۔ میں نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا کہ ہر صبح کو یہ شخص مجھ پر دس مرتبہ ایک درود پڑھتا ہے جو تمام خلق کے درود کے برابر ہوجاتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسا درود ہے تو فرمایا وہ یہ کہتا ہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الخ (اے اللہ تو محمد نبی پر اس قدر درود بھیج جو برابر ہو اُس تمام درود کے جو آپ کی

www.kitabghar.org

مِن خلقِک وصلِّ علےٰ محمد النبی کما
ینبغی لنَا اَن نُصَلِّیَ علیہ وصلِّ
علےٰ محمد النبی کما اَمرتَنا ان نُصلّے
علیہ و عن ابی بکر الصّدیق قال
الصّلٰوۃُ علے النبی صلے اللّٰہ
علیہ وسلّم اَمحَقُ للخطَایا مِن
الماءِ للنّارِ والسّلامُ علی النّبیّ
صلے اللّٰہُ علیہ وسلّم اَفضلُ مِن
عِتقِ الرِّقَاب وحبُّ رسول اللّٰہ
صلے اللّٰہ علیہ وسلّم افضلُ
من مُہَجِ الاَنفُس او قال مِن ضربِ
السّیفِ فی سبیل اللّٰہ و عن
قتادۃ فے الآیۃ قال اِیّاکم و
اَذَے المؤمنین فان اللّٰہ یَحُوطُہٗ
و یغضِبُ لہ و قد زعموا ان
عُمرَ بن الخطاب قرأہا ذاتَ
یوم فافزعہ ذٰلک حتے ذہب الے
اُبَیّ بن کعب فدخل علیہ فقال
یااباالمنذر انّی قرأت آیۃ من
کتاب اللّٰہ فوقعَت مِنّی کلّ موقع
وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ
الۡمُؤۡمِنَاتِ واللّٰہ انی لَاُعاقبہم و
اَضربہم فقال لہٗ انکَ لستَ منہم انما انتَ
مؤدِّبٌ انّما انت معلّم و عن الشعبی
انّ عُمرَ بن الخطاب قال اِنّی
لَاُبغِضُ فلانًا فقیل للرجل ماشانُ عُمرَ یُبغِضُک
فلمّا کثُرَ القومُ فے الدّار جاء فقال
یاعمر اَفتَقَتُ فی الاسلام فَتقًا قال
لا قال فجَنَیتُ جنایۃً قال لا قال اَحدَثتُ حدَثًا

تمام مخلوق نے اُن پر بھیجا اور درود بھیج محمد نبیؐ پر ایسا (اچھا) درود جو ہمارے لئے آپ پر بھیجنا مناسب ہو اور درود بھیج محمدؐ نبی پر جیساکہ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم آپؐ پر درود بھیجیں)"۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دینے والا ہے جس قدر پانی آگ کو مٹاتا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا زیادہ افضل ہے غلاموں کے آزاد کرنے سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ فضیلت رکھتی ہے نفسوں کے خونِ دل سے (یعنی جان سے زیادہ عزیز اور پیاری چیز ہے) یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار مارنے سے۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے آیت (والذین یؤذون المؤمنین) کے بارے میں کہ اُنھوں نے کہا ایذائے مؤمنین سے بچتے رہو کیونکہ اللہ تعالےٰ اس کو نگاہ میں رکھتے ہیں اور اُس سے ناراض ہوتے ہیں اور لوگوں نے خیال کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک دن اس آیت کی قرارت کی تو وہ اس سے گھبرا گئے یہاں تک کہ اُبَیّ بن کعب کی طرف گئے اور جاکر کہنے لگے کہ اے ابوالمنذر میں نے کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھی تو (جس چیز سے اُس میں منع کیا گیا ہے) وہ مجھ سے ہر موقع میں واقع ہوئی وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ الخ (۳۳: ۵۸) بیشک جو لوگ ایمان والے مَردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ اُنھوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں؛ واللہ میں تو لوگوں کے پیچھے لگا رہتا ہوں اور اُن کو مارتا ہوں تو اُنھوں نے کہا کہ آپ اُن میں سے نہیں ہیں آپ تو اُن کے صرف مؤدِّب ہوتے ہیں، آپ تو صرف مُعلّم ہوتے ہیں۔ اور مروی ہے شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کسی سے کہا کہ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ تو اُس شخص سے کہدیا گیا کہ کیا بات ہے عمرؓ تم سے بُغض رکھتے ہیں۔ پھر جب مکان میں بہت لوگ جمع ہوگئے تو وہ آیا اور اُس نے کہا اے عمرؓ کیا میں نے اسلام میں کوئی رخنہ ڈالا ہے؟ عمرؓ نے کہا نہیں۔ کہا کیا میں نے (اللہ کی) کوئی خاص نافرمانی کی ہے؟ عمرؓ نے کہا۔ نہیں۔ پھر کہا کیا میں نے (اسلام میں) کوئی اِحداث کیا

www.kitabghar.org

قال لا قال فعلام تبغضنی وقال اللہ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا فقد اذیتنی فلا غفر لہا اللہ لک فقال عمر صدق واللہ مافتق فتقا ولا ولا فاغفرہا لی فلم یزل بہ حتے غفر لہ عن ابی قلابۃ قال کان عمر بن الخطاب لا یدع فی خلافتہ امۃ تتقنع و یقول انما القناع للحرائر لکیلا یؤذین و عن انس رأی عمر جاریۃ متقنعۃ فضربہا بدرتہ وقال اکشفی القناع لا تشبہین بالحرائر۔

قال اللہ تعالےٰ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ○ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ○ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَى إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ○ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ○ فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ درین آیات بیان مے فرماید شبہۂ از شبہاتِ کفار کہ اکثر اہلِ دنیا در ہر طبقہ

(یعنی بدعت)، انھوں نے کہا نہیں۔ اس کے بعد کہا پھر کس بات پر آپ مجھ سے بغض رکھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الخ تو آپ نے مجھے ایذا پہنچائی، اللہ تعالیٰ تم کو یہ معاف نہ کرے۔ تو عمرؓ نے کہا اس نے سچ کہا واللہ نہ اس نے کوئی رخنہ ڈالا اور نہ یہ کیا، نہ یہ کیا (پھر اس شخص سے کہا کہ) تم مجھے معاف کردو۔ پھر معافی مانگتے ہی رہے یہاں تک کہ اس نے ان کو معاف کر دیا۔ مروی ہے ابو قلابہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کسی باندی کو گھونگھٹ نہیں کرنے دیتے تھے اور کہتے کہ گھونگھٹ صرف آزاد عورتوں کے لئے ہے تاکہ وہ ستائی نہ جائیں۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ عمرؓ نے ایک لونڈی کو گھونگھٹ لٹکائے دیکھا تو اس کو اپنے درّے سے مارا اور کہا الٹ اس گھونگھٹ کو، آزاد عورتوں کے مشابہ نہ بن۔

آیات سورہ سبا

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ الخ (۳۴: ۳۴ تا ۳۸) اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تم کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا۔ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے ولیکن اکثر لوگ (اس سے) واقف نہیں۔ اور تمھارے اموال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو درجہ میں تم کو ہمارا مقرب بنادے (یعنی مؤثر علت قرب کی بھی نہیں) مگر ہاں جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ سبب قرب ہیں) سو ایسے لوگوں کے لئے ان کے (نیک) عمل کا دوناصلہ ہے اور وہ (بہشت کے) بالاخانوں میں چین سے (بیٹھے) ہوں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کر رہے ہیں ایسے لوگ عذاب میں لائے جائیں گے۔"
فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان آیات میں کفار کے شبہات میں سے ایک شبہہ کو بیان فرماتے ہیں کہ اکثر اہلِ دنیا ہر طبقے کے اس میں

www.kitabghar.org

گرفتار آن شبہ اند یعنی نظر باموال واولادِ خود کردن و فضیلت را بوجود آن دانستن و نجاتِ آخرت بافضیلتِ نفسانی بران وانہ ساختن و جواب این شبہ ارشاد مینماید قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ بگو ہر آئینہ پروردگارِ من فراخ میسازد روزی را برائے ہر کہ خواہد و تنگ میکند بر ہر کہ خواہد لیکن اکثر مردمان نمیدانند حقیقتِ حال را و نیست مالہائے شما و نہ اولادِ شما باین متابہ کہ نزدیک گرداند شمارا پیشِ ما بمنزلتِ قرب لیکن ہر کہ ایمان آورد و کار شائستہ کرد این جماعہ را باشد جزائے دوچند بعوض انچہ عمل کردند و ایشان در کوشکہائے بلند از جمیع مخوفات ایمن باشند و آنانکہ سعی میکنند در آیاتِ ما غلبہ کنان این جماعہ در عذاب حاضر کردہ شدگانند باز فقیر میگوید اسقاط اعتبار مال و اولاد و جاہ و حسبُ نسب در فضائلِ مسلمین فیما بینہم و اعتبار وصف ایمان قلب و اعمال جوارح در فضیلتِ مسلمانان اصلی عظیم است از اصولِ اسلام عن ابراہیم التیمی قال قال رجلٌ عند عمرَ اللّٰھم اجعلنی من القلیل فقال عمر ماہٰذا الدعاء الذی تدعوہ قال انی سمعت اللّٰہَ یقول وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ فانا ادعوا اللّٰہ ان یجعلنی من ذٰلک القلیل فقال عمرُ کلُّ الناس اَعلم من عمر و عن مسعر قال سمعَ عمر رجلاً یقول اللّٰھم اجعلنی من القلیل فقال یا عبدَ اللّٰہ ماہٰذا قال سمعتُ اللّٰہ یقولُ وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ و قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ و ذکر آیۃ اُخری فقال عمر کل احدٍ افقہ من عمر

گرفتار ہیں۔ یعنی اپنے اموال و اولاد پر نظر کرنا اور اُن کے وجود سے اپنے اندر فضیلت سمجھ لینا اور اپنے نفس کی بنائی ہوتی اس فضیلت کو نجاتِ آخرت کا مدار قرار دے لینا۔ اور جواب اس شبہ کا ارشاد فرماتے ہیں قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ کہدو کہ بیشک میرا پروردگار روزی کو فراخ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ حقیقتِ حال کو نہیں جانتے اور تمہارا مال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ وہ ہمارے نزدیک تم کو مرتبۂ قُرب میں لے آئیں لیکن جو ایمان لایا اور اُس نے شائستہ کام کئے اُن کے اعمال کے بدلہ میں اس جماعت کو دوچند جزا دی جائے گی اور وہ لوگ بلند محلوں میں جملہ خطرات سے محفوظ ہو کر رہیں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیات پر غالب آنے (یعنی جھٹلانے) کی کوشش کریں گے یہ وہ جماعت ہے جو عذاب میں لائی جائیگی۔ اس کے بعد فقیر کہتا ہے کہ مال و اولاد اور جاہ و حسبُ نسب کا مسلمانوں کی باہمی فضیلتوں میں ساقط الاعتبار کر دینا، اور ایمان قلب اور اعمالِ بدنیہ کے وصف کا مسلمانوں کی فضیلت میں اعتبار کرنا اصولِ اسلام میں سے ایک بہت بڑی اصل ہے۔ مروی ہے ابراہیم تیمی سے اُنھوں نے کہا کہ ایک شخص نے جو عمرؓ کے نزدیک تھا یہ دُعاء کی کہ یا اللہ مجھے قلیل میں سے کر دے، یہ سنکر عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا دُعاء ہے جو تو مانگ رہا ہے۔ اُس نے کہا میں نے اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ۝ (۳۴: ۱۳) اور میرے بندوں میں شکرگزار کم ہی ہوتے ہیں " تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعاء کر رہا ہوں کہ مجھے بھی ان قلیل بندوں میں سے کر دے۔ یہ سنکر عمرؓ نے کہا کہ ہر شخص عمرؓ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ اور مسعر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک شخص کو یہ دُعاء کرتے ہوئے سنا اللّٰھم اجعلنی من القلیل (یا اللہ مجھے قلیل میں سے کر دے) تو آپ نے کہا اے اللہ کے بندے یہ کیا دعاء ہے تو اُس نے کہا کہ میں نے سنا اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ (۱۱: ۴۰) اور بجز قلیل آدمیوں کے اُن (ہودؑ) کے ساتھ کوئی ایمان نہیں لایا تھا" وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ اور ایک اور آیت کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ہر ایک عمرؓ سے زیادہ سمجھدار ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ فقیر گوید عفی عنہ خدائے تعالیٰ دراوّل کلام فضیلت جمعے کہ تلاوت کتاب اللہ میکنند و اقامتِ صلوٰۃ وانفاق درسرّ و علانیہ بعمل می آرند بیان میفرماید و اجر جزیل برائے ایشان مقرر مینماید بعد ازاں ارشاد میکند کہ قرآنِ عظیم حق است بسوئے تو وحی فرستادیم آن راموافق کتابہائی پیشین بعد ازان میفرماید ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ یعنے بعد ازانکہ قرآن رابتو وحی نمودیم وارث قرآن ساختیم اُمّتِ برگزیدہ را ازبندگان خود پس ازیشان کسی ہست کہ ظلم کردہ است برنفس خود بارتکابِ بعض معاصی و بازازان ندامت میکنند و بعض ازیشان میانہ رو است و بعض از ایشان پیشی گیرندہ است بجانب بہترین حالتے یا خصلتے بتوفیقِ خدائے تعالیٰ این است فضل بزرگ بعد ازان ثوابِ اُمتِ مرحومہ بیان مے فرماید جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا و عقوبتِ اَضدادِ ایشان کہ برطرف مقابل اُفتادہ اند ارشاد مینماید وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۝ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ باز فقیر می گوید این آیت با آیات دیگر نص است در تقسیم اُمتِ مرحومہ بسہ قسم اعلیٰ ہمہ سابقین اند یعنی صدیقین و صالحین وایشان را مقربین نیز گویند

آیات سورہ فاطر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْ الخ (۳۵:۳۲)

(۳۲) پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھ میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے (تمام دنیا کے) بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعض تو اُن میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجہ کے ہیں اور بعض ان میں خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے۔" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اوّل کلام میں ایسی جماعت کی فضیلت بیان فرماتے ہیں جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اخفار کے ساتھ بھی اور علانیہ بھی نماز قائم کرتے اور (اللہ کی راہ میں) مال خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے گرانقدر اجر مقرر کرتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن عظیم حق ہے جو ہم نے آپ پر بذریعہ وحی بھیجا ہے پچھلی کتابوں کی طرح۔ اس کے بعد فرماتے ہیں ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ یعنی قرآن کو آپ پر وحی کرنے کے بعد ہم نے اُمّتِ برگزیدہ میں سے ایسے بندوں کو اُس کا وارث بنایا کہ جن میں بعض تو ایسے ہیں جنھوں نے بعض گناہوں کے مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کیا اور پھر اس سے شرمندہ ہوئے اور بعض اُن میں سے میانہ رَو (یعنے درمیانی رفتار والے) ہیں۔ اور بعض اُن میں سے سبقت کرنے والے ہیں خدا تعالیٰ کی توفیق سے بہترین حالت یا خصلت کی طرف۔ یہ بہت بڑا فضل ہے۔ اس کے بعد امتِ مرحومہ کا ثواب بیان فرماتے ہیں جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا (یعنے ہمیشہ رہنے والے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے)۔ پھر جن کا حال ان کے برخلاف ہے اُن پر جو عذاب ہوگا اس کو ارشاد فرماتے ہیں وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ (۳۵:۳۶) اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو اُن کی قضا آوے گی کہ مرہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔" پھر فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت دوسری آیات کے ساتھ اُمّتِ مرحومہ کی تین قسموں پر منقسم ہونے کے بارے میں نص ہے۔ سب سے بلند مرتبہ سابقین ہیں یعنے صدیقین اور شہداء و صالحین اور ان کو مقربین بھی کہتے ہیں۔

و قسم اوسط مقتصد یعنی اصحاب الیمین و ابرار و فروترین ہمہ ظالم است یعنی کسیکہ اعتقاد ایمان درست کردہ است و در اعمال تقصیرے از وی واقع شد و بندامت و بازگشت بجناب الٰہی تدارک آن بینماید و سابقا بیان کردیم کہ خلافت خاصہ وقتے متحقق شود کہ خلیفہ از سابقین مقربین باشد فیما یتعلق بنفسہ و از سابقین اولین باشد در طبقات مؤمنین باعتبار سوابق اسلامیہ فتدبر عن الضحاک عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ أفمن زین لہ سوء عملہ فرآہ حسنا حیث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم أعز دینک بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام فہدی اللہ عمر و اضل اباجہل ففیہما أنزلت عن سعید ابن المسیب قال وضع عمر بن الخطاب للناس ثمانی عشر کلمۃ حکم کلہا ما عاقبت من عصی اللہ فیک بمثل ان تطیع اللہ فیہ وضع أمر أخیک علی أحسنہ حتی یجیئک منہ ما یغلبک ولا تظنن بکلمۃ خرجت من مسلم شرا وانت تجد لہا فی الخیر محملا ومن عرض نفسہ للتہمۃ فلا یلومن من أساء بہ الظن ومن کتم سرہ کانت الخیرۃ فی یدہ وعلیک باخوان الصدق تعش فی اکنافہم فانہم

اور درمیانی قسم مقتصد یعنی اصحاب الیمین اور ابرار اور سب سے نیچے کی قسم (اپنی ذات پر) ظلم کرنے والے ہیں۔ یعنی جس شخص نے اعتقادِ ایمان درست کرلیا اور اعمال میں اُس سے تقصیر واقع ہوگئی اور شرمندگی کے ساتھ بارگاہِ الٰہی کی طرف رجوع ہو کر اس کا (توبہ و استغفار سے) تدارک کر رہا ہے۔ اور ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ خلافتِ خاصہ اسی وقت متحقق ہوتی ہے کہ خلیفہ ان جملہ امور میں جو اس کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں سابقین مقربین میں سے ہو اور طبقاتِ مؤمنین میں سوابقِ اسلامیہ کے اعتبار سے وہ سابقین اوّلین میں سے ہو۔ اب تم سمجھ لو۔ اور مروی ہے ضحاک سے کہ یہ آیت نازل ہوئی أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ الخ (۳۵ : ۸) تو کیا ایسا شخص جس کو اُس کا عمل اچھا کر کے دکھایا گیا ہو پھر وہ اُس کو اچھا سمجھنے لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے کہیں برابر ہوسکتے ہیں؟ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی تھی کہ اے اللہ اپنے دین کو غلبہ عطا فرما عمرؓ بن الخطاب سے یا ابی جہل بن ہشام سے تو اللہ نے عمرؓ کو ہدایت دی اور ابوجہل کو گمراہ رکھا۔ یہ آیت ان دونوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کو اٹھارہ باتیں فرمائیں سب دانائی کی ہیں۔ جس[1] شخص نے تیرے ساتھ اللہ کا نافرمان بن کر کوئی معاملہ کیا، تو اُس کے لئے اس سے بہتر کوئی سزا نہیں ہے کہ تم اس کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق کرو (غالبًا وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ کی طرف اشارہ ہے)۔ اپنے[2] بھائی کے معاملہ کو اچھے پہلو پر ہی محمول رکھو جب تک تمھارے پاس اُس کی طرف سے کوئی ایسی بات آئے جو تمھیں (بُرے پہلو کے تسلیم کرنے پر) مجبور کردے۔ کسی[3] کلمہ کو جو تمھارے بھائی کے مُنہ سے نکلے اُس میں شر کا گمان نہ کرو جب تم (کسی تاویل سے) اُس کے لئے خیر کا کوئی محمل پاسکو۔ جس[4] شخص نے اپنے نفس کو تہمت کے لئے پیش کردیا تو اُس کو چاہیئے کہ اُس شخص کو ہرگز ملامت نہ کرے جو اُس سے بدگمانی کرے۔ جس[5] شخص نے اپنے راز کو مخفی رکھا اختیار اُس کے ہاتھ میں رہے گا۔ لازم[6] ہے کہ سچے دوست رکھو تو تم اُن کی گود (یعنے مصاحبت) میں راحت سے رہوگے کیونکہ

عہ یعنی ہر کہ درباره تو خلاف حکم خدا کند سزای آں بہتر ازیں نیست کہ درباره او بموجب حکم خدا کنی ۱۲

زینۃ فی الرخاء وعُدّۃ فی البلاء وعلیک بالصدق وان قتلک ولاتعرض فیما لا یعنیک ولاتسأل عما لم یکن فان فیما کان شغلاً عما لم یکن ولا تطلبن حاجتک الی من لایحب نجاحہا لک ولا تہاونن بالحلف الکاذب فیہلکک اللہ ولاتصحب الفجار لتعلم من فجورہم واعتزل عدوک واحذر صدیقک الا الامین ولا امین الا من خشی اللہ وتخشع عند القبور وذل عند الطاعۃ واستعصم عند المعصیۃ واستشر فی امرک الذین یخشون اللہ فان اللہ تعالٰی یقول انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء عن عمر بن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور لہ وقرأ عمر فمنہم ظالم لنفسہ الآیۃ وعن عثمان بن عفان انہ افزع بہذہ الآیۃ ثم قال الا ان سابقنا اہل جہادنا الا وان مقتصدنا اہل حضرنا وظالمنا اہل بدونا وعن صہیب سمعت رسول اللہ

وہ تمہاری زینت ہوں گے فراخی کے حال میں اور سہارا بنیں گے ابتلاء کے وقت۔ تم پر سچائی لازم ہے چاہے وہ تمہیں مار ہی ڈالے۔ اور ایسے کام میں نہ پڑو جو بے فائدہ ہو۔ جو بات پیش نہیں آئی اُس کے بارے میں سوال نہ کرو کیونکہ جو پیش آگئی ہیں وہ ضروری مصروفیت ہیں بہ نسبت اُس کے جو پیش نہیں آئی (مطلب یہ ہے کہ غیر ضروری باتوں میں اُلجھنے سے ضروری باتیں رہ جاتی ہیں)۔ اور ہرگز اپنی حاجت کو ایسے شخص کے پاس نہ لے جاؤ جو اُس کا پورا کرنا تمہارے لئے پسند نہ کرتا ہو۔ جھوٹی قسم کو ہلکی بات نہ سمجھو جس کا انجام یہ ہوگا کہ خدا تم کو ہلاک کردے گا۔ اور بدکردار لوگوں کی صحبت نہ اختیار کرو کہ تم بدکرداری کی باتیں جان لو۔ اور اپنے دشمن سے الگ رہو۔ اور دوست سے بھی بچو بجز امین دوست کے اور کوئی امین نہیں بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ قبروں کے نزدیک اللہ سے ڈرو۔[1] اور عبادت کے وقت عاجزی کرو۔ اور معصیت کے موقع پر پاکدامن رہو۔ اور اپنے کام میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (اور وہ علماء ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ الخ (۳۵:۲۸) خدا سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔" عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہمارے سابق (یعنی اسلام پر سبقت کرنے والے) سابق رہیں گے (داخلۂ جنت کے وقت) اور ہمارے مقتصد (یعنی اوسط درجہ والے) نجات پانے والے ہیں اور ہمارے ظالم بھی بخش دیئے جائیں گے اور عمرؓ نے یہ آیت پڑھی فمنہم ظالم لنفسہ الخ۔ اور مروی ہے عثمانؓ بن عفان سے کہ وہ مضطرب ہوگئے اس آیت پر پھر فرمایا یاد رکھو جو ہم میں سابق ہیں وہ اہلِ جہاد ہیں۔ یاد رکھو جو ہمارے مقتصد ہیں وہ شہر والے ہیں اور جو ہم میں ظالم ہیں وہ اہلِ بدو ہیں (یعنی اعراب) اور صہیبؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

[1] واضح ہو کہ تخشّع کے معنے ہیں جھکنا جیسے خاشعۃ ابصارہم مراد ہوتا ہے اللہ کے خوف سے جھکنا اور تخشّی کے معنے ہیں ڈرنا۔ یہ خالص قلب سے متعلق ہے جب خوف کے آثار جسم پر ظاہر ہوں گے تو اس کے اعتبار سے دوسرے الفاظ استعمال ہوتے ہیں تخشع التضرع وغیرہ۔ یہاں یہ مقصد نہیں ہے کہ قبر کے نزدیک جھک جانا چاہیئے اس لئے غالباً صحیح لفظ تخشّ ہے بغیر عین کے ۱۲ مترجم

صلے اللہ علیہ وسلم یقولُ فی المہاجرین هم السَّابِقُونَ الشّافعون المُدِلّونَ علٰے ربّہم[عہ] والّذی نفس محمد بیدہٖ انہم لیأتون یومَ القیٰمۃ وعلٰے عواتقہم السّلاحُ فیقرعون باب الجنّۃ فیقولُ لہم الخزنۃُ مَن انتم فیقولون نحنُ المہاجرون فیقول لہم الخزنۃُ ہل حوسبتم فیجثُونَ[عہ] علٰے رُکبہم ویرفعون ایدیہم الی السمآءِ فیقولونَ اَی ربّ اَبِہٰذہ نُحاسَب قد خرجنا وترکنا الاہلَ والمالَ والولد فیمثل اللّٰہ لہم اَجنحۃً من ذہبٍ مخوصۃً[عہ] بالزبرجدِ والیاقوتِ فیطیرُونَ حتّٰے یدخلونَ الجنّۃ فذٰلک قولہٖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ الٰی قولہ وَلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ قال رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم ہُم بمنازلہم فی الجنّۃ اَعرَفُ بمنازلہم فی الدُّنیا۔

قال اللّٰہ تعالےٰ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ۙ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔ فقیر گوید خدا تعالےٰ درین آیات ارشاد میکند کہ جمعی از غیر انبیاء کلمۂ حق را بشہادتِ قلب خود میشناسند بمتابعتِ انبیاء جمہور بنی آدم را آن کلمۃ الحق

صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے مہاجرین کے بارے میں کہ یہی لوگ ہیں سابقون، شفاعت کرنے والے ناز کرنے والے اپنے رب پر۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ وہ ضرور قیامت کے دن اس شان سے آئیں گے کہ اُن کے کندھوں پر ہتھیار ہوں گے پھر وہ جنّت کے دروازے کھٹکائیں گے تو جو جنّت کے خازن ہیں وہ اُن سے کہیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم مہاجرین ہیں۔ خازن پوچھیں گے کہ کیا تمھارا حساب ہو چکا ہے؟ تو وہ وہیں گھٹنے ٹیک دیں گے اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھائیں گے اور کہیں گے اے رب کیا ہم سے اس پر محاسبہ کیا جائے گا کہ ہم (اپنے گھر چھوڑ کر) نکلے اور ہم نے اپنے اہل و اموال کو اور اولاد کو چھوڑا تو اللہ تعالےٰ اُن کے سونے کے پَر لگا دے گا جن میں زبرجد اور یاقوت جڑا ہوا ہوگا تو وہ اُڑنے لگیں گے یہاں تک کہ جنّت میں داخل ہو جائیں گے تو اسی جانب (مشیر ہے) قول اللہ تعالےٰ کا وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تا لُغُوْبٌ ۰ (۳۵: ۳۴-۳۵) اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے (رنج و) غم دور کر دیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اُتارا جہاں ہم کو نہ کوئی کلفت پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔" فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہ اُن کی منزلیں ہیں جنّت میں جن کو ہر ایک جنّتی اپنے دنیا کے گھر سے زیادہ پہچانتا ہوگا۔

آیات سورہ یٰسٓ

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ الخ (۳۶: ۲۰-۲۱) ایک شخص (مسلمان) اس شہر کے کسی دور مقام سے دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہِ راست پر بھی ہیں۔" فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ اس آیت میں یہ ارشاد فرمارہا ہے کہ غیر انبیاء میں سے بھی ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو کلمۂ حق کو قلب کی شہادت سے پہچان لیتے ہیں اور تمام بنی آدم کو اُس کلمۂ حق کے ساتھ انبیاء کے

عہ ناز کنندگان ۱۲

عہ از جثو یعنی بزانو نشستن ۱۲ عہ از خوص یعنی دوختن وتعبیہ کردن ۱۲

دعوت مینمایند و در آخرت اجر جزیل کہ تِلوِ مراتبِ انبیاء میتوان گفت می یابند و این یکے از صفاتِ خلافت خاصہ است فتدبر عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ یٰسٓ تُدعٰی فی التوراۃ المُعِمَّۃ[1] تعم صاحبہا بخیر الدنیا و الآخرۃ وتکابد عنہ بلوے الدنیا و الآخرۃ وتدفع عنہ اَہاوِیلَ الآخرۃ وتُدعی الدافعۃُ و القاضیۃُ تدفع عن صاحبہا کلَّ سوءٍ و تقضی لہٗ کلَّ حاجۃٍ مَن قرأَہا عدلت عشرینَ حجۃً و مَن سمعہا عدلت لہٗ الفَ دینارٍ فی سبیل اللہ و من کتبہا ثم شربہا اُدخِلت جوفَہ الف دواءٍ و الف نورٍ والف یقینٍ والف برکۃٍ والف رحمۃٍ و نُزِعت عنہ کلُّ غِلٍّ وداءٍ وعن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبرَ والدیہ او احدہما فی کل جمعۃٍ فقرأ عندہما یٰس غفر اللہ تعالٰی لہ بعدد کل حرف منہا عن عروۃ قال قدم عروۃُ بن مسعودٍ الثقفی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم ثم استاذنَ لیرجعَ الی قومہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم قاتلوک قال لو وجدونی نائما ما ایقظونی فرجع الیہم فدعاہم الی الاسلام فعصوہ واسمعوہ من الاذی فلما طلع الفجر قام علی غرفۃ فاذن بالصلوٰۃ

اتباع کی دعوت دیتے ہیں اور آخرت میں وہ بہت بڑا اجر پاتے ہیں جس کو انبیاءؑ کے مراتب کے تابع کہہ سکتے ہیں اور یہ خلافتِ خاصہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس پر غور کرو۔ مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ یٰسٓ کو توراۃ میں مُعِمَّہ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو دنیا اور آخرت کی نیکی سے باخبر کرتی ہے۔ اور اُس پر سے ہٹاتی ہے دنیا اور آخرت کی بلاؤں کو اور آخرت کی ہولناکیاں اُس سے دفع کرتی ہے اور اس کے (دوسرے نام) دافعہ اور قاضیہ بھی مذکور ہوتے کہ وہ اپنے ساتھی سے ہر بُرائی کو دفع کرتی ہے اور اُس کی ہر ایک حاجت کو پورا کرتی ہے۔ جس نے اُس کو پڑھا اُس کو بیس حج کے برابر ثواب ملیگا اور جس نے اُس کو سُنا اُس کو ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے اُس کو لکھا پھر اُس کو (پانی سے حل کرکے) پی لیا تو اُس کے پیٹ میں ہزار دوائیں داخل ہوگئیں اور ہزار نور اور ہزار یقین اور ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں پہنچ گئیں اور اُس میں سے ہر کھوٹ اور ہر مرض نکل گیا۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ جس نے اپنے والدین یا اُن میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کی اور اس کے پاس سورہ یٰسٓ کی قراءت کی تو اس کے ہر حرف کی شمار کے مطابق اللہ تعالےٰ اُس کی مغفرت کردے گا۔ عروہ سے روایت ہے بیان کیا کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا۔ پھر اپنی قوم کے پاس واپس ہونے کی اجازت مانگی تو اُس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ تجھ کو قتل کرنے والے ہیں۔ اُس نے کہا کہ اگر ان لوگوں نے مجھے سوتا ہوا پایا تو جگایا نہیں (یعنے وہ تو میری اتنی عزت کرتے ہیں) پھر اُن کی طرف واپس ہوگیا اور قوم کو اسلام کی طرف بُلایا تو قوم نے نہ مانا اور اس کو سخت سُست باتیں سُنائیں۔ پھر جب صبح صادق طلوع ہوئی تو اُس نے اپنے بالاخانے کے اُوپر کھڑے ہوکر نماز کے لئے اذان دی

[1] یہ لفظ عموم سے بنا ہے جس کے معنے ہیں سب کو شامل کرنا یعنے سورہ یٰسٓ ایک ایسی جامع چیز ہے جو اپنے قاری کے پاس دارین کی خیر کو جمع کردیتی ہے ؎

و تشہد فرماہ رجل من ثقیف بسہم فقتلہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین بلغہ قتلہ مثل عروۃ مثل صاحب یٰسٓ دعا قومہ الی اللہ فقتلوہ عن الحسن ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یتمثل بہذا البیت ع کفے بالاسلام والشیب للمرء ناہیاء فقال ابوبکر یارسول اللہ انما قال الشاعر ع کفے الشیبُ والاسلام للمرء ناہیاء فاعادہ کالاول فقال ابوبکر اشہد انک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما علمک الشعر وما ینبغی لک وعن عبدالرحمن ابن ابی الزناد ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال للعباس بن مرداس ارایت قولک ۵ اصبح نہبی ونہب العبید بین الاقرع وعیینۃ فقال ابوبکر بابی انت وامی یارسول اللہ ما انت بشاعر ولا راویۃ وما ینبغی لک انما قال بین عیینۃ والاقرع۔

جب تشہد (یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ) کہا تو ثقیف کے ایک شخص نے اُن کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن کے قتل کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ عروہ کی مثال صاحبِ یٰسٓ جیسی ہے کہ اُس نے بھی اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تھا اور قوم نے اُس کو قتل کر دیا تھا۔ اور حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمثیل کے طور پر ایک بیت اس طرح پڑھا ع کفے بالاسلام والشیب للمرء ناہیاء تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ شاعر نے یہ بیت اس طرح کہا ہے۔ ع کفے الشیبُ والاسلام للمرء ناہیاء تو آپؐ نے اُس کا اعادہ کیا تو پھر پہلے کی طرح پڑھ دیا۔ (اس کا ترجمہ یہ ہے کہ انسان کو بُرائی سے روکنے والے (یہ دو) کافی ہیں بڑھاپا اور اسلام) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے آپ کو شعر نہیں سکھایا اور یہ آپ کی شایانِ شان بھی نہیں تھا۔ عبدالرحمن ابن ابی الزناد سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مرداس سے فرمایا کہ کیا تجھے اپنا قول یاد ہے ۵ اصبح نہبی و نہب العبید بین الاقرع وعیینۃ (ترجمہ: میری لوٹ اور میرے گھوڑے عُبید کی لوٹ اقرع اور عُیینہ کے درمیان منقسم ہو گئی) یہ سنکر ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان یا رسول اللہ آپؐ شاعر نہیں ہیں اور نہ شعر کو روایت کرنے والے اور نہ یہ آپ کے شایاں تھا۔ شاعر کا قول ہے بین عیینۃ والاقرع۔

آیاتِ سورۃ والصّٰفّٰت

قال اللہ تعالے ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ۵ انہم لہم المنصورون ۵ وان جندنا لہم الغلبون ۵ ہر آئینہ در ازل ثابت شدہ وعدہ ما برای بندگان فرستادہ خویش کہ ہر آئینہ ایشان اند یاری دادہ شدہ و ہر آئینہ لشکر ما ایشان است غالب فقیر گوید صحیح در تفسیر این آیۃ آنست کہ مراد از مرسلین

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ولقد سبقت کلمتنا الخ (۳۷: ۱۷۱ تا ۱۷۳) اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جائیں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے" (شاہ ولی اللہؒ کے ترجمۂ فارسی کا ترجمہ) البتہ ازل میں ثابت ہوا ہمارا وعدہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے کہ بیشک وہ مدد دیئے ہوئے اور بیشک ہمارا لشکر وہی ہے غالب۔ فقیر کہتا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں صحیح یہ ہے کہ "مرسلین" سے اس

۵ اس کا تذکرہ سورۂ یٰسٓ میں بذیل آیت وجاء رجل من اقصا المدینۃ یعنی مطالعہ کر لیا جائے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

درین آیت آن پیغامبران اند کہ بجہاد یا مخاصمۂ کفار مامور اند نہ آن جماعہ کہ محض برائے الزام حجت ایشان را خدائی تعالیٰ فرستادہ پس ایشان ہمہ منصورند در دنیا و آخرت مراد از لشکر تابعان رسل اند کہ داعیہ نصرت پیغامبران و اعلاء کلمۃ اللہ در جذر قلوب ایشان منفوخ شدہ و این جماعہ چہ در حضور پیغامبرؑ و چہ بعد انتقال وے صلے اللہ علیہ وسلم برفیق اعلےٰ پیوستہ غالب چیرہ دست اند بر مبعوث الیہم باز فقیر گوید کہ بعد وجود این وعدہ چون دیدیم کہ در قلوب طائفہ از اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داعیۂ اعلاء کلمۃ اللہ منفوخ شد و ایشان بر دوست و دشمن غالب آمدند بالبداہت دانستہ شد کہ بشرف تخصیص جُنْدَنَا مشرف اند وہو المقصود عن النعمان بن بشیر عن عمر بن الخطاب فی قولہ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ قال امثالہم الذین ہم مثلہم یجیئ اصحاب الربا مع اصحاب الربا واصحاب الزنا مع اصحاب الزنا واصحاب الخمر مع اصحاب الخمر ازواج فی الجنۃ وازواج فی النار۔ قال اللہ تعالیٰ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

آیت میں وہ پیغمبر مراد ہیں جو کہ جہاد یا کفار سے (دلائل کے ساتھ) جھگڑنے پر مامور ہیں، وہ جماعت (انبیاءؑ) مراد نہیں ہیں جن کو حق تعالےٰ نے صرف حجت قائم کرنے کے لئے بھیجا۔ تو وہ سب دنیا اور آخرت میں منصور ہوتے ہیں (یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مدد ہوتی رہتی ہے) لشکر سے مراد رسولوں کا اتباع کرنے والے ہیں جن کے دلوں کی گہرائیوں میں پیغمبروں کی امداد اور کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کا داعیہ پھونک دیا گیا اور یہ جماعت پیغمبرؑ کی موجودگی میں بھی اور آپ کے صلے اللہ علیہ وسلم رفیقِ اعلےٰ کی طرف رحلت کر جانے کے بعد بھی جن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے اُن پر غالب اور قابو یافتہ رہی۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ اس وعدے کے وجود میں آنے کے بعد جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک جماعت کے قلوب میں کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کا داعیہ پھونک دیا گیا اور وہ دوست اور دشمن سب پر غالب بھی آگئے تو بدیہی طور پر یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جُنْدَنَا کے شرف تخصیص سے یہی حضرات مشرف ہوتے ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اور مروی ہے نعمان بن بشیر سے وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ بن الخطاب سے کہ قول باری تعالےٰ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ (۳۷: ۲۲) جمع کر لو ظالموں کو اور اُن کے ہم مشربوں کو") میں ازواجہم بمعنے امثالہم ہے یعنی جو اُن جیسے ہیں۔ ریاکار ریاکاروں کے ساتھ اور زناکار زناکاروں کے ساتھ اور شراب خوار شراب خواروں کے ساتھ (اس طرح) بعض جوڑے جنت میں جائیں گے اور بعض جوڑے دوزخ میں۔

آیات سورۂ ص

اللہ تعالےٰ نے فرمایا اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۳۸: ۲۸-۲۹)

"ہاں تو کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کی برابر کر دیں گے جو (کفر وغیرہ کر کے) دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں یا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں گے۔ یہ بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں"

www.kitabghar.org

آیا میگردانیم آنان را کہ ایمان آوردند وکارہای شائستہ کردند مانند تباہی کنندگان درزمین یا می سازیم پرہیزگاران را مانند بدکاران۔ قرآن کتابی است[1] بابرکت کہ فرود آوردیم آن را بسوی تو تا تأمل کنند مردمان آیاتِ اورا و تا پند پذیرند خداوندانِ خرد فقیر گوید ظاہر آن است کہ مراد جمعی ہستند کہ در زمان نزول سورہ ایمان آوردند یا گوئیم این جماعہ البتہ داخل اند درین عموم چنانکہ گفتند سببِ نزول مراد بالقطع است از عموماتِ قرآن وحینئذٍ تشریف عظیم است برای مہاجرینِ اولین عن ابن یزید قال صلیتُ خلفَ عمر الفجر فقرأ بنا سورۃَ صٓ فسجد فیہا فلما قضی الصلوٰۃ قال لہ رجلٌ یا امیرَ المؤمنین ومن عزائم السجود ہذہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد فیہا عن ابی مریم قال لما قدم عمرُ الشامَ اتی محرابَ داؤد فصلی فیہ فقرأ سورۃ صٓ فلما انتہی الی السجدۃ سجد عن عمر ابن الخطاب انہ سأل طلحۃ والزبیر وکعبًا و سلمانَ ما الخلیفۃُ من الملک فقال طلحۃُ والزبیرُ ماندری فقال سلمانُ الخلیفۃُ الذی یعدلُ فی الرعیۃ ویقسم بینہم بالسویۃ ویشفق علیہم شفقۃَ الرجل علی اہلہ ویقضی بکتابِ اللہ فقال کعبٌ ماکنتُ اَحسِبُ انّ فی المجلس احدًا یعرف الخلیفۃَ من الملک غیری وعن سلمان ان عمر قال لہ اَ مَلِکٌ اَنا اَم خلیفۃٌ فقال لہ سلمانُ اِنْ انتَ جبیتَ من ارض المسلمین درہمًا او اقلّ او اکثر ثم وضعتہ فی غیر حقّہ فانتَ مَلِکٌ غیر خلیفۃٍ

(شاہ صاحبؒ کا ترجمہ) کیا ہم کردیتے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے مانند زمین میں تباہی پھیلانے والوں کے یا ہم بنادیتے پرہیزگاروں کو مانند بدکاروں کے۔ قرآن ایک کتاب ہے بابرکت کہ اُتارا ہم نے اُس کو تیری طرف تاکہ لوگ اُس کی آیات میں غور کریں اور تاکہ قبول کریں صاحبانِ عقل۔ فقیر کہتا ہے کہ ان سے مراد وہ اصحاب ہیں جو اس سورت کے نزول کے وقت ایمان لے آئے۔ یا ہم یہ کہیں کہ اس جماعت کے لوگ اس عموم میں داخل ہیں جیسا کہ سببِ نزول میں (مفسرین نے) کہا ہے عموماتِ قرآن میں (عموم کے خطابات سے) مراد خاص (افراد سے) ہوتی ہے اور اس صورت میں بہت بڑی تکریم ہے مہاجرین اوّلین کے لئے۔ مروی ہے ابن یزید سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی جس میں اُنھوں نے سورۃ صٓ پڑھی اور اس میں سجدہ (تلاوت) کیا۔ پھر جب نماز سے فراغت ہوگئی تو ایک شخص نے اُن سے کہا کہ اس خاص سجدے کی کیا وجہ ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اس موقع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیا کرتے تھے۔ مروی ہے ابو مریم سے اُنھوں نے کہا جب عمرؓ شام میں تشریف لائے تو محراب داؤد میں آئے اور اُس میں نماز پڑھی اور سورۃ صٓ کی قرأت کی۔ جب آیتِ سجدہ پر پہنچے تو سجدہ کیا۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے سوال کیا طلحہؓ اور زبیرؓ اور کعبؓ اور سلمانؓ سے کہ خلیفہ اور مَلِک (یعنی بادشاہ) میں کیا فرق ہے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے کہا ہم نہیں جانتے۔ پھر سلمانؓ نے کہا خلیفہ وہ ہے جو رعیت میں عدل کرے اور ان کے درمیان برابر کی تقسیم کرے اور لوگوں پر ایسی شفقت کرے جیسی کوئی اپنے گھر والوں پر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرے۔ اس کے بعد کعبؓ نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا تھا کہ اس مجلس میں کوئی میرے سوا خلیفہ اور مَلِک کے فرق کو پہچانتا ہے۔ اور سلمانؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ تو اُن سے سلمانؓ نے کہا کہ اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین میں سے ایک درہم یا کم وبیش حاصل کیا اور اُس کو بیجا صرف کردیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں اس پر

[1] از جبایت یعنی گرد کردن خراج ۱۲

www.kitabghar.org

فاستعبر عمرؓ و عن سلیمان بن ابی العوجاء
قال قال عمر بن الخطاب واللہ ما ادری
أ خلیفۃ انا ام ملک قال قائل یا امیر المؤمنین
ان بینہما فرقا قال ماھو قال الخلیفۃ لا
یاخذ الا حقا و لا یضعہ الا فی حق و
انت بحمد اللہ کذلک و الملک یعسف
الناس فیاخذ من ہذا و یعطی ہذا
فسکت عمرؓ و عن معاویۃ انہ کان یقول
اذا جلس علے المنبر یا ایہا الناس ان الخلافۃ
لیست بجمع المال ولا بتفریقہ ولکن الخلافۃ
العمل بالحق والحکم بالعدل و اخذ الناس
بامر اللہ و اخرج البخاری عن عمر قال نہینا
عن التکلف۔

قال اللہ تعالیٰ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ
اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ
اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ فقیر گوید اگر
کسے در نسق این آیات تامل وافی بکار
برد البتہ بفہمد کہ کلمہ للذین احسنوا
فی ہذہ الدنیا حسنۃ وارض
اللہ واسعۃ اشارہ بہجرت است
و حث است برآن و وعدہ است جمعے را
کہ ہجرت کردند و بر مشاق آن صبر
نمودند باجر جزیل و تشریف باضافۃ
عبادی و ناہیک بہ من فضیلۃ
للمہاجرین الاولین عن ابن عمر
انہ تلا ہذہ الآیۃ اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ
اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ الآیۃ

عمرؓ آبدیدہ ہو گئے۔ اور سلیمان بن ابی العوجاء سے مروی ہے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔ ایک کہنے والے نے کہا اے امیر المؤمنین ان دونوں میں فرق ہے۔ فرمایا کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ خلیفہ نہیں لیتا بجز حق کے اور خرچ بھی صرف حق کے موقع میں کرتا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ آپ ایسے ہی ہیں اور بادشاہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے اِس سے لیتا ہے اُس کو دیتا ہے۔ تو عمرؓ چپ ہو گئے۔ اور معاویہؓ سے مروی ہے کہ وہ منبر پر بیٹھ کر کہا کرتے تھے اے لوگو خلافت مال کے جمع کرنے اور خرچ کرنے کا نام نہیں۔ لیکن خلافت ہے حق پر عمل کرنا اور انصاف کے ساتھ حکم کرنا اور اللہ کے حکم کے مطابق لوگوں سے لینا۔ اور اخذ کیا بخاری نے، مروی ہے عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم کو تکلف سے روکا گیا ہے۔

آیاتِ سورۂ زمر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الخ (۳۹: ۱۰)
آپ (مومنین کو میری طرف سے) کہیے کہ اے میرے ایمان والے بندو! تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں اُن کے لئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے مستقل مزاج والوں کو اُن کا صلہ بے شمار ہی ملے گا" فقیر کہتا ہے کہ اگر کوئی ان آیات کے انداز بیان میں بخوبی غور و فکر کو کام میں لائے گا تو ضرور سمجھ لے گا کہ کلمہ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اشارہ ہے ہجرت کی طرف اور اس پر ترغیب ہے اور اُس جماعت کے لئے جنھوں نے ہجرت کی اور اس کی مشقتوں پر صبر کیا بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے اور عباد کی اضافت کو اپنی طرف فرما کر ان کو بڑا اشرف عطا فرمایا ہے۔ کیا اِن مہاجرینِ اولین کی فضیلت کے ماننے میں اب بھی کوئی مانع ہے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ انھوں نے اس آیت کی تلاوت کی اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ الخ (۳۹: ۹) بھلا جو شخص اوقاتِ شب میں سجدہ و قیام (یعنے نماز) کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید کر رہا ہو آپ کہیے کیا علم والے اور جہل والے (کہیں) برابر ہوتے ہیں

www.kitabghar.org

قال ذاک عثمان بن عفان و فی لفظ نزلت فی عثمان بن عفان و عن ابن عباس فی قولہ امّن ھو قانت آناء اللیل ساجدا و قائماً قال نزلت فی عمار بن یاسر و فی روایۃ فی ابن مسعود و عمار بن یاسر و سالم مولیٰ ابی حُذیفۃ عن مجاہدؒ فی قولہ وَ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ قال ارضی واسعۃ فہاجروا و اعتزلوا الاوثان عن ابن عمر قال عشنا برہۃ من دہرنا و مانری ہذہ الآیۃ نزلت فینا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّہُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ قلنا لم نختصم اما نحن فلانعبد الا اللّٰہ و اما دیننا فالاسلام و اما کتابنا فالقرآن لانغیرہ ابدا و لا نحرف الکتاب و اما قبلتنا فالکعبۃ و اما حرامنا اور حرمنا فواحد و اما نبینا فمحمد فکیف نختصم حتی کفح بعضنا وجہ بعض بالسیف فعرفت انہا نزلت فینا عن ابراہیم النخعی قال انزلت ہذہ الآیۃ انک میت و انہم میتون ثم انکم یوم القیٰمۃ عند ربکم تختصمون قالوا وما خصومتنا و نحن اخوان فلما قتل عثمان بن عفان قالوا ہذہ خصومۃ مابیننا و عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ثم انکم یوم القیٰمۃ عند ربکم تختصمون کنا نقول ربنا واحد و دیننا واحد و نبینا واحد فما ہذہ الخصومۃ فلما کان یوم صفین و شد بعضنا علی بعض بالسیوف قلنا نعم

وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہلِ عقل (سلیم) ہیں"۔ کہا کہ یہ عثمانؓ ابن عفان ہیں۔ اور ایک روایت اس طرح ہے کہ عثمانؓ بن عفان کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ الخ نازل ہوئی عمارؓ بن یاسر کے بارے میں۔ اور ایک روایت میں ابن مسعودؓ اور عمارؓ بن یاسر اور سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہ کے بارے میں۔ مروی ہے مجاہدؒ سے آیت وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ کی تفسیر میں کہا کہ میری زمین کشادہ ہے تو ہجرت کرو اور بتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا کہ ہم طویل زمانہ تک رہتے رہے اور نہیں سمجھے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی اِنَّكَ مَيِّتٌ الخ (۳۹: ۳۰-۳۱) آپ کو بھی مرنا ہے اور اُن کو بھی مرنا ہے۔ پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے"۔ میں خیال کرتا تھا کہ ہم کیوں جھگڑیں گے ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور دین ہمارا اسلام ہے اور کتاب ہماری قرآن ہے جس میں ہم کبھی تغیر نہ کریں گے کبھی اس کتاب میں ہم تحریف نہ کریں گے اور قبلہ ہمارا کعبہ ہے اور ہمارا احرام یا ہمارا حرم (یہ شکِ راوی ہے) ایک ہے اور جو ہمارے نبی ہیں وہ محمدؐ ہیں (غرض ہم میں کامل یک جہتی موجود ہے) پھر ہم کیوں جھگڑیں گے۔ یہاں تک کہ (وہ زمانہ آ گیا کہ) ہم میں ہی سے بعض نے بعض کے رُوبرو ہو کر تلوار مارنا شروع کر دی تب میں سمجھا کہ بیشک یہ آیت ہمارے ہی متعلق نازل ہوئی تھی۔ ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ الخ تو اصحابؓ نے کہا کہ ہماری خصومت کیا ہے ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ پھر جب عثمانؓ بن عفان قتل کر دیئے گئے تو لوگوں نے کہا یہ ہے وہ ہمارے آپس کی خصومت اور مروی ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ جب نازل ہوئی ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الخ تو ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا رب ایک ہے، ہمارا دین ایک ہے ہمارا نبی ایک ہے پھر یہ خصومت کیا ہے۔ پھر جب صفین کی جنگ ہوئی اور ہم میں سے ہی ایک نے دوسرے پر تلواروں سے حملے کیے تو ہم نے کہا ہاں

ہو ہٰذا عن علی بن ابی طالب قال الذی جاء بالحق محمد و صدق بہ ابو بکر قال ابن عساکر ہکذا الروایۃ بالحق بجائے بالصدق عن ابی ہریرۃ والذی جاء بالصدق قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم و صدق بہ قال ابو بکر عن سلیم بن عامر ان عمر بن الخطاب قال للعجب من رؤیا الرجل انہ یبیت فیری الشیئ لم یخطر لہ علی بال فتکون رؤیاہ کالاخذ بالید و یری الرجل الرؤیا فلا یکون رؤیاہ شیئاً فقال علیؓ بن ابی طالب أ فلا اخبرک بذلک یا امیر المؤمنین ان اللہ یقول اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتہا و التی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمی فاللہ یتوفی الانفس کلہا فما رأت وہی عندہ فی السماء فہی الرؤیا الصادقۃ وما اریت اذا ارسلت الی اجسادہا تلقتہا الشیاطین فی الہوی فکذبتہا واخبرتہا بالاباطیل فکذبت فیہا فتعجب عمر من قولہ عن عمر بن الخطاب قال اتعدت انا وعیاش بن ابی ربیعۃ وہشام بن العاص بن وائل ان نہاجر الی المدینۃ فخرجت انا و عیاش و فتن ہشام فافتتن فقدم علی عیاش اخواہ ابو جہل والحارث

وہ خصومت یہ ہے۔ اور روایت ہے علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ الَّذِی جَآءَ بِالْحَقِّ (۳۹: ۳۳) (یعنے جو حق لے کر آتے) محمدؐ ہیں وَصَدَّقَ بِہٖ (اور اُس کی تصدیق کی) مراد ابو بکرؓ ہیں۔ ابن عساکر نے کہا اسی طرح (بجائے بِالصِّدْقِ کے) بالحق روایت کیا گیا ہے۔ اور مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ وَالَّذِی جَآءَ بِالصِّدْقِ (یعنے جو سچائی لے کر آتے) کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وَصَدَّقَ بِہٖ (اور اُس کی تصدیق کی) کہا کہ ابو بکر مراد ہیں۔ مروی ہے سلیم ابن عامر سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے (حاضرین مجلس سے) کہا کہ تعجب ہوتا ہے ایسے شخص کے خواب سے جو سوتے ہوئے خواب میں ایسی چیز دیکھتا ہے جس کا خطرہ بھی اُس کے دل پر نہیں گزرا ہوتا۔ پھر وہ خواب ایسا ہوتا ہے جیسے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑلیں اور آدمی ایسا خواب بھی دیکھتا ہے جس کا ظہور کچھ بھی نہیں ہوتا تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ کیا میں اس کی وجہ آپ کو نہ بتا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ الخ (۳۹: ۴۲) اللہ ہی قبض (یعنے معطل) کرتا ہے (ان) جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آتی اُن کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کے لئے رہا کر دیتا ہے۔" تو اللہ تعالیٰ تمام ہی جانوں کو قبض کرتا ہے تو جو کچھ اُس نے اس حال میں دیکھا جب وہ اللہ کے پاس آسمان میں ہوتی تو یہ رؤیائے صادقہ ہے اور جب اُن کو ایسی حالت میں کچھ دکھایا گیا جب وہ اپنے جسموں کی طرف بھیجی جا رہی ہیں تو اُن سے ہوا میں شیاطین ملتے ہیں وہ اُن سے جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی خبریں دیتے ہیں تو وہ خواب جھوٹا ہو جاتا ہے۔ تو عمرؓ نے اس کو بہت پسند کیا۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ نے اور ہشام بن العاص بن وائل نے مل کر یہ طے کیا کہ ہم مدینہ کو ہجرت کر جائیں تو میں اور عیاش تو نکل گئے اور ہشام کو فتنہ میں پھانسا گیا اور وہ پھنس گئے۔ ہوا یہ کہ عیاش کے پاس اُس کے دونوں بھائی ابو جہل اور حارث

ابن ہشام فقالا ان اُمک قد نذرت
ان لا یظلہا ظل و لایمس رأسہا
غسل حتے تراک فقلت واللہ
ان یریدک الا ان یفتناک عن
دینک و اخرجاک بہ و فتنوہ فافتتن
قال فنزلت یا عبادی الذین اسرفوا
علے انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ
اللہ قال فکتب بہا الٰی ہشام
فقدم و اخرج ابن مردویہ عن
ابن عمر قال خرج علینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ
فقال انی رأیت فی غداتی ہذہ کانی
اُتیت بالمقالید و الموازین فاما المقالید
ہی المفاتیح و اما الموازین فموازینکم
ہذہ التی تزنون بہا و جئ
بالموازین فوضعت فیما بین السماء والارض
ثم وُضعتُ فی کفۃ وجئ بالامۃ فوضعت
فی الکفۃ الاخری فرجحتُ بہم ثم جئ بابی بکر
فوضع فی کفۃ والامۃ فی کفۃ فوزنہم ثم
جئ بعمر فوضع فی کفۃ والامۃ فی کفۃ فوزنہم ثم
جئ بعثمان فوضع فی کفۃ والامۃ فی کفۃ فوزنہم ثم رفعت
المیزان عن ابن عباس ان عثمان بن عفان جاء الی النبی
صلے اللہ علیہ وسلم فقال لہ اخبرنی
عن مقالید السمٰوٰت و الارض

ابن ہشام آئے اور دونوں نے کہا کہ تیری ماں نے یہ نذر مان لی ہے کہ وہ
کسی سایہ میں نہ رہے گی اور نہ اُس کے سر کو پانی لگے گا جب تک کہ وہ
تجھے دیکھ لے۔ میں نے کہا واللہ یہ دونوں تیرے پاس صرف اس لئے
آئے ہیں کہ تجھے تیرے دین سے ہٹا دیں اور تجھے اُس سے نکال لیجائیں
اُنھوں نے اُس کو فتنہ میں پھنسایا اور وہ پھنس گئے۔ فرمایا کہ پھر
یہ آیت نازل ہوئی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا الخ (۳۹:
۵۳) آپ کہدیجئے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے (کفر و شرک کرکے)
اپنے اُوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو"
فرمایا پھر اس کو ہشام کے پاس لکھ کر بھیجدیا اور وہ آگئے۔ اور اخذ کیا
ابن مردویہ نے مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ صبح
کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور
فرمایا کہ میں نے اسی صبح کے وقت دیکھا کہ گویا مجھے چابیاں دی
گئیں اور ترازوئیں دی گئیں - چابیاں ان ہی چابیوں جیسی تھیں
اور ترازوئیں وہ بھی ایسی ہی ترازوئیں تھیں جن سے تم تولتے ہو
اور ایک ترازو لائی گئی وہ نصب کی گئی زمین و آسمان کے درمیان
پھر اس کے ایک پلّے میں مجھے رکھا گیا اور اُمت کو لایا گیا اُس کو
دوسرے پلّے میں رکھا گیا تو میں اُن سے جھکا رہا۔ پھر ابو بکرؓ کو لایا
اور اُن کو ایک پلّے میں رکھا گیا اور امّت کو دوسرے پلّے میں تو ابو بکرؓ
اُن سے بھاری رہے۔ پھر عمرؓ کو لایا گیا اور ایک پلّے میں رکھا گیا اور
اُمّت کو دوسرے پلّے میں تو وہ بھاری رہے۔ پھر عثمانؓ کو لایا گیا
اور ایک پلّے میں رکھا گیا اور امّت کو دوسرے پلّے میں تو وہ
بھی بھاری رہے۔ پھر ترازو کو اُٹھا لیا گیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ
سے کہ عثمانؓ بن عفان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے
اور آپ سے کہا کہ مجھے مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی (۳۹: ۶۳)

[illegible]

لہ جملہ سماوات وارض اوران کی تمام مخلوقات کا وجود موقوف ہے صفاتِ الٰہی پر اوران کی بقاء اور تمام اوصاف صفاتِ حق کے فیضان سے متحقق ہوتے ہیں توصفات حق تالیوں کی مانند ہیں اور وجود و صفاتِ ممکنات قفل کی مانند۔ جس طرح قفل کا کھلنا موقوف ہے مفتاح یعنے تالی پر اسی طرح ممکنات کا عدم سے وجود میں آنا موقوف ہے صفاتِ حق پر۔ اور حق تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی اور ازلی وابدی ہیں جن کا اُس سے جدا ہونا محال ہے۔ تو ارشادِ حق بیدہٖ مقالید السمٰوٰت والارض کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی ان صفات کا مالک نہیں ہے جن پر جملہ ممکنات کا وجود موقوف ہے۔ اور یہ جملہ کلماتِ مقدسہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمائے ان کا مدلول وہی صفاتِ الٰہیہ کاملہ ابدیہ ہیں جو مفاتیح ہیں سماوات و ارض کے لئے اس لئے آپ نے مقالید کی شرح میں یہ کلمات ارشاد فرمائے اور اسماء الاوّل، الآخر ان صفات کے ازلی وابدی ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور الظاہر والباطن اس معرفتِ عظیمہ پر کہ وہ ظاہر ہے اپنی [illegible]

فقال سبحان الله و الحمد لله ولا اله الا
الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا
بالله العلي العظيم الاول والآخر والظاهر
والباطن بيده الخير يحيي ويميت وهو
على كل شيئ قدير من قالها اذا
اصبح عشر مرات و اذا امسى اعطاه
الله ست خصال اما اولهن فيحرس
من ابليس و جنوده واما الثانية فيعطى
قنطارا في الجنة واما الثالثة فيزوج
من الحور العين واما الرابعة فيغفر له
ذنوبه واما الخامسة فيكون مع ابراهيم
في قبته واما السادسة فيحضره
اثنا عشر ملكا عند موته يبشرونه
بالحق ويزفونه من قبره الى الموقف
فان اصابه شيئ من اهاويل يوم القيمة
قالوا لا تخف انك من الآمنين ثم
يحاسبه الله حسابا يسيرا ثم يؤمر به الى
الجنة يزفونه الى الجنة من موقفه كما يزف
العروس حتى يدخلونه الجنة باذن الله و
الناس في شدة الحساب وعن ابي هريرة قال سئل
عثمان بن عفان عن مقاليد السموات والارض
فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سبحان
الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر مقاليد
السموات والارض ولا حول ولا قوة الا بالله
من كنوز العرش وعن ابن عمران عثمان سأل النبي
صلى الله عليه وسلم عن تفسير مقاليد السموات و
الارض فقال له النبي صلى الله عليه
وسلم ما سألني عنها احد تفسيرها لا اله
الا الله والله اكبر سبحان الله و بحمده

(یعنے زمین وآسمان کی کنجیوں کی) خبر دیجیے تو آپ نے فرمایا سبحٰن
اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم الاول والاٰخر والظاہر والباطن بیدہ
الخیر یحیی ویمیت وھو علی کل شیئ قدیر جس نے اس کو صبح
کے وقت دس مرتبہ کہا اور اسی طرح شام کو اللہ تعالیٰ اس کو چھ
بڑی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ پہلی یہ ہے کہ ابلیس اور اس کے لشکر سے
اس کی حفاظت کی جائے گی۔ دوسری یہ کہ جنت میں اس کو (نعمتوں
کا) ڈھیر عطا کیا جائے گا۔ تیسری یہ کہ حور عین سے اس کا نکاح کیا
جائے گا۔ چوتھی یہ کہ اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ پانچویں یہ
کہ ابراہیمؑ کی معیت عطا ہوگی ان کے قبے میں۔ چھٹی یہ کہ اس کی
موت کے وقت اس کے پاس بارہ فرشتے آئیں گے جو اس کو مغفرت
کی بشارت دیں گے اور اس کو اپنے ساتھ لے کر چلیں گے قبر سے میدان
حساب میں تو اگر اس کو کوئی شے یوم قیامت کی خوفناک چیزوں
میں سے پیش آئیگی تو وہ اس سے کہیں گے کہ تو مت ڈر تو امن پانے
والوں میں سے ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ اس سے بہت آسان حساب
لیں گے۔ پھر اس کو جنت میں داخل کرنے کا حکم ہوگا یہ فرشتے حساب
کے موقف سے اس کو اس طرح لے کر چلیں گے جس طرح دولہن کو لیکر
چلتے ہیں یہاں تک کہ اس کو اللہ کے حکم سے جنت میں داخل کردیں گے
اور ابھی عام لوگ حساب کی سختی میں ہوں گے۔ اور مروی ہے ابوہریرہؓ
سے انھوں نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان سے مقالید السموٰت والارض
کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سبحٰن اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر مقالید (یعنے کنجیاں) ہیں آسمان وزمین کی اور لا حول
ولا قوۃ الا باللہ عرش کے خزانوں میں سے ہے۔ اور ابن عمرؓ سے
مروی ہے کہ عثمانؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مقالید السموٰت
والارض کی تفسیر کا سوال کیا تو ان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اس کے بارے میں مجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا۔ اس کی
تفسیر ہے لا الٰہ الا اللہ الخ (اللہ تو کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ
سب سے بڑا ہے اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور ہر تعریف اسی کی ہے میں اللہ سے

www.kitabghar.org

استغفر اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ الاول والآخر والظاہر والباطن بیدہ الخیر یحیی ویمیت وہو علی کل شئی قدیر۔ آخرج البخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من انفق زوجین من مالہ فی سبیل اللہ دعی من ابواب الجنۃ و للجنۃ ابواب فمن کان من اہل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن کان من اہل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اہل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ ومن کان من اہل الجہاد دعی من باب الجہاد فقال ابوبکر یا رسول اللہ ہل یدعی احد منہا کلہا قال نعم وارجو ان تکون منہم۔

فقیر گوید خدای تعالے در سورۃ مومن ذکر میفرماید قصہ مومن آل فرعون کہ داعیہ جدال برائے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام در قلب او ریختند و عزیمۃ اعلاء کلمۃ اللہ والزام حجۃ اللہ بر عقلِ او فرود آوردند تا دستور باشد صدیقین و محدثین امتِ مرحومہ را و ازینجا دانستہ خبیر بشناسد کہ خدای تعالیٰ در وقتِ ہر پیغامبرے کسے را مانند مومن آلِ فرعون داعیہ جدال برائے رسل اللہ و اعلاء کلمۃ اللہ در دل مے ریزند وآن جماعہ بہترین امت می باشند وانچہ در آیاتِ سابقہ گفتہ شد الذین یحملون العرش ومن حولہ

مغفرت طلب کرتا ہوں نہیں ہے کوئی بازگشت (یعنے کسی مصیبت میں جس کی طرف رجوع کیا جائے) اور نہ کوئی قوت بجز اللہ تعالیٰ کے جو اوّل ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے ہر بھلائی اُسی کے ہاتھ میں ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر شئی پر قدرتِ کامل رکھتا ہے)۔ آخذ کیا بخاریؒ نے ' روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک جوڑا اپنے مال میں سے خرچ کریگا اُس کو جنّت کے دروازوں میں سے (ایک دروازے پر) پکارا جائیگا اور جنّت کے بہت سے دروازے ہیں جو شخص بہت نماز پڑھنے والوں میں سے ہوگا اُس کو باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو بکثرت روزے رکھنے والوں میں سے ہوگا اُس کو باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو شخص اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اُس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جو شخص اہلِ جہاد میں سے ہوگا اُس کو باب الجہاد سے پکارا جائیگا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہوگا کہ کسی کو جنّت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تو اُن ہی میں سے ہے۔

افادات سورۃ مومن

فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ سورۃ مومن میں آلِ فرعون میں سے ایک مومن کا قصہ ذکر فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں موسیٰ علیہ السلام کی مدد کے لئے لڑنے کا داعیہ پیدا کر دیا اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور اللہ کی حجّت کو قائم کرنے کی قوت اُس کی عقل پر نازل فرمائی تاکہ یہ بات اُمّتِ مرحومہ کے صدیقین اور محدثین[1] کے لئے دستور بن جائے اور یہاں سے ایک خیر کا جاننے والا پہچان لیگا کہ خدا تعالےٰ ہر پیغمبر کے زمانہ میں اُس مومن آلِ فرعون کی مانند کسی کے دل میں اللہ کے رسولوں کے لئے لڑنے اور اُس کے کلمہ کو بلند کرنے کا داعیہ ڈال دیتے ہیں اور وہ اُمّت کے بہترین لوگ ہوتے ہیں اور جو کچھ آیاتِ سابقہ میں کہا گیا ہے وہی یہاں بھی تصوّر کر لیا جائے۔ الذین یحملون العرش الخ (۴۰:۷) جو فرشتے کہ عرشِ الٰہی کو اُٹھائے ہوتے ہیں اور جو فرشتے کہ اُس کے گرداگرد ہیں وہ

[1] محدّث وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہو۔ حدیث میں ہے کہ پچھلی امتوں میں محدّث ہوتے ہیں اگر اس امت میں کوئی محدّث ہے تو عمرؓ ہے ۱۲ مترجم

يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا
وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا
وآنچہ بعد این قصہ گفتہ میشود اِنَّا
لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہمہ
برین جماعۂ شریفہ منطبق است تا فقیر
گوید جمعے از سباق مومنین از مہاجرین
اولین بالقطع معلوم شد کہ بہمین
اسلوب جدال کفار میکردند ونصرت
دین بر دستِ ایشان واقع شد
پس مطمح این اشارات ایشان اند و
مصداق این بشارات ایشان وہو
المقصود عن یزید بن الاصم ان رجلا
کان ذا بأس وکان یفد الی عمر (ای یرسل العدۃ ۱۲)
لبأسہ وکان من اہل الشام و
ان عمر فقدہ فسأل عنہ فقیل لہ
تتابع فی ہذا الشراب فدعا عمر کاتبہ
فقال اکتب من عمر بن الخطاب الی فلان بن
فلان سلام علیکم فانی احمد الیک اللہ
الذی لا الٰہ الا ہو غافر الذنب وقابل
التوب شدید العقاب ذی الطول لا الٰہ
الا ہو الیہ المصیر ثم دعا وامر
من عندہ فدعوا لہ ان یقبل اللہ علیہ بقلبہ
وان یتوب علیہ فلما اتت الصحیفۃ الرجل
جعل یقرأہا ویقول غافر الذنب
قد وعدنی اللہ ان یغفر لی وقابل التوب
شدید العقاب قد حذرنی اللہ عقابہ ذی الطول
والطول الخیر الکثیر الیہ المصیر فلم یزل
یرددہا علی نفسہ حتی بکی ثم نزع

اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے اس طرح استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے۔" اور جو کچھ اس قصہ کے بعد فرمایا جارہا ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ الخ (۴۰:۵۱) ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ضرور مدد کرتے ہیں۔" سب اس بزرگ جماعت پر منطبق ہے۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ مہاجرین اولین میں سے جو جماعت مومنین سابقین کی ہے اُن کے بارے میں یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ اُن کا جدال کفار کے ساتھ اسی طرز کا ہوتا تھا اور دین کی نصرت ان کے ہاتھوں سے ہوئی تو ان ارشادات سے مدنظر یہی حضرات ہیں اور ان بشارات کے مصداق بھی اکابر ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اور یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ ایک شخص صاحبِ شوکت تھا جو حضرت عمرؓ کے پاس اپنے اثر سے کام لے کر سامانِ جہاد بھیجا کرتا تھا اور وہ اہل شام میں سے تھا اور عمرؓ کو چند روز تک اُس کا کچھ حال نہ معلوم ہوا تو لوگوں سے اُس کا حال پوچھا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ وہ برابر شراب پیتا ہے تو آپ نے اپنے کاتب کو بلا کر فرمایا کہ لکھو کہ اللہ کے بندے عمر ابن الخطاب کی طرف سے فلاں بن فلاں کے نام۔ سلام علیکم میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کو قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا اور بڑی قوت والا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ پھر آپ نے دعا کی اور جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے اُنھوں نے بھی دل سے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ قبول کرے اور اُس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ جب یہ خط اُس شخص کے پاس پہنچا تو اس نے اُس کو پڑھنا شروع کیا اور کہنے لگا غَافِرِ الذَّنْبِ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا۔ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے عذاب سے ڈرایا ہے ذِی الطَّوْلِ اور طول کے معنے ہیں خیر کثیر کے اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔ برابر وہ شخص بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور اپنے نفس کو سناتا رہا یہاں تک کہ رونے لگا۔ پھر توبہ کی اور بہت

www.kitabghar.org

فاحسن النزع فبلغ عمر امره قال ہکذا فاصنعوا اذا رأیتم اخا لکم زل زلۃ فسددوه ووفقوه وادعوا اللہ لہ ان یتوب علیہ و لاتکونوا اعوانا للشیطان علیہ وعن قتادة قال کان شاب بالمدینۃ صاحب عبادة وکان عمر محبا لہ فانطلق الی مصر ففسد فجعل لایمتنع من شر فقدم علی عمر بعض اہلہ فسألہ عن الشاب فقال لاتسألنی عنہ قال لم قال انہ فسد وخلع فکتب الیہ عمر من عمر الی فلان حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ فجعل یقرءہا علی نفسہ فاقبل بخیر عن ابی اسحق السبیعی قال جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال یا امیر المومنین انی قتلت فہل لی من توبۃ فقرأ علیہ حٰم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب وقال اعمل ولاتیأس عن قتادة فی قولہ وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ قال ان عمر بن الخطاب قال یا کعب ما عدن قال قصور من ذہب فی الجنۃ یسکنہا النبیون والصدیقون وائمۃ العدل واخرج البخاری عن عروة قال قلت لعبد اللہ بن عمرو ابن العاص اخبرنی باشد شیء

اچھی توبہ کی۔ اس کے بعد یہ خبر عمرؓ کو پہنچی فرمایا کہ ایسا ہی کیا کرو جب تم اپنے کسی بھائی کو دیکھو کہ وہ کسی لغزش میں پھنس گیا تو اس کے ساتھ نرمی کرو اور اس سے موافقت کرو اور اس کیلئے اللہ سے دعا کرو کہ وہ اس پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہو اور اس کے حق میں شیطان کے مددگار نہ بنو۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے، کہا کہ مدینہ میں ایک جوان تھا جو عبادت گزار تھا اور عمرؓ اس سے محبت کرتے تھے وہ مصر چلا گیا پھر خراب ہو گیا اور اس کا حال ہو گیا کہ وہ کسی برے کام سے نہیں رکتا تھا۔ اس کے بعد اس کا ایک رشتہ دار عمرؓ کے پاس آیا تو انھوں نے اس جوان کا حال پوچھا اس نے کہا اس کا حال مجھ سے نہ پوچھئے۔ فرمایا کیوں۔ اس نے کہا وہ بگڑ گیا اور (اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے) نکل گیا تو آپ نے اس کو یہ خط لکھا۔ عمرؓ کی طرف سے فلاں شخص کے نام حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ تا اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (۴۰: ۱ تا ۳) حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس (سب کو) جانا ہے۔ (جب یہ خط پہنچا) تو اس نے اس کو بار بار اپنے نفس پر پڑھنا شروع کر دیا۔ اب وہ نیکی کی طرف رجوع ہو گیا۔ مروی ہے ابو اسحٰق سبیعی سے انھوں نے کہا کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ میں قتل کئے ہوئے ہوں کیا میرے لئے توبہ مفید ہو گی تو آپ نے اس کو پڑھ کر سنایا حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ تا قَابِلِ التَّوْبِ اور اس سے فرمایا کہ عمل کر اور مایوس نہ ہو۔ مروی ہے قتادہؒ سے اس آیت کے متعلق وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ (۴۰: ۸) اور ان کو ہمیشہ رہنے والی بہشتوں میں داخل کر دیجئے۔ انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا اے کعب عدن کیا ہے۔ کعب نے کہا سونے کے محل ہیں جنت میں جن میں انبیاءؑ اور صدیقین اور عدل کرنے والے امام رہیں گے۔ اور اخذ کیا بخاری نے، روایت ہے عروہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے کہا مجھے بتائیے کہ مشرکین نے سخت ترین گستاخی

www.kitabghar.org

صنعه المشركون برسول الله صلے الله عليه وسلم قال بينا رسول الله صلے الله عليه وسلم يصلے بفناء الكعبة اذ اقبل عقبة بن ابي معيط فاخذ بمنكب رسول الله صلے الله عليه وسلم ولوى ثوبه في عنقه فخنقه خنقاً شديداً فاقبل ابو بكر فاخذ بمنكبيه ودفعه من النبي صلے الله عليه وسلم ثم قال اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ و عن عمرو بن العاص قال ما تنولوا من رسول الله صلے الله عليه وسلم بشئ كان اشد من ان طاف بالبيت ضحى فلقوه حين فرغ فاخذوا بمجامع ردائه و قالوا انت الذي تنهانا عما كان يعبد اٰباؤنا قال انا ذاك فقام ابو بكر فالتزمه من ورائه ثم قال اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ رافعا صوته بذلك وعيناه تسيحان حتى ارسلوه و عن انس ابن مالك قال قد ضربوا رسول الله صلے الله عليه وسلم حتى غشي عليه فقام ابو بكر فجعل ينادي ويلكم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کی تھی تو انھوں نے بیان کیا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کی چہار دیواری کے اندر نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آگیا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مونڈھا پکڑا اور آپ کی گردن میں اپنا کپڑا ڈال کر اینٹھا اور آپ کے گلے کو سخت گھونٹنے لگا کہ ابو بکرؓ آ گئے تو انھوں نے اس کے کندھے پکڑ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کو دفع کیا۔ پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (۲۸:۴۰) "کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالےٰ ہے حالانکہ وہ تمھارے رب کی طرف سے دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے۔" اور عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہا کہ کبھی اس سے زیادہ سخت اذیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہنچائی گئی کہ آپؐ دوپہر کو بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب آپ فارغ ہوگئے تو مشرکین قریش آپ کو لپٹ گئے اور آپ کی پوری چادر پکڑ لی اور کہنے لگے تو ہی ہے وہ جو ہم کو اُن معبودوں سے روکتا ہے جن کی ہمارے باپ دادا پوجا کرتے چلے آرہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں وہی ہوں۔ تو ابو بکرؓ کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیچھے سے لپٹ گئے (وگرنے نہ دیا) پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا الخ (۲۸:۴۰) "کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑے گا اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو (اپنی) حد سے گزر جانے والا، بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔" یہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور مروی ہے انسؓ بن مالک سے انھوں نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی تو ابو بکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا افسوس ہے

www.kitabghar.org

أ تقتلون رجلاً ان يقول ربي الله قالوا من ہذا قالوا ہذا ابن ابی قحافۃ و اخرج الحکیم الترمذی وابن مردویہ عن اسماء بنت ابی بکر نحوہ و عن علیؓ انہ قال ایہا الناس اخبرونی باشجع الناس قالوا لا نعلم فمن قال ابوبکر لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اخذتہ قریش فہذا یجبہ و ہذا یتلتلہ و ہم یقولون انت الذی جعلت الآلہۃ الٰہا واحدا قال فواللہ ما دنا منا احد الا ابوبکر یضرب ہذا و یجبئ ہذا و یتلتل ہذا و ہو یقول ویلکم أتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ ثم رفع علیؓ بردۃ کانت علیہ فبکی حتی ابتلت لحیتہ ثم قال انشدکم باللہ أمؤمن آل فرعون خیر ام ابوبکر فسکت القوم فقال الا تجیبونی فواللہ لساعۃ من ابی بکر خیر من مثل مؤمن آل فرعون ذاک رجل یکتم ایمانہ وہذا رجل اعلن ایمانہ عن ابی بکر الصدیق قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدجال یخرج فی ارض بالمشرق یقال لہا خراسان یتبعہ اقوام کأن وجوہہم المجان المطرقۃ۔

تم لوگوں پر تم ایک شخص کو اس بات پر مارتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ بعض لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انھوں نے بتایا کہ یہ ابن ابی قحافہ ہے۔ اور اسماء بنت ابی بکرؓ سے اسی طرح کی روایت اخذ کی حکیم ترمذی اور ابن مردویہ نے۔ اور مروی ہے علیؓ سے انھوں نے (مجلس کو خطاب کرتے ہوئے) کہا اے لوگو! مجھے بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے بہادر کون ہے؟ تو انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ آپ بتایئے۔ آپ نے کہا کہ ابوبکرؓ۔ واللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ قریش نے آپ کو پکڑ رکھا تھا کوئی آپ کو اوندھے منہ کئے ہوئے ہے کوئی آپ کو جھنجھوڑ رہا ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تو وہ ہے کہ تو نے بہت سے معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا۔ علیؓ نے کہا خدا کی قسم ہم میں سے کوئی آپ کے قریب بھی نہ پہنچ سکا بجز ابوبکرؓ کے کہ کبھی اِس کو مارتے تھے کبھی اُس کو جھنجھوڑتے تھے (یعنی اس طرح مجمع کو چیرتے ہوئے آپ تک جا پہنچے اور آپ کو چھڑایا) اور وہ یہ کہتے جاتے تھے افسوس ہے تم لوگوں پر تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر علیؓ نے اپنی چادر کا پلّا منہ پر ڈال لیا اور اتنے روئے کہ ان کی ڈاڑھی بھیگ گئی۔ پھر اس کے بعد انھوں نے کہا میں تمھیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آلِ فرعون والا مؤمن بہتر تھا یا ابوبکرؓ۔ قوم خاموش تھی۔ آپ نے کہا کہ تم مجھے جواب نہیں دیتے تو (مجھ سے سنو) خدا کی قسم ابوبکرؓ کی ایک ساعت مؤمن آلِ فرعون کی تمام عمر سے بہتر ہے۔ وہ ایسا شخص تھا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اور یہ (ابوبکرؓ) اپنے ایمان کا اعلان کرچکے تھے۔ مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا کہ ہم سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دجّال مشرق کی ایک زمین میں نکلے گا جس کو خراسان کہا جاتا ہے اس کی پیروی ایسی قومیں کریں گی جن کے چہرے ایسے ہوں گے گویا تہ بر تہ چڑھائی ہوئی ڈھالیں ہیں۔

آیات سورۂ فصلت یعنی حٰم السجدہ

قال اللہ تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ الخ (۴۱: ۳۰ تا ۳۲)

www.kitabghar.org

ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ ثواب جمعی را کہ اقرار بتوحید کردند بعدازان استقامت نمودند بران بیان میفرماید بعد ازان اثبات مینماید احسنیت جماعہ کہ از جملہ موحدین بدعوت الی الحق وعمل صالح متصف اند و ظاہر وباطن ایشان انقیاد رب العزت است این کلیہ از کتاب اللہ معلوم شد باز اگر شخصے را عقل ممیز باشد از احوال و اوصاف اشخاص معینہ کہ بتواتر ثابت شدہ دخول آن اشخاص درین کلیہ بلکہ سردفتر این جماعہ بودن میتواند فہمید بعد ازان احادیث مستفیضہ و مشہورہ در مناقب ہمان اشخاص شاہد آن فہم میگردد و در زمرہ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ داخل میتواند شد عن عمر بن الخطاب فی قولہ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ الآیۃ قال اقبلت قریش الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال مایمنعکم

جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کر لیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) مستقیم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جس کا تم سے (پیغمبروں کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ اور ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے لئے اس (جنت) میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔ یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ اُن لوگوں کے ثواب کا بیان فرما رہے ہیں جنہوں نے توحید کا اقرار کیا اور بعد اس پر جمے رہے۔ اس کے بعد ان موحدین میں سے اُس جماعت کا سب سے بہتر ہونا ثابت فرماتے ہیں جو اللہ کی طرف دعوت دینے اور عمل صالح کے ساتھ متصف ہیں اور اُن کا ظاہر و باطن رب العزت کی اطاعت بن گیا ہے۔ یہ کلیہ کتاب اللہ سے معلوم ہو گیا۔ پھر اگر کسی شخص کے پاس بھلے برے میں امتیاز کرنے والی عقل موجود ہو تو وہ اشخاص معینہ کے اُن احوال و اوصاف کو جو تواتر سے ثابت ہیں پیش نظر رکھ کر اُن اشخاص کا اس کلیہ میں داخل ہونا بلکہ ان کا اس جماعت کا سردفتر ہونا معلوم کر سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ احادیث مستفیضہ و مشہورہ جو اُن ہی اشخاص کی تعریفوں میں وارد ہیں وہ اس فہم کی شاہد بن جائیں گی اور پھر یہ شخص اس جماعت میں داخل ہو سکتا ہے جس کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ الخ (۱۱: ۱۷) کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ بھی آیا خدا کی طرف سے) مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے آیت وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ الخ (۴۱: ۵) کے بارے میں (اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہم کو بلاتے ہیں ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں) عمرؓ نے بیان کیا کہ قریش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا تمہیں اسلام سے

www.kitabghar.org

من الاسلام فتسوّروا العرب فقالوا
یا محمد ما نفقہ ما تقول و لانسمعہ و
ان علی قلوبنا لغلفا و اخذ ابوجہل ثوبا
فیما بینہ و بین النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا محمد قلوبنا فی
اکنۃ مما تدعونا الیہ و فی آذاننا
وقر و من بیننا و بینک حجاب فقال
لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ادعوکم الی خصلتین ان تشہدوا
ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک
لہ و انی رسول اللہ فلما سمعوا
شہادۃ ان لا الہ الا اللہ
وَلَّوْا علی اَدْبَارِہِم نُفُوْرًا و
قالوا اَجَعَلَ الْاٰلِہَۃَ اِلٰہًا وَّاحِدًا
اِنَّ ہٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ وقال
بعضہم لبعض اَمْشُوْا وَاصْبِرُوْا علی
اٰلِہَتِکُمْ اِنَّ ہٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ مَا
سَمِعْنَا بِہٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ اِنْ
ہٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ ءَاُنْزِلَ عَلَیْہِ
الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا و ہبط جبریل فقال
یا محمد ان اللہ یقرئک السلام
الیس یزعم ہؤلاء ان علی قلوبہم اکنۃ ان
یفقہوہ و فی آذانہم وقر فلیس یسمعون
قولک کیف وَ اِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ
فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَہٗ وَلَّوْا عَلٰی
اَدْبَارِہِمْ نُفُوْرًا لو کان کما زعموا
لم ینفروا ولکنہم کاذبون یسمعون و
لا ینتفعون بذلک کراہیۃ لہ فلما کان
من الغد اقبل منہم سبعون رجلا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کیا چیز روک رہی ہے (اگر تم اسلام قبول کرلو) تو عرب کی حدود سے آگے پہنچ جاؤ۔ تو انھوں نے کہا اے محمدؐ ہم نہیں سمجھتے کہ تو کیا کہتا ہے اور نہ ہم اس کو سنتے ہیں اور ہمارے دلوں پر تو پردے پڑے ہوئے ہیں اور ابوجہل نے اپنے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک کپڑے کو آڑ بنا لیا پھر کہا اے محمدؐ جس بات کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگ رہی ہے اور ہمارے اور تمھارے درمیان ایک حجاب ہے۔" پھر ان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھیں دو اچھی باتوں کی طرف دعوت دے رہا ہوں یعنی یہ کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو جب انھوں نے لا الہ الا اللہ کی شہادت کا بیان سنا تو پیٹھ پھیر کر نفرت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے چل دیئے اَجَعَلَ الْاٰلِہَۃَ الخ (۳۸: ۵) کیا (یہ شخص سچا ہو سکتا ہے کہ) اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔" اور ان میں سے بعض نے بعض سے کہا اِمْشُوْا وَاصْبِرُوْا الخ (۳۸: ۶ تا ۸) کہ (یہاں سے) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت) پر قائم رہو یہ کوئی مطلب کی بات ہے۔ ہم نے یہ بات (اپنے) پچھلے مذہب میں نہیں سنی ہو نہ ہو یہ (اس شخص کی) گھڑت ہے۔ کیا ہم سب میں سے اسی پر کلام الٰہی نازل کیا گیا۔ پھر جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ اللہ تعالےٰ آپ کو سلام فرماتے ہیں کیا اس جماعت نے یہ گمان ظاہر نہیں کیا کہ اس بات کو سمجھنے سے ان کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹے ہیں اس لئے وہ نہیں سنتے آپ کی بات کو۔ یہ کیسے وَاِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ الخ (۱۷: ۴۶) اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو یہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چل دیتے ہیں" اگر بات یہ ہوتی جس کا وہ دعویٰ کر رہے ہیں تو وہ نفرت نہ کرتے۔ لیکن وہ جھوٹے ہیں، سنتے ہیں اور اس سے نفع نہیں اٹھاتے اس سے کراہیت کی وجہ سے پھر جب اگلا دن آیا تو ان میں سے ستر آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

فقالوا یا محمد اعرض علینا الاسلام فلما عرض
علیھم الاسلام اسلموا من آخرھم فتبسم النبی
صلے اللہ علیہ وسلم وقال الحمد للہ بالامس
تزعمون ان علے قلوبکم غلفا و قلوبکم فی اکنۃ
مما تدعوکم الیہ و فی اذانکم وقرا اصبحتم
الیوم مسلمین فقالوا یا رسول اللہ کذبنا بالامس
لوکان کذلک ما اہتدینا ابدا ولکن اللہ
الصادق والعباد الکاذبون علیہ وہو
الغنی ونحن الفقراء الیہ عن ابی بکر الصدیق
فی قولہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
قال الاستقامۃ الا یشرکوا باللہ شیئا وعن
ابی بکر الصدیق انہ قال ماتقولون فی ہاتین الآیتین
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ
فقالوا الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثم عملوا
بہا واستقاموا علی امرہ فلم یذنبوا ولم
یلبسوا ایمانہم بظلم لم یذنبوا قال لقد
حملتموہا علی امر شدید الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا
اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ یقول بشرک وَالَّذِیْنَ قَالُوْا
رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فلم یرجعوا الی
عبادۃ الاوثان وعن عمر بن
الخطاب ان الذین قالوا ربنا
اللہ ثم استقاموا قال استقاموا
بطاعتہ ولم یروغوا روغان الثعلب
عن عمر بن الخطاب قال
لو اطقت الاذان مع الخلافۃ
لاذنت عن عمر بن الخطاب
قال ان ہذا القرآن کلام اللہ
فضعوہ علی مواضعہ

کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا اے محمدؐ ہم پر اسلام پیش کرو۔ جب آپ نے اُن پر اسلام پیش کیا تو سب نے اسلام قبول کر لیا آخر تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا کہ الحمد للہ کل تم یہ دعوےٰ کر رہے تھے کہ تمھارے دِلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور تمھارے قلوب جس امر کی طرف ہم تم کو دعوت دے رہے ہیں اُس سے پردوں میں چھپے ہوئے ہیں اور تمھارے کانوں میں ڈاٹیں لگی ہوئی ہیں، آج تم نے اسلام قبول کر لیا تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہؐ کل ہم نے جھوٹ بولا تھا۔ اگر یہ بات ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ لیکن اللہ سچّا ہے اور بندے اُس پر جھوٹ لگاتے ہیں۔ وہ بے احتیاج ہے اور ہم اُس کے محتاج ہیں۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے دربارۂ آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا (۴۱: ۳۰) جن لوگوں نے اقرار کر لیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ان کو اس پر استقامت بھی ہوگئی، فرمایا کہ استقامت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ اُنھوں نے (حاضرین سے) پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو ان دونوں آیتوں کے بارے میں اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا اور اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ تو لوگوں نے کہا "جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے" پھر اس پر عمل بھی کیا" اور قائم بھی رہے" اُس کے حکم پر کہ گناہ نہ کئے۔ اور "اُنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہ کیا" یعنے گناہ نہ کئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان آیات کو سخت بات پر محمول کر لیا (ان آیات کی تفسیر یہ ہے) کہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ یعنی شرک کے ساتھ مخلوط نہ کیا۔ اور جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے یعنے بتوں کی عبادت کی طرف نہ لوٹے۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے یعنی اس کی طاعت پر قائم رہے اور لومڑی کی طرح راستہ نہ بدل لیا۔ اور مروی ہے عمرؓ ابن الخطاب سے فرمایا کہ اگر خلافت کے ساتھ میں اپنے میں اذان دینے کی طاقت پاتا تو اذان دیا کرتا۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کو اس کے صحیح مواقع پر رکھو اور اس میں

ولا تبتغوا فيه هواكم عن ابن عباس
في قوله أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ
قال ابو جهل بن هشام أَمْ مَنْ يَأْتِي
آمِنًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ابو بكر الصديق
عن بشير بن تميم قال نزلت هذه الآية
في ابي جهل و عمار بن ياسر أفمن يلقى
في النار خير ابو جهل أم من يأتي آمنا
يوم القيمة عمار و عن عكرمة مثله
عن ابن عباس في قوله اِعْمَلُوْا مَا
شِئْتُمْ قال هذا لاهل بدر خاصة
و عن ابراهيم النخعي قال ذكر ان
السماء فرجت يوم بدر فقيل اِعْمَلُوْا
مَا شِئْتُمْ۔

قال الله تعالى فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ
شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ
يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ وَ
الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى
بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ
الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَ
جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ
مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ
لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ
لَمَنِ انْتَصَرَ

اپنی خواہش نفس کا اتباع نہ کرو (کہ تاویلات کرکے اپنے خیال کے
ساتھ اس کو مطابق کرنے کی کوشش کرو)۔ مروی ہے ابن عباس
سے اس آیت (کی تفسیر) میں أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ (۴۱:۴۰)
سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ بہتر ہے" فرمایا یعنی ابوجہل
ابن ہشام أَمْ مَنْ يَأْتِي الخ (۴۱:۴۰) یا وہ شخص جو قیامت کے روز
امن وامان کے ساتھ (جنت میں) گئے" یعنی ابوبکر صدیقؓ۔ مروی
ہے بشیر بن تمیم سے انھوں نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ابوجہل
اور عمار بن یاسر کے بارے میں أفمن یلقی فی النار خیر ابوجہل
ام من یاتی آمنا یوم القیمۃ عمار مراد ہے۔ اور ایسی ہی تفسیر عکرمہ
سے مروی ہے۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے قول حق تم اِعْمَلُوْا
مَا شِئْتُمْ (۴۱:۴۰) کہ جو تم چاہو کرو۔ کے متعلق کہ یہ اہل بدر کے
لئے خاص ہے۔ اور مروی ہے ابراہیم نخعی سے بیان کیا کہ یہ ذکر
کیا گیا ہے کہ یوم بدر میں آسمان (کا دروازہ) کھولا گیا اور کہا
گیا کہ جو تم چاہو کرو۔

آیات سورۂ شوریٰ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ الخ (۴۲: ۳۶ تا
۴۳) سو جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی
زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور (اجر و ثواب آخرت میں) جو اللہ
کے یہاں ہے وہ (بدرجہا) اس سے بہتر ہے اور زیادہ پائدار وہ
ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے
ہیں اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور (ان میں سے) بے حیائی کی باتوں
سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور
جن لوگوں نے کہ اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور
ان کا ہر کام (جس میں بالتعیین نص نہ ہو) آپس کے مشورے سے ہوتا
ہے اور ہم نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایسے
ہیں کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں۔
اور برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی پھر (بعد اجازت انتقام کے) جو
شخص معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے
واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو اپنے اوپر ظلم

www.kitabghar.org

بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ فقیر گوید عفی عنہ درین آیات تعریض است بحال صحابۂ کرام خصوصاً خلفائے ذوی الاحترام و این مسئلہ از دقائق فہم قرآن است نخست این مقدمہ را بخاطر مستحضر میباید ساخت کہ تعریض بافراد معینہ حاصل میشود بآنکہ لفظِ نص عام باشد متضمن اوصافِ عامہ و شخصے از میانِ افرادِ آن مفہوم عام مشہور باشد بوصفے چندانکہ اوّل نظر سامع بآن افراد افتد بعد ازان باید دانست کہ وصف اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ از اوصافِ مشہورہ مہاجرین اولین است زیراکہ در وقت غربتِ اسلام ایشان از مالوفاتِ قوم خود گذشتند و از عشائر خود بُریدند محض برائے ایمان بعد ازان ہجرت کردند و ترک مکاسبی کہ ہریک برائے خود آمادہ داشت نمودند و در مہالک و مشاق تن دردادند بمجرد اعتماد بر وعدۂ الٰہی و بصرف توکّل بر خبر ربّ العزت تبارک وتعالیٰ و وصف وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ از اوصاف صالحین مہتدین است از انصار و الذین اتبعوہم باحسان زیراکہ معنے تہذیب آن است کہ قوۃ بہیمیہ زیر حکم عقل مطمئن شود و بغی نکند یجتنبون کبائر الاثم و الفواحش اشارۃ بآن است وقوۃ سبعیہ

ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں سرکشی (اور تکبر) کرتے ہیں ایسوں کے لئے دردناک عذاب (مقرر) ہے۔ اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے یہ البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ ان آیات میں تعریض ہے صحابۂ کرام خصوصاً خلفاء ذوی الاحترام کے حال کی طرف اور یہ مسئلہ فہم قرآن کی باریک بینی سے تعلّق رکھتا ہے۔ اوّل اس مقدمہ کو اپنے خیال میں مستحضر کرلینا چاہیے کہ اس سے افرادِ معیّنہ کی تعریض حاصل ہوجاتی ہے۔ وہ یہ کہ نص کے لفظ عام ہوں جو اوصافِ عامہ پر مشتمل ہوں اور کوئی شخص اُس مفہومِ عام کے افراد میں سے کسی وصف کے ساتھ اتنا مشہور ہو کہ اُس وصف کو سُن کر سامع کی پہلی نظر اُس فرد پر پڑے۔ اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (یعنے ایمان لائے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں) مہاجرینِ اوّلین کے اوصافِ مشہورہ میں سے ہے کیونکہ غربتِ اسلام کے زمانہ میں اپنی قوم کی جن چیزوں سے اُن کو اُلفت تھی ان حضرات نے ان سب کو چھوڑا اپنے کُنبہ سے مُنہ موڑا محض ایمان کے واسطے اس کے بعد انھوں نے ہجرت کی اور اپنے ذرائع کسب معاش کو جو ہر ایک کھتا تھا سب پر خاک ڈالی اور مقامات ہلاکت اور مشقتوں میں اپنے کو ڈال دیا' یہ سب محض وعدۂ الٰہی پر بھروسہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کیا اور ربّ العزت تبارک وتعالیٰ کی خبر پر خالص توکّل کی بنا پر۔ اور وصفِ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ الخ (یعنے اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب اُن کو غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں) انصار صالحین ہدایت یافتہ کے اور اُن حضرات کے اوصاف میں سے ہے جنھوں نے خوبی کے ساتھ اُن کا اتباع کیا (اور نفس کو مہذب بنالیا) کیونکہ تہذیب کی حقیقت یہ ہے کہ قوّتِ بہیمیہ (لذّاتِ نفسانی کا اسی قوت سے تعلّق ہے) عقل کے ماتحت ہوکر سکون حاصل کرلے اور (عقل سے) بغاوت نہ کرے۔ یجتنبون کبائر الاثم والفواحش" سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور قوتِ سبعیہ (جو غضب و درجوش کا منبع ہے)

www.kitabghar.org

تحتِ فرمان عقل رام گردد واذا ما غضبوا ہم یغفرون
رمز است بدان وکلمہ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّہِمْ
تعریض است بصدیقِ اکبرؓ زیراکہ اشہر اوصاف
او آن بود کہ دعوۃ الحق را اوّل مرتبہ شنیدہ و
بقوۃِ تصدیق وکمال یقین تلقی نمودہ ودر اقامتِ
صلوٰۃ پایہ بلند پیدا کرد تا آنکہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اورا از میان صحابہ بامامت صلوٰۃ برگزید
وکلمہ اَمْرُہُمْ شُوْرٰی بَیْنَہُمْ اشارہ است بفاروق
اعظم زیراکہ اشہر اوصاف او آن بود کہ در زمان
خلافتِ او جمیع امور بمشورہ علمائی صحابہ نافذ می
شد ومعظم اجماعیات در ملتِ اسلامیہ ہمان
است کہ اجماع و اتفاق بران بتدبیر فاروق
اعظم وبرائے او واقع شد وکلمہ وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ
یُنْفِقُوْنَ کنایہ است بحالِ ذی النورین زیراکہ
اشہر اوصاف او در اسلام کثرت انفاق است
فی سبیل اللہ وبہمین انفاقات بہ بشاراتِ عظیمہ
فائز گشت وبدرجاتِ عالیات ترقی یافت و
کلمہ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ہُمْ یَنْتَصِرُوْنَ
منطبق است بر علی مرتضےٰ زیراکہ در ایام خلافت
او امرے کہ واقع شد ووی بآن متفرد بود قتالِ
بغاۃ است وقولہ تعالےٰ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ الٰے
فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْہِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ حاصل معنے آن تجویز
انتقام است وتفضیل عفو واصلاح وصفتے کہ حسن
مجتبےٰ مخصوص است بآن ولسانِ نبوت در
استحسانِ آن وصف از وبا این کلمہ نطق فرمودہ
وَلَدِیْ ہٰذَا سَیِّدٌ وَسَیُصْلِحُ اللہُ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ
الْمُسْلِمِیْنَ امر صلح است ورفع نزاع ولفظ اَصْلَحَ دلالت
میکند بر وجود اتفاق مسلمین وارتفاعِ تفرقہ از میان
ایشان واین اشارہ است بخلافتِ معاویہ

بھی عقل کے زیرِ حکم آ کر مطیع ہو جاتے ہیں" وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ہُمْ یَغْفِرُوْنَ"
سے اسی جانب ایماء فرمایا گیا ہے اور کلمہ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّہِمْ
تعریض ہے صدّیق اکبرؓ کی طرف۔ کیونکہ آپ کے سب سے زیادہ مشہور
اوصاف میں سے یہ وصف تھا کہ دعوتِ حق کو پہلی مرتبہ سنتے
ہی قوتِ تصدیق اور کمال یقین کی بناء پر قبول کر لیا اور آپ نے
اقامتِ صلوٰۃ میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا یہاں تک کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہؓ میں سے اُن کو نماز کی امامت کے لئے
منتخب فرمایا اور کلمہ اَمْرُہُمْ شُوْرٰی بَیْنَہُمْ سے اشارہ ہے
فاروق اعظم کی جانب۔ کیونکہ یہ وصف اُن کے سب سے زیادہ مشہور
اوصاف میں سے تھا کہ اُن کے زمانۂ خلافت میں تمام اُمور علماء صحابہ
کے مشورے سے نافذ ہوتے تھے۔ اور ملّتِ اسلامیہ کے اجماعی مسائل
میں سب سے زیادہ باعظمت وہی مسائل ہیں جن پر فاروقِ اعظم کی تدبیر
اور رائے سے اجماع واتفاق واقع ہوا ہے۔ اور وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ
یُنْفِقُوْنَ ہ سے اشارہ ہے حضرت ذی النورینؓ کے حال کی جانب۔
کیونکہ اسلام میں جو اُن کا سب سے زیادہ مشہور وصف ہے وہ اللہ
کے راستہ میں بکثرت خرچ کرنا ہے اور اسی بکثرت خرچ کرتے رہنے کی
راہ سے آپ بشاراتِ عظیمہ پر فائز ہوتے اور بلند مراتب پر آپ نے
ترقی پائی۔ اور کلمہ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ہُمْ یَنْتَصِرُوْنَ
منطبق ہے علی مرتضےٰؓ پر۔ کیونکہ اُن کے ایامِ خلافت میں جو امر کہ واقع
ہوا اور وہ اس میں متفرد تھے وہ باغیوں کے ساتھ قتال ہے۔ اور
(مذکورہ بالا) آیت وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سے مَا عَلَیْہِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ
تک اس کے حاصل معنے ہیں انتقام کے جواز کا بیان اور معاف کر دینے
اور صلح کرنے کی فضیلت کا اظہار اور وہ صفت کہ حضرت حسنؓ جس سے
مخصوص ہیں، اور لسان نبوّت نے اس وصفِ خاص کی ستائش میں
اس کلمہ سے نطق فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالےٰ
مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں اس کے ذریعہ سے صلح کرائیگا"
وہ امر صلح ہے اور رفعِ نزاع (یعنے جھگڑے کا ختم کر دینا) اور لفظ
اَصْلَحَ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق ہو گا
اور تفرقہ باہمی ختم ہو گا اور یہ اشارہ ہے خلافتِ معاویہ بن ابی سفیان

www.kitabghar.org

ابن ابی سفیان اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ اشارہ است بجوانانِ بنی امیہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درباب ایشان فرمودہ اند ہلاک امتی علیٰ ایدی اُغیلمۃ من قریش وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اشارۃ است بجمعے از علمائے احبار کہ رئیس ایشان امام علی ابن الحسین الملقّب بزین العباد است رضی اللہ عنہ و عن آبائہ الکرام کہ ادراک آن زمان کردند وبرعایت حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ از سلِ سیف برخلیفۂ وقت نہی فرمودہ ساکت شدند وتن زدند باوجود کراہیت آن افعال و اطوار و اللہ اعلم بدقائق کتابہ عن ابی ہریرۃ انّ رجلاً شتم ابا بکر والنبیُّ صلے اللہ علیہ وسلم جالسٌ فجعل النبیُّ صلے اللہ علیہ وسلم یتعجب ویتبسّمُ فلما اکثر ردَّ علیہ بعض قولہ فغضبَ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقامَ فلحِقَہ ابوبکرٍ فقال یارسولَ اللہ کان یشتمنی و انت جالسٌ فلمّا رددتُ علیہ بعضَ قولہ غضبتَ وقُمتَ قال انہ کان معکَ ملکٌ یُرُدُّ عنکَ فلمّا رددتَ علیہ بعض قولہ وقع الشیطانُ فلم اکن لِاَقعد مع الشیطان ثم قال یااَبابکرٍ ثلاثٌ ھُنَّ حقٌ ما من عبدٍ ظُلِم بمظلمۃٍ فیغضُّ عنہا لِلّٰہِ اِلَّا اَعزَّہٗ اللہ بہا نصرہٗ وما فتح رجلٌ بابَ عطیۃٍ یرید بہا صلۃً اِلّا زادہ اللہ بہا کثرۃً وما فتح رجلٌ بابَ مسئلۃٍ یرید بہا کثرۃً

کی طرف۔ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ اشارہ ہے جوانانِ بنی اُمیّہ کی طرف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا کہ ہلاکُ اُمتی الخ میری اُمّت کی ہلاکت ہوگی خاندانِ قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں سے۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اشارہ ہے علماءِ ربّانی کی اُس جماعت کی طرف جن کے رئیس امام علی بن الحسین ملقب بزین العباد ہیں اللہ اُن سے اور اُن کے آباءِ کرام سے راضی رہے کہ انھوں نے اُس زمانہ کو پایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی رعایت سے جس میں آپ نے خلیفہ وقت کے مقابلہ پر تلوار کھینچنے سے منع فرمایا ہے ساکت ہوگئے اور باوجود اُن افعال و اطوار کی ناگواری کے آپ خاموش رہے۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے اپنی کتاب کی باریکیوں کو۔ مروی ہے ابوہریرہؓ سے کہ ایک شخص نے ابوبکرؓ کو بُرا کہا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تعجب کرنا اور مُسکرانا شروع کردیا۔ پھر جب وہ شخص بہت بڑھ گیا تو ابوبکرؓ نے اُس کے بعض اقوال کو اُس پر لوٹا دیا اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور آپ کھڑے ہوگئے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ آپ کے پاس پہنچا اور آپ سے (بطور شکوہ) کہا کہ یا رسول اللہؐ وہ مجھے سخت سُست کہہ رہا تھا اور آپ بیٹھے رہے پھر جب میں نے اُس کی بعض گفتگو کو اُس پر لوٹایا تو آپ خفا ہوکر اُٹھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا بات یہ تھی کہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے اُس پر کلام لوٹا رہا تھا جب تم نے خود اُس کی بات اُس پر لوٹانا شروع کردی تو شیطان آپڑا اور میں شیطان کے پاس نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ پھر فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تین باتیں ہیں جو حق ہیں۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جس پر کسی قسم کا ظلم کیا جائے اور وہ اُس سے اللہ تعالیٰ کے واسطے چشم پوشی کرے تو اُس کو اللہ تعالیٰ مدد دے کر غالب کردے گا۔ اور کسی شخص نے عطیہ کا دروازہ نہیں کھولا جس سے اُس کی نیت حُسنِ سلوک ہو (یعنے ریاکاری نہ ہو) مگر اللہ تعالیٰ بہت کچھ بڑھا دے گا۔ اور کسی شخص نے مانگنے کا دروازہ نہیں کھولا جس سے اُس کی غرض کثرتِ

www.kitabghar.org

الاّ زاده الله بها قلّةً عن قیلان بن انسٍ قال ابتاع ابوبکر جاریةً عجمیةً من رجل قد کان اصابها فحملت له فاراد ابوبکر ان یطأها فابت علیه و اخبرت انّها حامل فرفع ذلک الی النبیّ صلی الله علیه وسلم فقال النبیّ صلی الله علیه وسلم انها حفظت فحفظَ اللهُ لها اِنّ احدکم اذا تشجّع ذلک المتشجّع فلیس بالخیار علی الله فردّها الی صاحبها الذی باعها۔

قال الله تعالٰی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۙ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ۝ یعنے اگر نقل کنیم ترا از دنیا بر رفیقِ اعلٰی قبل از انجازِ وعدۂ فتح چہ باک پس ہر آئینہ ما انتقام کشندہ ایم از اصنافِ کفّار واگر بنمائیم ترا آنچہ وعدہ میدہیم دور نیست پس ہر آئینہ ما برایشان توانائیم پس چنگ محکم کن بانچہ وحی فرستادیم بسوئے تو ہر آئینہ تو برراہ راستی و ہر آئینہ آن وحی فرستادن شرفست ترا و قوم ترا و نزدیک است کہ ازان سوال کردہ خواہید شد یا گوئیم معنے چنین است ہر آئینہ قرآن پند است ترا و قوم ترا الٰی آخرہ باز فقیر

(ال) ہو مگر حق تعالٰے قلت میں اضافہ کردے گا۔ قیلان بن انس سے مروی ہے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے ایک عجمی لونڈی خریدی ایک شخص سے جو اُس کے پاس جاچکا تھا اور وہ اُس سے حاملہ ہوگئی تھی۔ پھر ابوبکرؓ نے اُس سے مباشرت کا ارادہ کیا تو اُس نے انکار کردیا اور خبردی کہ وہ حاملہ ہے۔ تو ابوبکرؓ نے یہ معاملہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے (حق کی) حفاظت کی تو اللہ تعالٰی نے اُس کی حفاظت کی تم میں سے جو کوئی جرأت کرے گا ایسے موقع پر تو اللہ پر اس کا اختیار نہیں چلتا (قدرت نے اپنا فعل تخلیق جاری کردیا اور بات کُھل گئی) اس کو اس کے آقا کے پاس جس نے اس کو فروخت کیا ہے واپس کردو۔

آیات سورۃ زخرف

اللہ تعالٰے نے فرمایا فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ الخ (۴۳:۴۱تا۴۴)

پھر اگر ہم (دنیا سے) آپ کو اُٹھالیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں یا اگر اُن سے ہم نے جو عذاب کا وعدہ کررکھا ہے وہ آپ کو (بھی) دِکھلادیں (تب بھی کچھ بعید نہیں کیونکہ) ہم کو اُن پر ہر طرح کی قدرت ہے تو آپ اس قرآن پر قائم رہیئے جو آپ پر وحی کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے آپ بیشک سیدھے راستہ پر ہیں اور قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے بیشک بڑے شرف کی چیز ہے۔ اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے۔" (ترجمہ ثانی از حضرت مصنفؒ) یعنی اگر منتقل کریں ہم تم کو دُنیا سے رفیق اعلٰی کی طرف وعدہ پورا کرنے سے پہلے تو کیا اندیشہ ہے پس یقیناً ہم انتقام لینے والے ہیں کفّار کی قوموں سے اور اگر دکھادیں ہم تم کو وہ جس کا وعدہ ہم تم سے کررہے ہیں تو بعید نہیں پس البتہ ہم ان پر پوری توانائی رکھتے ہیں بس تم مضبوطی سے پکڑ لو اُس کو جو وحی بھیجتے رہتے ہیں ہم تمہاری طرف تم یقیناً سیدھے راستہ پر ہو اور یقیناً یہ وحی بھیجنا شرف ہے تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے کہ اس کے بارے میں تم سوال کئے جاؤ گے۔ یا یوں کہیئے کہ مطلب یہ ہے کہ بیشک یہ قرآن ایک نصیحت نامہ ہے تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے، آخر تک۔ پھر فقیر

گویند بظاہر تردید کردہ شد در آنکہ خدای تعالیٰ
پیغامبر خود را پیش از انجاز موعود از عالم دنیا
بردارد و خود متصدی انتقام شود کہ مضمون
وعدہ است یا بحضور او بنماید آنچہ وعدہ میدہد
و در ہر دو صورت تشویش را بخاطر راہ نباید داد
زیراکہ تو بر راہ راستی آنچہ میفرمائی راست است
وآنچہ وعدہ میدہی بودنی است و در علم خدای
تعالیٰ تردید نیست پس مراد تنویع است کہ بعض
موعود بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانجام
رسد و بعض آن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بظہور آید و از احادیث متواترہ کہ شک را
درآن راہ نیست ثابت شد کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم از ابتدای بعثت تا آخر حیات وعدہ
فتح عجم و روم میداد و جہرۃً می فرمود کہ
خدای تعالیٰ دین خود را بر اہل مدر و وبر
غالب خواہد ساخت بذل ذلیل او عز عزیز
چون این صورت در عہد مبارک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نیافت لازم شد
کہ بعد انتقال وی صلی اللہ علیہ وسلم برفیق اعلیٰ
بر دست بعض نواب آن جناب واقع شود و
وقوع آن متمم مراد حق باشد از بعثت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و این یکے از لوازم خلافت خاصہ
است حالا در فکر آن باید افتاد کہ آن معانی بر
دست کدام یکے ظاہر شد و اوست خلیفہ خاص و
معنے لذکر لک و لقومک بر یک تاویل آنست کہ
جماعہ از قریش این شرف ظاہر و باطن دریابند
و بہ نیابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رؤساء
عالم شوند و احراز فضیلت اعلاء کلمۃ اللہ
نمایند عن محمد بن عثمان المخزومی

کہتا ہے کہ بظاہر تردید کی گئی ہے اس امر کی (یعنے تشویش آمیز خطرات
کی) کہ خدا تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو جن امور کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے پورا
کرنے سے پہلے ہی عالم دنیا سے اُٹھا لے اور مجرمین سے انتقام کے
کام کو خود ہی انجام پذیر کرے جو کہ وعدے کا مضمون ہے یا اُس امر
کو پیغمبر کی موجودگی میں ہی دکھا دے جس کا وہ وعدہ کر رہا ہے دونوں
صورتوں میں تشویش کو دل میں نہ لانا چاہئیے کیونکہ تم سیدھی
راہ پر ہو جو کچھ کہہ رہے ہو سچ کہہ رہے ہو اور جو کچھ تم وعدہ
دے رہے ہو وہ پورا ہونے والا ہے اور علم الٰہی میں تردید نہیں
ہے۔ پس مراد تقسیم کرنا ہے کہ کئے گئے وعدوں میں سے بعض تو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی پورے ہو جائیں گے
اور بعض وعدے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظہور میں
آئیں گے۔ اور احادیث متواترہ سے کہ جن میں شک شبہہ کی
گنجائش نہیں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے
بعثت سے آخر حیات تک ملک فارس و روم کی فتح کا وعدہ کرتے
رہے اور کھلم کھلا فرماتے رہے کہ حق تعالےٰ اپنے دین کو اہل مدر
(یعنے دیہات والوں) اور اہل وبر (یعنے صحرا والوں) پر غالب
کرے گا ذلیل کو ذلت دے کر اور قابل عزت کو عزت دے کر جب
یہ صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ظہور
میں نہیں آئی تو لازم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
رفیق اعلےٰ کی طرف منتقل ہونے کے بعد آنجناب کے بعض قائم مقاموں
کے ہاتھ پر واقع ہو اور اُس کا وقوع مراد حق کو پورا کرنے والا
بنے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تھی اور یہ خلافت
خاصہ کے لوازم میں سے ایک لازمہ ہے۔ اب اس پر غور و فکر
کرلینا چاہئیے کہ وہ مفہوم کس کے ہاتھ پر ظاہر ہوا (جس کے ہاتھ پر
اُس کا ظہور ثابت ہو) وہی خلیفہ خاص ہے اور وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ
وَلِقَوْمِكَ کے معنے ایک تاویل پر یہ ہیں کہ قریش کی ایک جماعت
یہ شرف ظاہر و باطن پائیگی اور اُس جماعت کے افراد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے رؤساء عالم بنیں گے اور اعلاء
کلمۃ اللہ کی فضیلت کا تحفظ کریں گے۔ اور محمد بن عثمان مخزومی سے

۵؎ مدر یعنی کلوخ و اہل مدر کنایہ از ساکنان دیہ و وبر یعنی پشم شتر را گویند و اہل وبر کنایہ از باشندگان صحرا است ۱۲

www.kitabghar.org

ان قریشا قالت قیضوا لکل رجل من اصحاب محمد رجلا یأخذہ فقیضوا لابی بکر طلحۃ بن عبید اللہ فاتاہ وہو فی القوم فقال ابوبکر الی ما تدعونی قال ادعوک الی عبادۃ اللات والعزی قال ابوبکر وما اللات قال ربنا قال والعزی قال بنات اللہ فقال ابوبکر فمن امہن فسکت طلحۃ فلم یجبہ فقال طلحۃ لاصحابہ اجیبوا الرجل فسکت القوم فقال طلحۃ قم یا ابابکر اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فانزل اللہ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا الآیۃ عن عبدالرحمٰن بن مسعود العبدی قال قرأ علی بن ابی طالب ہذہ الآیۃ فَاِمَّا نَذْہَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْہُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ہ قال قد ذہب نبیہ علیہ السلام وبقیت نقمتہ فی عدوہ ہ عن مجاہد فی قولہ وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ قال یقال ممن ہذا الرجل فیقال من العرب فیقال من ای العرب فیقال من قریش فیقال من ای قریش فیقال من بنی ہاشم ع عن علی وابن عباس قالا کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعرض نفسہ علے القبائل بمکۃ ویعدہم الظہور فاذا قالوا

روایت ہے کہ قریش نے یہ تجویز کیا کہ اصحاب محمدؐ میں سے ہر شخص کے پیچھے اپنا ایسا آدمی لگا دیں جو اُس کو گرفت میں لے لے۔ تو انھوں نے ابوبکرؓ کے پیچھے طلحہ بن عُبیداللہ کو لگایا۔ تو وہ قوم کے لوگوں کو ساتھ لے کر ابوبکرؓ کے پاس پہنچے۔ ان سے ابوبکرؓ نے کہا آپ مجھے کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ طلحہ نے کہا لات و عُزّیٰ کی عبادت کی طرف۔ تو ابوبکرؓ نے کہا اور لات کیا ہے؟ طلحہ نے کہا ہمارا رب ہے۔ پھر ابوبکرؓ نے کہا اور عُزّیٰ کیا ہے؟ طلحہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اس پر ابوبکرؓ نے کہا کہ تو اُن کی ماں کون ہے؟ اس پر طلحہ چپ رہ گئے اور اُن کو جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد طلحہ نے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو جواب دو وہ سب بھی خاموش رہے۔ اس کے بعد طلحہ نے کہا اُٹھو اے ابوبکرؓ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ الخ (۴۳: ۳۶) اور جو شخص اللہ کی نصیحت (یعنے قرآن) سے اندھا بن جاوے ہم اُس پر ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں سو وہ (ہر وقت) اُس کے ساتھ رہتا ہے الخ اور عبدالرحمٰن بن مسعود العبدی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب نے یہ آیت پڑھی فَاِمَّا نَذْہَبَنَّ بِکَ الخ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام چلے گئے اور اُن کی جانب سے کینہ اُن کے دشمنوں میں باقی رہ گیا۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے آیت وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ کہا جائے گا کہ یہ شخص (حضرت نبی علیہ السلام) کس (قوم) میں سے تھے؟ تو جواب دیا جائیگا کہ عرب میں سے۔ پھر پوچھا جائیگا کہ کس عرب میں سے؟ تو جواب دیا جائیگا کہ قریش میں سے۔ پھر کہا جائیگا کہ کونسے قریش میں سے؟ تو کہا جائیگا بنی ہاشم میں سے۔ اور علیؓ اور ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں قبائل کے سامنے بنفسِ نفیس اُن سے اسلام کے غلبہ کا وعدہ فرما رہے تھے کہ ان لوگوں نے

۱ حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ۔ پر ذرا یہ بھی تو بتلائیں کہ سمجھائیں گے کیا۔ ۱۲

www.kitabghar.org

لمن الملک بعدک امسک فلم یجبهم بشیءٍ لانه لم یؤمر فی ذلک بشیءٍ حتی نزلت وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ فکان بعد اذا سئل قال لقریش فلا یجیبوه حتی قبلته الانصار علی ذلک وعن عدیّ بن حاتم قال کنت قاعدا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال الا ان الله علم ما فی قلبی من حبّ لقومی فسرّنی فیهم فقال وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ فجعل الذکر والشرف لقومی فی کتابه ثم قال وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی قومی فالحمد لله الذی جعل الصدیق من قومی والشهید من قومی والائمة من قومی انّ الله قلب العباد ظهرا وبطنا فکان خیر العرب قریشا وهی الشجرة المبارکة التی قال الله فی کتابه وَمَثَلُ کَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ یعنی قریشا اَصْلُهَا ثَابِتٌ یقول اصلها بحرم وَفَرْعُهَا فِی السَّمَاءِ یقول الشرف الذی شرفهم الله بالاسلام الذی هداهم له وجعلهم اهله ثم انزل فیهم سورة من کتاب الله بمکة لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ الی آخرها قال عدی بن حاتم ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم

سوال کیا کہ آپ کے بعد کس کی حکومت ہوگی تو آپ رُک گئے اور اُن کو کچھ جواب نہ دیا کیونکہ آپؐ کو اس بارے میں کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ اس کے بعد جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا قریش کی، اور لوگ اس کو قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ انصار اس کو قبول کر لیں گے (پھر سب متفق ہو جائیں گے) اور عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ اپنی قوم کی محبت جو میرے دل میں تھی اُس کا اللہ کو علم تھا اس لئے اُس نے مجھے اُن کے بارے میں مشرف کیا اور فرمایا وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ تو اللہ تعالیٰ نے ذکر کو اور میری قوم کے لئے شرف کو اپنی کتاب میں ذکر فرما دیا۔ پھر فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الخ (۲۶: ۲۱۴-۲۱۵) اور آپ (سب سے پہلے) اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرا دیجیے اور اُن لوگوں کے ساتھ (تو مشفقانہ) فروتنی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں" یعنی میری قوم سو اللہ کا شکر ہے جس نے صِدّیق کو میری قوم میں سے بنایا اور شہید کو میری قوم میں سے بنایا اور ائمہ بنائے میری قوم میں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ظاہر و باطن کو پرکھا تو عرب میں سب سے بہتر قریش نکلے اور وہ شجرۂ مبارکہ ہی ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے وَمَثَلُ کَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ (۱۴: ۲۴) (کلمۂ طیبہ (توحید و ایمان) کی مثل پاکیزہ درخت کے ہے" (شجرۂ طیبہ سے) اللہ تعالیٰ مراد لیتے ہیں قریش کو اَصْلُهَا ثَابِتٌ (جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو) فرماتا ہے کہ اس کی اصل (یعنے جڑ) حرم میں ہے وَفَرْعُهَا فِی السَّمَاءِ (اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں) کہتے ہیں کہ شرف وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرف باسلام کیا جس کی طرف اُن کو ہدایت کی اور اُن کو اس کا اہل بنایا پھر اُن کے بارے میں کتاب اللہ میں ایک سورۃ مکہ میں نازل کی لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ، آخر تک۔ عدیؓ بن حاتم نے کہا کہ میں نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

ذُکِرَ عندہ۔ قریش بخیر قطُّ الاّ
سرّہ حتے یستبین ذلک السرور
للناس کلھم فی وجھہ وکان
کثیرًا ما یتلو ھٰذہ الآیۃ وَ اِنَّہٗ لَذِکْرٌ
لَّکَ وَ لِقَوْمِکَ وَ سَوْفَ تُسْئَلُوْنَ
عن القاسم بن محمد عن ابی بکر او عن
عمّہ عن جدہٖ ابی بکر الصدیق عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یَنْزِلُ
اللہُ الی السماءِ الدنیا لیلۃَ النصف
من شعبانَ فیغفر لکل شیءٍ الا رجلٌ
مشرکٌ او فی قلبہ شحناء۔ عن قتادۃ
عن ابی حرب بن ابی الاسود الدؤلی
قال رُفِعَ الی عمر امرأۃٌ وَلَدَت
لستۃ اشھر فسأل عنھا اصحاب
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال
علیٌّ لا رجم علیھا الا ترے انہ
یقول وَ حَمْلُہٗ وَ فِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ
شَھْرًا و قال وَ فِصَالُہٗ فِیْ
عَامَیْنِ وکان الحمل ھٰھنا ستۃ
اشھر فترکھا عمر قال ثم بلغنا
انھا ولدت آخر لستۃ اشھر وعن
نافع بن جبیر ان ابن
عباس اخبرہ قال انی
لصاحب المرأۃ التی اُتی بھا
عمر وضعت لستۃ اشھر فانکر
الناس ذٰلک فقلت لعمر کیف
تظلم قال کیف قلت اِقرأ
وَ حَمْلُہٗ وَ فِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا وَ
الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ قلت

کے سامنے کبھی قریش کا ذکر خیر کے ساتھ کیا گیا تو آپ اس سے
یہاں تک خوش ہوتے کہ اس سرور کو سب لوگ آپ کے چہرے
سے پہچان لیتے تھے اور آپ اکثر اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے
وَ اِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ الخ۔ مروی ہے قاسم بن محمد سے وہ یعنی قاسم
روایت کرتے ہیں ابو بکرؓ سے یا اپنے عم (عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ) سے
اور وہ اُن کے دادا ابو بکر صدیقؓ سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں
آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں تو ہر شے کی مغفرت کردیتے
ہیں سوائے اُس شخص کے جو شرک کرنے والا ہو یا اُس کے قلب
میں عداوت ہو۔ مروی ہے قتادہؓ سے وہ روایت کرتے ہیں
ابو حرب بن ابی الاسود الدؤلی سے اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ
کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔
آپ نے اُس کے بارے میں اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
مشورہ پوچھا تو علیؓ نے کہا کہ اس پر رجم نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں
دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ حَمْلُہٗ وَ فِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ
شَھْرًا (۴۶: ۱۵) (اور اُس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھوڑانا
تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے) اور یہ بھی فرمایا وَ فِصَالُہٗ فِیْ
عَامَیْنِ (۳۱: ۱۴) (اور دو برس میں اُس کا دودھ چھوٹتا ہے“ اب
یہاں مدتِ حمل (تیس ماہ میں سے چوبیس ماہ نکالنے کے بعد) چھ
مہینے رہ گئی۔ تو عمرؓ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ بیان کیا کہ پھر ہمیں یہ خبر
پہنچی کہ چھ مہینے کا اُس کے اور بچہ پیدا ہوا۔ اور نافع بن جبیر
سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے اُن سے ذکر کیا کہ میں اُس وقت
حاضر تھا جب ایک عورت لائی گئی عمرؓ کے پاس جس نے چھ مہینے
میں بچہ جنا تھا تو عام لوگوں نے اس کو منکر قرار دیا (یعنے اُس کے
حلالی ہونے کا انکار کیا) تو میں نے عمرؓ سے کہا کہ آپ کیسے ظلم
کریں گے۔ کہا کیونکر میں نے کہا پڑھیے وَحَمْلُہٗ وَ فِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ
شَھْرًا اور وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ
(اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلاتی رہیں ۲)
میں نے کہا کہ حول کتنا ہوتا ہے کہا کہ ایک سال۔ میں نے کہا کہ سال کتنا

www.kitabghar.org

كم الحول قال سنةٌ قلت كم السنةُ قال اثنا عشر شهرًا قلتُ فاربعةٌ وّ عشرون شهرًا حولان كاملان ويؤخر الله من الحمل ماشاء ويقدم قال فاستراح عمر الى قولى وعن ابى عبيدة مولى عبدالرحمن بن عوف قال رُفعت امرأةٌ الى عثمان ولدت لستة اشهر فقال عثمان قد رفعت الىّ امرأةٌ ماأراها الا جاءت بشرٍّ فقال ابنُ عباس اذا اكملت الرضاعةُ كان الحمل ستة اشهر وقرأ وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثلثون شهرًا فدرأ عثمانُ عنها وعن ابن عباس انه كان يقول اذا ولدت المرأة لتسعة اشهر كفاها من الرضاع احدٌ وّ عشرون شهرًا واذا ولدت لسبعة اشهر كفاها من الرضاع ثلاثةٌ و عشرون شهرًا و اذا وضعت لستة اشهر فحولين كاملين لان الله يقول وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثلثون شهرًا عن ابن عباس قال انزلت هذه الآية فى ابى بكر الصديق حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ الآية فاستجاب الله له فاسلم والداه جميعًا و اخوانه و ولده كلهم و نزلت فيه فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الى آخر السورة عن مجاهد قال دعا ابوبكر عمر رضى الله عنهما فقال له انى موصيك بوصيةٍ ان تحفظها ان لله فى الليل حقًا لا يقبله بالنهار وحقًا بالنهار لا يقبله بالليل

ہوتا ہے کہا کہ بارہ مہینے۔ میں نے کہا کہ پھر حولین کاملین چوبیس مہینے ہوئے اور اللہ تعالے حمل کو جتنا چاہے مؤخر کرے اور مقدم کرے ابن عباسؓ نے کہا کہ میری گفتگو کے بعد عمرؓ مطمئن ہو گئے۔ اور ابو عبیدہ مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے بیان کیا کہ ایک عورت عثمانؓ کے پاس لائی گئی جس نے چھ مہینے میں بچہ جنا تھا تو عثمانؓ نے کہا کہ میرے سامنے ایسی عورت لائی گئی جس کے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ اس سے بدی ہی کا صدور ہوا ہے۔ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ جب رضاعت (یعنی دودھ پلانے کی مدت) پوری ہو جائیگی تو مدتِ حمل چھ مہینے ہوگی اور یہ آیت پڑھی وحملہٗ وفصالہٗ ثلثون شہرًا تو عثمانؓ نے اس پر سے حد اٹھا دی۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب عورت کے نو مہینے میں بچہ پیدا ہو تو اس کو اکیس مہینے دودھ پلانا کافی ہے اور جب سات مہینے میں پیدا ہو تو اس کو تیئس مہینے دودھ پلانا کافی ہے اور جب وضع حمل چھ مہینے میں ہو تو پورے دو برس ہیں کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثلثون شہرًا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا کہ یہ آیت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ الخ (۴۶: ۱۵) یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں الخ تو اللہ تعالے نے ان کی دعا قبول کی اور ان کے والدین اور بھائی اور اولاد سب اسلام لے آئے۔ اور ان ہی کے بارے میں فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى آخر سورت تک نازل ہوئی۔ اور مروی ہے مجاہدؒ سے کہا کہ بلایا ابوبکر نے عمر کو رضی اللہ عنہما اور کہا کہ میں تم کو کچھ نصیحتیں کرتا ہوں تم ان کو محفوظ کر لو بیشک اللہ تعالیٰ کا رات میں جو حق ہے اس کو دن میں قبول نہیں کرتا اور دن میں جو اس کا حق ہے وہ رات میں قبول نہیں کرتا (اس لئے ہر ایک حق کو اس کے اصلی وقت پر ادا کرنے کا اہتمام رکھا جائے) اور

انہ لیس لاحد نافلۃ حتی یؤدی
الفریضۃ انہ انما ثقلت موازین
من ثقلت موازینہ یوم القیمۃ
باتباعھم الحق فی الدنیا و ثقل ذلک
وحق لمیزان لا یوضع فیہ الا
الحق ان یثقل و خفت موازین
من خفت موازینہ یوم القیمۃ
لاتباعھم الباطل فی الدنیا و
خفتہ علیھم و حق لمیزان لا
یوضع فیہ الا الباطل ان یخف
الم تر ان اللہ ذکر اھل الجنۃ
باحسن اعمالھم فیقول القائل این
یبلغ عملک من عمل ھؤلاء
و ذلک ان اللہ تعالی تجاوز
عن اسوء اعمالھم وان اللہ تعالی
ذکر اھل النار باسوء اعمالھم
حتی یقول القائل انا خیر عملا
من ھؤلاء و ذلک بان اللہ رد
علیھم احسن اعمالھم الم تر ان اللہ
انزل آیۃ الشدۃ عند آیۃ الرجاء
و آیۃ الرجاء عند آیۃ الشدۃ
لیکون المؤمن راغبا راھبا
لئلا یلقی بیدہ الی التھلکۃ
و لا یتمنی علی اللہ امنیۃ یتمنی
فیھا غیر الحق عن ابن عمر ان
عمر راٰی فی ید جابر بن
عبداللہ درھما فقال ما ھذا الدرھم
قال ارید اشتری لاھلی بہ لحما قرموا[1]
الیہ فقال اکلما اشتھیتم شیئا اشتریتموہ

یہ کہ کسی کی زائد عبادت (نوافل یا صدقات وخیرات) قبول نہیں ہوتی جب تک وہ فریضہ کو ادا نہیں کرلیتا - اور یہ کہ قیامت کے دن اُسی کے اعمال کا وزن بھاری رہے گا جس کے اعمال کے ساتھ دنیا میں اتباعِ حق شامل ہوگا اور میزان کو یہ قابلیت دی گئی ہے کہ جب اُس میں حق رکھا جائے گا جبھی وہ بھاری ہوگی اور قیامت کے دن اُس شخص کے موازین ہلکے رہیں گے جنھوں نے دنیا میں عمل، باطل کے اتباع سے کئے اور اس خِفّت کا ان لوگوں پر اثر پڑے گا اور میزان کو یہ قابلیت دی گئی ہے کہ جب بھی اس میں باطل رکھا جائے گا وہ ہلکی ہوجائے گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اہلِ جنت کا ذکر کیا اُن کے بہترین اعمال کے ساتھ کیا ہے کہ ایک کہنے والا (یعنے خیال کرنے والا) کہے گا (یعنے خیال کریگا) کہ تیرا عمل ان لوگوں کے عمل کے برابر کیسے پہنچیگا اور حقیقت یہ ہوگی کہ اُن کے بُرے اعمال کو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا ہوگا (یہ نہ سمجھو کہ اُن سے بُرے اعمال کا صدور ہی نہیں ہوا) اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ نار کا ذکر کیا اُن کے بدترین اعمال کے ساتھ یہاں تک کہ کوئی کہنے والا یہ کہے گا (یعنی خیال کرے گا) کہ میرے اعمال تو ان لوگوں سے بہت اچھے ہیں۔ اور حقیقت یہ نہیں ہے کہ انھوں نے اچھے اعمال کئے ہی نہ ہوں گے بلکہ یہ) ہے کہ ان کے احسن اعمال کو (باطل کے ساتھ شامل ہونے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے رد کردیا ہوگا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ شدت کو (جس میں عذاب کا ذکر ہے) نازل کیا ہے آیتِ رجاء (جس میں مغفرت اور جنت کا بیان ہے) کے پاس اور آیتِ رجا کو آیتِ شدت کے پاس تاکہ مؤمن راغب بھی رہے اور خائف بھی کہ وہ اپنی ذات کو ہلاکت میں نہ ڈال لے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی خام خیالیاں اپنے دل میں نہ جمالے جو خلافِ حق تمناؤں پر مشتمل ہوں۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ عمر رضنے جابر بن عبداللہ کے ہاتھ میں ایک درہم دیکھا تو پوچھا کہ یہ درہم کیسا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ گھر والوں کے لئے گوشت خریدنے کا ارادہ ہے جس کے وہ خواہشمند ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب کسی شے کی اشتہا تم کو ہوگی تم اس کو خریدنے لگوگے

[1] قرم بفتحتین سخت آرزومند شدن برائے گوشت والمصدر من سمع ۱۲

www.kitabghar.org

این تذہب عنکم ہذہ الآیۃ أذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا واستمتعتم بہا وعن سالم بن عبداللہ بن عمر ان عمر کان یقول ماتعنی بلذات العیش ان نأمر بصغار المعزی فتسمط ونأمر بلباب الحنطۃ فیخبز لنا ونأمر بالزبیب فینبذ لنا فی الأسعان حتی اذا صار مثل عین الیعقوب اکلنا ھذا وشربنا ھذا ولکنا نرید ان نستبقی طیباتنا لانا سمعنا اللہ یقول أذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا الآیۃ وعن قتادۃ أذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا قال تعلمون ان اقواما یشترون حسناتہم فی الدنیا استیغار رجل طیباتہ ان استطاع ولا حول ولا قوۃ الا باللہ قال وذکر لنا ان عمر بن الخطاب کان یقول لوشئت کنت اطیبکم طعاما والینکم لباسا ولکنی استبقی طیباتی وذکر لنا ان عمر بن الخطاب لما قدم الشام صنع لہ طعام لم یر قبلہ مثلہ قال ہذا لنا فما لفقراء المسلمین الذین ماتوا وہم لا یشبعون من خبز الشعیر فقال خالد بن الولید لہم الجنۃ فاغرورقت عینا عمر فقال لئن کان حظنا من ھذا الحطام

کیا یہ آیت تم بھول چکے ہو أذہبتم طیباتکم الخ (۲۶ : ۲۰) تم اپنی لذت کی چیزیں دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت چکے " اور سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ " لذاتِ عیش " سے ہم یہ مراد نہیں لیتے کہ ہم حکم دیں کہ فربہ بکریوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بھونا جائے اور گیہوں کی گری (بھیجی، روا) لے کر ہمارے لئے اُس کی روٹی پکائی جائے اور حکم دیں کہ انگور (کا شیرہ) لے کر اُس کو ہمارے لئے نبیذ بنایا جائے (یعنی شربت) جو (گاد تہ نشین ہو کر) چکور کی آنکھ کی مانند مصفا ہو جائے (یہ چینی اور عمدہ نبات سفید کا زمانہ نہیں تھا شربت ایسی ہی چیزوں سے بنتا تھا ۱۲ مترجم) وہ ہم کھائیں اور یہ پئیں۔ لیکن ہمارا مقصد اُس سے یہ ہوتا ہے کہ ہم کو اپنی پاکیزہ چیزوں (یعنے لذیذ مرغوبات) کو باقی رکھنے کا خیال رہنا چاہیئے کیونکہ ہم نے سنا ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں أذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا الخ۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے (اس آیت کی تفسیر میں) أذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا الخ کہا تم جانتے ہو کہ بہت سے لوگ اپنی حسنات کو دنیا میں خرید رہے ہیں اُس شخص کے حال کی طرح جو اپنی مرغوبات طیبات دنیوی کو پورا کرنا چاہتا ہو اگر استطاعت رکھتا ہو (یعنی جب اپنی تمام مرغوبات دنیا میں حاصل کر لی تو وہاں کا حصہ اب کیا باقی رہا) لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ (قتادہؒ نے) کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہتا تو میرا کھانا تم سب سے زیادہ اچھا نفیس ہوتا اور میرا لباس تم سب کے لباسوں سے زیادہ نرم ہوتا مگر میں اپنی طیبات (یعنے خوشگوار چیزوں) کو باقی رکھنا چاہتا ہوں۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب جب شام تشریف لے گئے تو اُن کے لئے ایسا کھانا بنایا گیا جو اس سے پہلے اُنھوں نے دیکھا بھی نہ تھا۔ تو اس کو دیکھ کر فرمایا کہ ہمارے لئے یہ ہے تو اُن فقراءِ مسلمین کے لئے کیا ہوگا جو مر گئے اور وہ جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھا سکے۔ تو خالدؓ بن الولید نے کہا کہ اُن کے لئے جنت ہے۔ تو عمرؓ کی دونو آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ پھر فرمایا کہ اگر ہمارے حصہ میں مالِ دنیا آیا

www.kitabghar.org

وذہبوا بالجنۃ فقد باتوا بونا بعیدًا
عن جابر بن عبد اللہ قال رآنی عمر
وانا متعلق لحما فقال یا جابر ماہذا قلت
لحم اشتریتہ بدرہم لنسوۃ عندی قرمن
الیہ فقال اما یشتہی احدکم شیئا
الا صنعہ اما یجد احدکم ان یطوی بطنہ
لجارہ وابن عمہ این تذہب ہذہ الآیۃ
اَذْہَبْتُمْ طیباتکم فی حیوتکم الدنیا
قال فما انفلتُّ منہ حتی کدتُ اَنْ
لا انفلتَ وعن حمید بن ہلال قال
کان حفص یکثر غشیانَ امیرالمومنینَ
عمر رضی اللہ عنہ وکان اذا قرب
طعامہ اتقاہُ فقالَ لہ عمر مالکَ ولطعامنا
فقالَ یا امیرَ المومنین انَّ اہلی یصنعونَ
لی طعاما ہو الینُ من طعامِکَ
فاختار طعامہم علی طعامکَ
فقال ثکلتکَ امکَ اما تری انی لو
شئتُ امرت بشاۃٍ فتیۃٍ سمینۃٍ
فالقی عنہا شعرہا ثم امرت بدقیق
فنخل فی خرقۃ فجعل خبزا مرققا
وامرت بصاعٍ من زبیب فجعل
فی سُعُنٍ حتی یکون کدم الغزال فقال
حفص انی اراک تعرف لین
الطعام فقال عمر ثکلتک امک و
الذی نفسی بیدہ لولا کراہیۃ
ان یُنتقص من حسناتی یوم القیٰمۃ
لاشرکتکم فی لین طعامکم وعن الحسن
قال قدمَ وفد اہل البصرۃ علی عمر مع
ابی موسیٰ فکانَ لہ کلّ یوم خبزٌ ثلث

اور وہ جنت میں پہنچ گئے تو ہم میں اور اُن میں بہت بڑا بُعد ہوگا۔
جابر بن عبداللہ رضؓ سے مروی ہے کہا کہ مجھے عمرؓ نے دیکھا اور میں گو
لٹکائے ہوئے تھا تو فرمایا کہ اے جابرؓ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ
ایک درہم کا گوشت خرید کر لایا ہوں اپنی عورتوں کے لئے ان کا
اس کے لئے بہت دل چاہ رہا ہے۔ فرمایا کہ کیا جس شے کی خواہش
تم میں سے کسی کو ہوتی ہے وہ تیار ہونے لگتی ہے۔ کیا تم میں
کوئی یہ جذبہ نہیں رکھتا کہ اپنے پیٹ کو تہ کرلے اپنے ہمسایہ کے لئے
یا اپنے ابن عم (بھائی) کے لئے کیا یہ آیت بھول گئے ہو اَذْهَبْتُمْ
طَيِّبٰتِكُمْ فِي حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا۔ کہا کہ پھر میں ان سے رہائی نہ پا سکا
یہاں تک کہ یہ خیال کرنے لگا کہ ان سے نجات نہ ملے گی۔ حمید بن
ہلال سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ حفص، امیرالمومنین عمر رضی
اللہ عنہ سے بہت لپٹے رہتے تھے اور جب کھانے کا وقت ہوتا
تو کترا جاتے تھے۔ اس پر عمرؓ نے کہا کہ تم کو کیا ہوگیا ہمارے ساتھ
کھانے سے کیوں بچتے ہو اُنھوں نے کہا کہ اے امیرالمومنین میرے
گھر والے میرے لئے ایسا کھانا بناتے ہیں جو آپ کے کھانے سے نرم ہوتا ہے
تو میں اُس کھانے کو آپ کے کھانے پر ترجیح دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا
کہ تجھے روئے تیری ماں تو یہ نہیں دیکھتا کہ میں چاہتا تو حکم دیتا کہ
جوان موٹی تازی بکری ذبح کی جاتے اور کھال سے گوشت الگ
(کرکے عمدہ تیار) کیا جائے پھر آٹے کے بارے میں حکم دیتا کہ کپڑے
میں سے چھانا جائے پھر (اُس میدے کی) چپاتیاں بنائی جائیں اور
میں حکم دیتا کہ ایک صاع (تقریباً ڈھائی سیر) انگور لے کر اس کا شیرہ
تہ نشین کیا جائے یہاں تک کہ ہرن کے خون کی طرح سرخ ہو جاتے۔
اس پر حفص نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ آپ لینِ طعام (کھانے کی نرمی
و خوشگواری) کو پہچانتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا تجھے روئے تیری ماں
قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اس بات
کی کراہیت نہ ہوتی کہ قیامت کے دن میری حسنات میں کمی آجائے
تو تمہارے خوشگوار کھانے میں تمہارے ساتھ میں ضرور شریک
ہوتا۔ اور مروی ہے حسنؒ سے کہ اہلِ بصرہ کا ایک وفد ابوموسیٰؓ کے
ساتھ عمرؓ کے پاس آیا تو روزانہ اُن کے پاس چپڑی ہوئی روٹی آتی تھی

www.kitabghar.org

فربما وافقنا لها باُدُمۃ بلبن وربما وافقنا القدائد الیابسۃ قد دُقّت ثم اُغلی بها و ربما وافقنا اللحم الغریض و ہو قلیل قال و قال لنا عمر انی واللہ لقد اری تقذیرکم وکراہیتکم طعامی اما واللہ لوشئت لکنت اطیبکم طعاما وارفکم عیشا اما واللہ ما اجہل عن کراکر واسنمۃ ومن صلاء وصناب و صلائق ولکن وجدت اللہ عیّر قوما بامر فعلوہ فقال اذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا واستمتعتم بہا۔

فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ سورۃ قتال نازل فرمود برای تمیز مؤمنین حقا از کفار و منافقین اینجا باسالیب متنوعہ در میان فریق سعدا و آن دو فریق اشقیا تباین منازل و تباعد مراتب ذکر میفرماید در اقوال و افعال و مآل و در ضمن این مبحث اشارات بلوازم خلافت خاصہ و اضداد آن مذکور میشود و تلویح نمودہ می آید بآنکہ این ہردو فریق در زمان مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موجود بودند و ہرچند عموم آیات شامل ہر مؤمن و منافق است تعریض کردہ شد بحال حاضرین از فریقین قولہ الذین کفروا وصدّوا و قولہ و الذین آمنوا و عملوا الصالحات دلالت میکنند بر وجود ہردو طائفہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا

اور کبھی روٹی کے ساتھ سالن دودھ ہوتا تھا۔ اور بعض دفعہ سوکھے ٹکڑے کوٹ کر پکائے ہوئے اور کبھی روٹی کے ساتھ تازہ گوشت کی چند بوٹیاں۔ حسنؒ نے بیان کیا اور ہم سے عمرؓ نے کہا واللہ میں اپنے کھانے سے تمہارا اُلجھن کرنا اور تمہاری کراہیت دیکھتا ہوں۔ سمجھ لو بخدا اگر میں چاہتا تو تم سے اچھے کھانے کھاتا اور تم سے بہتر عیش کرتا۔ میں چھوڑنے والا نہ ہوتا کراکر (اونٹ کی گردن کا وہ حصہ جو بیٹھتے وقت زمین سے مل جاتا ہے) اور کوہانوں کے گوشت کو (ان مقامات کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے) اور بھنے ہوئے گوشت کو اور انگور کی چٹنی کو اور نرگری کی روٹی کو۔ لیکن میں نے اللہ کو عیب لگاتے ہوئے پایا ایسی قوموں پر جنھوں نے ایسا کیا۔ فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیٰوتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔

آیات سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورۃ قتال (یعنے سورۃ محمدؐ) نازل فرمائی مؤمنوں کو کفار اور منافقین سے صاف صاف متمیز کرنے کے لئے یہاں کئی طرح کے اسلوبوں کے ساتھ فریق اہل سعادت اور دونوں فریق اہل شقاوت کے درمیان اُن کے مقامات کا ایک دوسرے سے متضاد ہونا اور اُن کے مراتب کا ایک دوسرے سے بعید ہونا ذکر فرماتے ہیں اقوال میں اور افعال میں اور انجام میں۔ اور اس مبحث کے ضمن میں خلافت خاصہ کے لوازم اور ان کے خلاف امور کی جانب اشارات مذکور ہوئے اور نشان دہی کی جاتی ہے اس بناء پر کہ یہ دونوں فریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں موجود تھے۔ اگرچہ آیات کا عموم ہر مؤمن و منافق کو شامل ہے، مگر ہر دو فریق کے حال کی طرف جو اس زمانہ میں حاضر تھے تعریض کردی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا (۴۷: ۱) (جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے روکا) اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (۴۷: ۲) (اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے) دلالت کرتے ہیں ہر دو گروہ (مؤمنین اور کفار و منافقین کے) وجود پر اس قول یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۴۷: ۷) اے ایمان والو!

www.kitabghar.org

إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ چون وجود نصر وثباتِ قدم در حق قومی دیدیم ظنّ قوی بہم رسید کہ تَنصُرُوا اللَّهَ در ایشان متحقق بود وثواب إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ برائے ایشان مترتب چون در مقابلہ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ و زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ گفتہ شد أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ معلوم گشت کہ مہاجرین و انصار حاضرین مراد اند وَمَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ثواب ایشان است ونیز درین آیات اشارہ واقع است بآنکہ ضد خلافتِ راشدہ را کہ منافقین و فاسقین را می باشد آن است کہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ وبطریق مفہوم مخالف بے توان برد بآنکہ خلافتِ راشدہ آن است کہ مفضی باشد باصلاح فے الارض و وصل ارحام وہر چیزے را در محل خود نگاہداشتن وہو المقصود — عن ابی بکر الصدیق عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علیکم بلا الٰہ الا اللہ والاستغفار فاکثروا منہما فانّ ابلیس قال اہلکتُ النّاس بالذّنوب واہلکونی بلا الٰہ الا اللہ و الاستغفار فلمّا رأیتُ ذٰلک اہلکتہم بالاہواء وہم یحسبون انہم مہتدون وعن یحیی ابن طلحۃ بن عبید اللہ قال رأی عمر طلحۃ حزینًا

اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمھاری مدد کرے گا" میں (جس مدد کا وعدہ فرمایا گیا ہے) جب ہم نے اُس کے وجود اور ثابت قدمی کو ایک قوم کے حق میں مشاہدہ کر لیا تو اس بات پر ہمارا ظن قوی ہوگیا کہ تَنصُرُوا اللَّهَ اُن کے حق میں متحقق تھا (کیونکہ یہ شرط کے عنوان سے ارشاد ہوا ہے۔ "اگر تم اللہ کی مدد کروگے) اور ثواب إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الخ (۴۷: ۱۲) "بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی" اُن کے حق میں مترتب ہے۔ جب قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ اور زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ کے مقابلہ پر أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ فرمایا گیا تو معلوم ہوگیا کہ مہاجرین و انصار حاضرین مراد ہیں اور مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ میں ان ہی کے ثواب کا بیان ہے۔ اور نیز ان آیات میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ خلافتِ راشدہ کی ضد جو کہ منافقین اور فاسقین کی خلافت ہوتی ہے یہ ہے کہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ (۴۷: ۲۲) "پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں" اور بطریق مفہوم مخالف یہ کھوج نکال سکتے ہیں کہ خلافتِ راشدہ وہ ہے جس سے ملک میں اصلاح کا کام ہو اور رشتۂ قرابت میں استحکام ہو اور ہر چیز کو اُس کے صحیح محل و مواقع میں رکھے۔ اور یہی مقصود ہے۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ لا الٰہ الا اللہ اور استغفار دونوں بکثرت پڑھو کیونکہ ابلیس نے یہ کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے مارا اور لوگوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے مارا۔ پھر جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے اُن کو نفس کی خواہشوں کے ذریعے ہلاک کیا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ اور مروی ہے یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ سے کہا کہ (ایک دن) عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو غمگین دیکھا

[1] وکاین من قریۃ الخ (۴۷: ۱۳ تا ۱۵) اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت میں آپ کی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو گھر سے بے گھر کر دیا کہ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا سو اُن کا کوئی مددگار نہ ہوا۔ تو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح راستہ پر ہوں کیا وہ اُن شخصوں کی طرح ہو سکتے ہیں جن کی بداعمالی ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہے اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں۔ جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ ... الخ ۱۲ منہ ترجمہ شیخ الہند۔

www.kitabghar.org

فقال لہٗ مالک قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی لاعلم کلمۃً لایقولہا عبدٌ عند موتہ الاّ نفّس اللہ عنہ کربتہ واشرق لونہ و ارٰی مایسرّہ و مامنعنی ان اسألہ عنہا الاّ القدرۃ علیہ حتی مات فقال عمر انی اعلمہا قال لا تعلم کلمۃً ہی اعظم من کلمۃٍ امر بہا عمّہ لا الٰہ الاّ اللہ قال ہی واللہ وعن عثمانَ بن عفانَ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن مات وہو یعلم ان لا الٰہ الاّ اللہ دخل الجنۃ وعن بُریدۃ قال کنتُ جالسًا عند عمر اذ سمع صائحًا فقال یا یرفا انظر ما ہٰذا الصّوتُ فنظر ثم جاء فقال جاریۃٌ من قریشٍ تُباع اُمّہا فقال عمرُ ادع المہاجرینَ والانصارَ فلم یمکث الاّ ساعۃً حتی امتلأت الدّارُ والحجرۃُ فحمد اللہَ واثنٰی علیہ قال امّا بعدُ فہل تعلمونہٗ کان فیما جاءَ بہ محمّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم القطیعۃ قالوا لا قال فانّہا قد اصبحت فیکم فاشیۃً ثم قرأ فَہَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْآ اَرْحَامَکُمْ ثم قال واَیُّ قطیعۃٍ اقطع من ابتیاعِ

تو اُن سے کہا کیا ہوگیا۔ طلحہ رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو بندہ اُس کو اپنی موت کے وقت کہے گا اللہ تعالےٰ اُس پر موت کی تکلیف کو آسان کردے گا اور اُس کا رنگ چمک جائے گا اور وہ چیز اُس کو مل جائے گی جو اُس کو خوش کردے۔ اور مجھے آپ میں اس پر قدرت (یعنے بولنے کی طاقت) پیدا ہونے کے انتظار نے اُس کے بارے میں آپ سے پوچھنے سے روکے رکھا یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ میں یقیناً اُس کو جانتا ہوں۔ طلحہ رضؓ نے کہا تم اُس کلمہ سے زیادہ باعظمت کوئی کلمہ نہیں جانتے جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو امر فرمایا تھا یعنے لاالٰہ اِلاّ اللہ۔ تو عمر رضؓ نے کہا واللہ وہ کلمہ یہی ہے۔ اور عثمان رضؓ بن عفان سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرگیا اور وہ جانتا ہے[1] (یعنی اُس کا یہ عقیدہ ہے) کہ اللہ تعؔ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ اور بُرَیدہ رضؓ سے مروی ہے بیان کیا کہ میں عمر رضؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ نے کسی چلّانے والے کی آواز سُنی تو آپ نے کہا اے یَرفا! (یہ آپ کا غلام تھا) دیکھ کر آکہ یہ کیسی آواز ہے۔ اُس نے دیکھا پھر آکر بیان کیا کہ (چیخنے والی) قریش میں کی ایک لڑکی ہے جس کی ماں فروخت کی جارہی ہے۔ عمر رضؓ نے فرمایا مہاجرین اور انصار کو بُلا کر لاؤ۔ بس ایک ساعت دیر ہوئی کہ مکان اور حجرہ لوگوں سے بھر گیا۔ اب آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اما بعد کیا تم لوگ جانتے ہو جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قطع تعلقِ قرابت کے بارے میں تمھارے پاس لائے ہیں؟ اُنھوں نے کہا نہیں! فرمایا کہ تم کو یہ بات تو خوب کھول کر بکثرت بتائی گئی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَہَلْ عَسَیْتُمْ الخ (۴۷: ۲۲) (ترجمہ لکھا جاچکا ہے) پھر فرمایا اور وہ کونسا تطیعہ (یعنے قطعِ رحم کرنے والا فعل) ہے جو سب سے زیادہ قطع رحم کرنے والا ہو اس سے کہ

[1] حضرت عثمان رضؓ کا یہ ارشاد بمقابلہ منافقین ہے جنھوں نے بظاہر لاالٰہ الا اللہ کہہ لیا تھا مگر دل میں کفر پیوست تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نجاتِ اُخروی کے لئے صرف زبانی اقرار کافی نہیں ہے دل سے اللہ تعؔ کی اُلوہیت کا جاننا ماننا ضروری ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

أمّ امرءٍ نفيسكم و قد أوسع الله لكم قالوا فاصنع ما بدا لك فكتب في الآفاق أن لا يُبتاع أمّ حرٍّ فإنها قطيعةُ رحمٍ و أنه لا يحلّ

عن عروة قال تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً أفلا يتدبّرون القرآن أم على قلوبٍ أقفالها فقال شابٌّ من أهل اليمن بل عليها أقفالها حتى يكون الله يفتحها أو يفرجها فقال النبي صلى الله عليه وسلم صدقت فما زال الشابّ في نفس عمر حتى وُلّي بالخلافۃ فاستعمله، و عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها فقال شاب عند النبي صلى الله عليه وسلم بلى والله عليها أقفالها حتى يكون الله هو الذي يفكّها فلما وُلّي عمر سأل عن ذلك الشاب ليستعمله فقيل قد مات۔

خدائے تعالیٰ در سورۂ فتح دلائل باہرہ بر فضل اہلِ حدیبیہ کہ خلفاء ازان جماعہ اند ذکر مے فرماید ازان جملہ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ الآيتين

ایک شخص کو جو تم میں موجود ہو اُس کی ماں فروخت کر دیا جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں وسعت بھی پیدا کر دی ہے۔ حاضرین نے کہا کہ جو کچھ (داعیہ آپ کے قلب میں) ظاہر ہوا ہے اس پر عمل کیجئے تو آپ نے چہار جانب یہ حکم لکھ کر بھیجا کہ کسی آزاد شخص کی ماں کو نہ فروخت کیا جائے کیونکہ یہ فعل قطعِ رحم کرنے والا ہے اور جو ایسا فعل ہے وہ حلال نہیں۔ مروی ہے عروہ سے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ الخ (۴۷: ۲۴) تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں؟ تو اہلِ یمن میں کے ایک جوان نے کہا بلکہ دلوں پر تالے ہی لگ رہے ہیں یہاں تک کہ خدا ہی ہے جو اُن کو کھولے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ تو اُس جوان کی یاد عمرؓ کے دل سے زائل نہ ہوئی یہاں تک کہ جب خلیفہ ہو گئے تو اس کو عامل بنانا چاہا۔ اور مروی ہے سہل بن سعد سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افلا یتدبرون القرآن أم علی قلوب اقفالها تو ایک جوان نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سے بیشک واللہ ان پر تالے ہی لگے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اللہ ہی ہے جو اُن کو کھولے گا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اُس جوان کا حال آپ نے لوگوں سے دریافت کیا تاکہ اُس کو عامل بنائیں تو آپ سے کہا گیا کہ اُس کا انتقال ہو گیا۔

آیاتِ سورۂ فتح

حق تعالیٰ سورۂ فتح میں روشن دلائل اہلِ حدیبیہ کی فضیلت پر بیان فرماتے ہیں اور حضرات خلفاءؓ بھی اُنہی جماعت میں سے ہیں۔ اُن میں سے یہ آیات ہیں هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ آخر دو آیات تک (۴۸: ۴-۵) وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا ہے تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ ہو اور آسمان و زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ (مصلحتوں کا) بڑا جاننے والا حکمت والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشت میں

و ازان جمله إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ الآية و ازان جمله قُلْ لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ الآية که دلالت میکند بر وجود داعے بسوے جهاد در زمانِ مستقبل و ترتب اجر جمیل بر اطاعت آن داعی و عذاب الیم بر عصیان و آن معنے از لوازم خلافتِ خاصّه است و این علامت متحقق نشد الّا در حق خلفائے ثلثه اعظم الله لهم الاجور و این مبحث مفصّلاً در فصل سیوم محرّر گشت و ازان جمله مے فرماید مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ و این صفاتِ مرضیه از لوازم خلافتِ خاصّه است

داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور تاکہ اُن کے گناہ دُور کردے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔" اور اُن میں سے یہ آیت ہے إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ الخ (۱۰:۴۸) جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ سے بیعت کر رہے ہیں خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اُس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دے گا۔" اور ان میں سے یہ آیت ہے قُلْ لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ الخ (۱۶:۴۸) آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے کہ یا تو اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام) ہو جائیں سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض (یعنی جنّت) دے گا اور اگر تم (اس وقت بھی) روگردانی کرو گے جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دے گا۔" یہ آیت دلالت کر رہی ہے آئندہ زمانہ میں جہاد کی طرف دعوت دینے والے کے وجود پر، اور اُس دعوت دینے والے کی اطاعت پر اجر جمیل کا اور اُس کی نافرمانی پر عذابِ الیم کا مرتب ہونا بتا رہی ہے اور یہ معنے خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے ہیں۔ اور یہ علامت صرف تینوں خلفاء رضی اللہ عنہم ہی کے حق میں متحقق ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اُن کو بہت بڑے اجر عطا فرمائے۔ اور اس مبحث پر تیسری فصل میں مفصّل لکھا جا چکا ہے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ فرماتے ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ الخ (۴۸: ۲۹) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو اُن کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں لگے ہیں اُن کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں۔" اور یہ صفاتِ پسندیدہ خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے ہیں۔

www.kitabghar.org

وازان جملہ ے فرماید کَزَرْعٍ اَخْرَجَ
شَطْأَهٗ الآیۃ چون حالاتِ مثل بر حالاتِ
ممثّل لہٗ منطبق سازیم احوالے بر لوحِ خاطر
منتقش میشود کہ در خلفاءؓ آن معانی
ظاہر و ہویدا است عن عمر بن الخطاب
قال کُنَّا مَعَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فی سفرٍ فسألتہ عن شیئٍ ثلاث
مرات فلم یَرُدَّ عَلَیَّ فقلتُ لنفسی
ثکلتک اُمُّک یا ابن الخطاب نزرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثلاث
مرات فلم یَرُدَّ علیک فحرکت
بعیری ثم تقدمتُ امام الناسِ خشیتُ
ان ینزل فیَّ القرآنُ فما نشبتُ
ان سمعتُ صارخاً یصرخ بی فرجعت
وانا اَظُنُّ انہ نزل فیَّ شیئٌ فقال
النبیُّ صلے اللہ علیہ وسلم لقد
اُنزلت علیَّ اللیلۃ سورۃٌ ہی احبُّ
الیَّ من الدنیا وما فیہا اِنَّا فَتَحْنَا
لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا
تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
عن ابراہیم بن محمد بن المنتشر عن ابیہ
عن جدہ قال کانت بیعۃ النبی صلے
اللہ علیہ وسلم حین انزل علیہ اِنَّ
الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ
الآیۃ فکانت بیعۃ النبی صلے
اللہ علیہ وسلم التی بایع
علیہا الناس البیعۃ للّٰہ و
الطاعۃ للحق وکانت بیعۃ
ابی بکر بایعونی ما اطعتُ اللہ

اور اُن میں سے ایک یہ ہے فرماتے ہیں کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ الخ
(۴۸: ۲۹) (اور انجیل میں اُن کا یہ وصف ہے) کہ جیسے کھیتی اُس نے
اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اُس کو قوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی
پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے
لگی " جب مثل کے حالات کو ہم ممثّل لہٗ پر (یعنی جس کے اُوپر یہ مثل
صادق آتی ہے) منطبق کریں تو لوحِ خاطر پر وہ احوال منتقش ہوں گے
کہ وہ معانی حضرات خلفاءؓ میں صاف طور پر ظاہر ہیں۔ مروی
ہے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ سفر میں تھے۔ میں نے آپ سے ایک بات تین مرتبہ پوچھی مگر
آپ نے مجھے جواب نہیں دیا تو میں نے اپنے نفس سے کہا کہ اے ابن
الخطابؓ تجھے روئے تیری ماں تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
(کے ساتھ بے ادبی کی کہ آپ) سے تین مرتبہ کرکے اصرار کی حد
تک سوال کو پہنچا دیا اور آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے اپنے اونٹ کو
حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور میں اس سے ڈرا کہ
میرے بارے میں قرآن میں کچھ نازل ہو جائے۔ بس تھوڑی دیر
گزری تھی کہ میں نے سنا کہ کوئی پکارنے والا مجھے پکار رہا ہے۔
اور میں پھر وہی گمان کرنے لگا کہ میرے بارے میں وحی آئی ہوگی
(جب میں حاضر ہوگیا) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ آج کی شب میں مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی جو مجھے دنیا و
مافیہا سے زیادہ عزیز ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا الخ روایت
ہے ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ
(محمد) سے اور وہ اُن کے دادا (منتشر) سے اُنھوں نے کہا کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس زمانہ میں ہوئی جب یہ
آیت نازل ہوئی تھی اِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ الخ (۴۸: ۱۰) جو
لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ تعالیٰ سے بیعت
کر رہے ہیں الخ تو بیعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جس پر آپ لوگوں
سے بیعت لیتے تھے ان کلمات سے ہوتی تھی کہ بیعت اللہ کے لئے اور
طاعت حق کے لئے۔ اور ابوبکرؓ کی بیعت یہ ہوتی تھی (یعنی وہ یہ
کہتے تھے) مجھ سے بیعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں

www.kitabghar.org

فاذا عصیتہ فلا طاعۃ لی و کانت بیعۃ عمر بن الخطاب البیعۃ للہ و الطاعۃ للحق و کانت بیعۃ عثمان البیعۃ للہ و الطاعۃ للحق قولہ اُولِی بَأْسٍ شَدِیْدٍ قال الحسن ہم فارس و الروم و عن مجاہد فی الآیۃ قال اعراب فارس و اکراد العجم عن ابن جریج فی قولہ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ قال ان عمر بن الخطاب دعا اعراب المدینۃ جہینۃ و مزینۃ الذین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاہم الی خروجہ الی مکۃ دعاہم عمر بن الخطاب الی قتال فارس قال فَاِنْ تُطِیْعُوْا اذا دعاکم عمر تکن توبۃ لتخلفکم من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَ یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا اذا دعاکم عمر کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ اذا دعاکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا عن ابن عباس سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِی بَأْسٍ شَدِیْدٍ قال فارس والروم عن سلمۃ بن الاکوع قال بینا نحن قائلون اذ نادی منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس البیعۃ نزل روح القدس فثرنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو تحت شجرۃ

پھر جب میں اس کی نافرمانی کروں تو میری کوئی طاعت تمھارے ذمہ) نہیں۔ اور عمر رض بن الخطاب کی بیعت یہ تھی کہ بیعت اللہ کے لئے اور طاعت حق کے لئے۔ اور عثمان رض کی بیعت تھی کہ بیعت اللہ کے لئے اور طاعت حق کے لئے۔ در بارہ قول اُولِی بَأْسٍ شَدِیْدٍ (۴۸: ۱۶ - جو سخت لڑنے والے ہوں گے) حسن رح نے کہا کہ وہ فارس اور روم والے ہیں۔ اور مجاہد رح سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ فارس کے اعراب اور عجم کے اکراد (یعنی قوم کرد) اور ابن جریج سے مروی ہے اس آیت کے بارے میں قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ (۴۸: ۱۶) آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے کہدیجئے کہ عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے" انھوں نے کہا کہ عمر رض بن الخطاب نے مدینہ کے قبیلوں جُہینہ اور مُزینہ کے اعراب کو بلایا جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ چلنے کے وقت بلایا تھا۔ عمر رض بن الخطاب نے اُن کو فارس سے جنگ کے لئے بلایا۔ فرمایا فَاِنْ تُطِیْعُوْا (سو اگر تم اطاعت کرو گے یعنی جب تم کو عمر رض بلائے تو یہ اطاعت تمھارے اُس پیچھے رہنے کی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے کے وقت تم سے خطا ہوئی تھی توبہ بن جائیگی یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا (تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض (یعنی جنت) دے گا اور اگر تم روگردانی کروگے یعنی جب تم کو عمر رض بلائے گا) کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ (جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو) جب تم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلایا تھا یُعَذِّبْکُمْ الخ (۴۸: ۱۶) تو وہ تم کو دردناک عذاب کی سزا دے گا۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہ سَتُدْعَوْنَ الخ میں (اُولِی بَأْسٍ شَدِیْدٍ سے) فارس اور روم مراد ہیں۔ سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اس دوران میں کہ ہم دوپہر کے وقت لیٹے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا کی کہ اے لوگو! بیعت (یعنی بیعت کے لئے سب آجاؤ) روح القدس نازل ہوا۔ پھر ہم سب دوڑ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔

www.kitabghar.org

فبایعناہ فذٰلک قول اللہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فبایع لعثمان اِحدٰی یدیہ علی الاُخرٰی فقال الناسُ ھنیئاً لابن عفان یطوفُ بالبیتِ ونحنُ ھٰھنا فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو مکث کذا وکذا سنۃً ما طاف حتی اطوفَ عن نافع قال بلغ عمر بن الخطاب ان ناسًا یأتون الشجرۃَ التی بُویع تحتہا فامر بہا فقُطعت و عن جابر بن عبد اللہ قال کنّا یومَ الحدیبیۃ الفًا و اربع مأۃٍ فقال لنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم خیرُ اہل الارض عن عروۃ قال لما نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیبیۃ فزعت قریش لنزولہ علیہم فاحبَّ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبعثَ الیہم رجلاً من اصحابہ فدعا عمر بن الخطاب لیبعثہ الیہم فقال یا رسولَ اللہ انی لا آمَنُ ولیس بمکۃ احدٌ من بنی کعبٍ یغضبُ لِیْ ان اُوذیتُ فارسِلْ عثمانَ بن عفان فانّ عشیرتہ بہا وانہ یبلغ لک ما اردتَ فدعا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمانَ فارسلہ الی قریش وقال اَخبِرہم انالم نأتِ لقتال وانما جئنا عُمّارًا وادْعُہم الی الاسلام وامرہٗ ان یأتیَ رجالاً بمکۃ مؤمنین ونساءً مؤمناتٍ فیدخل علیہم و یُبشّرہم بالفتح ویخبرہم انّ اللہ موشکًا انْ یُظہر دینہ بمکۃ حتی لا یستخفی فیہا بالایمان

پھر ہم نے آپ سے بیعت کی۔ یہ ہے وہ واقعہ جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ الخ (۴۸:۱۸) بالتحقیق اللہ تعالیٰ اُن مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپؐ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔" پھر آپ نے عثمانؓ کی طرف سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر بیعت کی یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ ابن عفان اچھے رہے۔ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور ہم یہاں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اتنے اور اتنے برس بھی وہاں ٹھہرا تو وہ طواف نہیں کرے گا جب تک میں طواف نہ کرلوں گا۔ مروی ہے نافعؒ سے بیان کیا کہ لوگوں نے (زیارت کے لئے) اُس درخت کے پاس جانا شروع کردیا تھا جس کے نیچے بیعت لی گئی تھی تو عمرؓ کے حکم سے وہ کاٹ دیا گیا۔ اور مروی ہے جابرؓ بن عبداللہ سے بیان کیا کہ ہم یوم حدیبیہ میں ایک ہزار چار سو تھے اور ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تمام اہلِ زمین میں سب سے اچھے لوگ ہو۔ عروہ سے مروی ہے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں اُترے تو آپؐ کی آمد سے قریش میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اپنے اصحابؓ میں سے کسی کو اُن کے پاس بھیجیں تو عمرؓ کو بھیجنے کے لئے آپ نے بلایا۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں اُن پر بالکل مطمئن نہیں ہوں اور مکہ میں اب بنی کعب میں سے بھی کوئی نہیں جس کو جوش آجائے اگر مجھے تکلیف دی گئی۔ اس لئے آپ عثمانؓ بن عفان کو بھیجئے کہ ان کا کنبہ وہاں موجود ہے اور جو پیغام آپ بھیجنا چاہتے ہیں وہ پہنچا دیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو بلا کر قریش کے پاس بھیجا اور اُن سے کہا کہ اُن کو یہ اطلاع کردو کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور اُن کو اسلام کی طرف دعوت بھی دو۔ اور ان کو یہ بھی حکم دیا کہ جو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ہیں اُن کے پاس جاکر اُن سے ملیں اور اُن کو فتح کی خوش خبری سُنادیں اور ان کو یہ خبر دیدیں کہ وہ وقت قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو مکہ میں غلبہ دیں یہاں تک کہ ایمان کو پھر نہیں چھپایا جائے گا۔

www.kitabghar.org

فانطلق عثمان الی قریش فاخبرہم فارتھنہ المشرکون ودعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی البیعۃ ونادی منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان روح القدس قد نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرہ بالبیعۃ فاخرجوا علی اسم اللہ فبایعوہ فثار المسلمون الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو تحت الشجرۃ فبایعوہ علی ان لا یفروا ابدا فرعبہم اللہ فارسلوا من کانوا ارتھنوا من المسلمین ودعوا الی المواد عۃ والصلح (بیہقی ۱۲) وعن جابر قال کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربع مائۃ فبایعناہ وعمر آخذ بیدہ تحت الشجرۃ وہی سمرۃ وقال بایعنا علی ان لا نفر ولم نبایعہ علی الموت وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببیعۃ الرضوان[1] کان عثمان بن عفان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اہل مکۃ فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان خیرا من ایدیہم لانفسہم عن جابر ومسلم عن ام بشر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ عن ابی امامۃ الباہلی قال

چنانچہ عثمانؓ قریش کے پاس پہنچ گئے اور اُن کو خبر کر دی۔ پھر اُن کو مشرکین نے روک لیا۔ اور (جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا) آپ نے لوگوں کو بیعت کے لئے طلب کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنادی نے یہ ندا کی کہ اے لوگو روح القدس (یعنی جبرئیلؑ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو کر آپ کو بیعت کا حکم دے گئے اس لئے تم سب اللہ تعالیٰ کے نام پر نکل آؤ اور آپ سے بیعت کرو۔ تو سب مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ گئے اور آپؐ درخت کے نیچے تھے۔ تو سب نے اس بات پر بیعت کی کہ وہ کبھی نہیں بھاگیں گے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو مرعوب کر دیا تو جتنے مسلمانوں کو اُنھوں نے روک رکھا تھا سب کو بھیج دیا اور ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے اور صلح کی دعوت بھی دی۔ اور جابرؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم یوم حدیبیہ میں ایک ہزار چار سو تھے تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور (جب ہم بیعت کے لئے پہنچے تو دیکھا کہ) عمرؓ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے درخت کے نیچے اور وہ کیکر کا درخت تھا اور کہا کہ ہم بیعت کرتے ہیں کہ نہیں بھاگیں گے اور ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان[1] کا حکم دیا تو عثمانؓ بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبر ہو کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ تو لوگوں نے بیعت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا اللہ عثمانؓ اللہ تعالیٰ کے اور اللہ کے رسولؐ کے کام میں ہے تو آپ نے (عثمانؓ کی طرف سے) اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ جو عثمانؓ کے لئے تھا وہ ان سب لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا جو اُنھوں نے اپنی ذوات کے لئے پیش کئے تھے۔ اور مروی ہے جابرؓ اور مسلمؒ سے یہ روایت کرتے ہیں اُمِّ مبشر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی نار میں داخل نہیں ہوگا۔ اور ابی امامہ باہلی سے مروی ہے کہا کہ

[1] بیعت رضوان اسی یوم حدیبیہ والی بیعت کا نام ہے جو کیکر کے درخت کے نیچے واقع ہوئی تھی۔ اس کو اس لئے اس نام سے موسوم کیا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں اس پر اپنی رضا کا اظہار فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ۱۲

www.kitabghar.org

لما نزلت لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قلتُ یا رسول اللّٰہ أنا ممن بایعک تحت الشجرۃ قال یا ابا أمامۃ انتَ منّی و أنا منک عن عکرمۃ وَ أَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا قال خیبر حیث رجعوا من صلح الحدیبیۃ عن مجاہد وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا قال المغانم الکثیرۃ التی وُعِدُوا ما یأخذون حتے الیوم فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ قال عُجِّلت لہم خیبر عن ابن عباس وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ یعنے الفتح وعن ابن عباس وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ یعنے خیبر وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ یعنی اہل مکۃ ان یستحلوا حرم اللّٰہ او یستحل بکم و انتم حُرُمٌ وَلِتَكُوْنَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ قال سنۃ لمن بعدکم عن مروان و المسور بن مخرمۃ قالا انصرفَ رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم عامَ الحدیبیۃ فنزلت علیہ سورۃ الفتح فیما بین مکۃ و المدینۃ فاعطاہ اللّٰہ فیہا خیبر وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ خیبر فقدم النبیّ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فی ذی الحجۃ فاقامَ بہا حتے سار الی خیبر فی المحرّم فنزل رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم بالرجیع وادٍ بین غطفان وخیبر فتخوف ان یُمِدَّہم غطفان فبات بہ حتے اصبح

جب یہ آیت نازل ہوئی لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین الخ تو میں نے کہا یا رسول اللّٰہ میں بھی ان میں سے ہوں جنھوں نے آپ سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوامامہؓ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے (یعنی تو میرا اور میں تیرا) مروی ہے عکرمہ سے وَ أَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (۴۸: ۱۸) (اور ان کو لگے ہاتھ ایک فتح دیدی)، کہا کہ یہ (فتح) خیبر ہے جب صلح حدیبیہ سے لوٹے تھے۔ مروی ہے مجاہدؒ سے وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا (۴۸: ۲۰) اللہ تعالےٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے۔" انھوں نے کہا مغانم کثیرہ جن کا مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا وہ سب ہیں جو آج تک مسلمان لے رہے ہیں فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ (سو سر دست تم کو یہ دیدی ہے) کہا اور ان کو جلدی کی غنیمت خیبر دی گئی۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ یعنی یہ فتح۔ اور (دوسری) روایت ہے ابن عباسؓ سے اسی آیت میں فعجل لکم ھذہٖ کی تفسیر میں یعنی خیبر کہا۔ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ (۴۸: ۲۰) اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے" یعنے اہل مکہ (کے ہاتھ) کہ وہ حلال بنائیں اللہ کے حرم کو یا تم کو حلال ہونے پر مجبور ہونا پڑے اور تم مُحرِم تھے وَلِتَكُوْنَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۴۸: ۲۰) اور تاکہ (یہ واقعہ) اہل ایمان کے لئے ایک نمونہ ہو جائے" کہا۔ یعنی جو تمھارے بعد آنے والے ہیں اُن کے لئے نمونہ ہو جائے۔ مروی ہے مروان اور مسور بن مخرمہ سے دونوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام حدیبیہ میں واپس ہوئے تو آپ پر مکہ اور مدینہ کے درمیان سورۂ فتح نازل ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے اس میں آپؐ کو خیبر عطا کیا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ تا عجل لکم ھذہٖ سے خیبر مراد ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ میں تشریف لائے اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ خیبر کی طرف محرم میں روانہ ہوگئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رجیع میں اُترے۔ یہ ایک وادی ہے غطفان اور خیبر کے درمیان پھر اندیشہ ہوا کہ غطفان اُن کو مدد دیں گے تو رات وہیں گزاری یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

www.kitabghar.org

فتغدوا عليهم و عن قتادة
فعجل لكم هذه قال هي خيبر
وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ
قال عن بيضتهم و عن عيالهم
بالمدينة حين ساروا من المدينة
الى خيبر و عن عطية فعجل لكم هذه
قال فتح خيبر و عن ابن جريج في
قوله وكفّ ايدى الناس عنكم
قال اجتمع الحليفان اسدٌ و
غطفان عليهم عُيينة بن حصن
معهٗ مالك بن عوف بن
النضر ابو النضر و اهل خيبر
على بير معونة فالقى الله
في قلوبهم الرعب فانهزموا و
لم يلقوا النبيّ صلى الله عليه وسلم
و في قوله وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا اسدٌ وغطفان لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ
حتى وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا
يقول سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا
مِنْ قَبْلُ ان لا يقاتل احدٌ
نبيّهٗ الّا اخذه الله نقتله او رعبه
فانهزم ولم يسمع به عدوٌّ الّا انهزموا
و استسلموا و عن ابن عباسؓ
وَ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا
قال هذه الفتوح التي تفتح الى
اليوم عن ابى الاسود الدئلي انّ
الزبير بن العوام لما قدم البصرة دخل
بيت المال فاذا هو بصفراء و
بيضاء فقال يقول الله وعدكم الله

پھر خیبر والوں پر صبح ہی پہنچ گئے۔ اور قتادہؒ سے مروی ہے فعجل لکم ھذہ کہا کہ اس سے خیبر مراد ہے۔ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ (یعنے لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے) یعنی ان کے صدر مقام سے اور اُن کے بال بچوں سے جو مدینہ میں تھے جب کہ مسلمان مدینہ سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اور عطیہ سے فعجل لکم ھذہ کی تفسیر فتح خیبر روایت کی گئی ہے۔ اور ابن جُریج سے مروی ہے کہ انھوں نے وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ کی تفسیر میں کہا کہ دونوں حلیف اسد اور غطفان جمع ہوئے اُن پر عُیینہ بن حصن سردار بنایا گیا اس کے ساتھ مالک بن عوف بن النضر ابو النضر تھا اور اہلِ خیبر بیر معونہ پر جمع ہو گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا تو یہ سب بھاگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ سے ہٹ گئے۔ اور اُنھوں نے (آیات کی تفسیر میں) کہا وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۴۸: ۲۲) (اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے) یعنی اسد اور غطفان لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ سے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ تک (۴۸: ۲۲-۲۳) (تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ ان کو کوئی یار ملتا اور نہ مددگار۔ اللہ تعالیٰ نے (کفار کے لیے) یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ خدا کے دستور میں ہرگز ردوبدل نہ پائیں گے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ کا دستور (جاری ہے) ان لوگوں میں جو گزر چکے ہیں کہ کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس نے اپنے نبی کے ساتھ قتال کیا (وہ کامیاب ہوئی ہو) اللہ تعالیٰ نے اُس کو پکڑ لیا پھر قتل کر دیا یا مرعوب کر دیا کہ وہ بھاگ گئی اور جن دشمنوں نے بھی (نبی کی جماعت کے نزول کو) سُنا وہ بھاگے اور صلح کی درخواست کرنے لگے۔" اور ابن عباسؓ سے مروی ہے وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا (۴۸: ۲۱) اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمھارے قابو میں نہیں آئی"۔ کہا یہ سب فتوح ہیں جو آج تک ہوتی رہی ہیں۔ ابو الاسود دیلی سے مروی ہے کہ زبیر بن العوام جب بصرہ آئے اور بیت المال میں پہنچے تو اچانک زردی اور سفیدی پر نظر پہنچی (یعنے سونا چاندی دیکھا) تو کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَدَكُمُ اللّٰهُ الخ (۴۸: ۲۰-۲۱) اللہ تعالیٰ نے تم سے

www.kitabghar.org

مغانم کثیرۃ تأخذونہا فعجل لکم ہذہ و اُخریٰ لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا فقال ہذا لنا عن علی و ابن عباس قالا فی قولہ تعالیٰ وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ فتوح من لدن خیبر تلونہا وتغنمون مافیہا فعجل لکم ہذہ من ذٰلک خیبر وکفّ ایدیَ الناس قریش عنکم بالصلح یومَ الحدیبیۃ ولتکون آیۃ للمؤمنین شاہدًا علیٰ مابعدہا دلیلاً علیٰ انجازہا واُخریٰ لم تقدروا علیہا علم وقتہا افتتہا علیکم فارس والروم قد احاط اللہ بہا قضیٰ[۱۲] اللہ بہا انہا لکم و عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ واُخریٰ لم تقدروا علیہا قال فارس و الروم و عن عطیۃ واُخریٰ لم تقدروا علیہا قال فتح فارس عن سہل بن حنیف انہ قال یوم صفّین اتّہموا انفسکم فلقد رأیتُنا یوم الحدیبیۃ یعنی الصلح الذی کانَ بینَ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم و بین المشرکین ولو نریٰ قتالا لقاتلنَا فجاء عمرُ الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ یا رسولَ اللہ ألَسنَا علی الحقّ و ہُم علی الباطل قال بلیٰ قال الیس قتلانا فی الجنّۃ و قتلاہم فی النّارِ

(اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو سردست تم کو یہ دے دی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تاکہ یہ (واقعہ) اہلِ ایمان کے لئے ایک نمونہ ہوجائے اور تاکہ تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے۔ اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی خدا تعالیٰ اُس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔" (یہاں تک آیت پڑھ کر) فرمایا کہ یہ ہمارے لئے ہے۔ مروی ہے علی اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہم سے کہ دونوں نے کہا اس ارشاد کے متعلق وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ الخ کہ (مراد) وہ فتوح ہیں جو خیبر کے نزدیک مختلف انواع کی ہوں گی اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب تم کو غنیمت میں ملے گا۔ سو سردست تم کو یہ دیدی ہے یعنے ان فتوح میں سے ایک خیبر ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے یعنی قریش کے یوم حدیبیہ میں صلح کے ساتھ اور تاکہ یہ اہلِ ایمان کے لئے ایک نمونہ بن جائے۔ بعد میں آنے والے لوگوں پر گواہ ہو اور دلیل ہو وعدے کے پورا ہونے پر اور ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم قادر نہیں ہوتے ہو یعنے اُس کے وقت کے علم پر کہ وہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دیدی ہے وہ فارس اور رُوم ہے۔ خدا تعالیٰ نے اُس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے اُس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر کر دیا۔ اور روایت ہے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم قادر نہیں ہوتے ہو کہا کہ وہ فارس اور روم ہے۔ اور عطیہ سے مروی ہے کہ ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم قادر نہیں ہوتے ہو اُنھوں نے کہا کہ فارس کی فتح۔ سہل رضی اللہ عنہ بن حنیف سے مروی ہے کہ اُنھوں نے یوم صفّین میں کہا لوگو اپنے حال کو بنظر تنقید دیکھو میں نے واللہ اپنی جماعت کو دیکھا یوم حدیبیہ میں یعنے اس صلح کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی اور اگر ہم قتال کو دیکھتے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا) تو ضرور قتال کرتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر کہا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں۔ فرمایا بیشک (تم حق پر ہو) پھر کہا کہ کیا یہ نہیں ہے کہ ہمارے مقتول جنت میں اور اُن کے مقتول دوزخ میں

www.kitabghar.org

قال بلیٰ قال ففیمَ نعطی الدَّنیّۃَ فی دیننا ونرجع و لما یحکم اللہُ بیننا وبینہم فقال یا ابنَ الخطابِ انی رسولُ اللہِ ولن یضیّعنی اللہُ ابدًا فرجع متغیظاً فلم یصبر حتےٰ جاء ابابکر فقالَ یا ابا بکرِ ألسنا علی الحق وہم اہل الباطل قال بلےٰ قال الیس قتلانا فی الجنۃِ وقتلاہم فے النّارِ قال بلےٰ قال ففیم نعطے الدّنیّۃَ فی دیننا قال یا ابنَ الخطاب انہ رسول اللہ ولن یضیعہ اللہ ابدا فنزلت سورۃ الفتح فارسل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الٰے عمر فاقرأہٗ ایاہا قال یارسولَ اللہ أفتحٌ ہو قال نعم

عن ابی ادریس عن اُبیّ بن کعب انہ کان یقرأ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاہِلِیَّۃِ وَلَوْ حَمِیْتُمْ کَمَا حَمَوْا لَفَسَدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ فَاَنْزَلَ اللہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰے رَسُوْلِہٖ فبلغ ذٰلک عمر فاشتدَّ علیہ فبعث الیہ فدخلَ فدعا ناسًا من اصحابہ فیہم زید بن ثابت فقال من یقرأ منکم سورۃَ الفتح فقرأ زیدٌ علے قراءتنا الیومَ فغلّظ لہٗ عمر فقال اُبیٌّ أتکلّمُ قال تکلّمْ فقال لقد علمتَ انی کنتُ اَدخلُ علے النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم ویُقرِئنے وانتَ بالباب فان احببتَ ان اُقرِئَ الناسَ علے ما اَقرأنے اَقرأتُ والّا لم اُقرِء حرفًا ما حَیِیْتُ قال بل اَقرِئ الناسَ عن حمرانَ انّ عثمانَ قال سَمِعتُ

جائیں گے۔ کہا پھر کس بنا۔ پر اپنے دین (کے کام) میں اس کمینگی کی اجازت دیدیں اور لوٹ جائیں اور جب کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابن الخطابؓ میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ مجھے کبھی ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ تو عمرؓ غصہ میں بھرے ہوئے واپس ہوئے۔ پھر صبر نہ آیا تو ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اے ابوبکرؓ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا بیشک۔ پھر کہا کہ کیا ہمارے مقتول جنّت میں اور اُن کے مقتول دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ اُنھوں نے کہا بیشک۔ کہا پھر ہم اس کمینگی کی اپنے دین میں کیوں اجازت دیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اے ابن الخطاب وہ اللہ کے رسول ہیں اور اُن کو اللہ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پھر جب سورۃ الفتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بُلا کر اُن کے سامنے یہ سورت پڑھی تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہؐ کیا فتح وہی ہے؟ فرمایا کہ ہاں۔

مروی ہے ابی ادریس سے وہ روایت کرتے ہیں اُبیّ بن کعب سے کہ وہ پڑھا کرتے تھے اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاہِلِیَّۃِ وَلَوْ حَمِیْتُمْ کَمَا حَمَوْا لَفَسَدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ فَاَنْزَلَ اللہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اس کی اطلاع عمرؓ کو ہوئی تو اُن کو یہ ناگوار ہوا تو اُبیّ بن کعب کو بُلوایا۔ وہ آ گئے پھر اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بُلایا اُن میں زیدؓ بن ثابت بھی تھے۔ فرمایا کہ تم میں کون سورۃ فتح پڑھے گا تو زیدؓ نے قراءت کی ہماری آج کی قراءت کے مطابق (یعنے بغیر جملہ "و لو حمیتم الخ" کے) تو عمرؓ نے اُبیّ پر سخت گرفت کی۔ تو اُبیّ نے کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہ کہیئے تو اُنھوں نے کہا کہ آپ یقینًا جانتے ہیں کہ میں آیا کرتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور آپؐ مجھے پڑھایا کرتے تھے اور آپ دروازے پر ہوتے تھے تو اگر آپ کو پسند ہو کہ میں لوگوں کو پڑھاؤں آپؐ کے پڑھائے ہوئے کے مطابق تو میں پڑھاؤں گا ورنہ میں کسی کو ایک حرف بھی نہ پڑھاؤں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ پڑھاتے رہو لوگوں کو۔ اور حمران سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے کہا کہ میں نے

www.kitabghar.org

النبیَّ صلے اللہ علیہ وسلم یقول انی لَاَعْلم کلمةً لا یقولها عبدٌ حقًّا من قلبه اِلاَّ حُرِّمَ علیه النارُ فقال عُمَرُ بن الخطاب اَنَا اُحَدِّثُکم ما هی کلمة الاخلاص التی اَلزَمها اللہ محمدًا واصحابَه وهی کلمةُ التقوٰی الّتی اَلاَصَّ علیها نبیُّ اللہِ عمَّهُ اباطالبٍ عندَ الموت شهادةُ ان لا الٰه الّا اللّٰه عن عائشة قالتْ لمّا مات سعدُ بن معاذٍ حَضَرَه رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلّم و ابوبکر و عُمَرُ فوالذی نفسُ محمدٍ بیده اِنّی لَاَعْرِفُ بکاءَ ابی بکر من بکاء عُمَرَ وَ اَنَا فِی حُجْرَتی وکانوا کما قال رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ قیل فکیف کَانَ رسُولُ اللہ صلے اللہ علیه وسلم یَصْنَعُ فقالت کانت عینُه لا تدمعُ علٰی احدٍ ولکنّه کانَ اذا وَجَدَ فانّما هو اخذ بلحیته عن ابنِ عباسٍ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ یعنی نعتُهم مکتوب فی التورٰة والانجیل قبلَ ان یخلقَ اللہ السمٰواتِ والارضَ عن عمارٍ مولےٰ بنی هاشم قال سألتُ ابا هریرة عن القدر الصحابة قال اِکْتَفِ منه بآخر سورة الفتح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ الٰی آخرها یعنی انّ اللہ نعتهم قبل ان یخلقهم عن ابنِ عباسٍ فی قوله کَزَرْعٍ قال اصلُ الزرع عبدالمطلب اَخْرَجَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی بندہ اُس کو سچے دل سے کہے لیگا اللہ تعالیٰ اُس پر نار (جہنم) کو حرام کردے گا۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں تم کو بتادوں وہ کیا ہے۔ وہ کلمۃ الاخلاص ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے لازم کیا محمدؐ پر اور اُن کے اصحابؓ پر (اس آیت میں فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا (۴۸:۲۶)) اور یہی وہ کلمۃ التقوٰی ہے جس کو بار بار پڑھ رہے تھے اللہ کے نبی اپنے چچا ابو طالب کے سامنے اُن کی موت کے وقت اور وہ ہے شہادت لاآلہ الاّ اللہ کی (یعنے اشہدان لاآلہ الا اللہ واشہدان محمدًا رسول اللہ) اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ جب انتقال ہوا سعدؓ بن معاذ کا تو اُن کے پاس پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں نفس محمدؐ ہے میں بخوبی امتیاز کرتی ہوں ابو بکرؓ کے رونے کی آوازیں اور عمرؓ کے رونے کی آواز میں اور میں اپنے حجرہ میں تھی۔ اور وہ ایسے ہی تھے جیسا (اللہ تعالےٰ نے) فرمایا رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (۴۸:۲۹) "آپس میں مہربان ہیں"۔ پوچھا گیا کہ (ایسے مواقع میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے کسی پر آنسو نہیں بہتے تھے۔ لیکن آپؐ کی عادت یہ تھی کہ جب آپ غمگین ہوتے تھے تو آپ اپنی ڈاڑھی پکڑ لیا کرتے تھے۔

مروی ہے ابنِ عباسؓ سے کہ یہ اُن کے اوصاف توریت میں ہیں یعنی اُن کے وصف لکھے ہوتے تھے توریت میں اور انجیل میں پہلے اس سے کہ اللہ تعالےٰ پیدا کرے آسمانوں کو اور زمین کو۔ مروی ہے عمار مولیٰ بنی ہاشم سے کہا کہ میں نے سوال کیا ابو ہریرہؓ سے مرتبۂ (اصحابؓ) کے متعلق تو کہا اس کے بارے میں کافی سمجھو آخر سورۃ الفتح کو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ آخر تک یعنے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی مدح کی اُن کو پیدا کرنے سے پہلے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے اس ارشاد کے بارے میں کہ جیسے کھیتی کہا کہ اُس کی جڑ عبدالمطلب ہیں۔ اُس نے

www.kitabghar.org

شَطْأَهٗ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فَاٰزَرَهٗ بابی بکر فَاسْتَغْلَظَ بعمر فَاسْتَوٰی بعثمان عَلٰی سُوْقِهٖ یَغِیْظُ بِهِمُ الْكُفَّارُ بعلی و عن ابن عباس مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ابوبکر اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ عمر رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ عثمان تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا علیؓ یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا طلحۃ والزبیر سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ عبدالرحمن ابن عوف وسعد بن ابی وقاص و ابو عبیدۃ بن الجراح وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ بابی بکر فَاسْتَغْلَظَ بعمر فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ بعثمان یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ بعلی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جمیع اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اپنی سوئی نکالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر اُس کو قوی کیا۔ ابوبکرؓ کے ساتھ پھر وہ اور موٹی ہوئی عمرؓ سے پھر سیدھی کھڑی ہوئی عثمانؓ سے اپنے تنہ پر کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ اُن سے کافروں کو جلائے علیؓ سے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں ابوبکرؓ وہ کافروں کے مقابلہ پر سخت ہیں عمرؓ۔ آپس میں مہربان عثمانؓ تو دیکھتا ہے اُن کو رکوع سجدے کرنے والے علیؓ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کی جستجو کرتے ہیں طلحہؓ اور زبیرؓ اُن کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاص اور ابو عبیدہؓ بن الجراح اور انجیل میں ان کا وصف یہ ہے کہ جیسے کھیتی اُس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اُس کو قوی کیا ابوبکرؓ سے۔ پھر وہ اور موٹی ہوئی عمرؓ سے پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوئی عثمانؓ سے کہ کسان کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ اُن سے کافروں کو جلائے علیؓ سے وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے تمام اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

آیات سورۂ حجرات

خدای تعالیٰ در سورۂ حجرات دلائل باہرہ بر فضل خلفاءؓ ذکر میفرماید از آنجملہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ و شیخین سبب ورود آیت و مصداق آن بوده اند بنقل مستفیض از آنجملہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ الآیۃ در مقابلہ اعراب و قول ایشان اٰمَنَّا عن عبداللہ بن الزبیر

اللہ تعالیٰ سورۂ حجرات میں خلفاءؓ کی فضیلت پر روشن اور واضح دلائل ذکر فرماتے ہیں۔ اُن میں سے یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ الخ (۴۹:۳) بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقوای کے لئے خالص کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔" اور شیخینؓ (صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ) نقل متواتر سے ثابت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے سبب اور اُس کے مصداق تھے۔ اُن میں سے یہ ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ الخ (۴۹:۱۵) پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستے میں محنت اُٹھائی یہ لوگ ہیں سچے" اعراب کے اور اُن کے قول اٰمَنَّا کے مقابلہ میں۔ مروی ہے عبداللہ بن زبیرؓ سے

www.kitabghar.org

قال قدم ركب من بني تميم على النبي صلى الله عليه وسلم فقال ابو بكر أمِّر القعقاع بن معبد وقال عمر بل أمِّر الاقرع بن حابس فقال ابو بكر ما اردت الّا خلافي فقال عمر ما اردت خلافك فتماريا حتى ارتفعت اصواتهما فانزل الله يا ايها الذين آمنوا لا تقدّموا بين يدي الله ورسوله حتى انقضت الآية عن ابن ابي مليكة قال كاد الخيران ان يهلكا ابو بكر وعمر رفعا اصواتهما عند النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه ركب بني تميم فاشار احدهما بالاقرع بن حابس واشار الآخر برجل فقال ابو بكر لعمر ما اردت الّا خلافي قال ما اردت خلافك فارتفعت اصواتهما في ذلك فانزل الله يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي الآية قال ابن الزبير فما كان عمر يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هذه الآية حتى يستفهمه عن ابي بكر الصديق قال لما نزلت هذه الآية يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي قلت يا رسول الله والله لا اكلمك الّا كاخي السرار عن

صاحب راز ۱۲

فرمایا کہ بنی تمیم میں کے شتر سواروں کی ایک بڑی جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی (وہ چاہتے تھے کہ ہم پر کسی کو امیر بنادیا جائے) تو ابو بکرؓ نے کہا کہ قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیجیے عمرؓ نے کہا بلکہ امیر بنایئے اقرع بن حابس کو۔ اس پر ابو بکرؓ نے کہا کہ تمھیں صرف میرا اختلاف کرنا مقصود تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ میں نے تمھارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا اس پر دونوں میں کہا سنی شروع ہوگئی تھی کہ دونوں کی آوازیں اونچی ہوگئیں۔ تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا الخ (۴۹:۱) اے ایمان والو اللہ و رسول (کی اجازت) سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ (تمھارے سب اقوال کو) سننے والا اور (تمھارے سب افعال کو) جاننے والا ہے۔ مروی ہے ابن ابی ملیکہ سے انھوں نے کہا کہ دونوں خیر (یعنی بہترین اصحاب) ابو بکرؓ و عمرؓ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی آوازیں بلند کرلی تھیں جب آپ کی خدمت میں بنی تمیم کے شتر سواروں کا قافلہ آیا تھا تو ان دونوں میں سے ایک نے (امیر بنانے کے لئے) اشارہ کیا اقرع بن حابس کی طرف اور دوسرے نے اشارہ کیا ایک اور شخص کی طرف۔ تو ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تمھیں صرف میرا خلاف مقصود ہے۔ انھوں نے کہا میں نے تمھارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا۔ پھر اس بارے میں دونوں کی آوازیں اونچی ہوگئیں تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ۔ ابن الزبیرؓ نے بیان کیا کہ اس کے بعد عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے صرف اتنی آواز اٹھاتے تھے جس سے آپ ان کی بات سمجھ لیں۔ ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ (۴۹:۲) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ بخدا میں اب آپ سے صرف اس طرح گفتگو کروں گا جیسے راز کی بات کرنے والا کرتا ہے مروی ہے

www.kitabghar.org

أبي هريرة قال لما نزلت إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ قال أبو بكر والذي أنزل عليك الكتاب يا رسول الله لا أكلمك إلا كأخي السرار حتى ألقى الله.

عن عطاء الخراساني قال قدمت المدينة فلقيت رجلاً من الأنصار قلت حدثني حديث ثابت بن قيس بن شماس قال قم معي فانطلقت معه حتى دخلنا على امرأة فقال الرجل هذه ابنة ثابت بن قيس بن شماس فسلها عما بدا لك فقلت حدثيني قالت سمعت أبي يقول لما أنزل الله على رسوله صلى الله عليه وسلم يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي الآية دخل بيته وأغلق عليه بابه وطفق يبكي فافتقده رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما شأن ثابت فقالوا يا رسول الله ما ندري ما شأنه غير أنه أغلق باب بيته فهو يبكي فيه فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إليه فسأله ما شأنك قال يا رسول الله أنزل الله عليك هذه الآية وأنا شديد الصوت فأخاف أن أكون قد حبط عملي فقال لست منهم بل تعيش بخير وتموت بخير قالت ثم أنزل الله على نبيه إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ فأغلق عليه بابه وطفق يبكي فيه فافتقده رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ما شأن ثابت قالوا يا رسول الله والله ما ندري ما شأنه غير أنه

ابوہریرہؓ سے کہاکہ جب نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ الخ تو ابوبکرؓ نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی یارسول اللہ اب میں آپؐ سے صرف اس طرح گفتگو کروں گا جیسے راز کی بات کرنے والا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔ عطاء خراسانیؒ سے مروی ہے بیان کیاکہ میں مدینہ میں پہنچا پھر انصار میں کے ایک شخص سے ملا۔ میں نے کہاکہ مجھ سے ثابت بن قیس بن شماس کا حال بیان کرو۔ اُس نے کہاکہ اُٹھو میرے ساتھ چلو۔ ہم دونوں چلے یہانتک کہ ایک عورت کے پاس پہنچے۔ اُس شخص نے کہاکہ یہ بیٹی ہیں ثابت ابن قیس بن شماس کی جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں ان سے پوچھ لیجئے۔ میں نے (اس عورت سے) کہا آپ مجھ سے (ثابت کا حال) بیان کیجئے۔ اُس نے کہاکہ میں نے اپنے باپ سے یہ حال سُنا جو وہ بیان کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ الخ تو وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کرلیا اور برابر روتے رہے اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ پایا تو (لوگوں سے) فرمایاکہ ثابت کا کیا حال ہے انھوں نے کہا یارسول اللہؐ ہم نہیں جانتے کہ ان کا کیا حال ہے بجز اس کے کہ اُنھوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا اور اس میں رو رہے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بلوایا اور سوال کیاکہ تمھارا کیا حال ہے۔ ثابتؓ نے کہا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی اور میں سخت آواز والا ہوں میں اس سے ڈر رہا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ میرے عمل سلب ہوجائیں۔ تو آپؐ نے فرمایاکہ تو اُن میں سے نہیں بلکہ تو خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر ہی کے ساتھ مریگا۔ ثابتؓ کی بیٹی نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (۳۱:۱۸) بیشک اللہ تعالیٰ کسی خود میں فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے" تو پھر دروازہ بند کرکے بیٹھ گئے اور اندر رونا شروع کردیا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ پایا اور پوچھا ثابتؓ کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہؐ ان کا حال تو ہم نہیں جانتے بجز اس کے کہ

www.kitabghar.org

اغلق علیه باب بیته وطفق یبکی فیه فارسل الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما شأنک فقال یا رسول الله انزل الله علیک اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ والله لانی لاُحِبُّ الجمال واُحِبُّ اَنْ اَسُوْدَ قومی قال لستَ منهم بل تعیش حمیدا وتقتل شهیدا ویدخلک الله الجنة بسلام قالت فلما کان یوم الیمامة خرج مع خالد بن الولید الی مسیلمة الکذاب فلما التقی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فانکشفوا فقال ثابتؓ لسالم مولی ابی حذیفة ما ھکذا کنا نقاتل مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم حفر کل واحد منهم لنفسه حفرة وحمل علیهم القوم فثبتا حتی قتلا وکانت علی ثابت یومئذ درع له نفیسة فمر به رجل من المسلمین فاخذها فبینا رجل من المسلمین نائم اذ اتاه ثابت بن قیس فی منامه فقال انی اوصیک بوصیة فایاک ان تقول هذا حلم فتضیعه انی لما قتلت امس مر بی رجل من المسلمین فاخذ درعی ومنزله فی اقصی العسکر وعند خبائه فرس یستن فی طوله وقد کفا علی الدرع برمة وجعل فوق البرمة رحلا فأت خالد بن الولید فمره ان یبعث الی درعی فیأخذها واذا قدمت الی خلیفة رسول الله صلی الله علیه

وہ دروازہ بند کرکے گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہتے ہیں تو اُن کو بُلوایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کیا حال ہے تمہارا۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل کیا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْر۔ اور واللہ میں جمال کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کا سردار بنا رہنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اُن میں سے نہیں ہے تو حمید ہوتے ہوئے (یعنی قابل تعریف) زندہ رہے گا اور شہید ہو کر مرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ تجھے جنت میں داخل کرے گا۔ کہتی تھیں کہ پھر جب یمامہ کے جنگ کا زمانہ آیا تو وہ خالد بن الولید کے ساتھ مُسیلمہ کذّاب کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہوا تو اُنھوں نے شکست کھائی۔ اس پر ثابتؓ نے کہا سالم مولیٰ ابی حُذیفہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں اس طرح تو قتال نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے لئے قبر کھودی اور (جب پھر جنگ شروع ہوئی) ان پر قوم نے حملہ کیا تو دونوں (لڑائی میں) جمے رہے (پیچھے نہیں ہٹے) یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ اور اُس دن ثابتؓ کے بدن پر اُن کی ایک نفیس زرہ تھی۔ اُن پر گزر ہوا مسلمانوں میں کے کسی شخص کا تو اُس نے اُس کو لے لیا۔ تو جب کہ مسلمانوں میں کا ایک شخص سو رہا تھا اُس کے پاس خواب میں ثابت بن قیس آئے اور اُس سے کہا کہ میں تجھے ایک خاص وصیت کرتا ہوں خبردار یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ پریشان خیال ہے اور تو اُس کو ضائع کردے۔ جب میں آج شام کو قتل ہوا تو میرے پاس سے مسلمانوں میں کا ایک شخص گزر رہا تھا اُس نے میری زرہ لے لی اور اُس کی جائے قیام لشکر کے آخری کنارے پر ہے اور (اس کے مقام کی خاص علامت یہ ہے کہ) اُس کے خیمہ کے نزدیک ایک گھوڑا لمبی رسّی سے بندھا ہوا کودتا ہوگا اور اُس نے اُس زرہ پر ایک ہانڈی کو اُلٹ دیا ہے اور ہانڈی پر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ تو خالدؓ ابن الولید کے پاس جا اور اُن سے کہہ کہ وہ کسی کو بھیج کر میری زرہ منگائیں اور اس کو لے لیں اور جب تو خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

www.kitabghar.org

وسلم فاخبره ان علیّ من الدین کذا وکذا ولی من الدین کذا وکذا وفلانٌ من رقیقی عتیقٌ وفلانٌ فایاک ان تقول ہذا حُلم فتضیّعه فاتی الرجلُ خالدَ ابن الولید فاخبره فبعث الی الدرع فنظر الی خباءٍ فی اقصے العسکر فاذا عنده فرسٌ یستنّ فی طِوَله فنظر فی الخباءِ فاذا لیس فیه احدٌ فدخلوا فرفعوا الرحل فاذا تحته برمةٌ ثم رفعوا البرمةَ فاذا الدرع تحتها فاتوا به خالد بن الولید فلما قدموا المدینةَ حدّث الرجلُ ابا بکر برؤیاه فاجاز وصیّتہ بعد موته فلم نعلم احدًا من المسلمین جُوِّزَ وصیّتُه بعدَ موته غیر ثابتٌ بن قیس بن شماس عن مجاهد قال کُتِبَ الی عمر یا امیر المؤمنینَ رجلٌ لا یشتہی المعصیة ولا یعمل بها افضلُ ام رجلٌ یشتہی المعصیةَ ولا یعمل بہا فکتب عمرُ ان الذین یشتہونَ ولا یعملونَ بہا اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ و عن عمر بن الخطاب قال مَن تعرّض للتہمة فلا یلومنّ مَن اساءَ به الظنّ ومَن کتم سرّه کان الخیارُ الیه ومَن افشاه کان الخیار علیه

وسلم کے پاس جائے تو اُن کو (میری طرف سے) یہ خبر دیدینا کہ میرے ذمہ اتنا اور اتنا قرض (فلاں فلاں کا) ہے اور میرا قرض (فلاں فلاں کے ذمہ) اتنا اور اتنا ہے اور میرا فلاں غلام آزاد ہے اور فلاں (کے ساتھ یہ کیا جائے) پھر کہتا ہوں کہ خبردار اس کو معمولی خواب سمجھ کر ضائع نہ کردینا۔ وہ شخص خالد بن الولید کے پاس پہنچا اور اُن کو اس قصہ کی خبر دی۔ اور انھوں نے زرہ کے لئے کسی کو بھیجا تو اُس نے آخری کنارہ لشکر کے خیمہ کو دیکھا تو وہاں ایک گھوڑا لمبی رسّی سے بندھا ہوا کود رہا تھا۔ پھر خیمہ کے اندر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی شخص نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ خیمہ کے اندر گئے (وہاں کجاوہ دیکھا) تو لوگوں نے کجاوے کو اُٹھایا تو دیکھتے ہیں کہ اس کے نیچے ہنڈیا موجود ہے۔ پھر ہنڈیا کو اُٹھایا تو اُس کے نیچے سے زرہ نکلی تو اس کو لے کر خالد بن الولید کے پاس آئے۔ پھر جب لوگ مدینہ میں آئے تو اُس شخص نے ابوبکرؓ کو اپنا خواب سُنایا تو اُنھوں نے اُس کی وصیّت کو جو موت کے بعد کی تھی پُورا کیا۔ تو ہم تمام مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتے کہ اُس کی موت کے بعد کی وصیت پر عمل کیا گیا بجز ثابت ابن قیس بن شماس کے۔ اور مروی ہے مجاہدؒ سے کہ عمرؓ کے نام ایک خط لکھا گیا کہ اے امیر المؤمنینؓ ایک شخص ایسا ہے کہ جس کو گناہ کی خواہش نہیں ہوتی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتا وہ افضل ہے یا ایسا شخص جس کو گناہ کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اُس پر عمل نہیں کرتا۔ تو عمرؓ نے جواب لکھا کہ (وہ لوگ افضل ہیں) جو خواہش رکھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ الخ (۴۹: ۳) یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کی اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لئے آزمائش کی ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ جس شخص نے تہمت کا سامنا کیا (یعنی محلّ تہمت میں پہنچ گیا) تو وہ ہرگز اُس شخص کو ملامت نہ کرے جو اُس کے ساتھ بدگمانی کرے۔ اور جس نے اپنے راز کو چھپایا اُس راز پر اس کو اختیار رہوگا اور جس نے اُس کو افشاء کردیا تو اب اختیار اُس کے اوپر ہوگا (یعنے

www.kitabghar.org

وضع امر اخیک علی احسنہ حتی یاتیک منہ ما یغلبک و لا تظنن بکلمۃ خرجت من اخیک سوءً وانت تجد لہا فی الخیر محملاً واکثر فی اکتساب الاخوان فانہم جنۃ عند الرخاء و عدۃ عند البلاء و آخ الاخوان علی قدر التقوی و شاور فی امرک الذین یخافون اللہ عن عبدالرحمن ابن عوف انہ حرس مع عمر بن الخطاب لیلۃ بالمدینۃ فبینما یمشون بدا لہم سراج فی بیت فانطلقوا یؤمونہ فلما دنوا منہ اذا باب مجاف علی قوم لہم فیہ اصوات مرتفعۃ و لغط فقال عمر و اخذ بید عبدالرحمن ابن عوف أتدری بیت من ہذا قال ہذا بیت ربیعۃ بن امیۃ بن خلف و ہم الآن شرب قال عمر فما تری قال اری ان قد اتینا ما نہی اللہ عنہ قال اللہ ولا تجسسوا فقد تجسسنا فانصرف عمر عنہم و ترکہم د عن الشعبی ان عمر بن الخطاب فقد رجلاً من اصحابہ فقال لابن عوف انطلق الی منزل فلان فننظر فاتیا منزلہ فوجدا بابہ مفتوحاً و ہو جالس و امراتہ تصب لہ فی اناء فتناولہ ایاہ فقال عمر لابن عوف ہذا الذی شغلہ عنا فقال ابن عوف لعمر

اب یہ دوسرے کے اختیار کے ماتحت آجائیگا) اور اپنے بھائی کے معاملہ کو اچھے محمل پر رکھو یہاں تک کہ تمھارے پاس اُس کی طرف سے کوئی ایسی (صریح) بات آجائے جو تمھیں مجبور کردے۔ اور تمھارے بھائی کے مُنہ سے کوئی بات نکلے تو اُس میں بُرا گمان نہ کرو جب کہ تم اُس کے لئے خیر کا بھی کوئی محمل پاتے ہو۔ اور اچھے دوست جمع کرنے کی زیادہ کوشش کرو کہ وہ آسایش کی حالت میں تمھاری ڈھال ہوں گے اور بلاء کے وقت ہتھیار۔ اور بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرو تقوٰی کی حد تک۔ اور اپنے اہم کاموں میں اُن لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک رات مدینہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ پاسبانی کی تو گشت کے دوران میں اُن کو ایک گھر میں چراغ جلتا ہوا نظر آیا تو اس کا قصد کرتے ہوئے چلے۔ جب اُس مکان کے قریب پہنچے تو دروازہ بند کئے ہوئے اندر ایک جماعت موجود تھی جن کی بول چال کی آوازیں اونچی ہورہی تھیں۔ تو عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ کس کا گھر ہے یہ؟ اُنھوں نے کہا کہ یہ گھر ربیعہ ابن امیۃ بن خلف کا ہے اور یہ لوگ اِس وقت شراب پیتے ہوئے ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر تمھاری کیا رائے ہے؟ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اُس حد تک پہنچ گئے جس سے ہم کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا (۴۹ : ۱۲) اور سُراغ مت لگایا کرو؟ اور ہم تجسس کرنے لگے ہیں تو عمرؓ اُن لوگوں سے لوٹ گئے اور اُن کو چھوڑا۔ اور شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو نہ پایا تو ابن عوفؓ سے کہا کہ آؤ فلاں شخص کے گھر کی طرف چلیں ذرا اُس کو دیکھیں۔ پھر یہ دونوں اُس کے مکان پر پہنچ گئے تو اُنھوں نے اُس کا دروازہ کھلا ہوا پایا اور وہ بیٹھا ہوا تھا اور اُس کی بیوی اُس کے لئے ایک برتن میں اُنڈیل کر اُس کو (پینے کے لئے) دے رہی تھی۔ تو عمرؓ نے ابن عوفؓ سے کہا کہ یہی ہے وہ کام جس نے اس کو ہمارے پاس آنے سے روکا ہے۔ پھر ابن عوفؓ نے عمرؓ سے کہا کہ

www.kitabghar.org

وما یُدریک ما فی الاناء فقال عمر أتخافُ ان یکونَ ہذا التجسّسُ قال بل ہو التجسّسُ قال وما التوبۃُ من ہذا قال لا تُعلِمُہ بما اطّلعتَ علیہ من امرہٖ ولا تظُنّنّ فی نفسک الّا خیرًا ثم انصرفا ؔ وعن الحسن قال اتی عمر ابن الخطاب رجلٌ فقال انّ فلانًا لا یصحو فدخل علیہ عمر فقال انّی لاجدُ ریحَ شرابٍ یا فلانُ انت بہٰذا فقالَ الرجلُ یا ابن الخطاب وانت بہٰذا لم ینہک اللّٰہ ان تجسّس فعرفہا عمرُ فانطلق وترکہ ؔ وعن ثور الکندی ان عمر بن الخطاب کان یعسّ بالمدینۃ من اللیل فسمع صوتَ رجلٍ فی بیتٍ یتغنّٰی فتسوّرَ علیہ فوجد عندَہٗ امرأۃً وعندَہٗ خمرٌ فقال یا عدوَّ اللّٰہ أظننتَ انّ اللّٰہ یسترُکَ وانتَ علٰی معصیتہٖ فقال وانتَ یا امیرَ المؤمنین لا تعجل علَیَّ اِنْ اکُنْ عصیتُ اللّٰہ واحدۃً فقد عصیتَ اللّٰہ فی ثلاثٍ قال وَلَا تَجَسَّسُوْا وقد تجسّستَ وقال وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِہَا وقد تسوّرتَ علَیَّ ودخلتَ علَیَّ بغیر اذنٍ وقال اللّٰہُ تعالٰی لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَہْلِہَا قال عمر فہل عندکم من خیرٍ اِنْ عفوتُ عنک

آپ کیا سمجھے برتن میں کیا چیز ہے تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم کو یہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ ہمارا یہ فعل تجسّس ہے۔ ابنِ عوفؓ نے کہا کہ یہ تو تجسّس ہی ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ اب اس سے رجوع کی کیا صورت ہے۔ ابنِ عوفؓ نے کہا کہ (یہ صورت ہے کہ) اُس کے جس فعل پر آپ مطلع ہوئے ہیں اُس کو کبھی نہ جتلائیں اور اپنے دل میں اس کی نسبت خیر ہی کا گمان رکھیں۔ پھر دونوں واپس ہو گئے۔ اور مروی ہے حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ فلاں شخص ہوش میں نہیں آتا تو اس کے پاس عمرؓ پہنچے اور فرمایا کہ بیشک میں شراب کی بُو محسوس کر رہا ہوں اے فلاں تو اس میں مبتلا ہے (یعنی حرام فعل میں) تو اس شخص نے کہا اور آپ اے ابن الخطاب اس (ناجائز فعل) میں مبتلا ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجسّس سے نہیں روکا۔ تو عمرؓ نے اس بات کو سمجھ لیا اور چلے آئے اور اس کو چھوڑ دیا۔ اور ثور کندی سے مروی ہے کہ عمرؓ مدینہ میں رات کو گشت کیا کرتے تھے تو آپ نے ایک شخص کی آواز سُنی جو اپنے گھر میں گا رہا تھا۔ آپ نے اُس کو دیوار کے اُوپر سے جھانک کر دیکھا تو اُس کے پاس ایک عورت کو پایا اور شراب بھی موجود تھی۔ تو آپ نے کہا اے خدا کے دشمن! کیا تو نے یہ گمان کیا تھا کہ خدا تیرے عیب کو چھپائیگا حالانکہ تو اُس کی نافرمانی میں مُبتلا ہے۔ اُس نے کہا اور آپ اے امیر المؤمنینؓ مجھ پر جلدی نہ کیجیے اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی ایک بات میں نافرمانی کی تو آپ نے اللہ کی نافرمانی کی ہے تین باتوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوْا (۴۹:۱۲) "اور سُراغ نہ لگایا کرو" اور آپ نے تجسّس کیا۔ اور فرمایا وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِہَا (۲:۱۸۹) "اور گھروں میں اُن کے دروازوں سے آؤ" اور آپ نے دیوار کے اُوپر سے جھانکا۔ اور آپ مجھ پر داخل ہوئے بغیر اذن کے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا الخ (۲۴:۲۷) "اے ایمان والو اپنے رہنے کے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک اُن سے اجازت حاصل نہ کر لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو" عمرؓ نے کہا کیا تم سے خیر کی اُمید ہے اگر میں درگزر کروں (یعنی تم توبہ کر لوگے؟)

www.kitabghar.org

قال نعم فعفا عنہ و خرج و ترکہ عن انس قال کانت العرب تخدم بعضہا بعضًا فی الأسفار وکان مع ابی بکر و عمر رجلٌ یخدمہما فناما فاستیقظا ولم یہیّئ لہما طعامًا فقالا انّ ہذا لنؤومٌ فأیقظاہُ فقالا ایتِ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقل لہٗ انّ ابا بکر و عمر یُقرِئانِکَ السّلامَ ویستأذنانک فقال انہما ایتدما فجاء فقالا یارسولَ اللہ بایّ شیءٍ ایتدمنا قال بلحم اخیکما والذی نفسی بیدہٖ انّی لأریٰ لحمہٗ بین ثنایاکما فقالا استغفر لنا یا رسولَ اللہ قال مُراہ فلیستغفر لکما و عن یحیی بن ابی کثیر انّ نبیَّ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانَ فی سفر و معہ ابوبکر و عمر فارسلوا الی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسألونہ لحمًا قالَ اولیسَ قد ظللتم من اللحم شباعًا قالوا من اینَ فواللہ ما لنا باللحم عہدٌ منذُ ایّامٍ فقالَ من لحمِ صاحبکم الذی ذکرتم قالوا یا نبیَّ اللہِ انّما قلنا واللہ انّہ لضعیفٌ ما یُعیننا علیٰ شیءٍ قال و ذالک فلاتقولوا فرجع الیہم الرّجلُ

اُس نے کہا ہاں تو اُس سے درگزر کیا اور آگے بڑھے اور اس کو چھوڑدیا۔ اور انس رضؓ سے مروی ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ سفروں میں بعض ہمسفر بعض کی خدمت کرتے تھے (ایک سفر میں) ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ ایک شخص تھا جو ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ یہ دونوں سوگئے۔ جب جاگے اور اس نے اب تک ان کے لئے کھانا تیار نہ کیا تھا، تو دونوں نے کہا کہ یہ بڑا سُستا نیوالا ہے پھر اُس کو انھوں نے جگایا اور اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر عرض کرو کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے سلام عرض کیا ہے اور (گوشت پکوانے کی) اجازت مانگتے ہیں۔ تو فرمایا کہ دونوں گوشت کا شوربہ (تو) کھاچکے ہیں۔ جب یہ دونوں حاضر ہوئے تو اُنھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم نے کس چیز کا شوربہ کھایا ہے۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کے گوشت کا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے سامنے کے دانتوں میں اُس کا گوشت دیکھ رہا ہوں۔ تو دونو نے عرض کیا کہ ہمارے لئے مغفرت کی دُعا۔ کردیجئے۔ فرمایا کہ اُسی سے کہو کہ وہ تمہارے لئے مغفرت کی دُعا۔ کرے۔ اور یحییٰ ابن ابی کثیر سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور اُن کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے تو اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی بھیجا (کہ وہ عرض کرے کہ) لوگ گوشت (پکانے کی اجازت) مانگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہوا کہ تم لوگ گوشت کھاتے رہے ہو پیٹ بھر کر لوگوں نے (اُس شخص کی معرفت آپؐ کا جواب سنکر) کہا کہ کہاں سے واللہ ہمیں تو گوشت کھانے کا اتفاق کئی دن سے نہیں ہوا (اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کی) تو فرمایا کہ اپنے ساتھی کے گوشت سے جس کا ذکر (برائی کے ساتھ) آپ لوگ کررہے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا (اُسی شخص کے توسّط سے) اے نبی اللہ ہم نے تو صرف اتنا ہی کہا تھا کہ درحقیقت وہ بہت ضعیف ہے ہمیں کسی کام میں مدد نہیں دیتا۔ فرمایا اور یہی (غیبت) ہے تو بات نہ بناؤ۔ پھر یہ شخص ان کے پاس واپس گیا

www.kitabghar.org

فاخبرتهم بالذي قال فجاء ابوبكر فقال يا نبي الله يطأ علىٰ صماخي و استغفرلي ففعل وجاء عمر فقال يا نبي الله طأ على صماخي و استغفر لي ففعل۔

عن عائشة قالت لما حضرت ابابكر الوفاة قلت شعر وابيض يستسقي الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل قال ابوبكر جاءت سكرة الحق بالموت ذلك ما كنت منه تحيد ۝ قدم الحق و اخر الموت عن عبد الله بن البهي مولى الزبير بن العوام قال لما حضر ابوبكر رضي الله عنه تمثلت عائشة بهذا البيت ۝ اعاذل ما يغني الحذار عن الفتى اذا حشرجت يوما وضاق به الصدر فقال ابوبكر ليس كذلك يا بنية ولكن قولي و جاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد ۝ عن عثمان بن عفان انه قرأ وجاءت كل نفس معها سائق و شهيد قال سائق يسوقها الى امر الله و شهيد يشهد عليها بما عملت عن عمر بن الخطاب في قوله و ادبار السجود قال ركعتان بعد المغرب و ادبار النجوم قال ركعتان

اور جو کچھ آپ نے فرمایا اُس کی اطلاع دی۔ (یعنی نے) کہا پھر ابوبکرؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے نبی اللہ آپ میرے سوراخ گوش کو روند ڈالئے (یعنی سرزد کر دیجئے) اور بخشش کی دعا کر دیجئے۔ اور عمرؓ حاضر ہوئے اور (وہی) عرض کیا کہ اے نبی اللہ آپ پاؤں سے میرا سر رگڑ دیجئے اور بخشش کی دعا کر دیجئے۔ تو آپؐ نے کی۔

از سورہ ق

اور مروی ہے عائشہؓ سے اُنھوں نے کہا کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو میں نے (ابوطالب کا یہ شعر) کہا شعر وابیض یستسقی الغمام الخ ایسا منور چہرہ کہ اُس کے وسیلہ سے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ یتیموں کا جائے پناہ ہے اور بیواؤں کی عصمت، ابوبکرؓ نے کہا (کہ یہ کہنے کا موقع ہے) جاءت سکرة الحق بالموت ذلک ما کنت منه تحید ۝ "الحق" کو مقدم کر دیا اور "الموت" کو مؤخر (۵۰: ۱۹) اور موت کی سختی (قریب) آ پہنچی۔ یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا۔ عبداللہ بن البہی سے مروی ہے جو زبیرؓ بن العوام کے آزاد کردہ تھے، کہا کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو عائشہؓ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا ۝ اعاذل ما یغنی الحذار الخ اے ملامت کرنے والے دور اندیشی کسی جوانمرد کے کام نہیں آتی جب وہ دن آجاتا ہے کہ سانس اکھڑ جائے اور سینہ اُس سے تنگ ہو جائے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا میری بیٹی ایسے نہیں بلکہ یہ کہہ وجاءت سکرة الموت بالحق ذلک ماکنت منه تحید ۝ اور مروی ہے عثمان بن عفان سے کہ اُنھوں نے یہ آیت پڑھی وجاءت کل نفس الخ (۵۰: ۲۱) اور ہر شخص اس طرح (میدانِ قیامت میں) آوے گا کہ اس کو ایک اپنے ہمراہ لانے والا ہوگا اور ایک گواہ ہوگا۔ فرمایا سائق (یعنی ہنکانے والا) اُس نفس (یعنی شخص) کو اللہ کے حکم کی طرف ہنکائے گا اور گواہ اُس پر گواہی دے گا ان اعمال پر جو اُس نے کئے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے وادبار السجود (۵۰: ۴۰) (اور (فرض) نمازوں کے بعد بھی) کے بارے میں فرمایا کہ یہ دو رکعتیں ہیں مغرب کے بعد اور وادبار النجوم (۵۲: ۴۹) (اور ستاروں سے پیچھے بھی) کے بارے میں فرمایا کہ یہ دو رکعتیں ہیں

www.kitabghar.org

قبل الفجر عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اولُ من تنشق عنہ الارضُ ثم ابوبکر ثم عمر ثم اٰتی اہلَ البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اہلَ مکۃ و تلا ابن عمر یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا الآیۃ۔

عن سعید بن المسیب قال جاء صَبیغ التمیمی الیٰ عمر بن الخطاب فقال اخبرنی عن الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا قال ہی الرّیاح ولولا انی سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُہ ما قلتہ قال فاخبرنی عن الحٰمِلٰتِ وِقْرًا قال ہی السّحاب ولولا انی سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُہ ما قلتہ قال فاخبرنی عن الجٰرِيٰتِ يُسْرًا قال ہی السُّفن ولولا انی سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُہ ما قلتہ قال فاخبرنی عن المُقَسِّمٰتِ اَمْرًا قال ہُنّ الملائکۃُ و لولا انی سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہ ما قلتہ ثم امر بہٖ فضُرِب مائۃً و جُعل فی بیتٍ فلما برأ دعاہ فضربہ مائۃً اُخریٰ و حملہ علیٰ قتبٍ و کتب الیٰ ابی موسی الاشعری امنع الناس من مجالستہ فلم یزالوا کذلک حتی اتی اباموسی فحلف لہ بالایمان المغلظۃ ما یجد فی نفسہٖ مما کان یجد شیئاً فکتب فی ذلک الیٰ عمر فکتب عمرُ ما اخالہ الا قد صدق فخلِّ بینہ و بین مجالسۃ الناس و عن الحسن قال سال صَبیغ التمیمی عمر بن الخطاب عن الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا فقال

فجر سے پہلے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پہلا شخص ہوں گا جس پر سے زمین کھلے گی پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر میں اہلِ بقیع کے پاس پہنچوں گا وہ میرے پاس جمع کئے جائیں گے پھر میں اہلِ مکہ کا انتظار کروں گا۔ اور ابن عمرؓ نے یہ آیت پڑھی یَوْمَ تَشَقَّقُ الخ (۵۰: ۴۴) جس روز زمین ان (مُردوں) پر سے کھل جائے گی جب کہ وہ دوڑتے ہوں گے۔ یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کرلینا ہے۔

آیات سورۂ ذاریات

سعید بن المسیب سے مروی ہے بیان کیا کہ صَبیغ تمیمی نے عمرؓ ابن الخطاب کے پاس آکر کہا کہ مجھے الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کا مطلب بتائیے فرمایا کہ یہ ہوائیں ہیں اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سُنتا تو یہ نہ کہتا۔ صَبیغ نے کہا الحٰمِلٰتِ وِقْرًا کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ یہ بادل ہیں۔ اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سُنتا تو یہ نہ کہتا۔ کہا کہ اب الجٰرِیٰتِ یُسْرًا کا مطلب بتائیے۔ فرمایا کہ یہ کشتیاں ہیں۔ اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سُنتا تو یہ نہ کہتا۔ کہا کہ اب المُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کا مطلب بتائیے۔ فرمایا کہ یہ ملائکہ ہیں۔ اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سُنتا تو یہ نہ کہتا۔ پھر آپ نے حکم دیا تو اُس کے ایک سَو (کوڑے) مارے گئے اور ایک مکان میں بند کردیا گیا۔ پھر جب چھوڑا تو اُس کے سَو اور مارے گئے اور اس کو اُونٹ کے پالان پر بٹھا دیا اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے سے روک دو۔ تو لوگ اس پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ یہ ابو موسیٰؓ کے پاس آیا اور اُن کے سامنے مغلّظ قسمیں کھا کر اس نے کہا کہ جو وسوسہ میں اپنے نفس میں پاتا تھا وہ اب نہیں پاتا۔ تو ابو موسیٰؓ نے اس کے بارے میں عمرؓ کو لکھا تو عمرؓ نے جواب لکھا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اُس نے سچ کہا ہے تو اُس کے ساتھ لوگوں کی ہم نشینی پر جو پابندی تھی اُس کو ہٹا دیا۔ اور حسنؓ سے مروی ہے کہ صَبیغ تمیمی نے سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کے متعلق

www.kitabghar.org

وعن المرسلات عرفا و عن النازعات غرقا فقال عمر اكشف رأسك فاذا له ضفيرتان فقال والله لو وجدتك محلوقا لضربت عنقك فكتب الى ابي موسى الاشعري حتى ان لا يكلمه مسلم و لا يجالسه۔

اور المرسلٰتِ عُرفًا کے متعلق اور نازعٰتِ غرقًا کے متعلق تو عمرؓ نے کہا کہ اپنا سر کھول (جب سر کھولا) تو آپ نے دیکھا کہ اس کے سر پر دو گندھے ہوئے جوڑے تھے، تو فرمایا کہ واللہ اگر میں تجھے منڈا ہوا پاتا تو تیری گردن مار دیتا۔ پھر عمرؓ نے لکھا ابو موسیٰ اشعری کو یہاں تک کہ کوئی مسلمان اس سے کلام نہ کرے اور نہ اس سے ہمنشینی کرے۔

بابت آیات سورۂ طور

عن الحسن ان عمر بن الخطاب قرأ انّ عذاب ربك لواقع فربا لها ربوة عيد لها عشرين يوما و عن مالك بن مغول قال قرأ عمر والطور وكتاب مسطور في رق منشور قال قسم الى قوله انّ عذاب ربك لواقع فبكى ثم بكى حتى عيد من وجعه ذلك۔

مروی ہے حسنؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے پڑھا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ (۵۲: ۷) بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا" تو اندوہناک آہ کی اور بیس دن بیمار رہے۔ اور مالک ابن مغول سے مروی ہے کہ عمرؓ نے قرأت کی وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَّنْشُورٍ کہا کہ قسم ہے۔ جب اس آیت پہنچے اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ تو رو پڑے اور روتے رہے یہاں تک کہ اس سوز و گداز سے بیمار پڑ گئے۔

از سورۂ نجم

عن عمر بن الخطاب قال اعذروا هذا الرأى على الدين فانما كان الرأى من رسول الله صلى الله عليه وسلم مصيبا لانّ الله كان يريه و انما هو منا تكلف و ظن وانّ الظنّ لا يغني من الحق شيئا۔ عن سبرة قال صلى بنا عمر بن الخطاب الفجر فقرأ في الركعة الاولى بسورة يوسف ثم قرأ في الثانية النجم فسجد ثم قام فقرأ اذا زلزلت ثم ركع۔

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ اس اپنی رائے کا دخل دین میں دینے سے بچو۔ بس رائے تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیب تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو دکھاتا تھا اور ہماری جانب سے جو ہوگا وہ تکلّف اور ظن ہوگا وَاِنَّ الظَّنَّ (۵۳: ۲۸) اور یقیناً بے اصل خیالات امرِ حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے۔ اور سبرہ سے مروی ہے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ یوسف پڑھی اور دوسری میں سورۂ نجم پڑھی پھر سجدہ (یعنی سجدۂ تلاوت) کیا۔ پھر قیام کر کے سورۂ اذا زلزلت الارض پڑھی اور رکوع کیا۔

از سورۂ قمر

عن ابي هريرة قال انزل الله على نبيه بمكة قبل يوم البدر سيهزم الجمع و يولون الدبر

مروی ہے ابوہریرہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ میں بدر سے پہلے نازل کیا تھا، سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (۵۴: ۴۵) عنقریب (ان کی) جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیر

۱۸

لہ ازلیوہ یعنی صدا از نفس مردم فربہ و ملال و اندوہ یعنی بعد قرأت آہ سرد از دل برآورد و قول عید ماضی مجہول است از عیادت یعنی بیمار پرسی کردہ شد

www.kitabghar.org

قال عمر بن الخطاب قلت یا رسول اللہ
ای جمع یہزم فلما کان یوم
بدر و انہزمت قریش نظرت الی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فی آثارہم مصلتاً بالسیف و ہو
یقول سیہزم الجمع و یولون الدبر
فکان لیوم بدر فانزل اللہ
فیہم حتے اذآ اخذنا مترفیہم
بالعذاب الآیۃ و انزل اللہ الم تر
الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا
الآیۃ و رماہم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فوسعتہم الرمیۃ
و ملأت اعینہم و افواہہم حتے
ان الرجل لیقتل و ہو یقذی
عینیہ و فاہ فانزل اللہ
و ما رمیت اذ رمیت و لکن
اللہ رمی و عن عکرمۃ قال
لما نزلت سیہزم الجمع و
یولون الدبر قال عمر جعلت اقول
ای جمع یہزم فلما کان
یوم بدر رأیت النبی صلے
اللہ علیہ وسلم یثب فی الدرع
و ہو یقول سیہزم الجمع و
یولون الدبر فعرفت تاویلہا یومئذ
عن ابن شوذب فی قولہ و لمن
خاف مقام ربہ جنتان قال
نزلت فی ابی بکر الصدیق
و عن عطاء ان ابابکر الصدیق
ذکر ذات یوم و فکر فی القیامۃ

بھاگیں گے'' عمر بن الخطاب نے ذکر کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کونسی جماعت شکست کھائیگی۔ پھر جب یوم بدر آیا اور قریش (شکست کھاکر) بھاگے تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ آپ اُن لوگوں کے (بھاگنے کے) نشانات پر تلوار کھینچے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں سیہزم الجمع و یولون الدبر۔ تو (معلوم ہوا کہ) یہ آیت یوم بدر کے لئے تھی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی حتی اذا اخذنا مترفیہم الخ (۲۳:۶۴م) یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب میں دھر پکڑیں گے تو فوراً چلا اٹھیں گے'' اور یہ آیت نازل کی الم تر الی الذین بدلوا الخ (۱۴:۲۸) کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے بمقابلہ نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنھوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر (یعنی) جہنم میں پہنچایا'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ایک مٹھی ریت پھینکا تو اس کے ریزے اُن سب مشرکین پر پھیل گئے اور اُن کی آنکھوں اور مونہوں میں بھر گئے یہاں تک کہ ایک شخص قتل کیا جارہا ہے اور وہ اپنی آنکھوں اور منہ کے صاف کرنے میں لگا ہوا ہے تو اللہ تعالےٰ نے نازل کیا وما رمیت اذ رمیت الخ (۸:۱۷) اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالےٰ نے پھینکی'' اور عکرمہ سے مروی ہے کہا کہ جب یہ سیہزم الجمع و یولون الدبر نازل ہوئی' عمرؓ نے بیان کیا کہ میں کہنے لگا تھا کہ کونسی جماعت بھگائی جائے گی لیکن جب یوم بدر آیا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرہ پہنے ہوئے قدم مار رہے تھے اور فرما رہے تھے سیہزم الجمع و یولون الدبر تو میں اُس دن اس آیت کی تاویل سمجھا۔

از سورۃ الرحمٰن

مروی ہے ابن شوذب سے اس آیت کے متعلق ولمن خاف مقام ربہ جنتان (۵۵:۴۶م) اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہتا ہے اُس کے لئے دو باغ ہیں'' کہا کہ یہ نازل ہوئی ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں۔ اور مروی ہے عطاء سے کہ ایک دن ابوبکر صدیقؓ نے قیامت کو یاد کیا اور سوچا اور

والموازین والجنۃ والنار و صفوف الملئکۃ وطیّ السموات و نسف الجبال وتکویر الشمس و انتشار الکواکب فقال وددت انی کنت خضرًا من ہذہ الخضر تأتی علیّ بہیمۃ فتاکلنی و انی لم اُخلق فنزلت ہذہ الآیۃ وَ لِمَنْ خَافَ مقام ربہ جنّتان عن الحسن قال کان شابٌ علی عہد عمر بن الخطاب ملازم المسجد والعبادۃ فعشقتہ جاریۃ فاتتہ فی خلوۃ فکلمتہ فحدّث نفسہ بذالک فشہق شہقۃً فغشی علیہ فجاء عمٌ لہ فحملہ الی بیتہ فلما افاق قال یا عم انطلق الی عمر فاقرئہ منی السلام وقل لہ ماجزاء من خاف مقام ربہ فانطلق عمہٗ فاخبر عمرَ و قد شہق الفتٰی شہقۃً اُخرٰی فمات منہا فوقف علیہ عمر فقال لک جنّتانِ لک جنّتان عن عمر بن الخطاب قال جاء ناسٌ من الیہود الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا محمد أفی الجنۃ فاکہۃٌ قال نعم فیہا فاکہۃٌ ونخلٌ ورمانٌ قالوا فیأکلون کما یأکلون فی الدنیا قال نعم واضعاف قالوا فیقضون الحوائج قال لا ولکنہم یعرقون و یرشحون ویذہب اللہ مافی بطونہم من اذی خدا تعالیٰ در سورۂ واقعہ مکلّفین را سہ قسم میسازد

اعمال کے تُلنے کا اور جنّت کا اور دوزخ کا اور فرشتوں کی صفوں کا اور آسمانوں کے لپیٹے جانے کا اور پہاڑوں کے ریزے ریزے ہوجانے اور سُورج کے بے نور ہوجانے اور ستاروں کے بکھر جانے کا دھیان کیا تو کہاکہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان سبزیوں میں سے کوئی سبزی ہوتا اور مجھے کوئی چوپایہ آکر چرلیتا اور میں پیدا نہ ہوا ہوتا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔ مروی ہے حسنؒ سے کہ ایک جوان تھا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جس نے مسجد اور عبادت کو اپنے اوپر لازم کرلیا تھا۔ اُس پر ایک لڑکی عاشق ہوگئی وہ اُس کے پاس تنہائی میں آئی اور اُس سے بات کی تو اُس نے اپنے نفس سے اس پر مواخذہ کیا اس کے بعد اس نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگیا۔ یہ سُنکر اس کا چچا آیا اور اُس کو اُٹھاکر اپنے گھر لے گیا۔ جب افاقہ ہوا تو بولا کہ اے چچا عمرؓ کے پاس جاؤ اور اُن کو میرا سلام کہدو اور اُن سے یہ پوچھو کہ اُس شخص کی کیا جزا ہے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ اُس کا چچا آیا اور اُس نے عمرؓ سے اُس کا حال بیان کیا اور اس جوان نے پھر ایک چیخ ماری اور اس چیخ سے مرگیا (یہ سُن کر حضرت عمرؓ تشریف لائے) پھر اس کے سامنے کھڑے ہوکر فرمایا تیرے لئے دو جنّتیں ہیں، تیرے لئے دو جنّتیں ہیں۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے، بیان کیا کہ یہود میں کے کچھ لوگ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُنھوں نے کہا اے محمدؐ کیا جنّت میں میوے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ نعم فیہا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ (۶۸۰۵۵) (یعنی ہاں اُس میں) میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔" اُنھوں نے کہا تو اسی طرح کھائیں گے جیساکہ دنیا میں کھاتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں اور اس سے کئی گُنا زیادہ۔ اُنھوں نے کہاکہ پھر قضائے حاجت (پاخانہ پیشاب) بھی کریں گے فرمایا کہ نہیں لیکن وہ عرق وپسینہ نکالیں گے اور (اس صورت سے) جو اُن کے پیٹ میں ثقل ہوگا وہ اللہ تعالیٰ زائل کردے گا۔

بابت سورۂ واقعہ

خدا تعالےٰ سورۂ واقعہ میں مکلّفین کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں۔

www.kitabghar.org

سابقین مقربین و اصحاب الیمین واصحاب
الشمال یا از اصحاب الشمال شامل دو
فریق است کفار و فاسقین اینجا ذکر
کفار می نماید و ذکر فاسقین موقوف
میگزارد بالجملہ سابقین مقربین را
اعلیٰ مرتبہ در مثوبۃ می نہد ثُلَّةٌ مِّنَ
الْأَوَّلِينَ وَ قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ مے
گوید و ثواب اصحاب الیمین را کمتر ازشان
بیان می کند وثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین
میگوید خلیفۂ خاص پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
میباید کہ از طبقۂ علیاء امت باشد ہر چند
ایشان را درمیان خود مراتب شتی باشد
عن ابن عباس قال اَلَظَّ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم بالواقعۃ والحاقۃ وعم یتساءلون
والنازعات و اذا الشمس کورت و
اذا السماء انفطرت فاستطار فیہ القتیر
فقال لہ ابوبکر قد اسرع فیک
القتیر قال شیبتنی ہود وصواحباتہا
ہذہ و عن جابر بن عبد اللہ قال
لما نزلت اذا وقعت الواقعۃ
ذکر فیہا ثلۃ من الاولین و
قلیل من الآخرین قال عمر
یا رسول اللہ ثلۃ من الاولین وقلیل
منا فامسک آخر السورۃ سنۃ
ثم نزل ثلۃ من الاولین و
ثلۃ من الآخرین فقال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یا عمر تعال فاسمع ما قد انزل
اللہ ثلۃ من الاولین و ثلۃ

سابقین مقربین اور اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال۔ پھر قسم
اصحاب الشمال دو فریق پر شامل ہے کفار و فاسقین۔ یہاں کفار
کا ذکر کرتے ہیں اور فاسقین کا ذکر نہیں فرماتے اور بالاجمال
سابقین مقربین کو ثواب کے بارے میں اعلیٰ مرتبہ میں رکھتے ہیں
اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝ فرماتے ہیں
(۵۶: ۱۳-۱۴) ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا
اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے" اور اصحاب الیمین
کے ثواب کو سابقین مقربین سے کمتر درجہ میں بیان فرماتے ہیں
اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝ کہتے ہیں (۵۶:
۳۹-۴۰) ان (اصحٰب الیمین) کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں
ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں ہوگا" پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے خلیفۂ خاص کو اُمت کے سب سے اعلیٰ طبقہ میں ہونا
چاہیئے اگرچہ اُن کے درمیان (یعنی اعلیٰ طبقۂ اُمت کے درمیان
بلحاظ فرقِ مراتب) بہت سے درجات ہوں۔ ابن عباسؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بکثرت وِرد رکھتے تھے سورۃ
واقعہ کا حاقہ کا اور عم یتساءلون اور والنازعات کا اور اذا
الشمس کورت و اذا السماء انفطرت کا۔ پھر جب آپ کے اُوپر
آثارِ پیری نمایاں ہونے لگے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ کے اوپر آثارِ
پیری جلد آ گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے سورۃ ہود اور اس کی ان
ساتھ والیوں نے (جن میں آخرت کے دہشتناک امور کا بیان ہے)
بوڑھا کر دیا۔ اور مروی ہے جابرؓ بن عبداللہ سے اُنھوں نے کہا
کہ جب اذا وقعت الواقعۃ نازل ہوئی جس میں ذکر کیا گیا ہے
ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین (یعنی بڑی جماعت اگلے
لوگوں میں سے اور تھوڑے آخر والوں سے) تو عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ
بڑا گروہ پہلے لوگوں میں سے ہوگا اور قلیل ہم میں سے۔ اس کے
بعد سورت کے آخر حصہ کا نزول ایک سال تک رُکا رہا پھر نازل ہوا
ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ تو فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اے عمرؓ آؤ اور سنو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے
نازل فرمایا ہے کہ ایک بڑا گروہ اولین میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ

www.kitabghar.org

من الآخرين أَلَا وإِنَّ من آدم إليَّ ثُلَّةٌ ومنّي ثُلّةٌ ولن نستكمل ثُلَّتَنا حتى نستعين بالسُّودانِ من رُعاة الإبل ممن يشهد ان لا إله إلّا اللّٰه وحدَه لاشريك له عن ابي سعيد الخدري قال ذكر رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم طيرَ الجنة فقال ابوبكر انّها لناعمةٌ قال ومن يأكلُ أنعمُ منها وانّي لَأَرجو أن تأكلَ منها وعن انس قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انَّ طير الجنة كأمثال البُخت ترعى في شجر الجنة فقال ابوبكر يا رسول اللّٰه انّ هٰذه الطيرَ لناعمةٌ فقال آكِلُها أنعم منها وانّي لَأَرجو ان تكونَ ممن يأكل وعن حذيفة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ان في الجنة طيرًا امثال البخاتي قال ابوبكر انّها لناعمة يا رسول اللّٰه قال انعم منها من يأكلها وانتَ ممن يأكلها عن عمر بن الخطاب من طرق متعددة قال احضروا موتاكم وذكِّروهم فانهم يرون ما لا ترون۔

آخرین میں سے۔ یاد رکھو آدمؑ سے مجھ تک ایک ثُلّہ (یعنے بڑا گروہ) ہے اور مجھ سے (آخرین والا دوسرا) ثُلّہ شروع ہوتا ہے اور ہم اپنے ثُلّہ کا کامل ہونا ہرگز قبول نہ کریں گے جب تک ہم اپنی شمار کو پُورا کرنے میں اُن سیاہ رنگ والوں سے بھی مدد نہ لے لیں گے جو اُونٹوں کے چرواہے ہیں ان لوگوں میں سے جو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ مروی ہے ابوسعید خدریؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کے پرندوں کا ذکر کیا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ بہت عمدہ ہوں گے تو آپؐ نے فرمایا اور جو اُن کو کھانے گا وہ اُن سے بھی عمدہ ہوگا اور میں قوی امید کرتا ہوں کہ تم اُن میں سے کھاؤ گے اور انسؓ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے پرندے مانند بختی اونٹ کے (جسیم) ہوں گے جو جنت کے درختوں سے کھاتے ہوں گے۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ پرندے بہت عمدہ ہوں گے آپؐ نے فرمایا کہ ان کا کھانے والا ان سے بھی عمدہ ہوگا اور میں پوری اُمید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہو جو اُن کو کھائیں گے۔ اور مروی ہے حذیفہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے پرندے مثل بختی اونٹوں کے ہوں گے تو ابوبکرؓ نے کہا وہ تو پھر نہایت عمدہ ہوں گے یا رسول اللہ، فرمایا کہ اُن سے بہت عمدہ وہ ہوگا جو اُن کو کھائے گا اور تم اُن ہی میں سے ہو جو اُن کو کھائیں گے۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کئی طریقوں سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ موجود رہو اپنے مرنے والوں کے پاس اور (اللہ کا نام) ان کو یاد دلاتے رہو کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

بابت سورۂ حدید

خدای تعالےٰ در سورۂ حدید میفرماید وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ

خدا تعالےٰ سورۂ حدید میں فرماتے ہیں وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا الخ (۵۷ : ۱۰) اور تمھارے لئے اس کا کون سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ سب آسمان زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہ جاوے گا۔ جو لوگ تم میں سے فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہیں (دوسروں کے) وہ لوگ درجہ میں

www.kitabghar.org

أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ و چیست شمارا دران کہ اِنفاق نکنید در راہِ خدا و خدای راست پسماندۂ اہل آسمانہا وزمین برابر نیست از جملہ شما آنکہ انفاق کرد و قتال نمود پیش از فتح ایشان بزرگتر اند در درجہ از آنانکہ اِنفاق کردند و قتال نمودند بعد ازان ہریکے را وعدہ دادہ است خدا حالتِ نیک و خدا بآنچہ میکنید آگاہ است ظاہر از فتح فتح مکہ است پس آیت نص است در تفضیل جمعے کہ پیش از فتح اِنفاق کردند و قتال نمودند بر جمعے کہ بعد فتح مکہ این اعمال بجا آوردہ باشند و چون خلافتِ خاصہ یا خلافتِ کاملہ ہرچہ گوئی بافضلیتِ خلیفہ از دیگران باعتبارِ اصناف و اوصافِ عامہ خواہد بود پس خلیفہ خاص نمی باشد مگر از جماعہ کہ پیش از فتح ایمان آوردہ اند و انفاق کردہ وجہاد نمودہ عن عمر قال کنتُ اشدَّ النّاسِ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبینا انا فی یوم حارٍ بالہاجرۃ فی بعضِ طریق مکۃ اذ لقینی رجلٌ فقال عجبًا لک یا ابنَ الخطاب انک تزعم وانک قد دخلَ علیکَ الامرُ فی بیتِکَ قلتُ وما ذاکَ قال اُختک قد اسلمتْ فرجعتُ مُغضبًا حتے قرعتُ البابَ فقیل من ہذا قلتُ عمر فتبادروا فاختفوا منّی وقد کانوا یقرءُون صحیفۃً فی اَیدیہم ترکوہا او نسوہا فدخلتُ حتے جلستُ علے السّریر

اُن لوگوں سے بڑے ہوتے ہیں جنھوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالےٰ نے بھلائی دینے ثواب کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالےٰ کو تمھارے سب حال کی پوری خبر ہے۔ (ترجمہ شاہ ولی اللہؒ) اور کیا ہے تم کو اس میں کہ راہِ خدا میں خرچ نہ کرو اور آسمان والوں اور زمین والوں کا پیچھے رہا ہوا سب خدا ہی کا ہے۔ برابر نہیں ہے تم سب میں سے وہ جس نے خرچ کیا اور قتال کیا فتح سے پہلے وہ لوگ بزرگتر ہیں درجہ میں اُن لوگوں سے جنھوں نے خرچ کیا اور قتال کیا اُن کے بعد۔ ہرایک کو خدا نے وعدہ دیا ہے عمدہ حال کا اور خدا جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے آگاہ ہے۔ ظاہر ہے کہ فتح سے فتح مکہ مراد ہے۔ تو یہ آیت نص ہے اُس جماعت کے افضل ہونے پر جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا اُن لوگوں سے جو کہ بعد فتح مکہ کے یہ اعمال بجا لاتے ہوں۔ اور چونکہ خلافتِ خاصہ یا خلافتِ کاملہ جو چاہیے کہہ لیجئے واقع ہوگی دوسروں سے خلیفہ کی افضلیت کی بنا پر باعتبار اصناف کے بھی (کہ سابقین میں سے ہو بمقابلہ بعد والوں کے) اور باعتبار اوصاف عامہ کے بھی۔ تو خلیفہ خاص صرف اُسی جماعت میں سے ہوگا جو فتح سے پہلے ایمان لاتے اور اُنھوں نے مال خرچ کیا اور جہاد کیا ہو۔ مروی ہے عمرؓ سے بیان کیا کہ (اسلام لانے سے پہلے) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ دشمن تھا تو ایک دن ایسے وقت میں کہ گرمی کے دن میں دوپہر کے وقت مکہ کے ایک کوچہ سے گزر رہا تھا کہ مجھ سے ایک شخص ملا اور کہنے لگا کہ اے ابن الخطاب تیرا عجیب معاملہ ہے تو کس گمان میں ہے اور وہ امر (یعنے اِسلام) تیرے گھر میں تیرے اُوپر پہنچ چکا ہے۔ میں نے کہا یہ کیسے؟ اُس نے کہا تیری بہن اسلام قبول کر چکی ہے۔ تو میں غصہ میں بھرا ہوا واپس ہوا اور گھر پہ پہنچ کر دروازہ کوٹا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ میں نے کہا عمرؓ تو بھاگ دوڑ ہونے لگی اور مجھ سے چھپنے لگے اور وہ (گھر والے) ایک صحیفہ کو پڑھ رہے تھے جو اُن کے ہاتھوں میں تھا اُنھوں نے اُس کو چھوڑ دیا یا بھول گئے۔ پھر میں گھر میں داخل ہوا اور تخت پر بیٹھ گیا

www.kitabghar.org

فنظرتُ الی الصحیفۃِ فقلتُ ماہذہ ناولینیہا قالت انک لستَ من اہلہا انک لاتغتسل من الجنابۃ ولا تتطہّر وَ ہٰذا کتابٌ لایمسّہ اِلاَّ المطہّرون فمازلتُ بہا حتے ناولتنیہا ففتحتہا فاذا فیہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فلمّا قرأتُ الرحمٰنَ ذُعِرتُ فالقیتُ الصحیفۃَ من یدی ثم رجعتُ الی نفسے فاخذتہا فاذا فیہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o کلّما مررتُ باسمٍ من اسماءِ اللہِ ذُعِرتُ ثم رجعتُ الی نفسے حتے بلغتُ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ فقلتُ اشہد اَنْ لا الٰہ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اَنَّ محمّداً رسول اللّٰہ فخرجَ القومُ مُستبشرینَ فکبّروا عن مجاہد فی قولہ لَایَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ یقول مَن اسلم وقاتل اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ یعنے اسلموا یقول لیس مَن ہاجر کمن لم یہاجر وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی وَ عن قتادۃ فی قولہ لایستوی منکم مَن انفق من قبل الفتح الآیۃ قال کان قتالان احدہما افضلُ من الآخر و کانت نفقتانِ اِحدٰہما افضلَ مِن الاُخرٰے کانت النفقۃُ و القتالُ قبل الفتح فتح مکّۃ افضلَ من النفقۃِ والقتال بعد ذالک وکلّاً وعد اللّٰہ الحسنٰے قال الجنّۃ وَ عن زید بن اسلم قال قال رسول اللّٰہ صلّے اللّٰہ علیہ وسلم یاتیکم قوم من ہٰہنا

اب میری نظر اُس صحیفہ پر پڑی۔ میں نے کہا یہ کیا ہے مجھے دو۔ بہن نے کہا تم اس کے اہل نہیں ہو۔ تم جنابت کا غسل بھی نہیں کرتے اور اس کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ میں اس کے لینے پر اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ اُس نے مجھے دیدیا تو میں نے اُسے کھولا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سامنے آئی۔ جب میں نے پڑھا الرحمٰن تو کانپ گیا۔ پھر میں نے صحیفہ کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیا۔ پھر دل میں خیال پیدا ہوا تو پھر اس کو اُٹھا لیا تو اس میں لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ جب میں پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام پر پہنچتا تھا تو خوف زدہ ہو جاتا تھا۔ پھر میں دل میں سوچنے لگا یہاں تک کہ پہنچا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ پر تو میں نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانّ محمداً رسول اللّٰہ پھر تو قوم (یعنی مسلمان) ایک دوسرے کو خوش خبری دیتے ہوئے نکل پڑے اور صدائے تکبیر بلند کرنے لگے۔ مروی ہے مجاہدؒ سے آیت لایستوی الخ کی تفسیر (۵۷ : ۱۰) جو لوگ فتح مکہ سے پہلے تم میں سے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے ! کہتے ہیں کہ اَنفق سے اَسْلَمُوا مراد ہے (یعنی اسلام لائے) اور لڑ چکے وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا ! انفقوا سے مراد ہے اَسْلَمُوا (یعنی اسلام لائے) اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جس نے ہجرت کی وہ اس کے برابر نہیں جس نے ہجرت نہیں کی۔ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی (۵۷ : ۱۰) اور نیک جزا کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے سب سے کیا ہے۔ اور قتادہؒ سے مروی ہے قولِ حق لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ الخ کے متعلق کہا کہ دو (قِسم) قتال تھے جن میں کا ایک افضل ہے دوسرے سے اور (اسی طرح دو قِسم) نفقات تھے جن میں کا ایک افضل ہے دوسرے سے جو نفقہ اور قتال فتح سے یعنی فتح مکہ سے پہلے کا ہے وہ افضل ہے اُس نفقہ اور قتال سے جو اُس کے بعد ہوا۔ اور جزائے نیک کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے سب سے کیا ہے۔ حُسنیٰ کی تفسیر جنت سے کی ہے۔ اور زید بن اسلم سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک قوم اُدھر سے آئے گی

www.kitabghar.org

واشار الی الیمن تحقرون اعمالکم عند اعمالہم قالوا فنحن خیر ام ہم قال بل انتم لو ان احدہم انفق مثل احد ذہبا ما ادرک مدّ احدکم ولا نصیفہ و فصلت ہذہ الآیۃ بیننا و بین الناس لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا ۔ و عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الحدیبیۃ حتی اذا کان بعسفان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی قوم تحقرون اعمالکم مع اعمالہم قلنا یا رسول اللہ أ قریش قال لا ولکن ہم اہل الیمن ہم ارق افئدۃ و الین قلوبا فقلنا اہم خیر منا یا رسول اللہ قال لو کان لاحدہم جبل من ذہب فانفقہ ما ادرک مدّ احدکم ولا نصیفہ الا ان ہذا فصل ما بیننا و بین الناس لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح الآیۃ وقد استفاضت الاخبار فی تفضیل القدماء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی من بعدہم فعن انس قال کان بین خالد بن الولید و بین عبد الرحمن ابن عوف کلام فقال خالد لعبد الرحمن بن عوف تستطیلون علینا بایام سبقتمونا بہا فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دعوا لی اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفقتم مثل احد او مثل الجبال ذہبا ما بلغتم اعمالہم

اور آپ نے اشارہ کیا یمن کی طرف وہ تمہارے اعمال کو اپنے اعمال کے مقابلہ میں حقیر کہیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ پھر ہم افضل ہوں گے یا وہ؟ فرمایا کہ تم ہی افضل ہوگے۔ اُن میں سے اگر کوئی اُحد کے برابر سونا خرچ کرے گا تو وہ تم میں سے کسی کے ایک مُد یا آدھے مُد کے ثواب کو نہیں پاسکے گا (ایک مُد دو رطل یا تقریباً ایک سیر کے برابر ہے) اور اس آیت نے ہمارے اور عام لوگوں کے درمیان فیصلہ کردیا لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا۔ اور مروی ہے زید بن اسلم عطاء بن یسار سے ابوسعید خدریؓ سے انھوں نے کہا کہ ہم سال حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب عسفان تک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ ایسی قوم آئیگی جو تمہارے اعمال کو حقیر کہے گی اپنے اعمال کے مقابلہ پر۔ ہم نے کہا یا رسول اللہؐ کیا وہ قریش ہوں گے فرمایا نہیں لیکن وہ اہل یمن ہوں گے۔ ان لوگوں کے باطن میں رقت ہوگی اور بہت نرم دل ہوں گے۔ پھر ہم نے کہا کہ کیا وہ ہم سے اچھے ہوں گے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی کے پاس سونے کا ایک پہاڑ ہو اور وہ اس کو (فی سبیل اللہ) خرچ کردے وہ تم میں سے کسی کے ایک یا آدھے مُد کو بھی نہ پہنچے گا۔ پس یہ (آیت) فیصلہ ہے ہمارے اور دوسروں کے درمیان لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح الخ۔ اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے پہلے اسلام لانے والوں کی فضیلت اُن کے بعد والوں پر اخبار سے بطریق استفاضہ ثابت ہے۔ تو انسؓ سے مروی ہے کہ خالدؓ بن الولید اور عبد الرحمنؓ بن عوف کے درمیان کچھ کہا سنی ہوگئی تو خالدؓ نے عبد الرحمنؓ بن عوف سے کہا کہ تم اپنے کو ہم سے اُن ایام کی وجہ سے اُونچا سمجھ رہے ہو جن میں تم ہم سے (اسلام کی طرف) سبقت کرگئے تھے۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کا پیچھا چھوڑ دو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم مثل اُحد کے یا مثل پہاڑوں کے (یہ شک راوی ہے) سونا خرچ کردو گے تو تم اُن کے اعمال کو نہ پہنچ سکو گے

www.kitabghar.org

وعن يوسف بن عبد الله بن سلام قال سُئِل رسولُ الله صلی الله عليه وسلم أنحنُ خيرٌ أم من بعدنا فقال رسولُ الله صلی الله عليه وسلم لو أنفق أحدهم أُحُدًا ذهبًا ما بلغ مُدّ أحدكم ولا نصيفه وعن أبي سعيد قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا تسبّوا أصحابي فوالذي نفسي بيده لو أنّ أحدكم أنفق مثل أُحد ذهبًا ما أدرك مُدّ أحدهم ولا نصيفه وعن ابن عمر قال لا تسبّوا أصحاب محمد صلی الله عليه وسلم فلمقام أحدهم ساعةً خيرٌ من عمل أحدكم عمره عن ابن مسعود قال ما كان بين إسلامنا وبين أن عاتبنا الله بهذه الآية ألم يأن للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله إلا أربع سنين وعن ابن مسعودؓ قال لما نزلت ألم يأن للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله الآية أقبل بعضنا على بعض أيّ شيء أحدثنا أيّ شيء صنعنا عن ابن عباس قال إن الله استبطأ قلوب المهاجرين فعاتبهم على رأس ثلاث عشرة سنة من نزول القرآن فقال ألم يأن للذين آمنوا الآية عن الأعمش قال لما قدم أصحاب النبي صلی الله عليه وسلم المدينة فأصابوا من لين العيش ما أصابوا بعد ما كان بهم من الجهد فكأنهم فتروا عن بعض ما كانوا عليه فعوتبوا فنزلت ألم يأن الآية عن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من فرّ بدينه من الأرض إلى أرض مخافة الفتنة على نفسه ودينه

اور مروی ہے یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا ہم افضل ہیں یا وہ جو ہمارے بعد کے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اُن میں سے کوئی ایک اُحد سونا خرچ کردے تو وہ تم میں سے کسی کے ایک یا آدھے مُد کے برابر نہ پہنچے گا۔ اور مروی ہے ابو سعیدؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص مثل اُحد کے سونا خرچ کردے تو وہ اُن کے ایک یا آدھے مُد کے برابر نہ آسکے گا۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی نہ دو۔ یاد رکھو اُن میں سے کسی کا ایک ساعت کھڑا ہونا (اللہ کے کام میں) تم میں سے کسی کی تمام عمر کے عمل سے بہتر ہے ابن مسعودؓ سے مروی ہے فرمایا کہ ہمارے اسلام کے اور ہم پر اس عتاب کے درمیان جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ہم پر کیا تھا چار سال سے زیادہ کا فرق نہیں تھا ألم يأن للذين آمنوا الخ۔ (۵۷: ۱۶) کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق (منجانب اللہ) نازل ہوا ہے اُس کے سامنے جھک جاویں؟ اور مروی ہے ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ جب نازل ہوئی ألم يأن للذين آمنوا الخ تو ہم میں سے بعض بعض کو مخاطب کرنے لگا کہ "ہم سے کیا کام سرزد ہوا" "ہم نے کونسا عمل کیا"۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب مہاجرین کو دیر لگاتے ہوئے پایا تو اُن کو دھمکایا نزول قرآن سے تیرھویں سال کے سرے پر اور فرمایا ألم يأن للذين آمنوا الخ مروی ہے اعمش سے کہا کہ جب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو ان کو زندگی کی جو راحت و آسائش ملنی تھی ملی بعد اُس جد وجہد کے جس میں وہ مبتلا تھے تو گویا وہ رُک گئے اپنے اُن بعض اعمال سے جن پر وہ پہلے قائم تھے تو اُن پر عتاب کیا گیا اور نازل ہوئی آیت ألم يأن الخ۔ مروی ہے ابو درداءؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے دین کے ساتھ ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف بھاگا اپنی ذات پر اور اپنے دین پر

www.kitabghar.org

وکُتِب عند اللہ صدّیقًا فاذا مات قبضہ اللہ شہیدًا و تلا ہذہ الآیۃ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ﷺ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ثم قال ہذہ فیہم ثم قال والفرّارون بدینہم من ارض الٰی ارض یوم القیٰمۃ مع عیسٰی بن مریمؑ فی درجتہ فی الجنۃ ؔ و عن البراء بن عازبؓ سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ مُؤمِنُوْ اُمّتی شہداء ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِین اٰمنوا باللہ ورُسُلہ اُولٰئِک ہُم الصّدیقونَ والشّہداء عند ربّہم ؔ و عن ابن مسعودؓ قال ان الرجلَ لیموتُ علٰی فراشہ وہو شہیدٌ ثم تلا والّذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اُولٰئک ہُم الصّدیقونَ والشّہداء عند ربہم ؔ و عن ابی ہریرۃ قال انّما الشہیدُ الّذی لو مات علٰی فراشہ دخل الجنّۃ یعنی الّذی یموتُ علٰی فراشہ ولا ذنبَ لہٗ ؔ و عن مجاہد قال کل مؤمنٍ صدّیقٌ وشہیدٌ ثم تلا وَالَّذِیْنَ اٰمنوا باللہ وَرُسُلِہٖ اُولٰئِکَ ہُمُ الصِّدِّیقُوْنَ وَالشُّہَدَاءُ عِنْدَ رَبِّہِمْ ؔ و عن عمر بن میمون قال کلُّ مؤمنٍ صدیقٌ وشہیدٌ ثم قرأ والّذین اٰمنوا باللہ ورُسُلہ اُولٰئک ہم الصّدیقون والشّہداء عند ربّہم ؔ و عن ابن عباسؓ والّذینَ اٰمنوا باللہ ورُسُلہ اولٰئک ہم الصّدیقونَ قال ہٰذہ مفصولۃٌ والشّہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم ؔ و عن الضّحاک فی قولہ الّذین اٰمنوا باللہ ورُسُلہ اولٰئک ہم الصّدیقون قال ہٰذہ مفصولۃٌ سمّاہم صدّیقین ثم قال والشّہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم عن الحسن فی الآیۃ

فتنہ کے خوف سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدّیق لکھا جائے گا پھر جب مرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو شہید کی موت دے گا۔ اور اس آیت کی تلاوت کی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ الخ (۵۷: ۱۹) اور جو لوگ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدّیق اور شہید ہیں۔" پھر فرمایا کہ یہ ان کے بارے میں ہے اس کے بعد فرمایا اور اپنے دین کو لئے ہوئے ایک زمین سے دوسری زمین پر بھاگنے والے قیامت کے دن عیسٰی بن مریمؑ کے ساتھ جنت میں اُن کے درجہ میں ہوں گے۔ اور براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ میری اُمّت کے مؤمنین شہید ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی والّذین اٰمنوا باللہ ورسلہ آخر تک۔ اور ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ بیشک مردِ (خدا) اپنے بستر پر مرتا ہے اور وہ شہید (ہوتا) ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی والّذین آمنوا باللہ ورُسلہ الخ۔ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ شہید وہی ہے کہ اگر اپنے بستر پر مرے تو جنّت میں داخل ہو یعنی جو شخص اپنے فرش پر اس حال میں مرے کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہو۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہر مؤمن صدّیق و شہید ہے پھر یہ آیت تلاوت کی والّذین آمنوا باللہ ورُسلہ الخ۔ اور عمر بن میمون سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہر مؤمن صدّیق ہے اور شہید پھر یہ آیت پڑھی والّذین آمنوا باللہ ورُسلہ الخ اور ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ وَالّذین اٰمنوا باللہ وَرُسُلِہٖ اولٰئِکَ ھُمُ الصِّدِّیقُوْن فرمایا کہ یہ جُدا ہے (یہاں جملہ ختم ہو گیا ہے) وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ (دُوسرا جملہ ہے)۔ اور ضحاکؒ سے مروی ہے کہ والّذین آمنوا باللہ ورُسلہ اولٰئک ہم الصّدیقونَ کہ یہ جُدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صدّیقین رکھا ہے۔ پھر فرمایا وَالشّہداء عند ربّہم لہم اجرہم ونورہم۔ اور مروی ہے حسنؒ سے آیت کے متعلق (یعنی اس آیت

ﻟﮧ اس روایت کے لحاظ سے ترجمہ یہ ہوگا اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر یہ لوگ صدّیقین ہیں۔ اور شہدا۔ اپنے پروردگار کے پاس ہیں اُن کے لئے ان کا اجر ہے اور اُن کا نور ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قال انہ لیقضی بالشیئۃ فی السماء و ہو کل یوم فی شأن ثم یضرب لہا اجلاً فیحبسہا الی اجلہا اذا جاء اجلہا ارسلہا فلیس لہ مردٌّ و یقدر انہ کائنٌ فی یوم کذا من شہر کذا من سنۃ کذا فی بلد کذا من مصیبۃ فی القحط او الرزق او المصیبۃ فی الخاصۃ و العامۃ حتی ان الرجل یأخذ العصا یتعصّی بہا و قد کان لہا کارہاً ثم یعتادہا حتی مایستطیع ترکہا۔

عن ابی یزید قال لقی امرأۃٌ عمر بن الخطاب یقال لہا خولۃ و ہو یسیر مع الناس فاستوقفتہ فوقف لہا و دنا منہا و اصغی الیہا رأسہ و وضع یدہ علی منکبیہا حتی قضت حاجتہا و انصرفت فقال لہ رجلٌ یا امیر المؤمنین حبست رجال قریش علی ہذہ العجوز قال ویلک و تدری من ہذہ قال لا قال امرأۃٌ سمع اللہ شکواہا من فوق سبع سموات فہذہ خولۃ بنت ثعلبۃ و اللہ لو لم تنصرف حتی الی اللیل

کے متعلق مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (۵۷:۲۲) کوئی مُصیبت نہ دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں (یعنے لوحِ محفوظ میں) لکھی ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے۔) فرمایا کہ جو بُرائی (آتی) ہے اُس کا فیصلہ آسمان میں ہی کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالٰے کی ہر روز ایک خاص شان ہوتی ہے۔ پھر وہ اُس کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر دیتا ہے اور اس بُرائی کو اُس وقت تک روکے رکھتا ہے پھر جب وہ وقت آجاتا ہے تو اُس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اَب وہ لوٹ نہیں سکتی اور وہ مقدّر کر دیتا ہے کہ فلاں بات ہونے والی ہے فلاں دن میں فلاں مہینے فلاں سال میں فلاں شہر میں قحط کی مُصیبت ہو یا (کسی اور وجہ سے) رزق کی یا کوئی مصیبت کسی خاص شخص پر یا عام لوگوں پر۔ یہاں تک کہ ایک شخص عصا ہاتھ میں لیتا ہے اُس سے سہارا لینے کے لئے حالانکہ وہ اس سے کراہت کرتا رہا ہے پھر وہ اُس کا عادی بن جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کے چھوڑنے پر قادر نہیں رہتا (یہ سب اسی امرِ مقدّر کا تصرّف ہوتا ہے)۔

از سورۂ مجادلہ

روایت ہے ابی یزید سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے ایک عورت ملی جس کو خولہ کہا جاتا تھا اور عمرؓ اُس وقت لوگوں کے ہمراہ (سواری پر) چلے جا رہے تھے۔ اُس عورت نے اُن کو ٹھہرانا چاہا تو اُس کے لئے ٹھہر گئے اور اُس کے قریب آگئے اور اپنے سر کو اُس کی طرف جھکا دیا اور اپنا ہاتھ اُس عورت کے مونڈھوں پر رکھ دیا یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پُوری کر چکی اور چلی گئی۔ پھر آپؓ سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رضؓ آپ نے قریش کے بہت سے لوگوں کو اس بڑھیا کی وجہ سے چلنے سے روک دیا۔ فرمایا کہ افسوس ہے تو جانتا ہے کہ یہ کون تھی؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا یہ وہ عورت ہے جس کی شکایت کو اللہ تعالٰے نے سات آسمانوں کے اُوپر سے سُنا تھا۔ یہ ہے خولہ بنت ثعلبہ۔ خُدا کی قسم اگر یہ رات تک بھی واپس ہوتی

www.kitabghar.org

ما انصرفت حتی تقضی حاجتہا عن ثمامۃ بنت جریر قالت بینما عمر بن الخطاب یسیر علی حمارہ لقیتہ امرأۃ فقالت قف یا عمر فوقف فاغلظت لہ القول فقال رجل یا امیر المؤمنین ما رأیت کالیوم فقال وما یمنعنی ان استمع الیہا وہی التی استمع اللہ لہا و انزل فیہا ما انزل قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا عن مقاتل بن حبان قال اُنزلت ہذہ الآیۃ یوم جمعۃ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ فی الصفۃ و فی المکان ضیق و کان یکرم اہل بدر من المہاجرین و الانصار فجاء ناس من اہل بدر و قد سبق الی المجالس غیرہم فقاموا حیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ تعالی و برکاتہ فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم سلموا علی القوم بعد ذلک فردوا علیہم فقاموا علی ارجلہم ینتظرون ان یوسع لہم فعرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یحملہم علی القیام فلم یفسح لہم فشق ذلک علیہ فقال لمن حولہ من المہاجرین والانصار من غیر اہل بدر قم یا فلان وانت یا فلان فلم یزل یقیمہم بعدۃ النفر الذین ہم قیام من اہل بدر فشق ذلک علی من اقیم من مجلسہ فنزلت ہذہ الآیۃ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا

تو میں بھی واپس نہ ہوتا جب تک اس کی ضرورت پوری نہ کر دیتا۔

ثمامہ بنت جریر سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ اس دوران میں کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے گدھے پر جا رہے تھے کہ آپ سے ایک عورت ملی اُس نے کہا کہ اے عمرؓ ٹھہر، آپ ٹھہر گئے پھر اُس عورت نے آپ سے اکھڑ گفتگو کی تو ایک شخص نے کہا اے امیر المومنینؓ میں نے آج جیسی بات کبھی نہیں دیکھی تو فرمایا کہ اس کی بات سُننے سے مجھے کیا چیز مانع تھی اور یہ وہی تو تھی جس کی بات اللہ تعالیٰ نے سُنی اور اُس کے بارے میں نازل کیا جو کیا (یعنی) قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا (۵۸: ۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سُن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی!

مقاتل بن حبان سے مروی ہے کہ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس دن صُفّہ میں تھے اور جگہ میں تنگی تھی اور آپ مہاجرین و انصار میں سے جو اہلِ بدر تھے اُن کی عزت کرتے تھے۔ اب یہ ہوا کہ کچھ لوگ آگئے جو اہلِ بدر میں سے تھے اور بیٹھنے کی جگہوں پر دوسرے لوگ پہلے بیٹھ چکے تھے تو وہ (کھڑے رہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جواب دیا۔ پھر اس کے بعد اُنھوں نے قوم کو سلام کیا تو اُنھوں نے اُن کو جواب دیا۔ اب یہ لوگ کھڑے ہوئے اس کا انتظار کرنے لگے کہ اُن کے لئے جگہ نکالی جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کھڑے رہنے کی وجہ سمجھ لی اور (بیٹھے ہوئے لوگ اُسی طرح جمے رہے) اور اُن کے لئے جگہ نہ نکالی گئی۔ یہ بات آپ پر گراں ہوتی تو آپ نے اُن مہاجرین و انصار سے جو آپ کے گرد غیر اہلِ بدر میں سے تھے کہا اے فلاں تو اُٹھ اور اے فلاں تو بھی اُٹھ جا اور اسی طرح آپ نے اتنے لوگوں کو اُٹھا دیا جتنی شمار اُن اہلِ بدر میں کے کھڑے رہنے والوں کی تھی۔ اور یہ معاملہ بھاری گزرا اُن لوگوں پر جن کو مجلس سے اُٹھایا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ الخ (۵۸: ۱۱) اے ایمان والو! جب تم کو کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو

www.kitabghar.org

یفسح اللہ لکم الآیۃ عن عبد اللہ ابن شوذب قال جعل ولد ابی عبیدۃ ابن الجراح یتصدّی لابی عبیدۃ یوم بدرٍ و جعل ابو عبیدۃ یحید عنہ فلما اکثر قصدہٗ ابو عبیدۃ فقتلہ فنزلت لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ الآیۃ عن ابن جریج قال حُدِّثتُ انّ ابا قحافۃ سبّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فصکّہ ابوبکر صکّۃ فسقط فذکر ذٰلک للنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال أفعلت یا ابابکر فقال واللہ لو کان السیف قریبًا منّی لضربتہٗ فنزلت لَا تَجِدُ قَوْمًا الآیۃ۔

قال اللہ تعالٰی فی سورۃ الحشر مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ خدای تعالٰی در نص قرآن چیزے را کہ بفئے حاصل شد از اہلِ قُرے یعنے بغیرِ ایجافِ خیل و رکاب و بدون مباشرتِ قتال معیّن میگرداند برائے مصارف مذکورہ کہ خدا تعالٰی و رسول و ذو قرابت رسول و یتامٰے و مساکین و ابن سبیل باشند بعد ازان میفرماید لِلْفُقَرَآءِ یعنے آن فے برائے فقرائے مہاجرین است و برائے انصار

اللہ تعالٰی تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا۔ اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جائے کہ (مجلس سے) اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو؛ عبداللہ بن شوذب سے مروی ہے کہ یوم بدر میں ابوعبیدہؓ بن الجراح کے بیٹے نے ابوعبیدہؓ کے مقابلہ پر آنا شروع کیا اور ابوعبیدہؓ اُس سے پہلوتہی کرتے رہے۔ جب وہ یہ بار بار کرنے لگا تو ابوعبیدہؓ نے اُس کا مقابلہ کیا اور (۲۲:۵۸)
اُس کو قتل کردیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا تَجِدُ قَوْمًا الخ۔ جو لوگ اللہ تعالٰی پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ اُن کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول ؐ کے برخلاف ہیں گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبہ ہی کیوں نہ ہوں الخ" ابن جُریج سے روایت ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ یہ سُننے[1] میں آیا ہے کہ ابو قحافہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکرؓ نے اُس کے اتنے زور سے طمانچہ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس بات کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپؐ نے پوچھا کہ اے ابوبکرؓ کیا تم نے ایسا کیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو میں اُس کے ضرور مار دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لاتجد قومًا الخ۔

ازسورۂ حشر

اللہ تعالٰی نے سورۂ حشر میں فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الخ (۵۹:۷) جو کچھ اللہ تعالٰی (اس طور پر) اپنے رسولؐ کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دِلوادے (جیسے فدک اور ایک حصۂ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ تعالٰی کا حق ہے اور رسولؐ کا اور (آپ کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا؛ خدا تعالٰی نص قرآن میں اُس چیز کو جو فے سے حاصل ہو (کافروں کی) بستی والوں سے یعنی جو کہ گھوڑوں اور اُونٹوں کو دوڑائے بغیر اور قتال کئے بغیر مل جائے مصارف مذکورہ کے لئے معیّن فرماتے ہیں جو کہ خدا و رسولؐ اور رسولؐ کے اہل قرابت اور یتامٰی اور مساکین اور مسافر ہیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں لِلْفُقَرَآءِ یعنے وہ فے فقراء مہاجرین کے لئے ہے اور انصار کیلئے

[1] راوی نے اس واقعہ کو مستبعد سمجھتے ہوئے لفظ حُدِّثتُ استعمال کیا۔ ابو قحافہ نے آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے اسلام قبول کرلیا تھا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

و برائے تابعان ایشان باحسان کہ
بوصف نصیحت و خیرخواہی و دعاءِ خیر
برائے پیشینیان متصف اند چون فے
برائے جماعۃ غیر محصورین مقرر شد ملک
یعین کسے نباشد بلکہ ہر یکے را قدر احتیاج
او باید داد و معنے خلیفہ نیست الّا آنکہ
تصرّف کند در بیت المال مسلمین بموافقت
سُنّتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بہ نیابتِ او علیہ الصلوٰۃ والسّلام
پس خلیفہ متصرّف در فے باشد و
آن فے ملکِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلّم نبود تا مبحثِ میراث
دران جاری باشد و نیز آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم شخصے خاص را
از اقارب خود ہبہ او نتوانند کرد
و ہو المقصود عن عمر بن الخطاب
قال کانت اموالُ بنی النضیر مما
افاءَ اللہُ علٰی رسولہ مما لم یُوجف
المسلمون علیہ من خیلٍ ولا
رکابٍ وکانت لرسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم خاصّۃً وکان یُنفق
علٰی اہلہ منہا نفقۃَ سنۃٍ ثم
یجعل ما بقی فی السلاح والکراع
عُدّۃً فی سبیل اللہ عن مالک
ابن اوس بن الحدثان قال قرأ
عمر بن الخطاب اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ
الْمَسَاكِينِ حتّٰی بلغ علیم حکیم ثم
قال ہٰذہ لہٰؤلاء ثم قرأ واعلموا انما
غنمتم من شیءٍ فانّ للہ خمسہ الآیۃ

اور اُن کے بعد اخلاص کے ساتھ اُن کی پیروی کرنے والوں کے لئے ہے جو ایمان پر پہل کرنے والوں کے حق میں نصیحت و خیر خواہی اور دعاءِ خیر کے اوصاف سے متصف ہیں۔ چونکہ فے کو ایسی جماعت کے لئے مقرر کیا گیا ہے جو غیر محصور ہے تو یہ (مخصوص افراد کی) ملک نہ ہوگی بلکہ اس میں سے ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق دینا چاہیئے اور خلیفہ کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق مسلمانوں کے بیت المال میں تصرف کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بن کر۔ تو خلیفہ فے میں متصرف ہوگا۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک نہیں تھی کہ اُس میں میراث کی بحث جاری ہوجائے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقارب میں سے کسی خاص شخص کو اُس کا ہبہ بھی نہیں کرسکتے تھے۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ بنونضیر کے اموال اُس قسم میں سے تھے جن پر مسلمانوں کو گھوڑے دوڑانے پڑے اور نہ اونٹ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فے کے طور پر عطا فرمائے تھے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھے اور آپؐ اپنے متعلقین پر اس میں سے سال بھر تک خرچ کرتے تھے۔ جو باقی بچتا تھا اُس کو جہاد فی سبیل اللہ کے سامان ہتھیاروں اور گھوڑوں میں خرچ کرتے تھے۔ اور مالک بن اوس ابن الحدثان سے مروی ہے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ یہاں تک کہ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ تک پہنچے (۹: ۶۰) صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا منظور ہے اور غلاموں کی گردن چھوڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔ پھر پڑھا وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو شے (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اُس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اُس کے رسول کا ہے اور (ایک حصہ) آپؐ قرابت داروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیموں کا ہے اور (ایک حصہ)

www.kitabghar.org

ثم قال هٰذه لهٰؤلاء ثم قرأ ما افآء الله علٰى رسوله من اهل القرٰى حتى بلغ للفقرآء المهاجرين الى آخر الآية ثم قال هٰذه للمهاجرين ثم تلا والذين تبوّؤ الدار والايمان من قبلهم الى آخر الآية فقال هٰذه للانصار ثم قرأ والذين جآؤ من بعدهم الى آخر الآية

غریبوں کا ہے اور (ایک حصہ) مسافروں کا ہے۔" پھر کہا کہ یہ حصے تو ان (طبقات) کے ہوئے پھر پڑھا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى سے یہاں تک کہ پہنچے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ آخر آیت تک (۵۹: ۷-۸) جو کچھ اللہ تعالےٰ نے (اس طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوائے (جیسے فدک اور ایک حصہ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسولؐ کا اور (آپؐ کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مالِ فَے) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسولؐ تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں تم رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالےٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔ اور اُن حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً وظلماً) جُدا کر دیے گئے وہ اللہ تعالےٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان) کے سچے ہیں! پھر عمرؓ نے کہا کہ یہ (آیت) مہاجرین (کے حصہ) کے لئے ہے۔ پھر تلاوت کی وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے آخر آیت تک (۵۹: ۹) اور (نیز) اُن لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنے مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اُس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اُس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ اُن پر فاقہ ہی ہو۔ اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بُخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں! تو کہا کہ یہ (آیت) انصار کے لئے ہے۔ پھر پڑھا وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ سے آخر آیت تک (۵۹: ۱۰) اور اُن لوگوں کا (بھی اس مالِ فَے میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دُعاء کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان

www.kitabghar.org

ثم قال استوعبت ہذہ للمسلمین عامۃ ولیس احدٌ الا لہ فی ہذا المال حقٌ الا ما تملکون من رقیقکم ثم قال لئن عشتُ لیأتین الراعی وہو بسرو حمیر نصیبہ منہا لم یعرق جبینہ وعن زید بن اسلم عن ابیہ قال سمعتُ عمر بن الخطاب یقول اجتمعوا لہذا المال فانظروا لمن ترونہ ثم قال لہم انی امرتکم ان تجتمعوا لہذا المال فتنظروا لمن ترونہ و انی قرأتُ آیات من کتاب اللہ تکفینی سمعتُ اللہ یقول مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَہْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ الٰی قولہ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصّٰدِقُوْنَ و اللہ ماہو لہؤلآء وحدہم وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ الٰی قولہ الْمُفْلِحُوْنَ واللہ ماہو لہؤلاء وحدہم وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا الٰی قولہ رَحِیْمٌ ۝ واللہ ما احدٌ من المسلمین الا لہ حقٌ فی ہذا المال اُعطیَ منہ او مُنع حتی راعٍ بعدن عن سعید بن المسیب قال قسم عمر ذات یوم قسما من المال فجعلوا یثنون علیہ فقال ما احمقکم لو کان لی ما اعطیتکم منہ درہما عن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یملأ اللہ ایدیکم من العجم ثم یجعلہم اسدًا لا یفرون فیقتلون مقاتلتکم ویاکلون فیئکم عن السائب بن یزید

لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں" پھر فرمایا کہ یہ آیت عامہ مسلمین کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور کوئی ایسا (مسلمان حاجتمند) نہیں جس کا اس مال میں حق نہ ہو بجز اُن غلاموں کے جن کے تم مالک ہو۔ پھر فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس میں سے سرو حمیر کے چرواہے تک اس کا حصّہ اس طرح پہنچادوں گا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آئے۔ اور مروی ہے زید بن اسلم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ اسلم سے کہا کہ میں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے کہتے تھے کہ اس مال کے لئے اکٹھے ہوجاؤ پھر نظر کرو جس کو تم (مستحق) دیکھو۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ میں نے تمھیں حکم دیا تھا کہ اس مال کے لئے جمع ہوجاؤ تاکہ تم غور کرلو جس کے بارے میں تمھاری رائے ہو اور میں نے پڑھی ہیں چند آیات کتاب اللہ کی وہ میرے لئے کافی ہوگئیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سُنا کہ وہ فرماتے ہیں مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سے ہُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ تک پڑھ کر فرمایا کہ واللہ وہ صرف ان ہی لوگوں کے لئے نہیں (پھر یہ آیت پڑھی) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ سے الْمُفْلِحُوْنَ ۝ تک (پھر فرمایا) وہ صرف ان ہی لوگوں کے لئے نہیں (پھر یہ آیت پڑھی) وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ سے رَّحِیْمٌ ۝ تک (پھر فرمایا) واللہ مسلمانوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا مگر اُس کا اس مال میں حق ہے اس میں سے اس کو دیا جائے یا اُس سے روکا جائے حتےٰ کہ اس چرواہے کا بھی جو عدن میں رہتا ہو۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک دن عمرؓ نے لوگوں پر مال تقسیم کیا تو اُنھوں نے اُن کی تعریف شروع کردی تو عمرؓ نے کہا کیسے احمق ہو تم لوگ۔ اگر یہ مال میرا ہوتا تو میں تم کو اس میں سے ایک درہم بھی نہ دیتا۔ مروی ہے سمرہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ تمھارے ہاتھوں کو عجم (یعنی غیر عرب) کے مال سے بھردے۔ پھر ان کو شیر بنادے گا کہ وہ نہیں بھاگیں گے اور تمھارے لڑنے والوں کو قتل کرڈالیں گے اور وہ تمھارے اموال کھائیں گے۔ مروی ہے سائب بن یزید سے

www.kitabghar.org

قال سمعتُ عمرَ بن الخطاب یقولُ واللّٰہ لا الٰہ الّا ہو ثلثاً ما من النّاس احد الّا لہٗ فی ہٰذا المالِ حقٌ اُعْطِیَہٗ اومُنِعَہٗ وما احدٌ احقَّ بہٖ من احدٍ الّاعبدٌ مملوکٌ وما اَنا فیہِ الّا کاحدِہم ولکنّا علٰی منازلِنا مِن کِتابِ اللّٰہ وقِسْمنا من رسولِ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فالرجلُ وبلاءُہٗ فی الاسلام والرجلُ وقِدمُہٗ فی الاسلام والرجل وغَناءُہٗ فی الاسلام والرجل وحاجتُہٗ واللّٰہِ لئن بقیتُ لیاتِیَنّ الراعی بجبلِ صنعاء حظُّہٗ من ہٰذا المال وہو بمکانہٖ وعن الحسن قال کتب عمرُ الٰی حُذیفۃ اِن اَعْطِ النّاس اَعْطِیَتَہم وارزاقَہم فکتب الیہ انّا قد فعلنا وبقی شیٔ کثیر فکتب الیہ عمر انّہٗ فَیْئُہم الّذی اَفاء اللّٰہُ علیہم لیس ہو لعمر ولا لِاٰلِ عمر اقسِمہ بینہم وعن قتادۃ فی قولہٖ لِلْفُقَرَاءِ الْمُہَاجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ الٰی آخرالآیۃ قال ہٰؤلاء المہاجرونَ ترکوا الدّیارَ والاموالَ والاہلین والعشائرَ وخرجُوا حُبّاً لِلّٰہ ورسولہٖ واختاروا الاسلامَ علٰی ما کانت فیہ من شدّۃٍ حتّٰی لقد ذُکر لنا انّ الرجلَ کان یَعصِبُ الحجرَ علٰی بطنِہٖ لیقیمَ بہٖ صلبَہٗ من الجوع وکان الرجلُ یتخذ الحفرۃَ فی الشتاءِ مالہٗ دثارٌ غیرُہا وعن قتادۃ فی قولہٖ والّذین تبوّءوا الدّار والایمان الٰی آخرالآیۃ قالَ ہم ہٰذا الحیُّ من الانصا

کہا کہ میں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرما رہے ہیں کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تین مرتبہ (کہا) کہ لوگوں میں سے کوئی نہیں مگر اس کا اس مال میں حق ہے اُس کو دیا جائے یا روکا جائے اور کوئی ایک دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بجز مملوک غلام کے اور میں بھی اس میں تم میں سے کسی ایک کی طرح ہوں۔ لیکن ہم اپنی اُن منزلوں پر ہیں جو کتاب اللہ میں متعین کر دی گئیں اور اُن حصّوں پر جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئے کہ ایک شخص ہے اور اسلام کی وجہ سے جو مُصیبت اُس پر پڑی (اس کا آپ نے لحاظ رکھا) اور ایک شخص ہے کہ اسلام میں ثابت قدم رہا اور ایک شخص ہے جو اسلام میں بہت کارآمد رہا، ایک شخص ہے (جو حاجتمند ہے) اُس کی حاجت کو دیکھا۔ واللہ اگر میں زندہ رہا تو میں اس مال میں سے اُس چرواہے تک اُس کا حصّہ پہنچا کر رہوں گا جو جبلِ صنعاء میں ہو اور وہ اپنے مقام پر موجود رہے۔ اور مروی ہے حسنؒ سے کہ عمرؓ نے حُذیفہؓ کو لکھا کہ لوگوں کو مقررہ عطیات اور اُن کے وظائف دیدو۔ حذیفہؓ نے عمرؓ کو لکھا کہ ہم نے تعمیل کر دی اور بہت کچھ بچ گیا ہے۔ پھر عمرؓ نے ان کو لکھا کہ یہ ان ہی کا حصّہ ہے جو اللہ تعالے نے اُن کے لئے متعین کر دیا ہے۔ وہ عمرؓ کے لئے یا عمرؓ کی اولاد کے لئے نہیں ہے۔ اُن ہی کے درمیان تقسیم کر دو۔ مروی ہے قتادہؒ سے آیہ لِلْفُقَرَاءِ الْمُہٰجِرِیْنَ الخ میں کہ کہا کہ یہ وہ مہاجرین ہیں جنھوں نے اپنے گھروں کو چھوڑا اور اموال کو اور گھر والوں کو اور اہلِ قرابت کو اور نکل پڑے اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں اور اُنھوں نے یہ جانتے ہوئے اسلام کو اختیار کیا کہ اس میں کتنی سختیاں جھیلنا ہوں گی یہاں تک کہ ہم سے وثوق کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ ایک شخص ہے جو بھوک کی شدت سے اپنی کمر سیدھی رکھنے کے لئے پیٹ سے پتھر باندھ رہا ہے اور ایک شخص ہے جو سردی سے بچنے کے گڑھا کھود کر اپنا ٹھکانا بنا رہا ہے اور اس کے پاس اوڑھنے کے لئے کوئی کپڑا اس کے سوا نہیں ہے۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے آیت وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ الخ میں کہا کہ وہ یہی انصا

www.kitabghar.org

اسلموا فی دیارہم وابتنوا المساجد قبل قدوم النبی صلے اللہ علیہ وسلم بسنتین واحسن اللہ الثناء علیہم فی ذلک وہاتان الطائفتان الاولیان من ہذہ الامۃ اخذتا بفضلہما و اثبت اللہ حظہما فی ہذا الفیئ ثم ذکر الطائفۃ الثالثۃ فقال وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الی آخر الآیۃ قال انما امروا ان یستغفروا لاصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم ولم یؤمروا بسبہم عن الحسن قال فضل اللہ المہاجرین علی الانصار فلم یجدوا فی صدورہم حاجۃ قال الحسد عن عمر انہ قال اوصی الخلیفۃ بعدی بالمہاجرین الاولین ان یعرف لہم حقہم ویحفظ لہم حرمتہم و اوصیہ بالانصار الذین تبوؤا الدار و الایمان من قبل ان یہاجر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یقبل من محسنہم و یعفو عن مسیئہم عن سعد بن ابی وقاص قال الناس علی ثلاث منازل قد مضت منزلتان وبقیت منزلۃ فاحسن ما انتم کائنون علیہ ان تکونوا بہذہ المنزلۃ التی بقیت ثم قرأ لِلْفُقَرَآءِ الْمُہٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ وَ اَمْوَالِہِمْ الآیۃ ثم قال ہؤلاء المہاجرون وہذہ منزلۃ وقد مضت ثم قرأ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِہِمْ الآیۃ ثم قال ہؤلاء الانصار وہذہ منزلۃ وقد مضت ثم قرأ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ فقد مضت ہاتان المنزلتان وبقیت ہذہ المنزلۃ فاحسن ما انتم کائنون علیہ

میں کا قبیلہ ہے جو اپنے گھروں میں اسلام لاتے اور اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے دو برس پہلے مسجدیں بنا لی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس بارے میں اچھی تعریف کی ہے اور یہ دونوں پہلی جماعتیں اس اُمت میں سے ایسی ہیں جو اپنی (سب سے بڑی) فضیلت کی مالک بن چکیں اور اللہ تعالےٰ نے ان دونوں جماعتوں کا اس فَےَ میں حصّہ قائم کیا۔ پھر تیسرے گروہ کا ذکر کیا اور فرمایا وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ یَقُوْلُوْنَ آخر آیت تک۔ (قتادہؒ نے) کہا کہ (اس عنوان سے) ان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعائے مغفرت کیا کریں اور اُن کو گالیاں دینے کا حکم نہیں دیا گیا تھا (جس کے مرتکب یہ لوگ خلافت وغیرہ کے امور میں ہوتے)۔ حسنؒ سے مروی ہے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے مہاجرین کو انصار پر فضیلت دی۔ فلم یجدوا فی صدورہم حاجۃً میں کہا کہ (حاجت سے) حسد مراد ہے۔ مروی ہے عمرؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں مہاجرین اوّلین کے بارے میں کہ ان کے حق کو پہچانیں اور ان کے احترام کا تحفظ کریں اور اُن انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو اس دارالاسلام (مدینہ) میں متوطن اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرکے آنے سے پہلے ہی سے ایمان پر قائم ہیں کہ ان کے اچھے لوگوں کی قدر کریں اور بُروں سے درگزر کریں۔ مروی ہے سعدؓ بن ابی وقاص سے کہا کہ لوگ تین منزلوں پر تھے دو منزلیں تو گزر چکیں اور ایک منزل باقی رہ گئی تو جس منزل میں تم اب موجود ہو اس کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تم (اس سے نیچے نہ گرو بلکہ) اس پر قائم رہو کہ اب باقی رہ گئی ہے۔ پھر (اس اجمال کی تفصیل کے لئے) یہ آیات پڑھیں للفقراءِ المہٰجرین الذین اخرجوا من دیارہم و اموالہم پھر فرمایا کہ یہ تو مہاجرین ہیں اور یہ منزل گزر چکی پھر پڑھا والذین تبوّؤا الدار والایمان من قبلہم الخ پھر کہا کہ یہ انصار ہیں اور ایک منزل یہ ہے اور یہ بھی گزر چکی۔ پھر پڑھا والذین جآءُوْ من بعدہم یقولون الخ تو وہ دو منزلیں گزر چکیں اور اب یہ ایک منزل باقی رہ گئی ہے تو یہ اچھی منزل جس پر تم اب ہو

www.kitabghar.org

ان تکونوا بہذہ المنزلۃ عن الضحاک وَالَّذِین جَاءُوْ من بعد ہم الآیۃ قال اُمِرُوْا بالاستغفار لہم وقد علم ما احدثوا عن عائشۃ قالت اُمِرُوا ان یستغفروا لِاَصْحابِ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسبّوہم ثم قرأت ہذہ الآیۃ وَالَّذِینَ جاءُو من بعدہم یقولون ربّنا اغفرلنا ولاخواننا الّذین سبقونا بالایمان عن ابن عمرؓ انہ سمع رجلاً وہو یتناول بعض المہاجرین فقرأ علیہ لِلْفُقَرَاءِ المہاجرِیْنَ الآیۃ ثم قالَ ہٰؤلاء المہاجرون أمنہم انتَ قالَ لاثم قرأ علیہ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ الآیۃ قالَ ہٰؤلاءِ الْاَنْصارُ أمنہم انتَ قالَ لاثم قرأ علیہ وَالَّذین جاءُو من بعدہم الآیۃ قال أمن ہٰؤلاء انت قال ارجو قال لالیس من ہٰؤلاء من سبّ ہٰؤلاءِ وَمن وجہ آخر عن ابن عمر انہ بلغہ ان رجلاً نال من عثمانَ فدعاہُ فاقعدہ بین یدیہ فقرأ علیہ لِلْفُقَرَاءِ المہاجرین الآیۃ قال من ہٰؤلاءِ انتَ قال لا ثم قرأ وَالَّذِیْنَ تبوّءُوا الدّارَ والایمانَ الآیۃ ثم قال من ہٰؤلاء انتَ قالَ لاَ ثم قرأ وَالَّذِیْنَ جَاءُوْ مِنْ بَعْدِہِمْ الآیۃ قال أمِنْ ہٰؤلاء انتَ قال أرجو ان اکونَ منہم قال لاَ واللّٰہِ مایکونُ منہم مَن تناولہم وکان فی قلبہ الغلّ علیہم عن نعیم بن محمد الرحبی قال کان فی خطبۃ ابی بکر الصّدیق واعلموا انکم تغدونَ وتروحون فی اجلٍ قد غیّب عنکم علمہٗ فان استطعتم ان ینقضی الاجلُ وانتم

اس پر قائم رہو۔ مروی ہے ضحاکؒ سے وَالَّذِیْن جاءُوْ من بعدہم الخ کہا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ ان کے لئے استغفار کریں اور جو کچھ اُنھوں نے کیا وہ معلوم ہی ہے۔ مروی ہے عائشہؓ سے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استغفار کریں مگر اُنھوں نے ان کو گالیاں دینا شروع کر دیں پھر یہ آیت پڑھی وَالَّذِیْن جاءُو من بعدہم یقولون ربّنا اغفرلنا ولاخواننا الّذین سبقونا بالایمان۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ انھوں نے ایک شخص سے انصار کی عیب جوئی کی باتیں سنیں تو اُنھوں نے اُس کے سامنے یہ آیت پڑھی للفقراء المہاجرین الخ پھر فرمایا کہ یہ تو مہاجرین ہیں، کیا تو اُن میں سے ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پھر اُس کے سامنے یہ آیت پڑھی وَالَّذِیْن تبوّءُوا الدّارَ والایمان الخ فرمایا کہ یہ انصار ہیں۔ کیا تو ان میں سے ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پھر اُس کے سامنے یہ آیت پڑھی وَالَّذِیْن جاءُوْ مِن بعدہم آخر تک اور پوچھا کیا ان میں سے ہے تو؟ اُس نے کہا امید کرتا ہوں۔ فرمایا نہیں! وہ اِن میں سے نہیں جو اُن کو گالیاں دے۔ اور ابنِ عمرؓ سے ایک روایت بصورتِ دیگر مروی ہے۔ وہ یہ کہ اُن کو یہ بات پہنچی کہ ایک شخص عثمانؓ پر عیب لگاتا ہے تو اُنھوں نے اُس کو بُلایا اور اپنے سامنے بٹھایا پھر اس کے سامنے آیت للفقراء المہاجرین الخ پڑھ کر کہا کہ کیا اُن ہی میں سے ہے تُو؟ اُس نے کہا نہیں پھر آیت وَالَّذِین تبوّءُوا الدّار والایمان آخر تک پڑھ کر پوچھا کہ کیا ان میں سے ہے تو؟ اُس نے کہا نہیں۔ پھر پڑھا وَالَّذِین جاءُو من بعدہم آخر تک پھر پوچھا کہ کیا ان میں سے ہے تو؟ اس نے کہا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ ان میں سے ہوں۔ ابن عمرؓ نے کہا نہیں واللہ ان میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہو سکتا جو اُن کی عیب جوئی کرتا ہو اور اُس کے قلب میں ان کی طرف سے کینہ ہو۔ مروی ہے نعیم بن محمد الرحبی سے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کے خطبہ میں یہ ارشاد تھا اے لوگو جان لو کہ تم صبح و شام میں داخل ہو رہے ہو ایک مدّت معیّنہ کے اندر جس کا عِلم تم سے مخفی رکھا گیا ہے تو اگر تم میں استطاعت ہو کہ اس مدّت کو گزار دو اس طرح کہ تم (بقیہ صفحہ ۲۹۲)

www.kitabghar.org

علی حذرٍ فافعلوا و لن تستطیعوا
ذالک الّا باللّٰہ و ان اقوامًا
جعلوا اعمالہم لغیرہم فنہاکم اللّٰہ
ان تکونوا امثالہم فقال وَلَا
تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ
فَاَنْسٰہُمْ اَنْفُسَہُمْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ این من کنتم تعرفون
من اخوانکم قد انتہت عنہم
اعمالہم و وردوا علٰی ما قدّموا
این الجبارون الاوّلون الذین
بنوا المدائن و حصّنوہا بالحوائط
و قد صاروا تحت الصخر
و الآکام ھٰذا کتاب اللّٰہ
لا تفنٰی عجائبہ و لا یطفٰی نورہ
استضیئوا منہ لیوم الظلمۃ وانتصحوا
کتابہ و تبیانہ فان اللّٰہ قد اثنٰی علٰی قوم
فقال کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ
وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَھَبًا
وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝ لا خیر
فی قول لا یبتغی بہ وجہ
اللّٰہ و لا خیر فی مال لا ینفق
فی سبیل اللّٰہ و لا خیر فیمن یغلب
غضبہ حلمہ و لا خیر فی رجل
یخاف فی اللّٰہ لومۃ لائم۔
عن علیؓ قال بعثنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم انا و الزبیر و المقداد فقال
انطلقوا حتٰی تاتوا روضۃ خاخ[1] فان
بھا ظعینۃ معھا کتاب

بچتے رہو تو ایسا کرو اور تم میں اس کی استطاعت ہرگز نہ ہوگی
مگر اللہ تم کی توفیق سے اور بہت سی قومیں ہیں جنھوں نے (اپنے
کردار چھوڑ کر) دوسروں کے اعمال اختیار کر لئے (اور تباہ ہوگئیں)
تو اللہ تعالیٰ نے تم کو روکا ہے اس سے کہ تم ان جیسے بنو اور فرمایا وَ
لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ الخ (۵۹: ۱۹) اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ
ہوجانا جنھوں نے اللہ (کے احکام) سے بے پرواہی کی تو اللہ تعالیٰ
نے خود ان کی جان سے ان کو بے پرواہ بنا دیا یہی لوگ نافرمان
ہیں۔" وہ تمھارے بھائی کہاں گئے جن کو تم پہچانتے تھے اُن کے
اعمال کا دفتر بند ہوچکا ہے۔ اور وہاں جو کچھ وہ پہلے بھیج چکے تھے
اُس پر پہنچ گئے۔ کہاں ہیں وہ دورِ گزشتہ کے سرکش لوگ جنھوں
نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور اُن کو قلعہ بند کیا چہار دیواری
سے اور وہ خود پتھروں اور جھاڑیوں کے نیچے پہنچ گئے۔ یہ اللہ
کی کتاب (موجود) ہے جس کے عجائب ختم نہ ہوں گے اور اس کا
نور کبھی نہ بجھایا جا سکے گا۔ تاریکیوں میں اس سے روشنی حاصل
کیا کرو، اللہ کی کتاب اور اس کے بیان سے نصیحت حاصل کرو،
دیکھو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی تعریف کی اور فرمایا کَانُوْا
یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (۲۱: ۹۰) یہ لوگ نیک کاموں میں
دوڑتے تھے اور اُمید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے اور
ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔" اُس قول میں خیر نہیں جس سے
اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو۔ اور اُس مال میں خیر نہیں جو اللہ کے
راستہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ اور اُس شخص میں خیر نہیں جس کے
حلم پر اُس کا غضب غالب آجاتا ہے اور اُس شخص میں خیر نہیں
جو اللہ (کے حکم کی تعمیل) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے
ڈرے۔

از سورۂ ممتحنہ

مروی ہے علیؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
اور زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا اور کہا کہ روانہ ہو جاؤ جب تم روضۂ خاخ
پر پہنچو گے وہاں تم کو ایک عورت ملیگی اُس کے ساتھ ایک خط ہے

[1] روضہ خاخ ایک موضع ہے مدینہ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ۱۲

www.kitabghar.org

تقود وہ منہا فاتونی بہ فخرجنا حتی
اتینا الروضۃ فاذا نحن بالظعینۃ فقلنا
اخرجی الکتاب قالت ما معی من کتاب
فقلنا لتخرجن الکتاب او لتلقین الثیاب
فاخرجتہ من عقاصہا فاتینا بہ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فاذا فیہ من حاطب
ابن ابی بلتعۃ الی اناس من المشرکین
بمکۃ یخبرہم ببعض امر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما ہذا یا حاطب قال لا تعجل علی
یا رسول اللہ انی کنت امرا
ملصقا فی قریش ولم اکن من
انفسہا وکان من معک من المہاجرین
لہم قرابات یحمون بہا اہلیہم
واموالہم بمکۃ فاحببت اذ فاتنی
ذلک من النسب فیہم ان
اصطنع علیہم یدا یحمون بہا
قرابتی وما فعلت ذلک کفرا و
لا ارتدادا عن دینی فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم صدق فقال
عمر دعنی یا رسول اللہ فاضرب عنقہ
فقال انہ شہد بدرا وما یدریک لعل اللہ
اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما
شئتم فقد غفرت لکم وانزلت فیہ
یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی
وعدوکم اولیاء تلقون الیہم
بالمودۃ۔ عن عمر بن الخطاب قال کتب
حاطب بن ابی بلتعۃ الی المشرکین بکتاب
فجئ بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ اُس سے لے کر میرے پاس لے آؤ۔ ہم روانہ ہو گئے۔ جب ہم روضہ پر پہنچے تو ہمارے سامنے وہ عورت موجود تھی۔ ہم نے اس کہا وہ خط نکال (جو تو لے جا رہی ہے) اس نے کہا میرے ساتھ کوئی خط نہیں، ہم نے کہا تجھے ضرور خط نکالنا پڑے گا یا تجھے اپنے کپڑے اُتارنے پڑیں گے تو اُس نے اپنے بالوں کے جُوڑے میں سے خط نکال کر دیا جس کو لے کر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے تھا مشرکینِ مکہ کے چند لوگوں کے نام جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض خاص معاملہ (یعنی مکہ پر حملہ کرنے کے ارادے) کی اُن کو خبر دے رہے تھے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے اے حاطب! حاطبؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میرے بارے میں رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجیے۔ میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش میں مل گیا تھا اور میں ان کے خاندان میں سے نہیں تھا اور جتنے لوگ مہاجرین میں سے آپ کے ساتھ ہیں ان کی وہاں قرابتیں ہیں جن کے ذریعہ سے اُن کے اہل و اموال کا مکہ میں بچاؤ ہو رہا ہے تو میں نے یہ چاہا کہ اس حالت میں کہ نسبی راہ سے میرے اہل و عیال کے بچاؤ کی کوئی صورت مجھے میسّر نہیں ہے میں ان پر اپنا ایک احسان رکھدوں جس کی وجہ سے وہ لوگ میرے اقربا کی حفاظت کریں اور میں نے ایسا اس لیے نہیں کیا کہ مجھ میں کُفر ہے یا میں اپنے دین سے پھر گیا ہوں یہ سُنکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاطبؓ نے سچ کہا ہے۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر تھا اور تمھیں کیا خبر کیا عجب ہے اللہ تعالےٰ نے اہل بدر کی لغزشوں پر مطلع ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں اور اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا (۶۰: ۱) اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ حاطب ابن ابی بلتعہ نے مشرکین کو ایک خط لکھا تھا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

www.kitabghar.org

فقال یا حاطب ما دعاک الیٰ ما صنعت قال یا رسول اللہ کان اہلی فیہم فخشیت ان یصرموا علیہم فقلت اکتب کتابا لا یضر اللہ و لا رسولہ فقلت اضرب عنقہ یا رسول اللہ فقد کفر فقال و ما یدریک ابن الخطاب ان یکون اللہ اطلع علی اہل ہذہ العصابۃ من اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم عن ابن شہاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمل ابا سفیان ابن حرب علی بعض الیمن فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل فلقی ذا الخمار مرتدا فقاتلہ فکان اول من قاتل فی الردۃ و جاہد عن الدین قال ابن شہاب وہو ممن انزل اللہ فیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منہم مودۃ و عن ابی ہریرۃ قال اول من قاتل اہل الردۃ علی اقامۃ دین اللہ ابو سفیان بن حرب و فیہ نزلت ہذہ الآیۃ عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منہم مودۃ عن ابن عباس فی قولہ عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منہم مودۃ قال نزلت فی تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبۃ عن ابن عباس قال اسلم عمر بن الخطاب و تاخرت امرأتہ فی المشرکین فانزل اللہ و لا تمسکوا بعصم الکوافر عن مقاتل قال انزلت ہذہ الآیۃ یوم الفتح

لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے حاطب کس چیز نے تجھے اس کام پر اکسایا جو تو کر گزرا۔ حاطبؓ نے کہا یا رسول اللہ میرے متعلقین اُن میں رہ گئے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ اُن پر تلوار چلا دیں تو میں نے خیال کیا کہ میں اُن کو خط لکھ دوں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں نے کہا میں اس کی گردن ماردوں یا رسول اللہ یہ کافر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابن الخطابؓ تجھے کیا خبر اللہ تعالےٰ نے اس گروہ اہلِ بدر (کی خطایا) پر مطلع ہوتے ہوئے یہ فرمایا کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ مروی ہے ابن شہاب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کے ایک علاقہ پر ابو سفیان بن حرب کو عامل بنایا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو ابو سفیان آئے (راہ میں) مقابلہ ہوا ذوالخمار سے جو مرتد ہو گیا تھا اُس سے قتال کیا۔ تو ابو سفیان پہلے شخص تھے جس نے ردت کے سلسلہ میں قتال کیا اور دین کی طرف سے جہاد کیا۔ ابن شہابؒ نے کہا اور وہ بھی اُن لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل کیا عَسَى اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ الخ (۶۰: ۷) اللہ تعالےٰ سے امید ہے (یعنی اُدھر سے وعدہ ہے) کہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہے دوستی کر دے۔ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے قتال کیا اہلِ ردت سے اللہ تعالیٰ کے دین کے قائم کرنے کے لئے وہ ابو سفیان بن حرب ہے اور اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی عسی اللہ ان یجعل الخ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے عسی اللہ ان یجعل بینکم الخ کے بارے میں کہ یہ آیت اُمّ حبیبہؓ (ابو سفیان کی بیٹی) سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہونے کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اسلام لے آئے تھے اور ان کی بیوی اُن سے پیچھے رہ گئی مشرکین میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ (۶۰: ۱۰) اور (اے مسلمانو) تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو۔ مروی ہے مقاتل سے کہ فتح مکہ کے دن آیت نازل ہوئی (یعنی یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ الخ (۶۰: ۱۲) اے پیغمبر جب

www.kitabghar.org

فبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجال علی الصفا و عمر یبایع النساء تحتہا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن اسمعیل بن عبد الرحمن بن عطیۃ عن جدتہ ام عطیۃ قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الیہن عمر بن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکن تبایعن علی ان لا تشرکن باللہ شیئا و لا تسرقن و لا تزنین الآیۃ قلنا نعم فمد یدہ من خارج البیت و مددنا ایدینا من داخل البیت قال اسمعیل فسالت جدتی عن قولہ و لا یعصینک فی معروف قالت نہانا عن النیاحۃ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر عمر ابن الخطاب فقال قل لہن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبایعکن علی ان لا تشرکن باللہ شیئا و کانت ہند متنکرۃ فی النساء فقال لعمر قل لہن و لا تسرقن قالت ہند واللہ انی لاصیب من ابی سفیان الہنۃ فقال و لا تزنین فقالت وہل تزنی الحرۃ فقال و لا تقتلن اولادکن قالت ہند انت قتلتہم یوم بدر و لا یاتین ببہتان یفترینہ بین ایدیہن وارجلہن و لا یعصینک فی معروف قال منعہن ان ینحن و کان اہل الجاہلیۃ یمزقن الثیاب

مسلمان عورتیں آپ کے پاس (اس غرض سے) آویں کہ آپ اُن سے اُن باتوں پر بیعت کریں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے بیعت لی کوہِ صفا کے اُوپر اور عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں سے بیعت لے رہے تھے کوہِ صفا کے نیچے۔ اور مروی ہے اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن بن عطیہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنی دادی اُمِ عطیہؓ سے کہتی تھیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور اُن کی طرف عمرؓ بن الخطاب کو بھیجا۔ وہ دروازے پر کھڑے ہوئے پھر سلام کیا اور کہا کہ میں تمھارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا ہوں کیا تم اس پر بیعت کرو گی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی اور نہ چوری کرو گی اور نہ زنا کرو گی (آیت میں جتنی باتیں ہیں سب کا اظہار کیا) ہم نے کہا ہاں تو انھوں نے گھر کے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے گھر کے اندر سے اپنے ہاتھ بڑھائے۔ اسمٰعیل نے کہا کہ میں نے اپنی دادی سے پوچھا کہ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ سے کیا مراد ہے تو انھوں نے کہا کہ ہم کو نوحہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو (مکہ میں) عورتوں سے بیعت لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بیعت لیتے ہیں اس پر کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ہند عورتوں میں پہچاننے میں آتی نہ تھی۔ آپ نے عمرؓ سے کہا کہ ان سے یہ کہہ کہ وہ چوری نہ کریں گی۔ ہند نے کہا کہ واللہ میں ابو سفیان کی معمولی چیزوں کو اُڑا لے جاتی تھی۔ پھر عمرؓ نے کہا اور نہ زنا کریں تو (ہند نے) کہا کیا آزاد عورتیں زنا کرتی ہیں۔ پھر (عمرؓ نے) کہا اور نہ تم اپنی اولاد کو قتل کرو گی۔ تو ہند بولی کہ ان کو تو تم بدر کے دن قتل کر چکے ہو۔ پھر کہا اور نہ بہتان کی (اولاد) لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفۂ شوہر سے جنی ہوئی دعویٰ کر کے) بنالیویں اور مشروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی۔ (ابن عباسؓ نے) کہا کہ ان کو نوحہ کرنے سے منع کیا ہے اور جاہلیت کے دور کی عورتیں اپنے کپڑے پھاڑتیں

www.kitabghar.org

ویخدشن الوجوہ ویقطعن الشعور ویدعون بالویل والثبور۔

خدای تعالیٰ در سورہ صف میفرماید

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىٕفَةٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ٥ امر میکند مومنان را کہ شوید یاری دہندگان خدا چنانکہ از اصحاب عیسیٰ علیہ السلام بعمل آمد گفت عیسیٰ پسر مریم حواریین را کیست یاری دہندہ من توجہ کنندہ بخدا آوردہ گفتند حواریان ماییم یاری دہندگان خدا پس ایمان آورد طائفہ از بنی اسرائیل وکافر گشت طائفہ پس تقویت دادیم مسلمانان را بر دشمنان ایشان پس گشتند غالب درین سورہ رمزیست بآنکہ خدای تعالیٰ غلبۂ دین حق بر جمیع ادیان خواستہ است و این معنے بتمام در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر نخواہد شد بلکہ بعد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدات خواہد بود و فتوح بسیار ظہور خواہد نمود چنانکہ بعد حضرت عیسیٰؑ حواریان بآن دین غالب شدند بر اعدای خویش واللہ اعلم۔ وعن قتادة فی قولہ تعالیٰ یاایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ قال قد کان ذٰلک بحمد اللہ جاءہ سبعون رجلاً فبایعوہ عند العقبة فنصروہ وآووہ حتے اظہر اللہ دینہ ولم یُسَمَّ حیٌّ من السماء قط باسم ولم یکن

اور چہروں کو نوچ لیا کرتی تھیں اور بالوں کو کاٹ ڈالا کرتی تھیں اور ہائے تباہی ہائے ہلاکت پکارا کرتی تھیں۔

از سورۂ صف

حق تعالیٰ سورۂ صف میں فرماتے ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ الخ (۶۱:۱۴) اے ایمان والو اللہ کے (دین کے) مددگار ہو جاؤ جیساکہ عیسیٰؑ بن مریم نے (ان) حوارین سے فرمایا کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے وہ حواری بولے ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں سو (اس کوشش کے بعد) بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ منکر رہے۔ سو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی سو وہ غالب ہو گئے۔ مومنوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم اللہ کے مددگار بنو جیساکہ عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سے عمل میں آیا۔ عیسیٰ بن مریمؑ نے حوارین سے کہا کہ اللہ کے لئے مجھے مدد دینے والا کون ہے تو حواریوں نے کہا تھا کہ اللہ کے مدد دینے والے ہم ہیں۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت تو ایمان لے آئی اور ایک جماعت کافر ہو گئی تو ہم نے مسلمانوں کو اُن کے دشمنوں کے مقابلہ پر قوت دی تو وہ غالب ہو گئے۔ اس سورت میں اس طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ نے دین حق کو تمام دینوں پر غلبہ دینا چاہا ہے اور یہ بات پورے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر نہیں ہوگی بلکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے جہاد ہوں گے اور بہت سی فتوحات کا ظہور ہوگا جیساکہ حواری عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس دین کے ساتھ اپنے دشمنوں پر غالب آگئے، واللہ اعلم۔ اور قتادہؒ سے مروی ہے آیت یاایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کے بارے میں کہا الحمد للہ یہ واقع ہو چکا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ستر آدمی آئے اور انھوں نے عقبہ کے نزدیک آپؐ سے بیعت کی پھر آپ کو مدد بھی دیتے رہے اور آپؐ کو ٹھکانا بھی دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا اور آسمان سے کسی زندہ کی[1] نشاندہی اُس کا نام لے کر نہیں کی گئی اور اُنکا نام

[1] یہ صورت تغلیباً ہے۔ احیاء میں سے زید بن حارثہ کا ذکر نام کے ساتھ موجود ہے ۱۲

www.kitabghar.org

هم ذلک غيرهم وذُکر لنا ان بعضهم قالَ هل تدرون علےٰ ما تُبايعون هٰذا الرّجلَ انّکم تبايعونہٗ علےٰ محاربۃِ العرب کلها و لِتُسلِموا وذُکر لنا ان رجلاً قال يا نبيَّ اللّٰہ اشترِطْ لربّک ولِنفسک ماشئتَ قال اَشترِطُ لربّي ان تعبدوہُ و لا تشرِکوا بہٖ شيئاً واَشترط لنفسي ان تمنعوني مما منعتم انفسکم و ابناءَکم قالوا فاذا فعلنا ذٰلکَ فما لنَا يا نبيَّ اللّٰہ قال لکم النصرُ في الدّنيا والجنّۃُ في الآخرۃ ففعلوا و فعل اللّٰہُ قالَ والحواريّون کلهم من قريش ابوبکرَ و عمرُ و علےٰ وحمزۃُ و جعفر و ابوعُبيدۃ بن الجراح وعثمانُ بن مظعون و عبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن ابے وقاص وعثمانُ بن عفّان وطلحۃُ بن عبيداللّٰہ و الزبيرُ بن العوّام عن ابن عباس فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا محمّداً صلے اللّٰہ عليہ وسلم واُمّتہ علےٰ عدوِّهم فَاَصْبَحُوْا اليوم ظَاهِرِيْنَ۔

عن السائب بن يزيد قال کان النّداء الّذے ذکر اللّٰہُ فے القرآن يومَ الجمعۃ في زمن رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ عليہ وسلم وابے بکر وعمر و عامّۃِ خلافۃِ عثمان اَن ينادِيَ المنادے اِذا جلس الامامُ علے المنبر فلما تبَاعَدتِ المساکنُ وکثُرَ النّاسُ اَحدثَ النّداءَ الاوّلَ فلم يَعِبْ النّاسُ ذٰلکَ عليہ و قد عابوا عليہ حينَ

انصار کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ بیعت کرنیوالوں میں سے بعض نے یہ کہا تھا کہ تم سمجھ بھی رہے ہو کہ کس بات پر اس شخص سے بیعت کر رہے ہو؟ تم بیعت کر رہے ہو پورے عرب سے جنگ کرنے پر اور چاہیئے کہ تم اطاعت کرو۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ آپ ہم پر شرط قرار دیجئے اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو آپ چاہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے رب کے لئے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ تم صرف اُسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جس طرح تم اپنی جانوں کا اور اپنی اولاد کا بچاؤ کرتے ہو میرا بھی کروگے انھوں نے کہا کہ جب ہم ایسا کریں گے تو اے نبی اللہ ہمارے لئے کیا اجر ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے دنیا میں (خدا کی) مدد ہوگی اور آخرت میں جنت۔ تو انھوں نے (شرط کو) پورا کر دیا اور اللہ نے (بھی) پورا کر دیا۔ (قتادہؒ نے) کہا اور آپ کے حواری سب قریش میں سے تھے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور حمزہؓ اور جعفرؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح اور عثمانؓ بن مظعون اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاص اور عثمانؓ بن عفان اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور زبیرؓ بن العوام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے پس مدد کی ہم نے اُن لوگوں کی جو ایمان لائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی اُمت کی اُن کے دشمنوں پر تو وہ ہو گئے آج فتحیاب۔

از سورۂ جمعہ

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن جس ندا کا قرآن میں اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا ہے (اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَۃِ) وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے اور ابتدائی سال خلافتِ عثمانؓ کے زمانہ میں یہ تھی کہ منادی (یعنی مؤذن) اس وقت ندا کرتا (یعنے اذان دیتا) تھا جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ پھر جب مکانات دُور دُور بن گئے اور آبادی پھیل گئی تو عثمانؓ نے پہلی اذان کا اضافہ کیا اور لوگوں نے عثمانؓ کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا حالانکہ انھوں نے اس وقت اعتراض کیا تھا جب منیٰ میں عثمانؓ نے

www.kitabghar.org

اتمّ الصلوٰۃ بمنیٰ قال کنّا فی زمانِ عمرُ نصلے فاذا خرج عمرو جلس علے المنبر قطعنا الصّلوٰۃ و تحدّثنا وربما اقبل عمرُ علے بعض من یلیہ فسألہم عن سُوقہم ودراہمہم والمؤذن یؤذّن فاذا سکت المؤذّن قام عمرُ فتکلّم ولم نتکلّم حتے یفرغ من خطبتہ عن خرشۃ بن الحرّ قال رأے معی عمرُ بن الخطّاب لوحًا مکتوبًا فیہ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ فقال من اَملٰی علیکم ہٰذا قلتُ اُبیّ بن کعب قال انّ اُبیًّا اقرأنا للمنسوخ اِقرأہا فَامْضُوْا اِلٰی ذِکر اللّٰہ عن الحسن انّہ سُئِلَ عن قولہ تعالٰی فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ قال ما ہی بالسّعی علے الاقدام ولقد نُہُوا ان یأتوا الصّلوٰۃ اِلّا وعلیہم السکینۃ والوقار ولکن بالقلوب والنیّۃ والخشوع عن جابر بن عبد اللّٰہ قال بینما النبیُّ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ قائمًا اذ قدمت عِیرُ المدینۃ فابتدرہا اصحابُ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم حتے لم یبقَ فیہم الّا اثنے عشر رجلًا انافیہم وابوبکر وعمرُ فانزل اللّٰہ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوًا انْفَضُّوْا اِلَیْہَا الٰے آخر السّورۃ وعن الحسن بینما النبی صلے

نماز پوری پڑھی تھی[1]۔ کہا (سائب نے) ہم عمرؓ کے زمانہ میں نماز پڑھتے ہوتے تھے پھر جب عمرؓ نکلتے اور منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو نماز پڑھنا بند کردیتے تھے اور بات کرتے تھے اور بسا اوقات عمرؓ اپنے پاس والوں کی طرف متوجہ ہو کر بازار کا اور درہموں کا سوال کرلیتے (یعنی اشیاء کے بھاؤ بحساب فی درہم دریافت کرتے) حالانکہ مؤذن اذان دیتا ہوا ہوتا تھا۔ پھر جب مؤذن خاموش ہوتا تو عمرؓ کھڑے ہوتے اور کلام کرتے اب ہم نہیں بولتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے خطبہ سے فارغ ہوجائیں۔ خرشہ بن الحر سے روایت ہے بیان کیا کہ ایک دن عمرؓ بن الخطاب نے میرے پاس ایک تختی دیکھی جس میں لکھا تھا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ تو انھوں نے کہا کہ یہ تم کو کس نے لکھ کر دیا ہے؟ میں نے کہا اُبیّ بن کعب نے فرمایا کہ اُبیّ ہم میں منسوخ کا سب سے بڑا قاری ہے۔ اس کو فامضوا الٰی ذکر اللّٰہ پڑھو۔ مروی ہے حسنؒ سے کہ ان سے پوچھا گیا آیت فاسعوا الٰی ذکر اللّٰہ کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ یہ سعی (دوڑنا) قدموں پر نہیں ہے۔ اس سے تو لوگوں کو منع کیا گیا ہے یہ حکم ہے کہ جب نماز میں آئیں تو اُن پر اطمینان اور وقار ہی ہونا چاہیئے لیکن (سعی سے) قلب کے ساتھ اور نیت کے ساتھ اور خشوع کے ساتھ (سعی مراد ہے کہ دل میں نماز کے جلدی چلنے کا تقاضا ہونا چاہیئے)۔ جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہوتے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران میں مدینہ کا ایک قافلہ آپہنچا تو اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ ان میں سے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے میں بھی اُن (باقی رہنے والوں) میں تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ (بھی)، تو اللہ تعالےٰ نے (یہ آیت) نازل کی وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً (۶۲:۱۱) اور وہ لوگ جب تجارت یا اور کسی مشغولی کو دیکھتے ہیں تو وہ اُس کی طرف دوڑنے کے لئے بکھر جاتے ہیں اور آپؐ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔ اور مروی ہے حسنؒ سے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلے

[1] کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ سفر میں قصر اور اتمام دونوں کو جائز سمجھتے تھے کیونکہ قرآن میں یہ ہے لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ یعنے قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بعضوں نے کہا کہ انھوں نے منیٰ میں اقامت کی نیت کرلی تھی ۱۲

www.kitabghar.org

اللہ علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ اذ قدمت عیر للمدینۃ فابتدروا الیہا وترکوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یبق معہ الا رہط منہم ابوبکر وعمر فنزلت ہذہ الآیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لو تتابعتم حتی لا یبقی معی احد منکم لسال بکم الوادی نارا عن طاؤس قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائما وابوبکر وعمر وعثمان وان اول من جلس علی المنبر معٰویۃ بن ابی سفیان عن الشعبی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صعد المنبر یوم الجمعۃ استقبل الناس بوجہہ فقال السلام علیکم ویحمد اللہ ویثنی ویقرأ سورۃ ثم یجلس ثم یقوم فیخطب ثم ینزل فکان ابوبکر وعمر یفعلانہ فی قصۃ زید بن ارقم فبینا انا اسیر وقد خفقت رأسی من الہم اذ اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعرک اذنی وضحک فی وجہی ثم ان ابا بکر لحقنی فقال ما قال لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت ما قال لی شیئا الا انہ عرک اذنی وضحک فی وجہی فقال ابشر فلما اصبحنا قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حتی بلغ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ

اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے اسی درمیان میں مدینہ کا ایک تجارتی قافلہ آپہنچا تو سب اس کی طرف تتر بتر ہوگئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ گئے تو آپ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا بجز ان میں کی چھوٹی سی جماعت کے جن (موجودین میں) ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔ پھر آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم بھی ان کے پیچھے چل دیتے یہاں تک کہ میرے ساتھ کوئی باقی نہ رہتا تو تم کو یہ وادی آگ میں بہا لے جاتی۔ اور طاؤس سے مروی ہے کہا کہ خطبہ دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر اور ابوبکرؓ نے اور عمرؓ نے اور عثمانؓ نے اور سب سے پہلے جو شخص منبر پر (خطبہ کے وقت) بیٹھا وہ معاویہؓ بن ابی سفیان ہیں۔ مروی ہے شعبی سے، کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جمعہ کے دن منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" فرماتے اور اللہ کی حمد و ثنا کرتے اور کوئی سورت پڑھتے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوکر خطبہ دیتے پھر نیچے اتر آتے۔ آپ کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں ایسا ہی کرتے رہے۔

از سورۂ منافقون

زیدؓ بن ارقم کے قصہ میں یہ مذکور ہے کہ میں غم سے سر جھکائے ہوئے چلا جا رہا تھا کہ میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور میرا کان اینٹھا اور میرے چہرے کو دیکھ کر ہنسے۔ پھر مجھ سے ابوبکرؓ ملے اور پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا فرمایا۔ میں نے کہا کچھ نہیں فرمایا بجز اس کے کہ میرا آپ نے کان اینٹھا اور میرے سامنے ہنسے۔ انھوں نے کہا کہ بشارت ہو۔ پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرارت کی اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا سے لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ تک (۱۲۳-۸)

لہ وہ قصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن اُبَیّ نے ایک سفر میں یہ کہا کہ اصحاب کو کچھ مت دو تاکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تتر بتر ہوجائیں اور جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو جو سب سے زیادہ عزت والے ہیں وہ ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ زید بن ارقم نے اس گفتگو کو سن لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کردیا۔ آپ نے عبداللہ بن اُبَیّ سے مواخذہ کیا تو یہ صاف مکر گیا اور بہت سی جھوٹی مغلظ قسمیں کھا گیا کہ میں نے نہیں کہا منافقین نے کہنا شروع کردیا کہ زید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بولا تھا اس واقعہ کی تکذیب سے زید بن ارقم کو بڑا رنج تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ان لوگوں نے قسمیں کھا کر یقین دلا دیا کہ میں جھوٹا ہوں۔ اللہ تعالے نے سورۂ منافقون میں زید کی خبر کی تصدیق فرمادی ۱۲

عن جابر بن عبد الله قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في غزاة قال سفيان يرون انها غزوة بنى المصطلق فكسع رجل من المهاجرين رجلاً من الانصار فقال المهاجرى يا للمهاجرين وقال الانصارى يا للانصار فسمع ذلك النبى صلى الله عليه وسلم فقال ما بال دعوى الجاهلية قالوا رجل من المهاجرين كسع رجلاً من الانصار فقال النبى صلى الله عليه وسلم دعوها فانها منتنة فسمع ذلك عبد الله ابن ابى فقال او قد فعلوا والله لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الاذل فبلغ النبى صلى الله عليه وسلم فقام عمر فقال يا رسول الله دعنى اضرب عنق هذا المنافق فقال النبى صلى الله عليه وسلم دعه لا يتحدث الناس ان محمداً يقتل اصحابه زاد الترمذى فقال له ابنه عبد الله لا تنقلب حتى تقر انك الذليل و رسول الله العزيز ففعل

عن ابن عمر انه طلق امرأته و هى حائض على عهد النبى صلى الله عليه وسلم فانطلق عمر

جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اس میں تو ان کے قول کی تکذیب نہیں کی جاتی) اور (باوجود اس کے) اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین (اس کہنے میں) جھوٹے ہیں۔ (آخر رکوع ۸:۶۳ میں فرمایا) (اور) یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔

مروی ہے جابرؓ بن عبد اللہ سے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ سفیان نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غزوہ بنی المصطلق تھا، تو مہاجرین میں کے ایک شخص نے انصار میں کے ایک شخص کے مکہ مار دیا تو اس مہاجر نے (مدد کے لئے مہاجرین کو پکار کر) یاللمہاجرین اور انصاری نے (اپنی حمایت کے لئے انصار کو پکارا اور) کہا یاللانصار۔ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سن لیا اور فرمایا کہ کیا بات ہے یہ جاہلیت کی پکاریں کیسی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار میں کے ایک شخص کے مکہ مار دیا یہ سن کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (عادت) کو چھوڑو یہ گندی بات ہے۔ یہ بات سن لی عبد اللہ بن اُبیّ نے تو اس نے کہا جب کہ انھوں نے ایسا کیا واللہ جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو جو لوگ زیادہ عزت والے ہیں وہ زیادہ ذلیل لوگوں کو ضرور نکال دیں گے۔ اس بات کی اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو عمرؓ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑو اس کو، لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرنے لگا ہے۔ ترمذی نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ اُس کے بیٹے عبد اللہؓ نے اس سے کہا کہ مت لوٹ جب تک تو اس کا اقرار نہ کر لے کہ تو ذلیل ہے اور رسول اللہ عزیز ہیں تو اُس نے اقرار کیا۔

ازسورۂ طلاق

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنی بیوی کو جب کہ وہ حائضہ تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلاق دیدی۔ عمرؓ نے

www.kitabghar.org

فذكر ذلك له فقال مره فليراجعها ثم يمسكها حتى تطهر ثم يطلقها ان بدا له فانزل الله عند ذلك يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ قال ابو الزبير هكذا سمعت ابن عمر يقرأها و في رواية عن ابن عمر انه طلق امرأته و هى حائض فذكر ذلك عمر رسول الله صلے الله عليه وسلم ثم قال ليراجعها ثم يمسكها ثم تحيض فتطهره فان بدا له ان يطلقها فليطلقها طاهرًا قبل ان يمسها فتلك العدة التے امر الله ان تطلق لها النساء وقرأ النبى صلے الله عليه وسلم يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده قال اجتمع ابوبكر و عمر و ابو عبيدة بن الجراح رضى الله عنهم فتماروا فى شئ فقال لهم علےؓ انطلقوا بنا الے رسول الله صلے الله عليه وسلم فلما وقفوا عليه قالوا يا رسول الله جئنا نسئلك عن شئ فقال ان شئتم فاسئلوا وان شئتم خبرتكم بما جئتم له فقال لهم جئتم تسألونے عن الرزق من اين يأتے وكيف يأتے أبے الله ان يرزق عبده المومن الا من حيث لايعلم عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم لو انكم تتوكلون علے الله

جاکر آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو حکم دو کہ رجوع کرے پھر اس کو روکے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اگر اس کی یہی رائے رہے تو طلاق دیدے تو اللہ تعالٰے نے اس زمانہ میں نازل کی یَآیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ الخ (۱۰۶۵) اے پیغمبرؐ (آپ لوگوں سے کہدیجئے کہ) جب تم لوگ اپنی عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کو (زمانہ) عدت (یعنی حیض) سے پہلے (یعنی طہر میں) طلاق دو۔ اور ایک روایت میں ابن عمرؓ سے اس طرح مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھی اس کا ذکر عمرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو فرمایا چاہیئے کہ اس سے مراجعت کرے پھر اس کو روکے پھر وہ حائضہ ہو اور پھر پاک ہو (یعنے طہر کا زمانہ آجائے) پھر اگر اس کی رائے یہی ہو کہ اس کو طلاق دے تو طلاق دیدے طاہر ہونے کی حالت میں اس کو چھونے سے قبل۔ تو یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے اور پڑھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح یَآیُّهَا النَّبِیُّ اذا طلّقتم النِّسَاء فطلّقوهن فِیْ قبل عدّتهنّ (یہ لعدّتهنّ کی تفسیر ہے۔ ترجمہ مرقومہ بالا اسی کے مطابق ہے)۔ مروی ہے جعفر بن محمد سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ دادا سے کہ جمع ہوگئے ابوبکرؓ و عمرؓ و ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم وہ آپس میں ایک بات پر بحث کر رہے تھے تو ان سے علیؓ نے کہا کہ ہم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلیں تو جب یہ سب آپؐ کے سامنے پہنچے تو انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپؐ سے ایک بات پوچھنے کے لئے آئے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو سوال کر لو اور اگر تم چاہو تو میں تمھیں بتادوں کہ تم کس وجہ سے آئے ہو۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم مجھ سے رزق کے بارے میں پوچھنے کے لئے آئے ہو کہ کہاں سے آتا ہے اور کیونکر آتا ہے۔ اللہ تعالٰے نہیں چاہتے کہ اپنے بندہ مومن کو رزق دیں مگر اس طرح سے کہ اس کو علم نہ ہو (وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ)۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تم لوگ توکل کرو اللہ پر جو اس پر

www.kitabghar.org

حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر
تغدو خماصا و تروح بطانا و عن
قتادۃ قال کان عمر یقول لو نفست
ذا بطنہا و ہو موضوع علی سریرہ
من قبل ان یقبر لحلت عن سعید
ابن المسیب قال قضی عمر فی المرأۃ التی
یطلقہا زوجہا تطلیقۃ ثم تحیض حیضۃ
او حیضتین ثم ترفعہا حیضتہا لا یدری
الذی رفعہا انہا تربص بنفسہا
ما بینہا و بین تسعۃ اشہر فان
استبان حمل فہی حامل و ان
مرت تسعۃ اشہر و لا حمل بہا
اعتدت ثلثۃ اشہر بعد ذلک ثم
حلت و عن سعید بن المسیب ان عمر
استشار علی بن ابی طالب و زید بن ثابت
قال زید رأیت ان کانت نسیا قال
علی فآخر الاجلین قال عمر لو نفست
ذا بطنہا و زوجہا علی نعشہ لم یدخل
حفرتہ لکانت قد حلت عن ابی سنان
قال سأل عمر بن الخطاب عن ابی عبیدۃ
فقیل لہ انہ یلبس الغلیظ من الثیاب
و یاکل اخشن الطعام فبعث الیہ
بالف دینار و قال للرسول انظر
ما یصنع بہا اذا ہو اخذہا فما
لبث ان لبس الین الثیاب
و اکل اطیب الطعام فجاء الرسول
فاخبرہ فقال رحمہ اللہ تاول ہذہ الآیۃ
لینفق ذو سعۃ من سعتہ و من قدر علیہ رزقہ
فلینفق مما آتاہ اللہ۔ عن ابن عباس قال

توکل کا حق ہے تو تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو دیتا
ہے کہ وہ صبح کے وقت بھوکے ہوتے ہیں اور شام کے وقت اُن کے
پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور مروی ہے قتادہؓ سے کہا کہ عمرؓ کہتے
تھے کہ اگر وضع حمل ایسے وقت ہوجائے کہ ابھی اُس کے شوہر کی نعش
تخت (یا چارپائی) پر ہو اور قبر میں بھی نہ رکھا گیا ہو تو وہ عورت
حلال ہوجائے گی (یعنی عدت کی پابندی باقی نہ رہیگی)۔ مروی
ہے سعید بن المسیبؒ سے کہا کہ اُس عورت کے حق میں جس کے شوہر نے
اُس کو ایک طلاق دی پھر اُس کو ایک یا دو حیض آئے پھر اس کو
حیض آنا بند ہوگیا اور یہ نہیں سمجھا جا سکا کہ حیض بند ہونے کا
کیا سبب ہے عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ طلاق سے نو مہینے تک اپنے نفس
کو روکے (یعنی عدت میں رہے) پھر اگر حمل ظاہر ہوجائے تو حاملہ ہے
(وضع حمل پر عدت پوری ہوگی) اور اگر نو مہینے گزر گئے اور حمل ظاہر
نہ ہوا تو وہ اس کے بعد تین ماہ عدت گزارے پھر کھل جائیگی۔ اور
روایت ہے سعید بن المسیبؒ سے کہ عمرؓ نے علیؓ بن ابی طالب اور زیدؓ
ابن ثابت سے مشورہ کیا۔ زیدؓ نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ وہ بھول
گئی ہے۔ علیؓ نے کہا کہ عدت دونوں مدتوں کے آخر تک بڑھائی جائے
عمرؓ نے کہا اگر وضع حمل ہوجائے اور شوہر کی نعش رکھی ہوئی ہو
اور قبر میں دفن بھی نہ کی گئی ہو تو وہ حلال ہوجائیگی۔ ابو سنان
سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کا حال لوگوں سے پوچھا تو اُن سے
کہا گیا کہ وہ موٹے کپڑے پہنتے ہیں اور سخت کھانا کھاتے ہیں تو اُن
کے پاس اُنھوں نے ایک ہزار دینار بھیجدیے اور ایلچی سے کہا کہ
اس پر نظر رکھو کہ وہ ان کو لے کر کیا کرتے ہیں۔ تو اُنھوں نے زیادہ
دیر نہیں لگائی کہ ملائم کپڑے پہن لئے اور اچھا کھانا شروع کردیا۔
جب قاصد واپس آیا تو اُس نے حالات بیان کئے۔ تو آپ نے فرمایا
اللہ اس پر رحم کرے اُنھوں نے اس آیت سے اخذ کیا اور اُس کی
پیروی کی۔ لینفق ذو سعۃ الخ (۶۵۔۷) وسعت والے کو اپنی وسعت
کے موافق خرچ کرنا چاہیے اور جس کی آمدنی کم ہو اُس کو چاہیے
کہ اللہ نے جتنا اُسے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرے۔

از سورۂ تحریم

مروی ہے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ میں نے

www.kitabghar.org

قلتُ لعمرَ بن الخطاب من المرأتان اللتان تظاهرتا قالَ عائشۃ وحفصۃ وکانَ ذٰلک الحدیث فی شانِ ماریۃ اُمّ ابراہیم القبطیۃ اصابہا النبیُّ صلے اللہ علیہ وسلم فی بیتِ حفصۃ فی یومہا فوجدت حفصۃ فقالت یانبیَّ اللہ لقد جئتَ الیَّ شیئاً ماجئتَہٗ الےٰ احدٍ من ازواجک فی یومی و فی دوری وعلےٰ فراشی قال الاَ ترضینَ ان اُحرّمہا فلا اَقربُہا قالت بلیٰ فحرّمہا و قال لاتذکری ذٰلکَ لاَحدٍ فذکرتْہ لعائشۃَ فاَنزلَ اللہُ یَآیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآاَحَلَّ اللہُ لَکَ الآیات کلّہا فبلغنا انَّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کَفَّرَ عن یمینہ و اصابَ جاریتَہٗ عن ابن عباسٍ فی قولہ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلیٰ بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثاً قال دخلتْ حفصۃُ علے النبیِّ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لہا لاتُخبری عائشۃَ حتی اُبشرکِ ببشارۃٍ فانَّ اباکِ یلی الامرَ بعد ابی بکر اذا اَنا مِتُّ فذہبتْ حفصۃُ فاخبرتْ عائشۃَ وعن عائشۃَ فی قولہ واذ اسرَّ النبیُّ الےٰ بعض ازواجہ حدیثاً قال اسرَّ الیہا انَّ ابا بکر خلیفتی من بعدی وعن علےؓ و ابن عباسٍ قالاَ واللہِ ان امارۃَ ابی بکر و عمر لفی الکتاب واذ اسرَّ النبیُّ الےٰ بعض ازواجہ حدیثاً قال لحفصۃ ابوکِ و ابو عائشۃ والیا الناسِ بعدی فایاکِ ان تخبری احداً وعن میمون بن

عمرؓ بن الخطاب سے پوچھا کہ وہ دو عورتیں کون کونسی تھیں جو آپس میں مل گئی تھیں تو اُنھوں نے کہا کہ عائشہؓ اور حفصہؓ اور یہ بات پیش آئی تھی ماریہؓ قبطیہ اُمّ ابراہیم کے سِلسلہ میں کہ اُس سے متارب ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم حفصہؓ کے گھر میں اُن کے (متعینہ) دن میں اس پر حفصہؓ کو رنج ہوا اور اُنھوں نے کہا یا نبی اللہ آج آپ نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے جو ازواج میں سے آپ نے کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ میرے دن میں میرے نمبر میں اور میرے فرش پر۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہ ہو گی کہ میں اس کو اپنے اوپر حرام کرلوں اور کبھی اس سے مقاربت نہ کروں۔ حفصہؓ نے کہا ہاں تو آپ نے اُس کو حرام کرلیا اور ان سے کہا کہ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا مگر انھوں نے عائشہؓ سے ذکر کردیا تو اللہ تعالےٰ نے نازل کیا یَآیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللہُ لَکَ، تمام آیتیں (۱:۶۶) اے نبی جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے حلال کیا آپ (قسم کھاکر اس کو اپنے اوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں؟ پھر ہم کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اپنی جاریہ کے پاس گئے۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے آیت اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ الخ کے بارے میں (۳:۶۶) اور جب کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی الخ) کہا کہ حفصہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اُن سے کہا کہ عائشہؓ کو خبر نہ کرنا میں تجھے ایک بشارت دیتا ہوں تیرا باپ خلیفہ ہوگا بعد ابوبکرؓ کے جب کہ میرا انتقال ہوچکے گا۔ تو حفصہؓ نے جاکر عائشہؓ کو خبر کردی۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے دربارۂ آیت وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ الخ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے راز کے طور پر اُن سے یہ فرمایا کہ میرے بعد میرا خلیفہ ابوبکرؓ ہوگا۔ اور مروی ہے علیؓ سے اور ابن عباسؓ سے دونوں نے کہا واللہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی امارت کا ذکر قرآن میں موجود ہے واذ اسرَّ النبیُّ الےٰ بعض ازواجہ حدیثاً (وہ بات یہ تھی کہ) آپ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیرا باپ اور عائشہؓ کا باپ دونوں امیر ہوں گے لوگوں پر۔ خبردار کسی کو اس کی خبر نہ کرنا۔ اور میمون بن

www.kitabghar.org

مہران فی قولہ و اذ اسر النبیّ الی بعض ازواجہ حدیثاً قال اسرّ الیہا ان ابا بکر خلیفتی من بعدی وعن حبیب بن ابی ثابت و اذ اسرّ النبیّ الیٰ بعض ازواجہ حدیثا قال اخبرَ عائشۃَ انّ اباہا الخلیفۃُ من بعدِہٖ و انّ ابا حفصۃ الخلیفۃُ من بعدِ ابیہا وعن الضحاک فی قولہ و اذ اسرّ النبی الی بعض ازواجہ حدیثا قال اسرّ الیٰ حفصۃَ بنتِ عمر انّ الخلیفۃَ من بعدِہٖ ابوبکر ومن بعد ابی بکرٍ عمر وعن مجاہد فی قولہ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَ اَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ قال الذی عرف امر ماریۃ واعرض قولہ انّ اباکِ و اباہا یلیان النّاسَ بعدی مخافۃ ان یفشوا اخرج مسلم عن عبداللہ بن عباسؓ قال حدثنی عمر بن الخطاب قال لمّا اعتزلَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءَہٗ دخلتُ المسجدَ فاذا الناسُ ینکتُونَ بالحصی ویقولون طلّق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءَہٗ و ذٰلک قبل ان یُؤمر بالحجاب فقلتُ لاَعلمَنَّ ذٰلک الیومَ فدخلتُ علی عائشۃ فقلتُ یا بنت ابی بکر قد بلغ من شانکِ ان تؤذِیَ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت مالی ولک یا ابنَ الخطابِ فدخلتُ علیٰ حفصۃ فقلت لہا یا حفصۃُ اَقد بلغ من شانکِ ان تؤذی رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لقد علمتِ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحبکِ لولا انا لطلقکِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبکتْ اشدَّ البکاءِ فقلتُ لہا

مہران سے مروی ہے آیت واذ اسرّ النبیّ الخ کے بارے میں انھوں نے کہاکہ وہ خفیہ بات آپؐ نے اُن سے یہ کہی تھی کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوگا۔ اور حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے آیت واذ اسرّ النبیّ الخ کے بارے میں اُنھوں نے کہاکہ آپؐ نے خبر دی عائشہؓ کو کہ اُن کا باپ خلیفہ ہوگا آپ کے بعد اور یہ کہ ابو حفصہؓ (یعنی عمرؓ) خلیفہ ہوگا اُن کے باپ کے بعد۔ اور مروی ہے ضحاک سے آیت واذ اسرّ النبیّ الخ کے بارے میں کہ آپؐ نے چپکے سے حفصہؓ بنت عمرؓ سے یہ فرمایا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہوگا اور بعد ابوبکرؓ کے عمرؓ ہوگا۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ کے بارے میں (۶۶: ۳) تو پیغمبر نے (اس ظاہر کرنیوالی بی بی کو) تھوڑی سی بات تو جتلادی اور تھوڑی سی بات کو ٹال گئے" کہ آپؐ نے ماریہؓ والا معاملہ تو جتلادیا اور اس بات سے کہ تیرا باپ اور اُس کا باپ میرے بعد لوگوں پر امیر بننے والے ہیں، اس اندیشہ سے کہ یہ مشہور نہ ہوجائے آپ نے اعراض کیا۔ آخذ کیا مُسلم نے، روایت ہے ابنِ عباسؓ سے اُنھوں نے کہاکہ مجھ سے بیان کیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنارہ کشی کی تھی اپنی بیبیوں سے تو میں مسجد میں داخل ہوا، دیکھتا ہوں کہ لوگ کنکریاں کریدرہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی، اور یہ بات پردے کا حکم آنے سے پہلے کی ہے تو میں نے خیال کیاکہ مجھے اس بات کی ضرور تحقیق کرنی چاہیئے، تو میں عائشہؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوبکرؓ کی بیٹی مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتی ہے تو عائشہؓ نے مجھے یہ جواب دیاکہ اے ابن الخطاب تجھے مجھ سے بازپُرس کا کیا حق ہے۔ پھر میں حفصہؓ کے پاس پہنچا اور میں نے اُس سے کہاکہ کیا اب تیری شان اس درجہ پر پہنچ گئی کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے واللہ تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں کرتے اگر میں نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے طلاق دیدیتے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ

www.kitabghar.org

این رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت
ہو فی خزانتہ فی المشربۃ فدخلت فاذا
انا برباح غلام رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قاعدا علے اُسکُفَۃِ المشربۃ
مُدلیا رجلیہ علے نقیر من خشب
وہو جذع یرقی علیہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وینحدر فنادیتہ
یا رباح استاذن لی عندک علے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فنظر رباح الی الغرفۃ ثم نظر
الیّ فلم یقل شیئا قلت فانی اظن ان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ظنّ انی
جئت من اجل حفصۃ واللہ لئن امرنی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم بضرب عنقہا لاضربن عنقہا
فرفعت صوتی فاوما الیّ بیدہ ان اصعد فدخلت
علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وہو مضطجع علے حصیر فجلست فاذا
علیہ ازار ولیس علیہ غیرہ واذا الحصیر
قد اثر فی جنبہ ونظرت فی خزانۃ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا
انا بقبضۃ من شعیر نحو الصاع
ومثلہا من قرظ فی ناحیۃ
الغرفۃ واذا افیق معلق
فابتدرت عینای فقال ما یبکیک یا ابن
الخطاب قلت یا نبی اللہ ومالی لا ابکی
وہذہ الحصیر قد اثر فی جنبک وہذہ
خزانتک لا اری فیہا الا ما اری وذاک کسریٰ
وقیصر فی الثمار والانہار وانت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وصفوتہ وہذہ خزانتک فقال ۲۰

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ اُس نے کہا کہ بالاخانے میں
ہیں گودام میں جب میں اندر گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے غلام رباح کو دیکھا جو آستانہ پر موجود تھا بالاخانہ کی لکڑی
کی سیڑھی کے نیچے کے درجہ پر پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا تھا۔
اور وہ سیڑھی کھجور کی لکڑی کی تھی جس میں قدم رکھنے کی جگہیں کھود کر
بنائی ہوئی تھیں اُسی پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چڑھا اترا کرتے
تھے۔ میں نے رباح کو پکار کر کہا کہ اے رباح جاؤ میرے لئے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر آؤ تو رباح نے بالاخانہ کی طرف نظر
ڈالی پھر مجھے دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہے کہ میں حفصہؓ کی
کی وجہ سے آیا ہوں۔ خدا کی قسم اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حکم دیں اُس کی گردن مارنے کا تو میں ضرور اُس کی گردن ماردوں گا۔
میں نے یہ گفتگو اونچی آواز سے کی تھی تو رباح نے مجھے اپنے ہاتھ
سے اُوپر چڑھ جانے کا اشارہ کیا تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ایک بوریئے پر لیٹے ہوئے تھے میں بیٹھ
گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم پر صرف لنگی تھی اور کچھ نہ تھا اور
بوریئے نے آپ کے پہلو پر نشانات ڈال دیئے تھے اور میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے خزانہ (گودام) پر نظر ڈالی تو ایک دو مٹھی جو
تھے جو ایک صاع کے قریب ہوں گے اور اتنے ہی قرظ کے پتے ایک گوشہ
میں پڑے ہوئے تھے (یہ پتے چمڑے کی دباغت کے کام میں لائے جاتے
تھے) اور ایک جانب نظر پڑی تو کچا چمڑا ٹنگا ہوا تھا جس پر دباغت
میں کی تھی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے کی یہ مالیا
دیکھیں) تو میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں روتے ہو
اے ابن الخطابؓ؟ میں نے کہا یا نبی اللہ! رونا کیسے نہ آئے۔ یہ بوریہ
ہے جس نے چبھ کر آپ کے پہلو میں نشان ڈال دیئے ہیں اور یہ آپ کا خزانہ
ہے جس میں کچھ بھی نہیں دیکھ رہا ہوں بجز ان کے جو سامنے ہیں اور
وہ (دوسری جانب) کسریٰ وقیصر ہیں جن کے پاس ثمار و انہار
(ہر قسم کے پھل ہیں اور نہریں) بہہ رہی ہیں اور آپ اللہ کے رسول
ہیں اور اُس کے برگزیدہ ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

www.kitabghar.org

یا ابنَ الخطاب الا ترضے ان تکونَ لنا الآخرۃُ ولہم الدنیا قلتُ بلیٰ ودخلتُ علیہ حینَ دخلتُ وأنا اری فی وجہہ الغضبَ فقلتُ یا رسول اللہ مایشقُّ علیک من شان النساء فان کنتَ طلقتہنّ فان اللہ معکَ وملائکتہ وجبریل ومیکائیل وأنا وابوبکرٍ والمؤمنونَ معک وقلّما تکلمتُ وأحمدُ اللہَ الا رجوتُ ان یکونَ اللہُ یصدّق قولی الذی اقولُ ونزلت ہذہ الآیۃ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ وکانت عائشۃ بنت ابی بکرٍ وحفصۃُ تظاہرانِ علی سائر نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ یا رسولَ اللہ أطلقتہنّ قالَ لا قلتُ یا رسول اللہ انی دخلتُ المسجدَ والمسلمونَ ینکتون بالحصاء یقولون طلّق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہٗ أفأنزل فأخبرہم انک لم تطلقہنّ قال نعم ان شئتَ ثم لم ازل احدّثہ حتی تحسّر الغضبُ عن وجہہ وحتی کشر فضحکَ وکانَ من احسن الناس ثغرًا فنزل رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونزلتُ أتشبّثُ بالجذع ونزل نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانما یمشی علی الارض مایمسّہ بیدہ فقلتُ لہٗ یا رسولَ اللہ انما کنتَ فی الغرفۃ تسعًا وعشرین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے ابن الخطاب کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور اُن کے لئے دنیا ہو؟ میں نے کہا بیشک (میں اس پر راضی ہوں) اور جب میں آپ کے پاس پہنچا ہوں تو آپ کے چہرے پر غصہ دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو بی بیوں کے خصائل سے کیسی تکلیف پہنچ رہی ہے تو اگر آپ ان کو طلاق دیدیں تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریلؑ و میکائیلؑ اور میں اور ابوبکرؓ اور تمام مسلمان آپ کے ساتھ ہیں اور مجھے اپنے بولے ہوئے ہر کلمہ پر یہ اُمید تھی کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اُس کی تصدیق کرے گا اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ الخ (۶۶: ۴-۵) اور اگر (اسی طرح) پیغمبرؐ کے مقابلہ میں وہ دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو (یاد رکھو کہ) پیغمبرؐ کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیلؑ ہے اور نیک مسلمان ہیں اور (ان کے علاوہ) فرشتے (آپ کے) مددگار ہیں۔ اگر پیغمبرؐ تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے اُن کو تم سے اچھی بیبیاں دیدیگا اور عائشہؓ بنتِ ابی بکرؓ اور حفصہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری سب عورتوں سے زیادہ پیش پیش تھیں۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہؐ کیا آپ نے اُن کو طلاق دیدی ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مسلمان کنکریاں کریدتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے کیا میں نیچے جا کر اُن لوگوں کو خبر دیدوں کہ آپ نے اُن کو طلاق نہیں دی۔ فرمایا کہ ہاں اگر تم چاہو۔ پھر میں آپ سے برابر باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر نہ رہے اور یہاں تک کہ آپ ہنسے اور آپ کے دندان مبارک کھل گئے۔ اور آپ کے دندان مُبارک سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اُترے اور میں بھی لکڑی کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اُترا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو اس طرح اُترے جیسے زمین پر چل رہے تھے لکڑی کو آپ ہاتھ بھی نہیں لگا رہے تھے۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ آپ بالاخانے میں اُنتیس ۲۹ دن رہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

www.kitabghar.org

ان الشهر قد یکون تسعاً و عشرین فقمت علی باب المسجد فنادیت باعلی صوتی لم یطلق رسول الله صلی الله علیه وسلم نساءه، قال ونزلت هذه الآیة وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ فکنت انا استنبطت الامر و انزل الله آیت التخییر عن ابن عباس قال کان ابی یقرؤها و صالح المؤمنین ابوبکر وعمر و عن عبدالله بن بریدة عن ابیه فی قوله و صالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر و عن عکرمة ومیمون بن مهران مثله و عن الحسن البصری فی قوله و صالح المؤمنین قال عمر بن الخطاب عن مقاتل بن سلیمان فی قوله وصالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر و علی عن ابن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم فی قول الله و صالح المؤمنین قال صالح المؤمنین ابوبکر و عمر عن ابن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم من صالح المؤمنین ابوبکر وعمر عن ابن عمر و ابن عباس فی قوله و صالح المؤمنین قالا نزلت فی ابی بکر وعمر و عن سعید بن جبیر فی قوله و صالح المؤمنین قال نزلت فی عمر بن الخطاب خاصة عن ابی امامة عن النبی صلی الله علیه وسلم فی قوله و صالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر عن النعمان بن بشیر ان عمر بن الخطاب سئل عن التوبة النصوح قال ان یتوب الرجل من العمل السیء ثم لا یعود الیه ابدا

مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ اس کے بعد میں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق نہیں دی۔ کہا اور یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ الخ (۴: ۸۳) اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالہ پر رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے ہیں جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں؛ تو اس واقعہ میں بھی تحقیق کرنے والا میں ہی بنا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیتِ تخییر نازل فرمائی۔ (یعنی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ (۳۳: ۲۸))۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہا کہ اُبیؓ پڑھا کرتے تھے وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور مروی ہے عبداللہ ابن بریدہ سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ صالح المؤمنین (کی تفسیر) میں انہوں نے کہا ابوبکرؓ و عمرؓ۔ مروی ہے عکرمہ اور میمون بن مہران سے اسی طرح۔ اور مروی ہے حسن بصریؒ سے کہ وَ صالح المؤمنین سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب مراد ہیں۔ اور مروی ہے مقاتل بن سلیمان سے کہ وَصالح المؤمنین ابوبکرؓ و عمرؓ اور علیؓ کے بارے میں ہے۔ اور ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صالح المؤمنین سے ابوبکرؓ و عمرؓ مراد ہیں۔ اور مروی ہے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے کہ وَصالح المؤمنین کے متعلق دونوں نے کہا کہ نازل ہوئی ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں۔ اور سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ صالح المؤمنین کے بارے میں کہا کہ نازل ہوئی عمرؓ ابن الخطاب کے بارے میں خاص طور پر۔ اور ابو امامہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وَصالح المؤمنین کے متعلق فرمایا ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور مروی ہے نعمان بن بشیر سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے توبۂ نصوح کے بارے میں سوال کیا گیا (جو اس آیت میں مذکور ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (۶۶: ۸) اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو) فرمایا کہ کوئی شخص برے کام سے توبہ کرے پھر اس کی طرف کبھی نہ لوٹے۔

www.kitabghar.org

از سورۂ ملک

عن معٰویۃ بن مُرّۃ قال مرَّ عُمر بن الخطاب بقومٍ فقال من انتم قالوا المتوکلون قال انتم المتأکلون انما المتوکل رجل اَلقٰی حبّۃً فی بطنِ الارض و توکل علٰی ربّہٖ۔

مروی ہے معاویہ بن مُرّۃ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب ایک قوم پر سے گزرے آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اُنھوں نے کہا المتوکلون یعنی توکّل والے تو آپ نے فرمایا تم لوگ مُتاَکّلون ہو یعنی کھانے والے۔ متوکل صرف وہ شخص ہے جو زمین کے پیٹ میں دانہ ڈال دے اور اپنے پروردگار پر توکّل کرے۔

از سورۂ نٓ یعنی سورۂ قلم

عن ابی عثمان النہدی قال قال مروانُ بن الحکم لما بایع الناس لیزید سُنّۃُ ابی بکر و عمر فقال عبدُ الرحمٰن بن ابی بکر انہا لیست بسُنّۃ ابی بکر و عمر و لکنہا سُنّۃ ہِرَقلَ فقال مروانُ انما الذی اُنزلت فیہ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا الآیۃ فسمعت ذلک عائشۃُ فقالت انہا لم تنزل فی عبدِ الرحمٰن ولکن نزل فی ابیک وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّہِیْنٍ ہَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ۔

ابو عثمان ہندی سے مروی ہے بیان کیا کہ مروان بن حکم نے کہا جب یزید کے حق میں لوگوں سے بیعت لے رہا تھا کہ یہ سنّت ہے ابوبکرؓ و عمرؓ کی تو عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کہا کہ یہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی سنّت نہیں ہے لیکن ہرقل کی سُنّت ہے۔ تو مروان نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا الخ (۴۶: ۱۷) اس کو عائشہؓ نے سُنا تو کہا کہ یہ آیت عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، اور ہاں تیرے باپ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ الخ (۶۸: ۱۰-۱۱) اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت (جھوٹی) قسمیں کھانے والا ہو بے توقیر ہو، طعنے دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو۔

از سورۂ حاقہ

عن عمر بن الخطاب قال خرجتُ اَتعرّض لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان اُسلم فوجدتہٗ قد سبقنی الی المسجد فقمتُ خلفہٗ فاستفتح بسورۃ الحاقّۃ فجعلتُ اَعجب من تالیفِ القرآن فقلتُ ہذا واللہ شاعرٌ کما قالت قریش فقرأ اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَّمَا ہُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ قلتُ کاہنٌ قال وَلَا بِقَوْلِ کَاہِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کے لئے نکلا۔ میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد میں داخل ہو گئے تھے (اور نماز شروع کردی تھی) میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے ابتداء کی سورۂ حاقّہ سے تو میں قرآن کی تالیف سے تعجب کرنے لگا تو میں نے خیال کیا کہ واللہ یہ شاعر ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں۔ پھر آپ نے پڑھا اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ الخ (۶۹: ۴۰-۴۱) یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا۔ اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں مگر تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔ میں نے گمان کیا کہ کاہن ہے۔ آپ نے کہا (یعنی پڑھا) وَلَا بِقَوْلِ کَاہِنٍ الخ (۶۹: ۴۲-۴۳) اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم بہت کم سمجھتے ہو۔ یہ ربّ العٰلمین کی طرف سے بھیجا ہوا

www.kitabghar.org

الى آخر السورة فوقع الاسلام فى قلبى كل موقع عن عمر انه قال حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا فانه ايسر لحسابكم وزنوا انفسكم قبل ان توزنوا وتجهزوا للعرض الاكبر يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية۔

عن السدى قال قال عمر وان لو استقاموا على الطريقة لاسقيناهم ماء غدقا لنفتنهم فيه قال حيث ما كان الماء كان المال وحيثما كان المال كان الفتنة۔

عن عمر بن الخطاب قال ما من حال يأتينى عليه الموت بعد الجهاد فى سبيل الله احب الى من ان يأتينى وانا بين شعبتى رحلى التمس من فضل الله ثم تلا هذه الآية واخرون يضربون فى الارض يبتغون من فضل الله واخرون يقاتلون فى سبيل الله۔

عن عمر بن الخطاب انه سمع رجلا يقرأ هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا فقال عمر ليتها تمت ومن عمر بن الخطاب انه تلا هذه الآية هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا قال اى وعزتك يارب فجعلته سميعا بصيرا وحيا وميتا۔

(کلام) ہے، آخر سورت تک۔ تو (اس طرح) موقع بموقع اسلام میرے دل میں اُترتا رہا۔ مروی ہے عمرؓ سے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں سے محاسبہ کرلو پہلے اس سے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ تمہارے حساب (آخرت) میں بہت آسانی کرنے والا طریقہ ہے۔ اور اپنے نفسوں کو خود تولو پہلے اس سے کہ تم کو تولا جائے۔ اور سامان تیار کرلو سب سے بڑی پیشی کے لئے یومئذ تعرضون الخ (۶۹: ۱۸) جس دن تم (خدا کے سامنے) پیش کئے جاؤ گے۔ تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی۔

از سورۂ جن

مروی ہے سدیؒ سے کہا فرمایا عمرؓ نے وان لو استقاموا الخ (۷۲: ۱۶) اور یہ کہ اگر یہ (مکہ والے) لوگ (سیدھے) راستہ پر قائم ہوجاتے تو ہم اُن کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس میں اُن کا امتحان کریں۔ کہا کہ جہاں کہیں (بارش کا) پانی ہوتا ہے مال بھی ہوتا ہے اور جہاں مال ہوتا ہے فتنہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

از سورۂ مزمّل

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ کوئی ایسا حال جس پر میری موت آئے راہِ خدا میں جہاد کے بعد مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ مجھے اس حال میں آئے کہ میں انسانوں کی ان ہر دو گروہوں کے درمیان اللہ کے فضل کی جستجو میں ہوں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی واخرون یضربون الخ (۷۳: ۲۰) اور بعض لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں ملک میں سفر کریں گے اور بعض اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔

از سورۂ دہر

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے ایک شخص کو یہ پڑھتے ہوئے سُنا ھل اتی علی الانسان الخ (۷۶: ۱) بیشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابلِ ذکر نہ تھا۔ تو عمرؓ نے کہا کاش یہ حالت یوں ہی پوری ہوجاتی (اور یہ شئے مذکور نہ بنتا)۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی ہل اتی علی الانسان حین من الدہر لم یکن شیئا مذکورا اور کہا ہاں قسم ہے آپ کی عزت کی اے پروردگار، پھر آپ نے اُس کو سُننے والا دیکھنے والا بنایا اور زندہ و مُردہ بنایا۔

www.kitabghar.org

عن مجاهد قال لما صدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأساری عن بدرٍ أنفق سبعة من المهاجرین علی أساری مشرکی بدرٍ منهم ابوبکر و عمر و علی و عبدالرحمن و سعد و ابو عبیدة بن الجراح فقالت الانصار قتلناهم فی اللہ و فی رسوله و تعوّنونهم بالنفقة فانزل اللہ فیهم تسعة عشر آیة إنّ الأبرار یشربون من کأسٍ کان مزاجها کافورا الی قوله عینا فیها تسمی سلسبیلا. عن عکرمة قال دخل عمر بن الخطاب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و هو راقد علی حصیر من جرید أثّر فی جنبه فبکی عمر فقال ما یبکیک قال ذکرت کسری و ملکه و قیصر و ملکه و صاحب الحبشة و ملکه و انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حصیرٍ من جریدٍ فقال اما ترضی ان لهم الدنیا و لنا الآخرة فانزل اللہ وَ إِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَّ مُلْكًا كَبِيرًا۔

اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بدر سے قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے تو مہاجرین میں سے سات اصحاب بدر کے مشرکین پر خرچ کرتے رہے ان میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور علیؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور سعدؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح۔ تو انصار نے کہا کہ ہم نے انھیں اللہ اور رسولؐ کی راہ میں قتل کیا اور تم ان پر مال خرچ کرکے کھلا پلا رہے ہو تو اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اُنیس ۱۹ آیتیں نازل فرمائیں اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ سے سَلْسَبِيْلًا تک (۷۶: ۵-۱۸) (اور) جو نیک (لوگ) ہیں وہ ایسے جام شراب (شرابیں) پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی ....تا... ایسے چشمے سے جو وہاں ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا۔ اور مروی ہے عکرمہؓ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھر کے اندر گئے اور آپؐ ایسے بوریئے پر (صرف لنگی باندھے ہوئے) لیٹے ہوئے تھے جو کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا جس کے نشانات آپؐ کے پہلو پر ہو گئے تھے تو عمرؓ رونے لگے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کیوں روتے ہو تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے کسریٰ اور اُس کی بادشاہی کا اور قیصر اور اس کی بادشاہی کا اور والیٔ حبشہ اور اس کی بادشاہی کا خیال آگیا اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور ایسی چٹائی پر (لیٹے ہوتے ہیں) جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وَاِذَا رَاَيْتَ الخ (۷۶: ۲۰) اور (اے مخاطب) اگر تو اُس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔

ازسورۂ عبس

عن ابراهیم التیمی قال قرأ ابوبکر الصدیق وَفَاكِهَةً وَّأَبًّا فقال ما الأبّ فقیل کذا وکذا فقال ابوبکر انّ هذا لهو التکلف و فی روایة عن ابراهیم التیمی قال سُئل ابوبکر الصدیق عن الأبّ ما هو فقال ایّ سماءٍ تظلّنی و ایّ ارضٍ تقلّنی اذا قلتُ فی کتاب اللہ ما لا أعلم و عن انس

مروی ہے ابراہیم تیمی سے کہا کہ پڑھا ابوبکر صدیقؓ نے وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا اور فرمایا یہ کیا ہیں تو کہا گیا کہ اس سے یہ اور یہ مراد ہے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ (جو تم کہہ رہے ہو) تکلف ہے۔ اور ایک روایت میں ابراہیم تیمی سے یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ سے آبّ کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھے اٹھائے گی اگر میں کتاب اللہ کے بارے میں ایسی بات کہہ دوں جس کا (صحیح) علم نہ رکھتا ہوں۔ اور مروی ہے انسؓ

www.kitabghar.org

قال قرأ عمرؑ وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا فقال ہذہ الفاکہۃ قد عرفناہا فما الاَبّ ثم قال مہ نُہینا عن التکلف عن انس ان عمر قرأ علے المنبر فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا الٰی قولہ وَاَبًّا قال کل ہذا قد عرفناہ فما الاَبّ ثم رفض عصا کانت فی یدہ فقال ہذا لعمری ہو التکلف فما علیک ان لاتدری ما الاَبّ اتَّبِعُوْا مَابُيِّنَ لکم من ہذا الکتاب فاعملوا بہ وما لم تعرفوہ فکلوہ الٰی ربہ۔

عن عمر بن الخطاب فی قولہ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ قال جاء قیس بن عاصم التمیمی الٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال انی وأدت ثمان بنات لی فی الجاہلیۃ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَعْتِقْ عن کل واحدۃ رقبۃ قال انی صاحب ابل قال فاہد عن کل واحدۃ بدنۃ عن النعمان بن بشیر عن عمر بن الخطاب فی قولہ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ قال ہو الرجل یزوّج نظیرہ من اہل الجنۃ والرجل یزوّج نظیرہ من اہل النار یوم القیامۃ ثم قرأ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وعن زید بن اسلم عن ابیہ قال لما نزلت اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ قال عمر لما بلغ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ

کہ عمرؓ نے پڑھا وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا پھر فرمایا کہ یہ لفظ فاکہہ تو ایسا ہے جس کو ہم پہچانتے ہیں مگر اَبّ کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ ٹھہرو ہم کو تکلف سے منع کیا گیا ہے۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ عمرؓ نے قرات کی منبر پر فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا سے وَّاَبًّا تک فرمایا کہ ان سب کو ہم پہچانتے ہیں لیکن اَبّ کیا ہے۔ پھر جو عصا آپ کے ہاتھ میں تھا اس کو پھینک کر کہا یہ (یعنے جو معنے تم بتا رہے ہو) خدا کی قسم تکلف ہے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم یہ نہ جانتے ہو کہ اَبّ کے کیا معنے ہیں۔ اس کتاب میں کی جو بات تمھیں صاف طور پر بتا دی گئی اس کا اتباع کرو اور اس پر عمل کرو اور جس چیز کو تم نہیں پہچانتے ہو اُس کو اُس کے رب (یعنی نازل کرنیوالے) پر چھوڑ دو۔

از سورۂ تکویر

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے اِس آیت کے بارے میں وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ (۸۱ : ۸) اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا، کہا کہ قیس بن عاصم تمیمی آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُس نے بیان کیا کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں اپنی آٹھ لڑکیوں کو زندہ گاڑا ہے تو اُس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر لڑکی کے مقابلہ پر ایک گردن (یعنی غلام یا لونڈی) آزاد کر۔ اُس نے کہا کہ میں اُونٹوں والا ہوں (میرے پاس غلام لونڈی نہیں ہیں) فرمایا کہ ہر لڑکی کی طرف سے ایک اُونٹ صدقہ دیدے۔ مروی ہے نعمان بن بشیر سے وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ بن الخطاب سے کہ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ میں (۸۱ : ۷) اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کئے جائیں گے: آپ نے کہا کہ وہ شخص ہے جس کو اکٹھا کیا جائیگا اُس شخص کے ساتھ جو اُسی جیسا ہوگا اہل جنت میں سے۔ اور وہ شخص ہے جو اہلِ نار میں سے اُسی جیسے شخص کے ساتھ اکٹھا کیا جائیگا قیامت کے دن۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الخ (۳۷ : ۲۲) جمع کرو ظالموں کو اور اُن کے ہم مشربوں کو۔ زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نازل ہوئی اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (۸۱ : ۱) جب آفتاب بے نور ہوجائے گا) تو عمرؓ نے جب یہ آیت آئی عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ (۸۱ : ۱۴) تو پہر

www.kitabghar.org

قال ہذا آخر الحدیث عن ابی العدبس قال کنا عند عمر بن الخطاب فاتاہ رجل فقال یا امیر المؤمنین ما الجوار الکنس فطعن عمر بمخفرۃ معہ فی عمامۃ الرجل فالقاہ من رأسہ فقال عمر أحروری والذی نفس عمر بن الخطاب بیدہ لو وجدتک محلوقا لانحیت القمل عن رأسک۔

عن عمر بن الخطاب انہ قرأ ہذہ الآیۃ یٰۤاَیُّہَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ فقال اغرہ و اللہ جہلہ۔

عن البراء بن عازب قال اول من قدم علینا من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم مصعب بن عمیر وابن ام مکتوم فجعلا یقرأننا القرآن ثم جاء عمار و بلال و سعد ثم جاء عمر ابن الخطاب فی عشرین ثم جاء النبی صلے اللہ علیہ وسلم فما رأیت اہل المدینۃ فرحوا بشیء فرحہم بہ حتے رأیت الولائد والصبیان یقولون ہذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد جاء فما جاء حتی قرأت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فی سور مثلہا۔

عن ابی عمران الجونی قال مر عمر بن الخطاب براہب فوقف و نودی الراہب فقیل لہ ہذا امیر المؤمنین فاطلع فاذا انسان

شخص ان اعمال کو جان لے گا جو وہ لے کر آیا ہے" کہا کہ یہ آخری بات ہے۔ ابوالعدبس سے روایت ہے کہا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب کے پاس موجود تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین الجوار الکنس کیا ہے؟ تو عمرؓ نے ایک کدال سے جو اُن کے پاس تھی اُس کے عمامہ پر چوٹ کا مار کر اُس کو اس کے سر سے نیچے گرا دیا پھر فرمایا کیا حروری[1] ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر میں تجھے سر منڈا پاتا تو تیرے سر سے جوئیں جدا کر دیتا (یعنے گردن مار دیتا)۔

ازسورۂ انفطار

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی یٰۤاَیُّہَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ الخ (۸۲: ۶) اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے ربّ کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے؛ تو کہا کہ بھول میں ڈال رکھا ہے اُس کے جہل نے۔

بابت سورۂ اعلےٰ

براء بن عازب سے مروی ہے کہا کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہم پر جنھوں نے پہل کی (مدینہ پہنچنے میں) وہ مصعبؓ بن عمیر اور ابن اُم مکتومؓ تھے ان دونوں نے ہم کو قرآن پڑھانا شروع کیا۔ پھر آئے عمارؓ اور بلالؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص پھر (ہجرت کر کے) بیسویں شخص عمرؓ بن الخطاب آئے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اہل مدینہ کو کسی بات سے کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا کہ وہ آپؐ کے آنے سے خوش ہوتے تھے یہاں تک کہ میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو دیکھا کہ وہ (خوش ہو ہو کر) کہہ رہے تھے کہ یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو آگئے ہیں۔ میں نے آپ کے تشریف لانے تک سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور اس کے ساتھ کی سورتیں پڑھی تھیں۔

ازسورۂ غاشیہ

ابوعمران جونی سے روایت ہے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک راہب کی طرف ہوا تو آپ ٹھہر گئے اور راہب کو پکارا گیا اور اس سے کہا گیا کہ یہ امیر المؤمنینؓ ہیں تو وہ سامنے آیا تو وہ ایسا شخص تھا

[1] حروراکوفہ کے مضافات میں سے ایک بستی کا نام ہے۔ یہ خارجیوں کا مسکن رہی ہے۔ اس لئے حروری کے معنے خارجی لئے جاتے ہیں ۱۲

www.kitabghar.org

مسنّة من الشعر والاجتهاد وترک الدنیا
فلما راٰہ عمر بکی فقیل لہ انہ نصرانی
فقال عمر قد علمت ولکن رحمتہ ذکرت
قول اللہ عاملۃ ناصبۃ تصلی نارًا
حامیۃ فرحمت نصبہ واجتہادہ
وہو فی النار۔

عن سعید بن جبیر قال قرئت
عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاایتہا
النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک
راضیۃ مرضیۃ فقال ابوبکر ان ہذا
لحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اما ان الملک سیقولہا لک عند الموت
عن سلیم بن عامر قال سمعت ابابکر الصدیق
یقول قرئت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہذہ الآیۃ یاایتہا النفس المطمئنۃ
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فقلت ما احسن
ہذا یارسول اللہ فقال یاابابکر اما ان الملک
سیقولہا لک عند الموت عن الضحاک
عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
من یشتری بئر رومۃ تستعذب بہا غفر
اللہ لہ فاشتراہا عثمان بن عفان فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ہل لک ان تجعلہا
سقایۃ للناس قال نعم فانزل اللہ فی
عثمان یاایتہا النفس المطمئنۃ الآیۃ۔

عن ابن مسعود قال ان ابابکر
الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ اشتری
بلالًا من امیۃ بن خلف وابی
بن خلف ببردۃ وعشر اواق
فاعتقہ للہ

جس پر نقصان (یعنی اضمحلال وضعف) ریاضت اور ترک دنیا کی
وجہ سے نمایاں تھا تو جب عمرؓ نے اس کو دیکھا تو رونے لگے اس پر
اُن سے کہا گیا کہ یہ نصرانی ہے تو عمرؓ نے کہا کہ میں جانتا ہوں لیکن مجھے
اس پر رحم آیا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد آگیا عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ
تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً (۸۸: ۳-۴). بہت سے چہرے اس روز ذلیل
وخستہ ہوں گے (اور) آتش سوزاں میں داخل ہوں گے؛ تو مجھے
رحم آیا اس کی خستہ حالی اور مجاہدہ پر اور اس کے دوزخ میں ڈالے جانے پر۔

از سورۂ فجر

سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الخ (۸۹: ۲۷-۲۸)
اے اطمینان والی روح اپنے پروردگار (کے جوار رحمت) کی طرف
چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش؛ تو ابوبکرؓ
نے کہا کہ یہ کس قدر اچھی بشارت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ فرشتہ موت کے وقت تم سے یہ ضرور کہے گا۔
سلیم بن عامرؓ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ابوبکر صدیقؓ سے سنا
فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت
پڑھی گئی یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ الخ تو میں نے کہا کہ یہ کتنی
اچھی (آیت یا بشارت) ہے یارسول اللہؐ، تو فرمایا کہ اے ابوبکرؓ آگاہ
رہو کہ موت کے وقت فرشتہ تم سے یہ ضرور کہے گا۔ ضحاک سے مروی ہے
وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو شخص بیر رومہ خریدیگا کہ ہم اس سے آب شیریں پئیں اللہ اس
کی مغفرت کردیگا تو اس کو عثمانؓ بن عفان نے خریدا تو فرمایا نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تمھاری نیت یہ ہے کہ اس کو سب لوگوں
کے لئے سیرابی کا ذریعہ بناؤ۔ انھوں نے کہا ہاں تو اللہ تعالیٰ نے
عثمانؓ کے حق میں نازل کی یا ایتہا النفس المطمئنۃ آخر تک۔

از سورۂ لیل

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بلالؓ کو خریدا امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک غلام
اور دس اوقیہ (سونے) کے عوض میں پھر اس کو اللہ کے واسطے آزاد کردیا

www.kitabghar.org

فانزل الله والليل اذا يغشى الى
قوله ان سعيكم لشتى سعى
ابوبكر وامية وابى الى قوله
وكذب بالحسنى قال لا اله الا الله
الى قوله فسنيسره للعسرى قال
النار. عن عروة ان ابابكر الصديق
اعتق سبعة كلهم يعذب فى الله
بلالا و عامر بن فهيرة والنهدية
وابنتها و زنيرة وام عبيس
وامة بنى المؤمل وفيه نزلت
وسيجنبها الاتقى الى آخر
السورة. عن عامر بن عبدالله
ابن الزبير عن ابيه قال ابو
قحافة لابى بكر اراك تعتق
رقابا ضعافا فلو انك اذ فعلت
ما فعلت اعتقت رجالا جلدا
يمنعونك ويقومون دونك
فقال يا ابت انما اريد
وجه الله فنزلت هذه الآية
فيه فاما من اعطى و
اتقى الى قوله وما لاحد
عنده من نعمة تجزى
الا ابتغاء وجه ربه الاعلى
ولسوف يرضى. عن سعيد
ابن المسيب قال نزلت
وما لاحد عنده من
نعمة تجزى فى ابى بكر
اعتق ناسا لم يلتمس منهم جزاء و
لا شكورا ستة او سبعة منهم بلال

تو اللہ تعالیٰ نے نازل کی وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی سے اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی
تک (۹۲: ۱تا ۴) قسم ہے رات کی جب کہ وہ (آفتاب کو اور دن کو)
چھپالے اور (قسم ہے) دن کی جب کہ وہ روشن ہو جاوے اور (قسم
ہے) اُس (ذات) کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا کہ بیشک تمہاری کوشش
(یعنی اعمال) مختلف ہیں۔ (سعیکم سے مراد ہے) سعی ابوبکرؓ کی اور
اُمیّہ و اُبَی کی۔ (ابن مسعودؓ نے آگے پڑھا) وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی
(اور اچھی بات کو جھٹلایا) تک کہا کہ حُسنیٰ سے مراد ہے) لا الٰہ الا
اللہ (پھر آگے پڑھا) فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی تک (تو ہم اس کو
تکلیف کی چیز کے لئے سامان دیدیں گے) کہا کہ عُسریٰ سے مراد ہے
نار۔ عُروہ سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے سات (لونڈی وغلام
خرید کر) آزاد کئے سب کے سب اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے ستائے
جاتے تھے بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ اور نہدیہؓ اور اُس کی بیٹی
اور زنیرہ اور ام عبیس اور بنی المؤمل کی باندی۔ اور ان ہی کے
حق میں نازل ہوئی وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی آخر سورہ تک۔ مروی
ہے عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے
انھوں نے بیان کیا کہ ابو قحافہ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ میں تجھے دیکھتا ہوں
کہ آزاد کرتا ہے کمزور و ناتوان گردنوں کو (یعنے لونڈی غلاموں کو
خرید کر) تو جو کچھ تو کر رہا ہے اتنا تو کرتا کہ ایسے مردوں کو خرید کر
آزاد کرتا جو بہادر ہوتے تیرا بچاؤ کرتے اور تیرا ساتھ دیتے تو
ابوبکرؓ نے کہا اباجان میری نیت تو صرف اللہ کے واسطے کی ہے
تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی
(یعنے سو جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ سے ڈرا) سے
وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ تک (یعنی اور بجز اپنے عالی شان پروردگار
کی رضاجوئی کے ذکر ہی اس کا مقصود ہے) اُس کے ذمہ کسی کا احسان
نہ تھا کہ (اس دینے سے) اُس کا بدلہ اُتارنا (مقصود) ہو۔ اور یہ شخص
عنقریب خوش ہو جاوے گا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ فرمایا وَمَا
لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ابوبکرؓ کے حق میں نازل ہوئی انھوں
نے بہت سے انسانوں کو آزاد کیا ہے اور ان میں کسی سے بدلے کے
طلبگار ہوتے نہ شکریے کے۔ چھ یا سات آزاد کئے ان میں سے بلالؓ

www.kitabghar.org

و عامر بن فہیرۃ عن ابن عباس فی قول وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى قال ہو ابو بکر الصدیق۔

اور عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى کے بارے میں مروی ہے کہ فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

از سورۂ اقرأ

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب و قد ضرب اختہ اول اللیل و ہی تقرأ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حتے ظن انہ قتلہا ثم قام من السحر فسمع صوتہا تقرأ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ فقال و اللہ ما ہو بشعر و لا ہمہمۃ فذہب حتے اتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد بلالاً علے الباب فدفع الباب فقال بلالٌ من ہذا فقال عمر بن الخطاب فقال حتے استاذن لک علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال بلالٌ یارسول اللہ عمر بالباب فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یرد اللہ بعمر خیرًا ادخلہ فی الدین فقال لبلالٍ افتح و اخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بضبعیہ فہزہٗ فقال ما الذی ترید و ما الذی جئت لہ فقال لہ عمر اعرض علے الذی تدعو الیہ قال تشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و انی محمدٌ عبدہٗ و رسولہ فاسلم عمر مکانہ و قال اخرج۔

ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ یا اللہ اسلام کو غلبہ عطا فرما عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے ذریعہ سے اور ان کا حال یہ تھا کہ اُنھوں نے اوّل شب میں اپنی بہن کو جب وہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ٥ پڑھ رہی تھی اتنا مارا کہ یہ گمان کر لیا کہ وہ مر گئی ہے۔ پھر صبح کے وقت اُٹھے تو پھر بہن کی آواز سُنی کہ وہ پڑھ رہی ہے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (۹۶:۱) اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا، تو کہنے یعنی سوچنے لگے کہ واللہ یہ کوئی شعر تو ہے نہیں اور نہ ہی یہ کوئی سمجھ میں نہ آنے والی گنگناہٹ ہے۔ سُن کر چلے گئے (شدہ شدہ) یہاں تک ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر پایا۔ دروازے کو دھکا دیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون ہے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب۔ تو اُنھوں نے کہا ٹھہرو میں تمھارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے آؤں۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر کہا یارسول اللہ عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالٰے نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے تو اُس کو دین میں داخل کر دے گا۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔ (اس کے بعد دروازہ کھولا گیا عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے دونوں بازو پکڑ کر ہلائے اور فرمایا کہ تمھارا کیا ارادہ ہے اور کس کام کے لئے آئے ہو؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ پر وہ امر پیش کیجئے جس کی طرف آپ دعوت دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا بندہ ہوں اور اُس کا رسول ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ اُسی جگہ اسلام لے آئے اور اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ نکلئے یعنی نماز وغیرہ میں اخفا نہ کیا جائے۔

از سورۂ قدر

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال

عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ

www.kitabghar.org

دعا عمر أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فسألهم
من ليلة القدر فاجتمعوا أنها في العشر الأواخر
فقلت لعمر رضي الله عنه إني لأعلم و
أظن أي ليلة هي قال وأي ليلة هي
قال هي سابعة تمضي أو سابعة تبقى من
العشر الأواخر قال عمر رضي الله عنه ومن
أين علمت قلت خلق الله سبع سموات
وسبع أرضين وسبع أيام وإن الدهر يدور
في سبع وخلق الإنسان من سبع ويأكل
من سبع ويسجد على سبعة أعضاء والطواف
بالبيت سبع والجمار سبع لأشياء ذكرها
فقال عمر رضي الله عنه لقد فطنت لأمر
ما فطنا له وكان قتادة يزيد عن ابن
عباس في قوله ويأكل من سبع قال هو
قول الله فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا وَعِنَبًا وَقَضْبًا الآية
وعن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى
عنه قال أنا والله حرضت عمر على
القيام في شهر رمضان قيل وكيف
ذلك يا أمير المؤمنين قال أخبرته أن
في السماء السابعة حظيرة يقال
لها حظيرة القدس فيها ملائكة
يقال لهم الروح وفي لفظ
الروحانيون فإذا كان ليلة القدر
استأذنوا ربهم في النزول إلى الدنيا
فيأذن لهم فلا يمرون بمسجد يصلى
فيه ولا يستقبلون أحدا في طريق
إلا دعوا له فأصابه منهم بركة
فقال له عمر يا أبا الحسن فنحرض الناس
على الصلوة حتى تصيبهم البركة

عمرؓ نے بلایا اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور اُن سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا تو اس پر سب کا اجتماع ہو گیا کہ (رمضان کے) آخر کے دس دنوں میں ہے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں بخوبی جانتا ہوں اور میں بڑا گمان رکھتا ہوں کہ وہ کونسی رات ہے تو عمرؓ نے کہا کہ پھر وہ کونسی رات ہے تو انھوں نے کہا کہ وہ ساتویں رات ہے جو گزر رہی ہو یا ساتویں ہے جو باقی رہ رہی ہو آخر کے دس دنوں میں سے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے یہ کہاں سے جانا۔ میں نے کہا کہ اللہ نے پیدا کئے سات آسمان اور سات زمینیں اور سات دن اور تمام زمانہ سات میں ہی گھوم رہا ہے۔ اور انسان پیدا کیا گیا ہے سات سے اور کھاتا ہے سات سے اور سجدہ کرتا ہے سات اعضاء پر اور بیت اللہ کا طواف سات پھیرے ہیں اور جمار بھی سات ہیں اسی طرح اشیاء کا ذکر کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج ایسی بات سمجھ میں آئی جس کے بارے میں ہم نے خیال نہیں کیا تھا۔ اور قتادہؒ زیادہ کرتے ہیں ابن عباسؓ کی روایت میں اُن کے اس قول پر کہ "کھاتا ہے سات سے" یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ماخوذ ہے فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا وَعِنَبًا وَقَضْبًا وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا وَحَدَائِقَ غُلْبًا وَفَاكِهَةً (۸ : ۲۷ تا ۳۱) اور مروی ہے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا واللہ میں نے عمرؓ کو رغبت دلائی ماہِ رمضان کی راتوں میں قیام پر۔ کہا گیا کہ اے امیر المومنینؓ آپ نے کیسے رغبت دلائی تھی؟ فرمایا کہ میں نے اُن کو خبر دی کہ ساتویں آسمان میں ایک ایوان ہے جس کو "حظیرۃ القدس" (ایوانِ مقدس) کہا جاتا ہے وہاں فرشتے ہیں جن کو روح کہا جاتا ہے اور ایک نسخہ میں "روحانیون" ہے۔ تو جب لیلۃ القدر ہوتی ہے وہ اپنے رب سے دنیا کی طرف اُترنے کی اجازت مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو اجازت دیدیتا ہے تو وہ جس مسجد سے بھی گزرتے ہیں جس میں نماز پڑھی جا رہی ہو اور جس نمازی سے بھی راستہ میں اُن کا سامنا ہو جاتا ہے وہ اُس کے لئے ضرور دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا کی برکت ان کو پہنچتی ہے تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے ابوالحسنؓ تو ہم لوگوں کو نماز کا شوق دلائیں گے تاکہ اُن کو یہ برکت پہنچ جائے

www.kitabghar.org

فامر الناس بالقیام عن ابن عباس
قال جاء رجل الی عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ یسألہ فجعل عمر ینظر الی رأسہ
مرۃ والی رجلیہ اخری ہل یری
علیہ من البؤس ثم قال لہ عمر کم
مالک قال اربعون من الابل قال
ابن عباس قلت صدق اللہ ورسولہ
لو کان لابن آدم وادیان من ذہب
لابتغی الثالث ولا یملأ جوف ابن آدم
الا التراب ویتوب اللہ علی من
تاب فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما ہذا
فقلت ہکذا اقرأنی ابی قال فمر
بنا الیہ فجاء الی ابی فقال ما یقول
ہذا قال ابی ہکذا اقرأنیہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال أفاثبتہا فی المصحف
قال نعم وعن ابن عباس قال قلت
یا امیر المؤمنین ان ابیا یزعم انک ترکت
من کتاب اللہ آیۃ لم تکتبہا قال واللہ
لاسألن ابیا فان انکر لتکذبن فلما صلی صلوٰۃ
الغداۃ غدا علی ابی فاذن لہ وطرح لہ وسادۃ
وقال یزعم ہذا انک تزعم انی ترکت آیۃ
من کتاب اللہ لم اکتبہا فقال انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو ان
لابن آدم وادیین من مال لابتغی الیہما
وادیا ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا
التراب ویتوب اللہ علی من
تاب قال فاکتبہا قال لا انہاک قال
فکان ابیا شک أقول من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم او قرآن منزل

تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا قیام کا۔ ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آکر مانگنے لگا تو عمرؓ اُس کو دیکھنے لگے کبھی سر کی طرف اور کبھی پاؤں کی طرف کہ اُس پر ناداری اور تنگ حالی کی کوئی علامت نظر آتے۔ پھر اُس سے آپ نے پوچھا کہ تیرے مال کی کیا مقدار ہے تو اُس نے کہا چالیس اُونٹ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا لو کان لابن آدم الخ کہ اگر ابن آدم کے پاس سونے سے دو وادیاں بھری ہوئی ہوں تو اُس کو تیسری کی خواہش پھر بھی ضرور ہوگی اور ابن آدم کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی بجز مٹی کے اور اللہ اُسی کی طرف رجوع ہوتا ہے جو اللہ کی طرف رجوع ہو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھے اُبیؓ نے ایسا ہی پڑھایا ہے تو فرمایا کہ ہم کو اُبیؓ کے پاس لے چلو۔ تو اُبیؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے تو اُبیؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے تو عمرؓ نے کہا تو پھر میں اس کو قرآن میں لکھدوں؟ اُبیؓ نے کہا ہاں۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے امیر المؤمنینؓ اُبیؓ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ نے کتاب اللہ میں سے ایک آیت ترک کردی اُس کو نہیں لکھا تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ میں اُبیؓ سے ضرور پوچھوں گا تو اگر اُس نے انکار کیا تو تیری تکذیب کی جائیگی۔ تو جب صبح کی نماز پڑھ چکے تو اُبیؓ کے پاس پہنچے۔ اُنھوں نے اُن کو بُلا لیا اور اُن کے لئے تکیہ لاکر رکھا اور عمرؓ نے کہا کہ یہ (ابن عباسؓ) گمان رکھتا ہے کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے کتاب اللہ میں کی کوئی آیت چھوڑ دی جس کو نہیں لکھا تو اُبیؓ نے کہا کہ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے لو ان لابن آدم وادیین من مال لابتغی الیہما وادیا ثالثا الخ (اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ اُن میں تیسری کے اضافہ کا ضرور طلبگار ہوگا الخ) عمرؓ نے کہا کیا میں اس کو لکھدوں؟ اُبیؓ نے کہا کہ میں منع نہیں کرتا آپ کو۔ ابن عباسؓ نے کہا گویا اُبیؓ کو شک ہوگیا کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا قرآنِ منزل (اس لئے یہ نہیں کہا کہ لکھدو)۔

www.kitabghar.org

عن انس قال بینما ابوبکر الصدیق یأکل مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذ نزلت علیہ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ فرفع ابوبکر رضے اللہ عنہ یدہٗ و قال یارسول اللہ انی لراءٍ ما عملتُ من مثقال ذرۃ من شرٍ فقال یااباکر ما تریٰ فی الدنیا مما تکرہ فبمثاقیل ذر الشر ویدخر لک مثاقیل ذر الخیر حتے توفاہ یوم القیامۃ وروی عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال اُنزلت اذا زُلزِلَتِ الارضُ زِلزالَہا و ابوبکر الصدیق رضے اللہ عنہ قاعدٌ فبکے فقال لہ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یااباکر قال یُبکینی ہذہ السورۃ فقالَ لولا انکم تخطئون و تذنبون فیغفر لکم لخلق اللہ اُمّۃً یخطئون و یذنبون فیغفر لہم وعن ابی ایوب الانصاری قال بینما رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر یأکلان اذ نزلت علیہ ہذہ السورۃ فَمَنْ یَّعمل مثقال ذرۃٍ خیرًا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃٍ شرًّا یرہ فامسک رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یدہٗ عن الطعام ثم قال من عمل منکم خیرًا فجزاءہ فے الآخرۃ و من عمل منکم شرًّا یرہ فے الدنیا مصیباتٍ و امراضٍ و من یکن فیہ مثقال ذرۃٍ

از سورۂ زلزال

انس رضؓ سے مروی ہے کہ اس دوران میں کہ ابوبکر رضؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ آپؐ پر یہ سورت نازل ہوئی (جس میں یہ آیات ہیں) فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ الخ (۹۹: ۷- ۸) سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اُس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرّہ برابر بدی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لیگا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (کھانے سے) ہاتھ اُٹھایا اور کہا یارسول اللہ کیا میں نے جو ایک ذرّے کے برابر کوئی بُرا کام کیا ہے اُس کو ضرور دیکھونگا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ دنیا میں تم کو جو مکروہات پیش آتے ہیں وہ اُن ذرّات شر کی مقداروں کے عوض میں ہی تو پیش آتے ہیں اور جو ذرّوں کی مقداروں کے برابر نیکیاں ہوتی رہتی ہیں وہ تمہارے لئے جمع ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اُن سب کا پورا بدلہ تم کو دیا جائے گا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے بیان کیا کہ سورۂ اذا زلزلت الارض ایسے وقت نازل ہوئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوتے تھے اُن کو رونے لگے تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیوں روتے ہو تو اُنھوں نے کہا کہ یہی سورت مجھے رُلا رہی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم خطائیں اور گناہ نہ کرتے جن سے (توبہ کرنے پر) معافی ملتی رہتی ہے، تو اللہ تعالےٰ دوسری ایسی اُمّت پیدا کرتا جو خطائیں اور گناہ کرتی اور پھر اُن کی مغفرت کی جاتی۔ اور ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضؓ کھانا کھا رہے تھے کہ اسی درمیان میں آپؐ پر یہ سورت نازل ہوئی (جس میں یہ آیتیں ہیں فَمَن یعمل مثقال ذرۃٍ الخ (یعنی جو ذرّہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھے گا اور جو ذرّہ برابر بدی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لے گا) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھانے سے روک لیا پھر فرمایا کہ تم میں سے جو شخص نیک عمل کریگا تو اُن کا بدلہ آخرت میں پائیگا اور جو شخص تم میں سے بُرے اعمال کریگا وہ اُن کو دنیا میں دیکھے گا مُصیبتوں اور بیماریوں کی صورت میں۔ اور جس شخص میں ایک ذرہ

www.kitabghar.org

خیراً دخل الجنۃ ۔ و عن ابی ادریس الخولانی نحو من ذلک ۔ و عن جعفر بن برقان قال بلغنا ان عمر بن الخطاب آتاہ مسکین و فی یدہ عنقود من عنب فناولہ منہ حبۃ ثم قال فیہ مثاقیل ذر کثیر۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ فی لیلۃ الف آیۃ لقی اللہ و ہو ضاحک فی وجہہ قیل یا رسول اللہ و من یقوی علی الف آیۃ فقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الھٰکم التکاثر الی آخرہا ثم قال والذی نفسی بیدہ انہا لتعدل الف آیۃ ۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سئل من قولہ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم قال من اکل خبز البر و شرب ماء الفرات مبرداً و کان لہ منزل یسکنہ فذاک من النعیم الذی یسأل عنہ ۔ و عن جابر بن عبد اللہ قال جاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما فاطعمناہم رطباً و سقیناہم ماءً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا من النعیم الذی تسألون عنہ ۔ و عن ابی ہریرۃ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فاذا ہو بابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال ما اخرجکما من بیوتکما ہذہ الساعۃ قالا الجوع یا رسول اللہ قال والذی نفسی بیدہ ۔ لاخرجنی الذی اخرجکما

کی برابر بھی خیر موجود ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ابو ادریس خولانی سے بھی اسی طرح مروی ہے ۔ اور جعفر بن برقان سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کے ہاتھ میں ایک خوشہ انگور تھا تو آپ کے سامنے ایک غریب آگیا تو اُس میں سے ایک دانہ توڑ کر آپ نے اُس کو دیا اور فرمایا کہ اس میں خیر کے بہت سے ذرے ہیں۔

سورۃ تکاثر

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک رات میں ہزار آیتیں پڑھیگا وہ اس طرح ملیگا اللہ تعالیٰ سے کہ اس کی طرف متوجہ ہوکر وہ ہنستے ہوئے ہوں گے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ اور ہزار آیات پڑھنے کی قوت کس میں ہوگی تو آپ نے پڑھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ آخر سورۃ تک پھر فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ یقیناً ہزار آیتوں کے برابر ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (۲۰۱:۸-۱۰۲) (اُس دن تم سب سے نعمتوں کی پوچھ ہوگی) کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جس نے گیہوں کی روٹی کھائی اور فرات کا پانی ٹھنڈا کر کے پیا اور اُس کے پاس گھر بھی ہے جس میں رہتا ہے یہ سب اُن نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ اور جابرؓ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے تو ہم نے ان کو کھجوریں کھلائیں اور پانی پلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں تم سے پوچھا جائیگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس آگئے۔ آپ نے فرمایا ایسے وقت میں تم دونوں کو کس نے گھر سے نکالا؟ دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ بھوک نے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے بھی اُسی چیز نے باہر نکالا ہے جس نے تم دونوں کو

www.kitabghar.org

فقوموا فقاما معہ فأتے رجلاً من الانصار فاذا ہو لیس فے بیتہ فلما رأتہ المرأۃ قالت مرحبًا فقال النبے صلے اللہ علیہ وسلم این فلان قالت انطلق یستعذب لنا الماء اذ جاء الانصارے فنظر الے النبی صلے اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فقال الحمد للہ ما احدٌ الیوم اکرم اضیافا منے فانطلق فجاء بعذق فیہ بسر و تمر فقال کلوا من ہذا و اخذ المدیۃ فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایاک و الحلوب فذبح لہم فاکلوا من الشاۃ و من ذلک العذق و شربوا فلما شبعوا و رووا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابے بکر و عمر و الذی نفسے بیدہ لتسئلن عن ہذا النعیم یوم القیامۃ عن ابن عباس انہ سمع عمر بن الخطاب یقول ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج یومًا عند الظہیرۃ فوجد ابا بکر فے المسجد جالسًا فقال ما اخرجک ہذہ الساعۃ قال اخرجنے الذی اخرجک یارسول اللہ ثم ان عمر بن الخطاب جاء فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا ابن الخطاب ما اخرجک ہذہ الساعۃ فقال اخرجنے الذی اخرجکما فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہل بکما من قوۃ فتنطلقان الے ہذا النخل فتصیبان من طعام وشراب فقلنا

نکالا ہے تو ہمارے ساتھ رہو۔ تو یہ دونوں آپ کے ساتھ چلے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے مکان پر پہنچے جو انصار میں سے تھے۔ دیکھا تو وہ گھر میں نہیں تھے۔ جب اُن کی بیوی نے آپ کو دیکھا تو مرحبا کہا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ اُن بی بی نے کہا کہ وہ ہمارے لئے پینے کا پانی لانے کے لئے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری بھی آگئے۔ جب اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونو رفیقوں کو دیکھا تو کہا الحمد للہ آج بزرگترین مہمانوں کے بارے میں مجھ سے کوئی بڑھا ہوا نہیں ہے۔ پھر وہ کھجور کا ایک گچھا لائے جس میں گدری کھجوریں لگی ہوئی تھیں اور کہا کہ آپ اس میں سے کھائیے اور اُنھوں نے (بکری ذبح کرنے کے لئے) چھری سنبھالی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ دُودھ دینے والی مت ذبح کر دینا۔ تو اُنھوں نے بکری ذبح کی اور سب نے اس میں سے کھایا اور اس خوشہ میں سے کھجوریں بھی کھائیں اور پانی پیا پھر جب کہ سب اچھی طرح شکم سیر اور سیراب ہوگئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سے اس نعمت کے بارے میں قیامت کے دن ضرور پوچھا جائیگا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے اُنھوں نے عمر بن الخطاب رضے اللہ عنہ سے سُنا فرماتے تھے کہ ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے ابو بکرؓ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا تو فرمایا تمھیں ایسے وقت میں کس (ضرورت) نے باہر نکالا۔ اُنھوں نے کہا جس ضرورت نے آپ کو باہر نکالا اُسی نے یارسول اللہ مجھے بھی نکالا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب بھی آگئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن الخطاب ایسے وقت تمھیں کس چیز نے باہر نکالا۔ اُنھوں نے کہا مجھے بھی اُسی چیز نے باہر نکالا جس نے آپ دونوں کو نکالا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ اس کھجور کے باغ تک میرے ساتھ جاسکو وہاں کھانا اور پانی سب مل جائیگا۔ تو ہم نے کہا

www.kitabghar.org

نعم یارسولَ اللہ فانطلقنا حتے آتینا منزلَ
مالکِ بن التیھان ابے الھیثم الانصارے
و من ابے بکر الصدیق رضے اللہ تعالٰے
عنہ قال انطلقتُ مع النبے صلے اللہ
علیہ وسلم و معنا عمرُ الٰے رجلٍ یقال
لہ الواقفے فذبح لنا شاۃً فقال النبیّ
صلے اللہ علیہ وسلم ایاکَ و ذاتَ
الدَّرِ فاکلنا ثریدًا و لحمًا و شربنا ماءً
فقال النبے صلے اللہ علیہ وسلم ھٰذا
من النعیم الذی تُسئلون عنہ و عن
عثمان بن عفان رضے اللہ تعالٰے عنہ
انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال
کلّ شیءٍ سوے ظلّ بیتٍ و جِلفِ
الخبزِ و ثوبٍ یُواری عورتہ والماءِ فما
فضل عن ھٰذا فلیس لابن آدم فیھنّ حقٌ
عن عکرمۃَ قال مرّ عمر بن الخطاب برجلٍ
مبتلے اجذمَ اعمٰے اصمّ ابکمَ فقال لمن
معہ ھل ترون فے ھٰذا من نعم اللہ
شیئاً قالوا لا قال بلٰے الا ترونہ یبول
فلا یتعصّر و لا یلتوی یخرج بولہ سھلاً
فھٰذہ نعمۃ من اللہ تعالٰے۔
عن قتادۃَ بن النعمان انہ وقع بقریش
فکانہ نال منھم فقال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم یا قتادۃ لا تسُبّنّ
قریشاً فانہ لعلک ان ترٰے
منھم رجالاً تزدری عملک مع
اعمالھم و فعلک مع افعالھم و تغبطھم اذا
رأیتھم لولا ان تطغٰی قریش لاخبرتھم
بالذی لھم عند اللہ و عن معاویۃ ۲۱

ہاں یارسول اللہ ۔ تو ہم چل کر مالک بن التیھان ابو الھیثم انصاری کے مکان پر پہنچے ۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور ہمارے ساتھ عمرؓ بھی تھے ایک شخص کی طرف جس کو واقفی کہا جاتا تھا اُس نے ہمارے لئے بکری ذبح کی تھی اور اُس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ دُودھ دینے والی بکری نہ ذبح کرنا تو ہم نے ثرید کھایا اور گوشت کھایا اور پانی پیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اُن نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔ اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز بھی ہے بجز گھر کے سایہ کے (جس میں آدمی گرمی سردی وغیرہ سے اپنا بچاؤ کر سکے) اور خشک روٹی کے ٹکڑے کے اور کپڑے کے جس سے ستر کو چھپالے اور پانی کے جو چیز بھی ان سے زائد ہے ابن آدم کا ان میں حق نہیں ہے۔ عکرمہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایسے شخص پر ہوا جو جذامی، اندھا، بہرا اور گونگا تھا تو آپؓ نے اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ تم اس میں اللہ کی نعمتوں میں سے کوئی نعمت دیکھتے ہو؟ اُنھوں نے کہا نہیں! فرمایا ہاں کیا تم یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ پیشاب کرتا ہے تو وہ نہ تھوڑا تھوڑا گرتا ہے اور نہ بند ہوتا ہے بلکہ سب آسانی سے نکل جاتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالٰے کی طرف سے ایک نعمت ہے۔

باب سورۃ قریش یعنی لایلاف

قتادہؓ بن النعمان سے مروی ہے کہ وہ قریش کو بُرا کہنے لگے غالباً ان کی طرف سے انھیں کچھ نقصان پہنچا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قتادہ قریش کو گالیاں ہرگز نہ دو کیونکہ امید ہے کہ تم ان میں ایسے مرد بھی دیکھو گے جن کے اعمال کے مقابلہ پر تمھیں اپنا عمل اور اُن کے افعال کے مقابلہ پر اپنا فعل حقیر نظر آنے لگے اور جب تم اُن کو دیکھو تو تم کو رشک آنے لگے۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش میں سرکشی بڑھ جائے گی تو جو مرتبہ اُن کا اللہ کے نزدیک ہے وہ میں اُن کو بتا دیتا۔ اور معاویہ

www.kitabghar.org

سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یقول الناس تبع لقریش فی ہذا
الامر خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی
الاسلام اذا فقہوا واللہ لولا ان تبطر
قریش لاخبرتہا بمالہا عند اللہ تعالیٰ
وسمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یقول خیر نسوۃ رکبن الابل صالح قریش
ارعاہ علے زوج فی ذات یدہ واحناہ (احفظہ)
علے ولدہ فی صغرہ وعن انس قال کنا
فی بیت رجل من الانصار فجاء رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم حتے وقف فاخذ
بعضادتی الباب فقال الائمۃ من
قریش ولہم علیکم حق ولکم مثل ذلک ما ان
استحکموا عدلوا وان استرحموا رحموا و
اذا عاہدوا وفوا فمن لم یفعل ذلک منہم
فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین
لا یقبل منہم صرف ولا عدل وعن جبیر بن
مطعم قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ان للقرشی مثلے قوۃ الرجل
من غیر قریش قیل للزہری ما عنے بذلک
قال نبل الرأی وعن سہل بن
ابی حثمۃ ان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قال تعلموا من قریش و
لا تعلموہا وقدموا قریشا ولا تؤخروہا
فان للقرشی قوۃ الرجلین من غیر
قریش وعن ابی جعفر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم لا تقدموا قریشا
فتضلوا ولا تاخروا عنہا

مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ
فرماتے تھے کہ لوگ اس امر (امامت) میں قریش کے تابع ہیں۔
ان میں کے جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں اچھے تھے وہ اسلام میں
اچھے ہیں جب سمجھ سے کام لیتے ہیں۔ واللہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش
اترا جائیں گے تو جو اُن کی فضیلت اللہ کے نزدیک ہے وہ میں
ان کو بتا دیتا۔ (معاویہؓ نے) کہا اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے یہ بھی سُنا آپ فرماتے تھے کہ اچھی عورتیں جو
اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں (یعنی عرب اقوام میں سے) قریش کی
نیک لوگوں کی ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ
حفاظت کرنے والی ہو اپنے شوہر کے مال کی اور سب سے زیادہ شفقت
کرنے والی ہو اس کے کم عمر بچوں پر۔ اور انسؓ سے مروی ہے
بیان کیا کہ ہم ایک انصاری شخص کے مکان میں تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر
کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے اور
ان کا تم پر حق ہے۔ اور اسی طرح تمہارا ان پر کہ اگر ان کو حکم
بنایا جائے تو عدل کریں اور اگر ان سے رحم کی درخواست کی
جائے تو رحم کریں اور جب وہ معاہدہ کریں تو اس کو پورا کریں
تو ان میں سے جو ایسا نہ کرے اُس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں
کی اور سب لوگوں کی۔ ان لوگوں کی نہ توبہ قبول ہوگی اور نہ
فدیہ۔ جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے بیشک ایک قریشی میں غیر قریش کے دو مردوں
کے برابر قوت ہے۔ زہری سے پوچھا گیا کہ اس سے کیا مراد ہے
تو انھوں نے کہا کہ اصابت رائے۔ اور سہل بن ابی حثمہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش سے
سیکھو اور انہیں سکھانے کا فکر نہ کرو اور قریش کو آگے رکھو
اور ان کو پیچھے نہ کرو کیونکہ ایک قریشی میں غیر قریش کے دو
مردوں کے برابر قوت ہے۔ اور ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش سے
آگے نہ بڑھو کہ تم بھٹک جاؤ گے اور نہ ان سے پیچھے ہٹو (یعنی

www.kitabghar.org

لتضلوا خیار قریش خیار الناس و
شرار قریش شرار الناس والذی
نفس محمد بیدہ لولا ان تبطر قریش
لاخبرتہا بما لہا عند اللہ ۔ و عن جابر
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الناس تبع لقریش فی
الخیر والشر الی یوم القیمۃ ۔ و عن اسمٰعیل
ابن عبداللہ بن رفاعۃ عن جدہ قال
جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قریشا فقال ہل فیکم من غیرکم
قالوا لا الا ابن اختنا و مولٰنا
و حلیفنا فقال ابن اختکم منکم
و مولاکم منکم ان قریشا اہل
صدق و امانۃ فمن بغی لہم
العواثر کبہ اللہ علی وجہہ ۔ و عن
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الناس تبع
لقریش فی ہذا الامر خیارہم
تبع لخیارہم و شرارہم تبع لشرارہم
و عن ابی موسی قال قام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی باب
فیہ نفر من قریش فقال ان ہذا
الامر فی قریش ۔ و عن ابن مسعود
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لقریش ان ہذا الامر فیکم وانتم
ولاتہ ۔ و عن ابن عمر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لایزال ہذا الامر
فی قریش ما بقی من الناس اثنان وحرک اصبعیہ
و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

اُن کا ساتھ نہ چھوڑنا) ورنہ راہ کھو بیٹھوگے۔ قریش کے اچھے
لوگ تمام لوگوں سے اچھے، اور قریش کے بُرے لوگ تمام لوگوں
سے بدتر۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے
اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش اِترا جائیں گے تو میں ان کو خبر کردیتا
کہ اللہ کے نزدیک اُن کا کیا مرتبہ ہے۔ اور جابرؓ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت
تک قریش کے پیچھے رہیں گے خیر میں بھی اور شر میں بھی۔ اور
اسمٰعیل بن عبداللہ بن رفاعہ نے اپنے دادا سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کیا پھر پوچھا
کہ کیا تم میں کوئی تمھارا غیر بھی ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں بجز
اُن کے جو ہماری بہنوں کی اولاد ہیں اور جو ہمارے آزاد
کردہ ہیں اور جو ہمارے حلیف ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری بہن کی اولاد تم میں ہی سے
ہے اور تمھارے آزاد کردہ بھی تم میں سے ہیں بیشک قریش اہل
صدق و اہل امانت ہیں جو اُن کے لئے ایسی جستجو کرے گا کہ وہ
سختیوں میں مبتلا ہوں خدا اُس کو اوندھے مُنہ گرا دے گا۔ اور
ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ لوگ اس امر (خلافت) میں قریش کے تابع رہیں گے
جو ان میں اچھے ہیں وہ اچھوں کے تابع رہیں گے اور جو اُن میں
بُرے ہیں وہ بُروں کے تابع رہیں گے۔ اور ابوموسیٰ روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک (مکان کے)
دروازے پر کھڑے ہوتے جس میں قریش کے چند لوگ موجود
تھے اور فرمایا کہ یہ امر (خلافت) قریش میں رہے گا۔ اور ابنِ
مسعودؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
قریش سے فرمایا کہ یہ امر تم میں رہے گا اور تم ہی اس کے والی ہو
اور ابن عمرؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یہ امر (خلافت) ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک
لوگوں میں دو آدمی بھی باقی رہیں گے اور اپنی دو انگلیوں کو
آپ نے حرکت دی۔ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ

www.kitabghar.org

عليه وسلم الملك فی قريش و القضاء فی الانصار و الاذان فی الحبشة۔ عن سعد قال سمعت النبی صلی الله عليه وسلم يقول من يرد هوان قريش يهنه الله۔ و عن عبيد بن عمير قال دعا رسول الله صلی الله عليه وسلم لقريش فقال اللهم كما اذقت اولهم عذابا فاذق اخرهم نوالا۔ و عن سعد بن ابی وقاص ان رجلا قتل فقيل للنبی صلی الله عليه وسلم فقال ابعده الله انه كان يبغض قريشا۔

علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکومت قریش میں رہے گی اور قضاء انصار میں اور اذان اہل حبش میں۔ سعد روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص قریش کو بے آبرو کرنے کا ارادہ کرے گا خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ اور عبید بن عمیر سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لئے دعا کی کہ یا اللہ جس طرح آپ نے ان کے پہلے لوگوں کو عذاب کا مزہ چکھایا ان کے بعد والوں کو عطا و کرمت کا مزا چکھا دیجئے۔ اور سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ ایک شخص قتل کر دیا گیا۔ اس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا اس کو (اپنی رحمت سے) دور کرے وہ قریش سے بغض رکھتا تھا۔

بابت سورۂ کوثر

عن انس ان رجلا قال يا رسول الله ما الكوثر قال نهر فی الجنة اعطانيه ربی اشد بياضا من اللبن و احلی من العسل و طوله ما بين المشرق و المغرب لا يشرب منه احد فيظمأ و لا يتوضأ منه احد فيتشعث ابدا لا يشرب منه من اخفر ذمتی و لا من قتل اهل بيتی۔

انس رض سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کوثر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے جنت میں جو میرے پروردگار نے مجھے عطا فرمائی ہے وہ (یعنی اس کا پانی) یقیناً بہت سفید ہے دودھ سے اور بہت میٹھا ہے شہد سے اور اس کا طول مشرق و مغرب کے فاصلے کے برابر ہے جو کوئی اس میں سے ایک بار پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو کوئی اس سے وضو کرلے گا وہ کبھی پراگندہ (مو) نہ ہوگا۔ وہ اس میں نہ پی سکے گا جس نے میری ذمہ داری کو توڑا ہوگا (یعنی اس عہد کو جو آپ نے کسی سے کیا) اور نہ وہ جس نے میرے اہل بیت کو قتل کیا۔

بابت سورۂ نصر

عن ابن عباس قال كان عمر يدخلنی مع اشياخ بدر فقال له عبد الرحمن بن عوف لم تدخل هذا الفتى معنا و لنا ابناء مثله فقال انه ممن قد علمتم قد عاهم ذات يوم و دعانی معهم و ما رأيته دعانی يومئذ

ابن عباس رض سے مروی ہے فرمایا کہ عمر رض مجھے بدر کے اشیاخ (یعنی بڑے بوڑھوں) میں داخل کیا کرتے تھے۔ اس پر ان سے عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اس جوان کو آپ ہمارے ساتھ کیوں شامل رکھتے ہیں اور ہمارے بیٹے اس کے برابر ہیں تو انھوں نے کہا کہ وہ ان ہی میں سے (یعنی جوانوں کی صف میں سے) ہے جیسا کہ تم جانتے ہو۔ پھر ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ بلایا اور میں اس دن اپنے بلانے کی

www.kitabghar.org

الا لیری ہم منّی فقال ما تقولون فی قولہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ حتّی ختم السورۃ فقال بعضھم امرنا اللّٰہ ان نحمدہٗ و نستغفرہٗ اذا جاء نصر اللّٰہ و فتح علینا و قال بعضھم لا ندری و بعضھم لم یقل شیئا فقال لی یا ابن عباس اکذاک تقول قلت لا قال فما تقول قلت ھو اجل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَعْلَمَہٗ اللّٰہ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح فتح مکۃ فذاک علامۃ اجلک فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا فقال عمر ما اعلم منھا الا ما تعلم وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح جاء العباس الی علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فقال انطلق بنا الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فان کان ہذا الامر لنا من بعدہ لم تشاحنا فیہ قریش وان کان لغیرنا سألناہ الوصاۃ بنا قال لا قال العباس فجئت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سرًّا فذکرت ذٰلک لہٗ فقال ان اللّٰہ جعل ابابکر خلیفتی علی دین اللّٰہ و وحیہ و ھو مستوص فاسمعوا لہٗ و اطیعوا تھتدوا و تفلحوا و اقتدوا بہ ترشدوا

غرض سمجھ گیا تھا کہ اس سے صرف یہ مقصود ہے کہ وہ اُن کو میری کوئی بات (یعنے تفقہ) دکھانا چاہتے ہیں۔ اب فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس سورت کے بارے میں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ختم سورت تک (۱۱۰: آتا ۳) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح آپہنچے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے؛ تو بعض نے تو یہ کہا کہ ہم کو اللہ نے حکم دیا کہ ہم اُس کی حمد کریں اور اُس سے استغفار کریں جب اللہ کی مدد آجائے اور ہم کو فتح دیدی جائے۔ اور بعضوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے اور بعضوں نے کچھ نہ کہا۔ پھر عمرؓ نے مجھ سے کہا اے ابن عباسؓ کیا ایسا ہی تم بھی کہوگے؟ میں نے کہا نہیں! فرمایا کہ پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا یہ تو اللہ تعالٰے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن کا وقتِ وفات بتایا ہے کہ جب اللہ کی مدد اور فتح یعنے فتح مکہ آپہنچے تو یہ علامت ہے آپ کے وقتِ وفات کی فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہٗ کان توابا تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی صرف اتنا ہی جانتا ہوں جتنا تم جانتے ہو۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نازل ہوئی اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح تو عباسؓ (اس کا مطلب وہی سمجھ کر جو پچھلی روایت میں ابھی تحریر ہوا ہے) علی رضے اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں (اور آپؐ سے معلوم کریں) تو اگر یہ امر (یعنے خلافت) اُن کے بعد ہمارے لئے ہے تو اس میں قریش ہم سے مناقشہ نہیں کریں گے اور اگر کسی دوسرے کے لئے ہے تو ہم اپنے حق میں اُن سے وصیت کا سوال کریں گے۔ علیؓ نے کہا نہیں۔ عباسؓ نے بیان کیا کہ میں خفیہ طور پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور میں نے اُن سے یہ تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالٰے نے دینِ الٰہی اور وحیِ الٰہی پر میرا خلیفہ ابوبکرؓ کو بنایا ہے اور وہی وصیت کا حقدار ہے تو تم اُس کی بات سُنو اور اس کی اطاعت کرو تو ہدایت اور فلاح پاؤ گے اور اُس کی اقتدا۔ کرو تو بھلائی حاصل کروگے۔

www.kitabghar.org

وقال ابن عباس فما وافق ابابکر علی رأیہ ولا وآزرہ علی أمرہ ولا أعانہ علی شانہٖ إذ خالفہ أصحابہ فی ارتداد العرب الّا العباس قال فواللہ ما عدل رأیہما وحزمہما رأی اہل الارض اجمعین۔

اور ابن عباسؓ نے کہا تو جب ارتداد عرب کے مسئلہ میں ابوبکرؓ کے اصحاب نے ان کی رائے کی مخالفت کی تھی اور کسی نے بھی تائید نہیں کی اُن کے حکم کی اور نہ اُن کے مہم امر میں اُن کی کسی نے اعانت کی بجز عباسؓ کے (کہ وہ ہر موقعہ میں ابوبکرؓ کے مؤید ومُعین ہے) ابن عباسؓ کہتے ہیں تو واللہ تمام کے تمام اہل ارض کی رائے ان دونوں کی رائے اور ان دونوں کی تدبیر کی برابری نہ کرسکی۔

سورۃ اخلاص

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قرأ اللہُ الواحد الصمد۔

روایت ہے عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ اُنھوں نے پڑھا اَللہُ الوَاحِدُ الصَّمَدُ (بجائے اللہ احد۔ اللہ الصمد کے)۔

www.kitabghar.org

فصلِ ہفتم

در اقامتِ دلیلِ عقلی بر خلافتِ خلفاء

وچون وجود اشخاص معینہ وصفاتِ الشان بجز عقل ثابت نمی شود بلکہ بنقل متواتر یا مشہور یا خبر واحد صحیح لابد مراد از دلیل عقلی اینجا آنست کہ یک مقدمہ از مقدمات آں عقلی باشد ودیگر متواتر یا مشہور وآں مقدمہ کہ عقلی باشد دو قسم تواند بود قسم اول عقلی محض کہ بغیر استناد بشرع ثابت شود لیکن بباید کہ شرع تصدیق آن فرماید تا اعتداد را شاید قسم دوم عقلی ماخوذ از استقراءِ دلائلِ شرعیہ یا ماخوذ از انکہ نقیضِ او مستلزم محالِ شرعی باشد مثلاً صدور چیزی از پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم کہ صدورِ آں جائز نیست وآنچہ بآن ماند ولہذا این فصل را منقسم میسازیم بدو مقصد۔

مقصدِ اول حاصلِ آن تنقیح معنے خلافت خاصہ است زیرا کہ لفظ خلافت حقیقۃِ شرعی است ومدعیان تشرع آراء مختلفہ دارند ہر یکے از لفظ خلافت معنے ادراک مینماید وصفاتِ لازمۂ خلیفہ بنوعی تقریر می کند مثلاً فرقۂ خلافت پیغامبر را صلے اللہ علیہ وسلم بمعنے امامت میگیرند ودر صفاتِ خلیفہ ہاشمیت وفاطمیت وعصمت ومانند آں اعتبار می کنند وشک نیست کہ ہیچ ملاحظہ این معنے را برائے خلفائے ثلاثہ رض

فصلِ ہفتم

خلافتِ خلفاء پر دلیلِ عقلی کے بیان میں

چونکہ اشخاص معینہ کا وجود اور اُن کی صفات محض عقل سے ثابت نہیں ہوتیں بلکہ نقل متواتر یا مشہور یا خبر واحد صحیح سے ثابت ہوتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ایسی جگہ پر دلیل عقلی سے ایسی دلیل مراد لی جائے جس کے مقدمات میں سے ایک مقدمہ عقلی ہو اور دوسرا متواتر یا مشہور۔ اور وہ مقدمہ جو عقلی ہوگا دو قسم کا ہو سکتا ہے۔ پہلی قسم عقلی محض جو کہ استناد شرعی کے بغیر ثابت ہو جائے لیکن ضروری ہے کہ شریعت اُس کی تصدیق کرے تاکہ قابل اعتماد سمجھا جائے۔ دوسری قسم عقلی جو ماخوذ ہو دلائل شرعیہ کے استقراء سے یا ایسے امر سے ماخوذ ہو جس کی نقیض محال شرعی کو مستلزم ہو مثلاً ایسی چیز کا صدور (لازم آجائے) کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا صدور جائز نہیں ہے اور جو اس کے مشابہ ہو۔ لہٰذا اس فصل کو ہم دو مقصد پر منقسم کرتے ہیں۔

مقصدِ اول جس کا حاصل ہے خلافتِ خاصہ کے معنے کی تنقیح، کیونکہ لفظ خلافت ایک حقیقتِ شرعی (پر دلالت کرتا) ہے اور مدعیانِ تشرع مختلف آراء رکھتے ہیں۔ ہر ایک لفظ خلافت کے ایک خاص معنے سمجھ رہا ہے اور خلیفہ نبوی کی صفاتِ لازمہ کی ایک خاص نوع کے ساتھ تقریر کر رہا ہے۔ مثلاً ایک فرقہ کے لوگ خلافتِ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو امامت کے معنے میں لیتے ہیں اور خلیفہ کی صفات میں ہاشمیت اور فاطمیت اور عصمت اور اس کے مانند صفات کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اس معنے کو خلفاءِ ثلاثہ (صدیقِ اکبرؓ، فاروقِ اعظمؓ

www.kitabghar.org

اثبات نمی تواند کرد و ما در خلافت مفہوم سلطنت و
فرمانروائی مسلمین اخذ مینمائیم و در خلافتِ خاصہ
ہجرت و سوابقِ اسلامیہ معتبر میدانیم و ہیچ عاقلے
این معنے را برائے ائمہ اثنا عشر غیر مرتضیٰؓ اثبات
نخواہد کرد پس شغبے کہ درمیانِ فریقین واقع است
منشأ آن عدم تنقیح معنے مراد بودہ است اختلاف
اصطلاحات حق را مختفے ساخت پس معنے خلافت
باعتبارِ لغت جانشینی است کہ یکی بجائے دیگرے
بنشیند و بہ نیابتِ او کار کند و در شرع مراد از وے
بادشاہی است برائے تصدّی اقامتِ دینِ محمد
علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات بہ نیابتِ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس اگر کسے
بادشاہ نباشد و حکمِ او نافذ نبود خلیفہ نیست ہر چند
فرض کنیم کہ افضل امت باشد و معصوم و مفترض
الطاعت و فاطمی و اگر کافرے بادشاہ باشد یا تحکیم
کند سیف را نہ شرع را و کارِ او اخذ خراج و باج
باشد و باقامتِ دین مثل جہاد و اقامتِ حدود
و فصلِ قضایا اصلاً نہ پردازد خلیفہ نخواہد بود
مانند اکثر متغلبہ در زمانِ ما و پیش از ما۔

نکتہ۔ اینجا نکتہ باید فہمید کہ گفتگوی امامیہ
درین مبحث نزاع لفظے است بلکہ شغب محض
است نزاع لفظے ہم نیست زیراکہ خلافت غیر
امامت است عند الامامیہ و مرادفِ اوست
عند اہل السنت یکی از خلافت بمعنی بادشاہی
و صفاتِ خلیفہ بمعنے صفاتے کہ نزدیک وجود
آنہا بادشاہی معصیت نباشد یا حکم
او نافذ شود افضل امت باشد یا نہ
سخن میگوید دیگرے از افضلِ امت
کہ در علم اللہ تعالیٰ

عثمانؓ ذی النورین) کے حق میں کوئی عاقل ثابت نہیں کر سکتا۔
اور ہم "خلافت" میں سلطنت اور فرمانروائی مسلمین کا مفہوم اخذ
کرتے ہیں اور "خلافتِ خاصہ" میں ہجرت اور سوابق اسلامیہ
کو معتبر جانتے ہیں۔ اور کوئی صاحبِ عقل اس معنے کو بارہ اماموں
میں بجز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثابت نہ کرے گا۔ تو فریقین
میں جو اختلاف واقع ہوا ہے اُس کا منشا معنے مراد کی تنقیح نہ ہونا ہے
اصطلاحات کے اختلاف نے حق کو چھپا دیا ہے۔ اس کے بعد (ہم
کہتے ہیں کہ) باعتبارِ لغت خلافت کے معنے ہیں "جانشینی" کہ کوئی
دوسرے کی جگہ بیٹھ جائے اور اس کا نائب بن کر کام کرے اور
شریعت میں اُس سے مراد ایسی بادشاہی ہے جو اقامتِ دینِ محمدی
(علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کی انجام دہی کے لئے ہو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے طور پر۔ تو اگر کوئی بادشاہ
نہ ہو اور اس کا حکم نافذ نہ ہو وہ خلیفہ نہیں ہے کتنا ہی ہم فرض
کرلیں کہ وہ افضلِ امت بھی ہو اور معصوم اور مفترض الطاعت
بھی اور فاطمی بھی۔ اور اگر کوئی کافر بادشاہ بن جائے (یا مؤمن
بادشاہ ہوجائے مگر) تحکیم (یعنے نظامِ عدل) تلوار سے کرتا ہے
شریعت سے نہیں، اُس کا کام خراج اور محصول لینا ہو اور اقامتِ
دین سے جیسے جہاد اور حدود کا قائم کرنا اور مقدمات کے فیصلوں
میں قطعاً مشغول نہ ہو تو خلیفہ نہیں ہوگا جیسے اکثر متغلبہ (زور
زبردستی سے بادشاہ بن جانے والے) ہمارے زمانہ کے اور ہم
سے پہلے گزر چکے ہیں۔

نکتہ۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس مبحث میں فرقہ امامیہ
کی گفتگو نزاعِ لفظی ہے بلکہ محض شور و غل ہے نزاعِ لفظی بھی
نہیں ہے کیونکہ امامیہ کے نزدیک خلافت غیر ہے امامت کی اور
اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک دونوں ہم معنے ہیں۔ ایک تو یہ
بات کہہ رہا ہے کہ خلافت بمعنے بادشاہی ہے اور صفاتِ خلیفہ سے
مراد ایسی صفات ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے بادشاہی معصیت
نہ ہوسکے یا اُس کا حکم نافذ ہوجائے، وہ شخص امت میں افضل
ہو یا نہ ہو۔ اور دوسرا ذکر کر رہا ہے کسی افضلِ امت کا کہ اللہ کے

www.kitabghar.org

منقاد شدن باو برتمام امت فرض است بادشاہ باشد یا نباشد ذکر میکند و امامت باین معنے سخنے است کہ ہیچ فرقہ از فرق اسلامیہ بآن نطق نہ کردہ است و نہ از کتاب و سُنّت این معنے مفہوم شدہ و نہ اولاد حضرت مرتضٰی رض در عصری از اعصار بران اتفاق کردہ اند و بحکم عادت مستحیل است کہ در شرع دلالت براین معنے باشد و کسے آن را نداند و بگوش کسے نہ رسد ہماں میماند کہ شخصے گوید امروز در بازار سیلے آمد کہ چند ہزار کس را غرق ساخت و غیر او ہیچکس این را نمی داند و اثرے از باران ہم دیدہ نشد سُبحانک ہٰذا بہتانٌ عظیم واگر باور کنیم این را سوفسطائی باشیم و امامیہ بامامت زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق رضوان اللہ تعالٰے علیہم قائل اند حالانکہ ایشان بالاتفاق بادشاہ نبودند آری خلافت را ضمیمہ امامت میدانند بمعنے آنکہ چون امام موجود باشد خلافت حق اوست دیگری را نمی سزد کہ اقدام بران کند و ظاہر آن است کہ این مسئلہ از فروع فرضیت انقیاد است مراد و پس اگر معصومی مفترض الطاعت بادشاہی را با سلطنت قائم گرداند بادشاہی او صحیح باشد و خودش امام باشد و آن منصوب خلیفہ مانند آنکہ حضرت شمویل ع طالوت را خلیفہ ساخت و خود ایشان نبی بودند و طالوت ملک و اگر عصیان امام در حکم نکاح یا غیر آن بوجود آید آن نیز معصیت باشد پس خصوصیت خلافت تاثیرے ندارد پس در مسئلہ خلافت رایت خلاف افراشتن و از ہر دو جانب

حکم میں اُس کا مطیع ہونا تمام امت پر فرض ہے وہ بادشاہ ہو یا نہ ہو۔ اور امامت باین معنٰے ایسی بات ہے کہ فرق اسلامیہ میں سے کوئی فرقہ کبھی اس کا قائل نہیں ہوا اور نہ کتاب و سُنّت سے امامت کے یہ معنے مفہوم ہوتے ہیں اور نہ حضرت مرتضٰی رضہ کی اولاد نے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں اس پر اتفاق کیا ہے اور بسبیل عادت یہ بات محال ہے کہ شریعت میں اس معنے پر دلالت موجود ہو اور کوئی اس کو نہ جانے اور نہ کسی کے کان تک پہنچے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی یوں کہے کہ آج بازار میں ایسا سیلاب آیا کہ جس نے کئی ہزار آدمیوں کو غرق کر دیا۔ اور بجز اس کہنے والے کے اور کسی کو بھی اس سیلاب کی خبر نہ ہو اور بارش کا بھی کوئی نشان نظر نہ آئے۔ سُبحانک ہٰذا بہتانٌ عظیم۔ اگر ہم اس کو باور کر لیں تو ہم سوفسطائیؔ ہوں گے۔ امامیہ زین العابدین اور محمد باقر اور جعفر صادق رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کی امامت کے قائل ہیں حالانکہ یہ حضرات بالاتفاق بادشاہ نہیں تھے۔ البتہ یہ لوگ خلافت کو امامت کا ضمیمہ سمجھتے ہیں باین معنٰے کہ جب امام موجود ہوگا تو خلافت اُس کا حق ہے دوسرے کے لئے سزاوار نہیں کہ اُس کی طرف اقدام کرے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مسئلہ (اُن کے نزدیک) فرضیت اطاعت کی فروع میں سے ہے۔ تو اگر کوئی معصوم جس کی اطاعت فرض ہے امور سلطنت کی انجام دہی کے لئے خود کسی کو بادشاہ مقرر کر دے تو اُس کی بادشاہی صحیح ہوگی اور وہ خود اُس بادشاہ کا امام رہے گا اور وہ بادشاہ خلیفہ ہوگا۔ جیساکہ حضرت شموئیل ؑ نے طالوت کو اپنا خلیفہ بنایا اور وہ خود نبی تھے اور طالوت بادشاہ۔ اور اگر حکم نکاح وغیرہ میں امام کی نافرمانی وجود میں آئے گی تو وہ بھی معصیت ہوگی تو خلافت کی خصوصیت کوئی بھی تاثیر نہیں رکھتی۔ تو ان کا مسئلہ خلافت میں ہمارے خلاف جھنڈا بلند کرنا اور دونوں جانب سے

لہ سوفسطائی فلاسفہ کا ایک گروہ ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ تمام وجودات جو مشاہدے میں آ رہے ہیں یہ سب بے وجود ہیں نہ ان کا کوئی نشا ہے۔ نیک اعمال بد اعمال کچھ نہیں نہ جزا و سزا کی کوئی حقیقت نعوذ باللہ منہ ۲ مترجم

www.kitabghar.org

بُرد و مات درمیان آوردن معنے ندارد فتأمّل ہٰذہ النکتۃ حقّ التأمّل۔

چون این نکتہ مذکور شد بر اصل سخن رویم خلافت را چون بوصفِ راشدہ مقید کنیم معنیش آن باشد کہ نیابت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم در کارہائی کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم بنابر وصفِ پیغمبری میکردند از اقامتِ دین وجہادِ اعداء اللہ و امضاے حدود اللہ و احیاء علوم دینیہ و اقامتِ ارکانِ اسلام وقیام بقضاء و افتاء و آنچہ باین قبیل تعلق وارد بوجہے کہ از عہدہ بادِب برآید و عاصی نباشد و مقابلِ آن خلافتِ جابرہ است کہ در بسیارے از احوال مخالفِ شرع بعمل آرد و از عہدۂ واجب برنیاید و معطّل گزارد بسیارے از انچہ میباید تا آنکہ عاصی باشد در خلافتِ خود مثلاً اقامتِ حدود میکند واحیاء علوم دین نمی نماید یا اقامت بوضعے میکند کہ شرع بآن حکم نہ فرمود بجای رجم میسوزد و بجاے قصاص رجم می نماید و این خلافتِ راشدہ لوازمے چند دارد کہ بدون آن لوازم قیامِ شخصے بخلافتِ راشدہ متصور نیست مانندِ عقل و بلوغ و ذکورت و سلامت سمع و بصر و حریت و علم و عدالت و شجاعت و رائے و کفایت در حرب و سلم و غیر آن و این صفات ببداہت عقل معلوم مے شود کہ تحقق مقصود از خلافت بغیر آنہا ممکن نیست و سنّتِ سَنیہ

"بُرد" اور "مات" کو درمیان میں لانا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اس نکتہ پر خوب اچھی طرح غور کر لو۔

نکتہ سے فارغ ہو کر اب ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں جب ہم خلافت کو وصفِ راشدہ کے ساتھ مقید کریں گے (یعنے خلافتِ راشدہ کہیں گے) تو اُس کے معنے ہوں گے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت اُن کاموں میں جو بربناء وصفِ پیغمبری پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم انجام دیتے تھے یعنے اقامتِ دین اور دشمنانِ خدا کے ساتھ جہاد اور حدود اللہ کا جاری کرنا اور علوم دینیہ کا احیاء اور ارکانِ اسلام (یعنے نماز روزہ حج زکوٰۃ) کا قائم کرنا اور قضاء و اِفتاء کا قائم کرنا اور جو امور اس ذیل میں آتے ہیں اُن کی انجام دہی ایسے احسن طور پر کہ گناہ سے محفوظ رہتے ہوئے اُس کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے اُس (خلافتِ راشدہ) کے مقابل "خلافتِ جابرہ" ہے کہ بہت سے احوال میں شریعت کے برخلاف عمل کرے اور ضروری ذمہ داریوں سے سبکدوش نہ ہو اور بہت سے امور جن کا کرنا ضروری تھا اُن کو معطل چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خلافت میں عاصی ہو جائے۔ مثلاً اقامت حدود کرتا ہے مگر علوم دینیہ کا احیاء نہیں کرتا۔ یا اقامتِ حدود ایسے طریقہ سے کرتا ہے جس کا شریعت نے حکم نہیں فرمایا۔ مثلاً رجم (سنگسار کرنا) کے بجائے پھونک دیتا ہے اور بجائے قصاص کے رجم کرڈالتا ہے۔ اور یہ خلافتِ راشدہ چند لوازم رکھتی ہے جن کے بغیر کسی شخص کا خلافتِ راشدہ پر متمکن ہونا متصور نہیں جیسے عقل اور بلوغ اور مرد ہونا اور سلامتیٔ سمع و بصر و حریت اور علم و عدالت و شجاعت و رائے اور کفایت (یعنے کفایت مہمات امور مملکت) جنگ اور صلح کے مواقع میں، اور اس قسم کے ضروری اوصاف۔ بغیر کسی دلیل کے ہی یہ بات واضح ہے کہ خلافت سے جو مقصود ہے اُس کا حصول ان صفات کے بغیر ممکن نہیں ہے اور سنتِ سنیہ

۵ یہ شطرنج کی اصطلاح ہے۔ جب مقابل کے تمام مہرے اُٹھا لئے جاتے ہیں اس کو بُرد کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی ہار ہوتی ہے۔ اور جب بادشاہ پر شہ پڑجائے اور اس شہ سے بچنے کے لئے اس کے پاس کوئی گھر نہ رہے تو اس کو "مات" کہتے ہیں ۱۲ مترجم عفی عنہ

www.kitabghar.org

وصفے دیگر برین صفات مزید کردہ است و آن
قریشیت است تاتشبہ واقع شود بافعل اللہ
در بنی اسرائیل کہ انبیاء نمی بودند الا از بنی اسرائیل
از سبطِ لاوی باشند یا یہودا یا غیر آن ہمچنان
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لازم گردانید کہ
خلیفہ از قریش باشد از بنی ہاشم باشد یا غیر بنی ہاشم
و در اشتراطِ قریشیت حکمتہا است کہ این موضع
تفصیل آن را بر نمی تابد۔

سوال اگر صبی را یا زنے یا جاہلے یا غیر مجرب
غیر کافی را بعد موتِ پدر او خلیفہ سازیم و علماء
را برائے احیاء علوم دین و برائے قضاء و افتاء
منصوب گردانیم و امیرے حاذق را در فوج
کشی و مجرب او در شکست دادنِ اعداء امیر غزاۃ
گردانیم و حکیمے را کہ طریق اخذ زکوٰۃ و خراج می
داند و نصب عمال بر شرط می شناسد و
تقسیم بیت المال در مستحقین می تواند وزیر
الوزراء سازیم امور سلطنت منتظم شود بغیر
وجود این صفات در خلیفہ۔

جواب گوئیم بنقض اولاً اگر این
صبی را یا این زن را از میان برداریم و
این علماء و امراء و وزراء باہم متفق
شوند و با یک دیگر مخالفت نہ نمایند و
عہود مؤکدہ درمیان آرند امور سلطنت
بغیر خلیفہ منتظم مے تواند شد پس
نصبِ خلیفہ چہ ضرور و بحل ثانیاً اجتماع
نفوس بغیر جامعے کہ بشوکت
خود ہمہ را در یک سلک
منسلک گرداند پا بر ہوا است
نزدیک است کہ

(یعنے ارشادِ رسول ﷺ) نے ان صفات پر ایک اور صفت کا اضافہ کردیا ہے اور وہ قریشیت ہے تاکہ اللہ کے فعل سے مشابہت واقع ہوجائے جو بنی اسرائیل میں نمایاں ہوا کہ انبیاء صرف بنی اسرائیل میں سے ہی ہوتے تھے لاوی کی اولاد میں سے ہوں یا یہودا وغیرہ کی۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لازم کردیا کہ خلیفہ قریش میں سے ہونا چاہیئے بنی ہاشم میں سے ہو یا غیر بنی ہاشم میں سے۔ اور قریشیت کو شرط قرار دینے میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ یہ موقع ان کی تفصیل کا متحمل نہیں۔

سوال اگر لڑکے کو یا کسی عورت یا جاہل یا کسی ناتجربہ کار کو جو کفایت مہمات کا اہل نہیں ہے اُس کے باپ کی موت کے بعد ہم خلیفہ بنادیں اور احیاء علوم دین اور قضاء و افتاء کے مناصب پر علماء کو قائم کردیں اور کسی تجربہ کار امیر کو فوج کشی پر اور اہلِ تجربہ (جرنیل) کو دشمنوں کو شکست دینے کے لئے امیر مجاہدین بنادیں اور کسی دانشمند شخص کو جو زکوٰۃ و خراج وصول کرنے کے طریقے جانتا ہو اور عاملوں کو تفویض مناصب کے لئے جو شرائط ہیں ان سے واقف ہو اور بیت المال میں سے تقسیم اموال مستحقین پر کرنے کی قدرت رکھتا ہو وزیر الوزراء بنادیں تو (اس طرح کا نظم بنا دینے کے بعد) امور سلطنت کا انتظام ہوجائے گا خلیفہ میں ان صفات کے پائے جانے کے بغیر (دیکھیے مذکورہ بالا صفات کو عقلاً لوازم میں سے کیسے قرار دیا جاسکتا ہے)

جواب اولاً بطریقِ نقض ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اس لڑکے یا اس عورت کو ہم درمیان سے ہٹادیں اور یہ علماء اور امراء اور وزراء باہم متفق ہوجائیں اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں اور آپس میں مضبوط عہد کرلیں تو امور سلطنت خلیفہ کے بغیر بھی منتظم ہوسکتے ہیں تو خلیفہ کا نصب کرنا ہی کیا ضرور ہے۔ ثانیاً بطریقِ حل ہم کہتے ہیں کہ نفوس کا اجتماع بغیر ایک جامع شخص کے جو کہ اپنی شوکت سے سب کو ایک سلک میں (تسبیح کے دانوں کی طرح) منسلک کرلے ممکن الوقوع سمجھ لینا ہوا پر کھڑے ہونے کی امید کرنا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ

www.kitabghar.org

اندک خشونتے درمیان ایشان اُفتد وآن محالفت برہم خورد لہٰذا حکماء گفتہ اند سببِ تالیفِ ناس وجوہ متعددہ می باشد رہبت ورغبت وحاجت واتفاقِ طبائع واتفاق برصفاتِ کسبیہ و رسم وعقل واجتماعے کہ بیک وجہ یا دو وجہ پیدا شود پا برہوا دارد وبران بنا کردہ جنگہا وکارہائے عمدہ صورت نمی بندد واین مبحثے است از اَجلّے مباحثِ حکمت سیاست مُدن چون مدار این امور براحتمالاتِ عقلیہ نیست بلکہ برآنچہ درعادت مُوجبِ رفع مفسدہ باوجود مصلحت باشد باید دانست کہ این عزیز ناقص یا این زن ہیچ کارے نمی آید وجود و عدم او مساوی است اوخود نمی داند کہ شریعت ومصلحت چیست تا در آنچہ موافق شریعت ومصلحت است ومخالف آن است تمیز نماید یکے را ترجیح دہد واز دیگرے نہی فرماید واعتماد در ہر فن براہلِ آن فن کردن و خود مقلد محض بودن ہرگز راست نمی آید وکارے نے کُشاید اکثر مفاسد در عالَم ازہمین جہت ناشی شدہ واگر تسلیم این شخص ضرور اُفتد اَلضروراتُ تُبیح المحظوراتِ بالجملہ شک نیست کہ خلیفہ چون متصف باین صفاتِ فاضلہ باشد نوعے از تشبّہ باپیغمبر علیہ السّلام پیدا کردہ است ہم در ملکات وہم در افعال چون بر خلافتِ راشدہ وصفے دیگر زیادہ کنیم وگوئیم خلافتِ راشدہ خاصّہ مرجع آن تشبّہ خلیفہ است بہ پیغامبر علیہ السّلام زیادہ ازانچہ در خلافتِ راشدہ شرط کردیم در تفصیل آن زیادہ می باید افتاد۔

حہتہٗ سخن این است کہ آن خلیفہ عین پیغامبر نہ خواہد بود

معمولی تلخی گفتار واقع ہو کر اُس حلف باہمی کو توڑ پھوڑ ڈالے لہٰذا حکماء نے کہا ہے کہ لوگوں کے باہمی میل جول کے متعدد وجوہ ہوتے ہیں۔ رہبت (یعنے خوف) رغبت وحاجت اور طبائع کا یکساں ہونا، اور صفاتِ کسبیہ پر اتفاق (یعنے ہم پیشگی) اور رسم وعقل۔ اور جو اجتماع ایک یا دو وجہ سے ہوجائے گا وہ ناپائدار ہوگا اور ایسے اتفاق کو بنیاد بنا کر بڑی لڑائیاں اور بڑے کام صورت پذیر نہیں ہوتے اور یہ ایک ایسا مبحث ہے جو سیاستِ مُدن کی ان مباحثِ حکمت میں سے ہے جو بہت واضح ہیں۔ چونکہ مدار ان امور کا احتمالاتِ عقلیہ پر نہیں ہے بلکہ ان چیزوں پر ہے جو عادۃً رفع مفسدہ کی موجب ہوتی ہیں مصلحت کے پائے جانے کے ساتھ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ ناقص عزیز یا یہ عورت کسی کام میں نہیں آئے گی اُس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ شریعت کیا چیز ہے اور مصلحت کیا۔ وہ اُس چیز میں جو موافق شریعت اور مصلحت کے ہے اور اس چیز میں جو خلافِ شریعت ومصلحت ہے کیا تمیز کرسکے گا کہ ایک کو ترجیح دے اور دوسرے سے منع کرے اور کسی فن میں بھی اس فن والوں پر اعتماد کرکے خود مقلدِ محض رہ جانا ہرگز درست نہیں ہوتا اور اس سے گرہ کُشائی نہیں ہوتی۔ عالَم میں اکثر مفاسد اسی جہت سے پیدا ہوتے۔ اور اگر ایسے شخص کو سپرد کرنے پر کوئی مجبوری ہو تو الضروراتُ تُبیح المحظوراتِ (ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں) الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ خلیفہ جب ان صفاتِ فاضلہ سے متصف ہوگا تو اس نے ایک قسم کی مشابہت پیغمبر علیہ السّلام سے پیدا کرلی ہے ملکات میں بھی اور افعال میں بھی۔ جب خلافتِ راشدہ پر ہم ایک صفت اور بڑھا کر یہ کہیں کہ "خلافتِ راشدہ خاصّہ" تو اُس کا مآل ہوگا خلیفہ کا زیادہ مشابہ ہونا پیغمبر علیہ السّلام سے بہ نسبت اُس مشابہت کے جس کو ہم نے خلافتِ راشدہ کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل ہمیں زیادہ کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

چوٹی کی بات یہ ہے کہ وہ خلیفہ عین پیغمبر نہیں ہوگا کہ اُس کا

www.kitabghar.org

تا نزولِ وحے وافتراضِ طاعت صفتِ او باشد بلکہ از صفاتِ اُمتیاں وصفے کہ اقرب است بصفاتِ پیغامبر از جہتِ پیغامبری ونمونۂ او وظلِ اوست اخذ باید کرد باز تشبّہ معتبر اینجا تشبّہ دراوصافی است کہ پیغامبر را باعتبار پیغامبری باشد مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجمل ناس بودند وپیغامبرانِ دیگر درجمال متفاوت پس اجملیت وصفِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار پیغامبری نباشد وہاشمی بودند وسائر انبیاء از اسباطِ بنی اسرائیل پس ہاشمیت باعتبار پیغامبری نخواہد بود۔ قولِ ما باعتبار پیغامبری شامل است جہاد را مثلاً حالانکہ اکثر پیغامبران بجہاد مامور نہ بودند زیرا کہ جہاد ناشی است از جہت وحے وپیغامبری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنحضرتؐ را بجہاد آورد باز تشبّہ بجمیع آنچہ از لوازم پیغامبر است مطلوب است یا اکثرِ آن نہ تشبّہ باعتبار بعض اوصاف قلیلہ زیرا کہ ہر مسلمانے کہ ہست با پیغمبر تشبہے درست کردہ است اگرچہ در نماز پنجگانہ وتلاوت قرآن ومانندِ آن باشد وافاضلِ اُمت تشبّہ درستے داشتند در بعض اوصاف کما قال حُذیفۃ فی عبد اللہ بن مسعود وآین خلافت درشئے واحد است دون آخر مقصود از خلافتِ خاصّہ خلافتِ مطلقہ است باعتبار جمیع انچہ از پیغامبر صادر می شد از جہتِ پیغامبری باز تشبہ با پیغامبر

یہ وصف ہو کہ اس پر نزول وحی بھی ہو اور اس کی طاعت کو (نبی کی طرح) فرض قرار دیا جائے۔ بلکہ اُمتیوں کی صفات میں سے (اس کے لئے ہم کو) ایسا وصف اخذ کرنا چاہیئے جو پیغمبر کی ایسی صفات سے قریب تر ہو جو پیغمبری کی جہت سے مخصوص ہیں (یہ وصف) نمونہ ہو اس وصفِ پیغمبری کا اور اس کا ظل ہو۔ پھر سمجھ لیا جائے کہ معتبر تشبّہ یہاں وہی تشبہ ہے جو ایسے اوصاف میں ہو جو پیغمبر کو باعتبار پیغمبری حاصل ہوں مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوب صورت تھے اور دوسرے پیغمبر جمال میں متفاوت تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وصفِ اجملیت باعتبار پیغمبری نہ ہوگا۔ آپ ہاشمی تھے اور تمام انبیاء اسباطِ بنی اسرائیل (یعنے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی اولاد) میں سے تھے۔ پس آپؐ کا وصف ہاشمیت بھی باعتبارِ پیغمبری نہ ہوگا۔ اور ہمارا قول "باعتبار پیغمبری" شامل ہے جہاد کو مثلاً حالانکہ اکثر پیغمبر مامور بجہاد نہیں ہوتے۔ کیونکہ جہاد ناشی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری اور وحی کی اس جہت سے جو آپؐ کو جہاد میں لائی۔ پھر تشبّہ ان تمام اوصاف سے مطلوب ہے جو لوازم پیغمبر میں سے تھے یا اکثر اوصاف سے۔ تشبّہ باعتبار اوصاف قلیلہ مطلوب نہیں ہے۔ کیونکہ جو مسلمان بھی ہے وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ نہ کچھ تشبہ لئے ہوتے ہے اگرچہ نماز پنجگانہ اور تلاوتِ قرآن وغیرہ (عام عبادات) میں ہو۔ اور افاضلِ اُمت تو آپؐ کے ساتھ بعض اوصافِ کمال میں بہت تشبّہ رکھتے تھے جیسا حُذیفہؓ نے کہا ہے[1] عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں۔ اور یہ خلافت شئے واحد میں ہے نہ کہ اور چیزوں میں بھی۔ مقصود خلافتِ خاصّہ سے خلافتِ مطلقہ ہے باعتبار اُن تمام چیزوں کے جو پیغمبری کی حیثیت سے پیغمبرؐ سے صادر ہوتی تھیں۔ پھر (ہم کہتے ہیں کہ) پیغمبرؐ کے ساتھ

---

[1] یہ تلمیح ہے عبد الرحمٰن بن زید کی حدیث کی طرف۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے حذیفہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روش اور آپؐ کی عادت اور طریقہ سے قریب تر کون ہے کہ ہم یہ صفات اُس سے حاصل کریں۔ حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کسی شخص کو کہ ان صفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو سوائے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ۱۲

www.kitabghar.org

باین صفت کہ تقریر کردیم نمی تواند شد الا آنکہ آن شخص از طبقۂ علیائے اُمت باشد از طبقۂ سفلیٰ و وسطیٰ واز طبقۂ علیا بودن بدو وجہ تواند بود یکے[1] باعتبار تشبہ نفس باپیغمبر در عبادات و مقامات سنیہ و اخلاقِ حمیدہ دیگر[2] باعتبار سوابقِ اسلامیہ مثل ہجرت و جہاد و نمی تواند شد مگر آنکہ این شخص در دو قوت نفس خود یعنے قوت عاقلہ و عاملہ جبلۃً و کسبًا باپیغمبر مناسبت داشتہ باشد و ثمرات ہردو را جدا جدا و مجموعًا از وے دیدہ شود و نیز نتواند شد مگر آنکہ داعیۂ الٰہی برائے اتمام مواعید[۱] الٰہی در قلب او ریزند بواسطۂ نفس پیغمبر و برکت صحبت او و آثار برکاتِ داعیۂ الٰہیہ در افعال و اطوار او دیدہ شود و نیز نتواند شد مگر آنکہ واسطہ باشد درمیان پیغامبر و امتِ او در افاضۂ علوم و معنے حقیقتِ خلافتِ خاصہ وقتے واضح گردد کہ حقیقتِ تشریع را اوّلاً دانستہ شود بعد ازان حقیقتِ نبوۃ را زیراکہ خلافتِ خاصہ نمونۂ نبوت است و تشبہ است باو پس لابد نکتہ چند میباید کہ بنویسیم

نکتہ اولے تشریع تتمہ تقدیر است معنے تقدیر اندازہ نہادن خدائے تعالےٰ برائے ہر نوع اندازہ نہادہ است ہر نوع را خلقتے است خاص و صورتے است خاص و افعالے و اخلاقے است و الہاماتِ جبلیہ کہ درمیان صورتِ نوعیہ و

ایسا تشبہ جو اس صفت کے ساتھ ہو جس کی ہم نے تقریر کی ہے کسی میں نہیں ہو سکتا بجز ایسے شخص کے جو اُمت کے طبقۂ علیا (یعنے سب سے بلند طبقہ) میں سے ہو نہ کہ طبقۂ زیرین و طبقۂ درمیانی سے۔ اور طبقۂ علیا میں سے ہونا دو صورتوں سے ہو سکتا ہے۔ ایک[1] یہ کہ اس اعتبار سے ہو کہ نفس میں تشبہ موجود ہو پیغمبر کے ساتھ عبادات میں اور مقاماتِ عالیہ میں اور اخلاقِ حمیدہ میں۔ دوسری[2] یہ کہ تشبہ باعتبار سوابقِ اسلامیہ کے ہو جیسا ہجرت اور جہاد۔ اور (پیغمبر کے ساتھ نفس میں تشبہ) نہیں ہو سکتا مگر اس صورت میں کہ یہ شخص اپنے نفس کی دو قوتوں میں پیغمبر کے ساتھ پیدائشی اور اکتسابی مناسبت رکھتا ہو یعنے قوتِ عاقلہ اور عاملہ میں۔ اور دونوں قوتوں کے ثمرات جدا جدا اور مجموعی طور پر اس سے دیکھے جائیں۔ اور (وہ مناسبت جبلۃً وکسبًا پیدا) نہیں ہو سکتی مگر اس صورت میں کہ نفس پیغمبر کے ذریعہ سے اور اس کی صحبت کی برکت سے مواعید[۱] الٰہی کی تکمیل کے لئے خدا کی طرف سے ایک داعیہ اس کے قلب میں ڈالیں۔ اور داعیہ الٰہی کے آثار اور برکات اُس کے افعال و اطوار میں دیکھے جائیں۔ اور (وہ آثار و برکات) پیدا نہیں ہو سکتی مگر اس صورت میں کہ یہ شخص افاضۂ علوم میں پیغمبر اور اُس کی اُمت کے درمیان واسطہ ہو۔

اور خلافتِ خاصہ کے معنے اُس وقت واضح ہوں گے جب کہ پہلے تشریع کی حقیقت کو سمجھ لیا جائے، اس کے بعد نبوت کی حقیقت کو۔ کیونکہ "خلافتِ خاصہ" نبوت کا نمونہ ہے اور اس کے ساتھ مشابہ ہے اس بنا پر ضروری ہو گیا کہ ہم چند نکتے لکھیں۔

نکتہ اُولیٰ۔ تشریع تتمہ ہے تقدیر کا۔ تقدیر کے معنے ہیں اندازہ مقرر کر دینا۔ خدا تعالےٰ نے ہر نوع کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ ہر نوع کی ایک خاص فطرت ہے اور خاص صورت ہے اور اُس کے خاص افعال اور خاص اخلاق ہیں اور الہامات جبلیہ (یعنے قدرتی غیر کسبی) ہیں جو کہ صورتِ نوعیہ اور

[۱] مواعید الٰہی سے حق تعالےٰ کے وہ وعدے مراد ہیں جو اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کئے۔ مثلاً ملک فارس اور شام وغیرہ مسلمانوں کو دیا جائیگا وغیرہ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

حاجتِ طاریہ متولد میشود واین قصہ بس دراز است و آدمی افضل انواع حیوان است عقل و ذکا و اہتدا بانواع غریبہ از ارتفاقات مقتضے نوعِ اوست و در نفس آدمی دو قوت نہادہ اند قوتِ ملکیہ و قوتِ بہیمیہ اگر آدمی خود را بقوتِ ملکیہ دہد و ہمہ آن کند کہ سبب زیادت قوت ملکیہ است در عِداد ملائکہ داخل شود گویا ملکے است از ملائکہ واگر خود را بقوتِ بہیمیہ دہد در عِداد بہائم داخل گردد گویا بہیمہ است از بہائم و حالتے ہست کہ اعتدال نوع آدمی آن را اقتضا مے کند و آن امتزاج است در ہردو قوت از افعالِ بہیمیہ آن کند کہ با ملکیت مضادّ نداشتہ باشد و از افعالِ ملکیہ آن کند کہ با بہیمیت بہ تزاحم بر نہ خیزد پس ہردو قوت صلح کنند و اصل صورتِ نوعیہ انسان ہمین ہیئتِ اعتدالیہ را تقاضا میکند اگر عصیانِ مادہ مانع آن نباشد فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا اشارہ بہمان ہیئت است و برائے این ہیئتِ اعتدالیہ ملکات است و احوال است و افعال و آن را کاسبات است و آن را منقصات است و کفاراتِ آن منقصات است و این قصہ بہمان می ماند کہ

حاجتِ طاریہ[1] کے درمیان پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ قصہ بہت طویل ہے۔ اور انواع میں سے سب سے افضل نوع انسان ہے۔ عقل و ذکاوت اور عجیب و غریب طریقوں سے بتدریج رہنمائی حاصل کرتے رہنا اُس کی نوع کا مقتضےٰ ہے اور آدمی کے نفس میں دو قوتیں رکھی ہیں قوتِ ملکیہ اور قوتِ بہیمیہ۔ اگر آدمی اپنے کو قوتِ ملکیہ کے حوالے کردے اور وہ سب کام کرتا ہے جو قوتِ ملکیہ میں ترقی کا سبب ہوتے ہیں تو وہ فرشتوں کے شمار میں داخل ہو جائے گا گویا یہ بھی فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوگا۔ اور اگر اپنے کو قوتِ بہیمیہ کے حوالے کردے گا تو بہائم کے شمار میں داخل ہو جائے گا گویا بہائم میں سے ایک بہیمہ یہ بھی ہے۔ اور ایک حالت اعتدال کی ہے کہ نوع انسان اُس کا تقاضا کرتی ہے اور وہ ہے دونوں قوتوں کا امتزاج کہ انسان افعال بہیمیہ میں سے وہ کام کرے جو ملکیت سے تضاد کی نسبت رکھتے ہوں اور افعال ملکیہ میں سے وہ کام کرے کہ بہیمیت کے ساتھ اُن کا ٹکراؤ نہ ہو۔ پس دونوں قوتیں صلح کرلیں۔ اور انسان کی صورتِ نوعیت دراصل اسی ہیئتِ اعتدالیہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اگر مادّے کا نافرمانی کی حد تک پہنچ جانا آڑے نہ آجائے فِطْرَۃَ اللّٰہِ الخ (۳۰:۳۰) اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے؛ اشارہ اسی ہیئت کی طرف ہے۔ اور اس ہیئتِ اعتدالیہ کے لئے ملکات ہیں اور احوال و افعال ہیں اور اس کے لئے کاسبات (یعنی مخصوص طریقے جن سے وہ حاصل ہو) ہیں اور منقصات ہیں (یعنی وہ کام جو اس ہیئتِ اعتدالیہ میں نقص پیدا کردیں) اور ان منقصات کے کفارات بھی ہیں (یعنی اس ہیئتِ اعتدالیہ میں جو نقص واقع ہو اس کی تلافی کے طریقے) اور یہ قصہ اس سے مشابہت رکھتا ہے کہ

[1] حاجتِ طاریہ وقتی اور ہنگامی ضرورت جو جسم پر آپڑے۔ ایک نومولود بچے کو کون سکھا سکتا ہے کہ ماں کی پستان میں تیری غذا ہے اور اس کے حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کو منہ میں لے کر اس طرح کھینچ اور دودھ پیتا رہ۔ لیکن جب اس پر ضرورتِ غذا طاری ہوئی تو الہامِ ربانی نے جس کو الہام جبلی کہتے سب کچھ بتا دیا۔ اسی پر جملہ حیوانات کو قیاس کرلیا جائے۔ ہر حیوان کا میلان اور رجحان الگ ہے تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ اسی لئے یہ فرما کر چھوڑ دیا کہ این قصہ بس دراز است سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

صاحب طب می شناسد کہ برائی ہیئتِ اعتدالیہ کہ مسمّٰی بصحت است اسباب است و منقصات است پس امر میکند و نہی مینماید چون در ازل الآزال خدای تعالیٰ جمیع مقتضیاتِ نوعیہ را تقدیر نمود در ذیل آن بمقتضی حکمت واجب شد کہ ہیئتِ اعتدالیۂ نفسانیہ کہ در شرع مسمّٰی بفطرۃ است و ملکات و احوال کہ ازان مے خیزد و کواسب و منقِصاتِ او معیّن فرماید وآن را شریعتِ بنی آدم گویند بعض اشیاء را واجب ساخت و بعض اُخرٰی را مندوب و مباح و مکروہ و حرام و تعلیم آن بشر را نیز باشد مگر شبیہ بالہاماتِ جبلیہ و قابلِ تعلیم بے واسطہ نیز باشد الا اعدلِ انسان باعتبار قوائے نفسانیہ و آن شرع واحد است تغیر و تبدیل را راہ بآن نیست لیکن قابل آن است کہ بموضع خاص مقیّد کنند مانند آنکہ طبیب برائے صحتِ آدمی نسخۂ خاص بعد ملاحظہ سن و فصل و بلد معیّن مے نماید از میان چندین محتملات و این را شرعۃ و منہاج گویند لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا۔

نکتۂ دوم۔ گمان مکن کہ ارسال رسول فرستادن پیغامبر است از بالا بہ پست یا از مشرق بمغرب یا از بلدے بہ بلدے بلکہ معنٰی ارسال رسول از جانب حق جلّ و علا آن است کہ ارادہ آلہیہ متعلق شود بآنکہ

ایک ماہر طبیب پہچانتا ہے کہ ہیئتِ اعتدالیہ جس کو صحت کہتے ہیں اُس کے قائم رکھنے کے لئے کچھ اسباب ہوتے ہیں اور کچھ منقصات (یعنے صحت کو ناقص کرنے والی چیزیں) ہوتی ہیں اس لئے وہ امر کرتا ہے (اُن باتوں کا جو اعتدالِ مزاج کو قائم رکھتی ہیں) اور نہی کرتا ہے (منقصات سے)۔ جب ازل الآزال میں خدا تعالیٰ نے تمام مقتضیات نوعیہ کے اندازے مقرر فرمائے تو ان کے ذیل میں بمقتضائے حکمت ضروری ہوا کہ ہیئتِ اعتدالیہ نفسانیہ کو جس کو شرع میں "فطرت" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اس کے ملکات (یعنے خصائل راسخہ) کو اور ان احوال کو جو اُن ملکات سے اُبھرتے ہیں اور ان کے کواسب کو (یعنے اُن طریقوں کو جن سے وہ ملکات حاصل ہوں) اور اُن کے منقصات کو (جو ان ملکات یا ہیئتِ اعتدالیہ کو خراب کرنے والے ہیں) معین فرمادیں اور اس کو شریعت بنی آدم کہتے ہیں (چنانچہ) بعض اشیاء کو واجب کیا اور بعض دوسری چیزوں کو مستحب اور مباح و مکروہ و حرام۔ اور اس کی تعلیم بشر کو نہیں ہوتی مگر الہاماتِ جبلّیہ کے مشابہ ہو کر۔ اور بے واسطہ تعلیم کے قابل کوئی نہیں ہوتا بجز ایسے انسان کے جو قوائے نفسانیہ (بہیمیت و ملکیت) کے اعتبار سے پورے اعتدال پر ہو۔ اور وہ شرع واحد ہے اس میں تغیّر و تبدّل کبھی نہیں ہوسکتا لیکن قابل کا کام یہ ہے کہ وہ احکام (واجب، مستحب، مباح، مکروہ، حرام) کو خاص (مناسب) موقعوں کے ساتھ مقیّد کرے جیسا کہ طبیب کسی شخص کی صحت کے لئے اُس کی اور موسم اور اس خاص شہر کی آب و ہوا کے پیش نظر بہت سے محتمل نسخوں میں سے ایک نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اور اس کو شرعۃ و منہاج کہتے ہیں لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (۵: ۴۸) تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی۔

نکتۂ دوم۔ یہ گمان نہ کیجیے کہ ارسالِ رُسُل کے معنے پیغمبروں کو اُوپر سے نیچے یا مشرق سے مغرب کو یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھیجدینا ہیں۔ بلکہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے رسولوں کو بھیجنے کے معنے یہ ہیں کہ ارادۂ خداوندی کا تعلق اس امر سے ہوجائے کہ

www.kitabghar.org

شریعت را جمہور بنی آدم بدانند تا صلاح ایشان بیجے باشد و از مشہوراتِ ذائعہ گردد و عقل و قوا ایشان بآن علمِ حق ممتلے شود تا سبب حدوث ارادۂ افعال خیر و کف از منہیات گردد در حق بسیارے یا درمیان بنی آدم انواع شرک و مظالم شائع گردد و دفع شرک و مظالم ازمیان ایشان بدون پیغامبرے مؤید از جانب قدس میسر نباشد یا قومے از مبغوضین را وقت عقوبت و اجلِ آن در رسد و مصلحت نباشد کہ سنگ از آسمان اندازند یا بہ صیحہ اہلاک نمایند بلکہ مصلحت ارسال رسولے باشد صاحب شوکت کہ آن عزیز بمنزلۂ جبریلؑ واسطۂ تعذیب آن جماعۂ ملعونہ گردد و این علم و این داعیہ راہمہ افراد انسان قابل نیستند بلکہ قابلِ آن اعدل افراد و اشبہ آن بملأ اعلٰی می تواند شد و ہمہ اوقات قابل ظہور امرِحق نیست بلکہ حکمتِ الٰہیہ پیش از وجودِ افراد معین میکند فردے را و مشخص میسازد زمانے را چون آن زمان در رسد و آن مرد بوجود آید نفس قدسیۂ آن فردِ معتدل را برائے خود اصطناع فرماید کہ وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِىْ و آن شرع در دل او ریزد و جمیع قوائے عقلیۃ و قلبیۃ آن فردِ معتدل را مسخر خود نماید و اُمتے گرد وے جمع کند و او را منصب ارشاد و تعلیم کرامت فرماید و ایشان را توفیق تعلّم و استرشاد بخشند و این داعیہ را درمیانِ ایشان شائع گردانند بدان ماند کہ ۲۲

شریعت کو عام بنی آدم جان لیں تاکہ اُن کی اصلاح ہوجاتے اور خوب مشہور اور شائع ہوجائے اور لوگوں کی عقل اور قوای اس علمِ حق سے بھر جائیں تاکہ یہ بہت سے نیک لوگوں کے حق میں نیک کاموں کے کرنے کا ارادہ پیدا ہوجانے کا اور بُرے کاموں سے باز رہنے کا سبب بن جائے۔ یا بنی آدم کے درمیان بہت سی قسموں کے شرک اور مظالم شائع ہوجائیں اور اُن کا دفع ہونا ایسے پیغمبر کے بغیر جو عالمِ علوی کا تائید یافتہ ہو میسّر نہ ہوسکے۔ یا مبغوض قوموں میں سے کسی قوم پر عذاب کا وقت اور اُس کی مدّتِ مقدّرہ آپہنچے اور یہ مصلحت نہ ہو کہ آسمان سے پتھر برسا کر یا سخت آواز سے ہلاک کریں بلکہ یہ مصلحت ہو کہ ایک صاحب شوکت پیغمبر بھیجا جائے کہ وہ صاحب عزّت شخص بمنزلہ جبریلؑ اس جماعتِ ملعونہ کو عذاب دینے کا ذریعہ بن جائے اور اس علم اور اس داعیہ کے قابل تمام افرادِ انسان نہیں ہیں بلکہ ان میں سے وہ فرد ہوتا ہے جو سب سے زیادہ اَعدل ہوتا ہے (یعنے جس کی قوتِ ملکیہ و قوتِ بہیمیہ غایتِ اعتدال پر ہوں) اور سب سے زیادہ (صفائے باطن و جلائے نفس کی وجہ سے) ملائکہ مقربین سے مشابہت رکھتا ہو۔ اور امرِ حق کے ظہور کے قابل تمام اوقات نہیں ہوتے، بلکہ حکمتِ الٰہیہ افراد کے وجود میں آنے سے پہلے ہی ایک فرد کو معیّن کرلیتی ہے اور ایک زمانہ کو مشخص کردیتی ہے۔ جب وہ زمانہ آپہنچتا ہے اور وہ فرد (حسبِ مشیّتِ الٰہی) وجود میں آجاتا ہے تو اُس فردِ معتدل کے نفسِ مقدّس کا اپنے لئے انتخاب فرمالیتی ہے وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِىْ (۲۰ : ۴۱) اور میں نے تم کو اپنے لئے منتخب کیا؛ اور اُس شرع کا فیضان اُس کے دل پر فرما دیتے ہیں اور اُس فردِ معتدل کے تمام قوائے عقلیۃ اور قلبیۃ کو اپنا تابع بنا لیتے اور ایک اُمت کو اُس کے گرد جمع کردیتے ہیں اور اس کو منصبِ ارشاد و تعلیم عطا فرماتے ہیں اور اُن (اُمتیوں) کو (اُس سے) علم و رُشد حاصل کرنے کی توفیق بخشتے ہیں اور اس داعیہ (حصُولِ علم و رُشد) کو اُن لوگوں کے درمیان شائع کردیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ

www.kitabghar.org

چراغے درخانۂ افروزند و عکس آن چراغ
در آئینہا کہ حوالے چراغ منصوب ساختہ
اند بیفتد پس بوجود این ارشاد و
استرشاد ہردو معنیٰ موجود شوند ہم
کمال نفس پیغامبر و نفوس اُمّۃ اُخرجت
للنّاس وہم آن شریعتِ الٰہیہ کہ در
ازل الآزال صورت بستہ بود ہردو حقیقت
یکجا بہ نحوے از انحاء تحقق موجود گشت
چنانکہ کتابِ طب را مثلاً وجودِ خطّے
است و وجودِ لفظے و وجودِ ذہنی پس
وجود خطی رنگے است سیاہ برصفحۂ کاغذ
بوضعے خاص ریختہ لیکن دال برحروف
چند وحروف صوتے است خاص غیرقار
دالِ برصُوَرِ ذہنیۂ چند وآن صور ذہنیۂ تفصیل
مسائلِ طب وحل معضلاتِ اوست بسبب
نوشتن این کتاب راہے بقواعد طب پیدا
شد و درمیان مردم رواجے پدید آمد باین
اسلوب آن شریعتِ ممثلہ در ملکوت
باین تعلم وتعلیم متحقق شد پس این است
معنے ارسال رسل و انزال کتب فتدبر
و این وجودے است در ضمن
وجودے آن یک روح است وآن
دیگر جسد وصورت نبی گاہے صورت
بادشاہ و خلیفہ می باشد و گاہے
صورتِ حبر و عالم و گاہے
صورتِ زاہد و مرشد

ایک چراغ گھر میں جلا دیا جائے اور اُس کا عکس اُن آئینوں میں پڑے
جو چراغ کے چاروں طرف کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ تو اس ارشاد
اور استرشاد کے وجود سے دونوں معنے موجود ہو جائیں گے نفسِ
پیغمبر کا کمال اور اُمّۃ اُخرجت للنّاس[1] کے نفوس کا کمال
اور نیز وہ شریعتِ الٰہیہ جس کی ازل الآزال میں (بمرتبۂ علم
تفصیلی جس کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں) صورت قائم ہوگئی
تھی (اب خارج میں) دونوں حقیقتیں تحقّق کے طریقوں میں سے
ایک خاص طریق کے ساتھ موجود ہوگئیں (اب تحقق کے مختلف
طریقوں کو اس مثال سے سمجھئے) جیساکہ مثلاً کتابِ طب کے لئے
ایک وجود خطی ہے اور ایک وجود لفظی ہے اور ایک وجود ذہنی
ہے۔ تو وجود خطی تو ایک کالا رنگ ہے جو ایک خاص وضع کے
ساتھ صفحۂ کاغذ پر گرا ہوا ہے۔ لیکن وہ دلالت کر رہا ہے متعدد
حروف پر اور حروف ایک خاص آواز کا نام ہے جس میں ٹھہراؤ
نہیں ہے (یہ وجود لفظی ہوا) جو دلالت کر رہی ہے چند ذہنی صورتوں
پر (یہ وجودِ ذہنی ہوا) اور وہ صُوَرِ ذہنیہ تفصیل ہے مسائلِ
طب کی اور حل ہے اُس کی مشکلات کا۔ اس کتاب کے لکھنے سے
قواعد طب کی ایک راہ پیدا ہوگئی اور لوگوں کے درمیان اُس کے
رائج ہونے کا ظہور ہوگیا۔ اسی اسلوب کے ساتھ (سمجھ لیجئے کہ)
وہ شریعت جس کا تمثّل ملکوت میں ہوا تھا اس تعلیم اور تعلّم (یعنے
سکھانے اور سیکھنے) سے متحقق ہوگئی۔ حاصل یہ ہے کہ ارسالِ رُسُل
(یعنی رسولوں کو بھیجنے) اور انزالِ کُتُب (یعنے کُتب کے نازل
کرنے) کے معنے یہ ہیں۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اور یہ ایک وجود
ہے دوسرے وجود کے ضمن میں۔ وہ ایک وجود (یعنے پہلا وجود
جس کا تمثّل ملکوت میں ہوا تھا) روح ہے (یعنی روح کے مرتبہ
میں) اور دوسرا (وجود جو خارج میں مشاہدہ کیا جا رہا ہے) جسد
اور نبی کی صورت کبھی بادشاہ اور خلیفہ کی صورت ہوتی ہے،
کبھی ایک فاضل وعالم کی صورت اور کبھی زاہد اور مرشد کی صورت

[1] تلمیح ہے آیت کنتم خیر اُمّۃ اُخرجت للنّاس کی جانب اور اس طرف اشارہ بھی ہے کہ امت کا کمال خیریّت ظلّ ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال کا جیساکہ چراغ کی روشن مثال سے واضح ہے اور اس طرف بھی کہ کنتم خیر امۃ کے اصل مخاطب وہی ہیں جو اس ذات سراجاً منیراً کے ہمیشہ گردو پیش رہتے تھے" اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

وہر صورت را اسبابے است از بخت وحظ و قوائے و ہر صورت را افعال است و آثار چنانکہ مادۂ بدن عناصر اربعہ است و نفس ناطقہ روح مدبرۂ اوست و سبب بدن نطفہ است و اغذیہ ظاہر بینانِ نبوتِ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم بادشاہی دانستند و بروحِ این فتح کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ پے نبردند و در شقاء ابد ماندند و افضل الشرائع کہ بر افضل بشر نازل شد صورت او مرکب بود از چند چیز ہم صورت خلافت وہم صورتِ حبر معلّم وہم صورت زاہد مرشد۔

نکتۂ سوم خلافت ظہرے دارد و بطنے ظہر خلافت سلطنت و فرمانروائی است برائے اقامتِ دین و بطن آن تشبّہ است با پیغامبر در اوصافے کہ بہ پیغامبری تعلق دارد پس نبوت آن است کہ ارادۂ الٰہیہ متعلق شود بصلاح عالم و کبتِ مفسدین و کفار و ترویج شریعت در ضمن افعال و اقوال پیغامبر و خلافت آن است کہ متعلق شود ارادۂ الٰہیہ بتکمیل افعال پیغامبر و ضبط اقوال و اشاعتِ نور او و غلبۂ دینِ او در ضمن قیام شخصے از امت بخلافتِ پیغامبر و داعیہ اعلائے دین پیغامبر در خاطر شخصے ریزند و از انجا منعکس شود بسائر امت و این عزیز در قوتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ نسبتے دارد بالنفسِ پیغامبر

ہر صورت کے لئے اسباب ہوتے ہیں یعنی بخت[۱] اور حظ[۲] اور قُوٰے۔ اور ہر صورت کے لئے افعال اور آثار ہیں جیساکہ مادّۂ بدن عناصر اربع ہیں (آگ، ہوا، پانی، مٹی) اور نفس ناطقہ اُس کی روح مدبّرہ ہے، اور بدن کا سبب نطفہ ہے اور غذائیں۔ ظاہر بین لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بادشاہی سمجھ لیا اور اِس فتح کی رُوح پر نظر نہیں کی (یعنی فتح کی حقیقت پر غور نہ کیا) اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اور ابدی بدبختی میں پڑے رہ گئے۔ اور تمام شریعتوں سے افضل شریعت جو افضل البشر پر نازل ہوئی اُس کی صورت چند چیزوں سے مرکب تھی صورت خلافت بھی اور ایک متبحر معلّم کی صورت بھی اور زاہد مُرشد کی صورت بھی۔

نکتۂ سوم۔ خلافت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر خلافت کا سلطنت اور فرمانروائی ہے اقامتِ دین کے لئے۔ اور اُس کا باطن تشبّہ ہے پیغمبر کے ساتھ اُن اوصاف میں جو کہ پیغمبری سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس نبوّت تو (جیساکہ ابھی لکھا جاچکا ہے) یہ ہے کہ ارادۂ الٰہیہ عالم کی بھلائی اور مُفسدین و کفّار کی سرکوبی اور افعال و اقوال پیغمبر کے ضمن میں ترویج شریعت سے متعلق ہوجائے۔ اور خلافت یہ ہے کہ ارادۂ الٰہیہ متعلق ہو افعال پیغمبر کی تکمیل اور اقوال پیغمبر کے منضبط کرنے اور اُس کے نور کی اشاعت اور دین کے غلبہ سے (اس کا ظہور ہوگا) خلافت (یعنے نیابت) پیغمبر کے لئے اُس کی اُمت میں سے کسی شخص کے قیام کے ضمن میں۔ اور دین پیغمبر کو بالاتر کرنے کا عزم راسخ ایسے شخص کے دل میں ڈال دیں اور وہاں سے اس کا انعکاس (یعنی اس کا اثر) تمام اُمّت پر پہنچے۔ اور یہ عزیز قوّتِ عاقلہ اور قوّتِ عاملہ میں نفسِ پیغمبر کے ساتھ خاص نسبت رکھتا ہوگا اس لئے

۱؎ بخت ایک نقطہ ہے جو حق تعالےٰ نے نفوسِ طبقہ انسانی میں ودیعت رکھا ہے اور ایک قوت اُس کے ساتھ ملادی ہے کہ بموجب اپنے مقتضاء کے تمام نفوس کو جذب کرتا ہے اس پر مفصل کلام حضرت مصنف قدس اللہ سرہٗ نے ہمعات میں کیا ہے جس کا ترجمہ بنام قطرات مرشدنا حضرت مولانا عبداللہ شاہ کرنالی نے فرمایا۔ یہ مضمون "قطرہ بائیسویں" میں تحریر فرمایا گیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ ۲؎ حظ کے معنے ہیں حصہ یعنی جس کو جس قدر علوم دینا تھے وہ ازل میں دیئے جاچکے۔ یہاں کسی سبب کے ماتحت ان پر سے حجابات مرتفع ہوتے رہتے ہیں اور جس کے سے چاہتے ہیں وہ حجابات خود ہی مرتفع کردیتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

پس محدَّث باشد و فراستِ او موافق وحی اُفتد وانواع کرامات و مقامات کہ بآن کمالِ نفسِ او باعتبار قوتِ عاملہ شناختہ شود درین عزیز موجود باشد لابد صورت خلیفہ میباید کہ موافق باشد باصورتِ پیغامبر اگر پیغامبر بادشاہ است خلیفہ لامحالہ بادشاہ خواہد بود اگر حبرؔ است و زاہد لابد خلیفہ ہمان صفت خواہد بود در پیغامبر خصوصِ صورت از پیغامبری خارج است و در خلیفہ خصوصِ صورت داخلِ خلافت است کہ بتشابہ صورت و معنے ہر دو استحقاق نام خلیفہ پیدا کردہ است چنانکہ فصل از عوارضِ جنس است و داخل در نوع و چنانکہ خاصہ از عوارضِ تامِ ماہیت نوعیہ است و از صفات نفسیہ صنف و دورانِ حکم بر علتے کہ مَظِنّۂ مصلحتے باشد مقتضی حکمت است کہ بعموم مصلحت تعلق دارد و خصوصِ آن علت مقتضے شریعت است کہ بخصوصِ مظنات تعلق دارد و شبہ نیست کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم چون داعیۂ آلہیہ در نفسِ قدسیۂ او ریختند و وے تنہا بود و برائے او اَعوان و اَنصار مطلوب شد تا در حیاتِ پیغامبر اعانتِ او کنند و بعد از وفاتِ او واسطہ باشند درمیانِ پیغامبر و اُمت چون در ازل الآزال در مرتبہ قدر پیغامبر و اُمت او ممثل گشت جمعے کالواسطہ بودند در تاثیر پیغامبر در اُمتِ خود باعتبار مناسبتِ جبلیہ و افعالِ صادرہ از ایشان چنانکہ پیغامبر بوصفِ پیغامبری دران جا معیّن شد این جماعہ بوصف خلافت ممثل شدند

محدَّث (مُلہَم) ہوگا اور اس کی فراست وحی کے موافق پڑے اور بہت قسم کی کرامتیں اور مقامات جن سے اُس کے نفس کا کمال باعتبار قوتِ عاملہ کے پہچانا جاسکے اس عزیز میں موجود ہوں گی اس لئے لازمی طور پر یہ ہونا چاہیئے کہ خلیفہ کی صورت موافق ہو پیغمبر کی صورت کے۔ پیغمبر اگر بادشاہ ہے تو خلیفہ بھی ضرور بادشاہ ہوگا۔ اگر متبحر عالم اور زاہد ہے تو ضروری ہے کہ خلیفہ بھی اُسی صفت پر ہوگا۔ پیغمبر میں تو صورت کی خصوصیت پیغمبری سے خارج ہے مگر خلیفہ کے حق میں صورت کی خصوصیت خلافت میں داخل ہے کہ صورت و معنی دونوں میں مشابہ ہونے کی وجہ سے ہی اُسے خلافت کے لقب کا استحقاق حاصل ہوا ہے جس طرح کہ "فصل" جنس کے عوارض میں سے ہوتا ہے (اور جنس کی ماہیت میں داخل نہیں ہوتا) اور (وہی فصل) نوع میں داخلِ (تا ہوتا ہے۔ اور جس طرح کہ "خاصّہ" ماہیت نوعیہ کے عوارض میں سے ہے اور صنف کی صفاتِ نفسیہ میں سے ہے اور دورانِ حکم ہر ایسی علت کا جو مظنّہ ہو کسی مصلحت کا وہ ایسی حکمت کا مقتضی ہوتا ہے جس کا تعلق عموم مصلحت سے ہوتا ہے اور اس علتِ مقتضی (یعنی مقتضی عموم مصلحت) کا خصوص شریعت ہے جو (اُن) مظنات (عموم مصلحت) کو خاص کرنے سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب داعیۂ آلہیہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس میں ڈالا گیا تو آپؐ تنہا تھے اور آپؐ کے لئے اعانت و مدد کرنے والے مطلوب ہوئے تاکہ پیغمبر کی حیات میں اُن کی اعانت کریں اور اُن کی وفات کے بعد واسطہ بن جائیں پیغمبر اور اُمت کے درمیان۔ جب ازل الآزل میں مرتبہ قدر میں پیغمبر اور اُن کی اُمت مثالی صورتوں میں نمایاں ہوئی تو (اُن صورتوں میں سے) ایک جماعت پیغمبر کی تاثیر کے امت تک پہنچنے کے لئے مثل واسطہ کے تھی قدرتی طبعی مناسبت اور افعال کی وجہ سے جو ان سے صادر ہونے والے تھے۔ جس طرح کہ پیغمبر بوصفِ پیغمبری اُس مرتبہ میں معیّن ہوا (اسی طرح) یہ جماعت بوصفِ خلافت ممثل ہوئی۔

www.kitabghar.org

این معنے در ازل الآزال برائے ایشان نوشتہ اند و در خارج ہمان معنے بر روئی کار آمد و بعد انتقال ہمان امور در صحیفہ نفس ایشان منتقش ماند و ما احسن ما قیل فی ہذا المعنے ؎ دردت ز ازل آمد تا روز ابد پاید ۔ چون شکر گزارد کس این دولت سرمدرا
چون خلافتِ ظاہرہ و باطنہ مجتمع شود آن را خلیفہ خاص گوئیم و خلافتِ خاصہ مرتبہ ایست از ولایت و آن مرتبہ اشبہ مراتب ولایت است بہ نبوت و علمائے اُمت کہ حکمتِ الٰہیہ ایشان را در ترویج دینِ محمدی علٰے صاحبہ الصلوات والتسلیمات و تجدید شریعتِ او قائم فرمودہ صاحب مراتب اند و خلافتِ خاصہ جامع این ہمہ مراتب است این است حقیقت خلافتِ خاصہ چون مفہوم خلافت خاصہ منقح شد حالا استقراء احوال و اقوال خلفاء باید کرد و از صورِ قصہا بارواح آن انتقال باید نمود و از قصص کثیرہ بی بمعنے مشترک باید برد تا واضح شود کہ این جماعہ بآن متصف اند و آیاتِ قرآن را و احادیثِ پیغامبر و آثار سلف صالح را تتبع باید فرمود تا در تنقیح معنے خلافت و اثبات لوازم آن در اشخاصِ معینہ مدد فرماید۔

نکتہ چہارم آنچہ تقریر کردیم معنے خلیفہ خاص پیغامبر بود مطلقاً الحال میخواہیم کہ بیان کنیم خلیفۂ خاص پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم بحسب صورت بہ چہ اوصاف بیاید کہ متصف باشد بدانکہ پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء بود و شریعتِ او افضل شرائع الٰہیہ و کتاب نازل بروے افضل کتبِ سماویہ و پیغامبران گاہے بصورتِ بادشاہان بروز میکردند مانند حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام

چونکہ یہ معنے ازل الآزال میں ان کے لئے لکھے جا چکے ہیں تو خارج میں بھی اس معنے کا ظہور ہوا اور انتقال کے بعد بھی وہی امور انکی کے نفس کے صحیفہ پر نقش ہو کر رہ گئے اور اس معنے میں کیا خوب کہا گیا ؎ دردت ز ازل آمد... الخ یعنے تیرا درد ازل سے آیا ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ اس ہمیشہ رہنے والی دولت کا شکر کوئی کیسے ادا کرے ۔ جب خلافت ظاہرہ اور باطنہ مجتمع ہو جائیں تو ہم اس کو خلیفہ خاص کہتے ہیں اور خلافت خاصہ ولایت کا ایک مرتبہ ہے اور وہ مرتبہ ولایت کے مراتب میں سب سے زیادہ نبوت سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور علمائے اُمت کہ حکمتِ الٰہیہ نے اُن کو دینِ محمدی علٰے صاحبہ الصلوات والتسلیمات کو رواج دینے اور آپ کی شریعت کی تجدید کے لئے قائم فرمایا صاحب مراتب ہیں اور خلافتِ خاصہ ان تمام مراتب کی جامع ہے۔ یہ ہے حقیقت خلافتِ خاصہ کی۔ جب خلافتِ خاصہ کا مفہوم منقح ہو گیا تو اب خلفاء کے احوال و اقوال کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ اور (خلفاء کے) قصّوں کی صورتوں سے اُن قصّوں کی روح کی طرف (خیال کو) منتقل کرنا چاہیئے اور بہت سے قصوں سے ایک مشترک حقیقت پانے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ حضرات اس صفت (خلافتِ خاصہ) سے متصف ہیں۔ اور آیاتِ قرآن اور احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کے آثار کا تتبع کرنا چاہیئے تاکہ معنے خلافت کی تنقیح میں اور اشخاصِ معینہ میں اس کے لوازم کا ثبوت حاصل ہونے میں مدد مل جائے۔

نکتہ چہارم۔ جو کچھ ہم نے تقریر کی ہے وہ مطلقاً کسی پیغمبر کے خلیفۂ خاص کے معنے پر تھی اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ خاص کے لئے بحسب صورت کیا اوصاف ہونے چاہئیں جن سے کہ وہ متصف ہو۔ جاننا چاہیئے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء تھے اور اُن کی شریعت تمام شرائع الٰہیہ سے افضل اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب تمام کتبِ سماویہ سے افضل ہے۔ اور پیغمبر کبھی بادشاہوں کی صورت میں نمایاں ہوتے ہیں مانند حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے

www.kitabghar.org

وگاہی بصورت اَحبار مانند حضرت زکریا علیہ السلام وگاہی بصورت زُہّاد مانند حضرت یونس و حضرت یحییٰ علیہما السلام ودر ہر صورتے خدائے تعالیٰ ایشان را جاہے وغلبۂ وعزّتے کرامت می فرمود وامّت را توفیق انقیاد عطا می نمود آن غلبہ وآن انقیاد بمنزلۂ بدنِ لحمی انسان می بود وعنایتِ الٰہی درمیان بمنزلۂ نفسِ ناطقہ چنانکہ بدن آشیانۂ نفس می باشد صورت این غلبہ وعزّت وجاہ وآن انقیادِ قوم ونیایش ایشان بدن نبوت است وعنایتِ الٰہی وفتح غیبی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ روح نبوت گویا حقیقت نبوت در پس پردہ حرکت می فرماید مانند ظہور حرکتِ باد در ضمن حرکت شیر و ماہی کہ از اثواب میسازند ؎ ماہمہ شیران ولے شیر علم ❊ جنبشش از باد باشد دمبدم ❊ ظہور نبوت بہترین پیغامبران جمع بود در بادشاہی وجبریت و زہد پس صورت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم آمدن مسلمین بود گرد وی صلی اللہ علیہ وسلم این معنے در مکہ متزاید شدن گرفت تا آنکہ صورت اقبال بہم رسید مانند رئیس مدینۂ از مدن یا قریۂ از قریٰ بعد ازان مامور شدند بہجرت ومسلمین از ہر جانب موفق گشتند بہجرت وتہیأ برائی جہاد پدید آمد ومعنے ریاست وجمع فوج وفرمان روائی افزون شدن گرفت تا آنکہ فتح مکہ بوقوع آمد ووفودِ عرب از ہر طرف بخدمت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شتافتند وسورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ

اور کبھی احبار (متبحر علماء) کی صورت میں مانند حضرت زکریا علیہ السلام کے اور کبھی زاہدوں کی صورت میں مانند حضرت یونس و حضرت یحییٰ علیہما السلام کے اور ہر صورت میں خدا تعالیٰ ان کو ایک جاہ اور غلبہ اور عزّت عطا فرماتا رہا ہے اور امّت کو ان کی فرمانبرداری کی توفیق بخشتا رہا ہے۔ وہ غلبہ اور وہ اطاعت اس مرتبہ میں تھی جیسے ایک انسان کا گوشت پوست سے بنا ہوا بدن ہوتا ہے اور اس کے اندر عنایتِ الٰہی نفس ناطقہ کے مرتبہ میں۔ جس طرح کہ بدن آشیانہ ہوتا ہے نفس کا اسی طرح (پیغمبروں کے) اُس غلبہ اور عزّت وجاہ اور اُن کی قوم کی اطاعت و فرمانبرداری کی صورت نبوّت کا بدن ہے اور عنایتِ الٰہی اور فتح غیبی جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے نبوت کی روح اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا الخ یوں کہیے کہ حقیقت نبوّت پس پردہ سے حرکت فرما رہی ہے جس طرح ہوا کی حرکت کا ظہور ہوتا ہے شیر اور مچھلی کی حرکت کے ضمن میں جو کپڑوں سے بناتے ہیں (اور مکان کی سب سے بلند منزل پر ہوا کا رُخ معلوم کرنے کے لئے لگا دیتے ہیں) ؎ ما ہمہ شیران الخ ہم سب شیر ہیں مگر جھنڈے کے شیر۔ جن کو دمبدم ہوا سے جنبش ہوتی رہتی ہے ❊ اس پیغمبر کی نبوت کا ظہور جو تمام پیغمبروں سے بہتر ہے جامع ہوگا بادشاہی کا اور جبریّت (یعنے تبحّر علم) کا اور زُہد کا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی صورت ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مسلمانوں کا جمع ہونا۔ یہ حقیقت مکہ میں ترقی پذیر ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ اقبال مندی کی صورت اس حد تک پہنچی جیسا کہ شہروں میں سے کسی شہر کا یا قریات میں سے کسی قریہ کا رئیس ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور مسلمانوں کو بھی ہر جانب سے ہجرت کی توفیق ملی اور جہاد کے سامان فراہم ہونے لگے اور معنے ریاست اور فراہمی فوج اور فرمانروائی کے ترقی پذیر ہوئے یہاں تک کہ فتح مکہ وقوع میں آگئی اور ہر طرف سے عرب کے وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑ پڑے اور سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ الخ

www.kitabghar.org

وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا نزول یافت ودر غزوۂ تبوک چہل ہزار کس وبروایتے ہفتاد ہزار کس در رکابِ آن جناب صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بودند ودر حجۃ الوداع صد ہزار وبیست و پنجہزار کس بملازمتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاضر شدند ویمن وتہامہ ونجد و بعض نواحِ شام در تصرفِ وے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم داخل شد وجزیہ وزکوٰۃ ازان بلدان مے گرفتند وعاملانِ آنجناب در ہر مکان نشستند تا آنکہ صورت سلطان ناحیہ از نواحی پدید آمد چنانکہ جسدِ طفل در جمیع اقطار در ضمن نمو متزاید میگردد دہر لحظہ قوای نفس ناطقہ متکامل میشود ہمچنان برکات نبوت وفیوضِ رسالت متضاعف می شد ودرین صورت یک پایہ از ترقی باقی ماندہ بود کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برفیقِ اعلےٰ انتقال فرمود وآن ہیئت ذوالقرنین است کہ جمیع بادشاہان را مطیع خود ساخت ولوائے فرمانروائی برہمہ افراخت واین پایہ را بعرف بادشاہانِ پیشین شاہنشاہی میگفتند وخدای تعالیٰ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم باین ترقی بہ بشاراتِ متواترہ نواخت و وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرات بسیار وکرات بیشمار آن را افادہ فرمود وچون ندای يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ در رسید وآنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لبیک اجابت گفتند خدای تعالےٰ آن موعود را بدستِ خلفاء منجز گردانید وفارس وروم را کہ تمام ارض باجگزارِ ایشان بودند بردستِ ایشان مفتوح ساخت وخزائن این جموع بہ مسلمانان داد وآنہمہ در پلہ حسنات آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نہاد ونعمت متکامل شد ودر ضمن این ترقیات معنی نبوت متوفر گشت ومضمون هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

نازل ہوئی۔ اور غزوۂ تبوک میں چالیس ہزار شخص اور ایک روایت میں ستر ہزار اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ رکاب حاضر تھے اور حجۃ الوداع میں ایک لاکھ پچیس ہزار اشخاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظلِّ عاطفت میں حاضر تھے اور یمن اور تہامہ ونجد اور بعض شام کے علاقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں داخل ہوئے اور ان شہروں سے جزیہ اور زکوٰۃ وصول کیا جاتا تھا اور آپ کے عامل ہر مقام میں تعینات ہوگئے یہاں تک کہ وہ صورت پیدا ہوگئی جو ایک علاقہ کی بادشاہی کی ہوتی ہے۔ جیساکہ بچے کا جسم جب بڑھوتری پر ہوتا ہے تو تمام اطراف میں سے بڑھا کرتا ہے اور ہر لحہ نفسِ ناطقہ کی قوتیں کمال پذیر ہوتی ہیں، اسی طرح نبوّت کی برکتیں برابر بڑھتی رہیں۔ اور اس صورت میں ترقی کا ایک مرتبہ باقی رہا ہوا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرماگئے اور وہ (باقی ماندہ مرتبہ) ذوالقرنین کی ہیئت کا ہے کہ انھوں نے تمام بادشاہوں کو اپنا مطیع بنایا اور فرمانروائی کا جھنڈا سب پر بلند کیا تھا اور اس مرتبہ کو پہلے بادشاہوں کے عرف میں "شاہنشاہی" کہتے تھے اور خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ترقی پر متواتر بشارتوں سے نوازا اور آنجناب علیہ الصلوات والتسلیمات نے بہت دفعہ اور بے شمار مرتبہ اس کو ظاہر بھی فرمایا اور جب ندا يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ (یعنے اے نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی طرف واپس چل) پہنچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرماتے ہوئے لبیک کہا تو خدا تعالےٰ نے ان وعدوں کو خلفاء کے ہاتھوں پر پورا کیا اور فارس اور روم کو کہ تمام روئے زمین ان کی باجگزار تھی ان کے ہاتھوں پر فتح کرایا اور ان جماعتوں کے خزانے مسلمانوں کو دیدیئے اور وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنات کے پلّے میں رکھدیئے اور نعمت کمال کو پہنچ گئی اور ترقیات کے ضمن میں حقیقت نبوّت بہت کشادہ (یعنے ہمہ گیر) ہوگئی اور اس آیت کا مضمون عیاں ہوگیا هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ (۶۱: ۹) وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ بظہور پیوست والحمد للہ رب العالمین و اما صورت جبریت آن بود کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در وقتے پیدا شدند کہ عرب کلہم شعار بت پرستی داشتند راہ و رسم انبیاء سابقین بالکلیہ فراموش نمودہ نہ از معاد ایشان را خبرے و نہ از مبدأ درمیانِ ایشان ذکرے ظلم بر یک دیگر آئین ایشان بود حلال و حرام نمے دانستند پس حق سبحانہٗ و تعالیٰ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمود و بہترین کتب الٰہیہ بروے صلے اللہ علیہ وسلم نازل نمود و بانواع احکام و حکم انطاق فرمود کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى و جماعہ را موفق گردانید بحفظ علم و رشدِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم[1] امیین کتاب اللہ را خواندند و احادیث حکم و احکام را یاد گرفتند تا حدے کہ بادیہ نشینان احبار ملت گشتند باز درمیانِ امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حفظ این سر فرمود و در ہر عصرے جمعے را بقراءتِ قرآن توفیق بخشید و برخے را بتفسیر قرآن میسر ساخت و طائفہ را بروایت حدیث ممتاز گردانید و قومی را بفتوےٰ و قضاء قائم نمود و در ہر زمانے خلف را

ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے؛ والحمد للہ رب العالمین۔ اب صورتِ جبریّت (یعنے افاضہ علوم کی وضاحت کی جاتی ہے جو) یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں پیدا ہوئے کہ سب کے سب عرب کا شعار بت پرستی بنا ہوا تھا۔ انبیائے سابقین کے طور و طریقے وہ کلیۃً فراموش کرچکے تھے نہ اُن کو معاد کی خبر تھی (یعنے اس دنیوی حیات کے بعد پھر کیا گزرے گی اور لوٹ کر کہاں جانا ہوگا)۔ اور نہ اُن کے درمیان مبدأ کا کوئی ذکر تھا (کہ ہمارا خالق کون ہے ہمارے جسم کی ابتداء کیسے ہوئی کس نے جسم کو اور رُوح کو پیدا کیا، روح کو کس نے جسم میں داخل کیا) اُن کا آئین یہ تھا کہ ایک دوسرے پر ظلم کرتے رہیں۔ حرام و حلال کی اُنھیں کچھ خبر نہیں تھی۔ پھر حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور کتبِ آلہیہ میں کی بہترین کتاب ان سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائی جس سے آپ نے قسم قسم کے احکام اور طرح طرح کی حکمتوں پر کلام فرمایا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى الخ (۵۳:۳-۴) اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں اُن کا ارشاد نری وحی ہے جو اُن پر بھیجی جاتی ہے؛ اور ایک جماعت کو اللہ تعالےٰ نے توفیق بخشدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و فلاح کے ارشادات محفوظ رکھنے کی۔ اُمّی (اَن پڑھ) لوگوں نے کتاب اللہ کو پڑھا اور احادیث حِکَم و احکام کو یاد کرلیا اس حد تک کہ وہ جنگلوں میں رہنے والے مِلّت کے متبحر عالم بن گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اس سِرّ (یعنے کتاب اللہ و تعلیم نبویؐ) کی (اس طرح) حفاظت فرمائی کہ ہر زمانہ میں ایک جماعت کو قراءتِ قرآن کی توفیق بخشی اور کچھ لوگوں کو تفسیر قرآن کی توفیق عطا ہوئی اور ایک گروہ کو روایتِ حدیث سے ممتاز فرمایا اور ایک قوم کو فتوےٰ اور قضاء پر قائم کردیا اور زمانہ میں خلف کو سلف سے علوم

[1] دنیا میں سیکڑوں نبی آئے مگر کسی کی اُمت کو سوائے اُمتِ محمدی کے یہ توفیق عطا نہیں ہوئی کہ اپنے نبی کے ارشادات کی کما حقہٗ حفاظت کرتے۔ مترجم

www.kitabghar.org

توفیقِ اخذ از سلف داد اگر کسے دلِ
دانا داشتہ باشد بداند کہ ماء الحیٰوۃ از منبع
قلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منفجر
شدہ است وآن را جداول و انہار پدید
آمد مسلمین شرقاً و غرباً ازان جداول و
انہار حصہ یافتہ اند و ہمین معنے در روز
حشر متمثل بکوثر خواہد شد ماؤہ ابیض
من اللبن و احلٰی من العسل آوانیہ
کعددِ نجوم السمآء پیش از بعثتِ آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ چیز
ازین قبیل موجود نبودند و بعد بعثت
از میان قلبِ مبارکِ وے صلے اللہ
علیہ وسلم چشمہ جوشید و بتمام آفاق رسید
در ضمن این تعلیم و تعلّم وحفظ آن
شریعتِ حقّہ کہ در عنایت اولیٰ ثابت
بود و در صدور ملأ اعلےٰ متمثل گشتہ نزول
فرمود و منتشر شد این را قیاس عقل
نتوان گفت از شدتِ ظہور بلکہ رأی العین
باید شمرد و ترقی در صورت جبریت نیز مراتب دارد
تا ہنگامیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ
تشریف داشتند اکثر علوم الٰہیہ کہ روز و شب بر
قلب مبارکِ او باران صفت نزول میفرمود
ہمہ توحید عبادت بود و دانستن معاد و قصص
انبیاء سالفہ صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین چون
بمدینہ رسیدند دامانِ علم کشادہ تر شد پس
بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم احکام وحِکَم
مفصّل تر نازل گردید و آنجناب طریقۂ ادائے
صلوٰۃ و زکوٰۃ و صوم و حج و واجبات و منہیات نکاح
و بیع و طریقۂ سیاستِ مدن و آدابِ معیشت علی اکمل الوجوہ

اخذ کرنے کی توفیق دی۔ اگر کوئی دلِ دانا رکھتا ہوگا تو وہ جان
لے گا کہ یہ آبِ حیات چشمۂ قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جاری ہوا ہے اور اُس سے بہت سی نہریں اور گولیں ظہور میں
آگئیں اور مسلمانوں نے مشرق سے مغرب تک اُن نہروں اور
گولوں سے حصہ حاصل کیا اور یہی حقیقت روزِ حشر میں بصورت
کوثر متمثل ہوگی (جس کے بارے میں ارشاد ہے کہ) اُس کا
پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اُس کے
ظروف اتنے ہیں جتنے آسمان پر ستارے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کوئی چیز اس نوع و انداز کی موجود
نہیں تھی۔ (یعنے علوم و حِکَم کی اشاعت کبھی اس طرح نہیں ہوئی)
بعد بعثت کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک سے ایک
چشمہ نے جوش مارا اور تمام عالم میں پہنچ گیا اس تعلیم و تعلّم
اور اس حفظ کے ضمن میں وہ شریعتِ حقّہ جو پہلی عنایت میں (جبکہ
اعیانِ اُمت بترتیب استفاضہ ملکوت میں صورتِ محمدی صلے
اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوتے اور نبوت و شریعت کا تمثّل ہوا)
ثابت ہو چکی تھی اُس نے ملأ اعلےٰ (ملائکۂ مقربین) کے سینوں
میں متمثل ہو کر نزول فرمایا اور عالم میں پھیل گئی۔ اس کو عقل
کا قیاس نہیں کہہ سکتے۔ اس کو شدتِ ظہور کا نتیجہ بلکہ آنکھوں
دیکھی بات شمار کرنی چاہیے۔ اور ترقی بصورتِ جبریت بھی کئی
مرتبے رکھتی ہے۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف
رکھتے تھے اکثر علوم الٰہیہ دن رات آپؐ کے قلب مبارک پر بارش
کی طرح نازل ہوتے رہتے تھے وہ سب توحید عبادت اور علم
معاد اور انبیاء سابقین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کے قصص
تھے۔ جب آپؐ مدینہ میں پہنچے تو آپ کا دامنِ علم بہت کشادہ
ہوگیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام اور حِکَم (یعنے
حکمتیں) بہت مفصّل نازل ہوئیں اور آنجناب نے نماز ادا
کرنے اور زکوٰۃ دینے اور روزے رکھنے اور حج ادا کرنے کے طریقے
اور واجبات و منہیات نکاح و خرید و فروخت کی وضاحت اور
سیاستِ شہری کے اصول اور باہمی میل جول کے آداب اکمل طور پر

www.kitabghar.org

بیان فرمودند بعد این دو مرتبہ مرتبۂ سیوم کہ آخر مرتبۂ جبریت است باقیماند و این مرتبۂ سیوم دو قسم است قسمی آنست کہ بحضور پیغامبر ﷺ می توانست بوجود آمد بنوعے از عسر لیکن مشیت الٰہیہ آن را موخر داشت تا خلفاء را معنے خلافت در جبریت تمام شود و آن جمع قرآن است از عسب و لخاف و صدور رجال تا آنکہ بین الدفتین مجموع شد و بہمان ہیئت اجتماعیہ در آفاق شیوع یافت و دروازۂ حفظ قرآن بر کافۂ مسلمین مفتوح گردید و قسمی آنست کہ بحضور حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم ممکن نبود کہ بوجود آید لابد بعد وے صلی اللہ علیہ وسلم متحقق شود و آن تفتیش احکام آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہنوز درمیان مردم شایع نگشتہ بود خلفاء آن را تفتیش نمودند و از صدور رجال برآوردند و حکم بر آن فرمودند و بسبب حکم ایشان فاش شد و نیز بعض نصوص محتمل معنے شتے بود تشخیص معنے مراد مشکل می شد خلفاء تشخیص معنے مراد کردند یا استنباطے خفی کہ خلفاء اجماع اہل حل و عقد بران گردانیدند و طرق اجتہاد در انچہ نصاً از شارع ثابت نشود ممہد کردند و طریق روایت حدیث و احتیاط دران آموختند و این مرتبہ آخر بردست خلفاء رض تمام شد و این قسم بے واسطہ از پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نے توان نمود زیراکہ ہرچہ از پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم استفادہ کردہ شود آن داخل سنت خواہد بود یا کتاب پس پیغامبر ما را صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ باید کہ جمع

بیان فرمائے۔ ان دو مرتبوں کے بعد تیسرا مرتبہ جو کہ جبریت کا آخری مرتبہ ہے باقی رہ گیا۔ اور یہ تیسرا مرتبہ دو قسم پر ہے۔ ایک قسم تو وہ ہے جو کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بھی وجود میں آسکتی تھی کسی قدر تنگی کے ساتھ، لیکن مشیتِ الٰہی نے اس کو موخر رکھا تاکہ جبریت کی جہت میں خلفاء کے لئے خلافت کا وصف تام ہوجائے اور وہ ہے قرآن کا جمع کرنا کھجور کے پٹھوں اور پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے یہاں تک کہ دو گتوں کے درمیان (یعنے ایک جلد میں) جمع ہوگیا اور اسی ہیئتِ اجتماعیہ کے ساتھ آفاق میں (یعنے تمام دنیا میں) شائع ہوگیا اور حفظِ قرآن کا دروازہ تمام مسلمانوں پر کھل گیا۔ اور ایک قسم وہ ہے جو کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اس کا وجود میں آنا ممکن نہیں تھا اس لئے ضروری ہوا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متحقق ہو اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احکام کی تفتیش تھی جو کہ ابھی تک لوگوں کے درمیان شائع نہیں ہوئے تھے، خلفاء رض نے ان کی تفتیش کی اور ان کو لوگوں کے سینوں سے برآمد کرکے ان کے مطابق احکام دیئے اور ان کے احکام کی وجہ سے ان کی اشاعت ہوگئی۔ اور نیز بعض نصوص ایسی تھیں کہ جن میں مختلف معنوں کا احتمال تھا اور معنے مراد کی تشخیص مشکل ہوتی تھی خلفاء رض نے ایک استنباطِ خفی کے ساتھ معنے مراد کی تشخیص کی جن پر اہل حل عقد کا بعد میں اجماع منعقد ہوگیا اور ان چیزوں میں جو بحیثیتِ نص شارع سے ثابت نہ ہوں طریق اجتہاد واضح کردیا۔ اور روایت حدیث اور اس میں احتیاط کا طریقہ سکھایا۔ اور یہ آخری مرتبہ جبریت خلفاء رض کے ہاتھ پر پورا ہوگیا اور اس قسم کا استفادہ براہ راست پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیا جاتا وہ سنت میں داخل ہوگا یا کتاب میں۔ تو (عقلاً) ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خلیفہ کا ہونا ضروری تھا جو کہ قرآن کو

www.kitabghar.org

کند قرآن را و تعلیم نماید استنباط شرائع و افضل انواع
فقہ بعد کتاب و سنت اجماعیات خلفاء است کہ
بمشورہ فقہائے صحابہ حکم کردند و آن حکم نافذ شد در
امت و ہمہ امت آن را قبول کردند و این نوع در زمان
پیغامبری نتواند شد اما صورت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کہ زاہد و عابد و راہ نمایندہ مسلمین باشد
بانواع اکتساب احسان از تلبس بوظائف طاعات
و این راہ نمودن بچند نوع متصور است بتمہید
قوانینِ احسان مثل وظائف صلوٰۃ و ذکر و
بیان کردنِ حفظ لسان و اشارہ نمودن بمقامات
واحوال دیگر نمودن آن مقامات واحوال بتاثیر
صحبت و بہمین معنے اشارہ واقع شد در کلمہ
وَیُزَکِّیْھِمْ و بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در ہر عصری افاضل امت بعد اتصاف باحسان
و کمالِ انصباغ نفوس ایشان بمقامات واحوال
دلالت نمودند سائر ناس را و از افادۂ ایشان و
استفادۂ آنان خانوادہا ملتئم شد و این نیز
سرّی است از اسرار الٰہی کہ در بعثت
حضرت نبوی صلے اللہ علیہ
وسلم منطوی بود و اول
و اقدم این سلسلہ خلفاء
بودند کہ عالم را باین
معانی دلالت مے فرمودند قولاً
و فعلاً و تعلیم مسائلِ احسان قولاً
و فعلاً مراتب بسیار دارد مرتبہ
آخرینش دو قسم است قسمی آنست کہ مردم
بے واسطہ از آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مے توانستند گرفت بنوعے
از عسر عنایتِ الٰہی خلفاء را

جمع کرے اور استنباط احکامِ شرع کی تعلیم دے۔ اور فقہ کی
انواع میں سب سے زیادہ افضل نوع کتاب و سنت کے بعد وہ
مسائل ہیں جن پر خلفاء رضؓ کا اجماع ہوچکا ہے اُن کے احکام بمشورۂ
فقہائے صحابہ دیتے اور ہر ایک حکم اُمّت میں نافذ ہوا اور تمام
اُمّت نے اس کو قبول کیا اور یہ نوع پیغمبر کے زمانہ میں نہیں
ہو سکتی تھی۔ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس صورت
پر غور کیا جائے کہ آپ زاہد و عابد اور مسلمانوں کے راہ نما ہیں
نسبتِ احسان حاصل کرنے کے مختلف طریقوں کے ساتھ وظائف
طاعات پر عمل کرنے کے ذریعہ سے۔ اور اس راہ نمائی کے
چند طریقے مفہوم ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ قوانینِ (حصولِ نسبت)
احسان مثل وظائف نماز و ذکر کی تشریح اور زبان کی نگہداشت
کو بیان کر دینا اور مقامات واحوال کی طرف اشارہ کر دینا۔ پھر
اُن مقامات واحوال کو تاثیر صحبت سے دکھا دینا اور اسی معنے
کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے کلمہ وَیُزَکِّیْھِمْ میں (۶۲:۲)
"اور رسول اُن کو پاک کرتا ہے" اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد ہر زمانہ میں افاضلِ اُمّت احسان سے متصف
ہونے اور ان کے نفوس اللہ کے رنگ سے منصبغ ہونے میں کامل
ہونے کے بعد مقامات و احوال پر رہنمائی کرتے رہے ہیں اور
تمام لوگوں کو ان کی فیض رسانی اور اُن کی فیضیابی کے نتیجہ
میں بہت سے خانوادے (یعنے سلوکِ طریقت کے بڑے بڑے
خاندان) بن گئے۔ اور یہ بھی ایک سرّ ہے اسرارِ خداوندی میں
سے جو کہ حضرتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں پنہاں
تھا اور سب سے پہلے اور سب سے آگے اس سلسلہ میں حضرات خلفاءؓ
تھے کہ عالم کی ان حقیقتوں کی طرف رہ نمائی فرماتے تھے قول
سے بھی اور فعل سے بھی۔ اور مسائل احسان کی تعلیم جو قولاً
اور فعلاً ہو بہت سے مراتب رکھتی ہے اور اس کا آخری مرتبہ
دو قسم پر ہے۔ ایک قسم وہ ہے کہ لوگ (طالبین) اس کو
بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے سکتے تھے کسی قدر
مشکل کے ساتھ۔ عنایتِ الٰہی نے اس تعلیم کے لئے خلفاء رضؓ کو

www.kitabghar.org

قائم مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائی این
تعلیم ساخت تا بتیسیر بدست آید تفصیل این اجمال
آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع بودند در
کمالاتِ شتّٰی مثل عصمت ووحی واحسان و
بعض امور از ایشان صادر می شد از جہتِ احسان
وبعض از جہت نبوّت مستفیدانِ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بحیرت درماندند کہ این فعل مثلاً
مخصوص بآنجناب است از جہتِ نبوّت صادر
شد وپس راہ اتباع دران مسدود است وحیث
تمنّا ازان نہی یا از جہتِ احسان است پس
محسنینِ اُمّت را بآن اقتدار باید کرد وسعی
در تحصیل آن باید نمود ہر دو باب مشتبہ می
شد وحیرت مانع کمالِ امتیاز مے گردید چون
خلفاء این طریقہ را از آنجناب صلی اللہ علیہ
وسلم اخذ نمودند ومردمان از خلفاء مشاہدۂ
آن امور کردند واضح شد کہ این ہمہ باب احسان
است ہمہ محسنینِ اُمّت را اقتداء بآن باید
کرد ومعجزہ مخصوص انبیاء است وکرامت عام
برائی اولیاء ووحی مخصوص انبیاء است ومحدّثیت
عام کشفے کہ دلیل قطعی تواند بود مخصوص بانبیاء است
وکشف مبشرات وفراسات عام وقسمے آنست کہ
مردم آن را بیواسطہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمی
توانستند اخذ نمود الا بطریق رمز واشارۃ دون الفعل
والحال مانند محبّت رسول کہ بالفعل آن را فنا فی
الرسول گویند یا نسبتِ اُویسیۃ بانقیادِ شرائع ودر
مقام شبہا بورع پی بُردن وعلٰی ہذا القیاس پیغامبر را
محبّتِ رسول چہ معنٰی دارد ونسبتِ اُویسیۃ آنجا چہ صورت
بندد این ہمہ مباحث بدون توسّط خلفاء راست نمی آید پس
جمیع افراد اُمّت باعتبار این امور محتاج شدند بواسطۂ ایشان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام بنا دیا تاکہ آسانی
سے حاصل ہوجائے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مختلف کمالات کے جامع تھے جیسے عصمت
اور وحی اور احسان۔ اور بعض امور آپؐ سے صادر ہوتے تھے
احسان کی جہت سے اور بعض نبوّت کی جہت سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرنے والے متحیّر ہوجاتے
تھے کہ مثلاً یہ خاص فعل آنجنابؐ کے ساتھ مخصوص ہے کہ اس کا
صدور آپؐ سے ازجہتِ نبوّت ہوا ہے تو اس میں اتباع کی
راہ مسدود ہے اور جیب تمنّا اس سے خالی یا جہتِ احسان
سے ہے تو محسنینِ اُمّت کو اس کی اقتدا کرنی چاہیئے اور اس کے
حاصل کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے گر دونوں دروازے مشتبہ
ہیں اور حیرت کمالِ امتیاز میں مانع ہوجاتی ہے جب خلفاء
نے اس طریقہ کو آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا اور
لوگوں نے ان امور کا مشاہدہ خلفاءؓ سے کر لیا تو واضح ہوگیا
کہ یہ سب امور باب احسان سے متعلق تھے اُمّت کے تمام
محسنین کو اس کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ اور معجزہ مخصوص ہے
انبیاءؑ کے ساتھ اور کرامت عام اولیاء کے لئے اور وحی مخصوص
انبیاءؑ کے ساتھ ہے اور محدّثیت عام ہے اور وہ کشف جو
کہ دلیل قطعی ہوسکتا ہے مخصوص ہے انبیاءؑ کے ساتھ۔ اور
کشف مبشرات وفراسات عام ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے کہ
لوگ اس کو بے واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ
نہیں کرسکتے تھے مگر بطریق رمز واشارے کے نہ فعل وحال کے
طور پر مانند محبّت رسول کے کہ بالفعل اُس کو فنا فی الرسول
کہتے ہیں یا نسبتِ اُویسیت یا انقیادِ شرائع اور مقام شبہات
میں تقوے پر عمل کرنا یعنی احوط صورت اختیار کرنا) اور
اسی پر دوسری باتوں کو قیاس کرلو۔ پیغمبر کے لئے محبتِ رسول
کے کیا معنے۔ اور نسبت اُویسیت کی وہاں کیا صورت ہوگی۔
یہ تمام مباحث بغیر توسّط خلفاءؓ ٹھکانے پر نہیں آتے تو
تمام اُمّت اِن اُمور کے اعتبار سے واسطہ کی محتاج ہوئی مختصر

www.kitabghar.org

سخن کوتاہ تشبہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در صورت نبوت بغیر قیام خلیفہ بپادشاہی عالم بشکل قیام ذوالقرنین بپادشاہی ہر دو جانب زمین کہ فارس و روم و ماحول آن باشد میسّر نیست و ہمچنین بغیر جمع قرآن و صرف ہمت بلیغہ در اشاعتِ آن و حمل ناس بر تلاوتِ آن و بدون اجماعیات در ہر بابے از ابوابِ فقہ میسّر نیست و ہمچنین بدون افادۂ جملہ صالحہ از مسائلِ احسان میسّر نیست

نکتۂ پنجم در بیان آنکہ تشبہ باپیغامبرِ ما صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار استعدادات و ملکات کہ مصدر افعال و احوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودہ است بچہ صفت می باید کہ باشد واینجا دو دقیقہ است کہ فہم آن از ضروریاتِ این مبحث است بلکہ از ہمات اکثر مباحث کلامیہ۔

دقیقۂ اولے خلق اشیاء بیواسطہ از حضرت حق است جل شانہ بارادہ واختیار نزدیک اہل حق پس ایجاب و تولید غلط است توقفے کہ بعض اشیاء را بر بعض دیدہ می شود بر سبیل جری عادت است عادت اللہ چنین جاری شدہ کہ

اور بالاجمال یہ بھی سمجھ لیجئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صورت نبوت میں مشابہت میسّر نہیں ہوسکتی خلیفہ کے بادشاہی عالم کی جگہ سنبھالے بغیر جس طرح ذوالقرنین نے بادشاہی عالم پر قبضہ کیا تھا کہ خلیفہ زمین کی دونوں جانب فارس وروم اور اس کے ماحول پر متصرّف ہو اور اسی طرح بغیر جمع قرآن کے میسّر نہ ہوگی اور اُس کی اشاعت میں اور لوگو کو اُس کی تلاوت پر رغبت دلانے میں بڑی سعی بلیغ اور ہمّت کی ضرورت تھی۔ نیز بغیر اجماعیات کے جو فقہ کے ہر باب میں موجود ہیں یہ مشابہتِ صورت کیسے میسّر ہوسکتی تھی اور اسی طرح مسائل احسان کے بارے میں بغیر ارشاداتِ صالحہ کے افادے کے صُورتِ نبوت میں تشبّہ میسّر نہیں آسکتا تھا۔

نکتۂ پنجم۔ اس امر کے بیان میں کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبّہ کے لئے اُن استعدادات وملکات کے اعتبار سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال واحوال کے مصدر ہیں کیا صفت ہونی چاہیئے کہ یہ پیدا ہوجائے اور یہاں ایسے دو دقیقے ہیں کہ پہلے ان کا سمجھ لینا اس مبحث کے لئے ضروریات میں سے ہے بلکہ اکثر مباحثِ کلامیہ کی ہمات میں سے ہے۔

دقیقۂ اُولیٰ۔ اہلِ حق کے نزدیک تمام اشیاء کی پیدائش حضرتِ حق جل شانہٗ کے ارادے واختیار سے بغیر واسطہ اُسی سے ہوتی ہے۔ اور ایجاب وتولید کا خیال غلط ہے (یعنی جب سبب وجود میں آجائے گا تو مسبّب کا خود ہی پیدا ہوجانا ضروری ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات علّۃ العِلَل ہے۔ ہر وجود کی براہِ راست علّت نہیں ہے۔ اسطرح ایک وجود سے جو افعال پیدا ہوتے ہیں اُن کا خالق براہِ راست حق تعالیٰ نہیں۔ ان افعال کے خلق کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ حق تعالیٰ نے وہ وجود پیدا کیا جس سے یہ چیزیں متولّد ہوتیں۔ اس نظریہ کا ابطال مقصود ہے ۱۲ مترجم) جو توقف (یعنے موقوف ہونا) بعض اشیاء کا بعض پر دیکھا جاتا ہے یہ عادت اللہ کے جاری ہونے کی بناء پر ہے۔ عادتِ الٰہی اسی طرح جاری ہوئی کہ بعض

www.kitabghar.org

عقیب وجود بعض اشیاء مخلوق کذا وکذا خلق فرماید اینجا قدم قومی لغزیدہ است در ہر استدلالے کہ باسباب بر سبب خاص کنند یا بہ مسبب بر اسباب خاص این شبہہ بہم رسانند کہ افاضہ اشیاء باارادہ فاعل مختار است نہ بطریق ایجاب و تولید پس استدلال باسباب خاصہ بر مسبب خاص و بالعکس نتوان کرد و این شبہ سفسطہ صرف است مصالح دنیا و آخرت ہمہ موقوف بر استدلال است از اسباب بر مسببات و بالعکس تخم در زمین چرا می ریزند و آن را چرا آب میدہند و استعمال دوا چرا میکنند و جہاد باعداء چرا بعمل مے آرند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در حروب و در جمیع امور چرا اسباب خاصہ را ملاحظہ می فرمودند و پے بہ مسبب خاص می بردند و اگر این استدلال از میان برخیزد عقل بیکار افتد و عاقل و سفیہ یکسان شوند و تحری خلفاء در امور ملکی و اصابت ایشان دران باب فضیلتے نہ دہد و مکلف بآن نہ شوند سُبحانک ہٰذا بُہتانٌ عظیمٌ حق آن است کہ توقف مسببات بر اسباب امر حق است و خلق بے واسطہ بارادہ فاعل مختار نیز امر حق ہر کہ تطبیق در ہر دو امر تواند داد و عقل او گنجائش آن کند جائز است و اگر درین مسئلہ سخن راند و الّا ہر دو مسلک را حق داند و از تفصیل باز ماند

دقیقہ ثانیہ آنکہ در بادی رای دانستہ میشود ادلّہ کہ از اسباب و مسببات سازند پیش

اشیاء کے وجود کے پیچھے بعض اشیاء جو ایسی ایسی صفت سے مخلوق ہوں پیدا فرماتے۔ یہاں ایک دوسری قوم کے قدم ڈگمگئے وہ ہر ایسے استدلال پر جس میں اسباب سے مُسبّبِ خاص پر استدلال کیا جائے، یا مُسبّب سے اسبابِ خاص پر، یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ افاضہ اشیاء۔ فاعلِ مختار کے ارادے سے ہوا ہے بطریقِ ایجاب و تولید نہیں ہوا (جس کو ہم نے مذہب اہلِ حق قرار دیا ہے۔ ایجاب و تولید کا مطلب یہی ہے جو ہم نے ابھی بیان کیا ہے) تو اسبابِ خاصہ سے مُسبّب پر اور مُسبّب سے اسباب پر استدلال نہیں کر سکتے۔ اور یہ شبہہ محض ایک سفسطہ (یعنی مغالطہ میں ڈالنے والی دلیل) ہے۔ دُنیا اور آخرت کی تمام مصالح میں اسباب سے مُسبّبات پر اور مُسبّبات سے اسباب پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ایک بیج زمین میں کیوں بوتے ہیں اور اس کو کیوں پانی دیتے ہیں۔ اور دوا کا استعمال کیوں کرتے ہیں۔ دشمنوں کے ساتھ جہاد کیوں عمل میں لایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائیوں میں اور سب کاموں میں کیوں اسبابِ خاصہ کو ملاحظہ فرماتے تھے اور مُسبّبِ خاص کا پتہ چلا لیتے تھے۔ اور اگر یہ استدلال درمیان سے اُٹھ جائے تو عقل بے کار رہ جاتے اور عقلمند اور احمق یکساں ہو جائیں۔ اور امور ملکی میں خلفاءؓ کی تدابیر کرنا اور اُن کی اصابت رائے اس باب میں ان کی کوئی فضیلت ثابت نہ کر سکے گی اور وہ اس پر مُکلّف بھی ہوں گے۔ سُبحانک ھٰذا بُھتانٌ عظیمٌ۔ حق یہ ہے کہ مُسبّبات کا اسباب پر موقوف ہونا امرِ حق ہے۔ اور یہ بھی امرِ حق ہے کہ ہر شے کی تخلیق بارادہ فاعلِ مختار (یعنی اللہ جل شانہٗ کے ارادے سے) بے واسطہ ہوتی ہے۔ جو شخص ان دونوں میں مطابقت دے سکے اور اس کی عقل میں یہ گنجائش ہو اس کے لئے تو جائز ہے کہ وہ اس مسئلہ میں کلام کرے ورنہ ہر دو مسلک کو حق سمجھے اور تفصیل میں جانے سے رُک جائے۔

دقیقہ ثانیہ۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو ادلّہ اسباب و مُسبّبات سے حاصل کی جائیں گی وہ اُن لوگوں کے نزدیک جو

www.kitabghar.org

قائلان بختار مُرید قطع را فائدہ ندہد چہ خرقِ عادت ممکن است ہمچنان پیش قائلان بایجاب نیز اکثر آن فائدہ قطع ندہد زیراکہ در عالم کون وفساد یقین بآنکہ ہمین اشیاء اسبا باشند لاغیر و بآنکہ وجود مانع و انتفاء شروط منتفے است ملے کثرتہا و انتشارہا میسّر نیست معہٰذا فی نفس الامر اعتقاد جازم دربعض امور حاصل میشود بلکہ دربعض مواد یقین نیز بہم می رسد واین سخن بہان میماند کہ اغلاطِ حس بسیار است معہٰذا در بعض مواد باحساس یقین حاصل مے گردد و سلامت مواد و صور در اکثر انظار غیر متیقن بہ معہٰذا یقین دربعض امور پیدا میشود و احتمال مجاز و اشتراک و تخصیص عام و مانندِ آن در کلام مخبر صادق قائم معہٰذا یقین بمضمون خطاب شارع حاصل می گردد و انکار این معانی مکابرہ است و سِرّ درینجا آن است کہ حدسے خفی نفس را دربعض جاہا حاصل میشود و یقین بآن محدوس متشبح میگردد من حیث یدری او لا یدری۔

چون این دو دقیقہ مذکور شد بر اصل سخن رویم افعال متسقہ متقاربہ از نفس ناطقہ پیدا نمے شود،

ارادہ واختیار کے قائل ہیں قطعیت کا فائدہ نہ دیں گی کیونکہ خرقِ عادت بھی ممکن ہے۔ (تو مثلاً دھوئیں کو دیکھ کر وہ یہ یقین نہیں کریں گے کہ آگ موجود ہے وہ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ خلافِ عادتِ جاریہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بغیر آگ کے ہی پیدا کر دیا ہو) اسی طرح جو لوگ ایجاب کے قائل ہیں (یعنی مُوجبِ وجودِ سبب کو قرار دینے والے ہیں) اُن کے نزدیک بھی اکثر ایسی دلیلیں قطعیت کا فائدہ نہ دیں گی۔ کیونکہ عالم کون وفساد (بننے بگڑنے والی دُنیا) میں یہ یقین میسّر نہیں ہے کہ یہی اشیاء اسباب ہیں اور کوئی سبب نہیں اور (یہ یقین کرنا بھی دشوار ہے) کہ (سبب پیدا ہونے سے مُسبّب کے پیدا ہونے میں) کسی مانع کی موجودگی بھی نہیں ہے اور (سبب سے مسبّب کے وجود میں آنے کی جو شرطیں ہیں) ان شروط کو توڑنے والی کوئی چیز نہیں ہے جو بہت زیادہ اور بہت پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اس کے باوجود نفس الامر میں بعض اُمور کے بارے میں پختہ اعتقاد حاصل ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض مواقع میں پختہ یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس قسم کی بات ہے کہ اغلاطِ حِس بہت ہوتی ہیں مگر اس کے باوجود بعض مادّوں میں احساس سے یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اور مادّوں اور صورتوں کی سلامتی اکثر لوگوں کی رائے میں قابل یقین نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود بعض اُمور میں یقین پیدا ہو جاتا ہے اور مجاز و اشتراک و تخصیص عام اور اس قسم کے احتمالات مخبرِ صادق کے کلام میں قائم ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود شارع کے مضمونِ خطاب کا یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر ان چیزوں کا انکار کیا جائے تو یہ ہٹ دھرمی ہو گی۔ اور یہاں ایک راز ہے وہ یہ کہ بعض مقامات میں نفس کو (اسباب سے جُدا ہو کر) ایک خفی گمان حاصل ہو جاتا ہے اور اس دلیل کے نتیجہ سے منضم ہو کر "جانتے یا نہ جانتے" کے طور پر یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

اِن دُو دقیقوں کے ذکر سے فارغ ہو کر اب ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں۔ ایسے افعال جو ایک خاص رفتار کے ساتھ ملتے جلتے اور ایک دوسرے سے قریب ہوں نفسِ ناطقہ سے پیدا نہیں ہوتے

www.kitabghar.org

تا آنکہ آن نفس را ملکۂ راسخہ باشد مناسب آن افعال و احوال و این ہمان میماند کہ متکلمین گفتہ اند کہ بناء عالم بر وجہ اتقان دلالت می کُند بر آنکہ موجد آن عالم است و مُرید است و حکیم است و قادر است پس خلیفۂ پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم کہ مصدر این سہ قسم افعال کہ بصورت پیغامبری او تعلق دارند لابد است از آنکہ در نفس ناطقۂ او کمال ہر دو قوت ودیعت نہادہ باشند قوتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ و در اجتماع این دو قوت و اصطلاح ہر یکے با دیگری نیز براعتے داشتہ باشد تا شائستہ خلافت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شود از ثمراتِ کمال قوتِ عاقلہ در پیغامبر وحی است و در خلیفہ محدثیت و صدیقیت و فراست صادقہ کہ بسبب آن اصابت کُند در ظنون خود لاتظنن بشیء الا کان کما قال و رای او موافق اُفتد با وحی الٰہی در واقعاتِ بسیار و از ثمراتِ کمال قوتِ عاملہ در پیغامبر عصمت است از معاصی و سمتِ صالح و در خلیفہ صلاح و عفت و محفوظ بودن از معاصی تا آنکہ پیغامبر در حق او گواہی دہد کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ فُلَانٍ و از ثمرات براعت ہیئتِ امتزاجیہ ہر دو قوت در پیغامبر معجزات است و وارداتِ غریبہ و واقعاتِ عجیبہ مثل معراج و در خلیفہ مقامات و احوال عالیہ است و کراماتِ خارقہ و تاثیر دعوات و تاثیر مواعظِ او در مردم چون این سہ صفت در خلیفہ یافتہ شود خلیفہ سہ نوع از تشبہ با پیغامبر درست کُند یکے آنکہ مرشدِ خلائق باشد

تا آنکہ اُن افعال و احوال کے مناسب نفس میں ملکۂ راسخہ پیدا ہو جائے۔ اور یہ اُسی بات کے مشابہ ہے جو متکلمین کہتے ہیں کہ بناء عالم بر وجہ اتقان (پختگی) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا عالم ہے، مُرید (صاحب ارادہ) ہے اور صاحب حکمت ہے، صاحب قدرت ہے۔ تو ہمارے اُن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے جو کہ ان تین قسم کے افعال کے مصدر تھے جو آپؐ کی پیغمبری کی صورت سے تعلق رکھتے ہیں خلیفہ کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ اُن کے نفسِ ناطقہ میں دونوں قسم کی قوتوں کا کمال ودیعت کیا گیا ہو یعنی قوتِ عاقلہ اور قوتِ عاملہ کا کمال اور وہ دونوں قوتوں کے اجتماع میں اور ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا کر بروئے کار لانے کا ملکہ رکھتے ہوں، تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے قابل بن سکیں۔ پیغمبر میں قوتِ عاقلہ کے ثمراتِ کمال میں سے وحی ہے اور خلیفہ میں محدثیت اور صدیقیت اور فراستِ صادقہ ہے کہ جن کے سبب سے وہ اپنے ظنون میں مُصیب ہوگا اور وہ جس شے کی نسبت کوئی گمان کرے گا وہ بالکل اُس کے گمان کے مطابق ثابت ہوگی۔ اور بہت سے واقعات میں اُس کی رائے وحی الٰہی کے مطابق پڑے گی۔ اور پیغمبر میں قوتِ عاملہ کے ثمرات کمال میں سے عصمت ہے معاصی سے اور طریقۂ حسنہ اور خلیفہ میں صلاح و عفت اور معاصی سے محفوظ ہونا اس مرتبہ تک ہے کہ پیغمبرؐ بھی اُس کے حق میں یہ گواہی دے کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ الخ یعنی شیطان فلاں کے سایہ سے بھی بھاگتا ہے، اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں دونوں قوتوں (عاقلہ اور عاملہ) کی ہیئتِ امتزاجیہ سے جو چیز بروئے کار آتی ہے وہ معجزات ہیں اور وارداتِ غیبیہ اور واقعاتِ عجیبہ مثل معراج کے، اور خلیفہ میں مقامات اور بلند احوال ہیں اور خارق عادت کرامتیں ہیں اور دعاؤں کی تاثیر اور لوگوں میں اُن کے مواعظ کی تاثیر ہیں۔ جب یہ تین صفات خلیفہ میں پائی جائیں گی تو خلیفہ پیغمبر کے ساتھ تشبہ کی تین قسمیں دُرست کرلے گا۔ ایک یہ کہ پیغمبر کے بعد

www.kitabghar.org

بعد پیغامبر دیگر آنکہ داعیۂ آلٰہیہ را نفس او قبول کند از سر تحقیق نہ از سر تقلید و چون درین داعیہ محقق باشد برکاتِ عجیبہ در کارہای او ظاہر شود سیوم آنکہ در شریعتِ محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات چہ در احکام وچہ در حِکَم مہارتے پیدا کند ونسبتِ او باپیغامبر مانند نسبت مُخرّج باشد بمجتہد۔

واینجا دقیقہ ایست باید یاد گرفت در شرائع مقرر شدہ است کہ معجزہ مثبتِ نبوّتِ انبیاء است و حجۃ اللہ بر خلائق لازم میشود بمعجزہ۔ عقول اہلِ معقول درین کلمہ شذر و مذر پریشان افتادہ امثل آنہا قیاس غائب بر شاہد درست کردہ بران فرود آوردند کہ چنانکہ بادشاہ را ایلچے میگوید کہ مخالف عادت خود کن بالتماس من تا مردم صدق مرا معلوم کنند ہمچنان معاملہ پیغامبر با خدای تبارک و تعالیٰ است دیگران بانواعِ مناقضات پیش آمدند سخن ناتمام ماند و حق درین باب آن است کہ صدق پیغامبر را مکلفان نمیدانند الا از جہت آنکہ علومِ فطریہ کہ مقتضی نوع انسان است در صدورِ ایشان قائم است بشہادتِ دل قبول میکنند وبآن مقتضے نوع حجت تمام میشود اگرچہ تعنت کنند در انکار وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا

واما آنکہ این کلام صادق از تقلید علمائے پیشین اخذ نمودہ است ۲۳

مُرشد خلائق ہو۔ دوسری یہ کہ اس کا نفس از سرِ تحقیق داعیۂ آلٰہیہ کو قبول کرے از رُوئے تقلید نہیں۔ جب وہ اس داعیہ میں محقق ہو جائے گا تو اس کے کاموں میں برکاتِ عجیبہ کا ظہور ہوگا۔ تیسری یہ کہ شریعتِ محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوات و التسلیمات میں احکام میں بھی اور حِکَم میں بھی پوری مہارت پیدا کرلے اور اُس کی پیغمبر کے ساتھ وہ نسبت ہو جائے جو تخریج (احکام) کرنے والے کی ہوتی ہے مجتہد سے۔

یہاں ایک دقیقہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ شریعتوں میں یہ طے شدہ امر ہے کہ معجزہ نبوّت انبیاء کا مُثبت ہوتا ہے اور معجزہ سے خلائق پر اللہ کی حجت لازم ہو جاتی ہے۔ اہلِ معقول کی عقلیں اس بات میں پریشانی میں پڑی ہوئی ہیں اُن میں سے جو لوگ سمجھدار ہیں انھوں نے اس (لزوم حجت اللہ کی یہ صورت نکالی) کو محمول کیا قیاسِ غائب بر شاہد کے نظریئے پر کہ جس طرح بادشاہ سے اس کا ایک ایلچی یہ درخواست کرتا ہے کہ آپ میری گزارش پر اپنی عادت کے خلاف کچھ باتیں کر دیجئے تاکہ لوگوں کو میری سچائی معلوم ہو جائے۔ خدائے تبارک و تعالیٰ کے ساتھ پیغمبر کا ایسا ہی معاملہ ہے۔ دوسرے لوگوں نے اس پر مختلف نقیضیں پیش کر دیں اور بات ناتمام رہ گئی۔ اور اس باب میں حق یہ ہے کہ پیغمبر کے صدق کو مکلّف نہیں جانتے مگر صرف اس جہت سے کہ علومِ فطریہ جن کی مقتضی نوعِ انسانی ہے وہ اُن کے سینوں میں قائم ہیں (علومِ فطریہ حسب اقتضائے نوع پر چند صفحات قبل لکھا جا چکا ہے) تو جو قبول کرنے والے ہیں وہ (اس علم کی بنا پر) دل کی شہادت سے قبول کرتے ہیں اور اس مقتضی نوع (علم فطری) سے حجت تمام ہوتی ہے اگرچہ ضد کے طور پر انکار کرتے رہیں وَجَحَدُوا بِهَا الخ (۲۷:۱۴) اور ظلم و تکبر کی راہ سے ان (معجزات) کے منکر ہو گئے حالانکہ اُن کے دلوں نے ان کا یقین کر لیا تھا! لہٰذا یہ (تذبذب) کہ یہ سچا کلام پچھلے زمانہ کے علماء کی تقلید سے حاصل کر لیا

www.kitabghar.org

ویا بنومی از فکر دریافتہ وادعائی رسالت نمودہ است یا تلقے نہ کردہ است اِلّا بوحی الٰہی وداعیۃ نازلہ از فوق سبع سموات اگرچہ موافق شدہ باشد در اکثر آن بانبیا سابقین این قدر شبہ باقی ماند چون معجزات خارقہ دیدند وبرکاتِ صحبت ایشان معلوم کردند حقانیت از ہر طرف جوش زد وحق از باطل ممتاز گشت و این نیز در اصل جبلتِ انسان نہادہ اند چون این دقیقہ گفتہ شد باصل سخن برویم خلیفہ را این قسم برکات می باید کہ ظاہر شود تا ہمگنان بدانند کہ خدائی ما بما ارادۂ خیر فرمودہ کہ این چنین خلیفۂ راشدے برما منصوب ساختہ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ اما افعالے کہ تعلق بہ بادشاہی دارد بروجہ اتقان صادر نشود مگر آنکہ نفسِ ناطقہ خلیفہ متصف باشد بچند صفت یکے حزم ومرتبہ شناسی ہر شخص وشناختن حوصلۂ ہر یکے تا در تفویض امور خطا نہ کند وسدِّ خلل مملکت پیش از وقوع آن تواند نمود دیگر فراست المعیہ یظن بک الظن کان قد رأے وقد سمعا زیرا کہ بسیار است کہ امور متعارضہ بہم مے آید اگر تانی کند خلل واقع شود واگر عجلت را کار فرماید خلل عظیم بظہور آید ؎ اذا کنت ذا رأی

یا بنو می از فکر دریافتہ و ادعائے رسالت نمودہ است کی جگہ: یا ایک طرح کے غور و فکر سے پالیا اور رسالت کا دعوے کر دیا ہے یا در فی الواقع یہی بات ہے کہ) ان کو کہیں سے نہیں ملا بجز وحی الٰہی اور ایک ایسے داعیہ کے جو سات آسمانوں کے اوپر سے آیا ہے اگرچہ اکثر حصہ اس کا انبیاء سابقین کی باتوں کے موافق ہو گیا ہو۔ اتنا شبہہ (اس علم فطری کے باوجود) باقی رہا۔ جب معجزات خارقہ عادت دیکھے اور اُن کی صحبت کی برکات کا مشاہدہ بھی ہوا تو حقانیت نے ہر طرف سے جوش مارا اور حق باطل سے ممتاز ہو گیا اور یہ بات انسان کی اصل سرشت میں رکھی ہے۔ جب یہ دقیقہ بیان کر دیا گیا تو اب ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں۔ خلیفہ میں اس قسم کی برکات ہونی چاہئیں کہ وہ ظاہر ہو جائیں یہاں تک کہ سب لوگ جان لیں کہ ہمارے خدا نے ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا کہ ایسا خلیفہ راشد ہمارے لئے مقرر کر دیا إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ الخ (۲: ۲۴۸)

اُن کے بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تسکین (اور برکت) کی چیز ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جن کو حضرت موسیٰ و حضرت ہارون (علیہما السلام) چھوڑ گئے ہیں۔

اب ان افعال پر غور کیا جائے جو بادشاہی سے تعلق رکھتے ہیں وہ پختگی کے طور پر صادر نہ ہوں گے مگر صرف اس حال میں کہ خلیفہ کا نفسِ ناطقہ چند صفات سے متصف ہو۔ اول ہوشمندی اور ہر شخص کے مرتبہ کی شناخت اور ہر شخص کے حوصلہ کی شناخت تاکہ (عہدہ داروں کو) امور کی سپردگی میں خطا نہ کرے اور مملکت کی رخنہ بندی اُن کے واقع ہونے سے پہلے کر سکے۔ دوسری دقیقہ رس فہم روشن دماغی جس کا ظن بھی اس درجہ کا ہو کہ گویا خود دیکھ لیا اور خود سن لیا۔ کیونکہ ایسا بہت ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے ٹکرانے والے امور پیش آتے ہیں کہ اگر سستی کرو تو خلل واقع ہو اور اگر عجلت کو کام میں لائیں تو خلل عظیم واقع ہو جاتا ہے ؎ اذا کنت ذا رأي الخ جب تو ذی رائے ہے (اور تو نے سمجھ لیا کہ

www.kitabghar.org

فَکن ذا عزیمۃٍ ◆ فانّ فسادَ الرّأی ان
تتردّدا ◆ اذا کنتَ ذا رأیٍ فکن ذا رویّۃٍ ◆
فانّ فسادَ الرّأی ان تتعجّلا ◆ و مخلص ازین
اشتباہ غیر فراستِ اللعیہ چیزے نیست
و این معنے بر کسیکہ بصحبتِ ملوک رسیدہ
باشد یا تاریخ ایشان را دیدہ مخفی نخواہد
بود دیگر بخت کارکشا نہ بختِ منکوس
کہ چون کارے پیش آید مانند خر در
گِل باز ماند فردوسی در قصۂ رائے زدن
در تعیین بادشاہ بعد کشتہ شدنِ نوذر
از زبانِ زال دستان میگوید ؎

نزیبد بہر پہلوی تاج و تخت ◆
بباید یکے شاہ بیدار بخت ◆
کہ باشد برو فرّہ ایزدی ◆
بتابد ز گفتارِ او بخردی ◆

و معرفت این معنے جز در پردۂ غیب نیست
و جز مخبرِ صادق آن را بتعبیر نتواند کرد و
غلط بینانِ مجوس بر تسییرات کواکب و
زائچۂ ولادت اعتماد می نمودند و این ہمہ علوم
وہمیہ است کہ شارع ازان نہی فرمودہ لہٰذا
غیر آنچہ از اشاراتِ شارع آن را بفہمند اوکہ
نیست دیگر شجاعت کہ توسط است درمیان تہور
و جبن داشتہ باشد و حلم کہ متوسط است در جرأت
و خمود و حکمت کہ حد وسط است در جربزہ
و غفلت و عدالت کہ بسببِ آن در ہر
حالت مناسبِ آن حالت بر نفس فائض
شود و الکلام فی ھٰذہ المباحث
یطول اما افعالیکہ تعلق بجبریّت دارد بروجہ
اتقان صادر نشود

یہ کام ہونا چاہیئے) تو پختہ ارادے والا بن (اور پورا کر ڈال)
یہ فسادِ رائے کی دلیل ہے کہ تو تردد میں مبتلا ہو کہ کروں یا نہ
کروں) اگر تو ذی رائے ہے تو صاحب حاجت بن جا (یعنے
مناسب لوگوں سے مشورے کر) کیونکہ یہ فسادِ رائے کی بات
ہے کہ تو جلدی کر جائے۔ اور اس اشتباہ سے رہائی کا آلہ بجز
فہم رسا و روشن دماغی اور کوئی چیز نہیں۔ اور یہ بات ایسے
شخص پر جو بادشاہوں کی صحبت میں پہنچا ہوگا یا اُس نے
اُن کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہوگا مخفی نہ ہوگی۔ دوسری چیز
بختِ کارکشا ہے نہ کہ اوندھا بخت کہ جب کوئی اہم کام پیش
آجائے تو گدھے کی طرح کیچڑ میں دھنس کر رہ جائے۔ فردوسی
نوذر کے مارے جانے کے بعد بادشاہ کے انتخاب پر زال دستان
کی زبان سے اُس کی رائے بیان کرتا ہے ؎ نزیبد بہر پہلوی الخ
ہر پہلوی کے لئے تاج و تخت زیبا نہیں۔ اس کے لئے ایسا
بادشاہ ہونا چاہیئے جو بیدار بخت ہو۔ جس کے اُوپر خدا کا فضل
ہو، جس کے کلام سے عقل کا نور جھلکتا ہو، اور اس (بخت)
کی حقیقت پردۂ غیب کے سوا اور کہیں نہیں۔ اور سوائے
مخبر صادق کوئی نہیں بتا سکتا۔ اور غلط بین مجوسی کواکب
کی رفتار اور زائچۂ پیدائش پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ سب
وہمی علوم ہیں جن سے شارع نے منع کیا ہے۔ اس لئے شارع
نے جو کچھ اشارات کر دیئے اُن کے سوا دوسری راہوں سے
سوچنا درست نہیں ہے۔ دوسری صفت شجاعت رکھتا ہو جو
کہ تہوّر (مقامِ ہلاکت میں بے پرواہی سے کود پڑنا) اور
جُبن (بزدلی) کی درمیانی صفت ہے۔ اور حلم جو کہ جرأت
اور پست ہمتی کی درمیانی صفت ہے اور حکمت جو عیّاری
اور غفلت کی درمیانی صفت ہے اور عدالت کہ اس کے
سبب سے ہر حالت میں اُس حالت کے مناسب نفس پر قابو یافتہ
رہے اور کلام ان مباحث میں طویل ہوتا ہے (اس لئے مشتے
نمونہ از خروارے پر اکتفاء کیا جاتا ہے) تیسرے وہ افعال جن کا
تعلق جبریّت سے ہے وہ علیٰ وجہ البصیرۃ صادر نہیں ہوسکتے

www.kitabghar.org

مگر کہ خلیفہ عالم بکتاب و سُنّت باشد و تلقّے آن بفہمِ خداداد نمودہ باشد و مصلحتِ ہر حکمے دانستہ نسبتِ او با پیغامبر مانند نسبت مخرّجین با مجتہدِ مستقل فنّ فقہ را خوب ورزیدہ و فن حکمت از دل او جوشیدہ و آنکہ خود این علوم نداند دیگران را چہ افادہ فرماید ؎

خشک اَبرے کہ بود زاب تہی
ناید از وے صفتِ آب دہی

و معہذا لُطفِ او باقوم و اہتمامِ او در تعلیم علوم دیدہ شود و سدِّ ابواب تحریف منظورِ نظر او بود۔

و اینجا دقیقہ ایست آن را نیز باید فہمید جبر ملّتِ محمدیہ علٰے صاحبہا الصّلوات والتسلیمات شخصے است کہ درانچہ شارع خوض نہ فرمود مجمل گزارد و چیزے کہ تعمق دران نہ کردہ تعمق دران نکند چنانکہ قصد فی العمل مطلوب شدہ است قصد فی العلم نیز از اہم مہمات آمدہ بسا دقتِ نظر و شقشقہ بیان کہ جبر را از جبریتِ ملّتِ مصطفویہ در انداخت ؎

ہر کہ دُور انداز تر او دُور تر
از چنین صید است او مہجور تر

اما افعالے کہ بارشادِ اُمت تعلق دارد بروجہ اتقان صادر نشود مگر آنکہ راہ متوسط را کہ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا عبارت ازان است شناختہ باشد و کرامات خارقہ و مقاماتِ عالیہ

مگر صرف اس حال میں کہ خلیفہ کتاب وسُنّت کا عالم ہو اور فہمِ خداداد کے ساتھ اُس کو حاصل کیا ہو اور ہر حکم کی مصلحت جانتا ہو۔ اُس کی نسبت پیغمبر کے ساتھ ایسی ہے جیسی تخریج احکام کرنے والوں کی مجتہد مستقل کے ساتھ۔ فنِ فقہ میں پُوری مہارت رکھتا ہو اور فنِ حکمت اُس کے دل سے جوش مارتا ہو۔ اور جو شخص یہ علوم خود نہ جانتا ہوگا وہ دوسروں کو کیا افادہ کرے گا ؎ خشک اَبرے الخ ایک خشک بادل جو پانی سے خالی ہوگا۔ اُس کو دوسروں کو سیراب کرنے کی صفت کیونکر حاصل ہوگی؛ اور اس کے ساتھ قوم پر اُس کی شفقت اور تعلیم علوم میں اُس کا اہتمام بھی دیکھا جائے اور (قرآن و حدیث میں) تحریف کے دروازوں کا بند کرنا بھی اُس کے پیش نظر ہو۔

اور یہاں ایک دقیقہ ہے اُس کو بھی سمجھ لیا جائے۔ جبر ملّتِ محمدیہ علٰے صاحبہا الصّلوات والتسلیمات وہ شخص ہے کہ جس چیز پر شارع نے غور و خوض نہ کیا ہو وہ بھی اُس کو مجمل چھوڑ دے اور جس کی گہرائی پر شارع نے توجہ نہ دی ہو وہ بھی نہ دے جس طرح عمل میں میانہ روی مطلوب ہے علم میں بھی میانہ روی اہم مہمات میں سے ہے۔ بہت سی باریک بینیاں اور بسیار گوئیاں ہیں جنھوں نے ایک جبر کو ملّتِ مصطفویہ کی جبریت کے مقام سے گرا دیا۔ ؎ ہر کہ دور انداز تر الخ جو شخص (تیر کو) بہت دُور پھینکنے والا ہے وہ زیادہ دُور ہی رہتا ہے ایسے شکار سے وہ سب سے زیادہ ناکامیاب رہتا ہے (یعنے زیادہ زور کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تیر شکار کے جسم سے گزر کر نکل جاتا ہے اور شکار بھاگ جاتا ہے) رہے وہ افعال جو ارشادِ اُمت سے تعلق رکھتے ہیں علٰے وجہ البصیرت صادر نہیں ہوتے مگر صرف اس صورت میں کہ (مرشد) راہ متوسط کو پہچانتا ہو جس کی تعبیر یہ ارشاد کرتا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ الخ (۳۰:۳۰) اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے؛ اور کرامات خارقہ و مقاماتِ عالیہ

www.kitabghar.org

داشتہ باشد و اینجا نیز دقیقہ الیست
مثل دقیقہ سابقہ قصد فی العمل
مطلوب است درمیان بہیمیت و
ملکیت صلح مے باید کرد نہ ملکیت
رامطلقاً بیکار گذاشتن و نہ از
بہیمیت مطلقاً منسلخ گشتن و آن حد
وسط ہمان است مطمح نظیر انبیاء
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہم
اینجا غلط نہ کنی و بشقشقہ کلام
مغرور نہ گردی وحدتِ وجود و
معرفتِ تنزلاتِ خمس و عروج
بسوئے فلسفہ در تقریر لمیّاتِ
اشیاء ہمہ از حدِ وسط بیرون
است ؎

کج مج مرو بتہمتِ ہستی کہ در طریق
ما را نشانہا ست ازان یارِ بے نشان

چون این مبحث گفتہ شد مبحثے دیگر غامض تر
ازین مبحث بشنو تہذیب نفوس کہ نجاتِ اُخروی
بآن منوط است بلکہ سعادتِ دارین بآن
مربوط دو نوع تواند بود یکے[1] استعدادات
نفوس کہ شرح آن گزشت دیگر برکات
نازلہ از نزدیک خدائی تبارک تعالیٰ بناء
سوابقِ اسلامیہ پیشتر از کسب بندگان
و استعداداتِ ایشان اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِی
اَیَّامِ دَہْرِکُمْ نَفَحَاتٍ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا
لَہَا و این نوع در ہر ملت
علیحدہ مے باشد و در ملتِ ما جالب
اعظم آن برکات اعانت پیغامبر
است صلی اللہ علیہ وسلم

رکھتا ہو۔ اور یہاں بھی ایک دقیقہ ہے مثل دقیقہ سابقہ کہ
عمل میں بھی میانہ روی مطلوب ہے۔ اور قوتِ بہیمیت اور
ملکیت کے درمیان صلح کرنی چاہیئے نہ ملکیت کو مطلقاً بیکار
چھوڑ دینا اور نہ بہیمیت سے بالکل جُدا ہو جانا اور یہی وہ درمیانی
حد ہے جو انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہم کے مدِ نظر
رہی ہے۔ یہاں بھی غلطی نہ کرنا اور (کسی کی) بسیار گوئی
سے دھوکے میں نہ پڑنا۔ وحدتِ وجود اور معرفتِ تنزلاتِ
خمس (یعنے وجود مطلق کے پانچ تنزلات جن پر شیخ اکبر وغیرہ
نے کلام کیا ہے) اور فلسفہ کی طرف چل دینا اشیاء کی کیفیات
کے سلسلہ میں' یہ سب اس درمیانی حد سے تجاوز ہے ؎
کج مج مرو الخ ٹیڑھے بینگے مت چلو (صراطِ مستقیم نہ چھوڑو)
اس تہمتِ ہستی میں (حقیقی ہستی اُسی ذات کی ہے ہم پر ہستی کا
اطلاق گویا ایک تہمت ہے) کہ راستہ میں جو اس یارِ بے نشان
کی طرف جاتا ہے ہماری کچھ علامتیں ہیں (سیدھی سڑک کو چھوڑ کر
بگیا اختیار کروگے تو وہ علامتیں رَل جائیں گی)۔ جب اس
مبحث پر (جو کہنا تھا) کہدیا گیا تو ایک اور مبحث بھی سنو
جو اس سے زیادہ دقیق ہے۔ تہذیب نفوس کہ جس سے نجات
اُخروی کا تعلق ہے بلکہ سعادتِ دارین اُس سے مربوط ہے
اُس کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک[1] نفوس کی استعدادیں
کہ جس کی شرح گزر چکی ہے۔ دوسری[2] اللہ تبارک و تعالےٰ
کی طرف سے نازل ہونے والی برکتیں جو سوابقِ اسلامیہ (یعنے
پہلے اسلام لانا، پہلے ہجرت کرنا، پہلے جہاد کرنا، پہلے اللہ کی راہ
میں مال خرچ کرنا وغیرہ) کی بناء پر نازل ہوتیں بندوں کے
کسب اور اُن کی استعدادوں سے بھی پہلے (بفحوائے ارشاد
رسول صلے اللہ علیہ وسلم) اِنَّ لِرَبِّکُمْ الخ یعنے تمہارے
رب کی جانب سے تمہارے اس دورِ زمان میں کچھ لطیف ہوائیں
آرہی ہیں آگاہی کے ساتھ اُن کے سامنے آجاؤ! اور برکات
کی یہ قسم ہر ملت میں علیحدہ ہوتی ہے اور ہماری ملت (اسلام)
میں اُن برکات کو سب سے زیادہ کھینچنے والی چیز پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

در وقت غربتِ دین خدای تعالےٰ چون آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم محض برحمتِ خود بسوے عالم فرستاد آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام تن تنہا بود ہر کہ باعانت او صلے اللہ علیہ وسلم برخاست مشمول برکاتِ الٰہیہ گشت و ہر کہ متاخر شد از مراتب قرب متاخر شد لہٰذا در شریعتِ ما معمم گشت کہ ہر کہ ہجرتِ او سابق تر در مراتب قرب بلند تر و ہر کہ در جہادِ اعداء مقدم تر در صفِ سعداء بیش قدم تر۔ قَالَ اللہ تعالےٰ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وقال تبارک و تعالےٰ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ و سِرّ در اینجا آن است کہ مراد حق جلّ و علا اعلاء کلمۃ اللہ بود موافقت بامرادِ وے سبحانہٗ در یک ساعت بہتر از عبادت صد سالہ خواہد بود لہٰذا مومنین اوّلین کہ قبل از ہجرت در مکہ بہ زیورِ ایمان محلّے شدند

کی اعانت ہے اُس دَور میں جب کہ دین میں غربت تھی (یعنے اوپراپن تھا کہ لوگ اس قول سے بدکتے تھے کہ معبود صرف ایک اللہ کی ذات ہے) خدا تعالےٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اپنی رحمت سے عالم کی طرف بھیجا تو آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام تن تنہا تھے۔ اُس وقت جو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت کے لئے اُٹھا وہ برکاتِ الٰہیۃ اُس کے شاملِ حال ہوگئیں اور جو پیچھے رہ گیا وہ مراتبِ قُرب میں بھی پیچھے رہ گیا لہٰذا ہماری شریعت میں یہ قاعدہ پختہ ہوگیا کہ جس شخص کی ہجرت سابق تر ہوتی وہ مراتبِ قرب میں بلند تر رہا اور جو اعدائے دین کے خلاف جہاد میں سب سے مقدم رہا وہ اہلِ سعادت کی صف میں سب سے زیادہ پیش قدم رہا۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ الخ (۵۷: ۱۰) جو لوگ تم میں سے فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کرچکے اور لڑچکے سب کے برابر نہیں ہیں۔ وہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے ؛ اور حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ الخ (۴: ۹۵) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالےٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالےٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنے بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت و رحمت اور اللہ تعالےٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں ؛ اور یہاں یہ راز ہے کہ حق تعالےٰ کی مراد اعلاء کلمۃ اللہ تھی اور اُس سبحانہٗ و تعالےٰ کی مراد کی موافقت میں ایک ساعت بسر کرنا سو برس کی عبادت سے بہتر ہوگا۔ یہ سبب ہے کہ مومنین اوّلین یعنے جو کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں زیورِ ایمان سے آراستہ ہوئے وہ باعتبار ثواب

www.kitabghar.org

سرآمد عالم آمدند باعتبار ثواب وآنانکہ درمشہد بدر و اُحد وحدیبیہ حاضر بودند گوئی مسابقت ربودند وچون باہتمام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صورت عالم تشکل شد بتشکل معنوی کہ عند اللہ متحقق است این جماعہ در دنیا نیز سرآمدِ عالم آمدند باین اعتبار واجب شد کہ خلیفۂ خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از مہاجرین اوّلین باشد و از حاضرین بدر واُحد وحُدیبیہ این سرّی است کہ ظاہر بینان بفہم آن نمے رسند لیکن وقتے کہ کتاب وسنّت می خوانند علے کُرہٍ آن را قبول می کنند چون این قسم خلیفہ کہ متشبہ باپیغامبر باشد بوجوہ بسیار صدرِ عالم شود ولطفِ ایزد کردگار زمامِ اختیار بدستِ او دہد رحمت تمام شود ؎

حکمتِ محض است اگر لطفِ جہان آفرین
خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را

نبوت وخلافتِ نبوّت محض تہذیب نفوس این جماعہ خاصہ نیست بلکہ برکتے است عام برائے تمام عالم کہ درضمن تہذیب نفوس این جماعہ پدید آمد وازمیان نفوس ایشان جوشید از بابِ تکوین است نہ مطلق بابِ تشریع بمنزلہ ہوائی معتدل است کہ امراض مرضے عالم را اصلاح فراید یا بارانے عظیم کہ قحط قحط زدگان را ازالہ نماید۔

نکتۂ ششم درطریق شناختنِ مستعدانِ خلافتِ خاصہ ازمیان مردمان چنانکہ شناختن پیغامبر برحق ازمیان مدعیانِ نبوّت بغایت عسیر است وانّہٗ لیسیرٌ علے من یسّرہ اللہ علیہ ہمچنان معرفت مستعدِ خلافتِ خاصۂ نبوّت

تمام عالم میں بالا و برتر رہے اور جو لوگ بدر و اُحد اور حدیبیہ کی لڑائیوں میں حاضر تھے وہ سب پر بازی لے گئے۔ اور جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہتمام سے عالم کی صورت اس تشکل معنوی کے ساتھ متشکل ہو گئی جو عند اللہ متحقق ہے تو اس جماعت کے لوگ دنیا میں بھی سربلند قرار پائے۔ اس اعتبار سے ضروری ٹھہرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفۂ خاص مہاجرین اوّلین میں سے ہو اور بدر و اُحد اور حدیبیہ کے حاضرین میں سے۔ یہ ایک ایسا راز ہے کہ ظاہر بین لوگوں کی فہم اس تک نہیں پہنچتی لیکن جب کہ کتاب و سنّت کو پڑھتے ہیں تو مجبور ہو کر قبول کرتے ہیں۔ جب اس قسم کا خلیفہ جو پیغمبر کے ساتھ بہت سی وجوہ سے مشابہت رکھنے والا ہو صدر عالم ہو جاتے گا اور لطفِ خداوندی زمامِ اختیار اُس کے ہاتھ میں دیدیگا تو (عالم پر) رحمت پوری ہو جائے گی ؎ حکمتِ محض است اگر الخ یہ حکمتِ محض ہے اگر جہان آفریں کی عنایت کسی بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے منتخب کرلے! نبوت اور خلافت نبوّت صرف اس جماعتِ خاص کی تہذیب نفوس ہی کا فائدہ نہیں رکھتی بلکہ یہ تمام عالم کے لئے ایک برکت ہوتی ہے جو اس جماعت کی تہذیب نفوس کے ضمن میں عیاں ہوتی ہے اور اُن کے نفوس میں سے جوش مارتی ہے۔ یہ برکت سلسلۂ تکوین کی ہے۔ مطلق باب تشریع میں سے نہیں ہے۔ یہ بمنزلۂ ہوائے معتدل کے ہے جو تمام عالم کے بیماروں کو تندرست کرتی ہے یا ایک عظیم بارش کے درجہ میں کہ قحط زدوں کے قحط کا ازالہ کر دیتی ہے۔

نکتۂ ششم لوگوں میں سے خلافت خاصّہ کی استعداد رکھنے والوں کو پہچاننے کے طریقے کے بیان میں۔ جس طرح کہ نبوّت کا دعوے کرنے والوں میں سے پیغمبر برحق کا پہچاننا بہت دشوار ہے اور جس پر اللہ تعالے آسان کر دے اُس کے لئے آسان بھی ہے اسی طرح خلافتِ خاصّۂ نبوّت کی استعداد رکھنے

www.kitabghar.org

نیز عسیر است تخلص ازین حیرت مظلمہ دو چیز توان بود چنانکہ معرفت پیغامبر نیز بدو وجہ باشد یکے سابق از نبوتِ این نبی و دیگر لاحق بعد از نبوت آما وجہ سابق آن است کہ پیغامبرانِ پیشین بوجود پیغامبر متأخر بشارت دہند و آن بشارت در امتِ ایشان شائع شود مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ و این سری است عجیب از اسرار تکوین چون خواہند کہ پیغامبرے صاحبِ شوکت را در آخر زمان مبعوث فرمایند بر زبان پیغامبران سابق بآن معنے اِخبار نمایند و بعد ازان منامات مردم و انذارات کہنہ و مانند آن ہمہ ردیف اخبار آن پیغامبران سازند اما وجہ لاحق آنست کہ شریعت پیغامبر لاحق مصدقِ شریعت سابقہ باشد و معجزاتِ باہرہ بردستِ این پیغامبر ظاہر سازند و شریعتِ اورا سمحۃ بیضا گردانند تا ہلاک نشود ہر کہ ہلاک شود اِلَّا عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ہمچنان در خلافت خلفاء حیرت واقع است و تخلص ازین حیرت دو وجہ میباشد یکے سابق کہ اخبار پیغامبر است بانواع بسیار نخست بیان فرماید کہ فلان کس بہشتی است دوم اِعلام نماید کہ فلان شخص از صدیقین و شہداء و صالحین است سیوم امارات استحقاق او خلافت را قولاً و عملاً ارشاد کند چون سخن تا اینجا رسید حجۃ اللہ بخلافت او قائم گردید و مردمان باطاعتِ او مکلف

والے کا پہچاننا بھی دشوار ہے۔ اس سخت حیرت سے رہائی پانے کی دو راہیں ہو سکتی ہیں جس طرح پیغمبر کی شناخت دو وجہ سے ہوتی ہے۔ ایک وجہ کا تعلق اس نبی کی نبوت سے پہلے کے زمانہ سے ہے اور دوسری کا بعد از نبوت آنے والے زمانے سے۔ وجہ سابق تو یہ ہے کہ پچھلے زمانے کے پیغمبر بعد میں آنے والے پیغمبر کی بشارت دیں اور وہ بشارت ان کی امت کے درمیان شائع ہو جائے۔ (جیسے حضرت عیسیٰؑ کی بشارت) مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ الخ (۶۱:۶) اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا (مبارک) نام احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں؛ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً الخ (۲۶:۱۹۷) کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں؛ اور اسرار تکوین میں سے یہ ایک سِرّ عجیب ہے کہ جب چاہتے ہیں کہ ایک صاحب شوکت پیغمبر کو آخر زمانہ میں مبعوث فرمائیں تو سابق پیغمبروں کی زبان سے اس امر کی خبر دیں اور اس کے بعد لوگوں کے خوابوں اور کاہنوں وغیرہ کی تنبیہات کے ذریعہ سے انبیاء کی خبروں کی تائید کرائیں۔ رہی وجہ لاحق تو وہ یہ ہے کہ پیغمبر لاحق کی شریعت سابقہ شریعت کی تصدیق کرنے والی بنے اور اس پیغمبر کے ہاتھ پر کھلے ہوئے معجزات کا ظہور اور اس کی شریعت کو آسان اور صاف روشن بنائیں تاکہ کوئی ہلاک نہ ہو اور جو ہلاک ہونے والے ہیں ان پر خدا کی حجت قائم ہو جائے۔ اسی طرح کی حیرت خلفاء کی خلافت میں بھی ہے اور اس حیرت سے رہائی پانے کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک سابق اور وہ ہے بہت سے طریقوں سے پیغمبر کا خبر دیتے رہنا، کہ اوّل بیان فرمائیں کہ فلاں شخص جنتی ہے دوم لوگوں کو یہ بتائیں کہ فلاں شخص صدیقین اور شہداء و صالحین میں سے ہے سوم خلافت کے لئے اس کے استحقاق کی علامتوں کو قولاً و عملاً ارشاد فرمائیں۔ جب بات یہاں تک پہنچ گئی تو اس کی خلافت پر اللہ کی حجت قائم ہو گئی اور لوگ اس کی اطاعت کے مکلف

www.kitabghar.org

شوند بعد ازان در وقت وفات پیغامبر طائفہ
را ملہم گردانند کہ برائی خلیفہ خلافت را منعقد
نمایند و بعد ازان بمدد غیب دستِ تصرّف
او در عالم مبسوط فرمایند لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ
عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ و
اما وجہ لاحق آن است کہ معانی خلافتِ خاصہ
در خلیفہ نمایان کنند و آیات و امارات خلافت
او مثل فلق الصبح متواتر افاضہ فرمایند بہمان
میماند کہ شخصے گوید من طبیبم و مہارت او
در طب اول مرتبہ خفی باشد بعد ازان مرضٰے
بوے رجوع کنند و ہر مریضے را باسباب و
علامات حکم کند کہ فلان مرض دارد و اصابت
نماید در ان بعد ازان برائے ہر مرض دوائی
وصف کند و آن ادویہ مؤثر افتند و عالم عالم
بمعالجہ او از امراض مہلکہ خلاص شوند و طبابت
او بمنزلۃ الشمس فی رابعۃ النہار واضح گردد
حالا در معانی خلافت کہ ما بیان آن کردیم تأمل
وافی کن و مقصدِ اول از کتاب ما برخوان
تا دلائل خلافتِ خاصہ از بیان حضرت شارع
ادراک نمائی بعد ازان مقصد ثانی برخوان
و دلائل قسم ثانی مشاہدہ فرما ازین جہت
واجب شد کہ خلیفہ خاص مبشر بہشت باشد
و مشہود بمقامات عالیہ و پیغامبر با او معاملہ نماید
کہ امیر با منتظر الامارت کند۔

نکتۂ ہفتم در فروع و لواحق مسئلہ
خلافتِ خاصہ۔ فرع اول آنچہ
بیان کردیم نوعے است از
مراتبِ ولایت کہ اشبہ انواع
ولایت است

ہوجائیں، اس کے بعد پیغمبر کی وفات کے وقت ایک جماعت
کو یہ الہام کریں (یعنے ان کے دلوں میں یہ داعیہ پیدا کریں)
کہ خلیفہ کے لئے خلافت کو منعقد کریں۔ اس کے بعد غیبی امداد
سے اس کے دستِ تصرّف کو تمام عالم پر کشادہ کردیں
لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ الخ (۸: ۴۲) تاکہ جس کو برباد ہونا ہے
وہ نشان آتے پیچھے برباد ہو اور جس کو زندہ ہونا ہے نشان
آتے پیچھے زندہ ہوئے (یہ تو وجہ سابق تھی اب سمجھیے کہ) وجہ
لاحق یہ ہے کہ خلافتِ خاصّہ کے معانی کو خلیفہ میں نمایاں
کریں اور خلافت کے نشانوں اور علامات کو خلیفہ صبح کی
روشنی کے مانند متواتر افاضہ فرمائیں اس کی مثال ایسی
ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں طبیب ہوں۔ طب میں اس کی
مہارت اوّل مرتبہ میں خفی ہوگی۔ اس کے بعد مریض اس
کی طرف رجوع کریں اور وہ ہر مریض کے بارے میں اسباب
و علامات کے پیش نظر حکم کرے کہ اس کو فلاں بیماری ہے ؟
اور اس کی رائے مصیب ہو۔ اس کے بعد وہ ہر بیماری کے لئے
دوا تجویز کردے اور وہ دوا مؤثر پڑے اور لوگ جوق
در جوق اس کے علاج سے امراض مہلکہ سے نجات پائیں اور
اس کی طبابت دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہوجائے۔ آپ
خلافت کے معنوں میں جو ہم نے بیان کئے ہیں تأمل (یعنے غور)
کے ساتھ ذہن میں رکھ کر ہماری کتاب کا مقصد اوّل پڑھو
تاکہ خلافتِ خاصہ کے دلائل حضرت شارع کے بیان سے سمجھ لو۔
اس کے بعد مقصد ثانی پڑھو اور قسم ثانی کے دلائل کا مشاہدہ
کرو۔ اس جہت سے ضروری ہوگیا کہ خلیفۂ خاص وہ ہوگا
جس کو بہشت کی بشارت دی گئی ہو اور وہ مقاماتِ عالیہ
پر فائز ہو اور پیغمبر اس کے ساتھ وہ معاملہ کرے جس طرح
ایک امیر کو ولی عہد سے کرنا چاہیئے۔

نکتۂ ہفتم مسئلۂ خلافتِ خاصہ کی فروع اور لواحق
کے بیان میں۔ فرعِ اول جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ مراتب
ولایت میں کی ایک ایسی نوع ہے جو ولایت کی انواع میں سے

www.kitabghar.org

بہ نبوت و ولایت او مراتب بسیار است کہ
خدای تعالیٰ خواص عباد خود را بآن می نوازد
اما چون تعلق بعموم ناس ندارد بحث ازان
نیست و شریعتِ ظاہرہ چندان در اثباتِ آن
تعلق نفرمودہ اگر این قسم ولایت را در اشخاص
معین حصر نمائیم غلط نکنی و انکار ولایت
دیگران ننمائی و اگر فضیلت یکی بر دیگرے
تقرر نمائیم مراد ما افضلیت در ہمین مرتبہ خواہد
بود نہ باعتبار سائر مراتب آسرار آلہی بسیار
است و مقصود بالبیان ہمان است کہ شرائع
الٰہیہ تعلق بآن داشتہ باشد فرع ثانی آنچہ
بیان کردیم صورتِ کاملہ خلافتِ خاصہ است
چنانکہ افراد ہر نوع در مقتضے آن نوع مختلف
مے اُفتد باعتبار موادے کہ مطیۂ آن نوع
بودہ است ہمچنان لازم نیست کہ ہمہ خلفاء
درین خواص متساوی الاقدام باشند ممکن است
کہ شخصے باعتبار یک وصف اقوی و اقدم
باشد و شخص دیگر باعتبار وصفِ دیگر اثبت و اولیٰ
بعد اشتراک ہمہ در اصل این امور پس چنانکہ
انبیاء در اصل نبوت مشترک اند و در اصول
لوازم نبوت متوافق و در زیادت و قلت بعض
اوصاف متفاوت ہمچنان بعض خلفاء سوابق
اسلامیہ بیشتر دارند و بعض سلیقہ بادشاہی
زیادہ تر بعد اتفاق در اصول لوازم خلافتِ
خاصہ و لہٰذا حضرتِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
در مستعدانِ خلافت سخن داشت باعتبار بعض
اوصاف جبلیہ کہ بسیاستِ ملک تعلق دارد۔
فرع ثالث اگر جماعہ از کمل مؤمنین در اصل
لوازم خلافتِ خاصہ ہمعنان باشند و در زیادت

سب سے زیادہ نبوت سے مشابہ ہے اور اُس کے بعد اور بہت سے
مرتبے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اُن سے نوازتا ہے
مگر چونکہ ان کا تعلق عام لوگوں سے نہیں ہے اس لئے اُن سے
ہم نے بحث نہیں کی اور شریعتِ ظاہرہ نے اُن کے اثبات
کے بارے میں کچھ فرمایا بھی نہیں۔ اگر اس قسم کی ولایت کو
ہم چند اشخاص معیّن میں حصر کردیں تو تم غلطی نہ کرنا اور
دوسروں کی ولایت سے انکار کرنا۔ اور اگر ہم ایک کی فضیلت
دوسرے پر قرار دیں تو ہماری مراد اسی مرتبہ میں افضلیت
ہوگی، تمام مراتب کے اعتبار سے نہیں۔ اسرار الٰہی بہت ہیں
بیان سے مقصود وہی ہے جس سے کہ شرائع (احکام) الٰہیہ
تعلق رکھتے ہوں۔ فرع ثانی جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ خلافت
خاصہ کی صورت کاملہ ہے۔ جس طرح کہ ہر نوع کے افراد
اُس نوع کے مقتضا میں مختلف ہوجاتے ہیں اُن مادوں کے
اعتبار سے جن پر وہ نوع مسلط ہوتی ہے اسی طرح یہ لازم
نہیں ہے کہ ان خواص میں تمام خلفاء کے قدم یکساں چلتے
ہوں۔ ممکن ہے کہ ایک شخص ان تمام اصل امور میں اشتراک
کے بعد ایک وصف کے اعتبار سے زیادہ قوی اور آگے ہو اور
دوسرا شخص دوسرے وصف کے اعتبار سے زیادہ رسوخ و
اولویّت رکھتا ہو۔ تو جیسا کہ سب انبیاء اصل نبوت میں مشترک
ہیں اور لوازم نبوت کے اصول میں ایک دوسرے کے موافق
اور بعض اوصاف کی کمی و زیادتی میں جدا جدا ہیں اسی
طرح بعض خلفاء سوابق اسلامیہ زیادہ رکھتے ہیں اور
بعض بادشاہی کا سلیقہ زیادہ رکھتے ہیں اصول لوازم
خلافت خاصہ میں متفق ہونے کے بعد' اور اسی کی بناء پر
حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کی استعداد
رکھنے والوں کے بارے میں کچھ باتیں فرمائی تھیں جو بعض ان
اوصاف طبعیہ کے اعتبار سے تھیں جو سیاست حکومت سے
متعلق تھیں۔ فرع ثالث اگر مؤمنین کاملین کی ایک جماعت
اصل لوازم خلافت میں ہم رتبہ ہوں اور دراوصاف کی

www.kitabghar.org

وقلت اوصاف متفاوت مقتضی خلافتِ خاصہ حضرت پیغامبر را صلے اللہ علیہ وسلم آن است کہ صاحب زیادتِ اوصاف متعلقہ بہ بادشاہی مقدم باشد بر صاحب زیادت اوصاف متعلقہ بجبریّت و زُہد بچند وجہ یکے آنکہ بادشاہ ضابط بشوکتِ خود میتواند کہ اَحبار و زُہاد را در پایگاہ ایشان نگاہ داشتہ از ایشان امور متعلقہ بجبریّت و زُہد گیرد و در عالم بعد نصب ایشان فائدہ ہائے مطلوبہ شائع گردد چون بہ مناسباتِ ملکاتِ جبلیہ و کسبیہ خود آن ہمہ را می شناسد ع
کہ سالک بےخبر نبود زراہ و رسم منزلہا
بخلاف اَحبار و زُہاد کہ نمی توانند تغیر دادن ملوک و اعوان ملوک را دوم آنکہ چون در اوصاف ظاہرہ کہ روپوش نبوّت پیغامبر ما است صلی اللہ علیہ وسلم تامل کنیم خلافتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہرتر بود از جبریّت و زُہدِ وے صلے اللہ علیہ وسلم پس رعایت جزوِ اظہر و اقوی اَحق و اَولی است سیوم آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در بسیارے از اوقات رعایتِ ملکہ سیاست لشکر اسلام و ملک داری مقدم داشتہ اند مانند تامیر عتابؓ بن اُسید بر مکّہ باوجودِ بودن مہاجرین و انصار و لابُد چون این ہفت نکتہ گفتہ شد باید دانست کہ مفہوم خلافتِ خاصہ بر نہجے کہ بیان کردیم علمے است شریف کہ نور توفیق آن را در خاطر بندۂ ضعیف ریختہ تستعظمہ من یعرفہ و ینکرہ من لایعرفہ و ذالک من فضل اللہ علینا و علے الناس

زیادتی کی ہیں مختلف، تو ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافتِ خاصہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جس میں بادشاہی سے تعلق رکھنے والے اوصاف زیادہ ہوں وہ مقدم ہو اُس پر جس میں اوصافِ متعلقہ جبریّت و زُہد زیادہ ہوں، اس کی کئی وجہ ہیں۔ پہلی یہ کہ منتظم بادشاہ اپنی شوکت سے یہ کرسکتا ہے کہ احبار و زاہدین کو اُن کے اپنے مستقر پر پابند رکھتے ہوئے اُن سے جبریّت و زُہد سے تعلق رکھنے والی خدمات لے اور ان کے ان مناصب پر مامور ہونے کے بعد فوائد مطلوبہ شائع ہوجائیں چونکہ وہ اپنے ملکات خِلقیہ اور کسبیہ کی مناسبتوں سے اُن سب کو پہچانتا ہے ع کہ سالک بےخبر نبود زراہ و رسمِ منزلہا (یعنے راہ پر چلنے والا منزلوں کے راستے اور نشانیوں سے بےخبر نہیں ہوتا۔) بخلاف احبار و زُہاد کے کہ وہ بادشاہوں اور ان کے مددگاروں (اُمراء و وُزراء) میں تغیّر پیدا نہیں کرسکتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ہم اوصافِ ظاہرہ میں جو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے لئے رُوپوش (نقاب) تھے تأمل کریں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت آپ کی جبریّت اور زُہد سے زیادہ ظاہر پائیں گے اس لئے ایسے جُزو کی رعایت جو زیادہ ظاہر اور زیادہ قوی ہو اَحق اور اَولیٰ ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر اوقات میں لشکرِ اسلام اور مُلک داری کی سیاست کے ملکہ کو (اُمراء و عمّال کے تقررات میں) مقدم رکھا ہے۔ جیساکہ عتّابؓ بن اُسید کو مکّہ کا امیر بنانا باوجود مہاجرین و انصار کے موجود ہونے کے۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ جب یہ سات نکتے بیان کردیے گئے ہیں تو جاننا چاہیئے کہ خلافتِ خاصہ کا مفہوم جس اسلوب سے ہم نے بیان کیا ہے یہ ایک علمِ شریف ہے کہ نورِ توفیق نے اس بندۂ ضعیف کے دل پر اُس کا فیضان کیا ہے جو اُس کو سمجھ لے گا وہ اس کی قدر کرے گا اور جو نہیں سمجھے گا وہ اس کا انکار کرے گا۔ وذالک من فضل اللہ الخ اور یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ۔

مقصدِ ثانی

در دلائلِ عقلیہ بر خلافتِ خلفاء۔ کہ ماخوذ باشند از استقراء احوال و افعال پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم یا ماخوذ باشند از مقدمات مسلّمہ عند المسلمین ازانجہت کہ نقیض آن مقدمات مستلزم محال شرعی است مثلاً خُلف وعدۂ آلہی لازم آید یا قادحے در عصمتِ پیغامبر بہم رسد یا اجماعِ امتِ مرحومہ بر ضلال ظاہر گردد و این مبحث منحصر است در دو مقدمہ **مقدمۂ نخستین** آنکہ بدلائل عقلیہ یقین میکنیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لابد خلیفہ برائے امتِ خود معیّن فرمودہ است و انقیادِ آن عزیز در آنچہ بخلافت تعلق دارد لازم نمودہ **دوم** آنکہ بدلائل عقلیہ یقین مینمائیم کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائی امت خود خلیفہ معیّن ساختہ است آن خلیفہ صدیق اکبر است لاغیر ثم الفاروق بعدہٗ ثم ذو النورین بعد الفاروق۔

وہذا اوانُ الشروع فی المقدمۃ الاولیٰ

وپیش از شروع در تقریر آن نکتہ ایست مہمہ کہ ترتیب دلائل و تقریب آن بمسائل بر معرفت او موقوف است و آن نکتہ آن است کہ مراد ما از تعیین خلیفہ کہ بوجوب و لزوم آن زبان میکشائیم نہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات خود مسلمانان را جمع فرماید و ببیعت آن خلیفہ امر نماید یا فعلے از افعال مُفہمہ استخلاف درین حالت بعمل آرد چنانچہ

مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

فصلِ ہفتم کا مقصدِ ثانی

خلافتِ خلفاء پر ایسے دلائلِ عقلیہ کے بیان میں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال و افعال کے استقراء سے ماخوذ ہوں یا اُن مقدمات سے ماخوذ ہوں جو مسلمانوں کے نزدیک مسلّمہ ہیں اس جہت سے کہ اُن مقدمات کی نقیض محال شرعی کو مستلزم ہو۔ مثلاً وعدۂ آلہی کا خلاف ہونا لازم آجائے یا عصمتِ پیغمبر پر اعتراض واقع ہوجائے۔ یا اُمتِ مرحومہ کا اجتماع گمراہی پر ظاہر ہوجائے۔ اور یہ مبحث منحصر ہے دو مقدمہ میں۔ **پہلا مقدمہ** یہ ہے کہ دلائلِ عقلیہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے ضرور کوئی خلیفہ معیّن فرمایا ہے اور اُس صاحبِ عزت کی فرمانبرداری اُن باتوں میں جو خلافت سے تعلق رکھتی ہیں لازم کی ہے۔ **دوسرا مقدمہ** یہ ہے کہ دلائلِ عقلیہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے خلیفہ معیّن کیا ہے تو وہ خلیفہ صدّیقِ اکبرؓ ہیں اور کوئی دوسرا نہیں پھر اُن کے بعد فاروقؓ ہیں پھر بعد فاروقؓ کے ذوالنورینؓ ہیں۔

پہلا مقدمہ اب یہاں سے پہلا مقدمہ شروع ہوتا ہے۔ اُس کی تقریر شروع کرنے سے پہلے ایک اہم نکتہ کا بیان کرنا ضروری ہے کہ دلائل کی ترتیب اور مسائل کا ان سے ثابت کرنا اُس کے سمجھنے پر موقوف ہے اور وہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری مراد تعیین خلیفہ سے کہ جس کے واجب اور لازم ہونے پر ہم زبان کھول رہے ہیں یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے قریب مسلمانوں کو جمع فرمائیں اور اُس خلیفہ سے بیعت کے لئے حکم دیں یا اس حالت میں کوئی ایسا کام کریں جو خلافت کو سمجھانے والے کاموں میں سے ہو جیساکہ

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

اِلحال بر تخت نشاندن وچتر برسر نہادن مفہم استخلاف میباشد بلکہ مرادِ ما ایجاب شرعی است مثل سائر شرعیات چنانکہ بوضو وغسل ونماز وزکوٰۃ وسائر عبادات ومناکحات ومبایعات واقضیہ وجراحات درعمر شریف خود امت را مکلف ساخت بنص قرآن واشارۂ آن تارۃً وبنص حدیث واشارۃ آن اُخرٰے وبتشریع اجماع وقیاس صحیح جلی مرۃً ثالثۃً ہمچنین واجب است کہ بتکلیفہ خاص مکلف سازد بآن انواع تکلیف کہ تقریر کردیم وبفہم این نکتہ شغبی عظیم مندفع میگردد طائفۂ از اہل سنت درصدد آنکہ خلافتِ خلفاء بنص ثابت شدہ و حدیثے چند درین باب روایت کنند واکثر از متکلمین ومحدثین درپے آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استخلاف نکردہ ونقلے چند درین باب بروایت میکنند چون بنظرِ انصاف می بینیم این نقول محمول است برنفی ہیئت خاصہ کہ دروقتِ عقد ولایتِ عہد میباشد وآن احادیث دال برخلافت مثل دلالتِ سائر ادلۂ شرعیہ برثبوتِ موجب آن قال محمد بن اسحٰق حدثنی محمد بن ابراہیم عن القاسم بن محمد انّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال حین سمع تکبیرَ عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ فی الصلوٰۃ این ابوبکر یأبی اللہ ذٰلک والمسلمونَ فلولا مقالتہٗ قالہا عمر عندَ وفاتہ لم یَشُکَّ المسلمونَ انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد استخلَف ابابکر ولٰکنہ قال عند وفاتہ اِنْ

اس زمانہ میں تخت پر بٹھانا اور سر پہ چتر رکھنا جانشین قرار دینے کی رسم ہوتی ہے بلکہ ہماری مراد ایجاب شرعی ہے تمام شرعیات کی طرح۔ جس طرح کہ آپؐ نے اپنی عمر شریف میں اُمت کو وضو اور غسل کے لئے نماز اور زکوٰۃ اور تمام عبادات کے لئے اور امور نکاح و خرید فروخت اور جھگڑوں کے فیصلے اور امور قصاص کے لئے مکلف کیا نصِّ قرآن سے اور کبھی اشارۂ نص سے اور نصِّ حدیث اور کبھی اُس کے اشارے سے اور بمرتبہ ثالثہ اجماع اور قیاس صحیح جلی کو حجتِ شرعی قرار دینے سے، اسی طرح واجب ہے کہ خلیفۂ خاص سے آپ مکلف بنائیں مکلف بنانے کی اُن انواع سے جن کی ہم نے تقریر کی ہے اور اس نکتہ کے ذہن نشین کرنے سے ایک بڑا شور و غوغا بند ہو جائے گا۔ اہلِ سُنّت میں سے ایک جماعت تو اس کے درپے ہے کہ خلافتِ خلفاء نص سے ثابت ہے اور اس بارے میں چند حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ مُتکلمین اور محدّثین میں سے اس کے درپے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور اس بارے میں چند منقولات روایت کرتے ہیں۔ جب ہم بنظرِ انصاف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقول محمول ہیں ہیئتِ خاصّہ کی نفی پر جو کہ ولی عہد قرار دینے کے وقت ہوتی ہے حالانکہ وہ احادیث خلافت پر اسی طرح دلالت کرتی ہیں جس طرح تمام ادلّہ شرعیّہ اپنے ثبوت موجب پر دلالت کرتی ہیں۔ محمّد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت کی محمد بن ابراہیم نے قاسم بن محمد سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کی تکبیر (کی آواز) نماز میں سُنی تو فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہے۔ اللہ اس کو قبول نہیں کرتا ہے اور نہ (جماعتِ) مسلمانان۔ تو اگر ایک بات نہ ہوتی جس کو عمرؓ نے اپنی وفات کے نزدیک کہا تھا تو مسلمان اس بات میں شک نہ کرتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ لیکن انھوں نے اپنی وفات کے وقت یہ فرمایا تھا کہ اگر میں (کسی کو) خلیفہ

www.kitabghar.org

استخلف فقد استخلف من ہو خیر منی و ان اترکہم فقد ترکہم من ہو خیر منی فعرف الناس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یستخلف احدًا فکان عمر رضی اللہ عنہ غیر متہم علی ابی بکر رضی اللہ عنہما و مراد ما از نص جلی نہ آن است کہ یک آیہ صریح درین باب نازل شدہ باشد یا حدیث صریح بتواتر رسیدہ باشد بلکہ می تواند بود کہ آیات و احادیث بسیار از اخبار در قدر مشترک استخلاف متحد باشند در بعض نام این خلفاء بطریق رمز و ابہام بردہ باشند و باسم خلافت تصریح کردہ باشند کما قال عز من قائل وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ الآیہ یا نام خلفاء بطریق تعیین و تصریح بردہ باشند و معنی خلافت بکنایہ ادا کردہ باشند کما قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و در بعض ہر دو بطریق رمز و ابہام بیان نمودہ باشند کما قال عز من قائل اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الآیہ و در بعض لوازم خلافت باین عزیزان صریح اثبات کردہ باشند و در بعض بطریق ایما و اشارہ و اقتضا بآن معنے کنایت نمودہ باشند چون ہمہ

بناؤں تو (میرے لئے گنجائش ہے کہ) اُس شخص نے اپنا خلیفہ بنایا ہے جو مجھ سے بہتر تھے (یعنے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے) اور اگر لوگوں پر چھوڑ دوں تو (اس کی بھی گنجائش ہے) اُن پر اُس شخص نے چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا (یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) تو لوگوں نے یہ جان لیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر متہم رہے (یعنی یہ فرماکر کہ اگر میں بھی کسی کو خلیفہ قرار دیدوں تو مجھ سے بہتر شخص یعنی ابو بکر رض ایسا کر چکے ہیں یہ بات صاف کردی کہ ابو بکر رض کے خلیفہ بنانے پر ان کو اعتراض نہ تھا) اور ہماری مراد نص جلی سے یہ نہیں ہے کہ کوئی صریح آیت اس باب میں نازل ہوئی ہو یا کوئی صریح حدیث ہو جو تواتر کے مرتبہ پر پہنچی ہوئی ہو بلکہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اخبار میں سے بہت سی احادیث استخلاف کی قدر مشترک میں متحد ہوں۔ بعض میں ان خلفاء کا نام بطریق رمز و ابہام کے لیا گیا ہو اور اسم خلافت کی تصریح کردی ہو جیسا کہ سب سے زیادہ عزت والے کا ارشاد ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۴: ۵۵) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں ضرور خلافت عطا فرمائے گا الخ۔ یا خلفاء کا نام تعیین اور تصریح کے ساتھ لیا گیا ہو اور خلافت کے معنے کنایۃً ادا کئے گئے ہوں جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اقتداء کرو اُن کا جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابو بکر رض و عمر رض۔ اور بعض میں دونوں باتیں اشارہ اور ابہام کے طور پر کی گئی ہوں جیسا کہ حق تعالٰے نے ارشاد فرمایا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی رکھیں الخ اور بعض میں لوازم خلافت کا ان عزیزوں کے حق میں صریح اثبات کیا ہو اور بعض میں ایماء اور اشارے اور اقتضاء سے اُس معنے کی جانب کنایہ کیا گیا ہو۔ جب یہ

www.kitabghar.org

ہیئتِ اجتماعیہ بہم آید در مدّعای خود دلیل قاطع
گردد وحجت تکلیف بآن قائم شود وباین نکتہ
شبہے دیگر نیز مندفع میگردد طائفۂ درصددِ
آنکہ خلافتِ این بزرگواران بنص ثابت است
لیکن بنصِ خفی وجمعے دربیان آنکہ اینجا نص
جلی است چون بنظرِ انصاف می بینیم اگر یک
حدیث یا یک دلیل ازمیان برداریم آن خود
جلی نیست لیکن انچہ ازشارع بمارسیدہ است
قاطع وجلی است دانندگانِ فنِ استنباط می
دانند کہ اکثر احکام قطعیہ مُسلّمہ بین المسلمین
مانند جُمعہ وعیدین بغیر این طریق کہ گفتیم
نصِ جلی ندارند چون این نکتہ ممہد شد بر
سر اصل سخن رویم دلیل اول استقراء احادیث
کہ درباب فِتَن روایت میکنند دلالت ظاہر
دارد بر آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
وقائع آئندہ تقریر فرمودہ است وہر واقعہ را بلفظے
اداکردہ کہ رضای خدای تعالیٰ یا سخط آن ازان
مفہوم شود چون این مقدمہ را بشناسیم بحدسِ قوی
یقین می نمائیم کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
خلیفۂ اول وثانی وثالث کہ پرنزدیک بودند ودر
اختلافِ قوم در استخلافِ ایشان فتنہ برمی خاست
وکارہائے عظیم مثلاً فتح فارس وروم برہم منوط
البتہ تعیین فرمودہ اند عاقل می تواند
تجویز کرد کہ اہم مہمات را بگزارند ودر
بیان امورِ جزئیہ اہتمام نمایند سبحانک
ہٰذا بہتانٌ عظیم دریں مبحث جوادِ قلم اگر
شرفًا او شرفینِ اِستنان نماید چہ ضرور
کہ کج عنانِ او کردہ شود۔
بدان اسعدک اللہ تعالےٰ

ہیئتِ اجتماعیہ سے ہم پہنچ جائیں گی تو اپنے مُدعا میں دلیل قطعی بن
جائیں گی اور مکلّف بنانے کی حجت اُن سے قائم ہوجائیگی۔
اور اس نکتہ سے ایک اور شبہ بھی مندفع ہوجاتا ہے۔ ایک
گروہ اس کے پیچھے ہے کہ ان بزرگواروں کی خلافت نص سے
ثابت ہے لیکن بنصِ خفی اور ایک جماعت یہ بیان کرتی
ہے کہ یہاں نصِ جلی ہے۔ جب ہم بنظرِ انصاف دیکھتے ہیں اگر
ایک حدیث یا ایک دلیل درمیان سے اُٹھائیں تو وہ خود جلی
نہیں ہے لیکن جو کچھ شارع سے ہم تک پہنچا ہے وہ قطعی اور
جلی ہے۔ اور فنِ استنباط کو جاننے والے جانتے ہیں کہ اکثر
احکام جو سب مسلمانوں کے نزدیک قطعیہ ہیں جیسے جمعہ اور
عیدین بغیر اس طریق کے جو ہم نے بیان کیا ہے نصِ جلی
نہیں رکھتے۔ جب یہ نکتہ مفصّل مذکور ہوچکا تو اب ہم
اصل بات شروع کرتے ہیں۔ دلیل اول اُن احادیث کا
استقراء ہے جن کو بابِ فتن میں روایت کرتے ہیں اس بات
پر دلالتِ ظاہرہ رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے آئندہ آنے والے اکثر واقعات کی تقریر فرمائی ہے اور ہر
واقعہ کو ایسے الفاظ سے ادا کیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی رضا یا اُس کا
عتاب اُن سے مفہوم ہوتا ہے۔ جب اس مقدمہ کو ہم پہچان
لیں گے تو ظنِ قوی سے ہم اس یقین پر پہنچ جاتے ہیں کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے خلیفۂ اول وثانی وثالث کا جو کہ
نہایت قریب تھے اور قوم میں ان کے خلیفہ بنانے میں اختلاف
کی بناء پر فتنہ بھی اُٹھتا رہا اور بڑی بڑی مہمات مثلاً
فارس اور روم کی فتح میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہی تھیں ضرور
تعیّن فرمایا ہے۔ کیا کوئی صاحبِ عقل اس بات کو جائز رکھے گا
کہ آپ اہم مہمات کو چھوڑدیں اور امور جزئیہ کے بیان
میں اہتمام فرمائیں؟ سُبحانک ہٰذا بہتانٌ عظیم۔ اس مبحث
میں اگر قلم کا اسپ تیز رو ایک دو بلند مقامات پر بھاگ
دوڑ کرے تو کیا ضرورت ہے کہ اُس کی باگ کھینچ لی جائے
(کہ وہ رُک جائے)۔ اللہ تعالےٰ تم کو سعادت عطا کرے

www.kitabghar.org

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
است بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغامبرے
نخواہد بود پس حکمتِ آلہیہ تقاضا کرد کہ حکم وقائع
کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا روز
قیامت بودنی است بر زبانِ وے صلے اللہ علیہ
وسلم جاری شود و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رضائی حق جل و علا بہ نسبتِ بعض آن وقائع
وسخطِ او تعالیٰ بہ نسبتِ بعض بیان فرماید تا نعمت
تمام شود و حجت قائم گردد پس بر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہمہ آن وقائع منکشف
گشت و رضا و سخط بہ نسبت ہر یکے از انہا نمودار
گردید و وی صلے اللہ علیہ وسلم بہمہ آن در
بعض اوقات خبر دادند مانند کسیکہ بچشم ظاہر
مے بیند باز بحسبِ تقریبات واحدۃً بعد واحدۃٍ
بیان فرمودند و حکمت مقتضے آن است کہ ہمہ
آن وقائع مبیّن شدہ بالاستیعاب اجمالاً و تفصیلاً
اگر امروز خفائے واقع شدہ باشد بسببِ نسیان
رُواۃ یا بسببِ صعوبت تطبیق وصف کلّی بر
صورتِ خاصہ واقع شدہ است اما بیانِ اجمال
پس از حدیث حذیفہؓ قال قام فینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً یکون
فی مقامہ ذٰلک الیٰ قیام الساعۃ الا حدّث
بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی
ہٰؤلاء وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ
فاذکرہ کما یذکر الرجلُ وجہَ الرجل اذا غاب
عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ متفق
علیہ۔

و اما بیان آن وقائع
تفصیلاً آنحضرت صلے اللہ

یہ جان لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں
ہوگا۔ تو حکمتِ الٰہیہ نے تقاضا کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد سے روزِ قیامت تک ہونے والے اہم واقعات
کے حکم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوجائیں
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ نسبت بعض واقعات کے
اللہ جل شانہٗ کی رضا اور بہ نسبت بعض واقعات کے اللہ
تعالےٰ کی ناراضی بیان فرمادیں تاکہ نعمت تمام ہوجائے اور
حجت قائم ہوجائے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
وہ تمام واقعات منکشف ہوگئے اور ہر واقعہ کے ساتھ جو
رضا یا ناراضی تھی وہ بھی نمودار ہوگئی۔ اور آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات میں اُن سب کی اس طرح
خبر دیدی جس طرح کوئی شخص چشمِ ظاہری سے دیکھتا ہے۔
پھر آپ نے سلسلہ وار ایک کے بعد ایک بیان فرماتے۔ حکمت
اس کی مقتضی ہے کہ اجمالاً و تفصیلاً تمام واقعات بیان فرمادئیے
ہیں۔ اگر آج کوئی خفا واقع ہوگیا تو اُس کی وجہ راویوں
کا نسیان ہے یا کُل واقعات میں سے ہر ایک کی صورتِ
خاصّہ پر تطبیق میں دشواری واقع ہوئی ہے۔ بیانِ اجمال کا
حال حدیث حذیفہؓ سے سنو۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر کھڑے ہوتے اور اسی
جائے قیام پر کھڑے کھڑے آپ نے قیامت تک ہونے والی
کوئی بات نہیں چھوڑی مگر یہ کہ سب ہی کو بیان کردیا جو
اُن کو یاد رکھ سکا اس نے یاد رکھے اور جو یاد نہ رکھ سکا وہ
بھول گیا۔ میرے ساتھی ان کو جانتے ہیں اور ان میں سے
کوئی بات ہوتی ہے جس کو میں بھول چکا تھا پھر میں اس کو
دیکھتا ہوں تو مجھے اس طرح یاد آجاتی ہے جیسا کوئی شخص
دوسرے شخص کے چہرے کو یاد رکھتا ہے جب وہ اُس سے
غائب ہو، پھر جب اُس کو دیکھے گا تو اُس کو پہچان لے گا۔
اب اُن وقائع کا تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم از خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ خبر دادند در احادیث بسیار از منامات وغیر آن مِن ذٰلک قولہٗ لامرأۃٍ ان لم تجدینی فأتی ابابکر و این حدیث دلالت میکند بر صحتِ خلافتِ حضرتِ صدیقؓ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این ماجرا را بطریق وحی معلوم فرمودند و تقریر نمودند و اظہار کراہیت نکردند و اگر اصولی درین استدلال با ما مناقشہ کند گوئیم بیہقی روایت میکند من الحسن ان عمر اُتی بسواری کسریٰ فالبسہما سراقۃ بن مالک فبلغا منکبیہ فقال الحمد للہ سواری کسریٰ بن ہرمز فی یدی سراقۃ بن مالک اعرابی من بنی مدلج قال الشافعی انما البسہما سراقۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لسراقۃ ونظر الیٰ ذراعیہ کانی بک قد لبست سواری کسریٰ ومنطقتہ وتاجہ و معلوم است کہ این سوار از ذہب بود ولباس ذہب مردان را حرام است و شافعی کہ راس ورئیس اصولیان است خبر دادنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعدم انکار بران مخصص آن عموم داشتہ است و بخاری از جابرؓ نقل میکند کہ زنِ خود را می گفت اخری عنا انماطک و وی استدلال میگیرد بخبر دادنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجودِ انماط

علیہ وسلم نے صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی خبر دی ہے بہت سی احادیث میں خوابوں وغیرہ کے سلسلہ میں۔ آپؐ کا یہ ارشاد بھی اسی امر سے متعلق ہے ایک عورت کو کہ اگر تو مجھے نہ پاتے تو ابوبکرؓ کے پاس آجانا۔ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے حضرت صدیقؓ کی خلافت کے صحیح ہونے پر کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا بطریق وحی معلوم فرمالیا اور تقریر کردی اور اظہار کراہت نہ فرمایا۔ (جیساکہ آنے والے زمانہ کی ناپسندیدہ خبروں میں آپ کرتے رہے) اور اگر کوئی اصولی اس استدلال میں ہم سے جھگڑا کرے تو ہم کہیں گے کہ بیہقیؒ روایت کرتے ہیں حسنؒ سے کہ عمرؓ کے سامنے کسریٰ کے کنگن لاتے گئے تو انھوں نے اُن دونو کو سراقہ بن مالک کو پہنا دیا تو وہ اس کی کہنیوں تک پہنچے۔ پھر فرمایا الحمد للہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن بنی مدلج میں کے ایک اعرابی سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں۔ شافعیؒ نے فرمایا کہ سراقہ بن مالک کو اس لئے وہ کنگن پہنائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا اور آپؐ اس کے بازوؤں کو دیکھ رہے تھے کہ گویا میں تیرے ساتھ ہوں تونے پہن رکھے ہیں کسریٰ کے کنگن اور اس کا پٹکا اور اس کا تاج؛ اور معلوم ہے کہ یہ کنگن سونے کے تھے اور سونے کا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے اور شافعیؒ نے جو کہ اصولیوں کے سردار اور رئیس ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے کو اُس پر انکار کے بغیر اس عموم کا مخصص رکھا ہے اور بخاریؒ جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی سے کہتے تھے کہ ہم سے اپنے گدّوں کو دُور رکھ اور وہ استدلال لیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے گدّوں کے

۱ ؎ بحرین سے مال آنے والا تھا یہ خبر سن کر ایک حاجتمند عورت آپ کے پاس آئی تھی آپ نے اس سے یہ فرمایا تھا۔ ۲ ؎ اصولی کا مناقشہ یہ ہے کہ کراہت کے اظہار نہ کرنے سے صحت خلافت کیسے لازم آگئی۔ جیسے کسریٰ کے کنگن سراقہ کو پہنا دینے سے مردوں کے لئے سونے کے زیور کا استعمال صحیح نہیں ہوجاتا۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ شافعیؒ کنگن پہنانے کی وجہ حضورؐ کا خاص ارشاد بتارہے ہیں یہ ارشاد ان کے نزدیک بھی مخصص ہے تو اس واقعہ کو استدلال میں پیش کرنا غلط ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

وسکوت فرمودن از انکار بران پس
این اصولی نہ استدلالات صحابہ را
یاد گرفتہ است ونہ مذہب شیخ
خود واللہ اعلم و این سخن بنابر
تبرع است و اِلاّ اقتدوا بالّذین
من بعدی ابی بکر و عمر صریح
است در ایجابِ اقتداء بہ شیخین
و نظائر آن بسیار یافتہ میشود
بعد ازان خبر دادند بآنکہ در انعقاد
خلافت صدیق اکبرؓ خلاف گونہ واقع
خواہد شد ویأبی اللہ والمسلمون
اِلاّ ابابکر بعد ازان خبر دادند بقصہ
رِدّت بہ تبلیغ آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ
فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ
وَیُحِبُّوْنَہٗ و اظہار کمالِ رضا
باین قتال فرمودند بعد ازان
خبر دادند بقتالِ فارس و
روم در حدیث شیخینؓ اِذا ہلک
کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ و
اِذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ
والذی نفسی بیدہ لتنفقن کنوزہما فی
سبیل اللہ و خبر دادند بجمع قرآن در
مصاحف بہ تبلیغ آیت اِنَّ عَلَیْنَا
جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ و خبر دادند
بخلافتِ فاروقِ اعظمؓ در
احادیث بسیار در حدیث
نزع ذنوب

وجود پر اور اس پر انکار سے سکوت فرمانے پر۔ تو اس اصولی
نے نہ صحابہؓ کے استدلالات کو یاد رکھا ہے اور نہ اپنے شیخ
کے مذہب کو، واللہ اعلم۔ اور یہ بات بنابر تبرع (مزید افادہ)
ہے ورنہ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ
(اقتدا کرو ان دونوں ابوبکرؓ و عمرؓ کی میرے بعد)
صریح ہے اقتداء شیخینؓ کے واجب کرنے میں۔ اور اس
کی نظیریں بہت پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد، آپؐ نے خبر دی
کہ خلافت صدیق اکبرؓ کے انعقاد میں کچھ اختلاف واقع
ہوگا ویأبی اللہ والمسلمون اِلاّ ابابکر (یعنی اور اللہ
انکار کرتا ہے یعنی ناپسند کرتا ہے ابوبکرؓ کے سوا اور کسی کو)
اس کے بعد، خبر دی (اللہ تعالیٰ نے آئندہ آنے والے)
قصہ ردّت کی اس آیت کی تبلیغ سے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مَنْ یَّرْتَدَّ الخ (۵:۵۴) اے ایمان والو! جو شخص تم
میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد
ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور
ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی" اور اس قتال سے
کمالِ رضا کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد، رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فارس اور روم سے قتال کی خبر دی حدیث شیخینؓ
میں ہے، جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی
کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد
کوئی قیصر نہ ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے کہ تم ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کے راستہ
میں ضرور خرچ کروگے۔ اور خبر دی مصاحف میں قرآن جمع
ہونے کی اس آیت کی تبلیغ سے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ
قُرْاٰنَہٗ۔ اور آپؐ نے بہت سی حدیثوں میں خبر دی فاروق
اعظمؓ کی خلافت کی۔ حدیث نزع ذنوب (یعنی ڈول
کھینچنا۔ آپؐ نے خواب دیکھا کہ میں کنویں میں سے پانی کھینچ
رہا ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو ڈول دے دیا۔ انھوں نے
چند ڈول کھینچ کر حضرت عمرؓ کو دیدیا تو انھوں نے اتنے زیادہ

www.kitabghar.org

و لزِ بعض با بعض و امر کردند باقتداء او
در حدیث اقتدوا و خبر دادند بخلافت
حضرت عثمانؓ و بآنکه در آخر ایام او
بلائے خواہد آمد و خبر دادند بآنکہ
ازو نزع قمیص خلافت خواہند
خواست و وے آن روز بر حق
خواہد بود و اعدائے او ظالم و فاسق
و فرمودند آن قمیص را نزع مکن
و خبر دادند کہ مرتضیٰ را با قریش
مناقشات خواہد افتاد و با ناکثین
و مارقین و قاسطین جنگ واقع خواہد
شد و خبر دادند کہ یکے از امہاتِ
مؤمنین را فلان جا کلاب نباح
خواہند کرد و وے در بلائے خواہد
افتاد و در آخر خلاص خواہد شد
و عمار بن یاسر را فئۃ باغیہ خواہند
کشت و بر دستِ اولی الناس
بالحق جماعۂ مارقہ ہلاک خواہند شد
آیتہم رجل مشدون و بہ قتل
حضرت مرتضیٰ نیز خبر دادند
و در حق قاتل او فرمود اشقی
الناس و معاویہ را فرمودند
ملکت فاحسن و فرمود کیف
بک لو قد تقمصک اللہ قمیصا
یعنے الخلافۃ قالت ام حبیبۃ او
ان اللہ مقمص اخی قال نعم
ولکن فیہ ہنات و ہنات و
ہنات و این کلمہ اشعار است بآنکہ
خلافت او منعقد خواہد شد بجہت تسلط

ڈول کھینچے کہ زمین کو سیراب کر دیا)۔ اور بعض کا تعلق بعض کے
ساتھ۔ اور آپ نے ان کی اقتدا کا حکم دیا اقتدوا والی حدیث
(مذکورہ بالا) میں۔ اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کی
خبر دی اور اس بات کی کہ آخر ایام میں اُن پر ایک بلا آئیگی۔
اور آپؐ نے خبر دی کہ اُن سے قمیص خلافت کو اُتروانا چاہیں گے
اور وہ اُس دن حق پر ہوں گے اور اُن کے دشمن ظالم و
فاسق ہوں گے۔ اور فرمایا کہ اس قمیص کو نہ اُتارنا۔ اور آپؐ نے
خبر دی کہ علی مرتضےٰ کے قریش کے ساتھ جھگڑے ہوں گے۔ اور
عہد توڑنے والوں اور اسلام سے نکل جانے والوں (یعنے
خوارج) اور ظالموں کے ساتھ جنگ واقع ہوگی۔ اور آپؐ نے
خبر دی کہ اُمہات المومنین میں سے ایک پر فلاں جگہ کُتے بھونکیں گے
اور وہ مصیبت میں پڑ جائے گی اور آخر میں رہا ہو جائیگی۔
اور عمار بن یاسر کو باغی جماعت کے لوگ قتل کر دیں گے۔ اور
جو سب سے زیادہ حق پر ہوگا اُس کے ہاتھ پر جماعت مارقہ کے
لوگ (یعنے خوارج) ہلاک ہو جائیں گے۔ اُس جماعت کی نشانی
ایک مشدون شخص ہوگا (یعنی جس کا ایک ہاتھ ناقص الخلقت
عورت کی پستان جیسا ہو، چنانچہ جنگ نہروان کی لاشوں
میں تلاش کرنے سے اس شخص کی لاش ملی جس کا یہی حلیہ تھا
کہ مونڈھے کے قریب سے اُس کے ایک ہاتھ کے بجائے صرف ایک
گوشت کا لوتھڑا سر پستان کے مشابہ لگا ہوا تھا جس پر چند لمبے
بال بھی تھے۔ ۱۲ مترجم) اور آپؐ نے حضرت مرتضےٰؓ کے قتل کی
خبر دی اور اُن کے قاتل کے بارے میں فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ
بدبخت شخص ہوگا۔ اور معاویہؓ سے فرمایا کہ اگر تو بادشاہ ہو جائے
تو نیک کام کرنا اور فرمایا کہ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا اگر اللہ
نے تجھے قمیص پہنائی۔ اس سے آپ خلافت مراد لے رہے تھے تو اُم
المومنین) اُم حبیبہؓ نے کہا کہ کیا اللہ میرے بھائی کو قمیص
پہنانے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! اور لیکن اس میں فسادات
ہوں گے اور فسادات اور فسادات اور اس کلمہ میں اس طرف
اشارہ ہے کہ اُن کی خلافت تسلط کے ذریعے سے منعقد ہوگی

نہ حسب بیعت و سیرت او موافق سیرت شیخین رض
نہ باشد و آن خلافت بعد بغی بر امام وقت باشد
و لہٰذا سہ بار لفظ ہنات فرمود و نیز با معاویہ
فرمود إن وَلِیتَ أمرًا فاتّقِ اللّٰہ واعدِل
و آن اشارہ بامارتِ شام و خلافت است جمیعًا
و عن الحسن بن علی قال سمعتُ علیًا یقول سمعت
رسولَ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول لا تذہب
الایامُ واللیالی حتے یملک معاویۃُ عزاہ فے
الخصائص للدیلمی و فرمود لن یُغلبَ معاویۃُ
ابدًا و بصلح امام حسن رض خبر دادند ولدے
ہذا سیدٌ و سیُصلح اللّٰہُ بہ بین فئتین عظیمتین
من المسلمین و بقتل حسین بن علے خبر
دادند و فرمودند جبرئیل تربت آن زمین نمود
و در حدیث حضرت مرتضےٰ درباب عاشورا مذکور
است و سیتوبُ اللّٰہُ علے قومٍ آخرین[۱] و بواقعہ
حرہ خبر دادند و امر کردند اہلِ مدینہ را بکف
از قتال قال کیف بک یا اباذرٍ اذا کان بالمدینۃ
قتل تغمر الدماءَ الخ و بخروج عبداللّٰہ
ابن الزبیر خبر دادند و آن در مسند حضرتِ فاروق
و ذی النورین و مرتضےٰ ہر سہ یافتہ میشود و آن
را بلفظے تعبیر کردند کہ مشعر باشد
بآنکہ خروج او سبب سفکِ دماء و
ہتکِ حرمات حرم گردد و منتج مصالح
نشود پس اشارہ شد بسخط و از
خروج بنی مروان خبر دادند کہ
رأیتُ فے النوم بنی الحکم
ینزون علے منبری

بیعت کے ذریعہ سے نہ ہوگی اور اُن کی سیرت شیخین کی سیرت
کے موافق نہ ہوگی اور وہ خلافت امام وقت سے بغاوت کے
بعد منعقد ہوگی اسی لئے آپ نے تین مرتبہ لفظ ھنات (فساد)
فرمایا۔ اور نیز معاویہ رض سے فرمایا اگر تو والی امر بن جائے تو اللہ
سے ڈر اور انصاف کر اور یہ اشارہ امارت شام اور خلافت
دونوں کی طرف ہے۔ اور مروی ہے حسن رض بن علی رض سے فرماتے
تھے میں نے سُنا علی رض سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ دن اور
رات نہیں گزریں گے کہ معاویہ بادشاہ ہوجائے گا۔ اس روایت
کو خصائص میں دیلمی کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا کہ معاویہ
کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ اور امام حسن رض کے صلح کرنے کی خبر دی
کہ میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور عنقریب اللہ تعالےٰ اس کے
سبب سے صلح کرائے گا مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں۔ اور
آپ نے حسین رض بن علی رض کے قتل کی خبر دی اور فرمایا کہ جبرئیل
نے مجھے اُس زمین کی مٹی دکھائی۔ اور حضرت مرتضےٰ رض کی
حدیث میں باب عاشوراء میں مذکور ہے اور اللہ تعالےٰ رحمت
سے متوجہ ہوگا دوسری قوم پر بھی۔ اور آپ نے واقعہ حرہ
کی خبر دی اور اہل مدینہ کو قتال سے رُکنے کا حکم دیا۔ فرمایا
کیا حال ہوگا تیرا اے ابوذر رض جب مدینہ میں ایسا قتل واقع
ہوگا جو لوگوں کے خون سے بھر جائے گا۔ اور عبداللہ بن الزبیر رض
کے خروج کی آپ نے خبر دی اور یہ حضرات فاروق رض اور
ذی النورین رض و مرتضےٰ رض تینوں کی سند میں ملتی ہے اور
اس کو ایسے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جو کہ اس طرف اشارہ کرتے
ہیں کہ اس کا خروج خون بہنے اور حرماتِ حرم کی ہتک کا
موجب ہوگا اور بھلائیوں کا نتیجہ پیدا کرنے والا نہ ہوگا۔ تو
اشارہ ہوا ناراضی کی جانب۔ اور آپ نے بنی مروان کے
خروج کی خبر دی کہ میں نے خواب میں بنی حکم کو دیکھا کہ میرے منبر پر

[۱] یعنے اس تاریخ میں قوم موسےٰ پر متوجہ ہوا تھا کہ ان کو فرعون سے رہائی بخشی اور اسی تاریخ میں ایک اور قوم کو مراتب عظیم عطا فرمانے والا ہے۔ یہ اشارہ ہے حضرت حسین رض اور ان کے رفقاء کی طرف ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

کما تنزو القردۃ و این تعبیر اشارہ بسقوط است
و من الحسن بن علی قال ان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم رای ملک بنی امیۃ فساءہ ذلک فانزل
اللہ تعالے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ
خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ یملکہا بنو امیۃ قال
بعضہم فحسبناہ مدۃ ملک بنی امیۃ فاذا ہی الف
شہر لا یزید ولا ینقص و در اخبار بسیار آمدہ است
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنو العباس
را بشارتِ خلافت دادند و در تواریخ مشہور
است کہ علی بن عبد اللہ بن عباس این
معنیٰ برملا مے گفت و بادشاہ بنی امیہ
اورا باین سبب ایذا داد و اہانت کرد
و فی حدیث ابن عباس عن امہ لما
ولد عبد اللہ قال اذہبی بابی الخلفاء
فاخبر بذلک العباس فاتاہ فذکر لہ
فقال ہو ما اخبرت ہذا ابو الخلفاء حتے
یکون منہم من یصلے بعیسیٰ علیہ السلام
عزاہ فی الخصائص لابی نعیم و خبر
داد از خروج ابو مسلم خراسانی
قال تخرج رایات سود من
خراسان لا یردہا شیٔ حتے
تنصب بایلیا و عن ابن عباس
عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قال منا السفاح[1] و المنصور و المہدی
و اخرج الزبیر بن بکار عن
علی بن ابی طالب انہ اوصے حین
ضربہ ابن ملجم فقال فی وصیتہ

اُچھل رہے ہیں جس طرح بندر اُچھلتے ہیں۔ اور یہ تعبیر بھی ناگواری
کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور حسن رضؓ بن علی رضؓ سے مروی ہے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اُمیّہ کی بادشاہی
کو دیکھا (یعنی خواب میں) تو آپؐ کو اس سے ناگواری ہوتی
تو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ کہ اس مدت تک بنو اُمیّہ حکومت کریں گے۔ بعض نے
کہا کہ ہم نے زمانہ حکومت بنی اُمیّہ کا حساب کیا تو وہ پورے
ہزار ماہ ثابت ہوئی نہ زیادہ نہ کم۔ اور بہت خبروں میں یہ آیا
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو عباس کو خلافت
کی بشارت دی ہے۔ اور تواریخ میں مشہور ہے کہ علی بن عبد اللہ
ابن عباس یہ بات برملا کہا کرتے تھے اور بادشاہ بنی اُمیّہ نے
اس سبب سے اُن کو ایذا دی اور توہین کی۔ اور ایک حدیثِ
ابن عباس رضؓ میں اُن کی والدہ سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ
(ابن عباس رضؓ) پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اُن سے فرمایا کہ خلفاء کے باپ کو لیجا۔ اس کی خبر عباس رضؓ کو
ہوئی تو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے
اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تمھیں جو بتایا
گیا ٹھیک ہے وہ خلفاء کا باپ ہے یہاں تک کہ اُن میں سے
ایسا شخص بھی ہوگا جو عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔
خصائص ابی نعیم میں یہ ذکر کیا گیا ہے۔ اور آپؐ نے ابو مسلم
خُراسانی کے خروج کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ خُراسان سے سیاہ
جھنڈے نکلیں گے اُن کو کوئی شے نہیں لوٹا سکے گی یہاں تک
کہ وہ ایلیا (شہر بیت المقدس) پر نصب کر دیئے جائیں گے۔ اور
مروی ہے ابن عباس رضؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہم میں سے سفّاح ہوگا اور منصور اور مہدی۔ اور یہ حدیث
اخذ کی زبیر بن بکار نے، روایت ہے علی رضؓ بن ابی طالب سے
کہ جب ابن ملجم نے اُن پر ضرب لگائی تو آپ نے وصیت کی

[1] ابو العباس سفّاح آل عباس میں کا پہلا خلیفہ تھا۔

www.kitabghar.org

انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخبرنے بما یکونُ من اختلافٍ بعدہٗ وامرنے بقتالِ النّاکثین والمارِقین والقاسطین و اخبرنے بھٰذا الّذی اصابنے واخبرنے انہ یملک معاویۃُ وابنہ یزید ثم یصیرُ الٰے بنی مروان یتوارثونہا و ان ھٰذا الامر صائرٌ الٰے بنی امیۃ ثم الٰے بنی العباس واَرانی التربۃ التے قُتل بہا الحسین ذُکر ذالک فی الخصائص و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبرداد از اہلِ خروج کہ بر بادشاہانِ اسلام خروج کنند قال حُذیفۃ واللہ ماترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قائدِ فتنۃٍ الٰے ان تنقضے الدنیا یبلغ من معہٗ ثلثمائۃ فصاعدًا الّا قد سمّاہ لنا باسمہ واسمِ ابیہ واسم قبیلتہ رواہ ابوداؤد و خبرداد از بادشاہی ترکان عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُترکوا الترکَ ماترکوکم قال اوّلُ من یسلب اُمّتے و ماخوّلہم اللہ بنو قنطورا عزاہ فی الخصائص الٰے الطبرانے والٰے نعیم و از واقعۂ ہلاکوخان و کشتنِ مستعصم خبرداد۔ عن ابے بکرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ ارضًا تسمّی بالبصرۃ او البصیرۃ ینزلہا ناسٌ من المسلمین عندہم نہر یُقال لہ دجلۃ یکون لہم علیہا جسرٌ ویکثر اہلہا فاذا کان فی آخر الزّمانِ جاءَ بنو قنطورا

اور اسی وصیت میں یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اختلاف اُن کے بعد ہونے والا تھا اُس کی مجھے خبر دی اور مجھے حکم دیا کہ عہد شکنوں، دین سے خارج ہونے والوں، ظالموں سے لڑوں اور آپؐ نے مجھے اس حادثہ کی خبر بھی دی تھی جو مجھ پر پڑا ہے اور آپؐ نے مجھے خبر دی کہ معاویہؓ اور اُس کا بیٹا یزید بادشاہ بنیں گے پھر حکومت بنی مروان کی طرف پہنچ جاتے گی، اور وہ اُس کے وارث ہوں گے اور یہ کہ یہ امر بنی اُمیہ میں قائم رہے گا پھر بنی عباس کی طرف چلا جائے گا اور مجھے وہ مٹی دکھائی جس پر حسینؓ قتل ہوگا۔ اس کا ذکر کیا گیا ہے خصائص میں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اُن اہلِ خروج کی جو بادشاہانِ اسلام کے مقابلہ پر نکلیں گے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی سردارِ فتنہ کا ذکر نہیں چھوڑا دنیا کے خاتمہ تک۔ جن کا ذکر آپؐ نے فرمایا اُن کی شمار تین سو سے بڑھی ہوتی ہے۔ ہمارے سامنے آپؐ نے اُن سب کے نام لئے اور اُن کے باپ کے نام اور اُن کے قبیلہ کے نام۔ اس کو روایت کیا ابوداؤد نے۔ اور آپؐ نے خبر دی ترکوں کی بادشاہی کی۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ترکوں سے تعرّض نہ کرنا جب تک وہ تم سے تعرض نہ کریں۔ فرمایا سب سے پہلے میری اُمت سے جو لوگ حکومت اور جو کچھ اللہ نے اُن کو دیا ہے چھینیں گے وہ بنو قنطورا ہوں گے (یعنی ترک) خصائص میں اس کو منسوب کیا گیا طبرانی اور ابونعیم کی طرف۔ اور آپؐ نے ہلاکو خان کے واقعہ کی اور مستعصم کے مارے جانے کی خبر دی۔ ابوبکرہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک زمین ہے جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہے وہاں مسلمانوں میں کے بہت سے لوگ رہنے لگیں گے۔ اُن کے قریب ایک نہر ہوگی جس کو دجلہ کہا جائے گا اُس پر اُن کا ایک پل ہوگا اور اُس کی آبادی بہت ہوجائے گی۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا آئیں

www.kitabghar.org

عِراضُ الوجوہ صغارُ الاعین حتے نزلوا شاطئ النہر فتفرق الناسُ عند ذٰلک ثلاث فِرقٍ فرقۃٌ تلحقُ باصلہا فکفروا و فرقۃٌ تاخذ علےٰ انفسہا فکفروا و فرقۃٌ تقاتلہم قتالاً شدیداً فیفتح اللّٰہ علےٰ بقیتہم عزاہ فی الخصائص الےٰ ابی نعیم والمراد بالبصرۃ بغداد لانّ بغدادَ ارضٌ ذات بصرۃٍ اے حجارۃٍ کذّان و بالفتح الظفر فی تلک المقتلۃ فقط و عن بریدۃ سمعتُ النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان اُمّتی یسوقہا قومٌ عِراضُ الوجوہ صِغار الاعین کان وجوہہم الجحف ثلاث مراتٍ حتے یلحقوہم بجزیرۃ العرب اما الاولےٰ فلینجو من ہرب منہم و اما الثانیۃ فینجو بعضٌ و یہلک بعض و اما الثالثۃ فیصطلون من بقے منہم قالوا یا رسول اللّٰہ من ہم قال الترک والذی نفسی بیدہ لیربطنّ خیولہم الےٰ سواری مساجدِ المسلمین عزاہ فی الخصائص لاحمد والبزار والحاکم وظاہر آن است کہ مراد از مرۃ اولے فتنۂ سلاجقہ است کہ حکم خلیفہ عباسی بسبب ایشان مغلوب شد و در بلاد ماوراء النہر و خوارزم و خراسان بجز نامے از خلافت ایشان نماند و از مرۃ ثانیہ فتنۂ جنگیزیہ کہ خلیفۂ عباسی را کشتند و بعض عباسیہ بمصر رفتند و خلافت خواستند و ہنوز در دیارِ عرب خلافتِ ایشان باقے ماندہ بود و از مرۃ ثالثہ غلبۂ عثمانیہ بر بلادِ عرب و

جن کے چوڑے چہرے ہوں گے اور چھوٹی آنکھیں۔ وہ اُس نہر کے کنارے پر اُتر پڑیں گے تو شہر کے لوگ اُس وقت تین فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی اصل سے مل جائے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ایک فرقہ صرف اپنی جان کی فکر کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا اور ایک فرقہ اُن سے شدت کے ساتھ لڑے گا تو اللہ تعالےٰ اُن کے بقیہ کو فتح دے گا۔ اس کو منسوب کیا خصائص میں ابو نعیم کی طرف۔ اور مراد بصرہ سے بغداد ہے کیونکہ بغداد نرم پتھروں والی زمین ہے۔ بصرہ نرم پتھر کو کہتے ہیں: اور فتح سے مراد کامیابی ہے صرف ایک قتال کے موقع میں۔ اور بُریدہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت کو تین مرتبہ ایسی قوم ہانک لیجائے گی جن کے چوڑے مُنہ ہوں گے اور چھوٹی آنکھیں ہوں گی اُن کے چہرے ڈھال کی طرح ہوں گے یہاں تک کہ وہ جزیرۃ العرب میں ان سے ملیں گے۔ پہلی مرتبہ والے تو بھاگ کر اُن سے نجات پالیں گے۔ اور دوسری جماعت والوں میں سے بعض نجات پالیں گے اور بعض ہلاک ہو جائیں گے۔ تیسری جماعت کا یہ حال ہو گا کہ جو ان میں سے باقی رہے ہوں گے وہ صلح کر لیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ ترک۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ مسلمانوں کی مسجدوں کی چہار دیواریوں کے اندر اپنے گھوڑے باندھیں گے۔ منسوب کیا اس کو خصائص کبریٰ میں احمد و بزار و حاکم کی طرف۔ اور ظاہر یہ ہے کہ پہلی مرتبہ سے مراد سلجوقیوں کا فتنہ ہے کہ حکم خلیفہ عباسی اُن سے مغلوب ہو گیا اور بلاد ماوراالنہر اور خوارزم اور خراسان میں اس کی خلافت کے نام کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور دوسری مرتبہ سے مراد فتنہ چنگیزیہ ہے جنھوں نے خلیفہ عباسی کو قتل کر دیا اور بعض عباسیہ مصر چلے گئے اور خلافت قائم کر لی اور ابھی تک دیارِ عرب میں ان کی خلافت باقی تھی۔ اور تیسری مرتبہ سے مراد ہے غلبہ عثمانیہ کا بلادِ عرب پر اور

www.kitabghar.org

تموریہ بر بلادِ فارس تا آنکہ ریاستِ قریش کان لم یکن گشت واصطلام کلی روی داد و عن معاویۃ قال سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لیظہرنّ الترکُ علی العرب حتے تلحقہا بمنابتِ الشیح والقیصوم عزاہ الی ابی یعلےٰ بعد از ان خبر دادند بخلافتِ مہدی و خروج دجال و نزول حضرت عیسیٰؑ و بر آمدن یاجوج و ماجوج الی آخر ما ذکر و شرحہ یطول و چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از احوال ملوک و خلفاء خبر دادند ہمچنان از تفرّقِ اُمتِ خود خبر دادند فرمودند کہ اصل و منشاء نوعی از اختلاف خوارج خواہند بود و واقع شد این حادثہ زیرا کہ چون خوارج بسعی حضرت مرتضیٰ برہم خوردند مذہبِ ایشان در میان سہ قوم ظہور نمود معتزلہ و اصحابُ الرأی و غلاۃ متصوفہ و فرمودند کہ در باب مرتضےٰؓ افراط و تفریط خواہند کرد و این اختلاف سبب شیوع مذاہب باطلہ خواہد شد و ہمچنین واقع شد زیرا کہ امامیہ و زیدیہ و اسماعیلیہ از میان ایشان پیدا شدند و شغبِ ایشان بسیار پیدا شد و عروق خفیہ از ایشان در جمیع طوائف ناس در آمد الّا ما شاء اللہ و از ائمۃ اہلِ سنّت خبر دادند فرمودند یوشکُ الناسُ ان یضربوا اکبادَ الابلِ فلا یجدوا عالماً اعلمَ من عالمِ المدینۃ قال سفیان نرٰی ہٰذا العالمَ مالک بن انس رواہ الحاکم و صححہٗ و عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تسبّوا قریشاً فانّ عالمہا یملأ الارضَ علماً قال الامام احمدؒ و غیرہ ھٰذا العالم

تموریہ کا بلادِ فارس پر یہاں تک کہ قریش کی ریاست کَانْ لَّمْ یَکُنْ ہوگئی (یعنے گویا کبھی تھی ہی نہیں) اور بالکل ہی استیصال ہوگیا۔ اور معاویہؓ سے مروی ہے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ضرور غالب ہوں گے ترک عرب پر یہاں تک کہ شیح اور قیصوم کے (عرب کی خاص سبزیوں کے نام ہیں) اُگنے کی جگہ تک جا ملیں گے۔ منسوب کیا اس روایت کو ابو یعلےٰ کی طرف۔ اس کے بعد آپ نے خبر دی مہدیؑ کی خلافت کی اور خروجِ دجّال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی اور یاجوج و ماجوج کے نکلنے کی آخر واقعات مذکورہ تک اور اس کی تفصیل لمبی ہے۔ اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں اور خلفاء کے حالات کی خبر دی اسی طرح اپنی اُمت کے تفرقہ کی بھی خبر دی اور یہ فرمایا کہ اصل اور منشاء اختلاف کی ایک نوع کا خوارج ہوں گے اور یہ حادثہ واقع ہوچکا۔ کیونکہ جب خوارج حضرت مرتضےٰؓ کی سعی سے تہ و بالا ہوگئے تو اُن کے مذہب نے تین قوموں میں ظہور کیا معتزلہ اور اصحاب الرّای اور غالی متصوفین نے اور فرمایا کہ لوگ مرتضےٰؓ کے بارے میں افراط و تفریط کریں گے اور یہ اختلاف باطل مذاہب کے شائع ہونے کا سبب بن جائے گا۔ اور ایسا ہی واقع ہوا کیونکہ امامیہ اور زیدیہ اور اسماعیلیہ ان میں سے پیدا ہوگئے اور ان کا شر بہت ظاہر ہوا اور ان کی باریک رگیں سب ہی لوگوں کی جماعتوں میں پہنچ گئیں، الّا ما شاء اللہ۔ اور آپ نے ائمۃ اہلِ سنت کی خبر دی۔ فرمایا کہ قریب وقت آئے گا کہ لوگ اونٹوں پر (علم کی طلب میں) سفر کرتے پھریں گے تو عالم مدینہ سے بڑا کوئی عالم نہ پائیں گے۔ سفیانؒ نے کہا کہ ہماری رائے میں یہ عالم مالک ابن انسؒ ہیں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ اور ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کو گالیاں نہ دو کیونکہ قریش کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ امام احمدؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ عالم

www.kitabghar.org

ہوالشافعی لانہ لم ینتشر فی طباق الارض من علم عالمٍ قریشیٍ من الصحابۃ وغیرہم ما انتشر من الشافعی معزوٌ الی البیہقی فی کتاب المعرفۃ وخبر دادند کہ از فارس رجال علماء پیدا خواہند شد کبار محدثین بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ ودارمی ودارقطنی وحاکم وبیہقی وغیر ایشان ہمہ از فارس پیدا شدند و از فقہاء ابوالطیب وشیخ ابوحامد وشیخ ابواسحٰق شیرازی وجوینی وامام الحرمین وامام غزالی وغیر ایشان از فارس پیدا شدند بلکہ امام ابوحنیفہ ویاران ماوراء النہر وخراسانی او نیز از اہل فارس اند ودر میانِ این بشارت داخل و خبر دادند ازانکہ بر رأس ہر مائۃ مجددے پیدا خواہد شد وہمچنان واقع شد وبر سر ہر مائۃ مجددے کہ از سرِ نو احیائے دین نمود پدید آمد بر مائۃ اوّل عمر بن عبدالعزیزؒ جور ملوک را برانداخت ورسوم صالحہ بنیاد نہاد وبر مائۃ ثانیہ شافعی تاسیس اصول و تفریع فقہ کرد وبر مائۃ ثالثہ ابوالحسن اشعری احکام قواعد اہل سنت نمود وبا مبتدعان مناظرہ ہا کرد وبر مائۃ رابعہ حاکم وبیہقی وغیر ایشان احکام علمِ حدیث نمودند وابوحامد وغیر ایشان تفریعاتِ فقہیہ آوردند ودر مائۃ خامسہ غزالی راہے جدید پیدا کرد وفقہ و تصوف وکلام را برہم آمیخت واز میان حقائق این فنون نزاع برخاست ودر مائۃ سادسہ امام رازیؒ اشاعتِ علم کلام کرد واما نووی احکام علمِ فقہ وہمچنان تاحال بر سر ہر مائۃ مجددے پیدا شدہ آمدہ است بالجملہ نصیب متفطن فقیہ

امام شافعیؒ ہیں کیونکہ روئے زمین پر کسی عالم قریشی کا علم صحابہ اور غیر صحابہ میں سے نہیں پھیلا ہے جس قدر شافعیؒ سے پھیلا ہے۔ کتاب المعرفہ میں یہ حدیث بیہقی کی طرف منسوب ہے۔ اور آپؐ نے خبر دی کہ فارس سے رجال علماء پیدا ہوں گے۔ بڑے بڑے محدثین بخاری، مسلم، ترمذی و ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ، دارمی اور دارقطنی و حاکم اور بیہقی اور ان کے علاوہ اور بھی سب فارس سے پیدا ہوئے۔ اور فقہاء میں سے ابوطیب اور شیخ ابوحامد اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی اور جوینی و امام الحرمین اور امام غزالیؒ اور دوسرے حضرات فارس سے پیدا ہوئے بلکہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے یاران ماوراء النہر و خراسانی بھی اہلِ فارس میں سے ہیں اور اس بشارت میں داخل ہیں۔ اور آپؐ نے اس امر کی خبر دی کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد پیدا ہوگا اور ایسا ہی واقع ہوا اور ہر صدی کے سرے پر کوئی ایسا مجدد ظاہر ہوتا رہا کہ جس نے از سرِ نو دین کا احیاء کیا۔ پہلی صدی میں عمر بن عبدالعزیزؒ نے بادشاہوں کی زیادتیوں کی بیخ کنی کی اور رسوم صالحہ کی بنیاد ڈالی۔ دوسری صدی میں امام شافعیؒ نے اصول و فروع فقہ کی بنیاد ڈالی۔ اور تیسری صدی میں ابوالحسن اشعریؒ نے قواعدِ اہلِ سنت کو محکم کیا اور اہلِ بدعت کے ساتھ بہت سے مناظرات کئے۔ اور چوتھی صدی میں حاکم اور بیہقی اور دوسرے حضرات نے علمِ حدیث کو مضبوط کیا اور ابوحامد (اسفرائینی) اور دوسرے علماء نے تفریعات فقہیہ کو واضح کیا۔ اور پانچویں صدی میں غزالی (یعنے امام محمد غزالیؒ) نے ایک نئی راہ پیدا کی اور فقہ و تصوف اور کلام کو آپس میں ملا دیا اور ان فنون کی حقائق میں جو نزاع تھا اُس کو برطرف کیا۔ اور چھٹی صدی میں امام رازیؒ نے علمِ کلام کی اشاعت کی۔ اور امام نوویؒ نے علمِ فقہ کو مضبوط کیا۔ اور اسی طرح اب تک ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد ہوتا آیا ہے۔ بہر کیف دین کی سمجھ رکھنے والے

www.kitabghar.org

ازین احادیث آن است کہ از فحواو ایمائی این احادیث تعلق رضا بہ بعض وقائع و سخط ببعض دیگر ادراک نماید و این احادیث را بر مجرد قصہ خوانی حمل نکند و من تعجب میکنم از کسیکہ استدلال حضرت فاروق از حدیث کیف بک اذ تعدو قلوصک بر مشروعیت اجلاء یہود از جزیرۃ عرب و بر آنکہ اقرار یہود در سرزمین خیبر علی التابید نہ بود ملاحظہ کردہ باشد بعد ازان در صحت تمسک باخبارات مستقبلہ باظہار استحسان و بشاشت در مشروعیت آن واقعات و تقریر آنہا توقف نماید فانہ العجب العجاب عند اولی الالباب

عن ابن عمر قال قام عمر خطیباً فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عامل یہود خیبر علی اموالہم و قال نقرکم ما اقرکم اللہ قد رأیت اجلاءہم فلما اجمع عمر علی ذلک اتاہ احد بنی ابی الحقیق فقال یا امیر المؤمنین اتخرجنا وقد اقرنا محمد و عاملنا علی الاموال فقال عمر أظننت انی نسیت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بک اذا اخرجت من خیبر و تعدو بک قلوصک لیلۃ بعد لیلۃ فقال ہذہ کانت ہزیلۃ من ابی القاسم فقال کذبت یا عدو اللہ

ذہین شخص کا خاص کام ان احادیث سے یہ ہے کہ اندازِ بیان و ایمائے احادیث سے بعض وقائع سے رضامندئ (الٰہی) کے تعلق کو اور بعض دیگر واقعات سے ناراضی (غصۂ خداوندی) کا ادراک کریں اور ان احادیث کو محض قصہ خوانی پر محمول نہ کریں۔ اور میں تعجب کرتا ہوں اُس شخص پر جو حضرت فاروق ؓ کے استدلال کو حدیث "کیف بک اذ تعدو قلوصک" سے جزیرۂ عرب سے یہودیوں کو نکال دینے کی مشروعیت کو اور اس بات کو ملاحظہ کرے کہ یہود کو سرزمین خیبر میں ٹھہرانا بنا بر خوشنودی نہیں تھا حالانکہ آپ کا وہ ارشاد مستقبل میں ہونے والی بات کی اطلاع دینے کے اسلوب پر تھا مگر حضرت عمر ؓ نے سیاق کلام سے اس پیش آنے والی بات پر آپ کی رضا کو سمجھ لیا تھا)۔ اور اس کے بعد بھی ایسی آئندہ کی خبروں کو جن کے ساتھ بشاشت و استحسان کا اظہار ہو رہا ہو اُن سے دلیل پکڑنے کی صحت میں اور اُن واقعات اور اُن کی تقریر کی مشروعیت میں توقف کرے تو یہ اہلِ عقل کے نزدیک یقیناً ایک بڑی تعجب خیز بات ہوگی۔ مروی ہے ابن عمر ؓ سے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو اُن کے اموال پر عامل بنایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم تم کو مقرر کرتے ہیں جب تک تم کو اللہ تعالیٰ مقرر رکھے اور اب میری رائے یہ ہے کہ ان کو نکال دیا جائے۔ جب عمر ؓ نے اس پر اجماع کر لیا تو بنی ابی الحقیق میں سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور بولا کہ اے امیر المؤمنین ؓ کیا تم ہم کو نکالتے ہو حالانکہ ہم کو محمد ﷺ نے مقرر کیا اور ہم کو اموال پر عامل بنایا تو عمر ؓ نے فرمایا کیا تو نے یہ گمان کر لیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھول گیا ہوں کہ اُس وقت کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور راتوں رات اپنے جوان اونٹوں کو بھگاتا ہوا لے جا رہا ہوگا۔ تو اُس نے کہا کہ یہ تو ابو القاسم کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) ایک ہنسی کی بات تھی۔ تو عمر ؓ نے فرمایا تو جھوٹ بول رہا ہے اے دشمن خدا۔

فاجلاہم عمر و اعطاہم قیمۃ ماکان لہم من الثمر مالاً و ابلاً و عروضاً من اقتاب وحبال وغیر ذٰلک رواہ البخاری۔

دلیل ثانی ہر کہ کتاب فضائل الصحابہ از اصول خواندہ باشد و فن معرفۃ الصحابہ را تتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحق ہر یکے از اصحاب خود کہ نشست وخاست با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داشتند نفس رانی فرمودہ است و کلمہ کہ مرآت حال عمر او تواند بود بر زبان شریف جاری شدہ و این قصص بیرون از شمار است ہرگاہ برائے ہر کسے کلمہ رواں ساختہ است بر کبار اصحاب خود در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وزیر و مشیر او بودند و بعد وے صلی اللہ علیہ وسلم تحمل اعباء خلافت نمودند چرا نفس رانے نفرمودہ باشد و خلافت ایشان از دو حالت بیرون نیست یا خیر است یا شر اگر خیر است بہترین جمیع خیرات است کہ مَن سَنَّ سُنّۃً حسنۃً فی الاسلام کان لہٗ اجرہا و اجر من عمل بہا و این بزرگواران را مثل اجور جمیع مجاہدین و جمیع آنانکہ بسعی ایشان مہتدی شدہ اند حاصل است و اگر شر است بدترین شرہا است زیرا کہ دین محمدی را برہم زدند و امام معصوم را ترسانیدند بہر تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور جزئیہ اصحاب خود را کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن متصف شدند بیان می فرماید چرا امر عظیم را اِمّا الی الخیر و اِمّا الی الشر بیان نفرماید اگر خیر است لطف خدائی تعالےٰ و رافت حضرت پیغامبر

تو عمرؓ نے اُن کو نکال دیا اور اُن کو اُن کا جو کچھ پھل اور مال تھا اور اُونٹ اور اُن کے پالان اور رسّیاں وغیرہ تھیں اُس سب کی قیمت دیدی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

دوسری دلیل جس نے اصول میں سے کتاب فضائل الصحابہ پڑھی ہوگی اور فنِ معرفۃ الصحابہ کا تتبع کیا ہوگا وہ یقیناً جانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُن اصحاب میں سے ہر ایک کے حق میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے تھے کچھ ارشاد فرمایا ہے اور اُن کے بارے میں ایسا کلمہ زبانِ شریف پر جاری ہوا جو کہ اُن کے حاصلِ عمر کا آئینہ ہو سکتا ہے اور ایسے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ اُن کو شمار کرنا مشکل ہے۔ جب کہ آپؐ نے ہر شخص کے متعلق کوئی بات ضرور فرمائی ہے تو آپ نے اپنے بڑے اصحاب کے بارے میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور مشیر تھے اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جنھوں نے خلافت کا بوجھ بھی سنبھالا کیوں ایسے کلماتِ حسنہ ارشاد نہ فرمائے ہوں گے۔ اُن کی خلافت دو حال سے باہر نہیں ہو سکتی خیر ہے یا شر۔ اگر خیر ہے تو تمام خیرات سے بہتر ہے کہ (ارشاد فرمایا گیا) مَنْ سَنَّ سُنَّۃً الخ یعنی جو شخص اسلام میں کوئی اچھی ڈگر ڈال دے گا اُس کو اُس کا اجر ملے گا اور اُس کا اجر بھی ملے گا جو اس پر عمل کرے گا۔ ان بزرگواروں کو تمام مجاہدین اور تمام اُن لوگوں کے برابر کا اجر حاصل ہے جو ان کی کوشش سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ اور اگر شر ہے تو بدترین شر ہے کیونکہ انھوں نے دینِ محمدی کو زیر و زبر کر دیا اور امام معصوم کو خوف زدہ کر دیا۔ تو ہر صورت میں جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے امورِ جزئیہ تک کو جن سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصف ہوتے بیان فرمائیں اور ایک امرِ عظیم کو خواہ وہ خیر میں سے ہو یا شر میں سے کیوں نہ بیان فرمائیں۔ اگر خیر ہے تو خدا تعالےٰ کا لطف اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

www.kitabghar.org

تقاضا مینماید کہ بران خیریت مطلع سازند تامردم آن خیر را خیر دانند و بآن اہتمام نمایند و اگر شر است لطف الٰہی و رافتِ حضرت رسالت پناہی تقاضا می فرماید کہ بر شریت آن مطلع سازند تا مردم آن را شر بدانند و حجت اللہ بر ایشان قائم شود و اگر نوعِ ثانی مے بود آن نیز بیان امر خلافت است و نوعی از تعیین خلفاء است کہ فلان و فلان بخلافت حقیق نیستند و حقیق غیر ایشان است بالجملہ استقراءِ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در تکلّم بر احوال صحابہ دلالت ظاہرہ دارد کہ خلفاء را بیان فرمودہ است و تعیین خلفاء بوجہ اتم کردہ و این نکتہ را نیز تفصیلے دہیم۔

باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترجمانِ غیب بود در آنچہ از مناقب ہر یکے از صحابہ بیان فرمود و ہر کسے را بفضیلے کہ در وے بود و عاقبۃ الامر ہمان فضیلت بروے کار آمد اختصاص داد اُبَیّ بن کعب را سیّد القراء گفت و فرمود کہ خدای تعالیٰ مرا فرمودہ است کہ سورۃ لم یکن را تعلیم تو کنم اُبَیّ گفت آو سمّانی اللہ قال نعم فذرفت عینا اُبَیّ و سِرّ در تخصیص سورۃ لم یکن آنست کہ دران سورہ تلاوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن را و اشتغال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باین امر جلیل الشان بطریق مدح و الزام حجت بر اہل کتاب مذکور فرمودہ اند رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ واللہ اعلم ہیچ میدانی کہ نکتہ در تخصیص اُبی چیست آنست کہ سلسلہ جماعۃ عظیمہ از قراء اُمتِ مرحومہ را بواسطۂ او بجنابِ رسالت رسیدن مقدر بود

تقاضا کرتی ہے کہ اُس خیریت پر مطلع فرمائیں تاکہ لوگ اُس خیر کو خیر سمجھیں اور اُس کا اہتمام کریں اور اگر شر ہے تو لُطف آلٰہی اور شفقت حضرت رسالت پناہی تقاضا کرتی ہے کہ اُس کے شر ہونے پر مطلع فرمائیں تاکہ لوگ اُس کو شر سمجھ لیں اور اُن پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے۔ اور اگر نوع ثانی ہوتی (یعنے شر) اور وہ بھی (اتنی اہم کہ) امر خلافت کا بیان ہے اور تعیین خلفاء سے وہ نوع متعلق ہے کہ فلاں فلاں خلافت کے حقدار نہیں ہیں۔ حقدار دوسرا شخص ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سیرت کا تفصیلی مطالعہ جو احوال صحابہ پر تکلّم سے تعلق رکھتا ہے اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آپ نے خلفاء کا بیان فرمایا ہے اور خلفاء کی تعیین پُورے طور پر فرمائی ہے۔ اور اس نکتہ کو بھی ہم مفصّل کر دینا چاہتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترجمانِ غیب تھے۔ جو کچھ بھی آپ نے صحابہؓ کے مناقب کے بارے میں بیان فرمایا اور جس شخص میں جس فضیلت کا اظہار کیا انجام کار وہی فضیلت بروئے کار آئی۔ آپ نے اُبَیّ بن کعب کو اختصاص بخشا سیّد القراء کہا اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تم کو سورۃ لم یکن تعلیم کروں۔ اُبَیّ نے کہا آوَ سَمَّانِیَ اللّٰہُ (یعنے کیا اللہ نے میرا نام لیا؟) فرمایا کہ ہاں! تو اُبَیّ کی آنکھیں بھر آئیں۔ اور سورۃ لم یکن کی تخصیص میں یہ راز ہے کہ اس سورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوتِ قرآن کا اور اس امر جلیل الشان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشغول رہنے کا مدح کے طور پر اور اہلِ کتاب پر حجت قائم کرنے کے لئے ذکر فرمایا ہے رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ الخ (۹۸ : ۳) ایک اللہ کا رسول جو اُن کو) پاک صحیفے پڑھ کر سناتے جن میں درست مضامین لکھے ہوں؛ واللہ اعلم۔ اور کچھ یہ بھی جانتے ہو کہ اُبَیّؓ کی تخصیص میں کیا نکتہ ہے؟ وہ یہ ہے کہ تقدیر الٰہی میں یوں تھا کہ اُمّتِ مرحومہ کے قراء کی عظیم جماعت کا سلسلہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک اُن کے واسطے سے پہنچے۔ اور

www.kitabghar.org

و عبد اللہ بن مسعودؓ را چرا فرمود کہ مَا اَقْرَأَكُمْ
ابنُ اُمِّ عبدٍ فَخُذُوْهُ و مَا اَقْرَأَكُمْ فَاقْرَءُوْهُ برائے
آنکہ سِلسلۂ فقہ و قراءت جمّ غفیر از اُمت بجنابِ
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پیوستن مقدر بود
در حقِ خالدؓ چرا فرمود سیفٌ مِن سیوفِ اللہ
برائے آنکہ فتوح بسیار بر دستِ او بہم آمدنی بود
و در حقِ سعدؓ چرا فرمودے ان تبقے حتے
تنتفع بک اقوامٌ و یُضرّ بک آخرون برائے
آنکہ فتحِ عراق و حکومتِ آن بر دستِ او
شدنی بود در حقِ ابو عبیدہؓ چرا گفت امین ہٰذہ
الاُمّۃِ ابو عبیدۃَ برائے آن گفت کہ حل و
عقدِ شام بر دستِ او افتادن بود در حقِ عمرو
ابن العاص گفت نِعْمَ المالُ الصالحُ للرجلِ الصالحِ
برائے آنکہ ایالتِ مصر بطورِ او بودنی بود
در حقِ معاویہؓ گفت اِنْ وَلِیْتَ اَمْرَ النّاسِ
فَاَحْسِنْ اِلَیْہِم برائے آن گفت کہ خلافت
آخر باو رسیدنی بود در حقِ ابن عباسؓ دعا
کرد اللّٰہم عَلِّمْہُ الکتابَ برائے آنکہ تفسیرِ قرآن
بر دستِ او شائع شدنی بود و در حقِ انسؓ
گفت اللّٰہم اَکْثِرْ مَالَہٗ وَ وَلَدَہٗ ، ہمچنان ظہور نمود
کہ فرمودہ بود و در حقِ ابوذرؓ فرمود شبیہ
عیسےٰ فی الزُّہد زیرا کہ این صفت در وے
کامل بود و ابوہریرہؓ را حثیاتِ علم
در دامان ریخت کہ در بختِ
او اکثارِ روایتِ حدیث مشاہدہ
نمودہ بود و در حقِ شیخینؓ
چرا گفت اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ
مِنْ بَعْدِی

عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں آپؐ نے کیوں فرمایا کہ جو کچھ تم کو ابن اُمِّ عبد حکم دے اُس کو قبول کرو اور جو کچھ وہ تم کو پڑھائے اُس کو پڑھو؛ یہ بھی اسی لئے تھا کہ سلسلۂ فقہ اور قراءت کے ایک بہت بڑے گروہ کو ان کے واسطے سے بارگاہِ رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیوستہ ہونا مقدر تھا۔ آپؐ نے خالدؓ کے حق میں کیوں فرمایا سیفٌ من سیوف اللہ (یعنے خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے) اس لئے کہ بہت سی فتوحات ان کے ہاتھ پر ہونے والی تھیں۔ آپؐ نے سعدؓ بن ابی وقاص کے حق میں یہ کیوں فرمایا کہ اُمید ہے کہ تو باقی رہے گا یہاں تک کہ تجھ سے کچھ قومیں نفع اُٹھائیں اور کچھ دوسرے لوگ نقصان اُٹھائیں؛ یہ اس لئے فرمایا تھا کہ عراق کی فتح ان کے ہاتھ سے ہونے والی تھی اور اُن کو وہاں حکومت کرنا تھی۔ آپؐ نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کے حق میں کیوں فرمایا کہ اس اُمت کا امین ابو عبیدہؓ ہے؛ اس لئے فرمایا کہ شام کے حل و عقد کا معاملہ ان کے ہاتھ میں پڑنے والا تھا۔ آپؐ نے عمروؓ بن العاص کے حق میں فرمایا کہ مالِ صالح مردِ صالح کے حق میں بہتر ہے؛ اس لئے کہ مصر کی حکومت ان کے نظم میں آنے والی تھی۔ آپؐ نے معاویہؓ کے حق میں فرمایا اگر تو والیٔ امر بن جائے تو لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا؛ اس لئے فرمایا کہ خلافت آخر میں اُن کے ہاتھ میں پہنچنے والی تھی۔ اور آپؐ نے ابن عباسؓ کے حق میں فرمایا اے اللہ اس کو کتاب (یعنی قرآن) سکھا دے؛ اس لئے کہ قرآن کی تفسیر اُن کے ہاتھ پر شائع ہونے والی تھی۔ آپؐ نے انسؓ کے حق میں فرمایا الٰہی اس کو مال و اولاد زیادہ دے؛ جیسا آپؐ نے فرمایا ویسا ہی ظاہر ہوا۔ اور ابوذرؓ کے حق میں فرمایا کہ زُہد میں عیسےٰؑ کے مشابہ ہے؛ اس لئے کہ یہ صفت اُن میں کامل تھی۔ ابوہریرہؓ کے دامن میں علم کی مٹھیاں ڈال دیں کہ اُن کے نصیب میں آپؐ نے روایتِ حدیث کی کثرت مشاہدہ فرمائی تھی۔ شیخینؓ کے حق میں کیوں فرمایا اقتدا کرو ان دونوں کی میرے بعد

www.kitabghar.org

ابی بکر و عمر زیرا کہ خلافتِ ایشان مقدر بود۔

دلیل ثالث ہر کہ فنِ مغازی را تتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ برائی غزوہ از مدینہ شریفہ سفری فرمودند شخصے را حاکم مدینہ مینمودند امر مسلمین را گاہی مہمل نگذاشتہ اند پس چون کوس رحلت از دنیا نواختند و غیبتِ کبری پیش آمد آن سیرتِ مرضیہ خود را چرا مراعات نہ فرمایند اگر تأمل کنی در رأفتِ تامۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شندر وذر گذاشتن امت بغیر نسق محال دانی و اگر اصلاح عالم کہ سبب بعثتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است پیش نظر داری شاغر گذاشتن بنی آدم بعد سعی بلیغ در تربیت و اصلاح آنہا تہافت و تناقض انکاری و اگر بر سیرتِ علیۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در نصب حکام و قضاۃ و تفویض ہر امری بمستحق آن نظر بگماری بغیر استخلاف پدرود کردن دنیا مستنکر و مستبعد شماری استقراء اکثر افراد و احوال و حکم کردن بموجب آن در افراد و احوالِ باقیہ یکی از ادلۂ خطابیہ است کہ در معرفتِ احکام بآن اکتفا میتوان کرد و قصصِ نصب نواب بعد برآمدن در غزوات ازان واضح تر است کہ بنقل شمہ ازان احتیاج افتد۔

دلیل رابع اگر شریعتے را کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے دفع مفاسد عالم و اصلاح جہانیان بما آوردہ بچشم عبرت تتبع کنی شک نداری در آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن مقربات کہ افراد بنی آدم را از حضیض بہیمیت

یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ کیونکہ ان کی خلافت مقدر تھی۔

تیسری دلیل۔ جس نے فن مغازی کا تتبع کیا ہوگا وہ ضرور جانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ کے لئے مدینہ شریفہ سے سفر فرماتے تھے تو کسی شخص کو مدینہ کا حاکم بنا دیتے تھے۔ امر مسلمین کو کبھی آپؐ نے مہمل نہیں چھوڑا ہے۔ تو جب آپؐ نے دنیا سے رخصت ہونے کا عزم فرما لیا اور سب سے بڑی مفارقت پیش آگئی تو آپؐ اپنی سیرتِ پسندیدہ کی مراعات کیوں نہ فرمائیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقتِ کاملہ پر غور کروگے تو تم کو آپؐ کا امت کو منتشر حالت میں چھوڑ دینا بغیر انتظام کئے محال معلوم ہوگا اور اگر عالم کی اصلاح کو تم پیش نظر رکھو جو کہ آنحضرتؐ کی بعثت کا سبب تھی تو بنی آدم کو ان کی تربیت و اصلاح میں سعی بلیغ کے بعد خالی چھوڑ دینا تخالف اور تناقض شمار کروگے (یعنے دو متضاد قسم کے کام) اگر حکام اور قضاۃ کے تقرر میں اور ہر امر کو اس کے مستحق کو سپرد کرنے میں آپؐ کی سیرتِ عالیہ پر نظر کروگے تو بغیر کسی کو خلیفہ بنائے دنیا کو رخصت کردینا تم کو بالکل اوپری اور مستبعد بات معلوم ہوگی۔ اکثر افراد و احوال کی تفصیل کو پیش نظر رکھ کر اس کے بموجب افراد اور احوالِ باقیہ میں حکم لگا دینا ادلہ خطابیہ میں سے ہے کہ معرفتِ احکام میں اس پر اکتفا کر سکتے ہیں۔ اور غزوات میں تشریف لیجانے کے وقت قائم مقاموں کو نصب کرنے کے قصے اتنے زیادہ واضح ہیں کہ ان میں سے کچھ واقعات نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چوتھی دلیل۔ اگر اس شریعت کا جس کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم کے مفاسد کو دفع کرنے اور جہان والوں کی اصلاح کے لئے ہمارے پاس لائے ہیں چشمِ عبرت کے ساتھ تتبع کروگے تو تم کو اس بات میں کوئی شک نہ ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تقرب خداوندی پر پہنچانے والے ایسے اعمال جو کہ افرادِ بنی آدم کو بہیمیت کی پستی سے

www.kitabghar.org

باوجِ کلمیت رساند بیان فرمودہ بعد ازان
ہرچہ حاجت بآن ماس است از آداب
معیشت و مکاسب و معاملات و تدبیر
منازل و سیاستِ مدن ہمہ را مشروح
ساختہ و ہر نا بایستی کہ دراںجا بود ازان
منع و زجر نمودہ و ازان ہمہ گذشتہ
تحسینیات و سدِّ ذرائع مفاسد و
دواعی اثم را بوجہ اتمّ مبین گردانید
و ہر چیزے بیان کردہ ارکان و
شروط و آداب مفصّل ساختہ مثل
این حکیم دانا و مشفق مہربان عقل
تجویز میکند کہ امتِ خود را در
عین مہلکہ سپارد و تدبیر خلاصِ ایشان
نہ فرماید در غزوۂ تبوک متوجہ شام شود
و اثارۂ قوتِ غضبیۂ رومیان کند و ایشان
را تخویف نماید و نامہ بکسریٰ نویسد کہ
آتش غیرت بسبب آن بدماغ او رسد و وے
از کمال رعونت خود قاصدے پیش آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرستد و قصد اہانت
کند و متنبیان مانند مسیلمۂ کذّاب و
اسود عنسی از زمینِ عرب برخاستہ باشند
و مردم ضعیف الاسلام درپے ترویج
کفر افتادہ باشند و سُوَرِ قرآن
مانند عصافیر در دستِ مردم پراگندہ
باشد بحکمتِ این حکیم دانا و رافتِ این مشفق
مہربان مناسبت دارد کہ تدبیر اصلاح عالم ناکردہ و
امتِ خود را زیر نسق خلیفہ نسپردہ از عالم بگذرد۔
سوال اگر گوئی ہمہ احکام در شرع مبین نشدہ است

نکال کر کلمیت کی بلندی پر پہنچا دیں بیان فرما دیتے ہیں۔ اس کے
بعد جن چیزوں کی حاجت واقع ہوتی ہے جیسے اچھی زندگی بسر
کرنے اور روزی کمانے کے آداب و معاملات گھریلو اصلاحات،
شہری سیاست سب کو آپ نے مشرّح فرما دیا اور جو نامناسب
باتیں ان مواقع میں تھیں اُن سے روکا اور دھمکایا اور اُن
سب سے گزر کر قابل تحسین امور کو اور مفاسد کے ذرائع اور
گناہوں کی طرف رغبت پیدا کرنے والے اسباب کی راہیں
بند کرنے کے طریقوں کو اچھی طرح کھول کر ظاہر فرمایا اور ہر چیز
بیان کر دی، ارکان اور شروط و آداب کو آپ نے مفصّل
کر دیا۔ کیا ایسے صاحبِ حکمت دانشمند اور شفیق و مہربان
کے بارے میں عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ آپ اپنی
امت کو خاص مقامِ ہلاکت میں چھوڑ دیں اور اُن کی اس
سے رہائی کی کوئی تدبیر نہ کریں۔ غزوۂ تبوک میں آپ شام
کی طرف متوجہ ہوں اور رومیوں کی قوتِ غضبیہ کو بھڑکائیں
اور اُن کو دھمکائیں، اور کسریٰ (شاہِ فارس) کو خط لکھیں
کہ جس کے سبب سے غیرت کی آگ اُس کے دماغ میں پہنچ جائے،
اور وہ کمال رعونت کے ساتھ اپنا قاصد بھی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے اور آپ کی توہین کا ارادہ
کرے۔ اور کئی نبوت کا دعوےٰ کرنے والے مانند مسیلمہ کذاب
اور اسود عنسی[1] کے سرزمینِ عرب سے اُٹھ کھڑے ہوئے ہوں
اور ضعیف الاسلام لوگ کفر کو رواج دینے کے پیچھے پڑ گئے
ہوں۔ اور قرآن کی سورتیں چڑیوں کی طرح لوگوں کے ہاتھوں
میں پراگندہ ہوں۔ کیا (ایسے نازک وقت میں) اس حکیم دانا
کی حکمت اور اس شفیق مہربان کی شفقت سے یہ بات مناسبت
رکھتی ہے کہ اصلاحِ عالم کی تدبیر کئے بغیر، اور اپنی اُمت
کو اپنے کسی قائم مقام کے زیرِ انتظام تجویز کئے بغیر عالم سے
گزر جاتے ؟ (جبکہ دنیا سے گزر جانے کا وقت بھی آپ کو وحی الٰہی سے معلوم ہو چکا ہو)
سوال اگر تم یہ کہو کہ تمام احکام شرع میں بیان نہیں ہوئے

[1] یہ مدعی نبوت آنحضرتؐ کی وفات سے تقریباً ایک دن قبل فیروز کے ہاتھ سے قتل ہوا آپ نے اصحاب کو اس سے مطلع فرما دیا تھا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

بلکہ بسیارے از احکام بقیاس مجتہدین حوالہ گذاشتہ اند نصب خلیفہ ہم از احکام غیر مُبیَّنہ باشد۔

جواب. گوئیم چیزیکہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع بود وخبر آن بآن حضرت رسید لابد اصلاحِ آن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است اگر خیر است تقریر نمودہ واگر شر است منع فرمودہ والّا تقریر بر معصیت لازم آید و آن محال است و مُصادِمِ عصمت و چیزے کہ قریب الوجود و قریب الحصول بود آن را بیان فرمود آری آنچہ بعید الوقوع است اِثارتِ شبہات بآن نکرد و آن مین رحمت است احکامی کہ بقیاس مجتہدین حوالہ کردہ اند آن وقائع بعید الوقوع است نہ قریب الوقوع و واقعہ کہ تقریر آن کردیم قریب الوقوع است پیش پا اُفتادہ کہ ہر عاقلی وقوع آن را غداً او بعدَ غدٍ میداند شَتَّانَ بین القبیلتین باز برقیاس مجتہدین آن را حوالہ کرد کہ عقل تحقیق آن مُستقل باشد نہ آنچہ تعبُّدے محض باشد وتعیین خلیفہ کہ در زمان آیندہ تغیر و تبدیل نہ کند وسعی او مفید مطالب مقصودہ باشد امرے موکول بترجمان لسانِ غیب کہ عقل را مدخل نتوان بُود۔

دلیل خامس غلبہ برجمیع ادیان در رسالتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منطوی بود کما قال عزّ من قائل
هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

بلکہ احکام کا بہت سا حصہ مجتہدین کے قیاس پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو نصبِ خلیفہ بھی احکام غیر مُبیَّنہ میں سے ہوگا۔

جواب ہم کہتے ہیں کہ جس چیز کا وقوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا اور اُس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی تو ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کی اصلاح فرمائی ہے۔ اگر خیر ہے تو آپ نے اُس کو قائم رکھا اور اگر شر ہے تو اُس سے آپ نے منع فرما دیا۔ ورنہ معصیت پر برقرار رکھنا لازم آئے گا اور یہ محال (شرعی) ہے اور منافی عِصمت۔ اور جو چیزیں قریب الوجود اور قریب الحصول تھیں اُن کو آپ نے بیان فرما دیا۔ ہاں جو باتیں بعید الوقوع تھیں اُن سے ازالۂ شبہات کے درپے آپ نہیں ہوئے اور یہ عین رحمت ہے۔ تو جو احکام قیاسِ مجتہدین کے حوالے کئے گئے ہیں وہ بعید الوقوع واقعات ہیں نہ کہ قریب الوقوع۔ اور جس واقعہ کی ہم نے تقریر کی ہے وہ قریب الوقوع اور پیش پا اُفتادہ ہے، ایسا کہ ہر صاحب عقل اُس کے وقوع کو ہر زمانہ میں جانتا ہے۔ دونوں باتوں کے محل و مواقع میں بڑا بُعد ہے۔ پھر قیاسِ مجتہدین کے حوالے بھی صرف اُن چیزوں کو کیا گیا ہے کہ جن کی تحقیق میں عقل مستقل ہو، نہ ایسی چیزیں جو تعبُّدی محض ہوں اور ایسے خلیفہ کی تعیین جو کہ آئندہ زمانہ میں کوئی تغیّر و تبدیل نہ کرے اور مطالب مقصودہ کے لئے اُس کی سعی مفید ہو، یہ ایک ایسا امر ہے جس کا انحصار لسانِ غیب کے ترجمان پر ہے کہ جس میں عقل کے دخل دینے کا موقع نہیں ہے۔

پانچویں دلیل تمام ادیان پر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں مُضمَر تھا جیسا کہ اُس عزیز و حکیم کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ الخ (۶۱ : ۹)

وہ اللہ ایسا ہے جس نے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کرے گو مشرک

www.kitabghar.org

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ و کما رُوِیَ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتواتر انہ بشر بفتح فارس و الروم فی اول مبعثہ بمکۃ و فی اول قدومہ بالمدینۃ و عند وفاتہ و اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریب عباد بآن فریضہ محتومہ نکنند اداے واجب نکردہ باشند حاشاہ من ذٰلک زیراکہ فتوح فارس و رُوم ازان قبیل نیست کہ بدون نصب خلیفہ راشد مُیسّر شود و مطلق ایجاب خلیفہ ایّ خلیفۃ کان کفایت نمے کند زیراکہ براے امر قوت ہر نفسے مساعد نیست مستحق باغیر مستحق مُشتبہ است و قرعہ اختیار براے کسے زدن کہ براے آن موفق باشد و آن امر بروے میسّر گردد از علوم آدمیان بیرون است و مُقَدِّمَۃُ الواجبِ واجبۃٌ و فتنہ ردّت معلوم آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیدا شدنی است بنزول یَاۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ و اوائل این فتنہ درزمان شریف ظہور کرد کہ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی سر برداشتند و بالقطع معلوم بود کہ آن متنبیان و مرتدان اگر دست یابند ملت اسلام را برہم زنند و مسلمانان را مستاصل سازند و دفع این فتنہ سواے نصب خلیفہ راشد ممکن نیست و نہ ہر خلیفہ کہ باشد بلکہ شخصے عزیز القدرے کہ بتدبیر غیب براے این امر عظیم معین فرماید، و دفع ضرر واجب است

کیسے ہی ناخوش ہوں"۔ اور جیساکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فارس اور رُوم کی فتح کی بشارت دی مکہ میں ابتدائی زمانہ بعثت میں اور مدینہ تشریف لانے کے شروع زمانہ میں اور اپنی وفات کے قریب بھی اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بندوں کو اس یقینی فریضہ کو پورا کرنے کے قابل نہ بنائیں تو لازم آئے گا کہ آپؐ نے جو امر واجب تھا اُس کی ادائگی نہ کی جو آپؐ کی نسبت ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ فارس اور رُوم کا فتح کرنا اس درجہ کی بات نہیں جو خلیفہ راشد کے نصب کئے بغیر میسّر ہوجاتے۔ اور مطلقاً خلیفہ مقرر کردینا کہ کسی کو بھی کردیا جائے کافی نہیں ہوسکتا کیونکہ حکم رانی کی صلاحیت ہر نفس میں نہیں ہوتی، مستحق غیر مستحق کے ساتھ ملے جُلے ہیں اور قرعہ اختیار کسی ایسے شخص کے نام پر متعین کردینا جو اس کیلئے (اللہ کی طرف سے) موفق ہو اور یہ (اہم کام) اُس پر آسان ہو، اُمتیوں کے علوم سے باہر ہے۔ اور واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے۔ اور فتنہ ردّت (جو پیش آنے والا تھا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے نزول سے معلوم تھا کہ پیدا ہونے والا ہے یَاۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۵:۵۴)

اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے الخ اور اس فتنہ کی شروعات آپ کے زمانہ شریف میں ظاہر ہوگئی تھیں کہ مسیلمہ کذاب اور اسودِ عنسی سر اُٹھا چکے تھے۔ اور یہ بات قطعی طور پر معلوم تھی کہ وہ مدعیانِ نبوّت اور مرتدین اگر قابو پالیں تو ملتِ اسلام کو برباد کردیں گے اور مسلمانوں کی بیخ کنی کر ڈالیں گے۔ اور اس فتنہ کا دفع کرنا خلیفہ راشد کے نصب کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی بھی خلیفہ بن جائے۔ بلکہ (ایسے نازک وقت میں) ایک صاحبِ عزّت اور صاحبِ قدرت شخص کی ضرورت تھی جس کو تدبیر غیب اس امرِ عظیم کے لئے معین فرمائے۔ اور دفع ضرر واجب ہے (تو یہ ضرر جو اسلام اور مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا

www.kitabghar.org

وحقیقت حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ بغیر تقریب بخیر و تبعید از شر متحقق نمے شود قال اللہ تعالیٰ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّہُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اگر درین آیہ فہم خود را کار فرما شوی بدانی کہ مقاتلہ با کفار ابتداءً و دفعاً بغیر نصب خلیفہ امکان نیست و ہر خلیفہ بآن قائم نمے تواند شد بل واحدٌ بعد واحدٍ و تمیز این واحد از عقول عامۃ خارج است پیغامبرے باید کہ از تلقی غیب تعیین آن فرماید و فتنہ اختلاف ظاہر بینان در تعیین خلافت فرو نشاند و آتش شغب قدح کنندگان بہ بعض معائب عرفیہ و مثالب رسمیہ بآب زلال معارف حقہ اطفا نماید و اگر تاریخ ملوک را بخوانی البتہ بدانی کہ در مثل این حالات مضطر شدہ اند بنصب بادشاہے عزیز الوجود و در تعیین آن بادشاہ گاہی بدلیل نجوم متمسک می شدند و گاہی بہ رؤیا و استخارہ و گاہی بفراست حکیمے کہ بر کہانت او اعتماد داشتہ باشند و جزئیات این قصص از حد شمار بیرون است و اگر یاد نداری گر قصہ رای زدن زال دستان بعد قتل نوذر و گفتن او ۝ نہ زیبد بہر پہلوی تاج و تخت ۔

اس کا دفع بھی واجب تھا) اور حقیقتِ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ الخ (۹: ۱۲۸) جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں! بغیر مسلمانوں کو خیر سے قریب کرنے اور شر سے بعید کرنے کے متحقق نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّہُمُ ابْعَثْ الخ (۲: ۲۴۶) جب کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم اللہ کی راہ میں (جالوت سے) قتال کریں۔ اگر تم اس آیت میں اپنی فہم کو کام میں لاؤ تو جان لوگے کہ کفار کے ساتھ مقاتلہ خواہ ابتداءً ہو (کہ جارحانہ طور پر تم خود ان پر حملہ کرو) یا دفعاً ہو (یعنی بطور مدافعت کہ وہ حملہ آور ہیں اور تم اپنا بچاؤ کرنے والے) بغیر نصب خلیفہ ممکن نہیں ہے اور ہر خلیفہ اس کے لئے قائم (یعنی صاحب صلاحیت) نہیں ہو سکتا، بلکہ ایک کے بعد دوسرا کرنا پڑے گا اور اس ایک کو متمیز کرنا عقول عامہ سے خارج ہے۔ اس لئے پیغمبر کی ضرورت ہے جو غیبی حکم سے اس کی تعیین کرے اور ظاہر بینوں کے اختلاف کے فتنہ کو جو تعیین خلافت میں پیدا ہو دبا دے۔ اور بعض معائب عرفیہ اور عیوب رسمیہ کے پیش نظر اس پر جرح و قدح کرنے والوں کی آتش فساد کو معارفِ حقہ کے مصفا پانی سے بجھا دے۔ اور اگر تم بادشاہوں کی تاریخ کو پڑھو گے تو ضرور جان لوگے کہ اس قسم کے حالات میں لوگ کسی عزیز الوجود بادشاہ کے نصب کرنے پر بے چین ہو گئے ہیں اور ایسے بادشاہ کی تعیین میں کبھی قواعد نجوم سے دلیل لیتے تھے اور کبھی خوابوں اور استخارے سے اور کبھی کسی ایسے حکیم کی فراست سے جس کی کہانت پر اعتماد رکھتے ہوں۔ اور اس قصہ کی جزئیات حدِ شمار سے باہر ہیں اگر تمہیں یاد نہیں تو (شاہنامہ فردوسی میں ہے) زال دستان کا رائے دینے کا قصہ نوذر کے قتل ہونے کے بعد اور اس کا یہ کہنا ۝ نہ زیبد بہر پہلوی تاج و تخت الخ ہر پہلوی کے لئے تاج و تخت زیبا نہیں ہے۔ اس کے لئے

www.kitabghar.org

بباید کہ شاہ فرخندہ بخت
کہ باشد برو فرۂ ایزدی
بتابد ز گفتار او بخردی

ودر آخر کار برزو وطہاسپ اتفاق نمودن و قصۂ ضعف سلطنت کاؤس در وقت پیری او وخواب دیدن گودرز کہ اصلاح سلطنت فارس بخلافت کیخسرو خواہد بود وگیورا فرستادن برائے آوردن کیخسرو از اقصے توران این نیز کفایت میکند و اینجا دقیقہ الیست کہ اگر فہم کنی اکثر معضلا آسان شود سنۃ اللہ جاری است بر آنکہ چون اکثر خلق بشدتے درمانند مدبر السموات و الارض الہامے یا تقریبے می فرستد تا اصلاح عالم بآن تدبیر و رفع شدت صورت گیرد بعث رسل و نصب مجددین بر سر ہر مائۃ وچیزہا بسیار متفرع برہمین اصل است سرّی کہ بعثت آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم در وقت غلبۂ کفر در آفاق تقاضا کردہ است کما جاء فی الحدیث القدسی ان اللہ مقت عربہم و عجمہم الا بقایا من اہل الکتاب و انی اردت ان ابتلیک بہم وابتلیہم بک الحدیث ہمان سرّ چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از عالم ادنے بعالم اعلے انتقال فرمود و ہنوز ظہور دین حق چنانکہ بایست نشدہ واسباب اختلال دین حق بہم رسید بار دیگر برقع از روئے خود گشاد و تعیین خلیفۂ ثم خلیفۂ نمود تا آنکہ مراد حق تمام شد و موعود او منجز گشت و چنانکہ معرفت شخصے کہ متحمل اعباء نبوت

ایسا بادشاہ ہونا چاہیئے جو مبارک بخت والا ہو۔ ایسا کہ اس کو خدا کا دبدبہ ہو۔ اُس کے کلام سے عقل کا نور چمکتا ہو۔ آخر کار برزو اور طہاسپ کا اتفاق کرنا اور کاؤس کی ضعفِ سلطنت کا قصہ اُس کے بڑھاپے کے زمانہ میں اور گودرز کا خواب دیکھنا کہ سلطنتِ فارس کی اصلاح کیخسرو کی خلافت سے ہوگی اور اقصائے توران سے کیخسرو کو لانے کے لئے گیو کو بھیجنا، یہ قصہ بھی کافی ہوجائے گا۔ اور یہاں ایک دقیقہ ہے اگر اس کو سمجھ لو تو اکثر دشوار باتیں آسان ہوجائیں گی۔ عادتِ الٰہی اس طرح جاری ہے کہ جب اکثر مخلوق کسی شدت میں مبتلا ہوجاتی ہے تو اللہ مدبر السموات والارض کوئی الہام یا تقریب (بھیجتا ہے جو قلوب عامّہ کو کسی خاص رائے کی طرف مائل کردے) تاکہ عالم کی اصلاح اُس تدبیر سے ہوجائے اور سختی دفع ہونے کی صورت پیدا ہو۔ رسولوں کی بعثت اور ہر صدی کے سرے پر مجدد دین کا نصب کرنا اور بہت سی چیزیں اسی اصل پر متفرع ہیں۔ وہ راز کہ جس نے آفاق میں غلبۂ کفر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تقاضا کیا تھا یہی ہے جیساکہ ایک حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے (تمام روئے زمین کے لوگوں کو دیکھا) تو ناپسند کیا اُن میں کے عرب والوں کو بھی اور عجم والوں کو بھی بجز چند اہلِ کتاب کے جو باقی رہنے والے تھے (اپنے دین پر) اور (کہا) کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تیری آزمائش کروں اُن سے اور اُن کی آزمائش کروں تجھ سے، آخر حدیث تک۔ اسی راز نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عالمِ ادنےٰ سے عالمِ اعلےٰ کو انتقال فرمایا اور ابھی تک دین کا غلبہ جیساکہ چاہیئے تھا نہیں ہوا تھا اور دین حق میں خلل واقع ہونے کے اسباب جمع ہوگئے دوبارہ اپنے چہرے سے برقع اٹھایا اور ایک خلیفہ کی پھر (دوسرے) خلیفہ کی تعیین کی تاآنکہ اللہ نے جس چیز کا ارادہ کیا تھا وہ پوری ہوگئی اور اُس کا وعدہ پورا ہوگیا۔ اور جس طرح کہ ایسے شخص کا پہچاننا جو بارِ نبوت کا

www.kitabghar.org

میشود از علوم بشر خارج است و لہذا جاہلان گفتند لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ہمچنان معرفت شخصے کہ اعباء خلافت حمل نماید و آن مراد حق را بکمال رساند مقدور بشر نیست این ہمہ تدبیر غیب است کہ از پس پردہ کارہا میکند و لابد است کہ پیغامبر بآن شخص معین ارشاد فرماید و اگر فرض کنیم کہ بعض انواع تعیین بگذارد و آن نخواہد بود الا از جہت اعتماد بر تکفل الٰہی کہ یأبی اللہ و المؤمنون الا ابابکر ظاہر بینان معنے خلافت را تصدر شخصے بر ابناء نوع خود بفرمانروائی فہم میکنند وازین معنے میکاہند وبرین تصدر حسد می ورزند ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ و حقیقت شناسان تدبیر غیب برائے اصلاح عالم و انجاز موعود می بینند و این استخلاف را یکے از نعم عظیمہ می شمارند ؎ حکمت محض است اگر لطف جہان آفرین خاص کند بندۂ مصلحت عام را

مقدمۂ ثانیہ آنکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنصیص بخلیفۂ فرمودہ است آن خلیفہ صدیق اکبر است لاغیر ثم عمر بعدہ ثم عثمان بعد عمر دلیلش آنکہ بتواتر معلوم شد کہ صدیقؓ و فاروقؓ و ذو النورینؓ بادشاہان زمین بودند و فرمان روائی مے کردند و مردمان ہمہ بایشان معاملۂ رعیت با خلیفہ بجا مے آوردند

متحمل ہو جائے بشر کے علوم سے خارج ہے اور اسی بناء پر جاہلوں نے کہا لَوْلَا نُزِّلَ الخ (۴۳:۳۱) یہ قرآن (اگر کلام الٰہی ہے تو) ان دونوں بستیوں (مکہ اور طائف کے رہنے والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اسی طرح اس شخص کا پہچاننا جو بارِ خلافت کو اٹھالے اور مراد حق کو کمال کو پہنچادے بشر کی قدرت میں نہیں ہے۔ یہ سب غیب کی تدبیر ہے جو پردوں کے پیچھے سے بہت سے کام کرتی ہے اور لازمی ہے کہ پیغمبر اس شخص معین کے بارے میں ارشاد فرمائے۔ اور اگر ہم فرض کرلیں کہ تعیین کی بعض انواع کو چھوڑ دے تو ایسا صرف خدا کے متکفل ہونے کے اعتماد کی بناء پر ہی ہوگا کہ یأبی اللہ الخ یعنی اللہ تعالے اور مومنین بجز ابوبکرؓ دوسرے سے انکار کرتے ہیں۔ ظاہر بین لوگ خلافت کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص کو اپنی نوع کے لوگوں میں سے فرماں روائی کے لئے صدر بنادیا جائے اور اس معنے سے کڑھتے ہیں اور اس صدر نشینی پر حسد کرنے لگتے ہیں و یأبی اللہ الخ اور اللہ تعالے اپنا نور پورا کرکے چھوڑتا ہے؛ اور جو تدبیر غیب کے حقیقت شناس ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ یہ اصلاح عالم اور ایفائے وعدہ کے لئے کی جاتی ہے، اور اس خلیفہ بنانے کو ایک بڑی نعمت شمار کرتے ہیں ؎ حکمت محض است الخ خالص حکمت ہے اگر جہان کو پیدا کرنے والے کی عنایت کسی بندے کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کرلے۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ کسی خلیفہ کو نامزد کیا ہے تو وہ خلیفہ صدیق اکبرؓ ہیں اور کوئی دوسرا نہیں پھر ان کے بعد عمرؓ پھر بعد عمرؓ کے عثمانؓ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ بات تواتر سے معلوم ہے کہ صدیقؓ اور فاروقؓ اور ذی النورینؓ ملک کے بادشاہ تھے اور فرمانروائی کرتے تھے اور سب لوگوں کا معاملہ ان کے ساتھ وہی تھا جو رعیت کا خلیفہ کے ساتھ ہوتا ہے

www.kitabghar.org

و بلفظِ یا خلیفۃَ رسولِ اللہ و یا امیرَ المؤمنین ندا میکردند این قدر را خود موافق و مخالف ہمہ میدانند پس یک جزء خلافت کہ فرمانروائی است ایشان را ثابت شد نہ غیر ایشان را پس از غیر این متسمین اسم خلافت منتفی شد گفتگوئے سُنّی و شیعی دران است کہ ایشان درین فرمانروائی مطیع بودند یا عاصی شارع بخلافتِ ایشان نص کردہ بود یا بخلافتِ دیگرے یا بر خلافت ہیچ کس نص نہ فرمود پس میگوئیم اگر نص شارع برہمین عزیزان بود و ایشان موافق آن نص خلیفہ شدند فبہا و اگر نص برائے دیگری بود و ایشان بسینہ زوری خلیفہ شدند و عاصی گشتند در تصدیِ خلافت قباحہائے بسیار لازم می آید تدلیس در کلام ربّ العزت جلّ و علا و کلام افضل الصلوات والتسلیمات و کذب متواتراتِ مرویّہ از صادق مصدوق و اجماعِ اُمّت مرحومہ بر ضلالت و ارتفاع امن از احکام شرع و عدم قیام حجت تکلیف بچیزے از احکام بر ہیچ یک از اُمّت و مخالفت حکم عقل صراح و تناقض در مقصود شارع اما تدلیس در کلام ربُّ العزّت بر تقدیرے کہ ایشان عاصی باشند در خلافت ازان جہت لازم مے آید کہ در قرآن عظیم بشارت بہشت و مدح و ثنا و اخبار برضائے اہلِ بیعت شجرہ و سابقین اوّلین از مہاجرین و انصار آمدہ است لَقَدْ رَضِيَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اور سب لوگ اُن کو یا خلیفۃَ رسولِ اللہ اور یا امیرَ المؤمنین کہہ کر پکارتے تھے۔ اتنی بات موافق اور مخالف سب جانتے ہیں، تو خلافت کا ایک جُزو جو کہ فرمانروائی ہے وہ تو اُن کے لئے ثابت ہوگیا نہ دوسروں کے لئے اس لئے ان حضرات کے سوا جن کے نام لئے گئے ہیں دوسرے ناموں کے ساتھ خلافت کا لقب نہیں لگایا جائے گا اس کی نفی ہوگئی۔ اب گفتگو سُنّی اور شیعی کی اس میں ہے کہ وہ اس فرمانروائی میں مطیع تھے یا عاصی۔ شارع نے ان کی خلافت پر نص کی تھی یا کسی دوسرے کی خلافت پر۔ یا کسی شخص کی خلافت پر نص نہیں فرمائی۔ اب ہم کہتے ہیں کہ اگر نص شارع ان ہی بزرگواروں پر تھی اور وہ اُس نص کے موافق خلیفہ ہوئے تو فبہا۔ اور اگر نص کسی دوسرے کے لئے تھی اور یہ صاحبان سینہ زوری سے خلیفہ بن کر عاصی ہوگئے تو اِس تعرّض خلافت (یعنی اس حیثیتِ خلافت) میں بہت سی قباحتیں لازم آتی ہیں۔ کلام ربّ العزّت جلّ شانہٗ اور کلام افضل الانبیاء علیہ افضل الصلوات والتسلیمات میں تدلیس (یعنی عیب کو چھپالینا) حضرت صادق و مصدوقؐ سے متواتراتِ مرویّہ کا جھوٹا ہونا اور اُمّتِ مرحومہ کا اجماع گمراہی پر۔ احکام شرع سے امن (اطمینان) کا اُٹھ جانا۔ احکام میں سے کسی بھی حکم پر مکلّف بنائے جانے کی حجّت کا کسی بھی اُمّتی پر عدم قیام۔ حکمِ عقل صریح کی مخالفت مقصود شارع میں تناقض۔ کلام ربّ العزّت میں تدلیس کا بیان اس صورت میں کہ ان بزرگواروں کو خلافت میں عاصی مانا جائے اُس جہت سے لازم آتی ہے کہ قرآن مجید میں اُن حضرات صحابہؓ کے حق میں جو مہاجرین و انصار میں سے سابقین اوّلین میں سے تھے جو بیعتِ شجرہ میں شامل تھے، جنت کی بشارت اور مدح و ثنا اور (اللہ تعالیٰ کے اُن سے) راضی ہونے کی خبر دی گئی ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰہُ الخ (۴۸:۱۸) بیشک اللہ تعالیٰ اُن مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے

www.kitabghar.org

فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۚ وَكَانَ اللهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وشیخین ازان جملہ اند پس اگر ایشان غاصب و جابر می بودند تدلیس عظیم باشد و خدای تعالیٰ از تدلیس منزّہ است و غیر شیخین از دو حالت بیرون نیستند یا اعانت نمودند یا سکوت ورزیدند اگر اعانت کردند ہمہ ظالم و فاسق باشند زیراکہ اعانت ظالم ظلم است قال اللہ تعالیٰ اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ و اگر سکوت کردند سکوت بنابر خوف بود یا بغیر خوف اگر بغیر خوف بود ہمہ عاصی شدند و اگر خوف بود آن خوف در جمیع مہاجرین و انصار و اہل بیعت رضوان یا اکثر ایشان بود یا قلیلے را از ایشان اگر جمیع را بود یا اکثر را این مقدمہ باطل است بالبداہت زیراکہ چون مہاجرین یا اکثر ایشان بر صرف خلافت از شیخین کمر می بستند استخلاف ایشان صورت نمی بست و شیخین را بجز مہاجرین و انصار ناصری نبود و اگر اقل را خوف لاحق شدہ بود اکثر عاصی شدند بمخالفت آن اقل پس این بشارات بصیغہ جمع ہزلِ صرف باشد و از آن جہت کہ اگر صدیق در خلافت خود جابر و غاصب بود در حق او آیات والہ برکمال مدح و ثنا و مبشرہ بدخول جنت نازل نمی شد لیکن آیات بسیار باین صفت نازل شدہ

اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا پس اللہ تعالیٰ نے اُن میں اطمینان پیدا کر دیا اور اُن کو ایک لگے ہاتھ فتح دیدی اور (اس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی (دیں) جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے؛ اور اُن (بیعت کرنے والوں میں) شیخین بھی تھے تو اگر یہ حضرات غاصب و جابر تھے تو یہ بہت بڑی تدلیس ہوگی اور خدا تعالیٰ تدلیس سے منزّہ ہے۔ اور شیخینؓ کے علاوہ دوسرے لوگ (جو اس بیعت میں شریک تھے) دو حال سے باہر نہیں ہو سکتے۔ یا تو اُنھوں نے (اس غصب پر) اعانت کی یا چُپ ہو رہے۔ اگر اعانت کی تو سب ظالم و فاسق بن جائیں گے کیونکہ ظالم کی اعانت ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ (۳۷:۲۲) جمع کرو ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو؛ اور اگر سکوت کیا تھا تو یہ سکوت بنا بر خوف تھا یا بغیر خوف کے۔ اگر بغیر خوف تھا تو سب عاصی ہو گئے۔ اور اگر خوف تھا تو وہ تمام کے تمام مہاجرین و انصار اور اہل بیعت رضوان کو تھا، یا ان میں اکثر لوگوں کو تھا، یا ان میں سے تھوڑے لوگوں کو۔ اگر سب کو یا اکثر کو تھا تو یہ مقدمہ باطل ہے بالبداہت۔ اس لئے کہ اگر مہاجرین یا اُن کے اکثر لوگ خلافت کے ہٹانے پر کمر باندھ لیتے تو اُن کے استخلاف کی پھر کوئی صورت ہی نہ بنتی۔ اور شیخینؓ کا بجز مہاجرین و انصار کے اور کوئی مددگار ہی نہیں تھا۔ اور اگر تھوڑے لوگوں کو خوف لاحق ہوا تھا تو (دوسری پارٹی والے) "اکثر" لوگ عاصی ہوئے اُن قلیل التعداد لوگوں کو ڈرانے کی وجہ سے تو یہ بشارات جمع کے صیغے کے ساتھ ایک مذاق بن جائیں گی۔ اور اس جہت سے لازم آتی ہے کہ اگر صدیقؓ اپنی خلافت میں جابر اور غاصب ہوتے تو اُن کے حق میں ایسی آیتیں نازل نہ ہوتیں جو اُن کے حق میں بڑی مدح و ثنا پر دلالت کرنے والی اور اُن کو دخول جنّت کی بشارت دینے والی ہیں۔ لیکن اس طرح کی بہت سی آیتیں نازل ہوئیں۔

www.kitabghar.org

پس خلافتِ او حق است آما ملازمت پس ازان جہت کہ مدح و ثنائی شخصے کہ مبدأ فسادِ عام شود تدلیس است و خدای تعالیٰ از تدلیس منزّہ است و بشارتِ کسیکہ مرتکب کبیرہ باشد وبغیر توبہ بمیرد نزدیک اشاعرہ قلیل الوقوع است و نزدیک معتزلہ ممتنع الوقوع و بہر تقدیر در تنویہ امرے بغیر بیان جلیۃ الحال تلبیس عظیم است و اگر شارع قصہ از قصصِ بنی اسرائیل ذکر فرماید و انکار بران نکند دلیل باشد بر جواز آن کار از جہت آنکہ تقریر او تدلیس است فکیف ثنا و مدح و بشارتِ بہشت شخصے راکہ در آخر عمر چنین کارہای شنیعہ ازوی بظہور آید سبحانک ہٰذا بہتانٌ عظیم آما بطلان لازم پس ازان جہت کہ جمعے غفیر از مفسّرین در آیات بسیار ذکر کردہ اند کہ درحق صدیق نازل شدہ اند و این روایات طرق بسیار دارد بحیثیتے کہ نزدیک اجتماع یقین بامر مشترک حاصل شود و چون در حق صدیق وارد باشند دخول صدیق دران قطعی باشد در بعض آیات بجز روایاتِ سلف قرائن بسیار یافتہ میشود کہ سبب نزول آن حضرتِ صدیق بودہ است اوّل اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا و صاحب در غار باتفاق موافق و مخالف غیر صدیق نبود

تو اُن کی خلافت حق ہے۔ رہی ملازمت (تدلیس) تو وہ اس جہت سے ہے کہ کسی ایسے شخص کی مدح و ثنا جو فساد عام کا مبدأ ہو تدلیس ہے اور خدا تعالےٰ تدلیس سے منزّہ ہے اور کسی ایسے شخص کو بشارت دینا جو کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور بغیر توبہ مرجائے اشاعرہ کے نزدیک قلیل الوقوع اور معتزلہ کے نزدیک ممتنع الوقوع ہے (یعنی ایسی بشارت کا وقوع محال ہے) اور بہر صورت اُن کی رفعت قدر کا ظاہر کرنا اور جو حال جلی اور واضح ہے اس کو نہ بیان کرنا بڑی تلبیس ہے۔ اور اگر شارع بنی اسرائیل کے قصّوں میں سے کوئی ذکر فرمائے اور اس پر انکار نہ کرے تو وہ دلیل ہوگا اُس کام کے جواز پر۔ مگر اس صورت میں کہ اس کی تقریر میں تدلیس کا ظن بھی موجود ہو کیسے جواز نکل سکے گا۔ غرض ایسے شخص کی ثنا۔ و مدح کا اور اس کو بہشت کی بشارت کا کیا وزن ہے جس سے آخر عمر میں ایسے بدترین افعال کا ظہور ہوا ہو۔ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ رہا بطلان لازم آنے کا حال تو وہ اس جہت سے ہے کہ مفسّرین کی ایک بڑی جماعت نے بہت سی آیات کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ صدیق اکبرؓ کے حق میں وارد ہوئی ہیں اور یہ روایات بہت سے طرق رکھتی ہیں اس حیثیت سے کہ جب اُن کے اجتماع پر نظر کرتے ہیں تو امر مشترک کا یقین ہوجاتا ہے اور جب کہ وہ سب حضرت صدیقؓ کے حق میں وارد ہیں تو صدیقؓ کا دخول اس میں قطعی ہوجاتا ہے اور بعض آیات میں علاوہ روایات سلف بہت سے قرائن بھی اِس امر کے پائے جاتے ہیں کہ ان کا سبب نزول حضرت صدیقؓ ہوتے ہیں۔ اوّل اِلَّا تَنْصُرُوْهُ الخ (۹: ۴۰) اگر تم لوگ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کروگے تو اللہ تعالےٰ آپ کی مدد اس وقت کرچکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کردیا تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرمارہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالےٰ ہمارے ہمراہ ہے؛ اور غار کے رفیق موافق و مخالف سب کے نزدیک صدیقؓ کے سوا اور کوئی نہ تھا

www.kitabghar.org

دوم وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَ
السَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَ
الْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن
يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
اشارت است بصدیق رض باتفاق سیوم
لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ
الْفَتْحِ وَقَاتَلَ قال الواحدی قال
الکلبی فی روایۃ محمد بن الفضل نزلت
فی ابی بکر تدل علی ہذا انہ کان اول
من انفق المال علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم واول من قاتل علی
الاسلام وقال ابن مسعود اول من
اظہر اسلامہ بسیفہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم و ابوبکر و قد شہد لہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بانفاق مالہ
قبل الفتح فی احادیث کثیرۃ
چہارم فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَ
جِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ
قال الواحدی قال عطاء عن ابن عباس
یرید ابابکر و عمر والیان للنبی صلی
اللہ علیہ وسلم علی من عاداہ و ینصرانہ
و عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی قولہ وصالح المؤمنین
قال صالح المؤمنین ابوبکر و عمر
پنجم
وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ
إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا
وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَ
فِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا

دوم وَلَا يَأْتَلِ الخ (۲۴: ۲۲) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی
اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہلِ قرابت کو اور مساکین
کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا
بیٹھیں اور چاہیئے کہ یہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ
بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے بیشک
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے" بالاتفاق اشارہ ہے صدیق اکبر رض کی
طرف۔ سوم لَا يَسْتَوِي مِنكُمْ الخ (۵۷: ۱۰) جو لوگ تم میں سے
فتح کے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کرچکے اور لڑ چکے سب
برابر نہیں ہیں۔ الخ" واحدی نے کہا کہ کلبی کا قول ہے محمد بن
الفضل کی روایت میں کہ یہ آیت ابوبکر رض کے بارے میں نازل
ہوئی۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کیا اور پہلے شخص
ہیں جس نے اسلام کے لئے جہاد کیا۔ اور ابن مسعود رض نے کہا کہ
سب سے پہلے جس نے اسلام کی مدد اپنی تلوار سے کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں اور ابوبکر رض۔ اور بہت سی احادیث میں اُن کے
حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح سے پہلے اُن کے مال
خرچ کرنے کی شہادت دی۔ چہارم فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ الخ
(۶۶: ۴) تو (یاد رکھو) پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہے
اور نیک مسلمان ہیں" واحدی نے کہا کہ کہا عطاء نے مروی
ہے ابن عباس رض سے کہ مراد ہیں ابوبکر رض و عمر رض جو نگہداشت کرتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دشمن کے مقابلہ پر
اور یہ دونوں آپ کی مدد کرتے تھے۔ اور روایت ہے ابن مسعود رض
سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قولِ حق
تعالیٰ وصالح المؤمنین میں کہ وہ ابوبکر رض و عمر رض ہیں۔ پنجم
وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ (۴۶: ۱۵) اور ہم نے انسان کو اپنے
ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اُس کی ماں
نے اُس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی شفقت
کے ساتھ اُس کو جنا اور اُس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ
چھڑانا تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے) یہاں تک کہ جب وہ

www.kitabghar.org

بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ۙ
قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْکُرَ
نِعْمَتَکَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی
وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ
وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ
تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
قال الواحدی قال مقاتل و عطاء و الکلبی
عن ابن عباس ہذہ الآیۃ
نازلۃ فی الصدیق رضی اللہ
تعالٰی عنہ وکان حملہ و فصالہ
ہذا القدر و یدل علٰی صحۃ ہذا
قولہ حتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ الی آخر الآیۃ
و قد علمنا ان کثیرًا من الناس
من بلغ ہذا المبلغ لم یکن منہ ہذا
القول و ہو ما ذکر اللہ عنہ تعالٰی
رَبِّ اَوْزِعْنِیْ الآیۃ فدل انہ
فی انسان بعینہ و ہو ابوبکر رضی
اللہ تعالٰی عنہ و معنی قولہ بلغ
اشدہ قال عطاء ثمانی عشرۃ سنۃً
وذلک انہ صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و ہو ابن ثمانی عشرۃ سنۃً والنبی
صلی اللہ علیہ وسلم عشرین سنۃً فی
تجارتہ الی الشام فکان لا یفارقہ فی اسفارہ و
حضورہ فلما بلغ اربعین سنۃً و نبی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دعا ربہ فقال
رَبِّ اَوْزِعْنِیْ الہمنی اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ عَلَیَّ
بالہدایۃ والایمان حتی لم اشرک بک وَعَلٰی
وَالِدَیَّ ابی قحافۃ عثمان بن عمرو و ام
الخیر بنت صخر بن عمرو قال علی بن ابی طالب

اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے تو کہتا
ہے اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ
میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو
اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام
کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی
میرے لئے صلاحیت پیدا کر دیجئے۔ میں آپ کی جناب میں
توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں، کہا واحدی نے کہ کہا
مقاتل اور عطاء و کلبی نے کہ مروی ہے ابن عباسؓ سے اس
آیت کے بارے میں کہ یہ نازل ہوئی صدیق رضی اللہ عنہ کے
بارے میں اور ان کے حمل اور دودھ چھوڑانے کی مقدار یہی (تیس
ماہ) تھی۔ اور اس بات کی صحت پر یہ قول بھی دلالت کرتا
ہے حتی اذا بلغ اشدہ آخر آیت تک اور ہم جانتے ہیں کہ
بہت سے جو عمر کی اس حد کو پہنچتے ہیں ان سے یہ قول صادر
نہیں ہوتا اور وہ جو اللہ نے ذکر فرمایا ان کی بات کا قال
رب اوزعنی الآیہ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ ایک فرد معین انسان
کے بارے میں اور وہ ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں۔ اور اس
ارشاد بلغ اشدہ کے معنے میں عطاءؒ نے کہا اٹھارہ سال
اور یہ اس لئے کہ وہ مصاحب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
جب کہ وہ اٹھارہ سال کے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیس
سال کے تھے جب شام کی طرف تجارت کے لئے گئے تھے پھر
وہ کبھی کسی سفر اور حضر میں آپؐ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔
پھر جب چالیس سال عمر ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نبی بنائے جا چکے تو انھوں نے اپنے رب سے دعاء
کرتے ہوئے کہا رب اوزعنی یعنی الہمنی ان اشکر نعمتک
علیّ اے میرے رب مجھے الہام کر دیجئے کہ میں آپ کی نعمت
کا شکر کروں جو مجھ پر ہوئی ہدایت اور ایمان کی توفیق
سے یہاں تک کہ میں نے تیرے ساتھ شرک نہیں کیا و علی
والدیّ اور میرے والدین پر ہوئی یعنی ابو قحافہ عثمان بن عمرو
اور ام الخیر بنت صخر بن عمرو۔ فرمایا علی بن ابی طالب نے

www.kitabghar.org

في هذه الآية في ابي بكر اسلم
ابواه جميعا ولم يجتمع لاحد من
الصحابة المهاجرين ابواه غيره
اوصاه الله بهما ولزم ذلك
مِنْ بعده وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضَاهُ قال ابن عباس اجابه
الله تعالى فاعتق تسعة من
المؤمنين يعذبون في الله
ولم يرد سببا من الخير الا اعانه
الله سبحانه واستجاب له في
ذريته اذ قال وَاَصْلِحْ لِي
فِي ذُرِّيَّتِي ولم يبق له ولد
ولا والد ولا والدة الا آمنوا
بالله وحده ششم وَالَّذِي جَاءَ
بِالصِّدْقِ محمد صلى الله
عليه وسلم وَصَدَّقَ بِهِ
ابو بكر واصحابه وهم المؤمنون
الذين صدقوا محمدا صلى
الله عليه وسلم بما جاء به من الاسلام
اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ہفتم الَّذِينَ
يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً في الكشاف قيل
نزلت في ابي بكر الصديق رضي الله
تعالى عنه حين تصدق باربعين
الف دينار عشرة بالليل و
عشرة بالنهار وعشرة في
السر وعشرة في العلانية
وخدائے تعالیٰ مے فرماید
وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى

اس آیت کے متعلق کہ یہ ابوبکرؓ کے بارے میں ہے۔ ان کے ماں
اور باپ دونوں اسلام لائے اور صحابۂ مہاجرین میں سے
کسی کے ماں باپ اسلام پر مجتمع نہیں ہوئے بجز ابوبکرؓ کے۔
اللہ نے ان دونوں کی خدمت کا اُن کو حکم دیا اور ان کے
علاوہ اور سب پر بھی لازم کر دیا وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ
یعنی میں ایسے نیک عمل کروں جن سے آپ خوش ہوں
کہا ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعاء قبول کی تو
انھوں نے ایسے نو مومنین کو (خرید کر) آزاد کیا ہے جن کو
اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا۔ اور کسی
سبب خیر کا انھوں نے ارادہ نہیں کیا مگر اللہ سبحانہٗ نے
اُن کی مدد کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی اولاد کے بارے
میں بھی اُن کی دُعاء قبول کی جو انھوں نے کی تھی وَاَصْلِحْ
لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ (اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاحیت
پیدا کر دیجئے) اور اُن کی اولاد اور والدہ میں سے کوئی باقی
نہیں رہا سب اللہ واحد پر ایمان لے آئے۔ ششم وَالَّذِیْ
جَآءَ بِالصِّدْقِ الخ (۳۹: ۳۳) اور جو سچ لے کر آیا محمد
صلے اللہ علیہ وسلم، اور جس نے اُس کی تصدیق کی ابوبکرؓ
اور اُن کے اصحاب اور وہ سب ایسے مومنین ہیں جنھوں نے
اُس کی تصدیق کی جو اسلام کے بارے میں محمد صلے اللہ علیہ
وسلم لے کر آئے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (یہی لوگ اہل
تقویٰ ہیں) ہفتم اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ الخ (۲: ۲۷۴) جو
لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں
پوشیدہ اور آشکارا۔ کشاف میں ہے کہ کہا گیا کہ یہ
آیت نازل ہوئی صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب
انھوں نے چالیس ہزار دینار صدقہ کئے دس ہزار رات میں
اور دس ہزار دن میں، دس ہزار پوشیدہ اور دس
ہزار علانیہ۔ اور خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَسَیُجَنَّبُهَا
الْاَتْقَی الخ (۹۲: ۱۷-۱۸) اور اس (جہنم) سے ایسا شخص
دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے۔ اپنا مال (محض) اس

www.kitabghar.org

الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی مفسران متفق اند بر آنکہ مراد ازین اَتۡقٰی صدیق اکبر است چون اربعین الف در راہِ اسلام صرف نمود و آیت مکیہ است باتفاق مفسّرین و در مکہ غیر صدیق رض کسے انفاق باین اسلوب نکردہ است و وجوہ بسیا دلالۃ میکنند بر آنکہ حضرت مرتضٰی مورد آیت نبود زیراکہ مرتضٰی صغیر بود در کفالتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و مال نداشت تا انفاق کند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر مرتضٰی رض منّت تربیت داشت بخلاف صدیق اکبر رض کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروے نعمتِ تعلیم اسلام داشت لاغیر و آن نعمت را جزائی نیست کما قال الانبیاء علیہم السلام وَمَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ و چون مراد ازان صدیق باشد معلوم شد کہ عاقبتِ او محمود است لقولہ تعالےٰ وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى و اتقٰی و مرضی من عند اللہ فی الحال و الاستقبال اکرم است و اکرم بہترین اُمّت است و بہترین امت احق بالخلافت است و اگر کسے گوید کہ مراد اینجا جنس اتقٰے است گوئیم دخول موردِ نص در عموم آیت قطعی است برتقدیر تنزّل میگوئیم کہ صدیق را خلافت باعتبار ظاہر حاصل بود بالاتفا بحث دران است کہ این خلافتِ حقّہ بود یا نہ و بشہادت قصہ ہائی بسیار صدیق

غرض سے دیتا ہے کہ (گناہوں سے) پاک ہوجاتے؛ مفسّرین اس پر متفق ہیں کہ اس اَتۡقٰی سے مراد صدیق اکبر رض ہیں جب آپ نے چالیس ہزار اسلام کی راہ میں صرف کئے۔ اور باتفاق مفسّرین یہ آیت مکیہ ہے اور مکہ میں بجز صدیق رض کے کسی نے اس ڈھنگ سے خرچ نہیں کیا ہے۔ اور بہت سے وجوہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اشارہ حضرت مرتضٰی رض کی طرف نہیں ہے کیونکہ حضرت مرتضٰی رض کم عمر تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے اور مال نہیں رکھتے تھے کہ خرچ کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت مرتضٰی رض پر تربیت کا احسان تھا (اس لئے وہ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰٓى کے مصداق نہیں ہوسکتے) بخلاف صدیق اکبر رض کے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر نعمت صرف تعلیم اسلام کی بناء پر تھے اور کوئی (مالی) وجہ نہ تھی۔ اور اس نعمت کی کوئی جزاء نہیں ہے جیساکہ انبیاء علیہم السلام کا قول ہے وَمَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ (۲۶: ۱۰۹ وغیرہ) اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو بس ربّ العالمین کے ذمّہ ہے؛ اور جب (یہ متعین ہوگیا کہ) اس سے مراد صدیق اکبر رض ہیں تو معلوم ہوگیا کہ ان کی عاقبت محمود ہے اس لئے کہ (اس کے بعد) اللہ تعالٰے نے فرمایا وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى (۹۲: ۲۱) اور یہ شخص ضرور خوش ہوجائیگا؛ اور جو اتقٰی اور مرضی من عند اللہ ہو (یعنے جس کو اللہ کی رضا حاصل ہو) حال میں اور استقبال میں وہ اکرم (بزرگ تر) ہے اور اکرم بہترین اُمّت ہے اور بہترین اُمّت احق بالخلافت ہے (یعنی خلافت کا سب سے زیادہ مستحق)۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں جنس اتقٰی مراد ہے تو ہم جواب دیں گے کہ عموم آیت میں موردِ نص کا داخل ہونا یقینی ہوتا ہے بر تقدیر تنزّل ہم کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رض کو خلافت باعتبار ظاہر تو حاصل ہی تھی جس پر سب کا اتفاق ہے۔ اب تو اس میں بحث ہے کہ یہ خلافتِ حقّہ تھی یا نہیں اور بہت سے قصّوں کی شہادت سے حضرت صدیق کا

متصف باین صفات بود پس بشارت
بروی صادق باشد و باید کہ آخر کار وے
محمود بود و آخر کار خلیفہ بود غاصب
وجائر نباشد درین خلافت و ازان
جہت کہ دو آیت استخلاف اعنی آیۂ
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وآیہ الَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ
فِی الْاَرْضِ ہر دو در یک واقعہ فرود
آمدہ اند مطلق یکے را دیگر تقیید
مے نماید و آنچہ از ہر دو حاصل شد
استخلاف مہاجرین اولین است و
مدح خلافت ایشان و بیان آنکہ
اگر تمکین فی الارض نصیب ایشان
گردد لابد جزء دیگر کہ بآن خلافت
راشدہ شود بآن منضم خواہد بود
و تقریر این مباحث گذشت و
ازان جہت کہ خدائے تعالیٰ مے
فرماید قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ
شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ فَاِنْ
تُطِیْعُوْا یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا وَ
اِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ
یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ قال الواحدی
اکثر المفسرین علی ان ہولاء بنو حنیفۃ اتباع
مسیلمۃ قال رافع بن خدیج کنا نقرأ
ہذہ الآیۃ ولا نعلم من ہم حتی دعا ابوبکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی قتال بنی حنیفۃ فعلمنا
انہم ہم قال ابن جریج سیدعوکم عمر الی قتال
فارس تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ او یکون

ان صفات سے متصف ہونا ثابت ہے تو بشارت اُن پر صادق
ہو گئی اور چاہیئے کہ اُن کا انجام محمود ہو اور آخر نتیجہ یہ کہ
خلیفہ (برحق وجائز) ہوں اور غاصب و جائر (ظالم) نہ
ہوں۔ اور اس جہت سے (کلام حق میں تدلیس لازم آتی
ہے) کہ دو آیت استخلاف یعنی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور آیت اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ
دونوں ایک ہی واقعہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ایک کے مطلق کو
دوسری مقید کرتی ہے اور دونوں کے مجموعہ سے جو حاصل ہوا
وہ مہاجرین اولین کا استخلاف ہے اور اُن کی خلافت کی مدح
اور اس بات کا بیان ہے کہ اگر تمکین فی الارض (یعنی ملک پر
حکومت) اُن کے حصہ میں آجائے تو ضروری ہے کہ دوسرا
جزء کہ جس سے مل کر یہ خلافت راشدہ ہوجائے اُس کے ساتھ
منضم ہوجائے گا۔ اور ان مباحث کی تقریر (جلد اول میں)
گزر چکی ہے۔ اور اس جہت سے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ
لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ الخ (۱۶:۴۸) آپ ان پیچھے
رہنے والے ان دیہاتیوں سے یہ کہہ دیجئے کہ عنقریب تم لوگ
ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے
والے ہوں گے کہ یا تو اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام)
ہوجائیں سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک
عوض (یعنی جنت) دیگا اور اگر تم (اس وقت بھی) روگردانی
کرو گے جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو تو وہ دردناک
عذاب کی سزا دے گا۔ واحدی نے کہا کہ اکثر مفسرین اس
رائے پر ہیں کہ یہ لوگ (جن کو سخت کہا گیا ہے) بنو حنیفہ تھے
مسیلمہ کذاب کے متبعین۔ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم آیت
پڑھا کرتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہیں یہاں
تک کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو بنو حنیفہ کے قتال
کی طرف بلایا تو ہم سمجھے کہ وہ یہ لوگ ہیں۔ کہا ابن جریج نے
(کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ) تم کو عمرؓ بلائیگا قتال فارس کی طرف
کہ تم اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع ہوجائیں یعنی یا اُن سے

www.kitabghar.org

منہم الاسلام فَاِنْ تُطِیْعُوْا ابابکر و عمر یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا یعنے الجنۃ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا تعرضوا عن طاعتہما کَمَا تَوَلَّیْتُمْ اعرضتم عن طاعۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی المسیر الی حدیبیۃ یُعَذِّبْکُمْ فے الآخرۃ عَذَابًا اَلِیْمًا والآیۃ تدلّ علےٰ خلافۃ الشیخین فان اللہ تعالےٰ وعد علےٰ طاعتہما الجنّۃ و علےٰ مخالفتہما العذاب الالیم انتہےٰ وعدہ فرمود کہ در زمانِ مستقبل البتہ داعیے خواہد بود اعراب را بسوئے جہاد کفار و دعوت این داعی سبب وجوب قبول دعوت خواہد بود پس اگر قبول کنند ثواب یابند واگر قبول نکنند معاقب شوند و این لازم بیّن استخلاف حق است و دعوت بجہاد اشہر و اعظم صفات خلیفہ است وخالی نیست ازانکہ این داعی یا آنحضرت ست صلے اللہ علیہ وسلم یا خلفائے ثلثہ یا مرتضےٰ یا بنی امیہ یا بنی عباس و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم البتہ داعی نبودند زیراکہ خدای تعالےٰ مے فرماید لَنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ۝ و این آیہ در قصہ حدیبیہ نازل شدہ است و غزوات آنحضرت بعد حدیبیہ محصور و معلوم است بعد ازان بغزوہ خیبر برآمدند و کسے از اعراب را دعوت نہ نمودند و بغزوہ فتح مکہ و حنین این قتال بقوم اولی بأس نبود زیراکہ این کلمہ دلالت میکند بر مغایرت این قوم با قوم اول کہ قریش و حوالی ایشان

اسلام ظاہر ہو جائے سو اگر تم اطاعت کروگے ابو بکرؓ اور عمرؓ کی تم کو اللہ نیک عوض دے گا یعنی جنت اور اگر تم روگردانی کروگے یعنے ان دونوں کی اطاعت سے اعراض کروگے جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو یعنے اعراض کر چکے ہو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے حدیبیہ کی طرف چلنے میں تو وہ تم کو عذاب دے گا آخرت میں سخت عذاب۔ اور آیت خلافت شیخینؓ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان دونوں کی طاعت پر جنت کا وعدہ کیا اور ان دونوں کی مخالفت پر عذاب الیم کا۔ ابن جریج کا قول ختم ہوا۔ وعدہ فرمایا کہ زمانہ مستقبل میں البتہ کفار کے ساتھ جہاد کے لئے ایک داعی تم کو بلائے گا اور اس داعی کی دعوت سبب ہوگی قبول دعوت کے وجوب کی پس اگر قبول کریں گے تو ثواب پائیں گے اور اگر قبول نہیں کریں گے تو معذّب ہوں گے اور یہ استخلاف حق کا لازم بیّن ہے اور جہاد کی طرف دعوت خلیفہ کی سب سے زیادہ کھلی ہوئی اور سب سے بڑی صفات میں سے ہے۔ اور دعوت ان احتمالات سے باہر نہیں کہ یہ داعی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا خلفاء ثلاثہؓ یا حضرت مرتضےٰؓ یا بنی امیہ یا بنی عباس۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً داعی نہیں تھے کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے لَنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا (۹: ۸۳) تو آپ یہ کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلوگے اور نہ میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن (دین) سے لڑوگے؛ اور یہ آیت قصہ حدیبیہ میں نازل ہوئی ہے اور بعد حدیبیہ کے جو غزوات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں ان سب کا پورا حال منضبط اور معلوم ہے۔ اس کے بعد آپ غزوۂ خیبر کے لئے نکلے ہیں اور آپ نے اعراب میں سے کسی کو دعوت نہیں دی اور غزوہ فتح مکہ اور حنین کے لئے آپ نکلے تو یہ قتال کسی قوم اولی بأس (صاحب قوت شدیدہ) کے ساتھ نہ تھا کیونکہ یہ کلمہ دلالت کرتا ہے اس قوم کی مغایرت پر قوم اول سے جو کہ قریش اور ان کے گرد و پیش کے

www.kitabghar.org

باشند و ظاہر از اُولی بأس شدید آنست کہ بہ نسبت قریش شدّت بأس داشتہ باشند و این معنے در غیر روم و عجم یافتہ نشد و نہ در مرتضےٰ زیرا کہ مقاتلاتِ وے رضی اللہ عنہ برائی طلب خلافت بود نہ بجہت اسلام و تقاتلونہم او یسلمون دلالت میکند بر آنکہ آن دعوت کفار است بجہت اسلام و بنو امیہ و بنو عباس دعوت نکردند اعرابِ حجاز را بقتالِ کفّار کما ہو معلوم من التاریخ قطعًا و دعوت صدیقِ اکبر بسوے قتال اہل شام و عراق بود و دعوت فاروق نیز بقتال عراق و شام و مصر بود و دعوت ذی النورین بقتال اہل خراسان و افریقہ و مغرب واقع شد کما ہو مبسوط فی التاریخ پس دعوت ایشان واجب الامتثال بود و این صفتِ خلیفہ حق است و چون حقیتِ ایشان در دعوت بجہادِ روم و عجم ظاہر شد جمیع احکام ایشان واجب الامتثال باشند زیرا کہ مسلمان بکلمہ اسلام مجمع اند بر دو قول جمعے اثبات وجوب انقیادِ ایشان کردہ اند و جماعہ نفی وجوب انقیادِ ایشان کنند در جمیع احکام فلمّا بطل الثانی تعین الاول و از ان جہت کہ خدائے تعالیٰ مے فرماید یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ

لوگ ہیں اور اُولی بأس شدید کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بہ نسبت قریش کے یہ زیادہ طاقت رکھتے ہوں اور یہ معنے روم و فارس کے سوا اوروں میں نہیں پائے گئے۔ اور نہ وہ داعی حضرت مرتضےٰ ؓ تھے کیونکہ آپؓ کے مقاتلات طلب خلافت کے لئے ہوتے جہت اسلام سے نہیں اور تقاتلونہم او یسلمون اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ قتال کفار کے ساتھ اسلام کی طرف دعوت کے لئے ہوگا۔ اور بنو امیہ و بنو عباس نے اعراب حجاز کو کفار سے قتال کے لئے کبھی دعوت نہیں دی یہ بات تاریخ سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اور صدیق اکبرؓ کی دعوت اہل شام و عراق سے قتال کے لئے تھی اور حضرت فاروقؓ کی دعوت بھی عراق اور شام اور مصر سے قتال کے لئے تھی۔ اور ذی النورین کی دعوت اہلِ خراسان و افریقہ و مغرب سے قتال کے لئے واقع ہوئی جیسا کہ تاریخ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ تو اُن کی دعوت کی تعمیل کرنا واجب تھا اور یہ صفت خلیفہ برحق کی ہے۔ اور جب ان کی حقیت روم و عجم سے جہاد کے لئے دعوت دینے میں ظاہر ہوگئی تو ان کے تمام احکام واجب الامتثال ہوں گے۔ کیونکہ جتنے کلمہ گو ہیں وہ دو قول پر متفق ہیں ایک جماعت تمام احکام میں اُن کی اطاعت کے وجوب کو ثابت کرتی ہے اور دوسری جماعت تمام احکام میں ان کی دعوت کے وجوب کا انکار کرتی ہے۔ تو جب کہ دوسرا قول باطل ہوگیا تو پہلا متعین ہوگیا۔ اور اس جہت سے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ الخ (۵: م ۵) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالےٰ بہت جلد ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے اللہ تعالےٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور اللہ تعالےٰ

www.kitabghar.org

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ٥ واین آیت دلالت می کند برآنکہ جماعہ محبوبین کاملین مرضیین جہاد خواہند کرد با مُرتدین واین معنے درزمان شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر نہ شد زیراکہ اسود عنسی خروج نکردہ بود وآن جناب بسوئے وے لشکری روان نہ کردہ ونہ درایام حضرت مرتضےؓ زیراکہ قتال ایشان بابُغات یا خوارج اتفاق اُفتاد نہ مُرتدین و خلفائے بنی عباس وبنی اُمیہ نیز باہیچ یکے از مُرتدین بطریق فوج کشی قتال نکردند و مفہوم از فحوائے آیت جمع رجال ونصب قتال است پس متعین شد کہ آن موصوفین صدیق و فاروق وجیوش ایشان بودند ودرعرفِ عام قتال منسوب میشود بخلیفہ ہرچند وے خود حاضرِ واقعہ نباشد واگر صدیق و فاروق خلیفہ نباشند جمعے کہ بامر ایشان جہاد کردند یا بیعت نمودند و باستخلاف ایشان راضی شدند محبّین و محبوبین نبودند وباز این آیت دلالت می کند برآنکہ این جماعہ محبّین و محبوبین اند و بر مؤمنین رُحماء اند و بر کافرین اَشِدّاءُ و مجاہد باشند واز کسی نہ ترسند واین ہمہ اوصاف کمال است باز فرمود ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ واین دلالت میکند برکمال فضل وتناہی درثنا پس ثابت شد کہ شیخین درایام خلافتِ خود باجماعہ کہ اتباع ایشان بودند موصوف بودند بصفاتِ کاملہ کہ در شریعت بہتر ازان وصفے نیست وممدوح ومشمول فضل الٰہی بودند واین معنی لازم استخلاف حق

بڑی وسعت والے ہیں بڑے علم والے ہیں؛ اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ محبوبین کاملین کی جماعت جن سے اللہ تعالےٰ خوش ہوں گے مُرتدین کے ساتھ جہاد کریں گے اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ شریف میں ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ اسود عنسی نے خروج نہیں کیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف لشکر روانہ نہیں کیا تھا۔ اور نہ حضرت مرتضےٰؓ کے زمانہ میں کیونکہ ان کو قتال کا اتفاق باغیوں اور خارجیوں کے ساتھ ہوا ہے نہ کہ مُرتدین کے ساتھ۔ اور خلفائے بنی عباس وبنی اُمیہ نے بھی مُرتدین کی کسی جماعت سے بطریق فوج کشی قتال نہیں کیا۔ اور فحوائے آیت سے لوگوں کا جمع ہونا اور قتال کا قائم ہونا مفہوم ہو رہا ہے تو متعین ہو گیا کہ جن لوگوں کا وصف اس آیت میں مذکور ہے وہ صدیقؓ اور فاروقؓ اور اُن کے لشکر تھے اور عرف عام میں قتال منسوب ہوتا ہے خلیفہ کی طرف اگرچہ وہ موقع جنگ میں موجود نہ ہو[1]۔ اور اگر صدیقؓ و فاروقؓ خلیفہ نہ ہوں تو جس جماعت نے اُن کے حکم سے جہاد کیا یا بیعت کی اور اُن کے خلیفہ بنانے پر راضی ہوتے محبّین اور محبوبین نہیں ہو سکتے حالانکہ یہ آیت اس پر دلالت کر رہی ہے کہ یہ جماعت محبّین اور محبوبین ہیں اور مؤمنین پر شفقت کرنے والے ہیں اور کافرین کے ساتھ تیز ہیں اور یہ سب مجاہد ہوں گے اور کسی سے نہ ڈریں گے اور یہ تمام اوصافِ کمال ہیں۔ پھر فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ (یعنی یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے) اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کمالِ فضل اور انتہا درجہ کی ثنا پر تو ثابت ہو گیا کہ شیخین اپنے ایامِ خلافت میں مع اس جماعت کے لوگوں کے جو اُن کے تبع تھے اُن صفاتِ کاملہ کے ساتھ موصوف تھے جن سے بالا و برتر شریعت میں کوئی صفت نہیں ہے اور ممدوحِ خدا تھے، اللہ کا فضل اُن کا شاملِ حال تھا اور یہ بات استخلافِ حق کیلئے

[1] اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے تو اُن مرتدین کا مقابلہ جنھوں نے مدینہ کو گھیر لیا تھا بنفس نفیس خود کیا تھا۔ مرتدین کے ساتھ یہ سب سے پہلی جنگ تھی جس نے اُن کے چھکے چھوڑا دیئے تھے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

و دال بر افضلیتِ ایشان است وَاما
لزوم تدلیس در کلام افضل انبیا۔ علیہ
الصلوٰۃ والسلام بر تقدیرے کہ خلافت
شیخین رض بل مشایخ ثلاثہ جور باشد
ازان جہت است کہ بشارت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بہ بہشت
برائے این بزرگواران در احادیث
بشیارکہ روایت کردہ شد از جماعۃ
عظیمہ فی کلّ طبقۃٍ و ہمہ آن
احادیث علے کثرۃِ طرقہا وتشعب
اسانیدہا دلالت میکند بر یک معنی کہ
بشارت است بہ بہشت پس این معنے
بالقطع ثابت شد واگر ایشان فاسق و جائر
باشند لائق بشارت نباشند و بشارت
تدلیس بود و بشارتِ ایشان مبین میشود در
دہ فصل کہ تقریر آن سابقاً گذشت
وَاما کذب متواتراتِ مرویّۃ از صادق مصدوق
ازان جہت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در احادیث بسیار خلافتِ این بزرگواران بے
اثبات فرمودہ نصًا تارۃً و اشارۃً اخریٰ
مجملاً تارۃً ومفصلاً اخریٰ پس این احادیث
اگرچہ ہریکے خبر واحد است اما چون آن ہمہ را
ملاحظہ کنیم غیر محصور باشد متفق در یک معنے
وآن صحت خلافتِ ایشان است در وقت
خلافت خویش بیانِ این مجمل آنکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم رؤیا قلیب ذکر نمود
بعد ازان فرمود لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا
بالّذین من بعدی ابے بکر و عمر مراد آن است
کہ بالّذین یقومان من بعدی

ہے اور اُن کی افضلیت پر دلالت کرنے والی ہے رہا لزوم
تدلیس افضل انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اس
صورت میں کہ خلافتِ شیخین رض بلکہ مشائخ ثلاثہ (حضرت
ابوبکر رض وحضرت عمر رض وحضرت عثمان رض) جور (ظلم) ہو وہ
اس جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان
بزرگواروں کو بہشت کی بشارت دینا بہت بڑی جماعت
کی طرف سے ہر طبقہ میں بیشمار احادیث میں روایت کیا گیا
ہے۔ اور یہ تمام احادیث اپنے طریقوں کی کثرت اور اسنادوں
کے پھیلاؤ کے ساتھ ایک ہی معنے پر دلالت کرتی ہیں یعنے
بہشت کی بشارت پر اس لئے اس معنے کا ثبوت قطعی طور
پر ہے اور اگر یہ حضرات فاسق اور ظالم ہوں تو بشارت
کے لائق نہیں ہوں گے اور یہ بشارت تدلیس ہوگی۔
اور اُن کی بشارت کو دس فصلوں میں بیان کیا گیا ہے جن کی
تقریر گزر چکی ہے۔ اور رہا کذب متواترات کا لازم آنا جو
حضرتِ صادق ومصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی
ہیں وہ اس جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بہت سی احادیث میں ان بزرگواروں کی خلافت کا اثبات
فرمایا ہے۔ کبھی نص کے طور پر، کبھی اشارے کے طور پر،
کبھی مجمل اور کبھی مفصل۔ تو یہ احادیث اگرچہ ہر ایک ان
میں سے خبر واحد ہے لیکن جب ہم ان سب کو ملاحظہ کریں
تو وہ غیر محصور ہو جائیں گی، ایک معنی میں متفق اور وہ
(معنے ہیں) ان حضرات کی خلافت کی صحت اپنی خلافت
کے زمانہ میں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے قلیب (یعنی پُرانے کنویں) والے خواب
کا ذکر کیا (جس میں اپنے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے
ڈول کھینچنے کا ذکر فرمایا) اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ
میں نہیں جانتا کہ میرا تم میں باقی رہنے کا کتنا زمانہ ہے تو
تمہیں چاہیئے کہ میرے بعد ان دونوں یعنے ابوبکر رض وعمر رض
کی اقتداء کرو۔ مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی جو میرے بعد

www.kitabghar.org

فی مقامی زیراکہ صلہ مخصص و معین موصول
باشد و وجود ایشان بغیر قیام بمقام آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مخصص و معین این ہردو
نمی تواند شد وصلہ باید کہ مخاطبین موصول را
بآن شناختہ باشند پس دانستہ شد کہ ذکر
رؤیا قلیب و مانند آن مخاطبان شنیدہ بودند
ومراد از اقتدا۔ اقتدا۔ در امور خلافت است
زیراکہ تعلیق اقتدا۔ بلفظے کہ مشعر بخلافت باشد
ایما است بآنکہ اقتدا۔ رعیت بخلیفہ مراد داشتہ
اند در ہمین حدیث تعلیم قرآن وغیرآن بدیگران
حوالہ کردہ شد پس مراد از اقتدا۔ غیر فتوے
تعلیم است وآن نیست الا استخلاف پس حدیث
دال است بر ایجاب انقیاد قوم ایشان را من
جہتہ الخلافۃ وہمین است معنی تشریع استخلاف
وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در خطبہ تودیع
کہ امت را بآن تودیع کردند فرمودند
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
من بعدی عضوا علیہا بالنواجذ بعد
ازانکہ رؤیا۔ چند مذکور کردند کہ دال باشد
برآنکہ ولاۃ امر بعد آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم خلفائے ثلثۃ خواہند بود
پس گویا فرمودند علیکم بسنتی وسنۃ
ابی بکر و عمر و عثمان پس این قول ایجاب
انقیاد قوم است درانچہ بخلافت متعلق
باشد بایشان و ہو المطلوب وآنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث مستفیضہ
خبر دادند کہ بعد وفات وے
صلے اللہ علیہ وسلم خلافت نبوت
و خلافت رحمت خواہد بود

میرے قائم مقام ہوں گے۔ اس لئے کہ صلہ تخصیص اور تعیین
کیا کرتا ہے موصول کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
قائم مقام ہوتے بغیر صرف ان حضرات کا وجود ان دونوں کا
مخصص اور معین نہیں ہوسکتا اور صلہ کو ایسا ہونا چاہئے کہ
اس کے ذریعہ سے مخاطبین موصول کو پہچان لیں تو معلوم
ہوگیا کہ (اقتدوا کا حکم سننے سے پہلے) مخاطبین رؤیائی
قلیب اور اس جیسی باتیں سن چکے تھے اور (امر اقتدوا میں)
اقتداء سے مراد امور خلافت میں اقتداء ہے کیونکہ اقتداء کو
متعلق کرنا ایسے لفظ کے ساتھ جو خلافت کی جانب اشارہ کرتا ہو
اس بات کی طرف ایما ہے کہ یہاں اقتداء سے وہ اقتداء مراد
ہے جو رعیت خلیفہ کی کرتی ہے۔ اسی حدیث میں تعلیم قرآن
وغیرہ کو دوسروں کے حوالے کیا گیا ہے پس ان کی اقتداء سے
جو مراد ہے وہ تعلیم اور فتوٰی کی اقتداء سے جداگانہ ہے اور
وہ استخلاف کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس لئے یہ حدیث اس پر
دلالت کررہی ہے کہ قوم پر اُن کی انقیاد واطاعت بجہت
خلافت واجب ہے اور استخلاف کی تشریع کے یہی معنے ہیں
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (آخری خطبہ) خطبۃ
وداع میں جس میں آپ نے اُمت کو رخصت کیا فرمایا ہے
عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الخ یعنی میرے بعد تمہارے
لئے ضروری ہے کہ میرے طریقہ پر اور خلفاء راشدین کے طریقہ
پر چلو۔ اُس کو دانتوں سے مضبوط پکڑلو۔ (یہ فرمایا) بعد
چند رؤیا ذکر فرمانے کے تاکہ اس پر دلالت کرے کہ بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے والی امر تینوں خلفاء ہوں گے۔ تو گویا
یوں فرمایا ہے کہ تم کو لازم ہے میرے طریقہ پر چلنا اور ابوبکرؓ
اور عمرؓ اور عثمانؓ کے طریقہ پر چلنا۔ تو یہ قول قوم پر
اطاعت اُن جملہ امور میں واجب کرتا ہے جن کا تعلق ان کی
خلافت سے ہے اور وہی مطلوب ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احادیث مستفیضہ میں اس بات کی خبر دی کہ
آپ کی وفات کے بعد خلافت نبوت وخلافت رحمت ہوگی

www.kitabghar.org

و بعد ازان ملکِ عضوض و انچہ متصل وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع شد خلافت خلفائے اربعہ بود پس خلافتِ ایشان خلافت نبوت و رحمت باشد و اگر سیر این خلفاء مشابہ سیرت انبیاء نمی بود یا ایشان بغصب خلافت را گرفتہ بودند خلافتِ نبوت و رحمت نمی بود و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث مستفیضہ اعلام فرمودند باآنکہ خلافت تا سی سال است و سفینہ تفسیر کرد آن را بخلافتِ خلفائے اربعہ و عقل نیز بران دلالت میکند زیراکہ مطلق ریاست موقت بسی سال نیست پس این خلفاء متصف بخلافتے بودند کہ غیر ملک عضوض باشد پس این خلافت ممدوح بود و خلافتے کہ بغصب و جور باشد ممدوح نمی شود و در احادیث مستفیضہ وارد شدہ است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رؤیا قلیب دیدند و جماعہ از صحابہ نیز بانواعِ مختلفہ رؤیاہا دیدند آزان جملہ حدیث سببِ واصل از آسمان تا زمین و حدیث تنوط بعض ایشان بہ بعض و حدیث آشامیدن آب بترتیب و تشویش یافتن عثمان و باز جمع شدن اسبا برائے او و حدیث وزن بترتیب الیٰ غیر ذالک و این ہمہ معبر است بخلافت و این تفسیر در بعض بتصریح وارد شدہ و در بعض باشارہ و در بعض ازان سکوت کردند از اظہار سخط بلکہ بآن مبتہج شدند پس ازینجا دانستیم کہ خلافتِ ایشان ظلم و جور نبود و آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مرض آخر صدیق رضی را امام نماز ساختند

اور اس کے بعد ملکِ عضوض (مار کاٹ کی بادشاہت) اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متصل واقع ہوئی وہ خلفاء اربعہ کی خلافت تھی تو اُن کی خلافت خلافتِ نبوّت و رحمت ہوتی اور اگر ان خلفاء کی سیرت انبیاءؑ کی سیرت کے مشابہ نہ ہوتی یا اُنھوں نے غصب سے خلافت کو لیا ہوتا تو خلافت نبوّت و رحمت نہ ہوتی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مستفیضہ میں یہ علم عطا فرمایا ہے کہ خلافت کا زمانہ تیس سال ہے اور سفینہ نے اس کی تفسیر خلفاء اربعہ کی خلافت کی ہے اور عقل بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ مطلق ریاست کی میعاد تو تیس سال نہیں ہے۔ تو یہ خلفاء ایسی خلافت سے متصف تھے جو ملکِ عضوض سے مغایرت رکھتی تھی۔ پس یہ خلافت ممدوح تھی اور جو خلافت کہ غصب و جور کی ہوتی ہے وہ ممدوح نہیں ہوتی۔ اور احادیثِ مستفیضہ میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب (پرانے کنویں) والا خواب دیکھا۔ اور صحابہ میں سے ایک جماعت نے بھی مختلف قسم کے خواب دیکھے۔ ان میں سے وہ حدیث ہے جس میں رسّی کا ذکر ہے جو آسمان سے لٹک کر زمین سے ملی ہوئی تھی اور وہ حدیث ہے جس میں بعض کا بعض سے لٹکنے کا ذکر ہے (دیکھا تھا کہ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لٹکے ہوتے یعنی جُڑے ہوتے ہیں ۱۲ مترجم) اور وہ حدیث جس میں ترتیب وار پانی پینے اور عثمانؓ کی تشویش اور پھر اُن کے لئے اسباب کے جمع ہونے کا ذکر ہے۔ اور وہ حدیث جس میں ترتیب وار وزن کئے جانے کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ہیں اور ان سب کی تعبیر خلافت لی گئی اور یہ تفسیر بعض میں صراحت کے ساتھ وارد ہوئی اور بعض میں اشارے کے ساتھ اور بعض میں سکوت ہے مگر نہ اظہار ناگواری سے بلکہ ان سے آپؐ بشاشت ہوتے تو یہاں سے ہم نے جان لیا کہ ان کی خلافت ظلم و جور کی نہ تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری مرض میں ابوبکر صدیقؓ کو نماز کا امام بنایا

www.kitabghar.org

وبامامت دیگری راضی نشدند واین دلالت می
کند بر استخلافِ صدیق عقلاً و نقلاً آما عقلاً ازان
جہت کہ عادت جاری است بآنکہ بر تخت نشاندن
نزدیک موت دلالت بر استخلاف میکند و
عقد لِوا دلالت بر تامیر مینماید و دوات و قلم
دادن دلیل منصبِ وزارت است واین اشارات
حکم عبارات دارند مثل اشارہ بدست وسر بجای
لَا ونَعَم وامامت در نماز منصبِ آنحضرت بود
صلی اللہ علیہ وسلم وبہترین امور دین ودنیا
پس تسلیم آن بصدیق دلیل باشد بر اقامتِ
او مقام خلافت را وآما نقلاً پس ازان جہت
کہ ہمہ در وقت عقد خلافت بآن تمسک کردند مثل
فاروق و مرتضٰی وابوعبیدہ وابن مسعود واز
سائر حاضرین رَدّی وانکاری برین استدلال
ظاہر نشد پس گویا ہمہ استصواب آن استدلال
نمودند واگر امروز در دلالتِ این فعل خفائی
خیال کردہ شود در عصر صحابہؓ خفائی نبود و
مثل این اشارات مختلف میشود دلالتِ او باختلاف
عادات و عصور و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سائلہ را فرمودند اِن لم تجدینی فأتی ابا بکر
واین نیز صریح است در آنکہ خلافت بعد آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بصدیق راجع
شود زیراکہ تصرّف در بیت المال واداے وعدہای
پیغامبر کی از خواص خلیفہ است وآنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودند لایُبقَیَنّ فی المسجد خوخۃٌ اِلّا
خوخۃ ابی بکر واین حدیث دلالت میکند بر خلافتِ
صدیق و علماء درین دلالت دو وجہ نقل میکنند قیل
لانّ الخلیفۃ یحتاج الی الاکثار من دخول المسجد
لشدۃ احتیاجہ الی ملازمۃ المسجد کی یصلّی بہم ویأمرہم وینہاہم

اور کسی دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہوئے۔ اور یہ دلالت
کرتی ہے صدیقِ اکبرؓ کے خلیفہ بنانے پر عقلاً اور نقلاً۔ عقلاً تو
اس طرح کہ یہ عادت جاری ہے کہ موت کے قریب تخت پر بٹھانا
خلیفہ بنانے پر دلالت کرتا ہے اور پھریرا باندھنا امیر بنانے
پر دلالت کرتا ہے اور دوات و قلم دینا منصب وزارت کی
دلیل ہے اور یہ اشارات عبارات کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسے بجائے
ہاں یا نہ کہنے کے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کر دینا، اور نماز میں
امام بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب تھا اور دین
و دنیا کے امور میں سب سے بہتر تو صدیقؓ کو اس کا سپرد کر دینا
دلیل ہوگی ان کو مقامِ خلافت پر قائم کرنے کی۔ رہا نقلاً تو
وہ اس جہت سے کہ ایک جماعت نے خلافت کے انعقاد کے
وقت اس کو دلیل بنایا جیسے حضرات فاروقؓ و مرتضٰیؓ و
ابوعُبَیدہؓ اور ابن مسعودؓ۔ اور تمام حاضرین میں سے کسی
کی جانب سے اس استدلال پر کوئی ردّ و انکار ظاہر نہ ہوا۔ تو
گویا سب نے اس استدلال کا استصواب کیا۔ اور اگر آج اس فعل
کی دلالت میں کوئی اخفا خیال کیا جاتے (تو کم فہمی ہے جب کہ)
صحابہؓ کے زمانہ میں کوئی اخفا نہیں تھا اور اس قسم کے اشارات
میں عادات اور زمانوں کے اختلاف سے دلالت مختلف ہو جاتی
ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سائلہ سے
فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آجانا۔ اور یہ بھی
اس بات کی صریح دلیل ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلافت حضرت صدیقؓ کی طرف راجع ہوگی کیونکہ بیت المال
میں تصرّف اور پیغمبرؐ کے وعدوں کو پورا کرنا خلیفہ کے خواص
میں سے ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مسجد میں کوئی کھڑکی ہرگز باقی نہ رکھی جاتے بجز ابوبکرؓ کی
کھڑکی کے۔ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے صدیقؓ کی خلافت
پر اور علماء نے اس دلالت کی دو وجہ بیان کی ہیں۔ کہا گیا
اس وجہ سے کہ خلیفہ کو بکثرت مسجد میں داخل ہونے کی ضرورت
واقع ہوتی ہے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھاتے اور ان میں امر و نہی کرے

www.kitabghar.org

و یقضے لہم و کان الناس فے الزمن الاوّل لایقضون اِلّا فے المسجد و قیل لانّہ اشارۃ الٰے سد رغبات الناس فے الخلافۃ و حضرت عائشہ صدیقہ رضے اللہ تعالٰے عنہا ذکر کردہ است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قریب مرض موت فرمودند لقد ہممتُ ان اَدعوا اباک و اخاک الحدیث و این حدیث صریح است در آنکہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف صدیق رض بود و مکروہ میداشتند کہ غیر صدیق بآن رغبت کند لیکن ترک کردند کتابت خلافت بنامِ او و اخذ بیعت برائے او بنا بر توکل بر وعدۂ الٰہی و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در جواب بنی مصطلق فرمودند کہ صدقات را بعد من بابی بکر دہند و بعد از وے بعمر و بعد از وے بعثمان و بعد از عثمان ساکت شدند و اخذ صدقات یکی از خواص خلافت است و امر بایتاء صدقات امر است بانقیاد ایشان در امور خلافت و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ خواندند و بعد ازان امر فرمودند صدیق و فاروق را بخواندن خطبہ بترتیب این معنے دلالت مینماید بر خلافتِ ایشان بترتیب زیراکہ خطبہ یکی از لوازم خلافت است نہادن احجار مسجد بترتیب و فرمودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم الخلفاء دلالت می کند بر آنکہ خلافت ایشان منعقد است و مسلمین مامورند بانقیاد ایشان از جہت خلافت و عجب است از کسیکہ بقولہ تعالٰے لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ استدلال میکند

اور اُن میں فیصلے کرے اور پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ مقدمات کے فیصلے مسجد کے سوا اور کسی جگہ نہیں کرتے تھے اور کہا گیا کہ اس لئے (یہ حکم دیا تھا) کہ اس سے خلافت کی طرف لوگوں کی رغبتوں کا انسداد مقصود تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت کے قریب فرمایا کہ میں نے قصد کر لیا ہے کہ تیرے باپ اور بھائی کو بلاؤں آخر حدیث تک۔ اور یہ حدیث صریح ہے اس امر میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود صدیق رض کو خلیفہ بنانا تھا اور آپ کو ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ صدیق رض کے سوا کوئی دوسرا اس کی رغبت کرے لیکن اُن کے نام پر خلافت لکھدینے اور اُن کے حق میں بیعت لینے کو آپ نے وعدۂ الٰہی پر توکل کی بنا پر ترک کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے جواب میں فرمایا کہ میرے بعد صدقات ابوبکر رض کو دیئے جائیں اور اُن کے بعد عمر رض کو اور اُن کے بعد عثمان رض کو اور بعد عثمان رض سے ساکت ہو گئے۔ اور صدقات کا وصول کرنا خلافت کے خواص میں سے ہے۔ اور ان کو صدقات دینے کے حکم سے مقصد امور خلافت میں اُن کی اطاعت کا حکم دینا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حکم دیا صدیق رض و فاروق رض کو بترتیب خطبہ پڑھنے کے لئے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اُن کی خلافت اسی ترتیب سے ہوگی کیونکہ خطبہ بھی لوازم خلافت میں سے ہے۔ اور مسجد کے پتھروں کا ترتیب کے ساتھ رکھنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ خلفاء ہیں اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اُن کی خلافت منعقد ہے اور مسلمان اس پر مامور ہیں کہ ان کو خلیفہ جانتے ہوئے اُن کی اطاعت کریں۔ اور تعجب ہے ایسے شخص سے جو قول باری تعالٰی لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ سے (۲: ۲۷۳) (صدقات) اصل حق ان حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں الخ!) استدلال کرے

www.kitabghar.org

باستقال املاک ایشان بکفار و بقول آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہم الخلفاء۔ استدلال مکند بر
ایجاب انقیا و ایشان در امور خلافت و گویا مسجد
از شعائر اسلام است و صورت دین است
و اساس نہادن آن کنایہ است از قیام بامر
دین و این صورت را خدای تعالی ظاہر فرمود
تا پیغامبر بر حقیقت امر مطلع شود چنانکہ از نشستن
ناقہ مطلع شدند بر آنکہ صلح باید کرد واللہ اعلم
در رکن خامس در قسم دوم او در شواہد النبوۃ
مذکور است قصہ شخصے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم چند شتر بار خرما باو داد و فرمود بعد
از من ابوبکر و بعد از ابوبکر عمر و بعد از عمر
عثمان ترا خواہند داد قصہ اعرابی کہ چند شتر
بدست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بفروخت
و آنحضرتؐ بوے فرمودند اگر مرا حادثہ افتد
ابوبکر ثمن آن دہد و اگر ابوبکر را حادثہ افتد عمر
بدہد روز حنین جندب پرسید کہ گرامی ترین
اصحاب تو کیست کہ قائم مقام تو باشد فرمود
ابوبکر قائم مقام من باشد و عمر دوست من
است براستی سخن میگوید و عثمان از من است
و علی برادر من است در شواہد النبوۃ در
کرامات حضرت عثمان مذکور است ابوذر گفت
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند سنگریزہ در
دست خود گرفتند آن سنگریزہا تسبیح گفتند بعد ازان
در دست ابوبکر نہادند تسبیح گفتند بعد
ازان در دست عمر نہادند تسبیح گفتند بعد
ازان در دست عثمان نہادند تسبیح کردند

ان کی ملک کے کفار کی طرف منتقل ہونے پر اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ھُمُ الْخُلَفَاءُ سے امور خلافت
میں ان کی اطاعت کے واجب ہونے پر استدلال نہ کرے۔ اور
گویا مسجد شعائر اسلام میں سے ہے اور دین کی صورت ہے
اور اس کی بنیاد رکھنا کنایہ ہے امر دین کے لئے تیار ہونے سے۔
اور اس صورت کو خدا تعالے نے ظاہر کیا تاکہ پیغمبر حقیقت امر
سے مطلع ہو جائیں جیسا کہ اونٹنی کے بیٹھنے سے اس بات پر
مطلع ہو گئے کہ صلح کر لینی چاہیئے، واللہ اعلم۔ اور رکن خامس
قسم دوم شواہد النبوت[1] میں ایک شخص کا قصہ مذکور ہے
جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چند اونٹوں کے بوجھ
کی مقدار کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ
اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ اور عمرؓ کے بعد عثمانؓ تجھے دیتے رہیں گے
اور ایک دیہاتی کا قصہ ہے کہ اس نے چند اونٹ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کئے اور آنحضرتؐ نے
اس سے فرمایا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو ابوبکرؓ
ان کی قیمت دے گا اور اگر ابوبکرؓ پر حادثہ پڑ جائے تو عمرؓ
دے گا۔ حنین کے دن آپؐ سے جندبؓ نے پوچھا کہ آپ کے بزرگ ترین
اصحاب میں سے کون ہے جو آپ کا قائم مقام ہو۔ فرمایا کہ ابوبکرؓ
میرا قائم مقام ہوگا اور عمرؓ میرا دوست ہے کہ سچائی سے
گفتگو کرتا ہے اور عثمانؓ مجھ سے (خاص تعلق رکھتا ہے) اور
علیؓ میرا بھائی ہے۔ اور شواہد النبوت میں حضرت عثمانؓ
کی کرامات میں مذکور ہے کہ ابوذرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں اپنے ہاتھ میں لے لیں تو
وہ تسبیح کہنے لگیں (یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ کی آواز ان
میں سے نکلنے لگی) اس کے بعد آپؐ نے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر رکھ دیں
تو وہ تسبیح کہتی رہیں۔ پھر عمرؓ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ تسبیح
کہتی رہیں۔ اس کے بعد عثمانؓ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ تسبیح کرتی رہیں

[1] شواہد النبوۃ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں سے مشہور کتاب ہے۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و رحمت سے اس عاجز کو اس کتاب کے ترجمہ اردو کی توفیق عطا فرمائی، اب معمولی اردو خوان بھی اس کے مطالعہ سے مستفیض ہو سکتا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

وہم درین محل مذکور است کہ شہیدے از شہدائے یمامہ بعد مُردن تکلم کرد و گفت محمدؐ رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الشہید عثمان ذوالنورین شیخین را نزدیک خدای تعالےٰ منزلتِ عظیمہ بود زیادہ از منزلت سائر صحابہ پس احق بالخلافۃ باشند اما مقدمۂ اُولےٰ پس باحادیث مُستفیضہ حدیث مرتضےٰ و انس وغیرہما ہذانِ سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین و الآخرین الّا النبیین و المرسلین و حدیث تجلی خاص بجہت ابوبکر و مصافحہ و معانقہ با فاروق و حدیث منزلۃ شیخین فوق اہل درجات عُلےٰ باشد و اما مقدمۂ ثانیہ پس ازان جہت کہ از ضروریاتِ دین است کہ مقصود از عبادات و طاعات و اشغال صوفیہ وغیر آن نیست الّا حصول منزلت نزدیک خدای تعالےٰ و انبیاء فاضل نشدند بر غیر خود و اولیاء بہتر نشدند از غیر خود الّا از جہتِ منزلت عند اللہ شیخین احب بودند از سائر صحابہ نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پس احق بالخلافۃ باشند اما مقدمۂ اُولےٰ

اور اسی موقع میں مذکور ہے کہ شہداء یمامہ میں سے ایک شہید نے مرنے کے بعد کلام کیا اور کہا کہ محمدؐ رسول اللہ ہیں ابوبکرؓ صدیق ہیں عمرؓ شہید ہیں عثمانؓ ذوالنورین ہیں۔ شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کا خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ تھا تمام صحابہ سے زیادہ اس لئے وہ خلافت کے زیادہ حقدار ہوں گے؛ مقدمۂ اولیٰ (یعنی شیخینؓ کا مرتبہ تمام اصحاب سے بڑا ہے) احادیث مُستفیضہ سے ثابت ہے۔ حضرت علیؓ و انسؓ وغیرہما کی حدیث ھٰذان سیدا کھول اھل الجنۃ الخ سے یعنی یہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) نبیین اور مرسلین کے علاوہ تمام ادھیڑ عمر والے جنتیوں کے سردار ہیں اولین میں سے ہوں یا آخرین میں سے؛[1] اور اس حدیث سے جس میں ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلّی کا ذکر ہے۔ اور فاروقؓ کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرنا۔ اور وہ حدیث جس کا مضمون یہ ہے کہ تمام بلند درجات والوں سے شیخینؓ کا مرتبہ بلند ہے۔[2] مقدمۂ ثانیہ (یعنے عند اللہ بھی شیخینؓ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے) وہ اس جہت سے ہے کہ یہ بات ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ عبادات اور طاعات اور اشغالِ صوفیہ وغیرہ سے کوئی مقصد نہیں ہوتا بجز اللہ تعالےٰ کے نزدیک حصول منزلت کے اور انبیاء غیر انبیاء سے اور اولیاء غیر اولیاء سے صرف منزلت عند اللہ ہی کی بناء پر افضل ہوتے ہیں (تو شیخینؓ کی افضلیت بھی اسی بناء پر ہوئی کہ وہ عند اللہ افضل ہیں۔ اور جو عند اللہ سب سے افضل ہو وہ احقّ بالخلافۃ ہوگا۔ اس لئے شیخینؓ احق بالخلافت ہیں) شیخینؓ سب صحابہؓ سے زیادہ محبوب تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس لئے وہ خلافت کے زیادہ حقدار رہوں گے۔ مقدمۂ اولےٰ

[1] یہ حضرت جابرؓ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اللہ تعالےٰ نے تم کو رضوان اکبر عطا کیا۔ بعض اصحابؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ رضوانِ اکبر کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ آخرت میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے عام تجلّی فرمائیگا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلّی فرمائے گا؛ رواہ الحاکم و صححہ ۱۲ [2] حضرت علیؓ و انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعلیٰ درجات والے نیچے درجہ والوں کو اس طرح (روشن) نظر آئیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارے کو دیکھتے ہو جو اُفق پر نظر آتا ہے اور ابوبکرؓ و عمرؓ ان ہی میں سے ہیں اور ان سے زیادہ صاحب نعمت ۱۲ ترمذی۔ ابن ماجہ

www.kitabghar.org

پس بحدیث مستفیض از عائشہ قیل
لہا ای اصحاب النبی صلے اللہ علیہ
وسلم کان احبّ الیہ قالت
ابوبکر ثم عمر و از عمرو بن العاص
قال عائشۃ و من الرجال ابوہا ثم
عمر و از انس مثلہ و مراد از
حُبّ اینجا حُبّ مقاربت است در
منزلت بدلیل قول عائشۃ لوکان
مُستخلفاً لاستخلف ابابکر ثم عمر مقدمۂ
ثانیہ ازان جہت کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نطق بہوا
نے کند حبّ او خصوصًا از جہت
کمال بہوا نیست پس اَحَبّیّت دلالت
مکند برافضلیّت ۔ شیخین وزیران
آن حضرت بودند و ایشان
را بسمع و بصر خود تشبیہ داد و معلوم
است کہ اَحذَق بامر ملّت کسی است
کہ درزمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پست و بلند سیاست را شناختہ باشد و آنکہ
عزیز ترین بردم باشد احق است
بالخلافۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
باشیخین معاملۂ کہ امیر با
منتظر الامارۃ مے کند می فرمودند
و این معاملات اشارت است
باستخلاف ایشان آزان جملہ
است مشاورت با ایشان در
تبلیغ رسالت و تقدیم ایشان
در جمیع امور

(یعنی شیخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب اصحاب سے زیادہ محبوب تھے) ثابت ہے حدیث مُستفیض سے جو عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کون آپ کو سب سے زیادہ احبّ (پیارا) تھا فرمایا کہ ابوبکر رضؓ پھر عمر رضؓ۔ اور عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ عورتوں میں سے آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے) فرمایا کہ عائشہ رضؓ سے۔ اور مَردوں میں سے؟ (فرمایا کہ) اُس کے باپ سے پھر عمر رضؓ سے۔ اور انس رضؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور حُبّ سے مُراد یہاں پر حُبّ مُقاربت ہے مرتبہ میں۔ اس کی دلیل عائشہ رضؓ کا یہ قول ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بنانے والے ہوتے تو ابوبکر رضؓ کو بناتے پھر عمر رضؓ کو بناتے۔

مقدمہ ثانیہ (شیخین رضؓ اس لئے آنحضرتؐ کو محبوب تھے کہ یہ احبّ الناس الی اللہ تھے) اس بنا پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام (امور دینی میں) خواہشِ نفسانی سے نہیں ہوتا تھا (ما ینطق عن الھوٰی) آپؐ کی محبت بھی خصوصًا (اُن کے تقرب الی اللہ میں) کمال کی جہت سے خواہشِ نفس سے نہیں ہے (تو ان کی اَحَبّیّت الی اللہ کی بنا پر تھی) اس لئے (آپؐ کی) اَحَبّیّت شیخین کی افضلیّت پر دلالت کرتی ہے۔ شیخین رضؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے۔ اور آپ نے ان کو اپنی سمع و بصر سے تشبیہ دی۔ اور یہ صاف بات ہے کہ مِلّت کے امور میں سب سے زیادہ تجربہ کار وہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سیاست کی اُونچ نیچ پہچان چکا ہو (اس لئے یہ حضرات عزیز مِلّت تھے) اور جو عزیز ترین ہوگا لوگوں میں وہ خلافت کا حقدار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیخین رضؓ کے ساتھ وہ برتاؤ کرتے تھے جو امیر کا برتاؤ ہوتا ہے منتظر الامارت (ولی عہد) کے ساتھ اور یہ معاملات اشارہ ہیں ان کے استخلاف کی طرف۔ اُن معاملات میں سے ہے تبلیغ رسالت میں ان کے ساتھ مشورے اور ان کو تمام امور میں

۱؎ مراد یہ ہے کہ رسمی طور پر مثل ولیعہدی مروجہ کے اگرچہ اعلان خلافت نہ فرماتے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

و تبسم بالیشان و امر کردن بامامت در قصۂ بنی عمرو بن عوف و مانند آن صدیق رض و فاروق رض صلاحیتِ خلافت داشتند و خلافتِ ایشان حق بود بحدیث حذیفہ ان تستخلفوا ابابکر الخ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گواہی دادند صدیق را بآنکہ اول کسے است کہ در جنت داخل شود و بآنکہ صاحبِ آنحضرت باشد بر حوض وندا کردہ شود اورا از جمیع دروازہ ہائے بہشت و بآنکہ وے جدّ کنندہ تر است در انواعِ برّ و جبرئیل با میکائیل در غزوۂ بدر با او بود و کسیکہ متصف باین صفات باشد اقرب است بآں حضرت در منزلت و ہرکہ اقرب باشد بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم احق بالخلافۃ است آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ فاروق استعداد نبوت دارد در قوتِ علمیہ و عملیہ اما عملیہ جائے کہ گفتند شیطان از وے میگریزد و رؤیاء قمیص و مانند آن و این تلو عصمت است و نائب او است و اما علمیہ جائے کہ گفتند الحق ینطق علے لسانِ عمر رض و گفتند وے محدّث امت است و رؤیاء لبن و موافقتِ رائے او با وحی و این خصلت تلو وحی و نائب اوست

مقدم رکھنا اور ان کے ساتھ تبسم کرنا اور قصۂ بنی عمرو بن عوف میں ان کو امامت کا حکم دینا اور مانند ان کے (بہت واقعات ہیں) صدیق رض و فاروق رض خلافت کی صلاحیت رکھتے تھے اور ان کی خلافت برحق تھی حدیث حذیفہ ان تستخلفوا ابابکر الخ سے (یعنی تم ابوبکر رض کو خلیفہ بنا لینا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صدیق رض کے حق میں گواہی دی کہ وہ سب سے پہلا شخص ہوگا جو کہ جنت میں داخل ہوگا اور اس بات کی کہ وہ حوض پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہوں گے اور ان کو بہشت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ اور اس بات کی کہ نیکی کی تمام اقسام میں سب سے زیادہ ٹھیک کام کرنے والوں میں سے ہیں۔ اور جبرئیل ع بمعیتِ میکائیل ع غزوۂ بدر میں ابوبکر رض کے ساتھ تھے اور جو شخص کہ ان صفات سے متصف ہوگا وہ مرتبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔ اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا وہ خلافت کا زیادہ حقدار ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ فاروق رض نبوت کی استعداد رکھتے ہیں قوتِ علمیہ اور عملیہ میں۔ رہا عملیہ تو اس کا وہ موقع ہے جہاں فرمایا ہے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے اور قمیص والا خواب (جو کہ حضرت عمر رض نے دیکھا تھا کہ وہ اتنا بڑا کرتہ پہنے ہوئے ہیں جو قدموں سے بھی نیچے پہنچا ہوا ہے جس کی تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوتِ عمل کی فراوانی سے دی تھی) اور اس کے مانند اور چند خواب (جن کا جلد اول میں مفصل بیان گزر چکا ہے) اور یہ قائم مقام عصمت اور اس کا نائب ہے۔ رہا علمیہ تو اس کا ثبوت اس ارشاد میں ہے الحق ینطق علے لسان عمر (یعنی عمر رض کی زبان سے حق جاری ہوتا ہے) اور فرمایا کہ عمر رض اس امت کا محدّث ہے۔ اور دودھ والا خواب (جو حضرت عمر رض نے دیکھا تھا کہ اتنا دودھ پیا جو انگلیوں تک پہنچ گیا جس کی تعبیر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے علم کی فراوانی سے دی تھی) اور ان کی رائے کا ہمیشہ وحی کے موافق ہونا۔ اور یہ خصلت قائم مقام وحی اور اس کی نائب ہے۔

www.kitabghar.org

پس وقتے کہ نبوت منقطع شد احق بالخلافۃ شخصے است کہ استعدادِ او شبیہ باستعداد انبیاء است آنحضرت فرمودہ است صلے اللہ علیہ وسلم ما طلعتِ الشمسُ علےٰ رجلٍ خیرٍ من عمر پس لابد است کہ خیریت او بر ہمہ در وقتے از اوقاتِ عمر او باشد و در آخر عمر خلیفہ بود پس خلافت او حق باشد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعاء کردند در حقِ فاروق عِش حمیدًا ومُت شہیدًا پس اگر غصب وجور کردہ باشد عیشِ حمید کجا میسرش شود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث مستفیضہ تصریح فرمودہ است خیر القرونِ قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب پس اگر صدیق وفاروق وذوالنورین غاصب وجائر می بودند واکثر ناس اعانت می نمودند ایشان را بر ظلم وجور اہل حق نمی بودند وقرن ایشان بدترین قرنہا می بود واما اجتماع امت مرحومہ بر ضلالت از آن جہت کہ اجماع واقع شد بر خلافتِ صدیق وفاروق و ہمہ امت با ایشان بیعت کردند معاملۂ رعیت با خلیفہ با ایشان بجا آوردند وبلفظِ خلیفہ وامیر المومنین ندا کردند پس اگر ایشان حقیق بالخلافۃ بودند فہو المطلوب واگر نبودند ہمہ عاصی وفاسق وکاذب وضال شدند وبدترین خلق اللہ باشند ولازم باطل است زیرا کہ خدائے تعالےٰ فرمودہ است کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ

توجب کہ نبوت منقطع ہوگئی تو خلافت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کی استعداد انبیاء کی استعداد کے مشابہ ہے۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو۔ اس لئے ضروری ہوا کہ کوئی وقت اُن کی عمر کے اوقات میں سے ایسا آئے کہ ان کی افضلیت سب پر ثابت ہو اور وہ (اُس) آخر عمر میں خلیفہ ہوں تو ان کی خلافت حق ہوگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاروقؓ کے حق میں دُعاء کی کہ تو محمود زندگی بسر کرے اور شہادت کی موت پائے، تو اگر اُنھوں نے غصب اور ظلم کیا ہوتا تو عیش حمید (یعنی پاکیزہ زندگی) ان کو کیسے میسّر ہوجاتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مستفیضہ میں تصریح فرمائی ہے کہ تمام زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو میرے زمانے والوں سے ملیں گے۔ پھر اُن لوگوں کا جو اُن سے ملیں گے پھر کذب کا ظہور ہوگا۔ تو اگر صدیق و فاروق اور ذوالنورین رضی اللہ عنہم غاصب اور ظالم ہوتے اور لوگوں کی اکثریت ظلم وجور پر اُن کی مدد کرنے والی ہوتی تو وہ اہلِ حق نہ ہوتے اور ان کا زمانہ بدترین زمانہ ہوتا۔ رہی امتِ مرحومہ کا ضلالت پر اجتماع لازم آتا؛ تو وہ اُس جہت سے ہے کہ صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت پر اجماع واقع ہوا ہے اور تمام اُمت نے اُن سے بیعت کی اور ان کے ساتھ سب وہی معاملہ کرتے رہے جو رعیت کا خلیفہ کے ساتھ ہوتا ہے اور سب اُن کو لفظ خلیفہ اور امیر المومنین سے پکارتے رہے تو اگر یہ صاحبان خلافت کے حقدار تھے تو وہی ہمارا مقصد ہے اور اگر نہیں تھے تو سب لوگ گنہگار اور فاسق اور جھوٹے اور گمراہ ہوتے ہیں اور (لازم آتا ہے کہ) یہ لوگ بدترین خلق اللہ ہوں۔ اور جو لازم آرہا ہے وہ باطل ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ الخ (۳ء۱۱۰) جتنی امتیں لوگوں پر ظاہر کی جا چکی ہیں تم اُن سب سے بہتر ہو تم لوگ نیک کام کرنے کا

www.kitabghar.org

وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ و قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تجتمع اُمّتی علے الضّلالۃ و قالَ خیر القرون قرنی الحدیث و از جہت کہ متکلمان بکلمۂ اسلام متفق اند بر آنکہ امام بحق بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صدیق بود یا مرتضےٰ پس حق خارج نیست ازین دو قول و مرتضےٰ ترک کرد منازعت باصدیق پس متعین شد کہ حق صدیق است زیراکہ ترک منازعت خالی از دو حال نیست یا این است کہ بنا بر تقیہ بود یا بغیر تقیہ تقیہ باطل است زیراکہ حضرت مرتضےٰ رض بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عاجز نبود بوجہے کہ امکان مقاومت صدیق رض نداشتہ باشد ازین جہت کہ شجاع بود بالاتفاق و بنو ہاشم با او بودند و ابوسفیان رئیس بنی عبدالشمس با او موافق شدہ بود و زبیر با او بود و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا با علوِ منصب و قرابت خود زوجۂ او بود و این ادعی دواعی است قبولِ ریاستِ اورا و نفوس عوام مطمئن اند بآنکہ خلافت در اقاربِ خلیفۂ اوّل باشد و اگر بغیر تقیہ ترک منازعت نمود عصیان پیغامبر و خیانت در حقِ امت کردہ باشد و عاصی و خائن لائق امامت نبود و اگر شیعہ گویند کہ ہفتاد ہزار از عرب باصدیق بیعت کردہ بودند و عرب از بیعتِ خود رجوع نمی کنند باطل است زیراکہ ہفتاد ہزار با مرتضےٰ رض در ایام خلافت او بیعت نمودہ بودند باز رجوع کردند باز بیعتِ ہفتاد ہزار در یک دفعہ نبود در بیعتِ اوّل بجز

حکم دیتے ہو اور برے کام سے روکتے ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور فرمایا خیر القرون قرنی ، الحدیث ۔ اور اس جہت سے کہ جس قدر بھی کلمہ گو یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ امام برحق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے یا علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ ۔ تو حق ان دو قول سے باہر نہیں ہے۔ اور حضرت مرتضیٰ رض نے حضرت صدیق رض کے ساتھ امامت میں منازعت کو ترک کر دیا لہٰذا متعین ہو گیا کہ صدیق رض حق پر تھے اس لئے کہ ترک منازعت دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو بنا بر تقیہ تھا یا بغیر تقیہ ۔ تقیہ باطل ہے۔ کیونکہ حضرت مرتضےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح ایسے عاجز نہ تھے کہ صدیق رض کی مقاومت کی آپ میں طاقت نہ ہو اس لئے کہ بالاتفاق آپ بہادر تھے اور بنو ہاشم اُن کے ساتھ تھے اور ابو سفیان جو کہ بنی عبدالشمس کا رئیس تھا وہ اُن کے موافق ہو چکا تھا اور زبیر اُن کے ساتھ تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جن کا بڑا بلند مقام اور (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہونے کی وجہ سے) بلند قرابت تھی وہ آپ کی زوجہ تھیں اور یہ تمام دواعی میں سب سے بڑا داعیہ تھا عوام کے لئے آپ کی ریاست کو قبول کرنے کا اور (عادۃً) عوام کے نفوس اس امر پر مطمئن ہوتے ہیں کہ خلافت پہلے حکمران کے اقارب کی طرف جائے ۔ اور اگر بغیر تقیہ کے منازعت ترک کی ہوتی تو پیغمبر کی نافرمانی اور امت کے حق میں خیانت کی ہوتی اور عاصی اور خائن امامت کے لائق نہیں ہوتا۔ اور اگر شیعہ کہیں کہ ستر ہزار عرب نے صدیق رض سے بیعت کر لی تھی اور عرب اپنی بیعت سے رجوع نہیں کرتے باطل ہے۔ کیونکہ ستر ہزار لوگوں نے حضرت مرتضےٰ رض کے ساتھ اُن کے زمانہ خلافت میں بیعت کی تھی اور پھر رجوع کر لیا۔ اور پھر (صدیق اکبر رض سے) وہ ستر ہزار کی بیعت ایک ہی دفعہ میں نہیں ہو گئی تھی۔ بیعتِ اوّل میں بجز

www.kitabghar.org

چند تن بیعت نکردہ بودند پس عاصی شد بترکِ منازعت قبل بیعتِ اول وبعد از وی قبلِ تمامِ امر و اگر گویند مشغول بود بماتمِ پیغامبر گوئیم عاصی شد بترک مصلحت عامہ برای کارے کہ فائدۂ آن مترتب نشد و از آن جہت کہ اُمت متفق است بر آنکہ امامِ حق بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یکے ازین دو کس بود پس میگوئیم کہ مرتضےٰ رضی اللہ عنہ امام نبود زیراکہ متواتر شد کہ در ایامِ خلافتِ خود مکرر گفت خیر ہٰذہ الامّۃ ابوبکرؓ ثم عمرؓ و این قول او خالی از سہ احتمال نیست قلبِ او با زبان موافق بود دریں قول و ہو الحق و بہ یثبت المطلوب یا می دانست خلافِ او لیکن بغیر ضرورت و بغیر تقیہ با جمعے این سخن می گفت و با جمعے خلافِ این پس او مدلس و خائن و اِمّعہ باشد و مدلس و خائن و اِمّعہ لائق امامت نباشد یا تقیہ بود و تقیہ در خلافت وجہے ندارد و معہٰذا اگر اکراہے بودہ است مے بایست کہ بر قدر اکراہ اکتفا میکرد و چندین مبالغہ نمود و اگر تقیہ باوجود خلافت و شجاعت و شوکت و قیام بقتال جمیع اہل ارض جائز باشد می توان گفت کہ با جمعے کہ با شیخین رضؓ بد مے بودند در خفیہ بنا بر تقیہ انکار شیخین رضؓ مے نمود پس کلام خیر الامّۃ متحقق است و خلافِ او

چند تن کے کسی جماعت نے بیعت نہیں کی تھی۔ تو یہ نتیجہ مترتب ہوگا کہ وہ ترک منازعت پر عاصی ہوئے بیعتِ اول سے پہلے بھی اور اُس کے بعد بھی امرِ خلافت کی تکمیل سے قبل۔ اور اگر یہ جواب دیں کہ وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ماتم میں مشغول تھے تو ہم کہیں گے کہ پھر اس وجہ سے عاصی ہوتے کہ مصلحتِ عامہ ترک کر دی ایسے کام میں مشغول ہو کر جس میں کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوا۔ اور (ضلالت پر اُمتِ مرحومہ کا اجتماع لازم آتا ہے) اس جہت سے بھی کہ امت متفق ہے اس پر کہ امام برحق بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان دو آدمیوں میں سے ایک تھا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت مرتضےٰ رضؓ امام نہیں تھے کیونکہ یہ تواتر سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے ایامِ خلافت میں مکرر فرمایا کہ "اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر رضؓ تھے پھر عمر رضؓ"۔ اور ان کا یہ قول تین احتمال سے خالی نہیں ہے۔ اوّل قول میں آن کا قلب زبان کے ساتھ موافق تھا اور یہی حق ہے اور اسی سے مطلوب ثابت ہوتا ہے۔ یا یہ کہ قلب (زبان کے موافق نہیں تھا) وہ اس کے خلاف جانتا تھا لیکن وہ بغیر ضرورت کے اور بغیر تقیہ کے ایک جماعت کے سامنے یہ بات کہدیتے تھے اور دوسری جماعت کے سامنے اس کے خلاف۔ تو (نعوذ باللہ من ذٰلک) آپ مدلس اور خائن اور اِمّعہ (مُتلوّن مزاج) ہوتے اور جو مدلس اور خائن اور اِمّعہ ہو وہ امامت کے لائق نہیں ہوگا۔ یا یہ کہ تقیہ کر رہے تھے اور تقیہ بزمانہ خلافت کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ اور اس کے باوجود اگر کوئی اِکراہ تھا تو مقدار اکراہ پر اکتفا کرتے اور اتنا مبالغہ نہ کرتے۔ اور اگر باوجود خلیفہ ہونے کے اور شجاعت اور شوکت کے اور تمام اہلِ ارض کے مقابلہ پر قتال کے لئے کھڑے ہونے کی استطاعت کے بھی تقیہ جائز ہوگا تو کہہ سکتے ہیں کہ جس جماعت کے سامنے خفیہ طور پر شیخین رضؓ کی بُرائی کرتے تھے وہ شیخین رضؓ کا انکار بنا بر تقیہ کرتے تھے تو وہ کلام خیرِ امت والا (یعنی اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر رضؓ تھے پھر عمر رضؓ) متحقق (یعنے مظہرِ واقعیت) تھا اور جو اس کے خلاف تھا

او تقیہ و تلیتوان گفت کہ اظہار اسلام و نماز پنجگانہ خواندن و از دوزخ ترسیدن ہمہ بنا بر تقیہ مسلمین بود و شک نیست تنفر قوم بترک اسلام اشدّ بود از تنفر بسبب انکار شیخین پس امن از اسلام او بر خاست چہ جائے امامت و این ہمہ بقباحاتے مے کشد کہ ہیچ مسلمانے خیال آن نمے تواند کرد پس ثابت شد کہ خلافت حق صدیق بود و بعد ازان حق فاروق بہمین دلیل بعینہ و از ان جہت کہ خلافت خارج نیست از دو شخص صدیق و مرتضیٰ لیکن مرتضیٰ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ نبود پس متعین شد صدیق برائے خلافت دلیل بر آنکہ حضرت مرتضیٰ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ نبود آن است کہ انعقاد خلافت بنص شارع می باشد یا بہ بیعت یا بہ تسلط اقوال امت ازین سہ بیرون نیست و ہر سہ در مرتضیٰ مفقود بود و در صدیق موجود اما بیعت و تسلط خود ظاہر است و اما نص پس از ان جہت کہ اگر نصے در خلافت حضرت مرتضیٰ می بود نزدیک او یا نزدیک کسے از صحابہ چون دیدند کہ خلافت از مرتضیٰ صرف کردند و برائے غیر او منعقد ساختند البتہ اظہار آن نص میکردند و ساعی خلافت را دین کار الزام مینمودند و الا عاصی میشدند و عادت قاضیہ است بآنکہ صورت آن الزام نقل کردہ می شد خصوصاً بعد موت شیخین و قیام مرتضیٰ بخلافت و وقوع مشاجرات عریضہ

وہ تقیہ تھا۔ اور پھر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا ظاہر کرنا اور پنجگانہ نماز پڑھنا اور دوزخ سے ڈرنا سب مسلمانوں سے تقیہ کی بنا پر تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکِ اسلام کی وجہ سے جو تنفر ہوگا وہ بہت سخت ہوگا بہ نسبت اُس تنفر کے جو شیخین رض کے انکار سے ہو سکتا ہے۔ تو اُن کے اسلام ہی کی طرف سے اطمینان اُٹھ گیا چہ جائیکہ امامت۔ اور (اس تقیہ کی بدولت) اس قدر قباحتوں تک نوبت پہنچ جائیگی کہ کوئی مسلمان ان کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ خلافت صدیق رض کا حق تھا اور ان کے بعد فاروق رض کا حق تھا بالکل اسی دلیل سے (کہ انکار کی صورت میں اُمتِ محمدیہ کا ضلالت پر اجتماع لازم آئے گا) اور اس جہت سے بھی کہ خلافت دو شخصوں سے خارج نہیں ہے صدیق رض اور مرتضیٰ رض۔ لیکن مرتضیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ نہ ہوئے تو صدیق رض خلافت کے لئے متعین ہو گئے۔ اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرتضیٰ رض خلیفہ نہیں تھے یہ دلیل ہے کہ خلافت کا انعقاد (ان تین صورتوں سے باہر نہیں یعنی) نصِ شارع سے ہوگا یا بیعت سے یا تسلط (غلبہ) سے، اقوالِ امت ان تین طریقوں سے باہر نہیں۔ اور یہ تینوں مرتبے حضرت مرتضیٰ میں مفقود تھے اور حضرت صدیق رض میں موجود تھے۔ (ان میں سے دو صورتیں) بیعت و تسلط تو خود ظاہر ہیں۔ رہی نص تو وہ اس جہت سے (نہیں ہے) کہ اگر حضرت مرتضیٰ رض کی خلافت میں موجود ہوتی، اُن کے پاس ہوتی یا کسی اور صحابی کے پاس ہوتی تو جب دیکھتے کہ خلافت مرتضیٰ رض سے ہٹاتی اور دوسرے کے لئے منعقد کی جا رہی ہے البتہ اُس کا اظہار کرتے اور خلافت کی سعی کرنے والے کو الزام لگاتے، ورنہ گنہگار ہوتے اور عادتِ جاریہ کے مطابق اُس الزام کی صورت نقل کی جاتی خصوصاً شیخین رض کی موت کے بعد اور حضرت مرتضیٰ رض کے خلافت پر قائم ہو جانے کے بعد اور بہت کچھ پہلے ہوتے باہمی اختلافات کے زمانہ میں (کوئی تو اُس نص کا اظہار

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

و درین صورت البتہ مرتضیٰ بآن نص مطلع
نشد و انکار نص نمی کرد لیکن حضرت مرتضیٰ
انکار نص برائے خود کردہ است واما ارتفاع
امن از احکام شرع از انجہت کہ اگر خلافت
صدیق و فاروق حق نباشد و بغصب و جور
آن را گرفتہ باشند ایشان و معاونان ایشان
فاسق و ضال باشند و اگر چنین باشد از
قرآن و سنن امن برخیزد زیرا کہ قرآن جمع
کردۂ شیخین است بردست اعوانِ ایشان
و سنن اکثر از شیخین و اعوان ایشان مروی
است و غیر ایشان چون سکوت کردند از نہی منکر
آن سکوت بنا بر تقیہ بود یا بغیر تقیہ اگر بغیر
تقیہ بود افسق خلق اللہ بودند و اگر بنا بر
تقیہ سکوت کردند ہر چہ ایشان بران موافقت
کردند دران نیز متہم بتقیہ اند و ہر چہ
دران مخالفت کردند و پوشیدند آن
غیر مرضی است لقولہ تعالیٰ وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا
و معہذا درین صورت تعارض
من غیر ترجیح عارض می شود
پس حجتے بدستِ امت باقی
نماند پس ایشان مہمل ماندند و
تبلیغے بایشان واقع نشد پس
اگر شیعہ گویند حقیت قرآن را
دانستیم از تلاوتِ ائمہ آن را گوئیم
محتمل کہ بنا بر تقیہ باشد و اگر گویند
بنا بر حفظِ الٰہی کما قال وَ
إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ گوئیم

کرتا) اور اس صورت میں یقیناً حضرت مرتضیٰؓ اُس نص پر مطلع
ہوتے اور انکارِ نص نہ کرتے۔ لیکن حضرت مرتضیٰؓ نے تو (یہ
فرما کر کہ خیرِ امت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ) اپنے حق میں خود نص کا
انکار کر دیا ہے۔ اور رہا احکامِ شریعت سے اطمینان کا اُٹھ جانا
تو وہ اس جہت سے ہے کہ اگر صدیقؓ و فاروقؓ کی خلافت حق
نہ ہو اور انھوں نے اُس کو غصب اور جور سے لیا ہو تو وہ اور
اُن کے معاون فاسق اور گمراہ ہوں گے اور اگر ایسا ہوگا تو
قرآن اور حدیث سے بھی امن اُٹھ جائے گا کیونکہ قرآن شیخین کا
جمع کرایا ہوا ہے اپنے مددگاروں کے ہاتھوں سے اور احادیث اکثر
شیخینؓ اور اُن کے مددگاروں سے مروی ہیں۔ اور دوسرے
لوگوں نے نہی منکر سے سکوت کیا تو یہ سکوت یا تو تقیہ کی بنا پر
تھا یا بغیر تقیہ کے۔ اگر بغیر تقیہ کے تھا تو سب لوگ خلق اللہ میں
سے سب سے بڑے فاسق ہوئے۔ اور اگر بر بنا۔ تقیہ سکوت کیا
تو جس چیز پر ان لوگوں نے موافقت کی اس میں بھی تقیہ پر
متہم ہوں گے اور جس چیز میں مخالفت کی اور چھپایا وہ حق تعالیٰ
کے اس قول کی بنا پر غیر مرضی (ناپسندیدہ) ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي الخ (۲۴: ۵۵) اور جس دین کو اللہ تعالیٰ
نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو اُن کے (نفع
آخرت کے) لئے قوت دے گا اور اُن کے اس خوف کے بعد
اس کو مبدّل بہ امن کر دے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس صورت
میں ترجیح بلا مرجح بھی عارض ہوگی۔ (کہ نہ اظہار کے لئے کوئی
مرجح ہے اور نہ اخفاء کے لئے) تو اُمت کے لئے (اصولِ دین کے
ثبوت کے لئے) کوئی حجت ہی باقی نہ رہی۔ نتیجہ یہ پیدا ہوگا کہ
یہ لوگ مہمل ٹھہرے اور کوئی تبلیغ ان سے واقع ہی نہیں ہوئی
اب اگر شیعہ یہ کہیں کہ ہم نے قرآن کے حق ہونے کو ائمہ کی
تلاوت سے جانا تو ہم کہیں گے کہ یہ احتمال موجود ہے کہ یہ تلاوت
بنا بر تقیہ ہو رہی ہو۔ اور اگر یہ کہیں کہ حقیقتِ قرآن کو ہم نے
حفظِ الٰہی کی بنا پر جانا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ
(۱۵: ۹) اور ہم اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں ہم کہیں گے کہ

www.kitabghar.org

ازینجا معلوم شد کہ بر حفظِ الٰہی اعتماد مے توان نمود پس امام معصوم چرا لازم شود اگر گویند حقیت ائمہ دانستیم بمعجزہ۔ گوئیم نقل ہیچ معجزہ بطریق تواتر یا شہرت یا استفاضہ ثابت نشد و اگر چیزے از کرامت ثابت است بطریق واحد بغیر تحدّی است و مثل آن از شیخین منقول است این سخن را اندکے کشادہ تر باید دانست قیامِ حجت تکلیف بغیر معرفت مکلَّفٌ بہ صحیح نیست و آن معرفت بدون نقل از صاحب شرع صورت نہ بندد وچون عقل را در پے تفصیل نقل فرستیم بالضرورۃ حکم کند بآن کہ نقل بردو نوع مے تواند بود قسمے کہ در شرع آن را برہان میتوان گفت عندکم فیہ من اللہ برہان ویقینے کہ مأخوذ در شرائع است نہ یقینے کہ متکلمان زبان بآن می کشایند باین نوع از نقل مربوط است وتسنن و ابتداع بر موافقت و مخالفت آن نوع منوط و تفرقِ محرّم واختلاف قبیح اختلاف اُمت است درین نوع وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا الآیہ من احدث فی دیننا ما لیس منہ فہو ردٌّ محمول است برین نوع واین نوع عبارت است از نصِ صحیح قرآن کتاب اللہ وحدیث مشہور حضرتِ سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بطریق متعددہ بروایت رجال عن رجال فی کل طبقۃ بہم رسد ودر حکم حدیث مشہور است خبرِ واحد کہ

یہاں سے معلوم ہو گیا کہ حفاظتِ الٰہی پر اعتماد کر سکتے ہیں تو امام معصوم کا وجود کیوں لازم ہوا (کہ اس سے قرأت صحیح کر کے آپ قرآن کی حقیقت کو سمجھیں) اگر کہیں کہ ائمہ کی حقیت کو ہم نے معجزہ سے جانا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کوئی معجزہ (ان حضرات ائمہ سے) بطریق تواتر یا شہرت یا استفاضہ ثابت نہیں ہوا اور اگر کرامت کی کوئی بات ثابت ہے تو وہ بطور خبر واحد کے ہے اور بغیر تحدی (مخالف کو للکارنے) کے۔ اور اس قسم کی باتیں شیخین رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہیں۔ اس بات کو تھوڑی وضاحت کے ساتھ سمجھ لیا جائے۔ جاننا چاہیئے کہ مکلَّف قرار دینے کی حجت کا قیام، مکلَّف بہٖ کی معرفت کے بغیر صحیح نہیں۔ اور یہ معرفت حاصل ہونے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ صاحبِ شرع سے منقول ہو۔ جب ہم نقل کی تفصیل پر غور کرتے ہیں تو عقل ضروری قرار دیتی ہے اس امر کو کہ نقل کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جس کو شریعت میں برہان کہہ سکتے ہیں۔ عندکم فیہ من اللہ بُرْهَانٌ (اس بارے میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آئی ہوئی کوئی دلیل ہے) اور جو یقین کہ احکامِ الٰہی میں معتبر مانا جاتا ہے {نہ وہ یقین جس کو متکلمین یقین کہتے ہیں} نقل کی اسی نوع سے متعلق ہے۔ اور شریعت کے مطابق ہونا اور بدعت ہونا وہ اسی نوع کی موافقت اور مخالفت سے مربوط ہے۔ اور وہ تفرّق جو کہ حرام کیا گیا ہے اور وہ اختلاف جو کہ بُرا ہے وہ اُمت کا اختلاف ہے اس نوع میں وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ (۳: ۱۰۵) اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں باہم تفریق کر لی اور باہم اختلاف کیا الخ) اور یہ ارشاد کہ مَنْ اَحْدَثَ الخ جس نے ہمارے دین میں نئی بات بڑھائی جو اس میں نہیں تھی تو وہ مردود ہے، وہ اسی نوع پر محمول ہے۔ اور یہ نوع عبارت ہے نصِ صریح سے جو کتاب اللہ کی ہو اور یا حضرت سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث مشہور ہو جو کہ اسنادِ متعددہ سے ایک راوی کی روایت دوسرے راوی سے ہوتی ہوتی ہر طبقہ میں چلی آ رہی ہو، اور ایسی خبر واحد

www.kitabghar.org

قرائن آن را بمرتبۂ یقین رساند و این قرائن مفہوم مخالف و موافق کتاب اللہ باشد یا حکم مسرتح عقل برحسب مضمون خبر یا قیاس بر اصول شتے و مانند آن و اجماع امتِ مرحومہ خصوصًا اجماع طبقۂ اولیٰ از امت و قیاس جلی بر این امور مذکور و نوع دیگر در اخبار احاد کہ در وار و گیر اختلاف علماء در تصحیح و تضعیف افتادہ و اقیسۂ متعارضہ و اخبار متخالفہ کہ امت در تطبیق آنہا شذر و مذر رفتہ اند و استدلالات ضعیفہ کہ عقول در رد و قبول آن گفتگو کردہ و حکم این نوع آن است کہ درین مسائل ہمت خود را بموافقتِ صاحبِ شریعت صرف باید نمود ہرچہ بعد استفراغ جہد مظنون ما باشد بران عمل باید کرد این حکم کلی نیز باجماع امت دریافتیم مختلفان درین نوع ہمہ مصیب اند یا یکی مصیب و دیگر مخطی معذور بناءً علی اختلافہم فی ذلک علی قولین تفسیق را درینجا مجال نیست و اختلافِ امت درین نوع رحمت است و وسعت است و این نیز بضرورت حکم عقل معلوم است کہ متاصل در تکلیف نوع اول است و قسم رابع از نوعِ اول کہ قیاس جلی است متفرع است بر سہ قسم اول کسیکہ خلافتِ شیخین رض بلکہ مشائخ ثلاثہ را منکر است و این بزرگواران را بفسق و کفر مطعون می سازد خاک در دہنِ او در حقیقت تیشہ بر پاے دین زدہ است و خلع ربقۂ دین از رقبہ خواستہ است زیرا کہ کتاب اللہ جمع شیخین است

جو حدیث مشہور کے حکم میں ہو جس کو قرائن یقین کے مرتبہ میں پہنچا دیں اور (ان قرائن کی تفصیل یہ ہے کہ) یہ قرائن کتاب اللہ کا مفہوم مخالف اور موافق ہوں گے یا عقل کا حکم صریح اس خبر واحد کے مضمون کے مطابق ہو یا مختلف اصولوں وغیرہ پر قیاس کے مطابق ہو۔ اور اجماعِ امتِ مرحومہ خصوصًا امت کے طبقۂ اولے کا اجماع۔ اور ان امور مذکورہ پر قیاس جلی۔ دوسری قسم وہ اخبار احاد ہیں جن کے قبول و عدم قبول میں صحت و ضعف روایات کی وجہ سے علماء میں اختلاف واقع ہوا اور ایک دوسرے سے تعارض اور اختلاف رکھنے والے قیاسات جو ان اخبار کی تطبیق میں زیر بحث آئے جن میں امت کو الجھنیں پیش آئیں اور استدلالات ضعیفہ ہیں جن میں عقول نے ان کے رد یا قبول پر غور کیا۔ اور اس نوع کا حکم یہ ہے کہ ایسے مسائل میں اپنی ہمت کو صاحب شریعت کی موافقت میں مصروف رکھنا چاہیئے جو کچھ بھی ہماری جد و جہد کے انتہاء درجہ تک پہنچنے کے بعد ظنِ غالب ہو اس پر عمل کر لینا چاہیئے۔ یہ حکم کلی بھی ہم نے اجماعِ امت سے پایا ہے۔ اس نوع میں اختلاف رائے رکھنے والے سب مصیب ہیں یا ایک مصیب ہے اور دوسرا مخطی معذور جیسا کہ اس مسئلہ میں علماءِ امت کے دو مختلف قول پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ موقع ہے جس میں کسی کے حق میں فسق کا حکم لگانے کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس نوع میں اختلافِ امت رحمت ہے اور (اس اختلاف میں کافی گنجائش ہے۔ اور بضرورت حکم عقل معلوم ہے کہ تکلیف شرعی کے بارے میں اصلی شے نوع اول ہے۔ اور نوع اول کی قسم رابع یعنی قیاس جلی پہلی تین قسموں پر متفرع ہے۔ جو شخص کہ خلافت شیخین بلکہ ہر سہ مشائخ کی خلافت کا منکر ہے اور اس کے منہ میں خاک کہ یہ ان بزرگواروں کو فسق اور کفر سے مطعون کرتا ہے۔ در حقیقت ایسے لوگ دین کی جڑ پر کلہاڑا چلاتے ہیں اور دین کی بندش کو ان لوگوں نے اپنی گردن سے ہٹا دینا چاہا ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ شیخین کی جمع کی ہوئی ہے۔

و سبب اتفاق عالم بران ذو النورین است اگر ایشان خلافت را بہ غصب و جور گرفتہ بودند و منصوص علیہ بالخلافۃ را ترسانیدہ بودند و فریضہ از فرائض اللہ ترک کردہ اند افسق خلق اللہ باشند و بدترین ناس و ہمچنان معاونانِ ایشان پس نقل ہر واحد از ایشان قابل اعتماد نماند و اگر تواتر را اعتبار کنیم مطلب ما حاصل است زیرا کہ ثبوت خلافت این عزیزان بہ نقل متواتر متحقق است و اگر نقل چند کس کہ بزعم این ملحدان منکر خلافتِ خلفاء بودند بشنویم از ان نام بردہا نقل قرآن و احکام ثابت نہ شد و نہ بطریق خبر واحد و اگر بالفرض مروی باشد بضعیف ترین نقل خواہد بود کہ ہیچکس از مہرۂ علم آن را نمیداند و باین قدر نوع اول از نقل ہم نمی رسد و احادیثِ مشہورۂ نقلِ مشائخ ثلاثہ و اعوانِ ایشان و قائلان بخلافتِ ایشان است پس نقل ہر واحد از ایشان قابل اعتماد نباشد و اگر تواتر را معتمد سازیم تیر ایشان ہم در سینۂ ایشان باز گشتہ باشد وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ و اجماع امت کلمہ ایست مجمل چون آن را بر شگافیم در غیر زمان خلفائے ثلاثہ متحقق نشدہ و بغیر حکم ایشان منعقد نگشتہ پس آن را ہیچ اعتبار نباشد بالجملہ در دستِ ما ہیچ چیز از شریعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از نوع اول

اور تمام عالم اسلام کو اس پر متفق کرنے کا سبب ذوالنورین ہیں۔ اگر ان حضرات نے خلافت کو غصب و جور سے لیا تھا اور جس کے حق میں خلافت منصوص تھی اُس کو خائف کر دیا تھا اور اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ترک کر دیا تھا تو یہ صاحبان اللہ کی مخلوق میں سب سے بڑے فاسق اور بدترین لوگ ہوتے اور ان کے معاون بھی ایسے ہی ہوتے۔ تو ان میں سے ہر ایک کی نقل نا قابل اعتماد ہو جاتی ہے اور اگر ہم تواتر کا اعتبار کریں تو ہمارا مطلب حاصل ہے کیونکہ ان عزیزوں کی خلافت کا ثبوت نقل متواتر سے متحقق ہے اور اگر چند ایسے لوگوں کی نقل ہم سُنیں جو کہ ان مُلحِدین کے گمان میں منکر خلافتِ خلفاء تھے تو اُن صاحبوں سے جن کے نام یہ لیتے ہیں قرآن اور احکام کی نقل ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ بطریق خبر واحد ان سے ثابت ہے اور اگر بالفرض مروی بھی ہو تو وہ ضعیف ترین نقل ہوگی کہ ماہرین علم میں سے کوئی شخص بھی اس کو نہ جانتا ہوگا اور اس نقل کا مرتبہ اُس نوع اوّل کی نقل کے مرتبہ کو کہاں پہنچتا ہے اور احادیث مشہورہ مشائخ ثلاثہ رض کی نقل کی ہوئی ہیں اور ان کے مددگاروں کی جو ان کی خلافت کے قائل تھے۔ تو اُن (رُواۃِ شیعہ) میں کسی کی نقل اعتماد کے قابل نہ ہوگی۔ اور اگر ہم تواتر کو معتمد قرار دیں تو یہ اُن کا پھینکا ہوا تیر اُن کے سینہ میں لوٹایا جا چکا ہے (یعنی اگر تواتر کو معتبر مانتے ہو تو نقل متواتر سے مشائخ ثلاثہ کی خلافت بھی ثابت ہے) وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ اور اجماعِ اُمّت ایک مجمل کلمہ ہے جب ہم اس کا تجزیہ کرتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ رض کے علاوہ کسی زمانہ میں یہ متحقق نہیں ہوا اور اُن کے حکم کے بغیر کبھی منعقد نہیں ہوا۔ تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ میں شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوع اوّل کی

لہ یہ شیعوں کے جواب پر تنقید ہے جواب کا حاصل یہ ہے کہ دین کا ثبوت شیخین رض اور ان کے تبعین کی روایات میں منحصر نہیں ہے۔ دین کا ثبوت تواتر ہے اس پر فرماتے ہیں کہ اگر تواتر کو مانتے ہو تو ان حضرات کی خلافت کا ثبوت بھی تواتر سے متحقق ہے ۱۲

www.kitabghar.org

نباشد و امت بظنون خود ہا عمل کنند ثبوت عمل بمظنون در جزئیات شریعت ثابت نیست الا باجماع طبقۂ اولے پس آن نیز متحقق نباشد پس ہیچکس الیوم مکلف بحکم شرعی نیست لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علے ہذہ العقیدۃ الباطلۃ اما مخالفت حکم عقل صراح ازانجہت کہ بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بشریعت غرّا نعمت عظیمہ و لطف جسیم است و قتال بنی آدم کہ لذاتہ قبیح بود برائے ہمین مصلحت تجویز کردہ شد پس اگر تمام امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد وی از ایمان برآمدہ باشند و راہ ضلالت پیمودہ مگر جمعے اندک در نہایت قلت این نعمت نعمت عظیمہ نباشد و قتال براے ہمین فائدہ کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان شوند و عنقریب از ایمان برآیند یا برائے صورت اسلام بدون آنکہ در آخرت نفعے دہد غبن عظیم بود و قبیح فاحش و اگر ایشان یا اکثر ایشان برحق بودند چرا انکار منکر نکردند و چرا تسلیم جائر و غاصب نمودند درین مقام عقل خود را اندکے حَکَم باید ساخت آن مجاہدہا کہ جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم در پے اعلاء کلمۃ اسلام کشیدند برائے ہمین قدر بود کہ جماعۃ مسلمین از یک در اسلام در آیند و از در دیگر بدر روند و این قدر آدمیان را کہ کشتند و غارت کردند و نساء و ذریۃ ایشان را اسیر گرفتند برائے ہمین بود کہ تلفظ بلفظ اسلام کنند و در آخرت بہرہ نیابند و اگر شیعہ گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باستخلاف مرتضےٰ رضی اللہ عنہ

کوئی چیز نہ ہوا اور امت کے لوگ اپنے اپنے ظن و گمان پر عمل کرتے رہا کریں۔ اور ثبوت عمل مظنونات پر جزئیاتِ شریعت میں ثابت نہیں ہے مگر طبقۂ اولےٰ کے اجماع سے اور وہ بھی متحقق نہ رہے تو کوئی شخص آج حکم شرعی کا مکلف نہیں ہے۔ اس عقیدۂ باطلہ پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت۔

رہی عقل خالص کے حکم کی مخالفت (یعنی ایسی عقل جو تعصب اور ضد وغیرہ آلائشوں سے پاک ہو) تو وہ اس جہت سے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شریعتِ غرّا دے کر مبعوث فرمانا ایک نعمتِ عظیمہ اور بہت بڑا لطف ہے اور بنی آدم سے قتال کرنا جو قبیح لذاتہ تھا اسی مصلحت کے لئے جائز کیا گیا۔ تو اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام اُمت کے لوگ آپ کے بعد ایمان سے خارج ہو جائیں، اور گمراہی پر چلنا شروع کر دیں بجز ایک تھوڑی سی جماعت کے جو غایت درجہ کمی میں ہو تو یہ نعمت ایک نعمت عظیمہ ہو گی اور قتال صرف اتنے فائدہ کے لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو مسلمان ہو جائیں اور تھوڑے زمانے کے بعد ایمان سے نکل جائیں۔ یا اِسلام کی صرف صورت کے لئے بغیر اس کے کہ وہ آخرت میں کوئی نفع دے بہت بڑا نقصان اور کھلی ہوئی بُرائی ہے۔ اور اگر یہ سب لوگ یا ان میں کے اکثر حق پر ہوتے تو انکارِ مُنکر کیوں نہ کرتے اور کیوں جائر (ظلم کرنے والے) اور غاصب کے آگے گردن جھکا دیتے۔ اس مقام میں تھوڑی دیر کے لئے عقل کو حَکَم بنانا چاہیئے وہ بہت سے مجاہدے جو جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلاء کلمۃ اسلام کے لئے کھینچے بس اتنی سی بات کے لئے تھے کہ جماعت مسلمین ایک دروازے سے تو اِسلام میں داخل ہوں اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جائیں اور اس قدر آدمیوں کو جو قتل کیا اور غارت کیا اور اُن کی عورتوں کو اور اولاد کو گرفتار کر کے قیدی بنایا بس اسی بات کے لئے تھا کہ کلمۃ اِسلام کو زبان سے کہدیں اور آخرت میں کوئی حصّہ نہ پائیں۔ اور اگر شیعہ یہ کہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ

www.kitabghar.org

و اولادِ او خیریت جمیع مسلمین ارادہ فرمودہ در دنیا و آخرت و ایشان باختیار خود باخافۃ امام برخود ستم کردہ اند جواب میگوئیم مقتضائے صُراحِ عقل آن است کہ ترتیب موجودات و تسلطِ بادشاہان و مانند آن برحسب عنایت اولیٰ اصلِ است بمنزلۂ طعام والہام علوم حقہ وسُنَنِ راشدہ برائے اصلاحِ عالَم دردل ازکیٰ خلق اللہ و ازانجا اجرائے آن علوم دردلِ حوارییّن وازانجا دردلِ عوام ناس طبقۃً بعد طبقۃٍ اصلاح است بمنزلۂ نمک در طعام پس شرائع ہمہ باندازۂ استعدادِ کائنات خارجی واقع است ہرگز درحکمتِ حکیم اعلےٰ جلّ مجدہٗ گنجائش ندارد کہ مدارِ تحقق لطفِ الٰہی کہ مقتضی ارسال حضرتِ پیغامبر ما بودہ است صلے اللہ علیہ وسلم بعد خلافتِ مرتضےٰ و اولاد او را سازند حال آنکہ در عنایتِ اولےٰ مقرر بود کہ ہیچ گاہ حضرت مرتضےٰ رضؓ و اولادِ او تا دامانِ قیامت منصور نشوند و ہیچ گاہ خلافتِ ایشان علےٰ وجہہا صورت نگیرد بلکہ از میانِ ایشان ہرکہ دعوت بخود کند و سر بقتال برآرد مخذول بلکہ مقتول گردد خدائے تعالےٰ مے فرماید وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ وللخلفاء الذین ہم خلفاءُ الانبیاء حقاً اُسوۃ المرسلین فہم المنصورون وہم الغالبون

اور اُن کی اولاد کو خلیفہ قرار دینے سے تمام مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت میں خیریت کا ارادہ فرمایا اور انھوں نے اپنے اختیار سے امام کو خائف بناکر اپنے اُوپر ظلم کیا ہے۔ تو ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ خالص عقل کا مقتضٰے یہ ہے کہ موجودات کی ترتیب اور بادشاہوں کا تسلّط اور مانند اُس کے جو عنایت اولےٰ کے مطابق ظاہر ہوتا ہے اصل ہے طعام کے مرتبہ میں، اور علومِ حقّہ وسُنَنِ راشدہ کا الہام جو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ پاکیزہ قلب میں اصلاحِ عالم کے لئے ڈالا گیا اور وہاں سے ان علوم کا اجرا۔ حوارییّن کے دل میں اور وہاں سے عوام الناس کے دلوں میں ایک طبقہ کے بعد دوسرے طبقہ کے دلوں میں ہوا یہ اصلاح ہے جو بمنزلۂ نمک کے ہے طعام کے لئے۔ تو جتنی بھی شریعتیں آئیں سب کائناتِ خارجی کی استعدادوں کے اندازے کے مطابق واقع ہوئیں۔ حکیم اعلےٰ جلّ مجدہٗ کی حکمت میں ہرگز یہ گنجائش نہیں ہے کہ لُطفِ الٰہی کے تحقّق کا مدار جو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول بنانے کا مقتضٰے ہوا تھا حضرت مرتضٰے رضؓ اور اُن کی اولاد کی خلافت پر متعیّن (و محصور) ہو جاتے۔ حالانکہ عنایت اولےٰ میں مقرر تھا کہ کسی زمانہ میں دامانِ قیامت تک حضرت مرتضٰے رضؓ اور اُن کی اولاد منصُور نہ ہوں گے اور کبھی بھی اُن کی خلافت جیسی ہونی چاہیئے قائم نہ ہوگی، بلکہ ان کے درمیان میں سے جو شخص بھی اپنی طرف لوگوں کو دعوت دیگا اور قتال کے لئے سر اُبھارے گا مخذول (یعنی رُسوا) اور مقتول ہوگا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا الخ (۳۷: ۱۷۱ تا ۱۷۳) اور ہمارے خاص بندوں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جائیں گے اور (ہمارا تو قاعدہ عام ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے۔ اور اُن خلفاء کے لئے جو انبیاءؑ کے خلفاءِ برحق ہوتے ہیں مُرسلین کی پیروی میسّر ہوتی ہے اس لئے ان کو بھی بارگاہِ خداوندی سے نُصرت مِلتی ہے اور وہ بھی غالب

www.kitabghar.org

ممکن است کہ بنماز امر فرمایند و ہزاران ہزار
توفیق یابند و نماز خوانند و باین سبب بمراتب
عالیہ رسند و بعض اشقیاء کہ شقوتِ او
در عنایت اولی محتوم شدہ امتثال آن امر
نکند و از فیض عام محروم ماند و ممکن نیست
کہ چیزے فرمایند کہ ہیچ گاہ ہیچکس آن را
عمل نکند و از آنجہت کہ جریان افعال خدای
تعالیٰ در عالم بر نسق واحد دلالت بر بعض
معانی دقیقہ مے فرماید اگر آن را بر سنۃ اللہ
حوالہ نمائیم بجا است و اگر لزوم عقلی نیز تقریر
کنیم روا است و لہٰذا متکلمان در الٰہیات از
نظام احسن کہ در عالم مراعات شد اثبات واجب
الوجود قادرِ مختار علیم قدیر کردہ اند و در نبوات
ظہور معجزہ بر طبق دعوی پیغامبر مثبتِ نبوت
قرار دادہ اند نظیر آن از محسوسات دلالت
شیر پستان است بر سبق ولادت و دلالتِ
خصب و ریع اراضی است بر سبق غیث و
دلالتِ نقاہت است بر مرض و دلالتِ
جراحت است بر جرح الیٰ غیر ذلک پس
لطف خدای تعالیٰ کہ سبب بعثت پیغامبر ما صلی
اللہ علیہ وسلم شدہ است در اول حال کاری کرد
کہ اتفاق طائفہ بر قبول دعوت توحید و انکار
شرک و مشرکان بظہور آمد پیش از ہجرت بعد از آں
کارے فرمود متفرع برین کار و آن جہادِ اعداء
اللہ است اوّلاً و دخول افواج بنی آدم فی
دین اللہ آخراً بعد ازان کارے دیگر نمود
متفرع برین کار و آن ازالۂ دولتِ
کسرٰے و قیصر است بر دستِ شیخینؓ
پس دین حق از اُمتِ مرحومہ

رہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ نماز کا امر فرمائیں اور لاکھوں آدمی توفیق
پائیں اور نماز پڑھیں اور اس سبب سے مراتبِ عالیہ پر پہنچ جائیں اور
بعض بدبخت کہ جس کی بدبختی عنایتِ اولیٰ میں قطعی ہو چکی ہے
وہ اُس حکم کی تعمیل نہ کرے اور فیضِ عام سے محروم رہے۔ اور
یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایسی بات فرمائیں کہ کبھی بھی کوئی شخص
اس پر عمل نہ کرے۔ (اور حکمِ عقل خالص کی مخالفت) اُس جہت
سے ہے کہ حق تعالیٰ کے افعال کا عالم میں ایک خاص اسلوب پر
جاری ہونا بعض معانیٔ دقیقہ پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ہم اس کو
سُنّۃ اللہ (عادت اللہ) کے حوالے کریں تو بجا ہے اور اگر
لزوم عقلی کہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اسی بناء پر الٰہیات میں
کلام کرنے والوں (یعنی حضرات علماء علمِ کلام) نے اس نہایت
عجیب نظام سے جس کی مراعات عالم میں مشاہدہ کی جا رہی ہے
اُس واجب الوجود کا اثبات کیا ہے جو قادر مختار ہے، علیم ہے،
قدیر ہے۔ اور انھوں نے نبوّتوں کے بارے میں دعوائے پیغمبر
کے مطابق معجزات کے ظہور کو مثبتِ نبوّت قرار دیا ہے۔ محسوسات
میں سے اُس کی نظیر پستان میں دودھ کی موجودگی کا دلالت
کرنا ہے اس پر کہ پہلے ولادت ہو چکی ہے اور زمینوں کی سرسبزی
اور زراعت کی بڑھوتری کا دلالت کرنا ہے اس پر کہ بارش
ہو چکی ہے اور نقاہت کا دلالت کرنا ہے بیماری پر اور نشان
زخم کا دلالت کرنا ہے زخم پر وغیرہ، تو لطفِ خداوندی نے جو کہ
ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا سبب ہوا ہے ابتداء
حال میں ایک کام کیا اور وہ یہ ہے ایک جماعت نے دعوتِ
توحید کے قبول کرنے پر اتفاق کیا اور شرک کا اور مشرکوں کا
انکار ہجرت سے پہلے ظہور میں آیا۔ اس کے بعد اُس نے دوسرا کام
انجام دیا جو اسی کام پر متفرع تھا اور وہ ہے اولاً دشمنانِ خدا
کے ساتھ جہاد اور اس کے بعد دوسرے مرتبہ میں بنی آدم کی
افواج کا اللہ کے دین میں داخل کرنا۔ پھر اس نے دوسرا کام
انجام دیا جو اس کام پر متفرع تھا اور وہ ہے کسرٰے اور قیصر
کی دولت کا ازالہ شیخین رضؓ کے ہاتھ پر۔ اب دینِ حق اُمتِ مرحومہ سے

برجمیع ادیان ظاہر شد بعد ازانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن ہمہ درہمہ حال بشارت می دادند و ترغیب می فرمودند پس این نسقے است واحد مانند نہال نشاندن و برآمدن غصان و اوراق اولاً و برآمدن ازہار ثانیاً و خروج ثمار ثالثاً و مانند طفلی و جوانی و کہولت آدمی و ترتیب ہریکے بر دیگرے چون این نسق واحد دیدیم دانستیم ہمان لطف است کہ ساعت بساعت آثار او ظاہر می شود پس حقیت خلافت خلفاء ؓ ازین نسق واحد عقل بطریق حدس ادراک کرد چنانکہ از ترتیب ازہار و ثمار می شناسیم کہ قصد باغبان ثمر بود و آن لطف باغبان کہ نشاندن نہال را تقاضا کردہ بود ہمان لطف بعینہ متقاضی ازہار و ثمار گشتہ ہمچنان نزول قرآن آیات آیات بعد ازان سورہ سورہ مرتب شدن بعد ازان ہمہ در مصاحف جمع گشتن نسقی است واحد ہمچنان اصل علوم احکام از سینۂ مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروز فرمودن بعد ازان بلحوق قیاس اجماع مورّق و مثمر شدن و ہمچنان علم احسان از صدر شریف آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ نمودن و بعد ازان در خلفاء آن علوم احسانیہ گل کردن ہمہ ترتیب واحد است متناسق یبشر اولہ باٰخرہ و یدل آخرہ علے اولہ و ازان جہت کہ مسلمین ہمہ با خلفاء بیعت نمودند و متفق شدند بر خلافت ایشان بعد ازان بر دست ایشان

تمام ادیان پر غالب آگیا بعد اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں ان سب کی بشارت دیتے اور ترغیب فرماتے رہے ہیں۔ تو یہ ایک خاص اسلوب ترتیب ہے جیسے درخت کا پودا جمانا اور اس میں سے شاخوں اور پتوں کا نکلنا۔ پہلے مرتبہ میں۔ پھر کلیوں کا نکلنا دوسرے مرتبہ میں۔ پھر پھلوں کا نکلنا تیسرے مرتبہ میں اور مانند آدمی کے بچپن اور جوانی اور بڑھاپے کے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر مرتب ہوتا ہے۔ جب ہم نے ایک ہی نسق دیکھا تو جان لیا کہ اسی لطف کی کارفرمائی ہے کہ ساعت بساعت اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ پس خلافت خلفاء ؓ کی حقیت اس (قدرتی) نسق واحد سے عقل بطریق حدس[1] کے ادراک کر لیتی ہے جیسا کہ پہلے کلیوں کے اور پھر پھل لگنے کی ترتیب سے ہم پہچانتے ہیں کہ باغبان کا مقصد پھل تھا اور باغبان کا وہ لطف کہ جس نے درختوں کے پودے لگانے کا تقاضا کیا تھا بعینہٖ وہی لطف کلیوں اور پھلوں کا متقاضی ہوا تھا۔ اسی طرح قرآن کا آیات آیات نازل ہونا، اس کے بعد سورت سورت ہو کر مرتب ہونا۔ اس کے بعد سب کا مصاحف میں جمع ہونا، یہ ایک نسق واحد ہے، اسی طرح احکام کے اصل علوم کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے ظہور فرمانا، اس کے بعد قیاس و اجماع کے لاحق ہونے سے اس شجر پر برگ و بار کا ہویدا ہو جانا۔ اور اسی طرح سینۂ شریف آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم احسان کا جلوہ کرنا اور اس کے بعد خلفاء میں ان علوم احسانیہ کے پھولوں کا اظہار ہونا، یہ سب ایک ترتیب واحد ہے جو ایک نسق کے ساتھ جاری ہے جس کا اول آخر کی بشارت دیتا ہے اور اس کا آخر اول پر دلالت کرتا ہے۔ اور (حکم عقل کی مخالفت) اس جہت سے بھی ہے کہ تمام مسلمانوں نے خلفاء ؓ سے بیعت کی اور ان کی خلافت پر متفق ہو گئے۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ پر اولاً

[1] حدس اس کو کہتے ہیں کہ قیاس کے تمام مقدمات ذکر کئے جانے سے پہلے ہی ذہن نتیجہ پر پہنچ جائے۔ مثلاً یہ دیکھ کر کہ آفتاب کے ساتھ قرب و بعد کے اختلاف سے چاند کی حالت میں تغیر ہوتا ہے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ نور قمر مستفاد ہے نور شمس سے۔ مترجم

www.kitabghar.org

قتالِ مرتدین اولاً و جہادِ فارس و روم ثانیاً
متفق شد قرآن باہتمامِ ایشان مجموع و متفق علیہ
گشت و کفر از بلادِ شام و عراق و یمن برخاست
و حدود جاری شد نماز و روزہ و تلاوتِ قرآن و
اتفاقِ مسلمین ہر یک دیگر پدید آمد و آنچہ کہ پیش
از بعثتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نامی
و نشانی از وی نشنیدہ بودیم بحض تسبب وے
صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر شدہ بود و در جمیع اقطارِ
ارض فاش گشت درین قدر خود اتفاق واقع
است پس عقلِ صُراح کہ بکدورتِ تعصب مکدّر
نشدہ باشد حکم مینماید کہ این خلافت حق است
و عصیانِ پیغامبر در عقد آن واقع نشد و در
مقاصدِ خلافت قصوری روی نداد زیرا کہ اصل
در اتفاقِ سوادِ اعظم از اُمتِ مرحومہ موافقتِ
امرِ پیغامبر است و عدمِ عصیانِ او و پیغامبرِ
ایشان مکّی است و قرآن کہ امامِ ایشان است
مکّی اگر اختلافے درمیانِ اُمت واقع شود
بعارضِ ہوا است یا بعلّتِ جہل و عقلِ صراح
می شناسد کہ پدید آمدنِ عارضِ ہوا بمجردِ وفاتِ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدون وقوعِ
امری کہ اثارتِ قوتِ غضبیۂ ایشان کند
بغایت بعید است و حقدِ متقدم کہ سببِ
این انحراف باشد غیر معلوم و جہل نص از
سوادِ اعظم بغایت دور و اگر ایشان از نص
غافل بودند صاحبِ حق چرا اظہارِ حق نہ
کرد و کدام خوف موجبِ ستر آن گشت
سُبحانک ہٰذا بہتانٌ عظیمٌ و خیریت
افعالِ ایشان معلوم کردیم از
موافقتِ آنہا بقرآن

مُرتدین سے قتال ہوا اور پھر دوبارہ فارس اور روم کے ساتھ
جہاد ہوا۔ پھر قرآن اُن کے اہتمام سے جمع ہوا اور متفق علیہ ہوا
اور شام اور عراق اور یمن کے شہروں سے کفر کو نکالا گیا
اور حدود جاری ہوئیں۔ نماز و روزہ اور تلاوتِ قرآن اور
مسلمانوں کا ایک دوسرے سے اتفاق ظاہر ہوا اور ان چیزوں کا
کہ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہم نے
ان کا کبھی نام و نشان بھی نہ سُنا تھا محض آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سبب بن جانے سے ظاہر ہو گئی تھیں اور زمین
کی تمام جوانب میں کھُل کر سامنے آ گئیں۔ اتنی بات پر سب کا ہی اتفاق
ہے۔ تو عقلِ خالص جو تعصّب کی کدورت سے مکدّر نہ ہوئی ہو گی
حکم لگاتی ہے کہ یہ خلافتِ حق ہے۔ اور اس کے منعقد ہونے میں
نہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی واقع ہوئی اور نہ خلافت
کے مقاصد میں کوئی قصور پیدا ہوا اس لئے کہ اُمتِ مرحومہ کے
سوادِ اعظم کے اتفاق میں جو اصل چیز ہے وہ پیغمبرؐ کے حکم کی
موافقت ہے اور اُس کی نافرمانی نہ کرنا اور ان کا پیغمبرؐ مکّی
ہے اور قرآن جو کہ اُن کا امام ہے وہ بھی مکّی ہے (یعنی اس کا
نزول لغتِ قریش پر ہوا ہے) اگر کوئی اختلاف اُمّت کے
درمیان واقع ہو جائے تو وہ یا تو خواہشِ نفسانی کے عارض
ہو جانے کی وجہ سے ہو گا یا بربنائے جہل۔ اور عقلِ خالص پہچانتی
ہے کہ ہوائے نفس کے عارض کا ظاہر ہونا صرف آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بغیر کسی ایسی بات کے واقع ہونے
کے جو ان کی قوتِ غضبیہ کو جوش میں لاتے نہایت بعید ہے
اور پہلے سے ایسے کینہ کی موجودگی کا بھی علم نہیں جس کو اس
انحراف کا سبب سمجھا جائے۔ اور سوادِ اعظم کا نص سے جاہل رہنا
بہت مُستبعدات ہے اور اگر مان لیا جائے کہ یہ سب نص سے
غافل تھے تو صاحبِ حق نے کیوں نہ اظہارِ حق کیا اور کونسا
خوف لاحق ہو رہا تھا جو حق کو چھپانے پر مجبور کر رہا تھا۔
سُبحٰنک ھٰذا بُھتانٌ عظیمٌ۔ ہم نے ان کے افعال کا خیر
ہونا معلوم کیا قرآن سے ان افعال کی موافقت کے ذریعہ سے'

www.kitabghar.org

عقل حکم می کند کہ این ہمہ خیر است وحق است قطعاً و مصلحتِ شرع در تاثیم این ہزاران ہزار در امری کہ رشدِ آن معلوم است بظاہر بموافقت قرآن بسبب آنکہ متصدی آن شخصے شد غیر شخصے ہیچ نیست و ایجاب استخلاف شخصے کہ خلافت آن بوی نیست کدام مصلحت است اقارب و اعوانِ شخصے کہ خلافت از دست او رفت بہر حشیش متعلق میشوند و ہر تیرے کہ در ترکش ایشان است می اندازند و دور نیست کہ حبِ جاہ بر ادعاء غیر واقع حمل کند و بر اقدام خلاف جمہور دلالت فرماید و قاعدۂ عقل صراح آن است کہ بر ظاہر اعتماد کنند مگر آنکہ قرائن قویہ ازان ظاہر باز دارد مثلاً دیدیم کہ آتش شعلہ می زند تا آنکہ بر غلطِ حس خود مطلع نشویم با وجود جوہری کہ شبیہ بنار مینماید بہ یقین بدانیم بمجرد احتمال قصدِ آن نہ کردن و پختن طعام را بران موقوف نہ گذاشتن محض دیوانگی است اما تناقض در مصلحتِ شرع ازان جہت کہ شیعہ می گویند لطف واجب است بر خدای تعالیٰ و لطفِ او تعالیٰ تقاضا می فرماید کہ ملت را حافظے باشد و آن حافظ ملت لابد است از آنکہ عالم و معصوم باشد و معصوم غیر مرتضیٰ نبود پس او امام باشد و ما مساعدت می کنیم در مقدمۂ اولیٰ و ثانیہ بتغیر تا میگوئیم کہ خدای تعالیٰ متصف است بلطف کما قال
اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ
و وعدہ فرمود

عقل فیصلہ کرتی ہے کہ یہ سب خیر اور حق ہے قطعاً اور شریعت کی مصلحت ان لاکھوں آدمیوں کو گنہگار بنانے میں اور ایسے امر کے بارے میں جس کا خیر ہونا بھی معلوم ہے قرآن کی موافقت کی وجہ سے اور گنہگار بنانے کا سبب بھی صرف یہ کہ ایک شخص اس کے فکر میں لگ رہا ہے دوسرے شخص کے مقابلہ پر کچھ نہیں ہے۔ اور ایسے شخص کے استخلاف کو واجب کرنے میں جس کی خلافت ہونے والی نہیں ہے مصلحت بھی کیا ہوتی۔ البتہ ایسے شخص کے اقارب اور مددگار جس کے ہاتھ سے خلافت جاچکی ہے ہر گھاس سے لٹکنے اور سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں (جیسا ڈوبتا ہوا کوشش کرتا ہے۔ الغریق یتعلق بکل حشیش) اور جو تیر بھی اُن کے ترکش میں ہوتا ہے اُسی کو چلا دیتے ہیں اور بعید نہیں کہ جاہ کی محبت غیر واقعی دعوی پر اُبھارے اور خلافِ جمہور اقدام پر رہنمائی کرے۔ اور خالص عقل کا قاعدہ یہ ہے کہ ظاہر پر اعتماد کریں مگر یہ کہ مضبوط قرائن اُس ظاہر سے روکیں مثلاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ آگ شعلہ مار رہی ہے تو جب تک ہم اپنی غلطی حس پر مطلع نہ ہوجائیں باوجود اس کے کہ ایک جوہر ایسا چمکدار ہوتا ہے جو آگ کے مشابہ دکھائی دیتا ہے ہم اس کو یقیناً آگ ہی یقین کریں گے اور صرف اس احتمال سے (کہ یہ وہ چمکنے والا جوہر نہ ہو) اُس کی طرف دھیان نہ دینا اور کھانا پکنے کو اس پر موقوف نہ سمجھنا محض دیوانگی ہوگی۔ رہا مصلحت شرع میں تناقض تو وہ اس جہت سے ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ لطف واجب ہے خدا تعالیٰ پر اور اُس تعالیٰ شانہٗ کا لطف یہ تقاضا فرماتا ہے کہ ملت کا کوئی محافظ ہو۔ اور اُس محافظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عالم اور معصوم ہو اور سوائے مرتضیٰؓ کے کوئی معصوم نہیں تھا تو وہی امام ہوں گے۔ اور ہم موافقت کرتے ہیں پہلے مقدمہ میں اور دوسرے میں تھوڑے تغیر کے ساتھ۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ (پر لطف اگرچہ واجب نہیں ہے مگر وہ) متصف بلطف ہے جیسا کہ اُس نے ارشاد فرمایا ہے اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف کرنے والا ہے) اور اسی نے وعدہ فرمایا ہے

www.kitabghar.org

وحفظ قرآن را وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ووعدۂ او واجب الوقوع است و میگوئیم کہ لطف تقاضا میکند کہ ملت را حافظے باشد اما این حافظ سہ چیز میتواند شد یکی آنکہ خود متکفل حفظ باشد پس ہمیشہ دفعۃً بعد دفعۃٍ تقریبی احداث فرماید از غیب بالقاء در قلب مردے کہ امر کند بمعروف ونہی از منکر و القاء در قلب قوم انقیاد اورا قال اللہ تعالےٰ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ و قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُبْعَثُ فِیْ کُلِّ مِائَۃٍ فِیْ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ مَنْ یُّجَدِّدُ دِیْنَہَا دوم آنکہ اُمتِ مرحومہ را من حیث المجموع خاصیتے باشد کہ بر ضلالت مجتمع نشوند کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ سیوم شخصے را معین کنند کہ اقامت دین فرماید و چنانکہ شیعہ میگویند کہ لطف گاہی ظہور امام معصوم است و آن اکمل انواع لطف است و گاہی در وجود او بہ اِخفا و آن نیز از اصل لطف خالی نیست ما میگوئیم کہ گاہی خدا تعالےٰ ہر سہ نوع حفظ را جمع میفرماید و آن اکمل انواع لطف است و آن در ایام خلافتِ رحمت و خلافتِ نبوت است و گاہی برود نوع اول اکتفا می نماید زیراکہ اصل لطف بآن مؤدّی مے شود و در مقدمۂ ثالثہ نیز مساعدہ می کنیم بنوعے از تغیر پس می گوئیم کہ اگر لُطفِ الٰہی تعینِ شخصے را کہ حافظ ملت باشد تقاضا فرماید لابد است از ان کہ مُبشّر بکثرتِ علوم و بعلوِ درجہ در آخرت باشد تا لطف متحقق گردد و عصمت بمعنی کہ

قرآن کی حفاظت کا وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (اور ہم قرآن کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) اور اُس کا وعدہ واجب الوقوع ہے (یعنی اُس کا پورا ہونا ضروری ہے) اور ہم (بھی) کہتے ہیں کہ لُطف تقاضا کرتا ہے کہ مِلّت کا کوئی محافظ ہو۔ مگر یہ محافظ تین چیز ہوسکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ خود حفاظت کا متکفل ہو کہ وہ ہمیشہ بار بار ایسی صورت غیب سے پیدا فرماتا ہے کہ وہ کسی مرد کے قلب میں القاء فرماتا ہے کہ وہ نیک کاموں کا امر اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہے اور قوم کے قلوب میں اُس کی فرمانبرداری کا القاء کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صدی میں اس امت کے پاس ایک ایسا شخص بھیجا جائیگا جو اُس کے دین کی تجدید کرے گا۔ دوسری چیز ہے کہ اُمتِ مرحومہ میں بحیثیتِ مجموعی یہ خاصیت ہو کہ وہ گمراہی پر متفق نہ ہوں جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمّت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ تیسری چیز یہ ہے کہ حق تعالےٰ کسی شخص کو معیّن فرمائیں کہ وہ اقامتِ دین فرمائے اور جیساکہ شیعہ کہتے ہیں کہ "ایک لُطف گاہ امام معصوم کا ظہور ہے اور وہ لطف کی کامل ترین نوع ہے اور کبھی اُس کے وجود میں اِخفا ہوتا ہے اور وہ بھی اصل لُطف سے خالی نہیں ہے"۔ ہم کہتے ہیں کہ کبھی حق تعالےٰ حفاظت کی تینوں انواع کو جمع فرما دیتا ہے اور وہ لطف کی انواع میں کامل ترین نوع ہے اور اُس کا ظہور ہوتا ہے خلافتِ رحمت اور خلافتِ نبوّت کے ایام میں۔ اور کبھی دو نوعِ اوّل پر اکتفاء کر لیتا ہے کیونکہ اصل لُطف اس سے ادا ہوجاتا ہے۔ اور تیسرے مقدمہ میں بھی ہم اُن کا ساتھ دیتے ہیں تھوڑے سے تغیّر کے ساتھ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر لطف الٰہی کسی ایسے شخص کے تعیّن کا تقاضا فرمائے جو مِلّت کی حفاظت کرنے والا ہو تو ضروری ہے کہ اُس کے بارے میں (دنیا میں) کثرتِ علم کی بشارت ہو اور آخرت میں بلند مقام کی بشارت ہو تاکہ لطف متحقق ہو۔ اور عصمت کا جس معنے میں

www.kitabghar.org

شیعہ اثبات می کنند ضرور نیست ممکن
است کہ در اوّلِ عمر کافر و فاسق باشد
بعد ازان خدای تعالیٰ توبہ نصیب کند
و بزبانِ پیغامبر اطلاع دہد کہ آخر حال او
خیرست و تصریحاً و تلویحاً حسنِ حال و
مآل او تعلیم فرماید لیکن اینجا شرطے
دیگر مطلوب است و آن آن است کہ
امام ظاہر و منصور بود زیراکہ اگر مختفی باشد
تکلیف باتباع شخصے مجہول کہ نہ امر می
نماید و نہ نہی می کند لازم آید و اگر مخذول
بود تقریب بخیر نباشد از نصبِ او
بلکہ تقریب بشر باشد و ترکِ نصبِ او
اقرب باشد بلطف از نصبِ او زیراکہ در صورتِ
اُولےٰ مواخذہ نباشد بترکِ واجب و فعلِ
محرّم و درین صورت مواخذ خواہد بود بعد
تمہید مقدمات می گوئیم کہ لابد امام حق بعد
وفاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود
بود اتفق علیہ الموافقُ والمخالف و آن امام صدّیق
اکبر است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازان فاروقِ
اعظم زیراکہ ہردو مُبشّر بعلم و فلاح و صلاح
بودہ اند و ظاہر و منصور بودند نہ حضرتِ مرتضیٰ رض
زیراکہ اگرچہ عالم بود و مُبشّر بہ بہشت بود ظاہر
و منصور نہ بود و تحقیق این مسئلہ موقوف است
بر تمہید نکتہ بدان اسعدک اللہ تعالیٰ اشاعرہ
گفتہ اند کہ احکام اللہ تعالیٰ معلّل باغراض
نیست و این مسئلہ را بروشے سر دادہ اند کہ موہم
آن باشد کہ در ارسالِ رُسُل و انزالِ
کُتُب و نسخِ شرائع سابقہ و برہم زدنِ
عاداتِ جاہلیت

شیعہ اثبات کرتے ہیں وہ ضروری نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ اوائل
عمر میں کافر و فاسق ہو اُس کے بعد اللہ تعالیٰ توبہ نصیب
کردے اور پیغمبرؐ کی زبان سے اطلاع دیدے کہ اُس کا آخر حال
اچھا ہوگا اور تصریح کے ساتھ، کبھی اشارات کے ساتھ اُس کے
حال اور انجام کی عمدگی کا بیان فرماتے رہیں۔ لیکن یہاں ایک
دوسری شرط بھی مطلوب ہے اور وہ یہ ہے کہ امام ظاہر اور
منصور ہو۔ اس لئے کہ اگر چھپا ہوا ہوگا تو ایک ایسے شخص
کے اتّباع کا مکلّف ہونا لازم آئے گا جو مجہول ہو کہ وہ نہ
امر کرتا ہے اور نہ نہی۔ اور اگر (منصور نہ ہوگا کہ غیب سے اس
کی مدد کی جاتے بلکہ) مخذول ہوگا تو اُس کے نصب (امامت)
کا انجام بخیر نہ ہوگا بلکہ انجام بہ شرّ ہوگا اور اُس کا ترکِ نصب
بہ نسبت اُس کے نصب کے لطف سے قریب تر ہوگا کیونکہ پہلی
صورت (یعنی ترکِ منصبِ امامت) میں اُس پر ترکِ واجب
اور فعلِ حرام کا مواخذہ نہ ہوگا اور دوسری صورت میں اُس سے
مواخذہ ہوگا۔ تمہید مقدمات کے بعد ہم کہتے ہیں کہ امام برحق
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد موجود ہو۔
اس بات پر موافق اور مخالف سب کا اتفاق ہے۔ اور وہ امام
صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد فاروقِ اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کیونکہ دونوں کے حق میں علم اور فلاح
اور صلاحیت کی بشارتیں واقع ہوئی ہیں اور وہ ظاہر بھی
تھے اور منصور بھی۔ نہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کیونکہ وہ
اگرچہ عالم بھی تھے اور مبشّر بہ بہشت بھی لیکن ظاہر اور منصور
نہیں تھے۔ اور تحقیق اس مسئلہ کی ایک نکتہ کی تمہید پر موقوف
ہے۔ جان لو اللہ تعالیٰ تم کو صاحبِ سعادت بنائے کہ اشاعرہ
نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام معلّل باغراض نہیں ہیں (یعنی
احکامِ الٰہی کی علّت کوئی اغراض نہیں ہوتیں) اور اس مسئلہ
کو ان صاحبان نے ایسی روش کے ساتھ منضبط کیا ہے کہ جس سے
یہ بات نکلتی ہے کہ رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل
کرنے اور پچھلی شریعتوں کے منسوخ کرنے اور عاداتِ جاہلیت کے

www.kitabghar.org

مصلحتے منظور نیست ارادہ کہ ترجیح احد المقدورین است کارِ خود کردہ است و این قول باین صورت وہیئت مسلّم نیست آری غرضے کہ تکمیل ذات واجب کند فی نفسہٖ منتفی است و مصلحتے کہ مرجع آن لطفِ عباد باشد مربوط ساختنِ بعض مسبّبات باسباب واقع است اصل مذہب فقہاء چہ صحابہ و تابعین وچہ من بعد ایشان معرفت عِلل احکام است باعتبارِ مناسب وشناختنِ معانے مناسبہ مثلاً حفظ نفس و مال وعقل و عِرض و مِلّت ضروری دانستہ اند وقصاص وحدود سَرقہ و شُرب و قَذف و اِرتداد بران دائر ساختہ اند ومشروعیت صلوٰۃ وصوم و زکوٰۃ وحج برائے تہذیبِ نفس و خروج او از اسر بہیمیت و انبساطِ او در فضائی مَلکیت امرے است مقرر ومفاسدِ کبائر ذنوب معقول امام غزالیؒ درباب توبہ چہ قدر تصریح بآن کردہ است از ین ہمہ گذشتیم استقراءِ احکام واعمال فطانت دران بالجزم بمعرفت مصلحت مطلوبہ ومفسدۃ مطرّدہ مضطر میگرداند چنانکہ در حجتِ بالغہ اکثر آن مطالب تقریر نمودیم ازین ہم گذشتیم در قرآن و احادیث خبرہائے از مصالح ومفاسد مبیّن شد درباب ارسالِ رُسل گفتہ اند

ختم کرنے میں کوئی مصلحت منظور نہیں ہے۔ بس ارادے نے جو احد المقدورین[1] کی ترجیح کرتا ہے اپنا کام کر ڈالا ہے۔ یہ قول اس صورت وہیئت سے مسلّم نہیں ہے۔ ہاں (معلّل بالاغراض ہونا اس لحاظ سے درست ہے) جب کہ غرض سے ایسی غرض مراد لی جائے جو ذات واجب تعالیٰ شانہٗ کی تکمیل کرنے والی مانی جائے اس کی نفی درست ہے۔ اور ایسی مصلحت جس کا مرجع بندوں پر لطف کرنا ہو اور بعض مسبّبات کو اسباب کے ساتھ مربوط کرنا ہو واقع ہے۔ سب کا اصل مذہب فقہاء کیا اور صحابہ و تابعین کیا اور ان کے بعد والوں کا بھی احکام کی علتوں کو مناسب اعتبار کے ساتھ پہچاننا ہے اور معانی مناسبہ کا پہچاننا ہے مثلاً نفس اور مال و عقل اور آبرو اور ملّت کی حفاظت ضروری سمجھی ہے اور قصاص اور حدود چوری اور شراب اور کسی پر تہمت لگانے کی اور ارتداد کو اسی پر دائر کیا ہے (یعنے حفاظت نفس کی مصلحت سے قصاص اور چوری و شراب اور تہمتوں کو روکنے کے لئے ہر ایک کی حد قائم کی گئی، حفاظتِ ملّت کے لئے ارتداد کی سزا (قتل) تجویز فرمائی) اور نماز و روزے اور زکوٰۃ و حج کی مشروعیت نفس کی تہذیب کے لئے ہے اور تاکہ وہ بہیمیت کی قید سے باہر ہو اور ملکیت کی فضا میں اس کو انبساط حاصل ہو۔ یہ سب طے شدہ باتیں ہیں اور کبائر ذنوب کے مفاسد بھی عقل کے نزدیک مسلّم ہیں۔ امام غزالیؒ نے باب توبہ میں اس کی کس قدر تصریح کی ہے۔ اس کے ماسوا جب ہم کے بعد دیگرے احکام کو پڑھتے ہیں اور ان اعمالِ حکمت کو جو ان سے متعلق ہیں دیکھتے ہیں تو اس میں شارع کو جو مصلحت مطلوب ہے اور جس مفسدہ کو دفع کرنا منظور ہے اس کی معرفت مصلحت کے سمجھنے پر مضطر کر دیتی ہے جیسا کہ حجتِ بالغہ (یعنے حجت اللہ البالغہ) میں اکثر ان مطالب کی ہم نے تقریر کی ہے۔ اس کو بھی چھوڑو قرآن اور احادیث میں بہت سی مصالح اور مفاسد کی خبریں صاف طور پر بیان کی گئی ہیں۔ ارسالِ رُسل کے بارے میں فرمایا ہے

[1] دو ایسی چیزیں جو تحت قدرت داخل ہیں مثلاً زید کا وجود اور اس کا عدم، ان میں سے ایک کو مثلاً وجود زید کو ترجیح دینا ارادے کا کام ہوتا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

وَلَوْ اَنَّا اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰی ۝ و در حدیث قدسی آمده ان اللہ خلق بنی آدم حنفاء و ان الشیاطین احتالتہم و ان اللہ مقت عربہم و عجمہم و انی بعثتک لابتلیک بہم و ابتلیہم بک و در حدیث وارد شده کہ مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثل منذرِ جیش است و این مقدّمات بوجہے شہرت یافتہ کہ سُنّی بر قاعدۂ خود کہ التزام مدلولِ حدیث مشہور است بہ اثباتِ آن مضطر می شود بتحقیقتِ مذہب سُنّت نہ قول اشعری است و نہ قول ماتریدی ہرچہ حکم نص کتاب حدیث مشہور و اجماع امّت و قیاس جلی باشد ہمان سُنّت است قائل بآن سُنّی اشعری باشد یا غیر آن ظنِ غالب فقیر آن است کہ غرض اشعری درین مسائل منوع چند است کہ سورتِ مذاہب مخالف را بہ سبب آن منوع می شکند نہ جزم بآنکہ در شریعت چنین و چنین است چون این نکتہ بوجہ اجمال مذکور شد باید دانست کہ سبب ارسال رُسل و انزالِ کُتب و تکلیف باحکام شرع لُطف الٰہی است یعنی رسیدنِ افراد بنی آدم بکمال نوعی خود بدون این چیزہا میسّر نمی آمد ہمان رحمت کہ

وَلَوْ اَنَّا اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ الخ (۲: ۱۳۴) اور اگر ہم ان کو قبل قرآن آنے کے (سزائے کفر میں) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ (بطور عذر کے) یوں کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا میں) کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اس کے ہم (یہاں خود) بے قدر ہوں اور (دوسروں کی نگاہ میں) رُسوا ہوں"۔ اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بنی آدم کو توحید خالص پر پیدا کیا اور شیاطین نے ان کو فریب میں ڈال دیا۔ اور دوسری حدیث جس میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو ناپسند کیا، عرب کیا اور عجم کیا۔ اور ارشاد ہوا کہ (اے محمدؐ!) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تاکہ (اُن لوگوں کے ذریعہ سے) تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے اُن کی آزمائش کروں۔ اور ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایک (حملہ کرنے والے) لشکر سے ڈرانے والے کی سی ہے۔ اور یہ مقدمات اس صورت سے شہرت پا چکے ہیں کہ سُنّتِ نبویؐ کا اتباع کرنے والے اپنے قاعدے پر کہ حدیث مشہور کے مدلول کا پابند رہنا چاہیئے اُن (مصالح یا مفاسد) کے ثابت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب سُنّت نہ اشعری کا قول ہے نہ ماتریدی کا۔ جو حکم منصوص ہوگا کتاب اللہ اور حدیث مشہور سے اور اجماع امت و قیاس جلی سے وہی سُنّت ہے اُس کا قائل کوئی بھی ہو سُنّی اشعری ہو یا کوئی دوسرا۔ فقیر کا ظن غالب یہ ہے کہ ان مسائل میں اشعری کی غرض چند الزامی جوابات ہیں جن سے مخالف مذہبوں کے جوش کو اُن کے ذریعہ سے توڑنا مقصود ہے نہ اس بات کو ثابت کرنا کہ شریعت میں ایسا اور ایسا ہوتا ہے۔ جب یہ نکتہ اجمالی طور پر مذکور ہو چکا تو جاننا چاہیئے کہ رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے اور احکام شرع سے مکلّف کرنے کا سبب لُطف الٰہی ہے۔ یعنی افراد بنی آدم کا اپنے کمالِ نوعی کو پہنچنا بغیر ان چیزوں کے حاصل نہیں ہوتا۔ اسی رحمت نے

www.kitabghar.org

باعث خلق نوع انسان شدہ است بار دیگر برقع
از روئے خود کشاد و افاضہ شریعتے فرمود کہ
تکمیل افراد بشر نماید و ایشان را بکمال و جمال خویش
رساند ہمان میماند کہ باغبان نہال می نشاند و
تربیت او میکند در اول مرتبہ اثر تربیت او
نشستن تخم است در زمین وجذب کردن او
آب و ہوا را از اطراف وجوانب خود وثانیاً
ہمان تربیت سبب ظہور شاخ و برگ درخت
میشود وثالثاً بعینہ ہمان تربیت موجب وجود
ازہار و ثمار میگردد و نیز آن تربیت اولاً سبب
زیادت اجزاء درخت است وثانیاً بعینہ ہمان
تربیت باعث تازگی اجزاء درخت وظہور
تخاطیط عجیبہ در اوراق و ازہار او میگردد
وہمچنان غذائے کہ مدبر السموات والارض
اولاً سبب زیادت اجزاء طفل ساختہ
است ہمان غذا ثانیاً موجب ظہور جمال وحسن
او و پدید آمدن حرکات وسکنات خاصہ
بنوع او گشتہ است پس تشریع تتمہ تقدیر است
وتکلیف شرع تتمہ تکوین نوع است چون
این نکتہ بخاطر نشست باصل غرض پردازیم
حق جل وعلا در کتاب عظیم مے فرماید ھُوَ
الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی
وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ
وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۔ وقال تعالٰی
وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی
ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ
خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ
بِیْ شَیْئًا ۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی حدیث عدی بن حاتم و ابوذر و

جو نوع انسان کی پیدائش کا باعث ہوئی تھی دوبارہ اپنے
چہرے سے برقع ہٹایا اور ایک ایسی شریعت کا فیضان فرمایا
جو کہ افراد بشر کی تکمیل کرے اور ان کو اپنے کمال اور جمال پر
پہنچا دے۔ اس کی وہی مثال ہے کہ ایک باغبان پودے لگاتا
اور اُن کی تربیت کرتا ہے۔ اُس کی تربیت کے اثر کا پہلا مرتبہ
زمین میں تخم کا جمنا ہوتا ہے۔ پھر اُس کا اپنے اطراف وجوانب سے
پانی اور ہوا کا جذب کرنا۔ دوسرے مرتبہ میں وہی تربیت درخت
کی شاخ اور پتوں کے ظہور کا سبب بنتی ہے۔ تیسرے مرتبہ میں
بعینہ وہی تربیت پھولوں اور پھلوں کے وجود کا سبب بنتی
ہے۔ اور نیز وہ تربیت اوّلاً درخت کے اجزاء کی زیادتی کا سبب
بنتی ہے اور ثانیاً وہی تربیت اجزائے درخت کی تازگی اور پتوں
اور پھولوں میں عجیب رنگا رنگی خطوط کا باعث بنتی ہے۔ اور
اسی طرح جس غذا کو وہ ذات مدبر السمٰوات والارض اوّلاً بچے
کے اجزاء کی زیادتی کا سبب بناتی ہے وہی غذا دوسرے مرتبہ
میں جمال وحسن کے ظہور اور اُن حرکات وسکنات کے پیدا ہونے
کا سبب بنائی جاتی ہے جو اُس کی نوع کے ساتھ خاص ہوتی ہیں
نتیجۃً تشریع تتمہ ہے تقدیر کا اور تکلیف شرع تکوین نوع کا تتمہ
ہوتی ہے۔ جب یہ نکتہ ذہن نشین ہو گیا تو اب ہم اصلی غرض
شروع کرتے ہیں حق تعالیٰ شانہٗ اپنی کتاب عظیم میں فرماتے
ہیں ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الخ (۹: ۳۳) وہ اللہ ایسا ہے کہ
اُس نے اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا
دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اُس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب
کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ اور ارشاد فرماتے
ہیں وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ الخ (۲۴: ۵۵) اور جس دین کو (اللہ
تعالیٰ نے) ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو اُن کے
(نفع آخرت کے) لئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد
اُس کو مبدّل بہ امن کردے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے
رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عدیؓ بن حاتم اور ابوذرؓ اور

www.kitabghar.org

المقداد وغیرہم حتےٰ صار مشہوراً ولیتمّن اللّٰہ ہذا الامر حتےٰ یدخل فی کل بیت من مدر او وبر بعزّ عزیز او ذلّ ذلیل الفاظہم شتےٰ والمعنی المشترک واحد دینِ حق ہمان است کہ ممکّن شد و ہمان است کہ تمام شد و ہمان است کہ شرقاً و غرباً در بیوت وبر و مدر درآمد وشک نیست کہ صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ وذی النورین مسلط شدند بر روی ارض و روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شائع شدہ است و مسائلِ اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ واکثر اہلِ اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ محدثین وچہ فقہاء و قراء وچہ مفسرین وچہ بادشاہانِ روی زمین وبر ساداتِ اہل بیت گاہے خلافت منتظم نشد الا خلافتِ حضرت مرتضیٰؓ فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضیٰؓ در ایام خلافتِ خود چہ دیدہ و چہ کشیدہ و ایام خلافت حضرتِ مرتضیٰؓ بمذہب شیعہ ایام ابتلاء و ایام تقیہ و خوف بودہ است و بعد از چہار سال کہ وے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدارِ بقاء انتقال فرمود بنوامیہ در اخفاء و استیصالِ امر او چہ کوششہا نمودہ اند و بعد از حضرتِ مرتضیٰ ہیچگاہ خلافت بر سیدے مستقر نشد خروج میکردند و در اولِ جمع رجال و نصب قتال

مقدادؓ وغیرہم کی حدیث میں یہاں تک کہ (طرقِ متعددہ کی بنا۔ پر یہ حدیث) مشہور ہوگئی، اور اللہ تعالیٰ اس امر (اسلام) کو ضرور پورا کرے گا یہاں تک کہ یہ (دینِ اسلام) ہر گھر میں داخل ہوجائے گا یہاں تک کہ خواہ وہ گھر مٹی کا بنا ہوا ہو یا بالوں کا (یعنی شہر اور دیہات کے سب گھروں میں) صاحبِ عزت کی عزت کے ساتھ (کہ وہ بخوشی قبول کرکے اپنی عزت باقی رکھے) یا کسی ذلیل ہونے والے کی ذلت کے ساتھ (کہ وہ مغلوبِ اسلام ہوکر ذلت سے زندگی بسر کرے)۔ احادیث کے الفاظ مختلف ہیں مفہوم مشترک سب کا ایک ہے۔ دینِ حق وہی ہے جو ”ممکّن“ (یعنے طاقتور) ہوا اور وہی ہے جو ”پورا“ ہوا۔ اور وہی ہے جو مشرق سے مغرب تک بالوں اور مٹی کے بنے ہوئے گھروں میں داخل ہوا۔ اور اس میں کسی کو شک نہیں ہے کہ صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ اور ذی النورینؓ روئے زمین پر مسلط ہوئے اور انھوں نے روم و فارس کو فتح کیا اور قرآن کو جمع کیا۔ وہی قرآن تمام عالم میں شائع ہوا ہے۔ اور جن مسائل پر ان حضراتؓ کا اجماع ہوا وہ چاروں طرف پھیل گئے۔ اور اکثر اہلِ اسلام نے اہلِ سنت ہی کے مذہب کو اپنا مذہب قرار دیا۔ کیا محدّثین اور کیا فقہاء اور قرّاء اور کیا مفسّرین اور کیا بادشاہانِ روئے زمین۔ اور ساداتِ اہل بیت پر کبھی امر خلافت منتظم نہیں ہوا۔ بجز خلافتِ حضرت مرتضیٰؓ کے فقط اور سب کو معلوم ہے کہ حضرت مرتضیٰؓ نے اپنے ایام خلافت میں کیا دیکھا اور کس قدر مشکلات میں مبتلا رہے۔ اور حضرت مرتضیٰؓ کے ایام خلافت مذہب شیعہ کے (عقائد کے) مطابق ابتلاء کے ایام اور تقیہ اور خوف کے ایام ہوئے ہیں اور چار سال کے بعد جب کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار البقاء کی طرف انتقال فرماگئے تو بنوامیہ نے ان کے امر (خلافت) کے اخفاء اور بیخ کنی میں کس قدر کوششیں کی ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰؓ کے بعد کسی وقت بھی کسی سید پر خلافت نہیں ٹھہری۔ (خلیفہ کے مقابلہ پر) خروج کرتے تھے اور لوگوں کے جمع اور قتال کے قیام کے اول وہلہ میں ہی

www.kitabghar.org

کشتہ میشدند الی ان آذنت الدنیا بصرمہم قائل باین مذہب ہمیشہ مخذول ومطرود بودہ است کما ہو مصرح فی کلامہم حالا انصاف باید داد کہ دین ما ممکّن است یا دین شیعہ ومتمم طریقہ ما است یا طریقہ شیعہ لطف الٰہی بہ بعث پیغامبر علیہ الصلوٰۃ والسلام واشاعت دین او مطلوب بود مذہب اہل سنت را نتیجہ دادہ است یا مذہب شیعہ را افادہ فرمودہ نصب امامی مختفی خائف کہ اصلاً بر عرض مذہب خود علے رؤس الاشہاد قادر نشد لطف الٰہی است یا تسلیط بادشاہی کہ مانند شمس ضحی رابعۃ النہار ظہور فرماید ودین خود را باعلان تقریر کند و شرق وغرب عالم را مسخر حکم خود گرداند مدار این لطف جسیم شیوع دین است در اقطار ارض یا نصب امام مختفی مخذول کہ سبب تأثیم جمیع عالم شود اگر بفرض مدار این بشارات متواترہ صورت اسلام باشد بغیر حقیقت آن لطف نباشد بلکہ تدلیس باشند وارادۂ شر بطوائف بنی آدم۔

سوال اگر گوئی باین دلیل کہ تقریر کردی مدعا وقتے ثابت شود کہ مخالف در معارضہ آں دلیلہاے دیگر تقریر نکند لیکن شیعہ گفتہ اند قال اللہ تعالے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ وحضرت مرتضیؓ از اولوا الارحام آنحضرت بود نہ صدیق اکبرؓ وقال تعالے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الآیہ

قتل کردیتے جاتے تھے یہاں تک کہ دنیا نے ان سے انقطاع کا اعلان کردیا (یعنی ان سے منہ موڑ لیا) اس مذہب کے قائل ہمیشہ رسوا اور ذلیل ہوتے رہے جیسا کہ مصرح ہے شیعوں کے کلام میں۔ اب انصاف کرنا چاہیے کہ ہمارا دین ممکّن (یعنی جماؤ لیے ہوئے) ہے یا شیعوں کا دین، اور مکمل اور پورا کیا ہوا حسب ارشاد لیمکنن) ہمارا طریقہ ہے یا شیعہ کا۔ لطف الٰہی نے جو کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور اُن کے دین کی اشاعت سے مطلوب تھا مذہب اہل سنت کو نتیجہ (تمکین واتمام) دیا ہے یا مذہب شیعہ کو افادہ فرمایا ہے۔ ایسے امام کا نصب کرنا جو چھپا ہوا ہونے والا، ڈرنے والا ہو کہ اپنے مذہب کو لوگوں کے روبرو پیش کرنے پر قادر نہ ہو لطف الٰہی ہے یا ایسے بادشاہ کو تسلط عطا کرنا جو دوپہر کے سورج کی طرح ظہور کرے اور اعلان کے ساتھ اپنے دین کی تقریر کرے اور دنیا کو مشرق سے مغرب تک اپنا فرمانبردار بنالے۔ اس بھاری لطف کی اصل مصلحت زمین کے اطراف میں دین کا شائع ہونا ہے یا ایسے امام کا نصب کرنا جو چھپا ہے اور رسوا ہو جو کہ تمام عالم کے گنہگار بننے کا سبب ہو۔ اگر بالفرض ان بشارات متواترہ کا مدار صرف اسلام کی صورت ہے بغیر حقیقت کے تو وہ لطف نہ ہوگا بلکہ تدلیس ہوگی اور بنی آدم کے گروہوں کے ساتھ (ارادۂ خیر کے بجائے) ارادۂ شر ہوگا۔

سوال اگر تم یہ کہو کہ اس دلیل سے جس کی تم نے تقریر کی ہے مدعا اُس وقت ثابت ہوگا جب کہ مخالف اُس کے معارضہ میں دوسری دلیلیں نہ پیش کرے۔ لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ الخ (۸: ۷۵) اور جو لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے کی رفاقت کے زیادہ حقدار ہیں، اور حضرت مرتضےٰؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اولوا الارحام (یعنی رشتہ دار) تھے نہ کہ صدیق اکبرؓ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (۵۵:۵) تمہارے دوست تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت میں نماز کی پابندی رکھتے ہیں الخ

www.kitabghar.org

وائمۂ تفسیر صریح تصریح بآن کردہ اند کہ اشارت بمرتضٰی است وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم الغدیر مَن کنتُ مولاہ فعلیٌّ مولاہ وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم خرج الیٰ تبوک انتَ منّی بمنزلۃِ ہارونَ من موسےٰ الّا انہ لانبیَّ بعدِی وقال صلے اللہ علیہ وسلم انی تارکٌ فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلّوا من بعدی الحدیث این ہمہ دلالت بر خلافتِ حضرت مرتضٰی مینماید و زادَ صاحبُ الاساس من الزیدیۃ حدیث الحسنُ والحسینُ اِمامانِ قاما او قعدا و ابوہما خیرٌ منہما۔

جواب گوئیم ظاہر بجانبِ ما است زیرا کہ متصل وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این عزیزان متصدّی امر خلافت شدند و جمہور اصحاب احکامِ خلافتِ ایشان را قبول نمودند و آثارِ جمیلہ بر خلافت آن بزرگواران مترتب گشت و مخالفے رایتِ خلاف نصب نکرد اتفاقِ سوادِ اعظم البتہ برحق می باشد و عدول از حق نیست الّا بعارضِ ہوا یا بعلّت جہل و وجود این ہر دو در سوادِ اعظم بغایت بعید است و آنچہ ایشان کردند ہمہ خیر بود بدلالتِ قرآن و موافقتِ آن محمل اول سکوت قوم رضا و تسلیم است و خصم مدعی خلاف ظاہر است زیرا کہ حاصل مذہب خصم تفسیق یا تکفیر جمیع امتِ مرحومہ است خصوصاً طبقۂ اولےٰ ازایشان و ہیچ چیز شنیع تر ازان نتواند بود و دعوے نص است برائے حضرت مرتضٰیؓ

اور صاف طور پر ائمہ تفسیر نے یہ صراحت کی ہے کہ اس میں اشارہ ہے حضرت مرتضٰیؓ کی طرف۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم الغدیر میں فرمایا ہے۔ مَن کنتُ مولاہ الخ یعنی جس کا میں محبوب ہوں علیؓ بھی اُس کا محبوب ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن آپ تبوک کے لئے نکلے فرمایا (حضرت علیؓ سے) تو میرے لئے اس درجہ میں ہے جیسے ہارونؑ تھے موسےٰؑ کے لئے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے آخر حدیث تک۔ یہ سب چیزیں حضرت مرتضٰیؓ کی خلافت پر دلالت کر رہی ہیں اور صاحب الاساس نے جو (فرقۂ شیعہ) زیدیہ میں سے ہے اس حدیث کا اضافہ کیا کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں امام ہیں خواہ وہ دونوں کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں اور اُن کا باپ اُن دونوں سے بہتر ہے۔

جواب ہم کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث ہماری جانب میں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متصل معزز حضرات (شیخینؓ) امر خلافت میں مشغول ہوئے اور تمام اصحاب نے اُن کی خلافت کے احکام کو قبول کیا اور ان بزرگواروں کی خلافت پر عمدہ آثار بھی مترتب ہوتے اور کسی مخالف نے خلاف کا جھنڈا بلند نہیں کیا۔ سوادِ اعظم کا اتفاق یقیناً حق پر ہوتا ہے۔ اور حق سے رُوگردانی خواہش نفس کے آڑے آجانے سے ہی ہوتی ہے یا جہل علّت سے اور ان دونوں باتوں کا پایا جانا سوادِ اعظم میں بہت بعید ہے اور جو کچھ ان حضرات نے کیا قرآن کی دلالت اور اُس کی موافقت میں سب خیر تھا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قوم کا سکوت رضا اور تسلیم ہے اور دشمن مدعی کا دعوےٰ خلاف ظاہر ہے اس لئے کہ دشمن کے مذہب کا حاصل تمام اُمتِ مرحومہ کی تفسیق یا تکفیر ہے خصوصاً اُمت میں کے طبقۂ اولیٰ کی اور اس سے زیادہ بدترین کوئی چیز نہیں ہوسکتی اور حضرت مرتضٰیؓ کے حق میں نص کا دعویٰ تم

www.kitabghar.org

وہیچکس از صحابہ آن را روایت نہ کرد و نہ خود مرتضیٰ در خطب و محاورات خود ایرادِ آن نمود و نہ از اولادِ او اثباتِ آن ظاہر گردید و حاصل مذہب ایشان امامت است بمعنی حجتِ معصومہ مفترض الطاعت و اگر این معنے ثابت می بود لامحالہ فرقہ از فرقِ اسلامیہ اعتراف بآن میکرد باز میگوئیم علامتِ نوآئیت برین مذہب ہویدا است کہ در اوّلِ ملت نبود بعد ازان شیئاً فشیئاً ظاہر شدن گرفت بر صفتِ خوف و تقیہ و ہرچند زمانِ فترت پیش آمد آن عقیدہ محکم شدن گرفت تا آنکہ کتب و دفاتر پرداختند باز میگوئیم سخافت ادلۂ ایشان پیدا است کہ متشابہات قرآن و سنت را تتبع کردہ تاویل دور از کار اختراع نمودند کہ سیاق و سباق ازان ابا مینماید باز نکتہ بیان کنیم اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بفرض اول امر فرمودہ باشند کلمہ کہ بر خلافتِ حضرتِ مرتضیٰ دلالت دارد بعد ازان متصل وفات خطبہ خواندند در مناقبِ صدیق و امامتِ صلوٰۃ بصدیق تفویض فرمودند پس این متأخر ناسخ حکم پیشین بودہ است یا صرف آن کلام از ظاہر خودش بمعنے دیگر نمودہ اند و اگر ازین مقام نیز تنزل نمائیم گوئیم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعقل است ازانکہ نداند کہ ذکرِ مناقب صدیق اکبرؓ قریب بوفاتِ وی صلے اللہ علیہ وسلم و تفویض منصب امامت صلوٰۃ بصدیق در آخر حال متمسک خلاف مدعا میتواند شد پس میبایست کہ امساک فرماید ازان و الا تدلیس و تلبیس باشد چون امساک نہ فرمود دانستیم کہ

اور اصحاب میں سے کسی نے بھی اس کو روایت نہیں کیا اور نہ خود حضرت مرتضےٰؓ نے اپنے خطبوں یا باہمی مکالمات میں اس کا ذکر فرمایا اور نہ اُن کی اولاد سے کبھی اس امر کا اثبات ظاہر ہوا اور اُن کے مذہب کا حاصل امامت ہے اس معنےٰ میں کہ وہ ایسی حجت ہے جو معصومہ ہے (کہ اس میں خطا کا احتمال نہیں) اور اس کی فرمانبرداری فرض ہے۔ اگر یہ معنے ثابت ہوتے تو لازمی تھا کہ فِرَقِ اسلامیہ میں سے کوئی فرقہ تو اس کا اعتراف کرتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اس مذہب کی اختراعیت کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ اوّلِ ملت (یعنی دورِ اول کے مسلمانوں) میں نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ ظاہر ہونا خوف اور تقیہ کی صفت پر شروع ہوا اور جس قدر صدرِ اوّل سے بُعد ہوتا رہا اس عقیدے نے مستحکم ہونا شروع کیا یہاں تک کہ کتابیں اور دفتر بن گئے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے دلائل کا پھُسپھُسا پن ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے قرآن و حدیث کے متشابہات کو تلاش کر کے ایسی دُور از کار تاویلیں اختراع کیں کہ کلام کا سیاق و سباق جن کا انکار کرتا ہے (تفصیل اس کی مفصل جواب میں آگے آرہی ہے) پھر ہم ایک نکتہ بیان کرتے ہیں کہ اگر بالفرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوّل امر میں کوئی ایسا کلمہ فرمادیا ہو جو حضرت مرتضےٰؓ کی خلافت پر دلالت کرتا ہو اور اس کے بعد متصل وفات کے آپ نے تقریر فرمائی صدیقؓ کے مناقب میں اور نماز کی امامت بھی صدیقؓ کے سپرد فرمائی تو یہ بعد کا عمل ناسخ ہوگا پہلے حکم کا یا اُس کلام کو اُس کے ظاہر (متبادر) معنے سے پھیرنا ہوگا۔ اگر ہم اس مقام سے بھی نیچے اُتر آئیں تو ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عقل اس سے بالاتر ہے کہ وہ یہ نہ خیال فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب صدیق اکبرؓ کے مناقب کا بیان کرنا اور منصب امامت نماز اُن کے سپرد کرنا آخر حال میں خلاف مدعا دلیل بن سکتی ہے تو آپ کو چاہیئے تھا کہ آپؐ اس سے رُکیں ورنہ تدلیس اور تلبیس ہو جائے گی۔ لیکن جب آپ اس سے نہیں رُکے تو ہم جان گئے کہ

www.kitabghar.org

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف مرتضیٰ نبود باز نکتہ دیگر میگوئیم در قرآن عظیم ذکر استخلاف مرتضیٰ بصریح لفظ واقع نہ شدہ است ونہ در حدیث مشہور وارد شدہ باعتراف موافق و مخالف باقی ماند اشارۂ خفیہ کتاب و حدیث مشہور یا صریح خبر واحد کہ مخالف بروایت آن متفرد است ہرچہ اشارہ خفیہ است قولِ سوادِ اعظم بصفتے کہ ذکر کردیم منع آن اشارہ وصرف کلام بغیر آن می تواند کرد باجماع منّا ومن مخالفینا وخبر واحد کہ در مقابلۂ اتفاق کذا وکذا واقع شود غیر مسموع است باجماع منّا ومن مخالفینا باز نکتۂ دیگرے گوئیم بسیارے از ادلّہ صریح نص نیست در استخلاف بلکہ بیان استحقاق شخصے کند استخلاف را وحاصل آن ادلّہ آن است کہ شخص فے نفسہ کامل است وشروط خلافت دروے متوفر اگر اتفاق بران واقع شود آن خلافتِ راشدہ خواہد بود واین نہ عین استخلاف است واین ادلّہ پیش ما موجود است برائے ہر یکے از صدیق و مرتضیٰ ودر مقدمۂ معاملہ آنحضرت ﷺ با خلفاء آنچہ امراء با منتظر الامارۃ مے کنند قولاً و فعلاً ذکر کردیم چون فرمانروائی در خارج برائے شخصے متحقق شد این ادلّہ اثبات خلافتِ راشدہ او خواہند کرد زیرا کہ خلافتِ راشدہ دو جزو دارد یکے فرمانروائی و آن بالحس معلوم خواہد بود و دیگر اہلیت فرمان روائی باوصافیکہ خدای تعالےٰ در استعدادِ این شخص

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض حضرت مرتضےٰ رض کو خلیفہ قرار دینا نہیں تھی۔ پھر ہم ایک دوسرا نکتہ ذکر کرتے ہیں کہ قرآنِ عظیم میں مرتضےٰ رض کے خلیفہ قرار دینے کا ذکر صریح لفظ کے ساتھ واقع نہیں ہوا اور نہ حدیث مشہور میں وارد ہوا۔ موافق اور مخالف سب کو اس کا اعتراف ہے۔ باقی رہا کتاب وحدیث مشہور میں کوئی اشارۂ خفیہ یا صریح خبرِ واحد کہ جس کی روایت میں مخالف متفرد (یعنی تنہا) ہے۔ تو جو کچھ اشارہ خفیہ ہے سوادِ اعظم کا قول جس صفت کے ساتھ ہم ذکر کر چکے ہیں وہ اس اشارے کو منع (یعنی منسوخ) بھی کر سکتا ہے اور کلام کا رخ دوسرے معنے کی طرف بھی پھیر سکتا ہے اس پر ہمارا اور ہمارے مخالفین کا اجماع ہے۔ اور خبرِ واحد جو ایسے اور ایسے اتفاق کے مقابلہ میں واقع ہو (جس کی مفصل کیفیت تحریر کی جا چکی ہے) غیر مسموع ہے اس پر بھی ہمارا اور ہمارے مخالفین کا اجماع ہے پھر ہم ایک اور نکتہ بیان کرتے ہیں کہ صریح دلائل میں سے بہت دلیلیں استخلاف کے بارے میں نص نہیں ہیں بلکہ کسی شخص کے استحقاقِ استخلاف کا بیان کرتی ہیں۔ اُن ادلّہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص فی نفسہٖ کامل ہے اور خلافت کی شرطیں اُس میں پوری موجود ہیں اگر اس پر اتفاق واقع ہو جائے تو وہ خلیفۂ راشد ہو گا۔ اور یہ بات عینِ استخلاف نہیں ہے اور اس قسم کی دلیلیں ہمارے سامنے صدیق رض اور مرتضےٰ رض دونوں کے لئے موجود ہیں۔ اور مقدمہ میں ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس معاملہ کا جو خلفاء رض کے ساتھ آپ اس قسم کا کرتے تھے جو امراء اپنے (ولی عہد) منتظر الامارت کے ساتھ کرتے ہیں قولاً اور فعلاً ذکر کر چکے ہیں۔ جب ایسے ایک شخص کے لئے خارج میں فرمانروائی متحقق ہو گئی تو یہ ادلّہ اس کی خلافتِ راشدہ کا اثبات کریں گی۔ کیونکہ خلافتِ راشدہ کے دو جزو ہیں۔ ایک فرمانروائی اور وہ (حسّی امر ہے) جس سے معلوم ہو جائے گا۔ اور دوسرا جزو فرمانروائی کی اہلیت ان اوصاف کے ساتھ جن کو حق تعالےٰ نے اس شخص کی استعداد میں

ودیعت نہادہ است و آن ہمین نصوص معلوم خواہد شد و چون فرمانروائی در شخصے متحقق نشد این ادلہ برکمال شخص فی نفسہ دلالت خواہند کرد نہ برایجاب خلافت او پس این ادلہ خالی از غرض مستدل خواہد بود بالجملہ این مقالہ بمنزلۂ نقض اجمالی است ادلہ مخالف را و تنبیہ مجلے است بر طریق تفصیے از اشکالات ایشان الحال متوجہ جواب تفصیلی می شویم قولہ تعالیٰ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اگر انصاف را کار فرمائیم و نظر بسیاق و سباق آیہ بر گماریم کالشمس فی رابعۃ النہار معلوم خواہد شد کہ خدائے تعالیٰ درین آیات فضائل مہاجرین و انصار بیان می فرماید و چون ہمہ در مرتبۂ علیا از امت واقع اند امر می نماید بتواصل بایک دیگر مانند آنکہ یک قبیلہ بایک دیگر میکنند در تاکد عیادت مریض و شہود جنازہ وغیر آن و این منزلت را از غیر ایشان بآن سلب میفرماید وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا الآیہ الا در یک حکم کہ اگر استنصار کنند از عامہ مسلمین بر کفار لازم است نصر ایشان اگر این نصر در میان نیاید فتنۂ عظیم برخیزد کہ غلبۂ کفار بر مسلمین است و استیصال مسلمین را آسا بعد ازین میفرماید و اولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ یعنی وجوب تواصل بین المہاجرین والانصار ناسخ تواصل ارحام

ودیعت رکھا ہے اور وہ انھیں نصوص سے معلوم ہوگا اور جب فرمانروائی کسی شخص میں متحقق نہ ہوگی تو یہ دلائل اُس شخص کے فی نفسہٖ کمال پر دلالت کریں گی نہ اُس کی خلافت کے ایجاب پر تو اس قسم کی ادلّہ سے استدلال کرنے والے کی غرض (جو کہ ایجاب خلافت ہے) پوری نہ ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ مقالہ (جو سپرد قرطاس کیا گیا ہے) ادلّہ مخالف کے مقابلہ پر نقضِ اجمالی کے مرتبہ میں ہے اور ایک تنبیہ مجمل ہے اُن کے اشکالات سے خلاصی کی رہ نمائی کے لئے۔ اب ہم جوابِ تفصیلی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ میں اگر ہم انصاف کو کام میں لائیں اور آیت کے سیاق اور سباق کو پیش نظر رکھیں تو دوپہر کے سورج کی طرح واضح طور پر معلوم ہو جائیگا کہ خدا تعالیٰ ان آیات میں مہاجرین اور انصار کے فضائل بیان فرما رہے ہیں اور چونکہ سب حضرات اُمت کے اُونچے مرتبہ میں واقع ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ اچھے میل ملاپ کا حکم دے رہے ہیں جیسا کہ ایک قبیلہ کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رکھتے ہیں عیادتِ بیمار اور جنازے میں شرکت وغیرہ کی پابندی کرنے میں۔ اور اس مرتبہ تواصل یعنی اس قدر میل ملاپ کو غیر مہاجرین و انصار سے لزوم کو سلب فرما رہے ہیں اس ارشاد سے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا الخ (۸:۷۲)

اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا اُن سے رفاقت کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں الخ؛ مگر ایک حکم میں کہ اگر عام مسلمانوں میں سے کفار کے مقابلہ پر مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرنا لازم ہے اگر یہ مدد نہ کی جائیگی تو ایک فتنۂ عظیم اُٹھ کھڑا ہوگا کہ کفار کا غلبہ مسلمانوں پر ہو جائے اور سرے سے مسلمانوں کی بربادی واقع ہو جائے۔ اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ الخ یعنے مہاجرین و انصار کے درمیان تواصل یعنی میل ملاپ کا وجوب تواصلِ ارحام (یعنی قرابت کے تعلق سے میل ملاپ)

نیست نگفتیم کہ تواصل ارحام بگذارید و تواصل
مہاجرین و انصار پیش گیرید بلکہ لزوم وصل
ارحام برطور خود است محکم غیر منسوخ و تواصل
بین المہاجرین والانصار مزاحمت آن نمارد وہر دو
واجب اند وہر دو مطلوب پس سیاق و سباق
دلالت می کند کہ مراد از اُولٰی ببعضٍ صلۂ
رحم است نہ توارث وجمعی کہ توارث فہمیدہ اند
آیہ را از سیاق وسباق منقطع ساختہ اند پس
درین آیت مخالف را اصلاً جائی ناخن زدن
نیست لیکن زیغ وہوا ایشان را بر تاویل
باطل حمل کرد گفتند الآیۃ عامۃ فی الامور
کلہا بصحۃ الاستثناء ومنہا الامامۃ وعلیؓ
من اُولی الارحام دون ابی بکر فہو اَولٰی
بخلافۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وعجب است کہ از اہل عقل این کلام صادر
شود زیرا کہ غایۃ الامر آنست کہ مطلق باشد و
پرسیدہ شود اُولٰی کذا ام فی کذا چنانکہ گوئیم
زید مقدم است بر عمرو وسوال متوجہ شود کہ در
علم یا در نسب یا در شجاعت الی غیر ذلک پس
یا با علامت اطلاق است یا نہ اول مطلق است
وثانی مقید مطلق را حوالہ بر قرائن می کنند یا قید
را صریحاً ذکر می نمایند وصحت استثناء بر آن
دلالت نمی کند زیرا کہ اگر استثناء باشد مثلاً
گوئیم اَولٰی اِلّا فی کذا آنجا تقدیر مستثنیٰ منہ خواہیم
کرد بقرینۂ مستثنیٰ مانند قرأت الا یوم الجمعۃ
معناہ قرأت کل یوم الا یوم الجمعۃ
ولو قلت قرأت

کا ناسخ نہیں۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ تواصل ارحام (رشتہ داری کا میل ملاپ) چھوڑ دو اور مہاجرین وانصار کا تواصل اختیار کر لو بلکہ تعلق قرابت کا لزوم اپنے طور پر حسب سابق محکم ہے۔ منسوخ نہیں ہوا ہے اور مہاجرین وانصار کا مجوزہ تواصل اس کے ساتھ مزاحمت نہیں رکھتا، دونوں واجب ہیں اور دونوں مطلوب ہیں۔ تو ظاہر سیاق وسباق اس پر دلالت کرتا ہے کہ اَولٰی ببعضٍ سے مراد صلۂ رحم ہے نہ توارث۔ جس جماعت نے اس کا مطلب توارث سمجھا ہے انھوں نے آیت کو سیاق اور سباق سے منقطع کر دیا ہے تو اس آیت میں مخالف کو قطعاً ناخن مارنے کی بھی گنجائش نہیں لیکن دلوں کی کجی اور غلبہ ہوائے نفس نے تاویل باطل پر اُبھارا۔ کہتے ہیں کہ آیت عام ہے تمام امور میں استثناء کی صحت کی وجہ سے اور اُن امور میں سے ایک امامت بھی ہے اور اولوا الارحام میں سے علیؓ ہیں نہ کہ ابوبکرؓ، اس لئے وہ اولیٰ بخلافت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے زیادہ حقدار ہیں[1] اور تعجب ہے کہ اہل عقل سے یہ کلام صادر ہو کیونکہ غایت الامر یہ ہے کہ مطلق ہو اور پوچھا جاتے کہ (اولیٰ کس چیز میں ہیں) اس میں ہیں یا اس میں ہیں۔ جیسا کہ ہم کہیں کہ زید مقدم ہے عمرو پر۔ اور پھر سوال پیدا ہو کہ (کس چیز میں مقدم ہے) علم میں؟ یا نسب میں؟ یا شجاعت میں؟ الی غیر ذلک۔ پس (استثناء) علامت اطلاق کے ساتھ ہے یا نہیں۔ پہلا مطلق ہے اور دوسرا مقید۔ مطلق کو قرائن کے حوالے کر دیتے ہیں یا قید کو صریحاً ذکر کرتے ہیں اور صحت استثناء اس پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اگر استثناء ہو گا مثلاً یوں کہیں اولیٰ الا فی کذا وہاں مستثنیٰ منہ کو مقدر کریں گے بقرینہ مستثنیٰ۔ جیسا قرأت الا یوم الجمعۃ (میں نے پڑھا بجز جمعہ کے دن کے) اس کے معنے ہیں قرأت کل یوم الا یوم الجمعۃ کے (یعنی میں نے پڑھا ہر دن میں بجز یوم جمعہ کے) اور اگر تم صرف قرأت

[1] یہاں یہ نکتہ بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ اس معنے کے لحاظ سے حضرت مرتضیٰؓ کے بجائے حضرت عباسؓ حقدار ٹھہرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ جب چچا موجود ہوتا ہے تو اصول وراثت میں بھتیجا محروم ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

کَانَ اِخبارًا عن قرار۔ ۃ تاکذٰلک ہٰذا و اگر این کلام
صحیح باشد لازم آید کہ چون امامی بمیرد امامت
را او لوا الارحام درمیان خود بقسمت نمایند
بمنزلۂ مال ولا قائل بہ۔ و اینجا نکتہ ایست بغایت
ثمین در عالم دو سنت مسلوک بود یکے طریقۂ
انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم کہ توارث در
نبوت نیست حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ از سبط لاوی
مبعوث شدند و حضرت یوشعؑ از سبط بن
یامین باز حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ از سبط یہودا
ہکذا و ہکذا و دیگر طریقۂ ملوک چنانکہ در تواریخ
سلاطین بتواتر معلوم کردہ باشی کہ بادشاہے
می میرد و شخصے از اولادِ او بر سلطنت می نشست
و اگر دیگری بادشاہی میخواست وارث ملک اولاد
را دانستہ بجنگ بر می خاستند و او را دفع می
ساختند مگر آنکہ غالب آید و حینئذٍ دولت از
خاندان بادشاہ اول بیرون می رفت و خلافت
نبوت دو احتمال داشت یکے آنکہ بہ نبوت ملحق
شود و توارث دران جاری نگردد دوم آنکہ
بپادشاہی راجع شود بہ مقتضای طبیعتِ بشر
توارث دران جاری کنند اگر بہ نبوت ملحق
سازند کسی را خلیفہ باید کرد کہ متمم کارہائے
نبوت باشد و اگر از قبیل بادشاہی گیرند نفوس و طبائع
ایشان باقامتِ وارث میل کند چون دیدیم کہ
ہمہ برخلاف سنتِ مستمرہ در ملوک عمل کردند
دانستیم کہ مراد ایشان اقامت سنتِ صالحۂ انبیاء
بود و باین نکتہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ارشاد فرمودہ
است در قصۂ استخلاف معاویہ پسر
خود را حیث قال سُنَّۃ کسریٰ و قیصر
لاسُنَّۃ ابی بکرؓ و عمرؓ و اگر ازین مقام

ہوگئے۔ تو یہ صرف خبر ہوگی کسی بھی قرارت کی اسی طرح یہاں
سمجھ لیجئے۔ اور اگر یہ کلام صحیح ہوگا تو لازم آئے گا کہ جب کوئی
امام مرجاتے تو اولوالارحام امامت کو اپنے درمیان بطور مال
کے تقسیم کرلیا کریں اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اور یہاں
ایک نہایت قیمتی نکتہ ہے۔ دنیا میں دو طریق مروج ہیں ایک طریقہ
انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم کا کہ نبوت میں توارث نہیں ہے۔
حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ لاوی کی اولاد میں سے مبعوث ہوئے
اور حضرت یوشعؑ بن یامین کی اولاد میں سے اور حضرت داؤدؑ
اور سلیمانؑ یہودا کی اولاد میں سے۔ اسی طرح ہر ایک سبط سے
انبیاء ہوتے رہے۔ اور ایک طریقہ بادشاہوں کا جیسا کہ بادشاہوں
کی تاریخوں میں تواتر کے ساتھ تم نے معلوم کیا ہوگا کہ ایک بادشاہ
مرتاہے اور ایک شخص اُس کی اولاد میں سے سلطنت پر بیٹھ جاتا
ہے اور اگر کوئی دوسرا بادشاہی کا خواستگار ہوتا تھا تو وارث
ملک اولاد کو جانتے ہوئے لوگ جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے
اور اُس کو دفع کرتے تھے مگر یہ کہ وہ غالب آجاتے اور اس
حالت میں دولت پہلے بادشاہ کے خاندان میں سے باہر نکل جاتی
اور خلافتِ نبوت میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت کے ساتھ
ملحق ہو اور اس میں توارث جاری نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ بادشاہی
کی طرف راجع ہو اور بمقتضائے طبیعتِ بشر اس میں توارث
جاری کردیں۔ اگر نبوت کے ساتھ ملحق کریں گے تو کسی کو خلیفہ بنانا
چاہیئے جو نبوت کے کاموں کو پورا کرنے والا ہو۔ اور اگر بطور
بادشاہی کے لیں گے تو لوگوں کے نفوس اور طبائع وارث
کے قائم کرنے کی طرف رغبت کریں گی۔ جب ہم نے دیکھا کہ سب
لوگوں نے اُس طریق کے خلاف عمل کیا جو بادشاہوں میں جاری
تھا تو ہم نے جان لیا کہ اُن کی مراد انبیاءؑ کی سنتِ صالحہ کو
قائم کرنا تھا۔ اس نکتہ کی طرف عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ نے اشارہ
فرمایا تھا اس قصہ میں جب معاویہؓ نے اپنے بیٹے کو خلیفہ قرار
دینا چاہا تھا تو انھوں نے کہا تھا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کی سنت
ہے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی سنت نہیں ہے۔ اور اگر ہم اس مقام

تنزل نمائیم گوئیم کہ ترکِ عادت مستمرہ نمودن دلیل است برآنکہ اینجا دلیلے قوی تر یافتند برخلاف عادت مستمرہ با وجود رغبت طبائع دران قولہ تعالیٰ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ الخ سیاق آیت ذکر مرتدین است وجہاد با ایشان و این معنے باتفاق مفسرین درحق صدیق اکبر است قالہ قتادۃ والضحاک والحسن البصری و حوادثے کہ در عالم پیدا شد اَدَلّ دلیل است بران از میان مؤرخین کیست کہ یاد دارد کہ کسی درین مُدّد متطاولہ بوصفِ جمع رجال نصب قتال با مرتدین نمودہ باشد سوائے صدیق اکبر و لفظ اِنَّمَا در کلام عرب برائے دلیلِ جملہ سابقہ و تحقیق و تثبیت او مے آید یعنی اے مسلمانان از ارتداد عرب و جموع متجمعۃ ایشان چرا می ترسید غیر ازین نیست کہ کارسازِ شما در حقیقت خدا است کہ الہام مے کند و تدبیر امور بآن الہام مے فرماید و رسول او کہ سررشتہ ترغیب بر جہاد او در عالم آوردہ است و بدعائے خیر دستگیر اُمت خود است و در ظاہر محققین اہلِ ایمان کہ باقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ بوصف نیایش و خشوع متصف اند و اہلیت تحمل داعیۃ الٰہیّہ دارند و خدائے تعالےٰ بردست ایشان اتمام اصلاح عالم مے فرماید پس اِنَّمَا وَلِیُّکُمْ بشہادت سیاق و سباق نازل است درباب صدیق اکبر و تعریض است باو و متابعانِ او و اگر بعموم صیغہ متمسک شویم جمیع محققین را شامل است و لہٰذا

تنزل کریں تو کہیں گے کہ عادتِ مستمرہ کا ترک کرنا دلیل ہے اس بات پر کہ ان کو کوئی ایسی دلیل مل گئی جو عادتِ مستمرہ کے خلاف اور اس سے زیادہ قوی ہے۔ باوجودیکہ اس کی طرف طبیعتیں رغبت رکھتی تھیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ (المائدہ ۵: ۵۵۔ جس کو شیعہ نے حضرت مرتضےٰ کے حق میں بیان کیا) اس آیت کا سیاق مرتدین کا ذکر اور اُن کے ساتھ جہاد ہے اور یہ معنے باتفاق مفسرین حضرت صدیق اکبرؓ کے حق میں ہیں۔ اس کے قائل ہیں قتادہؒ اور ضحاکؒ اور حسن بصریؒ اور سب سے بڑی دلیل اس پر وہ حوادث ہیں جو کہ عالم میں پیدا ہوتے تھے۔ مؤرخین میں سے کون ہے جو یہ یاد رکھتا ہے کہ اس لمبی اور دراز مدت میں صدیق اکبرؓ کے سوا کوئی اور بھی تھا جو یہ وصف رکھتا تھا کہ اس نے لوگوں کو جمع کر کے مرتدین کے ساتھ قتال کیا۔ اور لفظ اِنَّمَا کلام عرب میں جملۂ سابقہ کی دلیل اور اس کی تحقیق و تثبیت کے لئے آتا ہے۔ معنے یہ ہوتے کہ اے مسلمانو! عرب کے ارتداد اور ان کے اجتماع سے تم کیوں ڈرتے ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہارا کارساز درحقیقت خدا ہے جو کہ الہام کرتا ہے اور الہام کے ذریعہ سے تدبیرِ امور فرماتا ہے اور اس کا رسول کہ جہاد پر ترغیب کا سلسلہ عالم میں اسی کی ذات سے وابستہ ہے اور وہ دعائے خیر سے اپنی اُمت کی مدد کرتا ہے اور ظاہر (اسباب کے درجہ) میں محققین اہلِ ایمان ہیں جو کہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ اور اس کی حمد و ثنا کرنے کے اوصاف اور خشوع سے متصف ہیں اور داعیہ الٰہیہ کے تحمل کی اہلیت رکھتے ہیں اور خدا تعالےٰ ان کے ہاتھ پر اصلاحِ عالم کی تکمیل فرماتا ہے۔ الحاصل آیتِ مذکورہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمْ سیاق و سباق کی شہادت سے صدیق اکبرؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اُن کی اور اُن کے متابعین کی طرف تعریض کرتی ہے۔ اور اگر صیغہ کے عموم سے ہم دلیل پکڑیں تو تمام محققین کو (یعنے ان سب کو جن سے اس سلسلہ میں مساعی متحقق ہوتیں) شامل ہے۔ اور اسی بناء پر

www.kitabghar.org

قال ابو جعفر محمد بن علی الباقر حین قیل لہٗ انہا نزلت فی علیؓ قال ہو من المؤمنین اخرجہ البغوی وقال جابر بن عبداللہ نزلت فی عبداللہ ابن سلام لما ہجرہ قومہ حالا ترویج این مبتدعان را تماشا کن کہ این سیاق وسباق را گذاشتہ درپئے ترویج ہوائی باطل خود افتادہ اند قال الزیدی فی الاساس المعنی بقولہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا علیؓ وحدہٗ لتوقع التواتر بذلک من المفسرین واہل التواریخ ورد بلفظ الجمع من باب اطلاق العام علی الخاص ونظیرہٗ قولہ تعالیٰ هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ والمعنی بہا ابن ابیٍّ وحدہٗ اما تواتری کہ آن تفوّہ می کند ممنوع است معنی تواتر آن است کہ جماعۃ عظیمہ کہ تواطؤ ایشان عادۃً برکذب ممتنع باشد بحس ادراک کردہ باشند چیزے را وخبر دہند از آن ادراک خویش اینجا حس غیر سمع از صادق مصدوق نمی تواند بود ہیچ حدیث مرفوع ثابت نیست چہ جای تواتر واگر بمسامحہ از لفظ تواتر اتفاق ارادہ کردہ شود آن در حیز منع است لما مرّ عن جابر والباقر بلکہ این تاویل امریست مختلف فیہ تامل می باید کرد وران اگر بر قاعدہ باشد اخذ کنیم واگر خلاف قاعدہ است رد نمائیم باز میگوئیم کدام ضرورت پیش آمدہ کہ از لفظ عام معنی خاص ارادہ میباید کرد بتخصیص آنکہ از لفظ جمع مفرد را مراد باید گرفت این قسم تاویل بعید را قرینہ قویہ ے باید و آن قرینہ کجا است آنچہ ظن فقیر کار می کند آن است کہ بعض

ابو جعفر محمد بن علی الباقر نے جب کہ ان سے کہا گیا کہ یہ آیت علیؓ کے بارے میں نازل ہوئی فرمایا کہ وہ بھی اُن مؤمنین میں سے ہیں۔ اخذ کیا اس کو بغوی نے اور جابر بن عبداللہ کا یہ قول ہے کہ یہ عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی جب کہ اُن کو اُن کی قوم نے چھوڑ دیا تھا۔ اب مبتدعین کی کج روی کا تماشا دیکھو کہ اس سیاق وسباق کو چھوڑ کر اپنی ہوائے باطل کی ترویج کے کس طرح پیچھے پڑے ہیں۔ زیدی نے اساس میں کہا کہ قول باری تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے تنہا علیؓ مراد ہیں کیونکہ اس پر مفسرین واہل تواریخ کا تواتر واقع ہوا ہے۔ صیغۂ جمع سے آیت کا ورود ہوا۔ یہ اطلاق العام علی الخاص کی قسم میں سے ہے اور اس کی نظیر یہ ارشاد ہے هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ الخ (۶۳ : ۷) یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (جمع) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو؛ اور مراد اس سے تنہا ابن اُبیّ ہے۔ (ہم کہتے ہیں کہ) یہ شخص جس تواتر کو منہ سے نکال رہا ہے وہ یہاں نہیں ہو سکتا۔ تواتر کے معنے یہ ہیں کہ ایک جماعت عظیم کہ اتنے لوگوں کا عادۃً کذب پر جمع ہونا محال ہو وہ کسی چیز کو حس سے ادراک کریں اور اُس اپنے ادراک کی خبر دیں۔ یہاں پر حس کوئی نہیں ہو سکتی بجز "سمع" کے صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع بھی ثابت نہیں تواتر تو کہاں سے آجائے گا۔ اور (تواتر کے یہ اصطلاحی معنے مراد نہ لئے جائیں) بطور مسامحت لفظ تواتر بول کر "اتفاق" مراد لیا جائے تو یہ بھی منع ہی کی حد میں داخل ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ اور باقرؒ سے روایت گزر چکی ہے۔ بلکہ یہ تاویل خود ایک امر مختلف فیہ ہے اس میں تامل کرنا چاہیئے۔ اگر قاعدے کے مطابق ہو تو ہم لے لیں اور خلاف قاعدہ ہو تو رد کریں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ کونسی ضرورت پیش آئی کہ لفظ عام سے معنے خاص مراد لینے چاہئیں بالخصوص جب کہ لفظ جمع کو مفرد مراد لینا ہو تو اس قسم کی تاویل بعید کے لئے قرینہ قویہ ہونا چاہیئے اور ایسا قرینہ کہاں ہے۔ فقیر کا ظن جو کچھ کام کر سکا ہے وہ یہ ہے کہ بعض

www.kitabghar.org

مردم بطریق تعریض حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ را ازین لفظ فہمیدہ باشند و تعریض امر جدائی است غیر تخصیص عام اینجا عام بر معنے عموم خود باقی است معہٰذا قرائن دلالت مینمایند بر دخول فردِ واحد در عام بلکہ بر آنکہ سَوق کلام برائی او بودٗ است چنانکہ در فصل تعریضات بسط نمودیم لیکن این شخص بسببِ قلّتِ معلوماتِ خود بآن معنے آشنا نیست بر تخصیص فرد ومی آرد باز می گوئیم کہ اینجا تعریض وقتے راست باید کہ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ حال واقع شود از يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ تنہا و آن قصۂ مخترعہ کرراز مرتضےٰ واقع شدٗ و کلاہما ممنوعان بسہ وجہ یکے آنکہ وَ ہُمْ رَاكِعُوْنَ حال واقع شدہ بعد دو جملہ متناسقہ داخلہ در حیّز صلہ و مبتنی بہ ضمیر جمع کہ فاعل آن ہر دو است پس ظاہر آن است کہ از ہر دو جملہ حال واقع شدہ باشد و حینئذٍ معنے مربوط نگردد کہ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ ہُمْ رَاكِعُوْنَ بخلاف آنکہ گوئیم وَ ہُمْ خَاشِعُوْنَ لِلّٰهِ فِیْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ یا گوئیم يقيمونَ الصَّلٰوةَ المفروضةَ و يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ المكتوبةَ و ہُم راكعونَ مُواظِبون علے النوافل دوم آنکہ يُؤتون صیغہ مضارع است دلالت مے کند بر استمرار تجدّدی پس اگر مقیّد شود بحال مے باید کہ چندین دفعہ ایتاءِ زکوٰۃ در حینِ رکوع بعمل آمدہ باشد و یک بار کفایت نمے کند و لا قائل بہ سیوم آنکہ توجیہے کہ ما اختیار کردیم آدخل است

لوگ بطریق تعریض اس لفظ سے حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو سمجھے ہوں اور تعریض ایک جُدا امر ہے تخصیص عام سے۔ اس جگہ عام اپنے عموم پر باقی رہتا ہے اس کے باوجود قرائن دلالت کرتے ہیں عام میں صرف فرد واحد کے داخل ہونے پر بلکہ اس بات پر کہ بات کا یہ اندازِ بیان اُسی کے لئے تھا جیسا کہ تعریضات کی فصل میں ہم نے مفصل لکھا ہے۔ لیکن یہ شخص اپنی قلّت معلومات کے سبب اس معنے کا آشنا نہیں ہے اس لئے تخصیص پر محمول کر رہا ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ یہاں تعریض اُس وقت صادق آئیگی جب کہ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ حال واقع ہو تنہا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ سے اور وہ قصۂ مخترعہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے مکرر واقع ہوا ہو اور دونوں باتیں ممنوع ہیں تین وجہ سے ایک یہ کہ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ حال واقع ہوا ہے بعد ایسے دو جملوں کے جو ایک ہی نسق پر ارشاد ہوئے (یعنی یقیمون الصلوٰۃ اور یؤتون الزکوٰۃ) جو صلہ (الذین) کے احاطہ میں داخل ہیں اور جو مبتنی ہیں ضمیر جمع پر جو کہ اُن دونوں کی فاعل ہے تو ظاہر یہ ہے کہ دونوں جملہ سے حال واقع ہوا ہو اور اس صورت میں معنے مربوط نہیں ہوتے کہ یہ صورت ہوگی کہ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ بخلاف اس کے کہ یوں کہا جائے کہ وَهُمْ خٰشِعُوْنَ لِلّٰهِ فِي اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ (اللہ کے لئے عاجزی کرنے والے ہیں نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے میں) یا یوں کہیں يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وهم راكعون مواظبون على النوافل (فرض نمازیں قائم رکھتے ہیں اور فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں دراں حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں یعنی نوافل پر مواظبت رکھنے والے ہیں)۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ يُؤْتُوْنَ صیغہ مضارع ہے جو دلالت کرتا ہے استمرار تجدّدی پر، تو اگر یہ حال سے مقید ہوگا تو چاہیئے کہ بار بار زکوٰۃ دینا رکوع کے وقت عمل میں آیا ہو اور ایک بار کا عمل (استمرار تجدّدی کے لئے) کافی نہیں ہوتا۔ اور کوئی اس کا قائل نہیں۔ (ممنوع ہونے کی) تیسری وجہ یہ ہے کہ جو توجیہ ہم نے اختیار کی ہے وہ تہذیب نفس میں بڑا دخل

www.kitabghar.org

درتہذیب نفس واوفق است بکتاب وسنت زیراکہ خشوع دروقتِ صلوٰۃ وصدقہ مطلوب شرعی است وہزاران دلیل شرعی برطلب آن دلالت مینماید وہمچنان اقامت برفرائض یامواظبت برنوافل ممدوح است درشریعت و مدار افضلیت واکملیتِ افرادِ بشر واقع شدہ بخلاف صدقہ دادن دروقتِ رکوع کہ ہیچ مناسبت با مقاصد شرعیہ پیدا نمی کند الاّ آنکہ فی الجملہ دلالت دارد بر مسارعت در صدقات وحینئذٍ حُسنِ عبارت آن باشد کہ گویند وہم یُسارِعون فی الصَّدقۃِ خصوصیتِ رکوع را دخلے نیست کہ مدح دائر گردد بران باز اگر تسلیم نمائیم کہ آیت نازل شدہ است درشان حضرت مرتضےٰ غایت دلالت آن است کہ حضرت مرتضےٰ ناصرِ مسلمین است والامر کذلک زیراکہ خدای تعالیٰ مرتضےٰ را در مشاہد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم توفیق عظیم کرامت فرمود تا امور عجیبہ ازوے بظہور آمد مثل مبارزت در روز بدر وجنگ اُحد وقتل عمرو بن عبدود در غزوۂ خندق وفتح حصن در وقعہ خیبر الیٰ غیر ذٰلک واین نصیر مسلمین بود خلافت از کجا مفہوم شد واگر شیعہ گویند ولی بمعنی متصرف است در امور مانند ولیِ مرأۃ در نکاح وولیِ صبی در معاملاتِ او وضمیرِ خطاب برای اُمّت است وولیِ اُمت نمی باشد مگر امام جواب گوئیم اوّلاً بنقضِ اجمالی اگر این آیت دال است برامامت او فی الحال پس درحالِ حیاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امام باشد ولا قائل بہ واگر معنی وَلَو بعدَ حینٍ فہمیم بر ما ناہض گردد زیراکہ در وقتے

رکھتی ہے اور کتاب وسنت کے ساتھ پوری موافقت رکھتی ہے اس لئے کہ خشوع نماز کے وقت میں اور صدقہ (دونوں) مطلوبِ شرعی ہیں اور ہزاروں دلائل شرعیہ اُن کے مطلوب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اسی طرح فرائض کو قائم رکھنا اور نوافل پر مواظبت شریعت میں ممدوح ہے اور افرادِ بشر کی افضلیت واکملیت کا ان پر مدار واقع ہوا ہے، بخلاف رکوع کے وقت صدقہ دینے کے کہ کوئی مناسبت مقاصد شرعیہ کے ساتھ اس میں واضح نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ صدقات میں مسارعت پر فی الجملہ دلالت رکھے اور اس صورت میں حُسنِ عبارت یہ ہوگی کہ یوں کہیں وہم یُسارِعون فی الصدقۃ۔ خصوصیت رکوع کا اس میں کوئی دخل نہیں کہ مدح اس پر دائر ہو۔ پھر اگر ہم تسلیم کرلیں کہ آیت حضرت مرتضےٰؓ کی شان میں نازل ہوتی ہے تو زیادہ سے زیادہ دلالت اس بات پر ہوگی کہ حضرت مرتضےٰؓ مسلمانوں کو مدد دینے والے ہیں اور یہ بات حسب واقعہ ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے مرتضےٰؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مواقع قتال میں توفیقِ عظیم عطا فرمائی تھی یہاں تک کہ اُن سے اُمورِ عجیبہ کا ظہور ہوا جیساکہ روزِ بدر اور جنگِ اُحد میں آپ کا مقابلہ کرنا اور عمرو بن عبدود کو قتل کرنا اور غزوۂ خندق میں اور واقعہ خیبر میں قلعہ کا فتح کرنا اور اس طرح کے بہت واقعات ہیں اور یہ نصر مسلمین (یعنی مسلمانوں کی مدد) تھی، خلافت کہاں سے مفہوم ہوگئی۔ اور اگر شیعہ یہ کہیں کہ ولی کے معنے امور میں تصرف کرنے والے کے ہیں جیسا عورت کا ولی نکاح کے بارے میں اور لڑکے کا ولی اُس کے معاملات کے بارے میں، اور ضمیر خطاب کی اُمت کے واسطے ہے اور اُمت کا ولی صرف امام ہی ہوتا ہے۔ تو ہم جواب دیں گے اوّلاً بنقضِ اجمالی اگر یہ آیت حضرت مرتضےٰؓ کی امامت فی الحال پر دلالت کرنے والی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی حالت میں بھی امام ہوں گے اور اس کا کوئی قائل نہیں۔ اور اگر اس کے معنے وَلَو بعدَ حینٍ سمجھیں (یعنی خلافت کا ظہور ہوگا اگرچہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد ہو) تو یہ تو ہماری تائید کرے گی کیونکہ اوقات میں

www.kitabghar.org

از اوقات و ہو وقتُ قیامہٖ بالخلافۃ امام بحق بود وثانیاً بحل ہرجا در قرآن ولایت آمدہ معنے آن نصرت است فی الانفال اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ الآیۃ۔ وفی المائدۃ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ الی غیر ذٰلک خصوصاً درین آیت سیاق وسیاق جہرۃً برمعنے نصرت دلالت مے نماید زیراکہ در اوّل مے فرماید يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ الآیۃ واین اشارت بنصرت است بعد ازان میفرماید وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ و این صریح است در نصرت انصاف بدہ کہ این دلیل فے نفسہٖ دلالت بر وجوب خلافت حضرت مرتضےٰ می نماید یا بعارضِ ہوا دفعاً بالصدر بر مدعاء دُور و درازی فرود آوردہ اند قولہ تعالےٰ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ یعنی الخلافۃ و ابوبکرؓ کان ظالماً لانّہٗ

سے کسی وقت (سے ہم وہ وقت مراد مانتے ہیں) جو آپ کے خلافت پر قیام کا وقت تھا اور آپ امام برحق تھے۔ اور دوسرا تحقیقی قرآن میں جس جگہ لفظ ولایت آیا ہے اُس کے معنے نُصرت (یعنی مدد) لئے گئے ہیں۔ سورۂ انفال میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا الخ (۸:۷۲) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے راستہ میں جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تم کو اُن کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک وہ گھر نہ چھوڑ آئیں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم کو لازم ہے اُن کی مدد کرنی الخ اور سورۂ مائدہ میں ہے لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ الخ (۵:۵۱) اے ایمان والو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں یار و مددگار ہیں ایک دوسرے کے؛ ان کے علاوہ اور بھی ہیں خصوصاً اس آیت میں سیاق وسباق نصرت کے معنے پر صاف صاف دلالت کر رہا ہے کیونکہ اول یہ فرماکر پھر آگے یہ فرماتے ہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ الخ (۵:۵۴) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالےٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردے گا جن سے اللہ تعالےٰ کو محبت ہوگی اور اُن کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہوگی الخ؛ اور یہ نُصرت ہی کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ الخ (۵:۵۶) اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اُس کے رسولؐ سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے؛ اور یہ نُصرت کے معنے میں صریح ہے۔ انصاف کرو کہ یہ دلیل فی نفسہٖ حضرت مرتضےٰؓ کی خلافت کے وجوب پر دلالت کرتی ہے؟ یا ہوائے نفس کی بیماری سے اپنے سینہ کو ہلکا کرنے کے لئے دُور دراز سے کھینچ کر اپنے مدعا پر آیت کو ڈال دیا ہے (زیدی کہتا ہے) قولہٗ تعالےٰ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ (۲:۱۲۴) ارشاد ہوا کہ میرا (یہ) عہدہ (نبوت) خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملے گا؛ یعنی خلافت، اور ابوبکرؓ ظالم تھا کیونکہ

www.kitabghar.org

کان کافراً فی اوّلِ عمرہ حتے بُعِثَ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ودعاہ الے الاسلام اصل قِصّہ آنست کہ خدای تعالےٰ خطاب فرمود بحضرت ابراہیم علیہ صلوات اللہ وسلامہٗ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ اگرچہ معنی امام پیشوا است نبی باشد یا خلیفہ یا عالم مُقتدا لیکن مُراد درینجا نبی است بلاشک پس معنے کلام این است کہ خدای تبارک و تعالےٰ حضرت ابراہیمؑ را نبی ساخت برائے مردمان ومبعوث گردانید او را بسوے مردمان و وے صلوات اللہ علیہ سوال نمود کہ بار خدایا از ذریت من جمعے را انبیاء گردان حق سبحانہٗ فرمود نہ رسد وحی من یا نبوتِ من ظالمان را ودرحکایت این ماجرا رد است بر مشرکانِ عرب بابلغ وجوہ کہ میگفتند لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ۝ چون معنی آیت دانستہ شد میگوئیم اینجا اصلا ذکر خلافت نیست و مدلولِ آیت با مسئلہ ما مساسے ندارد وذکر نبوت و وحی است و علی التسلیم لفظ ظالم حقیقۃً بر شخصے منطلق است کہ در وقت وقوعِ مضمون جملہ ظالم باشد نہ بر شخصے کہ در زمانے کہ قبل او است یا بعد او ست ظالم بود اطلاقِ عصیر بر خمر یا خمر بر عصیر مجاز است بالاتفاق وابوبکر صدیق در وقتِ نیلِ خلافت ظالم نبود قولہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اصل قِصّہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ شد بغزوۂ تبوک

وہ اوّل عمر میں کافر تھا یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اُن کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ اصل قصّہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو خطاب فرمایا اِنِّیْ جَاعِلُكَ الخ (۲:۱۲۴) کہ میں تم کو لوگوں کا مقتدا بناؤنگا اور اُنھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو (نبوت دیجئے) ارشاد ہوا کہ میرا یہ عہد (نبوت) خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملے گا۔ اگرچہ امام کے معنے پیشوا ہیں نبی ہو یا خلیفہ یا عالم مقتدا۔ لیکن بغیر کسی شک کے یہاں نبی مراد ہے تو کلام کے معنے یہ ہیں کہ خدائے تبارک تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو لوگوں کے لئے نبی بنایا اور ان کو لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور آپ نے صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ سوال کیا کہ خدایا میری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو انبیاء بنائیے۔ حق سبحانہٗ نے فرمایا کہ میری وحی یا میری نبوت ظالموں کو نہیں پہنچے گی۔ اور اس ماجرا کے بیان کا مقصد مشرکین عرب کے اس قول کا ابلغ طور پر رد کرنا مقصود ہے جو وہ کہتے تھے لَوْلَا نُزِّلَ الخ (۴۳:۳۱) اور کہنے لگے کہ یہ قرآن (اگر کلام الٰہی ہے تو) ان دونوں بستیوں (مکہ وطائف کے رہنے والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ جب آیت کے معنے معلوم ہوگئے تو ہم کہتے ہیں کہ یہاں قطعًا خلافت کا کوئی ذکر نہیں اور آیت کے مدلول نے مسئلہ خلافت کو چھوا بھی نہیں۔ یہاں مقصد نبوت اور وحی کا ذکر ہے۔ اور بنا بر تسلیم ہم کہتے ہیں کہ لفظ ظالم حقیقۃً ایسے شخص پر بولا جاتا ہے جو کہ مضمون جملہ کے واقع ہونے کے وقت ظالم ہو نہ ایسے شخص پر جو کسی زمانہ میں اُس سے پہلے یا بعد میں ظالم ہوا ہو۔ شیرے کا اطلاق خمر پر یا خمر کا شیرے پر بالاتفاق مجاز ہے اور ابوبکر صدیقؓ خلافت ملنے کے وقت ظالم نہیں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ الخ یعنی کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ الخ اصل قصّہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے

www.kitabghar.org

وحضرت مرتضیٰ را در خانہ گذاشت بجہت مصلحت خانہ خود ازین وجہ گونہ ملالے بخاطر حضرت مرتضیٰ بہم رسید کہ وقت جنگ چرا ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نباشد آنحضرتؐ فرمود الا ترضےٰ ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اخرج الترمذی والحاکم من حدیث سعد سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لعلیؓ وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علیؓ یارسول اللہ تخلفنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما ترضے ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لانبوۃ بعدی حاصل آنست کہ حضرت موسیٰؑ در وقت غیبت خود از بنی اسرائیل بسوئے طور حضرت ہارونؑ را خلیفہ ساخت پس حضرت ہارونؑ جمع کرد در میان سہ خصلت از اہل بیت حضرت موسیٰ بود و خلیفہ او بود بعد غیبت وی و نبی بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چون مرتضیٰ را خلیفہ ساخت در غزوۂ تبوک مرتضیٰ تشبہ پیدا کرد بحضرت ہارونؑ در دو خصلت اول خلافت در وقت غیبت و بودن از اہل بیت نہ در خصلت ثالثہ کہ نبوۃ است این معنیٰ با خلافت کبریٰ کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشد ہیچ ربطے ندارد زیراکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در ہر غزوہ شخصے را امیر مدینہ مقرر مے ساخت خلافت کبرے دیگر است وخلافت صغریٰ در وقت غیبت از مدینہ واگر دلالت کند بر آنکہ مرتضیٰ حقیق است بآنکہ تفویض امور باو فرمایند

اور حضرت مرتضیٰؓ کو اپنی خانگی مصلحتوں کی وجہ سے گھر میں چھوڑا اس کی وجہ سے ایک گونہ ملال حضرت مرتضیٰؓ کے دل میں پیدا ہوا کہ جنگ کے وقت وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہوں گے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ۔ اخذ کیا ترمذی اور حاکم نے سعد کی حدیث سے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ علی رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے اور بعض غزوات میں آپ نے اُن کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ دیا تھا تو آپ سے علیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں تو اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ بجز اس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور کی طرف جاتے وقت اپنی غیر حاضری تک بنی اسرائیل پر حضرت ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا تو حضرت ہارونؑ میں تین خوبیاں جمع ہو گئی تھیں (پہلی) یہ کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے اہل بیت میں سے تھے۔ (دوسری) یہ کہ اُن کی عدم موجودگی میں اُن کے خلیفہ ہوئے۔ (تیسری) یہ کہ نبی تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مرتضیٰؓ کو خلیفہ بنایا غزوۂ تبوک میں تو حضرت مرتضیٰؓ نے حضرت ہارونؑ کے ساتھ دو خوبیوں میں مشابہت حاصل کر لی اول (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی) غیبت کے وقت اُن کی خلافت دوسری اہل بیت نبوت میں سے ہونا۔ تیسری خوبی جو نبوت تھی اُس میں مشابہت نہ ہوئی۔ یہ مفہوم خلافت کبریٰ کے ساتھ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہو گی کوئی ربط نہیں رکھتا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر غزوے میں کسی شخص کو امیر مدینہ مقرر کرتے تھے خلافت کبریٰ اور بات ہے اور خلافت صغریٰ مدینہ سے غیر حاضری کے وقت میں اور بات۔ اور اگر (یہ ارشاد نبوی) اس بات پر دلالت کرے کہ مرتضیٰؓ اس بات کے حقدار ہیں کہ امور مہمہ اُن کے سپرد فرمائیں

www.kitabghar.org

این معنے با مذہب ما خلاف ندارد و اگر مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خلافتِ کبرٰے می بود تشبیہ داد بیوشع کہ خلیفہ حضرتِ موسےٰ بعد وفات او بُود نہ بحضرت ہارونؑ زیراکہ حضرت ہارونؑ در وقتِ غیبتِ حضرتِ موسیٰؑ بجانب طور خلیفہ او بود نہ بعد وفات او موتِ حضرت ہارونؑ قبل حضرت موسیٰؑ است بچند سال حالا تعنّت شیعہ باید دید کہ برائے تصحیح این دلیل گفتہ اند ہٰذا یدلّ علٰے ان جمیعَ المنازلِ الثابتۃِ لہارونَ من موسےٰ ثابتۃٌ لعلیٍّ من النبی صلے اللہ علیہ وسلم والّا لَمَا صحَّ الاستثناءُ ومن المنازل الثابتۃ لہارونَ من موسیٰ استحقاقہٗ للقیام مقامہٗ بعد وفاتہٖ لو عاش لانّہٗ لو عزلہٗ کان مُنَفِّرًا وذٰلک غیر جائز علے الانبیاء ونیز گفتہ اند من جملۃ منازل ہارون من موسےٰ انّہٗ کان شریکًا لہٗ فی الرسالۃ ومن لوازمہٖ استحقاقُ الطاعۃِ بعد وفاۃِ موسیٰ لو بقی فوجب ان یُثبتَ ذٰلک لعلیٍّ الّا انّہٗ امتنع الشرکۃُ فی الرسالۃِ فوجب ان یبقٰی مفترضَ الطاعۃِ علے الامّۃِ من غیر رسالۃٍ وھٰذا معنی الامامۃ جواب میگوئیم بمنزلتِ ہارون من موسےٰ نوعے از تشبیہ است و معتبر در تشبیہ اوصاف مشہورہ مذکورہ علے الالسنۃ است نہ اوصاف دُور و دراز بہمان مے ماند کہ شخصے از زیدٌ بمنزلۃِ الاسدِ انیاب و وَبر بفہمد

تو اس خیال کا ہمارے مذہب کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں۔ اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد خلافتِ کبرٰے ہوتی تو آپ حضرت یوشع علیہ السّلام کے ساتھ تشبیہ دیتے جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے خلیفہ ہوئے اُن کی وفات کے بعد، حضرت ہارونؑ سے تشبیہ نہ دیتے کیونکہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کی بجانب طور غیبت کے وقت میں اُن کے خلیفہ ہوتے تھے نہ اُن کی وفات کے بعد حضرت ہارونؑ کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے چند سال قبل ہوئی۔ اب شیعوں کی ہٹ دھرمی دیکھنے کے قابل ہے کہ اس دلیل کو صحیح بنانے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ (کلام) دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ تمام منازل (مراتب) جو ہارونؑ کے لئے ثابت ہیں موسیٰؑ کی جانب سے وہ علیؓ کے لئے ثابت ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو استثناء صحیح نہ ہوگا اور اُن منازل میں سے جو ہارونؑ کے لئے موسیٰ علیہ السّلام کی جانب سے ثابت ہیں وہ اُن کا استحقاق ہے موسیٰؑ کی وفات کے بعد ان کا قائم مقام بننے کا اگر زندہ رہیں کیونکہ موسےٰؑ نے اگر ان کو برخاست کر دیا ہوتا تو اُن سے نفرت دلانے والے ہوتے اور انبیاءؑ کے حق میں یہ جائز نہیں ہے۔ اور نیز کہا ہے کہ ان منازل میں سے جو ہارونؑ کے لئے موسیٰ علیہ السّلام کی جانب سے ثابت ہیں ایک یہ ہے کہ وہ ان کے شریک تھے رسالت میں اور اس کے لوازم میں سے ہے استحقاق طاعت کا موسیٰ علیہ السّلام کی وفات کے بعد اگر وہ باقی رہیں تو ضروری ہوا کہ یہ سب اوصاف ثابت کئے جائیں حضرت علیؓ کے لئے بھی سوائے اس کے کہ رسالت میں اُن کی شرکت ممتنع ہوگئی تو واجب ہوا کہ بغیر رسالت کے اُن کو اُمت پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اُن کی اطاعت واجب ہو باقی رکھا جائے اور یہی معنے امامت کے ہیں۔ ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ہارونؑ کے مرتبہ میں ہونا بہ نسبت موسیٰؑ کے تشبیہ کی ایک نوع ہے اور تشبیہ میں وہی اوصاف معتبر ہوتے ہیں جو مشہور ہوتے ہیں اور زبانوں پر اُن کا ذکر آتا رہتا ہے نہ کہ دُور دراز کے اوصاف یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص "زیدٌ بمنزلۃِ الاسد" سے (زید شیر کے مرتبہ میں ہے) زید کے شیر جیسے دانت اور لمبے بال بھی سمجھ لے

www.kitabghar.org

یا شرکت در سبعیت ادراک نماید مشہود از خصال حضرت ہارون ہمان خصال ثلث است ہیچ عاقلے از مثل این کلام معنے استحقاق خلافت بعد وفات نمی تواند فہمید خصوصًا باین علاقہ کہ از عدم استحقاق خلافت عزل لازم می آید و از عزل تنفر خلائق متحقق می شود بلکہ میتوان گفت کہ اگر ہارون بعد موسےٰ زندہ می بود خلیفہ نمی شد بخلافت اصطلاحے زیراکہ خلافت اصطلاحی غیر پیغامبر را لائق است نہ پیغامبر را و میتوان گفت کہ انقطاع کارے کہ بشرط غیبت تفویض نمودہ باشند عزل نیست بلکہ تمامی آن کار است مثل آنکہ گویند فلان کار کردہ بیا و وی کردہ آمد و میتوان گفت استحقاق طاعت در انبیاء بجہت نبوت است چون نبوت را از میان مستثنیٰ ساختند ہرچہ بجہت نبوت باشد آن ہم مستثنیٰ شد و اکثر امت مرتبہ کہ امامت است بمعنے معصوم مفترض الطاعت اثبات نمی کنند بل مفہوم آن محصل نمی شود بنائی کلام بران نہادن چہ قدر از انصاف دور است قولہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم[ع۵] مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اصل قصہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضےٰ را بجانب یمن فرستاد و آنجا درمیان حضرت مرتضےٰ و لشکریان او خشونتی واقع شد چون در حجۃ الوداع بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وے و اصحاب او مشرف شدند لشکریان او پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکایت عرض نمودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند روز توقف فرمود و از حضرت مرتضےٰ حقیقت حال استفسار نمود چون اصل قصہ بخاطر شریف منقح شد

یا سبعیت میں زید کی شرکت کا ادراک کرے حضرت ہارونؑ کی مشہود خوبیوں میں سے وہی تین خوبیاں ہیں (جو ہم نے ذکر کی ہیں) کوئی ذی عقل اس قسم کے کلام سے بعدِ وفات خلافت کے استحقاق کے معنے نہیں سمجھ سکتا خصوصًا اس جوڑ کے لگا دینے کی وجہ سے (جو مضحکہ خیز ہے) کہ خلافت کے عدم استحقاق کی وجہ سے عزل (یعنی خلافت سے معزولی) لازم آتی ہے اور معزولی سے تنفر خلائق متحقق ہوتا ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہارونؑ بعد موسےٰؑ کے زندہ رہتے تو وہ خلافتِ اصطلاحی کے ساتھ خلیفہ نہ ہوتے۔ کیونکہ خلافتِ اصطلاحی غیر پیغمبر کے لئے سزاوار ہے نہ کہ پیغمبر کے لئے اور کہہ سکتے ہیں کہ اس کام کا منقطع (یا ختم) ہوجانا جس کو بشرطِ غیبت سپرد کیا گیا ہو عزل (یعنے اس عہدے سے برخاست کرنا) نہیں ہے بلکہ اس کام کا مکمل ہوجانا ہے جیسا کہ کسی کو کہا جائے کہ فلاں کام کرکے آجاؤ اور وہ کرکے آگیا۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ انبیاءؑ میں استحقاق طاعت نبوت کی جہت سے ہوتا ہے۔ جب نبوت کو درمیان سے مستثنےٰ کردیا تو جو وصف نبوت کی جہت سے آنے والا ہے وہ بھی مستثنیٰ ہوگیا۔ اور امت کی اکثر امامت کے (اس محترمہ) مرتبہ کو یعنی معصوم مفترض الطاعت کو ثابت نہیں کرتی بلکہ اس کا مفہوم حاصل ہوتا ہی نہیں ایسی چیز پہ کلام کی بنیاد رکھنا انصاف سے کس قدر بعید ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یوم غدیر خم میں کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ، اصل قصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضےٰؓ کو یمن کی جانب بھیجا تھا وہاں اُن کے اور اُن کے لشکر والوں کے درمیان کچھ ناگواری واقع ہوگئی۔ جب حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت مرتضےٰؓ اور آپ کے اصحاب حاضری سے مشرف ہوئے تو آپ کے لشکر والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شکایت پیش کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چند روز توقف فرمایا اور حضرت مرتضےٰؓ سے حقیقت حال دریافت کی۔ جب اصل قصہ آپ کے خیال مبارک میں منقح ہوگیا

ع۵ خم خا کے پیش اور میم کی تشدید کے ساتھ ایک موضع ہے کہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر اور اس کے قریب پانی کا ایک چشمہ ہے

www.kitabghar.org

وتعنّتِ لشکریان معلوم گردید دراثنائی رجوع از حجۃ الوداع خطبہ برخواند درامر برعایۃ صلۃ اہلِ بیت ودر آخر خطبہ در بعض روایات مروی است کہ زجر فرمود از خشونت بامُرتضےٰ و اَمر نمود بدوستی او

اخرج مسلم من طریق اسمٰعیل بن ابراہیم عن ابی حبان عن یزید بن حبان قال اِنطلقتُ انا وحُصَین بن سبرۃ وعمر بن مسلم الٰی زید بن ارقم فلما جلسنا الیہ قال لہٗ حُصَین لقد لقِیْتَ یا زید خیرًا کثیرًا رأیتَ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسمعتَ حدیثَہٗ وغزوتَ معَہٗ وصلّیتَ خلفَہٗ لقد لقیتَ یا زید خیرًا کثیرًا حدِّثنا یا زید ما سمعتَ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابن اخی واللہ لقد کَبُرَتْ سِنّی وقدم عہدی ونسیتُ بعضَ الذی کنتُ اَعِیْ من رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فما حدّثتکم فاقبلوا وما لا فلا تُکلِّفونیہ ثم قال قام رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا فینا خطیبًا بماءٍ یُدعی خُمًا بین مکۃ والمدینۃ فحمِدَ اللہَ واَثنیٰ علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد اَلَا یا ایہا الناسُ فانّما اَنَا بشرٌ یوشک ان یاتی رسولُ ربّی فاُجیبُ وانا تارکٌ فیکم ثقلین اوّلہما کتابُ اللہ فیہ الہدیٰ والنورُ فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہٖ فحثّ علٰی کتاب اللہ ورغّب فیہ ثم قال واہلُ بیتی اُذکّرکم اللہَ فی اہلِ بیتی اُذکّرکم اللہَ فی اہلِ بیتی

تو آپؐ کو لشکر والوں کی آپؐ کے ساتھ سرکشی معلوم ہوگئی تو حجۃ الوداع سے واپسی کے دوران میں آپؐ نے اہلِ بیت کے ساتھ حُسنِ سلوک کے بارے میں ایک خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں بعض روایات میں مروی ہے کہ آپؐ نے حضرت مُرتضےٰؓ کے ساتھ تُند کلامی پر لوگوں کو جھڑکا اور اُن کے ساتھ دوستی رکھنے کا حکم دیا۔ اخذ کیا مسلم نے بروایت اسمٰعیل بن ابراہیم از ابی حبان از زید بن حبان، اُنھوں نے بیان کیا کہ میں اور حُصَین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زیدؓ بن ارقم کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو اُن سے حُصَین نے کہا کہ اے زیدؓ آپ کو خیر کثیر نصیب ہوئی کہ آپؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپؐ کا کلام سُنا اور آپؐ کے ساتھ جہاد کیا اور آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی بیشک اے زید آپ کو خیر کثیر نصیب ہوئی۔ اے زید آپ ہم سے کوئی ایسی بات بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی۔ زیدؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجے واللہ میری عمر بڑی ہوگئی اور میرا زمانہ پُرانا ہوگیا اور میں بعض وہ باتیں جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُن کر یاد کی تھیں بھول گیا ہوں تو جو کچھ میں نے تم سے بیان کی ہیں اُن کو قبول کرو اور جو نہیں کہیں اُن پر مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لئے اُس مقام پر کھڑے ہوئے جس کو خُم کہا جاتا ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت کی پھر فرمایا امابعد یادرکھو اے لوگو! میں ایک بشر ہوں وہ وقت قریب ہے کہ میرے ربّ کا قاصد آجائے اور میں اُس کی دعوت قبول کروں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اُن میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تو کتاب اللہ کو پکڑو اور اُس کو سنبھالے رہو تو آپؐ نے کتاب اللہ پر لوگوں کو اُبھارا اور اس کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا اور (دوسری چیز) میرے اہلِ بیت ہیں۔ میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمھیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔ میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمھیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے

www.kitabghar.org

فقال لہ حُصَین ومَن اہلُ بیتہ یا زیدُ الیس
نساؤہ من اہلِ بیتہ قال نساءہ من اہلِ
بیتہ ولکن اہلُ بیتہ من حُرِّمَ الصدقۃ بعدَہ
قال ومَن ہم قال ہم آلُ علیّ وآلُ عقیل
وآلُ جعفر وآلُ عبّاس قال کلّ ہؤلاء
حُرِم الصدقۃ قال نعم و من طریق محمد
ابن فضیل و جریر عن ابی حیان نحو حدیث
اسمٰعیل و من طریق سعید بن مسروق عن
یزید بن حیان نحوہ این قدر خود صحیح
است مذکور در صحیح مسلم در زیادۃ قصۂ
امر ناس بموالاۃ مرتضٰی اینجا مذکور نیست
و اہلِ حدیث دران زیادۃ مختلف اند
طائفہ صحیح دانند و طائفہ غریب
مطلق و میل بندۂ ضعیف بآن است کہ
این زیادۃ نیز صحیح است لیکن نہ
بدرجۂ حدیث مسلم اخرج الحاکم من
طریق سلیمان الاعمش عن حبیب بن
ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن
ارقم قال لما رجع رسولُ اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم
اَمَر بدوحاتٍ فقُمِمنَ قال کانّی قد
دُعیتُ فاَجبتُ انی قد ترکتُ فیکم
الثقلین احدہما اکبرُ من الآخر کتاب اللہ
تعالیٰ و عترتی فانظروا کیف تخلفونی
فیہما فانہما لن یتفرقا حتی یردا
علیّ الحوض ثم قال ان اللہ عزّ
و جلّ مولای و انا ولیّ کلّ
مؤمن ثم اخذ بید علیّ رضی
اللہ عنہ فقال من کنتُ ولیّہ

میرے اہلِ بیت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو) تو اُن سے حُصَین نے
کہا کہ اے زید اہلِ بیتِ نبی کون ہیں۔ کیا آپ کی بیبیاں آپ کی
اہلِ بیت میں سے نہیں۔ زیدؓ بن ارقم نے کہا کہ آپ کی بیبیاں آپ
کے اہلِ بیت میں سے ہیں۔ لیکن (درحقیقت) آپ کے اہلِ بیت وہ
ہیں کہ آپ کے بعد جن پر صدقہ لینا حرام کیا گیا۔ حُصَین نے کہا کہ
وہ کون ہیں؟ زیدؓ نے فرمایا کہ وہ آلِ علیؓ اور آلِ عقیل و آلِ جعفر
اور آلِ عباس ہیں۔ حُصَین نے کہا کہ کیا ان سب پر صدقہ لینا حرام
ہے؟ زیدؓ نے کہا ہاں! اور بروایت محمد بن فضیل اور جریر
از ابی حیان مثل حدیث اسمٰعیل (مذکورہ بالا)۔ اور بروایتِ
سعید بن مسروق از یزید بن حبان۔ اُسی طرح۔ اتنی بات تو
بلاشبہ صحیح ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے اور حضرت مرتضیٰؓ
کی موالاۃ کے قصہ کا اضافہ یہاں مذکور نہیں ہے۔ اور اس اضافہ
کے بارے میں اہلِ حدیث مختلف الرائے ہیں ایک جماعت نے صحیح
قرار دیا اور ایک جماعت نے غریب مطلق۔ اور بندۂ ضعیف کا
رُجحان یہ ہے کہ یہ اضافہ بھی صحیح ہے۔ لیکن حدیث مسلم کے
درجہ میں نہیں۔ اخذ کیا حاکم نے بروایت سلیمان الاعمش از
حبیب بن ابی ثابت از ابی الطفیل از زید بن ارقم۔ کہا جب کہ
واپس ہوتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے
اور اُترے غدیر خم میں، تو آپ نے حکم دیا سیڑھیوں کے متعلق
تو اُن کو صاف کر دیا گیا۔ (جن پر آپ نے مع اصحاب آرام
فرمایا) پھر آپ نے ایک خطبہ دیا جس کے دوران میں) آپ نے
فرمایا گویا کہ میں پُکار لیا گیا ہوں اور جوابِ قبول بھی دے چکا ہوں
مَیں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک
دوسرے سے بڑی ہے۔ کتاب اللہ اور میرے اہلِ بیت۔ تو دیکھو
کہ ان دونوں کے ساتھ میرے بعد تمہیں کیا معاملہ کرنا ہے۔ یہ
دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے
پاس حوض پر وارد ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا بیشک اللہ عزّ و جل
میرا مولا (محبوب) ہے اور میں دوست قریبی ہوں ہر مومن کا پھر
آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا کہ جس کا دوست میں ہوں

www.kitabghar.org

فہذا ولیہ اللہم وال من والاہ و
عاد من عاداہ و ذکر الحدیث بطولہ
و اخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن
کہیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع
زید بن ارقم یقول نزل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بین مکۃ و المدینۃ عند
سمرات خمس درجات عظام فکنس
الناس ما تحت السمرات ثم راح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عشیۃ فصلی ثم قام خطیبا فحمد اللہ
واثنی علیہ و ذکر و وعظ فقال ما شاء
اللہ ان یقول ثم قال ایہا الناس انی
تارک فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموہما
وہما کتاب اللہ و اہل بیتی عترتی ثم
قال أتعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم
ثلاث مرات قالوا نعم فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ
فعلی مولاہ و اخرج الحاکم عن بریدۃ الاسلمی
قال غزوت مع علی الی الیمن فرأیت
منہ جفوۃ فقدمت علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت علیا فتنقصتہ
فرأیت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تغیر فقال یا بریدۃ الست اولی
بالمؤمنین من انفسہم قلت بلی یا رسول اللہ
فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ
و اخرج

یہ بھی اُس کا دوست ہے۔ اے اللہ آپ اس سے محبت کیجئے جو علیؓ سے محبت کرے اور اس کے دشمن سے دشمنی کا معاملہ کیجئے جو اس سے دشمنی کرے اور ذکر کیا (زید بن ارقم نے) حدیث کو اس کی تفصیل کے ساتھ۔ اور اخذ کیا حاکم نے بروایت سلمہ بن کہیل از کہیل از ابی الطفیل کہ انھوں نے زید بن ارقم سے سُنا وہ کہتے تھے کہ اُترے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان نزدیک سمرہ[۵۱] کے درختوں کے پانچ بڑے درجات میں تو لوگوں نے سمرات کے نیچے کی زمین پر جھاڑو دیدی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا عشا تک پھر نماز پڑھی پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اللہ کا ذکر اور وعظ کہا۔ اور جو اللہ کو منظور تھا کہ آپ کہیں وہ آپ نے کہنے کے بعد فرمایا اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کا اتباع کیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ دونوں کتاب اللہ ہیں اور میرے اہل بیت اور عترت[۵۲] یعنی خاص اقرباء ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنین کے ساتھ اُن کے نفسوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا (ہر مرتبہ) لوگوں نے کہا "نعم" یعنی بیشک۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؓ بھی اس کا مولیٰ ہے (یعنے دلی اور محبوب) اخذ کیا حاکم نے۔ بُریدہ اسلمی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے یمن کی طرف علیؓ کی معیت میں جہاد کیا وہاں میں نے اُن سے لغزش دیکھی پھر جب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو میں نے علیؓ کا ذکر کیا اور اُن کی بُرائی بیان کی۔ تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو متغیر ہوتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے بُریدہ کیا میں مومنین کے ساتھ ان کے نفسوں سے زیادہ تعلق والا نہیں ہوں؟ میں نے کہا کہ بیشک یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؓ بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اور اخذ کیا

۵۱ سمرہ ایک خاردار درخت ہے کیکر کے مشابہ جس پر پھل بھی لگتا ہے جو اہل عرب کھاتے ہیں ۱۲ مترجم ۵۲ نہایہ میں ہے کہ مشہور قول یہی ہے کہ عترت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان اہل بیت کو کہتے ہیں جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے ۱۲

www.kitabghar.org

الحاکم والترمذی نحوہ عن عمران بن حصین قال بعث رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سریۃً واستعمل علیہم علیّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فمضے علیؓ فی السّریۃ فاصاب جاریۃً فانکروا ذالک علیہ فتعاقد اربعۃٌ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا لقینا النبیَّ صلے اللہ علیہ وسلم اخبرناہ بما صنع علیؓ قال عمرانُ وکان المسلمونَ اذا قدموا من سفرٍ بدأوا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فنظروا الیہ وسلّموا علیہ ثم ینصرفون الے رحالہم فلمّا قدمتِ السّریۃُ سلّموا علے رسول اللہ علیہ وسلم فقام احدُ الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر انَّ علیّاً صنع کذا فاعرض عنہ ثم قام الثانی فقال مثلَ ذلک فاعرض عنہ ثم قام الثالثُ فقال مثل ذالک فاعرض عنہ ثم قام الرابعُ فقالَ یارسول اللہ الم تر انّ علیّاً صنع کذا وکذا فاقبل علیہ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والغضبُ فی وجہہ فقال ما تریدون من علیّ انّ علیّاً منّی و انا منہ و انا ولیّ کلِّ مؤمنٍ واخرج الحاکم عن عمرو شاش الاسلمی وکان من اصحاب الحدیبیۃ قال خرجنا مَعَ علیِّ رضی اللہ عنہ الے الیمن فجفانی فی سفرہ ذالک حتے وجدت فی نفسی فلمّا قدمتُ اظہرتُ شکایۃً فی المسجد حتے بلغ ذالک رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال فدخلت المسجدَ

حاکم نے اور ترمذی نے بھی اُسی طرح۔ مروی ہے عمران بن حصین سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا اور اُس پر امیر بنایا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور علیؓ سریہ میں بڑھے جارہے تھے کہ اُنھوں نے ایک جاریہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اُن کی یہ بات لوگوں کو ناگوار ہوئی اس کے بعد اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چار نے باہم یہ طے کر لیا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملیں گے تو جو کچھ علیؓ نے کیا ہے اُس کی ہم آپ کو خبر دیں گے۔ عمران کہتے ہیں اور مسلمانوں کا یہ معمول تھا کہ جب سفر سے آیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع کرتے اور آپ کی طرف دیکھتے اور آپ کو سلام کرتے پھر اپنے کجاووں کی طرف واپس ہوتے تو جب سریہ آیا تو لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو اُن چار میں سے ایک کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ کیا آپ کو علم نہیں ہے کہ علی رضؓ نے ایسا کیا تو آپ نے اُس سے مُنہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا تو اُس نے بھی ایسا ہی کہا تو آپ نے اُس سے بھی منہ پھیر لیا پھر تیسرا کھڑا ہوا اور اُس نے بھی وہی کہا، اُس سے بھی آپ نے مُنہ پھیر لیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ علیؓ نے ایسا اور ایسا کیا تو اُس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور آپ کے چہرے پر غضب کے آثار تھے اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگ علیؓ کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو۔ بیشک علیؓ مجھ سے ہے اور میں اُس سے (یعنی نہ میں علیؓ کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ علیؓ مجھے چھوڑ سکتا ہے) اور میں ہر مؤمن کا قریبی دوست ہوں۔ اور اخذ کیا حاکم نے" روایت ہے عمرو شاش الاسلمی سے اور وہ اصحاب حدیبیہ میں سے تھے کہا کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف نکلے۔ تو اُنھوں نے اس سفر میں مجھے تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ میرے دل میں رنج پیدا ہو گیا۔ جب میں مدینہ آیا تو میں نے مسجد میں (لوگوں کے سامنے) اُن سے جو شکایات تھی اُس کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ عمرو نے کہا کہ میں اگلے دن صبح کو مسجد میں

www.kitabghar.org

ذاتَ غداةٍ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ناسٍ من اصحابہ فلمّا رآنی ابدّنی عینیہ قال یقول حدّد الیّ النظر حتی اذا جلستُ قال یا عمرو اَما واللہ لقد آذیتنی فقلتُ اعوذ باللہ ان اوذیک یا رسول اللہ قال بلٰی من اٰذٰی علیًّا فقد اذانی و اخرج الحاکم عن ابی سعید الخدری شکی الناس علیّ بن ابی طالب الٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام فینا خطیبًا فسمعتہ یقول ایھا الناس لا تشکوا علیًّا فو اللہ انہ لاخیشن فی ذاتِ اللہِ او فی سبیل اللہ واخرج الترمذی عن البراء قال بعث النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم جیشین و امّر علٰی احدھما علیّ بن ابی طالب و علی الآخر خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلیٌ قال فافتح علیّ حصنا فاخذ منہ جاریۃ فکتب معی خالدٌ کتابًا الی النبیّ یشیّ بہ قال فقدمتُ علی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ الکتاب فتغیّر لونہ ثم قال ماترٰی فی رجلٍ یحبّ اللہَ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ قال قلتُ اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ و انّما انا رسولٌ فسکت وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای معالجہ این داء عضال مبالغہا بکار برد و تہدیدات شدیدہ فرمود ازانجملہ فرمود مَن سبّ علیًّا فقد سبّنی

داخل ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں موجود تھے تو جب آپؐ نے مجھے دیکھا تو اپنی دونوں آنکھوں کو مجھ پر جما دیا۔ راوی نے کہا کہ ان کا یہ کہنا تھا کہ آپؐ نے میری طرف تیز نظر سے دیکھا۔ یہاں تک کہ جب میں بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عمرو! خبردار بخدا تو نے مجھے اذیت پہنچائی۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ آپؐ کو اذیت پہنچاؤں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں جس نے علیؓ کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ آخذ کی حاکم نے، روایت ہے ابو سعید خدریؓ سے کہ لوگوں نے علیؓ بن ابی طالب کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپؐ ہمارے سامنے بحیثیت خطیب کھڑے ہوئے تو میں نے سنا کہ آپؐ فرماتے ہے کہ لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو۔ واللہ وہ اللہ کی ذات، یا فرمایا کہ اللہ کی راہ کے بارے میں کچھ تشدّد ہے۔ آخذ کیا ترمذی نے، مروی ہے براءؓ سے، کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر بھیجے اور ان میں سے ایک پر امیر بنایا علیؓ بن ابی طالب کو اور دوسرے پر خالد بن الولید کو اور فرمایا کہ جب قتال ہو تو علیؓ (پورے لشکر کے) امیر ہوں گے (براءؓ نے) کہا کہ پھر علیؓ نے ایک قلعہ فتح کیا اور (غنیمت میں سے) ایک جاریہ لے لی اس کے بعد خالدؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط لکھ کر میری معرفت بھیجا جس میں علیؓ کی مخبری کی تھی۔ براءؓ نے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (وہ خط لیکر) پہنچا۔ جب آپؐ نے وہ خط پڑھا تو آپؐ کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے جو محبت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ تو اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسولؐ کے غضب سے۔ میں تو صرف ایک ایلچی ہوں۔ تو آپؐ خاموش ہو گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لاعلاج بیماری کے معالجہ کے لئے بڑی کوششیں فرمائی ہیں اور سخت تنبیہات بھی کی ہیں۔ ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا جس نے علیؓ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

www.kitabghar.org

اخرجہ الحاکم من حدیث اُمّ سلمۃ وآز آن جملہ خطاب فرمود بحضرت مرتضےٰ من اَطَاعَنی فقد اَطاع اللّٰہَ ومن عصانی فقد عصے اللّٰہ ومَن اَطاعک فقد اَطاعنی ومَن عَصَاک فقد عصانی اخرجہ الحاکم من حدیث ابی ذرؓ وآزان جملہ حبّ علی آیۃُ الایمان وبغضُ علیٍّ آیۃ النفاق اخرجہ البخاری و فرمود یاعلیّ طوبےٰ لمَن اَحبَّک و صَدَقَ فیک وویلٌ لمن ابغضک وکذّب فیک وایں ہمہ الفاظ متقارب المعنے است واوقات ورودِ آن نیز متقارب بودہ است چون این حدیث وسبب ورودِ آن منقّح شد حالاً باصل سخن متوجہ شویم اما حق اہلِ بیت آن حضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم فرمودہ است ان اَبرّ البرّ صلۃُ الرجلِ اہلَ وُدِّ اَبیہ اخرجہ مسلم من حدیث ابن عمر شک نیست چون صلہ اہلِ ودِّ پدر مطلوب شد صلہ اقاربِ حضرت پیغامبر صلے اللّٰہ علیہ وسلم بالاولی مطلوب است ومعقول المعنے است کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم البتہ بآن فرماید و عباسؓ واولادِ او و ازواجِ طاہراتِ آنجناب صلے اللّٰہ علیہ وسلم ہمہ درین امر داخل اند عن عبدالمطلب ابن ربیعۃ ان العباس دخل علٰے رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم مُغضبًا و انا عِندَہٗ فقال مَا اَغضبکَ قال یارسول اللّٰہ مالنا و لقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہٍ مُبشرۃٍ و اذا لقونا لقونا بغیر ذٰلک فغضب رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم حتےٰ

اس کو اخذ کیا حاکم نے حدیثِ اُمِّ سلمہؓ سے۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضٰےؓ کو خطاب فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللّٰہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللّٰہ کی نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ اس کو حاکم نے اخذ کیا عن ابوذرؓ سے۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ علیؓ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور علیؓ سے بغض نفاق کی علامت ہے اس کو بخاری نے اخذ کیا۔ اور فرمایا اے علیؓ مبارک ہے وہ شخص جس نے تجھ سے محبت کی اور بدانجام ہے وہ شخص جس نے تجھ سے بغض رکھا اور تجھ پر جھوٹ بولا۔ اور یہ تمام الفاظ قریب قریب معنے کے ہیں اور ان کے فرمانے کے اوقات بھی قریب قریب تھے۔ جب یہ حدیث اور اس کا سببِ ورود منقح ہو گیا تو اب ہم اصل بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بہر حال اہل بیت کے حق کے بارے میں آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت بڑی نیکی ہے نیک برتاؤ کرنا اپنے باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ اس کو اخذ کیا مسلم نے حدیثِ ابن عمرؓ سے۔ اور اس میں شک نہیں کہ جب باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ نیک برتاؤ مطلوب شرعی ہے تو حضرت پیغمبر صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ بدرجۂ اولیٰ مطلوب ہے اور یہ بات قرینِ عقل ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمائیں اور حضرت عباسؓ اور آنجناب صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی اولاد اور ازواج طاہرات سب اس امر میں داخل ہیں۔ عبدالمطلب ابن ربیعہ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) عباسؓ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں غصہ سے بھرے ہوئے آئے اور میں آپؐ کے پاس موجود تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ آپ کو کس بات پر غصہ آرہا ہے۔ اُنھوں نے کہا یارسول اللّٰہ ہمارے ساتھ قریش کا یہ کیا معاملہ ہے کہ جب یہ لوگ باہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بخندہ پیشانی ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اُن کا حال بدل جاتا ہے تو رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا یہاں تک

www.kitabghar.org

احمر وجہہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ ثم قال ایہا الناس من آذی عمی فقد آذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ اخرجہ الترمذی وعن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لنسائہ ان امرکن مما یہمنی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون الصدیقون قالت عائشۃ یعنی المتصدقین ثم قالت عائشۃ لابی سلمۃ بن عبد الرحمن سقی اللہ اباک من سلسبیل الجنۃ وکان ابن عوف قد تصدق علی امہات المومنین بحدیقۃ بیعت باربعین الفا اخرجہ الترمذی وعن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لازواجہ ان الذی یحنو علیکن بعدی ہو الصادق البار اللہم اسق عبد الرحمن ابن عوف من سلسبیل الجنۃ رواہ احمد و معنی جمع در کتاب وغیرہ آن است تا وقتے کہ ایمان بکتاب اللہ واجب است صلہ اقارب ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز واجب است سیاق این کلمہ قریب بسیاق این حدیث است من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ واین معنے از لفظ مسلم در حدیث زید بن ارقم کہ اصح الفاظ اوست ظاہر است لاخفاء ذ و انا مغضب برائے مرتضیٰؓ

آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ تم سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے لئے محبت کرے۔ پھر آپ نے (عوام سے) فرمایا کہ اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت پہنچائی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی کیونکہ کسی شخص کا چچا باپ کی ایک شاخ (یعنی باپ کے مرتبہ میں) ہے۔ اس کو اخذ کیا ترمذی نے۔ اور مروی ہے حضرت عائشہؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) اپنی بی بیوں سے فرماتے تھے کہ تمہارا معاملہ میرے بعد میرے لئے اہم امور میں سے ہے تمہاری خدمت پر کمربستہ ہرگز کوئی نہ ہوگا بجز صابروں کے اور صدیقوں کے عائشہؓ نے کہا کہ آپ کی مراد (لوجہ اللہ) دینے والوں سے تھی۔ پھر فرمایا عائشہؓ نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن (بن عوف) سے کہ اللہ نے تیرے باپ کو جنت کی (نہر) سلسبیل سے سیراب کیا اور ابن عوفؓ نے اُمہات المومنینؓ پر ایک بڑا باغ صدقہ کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا تھا اخذ کیا اس کو ترمذی نے۔ اور ام سلمہؓ سے مروی ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ اپنی ازواج سے فرماتے تھے کہ جو شخص میرے بعد تم سے سخاوت کا معاملہ کریگا وہ صادق اور نیک کردار ہوگا۔ اے اللہ عبدالرحمٰن بن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب کر۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور کتاب اللہ اور اس کے ساتھ دوسروں[1] کو جمع کرنے کے معنے یہ ہیں کہ جب تک کتاب اللہ پر ایمان لانا واجب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب و ازواج کے ساتھ حسنِ سلوک بھی واجب ہے۔ اور اس کلام کا سیاق اس حدیث کے سیاق کے قریب ہے کہ جو شخص تم میں سے اللہ اور یوم قیامت پر ایمان لاتا ہے اُس کو چاہیئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ اور یہ معنے زید بن ارقم کی حدیث میں مسلم کے الفاظ سے جو اُس کے سب سے زیادہ صحیح الفاظ ہیں ظاہر ہیں۔ اس میں کوئی اخفا نہیں ہے۔ رہا حضرت مرتضیٰؓ

[1] یہ تشریح اس حدیث سے متعلق ہے جو گزر چکی ہے کہ میں تم میں دو بڑی بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت کو جو زید بن ارقمؓ نے روایت کی ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وتاکید در نہی ایذاء او نیز معقول المعنے است چون[1]
حق مرتضیٰ ظاہر شد و لعنت بدگویان در حق
او واضح گردید از متبع حق بغیر این تاکیدات
چہ آید واز جارحہ عدلِ الٰہی بغیر این تشدید
چہ بروز نماید جوشیدنِ ملکوت ہنگام افکِ
حضرتِ عائشہ رض دانستہ و قول آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم وقتے کہ ملالے
درمیانِ صدیقِ اکبر رض و فاروقِ اعظم رض
رفت ہَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْنَ لِیْ صَاحِبِیْ
الحدیث خواندہ وصیت دوستی
مرتضیٰ را باین کلمہ نمود اَلَسْتُ اَوْلٰی
بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ
فَمَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ
اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَ
عَادِ مَنْ عَادَاہُ ومعنی
ابتداء این کلمہ آن است
کہ حق پیغامبر صلوات اللہ وسلامہ
علیہ بر امت آن است کہ جمیع مصالح
خود را تفویض بحسابِ وے صلے اللہ علیہ
وسلم نمایند والیشان را باپیغامبر خیرتے
واستقلالے نباشد مانند طفل در دستِ دایہ
یا مانند اعمے در دستِ قائد بے اختیار باید
بود پس آنانکہ با مرتضیٰ عداوت داشتہ
باشند و وجوہ شکایتِ او تقریر کنند
بر نفس و عقل خود اعتماد نہ
نمایند و تابع حکم پیغامبر

کے لئے آپ کا غصہ کرنا اور ان کو ایذاء سے باز رہنے کی تاکید کرنا یہ سب قرین عقل ہے۔ جب حضرت مرتضےٰ رض کا حق پر ہونا ظاہر ہوگیا اور ان کے حق میں بدگوئی کرنے والوں کا جھوٹا ہونا واضح ہوگیا تو حق کا اتباع کرنے والے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے بغیر ان تاکیدات کے اور کیا چارہ کار ہوتا اور جارحۂ عدلِ الٰہی سے اس سختی کے علاوہ اور کیا ظاہر ہوتا۔ ملکوت کا جوش میں آجانا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے جانے کے وقت تمہیں معلوم ہی ہوچکا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا جب کہ صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کے مابین ایک گونہ رنجش پیدا ہوتی تھی کہ کیا تم میرے رفیق کا میری خاطر پیچھا نہ چھوڑو گے الخ تم پڑھ ہی چکے ہو (اسی طرح آپ نے) دوستی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے لئے اس کلمہ سے وصیت کی اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ الخ یعنی کیا میں تم سے تمہاری جانوں کی بہ نسبت قریب تر نہیں ہوں۔ سب نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ فَمَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ الخ تو میں جس کا مولیٰ ہوں علی رض بھی اس کا مولےٰ ہے۔ اے اللہ جو علی رض سے محبت کرے اس سے آپ محبت کیجئے اور جو علی رض سے عداوت کرے اس سے آپ عداوت کیجئے۔ اور اس کلمہ (اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ) سے ابتداء کے یہ معنے ہیں کہ پیغمبر صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کا حق امت پر یہ ہے کہ اپنی تمام مصالح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصالح کے سپرد کردیں (سپردم بتو مایۂ خویش را۔ تو دانی حسابِ کم و بیش را) اور ان کو پیغمبر کے ہوتے ہوئے کوئی اختیار اور استقلال نہ رہے گا جس طرح بچہ دایہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے یا اندھا راہبر کے ہاتھ میں، اس طرح خود بے اختیار ہوجانا چاہیئے۔ تو جو لوگ حضرت مرتضےٰ رض کے ساتھ عداوت رکھتے ہوں اور ان سے شکایت کے وجوہ بیان کریں وہ اپنے نفس وعقل پر اعتماد نہ کریں اور پیغمبر کے

[1] اس لفظ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کے حق میں عدل وانصاف اور بدگوئی کرنے والوں کو ڈانٹ ڈپٹ درحقیقت فعل الٰہی تھا جس کا ظہور ذات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا، آپ بمنزلہ جارحہ وآلہ تھے اور حقیقۃً یہ سب فعل خداوندی تھا جس طرح ہاتھ پاؤں کے افعال اگرچہ ان سے صادر ہوتے ہیں مگر وہ سب قلب کے محکوم ہوتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

باشند ومعنی مولیٰ دوست است بقرینہ اللّٰھمّ والِ مَن وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وبقرینہ احادیث بسیار کہ مذکور کردیم لَا تُبْغِضْ ولا تَشْکُوا حُبّ علیّ آیۃ الایمان مَنْ سَبَّ علیاً فقد سَبَّنِی الیٰ غیرذٰلک چون این معنیٰ واضح شد باید دانست کہ این حدیث با مسئلہ ایجاب استخلاف مساسے ندارد اینجا تعظیم صلۂ اہلِ بیت مراد است و امر بدوستی حضرت مرتضےٰ ونہی از دشمنی او است و این نوع در حق مرتضےٰ تنہا نہ فرمودہ اند بلکہ در حقِ عباسؓ و اولادِ او و در حقِ ازواج طاہرات نیز وارد شدہ و در حقِ صدّیقِ اکبرؓ نیز ہل انتم تارکون لی ابابکر الحدیث تعنتِ شیعہ را تماشا کن چون درین حدیث ہم جائی ناخن زدن ندیدند گفتند مولےٰ بمعنے اولےٰ است و اَولیٰ متصرف درحق تمام اُمت می گیریم و اولیٰ بتصرف درحقِ جمیع امت امام است پس مرتضےٰ امام باشد گوئیم مولےٰ بمعنیٰ محبوب است از جہت قرینہ اسباب متقدمہ و از جہت احادیثے کہ قریب بمضمون این حدیث و نزدیک بزمانِ او وارد شدہ و از جہت قرینہ اللّٰھم والِ مَن وَالَاہُ و عَادِ مَنْ عَادَاہُ باز میگوئیم مولیٰ بمعنے مُعتِق و معتَق مشہور است و بمعنیٰ ناصر و مالک نیز آمدہ لیکن بمعنی ولیِّ امر نیامدہ و ہیچ افعل بمعنی فعیل نخواندہ ایم باز میگوئیم

حکم کے تابع رہیں اور مولیٰ کے معنے ہیں دوست۔ اس کا قرینہ ہے اللّٰھم والِ مَنْ والاہ الخ اور بہت سی احادیث اس کا قرینہ ہیں جن کا بیان ہم کرچکے ہیں (مثلاً" لاتبغض ولاتشکو (یعنی نہ بُغض رکھ نہ شکایت کر)۔ علیؓ کی محبّت ایمان کی علامت ہے۔ جس نے علیؓ کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی" وغیرذٰلک جب یہ معنے واضح ہوگئے تو جاننا چاہیئے کہ اس حدیث کا مسئلہ ایجاب استخلاف سے کوئی دور کا علاقہ بھی نہیں۔ یہاں صرف اہلِ بیت کے ساتھ حُسن سلوک کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے اور حضرت مرتضیٰؓ کی دوستی کا حکم اور ان سے دشمنی رکھنے کی ممانعت مراد ہے۔ اور اس قسم کی گفتگو آپ نے تنہا حضرت مرتضےٰؓ ہی کے حق میں نہیں فرمائی بلکہ عباسؓ اور اُن کی اولاد اور ازواجِ طاہرات کے حق میں بھی فرمائی ہیں اور صدیقِ اکبرؓ کے حق میں بھی ہل انتم تارکون لی ابابکر الخ (کیا تم میری خاطر ابوبکرؓ کو نہ چھوڑوگے) شیعوں کی دروغ بیانی کا تماشا دیکھو جب اُن کو اس حدیث میں بھی ناخن رکھنے تک کی جگہ نہ ملی تو کہنے لگے کہ مولیٰ بمعنے اولےٰ ہے اور اولےٰ کو ہم تمام اُمّت کے حق میں تصرّف کرنے والے کے معنے میں لیتے ہی ہیں (آیۃ النّبی اولےٰ بالمؤمنین الخ میں) اور جو تمام اُمّت کے حق میں اولےٰ بتصرّف ہے وہ امام ہے پس مرتضےٰؓ امام ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مولےٰ کے معنے ہیں محبوب، اُن اسباب کے قرینہ سے جو بیان ہوچکے اور اُن احادیث کے قرینہ سے جو اس حدیث کے مضمون سے قریب ہیں اور اس حدیث کے زمانہ کے نزدیک ہی وارد ہوئی ہیں اور ان کلمات کے قرینہ سے اللّٰھم والِ مَنْ والاہ الخ۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مولیٰ مُعتِق (آزاد کرنے والے) اور مُعتَق (آزاد کردہ غلام) کے معنے میں مشہور ہے اور ناصر و مالک کے معنے میں بھی آیا ہے (اِنَّ اللّٰہَ مَولَی الّذین آمنوا وانَّ الکٰفرین لا مَولےٰ لہم) ولیِّ امر کے معنے میں نہیں آیا۔ اور کوئی افعل بمعنیٰ فعیل ہم نے نہیں پڑھا (یعنی یہ لوگ اولےٰ کے جو بروزن اَفعل ہے اور وَلی کے جو بروزنِ فعیل ہے ایک معنے بنارہے ہیں)، ہم پھر کہتے ہیں

www.kitabghar.org

اگر مولیٰ بمعنی اولیٰ باشد یا در لفظ ذکر اولیٰ آمدہ باشد ہنوز دارو گیر جاری است از کجا کہ ولایت در تصرّف امور ملکیہ مراد است ۔	(بالفرض) اگر مولیٰ بمعنی اولیٰ ہو یا (کسی حدیث کے) لفظ میں ذکر ولی کا آ بھی گیا ہو تو پھر بھی یہ گرفت کرنے کا موقع موجود ہے کہ "ولایت" کو امور ملکیہ میں تصرّف کرنے معنے میں مراد کہاں سے لے لیا گیا ۔

www.kitabghar.org

فصلِ ہشتم

در تفضیلِ شیخین رض

واین مطلب مُبیّن می شود باِدلہ نقلیہ وادلہ عقلیہ ولہٰذا این فصل را بدو قسم منقسم ساختیم۔

مقصدِ اوّل

دراد لہ نقلیہ باید دانست کہ تفضیل شیخین رض بر سائر صحابہ رض ثابت است بدلالتِ کتاب وبتصریح و تلویحِ سنّت سنیہ وباجماعِ امت وبملازمتِ استخلاف شخص بخلافتِ خاصّہ افضلیت او را بر رعیتِ خویش ولہٰذا مقصد اوّل را منقسم ساختیم بر چہار مسلک۔

مسلک اوّل در دلالتِ کتاب اللہ بر افضلیتِ صدیقِ اکبر رض بر سائر امت خدای تعالیٰ تمام صحابہ را در یک مرتبہ نہ نہادہ است بلکہ بعض را بر بعض فضل دادہ واز استقراء ادلہ شرع معلوم می شود کہ این فضیلت بدو وجہ در شریعت معتبر است یکی باعتبار سوابقِ اسلامیہ ودیگر باعتبار صفاتِ نفسانی کہ صدیقیت وشہیدیت وحواریت از انجملہ است وتباین مراتب سابقین وابرار بآن سبب ست ونیز از آیات واحادیث بسیار مستنبط می شود کہ براعتِ جمال و کثرتِ مال و فوقیتِ نسب مانند آن درین فضیلت بے اثر است قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ

فصلِ ہشتم

فضیلتِ شیخین رض کے اثبات میں

اور اس مطلب کو واضح کیا جائے گا ادلہ نقلیہ اور ادلہ عقلیہ[۱] سے اور اسی بنار پر اس فصل کو ہم دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں۔

مقصدِ اوّل

(جو پہلی قسم کا عنوان ہے) ادلہ نقلیہ ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ شیخین رض کی فضیلت تمام صحابہ رض پر ثابت ہے بدلالت قرآن وبدلالتِ سُنّتِ سنیہ تصریح کے ساتھ اور اشارات کے ساتھ اور اجماعِ امت سے اور کسی شخص کے بخلافتِ خاصہ استخلاف اور اس کے اپنی رعیت پر افضل ہونے میں لازم و ملزوم کی نسبت ہونا لہٰذا مقصدِ اوّل کو ہم نے چار مسلک پر منقسم کیا۔

مسلکِ اوّل کتاب اللہ کا دلالت کرنا اس پر کہ صدیق اکبر رض کو تمام اُمت پر افضلیت ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمام صحابہ رض کو ایک مرتبہ میں نہیں رکھا ہے بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ دلائلِ شرعیہ پر تفصیلی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت دو وجہ سے شریعت میں معتبر ہے۔ ایک سوابقِ اسلامیہ کے اعتبار سے اور دوسری نفسانی صفات کے اعتبار سے جن میں سے صدیقیت اور شہیدیت اور حواریت ہیں۔ اور سابقین و ابرار کے مراتب کا جدا جدا ہونا اسی سبب سے ہے اور نیز بہت سی آیات اور احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جمال کی خوبی اور مال کی کثرت اور نسب کی فوقیت اور ان جیسی اور صفات اس فضیلت میں بے اثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ الخ (۳۴:۳۷) اور

[۱] دوسری قسم ادلہ عقلیہ کسی مطبوعہ نسخہ میں موجود نہیں ہے[عہ]۔ اس کو طبع کرنے والوں نے آخر جلد میں اس کا اظہار کیا ہے۔ جس کو انشاء اللہ آخر میں درج کتاب کیا جائیگا۔ مترجم

[عہ] ادلہ عقلیہ پر مشتمل مقصد دوم ہمیں شاہ ولی اللہ رح کی ایک تصنیف میں مل گیا ہے اور وہ اب اس جلد کے آخر میں شامل ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۵۷۶۔ (ناشر)

www.kitabghar.org

بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وقال وَجَعَلْنٰکُمْ
شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ
اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ وقال
اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ
رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا وعن سہل
ابن سعد قال مرَّ رجلٌ علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
لرجل عندہ جالسٌ ما رأیک فی ھذا
فقال رجلٌ من اشراف الناس ھذا
واللہ حریٌّ ان خطب ان ینکح
وان شفع ان یشفع قال فسکت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم
مرَّ رجلٌ فقال لہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ما رأیک فی ھذا فقال
یا رسول اللہ ھذا رجل من فقراء
المسلمین ھذا حریٌّ ان خطب
ان لا ینکح وان شفع ان لا یشفع
وان قال ان لا یسمع لقولہ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا
خیرٌ من ملء الارض مثل ھذا متفقٌ علیہ
اما وجہ سوابق اسلامیہ پس خدای
تعالی می فرماید لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ
وَالْمُجٰہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ فَضَّلَ
اللّٰہُ الْمُجٰہِدِیْنَ
بِاَمْوَالِہِمْ

تمہارے اموال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو درجے میں تم کو ہمارا مقرب بنادے (یعنی موثر ملت قرب کی بھی نہیں) مگر ہاں جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ سبب قرب ہیں) اور فرمایا وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا الخ (۴۹: ۱۳) اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو؛ اور فرمایا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ الخ (۱۸: ۴۶) مال اور اولاد حیاتِ دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمالِ صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی (ہزار درجہ) بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی (ہزار درجہ) بہتر ہیں؛ سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا تو آپؐ نے ایک شخص سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو اس نے کہا کہ یہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ یہ واللہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح کردیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ کہا کہ یہ سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ پھر ایک اور شخص گزرا تو اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے تو اُس نے کہا کہ یارسول اللہ یہ فقراء مسلمین میں سے ہے یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح بھیجے تو نہ کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جائے اور اگر کچھ کہے تو اُس کی بات کو نہ سُنا جائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اُس جیسے آدمیوں سے زمین بھر جائے تو یہ اُن سب سے افضل ہوگا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ رہی وجہ سوابق اسلامیہ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ الخ (۴: ۹۵-۹۶) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں

www.kitabghar.org

وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

خدائے تعالیٰ درین آیت افادہ مے فرماید کہ صحابہ بریک طبقہ نیستند بلکہ بعض ایشان افضل از بعض اند و مدار فضل جہاد ست فی سبیل اللہ بانفس خویش یعنی مباشرت قتال کفار و باموال خویش یعنی بانفاق فی سبیل اللہ ازین آیت واضح گشت کہ مجاہدان بانفس خود و باموال خود سر دفتر امت اند و از طبقہ علیائے امت و ایشان افضل اند از غیر خود باز در احادیث مشہورہ کہ تکلیف بآن قائم است و بعد ثبوت آنہا عذرے باقی نمے ماند ثابت شد کہ ہمہ این عزیزان در جمیع مشاہد خیر برکاب سعادات آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاضر بودند الا آنکہ بعضے لاوقات لعذرٍ و از جمعے مباشرت قتال زیادہ تر بوقوع آمد و از بعض دیگر انفاق بیشتر بظہور انجامید و از جمعے ہر دو بروجہ کمال متحقق گشت قال اللہ تعالیٰ

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ وعن مجاہد فی قولہ لا یستوی منکم۔

اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔

خدا تعالیٰ اس آیت میں افادہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ ایک طبقہ کے نہیں ہیں بلکہ بعض اُن میں سے بعض سے افضل ہیں اور افضلیت کا مدار جہاد ہے اللہ کے راستہ میں اپنی جانوں سے کفار کے خلاف قتال میں شریک ہوں اور اپنے اموال کے ساتھ یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے۔ اس آیت سے واضح ہو گیا کہ اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والے اُمت کے سرِ دفتر (یعنی اوّل درجہ پر) ہیں اور اُمت کے طبقۂ علیاء میں سے۔ اور یہ حضرات اوروں سے افضل ہیں۔ پھر احادیث مشہورہ میں کہ جن سے مکلف ہونا وابستہ ہے اور اُن کے ثابت ہونے کے بعد کوئی عذر باقی نہیں رہتا ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بزرگ حضرات تمام مشاہد خیر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت کے ساتھ حاضر رہے ہیں الا یہ کہ بعض اوقات کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے ہوں۔ اور ایک جماعت سے قتال میں بذاتِ خود شرکت زیادہ وقوع میں آئی اور بعض دوسرے لوگوں سے مال کا خرچ زیادہ ظہور میں آیا اور ایک جماعت سے دونوں باتیں کامل صورت میں متحقق ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا الخ (۵۷:۱۰) اور تمہارے لئے اس کا کیا سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ سب آسمان زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہ جائے گا۔ جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہیں ہیں۔ وہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔ اور مجاہد سے مروی ہے اس ارشاد کے بارے میں برابر نہیں تم میں سے وہ لوگ

www.kitabghar.org

مَنْ انفق من قبل الفتح یقول من اسلم وقاتل اولٰئک اعظم درجۃً من الذین انفقوا من بعد یعنی اسلموا یقول لیس مَنْ ہاجَرَ کمن لم یہاجر وکلاً وَّعَدَ اللّٰہُ الحسنٰی و عن قتادۃ فی قولہ لا یستوی منکم مَنْ انفق من قبل الفتح وقاتل قال کان قتالان احدھما افضل من الآخر وکانت نفقتان احدھما افضل من الآخر کانت النفقۃ والقتال قبل الفتح فتح مکۃ افضل من النفقۃ والقتال بعد ذٰلک وکلاً وّعد اللّٰہ الحسنٰی قال الجنۃ این آیہ نص است در آن کہ جمعے کہ قبل فتح مکہ قتال و انفاق فی سبیل اللّٰہ از ایشان بظہور آمد بہتر اند ازان جماعت کہ بعد فتح مکہ قتال و انفاق بعمل آوردہ اند و این آیت بطریقِ مفہوم موافق دلالت می کند بآنکہ درمیان جمعے کہ انفاق و قتال قبل الفتح متفق اند نیز تباین مراتب واقع است ہرچند اعانتِ پیغامبر علیہ الصلوٰۃ والسلام باعتبارِ قتال و انفاقِ سابق تر فضیلت زیادہ تر و این مفہوم موافق شاہد بسیارے دارد از کتاب و سنت ازان جملہ آیت سورۂ انفال وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا مَعَکُمْ فَاُولٰٓئِکَ

جنھوں نے خرچ کیا فتح سے پہلے فرماتا ہو وہ جو اسلام لاتے اور قتال کیا وہ لوگ بڑے ہیں اُن لوگوں سے جنھوں نے خرچ کیا بعد میں یعنی جو اسلام لاتے فرماتا ہے کہ جس نے ہجرت کی وہ مثل اس کے نہیں جس نے ہجرت نہیں کی اور سب سے اللہ نے وعدہ کیا ہے نیک اجر کا۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے اس ارشاد کے متعلق برابر نہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا کہا کہ دو (طرح کے) قتال تھے اُن دونوں میں کا ایک دوسرے سے افضل تھا اور دو (طرح کے) خرچ تھے ایک اُن میں کا دوسرے سے افضل تھا اور جو خرچ اور قتال قبل فتح یعنی قبل فتح مکہ تھا وہ افضل تھا اُس خرچ اور قتال سے جو اُس کے بعد ہوا اور سب سے اللہ نے وعدہ کیا ہے نیک اجر کا، کہا کہ جنت کا۔ یہ آیت نص ہے اس بارے میں کہ جس جماعت سے کہ فتح مکہ سے پہلے فی سبیل اللہ قتال اور مال کا خرچ کرنا ظہور میں آیا وہ لوگ بہتر ہیں اُس جماعت کے لوگوں سے جو کہ بعد فتح مکہ قتال اور انفاق عمل میں لاتے۔ اور یہ آیت مفہوم موافق کے طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس جماعت میں بھی جو فتح سے پہلے اِنفاق اور قتال میں متفق ہیں اختلافِ مراتب موجود ہے۔ جس قدر بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعانت باعتبارِ قتال اور انفاق کے زیادہ پہلے ہوگی اُتنی ہی فضیلت زیادہ تر ہوگی اور اس مفہوم موافق کے ثبوت کے لئے کتاب اللہ اور حدیث میں بہت سی شہادتیں موجود ہیں۔ اُن میں سے سورۃ انفال کی یہ آیت ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا الخ (۸:۴ ۷۵-۷) اور جو لوگ (اوّل) مسلمان ہوتے اور انھوں نے (ہجرتِ نبویہ کے زمانہ میں) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں اُن کے لئے (آخرت میں) بڑی مغفرت اور (جنّت میں) بڑی معزز روزی ہے۔ اور جو لوگ (ہجرتِ نبویہ کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لاتے اور ہجرت کی اور تمھارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں برابر نہیں لیکن تاہم) تمھارے

www.kitabghar.org

منکم۔ این کلمہ فاولٰئک منکم دلالت صریحہ دارد برآنکہ ہجرت وجہادِ جماعۃ کہ متقدم است فضیلتِ ایشان فائق تر۔ وازانجملہ حدیث بخاری عن ابی الدرداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاروقِ اعظم راکہ از مہاجرین اولین بود ارشاد نمود کہ ہل انتم تارکون لی صاحبی معلل ساخت ترکِ اورا بہ تقدم او در تصدیق پیغامبر۔ وازانجملہ حدیث انس کان بین خالد بن الولید وبین عبدالرحمٰن ابن عوف کلامٌ فقال خالد لعبد الرحمٰن بن عوف تستطیلون علینا بایامٍ سبقتمونا بہا فبلغ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال دعوا لی اصحابی فوالذی نفسی بیدہٖ لو انفقتم مثل احدٍ او مثل الجبال ذہبًا ما بلغتم اعمالہم۔ وازانجملہ حدیث مستفیض بروایتِ ابوسعید خدری وغیرا و لاتسبّوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو ان احدکم انفق مثل احدٍ ذہبًا ما ادرک مُدَّ احدہم ولا نصیفہ۔ وظاہر است کہ خطاب برائی جمہور حاضرین است پس بلفظِ اصحاب قدمائی صحابہ را ارادہ کردہ اند لامحالۃ چون این مقدمہ بوضوح پیوست باید دانست کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پیش از ہجرت قتال و انفاق فی سبیل اللہ کردہ است و فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ پیش از ہجرت قتال فی سبیل اللہ نمودہ بخلافِ صحابہ دیگر چہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ وچہ غیر او قبل از ہجرت قتال و انفاق از ایشان واقع نشدہ پس شیخین رضی اللہ عنہما افضل باشند از حضرت مرتضےٰ

ہی شمار میں ہیں؛ یہ کلمہ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ اس بات پر صریح طور پر دلالت کر رہا ہے کہ جس جماعت کی ہجرت اور جہاد متقدم ہے اُن کی فضیلت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ اور اُن میں سے بخاری کی حدیث ہے جو ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جو کہ مہاجرین اوّلین میں سے تھے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میری وجہ سے میرے صحابی کو چھوڑ دوگے۔ اس میں اُن کے چھوڑنے کی علت اُن کے تقدم کو بنایا ہے تصدیق پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں۔ اور اُن میں سے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ بن الولید اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کے درمیان کچھ کہا سُنی ہوگئی تو خالد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے کہا کہ تم اپنے کو ہم سے اُونچا بنا رہے ہو چند ایّام پہلے ہم سے سبقت کر جانے کی وجہ سے۔ یہ بات نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔ قسم ہے اُس ذات کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے کہ اگر تم مثل اُحد (پہاڑ) کے یا مثل پہاڑوں کے (فرمایا یہ شک راوی ہے) سونا خرچ کردوگے تو تم ان کے اعمال تک نہ پہنچو گے۔ اور اُن میں سے وہ حدیث مستفیض ہے جس کے راوی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں کہ میرے اصحاب کو گالیاں نہ دو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اگر اُحد (پہاڑ) کی برابر سونا خرچ کردے گا تو وہ اُن میں کے ایک مُد کو نہ پہنچ سکے گا اور نہ اُس کے آدھے کے برابر (مُد دو رطل کا پیمانہ ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک) اور ظاہر ہے کہ یہ خطاب جمہور حاضرین سے فرمایا (جو سب اصحاب میں سے تھے) تو آپ نے لامحالہ لفظ اصحاب سے قدماء صحابہ رضی اللہ عنہم کا ارادہ فرمایا۔ جب کہ یہ مقدمہ واضح ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے اللہ کے راستہ میں لڑائی بھی کی اور مال بھی خرچ کیا ہے اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے اللہ کی راہ میں لڑائی کی ہے۔ بخلاف دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خواہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ ہوں یا دوسرے حضرات اُن سے ہجرت سے پہلے لڑائی اور اِنفاق واقع نہیں ہوا، تو شیخین رضی اللہ عنہما افضل ہوئے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور

www.kitabghar.org

وغیرہ او بمقتضای فحوائے این آیت قال
الواحدي لا یستوي منکم من انفق من
قبل الفتح و قاتل یعنی فتح مکۃ قال
مقاتل لا یستوي في الفضل من انفق مالہ
و قاتل العدوّ من قبل فتح مکۃ مع من
انفق من بعد و قاتل قال الکلبي في
روایۃ محمد بن الفضیل نزلت في ابي بکر
تدلّ علی ہذا انہ کان اوّل من انفق المال
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
في سبیل اللہ و اوّل من قاتل علی الاسلام
قال ابن مسعود اوّل من اظہر اسلامہ
بسیفہ النبيّ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر
و قد شہد لہ النبيّ صلی اللہ علیہ وسلم
بانفاق مالہ قبل الفتح فیما اخبرنا عبداللہ
ابن اسحق باسنادہ عن ابن عمر قال بینا النبي
صلی اللہ علیہ وسلم جالس وعندہ ابوبکر الصدیق
علیہ عباءۃ قد خللہا علی صدرہ بخلال
اذ نزل علیہ جبرئیل فاقرأہ من اللہ
السلام فقال یا محمد مالي اری ابا بکر
علیہ عباءۃ قد خللہا علی صدرہ بخلال
قال یا جبرئیل انفق مالہ قبل الفتح علیّ
قال فاقرأہ من اللہ السلام وقل لہ
یقول لک ربک أراضٍ انت عني
في فقرک ہذا ام ساخط فالتفت النبيّ
صلی اللہ علیہ وسلم الی ابي بکر فقال
یا ابا بکر ہذا جبرئیل یقرئک من اللہ السلام
و یقول لک ربک أراضٍ انت عني
في فقرک ہذا ام ساخط قال
فبکی ابوبکر فقال علی ربي

دیگر اصحاب سے حسب تقاضائے مفہوم آیت (مذکورہ) تو اِحدی نے
کہا برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے خرچ کیا فتح سے
یعنی فتح مکہ سے پہلے اور قتال کیا مقاتل نے کہا وہ لوگ جنھوں
نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال خرچ کیا اور قتال کیا فضیلت میں اُن
لوگوں کے برابر نہیں ہیں جنھوں نے بعد میں اِنفاقِ مال اور
قتال کیا۔ کلبی نے کہا محمد بن الفضیل کی روایت میں کہ یہ آیت
نازل ہوئی ابوبکرؓ کے بارے میں اور اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ وہ ان میں کے پہلے شخص تھے جنھوں نے اللہ کے راستہ میں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کیا اور سب سے پہلے
شخص ہیں جنھوں نے اسلام کے لئے قتال کیا۔ ابن مسعودؓ نے
کہا سب سے پہلے جس نے اسلام کی پُشت پناہی اپنی تلوار سے کی
نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُن کے حق میں انفاقِ مال کی جو قبل فتح اُنھوں نے کیا
شہادت دی اس کا ذکر اس خبر میں ہے جس کو عبداللہ بن اسحٰق
نے اپنی اسناد سے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ اس دوران میں کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور آپ کے پاس صدیق اکبرؓ اس
حالت میں موجود تھے کہ ان کے جسم پر ایک چُغہ تھا جس کے کناروں
کو اپنے سینہ پر (لوہے یا لکڑی کے) کانٹوں سے جوڑ رکھا تھا کہ
آپ کے اُوپر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اللہ کی طرف سے
سلام پہنچایا۔ پھر کہا اے محمدؐ کیا بات ہے کہ میں ابوبکرؓ کو اس حال
میں دیکھتا ہوں کہ ان پر ایک عبا (چوغہ) ہے جس کو سینہ پر کانٹوں
سے جوڑ رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ اُنھوں نے فتح سے قبل
اپنا مال مجھ پر خرچ کر دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ان کو اللہ کی طرف
سے سلام پہنچا دیجئے اور اُن سے کہئے کہ آپ کا رب آپ سے یہ
کہتا ہے کہ تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے تو
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف التفات کر کے فرمایا کہ
یہ جبرئیلؑ ہیں تم کو اللہ کی طرف سے سلام کہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ
تم سے فرماتا ہے کہ کیا تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض
ہے؟ راوی نے کہا کہ اس پر ابوبکرؓ روئے اور کہا کہ کیا اپنے رب پر

www.kitabghar.org

اَغْضَبُ اَنَا مِن رَبِّی رَاضٍ انا عن ربی راضٍ
۳ قولہ اُولٰئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوْا قال عطاء درجات الجنۃ یتفاضل فالذین انفقوا من قبل الفتح فی افضلہا قال الزجاج لان المتقدمین نالہم من المشقۃ اکثر مما نال من بعدہم وکانت بصائرہم ایضاً انفذ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی کلا الفریقین وعد اللہ الجنۃ اما قتال ابی بکر صدیق پیش از ہجرت پس ثابت ست بطرق بسیار آخرج البخاری عن عروۃ قال قلتُ لعبد اللہ بن عمرو بن العاص اخبرنی باشدّ شیٔ صنعہ المشرکون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلّی بفناء الکعبۃ اذ اقبل عقبۃ بن ابی معیط فاخذ بمنکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولوی ثوبہ فی عنقہ فخنقہ خنقاً شدیداً فاقبل ابوبکر فاخذ بمنکبیہ و دفعہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۳ عن عمرو ابن العاص قال ما نیل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیٔ کان اشدّ من ان طاف بالبیت ضحیً فلقوہ حین فرغ فاخذوا بمجامع ردائہ وقالوا انت الذی تنہانا عما کان یعبد آباؤنا قال انا ذاک فقام ابوبکر فالتزمہ من ورائہ ثم قال اَتَقْتُلُوْنَ

میں غصہ کروں گا؟ میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ ارشاد باری تعالےٰ اُولٰئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً الخ عطاء نے کہا جنّت کے درجات ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں تو جن لوگوں نے انفاق کیا فتح سے قبل وہ اُس کے افضل درجہ میں ہوں گے۔ زجاج نے کہا اس لیے کہ جو (اسلام میں) پیش قدمی کرنے والے ہیں ان کو زیادہ مشقتیں پہنچیں اپنے بعد والوں کی بہ نسبت اور اسلام پر ان کی بصیرتیں بھی زیادہ گہری ہیں۔ اور سب سے اللہ نے نیک اجر کا وعدہ کیا یعنی دونوں فریق سے اللہ تعالےٰ نے جنّت کا وعدہ کیا۔ رہا ابوبکر صدیقؓ کا قتال ہجرت سے پہلے تو بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ اخذ کیا بخاری نے مروی ہے عروہ سے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے کہا کہ مجھے بتائیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین نے سب سے زیادہ کونسا سخت معاملہ کیا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عُقبہ بن ابی مُعیط آیا اور اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مونڈھا پکڑا اور ان کا کپڑا اُن کی گردن میں ڈال کر سختی کے ساتھ گلا گھونٹنے لگا تو ابوبکرؓ آئے اور اُنھوں نے اُس کے مونڈھے پکڑ کر اُس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے دھکیل دیا پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ (کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے پاس واضح دلیلیں لایا ہے)۔ اور عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز سے سخت تکلیف نہیں پہنچائی گئی جو اس سے زیادہ شدید ہو کہ آپؐ دن چڑھے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ جب آپؐ فارغ ہوگئے تو مشرکین آپؐ سے ملے اور آپؐ کی چادر کے پلّوں کو پکڑ کر کہنے لگے کہ تو ہی ہے وہ جو ہم کو ان سے منع کرتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں تو ابوبکرؓ اُٹھے اور آپؐ کو پیچھے سے لپٹ گئے پھر کہا کہ اَتقتلون

www.kitabghar.org

رجلاً ان يقول ربي الله و قد جاءكم
بالبينٰت من ربكم و ان يك كاذباً
فعليه كذبه و ان يك صادقاً يصبكم بعض
الذي يعدكم ان الله لا يهدي من
هو مسرف كذاب رافعاً صوته بذلك
و عيناه تسيحان حتى ارسلوه
و عن انس بن مالك قال قد ضربوا
رسول الله صلى الله عليه وسلم
حتى غشي عليه فقام ابو بكر فجعل ينادي
ويلكم اتقتلون رجلاً ان يقول ربي الله
قالوا من هذا قالوا هذا ابن ابي قحافة
و عن اسماء بنت ابي بكر انهم قالوا
لها ما اشد ما رأيت المشركين بلغوا
من رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت
كان المشركون قعوداً في المسجد الحرام
فتذاكروا رسول الله صلى الله عليه
وسلم في آلهتهم و ما يقول في آلهتهم فبيناهم
كذلك اذ دخل رسول الله صلى الله عليه
وسلم المسجد فقاموا اليه و كان اذا
سألوه عن شيء صدقهم فقالوا الست تقول
في آلهتنا كذا و كذا قال بلى فتشبثوا به باجمعهم
فاتى الصريخ الى ابي بكر فقيل له ادرك
صاحبك فخرج ابو بكر حتى دخل المسجد فوجد
رسول الله صلى الله عليه وسلم و
الناس مجتمعون عليه فقال ويلكم اتقتلون
رجلاً ان يقول ربي الله و قد جاءكم
بالبينٰت من ربكم قال فلهوا
عن رسول الله صلى الله
عليه

رجلاً الخ کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے پاس واضح دلیلیں لایا ہے تمھارے رب کے پاس سے اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر ضرور ہی آ پڑے گا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو اپنی حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ یہ اونچی آواز سے کہہ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔
اور انس بن مالک رض سے مروی ہے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی تو ابو بکر رض کھڑے ہوئے اور یہ ندا کرنے لگے ویلکم اتقتلون رجلاً الخ۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو بعضوں نے کہا کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے۔ اور اسماء بنت ابی بکر رض سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ مشرکین کی طرف سے جو سب سے زیادہ سختی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پہنچی وہ تم نے کیا دیکھی ہے؟ انھوں نے کہا کہ مشرکین مسجد الحرام میں بیٹھے ہوئے تھے پھر انھوں نے باہم ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس گفتگو کا جو ان کے معبودوں کے بارے میں آپ کرتے تھے۔ اسی دوران میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو یہ لوگ آپ کے مقابل ہوئے اور جب یہ لوگ آپ سے کسی بات کو پوچھتے تھے (کہ کیا تو یہ کہتا ہے؟) تو آپ اس کی تصدیق کرتے تھے چنانچہ انھوں نے کہا تو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسا اور ایسا نہیں کہتا۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک۔ تو ایک ساتھ سب کے سب آپ کو لپٹ گئے تو ایک چیخنے والا ابو بکر رض کے پاس آیا اور ان سے کہا گیا کہ اپنے ساتھی کے پاس پہنچو۔ تو ابو بکر رض نکلے اور مسجد میں پہنچے تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں پایا کہ لوگ آپ کو لپٹے ہوئے تھے تو انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے واضح دلیلیں بھی لے کر آیا تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

www.kitabghar.org

وسلم واقبلوا علی ابی بکر یضربونہ قالت فرجع
الینا فجعل لا یمس شیئا من غدایرہ الا جاء
معہ وہو یقول تبارکت یا ذا الجلال والاکرام
رواہ ابو عمر فی الاستیعاب و عن علیؓ انہ
قال ایہا الناس اخبرونی باشجع الناس
قالوا لا نعلم فمن قال ابوبکر لقد
رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و اخذتہ قریش ہذا یجبئہ و ہذا
یتلتلہ و ہم یقولون انت الذی جعلت
الآلہۃ الہا واحدا قال فو اللہ ما دنا منا
احد الا ابوبکر یضرب ہذا و یجبی ہذا و یتلتل
ہذا و ہو یقول ویلکم اتقتلون رجلا
ان یقول ربی اللہ ثم رفع علیؓ
بردۃ کانت علیہ فبکی حتی ابتلت
لحیتہ ثم قال انشدکم باللہ اموٴمن
آل فرعون خیر ام ابوبکر فسکت
القوم فقال الا تجیبونی فو اللہ لساعۃ
من ابی بکر خیر من مثل موٴمن
آل فرعون و ذاک رجل یکتم ایمانہ
و ہذا رجل اعلن ایمانہ عن ابن
جریج قال حدثت ان ابا قحافۃ سب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصکہ ابوبکر
صکۃ فسقط فذکر ذلک للنبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال
افعلت یا ابا بکر فقال واللہ
لو کان السیف قریبا منی
لضربتہ فنزلت لا تجد قوما
یوٴمنون باللہ والیوم
الآخر

وسلم کو چھوڑ کر ان کے سامنے آئے اور ان کو مارنا شروع کر دیا۔ اسماءؓ نے کہا جب ابوبکرؓ ہمارے پاس واپس آئے تو وہ اپنے بالوں کی جس لٹ کو بھی چھوتے تھے وہ ہاتھ میں ہی (اکھڑی ہوئی) رہ جاتی تھی اور وہ یہ کہتے تھے تبارکت یا ذا الجلال والاکرام۔ اس کو ابو عمر نے روایت کیا استیعاب میں۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا اے لوگو مجھے سب سے زیادہ بہادر کی خبر دو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے، آپ بتائیے۔ فرمایا کہ ابوبکرؓ، واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کو قریش نے پکڑ رکھا ہے کوئی گردن دبائے ہوئے ہے کوئی جھنجھوڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تو ہی ہے وہ جس نے بہت سے معبودوں کے بجائے ایک ہی معبود بنا دیا۔ علیؓ نے کہا واللہ ہم میں سے کوئی قریب بھی نہ گیا بجز ابوبکرؓ کے کہ کسی کو مارتے تھے کسی کو اوندھا گرا دیتے اور کسی کو جھنجھوڑتے تھے اور کہتے جاتے تھے تمہارا ناس ہو کیا تم اس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر علیؓ نے جو چادر اوڑھے ہوئے تھے اس کو اٹھایا (یعنی پلہ منہ پر کر لیا) اور رونے لگے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی بھیگ گئی پھر بولے میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا آل فرعون والا موٴمن بہتر تھا یا ابوبکرؓ۔ پھر قوم چپ ہی۔ پھر فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے۔ خدا کی قسم ابوبکرؓ کی ایک ساعت بہتر ہے موٴمن آل فرعون کی مانند بہت سے لوگوں سے اور یہ وہ شخص تھا جو اپنے ایمان کو چھپاتے ہوئے تھا اور ابوبکرؓ وہ شخص تھا جو اپنے ایمان کا اعلان کئے ہوئے تھا۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ ابو قحافہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکرؓ نے اتنے زور سے طمانچہ مارا کہ وہ گر پڑے پھر اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے پوچھا کیا تم نے ایسا کیا ہے اے ابوبکرؓ؟ تو انھوں نے کہا واللہ اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو میں اس کے ضرور مار دیتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تجد قوما الخ (۵۸: ۲۲) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو

www.kitabghar.org

يوادون من حاد الله ورسوله ولو
كانوا آباءهم الآية و اما انفاق ابوبكر
صديق رض پيش از هجرت پس ثابت ست
بطرق بسيار چنانكه عنقريب ذكر مى كنيم
و اما قتال فاروق اعظم رض پيش از هجرت
قال ابن اسحق ولما قدم عمرو بن العاص
وعبد الله بن ربيعة على قريش ولم يدركوا
ما طلبوا وردهم النجاشي بما يكرهون واسلم
عمر بن الخطاب وكان رجلاً ذا شكيمة
لا يرام ما وراء ظهره امتنع به اصحاب رسول
الله صلى الله عليه وسلم وبحمزة حتى
عازّوا قريشاً فكان عبد الله بن مسعود
يقول ما كنا نقدر على ان نصلي عند الكعبة
حتى اسلم عمر بن الخطاب فلما اسلم
قاتل قريشاً حتى صلى عند الكعبة وصلينا
معه و اخرج الحاكم عن عبد الله بن عمر ان
عمر بن الخطاب رضي الله عنه جاء والصلوٰة
قائمة و نفر ثلثة جلوس احدهم ابو جحش
الليثي قال قوموا فصلوا مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقام اثنان وأبى
ابو جحش ان يقوم فقال له عمر صلّ
يا ابا جحش مع النبي صلى الله عليه وسلم
قال لا اقوم حتى يأتيني رجل هو اقوى
مني ذراعين و اشد مني بطشاً فيصرعني
ثم يدس وجهي في التراب
قال عمر فقمت اليه فكنت اشد
منه ذراعاً و اقوى بطشاً فصرعته
ثم دسست وجهه في التراب فاتى
عثمان فحجزني فخرج عمر بن الخطاب

نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول
کے برخلاف ہیں گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں
نہ ہوں؛ رہا ابوبکر صدیق رض کا مال خرچ کرنا ہجرت سے پہلے تو
بہت سی اسناد سے ثابت ہے جن کا عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں۔ رہا
فاروق اعظم رض کا قتال ہجرت سے پہلے۔ کہا ابن اسحٰق رح نے اور جب
عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ (حبشہ سے) قریش کے
پاس آگئے اور اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتے اور اُن کو نجاشی
نے ایسی صورت سے واپس کیا جو اُن کو ناگوار تھی۔ اور عمر بن الخطاب
نے اسلام قبول کرلیا۔ اور وہ ایک طاقتور بہادر تھے خطرات کی
پرواہ نہ کرتے تھے تو اس سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حوصلے بڑھ گئے اور حمزہ رض (کے اسلام لانے) سے یہاں تک کہ وہ
قریش کا مقابلہ کرنے لگے۔ عبداللہ بن مسعود رض کہا کرتے تھے کہ ہم
کعبہ کے نزدیک نماز پڑھنے پر قادر نہیں تھے یہاں تک کہ عمر بن
الخطاب اسلام لے آئے جب وہ اسلام لے آئے تو انھوں نے قریش
کے ساتھ قتال کیا یہاں تک کہ انھوں نے کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی
اور ہم نے بھی اُن کے ساتھ نماز پڑھی۔ اخذ کیا حاکم نے، مروی
ہے عبداللہ بن عمر رض سے کہ عمر بن الخطاب (مسجد الحرام میں) آئے
اور نماز تیار تھی اور تین شخص (دروازے میں) بیٹھے ہوئے تھے
اُن میں کا ایک ابو جحش اللیثی تھا۔ عمر رض نے اُن سے کہا کہ اٹھو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھو۔ تو دو آدمی تو کھڑے ہوگئے
اور ابو جحش نے اٹھنے سے انکار کردیا۔ عمر رض نے اُس سے کہا کہ ابو جحش
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ۔ اُس نے کہا کہ میں
تو اُس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک کوئی ایسا شخص میرے
پاس نہیں آئے گا جو میرے بازوؤں سے زیادہ طاقت رکھتا ہو اور
مجھ سے زوردار پکڑ رکھتا ہو وہ مجھ سے کشتی لڑے اور میرے مُنہ
کو مٹی میں رگڑ دے۔ عمر رض نے بیان کیا کہ بس میں اُس کی طرف بڑھ
گیا۔ میں اُس سے زیادہ مضبوط بازو رکھتا تھا اور قوی گرفت والا
تھا اور میں نے اُس کو پچھاڑ دیا اور اُس کے منہ کو مٹی میں رگڑ دیا
اتنے میں عثمان رض آگئے اور انھوں نے مجھے ہٹا دیا تو عمر رض یہاں سے چلے

مغضبًا حتّے انتہیٰ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما
رآہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورآی الغضب فی
وجہہ قال ما راعک یا اباحفص فقال یارسول اللہ
اتیت علی نفر جلوس علےٰ باب المسجد وقد اُقیمت
الصلوٰۃ وفیہم ابوجحش اللیثی فقام الرجلان فاعادَ
الحدیث ثم قال عمر واللہ یارسول اللہ ما کانت
معونۃ عثمانَ ایاہ الا انہ ضافہ لیلۃً فاحبّ
ان یشکر لہ فسمعہ عثمان فقال یارسول اللہ
لاتسمع مایقول لنا عمر عندک فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان رضا عمر رحمۃ واللہ
لوددت انک کنت جئتنی برأس الخبیث فقام
عمر فلما بعد ناداہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ھلم یا عمر این اردت ان تذہب
فقال اردت ان آتیک برأس الخبیث فقال
اجلس حتی اخبرک بغنی الرب عن صلوٰۃ ابی
جحش اللیثی ان للہ فی سماء الدنیا
ملائکۃ خشوعًا لا یرفعون رؤسہم حتے
تقوم الساعۃ فاذا قامت الساعۃ رفعوا
رؤسہم ثم قالوا ربنا ما عبدناک حق
عبادتک فقال لہ عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ وما یقولون یارسول اللہ
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اما اہل السماء الدنیا فیقولون سبحان
ذی الملک والملکوت واما اہل
السماء الثانیۃ فیقولون سبحان
الحیّ الذی لا یموت فقلہا یا عمر
فی صلوٰتک فقال یارسول اللہ
فکیف بالذی علمتنی وامرتنی
۳۰ ان اقولہ فی صلوتی

غصہ میں بھرے ہوئے یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ جب اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور اُن کے چہرے سے غصہ محسوس کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوحفصؓ کیا بات پیش آئی تو اُنھوں نے کہا یارسول اللہؐ میں چند لوگوں کے پاس آیا جو مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور نماز کھڑی ہو چکی تھی اوران میں ابوجحش لیثی بھی تھا تو دو آدمی تو کھڑے ہوگئے الغرض پورا قصہ بیان کردیا۔ پھر عمرؓ نے کہا واللہ یارسولؐ اللہ عثمانؓ نے جو اُس کی مدد کی وہ صرف اس وجہ سے کی کہ اُس نے ایک رات اُن کی دعوت کی تھی اس لئے اُنھوں نے چاہا کہ اب اس کو شکریہ کا موقع دیں۔ عثمانؓ یہ سُنکر کہا یارسول اللہؐ آپ اس کا خیال نہ فرمائے کہ ہمارے متعلق عمرؓ آپ کے سامنے کیا کہہ رہے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک عمرؓ کی رضا رحمت ہے (یعنی تمھیں ان کو رضامند کرلینا چاہیئے) واللہ میں خوش ہوتا اگر تم میرے پاس اُس خبیث کا سر لیکر آتے۔ یہ سُنتے ہی عمرؓ اُٹھ کر چل دیئے جب کچھ دُور پہنچ گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو پکارا اور فرمایا کہ عمرؓ یہاں آؤ۔ تم نے کہاں جانے کا ارادہ کیا تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کے پاس اُس خبیث کا سر لیکر آؤں۔ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کہ میں تم کو بتاؤں، خدا کو ابوجحش لیثی کی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔ آسمان دنیا پر اللہ کے بہت فرشتے سر جھکائے ہوتے ہیں وہ اپنا سر نہیں اُٹھائیں گے قیامت قائم ہوجانے تک جب قیامت قائم ہوجائیگی تو وہ اپنا سر اُٹھائیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم آپ کی وہ عبادت نہ کرسکے جو آپ کی عبادت کا حق ہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ (اس حالت میں) کیا کہتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ملائکہ آسمان دنیا والے ہیں وہ کہتے ہیں سُبحانَ ذِی المُلکِ وَالمَلکُوتِ اور جو دوسرے آسمان والے ہیں وہ کہتے ہیں سُبحَانَ الحَیِّ الَّذِی لَا یَمُوتُ اے عمرؓ یہ تسبیحات تم بھی اپنی نماز میں کہہ لیا کرو تو عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ پھر جو آپؐ نے مجھے سکھایا تھا اور حکم دیا تھا کہ میں اپنی نماز میں یہ کہا کروں اُس کا کیا ہوگا

www.kitabghar.org

قال قُل ہٰذہ مرۃً و ہٰذہ مرۃً و کان الذی
اَمر بہ اَنْ قال اَعُوذُ بعفوک من عقابک
و اَعُوذُ برضاک من سخطک و اعوذ بک
منک جلّ وجہک ۔ و عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال
قاتل عمرُ المشرکین فی مسجد مکۃ فلم یزل یقاتلہم
منذ غدوۃٍ حتی صارت الشمس حِیال رأسہ
قال و اُعیی و قعد فدخل رجلٌ علیہ بُردٌ
احمرُ و قمیص موشّی حسن الوجہ فجاء حتی
افرجہم فقال ما تریدون من ہذا الرجل قالوا
لا واللّٰہ الا انہ صبا قال فنعم رجلٌ اختار
لنفسہ دیناً دعوہ و ما اختار لنفسہ ترون بنی عدی
ترضی ان یُقتل عمر واللہ لا ترضی بنو عدی
قال و قال عمر یومئذ یا اعداء اللہ واللہ لو
قد بلغنا ثلثمائۃ لقد اخرجناکم منہا قلت
لابی بعدُ من ذاک الرجل الذی ردّہم
عنک یومئذ قال ذاک العاص بن وائل
ابو عمرو بن العاص ۔ و عن عکرمۃ
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما
اسلم عمر رضی اللہ عنہ قال المشرکون الیوم
انتصف منا ۔ و حضرت مرتضیٰ رض درین
ایام صغیر بود در حجر آن حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم و کفالت او قادر
نبود بر قتال و انفاق بخلاف
شیخین رض و اسلام او نکایت در
ملت کفر نہ کرد بخلاف شیخین رض

فرمایا کہ کسی مرتبہ یہ کہہ لو اور کسی مرتبہ وہ کہہ لو۔ اور جس چیز کے پڑھنے
کا حکم دیا تھا وہ یہ ہے اَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوذُ
بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ ۔ اور
مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ عمر رض نے مشرکین سے مسجد مکہ
میں قتال کیا۔ ایک مرتبہ صبح سے برابر اُس وقت تک لڑتے رہے
جب تک سورج سر کے مقابل نہ آگیا۔ کہا کہ اور تھک گئے اور (دم
لینے کے لئے) بیٹھ گئے تھے کہ ایک شخص آیا جس کے بدن پر سرخ
چادر تھی اور منقش کپڑے کی قمیص تھی خوبصورت تھا۔ وہ آیا
اور اُس نے مشرکین کو ہٹایا اور ان سے کہا کہ اس شخص سے تم
کیا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے کہا نہیں واللہ (اس لڑائی کی کوئی
وجہ نہیں) بجز اس کے کہ یہ بے دین ہوگیا۔ اُس نے کہا کہ (اِن سے
لڑنے کی کیا بات ہے) ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک دین پسند
کرلیا، چھوڑ دو اُس کو اور اس کو جو اس نے اپنے نفس کے لئے پسند
کیا۔ تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی (حضرت عمر رض کے قبیلے والے) گوارا کرلیں گے
اس بات کو کہ عمر رض قتل کردیا جائے۔ واللہ بنو عدی اس کو برداشت
نہیں کریں گے۔ ابن عمر رض نے کہا اور عمر رض نے اُس دن پکار کر کہدیا اے
خدا کے دشمنو اگر ہماری تعداد تین سو تک پہنچ گئی تو ہم تم کو اس
(مکہ) سے نکال دیں گے۔ میں نے اپنے والد سے بعد میں پوچھا کہ
وہ شخص کون تھا جس نے لوگوں کو آپ سے اُس دن ہٹایا تھا تو
اُنھوں نے کہا عاص بن وائل تھا عمرو بن العاص کا باپ۔ اور
مروی ہے عکرمہ سے جو روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے کہا کہ جب عمر رض اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ آج ہم میں سے
آدھا حصہ نکل گیا۔ اور حضرت مرتضیٰ رض ان ایام میں کم سن تھے،
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں یعنی زیر پرورش و کفالت
تھے نہ قتال پر قادر تھے نہ انفاق پر بخلاف شیخین رض کے۔ اور ان کے
اسلام نے ملت کفر میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا تھا بخلاف شیخین رض کے

لہ شروع زمانہ میں یہ تسبیحات و استعاذات رکوع و سجود میں پڑھے جاتے تھے اور ان کے علاوہ اور بھی احادیث میں مذکور ہیں اس کے بعد جب سورۂ حاقہ میں آیہ فسبّح باسم ربک العظیم نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھو اور سبّح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو سجدے میں رکھو۔ اس حکم کے بعد سے یہ عمل جاری ہوگیا ۱۲ مترجم عہ میں آپ کے عفو کی پناہ چاہتا ہوں آپ کے عذاب سے اور آپ کی رضا کی پناہ چاہتا ہوں آپ کے غصہ سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ (کے جلال) سے آپ کی ذات عظیم الشان ہے ۱۲ مترجم

واگر کسے در اطلاق قتال در جنگ عصا و مشت اشکالے داشتہ باشد استعمالِ شائع عرب آن اشکال را بابلغ وجوہ دفع خواہد نمود و استعمال علی مرتضٰی و ابن مسعود و غیر ایشان از صحابہ لفظ قتال را برین معنی ادلّ دلیل است برآں واگر این ہمہ کفایت نکند قول تعالیٰ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا درشانِ مہاجرین حال آنکہ آنجا استعمالِ سلاح نبود حاسم شبہہ است اما وجہ مقربیت پس خدائے تعالیٰ در سورۃ فاتحہ کہ بر السنہ مسلمین نازل فرمودہ است مے فرماید اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ جمہور مسلمین مے باید در نمازِ خود از جنابِ حق جلّ و علا طلب کنند ہدایت براہ منعم علیہم شک نیست جماعہ کہ راہِ ایشان اعظم مطلوبات است افضل اند نزدیک خدائی تعالیٰ والّا طلبِ راہ مفضول یا مساوی معقول نہ شود بعد ازآن تفسیر فرمود منعم علیہم را وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا بعد ازآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث مستفیضہ کہ حجت بآن قائم شود فرمودند کہ ابوبکر صدیق است و عمر و عثمان شہید پس از اینجا مبرہن گشت کہ این عزیزان افاضلِ امت اند و ایشان را ریاستِ معنوی برسائر مسلمین متحقق است

(کہ ان کے اسلام نے مشرکین میں ہلچل ڈال دی تھی)۔ اور اگر کوئی لاٹھی اور مکّے کی لڑائی پر لفظ قتال کے اطلاق میں اشکال رکھتا ہو تو عرب میں جو استعمال شائع ہے وہ اس اشکال کو بخوبی دفع کردے گا اور علی مرتضٰیؓ اور ابن مسعودؓ وغیرہ صحابہ کا اس معنے میں لفظ قتال کو استعمال کرنا اس پر مضبوط دلیل ہے اور اگر یہ سب اطمینان کے لئے کافی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھو اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ الخ (۲۲:۳۹) (اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے قتال کیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے۔ یہ مہاجرین کی شان میں فرمایا گیا ہے حالانکہ وہاں ہتھیار کا استعمال نہیں ہوا تھا۔ یہ آیت اس شبہ کو قطع کردینے والی ہے۔ رہی وجہ مقربیت تو خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں جو کہ مسلمانوں کی زبانوں پر نازل فرمائی ہے فرماتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ (یعنی) تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی نماز میں حضرت حق جلّ وعلا سے طلب کریں منعم علیہم کی راہ کی ہدایت (یعنی جن بندوں پر انعام کیا گیا اُن کے راستہ پر چلنے کی ہدایت) اور اس میں شک نہیں ہے کہ اُس جماعت کے لوگ جن کی راہ اعظم مطلوبات میں سے ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ہیں ورنہ مفضول یا مساوی کی راہ کا طلب کرنا تو کوئی معقول بات نہ ہوگی۔ اس کے بعد (خود حق تعالیٰ ہی) تفسیر فرماتے ہیں منعم علیہم کی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ الخ (۴:۶۹) اور جو شخص اللہ اور رسولؐ کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء۔ اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مستفیضہ میں کہ جن سے حجت قائم ہوتی ہے فرمایا کہ ابوبکرؓ صدیق ہے اور عمرؓ اور عثمانؓ شہید۔ تو یہاں سے مدلل طور پر یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ بزرگ اُمت میں سب سے افضل ہیں۔ اور ان کی معنوی ریاست تمام مسلمانوں پر متحقق ہے

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

ودر معنی این آیت آیات واحادیث بسیار است متفق درین مضمون کہ امتِ مرحومہ منقسم است بسہ قسم اوّل مقربین وسابقین دوم ابرار ومقتصد سوم ظالم لنفسہٖ ومقربین وسابقین سردفتر مسلمین اند وصدیقان وشہیدان ازجملہ مقربان وسابقان اند واین عزیزان ازجملہ صدیقان وشہیدان اند تاجائی کہ تواتر در ہر مقدمہ متحقق شدہ است وباین نوع استدلال اشارہ منقول است از حسن بصریؒ وابو العالیہ قالا فی قولہ تعالیٰ اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ رسول اللہ وصاحباہ باز در سورۃ تحریم قراءۃ اُبَیّ بن کعب این بود کہ وصالح المومنین ابوبکر وعمر عن ابن عباس قال کان اُبَیّ یقرءہا وصالح المومنین ابوبکر وعمر و سوادِ اعظم از مفسرین صالح المومنین را باین ہردو بزرگ تفسیر کردہ اند قال ذٰلک من الصحابۃ ابن مسعود وابن عباس وبریدۃ الاسلمی وابوامامۃ ومن التابعین سعید بن جبیرؒ وعکرمۃ ومیمون بن مہران والحسن البصری ومقاتل بن سلیمانؒ وکفٰی بہم قدوۃً وحاملِ ایشان برین تفسیر آن است کہ ہرچند کہ کلمہ وصالح المومنین عام است امّا قصّہ کہ سبب نزول آیت شدہ است دلالت دارد بالقطع کہ صدیقؓ وفاروقؓ داخل اند در آن عام بے شبہ آین ہمان مے ماند کہ در زمانِ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن لتبیہ گفتہ بود ہٰذا لکم وہٰذا اُہدِیَ لِیْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ خواندند مابالُ اقوامٍ نُوَلِّیہم علیٰ عملٍ مما ولانی اللہ ثم یقولُ احدہم ہٰذا لکم وہٰذا اُہدِیَ لِیْ ہلّا جلس فی بیتِ اَبِیْہِ واُمِّہٖ فینظر اَیُہدیٰ اِلَیْہِ اَمْ لَا

اور اس آیت کے معنے میں بہت آیات اور احادیث ہیں جو اس مضمون میں متفق ہیں کہ امتِ مرحومہ تین قسموں پر منقسم ہے اوّل مقربین وسابقین دوم ابرار ومقتصد سوم ظالم لنفسہٖ (یعنی گناہوں کے ارتکاب سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے)۔ اور مقربین وسابقین مسلمانوں کے سردفتر ہیں (یعنی سب سے بڑے درجہ والے ہیں) اور صدیقین اور شہداء مقربین اور سابقین میں سے ہیں اور یہ بزرگ صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہیں اس حد تک کہ (اس دلیل کے) ہر مقدمہ میں تواتر متحقق ہوچکا ہے اور اسی نوع کے استدلال کی طرف اشارہ ملتا ہے حسن بصریؒ اور ابو العالیہ سے جو منقول ہے کہ اہدنا الصراط المستقیم میں رسول اللہ اور آپؐ کے دونوں صحابیوںؓ کا طریقہ مراد ہے۔ پھر سورہ تحریم میں قراءت اُبَیّ ابن کعب کی یہ تھی کہ و صالحُ المومنین ابوبکرؓ وعمرؓ۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُبَیّ پڑھا کرتے تھے وصالح المومنین ابوبکر وعمر اور مفسرین کے سوادِ اعظم نے صالح المومنین کی تفسیر ان ہی دونوں بزرگوں سے کی ہے۔ صحابہؓ میں سے یہی کہا ہے ابن مسعودؓ نے اور ابن عباسؓ نے اور بریدۃ الاسلمیؓ نے اور ابوامامہؓ نے اور تابعین میں سے سعید بن جبیرؒ اور عکرمہؒ اور میمونؒ بن مہران اور حسن بصریؒ اور مقاتل بن سلیمانؒ نے اور پیروی کے لئے یہ حضرات کافی ہیں۔ اور ان کی اس تفسیر کا باعث یہ ہے کہ اگرچہ کلمہ "وصالح المومنین" عام ہے مگر جو قصہ کہ اس آیت کا سبب نزول ہوا ہے وہ قطعی دلالت رکھتا ہے کہ صدیقؓ و فاروقؓ بے شبہ اس عام میں داخل ہیں۔ یہ اسی قسم کی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابن لتبیہ نے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عامل تھے) کہا تھا یہ تمھارے لئے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ ایسی اقوام کو کیا ہوگیا جن کو ہم متولی بناتے ہیں ایسے عمل پر جس پر ہم کو اللہ نے متولی بنایا ہے پھر ان میں کا ایک شخص کہتا ہے کہ یہ تمھارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے وہ کیوں نہ بیٹھ رہا اپنے ماں باپ کے گھر میں پھر ہم دیکھتے کہ اس کو ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں

www.kitabghar.org

درین صورت قرائن بسیار دلالت کردند برآنکہ ابن
لتبیہ داخل است درین معاتبہ بالقطع ازآنجملہ آنکہ
سوقِ کلام و تقریبِ سخن قصہ او بودہ است بآ
ہمان لفظ کہ وی گفتہ بود حکایت کردند و آن لا محل
انکار گرفتند ہیچ عاقلی در دخولِ او توقف نمی تواند
کرد ہمچنان در قصہ کہ درمیان ازواج طاہرات و
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است امورِ
بسیار واقع شد کہ سامعان مضطر شدند بحکمِ دخولِ
این ہر دو عزیز در صالح المؤمنین عن عائشۃ قالت
انزل اللہ عذری وکادت الامۃ تہلک فی
سببی فلما سُرّی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وعرج الملک قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لابی اذہب الی ابنتک فاخبرہا ان اللہ
قد انزل عذرہا من السماء قالت فاتانی ابی
وہو یعدو ویکاد ان یعثر فقال ابشری یا بنیۃ
بابی و امی فان اللہ قد انزل عذرک
قلت بحمد اللہ لا بحمدک و لا بحمد صاحبک
الذی ارسلک ثم دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فتناول ذراعی فقلت بیدہ ہکذا فاخذ
ابوبکر النعل لیعلونی بہ فمنعتہ فضحک رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اقسمت
لا تفعل و فی سورۃ التحریم قال عمر فانی
اظن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ظن انی جئت من اجل حفصۃ
واللہ لئن امرنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بضرب لاضربن عنقہا و اما
وجہ نفع مسلمین بسبب ایشان
قال اللہ تعالی کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس

اس صورت میں بہت سے قرائن نے اس بات پر دلالت کی کہ ابن لتبیہ
قطعی طور پر اس معاتبہ میں داخل ہے ان میں سے ایک قرینہ یہ ہے
کہ سیاقِ کلام اور بنائے گفتگو اسی کا قصہ ہوا ہے پھر اُسی لفظ
کی حکایت کی جو اُس کا کہا ہوا تھا اور اُسی پر گرفت فرمائی کوئی
صاحبِ عقل اُس کے داخل ہونے میں توقف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح
اُس قصہ میں جو ازواجِ طاہراتؓ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے مابین پیش آیا تھا بہت سی ایسی باتیں پیش آئیں کہ
سننے والوں کے اذہان بے اختیار ان دونوں بزرگوں کے "صالح
المؤمنین" میں داخل ہونے کی طرف گئے۔ حضرت عائشہؓ سے
مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری بے گناہی کی شہادت نازل
فرمائی اور امت میرے سبب سے ہلاکت کے قریب پہنچ گئی تھی تو
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیتِ نزولِ وحی زائل
ہو گئی اور فرشتہ عروج کر چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
میرے باپ سے کہا کہ اپنی بیٹی کے پاس جا کر خبر کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان
سے اُس کی بے گناہی کو نازل فرمایا ہے۔ عائشہؓ نے کہا پھر میرے
پاس میرے باپ دوڑتے ہوئے آئے قریب تھا کہ گر پڑیں اور کہا کہ
میری بیٹی خوشخبری سُن میرے ماں باپ تیرے قربان اللہ تعالیٰ
نے تیری بے گناہی نازل کر دی ہے۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے نہ کہ
تمہارا اور تمہارے ساتھی کا نہیں جنہوں نے تمہیں بھیجا، پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو انہوں نے میرے بازو
کو پکڑا۔ میں نے اس طرح آپؐ کے ہاتھ کو ہٹایا تو ابوبکرؓ نے اپنا
جوتا پکڑا اور مجھ پر اُٹھایا میں اُس سے بچنے لگی تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور آپؐ نے فرمایا کہ تم کو قسم دیتا ہوں
ایسا نہ کرو۔ اور سورۂ تحریم کے بیان میں عمرؓ نے کہا کہ میں خیال
کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہے کہ میں
حفصہؓ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مارنے کا حکم دیں تو میں اُس کی گردن مار دوں۔ رہی آن
کے سبب سے مسلمانوں کے نفع کی صورت، حق تعالیٰ نے فرمایا کنتم
خیر امۃ الخ (۳:۱۱۰) تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت

www.kitabghar.org

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الآیہ ازین آیہ منطوقاً معلوم می شود کہ اُمتِ مرحومہ بہتر است از سائرِ اُمم از جہتِ کمالِ این صفت کہ امر بمعروف و نہی از منکر باشد و مفہوماً دلالت می کند بر آنکہ ہر کہ ازین اُمت بکمالِ امر معروف و نہی از منکر متصف باشد افضل است ازما دونِ خود شاہد این مفہوم قول خدای عزّ وجلّ است وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ باز در آیۃ دیگر میفرماید در شانِ مہاجرین اوّلین اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ودر خارج تمکین واقع نشد الا مشایخ ثلٰثہ را پس واجب شد کہ وصفِ مذکور کہ مدارِ خیریت است درین بزرگواران متحقق شدہ باشد این آیات دلالت کردند بر فضلِ این جماعہ بر سائرِ مسلمین و تقلیل شرکا جدّاً متحقق شد آمدیم بر سرِ تعیینِ صدیق اکبر از میانِ ایشان پس میگوییم خدای تعالےٰ در سورۂ وَالّیل فرمود وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وسورۂ لیل از آن جملہ است کہ در اوّلِ بعثت نازل شدہ وقتے کہ کفّار ضعفاءِ مسلمین را ایذا میدادند وصدّیق اکبرؓ مالِ خود را

لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اس آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جہت سے اُمتِ مرحومہ تمام اُمتوں سے بہتر ہے کہ وہ اس صفت میں کمال رکھتی ہے کہ نیک کام کا حکم کرتی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اس کا مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص کہ اس اُمت میں سے امر بمعروف اور نہی از منکر کے کمال سے متصف ہے وہ دوسرے لوگوں سے افضل ہے۔ اس مفہوم کی شہادت حق تعالےٰ کے اس ارشاد سے ملتی ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ الخ (۳: ۱۰۴) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔ پھر دوسری آیت میں مہاجرین اوّلین کی شان میں فرماتے ہیں اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو دُنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔ اور خارج میں تمکین (یعنی قیامِ حکومت) واقع نہیں ہوا مگر مشائخ ثلاثہ (یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذی النورین رضی اللہ عنہم) کے لئے تو واجب ہوا کہ وصف مذکور جو خیر ہونے کا مدار ہے ان بزرگواروں میں متحقق ہو گیا ہو۔ یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ اس جماعت کو تمام مسلمانوں پر فضیلت ہے اور شرکا کی بہت کمی متحقق ہے۔ اب ہم ان میں سے صدیق اکبرؓ کی تعیین پر کلام کرتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ سورۂ واللیل میں فرماتا ہے وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الخ (۹۲: ۱۷-۱۸) اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے اپنا مال (محض) اس غرض سے دیتا ہے کہ (گناہوں سے) پاک ہو جائے۔ اور سورۂ لیل اُن سورتوں میں سے ہے جو بعثت نبویؐ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئیں جب کہ کفار ضعفاء مسلمین کو ایذا دیتے رہتے تھے اور اُن کو کفار کی ایذاؤں سے رہائی کے لئے صدیق اکبرؓ اپنے مال کو

www.kitabghar.org

وسیلہ استخلاص ایشان از تعذیب کفار میساخت تا آنکہ سامعان را اشکالی نماند در آنکہ یا لفظ اَتْقٰی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی عام است حضرت صدیق رضی اللہ عنہ را البتہ اوّل مرّہ در گرفتہ است پیش از دیگران از جہت قیام قرائن یا این است کہ الاتقٰی معہود است و شخص معیّن مراد است و آن شخص معیّن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ است عن ابن مسعود قال انّ ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اشترٰی بلالاً من اُمیّۃ بن خلف و اُبیّ بن خلف ببُردۃ و عشر اواق فاعتقہ للہ فانزل اللہ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی الٰی قولہ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ابوبکر و اُمیّۃ و اُبیّ الٰی قولہ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی قال لا الٰہ الّا اللہ الٰی قولہ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی قال النّار عن عروۃ انّ ابا بکر الصدیق اعتق سبعۃ کلّہم یُعذّب فی اللہ بلالاً و عامر بن فُہیرۃ والنہدیّۃ وابنتہا و زِنّیرۃ و اُمّ عیسٰی و اَمۃ بنی المؤمل و فیہ نزلت وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقٰی الٰی آخر السورۃ عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ قال ابو قحافۃ لابی بکر اراک تعتق رقاباً ضعافاً فلو انّک اذا فعلت ما فعلت اعتقت رجالاً جلداً یمنعونک و یقومون دونک فقال یا ابت انّما ارید وجہ اللہ فنزلت ہٰذہ الآیۃ فیہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی الٰی قولہ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی عن سعید بن المسیّب قال نزلت وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی فی ابی بکر اعتق ناساً لم یلتمس منہم جزاءً و لا شکوراً ستّۃ او سبعۃ منہم بلال رضی اللہ عنہ و

وسیلہ بناتے تھے۔ یہاں تک کہ سننے والوں کو اس میں کوئی اشکال نہیں رہا کہ یا لفظ اَتْقٰی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی عام ہے اور قرائن کی موجودگی کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے لوگوں سے پہلے البتہ اس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اوّل مرتبہ اپنے احاطہ میں لیا ہے اور یا "الاتقٰی" معہود ہے (اور اس پر الف لام عہد کا ہے) اور شخص معیّن مراد ہے اور وہ شخص معیّن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اُمیّہ بن خلف اور اُبیّ بن خلف سے ایک غلام اور دس اوقیہ (سونا) دے کر خریدا پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے واسطے آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی سے اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی تک ابوبکر رضی اللہ عنہ (کے بارے میں) اور امیّہ و اُبیّ (کے بارے میں آگئے)، وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی سے کہا کہ (الحسنٰی سے) لا الٰہ الّا اللہ مراد ہے۔ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی تک کہا کہ (العسرٰی سے) نار مراد ہے۔ مروی ہے عروہ سے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات کو آزاد کیا سب ایسے تھے کہ اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے) ستائے جاتے تھے۔ بلال اور عامر بن فہیرہ اور نہدیہ اور اس کا بیٹا اور زنیرہ اور ام عیسٰی اور بنی مؤمل کی باندی اور ان کے بارے میں نازل ہوئی وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقٰی سے آخر سورت تک۔ اور مروی ہے عامر ابن عبد اللہ بن الزبیر سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ (عبد اللہ) سے انھوں نے کہا کہ ابو قحافہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو ضعیف گردنوں کو آزاد کرتا ہے تو اگر تجھے ایسا ہی کرنا تھا جو تو نے کیا تو یہ کرتا کہ بہادر لوگوں کو آزاد کرتا جو (دشمنوں سے) تیرا بچاؤ بنتے اور تیری حمایت کے لئے کھڑے ہوتے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ابا میں صرف اللہ کی رضا کا طلبگار ہوں۔ تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی سے وَلَسَوْفَ یَرْضٰی تک۔ اور مروی ہے سعید بن المسیّب سے انھوں نے کہا کہ نازل ہوئی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ انھوں نے بہت اشخاص کو آزاد کیا اور کسی بدلے اور شکریے کے طلبگار نہ ہوئے چھ یا سات کو، ان میں سے بلال رضی اللہ عنہ اور

www.KitaboSunnat.com

www.kitabghar.org

عامر بن فہیرہ عن ابن عباسؓ فی قولہ وسیجنبہا الاتقی قال ہو ابوبکر الصدیقؓ وقال عمار ابن یاسر فی ذٰلک شعراً ؎ جزی اللہ خیراً عن بلالؓ وصحبہ ؛ عتیقاً واخزی فاکہاً وابا جہل ؛ بالجملہ چون این مقدمہ ثابت گشت خدای تعالی جای دیگر میفرماید اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ پس صدیق اکبرؓ اتقی امت است واتقی امت اکرم اُمّت است وہو المطلوب باین اسلوب کہ تقریر نمودیم کتاب اللہ بوجوہ بسیار بر افضلیتِ صدیق و فاروق دلالت مینماید۔

مسلکِ دوم در تصریح وتلویح سُنّتِ سنیّہ بافضلیتِ صدیق بر سائر امت ثم فاروق ثم ذوالنورین وپیش از آنکہ در روایتِ احادیث شروع کنیم بر دو نکتہ مطلع سازیم **نکتۂ اُولیٰ** مسئلہ افضلیتِ شیخین در ملتِ اسلامیہ قطعی است واینجا قطع حاصل می شود بدو وجہ یکے تعدّد طرقِ حدیث تا آنکہ اصل مسئلہ متواتر بالمعنی شود مانند سخاوتِ حاتم وشجاعتِ رستم دیگر حفوفِ قرائن زیرا کہ خبر واحد بسبب حفوفِ قرائن بسر حد یقین مے رسد مانند آنکہ بیماری را دیدیم کہ صاحبِ فراش شدہ واقارب او پیش اطبّا می روند وآخر یاس از حیاتِ او بہم رسانیدند وبانواعِ ہمّ والم گرفتار شدند بعد ازان روزے دیدہ شد کہ درخانۂ او نوحہ منکرہ می کنند وجنازہ بر دروازہ بنہادہ اند واز ہر جانب مردم غمگین وساکت بخانۂ او می در آیند درین حالت اگر شخصے خبر دہد کہ آن بیمار مُردہ است این خبر واحد بسببِ حفوفِ قرائن

عامر بن فہیرہ ہیں۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقٰی کے بارے میں انھوں نے کہا کہ وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اور عمارؓ بن یاسر نے اس کے بارے میں یہ شعر کہا ؎ (ترجمہ) اللہ عتیق (یعنی ابوبکرؓ) کو جزائے خیر عطا کرے بلالؓ اور اُس کے ساتھیوں کی طرف سے اور رُسوا کرے فاکہہ اور ابوجہل کو۔ الغرض جب یہ مقدمات ثابت ہوگئے اور خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (یعنی تم میں سب سے زیادہ مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے) اور صدیق اکبرؓ اُمت کے سب سے زیادہ متقی ہیں اور جو اُمت میں اتقٰی ہے وہ اکرم اُمت ہے اور یہی مطلوب ہے۔ جس اسلوب سے ہم نے تقریر کی ہے کتاب اللہ بہت سی وجوہ کے ساتھ صدیقؓ اور فاروقؓ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

مسلکِ دوم احادیث نبویّہ کی تصریحات واشارات سے صدیقِ اکبرؓ کی افضلیت کے بیان میں تمام امت پر پھر فاروقؓ کی پھر ذی النورینؓ کی۔ اور روایات حدیث شروع کرنے سے پہلے ہم دو نکتوں پر مطلع کرنا چاہتے ہیں **پہلا نکتہ** افضلیتِ شیخینؓ کا مسئلہ ملتِ اسلامیہ میں قطعی ہے اور اس جگہ قطعیت حاصل ہوتی ہے دو وجہ سے ایک روایاتِ حدیث کا تعدّد یہاں تک کہ اصل مسئلہ متواتر بالمعنیٰ ہوجائے حاتم کی سخاوت اور رُستم کی شجاعت کی طرح سے۔ دوسری صورت ہے قرائن کا چھا جانا کیونکہ خبر واحد قرائن کے محیط ہوجانے سے یقین کی سرحد میں پہنچ جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ہم نے ایک بیمار کو دیکھا کہ صاحبِ فراش ہوگیا ہے اور اُس کے اقارب اطباء کے پاس جارہے ہیں۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زندگی سے سب نا امید ہوگئے اور بہت کچھ رنج وغم میں گرفتار ہوگئے۔ اس کے بعد ایک دن دیکھا گیا کہ اس کے گھر میں بُری طرح نوحہ کیا جارہا ہے اور جنازہ دروازے پر رکھا ہے اور ہر جانب سے لوگ غمگین اور خاموش اُس کے گھر میں جارہے ہیں۔ اس حالت میں اگر کوئی شخص خبر دے کہ وہ بیمار مرگیا ہے تو وہ خبر واحد قرائن کے چھا جانے کی وجہ سے

www.kitabghar.org

بسر حد یقین خواہد رسانید، ہمچنین احادیث افضلیت
شیخین محفوف است بقرائن بسیار و این قرائن
دو نوع تواند بود یکی اول ظنیہ و خطابیہ کہ موافق
باشند در اصل مقصد با این خبر واحد از آنجملہ عموم
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم در فضیلت مہاجرین و مجاہدین مانند حدیث
رفاعہ در واقع جاء جبرئیل الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ما تعدون اہل بدر فیکم قال من
افضل المسلمین و قال رافع بن خدیج خیارنا
قال وکذلک من شہد بدرا من الملائکۃ و
مانند حدیث جابر کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربع
مائۃ فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انتم الیوم خیر اہل الارض و این ہر دو حدیث
تقلیل شرکا جدًا در افضلیت حاصل گردانیدہ
و تعریضات کتاب اللہ و سنت رسول اللہ بہ افضلیت
شیخین رض ہرچند فضیلت بر جمیع امت از آنجا
مفہوم شود لیکن در معنی فضیلت موافقت
میکند و تقلیل شرکا جدًا بعمل می آرد دیگر فروع
افضلیت کہ امت مرحومہ قولاً و فعلاً بآن آشنا
شدہ اند و در ہر محل و ہر موطن افضل ہذہ الامۃ
گفتہ اند و این مقالہ را بوجہی سر دادہ اند گویا
پیش ازین متیقن بودہ است و تجدید فکر را در آن
دخل نہ و این ہر دو مبحث طولی دارد و بسیارے از آن
مذکور کردیم اینجا استحضار آن مقالات باید نمود۔
نکتہ ثانیہ چون استقرا کنیم احادیث را کہ در
افضلیت شیخین وارد شد مدار افضلیت چہار
خصلت را می یابیم یکے در مرتبہ علیا
از مراتب امت بودن صدیقیت و
شہیدیت

سرحد یقین میں پہنچا دے گی۔ ایسے ہی افضلیت شیخین کی احادیث بہت
سے قرائن سے لپٹی ہوئی ہیں۔ اور یہ قرائن دو قسم کے ہو سکتے ہیں
ایک اول ظنیہ اور خطابیہ جو کہ اصل مقصد میں اس خبر واحد کے
موافق ہوں۔ اُن میں سے ہیں مہاجرین اور مجاہدین کی فضیلت
کے عمومات جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں مذکور ہیں جیسی
کہ حدیث رفاعہ اس واقعہ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ تم اپنے میں اہل بدر کو کیسا سمجھتے ہو۔
آپ نے کہا کہ افضل مسلمین میں سے اور رافع بن خدیج نے "خیارنا"
روایت کیا (یعنی ہم میں کے بہترین مسلمان)، جبرئیل نے کہا اور ایسے
ہی وہ فرشتے ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ اور مانند حدیث
جابرؓ کے کہ ہم یوم (صلح) حدیبیہ میں چودہ سو تھے تو ہم سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج تمام زمین والوں
سے بہتر ہو اور ان دونوں حدیثوں سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ
جو افضلیت میں بڑھے ہوتے ہیں وہ زیادہ کم ہیں اور کتاب اللہ
و احادیث رسول اللہ کی فضیلت میں شیخینؓ پر جو تعریضات
ہیں اگرچہ وہاں سے بھی تمام امت پر اُن کی فضیلت مفہوم ہوتی
ہے لیکن انتہائی درجہ کی فضیلت کا مفہوم اسی کی موافقت میں
ہے جو شرکا۔ افضلیت کی بہت کمی عمل میں لاتا ہے۔ دوسرے
قرائن فروع افضلیت کے ہیں کہ امت مرحومہ کے لوگ قولاً اور
فعلاً اُن سے آشنا ہونے کی بناء پر ان کو "اس امت میں سب سے
افضل" اور "اس امت میں کے سب سے بہتر" الفاظ کہتے رہے ہیں اور
یہ کلام اس انداز سے ادا کرتے رہے ہیں گویا اس سے پہلے یہ بات
متیقن ہو چکی ہے اور اس میں جدتِ فکر کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور
یہ دونوں مبحث طویل ہیں اور اُن میں سے بہت سا حصہ ہم
ذکر کر چکے ہیں یہاں اُن مقالات کو مستحضر کر لیا جائے۔
دوسرا نکتہ جب ہم اُن احادیث پر تفصیلاً غور کرتے
ہیں جو کہ شیخین کی افضلیت میں وارد ہوتی ہیں تو مدار افضلیت
ہم چار خصلتوں کو پاتے ہیں پہلی ان کا امت کے مراتب میں سب سے
سب سے اونچے مرتبہ پر ہونا جس کو صدیقیت اور شہیدیت کے الفاظ

www.kitabghar.org

عبارت است ازان دوم اعانتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وترویج اسلام در وقتِ غربتِ او اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ ابوبکرٍ و آسانی بمالہٖ و نفسہٖ وعزتِ اسلام کہ از خصائصِ عمر است اشارہ است بآن سوم اتمامِ کارہای مطلوب از نبوت بدست این ہردو عزیز رؤیارِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قصۂ مقالید و قصۂ آب کشیدن از بیر نمائشی است ازان چہارم علوّ درجاتِ ایشان در معاد سیّدا کہولِ اہلِ الجنۃ واقامت در غُرَفِ عالیہ و اولیتِ حشر و تجلّیِ خاص برای صدیق و معانقۂ حق برای عمر بیانی ست ازان و این خصلت ہرگز جدا نمی تواند شد از یکے از خصال ثلٰثہ زیراکہ اکثریت ثواب یا بسبب صفاتِ نفسانی است یا بسبب اعزازِ اسلام و نصرتِ او یا بسبب اتمام کارہای نبوت لیکن ممکن است کہ شخصے صحبتِ پیغامبر ندا شتہ باشد بلکہ آخر ہمہ ایمان بیارد و ہیچ مشہدے از مشاہدِ خیر ادراک ننماید معہٰذا افضلِ امت باشد باعتبار اتمامِ کارہای مطلوب از بعثت پیغامبر بدستِ او یا باعتبارِ صدیقیت و شہیدیت و مناسبتِ قوتِ عاملہ و عاقلہ او بانفسِ قدسیہ پیغامبر و ممکن است کہ در اعزاز اسلام و نصرتِ پیغامبر اقصی الغایۃ سعی بجا آرد و در آخرِ ایام آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوفی شود کارہای مطلوب پیغامبر را نداند فضلاً از آنکہ مباشرتِ آن نماید باعتبارِ قوتِ عاقلہ و عاملہ

تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کرتے رہنا اور ترویجِ اسلام اُس کی غربت کے زمانہ میں۔ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکرؓ ہے اُس نے میرا ساتھ دیا اپنے مال سے اور اپنی جان سے اور عزتِ اسلام جو کہ عمرؓ کی خصائص میں سے ہے اسی خصلت کی طرف اشارہ ہے۔ تیسری جو کام نبوت سے مطلوب تھے ان دونوں بزرگوں کے ہاتھوں سے ان کا پورا ہونا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب جس میں تالیوں کا ذکر ہے اور وہ خواب جس میں کنوئیں سے پانی کھینچنے کا قصہ مذکور ہے اسی کی ایک نمائش تھی۔ چوتھی عالمِ آخرت میں ان کے درجات کا بلند ہونا۔ یہ ارشاد کہ یہ دونوں تمام ادھیڑ عمر والے اہلِ جنت کے سردار ہوں گے اور جنت کے بالاخانوں میں اُن کے قیام کی خبر دینا اور حشر میں ان کی اولیت اور صدیق کے لئے تجلی خاص اور حق تعالیٰ کا معانقہ کرنا عمرؓ سے اسی کا بیان ہے۔ اور یہ خصلت تینوں خصال میں سے کسی ایک سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی کیونکہ ثواب کی اکثریت یا تو صفاتِ نفسانی کے سبب سے ہے یا اسلام کو عزت اور مدد دینے کے سبب سے یا نبوت کے کاموں کو پورا کرنے کے سبب سے۔ لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص کو پیغمبر کی صحبت حاصل نہ ہوتی ہو بلکہ وہ سب کے آخر میں ایمان لائے اور غزوات میں سے کسی غزوہ کو بھی وہ نہ پائے اس کے باوجود جو کام بعثتِ پیغمبر سے مطلوب تھے اُس کے ہاتھ سے پورے ہونے کے اعتبار سے وہ افضلِ اُمت ہو یا باعتبار صدیقیت اور شہیدیت کے اور اُس کی قوتِ عاقلہ اور عاملہ کو پیغمبر کے نفسِ قدسیہ سے مناسبت ہونے کے اعتبار سے اور ممکن ہے (ایسے شخص کی افضلیت) کہ اسلام کو عزیز بنانے اور پیغمبر کی مدد دینے میں وہ انتہائی کوششیں کرتا رہا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں اُس کی وفات ہو جائے اور وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ پیغمبر سے کون کونسے کام مطلوب ہیں چہ جائیکہ وہ ان کی انجام دہی میں مشغول ہو۔ یا باعتبار قوت عاقلہ اور عاملہ کے

www.kitabghar.org

با پیغامبر مناسبت معتدبہ ندارد نہایتِ مرمی ہمت او حالی ست از احوال ابرار آین است مقتضائے امکان عقلی لیکن سُنّۃ اللہ جاری شدہ است بآنکہ دواعی بزرگ نہ ریزند مگر بر نفوسِ قدسیہ کہ سالہا زیر تربیتِ پیغامبر پرورش یافتہ باشند و تشریفِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقاضا مینماید کہ خلیفہ او نباشد اِلّا اکملِ اُمّت باعتبار این خصالِ اربع جمیعًا بالجملہ در احادیث این باب تأملی وافی بکار باید بُرد و مدارِ افضلیت از ہر حدیثی جُدا استنباط باید نمود چون این ہمہ گفتہ شد بر روایاتِ احادیث مشغول شویم۔

اما باعتبار کارہائی کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم آن را از جہت پیغامبری می کردند پس شیخین را افضلیت ثابت است باحادیثِ بسیار۔

اوّل حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رأیتُنی علٰے قلیبٍ علیہا دلوٌ فنزعتُ منہا ماشاء اللہُ ثم اخذہا ابنُ ابی قحافۃ فنزعَ منہا ذَنوبًا او ذَنوبین و فی نزعہ واللہُ یغفر لہٗ ضعفٌ ثم استحالت غربًا فأخذ ابنُ الخطّاب فلم اَرَ عبقریًّا من النّاس ینزع نزعَ عمرَ ابنِ الخطّاب حتّٰے ضربَ النّاسُ بعطنٍ و حدیث عبد اللہ بن عمر انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال

پیغمبر کے ساتھ معتدبہ مناسبت نہ رکھتا ہو مگر اس کی ہمت کی بلندی کی انتہا ابرار کے احوال میں سے کسی حال تک ہو جاتی ہے۔ یہ ہے امکانِ عقلی کا مقتضٰے لیکن عادتِ خداوندی اس اَمر پر جاری ہو چکی ہے کہ بڑے بڑے دواعی (جیسے کفّار کی طاقتور جماعتوں اور سلطنتوں سے مقابلہ) کا افاضہ صرف اُن نفوسِ قُدسیہ ہی پر ہوتا ہے جنھوں نے برسوں تک پیغمبرؐ کے زیرِ تربیت رہ کر پرورش پائی ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ کا تقاضا یہ ہے کہ آپؐ کا خلیفہ کوئی نہ ہو بجز ایسے شخص کے جو اُمّت میں کامل ترین ہو ان تمام ہر چہار خصائل کے اعتبار سے۔ الحاصل اس باب کی احادیث میں پورے غور و فکر کو کام میں لانا چاہیئے اور ہر ایک حدیث سے مدارِ افضلیت جداگانہ استنباط کرنا چاہیئے۔ جب یہ سب بیان کر دیا گیا تو اب ہم روایاتِ احادیث میں مشغول ہوتے ہیں۔

اُن کاموں کے اعتبار سے جن کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پیغمبری کی حیثیت سے انجام دیتے تھے شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیت بہت سی احادیث سے ثابت ہوتی ہے۔

پہلی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ جب میں سو رہا تھا تو میں نے اپنے کو ایک پُرانے کنوئیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول موجود تھا جتنے ڈول اللہ نے چاہے مَیں نے اُس میں سے کھینچے پھر اُس کو (ابوبکر رضی اللہ عنہ) ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا تو اُس نے اُس میں سے چند ڈول یا دو ڈول کھینچے اور اُس کے کھینچنے میں اور اللہ اُس کو معاف کرے ضعف تھا پھر وہ ڈول چرس بن گیا تو اس کو ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لے لیا تو میں نے لوگوں میں کسی طاقتور شخص کو اس طرح ڈول کھینچتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کھینچ رہا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر پانی کے گرد بٹھا دیا (کہ دوبارہ پانی پیں)۔ اور حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لہ چرس اس بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس سے کاشتکار زمینوں کی سینچائی کرتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

أُرِيتُ كَأَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَاسْتَقَى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ رواہما البخاری ومسلم وغیرہما وعن ابی الطفیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بَيْنَا أَنَا أَنْزِعُ اللَّيْلَةَ إِذْ وَرَدَتْ عَلَيَّ غَنَمٌ سُودٌ وَغَنَمٌ عُفْرٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ فِيهِمَا ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَلَأَ الْحِيَاضَ وَأَرْوَى الْوَارِدَةَ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ أَحْسَنَ نَزْعًا مِنْهُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ الْغَنَمَ السُّودَ الْعَرَبُ وَالْعُفْرَ الْعَجَمُ۔

دوم حدیث ابن عمر فی الموازنۃ مع الامۃ اخرج ابن مردویہ عن ابن عمر خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ غَدَاةٍ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ قَالَ رَأَيْتُ قَبْلَ الْفَجْرِ كَأَنِّي أُعْطِيتُ الْمَقَالِيدَ وَالْمَوَازِينَ فَأَمَّا الْمَقَالِيدُ فَهِيَ الْمَفَاتِيحُ وَأَمَّا الْمَوَازِينُ فَهَذِهِ الَّتِي يُوزَنُ بِهَا فَوُضِعْتُ فِي كِفَّةٍ وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فِي كِفَّةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُ ثُمَّ جِيءَ بِأَبِي بَكْرٍ فَوُزِنَ بِهِمْ فَرَجَحَ ثُمَّ جِيءَ بِعُمَرَ فَوُزِنَ بِهِمْ فَرَجَحَ ثُمَّ جِيءَ بِعُثْمَانَ فَوُزِنَ بِهِمْ

مجھے دکھلایا گیا گویا کہ میں ڈول کھینچ رہا ہوں ایک گھیرٹی کے اوپر سے جو ایک کنویں پر لگی ہوئی ہے۔ پھر ابوبکرؓ آیا اور اُس نے چند ڈول یا دو ڈول کھینچے اُس کے کھینچنے میں ضُعف تھا اللہ اُس کو معاف کرے پھر عمرؓ آگیا اور اُس نے پانی کھینچنا چاہا تو وہ ڈول چرس بن گیا تو میں نے لوگوں میں کوئی ایسا طاقتور نہیں دیکھا جو اُس کی طرح کام کرتا ہو یہاں تک کہ اُس نے سب لوگوں کو سیراب کردیا اور لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلاکر پانی کے گرد بٹھادیا۔ ان دونوں کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ اور ابوطفیل سے مروی ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس دوران میں کہ میں آج کی رات (خواب میں) ڈول کھینچ رہا تھا کہ مجھ پر وارد ہوئیں کچھ بکریاں سیاہ رنگ کی اور کچھ بکریاں سفید (مائل بہ سُرخ) رنگ کی۔ پھر ابوبکرؓ آیا اور اُس نے چند ڈول یا ایک دو ڈول کھینچے جن میں ضُعف تھا اور اللہ اس کو معاف کرے۔ پھر عمرؓ آیا تو وہ ڈول چرس بن گیا۔ تو اُس نے سب حوض بھر دیئے اور ہر آنے والے کو سیراب کردیا تو میں نے لوگوں میں کوئی ایسا طاقتور نہیں دیکھا جو اُس سے اچھا کھینچتا ہو۔ میں نے یہ تاویل کی ہے کہ سیاہ بکریوں سے مراد عرب ہے اور سفید سے عجم۔

دوسری حدیث ابن عمرؓ کی اُمّت کے ساتھ وزن کیے جانے کے مضمون کی۔ اخذ کیا ابن مردویہ نے روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ ایک صبح کو طلوع شمس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کہ میں نے فجر سے پہلے دیکھا کہ گویا مجھے بہت سی مقالید اور موازین دی گئی ہیں۔ مقالید تو یہی مفاتیح یعنی چابیاں ہیں اور موازین یہ بھی ویسی ہی ترازویں تھیں جن سے تولا جاتا ہے۔ پھر ترازو کے ایک پلّے میں مجھے رکھا گیا اور میری اُمّت کو دوسرے پلّے میں رکھا گیا اور اُن کے ساتھ تولا گیا تو میں اُن سے بھاری رہا۔ پھر ابوبکرؓ کو لایا گیا اور اُن کے ساتھ وزن کیا گیا تو ابوبکرؓ کا پلّا جھک گیا (یعنی وہ بھی بھاری رہے) پھر عمرؓ کو لایا گیا اور اُن کے ساتھ تولا گیا تو ان سے عمرؓ کا پلّا بھی جھک گیا۔ پھر عثمانؓ کو لایا گیا اور اُن کے ساتھ تولا گیا

فنزع ثم رُفعت۔

سوم حدیث جابر بن عبد اللہ انہ کان یحدث
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اُرِیَ
اللیلۃ رجل صالح انّ ابابکر نیط برسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان
بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم و اما تنوط بعضہم ببعض
فہم ولاۃ ہذا الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلے
اللہ علیہ وسلم۔

چہارم حدیث سمرۃ بن جندب انّ رجلاً
قال یارسول اللہ انّی رأیت اللیلۃ کانّ
دلوًا دُلِّیَ من السماء فجاء ابوبکر فاخذ
بعراقیہا فشرب شربا ضعیفا ثم جاء
عمر فاخذ بعراقیہا فشرب حتی تضلّع
ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیہا فشرب
حتی تضلّع ثم جاء علیؓ فاخذ
بعراقیہا فانتشطت وانتضح
علیہ منہا شیئٌ۔

پنجم حدیث ابن عباس وابی ہریرۃ کہ تسمیہ
خلفاء آنجا بتصریح مذکور شدہ شاہد عدل این
احادیث می تواند شد انّ ابن عباس کان
یحدث انّ رجلاً اتی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فقال انّی رأیت اللیلۃ فی
المنام ظلّۃ تنطف منہا السمن والعسل
فاری الناس یتکففون منہا فالمستکثر و
المستقل و اذا سبب واصل من
الارض الی السماء فاراک اخذت
بہ فعلوت

تو اس کا پلڑا بھی جھکا رہا۔ پھر ترازو اُٹھالی گئی۔

تیسری حدیث جابرؓ بن عبداللہ کی وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ایک مرد صالح کو خواب میں دکھایا گیا کہ ابوبکرؓ لٹکے ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور عمرؓ لٹکے ہوتے ہیں ابوبکرؓ کے ساتھ اور عثمانؓ لٹکے ہوتے ہیں عمرؓ کے ساتھ۔ تو جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ آئے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور رہا بعض کا بعض کے ساتھ لٹکنا تو اُس سے اس امر کے والی مراد ہیں جس سے اللہ تعالے نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔

چوتھی حدیث سمرہؓ بن جندب کی کہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ میں نے آج کی رات میں دیکھا گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکا اور ابوبکرؓ آئے اور اُنھوں نے اُس کے دونوں عرقوے پکڑے (چمڑے کے ڈول کا منہ کُھلا رکھنے کے لئے جو لکڑی باندھی جاتی ہے اُس کو عُرقُوہ کہتے ہیں) اور کچھ آہستہ آہستہ پیا۔ پھر عمرؓ آئے اور اُنھوں نے اُس کے دونوں عرقوے پکڑے پھر خوب شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر عثمانؓ آئے اور اُنھوں نے اُس کے دونوں عُرقوے پکڑے اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے۔ پھر علیؓ آئے اور اُنھوں نے اُس کے عرقوے پکڑے تو وہ عرقوہ یعنی لکڑی کُھل گئی اور اس میں سے کچھ پانی اُن کے اوپر بکھر گیا۔

پانچویں حدیث ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ کی کہ خلفاءؓ کے ناموں کا ذکر وہاں تصریح کے ساتھ مذکور ہوا وہ ان احادیث کی شاہد عدل ہو سکتی ہے۔ یہ کہ ابن عباسؓ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک سائبان ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ اُس میں سے ہتھیلیوں میں لے رہے ہیں۔ بہت لینے والے بھی ہیں اور کم لینے والے بھی اور اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک رسی ہے زمین سے آسمان تک تنی ہوئی آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ نے اُس کو پکڑا اور اوپر بلند ہوگئے

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

ثم اخذ بہ رجل آخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل آخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل آخر فانقطع ثم وصل فعلا بہ قال ابوبکر یا رسول اللہ بابی انت واللہ لتدعنی فاعبرہا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اعبر قال اما الظلۃ فالاسلام واما الذی ینطف من العسل والسمن فالقرآن حلاوتہ تنطف والمستکثر من القرآن والمستقل واما السبب الواصل من السماء الی الارض فالحق الذی انت علیہ تاخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یاخذ بہ رجل من بعدک فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل آخر فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل آخر فینقطع بہ ثم یوصل لہ فیعلو بہ فاخبرنی یا رسول اللہ بابی انت اصبت ام اخطات فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اصبت بعضا واخطات بعضا قال فواللہ یا رسول اللہ لتحدثنی الذی اخطات قال لا تقسم این ہمہ احادیث دلالت می کنند بر آنکہ کارہای مطلوب از بعثت پیغامبر بدست این مشائخ بظہور رسید بہ ترتیب و دیگری سہیم و شریک ایشان نیست در آن امر پس افضلیت باعتبار تتمیم کارہا ایشان را باشد نہ غیر ایشان را۔

ششم حدیث حذیفہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر این حدیث دلالت می کند کہ شیخین رض بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

(یعنی چڑھتے چلے گئے) پھر اُس کو دوسرے شخص نے پکڑا وہ اُس کے ذریعہ سے بلند ہوگیا پھر ایک اور شخص نے پکڑا وہ بھی اُس کے ذریعے سے بلند ہوگیا۔ پھر اُس کو ایک اور شخص نے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی، پھر جُڑ گئی اور وہ بھی اُس کے ذریعے سے بلند ہوگیا؛ ابوبکر رض نے کہا کہ یا رسول اللہؐ میرے باپ آپؐ پر قربان واللہ آپؐ مجھے اجازت دیدیجئے کہ میں اس کی تعبیر دوں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا بیان کرو۔ کہا کہ ظلہ (یعنی سائبان) سے اسلام مراد ہے اور وہ جو شہد اور گھی ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے اُس کی حلاوت ٹپک ہی رہی ہے اور زیادہ لینے والے قرآن سے مراد ہیں اور کم لینے والے بھی۔ رہی رسّی جو آسمان سے زمین تک پہنچی ہوئی ہے تو اُس سے وہ حق مراد ہے جس پر آپؐ ہیں تو آپؐ کو اللہ تعالےٰ بلندی عطا کرے گا۔ پھر اُس کو ایک شخص آپؐ کے بعد پکڑے گا تو وہ اس کے سبب سے بلند ہوگا۔ پھر اُس کو دوسرا آدمی پکڑے گا وہ اُس کے سبب سے بلند ہوگا۔ پھر اس کو ایک اور شخص پکڑے گا تو وہ ٹوٹ جائیگی اُس سے تو پھر اُس کے لئے جوڑی جائے گی تو وہ اس کے سبب سے بلند ہوگا۔ یا رسول اللہؐ میرے باپ آپؐ پر قربان مجھے بتائیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر دی یا خطا کی ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض تو ٹھیک بیان کیا اور بعض میں خطا کی۔ انھوں نے عرض کیا تو خدا کی قسم یا رسول اللہ آپؐ مجھ سے بیان کر دیجیے جو میں نے خطا کی ہے۔ فرمایا کہ قسم نہ دو۔ یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو کام پیغمبرؐ کی بعثت سے مطلوب تھے وہ ان بزرگوں کے ہاتھوں سے ظہور پذیر ہوئے ترتیب کے ساتھ اور اس امر میں کوئی دوسرا ان کا سہیم و شریک نہیں ہے تو تکمیل کار کے اعتبار سے اُن ہی کو فضیلت حاصل ہوگی کسی دوسرے کو نہ ہوگی۔

چھٹی حدیث حُذیفہ رض کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر رض و عمر رض دونوں کی اقتدار کرو۔ اور مروی ہے ابن مسعود رض سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد ابوبکر رض و عمر رض دونوں کی اقتداء کرو۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

www.kitabghar.org

قائم در مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہند بود۔

ہفتم حدیث بنی مصطلق عن انس بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق الٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الٰی من ندفع صدقاتنا بعدک قال فاتیتہ فسالتہ فقال الٰی ابی بکر فاتیتھم فاخبرتھم قالوا ارجع الیہ فاسألہ فان حدث بابی بکر حدث فالٰی من فاتیتہ فاخبرتہ فقال الٰی عمر فقالوا ارجع الیہ فاسألہ فان حدث بعمر حدث فالٰی من فاتیتہ فسالتہ فقال الٰی عثمان فاتیتھم فاخبرتھم فقالوا ارجع فاسألہ فان حدث بعثمان حدث فالٰی من فاتیتہ فسالتہ فقال ان حدث بعثمان حدث فتبا لکم الدھر تبا۔

ہشتم حدیث وضع احجار عن عائشۃ قالت اول حجر حملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبناء المسجد ثم حمل ابوبکر حجرا آخر ثم حمل عمر حجرا آخر ثم حمل عثمان حجرا آخر فقلت یا رسول اللہ الا تری الٰی ھؤلاء کیف یسعدونک فقال یا عائشۃ ھؤلاء الخلفاء من بعدی۔

شیخین رضی اللہ عنہما آپ کے قائم مقام ہوں گے۔

ساتویں حدیث بنی مصطلق کی ہے۔ مروی ہے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے۔ کہا کہ مجھ کو بنو مصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور انھوں نے کہا کہ ہماری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو کہ ہم اپنے صدقات آپ کے بعد کس کو دیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دینا۔ میں نے جاکر بنو مصطلق سے کہدیا۔ انھوں نے کہا کہ پھر آپ کے پاس جاؤ اور یہ پوچھو کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو پھر کس کو دیں؟ میں نے آپ کے پاس اس سوال کی اطلاع کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو دینا۔ (یہ سنکر) پھر ان لوگوں نے کہا کہ آپ کے پاس واپس جاکر یہ پوچھو کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو دیں؟ تو میں نے پھر آپ کے پاس پہنچکر یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ پھر میں ان کے پاس آیا اور ان کو اطلاع دی۔ تو انھوں نے کہا کہ واپس جاؤ اور یہ سوال کرو کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو دیں۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں جاکر یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی کوئی حادثہ پیش آگیا تو پھر زمانۂ دراز تک تمھارے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہوگی۔

آٹھویں حدیث وضع احجار والی۔ مروی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسجد کی بنیاد کے لئے سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر اٹھایا تھا۔ پھر دوسرا پتھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اٹھایا۔ پھر اور پتھر عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھایا، پھر اور پتھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اٹھایا۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ کیونکر آپ کی موافقت کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ لوگ خلفاء ہوں گے میرے بعد۔

لہ سوال کا منشا در اصل زکوٰۃ و صدقات نہ تھا یہ تو ایک عنوان تھا اس امر کا پتہ چلانے کے لئے کہ آپ کا خلیفہ کون ہوگا اور خلیفہ کے بعد پھر کون والیٔ امور ہوگا اور اس کے بعد کون، جہاں تک پتہ چلنا ممکن ہو۔ آپ اس منشا کو بخوبی سمجھ رہے تھے، آپ نے تین مرتبہ میں تو جواب میں عنوان سوال کی پابندی کی کہ فلاں کو دینا اور پھر فلاں کو دینا۔ چوتھی مرتبہ کے سوال پر آپ نے جو اصل منشاء سوال اور دل کی بات تھی اسی کے پیش نظر جواب دیا جس میں آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ہونے والے فسادات کی خبر کردی اور صدقات کے بارے میں کچھ نہ فرمایا کہ مقصود بالذات سوال کرنیوالوں کا صدقات سے متعلق ہی نہ تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ ع ۹ المتب الہلاک یعنی اگر بہ عثمان موت خواہد آمد پس تمام عمر برائے شما ہلاکی است

www.kitabghar.org

نہم حدیث جُبیر بن مطعم قال اَتَتْ امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرہا ان ترجع الیہ قال رأیتَ ان جئتُ ولم اَجِدْکَ کانہا تقولُ الموتَ قال ان لم تجدینی فأتی ابا بکر۔

دہم حدیث عرباض بن ساریۃ انہ یقولُ وَعَظَنَا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موعظۃ ذرفتْ منہا العیونُ و وَجِلت منہا القلوبُ فقلنا یارسولَ اللہ اِنّ ہٰذہ لموعظۃُ مودّع فماذا تعہدُ الینا قال قد ترکتُکم علی البیضاءِ لیلُہا کنہارِہا لایزیغ منہا بعدی الاہالکٌ من یعش منکم فسیرٰی اختلافاً کثیراً فعلیکم بما عرفتم من سُنّتی وسُنّۃِ الخلفاءِ الراشدین المہدیینَ عَضُّوا علیہا بالنواجذِ وعلیکم بالطاعۃِ وَاِنْ عبداً حبشیاً فانما المؤمنُ کالجملِ الآنفِ حیث ماقیدَ انقادَ بعد از آن تفسیر کردند خلافت را بوجہے کہ منطبق باشد بر خلفاء ثلثہ لاغیر از حدیث ابی ہریرۃ الخلافۃُ بالمدینۃِ والملکُ بالشام اخرجہ الحاکمُ آمدیم باآنکہ صدیق رضی اللہ عنہ بہتر بود از فاروق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ بہتر بود از ذی النورین رضی اللہ عنہ این معنی مفہوم است از حدیث مستفیض و آن

یازدہم است از احادیث این باب عن سفینۃ مولی اُمّ سلمۃ رضی اللہ عنہا، قالَ کانَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الصبح ثم اَقْبلَ

نویں حدیث جبیر بن مطعم کی، کہا کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ نے اُس کو حکم دیا کہ آپ کے پاس پھر آئے (وہ مالی امداد چاہتی تھی اور مال آنے والا تھا بالفعل موجود نہیں تھا) اُس نے کہا کہ یہ بتایئے کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ موت کے خیال سے کہہ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آجانا۔

دسویں حدیث عرباض بن ساریہ کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحتیں کیں جن سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل ان کی وجہ سے خوف زدہ ہوگئے ہم نے کہا یارسول اللہ! یہ تو رخصت کرنے والے کی سی نصیحتیں ہیں تو آپ ہمیں کس پر چھوڑیں گے؟ فرمایا کہ میں تم کو ایسے روشن کردار والے پر چھوڑوں گا جس کی رات اُس کے دن کی طرح ہوگی۔ اُس سے میرے بعد کوئی سرکشی نہ کریگا مگر وہی جو ہلاک ہونیوالا ہوگا جو تم میں زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا تو تم پر لازم ہے کہ میرے طریقہ کی پیروی کرو جس کو تم پہچان گئے ہو اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقہ کی جو ہدایت یافتہ ہیں، اُس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور تم پر فرمانبرداری لازم ہے اگرچہ کسی حبشی غلام کی ہو کیونکہ مومن (یعنی فساد سے بچنے اور پُرامن رہنے والے مسلمان) کی مثال نکیل پڑے ہوئے اُونٹ کی سی ہے جس طرف اُس کو ہنکایا جائیگا اُدھر ہی چل پڑے گا۔ اس کے بعد آپ نے خلافت کی ایسے طریقے سے تفسیر کی جو صرف تینوں خلفاء رضی اللہ عنہم پر ہی منطبق ہوتی ہے اور کسی پر نہیں۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے خلافت مدینہ میں ہوگی اور بادشاہی شام میں، اخذ کیا اس کو حاکم نے۔ اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ بہتر تھے فاروق رضی اللہ عنہ سے اور فاروق رضی اللہ عنہ بہتر تھے ذی النورین رضی اللہ عنہ سے۔ یہ حقیقت مفہوم ہوتی ہے حدیث مستفیض سے اور وہ اس باب کی احادیث میں سے

گیارہویں حدیث ہے مروی ہے سفینہ سے جو اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس کے بعد اپنے

www.kitabghar.org

علے اصحابہ فقال ایکم رای رؤیا فقال رجل انا یارسول اللہ کان میزانا نزل بہ من السماء فوضعت فی کفۃ و وضع ابوبکر فی کفۃ اخری فرجحت بابی بکر فرفعت ونزل ابوبکر مکانہ فجئ بعمر بن الخطاب فوضع فی الکفۃ الاخرے فرجح ابوبکر ثم رفع ابوبکر و وضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر و رفع المیزان قال فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال خلافۃ النبوۃ ثلثون عاما ثم یکون ملک - وعن ابی بکرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم من رای منکم رؤیا فقال رجل انا رأیت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت بابی بکر فرجحت انت بابی بکر ثم وزن ابوبکر و عمر فرجح ابوبکر ثم وزن عمر و عثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فرأینا الکراہیۃ فی وجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعن عرفجۃ نحو من ذالک اینجا باید دانست کہ مضمون حدیث ابن عمر دیگر است وآن موازنہ باسائر امت است ومضمون حدیث ابی بکرہ وعرفجہ دیگر وآن موازنۂ خلفا است بایک دیگر وہردو معنی صحیح است روایۃً و درایۃً ونیز باید دانست کہ دارمی روایت میکند عن ابی ذر الغفاری قال قلت یارسول اللہ کیف علمت انک نبی حین استنبئت فقال یاباذر اتانی ملکان و انا ببعض بطحاء مکۃ فوقع احدہما

اصحاب کی جانب متوجہ ہوکر فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے یارسول اللہ، گویا ایک ترازو آسمان سے اُتاری گئی اور آپ کو اُس کے ایک پلّے میں رکھا گیا اور ابوبکرؓ کو دوسرے پلّے میں تو آپؐ وزنی رہے ابوبکرؓ سے۔ پھر آپ اُٹھا لئے گئے اور ابوبکرؓ آپ کی جگہ اُتر گئے۔ پھر عمرؓ بن الخطاب لائے گئے اور اُن کو دوسرے پلّے میں رکھا گیا تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر ابوبکرؓ کو اُٹھا دیا گیا اور عثمانؓ کو رکھا گیا تو عمرؓ وزنی رہے پھر عمرؓ کو اُٹھا دیا گیا اور ترازو بھی اُٹھا لی گئی۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا[1] پھر فرمایا کہ خلافتِ نبوت تیس سال رہے گی پھر بادشاہی ہوجائیگی۔ اور مروی ہے ابوبکرہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کون ہے جس نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں نے دیکھا گویا ایک ترازو آسمان سے نازل ہوئی پھر آپ تولے گئے ابوبکرؓ کے ساتھ تو آپؐ ابوبکرؓ سے بھاری رہے۔ پھر تولا گیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کو تو ابوبکرؓ بھاری رہے۔ پھر تولا گیا عمرؓ و عثمانؓ کو تو عمرؓ بھاری رہے۔ پھر ترازو اُٹھالی گئی تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے ناگواری کا مشاہدہ کیا۔ اور عرفجہ سے بھی اسی کی طرح مروی ہے۔ یہاں یہ جاننا چاہیئے کہ حدیث ابن عمرؓ کا مضمون دوسرا ہے اور وہ موازنہ تمام اُمت کے ساتھ ہے اور ابوبکرہ اور عرفجہ کی حدیث کا مضمون دوسرا ہے اور یہ موازنہ خلفاء کا ہے ایک دوسرے کے ساتھ اور روایۃً و درایۃً دونوں معنے صحیح ہیں۔ اور نیز جاننا چاہیئے کہ دارمی روایت کرتے ہیں ابوذر غفاریؓ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ جب آپؐ نبی بنائے گئے تھے تو کیونکر سمجھے کہ آپؐ نبی ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ میرے پاس (خواب میں) دو فرشتے آئے جب کہ میں بطحاءِ مکہ کے بعض مقام پر تھا۔ اُن دونوں میں

[1] بصیرتِ محمدی اس تنزّلِ وزن کے سلسلہ کو دیکھتی ہوئی مُستقبل کی جانب میں دُور تک بڑھ گئی اور اُمت میں جو سخت تنزّلات ہونیوالے تھے ان کے مشاہدے سے آپؐ کو رنج ہوا۔ ورنہ اپنا اور صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ اور ذی النورینؓ کے مراتب کا تفاوت آپؐ کے لئے اس وقت کوئی نیا علم نہ تھا اور نہ یہ تفاوت کسی ملالِ خاطر کا موجب ہوسکتا تھا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

الارض وکانَ الآخرُ بینَ السمآءِ والارضِ فقالَ احدہُما لصاحبہ اَہو ہو قال نعم فزنہُ برجلٍ فوزنتُ بہٖ فوزنتہ ثم قال فزِنہُ بعشرۃٍ فوزنتُ بہم فرجحتہم ثم قال زِنہُ بمائۃٍ فوزِنتُ بہم فرجحتہم ثم قالَ زِنہُ بالفٍ فوزِنتُ بہم فرجحتہم کانی انظر الیہم ینتشرونَ من خفۃِ المیزانِ قال فقالَ احدہما لصاحبہ لو وزنتہ باُمتہٖ لرجحہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنجا ازرؤیا وزنِ نبوتِ خود راشناختند زیراکہ وزن بر رجحانِ عنداللہ دلالت کرد اینجا ازین واقعہ خلافت و افضلیتِ خلفائے ثلثہ معلوم فرمودند و اما باعتبار اعانتِ اسلام در وقتِ غربت و قیام بنصرتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در حالتِ ایذارِ کفّار و شدّتِ حال پس شیخین را افضلیت ثابت است باحادیث بسیاری ازان کہ دوازدہم است از احادیث این سلک حدیث ابی سعیدِ خدری قال قالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما مِن نبیٍّ اِلّا ولہٗ وزیرانِ من اہلِ السمآءِ و وزیرانِ مِن اَہلِ الارضِ فاَمّا وزیرایَ مِن اہلِ السمآءِ فجبرئیل و میکائیل و اَمّا وزیرایَ مِن اہل الارضِ فابوبکر و عمر و عن سعید بن المسیب مرسلاً قال کان ابوبکر الصدیق مِن النبیّ مکانَ الوزیرِ فکانَ یشاورہٗ فی جمیع امورہٖ و کان ثانیہ فی الاِسلام و کان ثانیہ فی الغارِ و کان ثانیہ فی العریش یومَ بدرٍ

ایک تو زمین پر آگیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے بیچ میں ٹھہر گیا۔ پھر اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہے اُس نے کہا کہ ہاں! تو اس کو ایک مرد کے ساتھ تولو۔ پھر میں اُس کے ساتھ تولا گیا تو میں وزنی نکلا پھر کہا کہ اب اس کو دسؔ کے ساتھ تولو پھر میں اُن کے ساتھ تولا گیا تو میں اُن سے بھی جھکا رہا۔ پھر کہا کہ اس کو سَو کے ساتھ تولو تو پھر مجھے اُن کے ساتھ تولا گیا تو میں اُن سے بھی جھکا رہا۔ پھر کہا کہ اس کو ہزار سے تولو۔ پھر اُن کے ساتھ مجھے تولا گیا تو میں ہی جھکا رہا گویا کہ میں اُن لوگوں کو دیکھ رہا ہوں ترازو کے پلّے سے نکل کر منتشر ہوتے ہوتے۔ کہا کہ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تو اس کو اس کی تمام اُمّت کے ساتھ تولے گا تو بھی ان سے جھکا رہے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جگہ خواب سے اپنی نبوّت کا وزن پہچانا۔ کیونکہ وزن نے اللہ کے نزدیک رجحان پر دلالت کی (اسی طرح) اِس جگہ آپؐ نے اس واقعہ سے تینوں خلفاء کی خلافت اور افضلیّت معلوم کی۔ رہا اعانتِ اسلام کا اعتبار غربت کے زمانہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے کھڑے ہونے کا اعتبار ایذاءِ کفّار اور شدّتِ حال کی حالت میں تو شیخین رض کی افضلیّت بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ تو اُن میں سے ایک ہے جو اس سلسلہ کی احادیث میں سے بارہویں حدیث ہے حدیث ابو سعید خدری رض کی۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی نبی نہیں مگر اس کے لئے دو وزیر (یعنی مددگار) ہوئے ہیں آسمان والوں میں سے اور دو وزیر ہوتے ہیں زمین والوں میں سے۔ تو میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور جو دو وزیر زمین والوں سے ہیں تو وہ ابوبکر رض اور عمر رض ہیں۔ اور سعید بن المسیبؒ سے مرسلاً مروی ہے کہا کہ ابوبکر صدیق رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وزیر کے مرتبہ میں تھے تو آپؐ اُن سے تمام امور میں مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ آپؐ کے دوسرے تھے اسلام میں اور دوسرے تھے غار میں اور دوسرے تھے بدر کے دن عریش میں (بدر کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میدان

وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُقَدِّمُ علیہم احدًا۔

سیزدہم عن ابی اَروی الدوسی قال کنتُ جالسًا عندَ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاطّلعَ ابوبکرٍ وعُمر فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحمدُ للہ الذی ایّدنی بہما وعن حُذَیفۃ بن الیمانِ قال سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقولُ لقد ہممتُ ان ابعثَ الی الآفاق رجالاً یُعلّمونَ الناسَ السُّنَنَ والفرائضَ کما بعثَ عیسی بنُ مریمَ الحواریّینَ قیل لہٗ فاینَ انتَ عن ابی بکر وعمر قال انہ لاغنا لی عنہما انہما من الدین کالسمعِ والبصر۔

چہاردہم۔ اثبات منت صدّیق برخود وآن مستفیض است از حدیثِ ابی سعید خدری وابی ہریرۃ وحضرت مرتضےٰ عن ابی سعید الخدری قال قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ اَمَنَّ الناسِ علیَّ فی مالہٖ وصحبتہٖ ابوبکرٍ و عن ابی ہریرۃ قال قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مالاحدٍ عندنا یدٌ الّا وقد کافیناہ ماخلا ابابکرٍ فانّ لہٗ عندنا یدًا یکافیہِ اللہُ بہا یومَ القیٰمۃ وما نفعنی مالُ احدٍ قطّ مانفعنی مالُ ابی بکرٍ و این اشارت است بافضلیت باعتبار اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وترویج اسلام۔

پانزدہم اولیتِ اسلام صدیقِ اکبر ازمیان احرار بالغین و ظاہر است کہ حکایت دُ ملّت کفراز غیر بالغ حُرّ ظہور

میں ایک کھلی بنادی گئی تھی جس میں صرف ابوبکرؓ اور آپؐ ٹھہرے تھے عریش یعنی چھپّر سے وہی مُراد ہے) اور دوسرے ہوتے آپؐ کے ساتھ قبر میں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو ان پر مقدم نہیں کرتے تھے۔

تیرھویں حدیث مروی ہے ابواروی دوسی سے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ نمودار ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے ان دونوں سے مجھے تقویت بخشی۔ اور حُذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ اطراف مُلک میں لوگوں کو بھیجوں جو عوام کو سُنن اور فرائض سکھائیں جیساکہ عیسےٰ بن مریم نے حواریین کو بھیجا تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے بارے میں آپؐ کا کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ان دونوں سے مستغنی نہیں ہوسکتا کہ یہ دونوں دین کے لئے سمع وبصر کی مانند ہیں۔

چودھویں فضیلت اپنے اُوپر صدیقؓ کے احسان کا اثبات اور یہ مستفیض ہے ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ اور حضرت مرتضےٰؓ کی حدیثوں سے۔ ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا اپنا مال اور ساتھ دینے میں ابوبکرؓ ہے۔ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کسی کا احسان نہیں جس کی ہم نے مکافات نہ کردی ہو بجز ابوبکرؓ کے کیونکہ ان کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ اُن کی مکافات بروز قیامت ان کے ساتھ اللہ کریگا اور مجھے کسی کے مال نے کبھی اتنا نفع نہیں پہنچایا جس قدر نفع ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا۔ اور یہ اشارہ اُس افضلیت کی طرف ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت اور ترویج اسلام کے اعتبار سے ہے۔

پندرھویں فضیلت۔ احرار بالغین میں صدیق اکبرؓ کے اسلام کی اوّلیت۔ اور ظاہر ہے کہ ملّت کفر پر بغیر بالغ اور آزاد کے اسلام کے

نمی تواند نمود و این نیز مستفیض است از حدیث ابی درداء و عمرو بن عبسۃ و مقدام و عمار عن ابی الدرداء فی قصۃ مغامرۃ عمر معہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت و قال ابوبکر صدق و واسانی بنفسہ و مالہ فہل انتم تارکون لی صاحبی۔

شانزدہم دعای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دربارۂ فاروق اللہم اعز الاسلام و ظہور اجابت این دعا بابلغ وجوہ و این نیز مستفیض است از حدیث ابن عمر و ابن عباس و عائشہ و ابن مسعود عن ابن عمر قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم اعز الاسلام باحب ہذین الرجلین الیک بابی جہل او بعمر بن الخطاب قال و کان احبہما الیہ عمر و اما حصول عزت اسلام باسلام فاروق از حدیث ابن مسعود و ابن عباس و حذیفۃ عن ابن مسعود ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر و فی روایتہ و اللہ ما استطعنا ان نصلی عند الکعبۃ ظاہرین حتی اسلم عمر۔

ہفدہم استبشار اہل سموات باسلام فاروق و این نیز تلویح است باعانت اسلام و مسلمین از حدیث ابن عباس قال لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد لقد استبشر اہل السماء باسلام عمر۔

ہیجدہم حدیث عمر غلق فتنہ است و غلق جہنم است و این حدیث مستفیض است عن حذیفۃ

کوئی چوٹ نہیں پڑ سکتی تھی اور یہ بھی مستفیض ہے ابو درداء اور عمرو بن عبسہ اور مقدام اور عمار کی احادیث سے۔ اور مروی ہے ابو درداء سے حضرت ابوبکر رض کے ساتھ حضرت عمر رض کی رنجش واقع ہونے کے زمانہ میں۔ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکر رض نے میری تصدیق کی اور میرا ساتھ دیا اپنی جان سے اور اپنے مال سے تو کیا تم میرے لئے میرے رفیق کو چھوڑ دو گے؟

سولھویں فضیلت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء فاروق رض کے بارے میں۔ اللہم اعز الاسلام اور اعلیٰ طریقہ پر اس دعاء کی قبولیت کا ظہور اور یہ بھی مستفیض ہے ابن عمر رض اور ابن عباس رض اور عائشہ رض اور ابن مسعود رض کی حدیث سے، مروی ہے ابن عمر رض سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی کہ اے اللہ ابوجہل اور عمر بن الخطاب دونوں میں سے کسی ایک سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو اسلام کو عزت دے۔ کہا کہ ان دونوں میں سے اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمر رض تھے۔ اور رہا عزت اسلام کا حصول فاروق رض کے اسلام سے تو یہ مستفیض ہے ابن مسعود رض و ابن عباس رض اور حذیفہ رض کی حدیث سے۔ ابن مسعود سے مروی ہے کہ جب عمر رض اسلام لائے ہم برابر عزت کے ساتھ رہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم میں یہ استطاعت نہ تھی کہ ہم کھلم کھلا کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر رض اسلام لے آئے۔

سترھویں فضیلت۔ آسمان والوں کا ایک دوسرے کو عمر رض کے اسلام سے خوشخبری دینا۔ اور یہ بھی اعانت اسلام و مسلمین کی طرف اشارہ ہے ماخوذ حدیث ابن عباس رض سے کہا کہ جب عمر رض اسلام لائے تو جبرئیل ع نازل ہوئے اور انھوں نے کہا اے محمد! اہل آسمان نے عمر رض کے اسلام لانے پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔

اٹھارھویں حدیث عمر رض فتنہ کا بند دروازہ تھے اور جہنم کا بند دروازہ تھے اور یہ حدیث مستفیض ہے۔ مروی ہے

لہ یہ سب احادیث ان مسانید میں درج ہو چکی ہیں جو اس کتاب کے ربع اول میں لکھی جا چکی ہیں۔ عمرو بن عبسہ کی یہ حدیث صفحہ ۲۵۳ میں دیکھو ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وقد سأل اباها عمر عن فتنة التى تموج كموج البحر ليس عليك منها باس يا امير المؤمنين ان بينك و بينها بابا مغلقا ثم فسّر الباب بعمر بعد از آن در خارج مثل الشمس فى رابعة النهار ظاہر شد کہ فتح فارس و روم کہ در بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملفوف بود بدست ایشان بظہور رسید بے دخل غیری و جمع قرآن کہ در کتاب اللہ موعود بود باہتمام ایشان بعمل آمد بغیر مشارکت احدے و اجماع کہ اصل ثالث است از اصول شرع بسعی ایشان بر روئے کار آمد بدون سعی دیگرے و ہمچنین تحقیق مقامات تصوف وغیر آن تا آنکہ برطبق اشارۃ این احادیث راس براین اختصاص این مشائخ ظاہر شد و نیز بتواتر رسید کہ صدیق پیش از ہمہ ایمان آورد و بنصرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قائم شد در مواطن بسیار و نزدیک بشش سال از نبوت فاروق اسلام آورد و عزت اسلام بسبب او ظاہر گردید و این ہمہ برہان واضح است بر افضلیت ایشان و تفسیر این احادیث است والحمد للہ آمدیم بآنکہ صدیق بہتر است از فاروق درین وصف این معنی مفہوم است از خطاب کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قصہ مغاضرہ صدیق بر فاروق ہل انتم تارکون لی صاحبی و آن

نوزدہم است از احادیث این مسلک

اخرج البخاری عن ابی الدرداء قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل ابوبکر آخذا بطرف ثوبہ حتی ابدا عن رکبتیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حذیفہؓ سے اور اُن سے حضرت عمرؓ نے اُس فتنہ کے بارے میں سوال کیا تھا جس کی موجیں دریا کی موجوں کی طرح اُٹھیں گی (تو حذیفہؓ نے یہ جواب دیا تھا کہ) اے امیر المؤمنینؓ اُس فتنہ سے آپ کو کوئی اندیشہ نہیں ہے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے پھر (مسروقؒ کے پوچھنے پر) اُنھوں نے بند دروازے کی تفسیر حضرت عمرؓ کے وجود سے کی۔ اس کے بعد خارج میں دوپہر کے سورج کی طرح ظاہر ہوگیا کہ فارس اور رُوم کی فتح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ملفوف تھی جس کا ظہور اُن کے ہاتھ پر ہوا بغیر کسی دوسرے کے دخل کے۔ اور جمع قرآن جس کا کتاب اللہ میں وعدہ کیا گیا تھا ان ہی کے اہتمام سے بغیر کسی کی مشارکت کے عمل میں آیا۔ اور اجماع جو کہ اصول شریعت میں کی تیسری اصل ہے اُن ہی کی کوشش سے بروئے کار آئی بغیر کسی دوسرے کی سعی کے اور اسی کی طرح مقامات تصوف وغیرہ کی تحقیق یہاں تک کہ ان احادیث کے اشارے کے مطابق ہو بہو ان مشائخ کا اختصاص ظاہر ہوگیا۔ اور نیز یہ خبر تواتر کے ساتھ پہنچی ہے کہ صدیقؓ سب سے پہلے ایمان لاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے کھڑے ہوگئے تھے بہت سے مواقع میں اور نبوت کے تقریباً چھٹے سال میں فاروقؓ اسلام لائے اور اُن کے سبب سے اسلام کی عزت نمایاں ہوئی اور یہ سب اُن کی افضلیت پر واضح دلیل ہے اور ان احادیث کی تفسیر ہے، والحمد للہ۔ اب ہم اس پر آتے ہیں کہ صدیقؓ افضل ہیں فاروقؓ سے اس وصف (سابقیت) میں۔ یہ معنے مفہوم ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس قصہ میں خطاب کرنے سے جو صدیقؓ و فاروقؓ کے مابین ایک جھگڑا پیش آگیا تھا، (ان الفاظ کے ساتھ ہل انتم تارکون لی صاحبی اور اس مسلک کی احادیث میں سے یہ

اُنیسویں حدیث ہے۔ اخذ کیا بخاری نے۔ روایت ہے ابوالدرداءؓ سے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ ابوبکرؓ آئے اپنے کپڑوں کو سمیٹتے ہوئے یہاں تک کہ ان کے دونوں زانو بھی ظاہر ہو رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

www.kitabghar.org

اما صاحبکم فقد غامر فسلّم فقال انی کان بینی و بین ابن الخطاب شیٔ فاسرعت الیہ ثم ندمت فسالتہ ان یغفرلی فابٰی علیّ فاقبلت الیک فقال یغفر اللّٰہ لک یا ابا بکر ثلثاً ثم ان عمر ندم فاتے منزل ابی بکر فسال اثمّ ابو بکر قالوا لا فاتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلّم فجعل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعّر حتی اشفق ابو بکر فجثا علی رکبتیہ فقال یا رسول اللّٰہ واللّٰہ انا کنت اظلم مرّتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللّٰہ بعثنی الیکم فقلتم کذبتَ وقال ابو بکر صدق وواسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکون لی صاحبی مرّتین فما اوذی بعدہا اما آنکہ فاروق رضی اللہ عنہ بہتر است از ذی النورین رضی اللہ عنہ پس مفہوم است از قصۂ مغامرت ذی النورین رضی اللہ عنہ با فاروق رضی اللہ عنہ در نصر ابی جحش کہ رضاء عمر رحمۃ و آن بستم است از احادیث این مسلک حدیث عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ فی قصۃ طویلۃ فیہا مغامرۃ عمر مع ابی جحش فقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے ساتھی سے کوئی جھگڑا ہو گیا۔ (انھوں نے آکر) سلام کیا پھر کہا کہ میرے اور ابن الخطاب کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی تو میں نے اُن کی طرف پیش قدمی میں جلدی کی پھر نادم ہوا اور اُن سے سوال کیا کہ وہ مجھے معاف کردیں مگر اُنھوں نے مجھ سے انکار کردیا تو میں آپ کی خدمت میں آگیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تجھے[1] معاف کرے اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نادم ہوئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مکان پہنچے اور پوچھا کہ کیا یہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود ہیں گھر والوں نے کہا نہیں۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے متغیر ہونے لگا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور اپنے زانوؤں کے بل کھڑے ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہی بڑا ظالم تھا (یعنے خطا میری ہی تھی) دو مرتبہ کہا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا اور تم نے کہا تو کاذب ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم سچے ہو اور میرا ساتھ دیا اپنی جان سے اور اپنے مال سے تو کیا تم[2] میری وجہ سے میرے رفیق کو (ستانا) چھوڑ دو گے؟ دو مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کبھی ایذا نہیں دی گئی۔ (یعنی کوئی ایسی گفتگو کسی نے نہیں کی جو خلاف ادب ہو)۔ رہی یہ بات کہ فاروق رضی اللہ عنہ افضل ہیں ذی النورین رضی اللہ عنہ سے تو یہ بات مفہوم ہوتی ہے ذی النورین رضی اللہ عنہ کی اُس کہاسُنی میں جو فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آئی تھی ابو جحش کو مدد دینے کے بارے میں کہ آپ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رضا رحمت ہے اور وہ اس مسلک کی احادیث میں سے بیسویں حدیث ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک لمبے قصہ کے بارے میں جس میں ابو جحش سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کا بیان ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

[1] آپ کا یغفر اللہ لک یا ابا بکر فرمانا اس بناء پر نہ تھا کہ ان سے کسی معصیت کا مشاہدہ کر کے آپ نے دعاء مغفرت کی بلکہ صرف اظہار شفقت و دلداری کے لئے ان کلمات کا استعمال کیا۔ محاورۂ کلام میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عفا اللہ عنک لِمَ اذنت لہم فرمایا ۱۲ مترجم [2] آپ کا یہ کلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کلام پر متفرع ہے کہ اگر بالفرض ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کی زیادتی تھی تو تمہیں میری رفاقت دیرینہ اور ان کی عظیم خدمات اور سابق علی الاسلام ہونے کی وجہ سے ان کے بڑے مرتبہ کو پیش نظر رکھ کر درگزر کرنا چاہیے تھا چہ جائیکہ یہ معافی مانگنے کے لئے سبقت کریں اور تم معاف نہ کرو اور ان کی بڑائی اور فضیلت کو بھلا دو ۱۲ مترجم عفا اللہ عنہ۔

www.kitabghar.org

برضاء عمر رحمۃ۔ اخرجہ الحاکم آما باعتبار کمالِ نفسانی و بودن از طبقۂ علیائے اُمّت پس ثابت است باحادیث بسیار یکے از آنہا گواہی دادن آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم صدیق را بصدیقیت و فاروقِ اعظم و ذی النورین را بشہیدیت و آن بست و یکم است از احادیثِ این مسلک و آن حدیث مُستفیض است بروایتِ عثمان و انس و ابوہریرہ و سعید ابن زید و صحابی مبہم در مسند احمد عن ثمامۃ بن حزن القشیری فی قصّۃ طویلۃ قال عثمان انشدکم باللّٰہ و الاسلام ہل تعلمون انّ رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم کانَ علٰے ثبیر مکّۃ ومعہٗ ابوبکر و عُمر و انا فتحرّک الجبلُ حتّے تساقطت حجارتہ بالحضیض قال فرکضہ برجلہٖ فقال اسکن ثبیر فانّما علیکَ نبیٌّ وصدیق وشہیدانِ قالوا اللّٰہم نعم قال اللّٰہ اکبر شہدُوا لی و ربِّ الکعبۃِ انّی شہیدٌ۔

بست و دوم اثبات مرتبہ کہ تِلو خلت باشد صدیق را و آن نیز حدیث مستفیض است جیّد الاسانید از حدیث ابن عباس رض و ابن الزبیر رض و ابوسعید خدری و عبد اللّٰہ رض بن مسعود و ابو المعلّٰے عن ابنِ عباس عن النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لو کنتُ متخذًا مِنْ اُمّتی

عمر رض کی رضا رحمت ہے۔ اس کو اخذ کیا حاکم نے۔ (ابو جحش لیثی کو حضرت عمر رض نے پکڑ رکھا تھا اور نیچے گرا کر اس کا سر زمین سے رگڑ رہے تھے حضرت عثمان رض آئے تو انھوں نے چھوڑا دیا۔ یہ بات حضرت عمر رض کو ناگوار ہوئی اور انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اُس نے ایک رات ان کی دعوت کی تھی اس لئے اُنھوں نے اس کی حمایت کی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا تھا۔ چند صفحات قبل یہ حدیث مُفصّل تحریر کی جاچکی ہے) رہا کمالِ نفسانی کے اعتبار سے اور اُمّت کے طبقۂ عُلیاء میں ہونے کے لحاظ سے افضل ہونا تو یہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ اُن میں سے ایک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدّیقیت کی گواہی دینا صدیق اکبر رض کے لئے اور شہیدیت کی گواہی دینا فاروقِ اعظم رض اور ذی النورین رض کے لئے اور وہ اس مسلک کی احادیث میں سے اکیسویں حدیث ہے اور یہ حدیث مُستفیض ہے بروایتِ عثمان رض وانس رض وابوہریرہ رض وسعید رض بن زید اور ایک اور صحابی کی روایت سے جن کا نام معلوم نہیں۔ مسند احمد میں ثمامہ بن حزن القشیری سے ایک طویل قصّہ میں مروی ہے کہ عثمان رض نے کہا کہ میں تمھیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثبیر مکہ پر تھے (ثبیر مکہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے) اور آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر تھے اور میں تھا تو پہاڑ نے حرکت کی یہاں تک کہ اُس کے پتھر لڑھک کر نشیب میں گرے کہا پھر آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا اے ثبیر ساکن ہو کیونکہ تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ بیشک عثمان رض نے کہا اللہ اکبر سب لوگوں نے شہادت دی ربِّ کعبہ کی قسم کہ میں شہید ہوں۔

بائیسویں حدیث صدیق رض کے لئے ایسے مرتبہ کے اثبات میں جو قریب ہے خلت کے اور وہ بھی حدیث مُستفیض ہے جس کی اسناد جیّد ہیں۔ حدیث ابن عباس رض وابن الزبیر رض وابوسعید خدری رض وعبداللہ بن مسعود رض وابو المعلے سے۔ مروی ہے ابنِ عباس رض سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی اُمّت میں سے کسی کو

www.kitabghar.org

خلیلاً لاتخذت ابابکر ولکن اخی وصاحبی۔

بست و سوم موافقت رای صدیقؓ باوحی در چندین واقعہ تا آنکہ قدر مشترک متواتر بالمعنی گشتہ از آنجملہ قصہ فنحاص یہودی کہ عکرمہ ومجاہد وسدی آن را روایت کردہ روی عن عکرمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر الی فنحاص الیہودی یستمدہ وکتب الیہ وقال لابی بکر لاتفتت علی بشیء حتی ترجع الی فلما قرأ فنحاص الکتاب قال قد احتاج ربکم قال ابوبکر فہممت ان اقرہ بالسیف ثم ذکرت قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتفتت علی بشیء فنزلت لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء و قولہ ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وقال ابن جریج حدثت ان ابا قحافۃ سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصکہ ابوبکر صکۃ فسقط فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال أفعلت یا ابابکر فقال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ فنزلت لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر الآیۃ وعن ابی ایوب الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی رأیت فی المنام غنماً سوداً

خلیل بناتا (یعنی ایسا دوست جس سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہو) تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور رفیق ہے۔

تیئیسویں حدیث کتنے ہی واقعات میں صدیقؓ کی رائے کی موافقت وحی کے ساتھ یہاں تک کہ قدر مشترک متواتر بالمعنی ہو گیا۔ ان میں سے ایک ہے فنحاص یہودی کا قصہ کہ عکرمہ اور مجاہد اور سدی نے اس کو روایت کیا۔ روایت ہے عکرمہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھیجا فنحاص یہودی کے پاس اس سے کچھ امداد لینے کے لئے اور اس کے پاس خط لکھ کر بھیجا اور ابوبکرؓ سے یہ فرمایا کہ مجھ سے کوئی بات نہ اٹھا رکھنا (یعنی مجھ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہ کرنا) یہاں تک کہ تم میرے پاس واپس آؤ۔ تو جب فنحاص نے خط کو پڑھا تو اس نے کہا کہ تمہارا رب بیشک محتاج ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا تو میں نے قصد کر لیا کہ اس کو تلوار سے ٹھنڈا کر دوں پھر مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا یاد آ گیا کہ کوئی کام مجھ سے پوچھے بغیر نہ کرنا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ الخ (۳: ۱۸۱) بیشک اللہ تعالے نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالے مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں۔ اور یہ آیت وَلَتَسْمَعُنَّ الخ (۳: ۱۸۶) اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔ اور ابن جریج نے کہا کہ ہم سے نقل کیا گیا کہ ابو قحافہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکرؓ نے اس کے اتنے زور سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس واقعہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا کیا اے ابوبکرؓ تم نے ایسا کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو اس پر چلا دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا تَجِدُ قَوْمًا الخ (۵۸: ۲۲) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں الخ۔ ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا سیاہ بکریوں کو

www.kitabghar.org

وخلت فیہا غنم عفر یا ابا بکر اعبرہا فقال ابوبکر یا رسول اللہ ہی العرب تتبعک ثم تتبعہا العجم حتے تغمرہا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہکذا عبرہا الملک سحر عن ابن عباس قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم بدر اللہم انشدک عہدک ووعدک اللہم ان شئت لم تعبد فاخذ ابوبکر بیدہ فقال حسبک فخرج وہو یقول سیہزم الجمع ویولون الدبر وفی الحدیبیۃ قال لعمر مثل ما قال لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقال یا ایہا الرجل انہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولیس یعصی ربہ وہو ناصرہ فاستمسک بغرزہ فواللہ انہ علی الحق

بیست وچہارم تعبیر پرسیدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از صدیق در وقائع بسیارے و این دلالت می نماید بر موافقت قوت عاقلہ او با قوت عاقلہ پیغامبر

قال محمد بن اسحق وقد بلغنی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وہو محاصر ثقیفا یا ابا بکر انی رأیت انی اہدیت الی قعبۃ مملوۃ زبدا فنقرہا دیک فہراق ما فیہا فقال ابوبکر ما اظن ان تدرک منہم یومک ہذا ما ترید فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا لا اری ذلک قال ابن ہشام حدثنی بعض اہل العلم عن ابراہیم بن جعفر المحمدی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جن میں سفید رنگ بکریاں داخل ہوگئیں۔ اے ابوبکرؓ اس کی تعبیر دو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ (سیاہ بکریاں) عرب ہیں جو آپؐ کا اتباع کریں گے پھر ان کے پیچھے عجم کے لوگ آجائیں گے یہاں تک کہ اُن پر چھاجائیں گے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر سحر کے وقت فرشتے نے اسی طرح دی تھی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں کہا اے اللہ میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے عہد کا اور آپ کے وعدے کا اے اللہ اگر آپ چاہیں کہ آپ کی عبادت نہ کی جائے تو ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے۔ تو آپ یہ کہتے ہوئے نکلے سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست دی جائیگی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) اور ابوبکرؓ نے بھی حدیبیہ میں عمرؓ سے وہی کہا جو کچھ ان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور (یہ بھی) اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم) اور وہ ایسے نہیں کہ اپنے رب کی نافرمانی کریں اور وہ ان کا مددگار ہے۔ بس اُن کی رکاب مضبوط پکڑے رکھو۔ خدا کی قسم وہی حق پر ہیں (جو کارروائی مصالحت آپ کر رہے ہیں بالکل درست اور منشائے حق کے مطابق ہے)۔

چوبیسویں فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صدیقؓ سے بہت سے واقعات میں تعبیر پوچھنا یہ دلالت کرتا ہے ان کی قوتِ عاقلہ کی موافقت پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ عاقلہ کے ساتھ۔

محمد بن اسحٰق نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب وہ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابوبکرؓ میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک پیالی مکھن سے بھری ہوئی رکھی ہوئی ہے جو بطور ہدیہ میرے پاس بھیجی گئی۔ اس پر ایک مرغ نے چونچ ماری تو جو اس میں تھا وہ سب بہہ گیا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ اس دن میں آپ جو ارادہ کئے ہوتے ہیں وہ اُن سے حاصل کرلیں گے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مجھ کو درحقیقت یہی دکھایا جارہا ہے۔ اور ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے روایت کی بعض اہل علم نے ابراہیم ابن جعفر المحمدی سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

www.kitabghar.org

رأیتُ انّی لقمتُ لقمۃً من حَیس فالتذذتُ طعمھا فاعترض فی حلقی منھا شیئٌ حین ابتلعتُھا فادخل علیٌّ یدہ و نزعہ فقال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یارسول اللہ ہٰذہ سریّۃ من سرایاک تبعثھا فیاتیک منھا بعضُ ما تُحِبُّ ویکون فی بعضھا اعتراضٌ فتبعث علیاً فیُسَہِّلہ۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے کھجور کے مالیدے میں سے ایک لقمہ کھایا اور اس سے لذت اندوز ہوا۔ پھر جب میں نے اُس کو نگلا تو اس میں سے کچھ میرے حلق میں پھنس گیا تو علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ داخل کر کے اُس کو کھینچ لیا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ آپ کے سرایا میں سے یہ سریّہ جس کو آپ بھیج رہے ہیں اس سے وہ چیز جس کو آپ پسند کرتے ہیں کچھ تو آپ کو ملے گی اور اس کے بعض میں رکاوٹ پیش آئیگی پھر آپ علی رضی اللہ عنہ کو بھیجیں گے وہ اُس کو آسان کر دیں گے۔

بیست و پنجم نزع خُیَلاء از صدرِ صدیق رضی اللہ عنہ واین دلالت میکند بر موافقتِ قوتِ عاملہ او باقوتِ عاملہ پیغامبر واین تلو عصمت است از حدیث عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن جرَّ ثوبہ خیلاءَ لم ینظر اللہ الیہ یوم القیٰمۃ فقال ابوبکر الصدیق ان احدَ شقّی ثوبی یسترخی الّا ان اتعاہد ذٰلک منہ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّک لستَ تصنع ذٰلک خُیَلاءَ۔

پچیسویں فضیلت خود بینی (گھمنڈ) کو صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ سے نکال دینا۔ اور یہ دلالت کرتا ہے اُن کی قوتِ عاملہ کی موافقت پر پیغمبر کی قوتِ عاملہ کے ساتھ اور یہ صفت عصمت کے ساتھ ملحق ہے، یہ ثابت ہے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے اپنا کپڑا کھینچا غرور اور گھمنڈ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو (بنظر رحمت) نہ دیکھے گا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے کپڑے کا ایک سرا لٹک جاتا ہے۔ اب میں ہمیشہ اس کا خیال رکھوں گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ازراہِ غرور ایسا نہیں کرتے۔

بیست و ششم جمع کردنِ صدیق رضی اللہ عنہ انواع بِرّ را و آن دال است بر موافقتِ قوتِ عاملہ انبیاء از حدیث ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مَن اصبح منکم الیومَ صائماً قال ابوبکر انا قال فمن تبع الیوم منکم جنازۃً قال ابوبکر انا قال فمن اطعم الیوم مسکیناً قال ابوبکر انا قال فمن عاد منکم الیومَ مریضاً قال ابوبکر انا فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اجتمعن فی امرءٍ

چھبیسویں فضیلت نیکی کی انواع میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جامعیت اور یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کی قوتِ عاملہ انبیاءؑ کی قوتِ عاملہ کے موافق تھی۔ یہ ثابت ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ (ایک دن) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون روزے سے ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں کون کسی جنازے کے ساتھ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آج کسی مریض کی عیادت تم میں سے کس نے کی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں یہ خصلتیں جمع ہو جائیں گی

لہ حیس کے معنے ہیں ملانا اور اُس کھانے کو بھی کہتے ہیں جو کھجور۔ اور گھی اور پنیر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے (لغات الحدیث) اس لئے احقر نے اس کا ترجمہ کھجور کا مالیدہ کیا ہے ۱۲ مترجم

بالآ دخل الجنۃ۔

بیست وہفتم ندا کردن ملائکہ صدیقؓ را از ابواب ثمانیہ جنت از حدیث ابی ہریرہؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من انفق زوجین[۱] فی سبیل اللہ نودی من ابواب الجنۃ یا عبد اللہ ھذا خیر فمن کان من اہل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن کان من اہل الجہاد دعی من باب الجہاد ومن کان من اہل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اہل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ فقال ابوبکر بابی انت وامی یا رسول اللہ ما علی من دعی من تلک الابواب من ضرورۃ فہل یدعی احد من تلک الابواب کلہا قال نعم وارجو ان تکون منہم اخرجہ البخاریؒ ومسلمؒ والترمذیؒ ومالکؒ فی المؤطا۔

بیست وہشتم وضع اللہ الحق علی لسان عمر واین فضیلتے است در فاروقؓ کہ تلو وحی است در انبیاء واین حدیث مستفیض است از حدیث ابن عمر وابی ذر ومرتضےٰ وغیر ایشان عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جعل اللہ الحق علی لسان عمر وقلبہ اخرجہ الترمذی۔

بیست ونہم اثبات محدثیۃ کہ تلو وحی است فاروقؓ را وآن مستفیض است از حدیث ابی ہریرہؓ وعائشہ وعقبہ بن عامر عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی منہم

وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ستائیسویں فضیلت حضرت صدیقؓ کو ملائکہ کا جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارنا۔ یہ ثابت ہے حدیث ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک جوڑا خرچ کیا راہِ خدا میں اُس کو پکارا جائے گا جنت کے دروازوں سے کہ اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے (یعنی جگہ خیر کا مقام) تو جو اہلِ صلوٰۃ میں سے ہوگا اُس کو باب الصلوٰۃ سے پکارا جائیگا اور جو اہلِ جہاد میں سے ہوگا اُس کو باب الجہاد سے پکارا جائیگا اور جو اہلِ صیام (یعنی روزے داروں) میں سے ہوگا اُس کو باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اُس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہؐ جو شخص ان دروازوں سے پکارا جائیگا اُس پر ہر دروازے پر جانا ضروری تو نہ ہوگا تو کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس کو ہر دروازے سے پکارا جائے گا۔ فرمایا ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تو اُن ہی میں سے ہوگا۔ اخذ کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی نے اور امام مالکؒ نے مؤطا میں۔

اٹھائیسویں فضیلت۔ اللہ تعالیٰ کا عمرؓ کی زبان پر حق کو رکھ دینا اور فاروقؓ میں یہ فضیلت ہے جو مماثل وحی ہے جو انبیاء کے حق میں ہوتی ہے۔ یہ حدیث مستفیض ہے ابن عمرؓ اور ابوذرؓ اور مرتضےٰؓ وغیرہم سے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور اس کے قلب میں رکھ دیا ہے۔ اس کو اخذ کیا ترمذی نے۔

انتیسویں فضیلت محدثیت کا اثبات فاروقؓ کے لئے جو مماثل وحی ہے۔ اور یہ مستفیض ہے حدیث ابوہریرہؓ و عائشہؓ و عقبہ بن عامر سے۔ مروی ہے ابوہریرہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلے جو اُمتیں گزر چکی ہیں اُن میں محدث لوگ ہوتے تھے تو اگر میری امت میں اُن میں سے کوئی

---

۱ بخاری کی روایت میں زوجین کے بعد "من شیٔ من الاشیاء" بھی مذکور ہے یعنی کسی چیز کا بھی ایک جوڑا ہو مثلاً دو روپے یا دو اشرفی، دو کپڑے وغیرہ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

اَحدٌ فانّہٗ عمر اخرجہ البخاری۔

سی ام فرارِ شیطان از ظلِّ عمرؓ و آن تلو عصمت است و آن نیز مستفیض است از حدیث سعد ابن ابی وقاص و ابی ہریرہ و بریدہ اسلمی و عائشہ عن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عُمر علٰے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعندہٗ نساء من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃً اصواتھن فذکر الحدیث الی ان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعُمر والذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطان قطّ سالکًا فجًّا غیر فجّک اخرجہ البخاری ومسلم۔

سی ویکم دادنِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لبن فاروقؓ را در منام از حدیث عبداللہ ابن عمر انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بینا اَنا نائم شربتُ یعنی اللبنَ حتے انظر الی الریّ یجری فی ظفری او فی اظفاری ثم ناولتُ عمر قالوا فما اوّلت قال العلم اخرجہ البخاری ومُسلم۔

سی و دوم موافقتِ رای فاروقؓ با وحی الٰہی و آن تلو وحی است و این حدیث مُستفیض است از حدیث عمر رضی اللہ عنہ قال وافقتُ ربی ثلٰثٍ فی مقام ابراھیم و فی الحجاب و فی اُسارٰے بدرٍ اخرجہ مُسلم والبخاری نحوہ

سی وسوم دیدنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادتِ دین فاروقؓ عن ابی سعید الخدری قال سمعتُ رسول اللہ صلے اللہُ علیہ وسلم یقول بینا اَنا نائم رأیتُ النّاسَ عُرِضوا علیَّ

شخص ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ اس کو اخذ کیا بخاری نے۔

تیسویں فضیلت شیطان کا بھاگنا عمرؓ کے سایہ سے اور یہ عصمت کے مماثل ہے اور یہ بھی مستفیض ہے سعدؓ بن ابی وقاص اور ابوہریرہؓ اور بریدہ اسلمیؓ اور عائشہؓ کی احادیث سے۔ مروی ہے سعدؓ بن ابی وقاص سے کہا کہ عمرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی اور قریش کی عورتیں آپؐ سے باتیں کر رہی تھیں اور بہت بول رہی تھیں اور اُن کی آوازیں اونچی ہو رہی تھیں۔ اس حدیث کا بیان کرتے کرتے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جب شیطان کا کسی گلی میں چلتے ہوئے تم سے سامنا ہو جاتا ہے تو وہ گلی سے ہٹ کر دوسری گلی میں چلنے لگتا ہے۔ اس کو اخذ کیا بخاری اور مُسلم نے۔

اکتیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروقؓ کو خواب میں دودھ عطا کرنا۔ یہ ثابت ہے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سوتے ہوئے (خواب میں) پیا یعنی دودھ یہاں تک کہ میں اُس کی تراوٹ کو دیکھتا تھا کہ میرے ناخن یا ناخنوں میں (فرمایا) جاری ہو رہی تھی۔ پھر وہ میں نے عمرؓ کو دیدیا۔ لوگوں نے کہا کہ پھر آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ علم۔ اس کو اخذ کیا بخاری اور مسلم نے۔

بتیسویں فضیلت۔ فاروقؓ کی رائے کا وحی الٰہی کے موافق ہونا اور وہ مماثل وحی ہے اور یہ حدیث مُستفیض ہے حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تین امور میں میری رائے موافق رہی میرے رب کے حکم سے مقامِ ابراہیم کے بارے میں اور پردے اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ مسلم اور بخاری نے ایسی روایات اخذ کی ہیں۔

تینتیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروقؓ میں دین کی زیادتی کو دیکھنا۔ مروی ہے ابوسعید خدریؓ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ میں نے سوتے ہوئے (خواب میں) لوگوں کو دیکھا جو میرے سامنے پیش کیے گئے

www.kitabghar.org

وعلیہم قمص فمنہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما یبلغ دون ذلک وعرض علیَّ عمر وعلیہ قمیص یجرہ، قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال الدین اخرجہ البخاری ومسلم۔

آما فضیلت شیخین رض باعتبار اکثریت ثواب و اعلیٰ بودن درجۂ ایشان در بہشت پس ثابت است باحادیث بسیار یکی حدیث سیدا کہول الجنۃ وآن سی وچہارم است از احادیث این مسلک وآن مستفیض است از حدیث انس ومرتضیٰ وابی جحیفہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر وعمر ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرہما یا علی اخرجہ الترمذی وعن علی بطرق مختلفۃ منہا طریق علی بن الحسین بن علی عن علی بن ابی طالب قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین و الآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرہما۔

سی وپنجم اختصاص ایشان بغرف جنت از حدیث ابی سعید خدری رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل الدرجات العلیٰ لیراہم من تحتہم کما ترون النجم الطالع فی افق السماء و ان ابابکر

اس حالت میں کہ وہ قمیصیں پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قمیص چھاتی تک تھی اور بعض کی اس سے نیچے پہنچی ہوئی تھی اور میرے سامنے عمر رض کو پیش کیا گیا اور اس کے اوپر ایسی قمیص تھی جس کو وہ کھینچتا ہوا جا رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ دین۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے ذکر کیا۔

رہی فضیلت شیخین رض کی اکثریت ثواب اور بہشت میں اُن کا اعلیٰ مقام ہونے کے اعتبار سے تو یہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ ایک حدیث ہے سیدا کہول اہل الجنۃ (کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں) اور وہ **چونتیسویں حدیث** ہے اس مسلک کی احادیث میں سے۔ اور وہ مستفیض ہے انس رض کی اور مرتضیٰ رض کی و ابو جحیفہ رض کی احادیث سے۔ مروی ہے انس رض سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض اور عمر رض کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں۔ (وہ اہل جنت) اولین میں سے ہوں (جو اُن سے پہلے گزر چکے) یا آخرین میں سے ہوں (جو اُن کے بعد پیدا ہونے والے ہیں) بجز نبیین و مرسلین کے، اے علی رض ان دونوں کو خبر نہ کرنا۔ اس کا ذکر کیا ترمذی نے۔ اور مختلف اسناد کے ساتھ حضرت علی رض سے مروی ہے اُن میں سے ایک سند ہے علی (زین العابدین) ابن الحسین بن علی از علی رض بن ابی طالب، فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب کہ سامنے دکھائی دیئے ابوبکر رض و عمر رض تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں بجز انبیاء و مرسلین کے تمام اہل جنت کے خواہ اولین میں سے ہوں یا آخرین میں سے، سب کے سردار ہیں، اے علی ان کو خبر نہ کرنا۔

پینتیسویں فضیلت۔ جنت کے بالاخانوں کے ساتھ ان کا اختصاص ثابت ہے ابو سعید خدری رض کی حدیث سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درجات عالیہ والے اہل جنت کو اُن سے نیچے درجات والے اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم اس ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے اُفق پر طلوع ہو رہا ہو۔ اور ابوبکر رض

و عمر منهم و انعما۔

سی و ششم تقدم شیخین رض بامامت در حشر از حدیث ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد وابو بکر و عمر احدهما عن یمینه و الآخر عن شماله وهو آخذ بایدیهما وقال هکذا نبعث یوم القیامة وفی روایة عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من تنشق الارض عنه انا ثم ابو بکر ثم عمر۔

سی و هفتم اول کسے کہ در بہشت آید صدیق خواہد بود از حدیث ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخذ بیدی فارانی باب الجنة الذی تدخل منه امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنة من امتی۔

سی و ہشتم تجلی کردن خدائے عز وجل خاصۃً برائے صدیق رض از حدیث جابر فی قصة وفد عبد القیس قال فاجابهم ابو بکر رضی اللہ عنه بجواب و اجاد الجواب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر اعطاک اللہ الرضوان الاکبر فقال بعض القوم و ما الرضوان الاکبر

و عمر رض ان ہی میں سے ہیں بلکہ ان سے زیادہ اچھے۔

چھتیسویں فضیلت۔ قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنے میں شیخین رض کا امت پر مقدم ہونا۔ یہ ثابت ہے ابن عمر رض کی حدیث سے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے اور ابو بکر رض و عمر رض دونوں میں سے ایک آپ کے دائیں تھا اور ایک بائیں اور آپ ان دونوں کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ اور ان سے ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پہلا شخص جس پر سے زمین پھٹے گی میں ہوں پھر ابو بکر رض پھر عمر رض۔

سینتیسویں فضیلت۔ اول جو شخص بہشت میں داخل ہوگا صدیق اکبر رض ہوں گے۔ یہ ثابت ہے حدیث ابو ہریرہ رض سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا پھر انھوں نے جنت کا وہ دروازہ مجھے دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ تو ابو بکر رض نے کہا یا رسول اللہ مجھے شوق ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا اور میں بھی اس کو دیکھتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمجھ لے اے ابو بکر رض میری امت میں سے تو وہ پہلا شخص ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا۔

اڑتیسویں فضیلت۔ خدائے عز وجل کا صدیق رض کے لیے خاص طور پر تجلی کرنا۔ یہ ثابت ہے جابر رض کی حدیث سے وفد عبد القیس[1] کے قصہ میں کہا کہ ابو بکر رض نے ان کو جواب دیا اور اچھا جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر رض تم کو اللہ تعالے نے رضوان اکبر عطا کیا۔ تو بعض لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ

[1] قبیلہ عبد القیس کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا جس کے شرکاء کی تعداد باختلاف روایات چودہ سے چالیس تک تھی ان میں سے بعضوں نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رض کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو بکر رض جو کچھ انھوں نے کہا تم نے سنا؟ تو ابو بکر رض نے کہا ہاں یا رسول اللہ اور اس کو سمجھا بھی۔ پھر آپ نے فرمایا تو تم ان کو جواب دو۔ تو ابو بکر رض نے جواب میں بہت عمدہ تقریر کی۔ یہ حدیث صفحہ ۳۲۹ ربع اول میں مذکور ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

یا رسول اللہ قال یتجلی اللہ لعبادہ فی الآخرۃ عامۃ و یتجلی لابی بکر خاصۃ۔

سی و نہم حاضر شدنِ صدیق رضی اللہ عنہ بر حوض کوثر ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از حدیث عبداللہ بن عمرانؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار۔

چہلم اول کسے کہ خدای تعالی با او مصافحہ و معانقہ کند فاروقؓ باشد از حدیث ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اول من یصافحہ الحق عمر واول من یسلم علیہ واول من یاخذ بیدہ فید خلہ الجنۃ وفی روایۃ آخر عنہ اول من یعانقہ الحق یوم القیمۃ عمر واول من یاخذ بیدہ فینطلق بہ الی الجنۃ عمر بن الخطاب۔ آمدیم بانکہ افضلیت صدیقؓ بر فاروقؓ از کجا مفہوم می شود آن مفہوم است از حدیث عمار و عائشہ و آن چہل و یکم است از احادیث این مسلک عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عمار اتانی جبرئیل آنفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فی السماء فقال یا محمد لو حدثتک بفضائل عمر مثل ما لبث نوح فی قومہ الف سنۃ الا خمسین عاما ما انفدت فضائل عمر و ان عمر لحسنۃ من حسنات ابی بکر وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت بینا راس رسول اللہ صلے

رضوانِ اکبر کیا ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندوں کے لئے ایک عام تجلی کرے گا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص طور پر تجلی کرے گا۔

انتالیسویں فضیلت۔ صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حوض کوثر پر حاضر ہونا۔ یہ ثابت ہے عبداللہ ابن عمرؓ کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھی ہوگے حوض پر اور میرے غار کے ساتھی ہو۔

چالیسویں فضیلت۔ سب سے پہلے جس شخص سے اللہ تعالیٰ مصافحہ اور معانقہ فرمائے گا وہ فاروقؓ ہوں گے۔ ثابت ہے اُبَی بن کعب کی حدیث سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلا شخص جس سے اللہ تعالے مصافحہ کریگا عمرؓ ہوگا اور وہ سب سے پہلے اُس پر سلام فرمائیگا اور سب سے پہلے اُس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کریگا۔ اور دوسری روایت میں اُبیؓ سے یوں مروی ہے کہ پہلا شخص جس سے حق تعالے قیامت کے دن معانقہ کریگا عمرؓ ہوں گے اور پہلا شخص جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کی طرف لیکر چلے گا عمرؓ بن الخطاب ہیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فاروقؓ پر صدیقؓ کی فضیلت کہاں سے مفہوم ہوتی ہے۔ اور یہ ثابت ہوتی ہے عمارؓ اور عائشہؓ کی حدیث سے اور یہ اس مسلک کی احادیث میں سے **اکتالیسویں حدیث** ہے۔ مروی ہے عمار بن یاسر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمار میرے پاس ابھی جبرئیلؑ آئے تھے۔ میں نے کہا اے جبرئیلؑ مجھ سے عمرؓ بن الخطاب کے فضائل جو کہ آسمان میں (مشہور) ہیں بیان کرو۔ تو انھوں نے کہا اے محمدؐ اگر میں تم سے عمرؓ کے فضائل بیان کروں اتنے زمانہ تک جتنے زمانہ تک نوحؑ[1] اپنی قوم میں ٹھہرا تھا یعنی پچاس کم ایک ہزار سال تو عمرؓ کے فضائل ختم نہ ہوں گے اور عمرؓ، ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلے

[1] بعض روایات میں ہے کہ عمرؓ زمین سے زیادہ آسمان میں مشہور ہے اور یہ بھی کہ خدا کے فرشتے اتنے ہیں کہ آسمان کا کوئی حصہ ان سے خالی نہیں ہے اور جس کی محبوبیت عام ہوتی ہے اُس کے بارے میں ہر ایک کچھ تعریف کرتا ہے تو اگر اس کروڑوں مخلوق کے مقولات ہی کو بیان کیا جائے تو سیکڑوں برس صرف ہونے میں کوئی عقلی استبعاد نہیں ہے۔ اس لئے اس کو مبالغہ نہ سمجھا جائے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

اللہ علیہ وسلم فی حجری فی لیلۃ صاحیۃ اذ قلت یا رسول اللہ ہل یکون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر۔

اما افضلیت ایشان مطلقاً بدون اعتبار چیزی وآن مبہم است راجع بیکے از خصال اربع پس ثابت ست باحادیث بسیار از آنجملہ حدیث عمرو بن العاص وآن **چہل و دوم** است از احادیث این مسلک عن عمرو بن العاص ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ فقلت من الرجال قال ابوہا قلت ثم من قال عمر بن الخطاب وآن کنایت است از افضلیت مطلقاً۔

چہل و سوم افضلیت فاروق رض از حدیث جابر موقوفاً ومرفوعاً و از حدیث ابی سعید خدری عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذاک الرجل ارفع امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابو سعید و اللہ ما کنا نرے ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب حتے مضے بسبیلہ ای وفات ۱۲

اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا ایسی رات میں جب کہ آسمان بالکل صاف تھا (تارے چمک رہے تھے) کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں اتنی ہوں گی جتنی شمار آسمان کے ستاروں کی ہے۔ فرمایا ہاں! وہ عمر رض ہے۔ میں نے کہا پھر حسناتِ ابوبکر رض کا کیا مرتبہ ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یقیناً عمر رض کی تمام حسنات کا مجموعہ ابوبکر رض کی ایک حسنہ (یعنی نیکی) کے برابر ہے۔

رہی اُن کی فضیلت مُطلقاً، کسی خاص چیز کا اعتبار کئے بغیر۔ اور وہ مبہم ہے اُن چار خصال (مذکورہ) میں سے کسی ایک خصلت کی طرف راجع ہوگی یہ (فضیلت مطلقہ) بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ اُن میں سے عمرو بن العاص کی حدیث ہے اور وہ اس مسلک کی احادیث میں سے **بیالیسویں** حدیث ہے۔ مروی ہے عمرو رض بن العاص سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو غزوۂ ذات السلاسل میں سردار لشکر بنا کر بھیجا۔ میں نے آپ کی خدمت میں جا کر پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ فرمایا کہ عائشہ رض سے۔ پھر میں نے کہا کہ مردوں میں سے؟ فرمایا کہ اُن کے باپ سے۔ میں نے کہا کہ پھر کس سے؟ تو فرمایا کہ عمر رض بن الخطاب سے۔ اور یہ (اظہار محبت) کنایہ ہے مطلقاً فضیلت سے۔

تینتالیسویں فضیلت۔ افضلیت فاروق رض کی حدیث جابر رض سے موقوفاً اور مرفوعاً اور ابو سعید خدری رض کی حدیث سے۔ مروی ہے جابر رض بن عبد اللہ سے کہا کہ (ایک مرتبہ) عمر رض نے ابوبکر رض کو اس طرح مخاطب کیا اے سب لوگوں سے بہتر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تو ابوبکر رض نے کہا۔ اب کہ تم نے ایسا کہا ہے تو (مجھ سے بھی سن لو) واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کسی ایسے شخص پر جو عمر رض سے بہتر ہو آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ اور مروی ہے ابو سعید خدری رض سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص میری اُمت میں سب سے بلند مرتبہ ہوگا جنت میں۔ ابو سعید رض نے کہا کہ واللہ ہم نہیں سمجھتے تھے "ذلک الرجل" (یعنی یہ شخص کا مشار الیہ) مگر عمر رض بن الخطاب کو یہاں تک کہ وہ اپنی راہ (زندگی سے) گزر گئے۔

www.kitabghar.org

چہل و چہارم امر کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بامامت در حالِ مرض و نہی از امامتِ غیر ابی بکر و قطعًا معلوم است کہ امام می باید افضل باشد و آن حدیث مستفیض است من عائشۃ و ابن عمر و ابی موسیٰ و عبد اللہ بن زمعۃ و عمر بن الخطاب و ابن عباس و ابنِ مسعود و علی بن ابی طالب و الزبیر بن العوام وغیرہم عن عائشۃ اَنَّ النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال مُرُوْا اَبَابَکر فَلْیُصَلِّ بالنَّاسِ فقالت عائشۃ یارسولَ اللہ اِنَّ ابابکر اذا قامَ مقامَکَ لم یُسمِعِ النَّاسَ مِنَ البُکَاءِ فَاْمُرْ عمر فلیصلِّ بالناس قالت فقالَ مُرُوْا اَبابکر فلیصلِّ بالناسِ قالت عائشۃُ فقلتُ لحفصۃَ قُوْلی لَہٗ اِنَّ ابابکر اذا قامَ مقامَکَ لم یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ البُکَاءِ فَاْمُر عمر فلیصلِّ بالناسِ ففعلتْ حَفْصَۃُ فقالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّکُنَّ لَاَنْتُنَّ صواحبُ یوسفَ مُرُوْا اَبابکر فلیُصلِّ بالناسِ فقالت حفصۃُ لعائشۃَ ماکنتُ لِاُصیبَ منکِ خیرًا اخرجہ الجماعۃُ وعنہا قالت قالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاینبغی لقومٍ فیہم ابوبکرٍ اَن یَؤُمَّہم غیرُہٗ وعن ابن عمر لما اشتدَّ برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وَجَعُہٗ قیل لہٗ فی الصلوٰۃ فقال مُرُوْا ابابکر فلیُصلِّ بالناسِ قالت عائشۃُ اِنَّ ابابکر رجلٌ رقیقٌ اذا قرأَ غلبہ البکاءُ قال مُرُوْہُ فلیُصلِّ فعادتہ قال مُرُوْہُ فلیُصلِّ اِنَّکُنَّ صواحبُ یوسف اخرجہ البخاری۔

چہل و پنجم تنویہ کردنِ آنحضرت صلے اللہ

چوالیسویں فضیلت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالت بیماری امامت کے لئے حکم دینا اور ابوبکرؓ کے سوا دوسروں کو امامت سے منع کرنا۔ اور یہ معلوم قطعی ہے کہ امام کو افضل ہونا چاہیئے اور یہ حدیث مستفیض ہے عائشہؓ اور ابنِ عمرؓ اور ابو موسےؓ اور عبد اللہ بن زمعہؓ اور عمر بن الخطابؓ اور ابنِ عباسؓ اور ابنِ مسعودؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور زبیر بن العوامؓ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے۔ مروی ہے عائشہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (روئیں گے اور) رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرارت نہ سُنا سکیں گے تو آپؐ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ آپؐ نے پھر کہا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا کہ میں نے پھر حفصہؓ سے کہا کہ ان سے تم کہدو کہ ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نہ سُنا سکیں گے آپؐ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حفصہؓ نے ایسا کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقینًا تم عورتیں یوسفؑ والی عورتوں کی مانند ہو کہدو ابوبکرؓ کو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو حفصہؓ نے عائشہ سے کہا کہ کبھی مجھے تجھ سے بھلائی نہ ملی۔ اس کو ایک جماعت نے ذکر کیا۔ اور عائشہؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم کے لئے زیبا نہیں جن میں ابوبکرؓ موجود ہو کہ اُن کے سوا کسی اور کو امام بنائے۔ اور ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف شدید ہوگئی تو آپ سے نماز کے بارے میں کہا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وُہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ نرم دل شخص ہیں جب قرارت شروع کریں گے تو اُن پر گریہ غالب آجائے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اُن سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تم یوسفؑ والی عورتیں ہو۔ اس کو اخذ کیا بخاری نے۔

پینتالیسویں فضیلت۔ شاندار طور پر ذکر کرنا آنحضرت صلے اللہ

علیہ وسلم بمناقبِ شیخین رضؓ با جمعے از صحابہ
وآں مستفیض است از حدیث مرتضےٰ
رضی اللہ عنہ وانس وابی محجن عن علی
رضی اللہ عنہ قال رسولُ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم رَحِمَ اللہ ابابکر زَوَّجنی ابنتہٗ
وحَمَلَنی الیٰ دار الہجرۃ و اَعتَقَ بلالاً مِن
مالہٖ رَحِمَ اللہُ عمر یقول الحقّ و ان کانَ
مُرًّا ترکہ الحقُّ وما لہٗ صدیقٌ رحم اللہ
عثمانَ تستحیی منہ الملٰئکۃُ رحم اللہُ
علیًّا اللّٰہم ادِرِ الحقَّ مَعَہٗ حیثُ دارَ۔

چہل وششم تشبیہ دادنِ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم شیخین را بملکین مقربین وبدو
پیغامبر اولی العزم اخرج الطبرانی بسندٍ حسن
عن اُمِّ سلمۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قالَ انَّ فی السَّمآءِ ملکین اَحَدُہما یَأمُرُ بالشِّدَّۃِ
والآخر یَأمُر باللین وکلٌّ مصیبٌ و ذَکَرَ
جبرئیلَ ومیکائیلَ ونبیّانِ احدُہما یأمر باللین
والآخر بالشِّدَّۃِ وکلٌّ مُصیبٌ وذکر ابراہیم
ونوحًا ولی صاحبانِ احدُہما یأمر باللینِ والآخرُ
بالشِّدَّۃِ وکلٌّ مُصیبٌ وذکر ابا بکر وعمر وعن
عبد اللہ بن عمرو قال جآءَ نفرٌ من الناس الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یارسولَ اللہ زعم ابوبکر
ان الحسنات من اللہ والسیأٰت من العباد وقال
عمر الحسناتُ والسیأٰتُ من اللہ فتابَعَ ہٰذا قومٌ و
تابع ہٰذا قومٌ فقالَ رسولُ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لَاَقضینّ بینکما
بقضآءِ اسرافیلَ بینَ جبرئیلَ
ومیکائیلَ انَّ
میکائیل قالَ

علیہ وسلم کا مناقب شیخین رضؓ کو صحابہ رضؓ کی ایک جماعت کے سامنے۔
اور یہ مستفیض ہے حدیث مرتضےٰ رضؓ وانس رضؓ وابو محجن رضی اللہ عنہم
سے۔ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ رحم کرے اللہ ابوبکر رضؓ پر کہ اُس نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ
دی اور مجھے دار الہجرت تک سوار کرکے لایا اور بلال رضؓ کو اپنے مال
سے (خرید کر) آزاد کیا۔ رحم کرے اللہ عمر رضؓ پر حق بات کہتا ہے اگرچہ
کڑوی ہو۔ اُس کو حق گوئی نے ایسے حال پر چھوڑا ہے کہ اُس کا کوئی
مخلص دوست نہ رہا۔ اللہ رحم کرے عثمان رضؓ پر اُس سے ملائکہ بھی
شرم کرتے ہیں۔ رحم کرے اللہ علی رضؓ پر۔ اے اللہ جس طرف وہ پھرے
حق کو (بھی) اُسی طرف پھیر دے۔

چھیالیسویں فضیلت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شیخین رضؓ
کو دو مقرب فرشتوں اور دو اولوالعزم پیغمبروں سے تشبیہ دینا۔
اخذ کیا طبرانی نے بسند حسن اُمِّ سلمہ رضؓ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے آپ نے فرمایا کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں اُن میں سے ایک کے
حکم میں سختی ہوتی ہے اور دوسرے کے حکم میں نرمی اور ہر ایک کا
حکم درست ہوتا ہے اور آپ نے ذکر کیا جبرئیل ؑ اور میکائیل ؑ کا،
اور دو نبی ہیں ان میں سے ایک کے حکم میں نرمی ہے اور دوسرے کے
حکم میں سختی اور ہر ایک کا حکم درست ہے اور آپ نے ذکر کیا ابراہیم ؑ
اور نوح ؑ کا۔ اور میرے دو ساتھی ہیں، ان میں سے ایک کے حکم
میں نرمی ہوتی ہے اور دوسرے کے حکم میں سختی اور ہر ایک کا حکم
درست ہوتا ہے اور آپ نے ذکر کیا ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کا۔ اور عبد اللہ
ابن عمرو رضؓ سے مروی ہے کہا کہ ایک جماعت کے لوگ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ابوبکر رضؓ یہ
گمان کرتے ہیں کہ بھلائیاں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور بُرائیاں
بندوں کی طرف سے۔ اور عمر رضؓ یہ کہتے ہیں کہ بھلائیاں اور بُرائیاں
سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں تو ایک جماعت اُن کی ہم نوا
ہے اور ایک اِن کی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں تم دونوں کے درمیان وہ فیصلہ کروں گا جو اسرافیل ؑ نے
کیا جبرئیل ؑ اور میکائیل ؑ کے درمیان۔ میکائیل ؑ نے وہ کہا جو

www.kitabghar.org

بقولِ ابی بکر و قال جبریلُ بقول عُمرَ فقال جبریلُ لمیکائیلَ انّا متے نختلف اہل السّمآءِ یختلف اہلُ الارض فلنتحاکم الی اسرافیلَ فتحاکما الیہ فقضٰی بینہما بحقیقۃ القدر خیرہٖ و شرّہٖ و حلوہٖ و مُرّہٖ و کلّہٗ من اللّٰہِ ثم قال یا ابا بکرٍ انّ اللّٰہ لو اراد ان لا یُعصٰی لم یخلق ابلیس فقال ابو بکر صدق اللّٰہُ و رسولہٗ و اخرج الحاکم من حدیث عبداللّٰہ بن مسعودٍ فی قصّۃِ بدرٍ و اشارۃِ ابی بکر الی الفِداءِ و اشارۃِ عُمر و ابن رواحۃ الی القتل قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ماتقولون فی ہؤلاءِ ان مثل ہؤلاءِ کمثل اخوۃ لہم کانوا من قبلہم قال نوح ربّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیّارا و قال موسٰے ربّنا اطمس علٰی اموالہم واشدد علٰی قلوبہم الآیۃ و قال ابراہیم فمن تبعنی فانّہٗ منّی و من عصانی فانّک غفورٌ رحیمٌ و قال عیسٰے ان تعذّبہم فانّہم عبادک و ان تغفر لہم فانّک انت العزیز الحکیم

چہل و ہفتم حدیث ابن عمر کنّا نخیّر بین الناس فی زمان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فنخیّر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان اخرجہ البخاری و فی روایۃ کنّا فی زمن النبیّ صلے اللّٰہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا

ابوبکرؓ کہتے ہیں اور جبرئیلؑ نے وہ کہا جو عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ نے میکائیلؑ سے (یہ بھی) کہا کہ ہم آسمان والے جب کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو زمین والے بھی اختلاف کرنے لگتے ہیں۔ تو اب ہم کو اپنا حکم بنانا چاہیئے اسرافیلؑ کو تو دونوں نے ان کو حکم بنالیا۔ انھوں نے قدر کی حقیقت پر فیصلہ کیا کہ اُس کا بھلا اور بُرا، میٹھا اور کڑوا سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اگر اللہ تعالٰے چاہتا کہ اُس کی نافرمانی نہ کی جائے تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ اور اُسکے رسولؐ نے سچ فرمایا۔ اور اخذ کیا حاکم نے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث سے قصہ بدر میں اور ابوبکرؓ کے اشارہ کرنے میں فدیہ کی طرف اور عمرؓ اور ابن رواحہؓ کے اشارہ کرنے میں قتل کی طرف۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کہتے ہو ان لوگوں کے بارے میں۔ ان لوگوں کی مثال ان کے اُن بھائیوں جیسی ہے جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ نوحؑ نے کہا ربّ لا تذر الخ (۷۱: ۲۶) اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر کوئی باشندہ نہ چھوڑ؛ اور موسٰےؑ نے کہا ربّنا اطمس الخ (۱۰: ۸۸) اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے الخ؛ اور ابراہیمؑ نے کہا فمن تبعنی الخ (۱۴: ۳۶) پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے سو آپ کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں؛ اور عیسٰیؑ نے کہا ان تعذّبہم الخ (۵: ۱۱۸) اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں؛

سینتالیسویں فضیلت۔ ابن عمرؓ کی حدیث کہ ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس پر گفتگو کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد عمرؓ، ان کے بعد عثمانؓ بن عفان۔ اس کو اخذ کیا بخاری نے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم کسی کو (اصحابؓ میں سے) ابوبکرؓ کے برابر نہیں سمجھتے

www.kitabghar.org

ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینہم اخرجہ ابوداؤد و این حدیث خبر واحد است لیکن اصح شئ است شیخین وغیر ایشان بہ صحت آن جازم اند این را در مسلک سنت ہم توان آورد باعتبار آنکہ این صیغۂ تقریر است و در مسلک اجماع نیز باعتبار منطوق خود۔

چہل وہشتم قبول فرمودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مشورۂ شیخین را در وقائع بسیار عن عبد الرحمٰن بن غنم الاشعری ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر و عمر لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما رواہ احمد و اخرج مسلم فی قصۃ طویلۃ عن ابی ہریرۃ فقال یعنی عمر یا رسول اللہ بابی انت و امی أبعثت ابا ہریرۃ بنعلیک من لقی یشہد ان لا الٰہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ بشرہ بالجنۃ قال نعم قال فلا تفعل فانی اخشی ان یتکل الناس علیہا فخلہم یعملون فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فخلہم

چہل ونہم تشریف صدیق اکبرؓ بلقب صدیق از حدیث مرتضےٰ و عائشہ رضی اللہ عنہما عن النزال بن سبرۃ قال وافقنا علیا رضی اللہ عنہ طیب النفس و ہو یمزح فقلنا حدثنا عن اصحابک قال کل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اصحابی فقلنا حدثنا عن ابی بکر فقال ذاک امرؤ سماہ اللہ صدیقا علی لسان جبرئیل و محمد صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ

اُن کے بعد عمرؓ کے اور پھر عثمانؓ کے برابر (نہیں سمجھتے تھے) پھر ہم اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مابین تفاضل چھوڑ دیتے تھے۔ اس کو ابوداؤد نے ذکر کیا اور یہ حدیث خبر واحد ہے لیکن ایک بہت صحیح چیز ہے۔ شیخین اور ان کے علاوہ دوسرے اس کی صحت کا یقین رکھتے ہیں۔ اس کو مسلکِ سُنّت میں بھی لا سکتے ہیں اس اعتبار سے کہ یہ کلام قرار پائے ہوتے امر کو بیان کرتا ہے اور اس کلام کے اعتبار سے یہ مفہوم اجماع میں شامل ہو گیا ہے۔

اڑتالیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت سے واقعات میں شیخینؓ کے مشورے کو قبول کرنا۔ تروی ہے عبد الرحمٰن بن غنم الاشعری سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاتے ہو تو میں تمہاری رائے کے خلاف نہیں کرتا۔ روایت کیا اس کو احمد نے اور ذکر کیا مسلم نے ایک طویل قصہ میں جو ابوہریرہؓ سے مروی ہے تو کہا یعنی عمرؓ نے یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپؐ نے اپنے نعلین دے کر ابوہریرہؓ کو بھیجا ہے کہ جو ملے اور اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا دل اس پر یقین رکھتا ہو تو اُس کو جنت کی بشارت دیدے۔ فرمایا کہ ہاں۔ عمرؓ نے کہا کہ (یا رسول اللہؐ) یہ (اعلان) نہ کیجئے مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اس کا سہارا لیں گے، تو ان کو رہنے دیجئے کہ اعمال کرتے رہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا رہنے دو۔

انچاسویں فضیلت۔ صدیق اکبرؓ کا لقب صدیق سے مشرف ہونا۔ یہ ثابت ہے حدیث مُرتضےٰ و عائشہ رضی اللہ عنہما سے۔ نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت علی رضؓ کو پاکیزہ نفس پایا اور وہ مزاح (بھی) کرتے تھے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ ہمیں اپنے اصحاب کا حال سُنایئے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب میرے اصحاب تھے تو میں نے کہا کہ ہمیں ابوبکرؓ کا حال سُنایئے تو فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے صدیق کے نام سے موسوم کیا جبرئیلؑ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر۔ اس کو ذکر کیا

www.kitabghar.org

الحاکم وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما اُسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصیٰ اصبح یتحدث الناس بذالک فارتد ناس ممن کان آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذالک الی ابی بکر فقالوا ہل لک الی صاحبک یزعم انہ اُسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال او قال ذالک قالوا نعم قال لئن کان قال ذالک لقد صدق قالوا وتصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ فیما ہو ابعد من ذالک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذالک سمی ابوبکر الصدیق۔

پنجاہم اختیار کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر را برائے امارت حج اخرج الحاکم عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر رضی اللہ عنہ وامرہ ان ینادی بہؤلاء الکلمات الخ و اخرج البخاری عن ابی ہریرۃ فی مثل معناہ۔

امارت حج یکے از امور عظیمہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن را بنا بر نبوت بجا می آوردند مثل امامت صلوٰۃ بلکہ اَدَلّ است بر استخلاف از امامت صلوٰۃ زیرا کہ امامت صلوٰۃ در ہر مسجد بشخصے راجع میگردد و امارت حج در تمام عالم بیکے عائد می شود و امامت صلوٰۃ تقدم است بر قوم محصور و امارت حج تقدم بر اقوام غیر محصورین و بحقیقت امارت حج در ملت ما

حاکم نے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہا کہ جب رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصٰی کی طرف لیجایا گیا اور صبح کو آپ نے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا تو ان میں سے جو آپ پر ایمان لاچکے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے کچھ لوگ پھر گئے اور اس قصہ کو لے کر ابوبکر رضی کے پاس پہنچے اور بولے کہ کیا آپ کو اپنے صاحب کا حال معلوم ہے وہ یہ دعوٰی کر رہے ہیں کہ اُن کو آج رات بیت المقدس لیجایا گیا۔ ابوبکر رضی نے کہا کیا اُنھوں نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! ابوبکر رضی نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے کہ اُنھوں نے یہ کہا ہے تو یقیناً سچ کہا۔ لوگوں نے کہا اور تم ایسی بات میں اُس کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات میں بیت المقدس جا کر صبح سے پہلے واپس بھی آگیا۔ ابوبکر رضی نے کہا ہاں میں تو اس بات میں ان کی تصدیق کرتا ہوں جو اس سے زیادہ بعید ہے۔ میں اُن کی تصدیق آسمان کی خبروں میں کرتا ہوں (جو) صبح یا شام میں (اُن کے پاس آجاتی ہیں)۔ اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق ہوا۔

پچاسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدیق اکبر رضی کو امارت حج کے لئے متعین کرنا۔ حاکم نے اخذ کی ابن عباس رضی کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات کے ساتھ ندا کریں (یعنی ابتدائی آیات سورۂ توبہ کے ساتھ)۔ اور بخاری نے اخذ کی ابوہریرہ رضی کی روایت جو اسی روایت کے مثل ہے۔

امارت حج ایک امور عظیمہ میں سے ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر نبوت انجام دیتے تھے نماز کی امامت کی طرح بلکہ استخلاف پر نماز کی امامت سے یہ زیادہ قوی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز کی امامت تو ہر مسجد میں ایک شخص کی طرف راجع ہوتی ہے اور امارت حج تمام عالم میں صرف ایک شخص کی طرف عائد ہوتی ہے۔ امامت نماز میں ایک (چھوٹی) جماعت پر تقدم ہوتا ہے جو ایک محدود احاطہ میں ہوتی ہے اور امارت حج میں تقدم غیر محصور جماعتوں پر ہوتا ہے اور استخلاف کی طرف اشارہ ہونے کے بارے میں درحقیقت امارت حج ہماری ملت اسلام میں تو اتنا بڑا رتبہ رکھتی ہے

www.kitabghar.org

مانند نشستن است بر تخت یا مانند نزول در کوشک
شاہان بزرگ در دولت ساسانیان و عباسیان غیر
ایشان در اشارہ باستخلاف لیکن صحابہ استدلال نمودند
بامامت بجہت قرب عہد او بخلاف امارت حج۔

پنجاہ ویکم اختیار کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فاروقؓ را بجہت اخذ بیعت از ایشان و آن اول
دلیل است بر افضلیت او۔ آین است آنچہ درین
اوراق از روایت احادیث افضلیت میسر شد و آن
نموذجی است از احادیث بسیار غرض از ایراد این
احادیث آن است کہ خصال اربع کہ مدار افضلیت
است شناختہ شود و شناختہ شود کہ ہر یکی ازین چہار
ثابت است باحادیث متواتر بالمعنی اما افضلیت
باشخاص متعددہ از اہل فضل بتعین اسماء آنہا
اینجا قطعی نمی باشد در قطعیت آن رجوع بمسالک
دیگر باید کرد۔

مسلک سوم اجماع اُمت است بر افضلیت
مشائخ ثلثہ بترتیب خلافت و اجماع اُمت را بدو
وجہ تقریر نمائیم حکایت انعقاد و اجماع از زبان
ثقات و روایت اقوال جم غفیر از صحابہ و تابعین
تا آنجا کہ حافظہ عبد ضعیف کفایت نماید
و وقت گنجائش کند متفق باہم در اصل معنی افضلیت
ہر چند طرق دلالت متغایر باشند اما وجہ اول
دو مرتبہ است مرتبہ اولی نقل صریح اجماع
از حدیث عبداللہ بن عمر قال کنا نخیر بین الناس
فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان
اخرجہ البخاری وفی روایۃ لا نعدل
بابی بکر احدا ثم
عمر ثم

جیسے دولت ساسانیان و عباسیان میں تخت پر بیٹھنے یا شہنشاہوں
کے قصر شاہی میں نزول کرنے کا مرتبہ۔ لیکن صحابہؓ نے امامت نماز
سے استدلال کیا اُس کے قریب زمانہ ہونے کی وجہ سے بخلاف امارت
حج کے کہ اُس پر زیادہ عرصہ گزر گیا تھا)۔

اکیاونویں فضیلت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروقؓ
کو لوگوں سے بیعت لینے کے لئے مقرر کرنا اور یہ اُن کی افضلیت پر
بڑی دلیل ہے۔ یہ وہ روایات احادیث ہیں جو افضلیت شیخینؓ
پر ان اوراق میں آسانی سے لکھی گئیں اور یہ بہت سی احادیث
میں سے نمونہ کے طور پر ہیں۔ ان احادیث کے ایراد سے یہ غرض
ہے کہ خصال اربع (جن کا شروع میں ذکر کیا گیا ہے) جو کہ مدار افضلیت
ہیں (ان بزرگوں میں) پہچانی جا سکیں۔ اور یہ بھی پہچان لیا جائے
کہ ان چاروں میں ہر ایک خصلت احادیث متواتر بالمعنے سے ثابت ہے۔
رہی فضیلت اہل فضل میں سے اشخاص متعددہ پر اُن کے ناموں کے
تعین کے ساتھ تو یہ بات قطعی طور پر اس جگہ نہ ملیگی۔ اس کی
قطعیت کے لئے دوسرے مسالک کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

مسلک سوم مشائخ ثلاثہؓ کی بترتیب خلافت افضلیت
پر اجماع اُمت ہے۔ اور اجماع امت کی تقریر ہم دو صورتوں کے
ساتھ کریں گے۔ اجماع منعقد ہونے کی حکایت ثقہ لوگوں کی
زبان سے۔ صحابہ و تابعین کے بہت بڑے گروہ کے اقوال کی روایت
جہاں تک کہ اس بندۂ ضعیف کا حافظہ کام دے سکے اور وقت
میں گنجائش نکلے۔ (یہ روایات ایسی ہوں گی) جو اصل معنے افضلیت
میں باہم متفق ہوں گی چاہے دلالت کے طریقے الگ الگ ہو جائیں۔
پہلی صورت کو لیجیے۔ اُس کے دو مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ اجماع کی
نقل صریح۔ یہ ثابت ہے حدیث عبداللہ بن عمرؓ کے ایک حصہ
سے۔ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں اس پر گفتگو کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے تو کہا کرتے
تھے کہ ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ
اس کو اخذ کیا بخاری نے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ابوبکرؓ
کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے ان کے بعد عمرؓ کو ان کے بعد

www.kitabghar.org

عثمانَ ثم نترکُ اَصحاب رسولِ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم لانفاضل بینہم اخرجہ ابوداوٗد و ہرچند این حدیث خبر واحد است اصح شئ است درین باب و محفوف است بقرائن بسیار کہ نزدیک اجتماع آنہا قطع حاصل شود زیراکہ در نقلِ اجماع دلالۃً و در روایتِ اقوال جمّ غفیر بیان خواہیم کرد کہ ہر وقت کہ در استخلافِ خلیفہ سخن رفتہ است لفظ خیرُ الاُمّۃ و افضلُ النّاس و اَحقُّ بالخلافۃ و احقّ بہٰذا الامر گفتہ اند و آن را بوجہے سر دادہ اند کہ گویا پیش ازین در نظرِ ایشان محقق بودہ است و احتیاجِ استدلال و تحقیقِ مقال نداشتہ اند مرتبۂ ثانیہ نقلِ اجماع دلالۃً و بنایہ آن بر اصلے است و آن آن است کہ سکوت قبل از تدوینِ مذاہب اجماع است و آن را در پنج نوع تقریر کنیم۔

نوعِ اوّل وقتِ انعقادِ خلافتِ صدیق جمعے از فقہائے صحابہ صدیق را افضل امت گفتند و بآن استدلال کردند بر استخلافِ او و دیگران تسلیم نمودند و موافقت کردند در اوّل حال یا بعد توقف و سکوت و تسلیم قبل تدوین مذاہب اجماع است کما بیّنَ فی محلّہ از حدیث فاروق رضہ قالَ قلتُ یا معشرَ الاَنصارِ یا معشرَ المُسلمینَ انّ اولی النّاس بِاَمرِ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم مِن بعدہٖ ثانِی اثنینِ اِذ ھُما فِی الغَارِ ابوبکرٍ

عثمانؓ کے برابر (کسی کو نہ سمجھتے تھے) پھر ہم اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے تھے۔ اس کو ذکر کیا ابوداؤد نے۔ اگرچہ یہ حدیث خبر واحد ہے مگر اس باب میں بہت صحیح چیز ہے اور بہت سے قرائن اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں جن کے اجتماع سے قطعیت حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ اجماع پر جو دلالت کے اعتبار سے ہم نقل کریں گے اور بہت بڑے گروہ کے اقوال کی روایت جو ہم بیان کریں گے کہ جس وقت خلیفہ کے استخلاف پر گفتگو ہوتی ہے تو لوگوں نے لفظ خیرالاُمّۃ اور افضل النّاس اور احق بالخلافۃ (یعنی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق) اور احق بہٰذا الامر (اس امر کے سب سے زیادہ حقدار) کہے اور اس طرح استعمال کئے ہیں کہ گویا ان کی نظر میں پہلے ہی سے یہ بات محقق رہی ہے اور اس مقولہ پر ان کو کسی تحقیق اور استدلال کی ضرورت نہیں پڑی۔ (یہ سب قرائن مذکورہ بالا خبرِ واحد کو قطعیت کا مرتبہ دینے والے ہیں)۔ (پہلی صورت کا) دوسرا مرتبہ ہے نقلِ اجماع دلالۃً۔ اور اس کی بناء ایک اصل پر ہے اور وہ یہ ہے کہ سکوت قبل از تدوینِ مذاہب اجماع ہے (یعنی مذاہب کے بننے سے پہلے اس پر کسی کا کلام نہ کرنا بھی مسلّم اور متفق علیہ بات سمجھی جائیگی) اور اس کی تقریر ہم پانچ نوع کے ساتھ کریں گے۔

نوعِ اوّل خلافتِ صدیق کے انعقاد کے وقت فقہاء صحابہ کی ایک جماعت نے صدیق کو افضلِ اُمّت کہا اور اس سے اُن کی خلافت پر استدلال کیا اور دوسروں نے تسلیم کیا اور موافقت کی، اوّل حال میں یا بعد توقف کے۔ اور سکوت و تسلیم قبل تدوین مذاہب اجماع ہے جیسا کہ اس کے موقع پر بیان کیا جا چکا ہے حضرت فاروق رضہ کی حدیث سے۔ فرمایا کہ میں نے کہا اے جماعتِ انصار اے جماعتِ مسلمین! تمام لوگوں سے زیادہ اولویت رکھنے والا شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے لئے اُن کے بعد ثانی اثنین اذہما فی الغار (یہ آیت کی طرف تلمیح ہے یعنی دو میں کا دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) ابوبکر رضہ ہے جو

www.kitabghar.org

السّابق المبین ثم اخذت بیده الحدیث۔ اخرجه ابن ابی شیبة من حدیث ابن عباس فی قصة سقیفة بنی ساعدة و نیز از حدیث فاروق رض در قصۂ بیعت عامہ عن انس بن مالک انه سمع خطبة عمر الآخرة حین جلس علی المنبر و ذلک الغد من یوم توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتشهد وابوبکر صامت لا یتکلم قال کنت ارجو ان یعیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یدبرنا یرید بذلک ان یکون آخرهم فان یک محمد قد مات فان اللہ عزوجل قد جعل بین اظهرکم نورًا تهتدون به وبه هدی اللہ محمدًا و ان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین و انه اولی بالمسلمین باموركم فقوموا فبایعوه اخرجه البخاری و نیز از حدیث فاروق رض بروایت ابن مسعود قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال فاتاهم عمر فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر ابابکر ان یصلی بالناس قالوا بلی قال فایکم تطیب نفسه ان یتقدم ابابکر قالوا نعوذ باللہ ان نتقدم ابابکر و از حدیث ابو عبیدة بن الجراح فقال تاتونی وفیکم ثالث ثلثة[۱] یعنی ابابکر اخرجه

(دین پر) کھلم کھلا سبقت کرنے والا شخص ہے۔ پھر میں نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا آخر حدیث تک۔ اس کو اخذ کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس کی حدیث سے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں۔ اور نیز حضرت فاروق رض کی حدیث سے بیعت عامہ کے قصہ میں۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ انھوں نے عمر رض کا دوسرا خطبہ سنا جب کہ وہ منبر پر بیٹھے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اگلے دن کی بات ہے۔ عمر رض نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابوبکر رض خاموش تھے کچھ نہیں بول رہے تھے۔ عمر رض نے کہا میں امید (یعنی آرزو) کرتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے یہاں تک کہ وہ ہمارے پیچھے ہوں اس سے مراد یہ تھی کہ ہمارے بعد اُن کی وفات ہوتی۔ لیکن ہوا یہ کہ آپ کی وفات پہلے ہوئی (اور ہم رہ گئے) اور اللہ تعالےٰ نے تمھارے درمیان اُس نور کو باقی رکھا جس سے تم ہدایت پاتے رہو اور اسی سے اللہ نے ہدایت کی تھی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور یہ کہ ابوبکر رض (کو باقی رکھا جو) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب اور ثانی اثنین ہیں اور وہ مسلمانوں میں سے تمھارے امور کی ولایت کے لئے سب سے بہتر ہیں اس لئے اُٹھو اور اُن سے بیعت کرو۔ اس کو ذکر کیا بخاری نے۔ اور نیز اس حدیث فاروق رض سے جس کے راوی ابن مسعود رض ہیں۔ کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ کہا کہ پھر اُن کے پاس عمر رض پہنچے اور اُنھوں نے کہا اے گروہ انصار کیا تم جانتے نہیں ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اُنھوں نے کہا بیشک، کہا کہ پھر تم میں کون ہے جس کا نفس اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکر رض سے آگے بڑھے؟ اُنھوں نے کہا کہ خدا کی پناہ ہم ابوبکر رض سے آگے بڑھیں۔ اور ابو عبیدہ رض ابن الجراح کی حدیث سے۔ تو ابو عبیدہ رض نے کہا کہ تم میرے پاس آتے ہو اور تم میں ثالث ثلاثہ یعنی ابوبکر رض موجود ہیں۔ اخذ کیا

[۱] حضرت ابوبکر رض کی غایت عظمت کا اظہار کیا کہ غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض سے فرمایا تھا لا تحزن ان اللہ معنا جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہاں ہم دونوں ہی نہیں ہیں بلکہ تیسرا خدا بھی ہے۔ اسی لئے حضرت ابوعبیدہ رض نے آپ کو ثالث ثلاثہ یعنی تین میں کا تیسرا کہا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ابن ابی شیبۃ و اخرج احمد معناہ غیر انہ ذکر استدلال ابی عبیدۃ لاستخلافہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ و از حدیث مرتضےٰ وزبیر رضی اللہ عنہما حین رجعا الی البیعۃ ما غضبنا الا انا اخرنا عن المشاورۃ و انا نرٰی ابابکر احق الناس بہا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ لصاحب الغار و ثانی اثنین و انا لنعلم شرفہ و کبرہ و لقد امرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ بالناس و ہو حی اخرجہ الحاکم۔

نوع دوم آنکہ فاروق رضی اللہ عنہ در مجالس متعددہ افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ بر منبر بیان می کرد و از کسے ردّے و سوالے درمیان نیامد از حدیث عبداللہ بن عباس قال عمر کان واللہ ان اُقدّم فتضرب عنقی لایقربنی ذلک من حیث اثم احب الیّ من ان اتأمر علے قوم فیہم ابوبکر اللہم الا ان تسوّل بی نفسی عند الموت شیئاً لا اجدہ الآن اخرجہ البخاری و نیز از حدیث ابن عباس قال عمر فی جواب من قال انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ و تمّت الا وانہا قد کانت کذٰلک ولکن اللہ وقٰی شرّہا ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر اخرجہ البخاری حالانکہ عادت قوم در سوال و اعتراض در محل خفا معلوم است

اس کو ابنِ ابی شیبہ نے۔ اور احمد نے بھی اسی کے ہم معنے روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ انھوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے استدلال کا بھی ذکر کیا ہے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنانے سے۔ اور حدیث مُرتضےٰ و زبیر رضے اللہ عنہما سے جب کہ ان دونوں نے بیعت کی طرف رجوع کیا کہ ہم کو غصّہ صرف اس بات پر آیا کہ مشاورت سے ہم کو پیچھے کر دیا گیا حالانکہ ہماری رائے یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے کیونکہ وہ آپؐ کے یارِ غار اور ثانی اثنین تھے اور ہم خوب اچھی طرح ان کے شرف اور بزرگی کو جانتے ہیں اور واللہ ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ اس روایت کو حاکم نے لیا ہے۔

نوع دوم یہ کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بہت سی مجالس میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت بر سرِ منبر بیان کرتے رہے اور کسی کی طرف سے نہ کبھی کوئی تردید پیش آئی نہ سوال۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حال یہ تھا کہ خدا کی قسم مجھے آگے بڑھایا جاتے اور بغیر کسی گناہ کے سرزد ہوتے میری گردن ماردی جاتے تو یہ مجھے پسند ہے اس سے کہ میں ایسی قوم پر امیر بنوں جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں یا اللہ! (اب تک تو دل کا حال یہی ہے) مگر موت کے وقت میرا نفس اور کوئی بات بنالے تو میں اب اس کو نہیں جانتا۔ بخاری نے اس روایت کو لیا۔ اور نیز حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے جواب میں فرمایا جس نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی اور پوری ہو گئی کہ یاد رکھو کہ وہ ہوئی تو اسی طرح لیکن اللہ تعالےٰ نے بچا لیا اس کے شر سے (ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہم میں باقی رکھ کر) اور تم میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جس کے سامنے لوگوں کی گردنیں جھکتی ہوں مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ بخاری نے اس روایت کو لیا۔ (کسی نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر عمر رضی اللہ عنہ سے کبھی معارضہ نہیں کیا) حالانکہ محلِ خفا میں سوال اور اعتراض کے بارے میں قوم کی عادت معلوم ہے[1] جو

[1] حضرت مصنفؒ اس اعتراض کا جواب دینا چاہتے ہیں جو کوئی معترض کہہ سکتا ہے کہ قوم کے سکوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے کسی کو اختلاف نہیں تھا ہو سکتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے رُعب کی وجہ سے کوئی اختلاف کی جرأت نہ کر سکا ہو جواب میں فرماتے ہیں کہ قوم کی عادت کے پیش نظر یہ لزوم ماننا پڑے گا۔ اس بنا پر قوم کی عادت بیان کر کے اس پر ایک واقعہ بھی تحریر فرمایا۔ مزید تفصیل آگے ایک نکتہ میں کی جائے گی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ماخوذ از نقول بسیار تا آنکہ متواتر بالمعنی گشتہ و در مقالات فاروق بسیارے ازآں مقالات مذکور کردیم وروی انہ قال یوما علی المنبر یا معاشر المسلمین ماذا تقولون لو ملت برأسی الی الدنیا کذا ومثل رأسہ فقام الیہ رجل فاسل سیفہ قال اجل کنا نقول بالسیف کذا واشار الی قطعہ فقال ایای تعنی بقولک قال نعم ایاک اعنی بقولی فنہرہ عمر ثلثا وہو ینہر عمر فقال رحمک اللہ الحمد للہ الذی جعل فی رعیتی اذا تعوجت قومنی۔

نوع سوم صدیق در وقت استخلاف فاروق رض بیان افضلیت فاروق رض نمود و بردی وانکارے پیش نیامد از حدیث زبید بن الحارث ان ابابکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ فما تقول لربک اذا لقیتہ وقد استخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفونی اقول اللہم استخلفت علیہم خیر خلقک ثم ارسل الی عمر فقال انی موصیک بوصیۃ الحدیث اخرجہ ابن ابی شیبۃ و از حدیث صدیق رض عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اما ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر اخرجہ

بہت سی نقول سے ماخوذ ہے یہاں تک کہ متواتر بالمعنیٰ ہو گئی۔ اور مقالات فاروق رض میں ہم نے ان میں سے بہت سے مقالات ذکر کر دیئے ہیں۔ اور روایت ہے کہ ایک دن انھوں نے منبر پر کہا کہ اے مسلمانوں کی جماعت تم کیا کہتے ہو اگر میں اپنا سر دنیا کی طرف پھیر لوں اس طرح اور اپنے سر کو آپ نے پھیرا تو ان کے سامنے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنی تلوار کھینچی اور کہا ہاں تو ہم تلوار سے ایسا کریں گے اور اشارہ کیا ان کی گردن کاٹنے کی طرف۔ آپ نے کہا کہ تو اپنے قول سے میری ذات کو مراد لے رہا ہے؟ اس نے کہا آپ ہی کی ذات کو مراد لے رہا ہوں تو اس کو عمر رض نے تین مرتبہ جھڑکا اور وہ عمر رض کو جھڑکتا رہا۔ اس کے بعد عمر رض نے کہا خدا تجھ پر رحم کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری رعیت میں ایسے لوگ رکھے کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھے سیدھا کر دیں۔

نوع سوم حضرت صدیق رض نے فاروق رض کو خلیفہ بنانے کے وقت فاروق رض کی فضیلت بیان کی اور کوئی شخص رد و انکار سے پیش نہیں آیا۔ زبید بن الحارث کی حدیث ہے، کہ جب ابوبکر رض پر موت کا وقت آیا تو انھوں نے عمر رض کو بلوایا وہ ان کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تیز کلام اور سخت مزاج ہے اور اگر وہ ہم پر حاکم بن گئے تو اور بھی زیادہ سخت گو اور تند مزاج ہو جائیں گے تو آپ اپنے خدا کو کیا جواب دیں گے جب اس سے ملیں گے اس صورت میں کہ آپ نے ہمارے اوپر عمر رض کو خلیفہ بنا دیا۔ ابوبکر رض نے کہا کیا تم مجھے میرے رب سے ڈراتے ہو؟ میں یہ کہوں گا کہ یا اللہ میں نے ان پر ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں سب سے بہتر تھا۔ پھر عمر رض کو بلایا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں، آخر حدیث تک۔ اخذ کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اور حدیث صدیق رض سے جو جابر رض بن عبد اللہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ (ایک مرتبہ) عمر رض نے ابوبکر رض سے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص! تو ابوبکر رض نے کہا کہ جب کہ تم نے مجھ سے ایسا کہا تو (اب مجھ سے بھی سن لو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کسی ایسے شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا جو عمر رض سے بہتر ہو۔ اخذ کیا اس کو

www.kitabghar.org

الترمذی والحاکم والمعنی انہ خیرہم فی ایام الخلافۃ

نوع چہارم عبدالرحمن بن عوف در وقتِ استخلافِ ذی النورین در مجمع عظیم شرط کرد کہ بر سیرتِ شیخین رض عمل کنید و حاضران تسلیم نمودند و مرتضی رضی اللہ عنہ در افضلیتِ ذی النورین رض بر خود مناقشہ کرد نہ برین شرط پس این معنی دلیل قاطع شد بر افضلیتِ شیخین رض زیراکہ حوالہ کردن احد المجتہدین بر مفضول یا مساوی غیر معقول است آز حدیث مسور بن مخرمۃ فارسل یعنی عبدالرحمن الی من کان حاضرًا من المہاجرین والانصار و ارسل الی امراء الاجناد و کانوا وافوا تلک الحجۃ مع عمر فلما اجتمعوا تشہد عبدالرحمن ثم قال اما بعد یا علی انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارہم یعدلون بعثمان و لا تجعلن علی نفسک سبیلا فقال ابایعک علی سنۃ اللہ ورسولہ والخلیفتین من بعدہ فبایعہ عبدالرحمن وبایعہ الناس المہاجرون والانصار و امراء الاجناد و المسلمون اخرجہ البخاری و از حدیث ابی الطفیل قال لما احتضر عمر جعلہا شوری بین علی و عثمان و طلحۃ والزبیر وعبدالرحمن و سعد فقال لہم علی انشدکم اللہ ہل فیکم احد آخا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینہ و بینہم اذا آخا بین المسلمین غیری قالوا

ترمذی اور حاکم نے اور معنے یہ ہیں کہ یہ اپنے زمانۂ خلافت میں سب سے بہتر ہوگا۔

نوع چہارم عبدالرحمن رض بن عوف نے ذی النورین رض کو خلیفہ بنانے کے وقت مجمع عظیم میں شرط کی کہ سیرتِ شیخین رض پر عمل کرو اور حاضرین نے اس کو تسلیم کیا اور مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو مناقشہ حضرت ذی النورین رض سے کیا وہ اپنی ذات کے مقابلہ پر کیا نہ کہ اس شرط پر۔ تو یہ معنے افضلیتِ شیخین رض پر دلیل قاطع ہوتے کیونکہ ہر دو اجتہاد کرنے والوں (یعنی خلافت کے امیدواروں) کو مفضول (یعنی کم مرتبہ) یا برابر مرتبہ والے کا حوالہ دیناکہ تم کو اُن کی سیرت پر عمل کرنا ہوگا) عقل میں آنے والی بات نہیں۔ حدیث مسور بن مخرمہ سے، پھر اُنھوں نے یعنی عبدالرحمن رض بن عوف نے جو مہاجرین والانصار موجود تھے اُن کو بلوایا اور اُمراءِ جیوش کو بلوایا جو اس سال حضرت عمر رض کے پاس آئے ہوئے تھے۔ جب کہ سب لوگ جمع ہوگئے تو عبدالرحمن رض نے خطبہ پڑھا پھر کہا اما بعد اے علی رض! میں نے لوگوں کی رائے معلوم کرنے کی کوشش کی تو میں نے اُن کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو عثمان رض کے برابر سمجھتے ہوں تو آپ اپنی ذات کے لئے اب اس خیال کو چھوڑ دیجئے۔ تو (حضرت علی رض نے حضرت عثمان رض سے) کہا کہ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اللہ اور رسول اور اُن دونوں خلیفہ کے طریقہ پر جو اُن کے بعد ہوئے ہیں۔ پھر اُن کے بعد اُن سے عبدالرحمن رض بن عوف نے بیعت کی اور عام لوگوں نے بیعت کی اور مہاجرین والانصار اور اُمرائے جیوش اور سب مسلمانوں نے۔ اس روایت کو بخاری نے اخذ کیا۔ اور حدیث ابی الطفیل سے کہا کہ جب عمر رض کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے خلافت کو علی رض اور عثمان رض اور طلحہ رض و زبیر رض اور عبدالرحمن رض (بن عوف) و سعد رض (بن ابی وقاص) کے مشورہ پر موقوف کردیا۔ تو اُن سے علی رض نے کہا کہ میں تم سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ اس کے اور اپنے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات قائم کی ہو میرے سوا جب آپ نے مسلمانوں کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ سب نے جواب دیا کہ

www.kitabghar.org

اللّٰہم لا اخرجہ ابو عمر و اخرج البخاری فی قصۃ الاتفاق علٰی عثمانَ من حدیثِ عمرو بن میمونَ فلمّا فُرِغَ من دفنہ اجتمع ہٰؤلاء الرہطُ فقالَ عبدالرحمٰن اجعلوا امرکم الٰی ثلٰثۃٍ منکم قال الزّبیر قد جعلتُ اَمری الٰی علیٍّ وقال طلحۃُ قدجعلتُ اَمری الٰی عثمانَ وقال سعدٌ قدجعلتُ اَمری الٰی عبدالرحمٰن فقالَ عبدُالرحمٰن ایکما تبرّاَ من ہٰذا الامر فنجعلہ الیہ واللّٰہُ علیہ والاسلامُ لینظرنَّ افضلہم فی نفسہ فاُسْکِتَ الشیخانِ فقالَ عبدُالرحمٰن اَفتجعلونہ الیَّ واللّٰہُ علیَّ لَا آلو عن افضلکم قالَا نعم فاَخذَ بید احدِہما وقالَ لکَ قرابۃٌ من رسول اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم والقِدَمُ فی الاسلام ماقد علمتُ فاللّٰہُ علیکَ لئن اَمَّرتُکَ لتعدلنَّ ولئن اَمَّرتُ عثمانَ لتسمعنَّ ولتطیعنَّ ثمّ خلَا بالآخرِ فقالَ لہٗ مثلَ ذٰلکَ فلمّا اخذ المیثاقَ قالَ اِرفع یدَکَ یا عثمانُ فبایعہ وبایعَ لہ علیٌّ وولجَ اہلُ الدارِ

اللہ جانتا ہے کوئی نہیں۔ اخذ کیا اس کو ابو عمر نے۔ اور بخاری نے ذکر کیا عثمان رض پر متفق ہونے کے قصہ میں عمرو بن میمون کی حدیث میں کہ جب لوگ حضرت عمر رض کے دفن سے فارغ ہوئے تو اس جماعت کے حضرات (ممبران شوریٰ) مجتمع ہوئے تو عبدالرحمٰن رض نے کہا کہ اپنے اختیار کو اپنے میں سے تین کے سپرد کر دو۔ اس پر زبیر رض نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار علی رض کو دیا اور طلحہ رض نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عثمان رض کو دیا اور سعد رض نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عبدالرحمٰن رض کو دیا۔ پھر عبدالرحمٰن رض نے کہا کہ تم دونوں میں سے کون اس (دعوے سے) دست بردار ہوتا ہے۔ تاکہ ہم اس امر کا فیصلہ کرنا اسی سے متعلق کر دیں اور اس کے اوپر اللہ کا اور اسلام کا یہ حق ہوگا کہ وہ خود جس کو افضل سمجھے منتخب کر لے۔ اس پر دونوں بزرگ (حضرت عثمان رض و حضرت علی رض) خاموش رہے[1]۔ پھر عبدالرحمٰن رض نے کہا کیا تم دونوں اپنا اختیار میری طرف منتقل کرتے ہو اور خدا کے واسطے یہ میرے ذمہ ہے کہ تم میں جو افضل ہو میں اس سے روگردانی نہ کروں دونوں نے کہا کہ ہاں! پھر انھوں نے دونوں میں سے ایک (یعنی علی رض) کا ہاتھ پکڑا اور (تنہائی میں لے جا کر) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری قرابت خاص ہے اور تم کو اسلام میں تقدّم حاصل ہے میں یہ سب جانتا ہوں تو اللہ کی قسم دے کر میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر میں نے آپ کو خلیفہ بنایا تو آپ عہد کریں کہ آپ عدل کریں گے اور اگر میں نے عثمان رض کو خلیفہ بنایا تو آپ اس کا حکم سنیں اور اطاعت کریں گے پھر دوسرے کو تخلیہ میں لیجا کر ویسی ہی اس سے گفتگو کی۔ پھر جب عہد لے لیا تو کہا کہ اے عثمان رض اپنا ہاتھ اٹھاؤ تو ان سے عبدالرحمٰن رض نے بیعت کی اور علی رض نے ان سے بیعت کی اور سب اہل مدینہ نے آکر[2]

[1] دونوں حضرات اس لئے خاموش رہے کہ دونوں دیانۃً اس امر کا اپنے کو زیادہ اہل سمجھتے تھے۔ اب دعوے سے دست بردار ہو کر حکم بنتے تو یہ مشکل پیش آتی کہ اگر اپنے حق میں فیصلہ دیتے تو مطعون ہوتے اور دوسرے کے حق میں فیصلہ دینا اس حق کے خلاف جاتا جس کو دونوں بجائے خود دیانۃً صحیح سمجھے ہوئے تھے اس لئے دونوں نے اس کو پسند نہ کیا ۱۲ اشتیاق احمد [2] یہاں راوی نے اختصار کر دیا ہے اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رض نے تین روز کی مہلت مانگی اور اس تین روز میں تمام مسلمانوں کا عندیہ لیا۔ اتفاق سے اس وقت بوجہ موسم حج کے اطراف وجوانب کے بھی بہت سے مسلمان جمع تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن رض بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے کسی مسلمان کو ایسا نہ پایا جو حضرت علی رض کو حضرت عثمان رض پر ترجیح دیتا ہو۔ مولانا عبدالشکور مرحوم مترجم جلد اوّل ازالۃ الخفاء۔

www.kitabghar.org

نبایعوہ۔

نوعِ پنجم مرتضیٰ در ایامِ خلافتِ خود در مجالسِ متعددہ افضلیتِ شیخین رض را بترتیب بیان نمود و جمعے را کہ درین مسئلہ ظنِ فاسد داشتند زجر فرمودے وفقہائے صحابہ رض حاضر بودند و از کسی منعے و اعتراضے ظاہر نشد و این آثار بحدِ تواتر رسیدہ اند چنانکہ عنقریب ذکر می کنیم و پیش از آنکہ بروایتِ آثارِ صحابہ رض و تابعین مشغول شویم بر یک نکتہ مطلع سازیم صحابی یا تابعی و غیرِ ایشان از عدول و ثقات قبل از تمذہب بمذہب سلف و تعصب ہر شخصے برائی مذہب خود و قبل از جمع احادیث بلدان و تکلم ہر یک در تطبیق و تاویلِ آن اگر حدیثی روایت کند و بصحتِ آن جزم نماید ظاہر آنست کہ بمنطوق آن قائل است زیرا کہ باوجود صحتِ حدیث نزدیکِ او اگر بمنطوق آن قائل نباشد ساقط العدالت گردد و قید قبلیت ازین جہت نمودیم کہ بعد ازین حوادث ترکِ عمل بر حدیث بعلت آنکہ عمل بحدیث نمی تواند کرد الا مجتہدِ مطلق و درین زمانہ اجتہاد مفقود است شائع و عادتِ مستمرہ گشتہ ہر چند آن ہمہ خطا است لیکن نزدیکِ خویش عذری درست ساختہ اند و ہمچنین آرای در تطبیقِ احادیث و تاویلِ آن مختلف شدہ پس ممکن است بلکہ واقع است کہ علماء حدیثی روایت کنند و بصحتِ آن جازم باشند و بر منطوقِ آن عمل ننمایند و سببِ آن خطائے اجتہادی باشد و عدالتِ ایشان ساقط نگردد بخلافِ زمانِ پیشین کہ این چیزہا آنجا نبود و قید منطوق ازین جہت گفتیم کہ ممکن است کہ عدل حدیثی روایت کند و بصحتِ آن جازم باشد و آن حدیث مفہومی یا مقتضائے دارد

ان سے بیعت کی۔

نوعِ پنجم مرتضیٰ رض نے اپنے ایامِ خلافت میں بہت سی مجالس میں شیخین رض کی افضلیت کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا اور اس جماعت کو جو اس مسئلہ میں ظن فاسد رکھتے تھے ڈانٹا اور فقہائے صحابہ رض موجود ہوتے تھے اور کسی سے کوئی منع اور اعتراض ظاہر نہ ہوا اور یہ آثار حد تواتر تک پہنچے ہوتے ہیں جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے اور اس سے پہلے کہ صحابہ رض اور تابعین کے آثار بیان کرنے میں مشغول ہوں ایک نکتہ پر مطلع کرتے ہیں۔ سلف کے خاص خاص مذہب بننے سے پہلے اور ہر شخص کو اپنے مذہب پر تعصب پیدا ہو جانے سے پہلے اور شہروں سے احادیث کے جمع ہونے اور ہر ایک کے ان کی تطبیق اور تاویل میں کلام کرنے سے پہلے اگر کوئی صحابی یا تابعی یا ان کے سوا کوئی اور کسی حدیث کی روایت کرے اور اس کی صحت پر یقین کرے تو ظاہر ہے کہ جو کچھ اس کے کلامِ مروی کا مفہوم اور منشاء ہے وہ اس کا قائل ہے اس لئے کہ اس کے باوجود کہ اس کے نزدیک حدیث صحیح ہے اگر وہ اس کے مفہوم کا قائل نہ ہوگا تو وہ عدالت سے ساقط ہو جائے گا۔ اور ہم نے "پہلے" کی قید اس لئے لگائی ہے کہ ان حوادث کے بعد اس علت کی بنا پر حدیث پر عمل صرف مجتہد مطلق ہی کر سکتا ہے اور اس زمانہ میں اجتہاد مفقود ہے حدیث پر عمل کا ترک کرنا شائع اور عادتِ مستمرہ ہو چکا ہے، ہر چند کہ یہ سب خطا ہے لیکن اپنے نزدیک ایک عذرِ درست بنا رکھا ہے! اسی طرح احادیث کی تطبیق اور تاویل میں لوگوں کی آراء مختلف ہو گئیں، تو یہ بات ممکن بلکہ واقع ہے کہ علماء ایک حدیث کو روایت کریں اور اس کی صحت کا یقین بھی رکھتے ہوں اور اس کے منطوق پر عمل نہ کریں اور اس کا سبب ایک خطائے اجتہادی ہوگا اور ان کی عدالت ساقط نہ ہوگی۔ بخلاف پہلے زمانے کے کہ یہ چیزیں وہاں نہیں تھیں اور "منطوق" کی قید ہم نے اس لئے بڑھائی کہ ممکن ہے کہ ایک راویِ عدل کسی حدیث کی روایت کرے اور وہ اس کی صحت کا یقین بھی رکھتا ہو اور وہ حدیث ایک ایسا مفہوم یا مقتضا رکھتی ہے

www.kitabghar.org

دقیق المأخذ و آن را اصلاً نمی فہمد و ذہن او بآن انتقال ننماید فضلاً از آنکہ بآن قائل شود و مذہب خود گیرد زیراکہ نفوس در ادراک مفہومات و مقتضیات مختلف اند و در رد و قبول آن مذاہب پراگندہ دارند و این سخن بہمان می ماند کہ اصولیان گفتہ اند کہ سکوت قوم از رد قولی اجماع است بر آن قول پیش از تدوین مذاہب نہ بعد از آن پس ہر کہ حدیثی را کہ بر افضلیت شیخین دلالت کند بمنطوق روایت کردہ است آن را در عداد اجماع و اتفاق می توان شمرد چون این نکتہ ذکر کردہ شد باصل غرض متوجہ شویم۔

اما حکایت اقوال فقہائی صحابہؓ و تابعینؒ در مسئلہ افضلیت شیخینؓ تفصیلاً استیعاب آن متعذر است بر نمودجی اکتفا کنیم۔ اما اقوال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ در افضلیت خود اخرج الترمذی عن ابی سعید الخدریؓ قال قال ابوبکر الست احق الناس بہا الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست صاحب کذا و قد اختلف فی ارسال ہذا الحدیث و وصلہ و عن عمرو ابن الحارث عن ابیہ ان ابابکر الصدیق قال ایکم یقرأ سورۃ التوبۃ قال رجل انا قال اقرأ فلما بلغ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن بکے و قال واللہ انا صاحبہ۔

و اما اقوال صدیقؓ در افضلیت فاروقؓ۔ اخرج الترمذی عن جابر بن عبداللہ قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر

جو دقیق المأخذ ہے اور وہ اس کو قطعاً نہ سمجھے اور اس کا ذہن اس کی جانب منتقل نہ ہو چہ جائیکہ اس کا قائل ہو اور اس کو اپنا مذہب بنائے کیونکہ مفہومات و مقتضیات کے ادراک میں نفوس مختلف ہیں اور ان کے رد اور قبول کی بناء پر الگ الگ مذاہب رکھتے ہیں اور بات اسی طرح کی ہے جو اصولی حضرات نے کہی ہے کہ قوم کا سکوت کسی قول کے رد سے اس قول پر اجماع ہوتا ہے (بشرطیکہ وہ) قول تدوین مذاہب سے پہلا ہو، اُن سے بعد کا نہ ہو۔ تو جس نے کسی ایسی حدیث کی روایت کی ہے جو کہ افضلیت شیخینؓ پر دلالت کرتی ہو اس کو اجماع و اتفاق کے زمرہ میں شمار کر سکتے ہیں۔ یہ نکتہ ذکر کر دینے کے بعد اب ہم اصل غرض کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

رہی فقہاء صحابہؓ و تابعین کے اقوال کی حکایت افضلیت شیخینؓ کے بارے میں تو اُن سب کو اکٹھا کرنا تو دشوار ہے بطور نمونہ (چند اقوال) پر ہم اکتفاء کرتے ہیں۔ اب صدیق اکبرؓ کے اقوال لیجئے اپنی افضلیت میں۔ ترمذی نے روایت کیا ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا میں اس کا سب لوگوں سے زیادہ حقدار نہیں ہوں۔ کیا میں وہ شخص نہیں ہوں جو سب سے پہلے اسلام لایا۔ کیا میں صاحب فلاں وصف و صاحب فلاں وصف نہیں ہوں۔ اور اس حدیث کے ارسال اور وصل میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور عمرو بن الحارث سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تم میں کون سورۃ توبہ پڑھ سکتا ہے ایک شخص نے کہا کہ میں۔ فرمایا کہ پڑھو۔ جب وہ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ پر پہنچا تو رونے لگے اور کہا واللہ وہ صاحب آپ کا میں تھا۔

اور اب لیجئے صدیقؓ کے اقوال فاروقؓ کی افضلیت میں۔
ترمذی نے روایت کیا جابر بن عبداللہؓ سے، کہا کہ (ایک مرتبہ) عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر شخص تو ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تم نے یہ کہا تو (مجھ سے بھی سن لو) واللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو

www.kitabghar.org

و اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن زبید بن الحارث ان ابابکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر لیستخلفہ فقال الناس تستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ و اغلظ فما تقول لربک اذا لقیتہ وقد استخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفنی اقول اللہم استخلفت علیہم خیر خلقک الحدیث و اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن محمد عن رجل من بنی زریق فی قصۃ طویلۃ قال ابوبکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی۔

اما اقوال فاروق رضؓ در افضلیت صدیق رضؓ بیرون از حد شمار است تا آنکہ بحد تواتر رسیدہ است در بعض روایات خیر الناس گفتہ است و در بعض سباق الی الخیر و در بعض احق بالخلافۃ و معلوم است کہ خلافت مشروط است بشروط کمال و احق بالخلافۃ اکمل مردمان است در آن صفات فمن حدیث عائشۃ اخرج البخاری عن عائشۃ فی قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اخرج الحاکم عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ عن عمر قال کان ابوبکر سیدنا وخیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و من حدیث ابن عباس اخرج البخاری عن ابن عباس خطبۃ عمر فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر و جواب من قال انما کان بیعۃ ابی بکر

اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا زبید بن الحارث سے کہ جب ابوبکر رضؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے عمر رضؓ کو بلوایا تاکہ ان کو خلیفہ بنائیں تو لوگوں نے کہا کہ آپ ہم پر ایک تیز کلام اور سخت مزاج شخص کو خلیفہ بناتے ہیں اور جب کہ وہ خود ہمارا والیٔ امور ہو جائے گا تو اور بھی زیادہ درشت کلام اور تند خو ہو جائے گا تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب کہ آپ عمر رضؓ کو خلیفہ بنا کر اس سے ملیں گے تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ کیا تم میرے رب سے مجھے ڈراتے ہو۔ میں کہوں گا کہ اے اللہ میں نے ایسے شخص کو ان پر خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں سب سے اچھا تھا، آخر تک۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا محمد سے انھوں نے بنی زریق کے ایک شخص سے ایک طویل قصہ میں کہ ابوبکر رضؓ نے عمر رضؓ سے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ تم مجھ سے افضل ہو۔

رہے فاروق رضؓ کے اقوال صدیق رضؓ کی افضلیت میں۔ تو وہ حد شمار سے باہر ہیں یہاں تک کہ حد تواتر پر پہنچے ہوئے ہیں۔ بعض روایات میں آپ نے خیر الناس (سب لوگوں سے بہتر) اور بعض میں سباق الی الخیر (خیر کی طرف سب سے زیادہ بڑھنے والے) اور بعض میں خلافت کے سب سے زیادہ مستحق کہا ہے اور معلوم ہے کہ خلافت شروط کمال کے ساتھ مشروط ہے، اور جو احق بالخلافت ہے وہ ان صفات (کمال) میں سب لوگوں سے کامل تر ہے۔ حدیث عائشہ رضؓ سے۔ بخاری نے عائشہ رضؓ سے روایت کیا سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں کہ پھر عمر رضؓ نے کہا بلکہ ہم بیعت کریں گے آپ سے، صرف آپ سے، کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔ اور روایت کیا حاکم نے ہشام بن عروہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ (زبیر) سے وہ (اپنی خالہ) عائشہ رضؓ سے وہ عمر رضؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ ابوبکر رضؓ ہمارے سردار اور ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے۔ اور حدیث ابن عباس رضؓ سے۔ بخاری نے ابن عباس رضؓ سے عمر رضؓ کا خطبہ روایت کیا ابوبکر رضؓ پر بیعت کے متفق ہونے کے بارے میں اس شخص کے جواب میں جس نے کہا تھا کہ ابوبکر رضؓ کی بیعت

www.kitabghar.org

فلتۃ و فی تلک الخطبۃ قال عمر ثم انہ بلغنی ان قائلا منکم یقول واللہ لو مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن امرء ان یقول انما کان بیعۃ ابی بکر فلتۃ و تمت الا وانہا قد کانت کذلک ولکن اللہ وقی شرہا ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر و فی ہذا الحدیث ایضا کان واللہ ان اقدم فتضرب عنقی لا یقربنی ذلک من اثم احب الی من ان اتأمر علی قوم فیہم ابوبکر ۔ و من حدیث انس اخرج البخاری عن انس انہ سمع خطبۃ عمر الآخرۃ و فیہا فان یک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد مات فان اللہ قد جعل بین اظہرکم نورا تہتدون بہ ہدی اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم و ان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ثانی اثنین و انہ اولی المسلمین بامورکم فقوموا فبایعوہ ۔ و من حدیث شیبۃ اخرج البخاری عن ابی وائل قال جلست مع شیبۃ علی الکرسی فی الکعبۃ فقال لقد جلس ہذا المجلس عمر فقال ہممت ان لا ادع فیہا صفراء و لا بیضاء الا قسمتہ قلت ان صاحبیک لم یفعلا قال ہما المرآن اقتدی بہما

اچانک ہوگئی۔ اور اس خطبہ میں عمرؓ نے کہا، پھر مجھے یہ بات پہنچی کہ تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ واللہ اگر عمرؓ کا انتقال ہوجائے تو میں فلاں سے بیعت کروں گا تو کوئی شخص ہرگز اس دھوکے میں نہ پڑے کہ ابوبکرؓ کی بیعت تو صرف اچانک ہوگئی اور مکمل بھی ہوگئی (یعنی اچھی طرح سوچ سمجھ کر نہیں کی گئی اور جلد مکمل ہوجانے کی وجہ سے اس پر کلام کرنے کا موقع نہ نکل سکا) یاد رکھو وہ ہوئی اسی طرح سے ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا اس کے شر سے (ایک سب سے بہترین شخص پر لوگوں کو متفق بناکر سوچنے سمجھنے کے بعد بھی کرنا پڑتا) اور تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی جانب اس طرح لوگوں کی گردنیں جھکتی ہوں جس طرح ابوبکرؓ کے سامنے جھکتی تھیں۔ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے، حال یہ تھا واللہ کہ میں آگے بڑھایا جاؤں اور میری گردن ماردی جائے اور اس حال پر مجھے کسی گناہ کی حیثیت نہ پہنچائے (یعنی بے گناہ قتل ہوجاؤں) یہ مجھے پسند تھا اس سے کہ میں امیر بنوں اس قوم پر جس میں ابوبکرؓ موجود ہو۔ اور حدیث انسؓ سے۔ روایت کیا بخاری نے انسؓ سے کہ انھوں نے عمرؓ کا آخر کا خطبہ سنا اور اس میں تھا اب یہ حادثہ واقع ہوچکا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ایسا نور بھیجدیا جس سے تم ہدایت حاصل کرتے ہو اور اسی سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی تھی اور یہ (نعمت بھی تم کو میسر ہے) کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب (خاص موجود) ہیں اور ثانی اثنین اور تمہارے امور کے بارے میں تمام مسلمانوں سے اولیٰ ہیں تو اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ اور حدیث شیبہ سے۔ روایت کیا بخاری نے ابو وائل سے کہا کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا تھا۔ شیبہ نے کہا کہ اس مقام پر (ایک مرتبہ) عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے ارادہ کیا کہ کعبہ میں زرد اور سفید (یعنی سونا چاندی) نہ چھوڑوں مگر سب تقسیم کر ڈالوں۔ میں نے کہا کہ آپ کے دونوں صاحبوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ) نے تو ایسا نہیں کیا۔ فرمایا وہی دونوں شخص تو ہیں جن کی اقتدا کر رہا ہوں (اور ان کو یہاں چھوڑ کے)

www.kitabghar.org

وَمن حدیث رجلٍ من بنی زُریق اخرج ابوبکر بن
ابی شیبة فی قصةِ الاتفاق علےٰ ابی بکر قال عمر
فبایعوا ابابکر فقال ابوبکر لعمر انت اقویٰ منّی
فقال عمر انت افضلُ منّی فقالا لہا الثانیة فلما
کانت الثالثة قال لہٗ عمر انّ قوّتی لک مع
فضلک قال فبایعوا ابابکر ۔ وَمن حدیث جابر بن
عبداللہ قال عمر لابی بکر یا خیرَ الناس بعدَ
رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اما
انّک اِن قلتَ ذٰلک فلقد سمعتُ رسولَ اللہ
صلے اللہُ علیہ وسلم یقول ما طلعتِ الشمسُ علےٰ
رجلٍ خیرٍ من عمر اخرجہ الترمذی ۔ وَمن حدیث ابن
عمر قال قیل لعمر اَلا تستخلفُ قال اِن استخلف
فقد استخلفَ مَن ھو خیرٌ منّی ابوبکرٍ واِن اترک
فقد ترکَ مَن ھو خیرٌ منّی رسولُ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اخرجہ البخاری ۔ وَعن ضبة بن
محصن قال قلتُ لعمر بن الخطاب انت
خیرٌ من ابی بکرٍ فبکےٰ وقال واللہِ
للیلةٌ من ابی بکر ویومٌ خیرٌ من عمر
عمرَ ھل لک اَن اُحدّثک عن لیلتہ
ویومہ قال قلتُ نعم یا امیرَ المؤمنین
قال اما لیلتُہ فلما خرج رسولُ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہاربًا من اہلِ
مکة خرجَ لیلًا فتبعہٗ ابوبکرٍ
فجعل یمشی مرّةً امامہ ومرّةً خلفہ ومرّةً عن یمینہ
ومرّةً عن یسارہ فقال لہٗ رسولُ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ما ھٰذا
یا ابابکر من فعلک قال یا رسولَ اللہ
اذکر الرصد فاکونُ اَمامک و
اذکر الطلب ۴۳

ہوتے ہوں) ۔ اور بنی زُریق کے ایک شخص کی حدیث سے ۔ ابوبکر بن
ابی شیبہ نے روایت کیا حضرت ابوبکر رض پر اتفاق کے قصہ میں کہ
عمر رض نے لوگوں سے کہا کہ ابوبکر رض سے بیعت کرو ۔ تو ابوبکر رض نے کہا کہ تم
مجھ سے زیادہ قوی ہو ۔ اس پر عمر رض نے کہا کہ تم مجھ سے افضل ہو ۔
یہی بات پھر دوبارہ ہوئی ۔ پھر جب تیسری مرتبہ کی نوبت آئی تو
اُن سے عمر رض نے کہا کہ میری قوت آپ کے لئے آپ کی فضیلت کے
ساتھ (مل جائیگی) تو لوگوں نے ابوبکر رض سے بیعت کی ۔ اور جابر بن
عبداللہ رض کی حدیث سے ۔ عمر رض نے ابوبکر رض سے کہا اے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر تو ابوبکر رض نے کہا کہ جب تم نے یہ
کہا (تو مجھ سے بھی سُن لو) واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے
شخص پر جو عمر رض سے بہتر ہو، اس کو ترمذی نے روایت کیا ۔ اور
ابن عمر رض کی حدیث سے ۔ کہا کہ عمر رض سے کہا گیا کہ آپ (کسی کو) خلیفہ
نہیں بناتے ۔ کہا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو (گنجائش ہے کہ) جو شخص
مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکر رض اُس نے خلیفہ بنایا اور اگر چھوڑ دوں تو
(اس کی بھی گنجائش ہے کہ) اُس نے اس کام کو چھوڑا جو مجھ سے
بہتر تھا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۔ اس کو بخاری نے روایت
کیا ۔ اور ضبہ بن محصن سے مروی ہے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رض سے
کہا کہ آپ ابوبکر رض سے بہتر ہیں تو رو پڑے اور کہا کہ واللہ ابوبکر رض کی
ایک رات اور ایک دن عمر رض کی تمام عمر سے بہتر ہے ۔ کیا میں تم سے انکی
اس رات اور اُن کے اُس دن کی بات بیان کردوں ۔ کہتے ہیں کہ میں نے
کہا اے امیر المؤمنین رض ضرور فرمایئے ۔ کہا کہ ان کی رات کی بات تو
یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اہلِ مکہ سے بھاگ کر
نکلے تو رات کے وقت نکلے اور ابوبکر رض ان کے ساتھ ہوئے تو چلنا
شروع کیا کبھی اُن کے آگے چلنا شروع کردیتے تھے اور کبھی اُن کے
پیچھے اور کبھی اُن کے دائیں اور کبھی اُن کے بائیں تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابوبکر رض یہ تم کیا کر رہے ہو تو
ابوبکر رض نے کہا کہ یا رسول اللہ گھات لگانے والوں کا خیال آجاتا
ہے تو میں آپ سے آگے ہوجاتا ہوں اور تعاقب کرنیوالوں کا خیال آتا ہے تو

www.kitabghar.org

فأكون خلفك ومرة عن يمينك ومرة عن يسارك لا آمن عليك قال فمشى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلته على أطراف أصابعه حتى حفيت رجلاه فلما رآها أبوبكر رضي الله عنه أنها قد حفيت حمله على كاهله وجعل يشتد به حتى أتى به فم الغار فأنزله ثم قال له والذي بعثك بالحق لا تدخله حتى أدخله فإن كان فيه شيء نزل بي قبلك فدخل فلم ير شيئا فحمله فأدخله وكان في الغار خرق فيه حيات وأفاعي فخشي أبوبكر أن يخرج منهن شيء فيؤذي رسول الله صلى الله عليه وسلم فألقمه قدمه فجعلن يضربنه وتلسعه الحيات والأفاعي وجعلت دموعه تنحدر ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له يا أبا بكر لا تحزن إن الله معنا فأنزل الله سكينته الطمأنينة لأبي بكر فهذه ليلته وأما يومه فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وارتدت العرب فقال بعضهم نصلي ولا نزكي وقال بعضهم لا نصلي ولا نزكي

آپ کے پیچھے ہوتا ہوں اور کبھی آپ کے داتیں ہوتا ہوں اور کبھی آپ کے بائیں۔ مجھے آپ کی نسبت (دشمنوں کے شر سے بچنے کا) اطمینان نہیں ہو رہا ہے۔ عمر رضنے بیان کیا کہ اس رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کھوج لگانے والوں کے اندیشہ سے) پنجوں پر چل رہے تھے (ننگے پاؤں سے) یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں تھک گئے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حالت کو دیکھا کہ آپ کے دونوں پاؤں تھک چکے ہیں تو آپ کو اپنے کندھے پر سوار کیا اور آپ کو لے کر تیز چلنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کو غار کے دہانے تک لے آئے۔ پھر آپ کو اُتارا۔ پھر آپ سے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ اس میں داخل نہ ہوں جب تک اس میں میں نہ پہنچ جاؤں کہ اُس میں اگر کوئی (موذی) چیز ہوئی تو وہ آپ سے پہلے مجھ پر آپڑے۔ تو غار میں داخل ہوئے۔ جب کوئی چیز نہ دیکھی (یعنی خطرہ باقی نہ چھوڑا) تو پھر آپ کو اُٹھا کر اندر داخل کیا۔ اور غار میں سوراخ تھے (جو کپڑا ختم ہو جانے کی وجہ سے بند نہ ہو سکے تھے) چھوٹے بڑے اور افعی کی قسم کے سانپ تھے تو ابوبکر رض کو اندیشہ ہوا کہ ان میں سے کچھ نہ نکل آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائے تو اُن پر اُنھوں نے اپنا قدم رکھدیا اب ان سانپوں اور افاعی نے مُنہ مارنا اور ڈسنا شروع کر دیا اور اُن کے آنسو بہنے شروع[1] ہو گئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن سے فرما رہے تھے اے ابوبکر رض غم نہ کر بلاشبہ اللہ تو ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالےٰ نے اپنی سکینت یعنی طمانینت ابوبکر رض پر نازل کر دی تو یہ تو آپ کی رات تھی۔ رہا دن تو اُس کا حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور عرب مرتد ہو گئے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہ دینگے اور اُن میں سے بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ زکوٰۃ دینگے

[1] احقر عرض کرتا ہے کہ مقاماتِ عالیہ کے لئے مجاہدات ضروری ہوتے ہیں حضرت ابوبکر رض کو اس عظیم الشان ریاضت اور مجاہدے کا موقع کیسے ملتا اگر غار میں داخل ہونے کا یہ ابتلاء نہ پیش آتا اور جو مقاماتِ رفیعہ اس ابتلاء کے بعد ملنے والے تھے ان پر کیونکر فائز ہوتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس طرح اور ایسے خطرات سے گزارنے میں بڑی مصالح مضمر تھیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے یعنی ابوبکر رض کو ایک عظیم الشان مجاہدے کا موقع دینا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

فأتیتہ ولا آلوہ نصحا فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ
تألف الناس وارفق بہم فقال
جبار فی الجاہلیۃ خوار فی الاسلام
فبما ذا أتألفہم بشعر مفتعل او
بشعر مفترى قبض النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وارتفع الوحی فواللہ لو منعونی
عقالا مما کانوا یعطون رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علیہ فقاتلنا
معہ وکان واللہ رشید الامر فہذا
یومہ ومن حدیث علقمۃ بن قیس قال
جاء رجل الی عمر وہو بعرفۃ فذکر
قصۃ عبد اللہ بن مسعود وبشارۃ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لہ قال عمر قلت
واللہ لأغدون الیہ فلأبشرنہ قال
فغدوت الیہ لأبشرہ فوجدت
ابابکر قد سبقنی الیہ فبشرہ
ولا واللہ ما سابقتہ الی
خیر قط الا سبقنی الیہ اخرجہ
احمد ومن حدیث اسلم مولی
عمر قال سمعت عمر بن الخطاب
یقول امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان نتصدق فذکر الحدیث الی ان
قال قلت لا اسبقہ الی شیء ابدا
اخرجہ الترمذی ومن حدیث مالک
ابن اوس بن حدثان النصری اخرج
البخاری فی قصۃ بنی
النضیر ومخاصمۃ عباس وعلی
واللہ لیعلم انہ بار
راشد تابع

میں اُن کے پاس آیا اور میں اُن کی خیرخواہی میں کوتاہی نہ کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! لوگوں کی دلجوئی کیجئے اور ان کے ساتھ نرمی کیجئے تو فرمایا کہ تو جاہلیت میں تو بیباک تھا اور اسلام میں بزدل بن گیا۔ کس بات سے میں اُن کی دلجوئی کروں کیا (شعراء کے) بنائے ہوئے اشعار کے ساتھ یا (خود) جھوٹے اشعار بناکر اُن کی (دلجوئی کروں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی اور وحی اُٹھ چکی، تو واللہ اگر ان لوگوں نے مجھ سے اونٹ باندھنے کی ایک چھوٹی سی رسّی بھی روکی ان اشیاء میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اس پر ان سے قتال کروں گا تو اُن کے ساتھ مل کر ہم نے قتال کیا اور ابوبکرؓ واللہ اس امر میں صائب الرّای تھے (کہ انھوں نے اسلام کو ضائع ہونے سے بچالیا) تو یہ اُن کا وہ دن ہے۔ اور حدیث علقمہ بن قیس سے کہا کہ ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا جب کہ وہ عرفہ میں تھے اور اُس نے عبداللہ بن مسعودؓ کے قصہ کا اور اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بشارت دینے کا ذکر کیا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے سوچا کہ واللہ صبح ہی میں عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس جاکر اُن کو ضرور بشارت دے کر آؤں گا۔ فرمایا کہ میں صبح کو بشارت دینے کے لئے ان کے پاس پہنچا تو میں نے وہاں ابوبکرؓ کو پایا جو اُن کے پاس مجھ سے پہلے پہنچ چکے اور بشارت دے چکے تھے اور واللہ جب بھی میں نے کسی خیر میں اُن کے ساتھ دوڑ لگائی تو وہی خیر کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔ اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور اسلم مولےٰ عمرؓ کی حدیث سے۔ کہا کہ میں نے سنا عمرؓ بن الخطاب سے فرماتے تھے کہ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ دیں۔ اس حدیث کو ذکر کیا یہاں تک کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نے سمجھ لیا کہ میں ابوبکرؓ سے کسی چیز میں بھی آگے نہ بڑھ سکوں گا، اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور مالک بن اوس بن حدثان النصری کی حدیث سے۔ روایت کیا بخاری نے بنی نضیر کے قصہ میں اور عباسؓ و علیؓ کی مخاصمت میں (جو اپنا جھگڑا لے کر بغرض فیصلہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تھے۔ عمرؓ نے کہا) اور واللہ جانتا ہے کہ وہ (یعنی ابوبکرؓ) نیکی کرنے والے صائب الرّای

للحق۔

آما اقوال فاروق رض در افضلیت خود پس از آن جملہ است قول او وافقت ربی فی ثلٰث فی مقام ابراہیم وفی الحجاب وفی اساریٰ بدر اخرجہ مسلم والبخاری نحوہ و در صحیح مسلم حدیث ابن عباس رض کہ سوال کرد عمر رض را از آن دو زن کہ صغت قلوبکما در شان ایشان نازل شدہ صریح تر مذکور است اخرجہ مسلم و اخرج محمد بن الحسن فی الموطا عن سالم بن عبداللہ قال قال عمر بن الخطاب لو علمت ان احدا اقوی علی ہذا الامر منی لکان ان اقدم فیضرب عنقی اہون علی فمن ولی ہذا الامر بعدی فلیعلم ان سیردہ عنہ القریب والبعید وایم اللہ ان کنت لاقاتل الناس عن نفسی۔

و اما اقوال فاروق رضی اللہ عنہ در فضیلت ستہ کہ وصیت خلافت برای ایشان کرد از آنجملہ است حدیث مسلم فان عجل بی امر فالخلافۃ شوریٰ بین ہؤلاء الستۃ الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو عنہم راض۔

و اما اقوال ذی النورین رضی اللہ عنہ کہ در فضیلت شیخین رض و افضلیت خود گفتہ از آنجملہ است حدیث مرفوع کہ آنرا در جواب منکران خلافت خود روایت کردہ قال عثمان انشدکم باللہ والاسلام ہل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حق کا اتباع کرنے والے تھے۔

اب لیجئے فاروق رض کے اقوال اپنی افضلیت میں۔ تو اُن میں سے اُن کا یہ قول ہے میری رائے تین چیزوں میں میرے رب کے (حکم کے) موافق رہی مقام ابراہیم کے اور پردے کے اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور بخاری نے بھی اسی طرح۔ اور صحیح مسلم میں ابن عباس رض کی حدیث مذکور ہے کہ انھوں نے عمر رض سے اُن عورتوں کے بارے میں سوال کیا جن کی شان میں صَغَتْ قُلُوبُكُمَا (۶۶: ۴) وارد ہوا ہے اس میں زیادہ صریح مذکور ہے، اخرجہ مسلم۔ اور محمد بن الحسن نے موطا میں سالم بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہا کہ فرمایا عمر بن الخطاب رض نے کہ اگر میں جانتا کہ اس امر (خلافت) کے (سنبھالنے کے) لئے کوئی مجھ سے زیادہ قوی موجود ہے تو ایسا ہوتا کہ مجھے کھڑا کر کے میری گردن ماردینا مجھ پر آسان ہوتا (بہ نسبت خلافت قبول کرنے کے) تو جو شخص والیٔ امر (یعنی خلیفہ) بنے میرے بعد اُس کو جان لینا چاہیئے کہ نزدیک اور دُور والوں کی طرف سے اُس پر ردّ و قدح (بھی) ہوگا اور خدا کی قسم میں ہوتا تو لوگوں سے لڑ بھڑ کر اپنی ذات کی طرف سے مدافعت کر لیتا۔ (اور یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے)۔

اب لیجئے فاروق رضی اللہ عنہ کے اقوال اُن چھ[ل۱] حضرات کے حق میں جن کے واسطے خلافت کی وصیت کی تھی اُن میں سے حدیث مسلم ہے کہ اگر میرے ساتھ امر (الٰہی) نے جلدی کی (یعنی موت آگئی) تو خلافت اِن چھ اصحاب کے مشورے سے طے کیجائے جن کی شان یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک ان سے خوش رہے۔

اب لیجئے ذی النورین رضی اللہ عنہ کے اقوال جو انھوں نے شیخین رض کی فضیلت اور اپنی افضلیت پر فرمائے۔ ان میں سے ایک حدیث مرفوع ہے جس کو اپنی خلافت سے انکار کرنے والوں کے جواب میں روایت کیا۔ عثمان رض نے کہا میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ل۱ وہ چھ اصحاب یہ ہیں۔ علی رض بن ابی طالب۔ عثمان رض بن عفان۔ زبیر رض بن العوام۔ طلحہ رض۔ سعد رض بن ابی وقاص۔ عبدالرحمٰن رض بن عوف ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

كانَ علےٰ ثَبِیرِ مَکَّۃَ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرّک الجبلُ حتےٰ تسا قطتْ حجارتُہٗ بالحضیضِ قال فرکضہٗ برِجلہ فقال اسکُنْ ثَبیر فانّما علیک نبیٌّ وصدیقٌ وشہیدان قالوا اللہم نعم قال اللّٰہ اکبر شہدوا لی وربّ الکعبۃِ انی شہیدٌ ثلثاً وازا نجملہ است ذکر فضائلِ خود وبشاراتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحقِ خود وآن بابی است مبسوط از مآثرِ ذی النورین رضی اللہ عنہ می باید جُست وازآن جملہ قولِ او در مسئلہِ جدّ چون فاروق رضی اللہ عنہ بتشریک قائل شد وِانْ نتّبعِ الشیخَ قبلکَ فنِعمَ الشیخُ کانَ یعنی ابابکر وقولِ او در حدیث ما نجاۃُ ہٰذا الامرِ صدیق را کنتَ احقَّ بہٰذا وقولِ او در جواب تعریضاتِ عبدالرحمٰن بن عوف بطعن او قولہ اِنّی لم اترکْ سُنّۃَ عمرَ فانّی لا اُطیقُہا ولا ہُوَ اخرجہ احمد وعبداللہ بن عدی ابن خیار روایت کردہ است قال عثمان رضی اللہ عنہ امّا بعد فانّ اللّٰہ بعثَ محمّداً صلی اللہ علیہ وسلم بالحقِ فکنتُ ممّن استجابَ لِلّٰہ ورسولہٖ وآمنتُ بما بُعِثَ بہٖ وہاجرتُ الہجرتین کما قلتُم وصحبتُ رسولَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وبایعتُہ فواللّٰہ ما عصیتُہ ولا غششتُہ حتےٰ توفّاہُ اللّٰہُ عزّ وجلّ ثمّ ابوبکر مثلہٗ ثمّ عمر مثلہ ثمّ استُخلِفتُ الیسَ لی من الحقِّ مثلُ الّذی لہم قلتُ بلےٰ قال فما ہٰذہٖ الاحادیثُ الّتی

ثبیر مکہ پر تھے (ثبیر مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) اور آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے اور میں۔ تو پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ اُس کے پتھر لڑھک کر نیچے گرے۔ کہاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مار کر فرمایا کہ اے ثبیر ساکن ہو۔ بس تجھ پر ایک نبی ہے اور صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ! بیشک آپ نے کہا اللہ اکبر لوگوں نے میری گواہی دی، قسم ہے ربّ کعبہ کی بیشک میں شہید ہوں۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور اُن میں سے ہے ذکر اپنے فضائل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کا اپنے حق میں اور یہ ایک طویل الذیل مضمون ہے۔ ذی النورین رضی اللہ عنہ کے مآثر میں مطالعہ کرلیا جائے۔ اور اُن میں سے ہے آپ کا قول دادا کے مسئلہ میں مثل فاروق رضی اللہ عنہ کے شریک قرار دینے کے قائل ہوتے کہ اگر ہم اُن شیخ کا اتباع کریں جو آپ سے پہلے تھے تو وہ بھی بہترین شیخ تھے اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مراد لے رہے تھے۔ اور اُن میں سے ہے اُن کا قول ما نجاۃُ ہٰذا الامر والی حدیث میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے اور اُن کا قول عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کی تعریضات کے جواب میں جس میں اُن پر طعن تھے یعنی یہ قول کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ترک نہیں کیا (ترک تو اختیار کرکے چھوڑنے پر صادق آتا ہے لیکن میں نے اختیار ہی نہیں کیا) کیونکہ مجھ میں اُس کی طاقت نہیں اور نہ اُن میں (یعنی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میں) ہے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور عبداللہ بن عدی ابن خیار نے روایت کیا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا امّا بعد اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا حق کے ساتھ تو میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور جس چیز کے ساتھ آپ مبعوث کئے گئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کی ہیں جیساکہ میں اس کو بیان کرچکا ہوں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تو واللہ میں نے نہ کبھی اُن کی نافرمانی کی اور نہ کبھی اُن کے ساتھ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ عزّ وجلّ نے اُن کو وفات دی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہی معاملہ رہا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہی معاملہ رہا۔ تو کیا پھر میرا ایسا حق نہیں ہے جیسا اُن کا تھا۔ میں نے کہا بیشک۔ پھر یہ باتیں کیسی ہیں جو

تبلغنی عنکم الحدیث۔

اما اقوال علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ

پس باید دانست کہ ہر چند افضلیت شیخین رض مذہب جمیع اہل حق است اما ہیچ کس آن را مصرح تر و محکم تر چون علی مرتضٰی بیان نہ نمودہ است مرفوعاً و موقوفاً و ہر صحابی تصریح و تلویح کردہ است بافضلیت شیخین رض بیکے از خصائل اربع کہ سابقاً تقریر کردیم و علی مرتضٰی بہر چہار تصریح فرمودہ و از دیگران مستفیض است یا خبر واحد و از وی رضی اللہ عنہ و از فاروق اعظم متواتر است اما مرفوعہ فحدیث ابوبکر و عمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین ماخلا النبیین والمرسلین لا تخبرہما یا علی اخرجہ الترمذی و ابن ماجۃ و این حدیث مصرح است بافضلیت ایشان بر جمیع صحابہ و مستفیض است از مرتضٰی بروایت شعبی عن الحارث عن علی عند الترمذی و ابن ماجۃ و بروایۃ الحسن بن زید بن الحسن عن ابیہ عن جدہ عن علی عند عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند و بروایۃ الزہری عن علی بن الحسین عن علی بن ابی طالب عند الترمذی و قد وافق علیاً علی ہذا الحدیث غیرہ فقد روی انس مثلہ و حدیثہ عند الترمذی و ابو جحیفۃ مثلہ و حدیثہ عند ابن ماجۃ و حدیث الجبار الرقبا اخرج الترمذی عن علی و حدیث ان تؤمروا ابابکر تجدوہ ہادیاً امیناً اخرجہ الترمذی و حدیث رحم اللہ ابابکر اخرج الترمذی

تمھاری طرف سے میرے پاس پہنچ رہی ہیں، آخر تک۔ (یہ اس تقریر کا ایک حصّہ ہے جس میں آپ نے محاصرہ کرنے والوں کو اپنے مکان کے اوپر سے خطاب کیا تھا)۔

آب لیجئے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے اقوال۔ تو جاننا چاہیئے کہ اگرچہ فضیلتِ شیخین رض تمام اہلِ حق کا مذہب ہے مگر کسی نے اس کو اس قدر مصرح اور اس قدر قوت کے ساتھ بیان نہیں کیا جس قدر حضرت علی مرتضٰی رض نے بیان کیا ہے مرفوعاً اور موقوفاً ہر دو اسلوب کے ساتھ۔ اور ہر صحابی نے شیخین رض کی افضلیت پر خصائل اربع میں سے جن کی ہم تقریر کر چکے ہیں کسی ایک خصلت کے پیش نظر صراحت یا اشارات کے ساتھ کلام کیا ہے اور حضرت علی مرتضٰی رض نے چاروں خصائل کی تصریح فرمائی ہے۔ اور دوسروں سے جو روایات ہیں وہ مستفیض ہیں یا خبر واحد از حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایات متواتر ہیں۔ آپ کی مرفوع حدیث یہ ہے کہ ابوبکر رض و عمر رض دونوں سردار ہیں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے اولین کے بھی اور آخرین کے بھی سوائے انبیاء اور مرسلین کے اے علی رض ان کو خبر نہ کرنا۔ اس کو روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ اور تمام اصحاب پر ان کی افضلیت کے بارے میں یہ حدیث مصرح ہے اور حضرت مرتضٰی رض سے بطریق مستفیض ثابت ہے بروایت شعبی از حارث از علی رض، ترمذی اور ابن ماجہ کے نزدیک اور بروایت حسن بن زید بن الحسن از زید از حسن از علی رض زوائد المسند میں عبد اللہ بن احمد کے نزدیک۔ اور بروایت زہری از علی بن الحسین از علی بن ابی طالب، ترمذی کے نزدیک۔ اور اس حدیث میں حضرت علی رض کی موافقت دوسروں نے بھی کی ہے۔ چنانچہ انس رض نے ایسی ہی روایت کی ہے ان کی حدیث کو ترمذی نے لیا ہے اور ابو جحیفہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ اور ان کی حدیث کو ابن ماجہ نے لیا ہے۔ اور نجبار رقبار والی حدیث جس کو ترمذی نے حضرت علی رض سے روایت کیا۔ اور یہ حدیث کہ اگر تم ابوبکر رض کو امیر بناؤ گے تو ان کو ہادی اور امین پاؤ گے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حدیث رحم اللہ ابابکر والی کو ترمذی نے

www.kitabghar.org

مِن حدیث ابی حبان التیمی عن ابیہ عن علیؓ قال قالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوّجنی ابنتَہٗ۔

وَ امّا موقوفہ فمنہ خیر ہٰذہ الاُمّۃ ابوبکر ثم عُمر متواترٌ رواہ ثمانونَ نفسًا عن علیؓ منہم ابنہٗ محمّد بن الحنفیۃ عند البخاری و منہم عبد اللہ بن سلمۃ و علقمۃ بن قیس و عبد الخیر صاحب لواء علیؓ روی ذٰلکَ عن ابی الخیر بطرقٍ متکثرۃٍ و منہم ابوجحیفۃ روے عنہ جماعاتٌ منہم عاصم عَنْ زرّ عَنْ ابی جحیفۃ والشّعبی عن ابی جحیفۃ والواسحٰق عن ابی جحیفۃ و من عون بن ابی جحیفہ عن ابیہ و منہم نزال بن سبرۃ عن علیؓ وَ مِن موقوفہ سَبَقَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم وصلّٰے ابوبکر وثلّث عُمر و روی عن ابی جحیفۃ وجابر نحوہٗ وَ مِن موقوفہ حکمہ بالتّعزیر علےٰ من فضّل علیًّا علی الشیخین اخرج ابوعمر فی الاستیعاب عن الحکم بن جحل قال قال علیؓ لا یُفضّلنی احدٌ علےٰ ابی بکر وعُمر الّا جلدتُہٗ حدَّ المفتری وَ اخرج ابو القاسم الطلحی فی کتاب السّنۃ لہٗ من طریق سعید بن ابی عروبۃ عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ قال بلغ علیًّا انّ اقوامًا یُفضّلونَہٗ علےٰ ابی بکر و عُمر فصعِدَ المنبرَ فحمِدَ اللہَ و اثنےٰ علیہ ثم قال ایّہا النّاس انّہ بلغنی انَّ قومًا یُفضّلونی علےٰ ابی بکر وعُمر و لو کنتُ تقدّمتُ فیہ لعاقبتُ فیہ فمن

روایت کیا حدیث ابی حبان تیمی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ علی رض سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرے اللہ تعالیٰ ابوبکر رض پر کہ اُس نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی الخ۔

اب ان کی حدیث موقوف کو لیا جائے اُن میں سے یہ ہے اس اُمّت کے سب سے بہتر فرد ابوبکر رض ہیں پھر عمر رض۔ یہ حدیث متواتر ہے اس کو اسّی لوگوں نے حضرت علی رض سے روایت کیا ہے۔ اُن میں سے اُن کے بیٹے محمّد بن الحنفیہ ہیں بخاری کے نزدیک اور ان میں سے عبداللہ بن سلمہ اور علقمہ بن قیس اور عبدالخیر حضرت علی رض کے علمبردار ہیں مروی ہے ابوالخیر سے بہت سے طریقوں سے اور ان میں سے ابوجحیفہ ہیں ان سے جماعتوں نے روایت کیا۔ اُن میں سے عاصم از زر از ابی جحیفہ ہیں اور شعبی از ابی جحیفہ اور ابواسحٰق از ابوجحیفہ اور عون بن ابی جحیفہ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں سے ہے نزال بن سبرہ از علی رض۔ اور اُن کی موقوف حدیثوں میں سے ہے کہ (افضلیت میں) سبقت لے گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان سے ملے رہے ابوبکر رض (یعنی آپ کے بعد ابوبکر رض کا مرتبہ ہے) اور تیسرے درجہ پر عمر رض ہیں۔ اور ابوجحیفہ اور جابر رض نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور اُن کی موقوف حدیثوں میں سے ایک ہے آپ کا اُس شخص پر (افتراء و بہتان کی) حد جاری کرنے کا حکم دینا جو علی رض کو شیخین رض پر فضیلت دے۔ اخذ کیا ابوعمر نے استیعاب میں بروایتِ حکم بن جحل کہا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی مجھے ابوبکر رض و عمر رض پر فضیلت نہ دے ورنہ میں اُس کے کوڑے لگاؤں گا مفتری کی حد کے۔ اور روایت کیا ابوالقاسم الطلحی نے اپنی کتاب السنۃ میں از طریق سعید بن ابی عروبہ از منصور از ابراہیم از علقمہ۔ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع پہنچی کہ کچھ ایسی جماعتیں ہیں جو اُن کو ابوبکر رض و عمر رض پر فضیلت دیتی ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! مجھے معلوم ہوا کہ کچھ ایسی جماعتیں ہیں جو مجھے ابوبکر رض و عمر رض پر فضیلت دیتی ہیں اگر مجھے پہلے اس کی اطلاع ہوجاتی تو میں اس پر گرفت کرتا تو میں جس شخص سے

www.kitabghar.org

سمعتہ بعد ہذا الیوم یقول ہذا فہو مفتر علیہ حدّ المفتری ثم قال انّ خیر ہذہ الامّۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعدُ قال وفی المجلس الحسن بن علیؓ فقال واللہ لو سمّی الثالث لسمّی عثمان و اخرج ابوالقاسم الطلحی عن عبد خیر صاحب لواء علیؓ انّ علیاً قال الا اخبرکم باوّل من یدخل الجنّۃ من ہذہ الامّۃ بعد نبیہا فقیل لہ بلی یا امیرالمؤمنین قال ابوبکر ثم عمر قیل فیدخلانہا قبلک یا امیرالمؤمنین فقال علیؓ ای و الذی فلق الحبّۃ و برأ النسمۃ لیدخلانہا و انّی لمع معاویۃ موقوف فی الحساب۔

اما اقوال سادات اہل بیت در افضلیت شیخینؓ پس بسیار است بر نموذجی اکتفا کنیم اما عباس بن عبدالمطلب کہ اسنّ اہل بیت و اکبر ایشان بود عن ابن عباس قال لمّا نزلت اذا جاء نصر اللہ و الفتح جاء العباس الی علیؓ رضی اللہ عنہ فقال انطلق بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کان ہذا الامر لنا من بعدہ لم تشاحّنا فیہ قریش وان کان لغیرنا سألناہ الوصاۃ بنا قال لا قال العباس فجئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرًّا فذکرت ذلک لہ فقال انّ جعل ابوبکر خلیفتی علی دین اللہ و وحیہ وہو مستوصی فاسمعوا لہ و اطیعوا تہتدوا و تفلحوا و اقتدوا بہ ترشدوا قال ابن عباس

اس دن کے بعد سنوں گا کہ وہ ایسا کہتا ہے تو وہ مفتری ہے اُس پر مفتری کی حد جاری کی جائے گی۔ پھر فرمایا کہ بیشک اس اُمّت کے نبیؐ کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر اللہ سب سے بہتر جانتا ہے کہ کون اچھا ہے۔ راوی نے کہا اور اس مجلس میں حسن بن علیؓ موجود تھے اُنھوں نے کہا واللہ اگر وہ تیسرے کا نام لیتے تو عثمانؓ کا نام لیتے۔ اور روایت کیا ابوالقاسم طلحی نے حضرت علیؓ کے علمبردار عبدالخیر سے کہ علیؓ نے فرمایا کہ میں تم کو بتادوں کہ اس اُمت میں سے سب سے پہلے کون جنّت میں داخل ہوگا اُس کے نبیؐ کے بعد تو اُن سے کہا گیا کہ ضرور بتائیے اے امیرالمؤمنینؓ۔ فرمایا کہ ابوبکرؓ پھر عمرؓ آپ سے کہا گیا تو کیا یہ دونوں آپ سے پہلے داخل ہوں گے اے امیرالمؤمنین تو علیؓ نے کہا ہاں قسم ہے اُس ذات کی جو بیج پھاڑ کر درخت بناتا ہے اور جان پیدا کرتا ہے وہ دونوں داخل ہو جائیں گے جنّت میں اور میں معاویہؓ کے ساتھ حساب میں کھڑا ہوا ہوں گا۔

اب لیجئے اقوالِ سادات اہل بیت کے فضیلتِ شیخینؓ کے بارے میں تو وہ بہت ہیں ان میں سے چند پر بطور نمونہ ہم اکتفا کرتے ہیں۔ عباسؓ بن عبدالمطلب کو لیجئے جو اُن سب سے بڑے تھے عمر کے اور (رشتہ کے اعتبار سے) سب سے بڑے تھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہا کہ جب نازل ہوئی اذا جاء نصر اللہ والفتح تو عباسؓ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہما کے پاس اور کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو تو اگر یہ امر (خلافت) اُن کے بعد ہمارے لئے ہوگا تو قریش اس بارے میں ہم سے نہ جھگڑیں گے اور اگر کسی اور کے لئے ہو تو ہم اپنے حق میں اُن سے وصیّت کر دینے کی درخواست کریں۔ علیؓ نے کہا نہیں۔ عباسؓ نے بیان کیا کہ پھر میں خفیہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور میں نے اُن سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ صرف ابوبکرؓ ہی اللہ کے دین پر اور اس کی وحی سے میرے خلیفہ بنا دیئے گئے اور اس کے لئے وصیّت ہو گئی ہے تو آپ ان کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو اور فلاح پاؤ اور ان کی اقتدار کر کے راہِ صواب پر چلو۔ کہا ابن عباسؓ نے

www.kitabghar.org

فما وافق ابابکر علی رأیہ ولا وازرہ علی امرہ و لا اعانہ علی شانہ اذ خالفہ اصحابہ فی ارتداد العرب الا العباس قال فواللہ ما عدل رأیہما وحرفہما رأی اہل الارض اجمعین و اما علی بن ابی طالب پس اقوال و آثار او ذکر کردیم۔

و اما عبداللہ بن عباس پس اقوال او ذکر خواہیم کرد و اما عبداللہ بن جعفر فقد اخرج الحاکم من جعفر بن محمد عن ابیہ عن عبد اللہ بن جعفر قال ولینا ابوبکر فکان خیر خلیفۃ اللہ وارحمہ بنا وارضاہ علینا۔

و اما حسن مجتبی اخرج ابو یعلی من طریق ابی مریم رضیع الجارود قال کنت بالکوفۃ فقام الحسن بن علی خطیبا فقال ایہا الناس رأیت البارحۃ فی منامی عجبا رأیت الرب تعالی فوق عرشہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قام عند قائمۃ من قوائم العرش فجاء ابوبکر فوضع یدہ علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ علی منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیدہ رأسہ فقال رب سل عبادک فیم قتلونی قال فانبعث من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلی الا ترے ما یحدث بہ الحسن قال یحدث بما رأی وذکر المحب الطبری عن ابن السمان انہ خرج فی کتابہ عن الحسن بن علی قال لا اعلم علیا

تو ارتدادِ عرب کے موقع پر ابوبکرؓ کی رائے کی موافقت اور رائے کی پُشت پناہی اُن کے کام پر اور ان کی اعانت اُن کے مطمح نظر پر کسی نے بھی نہ کی تھی بجز عباسؓ کے جب اُن کے تمام اصحاب اُن کی رائے کے مخالف تھے۔ تو واللہ تمام اہلِ ارض ان دونوں کی رائے کی نہ برابری کر سکے اور نہ اُن کو ہٹا سکے۔ رہے اہلِ بیت میں سے علیؓ بن ابی طالب تو اُن کے اقوال اور آثار کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

اب لیجئے عبداللہ بن عباسؓ کو تو اُن کے اقوال آئندہ ہم ذکر کریں گے۔ اور رہے عبداللہ بن جعفر تو حاکم نے روایت کی جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے وہ عبداللہ بن جعفر سے انھوں نے کہا کہ ہم پر والی بنے ابوبکرؓ تو وہ بہترین خلیفۃ اللہ تھے اور اللہ تم نے ہمارے ساتھ ان کو بڑی مہربانی کرنے والا اور ہم پر بہت شفقت کرنے والا بنایا۔

اب لیجئے حسن مجتبیٰؓ کو روایت کیا ابو یعلیٰ نے بروایت ابو مریم جو جارود کے دودھ شریک بھائی تھے کہا میں کوفہ میں تھا میں نے دیکھا کہ حسن بن علیؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگو! آج رات میں نے عجیب خواب دیکھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو عرش کے اُوپر دیکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر رکھا۔ پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے شانے پر رکھا۔ پھر عثمانؓ آئے اور اُن کا سر اُن کے ہاتھ میں تھا۔ پھر بولے کہ اے رب اپنے بندوں سے پوچھئے انھوں نے مجھے کس گناہ میں قتل کیا۔ کہا پھر آسمان سے خون کے دو پرنالے زمین کی طرف جاری ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ پھر علیؓ سے کہا گیا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حسنؓ کیا بات کہہ رہے ہیں، فرمایا کہ جو کچھ دیکھا وہ بیان کر رہے ہیں۔ اور محب طبری نے ذکر کیا کہ مروی ہے ابن السمان سے کہ انھوں نے اپنی کتاب میں حسن بن علیؓ سے ایک روایت درج کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ علیؓ نے

www.kitabghar.org

خالف عمرُ و لا غيّر شيئاً مما صنع حين قدم الكوفة. وذكر ايضاً عنه في كتاب الموافقة عن ابي جعفر قال بينما عمر يمشي في طريق من طرق المدينة اذ لقيه عليٌّ و معه الحسن و الحسين رضي الله عنهم واخذ بيده فاكتنفاهما الحسن و الحسين عن يمينهما و شمالهما قال فعرض له من البكاء ما كان يعرض له فقال له عليٌّ ما يبكيك يا امير المؤمنين قال عمر و من احق مني بالبكاء يا عليُّ وقد وليت امر هذه الامة احكم فيها و لا ادري أمسيءٌ انا ام محسنٌ فقال له عليٌّ والله انك لتعدل في كذا وتعدل في كذا قال فما منعه ذلك من البكاء ثم تكلم الحسن بما شاء الله فذكر من ولايته و عدله فلم يمنعه ذلك فتكلم الحسين بمثل كلام الحسن فقال أتشهدان بذلك يا ابنيّ اخي فسكتا فنظرا الى ابيهما فقال عليٌّ اشهدا انا معكما شهيد۔

آثار اولاد حسن مجتبیٰ اخرج عبدالله ابن احمد في زوائد المسند عن الحسن بن زيد بن حسن قال حدثني ابي عن ابيه عن عليّ قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابو بكر و عمر فقال يا عليُّ هذان سيدا كهول اهل الجنة و شبابها بعد النبيين و المرسلين و ذكر المحب الطبري عن عبد الله بن الحسن بن الحسن

کبھی عمر رض کی مخالفت کی اور نہ انھوں نے عمر رض کے کئے ہوئے کسی کام میں تغیّر کیا جب وہ کوفہ میں آئے۔ اور کتاب الموافقہ میں اُن سے یہ روایت بھی لکھی ہے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر رض مدینہ کے کوچوں میں سے ایک کوچہ میں جا رہے تھے کہ ان کی ملاقات علی رض سے ہوئی اور اُن کے ساتھ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے اور عمر رض نے علی رض کا ہاتھ پکڑ لیا اور حسن رض اور حسین رض دونوں کے دائیں اور بائیں کھڑے ہوگئے۔ کہا کہ پھر اُن کو رونا آگیا جیسا کہ اکثر اُن کو عارض ہوتا رہتا تھا تو اُن سے علی رض نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رض آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ عمر رض نے کہا کہ اے علی رض اور مجھ سے زیادہ رونے کے قابل کون ہے اس حال میں کہ اُمّت کے کاموں کا ذمہ دار بنا دیا گیا ہوں اُن کے بارے میں حکم دیتا ہوں اور نہیں جانتا کہ (اللہ کے نزدیک) میں بُرے کام کرنے والا ہوں یا اچھے کام کرنے والا۔ تو علی رض نے کہا کہ واللہ آپ تو یقیناً عدل کر رہے ہیں فلاں کام میں اور فلاں کام میں۔ کہا کہ اس جواب نے اُن کو رونے سے نہ روکا۔ پھر حسن رض نے گفتگو کی جو اللہ نے چاہی اُن کی ولایت اور اُن کے عدل کا ذکر کیا۔ یہ بات بھی اُن کو نہ روک سکی۔ پھر حسین رض نے مثل کلام حسن رض کے تقریر کی تو عمر رض نے کہا اے میرے دونوں بھتیجو کیا تم دونوں اس کی شہادت دیتے ہو تو دونوں نے خاموش ہو کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ تو علی رض نے کہا کہ تم دونوں گواہی دو اور میں بھی تم دونو کے ساتھ گواہ ہوں۔

اب لیجیے حسن مجتبیٰ رض کی اولاد کے اقوال۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں یہ روایت لی ہے کہ مروی ہے حسن بن زید ابن حسن سے اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ نے اپنے باپ کی روایت سے وہ حضرت علی رض سے اُنھوں نے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ پھر سامنے آئے ابوبکر رض اور عمر رض تو آپ نے فرمایا کہ اے علی رض یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اور جوان اہل جنّت کے سردار ہیں انبیاء اور مرسلین کے بعد۔ اور محب طبری نے ذکر کیا کہ روایت ہے عبداللہ بن الحسن بن الحسن

www.kitabghar.org

ابن علي بن ابي طالب وقد سُئل عن ابي بكر وعمر فقال أُقبلهما وأستغفر لهما فقيل له لعلّ هذا تقيّة وفي نفسك خلافه قال لا نالني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم ان كنت اقول خلاف ما في نفسي وعنه قد سُئل عنهما فقال صلى الله عليهما وسلّم ولا صلّى على من لم يصل عليهما۔

ومن اقوال اولاد الحسين رضي الله عنه اما مرفوعا فقد اخرج الترمذي عن الزهري عن علي بن الحسين عن علي بن ابي طالب قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ طلع ابوبكر وعمر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين لا تخبرهما واما موقوفا فقد اخرج احمد في مسند ذي اليدين عن ابي حازم قال جاء رجل الى علي بن الحسين فقال ما كان منزلة ابي بكر وعمر من النبي صلى الله عليه وسلم فقال منزلتهما الساعة واخرج الحاكم من طريق عبد الله بن عمر بن ابان قال حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله انّ عليًّا دخل على عمر وهو مسجّى فقال صلى الله عليك ثم قال ما من الناس احد احبّ اليّ ان القى الله بما في صحيفته من هذا المسجّى واخرج محمد بن الحسن عن ابي حنيفة قال حدثنا ابو جعفر محمد بن علي قال جاء علي بن ابي طالب الى عمر بن الخطاب

ابن علی بن ابی طالب سے اور ان سے پوچھا گیا تھا ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق تو انھوں نے کہا کہ ہم ان دونوں کے لئے دعائے رحمت اور دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ پھر ان سے کہا گیا کہ شاید یہ قول بر بنائے تقیہ ہے اور آپ کے نفس میں جو بات ہے وہ اس کے خلاف ہے تو فرمایا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں نے وہ بات کہی ہو جو میرے نفس کے خلاف ہو۔ اور ان سے مروی ہے کہ جب ان سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا ان دونوں پر اللہ رحمت نازل کرے اور سلام اور جو ان پر دعائے رحمت نہ کرے اللہ اس پر رحمت نہ کرے۔

اور اولادِ حسین رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے مرفوعاً تو یہ ہے جس کو ترمذی نے روایت کیا زہری سے وہ علی بن الحسین سے وہ علی بن ابی طالبؓ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دکھائی دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اہلِ جنت کے سردار ہیں اولین کے بھی و آخرین کے بجز انبیاء و مرسلین کے۔ ان دونوں سے یہ بیان نہ کرنا۔ اور موقوفاً یہ ہے جس کو احمد نے ذی الیدین کی مسند میں ابوحازم سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص آیا علی بن الحسینؓ کے پاس اور اس نے کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا تھا تو فرمایا کہ جو ان کا مرتبہ اس ساعت میں ہے (کہ دونوں آپؐ کے برابر مدفون ہیں)۔ حاکم نے عبد اللہ بن عمر بن ابان کی سند سے اخذ کیا ہے کہا کہ ہم سے بیان کیا سفیان بن عیینہ نے وہ روایت کرتے ہیں جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے وہ جابر بن عبد اللہؓ سے کہ علیؓ عمرؓ کے پاس پہنچے جب کہ وہ چادر میں لپٹے ہوئے تھے اور کہا کہ اللہ تم پر رحمت نازل کرے پھر فرمایا کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس کے جیسے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملنا مجھے محبوب ہو اس کفن پوش سے زیادہ۔ اور محمد بن الحسن نے ابوحنیفہ سے روایت کیا کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوجعفر محمد بن علی نے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب عمرؓ بن الخطاب

www.kitabghar.org

حین طُعِن فقال رحمک اللہ فو اللہ
ما فی الارض احدٌ کنتُ القی اللہ
بصحیفتہ احبَّ الیَّ منک و روی عن
ابن ابی حفصۃ قال سالتُ محمّدَ
ابنَ علیّ و جعفرَ بن محمّد عن ابی بکر و
عمر فقالا اِمامَا عدلٍ نتولّٰہما و نتبرّأ من
عدوّہما ثم التفتَ الیَّ جعفر بن محمّد
فقال یا سالمُ اَیَسُبُّ الرجل جدّہ
ابوبکر الصدیقُ جدّی لاتنالُ شفاعۃُ
جدّی محمّدٍ صلے اللہ علیہ وسلم ان
لم اکن اتولّٰہما و اتبرّأ من عدوّہما
و عن ابی جعفر انہ قال من جہل
فضلَ ابی بکر و عمر جہل السُّنّۃ و
قیل لہ ماتریٰ فی ابی بکر و عمر
فقال انّی اتولّاہما و استغفر لہما
فما رأیتُ احدًا من اہل بیتی الّا
و ہو یتولّاہما و عنہ قال من شکّ
فیہما کمن شکّ فی السُّنّۃ و بغض
ابی بکر و عمر نفاقٌ و بغض الانصار
نفاقٌ انہ کان بین بنی ہاشم
و بین بنی عدی و بنی تیم شحناءُ
فی الجاہلیۃ فلما اسلموا نزع اللہ ذٰلک
من قلوبہم حتّٰی انّ ابابکر اشتکیٰ
خاصرتہ فکان علیٌّ یسخّن یدہ
بالنار و یکمد بہا خاصرۃ
ابی بکر و نزلت فیہم ہٰذہ الآیۃ
و نزعنا ما فی صدورہم
من غلٍّ اخوانًا علیٰ سُرُرٍ
متقابلین۔

کے پاس آئے جب آپ مجروح کئے گئے اور کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے
خدا کی قسم روئے زمین پر کوئی نہیں کہ اُس کے جیسے اعمال کے
ساتھ میں اللہ تعالےٰ سے ملوں وہ تم سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ اور
ابن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ میں نے سوال کیا محمد بن علی اور
جعفر بن محمد سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں تو دونوں نے کہا کہ
امام عادل تھے ہم دونوں سے محبت کرتے ہیں اور اُن کے دشمن
سے اظہار بیزاری کرتے ہیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے جعفر بن
محمد اور کہا اے سالم کیا کوئی شخص اپنے دادا کو گالی دیتا ہے۔ ابوبکر
صدیقؓ میرے دادا ہیں۔ مجھے اپنے دادا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان دونوں سے محبت نہ کرتا ہوں اور
میں ان ہر دو کے دشمن سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اور ابو جعفر
سے مروی ہے اُنھوں نے فرمایا کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کی
فضیلت نہیں جانتا وہ سُنّت نہیں جانتا۔ اور اُن سے کہا گیا کہ
ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو فرمایا کہ میں
ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت
کرتا ہوں اور میں نے اپنے اہل بیت میں سے کسی کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ
وہ ان دونوں سے محبت کرتا تھا۔ اور اُن سے مروی ہے کہا کہ جس نے
ان دونوں میں شک کیا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے سُنّت میں
شک کیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بُغض رکھنا نفاق ہے اور انصار
سے بُغض رکھنا نفاق ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بنی ہاشم اور بنی عدی
اور بنی تیم میں عداوت تھی۔ پھر جب (یہ خاندان) اِسلام لے
آئے تو اللہ تعالےٰ نے اس عداوت کو ان کے دلوں سے نکال دیا
یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) ابوبکرؓ کے پہلو میں (جو بنی تیم میں سے
تھے) درد ہوا علیؓ (جو بنی ہاشم میں سے تھے) اپنے ہاتھ کو آگ سے
گرم کرتے تھے اور اس سے ابوبکرؓ کے پہلو کی سینکائی کرتے تھے
اور اُن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِہِمْ

(۱۵: ۴۷) اور اُن کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم نے وہ سب دور
کر دیا کہ سب بھائی بھائی کی طرح تختوں پر آمنے سامنے ہوتے
ہیں۔

www.kitabghar.org

واما اقوال المهاجرين الاولين فمنهم الزبير
ابن العوام اخرج الحاكم من حديث ابراهيم
ابن عبدالرحمن بن عوف في حديث طويل
فيه خطبة ابي بكر و في آخر الحديث قال
عليٌ رضي الله عنه و الزبير ماغضبنا الا انا
قد اخرنا عن المشاورة و انا نرى ابابكر احق
الناس بها بعد رسول الله صلے الله عليه
وسلم انه لصاحب الغار وثاني اثنين وانا
لنعلم بشرفه وكبره ولقد امره رسول الله
صلے الله عليه وسلم بالصلوة بالناس و
هو حيٌ ومنهم طلحة بن عبيد الله ذكر المحب
الطبري عن ابن مسعود رضي الله عنه ان
عمر شاور الناس في الزحف الى قتال ملوك
فارس التي اجتمعت بنهاوند فقام طلحة
ابن عبيد الله وكان من خطباء الصحابة
فتشهد ثم قال اما بعد يا امير المؤمنين
فقد احكمتك الامور وجنبتك البلايا واحنكتك
التجارب فانت وشانك وانت ورايك اليك
هذا الامر فمرنا نطع وادعنا نجب واحملنا
نركب وقدنا ننقد فانك ولي هذه
الامور وقد بلوت واختبرت وجربت فلم
ينكشف لك عن شيء من عواقب قضاء
الله عزوجل الا عن خيار ثم جلس ومنهم
عبدالرحمن بن عوف روى حديث
بشارة العشرة بالجنة قال قال
رسول الله صلے الله عليه وسلم
عشرة في الجنة ابوبكر في الجنة و عمر
في الجنة الحديث واخرج الحاكم عن
ابراهيم بن عبد الرحمن ان عبدالرحمن

لیکن مہاجرین اولین کے اقوال تو ان میں سے زبیر بن العوام ہیں۔ حاکم نے ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں ابوبکرؓ کا خطبہ ہے اور آخر حدیث میں ہے کہ علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ناراض نہیں ہوئے مگر صرف اس وجہ سے کہ مشاورت میں ہم کو پیچھے کر دیا گیا اور ابوبکرؓ کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ سب لوگوں سے زیادہ امامت کے مستحق ہیں۔ وہ صاحبِ غار ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور ان کے شرف اور بزرگی کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اور ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا جب کہ وہ زندہ تھے۔ اور ان میں سے طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ ذکر کیا محب طبری نے کہ روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ عمرؓ نے ملوکِ فارس جو نہاوند میں جمع ہو رہے تھے جنگ کے لئے لشکر بھیجنے کے بارے میں مشورہ کیا تو طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے اور وہ مقررین صحابہؓ میں سے تھے انھوں نے بعد کلمہ شہادت وحمد وثنا کہا کہ اے امیر المومنینؓ آپ کو (پیش آنے والے) امور نے پختہ کر دیا اور جفاکشی آپ کے خمیر میں داخل ہو گئی اور تجربات نے آپ کو مضبوط کر دیا۔ آپ جانیں اور آپ کا کام، آپ جانیں اور آپ کی رائے۔ یہ کام آپ ہی کی ذات سے متعلق ہے۔ ہمیں تو آپ حکم دیجیے ہم اطاعت کریں گے، آپ ہمیں بلائیے ہم حاضر ہو جائیں گے۔ آپ ہمیں بھیجیں ہم فوراً سوار ہو جائیں گے آپ ہمیں چلائیے ہم چلیں گے کیونکہ ان تمام امور کا اختیار آپ کو ہے اور آپ (ہم کو) آزما چکے اور حال معلوم کر چکے اور تجربہ کر چکے تو قضاء خداوندی عزوجل کے نتائج میں سے بجز بہترین انجام کے اور کوئی (بری) چیز آپ پر منکشف نہیں ہوتی۔ پھر بیٹھ گئے۔ اور ان میں سے عبدالرحمن بن عوف ہیں انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا جس میں دس آدمیوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی جنت میں ہوں گے ابوبکرؓ جنت میں عمرؓ جنت میں، آخر حدیث تک۔ اور حاکم نے روایت کیا ابراہیم بن عبدالرحمن سے کہ عبدالرحمن

كانَ مع عُمَرَ بن الخطّاب رضي الله عنه
يعني في تفضيلِ ابي بكر و السعي في
اقامةِ خلافتہ و اليه رجع امرُ الشورٰى
قال أفتجعلونه اليّ والله عليّ ان
لا آلو عن أفضلِكم قالا نعم فبايع
عثمانَ و منهم سعدُ بن ابي وقّاص
روى حديث والذي نفسي بيده
ما لقيك الشيطانُ قطّ سالكًا فجًّا
الّا سلك فجًّا غير فجّك يعني لعمر
و اخرج ابو بكر بن ابي شيبة من
حديث ابي سلمة قال سعدٌ اما والله
ما كان بأقدمنا اسلامًا ولا اقدمنا
هجرةً ولكن قد عرفتُ بأيّ شيءٍ
فضلنا كان ازهدنا في الدنيا يعني
عمر بن الخطاب و قال عند فتنة عثمان
اشهد لسمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم
قال انها ستكون فتنةٌ القاعدُ فيها
خيرٌ من القائم والقائمُ خيرٌ من الماشي
والماشي خيرٌ من الساعي قال
ارأيتَ ان دخل عليّ بيتي و
بسط يده ليقتلني قال كن كابن
آدم و منهم سعيد بن زيد روى
حديث بشارة العشرة بالجنة ابو بكر
في الجنة و عمر في الجنة و حديث اثبات
الصدّيقية والشهيدية اختبأنا مع
رسولِ الله صلى الله عليه وسلم
فوق الحراء فلمّا استوينا
رجف بنا فضربه رسولُ الله

عمر بن الخطاب کے ساتھ رہے ہیں یعنی ابوبکرؓ کی افضلیت کے اظہار میں اور اُن کی خلافت قائم کرنے کی کوشش میں اور اُن ہی کی طرف راجع ہوا معاملہ شوریٰ کا اُنھوں نے کہا تھا (عثمانؓ اور علیؓ سے) کہ کیا تم اس کو میری طرف راجع کرتے ہو اور خدا گواہ ہے کہ یہ میرے ذمہ ہوگا کہ تم میں جو افضل ہے میں اُس کے ساتھ کوتاہی نہ کروں۔ دونوں نے کہا ہاں۔ پھر بیعت کی عثمانؓ سے۔ اور ان میں سے سعد بن ابی وقاص ہیں۔ اُنھوں نے اس حدیث کی روایت کی جس میں یہ مذکور ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے تجھ سے (یعنی عمرؓ سے) شیطان کبھی نہیں ملتا کسی راستہ پر جاتے ہوئے مگر وہ تیرے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ اور اخذ کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابوسلمہ کی حدیث سے کہ کہا سعدؓ نے یاد رکھو بخدا (عمرؓ) ہم سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے نہیں ہیں اور نہ ہم سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں سے لیکن میں خوب پہچانتا ہوں کہ کونسی چیز ہے جس سے وہ ہم سے افضل ہوئے۔ وہ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت تھے یعنی عمر بن الخطابؓ۔ اور اُنھوں نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا فتنہ اُٹھے گا کہ جس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (میں نے) کہا (یا رسول اللہؐ) میں کیا کروں اگر وہ میرے گھر میں گھس کر مجھ پر آ پڑے اور مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے کہا کہ (بس) ابن آدمؑ (ہابیل) کی طرح بن جانا (یعنی تو ہاتھ نہ بڑھانا) اور اُن میں سے سعید بن زید ہیں اُنھوں نے روایت کی حدیث بشارت عشرہ یعنی دس آدمیوں کو (خصوصیت کے ساتھ) جنت کے لئے۔ ابوبکرؓ جنت میں جائیگا۔ عمرؓ جنت میں جائیگا الخ۔ اور وہ حدیث جس میں صدیقیت اور شہیدیت کا اثبات ہے کہ ہم چھپے (یعنی یکسو ہوکر بیٹھے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا کے اُوپر تو جب ہم اچھی طرح بیٹھ گئے تو پہاڑ ہلنے لگا تو اُس پر رسول اللہ

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم بکفہ ثم قال اسکن
حراء فانہ لیس علیک الا نبی او صدیق او
شہید وعلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر و
سعد وعبدالرحمن وسعید بن زید الذی حدّث
الحدیث وہو القائل لو ان احدا ارفض للذی
صنعتم بعثمان لکان ومنہم ابوعبیدۃ بن الجراح
وکونہ مع عمر فی استخلاف ابی بکر مشہور وہو
القائل تاتونی وفیکم ثالث ثلاثۃ یعنی ابابکر
وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ بدأ
ہذا الامر نبوۃ ورحمۃ ثم کائن خلافۃ و
رحمۃ ثم کائن ملکا عضوضا الحدیث وحمل
قولہ خلافۃ ورحمۃ علی خلافۃ الشیخین ومنہم
عبداللہ بن مسعود وروی حدیث بشارۃ
الشیخین بالجنۃ وحدیث اقتدوا بالذین
من بعدی ابی بکر وعمر واخرج ابوعمر فی
الاستیعاب عن ابن مسعود اجعلوا امامکم افضلکم
فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل
ابابکر امامہم واخرج ابوعمر عنہ انہ قال لان
اجلس مع عمر ساعۃ خیر عندی من عبادۃ
سنۃ واخرج الحاکم عن ابن مسعود قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم
اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل
ابن ہشام فجعل اللہ دعوۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لعمر فبنی علیہ
ملک الاسلام وہدم بہ الاوثان و
اخرج الدارمی عن ابراہیم قال
عبداللہ کان عمر اذا سلک
بنا طریقا وجدناہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی ماری پھر فرمایا ساکن ہو لے
حرا۔ کیونکہ تیرے اوپر نبی یا صدیق یا شہید ہیں اور اس کے اوپر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ
اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور سعیدؓ
ابن زید جنھوں نے حدیث بیان کی۔ اور اس قول کے کہنے والے
وہی ہیں کہ اگر اُحد پہاڑ تمھاری اس حرکت سے پھر جائے (یعنی
کانپ اُٹھے) جو تم نے عثمانؓ کے ساتھ کی تو ہو سکتا ہے۔ اور ان
میں سے ابو عبیدہؓ بن الجراح ہیں اور ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانے کے
وقت ان کا عمرؓ کا ساتھ دینا مشہور ہے اور وہی یہ کہنے والے
تھے کہ تم میرے پاس آتے ہو اور تم میں ثالث ثلاثہ یعنی ابوبکرؓ
موجود ہیں اور روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ امر شروع
ہوا نبوت اور رحمت سے، پھر ہونے والا ہے خلافت اور رحمت،
پھر ہونے والا ہے بادشاہت مارکاٹ والی، آخر حدیث تک اور
آپ کا قول خلافت ورحمت محمول ہے خلافتِ شیخینؓ پر۔ اور ان
میں سے عبداللہ بن مسعودؓ ہیں اور وہی اس حدیث کے راوی
ہیں جس میں شیخینؓ کو جنت کی بشارت دی گئی۔ اور اس حدیث
کے کہ اقتدا کرو ان دونوں میرے بعد والوں ابوبکرؓ وعمرؓ
کی۔ اور ابوعمر نے استیعاب میں یہ روایت لی ہے مروی ہے ابن
مسعودؓ سے کہ اپنا امام اس کو بناؤ جو تم میں افضل ہو کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا امام ابوبکرؓ کو بنایا تھا۔
ابوعمر نے اُن سے یہ بھی روایت کیا کہ انھوں نے کہا یقیناً میرا عمرؓ
کے ساتھ ایک ساعت بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت
سے بہتر ہے۔ اور حاکم نے روایت کی ابن مسعودؓ سے کہا کہ دعا کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے اللہ اسلام کو غلبہ عطا
کر دیجئے عمرؓ بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو عمرؓ کے حق میں قبول
کر لیا اور اس پر اسلام کی حکومت کی بنیاد رکھی اور اسی سے
بتوں کو منہدم کیا۔ اور دارمی نے روایت لی ابراہیم سے کہا کہ
عبداللہ نے فرمایا کہ عمرؓ نے جب ہم کو ایک طریق پر چلایا تو ہم نے

www.kitabghar.org

سہلاً و لما بلغہ انہم استخلفوا عثمان قال ما آلونا عن اعلانا ذا فوق اخرجہ ابن ابی شیبۃ و قال و اللہ لو قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ خلفا

و منہم عمار بن یاسر روی حدیث اتانی جبرئیل آنفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فی السماء فقال یا محمد لو حدثتک بفضائل عمر مثل مالبث نوح فی قومہ الف سنۃ الا خمسین عاما ما انفدت فضائل عمر و ان عمر لحسنۃ من حسنات ابی بکر و لہ شعر فی سوابق ابی بکرؓ

جزی اللہ خیرا عن بلال و صحبہ
عتیقا و اخزی فاکہا و ابا جہل
عشیۃ ہما فی بلال بسوءۃ
و لم یحذرا ما یحذر المرء ذو العقل
بتوحیدہ رب الانام و قولہ
شہدت بان اللہ ربی علی مہل
فان تقتلونی تقتلونی و لم اکن
لاشرک بالرحمن من خیفۃ القتل
فیا رب ابراہیم و العبد یونس
و موسی و عیسی نجنی ثم لا تملی
لمن ظل یہوی الغی من آل غالب
علی غیر بر کان منہ و لا عدل

و منہم حذیفۃ بن الیمان روی حدیث انہما من الدین کالسمع و البصر و حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و ہو القائل کان الاسلام فی زمان عمر

اُس کو نرم (وصاف ستھرا) پایا اور جب اُن کو یہ خبر پہنچی کہ لوگوں نے عثمانؓ کو خلیفہ بنا لیا تو کہا کہ ہم نے اپنے اعلیٰ مرتبہ والے کے ساتھ جو صاحبِ فوقیت ہے کوتاہی نہیں کی۔ ابن ابی شیبہ نے یہ روایت لی، اور عبد اللہؓ نے کہا واللہ اگر لوگوں نے عثمانؓ کو قتل کر دیا تو اُن کو اُن کا جانشین نصیب نہ ہوگا۔ اور اُن میں سے عمار بن یاسر ہیں اُنھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ میرے پاس ابھی جبرئیل آیا تھا تو میں نے کہا اے جبرئیل مجھ سے عمر بن الخطاب کے فضائل بیان کرو جو آسمان میں (مشہور) ہیں تو اُنھوں نے کہا اے محمد اگر میں آپ سے عمرؓ کے فضائل اتنے زمانے تک بیان کروں جتنے زمانہ تک نوحؑ اپنی قوم میں ٹھہرے تھے یعنی پچاس کم ایک ہزار برس تو عمرؓ کے فضائل ختم نہ ہوں گے اور یہ کہ عمرؓ (کے تمام فضائل) ایک نیکی (کے برابر) ہیں ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے۔ اور ابو بکرؓ کے حسناتِ سابقہ پر ان کے چند اشعار ہیں (ترجمہ)

اللہ تعالیٰ عتیق (یعنی ابو بکرؓ) کو جزائے خیر دے بلالؓ
اور اُن کے ساتھیوں کی طرف سے، اور رُسوا کرے فاکہ اور ابوجہل کو۔
جس دن کہ ان دونوں نے پکا ارادہ کر لیا تھا بلالؓ کے بارے میں سخت
ایذا رسانی کا، اور دونوں اُس چیز سے نہ بچنا چاہا جس سے ہر صاحبِ عقل بچا کرتا ہے
اس کے پروردگارِ عالم کی توحید کو ماننے کی وجہ سے اور اُس کے اس قول
کی وجہ سے کہ میں بلا تأمل اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ میرا رب اللہ ہے
پھر اگر یہ مجھے قتل کرنا چاہیں تو قتل کر دیں، اور میں قتل کیے جانے کے
خوف سے رحمٰن کے ساتھ شرک کرنے والا نہیں ہوں۔
تو اے ابراہیمؑ اور اپنے بندے یونسؑ اور موسیٰؑ
اور عیسیٰؑ کے رب! مجھے نجات دے۔
پھر اولادِ غالب کے ان لوگوں کو مہلت نہ دے جو برابر گمراہی میں لگے رہتے
ہیں بغیر اس کے کہ ان سے کوئی نیکی سرزد ہوتی ہو یا انصاف کی بات۔

اور ان میں سے حذیفہ بن الیمانؓ ہیں جنھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ وہ دونوں (شیخینؓ) دین کے حق میں سمع و بصر کی مانند ہیں۔ اور اس حدیث کی کہ اقتدا کرو ان دونوں میرے بعد والوں ابو بکرؓ و عمرؓ کی۔ اور اُن ہی کا یہ قول ہے کہ عمرؓ کے زمانہ

www.kitabghar.org

كالرجل المقبل لايزداد الا قربا فلما قتل
عمر كان كالرجل المدبر لايزداد الا بعدا
ومنهم ابوذر روى حديث الحصيات
السبع واخرج الحاكم عن ابي ذر قال
مرّ فتى على عمر فقال عمر نعم الفتى قال
فتبعه ابوذر فقال يا فتى استغفرلي
فقال يا اباذر استغفر لك وانت صاحب
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال استغفرلي قال لا او تخبرني
فقال انك مررت على عمر فقال نعم
الفتى واني سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول ان الله جعل الحق
على لسان عمر وقلبه ومنهم بريدة
الاسلمي روى حديث اثبت حراء فانما
عليك نبي اوصديق اوشهيدان وحديث
رؤيا قصر في الجنة لعمر وحديث ان الشيطان
ليفرق منك يا عمر ومنهم سفينة روى
رؤيا الميزان وقول النبي صلى الله عليه وسلم
خلافة النبوة ثلثون عاما ومنهم عبدالرحمن
ابن غنم الاشعري روى حديث قال
النبي صلى الله عليه وسلم لابي بكر
وعمر لو اجتمعتما في مشورة ماخالفتكما
ومنهم ابوموسى الاشعري روى
حديث بشارة الثلثة بالجنة
ومنهم ابوامامة الباهلي فسّر قوله
تعالى وصالح المؤمنين ابوبكر
وعمر ومنهم ابو اروى الدوسي
روى حديث الحمد لله الذي

اسلام اُس شخص کی مانند تھا جو (دُور سے) آنے والا ہو کہ اُس کا
قرب برابر بڑھتا ہی رہتا ہے۔ پھر جب عمر رض قتل ہو گئے تو اسلام اُس
شخص کی مانند ہو گیا جو پُشت پھیر کر جارہا ہو کہ اُس کا بُعد برابر بڑھتا
ہی رہتا ہے۔ اور اُن میں سے ابوذر رض ہیں۔ یہ راوی ہیں سات کنکریوں
والی حدیث کے۔ اور حاکم نے ابوذر رض سے یہ روایت لی ہے کہا کہ (ایک
مرتبہ) ایک جوان عمر رض کے سامنے سے گزرا تو عمر رض نے کہا کہ اچھا جوان
ہے (راوی نے) کہا کہ ابوذر رض اس کے پیچھے ہولئے اور کہا کہ اے جوان
میرے لئے دُعاء مغفرت کر۔ اُس نے کہا کہ اے ابوذر رض میں آپ کے لئے
مغفرت کی دُعا کروں؟ حالانکہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب میں سے ہیں۔ ابوذر رض نے کہا کہ تو میرے لئے دُعائے مغفرت
کردے۔ اُس نے کہا کہ نہیں جبتک آپ وجہ نہ بتائیں گے۔ تو ابوذر رض
نے کہا کہ تو عمر رض کے سامنے سے گزرا تو اُنھوں نے کہا اچھا جوان ہے اور
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ
اللہ تعالےٰ نے حق کو قائم کردیا ہے عمر رض کی زبان اور قلب پر۔ اور اُن
میں سے بُریدہ اسلمی ہیں اُنھوں نے اُس حدیث کی روایت کی جس میں
ہے اے حراء ساکن رہ تیرے اُوپر صرف ایک نبی ہے یا صدیق اور دو
شہید۔ اور اُس حدیث کی جس میں اُس خواب کا بیان ہے جس میں جنت
میں عمر رض کا محل دیکھنے کا ذکر ہے، اور اُس حدیث کی جس میں ارشاد
ہوا کہ شیطان تجھ سے الگ رہتا ہے اے عمر رض۔ اور اُن میں سے سفینہ
ہیں اُنھوں نے ترازو والے خواب کی روایت کی اور نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے اس قول کی کہ خلافتِ نبوّت تیس برس ہوگی۔ اور اُن میں
سے عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری ہیں۔ اُنھوں نے وہ حدیث روایت
کی جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض و عمر رض سے فرمایا کہ جب
تم دونوں کسی مسئلہ میں متفق ہو جاتے ہو تو میں تمہارا خلاف نہیں
کرتا۔ اور ان میں سے ابو موسیٰ اشعری ہیں۔ اُنھوں نے تینوں شیوخ
کے لئے جنّت کی بشارت والی حدیث کو روایت کیا۔ اور اُن میں سے
ابوامامہ باہلی ہیں۔ اُنھوں نے قولہ تعالیٰ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کی
تفسیر کی ابوبکر رض و عمر رض۔ اور اُن میں سے ابواروےٰ دوسی ہیں۔ اُنھوں
نے اس ارشاد والی حدیث کو روایت کیا اللہ کا شکر ہے جس نے ان دونو

أيّدني بها ومنهم عرفجة الاشجعي روى حديث الوزن۔ واما الانصار فمنهم معاذ بن جبل روى حديث ان هذا الامر بدأ نبوة ورحمة ثم يكون خلافة ورحمة ثم يكون ملكا عضوضا ومنهم أُبي بن كعب روى حديث اوّل من يعانقه الحق يوم القيمة عمر ومنهم ابو ايوب روى حديث رؤيا النبيّ صلى الله عليه وسلم ربّه وتعبير ابي بكر وقول النبي صلى الله عليه وسلم هكذا عبّرها الملك سحر ومنهم ابو الدرداء روى حديث هل انتم تاركون لي صاحبي ومنهم زيد بن ثابت وهو ممن حمل الانصار على بيعة ابي بكر ومنهم اُسيد بن حضير وهو ايضا ممن حمل الانصار على بيعة ابي بكر ومنهم رفاعة بن رافع ورافع بن خديج رويا حديث فضل اهل بدر ومنهم زيد بن خارجة تكلّم بفضائل الثلاثة بعد موته ومنهم ابو سعيد بن المعلى روى خطبة النبيّ صلى الله عليه وسلم قريبا من وفاته في فضائل ابي بكر وعمر ومنهم سهل بن سعد روى انّ اُحُدًا ارتجّ وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر و

کے ذریعہ سے میری مدد کی۔ اور ان میں سے عرفجہ اشجعیؓ ہیں۔ انھوں نے وزن والی حدیث کو روایت کیا۔

اب انصار کے اقوال لیجئے۔ ان میں سے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ یہ امر شروع ہوا نبوت اور رحمت سے پھر ہو جائے گا خلافت و رحمت پھر ہو جائیگی مارکاٹ کی بادشاہی۔ اور ان میں سے اُبی بن کعب ہیں اُنھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے حق تعالیٰ جس سے معانقہ کرے گا وہ عمرؓ ہے۔ اور ان میں سے ابو ایوبؓ ہیں اُنھوں نے اُس حدیث کو روایت کیا جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب کا بیان ہے کہ آپؐ نے اپنے رب کو خواب میں دیکھا اور ابوبکرؓ کا تعبیر دینا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ صبح کے وقت اس کی تعبیر اسی طرح فرشتہ نے دی۔ اور ان میں سے ابو درداءؓ ہیں۔ اُنھوں نے اس حدیث کی روایت کی جس میں یہ ہے کہ کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی کو (اذیت دینا) چھوڑ دوگے۔ اور ان میں سے زیدؓ بن ثابت ہیں اور وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے انصار کو ابوبکرؓ سے بیعت کرنے پر آمادہ کیا۔ اور اُن میں سے اُسیدؓ بن حُضیر ہیں اور وہ بھی ان ہی میں سے ہیں جنھوں نے انصار کو ابوبکرؓ سے بیعت پر آمادہ کیا تھا۔ اور اُن میں سے رفاعہؓ بن رافع اور رافعؓ بن خدیج ہیں دونوں نے اہل بدر کی فضیلت والی حدیث کو روایت کیا۔ اور ان میں سے زیدؓ بن خارجہ ہیں۔ اُنھوں نے تینوں خلفاءؓ کے فضائل پر اپنی موت کے بعد گفتگو کی[1]۔ اور اُن میں سے ابو سعیدؓ بن المعلیٰ ہیں اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس خطبہ کو روایت کیا جو آپؐ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے فضائل میں اپنی وفات کے قریب دیا تھا۔ اور ان میں سے سہلؓ بن سعد ہیں۔ اُنھوں نے روایت کیا کہ اُحد[2] کانپنے لگا اور اس کے اُوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور

---

[1] یہ عجیب واقعہ بنو حنیفہ سے جنگ کے وقت پیش آیا تھا۔ یہ شہید ہوئے اور بعد موت کے ان کی زبان پر خلفاء ثلاثہؓ کی مدح جاری ہوگئی تھی ۱۲ مترجم [2] اُحد کے کانپنے کی وجہ ثابت نہیں ہوتی۔ اکابر اولیاء کے کلام سے ثابت ہے کہ انوار و تجلیات کا تحمل زمین کا ہر مقام نہیں کرسکتا موسیٰ علیہ السلام اسی لئے لینے کے لئے طور پر پہنچے تھے کہ اس مقام مقدس میں انوار کا جو تحمل تھا وہ ہر مقام کو حاصل نہ تھا۔ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خاص اصحابؓ کے انوارِ عظیمہ کی وجہ سے ان پہاڑوں کو کپکپی طاری ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ یا پاؤں مارنا ایک تصرف ہو اس میں قوت برداشت عطا کرنے کے لئے، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

عثمانُ فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُثبت اُحُد فما علیک الاّ نبیٌّ او صِدّیقٌ او شہیدانِ و منہم عُویمُ بن ساعدۃ اخرج الحاکمُ من حدیث عبدالرحمٰن بن سالم بن عبد الرحمٰن بن عُویم بن ساعدۃ عن اَبیہ عن جدّہٖ عن عویم بن ساعدۃ انّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انّ اللہ تبارکَ وتعالےٰ اختارَنی و اختارَ لِیْ اصحابًا فجعل لِیْ منہم وُزَرآءَ وانصارًا و اَصْہارًا فمَن سَبَّہم فعلیہ لعنۃُ اللہ و الملٰٓئکۃِ والنّاسِ اجمعین لایَقبلُ مِنہ یومَ القیمٰۃِ صرفٌ ولا عدلٌ و منہم حسّان بن ثابت المنشدُ بین یدے النّبی صلے اللہ علیہ وسلم شِعرًا[1] فی الثنآءِ علےٰ اَبی بکر وثانیَ اثنَین فی الغارِ المُنیفِ و منہم ابوالہیثم بن التیہانِ القائلُ نائیْ ارجُو اَنْ یقومَ بامرنا۔

واما المکثرون من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فمنہم عبداللہ ابن عُمر القائلُ کُنّا نُخیِّرُ بین النّاسِ فی زمانِ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نُخیِّرُ ابابکر ثم عمر ثم عثمان وروے حدیث رؤیا القلیب و حدیث اَرْاَفُ اُمّتی بِاُمّتی ابوبکر واَشدُّہم فی الاسلامِ عُمر و اَصدقُہم حیآءً عثمان الحدیث و روے انّہما

عثمانؓ تھے تو فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم رہ اے اُحُد تجھ پر نہیں ہیں مگر ایک نبی یا صدیق یا دو شہید ہیں اور اُن میں سے عُویمؓ بن ساعدہ ہیں۔ حاکم نے اخذ کیا از روایت عبدالرحمٰن ابن سالم بن عبدالرحمٰن بن عُویم بن ساعدہ۔ روایت کیا اپنے باپ سے انھوں نے ان کے دادا سے۔ عویم بن ساعدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھے پسند فرمایا (یعنی فضیلت بخشی) اور میرے لئے میرے اصحاب کو پسند فرمایا تو اُن میں سے بعض کو میرے لئے وزرا بنایا اور بعض انصار بنایا اور داماد بنائے تو جو اُن کو گالی دے اُس کے اُوپر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی سب کی لعنت اُس سے قیامت کے دن نہ توبہ قبول کی جائے گی اور نہ فدیہ۔ اور اُن میں سے حسّانؓ بن ثابت ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھنے والے ہیں ابوبکرؓ کی مدح میں وثانی اثنین فی الغار المُنیف وقد (حضرت صدیقؓ غار شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثانی اثنین تھے الخ) اور اُن میں سے ابوالہیثمؓ بن التیہان ہیں جو یہ کہنے والے تھے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ (ابوبکرؓ) ہمارے اَمر کے لئے قائم ہوجائیں گے۔

اب لیجئے ان حضرات کے اقوال جو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے بکثرت روایت کرنے والے ہیں۔ تو اُن میں سے ہیں عبداللہ بن عمرؓ جن کا یہ قول ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب آپس میں لوگوں کی افضلیت پر گفتگو کرتے تھے تو سب سے افضل ابوبکرؓ کو قرار دیتے تھے پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو۔ اور انھوں نے قلیب والے خواب کی روایت کی (جس میں کنویں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ڈول کھینچنے کا ذکر ہے) اور اس حدیث کی روایت کی کہ میری اُمت میں سے سب سے زیادہ مہربان میری اُمت پر ابوبکرؓ ہے اور اسلام کے بارے میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہے اور حیاء کے لحاظ سے سب سے زیادہ صادق عثمانؓ ہے الخ۔ اور انھوں نے یہ روایت کی کہ وہ دونوں (یعنی

[1] یہ اشعار مع ترجمہ جلد اول صفحہ ۷۳ پر دیکھو ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

يتشعثان مع النبي صلى الله عليه وسلم وروى
من مناقب الشيخين شيئاً كثيراً ومنهم عبد الله
ابن عباس روى حديث لو كنت متخذاً
خليلاً غير ربي لاتخذت ابا بكر خليلاً وحديث
لما اسلم عمر نزل جبريل فقال يا محمد
استبشر اهل السماء باسلام عمر وهو
القائل لعمر لما طعن لقد صحبت رسول
الله صلى الله عليه وسلم فاحسنت صحبته
ثم فارقته وهو عنك راض ثم صحبت ابا بكر
فاحسنت صحبته الحديث وهو القائل
في حديث النهي عن الركعتين بعد العصر
اخبرني رجال مرضيون وارضاهم عندي
عمر ومنهم عبد الله بن عمرو بن العاص
روى حديث دفع الكفار عنه صلى الله
عليه وسلم ومنهم ابوهريرة روى
حديث القليب وحديث ما نفعني مال احد
ما نفعني مال ابي بكر وحديث ارجو
ان تكون منهم يعني ممن يدعى من
جميع ابواب الجنة وحديث رؤيا قصر
في الجنة لعمر وحديث المحدثين
وانما عليك نبي او صديق او شهيد
ومنهم ام المؤمنين عائشة رضي الله
عنها القائلة لو استخلف
ابابكر ثم عمر والقائلة كان
ابوبكر احب الناس الى
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثم عمر

شیخین رض) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُٹھیں گے۔ اور اُنھوں نے شیخین رض کے مناقب میں بہت کچھ روایت کیا ہے۔ اور اُن میں سے عبداللہ بن عباس رض ہیں۔ انھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ اگر میں کسی کو دوست جانی بنانے والا ہوتا بجز اپنے رب کے تو ابوبکر رض کو دوست جانی بناتا۔ اور اُس حدیث کی کہ جب عمر رض اسلام لائے تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد! اہلِ آسمان عمر رض کے اسلام سے بشارت لے رہے ہیں۔ اور حضرت عمر رض کے جب خنجر مارا گیا تو اُنھوں نے اُن سے کہا تھا بیشک آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور حقِ صحبت خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ پھر آپ اُن سے جُدا ہوتے اور وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ ابوبکر رض کی صحبت میں رہے اور حقِ صحبت خُوب ادا کیا، الخ۔ اور جس حدیث میں بعد العصر دو رکعت پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اُس میں یہ کہنے والے وہی ہیں کہ مجھے اس کی خبر دی ایسے لوگوں نے جو مقبول ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ مقبول میرے نزدیک ابوبکر رض و عمر رض ہیں۔ اور اُن میں سے عبداللہ رض ابن عمرو بن العاص ہیں اُنھوں نے اس حدیث کی روایت کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (ابوبکر رض کا) کفار کو دفع کرنے کا بیان ہے۔ اور اُن میں سے ابوہریرہ رض ہیں۔ اُنھوں نے قلیب والی حدیث کو (یعنی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں کنوئیں سے ڈول کھینچنے کا ذکر ہے پھر ابوبکر رض و عمر رض کا) روایت کیا اور اُس حدیث کو کہ کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر رض کے مال نے نفع پہنچایا۔ اور اُس حدیث کو جس میں یہ ارشاد ہے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ تو اُن میں سے ہوگا۔ یعنی ان میں سے جن کو جنّت کے ہر دروازے سے بُلایا جائے گا۔ اور اُس خواب والی حدیث کو جس میں آپ نے جنّت میں عمر رض کا محل دیکھا تھا۔ اور روایت کیا محدثین والی حدیث کو اور اس حدیث کو جس میں یہ ہے کہ تجھ پر نبی ہے یا صدیق یا شہید۔ اور ان میں سے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جن کا قول ہے کہ اگر آپ خلیفہ بناتے تو ابوبکر رض کو پھر عمر رض کو بناتے اور جن کا قول ہے کہ ابوبکر رض سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے، پھر عمر رض۔ انھوں نے

www.kitabghar.org

رَوَتْ حدیثَ الامامۃ فی مرضہٖ صلے اللہ علیہ وسلم وَ حدیثَ تلقیب النبی صلے اللہ علیہ وسلم ابابکرٍ بالعتیق وَ حدیثَ اُنظُرُ الٰی شیاطینِ الجنّ والانس قد فرّوا من عمر وَ حدیثَ ہُم الخلفاءُ من بعدی فی قصّۃِ تاسیس المسجد وَ القائلۃ کان عمر اَحْوَذِیًّا نسیجَ وَحْدِہٖ خُلِقَ لاعلاءِ کلمۃِ الاسلام وَ منہم انس بن مالک روٰی حدیثَ اِنَّمَا علیک نبیٌّ وصدیقٌ وشہیدانِ وحدیثَ سیّدا کہولِ اہل الجنّۃ وَ حدیثَ اَرْحَمُ اُمّتی باُمّتی ابوبکرٍ و اشدُّہم فی امر اللہ عمرُ واصدقہم حیاءً عثمانُ وَ روٰی حدیثَ انت مع من اَحْبَبْتَ ثم قال انا اُحِبُّ النبیَّ صلے اللہ علیہ وسلم و ابابکرٍ و عمرَ و اَرْجُوْ ان اکونَ معہم بحُبّی ایّاہم وان لم اَعْمَلْ مثلَ اعمالہم وَ منہم ابوسعید الخدری روٰی حدیثَ اِنَّ اَمَنَّ النّاسِ علیَّ فی صحبتہ ومالہ ابوبکر لوکنتُ متخذًا خلیلاً الحدیث وحدیثَ رؤیا القمیص لعمر وحدیثَ وَاِنَّ ابابکر وعمر منہم وَ انعما یعنی من اہل الدرجات العُلٰی فی الجنّۃ وَ منہم جابر بن عبد اللہ روٰی حدیثَ یا ابابکرٍ اعطاک اللہ الرضوانَ الاکبرَ وَ حدیثَ رؤیا قصرٍ فی الجنّۃ لعمر۔ وَ اَمّا سائرُ اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم منہم معاویۃ بن ابی سفیان القائلُ علیکم من الاحادیث

روایت کی حدیث امامت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانہ میں اور اس حدیث کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیق رضہ کو عتیق کا لقب دینے کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث کی کہ میں دیکھتا ہوں شیاطین الجن والانس کو کہ عمر رضہ سے بھاگے اور اس حدیث کی کہ یہ خلفاء ہوں گے میرے بعد۔ مسجد کی بنیاد رکھنے کے قصہ میں۔ اور ان کا قول ہے کہ عمر رضہ بڑے ذہین، بے نظیر تھے، کلمۂ اسلام کو بلند کرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔ اور ان میں سے ہیں انس بن مالک رضہ۔ اس حدیث کی روایت کی کہ یہی بات ہے کہ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ اور اس حدیث کی کہ یہ دونوں سردار ہیں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے اور اس حدیث کی کہ میری اُمّت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے میری اُمّت پر ابوبکر رضہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر رضہ ہیں اور حیاء کے اعتبار سے سب سے زیادہ صادق عثمان رضہ ہیں۔ اور اس حدیث کی کہ تو اُس کے ساتھ ہوگا جس کو دوست رکھتا ہے پھر کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ کو اور اُمید کرتا ہوں کہ اُن کے ساتھ ہوں گا اپنی محبت کی وجہ سے جو اُن سے ہے اگرچہ میں نے اُن کے جیسے اعمال نہیں کئے۔ اور ان میں سے ہیں ابوسعید خدری رضہ اُس حدیث کی روایت کی کہ سب سے زیادہ احسان کرنے والا مجھ پر اپنی صحبت سے (یعنی شدائد میں ہر موقع پر ساتھ دینے سے) اور مال سے ابوبکر رضہ ہے۔ اگر میں کسی کو دوست جانی بنانے والا ہوتا، آخر حدیث تک اور اس حدیث کی جس میں خواب میں عمر رضہ کی قمیص کا بیان ہے۔ اور اس حدیث کی کہ ابوبکر رضہ و عمر رضہ اُن میں سے ہیں اور ان سے زیادہ نعمت والے یعنی جنت میں بلند درجات والوں میں سے اور ان میں سے جابر رضہ بن عبداللہ ہیں انھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ اے ابوبکر رضہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو رضوان اکبر عطاء کیا اور اس رؤیا والی حدیث کی جس میں عمر رضہ کے قصر کا جنت میں دیکھنا مذکور ہے۔

اب لیجئے دیگر اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن میں سے معاویہ ابن ابی سفیان رضہ ہیں، جن کا یہ قول ہے کہ تم پر اُن احادیث کا جمع کرنا ضروری ہے

www.kitabghar.org

ربما کان یُروٰی فی زمانِ عمر فانہ کان یُخیف
الناسَ فی اللہ و منہم عمرو بن العاص القائل
واللہ لئن کان ابوبکر و عمر ترکا ہذا المالَ
وہو یحلّ لہما شیئ لقد غُبِنا و نُقِص رأیُہما
و ایمُ اللہِ ماکانا بمغبونین و لا ناقصی الرأی
و لئن کانا امرأین یحرم علیہما من ہذا
المالِ الذی اَصَبنا بعدہما لقد ہلکنا و
ایمُ اللہِ ما الوہنُ الا من قِبَلِنا اخرجہ ابن
ابی شیبۃ روی احبُّ الناس الی رسولِ
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشۃُ و من
الرجال ابوبکر ثم عمرُ و منہم عبدالرحمن
ابن ابی بکر روی حدیث اَکتُبْ لکم
کتاباً لا تضلّوا بعدہ ابداً ثم اقبل
علینا فقال یأبَی اللہُ و المؤمنون الا
ابابکر و منہم عمران بن حصین الراوی
حدیث خیر القرونِ قرنی ثم الذین یلونہم
و منہم عبداللہ بن ہشام بن زہرۃ
الراوی حدیث قال عمر یارسولَ اللہِ
انک احبُّ الیَّ من کلّ شیئ الا
نفسی فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم
لا والذی نفسی بیدہ حتی اکونَ احبَّ الیک
من نفسک فقال لہ عمر فانہ الآنَ واللہِ
لانت احبُّ الیَّ من نفسی فقال النبی صلے
اللہ علیہ وسلم الآنَ یا عمرُ اخرجہ البخاری
و منہم عثمان بن ارقم الراوی حدیث
اللہم اعزّ الاسلام باحبّ الرجلین
الیک عمر بن الخطاب او عمرو
ابن ہشام و منہم الاسود
ابن سریع الراوی

جو عمرؓ کے زمانے میں روایت کی جاتی تھیں کیونکہ وہ اللہ کے بارے میں لوگوں
کو ڈراتے رہتے تھے۔ اور ان میں سے عمرو بن العاص ہیں جو اس
بات کے کہنے والے ہیں واللہ اگر ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں نے اس مال
کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ ان کے لئے حلال تھا تو (کہا جائیگا کہ) دونوں
کو فریب دیا گیا اور دونوں کی سمجھ ناقص تھی حالانکہ خدا کی قسم
نہ وہ دونوں فریب خوردہ تھے اور نہ ناقص الرائے تھے اور واللہ
اگر وہ دونوں ایسے شخص ہوتے کہ ان پر حرام ہوتا اس مال میں سے
لینا جو اُن کے بعد ہمارے ہاتھ لگا تو ہم یقیناً ہلاک ہوگئے اور خدا
کی قسم کوتاہی جو کچھ بھی ہے وہ ہماری جانب سے ہے۔ اس کو ابن
ابی شیبہ نے اخذ کیا۔ انھوں نے یہ روایت کی کہ رسول اللہ کو سب
سے زیادہ محبوب عائشہؓ تھیں اور مردوں میں سے ابوبکرؓ پھر عمرؓ۔
اور ان میں سے عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں۔ انھوں نے اس حدیث
کی روایت کی کہ میں تمھیں ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد تم
کبھی نہ بھٹک سکو پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اللہ تعالے
اور مومنین کو سب کا انکار ہے بجز ابوبکرؓ کے۔ اور ان میں سے
عمران بن ابی شیبہ ہیں جو راوی ہیں اس حدیث کے کہ تمام زمانوں
سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو اس زمانہ کے لوگوں سے ملتے
ہیں۔ اور ان میں سے عبداللہ بن ہشام بن زہرہ ہیں جو اس
حدیث کے راوی ہیں کہ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز
سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، نہیں، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے جب تک میں تجھ کو تیرے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ تو
آپ سے عمرؓ نے کہا کہ اب (یہ حالت پیدا ہوگئی ہے) یا رسول اللہ
بیشک آپ مجھ کو میرے نفس سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے عمرؓ (تمھارا ایمان کامل ہوا)۔
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے عثمان بن ارقم ہیں
جو اس حدیث کے راوی ہیں کہ اے اللہ اسلام کو عزت عطا فرما
دو آدمیوں میں سے ایک ایسے کے سبب جو آپ کو پسند ہو عمر بن الخطاب
یا عمرو بن ہشام۔ اور ان میں سے اسود بن سریع ہیں جو اس حدیث کے

www.kitabghar.org

حدیث لیس من الباطل فی شیءٍ قالہٗ لعمر و منہم ابو جحیفۃ السوائی الراوی حدیث سیدا کہول اہل الجنۃ و منہم ابوبکرۃ الثقفی الراوی رؤیا المیزان و منہم سمرۃ بن جندب الراوی رؤیا الدلو و منہم ابو الطفیل الراوی رؤیا القلیب و منہم جبیر بن مطعم الراوی حدیث اِن لم تجدینی فأتی ابابکر ولہٗ قصۃ فی ذہابہ الی الشام ورؤیتہ تصاویر الانبیاء فیہا تصویر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر آخذ بقدمیہ و اِخبار اہل الکتاب انہٗ خلیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بعدہٖ و منہم عبداللہ بن الزبیر الراوی حدیث لوکنتُ متخذاً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً والراوی سبب نزولِ آیۃ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ و منہم جندب بن عبداللہ الراوی حدیث لوکنتُ متخذاً خلیلاً لاتخذتُ الخ۔

واما علماء التابعین فمنہم سعید بن المسیب قال کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہٗ فی جمیع اُمورہٖ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدرٍ وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احداً اخرجہ الحاکم و منہم قاسم بن محمد روی ان رجلاً من ابناء اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مجلسٍ فیہ القاسم بن محمد ابن ابی بکر الصدیق واللہِ ماکان لرسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم من موطنٍ الّا و علیؓ معہٗ فیہ

راوی ہیں کہ باطل کی کوئی چیز اس میں نہیں ہے جس بات کو عمرؓ نے کہا۔ اور اُن میں سے ابو جحیفہ سوائی ہیں جو حدیث ہر دو سردار کہولِ اہلِ جنت الخ کے راوی ہیں۔ اور اُن میں سے ابوبکرہ ثقفی ہیں جو راوی ہیں ترازو والے خواب کے۔ اور اُن میں سے سمرہ بن جندب ہیں جو راوی ہیں ڈول والے خواب کے۔ اور اُن میں سے ابو الطفیل ہیں جو راوی ہیں قلیب (کنویں) والے خواب کے اور اُن میں سے جبیر بن مطعم ہیں جو راوی ہیں اس حدیث کے کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آجانا الخ اور اُن کا شام کی طرف جانیکا ایک خاص قِصّہ ہے اور اُن کا دیکھنا انبیاءؑ کی تصاویر کو جن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی اور اُس میں ابوبکرؓ آپکے دونوں قدم پکڑے ہوئے تھے اور اہلِ کتاب کا خبر دینا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے اُن کے بعد۔ اور اُن میں سے عبداللہ بن زبیر ہیں جو اِس حدیث کے راوی ہیں کہ اگر میں کسی کو دوستِ جانی بنانے والا ہوتا تو ابوبکرؓ کو دوست جانی بناتا اور راوی ہیں اس آیت کے سببِ نزول کے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ اور اُن میں سے جُندب بن عبداللہ ہیں جو راوی ہیں حدیث لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ الخ کے۔

آب لیجئے علمائے تابعین کے اقوال۔ اُن میں سے سعید ابن المسیب ہیں فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وزیر کے مرتبہ میں تھے۔ آپؐ اُن سے اپنے تمام امور میں مشورہ کیا کرتے تھے اور آپؐ کے دوسرے تھے غار میں اور دوسرے تھے عریش میں (یعنی اُس عارضی قیام گاہ میں جو بدر میں آپؐ کے لئے بنائی گئی تھی) بدر کے دن۔ اور آپؐ کے دوسرے تھے قبر میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان پر کسی کو مقدم نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے قاسم بن محمد ہیں۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے جو اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے تھا ایک مجلس میں جس میں قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق موجود تھے یہ کہا کہ واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی مقام نہیں تھا مگر اس میں علیؓ آپؐ کے ساتھ ہوتے

www.kitabghar.org

فقال القاسم لا تحلف قال ہلم قال بلے ما لا تردّہ قال اللہ عزّ وجلّ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب ومنہم مسروق قال حبّ ابی بکر و عمر ومعرفۃ فضلہما من السنۃ اخرجہ ابو عمر و منہم الحسن البصری روٰے عن یونس قال کان الحسن ربما ذکر عمر فیقول و اللہ ما کان باوّلہم اسلاماً ولا بافضلہم نفقۃً فی سبیل اللہ ولکن غلب الناس بالزہد فی الدنیا و الصرامۃ فی امر اللہ ولا یخاف لومۃ لائم اخرجہ ابن ابی شیبۃ و منہم محمد بن سیرین قال ما اظن رجلاً ینتقص ابا بکر و عمر و یحبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ الترمذی و منہم عمرو بن میمون و ابراہیم النخعی روی عن عمرو بن میمون انہ قال ذہب عمر بثلثی العلم فذکر لابراہیم فقال ذہب عمر بتسعۃ اعشار العلم اخرجہ الدارمی و منہم ابو العالیۃ فسّر الصراط المستقیم بابی بکر و عمر فصدّقہ الحسن البصری و منہم عکرمۃ و الکلبی فسّرا واولی الامر منکم بابی بکر و عمر و منہم قتادۃ قال کنا نتحدث ان ہذہ الآیۃ فی ابی بکر واصحابہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ و منہم الضحاک قال فی ہذہ الآیۃ ابو بکر و اصحابہ و منہم الحسن قال فی ہذہ الآیۃ

یہ سنکر قاسم نے کہا میرے بھائی قسم نہ کھاؤ۔ اُس نے کہا آپ ایسے موقع کو بتائیں اُنھوں نے کہا ہاں! ایسا کہ تم اُس کو رد نہ کر سکو گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار۔ اس کو ذکر کیا ابو عمر نے استیعاب میں۔ اور اُن میں سے مسروق ہیں، اُن کا قول ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی محبت اور اُن کی فضیلت کو پہچاننا سنت میں سے ہے۔ اس کو ذکر کیا ابو عمر نے۔ اور اُن میں سے حسن بصری ہیں، مروی ہے یونس سے کہا کہ حسنؒ بسا اوقات عمرؓ کا ذکر کرتے اور کہتے کہ واللہ یہ اوّل اسلام لانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں اُن سے بڑھے ہوئے تھے لیکن (فضیلت میں) لوگوں پر غلبہ پا گئے دنیا سے بے رغبتی اور اللہ کے کام میں بہادر ہونے کی وجہ سے، وہ کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہیں کرتے تھے اس کو ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا۔ اور اُن میں سے محمد بن سیرین ہیں، ان کا قول ہے کہ میں نہیں خیال کرتا اُس شخص کے بارے میں جو ابوبکرؓ اور عمرؓ میں عیب لگاتا ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اُن میں سے عمرو بن میمون اور ابراہیم نخعی ہیں۔ روایت کیا گیا ہے عمرو بن میمون سے کہ اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ اس کا ذکر کیا گیا ابراہیم سے تو اُنھوں نے کہا کہ دس حصوں میں سے نو حصے لے گئے، اس کو دارمی نے ذکر کیا۔ اور اُن میں سے ابو العالیہ ہیں اُنھوں نے الصراط المستقیم کی تفسیر کی ابوبکرؓ و عمرؓ (کی راہ) سے تو اُن کی تصدیق کی حسن بصریؒ نے۔ اور اُن میں سے عکرمہ اور کلبی ہیں۔ اُن دونوں نے واُولی الامر منکم کی تفسیر کی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور اُن میں سے قتادہ ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کو بتایا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی فسوف یاتی اللہ الخ (۵: ۵۴)

تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ اور ان میں سے ضحاک ہیں۔ اُنھوں نے اس آیت کی تفسیر میں ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب کہا۔ اور اُن میں سے حسن ہیں اُنھوں نے اس آیت میں

www.kitabghar.org

ابوبکر واصحابہٗ ومنھم زید بن اسلم قال فی
آیۃ اَوَ مَن کَانَ مَیْتاً فَاَحْیَیْنٰہُ نزلت فی
عمر بن الخطاب وابی جہل ومثلہ عن الحسن و
الضحاک و ابی سنان ۔ و منھم کعب الاحبار عن
ابن ابی ملیکۃ قال لما طُعِن عمر جاء کعب فجعل
یبکی بالباب و یقول واللہ لو ان امیر المؤمنین
یُقسِم علی اللہ ان یؤخرہ لاخرہ فدخل ابن
عباس فقال یا امیر المؤمنین ہذا کعب یقول
کذا وکذا قال اذًا واللہ لا اسألہ وھو القائل
فی کتب اللہ المنزل من السماء ابوبکر و
عمر و عثمان ۔ و منھم عروۃ بن الزبیر قال بعث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر امیرًا
علی الناس سنۃ تسع وکتب سنن الحج وبعث
معہ علی بن ابی طالب واصل القصۃ متواتر
عن ابن عمر و جابر و انس و ابی ہریرۃ و
ابن عباس و عن الحسن انہ سئل عن یوم الحج
الاکبر فقال ذاک عام حج فیہ ابوبکر استخلفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحج بالناس
و من الذین ذھبوا الی ان خلافۃ ابی بکر و عمر
انما کان بنص من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیؓ و ابن عباس و میمون بن مہران و
حبیب بن ابی ثابت والضحاک و مجاہد کلھم
قالوا امارۃ ابی بکر و عمر لفی کتاب اللہ اسرّ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہا الی عائشۃ
و من الذین ذھبوا الی ان ابابکر و عمر
مرادان من قولہ تعالیٰ و صالح
المؤمنین اُبَیٌّ و ابن عمر و ابن
عباس و ابن مسعود و ابو امامۃ
و عکرمۃ و

ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب کہا۔ اور اُن میں سے زید بن اسلم ہیں
اُنھوں نے اس آیت میں اَوَ مَنْ کَانَ الخ (۶: ۱۲۲) ایسا شخص جو
کہ پہلے مُردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ بنا دیا الخ؛ کہا کہ نازل ہوئی
عمرؓ بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں اور یہی قول
ہے حسن کا اور ضحاک اور ابوسنان کا۔ اور اُن میں سے کعب
الاحبار ہیں۔ مروی ہے کعب الاحبار سے کہ جب عمرؓ کو زخم پہنچایا گیا
تو کعب آئے اور اُنھوں نے دروازے پر رونا شروع کر دیا اور یہ کہنا
کہ واللہ اگر امیر المومنینؓ اللہ کو قسم دیں کہ وہ ان کی موت کے
وقت کو مؤخر کر دے تو وہ ضرور مؤخر کر دے گا۔ اس کے بعد ابن
عباسؓ اندر داخل ہوئے اور اُنھوں نے کہا اے امیر المومنینؓ یہ
کعب ایسا اور ایسا کہہ رہے ہیں۔ فرمایا ایسا ہے تو واللہ میں یہ سوال
نہ کروں گا۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی آسمان سے نازل کی
ہوئی کتابوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ موجود ہیں۔ اور
اُن میں سے عروہ بن الزبیر ہیں کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ابوبکرؓ کو لوگوں پر امیر الحاج بنا کر بھیجا سن نو ہجری میں اور
حج کے طریقے لکھے اور اُن کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب کو بھیجا۔ اور
اصل قصہ متواتر ہے ابن عمرؓ اور جابرؓ اور انسؓ اور ابوہریرہؓ اور
ابن عباسؓ سے اور حسنؓ سے مروی ہے کہ ان سے یوم حج اکبر کے بارے
میں سوال کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ وہ سال ہے جس میں ابوبکرؓ
نے حج کیا تھا۔ اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا
تھا تو اُنھوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور ان لوگوں میں سے جو اس
طرف گئے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب
سے منصوص تھی، وہ علیؓ ہیں اور ابن عباسؓ اور میمون بن
مہران اور حبیب بن ابی ثابت اور ضحاک اور مجاہد، یہ سب کے سب
اس بات کے قائل ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کتاب اللہ میں
موجود ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے راز کے طور پر یہ بات عائشہؓ
کو بتائی تھی۔ اور جو لوگ اس طرف گئے کہ قولہٗ تعالیٰ وَصَالِحُ
المؤمنین سے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں مراد ہیں وہ اُبیؓ ہیں اور ابن
عمرؓ اور ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور ابوامامہ اور عکرمہ اور

www.kitabghar.org

میمون بن مہران و عبداللہ بن بریدۃ و سعید ابن جبیر والحسن و مقاتل بن سلیمان و من الذین ذہبوا الیٰ ان آیۃ وَ سَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی نزلت فی ابی بکر الصدیق ابن مسعود و ابن عباس و عبداللہ و عروۃ ابنا الزبیر و سعید بن المسیب۔

و من علماء تبع التابعین سفیان الثوری اخرج ابوداؤد عن محمد الفریابی قال سمعت سفیان یقول من زعم ان علیاً کان احق بالولایۃ منہما فقد خطأ ابابکر و عمر والمہاجرین والانصار رضی اللہ عنہم جمیعہم و ما اراہ یرتفع مع ہذا لہ عمل الی السماء و منہم مالک بن انس اشتہر عنہ انہ قائل بتفضیل الشیخین وحب الختنین وقد صنف الطحاوی کتاباً فی عقائد ابی حنیفۃ و صاحبیہ والبیہقی کتاباً فی عقیدۃ الشافعی فافصحا ان مذہبہم تفضیل الشیخین بعد ازان مذاہب جماہیر مسلمین مانند اشاعرہ و ماتریدیہ چنانکہ معلوم است کہ بہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما قائل شدند بلکہ اوائل معتزلہ ہم بآن قائل بودند بعد ازان فقہاء از ہر طبقہ و متصوفین از ہر طبقہ بآن قائل اند این است آنچہ درین مسلک میسر شد و شاید آنچہ ترک کردیم درین باب اکثر است از آنچہ ذکر کردہ ایم واللہ اعلم بالحال می باید دانست کہ این مسلک را بر دو نکتہ مہمہ ختم نمائیم۔

نکتۂ اولیٰ حظ متفطن لبیب آن است کہ در اقاویل صحابہ و تابعین تأمل کند کہ کدام خصلت را وجہ افضلیت نہادہ اند درین مسئلہ اگر فکر صائب را کار فرما شویم بدانیم

میمون بن مہران اور عبداللہ بن بریدہ اور سعید بن جبیر اور حسن اور مقاتل بن سلیمان ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے جو اس طرف گئے کہ آیت وَ سَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر و عروہ ابن زبیر اور سعید بن المسیب ہیں۔

اور علمائے **تبع تابعین** میں سے سفیان ثوری ہیں۔ ابوداؤد نے روایت کیا محمد الفریابی سے کہا میں نے سفیان سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو اس بات کا گمان رکھتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے اُن دونوں سے، اُس نے خطا کار بتایا ابوبکر کو اور عمر کو اور سب مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کو اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس عقیدے کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی بھی ایسا عمل ہو جو (مقبول ہوکر) آسمان کی طرف اٹھ جائے۔ اور ان میں سے مالک ابن انس رحمہ اللہ ہیں اور اُن سے یہ روایت مشہور ہے کہ وہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما اور محبت ختنین (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں دامادوں عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کی محبت) کے قائل تھے۔ اور طحاوی رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے عقائد ابو حنیفہ رحمہ اللہ و صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ اللہ) کے بارے میں۔ اور بیہقی نے ایک کتاب لکھی عقیدۂ شافعی پر دونوں نے صاف صاف لکھا ہے کہ اُن کا مذہب تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما ہے۔ اس کے بعد جمہور مسلمین کے مذاہب کو لیجیے مانند اشاعرہ و ماتریدیہ کے یہ سب جیسا کہ معلوم ہے تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کے قائل رہے ہیں۔ اس کے بعد ہر طبقہ کے فقہاء اور ہر طبقہ کے متصوفین کو لیجیے تو وہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ یہ ہے جو کچھ اس مسلک میں آسانی کے ساتھ فراہم ہوگیا اور شاید جو ہم نے اس باب میں ترک کیا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور اللہ ہی پورے حال کا جاننے والا ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ اس مسلک کو ہم دو اہم نکتوں پر ختم کریں گے۔

پہلا نکتہ۔ ایک ذہین اور صاحب عقل کا کام یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال پر غور و فکر کرے کہ کونسی خصلت کو وجہ افضلیت قرار دیا ہے۔ اس مسئلہ میں اگر فکر صائب کو ہم کام میں لائیں تو جان لیں گے

www.kitabghar.org

کہ اکثر صحابہ و تابعین افضلیت شیخین رض را مبہم بیان کردہ اند و بخصلتے از خصال محمودہ زمام آن را بند نہ ساختہ اند بروش آنچہ ذکر کردیم از وجہ خامس در مسلک سنت سنیۃ و فقہائے ایشان کہ بمزید تفطن مخصوص اند بوجہ افضلیت در سوق کلام خود اشارہ نمودہ اند بیکے از وجوہ چہارگانہ چنانکہ علی مرتضیٰ رض باحکام خلافت و ترویج دین اشارہ کردہ است جائیکہ گفتہ اُستُخلِفَ ابوبکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر فاقام واستقام ثم اُستُخلِفَ عمر رحمۃ اللہ علی عمر فاقام واستقام حتی ضرب الدین بجرانہ و بارتفاع مکانت در آخرت اشارہ کردہ است جائیکہ گفتہ در ثنائے فاروق رض مَا مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَلْقَی اللّٰہَ بِمَا فِیْ صَحِیْفَتِہٖ مِنْ ہٰذَا الْمُسَجّٰی و سوابق اسلامیہ صدیق رض روز موت او بصریح ترین عبارتی بیان کردہ است و عائشہ صدیقہ رض صدیق رض و فاروق رض را بترویج اسلام وصف کردہ جائی کہ گفتہ مَا رَاٰی نُقْطَۃً اِلَّا طَارَ اَبِیْ بِحَظِّہَا وَغَنَائِہَا فِی الْاِسْلَامِ و ابن مسعود رض سوابق اسلامیہ فاروق رض تقریر کردہ است جائی کہ گفتہ مَا زِلْنَا اَعِزَّۃً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ و حذیفہ بن الیمان حسن قیام بحقوق خلافت بیان کردہ است بجائے کہ گفتہ کَانَ الْاِسْلَامُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ کَالرَّجُلِ الْمُقْبِلِ لَا یَزْدَادُ اِلَّا قُرْبًا فَلَمَّا قُتِلَ عُمَرُ رض کَانَ کَالرَّجُلِ الْمُدْبِرِ لَا یَزْدَادُ اِلَّا بُعْدًا و عبد اللہ بن عمر رض جہد در عبادت و زہد بیان نمودہ جائے کہ گفتہ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجَدَّ وَ اَجْوَدَ

کہ اکثر صحابہ رض اور تابعین نے شیخین رض کی افضلیت کو مبہم بیان کیا ہے اور خصال محمودہ میں کسی خاص خصلت پر انحصار نہیں کر دیا ہے۔ جس روش پر ہم نے ذکر کیا ہے نوع پنجم میں سنت سنیۃ اور ان فقہاء کے مسلک کے تحت جو عمدہ ذہانت کے ساتھ مخصوص ہیں انھوں نے اپنے سیاق کلام میں اُن وجوہ چہارگانہ میں سے کسی وجہ کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ علی مرتضیٰ رض نے خلافت کے مضبوط کرنے اور ترویج دین کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں کہ یہ فرمایا گیا خلیفہ بنائے گئے ابوبکر رض اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ابوبکر رض پر (نظم خلافت کو) قائم کیا اور جمے رہے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمر رض انھوں نے (نظم) قائم کیا اور جمے رہے یہاں تک کہ دین نے اپنی گردن ٹیک دی (یعنی جزئیات دین واضح ہو گئیں اور کوئی بات خفا میں نہ رہی) اور آخرت میں ان کے بلند مقامات کی طرف اشارہ کیا ہے جس جگہ حضرت فاروق رض کی تعریف میں یہ فرمایا کہ اب دنیا میں کوئی ایسا نہیں رہا جو میرا ایسا پسندیدہ ہو کہ اس کے جیسے اعمالنامے کے ساتھ میں اللہ سے ملنا چاہوں جیسے اس چادر میں لپٹے ہوئے شخص کے ہیں۔ اور حضرت صدیق رض کے سوابق اسلامیہ کو اُن کی وفات کے دن بہت واضح عبارت میں بیان کیا ہے۔ اور عائشہ صدیقہ رض نے صدیق رض اور فاروق رض کی تعریف میں ترویج اسلام کا وصف بیان کیا جس جگہ یہ کہا کہ کوئی نقطہ بھی نہیں دیکھا مگر میرے باپ اُس کی طرف اُڑ کر پہنچے اسلام کی طرف اُن کا بڑا حصہ اور کارِ لائق توجہ ہونے کی وجہ سے۔ اور ابن مسعود رض نے فاروق رض کے سوابق اسلامیہ کی تقریر کی جہاں یہ کہا جب سے عمر رض اسلام لائے ہم برابر عزت سے رہے۔ اور حذیفہ بن یمان رض نے حقوق خلافت پر حسن قیام کا ذکر کیا جس جگہ یہ ذکر کیا کہ اسلام عمر رض کے زمانہ میں آنے والے شخص کی مانند تھا کہ اُس کا قرب برابر بڑھتا ہی رہتا ہے۔ پھر جب عمر رض قتل ہو گئے تو اس شخص کی مانند ہو گیا جو پیٹھ پھیر کر جانے والا ہو کہ اُس کا بُعد برابر بڑھتا رہتا ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر رض نے عبادت اور زہد میں جد و جہد کا بیان کیا، جس جگہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (عبادت میں) بہت کوشش اور بہت

من عمر حتے انتہی و علی ہذا القیاس اکثر فقہاء صحابہ اشارہ بیکی ازان خصال اربع یا دو یا سہ ازآن کردہ است و این معنی بادنی تأمل از مقالات ایشاں فہمیدہ میشود باقی ماند آنکہ فقہای صحابہ باوصاف دیگر نیز بیان افضلیت کردہ اند از آنجملہ علم است اخرج الدارمی عن ابن مسعود ما سلک عمر طریقا الا وجدناہ سہلا و اخرج الدارمی عن حذیفۃ قال انما یفتی الناس ثلثۃ رجل امام و رجل یعلم ناسخ القرآن من المنسوخ قالوا یا حذیفۃ و من ذلک قال عمر بن الخطاب او احمق متکلف و اخرج الدارمی عن عمرو بن میمون انہ قال ذہب عمر بثلثی العلم فذکر لابراہیم فقال ذہب بتسعۃ اعشار العلم و باین خصلت در حدیث نیز اشارہ واقع شدہ است قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علے لسان عمر و قال لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فانہ عمر و قال بینا انا نائم اتیت بقدح من لبن فشربت منہ حتے انی لأری الری یخرج من اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولتہ قال العلم لیکن در حدیث شریف این خصلت را در تحقیق و تاکید معنی قرب باطن و محدثیت سر دادہ اند و مراد از آن علم وہبی است کہ بفیضان حاصل شود و مراد قوم علم کتاب و سنت است و اہتدا بطرق استنباط از آن و از آنجملہ اخلاق قویہ است کہ در جبلت آدمی نہادہ اند و در حقیقت کافر و مسلم متقی و فاسق ہمہ

عطا کرنے والا عمرؓ سے زیادہ نہیں دیکھا زمانہ وفات تک۔ علی ہذا القیاس اکثر فقہائے صحابہؓ نے ان خصائل اربعہ میں سے ایک یا دو یا تین کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بات اُن کے مقالات میں تھوڑا سا تأمل کرنے سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ فقہائے صحابہؓ نے دوسرے اوصاف سے بھی اُن کی افضلیت بیان کی ہے۔ اُن میں سے ایک علم ہے۔ دارمی نے روایت لی ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ عمرؓ نے کوئی طریقہ جاری نہیں کیا مگر ہم نے اس کو آسان پایا۔ اور دارمی نے روایت کیا حذیفہؓ سے، کہا کہ لوگوں کو صرف تین قسم کے لوگ فتوے دیتے ہیں، کوئی شخص امام ہو اور ایسا شخص جو ممتاز کرلیتا ہو قرآن کے ناسخ کو منسوخ سے۔ لوگوں نے کہا کہ اے حذیفہؓ ایسا کون ہے؟ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب۔ یا احمق تکلف کرنیوالا (یعنی آیت یا حدیث کے مصداق میں کھینچ تان کرنے والا)۔ اور دارمی نے روایت کیا عمرو بن میمون سے کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ یہ قول ابراہیم نخعیؒ سے ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ دس میں سے نو حصے لے گئے۔ اور اس خصلت کی طرف حدیث میں بھی اشارہ واقع ہوا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے حق کو عمرؓ کی زبان پر (قائم) کردیا ہے۔ اور فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے (یعنی اہل کشف) بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں اب میری اُمت میں اگر کوئی ایسا ہے تو عمرؓ ہے۔ اور فرمایا کہ ایسے وقت جب کہ میں سو رہا تھا مجھے ایک دودھ کا پیالہ دیا گیا۔ میں نے اس کو پیا یہاں تک کہ میں اُس سے تروتازگی کا اثر دیکھ رہا تھا کہ میرے ناخنوں میں سے نکل رہا ہے، پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمرؓ بن الخطاب کو دیدیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی، فرمایا کہ علم۔ لیکن حدیث شریف میں اس خصلت کو قرب باطن اور محدثیت کے معنے کی تحقیق و تاکید میں داخل فرمایا گیا ہے اور اس سے مراد علم وہبی ہے جو کہ فیضان سے حاصل ہو اور قوم کی مراد کتاب و سنت کا علم ہے اور استنباط کے طریقوں سے (کام لے کر) ہدایت حاصل کرنا۔ اور اُن میں سے وہ اخلاق قویہ ہیں جو انسان کی جبلت میں رکھدیئے ہیں اور در حقیقت کافر اور مسلم اور متقی و فاسق سب

www.kitabghar.org

بآن اخلاق فائز میشوند لیکن در سابقین مقربین
ممد کمالات معنوی ایشان میگردد و معین در
اتمام حقوق خلافت میشود و در غیر ایشان بچیزی
از کمالات ممد و معین نہ قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لما سُئِل عن الاکرم عَنْ مَعَادِنِ العرب
تسئلونی خیارہم فی الجاھلیۃ خیارہم فی الاسلام
اذا فقھوا و عقل در می یابد کہ صدور افعال از منبع
اخلاق است ہر کرا خُلق قوی افعالِ او محکم و متین
ظاہر خواہند شد و تحقیق درین باب آنست کہ در
خلافت خاصہ اوصاف چند است از کمالات کسبیہ
کہ در شریعت مدارِ فضائل آن را نہادہ اند و آن اوصاف
ہفتگانہ است کہ از لوازم خلافت خاصہ شمردیم
و اوصاف چند است از کمالات جبلیہ کہ مدار خلافت
راشدہ آن را دانستہ اند مانند قریشیت و سمع و بصر
و شجاعت و کفایت و اوصاف چند است از کمالات
جبلیہ کہ حُسن سیادت قوم موقوف است بر آن
صحابہ و تابعین در وقت مشورہ خلافت و وقت
ثنای خلفاء ذکر آن اوصاف کردہ اند صدیق اکبرؓ
فاروقِ اعظمؓ را اقوی میگفت و فاروقِ اعظمؓ حضرت
صدیقؓ را افضل میگفت پس افضل عبارت است
از زیادتِ فضائلِ شرعیہ کہ صدیقیت و شہیدیت
از آن قبیل است و سوابق اسلامیہ نیز از آن
جملہ و اقوٰی عبارت است از زیادت اخلاق
جبلیہ کہ معین بر احکام خلافت و ممد بر حسن سیاست
امت توانند بود روایتے چند ازین باب بنویسیم
اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن ابن عباسؓ
قال بینا انا امشی مع عمر یوما اذ تنفس نفسا
ظننت انہ قد قضبت اضلاعہ فقلت
سبحان اللہ

ان اخلاق سے بہرہ مند ہوتے ہیں لیکن سابقین مقربین میں یہ ان کے
باطنی کمالات کے لئے ممد و معاون ہوتے ہیں اور حقوق کی تکمیل میں
ان سے مدد پہنچتی ہے اور دوسرے لوگوں میں کوئی ایسی چیز جو کہ
کمالات میں ممد و معین بنے موجود نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ سے پوچھا گیا' تم مجھ سے سوال کرتے ہو
عرب کے خاندانوں میں بزرگتر کے بارے میں (تو سمجھ لو) کہ ان
میں سے جو جاہلیت کے زمانہ میں (یعنی قبل از اسلام) اچھے تھے وہی
اسلام کے دَور میں بھی اچھے ہیں جب کہ وہ (دین میں) فہم سے کام
لیتے ہوں۔ عقل اس کو باور کرتی ہے کہ افعال کے صادر ہونے کا
تعلق منبع اخلاق سے ہے جس کا خُلق قوی تر ہوگا اُس سے افعال بھی
مضبوط اور سنجیدہ ظاہر ہوں گے۔ اور اس بارے میں تحقیق یہ
ہے کہ خلافتِ خاصّہ میں چند اوصاف تو ہیں کمالاتِ کسبیہ میں سے کہ
شریعت میں مدارِ فضائل اُن پر رکھا ہے اور یہ وہی ساتوں اوصاف
ہیں جن کو خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے ہم نے شمار کیا ہے اور
چند اوصاف ہیں کمالاتِ جبلیہ میں سے کہ خلافتِ راشدہ کا مدار
اُن پر رکھا ہے، جیسے قریشیت اور سمع و بصر اور شجاعت و کفایت۔
اور کمالاتِ جبلیّہ میں سے چند اوصاف ایسے ہیں کہ عمدگی کے ساتھ
قوم پر حکمرانی کرنا اُن پر موقوف ہے۔ صحابہؓ و تابعین نے خلافت
کے مشورے کے وقت اور خلفاء کی تعریف و توصیف کے وقت اُن
اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ صدیق اکبرؓ فاروقِ اعظمؓ کو اقوٰی کہہ
رہے تھے اور فاروقِ اعظمؓ حضرت صدیقؓ کو افضل کہہ رہے
تھے۔ تو افضل عبارت ہے فضائلِ شرعیہ کی زیادتی سے کہ صدیقیت
اور شہیدیت اسی قسم میں سے ہیں اور تمام سوابقِ اسلامیہ اسی میں
داخل ہیں اور اقوٰی عبارت ہے اخلاقِ جبلیہ کی زیادتی سے جو کہ
خلافت کے مستحکم کرنے پر معین اور اُمت پر عمدگی کے ساتھ سیاست
پر ممد ہو سکتے ہیں۔ اس بابت متعلق چند روایتیں لکھتے ہیں۔ ابو عمر
نے استیعاب میں روایت کیا ہے ابن عباسؓ سے کہ ایک دن میں عمرؓ
کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ اُنھوں نے کچھ اس طرح سانس لیا کہ جیسے
اُن کی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ اے امیر المؤمنین

واللہ ما اخرج ہٰذا منک یا امیر المؤمنین الا امر عظیم۔ قال ویحک یا ابن عباس ما ادری ما اصنع بامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ قلت ولم وانت بحمد اللہ قادر ان تضع ذٰلک مکان الثقۃ۔ قال انی اراک تقول ان صاحبک اولی الناس یعنی علیاً۔ قلت اجل واللہ انی لاقول ذٰلک فی سابقتہ و علمہ و قرابتہ و صہرہ۔ قال انہ کما ذکرت ولکنہ کثیر الدعابۃ۔ قلت فعثمان۔ قال واللہ لو فعلت لجعل بنی ابی معیط علی رقاب الناس یعملون فیہم بمعصیۃ اللہ واللہ لو فعلت لفعل و لو فعل لفعلوا فوثب الناس الیہ فقتلوہ۔ قلت طلحۃ بن عبید اللہ۔ قال الاکیسع[1] ہو ازہی من ذٰلک ما کان اللہ لیرینی اولیہ امر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی ما فیہ من الزہو۔ قلت الزبیر بن العوام۔ قال اذا کان یلل یلاطم الناس

واللہ آپ کے اندر سے یہ سانس تو کسی بڑے امر نے نکالا ہے۔ فرمایا اے ابن عباسؓ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کروں (یعنی کس کے سپرد کروں) میں نے کہا اور کیوں (اس سے آپ پریشان ہوتے) جب کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر قادر ہیں کہ اس امر (خلافت) کو قابلِ وثوق ثقہ شخص کے سپرد کردیں۔ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو خیال کررہا ہے کہ تیرا ساتھی (یعنی علیؓ) سب سے زیادہ قریب ہے اس امر سے۔ میں نے کہا ہاں واللہ میں ان ہی کا خیال کررہا ہوں اُن کے سابق ہونے کی وجہ سے (اسلام لانے پر) اور ان کے علم کی وجہ سے اور ان کی (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) قرابت کی وجہ سے اور آپ کا داماد ہونے کی وجہ سے۔ فرمایا کہ جیسا تو نے بیان کیا وہ ایسا ہی ہے مگر وہ بہت مزاح کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر عثمانؓ۔ تو کہا واللہ اگر میں نے ایسا کردیا تو وہ ابو مُعَیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا جو اُن میں اللہ کی معصیت کے کام کریں گے واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور یہی کریگا اور جب وہ یہ کرے گا تو (اولادِ ابو معیط) ضرور (غلط کاریاں) کریں گے۔ پھر (نتیجہ یہ ہوگا کہ) لوگ عثمانؓ پر حملہ کرکے اُسے قتل کردیں گے۔ میں نے کہا طلحہؓ بن عبیداللہ کو تجویز کرلیجیے تو فرمایا کہ اُکیسع[1] سے وہ اور آگے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ نہ کرے کہ میری یہ رائے ہوجائے کہ میں اُمتِ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم پر اس کو والی بنادوں۔ اور وہ اپنی اُسی بڑائی جتانے کی صفت پر ہو۔ میں نے کہا تو زُبیرؓ بن العوام کو تجویز کرلیجیے۔ فرمایا کہ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ (اہم کاموں کو چھوڑ کر) صاع اور مُد کے سلسلہ میں لوگوں کو تھپڑ

---

[1] طلحہؓ بن عبیداللہ حضرت عثمانؓ کے مخالفین میں ابتداءً شامل ہوگئے تھے۔ پھر جُدا ہوگئے اور کہا ندمتُ ندامۃ الکُسَعی یعنی میں کُسَعی کی طرح (عثمانؓ کے بارے میں) شرمندہ ہوں؛ اُنھوں نے بھی اپنے حق میں خود ہی محاورہ استعمال کیا۔ کسی ایک شخص تھا بنی الکسع قبیلہ کا اس کا نام محارب ابن قیس تھا عرب لوگ شرمندگی اور ندامت میں اسی کی مثال لاتے ہیں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اس نے ایک عمدہ کمان بنائی تھی اور وہ بڑا تیر انداز تھا رات کو تاریکی میں بیٹھ کر راستے گدھوں کو تیر مارے اور ہر ایک تیر گدھے میں سے پار ہوکر پہاڑ کے پتھر پر لگا اس میں سے آگ نکلتی رہی وہ یہ سمجھا کہ میرے تیروں نے خطائی اور نشانے پر نہ لگے اور غصہ میں آکر کمان توڑ ڈالی یا اپنی انگلی کاٹ ڈالی۔ جب صبح کی روشنی ہوئی تو دیکھتا ہے کہ سب گدھے خون آلود پڑے ہیں اور تیر اُن کے پار ہوکر خون میں لتھڑے ہوئے ہیں اس وقت اس کو سخت ندامت ہوئی۔ اس روز سے یہ مثل ہوگئی۔ (لغات حدیث) یہاں بھی یہی مطلب ہے کہ طلحہؓ جذبات کی رَو میں بہہ کر غلط کام کرجانے والا اور پھر پچھتانے والا شخص ہے۔ واضح رہے کہ ان روایات کے پیشِ نظر ہمیں ان بزرگوں کے بارے میں بُری رائے قائم کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے ان کے محاسن کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ طلحہؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اُحد کے دن اپنے جسم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ آپ کو بچانے کے لئے چوبیس زخم کھائے۔ ۱۲۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

فی الشّارع والله قلتُ سعد بن ابی وقاص قال لیس بصاحب ذٰلک صاحبُ مِقنَبٍ یقاتلُ فیه قلتُ عبدالرحمٰن بن عوف قال نِعمَ الرجلُ ذکرتَ ولکنّه ضعیفٌ عن ذٰلک واللهِ یا ابنَ عباس مایَصلح لهٰذا الامرِ اِلّا القویُّ فی غیرِ عُنفٍ اللّینُ فی غیرِ ضعفٍ الجوادُ فی غیرِ سَرَفٍ المُمسِک فی غیرِ بُخلٍ قال ابن عباس کانَ واللهِ عمر کذٰلک واخرج ابو عمر فی الاستیعاب قیل لابن عباس اَخبِرنا عن اصحاب رسولِ الله صلی الله علیه وسلم اخبرنا عن اَبی بکر قال کانَ واللهِ خیرًا کلّه مع حِدّةٍ کانت فیه قلنا فعُمر قال واللهِ کانَ کیِّسًا حَذِرًا کالطیر الّذی قد نُصِبَ لهٗ فهو یراه ویخشٰی ان یَقعَ فیه مع العُنفِ وشِدّةِ السّیاقِ قلنا فعثمانَ قال واللهِ کان صوّامًا قوّامًا من رجلٍ غَلَبتهٗ رَقدتُه قلنا فعلیٌّ قال کانَ واللهِ قد مُلِئَ عِلمًا وحِلمًا من رجلٍ غَرّتهُ سابقتُه وقرابتُه فقلّما اَشرَفَ علٰی شیءٍ من الدّنیا اِلّا فاتَه واخرج ابو عمر فی الاستیعاب قولَ عثمانَ هل استطیعُ اَن اکونَ مثل لقمانَ الحکیم واخرج ابو یوسف عن ابی الملیح بن اُسامة الہذلی قال خطبَ عمرُ بن الخطّاب فقال اَیُّها الرِّعاء اِنّ لنا علیکم حقَّ النّصیحةِ بالغیبِ والمعونةَ علی الخیرِ اَیُّها الرِّعاءُ اِنّه لیس من حلمٍ اَحبَّ الی اللهِ ولا اَعمَّ نفعًا من حِلمِ امامٍ ورِفقِه ولیس من جہلٍ اَبغضَ الی اللهِ واعمَّ ضررًا من جہلِ امامٍ وخُرقِه وانّه من یاخذ

مارتا پھرتا رہے گا۔ میں نے کہا کہ سعدؓ بن ابی وقاص کو تجویز کر لیجیے۔ فرمایا کہ وہ اس کے اہل نہیں وہ تو سواران جنگ پر افسری کے قابل ہے کہ قتال کیا کرے۔ میں نے کہا تو عبدالرحمٰن بن عوف کو تجویز کر لیجیے۔ فرمایا کہ بہت اچھا شخص ہے جس کا تو نے ذکر کیا۔ لیکن وہ اس کام میں کمزور رہے گا۔ واللہ اے ابن عباسؓ اس امر کے قابل وہی شخص ہے جو قوی ہو بغیر اس کے کہ تند خو ہو، نرم ہو بغیر اس کے کہ کمزور ہو، جواد ہو بغیر فضول خرچی کے، مال کو روکنے والا ہو بغیر بخل کے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ عمرؓ ایسے ہی تھے۔ اور ابو عمر نے استیعاب میں روایت کیا کہ ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ ہمیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنائیے، ہمیں ابوبکرؓ کے حالات بتائیے تو کہا کہ واللہ وہ مکمل خیر ہی خیر تھے باوجود اس بات کے کہ ان میں تیزی تھی۔ ہم نے کہا اور عمرؓ کیسے تھے تو انھوں نے کہا واللہ بڑے ہوشیار محتاط تھے اس پرندے کی طرح جس کے لئے جال بچھایا گیا ہو اور وہ اس کو دیکھتا ہو اور ڈر رہا ہو کہ اس میں پھنس جائے باوجود سخت مزاجی کے اور تیزی سے آگے بڑھنے کی عادت کے۔ ہم نے کہا عثمانؓ کا کیا حال تھا؟ کہا کہ بہت روزے رکھنے والے بہت نماز پڑھنے والے ایسے حال میں بھی کہ جیسے کسی شخص پر نیند کا غلبہ ہو رہا ہو۔ ہم نے کہا کہ علیؓ کا حال بتائیے کہا واللہ وہ علم اور بردباری سے بھرے ہوئے تھے، ان کی شان اس شخص سے بالا و برتر تھی کہ اس میں سوابق اسلامیہ کی صفت یا اس کی قرابت کا امتیاز غرور پیدا کر دے جب کبھی ان کو متاع دنیا حاصل کرنے کا موقع ملا اس کو چھوڑ دیا۔ اور ابو عمر نے استیعاب میں حضرت عثمانؓ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ کیا میں یہ استطاعت رکھتا ہوں کہ مثل لقمان حکیم کے ہو جاؤں۔ اور روایت کیا ابو یوسف نے ابو الملیح بن اسامۃ الہذلی سے بیان کیا کہ خطبہ دیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ اے حاکمو بیشک تمہارے اوپر ہمارا حق ہے پیٹھ پیچھے خیر خواہ رہنے اور خیر پر مدد کرنے کا۔ اے حاکمو (یاد رکھو) حلم سے زیادہ کوئی صفت اللہ کو پسند نہیں اور امام کے حلم اور اس کی نرمی سے کوئی چیز عام نفع نہیں رکھتی اور امام کے جہل اور اس کے حمق سے زیادہ کوئی چیز عام ضرر نہیں رکھتی اور جو شخص ان لوگوں کے حق میں

www.kitabghar.org

بالعافية فيما بين ظهرانيه يعطى العافية
من فوقه ۔ واخرج ابو يوسف عن مسعر عن
رجل عن عمر قال لا يقيم امر الله الا رجل
لا يضارع ولا يصانع ولا يتبع المطامع
ولا يقيم امر الله الا رجل لا ينتقص غربه
ولا يكظم في الحق على حزبه ۔ وذكر المحب
الطبري عن ابي بكر العنسي قال دخلت مع
عمر وعثمان وعلي مكان الصدقة فجلس
عثمان في الظل يكتب وقام علي على
رأسه يملي عليه ما يقول عمر وعمر قائم في
الشمس في يوم شديد الحر عليه بردتان
سوداوان متزر بواحدة وقد وضع
الاخرى على رأسه وهو يتفقد ابل
الصدقة يكتب الوانها واسنانها
فقال علي لعثمن اما سمعت
قول ابنة شعيب في كتاب الله
عز وجل يا ابت استأجره ان
خير من استأجرت القوي الامين
واشار الى عمر وقال هذا
القوي الامين ۔ وعن عروة بن رويم
اللخمي قال كتب ابن الخطاب
الى ابي عبيدة بن الجراح كتابا يقرأه على
الناس بالجابية اما بعد فانه لا يقيم
امر الله في الناس الا حصيف
العقدة بعيد الغرة ولا يطلع
الناس منه على عورة ولا يحنق
في الحق على حرّة

معافی و درگزر اختیار کرے گا جو اس کے آگے کھڑے ہوتے ہیں اُس کو (اُس کی خطاؤں پر) معافی اُس کے اوپر سے (یعنی اللہ کی طرف سے) عطا کی جائیگی۔ اور ابو یوسفؒ نے روایت کی مسعر سے انھوں نے ایک اور شخص سے روایت کی کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو قائم نہیں کرسکتا مگر وہ شخص جو لاگ لپیٹ کرنیوالا نہ ہو (جو لوگوں کے مناسب ومشابہ طبع باتیں کرنے لگے) اور نہ مصنوعی افعال کرنے والا ہو اور نہ مقامات طمع کے پیچھے پڑے اور نہیں قائم کرسکتا اللہ کے امر کو مگر وہ شخص جس کے ڈول میں اوچھاپن نہ ہو (یعنی خلق خدا کی فیض رسانی میں کوتاہی کرنے والا نہ ہو) اور اپنی جماعت پر حق کے بارے میں خاموشی نہ اختیار کرے۔ اور محب طبری نے ذکر کیا بروایت ابوبکر عنسی کہا کہ میں داخل ہوا عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے ساتھ صدقہ کے (جانوروں کے) مقام میں تو عثمانؓ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے اور علیؓ ان کے سر پر کھڑے ہوئے ان کو بولتے جاتے تھے جو عمرؓ فرماتے رہتے تھے اور عمرؓ دھوپ میں کھڑے ہوتے تھے۔ سخت گرمی کا دن تھا اور ان کے بدن پر سیاہ رنگ کی دو چادریں تھیں ایک کو لنگی بنا رکھا تھا دوسری کو اوڑھ رکھا تھا (اور سیاہ کپڑا دھوپ کی تیزی سے بہت زیادہ گرم ہوجاتا ہے) اور صدقے کے اونٹوں کو بغور دیکھتے جاتے اور ان کے رنگ اور دانت لکھواتے جاتے تھے تو علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کیا تم نے نہیں سنا شعیب کی بیٹی کا قول کتاب اللہ عزوجل میں یا ابت استأجره الخ (۲۸:۲۶) اے ابا ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ ہے جو قوی اور امانت دار ہو اور عمرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہے قوی امین۔ اور عروہ بن رویم اللخمی سے مروی ہے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو عبیدہ بن الجراح کو یہ خط لکھ کر جابیہ بھیجا کہ اس کو لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ بعد حمد وصلوٰۃ لوگوں میں اللہ کے امر کو قائم نہیں کرسکتا مگر وہ شخص جو پختہ عقل و تدبیر والا ہو، غفلت سے دور رہنے والا ہو۔ لوگ اس کے کسی عیب پر مطلع نہ ہوں (یعنی عیاناً قابل گرفت کام نہ کرتا ہو) اور حق کے بارے میں لوگوں سے غضبناک نہ ہو بربنا ننگ لٰہ و ناموس اللہ کے

ل یہ ترجمہ حضرت مصنفؒ کی روایت اور تشریحی نوٹ کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں علی جرّۃ ہے جیم کسرہ کے ساتھ جِرّۃ اس کو کہتے ہیں جو اونٹ جگالی کرتے وقت پیٹ سے نکالتا ہے۔ اب معنے یہ ہوں گے کہ ہوائے نفس کے اتباع سے حق کے بارے میں غضبناک نہ ہو ۱۲ مترجم

ولا یخاف فی اللہ لومۃ لائم والسلام وفی روایۃ ولا یحابی فی الحق علی قرابۃ مکان ولا یحنق فی الحق علی حرّۃ قلت والحرّۃ ما یحافظ علیہ الاحرار من الحمایۃ لقراباتہم والانفۃ عن ما یخل فی قدرہم وعن محمد ابن علی بن الحسین عن مولی لعثمان بن عفان قال بینا انا مع عثمان فی مال لہ بالعالیۃ فی یوم صائف اذ رأی رجلا یسوق بکرین وعلی الارض مثل الفراش من الحر فقال عثمان ما علی ہذا لو اقام بالمدینۃ حتی یبرد ثم یروح ثم دنی الرجل فقال انظر من ہذا فنظرت فقلت اری رجلا معتما بردائہ یسوق بکرین ثم دنی الرجل فقال انظر فنظرت فاذا ہو عمر بن الخطاب فقلت ہذا امیر المؤمنین فقام عثمان فاخرج رأسہ من الباب فاذا لفح السموم فاعاد رأسہ حتی اذا حاذاہ قال ما اخرجک ہذہ الساعۃ فقال بکران من ابل الصدقۃ تخلفا وقد مضی بابل الصدقۃ فاردت ان الحقہما بالحمی وخشیت ان یضیعا فیسألنی اللہ عنہما فقال عثمان یا امیر المؤمنین ہلم الی الماء والظل ونکفیک

بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرے، والسلام اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حق کے بارے میں درگزر نہ کرے قرب مکان (یعنی پڑوسی) کی بنا پر اور حق کے بارے میں لوگوں سے غضبناک ہو بربنائے ننگ ناموس۔ میں کہتا ہوں کہ حرّۃ اس چیز کو کہتے ہیں جس کی احرار پابندی اور خیال رکھتے ہیں اپنی قرابت اور ننگ عار کی وجہ سے ایسے امور سے بچنا ضروری سمجھتے ہیں جو ان کی قدر و منزلت میں خلل انداز ہوں۔ مروی ہے محمد بن علی بن الحسین سے وہ روایت کرتے ہیں ایک مولیٰ (آزاد کردہ) عثمانؓ بن عفان سے۔ بیان کیا کہ میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ اُن کے کچھ مال کے سلسلہ میں ایک سخت گرمی کے دن (مدینہ طیبہ کی جانب شرق کے ایک مقام) عالیہ میں تھا، کہ عثمانؓ نے ایک (دور سے آنے والے) شخص کو دیکھا جو کہ دو جوان اونٹوں کو ہنکاتا ہوا آرہا ہے اور حال یہ تھا کہ زمین کے اوپر سخت حرارت کی وجہ سے پروانوں کی مانند چنگاریاں اُٹھتی ہوئی نظر آرہی تھیں، تو عثمانؓ نے کہا کہ کیا ہوا اس شخص کو (ایسی سخت فضا میں چلا آرہا ہے) اس کو ٹھنڈا وقت ہو جانے تک شہر میں ٹھہرنا چاہیئے تھا پھر شام کو نکلتا۔ پھر وہ شخص کچھ اور قریب ہوا تو مجھ سے کہا کہ دیکھ تو سہی یہ کون ہے میں نے غور سے دیکھا اور کہا ایک ایسا شخص نظر آرہا ہے جو اپنی چادر کو سر پر عمامہ کے طور پر باندھے ہوئے ہے اور دو اونٹوں کو ہنکار رہا ہے۔ پھر وہ اور قریب ہوا تو عثمانؓ نے کہا پھر دیکھ تو میں نے دیکھا کہ وہ تو عمرؓ بن الخطاب ہیں۔ میں نے عثمانؓ سے کہا کہ یہ تو امیر المومنینؓ ہیں۔ تو عثمانؓ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے اپنا سر دروازے سے باہر نکالا ہی تھا کہ لو کا ایک جھونکا لگا تو پھر سر کو اندر کر لیا۔ یہاں تک کہ جب عمرؓ ان کے برابر آگئے تو اُن سے کہا کہ ایسے وقت میں کس چیز نے آپ کو باہر نکالا تو فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں میں کے دو اونٹ پیچھے رہ گئے تھے اور باقی سب آگے بڑھ گئے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کو محافظوں تک پہنچا دوں اور مجھے یہ ڈر ہو گیا کہ اگر یہ دونوں ضائع ہو گئے تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے باز پرس کریگا۔ پھر عثمانؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ پانی اور سایہ کی طرف آجایئے اور یہ کام ہمارے سپرد کر دیجئے۔

۳۵

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

قال عُدْ الیٰ ظِلّکَ و مضیٰ فقال عثمانُ مَن
اَحبَّ ان ینظر الیٰ القویّ الامین فلینظر الیٰ
ہٰذا اخرجہ الشافعیؒ فی مسندہ و اوصافِ چند
است از رعایتِ حقوقِ عباد و تورّع در آن کہ حضرت
مرتضیٰ بآن اوصاف تفضیل دادہ است شیخین رضؓ
را بر خود بلکہ جمیع فقہاء صحابہؓ و تابعین تفضیل
شیخین رضؓ بآن اوصاف رفتہ اند قال علیؓ
رضی اللہ عنہ سَبَقَ رسولُ اللہِ صلی اللہ
علیہ وسلم وصلّی ابوبکر و ثلّث عمرُ ثم خبطتنا
فتنۃٌ و قیل لعلیؓ آید خلانہا قبلک ای یدخل
ابوبکر و عمر الجنۃ قبلک فقال علیؓ
ای و الذی فلق الحبۃ و برء النسمۃ
لید خلانہا و انّی لمع معاویۃ موقوفٌ فی
الحساب۔

نکتۂ ثانیہ اگر سوال کنی کہ در کتاب اللہ
دو صفت را سببِ تفضیلِ بعضِ صحابہ بر بعض ساختہ
اند کہ سوابقِ اسلامیہ باشد و اوصافِ قربِ
معنوی کہ صدّیقیت و شہیدیت رمزی است از آن
و در سنتِ سنیّہ چہار خصلت را سبب تفضیلِ بعض
صحابہ بر بعض اختیار کردہ اند دو صفت متقدم
و دو دیگر یکے ارتفاعِ درجات در جنت و
تقدّم است روزِ حشر و دیگر قیام بموعودِ
خدائے تعالیٰ برائے پیغامبر خود صلی اللہ
علیہ وسلم و صحابہ اوصاف دیگر بر آن زیادہ
کردند یکے از آن علم بکتاب و سنّت است دیگر کفا
و حزم و حسنِ سیاستِ اُمّت سوم اجتناب
از شبہات در قتالِ مسلمین و در
رعایتِ بیت المال و مانند آن

جواب دیا کہ تم سایہ کی طرف واپس جاؤ اور چل دیئے۔ تو عثمان رضؓ نے
کہا کہ جو قوی امین کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کو
شافعیؒ نے اپنی مسند میں ذکر کیا۔ اور چند اوصاف ہیں حقوق عباد
کی رعایت اور ان میں تقوے کو قائم رکھنے سے متعلق کہ ان اوصاف
میں حضرت مرتضیٰ رضؓ نے شیخین رضؓ کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے، بلکہ تمام
فقہاء صحابہؓ و تابعین فضیلت شیخین رضؓ کے بیان میں ان اوصاف کی
طرف گئے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبقت کر گئے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھائی ابوبکر رضؓ نے (یعنی آپ کے خلیفہ
ہوئے) اور تیسرے مرتبہ پر رہے عمر رضؓ پھر ہم کو روند ڈالا فتنہ نے۔
اور پوچھا گیا علی رضؓ سے کیا یہ دونوں آپ سے پہلے داخل ہوں گے۔
سائل کی مراد یہ تھی کیا ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ جنت میں آپ سے پہلے جائیں گے
فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیج کو
پھاڑا (اور درخت بنایا) اور جان کو پیدا کیا وہ دونوں البتہ جنت
میں داخل ہو جائیں گے اور میں معاویہ رضؓ کے ساتھ موقف حساب میں
کھڑا ہوں گا۔

دوسرا نکتہ اگر تم یہ سوال کرو کہ کتاب اللہ میں دو صفتوں کو
بعض صحابہ کی بعض پر افضلیت کا سبب قرار دیا ہے یعنی سوابق
اسلامیہ اور اوصاف قرب معنوی کہ (الفاظ) صدیقیت اور شہیدیت
اُسی طرف اشارہ کرتے ہیں اور سنتِ سنیہ (یعنی احادیث) میں بعض
صحابہؓ کی بعض پر افضلیت کا سبب چار صفات کو اختیار کیا ہے، دو
صفات مذکورہ اور دوسری دو میں سے ایک ہے جنت میں اونچے
مقام پر ہونا اور روزِ حشر میں ان کا تقدم اور دوسری ہے ان کا
قیام ان فتوحات کے حصول کے لئے جن کا وعدہ حق تعالےٰ کی طرف سے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا اور صحابہ رضؓ نے اُن پر اور اوصاف
بڑھا دیئے۔ اُن میں سے ایک ہے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کا
علم اور دوسرا وصف ہے کفایت (یعنی مہمات امور میں کافی ہو جانا)
اور حزم (کہ غافل نہ ہو امور مہمہ کے تمام پہلوؤں پر اُس کی نظر ہو)
اور اُمت پر خوبی کے ساتھ سیاست کرنا اور تیسرا وصف ہے قتالِ مسلمین
اور بیت المال کی رعایت میں شبہات سے پرہیز کرنا۔ اور ان کے مانند

www.kitabghar.org

پس تطبیق درمیان ہر سہ چگونہ باشد گوئیم تطبیق درمیان این اختلاف موافق تطبیق فقہاء می باید کرد در اختلاف واقع در مسئلہ قتل در قرآن عظیم قسمت ثنائیہ فرمودہ اند کہ قتل یا عمد است یا خطاء و در سنت سنیہ قسمت ثلاثیہ تقریر نمودہ اند کہ قتل یا عمد است یا خطاء خالص یا خطای شبہ عمد و فقہای حنفیہ بقسمت خماسیہ قائل شدہ اند پس این قسمت ثلاثیہ را بقسمت ثنائیہ راجع ساختہ اند و خماسیہ را بثلاثیہ ہمچنین اینجا میگوئیم کہ دو صفت زائدہ در سنت راجع است بآن دو صفت مذکور در کتاب اللہ و تفصیل اوست و شرح و بیان اوست زیرا کہ ارتفاع مکان در جنت بسبب این دو خصلت است یا کمال نفسانی شخص بآن می رساند یا سعی در اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قیام بموعود خدای تعالی نوعی از سوابق اسلامیہ است زیرا کہ اصل در سوابق اسلامیہ اعانت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم در ترویج دین صلی اللہ علیہ وسلم و این گاہی در بدأ اسلام می باشد و گاہی در آخر آن بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برفیق اعلی و سہ صفت زائدہ در اقاویل صحابہ راجع است باین خصلت آخرہ کہ اتمام موعود آن حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم زیرا کہ اعانت باعتبار

دیگر صفات۔ تو ان تینوں (یعنی کتاب و سنت و اقوال صحابہ) کے درمیان تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس اختلاف میں تطبیق اسی طرح کر لیجائے جس طرح فقہاء اس اختلاف میں کرتے ہیں جو کہ مسئلہ قتل میں واقع ہوا۔ قرآن عظیم میں اس کو دو قسموں پر تقسیم فرمایا ہے کہ قتل یا عمداً ہے یا خطاءً اور سنت سنیہ میں تین قسمیں مقرر کی گئی ہیں کہ قتل یا عمداً ہے یا خطائے خالص یا خطائے شبہ عمد اور فقہاء حنفیہ پانچ قسموں[لہ] کے قائل ہوئے ہیں۔ تطبیق اس طرح کی گئی کہ قسمت ثلاثیہ یعنی تین کی تقسیم کو قسمت ثنائیہ یعنی دو قسموں والی تقسیم کی طرف راجع کیا اور خماسیہ یعنی پانچ والی تقسیم کو تین والی تقسیم کی طرف۔ اسی طرح ہم یہاں کہتے ہیں کہ سنت میں جو دو صفت زائدہ ہیں وہ ان دو صفت کی طرف راجع ہیں جو کتاب اللہ میں مذکور ہوئیں اور یہ ان کی تفصیل اور ان کی شرح اور بیان ہے کیونکہ جنت میں جو ارتفاع مکان ہے وہ ان ہی دو خصلتوں کے سبب سے ہے کہ یا تو کسی شخص کا کمال نفسانی وہاں پہنچا رہا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت میں سعی نے پہنچایا۔ اور قیام بموعود خدا تعالیٰ (یعنی مذکورہ بالا چوتھی صفت) سوابق اسلامیہ کی ایک نوع ہے۔ کیونکہ سوابق اسلامیہ میں جو بنیادی بات ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے دین میں اعانت ہے اور یہ کبھی اسلام کے شروع میں ہوتی ہے کبھی آخر میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد۔ اور اقوال صحابہ میں جو تین صفات زائد ہیں وہ اسی آخری خصلت یعنی موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا کرنے کی طرف راجع ہیں۔ کیونکہ اعانت کے (مختلف اعتبارات ہیں) باعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی

لہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قتل کی پانچ قسمیں حسب ذیل ہیں قتل عمد جس میں قاتل نے کوئی ہتھیار تلوار، خنجر، بندوق وغیرہ کا استعمال کیا ہو یا جو ان ہتھیاروں کے قائم مقام ہو جیسے دھاردار لکڑی یا آگ وغیرہ۔ قتل شبہ عمد جس میں قاتل نے کوئی ایسی شے استعمال نہ کی ہو جس کو ہتھیار کہا جائے یا جسم کو کاٹنے میں وہ ہتھیار کے قائم مقام ہو۔ قتل خطاء یہ ہے کہ کسی نے تیر یا بندوق وغیرہ کا نشانہ شکار کا جانور سمجھتے ہوئے لگایا مگر وہ آدمی تھا اس سے وہ ہلاک ہو گیا یا نشانے کی مشق کرتے ہوئے تیر یا گولی بڑھ کر آدمی کے جا لگی۔ چوتھی قسم ہے قتل جاری مجری الخطاء۔ جیسا کہ کوئی سوتا ہوا شخص کروٹ بدلتا ہوا دوسرے پر گر کر اس کو مار ڈالے۔ پانچویں قسم ہے قتل بالسبب جیسا کسی شخص نے کنواں کھودا کسی دوسرے کی مملوکہ زمین میں اور اس پر منڈیر نہ بنائی۔ اس میں مالک زمین اندھیرے میں چلتا ہوا گر کر فوت ہو گیا۔ آخری دونوں قسمیں قتل خطاء کی طرف راجع ہیں اور شبہ عمد قتل عمد کی طرف ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

ترویج علم آنحضرتؐ موقوف است بر اتساع علم کتاب و سنت و اجماعیات اجماع امت باعتبار کثرت فتوح و امن مسلمین از شر کفار موقوف است بر کفایت و حزم و حسن سیاست و باعتبار تعلیم زہد موقوف است بر اجتناب از شبہات کہ شان شیخین بود و چون دماء مسلمین اہم امور است تورع در آن بمزید اہتمام مخصوص گشت پس این ہمہ شرح و تفصیل سنت سنیہ است و سنت سنیہ شرح و تفصیل قرآن عظیم

سوال اگر گوئی کہ در اقوال صحابہؓ قرب نسب با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و وجاہت درمیان ناس و مانند آن از فضائل شمردہ اند و در قرآن عظیم نفی فضیلت باعتبار نسب و وجاہت بیان کردہ شد از فضائل حضرت ذی النورینؓ ذکر کردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو جگر پارہ خود را بوے تزویج فرمود از فضائل مرتضےؓ ذکر کردہ اند کہ ابن عم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بود و زوج بتول زہرا رضی اللہ عنہا و ہمچنین بعض فضائل جبلیہ مثل شجاعت و فصاحت در تضاعیف فضائل مرتضےؓ تقریر نمودہ اند پس تطبیق درمیان این دو قول مخالف چگونہ نمائیم۔

گوئیم فضائل دو قسم است یکے آنکہ در حد ذات خود فضیلت آدمی و سعادت اوست و تشبہ باپیغامبر بآن حاصل میشود از جہت پیغامبری و این قسم ہمان است کہ سنت سنیہ بآن تصریح و تلویح نمود قسم دوم آنکہ در حد ذات خود فضیلت معتبرہ در شرع نیست مثل نسب مصاہرۃ و قوت بدن و شجاعت دل و فصاحت لسان و وجاہت درمیان مردمان لہذا کافر و مسلمان را آن فضائل حاصل مے شود

ترویج کے موقوف ہے کتاب اللہ اور سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ تمام مسائل کے وسیع علم پر۔ اور اعانت باعتبار کثرت فتوحات اور شر کفار سے مسلمانوں کے مامون و محفوظ رہنے کے موقوف ہے کفایت اور حزم اور حسن سیاست پر اور اعانت باعتبار تعلیم زہد کے موقوف ہے اجتناب از شبہات پر جو کہ شیخینؓ کی شان تھی اور چونکہ مسلمانوں کا خون اہم امور میں سے ہے اسلئے اس کے بارے میں تورع و احتیاط کو مزید اہتمام کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔ الغرض یہ سب شرح و تفصیل ہے سنت سنیہ کی اور سنت سنیہ شرح و تفصیل قرآن عظیم کی۔

سوال اگر تم یہ کہو کہ اقوال صحابہؓ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب نسب کو اور لوگوں کے درمیان وجاہت کو اور اسی طرح کی صفات کو فضائل میں شمار کیا گیا ہے اور قرآن عظیم میں نسب و وجاہت کے اعتبار سے فضیلت کی نفی کی گئی ہے۔ حضرت ذی النورینؓ کے فضائل میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو لخت جگر (یعنی بیٹیاں) اُن کے نکاح میں دیدیں اور حضرت مرتضیٰؓ کے فضائل میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے اور حضرت (فاطمہ) بتول زہرا رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اور اسی طرح بعض فضائل جبلیہ کی جیسے شجاعت اور فصاحت ہے حضرت مرتضیٰؓ کے فضائل کی بہتات میں تقریر کی ہے۔ تو ان دو مخالف اقوال کے درمیان تطبیق کیسے کریں۔

ہم کہتے ہیں کہ فضائل دو قسم کے ہیں۔ ایک تو ایسے ہیں کہ اپنی حد ذات میں آدمی کی فضیلت اور سعادت ہوتے ہیں اور اُن کے سبب سے پیغمبر کے ساتھ بجہت پیغمبری تشبہ حاصل ہو جاتا ہے اور یہ قسم وہی ہے جس کی سنت سنیہ نے کہیں صراحت کی ہے اور کہیں اُس کی جانب اشارات کئے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے کہ اپنی حد ذات میں شرع کے نزدیک فضیلت اعتبار نہیں کئے گئے مثل نسب اور تعلق مصاہرت کے (یعنی داماد ہونے یا خسر ہونے یا سالا سالی ہونے کا تعلق) اور جسمانی قوت اور دلیری اور فصاحت لسان اور لوگوں کے درمیان وجاہت اس لئے کافر اور مسلمان (سب کو) یہ فضائل حاصل ہو جاتے ہیں،

www.kitabghar.org

متقی و فاسق ہر دو بآن متصف می توانند شد لیکن گاہی وسیلہ فضیلتے از فضائل معتبرہ در شرع میگردد و باین اعتبار می توان از فضائل مذکور ساخت مثلاً تزویج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگر پارۂ خود را متضمن عنایتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشانِ اوست و سُنۃ اللہ چنین جاری شدہ کہ صہرِ بہترینِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نگردانند مگر شخصے را کہ حالِ او در شرع محمود باشد الطّیّباتُ للطّیّبین و الطّیّبونَ للطّیّبات پس باین اعتبار بر بعض فضائل نفسانیہ دلالت میکند و ہمچنین ابنِ عم بودن سببِ عنایتِ آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبتِ او و اعتنا بتعلیم و تثقیفِ او و ہمچنین شجاعت و فصاحت گاہی صرف کردہ میشود در نصرتِ اسلام و اعلاءِ کلمۃ اللہ پس باین اعتبار بافضائلِ معتبرہ نسبتی پیدا میکند و چہ ما نا است باین مبحث بیت مولانا جلال الدین رومی قدس سرّہٗ

علم را بر تن زنی مارے بود
علم گر بر دل زنی یارے بود

پس اسقاطِ این صفات از درجۂ اعتبار باین معنی است کہ در حدِّ ذاتِ خود فضیلتِ معتبرہ نیست و اثباتِ این معانی در ذیلِ مناقب بآن معنی است کہ در مادۂ خاص وسیلہ کسبِ فضائلِ معتبرہ شد پس نام این چیزہا میگیرند و مُراد ہمان فضائلِ معتبرہ دارند و بونِ بائن است در منازلِ این دو قسم قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا پس اگر ثابت شود وجودِ فضائل از قسمِ اوّل قسمِ ثانی زیادہ رونقِ او خواہد افزود

متقی اور فاسق دونوں اُن سے مُتصف ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ کبھی اُن فضائل میں سے جو شریعت میں معتبر ہیں کسی فضیلت کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے کسی کا ذکر ان فضائل کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی جگر پارہ (صاحبزادی) کو نکاح میں دیدینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایتِ (خاصّہ) کو متضمن ہے۔ آپ کی شان کے مناسب بھی ہے اور سُنّت اللہ بھی یوں ہی جاری ہوتی ہے کہ بہترینِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داماد صرف ایسے ہی شخص کو بنائیں جس کا حال شرع میں محمود ہو۔ الطّیّباتُ للطّیّبینَ و الطّیّبونَ لِلطّیّباتِ۔ تو اس اعتبار سے بعض فضائلِ نفسانیہ پر دلالت کر دیتے ہیں (کہ وہ دلالتِ معتبرہ کو متضمن ہوتے ہیں) اور اسی طرح ابنِ عم (چچا کا بیٹا) ہونا اُن کی نسبت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کا سبب ہے اور اُن کی تعلیم و اصلاح کا۔ اور اسی طرح شجاعت و فصاحت کبھی نُصرتِ اسلام و اِعلاءِ کلمۃ اللہ میں صرف کی جاتی ہے تو اس اعتبار سے یہ صفات فضائلِ معتبرہ کے ساتھ نسبت حاصل کر لیتی ہیں۔ اور اس مبحث میں کس قدر مناسب بیت ہے مولانا رُومی قدس سرّہٗ کا۔ علم را بر تن زنی الخ۔ (ترجمہ) علم کو اگر تو تن پر مارے گا (یعنی علم کا مقصد تن پروری قرار دے گا) تو یہ ایک سانپ ہوگا (جو تجھے ہلاک کر دیگا) اور اگر علم کو دل پر مارے گا (یعنی اُس کو دل کی اصلاح کا ذریعہ بنائیگا کہ اس کو نورِ معرفت حاصل ہو جائے) تو وہ تیرا یار (و مددگار) ہوگا (تجھ کو نفس کے فریب اور شیطان کے جال سے باخبر کرتا رہیگا)۔ تو ان صفات کا درجۂ اعتبار سے ساقط کرنا اس معنے سے ہے کہ وہ اپنی حد ذات میں فضیلتِ معتبرہ میں سے نہیں ہیں۔ اور بذیلِ مناقب ان کا اثبات اس معنے سے ہوتا ہے کہ مادّۂ خاص میں یہ فضائلِ معتبرہ کے کسب کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ یوں کہیئے کہ نام تو ان چیزوں کا لیتے ہیں اور مُراد رکھتے ہیں وہی فضائلِ معتبرہ اور ان دونوں قسموں کے مواقع میں کُھلا ہوا بُعد ہے۔ قد جعل اللہ لکلِّ شیئٍ قدرا (اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر دیا ہے) تو اگر قسمِ اوّل کے فضائل کا وجود ثابت ہو جائے تو قسمِ ثانی اُس کی رونق بڑھا دے گی اور

www.kitabghar.org

دگواہی بر تحقق او خواہد داد و اگر قسمِ اوّل ثابت نشود یا دونِ مرتبۂ دیگران ثابت شود این فضائل در شریعت مرو را بالا نخواہد نشاند۔

مسلکِ رابع در اثبات افضلیتِ شیخینؓ از جہت ملازمتِ خلافتِ خاصہ افضلیت را و این مسلکے است دقیق المآخذ کہ محققین از صحابہ و غیر ایشان آن را اثبات نمودہ اند و باسالیبِ متعددہ بیانِ آن کردہ و اصل درین مسئلہ آنست کہ حقیقتِ خلافتِ خاصہ ارادۂ حق است تبارک و تعالیٰ اصلاحِ عالم را بوجہے کہ آن تلوِ اصلاحِ عالم است ببعثتِ انبیاء۔ چون عالم ممتلی شود بکفر و فسوق و تظالم مدبرِ حق جل شانہٗ شخصے را کہ جوہرِ نفسِ او اشبہ باشد بملائکہ مقربین برگزیند و از بطنانِ عرش ارادہ تعلیم آن شخص و شیوعِ علمِ او درمیان مردم پیدا شود و جبرئیلؑ را ندا کنند کہ فلان بندہ مرادِ حق است غلبۂ او بر عالم و جمع عالم بر انقیادِ علمِ او و باز شیوعِ علمِ او در آفاق و تہذیبِ نفوسِ بنی آدم بآن علمِ حق باز درہم شکستنِ مخالفانِ او و بعد از آن جبرئیلؑ ندا کند در ملکوتِ سموات الا ان اللہ احبّ فلانا فاحبّوہ پس ہمہ ملائکہ محبِ او شوند و لعنت بر مخالفانِ او نمایند و استغفار و طلبِ خیر برائے تابعانِ او کنند کما قال اللہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ

اُس کے تحقق پر گواہی دے گی۔ اور اگر قسمِ اوّل ثابت نہ ہو یا دوسروں سے کم مرتبہ ثابت ہو تو یہ فضائل شریعت میں اُس کو بلند مرتبہ پر نہیں بٹھائیں گے۔

مسلکِ چہارم افضلیتِ شیخینؓ کے اثبات میں اس جہت سے کہ خلافتِ خاصّہ کو افضلیت لازم ہے۔ اور یہ ایسا مسلک ہے جس کا ماخذ دقیق ہے۔ صحابہؓ اور غیر صحابہ میں سے جو محققین ہیں اُنھوں نے اس کو ثابت کیا ہے اور کئی اسلوب سے اس کا اظہار کیا ہے۔ اور اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ خلافتِ خاصّہ کی حقیقت اصلاحِ عالم کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارادہ ہے اس صورت کے ساتھ کہ وہ اِس اصلاحِ عالم کے مماثل ہو جو بعثتِ انبیاءؑ سے مقصود تھی۔ جب عالم کفر اور فسق اور ایک دوسرے پر ظلم سے بھر جاتا ہے تو مدبّرِ عالم حق جلّ شانہٗ ایک شخص کو جس کا جوہرِ نفس ملائکہ مقربین سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے شرفِ قبول عطا فرماتا ہے اور بطونِ عرش سے اُس شخص کی تعلیم دینے اور اس کے علم کو لوگوں میں شائع کرنے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اور جبرئیلؑ کو آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندہ مقبولِ حق ہے۔ مُرادِ حق ہے اُس کا غلبہ عالم پر اور اُس کے علم کی فرمانبرداری پر عالم کو جمع کرنا پھر اُس کے علم کو ہر طرف شائع کرنا اور اس علمِ حق کے ساتھ بنی آدم کے نفوس کو مہذّب بنانا پھر اس کے مخالفوں کو درہم برہم کر دینا۔ اس کے بعد جبرئیلؑ ندا کرتے ہیں آسمانوں کے فرشتوں کو کہ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں بندے کو اپنا محبوب بنایا ہے تم اُس سے محبت کرو۔ تو تمام فرشتے اُس کے مُحِب ہو جاتے ہیں اور اس کے مخالفین پر لعنت کرتے ہیں اور اس کی پیروی کرنے والوں کے لئے استغفار اور دُعائے خیر کرتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ الخ (م: ۷) جو فرشتے کہ عرشِ الٰہی کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اُس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے اس طرح استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت (عامّہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے سو ان لوگوں کو بخش دیجئے جنھوں نے (شرک و کفر سے) توبہ کر لی ہے اور آپ کے

www.kitabghar.org

اتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ
بعد از آن قبولِ او نازل شود در زمین و افواجِ ملائکہ سفلیہ باشاعتِ دینِ او و نصرِ موافقینِ او قائم شوند تا آنکہ مرادِ حق بکمال متحقق گردد این است حقیقت نبوت و چون نبی در عالم پیدا شود و جماعہ را مہذب گرداند و مرادِ حق از بعثت پیغامبر بکمال ظاہر نا شدہ ایامِ حیاتِ پیغامبر آخر شود کما قال عز من قائل وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ تدبیرِ الٰہی شخصے را بر خلافتِ او بگمارد از یارانِ او کہ اصلِ فطرت جوہر نفسِ او را نزدیک بجوہر نفسِ پیغامبر آفریدہ باشد چنانکہ حالِ مومنِ آلِ فرعون و مومنِ انطاکیہ دانستہ باشی بعد از آن آن عزیز در اعانتِ پیغامبر سعی بلیغ بتقدیم رسانیدہ باشد و در ضمنِ آن اعانت ہا رحمتِ الٰہی مکرر شاملِ حالِ او گشتہ باشد و نفسِ پیغامبر چندین بار نفسِ او را بقوتِ قدسیہ در گرفتہ باشد و چندین بار آن را زیر و زبر ساختہ تا آنکہ بواسطۂ نفسِ قدسیہ پیغامبر نفسِ او مستعدِ الہامِ الٰہی گردد کہ محدثیت و صدیقیت شعبہ است از آن آنگاہ تدبیرِ الٰہی در اتمامِ موعود برائے پیغامبر نفسِ این شخص را جارحۂ خود سازد و فوج فوج عنایتِ الٰہی در نفسِ قدسیۂ او فرو ریزند و مانندِ چراغ کہ در وسطِ خانہ نگاہ داشتہ باشند و اجسامِ صقیلۂ خانہ بواسطہ او منور گردند نفوسِ بنی آدم اثر پذیرِ آن خلیفہ باشند و ہمہ بہمان حرکت کہ مبدأ آن در غیب است متحرک شوند گاہے دادِ قتال دہند و گاہے افشاءِ علم نمایند و گاہے قولاً و حالاً

رستہ پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے"۔ اس کے بعد اُس کی مقبولیت زمین پر نازل ہوتی ہے اور افواج ملائکہ سفلیہ (یعنی آسمانِ دُنیا سے نیچے کے فرشتے) اُس کے دین کی اشاعت اور اُس کے ساتھ موافقت کرنے والوں کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جو ارادہ حق تعالےٰ نے کیا وہ متحقق ہو جائے۔ یہ ہے حقیقت نبوت کی۔ اور جب نبی عالم میں پیدا ہو جائے اور وہ ایک جماعت کو مہذب بنائے اور بعثتِ پیغمبر سے جو ارادہ اللہ تعالےٰ نے کیا تھا وہ پُورے طور پر ظاہر ہوئے بغیر اُس کے ایامِ حیات ختم ہو جائیں جیسا کہ سب سے بڑے صاحبِ عزت کہنے والے نے فرمایا ہے وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ الخ (۱۰:۴۶) اور جس (عذاب) کا اُن سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھا دیں یا (اس کے نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دیدیں الخ" تو تدبیرِ الٰہی اُس کے اصحاب میں سے ایسے شخص کو اُس کی خلافت کے لئے مقرر کرتی ہے جس کے جوہرِ نفس کو اصل فطرت میں پیغمبر کے جوہرِ نفس کے قریب پیدا کیا ہو جیسا کہ مومن آلِ فرعون اور مومن انطاکیہ کا حال تم کو معلوم ہوگا۔ اِس کے بعد وہ بزرگ (خلیفہ) پیغمبر کی اعانت میں سعی بلیغ کرتا رہا ہو اور ان اعانتوں کے ضمن میں رحمتِ الٰہی دوبارہ اُس کے شاملِ حال ہو گئی ہو اور پیغمبر کا نفس بہت مرتبہ اس کو اپنی قوتِ قدسیہ کی گرفت میں لے کر کتنی ہی بار اس کو زیر و زبر کر چکا ہو یہاں تک کہ نفس قدسیہ پیغمبر کے ذریعہ سے اس کے نفس میں الہامِ الٰہی کی استعداد رُو نما ہو جائے کہ محدثیت اور صدیقیت اسی کا ایک شعبہ ہے۔ اُس وقت جو وعدے پیغمبر سے کئے تھے ان کو پُورا کرنے کے لئے تدبیرِ الٰہی اُس شخص کو اپنا آلہ کار بناتی ہے اور عنایتِ الٰہی کا فراواں فراواں فیضان اُس کے نفسِ قدسیہ پر گراتے ہیں اور اُس چراغ کی مانند جس کو وسط مکان میں رکھدیا گیا ہو جس کے ذریعہ سے صیقل شدہ اجسام منور ہو جائیں، نفوسِ بنی آدم اُس خلیفہ سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور پھر سب اُس حرکت سے جس کا مبدأ غیب میں ہے متحرک ہو جاتے ہیں کبھی دادِ قتال دیتے ہیں کبھی علم (حقائق) کا افشاء کرتے ہیں اور کبھی قولاً و حالاً طالبین کے نفوس پر

www.kitabghar.org

افاضۂ برکات بر نفوس طالبان کنند این نفس کہ در خارج شبیہ بچراغ مبدأ این فیض خاص است خلیفہ پیغامبر است مانند دل بنسبت اعضاے آدمی و از لوازم خلافتِ خاصہ است نصرتِ او بر عالَم و الّا جارۂ فیض نشود و آن موعود بردستِ او ظاہر نگردد قال تعالےٰ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ و از لوازم خلافتِ خاص است ظہورِ مواعیدِ الٰہی بردستِ او ہُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ و از لوازم خلافتِ خاص است تالیفِ مسلمین فیما بینہم و عدمِ اختلافِ امت و رحمت درمیانِ خویش و کبتِ کافران و روز بروز شکست افتادن برایشان تا کلمۂ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ متحقق گردد این است خلافتِ خاصہ پیغامبر کہ خلافت و رحمت کنایہ است ازان جمعی از محققین فضیلت شیخین رضی اللہ عنہ از اصطفائے خدای عزّ و جلّ ایشان را برائے خلافت پیغامبر خود دانستہ اند آخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن عبداللہ بن مسعود قالَ انَّ اللہَ تعالےٰ نظرَ فی قلوبِ العباد فوجدَ قلبَ محمدٍ صلے اللہ علیہ وسلم خیرَ قلوبِ العبادِ فاصطفاہُ و بعثہ برسالتہٖ ثمّ نظرَ فی قلوبِ العبادِ فوجد قلوبَ اصحابہٖ خیرَ قلوبِ العبادِ فجعلہم وُزَرَاءَ نبیّہٖ یقاتلون عن دینہٖ و جمعی از افاضتِ خیر کہ عبارت از ایتلاف مسلمین و برہم شکستن جموعِ کفار است دانستند آخرج الحاکم عن ابی وائل قال قیلَ لعلیٍّ استخلف

افاضۂ برکات کرتے ہیں۔ یہ نفس جو کہ خارج میں چراغ کی مانند اس فیضِ خاص کا مَبدأ ہے پیغمبر کا خلیفہ ہے جیسے دل کو نسبت ہوتی ہے آدمی کے اعضاء کے ساتھ۔ اور خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے ہے عالَم پر اس کی مدد کرنا ورنہ وہ فیضِ ربّانی کا ذریعہ نہ بنے گا اور وہ وعدہ (جو پیغمبرؐ سے کیا گیا تھا) اُس کے ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوگا۔ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا الخ (۳۷: ۱۷۱ تا ۱۷۳) اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جائیں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے۔ اور خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے ہے اُس کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ کے وعدوں کا ظہور میں آنا ہُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ الخ (۶۱: ۹) وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اُس (دین) کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ اور خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے مسلمانوں میں باہمی اُلفت پیدا کرنا اور اُمت میں عدمِ اختلاف اور اپنے درمیان رحم کا برتاؤ کرنا اور کافروں کی سرکوبی اور روز بروز اُن پر شکست واقع ہونا تاکہ کلمۂ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ متحقق ہو جائے۔ یہ ہے "خلافتِ خاصّہ پیغمبرؐ" کہ "خلافت و رحمت" (کے الفاظ) سے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ محققین کی ایک جماعت نے اپنے پیغمبر کی خلافت کے لئے ان بزرگوں کو اللہ عزّ و جلّ کے برگزیدہ کرنے کا نتیجہ سمجھا ہے۔ ابو عمر نے استیعاب میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تمام بندوں کے قلوب سے اچھا پایا تو اُن کو منتخب کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ پھر بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی تو اُن کے اصحاب کے قلوب کو تمام بندوں کے قلوب سے بہتر پایا تو ان کو اپنے نبیؐ کے وُزَرا بنایا جو اُس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔ اور ایک جماعت خیر کے افاضہ کرنے کا مطلب یہی سمجھی ہے کہ اس سے مراد ہے اتحاد فیما بین مسلمین اور جماعاتِ کفار کو درہم برہم کرنا۔ حاکم نے ابو وائل سے روایت کی ہے کہا کہ حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ ہم پر کسی کو

www.kitabghar.org

علینا قال ما استخلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاستخلف ولکن ان یرد اللہ بالناس خیراً فسیجمعہم بعدی علے خیرہم ۔ و اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن علیؓ قال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر و عمر ثم بیّن وجہ الخیریۃ فی حدیث آخر قال استخلف ابو بکر رحمۃ اللہ علے ابی بکر فاقام واستقام ثم استخلف عمر رحمۃ اللہ علے عمر فاقام واستقام حتے ضرب الدین بجرانہ ۔ و بعض محققین فضلیتِ شیخینؓ از اجماعِ صحابہ دانستند بر استخلافِ شیخینؓ قال سفیان الثوری من قال ان علیاً افضل من ابی بکر فقد خطأ المہاجرین و الانصار و لا ارے ان عملہ یقبل چون اصل حقیقتِ خلافتِ خاص معلوم شد ارتباطِ ہر استنباط بوصفے از آن اوصاف کہ داخل در حقیقتِ استخلاف است یا لازمِ اوست بادنے تأمل می توان شناخت و تقریرِ این مسلک وقتی تمام شود کہ بیانِ سہ مقدمہ کنیم اوّل ملازمتِ خلافتِ خاص و افضلیت بر رعیتِ خویش ثانیہ ثبوتِ خلافتِ خاص این بزرگواران بنصِ کتاب و سنتِ سنیہ و اجماعِ امت و معقول بوجہے کہ حقیقتِ خلافتِ خاص مبرہن گردد چون مقدمۂ ثانیہ سابقاً بطول و عرض مبیّن شدہ لاجرم اینجا نکتہائے چند اکتفا کنیم سوم بیان آنکہ خلافتِ خاص در ایامِ حضرتِ مرتضےٰؓ منتظم نہ شد ہرچند حضرت مرتضےٰؓ متصف بصفاتِ کمال بود کہ در خلافتِ خاص درکار است لیکن با وجود آن اوصاف

خلیفہ بنا دیجئے (یعنی اپنا ولی عہد قرار دیدیجئے) فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا کہ میں خلیفہ بناؤں لیکن اگر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تو وہ لوگوں کو میرے بعد کسی ان میں کے بہتر شخص پر جمع کردے گا۔ اور ابو عمر نے استیعاب میں حضرت علیؓ کی روایت نقل کی ہے کہ اس اُمّت کے سب سے بہتر شخص اُس کے نبیؐ کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ پھر بہتر ہونے کی وجہ دوسری حدیث میں بیان کی فرمایا کہا کہ خلیفہ بنائے گئے ابو بکرؓ رحمت اللہ کی ابو بکرؓ پر انھوں نے (دین کو) قائم (یعنی مضبوط) کیا اور اس پر جمے رہے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمرؓ رحمت اللہ کی عمرؓ پر انھوں نے (دین کو) قائم کیا یہاں تک کہ دین نے اپنی گردن زمین پر ٹیک دی (یعنی کامل جماؤ حاصل ہوگیا) اور بعض محققین نے شیخینؓ کی افضلیت کو اجماعِ صحابہؓ سے جانا جو شیخینؓ کے خلیفہ بنانے کے وقت منعقد ہوا تھا۔ سفیان ثوری کا قول ہے کہ جس نے یہ کہا کہ علیؓ افضل ہیں ابو بکرؓ سے اُس نے تمام مہاجرین و انصار کو خطا کار کہا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اُس کا کوئی عمل قبول کیا جائیگا۔ جب خلافتِ خاص کی اصل حقیقت معلوم ہوگئی تو ہر استنباط کا ربط کسی وصف کے ساتھ اُن اوصاف میں سے جو حقیقتِ استخلاف میں داخل ہیں یا استخلاف کو لازم ہیں ادنےٰ تأمل سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اور اس مسلک کی تقریر اُس وقت پوری ہو گی کہ ہم تین مقدمات کو بیان کردیں۔ اوّل خلافتِ خاص اور اپنی رعیت پر (خلیفہ کی) افضلیت کا ایک دوسرے کو لازم ہونا دوم ان بزرگواروں کی خلافتِ خاص کا ثبوت کتاب اللہ اور سنتِ سنیہ کی نص سے اور اجماعِ اُمت سے ایسی معقول وجہ کے ساتھ کہ خلافتِ خاصہ کی حقیقت بھی واضح ہوجائے۔ اور چونکہ مقدمۂ ثانیہ (کا مضمون) بسط و تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکا ہے اِس لئے اس موقع پر ہم منتخب نکتوں پر اکتفا کریں گے۔ سوم اِس امر کے بیان میں کہ حضرت مرتضےٰؓ کے ایام میں خلافتِ خاص منتظم نہیں ہوتی۔ ہرچند کہ حضرت مرتضےٰؓ اُن صفاتِ کمال سے موصوف تھے جو کہ خلافتِ خاص کے لئے درکار ہیں لیکن اُن اوصاف کے باوجود

www.kitabghar.org

درسابق ازل نصرت او مصمم گشت ودر خارج بروفق
رسان مقدر انتظام نیافت بسبب حکمت موزع برزمان
واین مقدمہ ثالثہ ازین سبب ضرورت شد کہ از مہاجرین
اولین ہیچ کس غیر مرتضیٰ بعد مشایخ ثلثہ رض مسمی بخلیفہ
نشد تا بمزید بیان احتیاج افتد آنچہ محتاج بیان میشود
عدم انتظام خلافت حضرت مرتضیٰ رض است۔

مقدمہ اولےٰ بیان ملازمت درمیان خلافت
خاصہ وافضلیت شخصی کہ باین خلافت کرمش ساختہ
اند براہل زمان او پس این ملازمت گاہی تقریر کردہ
میشود باعتبار سنۃ اللہ دروقت ارادہ رحمت خاص بہ نسبت
امت کہ در حدیث شریف خلافت ورحمت اشارہ
بآن است زیرا کہ حکیم مطلق دروقت ارادہ رحمت خاص
تسلیط مفضول نمی فرماید و گاہی تقریر کردہ میشود باعتبار
ظہور داعیہ در نفس شخص کہ غیر افضل اہل زمان این
داعیہ را قبول نمی کند الطیبات للطیبین و گاہی تقریر
کردہ میشود باعتبار تعیین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شخصے را برائے خلافت خاص خود کہ تعیین شخصے برائے
این امر عظیم از پیغامبر نمی آید مگر افضل امت را و
گاہی تقریر کردہ می شود باعتبار اتفاق صحابہ بر شخصے
خاص بوجہے کہ افضلیت او را بنائے اتفاق خود گردانند
زیرا کہ اجماع صحابہ بلکہ مسلمین قاطبتہم نمی باشد
الا بر آنچہ حق است نزدیک خدائے تعالےٰ
و این ہمہ وجوہ متوافق اند
یکے لازم دیگر است و یکے مبشر
بدیگر ؎

عباراتنا شتیٰ وحسنک واحد
وکل الیٰ ذاک الجمال یشیر

ازل سابق میں اُن کی نصرت مصمم نہیں ہوئی تھی بسبب اُس خاص حکمت کے جو ہر زمانہ پر تقسیم کی گئی ہے اور وہ خارج میں اُسی مقدر کے موافق منتظم نہ ہو سکی۔ اور اس تیسرے مقدمہ کی اس سبب سے ضرورت ہوئی کہ مہاجرین اولین میں سے کوئی شخص بعد مشایخ ثلاثہ رض کے بجز حضرت مرتضےٰ رض کے "خلیفہ" کے ساتھ موسوم نہیں کیا گیا کہ کچھ زیادہ بیان کرنے کی ضرورت پڑے۔ جو بات محتاج بیان ہو رہی ہے وہ حضرت مرتضےٰ رض کی خلافت کا عدم انتظام ہے۔

پہلا مقدمہ۔ اس ملازمہ[1] کے بیان میں جو خلافت خاصہ اور اس شخص کی افضلیت کے درمیان ہے جس کو اُس کے اہل زمانہ میں سے (اللہ تعالےٰ نے) خلافت پر مکرم کیا۔ تو اس ملازمہ کی کبھی تقریر کیجاتی ہے باعتبار سنت اللہ کے جو اُمت پر رحمت کے خاص ارادے کے وقت جاری ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں "خلافت ورحمت" اُسی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ حکیم مطلق ارادہ رحمت خاص کے وقت (افضل کو چھوڑ کر) مفضول کو مسلط نہیں فرماتا اور کبھی تقریر کیجاتی ہے کسی شخص کے نفس میں ایسے داعیہ کے ظہور سے کہ جو اہل زمانہ میں سے غیر افضل ہیں وہ اس داعیہ کو قبول نہیں کرتے الطیبات للطیبین (پاکیزہ یعنی عالی مقام لوگوں کے داعیئے بھی عالی ہی ہوں گے) اور کبھی تقریر کیجاتی ہے کسی شخص کے متعلق اپنی خلافت خاص کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعین کرنے کے اعتبار سے۔ کیونکہ اس امر عظیم کا تعین پیغمبر سے صادر نہیں ہو سکتا مگر افضل اُمت کے لئے اور کبھی تقریر کی جاتی ہے صحابہ رض کے اتفاق کے اعتبار سے کسی خاص شخص پر اس وجہ کے ساتھ کہ اس کی افضلیت کو اپنے اتفاق کا بنا بنائیں۔ اس لئے کہ صحابہ رض کا اجماع بلکہ کل مسلمانوں کا نہیں ہو سکتا مگر اُسی چیز پر جو خدا تعالےٰ کے نزدیک حق ہے اور یہ تمام وجوہ ایک دوسری کے ساتھ موافق اور ہر ایک دوسری کے لئے لازم ہے اور ہر ایک دوسری کے لئے مبشر ؎ عباراتنا شتیٰ الخ (ترجمہ) ہماری عبارات مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے اور ہر ایک (عبارت) اُسی جمال کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

[1] ملازمہ کے معنے ہیں دو چیزوں میں باہم لزوم کا تعلق ہونا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وجہ اوّل را از ملازمت حضرت مرتضیٰؓ تقریر کردہ است اِن یُرِدِ اللہ بالنّاس خیرًا فسیجمعہم علےٰ خیرہم و وجہ ثانی را عبداللہ ابن مسعود ذکر نمودہ ثم انّ اللہ نظر الیٰ قلوب العباد فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء نبیہ یقاتلون عن دینہ و وجہ ثالث را ابوبکر صدیقؓ و عبداللہ بن عباسؓ بیان فرمودہ بحدیث مرفوع و مقتضائے نص او و وجہ رابع را نیز عبداللہ بن مسعودؓ تقریر کردہ است و سفیان ثوریؒ شرح و بیان آن نمودہ ما رآہ المسلمون حسنًا فہو عند اللہ حسن و قد رأے المسلمون استخلاف ابی بکر ثم قال فی استخلاف عمر افرس الناس ثلٰثۃ الیٰ ان قال و ابوبکر حین استخلف عمرؓ و قال سفیان الثوری من فضّل علیًا علے الشیخین فقد اخطأ المہاجرین و الانصار و گاہی تقریر کردہ می شود بآنکہ در کتاب اللہ امر معروف و نہی منکر را تعلیق کردہ اند بتمکین فی الارض و مجموع تمکین این صفات حقیقت خلافت خاصہ است و جای دیگر می فرماید کنتم خیر امۃ اخرجت للناس پس خیریت لازم امر بمعروف و نہی از منکر ساختہ شد و امر بمعروف و نہی از منکر داخل خلافت خاصہ است پس افضلیت از خواص خلیفہ خاص باشد و گاہی تقریر کردہ می شود بآنکہ تسلیط خلیفہ فی حکم اللہ و شریعت

ملازمہ کی پہلی صورت کی حضرت مرتضیٰؓ نے تقریر فرمائی اِن یُرِدِ اللہ بالنّاس الخ اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تو وہ لوگوں کو اُن میں کے بہترین شخص پر جمع کر دے گا؛ اور دوسری صورت کو عبداللہ بن مسعودؓ نے ذکر کیا ثم اِنّ اللہَ نَظَرَ الخ یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے نظر ڈالی بندوں کے قلوب پر تو اُس نے اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو تمام بندوں کے قلوب سے بہتر پایا تو اُن کو اپنے نبیؐ کے وُزراء بنایا جو اُس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔ اور تیسری صورت کو ابوبکر صدیقؓ اور عبداللہ بن عباسؓ نے بیان فرمایا حدیث مرفوع اور اس کے مُقتضائے نص کے ساتھ۔ اور چوتھی صورت کی بھی عبداللہ بن مسعودؓ نے تقریر کی ہے اور سُفیان ثوریؒ نے اُس کی تشریح و توضیح کی ہے مَا رَاٰہُ المُسلِمُونَ الخ جس کو مسلمان حَسَن سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک حَسَن ہے اور سب مسلمانوں نے اچھا سمجھا ابوبکرؓ کے خلیفہ بنانے کو۔ پھر انھوں نے عمرؓ کے استخلاف کے متعلق کہا اور سب سے بڑے اہلِ فراست تین ہیں، یہاں تک کہ آگے کہا، اور ابوبکرؓ جب اُنھوں نے عمرؓ کو خلیفہ قرار دیا۔ اور سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ جس نے علیؓ کو فضیلت دی شیخینؓ پر اُس نے سب مہاجرین و انصار کو خطا کار ٹھہرایا۔ اور کبھیؓ تقریر کیجاتی ہے اس طرح کہ کتاب میں امر بالمعروف اور نہی از منکر (نیک کام کا امر کرنے اور بُرے کام سے روکنے) کو مُعلّق کیا تمکین فی الارض کے ساتھ اور مجموعہ تمکین اور ان صفات کا حقیقت ہے خلافت خاصہ کی؛ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کُنتُم خَیرَ اُمّۃٍ اُخرِجَت لِلنّاسِ الخ (جتنی اُمّتیں نکالی گئی ہیں تم اُن میں سب سے اچھی اُمّت ہو الخ) پھر خیریتؔ (یعنی افضلیت) کو امر بمعروف اور نہی از مُنکر کا لازم قرار دیا اور امر بمعروف اور نہی از منکر خلافتِ خاصہ میں داخل ہیں لہٰذا افضلیت خلیفۂ خاص کے خواص میں سے ہوئی۔ اور کبھیؓ اس طرح تقریر کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور شریعت کے اجراء میں خلیفہ کو مُسلّط کرنا

لہ حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کے استخلاف کے وقت فرمایا تھا کہ میں خدا سے عرض کرونگا کہ میں نے آپ کے سب سے اچھے بندے کو خلیفہ بنایا۔ یہ روایت پہلے گزر چکی ہے اور بذیل تقریر وجہ ثالث آگے آنیوالی ہے عبداللہ بن عباسؓ کی روایت بھی اسی کے ذیل میں مذکور ہوگی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

و وجوب انقیاد قوم مراو را در آن امور کہ منسوب بخلافت اوست نوعی از افضلیت است این نوع افضلیت لازم خلافت خاصہ است و الیہ الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ و گاہی تقریر کردہ می شود اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا الآیۃ کہ باسباق و سیاق خود اشارہ است باآنکہ ولایت مسلمین سزاوار نیست اِلّا قومی را کہ یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الیٰ آخر ما قال صفت ایشان باشد۔

چون اصل ملازمت بوجوہ شتی تقریر کردیم حالا باک نیست کہ مفصل تر برنگاریم۔

تقریر وجہ اول خدای تعالیٰ باستخلاف مشایخ ثلاثہ ارادہ کردہ است تمکین دین مرتضیٰ و رحمت بامت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و دفع کفار و اقامت ارکان اسلام و شیوع امر معروف و نہی منکر و این معنی مستلزم خلیفہ ساختن افضل امت است و احق ایشان بخلافت و اقوم ایشان بحقوق او زیراکہ اگر احق را خلیفہ کنند لابد تمکین دین و رحمت امت و سائر معانی مذکورہ زیادہ تر ظاہر گردد و نزدیک ارادۂ تمکین دین مرتضیٰ کہ مشعر است بکمال او و شیوع او علی الوجہ الابلغ استخلاف غیر احق سفہ باشد و خدای تعالیٰ حکیم است و افعال او متقن است غیر متہافت و خدای تعالیٰ ارادہ کردہ است دفع دین مرتدین بقومی کہ صفت ایشان این است یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الآیۃ

اور اُن امور میں جو اُس کی خلافت کی طرف منسوب ہیں قوم پر اُسکی فرمانبرداری کا وجوب افضلیت کی ایک نوع ہے اور یہ نوع افضلیت خلافتِ خاصہ کو لازم ہے۔ اور حق تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ الخ (۴۸:۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے۔ اور کبھی تقریر کیجاتی ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ الخ (۵:۵۵) تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں۔ یہ آیت اپنے سباق اور سیاق کے ساتھ اشارہ ہے اس طرف کہ ولایت مسلمین کسی کو سزاوار نہیں بجز اس قوم کے جن کی یہ صفت ہو یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الخ (۵:۵۴) جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، آخر تک۔

جب ہم نے اصل ملازمہ کی مختلف وجوہ کے ساتھ تقریر کردی اب کوئی حرج نہیں ہے کہ زیادہ مفصل لکھدیں۔ **تقریر وجہ اول** خدا تعالیٰ نے مشایخ ثلاثہ (صدیق اکبر اور فاروق اعظم و ذی النورین رضی اللہ عنہم) کے استخلاف سے ارادہ کیا ہے دین برگزیدہ کی تمکین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے ساتھ رحمت کا اور کفار کو دفع کرنے اور ارکان اسلام کو قائم کرنے اور نیک کاموں کا امر کرنے اور بُرے کاموں سے روکنے کا اور یہ معنے مستلزم ہیں اس امر کے لئے کہ افضل امت کو خلیفہ بنایا جائے اور وہ ایسا ہو کہ سب سے زیادہ خلافت کا مستحق اور سب سے زیادہ اُس کے حقوق کو قائم رکھنے والا ہو۔ کیونکہ اگر احق کو خلیفہ بنایا جائے گا تو ضروری ہے کہ تمکین دین یعنے دین کا جماؤ اور رحمتِ اُمت اور تمام معانی مذکورہ زیادہ تر ظاہر ہوں گے اور دین برگزیدہ و مقبول کی تمکین کے ارادے کی صورت میں جو کہ اُس کے کمال اور پورے طور پر اشاعت پذیر کئے جانے پر دلالت کرتا ہے کسی غیر احق کو خلیفہ بنا دینا نادانی ہوگی اور خدا تعالیٰ حکیم ہے اور اس کے افعال پختہ و مضبوط ہیں (صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ) بغیر اس کے کہ ان میں کوئی گراوٹ ہو اور خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا مُرتدین کے دین کو شکست دینے کا ایسی قوم کے ذریعہ سے جن کی صفت ہے یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اللہ تم ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے

www.kitabghar.org

نہ مطلق دفع و ارادہ کردہ است کبتِ ملل کفر و استخلاص بلاد شام از دست کافران بسعی صالحان نہ بسعی غیر ایشان و در حدیث شریف آمدہ است استقامتکم ما استقامت ائمتکم چون استقامتِ اُمت مراد باشد لازم آمد استقامتِ ائمہ و آن نمی باشد مگر بتسلیط احق بالخلافۃ و آنکہ گفتیم کہ نزدیکِ ارادۂ تمکین و رحمت چنین می باشد از آن جہت گفتیم کہ اگر ارادۂ اِضلالِ قوم باشد استخلافِ جابر و کافر مناسب است چنانکہ در زمانِ جاہلیت واقع شد قال اللہ تعالٰے وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا ای کثرناہم وجعلناہم الولاۃ قالہ ابن مسعود و در زمانِ ارادۂ ہدایت من وجہٍ و اضلال من وجہٍ استخلافِ مفضول جائز است قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم یکون ملکٌ عضوض۔

تقریر وجہ ثانی خدائے تعالٰے میفرماید اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ و عقل مضطر میگردد بجزم آنکہ الہام علوم حقہ و نزول دواعی کلیہ نمی باشد اِلّا بر نفسِ قدسیہ و ہرچند نفس پاک تر نزولِ دواعی الٰہیہ بروے عظیم تر و اگر نزولِ الہام نباشد و مانندِ سنگ و چوب تحریک کند از قبیل اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ خواہد بود و این معنٰی از خلافتِ خاصہ بمراحل بعید است

تقریر وجہ ثالث اخرج الحاکم عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

محبت کرتے ہیں) مطلق شکست کا نہیں (بلکہ مخصوص قوم کے ہاتھوں سے شکست دینے کا) اور ارادہ کیا ہے کفر کی ملتوں کی سرکوبی کا اور شام کے شہروں کو کافروں کے قبضہ سے رہائی دلانے کا صالحین کی سعی سے غیر صالحین کی سعی سے نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے استقامتکم ما استقامت ائمتکم (اُمت کا حال اس وقت تک ٹھیک رہیگا جب تک ائمہ کا حال ٹھیک رہیگا) جب کہ استقامتِ اُمت مراد ٹھہری تو ائمہ کی استقامت لازم آگئی۔ اور وہ وجود میں نہیں آتی مگر احق بالخلافت کے تسلّط سے۔ اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ دین کی تمکین اور رحمت کے ارادے کے وقت ایسا ہوتا ہے یہ ہم نے اس لئے کہا کہ اگر کسی قوم کو گمراہ کرنے کا ارادہ ہوگا تو جابر اور کافر کا استخلاف (یعنی حاکم بنانا مناسب ہوگا۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں واقع ہوا اللہ تعالٰے نے فرمایا وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ (۱۷:۱۶) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اُس کے خوش عیش لوگوں کو امر کرتے ہیں۔ تو وہ اس میں شرارتیں کرتے ہیں؛ (امر کرتے ہیں) یعنی اُن کی کثرت کر دیتے ہیں اور ان کو حاکم بنا دیتے ہیں۔ یہ قولِ ابن مسعودؓ کا ہے۔ اور ایسے زمانہ میں جب کہ من وجہٍ ہدایت کا ارادہ ہو اور من وجہٍ گمراہ کرنے کا تو مفضول کا استخلاف جائز ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مار کاٹ کی بادشاہت ہوگی۔

تقریر وجہ ثانی خدا تعالٰے فرماتا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں اپنی رسالت کو بھیجتا ہے) اور عقل مضطر ہو جاتی ہے اس امر کے یقین پر کہ علوم حقہ کا الہام اور دواعی کلیہ کا نزول نہیں ہوتا مگر نفس قدسیہ پر اور جس قدر بھی نفس پاکیزہ تر ہوگا دواعیہ الٰہیہ کا نزول اس پر اتنا ہی عظیم تر ہوگا اور اگر نزول الہام نہ ہو اور وہ پتھر اور لکڑی کی مانند تحریک کرے تو یہ بات اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ کی قسم میں سے ہوگی (یعنے اللہ تعالٰے اپنے دین کی تائید ایسے شخص سے بھی کرا لیتا ہے جو بدکار ہو) اور یہ معنے خلافتِ خاصہ سے کوسوں دور ہیں۔

تقریر وجہ ثالث حاکم نے روایت کیا عبداللہ بن عباسؓ سے

www.kitabghar.org

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استعمل رجلاً
من عصابۃ وفی تلک العصابۃ من ھو ارضی للہ منہ فقد
خان اللہ وخان رسولہ وخان المسلمین این است
حکم امراء سرایا وبعوث پس حال خلیفۂ مطلق کہ زمام اختیار
جمہور بدست او افتد در جمیع امور چہ دینیہ وچہ دنیویہ
تصرف او نافذ باشد چہ خواہد بود پس چون ثابت شد کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق را تصریحاً تارۃً
وتلویحاً اخری خلیفۂ خود ساختند لازم شد کہ وی افضل
امت باشد وہمچنین حضرت صدیق فاروق اعظم رض
را خلیفۂ خود ساخت وی افضل امت باشد در آن زمان۔

سوال اگر گوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسامۃ بن زید را بر مہاجرین اولین خلیفہ ساختند
گوئیم وی ثار پدر خود میخواست در ثار پدر وے
متفرد بود وہمچنین ہر جا استخلاف مفضول واقع
شدہ بنا بر وجہے بودہ است خاص بآن شخص اما
استخلاف مطلق کہ بنا بر خالص اعلاء کلمۃ اللہ
باشد غیر افضل را سزاوار نیست کیفیت واستقراء
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مجاری
احوال دلالت می کند بر آنکہ تقدیم شخصے
باستخلاف نباشد الا از جہت رجحان او بر
سائر ناس در دین چنانکہ حضرت مرتضی رض فرمود
وکان قربہم عندہ علی حسب الدین او کما قال
اخرجہ الترمذی فی الشمائل وقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبّرہ
کبّرہ ای قدم الاکبر وخلافت
نبوت ریاست عامہ است در دین
و دنیا ظاہراً

کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے عامل (یعنی
حاکم) بنایا جماعت میں سے کسی شخص کو اور اس جماعت میں کوئی ایسا
شخص بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہے تو اس نے
اللہ کی خیانت کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی خیانت کی اور مسلمانوں کی
خیانت کی۔ یہ حکم ہے سریوں[1] اور لشکروں کا تو حال خلیفہ مطلق
کا کیا ہوگا جس کے ہاتھ میں جمہور مسلمین کی زمام اختیار پڑتی ہے اور
تمام امور میں کیا دینی اور کیا دنیوی اسی کا تصرف چلتا ہے۔ تو جب
یہ ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رض کو
کبھی تصریحاً اور کبھی اشارۃً اپنا خلیفہ بنایا تو لازم آیا کہ وہ افضل
امت ہوں اور اسی طرح حضرت صدیق رض نے فاروق اعظم رض کو اپنا
خلیفہ بنایا تو وہ بھی اپنے زمانہ میں افضل امت ہوئے۔

سوال اگر تم کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رض
ابن زید کو مہاجرین اولین پر خلیفہ بنایا تھا تو ہم کہتے ہیں کہ اسامہ
اپنے باپ[2] کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ وہ اپنے باپ کے خون کے
معاملہ میں متفرد تھے۔ اسی طرح جس جگہ بھی مفضول کا استخلاف
واقع ہوا ہے کسی خاص وجہ کی بنا پر ہوا ہے جو خاص ہے اس شخص
کے ساتھ۔ رہا استخلاف مطلق جو خاص اعلاء کلمۃ اللہ کی بنا پر ہوگا
غیر افضل کو سزاوار نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ
جو عام حالات میں ہمیشہ معمول رہی ہے اس پر تفصیلی نظر ڈالنے سے جو
کیفیت واضح ہوتی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کسی شخص کو
استخلاف کے لئے آگے بڑھانا کبھی واقع نہیں ہوا مگر صرف اس بنا پر
کہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے یہ شخص دین پر زیادہ رجحان رکھتا ہو۔
جیسا کہ حضرت مرتضی رض نے فرمایا کہ وکان قربہم الخ یعنی مجلس میں سب
سے زیادہ آپ کے قریب وہ ہوتا تھا جو دین کے اعتبار سے افضل ہوتا
تھا، او کما قال۔ اس کو ترمذی نے شمائل میں ذکر کیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبّرہ کبّرہ یعنی بڑے کو آگے کر۔ اور
خلافت نبوت تو ایک ریاست عامہ ہے دین اور دنیا میں ظاہراً بھی

[1] سریّہ فوج کی ایک ٹکڑی کو کہتے ہیں جس کی تعداد چار سو تک ہو ۱۲ مترجم [2] ان کے باپ زید بن حارثہ غزوۂ موتہ میں جب یہ لشکر کے امیر تھے شہید کر دیئے گئے تھے جب کہ ان کی عمر پچپن سال کی تھی اس میں اختلاف ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وبالمثنا و لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تلویح استخلاف فرمود بتقدیم در صلوٰۃ زیراکہ صلوٰۃ بہترین عبادات است و قد بیّنہ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کما مرّ و معنی ریاست تبلیغ مرؤسین است بدرجۂ کمال و مکملِ قوم بہتر است از رعیتِ خود کہ مکملین اند بخلاف ملک عضوض کہ ریاست است ظاہرًا فقط اگر این چنین نباشد فرقی پیدا نشود در خلافتِ نبوّت و غیرآن و خلافتِ نبوت بسی سال موقوف نباشد و بخلفاتی اربعہ مخصوص نگردد و حکیم مشفق ناصح خلیفہ نمی گرداند در حلقۂ خود مگر افضلِ جماعت را و شبہ ایشان را بخود و اگر این چنین نبود آن ناصح نباشد یا حکیم نہ باشد پس خلیفہ گردانیدنِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ ناصح ترین خلق و اعلم خلق است باللہ کما قال اللہ تعالیٰ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وقال حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ وَ اَخْشَاکُمْ صدیق اکبر را اَدَلّ دلیل است بر آنکہ آنجناب افضلِ مسلمین بود و اشبہ ایشان بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واگر جمعی در استحقاق خلافت مستوی الاقدام بودند یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ چہ معنی میداشت و اِباکردنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از امامتِ غیری بآکید وجہ چرامی بود و در بعض احادیث رجحان در وزن باین ترتیب ظاہر شد و آن نہ باعتبار کثرت فتوح است زیراکہ باعتبار کثرت فتوح درباب ابوبکر صدیق رض

اور بالمثنا بھی اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استخلاف کی طرف اشارہ فرمایا (حضرت صدیق رض کو) نماز میں آگے بڑھایا کیونکہ نماز بہترین عبادات میں سے ہے اور حضرت مرتضیٰ رض نے اس کی وضاحت کی ہے جیسا کہ گزر چکا اور ریاست کے معنے ہیں مرؤسین کو (یعنی رعایا کو جو محکوم ہیں) درجۂ کمال پر پہنچانا اور مکمل قوم بہتر ہے اپنی رعیت سے جو تکمیلین ہیں بخلاف مارکاٹ والی حکومت کے کہ ریاست فقط ظاہرًا ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو خلافتِ نبوت میں اور اُس کی غیر میں کوئی فرق ہی نہ رہے گا اور خلافت نبوت تیس سال پر موقوف نہ رہیگی اور نہ خلفاء اربع کے ساتھ مخصوص رہیگی۔ اور کوئی دانشمند جو (اپنی جماعت پر) مہربان اور ان کا خیرخواہ ہو اپنے حلقہ میں سے بجز ایسے شخص کے کسی کو خلیفہ نہیں بنائیگا جو جماعت میں سب سے افضل ہو اور ان میں سے اس کو اپنے سے مشابہ پائے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ شخص یا تو جماعت کا خیرخواہ نہ ہوگا یا دانشمند نہ ہوگا تو صدیق اکبر رض کو خلیفہ قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کہ خلق کے سب سے زیادہ خیرخواہ تھے اور خلق میں کے سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ الخ (۳۳:۶) نبی مومنوں کے ساتھ خود اُن کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں؛ اور فرمایا حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ الخ (۹:۱۲۸) جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں؛ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کو پہچاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔ بڑی مضبوط دلیل ہے اس بات پر کہ آنجناب افضل المسلمین تھے اور سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ اور اگر استحقاق خلافت میں ایک جماعت برابر کے مرتبہ کی تھی تو یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ کا (یعنی اللہ تعالےٰ اور مسلمان غیر ابوبکر رض کا انکار کرتے ہیں) کیا مطلب تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرے کی امامت سے بہت مؤکد صورت کے ساتھ انکار کیوں ہوا تھا۔ اور بعض احادیث میں وزن کا اسی ترتیب کے ساتھ جھکاؤ ظاہر ہوا۔ اور وہ (فضیلت) باعتبار کثرت فتوح کے نہیں ہے۔ کیونکہ کثرتِ فتوح کے اعتبار سے (قلیب والے رؤیا کی حدیث میں) حضرت ابوبکر

www.kitabghar.org

آمده و فی نزعہ ضعف پس این ترتیب نباشد الا از جہت افضلیت نزدیک خدای تعالیٰ۔

تقریر وجہ رابع فقہائے صحابہ مثل عمر فاروق و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم استنباط کردند از استخلاف افضلیت ایشان را کما قالوا احق بہا پس ایشان کہ ائمہ امت اند در وجوہ استنباط و فہم معانی شرائع استنباط نمی کردند تا آنکہ ملازمت قویہ متحقق نمی بود قال عمر ایکم تطیب نفسہ ان یتقدم علی ابابکر و قد رویناہ من قبل و قال علیؓ و الزبیر ما غضبنا الا انا قد اخرنا عن المشاورۃ و انا نریٰ ابابکر احق الناس بہا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انہ لصاحب الغار ثانی اثنین و انا لنعلم بشرفہ و کبرہ و لقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بالصلوٰۃ للناس و ہو حیٌّ رواہ الحاکم و قال ابن مسعود اجعلوا اِمامکم خیرکم فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جعل امامنا خیرنا بعدہ رواہ ابو عمر فی الاستیعاب و اگر استقرار کردہ شود در عین عقد استخلاف ذکر افضلیت بمیان آمدہ عمر فاروقؓ احق بہذا الامر گفتہ و صدیقؓ در استخلاف فاروقؓ گفتہ است ابا للہ تخوفنی اقول استخلفت علیہم خیر خلقک و چون امر بشوریٰ بسوئے عبد الرحمن بن عوف راجع شد گفت و اللہ علیّ ان لا آلوا عن افضلہم

صدیقؓ کے بارے میں آیا ہے کہ و فی نزعہ ضعف (یعنی ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی) تو یہ ترتیب نہیں ہو سکتی مگر افضلیت عند اللہ کی بنا پر۔

تقریر وجہ رابع فقہائے صحابہ نے مثل عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے استخلاف سے افضلیت کا استنباط کیا چنانچہ یہ سب احق بہا کہتے ہے تو یہ حضرات جو کہ وجوہ استنباط اور معانی شرائع کے سمجھنے میں ائمہ امت ہیں وہ استخلاف سے افضلیت کا، استنباط نہ کرتے اگر (استخلاف اور افضلیت میں) باہمی لزوم متحقق نہ ہوتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں کون ایسا شخص ہے جس کا نفس اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکرؓ سے آگے بڑھ کھڑا ہو۔ اور اس روایت کو اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور علیؓ اور زبیرؓ نے یہ کہا کہ ہم ناراض صرف اس وجہ سے ہوئے کہ ہم کو مشورہ کرنے میں مؤخر (یعنی نظر انداز) کر دیا گیا اور ہم جانتے ہیں کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکرؓ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں بیشک وہ صاحب غار ہیں، ثانی اثنین ہیں اور ہم یقیناً جانتے ہیں اُن کی بزرگی اور بڑائی کو اور بیشک اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا اُس وقت حکم دیا تھا جب کہ آپ زندہ تھے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم اپنا امام ایسے شخص کو بناؤ جو تم میں سب سے بہتر ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر ایسے شخص کو امام بنایا تھا جو آپ کے بعد ہم میں سب سے بہتر تھا۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے استیعاب میں۔ اور اگر استقرار کیا جائے تو (واضح ہو جائیگا کہ) عین عقد استخلاف کے موقع پر افضلیت کا ذکر درمیان میں آیا عمر فاروقؓ نے (حضرت صدیقؓ کو) احق بہذا الامر (یعنی اس امر کے سب سے زیادہ حقدار) کہا۔ اور صدیقؓ نے فاروقؓ کے استخلاف کے موقع پر فرمایا تھا کہ کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو۔ میں کہوں گا کہ میں نے ان پر ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔ اور جب شوریٰ کا معاملہ عبد الرحمٰنؓ بن عوف کی طرف راجع ہوا تو اُنھوں نے یہ کہا کہ بخدا مجھ پر ضروری ہے کہ میں جو اُن میں افضل ہو اُس سے کوتاہی نہ کروں

www.kitabghar.org

ثم بایع عثمان ہیچگاہ استخلاف از اعتقادِ افضلیت جدا نبودہ است۔

تقریر وجہ خامس قال اللہ تعالیٰ فی المہاجرین الاولین اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الآیۃ پس ثابت شد کہ اگر تمکین شخصے از مہاجرینِ اولین واقع شود لابد حقیقت خلافت عبارت از انضمام تمکین باوصافِ اربعہ مذکورہ خواہد بود و جائے دیگر می فرماید کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ الآیۃ واین آیت را دو تاویل است یکی آنکہ خطاب بفضلای اُمت است نہ بجمیع اُمت یعنی فضلائے اُمت شما بہترین اُمتی ہستید کہ برآوردہ شدہ برائے مردمان واین تاویل اشبہ است بآیتِ دیگر وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ و القرآن نزل متشابہا مثانی یشبہ بعضہ بعضا دوم آنکہ مہاجرین اولین اند یعنی این اُمت کہ از مہاجرینِ اولین اند بہترین اند از جمیع اُمتہا کہ برائی ناس برآوردہ شدہ اند وہمینجا بمفہوم موافق فہمیدہ میشود کہ ہرکہ ازین جماعت بمزید امر معروف و نہی منکر و دعا الی الخیر متصف باشد افضل است از ما دونِ خود و بہر تقدیر لازم دعائے ناس بخیر و امر معروف و نہی منکر آمد واین داخل است درحقیقتِ خلافتِ خاصہ و جزءِ اوست پس افضلیت لازم خلافتِ خاصہ آمد۔

تقریر وجہ سادس قال اللہ تعالیٰ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ الآیۃ ازینجا معلوم شد کہ ۳۲۶

پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی۔ کسی زمانہ میں بھی افضلیت کے اعتقاد سے استخلاف جدا نہیں ہوا۔

تقریر وجہ خامس اللہ تعالیٰ نے مہاجرینِ اولین کے بارے میں فرمایا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں الخ اِس سے ثابت ہے کہ اگر مہاجرین اولین میں سے کسی شخص کی تمکین واقع ہو تو لازمی طور پر حقیقتِ خلافت نام ہوگا ہر چہار اوصاف مذکورہ کے ساتھ تمکین کے منضم ہونے کا۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ الخ (۳: ۱۱۰) تم لوگ اچھی جماعت ہو جو کہ لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو الخ۔ اور اس آیت کی دو تاویلیں ہیں ایک یہ کہ یہ خطاب فضلاءِ اُمت سے ہے تمام اُمت سے نہیں۔ یعنی اے فضلائے اُمت تم بہترین اُمتی ہو جو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو۔ اور یہ تاویل ملتی جلتی ہے اس دوسری آیت سے وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ الخ (۳: ۱۰۴) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔ اور قرآن نازل ہوا ہے متشابہ اور مثانی (یعنے باہم ملتی جلتی بار بار دہرائی گئی) اُس کا بعض بعض کے مشابہ ہے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ (مخاطب) مہاجرین اولین ہیں۔ یعنی یہ اُمت جو کہ مہاجرین اولین میں سے ہیں بہترین ہیں تمام اُمتوں سے جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہیں۔ اور اس صورت میں مفہوم موافق سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس جماعت میں سے جو کہ مزید امر معروف و نہی منکر و دعوت الی الخیر سے متصف ہوگا وہ افضل ہے دوسروں سے۔ بہر صورت خیر کی طرف دعوت اور امر معروف اور نہی منکر لازم ہے اور یہ خلافتِ خاصہ کی حقیقت میں داخل اور اُس کا جزو ہے تو افضلیت خلافت خاصہ کے لئے لازم آگئی۔

تقریر وجہ سادس اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ الخ (۴۸: ۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤگے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ

www.kitabghar.org

حکم خلیفۂ خاص نافذ است بر قوم زیراکہ وے نائب پیغامبر است و خلیفۂ خاص را فی حکم اللہ والشریعۃ تسلط است بر رعیتِ خود و این نوع افضلیت او را ثابت است بر رعیت اگر کسے صفتِ انصاف دانستہ باشد یقین می داند کہ نبی گردانیدن شخصے را دلالت می کند بر افضلیتِ او بہ نسبتِ قوم مبعوث الیہم ہمچنین استخلافِ شخصے بخلافتِ خاصہ دلالت می نماید بر افضلیتِ او بر رعیت او و جامع ارادۂ انتظام است باکمل وجوہ بلکہ مردم اربابِ دل میدانند کہ ارادۂ اصلاحِ عالم بردستِ شخصے و ایجابِ انقیادِ او بر قوم عین افضلیتِ اوست و سخن ما در ہمان فضیلت است کہ بمعنے تشبیہ بہ پیغامبر از جہتِ پیغامبری باشد نہ وجوہِ دیگر از افضلیت۔

تقریر وجہ سابع آنست کہ خدای تعالٰے در آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ الآیۃ اشارہ فرمودہ است بآنکہ متولی رفعِ فتنۂ ارتداد نخواہد بود الا جمعے کہ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ صفتِ ایشان باشد و این خاص بالجماعہ است کہ فتنۂ ارتداد از دستِ ایشان مندفع گردد بعد از آن فرمود اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ و این عام است یعنی ہمچنین ولایتِ مسلمین خاص است با افاضل امت پس افضلیت لازم خلافت خاصہ گشت واللہ اعلم۔

مقدمۂ ثانیہ خدای عز وجل فرمودہ است وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

خلیفۂ خاص کا حکم نافذ ہے قوم پر کیونکہ وہ نائبِ پیغمبر ہے اور خلیفۂ خاص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلط دیا جاتا ہے اپنی رعیت پر اور رعیت پر افضلیت کی یہ نوع اُن کے لئے ثابت ہے۔ اگر کسی شخص میں انصاف ہوگا تو وہ جان لیگا اور یقین کرے گا کہ جس طرح کسی شخص کو نبی بنانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس تمام قوم سے افضل ہے جن کی طرف وہ مبعوث ہوا ہے، اسی طرح خلافتِ خاصہ کے ساتھ کسی کو خلیفہ بنانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنی رعیت پر افضل ہے اور انتظام (عالم) کے ارادۂ (الٰہی) کا جامع ہے اکمل وجوہ کے ساتھ۔ بلکہ صاحب دِل لوگ جانتے ہیں کہ کسی شخص کے ہاتھ سے عالم کی اصلاح کرنے کا ارادہ اور قوم پر اُس کی فرمانبرداری کرنے کا وجوب ہی اُس کی عین افضلیت ہے۔ اور ہماری گفتگو اُسی افضلیت میں ہے جو پیغمبر کے ساتھ تشبّہ کے معنے میں ہے اُس کی پیغمبری کی جہت سے، افضلیت کی دوسری وجوہ میں نہیں۔

تقریر وجہ سابع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ الخ (۵: ۵۴) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے، آخر تک۔ اشارہ فرمایا ہے اس طرف کہ فتنۂ ارتداد کے دفع کرنے کی متولی صرف وہی جماعت ہوگی جن کی صفت یہ ہوگی کہ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ الخ (۵: ۵۴) جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ اور یہ اُس جماعت کے ساتھ خاص ہے کہ جس کے ہاتھ سے فتنۂ ارتداد دفع ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ (۵: ۵۵) تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ اور ایماندار لوگ ہیں۔ اور یہ عام ہے یعنی اسی طرح ولایتِ مسلمین خاص ہے افاضلِ اُمت کے ساتھ۔ تو افضلیت خلافت خاصہ کو لازم ہوگئی۔

دوسرا مقدمہ۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (۲۴: ۵۵) تم میں سے جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے

www.kitabghar.org

الی ان قال وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَىٰ لَهُمْ و مصداق این آیت مشائخ
ثلاثہ آمدہ اند پس در غیب الغیب نزدیک او سبحانہ
تعالیٰ تمکین دینِ مرتضیٰ مراد بود از استخلاف این
بزرگواران و خدای تعالیٰ فرمودہ است اَلَّذِينَ
إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ الآیۃ بعد از آن کہ
در صدر مبحث فرمودہ است وَلَوْلَا دَفْعُ
اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ و در سیاق آیت
فرمود وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ازین آیت دانستہ
شد کہ از استخلاف این عزیزان دفع کفار و احیای
اسلام مراد است و خدای تعالیٰ فرمودہ است
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ
الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ ازین
آیت دانستہ میشود کہ مرادِ حق در غیب الغیب پیش
از بعثتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این بود
کہ ارض شام بدستِ صالحین مفتوح شود و چون
فتح این دیار بر دستِ شیخین رض واقع شد آن صالحان
ایشان بودہ اند و خدائی تعالیٰ فرمودہ است
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ
دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ
يُحِبُّونَهُ الآیۃ ازینجا مفہوم شد کہ پیش از وقوع
فتنۂ ارتداد در علم مصمم بود کہ قوم کذا و کذا این فتنہ
را خواہند نشانید و خدای تعالیٰ فرمودہ است
سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ ازین
آیت مفہوم شد کہ دعوت بجہادِ فارس و روم شخصے
کہ نائب پیغامبر باشد خواہد نمود و حکم او در شریعت
واجب الانقیاد
گردد

یہاں تک کہ فرمایا اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے
(یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت) کے لئے قوت دیگا؛ اور
مصداق اس آیت کے خلفاء ثلاثہ رض ظاہر ہوتے۔ تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ
کے نزدیک غیب الغیب میں دینِ پسندیدہ کو قوت دینے کا ارادہ کیا گیا
تھا ان بزرگواروں کو خلیفہ بنانے سے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے
الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ (۲۲:۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو
دنیا میں حکومت دیدیں الخ بعد اس کے کہ ابتداء مبحث میں یہ فرمایا
وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ (۲۲:۴۰) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ
(ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے (کے ہاتھ) سے زور نہ گھٹواتا
رہتا اور سیاق آیت میں فرمایا اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے
اختیار میں ہے (۲۲:۴۱) اس آیت سے سمجھ میں آگیا ہے کہ ان عزیزوں
کے استخلاف سے ارادۂ الٰہی دفع کفار اور احیاء اسلام کا ہوا ہے
اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ (۲۱:۱۰۵) اور
ہم (آسمانی) کتابوں میں لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد لکھ چکے ہیں کہ
زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے؛ اس آیت سے معلوم
ہو رہا ہے کہ مراد حق غیب الغیب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بعثت سے پہلے یہ تھی کہ سرزمین شام صالحین کے ہاتھوں سے فتح ہو
اور جب ان شہروں کی فتح شیخین رض کے ہاتھوں پر واقع ہوگئی تو واضح
ہو گیا کہ وہ صالحین یہ تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ الخ (۵:۵۴) اے ایمان والو جو شخص تم میں
سے اپنے دین سے پھر جاویگا تو جلد اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئیگا جن
سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں؛ یہاں
سے یہ مفہوم ہو گیا ہے کہ فتنۂ ارتداد کے واقع ہونے سے پہلے علم
(الٰہی) میں یہ بات پختہ ہو چکی تھی کہ فلاں فلاں قوم اس فتنہ کو
بٹھائیں گی۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ الخ۔
(۴۸:۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے
جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ اس آیت سے مفہوم ہوا
کہ جہاد فارس اور روم کی طرف ایسا شخص دعوت دیگا جو نائب
پیغمبر ہوگا اور اس کا حکم شریعت میں واجب الاطاعت ہوگا۔

www.kitabghar.org

وخدای تعالیٰ فرمودہ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ۰ مضمون این آیت ملی احد التاویلات آنست کہ بارخدایا در آرمرا بعالم اعلیٰ در آوردن نیک و برآرمرا ازعالم برآوردن نیک بسازد در دنیا بعد وفات من غلبہ نصرت دادہ شد چون خلفا ثلثہ غالب شدند واز غیب فوج فوج نصرت وتائید برای ایشان وتابعان ایشان فرود آمدہ رأی العین دیدیم کہ اجابت ہمان دعاء است بلکہ امر باین دعاء بشارت است بخلافت این بزرگواران۔ بالجملہ ازین آیات وامثال این آیات واضح شد کہ قومی از فضلائے امت وکبرائے ایشان کہ صفت ایشان بہترین صفات باشد خلفای آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواہند بود چون خلافت این عزیزان متحقق شد وآن موعودات بردست ایشان منجز گشت بہ یقین دانستیم کہ خبر ایشان است کہ بطریق اجمال مذکور شد لیکن تا وقتیکہ این عزیزان متصدی خلافت نشدہ بودند وموعودات سرانجام نیافتہ بود احتمالات شتی روی می نمود خاطر ہرجانب آمد ورفت می کرد درین حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجانب غیب متوجہ گشتند برؤیا قلیب ورؤیا میزان ورؤیا دلو وغیر آن حقیقت کار واضح شد وآن معمے حل گشت بعد ازآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قولاً وفعلاً رجحان ایشان برسائر قوم بیان فرمود و وصیت اقتدائے ایشان نمود کہ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ

اور خدا تعالیٰ نے فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ الخ (بعا: ۸۰) اور آپ یوں دعاء کیجیے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔ اس آیت کا مضمون متعدد تاویلوں میں سے ایک کے مطابق یہ ہے کہ اے خدا مجھ کو داخل کر عالم اعلیٰ میں خوبی کے داخلہ کے ساتھ اور نکال عالم سے خوبی کے ساتھ اور قائم کردے میری وفات کے بعد دنیا میں غلبہ جو آپ کی مدد سے ہو۔ جب کہ خلفائے ثلاثہ رضی غالب آگئے اور غیب سے فوج فوج ان کے اور ان کے تابعین کے لئے نصرت اور مدد نازل ہوئی تو ہم کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ یہ اسی دعاء کی مقبولیت ہے، بلکہ اس دعاء کا حکم دینا ان بزرگواروں کی خلافت کی بشارت ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان آیات سے اور ان کی مانند دوسری آیات سے واضح ہے کہ امت کے فضلاء اور کبراء میں سے ایک قوم کے لوگ کہ جن کی صفات بہترین اور اعلیٰ ہوں گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء ہوں گے اور جب ان عزیزوں کی خلافت متحقق ہو گئی اور اللہ کے وعدے ان کے ہاتھوں پر پورے ہو گئے تو ہم نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ جو بات بطریق اجمال مذکور ہوئی تھی وہ ان ہی کی خبر (یعنی پیشین گوئی) تھی۔ لیکن جب تک یہ بزرگ حضرات خلافت کی انجام دہی میں نہیں لگے اور خداوندی وعدوں نے سرانجام نہ پایا تھا تو مختلف انواع کے احتمالات پیدا ہوتے تھے اور (مفہوم آیات میں) دھیان کی ہر جگہ آمد و رفت ہو رہی تھی۔ اس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیب کی طرف متوجہ ہوئے تو کنویں والے خواب سے (جس میں آپ کا اور حضرت ابوبکر رض و حضرت عمر رض کا ڈول کھینچنا مذکور ہے) اور ترازو والے خواب سے (جس میں آپ کے بعد شیخین رض کو وزن کرنا مذکور ہے) اور ڈول والے خواب سے (جس میں آسمان سے ڈول کے لٹکنے اور حضرات خلفاء رض کے پانی لینے کا ذکر ہے) اور دوسرے خوابوں سے حقیقت امر واضح ہوئی اور وہ معمہ حل ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً ان حضرات کی ترجیحات کو تمام قوم پر ظاہر فرمایا اور ان کے اقتداء کی وصیت فرمائی کہ میرے بعد ان دونوں یعنی (ابوبکر و عمر رض) کا اقتدا کرو

www.kitabghar.org

واین معنی در بسیارے از احادیث مبرہن و ہویدا گردید تا آنکہ ہمہ بہیئتِ اجتماعیہ درجۂ تواتر بہم رسانید و بآن معنی یقین کلی حاصل شد اِلّا لکلِ ماردٍ متمرّدٍ ابی اٰن یقبل الحقّ مع وضوحہ عناداً و تعنتاً بعد از آن در مرض اخیر اشارات ابلغ من التصریح بعمل آمد این ہمہ اقوال و اشاراتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تفصیل ہمان اجمال است گویا ہمہ آن اوصافِ کاملہ کہ اسمِ خلافتِ خاصہ بآن درست شدہ است مندرج در کلام آن حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم پس تعیناتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باین معنی است کہ موصوفین در قرآن این عزیزان اند لاغیر بعد از آن صحابہ موفق شدند بانقیادِ شیخین و بیعت برائے ایشان ہرچند نوعی از اجتہاد را کار فرما شدند امّا اجتہادے کہ اوّلش صورتِ ظن است و آخرش حقیقتِ یقین۔

مقدمۂ ثالثہ خدای تعالیٰ حوادثِ خیر و شر را بر اجزاءِ زمان موزّع ساخت و در عالمِ غیب ہر حادثہ بزمانہ باز بست از آن حوادثِ موزّعہ بر اوقات چیزی کہ در شریعت معرفتِ آن درکار بود بر اَلسنۂ پیغامبران بیان فرمود تا آن حوادث را پیش از وقوع بدانند و در ہر حادثہ حکمی معین نمود تا حکمتِ ابتلاء باتمام رسد قال اللہ تعالیٰ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ہمچنین بر لسان پیغامبرِ ما صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ کہ بعد زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا مدتے زمانِ خیر خواہد بود پس از آن تغیرِ کلی ظہور خواہد نمود و فتنِ عظیمہ پیدا شوند و از جملۂ آن حوادث سہ فتنہ و دو ہدنہ کہ متخلل باشد درمیان آنہا مبین ساخت و طرق این

اور یہ مفہوم بہت سی احادیث سے صاف اور واضح ہو گیا یہاں تک کہ سب نے مل کر ہیئتِ اجتماعی سے تواتر کا درجہ حاصل کر لیا اور اس معنے پر یقین کلی (سب کو) حاصل ہو گیا۔ بجز ایسے ہر گم کردہ راہ سرکش شخص کے کہ وہ تمرّد کرنے والا ہو حق کو قبول کرنے سے اس کے واضح ہو جانے کے باوجود از راہِ بغض و افتراء پردازی۔ اس کے بعد آپؐ نے مرض اخیر میں ایسے اشارات فرمائے جو تصریح سے زیادہ ابلغ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام اقوال و اشارات اُسی اجمال کی تفصیل ہیں۔ گویا کہ وہ تمام اوصافِ کاملہ کہ جن سے خلافت کو خلافتِ خاصہ کہنا درست ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں مندرج ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن کو متعین کرنا اس معنے سے ہے کہ جن لوگوں کے اوصاف قرآن میں مذکور ہوئے وہ یہ حضرات ہیں کوئی دوسرا نہیں اِس کے بعد صحابہؓ کو توفیق دی گئی شیخینؓ کی اطاعت اور ان کے لئے بیعت کرنے کی اگرچہ انھوں نے ایک گونہ اجتہاد سے (بروقت استخلاف) کام لیا مگر وہ ایسا اجتہاد تھا کہ جس کا شروع ظن کی صورت رکھتا تھا اور اُس کا آخر یقین کی حقیقت

تیسرا مقدمہ خدا تعالیٰ نے حوادثِ خیر و شر کو اجزاءِ زمانہ پر تقسیم کیا اور عالمِ غیب میں ہر حادثہ کو ایک زمانہ سے مربوط فرما دیا ہے۔ اُن اوقات پر تقسیم شدہ حوادث میں سے ایسی چیز کو کہ جس کی معرفت شریعت میں درکار تھی پیغمبروں کی زبانوں پر بیان فرما دیا تاکہ لوگ ان حوادث کو واقع ہونے سے پہلے جان لیں اور ہر حادثہ کا ایک حکم معین کر دیا تاکہ ابتلا کی حکمت پوری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ الخ (۱۷:۴) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشین گوئی) بتلا دی تھی کہ تم سرزمینِ (شام) میں دو بار خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے؛ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر بیان فرمادیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ایک مدّت تک خیر کا زمانہ ہو گا اس کے بعد تغیرِ کلی ظہور کریگا اور بڑے فتنے پیدا ہوں گے۔ اُن حوادث میں سے تین فتنوں اور دو صلحوں کو جو اِن فتنوں کے درمیان میں حائل ہوں گی واضح کیا اور ان

احادیث درنہایتِ کثرت است تا آنکہ بحدِّ تواتر
رسید و علم بآن از شریعت یقینی گشت از آنجملہ
حدیث صحیح خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم
الذین یلونہم ثم ینشأ اقوام تسبق ایمانہم شہادتہم و
شہادتہم ایمانہم و فی اسانیدہ العدد والثقۃ رواہ
عمر بن الخطاب و عمران بن حصین و سہل بن سعد
وغیرہم و بعد تأمل واضح میشود کہ قرن اول زمان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از قبیل ہجرت تا وفات
و قرن ثانی خلافت حضرت صدیق و فاروق است
و قرن ثالث خلافت حضرت عثمانؓ تا مدت ازدوازدہ
سال برآمد و فتنہا برخاست بعد از آن نشأ اقوامی
کہ صفت آنہا خواندہ پیدا شد و از آنجملہ حدیث عبداللہ
ابن مسعودؓ تزول رحی الاسلام بخمس وثلثین سنۃ
فان یہلکوا فسبیل من ہلک الخ و حدیث ابی ہریرۃ
الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام و حدیث حذیفۃ
لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم و
یرث دنیاکم شرارکم و حدیث کرز بن علقمۃ قال
اعرابی ہل للاسلام منتہی قال نعم ایما اہل بیت
من العرب والعجم اراد اللہ بہم خیرا ادخل اللہ
علیہم الاسلام قال ثم ماذا یا رسول اللہ قال ثم تقع
الفتن کانہا الظلل قال الاعرابی کلا یا رسول اللہ
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلی والذی نفسی
بیدہ ثم ستعودون فیہا اساود صبا و حدیث
عتبۃ بن غزوان وانہا لم تکن نبوۃ قط الا تناسخت
حتی یکون آخرہا ملکا فستخبرون وتجربون
الامراء بعدنا و حدیث ابی عبیدۃ و
معاذ بن جبل قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث کی روایات نہایت کثرت میں ہیں یہاں تک کہ حدِ تواتر کو پہنچ
گئیں اور شریعت کی رُو سے اُن کا علم یقینی ہوگیا۔ اُن میں سے یہ صحیح
حدیث ہے کہ سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ لوگ جو اُن
سے ملیں گے پھر وہ جو اُن سے ملیں گے۔ پھر ایسی قومیں پیدا ہوں گی
جن کی قسمیں سبقت کریں گی ان کی شہادت پر اور اُن کی شہادت سبقت
کرے گی ان کی قسموں پر اور اس کی متعدد سندیں ہیں اور سب راوی
ثقہ ہیں۔ اس کو روایت کیا عمر بن الخطابؓ اور عمرانؓ بن حصین اور سہلؓ
ابن سعد نے اور بعد تأمل کے واضح ہوتا ہے کہ قرنِ اول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے ہجرت سے کچھ پہلے سے وفات تک اور
قرنِ ثانی حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ کی خلافت ہے اور قرن
ثالث حضرت عثمانؓ کی خلافت مدت بارہ سال تک جب پوری ہوگئی
اور فتنے اُٹھے تو اس کے بعد وہ اقوام پیدا ہوئیں جن کا حال تم نے پڑھا
ہے۔ اور ان میں سے حدیث عبداللہ بن مسعودؓ کی ہے کہ اسلام کی چکی گھومنا
بند ہوجائیگا پینتیس سال میں پھر اگر لوگ ہلاک ہوں تو اپنے پیش رَو مفسدین
(اُمم سابقہ) کی راہ پر ہوں گے (فی سبیل اللہ نہ ہوں گے) الخ۔ اور ابوہریرہؓ
کی حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں۔ اور حدیث ابو حذیفہؓ
کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے امام کو قتل کرو اور اپنی تلواریں
چلاؤ اور تمہارے بدکردار تمہاری دُنیا کے وارث ہوجائیں۔ اور حدیث
کرزؓ بن علقمہ کی کہ اعرابی نے کہا کیا اسلام کے لئے کوئی آخری حد ہے۔
فرمایا کہ ہاں جتنے بھی گھر والے عرب و عجم میں ہیں جن کے ساتھ اللہ نے
خیر کا ارادہ کیا اللہ ان پر اسلام کو داخل کردیگا۔ اُس نے کہا پھر کیا ہوگا
یا رسول اللہ۔ فرمایا پھر فتنے بارش کی طرح برسیں گے۔ تو اعرابی نے
کہا ہرگز نہ ہو (یعنی خدا کرے ایسا کبھی نہ ہو) یا رسول اللہ تو فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہوگا قسم ہے اُس ذات کی کہ میری جان
جس کے قبضہ میں ہے تم عنقریب (حملہ کرنیوالے) سانپوں کی طرح
اُس میں جا پڑو گے۔ اور حدیث عتبہ بن غزوان کی کہ کبھی کوئی نبوت
قائم نہیں ہوئی مگر بدل ڈالی گئی جب کہ اُس کا انجام بادشاہی ہوگیا
تو عنقریب تم کو خبر ہوجائیگی اور ہمارے بعد کے امراء کا تم تجربہ کروگے
اور حدیث ابو عبیدہؓ اور معاذؓ بن جبل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

www.kitabghar.org

ان ہذا الامر بدء نبوۃ ورحمۃ ثم کائن خلافۃ ورحمۃ ثم کائن ملکا عضوضا ثم کائن عتوا وجبریۃ وفسادا فی الامۃ الخ وحدیث عبد اللہ بن عمرو ان امتکم جعلت عافیتہا فی اولہا وان آخرہم یصیبہم بلاء وامور تنکرونہا ثم تجیئ فتن ترقق بعضہا بعضا الخ وحدیث ابی بکرۃ ثقفی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای منکم رؤیا قال رجل انا رایت کان میزانا نزل الی ان قال ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان وحدیث سمرۃ ابن جندب قال رجل رایت کان دلوا دلی من السماء الی ان قال ثم جاء علی فاخذ بعراقیہا فانتشطت فانتضح علیہ منہا شیئ وحدیث انس وسوال بنی مصطلق الی من ندفع صدقاتنا بعدک الی ان قال فان حدث بعثمان حدث فتبا لکم الدہر تبا وحدیث سہل بن حثمہ وربیع الاعرابی منہ صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ من یقضیہ الی ان قال اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمان اجلہ فان استطعت ان تموت فمت وحدیث عمر رفعہ رایت عمودا من نور خرج من تحت راسی

کہ شروع ہوا یہ امر (یعنی نظمِ ملت) نبوت اور رحمت ہوکر پھر ہونیوالا ہے خلافت اور رحمت پھر ہونیوالا ہے مارکاٹ کی بادشاہی پھر ہونیوالا ہے تکبّر اور ظلم و فساد اُمت میں، آخر تک۔ اور حدیث عبداللہ بن عمرو کی کہ تمھاری اُمت کے اوّل حصّہ میں عافیت رکھی گئی ہے اور اُن کے آخر کا یہ حال ہوگا کہ ان پر بلائیں پڑیں گی اور ایسے اُمور جن کو تم بُرا سمجھتے ہو۔ پھر فتنے آئیں گے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر۔[1] اور حدیث ابوبکرہ ثقفی کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اُتری .... یہاں تک کہ اُس نے بیان کیا اور وزن کئے گئے عمرؓ اور عثمانؓ تو عمرؓ راجح رہے پھر ترازو اُٹھالی گئی۔ اور حدیث سمرہ بن جُندب کی کہ ایک شخص نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) کہا کہ میں نے دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکا.... یہاں تک کہ بیان کیا پھر علیؓ آئے پھر انھوں نے ڈول کی دونوں لکڑیاں (جن میں رسی باندھی جاتی ہے) پکڑیں تو وہ کھل گئیں پھر اُس میں سے کچھ چھینٹے اُن کے اُوپر گرے۔ اور حدیث انسؓ کی اور سوال بنی المصطلق کا کہ آپؐ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کو دیں..... یہاں تک کہ ذکر کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی حادثہ عثمانؓ پر آپڑے تو پھر ہمیشہ کے لئے تمھاری ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اور حدیث سہل بن حثمہ کی اور ربیع اعرابی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مکالمہ اور اس کا پوچھنا کہ اس کی قیمت کون ادا کریگا .... یہاں تک کہ فرمایا کہ جب ابوبکرؓ کی موت آجائیگی اور عمرؓ کی موت آجائیگی اور عثمانؓ کی موت بھی آجائیگی تو اگر تجھ سے یہ ہوسکے کہ تو مرجائے تو تُو بھی مرجانا۔ اور حدیث مرفوع عمرؓ کی (کہ آپؐ نے فرمایا) کہ میں نے ایک نُور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے نکلا

[1] اس کا ترجمہ کئی طرح کیا گیا ہے۔ پھر فتنے آئیں گے اِس میں طرح طرح کے فسادات ہوں گے اور ایک فساد دوسرے فساد کا شوق دِلائیگا۔ بعض نے کہا کہ ایسا فساد جو دوسرے فساد کو بے حقیقت اور بے قدر کردیگا کیونکہ دوسرا فساد پہلے فساد سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ بعض نے کہا کہ ایک فساد دوسرے فساد سے مِلتا جُلتا ہوگا۔ بعض نے کہا کہ ایک فساد دوسرے فساد میں دورہ کریگا۔ خود جائیگا اُس کو لیکر آئیگا۔ بعض نے کہا کہ ایک فساد دوسرے فساد کے لئے محرک ہوگا۔ ایک روایت میں ہے فیزلق یعنی ایک فساد دوسرے فساد کا رفیق بنے گا۔ ایک روایت میں ہے فیدفق یعنی ایک فساد دوسرے فساد کو دھکیل دیگا (یا دوسرے فساد کے بعد کود کر آئیگا) ماخوذ از لغاتِ حدیث ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

حتیٰ استقر بالشام و حدیث عرفجۃ ثم رُفِع المیزان بعد عثمان و حدیث ابی ہریرۃ ہلاک اُمتی علےٰ اَیدی غلمۃ من قریش و حدیث اُم بہز الاسدیۃ ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقربہا قلتُ یارسول اللہ مَن خیرُ النّاس فیہا قال رجلٌ فی ماشیتہ الخ و من حدیث سعد بن ابی وقاص قال عند فتنۃ عثمان اشہد انّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انہا ستکونُ فتنۃ القاعدُ فیہا خیر من القائم الخ و حدیث اہبان صیفی جاءہ علیّ بن ابیطالب فدعاہ الی الخروج معہٗ فقالَ انّ خلیلی و ابن عمک عہد الیّ اذا اختلفَ الناسُ ان اتّخذ سیفًا من خشب و حدیث ابی موسیٰ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ کسّروا فیہا قِسیّکم واقطعوا فیہا اَوتارکم و حدیث خبّاب بن الارتّ ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃً القاعدُ فیہا خیرٌ من القائم والقائم خیرٌ من الماشی و حدیث عبداللہ بن مسعودؓ رفعہ تکون فتنۃ المضطجعُ فیہا خیرٌ من القاعد والقاعد خیرٌ من القائم الخ و حدیث ابی ہریرۃ ایہا الناس اَظلّکم فِتنٌ کانّہا قطع اللّیل المُظلِم الخ و حدیث ابی بکرۃ الا انّہا ستکون فِتَن الَا ثمّ تکون فتنۃ القاعدُ فیہا خیرٌ من القائم و حدیث محمد بن مَسلمۃ قلتُ یارسولَ اللہ کیف اَصنَعُ اذا اختلف المصلّون قال تخرج بسیفک الی الحَرّۃ فتضربُہا بہ ثم تدخل بیتک الخ و حدیث حسن بن علیّ ان رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رَاٰی بنی اُمیّۃ یخطبُون علےٰ منبرہ رجلًا رجلًا فساءہٗ ذٰلک فنزلتْ اِنّآ اَعطَیْنٰکَ الکوثرَ و حدیث وائل بن حُجر رفع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم راْسہٗ نحو المشرق

اور شام میں جاکر ٹھہر گیا۔ اور حدیث عرفجہ کی کہ پھر عثمانؓ کے بعد ترازو اُٹھالی گئی۔ اور حدیث ابوہریرہؓ کی کہ میری اُمت کی ہلاکت واقع ہوگی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں سے۔ اور حدیث اُمّ بہز اسدیہ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا نزدیک ہونا بیان کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اس میں سب لوگوں سے اچھا کون رہیگا؟ فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے مویشیوں کے ساتھ (جنگل میں) ہوگا، آخر تک۔ اور حدیث سعدؓ بن ابی وقاص سے، اُنھوں نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے وقت کہا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا فتنہ اُٹھے گا کہ اس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے الخ۔ اور حدیث اہبان صیفیؓ کی کہ اُن کے پاس علیؓ بن ابی طالب آئے اور اُن کو دعوت دی ان کے ساتھ (لڑائی کے لئے) نکلنے کی تو اُنھوں نے کہا کہ میرے محبوب اور آپ کے چچا کے بیٹے (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا کہ جب لوگوں میں اختلاف واقع ہوجائے تو میں لکڑی کی تلوار بنالوں۔ اور حدیث ابو موسیٰؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنہ کے بارے میں کہ اُس زمانہ میں تم اپنی کمانیں توڑ دینا اور کمانوں کے چلّے کاٹ ڈالنا۔ اور حدیث خبّاب بن الارتّ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا جس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے۔ اور حدیث مرفوع عبداللہ بن مسعودؓ کی کہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ ایسا فتنہ اُٹھے گا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے اور بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور حدیث محمد بن مَسلمہ کی کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ میں کیا کروں جب نماز پڑھنے والوں میں اختلاف پڑجائے، فرمایا کہ اپنی تلوار حَرّہ (پتھریلے مقام کا نام) کی طرف لیجا اور اس کو پتھروں پر مار پھر اپنے گھر میں داخل ہوجا الخ۔ اور حدیث حسن بن علیؓ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا بنو اُمیّہ کو کہ آپؐ کے منبر پر اُن میں کا ایک ایک شخص خطبہ دے رہا ہے یہ آپؐ کو ناگوار ہوا تو نازل ہوئی اِنّآ اَعطَیْنٰکَ الکوثر۔ اور حدیث وائل بن حُجر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مشرق

www.kitabghar.org

فقال انّکم الفتن کقطع اللیل المظلم فشدّد امرہا
وعجّلہ وقبّحہ فقلت لہ من بین القوم یارسول
اللّٰہ وما الفتن قال یاوائل اذا اختلف سیفان
فی الاسلام فاعتزلہما و حدیث مرۃ بن کعب ذکر
یعنی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فتنۃ فقرّبہا
فمرّ رجل مقنّع فی ثوب فقال ہذا یومئذٍ علی
الہدی فاذا ہو عثمان و حدیث علی مرتضےٰ ما عہد
الیّ النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم ان الامۃ ستغدر بی
بعدہ و حدیث ابن عباس قال النبی صلے
اللّٰہ علیہ وسلم لعلیّ انک ستلقی بعدی جہدا
قال فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من
دینک و نیز از حدیث مرتضےٰ رضی اللّٰہ عنہ آخرہ
وان تؤمّروا علیّا ولا اُراکم فاعلین تجدوہ
ہادیا مہدیا یأخذ بکم الطریق المستقیم و حدیث
جابر بن سمرۃ قال صلے اللّٰہ علیہ وسلم لعلیّ
انک مؤمّر مستخلف وانّ ہذہ مخضوبۃ من
ہذہ یعنی لحیتہ من رأسہ و حدیث حذیفۃ
ذکر فتنتین و ہدنۃ فقال فی الفتنۃ
الاولی جاءنا اللّٰہ بہذا الخیر فہل
بعد ہذا الخیر من شر قال نعم دعاۃ
الی ابواب جہنم و کلام سعید بن المسیب
ثارت الفتنۃ الاولی فلم یبق
ممن شہد بدرا احد ثم کانت الثانیۃ
فلم یبق ممن شہد الحدیبیۃ احد
قال البغوی اراد بالفتنۃ الاولی
مقتل عثمان و بالثانیۃ
الحرۃ و حدیث عبداللّٰہ بن
مسعود انکم سترون بعدی
اثرۃ و

کی طرف اُٹھایا اور فرمایا کہ تم پر فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی
طرح آئیں گے پھر آپ نے اُن کی سختی کا بیان کیا اور اُن کے جلد
آنے اور بدتر ہونے کا ذکر کیا تو قوم (حاضرین) میں سے میں نے
کہا کہ یارسول اللّٰہ کیسے فتنے۔ فرمایا کہ اے وائل جب دو تلواریں
ایک دوسرے پر اسلام میں چلیں تو تو دونوں سے الگ رہ۔ اور
حدیث مُرّہ بن کعب کی، ذکر کیا یعنی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ
وسلم نے ایک فتنہ کا اور اُس کے قریب آنے کا پھر ایک شخص سر پر
کپڑا لپیٹے ہوئے گزرا تو فرمایا کہ یہ اُس دن ہدایت پر ہوگا۔ دیکھا تو
وہ عثمان رض تھے۔ اور حدیث علی مرتضےٰ رض کی کہ جن امور کی مجھ کو
نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اُمّت
اُن کے بعد مجھ سے نفرت کرے گی۔ اور حدیث ابن عباس رض کی کہ رسول
اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے علی رض سے فرمایا کہ تجھ پر میرے بعد پریشانیاں
آئیں گی۔ علی رض نے کہا کہ کیا میرے دین کی سلامتی کی حالت میں؟
فرمایا کہ تیرے دین کی سلامتی میں (نقصان نہ ہوگا) اور نیز حدیث
مرتضےٰ رضی اللّٰہ عنہ سے جس کے آخر میں یہ ہے اور اگر تم امیر بناؤ گے علی
کو اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرنیوالے ہوگے تو تم اُس کو ہدایت کرنے
والا ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیگا۔ اور حدیث جابر
ابن سمرہ کی کہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے علی رض سے فرمایا کہ بیشک
تجھ کو امیر بنایا جائیگا خلیفہ بنایا جائیگا اور بیشک یہ خضاب کیجائیگی
اس سے یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر (کے خون) سے رنگین ہوگی)
اور حدیث حذیفہ کی، انھوں نے دو فتنوں اور ایک وقفۂ صلح
کا ذکر کیا اور کہا کہ پہلے فتنہ کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے پاس خیر کو
لائے گا۔ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر آئیگا؟ فرمایا
کہ ہاں جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے (فتنے) آئیں گے
اور کلام سعید بن المسیب کا کہ پہلا فتنہ اُٹھے گا تو اُن لوگوں میں سے کوئی
باقی نہ رہے گا جو بدر میں حاضر تھے۔ پھر دوسرا فتنہ اُٹھے گا تو حدیبیہ
میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ بغوی کا قول ہے
کہ پہلے فتنہ سے مراد ہے قتل عثمان رض کا فتنہ اور دوسرے سے فتنۂ حرّہ
اور حدیث عبداللّٰہ بن مسعود رض کی کہ تم عنقریب میرے بعد حق تلفیاں اور

www.kitabghar.org

اموراً تنکرونہا الخ و حدیث ابی ذر کیف انت اذا کانت علیک امراء یمیتون الصلوٰۃ و یؤخرونہا عن وقتہا و حدیث ابی ذر ایضا کیف انت اذا غمر الدم احجار الزیت الخ و حدیث ابی سعید الخدری یوشک ان یکون خیر مال المسلم الغنم یتبع بہا شعف الجبال و حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی فی تفسیر قولہ تعالیٰ علیکم انفسکم حدیث صلی اللہ علیہ وسلم فی آخرہ فان وراءکم ایام الصبر فمن صبر فیہن کان کمن قبض علی الجمر و حدیث عبداللہ بن عمرو کیف انت اذا بقیت فی حثالۃ من الناس مرجت عہودہم واماناتہم واختلفوا فکانوا ہکذا وشبک بین اصابعہ الخ و حدیث ذی الزوائد فی خطبۃ حجۃ الوداع الا ہل بلغت قالوا اللہم نعم ثم قال اذا تجاحفت قریش الملک فیما بینہا وعاد العطاء رشاءً فدعوہ و حدیث ابن مسعود رفعہ ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ فی قبلی الا کان لہ من امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعدہم خلوف یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یؤمرون فمن جاہدہم بیدہ فہو مؤمن الخ و حدیث عرباض بن ساریۃ ذکر خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا وستـرون من بعدی اختلافا شدیدا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین

ایسے امور دیکھو گے جن کو تم برا سمجھتے ہو گے الخ۔ اور حدیث ابوذر کی کہ تمھارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے جو نماز کو فوت کرنے والے اور اس کو اس کے وقت سے مؤخر کر دینے والے ہوں گے۔ اور ابوذر ہی کی ایک حدیث میں ہے کہ تمھارا کیا حال ہوگا جب خون بھر دے گا احجار الزیت کو الخ (یہ ایک مقام کا نام ہے)۔ اور حدیث ابو سعید خدری کی وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا اچھا مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہے اور حدیث ابو ثعلبہ خشنی کی آیت علیکم انفسکم کی تفسیر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جس کے آخر میں ہے کہ بیشک تمھارے پیچھے (یعنی آئندہ) صبر کے ایام (آنیوالے) ہیں۔ جس نے ان میں صبر کر لیا ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے انگارے پر قبضہ کر لیا۔ اور حدیث عبداللہ بن عمرو کی کہ تیری کیا کیفیت ہوگی جب تو کمینہ لوگوں میں رہ جائے گا جن کے عہد و امانتیں سب فاسد ہوں گی اور آپس میں مختلف ہو کر ایسے ہو جائیں گے۔ اور اپنی انگلیوں کے درمیان جالی کر کے دکھائی الخ۔ اور حدیث ذی الزوائد کی حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا لوگو! کیا میں نے تم کو (پیغام حق) پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا اللہ اللہ! بیشک۔ پھر فرمایا کہ جب قریش میں بادشاہی پر آپس میں قتال ہونے لگے اور عطیات رسمی (برائے نام) رہ جائیں تو تم ان کو چھوڑ دینا۔ اور حدیث مرفوع ابن مسعود کی کہ کوئی نبی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی امت میں بھیجا مجھ سے پہلے نہیں ہوا مگر اس کی امت میں سے اس کے حواری اور اصحاب ہوتے ہیں جو اس کی سنت کو اخذ کرتے اور اس کے امر کی اقتداء کرتے رہے ہیں۔ پھر یہ ہوا کہ ان کے بعد ان کے ایسے جانشین ہوتے کہ وہ جو کچھ کہتے تھے ویسا خود نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے کام کرتے تھے جن کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا تو جو ایسے لوگوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے۔ اور حدیث عرباض بن ساریہ کی، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کا ذکر کیا جس میں یہ ہے کہ ادھر تم عنقریب میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے تو تم پر لازم ہے میرے طریقے پر عمل کرتے رہنا اور میرے خلفائے راشدین کے طریقے پر عمل کرنا جو ہدایت یافتہ ہوں گے،

www.kitabghar.org

عَضُّوْا علیہا بالنّواجذ بالجملہ ما نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج را بیقین میدانیم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد زمانِ خود مدّتی بخیریت وصف نمود و خلافتِ آن ایام را خلافت و رحمت گفتہ وآن را زمانِ عافیت شمردہ وبعد ازان از فتنۂ عظیمہ اِنذار کرد وآن را مُلک عَضُوض خواندہ و زمانِ بلا شمردہ در زمانِ اوّل مردمان را ترغیب بجہاد فرمود و بقتال تحت رایت امامِ وقت تاکید نمود و در زمانِ ثانی بہ تکسیرِ قسیّ و قطعِ اَوتار و دور بودن ازمیانِ مردمان ارشاد فرمود چنانکہ بیقین می دانیم کہ معراج البتہ بودہ است و عذاب قبر البتہ بودنی است و دجّال پیدا شدنی است و امامِ مہدی خلیفہ خواہد بود وحضرت عیسیٰ؏ نزول خواہد نمود و در ہمین وزن بیقین می دانیم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقتلِ حضرت عثمان رضہ وآنچہ مترتب است بر وی اشارہ کردہ وآن را زمانِ فتنۂ اُولیٰ نام نہادہ واین معنی از جہت قرائن بسیار بوضوح پیوست تعیینِ زمان نمودہ اند کہ تدور رحی الاسلام بخمسٍ وثلثین سَنَۃ وتعیینِ مکان فرمودہ کہ مشرقی مدینہ خواہد بود چنانکہ گفتہ الا انّ الفتنۃ ہہنا حیث یطلع قرن الشیطان وصورتِ فتنہ بیان کردہ اند حتّٰی تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم وسہ کس را نام بردہ اند کہ در زمانِ خیر متولّی خلافت خواہند بود صدّیقِ اکبر رضہ و عمر فاروق رضہ وذی النّورین رضہ و در زمانِ فتنہ بحضرت مرتضےٰ رضہ بیعت کنند لیکن خلافتِ او منتظم نشود وقوم بروے مجتمع نشوند الٰی غیر ذٰلک تا آنکہ بہ رأی العین دانستیم کہ مراد ہمین حالت است

اُس کو دانتوں سے پکڑ لینا۔ الحاصل ہم نماز اور روزے اور زکوٰۃ اور حج کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس کا امر فرمایا اور اسی مرتبہ میں ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد کی ایک خاص مدّت کو خیریت کے ساتھ موصوف فرمایا اور ان ایام کی خلافت کو خلافت اور رحمت فرمایا اور اُس کو عافیت کا زمانہ شمار کیا اور اس کے بعد ایک فتنۂ عظیمہ سے آپؐ ڈراتے رہے اور اس کو آپؐ نے "ملک عضوض" فرمایا اور بلا کا زمانہ شمار کیا۔ زمانۂ اوّل میں آپؐ نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور امامِ وقت کے جھنڈے کے نیچے قتال کی تاکید فرمائی اور زمانۂ ثانی کے بارے میں آپؐ نے کمانوں کو توڑ دینے اور چِلّوں کو کاٹ ڈالنے اور لوگوں کے درمیان سے دُور رہنے کا ارشاد فرمایا۔ جیساکہ ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ البتہ معراج ہوئی ہے اور عذابِ قبر ضرور ہونیوالا ہے (اس کے مستحقین کو) اور دجّال ظاہر ہونے والا ہے اور امام مہدی خلیفہ ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نزول فرمائیں گے اسی مرتبہ میں ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی اور اس پر جو نتائج مترتّب ہونیوالے تھے اُن کی طرف اشارہ کردیا اور اُس کا زمانۂ فتنۂ اُولیٰ نام رکھا اور بہت سے قرائن سے یہ معنے واضح ہوچکے ہیں آپؐ نے تعیّن زمانہ بھی فرمادیا ہے کہ "اسلام کی چکّی پینتیس سال گھومیگی"۔ اور مکان (یعنی مبدأ فتنہ) کا تعیّن بھی فرمادیا کہ وہ مدینہ کی مشرقی جانب ہوگا جیساکہ فرمایا کہ "یاد رکھو کہ فتنہ وہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے" اور فتنہ کی صورت بھی بیان کردی کہ یہاں تک ہوگا کہ تم اپنے امام کو قتل کردوگے اور اپنی تلواریں چلاؤگے اور تمہاری دنیا کے وارث تمہارے بدکردار لوگ ہوجائیں گے اور تین شخصوں کے آپؐ نے نام بھی لئے کہ یہ زمانۂ خیر میں متولّیِ خلافت ہوں گے۔ صدّیق اکبر رضہ اور عمر فاروق رضہ اور ذی النّورین رضہ اور فتنہ کے زمانہ میں لوگ حضرت مرتضےٰ رضہ سے بیعت کریں گے لیکن ان کی خلافت منتظم نہ ہوگی اور قوم (کے سب لوگ) اُس پر مجتمع نہ ہوں گے، وغیر ذٰلک یہاں تک کہ آنکھ سے دیکھ کر ہم نے جان لیا کہ آپؐ کی مراد یہی حالت ہے

www.kitabghar.org

کہ بعدِ قتلِ حضرت عثمان بظہور آمد از اختلافِ ناس
در حربِ جمل و صفین بعد این ہمہ بضرورتِ عقل دریافتہ
شد کہ ہر چند برائے مرتضٰی بیعت کردہ اند و خلافت
منعقد ساختند و در حکمِ شرع کہ بنائے آن مظنّات
است لازم شد اطاعتِ او لیکن مرادِ حق اصلاحِ
عالم است کہ خلافت وسیلۂ آنست کہ برائے تقرب
آن مقصود مشروع ساختہ اند و اگر مرادِ حق می بود
از وجود متخلف نمی شد و مرتضٰی درین خلافت
مانندِ نے در دہانِ نائی نبود و نہ مانندِ جارحہ برائے
اتمامِ مرادِ حق و قوم مامور نشدند کہ تحتِ رایتِ
او قتال کنند چنانکہ مامور شدند بقتال تحتِ رایت
مشائخ ثلثہ و مطابق آنچہ ازین احادیث مفہوم
شد بمعائنہ در خارج دیدیم کہ در زمانِ حضرت مرتضٰی
عنایتِ الٰہی کہ سابق فوج فوج نازل می شد مستتر
گشت کوششِ بسیار فائدہ اندکے ہم نداد و خیریت
کہ عبارت از الفتِ مسلمین فیما بینہم و
ترکِ منازعہ است و اتفاق بر جہادِ کفار و
روز بروز شکست بر کفار افتادن رو باستتار
نہاد و معنی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَى لَهُمْ یعنی لیمکنن بسببہم دینہم صورت
نہ بست و تمکین فی الارض برائے دفعِ کفار
و اعلاءِ کلمۃ الاسلام مقرر بود واقع نشد وَاجْعَلْ
لِي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا درین زمان
متحقق نگشت و در تمام مسلمین حکمِ او
نافذ نشد و مسلمین کلہم تحتِ حکم او در نیامدند
و ہیچ عاقلے برین معنے انکار نتواند کرد
چنانکہ نمی تواند انکار نمود کہ آفتاب
امروز از مشرق طالع شدہ
است

جو کہ حضرت عثمان رض کے قتل کے بعد ظہور میں آئی کہ لوگوں میں اختلاف
ہوا جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں۔ اس سب کے بعد بضرورتِ عقل
ثابت ہو گیا کہ اگرچہ حضرت مرتضٰی رض کے لئے لوگوں نے بیعت کر لی اور
خلافت منعقد کی اور حکمِ شرع میں کہ جس کی بنا مظنّات (ظاہری)
پر ہے اُن کی اطاعت بھی لازم ہو گئی، لیکن مرادِ حق اصلاحِ عالم
ہے کہ خلافت اس کا ایک وسیلہ ہے جس کو (اُسی) مقصود کے لئے
مشروع فرمایا ہے، اگر مرادِ حق ہوتی تو وہ وجود میں آنے سے متخلف
نہ ہوتی اور مرتضٰی رض اس خلافت میں مانند نے کے نے نواز کے
دہن میں نہیں تھے اور نہ مرادِ حق کے اتمام کے لئے آلے کے مانند
تھے۔ اور قوم اُن کے جھنڈے کے نیچے قتال کرنے کے لئے اس طرح
مامور نہ ہوئی جس طرح مشائخ ثلاثہ رض کے جھنڈے کے نیچے قتال کے
لئے مامور تھی۔ اور جو کچھ ان احادیث سے مفہوم ہوا اُس کے مطابق
خارج میں ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حضرت مرتضٰی رض کے زمانہ
میں وہ عنایتِ الٰہی جو پہلے دور میں فوج فوج (یعنی فراوانی کے ساتھ)
نازل ہوتی تھی مستتر ہو گئی۔ بہت سی کوششوں نے تھوڑا فائدہ بھی
نہ دیا اور خیریت نے کہ عبارت ہے مسلمانوں کے باہم محبت میل جول
اور نزاعات کے ترک سے اور کفار سے جہاد پر متفق ہو جانے سے اور
کفار پر روز بروز شکست واقع ہونے سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ یعنی لیمکنن بسببہم کے
معنے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی (ترجمہ: اور تاکہ اللہ اُن کے لئے
یعنی اُن کے سبب اُن کے دین کو قوت بخشے جس کو اُس نے اُن کے لئے
پسند کیا) اور جو تمکین فی الارض (یعنی طاقتور حکومت) کفار کے دفع
کرنے اور کلمۂ اسلام کو بلند کرنے کے لئے مقرر تھی واقع نہ ہوئی اور
وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا (اور مجھ کو اپنے پاس سے
ایسا غلبہ دیجئے جس کے ساتھ نصرت ہو) اس زمانہ میں متحقق نہ ہوا
اور تمام مسلمانوں میں اُس کا حکم نافذ نہ ہوا اور مسلمان سب کے
سب اُس کے حکم کے تحت نہ آئے اور کوئی صاحبِ عقل جس طرح
اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ آج آفتاب مشرق سے طلوع ہوا ہے اسی
طرح اس معنے کا انکار نہیں کر سکتا۔

www.kitabghar.org

لیکن نکتہ دیگر است کہ غیر اہلِ بصیرت نمی شناسد ؎

بہر نظر مہِ من جلوہ می کند لیکن
کس آن کرشمہ نہ بیند کہ من ہمے نگرم

وآن نکتہ آن است کہ انبیاء بر اُمت خود و خلفاء بر رعیتِ خود فضیلتے کہ یافتہ اند سِرّ آن و مُخ دران جارحۂ تدبیرِ الٰہی بودن است و واسطۂ اصلاحِ عالم شدن واین سِرّ و مُخ در خلفای ثلثہؓ علیٰ وجہہٖ متحقق بود بشہادۃ النقل والعقل و در حضرتِ مرتضیٰؓ نہ ہرچند این معنیٰ درحقِ وی رضی اللہ عنہ نقصے پیدا نہ کرد زیراکہ وی ساعی بود در اقامتِ دین اگرچہ میسر نہ شد لیکن فضیلتِ جارحۂ الٰہی بودن دیگر است وآن اگرمی بود احکامِ خلافت خاصہ از وی متخلف نمی شد واین اقوی وجوہ افضلیتِ مشائخ ثلثہ است بر حضرت مرتضیٰ تفاضل اصحاب یمین باہم باعتبارِ صحتِ نیت وکثرتِ عمل است وتفاضل این بزرگوان باہم باعتبار مانند نَی در دستِ نائی بودن است و مانند حجر در دستِ رامی وَمَارَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی بوئی است ازین بوستان وَاِنِّیْ مُکَاثِرٌبِکُمُ الۡاُمَمَ رمزی است ازین داستان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار صحتِ نیت افضل نشدند ازان انبیاء کہ اُمتِ ایشان کم بود از اُمتِ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ ہرچند اُمت بیشتر جارحیتِ فیوضِ الٰہی قوی تر ؎

لیکن ایک نکتہ اور ہے جس کو اہلِ بصیرت کے سوا دوسرا نہیں پہچان سکتا ؎ بہر نظر الخ

یعنی میرا چاند (یوں تو) ہر نظر پر جلوہ کر رہا ہے۔
لیکن کوئی وہ کرشمہ نہیں دیکھتا جو میں دیکھ رہا ہوں۔

اور وہ نکتہ یہ ہے کہ انبیاءؑ نے اپنی اُمت پر اور خلفاءؓ نے اپنی رعیت پر جو فضیلت پائی ہے اس کا راز اور اس کا مغز اس بارے میں ان کا جارحہ (یعنی آلہ) تدبیرِ الٰہی ہونا ہے اور واسطۂ اصلاحِ عالم ہونا اور یہ سِرّ اور مغز خلفائے ثلٰثہ میں اپنی صحیح صورت میں متحقق تھا عقل اور نقل دونوں اس پر شاہد ہیں اور حضرت مرتضیٰؓ کے حق میں اگرچہ اس معنٰی نے کوئی نقص پیدا نہیں کیا کیونکہ وہ اقامتِ دین میں ساعی تھے اگرچہ میسر نہ ہوئی، لیکن جارحۂ الٰہی بننے کی فضیلت ہونا اور بات ہے۔ اور وہ اگر ہوتی تو خلافتِ خاصہ کے احکام اُن سے متخلف نہ ہوتے اور مشائخ ثلاثہؓ کی افضلیت کی وجوہ میں سے جو حضرت علی مرتضیٰؓ پر اُن کو ہے یہ سب سے قوی وجہ ہے۔ اصحاب یمین کا تفاضل باہم صحت نیت اور کثرتِ عمل کے اعتبار سے ہے اور ان بزرگواروں کا تفاضل باہم باعتبار مثل نے کے بن جانے کے ہے نَے نواز کے ہاتھ میں اور مثل پتھر کے، پھینکنے والے کے ہاتھ میں وَمَارَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ایک خوشبو اسی باغ کی ہے (یعنی وہ خاک کی مٹھی جب (بظاہر) تم نے پھینکی تھی (درحقیقت) تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی) اور وَاِنِّیْ مُکَاثِرٌبِکُمُ الۡاُمَمَ (یعنی میں دوسری اُمتوں کے سامنے (بروزِ قیامت) تم پر فخر کرنے والا ہوں گا) اسی داستان کی ایک رمز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن انبیاءؑ سے جن کی اُمت آپؐ کی اُمت سے کم تھی باعتبار صحتِ نیت کے افضل نہیں ہوتے، بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جس قدر اُمت زیادہ ہو گی فیوضِ الٰہی کی جارحیت قوی تر ہو گی ؎ تشریف دست[1]

[1] حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎ گوئی توفیق وکرامت درمیاں افگندہ اند ۔ کس بمیدان درنمی آرد سواراں راچہ شد ۔ (توفیق وکرامت کی گیند درمیان میں ڈالدی گئی ہے، سواروں کو کیا ہوگیا کہ کوئی بھی میدان کا رُخ نہیں کرتا) شاہ صاحبؒ کے اس شعر کا منشا یہ ہے کہ خلفاء ثلاثہؓ کے بعد اب وہ گوئے توفیق وکرامتؓ میدان سے اٹھائی جا چکی تھی۔ دستِ سلطان (شاہِ مرداںؓ) کی قوت میں کلام نہیں اور اس نے چوگان بھی پورے زور سے مارا مگر لا حاصل رہا جب کہ وہ گوئی توفیق وکرامت موجود ہی نہ تھی تو وار خالی گیا۔ اس لئے اب مسابقت اور تفضیل کا سوال ہی باقی نہ رہا واللہ اعلم ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

۵ تشریف دستِ سلطان چوگان بُرد لیکن
بے گوئی روز میدان چوگان چہ کار دارد؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسبب فتح مکہ متزاید نشدند در نبوت خود و اوصافِ باطنیۂ خود کہ خدائے تعالیٰ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم بآن مخصوص گردانیدہ بود بلکہ ہرچند بدن فتوح بالیدہ تر رُوح إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ الآیۃ روشن تر۔

سوال اگر گوئی این سخن در حرب جمل و صفین مسلم است زیرا کہ این حرکات عنیفہ مقتضے تجیز نشدند بلکہ ساعت بساعت اختلاف مسلمین و نقد جمعیت ایشان برروئے کار آمد لیکن در حرب نہروان جارحۂ فیض آلہی بودہ است زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق آنجماعہ فرمودہ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔

گوئیم اینجا تحقیقے است شریف فرق است در آنکہ شیوعِ اسلام و ایتلافِ مسلمین فیما بینہم و کبتِ کفار و شکستِ ایشان روز بروز متزاید شود و در آنکہ از میانِ مسلمین فرقۂ مارقہ بسبب شبہہ کہ از بعض احکام خلیفہ ناشی شدہ است سر برآرند و با مسلمانان بہ پیچند و خلیفہ سعی در کبتِ آنجماعہ فرماید مثلِ اول آنست کہ طفل را پرورش دہند تا از مرتبۂ طفلی بسنِ ترعرع برسد و از آن مرتبہ بحدِّ جوانی ترقی نماید و مثلِ ثانی مثل آنکہ استادِ نجار برائے مصلحتے ہمتِ تیشہ بر چوب می زد اتفاقاً خطا کرد تیشہ بر پائی خویش رسید درین حالت واجب شد بروی کہ ترک شغلِ نجاری کند و باصلاحِ پائی خود مشغول گردد و درین مبحث غلط نہ کنی

سُلطان الخ (ترجمہ: بادشاہ کے دستِ ذی شرف نے بلاّ مار دیا لیکن بغیر گیند کے میدان کے دن بلاّ کیا کام کرے گا!)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صرف بسبب فتح مکہ کے زیادہ بلند تر نہیں ہوئے اپنی نبوت اور اپنے اوصافِ باطنی میں جن کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخصوص کیا تھا، بلکہ جسقدر بھی فتوحات کا بدن (یعنی دائرہ) بڑھتا گیا إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللهُ الخ کی رُوح زیادہ سے زیادہ روشن ہوتی چلی گئی۔

سوال اگر تم یہ کہو کہ یہ بات جنگِ جمل و صفین میں تو مسلّم ہے کیونکہ (اس سے اصلاح نہ ہو سکی اور) یہ ناشائستہ حرکات بند نہ ہوئیں بلکہ ساعت بساعت اختلافِ مسلمین اور جمعیت کا فقدان ہی ظہور میں آتا رہا۔ لیکن نہروان کی جنگ میں (جو ۳۸ھ میں خوارج سے ہوئی تھی) حضرت علیؓ جارحۂ فیضِ آلہی بنے تھے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس جماعت کے حق میں فرمایا ہے کہ اگر میں نے اُن لوگوں کا زمانہ پایا تو میں ان کو ضرور قتل کروں گا مثل قتلِ قومِ عاد کے (کہ کسی کو باقی نہ چھوڑا جائے)۔

ہم کہتے ہیں اس موقع پر ایک قابلِ قدر تحقیق ہے۔ فرق ہے اس امر میں کہ اسلام کا شیوع اور مسلمانوں میں اُلفت یگانگت باہمی اور سرکوبی کفار اور ان پر شکست کا وقوع روز بروز بڑھتا رہے اور اس میں کہ ایک فرقۂ مارقہ بسبب ایک شبہ کے جو کہ خلیفہ کے بعض احکام سے پیدا ہوا سر اُٹھائیں اور مسلمانوں کو لپٹ جائیں اور خلیفہ اُس جماعت کی سرکوبی میں سعی کرے۔ پہلے کی مثال یہ ہے کہ ایک لڑکے کی پرورش کی جائے یہاں تک کہ وہ طفلی کے مرتبہ سے نکل کر اُبھار کی عمر سے بڑھتا ہوا جوانی کی حد تک ترقی کرے۔ اور دوسری قسم کی مثال یہ ہے کہ ایک اُستاد بڑھئی کسی اعلیٰ قسم کی چیز کی تیاری کے لئے لکڑی پر بسولا مار رہا تھا کہ اتفاقاً ہاتھ خطا کر گیا اور بسولا اُس کے اپنے ہی پاؤں پر آ پڑا۔ اس حالت میں اُس کے لئے یہ بات ضروری ہو گئی کہ شغل نجاری کو ترک کرے اور اپنے پاؤں کی اصلاح میں مشغول ہو جائے۔ تم اس بحث میں مغالطہ میں نہ پڑ جانا

www.kitabghar.org

و این نکتہ دقیقہ را بر غیر محل آن فرود نیاری غرض من آن نیست کہ حضرت مرتضےٰ ارم خلیفہ نبود یا در حکم شرع خلافتِ او منعقد نگشت یا سعی او در حروبے کہ پیش آمد للہ فی اللہ نبود اعوذ باللہ من جمیع ماکرہ اللہ بلکہ مقصودِ من این است کہ فضیلتِ جارحۂ فیضِ الٰہی بودن ظاہر نشد درین مقاتلات والا خیریت و اصلاح خلق فوج فوج ظہور می نمود و این دقیقہ کہ زبان فقہاء و متکلمین از تقریرِ آن کوتاہ است اثباتًا و نفیًا ازان گفتگو نداراند و فقہاء صحابہ برکتِ صحبتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این نکتہ را شناختہ اند و در احادیثِ صحیحہ بآن نکتہ اشارہ رفتہ۔

اور اس دقیق نکتہ کو غیر محل پر چسپاں نہ کر لینا۔ میری غرض یہ نہیں ہے کہ حضرت مرتضےٰ رضؓ خلیفہ نہیں تھے یا حکمِ شریعت میں اُن کی خلافت منعقد نہیں ہوئی یا جو لڑائیاں اُن کو پیش آئیں اُن میں اُن کی سعی للّٰہ فی اللہ نہیں تھی۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ایسی تمام چیزوں سے جو اللہ کو ناپسند ہوں۔ بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ ان جنگوں میں فیضِ الٰہی کا جارحہ (آلہ) بننے کی فضیلت اُن میں ظاہر نہیں ہوئی۔ ورنہ آپ کا خیر ہونا مسلّم ہے) اور اصلاحِ خلق بہت فراوانی کے ساتھ واضح ہوتی رہی ہے۔ اور اس باریک نکتہ میں فقہاء اور متکلمین کی زبانیں اُس کی تقریر سے کوتاہ ہیں۔ اثبات کے یا نفی کے طور پر کسی نے کلام نہیں کیا۔ ہاں فقہاء صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اس نکتہ کو پہچانا ہے اور احادیثِ صحیحہ میں اس نکتہ کی طرف اشارات کئے گئے ہیں۔

تتمہ

کتاب کا مختصر حال جلد اوّل کے دیباچہ میں لکھا جا چکا ہے اور اس مطبوعہ کتاب کا بھی جس کو ترجمہ کے لئے پیشِ نظر رکھا گیا جو کہ سنہ ۱۲۸۶ھ میں مدار المہام صاحب ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی۔ اسی کا ایک نسخہ اس جلد ثانی کے ترجمہ کے لئے بھی اصل قرار دیا گیا۔ حضرت مصنفؒ نے فصل ہشتم کو ۲ دو مقصد پر منقسم کیا ہے۔ مقصدِ اوّل میں دلائلِ نقلیہ اور مقصدِ دوم میں دلائلِ عقلیہ لیکن یہ دوسرا جزء یعنی مقصدِ دوم غائب ہے۔ نیز مقصدِ اوّل میں بھی کمی محسوس ہو رہی ہے کیونکہ مصنفؒ نے کسی موقع میں اجمال سے کام نہیں لیا جو کچھ فرمایا اس کو دلائل اور شواہد سے خوب واضح کیا ہے لیکن یہاں آخر حصہ میں اس قول کے بعد "فقہاءِ صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اس نکتہ کو پہچانا ہے اور احادیثِ صحیحہ میں اس نکتہ کی طرف اشارات کئے گئے ہیں" نہ فقہائے صحابہؓ کا کوئی قول درج ہے اور نہ اس نکتہ پر اشارہ کرنیوالی کوئی حدیث۔ یہ بات مصنف رحمہ اللہ کے معمول کے خلاف ہے۔ طباعت کا انصرام کرنیوالوں نے خاتمۃ الطبع میں کتاب کی زبان یعنی فارسی میں اس کمی پر اپنے احساس کا اظہار کیا ہے جس کا ترجمہ درجِ ذیل کیا جاتا ہے۔

"خاتمۃ الطبع: احقر محمد احسن عرض کرتا ہے کہ چھاپنے کے وقت جو کتابیں موجود تھیں اُن میں سے صرف ایک کتاب میں مقصدِ اوّل کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی اور باقی کتابوں میں اس سے بھی تین ورق کم تھے۔ سیاقِ عبارت اور مصنفؒ کی عادت ہے کہ خاتمہ رسائل کے موقع پر جا بجا لکھتے ہیں ہٰذا آخر ما اردنا ایرادہ وغیر ذٰلک معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر نے بہت تلاش کے باوجود اس کے تتمہ پر قدرت نہ پائی۔ ناظرین سے اُمید ہے کہ اگر کہیں اُس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرما دیں اور فقیر کو بھی اطلاع کر دیں۔ والحمد للہ اوّلاً و آخراً وصلے اللہ علےٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔"

الحمد للہ علےٰ احسانہٖ کہ ترجمہ جلد ثانی ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا سے مورخہ ۲ رذیقعدہ سنہ ۱۳۸۲ھ بیوم پنجشنبہ فراغت ہوئی وصلے اللہ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ ۔ دیوبند

www.kitabghar.org

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عرضِ ناشر

جیسا کہ ناظرین نے گزشتہ صفحہ میں ملاحظہ فرمایا "ازالۃ الخفا" کے مقصدِ اول کی فصل ہشتم کا نصف آخر جو اس کے مقصد دوم پر مشتمل تھا اور جس میں "افضلیت شیخین رضؓ پر دلائلِ عقلیہ" کا بیان تھا، مولانا احسن نانوتوی رحؒ کو نہ مل سکا جنہوں نے اس کتاب کا فارسی متن بہت محنت اور تلاش و جستجو کے بعد ۱۲۸۶ھ میں شائع فرمایا تھا۔ مولانا مرحوم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر کسی صاحب کو یہ حصہ مل جائے تو وہ کتاب میں اس کا اضافہ کر دیں۔

الحمد للہ! کہ اُن کی یہ خواہش اب سوا سو سال بعد پوری ہو رہی ہے۔ اور ہم یہ حصہ اگلے صفحات میں شائع کر رہے ہیں۔ اس حصہ کی شمولیت سے یہ کتاب اب مکمل ہو گئی ہے۔ راقم کو یہ گم شدہ حصہ حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ کی ایک دوسری تصنیف "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" میں پورا کا پورا مل گیا۔ یہ کتاب کے مجتبائی ایڈیشن مطبوعہ ۱۳۱۰ھ کے صفحہ ۳۶ کے آخر سے صفحہ ۹۴ تک اور پھر صفحہ ۱۴۹ سے صفحہ ۱۷۷ تک پھیلا ہوا ہے۔

محققین جانتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ رحؒ نے پہلے "قرۃ العینین" تصنیف کی اور پھر اسی کو بنیاد بنا کر "ازالۃ الخفا" تالیف فرمائی۔ اس طرح انہوں نے "ازالۃ الخفا" میں "قرۃ العینین" کے تمام مضامین تنقیح اور تہذیب کے بعد شامل فرما لیے اور اُن میں مزید اضافے کیے۔ اسی وجہ سے ازالۃ الخفا، قرۃ العینین سے حجم میں چار یا پانچ گنی ہو گئی ہے۔

اغلب یہ ہے کہ "قرۃ العینین" کے ان صفحات کو تنقیح و نظرِ ثانی کے بعد شاہ ولی اللہ رحؒ نے "ازالۃ الخفا" میں شامل کر لیا تھا، مگر وہ صفحات "ازالۃ الخفا" کے اُن قلمی نسخوں میں سے ضائع ہو گئے جو مولانا احسن نانوتوی رحؒ کو ملے، لہٰذا اُن کی مطبوعہ "ازالۃ الخفا" میں فصل ہشتم ناقص رہ گئی۔

۱۲۸۶ھ میں "ازالۃ الخفا" کی طباعت کے وقت مولانا نانوتوی رحؒ کو یہ حصہ اس لئے نہ مل سکا کہ اُس وقت تک "قرۃ العینین" شائع نہیں ہوئی تھی، اور غالباً انہیں اس کا کوئی مخطوطہ بھی نہیں ملا۔ یا اگر ملا تو یہ حصہ ان کی نظر سے اوجھل رہ گیا۔

بہر حال اب "ازالۃ الخفا" اپنی مکمل شکل میں پیش خدمت ہے "قدیمی کتب خانہ" بجا طور پر فخر کرتا ہے کہ اس نے شاہ ولی اللہ رحؒ کی اس اہم تصنیف کا گمشدہ حصہ تلاش کر کے اس کو مکمل کیا اور عام قارئین و محققین کی اس تشنگی کو دور کیا جسے وہ ایک عرصہ سے محسوس کر رہے تھے۔

ہمارے کرم فرما پروفیسر علی محسن صدیقی صاحب نے اس حصہ کا اُردو ترجمہ بڑے خلوص اور ذمہ داری کے ساتھ کیا ہے، اور مطبوعہ متن کی کاتبانہ غلطیوں کو بھی درست کیا ہے۔ نیز آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی کے حوالے بھی شامل کئے ہیں اور بعض تشریحات بھی کی ہیں جس سے اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

ہماری کوشش ہے کہ شاہ صاحب کی دیگر تصانیف کو بھی اسی طرح بہتر سے بہتر صورت میں پیش کرتے رہیں۔ وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

خادم العلم والعلماء:- معراج محمد

قدیمی کتب خانہ۔ کراچی

www.kitabghar.org

"ازالۃ الخفا" کا گمشدہ حصّہ

تتمہ فصل ہشتم

فصل ہشتم

کا

مقصد دوم

افضلیتِ شیخین رضؓ پر دلائلِ عقلیہ

تالیف:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رح

مترجم:۔ پروفیسر علی محسن صدیقی صاحب

www.kitabghar.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افضلیتِ شیخینؓ پر دلائل عقلیہ

اما دلیل عقلی بر افضلیت شیخین، پس تقریر آن موقوف است بر ہفت مقدمہ، چون آن ہفت مقدمہ معلوم شود ترتیب شکل اول از قیاس اقترانی سہل گردد کہ شیخین بہتر اند از سائر صحابہ در صفات کذا و کذا، و صفات کذا و کذا افضل کلی است، پس شیخین متمیز اند از سائر صحابہ بفضل کلی۔

مقدمہ اولیٰ، بیان حقیقت فضل مطلقاً

بدانکہ حقیقت فضل چیزی بر چیزی اشتراک ہر دو است در اصلے و زیادۃ اول است بر ثانی در آن اصل، و دلیل این مقدمہ استقرار موضع استعمال لفظ فضل است کما لا یخفی، پس اگر در اصل واحد اشتراک را ملاحظہ نکنیم لفظ فضل استعمال کردن ممتنع باشد، نتوان گفت کہ نار در میل بجانب علو افضل است از حمار در بلادت، یا این دار الطول و اعرض است از حقیقت انسان، و اگر تساوی شیئین باشد در چیزی یا ثانی زائد باشد در آن چیز از اول نتوان گفت کہ اول افضل است۔

سوال۔ اگر کوئی کہ در بعض استعمالات میگوئیم کہ یاقوت افضل است از حجر فی نفسہ یا آدمی افضل است فی نفسہ از فرس، و فرس از گاؤ، و گاؤ از حمار

رہے شیخین کی افضلیت پر دلائل عقلیہ تو اس کا بیان سات مقدموں پر موقوف ہے۔ جب ان سات مقدمات کا علم ہو جائے گا تو قیاس اقترانی کی شکل اول کی ترتیب آسان ہو جائے گی یعنی یہ کہ شیخین فلاں فلاں صفات میں تمام صحابہ سے بہتر ہیں اور یہی صفات فضل کلی (کی اساس) ہیں، تو شیخین فضائل کلی کے سبب تمام صحابہ سے ممتاز و نمایاں ہیں۔

پہلا مقدمہ، مطلقاً فضل یا فضیلت کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہئے کہ ایک چیز کی دوسری چیز پر فضیلت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں چیزیں کسی ایک اصل میں مشترک ہوں اور پہلی چیز دوسری چیز سے اس اصل میں زیادہ ہو جیسا کہ مخفی نہیں۔ اس مقدمہ کی دلیل لفظ فضیلت کے محل استعمال کا تتبع ہے۔ سو اگر ہم دو چیزوں کے ایک اصل میں اشتراک کا لحاظ نہ رکھیں تو لفظ فضیلت کا استعمال ناممکن ہو جائیگا کیونکہ یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ آگ بلندی کی جانب مائل ہونے میں گدھے سے اس کی حماقت میں افضل ہے یا یہ کہ یہ گھر انسان کی حقیقت کے مقابلے میں زیادہ لمبا اور چوڑا ہے۔ اور اگر کسی ایک بات میں دو اشیا برابر ہوں یا اس بات میں دوسری شئے پہلی سے زائد ہو تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پہلی شئے دوسری شئے سے افضل ہے۔

(بیانیہ) سوال کیا جا سکتا ہے کہ ہم بعض استعمالات میں جو یہ کہتے ہیں کہ یاقوت، (عام) پتھر سے فی نفسہ بہتر ہے یا آدمی فی نفسہ گھوڑے سے افضل ہے، اور گھوڑا بیل سے، اور بیل گدھے سے افضل و بہتر

www.kitabghar.org

و ملاحظہ اصل واحد درین جا نمیکنیم جواب گوئیم جملہ از اوصاف و علوم دراہل تخاطب بیشتر متداول شدہ التفات بآنہا زیادہ تر متحقق گردید، پس درخیال مردمان چنان صورت بست کہ تفضیل یکے بر دیگری امری حقیقی است نہ باعتبار فن شئی و این خیال از قبیل خلط خطابیات وشعریات است بہ برہانیات، و این داء عضال است کہ جز بآثار صائبہ ناشیہ از خلق حکمت و عدالت و سلامت فطرت علاج آن میسر نیست۔

علامت این خلط آنست کہ چون سخن در خواص احجار بحسب طب یا بحسب سہولت بحث و حکاکت واقع شود گاہی بلور وفادزہر راجح باشد از یاقوت و چون سخن در حمل اثقال و رفتن راہ واقع شود میل کنند بہ رجحان فرس بر انسان و چون سخن در حراثت افتد گاو را بہتر دانند از فرس، و چون سخن در موافقت مزاج لحم بمزاج انسان افتد گوسفند را ترجیح دہند بر گاو، و چون سخن در سہولت افتاد و کفایت حاجت خفیفہ واقع شود خر را اختیار کنند بر گاو، اما درین صورت ہا لفظ تفضیل نگویند بملاحظہ ادب مجالس، و لفظی دیگر بجای تفضیل استعمال نمایند، کار ما با معنی فضل است نہ با ادب مجالس و استعمال الفاظ خطابیہ۔

بالجملہ ہرگاہ تفتیش حقیقت مراد ما افتد چارہ نیست از تصریح آن اوصاف کہ فضل باعتبار آنہا است، زیرا کہ تا وقتیکہ تصریح بآن اوصاف نکنیم اختلاف برانداختہ نشود و پردہ خفا از روی حقیقت منکشف نگردد۔

مقدمہ ثانیہ:۔ بیان حقیقت فضل کلی

بدانکہ فضل کلی عبارت است از زیادت بحسب اوصافی کہ در اکثر احوال و احسن احوال عقلا اعتبار ہمی نمایند و بحسب اوصافی کہ نفع آن در اکثر

ہے۔ تو یہاں ہم اصل واحد (مشترک اصل) کا لحاظ نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اوصاف و علوم کے ضمن میں یہ جملہ اہل تخاطب میں بہت زیادہ عام ہوگیا ہے اور ان کی جانب بہت زیادہ توجہ و التفات کیا جانے لگا ہے، پس لوگوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ایک کی دوسرے پر فضیلت و برتری ایک امر حقیقی ہے کسی مخصوص شئے کے اعتبار سے نہیں ہے۔ یہ خیال خطابیات و شعریات کو برہانیات کے ساتھ خلط ملط کر دینے کے قبیل سے ہے اور ایسی کہنہ بیماری ہے جس کا علاج حکمت، عدالت اور سلامتِ فطرت سے پیدا ہونے والی درست رائے کے سوا کسی اور چیز سے ممکن نہیں ہے۔

اس خلطِ مبحث کی علامت یہ ہے کہ جب پتھروں کے خواص کے بارے میں طب یا تراش خراش کرنے اور گھسنے کے اعتبار سے بات کی جائے گی تو کبھی بلور اور فادزہر یاقوت سے بہتر قرار پائے گا (اس طرح) جب بار برداری اور راستہ چلنے سے متعلق گفتگو ہوگی تو انسان پر گھوڑے کو فوقیت ہوگی۔ اور جب کاشت کی بات چھڑے گی تو بیل کو گھوڑے سے بہتر سمجھا جائیگا اور جب یہ بات ہوگی کہ انسان کے مزاج کو کونسا گوشت موافق آتا ہے تو بھیڑ بکری کو بیل پر ترجیح ہوگی اور جب معاملہ آسانی سے حاصل کرنے اور معمولی ضروریات کے لئے کافی ہونے کا ہو تو بیل کے مقابلے میں گدھے کو ترجیح دی جائے گی۔ لیکن ان تمام صورتوں میں آداب مجلس کا لحاظ کرتے ہوئے تفضیل (فضیلت) کا لفظ نہیں بولتے بلکہ اس کے بجائے دوسرا لفظ استعمال کرتے ہیں مگر ہمیں لفظ فضل (فضیلت) سے سروکار ہے آداب مجالس اور الفاظِ خطابیہ کے استعمال سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ جب ہمارا مقصد حقیقت کی تلاش و جستجو ہے تو جن اوصاف کی بنا پر برتری حاصل ہوتی ہے ان کی تصریح ضروری ہے کیونکہ جب تک ہم ان اوصاف کی تصریح و وضاحت نہ کریں گے اختلاف کا خاتمہ نہ ہوگا۔ اور حقیقت کے چہرے سے پردہ نہیں اُٹھے گا۔

دوسرا مقدمہ:۔ فضل کلی کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہئے کہ فضل کلی (مکمل فضیلت و برتری) ان اوصاف کے اعتبار سے زائد و برتر ہونے کا نام ہے جن کا ارباب عقل اکثر حالات اور بہتر احوال میں لحاظ رکھتے ہیں اور ان صفات کے اعتبار سے بھی

www.kitabghar.org

امور عقلا ادراک کنند، مانند آنکہ گویند یاقوت افضل
است از حجر، و ذہب افضل است از نحاس، و
فرس افضل است از گاو، و مطمح نظر عقلا در تفضیل
یاقوت و ذہب تزیین است بآن، و رغبت ملوک در
آن، و غلاء ثمن آن، و آنچہ بدان ماند، و در تفضیل فرس استعداد
آن برای سواری ملوک و جہاد اعداء، و تزیین بر کوب آن
و ربح در تجارت آن، و چون احسن و انفع بحسب رسوم و
حاجات و صناعات مختلف است لاجرم فضل کلی را
دو حد پیدا شد، فضل کلی بحسب عرف عام و بحسب
عرف خاص۔

و فضل کلی بحسب عرف عام در ان اشیا باشد
کہ ہمہ مردم بحسب جبلت و رسم عام احسن و انفع شمرند،
بسبب آنکہ آن صفات اکثر باشد در متداول مردمان،
خصوصاً افاضل ایشان در ہر طبقہ مانند گندم بہ نسبت
جو و ذہب بہ نسبت نحاس۔

و فضل کلی بحسب عرف خاص مختلف باشد بحسب
حاجات و اغراض طبقات و امم، مثلاً از افراد انسان
در اصطلاح طبقہ کہ بتدبیر ملک مشغول اند، فضل کلی
کسی را باشد کہ بجمع رجال و نصب مکائد قتال و
جبایت و تفریق اموال و سیاست مدن در جمیع
احوال احذق و اقدر باشد، و در عرف طبقہ کہ باستنباط
علوم و درس آنہا مشغول اند، فضل کلی کسی را باشد کہ
احفظ و اقدر باشد بر اقتناء علوم و تحریر و تقریر آن،
و در زمرہ حدادان فضل کلی کسی را باشد کہ آلات حرب
و ادوات ارتفاق باحسن وجہ میتواند ساخت، و اگر
فضیلتی در کسی از غیر جہتی کہ غرض این طبقات بدان
متعلق است ظاہر شود، مانند براعت جمال یا شرافت
نسب، آنرا فضل جزئی گویند و گاہی جمعی مشغول باشند

جن کے فائدے کا اکثر امور میں عقلمند لوگ ادراک کرتے ہیں، مثلاً یہ کہا جائے
کہ یاقوت (عام) پتھر سے افضل ہے، سونا تانبے سے افضل ہے، گھوڑا بیل
سے افضل ہے، صاحبان عقل یاقوت اور سونے کو اس لئے افضل کہتے ہیں
کہ وہ (یاقوت اور سونا) زیب و زینت، بادشاہوں کی رغبت اور اپنی بیش
قیمتی کے سبب افضل ہیں۔ اور ایسے ہی دوسرے مقاصد وغیرہ ہیں (اسی طرح)
گھوڑے کو فضیلت دینے کے اسباب ہیں اس کا بادشاہوں کی سواری کے
قابل ہونا، دشمنوں سے جہاد کرنا، اس پر سواری سے آرائش و تزئین اور تجارت
میں اس سے نفع اندوزی ہے۔ اور چونکہ احسن و انفع ہونے کا (معیار)
رسوم و احتیاجات اور پیشوں کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ
فضل کلی کی دو حدیں (یا درجے) پیدا ہو جائیں (اول) فضل کلی عرف عام کے لحاظ سے
اور دوم عرف خاص کے اعتبار سے۔

عرف عام کے لحاظ سے فضل کلی ان اشیاء میں ہوگا جنہیں سبھی لوگ اپنی
جبلت اور رسم عام کے لحاظ سے اس لئے احسن اور انفع سمجھتے ہیں کہ وہ صفات
لوگوں کے ہر طبقہ خصوصاً فاضل حضرات میں متداول ہوتی ہیں،
مثلاً جو کے مقابلے میں گیہوں اور تانبے کی بہ نسبت سونے
کی برتری و فضیلت۔

عرف خاص کے لحاظ سے فضل کلی طبقات و اقوام کی احتیاجات و اغراض
کی مناسبت سے مختلف ہوتا ہے مثال کے طور پر انسان کے افراد (کو لیجئے
تو) اس گروہ کی اصطلاح میں جو ملک کے انتظام و انصرام میں مشغول ہے،
فضل کلی اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو لوگوں کو اکٹھا کرنے، جنگ کے حیلوں کو
قائم کرنے، محاصل نافذ کرنے، اموال کو تقسیم کرنے اور تمام حالات میں ملکی
سیاست میں سب سے زیادہ ماہر اور سب سے زیادہ قدرت والا ہوتا
ہے۔ (اسی طرح) اس طبقہ کے عرف (رسم و رواج) میں جو علوم کی تحصیل اور ان
کی تدریس میں مشغول ہے، فضل کلی اس کو حاصل ہوتا ہے جو علوم کے اکتساب اور
انہیں تحریر و تقریر میں لانے پر سب سے زیادہ قوی الحافظہ اور صاحب قدرت
ہوتا ہے (ایسے ہی) لوہاروں کے زمرہ میں اسے فضل کلی ہوتا ہے جو جنگی
اسلحے اور عام منفعت کے اوزار نہایت عمدہ طریقہ سے بنا سکتا ہے اور
اگر کسی شخص میں کوئی فضیلت کسی ایسے امر (وصف) میں ظاہر ہو جن سے
ان طبقات کی اغراض وابستہ نہ ہوں مثلاً حسن و جمال یا شرافت نسب تو

www.kitabghar.org

بدو فن دعرف ایشان مستخرج باشد انہ ہر دو فن معا مانند خاندانی از سادات کہ بنجابت و یسار ہر دو مفتخر باشند، و مانند خاندانی از قریش کہ بعلم و نجابت ہر دو مبتہج باشند پس درمیان ایشان ان اگر شخصی علم و یسار ندارد و نجابت کاملہ دارد اورا فضل کلی بعرف ایشان نتوان داد و این مقدمہ از تفتیش استعمالات فرق و امم واضح گردد۔

مقدمۂ ثالثہ:۔ ہر گاہ اہل ملت کہ جامع باشند ہمت خود را بر پیغامبری مبعوث من عند اللہ تعالیٰ بعلمی و کتابی جداؤ معتقد باشند بآنکہ سعادت محصور است در اتباع این پیغمبر و این پیغمبر میزان خیریت و فضیلت است، چنانکہ در حدیث شریف آمدہ واحسن الهدی هدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، و این پیغمبر افضل بشر است بلکہ افضل از ملائکہ نیز فضل کلی استعمال کنند در علوم ملت خود بحکم مقدمہ سابقہ مراد ایشان نباشد الا اشبہ بودن بہ پیغامبر خود در صفاتی کہ پیغامبر را از جہت پیغامبری او ثابت است، و تحمل اعبار ترویج و نشر آن ملت، و واسطہ بودن درمیان پیغامبر و امت او در ان علوم و تربیت کردن امت بر منہاج تربیت پیغامبر، نظیر آنکہ در مذہب شافعی ابواسحاق شیرازی و بعد از وی امام محمد غزالی و بعد از وی امام رافعی و بعد از وی امام نووی افضل اصحاب او شدند کما لا یخفی علی متتبعی مذہبہ و در مذہب حنفی امام ابو یوسف و امام محمد و بعد از ایشان طحاوی و کرخی و بعد از ایشان قدوری و برہان الدین مرغینانی و ابو البرکات نسفی افضل اصحاب ابی حنیفہ بودند، و در طریق نقشبندیہ شیخ علاء الدین عطار و بعد از ایشان خواجہ عبید اللہ احرار افضل اصحاب او شدند الی غیر ذلک من الامثلۃ والنظائر بفہم

اسے فضل جزئی کہتے ہیں، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ لوگ دو فن یا ہنر کی تحصیل ہی میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کا عرف ان دونوں فنون سے بیک وقت مستخرج (حاصل) ہوتا ہے جیسے سادات کا خاندان جنہیں نجابت اور تونگری دونوں ہی فخر حاصل ہیں یا مثلاً قریش کا کوئی گھرانہ جسے علم اور نجابت دونوں ہی (اوصاف کی بدولت) فخر و شرف ملا ہو۔ تو اگر لوگوں میں سے کسی میں علم اور تونگری نہ ہو مگر کامل نجابت (بھرپور نسلی شرافت) ہو تو ایسے شخص کو ان کے عرف کے مطابق فضل کلی نہیں حاصل ہو سکتا اور یہ مقدمہ مختلف گروہوں اور قوموں کے استعمالوں (کے طریقوں) کی تفتیش و جستجو سے واضح ہو جاتا ہے۔

تیسرا مقدمہ:۔ ایک مذہب و ملت کے ماننے والے جنہوں نے اپنی ہمت کو ایک ایسے پیغمبر پر جمع کر لیا ہے جو اللہ کی جانب سے ایک خاص علم اور ایک علیحدہ کتاب کے ساتھ مبعوث ہوا اور یہ کہ وہ لوگ اس بات کے معتقد ہیں کہ اس پیغمبر کی پیروی میں سعادت و فلاح کا انحصار ہے اور یہ کہ یہ پیغمبر خیر اور فضیلت کی میزان اور معیار ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "سب سے اچھی راہ ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ ہدایت ہے" اور یہ کہ یہ پیغمبر تمام انسانوں بلکہ فرشتوں سے بھی افضل ہے، جب یہ لوگ اپنی ملت کے علوم (کے بارے) میں فضل کلی (کا لفظ) استعمال کرتے ہیں تو مقدمہ سابقہ کی بنا پر ان کا مقصد صرف اپنے پیغمبر سے ان صفات میں سب سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے جو پیغمبر ہونے کے سبب ان کے لئے ثابت ہیں اور اس ملت کی ترویج و اشاعت کی ذمہ داری سنبھالنا ہے اور ان علوم میں پیغمبر اور ان کی امت کے درمیان واسطہ بننا ہے اور پیغمبر کے طریقہ پر اس امت کی تربیت کرنا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ امام شافعی کے مذہب میں ابواسحاق شیرازی، ان کے بعد امام محمد غزالی، ان کے بعد امام رافعی اور ان کے بعد امام نووی ان (امام شافعی) کے اصحاب میں افضل ہوئے اور یہ بات ان کے مذہب کے پیروؤں پر پوشیدہ نہیں ہے (اسی طرح) مذہب حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد، ان کے بعد طحاوی، کرخی اور ان کے بعد قدوری و برہان الدین مرغینانی اور ابو البرکات نسفی (امام) ابو حنیفہ کے اصحاب میں سب سے افضل تھے (اسی طرح) طریق نقشبندیہ میں شیخ علاء الدین عطار اور انکے بعد خواجہ عبید اللہ احرار ان کے اصحاب میں سب سے افضل ہوئے

www.kitabghar.org

اگر میتوانی فہمید کہ نظام ملت بوجہی از وجوہ مشابہت دارد بانظام سیاست مدنیہ، وچنانکہ در سیاست مدنیہ امر ملک تمامی نمی شود بغیر اعانت اعوان کہ بمنزلہ جوارح ملک اند، امر ملت نیز تمامی نمی شود بدون اعوان پیغامبر کہ بمنزلہ جوارح پیغامبر باشند، بازا اعوان مختلف اند بعض اہل قلم وبعض اہل سیف، وہر شخصی از ہزاران ہزار دخل وارد در اتمام امراو بر حسب مقدار خود، وافضل اعوان کسی است کہ بمنزلہ وزیر وبخشی باشد در جمع جنود وتدبیر نصب وعزل، وشریک بادشاہ شود در حل وعقد وجمع وتفریق، ہمچنان سیاست ملت تمام نمیشود بدون قرار وغزاۃ وعلماء ودیگی را از ہزاران ہزار دخلے ہست در اتمام امراو بر حسب مقدار خود، وافضل اعوان کسی است کہ عضد او شد در وقت تنہائی او وعزت اسلام داد در وقت غربت او وکسر جماعت متعصبین نمود در وقت غلبہ اعداء وبعد از انکہ پیغامبر برفیق اعلیٰ صعود فرمود علم او را اشہور ساخت ودین او را در عرب وعجم شائع گردانید، واین کہ گفتیم کہ تشبیہ در صفاتے کہ از جہت نبوت حاصل شدہ است می باید، از ان جہت گفتیم کہ حضرت پیغامبر ما صلوات اللہ وسلامہ علیہ اوصاف کمال ہمہ جمع فرمودہ بود کہ بعض آن با اصل نبوت لازم نیست، مثل جمال رائع ونسب بالغ صوت حسن وقوت بطش وباآرت وغیر آن

ع انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ؎

لیکن سخن در فضیلتی می رود کہ ہمہ انبیا را بامت خود ہا متحقق است وتشبہ بآن واعانت دران۔

ان مثالوں اور نظائر کے علاوہ دوسری مثالیں اور نظیریں بھی موجود ہیں۔ اگر سمجھ سکتے ہو تو اچھی طرح سمجھ لو کہ ملت کا نظام بوجوہ سیاست مدنیہ (ملکی سیاست) کے مشابہ ہوتا ہے، اور جس طرح سیاست مدنیہ میں اعوان وانصار کی مدد کے بغیر جو بادشاہ (ملک) کے جوارح کے مانند ہوتے ہیں۔ ملک کے معاملات مکمل نہیں ہوتے، بالکل اسی طرح ملت کے معاملات بھی پیغمبر کے اعوان وانصار کے بغیر جو پیغمبر کے جوارح کے بمنزلہ ہوتے ہیں، تمام ومکمل نہیں ہوتے۔ پھر اعوان بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں، ان میں سے بعض اہل قلم ہوتے ہیں اور بعض اہل سیف ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک شخص پیغمبر کے امور کے اتمام وتکمیل میں اپنی حیثیت ومقدرت کے مطابق ہزارہا طریقوں سے حصہ لیتا ہے اور بادشاہ کے اعوان وانصار میں سب سے زیادہ افضل وہ شخص ہوتا ہے جو سپاہیوں کے جمع کرنے اور تقرر وعزل میں وزیر وبخشی کی طرح ہو اور حل وعقد میں (توڑ جوڑ میں) اور لوگوں کے اکٹھا کرنے اور ان کو الگ کرنے میں بادشاہ کا شریک ہو۔ اسی طرح ملت اور مذہب کی سیاست قاریوں، غازیوں اور عالموں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور ان میں سے ہر شخص اس (پیغمبر) کے امور کی تکمیل واتمام میں اپنی مقدرت کے مطابق ہزارہا ہزار طریقوں سے حصہ لیتا ہے، اور (پیغمبر کے) اعوان انصار میں سب سے زیادہ با فضیلت وافضل وہ شخص ہوتا ہے جو پیغمبر کے تنہا ہونے کی حالت میں اس کا (قوت) بازو رہا ہو، اور جس نے اسلام کو اس کی بے کسی کے وقت عزت دی ہو اور دشمنوں کے غلبہ کے وقت متعصبین (ودشمنان اسلام) کی جماعت کو شکست دی ہو، اور پیغمبر کے اپنے رفیق اعلیٰ سے مل جانے کے بعد اس کے علم کو عام کیا ہو اور ان کے دین کو عرب وعجم میں پھیلایا ہو۔ اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ (پیغمبر کو) جو صفات نبوت کی جہت سے حاصل ہوتی ہیں انہیں صفات میں (اعوان وانصار) کی مشابہت ضروری ہے، تو یہ بات ہم نے اس وجہ سے کہی ہے کہ ہمارے پیغمبر کہ ان پر اللہ کا درود اور سلام ہو، ہر طرح کے اوصاف کمال کے جامع تھے جن میں سے بعض کمالات نبوت کے ساتھ لازم وضروری نہیں تھے مثلاً حسن وجمال کامل، نسب اعلیٰ، خوبصورت آواز، قوت بطش (حملہ کی قوت) نکاح (کی قوت) وغیرہ ؎ انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (جو خوبیاں تمام ارباب حسن میں بحیثیت مجموعی موجود ہیں وہ سب کی سب آپ میں تنہا جمع ہو گئی ہیں) مگر (یہاں) ایسی فضیلت کے بارے میں گفتگو رہی ہے جو تمام انبیاء کو اپنی امتوں پر حاصل ہیں اور انہیں صفات میں مشابہت اور انہیں میں اعانت

www.kitabghar.org

سوال: اگر گوئی کہ خدا تعالیٰ می فرماید اِنَّ اَکرمکم عند اللّٰہِ اتقاکم، واز ینجا فہمیدہ میشود کہ افضلیت منوط بحالتی است کہ فیما بین العبد و بین اللہ باشد۔

جواب: گوئیم کہ تقوی امتثال اوامر و اجتناب مناہی است، اوامر و نواہی در حالتی کہ فیما بین اللہ و بین العبد فقط باشد محصور نیست، جہاد از اوامر است، وامر معروف ونہی منکر از اوامر است، وتعلم علم از اوامر است، بسا اوقات کہ ذکرِ نفل وصلوۃِ نفل وصدقۂ نفل مفضول باشد بکثیری از جہاد و مشغول شدن بامرِ لشکر و مانند آن ع

ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد

ودر حدیث شریف آمدہ عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بمجلسین فی مسجدہ فقال کلاھما علی خیر واحدھما افضل من صاحبہ اما ھؤلاء فید عون اللہ ویرغبون الیہ فان شاء اعطاھم وان شاء منعھم واما ھؤلاء فیتعلمون الفقہ او العلم ویعلمون الجاھل فھم افضل وانما بعثت معلما، ثم جلس فیھم رواہ الدارمی، وتفضیل عالم بر عابد امر مقرر است در دین، آری ازین آیہ بعد ملاحظہ سباق وشان نزول فہمیدہ می شود کہ جمال رائع ونسب بارع و مانند آن در اکرمیت دخل ندارد وہمین است حاصل این مقالہ ما۔

مقدمہ رابعہ: تعین صفاتی کہ نبی را از جہت نبوت حاصل شدہ۔

باید دانست کہ اصل نبوت پیغامبران اولے

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ اللہ فرماتا ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" (بیشک تم سب سے زیادہ بزرگ و برتر وہ شخص ہے جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ہے) اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ افضلیت کا تعلق بندے اور اللہ کے مابین ایک خاص حالت سے ہے۔

جواب: ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ تقویٰ نام ہے اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے اجتناب کا۔ اور اوامر و نواہی جس حالت میں صرف اللہ اور بندے کے مابین ہوتے ہیں محصور و محدود نہیں ہیں (کیونکہ مثلاً) جہاد اوامر میں شمار ہوتا ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اوامر سے ہیں۔ علم سکھانا بھی اوامر سے ہے، بسا اوقات ذکرِ نفل، نماز نفل اور صدقہ نفل جہاد اور لشکر کے انتظامات اور ان جیسے دوسرے امور میں مشغولیت سے بدرجہا مفضول (فضیلت میں کم) ہوتے ہیں ۔ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد (ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک محل ہوتا ہے)۔

حدیث شریف میں (حضرت) عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ (جناب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں لوگوں کے دو اجتماعات کے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا کہ یہ دونوں ہی بھلائی اور نیکی پر ہیں لیکن ان میں سے ایک دوسرے سے افضل ہے۔ سو جو لوگ اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی جانب مائل ہیں تو اگر اللہ نے چاہا تو ان کو (ان کا مدعا) عطا کرے گا اور اگر اس نے نہ چاہا تو نہ کریگا۔ مگر (دوسرے) لوگ جو فقہ (علم) کی تعلیم دے رہے اور جاہلوں کو علم سکھا رہے ہیں تو یہ (پہلے گروہ) سے افضل ہیں، بیشک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس کے بعد (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں میں بیٹھ گئے (اس حدیث کو) دارمی نے روایت کیا ہے۔ عالم کی عابد پر فضیلت دین میں ایک طے شدہ بات ہے۔ ہاں اس آیت (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) کے سباق وشان نزول کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ جمال رائع (حسن صورت) اور نسب بارع (اعلیٰ نسب) اور ایسی ہی دوسری باتوں کا اکرمیت (سب سے زیادہ برتر و مشرف ہونے) میں کوئی دخل نہیں ہے اور ہمارے اس مقالہ کا حاصل یہی ہے۔

چوتھا مقدمہ: ان صفات کے تعین (سے متعلق) جو نبی کو نبوت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہیں۔

جاننا چاہئے کہ اولوالعزم پیغمبروں کی نبوت کا مقصد اساسی

www.kitabghar.org

العزم ارادہ حق تبارک و تعالیٰ است لطف
بہ بندگان خود و تقریب ایشان بخیر بیعث
پیغامبری از میان ایشان، واعلاء کلمۂ او و اظہار حجج او
و شائع گردانیدن علم او قال اللہ تعالیٰ ولقد
سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ہ انہم
لہم المنصورون ہ وان جندنا لہم
الغالبون[1] ہ وعن عیاض بن حمار المجاشعی
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ذات یوم فی خطبتہ الا ان ربی امرنی
ان اعلمکم ما جہلتم[2] وان مما علمنی
یومی ھذا کل مال نحلتہ عبدا حلال و
انی خلقت عبادی حنفاء کلہم وانہم
اتتہم الشیاطین فاختالتہم[3] عن دینہم و
حرمت علیہم ما احللت لہم وامرتہم
ان یشرکوا بی مالم انزل بہ سلطانا، وان
اللہ نظر الی اھل الارض فمقتہم عربہم
وعجمہم الا بقایا من اھل الکتاب و
قال انما بعثتک لابتلیک وابتلی بک
وانزلت علیک کتابا لا یغسلہ[4] الماء تقروہ
نائما و یقظان وان اللہ امرنی ان احرق
قریشا فقلت رب اذا یثلغوا راسی فیدعوہ
خبزۃ قال استخرجہم کما اخرجوک واغزھم
نغزک وانفق فسننفق علیک وابعث جیشا
نبعث خمسۃ مثلہ وقاتل بمن اطاعک من
عصاک، رواہ مسلم[5]۔

بعد ازان چون تامل بلیغ بکار بریم معلوم شود کہ از لوازم
نبوت و اجزاء آن تمیز نبی است از سائر بشر در بہر

تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف و عنایت کا ارادہ، ان کے درمیان ایک پیغمبر کو مبعوث فرما کر ان کو بھلائی سے قریب کرنا، اپنے کلمہ کی سربلندی، اپنے دلائل و براہین کو ظاہر کرنا اور اپنے علم کو شائع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور اپنے پیغمبر بندوں کے حق میں پہلے ہی ہمارا ارشاد ہو چکا ہے کہ بیشک انہیں کی مدد ہوتی ہے اور بیشک ہمارا لشکر ضرور غالب ہوگا" (الصافات ۱۷۱-۱۷۳)

عیاض بن حمار مجاشعی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ میں فرمایا "سنو! میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں بتاؤں جو تم نہیں جانتے۔ اور اللہ نے مجھے جو بات آج بتائی ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے بندے کو جو کچھ مال عطا کیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے۔ اور میں نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء (عقیدۂ شرک سے پاک) پیدا کیا ہے۔ مگر شیاطین ان کے پاس آئے اور انہیں (فطری) دین سے ہٹا دیا۔ اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی ہیں وہ (شیاطین نے) ان پر حرام کر دیں اور انہیں سکھایا کہ وہ میرے ساتھ اسکو شریک بنائیں جس کی سند و دلیل میں نے نازل نہیں کی تھی اور یہ کہ اللہ نے تمام روئے زمین کے لوگوں کی طرف دیکھا تو سب کو ناپسند کیا عربوں کو بھی اور عجمیوں کو بھی سوائے چند اہل کتاب کے (جو اصلی دین پر باقی تھے) اور (اللہ نے) فرمایا (اے محمد!) بیشک میں نے تم کو اسلئے مبعوث کیا ہے تاکہ ان لوگوں کے ذریعہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ ان لوگوں کی آزمائش کروں۔ اور (فرمایا) میں نے تم پر ایک ایسی کتاب اتاری ہے جسے پانی نہ دھو سکیگا (وہ لوگوں کے سینوں میں محفوظ رہے گی) تم اسے سوتے اور جاگتے پڑھتے ہو۔ اور سنو! اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں (کفار قریش کو جلا دوں (ہلاک کردوں) اور پھر میں نے کہا اگر میں نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو قریش) میرے سر کو چور چور کر کے روٹی کے مالیدہ کی طرح کر دیں گے۔ تو اللہ نے فرمایا میں انہیں اس طرح (مکہ سے) نکالوں گا جس طرح انہوں نے تم کو نکالا ہے اور تم ان سے جہاد کرو ہم تم کو جہاد کی قوت عنایت کریں گے تم (جہاد کیلئے) خرچ کرو ہم تمہیں دیں گے۔ اور تم ان (قریش) کے خلاف ایک لشکر بھیجو ہم اس جیسے پانچ لشکر بھیجیں گے، اور تم ان لوگوں کے ساتھ مل کر جنہوں نے تمہاری اطاعت کی ان لوگوں سے قتال کرو جنہوں نے تمہاری نافرمانی کی ہے۔" (مسلم[5])

اس کے بعد اگر ہم اس امر پر خوب غور کریں تو ہمیں یہ بات معلوم ہوگی کہ نبوت کے لوازم اور اس کے اجزاء میں یہ بات شامل ہے کہ نفس ناطقہ کی دونوں قوتوں میں

۱؎ الصافات ۱۷۱-۱۷۳ ۲؎ وھبتہ تونے عطا کیا ۳؎ وفی نسخۃ "فاختالتہم" ای جستہم عن دینہم وصدتہم عنہ ۴؎ ای محفوظ فی الصدور
۵؎ مسلم جلد ۲ ص ۳۸۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

www.kitabghar.org

و در قوت نفس ناطقہ کہ قوت عاملہ و عاقلہ است، پس خدا تعالیٰ پیغامبر را بفضل و نعمت خود بی سابقۂ عملی در قوت عاقلہ زیادتی عطا میفرماید کہ بسبب آن وحی از جانب غیب باو میرسد و جنت و نار را مشاہدہ میفرماید و ملائکہ را بصور آنہا بیند و در واقعات در رویاء صالحہ واقعات آئندہ را بصور مثالیہ درمی یابد، و بسوی این جزو اشارت واقع شدہ است در حدیث الرویا جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ، و ہمچنین در قوت عاملہ او مددی میدہد کہ بسبب آن سمت صالح نصیب او میگردد، و در رعایت آداب عبادات و تدبیر منزل و سیاست مدنیہ بطوری کہ از ان خوبتر متصور نشود اہتمام میفرماید، و خلق شجاعت و سیاست و عدالت و کفایت و شناختن مصلحت ہر وقتی او را عطا میکند، و بسوی این جزء اشارت واقع شد در حدیث السمت الصالح جزء من خمسۃ وعشرین جزءً من اجزاء النبوۃ،

جو کہ قوتِ عاملہ اور قوت عاقلہ ہیں، نبی تمام انسانوں سے ممتاز و نمایاں ہوتا ہے۔ سو خدا تعالیٰ اپنے فضل و نعمت سے کسی پہلے عمل کے بغیر پیغمبر کی قوتِ عاقلہ میں اضافہ کر دیتا ہے، کہ اسی کے سبب سے غیب سے وحی اس تک پہونچتی ہے، وہ جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرتا ہے، فرشتوں کو ان کی اپنی صورتوں میں دیکھتا ہے اور واقعات و رُویائے صالحہ میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کو مثالی صورتوں میں پالیتا ہے۔ اسی بات کی جانب اس حدیث میں اشارہ ہوا ہے کہ رُویا (خواب) نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ اسی طرح (اللہ تعالیٰ نبی کی) قوت عاملہ کو مدد دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کو سمتِ صالح[1] نصیب ہوتی ہے اور وہ عبادات، تدبیر منزل و سیاست مدنیہ کے آداب کو ملحوظ رکھنے میں ایسا اہتمام کرتا ہے کہ اس سے بہتر تصور میں نہیں آسکتا (اسی طرح اللہ) اسے شجاعت، سیاست، عدالت، کفایت کی صفات اور مصلحت وقت کو سمجھنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ اسی جزء کی جانب اس حدیث میں اشارہ ہوا ہے "سمت صالح نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے"۔

اگر میخواہی کہ خواص نبی را بفہمی فرض کن کہ چہار شخص را در یک تن جمع کردہ اند و نام آن مجموع را نبی گذاشتہ، بادشاہی کہ صاحب حکمت عملی او را انسان مدنی میگویند، یعنی انسانی کہ ظل نفس ناطقہ او بر مردمان می افتد، و بسبب آن ظل التیامی و انتظامی درمیان افراد بشر واقع می شود، و ہر یکے بر جای خود قرار گرفتہ تربیتی مناسب عادت میگیرد و از انواع اہل قلم و ابطال و مدبران جیش و سیاست کنندگان در مدن و مزارعان و تجار و غیر ایشان، پس اگر اجتماع و ترتیب درمیان این فرق متحقق نباشد بسبب ظل نفس ناطقہ او کہ بر ایشان می افتد

اگر تم نبی کی خصوصیات کو سمجھنا چاہتے ہو تو یہ فرض کر لو کہ ایک جسم میں چار اشخاص کو جمع کر دیا گیا ہے اور اس مجموعہ کا نام نبی رکھ دیا گیا ہے (ان میں پہلا شخص) ایک بادشاہ ہے جسے حکمتِ عملی (سیاسیات) کے عالم میں "انسانِ مدنی" کہتے ہیں۔ یعنی ایک ایسا انسان جس کے نفس ناطقہ کا سایہ (ظل) لوگوں پر پڑتا ہے اور اس سائے (ظل) کی وجہ سے سب افرادِ بشر (یعنی قلم کاروں، شمشیر زنوں، فوجی سپہ سالاروں، شہروں کا انتظام کرنے والوں، کاشتکاروں اور تاجروں وغیرہ) کے درمیان ایک طرح کا ربط و نظم پیدا ہو جاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی صلاحیتوں اور ذوق کے مطابق تربیت حاصل کرتا ہے۔ سو اگر ان لوگوں میں جمعیت و ترتیب پہلے سے موجود نہیں ہوتی تو اب اس (بادشاہ) کے نفس ناطقہ کے سایے (ظل) کی وجہ سے جو اس کے اقوال و افعال

[1] سمت صالح یعنی نیکی و خیر کی ہیئت، دعالت اور سنجیدہ وضع۔

www.kitabghar.org

بواسطہ افعال واقوال او از سر نو متحقق گردد، واگر متحقق باشد بکمال خود رسد، و ہر نا بایستنی کہ در وی ہست زائل گردد قصہ مختصر کنم ہر چہ درین انسان می باید از بخت وحکمت وعدالت وشجاعت وکفایت وغیر آن ہمہ در نبی بہ بین۔

وحکیمی[۲] کہ در حکمت علمی بسر آمدہ، وعلم اخلاق وتدبیر منازل وسیاست مدن نیک شناختہ، واصول و فروع آن علوم را حاوی شدہ، و بر علم اکتفا نہ نمودہ بلکہ ہمہ آن صفات تحقیقاً وتخلقاً در وی نمایان شدہ، وآثار آن صفات حیناً فحیناً از وی میتراود کہ کل اناء یترشح بما فیہ۔

وصوفی[۳] مرشدی کہ درمیان زمرۂ صوفیان نشستہ مصدر کرامات عجیبہ وخوارق غریبہ گشتہ، وبقوۂ ارشاد خود بادیہ پیمایان ضلال را راہ نجات نمودہ، بعد از انکہ طریق تہذیب نفس بطاعات وریاضت نیک شناختہ، وحس مشترک او مرآۃ علوم حقہ گشتہ، وخفایای عالم ملک وخبایای عالم ملکوت بر وی مفاض شدہ، وخواص اعمال جوارح واذکار زبان نیک ورزیدہ، بجزی وکلی این فنون ماہر گردیدہ مثل انچہ در مقامات مشائخ با مثل بہجۃ الاسرار و مقامات خواجہ نقشبند خواندہ باشی۔

وجبرئیلی[۴] کہ جارحہ از جوارح تدبیر الٰہی گشتہ، و واسطہ اخذ علوم حقہ از منبع آن شدہ، ولا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون وصف او شدہ، واز جذر جبلت او راہی بحظیرۃ القدس کشادہ، واز ان راہ علوم مجردہ عالیہ در عقل وقالب او ریختہ، واطمینانی وثلجی ویقینی و عظمتی میسر او شدہ۔

باز تامل باید کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ایام

کے توسط سے ان پر سایہ فگن ہوتا ہے (وہ جمع وترتیب) نئے سرے سے وجود میں آجاتی ہے۔ اور اگر (یہ جمع وترتیب اور ربط ونظم پہلے ہی سے) موجود ہو تو (اس بادشاہ کی وجہ سے) اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور ہر نامناسب بات جو اس میں ہوتی ہے زائل ہو جاتی ہے قصہ مختصر یہ کہ اس شخص (بادشاہ) میں بخت، حکمت عدالت، شجاعت، کفایت وغیرہ جو بھی (صفات) ہونی چاہئیں وہ سب کی سب نبی میں ہوتی ہیں۔

دوسرا[۲] شخص ایک ایسا حکیم (فلسفی) ہے کہ حکمت عملی میں سر آمد روزگار ہے اور علم اخلاق، تدبیر منازل وسیاست مدن کو اچھی طرح جانتا ہے اور ان علوم کے تمام اصول وفروع پر حاوی ہے۔ اور اس نے صرف علم ہی پہ اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ وہ تمام اوصاف عملاً وعادتاً اس میں نمایاں ہو چکے ہیں اور ان اوصاف کے آثار وقتاً فوقتاً اس سے مترشح ہوتے ہیں کہ "ہر برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے"۔

تیسرا[۳] شخص ایک ایسا صوفی مرشد ہے جو صوفیوں کے گروہ میں بیٹھا ہوا ہے اور اس سے عجیب عجیب کرامتوں اور نادر الوجود خوارق کا صدور ہو رہا ہے اور وہ اپنی رہنمائی کی قوت سے گمرہی کے صحرا نوردوں کو نجات کا راستہ دکھا رہا ہے۔ بعد اسکے کہ اس نے اطاعت خداوندی اور مشق وریاضت کی بدولت تہذیب نفس کے طریقوں کو خوب جان لیا ہے اور اسکی حس مشترک علوم حقہ کا آئینہ بن گئی ہے اور عالم ملائکہ و عالم ملکوت کی پوشیدہ وخفیہ باتیں اس کی ذات پر عیاں ہو گئی ہیں۔ اور اس نے جوارح (ظاہری اعضا کے اعمال) کے خواص اور زبان کے اذکار ووظائف کو اچھی طرح اختیار کیا اور ان کی مشق بہم پہنچائی کہ ان فنون کی تمام جزئیات وکلیات کا ماہر ہو گیا ہے۔ جیسا کہ تم نے مقامات مشائخ میں مثلاً بہجۃ الاسرار و مقامات خواجہ نقشبند میں پڑھا ہو گا۔

چوتھا[۴] جبرئیل ہے کہ جو تدبیر الٰہی کے جوارح (آلات) میں سے ایک جارحہ (آلہ) ہے اور (اصل) منبع علوم سے علوم حقہ کی تحصیل کا واسطہ وذریعہ بنا ہوا ہے۔ اور اس کا وصف یہ ہے کہ اللہ فرشتوں کو جو حکم دیتا ہے وہ اسکی نافرمانی نہیں کرتے اور جس بات کا حکم انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں" اور ان کی جبلت کی اصل سے حظیرۃ القدس کی جانب ایک راہ کھلی ہوئی ہے اور اس راہ سے اس کی عقل وقالب (جسم) پر علوم مجردہ عالیہ القاء کئے گئے ہیں اور ایک طرح کا اطمینان وسکون اور یقین وعظمت اس کو میسر ہے۔

پھر اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.kitabghar.org

نمود، بچہ چیز اعتنا تمام نمودند، واز آثار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عالم چہ چیز باقی ماند و ہر چند این سخن دراز است اما از جزئیات بکلیات انتقال می باید کرد، وحدس ذہن را کار باید فرمود، قال اللہ تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم یعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔

پس باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در زمانی مبعوث شدند کہ شرک در عبادت شائع بود، و معاد را اثبات نمیکردند، وعبادات را فراموش ساختہ بودند، ودر دین حنیفی کہ منسوب است بحضرت ابراہیمؑ تحریفہا راہ یافتہ بود، در اول بعث ابطال شرک نمودند، و اثبات مجازاۃ فرمودند، وتحریفات را برانداختند، آنگاہ عرب عامۃ وقریش خاصۃ بتعصب برخاستند وایذا ہا دادند، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقوت خدا داد در مقابلہ و مجادلہ ایشان استقامت نمودند تا آنکہ راہی واضح شد، واسلام از کفر ممتاز گشت، ومردمان در دین حق در آمدند، بعد از ان مامور شدند بہجرۃ و بجہاد، دران باب بتائید الٰہی سعی کہ زیادہ بر آن مقدور بشر نباشد بجا آوردند، و فتح ہا واقع شد، و ہزیمت ہا بر کفار افتاد، ودین جاہلیت از ہم پاشید، و مظالم و مخالفت بسنت عادلہ کہ شیوع تمام یافتہ بود در مکمن عدم رفت، و علمی کہ ہرگز باآن آشنا نبودند درمیان ایشان شائع شد، وآن دہ علم است علم[1] قرآن و علم[2] ایمان یعنی ارکان پنجگانہ اسلام با توقیت اوقات وتعیین آداب و مانند آن و علم[3] معاد

اپنے زمانہ میں کس چیز کی طرف پوری توجہ کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار میں سے کیا چیز دنیا میں باقی رہی۔ ہر چند کہ یہ بات (تفصیل طلب) ہے مگر جزئیات سے کلیات کی جانب منتقل ہونا چاہئے اور ذہانت و قیاس سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وہ اللہ ہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے۔ ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ اور نیز اللہ نے اس رسول کو دوسرے لوگوں کی طرف بھی بھیجا ہے جو ابھی تک ان (عرب کے مسلمانوں) میں شامل نہیں ہوئے ہیں (مگر آخر کار آئیں گے) اور اللہ غالب و حکمت والا ہے۔" (جمعہ ۱)

پس جاننا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے جبکہ عبادت میں شرک عام تھا۔ آخرت (حیات بعد الممات) کو لوگ نہ مانتے تھے۔ عبادات کو لوگوں نے فراموش کر دیا تھا، دین حنیفی میں جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب منسوب ہے، تحریفات ہو گئی تھیں، سو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی بعثت کے آغاز میں شرک کا ابطال کیا، اور جزا و سزا کا اثبات کیا، تحریفات کو ختم کیا، اس وقت عرب بالعموم اور قریش بالخصوص تعصب سے آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو تکلیفیں پہنچائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خداداد قوت سے ان کے مقابلہ اور ان سے مجادلہ میں ثابت قدمی دکھائی جس کی بدولت راہ (حق) واضح ہو گئی اور اسلام کفر سے نمایاں ہو گیا، لوگ دین حق میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہجرت اور جہاد کا حکم دیا گیا، اسی سلسلہ میں آپ نے تائید خداوندی سے ایسی کوشش کی جس سے زیادہ انسان کے بس میں نہیں تھی۔ (نتیجتاً) فتوحات حاصل ہوئیں، کافروں کو شکستیں اٹھانی پڑیں۔ جاہلیت کا دین پاش پاش ہو گیا، سنت عادلہ (منصفانہ طریقوں) کی مخالفت اور ظلم و ستم نے جن کا چلن اور رواج ہو گیا تھا، عدم کی راہ لی، ایسا علم جس سے وہ (عرب)۔۔۔۔ بالکل نا آشنا تھے ان میں رائج ہو گیا۔ اور یہ دس علم ہیں۔

علم قرآن[1]، علم الایمان[2]، یعنی اسلام کے ارکان پنجگانہ اپنے اوقات کی پابندی اور آداب کی تعیین وغیرہ کے ساتھ۔ علم[3] معاد (آخرت) یعنی برزخ، حشر، جنت و دوزخ کے حالات کی تشریح

www.kitabghar.org

یعنی شرح احوال برزخ و حشر و جنت و نار و علم احسان یعنی از قوالب عبادات بارواح آن و از صور طاعات بانوار آن ترقی نمودن و نام احسان امروز طریقت و معرفت است و علم شرائع در تدبیر منازل و سیاست مدن و طریق معاش و علم اخلاق و علم آداب و علم فتن یعنی حوادث آئندہ و علم فضائل اعمال و علم مناقب عمال و این ہمہ علوم را بوجہی شرح و تفصیل داد و شائع و مشہور گردانید کہ باقاصی و دانی و صغیر و کبیر و ذکی و غبی رسید الا ہر نصیبی کہ شقاوت ازلی او را در گرفتہ باشد و تربیت فرمود اہل زمان خود را تا آنکہ اہل بدو و سکان صحرا محسنین و مقربین گشتند و این تربیت بفیض صحبت بابرکت بود و امر معروف و نہی منکر در ہر حالتی بقدر آن حالت و بہمین منن عظمی کہ اشارہ واقع شد درین آیت اگر عمری در تامل بگذرانی مثل این منقح و محصل نیابی ۔

مقدمہ خامسہ ۔ بیان آنکہ حالتی کہ بسبب آن غیر نبی بانبی تشبہ کند چیست و اعانت کلی پیغمبر در اموری کہ پیغامبر برائے او مبعوث شدہ و باعتناء تمام آنرا سر انجام داد بچہ قسم متصور گردد بدانکہ تشبہ در خصلت اولی کہ ارادہ بعث است بآن طریق تواند بود کہ ارادہ منعقد شود بآنکہ اتمام این کار بر دست بعضی امتیان کنند و این معنی را پیغامبر ارشاد فرماید قال اللہ تعالی کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ

عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ تعالی کنتم خیر امۃ الآیۃ قال

علم احسان یعنی عبادات کے قالب (ظاہری پہلو) سے ان کی ارواح (باطنی پہلو) کی جانب اور طاعات کی صورتوں (مادی پہلو) سے ان کے انوار (روحانی پہلو) کی جانب ترقی کرنا۔ اور احسان کا نام آجکل طریقت و معرفت ہے، تدبیر منازل شہروں کی سیاست اور طریق معاش سے متعلق شریعت کا علم، علم اخلاق۔ علم آداب۔ علم فتن یعنی وقوع پذیر ہونے والے حادثات و واقعات (کا علم) علم فضائل اعمال اور علم مناقب عمال (نیکوکاروں کے محاسن و فضائل کا علم) (آنحضرت نے) ان تمام علوم کی اس طرح تشریح اور ان کی ایسی تفصیل کی اور انہیں شائع و مشہور کیا کہ یہ (سارے علوم) دور و نزدیک کے لوگوں، چھوٹے اور بڑے، ذکی و غبی (سب تک) پہنچ گئے، سوائے ایسے بدنصیب کے جس کو ازلی بدبختی نے دبوچ لیا تھا (نیز) آپ نے اپنے زمانے کے لوگوں کی تربیت فرمائی جس سے بدو اور صحرا نشین (تک) محسنین و مقربین بن گئے۔ یہ تربیت آپؐ کی صحبت با برکت کے فیض سے تھی، نیز ہر شخص کے حسب حال اور موقع محل کی مناسبت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا نتیجہ تھی۔ مذکورۃ الصدر آیت میں خدا تعالی نے اپنے جن عظیم احسانات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اگر ان پر ایک عمر تک غور و فکر کرو گے تو بھی اس جیسی وضاحت و تفصیل نہ پاؤ گے،

پانچواں مقدمہ: یہ بیان کہ وہ کونسی حالت ہے جس کی وجہ سے نبی کے ساتھ غیر نبی مشابہ ہوتا ہے اور جن امور کے لئے پیغمبر مبعوث کیا گیا اور جن کو اس نے پوری توجہ سے سرانجام دیا، ان امور میں پیغمبر کی مکمل اعانت کس طور سے متصور ہوتی ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ غیر نبی کا نبی کے ساتھ تشبہ پہلے اور بنیادی امر میں جو کہ ارادہ بعثت یا مقصد بعثت ہے اس طرح ہو سکتا ہے کہ مشیت و ارادہ الٰہی یہ ہو کہ (نبی کے) اس کام کی تکمیل بعض امتیوں کے ہاتھوں ہو اور اس بات کو خود پیغمبر بیان فرمائے اللہ تعالی کا ارشاد ہے "تم ایک بہترین امت (گروہ) ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے تم نیک کام کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو" (آل عمران ۱۱۰)

بہز بن حکیم سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے اپنے دادا سے یہ روایت کیا کہ انہوں نے نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم کو "کنتم خیر امۃ" کی آیت سے متعلق یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

www.kitabghar.org

انتم تتمون سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله اخرجه الترمذى

تم لوگ ستر امتوں کا تکملہ و تتمہ ہو اور تم اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر اور سب سے مکرم ہو۔ (ترمذی)

وعن ابن عباس فى قوله عز وجل كنتم خير امة اخرجت للناس قال هم الذين هاجروا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة الى المدينة اخرجه الحاكم.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت قرآنی (کنتم الخ) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ (مستدرک حاکم)

وقال اللہ تعالیٰ وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدوننى لا يشركون بى شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان سے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اسی طرح زمین میں اپنا نائب و خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے اگلوں کو خلیفہ و نائب بنایا تھا اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے جما کر رہے گا۔ اور خوف و خطر جو ان کو لاحق ہے اس کے بعد عنقریب ان کو اس کے بدلے میں امن دے گا کہ ہماری عبادت کیا کریں گے اور کسی کو ہمارا شریک نہ گردانیں گے اور جو ان (تمام احسانات) کے بعد بھی ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں" (النور ۵۵)

عن ابى بن كعب قال لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه المدينة وآواهم الانصار ورمتهم العرب عن قوس واحدة كانوا لا يبيتون الا بالسلاح ولا يصبحون الا فيه فقالوا ترون انا نعيش حتى نبيت آمنين مطمئنين لا نخاف الا الله فنزلت وعد الله الذين آمنوا منكم الآية. اخرجه الحاكم.

حضرت اُبی بن کعب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مدینہ آئے اور انصار نے انہیں پناہ دی اور تمام عرب نے انہیں ایک کمان سے مارا (سارا عرب ان کا دشمن ہو گیا) تو وہ لوگ رات کو ہتھیار لگا کر سوتے تھے اور جب صبح کو اٹھتے تو ہتھیار بند رہتے تھے۔ سو انہوں نے کہا کیا ہم اس وقت تک جئیں گے کہ رات کو سلامتی و سکون کے ساتھ سو سکیں اور اللہ کے سوا کسی اور کا خوف نہ ہو۔ تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مستدرک حاکم)

وعن ابى عروة قال كنا عند مالك بن انس فذكروا رجلا ينتقص اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالك من اصبح من الناس وفى قلبه غيظ على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد اصابته هذه

ابو عروہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت مالک بن انس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، لوگوں نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی برائی کرتا تھا، اس پر حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جس شخص کے دل میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہو گی تو اس پر آیت (وعد الله الذين الآية کی مار پڑے گی"۔ (واحدی)

www.kitabghar.org

الآیۃ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت
اخرجہ الواحدی۔

وقد بینا ان اللہ تعالیٰ کشف علی نبیہ بما رأی اصحابہ ان المراد بذلك استخلاف اصحابہ ثلثین سنۃ۔ وقال اللہ تعالیٰ ذلك مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستویٰ علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ و اجرا عظیما

عن خیثمۃ قال قرأ رجل علی عبد اللہ سورۃ الفتح فلما بلغ کزرع اخرج شطأہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستوی علیٰ سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار قال لیغیظ اللہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وباصحابہ الکفار قال ثم قال عبد اللہ انتم الزراع وقد دنا حصادہ اخرجہ الحاکم۔ وعن عائشۃ فی قولہ تعالیٰ لیغیظ بھم الکفار قالت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امروا بالاستغفار لھم فسبوھم۔ اخرجہ الحاکم۔ وقال الواحدی ھذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فالزرع محمد والشطأ اصحابہ والمؤمنون حولہ وکانوا فی ضعف وقلۃ کما کان اول الزرع دقیقا ثم غلظ وقوی وتلاحق کذلك المؤمنون قوی بعضھم بعضا حتی استغلظوا واستووا علی امرھم

ہم یہ (پہلے) بیان کر چکے ہیں کہ اللہ نے اپنے نبی پر آپ کے صحابہ کے خوابوں کے ذریعہ یہ بات منکشف کر دی تھی کہ اس سے مراد آپ کے اصحاب کا تیس سال تک منصب خلافت پر فائز رہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہی اوصاف ان (اصحاب محمدؐ) کے تورات میں بھی (مذکور) ہیں اور (یہی) اوصاف ان کے انجیل میں بھی ہیں (اور وہ روز بروز اس طرح ترقی کرتے جائیں گے) جیسے کھیتی کہ اس نے (پہلے زمین سے) کونپل نکالی پھر اس نے (اپنی اس کونپل کو) قوی کیا۔ چنانچہ وہ (رفتہ رفتہ) موٹی ہوتی (یہاں تک کہ) اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی (اور اپنی سرسبزی سے) کسانوں کو خوش کرنے لگی (اور خدا نے ان کو روز افزوں ترقی اسلئے (دی ہے) کہ ان (کی ترقی) سے کافروں کو جلاتے اس گروہ کے لوگ (جو (سچے دل سے) ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان سے خدا نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے"

خیثمہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ کے سامنے ایک شخص نے سورۂ فتح کی تلاوت کی اور جب وہ آیت کے اس حصہ "کزرع الخ" پر پہونچا تو انہوں نے کہا "تا کہ اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے ذریعہ کافروں کو جلائے اور مبتلائے غیظ و غضب کرے"۔ اس راوی کا بیان ہے کہ بعد ازاں حضرت عبداللہ نے کہا کہ "تم لوگ کسان ہو اور کھیتی کے کٹنے کا وقت آ پہنچا ہے" (مستدرک حاکم) اور حضرت عائشہ نے اللہ کے اس ارشاد "لیغیظ بھم الکفار" کے بارے میں فرمایا (مسلمانوں کو) اصحاب رسول اللہ کے بارے میں مغفرت چاہنے کا حکم دیا گیا مگر انہوں نے ان (اصحاب رسول) کو گالیاں دیں" (مستدرک حاکم) واحدی کا قول ہے کہ یہ ایک مثال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کیا ہے۔ سو زرع (کھیتی) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ "شطأہ" (کونپل) ان کے اصحاب اور ان کے گرد (جمع ہونے والے) مومنین ہیں، یہ کمزور اور قلیل تھے۔ جس طرح کھیتی ابتدا میں پتلی اور کمزور ہوتی ہے۔ پھر موٹی اور مضبوط ہو جاتی ہے اس طرح مومنین ہیں کہ انہوں نے ایک دوسرے کو مضبوط کیا تا آنکہ وہ مضبوط و قوی ہو گئے اور ان کی حالت (معاملات) درست اور اعلیٰ ہو گئی" لیغیظ بھم الکفار" (کی تفسیر یہ ہے کہ) اللہ نے (اصحاب

لہ الفتح ۹

www.kitabghar.org

لیغیظ بھم الکفار ای انما کثرھم وقواھم لیکونوا غیظا للکافرین۔

اما تشبہ در زیادتی کہ در جزء علمی نفس ناطقہ دہند باین وجہ تواند بود کہ کسی را از امت محدث و ملہم کنند تا بعض بروق غیب در دل او لمعان نماید، و این معنی بدو طریق تواند بود یکی آنکہ بمجرد شنیدن سخن پیغامبر متنبہ شود باصل کار گویا آنرا بی واسطہ می بیند و می داند و از لوازم این معنی تصدیق دل است بغیر اکتراث و نیز از لوازم او صحبت دائمہ باپیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم با وصف فنا و فدا و تسلیم و ترک مخالفت اگرچہ در ادنی شی باشد، و امام این طریقہ صدیق اکبر است، و دوم آنکہ فراست صادقہ او را نصیب کنند و عقل او را از حظیرۃ القدس تائیدی دہند کہ غالبا اصابۃ کنند در مجتہدات خود و از لوازم این معنی آنست کہ وحی بر حسب رای او نازل شود و نیز از لوازم او آنست کہ ممتاز شود در میان ابناء جنس خود بانکہ ہر چیزی را کہ ظن کند موافق واقع افتد، و امام این طریقہ فاروق اعظم است۔

اما تشبہ در زیادتی کہ در جزء عملی نفس ناطقہ دہند بدو وجہ تواند بود وجہ اول آنکہ سمت صالح داشتہ باشد و عدالت کاملہ و در امور ملک رانی و سیاست مدن داد آن دہد و بوجہی معاملہ کند کہ امت بروی مختلف نشود، و تا مقدور بدون سل سیف در میان مسلمین کار سرانجام دہد و جہاد عرب و عجم بنوعی کہ بہتر از ان متصور نباشد بجا آرد، و حق شخصی از ہزاران ہزار کہ در امر ملت سعی کند جدا جدا شناسد، و از ہر یکی کاری کہ از وی می آید بگیرد علماً و عملاً، و نصرت دین را باقصی ہمت مطمح نظر خود سازد، گویا برای ہمیں کار مخلوق شدہ و این امر غایت سعادت

اور مومنین کی) تعداد بڑھائی اور انہیں قوی کیا تاکہ وہ کفار کے لئے غیظ و صدمہ کا سبب ہوں۔

اب رہا نفس ناطقہ کے جزء علمی کی زیادتی میں (نبی سے) تشبہ، تو وہ اس طور سے ہو سکتا ہے کہ امت (محمدیہ) میں سے کسی کو محدث و ملہم فرمائیں (یعنی اس کو الہام الٰہی ہو) تاکہ غیب کی بعض بجلیاں اس کے دل میں اپنی چمک دکھائیں۔ اور یہ امر دو طریقوں سے ظہور میں آسکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ شخص پیغمبر کی بات سنتے ہی اس کے اصل مدعا کو جان لے۔ گویا وہ شخص اس بات کو کسی واسطہ کے بغیر دیکھتا اور جانتا ہے اور اس امر کے لوازم میں سے یہ ہے کہ کسی جھجک کے بغیر فوراً دل سے (نبی کی) تصدیق کرے اور اس امر کے لوازم میں یہ بات بھی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ اس طور سے رہے کہ اپنے کو ان کی ذات میں فنا و فدا کر دے۔ ان کی ہر بات کو مانے اور ان کی مخالفت خواہ ادنیٰ سے ادنیٰ بات ہی میں کیوں نہ ہو ترک کر دے۔ اس طریقے کے امام حضرت صدیق اکبر ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس شخص کو فراستِ صادقہ بخشی گئی ہو اور حظیرۃ القدس سے اس کی عقل کی تائید و مدد ہو کہ اس کے اجتہادات اکثر درست ہوں۔ اس امر کے لوازم یہ ہیں کہ وحی اس کی رائے کے مطابق نازل ہو اور وہ اپنے ساتھیوں میں اس وصف میں ممتاز ہو کہ وہ جس بات کا گمان کرے وہ حقیقت و واقع کے مطابق نکلے۔ اس طریقے کے امام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

اب رہا نفسِ ناطقہ کے جزءِ عملی کی زیادتی میں (نبی سے) تشبہ تو وہ دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ اسے سمت صالح اور عدالت کاملہ حاصل ہوں اور وہ جہاں بانی اور شہری سیاست میں اس سے ماہرانہ کام لے اور اس طور سے عمل کرے کہ امت (محمدیہ) اس سے اختلاف نہ کرے اور اپنے مقدور بھر تلوار کھینچے بغیر مسلمانوں کے مابین امور کو انجام دے عرب و عجم کے خلاف اس طور سے جہاد کرے جس سے بہتر خیال میں نہ آسکے اور ملت کے امور میں کوشش کرنے والے لاکھوں لوگوں میں سے ایک ایک شخص کو الگ الگ پہچانے اور ہر شخص سے اس کی صلاحیت کے مطابق علم و عمل کی رو سے کام لے اور دین (اسلام) کی نصرت و مدد کو انتہائی پامردی (بلند ہمتی) کے ساتھ اپنا مطمح نظر بنائے کہ گویا وہ اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہی اس کی سعادت و نیک بختی کی انتہا ہے۔ وہ کسی بات کو

www.kitabghar.org

او است، ورد و قبولِ او ہمہ بر موافقت ملت و مخالفت آن باشد، یا اصابت رای و فطانت المغیہ بآن مشابہ گویا رای او مرأۃ ارادہ الٰہی افتادہ ہر چہ می اندیشد از مکمن غیب برحسب اندیشہ او ظاہر شود، چنانکہ حضرت مرتضیٰ فرمود ان عمر کان رشید الرأی، و فرمود تازیانہ عمر بہتر از سیف ما است۔

وجہ ثانی آنکہ تربیت کند جمیع اصحاب خود را بتاثیر صحبت، و ہر یکی را امر معروف کند در ہر حالتی بقدر آن حالت، و مواعظ و خطب بلیغہ او موثر ترین کلمات باشد در نفوس و کرامات عجیبہ و خوارق غریبہ از وی مشاہدہ افتد۔

اما تشبہ او با پیغامبر در تحمل اعبائے دعوت بآن وجہ تواند بود کہ مرد جلیل القدر کہ در نظر مردمان محترم باشد، و از وی در حل و عقد خویش حساب میگرفتہ باشند، و با وی از ہر بطن جماعتی موتلف باشند باقصی ہمت در اسلام قدم راسخ زند و بمجرد دخول او در اسلام جمعے در اسلام در آیند و بمجرد دخول او عزۃ اسلام ظاہر شود، و در نظر مردمان پر ظاہر گردد کہ این ملت را ظہوری شدنی است و دست متعصبان از تطاول این ملت بسبب قیام او بستہ گردد، و توقع غلبہ از خاطر ایشان بسبب رسوخ قدم او از ہم باشد، باز چون جہاد در میان آید بہر وقعی او را دخل باشد در حل و عقد و جمع رجال و نصب قتال، و مشورت او را پذیرای تمام باشد پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

و اما تشبہ او با پیغمبر در نشر علوم بآن تواند بود کہ تصرف کند در علوم مرویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارشاد طرق روایت و حمل ناس بر تعلیم علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، و اگر در مسئلہ اقوال

رد کرتا ہے تو اس بنا پر کہ وہ مذہب کے مخالف ہے اور کسی بات کو قبول کرتا ہے تو اس بنا پر کہ وہ مذہب کے موافق ہے، یا اس کی رائے کی درستگی اور اس کی اعلیٰ فہم ایسی ہوتی ہے کہ گویا اس کی رائے وارادہ مشیت الٰہی کا آئینہ ہے، وہ جو کچھ سوچتا ہے پردۂ غیب سے اس کی سوچ کے مطابق ظاہر ہوتا ہے چنانچہ حضرت (علی) مرتضیٰ کا قول ہے کہ حضرت عمر صائب الرائے تھے۔ (حضرت علی نے) یہ بھی فرمایا کہ "حضرت عمر کا درہ ہماری تلوار سے بہتر ہے"۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ شخص اپنی تاثیر صحبت سے اپنے تمام اصحاب کی تربیت کرے۔ اور ہر شخص کو اس کے حال کے مطابق نیکی کا حکم دے۔ اس کے بلیغ مواعظ اور خطبے کا لوگوں کے نفوس میں سب سے زیادہ اثر ہو اور عجیب وغریب کرامتیں اور حیرت انگیز خوارق اس سے ظہور میں آئیں۔

دعوت و تبلیغ (اسلامیہ) کی ذمہ داری اٹھانے میں اس شخص کا (نبی سے) تشبہ اس طور سے ہو سکتا ہے کہ ایسا جلیل القدر شخص جو لوگوں کی نظر میں لائق احترام ہو اور لوگ اس سے اپنے امور کے سلجھانے اور مسائل حل کرانے میں اسکی طرف رجوع کریں، اور ہر بطن (قبیلے کی شاخ) سے ایک گروہ اسکے ساتھ وابستہ ہو (وہ شخص) اپنی انتہائی پامردی (و بلند ہمتی) سے صدق دل سے اسلام قبول کرے، اور اس کے اسلام میں داخل ہوتے ہی بہت سے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں اور اس کے دائرہ اسلام میں آنے کے ساتھ ہی اسلام کو غلبہ ہو، اور یہ بات لوگوں کی نظر میں بالکل واضح ہو جائے کہ یہ مذہب غالب ہو کر رہے گا، اور اس کے کھڑے ہو جانے کی وجہ سے دشمنوں کے ہاتھ اس ملت پر ظلم کرنے سے رک جائیں۔ اور اس شخص کے اسلام میں ثبات و استقلال کے باعث دشمنوں کے دلوں سے اپنے غلبہ کی امید جاتی رہے۔ پھر جب جہاد درمیان میں آئے تو ہر معرکہ میں اس کا دخل ہو (امور کے) حل و عقد، لوگوں کو اکٹھا کرنے قتال برپا کرنے میں اس کا دخل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس کے مشورے کو پوری پذیرائی حاصل ہو۔

علوم کی اشاعت میں اس کا پیغمبر کے ساتھ تشبہ یوں ہو سکتا ہے کہ وہ روایت کے طریقوں کی جانب صحیح رہنمائی کر کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی تعلیم پر لوگوں کو آمادہ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی علوم میں تصرف کرے، اور اگر کسی مسئلہ میں دو یا

www.kitabghar.org

روات مختلف شوند خرّج نماید از مضیق اختلاف بقضا و اجماع وارشاد نماید طریق اجتہاد را وسد کند طرق تحریف را بالجملہ احکام نماید اخذ علم از پیغامبر، و امام باشد درین راہ و واسطہ باشد درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امت او در اخذ علوم۔

فائدہ :۔ در حدیث متواتر آمدہ است خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم الحدیث، وسرّ در تفضیل صحابہ بر ہر کہ بعد از ایشان آمد آنست کہ ایشان واسطہ اند میان پیغامبر و این جماعت متاخرہ و از جہت غلبہ اسلام بواسطہ ایشان و رسیدن علم بسبب ایشان بفہم اگر میتوانی فہمید کہ امر ملت مشابہت تمام دارد بدیواری کہ ہر خشت فوقانی متفرع است بر خشت تحتانی و واسطہ استقامت او است تا آنکہ کار باساس رسد، ہمچنین ہر قرن متاخر مستمد و منت پذیر قرن متقدم است در شرائع اسلام و علوم ہدایت و شرع تا آنکہ امر منتہی گردد بصاحب شرع کہ از جانب خدا تعالیٰ شریعت را بی واسطہ آوردہ نمی بینی کہ امروز کافری چون میخواہد کہ مسلمان شود چہ قدر حرکات عنیفہ می بایدش کرد کہ از میان اہل کفر و رسم کفر بر آمدہ از اہل اسلام یادگیرد و بآن متخلق گردد خدا تعالیٰ رحمت تامہ نازل گرداناد برآباء و اجداد و اساتذہ و مشائخ ما کہ در حجر تربیت خود مارا پرورش دادند و اول کلمہ کہ بما رسانیدند کلمہ اسلام بود و اول رسمی کہ بما نمودند رسم اسلام بود آن مؤنت دشوار از سر ما بر داشتند رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا و رحمت دیگر ادقی واتم

کے اقوال مختلف ہوں تو وہ اختلاف کی تنگ نائے سے قضاء (فیصلہ) اور اجماع کے ذریعہ نکل جائے۔ اجتہاد کے راستے کی طرف صحیح رہ نمائی کرے اور تحریف کے راستے کو بند کر دے، وہ تمام احکام میں پیغمبر سے علم حاصل کرے اس راستہ کا امام ہو، اور علوم کی تحصیل و اخذ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے درمیان واسطہ و ذریعہ ہو۔

فائدہ :۔ حدیث متواتر میں آیا ہے کہ سب سے اچھا قرن (زمانہ) میرا قرن ہے، پھر ان لوگوں کا جو میرے بعد آئیں گے الی آخر الحدیث اپنے بعد آنے والے تمام لوگوں سے صحابہ کرام کے افضل ہونے کا راز یہ ہے کہ وہ پیغمبر اور بعد میں آنے والی جماعت کے درمیان ایک واسطہ و ذریعہ ہیں اور یہ کہ انہیں کے ذریعہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، اور یہ کہ انہیں کی بدولت علم (بعد میں آنے والوں تک) پہنچا اگر سمجھ سکتے ہو تو سمجھ لو کہ ملت کے امور و معاملات دیوار سے پوری مشابہت رکھتے ہیں جس کی ہر اوپر والی اینٹ، نچلی اینٹ پر قائم ہے اور وہی اس کی پائیداری کا سبب ہے اور اس کا سلسلہ بنیاد تک پہنچتا ہے۔ بالکل اسی طرح اسلامی شریعت و علوم ہدایت میں ہر متاخر قرن (بعد میں آنے والا زمانہ) اپنے متقدم قرن (اگلے زمانہ عصر) سے مدد حاصل کرتا ہے اور اس کا احسان مند ہوتا ہے تا آنکہ یہ بات صاحب شریعت پر جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے شریعت کو کسی واسطہ و ذریعہ کے بغیر لاتا ہے آکر ختم ہو جاتی ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ آج اگر کوئی کافر مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اسے کتنی پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں اور اسے اہل کفر اور کفر کی رسم سے نکل کر اہل اسلام (کی رسوم و عادات کو) یاد کرنے اور ان کا عادی ہونے میں کس قدر سخت محنت و مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے باپ دادا، اساتذہ و مشائخ پر پوری رحمت نازل کرے کہ انہوں نے ہمیں اپنی آغوش تربیت میں پالا اور ہم تک جو پہلی بات انہوں نے پہنچائی وہ کلمہ اسلام تھی اور پہلی رسم جو انہوں نے ہمیں سکھائی ہے اسلام کی رسم تھی اور انہوں نے اس زحمت و مشقت کو ہمارے لئے برداشت کیا اے میرے پالنے والے ہمارے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا

www.kitabghar.org

ازان نصیب اصول ایشان گرداناد کہ ایشان را ہمچنین
در حجر خود تربیت کردہ اند از مؤنت خلاص
گردانیدند و ہمچنین تا آنکہ صلوات تامہ و تحیات
کاملہ تحفہ جناب عالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
گردد بعدد ہر مسلمانی کہ بایں ملت حقہ بہرہ مند
گردید، علماً و عملاً این چنین باید دانست این چنین
منت را بر جان خود باید نہاد تا بر آبای ظاہری
و باطنی کردہ باشیم و از عقوق ایشان دور شویم
والحمد للہ رب العالمین۔

مقدمہ سادسہ: بیانِ تحقیقِ ابن خصال در شیخین بوجہ کمال۔

اما متضمن بودن بعثت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم
بعثت ایشان را و اعلام از جانب غیب بایں معنی
پس فصلی ازان در مسلک اول تقریر کردہ شد
و ازیں باب است قصہ اسقف عن الاقرع
مؤذن عمر بن الخطاب قال بعثني عمر بن
الخطاب الى اسقف فدعوته فقال له
عمر هل تجدني في الكتاب قال نعم قال
كيف تجدني قال اجدك قرنا قال فرفع
عليه الدرة فقال قرن مه قال قرن
حديد امير شديد قال كيف تجد
الذي يجئ بعدي قال اجده خليفة
صالحا غير ان يؤثر قرابته قال عمر
يرحم الله عثمان ثلثا قال كيف تجد
الذي بعده قال اجده صداء حديد
قال فوضع عمر يده على رأسه فقال
يا دفراه فقال يا امير المؤمنين انه خليفة
صالح ولكنه يستخلف حين يستخلف
والسيف مسلول والدم مهراق قال

اور اس سے بھی زیادہ بھرپور اور پوری رحمت ان (والدین) کے اصول (آباء و اجداد) پر نازل فرما کہ انہیں ان لوگوں نے بھی اسی طرح اپنی آغوش میں پالا ہے اور مشقت و پریشانی سے نجات دلائی ہے، اور اسی طرح رحمت فرما تا آنکہ مکمل درود و کامل سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں ان سب مسلمانوں کی تعداد کے برابر جو اس مذہب (اسلامیہ) سے علم و عمل کی رو سے بہرہ مند ہوئے ہیں بطور تحفہ پہنچے۔ علم و عمل کی رو سے ایسا ہی جاننا چاہئے اور ایسا ہی احسان اپنی جان پر رکھنا چاہئے تاکہ ہم اپنے ظاہری و باطنی آباء کے حق میں دعا کریں اور ان کی نافرمانی سے دور رہیں، اور ساری تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو اہل عالم کا پالنے والا ہے۔

چھٹا مقدمہ:۔ ان فضائل (یا اوصاف) کے شیخین میں بدرجۂ کمال پائے جانے کا بیان۔

رہا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت میں ان (شیخین) کی بعثت کا داخل و شامل ہونا اور اس مفہوم کی غیب سے اطلاع دینا تو اس سے متعلق مسلک اول میں ایک فصل مقرر کی جا چکی ہے۔ اور اسقف (عیسائی پادری راہب) کا قصہ بھی اس باب سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے مؤذن اقرع کا بیان ہے کہ مجھے (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے اسقف (راہب) کے پاس بھیجا سو میں اسے بلا لایا۔ اس سے حضرت عمر نے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں میرا ذکر ہے؟ اسقف (راہب) نے جواب دیا ہاں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میرا ذکر کس طور سے ہے؟ اسقف نے کہا آپ کا ذکر ایک قرن (قلعہ) کے طور پر ہے۔ اس پر حضرت عمر نے اس پر درہ اٹھا لیا اور فرمایا کیسا کس کا قلعہ (قرن)؟ اسقف (راہب) نے جواب دیا کہ لوہے کا قلعہ ایک سخت امیر۔ پھر حضرت عمر نے دریافت فرمایا کہ جو (خلیفہ) میرے بعد آنے والا ہے اس کا ذکر تمہاری کتاب میں کس طرح ہے؟ اسقف (راہب) نے کہا وہ ایک صالح خلیفہ ہوں گے بجز اس کے کہ وہ اپنے قرابتداروں کو حکومت کے عہدے دیں گے۔ اس پر حضرت عمر نے تین بار فرمایا کہ اللہ عثمان پر رحم کرے پھر پوچھا جو (خلیفہ) ان (عثمان) کے بعد آئے گا وہ کیسا ہوگا؟ اسقف (راہب) نے کہا وہ ہمیشہ زرہ پوش و مسلح رہے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت عمر نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کیسی بدبو ہے؟ (یا دفراہ) اس پر اسقف (راہب) بولا اے امیر المؤمنین وہ ایک صالح خلیفہ ہوں گے مگر جب

www.kitabghar.org

ابوداؤد والدفرة النتن- اخرجه ابوداؤد فی بعض النسخ ۔

وازین باب است رؤیای عوف بن مالك عن عوف بن مالك الاشجعی انه رأی فی المنام كان الناس جمعوا واذا فیهم رجل فرعهم فهو فوقهم ثلث اذرع قال فقلت من هذا قال عمر قلت لم قالوا لان فیه ثلث خصال لانه لا یخاف فی الله لومة لائم وانه لخلیفة مستخلف وشهید مستشهد قال فاتی ابا بكر فقصها علیه فارسل الی عمر فدعاه لیبشره قال فجاء عمر قال فقال لی ابو بكر اقصص رؤیاك قال فلما بلغت خلیفة مستخلف زجرنی عمر وكهرنی وقال اسكت تقول هذا وابو بكر حی قال فلما كان بعد ان ولی عمر مررت بالشام وهو علی المنبر قال فدعانی وقال اقصص رؤیاك فقصصتها فلما قلت انه لا یخاف فی الله لومة لائم قال انی لارجو ان یجعلنی الله منهم قال فلما قلت خلیفة مستخلف قال قد استخلفنی الله فسله ان یعیننی علی ما ولانی فلما ان ذكرت شهید مستشهد قال انی لی بالشهادة وانا بین اظهركم تغزون ولا اغزو ثم قال بلی یات الله بها ان شاء الله اخرجه ابوعمر فی الاستیعاب ۔

انہیں خلافت ملے گی اس وقت تلوار کھنچی ہوگی اور خون بہ رہا ہوگا (خونریزی اور جنگ کا بازار گرم ہوگا) ابو داؤد کا بیان ہے کہ دفرۃ بدبو کو کہتے ہیں ۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے اپنے بعض نسخوں میں روایت کیا ہے ۔

عوف بن مالک کا خواب بھی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے، عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا لوگ اکٹھے ہوں انہیں میں ایک شخص ایسا ہے جو غور سے دیکھنے پر ان سب سے تین ہاتھ اونچا ہے عوف نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے ؟ جواب ملا کہ یہ عمر ہیں، (راوی کا بیان ہے کہ) میں نے پھر دریافت کیا کہ یہ تین ہاتھ اونچے کیوں ہیں ؟ لوگوں نے جواب میں کہا یہ اسلئے کہ ان میں تین اوصاف ہیں (اول یہ کہ) وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے (دوم یہ کہ) وہ ایسے خلیفہ ہیں جنہیں خلیفہ سابق نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے اور (سوم یہ کہ) وہ شہید مستشہد ہیں ۔ عوف کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر یہ خواب انہیں سنایا ۔ اس پر (حضرت ابوبکر نے) حضرت عمر کو بشارت دینے کی غرض سے بلوا بھیجا جب حضرت عمر آئے تو حضرت ابوبکر نے راوی سے فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو ۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں "خلیفہ مستخلف" پر پہنچا تو حضرت عمر نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ خاموش رہو تم یہ بات ابوبکر کی زندگی میں کہہ رہے ہو ؟ راوی نے مزید کہا کہ جب حضرت عمر منصب خلافت پر فائز ہوئے تو میں ملک شام سے گذرا وہاں وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے ۔ انہوں نے مجھے بلا کر خواب والی بات بیان کرنے کو کہا میں نے اسے بیان کیا جب میں اس بات پر پہنچا کہ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے ایسے ہی لوگوں میں شامل کریگا ۔ راوی نے جب "خلیفہ مستخلف" کہا تو فرمایا اللہ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اللہ سے دعا کرو کہ جس منصب پر اس نے مجھے فائز کیا ہے اس میں میری مدد فرمائے ۔ راوی نے کہا کہ جب میں نے شہید مستشہد کہا تو حضرت عمر نے فرمایا مجھے شہادت کیسے نصیب ہوگی کیونکہ میں تو تم لوگوں کے درمیان ہوں تم لوگ جہاد کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کرتا ۔ پھر فرمایا کہ اگر اللہ کی مشیت یہی ہے تو اس (شہادت) کو بھی لائے گا ۔ استیعاب میں اس روایت کو ابوعمر نے نقل کیا ہے ۔

www.kitabghar.org

واما تشبہ شیخین بحضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در جزء عقلی نفس ناطقہ بآن دو طریقہ کہ بیان کردیم پس شواہد بسیار دارد، از انجملہ حدیث ابی درداء قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وواسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکو لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدہا اخرجہ البخاری۔

وحدیث عائشۃ قال لما اسری النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یتحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقالوا ہل لک الی صاحبک یزعم انہ اسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال لو قال ذلک لقد صدق قالوا او تصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ فیما ہو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذلک سمی ابوبکر الصدیق، اخرجہ الحاکم۔

قال ابو عمر سمی الصدیق لبدارہ الی تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کل ما جاء بہ وقیل بل قیل لہ الصدیق لتصدیقہ فی خبر الاسراء وفی حدیث التخییر قال علی فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اب رہا شیخین کا جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفس ناطقہ کے جزو عقلی میں ان دو طریقوں سے تشبہ جنہیں ہم نے بیان کیا ہے، تو (تشبہ) کے شواہد بہت سے ہیں۔ انہیں میں حضرت ابو درداء کی حدیث ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہ اللہ نے مجھے تم لوگوں کی طرف مبعوث کیا تو تم نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو جبکہ ابوبکر نے کہا کہ آپ سچے ہیں۔ انہوں نے اپنی ذات اور اپنے مال سے میری غمخواری کی تو کیا تم لوگ میری خاطر میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے، یہ بات (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) دوبار کہی، اس کے بعد (حضرت ابوبکر کو) کوئی اذیت نہ دی گئی۔ یہ حدیث بخاری نے بیان کی ہے۔

(اسی سلسلہ کی) حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں مسجد اقصیٰ تک تشریف لیگئے تو آپ نے صبح کے وقت لوگوں سے اس واقعہ کو بیان کیا (اس پر) کچھ لوگ جو آپ پر ایمان لا چکے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے دین سے پھر گئے (مرتد ہو گئے) اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہا کہ کیا آپ نے سنا کہ آپکے ساتھی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں رات کے وقت بیت المقدس کی سیر کرائی گئی (یہ سنکر) حضرت ابوبکر نے کہا اگر انہوں نے یہ کہا ہے تو سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ (اے ابوبکر) کیا تم اس بات پر ان کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے وہاں سے واپس آگئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہاں! میں تو ان باتوں میں بھی ان کی تصدیق کرتا ہوں جو اس (واقعۂ اسراء) سے بھی زیادہ بعید القیاس ہیں۔ صبح و شام آسمان (غیب) کی خبریں دینے پر بھی میں ان کی تصدیق کرتا ہوں (راوی کا بیان ہے کہ) حضرت ابوبکر کو اسی وجہ سے صدیق کا لقب ملا۔ یہ روایت حاکم نے بیان کی۔

ابو عمر کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر کو صدیق اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام باتوں کی جو آپ نے پیش کیں فوراً سب سے پہلے تصدیق کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں اس لئے صدیق کا نام دیا گیا کہ انہوں نے اسراء (معراج) کی خبر کی تصدیق کی تھی۔ حدیث تخییر کے ضمن میں حضرت علی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخیر تھے اور ابوبکر

www.kitabghar.org

هو المخير فكان ابو بكر اعلمنا به، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوا لى صاحبى فانكم قلتم لى كذبت وقال لى صدقت وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى كلام البقرة والذئب امنت به انا وابوبكر وعمر وما هما ثَمَّ علماً منه بما كانا عليه من اليقين والايمان انتهىٰ قول ابى عمر۔

اس کے بارے میں ہم سب سے زیادہ جانتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھی (دوست) کو میری خاطر چھوڑ دو کیونکہ تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "گائے اور بھیڑیئے کی بات" کے متعلق فرمایا "اس پر میں اور ابوبکر و عمر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمرؓ کے یقین اور ایمان سے واقفیت کی بنار پر ان کی طرف سے تصدیق فرمائی۔ ابو عمر کا قول ختم ہوا۔

وعن ابى سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جلس على المنبر فقال ان عبد اخيره الله بين ان يؤتيه من زهرة الدنيا ماشاء وبين ما عنده فاختار ما عنده فقال ابوبكر فديناك يا رسول الله بآبائنا وامهاتنا قال فعجبنا، فقال الناس انظروا الى هذا الشيخ يخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عبد خيره الله بين ان يؤتيه من زهرة الدنيا ما شاء وبين ما عند الله وهو يقول فديناك بآبائنا وامهاتنا فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم هو المخير وكان ابوبكر هو اعلمنا به، فقال النبى صلى الله عليه وسلم ان من امنّ الناس على فى صحبته وماله ابوبكر ولو كنت متخذ اخليلا لاتخذت ابا بكر خليلا ولكن اخوة الاسلام لا يبقين فى المسجد خوخة الا خوخة ابى بكرؓ اخرجه الترمذى وللشيخين

ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ایک بندہ کو اللہ نے اس بارے میں اختیار دیا کہ خواہ دنیا کی نعمت جتنی وہ چاہے اللہ اسے دیدے یا جو اللہ کے ہاں ہے (آخرت میں) وہ لے لے۔ سو اس بندے نے وہ پسند کیا جو اللہ کے ہاں ہے" یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس پر ہمیں تعجب ہوا اور لوگوں نے کہا کہ ذرہ اس مرد بزرگ کو تو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے بندے کے بارے میں خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی نعمتیں جتنی چاہے لے لے یا وہ پسند کرے جو اللہ کے ہاں ہے"، اور یہ کہہ رہے ہیں کہ "ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں"۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخیر تھے (انہیں اختیار دیا گیا تھا کہ وہ دنیا اور اللہ میں سے ایک کو پسند کرلیں) اور حضرت ابوبکر کو (اس بات کا سب سے زیادہ علم تھا) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی دوستی (صحبت) اور مال سے متعلق لوگوں میں سب سے زیادہ ابوبکرؓ کا مجھ پر احسان ہے۔ اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ضرور ابوبکر کو دوست بناتا لیکن (اخوت تو اسلام کی ہے) مسجد میں کوئی (دروازہ) ابوبکر کے (دروازے) کے سوا باقی نہ رکھا جائے۔ اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور شیخین (بخاری و مسلم) نے بھی ایسی ہی حدیث متعدد

www.kitabghar.org

نحوه من طريق متحد ذلك۔

وعن عائشة ان ابا بكر لم يقل بيت شعر في الاسلام حتى مات وانه كان قد حرما الخمر في الجاهلية هو وعثمان رضي الله عنهما اخرجه ابو عمر في الاستيعاب۔

وعن سعيد بن المسيب ان رجلا من اسلم جاء الى ابي بكر الصديق فقال له ان الاخر زنى فقال له ابو بكر هل ذكرت هذا لاحد غيري فقال لا فقال له ابو بكر فتب الى الله واستتر بستر الله فان الله يقبل التوبة عن عباده فلم تقرره نفسه حتى اتى عمر بن الخطاب فقال له مثل ما قال لابي بكر فقال له عمر مثل ما قال له ابو بكر قال فلم تقرره نفسه حتى جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له ان الاخر زنى قال سعيد فاعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث مرات كل ذلك يعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اذا اكثر بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اهله فقال ايشتكي او به جنة فقالوا يا رسول الله والله انه لصحيح فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابكر ام ثيب قالوا بل ثيب يا رسول الله فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجم، اخرجه مالك۔

وعن المسور بن مخرمة في قصة الحديبية

سلسلوں سے روایت کی ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی وفات تک کوئی شعر نہ کہا اور یہ کہ انہوں نے اور حضرت عثمان نے زمانہ جاہلیت (ہی) میں شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اس روایت کو ابو عمر نے استیعاب میں نقل کیا ہے۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ قبیلۂ اسلم کا ایک آدمی حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھ بدبخت نے زنا کی ہے۔ حضرت ابوبکر نے اس سے کہا کہ کیا تم نے اس بات کا میرے سوا کسی اور سے بھی ذکر کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا نہیں، تب اس سے حضرت ابوبکر نے کہا اللہ سے توبہ کرو اور اس گناہ کو چھپا، اللہ بھی اسے چھپائے گا۔ کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔" مگر اس بات سے اس آدمی کا دل مطمئن نہ ہوا۔ اور وہ حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی کہا جو حضرت ابوبکر سے کہا تھا۔ حضرت عمر نے بھی اسے وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر نے دیا تھا۔ لیکن اس سے بھی اس کا ضمیر مطمئن نہ ہوا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ ذلیل نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ (راوی) سعید (بن مسیب) کا بیان ہے کہ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا۔ اس شخص نے یہ بات تین بار دہرائی اور ہر بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ موڑ لیا۔ مگر جب اس نے یہ بات بار بار کہی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر والوں کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا کہ کیا اسے کسی قسم کی بیماری ہے؟ یا یہ دیوانہ ہے؟ ان لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ صحت مند ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا یہ کنوارا ہے یا شادی شدہ؟ اس کے گھر والوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول یہ شخص شادی شدہ ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ یہ روایت مالک کی ہے۔

حدیبیہ اور ابوجندل کے واقعہ سے متعلق مسور بن مخرمہ سے

www.kitabghar.org

وحدیث ابی جندل فقال عمر بن
الخطاب فاتیت نبی اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت الست نبی اللہ حقا
قال بلی قلت لسنا علی الحق وعدونا
علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی
الدنیۃ فی دیننا اذا قال انی رسول
اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری قلت
اولیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت
فنطوف بہ قال بلی افاخبرتک انا
ناتیہ العام قلت لا قال فانک اٰتیہ
ومطوف بہ قال فاتیت ابا بکر
فقلت یا ابا بکر الیس ھذا نبی اللہ
حقا قال بلی قلت لسنا علی الحق و
عدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم
نعطی الدنیۃ فی دیننا اذا قال ایھا
الرجل انہ رسول اللہ ولیس یعصی
ربہ وھو ناصرہ فاستمسک بغرزہ
فواللہ انہ علی الحق قلت الیس کان
یحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ
قال بلی افاخبرک انک تاتیہ العام
قلت لا قال فانک اٰتیہ ومطوف بہ
اخرجہ البخاری۔

وعن ابن عباس قال لما اخرج
اھل مکۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اخرجوا نبیھم
لیھلکوا قال فنزلت اذن للذین یقاتلون
بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر
قال ابوبکر الصدیق فعلمت انھا قتال

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے کہا "کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟" رسول اللہ نے فرمایا "ہاں ہوں!" پھر میں نے کہا "کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟" اس کا جواب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں دیا۔ اب میں نے کہا "تو پھر ہم اپنے دین میں کمزوری کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں؟" جواب میں رسول اکرمؐ نے فرمایا "میں اللہ کا رسول ہوں، اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا ناصر و مددگار ہے۔" میں نے کہا "کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب خانہ کعبہ آئیں گے اور اسکا طواف کرینگے؟" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب یہ دیا "ہاں! مگر کیا میں نے یہ خبر دی تھی کہ تم اسی سال خانہ کعبہ آئیں گے؟" میں نے عرض کیا کہ "نہیں" رسول کریمؐ نے فرمایا "تم خانہ کعبہ آؤ گے اس کی زیارت کروگے اور اس کا طواف بھی کروگے" حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ اسکے بعد میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا "اے ابوبکر! کیا یہ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟" انہوں نے کہا ہاں! (وہ اللہ کے نبی ہیں) میں نے کہا "کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟" انہوں نے اس کا جواب ہاں ہی دیا۔ اب میں نے کہا "تو پھر ہم کیوں اپنے دین میں کمزوری کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں فرمایا "اے بندۂ خدا! وہ اللہ کے رسول ہیں، وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور (اللہ) ان کا حامی و ناصر ہے سو ان کی رکاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو کیونکہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔" میں نے کہا کیا وہ ہم سے یہ بیان نہیں کرتے تھے کہ ہم جلد ہی بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں! مگر کیا انہوں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ تم اسی سال کعبہ کی زیارت کروگے؟ "میں نے کہا نہیں"! اب حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "تم خانہ کعبہ آؤ گے اس کی زیارت کروگے اور اس کا طواف کروگے"۔ یہ حدیث بخاری نے بیان کی ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (شہر سے) نکال دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا اب یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اس بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی "جن مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں ان کو ان کافروں سے لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے (الحج ۳۹) تب حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے معلوم

www.kitabghar.org

اخرجہ الحاکم۔

وفی قصۃ رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم غنما کثیرۃ سودا دخلت فیہا غنم کثیرۃ بیض وفی روایۃ ابی ایوب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر اعبرہا فقال ابوبکر یارسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعہا العجم حتی تغمرہا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا اعبرہا الملک السحر اخرجہ الحاکم۔

وقال ابن ھشام حدثنی بعض اہل العلم عن ابراھیم بن جعفر المحمودی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت انی لقمت لقمۃ من حیس فالتذذت طعمہا فاعترض فی حلقی منہا شیٔ حین ابتلعتہا فادخل علی یدہ ونزعہ فقال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یارسول اللہ ھذہ سریۃ من سرایاک تبعثہا فیاتیک منہا بعض ما تحب ویکون فی بعضہا اعتراض فتبعث علیا فیسہلہ۔

وعن عائشۃ قالت رأیت ثلثۃ اقمار سقطن فی حجرتی فقصصت رؤیای علی ابی بکر الصدیق قالت فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودفن فی بیتہا قال لہا ابوبکر ھذا احد اقمارک وھو خیرہا، اخرجہ مالک فی الموطا۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ

ہو گیا کہ یہ جہاد (قتال) کا حکم ہے۔ اسے حاکم نے بیان کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا کے قصہ میں کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ بھیڑوں کی بہت بڑی تعداد میں سفید بھیڑوں کی بھاری تعداد گھس آئی ہے۔ ابو ایوب کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے اپنے اس (خواب) کی تعبیر بیان کرنے کو فرمایا۔ سو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول یہ (سیاہ بھیڑیں) عرب ہیں جو آپ کی پیروی کریں گے بعد ازاں عجم اس کثرت سے آپ کے متبع ہوں گے کہ عربوں کو ڈھانپ لیں گے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل (علیہ السلام) نے بھی یہی تعبیر کی ہے۔ اس حدیث کی تخریج حاکم نے کی ہے۔

ابن ہشام کا قول ہے کہ ان سے بعض اہل علم نے ابراہیم بن جعفر محمودی کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے حیس (خرما اور گھی سے تیار کردہ ایک کھانے) کا لقمہ کھایا (وہ مجھے بڑا لذیذ معلوم ہوا) مگر جب میں نے اسے نگلا تو اس میں سے تھوڑا سا میرے حلق میں پھنس گیا۔ علی نے اپنا ہاتھ ڈال کر اسے باہر نکال دیا۔" (یہ خواب سنکر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول یہ آپ کے سرایا (دستہ فوج) میں سے ایک سریہ ہے جسے آپ (دشمنوں کے خلاف) بھیجیں گے پس ان سے کچھ ایسی باتیں آپ تک آئیں گی جنہیں آپ پسند فرمائیں گے اور ان کی بعض باتوں سے آپ کو تکدر و تکلف ہوگی آپ علیؓ کو بھیجیں گے اور وہ اس (مشکل) کو آسان کر دیں گے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرہ میں تین چاند ٹوٹ کر گرے ہیں۔ میں نے اس خواب کو حضرت ابوبکرؓ سے بیان کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور انہیں حضرت عائشہؓ کے گھر (حجرہ) میں سپرد خاک کیا گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ تمہارے (حجرے میں گرنے والے) چاندوں میں سے یہ ایک ہے اور یہ دوسرے چاندوں سے بہتر ہے۔ امام مالک نے الموطأ میں اس کی تخریج کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یکن فی امتی منھم احد فانہ عمرؓ اخرجہ البخاری۔

نے فرمایا: تم سے پہلے کی امتوں میں محدثون[1] تھے۔ سو اگر ان میں سے میری امت میں کوئی (محدث) ہوا، تو وہ عمر ہوں گے۔ اس روایت کی تخریج بخاری نے کی ہے۔

قال ابوعمر من حدیث ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ ونزل القرآن بموافقتہ فی اساری بدر، وفی الحجاب وفی تحریم الخمر وفی مقام ابراھیم۔

ابوعمر نے حضرت (عبداللہ) ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق (صحیح) کو (رواں) کر دیا ہے۔ "اسیرانِ بدر"، "حجاب" (عورتوں کا پردہ)، "حرمتِ شراب" اور "مقامِ ابراہیم" کے بارے میں (حضرت عمر) کی رائے کے مطابق قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔

⁂ ⁂ ⁂

وروی من حدیث عقبۃ بن عامر وابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لوکان بعدی نبی لکان عمر۔

عقبہ بن عامر اور ابوہریرہ (رضی اللہ عنہما) کی حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔

ومن حدیث ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی رأیت الری یخرج من اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر، قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ قال العلم، و قال علی ماکنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر۔

(عبداللہ) ابن عمر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حالت خواب میں تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا میں نے اسے پیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے (بھرپور سیراب ہو گیا) پھر میں نے اپنا جوٹھا عمر کو دیا۔ (اس پر صحابہ نے) کہا کہ اے اللہ کے رسول اس کی کیا تاویل ہے؟ آپ نے فرمایا "علم"۔ اور حضرت علی نے کہا کہ ہم اس بات کو بعید از قیاس نہیں جانتے تھے کہ سکینہ[2] عمر کی زبان پر بولتی ہے (ان کی گفتگو سے لوگوں کو تسکینِ قلب حاصل ہوتی تھی)۔

عن ابن سیرین قال کعب لعمر یا امیرالمؤمنین ھل تری فی منامک شیئا فانتھرہ فقال انا اجد رجلا یری امر الامۃ فی منامہ معزوًّا لابن عساکر۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ کعب (احبار) نے حضرت عمر سے عرض کی کہ اے امیرالمؤمنین کیا آپ کو خواب میں کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس پر حضرت عمر نے انہیں ڈانٹا۔ (کعب نے) کہا "مجھے اپنی کتابوں میں ایک شخص ایسا دکھائی دیتا ہے جو امت (مسلمہ) کے معاملات کو اپنے خواب میں صحیح صحیح دیکھتا ہے۔" یہ روایت ابن عساکر کی ہے۔

ذکر ابن ابی داؤد فی کتاب المصاحف

ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں بیان کیا ہے کہ حضرت

---

[1] محدث وہ شخص ہے جس کے دل پر کوئی بات الہام کی جائے اور وہ اپنی ذات و گمان سے اس کی خبر دے یعنی شخص صادق و راست گمان [2] ایسی گفتگو جس سے لوگوں کے دلوں کو تسکین ملے۔

www.kitabghar.org

انه كان ابوبكر يسمع مناجاة جبرئيل للنبي صلى الله عليه وسلم ولا يراه من كتاب الخصائص في باب ما كان يظهر عليه في الوحي من الأيات وقال حذيفة كان علم الناس كلهم قد دس في جحر مع علم عمر۔

ابوبکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبرئیل کی سرگوشی کو سنتے تھے مگر انہیں (جبرئیل کو) دیکھتے نہ تھے۔ (یہ روایت کتاب الخصائص کے اس باب میں (مندرج) ہے جو ان آیات وحی سے متعلق ہیں جو ان پر ظاہر ہوتی تھیں۔ حضرت حذیفہ کا بیان ہے کہ "تمام لوگوں کا علم، حضرت عمر کے علم کے ساتھ ایک سوراخ میں پنہاں کر دیا گیا تھا۔" (یعنی حضرت عمر کا تنہا علم سب کے علم پر بھاری تھا۔)

وقال ابن مسعود لو وضع علم احياء العرب في كفة ميزان ووضع علم عمر في كفة لرجح علم عمر ولقد كانوا يرون انه ذهب بتسعة اعشار العلم ولمجلس كنت اجلسه من عمر اوثق في نفسي من عمل سنة انتهى كلام ابي عمر۔

اور (عبداللہ) ابن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام قبائل عرب کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں عمر کا علم رکھا جائے تو عمر کے علم کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اور (صحابہ) کی یہ رائے تھی کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حضرت عمر کے حصے میں آئے۔ میں حضرت عمر کی جس مجلس میں بیٹھتا تھا وہ میرے ایک سال کے عمل سے بھی زیادہ ثقہ و موثق ہے ابوعمر کا کلام ختم ہوا[1]۔

عن عبد الله بن عمر قال ما سمعت عمر لشئ قط فيقول اني لاظنه كذا الا كان كما يظن، اخرجه البخاري۔

عبداللہ ابن عمر کی روایت ہے کہ میں نے جب بھی حضرت عمر کو یہ کہتے سنا کہ "میرا خیال (گمان یہ ہے"، تو وہ امر واقعہ ان کے گمان و خیال کے مطابق ہی ہوتا تھا۔ یہ روایت بخاری کی ہے۔

وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه، وقال ابن عمر ما نزل بالناس امر قط فقالوا فيه وقال فيه عمر الا نزل فيه القرأن على نحو ما قال عمر، اخرجه الترمذي۔

انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ نے حق کو عمر کی زبان و دل پر (جاری) کر دیا ہے" ابن عمر نے کہا جب بھی لوگوں کو کوئی واقعہ پیش آیا اور اس سے متعلق لوگوں نے ایک رائے ظاہر کی اور حضرت عمر نے اپنی الگ رائے ظاہر کی تو قرآن حضرت عمر کی رائے کے مطابق ہی نازل ہوا۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔

وعن عمر بن شرحبيل عن عمر بن الخطاب انه قال اللهم بين لنا في الخمر بيان شفاء فنزلت التي في البقرة يسألونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير[2] الأية فدعي عمر

عمر بن شرحبیل سے مروی ہے حضرت عمر بن خطاب کا یہ قول مروی ہے کہ "اے میرے اللہ خمر (شراب) سے متعلق ہمارے (مسلمانوں کے) لئے ایک شافی بیان ظاہر فرما"، اس پر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ البقرہ میں ہے کہ یسألونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر الخ (لوگ آپ سے خمر اور میسر (جوئے) کے

[1] یعنی علامہ ابن عبدالبر کا کلام۔ [2] سورۃ البقرہ : ۲۱۹

www.kitabghar.org

فقرأت عليه ثم قال اللهم بين لنا في الخمر بيان شفاء فنزلت التي في النساء يا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلوة وأنتم سكارى فدعى عمر فقرأت عليه ثم قال اللهم بين لنا في الخمر بيان شفاء فنزلت التي في المائدة انما يريد الشيطان الى قوله فهل انتم منتهون فدعى عمر فقرأت عليه فقال انتهينا انتهينا۔

اخرجه الترمذي

مقدمہ سابعہ: در بیان رجحان شیخین بر غیر خویش درین خصال کہ مناط فضل کلی آنرا نہادہ ایم، و پیش از خوض درین مقدمہ نکتہ چند تقریر کنیم تا خوض در مقصود بر وجہ بصیرت واقع شود۔

نکتہ اولی: باید دانست کہ سنۃ اللہ بران جاری شدہ کہ بندگان مقرب او تعالی در ہمہ صفات کمال برابر نباشند بلکہ متفاوت باشند در کارخانہ الہی رحم ابوبکر درکار است چنانکہ شدت عمر ہم درکار است، نمی بینی کہ انبیا صلوات اللہ علیہم کہ خلاصہ بشر و افضل بنی آدم ایشانند و نقصان بہیچ وجہ درمیان ایشان نیست در صفات کمال مختلف اند، داؤد و سلیمان ملوک بودند و عیسی و یونس اہل تجرید، نمی بینی کہ قاعدہ سلطنت بدون امراء و سپاہیان

بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ ان میں بڑا گناہ ہے (حضرت عمر کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی۔ بعد ازاں حضرت عمر نے دعا کی کہ "اے میرے اللہ! ہمارے (مسلمانوں کے) لئے خمر کے بارے میں ایک شافی بیان فرما"، اس پر سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی[1] (اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ) پس حضرت عمر کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی۔ اسکے بعد پھر انہوں نے کہا "اے اللہ! ہمارے (مسلمانوں کے) لئے خمر سے متعلق ایک شافی بیان ظاہر فرما"، اس پر سورۃ المائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ تا قولِ خداوندی فَہَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَہُوْنَ۔[2] اے ایمان والو! شراب (خمر) اور جوا (میسر) اور بت (انصاب) اور پانسے (ازلام) ہیں سب ہر ایک ناپاک شیطانی کام ہے تم اس سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان چاہتا ہے کہ شراب (خمر) اور جوئے (میسر) کی وجہ سے تم میں دشمنی اور بغض ڈلوادے اور تم کو یادِ الٰہی اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم (شیطان کے مکر سے) باز آؤ گے؟ حضرت عمر کو بلا کر یہ آیت ان کے سامنے پڑھی گئی تو انہوں نے کہا "ہم باز آگئے، باز آگئے"۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔

ساتواں مقدمہ: اس بیان میں کہ ان اوصاف میں جنہیں ہم نے فضلِ کلی کی اساس قرار دیا ہے، شیخین کو دوسروں پر ترجیح حاصل ہے۔ اس مقدمہ پر غور کرنے سے پہلے ہم چند نکات بیان کرتے ہیں۔ تا کہ مقصود میں غور و خوض علیٰ وجہ البصیرت واقع ہو۔

پہلا نکتہ: جاننا چاہئے کہ اللہ کی عادت یہ جاری ہے کہ اسکے مقرب بندے تمام صفات کمال میں ایک دوسرے کے برابر نہیں ہوتے بلکہ ان میں باہم دگر تفاوت و فرق ہوتا ہے۔ اللہ کے کارخانۂ قدرت میں حضرت ابوبکر کا رحم اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ حضرت عمر کی سختی ضروری ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم السلام جو خلاصۂ بشر اور اولادِ آدم میں سب سے افضل ہیں اور ان میں کسی طرح کی کمی نہیں ہے وہ بھی صفات کمال میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ حضرات داؤد و سلیمان بادشاہ تھے اور حضرات عیسیٰ و یونس اہل تجرید (دنیا کے بکھیڑوں سے علیحدہ) تھے اور کیا یہ نہیں دیکھتے ہو کہ امراء، سپاہیوں اور اہل قلم کے بغیر

[1] النساء: ۴۳ - [2] المائدۃ: ۹۱ ÷

www.kitabghar.org

واہل قلم راست نمی نشیند، در امراء صفتِ ریاست و فوج کشی وحل و عقد مصالح ملکی مطلوب است، و در سپاہیان صفتِ شجاعت و پہلوانی مطلوب است، و در اہلِ قلم کیاست و کاروانی مطلوب است، کارِ ملک بدون اجتماع این ہمہ میسر نمیشود، و کاری کہ از یکی می آید از دیگری نمی آید، و در ہیئتِ اجتماعیہ سلطنت ہمہ مطلوب اند، ہمچنین در نبوت کبری کہ جامع خلافت و رسالت باشد ہمہ این امور مطلوب اند، حسان بن ثابت بشعر و مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبشر بہ بہشت شد، و اُبَی بن کعب بحفظ قرآن، و عبداللہ بن مسعود بفقہ و قرآن، وخالد بشمشیر زنی، وخلفاء اربعہ ہر چند جامع بودند در اکثر صفات کمال اما باعتبار کثرت وقلت مختلف و متفاوت بودند، صحبت دائمہ باخلوص محبت و فناء کلی او خود را در مرضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم کردن بوجہی کہ در ہیچ حال راہ مخالفت اگرچہ در ادنی چیزی باشد نہ پیماید، وجان فشانی و بذل مال وجاہ در حُبِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، و در افشاء اسلام، خصیصہ ایست کہ حضرت صدیق بآن تفوق نمود، وقیام بحل وعقد ملت، وتمہید اسلام در اقطار ارض، با ملاحظہ جانب تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خصیصہ ایست کہ حضرت فاروق بان تفوق نمود، و اعانت بمال در ہر موطنی وحسنِ سلوک با صبیتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، وصلہ ارحام بوجہی کہ خوبتر از ان،

سلطنت کا نظام درست نہیں بیٹھتا۔ امراء میں ریاست، فوج کشی ملکی مصالح کا بندوبست مطلوب و مقصود ہوتا ہے، اور سپاہیوں میں بہادری اور پہلوانی کی صفت مطلوب ہوتی ہے اور اہل قلم میں ذہانت، معاملہ فہمی اور کارگزاری کی صفت مطلوب ہوتی ہے۔ ملکی امور ان تمام شرائط کے اجتماع کے بغیر آسانی سے سرانجام نہیں ہو پاتے، اور جو کام ایک فرد سے انجام پاتا ہے وہ دوسرے سے نہیں ہو پاتا، سلطنت کی ہیئت اجتماعی میں ان سبھی (باتوں) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح نبوت کبریٰ میں کہ خلافت و رسالت کی جامع ہوتی ہے، یہ ساری باتیں مطلوب ہوتی ہیں حضرت حسان بن ثابت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں شعر کہنے سے جنت کی بشارت ملی، حضرت اُبی بن کعب کو حفظ قرآن کے سبب سے حضرت عبداللہ بن مسعود کو فقہ و قرآن کی وجہ سے حضرت خالد کو شمشیر زنی کے باعث (سرافرازی حاصل ہوئی) اور ہر چند کہ خلفائے اربعہ میں اکثر صفاتِ کمال موجود تھیں لیکن (ان اوصاف کی) کثرت و قلت کے اعتبار سے ان میں باہم فرق تھا۔ خلوص و محبت کے ساتھ (رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی) صحبت میں ہمیشہ رہنا اپنے کو (ذات رسول میں) بالکل فنا کر دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی میں خود کو اس طور سے محو و گم کر دینا کہ کسی حال میں معمولی سی بات میں بھی مخالفت نہ کرنا، جاں فشانی کرنا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مال و جاہ خرچ کرنا ایسی خصوصیات ہیں جن میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو (دوسروں پر) فوقیت و برتری حاصل ہے۔ اسی طرح ملت کے حل و عقد کا انصرام روئے زمین کے مختلف علاقوں میں اسلام کی ترویج اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھنا ایسی خصوصیات ہیں جن میں حضرت فاروق کو (دوسروں پر) فوقیت و برتری حاصل ہے۔ ہر موقع پر مالی اعانت کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحب زادیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، اس طرح صلہ رحم کرنا جس سے بہتر تصور نہ کیا جا سکے۔ اور فرط حیاء کہ تام ہے شہوت و غصہ کے بھڑک اٹھنے کے وقت انکسارِ نفس کا، نورِ طہارت عبادت و

www.kitabghar.org

متصور نشود، وکمال حیا کہ عبارت از انجمام نفس است در وقت توران داعیہ شہوت و غضب باحظے وافر از نور طہارت، وعبادت، وتلاوت، وقیام بعبادات مالیہ از اعتاق و انفاق خصیصہ الیست کہ حضرت ذی النورینؓ بآن تفوق نمود، وقرابت قریبہ بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہمیشہ در تربیت آنحضرت بمنزلہ فرزند در تربیت والد خود بودن، بانجابت کاملہ، وشجاعت وافرہ کہ بہ پہلوانے معتبر شود وزہد کامل، وورع عظیم، کہ بولایت مناسب است، وذکار ثاقب، وسرعت انتقال باخذ مسئلہ در قضایا وفصاحت کاملہ، خصیصہ الیست کہ حضرت مرتضیٰ بآن تفوق نمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتفوق ہر یکی باین خصال از سائر مسلمین گواہی دادند۔

اخرج الترمذی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابوبکر واشد ہم فی امر اللہ عمر واشد ہم حیاءً عثمان واقضاہم علی واعلمہم بالحلال و الحرام معاذ بن جبل وافرضہم زید بن ثابت واقرأہم اُبی بن کعب ولکل قوم امین وامین ہذہ الامۃ ابوعبیدۃ بن الجراح وما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لہجۃ من ابی ذر شبہ عیسیٰ فی ورعہ۔

واخرج الحاکم عن النزال بن سبرۃ قال وافقنا علیا طیب النفس

تلاوت سے حظِ وافر پانا، اور مالی عبادات مثلاً غلاموں کو آزاد کرنا اور راہ خدا میں خرچ کرنا، یہ ایسی خصوصیات ہیں جن میں حضرت ذوالنورین رضؓ (دوسروں سے) برتر و فائق ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریبی قرابت، اور ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں یوں رہنا جیسے بیٹا باپ کی تربیت میں رہتا ہے، نجابت کاملہ (مکمل خاندانی شرافت) ایسی شجاعتِ وافرہ جو کسی پہلوان میں معتبر ہو اور ایسا زہد کامل وورع عظیم جو ولیوں کے مناسب حال ہو، ذکارِ ثاقب (بات کی تہہ تک پہونچ جانے والی حاضر دماغی) فیصلوں میں مسئلے کو اخذ کرنے میں ذہن کا نہایت سرعت سے (اصل مناسب حل کی طرف) منتقل ہونا اور فصاحت کاملہ ایسی خصوصیتیں ہیں جن میں حضرت مرتضیٰ کو فوقیت و برتری حاصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (چاروں خلفاء کے) ان خصال و اوصاف میں تمام مسلمانوں سے برتر ہونے کی گواہی دی ہے۔

ترمذی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں، اور ان میں اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ باحیا عثمان ہیں اور مقدمات اور فصلِ خصومات میں سب سے اقضیٰ (اچھا فیصلہ کرنے والے اور نظر رکھنے والے) علی ہیں۔ حلال و حرام کو ان میں سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں، علم فرائض سے سب سے زیادہ واقف زید بن ثابت ہیں اور قرأت قرآن کا سب سے زیادہ علم اُبی کو ہے ہر قوم کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں، اور آسمان کے نیچے (روئے زمین پر) ابوذر سے زیادہ راست گفتار کوئی نہیں ہے، وہ اپنی پارسائی میں (حضرت) عیسیٰ کے مانند ہیں۔

حاکم نے نزال بن سبرۃ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "ایک مرتبہ حضرت علی بڑے خوشگوار مزاج میں تھے اور

www.kitabghar.org

وھو یمزح فقلنا لہ حدثنا عن اصحابک فقال کل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی فقلنا حدثنا عن ابی بکر فقال ذلک امرؤ سماہ اللہ صدیقا علی لسان جبرئیل و محمد صلی اللہ علیہما۔

وہ مزاح فرما رہے تھے، ہم نے ان سے کہا آپ اپنے اصحاب کے بارے میں ہمیں بتائیے، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اصحاب میرے اصحاب ہیں، سو ہم نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں حضرت ابوبکر کے بارے میں بتائیے، حضرت علی نے کہا وہ ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہما کی زبان سے صدیق کا لقب دیا۔"

واخرج ابن عبد البر عن طارق قال جاء ناس الی ابن عباس فقالوا جئناک نسألک فقال سلوا عما شئتم فقالوا ای رجل کان ابوبکر قال کان خیرا کلہا و قال کالخیر کلہ علی حدۃ کانت فیہ قالوا فای رجل کان عمر قال کان کالطیر الحذر الذی یظن ان لہ فی کل طریق شرکا قالوا فای رجل کان عثمان قال رجل الھتہ نومتہ عن یقظتہ قالوا فای رجل کان علی قال کان قد ملئ جوفہ حلما و علما وبأسا ونجدۃ مع قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یظن ان لن یمد یدہ الی شئ الا نالہ فما مد یدہ الی شئ فنالہ۔

ابن عبد البر نے طارق سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ حضرت عبد اللہ بن عباس کے پاس آئے اور کہا ہم آپ سے کچھ پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔ ابن عباس نے کہا جو چاہو پوچھو، ان لوگوں نے کہا حضرت ابوبکر کیسے آدمی تھے؟ ابن عباس نے کہا "وہ سب کا سب خیر تھے"، یا یہ کہا کہ "وہ مکمل خیر کی مانند تھے، جو الگ الگ ان میں تھیں"۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر کیسے آدمی تھے؟ ابن عباس نے کہا "وہ اُس محتاط چوکنا پرندے کے مانند تھے جو یہ سمجھتا ہے کہ ہر راستے میں اس کے لئے جال بچھا ہوا ہے"۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ حضرت عثمان کیسے تھے؟ ابن عباس نے جواب دیا "وہ ایسے آدمی تھے جنہیں ان کی نیند نے اپنی بیداری سے غافل کر دیا"۔ پھر ان لوگوں نے پوچھا کہ حضرت علی کیسے تھے؟ ابن عباس بولے "ان کا بطن (جوف) حلم، علم، بہادری اور شجاعت سے پُر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت بھی حاصل تھی۔ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ جس چیز کی طرف بھی ہاتھ بڑھائیں گے اسے حاصل کر لیں گے"۔

بالجملہ ہیچکس از اہل عقل نمیتواند گفت کہ غیر حضرت مرتضی در ہاشمیہ نسب و مبارزت اقران مانند حضرت مرتضی بود، چنانکہ نمیتواند گفت کہ غیر فاروق در حسن سیاست است و تدبیر امور فتح و دوربینی مانند فاروق بود، چنانکہ نمیتواند گفت کہ در صحبت دائمہ با رضا جوئی وفنا و فدا بنسبت آنحضرت

مختصر یہ کہ کوئی عقل مند شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مرتضیٰ کے علاوہ کوئی اور شخص ہاشمی نسب اور مقابل سے جنگ آزمائی میں ان جیسا تھا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ امت کی اچھی سیاست، فتوحات کے امور کے انتظام اور دور اندیشی میں کوئی شخص حضرت فاروق کے مانند تھا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ رضا جوئی کے ساتھ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت میں ہمیشہ رہنے میں اور اول اسلام سے اخیر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم از اول اسلام تا آخر و بذل اموال و مہج مثل صدیق بود، چنانکہ نمیتواند گفت کہ غیر ذی النورین در انفاق و اعتاق وحیا و کظم غیظ و ترک خوض در فتنہ نزدیک مہیا بودن آن مانند ذی النورین بود ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند

نکتہ ثانیہ :۔ باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترجمان غیب بود در آنچہ از مناقب ہر یکے از صحابہ بیان فرمود ہر کسے را بفضیلتے کہ در وی بود عاقبۃ الامر ہمان فضیلت بر روی کار آمد اختصاص داد، اُبی بن کعب را سید القراء گفت و فرمود کہ خدا تعالی مرا فرمودہ است کہ سورۂ لم یکن را تعلیم تو کنم ابی گفت آوَ سمانی اللہ قال نعم فذرفت عینا اُبی، ہیچ میدانی کہ نکتہ در تخصیص ابی چیست آنست کہ سلسلہ جماعہ عظیمہ از قراء امت مرحومہ بواسطہ او بجناب رسالت رسیدن مقدر بود، وعبداللہ بن مسعود را چرا فرمود کہ ما امرکم ابن ام عبد فخذوہ وما اقرأکم فاقرؤہ، برای آنکہ سلسلہ فقہ و قرارت جم غفیر از امت بجناب رسالت بواسطہ او رسیدن مقدر بود و در حق خالد چرا فرمود سیف من سیوف اللہ، برای آنکہ فتوح بسیار بر دست او شدنی بود و در حق سعد چرا فرمود عسیٰ ان تبقی حتی ینتفع بک اقوام ویضربک آخرون، برای آنکہ فتح عراق و حکومت آن بر دست او شدنی بود و در حق ابو عبیدہ چرا گفت امین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ، برای آنکہ حل عقد شام بر دست

کی نسبت سے فنا و فدا میں اور مال و دولت خرچ کرنے میں حضرت صدیق جیسا کوئی اور تھا۔ اسی طرح یہ کہنا بھی ممکن نہیں ہے کہ مال خرچ کرنے، غلاموں کو آزاد کرنے، حیاء، غصہ کو پینے اور فتنہ کے پیش آنے کے وقت اس فتنہ میں پڑنے سے رُکنے میں ذوالنورین جیسا کوئی دوسرا بھی تھا ؎

ہر شخص کو ایک خاص کام کے لئے بنایا گیا۔ اور
اس کام کی محبت اس کے دل میں ڈال دی گئی۔

دوسرا نکتہ :۔ جاننا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہر صحابی کے متعلق فرمایا اس میں وہ غیب کے ترجمان تھے۔ ہر شخص میں جو فضیلت تھی آخر کار اسے اسی فضیلت میں خصوصیت حاصل ہوئی۔ آپ نے حضرت اُبی بن کعب کو سید القراء کہا اور فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورۂ لم یکن کی تعلیم دوں۔ حضرت اُبی نے عرض کیا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں (یہ سنکر) حضرت اُبی آبدیدہ ہو گئے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اُبی کو مخصوص کرنے میں کیا باریکی تھی؟ وہ (نکتہ) یہ تھا کہ امت مرحومہ کے قاریوں کی ایک جماعت کا سلسلہ انہیں کے واسطے سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا مقدر ہو چکا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں یہ کیوں فرمایا کہ ام عبد کے بیٹے (عبداللہ بن مسعود) تمہیں جو حکم دیں اسے لے لو اور جو قرآن پڑھائیں اسے پڑھ لو؟ یہ اس لئے فرمایا کہ امت (محمدی) کی ایک بڑی جماعت کی فقہ و قرآت کا سلسلہ ان کے واسطے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا مقدر ہو چکا تھا۔ اور آپؐ نے حضرت خالد کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کیوں کہا؟ یہ اسلئے فرمایا کہ ان کے ذریعہ بہت سی فتوحات ہونی تھیں۔ اور حضرت سعد (بن ابی وقاص) کے حق میں یہ کیوں فرمایا کہ ممکن ہے کہ تم باقی رہو تاکہ تم سے کچھ لوگوں کو فائدہ پہونچے اور کچھ کو نقصان، یہ اس لئے ارشاد ہوا کہ انہیں کے ہاتھ پر عراق کی تسخیر اور حکومت . . . . . . حاصل ہوئی تھیں۔ اور حضرت ابو عبیدہ کے بارے میں یہ کیوں کہا کہ اس امت کے امین حضرت ابو عبیدہ ہیں؟ اس وجہ سے یہ فرمایا کہ شام کی عقدہ کشائی ان کے ہاتھوں ہونے والی تھی۔ حضرت

www.kitabghar.org

اوافتادن بود ودرحق عمرو بن العاص چرا گفت نعم المال الصالح للرجل الصالح، برائے آن گفت کہ ایالت مصر اورا بودنی بود ودرحق معاویہ چرا گفت ان ولیت امر الناس فاحسن الیھم، برای آن گفت کہ خلافت آخر بوی رسیدنی بود ودرحق ابن عباس چرا دعا کرد اللھم علمہ الکتاب برائے آن گفت کہ تفسیر قرآن بر دست او شدنی بود ودرحق انس چرا دعا کرد اللھم اکثر مالہ وولدہ، برای آنکہ اورا این معنی شدنی بود ودرحق ابوذر چرا گفت شبہ عیسیٰ فی الزھد برائے آنکہ این صفت دروی کامل بود وابوہریرہ را چرا اخبار علم داد، کہ درکثرت واکثار روایت حدیث مشاہدہ فرمودہ بود ودرحق شیخین چرا گفت اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر، برای آنکہ خلافت ایشان مقدر بود۔

بالجملہ ترجمانیت غیب وکمال او فراین مظہر اتم نشناختہ است کسی کہ ہریکی از مناقب صحابہ را جداگانہ نشناختہ، ومنزلت ہریکی از دیگرے علیحدہ ندانستہ است، پس ممکن نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شخصی را بخلافت ولوازم آن مثلاً مبشر کند واین معنی بروے کار نیاید، پس کسے اگر بشارت صحیحہ برائی غیر آنکہ آثار آن امر از وی ظاہر شوند روایت کند محال گفتہ است، واگر بشارت بچیزی کہ واقع شد روایت کردہ شود صورت واقعہ پیش از تتبع سند تصحیح او میکند، غامض تر ازین آنست کہ زیدیہ گمان میبرند کہ در شرع امامت را حق فاطمیین ساختند، فقیر میگوید این گمان ایشان فاسد است زیرا کہ تکلیف بچیزے کہ ہیچگاہ نبود از مثل این مظہر اتم نہایت مستبعد است، زیرا کہ این فیض از ہمان

عمرو بن عاص کے متعلق یہ کیوں فرمایا کہ کیا ہی صالح مال ہے صالح آدمی کے لئے! ایسا اسلئے فرمایا کہ مصر کے صوبہ کی ولایت (گورنری) انہیں ملنی تھی، حضرت معاویہ کے حق میں یہ کیوں فرمایا کہ اگر تمہیں مسلمانوں کے امور کا والی بنایا جائے تو تم انکے ساتھ بھلائی سے پیش آنا! یہ اس وجہ سے فرمایا کہ خلافت آخر کار ان کو ملنی تھی، حضرت (عبداللہ) بن عباس کے حق میں یہ دعا کیوں کی کہ اے اللہ! انہیں کتاب (قرآن) کا علم دے؟۔ ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے کہا کہ انکے ذریعہ قرآن کی تفسیر ہونی تھی۔ اور حضرت انس کیلئے یہ دعا کیوں کی کہ اے اللہ انکے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما۔ یہ اس لئے کیا کہ انہیں یہ چیز نصیب ہونی تھی، اور حضرت ابوذر کے بارے میں یہ کیوں فرمایا کہ وہ زہد میں حضرت عیسیٰ کے مشابہ ہیں۔ اسلئے ایسا فرمایا کہ یہ صفت (زہد) ان میں بدرجہ کمال موجود تھی۔ اور حضرت ابوہریرہ کو کیوں علم کی خبر دی (یہ کہ وہ صاحب علم ہونگے) یہ اس لئے کہ انکے نصیب میں روایت حدیث کی کثرت کو آپنے مشاہدہ فرمالیا تھا۔ اور شیخین (حضرات ابوبکر و عمر) کے متعلق یہ کیوں فرمایا ان لوگوں کی جو میرے بعد آنے والے ہیں یعنی ابوبکر و عمر کی پیروی کرو۔ یہ اس لئے کہ ان دونوں کی خلافت مقدر ہو چکی تھی۔

مختصر یہ کہ جس شخص نے ہر ایک صحابی کے مناقب و فضائل کو علیحدہ علیحدہ (جداگانہ) نہ پہچانا اور ہر ایک صحابی کے مرتبہ کو دوسرے صحابی سے علیحدہ نہ جانا اس نے ان مظہر اتم (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی ترجمانی غیب اور اعلیٰ و اتم کمال کو نہ پہچانا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلافت اور اس کے لوازمات کی بشارت دیں اور یہ بات وقوع میں نہ آئے۔ اس لئے اگر کوئی راوی اس شخص کے لئے صحیح بشارت کی روایت کرے جس میں وہ امر ظاہر ہی نہ ہوا ہو، تو وہ محال و ناممکن بات ہوگی۔ اور اگر کسی ایسی بات کی بشارت کی روایت کی جائے جو واقع ہو گئی تو اسناد کی چھان بین کے بعد اصل واقعہ اس کی تصدیق کرے گا۔ اس سے بھی زیادہ (عمیق) باریک بات یہ ہے کہ زیدیہ کا یہ خیال ہے کہ امامت شرع کی رُو سے اولادِ فاطمہ کا حق ہے۔ یہ فقیر کہتا ہے کہ ان (زیدیہ) کا یہ خیال فاسد اور غلط ہے کیونکہ اس مظہر اتم (حضرت محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کو ایسے امر کا مکلف کرنا جو کبھی ہوا ہی نہیں، نہایت مستبعد اور بعید ہے۔ اور اس لئے بھی کہ اس فیض کا سرچشمہ وہی مقام ہے

www.kitabghar.org

موطن می آید کہ تقدیر حوادث از آنجا است، واگر ہمچنین بود لطف نباشد بلکہ تقریب باشد بمعصیت نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد، وچون می فہیم کہ شارع مسائل عبادات ومعاملات ومناکحات وجراحات وقضا وحدود بیان کرد وشروط خلافت عظمیٰ بیان نکرد، ہمیں سبب کہ در اکثر امت خلافت بشروط خود بودنی نیست، پس شفقت برامت ترک تصریح بآن است تا ضروریات دین را عاصی نشوند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

نکتۂ ثالثہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدرشناس ترین مردمان بودند، واوفی ایشان بذمم، واوصل ایشان ارحام را، واحسن ایشان در مراعات حقوق، پس بسیار است کہ صلہ ارحام را رعایت فرماید وبرای ایشان غضب کند، ودر حق عباس چرا نفرماید اوما شعرت یا عمران عم الرجل صنو ابیہ، ودر حق سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا چرا نگوید یریبنی مارابہا ویؤذینی مااذاہا ان بنی فلان یستأذنونی ان ینکحوا بنتہم علی بن ابی طالب فلا اٰذن لہم ثم لا اٰذن لہم، در حق ابوبکر صدیق چرا نفرماید ہل انتم تارکوا لی صاحبی، در حق علی چرا نفرماید ہو منی وانا منہ یؤذینی ما اذاہ۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ، من سب علیا فقد سبنی، وبرای علی چرا خلف کند کہ ان علیا وجد فی بطنہ مغصا، در حق انصار چرا نفرماید الانصار شعار، والناس دثار، اللہم انتم من احب

جہاں سے حوادث وواقعات مقدر ہوتے ہیں۔ اور اگر ایسا ہی ہو (یعنی بندوں کو ایسی باتوں کا مکلف کیا جائے جو سرے سے واقع ہی نہیں ہوئیں) تو یہ لطف وکرم خداوندی نہ ہوگا، بلکہ معصیت اور گناہ کے نزدیک ہوگا اور ہم بداعتقادی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ صاحب شریعت نے عبادات، معاملات، نکاح، جراحات (قصاص) قضا اور حدود کے مسائل بیان فرمائے۔ مگر خلافت عظمیٰ کے شرائط بیان نہ کئے۔ اس کا یہی سبب ہے کہ خلافت اپنے شرائط کے ساتھ امت کے اکثر افراد میں نہیں ہوتی ہے، سو امت پر شفقت کا تقاضا یہی تھا کہ اس کی تصریح ووضاحت کو ترک کر دیا جائے تاکہ لوگ ضروریات دین (پر عمل کر کے) گنہگار نہ ہوں، اللہ حقیقت حال کو بہتر جانتا ہے۔

تیسرا نکتہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے زیادہ قدرشناس، ان میں عہد وپیمان کو سب سے بڑھ کر پورا کرنے والے، سب سے زیادہ صلۂ رحم کرنے والے، اور حقوق کی رعایت میں سب سے اچھے تھے، سو اکثر آپ صلۂ رحم کا خیال فرماتے اور قرابت داروں کی حمایت کرتے۔ لہٰذا آپ حضرت عباس کے متعلق یہ کیوں نہ فرماتے کہ "اے عمر کیا تمہیں نہیں معلوم کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کا بھائی ہوتا ہے۔" اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیوں نہ فرماتے کہ جس بات سے فاطمہ کو تشویش ہوتی ہے اس سے مجھے بھی تشویش ہوتی ہے اور جس چیز سے فاطمہ کو تکلیف پہونچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ فلاں قبیلہ کے لوگ علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے کی اجازت مجھ سے طلب کرتے ہیں۔ مگر میں انہیں اس کی اجازت نہ دوں گا ہرگز نہ دونگا۔" حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں کیوں نہ ارشاد فرماتے کہ "کیا تم لوگ میرے لئے میرے دوست کی اذیت رسانی سے باز نہ آؤ گے؟" اور حضرت علی کے متعلق یہ کیوں نہ فرماتے کہ "وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، جس بات سے انہیں تکلیف پہونچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہونچتی ہے، جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی" اور جنگ بدر سے لوٹتے وقت) حضرت علی کے لئے جب ان کے پیٹ میں مروڑ و پیچش کا درد ہوا آپ کیوں نہ لوگوں سے پیچھے رہ جاتے اور جب اس تخلف کا لوگ سبب پوچھتے تو فرماتے کہ علی کو پیچش ہو گئی تھی، اس لئے ان کے لئے پیچھے ٹھہرنا پڑا۔ اور انصار کے بارے میں کیوں نہ فرماتے کہ

www.kitabghar.org

الناس الی۔

پس مرد منصف را لابد است از انکہ مراتب ارحام وخصوصیاتی کہ از قرابت خیزد اجدا بفہمد وانچہ مناط مدح در امور دینیہ کہ متعلق اتصاف بصفت خلافت نبوت باعتبار ہر دو شعبہ او باشد جدا اعتبار کند، مثلاً کلمہ انما ہو منی وانا منہ بیان کمال خصوصیت قرابت است، وادا حقوق ارحام است با مسئلہ فضل کلی مساس ندارد، بآن دلیل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ در حق حضرت مرتضی وزہرا رضی اللہ عنہما این کلمہ گفت، ہمچناں در حق عباس ہمیں کلمہ نطق فرمود، باز فرود تر آمد و در حق درۃ بنت ابی لہب ہمان کلمہ بعینہا ادا نمود، کما اخرجہ احمد من درۃ بنت ابی لہب قالت کنت عند عائشۃ فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایتونی بوضوء وقالت فابتدرت انا وعائشۃ الکوز فبدرت واخذتہ فتوضأ فرفع بصرہ الی او طرفہ الیّ قال انت منی وانا منک، ازینجا دانستہ شد کہ این کلمہ برائی صلہ رحم است نہ از باب فضل و در صدقات بنی تمیم فرمود ھذہ صدقات قومنا، باز در فضائل اسلم وغفار وجہینہ ومزینہ را بر بنی تمیم تفضیل داد، پس دانستہ شد کہ این اضافت بمعنی صلہ ارحام است نہ از باب فضل، وہمچنین من سبہ فقد سبنی ومن اذاہ فقد اذانی از قبیل وصل ارحام است، بآن دلیل کہ بمثل این کلمہ در حق عباس ومانند او متکلم شدہ اند۔

نکتہ رابعہ۔ لفظ احب ومانند آن در حق جمعی وارد شدہ وآنرا بحسب قرائن و

انصار شعار[1] ہیں اور بقیہ باقی لوگ دثار ہیں اور اے انصار تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ عزیز ہو"

پس انصاف پسند شخص کے لئے ضروری ہے کہ قرابت داری کے مراتب اور اس سے جو خصوصیات وابستہ ہیں انہیں علیحدہ سمجھے اور دونوں شعبوں کے اعتبار سے خلافت نبوت کی صفت کے ساتھ موصوف ہونے سے متعلق دینی معاملات میں مدح وستائش کے مواقع کو الگ سمجھے۔ مثلاً یہ جملہ کہ "بیشک وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں"۔ قرابتداری کی کامل خصوصیت کا بیان اور صلہ رحم کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ اس کا فضل کلی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حضرت مرتضیٰؓ اور زہراؓ کے بارے میں یہ جملہ کہا ہے ویسے ہی حضرت عباس کے متعلق بھی اسے ادا کیا ہے۔ پھر اس سے بھی نیچے اتر کر آپ نے درۃ بنت ابی لہب کے حق میں بھی بعینہٖ یہی جملہ ادا فرمایا ہے۔ جیسا کہ احمد (بن حنبل) نے درۃ بنت ابی لہب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ کے پاس بیٹھی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے اور وضو کے لئے پانی مانگا۔ درۃ کا بیان ہے کہ برتن (کوزہ) لینے کے لئے میں نے اور حضرت عائشہ نے ایک دوسرے پر سبقت لے جانی چاہی، مگر میں نے برتن پہلے اٹھا لیا سو اس سے آپ نے وضو فرمایا اور میری جانب دیکھ کر فرمایا "تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں"۔ اس سے یہ بات جانی گئی کہ یہ جملہ صلہ رحم کے بطور کہا گیا ہے نہ کہ فضیلت سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو تمیم کے صدقات سے متعلق فرمایا "یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں"۔ پھر فضائل میں قبائل اسلم، غفار، جہینہ اور مزینہ کو آپ نے بنی تمیم پر فضیلت دی۔ سو یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ اضافت صلہ رحم کے مفہوم میں استعمال ہوئی ہے نہ کہ فضیلت کے ضمن میں۔ اسی طرح یہ جملے "جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی"۔ اور "جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی"۔ بھی صلہ ارحام کے قبیل سے ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ اسی قسم کے جملے حضرت عباسؓ اور ان جیسے دوسروں کے متعلق بھی فرمائے گئے ہیں۔

چوتھا نکتہ:۔ "احبّ" (محبوب تر) اور ایسے ہی دوسرے الفاظ بہتوں کے حق میں وارد ہوئے ہیں اور انہیں قرائن اور حالات

[1] شعار وہ لباس جو انسانی جسم سے ملا ہو مثلاً قمیص، بنیان اور ٹوپی وغیرہ۔ دثار وہ لباس اور کپڑا جو شعار سے اوپر اوڑھا جائے مثلاً چادر، کمبل وغیرہ۔ سو اصل لباس شعار ہے اور دثار زائد ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ انصار اصل ہیں باقی فرع یا انصار اہم ہیں اور دوسرے ان سے کم اہم

www.kitabghar.org

خصوصیات احوال بمعنی مناسب باید فرود آورد
مثلاً گوئیم کہ حب بچند وجہ می باشد حب مرد
نسا خود را، وحب مرد اولاد خود را، وحب
کاملی کاملی را بسبب موافقت در کمال، و
حب مرد یتیم را باعتبار آنکہ محل شفقت است
ومحبت تلمیذ شیخ خود را، وہر یکے ازیں محبتہا
جدا از دیگری فہمیدہ میشود، وزیادت یک نوع
بہ نسبت فردی وزیادت نوع دیگر بہ نسبت فرد
دیگر معقول میگردد، پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یکبار عائشہ صدیقہ را احب الناس گویند و
دیگر جا اسامہ را وسوم جا صدیق اکبر را وجاے
چہارم علی مرتضی را تناقض نباشد بلکہ در ہر
حدیث اشارہ باشد بمحبت خاص، فافہم۔

نکتہ خامسہ:۔ سابقاً مذکور شد کہ حقیقت
فضل وجود یک چیز است در دو شخص و رجحان
یکے بر دیگرے دران خصلت، الآن باید دانست
کہ این رجحان گاہی باعتبار انواع این خصلت
باشد، پس در یکے نوعی ظاہر شود و در دیگری
نوع دیگر، ونوع اول انفع باشد در صناعتی
کہ سخن باعتبار آن صناعت میرود از نوع ثانی،
مثلاً شجاعت دو قسم است شجاعت پہلوانی،
وشجاعت ملوک، وشجاعت ملوک انفع
است درخلافت کبریٰ، ومثلاً صفت علم شعبہ
ہای بسیار دارد، سرعت انتقال ذہن با خذ
مسئلہ، وخروج از محل اشتباہ و تعارض ادلّہ
بوجہی کہ بآن فن کہ سخن دران میرود مناسب
باشد نظیر آنکہ در علم منقول ہرکہ اوثق باشد در
حفظ، وحدیث او نکارت ندارد، بہتر است
از کسے کہ فہم ثاقب دارد و اوہام در حدیث

کی خصوصیات کے مطابق مناسب مفہوم میں لینا چاہئے۔ مثلاً ہم کہتے
ہیں کہ "حُبّ" (محبت) چند وجوہ سے ہوتی ہے، آدمی کی اپنی بیوی
سے محبت، آدمی کی اپنی اولاد سے محبت، کسی کامل کی دوسرے کامل
شخص سے کمال میں موافقت کے باعث محبت، آدمی کی یتیم سے اس
لئے محبت کہ وہ شفقت کا مستحق ہے، شاگرد کی اپنے استاد سے محبت،
ان تمام محبتوں میں سے ہر ایک کو دوسری محبت سے علیحدہ سمجھا
جاتا ہے۔ اور ایک فرد سے ایک نوع کی محبت میں زیادتی اور
دوسرے فرد سے دوسری نوع کی محبت میں زیادتی قابل فہم اور
معقول ہے۔ اس لئے اگر آنحضرتؐ ایک مرتبہ حضرت عائشہ
صدیقہ کو "احب الناس" (لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب)
فرمائیں اور دوسرے موقع پر حضرت اُسامہ کو اور تیسری بار حضرت صدیق
اکبر کو اور چوتھے موقع پر حضرت علی کو تو اس میں کوئی تناقض یا تضاد نہیں ہے
بلکہ ہر حدیث میں ایک خاص محبت کی جانب اشارہ ہوگا۔ اس نکتہ کو سمجھ لو۔

پانچواں نکتہ:۔ اس بات کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ فضیلت کی
حقیقت یہ ہے کہ ایک بات دو آدمیوں میں پائی جائے اور اس بات
(خصلت) میں ایک شخص دوسرے سے بڑھا ہوا ہو۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ
یہ تفوق و برتری کبھی تو اس خصلت کی نوعیتوں کے سبب ہوتی ہے۔ سو
ایک شخص میں ایک نوع اس خصلت کی ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے شخص
میں اس (خصلت) کی دوسری نوع ظاہر ہوتی ہے اور پہلی نوع دوسری
نوع سے اس صنعت (ہنر) میں جس سے متعلق بات ہو رہی ہے زیادہ
نفع بخش ہوتی ہے۔ مثلاً شجاعت کی دو قسمیں ہیں، پہلوانوں کی شجاعت
اور بادشاہوں کی شجاعت اور خلافت کبریٰ میں بادشاہوں کی شجاعت
زیادہ نفع بخش ہے۔ اور مثلاً صفت علم کے بہت سے شعبے ہیں، ایک
تو مسئلہ کو اخذ کرنے میں ذہن کا نہایت سرعت کے ساتھ منتقل ہونا
دوسرے اشتباہ و دلائل کے باہم متعارض ہونے کے مقام سے اس
طور سے نکل آنا جو اس فن کے مناسب ہو جس کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے
اس کی مثال یہ ہے کہ منقولات کے علم میں اس شخص کو جس کا حافظہ
زیادہ قابل اعتبار ہوگا اور جس کی حدیث منکر نہ ہوگی، اس شخص سے
بہتر سمجھا جائیگا جس کی سمجھ تو اچھی ہے لیکن اس کی حدیث میں وہم و اشتباہ

www.kitabghar.org

او داخل شوند، ومثلاً زہد دو نوع است زہد اولیاء کہ نفرت است از دنیا وترک مداخلت نمایند راساً، وزہد انبیاء کہ طمع خود را طرح ساختہ اصلاح عالم کنند و مداخلت نمایند در مال وجاہ بوجہی کہ بہتر ازاں متصور نگردد للّٰہ و فی اللّٰہ و این رجحان . . . . گاہی باشد باعتبار ظہور آثار آن خصلت از یکی بتکرار، بوجہی کہ دانستہ شود کہ ملکہ یکے ارسخ است از ملکہ دیگر، فافہم۔

نکتۂ سادسہ: عقل تجویز میکند کہ شخصے با پیغامبر صحبت نداشتہ باشد بلکہ آشنا نشدہ، تقدیر الٰہی جاری شود باتکہ این شخص را متمم بعض کارہائے مقصودہ پیغامبر سازند، وخدا تعالیٰ پیغامبر را باین سر مطلع فرماید، پس پیغامبر آنرا خلیفہ خود سازد، ووی بہترین امت باشد، ودیگران رعیت او، واین فضیلت علیحدہ است ونیز اعقل تجویز میکند کہ شخصی در اول بعثت پیغامبر باعتبار اتفاق وتالیف وسعی جمیل در افشائے دین وبرہم زدن اعداد مستقر ساختن قواعد ملت اعانتہا کردہ باشد، ونظر رحمت الٰہی کہ بجانب پیغامبری باشد، باعتبار این خصال درین شخص کار خود بکند، وبعد ازاں ہم بحضور او پیغامبر متوفی شود، ووی افضلِ امت باشد ودیگران تابع او، واین فضیلت علیحدہ است- از منت الٰہی در حق شیخین آنست کہ ہر دو نوع فضیلت را جمع کردہ اند پس اگر در فضیلت ثانیہ جمعی باشیخین مساوی الاقدام در گمان کسے باشند لانسلم کہ فضل کلی بران دائر باشد، زیرا کہ ایشان جمع بین الفضیلتین کردہ اند۔

کو دخل ہے اور زہد کی دو قسمیں ہیں۔(ایک) اولیاء کا زہد کہ دنیا سے نفرت (کا نام) ہے اور وہ دنیا میں دخل اندازی کو بالکل ترک کر دیتے ہیں۔ (دوم) زہد انبیاء کہ وہ اپنی طمع کو چھوڑ کر دنیا والوں کی اصلاح کرتے ہیں اور مال وجاہ میں للّٰہ فی اللّٰہ اس طور سے مداخلت کرتے ہیں جس سے بہتر کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ اور کبھی (فضیلت میں) یہ تفوق اس خصلت (عادت) کے کسی سے بار بار اس طرح ظاہر ہونے کے سبب ہوتا ہے جس سے یہ بات جان لی جائے کہ ایک شخص کا ملکہ دوسرے شخص کے ملکہ سے زیادہ راسخ ہے۔ اس نکتہ کو سمجھ لو۔

چھٹا نکتہ: عقل تجویز کرتی ہے کہ ایک شخص ایسا ہے جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت میں نہ رہا ہو بلکہ ان سے واقف بھی نہ ہو۔ مگر اللہ نے یہ بات مقدر کی ہو کہ اس شخص کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعض مطلوبہ کاموں کا تمام ومکمل کرنے والا بنا دیا گیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ کو اس راز سے آگاہ کر دیا ہو۔ اس لئے پیغمبرؐ اس شخص کو اپنا خلیفہ (جانشین) مقرر فرمائیں اور وہ امت میں سب سے اچھا ہو اور دوسرے اس کی رعایا ہوں۔ یہ ایک علیحدہ فضیلت ہوئی۔ عقل یہ بات بھی تجویز کرتی ہے کہ ایک شخص نے پیغمبرؐ کی بعثت کے آغاز میں لوگوں کے اتفاق وتالیف قلوب کے اعتبار سے، اور دین کی اشاعت میں اور دشمنوں کو درہم برہم کرنے میں اور ملت کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں (پیغمبرؐ کی) مدد کی ہو اور اللہ کی نظرِ رحمت جو پیغمبرؐ کی جانب ہو وہ اس شخص کے ان خصائل کے باعث اس شخص میں کام فرما ہو اور اس کے بعد اس کے سامنے پیغمبرؐ وفات پائیں اور وہ امت میں سب سے افضل ہو اور دوسرے اس کے تابع و پیرو ہوں۔ یہ ایک علیحدہ فضیلت ہوئی۔ شیخینؓ کے حق میں اللہ کا یہ احسان ہے کہ ان کی ذاتوں میں فضیلت کی یہ دونوں انواع جمع ہو گئی ہیں سو اگر دوسری فضیلت میں کسی کے خیال میں ایک جماعت شیخینؓ کے مساوی و برابر ہو تو ہم یہ بات تسلیم نہیں کریں گے کہ اس بنا پر فضل کلی واقع ہو گا۔ کیونکہ شیخینؓ میں دونوں فضیلتیں جمع ہو گئی ہیں (جبکہ دوسرے حضرات میں صرف ایک طرح کی فضیلت موجود ہو گی۔)

www.kitabghar.org

نکتہ سابعہ: خدا تعالیٰ خواست کہ دین خود را بواسطہ پیغمبر خود در آفاق منتشر گرداند و این معنی بدون علماء و قراء کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم قرآن و سنت روایت کنند منصور نمیشد، پس بر زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضائل جماعہ از صحابہ جاری ساخت تاحث باشد بر اخذ علم قرآن از ایشان، و آن فضائل بمنزلۂ اجازت نامہ ہای محدثین است برائے تلامذہ خود تا قومی کہ رجال را باقوال نمی توانند شناخت باری اقوال را برجال بشناسند، و درین فضائل جمیع علماء صحابہ مشترک اند چنانکہ از کتب حدیث ظاہر است، انا مدینۃ العلم وعلی بابھا ازین باب است، واقرأکم ابی واعلمکم بالحلال والحرام معاذ نیز ازین باب۔

چون این نکتہ ہا مذکور شد باصل سخن رویم کہ شیخین افضل اند از سائر صحابہ، قال اللہ تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ

قال الواحدی لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل یعنی فتح مکۃ، قال مقاتل لا یستوی فی الفضل من انفق مالہ وقاتل العدو من قبل فتح مکۃ مع من انفق من بعد وقاتل، قال الکلبی فی روایۃ محمد بن الفضل نزلت فی ابی بکر،

ساتواں نکتہ: اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوئی کہ اپنے دین کو اپنے پیغمبرؐ کے ذریعہ دنیا میں پھیلائے اور یہ بات ان عالموں اور قاریوں کے بغیر جنہوں نے آنحضرت سے قرآن و سنت کے علم کو روایت کیا، تصور میں نہیں آسکتی۔ اس بنا پر (اللہ نے) آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے صحابہ کی ایک جماعت کے فضائل بیان فرمائے تاکہ ان سے قرآن کے علم کو حاصل کرنے پر لوگوں کو آمادہ کیا جائے۔ اور یہ فضائل جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان صحابہ کے حق میں بیان ہوئے) گویا ان اجازت ناموں کی طرح ہیں جو محدثین اپنے شاگردوں کو دیتے ہیں (اور ایسا اس لئے کیا گیا) تاکہ وہ لوگ جو رجالِ (حدیث) کو ان کے اقوال سے نہیں پہچان سکتے آخر اقوال کو رجال کے ذریعہ سے پہچانیں۔ ان فضائل میں تمام علماء صحابہ مشترک ہیں، جیسا کہ حدیث کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ" (والی حدیث) اسی قبیل سے ہے اور "تم میں قرآن کا علم سب سے زیادہ اُبی کو حاصل ہے" اور "تم لوگ حلال و حرام کا علم معاذ سے سیکھو" (یہ حدیثیں بھی) اسی قسم سے متعلق ہیں۔

جب ان نکات کا ذکر ہو چکا تو ہم اب اصل بات کی طرف رخ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ شیخینؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! "تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کئے اور دشمنوں سے لڑے وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہوسکتے۔ یہ لوگ درجہ میں ان مسلمانوں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کئے اور لڑے، اور اللہ نے ان سبھوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا ہے" (الحدید:۱) (اس آیت کی تفسیر میں) واحدی کا قول ہے کہ "قبل الفتح" سے مراد "فتح مکہ" سے پہلے ہے۔ مقاتل کا قول ہے (اس آیت کی تفسیر یہ ہے) کہ "جن مسلمانوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کئے اور دشمنوں سے قتال کیا فضیلت میں ان کے برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کئے اور قتال کیا"۔

کلبی نے محمد بن فضل کی روایت کے مطابق یہ کہا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور یہ

www.kitabghar.org

تدل على هذا انه كان اول من انفق المال على رسول الله صلى الله عليه وسلم في سبيل الله، واول من قاتل على الاسلام قال ابن مسعود اول من اظهر اسلامه بسيفه النبي صلى الله عليه وسلم وابوبكر، وقد شهد له النبي صلى الله عليه وسلم بانفاق ماله قبل الفتح فيما اخبرنا عبد الله بن اسحق باسناده عن ابن عمر قال بينا النبي صلى الله عليه وسلم جالس وعنده ابوبكر الصديق عليه عباءة قد خللها على صدره بخلال اذ نزل عليه جبرئيل فاقرأه من الله السلام، فقال يا محمد مالي ارى ابا بكر عليه عباءة قد خللها على صدره بخلال قال يا جبرئيل انفق ماله قبل الفتح علي قال فاقرأه من الله السلام وقل له يقول لك ربك اراض انت عني في فقرك هذا ام ساخط، فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم الى ابي بكر فقال يا ابا بكر هذا جبرئيل يقرئك من الله السلام ويقول لك ربك اراض انت عني في فقرك هذا ام ساخط، قال فبكى ابوبكر فقال على ربي اغضب، انا عن ربي راض، انا عن ربي راض،

وقوله اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا قال عطاء درجات الجنة تتفاضل فالذين انفقوا من قبل الفتح في افضلها قال الزجاج لان المتقدمين نالهم من المشقة اكثر

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب الحکم راہ خدا میں مال خرچ کیا۔ اور اسلام کے لئے لوگوں سے قتال کیا۔ حضرت ابن مسعود کا بیان ہے کہ جس نے سب سے پہلے تلوار (طاقت) سے اپنے اسلام کو ظاہر کیا وہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے پہلے حضرت ابوبکر کے انفاق مال (مال خرچ کرنے) کی گواہی دی ہے۔ عبداللہ بن اسحاق نے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت (عبداللہ) بن عمر سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق بیٹھے تھے وہ ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے جسے انہوں نے اپنے سینے پر کانٹے سے سی رکھا تھا[1]۔ اسی دوران حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سلام پہنچایا، پھر جبرئیل نے پوچھا کہ اے محمد کیا بات ہے کہ ابوبکر نے کمبل کے سروں کو اپنے سینے پر کانٹوں سے سی رکھا ہے؟ آپؐ نے جواب دیا کہ اے جبرئیل انہوں نے اپنا سارا مال مجھ پر فتح مکہ سے پہلے خرچ کر دیا ہے (اس لئے جسم پر کرتہ تک نہیں ہے اور کمبل سے جسم کو ڈھانپے ہوئے ہیں) تب جبرئیل نے کہا آپؐ حضرت ابوبکر کو اللہ کا سلام پہنچائیں اور ان سے کہہ دیں کہ آپ کا اللہ فرماتا ہے کہ "کیا تم مجھ سے اپنے اس فقر و افلاس میں راضی ہو یا ناراض ہو؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا "اے ابوبکر یہ جبرئیل ہیں تم کو اللہ کا سلام پہنچاتے ہیں اور تم سے تمہارا رب یہ پوچھتا ہے کہ کیا تم مجھ سے اپنی غریبی میں خوش ہو یا ناراض ہو؟ راوی کا بیان ہے کہ یہ سنکر حضرت ابوبکر رو پڑے اور بولے "کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں"۔

اور اس ارشاد قرآنی (اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا) کی تفسیر میں عطار کا بیان ہے کہ جنت کے درجات ایک دوسرے سے فضیلت میں مختلف ہیں سو وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (اللہ کی راہ میں) مال خرچ کئے وہ سب سے افضل و اعلی درجہ میں ہوں گے۔ زجاج نے اس کی توجیہ یوں کی ہے کہ اگلوں (فتح مکہ سے قبل کے

[1] یعنی جسم پر صرف وہی کمبل تھا جسے انہوں نے اس لئے کانٹے سے سینے پر سی لیا تھا کہ جسم کی برہنگی ظاہر نہ ہونے پائے۔

www.kitabghar.org

مما نال من بعد هم و کانت بهما ثرهم
ایضا انفق، و کلا وعد الله الحسنٰی
کلاا لفر یقین وعد الله الجنة۔
اما افضلیت شیخین بہ نسبت جمعی کہ بعد
فتح مکہ مسلمان شدند پس بمنطوق این آیہ کریمہ
واما افضلیت شیخین نسبت
جمعی کثیر از انصار و مہاجرین اولین کہ در اصل
این صفات شریک اند، پس بمفہوم این آیہ
. . . . زیرا کہ فحوای آیت دلالت
میکند برآنکہ ہرچند اعانت پیغمبر در قتال و
انفاق سابق تر فضل زیادہ تر، پس حال عباس
و خالد ظاہر شد، و ہمچنان جمعی کہ در اول اعانتہا
کردند امداد در آخر نماندند تا اعانت کنند مثل
حمزہ و مصعب بن عمیر، و ہمچنان آنانکہ نشر
علوم کردند لیکن نصرت اسلام باعتبار جہاد
از ایشان ظاہر نشد مانند ابی ابن کعب و
عبد اللہ بن مسعود و معاذ بن جبل۔
آنچہ در انجامی باید کرد حال مرتضی است،
پس میگوئیم اما افضلیت شیخین باعتبار تشبہ
بارادہ بعثت، پس بدو وجہ می باید دانست
یکی بشارات صریحہ کہ در منامات واقع شد
مصرح آمد بحال شیخین نہ بحال مرتضی دوم آنچہ
واقع شد در خارج، زیرا کہ وجود خارجی مبین
و مفسر بشارات صادق مصدوق است،
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق شیخین
بشارت دادند کہ خلیفہ خواہند شد، و کار دین
از دست ایشان منتظم خواہد شد، و فتوح
بسیار بردست ایشان از مکمن غیب بظہور

مسلمانوں) کو پچھلوں (فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں) سے زیادہ تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں، اور (اگلوں) کی بصیرتیں بھی زیادہ تیز تھیں (اور ارشاد خداوندی) کلاً وعد اللّٰہ الحسنٰی سے مراد ہے کہ اللہ نے ان دونوں ہی فریقوں سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اب رہی شیخین کی افضلیت ان لوگوں پر جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تو وہ اس آیہ کریمہ کے منطوق سے (ثابت ہوتی ہے)۔ رہی (شیخین کی افضلیت) مہاجرین اولین وانصار کی اس بڑی اکثر تعداد کی نسبت سے جو ان اوصاف کی اصل میں (شیخین کے ساتھ) شریک ہیں تو وہ بھی اس آیت کریمہ کے مفہوم سے (ثابت ہو جاتی) ہے۔ کیونکہ اس آیت کا مفہوم و فحویٰ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پیغمبر کی جنگ اور مال خرچ کرنے میں جس قدر اعانت پہلے ہوگی، اسی قدر فضیلت زیادہ ہوگی۔ سو حضرت عباس اور حضرت خالد کا یہی حال ہوا[1]۔ اسی طرح (صحابہ کی) وہ جماعت جس نے شروع میں (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کی اعانت کی مگر آخر (بعد) میں مدد کرنے کے لئے (زندہ) نہ رہے مثلاً حضرت حمزہؓ اور حضرت مصعبؓ بن عمیر (افضلیت میں شیخین سے کمتر ہیں) اسی طرح وہ (اصحاب) جنہوں نے علم کی اشاعت کی مگر جہاد کے اعتبار سے ان سے اسلام کی نصرت و اعانت ظاہر نہ ہوئی مثلاً حضرت اُبی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) (یہ بھی افضلیت میں شیخین کے ہم مرتبہ نہیں ہیں)

(اب) یہاں جو قابل بحث امر ہے وہ حضرت مرتضیٰ کا حال ہے، سو ہم کہتے ہیں شیخین کی ارادۂ بعثت (نبوی) میں مشابہت کے اعتبار سے افضلیت تو ان دو وجوہ سے ثابت ہے، ایک تو وہ صریح و واضح بشارات جو عالم خواب میں واقع ہوئیں، شیخین کے حالات کی ان سے تصریح ہوتی ہے نہ کہ مرتضیٰ کے حال کی، دوسرے وہ واقعات جو خارج میں وقوع پذیر ہوئے۔ کیونکہ (ان واقعات کا) خارجی وجود نبی صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کی توضیح و تفسیر ہے۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین کے حق میں بشارت دی کہ وہ خلیفہ ہوں گے اور دین کے کام ان کے ہاتھ سے درست و منظم ہوں گے اور ان کے ذریعہ بہت سی فتوحات پردۂ غیب سے ظاہر ہوں گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) جو

[1] یعنی انہوں نے بعد میں اسلام قبول کیا اسی لئے افضلیت میں شیخین کے ہم پلہ نہ ہوئے ۱۲

www.kitabghar.org

خواہد رسید، و واقع شد آنچہ بشارت دادند، بخلاف مرتضیٰ کہ فتوح اسلام در ایام خلافت وی متحقق نشد، وجود چہ امکان دارد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشارت دہد بچیزی کہ واقع نشود۔

سوال: اگر گوئی ہر چیزی کہ در عالم حادث میشود بارادۂ الٰہیہ است چہ خیر و چہ شر و منامات مبین و مخبر امر آیندہ است، پس منامات و بشارات موجب فضیلت چرا باشند و تشبہ با انبیاء از جہت منامات چرا حاصل شود۔

جواب: گوئیم آری ولیکن عدلی کہ از ملوک ظاہر می شود ہم بارادۂ الٰہیہ است، و عدلی کہ از انبیاء ظاہر میشود ہم بارادۂ الٰہیہ و ہمچنین تعلیم علمی کہ از علماء میباشد و تعلیم علمی کہ از انبیاء بوجود می آید، ولابد میان ہر دو طبقہ بون بائن است، پس تامل باید کرد کہ فرق از کجا خاست، مبدء فرق آنست کہ این را بمنزلہ سنگ و چوب میگیرند و کار را سرانجام میدہند، و نفس او آنچہ او را برائی آن نصب کردہ اند نمی فہمد، و رنگ آن ارادہ را در خود جا نمی دہد و نفس او متلون بلون ارادۂ الٰہیہ نمیگردد، و متجرد نمیشود برای خدمت ارادۂ الٰہیہ، و مانند تیرے است کہ بجانب کفار آنرا اندازند و کافر را بآن کشتہ تقویت دین نمایند تیر را چہ فضیلت و کدام قربت، و پیغامبر بسبب لحوق بملأ اعلیٰ میشناسد کہ ازوی چہ چیز ارادہ کردہ اند، و رنگی از ارادۂ الٰہیہ در نفس او فرو می رود، و ازان رنگ در نفس او شعبہ ہا بسیار ظاہر می گردد، بعد ازان قوئ عقلیہ و

بشارت دی وہ پوری بھی ہوئی۔ حضرت مرتضےٰ کے برخلاف کہ ان کے عہد خلافت میں فتوحات نہ ہوئیں اور (سوچنے کی بات ہے کہ) یہ کیسے ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بات کی بشارت دیں جو سرے سے واقع ہی نہ ہو۔

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ دنیا میں جو واقعہ خواہ خیر ہو خواہ شر پیش آتا ہے وہ اللہ کے ارادہ (حکم) سے ہوتا ہے اور منامات (خواب) آنے والی باتوں کو بیان کرتے اور ان کی خبر دیتے ہیں (یوں ان واقعات کو مشیئت ایزدی سے وقوع پذیر تو ہونا ہی تھا) تو یہ منامات (خواب) اور بشارات فضیلت کا سبب کیسے ہو سکتی ہیں اور ان منامات (خواب) کی بنا پر انبیاء کے ساتھ تشبہ کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟

جواب: اس (سوال کے) جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہاں! مگر جو عدل بادشاہوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ بھی اللہ کے ارادہ (مشیئت و حکم) سے ہوتا ہے اور جو عدل کہ انبیاء سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ بھی اللہ ہی کے ارادے سے سرزد ہوتا ہے۔ اسی طرح جس علم کی تعلیم علماء دیتے ہیں اور وہ تعلیم جو انبیاء سے وجود میں آتی ہے (وہ بھی ارادۂ الٰہی سے ہی ہوتی ہے) اور یقیناً ان دونوں طبقوں (ملوک و انبیاء اور علماء و انبیاء) کے درمیان واضح فرق ہے (لیکن یوں انبیاء بھی ملوک و علماء سے افضل نہیں ٹھہریں گے) لہٰذا یہ غور کرنا چاہیے کہ فرق کہاں سے پیدا ہوا (سو) اس فرق کا مبدء و آغاز یہ ہے کہ اسے وہ لوگ بمنزلہ پتھر اور لکڑی کے قرار دیتے ہیں اور کام کو سرانجام دیتے ہیں اور ان کا نفس اس چیز کو جس کے لئے اسے مقرر کیا گیا ہے نہیں سمجھتا اور ارادۂ الٰہی کے رنگ میں اپنے کو رنگ نہیں پاتا۔ اور اس ارادۂ الٰہی کی خدمت کے لئے اپنے کو مجرد (خالی) نہیں کرتا۔ وہ اس تیر کے مانند ہے جس کو کافروں کی جانب چلائیں، کافر کو اس سے قتل کر کے دین کی تقویت کا سامان بہم پہنچائیں، تو اس تیر کو کونسی فضیلت اور کیسی قربت حاصل ہوگی؟ (مگر اس کے برعکس) پیغمبر ملأ اعلیٰ سے وابستگی کے باعث یہ جانتا ہے کہ اس سے کس بات کا ارادہ کیا گیا ہے اور یوں اس کے نفس میں ارادۂ الٰہی کا ایک رنگ اتر جاتا ہے اور اس رنگ کے ذریعہ اس (پیغمبر) کے نفس میں بہت سی شاخیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد اس کے تمام عقلی و قلبی قوی صرف

www.kitabghar.org

قلبیہ ہمہ للہ و فی اللہ بکارہای خویش متوجہ میشوند، شتان بین المرتبتین، وچون نبوت منقطع شد تشبہ باین فضیلت بجز آن صورت نمیگیرد کہ ہمان ارادۂ الٰہیہ کہ در سینہ پیغامبر ظہور فرمودہ در بعض امور کہ صعود پیغامبر بملأ اعلیٰ پیش از اتمام آن مقدر شدہ تقاضا نماید کہ بنوعی از نسبت پیغامبر دران مداخلت کند و بحسب صورت بر دستِ دیگرے ظہور نماید، پس این منامات مخبرند باآنکہ اتمام این امور بر دست فلان و فلان واقع خواہد شد، و این منامات و بشارات باظہار کمال رضای خود دران باب، و تربیت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم ظاہرا و باطنا ایشان را و استخلاف ایشان بنص و اشارہ تمہید اصول آن کارہا و تاسیس قواعد آن مطلبہا مداخلت پیغامبر است دران امر، پس احساس میکند بہ نیابت پیغامبر دران امر، و رنگ این معنی در نفس ناطقہ او فرو میرود، و قوی قلبیہ و عقلیہ او را در ہیجان می آرد، و گویا جارحہ از جوارح پیغامبر میگردد، و رحمت خاص الٰہی کہ در حق پیغامبر مصروف بود در حق او نیز ہمان رحمت کار میکند، ازین جہت این بشارات و استخلاف مناط فضیلت شدند، و چون این نکتہ بخاطر اکثر علماء نرسیدہ است ازین بشارات حسابی نگرفتہ اند و در باب فضائل بران اعتماد کلی نکردہ اند و لکن الحق ما قلت ۔

اما فضیلتِ شیخین باعتبار تشبہ در جزو علمی پس از جہت آنست کہ علم را دو نوع است نوعی کہ مخصوص شیخین است ادخل

اللہ کے لئے اپنے کاموں کی طرف متوجہ و مشغول ہو جاتے ہیں۔ سو ان دونوں مراتب میں (انبیاء، ملوک و علماء کے درجات میں) کسی قدر فرق ہے۔ جب نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اس فضیلت سے مشابہت (تشبہ) کی صرف یہی صورت ہے کہ وہی ارادۂ الٰہی جو پیغمبر کے سینہ میں ظاہر ہوا، ان بعض امور میں جن کی تکمیل سے قبل ہی پیغمبر ملأ اعلیٰ کی جانب تشریف لے گئے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اس میں مداخلت کا تقاضا کرے اور حسب صورت (حال) کسی اور کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ پس یہ منامات (خواب) اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ ان امور کی تکمیل فلاں فلاں کے ذریعہ سے ہوگی۔ اور یہ منامات اور اس باب میں اپنی انتہائی رضامندی کے اظہار کی بشارات اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ان کی ظاہراً و باطناً تربیت کرنا اور انہیں نص و اشارہ سے اپنا جانشین مقرر کرنا اور ان کاموں کے اصول کی ترتیب و تنظیم اور ان مطالب کے قواعد کی تاسیس (یک گونہ) اس امر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مداخلت (کے مانند) ہیں۔ سو (ایسا شخص) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں اس امر میں (جس کی تکمیل سے قبل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا احساس کرتا ہے اور حقیقت کا رنگ اس کے نفس ناطقہ میں اتر جاتا ہے اور اس کے قلبی و عقلی قویٰ میں ہیجان برپا کر دیتا ہے۔ گویا وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارح (اعضائے ظاہری) میں سے ایک جارحہ (عضو) ہو جاتا ہے اور اللہ کی رحمت خاص جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مصروف (عمل) ہوتی ہے اس کے حق میں بھی وہی رحمت کام کرتی ہے۔ اس بنا پر یہ بشارات اور استخلاف (جانشینی) فضیلت و برتری کا باعث ہوئیں۔ چونکہ یہ نکتہ بیشتر علماء کے خیال میں نہ آیا تھا، انہوں نے ان بشارات کو کوئی اہمیت نہ دی اور فضائل کے ضمن میں ان پر مکمل اعتماد نہیں کیا ہے۔ لیکن حق وہی ہے جو میں نے بیان کیا۔

اب رہی جزو علمی میں تشبہ کے اعتبار سے حضرات شیخین کی فضیلت تو وہ اس بنا پر ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ وہ قسم جو حضرات شیخین کے ساتھ مخصوص ہے، اُسے خلافت نبوت

www.kitabghar.org

است در خلافت نبوت از نوعی کہ مخصوص بمرتضٰی است
وتفصیل این اجمال موقوف است بر دو تحقیق۔
تحقیق اول فاروق و مرتضٰی ہر دو مبشر اند
بزیادۃ جزر علمی بصریح احادیث، وصدیق اکبر
بدلالت تضمنی در حدیث اقتدوا بالذین
من بعدی ابی بکر وعمر، زیراکہ مقتدا
نمی باشد الا ممتاز در علم لیکن از تتبع آثار منقولہ
از ایشان ظاہر میشود کہ حضرت مرتضٰی زیادہ تر
بود در سرعت انتقال بماخذ مسئلہ لہٰذا
محاسبات عجیبہ وقیاسات دقیقہ از وے
بے شمار روایت کردہ شدہ است، وفاروق
در وقت انعقاد اجماع بوی بیشتر اعتنا
نمودی، چنانکہ در مسائل بسیار تحریر نمودیم،
عن حنش ابن المعتمر ان علیا کان
بالیمن فاحتفروا زبیۃ للاسد فجاء حتی
وقع، فوقع فیہا رجل وتعلق بآخر و
تعلق الآخر بآخر وتعلق الآخر بآخر
حتی صاروا اربعۃ فجرحہم الاسد
فیہا، فمنہم من مات فیہا ومنہم من
اخرج فمات، قال فتنازعوا فی ذلک
حتی اخذوا السلاح، قال فاتاہم علی
فقال ویلکم تقتلون مئتی انسان
فی شان اربعۃ اناسی تعالوا اقض
بینکم بقضاء فان رضیتم بہ والا
فارتفعوا الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم، قال فقضی للاول ربع دیۃ
وللثانی ثلث دیۃ وللثالث نصف
دیۃ وللرابع الدیۃ الکاملۃ، قال،
فرضی بعضہم وکرہ بعضہم وجعل

میں (علم کی) اس قسم سے جو حضرت مرتضٰی کے ساتھ مخصوص ہے، زیادہ دخل حاصل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل دو تحقیقوں پر موقوف ہے۔

پہلی تحقیق:۔ حضرات فاروق و مرتضٰی دونوں ہی کو جزر علمی میں اضافہ کی صریح احادیث کی رو سے بشارت دی گئی ہے اور (ایسی ہی بشارت) حضرت صدیق کو دلالت تضمنی کے ذریعہ دی گئی ہے۔ حدیث میں آیا ہے مسلمانو! اتباع کرو ابوبکر و عمر کی جو میرے بعد آئیں گے، (اور تمہارے امیر ہوں گے) کیونکہ مقتدا (پیشوا یا امام جس کی اقتداء و اتباع کی جائے) صرف وہی ہو سکتا ہے جو علم میں ممتاز ہو، مگر (حضرات صدیق، فاروق، و مرتضٰی کے متعلق) جو آثار (روایات) مروی و منقول ہیں ان کے تتبع سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مسئلہ کو اخذ کرنے میں حضرت مرتضٰی کا ذہن بڑی تیزی کے ساتھ منتقل ہوتا تھا۔ اس لئے بیشمار عجیب عجیب حسابات اور باریک قیاسات ان سے روایت کئے گئے ہیں۔ اور حضرت فاروق انعقاد اجماع کے وقت ان کی جانب بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے جیسا کہ ہم نے بہت سے مسائل میں تحریر کیا ہے (مثلاً) حنش ابن المعتمر سے روایت ہے کہ حضرت علی یمن میں تھے وہاں لوگوں نے شیر کو پھنسانے کی خاطر ایک گڑھا کھودا۔ شیر اس میں گر پڑا۔ بعد ازاں اس گڑھے میں ایک آدمی گر گیا۔ اس نے ایک دوسرے آدمی کو پکڑنا چاہا وہ بھی گڑھے میں گر گیا۔ اس دوسرے شخص نے ایک اور کو پکڑا اور اس نے ایک اور کو پکڑا یہاں تک کہ وہ چاروں گڑھے میں جا گرے۔ اس گڑھے میں ان سبھوں کو شیر نے زخمی کیا، سو ان میں سے کوئی گڈھے ہی میں مر گیا اور کوئی گڑھے سے نکالے جانے کے بعد مر گیا وہاں کے لوگوں نے اس بارے میں جھگڑا کیا یہاں تک کہ تلواریں نکل آئیں، یہ سنکر حضرت علیؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ چار آدمیوں کے لئے تم لوگ دو سو آدمیوں کو مارے ڈال رہے ہو۔ آؤ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اگر تم اس پر راضی ہو گئے تو فبہا ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرافعہ (اپیل کرنا) راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی نے پہلے کیلئے ایک چوتھائی دیت، دوسرے کیلئے ایک تہائی دیت، تیسرے کیلئے آدھی دیت اور چوتھے کیلئے پوری دیت کا فیصلہ سنایا۔ اس فیصلہ کو کچھ لوگوں نے

www.kitabghar.org

الدیۃ علی قبائل الذین ازدحموا قال فارتفعوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا فاحتبی قال ساقضی بینکم بقضاء قال فاخبر ان علیا قضی بکذا وکذا قال فامضی قضاءہ۔ اخرجہ احمد۔

وعن زید بن ارقم قال بینا انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذجاءہ رجل من اہل الیمن فجعل یحدث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویخبرہ، فقال یارسول اللہ اتی علیا ثلثۃ نفر یختصمون فی ولد وقعوا علی امرأۃ فی طہر واحد، فقال للاثنین طیبا نفسا بھذا الولد، ثم قال انتم شرکاء متشاکسون انی اقرع بینکم فمن قرع لہ فعلیہ الولد وثلث الدیۃ لصاحبیہ، فاقرع بینھم فقرع احدھم فدفع الیہ الولد، وضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ او اضراسہ اخرجہ الحاکم۔

وعن زرّ بن حبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدھما خمسۃ ارغفۃ ومع الآخر ثلثۃ ارغفۃ، فلما وضعا الغداء بین ایدیھما مربھما رجل فسلم، فقالا اجلس للغداء فجلس واکل معھما واستوفوا فی اکلھم الارغفۃ الثمانیۃ، فقام الرجل

پسند کیا اور کچھ نے ناپسند کیا اور حضرت علی نے ان قبائل پر دیت (خونبہا) عائد کیا جنہوں نے گڑھا کھودا تھا۔ ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مرافعہ کیا اس وقت آپ ٹیک لگائے بیٹھے تھے یہ سنکر آپ دوزانو ہو بیٹھے اور فرمایا میں تمہارے بارے میں جلد ہی فیصلہ کرتا ہوں پھر انھیں حضرت علی کے فیصلے سے آگاہ کیا گیا کہ انہوں نے ایسے ایسے یہ فیصلہ کیا ہے راوی کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی کے کئے ہوئے فیصلے کو قائم رکھا۔ اس روایت کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔

اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک یمن کا باشندہ آپ کے پاس آیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے اور آپ کو خبریں دینے لگا، اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول، علی کے پاس تین آدمی ایک بچے کے بارے میں تنازعہ لے کر حاضر ہوئے جو ایک ایسی عورت کے بطن سے پیدا ہوا تھا جس سے ان تینوں نے ایک ہی طہر میں صحبت کی تھی۔ سو حضرت علی نے کہا کہ دو کو یہ بچہ چھوڑنا پڑے گا۔ پھر فرمایا کہ تم دعویٰ میں شریک اور باہم دگر اختلاف رکھتے ہو، میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کرتا ہوں جس کے نام قرعہ نکل آئے بچہ اس کو ملے گا اور اس کے ہر ساتھی کو دیت کا ایک تہائی حصہ ملے گا۔ سو انہوں نے ان تینوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جس کے نام قرعہ نکلا بچہ اس کے حوالہ کر دیا۔ یہ سنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ کے آگے کے دانت ظاہر ہو گئے۔

یہ روایت حاکم کی ہے۔

اور زر بن حبیش سے مروی ہے کہ دو آدمی کھانے کے لئے بیٹھے تھے ان میں سے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں، جب ان دونوں نے اپنے آگے کھانا رکھا تو اُن کے سامنے سے ایک آدمی گزرا اور انہیں سلام کیا ان دونوں نے اسے کھانے میں شریک کر لیا سو اس نے بھی ان دونوں کے ساتھ کھایا اور ان سب نے ان آٹھ روٹیوں کے کھانے میں پورا پورا ساتھ دیا اور کھایا۔ جب یہ تیسرا شخص

www.kitabghar.org

فطرح الیہما ثمانیۃ دراھم وقال خذا ھذا عوضا مما اکلت لکما ونلتہ من طعامکما وقال صاحب الخمس الارغفۃ لی خمسۃ دراھم ولك ثلثۃ، وقال صاحب الارغفۃ الثلثۃ لا ارضی الا ان یکون الدراھم بیننا نصفین، وارتفعا الی امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب، فقصا علیہ قصتہما، فقال لصاحب الثلاثۃ قد عرض علیك صاحبك ما عرض وخبزہ اکثر من خبزك فارض بالثلثۃ، فقال لا واللہ لا رضیت منہ الا بمرّ الحق، فقال علی لیس لك فی مرّ الحق الا درھم واحد ولہ سبعۃ، فقال الرجل سبحان اللہ یا امیر المؤمنین ھو یعرض علی ثلثۃ فلم ارض واشرت علی باخذھا فلم ارض وتقول لی الآن انہ لا یجب لی فی مرّ الحق الا درھم واحد، فقال لہ علی عرض علیك صاحبك ان تاخذ الثلثۃ صلحا فقلت لا ارضی الا بمرّ الحق ولا یجب لك فی مرّ الحق الا واحد، فقال لہ الرجل فعرفنی بالوجہ فی مرّ الحق حتی اقبلہ فقال علی الیس الثمانیۃ الارغفۃ اربعۃ وعشرین ثلثا اکلتموھا وانتم ثلثۃ انفس ولا یعلم الاکثر منکم اکلا ولا اقل فتحملون فی اکلکم علی السواد

کھا کر فارغ ہوا تو ان دونوں کے آگے آٹھ درہم ڈال دیئے، اور کہا کہ کھانے کے عوض ان درہموں کو لے لو، اب پانچ روٹیوں والے نے اپنے ساتھی سے کہا کہ پانچ درہم میرے اور تین درہم تیرے ہیں اور تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں صرف اس صورت میں راضی ہوں گا جب یہ درہم ہم دونوں میں برابر بانٹے جائیں۔ اس پر یہ دونوں یہ مقدمہ حضرت علی کی خدمت میں لائے اور انہیں سارا قصہ سُنایا۔ آپ نے تین روٹیوں کے مالک سے کہا کہ تمہارے ساتھی نے جس کی روٹیاں تم سے زیادہ تھیں جو پیش کش تمہیں کی ہے اس پر راضی ہو جاؤ۔ اس پر اس نے جواب دیا نہیں خدا کی قسم میں اس سے صرف بے رو رعایت انصاف ہی پہ راضی ہوں گا۔ اس پر حضرت علی نے کہا کہ بے شائبہ انصاف تو یہ ہے کہ تجھے صرف ایک درم ملنا چاہئے اور تیرے ساتھی کو سات درم، اس پر اس شخص نے کہا سبحان اللہ امیرالمؤمنین وہ مجھے تین درم دے رہا ہے اور میں اس پر راضی نہیں ہو رہا ہوں اور آپ نے مجھے اس کے لے لینے کا مشورہ دیا مگر میں نے اسے قبول نہ کیا اور اب آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ بے رو رعایت انصاف کی رو سے میرا حق صرف ایک درم ہے۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا تمہارے ساتھی نے صلح کی غرض سے تمہیں تین درموں کی پیش کش کی مگر تم نے کہا کہ میں صرف بے شائبہ انصاف ہی پر راضی ہوں گا اور بے رو رعایت انصاف کے مطابق تمہارا حق صرف ایک درم کا بنتا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ مجھے بے شائبہ انصاف کی بنیاد کا سبب سمجھا دیجئے میں قبول کر لوں گا اس پر حضرت علی نے کہا کیا آٹھ روٹیاں چوبیس ثلث[1] نہیں ہیں؟ جنہیں تم تینوں نے کھایا اور یہ معلوم نہیں کہ تم میں سے کس نے زیادہ کھایا اور کس نے کم سو تم سب نے گویا انہیں برابر کھایا ہے۔ اس شخص نے کہا ہاں! حضرت علی نے کہا تو تم نے آٹھ ثلث کھائیں اور تمہارے پاس نو ثلث تھیں، اور تمہارے ساتھی نے بھی آٹھ ثلث کھائیں اور اس کے

[1] یعنی اگر ہر روٹی کے تین حصے کئے جائیں تو آٹھ روٹیوں کے کل چوبیس حصے ہوں گے ۱۲

www.kitabghar.org

قال بلی قال فاکلت انت ثمانیة اثلاثا
وانما لك تسعة اثلاث واكل
صاحبك ثمانیة اثلاث وله
خمسة عشر ثلثا اكل منها ثمانیة
وبقی له سبعة واكل لك واحدا من
تسعة ولك واحد بواحدك وله
سبعة فقال الرجل رضیت الآن
اخرجه ابو عمر فی الاستیعاب ودر
مسئلہ عول گفت صار ثمنها تسعا
وفاروق زیادہ تر بود در مناظرہ ومشاورہ
در مسائل شرعیہ، تا اقیسہ متعارضہ را بسنجد
وہمہ علماء را بآنچہ مرجح است قائل کند، و
اختلاف از میان مردمان مرتفع شود، و
اصل ثالث کہ اجماع است متحقق گردد،
لہذا ابن مسعود گفتہ است کان عمر اذا
سلك مسلكا وجدناه سهلاً، ودر
زمان حضرت مرتضی اجماعی منعقد نگشت
ومشاورتی با علماء درمیان نہ آمد وعلمی کہ
درہمہ اہل اسلام شائع گردد ظاہر نشد، و
این معنی بہر شخصے کہ ادنی معرفتی بآثار سلف
داشتہ باشد واضح وغیر محتاج بہ بیانست، و
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باختصاص ہر یکے
بصفتش اشارہ فرمودہ، جائے کہ درباب
فاروق فرمودہ فاولته الدین، ودرباب
مرتضی فرمودہ اقضاکم علی، وانا مدینة
العلم وعلی بابها، زیرا کہ قضا موقوف
بر سرعت انتقال ذہن است وحکمت نیز
ہمچنان، ودین عبارت از چیز یست کہ
مردمان بروی جمع شوند واز صاحب ملت

پاس پندرہ ثلث تھیں ۔ اس نے اپنے حصہ کی روٹیوں میں سے آٹھ (ثلث) کھائے اور اس کے پاس سات (ثلث) بچے سو (تیسرے آدمی نے) تمہارے نو ثلث میں سے ایک (ثلث) کھایا اور ایک (ثلث) کے عوض تمہارا حق ایک درم ہے اور (تیسرے شخص نے تمہارے ساتھی کے سات ثلث کھائے) سو اس کا حق سات درموں کا بنتا ہے ۔ اس پر اس شخص نے کہا اب میں راضی اور مطمئن ہو گیا ۔ اس روایت کو ابو عمر نے استیعاب میں روایت کیا ہے ۔ اسی طرح حضرت علیؓ نے عول کے مسئلہ میں کہا " اس کا ثمن (آٹھ) تسع (نو) ہو گیا ۔"

مگر حضرت فاروق مسائل شرعیہ میں غور وفکر کرنے (مناظرہ) اور مشاورت میں بڑھے ہوئے تھے تاکہ ایک دوسرے سے متعارض قیاسات میں موازنہ کر کے علماء کو اس رائے کا جو قابل ترجیح ہو قائل کر لیں ۔ لوگوں کے درمیان سے اختلاف کا خاتمہ ہو جائے اور (ادلہ شرعیہ کی) تیسری اصل کہ اجماع ہے متحقق ہو جائے اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے " جب حضرت عمر کسی رستہ پر چلتے تو ہم اسے ہموار اور نرم پاتے تھے " (حضرت عمر جو رائے اختیار کرتے اس پر عمل آسان ہوتا) لیکن حضرت مرتضی کے زمانے میں کوئی اجماع منعقد نہ ہوا اور علماء کے مابین کوئی مشاورت نہ ہوئی اور وہ علم جو تمام مسلمانوں میں شائع ہو ظاہر نہ ہوا ۔ یہ بات ہر اس شخص پر جو آثار سلف سے معمولی واقفیت بھی رکھتا ہے واضح ہے اور کسی بیان کی محتاج نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے ایک خاص صفت کے ساتھ مخصوص ہونے کی جانب اشارہ فرمایا ہے ۔ حضرت فاروق کے متعلق فرمایا کہ انہیں " دین کا علم دیا گیا ہے "، اور جناب مرتضی کے متعلق فرمایا کہ " تم میں سے فصل خصومات کی سب سے زیادہ صلاحیت علی میں ہے " اور یہ کہ " میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں " کیونکہ قضاء (فصل خصومات) ذہن کے سرعت انتقال پر موقوف ہے اور حکمت کا بھی یہی حال ہے ۔ دین اس بات کا نام ہے جس پر لوگ مجتمع و متفق ہوں اور صاحب ملت سے

www.kitabghar.org

نقل کنند، واصحاب مرتضی مختلف شدند در فہم کلام او و بمذاہب شتی رو نہادند، مثلاً جمعی از وی روایت کردند تبریۂ خود از شرکت در دم عثمان، و جمعی از کلام وی رضا ر قتل وی فہم کردند کہ قتله الله وانا معه قاله ابن سيرين رواه ابن ابي شيبة، ہمچنین در ہر حادثۂ مشکلہ از فقہ وغیر آن مثل تحریم متعہ وغسل رجلین کلمہائے دقیقہ از حضرت مرتضی شنیدند و در تطبیق آن متحیر ماندند و فتح باب اختلاف واقع شد، واصحاب حضرت فاروق در اکثر احوال ہمیں یک مدعا از کلام وی فہمیدند و بروی مختلف نشدند و در آنچہ رای اوست متحیر نگشتند، فاروق خود باین نکتہ ایما نمودہ است جای کہ گفتہ ان الفجور هكذا وغطى راسه الى حاجبيه الا ان البر هكذا وكشف راسه۔

واحتیاج بسنجیدن اقیسۂ متعارضہ بمثالی واضح کنم، مثلاً وزن کردن شیر، سرعت انتقال بآن خصیصہ مرتضویہ است وسنجیدن او با ادلۂ شرعیہ و تنبیہ بآنکہ بسیاری از وجود معرفت حال کہ اطبا بآن قائل اند و تجربہ بآن شہادت میدہد در شرع معتبر نیست مثل آنکہ علامت بلوغ انشقاق ارنبہ اطبا دانستہ اند و در شریعت بجز بلوغ خمسۃ عشر و احتلام و احبال و حیض و نبات عانہ معتبر نداشتہ اند پس وزن شیر ہر چند اصلی داشتہ باشد در مظان کلیۂ شرع معتبر نداشتہ اند، ولہذا در مذاہب اربعہ حکم این مسئلہ بجز شہادت یا یمین نگفتہ اند، این سنجیدن خصیصہ فاروقیہ است، و مثلاً تنبیہ بآنکہ قرعہ در امور مشتبہ فیصل کنندہ است از خصائص مرتضویہ

اسے نقل کریں (حاصل کریں) اس کے برخلاف حضرت مرتضی کے ساتھی ان کے کلام کو سمجھنے میں مختلف الخیال ہو گئے اور مختلف مذاہب انہوں نے اختیار کر لیے مثلاً ایک گروہ نے ان سے یہ روایت کیا کہ وہ حضرت عثمان کے قتل میں شرکت سے بری ہیں، اور ایک دوسری جماعت نے انکے کلام سے حضرت عثمان کے قتل پر ان کی رضامندی سمجھی کہ انہوں نے فرمایا۔ "عثمان کو اللہ نے قتل کیا اور میں اللہ کے ساتھ ہوں"، یہ ابن سیرین کی روایت ہے۔ اور اسے ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے۔ اسی طرح فقہ وغیرہ کے ہر مشکل مسئلہ کے بارے میں مثلاً تحریم متعہ اور وضو میں پاؤں کا دھونا (ان مسائل میں) لوگوں نے حضرت مرتضیٰ سے دقیق باتیں سماعت کیں، ان کی تطبیق میں حیران و پریشان رہ گئے، اور اختلاف کا دروازہ کھل گیا، (اسکے برعکس) حضرت فاروق کے اصحاب نے اکثر حالات میں ان کے کلام سے صرف ایک ہی مفہوم و مطلب سمجھا اور اس کے بارے میں اختلاف نہ کیا اور ان کی رائے کے بارے میں وہ حیران و پریشان نہ ہوتے حضرت فاروق نے خود بھی اس نکتہ کی جانب اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ "بیشک فجور (گناہ اور فسق) یوں ہے" اور اپنے سر کو اپنی ابروؤں یعنی پیشانی تک ڈھانپ لیا" اور یہ کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بر (نیکوکاری) یوں ہے" اور اپنے سر کو کھول دیا۔

ایک دوسرے سے متعارض قیاسات کو پرکھنے اور ان کا باہم موازنہ کرنے کی ضرورت کو ہم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں مثلاً دودھ کا وزن کرنا اس کی جانب تیزی سے ذہن کا منتقل ہونا یہ حضرت مرتضی کی خصوصیت ہے۔ مگر شرعی دلائل سے اس کا موازنہ کرنا اور اس بات پر آگاہ و متنبہ ہونا کہ بہت سے حالات کی معرفت جن کے اطباء قائل ہیں اور جن کی تجربہ گواہی دیتا ہے شرع میں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ جیسے کہ اطباء کے نزدیک (آدمی کے) بلوغ کی علامت ناک کے کناروں (نتھنوں) کا کھل جانا ہے مگر شریعت میں پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جانے، احتلام ہونے، حاملہ ہونے، حیض آنے اور موئے زیر ناف کے نکل آنے کے سوا (بلوغ کے لئے) اور کوئی بات معتبر نہیں ہے۔ سو دودھ کا تولنا، ہر چند کہ اسکی کوئی اصل اور بنیاد ہو مگر شرع کے کلیات میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اسلئے مذاہب اربعہ میں اس مسئلہ کا حکم گواہی یا قسم کے سوا بیان نہیں کیا گیا ہے (مسائل کو یوں) تولنا (انکا موازنہ کرنا) حضرت فاروق کی خصوصیت ہے اور مثلاً اس بات سے واقفیت کہ مشتبہ امور میں قرعہ (اندازی) سے فیصلہ کیا

www.kitabghar.org

است و نشست دادن او بآنکہ قرعہ در جای است کہ حقوق متساویہ جمع شوند نہ برای اثبات حقی و مثلاً درصورتیکہ شخصی خبر دہد بآنکہ برمادر فلانی محتلم شدہ ام و بایں سبب اذیتی بفلانی لاحق شود، علم مرتضوی حاکم بآن است کہ او را در آفتاب ایستادہ کنند و بر سایہ او دُرّہ زنند زیرا کہ عالم خیال ظل عالم شہادت است، و علم فاروقی حاکم بآن است کہ او را زجری یا تنبیہی کنند تا ردع باشد از ایذا، مانند آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از سب اموات کافرین منع کردند کہ لَا تُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ و مانند آنکہ حضرت عمر از ہجو منع نمود۔

جاتا ہے۔ حضرت مرتضیٰ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور ان کا اس بات کو طے کرنا اور منظم کرنا کہ قرعہ ان معاملات میں (فیصلہ کن ہے) جہاں فریقین کے حقوق متساوی ہوں مگر وہ کسی کا حق ثابت کرنے کیلئے (فیصلہ کن) نہیں ہے۔ اور مثلاً ایسی صورت میں کہ کوئی یہ کہے کہ میں نے خواب میں فلاں شخص کی ماں سے صحبت کی ہے اور اس کی وجہ سے فلاں شخص کو ایک طرح کی اذیت پہنچے، حضرت مرتضیٰ کا علم اس بات کا حکم دیتا ہے کہ خواب دیکھنے والے شخص کو دھوپ میں کھڑا کر کے اسکے سایہ کو دُرّے سے پیٹا جائے۔ کیونکہ عالم خیال عالم شہادت (حقیقی عالم) کا سایہ ہے مگر حضرت فاروق کا علم یہ حکم دیتا ہے کہ اس شخص کو زجر (ڈانٹ ڈپٹ) یا تنبیہہ کی جائے تاکہ ایذا رسانی سے اسے روکا جاسکے۔ یہ (علم فاروق) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے (اس حکم کے) مانند ہے کہ آپ نے مرے ہوئے کافروں کو گالی دینے سے اس لئے منع فرمایا کہ (ان کے) زندہ (ورثہ) کو اس سے اذیت پہنچے گی (نیز یہ علم) حضرت عمرؓ کے اس حکم کی طرح ہے جسکی رو سے آپ نے (شعرا کو) لوگوں کی ہجو کہنے سے روک دیا تھا۔

تحقیق ثانی اشبہ بخلافت نبوت آنست کہ ہماں علوم کہ از انبیا منقول است در مردمان مشہور کردہ آید، آنچہ مجمل است او را در اجمال گذاشتہ شود، و آنچہ مفصل است بتفصیل بیان کردہ آید، زیرا کہ شارع ہیچ چیز مجمل نگذاشتہ الا از جہت حکمتی در اجمال او، و مفصل نساختہ الا از جہت مصلحت در تفصیل او، و سنت انبیاء علیہم الصلوات آنست کہ عمل مقصود تر باشد از علم و علم بقدر تہذیب نفوس عالم القا فرمایند، و سخن دقیق با ایشان نگویند، و چناں نکنند کہ افہام مخاطبین متحیر شوند، یا مستشرف شوند بآنکہ ورای آنچہ بر زبان گویند در دل چیزی دیگر پنہاں کردہ باشند، باز علمے کہ بہ نیابت تعلیم آن کنند ہر چند حوالہ بصاحب علم بیشتر باشد و استبداد رای کمتر، و ہر چند تقلید زیادہ تر و خوض بعقل کمتر، و ہر چند خروج از

دوسری تحقیق خلافت نبوت سے مشابہ تر یہ بات ہے کہ جو علوم انبیاء سے منقول ہیں لوگوں میں ان کی اشاعت کی جائے، جو مجمل ہے اسے اجمال و اختصار کی صورت میں رہنے دیا جائے اور جو مفصل ہے اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے کیونکہ شارع نے جس چیز کو بھی مجمل چھوڑا ہے اس کے اجمال و اختصار میں کوئی حکمت رکھی ہے اور جس چیز کو مفصل بیان کیا ہے تو اس کی تفصیل میں کوئی (دینی) مصلحت ہے۔ انبیاء علیہم الصلوات کی سنت یہ رہی ہے کہ علم سے زیادہ عمل مقصود و مطلوب ہوتا ہے اور وہ اتنے ہی علم کا القا فرماتے جتنا لوگوں کے نفوس کی تہذیب و آراستگی کے لئے ضروری ہو۔ وہ (عام آدمیوں سے) باریک باتیں نہیں کہتے اور وہ ایسا نہیں کرتے جس سے مخاطبین کی عقل حیرت زدہ رہ جائے یا وہ یہ سمجھنے لگیں کہ (انبیاء) جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں ان کے پیچھے ان کے دلوں میں کوئی اور بات چھپی ہوئی ہے (یعنی زبان سے کچھ کہتے ہیں اور دل میں کچھ اور رکھتے ہیں) پھر خلفاء جس علم کی (انبیاء کے) نائب کی حیثیت سے لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں اس میں صاحب علم (نبی) کا جتنا زیادہ حوالہ ہوگا اور اپنی رائے کی چیرہ دستی کم ہوگی جس قدر (نبی کی) تقلید زیادہ ہوگی اور عقل کی کارفرمائی کم ہوگی اور اختلاف کی تنگیوں سے خروج جتنا زیادہ ہوگا اور آراء میں اتفاق جس قدر بیشتر ہوگا تو (اس صورت میں) نبی کی نیابت زیادہ قوی اور خلافت

www.kitabghar.org

مضائق اختلاف بیشتر و اجماع آن بیشتر نماید قوی تر و خلافت محکم تر باشد۔

ازیں غامض تر گوئیم فضیلتی کہ خلفا را حاصل است آنست کہ علم مؤسس و ممہد پیغامبر را کہ بدرجۂ شہرت نرسیدہ بشہرت رسانند تا جارحہ باشند از جوارح پیغامبر در اتمام امر او، علوم حادثہ اگرچہ بدقت نظر زیادہ باشد بجوی نمی ارزد در جنب جارحہ بودن از جوارح پیغامبر ولہذا اصحابہ باوجود آنکہ چندان تدقیق سخن نکردہ اند مقبول تر اند عنداللہ و عندالرسول و عندالصالحین من المؤمنین، و معقولیان زمان ما ہرچند دقیقہ شناس اند از فیض الٰہی دور تر اند

فدائے کوری خفاش چشم بینائی
کہ بے خبر ز رخ آفتاب نیم شبی است

و ایں سخن بر نسبت معقولیان زمان ما کہ بعلوم مستحدثہ مشغول شدہ از میراث انبیا محروم ماندہ اند گفتہ، ھدانا اللہ تعالیٰ وایاھم طریق الحق۔

و از حضرت مرتضیٰ مردم چیزہا نقل کردہ اند چوں تفتیش آن چیزہا از جہت اسناد کردہ می شود آن ہمہ متلاشی میگردد، اما جفیر ابیض و مصحف فاطمہ پس باطل است بطریق تواتر از مرتضیٰ نقل کردہ شدہ، عن ابی الطفیل قال سئل علی ھل خصکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیٔ فقال ما خصنا

زیادہ مستحکم ہوگی۔

ہم اس سے بھی زیادہ دقیق (باریک) و غامض بات کہتے ہیں، جو فضیلت خلفاء کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس علم کی بنیاد استوار کی ہے اور جسے انھوں نے مرتب و منظم کیا ہے مگر اسے شہرت کا درجہ نہیں ملا ہے (خلفاء اس کی) تشہیر و اشاعت کریں تاکہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں کے مکمل کرنے میں ان کے اعضا میں سے ایک عضو کے مانند ہو جائیں، علوم حادثہ (نئے علوم) اگرچہ دقتِ نظر سے زیادہ معلوم ہوں مگر وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جارحہ (عضو) ہونے کے مقابلے میں ایک جو کے برابر بھی نہیں ہیں۔ اسی لئے صحابۂ (کرام) نے اگرچہ اتنی دقیقہ سنجیاں اور باریک بینیاں نہیں کی ہیں، مگر پھر بھی وہ اللہ، اسکے رسول اور صالح مسلمانوں کے نزدیک دوسروں سے زیادہ مقبول و پسندیدہ ہیں ہمارے زمانے کے معقولی اہل علم خواہ کتنے ہی دقیقہ شناس ہوں اللہ کے فیض سے دور ہیں ؎ وہ چشم بینا چمگادڑ کی کور چشمی پر قربان کر دیئے جانے کے قابل ہے جو آفتاب نیم شبی (یعنی معشوق) کے رخ روشن سے بے خبر ہے

یہ بات ہمارے زمانے کے اہل علم معقولیوں کے تعلق سے کہی گئی ہے جو نئے نئے علوم میں مشغول رہ کر انبیاء کی میراث (علوم دینی) سے محروم رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اور انہیں سچائی کا راستہ دکھائے۔

حضرت مرتضیٰ سے لوگوں نے کچھ باتیں نقل کی ہیں (مگر) جب اسناد کے اعتبار سے ان چیزوں کی تحقیق و تدقیق کی جاتی ہے تو وہ ساری (روایات) پریشان خواب و معدوم ہو جاتی ہیں۔ سو سفید ترکش (جفیر ابیض[1]) اور مصحف فاطمہ[2] کی (روایتیں) باطل ہیں (کیونکہ) حضرت مرتضیٰ سے اس کے برخلاف باتیں بطور تواتر نقل کی گئی ہیں۔ ابو الطفیل سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مخصوص چیز عطا کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ صلے اللہ

۱؎ کہتے ہیں کہ حضرت علی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خصوصیات لکھ کر دی تھیں جنہیں وہ ایک سفید رنگ کے ترکش میں محفوظ رکھتے اور وہی جفیر ابیض (سفید ترکش) کہلاتا ہے ۱۲۔

۲؎ بقول شیعہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جبرئیل حضرت فاطمہؓ کے پاس آتے اور تسلی دیا کرتے اور ان کو بتاتے کہ آپ کی اولاد کن واقعات سے دوچار ہوگی حضرت علی ان سب باتوں کو لکھ لیا کرتے۔ اسی مجموعہ کا نام مصحف فاطمہؓ ہے (اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۱۸۸)

۸۰

www.kitabghar.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشئ لم یعم بہ الناس کافۃ الا ما کان فی قراب سیفی ھذا قال فاخرج صحیفۃ فیہا مکتوب لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ، لعن اللہ من سرق منار الارض، ولعن اللہ من لعن والدیہ، ولعن اللہ من آوی محدثا اخرجہ احمد واسانیدہٗ متواترۃ، ایں حدیث ہر کہ خواہد در مسند امام احمد مطالعہ نماید۔

واما معارف دقیقہ علم وحدت وجود پس باطل است باتفاق حملۂ علم از جناب مرتضیٰ، زیرا کہ حملۂ علم از جناب او یا اہل سنت اند یا امامیہ یا زیدیہ، و باستقراء تام معلوم میشود کہ غیر ایں ہر سہ فریق جمع ہمت بر حمل علم از آنجناب نکردہ اند، اما اہل سنت پس علم وحدت وجود در طبقۂ صحابہ و تابعین و تبع تابعین اصلا مذکور نبود و علماء اہل نقل ہرگز آنرا ندانستہ اند، از متاخرین آنانکہ بایں قائل شدہ اند مستند ایشاں کشف است نہ نقل، اگر بطریق اعتبار سخن ازیں باب گفتہ باشند آنرا با بحث ما مساس نیست، واما زیدیہ پس راہ ولایت را بالکلیہ منکر اند، و ایں راہ از ائمہ خود نقل میکنند خلفاً عن سلف، واما امامیہ پس آنہا نیز منکر اند کما لا یخفیٰ، پس ایں علوم اگر از حضرت مرتضیٰ مروی میبود لا محالہ یکے ازیں سہ فریق آنرا نقل میکرد و بر آن قائل میشد، واما زبر و بینات پس حال آن ازاں رسوا تر است کہ احتیاج بمزید بیان داشتہ باشد، آنچہ ازاں جناب ثابت شدہ ہمیں علم سنت است و فقہ و تہذیب نفس، و حملۂ علم ازوی در ہمیں ابواب

علیہ وسلم نے مجھ کو کسی ایسی چیز کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جو تمام لوگوں کو علی العموم انہوں نے عطا نہ کی ہو سوائے ان باتوں کے جو میری اس تلوار کے نیام میں ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ بعد ازاں آپ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں لکھا ہوا تھا "اللہ اس پر لعنت کرے جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے جانور ذبح کرے، اللہ اس پر لعنت کرے جس نے ہم سے زمین چوری کی، اللہ اس پر لعنت کرے جو اپنے والدین پر لعنت بھیجتا ہے اور اللہ لعنت کرے اس شخص پر جو کسی محدث (دین میں بدعت پیدا کرنیوالے شخص) کو پناہ دے۔ اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے اور اس کی سندیں متواتر ہیں جس کا جی چاہے اس حدیث کو مسند احمد بن حنبل میں دیکھ سکتا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ حضرت علی کو وحدت الوجود کے دقیق علم کی معرفت تھی تو یہ بھی جناب مرتضیٰ سے علم حاصل کرنے والے گروہوں کے نزدیک بالاتفاق باطل و غلط ہے کیونکہ جن لوگوں نے جناب مرتضیٰ سے علم حاصل کیا ہے وہ یا تو اہل سنت ہیں، یا (شیعہ) امامیہ یا (شیعہ) زیدیہ۔ اور یہ بات وثوق سے معلوم ہے کہ ان تین فریقوں کے علاوہ کسی اور نے آنجناب کے علم کو حاصل نہیں کیا ہے۔ جہاں تک اہل سنت کا تعلق ہے تو وحدت الوجود کا علم صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے طبقوں میں بالکل مذکور نہ تھا اور علمائے اہل النقل اس بات کو بالکل نہیں جانتے۔ متاخرین (اہل سنت) میں سے جو لوگ اس بات کے قائل ہیں ان کی سند (دلیل) کشف ہے نقل نہیں ہے (یعنی انہوں نے صوفیانہ کشف کے ذریعہ وحدت الوجود کے علم کو جناب مرتضیٰ کے ساتھ وابستہ کیا ہے اور اس ضمن میں کوئی روایت انکے پاس نہیں ہے) سوا گر ان (متاخرین نے) اعتبار کے طریقہ پر اس بارے میں کوئی بات کہی ہو تو اس کا ہماری بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ رہے زیدیہ تو ان کا یہ حال ہے کہ وہ راہ ولایت کا بالکلیہ انکار کرتے ہیں۔ اور وہ اس راہ ولایت کو اپنے ائمہ سے بطور خلف از سلف سے نقل کرتے ہیں[1]۔ رہے امامیہ تو وہ بھی جیسا کہ مخفی نہیں ہے (حضرت علی کے علم وحدت الوجود کے) منکر ہیں۔ سو اگر یہ علوم حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہوتے تو لا محالہ انہیں تین فریقوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ہوتے اور کوئی ایک فریق انہیں نقل کرتا اور اس کا قائل ہوتا۔ اب رہے زبر (کتب) و بینات (دلائل عقلی) تو انکا حال اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہے کہ اسے بیان کرنے کی مزید ضرورت ہو۔ سو جو کچھ (حضرت علی سے) ثابت ہے یہی سنت

۱؎ لہٰذا ان کے ہاں حضرت علی رض کے علم وحدت الوجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تو اولیاء اللہ یعنی تصوف کے سلسلہ کے ہی منکر ہیں اور ان کے ائمہ خود ولایت کے منصب پر فائز ہوتے ہیں ۱۲۔

www.kitabghar.org

بایک دیگر بہ بردوبات مشغول اند وگوی وچوگان درمیان دارند، واگر بفرض چیزی ازیں ابواب ثابت شود از جنس خلافت نبوت نیست، و بامبحث ما مساس ندارد، وانچہ ازیں علوم از حضرت مرتضیٰ روایت کردہ شدہ وی بآن متفرد نیست یکی از علماء صحابہ است روایات او ہمدوش روایات عبداللہ بن مسعود مثلا مزیتی کہ از وی ادراک کردہ میشود ہماں خصلت است کہ ذکر آن کردیم۔

اما افضلیت شیخین باعتبار تشبہ در جزء عملی نفس ناطقہ بنسبت سیاست مدن و ترتیب جیوش، پس امری است ظاہر کالشمس فی رابعۃ النہار، در وقت شیخین عالم مجتمع بود بر رای واحد، و اختلاف درمیان ایشاں نے، ہمہ باہم متفق مشغول بجہاد کفار بودند اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ صفت حال ایشاں بود، ودر ایام حضرت مرتضیٰ اختلاف در اختلاف واقع شد و مردمان احزاب متحزبہ گشتند، سیوف مسلمین از کفار مغمود گشت واز میان خود ہا مسلول، وہر تدبیری کہ برای رد ایں بے انتظامی واقع شد خرق را متسع ساخت وعائد بامنی واطمینانی نشد، تا آنکہ ہمہ امر از دست مرتضیٰ بر آمد و بجز حوالی کوفہ در تصرف نماند، آن نیز با ہزاران منازعت ومزاحمت موافق ومخالف بر اصل این حکایت متفق اند ہرچند در تصویب وتخطیہ ودر معذور داشتن

فقر وتہذیب نفس کے علوم ہیں۔ اور ان کے علم کو نقل کرنے والے ان ابواب (موضوعات) سے متعلق ایک دوسرے کے ساتھ شطرنج کی بازی[1] میں مشغول ہیں اور گیند اور چوگان درمیان میں رکھتے ہیں (یعنی ان کے مابین سخت اختلافات ہیں اور وہ ایک دوسرے کے متناقض روایات کرتے ہیں) اور اگر کوئی بات ان ابواب (موضوعات) کی حضرت علی سے ثابت بھی ہو تو وہ خلافت نبوت کی قسم سے نہیں ہے اور ہماری بحث سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور ان علوم سے جو کچھ حضرت مرتضیٰ سے مروی ہے ان میں وہ تنہا (منفرد) نہیں ہیں بلکہ وہ علمائے صحابہ میں سے ایک ہیں اور ان کی روایات مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایات کے مساوی ہیں۔ حضرت مرتضیٰ کی جو خوبی وخصوصیت معلوم ہو سکی ہے وہ وہی خصلت (صفت) ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔

رہی سیاست ملکی و ترتیب افواج کی نسبت سے نفس ناطقہ کے جزوِ عملی میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مشابہت کے اعتبار سے شیخین کی فضیلت، تو یہ بات ایسی ظاہر و واضح ہے جیسے روز روشن میں سورج، شیخین کے زمانے میں دنیائے (اسلام) ایک رائے پر متفق تھی اور اس میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ سب آپس میں متفق اور کافروں سے جہاد کرنے میں مشغول تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ وہ کافروں کے ساتھ سخت اور آپس میں رحم دل تھے، مگر حضرت مرتضیٰ کے دور میں اختلاف در اختلاف واقع ہوا اور لوگ گروہ در گروہ ہو گئے۔ مسلمانوں کی تلواریں کافروں کے مقابلے میں نیاموں میں چلی گئیں اور آپس میں کھنچ گئیں۔ اس بے انتظامی کو دور کرنے کی جو تدبیر بھی ہوئی اس نے شگاف کو وسیع کر دیا اور اس سے کسی طرح کا امن واطمینان نہ پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ تمام امور حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور کوفہ کے اطراف وجوانب کے سوا کچھ بھی ان کے قبضہ میں باقی نہ رہا۔ اور وہ بھی ہزاروں جھگڑوں اور مزاحمتوں کے ساتھ (ان کے دست تصرف میں رہا) اس واقعہ کی اصل پر موافق ومخالف دونوں متفق ہیں۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ حضرت علی صحیح تھے یا غلطی پر تھے

[1] بُرد شطرنج کی وہ بازی جس میں حریف کے تمام مہرے پٹ جائیں اور صرف بادشاہ باقی رہے اور یہ آدھی مات ہے اور مات شطرنج کی وہ بازی ہے جس میں حریف کا بادشاہ بھی قید ہو جائے اور یہ پوری مات ہے (غیاث اللغات)

www.kitabghar.org

وعکس آن مختلف باشند۔

سوال:۔ اگر گوئی کہ فتح عراق و شام و مصر و کسرئ کسریٰ و قصر قیصر و ہمہ امت را بمنزلہ یک تن ساختن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محتمل کہ بسبب امور خارجیہ بودہ باشد مثلاً تعلق ارادہ حق وعلا بتائید اسلام وغلبۂ مسلمین بر کافرین کما قال عز من قائل وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (الصافات۔ ۱۷۱-۱۷۳) ومثلاً مردمان در عصر اول خوی فتنہ وفساد نداشتند و این خصلت آہستہ آہستہ درمیان ایشاں پیدا شد و ببرکت صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رغبت قویہ داشتند در جہاد و چون زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعید شد آن برکت مستتر گشت، و دریں صورت ایں امور مثبت افضلیت نباشند، اگر متقدم در زمان متأخر می بود احوال متأخر بر روی کار می آمد و اگر متأخر در زمان متقدم میبود احوال متقدم متحقق می شد۔

جواب:۔ گوئیم کہ فیض الٰہی ہرچند متوقف نیست بر استعدادی دون استعدادی، لیکن سنۃ اللہ بر ان جاری شدہ کہ فیض الٰہی جاری نمی شود مگر بر دست کسی کہ مستعد آن باشد پس از جریان فیض الٰہی بر دست کسی فضل او بتوان شناخت، ولا نسلم کہ در عصر اول خوی فتنہ نداشتند نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیاری مرتد گشتند وجمعہ قائم نمیشد الا در سہ مسجد مسجد حرام و

اور معذور تھے یا معذور نہیں تھے۔

سوال:۔ اگر آپ یہ کہیں کہ عراق، شام اور مصر کی فتوحات اور شہنشاہ ایران کی شکست اور قیصر روم کی حدود مملکت کو تنگ کر دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت (مسلمہ) کو جسد واحد کی طرح بنا دینا ممکن ہے کہ خارجی اسباب کے باعث ہو۔ مثلاً یہ کہ اسلام کی تائید و نصرت اور کفار پر مسلمانوں کا غلبہ مشیت اور ارادۂ خداوندی کے سبب ہوا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور اپنے پیغمبر بندوں کے حق میں پہلے ہی ہمارا اشارہ ہو چکا ہے کہ بیشک انہیں کی مدد ہوتی ہے اور بیشک ہمارا لشکر ضرور غالب ہوگا (الصافات۔ ۱۷۱-۱۷۳) اور مثلاً یہ کہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں لوگوں میں فتنہ و فساد کی عادت نہ تھی۔ اور یہ عادت ان میں آہستہ آہستہ پیدا ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت کی بدولت انہیں جہاد کی بڑی زبردست اور قوی خواہش تھی۔ جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دور ہوتا گیا (جہاد کی) جو برکت تھی جاتی رہی اور اس بنا پر ان باتوں (فتوحات عراق، شام و مصر وغیرہ) سے کسی طرح کی افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر وہ جو متقدم تھے (حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ) اس کے زمانے میں ہوتے جو متاخر (حضرت علیؓ) تھا تو وہی حالات رونما ہوتے جو متاخر (حضرت علیؓ) کے زمانے میں ظاہر ہوئے اور اگر متاخر (حضرت علیؓ) متقدم (حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ) کے زمانے میں ہوتے تو متقدم (حضرات شیخین و عثمانؓ) کے حالات (یعنی فتوحات و کثرت جہاد و اتفاق امت) یہاں بھی ظہور پذیر ہوتے۔

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ فیض خداوندی کسی ایک استعداد کے بالمقابل کسی دوسری استعداد پر موقوف نہیں ہے[1] لیکن اللہ کی سنت یہی ہے کہ فیض الٰہی اس شخص کے ہاتھ پہ جاری ہوتا ہے جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو۔ سو اگر کسی کے ذریعہ فیض خداوندی جاری ہوتا ہے تو اس بات کو اس شخص کی فضیلت سمجھنا چاہئے۔ اور ہم یہ بات نہیں مانتے کہ عصر اول میں لوگوں میں فتنہ کی عادت نہ تھی۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے لوگ مرتد ہو گئے۔ اور جمعہ صرف تین مساجد یعنی مسجد حرام (در مکہ) مسجد مدینہ و مسجد جواثی

[1] یعنی ہرچند کہ خدا کا فیض و کرم اس بات پر منحصر نہیں ہے کہ کسی خاص صلاحیت پر کرم کرے اور دوسری صلاحیت سے اس فیض و کرم کو اٹھا لے۔

www.kitabghar.org

مسجد مدینہ و مسجد جواثی بتدبیر صائب شیخین ہمہ رجوع کردند باسلام، واگر جائز باشد کہ از شخصی اعمال حسنہ ظاہر میشود و بر اتفاق حمل کنند، و آن افعال را بخلقی راسخ منسوب نسازند قاعدہ عقل باطل شود و سفسطہ لازم آید، واگر بر سنت الہی حوالہ کنند واز ان افعال مدحی و ذمی بصاحب آن راجع نشود قاعدہ امر معروف و نہی منکر و تفاضل بین الناس برانداختہ گردد، و ہمیں مقال جاری شود در مرتضٰے واوصاف مدحیہ اورا اعتدادی نباشد سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ. یکے از دلائل بطلان ایں ظن آنست کہ صحابہ کہ ایں جماعہ را دیدند و صحبت داشتند، از افعال ایشاں باخلاق ایشاں پے بردند، وآن اخلاق را در وصف ہر یکے بیان نمودند، چنانکہ از ابن عباس نقل کردیم ولعد اللتیا والتی انچہ مدار افضلیت در خلافت نبوت است، جارحہ از جوارح پیغامبر بودن است، واتمام کار پیغامبر بعد از صعود او بر فیق اعلی بر دست خلفاے او، باصل اخلاق مثل شجاعت و حکمت کار نداریم، چوں ایں معنی در شیخین یافتیم معتقد افضلیت ایشاں شدیم۔

سوال:۔ اگر گوئی کہ مقصود حضرت مرتضٰے ازیں حروب اظہار حق بود و نفی باطل، پس حروب او نیز بحقیقت نوعی از جہاد باشد۔

جواب:۔ گوئم کہ شبہ نیست در آنکہ قصد حضرت مرتضی بجز اصلاح نبود، واز ہمیں جہت لوثی ازیں مقاتلات بدامن او نرسید، اما جارحہ بودن از جوارح پیغامبر غیر مسلم است، زیرا کہ اگر نفی ایں فسادہا مقدر میبود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن امر میکردند، وبنوعی از سبب دران

(در بحرین) میں باقی رہ گیا۔ شیخین کے حسن تدبیر کے سبب لوگ پھر مسلمان ہوئے۔ اگر یہ بات مان لی جائے کہ جس شخص سے بھی اچھے کام (اعمال حسنہ) ظاہر ہوں ان کو اتفاق پر محمول کیا جائے اور ان اعمال حسنہ کو (اس کے) کسی پختہ اخلاق کی جانب منسوب نہ کیا جائے تو عقل کا قاعدہ باطل ہو جائے گا اور استدلال باطل لازم آئیگا اگر (ان افعال حسنہ) کو سنت الٰہی کے حوالہ کر دیں اور اس پر محمول کریں اور ان سے ان کے کرنے والے پر کسی قسم کی مدح یا ذم (تعریف یا تنقیص) نہ لازم آئے تو امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور لوگوں کے درمیان فضیلت دینے کا قاعدہ درہم برہم ہو جائیگا اور یہی بات حضرت مرتضٰے کے بارے میں بھی کہی جائیگی اور ان کی (قابل تعریف صفات) کی کوئی حقیقت اور ان کا کوئی شمار نہ رہے گا سبحان اللہ یہ کتنا بڑا بہتان ہے اس گمان (بد) کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ صحابہ (کرام) جنہوں نے اس جماعت کو دیکھا اور ان کی صحبت میں رہے انہوں نے ان لوگوں کے افعال سے ان کے اخلاق کا پتہ لگایا اور ان اخلاق کو انکے اوصاف کے طور پر بیان کیا جیسا کہ ہم نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا۔ مختصر یہ کہ جو بات خلافت نبوت کی افضلیت کی بنیاد و اساس ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارح (اعضاء) میں سے ایک جارحہ ہو جانا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رفیق اعلیٰ (اللہ) کے ہاں چلے جانے کے بعد انکے خلفاء (جانشینوں) کے ذریعہ پیغمبر کے کام کو مکمل اور پورا کرنا ہے، سو ہم کو اصل اخلاق مثلاً شجاعت وحکمت سے کوئی تعلق نہیں (کہ افضلیت میں شجاعت وحکمت وغیرہ کا دخل نہیں ہے) اور جب یہ بات (اتمام امور پیغمبری) ہم نے شیخین میں پائی تو ہم ان کی افضلیت کے معتقد ہو گئے۔

سوال:۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ان جنگوں سے حضرت مرتضیٰ کا مقصد حق کا غلبہ اور باطل کی تباہی تھا۔ سو ان کے (عہد میں لڑی جانے والی) لڑائیاں بھی در اصل ایک طرح کا جہاد ہی ہیں۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ (ان لڑائیوں سے) حضرت مرتضٰے کا مقصد اصلاح کے سوا کچھ اور نہ تھا اور اس بناء پر ان جنگوں سے کوئی الزام ان کے دامن تک نہیں پہنچا مگر ان کے بارے میں (انکا) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارح (اعضاء) میں سے ایک جارحہ ہو جانا ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ان فسادات کی نفی (خاتمہ) مقصود ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کا حکم فرماتے اور کسی ایک طرح سے اس میں

www.kitabghar.org

مداخلت می نمودند چنانکہ در فتح شام و عراق فرمودند و آن سعیہا منتج ثمرات خود می بود، چون نقی این فساد ہا واقع نشد بلکہ ہر تدبیری منعکس گشت، دانستیم کہ از آن جنس نیستند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از نزدیک خدا تعالیٰ بآن موعود شدہ باشند و چون پیش از اتمام متوفی شدند دیگری بآن قیام نمود و بر دست دیگری صورت گرفت، آری این معنی در قتال خوارج متحقق است و بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دران حادثہ واقع، و حضرت مرتضیٰ خود این واقعہ را بیان کرد۔ عن ابی کثیر مولی الانصار قال کنت مع سیدی مع علی بن ابی طالب حیث قتل اھل النہروان کان الناس وجدوا فی انفسھم من قتلھم، فقال علی یا ایھا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد حدثنا باقوام یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ثم لا یرجعون فیھا ابدا حتی یرجع السھم علی فوقہ وان اٰیۃ ذالک ان فیھم رجلا اسود مخدج الید احدی یدیہ کثدی المرأۃ لھا حلمۃ کحلمۃ ثدی المرأۃ حولہ سبع ہلبات، فالتمسوہ فانی اراہ فیھم، فالتمسوہ فوجدوہ فکبر علی فقال اللہ اکبر صدق اللہ ورسولہ وانہ لمتقلد قوسا لہ عربیۃ فاخذھا بیدہ فجعل یطعن بھا فی مخدجتہ ویقول صدق اللہ ورسولہ وکبر الناس حین راوہ

مداخلت کرتے جیسا کہ آپ نے شام و عراق کی فتح کے بارے میں فرمایا اور ان کوششوں کے اپنے نتائج برآمد ہوئے۔ (مگر) چونکہ حضرت علی کے دور کے فسادات اور خانہ جنگیوں کا خاتمہ نہ ہوا بلکہ ان کی ہر تدبیر الٹی ہوگئی، تو ہمیں یہ بات (معلوم ہوگئی) کہ یہ ان امور کی جنس میں سے نہیں تھے جن کا وعدہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا اور جن کی تکمیل سے قبل آپ کی وفات ہوگئی تو کسی دوسرے شخص نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور اس کے ذریعہ اس کی تکمیل ہوئی۔ ہاں یہ بات خوارج سے قتال (جنگ) میں ضرور ثابت ہوئی اور اس حادثہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت واقع ہوئی۔ حضرت مرتضیٰ نے خود اس واقعہ کو بیان کیا ہے، انصار کے مولیٰ ابوکثیر نے روایت کیا ہے کہ میں اپنے آقا کے ہمراہ حضرت علی کے ساتھ اس جگہ جہاں اہل نہروان (خوارج) قتل ہوئے موجود تھا۔ ان کے قتل سے لوگوں کو صدمہ ہوا۔ اس پر حضرت علی نے کہا "اے لوگو! ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے گروہ کے بارے میں فرمایا تھا جو دین سے ایسے نکل جائے گا جیسے کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اس کے بعد یہ لوگ پھر کبھی دین میں واپس نہ آئیں گے تا آنکہ تیر اپنی سوفار کی طرف لوٹ آئے۔ (یعنی اس گروہ کا دین میں دوبارہ واپس آنا ناممکن ہے) اور اس بات کی (کہ یہی اہل نہروان وہ گمراہ گروہ ہیں) علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ہاتھ ناقص الخلقت ہوگا۔ یعنی اس کا ایک ہاتھ عورت کی پستان کے مانند ہوگا۔ اس میں ایسی ہی گھنڈی (سر پستان) ہوگی جیسی کہ عورت کے پستان میں ہوتی ہے اور اس کے گرد چاروں طرف سات (اونٹ جیسے) بال ہونگے تو لوگو! اس آدمی کو تلاش کرو کیونکہ میں اسے ان (مقتولین نہروان) میں دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے اس کی تلاش کی اور اسے پا لیا۔ اس پر حضرت علی نے کہا اللہ اکبر! اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ لوگوں نے بھی جب (اس کی لاش) دیکھی تو تکبیر کہی اور ایک دوسرے کو خوش خبری دی اور ان کا صدمہ دور ہو گیا۔

www.kitabghar.org

واستبشروا وذھب عنھم ما کانوا یجدونہ، اخرجہ احمد۔

وعن الحسن عن قیس بن عباد قال کنا مع علی فکان اذا شھد مشھدا او اشرف علی اکمۃ او ھبط وادیا قال سبحان اللہ صدق اللہ ورسولہ فقلت لرجل من بنی یشکر انطلق بنا الی امیر المؤمنین حتی نسألہ عن قولہ صدق اللہ ورسولہ' قال فانطلقنا الیہ فقلنا یا امیر المؤمنین رأیناک اذا شھدت مشھدا او ھبطت وادیا او اشرفت علی اکمۃ قلت صدق اللہ ورسولہ فھل عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیک شیئا فی ذلک' قال فاعرض عنا والححنا علیہ فلما رای ذلک قال واللہ ما عھد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھدا الا شیئا عھدہ الی الناس' ولکن الناس وقعوا علی عثمان فقتلوہ وکان غیری فیہ اسوء حالا وفعلا منی ثم انی رأیت انی احقھم بھذا الامر فوثبت علیہ فاللہ اعلم اصبنا ام اخطانا اخرجہ احمد۔

اما فضیلت شیخین باعتبار زیادت در جزء عملی نفس ناطقہ بنسبت تاثیر صحبت در نفوس ہمنشیناں ومعاملہ کنندگان بواسطہ استماع ایں جماعہ اقوال ایشاں را ومشاہدہ انجماعہ احوال و اقوال ایشاں را، پس ظاہر است اما تاثیر اقوال پس بیان آن آنست کہ مسلمین در زمان شیخین متفق بودند باخذ بسنت ظاہراً کہ معتبر بفقہ است وباطناً کہ معتبر باحسان وطریقت است

اس کو احمد نے بیان کیا ہے۔

اور حسن نے قیس بن عباد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت علی کے ساتھ تھے سو وہ جب لوگوں کا کوئی مجمع دیکھتے یا کسی ٹیلے پر چڑھتے یا کسی وادی میں اترتے تو کہتے "سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا"، راوی کا بیان ہے کہ میں نے قبیلۂ بنو یشکر کے ایک آدمی سے (جو ہمارے ساتھ تھا) کہا کہ ہمیں امیر المؤمنین کے پاس لے چلو تاکہ ہم ان سے انکے قول "اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا" (صدق اللہ ورسولہ) کے بارے میں پوچھیں۔ سو ہم ان کے پاس گئے اور ہم نے ان سے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ لوگوں کے مجمع کو دیکھتے یا کسی وادی (نشیبی زمین) میں اترتے یا کسی ٹیلے پر چڑھتے تو فرماتے "اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا" تو کیا اس بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کوئی عہد لیا تھا۔ (کوئی خاص بات فرمائی تھی) یہ سنکر حضرت علیؓ نے ہم سے منہ پھیر لیا مگر ہم نے اصرار کیا، انہوں نے جب یہ دیکھا تو کہا "خدا کی قسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی عہد نہ لیا اور مجھ سے کوئی خاص بات نہیں کہی مگر وہی باتیں جو انہوں نے سب لوگوں سے فرمائی تھیں لیکن لوگ حضرت عثمان کے مخالف ہو گئے ان پر الزام تراشی کی اور انہیں قتل کر دیا۔ اس سلسلے میں میرے علاوہ دوسرے کا حال وفعل مجھ سے بھی بُرا تھا۔ پھر میں نے یہ خیال کیا کہ میں اس امر (خلافت) کا زیادہ حقدار ہوں۔ پس میں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ سو خدا ہی جانتا ہے کہ آیا ہم نے صحیح کیا یا ہم سے غلطی ہوئی" اس روایت کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔

اب رہی اپنے ہم نشینوں اور اپنے ساتھ معاملہ کرنے والوں کے نفوس میں (ان) کے اقوال سنکر اور ان کے احوال و اقوال کو مشاہدہ کرکے ان کی صحبت سے متاثر ہونے کے تعلق سے نفس ناطقہ کے جزو عملی میں اضافہ (زیادتی) کے اعتبار سے شیخین کی افضلیت تو یہ واضح ونمایاں ہے (اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے) جہاں تک (شیخین کے) اقوال سے (انکے ہم نشینوں کے) متاثر ہونے کا تعلق ہے تو اس کا بیان یہ ہے کہ شیخین کے زمانے میں سنت کو اخذ کرنے میں (خواہ) ظاہر کے اعتبار سے ہو کہ فقہ میں معتبر ہے اور خواہ باطن کی رو سے ہو کہ احسان وطریقت میں اس کا اعتبار ہے

www.kitabghar.org

ومواخذہ شیخین اصحاب را بایں دو طریق وتادیب ایشاں با وجود آنکہ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریافتہ بودند، وباشیخین در اصل صحبت وعلم وجہاد ہمعنان بودند، مانند سعد بن ابی وقاص ومعاذ بن جبل وابو عبیدۃ ابن الجراح وحذیفہ وعبداللہ بن مسعود شواہد این بسیار است تاجائی کہ ناظر متعجب شود وداند کہ ایں تاثیر غیبی است ؎

ہیبت حق است ایں از خلق نیست
ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

قصہ بنا کردن سعد بن ابی وقاص خانہ را ونصب کردن دروازہ براسلوب خانہ ہاے اکاسرہ باز شکستن آن بموعظت فاروق مشہور است، وعزل خالد باآن ہمہ شجاعت وجلالت کہ داشت، ومواخذہ کردن فاروق او را بصلہ شاعری وعدم ثوران فتنہ ازان، وتہدیدات فاروق عمرو بن العاص را وامثال او در کتب تاریخ ورقائق مذکور است، وتقریر او مسائل را واجماع آرا بر انچہ مقتضای رای او بود مثل حادثہ وضع خراج، در کتب آثار مسطور است، چوں نوبت خلافت بمرتضی رسید قلوب ایشان متفرق شدند ونفوس ایشاں سر بر آوردند ودر مسئلہ اثبات خلافت وجواز تحکیم وعلید از استیفار قصاص حضرت ذی النورین بچند تقریر مطول تر شد، مغلق تر گشت وشبہات بیشتر درمیان آمدند ولاسیما از صحابہ ہیچکس از رای خود بر نگشت وایں حکایتہا را موافق ومخالف ہر دو متفق اند اگرچہ ہر یکے سرد حکایت بمقتضاے مذہب

مسلمان متفق وہم خیال تھے۔ اور شیخین ان دو طریقوں سے اصحاب کا مواخذہ اور ان کی تادیب کرتے تھے، ہر چند کہ وہ (اصحاب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف تھے۔ اور صحبت رسولؐ، علم وجہاد میں شیخین کے ہم پلہ تھے (ان اصحاب میں مثلاً) حضرات سعدؓ بن ابی وقاص، معاذؓ بن جبل، ابو عبیدہؓ بن جراح، حذیفہؓ (بن یمان) وعبداللہؓ ابن مسعود (وغیرہ) شامل ہیں جن کی شیخین نے گرفت اور تادیب کی اس کی مثالیں (شواہد) بہت ہیں اس حد تک کہ دیکھنے والا متعجب ہوجاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ غیبی تاثیر ہے ؎

یہ حق کی ہیبت (دبدبہ) ہے مخلوق کا (خوف) نہیں ہے۔
یہ اس خرقہ پوش شخص کی ہیبت (رعب) نہیں ہے۔

یہ واقعہ بڑی شہرت رکھتا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے (کوفہ میں) ایک مکان تعمیر کرایا اور اس میں ایران کے بادشاہوں کی طرز کا دروازہ لگوایا مگر حضرت فاروق کی نصیحت پر اسے توڑ دیا۔ (اسی طرح) حضرت خالد (بن ولید) کو ان کی تمام تر شجاعت و جلالت شان کے باوجود معزول کر دیا، ایک شاعر کو انعام دینے پر حضرت فاروق کا ان سے مواخذہ کرنا اور اس کے نتیجے میں کسی فتنہ کا برپا نہ ہونا۔ حضرت عمرو بن عاص کو حضرت فاروق کا ڈانٹنا اور اس جیسے دوسرے واقعات تاریخ اور رقائق (زہد و موعظت) کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ (حضرت عمرؓ) کا مسائل (مہمہ) میں تقریر کرنا اور ان کی رائے پر لوگوں کا اجماع ہوجانا مثلاً خراج کے نفاذ و تعین کے سلسلہ میں (لوگوں کا اجماع وغیرہ) احادیث و آثار کی کتابوں میں مرقوم ہیں مگر جب خلافت کی نوبت حضرت مرتضیٰ تک پہنچی تو (لوگوں کے) دلوں میں تفرقہ پڑ گیا اور ان کے نفوس (ذاتی اغراض) نے سر اٹھایا (انکی) خلافت کے اثبات، تحکیم (ثالثوں کے تقرر) کے جواز اور حضرت ذوالنورینؓ کا قصاص لینے سے انکی معذوری کے بارے میں گفتگو جتنی ہوئی اتنی ہی زیادہ پیچیدہ ہو گئی اور لوگوں میں بہت زیادہ شبہات پیدا ہوئے خصوصاً صحابہ میں سے کوئی شخص بھی اپنی رائے سے نہ پھرا۔ ان واقعات پر موافق و مخالف دونوں ہی متفق ہیں گو انہوں نے انکے بیان کرنے میں اپنے اپنے مذہب و مسلک کے مطابق واقعہ نگاری و داستان طرازی کی ہو (مگر) ان واقعات کے

www.kitabghar.org

خود کردہ باشد۔

واما تاثیر احوال پس ازاں میتواں دانست کہ مصاحبان شیخین ہمہ متادب بودند بادب شریعت وراغب باحسان، واز کسی حرکتی شنیعہ ظاہر نشد ومصاحبان حضرت مرتضیٰ اکثر ایشاں سپاہی منشان بودند اہل طمع وحرص وحقد وحسد وبا حضرت مرتضیٰ خلوص محبت نداشتند ونہ رسوخ انقیاد، چنانکہ جناب مرتضیٰ مکرر از ایشاں بر سر منبر شکایت ہا میکرد کہ کاشکی اہل کوفہ را صرف کنیم با اہل شام مانند صرف دراہم ودنانیر دہ کس را دہم ویکی بستانم، وبیوفائی با از ایشاں ظاہر شد چنانکہ تا حال الکوفی لا یوفی مثل سائر است وباحسن مجتبیٰ وحسین شہید کربلا رضی اللہ عنہما آنچہ از بیوفائی ہا کردند محتاج بیان نیست، وجمعی کہ خلوص محبت ورسوخ انقیاد داشتند در اعتقاد خود شیر وگر بہ افتادند جمعی افراط کردند در اعتقاد وتعظیم تا انجا رسانیدند کہ حد غیر نبی نباشد، وحضرت مرتضیٰ ایشاں را ازیں افراط مکرر باز میداشت وایشاں منزجر نشدند، چنانکہ قصہ ہائے بسیار بنسبت آنجماعہ کہ در صحابہ طعن میکردند منقول است وجمعی تفریط کردند دون آنچہ در حق او می بایست وجمعی متوسط الحال بودند وایشاں اصحاب عبداللہ بن مسعود اند، ودر حمل کلام او بر معنی مناسب نیز مختلف شدند، جمعی اینہمہ مبالغہ ہا وتاکید ہا کہ بر سر منبر میفرمود اصغا نمیکردند ومیگفتند مرد محارب است میگوید خلاف آنچہ در خاطر دارد و

رونما ہونے پر موافق ومخالف دونوں ہی متفق ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ (شیخین کے) احوال کی تاثیر سے (ان کے ہم نشین واصحاب) کس حد تک متاثر ہوئے تو یہ بات اس بات سے جانی جا سکتی ہے کہ شیخین کے سبھی جلیس وہم نشین شریعت کا ادب کرنے اور احسان سے رغبت رکھتے تھے اور ان میں سے کسی سے بھی کوئی قابل اعتراض حرکت ظاہر نہ ہوئی (اس کے برعکس) حضرت مرتضیٰ کے زیادہ تر مصاحبین سپاہی منش، لالچی، حریص، کینہ پرور وحاسد تھے حضرت مرتضیٰ سے محبت کا خلوص ان میں نہ تھا اور نہ ان کی اطاعت کا جذبہ ان کے دلوں میں راسخ تھا۔ چنانچہ جناب مرتضیٰ اکثر (مسجد کوفہ کے) منبر پر ان کی شکایتیں کرتے تھے کہ کاش اس طرح جیسے کہ درہم ودینار بدلے جاتے ہیں ہم اہل کوفہ کا اہل شام سے تبادلہ کر لیتے اور میں دس کوفیوں کو دے کر ان کے بدلے میں صرف ایک شامی لے لیتا۔ ان کوفیوں سے اس قدر بے وفائیاں ظاہر ہوئیں کہ اب تک یہ کہاوت مشہور ہے کہ "کوفی سے وفا نہیں" (الکوفی لا یوفی) ان (کوفیوں) نے حضرت حسن مجتبیٰ وحضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہما کے ساتھ جو بیوفائیاں کیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ (ان اہل کوفہ میں سے) جس گروہ کو (حضرت علی سے) محبت تھی اور ان میں اطاعت کا (جذبہ) پختہ تھا وہ اپنے اعتقاد میں بے اعتدالی کا شکار ہو گیا۔ ان میں سے ایک جماعت نے (حضرت علی سے) اپنے اعتقاد اور تعظیم میں اس حد تک غلو کیا اور اس حد تک ان کو پہنچایا جو غیر نبی کی حد نہیں (یعنی انہیں اعتقاد وتعظیم میں انبیاء کا ہم پلہ کر دیا) اور حضرت مرتضیٰ نے ان لوگوں کو اس افراط ومبالغہ سے بار بار منع کیا مگر یہ لوگ اس سے باز نہ آئے۔ چنانچہ اس جماعت کی نسبت جو صحابہ (کرام) کو مطعون کرتی ہے بہت سے قصے نقل کئے گئے ہیں۔ (اسی طرح) ایک جماعت نے (حضرت علی سے اعتقاد ومحبت کے سلسلے میں) تفریط (کمی) سے کام لیا اس سے بھی کم جو ان کے حق میں ضروری ہے (یعنی حضرت علی کی تعظیم ومحبت ان لوگوں نے بالکل نہ کی) اور ایک جماعت متوسط الحال (اعتدال پر) رہی اور یہ لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب ہیں۔ (اسی طرح) حضرت علی کے کلام کو مناسب معنی پر محمول کرنے میں بھی (اصحاب علی) باہم دگر مختلف الخیال ہو گئے۔ ایک گروہ والے ان تمام مبالغوں اور تاکیدوں کو جو حضرت علی (جامع کوفہ) کے منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے دھیان سے نہ سنتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ محارب شخص ہیں (بر سر جنگ ہیں) جو بات ان کے دل میں ہے اس کے برخلاف کہہ

www.kitabghar.org

ہمیں عقیدۂ فاسدہ تخم مذاہب فاسدہ شد، از تقیہ و اختیار آنچہ مخالف جمہور باشد چنانکہ شیعہ میگویند، و جمعی حمل کردند کلام او را و آنچہ بر موافق جماعہ باشد، و ایشان اصحاب عبداللہ بن مسعود بودند و روایات ایشان ہمانست عمدہ نزدیک اہل سنت و جماعت، پس اگر تاثیر صحبت مرتضیٰ ایشان را می گرفت ایں اختلافہا پیدا نمی شد چنانکہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و شیخین پیدا نشد۔

سوال ۷۔ اگر گوئی کہ حضرت مرتضیٰ بمر الحق دعوت می نمود و شیخین از مر الحق یک پایہ فرود تر می آمدند، و یا گوئی مخاطبات مرتضیٰ غامض تر بود و عامہ را دست بمعانی کلام او نرسید، و شیخین در کلام سہل التناول افتادہ می گفتند، یا گوئی احوال مرتضیٰ بہ تجرد و ملکیت مائل تر بود، و احوال شیخین بہ بشریت و اختلاط مناسب تر و مناسبت شرط است درمیان موثر و متاثر، پس اختلاف قوم ہم ناشی از کمال و افضلیت مرتضیٰ است، و اگر مرتضیٰ ایشان را آنچہ می بایست ارشاد فرمود و ایشان بقول او کار نکردند نقص ایں جماعہ عاصیہ ثابت میشود نہ نقص مرتضیٰ، چنانکہ جمعی با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نگرویدند و بسبب نگرویدن ایشان نقصی با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائد نشد بلکہ دائرہ شقاوت بر ایشان افتاد۔

جواب ۷۔ گوئیم الحق، ہیچ نقصی بمرتضیٰ رضی عائد نیست، و مذہب اہل سنت اثبات نقص بمرتضیٰ بوجہی از وجوہ نیست، بحث در فضیلت و افضلیت باعتبار تشبہ بہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم

رہے ہیں اور اسی عقیدۂ فاسدہ نے مذاہب فاسدہ کا بیج بویا مثلاً بہ تقیہ کا تخم فاسد بنا۔ اور ہر اس بات کو اختیار کرنے کا سبب ہوا جو جمہور (امت) کے خلاف ہو جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے اور ایک گروہ نے ان (حضرت علی) کے کلام کو انہیں باتوں پر محمول کیا اور (ان سے وہی مفہوم لیا) جو جمہور امت کے موافق تھا یہ لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب تھے اور ان کی (حضرت علی سے) روایتیں وہی ہیں جو اہل سنت جماعت کے نزدیک عمدہ و معتبر و مستند ہیں۔ سو اگر حضرت مرتضیٰ کی صحبت کا ان لوگوں (احباب علی) میں کچھ اثر ہوتا تو یہ سارے اختلافات پیدا نہ ہوتے جس طرح کہ (کسی قسم کے اختلافات) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے زمانے میں پیدا نہ ہوئے۔

سوال ۷۔ اگر آپ کہیں کہ حضرت مرتضیٰ بے لاگ حق و انصاف کی دعوت دیتے تھے اور شیخین بے لاگ حق و انصاف سے ایک پایہ نیچے اتر آتے تھے۔ یا اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت مرتضیٰ کے مخاطبات (خطاب گفتگو) نہایت دقیق و مشکل ہوتے تھے اور عام لوگ ان کے مفہوم و معنی کو نہ سمجھ پاتے تھے اور شیخین کی گفتگو آسانی سے سمجھ میں آجانے والی ہوتی تھی یا اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت مرتضیٰ کے احوال قطع علائق (تجرد) اور فرشتہ خصالی (ملکیت) کی جانب زیادہ مائل تھے اور شیخین کے احوال بشریت اور لوگوں سے میل جول (اختلاط) سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے اور چونکہ اثر انداز (موثر) و اثر پذیر (متاثر) کے درمیان مناسبت ضروری ہے سو (حضرت علی سے تاثر پذیری میں) لوگوں کا باہم دگر اختلاف بھی حضرت مرتضیٰ کے کمال افضلیت ہی کے باعث پیدا ہوا اور اگر حضرت مرتضیٰ ان لوگوں کو جو ضروری حکم دیتے تھے اور وہ لوگ ان کے قول کے مطابق عمل نہ کرتے تھے تو اس سے اس گمراہ جماعت کا نقص (عیب) ثابت ہوتا ہے نہ کہ جناب مرتضیٰ کا نقص (یہ ایسا ہی ہے) جس طرح کہ ایک گروہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب توجہ نہ کی اور ان کی بے توجہی کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی الزام نہیں لگا۔ اور انہیں لوگوں پر ان کی شقاوت و بدبختی کا عذاب و وبال آیا۔

جواب ۷۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ واقعی (ان لوگوں کی سرکشی سے) جناب مرتضیٰ پر کسی طرح کا الزام عائد نہیں ہوتا اور اہل سنت کے مذہب کی رو سے کسی سبب سے بھی نقص و عیب حضرت مرتضیٰ پر ثابت نہیں ہوتا۔ مگر یہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت (تشبہ) کے اعتبار سے فضیلت و

www.kitabghar.org

میرود، وخدا تعالیٰ درباب منت بر پیغامبر و بر
اصحاب او میفرماید هُوَالَّذِیْ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ
وبالمؤمنین والف بین قلوبہم لو انفقت
ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم
(الانفال ۶۲) وقال وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (آل عمران ۱۰۳)
ومعلوم است بوجہی کہ امکان شک ندارد کہ عرب
پیش از زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجہل
ناس واقطع ایشان بودند بارحام، خدا تعالےٰ
ہمہ را بفیض صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
متفق ساخت وتالیف فرمود، واہل بدو وحراس
ضب ویربوع را متادب بآداب انبیا گردانید،
وہر کسی برحسب استعداد خود از مائدہ کرم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فائدہ گرفت الا ہر ماردے
متمردی کہ ختم اللّٰہ علی قلوبہم وعلی
سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ (بقرہ ۷)
حال وی است، وہمچنیں در زمان شیخین اکثر
ناس برحسب استعداد بہرہ برداشتند الا اشقیائے
چند، پس میزان رحمت عامہ ظہور لطف است
درحق اکثر افراد انسان نہ کل آن، ما را بحث درہمیں
فوائد بود، وسنۃ اللہ وسنۃ رسل اللہ انست کہ
مرالحق را با شہد مدارات برآمیزند تا معجونی باشد
کہ بیماران امراض نفسانی بگلو توانند فرو برد لہذا
رخص در شریعت نازل شدند، وآنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم با منافقان مدارات نمود، ونیز سنۃ
رسل اللہ آنست کہ مخاطبات غامضہ با ایشان
القا نمایند تا دل ایشان متحیر نگردد وبا ایشان
بر روش ایشان باشند تا اخذ فیض توانند کرد،

افضلیت کی بحث ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے
اصحاب رضی اللہ عنہم پر اپنے احسان کے بارے میں فرماتا ہے: "وہ اللہ ہی ہے
جس نے (اے رسول) آپ کی اپنی نصرت اور مومنین سے تائید فرمائی اور مومنین
کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی اور جو آپ ساری دنیا کی دولت
خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت و محبت پیدا نہیں کر سکتے تھے"
(انفال ۶۲) اور (ایک دوسرے موقع پر) فرمایا: "اے (ایمان والو) اپنے پر اللہ کی
نعمتوں کو یاد کرو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں
ایک دوسرے کی الفت و محبت ڈال دی سو تم اللہ کی عنایت سے آپس میں بھائی بھائی
ہوگئے" (آل عمران ۱۰۳) یہ بات کسی شک و شبہ کے بغیر سب کے علم میں ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے سے پہلے عرب کے لوگ سب سے بڑے جاہل اور سب سے
زیادہ قطع رحم کرنے والے تھے مگر خدا تعالےٰ نے ان سب کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے فیض صحبت کی بدولت متحد و متفق بنا دیا اور ان کے درمیان الفت
پیدا کی۔ ان بدوؤں کو جو گوہ اور چوہوں کے محافظ و حامی تھے، انبیاء کے
ادب سے آداب سکھلا دیے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی صلاحیت کے بقدر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان کرم و عنایت سے فائدہ اٹھایا
ماسوائے ان سرکش و نافرمان لوگوں کے جن کا یہ حال ہے کہ ان کے دلوں پر
اللہ نے مہریں لگا دی ہیں، اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردے ڈال دیے
ہیں" (بقرہ ۷) اسی طرح شیخین کے زمانے میں چند بدبختوں کو چھوڑ کر زیادہ
تر لوگوں نے اپنی صلاحیتوں کے مطابق (شیخین کی صحبت سے) حصہ پایا
سو عام رحمت و عنایت کی کسوٹی اور ترازو یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے حق
میں لطف خداوندی کا ظہور ہو نہ کہ تمام انسانوں کے حق میں۔ ہمارے زیر
بحث وہی صفت ہے جو نبوت و خلافت کی رکن رکین ہو سکتی ہے اور
اللہ اور اس کے رسول کی سنت یہ ہے کہ حق کی تلخی کو رواداری اور نرمی
کے شہد کے ساتھ ملا کر ایسا معجون بنا دیں کہ نفسانی بیماریوں کے مریض (آسانی
سے) اسے حلق سے نیچے اتار لیں۔ اسلئے شریعت میں سہولت و تخفیف
نازل ہوئیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں (تک) کے ساتھ
مدارات سے پیش آتے تھے۔ اور نیز رسولوں کی سنت یہ بھی ہے
کہ لوگوں سے مشکل اور دقیق خطابات کلام نہ کریں تاکہ ان کے دل حیران و
پریشان نہ ہو جائیں۔ (انبیاء و رسل) عوام کے ساتھ انہیں کی روش پر رہتے ہیں

www.kitabghar.org

ولہذا خدا تعالیٰ آدمیاں را پیغامبر ساخت نہ ملائکہ را چنانکہ در قرآن عظیم مکرر بیان فرمود، پس مشابہت کاملہ با انبیاء ہمیں است کہ بایں نوع معاملہ کنند، وہر کہ ایں صفت در وی اکمل وی افضل امت باشد باعتبار نشر ملت و پرورش اہل ملت وہمیں است تفسیر افضلیت در خلافت پس مانع از ظہور ایں صفت ہرچہ باشد، خواہ شدت ورع، وغموض قول، وغلبہ تجرد، یا غیر آن، از کمال نیابت وتمام خلافت وانتہا در تشبہ با پیغامبران در انچہ ینفع ملت عائد است باز داشتہ است۔

وایں سخنی است کہ بر سبیل تنزل گفتہ می شود، والا اگر مر الحق را بشگافیم بہ نسبت تجوز در ماکل وملابس وتقلل معاش وما نند آن مسلم است، وبامبحث ما تعلقی ندارد واختصاص آن مسلم نیست، واگر بہ نسبت اموری کہ بخلافت وریاست تعلق دارد وبہ نسبت ترک مقاتلات مسلمین کہ خطر آن اعظم است، بگوئیم مر الحق بجانب شیخین است ونہایت امر مرتضیٰ آن باشد کہ لا لہ ولا علیہ، واگر بہ نسبت قلت اعتنا بتالیف جمعی کہ ہمراہ او بودند اعتبار کنیم، پس مر الحق تالیف ایشان ست، چنانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردند، زیرا کہ انتظام مسلمین چوں بغیر ایں معنی متحقق نمی شود وایں معنی یکے از امور مہمہ باشد، وہمچنیں اگر غموض سخن را بشگافیم بہ نسبت علوم دقیقہ محل بحث نیست بلکہ واقع ہم نیست چنانکہ بتفصیل بیان کردیم، واگر بنسبت توریہ در سخن ودور دور رفتن در مقتضاء "الحرب خدعۃ" اعتبار کنیم موجب مدحی نمی باشد، وہمچنیں دعوی مائل بودن بتجرد با وجود آنہمہ مداخلات ومنازعات

تاکہ لوگ ان سے فیض حاصل کر سکیں اسلئے خدا تعالیٰ نے آدمیوں کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ملائکہ (فرشتوں) کو منصب رسالت پر فائز نہ کیا۔ یہ بات قرآن عظیم میں بار بار اللہ نے بیان فرمائی ہے۔ سو انبیاء کے ساتھ پوری مشابہت (مشابہت کاملہ) یہی ہے کہ وہ لوگوں سے اس طرح کا معاملہ کریں اور جس شخص میں یہ صفت زیادہ مکمل طور سے پائی جائیگی وہی ملت محمدیہ کی اشاعت وتبلیغ اور اہل ملت محمدیہ کی تربیت وپرورش کے اعتبار سے امت محمدیہ میں سب سے افضل ہوگا اور خلافت میں افضلیت کی یہی تفسیر وتوضیح ہے، اس بناء پر اس وصف (صفت) کے ظہور پذیر ہونے میں جو چیز بھی رکاوٹ بنے گی خواہ وہ: انتہائی پرہیزگاری واحتیاط ہو، خواہ دقیق کلام ہو، خواہ ترک علائق (تجرد) کا غلبہ ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور بات ہو وہ رسول کی مکمل نیابت (نائب ہونا) اور کمال خلافت اور ملت کیلئے مفید امور میں پیغمبروں سے تشبہ (مشابہت) سے باز رکھے گی اور اس کے لئے مانع ہوگی۔

یہ بات بر سبیل تنزل کہی گئی ہے ورنہ اگر ہم مر الحق (تلخ حق، بے لاگ انصاف) کی حقیقت پر غور کریں تو وہ کھانے، پہننے میں قلت اور معاش میں کمی اور اس جیسی دوسری باتوں میں مسلم ہے اور ہمارے مبحث (موضوع) سے اس کا کوئی تعلق اور اس سے اختصاص قابل تسلیم نہیں ہے اگر ہم خلافت وریاست سے تعلق رکھنے والے معاملات کے حوالہ سے اور مسلمانوں سے جنگ ترک کرنے کی نسبت سے جس کا بڑا خطرہ ہے مر الحق (تلخ حق) کی بات کریں تو حق شیخین کی طرف ہوگا۔ اور حضرت مرتضیٰ کا انتہائی معاملہ یہ ہوگا کہ مر الحق نہ تو ان کی حمایت میں ہوگا اور نہ ان کے خلاف۔ اور اگر وہ گروہ جو اُن کے ہمراہ تھا اس کی تالیف قلوب کی جانب کم توجہی کی نسبت سے ہم اعتبار کریں تو ان لوگوں کی تالیف قلب کرنا ہی مر الحق ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کا انتظام اس معنی کے بغیر متحقق نہیں ہوتا اور یہ حقیقت اہم امور میں سے ایک ہے۔ اسی طرح اگر ہم مشکل کلام کی حقیقت واضح کریں تو دقیق ومشکل علوم کے اعتبار سے اس پر بحث کی گنجائش نہیں ہے بلکہ یہ امر واقع بھی نہیں ہے جیسا کہ ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ اور اگر بات میں توریہ کے طریقہ اور "لڑائی ایک طرح کا مکر ہے" (الحرب خدعۃ) کے مصداق دور دور چلنے کی نسبت سے ہم (غموض سخن) کا اعتبار کریں تو یہ کوئی تعریف کی بات نہیں ہے۔ اس طرح سے ان تمام بے نتیجہ وبے ثمر دخل اندازیوں، تنازعات، کھینچ تان اور کشمکشوں اور کوششوں کے باوجود کہ

www.kitabghar.org

وکشش وکوشش کہ سابقاً از ہیچ خلیفہ مثل آن ظاہر نشد اگرچہ منتج ثمرات نگردید، گنجائش تسلیم ندارد، دوم آنست در آنکہ ہمہ عرب بعد انہماک در رذائل نفس ازیں مہالک صعبہ بفیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقدر استعداد خودہا خلاص شوند الا ماردی متمردی کہ ختم اللہ علیٰ قلوبھم صفت اوست وقلیل ماہو، وہمہ عرب بعد خلاص از رذائل وتمرن بر فضائل در مہالک صعبہ واقع شوند بقدر استعداد خودہا الا ہر نیک بختی کہ با حوادث نیک بختی او را زجنبانند وقلیل ماہو، واگرچہ ایں چیزہا در جلالت مرتضیٰ قدح نمیکند، زیراکہ وزر آن مخالفان بر ان مخالفان است فقط لیکن چون رجوع ثواب اعمال بہ پیشوای قوم امر مقرر است میباید کہ اجور اعمال تابعان شیخین زیادہ عائد شوند وبحضرت مرتضیٰ اجر بعض تابعان عائد شود، واز دیگران نہ اجر عائد شود ونہ وزر، وایں معنی در افضلیت کافی است۔

اما افضلیت شیخین باعتبار تحمل اعباء دعوت، پس بیان او آنست کہ اعباء دعوت سہ نوع بودہ اند، نوعی کہ پیش از ہجرت بود وقتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اظہار دعوت اسلام نمودند وعرب ہمہ بکفر وانکار برخاستند ویک دیگر بر ایں امر اتفاق نمودہ با یذاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب مشغول گشتند، دریں وقت صدیق اکبر و عمر فاروق سبب کسر جماعہ کفار وفل حد ایشان گشتند چنانکہ تقریر آن گذشت کہ صدیق اول کسی است از احرار بالغین کہ مسلمان شد وبر فقراء صحابہ انفاق نمود، وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے کسی خلیفہ سے ان جیسی باتیں سرزد نہ ہوئیں (حضرت علی کے متعلق) تجرد (ترکِ علائقِ دنیوی) کی جانب مائل ہونے کے دعویٰ کو تسلیم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور دوسرا واضح فرق ہے اس بات میں کہ تمام اہل عرب نفس کی رذالتوں میں منہمک ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض برکت سے ماسوائے ان قلیل سرکش نافرمان اشخاص کے کہ ختم اللہ علی قلوبہم (اللہ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں) جن کی صفت ہے، اپنی صلاحیتوں کی نسبت سے ان سخت تباہیوں سے چھٹکارا پا جائیں اور (اس بات میں کہ حضرت علی کے دور میں پھر وہی) سارے عرب رذائل سے نجات پانے اور فضائل کی مشق کے بعد ان تھوڑے سے نیک بختوں کے علاوہ جن کی نیک بختی کو حوادث کی آندھی (متزلزل نہ کر سکی) سب کے سب سخت ہلاکت میں جا پڑیں (ان دونوں باتوں میں واضح فرق ہے) اگرچہ ان باتوں سے جناب مرتضیٰ کی جلالتِ شان پر کوئی عیب نہیں لگتا اور نقص نہیں آتا، کیونکہ ان مخالفوں کا بار (بوجھ) صرف انہیں مخالفوں پر پڑتا ہے۔ مگر چونکہ یہ بات مسلّم ہے کہ اعمال (کاموں) کا ثواب پیشوائے قوم کو بھی لوٹتا ہے، اس لئے چاہئے کہ شیخین کے متبعین (پیروکاروں) کے اعمال کے اجر شیخین کی جانب زیادہ عائد ہوں (حضرات شیخین کو اپنے پیروؤں کے اچھے کاموں کا زیادہ اجر نیک ملے) اور حضرت مرتضیٰ کو ان کے بعض متبعین کا اجر (نیک) ملے اور بعض دوسرے متبعین سے نہ انہیں کوئی اجر ملے اور نہ ان پر ان کی کوئی ذمہ داری ہی ہو۔ افضلیت (کی بحث) میں یہ بات کافی ہے۔

رہی شیخین کی فضیلت دعوت (اسلام) کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کے اعتبار سے تو اس کا بیان یہ ہے کہ دعوت کی ذمہ داریاں تین قسم کی تھیں:۔

(اول) وہ قسم جو ہجرت سے پہلے تھی جس وقت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت کا اظہار فرمایا اور تمام عرب کفر و انکار کے ساتھ (اس کے خلاف) اٹھ کھڑے ہوئے اور آپس میں اس امر (یعنی مخالفت) پر اتفاق کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (پاک) کی ایذا دہی میں مشغول ہو گئے، تو اس وقت صدیق اکبر اور عمر فاروق کافروں کی جماعت کی شکست اور ان کی (شمشیر مخالفت کی) دھار کو کند کرنے کا باعث ہوئے، جیسا کہ اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صدیق آزاد بالغ مردوں میں پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے اور غریب صحابہ پر انہوں نے مال خرچ کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے ابوبکرؓ

www.kitabghar.org

فرمودند ما نفعنی مال احد ما نفعنی مال ابی بکر و در مشاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصرت داد و فاروق سبب عزت اسلام و غلبہ مسلمین گردید، بخلاف مرتضی کہ دران عصر صغیر بود، زیرا کہ وقت اسلام ہفت سالہ بود یا دہ سالہ عن عمر مولی غفرۃ قال سئل محمد بن کعب القرظی عن اول من اسلم اعلی او ابوبکر، قال سبحان اللہ علی اولہما اسلاما وانما اشتبہ علی الناس لان علیا اخفی اسلامہ من ابی طالب واسلم ابوبکر فاظہر اسلامہ ولا شک عندنا ان علیا اولہما اسلاما اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب ۔

وعن حبۃ العرنی قال رأیت علیا ضحک علی المنبر لم ارہ ضحک ضحکا اکثر منہ حتی بدت نواجذہ ثم قال ذکرت قول ابی طالب، ظہر علینا ابو طالب وانا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نصلی ببطن نخلۃ، فقال ماذا تصنعان یا ابن اخی فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام، فقال ما بالذی تصنعان بأس او بالذی تقولان بأس ولکن واللہ لا تعلونی استی ابدا وضحک تعجبا بقول ابیہ ثم قال اللہم لا اعرف ان عبدا لک من ہذہ الامۃ عبدک قبلی غیر نبیک ثلاث مرار لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبعا اخرجہ احمد ۔

کے مال سے جتنا نفع پہنچا اتنا نفع کسی اور کے مال سے نہ پہنچا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات میں ان کی نصرت کی اور حضرت فاروقؓ اسلام کی عزت اور مسلمانوں کے غلبہ کا سبب ہوئے، حضرت مرتضیٰ کے برخلاف کہ وہ اس زمانے میں صغیر (السن) تھے کیونکہ اسلام (لانے) کے وقت ان کی عمر سات سال یا دس سال تھی، غفرہ کے مولیٰ عمر سے مروی ہے کہ محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا علی یا ابوبکرؓ؟ انہوں نے جواب دیا "اللہ پاک ہے (سبحان اللہ) علی ان دونوں میں پہلے اسلام لائے مگر لوگوں پر یہ بات مشتبہ ہو گئی کیونکہ علی نے اپنا اسلام ابو طالب سے چھپایا اور ابوبکر نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ اور اس بات میں ہمارے نزدیک کوئی شک نہیں ہے کہ سب سے پہلے علی ہی اسلام لائے"۔ اس روایت کو ابو عمر نے استیعاب میں بیان کیا ہے۔

اور حبہ عرنی سے مروی ہے کہ اس نے کہا "میں نے حضرت علی کو (کوفہ کی جامع مسجد میں) منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا اور میں نے انہیں منبر پر اس سے زیادہ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہنستے ہنستے ان کے دانت دکھائی دیئے۔ پھر انھوں نے مجھ سے کہا ابو طالب کی ایک بات یاد آئی۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نخلہ کے بطن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابو طالب نے ہمیں دیکھ لیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ تم دونوں کیا کر رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ابو طالب نے جواب دیا کہ تم دونوں جو کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یا انہوں نے یہ کہا کہ تم دونوں جو بات کہہ رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن خدا کی قسم مجھ سے میری سرین کبھی بلند نہ ہوگی"۔ حضرت علی اپنے باپ کی بات (یاد کرکے) حیرت سے ہنستے تھے۔ بعد ازاں انھوں نے فرمایا! "اے میرے اللہ مجھے نہیں معلوم کہ اس امت (اسلامیہ) میں تیرے کسی بندے نے مجھ سے پہلے تیرے نبیؐ کے سوا تیری عبادت کی ہو"۔ یہ بات انہوں نے تین بار کہی۔ (پھر کہا) کیونکہ میں نے لوگوں سے پہلے سات نمازیں پڑھیں۔ یہ روایت امام احمد بن حنبل کی ہے۔

www.kitabghar.org

ونوعی کہ بعد از ہجرت بود تا وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و شیخین و مرتضیٰ بعد اشتراک در تحمل اعباء جہاد مختلف شدند، مرتضیٰؓ بشجاعت پہلوانی پیش قدمی کرد و شیخین بمشورت کہ شعبہ ایست از شجاعت ملوک وامراء واگر کسی تامل بلیغ و استقراء تمام بکار برد بداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدری کہ با شیخین مشورہ کردہ اند وا صغاء صلاح دید ایشان نمودہ با دیگری نکردہ اند، واین معنی از قصص وحکایات ظاہر است۔

ونوعی کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شد و امورے کہ در بعثت آنحضرت داخل بود کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتیت مفاتیح الارض، لیکن صعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بملأ اعلیٰ پیش از ظہور آن مقدر بود، پس شیخین بطریق نیابت آن معنی را سرانجام دادند، و در ان باب ہیچ لاحقی را لحوق بایشان ممکن نشد چہ جاے مساوات و مسابقت، وحضرت مرتضیٰ این معنی را روشن تر ادا نمود، گفت سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وثنّی ابوبکر وثلث عمر ثم خبطتنا فتنۃ فہو ماشاء اللہ" واین قول از مرتضیٰ بطریق تواتر روایت کردہ شدہ وہر کہ اسانید آن میخواہد در مسند احمد نظر کند، وحضرت مرتضیٰ در ایام خلافت خود در شغل مناقشہا ومنازعہا افتاد و در ایام او ہیچ بلد مفتوح نشد، وہیچ فتحی ظاہر نگردید، بلکہ جہاد بالکلیہ مسدود ماند، پس باعتبار تحمل اعباء جہاد شیخین افضل وارجح شدند۔

(دوم) وہ قسم جو ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک تھی۔ حضرات شیخین و مرتضیٰ جہاد کی ذمہ داریوں کو اٹھانے میں باہم مشترک ہونے کے بعد باہم دگر مختلف ہیں۔ حضرت مرتضیٰ پہلوانوں والی بہادری کے ساتھ پیش قدمی کرتے تھے اور حضرات شیخین مشورے کے ساتھ شریک جہاد ہوتے تھے) جو بادشاہوں اور امراء کی شجاعت و بہادری کا ایک شعبہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص بہت زیادہ غور اور پورا پورا تتبع کرے تو وہ جان جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر شیخین سے مشورہ کیا ہے اور ان کے مشوروں پر جتنا دھیان دیا ہے دوسروں کے ساتھ ایسا نہیں کیا ہے اور یہ بات واقعات وحکایات سے واضح وظاہر ہو گئی ہے۔

(سوم) وہ قسم جو ان امور میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں داخل تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ظاہر ہوئی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مجھے زمین کی چابیاں عطا کی گئیں"۔ مگر ان کے ظہور سے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ملأ اعلیٰ کی جانب صعود (آپ کا وصال) مقدر ہو چکا تھا اسلئے حضرات شیخین نے نیابت کے طور پر اس کام کو سرانجام دیا۔ اور اس باب میں کسی بعد میں آنے والے کے لئے ان کے برابر ہونا یا ان سے بڑھ جانا تو بڑی بات ہے انہیں پالینا یا ان کے پیچھے پیچھے چلے آنا بھی ممکن نہ ہوا۔ خود جناب مرتضیٰ نے اس بات کو واضح طریقے سے ادا فرمایا ہے آپ نے کہا " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے سبقت لے گئے پھر دوسرے نمبر پر حضرت ابوبکرؓ رہے اور تیسرے درجہ پر حضرت عمرؓ بعد ازاں ہمیں فتنہ و فساد نے راستہ سے بھٹکا دیا"۔ حضرت مرتضیٰ سے یہ بات بتواتر روایت کی گئی ہے اور جو اس کی سند دیکھنا چاہتا ہے مسند احمد میں دیکھ لے۔ حضرت مرتضیٰ اپنی خلافت کے زمانے میں مناقشات و تنازعات میں الجھ کر رہ گئے اور ان کے زمانے میں کوئی شہر فتح نہ ہوا اور کسی قسم کی فتح ظاہر نہ ہوئی بلکہ جہاد یکسر موقوف ہو گیا۔ اس لئے جہاد کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے اعتبار سے حضرات شیخین افضل وارجح ہیں۔

www.kitabghar.org

باید دانست کہ شجاعت دو قسم است شجاعت پہلواناں وشجاعت امراء، شجاعت پہلواناں غلبہ بر اقران است در مبارزت بقوت بطش وثبات قلب، وشجاعت امراء، فتح بلاد وہزیمت دادن جیوش است بسیاست جیش وحسن استعمال آنہا در مواضع آنہا با ثبات قلب و زیادت عقل وعدالت ودانستن ہرچہ در وقت مطلوب است از صلح وجنگ وتانی وعجلت ودانستن معرفت ہر یک از افراد جیش وکار مطلوب گرفتن از ایشان، وگاہی این دو شجاعت مفترق مے شوند، چنانکہ عنتر موصوف بود بشجاعت پہلوانی فقط، وامیر تیمور بشجاعت امراء فقط پس تیمور اشجع ملوک بود ہرچند منقول نشد کہ با پہلوانی مبارزت کردہ باشد واورا از پا افگندہ باشد، وہرچند حضرات خلفا ہمہ متصف بودند بہر دو شجاعت اما حضرات شیخین را فضل بود در شجاعت امراء وحضرت مرتضی را زیادت بود در شجاعت پہلواناں واین معنی بدیہی است بنسبت کسی کہ سیرت کسبی ہمہ ایشاں وآثار منقولہ ہر از ایشاں دانستہ باشد، وشجاعت امرا انفع است در تمشیت ملت، وشجاعت پہلواناں نیز دراں دخلی دارد بقدر خود، ولہذا نصیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ میزان شرف وفضل است ومنتہای آں، از شجاعت امرا اوفر واتم بود بنسبت شجاعت پہلواناں وہمچناں از رؤسار دین ودنیا شدہ آمدہ است۔

اما افضلیت شیخین باعتبار نشر علوم دین،

جاننا چاہیے کہ شجاعت کی دو قسمیں ہیں (ایک) پہلوانوں کی شجاعت اور (دوسری) امراء اور سپہ سالاروں کی شجاعت۔ پہلوانوں کی شجاعت یہ ہے کہ دوبدو لڑائی (مبارزت) میں دل کے ثبات اور گرفت کی قوت سے مدمقابل پر غلبہ پایا جائے۔ اور سرداروں کی شجاعت یہ ہے کہ عدالت وعقل کی زیادتی اور دل کی پامردی (ثبات قلب) کے ساتھ فوج کی سیاست اور اپنی جگہ پر (اس کے مقام پر) اس کے بہتر استعمال سے (دشمنوں کے) لشکروں کو شکست دی جائے اور ملکوں کو فتح کیا جائے۔ (ونیز) یہ علم ہو کہ صلح وجنگ اور سستی وعجلت میں سے کس وقت کیا چیز ضروری ہے اور فوج کے لوگوں کے بارے میں معلومات رکھنا اور ان سے جو کام مطلوب ہو وہ لینا۔ کبھی یہ دونوں قسم کی شجاعتیں (افراد میں) الگ الگ ہوتی ہیں مثلاً عنترہ (بن شداد عبسی، ایک جاہلی شاعر) صرف پہلوانی شجاعت کے وصف سے متصف تھا اور امیر تیمور صرف سرداروں کی شجاعت (کے وصف سے موصوف تھا) پس تیمور بادشاہوں میں بہت زیادہ بہادر تھا ہر چند کہ اس کے بارے میں یہ واقعہ کہیں بھی مذکور نہیں ہے کہ اس نے کسی پہلوان سے دوبدو لڑائی لڑی ہو اور اسے شکست دے کر پچھاڑا ہو۔ اگرچہ تمام خلفاء ان دونوں ہی قسموں کی شجاعت سے متصف تھے۔ لیکن حضرات شیخین کو شجاعتِ امراء میں برتری (فضیلت) حاصل تھی اور حضرت مرتضیٰ کو شجاعتِ پہلواناں میں بڑائی حاصل تھی۔ اس شخص کے لئے جو ان حضرات کی سیرت اور ان سے مروی آثار واخبار سے واقف ہے یہ بات بدیہی ہے۔ درحقیقت سرداروں کی شجاعت (شجاعتِ امراء) ملت کو رواں دواں رکھنے میں زیادہ مفید ہے۔ اور پہلوانوں کی شجاعت کو بھی اس میں کسی قدر دخل ہے۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف وفضل کا معیار اور اس کی انتہا ہیں، شجاعتِ پہلوانی کے مقابلہ میں، شجاعتِ امراء سے وافر تر د کامل تر حصہ عطا ہوا تھا۔ اور ایسا ہی دین ودنیا کے (رؤسا کے حق میں) ہوتا چلا آیا ہے۔

اب رہی حضرات شیخین کی فضیلت دین کے علوم کو نشر

www.kitabghar.org

بیان آن آنست کہ افضل علوم قرآن عظیم است و جمع کنندہ قرآن و نصب کنندہ قاریان در آفاق شیخین اند، و حضرت مرتضیٰ ہر چند روایت قرآن کردہ است اما روایت آن نکردہ اند الا اصحاب عبداللہ بن مسعود از اہل کوفہ مثل زر بن حبیش و ابو عبدالرحمٰن السلمی، و ایشان اول بار قرآن را بر عبداللہ بن مسعود خواندہ بودند و بر مرتضیٰ دوبارہ گذرانیدند، و اگر نمیگذرانیدند ہم روایت ایشان صحیح می بود۔

عن سعد بن عبیدۃ عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عن عثمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، قال واقرأنی ابو عبدالرحمٰن فی امرۃ عثمان حتی کان الحجاج قال وذلک الذی اقعدنی مقعدی ہذا اخرجہ البخاری،

و بعد از قرآن عظیم حدیث آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم و فاروق محدثین را در آفاق فرستاد، و اصل علم حدیث ہمانست، از جملہ ایشان عبداللہ بن مسعود بود در کوفہ، و روایت او در کوفہ ثابت است، و از جملہ ایشان ابو موسیٰ و جمعی دیگر در بصرہ، و ہمچنان در شام جمعی از صحابہ، اما مرتضیٰ در بلاد کسی را نصب نکرد وی در حدیث مثل عبداللہ بن مسعود ست، لیکن اینجا فرقی ہست کہ اہل حدیث آن را مے دانند، و آن آنست کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود ثقات و فقہا اند، و رواۃ حضرت مرتضیٰ لشکریان مستور الحال، و حدیث مرتضیٰ بدرجہ صحت

کرنے کے اعتبار سے تو اس کا بیان یہ ہے کہ تمام علوم میں سب سے افضل قرآن عظیم ہے اور قرآن کو جمع کرنے والے اور ممالک و اطراف میں قاریوں کا تقرر کرنے والے شیخین ہیں۔ اگرچہ حضرت مرتضٰے نے قرآن کی روایت کی ہے مگر ان سے یہ روایتیں حضرت عبداللہ بن مسعود کے کوفی اصحاب مثلاً زر بن حبیش و ابو عبدالرحمٰن سلمی ہی نے کی ہے۔ ان (اصحاب ابن مسعود) نے پہلی بار قرآن کو حضرت عبداللہ بن مسعود سے پڑھا تھا اور حضرت مرتضیٰ سے اس کا اعادہ کیا تھا۔ اگر یہ لوگ اعادہ نہ بھی کرتے تو ان کی روایت صحیح ہوتی۔

سعد بن عبیدہ نے ابو عبدالرحمان سلمی سے اور انہوں نے حضرت عثمان سے روایت کیا ہے کہ نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھا وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا۔ (سعد بن عبیدہ نے) کہا کہ مجھے ابو عبدالرحمٰن (سلمی) نے حضرت عثمان کے دور خلافت میں قرآن کی تعلیم دی یہاں تک کہ حجاج (بن یوسف ثقفی کا دور) آیا (سعد بن عبیدہ نے مزید کہا) اور اس تعلیم قرآن نے مجھے اس (بلند) مقام پر بٹھایا۔ اس روایت کی تخریج (امام) بخاری نے کی ہے۔

قرآن عظیم (کے علم) کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث (کا علم) ہے۔ حضرت فاروق نے محدثین کو مختلف اطراف بلاد و ممالک میں بھیجا اور علم حدیث کی اصل وہی ہے۔ ان (محدثین) میں سے کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود ہیں جن کی روایتیں کوفہ میں ثابت ہیں۔ انہیں (محدثین) میں سے بصرہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری اور دوسرے حضرات ہیں۔ اسی طرح شام میں صحابہ (محدثین) کی ایک جماعت (حضرت عمر فاروق کی فرستادہ) تھی۔ (اس کے برعکس) حضرت مرتضیٰ نے کسی کو بلاد و امصار میں تعلیم حدیث کے لئے مقرر نہ فرمایا۔ وہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی طرح ہیں لیکن یہاں (حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں) ایک فرق ہے جسے علمائے حدیث جانتے ہیں (وہ فرق) یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب (تلامذہ) ثقہ (و معتبر) اور فقیہ ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰ سے روایت کرنے والے مجہول الحال سپاہی ہیں اور حضرت مرتضیٰ سے مروی صرف وہی احادیث

www.kitabghar.org

نرسیدہ است، الا آنچہ اصحاب عبداللہ بن مسعود روایت کردہ اند۔ عن ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا وا خفی عنہ قال فدعا بقضاء علی فجعل یکتب منہ اشیاء ویمر بہ الشئ فیقول واللہ ما قضی بھذا علی الا ان یکون ضل وعن ابی اسحٰق قال لما احدثوا تلک الاشیاء بعد علی قال رجل من اصحاب علی قاتلھم اللہ ای علم افسدوا وعن ابن عباس قال سمعت المغیرۃ یقول لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود روی الاحادیث الثلثۃ مسلم فی مقدمۃ صحیحہ۔ واما اھل مدینہ و اھل شام از حضرت مرتضیٰ حدیث ندارند الا قلیلی۔

وبعد از قرآن وحدیث مدار اسلام بر فقہ است وامہات فقہ مسائل اجماعیۂ عمر فاروق است واگر اکثر اہل اسلام را بنظر امتحان نگاہ کنی حنفیان ومالکیان و شافعیان اند۔ اما مذہب مالک پس بنائے آن موطا است، ودر موطا از روایت مرتضیٰ بجز چند حدیث مرفوع وچند اثر شمردہ شدہ منقول نیست وہمچنین در مسند ابی حنیفہ و آثار امام محمد کہ مبنائی فقہ حنفیہ است از روایت مرتضیٰ بجز حدیث مرفوع وچند

درجۂ صحت پر پہنچتی ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب (وتلامذہ) نے روایت کی ہیں۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس کو خط لکھ کر یہ درخواست کی کہ وہ مجھے ایک مکتوب لکھیں اور مجھے ضروری نصیحت کریں۔ (مجھ سے ایسی حدیث نہ بیان کریں جس سے قصور فہم کے باعث فتنہ وفساد میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو) پس (ابن عباس نے) کہا کہ نصیحت پذیر بیٹے کے لیے میں بعض باتیں اختیار کردوں گا اور اس سے کچھ باتوں کو اٹھا رکھوں گا (اور اسے نصیحت کردونگا) راوی کا بیان ہے کہ (حضرت عبداللہ بن عباس نے) حضرت علی کے فتاویٰ منگوا کر ان میں سے کچھ باتیں لکھنی شروع کیں ان کی نگاہ سے (قضائے علی) میں کوئی بات گزرتی تو کہتے "خدا کی قسم بجز اس صورت کے کہ وہ گمراہ ہوگئے ہوں علی ایسا فیصلہ نہیں کرسکتے تھے"۔ ابواسحاق سے مروی ہے کہ حضرت علی کے بعد جب لوگ یہ باتیں (جھوٹی روایتیں) ان سے بیان کرنے لگے، تو حضرت علی کے اصحاب (شاگردوں) میں سے ایک آدمی نے کہا: "اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے کس علم میں انہوں نے دروغ گوئی سے کام لے کر اسے خراب و برباد کردیا"۔ ابن عباشؔ[1] کی روایت ہے کہ میں نے حضرت مغیرہ کو یہ کہتے سنا کہ وہ حضرت علی سے مروی انہیں احادیث کی تصدیق کرتے تھے (صحیح سمجھتے تھے) جنہیں حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب (تلامذہ) نے روایت کیا ہوتا۔ ان تینوں احادیث کو مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں بیان کیا ہے جہاں تک اہل مدینہ و اہل شام کا تعلق ہے تو انہوں نے حضرت مرتضیٰ سے چند روایات کے سوا کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

قرآن وحدیث (کے علوم) کے بعد اسلام کا مدار (انحصار) فقہ پر ہے۔ اور حضرت عمر فاروق کے اجماعی مسائل ہی فقہ کے امہات (اصول و اساس احکام) ہیں۔ اور جو آپ امتحان کی غرض سے اہل اسلام کی اکثریت پر نظر ڈالیں تو وہ حنفی، مالکی اور شافعی ہیں۔ جہاں تک امام مالک کے مذہب (فقہی) کا تعلق ہے تو اس کی اساس مؤطا ہے اور مؤطا میں حضرت مرتضیٰ کی روایت سے چند حدیث مرفوع اور چند گنے چنے آثار کے سوا کچھ اور منقول نہیں ہے۔ اسی طرح مسند ابی حنیفہ اور آثار امام محمد میں کہ فقہ حنفی کی بنیاد انہیں پر قائم ہے حضرت مرتضیٰ سے چند مرفوع احادیث اور چند گنے چنے اثر کے سوا موطا سے زیادہ کچھ بھی مروی نہیں ہے۔ اسی طرح مسند شافعی میں کہ

[1] صحیح مسلم جلد اول صفہ ۱ کے مطابق "ابن عباش" ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

اثر شمردہ شدہ زیادہ ازانچہ در موطا است بقلیلی منقول نیست، و ہمچنیں در مسند شافعی کہ مبنای مذہب شافعیہ است از روایت مرتضے بجز چند حدیث مرفوع و چند اثر موقوف کہ بنسبت احادیث مرویہ از دیگران در نہایت قلت است منقول نیست، و کسی کہ بر اصول و امہات ایں مذاہب اطلاع دارد شک نمیکند در آنکہ اصل این مذاہب مسائل اجماعیہ فاروق است، و آن مانند امر مشترک است درمیان ہمہ آنہا، بعد ازاں اعتماد بر فقہا صحابہ از اہل مدینہ مانند ابن عمر و عائشہ و فقہا رسبعہ از کبار تابعین مدینہ و زہری و مانند آن از صغار تابعین مدینہ اصل مذہب مالک است کہ صورت خاص مذہب او ازان پیدا شدہ ہمچنیں اعتماد بر فتاوی عبداللہ بن مسعود در غالب حال و بر قضایاے مرتضی در بعض احوال بان شرط کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود روایت کردہ باشند و اثبات نمودہ و بعد ازان بر تحقیقات ابراہیم نخعی و شعبی و تخریجات ایشاں اصل مذہب ابی حنیفہ است کہ بسبب آن صورت خاص مذہب او پیدا شدہ، و ہمچنیں تفتیش معتمد فقہای مکہ و مدینہ و عرض اقوال ایشان بر احادیث مرفوعہ و تنقیف آنہا بر قواعد اصول و تطبیق مختلفات از آنہا و مانند آن سبب صورت خاص مذہب شافعی شدہ است و جمع و تنقیح احادیث مرتضی و آثار مرتضی نیست، اما ایں معنی را بجز ماہر

شافعیوں کے (فقہی) مذہب کا مدار اسی پہ ہے حضرت مرتضیٰ سے چند مرفوع احادیث اور چند موقوف آثار کے سوا جو دوسرے (صحابہ) سے مروی حدیثوں کے مقابلہ میں نہایت قلیل ہیں، کچھ منقول نہیں ہے۔ اور جو شخص ان (فقہی) مذاہب کے اصول و مہمات پر نظر رکھتا ہے اسے اس بارے میں کوئی شک نہیں ہوگا کہ ان مذاہب کی اصل وہی مسائل ہیں جن پر حضرت فاروق رضؓ (کے دور میں) اجماع (امت) ہوا تھا۔ یہ بات گویا ان تمام مذاہب (ثلثہ) میں امر مشترک کے بطور ہے۔ (مسائل اجماعیہ فاروقیہ) کے بعد مدینہ کے فقہائے صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر (بن خطاب) حضرت عائشہ صدیقہ اور مدینہ کے کبار تابعین میں سے فقہائے سبعہ[1] اور زہری اور ان جیسے مدینہ کے دوسرے صغار تابعین پر امام مالک کے مذہب کا اعتماد و مدار ہے کیونکہ ان کے مذہب کی ایک خاص صورت و شکل انہیں امور سے پیدا ہوئی۔ اسی طرح اکثر حالات میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ پر اور بعض حالتوں میں حضرت مرتضیٰ کے قضایا (فیصلوں) پر بشرطیکہ انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب (تلامذہ) نے روایت کیا ہو اور ان کا اثبات کیا ہو! اور ان کے بعد ابراہیم نخعی و شعبی کی تحقیقات اور ان کی تخریجات پر اعتماد، امام ابوحنیفہ کے مذہب کی اصل ہے کہ انہیں کی بنا پر ان کے مذہب کی ایک خاص صورت و شکل ظاہر ہوئی۔ بالکل اسی طرح مکہ و مدینہ کے فقہاء کے (معتمد علیہ) مسائل کی تلاش اور ان کے اقوال کو مرفوع حدیثوں پر جانچنا اور اصول (حدیث) کے قواعد پر انہیں درست کرنا (ان کی تحقیق و تدقیق کرنا) اور اس سے ان کے (اختلاف روایت) کی تطبیق کرنا اور ان جیسے دوسرے اصول امام شافعی کے (فقہی) مذہب کی ایک مخصوص شکل پیدا ہونے کا سبب ہیں مگر حضرت مرتضیٰ کی احادیث کی جمع و تدوین و تنقیح اور ان کے آثار (ان مذاہب ثلثہ کے مخصوص شکل اختیار کرنے کا سبب نہیں ہیں) لیکن اس بات کو اصول (فقہ) و مہمات (مسائل) کے ماہر کے سوا کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔

---

[1] فقہائے سبعہ مدینہ یعنی سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، سالم بن عبداللہ بن عمر، خارجہ بن زید، عبیداللہ بن عبداللہ و سلیمان بن یسار ۱۲ (ضحی الاسلام ج ۲ ص ۲۰۹)

www.kitabghar.org

در اصولِ امہاتِ این مذاہب نمیتواند شناخت۔

وبعد ازان علم سیر ورقائق ست؛ وحضرت مرتضی یکے است از علماء صحابہ درین باب تساوی القدم با عبداللہ بن مسعود وغیر آن اما استناد نحو بحضرت مرتضی پس امریست اعتباری ونقلی بآن صحیح نشدہ، عن عاصم عن مورق العجلی قال قال عمر بن الخطاب تعلموا الفرائض واللحن والسنن کما تعلمون القرآن اخرجہ الدارمی،

وفی الدر النثیر اللحن یریدٗ تعلموا لغۃ العرب باعرابھا وفی الکشاف فی تفسیر قولہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فی تاویل روایۃ وَرَسُولِهِ بالجر علی الجوار وقیل علی القسم کقولہ لعمرك، وحکی ان اعرابیا سمع رجلاً یقرأھا فقال ان کان اللہ بریٔ من رسولہ فانا منہ بری فلببہ الرجل الی عمرؓ فحکی الاعرابی قراءتہ فعندھا امر عمرؓ بتعلیم العربیۃ۔ انتہیٰ؛ وایں قصہ دلالت میکند برآنکہ عجمیاں را مفید ساختن نحو منشار آن فاروق بود۔

اما تصوف بمعنی سلوک وتہذیب باطن پس نمی بینم کہ حضرت مرتضی در روایت این باب اکثر باشد از ابن مسعود وابن عمر مثلاً۔

سوال ۷۔ اگر گوئی کہ حضرت مرتضی اعلم ناس بود بقرآن وسنن ومردماں از وے آنہمہ روایت کردند، اما بسبب سوء تحمل ایشان

اس کے بعد علم سیر (سیرت وتاریخ) اور رقائق (پند وموعظت پر اثر مقالات) کا علم ہے حضرت مرتضیٰ اس ضمن میں علمائے صحابہ میں سے ایک ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے مساوی (ہم پلہ) ہیں۔ لیکن (علم) نحو کی نسبت حضرت مرتضیٰ کی طرف کرنا، تو یہ صرف اعتباری بات ہے اور اس سے متعلق کوئی صحیح روایت موجود نہیں ہے۔ عاصم سے مورق عجلی کے حوالے سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا لوگو! فرائض، لحن وسنن اسی طرح سیکھو جس طرح تم لوگ قرآن سیکھتے ہو۔ اسے دارمی نے روایت کیا ہے۔

اور الدر النثیر میں ہے کہ "لحن" سے یہ مراد ہے کہ عربی زبان اپنے اعراب کے ساتھ سیکھی جائے" اور تفسیر کشاف میں اس ارشاد خداوندی إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ[1] (بے شک اللہ اور اس کے رسول مشرکین سے بری الذمہ ہیں) کی تفسیر میں (رسولہ) (لام مجرور) میں لام کے زیر (مجرور) پڑھنے کی تاویل میں (مذکور) ہے کہ یا تو ایسا جوار[2] کی وجہ سے ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسا اسلئے ہے کہ "واؤ" قسمیہ ہے اور رسولہ کے لام کو اس طرح زیر (جر) ہے جیسے "لعمرك" کی "ک" میں ہے (اس ضمن میں) یہ حکایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک بدو (اعرابی) نے ایک شخص کو اس آیت میں رسولہ کو مجرور پڑھتے سنا (جس کا مطلب یہ ہوا کہ بیشک اللہ مشرکین اور اپنے رسول سے بری الذمہ ہے) تو بولا اگر اللہ اپنے رسول سے بری الذمہ ہے تو میں بھی اس سے بری الذمہ ہوں"۔ وہ شخص اس بدو (اعرابی) کو پکڑ کر حضرت عمر کے پاس لایا وہاں اس اعرابی نے (اس آیت کی) یہی قرأت کی (یعنی رسولِہ میں لام کو مجرور پڑھا) یہ سنکر حضرت عمر نے عربی زبان (قواعد نحو) کی تعلیم کا حکم دیا"۔ یہ قصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر نے اہل عجم کو نحو (عربی زبان وقواعد) کی تعلیم کا پابند کیا تھا۔

ایسے ہی تصوف کی بات جو سلوک اور تہذیب باطن کے مفہوم میں ہے تو اس موضوع کی روایات میں حضرت مرتضیٰ مثال کے طور پر حضرات ابن مسعود وابن عمر سے بڑھ کر نہیں ہیں۔

سوال ۷۔ اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت مرتضیٰ قرآن وسنن کے علم میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور لوگوں نے ان سے بہت سی روایتیں کیں مگر ان لوگوں کے سوء تحمل (صحیح طور پر ان کے علم کو لفذ

---

۱ سورۃ توبہ ۳۔ ۲ یعنی چونکہ حرف جر مِن اور اس کا مجرور "مشرکین"، لفظ "رسولہ" سے قریب ہی اسلئے "رسولہ" کے لام کو زیر دیا گیا ہے۔

www.kitabghar.org

علم او مختلط شد و انتفاع تام بآن متحقق
نگشت، پس افضلیت مرتضی را ازین معنی
ہیچ خلل نرسید۔

جواب: گویم آری فضل مرتضی را فی
نفسہ این معنی خلل نکرد و نہ استحقاق او خلافت
را و ہمین است عقیدہ ما، ولیکن نیابت پیغمبر
را از جہت جارحہ بودن در آنچہ خدا تعالے
اجمالا پیغمبر را داد و تفصیل او بر دست یکے از
امتیان او مطلوب بود خلل نمایان کرد،
زیرا کہ خلیفۂ پیغامبر بحقیقت مانند نے است
کہ در دہان نائی باشد ؎

او بجز نائی و ما جز نی نیم
او دمی بی ما و ما بی وی نہ ایم

پس ارادۂ الٰہی منعقد میشود بظہور علم و رشد
در افراد انسان و رفع مظالم ایشان و انقیاد
عالم این معنی را از ارادہ ہرگز متخلف نیست
کما قال عز من قائل، ولقد سبقت کلمتنا
لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون
وان جندنا لہم الغالبون[1] و این بمثابہ
آنست کہ در دل نائی غزلی بہم میرسد کہ
مقام راست یا عشاق را مثلا در ضمن فلان
غزل بسراید، بعد از آن رنگے از این ارادہ
در قوای عقلیہ و قلبیہ پیغامبر فرود می آید،
و قوای او را بافعال مناسبہ بآن مقصد در
ہیجان می آرد و پیغامبر منقاد این رنگ
شدہ بہر روش ممکن در سینہ این مقصود مداخلت
میفرماید، و این بمثابہ آنست کہ نائی صوتی از
گلوی خود بر می آرد کہ اجمال ہمان نغمہا است

نہ کرتے اور اسے محفوظ نہ رکھتے) کی وجہ سے حضرت مرتضیٰ کا علم گڈمڈ
ہوگیا اور اس سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھایا جا سکا۔ سو حضرت مرتضٰی کی
افضلیت میں اس بات سے کوئی خلل کیسے پڑ سکتا ہے؟

جواب:۔ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یقیناً اس بات سے
فی نفسہ حضرت مرتضیٰ کی افضلیت میں کوئی خلل نہیں پڑا اور نہ ان کے
استحقاقِ خلافت پر ہی (اس سے کوئی خلل واقع ہوا) یہی ہمارا عقیدہ ہے
(مگر اس بات سے) ان امور میں جو اللہ نے پیغمبر کو اجمالاً عطا فرمائے اور
جن کی تفصیل کسی امتی کے ذریعہ مطلوب تھی، پیغمبر کا جارحہ (دست و
بازو) ہونے کے اعتبار سے پیغمبر کی نیابت در جانشینی میں ضرور خلل پڑا
کیونکہ پیغمبر کا خلیفہ درحقیقت "نے" (بانسری) کی طرح ہوتا ہے۔ جو
نے نواز کے ہاتھوں میں ہوتی ہے ؎

وہ نے نواز اور ہم "نے"، کے سوا کچھ اور نہیں ہیں،
وہ ایک دم بھی ہمارے بغیر اور ہم اس کے بغیر نہیں ہیں،

پس ارادۂ الٰہی یہ ہوتا ہے کہ انسانوں میں علم و رشد ظاہر ہوں، اور
لوگوں سے مظالم کو دور کرنا اور اس امر پر اہل عالم کا منقاد و مطیع ہو
جانا ارادۂ الٰہی کے ہرگز خلاف نہیں ہے جیسا کہ خود اللہ عزوجل کا
ارشاد ہے " اور اپنے پیغمبر بندوں کے حق میں پہلے ہی ہمارا اشارہ ہو چکا
ہے کہ بیشک انہیں کی مدد ہوتی ہے اور بیشک ہمارا لشکر ضرور غالب
ہوگا" اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کسی غزل سرا بندہ کے دل میں یہ بات
آئے کہ فلاں غزل کے ضمن میں راست یا عشاق کا راگ الاپے۔ اس کے
بعد اس ارادۂ الٰہی کا ایک رنگ پیغمبر کے عقل و قلبی قوی میں اترتا ہے
اور اس کے قوی کو اس مقصد کے مناسب افعال کے ساتھ ہیجان میں لاتا ہے،
اور پیغمبر اس رنگ کے زیر اثر ہر ممکن طریقے سے اس مقصد میں دخل اندازی
کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ نے نواز اپنے گلے سے ایک
ایسی آواز (راگ) نکال رہا ہے جو انہیں راگوں کی اجمالی کیفیت
ہے جو بعد میں کار آنے والی ہیں مگر آواز اونچی کرنے کی غرض سے
یا اس میں حسن پیدا کرنے کی نیت سے وہ بانسری کو ہاتھ میں لے کر
منہ پر رکھ لیتا اور ہونٹوں سے لگا لیتا ہے۔ بعد ازاں وہی ارادہ

[1] الصافات ۱۷۱-۱۷۳۔

www.kitabghar.org

کہ بروی کار خواہد آمد، اما برای رفع صوت یا تخمین آن نے را بر دست میگیرد بر دہان خود می نہد، بعد از ان ہمان ارادہ الٰہی بواسطہ ہمت پیغامبر و عزیمت او و مداخلت او و نسبت او در نفس شخصے کہ مستعد آن کار بودہ است کار میکند، و از وی آن افعال انشا مینماید، و این بمثابہ آنست کہ از نی صوتی حزین برمیخیزد و از و اصفیری بیش نیست، اینست معنی خلافت نبوت، و این فضیلتے است قطع نظر از قابلیت و استعداد، اگر در فضیلت جمعی مشترک باشند، و ارادۂ الٰہی تخصیص یکے از ان جمع کند باعتبار مصالحی کہ خدا تعالیٰ بعلم آن منفرد است، این شخص افضل امت باشد و نائب مطلق پیغامبر اینجا وجود بالفعل مطلوب است نہ وجود بالقوۃ، و تفاضل انبیا از ہمین جہت بکثرت امت واقع است در حدیث معراج آمدہ است کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چون کثرت امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدند رقت کردند و گفتند، بعث بعدی غلام یدخل الجنۃ من امتہ اکثر ممن یدخل من امتی، و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند، تزوجوا فانی مکاثر بکم الامم، اگر وجود بالفعل درین فضیلت مطلوب نمیبود چرا کثرت طلب میکردند حال آنکہ فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ ہمانست کہ سابق بود، پس وجود خارجی اینجا شرح ارادۂ الٰہی میکند، و ہر چند کثرت فائدہ واقع شود خلافت نبوت محکم تر باشد

الٰہی پیغمبر کی ہمت، عزیمت، مداخلت اور نسبت کے واسطے سے ایک ایسے شخص کے نفس (وجود) پر اثر انداز ہوتا ہے جس میں اس کام کے کرنے کی استعداد ہوتی ہے۔ اور اس شخص سے ان افعال کو کراتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ بانسری سے ایک دردناک آواز نکلتی ہے حالانکہ وہ ایک خالی آواز سے زیادہ کچھ اور نہیں ہوتی۔ خلافتِ نبوت کا یہ مفہوم ہے، اور قابلیت و استعداد سے قطع نظر یہ ایک فضیلت ہے۔ اگر (اس) فضیلت میں (کئی افراد) باہم دگر شریک ہوں اور ارادۂ الٰہی ان (مصلحتوں) کے اعتبار سے جن کا علم صرف خدا تعالیٰ کو ہے اس گروہ میں سے صرف ایک شخص کو مخصوص کر دے تو یہ شخص امت میں سب سے افضل اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نائب مطلق ہوگا۔ یہاں (فضیلت کا) ایسا وجود مطلوب ہے جو بالفعل ہو نہ کہ ایسا وجود جو بالقوۃ ہو[1]۔ امت کی تعداد کی کثرت میں انبیاء کے درمیان فضیلت اسی سبب سے قائم و واقع ہے۔ معراج کی حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی کثرت دیکھی تو ان پر رقت طاری ہوگئی اور بولے "ایک نوعمر شخص میرے بعد مبعوث ہوا مگر اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہو رہے ہیں"۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے مسلمانو! شادیاں کرو، کیونکہ تم لوگوں کی وجہ سے میری امت کی تعداد بڑھے گی"۔ اگر اس فضیلت (امت محمدیہ کی کثرت تعداد) میں وجود بالفعل مطلوب نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرتِ تعداد کی خواہش کیوں کرتے؟ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت (دوسرے انبیاء پر) جیسے پہلے تھی ویسی ہی بعد میں بھی ہے (اس میں کثرت امت محمدیہ سے کوئی فرق نہ پڑتا) سو یہاں (فضیلت کے ظہور کا) خارجی وجود (دراصل) ارادۂ الٰہی کی تشریح و وضاحت کرتا ہے۔ اور جس قدر زیادہ فائدہ ہوگا اسی قدر خلافت نبوت محکم و مضبوط ہوگی

[1] یعنی اس شخص سے اس فضیلت کا عملی اظہار ہو، یہ نہ ہو کہ اس کی صلاحیت تو ہے مگر عملی طور پر اس صلاحیت کا ظہور نہ ہو۔ ۱۲

www.kitabghar.org

و این فضیلت امری است کہ تا عارف تحقیقاً و تخلقاً بآن رنگین نشود کنہ آن نداند و رجحان او را بر سائر فضائل نفہمد، و این فقیر تا رائحہ ازین بستان نشمید بآن آشنا نشد، و این بحثی است کہ بفنی علیحدہ تعلق دارد لہذا بسطِ سخن درین مسئلہ نمی کنم، و این فضیلت بحسبِ حقیقت خود مشروط باستعدادی نیست ؎

تو چون ساقی شوی دردِ تنک ظرفی نمی ماند
بقدرِ بحر باشد وسعتِ آغوش ساحلہا

لیکن سنۃ اللہ بران جاری شدہ کہ ایں فضیلت ندہند مگر کسی را کہ جامع فضائل شتّی باشد جبلۃً و کسباً، و مدتہا رحمت الٰہی کہ بہ پیغامبر متوجہ شدہ بود در ضمن آن پیغامبر بایں شخص نیز کار خود کردہ باشد، و اخلاق کاملہ داشتہ باشد، و علوم پیغامبر بوجہ کامل اخذ کردہ بود، شرطیہ ایں شروط ازیں جہت برخاستہ است۔

اما فضیلت شیخین باعتبار صفات قلبیہ کہ آنرا بعرف اہل زمان بطریقت تعبیر کنند، پس بدو وجہ بیان کنیم۔

اول آنکہ زہد مرتضی از قسم زہد اولیاء بود، و زہد شیخین مانند زہد انبیاء، و ورع مرتضی از قسم ورع اولیاء بود، و ورع شیخین مانند ورع انبیاء، و دلیل واضح بریں مدعا آنست کہ اتفاق جمیع اہل تاریخ است بر آنکہ ورع مرتضی و زہد او سبب عدم انتظام خلافت او شد، و ورع شیخین و زہد ایشان سبب انتظام خلافت ایشان گشت، و معلوم است کہ اوصاف کاملہ انبیاء بوجہی واقع

یہ فضیلت ایسی چیز (امر) ہے کہ جب تک عارف تحقیق و تخلق کے اعتبار سے اس کے رنگ میں نہ رنگ جائے، اس کی باریکی (حقیقت) کو نہیں جان سکتا اور تمام فضیلتوں پر اسکی ترجیح کو نہیں سمجھ سکتا اس فقیر (شاہ ولی اللہ صاحب) نے جب تک اس باغ (معرفت) کی مہک نہ سونگھی اس سے واقف و آشنا نہ ہوا۔ یہ ایسی بحث ہے جس کا ایک علیحدہ فن و علم سے تعلق ہے لہذا اس مسئلہ پر میں (یہاں) تفصیل سے گفتگو نہیں کرتا ہوں اور یہ فضیلت اپنی حقیقت کے لحاظ سے کسی استعداد و صلاحیت کے ساتھ مشروط نہیں ہے ؎

جب تم ساقی ہو تو تنگ ظرفی کا غم نہیں ہوتا
کیونکہ ساحلوں کی آغوش کی وسعت، پہنائی سمندر کے بقدر ہوتی ہے۔

لیکن اللہ کی سنت یہ رہی ہے کہ یہ فضیلت صرف اسی کو ارزانی فرمائی جاتی ہے جو اپنی جبلت و فطرت اور اپنے کسب (عمل و کوشش) کے لحاظ سے گوناگوں فضائل کا جامع ہو اور ایک عرصہ تک اس رحمت خداوندی نے جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شامل حال رہی ہے اس پیغمبر کے حوالے سے اس شخص میں بھی اپنا کام کیا ہو، اور وہ شخص کامل اخلاق کا مالک ہو اور اس نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم ان سے پورے طور پر حاصل کئے ہوں یقیناً (فضیلت کی) یہ شرائط (مذکورہ بالا) اسی اعتبار سے وجود میں آئی ہیں۔

اب رہی شیخین کی فضیلت صفاتِ قلبیہ کے اعتبار سے جسے آج کل اصطلاح میں طریقت کہتے ہیں تو ہم اسے دو طریقوں سے بیان کرتے ہیں۔

اول یہ کہ حضرت مرتضیٰ کا زہد اولیاء کے زہد کی قبیل سے تھا اور شیخین کا زہد انبیاء کے زہد کی طرح تھا اور حضرت مرتضیٰ کا ورع اولیاء کے ورع جیسا تھا جبکہ شیخین کا ورع انبیاء کے "ورع" کی طرح تھا، اس بات کی واضح دلیل یہ ہے کہ اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت مرتضیٰ کے زہد و ورع کے سبب ان کی خلافت بدنظمی کا شکار ہوئی جبکہ حضرات شیخین کے زہد و ورع کے باعث ان کی خلافتیں منظم و مستحکم ہوئیں، اور یہ بات معلوم ہے کہ اولیاء کے زہد کے برخلاف انبیاء کے کامل اوصاف ایسے واقع ہوئے ہیں کہ وہ دنیا کی سرداری و ریاست کے لئے رکاوٹ نہیں ہوتے۔

www.kitabghar.org

است کہ مانع ریاست عالم نمی شود بخلاف زہد او لیار۔
و وجہ ثانی آنکہ اعظم انواع زہد آنست کہ بے رغبتی کند در خلافت کہ صورت جاہ است بلکہ اگر بحقیقت رجوع کنیم زہد ترک مقتضائے نفس خود است ہرچہ باشد، پس اگر شخصی کہ مقتضائے نفس او مال است نہ جاہ، زہد او ترک مال باشد از خوف خدا یا بجہت تفرغ برائے ذکر او، نہ ترک جاہ، و شخصی کہ مقتضائے نفس او جاہ باشد نہ مال، زہد او ترک جاہ باشد، نہ ترک مال، پس حضرت مرتضیٰ سعی ہا کرد برائے خلافت و جنگہا بعمل آورد و تدبیر ہا نمود، ہرچند ایں ہمہ بر حسب اجتہاد وی باشد و برخصت شرع لیکن کسی کہ اصل این حادثہ ہا از وی واقع نشد حال او اصفی است از کسیکہ باین حادثہ ہا افتاد، و اعظم انواع ورع آنست کہ ترک کند مقاتلات را بین المسلمین، زیراکہ قتال خطر او اعظم است و اثم او اشد، پس اگرچہ در شرع وجہ اباحت یافتہ شود بادنی شبہ ترک نماید، و ایں مقاتلات در شیخین واقع نشد بخلاف حال مرتضیٰ، و ہمچنیں تواضع اعظم انواع او تواضع با اقران خود ست در فنی کہ بایشاں دران فن ہمعنان باشند، و شیخین با اہل علم و با مستحقین خلافت در زمان خود بغایت تواضع داشتند زیادہ از حضرت مرتضیٰ، و ہمچنیں ہر صفتی ازیں صفات چون بر شگافیم انواع بسیار دارد، و اعظم انواع آن در شیخین می یابیم، و اگر زہد و ورع بمعنی تقلل در معاش بگیریم فضل

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زہد کی سب سے عظیم قسم وہ ہے جس سے خلافت جو جاہ و مرتبہ کی ایک صورت ہے، بے رغبتی پیدا ہو۔ بلکہ اگر ہم حقیقت کی جانب رجوع کریں (تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ) نفس کی جو بھی خواہش و مقتضا ہو اس کے ترک کر دینے کا نام زہد ہے۔ سو اگر کسی شخص کے نفس کی خواہش جاہ کے بجائے مال ہو تو مال کو ترک کرنا اس کا زہد ہوگا[1]۔ (اسکے برعکس) جس شخص کے نفس کی خواہش مال کے بجائے جاہ ہو اس کا زہد جاہ و رتبہ کو ترک کر دینا ہوگا نہ کہ مال کو ترک کرنا۔ پس حضرت مرتضیٰ نے اپنی خلافت کے لئے کوششیں کیں، جنگیں لڑیں اور تدبیریں کیں، اگرچہ یہ ساری (مساعی لڑائیاں اور تدبیریں) ان کے اجتہاد کے مطابق اور شرعاً جائز تھیں، لیکن (ظاہر ہے) جس شخص سے اس قسم کے حادثات وقوع پذیر نہ ہوئے ہوں[2] اس کا حال اس شخص (حضرت مرتضیٰ) سے زیادہ صاف ہوگا جو ان حادثات میں ملوث ہو گیا[3]۔ ورع کی سب سے بڑی قسم یہ ہے کہ آدمی مسلمانوں کے مابین جنگ و قتال کو ترک کر دے، کیونکہ اس قتال (جنگ) میں بہت بڑے خطرات ہیں اور اس کا گناہ نہایت سخت ہے۔ سو ہرچند کہ شریعت میں اس (قتال) کی اباحت و (اجازت) پائی جاتی ہو مگر معمولی شبہ کی صورت میں بھی اسے چھوڑ دینا چاہئے، اس قسم کے مقاتلات (خانہ جنگیاں) شیخین کے زمانوں میں واقع نہ ہوئے، (جبکہ) حضرت مرتضیٰ کا معاملہ اس کے برخلاف رہا ہے۔ اسی طرح تواضع (کا حال) ہے کہ اس کی سب سے بڑی قسم وہ تواضع ہے جو اپنے ہم پلہ (لوگوں اور ہمسروں) کے ساتھ اس وقت کی جائے جب وہ ان سے اس فن فضیلت و خصوصیت میں مساوی اور برابر ہوں۔ حضرات شیخین اپنے زمانے میں اہل علم اور مستحقین خلافت کے ساتھ حضرت مرتضیٰ کے مقابلہ میں زیادہ تواضع و انکسار سے پیش آتے تھے۔ اسی طرح (طریقت کی) ان صفات میں سے جس صفت پر بھی ہم غور کریں اس کی بہت ساری قسمیں ہوں گی اور ہم ان اقسام میں سب سے اہم اور عظیم اقسام حضرات شیخین میں پائیں گے۔ اگر زہد و ورع کو ہم معاش میں تنگی کے معنوں میں لیں تو اس کے اعتبار سے بھی حضرت مرتضیٰ کی

[1] یعنی خوف خدا یا ذکر الٰہی کے لئے فارغ خاطر ہونے کی غرض سے مال کو ترک کر دینا ہی اس کا زہد ہوگا ۱۲
[2] یعنی حضرات شیخین رض ۱۲ [3] جیسے حضرت علی رض ۱۲۔

www.kitabghar.org

حضرت مرتضیٰ بحسب آن نیز محل تامل است
عن محمد بن کعب القرظی ان علیا
قال لقد رأیتنی مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وانی لاربط
الحجر علی بطنی من الجوع وان
صدقتی الیوم لاربعون الفا وفی
روایۃ وان صدقۃ مالی لتبلغ
اربعین الف دینار، اخرجہ احمد۔
واگر زہد وورع بمعنی احتیاط در تصرف بیت
المال اعتبار کنیم، ہمہ دران متساوی الاقدام
اند از قصص اختصاص حضرت مرتضیٰ بآن
ظاہر نمی شود۔

سوال: اگر گوئی کہ مداخلات ومنازعات
حضرت مرتضیٰ درین ہمہ امور للہ وفی اللہ
بود، وہر سعی کہ کرد بنا بر بقای تام ومعرفت
کاملہ کرد، اینجا توکل باسباب جمع میتواند
شد، پس این معنی با افضلیت از جہت ورع
وزہد وتوکل وتواضع ومانند آن منافاۃ
ندارد۔

جواب: گوئیم احسنت، بغور سخن فرو رفتی
وانچہ تحقیق است درین باب آوردی،
اما ہنوز عمق سخن باقی است ع
حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء
درینجا شبہ نیست کہ حضرت مرتضیٰ از کاملان
ومکملان بود ومثل این حرکات از مثل حضرت
مرتضیٰ نمی آید مگر للہ وفی اللہ واین سعی ہا
با توکل وزہد منافات ندارد، اما آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند ان روح القدس
نفث فی روعی ان نفسا لا تموت

(شیخین سے) افضلیت محل نظر ہے۔ محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ حضرت علی نے (لوگوں سے) فرمایا "ایک ایسا بھی وقت گذرا ہے کہ میں نے اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اس حال میں) دیکھا ہے کہ بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے رہتا تھا اور آج (یہ حال ہے کہ) میرے صدقہ (زکوٰۃ کی رقم) چالیس ہزار ہے" ایک دوسری روایت میں (الفاظ یوں ہیں کہ) "میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار (اشرفی) تک پہونچ گئی ہے"۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔ اگر زہد وورع کو ہم بیت المال (کی رقوم کو) خرچ کرنے میں احتیاط کے معنوں میں لیں تو سبھی (حضرات شیخین وحضرت مرتضیٰ) اس میں مساوی وہم قدم ہیں۔ واقعات (تاریخی) سے اس (صفت) میں حضرت مرتضیٰ کا اختصاص (کہ تصرف بیت المال میں احتیاط صرف انہیں کی خصوصیت ہو) ثابت وظاہر نہیں ہوتا۔

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ ان تمام امور (طلب خلافت وقتال مخالفین) میں حضرت مرتضیٰ کی مشغولیت اور منازعت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تھی اور انہوں نے جو کوشش بھی کی وہ بقائے تام اور معرفت کامل کی بنا پر کی۔ یہاں توکل کو اسباب (ظاہری) کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے، سو یہ بات ورع زہد، توکل وتواضع وغیرہ کے اعتبار سے (حضرت مرتضیٰ کی) افضلیت کے منافی نہیں ہے۔

جواب: میرا جواب یہ ہے کہ آپ نے اچھی بات کہی اور بات کی گہرائی تک پہونچ گئے اور اس ضمن میں جو تحقیق ہو سکتی ہے وہ آپ نے کی مگر اب بھی بات کی گہرائی باقی ہے ع
"آپ نے ایک بات تو یاد رکھی مگر بہت سی باتیں بھول گئے"۔
یہاں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مرتضیٰ کامل ومکمل اصحاب میں سے تھے اور اس طرح کی باتیں جو ان سے سرزد ہوئیں وہ صرف اللہ کے لئے تھیں۔ اور ان کی یہ کوششیں توکل وزہد کے منافی نہیں ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ کا ارشاد ہے "بیشک روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی ہے کہ کوئی نفس اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ وہ اپنی روزی پوری حاصل نہ کرلے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ طلب رزق

www.kitabghar.org

حتی تستکمل رزقہا الا فاجملوا فی الطلب، ودریں حدیث اشارہ است بمعرفت دقیقہ از علم سلوک، وآن آنست کہ آدمی در مبتدأ توجہ الی اللہ افعال را بخود مستند میگرداند، ووی بحقیقت قدری است در طریقت، ہرچند باعتبار شریعت سنی باشد بعد ازان ترقی میکند بتوحید، پس ہمہ حرکات عالم را مستند می بیند بفاعل واحد، مثل استناد حرکات لعبت ہار مہرہ بازی باستادی کہ ورای ستر نشستہ است ووی دریں حالت جبری است در طریقت، بعد ازان ہر دو صفت در وی جمع میشوند و رؤیت یکی از دیگری مانع نمی آید، ودریں حالت متوسط شد در قدر وجبر، وقائل شد بامر بین الامرین، ورجوع نمود بمرتبہ عوام اہل سنت وسنی گشت در طریقت، بعد ازان اورا لباس دیگر می پوشانند، در نظر او سست می کنند اسباب را ہرچند کہ ایں اسباب منافی توحید او نیست، بلکہ ہرچند اسباب بیشتر توحید او زیادہ تر اما با ایں ہمہ اجمال فی الطلب پیش مے آرد، چنانکہ از فلتات لسان وی ومجاری احوال وی مستفاد میشود کہ ازیں ہمہ وارستہ است، و حالت اُولیٰ حال اولیا است، وحالت ثانیہ مقام انبیاء کہ بوراثت ایشاں اکمل اولیا بآن مشرف میشوند، ہمچنیں در اول حالت آدمی بزبان ذکر میگوید ودل او عین ذکر نشدہ است، بعد ازان ترقی میکند ودل او عین ذکر میگردد

بیں نیکی کرو (یعنی عمدہ طور پر رزق کی جستجو کرو)" اس حدیث میں علم سلوک کی دقیق معرفت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ کے آغاز میں افعال کو اپنی جانب منسوب کرتا ہے (کہ میں نے یہ کیا، میں نے وہ کیا) اور وہ طریقت میں درحقیقت قدری ہوتا ہے[1] (یعنی معتزلی جس کے نزدیک انسان صاحب ارادہ اور مختار ہے اور جو افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں ان میں اس کے ارادے اور اختیار کو دخل ہوتا ہے) خواہ وہ شریعت کی رُو سے سُنّی ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد (سلوک میں) آدمی توحید (الٰہی) کی سمت ترقی کرتا ہے اور دنیا کی تمام حرکات و اعمال کو فاعل واحد یعنی (خدا) کی جانب منسوب دیکھتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ مہرہ بازی کے کھیلوں میں مہروں کی حرکتیں اس استاد کی جانب منسوب ہوتی ہیں جو پردے کے پیچھے بیٹھا ہوتا ہے۔ اور آدمی اس حالت میں طریقت میں جبری ہوتا ہے[2]۔ اس کے بعد (آدمی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ) دونوں صفتیں (قدر وجبر) کی اس میں اکٹھا ہو جاتی ہیں اور ایک (صفت) میں غور و فکر کرنا دوسری (صفت میں غور و تامل) سے مانع نہیں ہوتا۔ اس حالت میں (آدمی) مسئلہ قدر و جبر میں اعتدال کی راہ اختیار کر لیتا ہے اور اس بات کا قائل ہو جاتا ہے کہ اصل حقیقت دونوں کے بین بین ہے۔ اس طرح وہ عام اہل سنت کے مقام پر آجاتا ہے اور طریقت میں سُنّی ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد (آدمی کو) ایک دوسرا لباس پہنا دیا جاتا ہے، اسباب و ذرائع اس کی نگاہ میں بے وقعت ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ اسباب اس کی توحید کے منافی نہیں ہوتے بلکہ اسباب جس قدر زیادہ ہوں گے اس کی توحید بھی زیادہ ہوگی، لیکن ان سب کے باوجود (رزق کی) طلب میں اچھی طرح سعی و کوشش کو وہ اس طور سے سامنے لاتا ہے کہ اس کی زبان سے بے سوچے سمجھے نکلنے والے الفاظ اور اس کے حالات سے اس کا پتہ چل جاتا ہے کہ وہ ان تمام (اسباب) سے چھٹکارا پا چکا اور آزاد ہو چکا ہے پہلی حالت اولیاء کی حالت ہے اور دوسری حالت مقام انبیاء ہے کہ ان (انبیاء) کے وارث کی حیثیت سے کامل ترین اولیاء اس (مقام فضیلت) سے مشرف و معزز

[1] یعنی معتزلی ہوتا ہے جس کے نزدیک انسان صاحب ارادہ و مختار ہے، اور وہ اپنے اعمال پر قادر ہے یعنے جو افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں وہ اس کے اختیار اور ارادہ سے ہوتے ہیں ۱۲۔ [2] یعنی جبریہ یا مرجئہ ہوتا ہے جس کے نزدیک انسان مجبور محض ہے اور اس کا ہر فعل اللہ کے ارادہ اور اس کی منشا سے ہوتا ہے۔ گویا وہ صاحب ارادہ و اختیار نہیں ہے ۱۲

www.kitabghar.org

واز ذکر زبانی مستغنی میشود، بلکہ آنرا نمیتواند کرد، بعد ازان تفرقہ واقع میشود درمیان زبان وی و دل وی، زبان وی بکلام ناس متکلم است، و دل او عین ذکر است، واین حال اولیا است بعد ازان او را لباس دیگر می پوشانند و رغبت مید ہند بذکر، و او را در مقام ذاکران میگذارند، واین مقام انبیا است، ولہذا حضرات انبیا باوجود کمال خود اورع ناس بودند و ازہد ایشان واعبد ایشان، نمی بینی کہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ میفرماید ؎

ترک استثنا ز مردم قسوت است
نہ ہمیں گفتن کہ عارض حالت است
ای بسا ناوردہ استثنا بگفت
جان او با جان استثنا است جفت

و شک نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باکمل معنی استثناء متصف بودند، مع ہذا مواخذہ کردہ شد ایشاں را بر ترک استثناء وچند روز وحی نیامد، و بعد ازاں نازل شد، وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ[۳]، و حضرت سلیمان علیہ السلام لامحالہ بحقیقت استثناء متصف بودند، مع ہذا بر ترک لفظ استثناء مواخذہ واقع شد، و حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام باآنہمہ جلالت گفتند، اَنَا اَعْلَمُ، پس بریں کلمہ عتاب کردہ شد، بالجملہ ظواہر انبیاء در ورثہ ایشان مائل میباشد بقصد الی اللہ، بعد ازانکہ از سیر فی اللہ

ہوتے ہیں۔ اسی طرح آدمی پہلی حالت میں زبان سے ذکر (الٰہی) کرتا ہے لیکن اس کا دل عین ذکر (سراپا ذکر) نہیں ہوتا، اس کے بعد وہ ترقی کرتا ہے اور اس کا دل عینِ ذکر (سرتاسر ذکر) ہو جاتا ہے اور وہ زبانی ذکر سے مستغنی ہو جاتا ہے بلکہ وہ (زبانی ذکر) کر ہی نہیں سکتا۔ بعد ازاں اس کی زبان اور اس کے دل کے درمیان فرق پڑ جاتا ہے۔ اس کی زبان لوگوں کے کلام سے متکلم ہوتی ہے[۱]۔ اس کا دل عین (سرتاسر) ذکر ہو جاتا ہے۔ اور یہ اولیاء کا حال ہے، اس کے بعد (اس آدمی کو) ایک دوسرا لباس پہناتے ہیں اور اسے ذکر کی جانب مائل کرتے ہیں اور اسے ذاکروں کے مقام سے گذارتے ہیں اور یہ مقام انبیاء ہے، اسلئے حضرات انبیاء اپنے کمال کے باوجود انسانوں میں سب سے زیادہ متورع (خوف خدا کرنے والے) ان میں سب سے بڑے زاہد اور ان میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہوتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

استثناء[۲] (انشاء اللہ) کا ترک کر دینا لوگوں کی قساوت قلبی و سخت دلی ہے۔
یہ کہنا کہ اس امر سے مانع ایک حالت طاری ہے مناسب نہیں ہے۔
بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنی زبان پر کلمہ استثناء (انشاء اللہ) نہیں لاتے۔
مگر اُن کی جان اس استثناء کی جان کے ساتھ وابستہ و ملحق ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استثناء (انشاء اللہ کہنے) کے مکمل ترین مفہوم وصفت کے ساتھ متصف تھے، اس کے باوجود ترکِ استثناء (ان شاء اللہ نہ کہنے پر) ان سے (اللہ کی جانب سے) مواخذہ کیا گیا اور چند روز تک آپ پر وحی نہ اتری اور اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی "آپ کسی بات کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ میں اسے کل کر دوں گا مگر یہ کہ اگر اللہ ایسا چاہے" اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام بھی یقیناً استثناء کی حقیقت وصفت سے متصف تھے لیکن اس کے باوجود لفظ استثناء کے ترک پر ان کی گرفت کی گئی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی تمام تر جلالتِ شان کے باوجود جب یہ کہا "میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں" (انا اعلم) تو اس بات پر ان پر عتاب کا اظہار فرمایا گیا[۴]۔ مختصر یہ کہ انبیاء اپنی ظاہری حالت پر اور ان کے وارثین بالقصد و بالارادہ اللہ تعالیٰ کی جانب مائل ہوتے ہیں اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ وہ سیر فی اللہ اور سیر باللہ سے

---

[۱] یعنی اس کی زبان سے عام انسانوں جیسی باتیں نکلتی ہیں، وہ عوام الناس کی طرح باتیں کرتا ہے اور انہی کی زبان میں خطاب کرتا ہے ۱۲ [۲] استثناء یعنی ان شاء اللہ کہنا اور اپنے معاملات مشیت الٰہی کے سپرد کر دینا ۱۲ [۳] کہف ۲۳۔
[۴] اور ان کو حکم دیا گیا کہ میرے بندہ خضرؑ سے ملو جو تم سے زیادہ عالم ہے ۱۲۔

www.kitabghar.org

دباللہ ہمہ فراغ حاصل کردہ اند' وسر ایں ہمہ آنست کہ سالک را بقا نمیدہند مگر بصورت اصل جبلت او' پس انبیاء ورثۂ ایشاں در اصل جبلت بوضعی مخلوق میشوند کہ قوت ملکیہ ایشاں قوی تر باشد' وقوت بہیمیہ ایشان باوجود قوت خود منصبغ بصبغ ملکیہ و متاثر ازوی بود' بمنزلہ شعلہ سراج کہ بالطبع مائل بعلو است' وبعد از فناء صورتیکہ ایشاں را میدہند ہماں میل بعلو وانصباغ قوت بہیمیہ بصبغ قوت ملکیہ تواہد بود' بخلاف غیر ایشاں وہمین است وجہ جمع در اقوال مختلفہ ائمہ سلوک' خواجہ نقشبند قدس سرہ بطریق تمثیل فرمودند ؎

موسی اندر درخت آتش دید
سبز تر میشد آں درخت از نار
شہوت وحرص مرد صاحبدل
ایچنیں دان وایں چنیں انگار

وبعض اتباع خواجہ نقشبند گفتہ اند کہ غضب فانی وباقی اشد است از غضب عامی' وسیدی عبدالقادر قدس سرہ میفرمایند' کہ بعد حصول فنا وبقا مجاہدہ دیگر پیش می آید' وکسر نفس دیگر بار لازم می شود' پس ہر یکے از ایشاں بمقامی خبر دادہ است' واختلاف الاقوال لاختلاف الاحوال' وایں مسئلہ یکے از غوامض علم سلوک است' فتدبر ترشد۔

اینست تقریر آنچہ دریں رسالہ از دلیل نقلی وعقلی بر تفضیل شیخین اقامت نمودہ ایم'

فراغت حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ ان تمام باتوں کا راز یہ ہے کہ سالک کو صرف اس کی اصل جبلت وفطرت کی شکل میں باقی رکھتے ہیں پس انبیاء اور ان کے وارثین اپنی اصلی جبلت (فطرت) میں ایسی وضع کے ساتھ تخلیق کئے جاتے ہیں کہ ان کی قوت ملکیہ قوی تر ہوتی ہے اور ان کی قوت بہیمیہ اپنی طاقت اور مضبوطی کے باوجود قوت ملکیہ کے رنگ میں رنگ جاتی ہے اور اس سے متاثر ہوتی ہے۔ وہ چراغ کے شعلہ کی طرح ہوتی ہے جو بالطبع بلندی کی جانب مائل ہوتا ہے۔ اور فناء کے بعد ان (انبیاء اور ان کے وارثین) کو جو صورت دی جاتی ہے وہ بھی بلندی کی جانب مائل ہوتی ہے اور ان کی قوت بہیمیہ قوت ملکیہ کے رنگ میں رنگ جاتی ہے (جبکہ) ان کے سوا دوسروں کی کیفیت اس کے برخلاف وبرعکس ہوتی ہے۔ ائمہ سلوک وطریقت کے مختلف اقوال کے درمیان تطبیق کی یہی ایک صورت ہے خواجہ نقشبند قدس سرہ نے بطریق تمثیل فرمایا ہے ؎

حضرت موسیٰ نے درخت کے اندر آگ (روشن) دیکھی
وہ درخت آگ سے نہایت سرسبز ہو رہا تھا
صاحب دل شخص کی نفسانی خواہشات اور اس کے حرص کو
بھی ایسا ہی سمجھو اور ایسا ہی خیال کرو۔

اور خواجہ نقشبند کے بعض متبعین نے کہا ہے کہ فانی وباقی کا غیظ و غضب عام آدمی کے غیظ وغضب سے زیادہ شدید وسخت ہوتا ہے۔ سیدی عبدالقادر قدس سرہ فرماتے ہیں "کہ فنا وبقاء کے حصول کے بعد ایک دوسرے قسم کا مجاہدہ پیش آتا ہے اور نفس کو توڑنا (کسر نفس) دوسری بار ضروری ہو جاتا ہے"۔ سو ان میں سے ہر ایک نے ایک مقام کی خبر دی ہے۔ اور ان کے اقوال میں جو اختلاف ہے وہ احوال کے اختلاف کے سبب سے ہے۔ یہ مسئلہ علم سلوک کے دقیق ترین مسائل میں سے ایک ہے۔ سو غور وتدبر سے کام لو ہدایت پا جاؤ گے۔

یہ ہے ان نقلی وعقلی دلائل کا بیان جو ہم نے شیخین کی افضلیت (ثابت کرنے) کے لئے اس رسالہ میں قائم کئے ہیں۔

www.kitabghar.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقصدِ دوم[۲]

در ذکر جملہ صالحہ از آثر و مناقب خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ بہ نقل مستفیض ثابت شدہ و قدر مشترک در ہر بابے بتواتر رسیدہ و در صدر مقالہ باید دانست کہ مقصود ما (بیان کردن) مجرد سرد قصص ایشان نیست بلکہ استقراء جزئیات قصص وانتقال ازاں بکلیات فضائلے کہ بآں تشبہ بالانبیاء علیہم السلام من حیث نبوتہم بظہور رسد یا لوازم خلافت خاصہ کہ اقصے سعادتے کہ امتیاں را میسر می شود ہماں تواند بود بآں خصال متحقق گردد اَیّا ماشئت فقل و تقریب ایں قصص باصل مقصد موقوف است بر تقدیم سہ نکتہ۔

نکتہ اولیٰ در بیان صفاتے کہ پیغامبر را از جہت پیغامبری حاصل می شود باید دانست کہ اصل نبوت پیغامبران اولی العزم ارادہ حق ست تبارک و تعالےٰ لطف بر بندگان خود و تقریب ایشان بخیر و تبعید ایشان از شرور رفع ظلمات مظالم از ایشان

محاسن و مناقب خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق ایسی صاف و دلنشین باتوں کے بیان میں جو کہ نقل مستفیض سے ثابت ہیں اور ہر باب میں جو قدر مشترک ہے وہ تواتر کے مرتبہ کو پہنچا ہوا ہے۔ ابتداء کلام میں ہی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا مقصود صرف ان حضرات کے قصے بیان کرنا نہیں ہے بلکہ جزئیات قصص کو زیر غور و فکر لانا اور اُن سے منتقل ہونا ہے اُن کلیات فضائل کی جانب کہ جن سے ان کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان صفات میں تشبہ عیاں ہو جاتے جو اُن کی نبوت کی حیثیت سے تعلق رکھتی ہیں یا (یوں کہہ لیجیے کہ) لوازم خلافت خاصہ کا جن خصائل سے تحقق ہوتا ہے جو اس سعادت کا منتہا ہو سکتی ہیں جو کسی نبیؑ کے اُمتیوں کو میسر ہو جائیں جو کچھ دل چاہے کہہ لیجیے (بات ایک ہی ہے) اور ان قصص کو اصل مقصد سے قریب لانا اس پر موقوف ہے کہ پہلے تین نکتے بیان کردیئے جائیں۔

پہلا نکتہ اُن صفات کے بیان میں جو پیغمبر کو پیغمبری کی حیثیت سے حاصل ہوتی ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اولوالعزم پیغمبروں کی نبوت کے لئے جو بنیادی چیز ہے وہ اللہ تبارک و تعالےٰ کا اپنے بندوں پر لطف کرنے کا ارادہ ہے کہ ان کو خیر سے قریب اور شر سے بعید کردے اور جو مظالم ان سے

www.kitabghar.org

بواسطہ بعث پیغامبرے از میان ایشان و
اعلاء کلمۃ او و اظہار حجج او شائع گردانیدن
علم او کما قال سبحانہ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی
الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ
اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ الآیۃ وکما ورد فی الحدیث
القدسی أن اللہ نظر الی اھل الارض
فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا
من اھل الکتاب وانما بعثتک لابتلیک
وابتلی بک الحدیث[1] و از لوازم نبوت و
بمنزلہ اجزاء او تمیز ایں شخص ست کہ
پیغامبری او خواستہ اند از سائر افراد
بشر در ہر دو قوت نفس ناطقہ اعنی قوت
عاقلہ و قوت عاملہ والیہ الاشارۃ فی قولہ
تعالیٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ پس خدائے تعالیٰ پیغامبر
را بفضل و نعمت خود بے سابقہ عملی در
قوت عاقلہ زیادتی عطا می فرماید کہ
بسبب آں وحی از جانب غیب برے
نازل مے شود و جنت و نار و ملائکہ
را مشاھدہ مے نماید و واقعات
عجیبہ بصور مثالیہ مے بیند و
بسوئے ایں قوت اشارت واقع شدہ
است۔

سرزد ہوتے رہیں ان کی تاریکیوں کو رفع کردے ایک ایسے پیغمبر
کے ذریعہ سے جس کو ان ہی میں سے منتخب کرکے مبعوث کرے
اور اس کی بات کو اونچی کرے اور اس کی حجتوں کو غلبہ عطا
فرمائے اور اس کے علوم کو (عوام میں) شائع کردے جیسا کہ حق
سبحانہٗ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ الخ
(۲،۶۲) وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں اُن
ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو
اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد
باطلہ و اخلاقِ ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں الخ اور جیسا کہ حدیث
قدسی میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف
دیکھا تو سب کو ناپسند کیا ان میں کے عرب کو بھی اور عجم کو بھی
بجز کچھ اہلِ کتاب کے جو اپنے اصل دین پر باقی رہ گئے تھے اور
میں نے تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ ان سے تیری اور تجھ سے اُن کی
آزمائش کراؤں، آخر حدیث تک: اور نبوت کے لوازم میں سے اور
بمنزلہ اس کے اجزاء کے ہے اس شخص کا جس کو پیغمبر بنانا
مقدر ہوچکا ہے تمام افرادِ بشر سے ممتاز ہونا نفسِ ناطقہ کی
دونوں قوتوں میں یعنی قوتِ عاقلہ میں بھی اور قوتِ عاملہ میں بھی
اور اسی کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے ارشاد اَللّٰهُ اَعْلَمُ الخ
(۶: ۱۲۴) میں "یعنی اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں
وہ اپنا پیغام بھیجتا ہے"۔ تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و نعمت سے
پیغمبر کو کسی سابقہ عمل کے بغیر قوتِ عاقلہ میں زیادتی عطا فرماتا
ہے کہ جس کے سبب سے جانبِ غیب سے اس پر وحی نازل
ہوتی ہے اور وہ جنت و دوزخ اور ملائکہ کا مشاہدہ
کرتا ہے اور عجیب واقعات کو مثالی صورتوں میں
دیکھتا ہے اور اسی قوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

[1] شرح ایں حدیث در جلد اول ذیل تفسیر آیت ۔ گزشت ۱۲

www.kitabghar.org

در حدیث الرؤیا الصالحۃ جزءٌ من ستۃ واربعین
جزءًا من النبوۃ وہمچنین در قوتِ عاملہ او مددے
می دہند کہ بسبب آں سَمتِ (ہیئۃ الخیر) صالح نصیب او شود
واجتناب از معاصی ورعایتِ آداب مراعات* وتدبیر
منازل وسیاستِ مدینہ بوجہے کہ ازاں خوب تر
صورت نہ بندد وبروئے کار آید وخلق شجاعت
وسخاوت وکفایت وعدالت وشناختنِ مصلحت
ہر وقتے از استقامت قوتِ عاملہ حاصل مے
شود وکمال ایں قوت مُفضی مے گردد بعصمت
وبسُوئے ایں قوت اشارہ واقع شدہ است
در حدیث السمتُ الصالح جزءٌ من
خمسۃ وعشرین جزءً من اجزاء
النبوۃ۔ وچوں ہر دو قوۃ علی الوجہ الذی ینبغی
مہذب شوند واز جانب غیب برائے ہر یکے مددے
فرود آید در مجاری امور شخص برکات بسیار بظہور
می آید کہ احصائے آں متعذر است۔ آما نکتۂ ف سہل
التناول کہ جامع آں برکات باشد بگوئیم اگر
خواہی کہ بشناسی صفاتِ نبی را فرض کن
کہ چہار شخص را دریک تن جمع کردہ اند ونام
آں مجموع نبی گزاشتہ اند بادشاہی کہ بالطبع
والمرتبہ بادشاہِ عالم شدہ باشد نہ برسم یعنی
بادشاہے کہ ظلِ نفسِ ناطقہ او بر مردمان مے
افتد وبسبب آں ظل التیامی وانتظامے
در میان افراد بشر حادث مے شود

اس حدیث میں کہ رؤیا صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس ۴۶ اجزاء
میں سے۔ اور اسی طرح اس کی قوتِ عاملہ کو مدد دیتے ہیں کہ جس
کے سبب اس کو خیر کی سنجیدہ وضع وقطع نصیب ہوجاتی ہے اور
معاصی سے بچے رہنا اور عبادات میں آداب کی کامل مراعات اور
تدبیر منازل اور سیاستِ مدینہ کا ظہور اُس سے ایسی بہترین صورت
کے ساتھ ہوتا ہے جس سے کوئی اُونچا درجہ نہیں ہوتا۔ اور شجاعت
وسخاوت اور کفایت (امور مہمہ) وعدالت اور ہر وقت کے
مناسب مصلحت کا پہچاننا یہ سب اخلاقِ (عالیہ) قوتِ
عاملہ کی استقامت سے حاصل ہوجاتے ہیں اور اس قوت کا
کمال پہنچ جاتا ہے عصمت پر اور اسی قوت کی طرف اس حدیث
میں اشارہ واقع ہوا ہے کہ سنجیدہ وضع ایک جزو ہے نبوت کے
پچیس ۲۵ اجزاء میں سے۔ اور جب دونوں قوتیں ایسی صورت کے
ساتھ جو مناسب ہے مہذب ہوجاتی ہیں اور غیب کی جانب سے
ہر ایک قوت کے لئے مدد نازل ہوجاتی ہے تو اس شخص (مقدس)
کے تمام امور کے اجزاء میں اتنی زیادہ برکتیں ظہور میں آتی
ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار ہے۔ اب ہم ایک نکتہ جو آسانی سے
ذہن نشین کردینے والا اور جو کہ ان برکات کا جامع ہے
کہدینا چاہتے ہیں۔ اگر تم نبی کی صفات کو پہچاننا چاہتے ہو تو
یہ فرض کرلو کہ چار شخصوں کو ایک تن میں جمع کردیا اور اس
مجموعہ کا نام نبی رکھ چھوڑا ہے۔ ایک[1] ایسا بادشاہ ہے جو طبیعت
اور مرتبہ کے اثر سے عالم کا بادشاہ بن گیا ہو رسمی طور پر نہیں
(کہ وہ کسی بادشاہ کا مثلاً بیٹا تھا جس کے مرنے کے بعد
تخت نشین بنادیا گیا) یعنی ایسا بادشاہ ہو کہ اس کے نفسِ ناطقہ کا
ظِل لوگوں پر پڑتا ہے اور ظِل کے سبب سے افرادِ بشر کے درمیان

ف نکتہ شناخت نبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

* در عبادات

www.kitabghar.org

دہر یکے بر جائے خود قرار گرفتہ
درمیانِ ایشان ترتیبے مناسب
پدید مے آید کہ بسبب آن ترتیب
وحدتے بظہور انجامد و بآں وحدت
مدینہ نام ایشان گردد از انواع
اہلِ قلم وسپاہیان و مدبّرانِ جیوش
وسیاست کنندگانِ مُدن و مزارعان
و تجّار وغیرہم پس اگر اجتماع
و ترتیب درمیانِ ایں فرق
متحقق نہ بود بسبب ظل نفسِ ناطقہ
او کہ برایشان اُفتادہ در ضمن
افعال واقوال او از سرنو مدینہ
متحقق گردد اگر متحقق بود بکمالِ
خود رسد و ہرنابایستے کہ در وے
ہست زائل گردد قصہ کوتاہ
ہرچہ درین بادشاہ بالمرتبہ مے
باید از بخت و حکمت و عدالت و
شجاعت وکفایت وسخاوت وغیرآن
ہمہ در نبی مشاہدہ کن قال اللہ
تعالیٰ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ
لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا
مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ
و حکیمے کہ در حکمتِ عملی
فائق شدہ

ایک خانہ پُری اور ایک تنظیم پیدا ہو جاتی ہے اور ہر ایک کے اپنی جگہ پر متمکن ہونے سے ان کے درمیان ایک مناسب ترتیب ظہور میں آجاتی ہے کہ اس ترتیب کے سبب سے ایک خاص وحدت انواع (مختلفہ) اہلِ قلم و سپاہیوں اور افواج کی تنظیم قائم رکھنے والوں اور شہروں میں ضبط و نظم قائم رکھنے والے حکّام اور مزارعین و تاجرین وغیرہم سے مل کر وجود میں آجاتی ہے اور اس وحدت کے اعتبار سے اس پر مدینہ (یا شہر) کا اطلاق ہونے لگتا ہے تو اگر ان (مذکورہ بالا جماعتوں) میں اجتماع و ترتیب پہلے موجود نہیں تھی تو اب بسبب اُس بادشاہ کے نفسِ ناطقہ کے ظِل کے جو اُن پر اُس کے افعال و اقوال کے ضمن میں پڑا ہے تو (اس کے اثر سے بہ ترتیب موجود ہو کر) مدینہ (یا شہر) از سرِ نو وجود میں آجائے گا۔ اور اگر (یہ اجتماع و ترتیب بادشاہ سے پہلے) موجود تھی تو اب اپنے کمال کو پہنچ جائے گی اور جو غیر مناسب چیزیں اس میں آچکی تھیں وہ زائل ہو جائیں گی۔ قصہ مختصر (جس طرح اس بادشاہ کی طبیعت کے اثر سے ایک خاص تنظیم اور حُسنِ انتظام وجود میں آیا اسی طرح) مرتبہ کے لحاظ سے بخت اور حکمت و عدالت اور شجاعت وکفایت (امورِ مہمہ) وسخاوت وغیرہ (اوصاف کا ظہور ہوگا) ان سب اوصاف کو نبی میں مشاہدہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ الخ (۸: ۶۳) اور (اللہ) نے ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کردیا اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کرسکتے لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کردیا۔" (دوسرا شخص) ایک دانشور (صاحبِ حکمت) ہے جو کہ حکمتِ عملی میں سب سے بلند

www.kitabghar.org

علم اخلاق و تدبیر منازل و سیاستِ مدن نیک شناختہ و بر علمِ آنہا اکتفا نہ نمودہ بلکہ ہمہ ایں صفات تحققاً و تخلقاً در وے نمایان شدہ و آثارِ آں صفات حِیناً فحِیناً از وے می تراود و درمیانِ مردم شائع می شود کہ کُلُّ اِنَاءٍ یترشح بما فیہ قال اللہ تعالیٰ یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ط و در قرآنِ عظیم ہر جا ذکر پیغامبرے آمدہ اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ مقرونِ اوست۔

و[۳] صوفی مرشدے کہ در زمرۂ صوفیان نشستہ مصدرِ کراماتِ عجیبہ و خوارقِ غریبہ گشتہ و بقوتِ ارشادِ خود و تاثیر صحبتِ خود بادیہ پیمایانِ بادیہ ضلال را راہِ نجات نمودہ بعد ازاں کہ سالہا تہذیبِ نفس خود بطاعات و ریاضات کردہ و از اشباح آنہا پے بارواح آنہا بردہ و مقاماتِ عُلیہ و احوالِ سنیہ کسب فرمودہ چنانکہ در مقاماتِ مشائخ ما قدس اللہ اسرارہم خواندہ باشی قال اللہ تعالیٰ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ۔

و[۴] جبرئیلے کہ جارحہ از جوارح تدبیر الٰہی شدہ و واسطہ اخذ علوم حقہ از منبع العلوم گشتہ لَا یَعْصُوْنَ اللہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ

مرتبہ ہو کر علم اخلاق اور گھریلو تدابیر اور شہری ~~سیاست~~ کو خوب پہچان چکا ہے اور صرف ان کے علم پر اکتفا کئے ہوئے نہیں ہے بلکہ یہ تمام صفات اس سے متحقق اور اس کی جبلت سے نمایاں ہوتی رہتی ہیں اور ان صفات کے آثار وقتاً فوقتاً اُس سے مترشح ہوتے اور لوگوں کے درمیان شائع ہوتے رہتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اُس سے چھلکتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ الخ (۲: ۲۶۹) وُہ جس کو چاہتے ہیں حکمت عطا فرما دیتے ہیں اور جس کو حکمت عطا کی گئی اُس کو درحقیقت بڑی خیر کی چیز مل گئی" اور قرآن عظیم میں جس جگہ کسی پیغمبر کا ذکر آیا ہے اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ (کہ ہم نے اس کو حکمت عطا کی) بھی ساتھ ساتھ موجود ہے۔

(تیسرا[۳] شخص) ایک ایسا صوفی اور مُرشد ہے جو صوفیوں کی جماعت میں بیٹھا ہوا ہے اور اس سے عجیب و غریب کرامتوں اور خوارقِ عادت کا صدور ہو رہا ہے اور اپنی قوتِ ارشاد اور تاثیرِ صحبت سے گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو نجات کا راستہ دکھا رہا ہے بعد اس کے کہ وہ برسوں تک اپنے نفس کی تہذیب عبادات اور ریاضات سے کر کے اور اُن عبادات کی ظاہری صورت سے ان کی ارواح کا کھوج لگا چکا ہے اور بلند مقامات اور عمدہ احوال حاصل کر چکا ہے جیسے کہ تم نے ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے مقامات میں پڑھے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ یُزَکِّیْھِمْ الخ (۲: ۱۶۲) اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا اور کتاب اور اصولِ دانشوری سکھاتا ہے۔

(چوتھا[۴] شخص) ایک جبرئیلؑ ہے جو کہ تدبیر الٰہی کے جوارح (آلات) میں سے ایک جارحہ (آلہ) بنا ہوا ہے اور سرچشمۂ علوم (یعنی علم الٰہی) سے علوم حقہ کے اخذ کرنے کا واسطہ بن گیا ہے اِلَّا یَعْصُوْنَ اللہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ

www.kitabghar.org

مَا يُؤْمَرُوْنَ نقد حالِ اوست از جذر جبلّتِ او راہے بحظیرۃ القدس کشادہ است وازاں راہ علوم مجردۂ عالیہ بر عقل و قلبِ او فرو ریختہ وخفایائے عالم ملک و خبایائے عالم ملکوت پیشِ او متشبح گشتہ۔

باز تامل باید کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوں مبعوث شدند در ایامِ خود بکدام چیز اعتنار تمام فرمودند واز آثارِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چہ چیز درعالم باقی ماند دریں باب کار فرمائی حدس ذہن باید شد واز جزئیات بکلیات واز مقدمات بمقاصد انتقال باید نمود۔

باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درزمانے مبعوث شدند کہ شرک درعبادت و استعانت شیوع تمام پیدا کردہ بود اثباتِ معاد نمی کردند وعبادات را فراموش ساختہ بودند وتحریفہا در دینِ حنیفے کہ منسوب است بحضرت ابراہیم علیہ السّلام داخل شدہ بود و مانندِ سباع بایکدیگر می جنگیدند ومثل بہائم بر یک دیگر می جہیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر ابطال شرک فرمودند واثبات مجازات نمودند و تحریفات را برانداختند و شعاعے از نفسِ قدسیہ

مَا يُؤْمَرُوْنَ (۶:۶۶) اس کا حال بن چکا ہے (یعنی وہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جس کا ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں) اور اس کی اصل جبلّت (مراد خلقی بصیرت) سے حظیرۃ القدس تک (یعنی ایوانِ مقدس ملائکہ مقربین تک) ایک راہ کشادہ ہوچکی ہے اور اس راہ سے علوم مجردہ عالیہ (یعنی ذات وصفاتِ حق کے علوم) کا فیضان اُس کی عقل اور قلب پر نازل ہورہا ہے اور عالمِ مُلک کی پوشیدہ باتیں اور عالم ملکوت کے اسرار اس کے سامنے صورت پکڑ کر آرہے ہیں۔

بعد ازیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپؐ نے اپنے زمانہ میں کس چیز پر پوری توجہ فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار میں سے کیا چیز عالم میں باقی رہی۔ اس بارے میں کام کرنے والی ذکاوتِ ذہن ہونی چاہیئے اور جزئیات سے کلیات کی اور مقدمات سے مقاصد کی طرف منتقل ہونا چاہیئے۔

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے کہ عبادت واستعانت میں شرک پورے طور پر شائع ہوچکا تھا اور لوگ عالمِ آخرت کو نہیں مانتے تھے اور عباداتِ (الٰہیہ) کو فراموش کرچکے تھے اور دینِ حنیفی میں جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرف منسوب ہے بہت سی تحریفیں داخل ہوچکی تھیں اور لوگ درندوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اور جانوروں کی طرح اُچھل کر ایک دوسرے پر حملے کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلا کام یہ کیا کہ شرک کو باطل کیا اور مجازات کو ثابت کیا (یعنی اعمال کی جزاء آخرت میں ضرور ملیگی) اور تحریفات کو (جو دینِ حنیفی میں داخل کردی گئی تھیں) نکال پھینکا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس

www.kitabghar.org

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براذکیاء قوم افتاد آنجماعۃ دینِ حق را بفہم درست تلقی نمودند و بہ ہمتِ کارکشا نصرت دادند تا آنکہ راہ رشد واضح شد و اسلام از کفر ممتاز گشت و مردمان در دینِ حق آمدن شروع کردند انگاہ عرب عامۃً وقریش خاصۃً بہ تعصب برخاستند و درپے ایذاہا افتادند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقوتِ خدا دادِ خود در مقابلہ مجادلہ ایشان استقامت فرمود و یارانِ وے خود را سپرِ وے ساختہ از مشربِ عشق چہ بادہا کہ نخوردند وچہ مستی ہاکہ نہ کردند بعد ازاں مامور شدند بہ ہجرت وجہاد بتائیدِ الٰہی دراں باب مساعیی کہ زیادہ ازاں مقدور بشر نباشد بجا آوردند یارانِ ہمہ ببرکتِ ایشان متحرک و بعزیمتِ ایشان عازم تا آنکہ فتحہا واقع شدہ ہزیمت ہا بر کفار افتاد و جاہلیت از ہم پاشید و مظالم پامال شد و علمی کہ بآں آشنا نبودند درمیانِ ایشان شائع گشت و حسد و حقدے کہ درمیانِ خودہا داشتند نابود شد ہمہ یک دل و یک زبان بر کلمۂ حق متفق و بر اضدادِ آں منکر قال اللہ تعالیٰ:۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ

قدسیہ سے جو شعاعیں قوم کے ذی فراست لوگوں پر پڑیں اس جماعت نے دینِ حق کو صحیح اور درست صورت میں پالیا اور انھوں نے نتیجہ خیز ہمّت کے ساتھ مدد پہنچائی یہاں تک کہ بھلائی کی راہ واضح ہوگئی اور اسلام کفر سے ممتاز ہوگیا اور لوگوں نے دینِ حق میں آنا شروع کردیا۔ ایسے وقت میں عرب عام طور پر اور قریش خاص طور پر تعصّب سے مقابلہ پر آگئے اور ایذاؤں کے درپے ہوگئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوتِ خداداد سے ان سب کے مقابلہ اور مجادلہ پر ڈٹ گئے اور آپؐ کے محبّین اپنی ذوات کو آپؐ کے لئے ڈھال بناکر عشق و محبّت کا کونسا جام تھا جو نوش نہ کیا اور کونسی ایسی مستی تھی جس کا ظہور اُن سے نہ ہوا... اس کے بعد ہجرت وجہاد پر مامور ہوئے تو اللہ کی مدد سے اس باب میں اس قدر مساعی بجالائے کہ اس سے زیادہ سعی انسان کی طاقت سے باہر ہے، تمام ساتھی اُن کی حرکت سے متحرک اور اُن کی ہمّت سے مستعد ہوجاتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سی فتح حاصل ہوئیں اور کفّار پر بہت سی شکستیں پڑیں اور جاہلیت پاش پاش ہوگئی اور جو ظلم کے طور طریقے جاری تھے مسل ڈالے گئے اور وہ علم کہ جس سے لوگ آشنا نہ تھے ان کے درمیان خوب پھیل گیا اور وہ حسد اور کینے جو ایک دوسرے کے متعلق وہ لوگ اپنے باطن میں لئے ہوئے تھے بالکل مٹ گئے۔ سب کے سب ایک دل، ایک زبان ہوکر کلمۂ حق پر متفق، اور جو باتیں حق کے خلاف ہوتی تھیں ان کے منکر ہوئے اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ الخ

(۳: ۱۰۳) اور تم پر جو اللہ تعالےٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالےٰ نے تمھارے

www.kitabghar.org

قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ إِخْوَانًا ؎ روز و شب کارِ ایشان ترویج علم قرآن بود و علم ایمان یعنی ارکانِ خمسہ اسلام و علم احسان یعنی از صور طاعات پے بارواحِ آں بردن و علم شرائع از اصلاح تدبیر منازل وسیاست مدن و آداب معاش و ہر یکے را باوضاعِ معینہ مقید ساختن و علم رقائق و علم اخلاقِ صالحہ و علم فضائلِ اعمال و علم مناقب کبرائے امت و علم معاد و علم فتن تا آنکہ باقاصی وادانی رسید و ذکی و غبی ہمہ فائدہ یاب شدند الّا ہر بے نصیبے کہ شقاوتِ ازلیہ اورا از مراتبِ خیر مؤخر ساختہ باشد و تربیتِ افرادِ بشر فرمودہ و یاران دریں باب کوشش ہا بکار بردند تا آنکہ اہلِ بدو و سکانِ صحرا محسنان و مقربان گشتند جزے اللہ عزّ و جلّ ھٰذا النبیّ الکریم و اعوانہ احسن الجزاء وحشرنا معھم و ادخلنا الجنّۃ فی تضاعیفھم ورزقنا رؤیتہ

؎ آل عمران ۱۲

دلوں میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالےٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے" رات دن ان کا کام تھا رواج دینا علمِ قرآن کو اور علمِ ایمان کو یعنی اسلام کے پانچوں ارکان کو اور علمِ احسان کو یعنی عبادات کی صورتوں سے عبادات کی ارواح کا کھوج لگالینا اور علمِ شرائع کو یعنی امورِ خانہ داری کی اصلاح (حسب رضاء حق جلّ شانہٗ) اور شہری سیاست اور آدابِ معاش اور (ان میں سے) ہر ایک کو اوضاعِ معینہ کے ساتھ مقید کرنا اور علمِ رقائق کو (یعنی ان چیزوں کا علم جن سے قلب میں رقّت پیدا ہو) اور علمِ اخلاقِ صالحہ (یعنی جو اسوۂ نبویہؐ کے مطابق ہوں) اور علمِ فضائلِ اعمال کو اور علمِ فضائل بزرگانِ اُمّت کو اور علمِ معاد کو (کہ اس حیاتِ دنیویہ کے بعد کن مراحل سے گزرنا ہے) اور علمِ فتن کو (یعنی جن آنے والے فتنوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے متنبّہ فرمادیا ہے) یہاں تک (ان علوم کی عام ترویج فرمائی) کہ اعلیٰ و ادنیٰ سب کو پہنچ گئے اور ذکی اور غبی سب نے فوائد حاصل کئے بجز ایسے بے نصیب لوگوں کے جن کو ازلی بدبختی نے مراتبِ خیر سے پیچھے ہٹا دیا ہو۔ اور یہ حضرات افرادِ بشر کی تربیت فرماتے رہے اور ان کے احباب نے اس باب میں نہایت درجہ مساعی جاری رکھیں یہاں تک کہ دیہات کے باشندے اور جنگلوں کے رہنے والے بھی محسنین اور مقربین بن گئے، اللہ تعالیٰ ان نبی کریمؐ اور ان کے مددگاروں کو بہترین جزا عطا فرمائے اور ہمارا حشر اُن ہی کے ساتھ کرے اور ہم کو بھی ان میں شامل کرکے جنّت میں داخل کرے اور ان کی جماعت میں شامل کرکے اپنے دیدار سے مشرّف فرمائے اپنے فضل وکرم سے داس بارگاہ مقدس میں جسکے بارے

www.kitabghar.org

فی زمرتھم بفضلہ وکرمہ فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر۔

نکتہ دوم دربیان آنکہ تشبہ غیر نبی را با نبی چگونہ حاصل شود و اعانت پیغامبر در تحمل اعباء نبوت و اتمام انچہ نصیب پیغامبر ست از تقاسیم رحمت الٰہی چہ قسم صورت بندد اما تشبہ غیر نبی بانبی در خصلت اولٰی کہ ارادہ بعثت است بآں تواند بود کہ ارادہ الٰہی متعلق گردد بآنکہ اتمام کارے کہ نصیب پیغامبر ست وی باید کہ در جریدہ اعمال پیغامبر ثبت شود بدست شخصے از امت او کنند و ایں معنٰی را پیغامبر ارشاد فرماید و آں مرد دانا بگوش باطن استماع کند نہ بگوش ظاہر گویا ہماں ارادہ دیگر بار در خاطر ایں عزیز گل کردہ است و الٰے ہٰذا وقعت الاشارۃ فی قولہ تعالٰی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ الآیۃ و قولہ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ فَاٰزَرَہٗ قصّہ استخلاف حضرت موسٰی یوشع را علیہما السلام و اتمام مواعید الٰہی بر دست وے شنیدہ باشی

میں فرمایا گیا ہے) فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (یعنی اہل جنت مجلس حق میں ہوں گے شہنشاہ ذی اقتدار کے حضور میں)۔

دوسرا نکتہ اس امر کے بیان میں کہ غیر نبی کو نبی کے ساتھ تشبہ کیونکر حاصل ہو۔ اور پیغمبر کی اعانت کی کیا صورت ہوگی، نبوّت کے بوجھ کے تحمل اور اس امر کے پورا کرنے میں جو پیغمبر کا حصّہ ہے یعنی اللہ کی رحمت کی تقسیمات؛ اب سمجھئے کہ غیر نبی کا تشبہ نبی کے ساتھ اس بنیادی امر میں یعنی بعثتِ نبی کے متعلق ارادۂ خداوندی میں (جس کا بیان پہلے نکتہ کے شروع میں ہوچکا ہے) اس طرح ہو سکتا ہے کہ ارادۂ الٰہی (کسی شخص کے ساتھ) اس بات کے لئے متعلق ہو کہ اس کام کا پورا کرنا جو پیغمبر کا حصّہ ہے اور جس کو پیغمبر کے نامۂ اعمال میں درج ہونا چاہیئے اس کی امّت میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے متعلق کردیں اور اس حقیقت کو پیغمبر ارشاد فرمائے اور وہ مرد دانا (اس ارشاد کو) باطنی کان سے سُن لے ظاہری کان سے نہیں گویا وہی ارادہ دوسری مرتبہ اس عزیز کُل کے دل میں اُتر گیا ہے اور اسی کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے حق تعالٰے کے اس ارشاد میں وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۵۵:۲۴) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالٰے وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا الخ اور اس ارشاد میں کَزَرْعٍ اَخْرَجَ الخ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اُس کو قوی کیا الخ تم نے حضرت موسٰی علیہ السلام کا حضرت یوشع علیہ السلام کو خلیفہ بنانے اور اللہ کے وعدوں کا ان کے ہاتھ پر پورے ہونے کا

عہ الشطا فراخ النخل او ورقہ وازرہ اے قوی الزرع بعضہ بعضا ۱۲

www.kitabghar.org

واما تشبہ درزیادت قوتِ علمیہ نفسِ ناطقہ آں
وجہ تواند بود کہ کسی را از اُمت محدَّث وملہم
فرمایند تا بعض برُوق غیب شعاع خود را در دلِ
وے اندازد و این معنی بدو وجہ صورت پذیرد۔
یکے[1] آنکہ بمجرد استماع سخن پیغامبر باصل کار
متنبہ شود گویا بے واسطہ می بیند بمثال آنکہ
آئینہ از آفتاب اثر پذیرگردد و نُورِ خالص
برآید ونام این مقام صدیقیت است واز
لوازم او تصدیق پیغامبر ست بے اکتراث و
بدون طلبِ معجزہ و صحبت دائمہ بوصفِ فنا
وفدا وتسلیم ورضا واختیارِ موافقت وترکِ
مخالفت اگرچہ در ادنےٰ شیٔ باشد اعنی
حالتے کہ در عُرف آں را عشق مُفرِط گویند و
نیز از لوازم او تعبیر رؤیا ست و موافقتِ رائے
پیغامبر قبل از آنکہ پیغامبر تصریح کردہ
باشد دوم[2] آنکہ فراستِ صادقہ نصیب او
کنند و عقلِ او را از حظیرۃ القدس تائیدے
وہند تا آنکہ غالباً اصابت کند در تحرّے خود
در آنچہ ہنوز حکمِ آں فرود نیامدہ است
طفیلے پیغامبرست امّا در مخادع[1] قُرب راہی
دارد بمثال آنکہ بادشاہ با وزیرِ خود مشورہ
مے نماید و خادمِ وزیر از دُور اشارتِ دست
شاہ می بیند و برعرضِ وے اطلاع می یابد
قبل از آنکہ وزیر بیانِ آں نماید ونامِ این

قصہ تو سُن ہی لیا ہوگا۔ رہا تشبہ دنبی کے ساتھ) نفسِ ناطقہ کی
قوتِ علمیہ کی زیادتی میں تو وہ اس صورت سے ہوسکتا ہے کہ اُمت
میں سے کسی کو محدَّث و مُلہم فرمادیں تاکہ غیب کی کچھ بجلیاں
(یعنی تجلّیات) اپنی شعاع اس کے دل میں ڈال دیں اور یہ
معنی دو صورتوں کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں۔ ایک[1] یہ کہ پیغمبر کا
کلام سُنتے ہی فوراً اس کی اصل حقیقت پر متنبہ ہوجاتے گویا کہ
وہ خود اس کو (براہِ راست) بے واسطہ دیکھ رہا ہے جیسا کہ آئینہ
آفتاب سے اثر قبول کرے اور نورِ خالص کا ظہور اپنے جسم
میں ہی پائے اور اس مقام کا نام صدّیقیت ہے اور اس
کے لوازم میں سے ہے۔ پیغمبر کی تصدیق کرنا بلا توقف اور بغیر
طلبِ معجزہ اور صحبتِ دائمی فنا اور فدائیت وتسلیم و رضا
کے اوصاف کے ساتھ اور موافقت کا اختیار اور مخالفت کا ترک
اگرچہ ادنیٰ شے میں ہو یعنی وہ حالت جس کو عرف میں عشقِ مُفرط
کہتے ہیں۔ اور نیز اس کے لوازم میں سے ہے تعبیرِ رؤیا اور
پیغمبر کی رائے سے (اس کی رائے کی) موافقت قبل اس
کے کہ پیغمبر نے تصریح کی ہو۔ دوسری[2] صورت یہ ہے کہ فراستِ
صادقہ اس کو بخشی جائے اور اُس کی عقل کو حظیرۃ القدس سے
مدد عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ زیادہ تر ایسے امور میں جن کے
بارے میں ابھی تک حکم نازل نہیں ہوا اپنی جستجو میں اکثر مُصیب
ہوتا ہے۔ وہ پیغمبر کا طفیلی ہے مگر نہاں خانۂ قُرب میں ایک گونہ
راہ رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ مشورہ
کرتا ہے اور وزیر کا خادم دُور سے بادشاہ کے ہاتھ کے
اشارے دیکھ رہا ہے اور وزیر کی گزارش پر مطلع ہوجاتا
ہے قبل اس کے کہ وزیر اُس کی صراحت کرے اور اس مقام

لہ جمع مخدع بالکسر او الضم بمعنی الخزانۃ والمراد منہا ھنا المنازل ۱۲

www.kitabghar.org

مقام محدثیت ست واز لوازم او آنست
کہ وحی برحسبِ اجتہادِ او چندین مرتبہ
نازل شود ومیان ابنای جنسِ خود ممتاز
باشد بآنکہ ہر چیزے راکہ ظن نماید موافقِ واقع
اُفتد وبعد ازین مرتبہ مراتب دیگر
است فرودتر مثل آنکہ حفظ کند قولِ پیغامبر
را وفہم نماید وباستنباطِ درست احکام رااز
آنجا استخراج کند واورا راسخ فی العلم گویند
اما تشبّہ درزیادت قوتِ عملیہ بآں نحو تواند بود
کہ عزیمتِ اعلاءِ کلمۃ اللہ درنفسِ شخص باثر
نفسِ مبارک پیغامبر چنداں بالیدہ است کہ
بر مقتضائے آں بے اختیار مندفع مے شود
ونامِ این عزیز شہید وحواری ست یا امانت
وصدق وحیا چنداں بردلِ وے پرتو افگندہ
کہ از ابنائے جنسِ خود تمیزے ظاہر
حاصلش شد ونامِ این عزیز امین است
باز چوں تہذیب قوتِ عاقلہ وعاملہ بایکدیگر
مجتمع شدہ مزاج معتدل پیدا کرد و وحدتے
بہم رسانید بادشاہ بالطبع گردد وحکیم
بالجبلّہ ومرشد مکمل واین مراتب سہ
گانہ غیر نبی را ممتنع نیست الا آنکہ
پیغامبر دریں باب اصیل است وغیر
پیغامبر شاگردِ رشید وے اما
تشبّہ درجبر تیلیۃ ہمان ست کہ در صدیقیت
ومحدثیت وغیرہ آں گفتہ شد پس

کا نام محدّثیت ہے اور اس کے لوازم میں سے یہ ہے کہ وحی متعدد
بار اُس کے اجتہاد کے مطابق نازل ہو اور وہ اپنے ساتھیوں
میں اس بات میں ممتاز ہو کہ جس چیز کے بارے میں وہ کوئی گمان
کرے وہ واقعہ کے مطابق نکلے۔ اور اس مرتبہ کے بعد اس کے
نیچے کے درجے میں دوسرے مراتب بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ قولِ
پیغمبر کو یاد رکھے اور اس کو سمجھے اور صحیح استنباط کے ساتھ اس کے
احکام کا استخراج کرے اور اس کو راسخ فی العلم کہتے ہیں۔ رہا
قوتِ عملیہ میں زیادتی کا تشبّہ تو وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ
کسی شخص کے نفس میں پیغمبر کے نفسِ مبارک کے اثر سے
عزیمت اعلاءِ کلمۃ اللہ کی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے
مقتضٰے پر (عمل کرنے کے لئے) بے اختیار ڈھل جاتا ہے
اور اس عزیز کا نام شہید اور حواری ہے۔ یا امانت اور
صدق وحیا نے اتنا پرتو اُس کے دل پر ڈالا کہ (ان
اوصاف میں) اپنے ساتھیوں سے اُس کو کھلا ہوا امتیاز
حاصل ہو گیا ہے۔ اس عزیز کا نام امین ہے۔ پھر جب (دونوں
قسم کی یعنی) قوّتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ کی تہذیب ایک
دوسرے کے ساتھ معتدل مزاج پیدا کر کے ایک وحدت
بن جائے گی تو وہ بالطبع بادشاہ بن جائے گا اور جبلّت
یعنی خصلت کے لحاظ سے حکیم اور مرشدِ مکمّل ہو گا۔ اور
یہ تینوں قسم کے مراتب غیر نبی کے لئے ممتنع نہیں
ہیں مگر یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ پیغمبر اس بارے میں
اصل ہوتا ہے اور غیر پیغمبر اس کے شاگرد رشید۔
رہا تشبّہ جبر تیلیت میں تو وہ وہی ہے جو کہ
صدیقیت اور محدّثیت وغیرہ میں بیان
کیا گیا۔

www.kitabghar.org

مردِ کامل صاحب سمتِ صالح است و عدالتِ کاملہ دارد ودر اخلاق و تدبیر منازل و سیاست مُدن استاد خلق اللہ باآفرادِ بنی آدم بوجہے معاملہ می کند کہ ہمہ بسبب او مجتمع برخیر میشوند و بروے مختلف نمی گردند و کارہائے بس بزرگ درمیانِ مسلمین بدون سَلِّ (کشیدن) سیف سر انجام میدہد و جہاد طوائفِ اُمم برائے اعلاء کلمۃ اللہ بدستورے کہ بہتر ازاں متصوّر نباشد بجامے آرد درہر کوشش زیادہ از سعی او فتح باب میسّر می آید گویا صفت اُغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَ اَنْفِقْ فَسَنُنْفِقْ عَلَيْكَ وَ ابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ۔ نقد حال اوست ہر شخصے را از ہزاران ہزار کہ درامر ملت سعی کُنند جُدا جُدا می شناسد و از ہر یکے کارے کہ مناسبِ اوست میگیرد علماً و عملاً نُصرۃِ دین و اعلاء کلمۃ اللہ باقصٰے ہمت مطمحِ نظر خود ساختہ است گویا برائے ہمیں کار مخلوق شدہ ردّ و قبُول خلق را بر طاق نہادہ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ نقد حالِ اوست با اصابتِ رائے و فطانت المعیہ[1] تواں گفت کہ رائے او مرآۃ ارادۂ الٰہی است امر بمعروف و نہی از منکر می نماید در ہر حالے بقدرِ آں حالت تفقّد نزدیکانِ مجلس و درماندگان از صحبت مے فرماید و

تو یہ مردِ کامل ہئیت صالحہ والا ہے اور عدالتِ کاملہ رکھتا ہے اور اخلاق اور گھریلو تدابیر اور سیاستِ شہری میں خلق اللہ کا اُستاد ہوگا۔ افرادِ بنی آدم کے ساتھ اس صورت سے معاملہ کریگا کہ اس کے سبب سے سب لوگ خیر پر جمع ہو جائیں اور وہ اُس (امرِ خیر پر) مختلف نہ رہیں گے۔ اور یہ شخص بہت بڑے کام مسلمانوں کے درمیان تلوار کھینچے بغیر انجام دیدیتا ہے اور مختلف اُمتوں پر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ایسے عمدہ طور پر جہاد کرتا ہے کہ اس سے بہتر کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔ اور ہر کوشش میں اُس کی سعی سے زیادہ فتوحات میں کامیابی میسّر ہوتی ہے گویا کہ اُغْزُهُمْ نُغْزِكَ الخ کا مصداق اُسی کا حال ہے (یعنی وہ وعدہ) جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حق تعالٰی نے فرمایا تھا کہ تو اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو ان پر خرچ کر ہم تجھ کو دیتے رہیں گے اور تو لشکر بھیج ہم اس سے پانچ گنا (ملائکہ کا لشکر) بھیجدیں گے وہ ہر شخص کو لاکھوں ساتھیوں میں سے جو مِلّت کے کام میں سعی کرنے والے ہیں الگ الگ پہچانتا ہے اور ہر ایک سے وہ کام لیتا ہے جو کام عِلم و عمل کے اعتبار سے اس کے مناسب ہوتا ہے۔ اُس نے دین کی مدد اور اعلاء کلمۃ اللہ کو انتہائی ہمّت کے ساتھ اپنا مطمحِ نظر بنا رکھا ہے گویا وہ اسی کام کے لئے پیدا ہوا ہے لوگوں کے ردّ و قبول کو اُس نے طاقِ (نسیاں) میں ڈال دیا ہے۔ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے) اس کا حال لازم ہو چکا ہے اصابتِ رائے اور بیدار مغزی کے ساتھ۔ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی رائے ارادۂ الٰہی کا آئینہ ہے، نیک کام کا حکم کرتا اور بُرے کام سے منع کرتا ہے اور قریب رہنے والوں کے اور اس کی صحبت سے دُور رہنے والوں کے سب کے ہر حال کی نگرانی اس کی حالت کے بقدر فرماتا رہتا ہے۔

[1] المعیہ المعی بمعنے ذکی متوقد ۱۲

www.kitabghar.org

مواعظ وخطبِ او بردل می زند دانایانِ روزگار
درحق وے می گویند کہ یک ساعت صحبت
با او از عبادتِ یک سال بہتر است اما تشبہ
او با پیغامبر در تحمل اعباء نبوت بداں وجہ
تواند بود کہ مرد جلیل القدرے کہ در مردماں
عزتے وحرمتے دارد و در حلّ وعقدِ
خویش ازوے حساب می گیرند باقصے
مرتبہ ہمت اعلاء کلمۃ اللہ نماید بمجرّد
دخولِ او دراسلام جماعہ با او مسلمان شوند
و دستِ تعرض متعصبان از مسلمین بسبب
دخولِ او کوتاہ گردد و توقع غلبہ از
خاطرِ کفار بجہتِ رسوخ قدم او ازہم
پاشد وچوں کافراں کمر بایذائے
پیغامبر بندند در ہر حادثہ جانِ خود را
سپر جانِ پیغامبر سازد ہر سنگے کہ بطرف
پیغامبر آید بروئے خود مے گیرد. در ہر
منشط و مکرہ (خوشی و ناخوشی) رفیق پیغامبر است و
سہیم او تا آنکہ نوبتِ ہجرت و جہاد
رسید نصیب ایں عزیز در نصرت زیادہ
از انصباء کافہ باشد در حل و عقد و
جمع رجال و نصب قتال مشورتِ
او را پذیرائی تمام شود و از
روئے مداخلتِ نمایاں در ہر
باب و ہر واقعہ محسوس گردد
یا در کارزار از ہمہ پیش قدم

اور اس کے وعظ اور خطبے دلوں میں اُترتے چلے جاتے ہیں دنیا
کے دانا لوگوں کا اس کے حق میں یہ قول ہے کہ ایک گھڑی
اس کی صحبت میں گزار دینا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
رہا اُس کا تشبّہ پیغمبر کے ساتھ نبوت کے بھاری وزنوں
کے برداشت کرنے میں تو اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے
کہ ایک ایسا بلند مرتبہ شخص ہے جو لوگوں میں خاص عزت و
حرمت رکھتا ہے جو اپنے امور کی گرہ کشائی اور معاملات میں اس
کی طرف رجوع کرتے ہیں ایسا شخص اپنے مرتبہ کے مطابق
پوری ہمت کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کرے اور اس کے اسلام میں
داخل ہوتے ہی بہت سے لوگ اس کے ساتھ مسلمان ہو جائیں
اور اُس کے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے بہت
سے متعصب مخالفین کے ہاتھ مسلمانوں کی طرف بڑھنے
سے رک جائیں اور کفار کے دلوں سے مسلمانوں پر غلبہ کی
توقع اس شخص کے مضبوطی کے ساتھ اسلام پر جماؤ کی
وجہ سے درہم برہم ہو جائے اور جب کفار پیغمبر کو ایذا دینے
کے لئے کمربستہ ہوں تو ہر حادثہ میں یہ شخص اپنی ذات کو پیغمبر
کی ذات کے لئے ڈھال بنا دے، جو پتھر بھی پیغمبر کی طرف
آئے وہ اس کو اپنے سر پر روکے اور ہر خوشی و ناخوشی کے
موقع پر پیغمبر کا رفیق اور حصہ دار ہو۔ یہاں تک کہ جب
نوبت ہجرت اور جہاد کی پہنچے تو پیغمبر کی نصرت و مدد کے
سلسلہ میں اس عزیز کا حصہ سب کے حصوں سے بڑھا ہے
اور امور کو سلجھانے اور لوگوں کو جمع کرنے اور قتال
کے قائم کرنے کے بارے میں اُس کا مشورہ سب کے لئے
قبول کرنے کے قابل ہو اور ہر باب اور ہر واقعہ میں اس
کی نمایاں مداخلت محسوس ہو کہ میدانِ کارزار میں

www.kitabghar.org

باشد یا انفاقِ اموال را وسیلہ احراز (فراہمی ۱۲) اعلاء کلمۃ اللہ سازد والعشق فنونٌ وچوں نوبت نشرِ علوم آید طریقہ روایت آموزد و مردماں را براقراء قرآن و روایتِ حدیث حمل نماید و اگر در مسئلہ اشتباہ واقع شود از جماعہ صحابہؓ سوال کردہ استخراج نصِّ صاحبِ شریعت فرماید و اگر اختلافے روے دہد از مضیق اختلاف بفضائے اجماع رساند. ارشاد کند طریقِ اجتہاد را مسدود کند طرقِ تحریف را و بہر سبیل ممکن واسطہ شود درمیان پیغامبر و اُمّتِ او بفہم اگر مے توانی فہمید کہ آیۃِ استخلاف و آیۃِ تمکین و آیۃِ قتالِ مُرتدین و آیتِ وَالّذین معہٗ اشدّاءُ بمنزلہ آئینہ است اگر نیک تأمل کُنی این ہمہ اوصاف کہ دریں صفحہ نوشتہ مشاہدہ گردد.

نکتہ سوم در بیانِ کیفیت توسط خلفائے راشدینؓ درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم و اُمّتِ او باید دانست کہ مارا بالقطع معلوم است کہ انچہ

دیکھو تو اس کے قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں، مال خرچ کرنے کے موقع پر دیکھو تو وہ اس کو اعلاء کلمۃ اللہ اور اس کے تحفّظ کا مال کو وسیلہ بنا رہا ہے غرض "العشق فنون" (عشق کے بہت سے فن ہیں) اور جب نوبت علوم کے پھیلانے کی آئی تو طریقہ روایت سکھلاتے اور لوگوں کو قرآن پڑھانے اور حدیث کی روایت پر آمادہ کرے اور اگر کسی مسئلہ میں اشتباہ واقع ہو جاتے تو صحابہؓ کی جماعت سے سوال کرکے صاحبِ شریعت کی طرف سے حکم صریح نکالنے کی کوشش کرے اور اگر کوئی اختلاف پیدا ہو جاتے تو اختلاف کی تنگ جگہ سے اس کو فضائے اجماع میں پہنچا دے طریقِ اجتہاد کی رہنمائی کرے اور طریقِ تحریف کو مسدود کرے اور ہر ممکن طریق سے پیغمبرؐ اور اُس کی اُمّت کے درمیان واسطہ بنے۔ سمجھ! اگر تو سمجھ سکتا ہے کہ آیتِ استخلاف (یعنی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ الخ) (۲۴: ۵۵) اور آیتِ تمکین (یعنی اَلَّذِينَ إِنْ مَكَّنّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ الخ) (۲۲: ۴۱) اور آیت قتالِ مُرتدین (یعنی يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهٖ الخ) (۵: ۵۴) اور آیت وَالَّذِينَ مَعَهٗٓ أَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ الخ (۴۸: ۲۹) بمنزلہ آئینہ کے ہے اگر تو اچھی طرح غور کرے گا تو یہ تمام اوصاف جو اس صفحہ میں لکھے گئے ہیں مشاہدہ ہو جائیں گے۔

تیسرا نکتہ خلفائے راشدینؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمّت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کے بیان میں۔ جاننا چاہیے کہ یہ بات ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ جو کچھ

www.kitabghar.org

ما می کنیم اور وضو و غسل و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و تلاوت قرآن و درود و ادعیہ و غیر آن از باب عبادات و ہمچنیں طریق مناکحات و مبایعات و اقامت حدود و قضا در خصومات ہمہ ماخوذ است از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس اوّل سلسلہ و آخر آن معلوم انشت و این قدر نیز معلوم است بالقطع کہ ما این معانی را بے واسطہ ازآں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخذ نہ کردہ ایم و قرآن و حدیث بے واسطہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ شنیدہ پس درمیان ما و آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسایط متحقق است سخن دراں می گزرد کہ این وسایط کدام مردم بودہ اند و نیز این قدر معلوم است کہ در اوّل امر عالم بکفر و جاہلیت مشحون بود ابتداء ترویج اسلام از آنحضرت بودہ است جہاداً و تالیفاً للقلوب رفتہ رفتہ حالتے کہ مشاہدہ مے کنیم از انتشار مسلمین در آفاق و غلبہ بادشاہان اسلام کہ در ہر قطرے برروئے کار آمد اوّل این سلسلہ و آخر او معلوم است سخن دراں است کہ وسایط حصول این امر فخیم کہ در زمان آنحضرت نبود والحال ہست کدام عزیزاں بودند ساعتے خاطر را در تفحص این وسائط باید گماشت و اوّل

ہم از قسم عبادات کرتے ہیں وضو اور غسل اور نماز و روزہ اور زکوٰۃ و حج و تلاوت قرآن و درود اور ادعیہ وغیرہ اور اسی طرح طریق نکاح مرد و عورت اور خرید و فروخت اور حدود کا قائم کرنا اور آپس کے جھگڑوں کے فیصلوں کے طریقے یہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہیں۔ تو اس کے شروع اور آخر کا سلسلہ ہم کو معلوم ہے اور اتنی بات بھی ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ ہم نے ان معانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر واسطہ اخذ نہیں کیا اور ہم نے قرآن و حدیث بلا واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا تو ہمارے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطے متحقق ہیں۔ اب بات یہ رہ جاتی ہے کہ وہ واسطے کون لوگ تھے۔ اور نیز یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ اوّل امر میں دنیا کفر و جہالت سے بھری ہوئی تھی، دینِ اسلام کو مروّج کرنے کی ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوئی بذریعہ جہاد اور تالیف قلوب کے، رفتہ رفتہ یہ حالت جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یعنی دنیا میں چاروں طرف مسلمانوں کا پھیل جانا اور بادشاہانِ اسلام کا غلبہ جو کہ اطراف عالم میں موجود ہے ظہور میں آگئی اس سلسلہ کا اوّل اور آخر معلوم ہے اب گفتگو اس میں ہے کہ اس شاندار امر کے حصول میں جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا کون بزرگ ہستیاں واسطہ بنیں ایک ساعت کے لئے ان واسطوں کی جستجو میں اپنی قوتِ مفکرہ کو لگانا چاہیئے اور سب سے پہلے واسطوں کو اور بہت

www.kitabghar.org

وسائط و اکثر ایشاں در توسط و اعظم ایشان در منت باید شناخت امر ملت مشابہت تمام دارد بدیوارے کہ ہر خشتِ فوقانی متفرع برخشتِ تحتانی است و معتمد است بر وے تا آنکہ تفحص بأساس رسد ہمچناں ہر قرنِ متأخر مستمد است از قرنِ متقدم و منت قرنِ متقدم در گردنِ اوست کہ سبب وصولِ سعادتِ دنیا و آخرت گشتہ در فکرِ اوّل ہر یکے شیخ خود را مے داند و کتابے میخواند بعد ازاں سرگروہ خود را مثل ابوحنیفہؒ بہ نسبتِ حنفیاں و شافعیؒ بہ نسبتِ شافعیان می نامد و ہمچنین سیّدی عبدالقادرؒ بہ نسبتِ قادریان و خواجہ نقشبندؒ بہ نسبتِ نقشبندیاں و خواجہ معین الدّینؒ چشتی بہ نسبتِ چشتیاں باز سلاسلِ این بزرگان منتہی مے شود بجُنید بغدادیؒ و معاصرانِ وے و ہمچنین قرّاء سبعہ در قرارت و شیخ ابوالحسن اشعریؒ در علمِ کلام و ثعلبیؒ و واحدیؒ و امثالِ ایشان در تفسیر و محمد بن اسحٰقؒ در علمِ سیرت و علیٰ ہٰذا القیاس آزیں مقام اندکے بیشتر باید رفت و تأمل دراں باید کرد کہ این جماعہ ہر چند بجمعِ علم و بہم آوردنِ آنچہ پراگندہ بود از جماعہ کثیر اخذ نمودہ بودند متصف اند اما ہر چہ آوردہ اند از سلف آوردہ اند آنچہ ماخوذ از سلف

سے درمیانی واسطوں کو اور (ملت کو صاحب نعمت بنانے میں) سب سے بڑا احسان جن واسطوں کا ہے ان کو پہچاننا چاہیئے۔ (سمجھ لو) کہ امرِ ملت اس دیوار کے ساتھ پوری مشابہت رکھتا ہے جس کی ہر اوپر والی اینٹ متفرع ہے نیچے والی اینٹ پر اور اسی پر سہارا لینے والی ہے۔ اسی طرح نوبت بنیاد تک پہنچ جائے گی۔ اسی طرح ہر بعد والے قرن کو اُس سے پہلے قرن سے مدد پہنچتی رہی ہے اور اس پہلے قرن کا احسان اُس کی گردن میں پڑا ہوا ہے جو کہ دنیا و آخرت کی سعادت کے ملنے کا سبب بنا ہے۔ فکر کے پہلے مرحلہ میں ہر ایک اپنے شیخ (یعنی اُستاد) کو اور اس کتاب کو جو اُس سے پڑھتا تھا جانتا ہے۔ اس کے بعد اپنے سرگروہ (مقتدا) کا جیسے ابوحنیفہؒ بہ نسبت حنفیوں کے اور شافعیؒ بہ نسبت شافعیوں کے، نام لیتا ہے۔ اور اسی طرح سیّدی عبدالقادر (جیلانیؒ) بہ نسبت قادریوں کے اور خواجہ (بہاؤالدّین) نقشبندؒ بہ نسبت نقشبندیوں کے اور خواجہ معین الدّین چشتیؒ بہ نسبت چشتیوں کے۔ پھر ان بزرگوں کے سلسلے منتہی ہوتے ہیں جُنید بغدادیؒ اور ان کے معاصرین پر۔ اور اسی طرح قرارت میں قرّاء سبعہ اور علمِ کلام میں شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور تفسیر میں ثعلبیؒ اور واحدیؒ اور ان جیسے حضرات اور علمِ سیرت میں محمد بن اسحٰقؒ اسی پر دیگر علوم کے ائمہ کو قیاس کر لیا جائے۔ اب اس مقام سے ذرا اور آگے چلنا چاہیئے اور اس میں غور و فکر کرنا چاہیئے کہ اس جماعت کے حضرات اگرچہ علم کے جمع کرنے اور بکھرے ہوئے علم کو جماعتِ کثیر سے حاصل کر کے اکٹھا کرنے سے متصف ہیں مگر جو کچھ بھی لاتے ہیں سلف ہی سے لاتے ہیں۔ سلف سے جو کچھ ماخوذ ہے وہ بمنزلہ

www.kitabghar.org

است بمنزلۂ لوح است و تحقیقاتِ خود ایشاں از قبیلِ تفسیر مجمل والحاق الشیٔ بالشیٔ لامرٍ جامعٍ و جمع آنچہ پراگندہ بود وبمنزلۂ نقش بر لوح است وطبقۂ اُولیٰ را از وسایط می باید شناخت و منّتِ ایشاں برگردن تمام اُمت اعتقاد باید کرد. باز توسط بانواع بسیار می باشد بروایت کردن از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بنصب علماء در ہر شہرے تا روایتِ حدیث کنند و ترغیب قوم براں و تہیہ اُمورے کہ بآں گرفتنِ علم سہل گردد مثل بنائے مدارس و تعہد حالِ طلبہ و توقیر ایں جماعۂ و مانند آں ہر حرکتے را ازیں حرکات در نشرِ علم وشیوع اسلام در اقطار ارض دخلی ہست چوں ایں کلام مجمل بخاطر نشست اندکی مفصل تر نگاریم تا معرفتِ وسائطِ علمِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسان گردد و آنچہ گفتہ شود دستورے باشد برای شناختنِ آنچہ نگفتہ باشم۔

اعظم میراثے کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ اُمتِ مرحومہ رسید قرآنِ عظیم است و آں تا آخر زماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجموع در مصاحف نبود مثل آنکہ امروز منشی منشآتِ خود را یا شاعرے قصائد و مقطعاتِ خود را در بیاضہا وسفینہا در دستِ جماعہ متفرقہ گذاشتہ از

تختی کی ہے اور ان کی خود اپنی تحقیقات بطور تفسیر مجمل کے ہے اور ایسی ہے جیسا کہ ایک امر جامع کے لئے ایک شیٔ کا دوسری شیٔ کے ساتھ الحاق کر دیا جاتا ہے اور منتشر چیزوں کو ایک جگہ کر دیا جاتا ہے اور یہ سب اس لوح پر نقوش کے مرتبہ میں ہیں۔ اور طبقۂ اُولیٰ کو درمیانی طبقات سے پہچان لینا چاہیئے اور ان کے احسان کا تمام اُمّت کی گردن پر ہونے کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ واسطہ بننے کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے سے اور ہر شہر میں علماء کے تقرر سے تاکہ حدیث کی روایت کریں اور قوم کو اُس کی جانب رغبت دلائیں اور ایسے امور کی تیاری کہ جن کے ذریعہ سے علم کا حاصل کرنا آسان ہو جائے جیسے مدرسوں کا قائم کرنا اور طلبہ کے حال کی خبر گیری کرتے رہنا اور اس جماعت کی عزت کرنا اور اس کے مانند ان حرکات میں سے ہر ایک حرکت کا زمین کے تمام اطراف میں علم کے پھیلانے اور اسلام کی اشاعت میں خاص دخل ہے۔ جب یہ اجمالی کلام دل میں بیٹھ گیا تو اب ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کچھ زیادہ مفصل لکھ دیں تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے واسطوں کی معرفت آسان ہو جائے اور جو کچھ کہا جاتے وہ ایک معیار بن جائے اُن چیزوں کی شناخت کے لئے جو ہم نے ذکر نہ کی ہوں۔

سب سے بڑی میراث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمّت مرحومہ کو پہنچی ہے قرآنِ عظیم ہے اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ تک مصاحف میں یک جائی نہ ہوتا تھا جیسا کہ آج کوئی انشاء پرداز اپنے اعلیٰ مضامین کو یا کوئی شاعر اپنے قصائد اور قطعات کو بیاضوں میں اور مکتوبات کو متفرق لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر دنیا سے چلا جائے

www.kitabghar.org

عالم رود بمنزلۂ عصافیر اگر اندک بادی بجنبد شذر مذر از ہم متفرق شوند ہمچنیں ایں منشآت وقصاید برشرف تلف باشند اگر آں کاغذہا را آب برسد یا دروے آتش بگیرد یا حاملِ آں بمیرد ماندِ اَمْسِ ذاہب نابود گردد شاگردے رشید از میانِ یارانِ آں عزیز کمر ہمت بر بندد وآں ہمہ را بہ ترتیبے مناسب جمع کند ونسخہائے بسیار سازد و تصحیح کامل بکار برد ودر عالم متفرق گرداند پس منّت ایں شاگردِ رشید بر گردنِ آنانکہ ازاں منشآت واَشعار مستفید شوند ثابت است بہمیں دستور از محمد بن الحسن بر ہرکہ حنفی است منّتے ثابت است و از بُوَیطی برہرکہ شافعی است منّتے درگردن و آیں جمع درمصاحف ہمان است کہ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ بروے منطبق شد واِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ مُبَشِّر بادست آول حرکت دریں امراز صدیقِ اکبرؓ بالتماس حضرت فاروقؓ بحکم شرح صدرے کہ وے راآں مخصوص ساختہ بودند واقع شد بعدازاں فاروقِ اعظمؓ سعیہا بکار برد و در مواضع مشکلہ مباشر کشفِ شبہ گشت و حمل کرد مردم را بر اخذِ آں بعد ازاں ذی النورین

جو کہ اُن چڑیوں کے مانند ہوں گی کہ اگر تھوڑی سی تیز ہَوا چل جائے تو سب اِدھر اُدھر متفرق ہوجائیں۔ اسی طرح وہ مضامین اور قصائد بربادی کے کنارے پر ہوں گے کہ اگر اُن کاغذوں پر پانی پہنچ جائے یا اُن میں آگ لگ جائے یا جس کے قبضہ میں ہیں وہ مرجائے تو گزشتہ کل کی طرح نابود اور غائب ہوجائیں۔ اگر ایک شاگردِ رشید اس عزیز (ادیب اور شاعر) کے مصاحبوں میں سے کمرِ ہمت باندھے اور اُن سب کو ایک مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور اس کی نقلیں کرا کر بہت سے نسخے تیار کرکے اور کامل تصحیح کا اہتمام کرے اور ان کو عالم میں شائع کردے تو اس شاگردِ رشید کا احسان اُن سب لوگوں کی گردن پر ہوگا جو ان مضامین واشعار سے استفادہ کریں گے۔ اسی دستور کے مطابق محمد بن حسنؒ کا احسان ہر اس شخص پر جو حنفی ہے اور بُوَیطی کا احسان ہر اس شخص پر جو شافعی ہے ثابت ہے اور اُن کی گردنوں پر ہے۔ اور یہ قرآن کا مصاحف میں جمع کرنا وہی ہے جس پر اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (ہم یقیناً اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) منطبق ہے اور اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (اور یقیناً ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کو پڑھوانا) اسی کی بشارت دینے والا ارشاد ہے۔ اس بارے میں پہلی سعی صدیقِ اکبرؓ سے واقع ہوئی جو حضرت فاروقؓ کے عرض کرنے سے جس پر اُن کو اسی درجہ کا شرحِ صدر (یعنی اطمینانِ قلب) ہوا تھا جو ان کے ساتھ مخصوص تھا انھوں نے شروع کردی تھی۔ اس کے بعد فاروقِ اعظمؓ بڑی کوششوں کو کام میں لائے اور جن مقامات میں کچھ اشکال پیدا ہوتا تھا اُن شبہات کو حل کرنے میں مشغول ہوتے۔ اور اس کی نقول لینے پر لوگوں کو اُبھارا۔ اس کے بعد

www.kitabghar.org

نسخہا نویسانیدہ در آفاق فرستاد وغیر آں را محو ساخت بعد ازاں اُبیؓ بن کعبؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و علی مرتضےؓ و ابنِ عباسؓ دراقراءِ آں سعی بلیغ بکار بردند و ایں قرآن مجموع در مصاحف متلوّ برألسنہ کہ الحال در مشرق ومغرب منتشرست ثمرہ مساعی جمیلۂ ایشان است باز قرآن در بعض مواضع کہ اجمال داشت ایں بزرگواراں آہستہ آہستہ بتقریباتِ شتّیٰ متصدیِ کشفِ آں اجمال گشتند بعدِ ایشان ابنِ عباسؓ متوجہ حلّ لغتِ قرآن شد و ذکرِ اسباب نزول نمود دیگراں قدم بر قدم او رفتند تا آنکہ تعددِ نسخہا بہم رسید ثعلبی وغیرِ او آں ہمہ را جمع ساختہ تفسیرہا تصنیف کردند ہیچ میدانی کہ بہترین خدمتِ قرآن کدام است آنکہ دراوّلِ نزولِ قرآن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال ما یتعلق بہ کردہ باشند تا بر حسبِ آں وحی دیگر فرود آمد چنانکہ صدیقِ اکبرؓ در آیۂ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ سوالے آورد علم شریفے را سرداد کہ اما انت والمؤمنون فتجزون بذلک فی الدنیا حتی تلقوا اللہ و لیس لکم ذنوب واما الاٰخرون فیجتمع ذلک لھم حتی یجزوا بہ یوم القیامۃ اخرجہ الترمذی و فاروقِ اعظمؓ در آیتِ مجملہ تحریم خمر گفت

ذی النورینؓ نے بہت سے نسخے لکھوائے اور اطراف میں بھیجے اور اُن کے خلاف جو لکھے ہوئے تھے اُن کو محو کرایا۔ اس کے بعد اُبیّ بن کعبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور علی مرتضےٰؓ اور ابن عباسؓ نے اُس کو پڑھانے میں بڑی بڑی کوششیں فرمائیں اور یہ قرآن جو مصاحف میں جمع ہے جس کی زبانوں سے تلاوت کی جاتی ہے جو آج مشرق اور مغرب میں نشر ہو رہا ہے، یہ ان ہی اکابر کی قابلِ قدر مساعی کا ثمرہ ہے۔ پھر قرآن کے جو بعض مواقع ایسے تھے کہ وہ اجمال رکھتے تھے ان بزرگوں نے مختلف تقریبات پر اُس اجمال کو کھول دینے کا اہتمام کیا اُن کے بعد ابن عباسؓ حلّ لغاتِ قرآن کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے اسبابِ نزول کا ذکر کیا، دوسرے لوگ بھی ان کے قدم بقدم چلے یہاں تک کہ (تفسیر کے) متعدد نسخے بہم پہنچ گئے، ثعلبیؒ اور دوسرے لوگوں نے ان سب کو جمع کر کے تفسیریں تصنیف کر دیں، کیا تم جانتے ہو کہ قرآن کی بہترین خدمت کونسی ہے؟ وہ یہ ہے کہ اوّل نزولِ قرآن کے بارے میں (یعنی نازل شدہ آیات کے پیشِ نظر) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُن باتوں کا سوال کیا جائے جو اُن سے متعلق ہوں تاکہ اس کے مناسب دوسری وحی نازل ہو جیساکہ صدیقِ اکبرؓ اس آیت مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ (جو شخص بُرا کام کرے گا اُس کا بدلہ اُس کو دیا جائے گا) کے متعلق سوال لیکر آئے (جسکے نتیجہ میں) ایک علمِ شریف ظاہر ہو گیا (آپؐ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا) کہ ہے تم اور سب مؤمنین تو تم کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائیگا یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملوگے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ رہے دوسرے لوگ تو ان کے گناہ جمع کئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا بدلہ اُن کو قیامت کے دن دیا جائے گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور فاروقِ اعظمؓ نے تحریمِ خمر کی مجمل آیت کے بارے میں دُعا کی

www.kitabghar.org

اللهم بَیِّنْ لنا بیانَ شِفَاءٍ تا رفته رفته اجمال به تفصیل انجامید و پرده برانداخته شد و بعد قرآن عظیم اصل دین و سرمایۂ یقین علمِ حدیث است و توسط کُبراء اُمت درمیانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واُمتِ او در علمِ حدیث بچند وجه تواند بود یکے آنکه روایت کنند حدیث را و بآفاق فرستند مضمونِ آن را دیگر آنکه استخراج نمایند آں را از حاملِ آں یعنی در مسئلۂ نازله خلیفه وقت جمع کند صحابہ رض را و بگوید کسے هست درمیانِ شما که در فلاں مسئله از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیثے یاد داشته باشد و تکرارِ این سوال بحدے رساند که حاضران بگوشِ خود شنوند و غائباں را خبر رسد تا حاملِ حدیث مشخص شود و اگر متفرِّد شده باشد استبراء کنند از شبہه تا حدیث محلّ اعتماد گردد چنانکه صدیقِ اکبر رض درمیراث جدّه و فاروقِ اعظم رض درباب غرّه عبد یا امة تحقیق فرمودند سوم آنکه علماءِ صحابہ رض را در آفاق فرستند و ایشاں را امر نمایند بروایتِ حدیث و مردماں را حمل کنند براخذِ ایشاں چنانکه فاروقِ اعظم رض عبداللہ بن مسعود رض را با جمعے بکوفه فرستاد و معقِل بن یسار و عبداللہ بن مُغفّل و عمران بن حصین را به بصره و عبادة بن صامت و ابودرداء را به شام و بمعاویة بن ابی سفیان که

کہ اے اللہ بیان کر دیجئے ہمارے لئے (اس حکم کے بارے میں) شانی یعنی مفصّل بات۔ تاآنکہ رفتہ رفتہ اُس اجمال کی تفصیل نازل ہوگئی اور پردہ ہٹا دیا گیا۔

اور بعد قرآنِ عظیم کے جو دین کی اصل اور ایمان کا بڑا سرمایہ ہے وہ علمِ حدیث ہے اور بزرگانِ اُمّت کا واسطہ بننا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت کے درمیان چند صورت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ پہلی یہ کہ حدیث کو روایت کریں اور اس کے مضمون کو چاروں طرف بھیجیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جس کے پاس حدیث موجود ہو اُس سے نکلوائیں یعنی کسی پیش آمدہ مسئلہ کے موقع پر خلیفۂ وقت صحابہ رض کو جمع کرے اور کہے کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ فلاں مسئلہ کے بارے میں اُس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد ہو۔ اور اس سوال کو بار بار کر کے اس تک پہنچا دے کہ جس قدر لوگ موجود ہوں وہ اپنے کانوں سے سُن لیں اور جو موجود نہیں ہیں اُن کو خبر پہنچ جائے تاکہ جس کے پاس ایسی حدیث موجود ہو وہ پہچانا جائے اور اگر وہ متفرّد (یعنی اکیلا) ہو تو شبہ کی صفائی بھی پیش کرے تاکہ حدیث قابلِ اعتماد ہو جائے جیساکہ صدیقِ اکبر رض نے دادی کی میراث کے بارے میں اور فاروقِ اعظم رض نے ایک بردے کے بارے میں تحقیق کی تھی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ علماءِ صحابہ رض کو چاروں طرف بھیجیں اور ان کو روایتِ حدیث کا حکم دیں اور لوگوں کو اُن سے حدیث حاصل کرنے کی ترغیب دیں جیساکہ فاروقِ اعظم رض نے عبداللہ بن مسعود رض کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں بھیجا اور معقِل رض بن یسار اور عبداللہ رض بن مغفّل اور عمران رض بن حصین کو بصرہ میں اور عُبادہ رض بن صامت اور ابو درداء رض کو

امیر شام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیثِ
ایشاں تجاوز نکنند چہارم آنکہ طریق
روایت آموزند و احتیاط دراں باب فرمایند
پنجم آنکہ عمل کنند بر حدیثے علانیہ تا آں
حدیث مجمع علیہ گردد و عملِ خلفاء مصحح آں روایت
باشد در بسیارے از احادیث خوانده باشی
فَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم
و ابوبکر و عمر ششم آنکہ حدیثے کہ زیادہ است
بر کتاب اللہ مثلِ حدیثِ ایمان بالقدر و
حدیثِ معراج و حدیث عذابِ قبر
وغیر آں بر سر منابر اشارہ بآں حدیث
فرماید کہ فلاں حدیث و فلاں حدیث
از انجملہ ست کہ ایمان براں واجب است
ہر چند آں را در کتاب اللہ نے یابند این
روایت آں ہمہ احادیث است اجمالاً و
تصحیح و تقویتِ آنست و افادہ آنکہ از
قبیلِ ضروریاتِ دین شده است
ہفتم آنکہ مضمون احادیث در خطب
خود ارشاد فرمایند تا اصل حدیث بآں
موقوف خلیفہ قوت یابد یارانے کہ بغورِ
سخن نمی رسند در بند آنکہ در متفق علیہ
از حضرتِ صدیق رض صحیح نہ شد مگر شش حدیث
واز فاروقِ اعظم رض بصحت نہ رسید مگر قریب
ہفتاد حدیث این رانمی فہمند و نمی دانند کہ
حضرت فاروق رض تمام علم حدیث را

شام میں۔ اور معاویہ بن ابی سفیان کو جو کہ امیر شام تھے ایک بلیغ
تنبیہ نامہ بھیجا کہ ان حدیثوں سے کبھی تجاوز نہ کریں۔ چوتھی
صورت یہ ہے کہ طریقِ روایت سکھائیں اور اس بارے میں
احتیاط کی ہدایت فرمائیں۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ کسی حدیث
پر علانیہ عمل نہ کریں تا آنکہ وہ حدیث متفق علیہ ہو جائے اور
اُس روایت کا مصحح خلفاء کا عمل بنے۔ تم نے بہت سی
احادیث میں یہ پڑھا ہوگا فَعَلَ ذٰلِكَ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم و ابوبکر و عمر (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایسا کیا اور ابوبکر رض و عمر رض نے) چھٹی صورت یہ ہے کہ ایسی حدیث
جو کتاب اللہ پر اضافہ کرتی ہے جیسے ایمان بالقدر کی حدیث اور
معراج کی حدیث اور عذابِ قبر کی حدیث وغیرہ ایسی حدیثوں
کی طرف منبروں پر بیٹھ کر اشارہ فرمائیں کہ فلاں حدیث
اور فلاں حدیث ان احادیث میں سے ہیں جن پر ایمان لانا واجب
ہے اگرچہ ان کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے ہیں۔ یہ ان سب
احادیث کی اجمالی روایت ہے اور اُن کی تصحیح اور تقویت
اور اس امر کا افادہ کرنے کے لئے کہ (ان احادیث میں جو
باتیں مذکور ہیں) وہ سب ضروریاتِ دین میں سے ہیں۔
ساتویں صورت یہ ہے کہ احادیث کے مضمون کو اپنے خطبوں
میں ارشاد فرمائیں تاکہ اصل حدیث خلیفہ کی اس حدیث موقوف
سے قوت پائے۔ جو دوست کہ بات کی گہرائی تک نہیں پہنچتے وہ
اس قید میں ہیں کہ حدیث کی متفق علیہ کتابوں (بخاری اور
مسلم) میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے صرف چھ حدیثیں بروایت
صحیح ثابت ہوتی ہیں اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے تقریباً
ستر احادیث سے زیادہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ اس کو یہ لوگ نہیں
سمجھتے اور نہ جانتے ہیں کہ حضرت فاروقِ اعظم رض نے تو تمام

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

اجمالاً تقویت دادہ و اعلان نمودہ بعد قرآن
عظیم و سنتِ اعظمِ علوم و اشدّ آنہا در
احتیاج علم فقہ است و اعظم توسط
کُبرائے اُمّت درمیانِ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم وسائرِ اُمتِ او در فقہ آنست کہ
طرق اجتہاد را تعلیم فرماید مثلاً بیان کند
ترتیبِ اَدِلّہ اربعہ و ترتیب سنّت بر کتاب
و تخصیص عام کتاب بخاص سُنّت و
حلّ مجمل کتاب بہ مفصّلِ سنّت چنانکہ
صدّیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ باتم وجہ دربیان
آوردند باز اعظم توسط آنست کہ مسائل
مجتہد فیہ را بسرحد اجماع رساند تا اختلاف
از اُمّت برانداختہ شود و بجمیع اُمّت را
بآں مسائل حجّت قائم گردد باز اعظم
توسط آنست کہ در مسائل عبادات و مناکحات
و مبایعات، و قضایا و سِیَر در مسائل نازلہ اجتہاد فرماید
و جوابِ مسئلہ وے در آفاق مشہور شود و اقاصی و
ادانی بآں راہے ادراک نمایند۔

و بعدِ فقہ اعظمِ علوم علمِ احسان است
یعنی آنچہ امروز باسمِ علمِ سلوک مسمّٰی ے
شود و قوّت القلوب و احیاء العلوم دراں
مصنّف شدہ است و اعظمِ توسط کُبرائے
امّت درمیانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
و سائرِ اُمتِ او آنست کہ بزبانِ حال و بزبانِ
قال ہر دو آں علوم را و آں مقامات و احوال را

علمِ حدیث کو اجمالاً قوت پہنچائی ہے اور اعلان کیا ہے۔ قرآنِ
عظیم اور حدیث کے بعد سب علوم سے بڑا اور جس کی طرف لوگوں
کو سخت احتیاج ہے علمِ فقہ ہے اور فقہ میں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمّت کے درمیان، بزرگانِ اُمّت کے . . . . .
واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ طریقِ اجتہاد کو تعلیم فرمائیں مثلاً
ادلّۂ اربعہ کی ترتیب بیان کریں اور کتاب اللہ پر سُنّت کا مرتب
ہونا اور کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سُنّتِ خاص سے اور
کتاب اللہ کے مجمل کا حل تفصیل بیان کرنے والی حدیث سے
جیساکہ صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ نے مکمّل صورت کے ساتھ
بیان فرمایا ہے۔ پھر واسطہ بننے کی بڑی صورت یہ ہے کہ جو مسائل
اجتہاد سے حل کرنے کے قابل ہیں اُن کو اجماع کی سرحد میں
پہنچادیں تاکہ اُمّت سے اختلاف اُٹھ جائے اور تمام
اُمت کے لئے ان مسائل میں حجّت قائم ہو جائے۔ پھر واسطہ بننے
کی بڑی صورت یہ ہے کہ عبادات اور نکاح و طلاق اور خرید
و فروخت کے اور مقدّمات کے فیصلوں اور سِیَر کے پیش آمدہ
مسائل میں اجتہاد فرمائیں اور مسئلہ کا جو کچھ وہ جواب دیں وہ
آفاق میں مشہور ہو جاتے اور دُور اور نزدیک والے سب لوگ
اس سے راہِ ہدایت حاصل کریں۔

اور فقہ کے بعد سب سے بزرگ تر علم علمِ احسان ہے یعنی وہ
جس کو آج علمِ سلوک کہا جاتا ہے اور قوت القلوب اور احیاء العلوم
جس کے بارے میں تصنیف کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی تمام اُمّت کے
درمیان ان اکابر کے واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ زبانِ
حال اور زبانِ قال دونوں سے اُن علوم کی اور ان مقامات
واحوال کی لوگوں کو تعلیم فرمائیں اور ان احباب کو بھی دونوں

www.kitabghar.org

بردمان تعلیم فرماید و ترتیب کند یاران را بہردو زبان دازدے آں علوم در آفاق شہرت گیرند و اقاصی و ادانی ازاں مستفید شوند چنانکہ دریں کتاب بہاشئ کثیر از حضرت شیخین رض معلوم کردہ باشی و بعدازیں مراتب علم حکمت است و بیان اخلاقِ فاضلہ و اضدادِ آں و تدبیرِ منازل و سیاستِ مُدن و قواعدِ کلّیہ این فنون بمقتضائے تجربہ و عقل چوں این تفصیل را شناختی اکنوں فکر را دراں خوض فرما کہ در زمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں بلادِ عرب مفتوح شدہ بود نہ بلادِ عجم باز در آخر حیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ مُسیلمہ کذّاب و اسود عنسی برخاست و صفائی اسلام را مکدّر ساخت و بعد انتقالِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ آں کدورت متزاید شدن گرفت قیام بقتال مرتدین کہ کرد و فتح فارس و روم را کہ بنیاد نہاد بعد[12] ازاں توغل در فتح فارس و روم از کہ وجو گرفت واتمام آں در عہدِ کدام کس واقع شد بحقیقت تمام زمین بمنزلۂ مرغے بود کہ سرش عراق و دو جناحش فارس و روم و دو پایش ہند و فرنگ یا ہند و ترکستان چنانکہ ہُرمزان پیش حضرت

زبان (یعنی زبانِ حال و زبانِ قال) سے تعلیم و افاضہ کے لئے تیار کردیں اور اُن سے وہ علوم دنیا کے سب اطراف میں مشہور ہوں اور سب دُور نزدیک کے لوگ اُن سے فائدہ حاصل کریں جیسا کہ ان کا بڑا حصہ حضرات شیخین رض کے بارے میں جو لکھا جا چکا ہے تم معلوم کرچکے ہو گے۔

اس کے بعد علمِ حکمت (دانشوری) کے مراتب ہیں اور اخلاق فاضلہ اور ان کے اضداد (اخلاقِ سیّئہ) کا بیان اور گھریلو معاشرت کی درستی اور شہری سیاست کا بیان ہے اور فنون کے قواعدِ کلیہ بمقتضائے تجربہ و عقل۔ جب تم نے اس تفصیل کو پہچان لیا اب اس میں غور و فکر کیجئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ بلادِ عرب مفتوح ہوئے تھے نہ کہ بلادِ عجم۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آخرِ حیات میں مُسیلمہ[1] کذاب اور اسود عنسی (مدعیانِ نبوّت) کا فتنہ اُٹھا اور اس نے اسلام کی صفائی کو مکدّر کردیا (یعنی حق کے مقابلہ پر باطل نے اُبھرنا شروع کردیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کہ وہ کدورت اور بڑھنا شروع ہوگئی تو مرتدین سے قتال کے لئے کون کھڑا ہوا اور فارس اور روم کی فتح کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس کے بعد فارس اور روم کی فتح میں پوری جد و جہد کس سے وجود میں آئی اور اس کا اِتمام کس شخص کے عہد میں ہوا۔ درحقیقت تمام زمین بمنزلۂ ایک مُرغ کے تھی جس کا سر عراق اور اُس کے دو بازو فارس اور روم اور دو پاؤں ہند اور فرنگ یا ہند اور ترکستان تھے جیسا کہ ہُرمُزان نے حضرت

[1] مُسیلمہ کذاب کے ساتھ اس کا بڑا قبیلہ بنو حنیفہ تھا جو مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر رض نے اقدام کرکے اس پر حملہ کیا۔ سخت جنگ کے بعد مسیلمہ کذاب ہلاک کردیا گیا اور اس فتنہ کا استیصال ہوا۔ اسود عنسی اسی شب میں مارا گیا جس کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ نے اسکے قتل کا حال بحوالہ جبرئیل ع اصحاب رض کو بتادیا۔ قاصدوں کے ذریعہ سے مدینہ میں تین دن بعد اطلاع پہنچی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

فاروق رضہ بیان نمود سرآں مرغ کہ کوفت
ودو بازوئے اورا کہ شکست ہمیں دو
پاکہ از دستِ تصرف ایشاں باقی
ماندہ بود تا حال کوفتہ نہ شد و اگر
بر تو امرے مشتبہ شود و نہ دانی
کہ واسطہ اوّل بلوغ او کدام شخص
بودہ است از سہ کس میزانے
بدستِ تو دہیم و آں میزان آنست کہ
نظر کنی بجمعے کہ از یک شخص روایت
ندارند و اصلاً ہمت خود براخذ علم
از وے نگماشتہ اند اگر آں علم
درمیانِ ایشان کما ینبغی بیابی بداں کہ
واسطۂ اوّل مردے دیگر است
مثل آنکہ اہلِ شام واہلِ مصر از حضرت
مرتضیٰ رضہ روایت ندارند باز زہدیات و
علم سلوک درمیانِ ایشان یافتہ
می شود بہ وفور پس بحقیقت مبلغ ایں معانی
پیش از حضرت مرتضیٰ رضہ دیگرے بودہ است
فتأمل پس چوں ایں سہ نکتہ مبین شد نوبت
آں رسید کہ در مناقب خلفاء رضہ شروع کنیم
گوش بآواز باید بود تا در ضمن سرِ قصہ بکدام
خصلت اشارہ نمائیم۔

فاروق رضہ کے سامنے بیان کیا تھا۔ اُس مرغ کا سر کس نے کوٹا اور
اُس کے دونوں بازوؤں کو کس نے توڑا۔ صرف یہ دو پاؤں
اُن کے دستِ تصرف سے باقی رہ گئے تھے یہ آج تک نہیں توڑے
جاسکے۔ اگر تم پر حقیقت الامر مشتبہ ہو جائے اور تم کو پتہ نہ
چلے کہ سب سے پہلا واسطہ (علم احسان وغیرہ کے اُمت تک)
پہنچنے کا ان دو تین شخصوں میں سے کون تھا تو ہم ایک میزان
تمہارے ہاتھ میں دیتے ہیں (جس سے تم خود معلوم کر سکو گے)
اور وہ میزان یہ ہے کہ تم ایک ایسی جماعت پر نظر کرو جس کے پاس
ایک شخص کی کوئی روایت نہیں اور اس جماعت کے لوگوں نے
کبھی کوئی کوشش اور قصد نہیں کیا اُس شخص سے علم حاصل
کرنے کا۔ اگر تم اُس علم کو اُن لوگوں کے درمیان (کامل طور پر)
جیسا کہ ہونا چاہیئے پاؤ تو سمجھ لو کہ واسطۂ اوّل (اس شخص کے
علاوہ) کوئی دوسرا ہی شخص تھا مثلاً یہ بات کہ اہلِ شام
اور اہلِ مصر حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں
رکھتے اور پھر زہد کے اوصاف اور علم سلوک کامل طور پر
اُن کے درمیان پایا جاتا ہے تو (تم اس سے یہ سمجھ سکتے ہو کہ)
درحقیقت ان معانی کا ان تک پہنچانے والا حضرت مرتضیٰ رضہ
سے پہلے کوئی اور ہی تھا۔ اس پر غور کرو۔ اب کہ یہ تین نکتے
واضح کردیئے گئے اب اس بات کی نوبت آپہنچی کہ ہم حضرات
خلفاء رضہ کے مناقب شروع کردیں۔ آپ کو گوش برآواز رہنا
چاہیئے کہ کسی قصہ کے بیان کرنے میں ہم کس خصلت کی طرف
اشارہ کرتے ہیں۔

www.kitabghar.org

مناقبِ جمیلہ صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَمّا ماٰثرِ جمیلہ صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پس ازانجملہ براعتِ نسب اوست مصعب
زبیری نسّابہ گفتہ است اِنما سمّی ابوبکر عتیقًا
لانہ لم یکن فی نسبہٖ شیٔ یعاب بہ کذا فی الاستیعاب
و آنکہ از اشرافِ قریش بود و اصحابِ وجاہت
میانِ ایشاں زُبیر بن بکّار گفتہ است
اِنّ ابابکر احدُ عشرۃٍ من قریشٍ اتّصل بہم
شرفُ الجاہلیۃ بشرفِ الاسلام وکان الیہ
امر الدّیات والغُرم و فی الاستیعاب کان
فی الجاہلیۃ وجیہًا رئیسًا من رؤسآء قریش
والیہ کانت الاِشناقُ فی الجاہلیۃ و
معنی اِشناق آنست کہ چوں قتلے واقع
می شد و فتنہ درمیان قبیلہ قاتل و
قبیلہ مقتول بر می خاست ابوبکر صدیق رضؓ کفیل
دیت می شد و آں فتنہ را فرو می نشاند
اگر دیگرے کفیل می شد اعتماد نمی کردند
و فتنہ تسکین نمی یافت محمد بن اسحٰق
گفتہ وکان ابوبکر رجلاً مألفًا
لقومہ محبّبًا سہلاً وکان انسب
قریش لقریش و اعلم
قریش بہا و بما کان

ان میں ایک آپ کے نسب کا بے داغ ہونا ہے۔ مصعب زبیری نسّابہ (ماہرِ انساب) کا قول ہے کہ ابوبکر رضؓ کو "عتیق" کا خطاب اس لئے دیا گیا کہ ان کے نسب میں ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے ان پر کوئی عیب لگایا جائے۔ ایسا ہی استیعاب میں ہے۔ اور یہ کہ وہ اشرافِ قریش میں سے اور اُن کے درمیان صاحبِ وجاہت تھے۔ زبیر بن بکّار کا قول ہے کہ ابوبکر رضؓ قریش میں کے اُن دس آدمیوں میں سے ایک تھے جن کا شرفِ جاہلیت (یعنی شرف زمانہ قبل از اسلام) شرفِ اسلام سے متصل ہو گیا (یعنی جاہلیّت سے اسلام تک اُن کو برابر شرف حاصل رہا) اور (جاہلیت میں) خونبہا اور تاوانوں کا معاملہ ان ہی کی طرف رجوع ہوا کرتا تھا۔ اور استیعاب میں لکھا ہے کہ جاہلیت میں ذی اثر تھے اور رؤسائے قریش میں کے ایک رئیس تھے اور اشناق کا معاملہ دَورِ جاہلیت میں اُن ہی سے متعلق تھا۔ اور اشناق کے معنے یہ ہیں کہ جب کوئی قتل واقع ہوتا تھا اور قاتل کے قبیلہ اور مقتول کے قبیلے کے درمیان کوئی فتنہ اُٹھتا تھا تو ابوبکر صدّیق رضؓ خونبہا کے ذمہ دار ہوا کرتے تھے اور اس فتنہ کو دبا دیا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص کفالت کرتا تو لوگ اس کو کسی شمار میں نہیں سمجھتے تھے اور فتنہ فرو نہیں ہوتا تھا۔ محمد بن اسحٰق رحؒ کا قول ہے کہ ابوبکر رضؓ ایک ایسے شخص تھے جن کی ذات پر قوم جمع ہو جاتی تھی قوم کے محبوب تھے باوقار تھے اور قریش کے نزدیک قریش میں کے عالی نسب اور قریش میں.... سب سے زیادہ نسب کے جاننے والے

www.kitabghar.org

فیہا من خیر و شر و کان رجلاً تاجراً ذا خلق و
معروف و کان رجال قومہ یأتونہ و یألفونہ
لغیر واحد من الامر لعلمہ و تجارتہ و حسن مجالستہ
الحدیث تا آنجا کہ انسؓ گفت در قصہ ہجرت
و ابو بکر شیخٌ معروفٌ و رسول اللہ صلے
اللہ علیہ و سلم شابٌ لا یُعرف اخرج
البخاری. و از انجملہ آنست کہ قوتِ
عاقلہ و عاملہ او پیش از اسلام
بمقدار متیسر دراں زمان کارہائے
خویش کردہ بودہ اند. الحال آنچہ
در دستِ مردم است از انساب قریش
ماخوذ از زُبیر بن بکار است و
وے آں را از مصعب زبیری اخذ
کردہ است و وے بواسطہ از جُبیر بن
مطعم و وے از صدیقِ اکبرؓ
و آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم
در قصہ حسان بن ثابت و جواب دادن
ہجائے قریش را تقریر این علم برائے
حضرت صدیقؓ فرمود قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لحسان کیف تہجوہم و
انا منہم و کیف تہجوا باسفیان و ہو
ابن عمّی فقال واللہ لاَسُلّنّک منھم کما
تُسلّ الشعرۃ من العجین فقال لہ ایتِ
ابا بکر فانہ اعلم بانساب القوم منک
فکان یمضی الی ابی بکر لیقفہ علی انسابہم

تھے اور نسب کی اچھائی اور بُرائی سے خوب واقف تھے اور
وہ ایک تاجر تھے صاحب خُلق اور صاحب خیر اور ان کی
قوم کے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور اُن سے اُلفت کرتے
تھے کسی ایک آدھ خوبی کی وجہ سے نہیں (بلکہ ان کی جامعیت
کی بنا پر یعنی) اُن کے (ہر قسم کے) علم کی وجہ سے اور تجارت
کی وجہ سے اور ان کے بہترین مجلسی اخلاق کی وجہ سے۔ آخر
حدیث تک۔ یہاں تک کہ انسؓ نے قصہ ہجرت میں یہ کہا کہ" اور
ابو بکرؓ ایک ایسے شیخ تھے جو عام طور پر جانے پہچانے تھے اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے جوان تھے جن کو (عام طور سے)
نہیں پہچانا جاتا تھا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے
ایک یہ ہے کہ ان کی قوتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ اسلام سے پہلے
بھی جس قدر آسانی سے کرسکتی تھی اس زمانہ میں اپنے کام کرتی
رہی ہے۔ اب جو کچھ انساب قریش کا علم لوگوں کے ہاتھ میں ہے
وہ ماخوذ ہے زُبیر بن بکار سے اور انھوں نے یہ علم مُصعب زبیری
سے لیا اور انھوں نے ایک واسطہ سے جُبیر بن مُطعم سے اخذ کیا
اور اُنھوں نے صدیق اکبرؓ سے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے حسان بن ثابتؓ کے قصہ میں اور قریش کی ہجو کا جواب
دینے کے لئے ان کے تیار ہونے کے موقع پر حضرت صدیقؓ کے
حق میں اس علم (انساب میں) پختگی کا ذکر فرمایا (یعنی) رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسانؓ سے فرمایا کہ تم ان کی ہجو کیسے کروگے
جب کہ میں بھی ان میں سے ہوں اور تم کیسے ہجو کروگے ابو سفیان
کی جب کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے تو حسانؓ نے کہا کہ واللہ میں آپ کو
ان میں سے اس طرح صاف نکال لیجاؤں گا جس طرح گندھے ہوئے
آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ تو آپ نے حسانؓ سے فرمایا کہ تم
ابو بکرؓ سے بل لینا وہ قوم کے انساب کو تم سے زیادہ جانتے ہیں تو وہ

www.kitabghar.org

الحدیث اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب۔
ودر شعر ید طولے داشت لیکن بعد
اسلام ترک آں کرد کذا فی الاستیعاب۔
ودر فصاحت پایہ بلند قال ابو ذویب
شاعر ہذیلی فی قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ
تکلمت الانصار فاطالوا الخطاب
واکثروا الصواب وتکلم ابوبکر فللہ درہ
من رجل لایطیل الکلام ویعلم
مواضع فصل الخطاب واللہ لقد
تکلم بکلام لایسمعہ سامع الا
انقاد لہ ومال الیہ ثم تکلم عمر بعدہ
بدون کلامہ ومدّیدہ فبایعہ و
بایعوہ خمر را در جاہلیت برخود حرام کردہ
بود کذا فی الاستیعاب وبت را
گاہے سجدہ نہ کردہ عن الزہری
انہ قال من فضل ابی بکر انہ لم
یشک فی اللہ ساعۃ قط مذکور فی
الصواعق وابن الدغنہ درمیان
اشراف قریش گفت ان ابابکر
لایَخرُجُ مثلُہ ولایُخرَجُ
أتُخرِجُونَ رجلاً یَکسِبُ
المعدومَ ویصلُ الرحمَ
ویَحمِلُ الکلَّ ویقری الضیف

ابوبکرؓ کے پاس جانے کے تاکہ وہ قوم کے انساب سے اُن کو واقف کردیں۔ آخر حدیث تک۔ اس کو ابو عمرؓ نے استیعاب میں روایت کیا۔ اور آپ شاعری میں بڑی قدرت رکھتے تھے لیکن اِسلام کے بعد اس کو ترک کردیا۔ استیعاب میں ایسا ہی لکھا ہے اور فصاحتِ کلام میں بلند مرتبہ تھے۔ ابوذویب شاعر ہذیلی نے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں بیان کیا کہ انصار نے کلام کیا اور انھوں نے تقریر کو طول دیا اور بہت کچھ (اپنی) بھلائیاں ذکر کردیں اور ابوبکرؓ نے تقریر کی تو سبحان اللہ کیا کہنے اس شخص کے حُسنِ بیان کے کہ وہ کلام کو طول نہیں دے رہے تھے اور کلام کے فیصلہ کُن مواقع پر رُکنے کو خوب جانتے تھے۔ واللہ اُنھوں نے ایسے کلام کے ساتھ تکلم کیا کہ اس کو جو سُننے والا سُنے اُن کی اطاعت پر تیار اور ان کی طرف راغب ہوجاتے پھر اُن کے بعد عمرؓ نے کلام کیا جو اُن کے کلام سے کمتر تھا اور اُن کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُن سے بیعت کی اور سب لوگوں نے اُن سے بیعت کرلی۔ آپ نے جاہلیت کے دَور میں ہی شراب کو اپنے اُوپر حرام کرلیا تھا (استیعاب) اور آپ نے بتوں کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اور زُہریؒ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انھیں اللہ (کی ذات و صفات کمال) کے بارے میں کبھی کسی ساعت میں بھی شک نہیں ہوا۔ یہ مذکور ہے صواعق میں اور ابن الدُّغنہ نے اشرافِ قریش کے درمیان کہا کہ ابوبکرؓ جیسا شخص نہیں نکلے گا اور نہیں نکالا جاسکے گا کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے اور

عہ دغنہ انکی ماں کا نام تھا دال کے پیش اور غین کے سکون کے ساتھ یہ اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ ان کا نام ربیعہ بن رفیع ہے انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنے امن میں لیا تھا۔ جب کہ قریش انکو مکہ سے نکالنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

www.kitabghar.org

ویُعِین علیٰ نوائب الحقّ بمثل آنچہ
حضرتِ خدیجہ رض در وصفِ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بیان نمود ہیچکس از قریش
دم انکار نتوانست زد وآزا نجملہ آنست کہ
پیش از اسلام بہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم طریقِ محبت و فدائے ورزید در قصۂ
توجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بجانبِ شام ہمراہِ عم خود ابوطالب باز
رجوعِ آنحضرت بموجبِ تاکیدِ راہب
مذکور است وبَعَثَ معہٗ ابوبکرٍ بلالاً وزَوَّدَہ
الراھبُ من الکَعکِ والزَّیتِ رواہا الترمذی
وحسّنہا والحاکم وصحّحہا بعض یاران کہ بفہم سخن
نمی رسند بملاحظہ صغرسنِ صدیقِ اکبر رض دراں
وقت وآنکہ اشترائے بلال رض جز این
نیست کہ بعد اسلام بودہ است در
تردّد اُفتادہ اند فقیر میگوید گویا
ایشاں قصہ جمعے از اذکیاء کہ مصدر
حرکاتِ عجیبہ شدہ اند در ایامِ صغرسن
نشنیدہ اند واز کجاکہ دراں وقت بلال رض
مملوکِ حضرتِ صدیق رض نہ بود جائز است کہ
بلال رض را بطریقِ اجارہ یا عاریت ہمراہ
گرفتہ باشد بلکہ این احتمال قریب
است زیراکہ بلال رض مملوک بنی جُمَح بود
وایشان ہمسایگانِ حضرتِ صدیق رض بودند
وباایشان معاملہا و مواساۃ ہا داشت

رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور تھکے ماندوں کو سواری پر بٹھاتا ہے اور مہمانوں کی مہمانداری کرتا ہے اور حادثوں (دینی معاملات) میں جو حق پر ہوتا ہے اس کی مدد کرتا ہے۔" جیسا کہ حضرت خدیجہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بیان کیا تھا۔ تو کوئی شخص قریش میں سے انکار کی جرأت نہ کر سکا۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قبل از اسلام ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریقِ محبت و فدائیت اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ سفرِ شام کی روانگی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بموجب تاکیدِ راہب واپسی کے قصہ میں مذکور ہے۔" اور ان کے ساتھ ابوبکر رض نے بلال رض کو بھیجا اور راہب نے بطور زادِ راہ کلچے اور زیت دیا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے اور حسَن کہا اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ بعض دوست جو بات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے اُس زمانہ میں حضرت صدیق رض کی کم عمری کے پیشِ نظر اور اس بات سے کہ بلال رض کو خریدنے کا واقعہ اسلام کے بعد ہی کا ہے تردّد میں پڑ گئے۔ فقیر کہتا ہے کہ گویا اُن لوگوں نے کوئی قصہ بہت سے اذکیاء کی کم سنی کے قصوں میں سے نہیں سُنا جن سے عجیب حرکات کا صدور ہوا ہے (تو اگر کم عمری کے زمانہ میں حضرت ابوبکر رض نے آپ کے ساتھ محبّت وہمدردی کا معاملہ کیا تو کیا استبعاد لازم آگیا) اور اس شبہ کا کیا موقع ہے کہ اس وقت ... حضرت بلال رض حضرت صدیق رض کے مملوک نہیں تھے۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت بلال رض کو بطریق اجارے کے یا (ان کے آقا سے) مانگ کر یعنی بطورِ عاریت ساتھ کردیا ہو۔ بلکہ یہ احتمالِ قریب ہے کیونکہ حضرت بلال رض بنی جُمح کے مملوک تھے اور وہ حضرت صدیق رض کے ہمسایہ تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے اچھے معاملات اور ہمدردانہ

www.kitabghar.org

ومواساتِ حضرت صدیق رضہ با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیش از نبوت در چندین قصہ مذکور شدہ یکے ازانکہ صحیح ترین قصص است ذکر کردیم عن میمون بن مہران قال اختلف ابوبکر فیما بینہ و بین خدیجۃ حتے انکحھا ایاہ مذکور فے الصواعق معزوًّا لابی نعیم و ازآں جملہ آنست کہ دراول بعثت مسلمان شد و سبقت کرد بر ہمہ در اسلام و علمائے سیرت دراول مَن اسلم ابوبکرٍ او علیؓ او خدیجۃ اختلاف دارند از ہر جانب دلائل قائم کردہ اند و اتفاقِ جمیع حاصل است برآنکہ از احرارِ بالغین کسے بر حضرت صدیق رضہ سبقت نکردہ وپیش از وے کسے اظہارِ دینِ خود در قریش نہ نمودہ۔ فقیر اینجا نکتہ دارد و آں این است کہ اولیتِ اسلام بجہت آں از مآثر معدود شدہ است کہ حامل شد بر اسلام مردمان و جالب شد قلوب مردم را بسوئے اسلام و بحکم الدالُ علے الخیر کفاعلہ اجر جمیع آنانکہ بعد از وے باسلام درآیند در جریدۂ اعمالِ وے نوشتہ شود و ایں معنی بجز حرٍّ بالغٍ مشہور فی الناس مطاع درمیانِ ایشاں کہ اظہارِ دینِ خود کند و بجدِ تمام مردماں را برقبولِ آں آرد میسر نیست پس از مآثر خاصہ حضرتِ صدیق رضہ است گو در اولیتِ حقیقیہ اختلاف واقع

تعلقات تھے۔ اور حضرت صدیق اکبر رضہ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت سے پہلے زمانہ کے بہت سے ہمدردی کے واقعات مذکور ہوتے ہیں ان میں سے ایک صحیح ترین قصے کا تو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہا ہے کہ ابوبکر رضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رضہ کے درمیان آمد و رفت کرتے رہتے یہاں تک کہ انہی کا نکاح آپ سے کرا دیا۔ یہ قصہ صواعق میں بحوالہ ابی نعیم مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعثت کے شروع میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام میں آپ نے سب پر سبقت کی تھی اور علماء سیرت اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام ابوبکر رضہ لاتے یا علی رضہ یا خدیجہ رضہ اور ہر جانب سے دلائل قائم کئے گئے ہیں اور سب کا اتفاق اس پر ہو گیا ہے کہ احرار بالغین میں سے کسی نے حضرت صدیق رضہ پر سبقت نہیں کی اور اُن سے پہلے کسی نے اپنے دین کا اظہار قریش پر نہیں کیا۔ فقیر یہاں ایک نکتہ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیتِ اسلام کو اس وجہ سے محاسن میں شمار کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام پر اُبھارنے والی ہوتی اور لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف کشش پیدا کرنے والی ہوتی اور بحکم الدالُ علے الخیر کفاعلہ (خیر کی طرف رہنمائی کرنے والا خیر پر عمل کرنے والے کی مانند ہے) ان تمام لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اسلام میں داخل ہونے والے ہیں اس کے نامۂ اعمال لکھا جائے گا اور یہ بات بجز ایسے شخص کے جو آزاد ہو، بالغ ہو، لوگوں میں مشہور ہو اور ذی اثر ہو کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور پوری کوشش کے ساتھ لوگوں کو اُس کے قبول کرنے پر آمادہ کرے کسی دوسرے کو میسر نہیں ہو سکتی، تو اولیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے

www.kitabghar.org

شدہ باشد و از اں جملہ آنست کہ سبب اسلام
حضرت صدیق رضؓ تنبیہ غیبی بودہ است چند
دفعہ یکے آنکہ وے رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ
روزے در ایام جاہلیت زیر سایہ درختے
نشستہ بودم ناگاہ دیدم کہ شاخے ازاں
درخت میل بجانب من کرد چنانکہ بسرِ
من رسید من دراں می نگریستم و می گفتم این
چہ خواہد بود آوازے ازاں درخت بگوشِ من
رسید کہ پیغمبرے در فلاں وقت بروں خواہد آمد
می باید کہ تو سعادتمند ترین مردمان باشی بوی
گفتم کہ روشن تر بگوے کہ آں پیغمبر کیست و
نام وے چیست گفت محمدؐ بن عبداللہ بن
عبدالمطلب بن ہاشم گفتم وے صاحب و
الیف و حبیبِ من است ازاں درخت عہد
بستدم کہ ہرگاہ وے مبعوث شود مرا بشارت دہی
چوں وےؐ مبعوث شد ازاں درخت آواز آمد
کہ بجدّ باش و اہتمام کن ای پسر ابو قحافہ کہ وحی
بروے آمد سوگند برب موسیٰؑ کہ ہیچکس بر تو در اسلام
سبقت نخواہد گرفت چوں بامداد کردم بسوی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رفتم چوں مرا دید گفت اے ابوبکر
ترا بخدای تعالیٰ و رسولِ وے میخوانم گفتم اشھد
انک رسول اللّٰہ بعثک بالحق سراجاً منیرًا۔
پس بوے ایمان آوردم۔
قصۂ دیگر آنکہ وے رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ
بسے پیش از بعثتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در

مناقب خاصہ میں سے ہے اگرچہ اولیتِ حقیقیہ میں اختلاف واقع
ہوگیا ہو۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رضؓ کے
اسلام کا سبب تنبیہ غیبی ہوئی ہے چند مرتبہ۔ ایک یہ کہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایامِ جاہلیت میں ایک دن میں ایک
درخت کے سایہ میں بیٹھا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اُس
درخت کی ایک شاخ میری طرف جھکنے لگی اتنی کہ میرے سر سے
آگئی اور میں دیکھ رہا تھا اور میں نے (دل میں) کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک آواز اُس
درخت میں سے میرے کان میں پہنچی کہ ایک پیغمبر فلاں وقت
ظاہر ہوگا تجھے چاہیئے کہ تو سب لوگوں سے زیادہ سعادتمند بنے
(اُس کا ساتھی ہوکر) میں نے اس سے کہا کہ زیادہ واضح بتا کہ وہ
پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ محمدؐ بن
عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ میں نے کہا کہ وہ میرا
ساتھی اور دوست اور حبیب ہے۔ میں نے اُس درخت سے
یہ عہد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہوجائے تو مجھ کو بشارت
دیدینا۔ جب آپؐ مبعوث ہوگئے تو اُس درخت میں سے آواز
آئی کہ کوشش میں لگ جا اور اہتمام کر لے ابو قحافہ کے
بیٹے کہ اس پر وحی آگئی ہے۔ قسم ہے موسیٰؑ کے رب کی کہ
اسلام میں کوئی تجھ پر سبقت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو
میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا۔ جب آپؐ نے
مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکر رضؓ! میں تم کو خدا تعالیٰ اور اس کے
رسولؐ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں
کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حق دے کر اور روشن
چراغ بنا کر بھیجا ہے۔" تو میں آپؐ پر ایمان لے آیا۔ دوسرا
قصہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ

www.kitabghar.org

خواب دیدم کہ نورے عظیم از آسمان فرود آمد و بربام کعبہ اُفتاد و در مکّہ ہیچ خانہ نماند کہ ازاں نور چیزے بآں در نیامد پس آں انوار ہمہ جمع شدند ویک نور گشتند ہمچنانکہ اوّل بود بخانۂ من در آمد و من در خانہ خود را بستم بامداد آنخواب را بیکے از احبار یہود گفتم و تعبیر آں خواستم گفت این از قبیل اَضغاثِ پریشان اَحلام است و اعتبارے ندارد چوں روزگارے گزشت در بعضے تجارات بدیر بحورا کہ مسکن بحیرا راہب بود رسیدم و تعبیر آں خواب خود از وے پرسیدم گفت تو چہ کسے گفتم من مردے ام از قریش گفت خدا تعالےٰ درمیان شما پیغمبرے خواہد برانگیخت و در ایام حیاتِ وے وزیرِ وے خواہی بود و بعد از وفاتِ وے خلیفۂ وے پس چوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث شد مرا باسلام خواند گفتم ہر پیغمبرے را دلیلے بودہ است بر نبوّتِ او و دلیلِ تو چیست گفت دلیلِ نبوّتِ من آں خوابے کہ دیدی و آں حَبر درجوابِ تو گفت کہ آں را اعتبارے نیست و بحیرا گفت تعبیر آں چنین است و چنین من گفتم ترا کے خبر کرد گفت جبرئیلؑ گفتم من از تو ہیچ دلیلے دبرہانے نمی طلبم زیادہ ازین اشہدُ اَن لا الٰہ الاّ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و اشہد اَنّکَ عبدہٗ ورسولہٗ بعد ازاں رسول فرمود صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہیچکس را باسلام دعوت نہ کردم کہ در اوّل توقف و

ایک عظیم نور آسمان سے اُتر کر کعبہ کی چھت پر آپڑا اور مکّہ میں کوئی گھر ایسا نہ باقی رہا کہ اس نور میں سے کچھ اُس میں داخل نہ ہو گیا ہو۔ پھر وہ انوار سب جمع ہو کر اُن کا ایک نور بن گیا جیسا کہ پہلے تھا اور میرے گھر میں آگیا۔ میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ صبح کو مَیں نے یہ خواب ایک یہودی عالم سے بیان کیا اور تعبیر مانگی۔ اس نے کہا کہ یہ خواب پریشان خیالات کی قسم میں سے ہے اور کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔ جب ایک زمانہ گزر گیا تو ایک تجارت کے سلسلہ میں دَیر بحورا میں جو بحیرا راہب کا مسکن تھا، میرا جانا ہوا تو میں نے اس خواب کی تعبیر اُس سے پوچھی۔ بحیرا نے کہا کہ تو کون شخص ہے؟ میں نے کہا کہ میں قریش میں کا ایک مرد ہوں۔ کہا کہ خدا تعالےٰ تم میں سے ایک پیغمبر مبعوث کرے گا اور تو اُس کے ایام حیات تک اُس کا وزیر رہے گا اور اُس کی وفات کے بعد اُس کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپؐ نے مجھے اسلام کی طرف بُلایا تو میں نے کہا کہ ہر پیغمبر کے پاس اُس کی نبوت پر کوئی دلیل ہوئی ہے آپؐ کی دلیل کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میری نبوّت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور وہ حبرُ (عالم یہود) جس نے تمھارے جواب میں یہ کہا تھا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور بحیرا نے کہا کہ تعبیر اُس کی یہ اور یہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپؐ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا کہ جبرئیلؑ نے، میں نے کہا کہ میں آپؐ سے اس سے زیادہ کوئی دلیل اور برہان نہیں چاہتا۔ اشہدُ ان لا الٰہ الاّ اللہ الخ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ

www.kitabghar.org

تردد نہ کرد مگر ابوبکر کہ چوں وے را دعوت
کردم تصدیق نمود وگفت تو رسولِ خدائی
وے صدیقِ اکبر است رضی اللہ عنہ و ایں
قصہا در کتبِ خصائص مذکور شد و ایں ہمہ
دلالت می کند بر تشبّہ جزوعقلی او با جزو
عقلی انبیاءؑ وازآنجملہ آنست کہ قریب باسلام
صدیقؓ جمعے از نجبائے قریش اسلام آوردند
بدلالتِ حضرت صدیقؓ وترغیب او قال ابن
اسحٰق فلما اَسْلَمَ ابوبکرؓ اظهر اسلامَہٗ
ودعا الی اللہ عزّوجلّ والی رسولہ صلی
اللہ علیہ وسلم وکان ابوبکرؓ رجلاً مألفًا
لقومہ مُحَبَّبًا سهلاً فجعل یدعو الی الاسلام
من وَثِقَ بہ من قومہ ممّن یَغْشَاہُ و
یجلس الیہ فاَسْلَمَ بدعائہ فیما بَلَغَنِی
عثمانُ بن عفان والزُّبیر بن العوّام وعبدالرحمٰن
ابن عوف وسعدُ بن ابی وقاص وطلحۃُ بن
عبید اللہ فجاء بھم الی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم حین استجابوا
لہٗ واَسْلَمُوا وَصَلُّوا۔ درینجا
نکتہ باید دانست کہ ایں جماعۃ
نُجَبَاء قریش بودند و ہر یکے اوسطِ
بطنی از بطونِ قریش ودر بطنِ
خود تمکّن تمام داشت پس
اسلامِ ایشاں بحقیقتِ کسر
سَورۃِ کُفر است و برہم زدنِ

سلم نے فرمایا کہ "میں نے کسی شخص کو اسلام کی دعوت نہیں دی کہ
اس نے اوّل توقّف و تردّد نہ کیا ہو بجز ابوبکرؓ کے کہ جب میں نے
اس کو دعوت دی اُس نے تصدیق کی اور کہا آپؐ اللہ کے رسول
ہیں، وہ صدیقِ اکبر ہے" (رضی اللہ عنہ)۔ اور یہ قصّے کُتبِ خصائص
(وسِیَر) میں مذکور ہوتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتے ہیں اُن کے
جُزوِ عقلی کے تشبّہ پر انبیاءؑ کے جزوِ عقلی کے ساتھ۔ اور ان میں
سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ کے اِسلام کے قریب بہت
سے لوگ شرفاء قریش میں سے حضرت صدیقؓ کی رہنمائی اور
ترغیب سے اسلام لائے۔ ابنِ اسحاقؒ نے کہا کہ جب ابوبکرؓ اسلام
لے آئے اور اُنھوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور اللہ عزّ و
جلّ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو
دعوت دی، اور ابوبکرؓ ایک ایسے شخص تھے جن پر اُن کی قوم
جمع ہوتی تھی، ہردل عزیز، نرم خُو تھے تو اُنھوں نے اپنی قوم
کے ان لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی جو ان سے پُورے
طور پر مرتبط تھے اور ان کے گردوپیش رہنے والے اور
ہم مجلس تھے تو اُن کی دعوت سے جن لوگوں کے بارے میں
مجھے روایت پہنچی اسلام لائے عثمان بن عفانؓ اور زبیر
ابن العوّامؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ وسعد بن ابی وقّاصؓ
اور طلحہ بن عبیداللہؓ۔ پھر جب ان لوگوں نے اُن کی دعوت
قبول کرلی تو ان لوگوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں آئے اور اُنھوں نے اسلام قبول کیا اور
نماز پڑھی۔ یہاں ایک نکتہ جان لینا چاہیئے کہ یہ سب لوگ
شرفاء قریش میں سے تھے اور ان میں سے ہر ایک خاندانِ
قریش کی شاخوں میں سے کسی شاخ میں مرکزیت رکھنے
والا اپنی شاخ میں پورے طور پر با اثر تھا تو ان کا اسلام

www.kitabghar.org

حِدّتِ شرک واوّلِ صورۃ شیوعِ اسلام اما عثمانؓ اوسط بنی امیّہ بود و زبیرؓ اوسطِ بنی اَسد و سعدؓ و عبدالرحمٰنؓ اوسط بنی زہرہ و طلحہؓ اوسطِ بنی تیم ابن مُرّہ و محمد بن اسحٰق بر ذکرِ این جماعۃ اکتفا کردہ است والّا دیگران ذکر جمعے کثیر مے نمایند وازانجملہ آنست کہ در ابتدائے اسلام و غربتِ او چہل ہزار درہم برائے تقویتِ اسلام و ترفیہِ مسلمین و خدمتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صرف کرد عن ہشام بن عُروۃ عن اَبِیہ قال اسلم ابوبکر ولہٗ اربعون الفًا انفقہا کلّہا علےٰ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و فی سبیل اللہ اخرجہٗ ابو عمر والحاکم واین قِصّہ را شاہدے است صحیح کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در آخر ایّام خود فرمودہ است اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ (محسن ترین ۱۲) عَلَیَّ فِیْ مالِہٖ وصحبتہٖ ابابکرٍ اخرجہ البخاری وقال ما لِاَحَدٍ عندنا یدٌ (او النعمت ۱۲) اِلَّا قد کافیناہ ما خلا ابابکرٍ فانّ لہ عندنا یدًا یکافیہ اللّٰہُ بہا یوم القیٰمۃ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قطُّ (ہر قدر ۱۲) مایَنْفَعَنِیْ مالُ ابی بکرٍ اخرجہ الترمذی وازانجملہ آنست کہ ہفت کس را از غلامانِ قریش کہ در تصدیق و توحید قدم راسخ داشتند وموالیِ (مالکان ۱۲) ایشان ایشان را تعذیب می نمودند خرید کردہ آزاد ساخت

قبول کر لینا درحقیقت کفر کے جوش کا توڑ اور شرک کی تیزی کا خاتمہ تھا اور اشاعتِ اسلام کی پہلی صورت تھی. ان میں سے عثمانؓ بنی اُمیہّ کے مرکز تھے اور زُبیرؓ بنی اسد کے اور سعدؓ اور عبدالرحمٰنؓ بنی زہرہ کے، اور طلحہؓ بنی تیم بن مُرّہ کے سربرآوردہ تھے. اور محمد بن اسحٰقؒ نے اس جماعت کے ذکر پر اکتفا کیا ہے ورنہ دوسرے لوگ ایک بڑی جماعت کا ذکر کرتے ہیں. اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں اُس کی غربت کے زمانہ میں تقویتِ اسلام اور مسلمانوں کی فائدہ رسانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر ابوبکرؓ نے چالیس ہزار درہم خرچ کئے. ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا اس وقت اُن کے پاس چالیس ہزار تھے جو سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیئے اس کو ابو عمر اور حاکم نے روایت کیا اور ایک (حدیث) صحیح شاہد ہے اس قصہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر ایّام میں فرمایا کہ اِنَّ مِن امنّ النّاسِ الخ یعنی سب لوگوں سے زیادہ احسان مجھ پر مال میں اور صحبت میں ابوبکرؓ کا ہے۔" اس کو بخاری نے روایت کیا. اور فرمایا کہ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کی ہم نے مکافات نہ کر دی ہو بجز ابوبکرؓ کے کیونکہ اس کا ہم پر بڑا احسان ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن اس کو اللہ تعالےٰ دے گا اور مجھے کسی کے مال نے کبھی اِتنا نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا. اس کو ترمذی نے روایت کیا. اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے ایسے ساتؒ آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا جو قریش کے غلاموں میں سے تھے جو کہ تصدیقِ (رسالت) و توحید پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے اور جو لوگ اُن کے آقا تھے وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچا رہے تھے۔" "استیعاب" میں ہے اور ابوبکرؓ نے ایسے ساتؒ لوگوں کو

www.kitabghar.org

فی الاستیعاب و اعتق ابوبکر سبعةً کانوا یعذّبون فی اللہ منہم بلالؓ و عامر بن فہیرہ۔ محمد بن اسحٰق نیز این را روایت کرد بازیادت و آن آنست کہ ابو قحافہ بر آزاد کردن این ضعفاء ملامت نمود فقال ابوبکرؓ یا ابتِ انما ارید ما ارید للہ عزّ وجلّ فیتحدّث الناس ما نزل ہٰؤلاء الاٰیات الّا فیہ و فیما قال لہ ابوہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الاٰیۃ۔ و محمد بن اسحٰق در قصۂ عدوان المشرکین علی المستضعفین این را واضح تر نوشت و اسماء فریق بیان کرد و از انجملہ آنست کہ چون نازل شد فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواستند کہ در جماعۂ قریش اظہارِ توحید و ابطالِ شرک فرمایند حضرت صدیقؓ التماس نمود کہ تعصّب قریش بمرتبہ ایست کہ بمجرّد سماعِ این کلمات بایذا خواہند برخاست این خطبہ را بمن باید گذاشت بعد ازاں بامر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبۂ عجیبہ بر خواند و کفّار باین سبب چہ ایذاہا کہ ندادند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از دستِ آنہا خلاصی یافت و این قصہ در ریاض نضرہ بطولِ ہرچہ خوب تر مذکور است

آزاد کیا جن کو اللہ (پر ایمان لانے) کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا ان میں سے بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ تھے۔ محمد بن اسحٰقؒ نے بھی اس کو روایت کیا ایک اضافہ کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ ابوقحافہؓ نے ان کمزوروں کے آزاد کرنے پر ملامت کی (اور کہا کہ اگر تو قوی اور زور آور غلام خرید کر آزاد کرتا تو اُن سے تجھے یہ فائدہ پہنچتا کہ وہ کسی دشمن کے مقابلہ پر تیری مؤثر طور پر مدد کرتے۔ یہ کمزور و ناتوان کیا مدد دے سکتے ہیں) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اے ابا! میں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں صرف اللہ عزّ و جلّ (کی رضا) کے لئے کرتا ہوں۔ تو لوگ یہ بات آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیتیں صرف ابوبکرؓ ہی کے بارے میں اور اس گفتگو کے متعلق نازل ہوتی ہیں جو انھوں نے اپنے باپ سے کی تھی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى الخ (۹۲:۶) سو جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور اچھی بات (یعنی ملّتِ اسلام) کو سچا سمجھا الخ۔ اور محمد اسحٰقؒ نے کمزور مؤمنین پر مشرکین کے ظلم اور زیادتی کے قصہ میں اس کو زیادہ واضح لکھا ہے اور اس فریق کے نام بیان کئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ الخ (۱۵: ۹۴) غرض آپ کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس کو صاف صاف سُنا دیجئے اور ان مشرکین کی پروا نہ کیجئے۔" نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ جماعتِ قریش کے سامنے توحید کا اظہار، اور شرک کا ابطال فرمائیں۔ حضرت صدیقؓ نے عرض کیا کہ قریش کا تعصب اس درجہ میں ہے کہ جیسے ہی یہ کلمات سُنیں گے ایذا دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لئے اس خطبہ دینے کو آپ مجھ پر چھوڑ دیں اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ نے ایک عجیب خطبہ پڑھا اور کفّار نے اس سبب سے کونسی

www.kitabghar.org

واین اوّل خطبہ بود کہ در اسلام خواندہ شد و خواندن این قصّہ ماجریاتِ عشق را شرح میدہد وَازا نجملہ آنست کہ چندین دفعہ قریش بایذائے آنحضرت صلعم مبادرت کردند حضرت صدیق رضہ ہر دفعہ جانِ خود را وقایۂ جانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساخت ازاں قِصص دو سہ روایت بنویسم عن عروۃ بن الزبیر قال سألتُ عبداللہ بن عُمر عن اشدّ ما صنع المشرکون برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم قال رأیتُ عقبۃ بن ابی مُعیط جآء الی النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم و ہو یصلّی فوضع ردآءہٗ فی عنقہ فخنقہ بہ خنقًا شدیدًا فجآء ابوبکر حتّٰی دفعہٗ عنہ فقال اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدۡ جَآءَکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ اخرجہ البخاری و عن انس قال لقد ضربوا رسولَ اللہ صلے اللہُ علیہ وسلم حتّٰی غُشِی علیہ فقام ابوبکر فجعل ینادی ویقول وَیۡلَکُمۡ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ قالوا مَن ہٰذا قالوا ہٰذا ابنُ ابی قحافۃ المجنون اخرجہ الحاکم وعن اسماء بنت ابی بکر انّہم قالوا لہا ما اشدّ ما رایتِ المشرکین بلغوا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ و

ایذاء ہے جو نہ دی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ سے رہائی پائی اور یہ قصّہ "ریاض نضرہ" میں بہت عمدہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اور یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا اور اس قصہ کا پڑھنا عشق کی سرگزشتوں کو مشرّح کر دیتا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ کتنی ہی مرتبہ قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے لئے ٹوٹ پڑے اور ہر مرتبہ حضرت صدّیق اکبر رضہ نے اپنی جان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لئے ڈھال بنا دیا۔ اُن قصّوں میں سے دو تین روایتیں لکھتا ہوں۔ مروی ہے عروہ ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضہ سے شدید ترین ایذا کے بارے میں جو مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی سوال کیا۔ فرمایا کہ مَیں نے دیکھا عقبہ بن ابی مُعیط کو کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے اپنی چادر آپؐ کے گلے میں (پھندا بنا کر) ڈالی اور بہت سختی کے ساتھ گلا گھونٹنا شروع کر دیا تو ابوبکر رضہ نے آکر اس کو آپؐ کے پاس سے دھکیلا اور فرمایا اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا الخ (۴۰ : ۲۸) کیا تم ایسے شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس (اس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے"۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انس رضہ سے کہا کہ (مشرکین نے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپؐ بیہوش ہو گئے تو ابوبکر رضہ کھڑے ہوتے اور بلند آواز سے یہ کہنے لگے وَیۡلَکُمۡ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا الخ۔ لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو کہنے لگے کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے جو پاگل ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اسماء بنتِ ابی بکر رضہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ مشرکین

www.kitabghar.org

سلم قالت کان المشرکون قعودا فی المسجد فتذاکروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یقول فی اٰلھتھم فبینما ھم کذالک اذ دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد فقاموا الیہ وکان اذا سألوہ عن شیٔ صدقھم فقالوا ألست تقول فی اٰلھتنا کذا وکذا قال بلٰی فتشبثوا بہ باجمعھم فاتی الصریخ الیٰ ابی بکر فقیل لہ ادرک صاحبک فخرج ابوبکر حتی دخل المسجد فوجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس مجتمعون علیہ فقال ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینات من ربکم قالت فلھوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقبلوا علی ابی بکر یضربونہ قالت فرجع الینا فجعل لا یمس شیئا من غدائرہ الا جاء معہ وھو یقول تبارکت یا ذا الجلال والاکرام رواہ ابوعمر فی الاستیعاب حاصل کلام آنست کہ

کی بہت بڑی سختی آپ نے کونسی دیکھی ہے جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ تو انھوں نے بیان کیا کہ مشرکین مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے پھر آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کی اُن باتوں کا جو آپ اُن کے معبودوں کے حق میں کہتے تھے تذکرہ کرنے لگے۔ ابھی وہ ان باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو سب آپ کے پاس پہنچ گئے۔ اور جب وہ آپؐ سے کسی آپؐ کی بات کے بارے میں سوال کرتے تھے تو آپؐ اس کی تصدیق کر دیتے تھے یعنی انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسا اور ایسا نہیں کہہ رہا تھا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! تو آپؐ کو یہ سب کے سب لپٹ گئے۔ تو ایک چیخنے والے نے آکر ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے ساتھی کے پاس جلد پہنچو۔ تو ابوبکرؓ نکل کھڑے ہوئے اور مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ لوگ آپ کو لپٹ رہے تھے تو انھوں نے کہا "ویلکم الخ" یعنی تم پر افسوس ہے کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے رب کی طرف سے (اس دعوای پر) تمھارے پاس دلیلیں بھی لے کر آیا ہے"۔ اسماءؓ نے کہا کہ پھر وہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابوبکرؓ کے مقابل ہو گئے اور ان کو مارنے لگے۔ اسماءؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ ہمارے پاس اس حالت میں واپس ہوئے کہ جب اپنے سر کے بالوں میں سے کسی حصّہ کو بھی چھوتے تھے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی چلا آتا تھا اور وہ (اُس کو دیکھ کر) کہتے تھے تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (لے ذوالجلال والاکرام تو بڑی برکت والا ہے) اس کو ابوعمرؓ نے روایت کیا استیعاب میں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس حال میں کہ رسول اللہ

www.kitabghar.org

عقبہ بن ابی معیط آمد حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز می گزاردند چادرِ خود را در گردنِ مبارکِ آنحضرت پیچید وخفا کرد آنحضرتؐ را خفا کردنِ سخت متعاقبِ ایں حال ابوبکر صدیق رسیدؓ وآیۃ اَتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ برخواند در روایتِ دیگر آنکہ زدند آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم تا آنکہ بیہوش شد پس ابوبکرؓ ایستاد وایں آیۃ برخواند وحاصلِ حدیث اسماءؓ آن است کہ مشرکان نشستہ بودند در مسجدِ حرام پس بایک دیگر مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردند وذکر آنچہ آنحضرتؐ می فرماید در حقِ بتانِ ایشاں بمیان آوردند دریں ہنگام آنحضرتؐ بمسجد در آمدند مشرکان بطرفِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برخاستند حالانکہ آنحضرتؐ چوں کفّار سوال میکردند راست میگفت بایشاں وتقیہ را کار فرمانمی شد گفتند ایا تمی گوئی درباب آلہۃ ما چناں وچناں فرمود آرے میگویم پس درآویختند با آنحضرتؐ ہمہ ایشاں پس آمد فریاد کنندہ بسوئے ابوبکر صدیقؓ وگفت دریاب صاحب خود را پس برآمد حضرت صدیق تا آنکہ داخل شد بمسجدِ حرام ویافت آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم دراں حال کہ جمع آمدہ بودند بروے پس گفت ویلکم الخ پس غافل شدند کفار از آنحضرتؐ ومتوجہ گشتند بابوبکر صدیقؓ وزدند اورا اسماءؓ گفت پس باز گشت حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی مُعیط آیا اور اُس نے اپنی چادر کو آنحضرتؐ کی گردن مبارک میں لپیٹ کر سختی کے ساتھ آپؐ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ اس حال کے پیش آتے ہی صدیق اکبرؓ پہنچ گئے اور انھوں نے آیت اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ پڑھی۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ مشرکین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے تو ابوبکرؓ (آکر) کھڑے ہوتے اور اُنھوں نے یہ آیت پڑھی۔ اور حدیث اسماءؓ کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مسجدِ حرام میں بیٹھے ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کر رہے تھے اور اُن باتوں کا ذکر بھی درمیان میں لے آئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم ان کے بُتوں کے حق میں فرماتے تھے۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آگئے۔ مشرکین آپؐ کی طرف جھپٹ پڑے (اور سوالات کرنے لگے) آپؐ کا یہ حال تھا کہ جب کُفّار آپؐ سے سوال کرتے تھے آپؐ صحیح اور سچّا جواب دیتے تھے۔ آپؐ اُن کے ساتھ تقیّہ کا استعمال نہیں فرما رہے تھے چنانچہ انھوں نے کہا کہ کیا تُو ہمارے معبودوں کے حق میں ایسا اور ایسا نہیں کہتا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں کہتا ہوں۔ تو یہ جس قدر تھے سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے۔ اب ایک فریاد کرنے والا ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچا اور کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جلد پہنچو تو حضرت صدیقؓ فوراً روانہ ہوتے یہاں تک کہ مسجدِ حرام میں داخل ہوتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ مشرکین آپؐ کو گھیرے ہوئے تھے تو آپؐ نے اُن سے کہا کہ ویلکم الخ تو کفّار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل ہو گئے اور ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجّہ ہو گئے اور ان کو مارنے لگے۔

www.kitabghar.org

صدیق رضؓ بایں صفت کہ دست نے سایند بچیزے از گیسوہائے خود مگر کہ مے آمد ہمراہِ دستِ او می گفت تبارکتَ یا ذا الجلال والاکرام وازانجملہ آنست کہ چندیں دفعہ اذٰی کفار را از آنحضرتؐ بازداشت بتوریہ وکنایہ۔ درقصۂ ہجرت آمدہ است کہ ہرکہ آنحضرتؐ را می پرسید صدیق رضؓ مے گفت ھادٍ یھدینی السّبیلَ اخرجہ البخاری و درقصۂ امرأۃ ابی لہب آمدہ است کہ بعد نزول سورۂ تبّت بقصد ایذا آمد وگفت اِنَّ صاحبکَ ھجانی، قال مایقول الشعر اخرجہ ابویعلےٰ وازانجملہ آنست کہ چوں قریش بر ایذائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدند و صحیفہ نوشتند حضرت صدّیق رضؓ دریں مضیق شریک آنحضرتؐ بود لہٰذا دریں واقعہ ابوطالب گفتہ است ؎

وھم رجعوا سھل بن بیضاء راضیا
فسرّ ابوبکر بھا ومحمّد

اسماء رضؓ نے کہا کہ پھر حضرت صدیق رضؓ اس حال کے ساتھ واپس ہوتے کہ اپنے گیسوؤں کے کسی حصّہ پر ہاتھ نہیں پہنچاتے تھے مگر وہ اُن کے ہاتھ کے ساتھ ہی آلیتا تھا اور یہ کہتے تھے تبارکتَ یا ذا الجلال والاکرام۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کئی مرتبہ آپ نے توریہ اور کنایہ سے کام لے کر کُفّار کی ایذاؤں کو آپؐ تک پہنچنے سے روک دیا۔ ہجرت کے قصّہ میں آیا ہے کہ جو کوئی (مکّہ سے مدینہ کے سفر پر جاتے وقت) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا تھا تو حضرت صدّیقؓ کہتے تھے ھادٍ یھدینی السّبیلَ (یہ رہ نُما ہیں جو مجھے راہ دکھانے والے ہیں) اس کو بخاری نے روایت کیا اور ابولہب کی بیوی کے قصّہ میں آیا ہے کہ سُورۂ تبّت نازل ہونے کے بعد وہ آپؐ کو ایذاء دینے کے ارادے سے آئی اور اس نے (حضرت صدیق رضؓ سے) کہا کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کہی ہے۔ تو آپؐ نے جواب دیا کہ وہ شعر نہیں کہتے۔ اس کو ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی پر متفق ہو گئے اور انھوں نے ایک دستاویز لکھی تو حضرت صدیق رضؓ اس تنگی کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریکِ حال رہے ہیں۔ لہٰذا اس واقعہ کے بارے میں ابوطالب نے یہ شعر کہا ہے ؎

شعر:۔ وَھم رَجَعُوا۔ الخ

(ترجمہ) اور انھوں نے (اس دستاویز کو

www.kitabghar.org

کذا فی سیرۃ ابن اسحٰق وازانجملہ آنست کہ حضرت صدیق رضہ اول کسے است کہ مسجد بنا کرد و اعلام اسلام نمود کفار قریش بایذا برخاستند تا آنکہ مضطر شد بہجرت ابن الدغنہ میانجی گشت میانِ وے ومیانِ قریش و عہد گرفت برائے او تا آنکہ غلبۂ دیگر بر دلِ او وارد شد وجوار ابن دغنہ رارد کرد اِنِّیْ اَرُدُّ اِلَیْکَ جِوَارَکَ وَ اَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰہِ آنگاہ باعلان اسلام و جہر قراءۃِ قرآن مشغول شد اخرجہ البخاریؒ فی حدیث طویلٍ عن عائشۃ۔ وازانجملہ آنست کہ حضرت صدیق رضہ بجہتِ اعلاءِ کلمۃ اللہ درقصہ غلبہ فارس بر روم مراہنہ کرد عن ابنِ عباس قالؓ کان المسلمون یُحِبُّوْنَ ان تظہر الرُّوْمُ علٰی فارس لانّھم اھلُ الکتاب وکان المشرکون

بلند آواز سے یا بار بار پڑھا سہل بن بیضا ۵ کے سامنے خوش ہو کر۔ تو اس پر راز کے ساتھ مطلع کر دیئے گئے ابوبکر رضہ اور محمد۔ سیرت ابنِ اسحٰق میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رضہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے (مکہ میں) مسجد بنائی اور اپنے اسلام کا کھل کر اظہار کیا۔ کفار قریش ایذاء کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ یہ مکہ چھوڑنے پر مجبور ہونے لگے تو ابن دغنہ ان کے اور مشرکین کے درمیان میں پڑے (ان کا مقولہ اور ان کا تعارف حاشیہ پر چند صفحات قبل گزر چکا ہے) اور انھوں نے ان کے بارے میں تعرض نہ کرنے کا مشرکین سے عہد لیا (اور حضرت ابوبکر رضہ سے یہ کہا کہ آپ قرآن آواز سے نہ پڑھیں) یہاں تک کہ دوسرا غلبہ آپ کے قلب پر وارد ہوا (یعنی اللہ تعہ پر توکل کا) اور آپ نے ابنِ دغنہ کے امن کو رد کر دیا۔ فرمایا کہ میں تمہارے امن کو تمہاری طرف واپس کرتا ہوں اور اللہ تعہ کے امن پر راضی ہوں۔ اس وقت سے آپ رضہ اپنے اسلام کا اعلان بھی کرنے لگے اور قرآن کی قرارت آواز کے ساتھ کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اس کو بخاری نے حضرت عائشہ رضہ سے ایک

---

۵ سہل بن بیضاء۔ آپؐ پر ایمان لا چکے تھے مگر اس وقت تک اپنا ایمان چھپاتے ہوتے تھے۔ انھوں نے اس بائیکاٹ کی دستاویز لکھے جانے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضہ کے پاس خفیہ طور پر بھیجدی۔ اس کے بعد انھوں نے مکہ میں اپنے اسلام کا اظہار کر دیا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آخر تک چھپاتے رہے حتے کہ مشرکین کے ساتھی بن کر بدر میں بھی پہنچے اور ایک دن گرفتار کر لئے گئے تو عبداللہ ابن مسعود رضہ نے ان کے اسلام کی گواہی دی کہ میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوتے دیکھا ہے تو چھوڑ دیئے گئے۔ مدینہ میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی ۱۲

www.kitabghar.org

یحبون ان تظهر فارس علی الروم لانهم اهل الاوثان فذکر ذلک المسلمون لابی بکر رضی الله عنه فذکر ذلک ابوبکر للنبی صلی الله علیه وسلم فقال له النبی صلی الله علیه وسلم اما انهم سیهزمون فذکر ذلک ابوبکر لهم فقال اجعل بیننا وبینک اجلا فان ظهروا کان لنا کذا وکذا وان ظهرنا کان لک کذا وکذا فجعل بینهم اجل خمس سنین فلم یظهروا فذکر ابوبکر للنبی صلی الله علیه وسلم فقال الا جعلته دون العشرة فظهرت الروم بعد ذلک فذلک قوله الٓمٓ ٥ غُلِبَتِ الرُّومُ ٥ فِیٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ

حدیثِ طویل میں روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رضؓ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے فارس کے روم پر غالب آجانے کے قصہ میں مُراہنہ کیا۔ ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہا کہ مسلمان اس بات کو پسند کرتے تھے کہ روم والے فارس پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہیں اور مشرکین اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس روم پر غالب آئیں کیونکہ وہ بُتوں والے ہیں۔ مسلمانوں نے اس کا ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ پھر ابوبکرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان (اہلِ فارس کو) آئندہ شکست دی جائے گی۔ اس کا ذکر ابوبکرؓ نے اُن (مشرکین) سے کر دیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدّت معیّن کر دو کہ اگر وہ (یعنی اہل روم) غالب آگئے تو ہمارے لئے ضروری ہوگا کہ ہم اتنے اور اتنے (اونٹ) دیں اور اگر ہم غالب آگئے تو تمہارے لئے ضروری ہوگا اتنا اور اتنا دینا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پانچ سال کی مدت معیّن کر دی۔ (اس مدّت میں) اہلِ روم غالب نہیں ہوئے تو ابوبکرؓ نے اس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ مدّت "دون العشرہ" یعنی دس برس سے کم کیوں نہ مقرر کی (ابنِ عباسؓ نے) کہا کہ پھر اس کے بعد رُوم والے غالب آگئے۔ یہ قصہ ہے ان آیات کا۔ الٓمٓ ٥ غُلِبَتِ الرُّومُ الخ (۳۰: ۱ تا ۵) الٓمٓ۔ اہلِ روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے

عہ رِہان کے معنے شرط کے بھی آتے ہیں جیسے فرسی رِہانٍ (شرط کے دونوں گھوڑے) مُراہنہ کے معنے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ شرط لگانا۔ اس قصہ میں جو وجہ فضیلت ہے وہ حضرت صدیقؓ کا ارشادِ نبوی پر ایمان ویقین کامل ہے۔ لیکن تعین مدّت میں بے احتیاطی کر گئے تھے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

سَیَغْلِبُوْنَ قال فغلبت الروم ثم
غلبت بعدُ لِلّٰہِ الامرُ من قبل ومن بعدُ
ویومئذٍ یفرحُ المؤمنونَ بنصرِ اللّٰہِ
قال سفیان وسمعتُ انہم ظہروا
یوم بدر اخرجہ الحاکم واز انجملہ
آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
تا در مکہ بود صبح و شام ہر روز بخانہ
حضرت صدیق رض آمد و رفت می فرمود
عن عائشۃ قالت لم اعقل ابوی
قط الا وھما یدینان الدین ولم
یمر علینا یوم الا یاتینا فیہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طرفی النہار
بکرۃً وعشیۃً اخرجہ البخاری
فی قصۃ الہجرۃ واز انجملہ آنست چوں حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا متوفی شد حضرت
صدیق رض عائشہ رض را در عقد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم آورد و در
آں باب ادبے کہ بہتر ازاں صورت نہ
بندد رعایت نمود عن حبیب مولیٰ عروۃ قال لما
ماتت خدیجۃ حزن علیہا النبی صلے اللہ علیہ
وسلم فاتاہ ابوبکر بعائشۃ فقال یارسول اللہ
ھذہ تذھب ببعض حزنك وان فی ھذہ
خلقاً من خدیجۃ ثم ردھا فکان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یختلف الی ابی بکر الحدیث اخرجہ
الحاکم وعن عائشۃ قالت قدمنا المدینۃ

مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر
اندر غالب آجائیں گے"، کہا کہ روم مغلوب ہوئے تھے پھر بعد
میں غالب آگئے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی
اور اُس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہونگے۔
سفیان رض نے کہا اور میں نے سنا ہے وہ یوم بدر میں غالب
آئے۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے حضرت
صدیق رض کے مکان میں صبح و شام روزانہ آمد و رفت فرماتے
رہتے تھے۔ مروی ہے عائشہ رض سے فرمایا کہ میں نے اپنے
ماں باپ کو کبھی کسی شغل میں نہیں پایا بجز اسکے کہ وہ دونوں
دین کے کاموں میں لگے رہتے تھے اور ہم پر کوئی دن نہیں گزرتا
تھا مگر ہمارے یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن کی دونوں
جانبوں یعنی صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کو بخاری نے
روایت کیا ہجرت کے قصہ میں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی اور حضرت
صدیق رض عائشہ رض کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں
لائے تو اس بارے میں اس قدر ادب کی رعایت کی کہ اس سے
زیادہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ مروی ہے حبیب رض سے جو
عروہ رض کے مولیٰ ہیں کہا کہ جب حضرت خدیجہ رض کا انتقال ہوا تو اُن پر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے تو ان کے پاس حضرت
ابوبکر رض عائشہ رض کو لے کر آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کا کچھ غم
یہ دفع کردے گی اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں خدیجہ رض کی خصلتیں موجود
ہیں۔ پھر اُن کو واپس لے آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ابوبکر رض کے پاس آتے جاتے رہے۔ آخر حدیث تک۔ روایت کیا اس
کو حاکم نے۔ اور عائشہ رض سے روایت ہے کہا کہ ہم مدینہ

www.kitabghar.org

الی ان قالت قال ابوبکرؓ یارسول اللہ
ما یمنعك ان تبتنی باهلك فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم الصداق فاعطاه ابوبکرؓ
اثنتی عشر اوقیة ونشًا [نصف ۳] فبعث بها رسول
اللہ صلی اللہ علیه وسلم الینا وبنی بی [جامع ۳]
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی بیتی
هذا الذی انا فیه اخرجه الحاکم وابو عمر
فی الاستیعاب مثله۔ وازانجملہ
آنست کہ چوں معراج متحقق شد اوّل کسے کہ
بآں تصدیق نمود صدیق اکبرؓ بود عن
عائشة قالت لمّا أُسری النبی صلی
اللہ علیه وسلم الی المسجد الاقصی
اصبح یتحدث الناس بذلك فارتدّ
ناسٌ ممّن کان آمنوا به وصدّقوه
وسعوا بذلك الی ابی بکرؓ فذکرت
الحدیث الی ان قالت فقال ابوبکرؓ
انی لاصدقه فیما هو ابعد من ذلك
اُصدّقه بخبر السماء فی غدوة او روحة
فلذلك سُمّی ابوبکرؓ الصدّیق اخرجه
الحاکم وفی الاستیعاب نحو من ذلك
وازانجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم در موسم حج خود را بر
احیاء عرب عرض کردند تا کدام یک
ازیشاں بسعادت نصرت فائز شود
صدیق اکبرؓ در ہر عرضہ رفیق آنحضرت ومتولّی

میں پہنچے (راوی نے) کہا آپ نے یہ قصہ بیان کرتے ہوئے
یہ فرمایا کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ یارسول اللہؐ! آپؐ کو اپنی اہلیہ سے
خلوت میں کیا بات روک رہی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ادائگی) مہر۔ تو آپؐ کو ابوبکرؓ نے دیئے
بارہ[12] اوقیہ اور نصف (ساڑھے بیالیس تولہ) تو اس کو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے یہاں بھیجدیا اور مجھ سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے تخلیہ کیا میرے اسی گھر میں جس میں کہ اب
میں موجود ہوں، روایت کیا اس کو حاکم نے اور ابو عمر نے استیعاب
میں ایسا ہی روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب معراج
واقع ہوئی تو سب سے پہلے جس نے آپؐ کی تصدیق کی وہ
صدیق اکبرؓ تھے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رات
میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ اقصےٰ کی طرف لیجایا گیا۔ صبح کو
لوگوں نے اس پر باتیں کرنا شروع کیں تو بہت سے ایسے لوگ جو
آپؐ پر ایمان لاچکے اور آپ کی تصدیق کرچکے تھے مُرتد ہوگئے اور
اس قصّہ کو لیکر پہنچے ابوبکرؓ کے پاس، اس حدیث کو بیان کرتے
ہوئے عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تو ان کی تصدیق
ایسی بات میں کررہا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے میں انکی
تصدیق کرتا ہوں آسمان کی خبریں جو ایک صبح اور ایک شام میں
اُن کے پاس آجاتی ہیں۔ تو اسی بناء پر ابوبکرؓ کا نام صدیق رکھا
گیا۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور استیعاب میں بھی اسی طرح لکھا
ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے حج کے موسم میں اپنے کو عرب قبائل کے سامنے پیش
کیا تاکہ کوئی ان میں سے نصرتِ اسلام کی سعادت سے
بہرہ اندوز ہو۔ ہر ملاقات کے موقع پر صدیق اکبرؓ آنحضرتؐ
کے رفیق اور جواب وسوال کے متولّی رہے ہیں۔ ریاض نضرہ

www.kitabghar.org

جواب وسوال بوده است در ریاض نضره
این قصها بروایت حضرت مرتضیٰ رض مذکور
است وازانجملہ آنست کہ چوں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرمود بسوئے
مدینہ حضرت صدیق رض رفیق آنحضرت ؐ
بود و این خدمت بنوعے از دست وے
سرانجام یافت کہ خدائے تعالےٰ بآں
تنویہ فرمود ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی
الْغَارِ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدیں وجہ
بستود کہ حَمَلَنِی اِلٰی دار الہجرۃ وثنائی وے
در اَلسِنۂ مسلمین شائع گشت واین قصہ
بطولہا در بخاری مذکور است وازانجملہ آنست
کہ چوں غزوۂ بدر واقع شد وآں اوّل فتح
اسلام بود و فضیلتِ او بر جمیع مشاہد فائق
است حضرت صدیق رض را دراں مشہد مآثر
نمایاں حاصل گشت و فضائلِ او دوبالا
شد بچند جہت یکے آنکہ ثانی آنحضرت ؐ
بود در عریش دیگر آنکہ الہام عظیم
از جانبِ غیب قبول نمود و آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم تصویب آں فرمودند
عن ابن عباس قال قال النبیّ صلے اللہ
علیہ وسلم یوم بدر اللّٰھم انّی
انشدک و وعدک اللّٰھم ان
شئت لم تعبد فاخذ ابوبکر
بیدہ فقال حسبک فخرج وھو

میں یہ قصّے حضرت مرتضےٰ رض کی روایت سے مذکور ہیں۔ اوران میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت صدیق رض آنحضرت ؐ کے رفیق تھے اور یہ خدمت ایسی نوع (والہانہ عشق) کے ساتھ آپؐ کے ہاتھ سے پوری ہوئی کہ خدا تعالےٰ نے اس پر آپ کی بڑائی کا اظہار کیا۔ فرمایا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ (یعنی دو میں دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ کے پیش نظر آپ کی مدح میں یہ فرمایا کہ (ابوبکر رض) مجھے سوار کر کے دارالہجرت کی طرف لایا اور ان کی مدح وثنا مسلمانوں کی زبانوں پر شائع ہوگئی۔ اور یہ قصہ اپنی تفصیلات کے ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ بدر واقع ہوا اور وہ اسلام کی پہلی فتح تھی اور اس کی فضیلت تمام غزوات سے بڑھی ہوئی ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس غزوہ میں نمایاں اعزاز حاصل ہوئے اور ان کے فضائل دوبالا ہوئے چند وجوہ سے۔ پہلی یہ کہ عریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی تھے (یعنی اس عارضی مُسقّف منڈوے میں جو آپؐ کے لئے بنایا گیا تھا آپؐ کے ساتھ ابوبکر رض مقیم ہوئے تھے) دوسری یہ کہ جانب غیب سے (آپ کے قلب پر) ایک عظیم الہام کو قبول کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں یہ دعا کی کہ اے اللہ میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے عہد اور وعدے کا۔ اے اللہ! اگر آپ چاہیں کہ آپ کی عبادت نہ کی جائے، تو ابوبکر رض نے آپ ؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے تو آپؐ یہ کہتے ہوئے نکلے سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ الخ (۵۴ : ۴۵)۔

www.kitabghar.org

یقول سیھزم الجمع ویولون الدبر
اخرجہ البخاری۔ ومعنے ایں کلام نزدیک فقیر
آنست کہ ابوبکر صدیقؓ ملہم شد بآنکہ
دعا۔ باجابت مقرون گشت واین صورت از
جملہ آن واقعہا است کہ الہام صحابہ سبقت
نمود دراں بروحی انگاہ وحی برحسب
الہام ایشاں فرود آمد بلکہ بحقیقت
ہمیں الہام وحی است بسوئے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم باں وجہ کہ چوں ایشاں
ملہم شدند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بفراستِ سادقہ خویش دریافت کہ ایں
خاطراز جانب مُدبّر السمٰوات والارض است و
ایں فراست وحیِ باطنی ست چنانکہ در قصّہ
اذان رؤیا عبداللہ بن زید و قیاس فاروقؓ
راتصویب فرمود و در لیلۃ القدر بر رؤیائے جمعے
از صحابہؓ اعتماد نمود الیٰ غیر ذٰلک من الوقائع
دیگر آنکہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عریش
برآمدہ متوجہ کارزار شد میمنۂ لشکر بصدیقؓ دادند
و میکائیلؑ ہمراہِ او بود و میسرۂ لشکر بحضرتِ مرتضےٰؓ
و اسرافیلؑ ہمراہ او بود و عن علی رضی اللہ عنہ
قال بینما انا امیح من قلیب ببدرٍ اذا جاءت ریحٌ
شدیدۃٌ لم ارَ مثلھا قطّ ثم ذھبت ثم جاءت
ریحٌ شدیدۃٌ لم ارَ مثلھا قطّ الا التی کانت
قبلھا وکانتِ الریح الاولیٰ جبرئیل نزل فی
الفٍ من الملئکۃ مع رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ

عنقریب (ان کی) یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنے فقیر کے
نزدیک یہ ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کو الہام ہوگیا کہ آپ کی دعا۔
مقرون با جابت ہوچکی ہے اور یہ ان واقعات میں کی ایک
صورت ہے جن میں کہ صحابہؓ کا الہام کسی واقعہ میں وحی پر سبقت
کرگیا اور پھر وحی ان کے الہام کے مطابق نازل ہوئی بلکہ درحقیقت
وہی الہام وحی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف، اس
وجہ سے کہ جب وہ مُلہَم ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنی فراستِ صادقہ سے سمجھ لیا کہ (ان کے قلب پر) یہ اُترنے والا
خیال مدبّر السمٰوات والارض (یعنی اللہ جلّ شانہٗ) کی جانب
سے ہے اور یہ فراست وحی باطنی ہے جیساکہ اذان کے قصہ میں
عبداللہ بن زیدؓ کے خواب اور فاروقؓ کے قیاس کی تصویب فرمائی
اور لیلۃ القدر میں صحابہؓ کی ایک جماعت کے خواب پر اعتماد کیا
اور ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ تیسریؔ یہ کہ جب آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم عریش سے نکل کر جنگ کی طرف متوجہ ہوئے تو
آپؐ نے لشکر کا میمنہ صدیقؓ کو دیا اور میکائیلؑ ان کے ساتھ
تھے اور لشکر کا میسرہ حضرت مرتضےٰؓ کو اور اسرافیلؑ ان کے ہمراہ
تھے۔ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا اس دوران میں کہ مَیں
بدرؔ کے کنویں سے چلّو بھر بھر کر پانی ڈول میں ڈال رہا تھا کہ ایسی تیز
ہَوا آئی کہ مَیں نے کبھی ایسی ہوا نہ دیکھی تھی پھر گزر گئی۔ پھر
ایک تیز ہَوا آئی کہ مَیں نے اتنی تیز ہَوا کبھی نہ دیکھی تھی بجز اس
ہَوا کے جو اس سے پہلے آئی تھی اور پہلی ہَوا جبرئیلؑ تھے جو ایک
ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے
کے لئے نازل ہوئے تھے۔ اور دوسری ہَوا میکائیلؑ تھے جو ہزار
فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

وسلم وكانت الريح الثانية ميكائيل نزل
فی الف من الملائكة عن يمين رسول
الله صلى الله عليه وسلم وكان ابوبكر عن
يمينه وكانت الريح الثالثة اسرافيل نزل
فی الف من الملائكة عن ميسرة رسول الله
صلى الله عليه وسلم وانا فی الميسرة فلما هزم
الله تعالى اعداءه حملني رسول الله صلى الله
عليه وسلم على فرسه فجرت بی فوقعت على
عقبي فدعوت الله عزوجل فامسكني
فلما استويت عليها طعنت بيدي هذه
في القوم حتى اختضب هذا مني دما و
اشار الى ابطه اخرجه الحاكم. دیگر آنکہ
چون اسیران بدر آمدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مشاورہ کردند با صحابہؓ و مشورت حضرت صدیقؓ
را اختیار فرمودند و او را با حضرت عیسیٰؑ تشبیہ داد ہرچند
در آخر فضیلت حضرت فاروقؓ غالب تر آمد عن
عبدالله بن مسعود قال لما كان يوم بدر قال لهم
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تقولون فی هؤلاء الاسارى
فقال عبدالله بن رواحة انت فی واد كثير الحطب
فاضرم نارا ثم القهم فيها فقال العباس رضى
الله عنه قطع الله رحمك فقال عمر
رضى الله عنه فاذنهم ورؤساءهم هم
قاتلوك وكذبوك فاضرب اعناقهم
فقال ابوبكر رضى الله عنه عشيرتك و
قومك ثم دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقا

کی دائیں جانب کے لئے اور آپ کی دائیں جانب ابو بکرؓ تھے۔ اور تیسری
ہوا اسرافیلؑ تھے جو ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے تھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے مَیسَرہ (یعنی بائیں جانب) کیلئے اور میں مَیسَرہ میں
تھا تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو بھگا دیا مجھے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنے گھوڑے پر سوار کیا وہ مجھے لے کر دوڑ پڑا اور میں
اپنی پُشت پر گرا تو مَیں نے اللہ عزّ وجلّ سے دُعاء کی تو اُس نے مجھے روک
لیا۔ پھر جب میں اچھی طرح جم گیا تو مَیں نے اپنے اس ہاتھ سے قوم پر
تلوار بجانا شروع کر دی یہاں تک کہ خون سے یہ بھی رنگین ہوگئی اور
اپنی بغل کی طرف اشارہ کیا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ چوتھی یہ کہ
جب اسیرانِ بدر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُن کے بارے
میں) اصحابؓ سے مشورہ کیا اور حضرت صدیقؓ کے مشورے کو اختیار
فرمایا اور اُن کو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تشبیہ دی اگرچہ آخر میں
(اس واقعہ میں) حضرت فاروقؓ کی فضیلت بہت بڑھی ہوئی
نکلی۔ روایت ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ جب یوم بدر تھا تو
اصحابؓ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان
قیدیوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہ بن رواحہؓ نے
کہا آپؐ ایسی وادی میں جہاں بہت سوکھی لکڑیاں موجود ہیں
(اُن کو جمع کرکے) آگ سلگا دیجئے پھر ان سب کو اس میں
ڈال دیجئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا
رحم قطع کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو اور ان کے سرداروں
کو جو آپؐ سے لڑتے اور آپؐ کو جھٹلاتے رہے قریب قریب کر دیجئے میں
اُن کی گردنیں ماردوں گا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے
خاندان کے اور تمہاری قوم کے ہیں۔ پھر داخل ہوئے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اور فرمایا جو کچھ تم ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہو
وہ (سب درست ہے) مثال ان لوگوں کی اُن لوگوں کے بھائیوں

www.kitabghar.org

ماتقولون فی ھٰؤلاءِ انّ مثل ھٰؤلاءِ کمثل
اِخوۃٍ لھم کانوا من قبلھم قال نُوحٌ
رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ
دَیَّارًا وقال موسٰی رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِہِمْ
وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ الآیۃ وقال ابراھیم
فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وقال عیسٰی اِنْ تُعَذِّبْہُمْ
فَاِنَّہُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَہُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ وانتم قوم بکم عیلۃ (فاقہ ۱۲)
فلا ینفلتنّ (رہائی و نجات یابد ۱۲) احدٌ منکم الّا بفداءٍ او
بضربۃ عنق اخرجہ الحاکم و ازانجملہ
آنست کہ چوں غزوۂ اُحد واقع شد نصیب
حضرت صدیق رض دراں مشہد فضائلِ عظیمہ
گشت بچند جہت یکے آنکہ حضرت صدّیق رض
نہایت سعی در کشفِ بلاے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بجا آورد قال ابن اسحٰق
فلما عرفوا المسلمون رسولَ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نھضوا بہ و نھض
معھم نحو الشعب معہٗ ابوبکر الصّدیق
وعمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب
وطلحۃ بن عبید اللہ والزّبیر
ابن العوّام والحارث بن الصِّمّۃ
رضوان اللہ علیھم ورھط
من المسلمین عن عائشۃ قالت
قال ابوبکر الصّدیق لما جال (تفریق ۱۲)

جیسی ہے جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ نوحؑ نے کہا رَبِّ لَا تَذَرْ
(۷۱: ۲۶) اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین
پر ایک باشندہ بھی نہ چھوڑ" اور موسیٰؑ نے کہا تھا رَبَّنَا
اطْمِسْ الخ (۱۰: ۸۸) اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست
و نابود کر دیجیے اور ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجیے الخ"
اور ابراہیمؑ نے کہا فَمَنْ تَبِعَنِیْ الخ (۱۴: ۳۶) پھر جو شخص
میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس
بات میں) میرا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت کثیر الرحمۃ
ہیں" اور عیسیٰؑ نے کہا تھا اِنْ تُعَذِّبْہُمْ الخ (۵: ۱۱۸)
اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں
اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست
ہیں حکمت والے ہیں" اور تم ایسی قوم ہو کہ تم پر
افلاس ہے (لہٰذا اُساریٰ کو واضح ہونا چاہیے کہ) تم میں
سے کوئی رہا نہ ہوگا مگر فدیہ سے یا گردن ماری جانے سے۔
اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب غزوۂ اُحُد واقع ہوا تو اس موقع پر حضرت صدیق رض
کو فضائل عظیمہ حاصل ہوئے چند صورتوں سے۔ ایک یہ کہ
حضرت صدیق رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صعوبتوں سے
بچانے کے لئے نہایت سعی کی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مسلمانوں
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو آپ کو جلد اُٹھا
لے گئے اور آپؐ اُن کے ساتھ گھاٹیوں کی طرف روانہ ہوئے
آپؐ کے ساتھ ابوبکر صدیق رض تھے اور عمر بن الخطاب رض اور علی
ابن ابی طالب رض اور طلحہ رض بن عبید اللہ اور زُبیر بن العوّام رض اور
حارث رض بن الصِّمّہ رضوان اللہ علیہم اور مسلمانوں کی ایک
جماعت۔ حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ کہا کہ فرمایا ابوبکر صدیق رض

www.kitabghar.org

الناس عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
یوم اُحدٍ کنتُ اول من فاءَ فبصرتُ به
من بُعدٍ فاذا انا برجلٍ قد اعتنقنی من
خلفی یُرید رسول الله صلی الله علیه
وسلم فاذا هو ابو عبیدة بن الجراح
الحدیث اخرجه الحاکم۔ ومراد از جولان
دریںجا فرار نیست بلکه متفرق شدن از
آنحضرت صلی الله علیه وسلم بسبب در
آمدن فوج کفّار در فوج آنحضرت صلی الله
علیه وسلم ۲ دیگر آنکه معلوم شد که کفّار
قریش اگر بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم
از کسے حساب می گرفتند از حضرت
صدیق رض می گرفتند لہٰذا چون ابوسفیان
تفحص مے کرد احوالِ فوج آنحضرت ص راہمیں
سہ کس را نام می برد زیرا که از ہمیں سہ کس مے
ترسید ومن حدیث البراء اشرف ابوسفیان
فقال أفی القوم محمد فقال لا تجیبوه
فقال أفی القوم ابن ابی قحافة فقال
لا تجیبوه قال أفی القوم ابن الخطاب
فقال انّ هؤلاء قتلوا فلو کانوا
احیاءً لاجابوا فلم یملك عمر نفسه
فقال کذبت یا عدوّ الله ابقی الله لک
ما یخزیك اخرجه البخاری۔
۳ دیگر آنکه چوں آنحضرت صلی الله علیه وسلم به تعاقب
کفّار بعد اُحد متوجہ شدند حضرت صدیق رض از حاضران

نے کہ جب لوگ یوم اُحد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے متفرق
ہو گئے تو میں پہلا شخص تھا جو لوٹا اور میں نے آپ ؐ کو دور سے
دیکھ لیا اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میری کولی بھری وہ
بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھا۔ دیکھتا ہوں
کہ وہ ابو عبیدہ بن الجراح رض ہیں الخ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔
اور مراد جولان سے (جس سے لفظ جَالَ مشتق ہے) اس جگہ
فرار نہیں ہے بلکہ کفّار کی فوج کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے فوج کے اندر گھس جانے کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے اصحاب رض کا متفرق ہوجانا مُراد ہے۔ ۲ دوسری یہ کہ
(اس واقعہ سے) یہ بات واضح ہوئی کہ کفّارِ قریش اگر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو (سب سے) نمایاں محسوب کرتے
تھے تو صدیقِ اکبر رض کو کرتے تھے۔ اسی بنا۔ پر جب ابوسفیان آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی فوج کے احوال کی جانچ کر رہا تھا تو
ان ہی تین آدمیوں کا نام لے رہا تھا، کیونکہ وہ ان ہی تین سے
ڈرتا تھا، حدیث براء رض میں مذکور ہے کہ ابوسفیان اُوپر چڑھا
اور (زور سے) بولا کہ کیا قوم میں محمد ؐ ہے؟ تو (رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا کہ کیا
قوم میں ابنِ ابی قحافہ رض ہے؟ تو آپ ؐ نے فرمایا کہ جواب نہ دو۔
پھر اُس نے کہا کہ کیا قوم میں ابن الخطاب رض ہے؟ (جب جواب
نہ ملا) تو بولا کہ اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ اب
عمر رض اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے اور بولے تو جھوٹ بول رہا ہے
او دشمنِ خدا! تجھے ذلیل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا ہے۔
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ۳ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم اُحد (کی لڑائی بند ہونے) کے بعد کفّار کے تعاقب
کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت صدیق رض اس واقعہ کے

www.kitabghar.org

آں واقعہ بود عن عائشۃ فی قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الآیۃ قالت لعروۃ یا ابن اُخْتِی کَانَ اَبَوَاکَ مِنْھُمْ الزبیر وابوبکر لما اصاب نبیَّ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اصاب یوم اُحد فانصرف عنہ المشرکون خاف ان یرجعوا فقال من یَذْھَبُ اِثْرَھُمْ فانتدب منھم سبعون رجلاً کان فیھم ابوبکر و الزبیر اخرجہ البخاری۔ وازانجملہ آنست کہ درغزوۂ خندق جانبے از لشکر بدستِ حضرت صدیق رض دادند و محافظتِ آں جانب باو مفوض گشت والآن مسجدِ صدیق نزدیک خندق موجود است و آں مسجد بحقیقت موضعِ نزول حضرت صدیق رض بود درغزوۂ خندق وازانجملہ آنست کہ در غزوۂ مُریسیع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا متّہم شد و منافقان آنچہ نمی بایست گفتند وگرفتار اَسْوَءِ حالات گشتند وبعض مسلمین کہ از براءتِ صدیقہ رض توقف کردند معاتب شدند حضرت صدیق رض دراں واقعہ فضائل نمایاں نصیب شد بچند جہت یکی[1] آنکہ دراں واقعۂ ہوش رُبا از ایشاں کمال انقیاد و تسلیم و فدا بظہور آمد عن عائشۃ فی قصۃ الافک فتشھد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال اما بعد یا عائشۃ انہ

حاضرین میں سے تھے۔ مروی ہے عائشہ رض سے ارشادِ حق تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ کے بارے میں (۳: ۱۷۲) جن لوگوں نے اللہ و رسول ص کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب عظیم ہے" کہ انہوں نے عروہ سے فرمایا کہ اے میرے بھانجے! تیرے ابوین یعنی زبیر رض اور ابوبکر رض ان میں سے تھے۔ جب یوم اُحد میں نبیّ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ افتاد پڑی تھی پڑ چکی اور مشرکین آپ کی طرف سے واپس ہو گئے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان کا تعاقب کون کرے گا؛ تو ستر آدمیوں نے (پورے جوش کے ساتھ) آمادگی ظاہر کی: اُن میں ابوبکر رض اور زبیر رض بھی تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں لشکر کا ایک بازو حضرت صدیق رض کے سپرد فرمایا اور اس جانب کی حفاظت آپ کے سپرد ہوئی اور اب بھی خندق کے قریب مسجدِ صدیق موجود ہے اور وہ مسجد درحقیقت غزوۂ خندق میں حضرت صدیق رض کے اُترنے کی جگہ ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ مُریسیع[1] میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اور منافقین نے ناشائستہ باتیں کہیں اور بدترین حالات میں گرفتار ہوئے۔ اور بعض ایسے مسلمان بھی موردِ عتاب ہوئے جنھوں نے صدیقہ رض کی بے گناہی کے اظہار میں توقف کیا تھا۔ اس واقعہ میں حضرت صدیق رض کو نمایاں فضائل نصیب ہوئے چند جہت سے۔ ایک[1] یہ کہ اس واقعہ ہوش ربا میں اُن سے انتہائی فرمانبرداری اور تسلیم و فدائیت ظہور میں آئی۔ حضرت عائشہ رض سے اِفک (تہمت) کے قصہ میں مروی ہے کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا

[1] مُریسیع حجاز میں ایک مشہور چشمہ کا نام ہے۔ اس غزوہ کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں ۱۲

www.kitabghar.org

بلغنی عنكِ کذا و کذا فان کنتِ بریئۃً فسیبرئکِ اللہ وان کنتِ الممتِ بذنب فاستغفری اللہ وتوبی الیہ فان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ قالت فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقالتہ قلص دمعی حتی ما احس منہ قطرۃً فقلت لابی اجب عنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی واللہ ما ادری ما اقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ البخاری دیگر آنکہ چوں براءۃ صدیقہ رضہ نازل شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصدیق اکبر رضہ شریک آں براءۃ گشتند اُولٰئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ زیرا کہ معاذ اللہ اگر ایں افک تحققے میداشت آں لوث دامن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ودامن صدیق رضہ راکدر میکرد کہ در مثل ایں امور صاحب فراش و والد المرأۃ ہدف ملامت ومسبۃ می شوند دیگر آنکہ حضرت صدیق رضہ بر مسطح عہ بن اثاثہ انفاقے مے کرد چوں ازوے شرکتے در افک ظاہر شد از انفاق دست باز داشت دریں باب نازل شد وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی آہ عن عائشۃ قالت قال ابوبکر الصدیق وکان ینفق علی مسطح بن

پھر اسکے بعد فرمایا اما بعد اے عائشہ رضہ! مجھے تیرے متعلق یہ اور یہ باتیں پہنچی ہیں اب اگر تو بری (یعنی پاکدامن) ہے تو اللہ تعالےٰ تیری برات ظاہر کردے گا اور اگر تو گناہ کی مرتکب ہوگئی ہے تو اللہ سے استغفار کر اور اس کے سامنے توبہ کر کیونکہ بندہ جب گناہ کرے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ عائشہ رضہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو بالکل خشک ہوگئے یہاں تک کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کرتی تھی تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میری طرف سے آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے تو انھوں نے کہا کہ میں تو خدا کی قسم نہیں جانتا کہ کیا کہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دوسری جہت یہ ہے کہ جب صدیقہ رضہ کی برات نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضہ (بھی) اس براءۃ میں شریک بن گئے۔ اُولٰئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ (۲۴: ۲۶) یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں" کیونکہ معاذ اللہ اگر یہ بہتان کچھ بھی سچائی رکھتا ہوتا تو وہ گندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضہ دونوں کے دامنوں کو آلودہ کرتی کہ اس قسم کے امور میں صاحب فراش یعنی شوہر اور عورت کا باپ دونوں ہی ملامت اور دشنام کا نشانہ بنتے ہیں۔ تیسری یہ کہ حضرت صدیق رضہ مسطح بن اثاثہ پر خرچ کیا کرتے تھے (یعنی ان کی مالی امداد کرتے رہتے تھے) جب اس افک میں اُن کا شریک ہونا ظاہر ہوا تو آپ نے ان کو دینے سے ہاتھ روک لیا، اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الخ (۲۴: ۲۲) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی

عہ مسطح حضرت صدیق رضہ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ اہل بدر اور مساکین میں سے تھے ۱۲

أثاثة لقرابته منه وفقره لا والله لا
أنفق على مسطح شيئًا أبدًا بعد الذي
قال لعائشة ما قال فأنزل الله عزّوجلّ
وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ
الى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قالت قال ابوبكر
الصديق بلى والله اني لأحبّ ان
يغفر الله لي فرجع الى مسطح النفقة
التي كان ينفق عليه قال والله لا انزعها
منه ابدًا اخرجه البخاري قال ابن عبّاس
قال الله تعالى لابي بكر قد جعلت
فيك يا ابا بكر الفضلَ والمعرفة بالله
وصلة الرحم وجعلتُ عندك السّعة
فتعطّف على مسطح فله قرابة وله هجرة
وله مسكنة ذكره الواحدي في الوسيط

وازاں جملہ آنست کہ چوں صلح حدیبیہ
پیش آمد از صدیقِ اکبرؓ آثارِ
جمیلہ ظاہر گشت و فضلِ او باآں
آثار دو بالا شد یکے آنکہ صدیقِ اکبرؓ
در مذاکرۂ عروۃ بن مسعود کارفرمائے
جلادت شد و دشنامِ غلیظ داوتا قوتِ
مسلمین درجہاد ظاہر گردد درآخر فائدہ
ایں اِغلاظ فی القول واضح گشت کہ
عروہ پیش قریش تمکن اصحاب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در نصرتِ آنحضرت

اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہلِ قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ
کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں
الخ۔ مروی ہے عائشہؓ سے بیان کیا کہ ابو بکر صدیقؓ نے
کہا اور وہ خرچ کیا کرتے تھے مسطح بن اُثاثہ پر اُس سے قرابت
کی بنا پر اور اُس کے فقر کی وجہ سے کہ واللہ اب میں مسطح پر
کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔ یہ اُس بات کے بعد فرمایا تھا جو اُس نے
عائشہؓ کے متعلق کہی تھی تو اللہ عزّ و جلّ نے نازل فرمایا وَلَا
يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ سے غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
تک۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابو بکرؓ نے (آیت سُن کر) کہا کہ بیشک واللہ
میں اس بات کو ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے
پھر لَوٹایا مسطح کی طرف اُس نفقہ کو جو اُن پر خرچ کیا کرتے تھے
اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں اس کو اُس سے کبھی نہ روکوں گا
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابنِ عباسؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے ابو بکرؓ سے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ میں نے تجھ میں فضیلت رکھی
ہے اور اللہ کی معرفت اور صلہ رحمی اور میں نے تجھے مالی وسعت
دی تو مسطح پر مہربانی کر اس کی قرابت کی وجہ سے اور اس کی
ناداری کی وجہ سے۔ اس کو واحدی نے ذکر کیا وسیط میں۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ پیش آئی تو حضرت
صدیقؓ کے مناقب جمیلہ کا ظہور ہوا اور اُن مناقب سے اُن کی
فضیلت دوچند ہوگئی۔ ایک یہ کہ صدیقِ اکبرؓ سے عروہ[ع۵] بن مسعود
کے ساتھ مکالمہ کے وقت بڑی بہادری کا ظہور ہوا اور (جوش
میں آکر) اُس کو سخت گالی دی تاکہ جہاد میں مسلمانوں کی قوت
ظاہر ہو اور آخر میں گفتگو کے اس کھرے پن کا فائدہ
بھی واضح ہوگیا کہ عروہ نے جاکر قریش کے سامنے آنحضرت

ع۵ یہ اس وقت کافر تھا جو مشرکین مکّہ کا نمائندہ بن کر گفتگوئے صلح کیلئے آیا تھا ۱۲

www.kitabghar.org

بیان نمود و آں سبب صلح شد فی قصۃ الحدیبیۃ
قال عروۃ عند ذلک ای محمد ارایت ان استأصلت
امر قومک ھل سمعت باحد من العرب
اجتاح اَصلَہ قبلک وان تکن الاُخری فانی
واللہ لَاَرٰی وجوھًا وانی لاری اَشوَابًا من
الناس خلیقًا ان یفرّوا ویدعوک فقال لہٗ
ابوبکر اِمصص بظر اللاتِ اَنحن نفرّ عنہ
وندعہٗ فقال مَن ذا قالوا ابوبکر فقال
اما والذی نفسی بیدہ لولا یدٌ کانت لک
عندی لم اجزک بھا لاجبتک۔

دیگر چوں حضرت فاروق رض را عرق
غیرت بحرکت آمد حضرت صدیق رض
در جواب سوال او قدم بر قدم
آں حضرت ص رفت ازیں جا دانستہ
شد کہ حضرت صدیق رض را با پیغامبر
چہ نسبت بود و علوم پیغامبر
در نفس وے رضی اللہ چگونہ منطبع
می شد قال عمر بن الخطاب
فاتیتُ نبیَّ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقلتُ الستَ نبیَّ
اللہِ حقًا قال بلٰی قلتُ اَلَسنا
علی الحق وعدوُّنا علی
الباطل قال بلٰی قلتُ

صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض کی پوری استقامت کا آنحضرت ص کا ساتھ دینے میں ذکر کیا (جس سے قریش مرعوب ہوئے) اور قصۂ حدیبیہ میں صلح کا وہی سبب بھی بنا۔ عروہ نے اس گفتگو کے وقت کہا تھا کہ اے محمدؐ! کیا تو نے اپنی قوم کے معاملہ پر غور کیا کہ تو نے اس کی جڑ کاٹنا چاہی، کیا تو نے عرب میں سے کسی کو سُنا ہے کہ اس نے اپنی اصل (یعنی خاندان) کو ہلاک کیا ہو تجھ سے پہلے۔ اور تُو نے دوبارہ ایسا ہی کیا تو میں واللہ بہت سے چہرے دیکھ رہا ہوں اور مختلف قسم کے ملے جُلے خون والے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جن کی طبعی صفت یہ ہوگی کہ وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابوبکر رض نے اُس کو کہا اُمصص بظر اللات الخ یعنی تو لات کا بظر چوس ع! کیا ہم اُن کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ ابوبکر رض۔ تو اس نے کہا کیا کہوں قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے اُوپر تیرا ایک احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ ابتک مَیں نے نہیں دیا تو میں تجھے جواب ضرور دیتا۔

دوسری یہ کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) جب حضرت فاروق رض کی رگِ غیرت حرکت میں آئی تو حضرت صدیق رض اُن کے سوال کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے۔ یہاں سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ حضرت صدیق رض کو پیغمبر ص کے ساتھ کیا نسبت تھی اور پیغمبر ص کے علوم صدیق رض کے (آئینہ) نفس میں کیونکر جلوہ گر ہوتے تھے۔ عمر بن الخطاب رض نے بیان کیا کہ پھر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور کہا کہ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہوں۔ میں نے

ع بظر، با کے فتح کے ساتھ گوشت کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جو فرج کے اُوپر ہوتا ہے جس کو ہندی میں ٹنہ کہتے ہیں۔ لات ایک بت کا نام تھا جو بشکل عورت تھا جس کی قریش پوجا کرتے تھے۔ عرب کے نزدیک یہ سخت گالی ہے ۱۲

www.kitabghar.org

فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا قَالَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلٰى أَفَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَلَيْسَ هٰذَا نَبِيُّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا

کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک۔ میں نے کہا کہ پھر ہم کس وجہ سے اپنے دین میں عیب[1] لگائیں۔ فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں[2] اُس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے پھر اس کا طواف کریں گے۔ فرمایا کہ بیشک۔ کیا پھر میں نے تم کو یہ خبر دی تھی کہ ہم بیت اللہ میں اسی سال پہنچیں گے؟ میں نے کہا "نہیں" فرمایا کہ تو اس میں تم (آئندہ) پہنچنے والے ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور میں نے کہا اے ابوبکرؓ! کیا یہ اللہ تعالیٰ کے سچے

---

[1] دین میں عیب پیدا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہم عمرہ کرنے کی نیت سے آئے تھے لیکن مشرکین کی اس ضد اور ہٹ کو کہ ہم اپنی عبادت کی تکمیل کئے بغیر ہی واپس ہو جائیں مان لینا ہمارے دین پر دھبہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی عبادت کی تکمیل کے لئے جان کی پروا نہ کریں اور عمرہ ادا کر کے جائیں ۱۲

[2] یعنی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی کی بناء پر ہم نے مشرکین کی شرطوں کو قبول کیا تاکہ بیت اللہ کا احترام قائم رکھیں اور ہم نے اُن کی ایسی شرطوں کو بھی مان لیا صرف احترامِ بیت اللہ کے لئے جو بظاہر ذلیل اور رُسوا کرنے والی معلوم ہوتی ہیں جو نفسوں پر شاق گزریں۔ اور عبادت کی حقیقت اس کے سوا اور کیا ہے کہ اپنے معبود کی رضاجوئی کے لئے اپنے عجز و افتقار کا مظاہرہ کیا جائے اس لئے اگر عبادتِ عمرہ کی تکمیل نہ ہو سکی تو کیا ہوا۔ ہم نے اتنی بڑی عبادت کی جو کہ بہت سے عمروں کے برابر ہے۔ کیونکہ اس کا جو نتیجہ یعنی رضاءِ الٰہی ہم کو ملا ہے کہ احترامِ حق کے پیشِ نظر ہم نے اپنا پہلو جتنا زیادہ سے زیادہ رحمت و حمایتِ باری تعالیٰ اور "نصر عزیز" ہماری طرف متوجہ ہو چکی ہے جسکا اثر تم آئندہ دیکھو گے۔ اس لئے یہ ہماری بہت بڑی فتح ہے اور اسی کی طرف سورۂ انا فتحنا جو واپسی کے دوران میں راستہ ہی نازل ہوئی تھی کہ ہم نے تم کو اس وقت بڑے تحمل کی توفیق دی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہماری حمایت اور نصر عزیز تمہارے ساتھ ہو گئی ہے کہ تم امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو کہ جو لغزش تم سے سرزد ہو گئی تھی کہ تم نے مالی ضرورتوں اور اقارب کو بچانے کا خیال کرتے ہوئے فدیہ قبول کر لیا تھا وہ بھی معاف ہے (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک) اور اگر کوئی لغزش آئندہ اسی طرح کی تم سے سرزد ہوئی تو وہ بھی معاف (وما تاخر) یاد رکھنا چاہیئے کہ "لیغفر لک" اور "ذنبک" میں اگرچہ خطاب خاص ہے مگر اس کا مفہوم عام ہے۔ یہاں ذنوب کا مفہوم عام معاصی نہیں ہے بلکہ ایسی لغزشیں ہیں جو حصولِ مقصد میں سدِ راہ ہوتی ہیں جن کا وقوع مستقبل میں بھی مسلمانوں سے ہوا مگر اسی وعدۂ خداوندی نے اپنی نصر عزیز کے ذریعہ سے بُرے انجام سے ہمیشہ انکو محفوظ رکھا اور فتوحاتِ کاملہ کیلئے بالآخر سیدھا راستہ اُن کے سامنے کر دیا جس کیطرف (ویہدیک صراطاً مستقیماً) میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور (ینصرک اللہ نصراً عزیزاً) کا وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہا۔ ان جملہ الطاف و اکرامات کی بنیاد یہی معاہدہ بنا۔ اسی لئے اس کو فتح مبین فرمایا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ فتح کا مقدمہ یہی معاہدہ بنا تھا، قریش نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی جسکی بناء پر سورۂ براءت کے ذریعہ سے معاہدے کے فسخ کا اعلان کر دیا گیا اور پھر حملہ کر کے مکہ فتح کر لیا گیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی اصل تعبیر کا ظہور ہوا کہ ہم بیت اللہ میں پہنچیں گے چنانچہ پہنچے اس طرح کہ ہمیشہ کیلئے کسی کو آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ الغرض آپ کے خواب کی تعبیر یعنی فتح مکہ کا ظہور تدریجاً اسی معاہدے سے شروع ہوا۔ بصیرتِ محمدی اس راز کو بخوبی سمجھ رہی تھی مگر ابتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ سمجھے تھے ۱۲　اشتیاق احمد

www.kitabghar.org

علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی
الدنیۃ فی دیننا اذا قال یا ایہا الرجل
انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولیس یعصی ربہ وھو ناصرہ
فاستمسک بغرزہ فواللہ انہ علی الحق
قلت الیس کان یحدثنا انا سنأتی
البیت فنطوف بہ قال بلی أفاخبرک
انک تأتیہ العام قلت لا قال
فانک اٰتیہ ومطوف بہ قال
عمر فعملت لذلک اعمالا اخرجہ
البخاری دیگر آنکہ در اختیار صلح و
جنگ سخنہا می رفت و مشورہا بمیان
مے آمد آخرہا تقریر امر بمشورت حضرت
صدیق رض واقع شد فی قصۃ الحدیبیۃ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث عینا لہ
من خزاعۃ وسار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حتی کان بغدیر الاشطاط اتاہ
عینہ قال ان قریشا جمعوا جموعا وقد
جمعوا لک الاحابیش وھم مقاتلوک و
صادوک عن البیت ومانعوک فقال
اشیروا ایہا الناس علی أترون ان
امیل الی عیالہم و ذراری ھؤلاء
الذین یریدون ان یصدونا عن

نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا بیشک. میں نے کہا کہ ہم کس وجہ سے اپنے دین میں عیب لگائیں۔ فرمایا کہ اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کو مدد دینے والا ہے۔ بس تو اُن کے رکاب پکڑے رکھ، واللہ وہ حق پر ہیں. میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے. کہا کہ بیشک! تو کیا تم کو یہ خبر دی تھی کہ تم بیت اللہ اسی سال پہنچو گے. میں نے کہا کہ نہیں. فرمایا کہ بیشک تم (آئندہ) پہنچنے والے ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمر نے کہا کہ میں نے اس کی وجہ سے (یعنی اپنی اس جرآت گستاخانہ کی وجہ سے) بہت سے عمل خیر (بطور کفارہ) کیے. اس کو بخاری نے روایت کیا. تیسری یہ کہ صلح اور جنگ کے اختیار کرنے میں گفتگوئیں جاری تھیں اور مشورے ہوئے. آخر کار جو بات قرار پائی وہ حضرت صدیق رض کے مشورے کے مطابق تھی. قصۂ حدیبیہ (بخاری) میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک جاسوس (بسر ابن سفیان) جو قبیلۂ خزاعہ کا تھا بھیجا (کہ قریش کے حالات معلوم کرکے آئے) اور آپ چل پڑے. جب (مقام) غدیر الاشطاط میں پہنچے وہاں آپ کا جاسوس آپ کے پاس آیا. اس نے بتایا کہ قریش کے لوگوں نے تو فوجیں اکٹھا کی ہیں اور یہ فوجیں متفرق قبیلوں میں سے لی ہیں. اور وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ جانے سے آپ کو روکیں گے اور مانع ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو

عہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری اور اپنے سوال و جواب کو حضرت ابوبکر رض پر ظاہر نہ کیا تھا مگر حضرت ابوبکر رض نے بھی انکو وہی جواب دیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے الفاظ بھی نہ بدلے. اس حدیث کے ایراد سے یہی غرض ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

البیتِ فان یأتونا کان اللہ قد قطع
عیناً من المشرکین والا ترکناھم
محرومین قال ابوبکر یارسول اللہ
اے مسلوبین منہوبین ۱۲
خرجتَ عامِداً لھٰذا البیتِ لا ترید
قتلَ احدٍ ولاحربَ احدٍ فتوجّہ
لہٗ فمن صدّنا عنہ قاتلناہ قال امضُوا
علی اسمِ اللہ اخرجہ البخاری۔
ازانجملہ آنست کہ چوں غزوۂ خیبر
واقع شد حضرت صدیقؓ حاضر
آں واقعہ بود و بمقتضائے سیرت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم در
خلفاء کہ بمنزلہ منتظر الامارت معاملہ
میکردند حضرتِ صدیقؓ امیر لشکر شد ہرچند
در آخرِ واقعہ فضیلتِ علی مرتضےٰ غالب تر
آمد عن سلمۃ بن الاکوع قال بعث
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابابکر الیٰ بعض حصون خیبر
فقاتل وجھد ولم یکن فتح
اخرجہ الحاکم و ازانجملہ آنست کہ بر سریۂ
بنی فزارہ حضرت صدیقؓ را امیر ساخت
عن سلمۃ بن الاکوع قال اَمّر رسول اللہ

کیا تم یہ رائے پسند کرو گے کہ میں ان کافروں کے متعلقین اور
ان کے بال بچوں پر جھک پڑوں (یعنی بڑھ کر ان کو قید کر لوں)
جو اس ارادے سے پہنچے ہیں کہ ہم کو بیت اللہ سے روک دیں۔
پھر اگر وہ (اپنے بال بچوں کو بچانے کی غرض سے) ہم سے لڑنے
آئیں گے تو اللہ عــہ مشرکوں کے جاسوسوں کو (یا انکی ایک آنکھ کو) ختم کر دے گا
(یعنی ہمارے ہاتھ سے ان کو ہلاک کر دے گا)۔ ورنہ ہم اُن کو لُٹا
پٹا چھوڑ دیں گے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ یارسول اللہؐ! آپ تو بیت اللہ
کے ارادے سے نکلے ہیں۔ کسی کو قتل اور کسی سے جنگ کے ارادہ سے
نہیں نکلے۔ بس اپنا رُخ بیت اللہ کی طرف رکھیے جو ہم کو اس سے
روکے گا اس سے ہم قتال کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا چلو بسم اللہ۔
روایت کیا اس کو بخاری نے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب
غزوۂ خیبر واقع ہوا تو اس میں حضرت صدیقؓ حاضر تھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلفاءؓ کے ساتھ سیرتِ مبارکہ
کے مطابق کہ آپ بمنزلۂ ولی عہد کے معاملہ کرتے تھے حضرت
صدیقؓ امیر لشکر ہوئے ہرچند کہ آخرِ جنگ میں علی مرتضیٰؓ کی فضیلت
غالب تر ظاہر ہوئی۔ مروی ہے سلمہ بن الاکوعؓ سے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف
بھیجا تو انھوں نے قتال کیا اور کوشش کی اور فتح نہ ہوئی،
روایت کیا اس کو حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سریۂ
بنی فزارہ پر حضرت صدیقؓ کو امیر بنایا۔ مروی ہے سلمہ بن
الاکوعؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو امیر

عــہ یعنی جب باہر والے لوگ اپنے بال بچوں کو بچانے کے لئے آئیں گے تو قریش کے لوگ تو مکہ میں رہ جائیں گے وہ ان کے ساتھ آنے والے نہیں اس صورت میں کافروں کی جماعت کم ہو جائے گی بہ نسبت اسکے کہ ہم مکہ میں جاکر مقابلہ کریں کیونکہ یہ باہر والے اور قریش سب مجتمع ہیں مل کر ہمارا سخت مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ یہ مطلب ہے کہ اگر یہ باہر والے اپنے بال بچوں کو بچانے آئے تو مارے جائیں گے اور ان کے مارے جانے سے قریش کے جاسوسوں میں کمی ہوگی کیونکہ یہی باہر والے ہماری خبریں قریش کو پہنچایا کرتے ہیں گویا ان کے جاسوس ہیں۔ بناءبریں یہ ترجمہ ہوگا "تو جدا کر دیا اللہ تعالیٰ نے جاسوس (جماعت) کو جو مشرکین کی تھی ہم سے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ فغزونا ناسًا من بنی فزارۃ فلما دنونا من الماء امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فعرسنا فلما صلینا الصبح امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فشننا الغارۃ قال فوردنا الماء فقتلنا بہ من قتلنا فانصرف عنق من الناس وفیھم الذراری والنساء قد کادوا یسبقون الی الجبل فطرحنا سھمًا بینھم و بین الجبل فلما رأوا السھم وقفوا فجئت بھم اسوقھم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وفیھم امرأۃ من بنی فزارۃ علیھا قشع من الادم معھا ابنۃ لھا من احسن العرب قال فنفلنی ابوبکر رضی اللہ عنہ ابنتھا قال فقدمت المدینۃ فلقینی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت واللہ یا رسول اللہ ما کشفت لھا ثوبا وھی لک یا رسول اللہ فبعث بھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی مکۃ ففادی بھا اساری من المسلمین کانوا فی ایدی المشرکین اخرجہ الحاکم وازا نجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے ملوک آفاق نامہا نوشتند وجمعے را برائے تبلیغ آں نامہا فرستادند سائلے سوال کرد کہ حضرت صدیق رض و فاروق رض چرا فرستادہ نمی شوند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تعظیم رتبہ ایں دو بزرگ و نسبت

بنایا تو ہم نے بنی فزارہ کے لوگوں سے جہاد کیا تو جب ہم پانی کے (یعنی قبیلہ کے) قریب پہنچ گئے تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو ہم نے آرام کیا۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لی تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا پھر ہم نے ہر جانب سے ان پر لوٹ ڈالی۔ کہا کہ ہم قبیلہ پر جا پہنچے تو وہاں جن لوگوں کو قتل کرنا تھا قتل کیا۔ پھر ان لوگوں کے بعض ممتاز لوگوں کی جماعت اور ان میں اُن کے بال بچے اور عورتیں بھی تھیں لوٹے اور پہاڑ کی طرف پہنچنے کے قریب ہوگئے تو ہم نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیر پھینکے۔ پھر جب انہوں نے تیروں کو دیکھا تو ٹھہر گئے اور میں ان کے پاس پہنچا اور ان کو ہنکاتا ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور اُن میں بنی فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا ایک پوستین اوڑھے ہوئے تھی اسکے ساتھ اُس کی ایک بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکی تھی۔ کہا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کو غنیمت میں سے مجھے دیدیا۔ کہا کہ پھر میں مدینہ آگیا تو مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملے۔ تو میں نے کہا واللہ یا رسول اللہ! میں نے اسکے اوپر سے کپڑا بھی نہیں ہٹایا اور یا رسول اللہ! اب یہ آپ کی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ بھیجدیا اُس سے فدیہ (بدلہ) کرلیا مسلمانوں میں کے اُن قیدیوں کا جو مشرکین کے قبضہ میں تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چہار جانب کے بادشاہوں (کے پاس بھیجنے) کے لئے خطوط تحریر فرمائے اور ایک جماعت کو ان خطوط کے پہنچانے کے لئے روانہ کیا تو ایک سائل نے سوال کیا کہ حضرت صدیق رض اور حضرت فاروق رض کو کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بزرگوں کے مرتبہ کی عظمت اور اُن کے ساتھ اپنے اتحاد کی نسبت کا اظہار فرمایا

www.kitabghar.org

اتحاد ایشاں باخود بیان فرمود و ایں معنی
فضیلتِ ایشاں را دو بالا ساخت عن حذیفۃ
ابن الیمان رضی اللہ عنہما قال سمعتُ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لقد
ھَمَمْتُ ان اَبعثَ الی الاٰفاق رجالًا
یُعَلِّمون النّاس السُّنَنَ والفرائضَ کما
بعثَ عیسی بن مریم الحواریین قیل لہ
فاَینَ انتَ عن ابی بکرٍ وعمرَ قال انہ لاغنیٰ
لی عنہما انّہما من الدّین کالسّمع والبصر
رواہ الحاکم۔ ازاں جملہ آنست کہ حضرت صدیق رض
درمصالح مسلمین شبانگاہ باآنحضرت مشاورت
می کردند وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برحسب
مشورہ ایشاں عمل میفرمود قال ابن عباس
فی قولہ تعالیٰ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ یعنی ابابکر
وعمر وعن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یسمر (یتکلم) عند ابی بکر اللیلۃ
فی الامر من امور المسلمین وانا معہ رواہ
احمد وعن عبدالرحمٰن بن غُنم ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما
فی مشورۃٍ ماخالفتکما اخرجہ احمد۔
وازاں جملہ آنست کہ چوں ازواج طاہرات
غیرت کردند وسورۃ تحریم نازل شد حضرت
صدیق رض وفاروق رض مشارالیہ بکلمہ وصالح
المومنین گشتند عن ابی اُمامۃ قال فی قولہ
تعالیٰ فَاِنَّ اللہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ

اور اس ارشاد نے ان کی فضیلت کو دوچند کردیا۔ مروی ہے حذیفہ رض ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مَیں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے عزم کرلیا ہے کہ چاروں طرف ایسے لوگوں کو بھیجوں جو لوگوں کو امور شرعیہ اور فرائض کی تعلیم دیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم ؑ نے حواریین کو بھیجا تھا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے آپ ابوبکر رض وعمر رض سے ایسے کام نہیں لیتے۔ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے میں مُستغنی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں دین کے حق میں ایسے ہیں جیسے سمع اور بصر (انسان کے لئے) اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض مسلمانوں کی مصلحتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاورت کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مشوروں کے مطابق عمل فرمایا کرتے تھے۔ ابن عباس رض نے ذکر کیا حق تعالیٰ کے قول وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ کے بارے میں (کہ ان سے کاموں میں مشورہ کیا کرو) "یعنی ابوبکر رض وعمر رض سے" اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو گفتگو فرمایا کرتے تھے ابوبکر رض کے نزدیک (لیٹ کر) امورِ مسلمین میں سے کسی امر کے متعلق اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور عبدالرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض وعمر رض سے فرمایا جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہوجاتے ہو تو میں تمہارے خلاف نہیں کرتا، اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ: جب ازواج طاہرات رض نے غیرت کی اور سورۃ تحریم نازل ہوئی تو حضرت صدیق رض وفاروق رض کلمہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے مشارالیہ بنے۔ مروی ہے ابو امامہ رض سے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فَاِنَّ اللہَ ھُوَ مَوْلٰہُ الخ (۶۶:۴) اور اگر (اسی طرح)

www.kitabghar.org

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ابوبکر و عمر اخرجه
الحاکم و شاهدہٗ حدیث نعمان بن بشیر
استأذن ابوبکر علی النبی صلی الله
علیه وسلم وسمع صوت عائشة عالیاً
فلما دخل تناولها لیلطمها وقال لا اراك
ترفعین صوتك علی رسول الله صلی الله
علیه وسلم اخرجه ابوداؤد از انجمله آنست
که حضرت صدیق رض غایت سعی درکتمان اسرار
آنحضرت صلی الله علیه وسلم می فرمود در قصه
عرض حفصه رض بر عثمان رض و حضرت صدیق اکبر رض
مذکوراست قال ابوبکر لم یمنعنی ان ارجع
الیك الا انی کنت علمت ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم ذکرها ولو اکن لافشی
سرّ رسول الله صلی الله علیه وسلم
رواه البخاری و از انجمله آنست که حضرت صدیق
در هر خیر سبقت میکرد در قصه بشارت
عبدالله بن مسعود رض حضرت فاروق رض گفته
است ان فعلت انك لسابق بالخیر
و فی قصص کثیر نحو من ذلك
تا آنکه سبّاق الی الخیر لقب او شد درمیان
صحابه رض و از انجمله آنست که چون روز جمعه
کاروان شام در رسید مردمان از مسجد
متفرق شده درپے کاروان رفتند
حضرت صدیق رض از ثابتان آں جمع
بود عن جابر قال بینما النبی صلی الله

پیغمبر ؐ کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں) تو (یاد رکھو کہ)
پیغمبر ؐ کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ؑ ہے اور نیک مسلمان ہیں الخ. یعنی
ابوبکر رض و عمر رض. اس کو روایت کیا حاکم نے اور اس کی شاہد نعمان بن بشیر
کی حدیث ہے کہ ابوبکر رض نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کی
اجازت چاہی اور انھوں نے عائشہ رض کی آواز کو سن لیا جو اونچی ہو رہی
تھی، جب گھر میں داخل ہوئے تو ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ ان کے
طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ میں آئندہ نہ دیکھوں کہ تو اپنی آواز کو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرے. اس کو
روایت کیا ابوداؤد نے. اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت
صدیق رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسرار کے چھپانے میں انتہائی
کوشش فرماتے تھے. حضرت حفصہ رض کے لئے (حضرت عمر رض) کا حضرت
عثمان رض کو اور پھر صدیق اکبر رض کو پیغام دینے کے قصہ میں مذکور ہے
کہ ابوبکر رض نے (حضرت عمر رض سے جواب نہ دینے کی معذرت کرتے ہوئے)
کہا کہ مجھے کسی بات نے آپ کی طرف رجوع ہونے (یعنی آپ کی بات
کا جواب دینے) سے نہیں روکا بجز اس کے کہ میں جانتا تھا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رض کا ذکر کیا اور میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کرنے والا نہ تھا. اس کو بخاری
نے روایت کیا. اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض ہر
خیر میں سبقت کرتے تھے. عبداللہ بن مسعود رض کی بشارت کے قصہ
میں حضرت فاروق رض نے فرمایا اگر تونے یہ کیا تو بیشک، تو ہی (ہم سب سے
زیادہ) خیر پر سبقت کرنے والا ہے اور بہت سے قصوں میں اس قسم
کی مثالیں ملتی ہیں. یہاں تک کہ صحابہ رض کے درمیان ان کا لقب
سبّاق الی الخیر (نیک کام کی طرف بڑھنے والا) مشہور ہوگیا.
اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب جمعہ کے روز شام سے (تجارتی)
قافلہ آپہنچا تو لوگ مسجد سے نکل کر قافلہ کے پیچھے چلے گئے

www.kitabghar.org

علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ قائما اذا قدمت عیر المدینۃ فابتدرھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لم یبق منھم الا اثنا عشر رجلا فیھم ابو بکر و عمر اخرجہ الترمذی واز آں جملہ آنست کہ چوں غزوۂ فتح مہیا شد حضرت صدیق رضہ را دراں واقعہ فضائل نمایاں حاصل گردید بچند وجہ یکے آنکہ پیش از واقعہ ابوسفیان پیش صدیق اکبر رضہ آمد طلب اعادہ صلح نمود و ایں نبود مگر از جہت وجاہت عظمی کہ حضرت صدیق رضہ را درمیان مسلمین حاصل بود وازوے حساب می گرفتند قال محمد بن اسحق ثم خرج ابوسفیان حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمہ فلم یرد علیہ شیئا ثم ذھب الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فکلمہ ان یکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما انا بفاعل ثم اتی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فکلمہ فقال ءانا اشفع لکم عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواللہ لو لم اجد الا الذر لجاھدتکم بہ دیگر آنکہ چوں بمکہ داخل شدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب حضرت صدیق رضہ متوجہ شدہ فرمودند کیف قال حسان عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لما دخل

حضرت صدیق رضہ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ مروی ہے جابر رضہ سے کہا اس دوران میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہوتے خطبہ فرما رہے تھے کہ مدینہ کا قافلہ آپہنچا تو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر اس کی طرف جھپٹ گئے یہاں تک کہ کوئی اُن میں سے باقی نہ رہا بجز بارہ آدمیوں کے جن میں ابو بکر رضہ اور عمر رضہ بھی تھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوہ فتح مکہ کی تیاری ہوئی تو حضرت صدیق رضہ کو اس واقعہ میں نمایاں فضیلت حاصل ہوئی چند وجوہ سے ایک یہ کہ واقعہ فتح سے پہلے ابوسفیان صدیق اکبر رضہ کے پاس آیا اور آپ سے (سابقہ) صلح کے اعادہ کرنے کی درخواست کی اور آپ سے ایسا کہنا صرف اسی بنا پر تھا کہ حضرت صدیق رضہ کو مسلمانوں میں بڑی وجاہت حاصل تھی اور آپ کی شخصیت کا اثر قبول کرتے تھے۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ پھر نکلا ابوسفیان یہاں تک کہ (مدینہ پہنچکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے گفتگو کی مگر آپ نے اُسکی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو اُن سے یہ گفتگو کی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (اس بارے میں) کلام کریں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اُن سے کلام کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمہاری سفارش مَیں کروں؛ خدا کی قسم اگر میں (اپنے اندر) طاقت نہ پاؤں مگر ایک چیونٹی کے برابر تو مَیں تم سے اس سے بھی جہاد کروں گا۔ دوسری یہ کہ جب مکہ میں داخل ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حسان رضہ نے کس طرح کہا تھا؛ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتح کے سال میں (مکہ میں) داخل ہوتے تو آپ نے

www.kitabghar.org

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عام الفتح رای النساء یلطمن وجوہ الخیل بالخمر فتبسم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقال یا ابا بکر کیف قال حسان بن ثابت فانشدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ؎
عدمت بنیتی ان لم تروھا ٭ تثیر النقع من کنفی کداء ٭ ینازعن الاسنۃ مسرعات ٭ یلطمھن بالخمر النساء ٭ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادخلوا من حیث قال حسان اخرجہ الحاکم۔
و دیگر آنکہ پدر صدیق اکبرؓ آں روز بشرف اسلام تشریف یافت و فضیلت آنکہ چہار پشت آنحضرتؐ را دیدہ باشد و مسلمان شدہ غیر صدیقؓ را میسر نہ شد قال محمد بن اسحٰق فلما دخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکۃ دخل المسجد فاتی ابوبکر رضی اللہ عنہ بابیہ یقودہ فلما راہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ھلا ترکت الشیخ فی بیتہ حتے اکون انا اتیہ فیہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ یارسول اللہ ھو احق بمشیہ الیک من ان تمشی انت الیہ فاجلسہ بین یدیہ ثم مسح صدرہ ثم قال اسلم فاسلم الحدیث وقال علی بن ابی طالب ھذہ الآیۃ فی ابی بکر یعنے قولہ تعالیٰ حتے اذا بلغ اشدہ و

عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اوڑھنیاں گھوڑوں کے منہ پر مار رہی ہیں (یعنی مالش کر رہی تھیں) تو آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیسے کہا تھا حسان بن ثابت نے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اُن کے یہ اشعار سنائے ؎
عدمت بنیتی ان لم تروھا ٭ الخ۔ میں اپنی پیاری بیٹی سے محروم ہو جاؤں اگر تم اُن کو (یعنی گھوڑوں کو) اس حالت میں نہ دیکھ لوں کہ وہ کداؔ کی دونوں جانب سے غبار اُٹھا رہے ہوں گے۔ جھگڑتی ہوتی ہوں گی عورتیں جلدی کرتی ہوئی چھینے والی لونڈیوں سے۔ اُن گھوڑوں کے منہ پر اپنی اوڑھنیاں مارتی ہوں گی۔" تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جدھر سے حسانؓ نے کہا اُدھر سے ہی داخل ہو جاؤ۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور تیسری یہ کہ صدیق اکبرؓ کے والد اُس روز اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضیلت کہ چار پشت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور سب مسلمان بھی ہوں حضرت صدیقؓ کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوئی۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو مسجد میں پہنچے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کو رہنمائی کرتے ہوئے لائے جب اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے ان شیخ کو گھر میں ہی کیوں نہ چھوڑا۔ میں خود ان کے پاس پہنچ جاتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! بہ نسبت اس کے کہ آپؐ چل کر ان کے پاس پہنچیں ان کے لئے چل کر آپؐ کے پاس آنا زیادہ بہتر تھا۔ تو آپؐ نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر اُن کے سینہ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا اسلام لاؤ۔ تو وہ اسلام لے آئے، آخر حدیث تک۔

؎ کداؔ کاف کے زبر کے ساتھ ایک بلند چوٹی کا نام ہے جو مقابر معلّےٰ سے متصل ہے اور کُدا ضمہ و کسر کے ساتھ باب عمرہ کی جانب ایک پست چوٹی کا نام ہے۔ کدا کے نیچے سے شہر میں داخل ہونے کا ایک راستہ تھا۔ اشعار کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ وہ وقت آکر رہے گا کہ لشکر اہلِ اسلام اس طرح مکہ فتح کرے گا کہ اسکے سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے کدا کے دونوں جانب سے داخل ہو رہے ہوں گے اور آزاد عورتیں تمہارے گھوڑے کے چہروں کو اپنی اوڑھنیوں سے صاف کرتی ہوں گی یا ان کی مالش کرتی ہوئی ہوں گی ۱۲

www.kitabghar.org

بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اسلم ابواہ جميعًا فلو يجتمع لاحد من الصحابة المهاجرين ابواہ غيرہ اوصاہ الله بهما ولزم ذالك من بعدہ اخرجه الواحدي وعن موسى ابن عقبة لم يُدرك اربعة من النسل النبي صلى الله عليه وسلم الا هؤلاء ابو قحافة و ابوبكر وابنه عبد الرحمن وابو عتيق ابن عبد الرحمن بن ابي بكر اخرجه الواحدي

وازا بجملہ آنست کہ در قصہ حنین و قضیہ ابی قتادہ مشورت ابوبکر بشرف تصویب رسید۔ عن ابی قتادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقام بينةً على قتيل قتله فله سَلَبُه فقمتُ لِاَلْتَمِسَ بَيِّنَةً على قتيلى فلم ار احدًا يشهد لى فجلست ثم بدا لى فذكرت امرہ لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رجلٌ من جلسائه سلاحُ هذا القتيل الذى يذكرہ عندى فارضه منى فقال ابوبكر كلا لا تعطيه اُصيبغ من قريش وتدع اسدًا من اُسد الله يقاتل عن الله ورسوله قال فقام

اور علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ آیت ابوبکرؓ کے بارے میں ہے۔ یعنی ارشادِ باری تعالیٰ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ الخ (۴۶ : ۱۵) یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کی عمر تک پہنچ گیا" الخ ان کے ماں اور باپ دونوں اسلام لائے اور صحابہ مہاجرین میں سے کسی کے ماں اور باپ بجز اُن کے (اسلام پر) مجتمع نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں (والدین) کے ساتھ (بہتر سلوک کی) ان کو وصیت کی اور اُن کے بعد والوں پر بھی اس کو لازم کر دیا۔ اس کو واحدی نے روایت کیا۔ اور موسےٰ ابن عقبہؓ سے روایت ہے کہ (ایک نسل کے) چار آدمیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا بجز ان لوگوں کے ابو قحافہؓ اور ابو بکرؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمنؓ اور ابو عتیق بن عبدالرحمن ابن ابی بکر، روایت کیا اس کو واحدی نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے واقعۂ حنین میں ابو قتادہ کے تصفیہ میں ابو بکرؓ ہی کا مشورہ مشرف بہ صواب ہوا۔ مروی ہے ابو قتادہؓ سے کہا کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی مقتول کے بارے میں گواہی پیش کرے گا کہ اس نے اس کو قتل کیا تو مقتول کا سامان اُس کو دیا جائے گا۔ تو میں اُٹھا تاکہ اپنے مقتول پر کوئی گواہ تلاش کروں مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو میری گواہی دیتا تو میں بیٹھ گیا۔ پھر مجھے خیال آیا اور قتیل کے واقعہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کر دیا کہ اس کے ساتھ بڑا سخت مقابلہ ہوا تھا) تو آپؐ کے پاس بیٹھے ہوتے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس مقتول کے ہتھیار جس کا یہ ذکر کر رہا ہے میرے پاس ہیں تو آپ اسکو رضامند کر دیجئے میری جانب سے (کہ وہ میرے حق میں دستبردار ہو جائے) تو ابو بکرؓ نے کہا ہرگز نہیں (یارسول اللہؐ) آپ اس کو نہ دیجئے۔ قریش میں کی ایک کمزور چڑیا (لیجائے) اور آپ اللہ کے

www.kitabghar.org

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاداہ
الیّ فاشتریت منہ خرافاً (بستانا) فکان اوّل مالٍ
تاثّلتہٗ (جمعتہ) اخرجہ البخاری واز انجملہ آنست کہ
در غزوۂ طائف فضائل جلیلہ نصیب حضرت
صدیق رض آمد بجہاتِ متعددہ یکے آنکہ پسر
حضرت صدیق رض بزخم تیر مجروح شد و
آخر حال بہماں جراحت شہادت یافت فی
الاستیعاب عبداللہ بن ابی بکر شہد
الطائف مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فرمی بسہم فدمل جرحہ فانتقض علیہ
فمات منہ فی خلافۃ ابیہ دیگر آنکہ بازگشتن
از محاصرۂ حصن طائف بغیر فتح باشارۂ وے
وتعبیر وے بود رضی اللہ عنہ قال محمد بن اسحٰق
وقد بلغنی ان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قال لابی بکر الصدیق رضی
اللہ عنہ وھو محاصر ثقیفاً یا ابابکر انی
رأیت انی اُھدیت الیّ قعبۃٌ مملوّۃٌ زبداً
فنقرھا دیک فھراق (بہ گیا) ما فیھا فقال ابوبکر
ما اظنّ ان تدرک منھم یومک ھذا
ما ترید فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وانا لا اری ذلک واز انجملہ آنست کہ
چوں غزوۂ تبوک واقع شد حضرت
صدیق رض را دراں مشہد فضائل بسیار
نمایاں گشت۔ یکے آنکہ درانفاق گوئے
سعادت از ہمہ در ربود عن اسلم

شیروں میں سے اس شیر کو چھوڑدیں (یعنی محروم کردیں) جو اللہ اور اسکے
رسولؐ کی طرف سے قتال کرے۔ ابو قتادہؓ نے کہا تو اُٹھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ آپ نے مجھے دلوائے۔ تو میں نے اس سے
ایک باغ خریدا۔ تو یہ پہلا مال تھا کہ جو میں نے جمع کیا۔ اور ان میں
سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ طائف میں حضرت صدیقؓ کے حصہ میں
بہت سی شاندار فضیلتیں آئیں متعدد جہات سے ایک یہ کہ حضرت
صدیقؓ کا بیٹا ایک تیر کے لگنے سے مجروح ہوا بالآخر اسی زخم
سے اُس نے شہادت پائی۔ استیعاب میں ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں موجود تھے
ان کے ایک تیر مارا گیا تھا۔ اس زخم میں فساد پیدا ہوگیا اس کے
بعد پھٹ گیا، اُسی سے انتقال کر گئے۔ اپنے باپ کی خلافت کے
زمانہ میں۔ دوسری یہ کہ آپؐ کا طائف کے قلعہ سے محاصرہ اُٹھا کر
بغیر فتح کئے ہوئے واپس ہوجانا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے اشارے اور ان کی تعبیر سے ہوا تھا۔ محمد بن اسحٰق رح نے
کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ ثقیف کا محاصرہ کئے
ہوئے تھے کہ اے ابوبکرؓ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس بطور ہدیہ ایک
رکابی بھیجی گئی جو مکھن سے بھری ہوئی تھی۔ ایک مرغ نے اُس
میں چونچ ماری تو جو اس میں تھا وہ بہہ گیا۔ تو ابوبکرؓ نے یہ کہا کہ
میں یہ گمان نہیں کرتا کہ جو کچھ آپؐ ارادہ کر رہے ہیں اس جنگ
میں اُن سے حاصل کرلیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اور میں بھی درحقیقت یہی سمجھ رہا ہوں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
کہ جب غزوۂ تبوک واقع ہوا اُس موقع پر حضرت صدیقؓ کے
بہت سے فضائل نمایاں ہوئے۔ ایک یہ کہ مال خرچ کرنے میں
آپ نے سب سے بڑھ چڑھ کر سعادت حاصل کی۔ اسلم سے مروی ہے

www.kitabghar.org

قال سمعت عمر بن الخطاب يقول امرنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتصدق
ووافق ذلك عندي مالاً فقلت اليوم
اسبق ابابكر ان سبقته يوماً فقال فجئت
بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ما ابقيت لاهلك قلت مثله و
اتى ابوبكر بكل ما عنده فقال يا ابابكر ما ابقيت
لاهلك فقال ابقيت لهم الله ورسوله
قلت لا اسبقه الى شئ ابدًا اخرجه الترمذي

دیگر آنکہ عرضۂ ایں لشکر بصدیق اکبر رض
حوالہ شد و امامتِ لشکر بوے رضی اللہ
عنہ تسلیم یافت۔ دیگر آنکہ در اثناء راہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با چند کس تعریس
فرمود واز لشکر دور افتاد دراں حالت بر زبان
مبارک آنحضرت گذشت کہ اگر لشکر فرمانبرداری
صدیق رض و فاروق رض کنند راہ یاب
شوند اخرجہ مسلم وقصۂ آں طولے دارد۔

وازانجملہ آنست کہ در سالِ نہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رض را
امیر حج فرمود و او اول کسے است کہ در
اسلام امیر الحج شد و اینجا غلطیِ عظیم
افتادہ است جمعی می دانند کہ فرستادنِ
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ عزلِ ابوبکر
صدیق رض بود تحقیق آنست کہ امیر حج ابوبکر صدیق رض
بود وابلاغِ براءۃ تحویل علی مرتضیٰ رض عن

کہا کہ میں نے سنا عمر بن الخطاب رض سے فرماتے تھے کہ ہم کو حکم دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم صدقہ دیں (یعنی چندہ لے کر آئیں) اور یہ بات میرے لئے (موجودہ احوال کے) موافق پڑی کہ میرے پاس مال موجود تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر کسی دن میں ابوبکر رض سے (نیک کام میں) سبقت لیجا سکا تو آج سبقت لیجاؤں گا عمر رض نے فرمایا کہ پھر میں جو کچھ میرے پاس تھا اس کا نصف لے آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے اہل کے لئے کتنا باقی چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ اسی کے برابر۔ اور ابوبکر رض لے کر آئے جو کچھ اُن کے پاس تھا سب کا سب۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے اہل کے لئے کیا باقی چھوڑا؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے ان کے لئے اللہ کو اور اُس کے رسول کو باقی چھوڑا تو میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں ان سے کبھی کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکتا، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ دوسری یہ کہ اس لشکر کی تنظیم صدیق اکبر رض کے حوالہ ہوئی اور اس لشکر کی امامت بھی آپ ہی کے سپرد ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری یہ کہ اثناء راہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کے ساتھ آخر شب میں اُتر کر آرام فرمایا اور آپ لشکر سے دور رہ گئے۔ اُس حالت میں آپ کی زبان مبارک پر یہ بات آئی کہ اگر لشکر کے لوگ صدیق رض و فاروق رض کی فرمانبرداری کریں تو راہ پالیں گے، اس کو مسلم نے روایت کیا اور یہ قصہ طول رکھتا ہے۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نویں سال ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رض کو امیر حج بنایا اور وہ پہلے شخص ہیں جو کہ اسلام میں امیر الحج ہوئے۔ اور یہاں ایک بڑا مغالطہ واقع ہوا ہے۔ ایک جماعت یہ سمجھتی ہے کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو (آپ کے بعد) بھیجنا، ابوبکر صدیق رض کو معزول کرنا تھا۔ تحقیق یہ ہے کہ امیر حج ابوبکر صدیق رض تھے اور سورۃ براءۃ کو پہنچانا

www.kitabghar.org

محمد بن علی انہ لما انزلت براءۃ علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد کان بعث ابابکر الصدیق رضی الله عنه لیقیم للناس الحج قیل لہ یا رسول الله لو بعثت بها الی ابی بکر فقال یؤدی عنی رجل من اهل بیتی ثم دعا علی بن ابی طالب رضی الله عنه فقال اخرج بهذه القصة من صدر براءة واذن فی الناس یوم النحر اذا اجتمعوا بمنی انه لا یدخل الجنة کافر ولا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان ومن کان لہ عند رسول الله صلی الله علیه وسلم عهد فهو لہ الی مدته فخرج علی بن ابی طالب رضی الله عنه علی ناقة رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی ادرک ابابکر رضی الله عنه فلما راٰه ابوبکر قال امیر او مأمور قال بل مأمور ثم مضیا فاقام ابوبکر رضی الله عنه للناس الحج والعرب اذ ذاک فی تلک الساعة علی منازلهم من الحج التی کانوا علیها فی الجاهلیة حتی اذا کان یوم النحر قام علی بن ابی طالب رضی الله عنه فاذن فی الناس بالذی امرہ به رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ایها الناس انہ لا یدخل الجنة کافر ولا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت

(تمام شرکا رحج تک) علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سپردگی میں تھا۔ مروی ہے محمد بن علی سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سورۃ برارت نازل ہوئی اور آپؐ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیج چکے تھے تاکہ آپ لوگوں کو حج پر قائم کریں (احکام شریعت کے مطابق) تو آپؐ سے کہا گیا کہ یارسول اللہؐ! اگر آپؐ اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجدیں تو مناسب ہوگا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو تو میری جانب سے میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو پہنچانا چاہیئے۔ پھر آپؐ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اس قصّہ کو آغاز سورۃ برارت سے لیکر چلے جاؤ اور یوم النحر میں جب کہ لوگ منیٰ میں جمع ہوں اعلان کردو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہوکر بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد ہو تو وہ اس کا حقدار ہوگا عہد کی مدّت تک۔ تو نکلے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ (عضباء) پر یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ جب ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا کہ امیر بن کر آئے ہو یا ماتحت بن کر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ماتحت بن کر۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو حج کرانے پر قائم رہے اور عرب جب یہ حکم بھیجا گیا اس ساعت میں اپنی اُن ہی منازلِ حج پر تھے جن پر جاہلیت میں عمل پیرا ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم النحر آگیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے لوگوں میں جس چیز کا ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اعلان کیا۔ یعنی کہا کہ اے لوگو! بالیقین جنّت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہوکر بیت اللہ کا طواف کرے۔ اور جس (قبیلہ) کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی خاص

www.kitabghar.org

عُرْیَانٌ ومن کان لہ عند رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم عہدٌ الیٰ مدۃٍ فھولہ الیٰ مدتہ
فلم یحج بعد ذٰلک العام مشرکٌ ولم یطف
بالبیت عریان ثم قدما علیٰ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم وکان ھٰذا من برآءۃ فیمن
کان من اھل الشرک ومن اھل العھد
العام واھل المدۃ الی الاجل المسمّی رواہ
ابن اسحٰق وعن ابن عباس انّ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر رضی
اللہ عنہ وامرہ ان ینادی بھٰؤلاء الکلمات
فاتبعہ علیًا فبینا ابوبکر ببعض الطریق
اذ سمع رُغاءَ ناقۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فخرج ابوبکر فزعًا فظن انہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا علیٌ فدفع
الیہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قد امّرہ علی الموسم وامر علیًا ان ینادی
بھٰؤلاء الکلمات فقام علیٌ فی ایام التشریق
فنادی انّ اللہ بریٓءٌ من المشرکین ورسولہ
فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھرٍ
ولا یحجنّ بعد العام مشرکٌ ولا یطوفنّ
بالبیت عریان ولا یدخل الجنۃ
الا مؤمنٌ فکان ینادی علیٌ بھا فاذا صحل
قام ابوبکر فنادی اخرجہ الحاکم و قطع
این شبہ بداں وجہ می شود کہ خطب حج را تفحص
باید نمود کہ کرا خواند نسائی بعض خطب

مدت تک کے لئے عہد ہے تو اس مدت تک کیلئے اُن کو اجازت ہے
پھر اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا ننگا
ہو کر طواف کرے۔ پھر دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس آگئے۔ اور یہ سب سورۃ برآت سے اخذ کیا تھا جو ان لوگوں
کے بارے میں تھا جو اہلِ شرک ہیں اور جو ایسے ہیں کہ اُن سے عام
عہد تھا اور ایسے لوگوں کے بارے میں بھی جن سے ایک مدتِ معینہ
تک کے لئے عہد تھا، اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ اور ابنِ
عباس رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی
اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات کے ساتھ اعلان
کردیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے علی رض کو بھیجا۔ تو ابوبکر رض ابھی راستہ ہی
میں تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے
بلبلانے کی آواز سُنی تو ابوبکر رض گھبرا کر نکلے اور انھوں نے گمان کیا
کہ وہ (آنے والا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں مگر وہ علی رض نکلے
اور انھوں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خط دیا جس میں
ان کو امیر قرار دیا تھا موسم کے امور (یعنی حج) پر اور علی رض کو مامور
فرمایا تھا ان کلمات کے ساتھ اعلان کرنے پر۔ تو علی رض ایامِ تشریق میں
کھڑے ہوتے اور انھوں نے ندا کی کہ اللہ اور اس کا رسول
دونوں دستبردار ہوتے ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے
سو تم اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو۔ اس سال کے بعد کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت کا طواف کرے۔
اور جنت میں داخل ہوگا مگر صرف مومن۔ تو علی رض بلند آواز
سے اعلان کرتے رہے۔ جب اُن کی آواز بیٹھ گئی تو ابوبکر رض کھڑے
ہوتے اور وہ ندا کرتے رہے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔
اور اس شبہ کا دفعیہ اس صورت سے بھی ہو جاتا ہے کہ
حج کے خطبوں کی جانچ کی جائے کہ کس نے پڑھے۔ نسائی نے

www.kitabghar.org

حضرت صدیق رضؓ را در موسم حج ذکر کردہ است
از انجملہ آنست کہ در حجۃ الوداع ہمراہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بود و اثقالِ آنحضرتؐ را
برزاملۂ خود بار نمود عن اسماء بنت ابی بکر
قالت خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم حجاجًا وانّ زمالۃ رسولِ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وزمالۃ ابی بکر
واحدۃٌ فنزلنا العرج وکانت زمالتنا (زادنا)
مع غلام ابی بکر قالت فجلس رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجلست عائشۃ
الی جنبہ وجلس ابوبکر الی جنب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من الشق الآخر وجلست الی جنب
ابی ننتظر غلامہ وزمالتہ متی یاتینا
فاطلع الغلام یمشی الحدیث اخرجہ
الحاکم وغیرہ وازانجملہ آنست کہ چوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند در بارۂ
صدیقِ اکبرؓ عنایتہا تیکہ زیادہ براں متصور نباشد
بعمل آوردند و بامامتِ نماز تشریف دادند
تا آنکہ حاضران بہ یقین فہمیدند کہ وے خلیفۂ
آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قال ابو عمر فی الاستیعاب
واستخلفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علے
اُمتہ بعدہ بما اظہرہ من الدلائل البینۃ
علے محبتہ فی ذلک وبالتعریض الذے

حضرت صدیق رضؓ کے بعض ایسے خطبوں کا ذکر کیا ہے جو آپ نے
حج کے موسم میں دیتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حجۃ الوداع
میں آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامان کو آپ نے اپنے باربردار پر لدوایا۔
مروی ہے اسماء بنتِ ابی بکرؓ سے۔ بیان کیا کہ ہم سب حج کرنے کے
لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کا باربردار اور ابوبکرؓ کا باربردار ایک ہی تھا، ہم نے
عرج میں (جو مکہ کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے) پڑاؤ کیا اور ہمارا
زادِراہ ابوبکرؓ کے غلام کے ساتھ تھا۔ اسماءؓ نے کہا پھر بیٹھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عائشہؓ آپؐ کے برابر بیٹھیں
اور ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر دوسری کروٹ
کیجانب بیٹھے اور میں اپنے باپ کے برابر بیٹھی۔ ہم انتظار کرتے رہے
ابوبکرؓ کے غلام اور زادِراہ کے آنے کا کہ وہ کب ہمارے پاس
پہنچتا ہے تو غلام پیدل آتا ہوا دکھائی دیا۔ آخر حدیث تک اس کو
حاکم وغیرہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو صدیقِ اکبرؓ کے بارے
میں آپؐ نے اتنی عنایات فرمائیں کہ اُن سے زیادہ کا تصور
بھی نہیں ہوتا اور امامتِ نماز سے مشرف فرمایا یہاں تک
کہ حاضرین یقین کے ساتھ سمجھ گئے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔
ابو عمر نے استیعاب میں کہا اور اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اپنی اُمت پر اپنے بعد خلیفہ بنایا اُن دلائلِ صریحہ
کے ساتھ جو آپؐ نے اس بارے میں ان سے اپنی محبت کے اظہار
کے ساتھ قائم فرمائیں اور ایسی تعریض کے ساتھ بھی
جو تصریح کے قائم مقام ہوجاتے اور بہت بڑی فضیلت

www.kitabghar.org

یقوم مقام التصریح و مآثرۂ عظیمہ کہ حضرت صدیق رض را بعد وفات ظاہر شد دفنِ اوست ہمراہِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ قرین ساختن ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم با ذکر خدائے عزّ و جلّ مآثرۂ عظیمہ است ذکر ذٰلک ابن عباس فی تفسیر قولہ تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دفن با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مآثرہ الیست کہ صدیق رض و فاروق رض بآن از میانِ اصحاب ممتاز گشتند این است شرح اعانت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم در تحملِ اعباء نبوت در اینجا دو نکتہ باید فہمید یکے آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد بعثت قریب بدو قرن در دنیا بودہ اند سیزدہ سال در مکہ و دہ سال در مدینہ سیزدہ سال کہ در مکہ بودند با کفار خصومت میفرمودند و اعلانِ اسلام و تحمل ایذا کفار می نمودند و دہ سال کہ در مدینہ اقامت فرمود تعلیم علم و اعلاء کلمہ اسلام بصلح تارۃً و بحرب اُخری مینمود چنانکہ ہر کہ با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحبت داشتہ و بسعادتِ مجالست و مکالمہ او فائز گشتہ افضل است از کسی کہ صحبت نداشتہ است ہمان دستور کسے کہ در قرنِ اول اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ است و آں واقعات را دیدہ دوراں واقعات ہمراہ آنحضرت بودہ و اثر پذیر آں برکات گشتہ افضل است از ہر کہ آں اعانتہا ازوے صادر نہ گردید و آں صحبتہا ندید لہٰذا در قرآن و سنّت

حضرت صدیق رض کی جو بعد وفات ظاہر ہوتی وہ اُن کا دفن ہونا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو ملا ہوا رکھنا خدائے عزّ و جلّ کے ذکر کے ساتھ عظیم الشان بزرگی ہے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے) اس کا ذکر کیا ابنِ عباس رض نے قول باری تعالیٰ ورفعنا لک ذکرک کی تفسیر میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن ہونا اس قدر باعظمت بزرگی ہے جس سے کہ صدیق رض و فاروق رض تمام اصحاب میں ممتاز ہیں یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اُس اعانت کی شرح ہے جو تحملِ بارِ نبوت کے سلسلہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے رہے ہیں۔ یہاں دو نکتے سمجھنے چاہئیں۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد دو قرن کے قریب دنیا میں رہے ہیں۔ تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔ مکہ میں جو تیرہ سال گزرے اُن میں کفار سے آپ جھگڑتے رہے اور اسلام کا اعلان اور کفار کی ایذاؤں کا آپ تحمل کرتے رہے۔ اور دس سال تک جو آپ نے مدینہ میں اقامت فرمائی تعلیمِ علم میں گزرے اور ان میں سے آپ کلمۂ اسلام کا اعلاء کبھی صلح کے ساتھ اور کبھی جنگ کے ساتھ کرتے رہے جس طرح وہ شخص کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت رکھی اور آپ کے ساتھ ہم نشینی اور ہم کلامی سے مشرف ہوا افضل ہے اُس شخص سے جس کو آپ کی صحبت میسر نہیں ہوتی۔ اسی طرح جس شخص نے کہ قرنِ اول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی ہے اور اُن واقعات کو دیکھا اور اُن واقعات میں آپ کے ساتھ رہا اور اُن برکات سے اثر قبول کرتا رہا وہ افضل ہے ہر اُس شخص سے جس سے کہ وہ اعانتیں صادر نہ ہوئی ہوں اور اس نے وہ صحبتیں نہ دیکھی ہوں۔ اسی وجہ سے قرآن اور حدیث میں ہر جگہ مہاجرینِ اولین کی شان میں تعظیم و تکریم وارد

www.kitabghar.org

ہر جا تنویہ بشانِ مہاجرینِ اوّلین وارد شدہ است
قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ
قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً
مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ا
الآیۃ و لہٰذا مہاجرین اوّلین مستحق خلافت شدند
دُون غیرہم و صدّیقِ اکبرؓ دریں امر منفرد است
و تفضیلِ او برہمہ ثابت آبو درداءؓ در قصہ مغاضبہ
حضرت صدیقؓ و فاروقؓ روایت می کند قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھل انتم تارکون
لی صاحبی انی قلتُ یاایّھا النّاس انی رسولُ
اللہ الیکم جمیعًا فقلتم کذبتَ وقال ابو بکر
صدقتَ اخرج البخاری نکتہ دیگر آنکہ شاہدِ عدل
ایں اعانت ہا و خدمت ہا کلام شریف آنحضرت
است صلی اللہ علیہ وسلم کہ در آخر ہا فرمودو
بروایتِ مستفیضہ از طریق ابو ہریرۃؓ و ابو
سعیدؓ و ابنِ عباسؓ و ابنِ مسعودؓ و جندبؓ
وغیر ایشاں ثابت شدہ مالِاَحدٍ عندنا یدٌ اِلّا
قد کافیناہ ما خلا ابابکر فانّ لہٗ عندنا یدًا
یکافیہ اللہ بہ یوم القیٰمۃ وما نفعنی مالُ احدٍ
قطّ ما نفعنی مالُ ابی بکر ولو کنتُ متخذًا خلیلًا
من النّاس لاتخذتُ ابابکر خلیلًا
الا انّ صاحبکم خلیل اللہ و فی لفظ آخر
انّ من امن النّاس علیّ فی صحبتہ و مالہ
ابابکر و جندب گفتہ است من ایں خطبہ را
پیش از وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ہوئی ہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ الخ (۵۷: ۱۰) جو لوگ تم میں سے
فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ لوگ مرتبہ
میں برابر نہیں ہیں وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنھوں نے
(فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ آخر تک۔ اور یہی وجہ ہے
کہ مہاجرینِ اوّلین خلافت کے مستحق ہوتے اُن کے علاوہ دوسرے
لوگ نہیں۔ اور صدّیقِ اکبرؓ اس امر میں منفرد ہیں اور اُن کی فضیلت
سب پر ثابت ہے۔ آبو درداءؓ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کے مابین
رنجش پیدا ہوجانے کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی (کی
ایذا رسانی) کو چھوڑ دو گے؟ اے لوگو! میں نے کہا کہ میں تم سب کی
طرف بھیجا ہوا اللہ کا رسول ہوں تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور
ابو بکرؓ نے کہا کہ تم سچے ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ **دوسرا
نکتہ** یہ ہے کہ ان اعانتوں اور خدمتوں کا شاہد عدل آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک ہے جو آپؐ نے آخر زمانہ میں فرمایا اور
بروایتِ مستفیضہ ابو ہریرہ و ابو سعید (خدری) و ابن عباس و
ابن مسعود و جندب وغیرہم رضی اللہ عنہم کی سندوں سے ثابت
ہے کہ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہوا جس کا بدلہ ہم نے نہ دیدیا ہو
بجز ابو بکرؓ کے کہ اُن کا ہم پر بہت احسان ہے اللہ تعالیٰ اس کا
بدلہ اُن کو قیامت کے دن دے گا اور کسی کے مال نے مجھے اس قدر
نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکرؓ کے مال نے پہنچایا اور اگر میں
لوگوں میں سے کسی کو خلیل (دوست جانی) بناتا تو ابو بکرؓ کو خلیل
بناتا۔ یاد رکھو کہ تمھارا ساتھی (یعنی خود رسولؐ) اللہ کا خلیل ہے۔
اور دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے
والا ساتھ دینے اور مال خرچ کرنے میں ابو بکرؓ ہے۔ اور جندبؓ نے
کہا ہے کہ میں نے اس خطبہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات

www.kitabghar.org

به پنج شب شنیده ام و ابوسعیدؓ گفته است که
این کلام بعد انذار آنحضرت بود بوفاتِ خود (خبر دادن ۱۲)
انّ الله خیّر عبدًا بین الدّنیا و بین ما عنده
فاختار ذٰلک العبدُ ما عند الله. و این کلماتِ
مبارکات اجمال آن واقعات است و تصحیح آن
واقعات است و تصحیح آن قصص مفصّله و تصریح
بقبول آن همه اعمال پیش خدا تعالیٰ اینجا لطیفه باید
شناخت که مدارِ مدح تنها نه وجود این اعمال است
بلکه فی الحقیقت مدح دائر است بر آنکه حضرت
صدیقؓ باین اعمال با قصے مقاصدِ خود
فائز گشت و آنچه میخواست یافت ذٰلک
فضل الله یؤتیه من یّشاء۔ امّا صحبتِ دائمہ
حضرتِ صدیقؓ با آنحضرت صلے الله علیه
وسلم و مصافاتِ او و در خلوت و جلوت
حاضر ماندن و در هر منشط (خوشی ۱۲) و مکره (ناخوشی ۱۲) شریک آنحضرت
صلے الله علیه وسلم بودن و اعتناء و توقیر
آنحضرت صلی الله علیه وسلم نسبت بحضرت
صدیقؓ پس زیاده ازانست که درین اوراق
بگنجد لیکن نکتهٔ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ
لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ منظورِ نظر است حضرت
علی مرتضیٰؓ در وقتِ دفنِ حضرت فاروقؓ گفته
است و ایمُ اللهِ اِن (مخففہ ۱۲) کنتُ لاظنُّ
ان یجعلک الله مع صاحبیک و ذاک
انّی کنتُ کثیرًا اسمع رسول الله صلّے
الله علیه وسلم یقول جئتُ انا و ابوبکر

سے پانچ رات پہلے سُنا ہے۔ اور ابو سعید (خدری) نے یہ کہا
ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی وفات
کی خبر دینے کے بعد کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا
درمیان دنیا کے اور درمیان اُس (عالمِ آخرت یا
نعمتوں) کے جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اس چیز
کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ کلماتِ مبارکہ
(یعنی اِنَّ امنَّ النّاس الخ) ان واقعات کا اجمال اور ان
مفصّل قصوں کی تصدیق اور ان تمام اعمال کی حق تعالیٰ
کے حضور میں مقبول ہونے کی تصریح ہے۔ یہاں ایک باریک
نکتہ ہے جس کو پہچاننا چاہیئے کہ مدح کا مدار صرف ان اعمال کا
وجود نہیں ہے بلکہ درحقیقت مدح کا مدار اس بات پر ہے کہ
حضرت صدیقؓ ان اعمال سے اپنے بلند ترین مقاصد پر کامیاب
ہوگئے اور جو چاہتے تھے مِل گیا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو
وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔

رہی حضرت صدیقؓ کی صحبتِ دائمی اور آپ کا اخلاص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تنہائی ہو یا مجمع ہر حال میں
حاضر رہنا اور ہر خوشی اور ناخوشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ شریک رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقؓ
کی دلداری اور ان کی توقیر کا خیال رکھنا تو ایسے واقعات ان
اوراق کی گنجائش سے زیادہ ہیں لیکن نکتۂ مشہور مَا لَا یُدْرَکُ
کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ (جس چیز کا کُل ادراک نہ کیا جا سکے اُس کا
کُل چھوڑ دینا بھی نہ چاہیئے) منظورِ نظر ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرّم
اللہ وجہہ نے حضرتِ فاروقؓ کے دفن کے موقع پر فرمایا تھا،
وایمُ اللہ الخ یعنی اور خدا کی قسم میں تو یہی گمان کر رہا تھا کہ اللہ
تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور یہ

www.kitabghar.org

وعمر. ودخلت انا وابوبکر وعمر وخرجت انا وابوبکر وعمر فان کنت لارجو ولاظن ان یجعلك الله معهما اخرجه البخاری ومسلم وابوہریرۃ در قصہ تکلم ذئب وتکلم بقرہ از آنحضرت صلعم روایت کردہ انی اؤمن به انا وابوبکر وعمر وماهما ثم اخرجه الشیخان وانس رض گفتہ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یخرج علی اصحابه من المهاجرین والانصار وهم جلوس وفیهم ابوبکر وعمر فلا یرفع الیه احد منهم بصره الا ابوبکر وعمر فانهما کانا ینظران الیه وینظر الیهما ویتبسمان الیه ویتبسم الیهما وابن عمر رض گفتہ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد وابوبکر وعمر احدهما عن یمینه والاخر عن شماله وهو اخذ بایدیهما وقال هکذا نبعث یوم القیمة اخرجه الترمذی وقیل لعایشة رض ای اصحاب رسول الله کان احب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت ابوبکر وعمر وعمرو بن العاص رض مثل آں روایت کردہ وسعید بن المسیب رض گفتہ کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی الله علیه وسلم مکان الوزیر فکان یشاوره فی جمیع اموره وکان ثانیه فی الاسلام وکان

اس لئے کہ میں بکثرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا رہا ہوں کہ آپؐ فرماتے ہیں جئت انا وابوبکر وعمر الخ یعنی میں آیا اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور میں داخل ہوا اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور میں نکلا اور ابوبکرؓ و عمرؓ۔ تو میں اسی کی پوری امید رکھتا تھا اور قوی گمان کرتا تھا کہ (اب بھی) اللہ تعالےٰ آپ کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا، اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور ابوہریرہؓ نے بھیڑیئے کے کلام کرنے اور گائے کے بات کرنے کے قصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ میں اس پر ایمان (یقین) رکھتا ہوں میں بھی اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی۔ اور وہ دونوں وہاں موجود بھی نہ تھے۔ شیخینؒ نے اس روایت کو لیا۔ اور انسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ مہاجرین اور انصار کے پاس تشریف لے جاتے جب کہ وہ بیٹھے ہوتے اور ان میں ابوبکرؓ و عمرؓ موجود ہوتے تھے تو کوئی اُن میں سے آنکھ اُٹھا کر آپ کی طرف نہیں دیکھتا تھا سوائے ابوبکرؓ و عمرؓ کے۔ بس وہ دونوں آپؐ کی طرف دیکھتے اور آپؐ ان دونوں کی طرف دیکھتے تھے۔ اور یہ دونوں آپکو دیکھتے ہوئے مسکرایا کرتے تھے اور آپؐ انکو دیکھ کر مسکراتے تھے اور ابن عمرؓ نے ذکر کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح نکل کر مسجد میں داخل ہوئے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں میں سے ایک آپؐ کی دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف اور آپؐ اُن دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپؐ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم قیامت کے دن اُٹھیں گے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ اور حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا گیا کہ اصحاب رسول اللہؐ میں سے کون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے تو انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور عمرو بن العاصؓ نے بھی اسکے مانند روایت کی ہے۔ اور سعید بن المسیبؒ کا قول ہے کہ ابوبکرؓ کا تعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وزیر کے مرتبہ کا تھا کہ آپؐ اپنے تمام امور

www.kitabghar.org

ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش
۲ سایہ دار چیز دیگر سقف
یومَ بدرٍ وکان ثانیہ فی القبر ولم یک رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُقَدِّمُ علیہ احدًا
اَخرجہ الحاکم و محمد بن سیرین گفتہ لو حلفتُ حلفتُ
۳ محکم سوگند اگر
صَادِقًا بارًّا غیر شاکٍ و لا مستثنٍ اِنّ
اللہ تعالیٰ مَاخلقَ محمدًا صلے اللہ علیہ وسلم
ولا ابابکر ولا عمر اِلّا من طینۃٍ واحدۃٍ
ثم ردّھم الی تلک الطینۃ، تمہودی ایں سخن
ابن سیرین را بر محلے دیگر فرود آورد یعنی مدفن
ہماں جامی باشد کہ ازانجا خاک با نطفہ سرشتہ
باشند و فقیر میگوید کان اللہ تعالیٰ لہٗ
فی الدنیا و الاٰخرۃ بلکہ محل صحیح ایں کلمہ آنست
کہ طینت مستعار است برائے اصل و معنے ایں
ایں اثر بہماں میماند کہ در حدیث آمدہ الارواح
جنودٌ مجنّدۃٌ فما تعارفَ منہا ائتلف
یعنی قبل از وجود خارجی ارواح ایشاں دریک
محل بود و بعد از انتقال نیز دریک محل قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لبعض اصحابہ
وقد راٰہ یمشی بین یدی ابی بکرٍ
تمشے بینَ یدی من ھو خیرٌ منک اخرجہ
ابو عمر فی الاستیعاب ولمّا تلقّی النبی
صلے اللہ علیہ وسلم بُریدۃَ الاسلمی
فی سبعین راکبًا من اھل المدینۃ
من بنی سَہمٍ قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم من انتَ قال انا بریدۃ فالتفت

میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ آپؐ کے ثانی (دوسرے) تھے اسلام میں اور آپؐ کے ثانی تھے غار میں اور آپؐ کے ثانی تھے یوم بدر والے عریش (منڈوے) میں اور آپؐ کے ثانی ہیں قبر میں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو اُن پر مقدّم نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ اگر میں قسم کھاؤں تو میری قسم سچّی ہوگی بالکل یقینی جس میں شک کرنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور نہ استثناء کی ضرورت (یعنی انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی) کہ اللہ تعالےٰ نے نہیں پیدا کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور نہ ابوبکرؓ کو اور نہ عمرؓ کو مگر ایک مٹی سے پھر اُسی مٹی کی طرف اُن سب کو لوٹا دیا۔ تمہودی نے ابن سیرینؒ کے اس کلام کو دوسرے محل پر اُتارا یعنی مدفن اسی جگہ ہوتا ہے جس جگہ کی خاک نطفہ کے ساتھ گندھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور فقیر کہتا ہے اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت میں اُن کا (مُربّی) رہے، بلکہ اس کلمہ کا محل صحیح یہ ہے کہ طینت میں (یعنی اس مٹی میں جس میں دفن کیا گیا) مستعار طور پر اصل کی (یعنی ارواح کی) صفت پیدا ہوگئی۔ اور اس اثر کے معنے اسی کے مشابہ ہیں جو کہ حدیث میں آیا ہے کہ (ابتداءِ خلقت میں) ارواح فوجوں کی ٹکڑیاں تھیں (یعنی جھنڈ کے جھنڈ) تو جو روحیں آپس میں اس وقت باہم جان پہچان رکھتی تھیں وہ (دنیا میں آکر) ایک دوسرے سے میل ملاپ رکھنے لگیں۔ یعنی وجودِ خارجی سے پہلے اُنکی ارواح ایک محل میں تھیں اور بعد انتقال کے بھی ایک ہی محل میں رہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی رضؓ سے فرمایا جس کو آپؐ نے ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تھا کہ تو اس کے آگے چل رہا ہے جو تجھ سے بہتر ہے اس کو روایت کیا ابو عمر نے استیعاب میں۔ اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بُریدہ اسلمی ملے اہلِ مدینہ میں سے بنی سہم کے ستّر سواروں کے ساتھ۔ تو رسول اللہ

www.kitabghar.org

الیٰ ابی بکر فقال یا ابا بکر بَرَدَ اَمرُنا و صَلُحَ ثم قال مِمَّنْ انتَ قال من اسلم قال لابی بکر سَلِمنا قال ثم قال لی من بنی من قلتُ من بنی سہم قال خرج سہمکَ رواہ فی الاستیعاب قال یوم اُحدٍ اوجبَ طلحۃُ یا ابا بکر

واز یں جنس از میانِ قوم بمخاطبہ مخصوص ساختن حضرت صدیق رضؓ را و مباسطہ و ملاطفہ فرمودن با او زیادہ ازان است کہ بہ تحریر آید اما تشبّہ قوّتِ عقلیّہ صدیقِ اکبر رضؓ با قوّتِ عقلیّہ انبیاء صلوات اللہ علیہم پس باید دانست کہ چوں فیضِ الٰہی در نفسِ ناطقہ کسے درمے آید اثرِ آں فیض در چندیں ہیاکل ظاہر می شود واز صدیقِ اکبر رضؓ اکثر آں ہیاکل شناختہ شدہ یکے ازانجملہ خوابہائے صادق است کہ سبب وصول راہے بسوئے سعادت باشد یا سبب حصُولِ نفعِ عام بخلق اللہ و ہمین است شانِ انبیاءؑ والّا انطباعِ وقائعِ آتیہ بغیر اقتران یکے ازیں دو وجہ درباب تشبّہ بانبیاءؑ نتواں شمرد بلکہ کاہنان نیز دراں مشارِک اند مانند خوابہائے حضرتِ صدّیق رضؓ کہ حامل شد اورا بر اسلام و خوابے کہ باعث بر فرستادن چہار امیر بر چہار حصہ شام شد و خواب دیگر کہ حامل بر استخلافِ حضرت فاروق رضؓ گشت و بیانِ آں طولے دارد و در روضۃ الاحباب مذکور است کہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں بُریدہ ہوں۔ تو آپؐ حضرت ابوبکر رضؓ کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر رضؓ بردَ اَمرنا (ہمارا کام ٹھنڈا یعنی آرام و راحت کا ہوگیا) پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم کن میں سے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ اسلم میں سے۔ تو آپؐ نے ابوبکر رضؓ سے فرمایا سَلِمنا (ہم سلامتی میں آگئے) بریدہ رضؓ نے بیان کیا کہ پھر مجھ سے فرمایا کہ کس کی اولاد میں سے ہو؟ میں نے کہا بنی سہم کی تو فرمایا خرج سہمک (تیرا تیر نکل آیا) یہ روایت استیعاب میں ہے۔ آپؐ نے یوم اُحد میں فرمایا اے ابوبکر رضؓ! طلحہ رضؓ نے (جنّت کو) واجب کرلیا۔ اور اس قسم کے مخاطبات سے قوم میں سے ابوبکر صدیق رضؓ کو مخصوص کرنے اور آپ کے ساتھ خوش طبعی اور ملاطفت کی مثالیں اس سے زیادہ ہیں کہ وہ تحریر میں آئیں۔ اب لیجئے صدیقِ اکبر رضؓ کی قوّتِ عقلیّہ کا مشابہ ہونا انبیاء صلوات اللہ علیہم کی قوّتِ عقلیّہ کے ساتھ تو جاننا چاہیئے کہ جب کسی کے نفسِ ناطقہ میں فیضِ الٰہی داخل ہوجاتا ہے تو اس فیض کا اثر کتنی ہی مختلف انواع کے مناظر میں ظاہر ہوتا ہے اور صدیقِ اکبر رضؓ سے اکثر وہ مناظر پہچانے جاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک ایسے سچّے خواب ہیں جو سعادت کی کسی راہ پر پہنچنے کا سبب ہوں۔ یا خلق اللہ کو کوئی عام نفع حاصِل ہونے کا سبب ہوں۔ اور انبیاءؑ کی یہی شان ہوتی ہے ورنہ آنے والے واقعات کے (نفس میں) منعکس ہوجانے کو ان دو وجہوں میں سے ایک وجہ کے ملے بغیر انبیاءؑ کے ساتھ تشبّہ کے باب میں شمار نہیں کرسکتے بلکہ کاہن لوگ بھی اس میں شرکت رکھتے ہیں۔ جیسے حضرت صدّیق رضؓ کے وہ خواب جنھوں نے اُن کو اسلام پر آمادہ کیا اور وہ خواب جو کہ شام کے چار حصوں پر چار امیر (عمرو بن العاص۔ ابوعبیدہ۔ یزید بن ابی سفیان۔ شرجبیل بن حسنہ) مقرر کرنے کا باعث ہوا تھا۔ اور دوسرا خواب

www.kitabghar.org

نزدیک بایّامِ ہجرت صدیقِ اکبرؓ بخواب دید کہ
ماہ از آسمان بر بطحاء مکّہ نازل شد و بشہرِ مکہ در آمد
و صحرا و دشت بہ نورِ آں منوّر گشت باز آں ماہ
بطرفِ آسمان میل نمود و بمدینہ فرود آمد و بسیارے
از ستارگان بموافقتِ او حرکت کردند باز آں ماہ
باستارگان بمکّہ رجوع نمود و زمین مدینہ ہمچناں
روشن بود مگر سہ صد و شصت خانہ و بسببِ ورودِ
آں ماہ اطرافِ حرم باز منوّر گشت بعد ازاں
آں ماہ بہ سمتِ مدینہ رواں شد و بمنزلِ عائشہؓ
در آمد پس ازاں زمین بشگافت و ماہ دراں
ناپدید گشت و صورتِ حال موافقِ ہمیں رؤیا
بظہور رسید ۲ دیگر تعبیر دے خوابہاء مردم را
و اصابتِ عجیبہ دراں تا آں حد کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خوابہاء خود را بر صدیق اکبرؓ
عرض میفرمود و درخواستِ تعبیر می نمود
قَالَ ابن اسحٰق فی قصۃ الطائف بلغنی انّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکرؓ
وھو محاصرٌ ثقیفًا یا ابا بکرؓ انّی رأیتُ انّی
اُھدِیَتْ الیّ قعبۃٌ الحدیث وقد ذکرناہ
من قبلُ وفی قصۃ رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
غنمًا سودًا دخلتْ فیھا غنمٌ کثیرۃٌ بِیضٌ
قال یا ابا بکرؓ اعبُرھا فقال ابوبکرؓ یا
رسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعھا
العجمُ حتی ینغمرھا فقال النبیّ

جس نے آپ کو حضرت فاروقؓ کے خلیفہ بنانے پر آمادہ کیا
اور اس کا بیان طویل ہے۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ
ایّامِ ہجرت کے قریب صدّیقِ اکبرؓ نے خواب میں دیکھا کہ
چاند آسمان سے بطحاء مکّہ پر نازل ہوا اور شہر مکّہ میں آیا اور جنگل
اور میدان اُس کے نور سے منوّر ہو گئے۔ پھر وہ چاند آسمان
کی طرف رجوع ہوا اور مدینہ میں آیا اور بہت سے ستاروں نے
اُس کی موافقت میں حرکت کی۔ پھر اُس چاند نے ستاروں کے
ساتھ مکّہ میں رجوع کیا اور مدینہ کی زمین اُسی طرح روشن
رہی بجز تین سو ساٹھ گھروں کے اور اس چاند کے اُتر آنے
کے سبب سے حرم کے اطراف پھر منوّر ہو گئے۔ اس کے بعد وہ
چاند مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور منزلِ عائشہؓ میں
اُتر آیا۔ اس کے بعد زمین پھٹی اور وہ چاند اس میں غائب
ہو گیا اور صورتِ حال اسی خواب کے مطابق ظہور میں آگئی۔
دوسری نوع ہے اُن کا لوگوں کے خوابوں کی تعبیر دینا اور
عجیب طور پر اُس میں مُصیب ہونا اس حد تک کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کو صدیقِ اکبرؓ سے بیان فرمایا
کرتے اور تعبیر پوچھا کرتے تھے۔ ابنِ اسحٰق نے ذکر کیا طائف
کے قصّہ میں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابوبکرؓ سے فرمایا جب کہ آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے
کہ اے ابوبکرؓ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک پلیٹ بطور ہدیہ
بھیجی گئی، آخر حدیث تک، اور ہم اس کو پہلے ذکر کر چکے ہیں۔
اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب میں کالے رنگ کی بکریاں
دیکھنے کے قصّہ میں جن میں بہت سی سفید رنگ کی بکریاں داخل
ہو گئی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! اس کی تعبیر دو۔

ع ۵ یہ منافقین کے گھر تھے جن میں تاریکی رہی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

صلے اللہ علیہ وسلم ھٰکذا اعبرّھا الملکُ
سحرًا رواہ الحاکم وقال ابن هشام فی
زوائد السّیرۃ حدّثنی بعضُ اھل
العلم عن ابراھیم بن جعفر المحمودی
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
رأیتُ انی لقمتُ لقمۃً من حَیْسٍ
فالتذذتُ طعمَها فاعترَضَ فی حلقی
منها شئ حین ابتلعتُها فادخل علیؓ یدَہ
ونزعہ فقال ابوبکر الصّدیق رضی اللہ
عنہ یارسول اللہ ھٰذہ سَرِیّۃ من
سَرَایاک تبعثُها فیأتیک بعضُ ماتُحِبُّ
ویکون فی بعضها اعتراض فتبعث علیًا
فیسهّله وعن عائشۃ قالت رأیتُ
ثلثۃَ اقمارٍ سقطن فی حُجرتی فقصصتُ
رؤیای علی ابی بکر الصّدیق قالت فلمّا
توفی رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ودفن
فی بیتها قال لها ابوبکر ھٰذا احدُ اقمارکِ
وھو خیرها اخرجہ مالک فی المؤطا و
فی قصّۃ اسلام خالد بن سعیدٍ انّہ رأی
فی المنام انّہ وُقِفَ بہ علی شفیر النّار فذکر
من سَعَتِها ما اللہُ اعلم بہ وکأنّ اباہ
یدفعہ فیها ورأی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اخذًا بحقویہ لا یقع
فیها فذکر ذلک لابی بکر فقال ابوبکر

تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ یہ (کالی بکریاں) عرب ہیں جو آپؐ کا اتباع کر رہے ہیں۔ پھر اُن کے پیچھے عجم کے لوگ آجائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ان پر چھا جائیں گے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی یہی تعبیر فرشتہ نے دی تھی صبح کے وقت۔ اور ابنِ ہشامؒ نے "زوائد السّیرۃ" میں کہا ہے کہ مجھ سے روایت کی بعض اہلِ علم نے ابراہیم بن جعفر محمودی سے۔ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے حَیس؏ کا ایک لقمہ مُنہ میں لیا۔ پھر میں اس کے ذائقہ سے لذّت اندوز ہوا۔ اس کے بعد جب میں نے اس کو نگلا میرے حلق میں اُس میں سے کوئی چیز اٹک گئی۔ علی رضؓ نے اپنا ہاتھ داخل کر کے اس کو نکالا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ ایک سریّہ ہے آپؐ کے سریّوں میں سے جس کو آپؐ بھیجیں گے تو اس کے نتیجہ میں بعض ایسی چیزیں آپ کے پاس پہنچیں گی جن کو آپؐ پسند کریں گے اور بعض میں کچھ رکاوٹ پیش آئے گی۔ پھر آپؐ علی رضؓ کو بھیجیں گے تو وہ اس کو سہل کر دیں گے۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے خواب میں تین چاند دیکھے جو میرے حجرے میں گرے۔ تو میں نے اپنا یہ خواب ابوبکر صدیق رضؓ سے بیان کیا۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے اور وہ اُن کے حجرے میں دفن ہوئے تو (اُس وقت) اُن سے ابوبکر رضؓ نے کہا تیرے چاندوں میں سے یہ پہلا چاند ہے اور وہ اُن سب سے فضل ہے۔ اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں ذکر کیا۔ اور خالد بن سعیدؓ کے اسلام کے قصّہ میں مذکور ہے کہ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ اُن کو آگ کے کنارے پر کھڑا کیا گیا ہے پھر

؏ یہ ایک کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور دہی سے مل کر بنایا جاتا ہے ۱۲

www.kitabghar.org

أريد بك خيراً هذا رسول الله
صلى الله عليه وسلم فاتبعه و
انك ستتبعه في الاسلام الذي
يحجزك من أن تقع فيها وابوك دافع فيها
فلقي رسول الله صلى الله عليه وسلم وحسن
اسلامه اخرجه في الاستيعاب سوم
توافق فراست او با فراست آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و قدم بر
قدم او رفتن در بیان حکم مسئلہ عن سعید
ابن المسيب ان رجلاً من اسلم
جاء الى ابى بكر الصديق فقال له
ان الآخر زنى فقال له ابوبكر (اسم ماعز ۱۲)
هل ذكرت هذا لأحد غيري
فقال لا فقال له ابوبكر فتب الى
الله واستتر بستر الله فان الله
يقبل التوبة عن عباده فلم تقرر
نفسه حتى اتى عمر بن الخطاب
فقال له مثل ما قال لابى بكر
فقال له عمر مثل ما قال له ابوبكر
قال فلم تقرر نفسه حتى
جاء الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم حتى اذا اكثر بعث
رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى اهله فقال أيشتكي (امراض ۱۲) ام
به جنة (جنون ۱۲) فقالوا يا رسول الله

اُس کے پھیلاؤ کا ذکر کیا کہ اتنا بڑا تھا کہ اس کا حال اللہ ہی جانتا ہے اور گویا اُن کا باپ اُن کو اُس آگ میں دھکیل رہا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اُن کی دونوں کوکھیں پکڑے ہوتے ہیں کہ یہ اس میں نہ گریں۔ انھوں نے اس خواب کا ذکر ابو بکرؓ سے کیا۔ تو ابو بکرؓ نے کہا تمھارے لئے خیر کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں بس ان کا اتباع کرو اور تم یقیناً ان کے اتباع کی خواہش کرنے والے ہو اسلام میں جو تم کو اس آگ میں گرنے سے روکے گا جب کہ تمھارا باپ تمھیں اس میں دھکیلنے والا ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اُن کا اسلام بہت اچھا رہا۔ اس کو استیعاب میں بیان کیا گیا ہے۔

تیسری نوع ہے آپ کی فراست کا موافق ہونا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فراست کے ساتھ اور کسی مسئلہ کا حکم بیان کرنے میں آپ کے قدم بقدم چلنا۔ مروی ہے سعید بن المسیبؓ سے کہ ایک شخص قبیلہ اسلم کا (جس کا نام ماعز تھا) ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایک آخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا (اس سے اُس نے خود اپنی ذات مُراد لی) تو اس سے ابو بکرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی اس کا ذکر کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! تو اس سے ابو بکرؓ نے کہا تو اللہ سے توبہ کر اور اس کو چھپا اللہ اس کو چھپالے گا اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے مگر اُس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ عمر بن الخطابؓ کے پاس پہنچا اور اُن سے بھی وہی کہا جو ابو بکرؓ سے کہا تھا تو اس سے عمرؓ نے بھی ویسی ہی بات کہی جیسی اُس سے ابو بکرؓ نے کہی تھی۔ راوی نے کہا پھر بھی اس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا پھر آپؐ سے کہا کہ آخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا۔ سعیدؓ نے بیان کیا تو اُس سے رسول اللہ صلے اللہ

www.kitabghar.org

واللہ انہ لصحیح فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
أبکر ام ثیب قالوا بل
ثیب یا رسول اللہ فرجم أخرجہ
مالک وفی قصۃ الحدیبیۃ
وقد ذکرناھا ۔ چہارم
شناختن او مقصود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و غرض اورا از کلام مرموز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا غایتے
کہ در صحابہؓ مشہور گشت ہو اعلمنا
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
چنانکہ ابو سعید خدریؓ در کلام
آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ان عبدًا خیرہ اللہ
الحدیث ۔ بیان کرد عن ابن عباس
قال لما اخرج اہل مکۃ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر الصدیق
رضی اللہ عنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥
اخرجوا نبیہم لیہلکوا قال
فنزلت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ
بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ
عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرٌ ٥
قال ابوبکر الصدیق
فعلمت انہا قتال ۔
اخرجہ الحاکم ۔

علیہ وسلم نے تین مرتبہ مُنہ پھیرا ہر مرتبہ (جب وہ کہتا تھا) اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُنہ پھیر لیتے تھے ۔ یہاں تک کہ جب اس نے بہت مرتبہ ایسا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے گھر والوں کو بُلوا کر دریافت کیا کہ کیا وہ بیمار ہے یا اس کو جنون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! واللہ یہ یقیناً تندرست ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کنوارا ہے یا بیاہا؟ تو اُنھوں نے کہا کہ بیاہا ہے یارسول اللہ۔ پھر اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ اس کو مالکؒ نے روایت کیا۔ اور قصہ حدیبیہ میں جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں (ابوبکرؓ کی فراست آپؐ کی فراست کے مطابق رہی) چوتھی نوع ہے اُن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصود کو پہچاننا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رمز و اشارات والے کلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض کو سمجھ لینا، اس حد تک کہ صحابہؓ میں یہ قول زیادہ کہا جانے لگا کہ وہ (یعنی ابوبکرؓ) ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے والے ہیں۔ جیسا کہ ابو سعید خدریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلام اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَہُ اللّٰہ الحدیث (کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا الخ) کے بارے میں بیان کیا گیا۔
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اہلِ مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ ان لوگوں نے اپنے نبیؐ کو نکالا تاکہ ہلاک ہوں۔ کہا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ الخ۔ (۲۲: ۳۹) (اب) لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔" تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں جان گیا

پنجم مکاشفۂ او حوادثِ خفیہ را چنانکہ در قصۂ بدر التماس کرد حَسْبُكَ مُنَاشَدَتُكَ عَلٰى رَبِّكَ (ناشدہ مناشدۃ حلفہ ۱۲) وے رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضؓ را زمینے دادہ بود ہنوز حضرت عائشہؓ قبض آں نہ کردہ بود کہ وقتِ حیات حضرت صدیقؓ بآخر رسید و دراں حال بحضرتِ صدیقہؓ فرمود کہ اگر آں زمین را قبض کردی از آنِ تو شد والّا فانما ھو مال وارثٍ وانما ھو اخوالِكِ واُختاكِ صدیقہؓ گفت ھٰذہٖ لا اسماء فمَنِ الاُخرٰے قال اُرٰی ذات بطن بنت خارجۃ اُنثٰی بعد ازاں اُمّ کلثوم متولّد شد اخرجہ مالك فی المؤطا

امّا تشبّہ صدیقِ اکبر در قوتِ عملیہ بانبیاءؑ پس از شواہد آنست حدیث ابوہریرہؓ

کہ وہ (ہلاکت جس میں یہ نبی کو نکالنے والے مبتلا ہوں گے) قتال ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ پانچویںؔ نوعؔ آپ کا مکاشفہ ہے حوادثِ خفیہؔ کے بارے میں جیسا کہ قصۂ بدر میں آپ نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا آپ کا اپنے رب کو قسمیں دینا آپ کے لئے کافی ہوچکا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضؓ کو ایک زمین دی تھی۔ ابھی حضرت عائشہؓ نے اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ حضرت صدیقؓ کی زندگی کا آخری وقت آگیا اور اس حال میں آپ نے حضرت صدیقہؓ سے فرمایا کہ اگر تو نے اُس زمین پر قبضہ کرلیا ہے تو وہ تیری ہوگئی ورنہ وہ سب وارثوں کا مال ہوگی اور وہ تیرے دونوں بھائی ہیں اور تیری دونوں بہنیں ہیں۔ صدیقہؓ نے کہا۔ یہ (ایک بہن) اسماء ہی تو ہیں دوسری کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ "بنتِ خارجہ" کے بطن میں جو ہے وہ لڑکی ہے۔ اس کے بعد اُمّ کلثوم رضؓ پیدا ہوئیں۔ اس کو روایت کیا امام مالکؒ نے مؤطا میں۔ اب لیجئے صدیقِ اکبرؓ کا تشبّہؔ قوتِ عملیہ میں انبیاءؑ کے ساتھ۔ تو اس کے شواہد میں سے ہے حدیث ابوہریرہؓ کی، کہا

لہ کتب شیعہ میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فدک فاطمہؓ کو نہیں دیا حالانکہ پیغمبر علیہ السّلام نے ان کو ہبہ کردیا تھا اور ان کے دعوٰی کو نہ مانا گواہ اور شاہد کا مطالبہ کیا جب وہ حضرت علیؓ اور اُمّ ایمن کو لائیں تو ان کی شہادت کو رد کردیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں۔ اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحبؒ تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ اس دعوئ ہبہ اور ان شہادتوں کا کتبِ اہلسنت میں کہیں سراغ نہیں ملتا۔ یہ اس گروہ کی محض افترا پردازی ہے الخ اس موقع پر اس روایت اور اس کے جواب کی طرف ایک لطیف اشارہ موجود ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ ہبہ کا دعوٰی حضرت فاطمہؓ نے کیا تھا تو موہوب لہٗ کا قبضہ جب تک موہوب شئ پر نہ ہوجاتے اس وقت تک اس کی ملک میں داخل نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ فدک پر حضرت فاطمہؓ کا قبضہ نہیں تھا اگر ہوتا تو دعوٰی ہی کیوں کرتیں تو باوجود ہبہ کے وہ ان کی ملک میں داخل نہیں ہوا تھا۔ پھر شہادتوں کا طلب کرنا ایک بے معنی فعل ہے۔ شہادت کا مفاد یہی تو ہوسکتا تھا کہ ہبہ ثابت ہوجائے اور جب تک قبضہ نہ ہو ملک موہوب لہٗ میں داخل ہی نہیں ہوتا جیساکہ حضرت صدیقہؓ سے آپؓ نے فرمایا کہ اگر تو نے اس زمین پر قبضہ نہیں کیا تو اب وہ سب وارثوں کے حصّہ میں آئے گی۔ اس روایت سے حضرت مصنّفؒ نے شیعہ کی اس افترا پردازی کے جواب کی طرف اشارہ کردیا کہ اس کہانی کا یہ جز وکہ ابوبکرؓ نے ہبہ کا ثبوت طلب کیا اور فلاں و فلاں شہادت میں پیش ہوئے اس بات کو واضح کررہا ہے کہ یہ کہانی فرضی ہے اور کسی ایسے شخص نے اس کو گھڑا ہے جو اصولِ شرعیہ سے جاہل تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اصبح منکم الیوم صائما قال ابو بکر انا قال فمن تبع منکم الیوم جنازۃ قال ابو بکر انا قال فمن اطعم الیوم مسکینا قال ابو بکر انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضا قال ابو بکر انا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اجتمعن فی امرء الا دخل الجنۃ اخرجہ الشیخان وایضا حدیث ابو ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من انفق زوجین فی سبیل اللہ نودی من ابواب الجنۃ یا عبد اللہ ھذا خیر فمن کان من اھل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن کان من اھل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن کان من اھل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اھل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ فقال ابو بکر بابی انت وامی یا رسول اللہ ما علی من دعی من تلک الابواب من ضرورۃ فھل یدعی احد من تلک الابواب کلھا قال نعم وارجو ان تکون منھم اخرجہ الشیخان والترمذی۔

ویکبار بمقتضائے بشریت در حضور اضیاف حضرت صدیق رض را با اہل خانہ خود ملالے واقع شد وقسم خورد کہ ایں طعام را نہ خورد و اہل خانہ و اضیاف ہمہ متوحش شدند وقسم خوردند کہ ما ہم نخواہیم خورد تا وقتیکہ تو نخوری در ایں

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) فرمایا آج تم میں کون روزے سے ہے؟ ابوبکر رض نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا تھا؟ ابوبکر رض نے کہا کہ میں (گیا تھا)، پھر آپ نے پوچھا کہ کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ تو ابوبکر رض نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کس نے تم میں سے آج مریض کی عیادت کی؟ تو ابوبکر رض نے کہا کہ میں نے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ سب باتیں جمع ہوجائیں گی وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، اس کو روایت کیا شیخین نے۔ اور نیز ابوہریرہ رض کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو جوڑے خرچ کئے اللہ کی راہ میں اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائیگا کہ اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے (یعنی باب خیر) تو جو اہل صلوٰۃ میں سے ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا۔ اور جو اہل صیام میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے پکارا جائیگا اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ تو ابوبکر رض نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ جو شخص ان ابواب سے پکارا جائے گا اس کے اوپر ضروری تو نہ ہوگا (کہ وہ اس دروازے میں داخل ہو) تو کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ فرمایا کہ ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان ہی میں سے ہوگے۔ اس کو شیخین اور ترمذی نے روایت کیا۔ ایک دن بمقتضائے بشریت مہمانوں کی موجودگی میں حضرت صدیق رض کی اہل خانہ کے ساتھ کچھ رنجش واقع ہوگئی اور انھوں نے قسم کھالی کہ وہ یہ کھانا نہ کھائیں گے اور گھر والے اور مہمان سب پریشان ہوگئے اور انھوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہ کھائیں گے جب تک آپ

www.kitabghar.org

هنگام عنایتِ الٰهی دررسید و داعیهٔ نقضِ قسم
دردلش پدید آمد وبشناخت که این داعیه از
کدام منبع جوشیده دست درطعام کرد و دو سه
لقمه تناول نمود وخدائے عزّ وجلّ بزیادت برکت
درطعام تنبیه فرمود برآنکه شکستن این قسم مرضی
الٰهی بود وریزش این داعیه از منبع فیض واز
عجائب صنع حق است بادوستانِ خود اخرج القصة
بطولها البخاری فی الاستیعاب انّ ثابت
ابن قیس بن شمّاس استشهد فراٰه بعض
الصّحابة فی النوم فاوصٰی بان تؤخذ درعه
ممّن کانت عنده وتباع الیٰ اٰخر القصّة گزشت ۱۲ و باقی
وفی اٰخرها اذا قدمت المدینة علی خلیفة
رسول الله صلی الله علیه وسلّم فقل له ان
علیّ من الدّین کذا وکذا وفلان من رقیقی
عتیق وفلانٌ فاجاز ابوبکر وصیّته ولا نعلم
احدًا اُجیزت وصیّته بعد موته غیر
ثابت بن قیس امّا اتصاف حضرت صدیق رض
بصفت صفائی قلب آن را درعرفِ زمانِ ما
طریقت گویند درکشف المحجوب مذکور است
که شیخ جُنید بغدادی گفته است اَشرفُ کلمةٍ
فی التّوحید قول ابی بکر الصّدیق
سُبحانَ من لم یجعل لخلقه سبیلاً
الّا بالعجز عن معرفته وصاحب
کشف المحجوب درمدح صدیق اکبر رض کلمه
دارد انّ الصفا صفة الصّدیق ان اردت

نہ کھائیں گے۔ اس وقت میں عنایتِ الٰہی آپہنچی اور قسم توڑ دینے کا
داعیہ ان کے دل میں ظاہر ہوگیا اور انھوں نے پہچان لیا کہ کس منبع
سے اس داعیہ نے جوش مارا ہے تو آپ نے کھانے پر ہاتھ پہنچا دیا
اور دو تین لقمے تناول فرمالئے اور اللہ عزّ وجلّ نے کھانے میں
برکت کی زیادتی فرماکر اس بات پر تنبیہ فرمادی کہ اس قسم کا
توڑنا مرضئ الٰہی تھا اور اس داعیہ کا قلب پر واقع ہونا منبع فیض
کی جانب سے اور حق تعالیٰ کے عجیب معاملات میں سے تھا
جو وہ اپنے دوستوں کے ساتھ فرماتے ہیں۔ اس قصّہ کو تفصیل
کے ساتھ بخاری نے ذکر کیا ہے۔ استیعاب میں ہے کہ ثابت بن قیس
ابن شمّاس (جنگِ یمامہ میں) شہید ہوتے تو ان کو بعض صحابہ رض
نے خواب میں دیکھا کہ انھوں نے وصیّت کی کہ اُن کی زِرہ اس
شخص سے لی جائے جس کے پاس ہے اور فروخت کی جائے، آخر
قصّہ تک۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ جب تم خلیفۂ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں پہنچو تو اُن سے یہ کہنا
کہ مجھ پر اتنا اور اتنا قرض ہے اور میرے غلاموں میں سے
فلاں آزاد اور فلاں (کے ساتھ ایسا کیا جائے) تو ابوبکر رض نے
اُن کی وصیّت کو پورا کیا اور ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اُس کی ایسی
وصیّت کو پورا کیا گیا ہو موت کے بعد کی گئی بجز ثابت بن
قیس رض کے۔ رہا حضرت صدیق رض کا متّصف ہونا صفائی قلب کی
صفت کے ساتھ جس کو ہمارے زمانہ کے عُرف میں طریقت کہتے
ہیں۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ شیخ جُنید بغدادی رح نے کہا
ہے کہ توحید میں سب سے زیادہ بلند کلام ابوبکر صدیق رض کا یہ
قول ہے سُبْحٰنَ مَنْ لَمْ یَجْعَلْ الخ یعنی پاک ہے وہ ذات جس
نے اپنی مخلوق کے لئے کوئی راہ (اپنی معرفت کی) نہیں بنائی مگر
اپنی معرفت سے عاجز ہونے کی۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)۔

www.kitabghar.org

صوفیاً علی التحقیق از آنچہ صفارا اصلے ہست وفرعی اصلش انقطاعِ دل است از اغیار وفرعش خلوّ دل است از دنیاءِ غدّار و این ہردو صفتِ صدّیقِ رض اکبر است پس امام اہلِ این طریقہ اوست انتہٰی کلامہ بعد ازاں برائے صفتِ اوّل شاہدے ذکر کرد وآں خطبۂ او اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ الیٰ آخرھا وبرائے صفتِ دیگر شاہدے وآں قصہ مَا خَلَّفْتَ (چہ گذاشتی ۱۲) لِعِیَالِکَ قَالَ اللّٰہ ورسولہ در احیاء آوردہ قَالَ الصِّدِّیقُ مَنْ ذَاقَ خَالِصَ مَحَبَّۃِ اللّٰہِ یُشْغِلُہ ذٰلِکَ مِنْ طَلَبِ الدُّنْیَا وَاَوْحَشَہ عَنْ جَمِیْعِ الْبَشَرِ واین غایت تحقیق است در لوازم محبّتِ خاصّہ واز توکّل وے رضی اللہ عنہ آنست کہ یاران برائے عیادت وے آمدند وگفتند یا خلیفۃ رسول اللّٰہ الا ندعو لک طبیبًا ینظر الیک قال

اور صاحب[1] کشف المحجوب نے صدیقِ اکبر رض کی مدح میں بہت اونچی بات لکھی ہے یعنی اِنَّ الصَّفَا الخ کہ اگر تیرا ارادہ ایسی صوفیت کا ہے جو علی التحقیق ہو (یعنی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو صدیق رض کے نقشِ قدم پر چل) کہ صفا صدیق رض کی صفت ہے، کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل ہے دل کا منقطع ہوجانا اغیار[2] سے اور اُس کی فرع ہے دل کا خالی ہونا دنیاءِ غدّار سے اور دونوں صفتیں صدیقِ اکبر رض کی ہیں تو جو اس طریقہ والے ہیں ان کے امام وہ ہیں۔" اُن کا کلام ختم ہوا۔ اس کے بعد اُنھوں نے صفتِ اوّل کے ایک شاہد کا ذکر کیا اور وہ آپ کا خطبہ ہے۔ اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا الخ یعنی سُن لو جو شخص محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا تو محمدؐ یقیناً مرچکے، آخر تک۔ اور صفتِ دوم کی شہادت میں (تمام مال لانے کا) وہ قصہ ذکر کیا۔ جس میں ہے، مَا خَلَّفْتَ لِعِیَالِکَ الخ یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ) گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ۔ اور احیاء العلوم میں (امام غزالیؒ) نے لکھا ہے کہ صدیق رض کا قول ہے کہ جس نے خالص محبّت الٰہی کا مزہ چکھ لیا وہ اس کو دنیا کی طلب سے متنفّر کردے گی اور تمام انسانوں سے متوحّش کردے گی اور لوازم محبّت خاصہ کے بارے میں یہ انتہائی تحقیق ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے توکّل کا یہ حال ہے کہ (مرضِ وفات کے زمانہ میں) دوست اُن کی مزاج پُرسی

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷۹)

عہ یہ ارشاد معرفتِ ذات سے متعلق ہے کہ اس کی معرفت سے عجز ہی عین معرفت ہے۔ یہاں ان لوگوں کا عجز مراد ہے جو اس ذات کو صفات و افعال کے واسطے سے پہچان چکے ہوں اور آگے بڑھ کر ذات بحت کی طلب میں سرگرداں ہوں ان کا منتہائے معرفت یہی قول ہوگا۔ مطلقاً عجز مراد نہیں ورنہ منکرینِ خدا دہریئے اور کمیونسٹ سب سے بڑے عارف قرار پائیں گے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

[1] یعنی حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس اللہ سرّہٗ ۱۲ مترجم [2] یعنی ہر غیر اللہ سے صوفی کا مقصود آخرت سے بھی جنّت کے حدود قصور نہیں ہوتے بلکہ مشاہدہ جمالِ یار مقصد ہوتا ہے مازاغ البصر وما طغیٰ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قد نظر الیّ قالوا فماذا قال لک قال قال انی فعّالٌ لما اُریدُ اخرجہ ابن ابی شیبۃ واز توکل اوست آنچہ گذشت کہ جمیع مالِ خودرا فی سبیل اللہ انفاق کرد وگفت ابقیتُ لعیالی اللہ و رسولہ واز ورع وے رضی اللہ عنہ آنست کہ از دستِ غلامِ خود شیر خوردہ بود چوں تفحص نمود از وجہ شبہ ظاہر گشت انگشت در دہان انداخت وآں ہمہ را قے کرد۔ کذا فے الاحیاء وغیرہ واز احتیاطِ وے در بیت المال آنکہ چیزے کہ پیش او باقی ماندہ بود از عطاء اورد کرد بہ بیت المال روے ذٰلک عن عائشۃ والحسن بن علی وغیرہما بالفاظ متغایرۃ واز احتیاطِ او در عبادات عن ابی قتادۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر متٰی تُوتِرُ قال اُوتِرُ من اوّلِ اللیل وقال لعمر متٰی تُوتِرُ قال اٰخرُ اللیل فقال لابی بکر اخذ ھٰذا بالحذر وقال لعمر اَخذ ھٰذا بالقوۃ اخرجہ ابوداؤد و مالک و ھٰذا لفظ ابی داؤد۔

و از دعاء حضرت صدیق رضی

کے لئے آئے اور کہنے لگے اے خلیفۂ رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لئے طبیب کو بُلا کر نہ لائیں جو آپ کو دیکھ لے تو آپ نے فرمایا قَدْ نَظَرَ اِلَیَّ یعنی طبیب تو مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے کہا پھر اُس نے آپ سے کیا کہا؟ فرمایا کہ یہ کہا اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ یعنی میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں، اس کو ابنِ ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان کے توکّل میں سے وہ واقعہ ہے جو گزر چکا کہ اپنا تمام مال اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا اور فرمایا کہ میں نے اپنے اہل و عیال کے لئے اللہ اور اُس کے رسول کو باقی چھوڑا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے تقوٰی کی دلیل یہ واقعہ ہے کہ آپ نے (ایک دن) اپنے غلام کا لایا ہوا دودھ پی لیا تھا۔ جب تحقیق کی اور وہ مالِ مُشتبہ میں سے ظاہر ہوا تو آپ نے اُنگلی مُنہ میں ڈال کر اُس کو قے کر کے نکال دیا، احیاء العلوم وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور بیت المال میں آپ کی احتیاط کا یہ حال تھا کہ آپ کے حصّہ میں جو چیز آتی ہوتی تھی اور وہ ابھی آپ کے پاس باقی رہی ہوتی تھی اس کو بیت المال میں واپس کرا دیا، یہ مروی ہے عائشہ رضی سے اور حسن رضی بن علی رضی وغیرہما سے کچھ بدلے ہوئے الفاظ کے ساتھ۔ اور عبادات میں احتیاط کا یہ حال تھا کہ ابو قتادہ رضی سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میں رات کے اوّل حصّہ میں پڑھ لیتا ہوں۔ اور عمر رضی سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ آخر شب میں تو آپؐ نے ابوبکر رضی کے لئے فرمایا کہ انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا احتیاط کی بناء پر اور عمر رضی کے لئے فرمایا کہ انھوں نے یہ اختیار کیا قوّت کی بناء پر، اس کو ابوداؤد رح اور مالک رح نے روایت کیا اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔ اور حضرت صدّیق رضی کی

www.kitabghar.org

اللّٰهُمَّ ارنی الحقّ حقًّا وارزقنی اتباعہ وارنی
الباطل باطلاً وارزقنی اجتنابہ ولا
تجعل مشتبھًا علیّ فاتّبع الھوٰی کذا فی
الاحیاء۔ واز کفّ اللسان وے کان
ابوبکر یضع حصاۃً فی فمہ لیمنع بھا
نفسہ من الکلام کذا فی الاحیاء ودخل
عمر علٰی ابوبکر وھو یجبذ لسانہ (مقلوب یجذب) فقال لہ
مہ (الکف عن الشیء) غفر اللہ لک فقال ابوبکر ھٰذا
اوردنی الموارد اخرجہ مالک در احیاء
اینجا قصہ عجیبہ ذکر کردہ است رُؤی ابوبکر
الصدیق فی النوم فقیل لہ انّک کنت
تقول فی لسانک ھٰذا الذی اوردنی
الموارد فما فعل اللہ بک فقال قلت
لا الٰہ الا اللہ فاوردنی الجنۃ و از
تواضع وے رضی اللہ عنہ آنست کہ چوں یزید
ابن ابی سفیان را امیر چہار یک شام ساخت
پیادہ بمشایعت او برآمد یزید بن ابی سفیان
گفت امّا ان ترکب واما ان انزل فقال
ابوبکر ما انت بنازل وما انا براکب
احتسبت خُطای ھٰذہ فی سبیل اللہ
اخرجہ مالک واز شفقت او بر خلق اللہ
و تخلی از حظوظ نفس خود
قال ابوبکر لو اخذتُ شارباً
احبّ ان یسترہ اللہ ولو اخذتُ
سارقاً احبّ ان یسترہ اللہ

یہ دعا تھی اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الْحَقَّ الخ اے اللہ! مجھے حق کا حق ہونا دکھا دیجئے اور
مجھے اُس کے اتباع کی توفیق بخشدیجئے اور مجھے باطل کا باطل
ہونا دکھا دیجئے اور اس سے بچنے کی توفیق بخشدیجئے اور حق کو
مجھ پر مشتبہ نہ کیجئے کہ میں خواہشِ نفسانی کا اتباع کرنے لگوں،
احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور زبان کو روکے رکھنا اس درجہ
تھا کہ ابوبکرؓ اپنے مُنہ میں سنگریزہ رکھ لیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ
سے اپنے نفس کو کلام سے روکیں، احیاء العلوم میں ایسا ہی ہے۔ اور
عمرؓ پہنچے ابوبکرؓ کے پاس اور وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمرؓ
نے کہا کہ اللہ آپ کو معاف کرے اس سے رُک جاؤ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ
اسی نے تو مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا، اس کو مالکؒ نے روایت
کیا۔ احیاء العلوم میں اس موقع پر ایک عجیب قصہ بیان کیا ہے:
(کسی بزرگ کو) ابوبکر صدیقؓ خواب میں دکھائے گئے تو ان
سے کہا گیا کہ آپ اپنی زبان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ وہ
ہے جس نے مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا۔ تو اللہ نے آپ
کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو فرمایا کہ میں نے کہا لا الٰہ الا اللہ تو
اس نے جنت میں داخل کر دیا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع کا
یہ حال ہے کہ جب آپ نے یزید بن ابی سفیان کو چوتھائی حصہ شام کا امیر
بنایا تو ان کی مشایعت یعنی ساتھ ساتھ چلنے کے لئے پیدل (شہر سے)
باہر نکل آئے۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا یا تو آپ سوار ہو جائیں اور
یا میں نیچے اُتروں تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہ آپ اتریں اور نہ میں سوار
ہوں۔ میں تو بہ نیت عبادت اپنے یہ قدم اللہ کے راستہ میں اُٹھا
رہا ہوں، اس کو امام مالکؒ نے روایت کیا۔ اور خلق اللہ پر آپ کی
شفقت اور لذاتِ نفس سے خالی ہونے کا حال اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اگر میں کسی شراب پینے والے کو پکڑتا ہوں (یعنی اقدام کرتا ہوں)
تو چاہتا ہوں کہ خدا اُس کی پردہ پوشی کرے اور اگر کسی سارق

www.kitabghar.org

كذا فى الاحياء و واز رضا ر او آنکه روزے پیش آنحضرتؐ آمد و با آنحضرتؐ جبرئیلؑ نشستہ بود فقال جبرئیل یا محمد مالی اری ابابکر علیه عباءةٌ قد خللها فی صدره فقال یا جبرئیل انفق ماله علیّ قبل الفتح قال فانّ الله تعالیٰ یقرأ علیه السلام و یقول قُل له أراضٍ انتَ عنّی فی فقرك هذا ام ساخطٌ فقال ابو بکر أ أسخط علی ربّی انا عن ربّی راضٍ انا عن ربّی راضٍ انا عن ربّی راضٍ اخرجه الواحدی والبغوی بسندٍ غریبٍ جدًّا

واز نفی ارادہ او واللہ ما كنتُ حريصًا على الامارة قطّ ولا طلبتُها من الله سرًّا و علانيةً اخرجه جماعةٌ

واز زہد وے رضی اللہ عنہ عن رافع ابن ابی رافع قال رافقتُ ابابكر وكان له كساءٌ فدكيٌّ يخلّه عليه اذا ركب ونلبسه انا وهو اذا انزلنا وهو الكساء الذی عيّرته به هوازن فقالوا أذا الخلال نبايع بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجه ابن ابی شيبة

(چغہ) کو پکڑتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ خدا اس کی پردہ پوشی کرے، احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور آپ کی رضا (یعنی راضی برضاء الٰہی ہونے) کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دن آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے اور آپؐ کے پاس جبرئیلؑ بیٹھے ہوتے تھے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ اے محمدؐ! کیا بات ہے میں ابوبکرؓ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایسا چوغہ پہنے ہوتے ہے جس کو اپنے سینہ پر اس نے کانٹوں سے جوڑ رکھا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ! اس نے مجھ پر فتح سے قبل اپنا سب مال خرچ کر دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سلام بھیج رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے پوچھو کہ کیا تُو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے تو ابوبکرؓ نے کہا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ اس کو واحدی اور بغوی نے روایت کیا بہت غریب سند کے ساتھ۔

اور آپ کے نفی ارادہ[ع] کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ (آپ نے فرمایا) کہ میں امارت کا حریص کبھی نہیں ہوا اور نہ میں نے اس کو کبھی اللہ سے پوشیدہ یا کھلے طور پر مانگا، اس کی روایت ایک جماعت نے کی۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے زہد کا یہ قصہ ہے۔ رافع بن ابی رافعؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں ابوبکرؓ کا رفیق رہا ہوں اور ان کے پاس ایک فدکی کپڑا تھا جس (کے سروں کو) کانٹوں سے جوڑ کر اوڑھ لیا کرتے تھے جب سوار ہوتے تھے اور میں اور وہ دونوں اس کو پہنتے رہتے تھے جب اُترتے تھے۔ اور یہی وہ کپڑا تھا جس سے ہوازن والوں نے اُن پر عیب لگایا تھا اور کہا تھا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم ذوالخلال (کانٹوں والے) سے بیعت کریں گے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

[ع] طالب خدا کا ایک بلند حال یہ ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ فنا ہو جاتا ہے ارادۂ حق میں۔ یہ حال بھی صدیق اکبرؓ میں موجود تھا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وقال ابوبکر عندَ موته خذوا هٰذا الثوبَ لثوبٍ عليه أصابه مِشق او زعفران فاغسلوه ثمّ كَفِّنُوني مع ثوبين اُخرين قالت عائشةُ وما هٰذا فقال ابو بكرٍ الحيّ احوج الى الجديد من الميّت وانما هٰذا للمُهلَة اخرجه مالك. واز خوفِ وے رضی اللہ عنہ عن الضحاك قال رأى ابوبكرٍ طيرًا واقعًا على شجرةٍ فقال طوبٰى لك يا طيرُ والله انّي لوددتُ انّي مثلُك تقع على الشجر و تأكلُ من الثمر ثم تطير وليس عليك حسابٌ ولا عذابٌ والله لَوَدِدْتُ انّي كنتُ شجرةً الى جانب الطريق فمرّ علىَّ جملٌ فاخذني فادخلني فاه ولاكني ثم ازدرَدَني ثم اخرجني بَعرًا ولم اكن بشرًا اخرجه ابن ابی شيبة. واز عبرتِ وے رضی اللہ عنہ عن ميمون قال اُتى ابوبكرٍ وافر الجناحين فقال ما صِيدَ من صيدٍ ولا عُضِدَ من شجرٍ الا بما ضَيَّعَت من التسبيح اخرجه ابن ابی شيبة. واز تبری او رضی اللہ عنہ از عُجب چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود من جرّ ثوبه خُيَلاءَ لم ينظرِ اللهُ اليه يومَ القيامة فقالَ ابوبكرٍ انّ احدَ شِقّي ثوبي يسترخي الّا ان اَتعاهَدَ ذٰلك منه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لستَ تصنعُ ذٰلك خُيَلاءَ اخرجه البخاریّ

اور ابو بکرؓ نے اپنی موت کے قریب فرمایا کہ یہ کپڑا اُتار لو۔ کہ وہ ایسا کپڑا تھا جس پر گل سُرخ یا زعفران کا اثر تھا۔ اور اس کو دھو لینا۔ پھر اس کے ساتھ دوسرے دُو کپڑے شامل کر کے مجھے کفنا دینا۔ عائشہؓ نے کہا کہ اور یہ ہے کیسا! (یعنی پُرانا کپڑا اس کو کفن میں کیا استعمال کیا جاتے ؟) تو ابو بکرؓ نے کہا کہ زندہ زیادہ حاجتمند ہے نئے کپڑے کا بہ نسبت میّت کے کہ وہ (میّت کے کپڑے) بدن کی رطوبت کے لئے ہیں، اس کو مالکؒ نے روایت کیا۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خوف کا یہ قصّہ ہے۔ مروی ہے ضحاکؒ سے بیان کیا کہ ابو بکرؓ نے ایک پرندے کو دیکھا جو ایک درخت پر آ کر گرا تو آپ کہنے لگے کہ اے پرندے تجھے مبارکباد! واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔ تُو درخت پر آ گرتا ہے اس کے پھل میں سے کھاتا ہے۔ پھر اُڑ جاتا ہے اور تیرے اُوپر کوئی حساب ہے نہ عذاب۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب میں کھڑا ہوا ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے مُنہ میں داخل کرتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا پھر مینگنی بنا کر مجھے خارج کر دیتا اور میں بشر نہ ہوتا۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی عبرت کا یہ واقعہ ہے۔ مروی ہے میمون سے کہ ابو بکرؓ کے سامنے (ایک پرندہ) وافر الجناحین لایا گیا۔ تو آپؓ نے کہا کہ جب کوئی شکار (جانور) شکار کیا جاتا ہے یا کسی درخت کی کوئی شاخ کاٹی جاتی ہے تو اس وجہ سے کہ وہ اپنی تسبیح کو ضائع کر دیتا ہے، اس کو ابنِ ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور عُجب سے آپؓ کے مُبرّا ہونے کا شاہد یہ واقعہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے کپڑے کو کھینچا فخر و نمود کے ساتھ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وفی لفظ ابی داؤد انّ اللہ نزع
الخُیَلَاءَ منک واز بکاء او رضی اللہ عنہ
قول عائشۃ وکان ابوبکر رجلًا
بکّاءً اذا قرء القرآن
لا یملک عَیْنَیْہ اخرجہ
البخاریؒ فی قِصّۃ طویلۃ
وقال ابراہیم النخعی کان ابوبکر
سمّی الاوّاہ رافۃً ورحمۃً واز نفعِ
او خلق اللہ را مکتوب فی الکتاب الاوّل
مثل ابی بکر مثل القطر اینما وقع
نفع کلا ھما مذکور فی الصّواعق
واز ترک سوالِ او عن ابن ابی مُلیکۃ
قال کان ربما سقط الخطام (مہار ۱۲)
من ید ابی بکر الصّدیق قال فیضرب
بذراع ناقتہ فینیخھا فیاخذہ قال
فقالوا لہ افلا امرتنا نُنَاوِلُکَہٗ
فقال انّ حبیبی صلے اللہ علیہ وسلم
اَمَرنی ان لا اَسْأَلَ النّاس شیئًا
رواہ احمد واز صدق نیتِ او عن ابی
قتادۃ ان النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قال
لابی بکر مررتُ بک وانت تقرأُ وانتَ
تَخْفِضُ من صوتِک فقال انی اسْمَعْتُ من
ناجیتُ الحدیث اخرجہ الترمذیؒ
اینست آنچہ احوال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
حافظۂ بندۂ ضعیف درحالتِ راہنہ کفایت نمود
(موجودہ ۱۲)

کہاکہ میرے کپڑے کا ایک پلّا لٹک جایا کرتا ہے۔ اب میں اس سے بچنے کا اہتمام رکھوں گا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یقیناً ایسا ازراہ فخر و نمود نہیں کرتے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ نے تجھ میں سے خُیَلاء یعنی فخر و نمود کو نکال دیا ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کا گریہ ثابت ہے قول عائشہ رضؓ سے کہ ابوبکر رضؓ ایک بہت رونے والے شخص تھے جب قرآن کی قرارت کیا کرتے تھے تو اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھتے تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ایک طویل قصّہ میں اور ابراہیم نخعیؒ نے کہاکہ ابوبکر رضؓ کا لقب اوّاہ پڑ گیا ان کی شفقت و رحم دلی کی بنا پر۔ اور خلق خدا کو ان سے نفع کے بارے میں الکتاب الاوّل میں لکھا ہے کہ ابوبکر رضؓ کی مثال بارش کی بوند کی مانند ہے جہاں گرے نفع پہنچائے، دونوں روایتیں "صواعق" میں مذکور ہیں۔ اور آپؓ کا ترکِ سوال اس روایت سے۔ مروی ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ بسا اوقات ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ سے اُونٹ کی مُہار چھوٹ کر گر جاتی تو اپنی ناقہ کے ذراع پر ہاتھ مارکر اس کو بٹھاتے اور مُہار کو اُٹھاتے۔ راوی نے ذکر کیاکہ لوگوں نے اُن سے کہاکہ آپؓ نے ہمیں کیوں نہ حکم دیا ہم اُٹھاکر آپ کو دیدیتے۔ تو فرمایاکہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور ان کے صدقِ نیت کا حال یہ ہے۔ مروی ہے قتادہ رضؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضؓ سے فرمایاکہ میرا گزر تمہاری طرف ہوا اور تم قرارت کر رہے تھے اور تم اپنی آواز پست رکھتے ہو۔ تو فرمایاکہ میں اس کی طرف کان لگائے رکھتا ہوں جس سے سرگوشی کرتا ہوں، آخر حدیث تک۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ جو کچھ احوال حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا اس بندۂ ضعیف کا حافظہ اس موجودہ حالت میں

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

والقلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تنبئ عن البحر الکبیر اما تحمل وے رضی اللہ عنہ اعبار نشر قرآنِ عظیم راپس بچند وجہ واقع شد یکے آنکہ در وقتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جملہ کاتبانِ وحی بود فی الاستیعاب وممن کتب الوحی ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ دیگر آنکہ جمع کردہ بود قرآن رایعنی حفظ کردہ بود تمام آں را امام نوویؒ در تہذیب باں تصریح کردہ وایں معنی را شاہد یست قوی وآں آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر کرد بامامتِ صدیقؓ حالانکہ در شریعت مقرر شد لیؤمکم اقرء کم و فی لفظ اکثرکم قرآناً و شاہدے دیگر آنکہ در واقعہ ہوش رُبا جانکاہ انتقال سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اکثر صحابہؓ در محفوظاتِ خود ذہول ورزیدہ بودند وَمَا مُحَمَّدٌ و اِنَّكَ مَيِّتٌ تلاوت فرمود و مردم باجمعہم از وے تلقی آں کردند ایں دلالت دارد بر قوتِ حافظۂ او وکذا علمہ بالانساب وتواریخ العرب وروایۃ الحدیث دفن الانبیاء فی ذلك الوقتِ الفظیع وشاہدے دیگر است کہ حضرت صدیقؓ سورتہائے طویلہ در نمازے خواند مثل سورۃ بقرہ وایں صریح دلالت میکند بر حفظ جمیع کتاب واگر فرض کنیم کہ وے رضی اللہ عنہ تمام قرآن یاد نداشتہ باشد

کفایت کر سکا ہے وہ یہ ہے اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلّو خبر دیدیتی ہے بڑے دریا کی۔ اب سُنیئے حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ کے نشر قرآنِ عظیم کے بار کے تحمّل کا حال تو یہ چند صورتوں سے واقع ہوا۔ ایک[1] یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ بھی وحی کے کاتبوں میں سے تھے۔ استیعاب میں ہے اور جن لوگوں نے وحی کی کتابت کی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ تھے۔ دوسری[2] یہ کہ انھوں نے قرآن کو جمع کیا تھا یعنی تمام قرآن کو حفظ کیا تھا۔ امام نوویؒ نے تہذیب میں اس کی تصریح کی ہے اور اس معنی کا ایک قوی شاہد ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامتِ صدیقؓ کا حکم دیا اور اس قاعدہ کو شریعت میں مقرر کیا گیا ہے لیؤمکم اقرأکم الخ یعنی تمھاری امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم میں بکثرت قرآن پڑھنے والا ہو۔ اور ایک شاہد اور بھی ہے کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ ہوش رُبا، جانکاہ (انتقال) کے وقت جب کہ اکثر صحابہؓ جو کچھ ان کے حافظہ میں تھا وہ سب کھوتے ہوئے تھے آپؓ نے وَمَا مُحَمَّدٌ اور اِنَّكَ مَيِّتٌ کی تلاوت فرمائی اور سب کے سب لوگوں نے یہ آیات آپ سے لیں[ع]۔ اور یہ واقعہ دلالت رکھتا ہے آپ کی قوتِ حافظہ پر اور ایسا ہی ان کا علم انساب اور تواریخ عرب کے متعلق اور روایتِ حدیث دفن انبیاءؑ کے متعلق ایسے شدید وقت میں۔ اور ایک شاہد اور ہے کہ حضرتِ صدیقؓ نماز میں طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے مثل سورۂ بقرہ کے اور یہ صریح دلالت کرتا ہے تمام کتاب اللہ کے حفظ پر۔ اور اگر ہم فرض کرلیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا قرآن حفظ نہیں تھا اس سے آپؓ کے اجتہاد

ع یعنی یہ آیات اذہان سے گویا محو ہو چکی تھیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلاوت کے بعد ہی سب کو یاد آئیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

در صحتِ اجتہادِ او قدح نیکند زیراکہ حفظِ قرآن عن ظہر القلب شرطِ اجتہاد نیست سوم آنکہ اوّل کسیکہ سعی کرد در جمع قرآن بین اللوحین صدیقِ اکبرؓ بود کہ بالتماس فاروقِ اعظمؓ اہتمام ایں امرِ عظیم فرمود و ثمرہ سعی او ظاہر شد کہ بسببِ آں قرآن در مشرق و مغرب شائع گشت چہارم آنکہ در بعض مواضع مشکلہ حل اشکال فرمود و ایں وجہ در خُطب حضرت صدیقؓ مبیّن خواہد شد اما تحمّلِ وے رضی اللہ عنہ نشرِ علم حدیث را بچندیں وجہ بودہ است یکے آنکہ استمطارِ علم کردہ است از منبع العلم قال لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علّمنی دُعاءً اَدعوبہٖ فی صلوٰتی قال قل اللّٰھم انّی ظلمتُ نفسی ظُلماً کثیراً ولا یغفر الذّنوب الّا انت فاغفِر لی مغفرۃً من عندک و ارحمنی انک انت الغفورُ الرحیم اخرجہ احمد و ابو یعلےٰ وغیرھما وعن ابی ھریرۃ قال قال ابو بکر یا رسول اللہ مُرنی بشیءٍ اقولہ اذا اَصبحتُ واذا اَمسیتُ قال قل اللّٰھم عالم الغیبِ والشھادۃِ فاطرَ السّمٰوٰت والارض ربَّ کل شیءٍ وملیکہ اشھدُ ان لا الٰہ الّا انتَ اعوذُ بک من شرّ نفسی

کی صحت میں کوئی نقص نہیں واقع ہوتا کیونکہ لوحِ قلب میں قرآن حفظ کرنا اجتہاد کی شرط نہیں ہے۔ تیسری یہ کہ سب سے پہلے قرآن کو دو لوح (یعنی دو گتّوں) کے درمیان جمع کرنے کی جس نے کوشش کی وہ صدیقِ اکبرؓ تھے جنھوں نے فاروقِ اعظمؓ کے التماس سے یہ عظیم کام کیا۔ اور آپ کی کوشش کا نتیجہ ظاہر ہو گیا کہ اس کے سبب سے قرآن مشرق اور مغرب میں شائع ہو گیا۔ چوتھی یہ کہ بعض مشکل مواقع میں آپ نے اشکال حل فرمائے اور یہ بات حضرت صدیقؓ کے خطبات میں خوب واضح ہو جائے گی۔ اب لیجئے آپ کا اشاعت علمِ حدیث کے بار کا تحمّل تو وہ چند صورتوں کے ساتھ ہوا ہے۔ ایک یہ کہ آپ نے فیضانِ علم لینے کی کوشش براہِ راست منبعِ علم سے کی ہے۔ آپؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسے کلمات دُعاء سکھا دیجئے جن سے میں اپنی نماز میں دعاء کیا کروں۔ فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ اِنّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ (ترجمہ: یا اللہ میں نے تو (گناہوں کا مرتکب ہو کر) اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو آپؐ کے سوا کوئی نہیں بخشتا آپ اپنی طرف سے درگزر فرماتے ہوئے میرے گناہ بخش دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں بیشک آپ ہی بہت مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں)، اس کو احمد اور ابو یعلےٰ وغیرہما نے روایت کیا۔ مروی ہے ابو ہریرہؓ سے، کہا کہ ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے ایسی چیز بتا دیجئے جس کو میں روزانہ جب صبح اور شام آیا کرے تو پڑھ لیا کروں۔ فرمایا کہ کہو اَللّٰھُمَّ عالم الغیب والشّھادَۃِ الخ یا اللہ! ہر غائب اور حاضر کا علم رکھنے والے، آسمانوں اور

عہ کس خوبی کے ساتھ عیسائیت کے اعتقادِ باطل سے بچایا گیا ہے کہ جو گناہ کرو پادری صاحب سے کہدو وہ معافی دیدیں گے تو گناہ سے پاک ہو گئے ۱۲
اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

ومن شر الشيطان وشركه قال
قله اذا اصبحت واذا امسيت و
اذا اخذت مضجعك اخرجه
الترمذى ق وعن ابى بكر الصديق
قال كنت عند رسول الله صلى
الله عليه وسلم فانزلت هذه الأية
مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ه
فقال النبى صلى الله عليه وسلم يا ابا بكر
الا اقرئك اية انزلت على
قلت بلى يا رسول الله فاقرانيها
فلا اعلم الا انى وجدت انقصاما
فى ظهرى حتى تمطأت لها فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اما
انت يا ابا بكر واصحابك
المؤمنون فيجزون بذلك
فى الدنيا حتى تلقوا الله
وليست لكم ذنوب
واما الأخرون فيجمع
ذلك لهم حتى يجزوا يوم
القيمة اخرجه ابو يعلى
عن حذيفة عن ابى بكر
اما حضر ذلك حذيفة
من النبى صلى الله عليه
وسلم واما اخبره

زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے پروردگار اور پوری ملکیت رکھنے والے! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اُس کے شرک سے (جس کی اس کو اجازت بخشی گئی ہے وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ الخ فرما کر (۱۷: ۶۴) کہ تو اُن کے اموال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا) فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کرو جب تم پر صبح آئے اور جب شام آئے اور جب تم اپنے آرام کی جگہ (یعنی بستر پر سونے کے لئے) پہنچ جاؤ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابو بکر صدیق رض سے کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا الخ (۴: ۱۲۳) جو شخص کوئی بُرا کام کرے گا وہ اُس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار ملے گا" تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر رض! کیا میں تم کو وہ آیت نہ پڑھاؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے؟ میں نے کہا بیشک یا رسول اللہ! تو یہ آیت مجھے پڑھائی۔ تو میں نہیں جانتا بجز اس کے کہ میں نے اپنی کمر میں ہڈی پھوٹتی محسوس کی یہاں تک کہ اُس کی وجہ سے انگڑائی لی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گھبراؤ نہیں) اے ابو بکر رض! تم اور تمہارے ساتھی مومنین کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائے گا (جسمانی تکالیف اور مالی نقصانات وغیرہ پہنچا کر) یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسی حالت میں ملو گے کہ تم پر گناہ نہیں ہوں گے۔ رہے دوسرے لوگ تو اُن کے یہ گناہ جمع ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کو قیامت کے دن اُن کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ مروی ہے حذیفہ رض سے وہ روایت کرتے ہیں ابو بکر رض سے یا اس موقع پر حذیفہ رض خود ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے

ابو بکر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قال الشرک فیکم اخفٰی من دبیب
النمل قال قلت یارسول اللہ وھل الشرک
الا ما عبد من دون اللہ قال ثکلتک
امک یا صدیق الشرک فیکم اخفٰی من
دبیب النمل الا اخبرک بقول یذھب
صغیرہ وکبیرہ قال قلت بلٰی یارسول
اللہ قال تقول کل یوم ثلث مرات
اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک
وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم
والشرک ان تقول اعطانی اللہ وفلان
والند ان یقول الانسان لولا فلان
لقتلنی فلان اخرجہ ابو یعلی بسند غریب
دوم آنکہ نزدیک بصد و پنجاہ حدیث از
مرویات او در دست محدثین باقیماندہ است
وایں معنی نسبت صحبت دائمہ حضرت صدیق رض
وکثرت حضور او در مشاہد خیر قلیل است بہ
بسیارے لیکن دو سہ سبب از کثرت روایت باز
داشت سببے کہ راجع بحال حضرت صدیقؓ است
وآں آنست کہ وی رضی اللہ عنہ بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم دو سال و چند ماہ در قید حیات
بود ومشغول ماند بقتال مرتدین و مانعان زکوٰۃ
باز بہ تجہیز جیوش برائے جہاد فارس وروم اگر ایں
را شاہدے صریح میخواہی تامل کن در حال جمعے
از فضلاء صحابہ رض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور یا اُن کو ابو بکرؓ نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تم میں زیادہ پوشیدہ (آتا) ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ اور شرک یہی تو ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کیجائے۔ فرمایا کہ تجھے تیری ماں روئے اے صدیقؓ! (شرک اتنی ہی بات میں محدود نہیں وہ) تم میں زیادہ پوشیدہ آتا ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ کیا میں تم کو ایسا کلام نہ بتادوں جو اس کے چھوٹے اور بڑے دونوں کو زائل کردے۔ میں نے کہا ضرور یارسول اللہ فرمایا کہ ہر دن میں تین مرتبہ یہ کہا کرو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ الخ یعنی اے اللہ میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں آپ کے ساتھ شرک کروں اور میں (اُس کے شرک ہونے کو) جانتا بھی ہوں اور آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اُس سے جو (میں کر گزرا اور) میں نہیں جانتا تھا۔ اور "شرک" یہ ہے کہ تو یوں کہے کہ (فلاں شے) مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے عطا کی اور "ند" یہ ہے کہ انسان یوں کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں شخص مجھے قتل کردیتا، اس کو ابو یعلیٰ نے بسند غریب روایت کیا۔ دوسری یہ کہ ڈیڑھ سو احادیث کے قریب انکی مرویات محدثین کے ہاتھوں میں باقی رہ گئی ہیں اور یہ مقدار حضرت صدیقؓ کی دائمی صحبت اور خیر کے مواقع پر ان کے بکثرت حاضر ہونے کے لحاظ سے بہت ہی قلیل ہے۔ لیکن دو تین سببنے اُن کو کثرت روایت سے باز رکھا۔ ایک سبب تو ایسا ہے جو راجع ہے حضرت صدیق رض کے حال کی طرف اور وہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو سال اور چند مہینے بقید حیات رہے اور مشغول رہے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنے میں اور جہاد فارس و روم کے لئے لشکروں کی تیاری میں۔ اگر تم اس کا کوئی شاہد صریح چاہتے ہو تو تامل کرو فضلاء صحابہ رض کی ایک جماعت کے حال میں کہ جن کی تعظیم شان آنحضرت

www.kitabghar.org

تنویہ شانِ ایشاں باعلمیت فرمودہ چوں مدّتِ دراز باقی نماندند از ایشاں روایتِ حدیث چندانے در دستِ محدّثین نماند مثل معاذ بن جبل ؓ دیگر سببے حاصل درسامعانِ حدیث از وے وآں آنست کہ حاضرانِ مجلسِ حضرت صدیقؓ غالباً صحابہؓ بودند و محتاج نشدند در بسیارے از احادیث بتوسیط وے بلکہ اکثر آں احادیث از زبانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شنیدہ بودند وہنوز مُخضَرمین وارد نشدہ بودند الاّ قلیلے مثل قیس بن ابی حازمؒ سوم سببے در تقلیلِ روایت وآں قلّت وقائع است وآنچہ بسبب وقائع بیان کردہ است اکثر در خُطب امّا مرفوعاً واما موقوفاً مع ہٰذا احادیث وے چند طبقہ است بعض صحیح مثل حدیثِ مقادیرِ زکوٰۃ کہ بخاری آں را نقل کرد واو اصحّ احادیث زکوٰۃ است ومعمول بہ ومعتمد علیہ وحدیث ہجرت وآں را حدیث الرّحل گویند وحدیث نحن معاشر الانبیاء لا نَرِث ولا نورث اخرج احمد عن عبد الرزّاق قال اھل مکّۃ یقولون اخذ ابن جریج الصّلوٰۃ من عطاءٍ واخذھا عطاءٌ من ابن الزبیر واخذھا ابن الزبیر من ابی بکرٍ واخذھا ابوبکرٍ من النبّی صلے اللّٰہ علیہ وسلم

صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلمیت کے ساتھ فرمائی (کہ ان کو "بڑا عالم" فرمایا) جب وہ مدّت دراز تک باقی نہ رہے تو اُن سے جو حدیث روایت ہوئیں وہ بھی محدّثین کے ہاتھوں میں اتنی باقی نہ رہیں (کہ معتد بہ کہا جاسکے) جیسے معاذ بن جبلؓ (ان کا انتقال ۱۸ھ میں ہوا) دوسرا سبب ایسا ہے جو اُن سے حدیث سُننے والوں کی جانب سے آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر صحابہؓ ہوتے تھے اور وہ بہت سی احادیث میں آپ کے واسطۂ روایت کے محتاج نہ تھے بلکہ ان میں سے اکثر احادیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خود سُنے ہوئے تھے اور ابھی تک مُخضَرمیْن وارد نہیں ہوتے تھے مگر بہت کم مثل قیس بن ابی حازم کے۔ تیسرا ایک خاص سبب ہے قلّت روایت کا اور وہ ہے وقائع کی قلّت اور جو کچھ آپ نے وقائع کے سبب سے بیان کیا ہے وہ اکثر خطبات میں مذکور ہے بطریق مرفوع یا بطریق موقوف۔ اس کے باوجود ان کی احادیث کئی طبقہ کی ہیں بعض صحیح ہیں جیسی مقادیر زکوٰۃ کی حدیث کہ بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور وہ احادیث زکوٰۃ میں سب سے زیادہ صحیح ہے اور معمول بہ اور معتمد علیہ اور ہجرت کی حدیث جس کو حدیث الرحل کہتے ہیں اور حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ یعنی ہم انبیاء کے گروہ (کا یہ حکم ہے) کہ ہم کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔" احمدؒ نے روایت کی عبدالرزاقؒ سے انھوں نے کہا کہ اہل مکہ کہتے ہیں کہ ابن جُریجؒ نے نماز سیکھی ہے عطاءؒ سے اور عطاءؒ نے اس کو لیا ابن الزبیرؓ سے اور ابن الزبیرؓ نے اس کو لیا ہے ابوبکرؓ سے اور ابوبکرؓ نے اس کو لیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

عہ محدثین کی اصطلاح میں مخضرمین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپؐ سے ملاقات نہیں کرسکے۔ ایسے راوی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ کسی صحابی کے واسطہ سے ہوتی ہے اور شعراء میں وہ شاعر مخضرمی کہے جاتے ہیں جنھوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا اور اسلام کا بھی ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

ما رأیتُ احداً احسنَ صلوٰۃً من ابن جریج
انچہ الحال درکتب سُنن در صفتِ صلوٰۃ بطریقِ اہل
مکہ مذکور میشود ماخوذ ازیں جہت است و بعض حَسَن
مثل حدیث سَلُوا اللّٰہَ العافیۃ و حدیث لا
یدخل الجنۃ سیئُ الملکۃ و حدیث مَا اَصَرَّ
من استغفر و حدیث صلوٰۃ الاستغفار۔
و نوع سوم احادیثے کہ مشہور است بین الناس
بروایتِ اصحاب دیگر و غریب است بروایتِ حضرت
صدیق رض و اکثر آں احادیث مرداں را بروایتِ
آں حدیث جری ساختہ است و حامل روایتِ آں
گشتہ مثل حدیث اثباتِ قدر بروایتِ عبدالرحمٰن
ابن ابی بکر عن ابیہ و حدیث الذہبُ بالذہب آہ
بروایتِ ابی رافع و حدیث مَن کذَبَ علیّ
متعمّداً و حدیث اتّقوا النار و لو بشقّ تمرۃ
و حدیث ما بین منبری و بیتی روضۃٌ من ریاض
الجنۃ و حدیث شفاعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم و حدیث خروج بعضِ اہلِ النّار من النّار
بشفاعۃ الشّہداء وغیرہم و حدیث مغفرۃ مَن
کان یُسامحُ فے البیع و حدیث مَن اَوصٰے
باحراقِ نفسہٖ خوفاً من اللہ تعالےٰ و حدیث
ان المیّت یُعذّب ببکاء الحیّ علیہ
و حدیث یدخل الجنۃ سبعون الفاً بلا حساب
و حدیث رجم ماعز اسلمی و حدیث السّواکُ
مُطہرۃٌ للفم و حدیث الائمۃ من قریش
وشیٔ کثیر من ھٰذا الجنس روی ہذہ

میں نے کسی کو ابنِ جُریج سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا
اب جو کچھ کُتبِ سُنن میں صفتِ صلوٰۃ بطریقِ اہلِ مکہ ذکر کی جاتی
ہے وہ سب اسی جہت سے ماخوذ ہے۔ اور بعض حَسَن ہیں
جیسے حدیث سَلُوا اللہ العافیۃ (اللہ سے عافیت مانگو) اور حدیث
لا یدخل الخ یعنی بُرے ملکات کا شخص جنّت میں نہ داخل ہوگا۔ اور
حدیث ما اصر من استغفر اور صلوٰۃ الاستغفار کی حدیث اور تیسری
قسم وہ احادیث ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں دوسرے اصحاب رض
کی روایت سے اور غریب ہیں صدیقِ اکبر رض کی روایت سے اور ایسے
لوگوں کی اکثر احادیث کو اُن احادیث کی روایت کے ساتھ چالو
کر دیا اور وہ اس روایت کے حامل ہو گئے جیسے اثباتِ قدر کی
حدیث بروایتِ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رض جو اپنے باپ ابوبکر رض سے روایت
کرتے ہیں اور حدیث الذہب بالذہب الخ ابو رافع رض کی روایت
سے اور حدیث مَن کذب علیّ متعمّداً اور حدیث اتّقوا
النّار الخ یعنی آگ سے بچاؤ کرو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے سے ہو۔
اور حدیث ما بین منبری الخ یعنی میرے منبر اور میرے گھر کے
درمیان ایک باغیچہ ہے جنّت کے باغیچوں میں سے۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی حدیث اور وہ حدیث جس میں
بعض اہلِ نار کا شہداء وغیرہم کی شفاعت سے نکلے جانے کا ذکر
ہے اور اس شخص کی مغفرت والی حدیث جو بیع میں بے احتیاطی کرتا تھا
اور وہ حدیث جس میں ایک شخص کی وصیّت کا ذکر ہے جو اُس نے
اللہ کے خوف سے اپنے جسم کو پھونک دینے کے لئے کی تھی۔ اور یہ
حدیث کہ مُردہ کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر زندہ کے گریہ وبکا سے
اور یہ حدیث کہ جنت میں ستّر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل
ہوں گے اور ماعز اسلمی کو سنگسار کئے جانے کی حدیث اور یہ حدیث
کہ مسواک مُنہ کو پاکیزہ کرنے والی ہے۔ اور الائمۃ من قریش

www.kitabghar.org

الاحادیث کلہا احمد و ابو یعلی فی مسندیہما
و اخرج الدارمی عن قیس بن ابی حازم عن ابی بکر
حدیث کفرٌ باللہ انتفاءٌ من النسب چوں ایں ہمہ
مباحث گفتہ شد الحال باید دانست کہ بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر معضلہ کہ پیش
آمد صدیقِ اکبرؓ آں را حل کرد و مسلمین را از حیرت
و تردد خلاص ساخت ایں معنے مکرر واقع شد
تا آنکہ تقدم وے رضی اللہ عنہ در علم و تربیتِ او
رعیتِ خود را بر منہاج تربیتِ انبیاءؑ روشن
گشت و شبہ نماند۔ از انجملہ آنست کہ چوں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از عالم دنیا برفیقِ
اعلیٰ انتقال فرمود تشویشہاء بیشمار بخاطرِ مردم
راہ یافت ظنِّ بعضے آنکہ ایں موت نیست
حالتے است کہ عند الوحی پیش می آید و گمانِ بعضے
آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت است و طائفہ کہ
نفاق پیشہ بودند عزم برہم زدنِ دین دریں فترت
مصمم ساختند صدیقِ اکبرؓ اولِ حال نزدیک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفت و چادر از روئے
مبارک برداشت و بوسہ بر پیشانیِ مبارک
داد و تحقق موت بیقین دانست و بکلماتِ
جان فرسا وانبیاہ واخلیلاہ واصفیاہ
متکلم شد انگاہ بمسجد درآمد و خطبہ بلیغہ
برخواند عن ابن عمر قال لما قبض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان ابوبکر فی ناحیۃ المدینۃ
فجاء فدخل علی رسول اللہ صلی اللہ

والی حدیث۔ اور اس جنس کی بہت سی چیزیں ہیں۔ ان سب احادیث کو احمد اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور دارمی نے روایت کیا ہے قیس بن ابی حازم سے وہ ابو بکرؓ سے یہ حدیث کہ نسب کی نفی کرنا اللہ کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ جب یہ مباحث بیان ہو چکے تو اب جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیقِ اکبرؓ نے اس کو حل کر کے مسلمانوں کو حیرت اور تردّد سے رہا کیا۔ ایسی باتیں بار بار واقع ہوئی ہیں یہاں تک کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا علم میں اور اپنی رعیت کی تربیت میں تربیتِ انبیاءؑ کے طریق پر سب سے آگے ہونا روشن ہو گیا اور اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔
ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ دنیا سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو لوگوں کے لئے بیشمار تشویشیں پیدا ہو گئی تھیں، بعض کا گمان یہ تھا کہ یہ موت نہیں ہے بلکہ یہ اس قسم کی حالت ہے جو وحی کے وقت پیش آتی ہے اور بعض کا گمان یہ تھا کہ موت مرتبہ نبوت کے منافی ہے اور جو ایک گروہ کے لوگ نفاق پیشہ تھے انھوں نے اس خالی وقت میں دین کو درہم برہم کر دینے کا پکا ارادہ کر لیا۔ صدیقِ اکبرؓ اوّل حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گئے اور آپؐ کے چہرۂ مبارک سے انھوں نے چادر اُٹھائی اور پیشانیٔ مبارک پر بوسہ دیا اور موت کا واقع ہونا یقین کے ساتھ سمجھ لیا اور کلماتِ جاں فرسا وانبیاہ (ہائے نبیؐ) واخلیلاہ (ہائے محبوب) واصفیاہ (ہائے مخلص حقیقی) سے متکلم ہوئے۔ پھر آپؓ مسجد میں آئے اور ایک بلیغ خطبہ آپ نے پڑھا۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکرؓ مدینہ کے ایک گوشہ میں تھے۔ پھر آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپؐ چادر اوڑھے ہوئے تھے تو انھوں نے اپنا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانیٔ مبارک پر رکھ دیا اور اس کو چومتے اور روتے رہے

www.kitabghar.org

عليه وسلم وهو مسجّى فوضع فاه على جبين
رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل يقبّله
ويبكي ويقول بأبي انت وأمّي طبت حيًّا
وطبت ميتًا فلمّا خرج مرّ بعمر بن الخطاب
وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولا يموت حتّى يقتل الله
المنافقين وحتّى يخزي الله المنافقين
قال وكانوا استبشروا بموت رسول الله
صلى الله عليه وسلم فرفعوا رءوسهم
فقال ايها الرجل اربع على نفسك فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قد مات
الم تسمع الله يقول اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ
وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ
مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۔ قال ثم اتى
المنبر فصعده فحمد الله واثنى عليه
ثم قال ايها الناس ان كان محمّدًا
الٰهكم الذي تعبدون فانّ الٰهكم قد مات
وان كان الٰهكم الذي في السماء فان الٰهكم
لم يمت ثم تلا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ حتى ختم الآية ثم نزل وقد
استبشر المسلمون بذلك واشتدّ فرحهم واخذت
المنافقين الكآبة قال عبد الله بن
عمر فوالذي نفسي بيده لكانّما كانت
على وجوهنا اغطية فكشفت اخرجه

اور کہتے رہے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ پاکیزہ رہے حیات
کی حالت میں اور پاکیزہ ہیں موت کی حالت میں۔ پھر جب
نکلے تو عمر بن الخطابؓ پر گزرے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مرے اور نہ ہی مریں گے یہاں تک اللہ تعالےٰ
منافقین کو قتل کردے اور یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ منافقین کو رسوا
کردے۔ بیان کیا کہ منافقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موت
کی ایک دوسرے کو خوش خبری دے رہے تھے اور انھوں نے اپنا
سر اُبھارا تھا۔ تو آپ نے (عمرؓ سے) کہا کہ اے شخص اپنے ساتھ نرمی
کر کیونکہ رسول اللہؐ وفات پاچکے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (۳۹: ۳۰) یقیناً آپ کو
بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الخ (۲۱: ۳۴) اور ہم نے
آپؐ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپؐ
کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ کو رہیں گے"
ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر آپ منبر پر پہنچے اس پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا پڑھی
پھر فرمایا اے لوگو! اگر محمدؐ تمہارے معبود تھے جس کی تم عبادت کرتے ہو
تو یقیناً تمہارا معبود مرچکا ہے اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان میں
ہے تو تمہارا معبود نہیں مرا۔ پھر (اس آیت کی) تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ
اِلَّا رَسُوْلٌ الخ (۳: ۱۴۴) اور محمدؐ صرف رسول ہی تو ہیں آپ سے
پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال
ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے"
آیت کے ختم تک۔ پھر اُتر آئے (اب یہ حال ہو گیا) کہ مسلمان اس
تقریر سے خوش ہو گئے اور ان کو بہت فرحت ہوئی اور منافقین
کو رنج و غم نے پکڑ لیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات
کی کہ میرا نفس جسکے ہاتھ میں ہے۔ یقیناً ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے
چہروں پر پردے پڑے ہوئے تھے جو اُلٹ دیئے گئے۔ اس کو ابن

www.kitabghar.org

ابن ابی شیبۃ واخرج جماعۃ نحواً من ذالك بروایۃ عایشۃ وغیرھا و از انجملہ آنکہ در محلِ دفن وکیفیتِ صلوٰۃ جنازہ اختلاف افتاد حضرتِ صدیق رضؓ آں اختلاف را بر انداخت فی مسند ابی یعلیٰ فلما فَرِغَ من جہازِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الثلثاء وُضِعَ علےٰ سریرہ وقد کان المسلمون اختلفوا فی دفنہٖ فقال قائل ندُفِنُہٗ فی مسجدہٖ وقال قائل بل یُدْفن مع اصحابہ فقال ابوبکر انّی سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول مَاقُبِض نبیٌّ الّا دُفِنَ حیثُ قُبِض فرفع فراشُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الّذی تُوُفّی فیہ فحَفِرَ لہ تحتہ ثم دعا الناسَ علےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُصلُّون علیہ اَرسالاً الرجالَ حتےٰ اذا فرغَ منھم اَدْخل النّساءَ حتےٰ اذا فرغ من النّسآء ادخل الصّبیان ولم یؤُمّ النّاس علےٰ رسول اللہ صلّےٰ اللہ علیہ وسلم احدٌ فدُفِنَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اوسطِ اللّیل لیلۃَ الاربعاء بعدؔ ازاں دراں حالتِ ہوش رُبا اعظم اختلافے کہ پیش آمد اجتماعِ انصار بود در سقیفۂ بنی ساعدہ بقصدِ بیعت سعد بن عبادہ و ایں ہماں اختلاف است کہ اگر تدبیر حضرتِ صدیق رضؓ و فاروق رضؓ مباشر دفع

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے اسی طرح عائشہ رضؓ وغیرہا سے روایت کی ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مقامِ دفن اور کیفیتِ نمازِ جنازہ میں اختلاف واقع ہوا۔ حضرت صدیق رضؓ نے اس اختلاف کو ختم کر ڈالا۔ مُسندِ ابی یعلےٰ میں ہے کہ جب فراغت ہوگئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کفن پہنانے سے منگل کے دن تو آپؐ کو تخت پر رکھا گیا اور مسلمانوں میں آپؐ کے دفن کے بارے میں اختلاف ہوگیا تھا۔ کوئی کہنے والا تو یہ کہہ رہا تھا کہ آپؐ کو آپؐ کی مسجد میں دفن کرو۔ اور کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ نہیں آپ کو آپؐ کے اصحاب رضؓ کے ساتھ دفن کرو تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ ہر نبی کی روح جس جگہ قبض کی گئی ہے اُس کو اسی جگہ دفن کیا گیا ہے۔ جہاں روح قبض کی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ فرش اُٹھایا گیا جس پر آپؐ کی وفات ہوئی تھی اور اس کے نیچے آپؐ کے لئے قبر کھودی گئی۔ پھر ابوبکر رضؓ نے لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بلایا کہ آپؐ پر نماز پڑھتے رہیں فرقہ فرقہ ہوکر (پہلے) مَردوں کو اور جب اُن سے فراغت ہوگئی تو عورتوں کو داخل کیا اور جب عورتوں سے فراغت ہوگئی تو لڑکوں کو داخل کیا گیا اور کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کی امامت نہیں کی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دفن کئے گئے رات کے درمیانی حصہ میں بُدھ کی شب میں"۔ اسؔ کے بعد (حضرت صدیق رضؓ کا اہم کارنامہ سُنیئے کہ) اسی حالتِ ہوش رُبا میں سب سے پہلے جو اختلاف کہ پیش آیا وہ انصار کا اجتماع تھا سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضؓ سے بیعت کرنے کے ارادہ سے۔ اور یہ ایسا اہم اختلاف تھا کہ اگر (بروقت) حضرت صدیق رضؓ و فاروق رضؓ اس کو مٹانے کی کوشش میں نہ لگ جاتے تو تلوار چلنے کی نوبت

ؔ"بعد ازاں" کو دفن سے فراغت کے ساتھ مربوط نہ سمجھا جائے کیونکہ استخلاف کا واقعہ تدفین سے پہلے ہی پیش آگیا تھا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

آں نمیشد سَلِ سیف بیان می آمد و دین از
هم می پاشید حضرت صدیق رض و فاروق رض درسقیفه
حاضر شدند و بسیفِ بیان قطعِ آں اختلاف نمودند
و رواۃِ علم در نقلِ ایں بیانِ قاطع مختلف اند
ہر یکے چیزے حفظ کرد و چیزے ترک
نمود دریں محل روایتے چند برنگاریم
تا قصہ منقح گردد امّا روایتِ فاروق
اعظم رض کہ در جواب اِنَّ بیعۃَ
ابی بکر کانت فلتۃً (ناگاہ و بے تامل ۱۲) فتمّت
در خطبۂ بلیغہ بیان کردہ است آنست کہ
انصار گفتند یا معشر قریش مِنّا امیرٌ ومنکم
امیرٌ فقام الحُبابُ بن المنذِر فقال انا
جُذَیلُها المُحکَّکُ وعُذَیقُها المرجَّب
اِن شئتُم واللهِ رددنا ها جذعۃً (جوان ۱۲)
فقال ابوبکر علے رِسلکم فذهبتُ
لا تکلّم قال انصت یا عمر (توقف کنید ۱۲) فحمد
الله واثنیٰ علیه ثم قال یا معشر
الانصار انا والله ما ننکر
فضلکم ولا بلاءکم فی الاسلام
ولا حقکم الواجب (عملکم ۱۲) علینا ولکنکم
قد عرفتم ان هٰذا الحیَّ من قریش
بمنزلۃٍ من العرب لیس بها غیرهم و
ان العرب لن تجتمع الّا علٰی
رجلٍ منهم فنحن الامراء وانتم
الوزراء فاتقوا الله ولا تصدّعوا (تفرقوا ۱۲)

آجاتی اور دین کے پرخچے اُڑ جاتے۔ حضرت صدیق رض اور فاروق رض سقیفہ
میں (فوراً) پہنچ گئے اور سیفِ بیان سے انھوں نے اس
اختلاف کو قطع کر دیا۔ رُواۃِ علم میں اس بیان کو نقل کرنے میں
اختلاف ہے۔ ہر ایک نے ایک بات محفوظ کی اور ایک بات ترک
کر دی اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں تاکہ قصّہ
منقح ہو جائے۔ اب لیجئے حضرت فاروق رض کی روایت کو جو آپ نے
جواب میں اِنَّ بیعۃَ ابی بکر کانت فلتۃً فتمّت کے فرمائی تھی
(یعنی ابوبکر رض کی بیعت اچانک شروع ہوئی اور پوری ہو گئی)
آپ نے خطبۂ بلیغہ میں یہ بیان کیا کہ انصار نے کہا کہ اے گروہِ قریش
ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ تو کھڑا ہوا حباب
ابن المنذر اور اس نے کہا کہ میں اس امر کا وہ لکڑ ہوں جس سے
کھجلی دفع کی جاتی ہے (اونٹ جس سے کھجا کر اپنی کھجلی دفع کرتے ہیں)
اور کھجور کا وہ درخت ہوں جس کو میوے کے بوجھ سے ٹیک لگائے
ہیں تاکہ وہ گرے نہیں (مطلب یہ کہ میں بڑا صائب الرائے ہوں
فائدہ اُٹھاؤ میری رائے سے) اگر تم چاہو واللہ ہم اس (خلافت)
کو ایک جوان کی طرف لوٹائیں گے۔ تو ابوبکر رض نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔
پھر میں گیا کہ (اس مسئلہ پر) کلام کروں تو کہا کہ اے عمر رض! خاموش
رہو۔ پھر ابوبکر رض نے اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد کہا اے گروہ
انصار! ہم لوگ خدا کی قسم تمہاری فضیلت کا انکار نہیں کرتے
اور نہ اُن تکلیفات کا جو کہ اسلام میں تم پر پہنچیں اور نہ تمہارے
اُس حق کا جو ہم پر واجب ہے، لیکن تم خوب جانتے ہو کہ یہ
قبیلہ یعنی قریش تمام عرب میں وہ مقام رکھتا ہے جو دوسروں کو
حاصل نہیں ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ عرب ہرگز جمع نہیں
ہوں گے مگر ایسے شخص پر جو قریش میں سے ہو تو ہم اُمراء ہوں گے
اور تم وُزراء رہو گے تو اللہ سے ڈرو اور اسلام میں تفرقہ نہ ڈالو

www.kitabghar.org

الاسلام ولا تكونوا اوّل من احدث
فى الاسلام الّا وقد رضيتُ لكم
اَحد هٰذين الرّجلين لى و
لابى عبيدة بن الجرّاح فايّهما
بايعتُم فهو لكم ثقةٌ قال
فوالله ما بقى شىءٌ كنت
اُحبّ ان اقوله الا وقد قاله
يومئذ غير هٰذه الكلمة فو
الله لأن اُقتَلَ ثمّ اُحيىٰ ثم اُقتل
ثم اُحيىٰ فى غير معصيةٍ احبّ الىّ
من ان اكونَ اميرًا علىٰ قومٍ
فيهم ابوبكر قال ثمّ قلتُ يامعشر
الانصار يا معشر المسلمين ان
اولى الناس بامر رسول الله صلى
الله عليه وسلم من بعده ثانى
اثنين اِذ هما فى الغار ابوبكر
السّبّاق المبين ثم اخذتُ بيده
وبادرنى رجلٌ من الانصار فضرب
على يده قبل ان اضرب على يده ثم
ضربتُ على يده وتبايَعَ الناسُ ومِيل
على سعد بن عُبادة فقال الناس قُتِلَ
سعد فقلتُ اُقتلوه قتله الله
ثم انصرفنا وقد جمع الله امر
المسلمين بابى بكر فكانت لعمر
الله كما قلتم اَعطى الله خيرها

يعنے فلتۃ ۱۲

اور تم وہ پہلے شخص نہ بنو جو اسلام میں (تفرقہ) کی ابتدا کرنیوالا ہو۔ سُن لو کہ میں تم پر خلیفہ بنانے کے لئے ان دو آدمیوں میں سے ایک کو پسند کرتا ہوں۔ میرے متعلق کہا اور ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے متعلق، تو ان دونوں میں سے جس سے تم بیعت کر لو وہ تمہارے لئے ثقہ ثابت ہوگا۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ واللہ کوئی بات باقی نہ رہی جس کو میں کہنا چاہتا تھا مگر ابو بکرؓ نے اُس دن وہ سب کہدیں۔ بجز اس بات کے (یعنی میرا نام پیش کرنے کے) کیونکہ خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ بغیر اس کے کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہو یہ مجھے پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں ایسی قوم پر امیر بنوں جن میں ابو بکرؓ موجود ہو۔ عمرؓ نے کہا اے گروہ انصار! اے تمام مسلمانو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے امر میں ان کے بعد سب سے اَولیٰ ثانی اثنین اِذ ہما فی الغار ابو بکرؓ ہیں جو سب سے پہلے کھل کر اعلان کے ساتھ اسلام لانیوالے ہیں۔ پھر میں نے (بیعت کے لئے) اُن کا ہاتھ پکڑا اور مجھ پر سبقت لے گیا ایک شخص انصار میں سے کہ اُس نے اپنا ہاتھ ابو بکرؓ کے ہاتھ پر مارا قبل اسکے کہ میں اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ماروں۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر مارا اور لوگوں نے بیعت کر لی اور لوگوں کا جھکاؤ سعد بن عبادہؓ کی طرف ہوا (یعنی ان کے بارے میں رائے زنی کرنے لگے) تو لوگوں نے کہا کہ مارا گیا سعد بن عبادہؓ۔ میں نے کہا کہ مارو اُس کو خدا اُسے قتل کرے (یعنی چھوڑو اُس کے ذکر کو) پھر ہم واپس آگئے اور اللہ تعالےٰ نے امر مسلمین کو جمع کر دیا ابو بکرؓ پر، تو وہ بات اسی طرح واقع ہوئی جیسا تم نے کہا کہ بیعتِ ابو بکرؓ اچانک ہوئی) اللہ تعالےٰ نے (بیعت کی) خیر کو عطا فرمایا اور اُس کے شر سے بچا لیا۔ تو جو اس قسم کی باتوں

www.kitabghar.org

ووقی شرّها فمن دعا الی مثلها لا بیعة
له ولا لمن بایعه اخرجه البخاری وابن
ابی شیبة وهٰذا لفظ ابن ابی شیبة
واما روایة عبد الله بن مسعود قال لمّا
قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم
قالت الانصار منّا امیر ومنکم امیر قال
فاتاهم عمر فقال یا معشر الانصار
الستم تعلمون انّ رسول الله صلی
الله علیه وسلم امر ابابکر ان یصلی بالناس
قالوا بلی قال فایکم تطیب نفسه ان
یتقدم ابابکر قالوا نعوذ بالله ان نتقدم
ابابکر اخرجه ابن ابی شیبة
اما روایت عبد الله بن عون
عن محمد بن سیرین عن رجل
من بنی زریق قال لمّا کان ذٰلك
الیوم خرج ابوبکر وعمر حتی اتیا
الانصار فقال ابوبکر یا معشر الانصار
انا لا ننکر حقکم ولا ینکر حقکم مؤمن
وانّا والله ما اصبنا خیرًا الّا ما شارکتمونا
فیه ولکن لا ترضی العرب ولا تقرّ الّا
علی رجل من قریش لانهم افصح
الناس السنةً واحسن الناس وجوهًا
واوسط العرب دارًا واکثر الناس
شجنة فی العرب فهلمّوا الی عمر فبایعوه
قال فقالوا لا فقال عمر لِمَ فقالوا

کی طرف لوگوں کو بلائے (کہ یہ بے سوچے سمجھے اتفاقیہ بات تھی) اُس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس پر کوئی ذمّہ داری جس سے ایسا شخص بیعت ہو، اس کو روایت کیا بخاری نے اور ابن ابی شیبہ نے اور یہ الفاظ ابن ابی شیبہ کے ہیں۔ آپ لیجئے روایت عبداللہ بن مسعودؓ کی کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے۔ کہا کہ پھر ان کے پاس عمرؓ پہنچے اور انھوں نے کہا کہ اے گروہ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سب نے کہا کہ بیشک۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں کون ایسا ہے کہ اُس کا نفس اس سے خوش ہو کہ ابوبکرؓ کے آگے ہو جائے؟ تو لوگوں نے کہا نعوذ باللہ کہ ہم ابوبکرؓ کے آگے ہوں، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ آپ لیجئے روایت عبداللہ بن عون کی وہ روایت کرتے ہیں محمد بن سیرینؒ سے وہ روایت کرتے ہیں بنی زریق کے ایک شخص سے اس نے کہا کہ جب یہ دن آیا تو نکلے ابوبکرؓ و عمرؓ یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچے۔ پھر ابوبکرؓ نے کہا کہ اے گروہ انصار! ہم تمہارے حق کا انکار نہیں کرتے اور کوئی مومن تمہارے حق کا انکار نہیں کرے گا اور ہم واللہ خیر کو نہیں پہنچے مگر جب تمہارے ساتھ اسلام میں شریک ہوئے لیکن عرب راضی نہ ہوگا اور وہ نہیں جمیں گے مگر صرف ایسے شخص پر جو قریش میں سے ہو کیونکہ وہ زبان کے اعتبار سے سب سے فصیح اور چہروں کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ وجیہ اور دار (یعنی محلِّ سکونت) کے اعتبار سے عرب کے مرکز ہیں اور شاخ در شاخ ہونے کے اعتبار سے وہ سب سے اکثریت رکھتے ہیں۔ تو تم سب لوگ عمرؓ کی طرف بڑھو اور اُن سے بیعت کرو۔ راوی نے کہا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کیوں؟

www.KitaboSunnat.com

www.kitabghar.org

تخاف الاثرة قال عمر اما ما عشت فلا قال فبايعوا ابا بكر فقال ابو بكر لعمر انت اقوى منی فقال عمر انت افضل منی فقالها الثانية فلما كانت الثالثة قال عمر ان قوتی لك مع فضلك قال فبايعوا ابا بكر قال محمد واتى الناس عند بيعة ابى بكر ابا عبيدة بن الجراح فقال تاتونى وفيكم ثالث ثلثة يعنى ابا بكر قال ابن عون فقلت لمحمد من ثالث ثلثة قال يقول الله ثانى اثنين اذ هما فى الغار اخرجه ابن ابى شيبة آما روايت ابى سعيد خدری رض قال لما توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم قام خطباء الانصار فجعل الرجل منهم يقول يا معشر المهاجرين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا استعمل رجلا منكم قرن معه رجلا منا فنرى ان يلى هذا الامر رجلان احدهما منكم والآخر منا قال فتتابعت خطباء الانصار على ذلك فقام زيد بن ثابت فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من المهاجرين فان الامام يكون من المهاجرين ونحن انصاره كما كنا انصار رسول الله

تو انھوں نے کہا کہ اس لئے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے گی۔ عمرؓ نے کہا یاد رکھو جب تک میں زندہ ہوں ایسا نہ ہوگا۔ عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا کہ ابو بکرؓ سے بیعت کرو۔ ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو تو عمرؓ نے کہا کہ تم مجھ سے افضل ہو۔ پھر دوبارہ دونوں نے پچھلی بات کا اعادہ کیا پھر جب تیسری مرتبہ کی نوبت آئی تو عمرؓ نے کہا کہ میری قوت آپ کے لئے آپ کے فضل کے ساتھ شامل رہے گی۔ کہا کہ پھر لوگوں نے ابو بکرؓ سے بیعت کر لی۔ محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ لوگ ابو بکرؓ سے بیعت کے وقت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس آتے ہو دراں حالیکہ تم میں ثالث ثلثہ (تین میں کا تیسرا) یعنی ابو بکرؓ موجود ہے۔ ابن عون نے کہا کہ میں نے محمد سے پوچھا کہ ثالث ثلاثہ کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثانی اثنین اذ هما فی الغار (اور ان دونوں کے ساتھ تیسرا اللہ تھا) اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ اب لیجئے روایت ابو سعید خدریؓ کی انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار کے مقررین کھڑے ہو گئے ایک شخص نے ان میں سے کہنا شروع کیا اے گروہ مہاجرین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو تم میں سے عامل بناتے تھے تو اس کے ساتھ ہم میں کے ایک شخص کو بلا دیا کرتے تھے تو ہماری رائے یہ ہے کہ اس امر (خلافت) کے والی دو شخص ہوں ایک ان میں کا تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔ کہا کہ پھر پے در پے انصار کے مقررین اس پر اصرار کرنے لگے۔ پھر زید بن ثابت کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے تو امام بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہئے اور ہم اس کے انصار (مددگار) رہیں جس طرح کہ ہم رسول

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم فقام ابوبکر فقال جزاکم اللہ خیرًا یا معشر الانصار وثبّت قائلکم ثمّ قال واللہ لو فعلتم غیر ذلک لما صالحتکم اخرجہ ابن ابی شیبۃ و از روایتِ حُمید بن عبد الرحمٰن فانطلق ابوبکر و عمر یتقاودان حتی اتوھم فتکلم ابوبکر ولم یترک شیئًا اُنزل فی الانصار ولا ذکرہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شانھم الّا وذکرہٗ قال الا وقد علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو سلک النّاس وادیًا وسلکت الانصار وادیًا لسلکتُ وادیَ الانصارِ ولقد علمتَ یا سعدُ انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال و انت قاعدٌ قریشٌ وُلاۃُ ھٰذا الامر فبرّ الناس تبعٌ لبرّھم وفاجرُھم تبع لفاجرھم قال فقال لہٗ سعدٌ صدقتَ نحن الوزراءُ وانتُم الامراءُ اخرجہ احمد چوں روزِ دیگر بیعتِ عامّہ منعقد شد ساداتِ اہل بیت تخلّف نمودند و ایں اشکالے دیگر بہم رسید حضرات شیخین رضہ بحُسنِ تدبیر ایں اشکال را برانداختند اخرج البخاری عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالک انہ سمع خطبۃ عمر الاٰخرۃ حین جلس عمر علی المنبر وذلک الغدَ من یومٍ توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتشھّدَ وابوبکر صامتٌ لا یتکلم قال

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار رہے ہیں۔ پھر ابوبکر رضہ کھڑے ہوتے اور اُنھوں نے کہا کہ اللہ جزائے خیر دے تم کو اے گروہ انصار اور ثابت قدم رکھے تمھارے کہنے والے کو واللہ اگر تم اس کے سوا کچھ کرتے تو مَیں تم سے مصالحت نہ کرتا۔ اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اور حُمید بن عبد الرحمٰن کی روایت میں اس طرح ہے پھر چلے ابوبکر رضہ و عمر رضہ ایک دوسرے کو کھینچتے ہوتے۔ یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچ گئے اور ابوبکر رضہ نے کلام کیا اور کوئی بات انھوں نے نہ چھوڑی جو انصار کے بارے میں نازل ہوئی اور نہ ایسی بات جس کا ذکر اُن کی شان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا، مگر سب بیان کردیں۔ فرمایا دیکھو اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں گے اور انصار دوسری وادی میں تو انصار کی وادی میں چلوں گا اور یقیناً تم جانتے ہو اے سعد رضہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم بھی بیٹھے ہوتے تھے کہ قریش ہی اس امر کے والی ہوں گے جو نیک لوگ ہوں گے وہ تابع ہوں گے اُن میں کے نیکوں کے اور جو اُن میں سے بد اطوار ہیں وہ تابع ہوں گے بد اطوار والیانِ امر کے۔ کہا کہ پھر اُن سے سعد رضہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا ہم وُزراء ہوں گے اور تم اُمراء، اس کو احمد نے روایت کیا۔ جب دوسرے دن بیعتِ عامّہ منعقد ہوتی تو ساداتِ اہلِ بیت نے خلاف کیا اور یہ دوسری مشکل پیش آگئی۔ حضرات شیخین رضہ نے حُسنِ تدبیر سے اِس مشکل کو بھی ختم کردیا۔ بخاری رح نے روایت کی زہری رضہ سے انھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی انس بن مالک رضہ نے کہ اُنھوں نے عمر رضہ کا دوسرا خطبہ سُنا ہے جب انھوں نے منبر پر بیٹھ کر دیا اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یوم وفات سے اگلے دن کی بات ہے عمر رضہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابوبکر رضہ خاموش تھے وہ نہیں بول رہے تھے۔

www.kitabghar.org

كنتُ ارجو ان يعيش رسول الله صلى الله
عليه وسلم حتى يدبرنا يريد بذلك ان
يكون آخرهم فان يك محمدٌ صلى الله
عليه وسلم قد مات فان الله قد جعل بين
اظهركم نورًا تهتدون به هدى الله محمدًا
صلى الله عليه وسلم وان ابابكر صاحب رسول
الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين وانه اولى
المسلمين بامورکم فقوموا فبايعوه وكان
طائفة منهم قد بايعوه قبل ذلك في
سقيفة بني ساعدة وكانت بيعة العامة
على المنبر قال الزهري عن انس بن مالك
سمعت عمر قال لابي بكر يومئذ اصعد
المنبر فلم يزل به حتى اصعده المنبر
فبايعه الناس عامة واخرج الحاكم
من حديث ابي سعيد الخدري فلما قعد
ابوبكر على المنبر نظر في وجوه القوم
فلم ير عليًا فسأل عنه فقام ناس
من الانصار فاتوا به فقال ابوبكر
يا ابن عم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وختنه اردت ان تشق
عصا المسلمين فقال لا تثريب يا
خليفة رسول الله فبايعه ثم لم ير
الزبير بن العوام فسأل عنه حتى
جاءوا به فقال ابن عمة رسول
الله صلى الله عليه وسلم

کہا کہ میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں رہیں گے
یہاں تک کہ وہ ہمارے پیچھے (موجود) ہوں گے، اس سے ان کی مراد یہ تھی
کہ وہ اُن سب سے آخر میں ہوں (لیکن اللہ کو یہ منظور نہ ہوا) تو اگر محمد
صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے (تو راہِ مستقیم پر چلنے میں رکاوٹ
نہیں ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ایک ایسا نور کردیا
ہے (یعنی قرآن) جس سے تم اللہ کی وہ ہدایت پاتے رہو جس
سے اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی تھی۔ اور یقیناً
ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ثانی اثنین
ہیں اور وہ تمام مسلمانوں میں تمہارے امور کے لئے اولےٰ ہیں
اس لئے اُٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ اور ان میں ایک جماعت ایسی
بھی موجود تھی جو اس سے پہلے اُن سے سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت
کرچکی تھی اور بیعتِ عامہ منبر پر ہوئی۔ زہریؒ انس بن مالکؓ
سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سُنا کہ انھوں نے اس
دن ابوبکرؓ سے کہا کہ منبر پر چڑھئے اور برابر کہتے ہی رہے یہاں
تک کہ اُن کو منبر پر چڑھا دیا پھر اُن سے لوگوں نے بیعت کی
عامّۃً۔ اور حاکم نے ابو سعید خدریؓ کی حدیث سے یہ اخذ کیا
کہ جب ابوبکرؓ منبر پر بیٹھ گئے تو اُنھوں نے قوم کے چہروں
پر نظر ڈالی تو علیؓ کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں پوچھا
تو انصار میں کے کچھ لوگ اُٹھے اور اُن کو لے کر آئے تو اُن سے
ابوبکرؓ نے کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا
کے بیٹے اور اُن کے داماد! کیا تم نے مسلمانوں کا عصا (یعنی
قوّتِ اجتماعیہ) توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا ملامت
نہ کیجئے اے خلیفہ رسول اللہ! پھر اُن سے بیعت کرلی۔ پھر (جب)
ابوبکرؓ نے زبیرؓ بن العوام کو نہ دیکھا تو اُن کے بارے میں سوال
کیا، یہاں تک کہ لوگ اُن کو لے کر آئے تو اُن سے کہا

www.kitabghar.org

وحواریہ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعہ اخرج الحاکم من حدیث ابراھیم بن عبد الرحمن بن عوف ان عبد الرحمن بن عوف کان مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وان محمد ابن مسلمۃ کسر سیف الزبیر ثم قام ابوبکر فخطب الناس واعتذر الیھم وقال واللہ ما کنت حریصا علی الامارۃ یوما ولا لیلۃ قط ولا کنت راغبا فیھا ولا سألتھا اللہ عز وجل فی سر وعلانیۃ ولکنی اشفقت من الفتنۃ ومالی فی الامارۃ من راحۃ ولکن کلفت امرا عظیما مالی بہ من طاقۃ ولا ید الا بتقویۃ اللہ عز وجل ولوددت ان اقوی الناس علیھا مکانی الیوم فقبل المھاجرون منہ ما قال وما اعتذر بہ قال علی رضی اللہ عنہ والزبیر ما غضبنا الا انا قد اخرنا عن المشاورۃ وانا نری ابابکر احق الناس بھا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لصاحب الغار وثانی اثنین وانا لنعلم بشرفہ وکبرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ بالناس وھو حی۔

چوں امر خلافت بر حضرت صدیق رض مستقر شد اول مسئلہ کہ تعلیم آں فرمود تفریق بود درمیان منصب نبوت و

کہ اے رسول اللہ کے پھوپھی کے بیٹے اور اُن کے حواری! کیا تم نے مسلمانوں کا عصا (یعنی قوت) توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انہوں نے کہا ملامت نہ کیجئے اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر انہوں نے اُن سے بیعت کر لی۔ حاکم نے ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رض کی حدیث سے اخذ کیا کہ عبد الرحمن بن عوف رض عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ رض نے زبیر رض کی تلوار توڑ دی تھی پھر ابوبکر رض نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور اُن سے معذرت کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں امارت پر حریص نہیں ہوا کسی دن میں اور نہ رات میں کبھی اور میں کبھی اس کی طرف راغب نہیں ہوا اور نہ میں نے اللہ عز وجل سے پوشیدہ اور ظاہر اس کا سوال کیا لیکن میں فتنہ پیدا ہونے سے ڈرا اور حال یہ ہے کہ مجھے امارت میں کوئی راحت نہیں۔ لیکن مجھے ایک ایسے امر عظیم کا مکلف کیا گیا جس کی مجھ میں قوت اور طاقت نہیں ہے مگر اللہ عز وجل کے قوت بخشنے سے، اور میں تو اس کو پسند کر رہا تھا کہ میرے آج کے مقام پر سب لوگوں سے زیادہ قوی شخص ہو (یعنی عمر رض)۔ تو جو کچھ انہوں نے کہا اور جس عذر کا اظہار کیا اس کو سن کر سب مہاجرین نے قبول کیا، علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا کہ ہم ناراض نہیں ہوتے مگر صرف اس بات سے کہ ہم کو مشاورت سے پیچھے ہٹا دیا گیا (یعنی ہم سے مشورہ نہ کیا گیا) اور ہم جانتے ہیں کہ سب لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رض ہیں جو آپ کے یار غار اور ثانی اثنین ہیں اور ہم اچھی طرح اُن کے شرف اور بڑائی کو جانتے ہیں اور اس امر کو کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ جب امر خلافت حضرت صدیق رض پر مستحکم ہو گیا تو پہلا مسئلہ جس کی آپ نے لوگوں کو تعلیم دی وہ تفریق تھا منصب نبوت اور منصب خلافت کے درمیان، اور امت

www.kitabghar.org

منصبِ خلافت وتفاوتِ معاملہ اُمّت بانبی و با خلیفہ وایں مسئلہ را در مجالسِ متعدّدہ باسالیبِ مختلفہ مشروح فرمود تا آنکہ اشکال مرتفع شد قیس بن ابی حازم گوید بعد یکماہ از وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منادیٔ صدیق رضؓ ندا داد کہ انّ الصّلوٰۃ جامعۃ وایں اوّل نمازے بود کہ درو بایں کلمہ ندا درداند بعد ازاں بر سرِ منبر برآمد وایں اوّل خطبہ بود کہ گفت فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال ایھا النّاس لوددتُ انّ ھٰذا کفانیہ غیری ولئن اخذتمونی بسنّۃ نبیّکم صلی اللہ علیہ وسلم ما اطیقھا ان کان لمعصومًا من الشیطان وان کان لینزل علیہ الوحی من السّماء اخرجہ احمد وعن ابی برزۃ الاسلمیّ قال اَغلظ رجلٌ الی ابی بکر الصّدیق فقال ابو برزۃ اَلا اضرب عنقہ قال فانتھرہ وقال ماھی لاحدٍ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ احمد و ابو یعلیٰ بطرق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ وعن عبد اللہ بن ابی مُلیکۃ قیل لابی بکر الصّدیق یاخلیفۃ اللہ فقال بل خلیفۃ محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ارضٰی بہ اخرجہ احمد وابو یعلیٰ بطرقٍ مختلفۃ وعن عائشۃ انھا تمثّلت لھٰذا البیت وابوبکر رضی اللہ عنہ یقضی بہ ۔ شعر

وَاَبیضُ یُستسقی الغمامُ بوجھہ
ثِمالُ الیتٰمیٰ عصمۃٌ للاراملِ

کے معاملہ کا تفاوت تھا نبی کے ساتھ اور خلیفہ کے ساتھ۔ اور اس مسئلہ کو آپ نے کئی مجلسوں میں مختلف اسلوبوں کے ساتھ مشرح فرمایا۔ یہاں تک کہ اشکال مرتفع ہو گیا۔ قیس بن ابی حازمؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ کے بعد صدیق رضؓ کے منادی نے ندا کی کہ الصّلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) اور یہ پہلی نماز تھی کہ جس میں اس کلمہ سے لوگوں کو پکارا اس کے بعد صدیق رضؓ منبر پر آئے اور یہ پہلا خطبہ تھا جو آپؓ نے کہا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں یہ پسند کرتا تھا کہ اس امر کے لئے میرے سوا کوئی اور کافی ہو جاتے اور البتہ اگر تم نے مجھ پر گرفت کی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے پیشِ نظر تو میں اس پر (کما حقہٗ چلنے کی) طاقت نہیں رکھتا وہ تو یقیناً بچاتے ہوئے تھے شیطان سے اور اُن کے اوپر تو آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے ابو برزہ اسلمی رضؓ سے کہا کہ ایک شخص نے سخت کلامی کی ابوبکر صدیقؓ کے متعلق تو ابو برزہ رضؓ نے کہا کہ کیا میں اس کی گردن نہ ماردوں؟ کہا کہ اس پر ابوبکر رضؓ نے اُن کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ یہ بات کسی کے لئے نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے مختلف سندوں اور مختلف الفاظ کے ساتھ۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن ابی مُلیکہ سے کہ ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے خلیفہ! تو آپؓ نے فرمایا (نہیں) بلکہ خلیفہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور میں اس سے راضی ہو جاؤں گا، اس کو احمد اور ابو یعلیٰ نے مختلف سندوں سے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے کہ انھوں نے آپ کی مثال دی اس بیت سے جس حال میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا رہے تھے۔ شعر:۔
وَاَبیضُ یُستسقی الخ یعنی اور وہ ایسا سفید (نورانی

www.kitabghar.org

فقال ابوبکرؓ ذٰلک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ احمد وابو یعلیٰ بعد ازاں اشکال دیگر پدید آمد در تاویل آیۂ کریمہ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ واحتمال ترکِ مواخذہ. برامر معروف. بہم رسید حضرتِ صدیقؓ بر خواند یا ایھا النّاس انکم تقرءون ھٰذہ الاٰیۃ وتضعونھا علی غیر ما وضعھا اللہ عزّ وجلّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول انّ النّاس اِذَا رَاَوُا المنکرَ فِیہم فلم ینکروہ یوشك اَن یَعُمّھُمُ اللہ بعقاب اخرجہ احمد وابو یعلےٰ بطرق مختلفۃ بعد ازاں اشکالے دیگر ظاہر گردید در مقاتلۂ مانع کنندگانِ زکوٰۃ حالانکہ بکلمۂ اسلام متکلم بودند حضرت صدّیقؓ افادہ فرمود کہ تاویل در ضروریاتِ دین مقبول نیست عن ابی ھُریرۃ عن النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم اُمِرتُ ان اقاتِل النّاسَ حتّٰی یقولوا لا الٰہ الا اللہ

وجود) ہے جس کے چہرے کے وسیلہ سے بادل سے پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کا پشت پناہ اور بیواؤں کا (مصائب سے) بچاؤ"۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ وہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلےٰ نے۔ اس کے بعد ایک اور اشکال پیش آیا۔ اس آیتِ کریمہ کی تاویل میں لَا یَضُرُّکُمْ الخ (۵: ۱۰۵)

جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"۔ کہ اس سے امر بالمعروف کے ترک پر مواخذہ نہ ہونے کا احتمال پیدا ہوگیا۔ حضرت صدیقؓ نے خطبہ پڑھا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کو اس کے اصل محل کے خلاف رکھتے ہو جس پر اس کو اللہ عزّ وجلّ نے رکھا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۵: ۱۰۵) اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو

جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جب لوگ آپس میں بدافعال کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب کو عامؔ کردے، اس کو احمد اور ابو یعلےٰ نے روایت کیا مختلف سندوں کے ساتھ۔ اسکے بعد ایک دوسری مشکل ظاہر ہوئی زکوٰۃ کو روکنے والوں سے قتال کے بارے میں جب کہ وہ کلمۂ اسلام پڑھنے والے بھی ہوں۔ حضرت صدیقؓ نے یہ افادہ فرمایا کہ ضروریاتِ دین میں تاویل مقبول نہیں ہے۔ مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہانتک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں (یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں)

ع حاصل ارشاد یہ ہے کہ یہ حدیث واضح کررہی ہے کہ امر بمعروف ونہی از منکر تم پر ضروری ہے اور جب تم نے ضروری چیز کو ترک کردیا تو اِذَا اھْتَدَیْتُمْ کے مخاطب صحیح تم کیسے ہو سکتے ہو۔ یہ چیز تو اہتداء کے لوازم میں سے ہے۔ ہاں اگر تم نے جہاں تک تم سے ممکن تھا بُرائی سے روکنے کی کوشش کرلی مگر کوئی بدبخت پھر بھی باز نہ آیا اور اس فعل کا ارتکاب کرتا ہی رہا تو اس کے اس فعل سے تمہیں ضرر نہ پہنچے گا۔ آیت کا محمل یہ ہے۔ وہ نہیں جو تم نے خیال کرلیا ۱۲ مترجم عفی عنہ

www.kitabghar.org

فاذا قالوها عصموا منی دماءهم و
اموالهم الا بحقها وحسابهم علی
الله فلما کانت الردۃ قال عمر
لابی بکر تقاتلهم وقد سمعت
ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم
یقول کذا وکذا فقال ابوبکر لافرق
بین الصلوۃ والزکوۃ ولاقاتلن من
فرق بینهما قال فقاتلنا معہ
فرأینا ذلک رشدا اخرجہ احمد و
البخاری وهذا لفظ احمد و فی
روایۃ قال عمر فوالله ماهو الا
انی رایت الله عزوجل قد شرح
صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ
الحق ودریں موضع بسوئے دو دقیقہ
اشارت نمود یکے آنکہ الا بحقها شامل
زکوۃ است دیگر آنکہ استثناء صلوۃ
مسلم است وزکوۃ مقیس است بروے
بقیاس جلی بعد ازاں در امضاء جیش اسامۃ
مباحثہ واقع شد صدیق بامرے کہ نفع آں
ظاہر شد موفق گشت عن ابی هریرۃ قال
والله الذی لا الہ الا هو لولا ان ابابکر
استخلف ماعبد الله ثم قال الثانیۃ ثم
قال الثالثۃ فقیل لہ مہ یا اباهریرۃ فقال
ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم
وجہ اسامۃ بن زید فی سبع مائۃ

تو جب انھوں نے وہ کلمہ کہہ لیا تو بچا لیا مجھ سے اپنے خونوں کو اور اپنے اموال کو مگر اُس کلمہ کے حق پر (یعنی جب اللہ کو معبود مان لیا تو اس کی عبادت بھی یعنی نماز ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے (کہ انھوں نے اذعانِ قلب سے یہ کلمہ کہا یا منافقت سے) الغرض جب ردّت پھیل گئی تو عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ ان سے قتال کریں گے حالانکہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ ایسا اور ایسا فرماتے تھے تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے اور میں ضرور قتال کروں گا اس شخص سے جو ان دونوں میں تفریق کرے گا۔ کہا کہ پھر ہم نے اُن کے ساتھ ہو کر قتال کیا تو ہم نے دیکھ لیا کہ یہ نیک کام تھا، اس کو روایت کیا احمد اور بخاری نے اور یہ لفظ احمد کے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ بس خدا کی قسم سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ عزّ وجلّ نے ابوبکرؓ کے سینہ کو قتال کے لیے کشادہ (یعنی مطمئن) کردیا تھا تو میں نے پہچان لیا کہ حق وہی ہے اور اس مقام میں ابوبکرؓ نے دو دقیقوں کی طرف اشارہ کیا ایک یہ کہ الا بحقها زکوٰۃ کو شامل ہے۔ دوسرا یہ کہ نماز کا استثنا مسلم ہے اور بروئے قیاس جلی زکوٰۃ کو اس پر قیاس کرلیا گیا ہے، اس کے بعد جیش اُسامہؓ کے روانہ کرنے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیقؓ ایسی رائے پر (منجانب اللہ) موفّق ہوئے کہ جس کا نفع ظاہر ہو گیا۔ مروی ہے ابوہریرہؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابوبکرؓ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ پھر دو بارہ یہی کہا۔ پھر سہ بارہ یہی کہا۔ اس پر اُن سے کہا گیا کہ بس کرو اے ابوہریرہؓ (یعنی مبالغہ نہ کرو) تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زیدؓ کو سات سو کا لشکر

www.kitabghar.org

الی الشام فلما نزل بذی خشب قبض
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارتدت العرب
حول المدینۃ فقال والذی لا الہ
الا ھو لو جرّت (جارت) الکلاب بارجل
ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما رددت جیشا وجّھہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ولا حللت لواء عقدہ
فوجّہ اسامۃ فجعل لا یمر بقبیل
یریدون الارتداد الا قالوا لولا
ان لھؤلاء قوۃ ما خرج مثل
ھؤلاء من عندھم ولکن ندعھم
حتی یلقوا الروم فلقوھم فھزموھم
وقتلوھم ورجعوا سالمین
فثبتوا علی الاسلام مذکور
فی الصواعق معزوا الی البیہقی
وابن عساکر بعد ازاں در قتال مرتدین
مباحثہ واقع شد صدیق اکبرؓ بجدّ
عظیم دریں باب ملہم گشت وآں سرّ
قول آنحضرتؓ بود دریں فتنہ کہ
العصمۃ بالسیف قال عمر یا خلیفۃ
رسول اللہ تألّف الناس وارفق
بھم فقال أجبّار فی الجاھلیۃ و
خوّار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی
وتمّ الدین أینقص وانا حیّ مذکور
فی المشکوٰۃ معزوا الی رزین

دے کر شام کی طرف متوجہ کیا۔ جب انھوں نے ذی خشب میں (یہ ایک موضع ہے) پڑاؤ کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، اور مدینہ کے گرد کے عرب مرتد ہوگئے تو ابوبکرؓ نے (ان اصحاب سے جو اس نوجوانوں کے لشکر کو واپس بلانے کے حق میں تھے اور کہا تھا کہ ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ضروری ہے) کہا تھا کہ خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹانگوں کو کتّے کھینچنے لگیں تو میں اُس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور نہ وہ جھنڈا کھولوں گا جس کو آپؐ نے باندھا ہے پھر آپؓ نے اُسامہؓ کو روانہ کر دیا۔ اب اس لشکر نے ان قبیلوں پر سے گزرنا شروع کیا جو ارتداد کا ارادہ کر رہے تھے تو ہر ایک یہی کہتا رہا کہ اگر ان لوگوں کے پاس پوری قوت نہ ہوتی تو ان جیسا (طاقتور لشکر) ان کے پاس سے نہ نکلتا۔ لیکن ہم (ابھی) ان لوگوں کو چھوڑیں یہاں تک کہ یہ روم سے لڑیں۔ تو یہ لوگ رومیوں سے لڑے اور اُن کو شکست دی اور قتل کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے، تو یہ قبائل اسلام پر جمے رہے، یہ واقعہ صواعق میں بحوالہ بیہقی وابن عساکر مذکور ہے۔ اس کے بعد مرتدین سے قتال کے بارے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیق اکبرؓ پورے شرح صدر کے ساتھ اس معاملہ میں مُلہَم ہوگئے اور وہی راز تھا اس فتنہ کے موقع پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ العصمۃ بالسیف (بچاؤ تلوار سے ہوتا ہے) عمرؓ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہؐ! لوگوں کی تالیف قلب کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا جاہلیت میں جبّار (دلیر) تھے اور اسلام میں بزدل ہوگئے ہو۔ سمجھ لو کہ وحی منقطع ہوگئی اور دین پورا ہوچکا، کیا دین میں کمی کی جائے اور میں زندہ رہوں۔ یہ مذکور ہے مشکوٰۃ میں بحوالہ رزین۔ اور اُسی جیسا حضرت

www.kitabghar.org

وَمثلہ قول المرتضیٰ لا تفجعنا بنفسک یا
خلیفۃ رسول اللہ فاجاب بنحو مما
اجاب عمر مذکورٌ فی الصواعق وغیرہ
بعدازاں در تعیین امیرے برائے قتالِ مرتدین اشکال
افتاد و حضرتِ صدیقؓ حدیثے درباب خالد بن ولید
روایت کرد و آخر کار فتح بردستِ خالدؓ واقع
شد عن وحشی بن حرب ان ابا بکر عَقَد
لخالد بن الولید فی قتالِ اھل الرّدۃ
وقال انّی سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم یقول نعم عبد اللہ واخو العشیرۃ
خالدُ بن الولید سیفٌ من سیوف اللہ
سلّہ اللہ عزّوجلّ علی الکفّار والمنافقین
اخرجہ احمد باز جمعے از مسلمین محقّقین راکہ مبشّر
بہشت بودند مثل حضرت عثمانؓ وطلحہؓ بعد وفاتِ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شبہ عظیم پیش آمد
اِنّ رجالاً من اصحابِ رسولِ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم حزنوا علیہ حتی کاد
بعضھم یُوَسوِسُ وفی بعض الفاظ
الحدیث انھم ابتلوا بحدیث النفس و
فی روایۃ محمد بن جبیر بن مطعم عن عثمان
قال تمنّیتُ اَنْ اکون سألتُ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما ذا یُنجینا
ممّا یُلقی الشیطانُ فی انفسنا
درعلاج ایں داہیہ متحیّر شدند وندانستند کہ نجاتِ
ایں امر چیست صدیق اکبرؓ وجہ نجات ازیں داہیہ

مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ آپ اپنی ذات سے ہمیں کرب (بےچینی)
میں نہ ڈالیں اے خلیفہ رسول اللہ! تو آپ نے اُن کو بھی ایسا ہی (تیز)
جواب دیا جیسا عمرؓ کو دیا تھا، یہ صواعق وغیرہ میں مذکور ہے۔
اس کے بعد مرتدّین سے قتال کرنے کے لئے کسی امیر کے تعیّن میں
اشکال پڑا اور حضرت صدّیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کے بارے میں ایک
حدیث بیان کی اور انجام کار فتح خالدؓ کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔
وحشی بن حرب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے خالد بن الولیدؓ کے
لئے جھنڈا باندھا مرتدّین سے قتال کے لئے اور فرمایا کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ کا
اچھا بندہ اور ساتھیوں کا بھائی (یعنی غمگسار) خالد بن الولیدؓ ہے جو
اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کو اللہ عزّوجلّ نے کفار
اور منافقین پر کھینچا ہے، روایت کیا اس کو احمد نے۔ پھر مسلمین
محققین کی ایک جماعت کو جس کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی
جیسے حضرت عثمانؓ و طلحہؓ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے . . . . بعد ایک عظیم شبہ پیش آیا (حدیث میں ہے) بہت سے لوگ
اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسے تھے جن پر آپؐ کے فراق
سے رنج غالب آگیا یہاں تک کہ اُن میں سے بعض قریب تھا کہ
وسوسوں میں مبتلا ہو جائیں (یعنی مالیخولیا میں) اور بعض الفاظ
حدیث میں ہیں کہ وہ حدیث النفس میں مبتلا ہو گئے۔ اور محمد بن جبیر
ابن مطعمؓ کی روایت میں حضرت عثمانؓ سے مروی ہے فرمایا کہ "میں
پچھتایا کہ کاش میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ اس
چیز سے جو شیطان ہمارے نفوس میں القا کرتا ہے نجات دینے والی
کیا چیز ہے؟" اس آفاتِ عظیم کے علاج میں متحیّر ہو گئے اور نہ
سمجھے کہ اس امر سے نجات کی کیا صورت ہے۔ صدّیق اکبرؓ نے
اس بڑی آفت سے نجات کی صورت ارشاد فرمائی کہ نبی

www.kitabghar.org

شدیدہ ارشاد فرمود عن النبیؐ صلی اللہ علیہ
وسلم ینجیکم من ذلکم ان تقولوا ما امرت
عمّی ان یقول فلم یقل اخرجہ احمد و
ابویعلیٰ بطرقٍ مختلفۃٍ والفاظ متغایرۃ
یفسّر بعضھا بعضًا وحاصل ایں قصہ آنست
کہ قوم معتاد بودند بدوام صحبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و حالتِ اتصال کہ سرّ و روح
بکارہائے خود مشغول باشند بصحبتِ آنجنابؐ
کسب می نمودند چوں سعادتِ صحبت از دست
رفت و آں حالت مفقود شد در تفرقہ افتادند
و حدیثِ نفس برایشان مستولی گشت
حضرت صدیق رضؓ کہ خلیفۂ مطلق آنحضرتؐ
بود و نائبِ برحق او صلے اللہ علیہ و
سلم در علمِ ظاہر و باطن طریقۂ ذکر تعلیم نمود
این است معنی ایں قصہ کہ بعد جمع طرقِ حدیث
مفہوم گشت فلا تغترّ باقاویل الناس فی
ذلک و ایں اوّل احیاءِ طریقۂ صوفیہ
است کہ از دست خلیفۂ اوّل رضی اللہ
عنہ وارضاہ بظہور پیوست بعد ازاں
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
صلوٰۃ استغفار از صدیق اکبرؓ
اخذ نمود و پاس اعتناء تمام فرمود
عن علیؓ قال کنتُ اذا سمعتُ
من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
حدیثًا نفعنی اللہ بہٖ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں اس سے نجات دلانے کی یہ بات
کہ تم وہ (کلمہ) کہو جس کا امر میں نے اپنے چچا کو کیا تھا کہ وہ یہ
کہیں مگر انھوں نے نہ کہا (یعنی لا الٰہ الا اللہ) احمد اور ابویعلیٰ
نے اس کو مختلف اسناد کے ساتھ اور ایک دوسرے سے ایسے
مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا جن میں سے بعض بعض کی
تفسیر کرتے ہیں۔ اور اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ قوم عادی
تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوامِ صحبت کی اور
یہ صاحبان اِتصال کی حالتِ (خاصّہ یعنی اُس کیفیت) کو کہ
(لطیفۂ) سِرّ و (لطیفۂ) رُوح اپنے اپنے کاموں میں مشغول
رہیں۔ آنحضرتؐ کی صحبت سے کسب کرتے رہتے تھے، وہ سعادتِ
صحبت ہاتھ سے جاتی رہی اور وہ حالت مفقود ہوگئی تو تفرقہ
(قلب) میں مُبتلا ہو گئے اور ان پر حدیثِ نفس غالب
آگئی۔ حضرت صدیق رضؓ نے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے خلیفۂ مطلق اور نائب برحق تھے علمِ ظاہر و باطن میں ذکر کا
طریقہ تعلیم فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس قصہ کی جو طُرقِ
حدیث کو جمع کرنے سے مفہوم ہوتی ہے تو اس بارے میں لوگوں
کے اقوالِ مختلفہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا۔ اور طریقۂ صوفیہ کا
یہ اولِ احیاء ہے جو کہ خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ وارضاہ
کے دستِ (مبارک) سے ظہور میں آیا۔ اس کے بعد حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ نے صدیقِ اکبرؓ سے صلوٰۃ استغفار اخذ کی اور
اس کی پوری قدر کی۔ مروی ہے علی رضؓ سے کہا کہ میں جب کوئی
بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا تو مجھے اس
سے اللہ تعالیٰ نفع پہنچایا کرتا تھا جتنا اس میں سے چاہتا تھا اور
جب مجھ سے کوئی دوسرا شخص آپؐ سے کوئی بات روایت کرتا
تھا تو میں اس کو قسم دیتا تھا جب وہ قسم کھالیتا تو میں

www.kitabghar.org

بما شاء منه واذا حدّثنی عنه غیری استحلفته (حلف میدادم اورا ۱۲) فاذا حلف لی صدّقتهٗ وانّ ابابکرٍ حدّثنی و صدق ابوبکر انّه سمع النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ما من عبدٍ یُذْنِبُ ذنبًا فیتوضّأُ فیحسن الوضوءَ ثمّ یصلی رکعتین فیستغفر اللہ عزّ وجلّ الّا غُفِر لہ اخرجه احمد وابو یعلے بطرق متعددۃ پس ازاں صعب ترین اشکالات آں بود کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و حضرت عباس رضی اللہ عنہ بظاہر عموم آیت یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ متمسک شدہ میراثِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طلب کردند مشکل آنکہ میراث دہند مخالفِ قاعدہ شرع باشد واگر ندہند ملال خاطر اہلِ بیت لازم آید حضرت صدّیق رضؓ دریں باب حدیثے روایت کرد کہ میراث بُردن از پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم وبودن ایں قُرای مملوک وے صلے اللہ علیہ وسلم ہر دو مقدمہ را منع نمود و با حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و سائر اہلِ بیت آں قدر ملاطفت فرمود کہ جبر نقصان آں آزردگیہا شد درہمیں ایام مشکلے دیگر کہ فوق جمیع مشکلات تواں شمرد پیش آمد آں ایں بود کہ زبیر رضؓ و جمعے از بنی ہاشم درخانہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جمع شدہ در بابِ نقضِ خلافت مشورت ہا بکار مے بُردند حضرتِ شیخین رضؓ آں را بہ تدبیرے کہ بایستے برہم زدند و تدارکِ ملالے کہ

اُس کی تصدیق کرتا۔ اور یہ کہ ابوبکر رضؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکر رضؓ سچے ہیں کہ اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے فرمایا ہر ایک ایسا بندہ جس سے کوئی گناہ ہوجاتے اور وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ عزّ وجلّ سے استغفار کرے تو اللہ تعالےٰ اس کا گناہ بخش دے گا۔ اس کو روایت کیا احمد نے اور ابو یعلےٰ نے متعدّد روایات سے۔ پھر اس کے بعد سخت ترین اشکال یہ پیش آیا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بظاہر اس آیت کے عام حکم سے یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ الخ (۴: ۱۱) اللہ تعالےٰ تم کو حکم دیتا ہے تمھاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصّہ دو لڑکیوں کے حصّہ کے برابر الخ دلیل پکڑتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث طلب کی۔ مشکل یہ پیش آئی کہ اگر میراث دیں تو قاعدہ شرع کے خلاف ہوگا۔ اور اگر نہ دیں تو اہلِ بیت کا ملالِ خاطر لازم آتا ہے۔ حضرت صدیق رضؓ نے اس باب میں ایک حدیث کی روایت کی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے میراث لینا اور (خیبر) کی ان بستیوں کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مملوک ہونا دونوں صحیح نہیں ہیں۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام اہل بیت کی آپ رضؓ نے اتنی دلجوئی کی کہ اس سے اُن آزردگیوں کی تلافی ہوگئی جو پیدا ہوگئی تھیں۔ ان ہی ایّام میں ایک اور مشکل پیش آئی جو سب مشکلات سے بالاتر سمجھی جاسکتی ہے اور وہ یہ تھی کہ زبیر رضؓ نے اور بنی ہاشم کی ایک جماعت نے حضرت فاطمہ رضؓ کے گھر میں جمع ہوکر خلافت کے توڑنے کے لئے مشورے شروع کردیے۔ حضراتِ شیخین رضؓ نے اس کو ایسی تدبیر سے جو ہونا چاہیے تھی مٹایا اور اس ملال کا تدارک حُسنِ ملاطفت سے فرمایا

www.kitabghar.org

برمزاجِ حضرت مرتضیٰ رض عارض شدہ بود بجنس
ملاطفت فرمودند رواۃ ایں قصہ ہر یکے
چیزے را حفظ کرد و چیزے ترک نمود دریں جا
چند روایت بنویسم تا قضیہ منقح گردد عن
زید بن اسلم عن ابیہ انہ حین بویع لابی بکر
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علیٌّ و
الزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونھا و
یرتجعون فی امرھم فلما بلغ ذلک عمر
ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ
فقال یابنت رسول اللہ واللہ ما من
الخلق احدٌ احبَّ الینا من ابیکِ و ما من
احدٍ احبَّ الینا بعد ابیکِ منکِ وایمُ
اللہِ ما ذاک بمانعی اِن اجتمع ھؤلاءِ
النفرُ عندکِ ان امر بھم ان یحرَّق
علیھم البیتَ قال فلما خرج عمر جاءوھا
فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی
وقد حلف باللہ لئن عدتم لیحرقنَّ
علیکم البیتَ وایم اللہ لیمضینَّ لما
حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رأیکم
ولا ترجعوا الیَّ فانصرفوا عنھا فلم یرجعوا
الیھا حتی بایعوا لابی بکر اخرجہ ابن ابی
شیبۃ وعن عائشۃ ان فاطمۃ رضی اللہ عنھا
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت
الی ابی بکر الصدیق تسألہ میراثھا من رسول

جو حضرت مرتضیٰ رض کے مزاج پر عارض ہو گیا تھا۔ اس قصہ کے
راویوں میں سے ہر ایک نے ایک چیز کا تو ذکر کر دیا اور ایک چیز کو
ترک کر دیا اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں
تاکہ واقعہ کی تنقیح ہو جائے۔ مروی ہے زید بن اسلم رض سے وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے بعد ابو بکر رض سے بیعت ہو گئی تو علی رض اور زبیر رض فاطمہ رض بنت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے لگے یہ ان سے
مشورے کرتے تھے اور اپنی خاص تجویز کے سلسلہ میں بار بار آجا رہے
تھے۔ جب یہ خبر عمر بن الخطاب رض کو پہنچی تو نکلے اور فاطمہ رض کے پاس
پہنچے اور کہا کہ اے رسول اللہ ص کی بیٹی! خدا کی قسم کوئی تمام مخلوق
میں سے ہمیں تمہارے باپ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور اب ہمیں تمہارے
باپ کے بعد کوئی تم سے زیادہ محبوب نہیں اور خدا کی قسم یہ محبت
مجھے اس بات سے روکنے والی نہیں کہ اگر یہ لوگ تمہارے پاس جمع
ہوئے تو میں ان کے بارے میں یہ حکم دوں کہ ان کے اوپر اس گھر کو
پھونک دیا جائے۔ بیان کیا کہ جب عمر رض چلے گئے تو یہ لوگ فاطمہ رض کے
پاس آئے تو فاطمہ رض نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمر رض میرے پاس آئے
تھے اور وہ اللہ کی قسم کھا چکے ہیں کہ اگر تم لوگ پھر یہاں جمع ہوئے
تو وہ تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دیں گے اور بخدا وہ ضرور ایسا کر
گزریں گے جس پر انہوں نے قسم کھائی ہے۔ بس خیریت سے
واپس ہو جاؤ۔ تمہاری اپنی جو رائے ہو کرتے رہو اور میرے
پاس لوٹ کر نہ آؤ، تو یہ لوگ ان کے پاس سے واپس ہو گئے
اور پھر نہیں آئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ابو بکر رض سے بیعت کر لی،
اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رض سے کہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے
ابو بکر صدیق رض کو بلایا اور ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

www.kitabghar.org

الله صلى الله عليه وسلم مما أفاء الله عليه
بالمدينة وفدك وما بقي من خمس خيبر
فقال ابو بكر ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال لا نورث ما تركناه صدقة
انما يأكل آل محمد في هذا المال واني
والله لا أغير شيئا من صدقة رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن حالها التي كانت
عليها في عهد رسول الله صلى الله عليه
وسلم ولأعملن فيها بما عمل به رسول
الله صلى الله عليه وسلم فأبى ابو بكر ان
يدفع الى فاطمة منها شيئا فوجدت (غضبت)
فاطمة على ابي بكر في ذلك وقال ابو بكر
والذي نفسي بيده لقرابة رسول الله
صلى الله عليه وسلم احب الي ان اصل
من قرابتي واما الذي شجر بيني وبينكم من
هذه الاموال فاني لم آل فيها عن
الحق ولم اترك امرا رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يصنعه فيها الا صنعته
اخرجه احمد والبخاري وغيرهما وهذا
لفظ احمد وفي رواية له ان فاطمة بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ابابكر
بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان يقسم لها ميراثها مما ترك رسول الله صلى
الله عليه وسلم مما افاء الله عليه فقال
لها ابو بكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

طرف سے اپنے حصّہ وراثت کا سوال کیا جو اللہ تعالے نے آپ کو دلوایا
تھا مدینہ میں اور فدک میں اور خمس خیبر میں سے ما بقی کا۔ تو ابوبکرؓ
نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا (پیغمبروں کا)
کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ
(یعنی غریبوں کا حق) ہے۔ اس مال سے آلِ محمدؐ صرف کھاتے
رہیں اور بخدا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ
میں کچھ تغیر نہ کروں گا اُس کے اُس حال سے جس پر وہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور میں اُس میں ضرور وہی عمل
کروں گا (یعنی تقسیم) جو اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے
تھے، غرض ابوبکرؓ نے اُس میں سے فاطمہؓ کو کچھ دینے سے انکار کردیا
تو فاطمہؓ اس پر ابوبکرؓ سے ناراض ہوگئیں اور ابوبکرؓ نے کہا قسم
ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قرابت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ
میں نیک برتاؤ کروں اپنی قرابت سے اور رہا یہ اختلاف جو میرے اور
تمہارے درمیان ان اموال کے بارے میں واقع ہوا تو میں اس
میں حق سے نہیں ہٹا ہوں اور میں نے کسی ایسے امر کو نہیں چھوڑا
جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
جو عمل آپؐ اس میں کرتے تھے وہی میں نے کیا، اس کو احمد اور
بخاری وغیرہما نے روایت کیا اور یہ الفاظ احمد کے ہیں۔ اور
اُن کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے ابوبکرؓ سے سوال کیا کہ وہ اُن کا حصّہ میراث اس جائداد
میں سے تقسیم کرکے دیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
چھوڑی ہے اور اللہ تعالے نے اُن کو دی تھی تو اُن سے
ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث

www.kitabghar.org

قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فغضبت
فاطمۃ علیہا السلام فہجرت ابابکر
رضی اللہ عنہ فلم تزل مہاجرتہ حتی
توفیت قال و عاشت بعد وفات
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ستۃ اشہر
قال فکانت فاطمۃ علیہا السلام تسأل
ابابکر نصیبہا مما ترک رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم من خیبر و فدک و صدقتہ
بالمدینہ فابی ابو بکر ذلک علیہا
وقال لست تارکا شیئا کان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یعمل بہ الا عملت
بہ انی اخشے ان ترکت شیئا من امرہ
ان ازیغ (ایل عن الحق ۱۲) فاما صدقتہ بالمدینۃ
فدفعہا عمر الی علی وعباس
فغلبہ علیہا علی واما خیبر و
فدک فامسکہما عمر رضی اللہ عنہ و
قال ہما صدقۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کانت لحقوقہ التی تعروہ (پیش آتے اور ۱۲) ونوائبہ
وامرہما الی من ولی الامر قال فہما علی
ذلک الیوم اخرجہ احمد وعن عقبۃ بن
الحارث قال خرجت مع ابی بکر رضی اللہ
عنہ من صلوۃ العصر بعد وفات رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلیال و علی

نہ ہوگا ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا تو فاطمہ علیہا السلام ناراض ہوگئیں تو ابوبکرؓ کو چھوڑ دیا اور انقطاع تعلق باقی رکھا یہاں تک کہ اُن کی وفات ہوگئی کہا کہ وہ بعد وفاتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھ ماہ زندہ رہیں۔ کہا کہ فاطمہ علیہا السلام ابوبکرؓ سے سوال کرتی تھیں اپنے حصہ کا اس میں سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا یعنی خیبر اور فدک اور آپ کا صدقہ جو مدینہ میں تھا تو ابوبکرؓ نے اُن سے اسکا انکار کردیا اور کہا تھا کہ میں کوئی چیز چھوڑنے والا نہیں ہوں جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے مگر مجھے بھی اس پر عمل کرنا ہے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میں نے اگر آپؐ کے امر میں سے کسی چیز کو ترک کردیا تو میں حق سے پھر جاؤں۔ ہاں جو آپؐ کا مدینہ کا صدقہ تھا اس کو عمرؓ نے علیؓ اور عباسؓ کو دیدیا تھا۔ (بطور تولیت) تو غالب رہے۔ اس صدقہ میں عباسؓ پر علیؓ۔ رہا خیبر اور فدک تو اُن دونوں کو عمرؓ نے روک لیا تھا اور فرمایا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا صدقہ ہیں جو اُن حقوق کے پورا کرنے کے لئے تھے جو آپ کو پیش آتے تھے اور آپ کے نوائب (یعنی حوادث و فتنہ) کے لئے تھے اور ان دونو کا معاملہ سپردگی میں رہے گا اس کے جو ولیِ امر (یعنی خلیفہ) ہو۔ کہا کہ یہ دونوں آج تک اسی حال پر ہیں۔ اور مروی ہے عقبہ رضؓ ابن الحارث سے کہا کہ میں نکلا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عصر کے بعد جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر چند راتیں گزری تھیں اور علیؓ آپ کے پہلو میں چل رہے تھے تو اُن کا گزر حسن بن علیؓ پر ہوا جو کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے

ع مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے تحفۂ اثناعشریہ میں باغ فدک کے قصہ کی تفصیل اور اس حدیث کی شرح بلیغ انداز کے ساتھ کی ہے جو خواہشمند ہو وہ اس کا مطالعہ کرے ۲

www.kitabghar.org

يمشي الى جنبه فمرّ بحسن بن عليّ يلعب مع
غلمان فاحتمله على رقبته وقال وابي شبيه
بالنبيّ ليس شبيهًا بعليّ وقال وعليّ رضي الله
يضحك اخرجه احمد وعن عايشة انّ
فاطمة ارسلت الى ابي بكر تسأله عن
ميراثها من النبي صلى الله عليه وسلم
مما افاء الله على رسوله من المدينة
وفدك وما بقي من خمس خيبر فقال ابوبكر
انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لا نورث ما تركنا صدقة انما
ياكل آل محمد من هذا المال و
اني والله لا اغيّر شيئًا من صدقة
رسول الله صلى الله عليه وسلم عن حالها
التي كانت عليها في عهد رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولاعملنّ فيها بما عمل رسول
الله صلى الله عليه وسلم فابى ابوبكر ان يدفع
الى فاطمة منها شيئًا فوجدت فاطمة على
ابي بكر في ذلك فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت
وعاشت بعد النبي صلى الله عليه وسلم ستة
اشهر فلما توفيت دفنها زوجها عليّ ليلاً ولم
يؤذن بها ابابكر وصلى عليها وكان لعليّ من
الناس وجه حيوة فاطمة فلما توفيت استنكر
عليّ وجوه الناس فالتمس مصالحة ابي بكر و
مبايعته ولم يكن يبايع تلك الاشهر فارسل
الى ابي بكر ان ائتنا ولا يأتينا معك احد

تو ابوبکرؓ نے اُن کو اُٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور کہا کہ میرا باپ اس پر قربان (یہ محاورہ کلام ہے) یہ مشابہ ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علیؓ کے مشابہ نہیں ہے۔ کہا اور علیؓ ہنس رہے تھے، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ فاطمہؓ نے ابوبکرؓ کو بُلا بھیجا اور اُن سے سوال کیا اپنے حصّہ وراثت کا جو اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا تھا اس میں سے جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو دیا تھا مدینہ میں سے اور فدک میں سے اور خیبر کے پانچویں حصّہ کے باقی ماندہ میں سے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم (پیغمبر) جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس مال میں سے آلِ محمدؐ صرف کھائیں گے اور میں واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں جس حال پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اُس کی کسی چیز میں تغیّر نہ کروں گا اور میں اس میں ضرور وہی عمل کروں گا جو عمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ تو ابوبکرؓ نے اس سے انکار کر دیا کہ فاطمہؓ کو اس میں سے کچھ دیں۔ اس سے فاطمہؓ ابوبکرؓ سے ناراض ہو گئیں اور اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے کلام نہیں کیا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر حضرت علیؓ نے ان کو رات میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکرؓ کو نہیں دی۔ اور ان پر نماز انہوں نے ہی پڑھی۔ اور علیؓ کی لوگوں میں خاص عزت رہی فاطمہؓ کی زندگی تک۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو علیؓ نے لوگوں کے رُخ بدلے ہوئے پائے تو ابوبکرؓ سے مصالحت اور ان سے بیعت کی درخواست کی اور ان مہینوں میں وہ بیعت نہیں کر رہے تھے پھر انہوں نے ابوبکرؓ

www.kitabghar.org

كراهية ليحضر عمر فقال عمر والله لا تدخل عليهم وحدك فقال ابوبكر وما عسيتهم ان يفعلوه بى والله لأتينهم فدخل عليهم ابوبكر فتشهد علىّ فقال انا قد عرفنا فضلك وما اعطاك الله ولم ننفس (حسد نبردیم) عليك خيرا ساقه الله اليك ولكنك استبددت علينا بالامر وكنا نرى لقرابتنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لنا نصيبا حتى فاضت عينا ابى بكر فلما تكلم ابوبكر قال والذى نفسى بيده لقرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الىّ من ان اصل قرابتى واما الذى شجر بينى و بينكم من هذه الاموال فانى لم آل فيها عن الخير ولم اترك امرا رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنعه فيها الا صنعته فقال علىّ لابى بكر موعدك العشية للبيعة فلما صلى ابوبكر الظهر رقى المنبر فتشهد وذكر شأن علىّ وتخلفه عن البيعة وعذره (عذر قبول کردہ) بالذى اعتذر اليه ثم استغفر وتشهد علىّ فعظم حق ابى بكر وحدث انه لم يحمله على الذى صنع نفاسة (حسد) على ابى بكر

کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہ آئے اس کراہیت کی وجہ سے کہ عمرؓ ضرور ساتھ ہوں گے۔ اس پر عمرؓ نے کہا واللہ آپ اُن کے پاس تنہا نہ جائیں۔ تو ابوبکرؓ نے کہاکہ واللہ مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ (بُرا معاملہ) کریں گے۔ واللہ میں اُن کے پاس ضرور جاؤں گا۔ اور اُن کے پاس ابوبکرؓ پہنچ گئے۔ تو علیؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور کہاکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم آپ کی بزرگی کو پہچانتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے اور اُس خیر پر۔ جو اللہ نے آپ کی طرف بھیجدی ہے ہم نے آپ کے اُوپر حسد نہیں کیا۔ لیکن آپ نے اس امر (یعنی خلافت) کے سلسلہ میں اکیلے اکیلے ہی سب کچھ کیا اور ہم خیال کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی قرابت کی وجہ سے کہ (مشاورت میں) ہمارا حصہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ابوبکرؓ کے آنسو بہنے لگے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے گفتگو شروع کی تو فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اپنی قرابت کے ساتھ ناطہ جوڑوں۔ رہی وہ بات کہ ان اموال کے سلسلہ میں میرے اور تمہارے درمیان اختلاف واقع ہوا تو یقیناً میں اُن کے بارے میں خیر سے نہیں ہٹا اور نہ میں نے کسی ایسے کام کو چھوڑا جو میں نے اُن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوتے دیکھا، مگر میں نے وہی کیا۔ اس کے بعد علیؓ نے ابوبکرؓ سے کہا آپ سے بیعت کیلئے شام کو آنے کا وعدہ ہے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے نماز ظہر پڑھ لی تو منبر پر چڑھے اور کلمۂ شہادت پڑھا اور علیؓ کی شان کا ذکر کیا اور ان کی بیعت سے تخلّف کا اور حضرت علیؓ کے اس عذر کو قبول کرنے کا اظہار کیا جو انھوں نے ان سے کیا تھا۔ اس کے بعد (علیؓ نے) استغفار کیا اور کلمۂ شہادت

www.kitabghar.org

ولا انکار اللذی فضّل اللّٰہ بہ
وَلٰکِنّا کُنّا نَرٰی لنا فی ھٰذا الامر
ای المشورۃ کما یدل علیہ بقیۃ
الروایات نصیبًا فاستبد علینا
فوجدنا فی انفسنا فسرّ بذلک
المسلمون و قالوا اصبتَ و
کانَ المسلمون الی علیّ قریبًا
حین راجَعَ الاَمر المعروف
رواہ البخاری وعن ابی سعید
الخدری قال قال ابوبکر الستُ
احقّ الناس بہا الستُ اوّل من اسلم
الستُ صاحبَ کذا الستُ صاحبَ
کذا رواہ الترمذی بعد ازاں اہم مہمات
نزدیک حضرت صدّیق رض آں بود
کہ برائے امّتِ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم قاعدہ مرتب فرماید تا در
مسائلِ اجتہادیہ بکدام راہ سلوک نمایند
وترتیب ادلّہ شرعیہ بچہ اسلوب بعمل
آرند الٰی یومنا ہٰذا ہمہ مجتہدین بر
ہمیں قاعدہ عمل می کنند و وے رضی اللہ
عنہ شیخ و استاد جمیع مجتہدین شد بوضع
ایں قاعدہ عن میمون بن مہران
قال کان ابوبکرٍ اذا ورد علیہ الخصم
نظر فی کتاب اللہ فاذا وجد فیہ

پڑھ کر ابوبکر رض کے حق کی عظمت کا اظہار کیا اور بیان کیا کہ جو کچھ انھوں نے (توقف) کیا اس پر اُن کو ابوبکر رض پر حسد نے برانگیختہ نہیں کیا اور نہ اُن فضائل سے انکار کی بنا پر کیا جن سے اللہ تعالٰے نے اُن کو فضیلت بخشی، لیکن ہم یہ خیال کر رہے تھے کہ اس امر میں (یعنی مشورہ میں جیسا کہ اس پر بقیہ روایات دلالت کرتی ہیں[1]) ہمارا بھی حصّہ ہوگا مگر ہم کو الگ (یعنی نظر انداز) کر دیا تو ہم نے اپنے نفوس میں اس کا رنج پایا۔ تو اس سے سب مسلمان خوش ہوئے اور سب نے کہا کہ آپ نے اچھا (اقدام) کیا اور سب مسلمان (اب) علی رض سے قریب ہو گئے جب اُنھوں نے اس نیک کام کی طرف رجوع کر لیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابو سعید خدری رض سے کہا کہ ابوبکر رض نے (سقیفہ بنی ساعدہ میں) کہا کہ کیا میں اس (خلافت) کا سب لوگوں سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے اوّل اسلام لانیوالا شخص نہیں ہوں؟ کیا میں فلاں فضیلت والا نہیں ہوں؟ کیا میں فلاں بات والا نہیں ہوں؟ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اس کے بعد اہم مہمات حضرت صدیق رض کے نزدیک یہ کام تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے ایک قاعدہ مرتب فرما دیں کہ مسائل اجتہاد میں لوگ کس راہ پر چلیں اور دلائل شرعیہ کی ترتیب کس اسلوب کے ساتھ عمل میں لائیں۔ ہمارے آج کے دن تک تمام مجتہدین اسی قاعدہ پر عمل کر رہے ہیں اور صدّیق رضی اللہ عنہ شیخ اور اُستاد تمام مجتہدین کے ہوئے اس قاعدہ کو وضع فرمانے کی وجہ سے۔ مروی ہے میمون بن مہران سے کہا کہ ابوبکر رض کے پاس جب کوئی مدعی آتا تو وہ نظر کرتے کتاب اللہ میں اگر اس میں وہ بات پاتے جس سے اُن کے درمیان فیصلہ کر دیں

[1] اس عبارت کو قوسین کے درمیان اس لئے کر دیا کہ یہ حضرت مصنف کی طرف سے ہے جس میں ہٰذا الامر کا مشار الیہ ذکر کیا گیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

مایقضی بینهم قضی به وان لم یکن
فی الکتاب وعلم من رسول الله صلی
الله علیه وسلم فی ذلك سنة قضی
به فان اعیاه خرج فسأل المسلمین و
قال اتانی کذا وکذا فهل علمتم ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم قضی فی
ذلك بقضاء فربما اجتمع الیه النفر کلهم
یذکر من رسول الله صلی الله علیه
وسلم فیه قضاء فیقول ابوبکر الحمد
لله الذی جعل فینا من یحفظ علی
نبینا فان اعیاه ان یجد فیه سنة
من رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع
رءوس الناس واخیارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رأیهم علی امر قضی به
رواه الدارمی بعد ازاں در میراث جده
مسئله وارد شد حضرت صدیق رض تفحص
بلیغ فرمود تا آنکه حدیث ظاهر شد و مسئله
منقح گشت عن الزهری قال جاءت
الی ابی بکر جدة ام اب او ام ام
فقالت ان ابن ابنی او ابن
ابنتی توفی وبلغنی ان لی نصیبا
فمالی فقال ابوبکر ما سمعت رسول
الله صلی الله علیه وسلم قال فیها شیئا و
سأسأل الناس فلما صلی الظهر فقال ایکم سمع
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فی الجدة

تو اُس کے مطابق فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب میں نہ ہوتا اور
اُن کو اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی سُنّت کا
علم ہوتا تو اسکے مطابق فیصلہ کر دیتے۔ پھر اگر اس سے بھی عاجز
ہوتے تو مسلمانوں سے سوال کرتے اور فرماتے کہ میرے
پاس ایسا اور ایسا مسئلہ آیا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں
کوئی فیصلہ کیا ہے؟ تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ سب کی نظر
ایک ہی بات پر جمع ہو جاتی ہر ایک رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے اس بارے میں ایک ہی فیصلہ کا ذکر کرتا تو
ابوبکر رض کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ رکھے جو
ہمارے نبیؐ کی باتیں محفوظ رکھتے ہیں۔ پھر اگر اس سے عاجز ہوجاتے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت میں سے کوئی بات
پائیں تو لوگوں میں سے ممتاز اور اخیار لوگوں کو جمع کرتے
اور ان سے مشورہ لیتے تو جب اُن کی رائے کسی بات پر متفق
ہو جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے، اس کو روایت
کیا دارمی نے۔ اس کے بعد دادی کی میراث کا مسئلہ آپ
کے سامنے آیا تو حضرت صدیق رض نے بہت جستجو کی یہانتک
کہ ایک حدیث ظاہر ہو گئی اور مسئلہ واضح ہو گیا۔ مروی
ہے زہریؒ سے کہا کہ ابوبکر رض کے پاس ایک جدّہ آئی یعنی
باپ کی ماں یا ماں کی ماں اور کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے
بیٹے کی یا بیٹی کے بیٹے کی وفات ہو گئی اور مجھے یہ بات پہنچی
ہے کہ میرا بھی کچھ حصّہ ہے تو وہ کیا ہے؟ تو ابوبکر رض نے کہا
کہ میں نے اسکے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ
آپؐ نے اسکے بارے میں کچھ فرمایا اور میں عنقریب لوگوں سے پوچھوں گا۔
تو جب آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو فرمایا کہ تم میں سے کسی نے

www.kitabghar.org

شیئًا فقال المغیرة بن شعبة انا قال ماذا قال اعطاها رسول الله صلی الله علیه وسلم سدسًا قال أیعلم ذالك احد غیرك فقال محمد بن مسلمة صدق فاعطاها ابوبکر السدس فجاءت الی عمر مثلها فقال ما ادری ما سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم فیها شیئًا وسأسأل الناس فحدثوه بحدیث المغیرة بن شعبة و محمد بن مسلمة فقال عمر ایتکما خلت به فلها السدس فان اجتمعتما فهو بینکما رواه مالك والدارمی وهذا لفظ الدارمی

بعد ازاں درمیراث جدّ اختلاف افتاد که وے عند عدم الاب بمنزلہ اب است یاحالت او متردد است شبہے بہ پدر دارد و شبہے بہ برادر صحابہ رض دریں باب اقوال شتّٰی دارند فاروق اعظم رض قولے دارد و علی مرتضیٰ رض قولے و عبد الله بن مسعود رض قولے و زید بن ثابت رض قولے واز ہمہ نوعے تردد و رجوع منقول گشت ثابت ترین ہمہ اقوال دریں باب قول صدیق اکبر رض است قال ابن عباس و ابن الزبیر اما الذی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو کنت متخذا احدا خلیلا لاتخذته

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے جدّہ کے بارے میں کچھ فرمایا ہے تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مَیں نے۔ فرمایا کہ کیا؟ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصّہ دیا ہے۔ فرمایا کہ کیا اس بات کو تیرے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے تو محمد بن مسلمہ رض نے کہا کہ مغیرہ رض نے سچ کہا ہے۔ تو ابو بکر رض نے اس کو چھٹا حصّہ دیدیا۔ پھر عمر رض کے پاس ایسی ہی ایک عورت آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا مَیں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سُنا، اور میں عنقریب اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن شعبہ رض اور محمد بن مسلمہ رض کی حدیث بیان کی تو عمر رض نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی اور نانی) میں سے جو تنہا ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر تم دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ (چھٹا حصّہ) تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا، روایت کیا اس کو مالک اور دارمی نے اور یہ لفظ دارمی کے ہیں۔ اس کے بعد جدّ (دادا) کی میراث میں اختلاف واقع ہوا کہ وہ باپ نہ ہونے کے وقت بمنزلہ باپ کے ہے یا اس کی حالت متردّد ہے کچھ مشابہت تو باپ کے ساتھ رکھتا ہے اور کچھ مشابہت بھائی کے ساتھ۔ صحابہ رض اس بارے میں مختلف اقوال رکھتے ہیں۔ ایک قول فاروق اعظم رض کا ہے اور ایک قول علی مرتضیٰ رض اور عبد اللہ بن مسعود رض کا ایک قول اور زید بن ثابت رض کا ایک قول اور سب کی طرف سے تردّد اور (اپنے قول سے) رجوع منقول ہے۔ اس باب میں تمام اقوال سے پختہ ترین صدیق اکبر رض کا قول ہے۔ ابن عباس رض اور ابن الزبیر رض نے کہا کہ اس شخص نے جس کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی شخص کو اپنا خلیل بنانیوالا ہوتا تو اس کو خلیل بناتا اس کو (یعنی جد کو)

www.kitabghar.org

خلیلاً قد جعلہ (ابن عباسؓ) اباً اخرج قول الاول
الدارمیؒ وقول الثانی (ابن الزبیرؓ) البخاری وقال
الحسنُ ان الجدّ قد مضت سُنّتہٗ وان
ابابکرٍ جعل الجدّ اباً ولکن الناس تحیّروا
اخرجہ الدارمی بعدازاں در تفسیر کلالہ اختلاف
واقع شد و در جوابِ آں اکثر صحابہؓ رائی
درگرفت عقبۃ بن عامرؓ جُہنی گفت
ما اعضل باصحاب النبیؐ صلے اللہ علیہ
وسلم شیئٌ ما اعضلتْ بہم الکلالۃُ صدیقِ
اکبرؓ متصدّی جواب آں شد عن الشعبی
قال سُئلَ ابوبکرٍ عن الکلالۃِ فقال
انّی ساقول فیہا برأیی فان کانَ صواباً
فمن اللہ وان کان خطأً فمنّی ومن الشیطان
اُراہُ ماخلا الوالدَ والولدَ فلمّا استخلف
عمر قال انّی لاَستحیی ان اَرُدَّ شیئاً
قالہٗ ابوبکرٍ اخرجہ الدارمیؒ بعدازاں
در حدِّ شرب خمر تحیّرے روداد بآں جہت
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحضورِ
شریف شارب خمر را بضرب امرے
فرمود چوں مقدارے کہ میخواست بعمل
مے آمد منع مے فرمودند و بس مے
فرمودند و لہذا قدرِ آں معیّن
نشد صدیقِ اکبرؓ بر چہل ضربہ

باپؐ قرار دیا، قولِ اوّل (یعنی ابن عباسؓ) کو دارمی نے اور دوسرے
(یعنی ابن الزبیرؓ) کے قول کو بخاری نے روایت کیا۔
اور حسنؒ نے کہا کہ جد کے بارے میں سنّت جاری ہوگئی
اور ابوبکرؓ نے جد کو باپ قرار دیدیا لیکن لوگ حیرت میں
مبتلا رہے، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اس کے بعد
کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں
اکثر صحابہؓ کو عجز لاحق ہوگیا۔ عُقبہ بن عامر جُہنیؓ کا
قول ہے کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے بارے
میں اتنی اُلجھن میں نہیں پڑے جس قدر اُلجھن میں کلالہ
(کی تفسیر) میں پڑے۔ صدیقِ اکبرؓ اس کے جواب کے
لئے تیار ہوئے۔ مروی ہے شعبیؒ سے کہا کہ سوال کیا گیا
ابوبکر صدیقؓ سے کلالہ کے (معنے) کے بارے میں، تو
فرمایا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا
اور وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو
میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کلالہ
وہ ہے جو نہ والد کو (یعنی باپ دادا وغیرہ اُوپر کے مرتبہ کے
ورثاء) کو چھوڑے اور نہ اولاد کو (یعنی بیٹے پوتے وغیرہ نیچے
کے مرتبہ کے وُرثاء کو) تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا
کہ مجھے اللہ سے حیا معلوم ہوتی ہے کہ میں اُس بات کو ردّ کردوں
جس کو ابوبکرؓ نے فرمایا، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اسکے بعد شراب پینے
کی حد میں ایک تحیّر پیدا ہوا اس وجہ سے کہ آنحضرتؐ اپنے حضور شریف (یعنی
موجودگی) میں شارب خمر کے لئے مارنے کا حکم دیتے تھے۔ جب وہ مقدار جو
آپؐ چاہتے تھے پوری ہو جاتی تھی تو منع کر دیا کرتے تھے

عہ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے، "انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب۔ اس میں آپؐ نے اپنے کو اپنے دادا عبد المطلب کا بیٹا فرمایا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

تعین آں کرد عن ابن عباس قال ان الشراب کانوا یضربون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالایدی و النعال حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا فی خلافۃ ابی بکر اکثر منہم فی عہد رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر لو فرضنا لہم حدًّا فتوخّی نحوًا مما کانوا یُضربُون علی عہد رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان ابو بکر یجلدہم اربعین حتی توفی الحدیث اخرجہ الحاکم والبیہقی وغیرہما واللفظ للحاکم بعد ازانکہ خدائی عزوجل ہزیمت بر مرتدین انداخت و مرتدین جوق جوق نادم شدہ پیش حضرت صدیق آمدند وے رضی اللہ عنہ درباب آنجماعات کلماتِ عجیبہ بقدر حال ہر جمع ارشاد می فرمود عن طارق بن شہاب عن ابی بکر انہ قال لوفدِ بزاخۃ تتبعون اذناب الابل حتی یری اللہ خلیفۃ نبیہ والمہاجرین امرًا یعذرونکم بہ اخرجہ البخاری و فی روایۃ عبید اللہ بن عبد اللہ لما ارتد من ارتد علی عہدِ ابی بکر اراد ابو بکر ان یجاہدہم فقال لہ عمر أتقاتلہم وقد سمعت رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ

اور بس فرما دیتے تھے اس وجہ سے اس کی مقدار متعین نہ ہوئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چالیس ضربوں پر اس کا تعین کر دیا۔ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ شراب پینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیٹے جاتے تھے ہاتھوں سے اور جوتوں سے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ایسے لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں زیادہ ہو گئے اُن سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہتر ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے ہم ایک حد مقرر کر دیں تو انھوں نے جستجو کی اُس مقدار کی جس سے یہ لوگ پیٹے جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اُن کے چالیس کوڑے لگواتے رہے اپنی وفات تک، الحدیث، اس کو حاکم اور بیہقی وغیرہما نے روایت کیا اور لفظ حاکم کے ہیں۔ بعد اس کے کہ خدائے عزّ وجلّ نے مرتدین میں بھگدڑ ڈال دی اور مرتدین جوق در جوق نادم ہو کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے آنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر جماعت کے بارے میں ان کے حسبِ حال کلماتِ عجیبہ ارشاد فرماتے تھے۔ مروی ہے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھوں نے وفد بزاخہ سے فرمایا کہ تم اونٹوں کی دُموں کے پیچھے لگے رہتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا اپنے نبی کے خلیفہ اور مہاجرین کو ایسا امر جس سے وہ تمہارے عذر کے سبک ہونے کو سمجھ لیں، روایت کیا اس کو بخاری نے۔ اور عبید اللہ ابن عبداللہ کی روایت میں ہے کہ جب مُرتد ہونے والے مُرتد ہوتے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اُن کے ساتھ جہاد کریں تو اُن سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ ان کے ساتھ قتال کریں گے حالانکہ آپ سُن چکے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

www.kitabghar.org

من شهد ان لا اله الا الله وانّ
محمّداً رّسول الله حرّم مالهٗ ودمهٗ
الّا بحقٍّ وحسابهٗ على الله فقال
ابوبكر انا لأقاتلُ من فرّق بين
الصّلوٰةِ والزّكوٰةِ والله لا قاتلنّ
من فرّق بينهما حتّٰى اجمعها قال
عمر فقاتلنا معهٗ فكان والله رشدًا
فلما ظفر بمن ظفر به منهم قال
اختاروا بين خطّتين امّا حربٌ
مجليةٌ واِمّا الخطّة المخزية
قالوا هٰذه الحرب المجلية
قد عرفناها فما الخطّة المخزية
قال تشهدون على قتلانا انهم في
الجنّة وعلى قتلاكم انّهم في النّار
ففعلوا رواه ابن ابي شيبة بعد از ان حضرت
صدیقؓ بنا بر رؤیای والہامیکہ بخاطرش
در دادند مصمّم فرمود کہ برائے جہادِ شام فوج
مسلمین را فرستد یزید بن ابی سفیان را امیر
چہار یک شام ساخت ووقتِ وداعِ او
وصایائے عجیبہ فرمود کہ دستور العمل
اُمراء مسلمین شد در جمیع امصار و اعصار
عن یحیی بن سعید انّ ابابکر الصّدیق
بعث جیوشًا الی الشّام فخرج یمشی
مع یزید بن ابی سفیان وکان امیر
ربع من تلک الارباع فزعموا انّ یزید قال

آپ فرماتے تھے کہ جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کا رسول ہے تو اس کا مال اور خون حرام ہے بجز ۔۔۔۔ کسی حق کے اور اُس کا حساب اللہ کے حوالہ ہے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں ضرور ہر ایسے شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے واللہ میں ضرور قتال کروں گا ایسے لوگوں سے جو دونوں (فرضوں) کے درمیان تفریق کریں (کہ صرف نماز کو فرض سمجھیں اور زکوٰۃ کو نہ سمجھیں جس طرح نماز کے انکار کو الّا بحقھا فرما کر حُرمت مال و دم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے زکوٰۃ اور دیگر ضروریاتِ دین بھی اسکے ساتھ شامل ہیں) یہانتک کہ وہ ان دونوں کو جمع کریں۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تو واللہ (واضح ہوگیا کہ) یہ کار نیک تھا۔ جب ابوبکرؓ فتحمند ہوگئے ان میں سے جن پر فتحمند ہوتے ان سے فرمایا کہ تم دو حال میں سے ایک حال اختیار کرو یا حرب مُجلِیَہ (یعنی جلا وطنی پر مجبور کردینے والی جنگ) اور یا خُطّہ مُخزیہ (یعنی رسوائی میں ڈال دینے والی حالت) تو اُنھوں نے یہ کہا کہ حرب مُجلیہ جو آپ نے کہا اس کو تو ہم سمجھ گئے۔ مگر خُطّہ مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم شہادت دو ہمارے مقتولوں کے بارے میں کہ وہ جنّت میں ہیں اور اپنے مقتولوں کے بارے میں کہ وہ دوزخ میں ہیں، تو انھوں نے ایسا کیا، روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اس کے بعد حضرت صدیقؓ نے ایک خواب اور اس الہام کی بنا پر جو آپ کے دل میں ڈالا گیا مصمّم ارادہ کیا کہ شام سے جہاد کے لئے مسلمانوں کی فوج بھیجیں تو آپ نے یزید بن ابی سفیانؓ کو ایک چوتھائی حصّہ شام کا امیر بنایا اور اُن کو رخصت کرنے کے وقت اتنی عجیب وصیتیں فرمائیں جو اُمراءِ مسلمین کیلئے تمام شہروں اور تمام زمانوں میں دستور العمل بن گئیں۔ مروی ہے یحییٰ بن سعیدؒ سے کہ ابوبکر صدیقؓ نے شام کی طرف لشکر بھیجے پھر پیدل چلتے ہوئے نکلے یزید بن ابی سفیانؓ کیساتھ جو سواری پر بیٹھے ہوئے تھے) اور وہ (شام کے) ان چار حصّوں میں سے ایک حصّہ پر امیر تھے

www.KitaboSunnat.com

www.kitabghar.org

لابی بکر اما ان ترکب وامّا ان انزل
فقال ابو بکر ما انت بنازلٍ وما انا
براکبٍ انی احتسبت خُطای ھذہ فی
سبیل اللہ ثم قال انک ستجد قوماً
زعموا انھم حبسوا انفسھم فی سبیل اللہ
فذرھم وما زعموا انھم حبسوا انفسھم
لہ وستجد قوماً فحصوا عن اوساط رؤسھم
من الشعر فاضرب ما فحصوا عنہ بالسیف
وانی موصیک بعشرٍ لا تقتلنّ امرأۃً و
لا صبیًّا ولا کبیرا ھرمًا ولا تقطعنّ شجرًا
مُثمرًا ولا تخربنّ عامرًا ولا تعقرنّ
شاۃً ولا بعیرًا الا لمأکلۃٍ ولا تحرقنّ نخلاً
ولا تغرقنّہ ولا تغلل ولا تجبن اخرجہ
مالک فی الموطأ عن یزید بن ابی سفیان
قال قال ابو بکر رضی اللہ عنہ حین بعثنی
الی الشام یا یزید انّ لک قرابۃ خشیت
ان تؤثرھم بالامارۃ وذلک اکبر ما
اخاف علیک فانّ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال من ولی من امر المسلمین
شیئًا فامّر علیھم احدًا محاباۃً فعلیہ لعنۃ
اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفًا ولا
عدلًا حتی یدخلہ جھنم ومن اعطی
احدًا حمی اللہ فقد انتھک فی حمی اللہ
شیئًا بغیر حقہ فعلیہ لعنۃ اللہ او قال
تبرأت منہ ذمۃ اللہ عزّ وجلّ

تو لوگوں نے یہ اندازہ کیا کہ یزیدؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ یا تو آپ سوار ہوں یا میں اُتروں تو ابو بکرؓ نے فرمایا نہ تمہارے اُترنے کی ضرورت نہ میرے سوار ہونے کی کیونکہ میں نے اپنے قدموں سے اللہ کے راستہ میں چلنے کی نیت کر رکھی ہے۔ پھر فرمایا تم وہاں پہنچکر ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے راستہ میں لگا رکھا ہے تو اُن کو اُن کے اُس گمان پر کہ انھوں نے خود کو اللہ کے کام میں لگا رکھا ہے چھوڑ دینا اور تم ایسی قوم کو بھی پاؤ گے جو اپنی چندیا کے بال نکال دیتے ہیں (اِدھر اُدھر بال رکھتے ہیں) اُس چندیا پر تلوار کی ضرب لگاؤ۔ اور میں تم کو دس وصیتیں کرتا ہوں، ہرگز قتل نہ کرنا کسی عورت کو اور نہ لڑکے کو اور نہ بڑی عمر والے بوڑھے کو اور نہ کسی پھل دینے والے درخت کو کاٹنا اور نہ کسی آبادی کو اُجاڑنا اور نہ کسی بکری یا اونٹ کی کونچیں کاٹنا بجز اسکے کھانے کی وجہ کے اور نہ کسی درخت خرما کو پھونکنا اور نہ کھودنا اور نہ خیانت کرنا اور نہ بزدلی کرنا، ان کو امام مالکؒ نے ذکر کیا موطا میں۔ مروی ہے یزید بن ابی سفیانؓ سے کہا کہ جب مجھے ابو بکرؓ نے شام کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ اے یزید! تجھ سے قرابت ہے مجھے اندیشہ ہے کہ تو لوگوں پر امارت کی وجہ سے اپنی برتری نہ جتانے لگے اور یہ سب سے بڑا اندیشہ ہے تجھ سے کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو متولّی ہو جائے مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا پھر وہ لوگوں پر کسی شخص کو امیر بنائے باہمی عطیہ وبخشش کے طور پر تو اس پر اللہ کی لعنت، نہ اُسکے فرض قبول کئے جائیں گے اور نہ نفل یہاں تک کہ اللہ تعالے اس کو جہنم میں داخل کریگا اور جس نے کسی کو دیدی اللہ کی محفوظ چیز (مثلاً مال یا صدقات کے جانور جو اسکی حفاظت میں تھے) تو اس نے اللہ کی حرمت میں تصرف کیا بغیر اس کا حق حاصل ہونے کے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے یا یہ فرمایا

www.kitabghar.org

اخرجہ احمد وذکر الواقدی فی کتاب
فتوح الشام فی قصۃ وصیۃ ابی بکر
لیزید بن ابی سفیان عند الوداع فقال
تقدم یزید بن ابی سفیان وقال یا
خلیفۃ رسول اللہ اوصنی فقال اذا
سرت فلا تعنف (درشتی مکن ۱۲) الی اخر
الوصیۃ وذکر الواقدی ایضا
فی قصۃ وصیۃ ابی بکر لعمرو بن
العاص عند وداعہ وتولیتہ علی
جیش المسلمین فقال ابو الدرداء
کنت مع عمرو بن العاص فی جیشہ الخ
بالجملہ ازیں جنس بود رجوع مردم بسوئے
حضرت صدیق رض در مسائل نازلہ وقیام
وے رضی اللہ عنہ بحل اشتباہ دراں
والقلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تنبئ
عن البحر الکبیر تا آنکہ آخر کار خود فاروق
اعظم رض را خلیفہ ساخت واینجا فراستے
عظیم بکار برد۔ عن عبد اللہ بن
مسعود قال افرس الناس
ثلثۃ ابو بکر حین تفرس فی عمر
فاستخلفہ والتی (دختر شعیب) قالت استأجرہ
ان خیر من استأجرت القوی
الامین والعزیز (حاکم مصر ۱۲) حین قال

کہ اللہ عزّ وجلّ کا ذمہ اس سے ہٹ گیا، اس کو احمد
نے روایت کیا۔ اور واقدی نے ذکر کیا کتاب
فتوح الشام میں یزید بن ابی سفیانؓ کو رخصت
کرنے کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے نصیحت کرنے
کے قصہ میں کہ یزید بن ابی سفیانؓ نے آکر
کہاکہ اے خلیفۂ رسول اللہؐ! مجھے وصیت کیجئے۔
تو آپ نے فرمایا کہ جب تم پہنچو تو بدخُلقی نہ کرنا، آخر وصیت
تک۔ اور واقدی ہی نے عمرو بن العاصؓ کو اُن کے
رخصت کرنے اور مسلمانوں کے لشکر پر افسر بناتے وقت
ابوبکرؓ کے وصیت کرنے کے قصہ میں یہ بھی لکھا ہے
کہ پھر کہا ابودرداءؓ نے کہ میں عمرو بن العاصؓ کے ساتھ
تھا اُن کے لشکر میں، آخر تک۔ الغرض اس طرح کا رجوع تھا
لوگوں کا حضرت صدیقؓ کی طرف پیش آمدہ مسائل میں اور صدیق
رضی اللہ عنہ اس طرح لوگوں کے اشتباہ حل کرتے تھے۔ اور قلیل
نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چُلّو بھر پانی حال بتاتا ہے بحرِ کبیر
کا۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ نے خود فاروقِ اعظمؓ کو خلیفہ
بنایا اور یہاں آپ ایک عظیم فراستعہ کو کام میں لائے۔
عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سب سے زیادہ
صاحبِ فراست تین ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ جب کہ انھوں
نے گہری نظر ڈالی عمرؓ میں اور اُن کو خلیفہ بنایا اور جس عورت
(یعنی حضرت شعیبؑ کی بیٹی) نے کہا تھا اِستأجرہُ الخ یعنی اے
باپ! اس (موسیٰؑ) کو ملازم رکھ لیجئے سب سے اچھا ملازم جو آپ رکھیں گے
وہ ہے جو قوی ہو اور امین بھی۔" اور عزیز (حاکم مصر) جب کہ اس نے

عہ کسی کو دیکھ کر اس کے باطن کا حال معلوم کر لینا فراست ہے۔ ذکاوت، ہوشمندی، تفرس گہری نظر سے دیکھنا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

لامرأته أكرمي مثواه أخرجه ابو بكر ابن ابی شیبة والحاكم وعن قيس بن ابی حازم قال رايت عمر بن الخطاب وبيده عسيب نخل وهو يجلس الناس ويقول اسمعوا لقول خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فجاء مولى لابی بكر يقال له شديد بصحيفة فقرأها على الناس فقال يقول ابوبكر اسمعوا وأطيعوا لمن فى هذه الصحيفة فوالله ما آلوتكم قال قيس فرأيت عمر ابن الخطاب بعد ذلك على المنبر رواه ابن ابی شيبة وعن زبيد بن الحارث ان ابا بكر حين حضره الموت ارسل الى عمر يستخلفه فقال الناس أتستخلف علينا فظا غليظا ولو قد ولينا كان افظ واغلظ (سخت خو) فما تقول لربك اذا لقيته وقد استخلفت علينا عمر قال ابوبكر ابربي تخوفوني اقول اللهم استخلفت عليهم خير خلقك ثم ارسل الى عمر فقال انی موصيك بوصية ان انت حفظتها ان لله حقا بالنهار لا يقبله بالليل وان لله حقا بالليل لا يقبله بالنهار وانه لا يقبل نافلة حتى تؤدى الفريضة وانما

اپنی عورت سے کہا اکرمی مثواہ (اس کو باعزت مقام دو) اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور حاکم نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازمؒ سے مروی ہے کہا کہ میں نے دیکھا عمر بن الخطابؓ کو اور اُن کے ہاتھ میں ایک کھجور کی چھپٹی تھی اور وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُنو۔ تو ابو بکرؓ کا غلام جس کو شدید کہا جاتا ہے ایک صحیفہ (لکھا ہوا کاغذ) لے کر آیا پھر اُس نے اُس کو لوگوں کے سامنے پڑھا۔ پھر کہا کہ ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ سُنو اور اطاعت کرو اس شخص کی جس کا نام اس صحیفہ میں ہے، اور واللہ میں تمہارے سامنے کوتاہی نہیں کر رہا ہوں۔ قیسؒ نے کہا پھر میں نے عمر بن الخطابؓ کو اس کے بعد منبر پر دیکھا، روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اور مروی ہے زبید بن الحارثؒ سے کہ ابو بکرؓ نے جب ان کی موت کا وقت آیا تو عمرؓ کو بُلا بھیجا۔ وہ ان کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے، تو لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تُند مزاج اور سخت دل ہے اور اگر وہ ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تند مزاج اور زیادہ سخت ہو جائے گا تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب اس سے ملیں گے جب کہ آپؓ نے ہم پر عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا ہوگا۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ کیا میرے رب سے تم مجھے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ اے اللہ! میں نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں بہتر ہے پھر عمرؓ کو بُلایا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیّت کرنیوالا ہوں اگر تم نے اس کو محفوظ رکھا تو کامیاب ہوگے) درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے دن میں وہ اس کو رات میں قبول نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے رات میں وہ اسکو دن میں قبول نہیں کرتے اور دیہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نافلہ کو قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ فریضہ ادا کر لو۔

www.kitabghar.org

ثقلت موازینُ من ثقلت موازینہٗ یوم القیٰمۃ باتباعھم فی الدنیا الحق وثقلہ علیھم وحقّ لمیزانٍ لا یوضع فیہ الّا الحقّ ان یکون ثقیلاً وانما خفّت موازین من خفّت موازینہٗ یوم القیٰمۃ باتباعھم الباطلَ وخفّتہ علیھم وحقّ لمیزانٍ لا یوضع فیہ الّا الباطل اَن یکون خفیفًا وان اللہ ذکر اھلَ الجنۃ وصالحَ مَاعملوا وانہ تجاوز عن سیّأتھم فیقول القائل لا ابلغ ھٰؤلآء وذکر اھل النار باسوءِ ماعملوا وانہ ردّ علیھم صالحَ مَاعملوا فیقول قائل انا خیر من ھٰؤلآء وذکر ایۃ الرحمۃ وایۃ العذاب لیکون المؤمن راغبًا راھبًا لا یتمنّٰی علی اللہ غیرَ الحقّ ولا یلقی بیدہ الی التھلکۃ فان انت حفظت وصیتی لم یکن غائبٌ احبَّ الیک من الموتِ وان انت ضیّعت وصیتی لم یکن غائبٌ ابغضَ الیک من الموتِ ولم تعجزہٗ اخرجہ ابن ابی شیبۃ وّ اخرج القاضی ابویوسف فی

اور (یہ یاد رکھو) کہ قیامت کے دن بھاری ہوں گے وزن (اعمال کے) جس کے بھاری ہوں گے، دنیا میں اُن کے حق کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُن پر اُس کا ثقل ہونے کی وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت (واستعداد) دی گئی ہو گی کہ جب اس میں حق رکھا جائے گا تو وہ بھاری ہو جائے گی اور ہلکے ہوں گے وزنِ (اعمال) قیامت کے دن جن لوگوں کے ہلکے ہوں گے اُن کے باطل کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُنہیں میں خفّت ہونے کی وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت دی گئی ہو گی کہ جب اُس میں باطل پہنچ جائے گا تو وہ ہلکی ہو جاتی ہے گی۔ اور (یہ یاد رکھو) کہ اللہ تعالےٰ نے اہلِ جنت کا اور اُن کے اچھے اعمال کا ذکر فرمایا اور اس نے اُن کے بُرے اعمال کو معاف فرمایا ہے (تو صرف اچھے اعمال کا ذکر پڑھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں کبھی اُن کے مرتبہ کو نہ پہنچوں گا (کہ ان سے بُرے اعمال صادر نہیں ہوتے) اور اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا اہلِ نار اور ان کے بُرے اعمال کا اور اُس نے اُن کے نیک اعمال کو ان (کے مُنہ) پر مار دیا ہے (یہ نہ سمجھو کہ انہوں نے اچھے عمل کیے ہی نہ تھے) کہ (یہ سمجھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں ان لوگوں سے اچھا ہوں اور (یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ رحمت اور آیتِ عذاب کا (ساتھ ساتھ) ذکر کیا ہے تاکہ مؤمن راغب (رحمت کی طرف) اور راہب (یعنی عذاب سے ڈرنے والا بھی) رہے اور اللہ سے غیر حق کی تمنّا کرکے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اب اگر تم نے میری آخری باتوں کو یاد رکھا تو کوئی غائب چیز تمہیں مَوت سے زیادہ عزیز نہ ہو گی اور اگر تم نے میری وصیّت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمہارے لئے مَوت سے زیادہ بُری نہ ہو گی اور تم اُس کو روک نہیں سکتے، اس کو ابنِ ابی شیبہؒ نے روایت کیا۔ اور قاضی ابویوسفؒ نے کتاب الخراج میں یہ روایت اسی

www.kitabghar.org

كتاب الخراج نحوه الّا انّه قال
عن زُبيد بن الحارث عن ابن سابط
وساق الحديث وعن اسماء بنت
عميس انه قال له يا ابنَ الخطّاب انى
انما استخلفتُك نظرًا لِمَا خلّفتُ ورائى
وقد صَحِبتَ رسول الله صلى الله عليه
وسلم فرايتَ من اَثرته انفسنا
على نفسه واهلنا على اهله حتّى
اِن كُنَّا لنظلّ نُهدِى الى اهله من
فضول ما يأتينا عنه وقد صَحِبتَنى فرايتَنى
انّما اتبعت سبيل من قبلى
والله ما نِمتُ فحلمتُ ولا
توهّمتُ فسهوتُ لَعَلَى السبيلَ ما
زِغتُ وانّ اوّلَ ما اُحذِّرك يا عمر
نفسكَ وان لكلّ نفسٍ شهوةً فاذا
اعطيتَها تمادت فى غيرها وَاُحذّرك
هٰؤلاءِ النفر من اَصحاب محمّد صلى
الله عليه وسلم الذين قد انتفخت
اجوافهم وطمحت ابصارهم واَحبّ
كل امرءٍ منهم لنفسه وانّ لهم
لحَيرةً عند زلّةٍ واحدةٍ منهم
فايّاكَ ان تكونَ واعلم انّهم
لن يزالوا منكَ خائفين ما خِفتَ
الله لك مستقيمين ما استقامت
طريقتُك هٰذه وصيّتى واَقرأُ

طرح اخذ کی ہے بجز اس کے کہ انھوں نے روایت کی ہے زُبید بن الحارث سے اُنھوں نے ابن سابط سے اور حدیث کو شروع کر دیا۔ اور اسماء بنت عمیسؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ اے ابن الخطابؓ! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوتے جو تم نے میرے بعد قائم مقام ہو کر کیا اور (اس وجہ سے) کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو تم نے آنحضرتؐ کا ہمارے نفسوں کو اپنے نفس پر اور ہمارے اہل و عیال کو اپنے اہل پر ترجیح دینا دیکھا ہے یہاں تک کہ ہم ہمیشہ اُن کے اہل کے پاس جو کچھ ہمارے پاس آپ کے پاس سے آنے کے بعد بچا کھچا ہوتا تھا وہ پہنچایا کرتے تھے اور تم میری صحبت میں بھی رہے ہو میں بھی اسی راستہ پر چلا ہوں جو مجھ سے پہلے تھا (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر) واللہ اس اندیشہ سے کہ کہیں اس راستہ سے مَیں ہٹ تو نہیں گیا میں نہیں سویا کہ پریشان خواب دیکھنے لگا اور جب اس وہم میں مبتلا ہوا تو مجھ سے سہو ہونے لگا اور سب سے پہلے اے عمرؓ! جس چیز سے میں تم کو ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور ہر نفس میں کوئی خواہش پیدا ہوتی ہے پھر جب تم اس کی خواہش پوری کر دوگے تو وہ بڑھ کر دوسری کی طرف پہنچے گا اور میں تم کو اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور ان کی نگاہیں اونچی ہو گئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ۔ اور جان کہ ہمیشہ لوگ تم سے خائف رہیں گے جب تک تم اللہ سے خائف رہو گے اور لوگ تم سے سیدھے رہیں گے جب تک تمہارا طریقہ سیدھا رہیگا۔ یہ میری وصیت ہے

www.kitabghar.org

عليك السّلام۔ اخرج ابو یوسف رح

اینجا نکتہ ایست باید دانست کہ صدّیق اکبر رض مشارک بود باسائر علمآء صحابہ رض در علم کتاب و سُنّت مدار مزیتے کہ درمیانِ ایشاں داشت خصلتے دیگر است و آں آن است کہ نصیب وے رضی اللہ عنہ از تقاسیمِ رحمتِ الٰہی آں بود کہ چوں مسئلہ وارد می شد یا مشورتے درپیش مے آمد فراستِ خود را درپے آں مے دوانید دریں اثنا شعاعے از غیب بردلِ او مے اُفتاد و بآں شعاع بر حقیقتِ کار مہتدی مے گشت و مطرحِ ایں شعاع از لطائفِ نفسِ او لطیفہ قلبیہ می بُوَد لہذا بصورتِ عزیمت ظاہر می شد نہ بطریقِ مکاشفہ و باینِ واقع درویشِ مے اُفتاد نہ در رنگِ خاطر و سخن را بطریق غلبۂ سُکر ادا می فرمود نہ بطورِ صحو و سخن کم مے گفت و چوں می گفت خطانمی کرد و لہذا چوں درقصہ عریش حَسْبُکَ مُنَاشَدَتُکَ مَعَ رَبِّکَ گفت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شناختند کہ ایں واقع

اب میں تم کو سلام کہتا ہوں، اس کو ابو یوسف رح نے روایت کیا۔ یہاں ایک نکتہ ہے جاننا چاہیئے کہ صدیقِ اکبر رض تمام علماء صحابہ رض کے ساتھ کتاب و سُنّت میں مشارک تھے۔ ان کے درمیان جو زیادتی (افضلیت) آپ رکھتے تھے اس کا مدار ایک دوسری خصلت ہے اور وہ یہ ہے کہ رحمتِ خداوندی کی تقسیمات میں سے اُن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں یہ آیا تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیدا ہوجاتا تھا یا کوئی مشورہ سامنے آتا تھا تو آپ اپنی فراست کو اس کے پیچھے دوڑاتے تھے اس دَوران میں غیب سے ایک شعاع ان کے دل پر پڑتی تھی اور اس شعاع سے وہ حقیقت کار سے مطلع ہوجاتے تھے اور اس شعاع کے واقع ہونے کا مقام اُن کے لطائف نفس میں سے لطیفہ قلبیہ ہوا کرتا تھا لہذا وہ حقیقت بصورتِ عزیمت ظاہر ہوتی تھی نہ بطریقِ مکاشفہ (کہ جس میں صورت مثالی محسوس ہو کہ اس میں تاویلات کا احتمال ہوتا ہے) اور (جو حقیقت قلب پر پڑتی تھی) وہ واقع کے طور پر پڑتی تھی خیال کے رنگ میں نہیں۔ اور (اس حالت میں) آپ بات کو بطریق غلبۂ سکر ادا فرمایا کرتے تھے بطور صحو نہیں اور آپ بات کم کہتے تھے اور جب کہتے تھے تو وہ بے خطا ہوتی تھی اور اسی بناء پر ہے کہ جب قصۂ عریش میں آپ نے کہا حَسْبُکَ مُنَاشَدَتُکَ مَعَ رَبِّکَ (بس کافی ہوچکا آپ کا اپنے رب کے سامنے اُس کے وعدوں کا ذکر کرنا) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ وقوع کی خبر کس طرف سے ہے۔

ع قلب پر ایسے حال کا ظاہر ہونا کہ وہ اُن چیزوں کو پوشیدہ نہ رکھ سکے جن کا پوشیدہ رکھنا اس کے وارد ہونے سے پہلے ضروری تھا اس کو اصطلاح میں سکر کہتے ہیں۔ اس حالت میں شعور کا زائل ہونا ضروری نہیں مگر کمال شعور میں کمی آجاتی ہے۔ اور جب شعور پورے طور پر قائم ہو جیسا اس حال سے پہلے تھا اس حالت کو صحو کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

از کجاست وقس علیہ سائر خطبہ واحکامہ ازینجا واضح شد کہ خلیفہ اوّل را صدّیق اکبر چرا گفتند آخرج الحاکم عن النزال بن سبرۃ عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال فی ابی بکر ذاک امرءٌ سمّاہ اللہ تعالیٰ صدّیقاً علیٰ لسانِ جبرئیل ومحمّدٍ صلی اللہ علیہما وسلم صاحب کشف المحجوب سخنے از مشائخ صوفیہ نقل کردہ است کہ پیرامون ہمین نکتہ میگردد مشائخ صدیق اکبرؓ را مقدّم ارباب مشاہدہ داشتہ اند مر قلت حکایت وروایتش را وعمرؓ را مقدّم ارباب مجاہدہ نہند مر صلابۃ ومعاملتش را شاہد آں حدیثِ اسرار و جہر ایشانان در نمازِ تہجد انتہیٰ چوں ایں مبحث تمام شد الحال پارۂ از مواعظ ورقائق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وحکمت ہائے او برنگاریم عن عبد اللہ بن عُکَیم قال خطبنا ابوبکرؓ فقال امّا بعد فانّی اُوصیکم بتقوی اللہ واَن تُثنُوا علیہ بما ھو لہ اھل وان تخلطوا الرغبۃ بالرھبۃ وتجمعوا الالحاف بالمسألۃ فانّ اللہ اَثنیٰ علیٰ زکریا وعلیٰ اھلِ بیتہٖ فقال اِنّھم کانوا یُسارِعُونَ

اور اسی پر قیاس کر لیجئے اُن کے تمام خطبوں اور احکام کو یہاں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خلیفۂ اوّلؓ کو صدیقِ اکبر کیوں کہتے ہیں؟ حاکم روایت کرتے ہیں نزال بن سبرہؓ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے جن کا نام اللہ تعالیٰ نے صدّیق لیا ہے زبانِ جبرئیل وزبانِ محمّد صلی اللہ علیہما وسلم پر۔ صاحب کشف المحجوب (داتا گنج بخش علیؒ ہجویری لاہوری) نے مشائخ صوفیہ سے ایک بات نقل کی ہے وہ بھی اسی نکتہ سے تعلق رکھتی ہے کہ صدیقِ اکبرؓ کی قلتِ حکایت وروایت کے پیشِ نظر مشائخ نے صدیقِ اکبرؓ کو مقدّم (امام) اربابِ مشاہدہ کہا ہے (کہ حق تعالیٰ کے نورِ وجود کے شہود سے اس حالت میں اپنی ذات کی بھی خبر نہیں رہتی، تکلّم بھی ختم ہو جاتا ہے اور حکایت و روایت سب تکلّم پر ہی متفرع ہیں ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد) اور عمرؓ کو مقدّم (امام) اربابِ مجاہدہ رکھا ہے اُن کی سختی اور اعمال عبادت کے پیشِ نظر۔ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں نمازِ تہجد میں ان دونوں حضرات کے اسرار و جہر کا ذکر ہے (حضرت ابو بکرؓ تہجد میں قرآن بہت ہلکی آواز سے پڑھتے اور حضرت عمرؓ خوب زور سے) انتہیٰ۔ جب یہ مبحث پورا ہو گیا اب تھوڑا سا حصّہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مواعظ اور رقائق (یعنی قلب میں سوز و گداز پیدا کرنے والا کلام) اور ان کی حکمتوں کا بھی لکھ دینا چاہتے ہیں۔ مروی ہے عبد اللہ بن عکیمؓ سے انھوں نے کہا کہ ہم کو خطبہ دیا ابو بکرؓ نے اور فرمایا۔ امّا بعد (یعنی بعد حمد وصلوٰۃ) میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کی ایسی حمد وثنا کرو جس کا وہ اہل ہے اور ہمیشہ (جنّت ومغفرت کی) رغبت کو (دوزخ وعذاب کے) خوف کے ساتھ ملاتے رکھو اور شامل رکھو (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) سوال کے ساتھ الحاف (یعنی عاجزانہ طلب اصرار کے ساتھ) کو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زکریا نبی اور اُن کے

www.kitabghar.org

فی الخیرات ویدعوننا رغبا و
رھبا وکانوا لنا خشعین ۰
ثم اعلموا عباد اللہ ان اللہ قد
ارتھن بحقہ انفسکم واخذ علی
ذلک مواثیقکم واشتری منکم
القلیل الفانی بالکثیر الباقی وھذا
کتاب اللہ فیکم لا تفنی عجائبہ
ولا یطفأ نورہ فصدقوا بقولہ
وانتصحوا کتابہ واستبصروا فیہ
لیوم الظلمۃ فانما خلقکم للعبادۃ
ووکل بکم الکرام الکاتبین یعلمون
ماتفعلون ثم اعلموا عباد اللہ انکم
تغدون وتروحون فی اجل قد
غیب عنکم علمہ فان استطعتم
ان تنقضی الاجال وانتم فی عمل اللہ
فافعلوا ولن تستطیعوا ذلک الا باللہ
نسابقوا فی مھل اجالکم
قبل ان تنقضی اجالکم
فتردکم الی سوء اعمالکم
فان اقواما جعلوا اجالھم
لغیرھم ونسوا انفسھم
فانھاکم ان تکونوا
امثالھم فالوحاء الوحاء
والنجاء النجاء فان وراءکم
طالبا

اہلِ بیت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا انھم کانوا الخ (۲۱:۹۰) یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔" پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ اللہ نے اپنے حق کے بدلے میں تمہارے نفوس کو رہن رکھا ہے اور اس پر تم سے پختہ عہد لیا ہے اور اس نے تم سے تھوڑی اور فنا ہونے والی چیز (حیاتِ دنیا) کو خریدا ہے بہت اور ہمیشہ رہنے والی چیز (جنّت) کے بدلے میں اور یہ اللہ کی کتاب تم میں موجود ہے جسکے عجائب ختم نہیں ہوتے اور اُس کا نور نہیں بُجھتا تو اُس کے قول کی تصدیق کرو اور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل کرو اور اس میں بصیرت حاصل کرو ظلمت والے دن (یعنی یوم قیامت) کیلئے کیونکہ اللہ نے تم کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر متعیّن کر دیا ہے کراماً کاتبین کو جو وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح و شام برابر موت کیطرف چل رہے ہو جس کا علم تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے پھر اگر تم ایسا کر سکو کہ (موت کے وقت معیّن اور موجودہ وقت کی درمیانی) ساعتیں اس طرح پوری ہوں کہ تم اللہ کے کام میں لگے رہو تو ایسا کر لو اور تم اس پر قدرت ہرگز نہیں پا سکتے مگر اللہ کی توفیق سے تو اے لوگو! جلدی کرو (نیک اعمال کرنے میں) اپنی ان مہلتوں کے زمانہ میں قبل اس کے کہ وقت معیّن پورا ہو پھر وہ تم کو تمہارے اعمال کی بُرائی کی طرف دھکیلے کیونکہ بہت اقوام ہیں جنھوں نے اپنے اوقات (کی متاعِ گرانمایہ) کو دوسروں کے لئے (ضائع) کر دیا اور اپنے نفوس کو بھلا دیا تو میں تم کو روکتا ہوں کہ تم ایسے نہ بن جانا۔ تو جلدی کرو جلدی کرو نجات (کی طرف دوڑو) نجات (کی طرف) کیونکہ تمہارے

www.kitabghar.org

حثیثًا مَرْزَۃً سریعًا اخرجہ ابن ابی شیبۃ
والحاکم وعن انس قال کان ابوبکر
یخطبنا فیذکر بدء خلق الانسان
فیقول خُلق من مجری البول مرتین
فیذکر حتی یتقذر احدنا نفسہ
اخرجہ ابن ابی شیبۃ و این خطبہ
ابلغ علاج عجب نفس است وعن عرفجۃ
السلمی قال قال ابوبکر ابکوا فان
لم تبکوا فتباکوا اخرجہ ابن ابی شیبۃ
وفی الاحیاء عن ابی بکر
الصدیق انہ کان یقول فی
خطبتہ این الوضاۃ الحسنۃ وجوھھم
المعجبون بشبابھم این الملوک
بنوا المداین وحصنوا بالحیطان
این الذین کانوا یعطون الغلبۃ
فی مواطن الحرب قد
تضعضع بھم الدھر فاصبحوا
فی ظلمات القبور الوحا الوحا النجا
النجا وعن مجاھد قال قام ابوبکر
خطیبا فقال ابشروا فانی ارجو
ان یتم اللہ ھذا الامر حتی تشبعوا
من الزیت والخبز اخرجہ ابن ابی شیبۃ
و این خطبہ در وقتے بود کہ مسلمین را
بجہاد شام می فرستاد و درینجا بشارت
است بفتح شام زیرا کہ

پیچھے تیزی کے ساتھ ڈھونڈنے والا وفقۃً سرعت کے ساتھ پہنچ
جانے والا لگا ہوا ہے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ اور
حاکم نے۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ ہم کو خطبہ دیا کرتے
تھے اور انسان کی ابتداءِ پیدائش کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے کہ وہ
پیدا کیا گیا پیشاب کے جاری ہونے کی جگہ سے دو مرتبہ (ایک مرتبہ
مرد کے مجرائے بول کا ہے اور دوسرا مرتبہ عورت کے مجرائے
بول کا) پھر ہم کو اس ڈھنگ سے نصیحت کیا کرتے تھے کہ ہم میں کا
ہر ایک اپنی ذات سے گھن کرنے لگتا تھا، اس کو روایت کیا ابن
ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ نفس کی خودپسندی کا پورا پورا
علاج ہے۔ اور عرفجہ سلمیؓ سے مروی ہے کہا کہ (ایک مرتبہ)
ابوبکرؓ نے فرمایا کہ روؤ۔ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت
بنالو، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں
ہے کہ مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ آپ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے
تھے کہاں گئے وہ گورے رنگ کے لوگ جن کے چہرے خوبصورت
تھے اپنی جوانی سے پھولے نہ سماتے تھے کہاں گئے وہ بادشاہ
جنھوں نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور ان کو دیواروں سے
قلعہ بند کیا، کہاں گئے وہ لوگ جو جنگ کے مواقع پر فتحمند رہا کرتے
تھے، ان کو زمانہ نے ایک جھٹکا دیا تو سب قبر کی اندھیریوں میں
پہنچ گئے۔ بس جلدی کرو۔ جلدی! نجات، نجات۔ اور مروی ہے
مجاہدؒ سے کہا کہ ابوبکرؓ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بشارت
سنو کہ میں کامل امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس امر (تمکین فی الارض)
کو پورا کرے گا یہاں تک کہ تم روغن زیتون اور روٹی پیٹ بھر کر
کھاؤ گے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ اس
وقت کا ہے جبکہ مسلمانوں کو آپ شام کے جہاد کے لئے بھیج رہے
تھے اور اس جگہ فتح شام کی بشارت ہے کیونکہ زیت

www.kitabghar.org

زیت ہمین در شام یافتہ می شود عن اسلم مولیٰ عمر ان عمر اطلع علی ابی بکر و ہو یمد لسانہ فقال ما تصنع یا خلیفۃ رسول اللہ فقال ان ہذا اوردنی الموارد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال لیس شیٔ من الجسد الا وہو یشکو ذرب اللسان اخرجہ ابو یعلی و فی الاحیاء قال ابو بکر الصدیق لا یحقرن احدکم احدا من المسلمین فان صغیر المسلمین عند اللہ کبیر و فی الاحیاء ایضا قال ابو بکر وجدنا الکرم فی التقوی والغنا فی الیقین والشرف فی التواضع وعن عائشۃ عن ابی بکر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزنہ الامر قال اللہم خر لی و اختر لی اخرجہ ابو یعلی عن عروۃ عن عائشۃ او عن اسماء ان ابا بکر قام مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من العام المقبل من العام الذی توفی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فی القیظ عام الاول ثم فاضت عیناہ ثم قال انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فی الصیف عام الاول ثم فاضت عیناہ ثم قال انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم

شام میں ہی پایا جاتا ہے۔ مروی ہے اسلمؓ مولےٰ عمرؓ سے کہ عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آگئے (ایسے وقت میں) جب کہ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ یہی ہے جس نے مجھے مقاماتِ ہلاکت میں ڈالا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسد میں جتنی بھی چیزیں ہیں سب ہی زبان کی تیزی کی شکایت کرتی ہیں، اس کو روایت کیا ابو یعلےٰ نے۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز حقیر نہ سمجھے کیونکہ مسلمانوں میں سے جو (دنیا میں) کم رتبہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے۔ اور احیاء میں یہ بھی ہے کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہم نے بزرگی تقویٰ میں پائی اور غنا یقین میں پایا (یعنی خلق سے وہ شخص بے پرواہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے حاجت روا ہونے کا یقین رکھتا ہو) اور شرف تواضع میں پایا۔ اور عائشہؓ روایت کرتی ہیں ابوبکرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بات غمگین کرتی تو آپؐ یہ کہتے، یا اللہ! میرے لئے خیر لکھیجے اور (اچھی بات کو) میرے لئے آپ ہی پسند کر لیجئے، اس کو ابو یعلےٰ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عُروہؓ سے وہ روایت کرتے ہیں عائشہؓ سے یا اسماءؓ سے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوئے جس سال میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی اس سے اگلے سال پھر بولے کہ "میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے سال گرمی کے موسم میں۔" اس کے بعد اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر بولے کہ "میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے سال گرمی کے موسم میں۔" پھر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر فرمایا کہ "میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے

www.kitabghar.org

فی الصیفِ عامَ الاوّل یقول سَلُوا اللّٰہَ
العفوَ (من المعاصی) والعافیۃَ (من الامراض) والمُعافاتَ فی الدّنیا و
الآخرۃ اخرجہ احمد وابو یعلیٰ وللحدیث طُرقٌ
مختلفۃٌ والفاظٌ متغایرۃٌ فی بعضہا انہ لم تُقسم
شیءٌ بین النّاس افضلَ من المُعافاتِ
بعد الیقینِ اَلاَ اِنّ الصّدقَ والبرَّ فی الجنّۃِ
وانّ الکذبَ والفجورَ فی النّار ۔ وَ فی
بعضہا سَلُوا اللّٰہَ العفوَ والعافیۃَ والیقینَ
فی الاُولیٰ والاُخرٰی ۔ وَ فی بعضہا من
الزیادۃ ولاتقاطعوا ولا تباغضوا و لا
تحاسدوا وکونوا عباد اللّٰہ اِخوانًا کما
امرکم اللّٰہ ۔ وَ عن انس قال قالَ ابوبکرؓ
بعدَ وفاتِ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ
وسلم لعُمر انطلِق بنا الیٰ اُمّ ایمن
نزورُہا کما کانَ رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ
علیہ وسلم یزورُہا فلمّا انتہیا الیہا بکَت
فقالا لہا ما یُبکیکِ ما عِندَ اللّٰہ خیرٌ لرسولِہ
قالَ (الراوی) فقالَت ما اَبکی اَن لا اکونَ اَعلم
ان ما عندَ اللّٰہ خیرٌ لرسولِہ ولکن
ابکی انّ الوحیَ انقطع من السّماء
فہیّجتہما علی البکاء فجعلا
یبکیانِ معہا اخرجہ
ابو یعلیٰ ۔ وَ عن انس انّ
ابابکر دخل علی النّبی

پہلے سال گرمی کے موسم میں کہ آپ فرما رہے تھے کہ اللہ سے سوال
کرو عفو (یعنی گناہوں سے معافی) کا اور عافیت (یعنی امراض
سے رہائی یعنی تندرستی) کا اور معافات کا (یعنی اللہ ہم کو دوسروں کا
اور دوسروں کو ہمارا محتاج نہ کرے) دنیا اور آخرت میں،
اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے اور اس حدیث کی مختلف
سندیں ہیں اور ان میں الفاظ کا تغیرّ بھی ہے۔ بعض روایات
میں یوں ہے کہ لوگوں کے درمیان ایمان کے بعد کوئی چیز معافات
سے بہتر تقسیم نہیں کی گئی۔ یاد رکھو سچائی اور نیکی کا مقام جنت
میں ہے اور جھوٹ اور بدکرداری کا دوزخ میں۔ اور بعض روایات
میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو معافی اور تندرستی اور یقین دنیا
اور آخرت میں۔ اور بعض روایات میں یہ اضافہ ہے کہ اور ایک
دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ حسد کرو اور اللہ کے بندے
بھائی بھائی بن کر رہو جیساکہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور
مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے ابوبکر رضؓ نے عمر رضؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ اُمّ ایمن رضؓ سے
ملنے چلو جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جایا
کرتے تھے۔ تو جب دونوں اُن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں
ان دونوں نے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ جو اللہ کے پاس ہے
وہ اُس کے رسول ؐ کے لئے بہتر ہے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ میں
اس لئے تو نہیں روتی کہ میں اس بات سے ناواقف ہوں کہ
جو اللہ کے پاس ہے وہ اُس کے رسول ؐ کے لئے بہتر ہے لیکن
مَیں اس بات سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا۔
تو اُمّ ایمن رضؓ نے (یہ کہہ کر) ان میں بھی جوشش گریہ پیدا کر دیا
اور یہ دونوں بھی اُن کے ساتھ رونے لگے، اس کو ابو یعلیٰ
نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہ ابوبکر رضؓ و رسول اللہ

۹/۲

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم کئیباً فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مالی اراک کئیباً قال یارسول اللہ کنت عند ابن عم لی البارحۃ عہ وھو یکید بنفسہ قال فھلا لقنتہ لا الہ الا اللہ قال قد فعلت یارسول اللہ قال فقالھا قال نعم قال وجبت لہ الجنۃ قال ابوبکر کیف ھی للاحیاء یارسول اللہ قال ھی اھدم لذنوبھم ھی اھدم لذنوبھم اخرجہ ابویعلی وعن زید بن ارقم عن ابی بکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لایدخل الجنۃ جسد غذی بحرام اخرجہ ابویعلی وعن ابی بکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لایدخل الجنۃ خب ولا سیئ الملکۃ وان اول من یقرع باب الجنۃ المملوک والمملوکۃ اذا احسنا عبادۃ ربھما ونصحا لسیدھما اخرجہ احمد و ابویعلی بطرق مختلفۃ والفاظ متنافرۃ فی بعضھا قال رجل یارسول اللہ اخبرتنا ان ھذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین وایامی قال فاکرموھم کرامۃ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غمگین پہنچے تو اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم کو غمگین دیکھتا ہوں۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ گزشتہ رات میں اپنے چچا کے بیٹے کے پاس تھا اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اس کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کیوں نہ کی؟ تو انھوں نے کہا کہ کی تھی یارسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو اُس نے اس کو کہہ لیا؟ ابوبکرؓ نے کہا جی ہاں! تو آپؐ نے فرمایا کہ اُس کے لئے جنّت واجب ہوگئی۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ... یارسول اللہؐ یہ کلمہ زندوں کے لئے کیسا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو مسمار کردینے والا ہے۔ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو مسمار کردینے والا ہے، اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور زید ابن ارقمؓ ابوبکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت میں کوئی ایسا جسم داخل نہ ہوگا جس کو حرام غذا دی گئی ہے، اس کو روایت کیا ابو یعلیٰ نے۔ اور ابوبکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنّت میں کوئی دھوکے باز اور بد طینت داخل نہ ہوگا اور سب سے پہلے جنّت کا دروازہ مملوک (غلام) اور مملوکہ (باندی) کھٹکھٹائیں گے جب کہ انھوں نے اپنے رب کی عبادت عمدگی کے ساتھ کی ہوگی اور اپنے آقا کی خیرخواہی بھی کرتے رہے ہوں گے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے مختلف سندوں اور متنافر الفاظ کے ساتھ۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہؐ! آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اس اُمّت میں غلام اور باندیاں تمام اُمتوں سے زیادہ ہونگی۔ آپؐ نے فرمایا تو تم اُن کی ایسی عزّت کرو جیسی اپنی اولاد کی عزّت

عہ محاورۂ عرب یہ ہے کہ گزشتہ رات کا ذکر جب زوال سے پہلے کرتے ہیں تو اللیلۃ کہتے ہیں اور جب بعد زوال کرتے ہیں تو البارحۃ کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

اولادکم و اطعموھم مما تأکلون واکسوھم مما تکسون قال فما ینفعنا من الدنیا یارسول اللہ قال فرس ترتبطہ فی سبیل اللہ و مملوک یکفیک فاذا صلی فھو اخوک و فی بعضھا زیادۃ ملعون من ضار مسلماً او غیرہ و عن ابی بکر سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شیبک قال شیبتنی ھود والواقعۃ و عم یتسآءلون واذا الشمس کورت اخرجہ ابو یعلی و عن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل الجنۃ لا یتبایعون ولو تبایعوا ماتبایعوا الا بالبز اخرجہ ابو یعلی بسند غریب جداً و معنی حدیث آنست کہ افضل مکاسب کسبی است کہ اقرب بنفع خلق اللہ باشد و ابعد از شبہ ربوا و دورتر از نجاسات و نزدیک تر بمروت و عن ابی بکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علیکم بلا الہ الا اللہ والاستغفار فاکثروا منہما فان ابلیس قال اہلکت الناس بالذنوب فاھلکونی بلا الہ الا اللہ والاستغفار فلما رأیت ذلک اھلکتھم بالاھوآء وھم یحسبون انھم مھتدون

اخرجہ

کرتے ہو اور ان کو وہ کھانا کھلاؤ جس میں سے تم خود کھاتے ہو۔ اور اُن کو ایسا لباس پہناؤ جس کو تم خود پہنتے ہو۔ اُس شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں دنیا کی کیا چیز نفع پہنچائیگی: تو آپ نے فرمایا کہ وہ گھوڑا جو تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (کام لینے کے لئے) باندھے اور ایک مملوک کافی ہے تیرے لئے تو جب وہ نماز پڑھے تو تیرا بھائی ہے۔ اور بعض روایات میں یہ زیادتی ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو کسی مسلمان یا غیر مسلمان کو نقصان پہنچائے۔ اور ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپؐ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ فرمایا کہ مجھے بوڑھا کر دیا (سورہ) ہود نے اور واقعہ اور عم یتسآءلون اور اذا الشمس کورت نے، اس کو ابو یعلےٰ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابوبکرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اہلِ جنّت خرید و فروخت نہ کرینگے اور اگر خرید و فروخت کریں تو کس چیز کی کریں بجز کپڑے کے، اس کو ابو یعلےٰ نے بہت غریب سند سے روایت کیا۔ اور معنے حدیث کے یہ ہیں کہ کمائی کے حیلوں میں سے سب سے افضل وہ پیشہ ہے جو خلق اللہ کو نفع پہنچانے سے قریب تر ہو اور بعید ہو شبہ ربوٰ سے اور دور تر ہو نجاسات سے اور نزدیک تر ہو مروّت (یعنی خدمتِ خلق) سے۔ اور مروی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تمہارے اوپر لازم ہے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار تو ان دونوں کو بکثرت پڑھو۔ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو ہلاک کیا گناہوں سے اور انھوں نے مجھے ہلاک کیا لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ہلاک کیا نفسانی خواہشوں سے دراں حالیکہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں، اس کو

www.kitabghar.org

ابو یعلی و فی الاحیاء قال سعید بن المسیب لما احتضر ابوبکر رضی اللہ عنہ اتاہ ناس من اصحابہ فقالوا یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوّدنا فانا نراک (من شدّت المرض) فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ من قال ہؤلاء الکلمات ثم مات جعل اللہ روحہ فی الافق المبین قالوا ما الافق المبین قال قاع بین یدی العرش فیہا ریاض و انہار و اشجار تغشاہ کل یوم مائۃ رحمۃ فمن قال ہذا القول جعل اللہ روحہ فی ذلک المکان و ہو اللّٰہم انک ابدأت الخلق من غیر حاجۃ بک الیہم ثم جعلتہم فریقین فریقا للنعیم و فریقا للسعیر فاجعلنی للنعیم و لا تجعلنی للسعیر اللّٰہم انک خلقت الخلق فرقا و میزتہم قبل ان تخلقہم فجعلت منہم شقیا و سعیدا و غویا و رشیدا فاسعدنی بطاعتک و لا تشقنی بمعاصیک اللّٰہم انک علمت ما تکسب کل نفس قبل ان تخلقہا فلا محیص لہا مما علمت فاجعلنی ممن شغلتہ بطاعتک

ابو یعلی نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو اُن کے پاس اُن کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! ہمیں کچھ روح کی غذا (یعنی نصیحت کی بات اور دُعا) عطا کر دیجئے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں جو (شدّتِ مرض) آپ کے اوپر ہے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو یہ کلمات کہے گا اور پھر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی روح کو اُفقِ مبین میں پہنچا دے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ اُفقِ مبین کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک میدان ہے عرش کے سامنے اُس میں باغ ہیں اور نہریں ہیں اور درخت ہیں اُس کو روزانہ سَو رحمتیں ڈھانپ لیتی ہیں تو جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالیٰ اُس کی روح کو اس مکان میں داخل کر دے گا اور وہ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَبْدَأْتَ الخ (ترجمہ) یا اللہ بیشک آپ نے خلق کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ آپ کو اُن کی طرف کوئی حاجت ہو پھر آپ نے اُن کے دو فریق بنائے ایک فریق جنّت کے لئے اور ایک فریق دوزخ کے لئے تو مجھے جنّت کے لئے تجویز کر دیجئے اور دوزخ کے لئے نہ کیجئے۔ اے اللہ! آپ نے خلق کو مختلف فرقوں پر پیدا کیا اور پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کو متمیز کر دیا ان میں سے بعض کو آپ نے شقی بنایا اور بعض کو سعید اور بعض کو غوی (گمراہ) اور بعض کو رشید، تو مجھ کو سعید بنا دیجئے اپنی فرمانبرداری سے اور مجھ کو شقی نہ بنائیے اپنی نافرمانیوں سے۔ یا اللہ! بیشک آپ کو سب معلوم ہے جو کسب ہر ایک نفس کرتا ہے قبل اسکے کہ آپ اس کو پیدا کریں تو جس چیز کا آپ کو علم ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں تو آپ مجھ کو اُن لوگوں میں داخل کر دیجئے جن کو آپ نے اپنی طاعت میں مشغول رکھا ہے

www.kitabghar.org

اللّٰھم ان احدا لا یشاء حتی تشاء فاجعل مشیئتک ان اشاء ما یقربنی الیک اللّٰھم انک قدرت حرکات العباد فلا یتحرک شئ الا باذنک فاجعل حرکاتی فی تقواک اللّٰھم انک خلقت الخیر والشر وجعلت لکل واحد منھما عاملا یعمل بہ فاجعلنی من خیر القسمین اللّٰھم انک خلقت الجنۃ والنار فجعلت لکل واحد منھما اھلا فاجعلنی من سکان جنتک اللّٰھم انک اردت الھدی بقوم وشرحت بہ صدورھم واردت بقوم الضلالۃ وضیقت بہا صدورھم فاشرح صدری للاسلام وزینہ فی قلبی اللّٰھم انک دبرت الامور وجعلت مصیرھا الیک فاحینی حیوۃ طیبۃ بعد الموت وقربنی الیک زلفی (قربت) اللّٰھم من اصبح وامسی ثقتہ ورجاؤہ غیرک فانک ثقتی ورجائی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ وھذا کلہ فی کتاب اللہ عز وجل والحال کلمۃ چند از باب قیام صدیق اکبر رض بحقوق خلافت برنگاریم وے رضی اللہ عنہ در بیان فخامۃ (بزرگی) خلافت راشدہ فرمودہ قالت امراۃ

یا اللہ بیشک کوئی نہیں چاہتا جب تک آپ نہ چاہیں تو آپ اپنی مشیت کو اس امر سے متعلق کر دیجئے کہ میں وہ بات چاہوں جو مجھے آپ سے قریب کردے۔ یا اللہ آپ نے سب بندوں کی حرکات کا اندازہ مقرر کر دیا ہے تو کوئی شے حرکت نہیں کرتی بغیر آپ کے ارادے کے تو آپ میری حرکات اپنے سے تقوای کے لئے بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے ہی خیر اور شر کو پیدا کیا اور دونوں میں سے ہر ایک پر عمل کرنے والے آپ نے بنائے تو مجھے دونوں قسموں میں سے بہتر قسم والا بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے پیدا کیا جنت اور دوزخ کو پھر دونوں میں سے ہر ایک کے لئے آپ نے اہل بنا دیئے تو مجھے آپ اپنی جنت کے رہنے والوں میں سے بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے جس قوم کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو اُس کے لئے کشادہ کر دیا اور آپ نے کسی قوم کو گمراہ رکھنے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو گمراہی سے تنگ کر دیا (کہ اس میں) ہدایت داخل ہو سکے تو میرے سینہ کو آپ اسلام کے لئے کھول دیجئے اور اس کو میرے قلب میں زینت والا بنا دیجئے۔ اے اللہ! آپ ہی نے جملہ امور کی تدبیر کی اور تمام امور کا مرجع اپنی ہی ذات کو قائم رکھا تو آپ مجھے بعد موت کے پاکیزہ زندگی عطا فرمایئے اور مجھے اپنا تقرب دائمی بخش دیجئے۔ اے اللہ! کسی نے صبح اور شام اس طرح کی کہ اس کا بھروسہ اور امید آپ کے غیر پر ہے لیکن میرا بھروسہ اور امید آپ کی ذات پر ہے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کسی میں کوئی طاقت نہیں بجز اللہ کے۔" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ سب اللہ عز وجل کی کتاب میں موجود ہے۔ اب ہم چند کلمات صدیق اکبر رض کے حقوق خلافت کی کامل ادائیگی پر لکھتے ہیں۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت راشدہ کی عظمت پر ارشاد فرمایا ایک عورت نے

www.kitabghar.org

لابی بکر ما بقاؤنا علیٰ ہذا الامر الصالح الذی
جاء اللہ بہ بعد الجاہلیۃ فقال بقاؤکم
علیہ ما استقامت بکم ائمتکم قالت
و ایما الائمۃ قال اما کان لقومک
رؤساء و اشراف یأمرونہم فیطیعونہم
قالت بلیٰ قال فہم مثل اولئک علی
الناس اخرجہ الدارمی و از کبراء صحابہؓ
و تابعینؒ جماعۃ وصف قیام صدیق اکبرؓ
کردند بحقوق خلافت عن عبد خیر قال
سمعت علیاً یقول قبض رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم علیٰ خیر ما قبض علیہ نبیٌّ من
الانبیاء واثنیٰ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال ثم استخلف ابو بکر فعمل بعمل رسول
اللہ وسنتہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قبض
ابو بکر علیٰ خیر ما قبض علیہ احدٌ
وکان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ثم استخلف
عمر فعمل بعملہما وسنتہما ثم قبض علیٰ
خیر ما قبض علیہ احدٌ وکان خیرُ
ہذہ الامۃ بعد نبیہا و بعد ابی بکر
اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعن عائشۃ
انہا کانت تقول توفی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فنزل بابی بکر
ما لو نزل بالجبال لہاضہا و
(سر اٹھا) اشرأبّ النفاق بالمدینۃ وارتدت (ارتفع)
العرب فو اللہ

ابو بکرؓ سے کہا کہ ہماری بقاء کی کیا صورت ہے اس امر صالح پر جس کو اللہ دورِ جاہلیت کے بعد لایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس پر تمہارا بقاء اُس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے ائمہ سیدھے رہیں گے۔ اُس نے کہا کہ ائمہ کونسے؟ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں کچھ رؤساء اور اشراف نہیں ہیں جو قوم کے لوگوں کو حکم دیتے ہوں اور وہ اُن کی اطاعت کرتے ہوں؟ اُس نے کہا کہ ضرور ہیں تو آپ نے فرمایا تو وہ لوگوں پر مثل ائمہ کے ہیں، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اور اکابر صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک جماعت نے صدیقِ اکبرؓ کے حقوقِ خلافت پر قیام کی تعریف کی ہے۔ مروی ہے عبد خیرؒ سے کہا کہ میں نے علیؓ سے سُنا فرماتے تھے کہ وفات پائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے بہترین حال میں جس پر انبیاءؑ میں سے کسی نبی نے وفات پائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کی۔ کہا کہ پھر ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپؐ کی سُنّت کے مطابق کام کئے۔ پھر ابو بکرؓ نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے افضل تھے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمرؓ تو اُنھوں نے اُن دونوں کے عمل اور اُن کی سُنّت کے مطابق کام کئے پھر اُنھوں نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس امت کے نبیؐ اور ابو بکرؓ کے بعد سب سے افضل تھے، اس کو ابنِ ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تو ابو بکرؓ پر جو (بوجھ) آپڑا تھا وہ اتنا سخت تھا کہ اگر پہاڑ پر آپڑتا تو اُس کو بھی توڑ دیتا اور مدینہ میں نفاق بلند ہوگیا اور عرب مرتد ہوگئے تو واللہ

www.kitabghar.org

ما اختلفوا فی نقطۃٍ الا طار ابی بحظہا و غنائہا فی الاسلام و کانت تقول مع ہذا و من رای عمر بن الخطاب عرف انہٗ خلق غناءً للاسلام کان واللہ احوذیاً نسیج وحدہٖ قد اعدّ للامور اقرانہا اخرجہ ابن ابی شیبۃ و قال عبداللہ بن الاہتم واعظ الشام فی خطبتہ الطویلۃ ثم قام بعدہ ابوبکر فسلک سُنّتہٗ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) و اخذ سبیلہ و ارتدّت العربُ او من فعل ذٰلک منہم فابٰے ان یقبل منہم بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا الذی کان قابلاً انتزع (برکشید ۱۲) السیوف من اغمادہا و اوقد النیران فی شعلہا ثم تمکّب (میانہا ۱۲) باہل الحق اہل الباطل فلم یبرح (ذبح) یقطع اوصالہم (مفاصلہم ۱۲) و یسقی الارض دماءہم حتے ادخلہم فی الذی (ای الاسلام ۱۲) خرجوا منہ و قرّرہم بالذی نفروا عنہ و قد کان اصاب من مال اللہ بکراً یرتوی علیہ و حبشیۃً ارضعت لہٗ ولداً لہٗ فرای ذٰلک عند موتہٖ غُصّۃً فی حلقہٖ فادّی ذٰلک الی الخلیفۃ من بعدہٖ و فارق الدنیا تقیاً نقیاً علی منہاج صاحبہٖ اخرجہ الدارمی بازاوّل امرے کہ

اگر (اصحاب نے) ایک نقطہ میں بھی آپس میں اختلاف کیا تو میرے باپ (اس کو حل کرنے کے لئے) اُڑ کر پہنچے کیونکہ اسلام میں اُن کا بڑا اور کارِ حصّہ تھا۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ جس نے دیکھا ہے عمرؓ بن الخطاب کو وہ جانتا ہے کہ وہ پیدا کئے گئے تھے اسلام کے لئے کافی اور وافی بنا کر۔ واللہ بڑے صاحب تدبیر اور خوبیوں والے تھے اور اُنھوں نے امور کے انتظام پر اُن کے مناسب لوگوں کو تیار کیا تھا، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور عبداللہ بن الاہتمؓ نے جو شام کے واعظ تھے اپنے ایک طویل خطبہ میں کہا۔ پھر قائم ہوئے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکرؓ تو وہ آپؐ کی سنّت پر چلے اور انھوں نے آپؐ کے راستہ کو اختیار کیا اور عرب مرتد ہوا یا جس نے اُن میں سے ایسا کام کیا تو ابوبکرؓ نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ان کو معاف کرنے سے انکار کر دیا بجز ایسے شخص کے جو (اسلام کو) قبول کرنے والا تھا۔ تلواریں میانوں سے کھینچ لیں اور جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے اور اہلِ حق کو ساتھ لے کر اہلِ باطل کو اوندھے منہ گرا دیا تو برابر اُن کے جوڑ بند کاٹتے اور زمین کو اُن کا خون پلاتے رہے یہاں تک کہ اُن کو اُس چیز میں داخل کر کے چھوڑا جس سے وہ نکلے تھے (یعنی اسلام میں) اور وہاں اُن کو جما کر چھوڑا جہاں سے وہ بھاگے تھے۔ اور بیت المال میں اُن کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر لاد کر پانی لایا جاتا تھا اور ایک حبشی کنیز تھی جو آپ کے ایک بچہ کو دودھ پلاتی تھی تو آپ نے اپنی موت کے قریب ان کو بھی اپنے حلق میں اٹکا ہوا دیکھا تو اُن کو اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے پاس بھیجدیا اور دنیا سے بحالتِ تقوٰی پاک و صاف گزر گئے اپنے رفیق کے طریقہ پر، اس کو دارمی نے روایت کیا۔ پھر سب سے پہلا کام جس کے پورا کرنیکا

www.kitabghar.org

صدیقِ اکبرؓ متصدیِ امضائے آن شد انجازِ وعدہائی آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم وقضای دیون و عن ربیعۃ بن ابی عبدالرحمن انہ قال قدم علی ابی بکر الصدیق مال من البحرین فقال من کان لہٗ عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دین او عِدۃٌ فلیأتنی فجآءہٗ جابر بن عبد اللہ فحفن لہٗ ثلث حفناتٍ اخرجہ مالک واخرج البخاری قصۃ حفناتِ جابرٍ بطرقٍ مختلفۃٍ بعد ازان بالتماسِ حضرتِ فاروقؓ بجمعِ قرآن بین اللوحین باہتمامِ عظیم مشغول شد واین قصہ بخوب ترین صورتے در بخاری مذکور است حضرتِ مرتضٰےؓ میگفت رَحِمَ اللہُ ابابکر جمعَ القرآنَ بین اللوحین بعد ازان نسقِ حضرت صدیقؓ درباب نصبِ عُمّال آن بود کہ عاملانِ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم مسلّم می گزاشت مگر آنکہ ایشان خود استعفا کنند فی الاستیعاب کان خالدٌ یعنی ابنِ سعیدٍ واخوتہٗ عُمّالاً لرسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرجعوا عن عُمّالتہم حین ماتَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر مالکم رجعتم عن عُمالتکم ما احدٌ احقُّ بالعمل من عُمّالِ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارجعوا الٰی اعمالکم فقالوا نحن بنو ابی اُحیحۃَ لا نعمل لاحدٍ بعدَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابدًا

صدیقِ اکبرؓ نے اہتمام کیا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کا پورا کرنا اور آپؐ کے قرضوں کا ادا کرنا تھا۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰنؒ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس بحرین سے مال آیا تو آپ نے کہا (یعنی اعلان کیا) کہ جس کسی کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا کوئی وعدہ ہو تو اُس کو چاہیئے کہ میرے پاس آئے۔ تو اُن کے پاس جابر بن عبداللہؓ گئے تو اُن کو تین دوہتڑیں بھر کر دیں، اس کو روایت کیا امام مالکؒ نے۔ اور بخاریؒ نے جابرؓ کی دوہتڑوں کے قصہ میں مختلف اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس کے بعد حضرت فاروقؓ کے التماس پر قرآن کو دو لوح (یعنی دو گتّوں کے درمیان) جمع کرنے کے اہتمامِ عظیم میں مشغول ہوئے۔ اور یہ قصہ بہت خوبصورتی کے ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ حضرتِ مرتضےٰؓ فرمایا کرتے تھے اللہ رحمت نازل کرے ابوبکرؓ پر کہ انھوں نے قرآن کو دو تختیوں کے درمیان جمع کر دیا۔ اس کے بعد عاملوں کے نصب کرنے کے بارے میں حضرت صدیقؓ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جو عامل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے تھے اُن کو بدستور رہنے دیتے تھے بجز اس کے کہ یہ لوگ خود استعفاء دیں۔ استیعاب میں ہے کہ خالد یعنی خالد بن سعیدؓ اور اُن کے بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عُمّال تھے تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو یہ اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹ آئے تو اُن سے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹے ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عُمّال میں سے کوئی تم سے زیادہ عمل کا حقدار نہیں ہے؛ اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم ابواُحیحہ کی اولاد ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے عمل (یعنی ملازمت) نہیں کریں گے۔

www.kitabghar.org

فمضوا الی الشام فقتلوا جمیعًا و فی الاستیعاب
کتب عبداللہ بن الارقم للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم ثم لابی بکر و استکتبہ عمر و استعملہ علی
بیت المال و عثمان بعدہ و فی الاستیعاب عتاب
ابن اسید استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی مکۃ عام الفتح (حاکم گردانید) واقرہ علیھا ابوبکر فلم یزل
علیھا الی ان مات بعد ازاں ہر کسے را کہ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحفظ و رعایت او
امر فرمودہ بود صدیق اکبر رض بنابر تعظیم
وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در
رعایت وے اہتمام تمام می نمود فی الاستیعاب
سندر مولی زنباع مثل بہ (گوش و بینی برید) مولاہ فاعتقہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول
اللہ اوص بی فقال اوصی بک کل مسلم
فلما توفی (در حق من) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی
سندر الی ابی بکر فقال احفظ فی وصیۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعالہ (نفقہ داد)
ابوبکر حتی توفی ثم اتی بعدہ الی عمر
فقال لہ عمر ان شئت ان تقیم
عندی اجریت علیک و الا فانظر
ای المواضع شئت فاکتب لک
فاختار سندر مصر فکتب لہ
عمر الی عمرو بن العاص تحفظ
فیہ وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلما قدم علی عمرو

پھر یہ سب شام چلے گئے اور سب مقتول ہوئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ عبداللہ بن الارقم رض کاتب تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پھر کاتب ہوئے ابوبکر رض کے اور اُن کو کاتب بنایا عمر رض نے اور اُن کو بیت المال پر عامل بنایا اور اُن کے بعد عثمان رض نے بھی۔ اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح والے سال عتاب بن اُسید رض کو مکہ پر عامل بنایا اور ابوبکر رض نے ان کو برقرار رکھا پھر وہ برابر اپنے انتقال تک مکہ پر عامل رہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی حفاظت اور رعایت کے لئے حکم فرمایا تھا صدیق اکبر رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے احترام کے پیش نظر اُس کی رعایت کرنے کا پورا اہتمام رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ سندر زنباع کا غلام تھا اُس کے آقا نے اُس کے ناک کان کاٹ دیئے تھے پھر اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے کہا یارسول اللہ! میرے حق میں کچھ وصیت کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں۔ پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو سندر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا لحاظ رکھیئے تو اس کا ابوبکر رض نے نفقہ مقرر کر دیا یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی۔ پھر اُن کے بعد یہ عمر رض کے پاس آیا تو اُس سے عمر رض نے فرمایا کہ اگر تو میرے پاس قیام کرنا چاہے تو میں تیرا وظیفہ مقرر کر دوں ورنہ غور کر لے کہ تو کس جگہ رہنا پسند کرتا ہے (وہاں کے حاکم کو) تیرے بارے میں لکھ دوں۔ تو سندر نے مصر کو پسند کیا تو حضرت عمر رض نے اس کے بارے میں عمرو بن العاص رض کو لکھا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی حفاظت کرو۔ جب یہ عمرو بن العاص رض کے پاس پہنچا

www.kitabghar.org

(تملیک کرد ۱۲) ارضًا واسعۃً و دارًا و فی
الاستیعاب کان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یزور اُمّ ایمن و کان
ابو بکر و عمر یزورانہا بعد ازان حضرت
صدیق رضؓ بتوقیر اہلِ بیتِ نبوت و تعظیم
ایشان اقصے الغایت وصیت فرمود
و قال ابو بکر ارقبوا محمدًا صلے اللہ علیہ
وسلم فی اہلِ بیتہ رواہ جماعۃ بعد ازاں
در حفظِ ناموس آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم در منکوحاتِ او سعی تمام بجا آورد
و در مسئلہ تحریمِ نکاحِ غیرِ مدخولہ آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مباحثہ اُفتاد
فی الاستیعاب قُتیلۃ بنت قیس تزوّجہا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ومات
عنہا قبلَ ان یدخل بہا فتزوجہا عکرمۃ بن
ابی جہل بحضرموت فبلغَ ابابکر فقال
لقد ہممتُ ان اُحرقَ علیہما بیتَہما فقال لہٗ
عمر ماہی من اُمہات المؤمنین لا دَخل بہا ولا
ضرَبَ علیہا الحجابَ باز حضرت صدیقؓ
اوّل خلیفہ است کہ برائے او وظیفہ از
بیت المال مقرر شد عن عائشۃ لما استُخلف
ابوبکر الصدیق قال لقد علم قومی انّ حرفتی (ای التجارۃ ۱۲)
لم تکن تعجز عن مؤنۃ (نفقہ) اہلی و شُغلتُ
بامر المسلمین فیأکل آلُ ابی بکر
من ھٰذا المال (بیت المال ۱۲)

تو اُنھوں نے اس کو ایک وسیع قطعہ زمین اور ایک مکان جاگیر
دیدیا۔ اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُمّ
ایمن رضؓ سے ملنے جایا کرتے تھے اور ابو بکر رضؓ و عمر رضؓ بھی اُن سے ملنے کے
لئے جاتے رہے۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضؓ نے اہلِ بیتِ نبوّت
کی توقیر اور اُن کی تعظیم کی زیادہ سے زیادہ رعایت رکھنے کی وصیت
فرمائی (استیعاب میں ہے) اور ابو بکر رضؓ نے فرمایا محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کے احترام کا خیال رکھو اُن کے اہلِ بیت کے بارے میں،
اس کو ایک جماعت نے روایت کیا۔ اس کے بعد جن عورتوں سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا اُن کے ناموس کے تحفظ
میں آپ پوری سعی فرماتے رہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی غیر مدخولہ سے تحریم نکاح کے بارے میں مباحثہ ہوا۔ استیعاب
میں ہے کہ قُتیلہ بنتِ قیس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
نکاح کر لیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آپؐ کی وفات
ہوگئی تو اُن سے حضرموت میں عکرمہ رضؓ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا،
یہ خبر ابو بکر رضؓ کو پہنچی تو فرمایا کہ یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونو
کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو اُن سے عمر رضؓ نے کہا کہ
وہ اُمہات المؤمنین میں سے نہیں ہے، نہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم اُس کے پاس گئے اور نہ اُس پر پردہ ڈالا (یعنی تخلیہ
کیا)۔ پھر حضرت صدیق رضؓ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے
بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔ مروی ہے عائشہ رضؓ سے کہا کہ جب
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنا دیئے گئے تو فرمایا
کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ (یعنی تجارت)
میرے اہل وعیال کے (مصارف کو) برداشت کرنے سے عاجز
نہیں تھا اور میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا تو اب
آلِ ابو بکر رضؓ کو اس مال میں سے (یعنی بیت المال سے) کھانا ہوگا

www.kitabghar.org

و یحترف للمسلمین فیہ اخرجہ البخاری
باز حضرت صدیق رضؓ را در مسئلہ ہل تجب
علی المرتدین اذا تابوا دیۃ من قتلوہ
فی ایام الردۃ با حضرت فاروق رضؓ اختلاف
افتاد قال البغوی روی عن ابی بکر انہ
قال لقوم جاؤہ تائبین تدون قتلانا و
لا ندی قتلاکم فقال عمر لا نأخذ لقتلانا
دیۃ اصح قولی امام شافعی رحؒ مذہب
حضرت صدیق است جمعے از علماء گفتند
منہم البغوی احتمال دارد کہ مذہب
حضرت فاروق رضؓ موافق مذہب صدیق
اکبر رضؓ باشد غیر انہ رای الاعراض عن
الزام الدیۃ ترغیبا لہم فی الثبات علی
الاسلام باز فقہاء مسلمین در تغریب بکر
زانی اختلاف دارند حضرت صدیق رضؓ
احیاء سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نمود در تغریب زناۃ و الی الیوم اکثر فقہاء
وجملہ محدثین بر مذہب وے رفتند عن ابن
عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جلد و غرب و ان ابا بکر جلد و غرب و
ان عمر جلد و غرب اخرجہ البغوی وغیرہ
باز علماء مسلمین متفق اند درانکہ

اور ابوبکر مسلمانوں کی خدمت کرے گا، اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ پھر اس مسئلہ میں کہ کیا مرتدین پر جب کہ وہ توبہ کرلیں اُن
لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو انھوں نے مُرتد ہونے کے
دنوں میں قتل کیا تھا حضرت صدیق رضؓ کا حضرت فاروق رضؓ کے
ساتھ اختلاف واقع ہوا۔ بغوی نے کہا کہ مروی ہے ابوبکر رضؓ سے
کہ اُنھوں نے قوم کے اُن لوگوں سے جو توبہ کرکے آتے کہا کہ تم
ہمارے میں کے مقتولوں کی دیت دو اور ہم تم میں کے مقتولوں
کی دیت نہ دیں گے۔ پھر عمر رضؓ نے کہا کہ ہم اپنے مقتولوں کی دیت
نہ لیں گے۔ امام شافعی رحؒ کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول
حضرت صدیق رضؓ کا مذہب ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا
ہے جن میں بغوی رحؒ بھی ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت فاروق رضؓ
کا مذہب صدیق اکبر رضؓ کے مذہب کے موافق ہو (اور اس ارشاد
کی کوئی وجہ نہ ہو) بجز اس کے کہ انھوں نے دیت کے لازم
کرنے کی رائے سے اعراض کیا ہو تاکہ ان لوگوں کو ترغیب ہو جائے
اسلام پر ثابت قدم رہنے میں۔ پھر فقہاء مسلمین میں اختلاف ہے
ایسے زانی کو جلا وطن کرنے کے بارے میں جو کنوارا ہو۔ حضرت
صدیق رضؓ نے زانیوں کو شہر بدر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت کا احیاء کیا اور آج تک اکثر فقہاء اور تمام
محدثین ان ہی کے مذہب پر چل رہے ہیں۔ مروی ہے ابن عمر رضؓ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے اور
شہر بدر کیا اور عمر رضؓ نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا۔ اس کو
بغوی رحؒ وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر علماء مسلمین اس میں متفق ہیں کہ

عہ بعض نے کہا ویحترف للمسلمین سے یہ مراد ہے کہ وہ مسلمانوں کے فائدے کیلئے تجارت بھی کریں گے، یعنی بیت المال سے جو روپیہ میں اپنے گھر والوں کے ضروری خرچ کے لئے لوں گا اتنا ہی یا اس سے زیادہ تجارت کرکے پھر اُس میں داخل کروں گا۔ (لغات الحدیث) اس معنے میں یہ استبعاد ہے کہ اگر آپ کے پاس تجارت کے لئے وقت ہوتا تو ہرگز نہ لیتے۔ اس لئے مطلب یہ ہے کہ ابوبکر رضؓ اب وہ پیشہ تجارت ترک کرتے ہیں اب جو اس کا پیشہ ہوگا وہ امور خلافت کی انجام دہی ہوگا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ذا سَرَقَ اوّلاً قُطِعت یدُہ الیمنیٰ فان سَرَقَ ثانیاً قُطعت رجلُہ الیسریٰ باز مختلف شدند در آنکہ چون ثالثاً سرقہ کند چہ باید کرد امام مالکؒ و امام شافعیؒ قُطِعتْ یدہ الیسریٰ اختیار کردہ اند ثم اِن سَرَقَ قُطِعت رجلہ الیمنیٰ و امام ابو حنیفہؒ گفتہ یُعزّر و یُحبَس و لا قَطعَ علیہ اذا سَرَق بعد قطعِ الیدِ الیمنیٰ و الرّجلِ الیسریٰ مآخذ امام مالکؒ و شافعیؒ حدیثے است کہ ہر دو در کُتب خود روایت کردہ اند و بران اعتماد نمودہ مالکؒ عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیہ انّ رجلاً من اہل الیمن اَقطعَ الیدِ و الرِّجلِ قدم فنزل علٰے ابی بکر الصّدیق فشکےٰ الیہ انّ عامل الیمن ظلمہ و کان یُصلّے من اللّیل فیقولُ ابو بکرٍ و ابیکَ مالیلُکَ بلیلِ سارقٍ ثم انہم افتقدُوا حلیاً لاسماء بنتِ عُمیس امرأۃِ ابی بکر فجعلَ یطوفُ معہم و یقول اللّٰھم علیکَ بمَن بیّتَ اہلَ ہٰذا البیتِ الصالحِ فوجدُوا الحُلیّ عند صایغ زعم ان الاقطعَ جاءہ بہ فاعترف الاقطعُ او شُہِدَ علیہ فامر بہ ابو بکرٍ فقُطِعت یدہ الیسریٰ و قال ابو بکرٍ و اللّٰہ لدُعاؤہ علٰے نفسِہ

جب کوئی پہلی مرتبہ چوری کرے تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جاتے۔ پھر اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اُس کا بایاں پاؤں کاٹا جاتے۔ پھر اس میں مختلف الرائے ہو گئے کہ جب تیسری مرتبہ چوری کرے تو کیا کیا جاتے؟ امام مالکؒ و امام شافعیؒ نے یہ اختیار کیا کہ اُس کا بایاں ہاتھ کاٹا جاتے پھر اگر چوری کرے تو اُس کا داہنا پاؤں کاٹا جاتے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ سزا دی جاتے اور قید کیا جاتے اور اُس کا کوئی عضو نہیں کاٹا جائے گا جب کہ اُس نے داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے جانے کے بعد چوری کی۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ کا ماخذ ایک حدیث ہے جس کو دونوں نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا۔ مالکؒ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن القاسمؒ سے وہ اپنے باپ سے کہ اہلِ یمن میں کا ایک شخص جس کا ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا تھا آیا اور ابو بکر صدیقؓ کے پاس اُترا اور اُن سے شکایت کی کہ یمن کے عامل نے اس پر ظلم کیا اور وہ رات کو نماز (یعنی نفلیں) پڑھا کرتا تھا تو ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ تیرے باپ کی قسم تیری رات چور کی رات جیسی نہیں ہے۔ پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ اسماءؓ بنتِ عمیس ابو بکرؓ کی بی بی صاحبہ کا زیور چوری ہو گیا جس کو اُنھوں نے تلاش کیا تو یہ شخص اُن کے ساتھ پھرتا رہا اور یہ بھی کہتا رہا کہ یا اللہ! آپ پکڑیں اس شخص کو جس نے اس نیک گھر والوں پر چھاپہ مارا۔ اس کے بعد لوگوں نے اس زیور کو ایک سُنار کے پاس پایا جس نے یہ بیان دیا کہ وہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا اُس کو دے گیا ہے، پھر اُس ہاتھ پاؤں کٹے نے اقرار کر لیا یا اس پر شہادت گزر گئی تو اس کے بارے میں ابو بکرؓ نے حکم دیا پھر اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا۔ اور ابو بکرؓ نے فرمایا کہ واللہ اُس کا اپنے نفس پر بد دُعا کرنا کہ الٰہی پکڑ اس شخص کو الخ

www.kitabghar.org

اشدّ عندی علیہ من سرقتہ و سابق تحریر یافت کہ صدّیق اکبرؓ حدّ شارب خمر را بچہل ضربہ معیّن ساخت و علیہ الشّافعی قال الاربعون الاُخریٰ تعزیرٌ یجوز فعلہٗ ویجوز ترکہ قال البغوی رحمہ اللّٰہ اختلفوا فی التفضیل علی السابقۃ والنسب عند قسمۃ الفیٔ (غنیمت) فذہب ابوبکر الی التسویۃ بینَ الناس واُولی الفضل بالسابقۃ حتی قال لہٗ عُمر اتجعل الّذین جاہدوا فی اللّٰہ بأموالہم و انفسہم وھاجروا دیارَہم کمَن دخلَ فی الاسلام کرہًا فقال ابوبکر انّما عَملوا لِلّٰہ و انّما اُجورُہم علی اللّٰہ و انّما الدنیا بلاغٌ (بقدر کفایت) وکان عمر یفضِّلُ علی السابقہ والنّسب بندۂ ضعیف گوید کہ این اختلاف در حکم شرعی نیست بلکہ در زمانِ حضرت صدّیق رضؓ کثرۃ فیٔ کہ محل تفضیل بسابقہ ونسب باشد حاصل نشد لاچار منظورِ نظر صدیقِ اکبرؓ احیاء این نفوس شد باقلّ آنچہ وجہ کفافِ ایشان تواند بود و در عہدِ فاروقِ اعظم رضؓ فیٔ بکثرت جمع شدہ واز قدر کفایت بیشتر حاصل گشتہ پس تفضیلِ اہلِ سوابق را گنجایش بہم رسید عن میمون بن مہران قال کان ابوبکر اِذا ارادَ اَن یَبعَثَ بعثًا (لشکرے ۱۲)

میرے نزدیک اس شخص کے حق میں زیادہ سخت ہے اُس کے چوری کرنے سے (اس لئے کہ اگر وہ خدا کو عالم الغیب اور قادر مطلق سمجھتا تو یہ کلمات نہ کہتا) اور پہلے لکھا جا چکا ہے کہ صدیقِ اکبرؓ نے شارب خمر کی چالیس (۴۰) ضربیں مقرر کر دی تھیں اور اسی پر شافعیؒ کا قول ہے کہ دوسری (مرتبہ کی) چالیس (۴۰) ضرب (حد نہیں بلکہ) تعزیر (یعنی سزا) ہے جس کا فعل بھی جائز ہے اور ترک بھی جائز۔ بغوی رحمہ اللّٰہ نے کہا کہ اس بارے میں اُنھوں نے اختلاف کیا کہ اسلام پر سبقت کرنے اور نسب کی بناء پر مالِ غنیمت کی تقسیم میں فضیلت (ترجیح) دی جائے۔ تو ابوبکرؓ عام لوگوں کے (اور) اسلام پر سبقت کی بناء پر جو صاحبِ فضیلت تھے ان کے درمیان برابری قائم رکھنے کی طرف گئے۔ یہاں تک کہ اُن سے عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ اُن لوگوں کو جنھوں نے اللّٰہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے اور اپنے شہروں کو چھوڑا اُن کے برابر کر رہے ہو جو اسلام میں کراہت کے ساتھ داخل ہوئے؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اُنھوں نے جو کچھ عمل کئے اللّٰہ کے لئے کئے اور اُن کے اجر اللّٰہ پر ہیں اور دنیا تو گزشتنی (حقیر چیز) ہے۔ اور عمرؓ (اپنے زمانہ میں) احوال سابقہ اور نسب پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ یہ اختلاف حکمِ شرعی میں نہیں ہے بلکہ حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں مالِ غنیمت کی کثرت جو خدماتِ سابقہ ونسب کا محل ہے حاصل ہی نہ ہوتی تھی اس مجبوری کی وجہ سے صدیقِ اکبرؓ کی نظر ان نفوس کے (کسی نہ کسی طرح) زندگی قائم رکھنے پر رہی کہ کم سے کم گزارے کی صورت میسّر ہو سکے اور فاروقِ اعظمؓ کے عہد میں اموالِ غنیمت بکثرت جمع ہوتے اور قدر کفایت سے زیادہ حاصل ہوا تو اہلِ سوابق کی تفضیل کے لئے گنجائش نکل آتی۔ مروی ہے میمون بن مہران سے کہ ابوبکرؓ جب کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ کرتے تھے

ندبَ الناس فاذا کمل لہٗ من العِدّۃ مَا یرید جہّزہم بما کان عندہٗ ولم تکن الاَعْطِیۃُ فُرِضتْ علیٰ عہد دعاہا
اخرجہ ابن ابی شیبۃ باز در آخر ایّام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم فتنہ ردّت نمودار گردید و بعد از وفاتِ وے صلی اللہ علیہ وسلم این فتنہ استحکام یافت از انجملہ مُسیلمہ کذّاب دعوٰی نبوّت کرد و فوجے عظیم از اہلِ یمامہ واہلِ نجد با خود جمع نمود حضرت صدیق رضؓ مسلمین را برائی قتال آنجماعہ برخواند و خالد بن ولید را امیر ساخت چون تلاقی فِئتَین واقع شد اوّل بر مسلمانان ہزیمت اُفتاد ثانیاً بسعی جمعے از نبلاء بزرگان صحابہ رضؓ مانند ثابت بن قیس و زید بن الخطاب برادر فاروقِ اعظم رضؓ و براء بن مالک فتحِ اسلام میسّر شد و این عزیزان شربتِ شہادت چشیدند رضوان اللہ علیہم و مُسیلمہ بدوزخ پیوست وجماعۃ او متفرق گشت و آن یکے از فتوحِ عظیم اسلام بود گویا فرمودۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درباب خالد سیف من سیوف اللہ تمہید و توطیہ ہمین فتح بودہ است و از انجملہ بنو عبد القیس جمعے از ناحیہ بحرین بشرفِ اسلام مشرّف شدہ بودند و قدمِ راسخ پیدا کردہ درین ایّام بنو بکر با منذر بن ساوی درساختہ قصدِ آن مسلمانان نمودند ایشان این ماجرا را بعرضِ صدیقِ اکبر رضؓ رسانیدند و وے رضی اللہ عنہ جماعۃ از مسلمین را بر جہاد دعوت فرمود و بسرکردگی علاء بن الحضرمی ایشان را بحربِ بنو بکر روان نمود

تو لوگوں کو طلب کرتے تھے تو جب وہ شمار پوری ہو جاتی جس کا وہ ارادہ رکھتے ہوتے تو ان کے لئے اتنا سامان کر دیتے جو اُن کے پاس ہوتا اور اُن کے عہد میں وظائف مقرر نہیں کئے گئے تھے، اس کو روایت کیا ابنِ ابی شیبہ نے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں مرتد ہونے کا فتنہ نمودار ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ فتنہ مستحکم ہو گیا۔ اُن میں سے ایک فتنہ یہ تھا کہ مُسیلمہ کذّاب نے نبوت کا دعوٰی کیا اور یمامہ اور نجد والوں کی ایک عظیم فوج اپنے پاس جمع کر لی۔ حضرت صدیق رضؓ نے مسلمانوں کو اس جماعت کے ساتھ قتال کے لئے بلایا اور خالد بن ولید رضؓ کو امیر بنایا۔ جب دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو اوّل مسلمانوں پر ہزیمت واقع ہوئی۔ اس کے بعد بزرگان صحابہ رضؓ کی ایک جماعت کی کوشش سے جیسے ثابت بن قیسؓ اور زید بن الخطابؓ فاروقِ اعظم رضؓ کے بھائی اور براء بن مالک رضی اللہ عنہم تھے فتح اسلام کی ہوئی اور ان عزیزوں نے شربتِ شہادت پیا اور مُسیلمہ جہنم رسید ہوا اور اس کی جماعت متفرق ہو گئی اور یہ اسلام کی ایک بڑی عظیم الشّان فتح ہوئی۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خالد رضؓ کے بارے میں کہ وہ ایک تلوار ہے اللہ کی تلواروں میں سے تمہید اور اطلاع اسی فتح کی ہوئی ہے۔ اور اُن میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ بنو عبد القیس اور بحرین کے نواحی کی ایک جماعت مشرّف باسلام ہوئی تھی اور ان میں پختگی پیدا ہو گئی تھی، ان ایام میں بنو بکر نے منذر بن ساوی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ان مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اُنھوں نے یہ ماجرا صدیقِ اکبر رضؓ کی خدمت میں پہنچایا اور آپ رضؓ نے مسلمانوں کی جماعت کو جہاد کے لئے دعوت دی اور علاء رضؓ ابن الحضرمی کی سرکردگی میں ان کو بنو بکر سے جنگ کے لئے روانہ کیا

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

و علاء الحضرمی را در راہ کرامتی باہرہ ظاہر شد و آن استجابت دُعاء او بود بظہور آبے کہ دفع عطش نماید آخرہا شبخون برکفار زدند و فتحے عظیم نمایاں گشت و ازانجا بجزیرۂ دارین (موضعہ بالشام) نہضت نمود و درین اثناء کرامتے دیگر نمودار شد و آن نیز استجابت دعاے او بود در نقص آب تا آنکہ اخفاف اہل تمام در آب غرق نشد اینجا نیز فتحے عظیم برروی کار آمد و ازانجا بطرف منذر بن ساوی متوجہ شدہ غلبۂ نمایان بدست آوردند و فی الاستیعاب کان یُقال انّ العلاء بن الحضرمی کان یُجاب الدعوۃ و انہ خاض البحر بکلماتٍ قالہا و دَعَا بہا و ذلک مشہور عنہ درینجا سر تقدیم صدیق اکبرؓ علاءؓ بن حضرمی را ظاہر و نمایان گردید و ازانجملہ آنکہ اہلِ عُمان و مَہرہ کہ در زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان شدہ بودند درین ہنگام مرتد گشتند و جیفر و عبد کہ حکومت آن دیار بامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعلق بایشان داشت قصۂ ارتداد آن طائفہ بعرض صدیق اکبرؓ رسانیدند و وی رضی اللہ عنہ مسلمین را برائے جہاد جمع کرد و حذیفہ بن محصن حمیری را برائے ریاستِ عمان و عرفجہ بارقی را بریاستِ مہرہ مقرر فرمود و عکرمہ را کہ از فتح یمامہ ہنوز مراجعت نہ کردہ بود بکمکِ ایشان مامور ساخت بعد تلاقیِ فئتین

اور علاءؓ بن الحضرمی کی راستہ میں ایک کھلی ہوئی کرامت ظاہر ہوئی اور وہ اُن کی دعاء کی مقبولیت تھی ایک پانی کے ظہور کی صورت میں کہ جس سے (تمام لشکر) اپنی پیاس بجھالے۔ اس کا آخر انجام یہ ہوا کہ اُنھوں نے کفار پر شبخون مارا اور ایک فتحِ عظیم نمایاں ہوئی اور وہاں سے جزیرۂ دارین کی طرف (جو شام کا ایک موضع ہے) کوچ کیا۔ اس دَوران میں ان کی دوسری کرامت نمودار ہوئی اور وہ بھی اُن کی دعاء کی مقبولیت تھی پانی کے کم ہوجانے کی صورت میں یہاں تک کہ اُونٹوں کے پورے کُھر بھی پانی میں نہیں ڈوبے۔ (حالانکہ دریا چڑھاؤ پر تھا) یہاں بھی ایک عظیم فتح میسّر ہوئی۔ پھر یہاں سے مُنذر بن ساوی کی طرف متوجہ ہوتے اور نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔ اور استیعاب میں ہے کہ کہا جاتا تھا کہ علاءؓ بن الحضرمی مستجاب الدعوات تھے اور وہ دریا میں گُھس گئے کچھ کلمات پڑھ کر اور اُن کے ساتھ دُعا کرکے اور یہ بات اُن کی نسبت مشہور ہے۔ اس موقع پر یہ راز ظاہر و نمایاں ہوگیا کہ صدیقِ اکبرؓ نے اس وجہ سے علاءؓ بن الحضرمی کو سردار لشکر بنایا تھا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اہلِ عمان و مہرہ جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام لاتے تھے اس زمانہ میں مُرتد ہو گئے۔ اور جیفر اور عبد نے کہ اُن شہروں کی حکومت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان سے متعلق تھی اس جماعت کے مُرتد ہوجانے کا قصہ صدیقِ اکبرؓ کی خدمت میں پہنچایا اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جہاد کے لئے جمع کیا اور حذیفہ بن محصن حمیری کو عمان پر حکومت کے لئے اور عرفجہ بارقی کو مہرہ پر حکومت کے لئے آپ نے متعین فرمایا اور عکرمہ کو جو کہ یمامہ کی فتح سے ابھی تک نہیں لَوٹے تھے ان کی کمک کے لئے مامور کیا۔ دونوں جماعتوں کے مل جانے کے بعد

www.kitabghar.org

جنگِ عظیم واقع شد و ہزیمت نمایان برکفار
افتاد و از انجملہ آنکہ قبیلہ کندہ و ناحیہ
حضرموت و یمن در آخر سنین ہجرت بشرفِ
اسلام مشرّف شدہ بودند و آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم تعیّن امراء برایشان فرمودہ درین ولاء
ارتداد پیش گرفتند و اُمرائے مسلمین بجبالِ
متحصِّن شدہ ماجرا بعرض حضرت صدیق رض
رسانیدند وی رضے اللہ عنہ برائی قتالِ آنہا
مسلمین را برخواند و ہمراہ زیاد بطرف
آنجماعہ فرستاد مسلمانان بعد زد و برد
بسیار بکمکِ عکرمۃ بن ابی جہل بامرادِ خویش
فیروز و مظفر بازگشتند و اشعث بن قیس
راکہ از رؤسارِ مرتدین بود مسلسل و مغلول
بحضورِ حضرتِ صدّیق رض فرستادند صدیقِ اکبر
چون دلاوری وسپہ سالاری و صدق توبہ
اشعث ملاحظہ نمود اورا خلاص فرمود و خواہر
خود اُمّ فروہ را بنکاحِ او داد و آخرھا
فراست حضرتِ صدیق رض کارِ خود کرد کہ در
مجاہداتِ عراق تردّد نمایان ازوے ظاہر گشت فی الاستیعاب روی عن الاشعث
قدم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلثین راکبًا من کندۃ فقالوا
یا رسول اللہ نحن بنو آکل المرار وانت ابن آکل المرار فتبسّم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال نحن

جنگِ عظیم واقع ہوئی اور کفار پر نمایاں شکست واقع ہوئی۔ اور
ان میں سے ایک یہ ہے کہ قبیلہ کندہ اور اطراف حضرموت و
یمن کے رہنے والے ہجرت کے آخری برسوں میں شرفِ اسلام سے
مشرّف ہوتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن پر
اُمراء کا تقرر بھی فرمادیا تھا اس زمانہ میں یہ لوگ بھی مُرتد ہوگئے
اور اُمراء مسلمین نے پہاڑوں میں قلعہ بند ہوکر تمام ماجرا حضرت
صدیقِ اکبر رض کے حضور میں پہنچایا۔ صدّیق رضی اللہ عنہ نے ان
لوگوں سے قتال کے لئے مسلمانوں کو دعوت دی اور ایک لشکر
زیاد رض کی سرکردگی میں اُس جماعت کی طرف بھیجا۔ مسلمان بہت
کُشت وخون کے بعد عکرمہ رض بن ابی جہل کی کمک سے کامران،
فتحمند اور منظفر واپس ہوتے۔ اور اشعث بن قیس کو جو کہ مُرتدین
کے رؤساء میں سے تھا زنجیر میں جکڑ کر اور ہاتھ باندھ کر حضرت
صدّیق رض کے حضور میں بھیجا۔ صدّیق اکبر رض نے جب اشعث کی سچائی
اور اس کی دلاوری وسپہ سالاری کا ملاحظہ فرمایا تو اس کو رہا
کردیا اور اپنی بہن اُمّ فروہ کو اُس کے نکاح میں دیدیا۔ انجام کار
حضرت صدّیق رض کی فراست نے اپنا کام کیا کہ عراق کے مجاہدات
میں اس شخص کے نمایاں کارنامے ظاہر ہوتے۔ استیعاب میں
ہے روایت کیا گیا ہے اشعث رض سے کہ وہ آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس قبیلہ کندہ کے تیس سواروں کے ساتھ پھر ان
لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ عہ
ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپ بھی آکل المرار کے بیٹے ہیں
تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور کہا کہ ہم

عہ مُرار بضم میم ایک کڑوا درخت ہے جب اس میں سے اونٹ کھاتا ہے تو اُسکے ہونٹ سُکڑ جاتے اور دانت کُھل جاتے ہیں۔ اس مناسبت سے ایسے شخص کو جسکے دانت کُھلے ہوتے رہیں آکل المرار کہا گیا۔ اس مناسبت سے حُجر کو جو مشہور شاعر امرء القیس کا پر دادا تھا آکل المرار کہا جاتا تھا جو کندہ کی اولاد میں سے اور ان لوگوں کے اجداد میں سے تھا۔ ان میں سے کوئی عورت آنحضرت کے اجداد میں سے کسی کی بیوی تھیں اسلئے انھوں نے بھی آپ کو ابن آکل المرار کہدیا جس کا آپ نے جواب دیا ۱۲ اشتیاق احمد

www.kitabghar.org

بنو النضر بن کنانۃ لا نقفو امّنا و لا ننتفی من ابینا
وفیہ ایضاً کان فی الجاہلیۃ رئیساً مطاعاً فی
کندۃ وکان فی الاسلام وجیہاً فی قومہ اِلاّ
انہ کان ممّن ارتدّ عن الاسلام بعدَ النبیّ صلے
اللہ علیہ وسلّم ثمّ راجعَ الاسلامَ فی خلافۃ
ابی بکر الصدّیق واُتی بہ ابوبکر اسیراً قال اسلم
مولےٰ عمر بن الخطاب کانّی انظر الی الاشعث
ابن قیس وہو فی الحدید وہو یقول فعلتُ
وفعلتُ حتیٰ کانَ آخر ذلک سمعتُ الاشعث
یقول استبقنی (باقی نگہدار مرا ۱۲) لحربک وزوّجنی اُختکَ ففعل
ابوبکر قال ابوعمر اخت ابی بکر الصدّیق الّتے
زوّجہا من الاشعث بن قیس ہی اُمّ فروۃ بنت
ابی قحافۃ وہی اُمّ محمد بن الاشعث فلمّا استخلف
عُمر خرجَ الاشعث مع سعد بن ابی وقاص
العراق فشہد القادسیۃ والمدائن وجلولاء ونہاوند
واختطّ (اختط ای اتخذہ لنفسہ واللہ اعلم ۱۲) بالکوفۃ داراً فی کندۃ ونزلہا بالجملہ
بتائید الٰہی آخر سال اوّل از خلافتِ صدیقِ اکبرؓ
اسلام بطور اوّل رجوع کرد وفتنۂ ارتداد
فرونشست و سال دوم مُثنّیٰ بن حارثہ شیبانی
را کہ بمقتضاء کینہاء سابقہ با ملوکِ عجم بجنگ
آویختہ بود حضرتِ صدّیق استمالت
نمودہ بخلعت و لواء نواختہ بحرب
عجم مامور ساخت اینجا صنعتِ ملک
داری را کارفرما شد و تیر تدبیر
او بر نشانہ رسید

نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم اپنی ماں کا اتباع نہیں کرتے اور اپنے باپ سے جدا نہیں ہوتے۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ یہ شخص جاہلیت میں رئیس تھا کندہ میں اس کی اطاعت کی جاتی تھی اور اسلام میں بھی اپنی قوم میں وجیہ رہا ہے۔ مگر یہ ان لوگوں میں سے تھا جو اسلام سے مُرتد ہو گئے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ پھر مراجعت کی اسلام کی طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت (کے زمانہ) میں اور آپ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا۔ اسلم مولیٰ عمرؓ بن الخطّاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ لوہے (کی زنجیروں) میں بندھا ہوا تھا اور وہ فعلتُ و فعلتُ کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسا کام کیا اور یہ بھی کیا) یہاں تک کہ آخر کلام میں مَیں نے اشعث سے سُنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ آپؓ مجھ کو باقی رکھتے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابوبکرؓ نے ایسا کیا۔ ابو عمر نے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کی بہن جن کا نکاح انہوں نے اشعث بن قیس سے کیا تھا اُمّ فروہ بنتِ ابی قحافہ تھیں اور یہ والدہ ہیں محمد بن الاشعث کی۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اشعث سعدؓ بن ابی وقاص کے ساتھ نکلے اور قادسیہ اور مدائن اور جلولاء اور نہاوند کی جنگوں میں شریک رہے اور کوفہ میں ایک مکان بنایا اور اس میں رہنے لگے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کی مدد سے خلافتِ صدیقِ اکبرؓ کے پہلے سال کے آخر میں اسلام پہلی حالت پر واپس آیا اور فتنۂ ارتداد مٹ گیا۔ اور دوسرے سال میں مُثنّیٰ بن حارثہ شیبانی کو جو کہ پچھلے کینوں کی بناء پر عجم کے بادشاہوں کے ساتھ جنگ میں اُلجھ رہا تھا حضرت صدیقؓ نے ہمّت افزائی کے طور پر خلعت اور جھنڈے سے سرفرازی بخشتے ہوئے عجم کے ساتھ جنگ پر مامور کیا۔ یہاں پر ملک داری کی حکمتِ عملی کارفرما ہوئی اور آپ کی تدبیر کا تیر نشانہ پر بیٹھ گیا۔

www.kitabghar.org

باز چون عجم در صدد انتقام آمدند و فوجے بیرون از حساب گرد آوردند خالد بن الولید را بکمکِ مثنیٰؓ فرستاد و مثنیٰؓ را باحترام اقصے الغایت خالد امر فرمود و این دستور العمل خلفاء است در توقیر قُدَماءِ دولت فی الاستیعاب المثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کانَ اسلامہ و قدومہ فی وفد قومہ علے النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم سنۃَ تِسعٍ و قد قیل سنۃَ عشرٍ و ذکر عمر بن شبّۃ عن شیوخہ من اہلِ الاخبار انّ المثنیٰ بن حارثۃ کان یُغیرُ علے اہلِ فارس بالسواد فبلغ ابابکر و المسلمین خبرُہ و قال عُمر ہٰذا الّذی یَأتِینَا وقَائعُہ قبلَ معرفۃِ نَسَبِہ فقال لہ قیس بن عاصم اما انّہ غیر خاملِ الذکر و لا مجہولُ النّسب و لا قلیلُ العدد و لا ذلیلُ العمارۃ[1] ذٰلک مثنیٰؒ بن حارثۃ الشّیبانی ثم انّ المثنیٰ قدِمَ علے ابی بکر فقال یا خلیفۃَ رسول اللہ ابعثنی علے قومی فانّ فیہم اسلاماً اقاتل بہم اہلَ فارس و اکفیک اہلَ ناحیتی من العدو ففعلَ ذٰلک ابوبکر فقدِم المثنیٰ العراقَ فقاتلَ و اغارَ علے اہلِ فارس و نواحی السّوادِ حولاً مجرّماً ثم بعث اخاہ مسعود بن حارثۃ الی ابی بکر یسألہ المددَ و یقول انْ امددتنی وسمعت بذٰلک العربُ

پھر جب کہ عجم (یعنی ملوکِ فارس) انتقام کے پیچھے پڑے اور بیشمار فوج میدان میں لے آئے تو آپؓ نے خالدؓ بن الولید کو مثنیٰؓ کی کمک کے لئے بھیجا اور مثنیٰؓ کو خالدؓ کے انتہائی درجہ احترام کا حکم بھیجا اور یہ یعنی مملکت کے قدیم کارگزاروں کی عزت افزائی خلفاءؓ کا دستور العمل ہے۔ استیعاب میں ہے کہ مثنیٰؓ ابن حارثہ کا اسلام لانا اور ان کا اپنی قوم کے وفد کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا سن نو ہجری میں ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سن دس میں۔ اور عمر بن شبّہ نے اپنے مورخین شیوخ کی روایت سے ذکر کیا کہ مثنیٰؓ بن حارثہ اہلِ فارس کے علاقوں پر حملے کرتے رہتے تھے یہ اطلاعات ابوبکرؓ کو اور عام مسلمانوں تک پہنچیں اور عمرؓ نے کہا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ جسکے کارنامے ہمارے پاس اس کے نسب کی دریافت سے پہلے پہنچ رہے ہیں، اس پر اُن سے قیس بن عاصم نے کہا کہ سنئے وہ غیر معروف اور مجہول النّسب نہیں اور نہ قلیل تعداد والا اور نہ گرے ہوئے خاندان[1] کا فرد ہے وہ مثنیٰؓ بن حارثہ شیبانی ہے۔ پھر مثنیٰؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلعم! مجھے میری قوم کے پاس بھیجئے کہ ان میں (جذبہ) اسلام (پورا) ہے تاکہ میں ان کو ساتھ لے کر اہلِ فارس سے لڑوں اور میں اپنے قرب و جوار کے دشمنوں پر اچانک چھاپہ ماردوں۔ تو ابوبکرؓ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد مثنیٰؓ عراق آگئے اور اُنھوں نے اہلِ فارس پر قتال اور لوٹ مار کی اور فارس کے دُور کے علاقوں پر بھی پورے ایک سال تک۔ پھر اُنھوں نے اپنے بھائی مسعودؓ بن حارثہ کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے مدد کی درخواست کرے اور کہے کہ اگر آپؓ نے ہماری مدد کی اور اس کو عرب نے سُن لیا تو

[1] عمارۃ "بطن" سے اُوپر ہے۔ پہلے "شعب" ہے۔ پھر "قبیلہ"۔ پھر "عمارہ"۔ پھر "بطن"۔ پھر "فخذ"۔ اس کی جمع عمائر آتی ہے ۱۲ مترجم از لغات الحدیث ۔ بہ فتک ناگاہ گرفتن وناگاہ کشتن ۱۲

www.kitabghar.org

اسرعوا الیّ واذلّ اللہ المشرکین مع انی اخبرک
یا خلیفۃ رسول اللہ ان الاعاجم تخافُنا و تتقینا
فقال لہٗ عمر یا خلیفۃ رسول اللہ ابعث خالدَ
ابن الولید مددًا للمثنی بن حارثۃ یکون قریبًا
من اہلِ الشام فان استغنی عنہ اہلُ الشام
اَلَحَّ علی اہلِ العراق حتی یُقیم اللہ علمہ فہو
الذی اَحرج ابابکر علی ان یبعث خالد بن الولید*
فکُن معہٗ فکان المثنی بسواد الکوفۃ فخرج الی
خالد فتلقاہ بالنباج وقدم معہ البصرۃ وذکر قصۃ
طویلۃ آخرہا فتوح (اسم قریہ) عظیم میسر شد بعد
ازاں صدیقِ اکبرؓ را داعیہ فتحِ شام و روم
بخاطر افتاد در مجمع صحابہؓ خطبہ بلیغہ برخواند
و مردم را بر جہاد کفار ترغیب فرمود و امر
نمود کہ بجہتِ حرب روم ساختگی نمایند
پس چہار امیر را معین گردانید و ہر یکے
را بامارتِ ناحیہ نامزد ساخت عمرو بن العاص
را از راہِ اَبلہ بفلسطین راہی کرد و ابو عبیدہ
را بحمص و یزید بن ابی سفیان را بدمشق
و شرجبیل بن حسنہ را باُردن و حکم کرد کہ
چون ہمہ یکجا جمع شوند امارتِ تمامی لشکر تعلق
بابو عُبیدہ داشتہ باشد و اگر متفرق
شوند ہر یکے امیرِ قوم خود باشد و
امیرِ آن ناحیہ کہ برائے او
معین گشتہ است دران ایام
کرامتے باہرہ ظاہر شد

وہ میرے پاس جلد پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالےٰ نے مشرکین کو ذلیل کردیا ہے۔ اس کے ساتھ اے خلیفہ رسول اللہؐ! مَیں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ عجمی لوگ ہم سے خوف زدہ ہوگئے ہیں اور ہم سے بچنے لگے ہیں تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہؐ! خالدؓ بن الولید کو مثنیٰؓ بن حارثہ کی مدد کے لئے بھیجئے تاکہ وہ اہلِ شام سے قریب رہے، پھر جب اہلِ شام کو اُن کی ضرورت نہ رہے تو وہ اہلِ عراق کی طرف بڑھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ وہاں اپنا جھنڈا قائم کردے۔ تو یہ ہے وہ بات جس نے ابوبکرؓ کو اس پر اُبھارا تھا کہ خالد ابن الولید کو عراق کی طرف بھیجیں۔ مروی ہے ابو رجاء عطاردی سے، کہا کہ ابو بکر صدیقؓ نے مثنیٰؓ ابن حارثہ کو لکھا کہ میں نے خالد ابن الولید کو والی بنا دیا ہے اس لئے تم اُن کے ساتھ رہو اور مثنیٰؓ سواد کوفہ میں تھے تو خالد کی طرف چل پڑے اور اُن سے نباج میں آکر ملے اور ان کے ہمراہ بصرہ آئے اور طویل قصہ ذکر کیا۔ جس کا آخر یہ ہے کہ عظیم فتوحات میسر ہوئیں۔ اس کے بعد صدیقِ اکبرؓ کے دل میں شام و رُوم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تو آپؓ نے صحابہؓ کے مجمع میں ایک بلیغ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو کفار کے ساتھ جہاد پر ترغیب دے کر حکم دیا کہ رُوم سے جنگ کے لئے تیاری کریں۔ اس کے بعد آپؓ نے چار امیروں کا تقرر فرمایا اور ہر ایک کو ایک علاقہ کی امارت پر نامزد کیا۔ عمرو بن العاص کو اُبلہ کی راہ سے فلسطین روانہ کیا اور ابو عُبیدہ کو حمص اور یزیدؓ بن ابی سفیان کو دمشق اور شرجبیل بن حسنہ کو اُردن میں، اور حکم دیا کہ جب سب ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پورے لشکر کی امارت کا تعلق ابو عبیدہؓ سے رہے گا اور اگر متفرق ہو جائیں تو ہر ایک اپنی قوم کا امیر ہوگا اور اس علاقہ کا امیر رہے گا جس کے لئے اُس کا تقرر کیا گیا ہے۔ اور اُن ایام میں ایک روشن کرامت کا ظہور ہوا کہ

www.kitabghar.org

و بسبب گفتن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قصر قیصر
در جنبش آمد باز چون ہرقل بمحاربۂ مسلمین آمادہ
شد و فوج بیشمار فراہم آورد حضرت صدیق رض بجانب
خالد رض مکتوبے نوشت کہ مہم عراق بمثنے بن حارثہ رض
سپردہ خود بطرفِ شام متوجہ شود و وے درانجا امیر
الامراء باشد بالجملہ فتح دمشق و یرموک بر دستِ وے
واقع شد و بر قیصر ہزیمت افتادہ فراستِ صدیق اکبر رض
در تفویض منصب امیر الامرائی بخالد بن الولید تیر بر نشانہ
زد مورخان بار دیگر فتح دمشق و یرموک در زمانِ
فاروقِ اعظم رض تقریر میکنند وجہ جمع آنست کہ این
فتوح مکرر واقع شدہ واللہ اعلم جمعی کہ بغورِ سخن
نمی رسند اینجا تردد میکنند کہ حضرتِ صدیق رض ابو عبیدہ رض
راچرا معزول فرماید و خالد رض راچرا امیر الامراء سازد و
فاروقِ اعظم رض چرا معاملہ برعکس آن نماید۔
بندۂ ضعیف گوید کہ حضرت صدیق رض بفراستِ خود
دریافت کہ بعض فتوح بر دستِ خالد خواہد بود و
حضرت فاروق رض نیز بفراستِ خود معلوم فرمود کہ
فتوحِ دیگر بر دستِ ابو عبیدہ میسر خواہد ع ہر
سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ بالجملہ از یجانب
مثنے بن حارثہ بر عجم تاختنہا می آورد و از انجانب
امراء اربعہ با خالد بن ولید بر قیصر ہزیمت ہا می
ریختند روز بروز فتحے تازہ و غنیمتے بے اندازہ نصیب
مسلمانان محمد الیٰ ان توفی ابو بکر
الصدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ
و در حالِ مرض

بسبب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے قیصر کا محل ہلنے لگا
تھا۔ پھر جب ہرقل مسلمانوں سے جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا
اور اس نے بے شمار فوج جمع کر لی تو حضرت صدیق رضی اللہ
عنہ نے خالد رض کو ایک مکتوب تحریر فرمایا کہ عراق کی مہم مثنیٰ بن
حارثہ کو سپرد کر کے خود شام کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہ
وہاں امیر الامراء ہوں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دمشق اور
یرموک کی فتح اُن کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور قیصر کو شکست
ہوئی اور صدیق اکبر رض کی فراست نے خالد رض بن الولید کو منصب
امیر الامرائی کے سپرد کرنے میں (اتنا بڑا مناسب کام کیا کہ گویا)
تیر نشانہ پر مار دیا۔ مورخین دمشق اور یرموک کی فتح کی دوسری
مرتبہ حضرتِ فاروقِ اعظم رض کے زمانہ میں تقریر کر رہے ہیں۔ (دونو
اقوال کو) جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ فتوح مکرر واقع ہوئی
ہیں واللہ اعلم۔ ایک جماعت جو بات کی تہ تک نہیں پہنچی اس
موقع پر اس میں تردد کرتی ہے کہ حضرت صدیق رض نے ابو عبیدہ رض
کو (امیر الامرائی سے) کیوں معزول فرمایا اور خالد رض کو کیوں امیر
الامراء بنایا اور فاروقِ اعظم رض نے معاملہ اس کے برعکس کیوں کیا؟
بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ حضرت صدیق رض نے اپنی فراست سے
معلوم کر لیا کہ بعض فتوح خالد رض کے ہاتھ پر ہوں گی اور حضرت
فاروق رض نے بھی اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ دوسری فتوح
ابو عبیدہ رض کے ہاتھ سے میسر ہوں گی۔ ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ
مکانے دارد۔ الغرض اس طرف سے تو مثنیٰ بن حارثہ عجم پر حملے
کر رہے تھے اور اُس جانب سے ہر چہار اُمراء خالد رض بن ولید کے ساتھ
مل کر قیصر کو شکستیں دے رہے تھے۔ روز بروز ایک نئی فتح
اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصہ میں آرہی تھی یہاں تک کہ
ابو بکر رضی اللہ عنہ وارضاہ کی وفات ہو گئی۔ اور آپ نے اپنی بیماری

www.kitabghar.org

حضرتِ فاروق را بابلیغ تدبیر خلافت وصیت
نمود ازانجملہ تعیین مثنیٰ بن حارثہ برائے
جہادِ عجم زیراکہ ہیبتِ وے دردلِ عجم مستقرشدہ
بود حضرتِ فاروق رض بآن ہمہ وصایا قیام فرمود
آخر حال حضرت عثمان رض راکہ درزمانِ خلافتِ
صدیق رض کاتبِ وے بود طلبید و فرمود
بنویس ہٰذا ما عہد ابوبکر بن ابی قحافۃ
الی المسلمین اما بعد فانی قد استخلفتُ
علیکم این سخن بگفت و بیہوش شد پس
عثمان رض آنچہ ابوبکر رض گفتہ بود بقلم آورد
و از پیشِ خود نوشت کہ عمر بن الخطاب
چہ از ابوبکر رض قبل ازین این معنیٰ را
معلوم کردہ بود بعد ازانکہ ابوبکر رض از
بیہوشی بافاقت آمد با عثمان رض گفت چہ نوشتہ
عثمان رض آنچہ نوشتہ بود بر وے خواند تابذکر
عمر رض رسید کہ از پیشِ خود نوشتہ بود ابوبکر رض
گفت ای عثمان رض خدا ترا از اسلام جزائے خیر دہاد
انگاہ فرمود بنویس فاسمعوا لہ واطیعوا فان
عدلَ فذٰلک ظنّی وعلمی فیہ وان جارَ
فلکلّ امرءٍ ما اکتسب والخیر اردتُ ولا اعلمُ
الغیبَ وسیعلم الذین ظلموا ایَّ منقلبٍ
ینقلبون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد
ازان ابوبکر صدیق دستہائی خود برداشت و
گفت خدایا ویرا خلیفہ ساختم برمسلمانان و
درین امر نخواستم جز صلاحِ حالِ ایشان

کی حالت میں حضرت فاروق رض کو امورِ خلافت کے انصرام کے بارے میں
بلیغ وصیتیں فرمائیں۔ اُن میں سے ایک ہے مثنیٰ بن حارثہ کا تعین
عجم کے جہاد کے لئے کیونکہ اُن کا رُعب عجم کے دل میں بیٹھ چکا تھا۔
حضرتِ فاروق رض نے اِن تمام وصیتوں پر عمل کیا۔ آخر حال میں حضرت
عثمان رض کو جو خلافتِ صدیق رض کے زمانہ میں اُن کے کاتب تھے
بُلایا اور فرمایا کہ لکھو ھٰذا ما عھد الخ یعنی وہ ذمہ داری ہے جو ابوبکر رض
ابن ابی قحافہ مسلمانوں پر عائد کر رہا ہے امّا بعد میں نے تم پر
خلیفہ بنایا" اتنی بات کرنے کے بعد بیہوش ہوگئے۔ تو عثمان رض نے
جو کچھ ابوبکر رض نے فرمایا تھا لکھ لیا۔ اور اپنی طرف سے لکھا" کہ عمر
ابن الخطاب رض" کیونکہ ابوبکر رض کی طرف سے ان کو اس ارادے کا علم
ہوگیا تھا۔ پھر اس کے بعد جب کہ ابوبکر رض بے ہوشی سے افاقہ میں
آئے تو آپ رض نے حضرت عثمان رض سے پوچھا کہ تم نے کیا لکھا ہے؟
تو عثمان رض نے جو کچھ لکھا تھا وہ آپ رض کو سنایا یہاں تک کہ عمر رض
کے نام پر پہنچے جو کہ خود ہی لکھ لیا تھا تو ابوبکر رض نے کہا کہ اے
عثمان رض! خدا تم کو اسلام کی طرف سے جزاءِ خیر دے اور اس کے
بعد فرمایا کہ لکھو فاسمعوا لہ الخ یعنی ان کی بات سنو اور فرمانبرداری
کرو پھر اگر انھوں نے عدل کیا تو میرا گمان اور میرا علم ان کے
بارے میں یہی ہے اور اگر انھوں نے ظلم کیا تو ہر ایک شخص کے لئے
اس کے عمل کی پاداش ضروری ہے جو اس سے سرزد ہو۔ اور صرف
خیر ہی کا میں نے ارادہ کیا۔ اور غیب کو میں نہیں جانتا وسیعلم
الذین الخ (اور جنھوں نے ظلم کیا وہ عنقریب جان لیں گے کہ
کیسی جگہ ہے جہاں ان کو لوٹ کر جانا ہوگا) والسلام علیکم و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ اس کے بعد ابوبکر صدیق رض نے اپنے ہاتھ اٹھائے
اور کہا کہ یا اللہ میں نے اس کو مسلمانوں پر خلیفہ بنایا اور اس
کام میں بجز مسلمانوں کے حال کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا

www.kitabghar.org

وعلیٰ بجا آوردم کہ تو اعلم بودی بآن واجتہاد نمودم وبہترین ایشان را برایشان والی ساختم وکار ہمہ را بخدا مفوض گردانیدم خدایا تو علاّم الغیوبی ونخواستم درین قصہ حمایت عمر رضے اللہ عنہ ومن از دنیا میروم بجانب آخرت تو خلیفہ باش برایشان زیرا کہ بندگان تو اند ووالیٔ ایشان را تو اصلاح کن برائے ایشان یعنی عمر را رضی اللہ عنہ و ادرا از خلفائے راشدین گردان کہ متابعت کند سیرت پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم وسیرت صالحانے کہ بعد از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بودہ اند وکار رعیت دے را بصلاح آر پس فرمود تا عہد نامہ مہر کردند و بامراء جیوش کہ دراطراف وجوانب بودند مثل این عہد نامہ نوشت ومہر کرد بعد ازان عمرؓ را طلبید وادرا اخبار کرد کہ ترا بر اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ ساختم عمر گفت یا خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این زحمت را از من دور دار کہ مرا بخلافت حاجت نیست صدیق گفت اگر ترا بآن حاجت نیست آن را بتو حاجت ہست القصہ صدیق فاروق را رضی اللہ عنہما درباب حقوق اللہ و حقوق المسلمین وصیت ہائے خوب ومواعظ ونصایح مرغوب فرمود وختم وصیت باین سخن کرد کہ اگر وصیت مرا نگاہداری ہیچ غایبے پیش تو از موت دوست تر نہ باشد و اگر وصیت مرا ضائع سازی ہیچ غایبے پیش تو

اور میں ایک ایسا عمل بجالایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور میں نے پورا غور وخوض کیا اور مسلمانوں میں جو سب سے بہتر دیکھا اُس کو اُن پر والی بنا دیا۔ اور سب کے کاموں کو میں نے خدا کے سپرد کیا۔ خدا تو غیب کا بہت جاننے والا ہے میں نے اس قصّہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب داری نہیں چاہی اور میں ... دنیا سے آخرت کی طرف جارہا ہوں آپ اُن کے محافظ رہیئے کیونکہ وہ آپ کے بندے ہیں اور اُن کے والی (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) کی اُن کی بھلائی کے واسطے آپ اصلاح (یعنی رہ نمائی) فرماتے رہیئے اور اُن کو خُلفائے راشدینؓ میں سے بنایئے کہ وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی پیروی کریں اور اُن صالحینؓ کی سیرت پر عمل پیرا ہوں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوں گے اور اُن کی رعیّت کے کاموں کو سنوار دیجئے۔ اس کے بعد آپ کے حکم سے اس دستاویز پر مُہر لگائی گئی اور اُمراء جیوش جو کہ اطراف وجوانب میں تھے اس دستاویز کا مضمون لکھا اور مُہر لگائی گئی۔ اس کے بعد آپؓ نے عمرؓ کو بلایا اور اُن کو خبر دی کہ میں نے تم کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر خلیفہ بنا دیا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس زحمت کو مجھ سے دُور رکھئے کہ مجھے خلافت کی حاجت نہیں ہے۔ صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر تمھیں اُس کی حاجت نہیں ہے تو اُس کو تو تمھاری حاجت ہے۔ القصہ صدیقؓ نے فاروقؓ کو حقوق اللہ اور حقوقِ مسلمین کے بارے میں بہت عمدہ وصیتیں اور مواعظ اور اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں فرمائیں۔ اور وصیت کو اس کلام پر ختم کیا کہ اگر تم میری وصیت کی نگہداشت کروگے تو کوئی غائب چیز تمھارے نزدیک موت سے عزیز تر نہ رہے گی۔ اور اگر تم نے میری وصیّت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمھارے نزدیک

www.kitabghar.org

ازموت مکروہ تر نبود حالانکہ موت را عاجز نتوانی کرد مروی است از مُعَیْقِیب دَوسی کہ گفت من وکیلِ خرچِ ابوبکر صدیق بودم چون مرض برو مستولی گشت نزدِ وے درآمدم وسلام کردم بامرِ استخلاف مشغول بود چون فارغ گشت گفت ای معیقیب تو متصدیِ خرچ ما بودی میانِ من و تو معاملہ برچہ وجہ است گفتم مرا بر تو بست و پنج درہم ہست و آن را بر تو حلال کردم فرمود خاموش باش و زادِ راہِ آخرتِ من از دَین مساز گفتم یا خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گمان نمی برم این مجلس را الا صحبتِ آخرین میانِ من و تو و در گریہ افتادم ابوبکر صدیق رضؓ گفت یا معیقیب گریہ مکن و جزع منمای و طریقِ شکیبائی مسلوک دار کہ من امید دارم کہ بجائے روم کہ مرا بہتر و باقی تر بود از این خاکدانِ دنیا معیقیب گوید انگاہ صدیق رضؓ بریرہ رضؓ را طلب کرد و بنزدِ عائشہ صدیقہ رضؓ فرستاد تا بست و پنج درہم آورد و بمن داد بثبوت پیوستہ از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ گفت ابوبکر صدیق رضؓ در روزِ آخر مرضِ موت بیہوش شد و من میگریستم و میگفتم عجب مرضی صعب بر پدرِ من طاری گشتہ وی چون بہوش می آمد و این سخن از من می شنید می گفت ای دخترکِ من چنین نیست کہ تو میگوئی ولیکن جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ [۱۲]

موت سے زیادہ مکروہ نہ ہوگی درانحالیکہ موت کو (آنے سے) تم عاجز نہیں کر سکتے۔ اور مروی ہے مُعَیْقِیب دَوسی سے انھوں نے کہا کہ میں ابوبکر صدیق رضؓ کے خرچ کا وکیل تھا۔ جب ان پر بیماری کا غلبہ ہوا تو مَیں اُن کے پاس گیا اور اُن کو سلام کیا۔ وہ خلیفہ بنانے کے کام میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہو گئے تو فرمایا اے مُعَیْقِیب! تم ہمارے خرچ کے منتظم رہے ہو، ہمارے اور تمھارے درمیان اب معاملہ کی کیا صورت ہے؟ میں نے کہا کہ میرے آپ رضؓ کے ذمہ پچیس [۲۵] درہم ہیں، اور مَیں نے آپ کو معاف کر دیئے ہیں۔ فرمایا کہ خاموش رہو اور میرا زادِ آخرت قرض سے نہ بناؤ۔ مَیں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مَیں گمان نہیں کر رہا ہوں اس مجلس کے بارے میں مگر یہ کہ یہ صحبتِ آخری ہے میرے اور آپ رضؓ کے درمیان، اور مَیں رو پڑا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ اے مُعَیْقِیب روؤ نہیں، گھبراؤ نہیں، طریقِ صبر اختیار کرو کہ میں امیدوار ہوں کہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جو میرے لئے اِس خاکدانِ دنیا سے بہتر... اور باقی تر ہے۔ مُعیقیب کہتے ہیں کہ اُس وقت صدیقِ اکبر رضؓ نے بَرِیرہ رضؓ کو طلب کیا اور عائشہ صدیقہ رضؓ کے پاس بھیجا وہ جا کر اُن سے پچیس [۲۵] درہم لے آئی وہ مجھے دیدیئے اور عائشہ صدیقہ رضؓ سے یہ بات ثابت ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرضِ موت کے آخر دن میں بے ہوش ہو گئے اور میں رو رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی کہ بڑا سخت مرض ہے جو میرے باپ پر آ پڑا ہے۔ وہ جب ہوش میں آتے تھے اور یہ بات مجھ سے سُنتے تھے تو کہتے تھے کہ اے میری بیٹی! بات وہ نہیں ہے جو تو کہہ رہی ہے لیکن جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ الخ (۵۰: ۱۹) اور موت کی سختی یقیناً پیش آئے گی.. یہی ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا۔"

www.kitabghar.org

وپرسید کہ رسولِ خدا را صلے اللہ علیہ وسلم در چند جامہ کفن کردند گفتم در سہ جامہ سفید سُحُولے کہ دران سہ جامہ پیراہن وعمامہ نبود پس گفت چہ روز از دنیا نقل فرمود گفتم روزِ دوشنبہ گفت امروز چہ روز است گفتم دوشنبہ گفت اُمید دارم بخدای تعالےٰ کہ موتِ من میانِ امروز وامشب باشد پس درجامۂ کہ دربر داشت وبیمار دارے وے درانجامہ کردہ بودند نظرے فرمود حالانکہ دران جامہ اثرے از زعفران بود گفت این جامۂ مرا بشویند و بران دو جامۂ دیگر زیادہ سازند ومرا دران کفن کنند گفتم این کہنہ است گفت انّ الحیّ احقّ بالجدید والمیّتُ انّما یصیرُ الے البِلےٰ والصّدید پس وصیّت نمود زوجۂ خود را اَسماء بنت عمیسؓ کہ ویرا غسل دہد وعبدالرحمٰن وے را امداد ومعاونت نماید وگفت نخواہم کہ ہیچکس جز ایشان جسدِ برہنہ مرا بیند شب ہنگام از دنیا نقل کرد وبعداز غُسل تجہیز وتکفینِ وے بطور وصیت کردہ بود عمل آوردند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بروے نماز گزارد ودر حُجرۂ عائشہ برابر قبر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبر وی کنند وپسرش عبدالرحمٰن و عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وطلحہ درقبرِ وے درآمدند وہم درشب ویرا دفن کردند جزاہ اللہ عن المسلمین احسن الجزاء۔

اور پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں جو سفید سُحُولی تھے کہ ان تین کپڑوں میں پیراہن اور عمامہ نہیں تھا۔ پھر پوچھا کہ کس دن دنیا سے انتقال فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ پیر کے دن۔ پھر پوچھا کہ آج کیا دن ہے؟ میں نے کہا کہ پیر۔ فرمایا کہ مَیں اللہ تعالےٰ سے امید وار ہوں کہ میری موت آج کے دن اور آج کی رات کے درمیان ہوگی۔ اس کے بعد جو کپڑا اوڑھے ہوتے تھے اور بیماری کے زمانہ میں اُسی کپڑے کا استعمال کیا تھا اُس پر نظر فرمائی اور حال یہ تھا کہ اس پر کچھ اثر زعفران کا تھا۔ فرمایا کہ میرے اس کپڑے کو دھولیں اور اسی پر دو کپڑے اور بڑھا لیں اور میرا کفن ان میں کردیں۔ میں نے کہا کہ یہ پُرانا ہے۔ تو فرمایا کہ زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا اور مُردہ جسم گلنے اور پیپ بننے والا ہے۔ اس کے بعد اپنی زوجہ اسماء بنتِ عمیس کے لئے وصیّت کی کہ وہ اُن کو غسل دیں اور عبدالرحمٰن اُن کی امداد اور اعانت کرے اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ ان کے سوا کوئی شخص میرے برہنہ جسم کو دیکھے۔ رات کے وقت آپ دنیا سے رخصت ہوتے اور غسل کے بعد اُن کی تجہیز وتکفین جس طرح آپؓ نے وصیّت کی تھی اسی طرح کی گئی۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُن پر نماز پڑھائی اور حجرۂ عائشہ رضؓ میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے برابر آپ رضؓ کی قبر کھودی گئی اور آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن رضؓ اور عمر رضؓ ابن الخطاب اور عثمان رضؓ بن عفان اور طلحہ رضؓ قبر میں اُترے اور رات ہی میں آپؓ کو دفن کردیا گیا۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کی طرف سے آپؓ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

ع۵ سُحُول پیش کے ساتھ یمن کے ایک شہر کا نام ہے جو پارچہ بافی میں مشہور تھا۔ یا ایک دھوبی کا نام ہے جو کپڑے دھونے میں مشہور تھا ۱۲

www.kitabghar.org

اما مآثرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

پس ازانجملہ آنست کہ قبل از اسلام در قریش تمکنے و وجاہتی تمام داشت فی الاستیعاب قال الزبیر یعنی صاحبَ النّسب کان عمر بن الخطاب من اشراف قریش والیہ کانت السِفارۃُ فی الجاہلیۃ وذلک انّ قریشًا کانت اذا وقعت بینہم حرب او بینہم وبین غیرہم بعثوہ سَفیرًا وان نافرہم مُنافرٌ وفاخرہم مُفاخر بعثوہ منافرًا ومفاخرًا ورضوا بہ وازانجملہ آنست کہ تدبیر غیب اورا خواہی نخواہی باسلام آورد ع گر نیاید بخوشی موی کشانش آرید؛ مُراد بود نہ مُرید مُخلَص بود نہ مُخلِص شتّانَ بینَ المرتبتین درین راہ نیامد تا آنکہ از در و دیوار ندایش نکردند و بر خوانِ نعمت نرسید تا آنکہ مکرر بہر زبانش نخواندند و کثرتِ اسباب مقتضیہ اسلام او ازین جہت بودہ است حَمَلۂ عِلم ہر یکے درین باب چیزے ذکر کردہ و چیزے فروگذاشتہ اینجا روایتے چند بر سبیلِ استشہاد بنویسیم آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجنابِ عزت دُعا نمود فی روایۃ ابنِ عُمَر انّ النّبیَّ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللّٰہمّ ایّدِ الدّین بعمر بن الخطاب

مناقبِ جمیلہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

اُن میں سے ایک یہ ہے کہ قریش میں آپ ایک خاص مقام اور پوری وجاہت رکھتے تھے. استیعاب میں ہے کہ کہا زُبیر (بن بکّار) یعنی صاحب النّسب نے کہ عمر رض بن الخطاب قریش کے اشراف میں سے تھے. اور زمانۂ جاہلیت میں گفت و شنیدِ صلح (قومی نظم کے مطابق) ان سے متعلّق تھی اور ایسا اُس وقت ہوتا تھا کہ جب قریش کے آپس میں لڑائی واقع ہوجاتی یا قریش اور غیر قریش میں جنگ ہوجاتی تو لوگ ان کو سفیر بنا کر بھیجتے اور کسی حَکَم کے سامنے مقدمہ پیش کرنے یا کسی فخر کرنے والے کے مقابلہ پر اپنا فخر بیان کرنے والے ہوتے تو ان کو مقدمہ پیش کرنے والے اور اپنا فخر جتانے والے کی حیثیت سے بھیجا کرتے تھے اور اُن سے خوش تھے. اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ تدبیر غیب اُن کو کھینچ کر اسلام کی طرف لاتی (بقولِ بعض) ع "اگر خوشی سے نہ آتے تو اس کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے لاؤ" آپ مُراد تھے مُرید نہ تھے، مُخلَص تھے نہ مُخلِص. دونوں مرتبوں میں بڑا بُعد ہے. اُس راہ پر نہ آتے جب تک ان کو در و دیوار سے نہ پکارا گیا اور خوانِ نعمت پر نہ پہنچے جب تک بار بار ہر زبان سے اُن کو نہ بلایا گیا. ایسے اسباب کی اُن کے لئے کثرت جو اُن کو اسلام کی جانب تقاضا کرنے والے تھے اسی جانب سے واقع ہوتی. حاملینِ علم میں سے ہر ایک نے اس باب میں ایک بات ذکر کی اور ایک بات چھوڑ دی. ہم یہاں چند روایات بطور استشہاد لکھتے ہیں. آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ربّ العزّت میں دُعا کی. ابنِ عمر رض کی روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ عمر رض بن الخطاب

www.kitabghar.org

وَ فی روایۃ عائشۃ اللّٰھم اَعِزّ الاسلام بعُمَر ابن الخطّاب خاصّۃً وَ فی روایۃ مسروق عن ابن مسعود اللّٰھم اعزّ الاسلام بعُمَر بن الخطاب او بِاَبی جہل بن ہشام فجعلَ اللّٰہ دعوۃَ رسولِ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم لعُمَر فبنے عَلَیہ الاسلامَ وہدم بہ الاَوثانَ اخرج ہٰذہ الرّوایاتِ کلّہا الحاکم حضرت فاروق رضؓ گفتہ است بینما اَنا نائم عند آلہتہم اذ جاء رجل بعجل فذبحہ فصرخ بہ صَارِخٌ لم اسمَعْ صَارخًا قطُّ اشدَّ صوتًا منہ یقولُ یا جَلیحُ امرٌ نجیحٌ رجلٌ فصیحٌ یقول لا آلہ الاّ اللّٰہ فوثبَ القوم قلتُ لا اَبرحُ حتے اعلمَ ماوراءَ ہٰذا ثمّ نادٰی یا جَلیحُ امرٌ نجیحٌ رجلٌ فصیحٌ یقول لا آلہ الاّ اللّٰہ فقمتُ فما نَشِبنَا ان قِیلَ ہٰذا نبیٌّ اخرجہ البخاری محمد بن اسحٰق گفتہ است کہ فاطمہ رضؓ خواہر فاروق رضؓ وزوج او سعید بن زید پیش از فاروق رضؓ مسلمان شدہ بودند چون این خبر بفاروق رسید بتعصب برخاست وختنِ خودرا اہانتہا نمود وسرِ خواہررا بکوفت تا آنکہ خون آلودہ شد بعد ازان در دِلش رحمے اُفتاد وسورۂ طٰہٰ کہ پیشِ ایشان بود قرارت نمود وازین راہ داعیۂ اسلام بخاطرش پدید آمد و بخدمتِ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم بشتافت و مسلمان شد

ازانجملہ آنست کہ

کے ذریعہ سے دین کو مدد پہنچایئے۔ اور عائشہ رضؓ کی روایت میں ہے یا اللہ دین کو عزّت عطا فرمایئے بذریعہ عمرؓ بن الخطاب خاص طور پر۔ اور مسروق کی روایت ابن مسعود رضؓ سے یہ ہے کہ یا اللہ اسلام کو عزّت عطا فرمایئے عمر رضؓ بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعہ سے، تو اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا عمر رضؓ کے لئے قبول کرلی۔ اور اس سے اسلام کی بنیاد کو مضبوط کیا اور بُتوں کو گرایا، ان تمام روایات کو حاکم نے اخذ کیا۔ حضرت فاروق رضؓ نے بیان کیا کہ میں اُن کے معبودوں کے نزدیک سو رہا تھا کہ اسی دَوران میں ایک شخص ایک بچھڑا لے آیا اور اُس نے اس کو ذبح کیا پھر اُس کے ساتھ ایک چلّانے والا اتنی سخت آواز سے چلّایا کہ میں نے کبھی اُس سے زیادہ سخت چلّانے کی آواز نہیں سُنی وہ کہہ رہا تھا یا جَلیح الخ یعنی اے جلیح (یہ کسی کا نام تھا) ایک نجات دینے والی بات سُن۔ ایک فصیح شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو قوم اُس پر لوٹ پڑی۔ مَیں نے دل میں کہا کہ میں معلوم کرکے رہوں گا کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ پھر اُس نے ندا کی یا جلیح امر نجیح رجلٌ فصیح یقول لا آلہ الاّ اللّٰہ تو میں اُٹھ گیا۔ اس کے بعد کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ کہا گیا یہ نبی ہیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ فاروق رضؓ کی بہن فاطمہ رضؓ اور ان کے شوہر سعیدؓ بن زید فاروق رضؓ سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے۔ جب اس کی اطلاع فاروق رضؓ کو ہوئی تو تعصب سے اُٹھ کھڑے ہوتے اپنے بہنوئی کی بہت کچھ توہین کی، بہن کے سر کو کُوٹ دیا یہاں تک کہ وہ خون آلودہ ہوگئیں۔ اس کے بعد اُن کے دل میں رحم پیدا ہوگیا اور سورۃ طٰہٰ جو اُن کے سامنے تھی اُس کو پڑھا اور اس راہ سے اسلام کا داعیہ اُن کے دل میں پیدا ہوگیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے اور مسلمان ہوگئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ

www.kitabghar.org

چون فاروق اعظمؓ تشریف اسلام یافت آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے او دعاء فرمودند
و آن دعاء بدرجۂ اجابت رسید عن عبداللہ
ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ضرب
صدر عُمر بن الخطاب بیدہ حین اسلم ثلاث
مرّاتٍ و ہو یقول اللھم اَخرِجْ ما فی
صدرہ من غِلّ و اَبدِلہ ایماناً یقول
ذٰلک ثلثاً اخرجہ الحاکم وازانجملہ
آنست کہ چون مسلمان شد اعلان نمود
اسلام خودرا وازین راہ متعاسات تشویش
بسیار نمود و آن را مانند شہد و شکر گوارا
فرمود قال ابن اسحٰق وحدثنی نافعؒ
مولےٰ عبداللہ بن عمر عن ابنِ عمر قال لمّا
اسلمَ عُمر قال ایُّ قریش انقل للحدیث
قیل لہ جمیل بن معمر الجُمَحی قال فغدا علیہ
قال عبداللہ بن عمر و غدوتُ اَتّبع اِثرَہٗ و
اَنظر مایفعلُ و اَنا غلام اعقلُ کُلَّما
رأیتُ حتّٰی جآءَہٗ فقال اَعلِمتَ یاجمیلُ
انّی اسلمتُ و دخلتُ فی دِینِ محمّدٍ
صلے اللہ علیہ وسلم قال فواللہ ما
راجعہ حتّٰی قام یجرُّ رِدآءَہٗ واتبعہ
عُمر و اتبعتُ اَبیْ حتّٰی اذا
قام علےٰ باب المسجد

جب فاروقِ اعظمؓ اسلام سے مشرف ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعاء فرمائی اور وہ دُعاء مرتبۂ قبولیت کو
پہنچ گئی۔ مروی ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے جب عمرؓ اسلام لائے تو اپنا ہاتھ اُن کے سینہ پر تین مرتبہ
مارا اور یہ فرماتے رہے کہ یا اللہ! اس کے سینہ میں جو کھوٹ ہے
اُس کو نکال دیجئے اور اس کے بجائے ایمان دیدیجئے یہ آپ تین
مرتبہ فرماتے رہے، اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور اُن میں سے ایک
یہ ہے کہ جب مسلمان ہوتے تو اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور
اس وجہ سے بہت تشویش اور ایذاؤں کا ہدف بنے اور ان کو
شہد اور شکر کی طرح گوارا فرمایا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان
کیا نافع مولےٰ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو
انھوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ قریش میں کسی نئی بات کو سب
سے زیادہ لوگوں سے کہتے ہوتے پھرنے والا شخص کون ہے؟ تو
اُن سے کہا گیا کہ جمیل بن معمر الجُمَحی ہے۔ کہا (ابن عمرؓ نے) کہ صبح کو
اُس کی طرف روانہ ہوگئے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی
صبح سے ہی اُن کے پیچھے ہولیا اور دیکھتا رہا کہ کیا کرتے ہیں، اور
میں اس وقت لڑکا[عہ] تھا جو کچھ دیکھتا اُس کو سمجھ لیتا تھا، غرض
کہ عمرؓ اُس کے پاس پہنچ گئے اور بولے کہ اے جمیل! کیا تجھے
معلوم ہوگیا ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور محمدؐ صلے اللہ علیہ
وسلم کے دین میں داخل ہوگیا ہوں۔ کہا (ابن عمرؓ نے) کہ واللہ اُن
کی بات کا جواب دیتے بغیر ہی اپنی چادر کھینچتا ہوا کھڑا ہوگیا (اور
چلنے لگا) اور عمرؓ اس کے پیچھے چلنے لگے اور میں اپنے باپ کے
پیچھے چل رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ مسجدِ حرام کے دروازے پر کھڑا ہوا تو

عہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت نزولِ وحی سے ایک سال پہلے ہوتی اپنے والد محترم کے ساتھ مکہ میں اسلام قبول کیا تھا اور حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال میں اسلام لائے تو اس قصہ کے وقت جس کا بیان کر رہے ہیں ان کی عمر تقریباً سات برس کی تھی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

صَرَخَ بَاَعلٰی صوتِہٖ یا معشرِ قریش
وہم فی اَنْدِیَتِہِمْ (مجالسہم ۱۲) حولَ الکعبۃ
الاَ انّ ابن الخطّاب قد صَبَا (خرج من الدین ۱۲)
قالَ یقولُ عُمر من خلفہٖ کَذَبَ
ولٰکن قد اَسلمتُ و شہدتُ اَنْ
لا اِلٰہ الاّ اللّٰہ و انّ محمّدًا عبدہٗ
رسولہ و ثاروا الیہ فما بَرِحَ
یُقاتلہم و یُقاتِلونہ حتّٰی قامتِ
الشمس علٰی رؤسہم قال و بَلِحَ (اعیٰے ۱۲)
فقعدَ و قامُوا علٰی رأسِہٖ و
ہو یقول افعلوا مابدالکم فاَحْلِفُ
باللّٰہِ لو کُنّا ثلٰث مِائۃ رجلٍ
لقد ترکناہا (مکۃ ۱۲) لکم او ترکتموہا (مکۃ ۱۲)
لَنا قال فبینا ہو علٰی
ذٰلکَ اِذْ اَقْبلَ شیخٌ من
قریش علیہ حُلّۃ حِبَرَۃٍ (چادرہائے یمن ۱۲) و قمیصٌ
مُوَشًّی (منقش ۱۲) حتّٰی وقفَ علیہم فقال ما
شانکم قالوا صبا عُمر قالَ فَمَہْ (چہ شد ۱۲)
رجلٌ اختار لنفسہٖ امرًا فماذا تریدونَ
اَتَرَوْنَ بنی عَدِیّ بن کعب یُسلمون
لکم صاحبہم ہٰکذا خَلُّوا عن الرّجل قال
فو اللّٰہ لکاَنّما کانوا ثوبًا کُشِطَ (ازیل ۱۲)
عنہ قالَ فقلتُ لِاَبی
بعدَ اَن ہاجرَ (عمر ۱۲) الی المدینۃ
یا ابتِ من الرجلُ الذی

بہت اونچی آواز سے چلّایا کہ "اے قریش کی جماعت! اور اُس وقت وہ کعبہ کے گرد اپنی ایک مجلس جمائے ہوئے تھے "آگاہ ہو جاؤ کہ ابن الخطاب بے دین ہو گیا"۔ کہا کہ عمر رضؓ اس کے پیچھے یہ کہہ رہے تھے کہ اس نے جھوٹ بولا۔ لیکن میں تو اسلام لے آیا ہوں اور گواہی دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ پھر وہ سب عمر رضؓ کی طرف آ لئے (اور لڑائی شروع ہو گئی تو برابر عمر رضؓ) اُن لوگوں سے لڑتے رہے اور وہ لوگ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سُورج اُن سب کے سروں پر آ لیا۔ کہا کہ اور عمر رضؓ تھک کر بیٹھ گئے تھے اور وہ سب لوگ اُن کے سر پر کھڑے ہوئے تھے اور عمر رضؓ کہہ رہے تھے کہ جو تمہارے جی میں آئے کر لو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو (بہت ۱۲) آدمی ہو گئے تو مکہ کو ہم تمہارے لئے چھوڑ دیں گے یا تم کو اُسے ہمارے لئے چھوڑنا پڑے گا۔ کہا کہ اسی دَوران میں جبتے اس جھگڑے میں تھے کہ قریش میں کا ایک شیخ آ گیا جس کے بدن پر یمنی چادروں کا جوڑا تھا اور مُنقّش کُرتہ پہنے ہوئے تھا، وہ اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ عمر رضؓ بے دین ہو گیا۔ اُس نے کہا پھر ہوا کیا؟ ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک امر اختیار کر لیا تو اب تم کیا چاہتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے میں کے ایک فرد کو اسی طرح تمہارے سپرد کئے رکھیں گے۔ چلے جاؤ اس شخص کے پاس سے۔ کہا واللہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ ایک کپڑے کی طرح تھے (جو اُن پر چھائے ہوئے تھے)، وہ اُن پر سے ہٹا دیا گیا (یعنی سب لوگ فوراً چلے گئے) عبداللہ بن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اُس زمانہ میں دریافت کیا جب مدینہ میں ہجرت کر کے آ گئے کہ ابّا جان! وہ کون شخص تھا جس نے قوم کو

www.kitabghar.org

زجر القوم فیک بمکۃ یوم اسلمت وہم یقاتلونک قال ذاک ای بُنَیّ العاص ابن وایل السہمی ۔ و عن عبداللہ بن عمر قال لما اسلم عمر اجتمع الناس عند دارہ قالوا صبا عمر و انا غلام فوق ظہر بیتی فجاء رجل علیہ قباء من دیباج فقال صبا فما ذاک فانا لہ جار فرأیت الناس تصدعوا [تفرقوا] عنہ فقلت من ہذا قالوا العاص بن وائل اخرجہ البخاری ۔ دریں جا نکتہ باید فہمید کہ فاروقِ اعظم سالِ ششم از بعثت بعد اسلام چہل مرد و پانزدہ زن مسلمان شد علی اختلافِ یسیر بین حملۃ العلم فی ذلک بالجملہ اسلام او اگرچہ بنصفِ قرن از اولِ بعثت متاخر شد و آن سابقہا از وی فوت گشت اما بتائیدِ الٰہی در قیام بحقوقِ خلافت باتم وجہ و توسط میانِ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم وامتِ او در نشرِ دین از ہمہ سبقت نمود در اول امر مفضول بود بنسبتِ صدیقِ اکبرؓ بر بسیارے از جہت تاخر اسلام و در آخر حال ہمعنانِ او وسہیم وشریکِ او شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیانِ ہر دو وجہ فرمودہ اند در قضیہ مغاضبہ صدیقِ اکبرؓ با وے خطاب عتاب آلود فرمود ہل انتم تارکون لی صاحبی ہل انتم

آپ کے بارے میں مکہ میں ڈانٹا تھا جس دن آپ اسلام لاتے تھے اور وہ آپ سے لڑ رہے تھے؟ تو اُنھوں نے فرمایا کہ میرے بیٹے! وہ شخص عاص بن وائل السہمی تھا۔ (عمروؓ بن العاص کا باپ) اور مروی ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لاتے تو لوگ ان کے مکان کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمرؓ بے دین ہو گیا اور میں (اُس وقت) لڑکا تھا اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ پھر ایک شخص آیا جو دیبا کی قبا پہنے ہوئے تھا تو اس نے کہا بے دین ہو گیا تو پھر ہوا کیا، میں بھی تو اُس کا ہمسایہ ہوں تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ سب تتر بتر ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون تھا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ عاص بن وائل تھا، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ فاروقِ اعظمؓ بعثت کے چھٹے سال میں جب کہ چالیس[۴۰] مرد اور پندرہ[۱۵] عورتیں اسلام لا چکی تھیں مسلمان ہوئے۔ اہلِ علم کا اس (عدد) میں تھوڑا سا اختلاف بھی ہے۔ الغرض اُن کا اسلام اگرچہ اوّلِ بعثت سے نصف قرن کے قریب (بحساب قیامِ مکہ) متاخر ہو گیا اور وہ سبقتیں (جو ان سے پہلے والوں کو حاصل ہوئیں) اُن سے فوت ہو گئیں لیکن بتائیدِ الٰہی حقوقِ خلافت کو پورے طور پر قائم رکھنے میں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّت کے درمیان دین کی اشاعت میں واسطہ بننے میں سب سے سبقت لے گئے۔ اوّل امر میں بہ نسبتِ صدیقِ اکبرؓ کے بوجہ دیر میں اسلام لانے کے بہت سی باتوں میں کم رتبہ رہنے اور آخرِ حال میں اُن کے برابر کے ساتھی اور شریک وسہیم رہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قضیہ میں جو صدیقِ اکبرؓ سے ناراض ہونے کا پیش آیا تھا دونوں حالتوں کا اظہار اُن سے عتاب آمیز خطاب کے ساتھ فرمایا تھا کہ کیا تم میری وجہ سے میرے رفیق کو (اذیت دینا) چھوڑ دو گے؟ کیا تم میری وجہ سے

www.kitabghar.org

تارکون لی صاحبی قلت یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدقت اخرجہ البخاری و در حدیث رؤیا قلیب چاہ فرمود ثم اخذ ابو بکر وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم اخذھا عمر ابن الخطاب فاستحالت غربا فلم ار عبقریا من الناس یفری فریہ حتے ضرب الناس بعطن اخرجہ الشیخان وغیرھما

وازا نجملہ آنست کہ بسبب دخول او در اسلام مسلمانان عزیز شدند و اعلان اسلام نمودند عن ابن مسعود قال مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر اخرجہ البخاری قال ابن اسحق ولما قدم عمرو ابن العاص و عبداللہ بن ابی ربیعۃ علے قریش ولم یدرکوا ما طلبوا و ردھم النجاشی بما یکرھون واسلم عمر بن الخطاب وکان رجلا ذا شکیمۃ لایرام ما وراء ظہرہ امتنع بہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و بحمزۃ رضی اللہ عنہ حتے غاظوا قریشا فکان عبداللہ بن مسعود یقول ما کنا نقدر علے ان نصلے عندالکعبۃ حتے اسلم عمر ابن الخطاب فلما اسلم قاتل قریشا حتے صلے عندالکعبۃ وصلینا معہ عن سعد بن ابراہیم قال

میرے رفیق کو (اذیت دینا) چھوڑو گے؟ میں نے کہا کہ اے لوگو! میں تم سب کے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے ابو بکر رضؓ نے کہا کہ تو سچا ہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور کنویں والے خواب کی حدیث میں فرمایا پھر ابو بکر رضؓ نے (ڈول) پکڑا اور اس کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ اس کی مغفرت کرے پھر اس کو عمر رضؓ بن الخطاب نے پکڑ لیا تو وہ ایک موچرس بن گیا تو میں نے لوگوں میں کوئی جوانمرد نہیں دیکھا جو اس جیسا کام کرتا ہو یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر پانی کے گرد بٹھا دیا اس کو شیخین وغیرہما نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے اسلام میں داخل ہونے کے سبب سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انھوں نے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ابن مسعود رضؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ جب سے عمر رضؓ اسلام لاتے ہم عزت کے ساتھ رہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابن اسحق نے کہا کہ جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس (واپس) آئے اور جس مقصد سے گئے تھے اس کو نہ پا سکے اور ان کو ایسے طور پر نجاشی نے نکال دیا جو ان کو ناگوار تھا اور عمر رضؓ بن الخطاب اسلام لے آئے اور وہ بڑے حوصلے والے شخص تھے پروا نہیں کرتے تھے ان کی پیٹھ پیچھے جو کچھ (خطرہ) ہو تو ان سے اور حمزہ رضی اللہ عنہ (کے اسلام لانے) سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طاقتور ہو گئے یہاں تک کہ ان لوگوں نے قریش کو غضبناک کر دیا۔ اس پر عبداللہ بن مسعود رضؓ کہا کرتے تھے کہ ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر رضؓ اسلام لاتے۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو وہ قریش سے لڑے یہاں تک کہ انھوں نے کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ پڑھی۔ اور سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہا کہ

www.kitabghar.org

قال عبداللہ بن مسعود ان اسلام عمر رضی اللہ عنہ
کان فتحاً و ان ہجرتہ کانت نصراً و ان امارتہ
کانت رحمۃً ولقد کنّا ما نصلّی عند الکعبۃ حتّے
اسلم عمر فلمّا اسلم قاتل قریشاً حتے صلّے
عند الکعبۃ و صلّینا معہ اخرجہ ابن ہشام
فی زیادتہ علی السّیرۃ و اخرج الحاکم مثلہ
وازانجملہ آنست کہ ہجرۃ نمود بسوی مدینہ
قبل از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تمہید
و توطیہ ساخت برائے قدوم وے صلے اللہ علیہ
وسلم عن البراء بن عازب اوّل من قدم
علینا مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم وکانوا
یقرؤن النّاس فقدم بلال و سعد و عمار
ابن یاسر ثم قدم عمر بن الخطاب فی عشرین
من اصحاب النّبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم قدم
النّبی صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث اخرجہ
البخاری وازانجملہ آنست کہ در غزوۂ بدر
آثار جمیلہ نصیب فاروقؓ گشت بوجوہ بسیار یکے
آنکہ خال خود را للہ فی اللہ کشت محبت قرابت مانع
مباشرت قتل او نشد فی الاستیعاب قتل العاص بن
ہشام بن مغیرۃ کافراً یوم بدر قتلہ عمر بن الخطاب وکان
خالاً لہ دیگر آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ عباس
را نکشند ابو حذیفہ آن را قبول نکرد در ینجا نوعی از ذہن
در امتثال حکم پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
پدید آمد و نحوی از اختلاف نمودار گردید
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کا اسلام ایک فتح تھا اور اُن کی ہجرت ایک مدد تھی اور اُن کی امارت ایک رحمت تھی اور ہم اس حال میں تھے کہ کعبہ کے قریب نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمرؓ اسلام لے آئے۔ جب وہ مسلمان ہوتے تو قریش سے لڑے یہاں تک کہ اُنھوں نے کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ہم نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی اس کو ابن ہشام نے اپنی "زیادۃ علی السیرۃ" میں نقل کیا ہے اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے لئے وہاں کی فضا کو مناسب اور ہموار کیا۔ براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ہمارے پاس آئے وہ مصعبؓ ابن عمیر اور ابن ام مکتومؓ تھے اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ پھر بلالؓ اور سعدؓ اور عمارؓ بن یاسر آئے۔ پھر اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے بیس آدمیوں میں عمرؓ بن الخطاب آئے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آخر حدیث تک، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ بدر میں اچھی فضیلتیں حضرت فاروقؓ کے حصہ میں آئیں بہت سی وجوہ کے ساتھ ایک یہ کہ آپ نے اللہ کی رضا کے لئے اپنے ماموں کو قتل کیا۔ قتل کرنے میں قرابت کی محبت آپ کے لئے مانع نہ ہوئی۔ استیعاب میں ہے کہ قتل کیا گیا عاص بن ہشام بن مغیرہ بدر کے دن کفر کی حالت میں۔ اس کو عمرؓ بن الخطاب نے قتل کیا اور یہ اُن کا ماموں تھا۔ دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و وسلم نے فرمایا کہ عباس کو نہ ماریں۔ ابو حذیفہؓ نے اس کو قبول نہ کیا۔ اس موقع پر تعمیل حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں کوتاہی کا ظہور ہوا۔ اور ایک طرح کا اختلاف نمودار ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

این حادثہ را بدو وجہ تدارک فرمود در حالت راہنہ تخویف و تہدید شخصے کہ از قبولِ امر (موجودہ ۱۲) نافرمانی نمود و جارحہ آن تہدید و تشدید فاروق اعظم رض را ساخت و گفت یا باحفصٍ اَیُضرب وجہ عمِّ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالسّیفِ حضرت فاروق رض ازین کلمہ بجوشید و مقصود بحصول انجامید و در وقتِ اخذ فِدا ہر چند انصار گفتند کہ ابنِ اُخت مارا معاف باید داشت قبول نہ فرمود تا سدّ ذریعہ اختلاف شود اینجا بر قدرِ عقولِ مردم تنزل نمود عن ابن عباسٍ انّ النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ یومئذٍ انّی قد عرفتُ انّ رجالاً من بنی ہاشم وغیرہم قد اُخرجوا کرہاً لا حاجۃَ لہم بِقتالنا فمن لقیَ اَحدًا من بنی ہاشم فلا یقتلْہُ و مَن لقِیَ ابا البختری ابن ہشام فلا یقتلہ و مَن لقیَ العبّاسَ بنَ عبدالمطلب عمَّ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلا یقتلہ فانما خرج مستکرہاً قال فقال ابوحذیفۃ اَنقتُلُ آباءَنا و ابناءَنا و اخواننا و عشیرتنا و نترک العبّاسَ واللہِ لئن لقیتُہ لاُلحِمَنّہ السّیفَ قال فبلغتْ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ لعمرَ بن الخطاب یا اباحفصٍ قال عمر واللہ انّہ لاوّلُ یوم کنّانی رسولُ اللہ صلے (جملہ معترضہ ۱۲) اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بابی حفصٍ اَیُضرب وجہُ عمِّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالسّیف فقال عمر یا رسولَ اللہ

اس حادثہ کا تدارک دو طرح سے فرمایا (ایک یہ کہ) ایسے شخص کو ڈرانا اور دھمکانا جس نے کہ حکم کے ماننے میں نافرمانی کی اور اُس ڈرانے دھمکانے کا آلہ آپ نے فاروقِ اعظم رض کو بنایا اور فرمایا کہ اے ابوحفص! کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے مُنہ پر تلوار ماری جاتے گی۔ حضرتِ فاروق رض اس کلمہ سے جوش میں آگئے اور مقصود حاصل ہو گیا۔ اور (دوسری یہ کہ) فدیہ لینے کے وقت ہر چند انصار نے کہا کہ ہمارے بھانجے کو معاف رکھنا چاہیئے (یعنی عباس رض سے فدیہ نہ لیا جائے) مگر آپ نے قبول نہ فرمایا تاکہ اختلاف کا سبب بند ہو جائے۔ یہاں عام لوگوں کے مرتبۂ عقل پر آپ نے تنزل فرمایا۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس دن اپنے اصحاب رض سے فرمایا کہ بہت سے لوگ بنی ہاشم وغیرہم کے زبردستی نکالے گئے ہیں اُن میں ہم سے لڑنے کا داعیہ نہیں تھا تو جس کا بنی ہاشم میں سے کسی کے ساتھ مقابلہ ہو جاتے وہ اُس کو قتل نہ کرے، جو شخص ابوالبختری بن ہشام کے مقابل ہو وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کا مقابل ہو وہ اُن کو قتل نہ کرے۔ بیان کیا کہ اس پر ابوحذیفہ (ابن عتبہ بن ربیعہ) نے کہا کہ کیا ہم اپنے باپ اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے رشتہ داروں کو تو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میرا اُس سے مقابلہ ہو گیا تو میں اپنی تلوار کو اُس کا گوشت ضرور کھلاؤں گا۔ کہا کہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ تو آپ نے عمر رض ابن الخطاب سے فرمایا اے ابوحفص! عمر رض فرماتے ہیں کہ واللہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کُنیتِ ابوحفص سے خطاب کیا، کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے مُنہ پر تلوار ماری جاتے گی؟ تو عمر رض نے کہا کہ یا رسول اللہ!

www.kitabghar.org

دَعْنی فلاَضرِب عنقہ بالسّیف فو اللہ لقد
نافقَ فکانَ ابو حذیفۃ رضہ یقول ما انا بآمِنٍ
من تلکَ الکلمۃِ الّتی قلتُ یومئذٍ ولا ازال
منہا خائفاً الّا ان تکفّرہا عنّی الشہادۃُ فقُتِل
یوم الیمامۃ شہیداً اخرجہ ابن اسحٰق سوم
آنکہ بعد فتح در باب اسیران اختلاف
افتاد کہ فدا بگیرند یا قتل کنند رائی حضرت
فاروق رضہ موافق مرادِ حق واقع شد عن ابن
عباسٍ قال حدثنی عمر بن الخطاب فذکر
قصۃً الیٰ ان قال فاستشارَ رسولُ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر و علیّاً و عُمر
فقال ابوبکر یا نبی اللہ ہٰؤلآء بنو العمّ
والعشیرۃُ والاخوانُ فانّی اریٰ
ان تاخذَ منہم الفدیۃَ فیکونُ
ما اخذنا منہم قوۃً لنا علَی الکفّار و
عسے اللہُ ان یہدیہمْ فیکونونَ لنا
عضُدًا فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم ماتری یا ابنَ الخطّاب قالَ
قلتُ واللہ ما اریٰ ما رآی ابوبکر
ولکنّی اریٰ ان تمکّنّی من فلانٍ
قریبٍ لعمرَ فاضرِبَ عنقہ وتمکّن
علیّاً من عقیل فیضرب عنقہ و
تمکّن حمزۃ من فلان اخیہ فیضرب عنقہ
حتے یعلم اللہ انہ لیست فی قلوبنا
ہوادۃ للمشرکین ہٰؤلآء صنادیدہم و
نرمی ۱۲ ہمتران ۱۲

مجھے اجازت دیجئے کہ میں تلوار سے اس کی گردن اُڑادوں. خدا کی قسم اس نے نفاق برتا ہے۔ اس پر ابو حذیفہ رضہ کہا کرتے تھے کہ جو کلمہ اُس دن میری زبان سے نکل گیا تھا میں اُس سے مطمئن نہیں ہوں اور ہمیشہ اُس سے خائف رہتا ہوں (آخرت کے مواخذہ سے بچنے کی کوئی صورت نہیں) بجز اس کے میری طرف سے اس معصیت کا کفارہ شہادت بن جائے۔ تو وہ یوم یمامہ میں قتل کئے گئے اور شہید ہوگئے۔ اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ فتح (بدر) کے بعد قیدیوں کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ فدیہ لے لیں یا قتل کریں۔ اس بارے میں حضرت فاروق رضہ کی رائے مرادِ حق کے موافق واقع ہوئی۔ مروی ہے ابن عباس رضہ سے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمر رضہ بن الخطاب نے۔ پھر اس قصہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر مشورہ لیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضہ سے اور علی رضہ سے اور عمر رضہ سے۔ تو ابو بکر رضہ نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ چچا کے بیٹے اور رشتہ دار بھائی ہیں میری رائے یہ ہے کہ ہم ان سے فدیہ لے لیں تو جو کچھ ہم اُن سے لیں گے وہ ہمارے لئے کفار پر موجب قوت ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت کردے گا تو وہ ہمارے لئے ایک بازو بنیں گے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب! تمھاری کیا رائے ہے؟ کہا کہ میں نے کہا واللہ میں وہ رائے نہیں رکھتا جو ابو بکر رضہ رائے رکھتے ہیں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ میرے سپرد آپ کریں فلاں کو، یہ حضرت عمر رضہ کے ایک رشتہ دار تھے، تاکہ میں اُس کی گردن ماردوں اور علی رضہ کے سپرد کیجئے عقیل کو تاکہ وہ اُس کی گردن اُڑا دیں اور حمزہ رضہ کے سپرد کیجئے اُن کے فلاں بھائی (یعنی عباس) کو کہ وہ اُن کی گردن ماردیں۔ تاکہ اللہ پر ظاہر ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے نرمی نہیں ہے۔ یہ لوگ مشرکین کے سردار اور

www.kitabghar.org

أئمتهم و قادتهم فهوي [أی احب ۱۲] رسولُ الله صلى الله عليه و سلم ما قال ابو بكر و لم يهوَ ما قلتُ فأخذ منهم الفداءَ فلما كان من الغدِ قال عمرُ غدوتُ الى النبي صلى الله عليه و سلم فاذا هو قاعدٌ و ابو بكرٍ و اذا هما يبكيانِ فقلتُ يا رسولَ الله اَخبِرني ماذا يُبكيكَ انتَ و صاحبك فان وجدتُ بكاءً بكيتُ و ان لم اجد بكاءً تباكيتُ لبكائكما قالَ فقال النبي صلى الله عليه و سلم ابكي للذي عَرَضَ عليَّ اصحابك من الفداءِ ثم قال لقد عُرِضَ عليَّ عذابكم ادنى من هذه الشجرة بشجرةٍ قريبةٍ و انزلَ اللهُ عزّ و جلّ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ط الى لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ من الفداءِ ثم اُحِلَّ لهم الغنائم فلمّا كان يوم اُحُدٍ من العام المقبل عُوقِبوا بما صَنَعُوا يوم بدرٍ من اَخذِهم الفداءَ فقُتِلَ منهم سبعونَ و فرَّ اصحابُ النبيِّ عن النبي صلى الله عليه و سلم و كُسِرت رباعيتُه و هُشِمَت [شکست ۱۲] البيضةُ [خود ۱۲] على رأسه

اُن کے پیشوا اور اُن کے راہ نما ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا اُس رائے کو جو ابوبکرؓ نے دی تھی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پسند نہ کیا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ جب اگلا دن ہوا تو صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپؐ بیٹھے ہیں اور ابوبکرؓ بھی اور دونوں رو رہے ہیں تو میں نے کہا یارسول اللہؐ! مجھے بتایئے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور آپ کے ساتھی بھی، تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر نہیں آئے گا تو آپ کے گریہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی کوشش کروں گا۔ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رو رہا ہوں اس وجہ سے جو میرے سامنے تمہارے ساتھیوں نے فدیہ کا معاملہ پیش کیا۔ پھر فرمایا کہ مجھ پر پیش کیا گیا تمہارا عذاب جو قریب آگیا تھا اس درخت کے۔ ایک قریب کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا اور اللہ عزّ وجلّ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ الخ (۸: ۶۷-۶۸) نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالےٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ بڑے زبردست اور بڑے حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کا ایک نوشتہ مقدّر نہ ہوچکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے یعنی فدیہ لینا اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔" پھر حلال کر دیا گیا اُن کے لئے غنیمتوں کو۔ پھر جب آئندہ سال جنگ اُحُد ہوتی تو اُس چیز کا ان کو بدلہ دیا گیا جو اُنھوں نے یومِ بدر میں کیا تھا یعنی اُن سے فدیہ لے لینا۔ تو مسلمانوں میں سے ستّر قتل کئے گئے اور اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہزیمت واقع ہوئی اور آپؐ کا دانت توڑا گیا اور آپؐ کے سر پر خود توڑا گیا

www.kitabghar.org

وسال الدّم علٰی وجہہ وانزل اللہ تعالٰی
اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ
مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ
مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ باخذکم الفداء، اخرجہ
احمد چہارم آنکہ عمیر بن وہب بعد از
فتح برائے استخلاص برادر خود بحضور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و وے
از فاتکان قریش و دلیران ایشان بود و
حضرت فاروق رضی در حفظ مراتب احتیاط
از کید وے شرط محبت بتقدیم رسانید
عن عروۃ بن الزبیر فی قصۃ عمیر بن
وہب فبینا عمر بن الخطاب فی نفر
من المسلمین یتحدّثون عن یوم بدر و
یذکرون ما اکرمہم اللہ بہ و ما اراہم بہ
من عدوہم اذ نظر عمر الی عمیر بن
وہب حین اناخ علی باب المسجد
متوشحاً السیف فقال ہٰذا الکلب
عدو اللہ عمیر بن وہب ما جاء الا بشرّ و
ہو الذی حرّش بیننا و حزرنا للقوم یوم
بدر ثم دخل عمر رضی اللہ عنہ علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ ہٰذا
عدو اللہ عمیر بن وہب قد جاء متوشحاً
سیفہ قال فادخلہ علیّ قال فاقبل
عمر حتی اخذ بحمالۃ سیفہ

اور خون آپؐ کے چہرۂ مبارک پر بہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ الخ (۳: ۱۶۵) اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس
سے دُو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو
کہ یہ کدھر سے ہوئی۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے
ہوئی بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔" (تمہاری طرف
سے یعنی) تمہارے فدیہ لینے کی وجہ سے، روایت کیا اس کو احمد نے۔
چوتھی یہ کہ عُمیر بن وہب فتح (بدر) کے بعد اپنے بھائی کو چھوڑانے
کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور یہ شخص
قریش کے خونریز اور دلیر لوگوں میں سے تھا۔ اور حضرت فاروق رضی
نے اس کے مکر سے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی) حفاظت
کے سلسلہ میں احتیاط کے تمام مراتب آپؐ کی محبت کی وجہ سے
پورے ادا کئے۔ عُمیر بن وہب کے قصہ میں عروہ بن الزبیرؓ سے مروی
ہے کہ اس دوران میں کہ عمر بن الخطاب مسلمانوں کی ایک جماعت
میں بیٹھے ہوئے تھے جو آپس میں یوم بدر کی باتیں کر رہے تھے اور
جو اکرام اللہ تعالیٰ نے ان پر کئے تھے اور دشمنوں کی جو حالت
اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھائی تھی اُس کو یاد کر رہے تھے کہ عمرؓ کی نظر
پڑی عُمیر بن وہب پر جب کہ اُس نے اپنے اونٹ کو مسجد
کے دروازے پر بٹھایا اور وہ اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے
تھا۔ آپ نے کہا کہ یہ کُتّا اللہ کا دشمن عُمیر بن وہب ہے یہ بجز شر
کے اور کسی ارادے سے نہیں آیا۔ اور یہ وہی شخص ہے جس نے
بدر کے دن ہمارے خلاف قوم کو خوب بھڑکایا تھا اور قوم کے جذبات
کو تیز کیا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچے اور عرض کیا کہ اے نبی اللہ! یہ اللہ کا دشمن عُمیر بن وہب
آیا ہے اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے
پاس لے آؤ۔ تو عمرؓ اس کو اس طرح لے کر آئے کہ اس کی تلوار

www.kitabghar.org

فی عُنقِہٖ فلبّبَہٗ بہا و قال لرجالٍ مِمّن کانَ معَہٗ من الانصار ادخلوا علےٰ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم فاجلسُوا عندہٗ واحذروا علیہ من ھٰذا الخبیثِ فانّہٗ غیر مَامُونٍ ثمّ دخل بہٖ علےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم و عُمر آخذ بحمالۃ سیفِہٖ فی عنقہٖ فقالَ اَرسِلْہُ یا عُمر اُدنُ یا عُمیر فذکر الحدیث بطولِہٖ و فیہ معجزۃ اخرجہ ابن اسحٰق و

ازانجملہ آنست کہ در غزوۃ اُحُد فضائل نمایاں نصیب حضرت فاروق رض شد بچندین جہت یکی[1] آنکہ در وقت تحصّن بشعب با جماعہ از مہاجرین بالاء کوہ برآمد و دفع کفّار نمود قال ابن اسحٰق فبینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشعب معہ اولٰئک النفر من اصحابہٖ اذ علت عالیۃٌ من قریش الجبلَ فقالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کے تسمہ کو جو اس کی گردن پڑا تھا اس کے گریبان کے ساتھ پکڑے ہوتے تھے۔ اور جو انصاری کہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ اور ان کے قریب جاکر بیٹھو اور اس خبیث سے چوکنّے رہو کیونکہ یہ قابلِ اطمینان شخص نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس لے کر آئے اور عمر رض اس کی گردن میں پڑے ہوتے تلوار کے تسمہ کو پکڑے ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اے عمر رض! اور اے عُمیر قریب آ۔ یہ لمبی حدیث ہے اور اس میں ایک معجزہ[ع] بھی ہے، اس کو ابنِ اسحٰق نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ اُحد میں نمایاں فضائل فاروقِ اعظم رض کو حاصل ہوتے متعدد جہت سے ایک[1] یہ کہ گھاٹی میں پناہ گزین ہونے کے وقت مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ عمر رض نے پہاڑ کے اوپر چڑھ کر کفّار کو دفع کیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ ایسے وقت میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تھے، اور آپ کے اصحاب میں سے وہ لوگ موجود تھے کہ ایک اوپر چڑھنے والی قریش کی جماعت پہاڑ کے اوپر پہنچ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

ع اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عمیر! تُو کیوں آیا ہے؟ تو اُس نے کہا کہ اُس قیدی کی وجہ سے آیا ہوں جو تمہارے قبضہ میں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلوار کیوں لٹکائی؟ اُس نے (ٹالنے کے لئے) جواب دیا کہ ہماری تلوار کا مُنہ کالا ہو کہ یہ کبھی ہمارے کام نہ آئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحیح بات بتاؤ، بغیر سچ بولے چھٹکارا نہ ملے گا۔ اُس نے کہا کہ اس مہم کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ بیٹھ کر کشتگانِ بدر کو یاد نہیں کیا اور جب کہ اُس نے تیرے قرض کو اور تیرے اہل و عیال کی کفالت کو اپنے ذمّہ لے لیا تو تُو محمدؐ کے قتل کے لئے نہیں آیا؟ تو اس مہم کے لئے آیا ہے، لیکن میرے اور تیرے درمیان خدا حائل ہو گیا۔ (اس سے فاروقِ اعظم رض کی یہ اہم فضیلت نکلی کہ خدا تعالےٰ نے ان کو حفاظتِ نبی کے لئے اپنا جارحہ اور آلہ بنایا) عُمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالےٰ کے رسولؐ ہیں اور اپنی انتہائی جہالت کی وجہ سے ہم آپؐ کا انکار کر رہے تھے۔ آپؐ کی سچائی مجھ پر ظاہر ہو گئی کیونکہ اس بات کی میرے اور صفوان کے سوا کسی کو بھی خبر نہ تھی۔ اور اس کی آپؐ کو خدا کے سوا کسی نے بھی خبر نہیں دی۔ اسی نے مجھے دولتِ اسلام سے مشرّف کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اسلام کے احکام سکھاؤ اور قرآن کی تعلیم دو۔ اس کے بعد اس نے مکہ واپس جانے کی اجازت چاہی اور لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دینا شروع کر دی۔ اور ایک جماعتِ کثیر اُس کے ذریعہ سے دولتِ اسلام سے مشرّف ہوئی ۱۲ شواہد النّبوۃ مولانا جامیؒ مترجمہ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

www.kitabghar.org

اللّٰھم انہ لا ینبغی لھم ان یعلونا فقاتل عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ ورھط معہ من المھاجرین
حتے اھبطوا من الجبل ذکرہ فی السیرۃ دوم آنکہ
ابوسفیان نزدیک انصراف از اُحد گفت اُعل
ہبل فاروقؓ را غیرت اسلام بجوش آمد و آں موجب
اعلاء کلمۃ اللہ شد سوم آنکہ درین حادثہ واضح گشت
کہ کفار بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بعد
صدیق اکبرؓ اگر از کسے حساب میگرفتند از فاروقؓ
میگرفتند قال ابن اسحٰق ان ابا سفیان حین
اراد الانصراف اشرف علی الجبل ثم
صرخ باعلے صوتہ فقال ان الحرب سجال
یوم بیوم بدر اُعل ہبل فقال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قم یا عمر فاجبہ
فقال اللہ اعلے واجل لا سواء قتلانا فی
(جنگ برابر سرابر نیست)
الجنۃ وقتلاکم فی النار فلما اجاب عمر رضی
اللہ عنہ اباسفیان قال لہ ابوسفیان ھلم الی
یا عمر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمر
ائتہ فانظر ما شانہ فقال ابوسفیان
انشدک اللہ یا عمر اقتلنا محمدا
قال اللھم لا وانہ لیسمع
کلامک الآن قال انت
اصدق عندی من ابن قمیۃ
وابر لقول ابن قمیۃ لھم
انی قتلت محمدا و ازانجملہ
آنست کہ در غزوۂ خندق حاضر شد و

یا اللہ! یہ تو ٹھیک نہیں کہ وہ ہم سے بلند ہو جائیں تو عمرؓ بن الخطاب نے ایک جماعتِ مہاجرین کو ساتھ لے کر اُن سے قتال کیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے نیچے اُتار دیئے گئے، اس کا ذکر کیا ہے سیرت میں۔ دوسری یہ کہ اُحد سے واپس ہوتے وقت ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعلُ ھُبَل (بلند ہو لے ہُبل! یہ قریش کے بُت کا نام تھا) فاروقؓ کی غیرتِ اسلام جوش میں آئی اور وہ اعلاء کلمۃ اللہ کا موجب ہوئی (کہ انہوں نے نعرہ لگایا اَللّٰہُ اَعلیٰ وَاَجَلّ) تیسری یہ کہ اس حادثہ میں یہ واضح ہو گیا کہ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کسی کو سربرآوردہ شمار کرتے تھے تو حضرت فاروقؓ کو کرتے تھے۔ ابنِ اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان نے جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو پہاڑ کے اوپر چڑھا پھر بلند آواز سے چیخا اور کہا کہ "لڑائی برابر سرابر کی ہو گئی یہ یوم بدر کے یوم کا جواب ہے۔ بلند ہو لے ہُبَل" تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھو لے عمرؓ! اور اس کا جواب دو۔ تو عمرؓ نے نعرہ لگایا اللہ اعلیٰ واجلّ (اللہ سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بڑا ہے) لڑائی برابر سرابر نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا کہ لے عمرؓ! میری طرف آ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عمرؓ سے کہ جاؤ دیکھو کیا بات ہے؟ تو عمرؓ اس کے پاس پہنچے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ لے عمرؓ! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے؟ عمرؓ نے کہا کہ بارِ خدایا نہیں اور وہ یقیناً تیری گفتگو سُن رہے ہیں اب بھی۔ اُس نے کہا کہ تو میرے نزدیک ابنِ قمیّہ سے زیادہ سچا اور زیادہ نیک ہے۔ ابن قمیّہ لوگوں سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے اور

www.KitaboSunnat.com

www.kitabghar.org

مساعی جمیلہ دران واقعہ بکار بردہ یکے آنکہ محافظت
طرفی از خندق عہدۂ وے بود والآن مسجدے بنام
او رضی اللہ عنہ در انجا بنا کردہ اند دوم آنکہ اہل سیر
نوشتہ اند کہ فاروق رض و زبیر رض روزے از روزہای
خندق بر جماعۂ کفار حملہ آوردند و آن جماعہ را از ہم
متفرق ساختند دران میان ضرار بن الخطاب باز
گشت و نیزہ بجانب عمر کشید بعد از ان آن نیزہ را
باز گرفت و گفت این نعمت مشکورہ است کہ بر تو
ثابت کردم سوم آنکہ در بعض ایام خندق بسبب
اہتمام بشغل دفع کفار نماز عصر از حضرت فاروق رض
فوت شد و تأسفے عظیم ازین وجہ بخاطرش
راہ یافت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود را
دران وقت ہمراہ او عدّ فرمودند و باین شفقت
علاج تأسفش ساختند عن جابر بن عبد اللہ
انّ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جاء یوم الخندق
بعد ما غربت الشمس جعل یسبّ کفار
قریش وقال یارسول اللہ ما کدتُ ان اُصلی
حتے کادت الشمس تغرب قال النبیّ صلے
اللہ علیہ وسلم واللہ ما صلّیتہا فنزلنا مع النبیّ
صلے اللہ علیہ وسلم بطحان فتوضّأ للصلوٰۃ وتوضأنا
لہا فصلّے العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلّے بعدہا
المغرب اخرجہ البخاری واز انجملہ آنست کہ در غزوۂ
بنی مصطلق حاضر شد و سعیہا مصروف
داشت بچند وجہ یکے آنکہ اہلِ
سیر ذکر کردہ اند کہ

اس واقعہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ایک یہ کہ خندق کی ایک
جانب کی حفاظت اُن کے ذمہ تھی اور اب بھی وہاں ایک مسجد موجود
ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے وہاں بنائی گئی ہے۔ دوسرا یہ
کہ اہل سیر نے لکھا ہے کہ خندق کے دنوں میں سے ایک دن فاروق رض
اور زبیر رض نے کفار کی جماعت پر حملہ کیا اور اُس کو درہم برہم کردیا
اور اسی دوران میں ضرار بن الخطاب پلٹا اور عمر رض کی طرف نیزہ کھینچا
اور پھر اُس کو روک لیا اور کہا کہ یہ میرا قابلِ شکر احسان ہے جو
میں نے تجھ پر قائم کیا ہے۔ تیسرا یہ کہ خندق کے بعض ایام میں دفع
کفار کے اہتمام و مشغولیت کے سبب سے حضرت فاروق رض کی نمازِ
عصر فوت ہوگئی اور اس وجہ سے بہت بڑا افسوس و رنج آپ
کے دل میں پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت
اپنے کو اُن کے ہمراہ شمار کیا اور اس شفقت کے ساتھ آپ کے
تأسف کا علاج فرمایا۔ مروی ہے جابر بن عبد اللہ رض سے کہ عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ یوم خندق میں آفتاب غروب ہونے کے بعد
آئے اور کفارِ قریش کو گالیاں دینا شروع کردیں اور کہنے لگے
کہ یارسول اللہ! مجھے اتنا موقع نہ ملا کہ نماز پڑھ لوں یہاں تک کہ
آفتاب غروب ہونے لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ
نمازِ عصر میں نے بھی نہیں پڑھی تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ بُطحان میں اُترے (بطحان مدینہ کے ایک نالے کا نام ہے)
آپ نے نماز کے لئے وضو کی اور ہم سب نے وضو کی پھر عصر
کی نماز پڑھی غروب آفتاب کے بعد پھر اس کے بعد مغرب کی
نماز پڑھی، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ
ہے کہ عمر رض غزوۂ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے اور بڑی کوششوں
میں لگے ہوتے تھے (اس میں بھی) چند خاص وجوہ کے ساتھ
(فضیلت حاصل ہوئی) ایک یہ کہ اہلِ سیر نے ذکر کیا ہے کہ

www.kitabghar.org

مقدمۃ لشکر او بود و جاسوسی را از طرفِ کفار کرد و احوالِ آنہا از وے استفسار نمود بعد ازان او را بکشت و بایں جہت رُعبِ عظیم بر دل کفّار اُفتاد دوّم آنکہ در عین قتال فاروق رضؓ مامور شد بآنکہ ندا در دادند کہ ہر کہ کلمۂ اسلام بگوید از تعرّض مامون باشد سوّم آنکہ جہجاہ غفاری اجیر فاروق رضؓ با اعرابے در مناقشہ اُفتاد اعرابی بعبد اللہ ابن اُبی منافق رجوع آورد و وے بکلماتِ نفاق آمیز آتشِ نفاق خود را دو بالا ساخت ۔ زید بن ارقم آن کلمات را بعرضِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رسانید و غیرتِ حضرت فاروق رضؓ بجوش آمد و قصدِ ایقاعِ بآن منافق نمود و منافقان در صددِ عذر آمدند خدائے عزّ و جلّ در بابِ تصدیقِ قولِ زید بن ارقم و تحسینِ رائے فاروق رضؓ در ینقدر کہ منافق مستحقِ اہانت است در دنیا و مستوجبِ عقوبت در آخرت اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افادہ فرمودند کہ بجہتِ مصلحتِ احتراز از تفرق کلمۂ مسلمین و توحّش داخلان در اسلام سزائے کردارِ او در کنارِ او نہادند آیات نازل فرمود إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ اہ

مقدمۃ الجیش کے افسر وہی تھے اور اُنھوں نے کفار کا ایک جاسوس گرفتار کیا تھا اور اُن کے احوال اُس سے دریافت کئے تھے اس کے بعد اُس کو قتل کر دیا اس وجہ سے کفّار کے دل پر بڑا رُعب واقع ہوگیا۔ دوسری یہ کہ خاص قتال کے وقت حضرت فاروق رضؓ اس پر مامور ہوئے کہ یہ ندا کر دیں کہ جو کلمۂ اسلام کہے گا اُس سے تعرّض نہ کیا جائے گا۔ تیسری یہ کہ جہجاہ غفاری کا جو حضرت فاروق رضؓ کے اجیر تھے ایک اعرابی کے ساتھ جھگڑا ہوگیا۔ اعرابی نے عبد اللہ بن اُبیّ منافق کی طرف رجوع کیا اور اس نے نفاق آمیز کلمات کے ساتھ اپنی آتشِ نفاق کو بھڑکایا۔ اور زید بن ارقم نے اُن کلمات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا اور حضرت فاروق رضؓ کی غیرت جوش میں آئی اور آپ نے اُس منافق کو مارنے کا ارادہ کیا اور منافق لوگ عذر و معذرت کرنے لگے (اور اُنھوں نے زید بن ارقم کو جھٹلایا) تو خدائے عزّ و جلّ نے زید بن ارقم رضؓ کے قول کی تصدیق اور حضرت فاروق رضؓ کی اس بارے میں تحسین کے سلسلہ میں کہ منافق بیشک دنیا میں اہانت کا مستحق ہے اور آخرت میں عذاب کے قابل، اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلمۂ مسلمین میں تفریق سے بچنے کی مصلحت اور اسلام میں داخل ہونے والوں کو توحّش سے بچانے کے لئے (کہ کسی نو مسلم کو یہ خوف نہ پیدا ہونے لگے کہ کہیں مجھے منافق قرار دے کر قتل نہ کر دیا جائے) درگزر کیا جائے اُس شخص کے کردار کی سزا اُس کو نہیں دی، یہ آیات نازل فرمائیں إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ الخ (۶۳: ۱ تا ۸) (پورا رکوع اسی کے بارے میں ہے آخر میں ارشاد فرمایا گیا ہے یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہیں اُن پر

www.kitabghar.org

والقصۃ مبسوطۃ فی معالم التنزیل وغیرہ چہارم آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرتِ فاروق رض را درین حادثہ رمزے عجیب کہ در باب ملک داری بکار آید ارشاد فرمودند قال ابن اسحٰق فحدثنی عاصم بن عمر ان عبداللہ بن عبداللہ بن اُبَیّ اَتیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ یارسولَ اللہ انّہ قد بلغنی انک ترید قتلَ عبد اللہ بن اُبیّ فیما بلغکَ عنہ فان کُنتَ لابدَّ فاعلاً فمُرنی بہ فانا اَحمِلُ الیکَ راسہ فو اللہِ لقد عَلِمتِ الخزرجُ ما کانَ بہا مِن رجل اَبرَّ بوالدِہٖ مِنّی اِنّی اخشٰی ان تامر غیری فیقتلہ فلاتدعنی نفسی ان انظرَ الیٰ قاتلِ عبداللہ بن اُبَیّ یمشی فی النّاس فاقتُلہ فاَقتُلُ مؤمناً بکافرٍ فاَدخل النّارَ فقالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بل نترفّقُ بہ و نُحسن صحبتہ ما بقی معنا

کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جائیں گے اور (ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا حالانکہ عزت تو اللہ ہی کی ہے اور اس کے رسولؐ کی اور مؤمنین کی لیکن منافقین جانتے نہیں") اور یہ قصہ تفصیل کے ساتھ معالم التنزیل وغیرہ میں موجود ہے۔ چوتھی یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ میں حضرت فاروق رض کو ایک عجیب رمز سے آگاہ فرمایا جو کہ ملک داری کے اصول میں بہت کار آمد ہے۔ ابنِ اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عاصم بن عمر نے کہ عبداللہ بن اُبَیّ (منافق) کا بیٹا عبداللہ (جو سچا مسلمان تھا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اُس اطلاع کی بناء پر جو عبداللہ بن اُبَیّ کے بارے میں آپ کو پہنچی آپؐ اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو اگر آپؐ کو ایسا کرنا ضروری ہے تو آپؐ مجھے اس کا حکم دیں میں آپؐ کے پاس اُس کا سر لے آوں گا۔ کیونکہ خدا کی قسم تمام (قبیلہ) خزرج جانتا ہے کہ اُن کے تمام مردوں میں اپنے باپ کا خدمت گزار مجھ سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ کسی دوسرے کو حکم دیں گے اور وہ اُس کو قتل کرے گا تو میرا نفس مجھے نہ چھوڑے گا کہ میں عبداللہ بن اُبَی کے قاتل کو دیکھتا رہوں کہ وہ لوگوں میں چل پھر رہا ہے پھر میں اُس کو قتل کردوں تو میں ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کروں گا اور جہنم میں داخل ہوں گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک (بظاہر) ہمارے ساتھ رہے گا ہم اُس کے ساتھ حسنِ صحبت قائم رکھیں گے۔

www.kitabghar.org

وجعلَ بعد ذٰلک اذا اَحدثَ الحدثَ کانَ قومُہ الذین یعاتبونہ ویآخذونہ ویُعنّفونَہ (ابن ابی ۱۲) فقالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعُمرَ بن الخطّاب رضی اللہ عنہ (سرزنش مینمودند ۱۲) حین بلغہ ذٰلک من شانہم کیفَ ترٰی یا عُمرُ اما واللہِ لو قتلتہ یومَ قُلتَ لِیْ اُقتُلہُ لأُرْعِدَت لہ آنِفاً ولو امرتک الیوم بقتلِہ لقتلتہٗ (اخذ تک ارعدۃ ۱۲) قال فقال عمر رضی اللہ عنہ قد واللہِ علمتُ لَاَمرُ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعظم برکۃً من امرِیْ

وازانجملہ آنست کہ درحدیبیہ حاضر بود و آنجا فضائل بے حساب نصیبِ او شد یکے[1] آنکہ حمیتِ اسلام برحضرت فاروق رضؓ غلبہ کرد و بتربیتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تسکین یافت

قال ابن اسحٰق فلمّا التأم الاَمرُ ولم یبق بینہما الّا الکتاب وَثَبَ (جست ۱۲) عُمرُ بن الخطاب رضی اللہ عنہ فاتی ابابکر رضی اللہ عنہ فقال یا ابابکر الیس برسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالَ بلٰی قال اَوَلسنا بالمسلمین قال بلٰی قالَ اَولیسوا بالمشرکین قال بلٰی قال فعلامَ نُعطی الدَّنیۃ

اب اس کے بعد یہ ہونے لگا کہ جب بھی عبداللہ بن ابی کوئی نیا شوشہ اُٹھاتا تو اُس کی قوم کے لوگ ہی اُس پر عتاب کرنے لگتے اور اس پر گرفتیں کرنے لگتے اور اس کو دھمکانے لگتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جب آپ کو ان لوگوں کے اس حال کی اطلاع پہنچی فرمایا کیا رائے رکھتے ہو اے عمر رضؓ کیا واللہ اگر تم اس کو قتل کر دیتے جس دن تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اسے قتل کروں گا تو اب تم پر لرزہ خیز حال پیش آجاتا؛ اور اگر میں اُس دن تمہیں اُس کے قتل کا حکم دیدیتا تو تم اُس کو قتل کر دیتے (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بیشک واللہ میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امر عظیم البرکت ہے میرے امر سے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حُدَیبیہ میں حاضر تھے اور اُس جگہ بے حساب فضائل اُن کے حصّہ میں آئے۔ ایک[1] یہ کہ حمیّتِ اسلام نے حضرت فاروق رضؓ پر غلبہ کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے تسلّی پائی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب پورا معاملہ طے ہو چکا اور دونوں کے درمیان بجز تحریر کے کوئی بات باقی نہ رہی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کود پڑے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابو بکر رضؓ! کیا وہ اللہ کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں؟ اُنھوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابو بکر رضؓ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا وہ مشرکین نہیں ہیں؟ اُنھوں نے کہا کیوں نہیں ہیں۔ کہا کہ پھر کِس بنا پر ہم اپنے دین میں

[1] اس روایت میں حضرت فاروق رضؓ کا اوّل حضرت صدیق رضؓ کے پاس جا کر گفتگو کرنے کا ذکر ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے کا۔ لیکن صحیح بخاری کی اُس روایت میں جو مناقبِ صدیق رضؓ میں گزر چکی ہے یہ ہے کہ اوّل آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تھی اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تھے۔ بہرحال اس اختلاف سے اصل مقصد پر اثر نہیں پڑتا حضرت فاروق رضؓ کی یہ منقبت کہ آپ اس موقع پر عزتِ اسلام کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے دونوں سے ثابت ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

فی دیننا قال ابو بکر یا عمر الزم غرزہ
فانی اشہد انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال عمر وانا اشہد انہ رسول اللہ
ثم اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ الست برسول اللہ
حقًا قال بلی قال اولسنا بالمسلمین
قال بلی قال اولیسوا بالمشرکین قال
بلی قال فعلام نعطی الدنیۃ فی
دیننا قال انا عبد اللہ ورسولہ
لن اخالف امرہ ولن یضیعنی قال
فکان عمر رضی اللہ عنہ یقول
مازلت اصوم و اتصدق و اصلی
و اعتق من الذی صنعت یومئذ
مخافۃ کلامی الذی تکلمت بہ
حتی رجوت ان یکون خیرًا و
قال ابن اسحٰق فوثب عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ مع ابی
جندل یمشی الی جانبہ ویقول
اصبر یا ابا جندل فانما ہم المشرکون
وانما دم احدہم دم کلب قال ویدنی قائم
السیف قال یقول عمر رضی اللہ عنہ رجوت ان یأخذ السیف فیضرب بہ
اباہ قال فضن الرجل بابیہ ونفذت القضیۃ دیگر
آنکہ فانزل اللہ سکینتہ علی
رسولہ وعلی المؤمنین

عیب لگائیں۔ عہ ابو بکر رضؓ نے کہا کہ اے عمر رضؓ بس اُن کی رکاب پکڑے
رکھو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں صلے اللہ علیہ وسلم
عمر رضؓ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔
پھر عمر رضؓ پہنچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور کہا
یا رسول اللہ صلعم! کیا آپؐ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں
نہیں۔ پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پھر کہا
کیا وہ مشرک نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا کہ پھر ہم کس
بناء پر اپنے دین میں عیب لگائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا
بندہ اور اس کا رسول ہوں میں ہرگز اُس کے حکم کے خلاف نہ
کروں گا اور وہ ہرگز مجھے ضائع نہ کرے گا۔ (راوی نے) کہا تو
عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں روزے رکھتا رہا اور صدقہ دیتا
رہا اور نوافل پڑھتا رہا اور غلام آزاد کئے اُس بات کی وجہ سے
جو میں اُس دن کر گزرا (یعنی) اپنی اُس گفتگو کے خوف سے جو
میں نے اُس دن کی تھی یہاں تک کہ مجھے امید ہو گئی کہ خیر ہو گی۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جا پہنچے ابو جندل
کے پاس اور اس کے ساتھ اُس کے ایک پہلو کے قریب چلنے لگے اور
کہتے جاتے تھے کہ ابو جندل صبر کر یہ لوگ تو مشرک ہیں اور ان میں
سے ہر ایک کا خون کُتّے کے خون کے برابر ہے (عمر رضؓ نے) کہا
اور میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ تھا (راوی نے) کہا کہ عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ امید کرتا تھا کہ یہ مجھ سے تلوار لے لیگا اور
پھر اس کو اپنے باپ پر مارے گا مگر اس شخص نے اپنے باپ کے
ساتھ ایسا کرنے سے اجتناب کیا اور جو قضیہ چل رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔
دُوسری فضیلت یہ کہ آیت فانزل اللہ سکینتہ الخ (۲۶:۴۸)
سو اللہ تعالے نے اپنے رسول اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل

عہ یہ حدیث اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ مناقب صدیق رضؓ میں پہلے گزر چکی ہے وہاں اس کی شرح تحریر کر دی گئی ہے دیکھ لی جائے ۱۲

www.kitabghar.org

وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى در حق او نازل
شد سوم آنکه وقت مراجعت بسوئی مدینه
سورهٔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اوّل بر فاروق رضؓ برخواند و باین تشریف اورا
از میانِ اصحاب ممتاز ساخت گویا حکمت
درین صورت آن بوده باشد که حضرت
فاروق رضؓ احکام انواع غلبات را بشناسد
اخرج مالک عن یزید بن اسلم عن ابیه
انّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یسیر
فی بعض اسفارِہ وعمر بن الخطاب یسیر معه
لیلاً فسألہ عمر عن شئ فلم یجبہ رسولُ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ثم سألہ فلم یجبہ ثم
سألہ فلم یجبہ فقال عمر ثکلتک اُمّک
عمر نزرتَ رسولَ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ثلاث مرات کلُّ ذلک
لا یجیبک قالَ عُمر فحرّکتُ بعیری
حتے اذا کنتُ امامَ النّاس و
خشیتُ ان ینزلَ فیّ قرآنٌ قال
ما نشبتُ ان سمعتُ صارِخًا یصرخ
بی قال فقلتُ لقد خشیتُ ان یکونَ نزل
فیّ قرآنٌ قالَ فجئتُ رسولَ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فسلّمتُ علیہ فقالَ
لقد اُنزِلَتْ علیّ فی ھٰذہ اللیلۃ
سورۃٌ لَھِیَ احبّ الیّ ممّا طلعت
علیہ الشمس ثم قرأ

عطا کیا اور اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو کلمہ تقوای پر جمائے رکھا"
اُن کے حق میں نازل ہوئی۔ تیسری یہ کہ مدینہ کی طرف واپسی کے
وقت سورہَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوّل
فاروق رضی اللہ عنہ کو سُنائی اور اس عزّت افزائی سے ان کو تمام
اصحابؓ میں ممتاز فرمایا۔ گویا اس صورت میں یہ حکمت ملحوظ ہوگی کہ
حضرت فاروق رضؓ غلبات کی قسموں کے احکام کو پہچان لیں (غلبات
کی تشریح آگے آرہی ہے) مالکؒ نے روایت کیا یزید بن اسلم سے
وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اپنے ایک سفر میں (اونٹ پر) تشریف لیجارہے تھے اور عمرؓ بن الخطاب
رات کے وقت آپؐ کے ساتھ جارہے تھے تو آپؐ سے عمرؓ نے
کسی بات کو پوچھا تو اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے وہی سوال کیا تو پھر آپؐ نے اُن کو
جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے وہی سوال کیا تو آپؐ نے اُن کو
جواب نہ دیا تو عمرؓ نے (اپنے دل میں) کہا کہ اے عمرؓ! تجھے
تیری ماں روئے تو نے التجا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے تین مرتبہ اور کسی مرتبہ میں بھی آپؐ نے تجھے جواب نہ دیا۔
عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی (اور آگے
بڑھادیا) یہاں تک کہ سب لوگوں سے آگے پہنچ گیا۔ اور مجھے
یہ ڈر لگا کہ میرے بارے میں کوئی آیت نازل ہوجائے۔ فرمایا کہ
پھر کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میں نے سُنا کہ ایک چیخنے والا مجھے
پکار رہا ہے۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا
تھا میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہوگا۔ کہا کہ میں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور آپؐ کو سلام کیا
تو فرمایا کہ اس رات میں مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے
زیادہ پیاری ہے ہر اُس چیز سے جس پر آفتاب طلوع ہوا۔ پھر آپؐ نے پڑھا

www.kitabghar.org

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ اینجا دو نکتہ باید شناخت یکی آنکہ غلبہ عبارت از انست کہ چون نورِ ایمان با قلب مخالطت نماید و درمیان نور ایمان و طبیعتِ قلب داعیہ متولد شود کہ امساک از موجب آن مقدور نباشد و بسبب غلبۂ آن داعیہ از بعض آداب شرع و عقل فرو اُفتد و غلبہ بر دو نوع میباشد غلبۂ منبجسہ از انقیادِ قلب نکتہ را کہ از شرع تلقی کردہ است اگر چہ در صورتِ حال مرضی نباشد مانند انقیادِ ابولبابہ داعیہ شفقت بر خلق اللہ را ہنگامے کہ برائے بنو قریظہ اشارہ کرد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایشان را خواہد کشت و شفقت علےٰ خلق اللہ در سائر مواضع ہر چند محمود است چون اینجا معارض اعلاء کلمۃ اللہ واقع شد مرضی الٰہی نیفتاد و غلبۂ داعیۂ الٰہیہ کہ از بعض مواطن شاہقہ بمنزلہ شعاعِ برق بر دل میریزد و شتان بین المرتبتین و حضرت فاروق بیان حال ہر دو غلبہ کردہ است برائے غلبہ کہ در حدیبیہ از جہت حمیتِ اسلام جوشید و بحقیقتِ خلافِ مصلحت کلیہ بود گفتہ است فما زلتُ اصوم والتصدّق الخ یعنی حالِ این غلبہ محتاج کفارت شد و در قضیۂ موتِ ابن اُبی گفتہ است فتحولتُ حتیٰ قمتُ فی صدرہ و قلتُ یا رسول اللہ اَ تُصلی علےٰ ھذا و قد قال یوم کذا کذا و کذا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ یہاں دو نکتہ پہچان لینے چاہئیں پہلا یہ کہ غلبہ سے یہ مراد ہے کہ جب نورِ ایمان قلب کے ساتھ گھل مل جاتے اور نور ایمان اور طبیعتِ قلب کے درمیان ایک داعیہ پیدا ہو جاتے کہ اس چیز کا روکنا جس کا موجب وہ داعیہ ہو رہا ہے قدرت سے باہر ہو اور اُس داعیہ کے غالب آجانے کی وجہ سے شریعت اور عقل کے بعض آداب بھی نیچے گر جائیں اور غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ غلبہ ہے جو پھوٹ نکلنے والا ہوتا ہے قلب کے ایسے نکتہ کے زیرِ حکم آجانے سے جو کہ اُس نے شرع سے حاصل کیا ہے اگرچہ بصورت موجودہ پسندیدہ نہ ہو جیسا کہ "مخلوقِ خدا پر شفقت" کے داعیہ کے زیرِ حکم ابولبابہ کے قلب کا مغلوب ہو جانا جس وقت میں کہ اُنھوں نے بنو قریظہ کو اشارہ کر دیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو قتل کریں گے اور خلق اللہ پر شفقت تمام مواقع میں اگرچہ محمود ہے مگر چونکہ اس جگہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے معارض واقع ہوتی اس لئے پسندیدہ الٰہی نہ ہوتی۔ دوسرا غلبہ اُس داعیہ الٰہیہ کا ہے جو بعض چوٹی کے مقامات سے بجلی کی شعاع کے مرتبہ میں دل پر گرتا ہے اور دونوں مرتبوں میں بہت بڑا بُعد ہے اور حضرت فاروق رضؓ نے دونوں مرتبوں کے غلبہ کا حال ظاہر کیا ہے۔ آپ کے اُوپر جس غلبہ نے حمیتِ اسلام کی جہت سے حدیبیہ میں زور مارا تھا اور وہ درحقیقت مصلحتِ کلیہ کے خلاف تھا اُس کے بارے میں آپ نے فرمایا فما زلتُ اصوم والتصدّق الخ یعنی اس غلبہ کی حالت کفارے کی محتاج ہوئی اور ابنِ اُبی منافق کی موت کے قضیہ میں فرمایا کہ میں گھوم کر بالمقابل جا کھڑا ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھیں گے حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا اور ایسا کہا تھا اور فلاں دن یہ کہا تھا

www.kitabghar.org

أُرِیدُ ایاہ۔ قال فتعجبتُ لی جُرأتی پس فرق درمیان این دو کلمہ ملاحظہ بباید کرد بسیاراست کہ بر سالک یکی ازین دو قسم با دیگرے مشتبہ شود و فہم او برائے حل این اشتباہ کفایت نہ نماید و این اشد مزلۃ الاقدام است حضرت فاروق را چندین دفعہ اشتباہ درمیان غلبات واقع شدہ بود و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میان آنہا تمیز فرمودند تا آنکہ حضرت فاروق درین باب حذاقتے پیدا کرد و بعد ازان اشتباہ رُونمی داد آنگاہ مُحدَّث (ملہم و صادق) کامل گشت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اشارۃ خفیہ باین معنے فرمودہ اند جائیکہ بلفظ تعلیق واقع شدہ لقد کان فیما کان قبلکم مُحدَّثُون (شرطیہ) فان یکن من اُمّتی فعمرُ واللہ اعلم و صدیقِ اکبر را در غلبات کم بود کہ اشتباہ واقع شود و این یکے از وجوہ افضلیتِ اوست بر فاروق در ذیلِ این نکتہ باید دانست کہ امر دواعی مشابہت تمام دارد بامر رؤیا ہر دو امر فیضے ہست نازل از احیاز شاہقہ (عالیہ) لیکن رؤیا نزد یک تعطیلِ حواس نمودار میگردد (موقوف) و داعیہ باوجود استقلالِ حواس بر رُوئے کار مے آید و در رؤیا مطرح شعاع بالاصالۃ عقل میباشد و در دواعی مطرح آن قلب چنانکہ در رؤیا اضغاثِ احلام و تشبّحِ (تصور) اخلاق و اعمال

اُس کے دنوں کو شمار کرنے لگا۔ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے اپنے اوپر اور اپنی جرأت پر تعجّب ہوا۔ تو ان دونوں کلموں کے درمیان جو فرق ہے اُس کو بخوبی ملحوظ کر لینا چاہیئے۔ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ سالک پر ان دونوں قسموں میں سے ایک قسم کا دوسری پر اشتباہ ہوجاتا ہے اور اُس کی فہم اس اشتباہ کے حل کے لئے کفایت نہیں کرتی اور یہ اَقدام کی سخت لغزش کا موقع ہے۔ حضرت فاروق رض کو کتنی ہی مرتبہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو الگ الگ کرکے دکھا دیا۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق رض اس باب میں پورے تجربہ کار ہوگئے پھر آپ کو کوئی اشتباہ نہیں ہوتا تھا اُس وقت آپ محدّث کامل ہوگئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دقیق اشارہ اس حقیقت کی طرف کیا ہے جہاں کہ کلمۂ شرط واقع ہوا (یعنی اس ارشاد میں) لقد کان فی ما کان قبلکم محدّثون فان یکن من امّتی فعمر (یعنی جو اُمتیں تم سے پہلے ہوچکی ہیں اُن میں محدّث (صاحب کشف) ہوتے تھے اگر میری امّت میں سے کوئی ہے تو عمر رض ہے) واللہ اعلم۔ اور صدیقِ اکبر رض کو غلبات میں کم اشتباہ واقع ہوا اور فاروق رض پر اُن کی افضلیت کی وجوہ میں سے ایک یہ وجہ بھی ہے۔ اس نکتہ کے ذیل میں یہ جاننا چاہیئے کہ داعیوں کا معاملہ خواب کے معاملہ سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔ دونوں امر ایک فیض ہوتے ہیں جو چوٹی کے مقامات سے آتا ہے لیکن (دونوں میں یعنی داعیہ اور رؤیا میں یہ فرق ہے کہ) رؤیا حواس کے معطّل ہونے کے وقت نمودار ہوتا ہے اور داعیہ حواس کے بجا ہونے کے باوجود پیدا ہوتا ہے اور (دوسرا فرق یہ ہے کہ) رؤیا میں (فیض کی) شعاع کے گرنے کا محل بالاصالۃ عقل ہوتی ہے اور دواعی میں اُسکے گرنے کا مقام قلب ہوتا ہے۔ جس طرح کہ رؤیا میں "اضغاث احلام" اور "اخلاق و اعمال کا

www.kitabghar.org

بصورِ مثالیہ با فیضِ نازل از ملک رؤیا
مشتبہ می شود و حلّ اشتباہ متعذر مے
گردد ہمچنان در دواعی داعیہ منبجسہ (جاریہ) از
طبیعتِ نفس واز عادات و مالوفات و
داعیۂ متولّدہ درمیانِ نورِ ایمان و
طبیعت قلب نزدیک انقیاد آن نکتہ کہ
از شرع تلقّی نمودہ باداعیۂ نازلہ از منبع
صدق و حق مشتبہ مے شود وحلّ اشتباہ
متعذر میگردد چون بعون اللہ عزّ و
جلّ اشتباہ منقطع شد وحق از باطل
ممتاز گشت آن داعیہ و آن
رؤیا قابل اعتماد مے باشد ولکن
دونَ ذٰلک خرط القتاد نکتۂ
دوم آنکہ معلوم بالقطع است کہ
صحابہ از نزدیک خود ہدایت را
نیاوردہ اند بلکہ ہمہ بتاثیر نفسِ قدسیۂ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مہتدی گشتند کما قال عزّ
من قائل وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
وتاثیر نفس مطہرۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم در ایشان گاہے بتقریب امر و نہی فقط
می باشد وگاہی باقترانِ غضب و
تہدید و زمانے بمجرد صحبت پس تنبیہ و تہدید
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
یکے از اسباب وصول بمرتبۂ سعادت است
وآن را یکے از مناقبِ عظیمہ صحابہؓ

مثالی صورتوں کے ساتھ نظر آنا"، یا "فرشتے کی طرف سے فیض کا نازل ہونا" (یہ امور) مشتبہ ہو جاتے ہیں اور اشتباہ کا حل دشوار ہو جاتا ہے (کہ یہ فیصلہ کیا جائے کہ یہ رؤیا مذکورہ بالا انواع میں سے کس نوع سے تعلق رکھتا ہے) یہی اشتباہ دواعی میں پیش آتا ہے، ایک داعیہ ہے جو جاری ہونے والا ہے طبیعت اور عادات اور مالوفات (یعنی نفس کے مرغوبات) سے، اور ایک داعیہ ہے جو پیدا ہوتا ہے نورِ ایمان اور طبیعت قلب کے درمیان سے اس حالت میں جب کہ وہ کسی نکتہ پر جو شریعت سے اُس نے حاصل کیا اور پورے طور پر اس پر جم چکا ہے (یہ داعیہ مشتبہ ہو جاتا ہے) اُس داعیہ کے ساتھ جو نازل ہونے والا ہے صدق وحق کے منبع سے (جو چوٹی کا مقام ہے) اور اشتباہ کا حل دشوار ہو جاتا ہے۔ جب اللہ عزّ وجلّ کی مدد سے اشتباہ منقطع ہو جائے اور حق باطل سے ممتاز ہو جائے تو وہ داعیہ اور رؤیا قابلِ اعتماد ہو جاتا ہے اور بغیر اس کے خاردار شاخ پر ہاتھ ملنا ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ صحابہؓ ہدایت کو اپنی طرف سے نہیں لائے (یعنی از خود ہدایت یافتہ نہیں بنے) بلکہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ قدسیہ کی تاثیر سے ہدایت یافتہ بنے۔ جیسا کہ اللہ عزّ وجلّ نے فرمایا ہے وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مستقیم (اور بیشک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ مطہرہ کی تاثیر ان حضرات میں (مختلف طریقوں سے ہوتی تھی) کبھی صرف امر و نہی کے ارشاد فرمادینے سے۔ اور کبھی غضب اور دھمکی کی آمیزش سے۔ اور کبھی صرف صحبت سے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تنبیہ کرنا اور دھمکانا بھی مرتبۂ سعادت پر پہنچنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اور اُس کو صحابہؓ کی مناقبِ عظیمہ میں سے ایک

www.kitabghar.org

میباید شمرد و لہٰذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است اللّٰھم انّی بشرٌ ایّما مسلمٍ آذیتہ شتمتہ ضربتہ فاجعلہ لہٗ رحمۃً او کما قال و اگر نفس بعضے از صحابہؓ بوجہے مخلوق شدہ باشد کہ بغیر تقریب تخویف و تہدید باصل مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مُہتدی شود و بمرضی وے صلی اللہ علیہ وسلم متمثل گردد آن از عنایاتِ حق است کہ بطریق ندرت بعضی را بآن برمیگزیند در تہذیب و تربیتِ حضرتِ فاروقؓ چندین دفعہ عُنف و تہدید از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر شدہ است چنانکہ در قرآتِ او نسخہ توریتؔ را واقع شد و بنسبتِ حضرت صدیقؓ ازین قسم معاملہا بسیار کم بظہور آمد و این نیز وجہے از وجوہ افضلیتِ صدیقِ اکبر است واللہ اعلم

وازانجملہ آنست کہ در غزوۂ خیبر مآثرِ جمیلہ نصیبِ فاروق گشت بوجوہ بسیار یکی[۱] آنکہ اہلِ سِیَر ذکر کردہ اند کہ درین غزوہ میمنۂ لشکر مفوّض بحضرتِ فاروقؓ شد دیگر[۲] آنکہ ہر شبی تعہدِ حراستِ لشکر بیکے از صحابہؓ مقرر می شد شبے کہ نوبت حراستِ فاروقِ اعظمؓ بود یہودے بر دستِ وے رضی اللہ عنہ اُفتاد و پیشِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اورا برد و آنحضرتؐ احوالِ خیبر از وے استفسار فرمود و این معنی سبب فتحِ خیبر شد سوم[۳] آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق شخصے فرمود رَحِمَ اللّٰہُ فلانًا فاروقؓ بحدس ذہن معاملۂ الٰہی

منقبت شمار کرنا چاہیئے اور اسی بناء پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم انی بشرٌ الخ یعنی یا اللہ میں بشر ہوں جس مسلمان کو میں نے ایذا دی ہو، بُرا کہا ہو، مارا ہو تو اس کو اس کے لئے رحمت بنا دیجئے او کما قال اور اگر صحابہؓ میں سے کسی کا نفس ایسی صورت میں مخلوق ہوا ہو کہ تخویف و تہدید کے استعمال کے بغیر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مقصد پر فائز ہو جاتے اور آپؐ کی مرضی کے مطابق متمثل ہو جاتے تو یہ حق تعالےٰ کی عنایاتِ خاصہ میں سے ہے کہ شاذونادر طور پر کسی کو اس سے نواز دیتے ہیں۔ حضرت فاروقؓ کی تہذیب و تربیت میں کتنی ہی مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے غصہ اور ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ اُن کے نسخۂ توریت کے پڑھنے کے وقت ایسا وقوع میں آیا۔ اور بہ نسبت حضرت صدیقؓ کے اس قسم کے معاملوں کا ظہور بہت کم ہوا۔ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے، واللہ اعلم

اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت فاروقؓ کے حصّہ میں جو مناقب آئے اُن کی بہت سی وجوہ ہیں۔ ایک[۱] یہ کہ اہلِ سیَر نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں لشکر کا میمنہ حضرت فاروقؓ کے سپرد کیا گیا تھا۔ دوسری[۲] یہ کہ ہر رات میں لشکر کی نگہبانی کی ذمہ داری صحابہؓ میں سے ایک کے لئے مقرر کی جاتی تھی جس رات میں حضرت فاروقؓ کی نگہبانی کی باری تھی تو ایک یہودی آپؓ کے قبضہ میں آگیا اور اُس کو آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا۔ آپؐ نے اُس سے خیبر کے حالات دریافت کئے اور اس معنے سے یہ گرفتاری فتحِ خیبر کا سبب ہو گئی۔ تیسری[۳] یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے حق میں فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ فلانًا (یعنی اللہ تعالےٰ رحمت کرے فلاں شخص پر) فاروقؓ نے اپنی ذہنی قوّت سے اس کے ساتھ اللہ کے

www.kitabghar.org

باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دعاء او شناخت وگفت
وجبتْ یارسولَ اللہ (ای الشہادۃ لہ) قال ابن اسحٰق فحدّثنے محمد
ابن ابراہیم التیمی عن ابے الہیثم بن نضرۃ الاسلمی ان
اَباہ حدّثہ انّہ سمعَ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یقول فی مسیرہ الےٰ خیبر لعامر بن الاکوعؓ اَنزِلْ یا
ابن الاکوعؓ فحدّثنا من ھُنَیّاتِک قال فنزل یرتجزُ
برسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ؎

واللہِ لولا اللہُ ما اہتدَینا
ولا تصدّقنا ولا صلّینا
انّا اذا قومٌ بغَوا علینا
وانْ ارادوا فتنۃً اَبَینا
فَاَنزِلَن سکینۃً (ای الطمانینۃ ورحمۃ) علینا
وثبِّتِ الاقدامَ اِن لاقینا (العدو)

فقالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یرحمکَ ربُّکَ
فقال عمر بن الخطاب رضے اللہ عنہ وَجبتْ و
اللہِ یارسولَ اللہ لو لا امتعتَنا بہ فقُتِل (عامرؓ)
یومَ خیبر شہیدًا چہارم آنکہ در بعض
ایّام خیبر او امیر لشکر بود مجاہدہا فرمود
ہرچند فتح بر دست حضرت مرتضیٰ واقع
شد و فضیلتِ وے رضی اللہ عنہ درین واقعہ غالب
برآمد علی مرتضیٰ گفت سارَ رسولُ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم الےٰ خیبر فلمّا اتاہا بعثَ
عُمر و بعثَ النّاسَ الےٰ مدینتہم اوقصرہم
فقاتلوھم فلم یَلبثُوا ان ہَزَمُوا
عمرؓ و اصحابہ

معاملہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ دُعا سے پہچان لیا اور کہاکہ واجب ہوگئی یارسول اللہؐ (یعنی شہادت اس شخص کے حق میں)، ابنِ اسحٰق نے کہاکہ مجھ سے بیان کیا محمد بن ابراہیم تیمی نے وہ روایت کرتے ہیں ابوالہیثم بن نضرۃ الاسلمی سے کہ اُس نے بیان کیا کہ اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُناکہ آپ خیبر کی طرف سفر کے دَوران میں عامر بن الاکوعؓ سے فرمارہے تھے اُترآ اے ابن الاکوعؓ! ہم کو کچھ اپنے اشعار سُنا۔ کہاکہ وہ رجزیہ اشعار کہتا ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُترا۔ اُس نے کہا ؎ واللہ لولا اللہ الخ یعنی خدا کی قسم اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے؛ ہم ایسی قوم ہیں کہ جب کسی قوم نے ہمارے ساتھ سرکشی کی، اور اگر انھوں نے ہمارے ساتھ فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے مقابلہ کیا؛ تو (یا اللہ) ہم پر اطمینان ورحمت نازل کردیجئے، اور ہم کو ثابت قدم رکھئے جب دشمن کا ہم سامنا کریں؛ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ تجھ پر تیرا رب رحمت کرے۔ تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہوگئی (یعنی شہادت) خدا کی قسم یارسول اللہؐ! ابھی اس سے ہمیں کچھ اور آپ منتفع ہونے دیتے۔ تو یہ (عامر بن الاکوعؓ) خیبر میں قتل ہوکر شہید ہوئے۔ چوتھی یہ کہ خیبر کے بعض ایام میں وہ امیر لشکر تھے آپ نے بڑی جانفشانی کی اگرچہ (آپ فتحمند نہ ہوسکے اور) فتح حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور اس واقعہ میں علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت غالب رہی۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو عمرؓ کو بھیجا اور (ان کے ساتھ) لوگوں کو روانہ کیا اُن (یہودیوں) کے شہر یا قصر (شکِ راوی) کی طرف، تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عمرؓ اور اُن کے اصحابؓ پسپا ہوکر لوٹ آئے ساتھی اُن پر بزدلی کا

www.kitabghar.org

فجاءوا یحبّونه و یحبّهم اخرجه
الحاکم و این کلمه بلیغه است از حضرت
مرتضیٰ چون اینجا مقصود اقتحام (درآمدن بلافکر) در
حرب بود ترک اقتحام را بلفظ جُبن تعبیر
رفته و از آنجمله آنست که در غزوۂ فتح
فضائل فاروق بچندین وجه ظاہر گشت
اوّل آنکه چون حاطب بن ابی بلتعه
خبر توجه آنحضرت صلی اللّٰہ علیه
وسلم بجانب قریش نوشت و آن
بر خلاف مصلحتِ آنحضرت ؐ بود
غیرتِ فاروق رض بجوشید و بتدبیر
نبوی ؐ آن غلبه فرونشست قال
عمر انه قد خان اللّٰہ و رسوله
والمؤمنین فدعنی فلاضرب عنقه
فقال الیس من اہل بدرٍ لعل
اللّٰہ اطّلع علی اہل بدرٍ فقال
اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنّة
او قد غفرتُ لکم فدمعت عینا
عمر و قال اللّٰہ و رسوله اعلم
اخرجه البخاری دوم آنکه چون ابوسفیان
احکام صلح درخواست نمود
حضرتِ فاروق رض بشدت
ردّ سوالِ او فرمود و
آن موافقِ مرضیِ حق
افتاد

الزام لگا رہے تھے اور وہ ان پر عائد کر رہے تھے، اس کو حاکم نے روایت
کیا۔ اور حضرت مرتضیٰ رض نے یہ ایک بلیغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں
مقصود جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو
اس کے ترک کو لفظ جُبن (نامردی) سے تعبیر کی۔ اور ان میں سے
ایک یہ ہے کہ غزوۂ فتح میں (یعنی فتح مکہ کے سلسلہ میں) فاروق رض
کے فضائل متعدد وجوہ سے ظاہر ہوئے۔ اوّل یہ کہ جب حاطب رض
ابن ابی بلتعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ
ہونے کی خبر قریش کو لکھ دی اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی مصلحت کے خلاف تھی حضرتِ فاروق رض کی غیرت جوش میں
آگئی اور تدبیرِ نبوی ؐ سے اُس کا غلبہ فرو ہوا۔ (اس حدیث میں
مذکور ہے کہ) عمر رض نے کہا (جب حاطب بن ابی بلتعہ کا خط پڑھا گیا
جو حضرت علی رض نے مکہ جانے والی ایک عورت کے پاس سے برآمد
کیا تھا اور حاطب نے خط لکھنے کا اقرار کر لیا اور اس کی وجہ عرض
کی جس کو آپ ؐ نے قبول فرمایا) یقیناً اُس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اور
اُس کے رسول ؐ کی اور تمام مؤمنین کی خیانت کی اس لئے مجھے
اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں، تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ اہلِ بدر میں سے نہیں ہے؟ (جن کی
مغفرت فرمادی گئی ہے اور مغفرت بھی ایسی کہ) گویا اللہ تعالیٰ نے اہلِ
بدر پر طلوع ہو کر فرما دیا ہے کہ تم اب جو چاہو کرو تمہارے لئے
جنّت واجب ہو چکی ہے یا (یہ فرمایا) میں تمہاری مغفرت کر چکا۔ تو
عمر رض کی دونوں آنکھوں میں آنسو آگئے اور اُنھوں نے کہا اللہ اور
اُس کے رسول ؐ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں، اس کو بخاری
نے روایت کیا۔ دوم یہ کہ جب ابو سفیان نے (دوبارہ) صلح کو محکم
کرنے کی درخواست کی تو حضرت فاروق رض نے بہت سختی کے
ساتھ اس کی درخواست کو رد کر دیا اور وہ مرضیٔ حق کے مطابق رہا۔

www.kitabghar.org

سوم آنکه ابو سفیان چون قائدِ لشکر کفار بود و مسلمانان از دستِ وی چندین بار ایذا کشیده بودند فاروق رض را داعیہ قتلِ او و عدمِ قبول امانِ او مصمم شد و دران باب قیل و قال بیان آمد تا آنکه تربیتِ نبوی ص آن شورشِ اورا فرونشاند قال ابن اسحٰق فی حدیث العباس وشفاعتہ لأبی سفیان مررتُ بنارِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال مَن ہذا و قامَ اِلیَّ فلمّا رآے ابا سفیان علٰی عجزِ الدابۃ قال ابو سفیان عدوّ اللہ الحمد للہ الذی امکن منک بغیر عقدٍ و لا عہدٍ ثم خرج یشتدّ نحو رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورکضتُ البغلۃ فسبقتُہ بما تسبق الدابۃ البطیئۃ الرجلَ البطیَٔ قال فاقتحمتُ عن البغلۃ فدخلتُ علٰی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دخلَ علیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال یارسولَ اللہ ہذا ابو سفیان قد امکن اللہ منہ بغیر عقدٍ و لا عہدٍ فدعنی فاضرب عنقہ قال قلتُ یارسولَ اللہ انی قد اجرتُہ ثم جلستُ الٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذتُ براسہ فقلتُ و اللہِ لایناجیہ اللیلۃ دونی قال فلمّا اکثرَ عمر

سوم یہ کہ ابو سفیان چونکہ لشکرِ کفار کا سردار تھا اور مسلمان کئی مرتبہ اُس کے ہاتھ سے ایذائیں اُٹھا چکے تھے اس لئے فاروق رض کے دل میں اُس کے قتل اور اُس کے لئے امن نہ قبول کرنے کا داعیہ مصمّم پیدا ہوا اور اس باب میں قیل و قال واقع ہوئی یہاں تک کہ تربیتِ نبوی ص نے اس شورش (یعنی جوش) کو دبایا۔

ابن اسحٰق نے بیان کیا حدیث عباس رض میں اور اُن کے ابو سفیان کی سفارش کرنے کے سلسلہ میں (عباس رض فرماتے ہیں کہ) میں عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی آگ سے گزرا تو انھوں نے کہا کہ یہ کون ہے اور اٹھ کر میری طرف آتے تو جب اُنھوں نے ابو سفیان کو میرے جانور کی پچھاڑی پر بیٹھے ہوتے دیکھا تو کہا کہ ابو سفیان خدا کا دشمن، اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے قابو میں کر دیا بغیر اس کے کہ تجھ سے کوئی وعدہ ہو یا عہد ہو۔ پھر نکل کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگنے لگے اور میں نے بھی اپنا خچر دوڑا دیا تو میں اُن سے اتنا آگے نکل گیا جتنا سُست چلنے والا جانور سُست چلنے والے آدمی سے آگے ہوتا ہے۔ کہا کہ میں پہنچتے ہی فوراً خچر سے کود پڑا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور (جبھی) عمر رضی اللہ عنہ بھی آپہنچے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! یہ ابو سفیان ہے، اب اللہ تعالیٰ نے اس کو قابو میں کر دیا ہے بغیر کسی وعدے اور عہد کے۔ بس آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ عباس رض کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کو امن دیدیا ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اُس کا (یعنی ابو سفیان کا) سر پکڑا اور کہا کہ خدا کی قسم آج کی رات اس سے تنہائی میں میرے بغیر کوئی بات نہیں کرے گا۔

عباس رض نے کہا کہ جب عمر رض نے اُس کے بارے میں گفتگو

www.kitabghar.org

فی شانہٖ قالَ قلتُ مہلاً یا عمر فواللہِ لو
کانَ من رجالِ بنی عَدِی بن کعبٍ ما
قلتَ ہٰذا ولکنک قد عرفتَ انہ من رجالِ
بنی عبد منافٍ فقال مہلاً یا عباسُ فواللہِ
لَاِسلامُکَ یومَ اَسلمتَ کان احبَّ اِلیَّ
من اِسلامِ الخطّابِ لو اَسلمَ وازاں جملہ
آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فاروق رض را بر صدقاتِ مدینہ عامل ساخت
فمنعَ العباسُ و خالدٌ و ابنُ جمیلٍ الحدیثُ
مذکورٌ بطولہٖ فی صحیح البخاری و عن عمرَ
انی عَمِلتُ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاَعطانی عُمَالۃً فقلتُ اَعطِہ افقرَ الیہ
مِنّی الحدیث اخرجہ ابوداؤد وغیرہ وازاں
جملہ آنست کہ در غزوۂ حُنَین فضائلِ عظیمہ
حاصل نمود اہلِ سِیَر نوشتہ اند کہ روزِ حُنین
رایتے از رایاتِ مہاجرین بفاروق دادند مانند
جماعت داری از جماعتداران الیوم وازاں
جملہ آنست کہ در طائف فضیلتِ نمایاں نصیب وے
رضی اللہ عنہ آمد بدو وجہ یکی آنکہ در قصۂ رؤیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کہ قعبِ زبد را خروسی منقار زدہ پراگندہ
ساخت و تعبیر صدیق کہ در حالتِ راہنہ فتحِ طائف
میسّر نخواہد شد در سیرتِ ابن اسحٰق مذکور است ثم
انّ خولۃ بنت حکیم بن امیّۃ وہی امراۃ عثمٰن بن
مظعونٍ قالتْ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اَعطِنی اِن فتحَ اللہُ علیکَ الطائفَ

زیادہ بڑھادی تو میں نے کہا کہ اے عمرؓ! بس رہنے دو واللہ اگر یہ بنی عدی بن کعب کے لوگوں میں سے ہوتا تو تم یہ گفتگو نہ کرتے لیکن تم بخوبی جانتے ہو کہ یہ بنی عبد مناف کے لوگوں میں سے ہے۔ تو عمرؓ نے کہا ٹھہرو اے عباسؓ (تم نے مجھے غلط سمجھا کہ میں خاندانی تعصب میں مبتلا ہوں) خدا کی قسم جس دن تم اسلام لائے تھے تمہارا اسلام قبول کرنا میرے لئے خطّاب کے اسلام سے زیادہ خوشی کا باعث ہوتا اگر وہ اسلام لاتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر عامل بنایا تو منع کیا عباسؓ اور خالدؓ ابن جمیل نے، یہ حدیث تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے (فرمایا) کہ میں نے عمل کیا (یعنی عامل کی خدمت انجام دی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ پھر آپؐ نے مجھ کو معاوضہ خدمت عطا کرنا چاہا تو میں نے عرض کیا کہ یہ اس کو دیدیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا حاجتمند ہو، اس کو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ حُنین میں فضائلِ عظیمہ حاصل کئے۔ اہلِ سِیَر نے لکھا ہے کہ یومِ حُنین میں مہاجرین کے جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا فاروقؓ کو دیا گیا جیسا کہ کسی جماعت کے سربراہ کو آج کے سرداروں کی مانند دیا جاتا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ طائف میں عمر رضی اللہ عنہ کے حصّہ میں نمایاں فضیلت دو وجہ سے آئی ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس خواب کے قصّہ میں کہ مکھن کی رکابی میں ایک مُرغ نے چونچ مار کر اس کو پراگندہ کردیا اور حضرت صدیقؓ نے یہ تعبیر دی کہ موجودہ حالت میں طائف کی فتح میسّر نہ ہوگی۔ سیرت ابنِ اسحٰق میں مذکور ہے کہ خولہؓ بنتِ حکیم ابن اُمیّہ نے جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھی کہا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اللہ آپؐ کو طائف فتح کرادے تو بادیہ بنتِ

www.kitabghar.org

حُلِیِّ بادیہ بنت غیلان او حُلِیِّ الفارِعۃ بنت عقیلٍ وکانت من اَحْلیٰ نساء ثقیف وذُکِرَ لِیَ انّ رسولَ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم قال لہا وان کانَ لم یُؤذَن فی ثقیف یاخولۃُ فخرجت خولۃُ فذکرتْ لعمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ فدخل عمرُ علےٰ رسولِ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فقالَ یارسولَ اللّٰہ ما حدیثٌ حدّثتنہ خولۃُ زَعمتْ انک قُلتَہا قال قد قلتُہا قال اَوَما اُذِنَ فیہم یارسولَ اللّٰہ قال لا قال افلا اُوذِنُ بالرحیل قالَ بلےٰ قال فاَذَّنَ عمرُ بالرحیلِ دوم آنکہ وقت قسمت غنائم در جعرانہ ذوالخویصرۃ حاضر شد و فاروق رض را داعیہ قتل او بخاطر آمد عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص قیل لہٗ ہل حضرتَ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم حینَ کلّمہ التمیمی یومَ حُنین قالَ نعم جاءہ رجلٌ من تمیم یُقال لہٗ ذوالخویصرۃ فوقفَ علیہ وہو یُعطے الناسَ فقال یا محمد قد رأیتُ ما صنعتَ فی ہٰذا الیوم فقالَ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اَجَلْ فکیف رأیتَ قالَ لم اَرَکَ عَدَلْتَ قالَ فغضبَ النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم فقالَ ویحکَ اذا لم یکن العدلُ عندی فعندَ مَن یکون فقالَ عمرُ بن الخطاب یارسول اللّٰہ اَلَا

غیلان کے زیور یا فارعہ بنت عقیل کے زیور مجھے عطا کیجئے اور بنو ثقیف کی عورتوں میں یہ بہت زیور والی تھی اور مجھ سے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے یہ فرمایا کہ اے خُولہ اور اگر ایسا ہو کہ ہم کو اجازت نہ دی گئی ثقیف پر (یعنی غلبہ نہ دیا گیا)، تو خولہ نے آپؐ کے پاس سے نکل کر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ اس بات کی کیا حقیقت ہے جو خولہ نے بیان کی وہ یہ سمجھتی ہے کہ آپؐ نے اُس سے ایسا فرمایا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اُس سے ایسا کہا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا یارسول اللہؐ اُن کے بارے میں اجازت نہیں دی گئی؟ فرمایا کہ نہیں عرض کیا کہ تو پھر میں کوچ کرنے کا اعلان نہ کردوں؟ فرمایا کہ ہاں کردو۔ تو عمرؓ نے کوچ کا اعلان کردیا۔ دوسری یہ کہ جعرانہ میں غنیمتوں کی تقسیم کے وقت ذوالخُویصرہ حاضر ہوا تو فاروقؓ کے دل میں اُس کے قتل کا داعیہ پیدا ہوا۔ مروی ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ اُن سے کہا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت موجود تھے جب آپؐ سے یوم حُنین میں تمیمی نے گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ہاں آپؐ کے پاس تمیم میں کا ایک شخص آیا تھا جس کو ذوالخُویصرہ کہا جاتا تھا۔ وہ آپؐ کے پاس کھڑا ہوا جب آپؐ لوگوں کو دے رہے تھے پھر بولا کہ اے محمدؐ! میں نے دیکھ لیا ہے جو کچھ آپؐ نے آج کے دن کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو پھر تو نے کیا دیکھا؟ بولا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ عدل کرتے ہوں۔ کہا کہ اس سے غصہ میں آگئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ افسوس ہے تجھ پر جب کہ عدل میرے پاس بھی نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس ہوگا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب نے کہا یارسول اللہؐ کیا ہم اس کو

www.kitabghar.org

نقتلہٗ قال لا دعوہ فانہ ستکون لہ شیعۃ یتعمقون فی الدین حتی یخرجوا منہ کما یخرج السہم من الرمیۃ ینظر فی النصل فلا یوجد شیئ ثم فی القدح فلا یوجد شیئ ثم فی الفوق فلا یوجد شیئ سبق الفرث والدم اخرجہ ابن اسحٰق سوم آنکہ استیذان نمودہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ انی نذرت فی الجاہلیۃ ان اعتکف لیلۃ فی المسجد الحرام فقال لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم اوف بنذرک اخرجہ البخاری وفی بعض الروایات یا اخی اشرکنا فی دعائک او لاتنسنا فی دعائک واین تشریف بود در حق حضرت فاروق رضی اللہ عنہ وازانجملہ آنست کہ در غزوہ تبوک نصف مال خود انفاق نمودہ وازانجملہ آنست کہ در حجۃ الوداع حاضر بود وآن ہمہ مواعظ استماع نمود وجمیع آن مشاہد متبرکہ را ادراک فرمود وازانجملہ آنست کہ بسیارے از فضائل شریک صدیق اکبرؓ بود وسہیم او در مشاورت

قتل نہ کر دیں۔ فرمایا نہیں چھوڑ دو اس کو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی پیروی کرنے والی ایک جماعت ہوگی جو دین میں عیب جوئی کرے گی یہاں تک کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح (زور دار) تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ ایک شخص اُس تیر کی نوک کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز (لگی ہوتی) نہ ملے گی پھر اُس کے قدح (سیدھے حصہ) کو دیکھا جائے گا تو کوئی شے نہ ملے گی۔ پھر سوفار (تیر کے اوپر کا حصہ جو چلّہ پر رکھا جاتا ہے) کو دیکھے گا تو وہاں کچھ نہ ملیگا۔ وہ تیزی کے ساتھ گوبر اور خون میں سے نکل گیا، اس کو روایت کیا ابن اسحٰق نے۔ تیسری یہ کہ آپؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم سے اجازت چاہی کہ میں نے جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجدِ حرام میں معتکف رہوں گا۔ تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) میرے بھائی ہم کو اپنی دعاء میں شریک رکھنا یا (یہ فرمایا) کہ ہم کو اپنی دُعاء میں بھلا نہ دینا۔ اور یہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں بڑی عزت افزائی تھی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں آپ نے اپنا نصف مال خرچ کر دیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں حاضر تھے اور آپ نے وہاں کے تمام مواعظ کو خوب سُنا اور متبرک مقامات میں حاضری کو بخوبی سمجھا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے فضائل میں آپ صدیق اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں آپ حصہ دار رہے (یعنی رسول اللہ

ع نہایہ میں ہے کہ تیر کو کاٹتے ہی قِطعٌ کہتے ہیں۔ پھر تراش کر چھیل کر صاف کریں تو بَرِیٌ کہتے ہیں پھر سیدھا کریں تو قِدحٌ کہتے ہیں پھر پَر اور پیکان لگائیں تو سَہمٌ کہتے ہیں ۱۲ لغات الحدیث۔ یہ حدیث شرح و بسط کے ساتھ مقصد اول جلد ثانی میں گزر چکی ہے ع اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر فوراً ہی نکل جائیں گے۔ اس طرح کہ اسلام کا معمولی سا اثر بھی ان لوگوں میں باقی نہ رہے گا ۱۲

www.kitabghar.org

ودر تعبیر بلفظِ صالح المؤمنین نزدیکِ نزولِ
آیۃ تحریم و در ثباتِ روزِ جمعہ وقتِ انفضاض تفرق
قوم و این ہمہ مباحث را در مآثرِ حضرت
صدیق رض بیان کردیم و ازانجملہ آنست کہ
بعد انتقالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ساعی ترینِ مردم بود برائے خلافتِ صدیق رض
و ناصحِ ترین مردم درحقِ او و این معنی
را بالا نوشتیم وازانجملہ آنست کہ در
خلافتِ صدیقِ اکبر رض نائبِ مطلق خلیفہ
ووزیر ومشیرِ او در مہمات وقاضی
مدینہ او بود عن ابراہیم النخعی قالَ
اوّلُ من ولّی ابو بکرٍ شیئاً من امورِ
المسلمین عمر بن الخطاب ولّاہُ القضاء
فکان اوّل قاضٍ فی الاسلام و قال
اقضِ بینَ الناس فانّی فی شغلٍ اخرجہ
ابو عمر وازانجملہ آنست کہ صدیقِ اکبر رض
در آخر ایّام خود فاروق رض را ولیعہدِ
خود ساخت واورا از افضلِ امت
خواند چنانکہ گزشت و مآخذِ قولِ او حدیث
آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم
عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر
لابی بکر یا خیر الناس بعدَ رسولِ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ
ابو بکر اَمَا انّکَ ان قلتَ ذاک فلقد سمعتُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلے اللہ علیہ وسلم مشوروں میں ابو بکر رض کے ساتھ عمر رض کو بھی شریک
رکھتے تھے) اور سورۂ تحریم کی آیت کے نزول میں لفظ صالح المؤمنین
کی تعبیر میں (بھی آپ ابو بکر رض کے ساتھ شریک ہیں) اور جمعہ کے
دن (خطبہ کے وقت) جب قوم متفرّق ہوگئی (جس کا بیان سورۂ
جمعہ میں ہے) آپ کا موجود رہنا اور ان تمام مباحث کو ہم حضرت
صدیق رض کے مناقب میں بیان کرچکے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت صدّیقِ
اکبر رض کی خلافت کے لئے آپ سب سے زیادہ سرگرم سعی رہے اور اُن
کے حق میں تمام لوگوں سے زیادہ خیر خواہ رہے اور اس حقیقت کو
ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ صدّیقِ
اکبر رض کی خلافت میں خلیفہ کے نائبِ مطلق اور مہمات میں اُن کے
وزیر ومشیر اور مدینہ کے قاضی وہی تھے۔ مروی ہے ابراہیم نخعی
سے اُنھوں نے کہا کہ سب سے پہلے جس شخص کو مسلمانوں کے کچھ
امور پر ابو بکر رض نے متولّی بنایا وہ عمر رض بن الخطاب تھے۔ ان کو عہدۂ
قضا سپرد کیا تو وہ اسلام کے سب سے پہلے قاضی ہوئے اور
ابو بکر رض نے اُن سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلے آپ کیا کیجئے
کیونکہ میں دوسرے شغل میں ہوں، اس کو ابو عمر نے روایت کیا۔
اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ صدّیقِ اکبر رض نے اپنے آخری ایام
میں فاروق رض کو اپنا ولی عہد بنایا اور ان کو افضلِ اُمّت فرمایا
جیسا کہ گزر چکا اور اُن کے قول کا ماخذ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی حدیث تھی۔ مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے اُنھوں
نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) عمر رض نے ابو بکر رض کو اس طرح خطاب
کیا "اے سب لوگوں سے بہتر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے" تو ابو بکر رض نے کہا کہ اب تم نے یہ کہدیا (تو مجھ سے بھی
سُن لو کہ) واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا

www.kitabghar.org

يقولُ ما طلعتِ الشمسُ علےٰ رجلٍ خيرٍ من عمرُ
اخرجه الترمذی و معنی این کلام آنست کہ
فاروق رضہ افضل امّت باشد در زمانے از ازمنہ
این قضیۃ را مطلقۂ عامہ می باید شمرد لہٰذا
فاروق رضہ صدیق رضہ را افضل می گفت و صدیق رضہ
این معنی را از وی مسلم میگذاشت وحضرت
صدیق رضہ فاروقِ اعظم رضہ را اقوی وخیر الناس
می گفت واو نیز این معنی را از وی مسلّم
میداشت این است شرح اعانتہا۔ فاروق
بہ نسبت جناب نبوّت ونسبتِ خلیفۂ پیغامبر
باز چون نوبت خلافتِ او رسید سیاستے
از وے ظاہر شد کہ ہیچ خلیفہ را میسّر نہ
نیامد نہ پیش از وے نہ بعد از وے فی
الاستیعاب وُلّی الخلافۃ بعد ابی بکر بُویع لہٗ
بہا یومَ ماتَ ابو بکر باستخلافہ سنۃ ثلٰث
عشرۃ فسار باحسنِ سیرۃٍ وانزلَ نفسہ من
مالِ اللہ بمنزلۃ رجلٍ من الناس وفتح اللہ لہ
الفتوحَ بالشام والعراقِ ومصر ودَوّنَ
الدواوین فے العطاءِ ورتّب الناس فیہ
علےٰ سوابقہم وکانَ لا یخافُ فی
اللہِ لومۃَ لائم وھو الّذی نوّرَ شہر
الصّوم بصلوٰۃِ الاشفاع (یعنی تراویح) وغیرہ و
اَرّخَ التاریخَ من الہجرۃ الذے
بایدے (و نوشت سال را) الناس الےٰ الیوم وھو
اوّلُ من سُمّی بامیر المومنین

آپؐ فرماتے تھے کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمر رضہ سے بہتر ہو، اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنے یہ ہیں کہ زمانوں میں سے ایک زمانہ میں فاروق رضہ افضلِ اُمّت ہوگا۔ اس قضیہ کو مطلقہ عامہ سمجھنا چاہیئے۔ لہٰذا فاروق رضہ صدیق رضہ کو افضلِ اُمّت کہتے تھے اور صدیق رضہ اس معنے کو ان کے لئے تسلیم شدہ قرار دیتے تھے اور حضرت صدیق رضہ فاروق اعظم رضہ کو اقوای (بڑا طاقتور) اور خیر الناس (سب سے بہتر) کہتے تھے۔ اور وہ بھی اس معنے کو اُن کے حق میں تسلیم شدہ قرار دیتے تھے۔ یہ ہے اُن اعانتوں کی شرح جو فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلیفۂ پیغمبرؐ کی کرتے رہے پھر جب خود اُن کی خلافت کی نوبت آئی تو اُن سے ایسی سیاست کا ظہور ہوا کہ کسی خلیفہ کو میسّر نہ ہوئی نہ اُن سے پہلے اور نہ اُن کے بعد۔ استیعاب میں ہے کہ ابوبکر رضہ کے بعد عمر رضہ خلیفہ بنائے گئے۔ جس دن ابوبکر رضہ کا انتقال ہوا آنؐ سے اُسی دن خلافت کی بیعت کی گئی تو وہ بہت اعلیٰ سیرت پر چلے اور وہ اپنی ذات کو اللہ کے مال کے سلسلہ میں ایک عام آدمی کے مرتبہ میں اتارے ہوئے تھے اور اللہ نے ان کو شام اور عراق اور مصر میں بہت فتوحات عطا فرمائیں اور عطیات کے لئے آپ نے رجسٹر بنوائے اور ان میں لوگوں کے ناموں کی ترتیب اُن کی سابقہ اعمال و خدمات کے لحاظ سے قائم کی اور وہ اللہ کے (احکام کے) بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے تھے اور وہی ہیں جنھوں نے ماہِ صیام (یعنی رمضان) کو نماز تراویح سے منوّر بنا دیا اور ہجرت کے حساب سے تاریخ کو قائم کیا جس پر آج تک سب لوگ عمل پیرا ہیں۔ اور وہ پہلے شخص ہیں جن کو امیر المومنین کے خطاب سے موسوم کیا گیا۔

www.kitabghar.org

وہو اوّل من اتخذ الدِّرّۃ و کان نقش خاتمہ کفٰی بالموت واعظًا یا عمر دریں مقام حکایتے چند از قیام او بامرِ جہاد و ظہورِ کثرتِ فتوح و وفورِ غنائم در ایامِ او ایراد کنیم سال سیزدہم از ہجرت فاروقِ اعظم رض چند روز متصل خطبہ می خواند و تحریض مے فرمود مردمان را بر جہادِ عجم و ایشان بملاحظۂ کثرتِ عُدَد و عَدَدِ آن جمع تقاعدی نمودند زیرا کہ پادشاہی آنہا از زمانِ دراز در فارس و رُوم محکم شدہ بود و افواج بسیار و خزائنِ بیشمار ذخیرہ داشتند کہ عرب را ہیچ گاہ مانندِ آن امکان نبود ازینجہت خدائے عزّ و جلّ فرمود سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَأْسٍ شَدِیْدٍ اوّل کسیکہ داعیہ جہاد در خاطرِ او افتاد ابو عُبیدہ ثقفی بود از کبارِ تابعین بعد از انجماعہ بعد جماعہ برائے حرب مُہیا شدن گرفتند از انجملہ سلیط بن قیس کہ از حضّار مشہدِ بدر بود و حضرتِ فاروق رض قدر اولیتِ ابو عُبیدہ در قبول داعیہ الٰہیہ بشناخت و اورا بر جیشِ مسلمین امیر گردانید ہر چند در میانِ ایشان اصحابِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودند لکن مبالغہ فرمود کہ در قضایا و سوانح امور با صحابِ جنابِ رسالت ﷺ مشاورت کند و ایشان را شریکِ خود

اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے دِرّہ پکڑا۔ اور اُن کی مُہر کا نقش یہ تھا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَا عُمَرُ (اے عمر بحیثیتِ واعظ موت کافی ہے) اس موقع پر اُن کے امرِ جہاد کے قیام اور کثرتِ فتوحات کے ظہور اور اُن کے زمانہ میں مالِ غنیمت بکثرت آنے کے بارے میں درج کرتے ہیں۔ ہجرت کے تیرھویں سال میں فاروقِ اعظم رض چند روز مسلسل خطبہ دیتے رہے جس میں لوگوں کو جہادِ عجم کے لئے ترغیب دیتے تھے اور لوگ ان کے پاس سامانِ جنگ کی فراوانی اور ان کی عددی کثرت کی وجہ سے مذبذب ہو رہے تھے کیونکہ اُن کی بادشاہی زمانۂ دراز سے فارس و روم میں محکم شدہ تھی اور اُن کے پاس بہت سی افواج اور بے شمار خزانوں کے ذخیرے موجود تھے کہ اُن کی سطح پر آنے کا عرب کے لئے امکان نہیں تھا، اسی جہت سے اللہ عزّ و جل نے فرمایا سَتُدْعَوْنَ الخ (۴۸: ۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بُلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ سب سے پہلے جس شخص کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا ہوا وہ ابو عُبیدہ رض ثقفی تھے جو کبارِ تابعین میں سے تھے اس کے بعد ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت جنگ کے لئے تیار ہونے لگی۔ ان میں سے سلیط بن قیس رض تھے جو کہ جنگِ بدر کے حاضرین میں سے تھے اور حضرت فاروق رض نے ابو عبیدہ رض کی داعیہ الٰہیہ (یعنی عجم پر جہاد) کو سب سے پہلے قبول کرنے میں اولیت کی قدر شناسی کی اور اُن کو مسلمانوں کے لشکر پر امیر بنایا۔ اگرچہ اُن کے درمیان آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض موجود تھے۔ لیکن آپ نے (ابو عبیدہ رض کو) مبالغہ (کے ساتھ حکم) فرمایا کہ قضایا کے فیصلوں اور پیش آنے والے امور میں اصحابِ جنابِ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے رہیں اور اُن کو اپنا شریک

www.kitabghar.org

دانند فرمود ہیچ چیز مرا از تامیر سلیط مانع نشد الا
تعجیل و مسارعت او در حرب وخوف ہلاک مردم
بسبب تہور او بالجملہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی
و ابو عبیدہ ثقفی با ہمراہیان خویش متوجہ عراق
گشتند و ازاں طرف رستم فرخ زاد و جابان را
بالشکرے جرار بمقابلہ فرستاد و بعد تلاقی فئتین
جنگے عظیم در پیوست آخر کار کفار ہزیمت یافتند
و غنیمت بے حساب بدست اہلِ اسلام آمد ہنوز
تقسیم غنائم نہ شدہ بود کہ نرسی سپہ سالار
عجم کہ خالہ زادہ کسرٰے بود با لشکرے عظیم
بسوئے ایشان متوجہ شد و رستم سردارے دیگر
جالیوس نام را با فوج کثیرے بکمکِ او تعین نمود
ابو عبیدہ پیش از انکہ اجتماع ہر دو فریق شود
بہ نرسی رسید و وی را منہزم گردانید و بر مال
خطیر دست یافت انگاہ بے توقف بجانب
جالیوس متوجہ شد و او را نیز ہزیمت داد و از
وی نیز غنائم فراوان در تصرف آورد و بعد ازاں
ابو عبیدہ ازان ہمہ غنائم و سبایا خمس را جدا
کردہ بدار الخلافت فرستاد و باقی را بر غزاۃ قسمت
نمود چون خبر ہزیمت افواج بملکِ فارس
رسید انفعالِ عظیم بخاطر شان راہ
یافت و بہمن جادو را برائے
تدارک با سی ہزار مرد و
سی فیل فرستاد و ازان جملہ
فیلِ ابیض کہ از وقتِ پرویز

سمجھیں۔ آپ نے فرمایا سلیط کو امیر بنانے میں مجھے کوئی بات مانع
نہیں ہوئی بجز اس کے کہ زیادہ دلیر ہونے کی وجہ سے وہ جنگ
میں عجلت و سرعت کے خوگر ہیں جس میں لوگوں کے ہلاک ہونیکا
اندیشہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی اور ابو عبیدہؓ ثقفی
اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق کی جانب متوجہ ہو گئے، اور اُس طرف
سے (شاہ فارس نے) رستم فرخ زاد اور جابان کو ایک جرار
لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا، ہر دو فریق کے مل جانے
کے بعد ایک جنگِ عظیم شروع ہو گئی، انجام کار کفار کو شکست
ہوتی اور اہلِ اسلام کے ہاتھوں میں بے حساب مالِ غنیمت
آیا۔ ابھی تک اموالِ غنیمت کی تقسیم نہ ہونے پائی تھی کہ عجم کا
سپہ سالار نرسی جو کسریٰ کی خالہ کا بیٹا تھا ایک زبردست
لشکر کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہو گیا، اور رستم نے ایک دوسرے
سردار کو جس کا نام جالیوس تھا ایک کثیر فوج کے ساتھ اُس
کی کمک کے لئے متعین کیا۔ ابو عبیدہؓ قبل اس کے کہ دونوں
(نرسی اور جالیوس) کی افواج مجتمع ہوں، نرسی پر جا پہنچے
اور اُس کو ہزیمت دیدی اور بہت سے مال پر قابض ہو گئے۔
اس کے بعد بے توقف جالیوس کی جانب متوجہ ہو گئے اور
حملہ کر کے اُس کو بھی شکست دیدی اور وہاں سے غنیمت
میں اموالِ فراواں تصرف میں لائے اس کے بعد ابو عبیدہؓ نے
ان تمام غنیمتوں اور اسیروں میں سے پانچواں حصہ نکال کر
دار الخلافہ بھیجا اور باقی کو غازیوں پر تقسیم کر دیا۔ جب افواج
کی ہزیمت کی خبر ملک فارس میں پہنچی تو اُن کے دلوں میں
بہت غیرت و شرمندگی پیدا ہوئی اور تدارک کے لئے (شاہ فارس
نے) بہمن جادو کو تیس ہزار جوانوں اور تیس ہاتھیوں کے
ساتھ بھیجا، اُن میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس کو پرویز کے

www.kitabghar.org

اورا مبارک می شمردند و در ہیچ معرکہ نے بود الا کہ اہل آن معرکہ فیروز می شدند بادرفش کاویانی کہ از زمانِ فریدون در خزائنِ عجم ذخیرہ بود و آن را رایتِ فتح و آیتِ نصرت می پنداشتند ہمراہ کرد رستم نیز فوجی عظیم ہمراہ او داد ابوعُبَیدؓ این مرتبہ کارفرمای تہور شدہ از پُلِ فرات گذشتہ بمحاربہ درپیوست اوّلاً تزلزلے در میانِ مسلمین افتاد جاہلے از اہلِ اسلام پُل را برہم زد تا راہ گریز نداشتہ باشند ابوعبیدؓ با جمعے سپاہ از اسپان فرود آمدہ شمشیرہا کشیدہ خراطیم فیلان را قطع نمودند و ابوعبیدؓ بر فیلِ ابیض رسید و خرطومِ او را برید وقت معاودت بلشکرِ خود پایش بلغزید و بیفتاد و درین حالت فیلِ ابیض او را زیر پا در آورد و شہید ساخت و بعد از وی ہفت کس از جوانمردان لوائے او برمیگرفتند و بدرجۂ شہادت میرسیدند تا آنکہ آخر کار آن لوا را مثنیٰؓ بن حارثہ برداشت و بصرفہ و حکمت بجنگ مباشرت نمود انجام کار کفار از حرب متقاعد شدند و مسلمانان فرصتِ غنیمت یافتہ بر سرِ پل آمدند و کیف ما اتفق پُلِ شکستہ را درست ساختہ عبور نمودند درین مقتلہ چہار ہزار کس شہید شدند حضرتِ فاروقؓ ازین ماجرا بغایت محزون گشت و بسبب انکسار مسلمین نزدیک بود کہ قاعدۂ جہاد برہم خورد عنایتِ الٰہی ناگہان در رسید و در فوج رستم

زمانہ سے مبارک سمجھا جاتا تھا اور وہ جس معرکہ میں بھی بھیجا گیا تھا اُس میں لوگوں کو فتح ہوتی رہی ہے۔ اور درفش کاویانی کو بھی جو کہ فریدوں کے زمانہ سے عجم کے خزانوں میں محفوظ تھا اور اُسکو ان لوگوں نے فتح کی نشانی اور نصرتِ (غیبی) کی علامت قرار دے رکھا تھا ساتھ کر دیا۔ رستم نے بھی ایک بہت بڑی فوج اُس کے ہمراہ کر دی۔ اس مرتبہ ابو عبیدہؓ دلیری کے ساتھ فرات کے پُل کو عبور کرکے جنگ میں مشغول ہوگئے۔ اوّلاً مسلمانوں میں ایک تزلزل واقع ہوا۔ اہلِ اسلام میں سے کسی جاہل نے پُل کو توڑ دیا کہ گریز کی راہ باقی نہ رہے۔ ابو عبیدہؓ نے فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ گھوڑوں سے اُتر کر تلواریں کھینچ لیں اور ہاتھیوں کی سونڈوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور ابو عبیدہؓ سفید ہاتھی کے مقابلہ پر پہنچے اور اُنھوں نے اُس کی سونڈ کو کاٹ دیا، جب اپنے لشکر کی طرف لوٹنے لگے تو ان کا پاؤں پھسلا اور وہ گر پڑے۔ اس حالت میں سفید ہاتھی نے حملہ کرکے اُن کو اپنے پاؤں سے مَسل کر شہید کر دیا۔ اُن کے بعد جوانمردوں میں سے سات آدمی یکے بعد دیگرے اُن کے جھنڈے کو سنبھالتے اور درجۂ شہادت پر پہنچتے رہے، یہاں تک کہ آخر کار وہ جھنڈا مثنیٰؓ ابن حارثہؓ نے اُٹھایا اور بڑی ہمت اور حکمت کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوگئے، انجام کار کفار جنگ میں (پیش قدمی سے) ڈھیلے پڑے اور مسلمان یہ موقع غنیمت جان کر پُل پر آگئے اور کسی نہ طرح اُس ٹوٹے ہوئے پُل کو درست کرکے اُس سے عبور کر گئے۔ اس قتال میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت فاروقؓ اس واقعہ سے بہت غمگین ہوئے، اور مسلمانوں کے حوصلے ٹوٹ جانے سے قریب تھا کہ اُس اُٹھنے والے جہاد میں برہمی ہو جاتے کہ اچانک رحمتِ خداوندی آپہنچی اور رستم کی فوج میں

www.kitabghar.org

اختلاف در افتاد و دو فریق گشتند و حدّت
ایشان کلیل گشت چندروز بر حرب جرأت
نیارستند سالِ چہاردہم بقول اکثر اہلِ تاریخ
فتحِ دمشق دست داد و بقولِ جمعے دیگر این واقعہ
در سال سیزدہم بود نزدیک بوفاتِ حضرت
صدّیق رضی اللہ عنہ بالجملہ ہرقل ماہان نام
سردارے را باگران لشکری بمددِ اہلِ دمشق فرستاد
و کفّار در ہر ناحیہ متحصّن بحصون گشتہ باعدادِ
آلاتِ حرب مشغول شدند و ابوعبیدہ بن الجراح
صورتِ حال را بعرض حضرتِ فاروق رسانید
حضرت فاروق رض برائے او مکتوبے نوشت
متضمن آنکہ اوّلاً عنانِ عزیمت بجانبِ دمشق
معطوف سازد و در ہر ناحیہ فوجے از مسلمانان
فرستد تا اہلِ آن ناحیہ را مشغول دارند و
توغّل در حرب ہیچ کدام نکنند تا آنکہ دمشق
مفتوح شود از آن طرف ماہان بالشکرِ خود
از دمشق برآمدہ بآراستگی صفوف مشغول
شد ازین طرف ابوعبیدہ رض بمقابلہ آنہا دادِ قتال
داد بعد تردّدِ عظیم شکست بر لشکرِ کفّار افتاد
جمعے جانب ہرقل گریختند و طائفہ بشہرِ دمشق
متحصّن شدند باز ابوعبیدہ رض و خالد رض
بمحاصرہ دمشق اہتمام کلّی بکار بردند و این
محاصرہ مدّتِ دراز کشید اتفاقاً بطریقے
از بطارقہ دمشق را درہمین ایّام فرزندے
متولّد شد ازین سبب بترتیب جشنے

ایک اختلاف واقع ہوگیا اور وہ دو فریق ہوگئے اور اُن کی
تیزی کُند ہوگئی اس لئے وہ چندروز تک جنگ کی جرأت نہ
کرسکے۔ بقولِ اکثر اہلِ تاریخ کے چودھویں سال میں دمشق
کی فتح حاصل ہوئی اور بقولِ دیگر مورخین کی ایک جماعت
کے یہ واقعہ تیرھویں سال میں پیش آیا تھا حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کی وفات کے قریب۔ الغرض ہرقل نے ایک
سردار کو جس کا نام ماہان تھا ایک بھاری لشکر کے ساتھ اہلِ
دمشق کی مدد کے لئے بھیجا اور کفّار ہر علاقہ میں قلعوں میں
محفوظ ہوکر آلاتِ حرب کی تیاری میں مشغول ہوگئے اور
ابوعبیدہ رض بن الجراح نے اس صورتِ حال کو حضرت فاروق رض
کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت فاروق رض نے اُن کو ایک مکتوب
تحریر فرمایا جو ان احکام پر مشتمل تھا۔ اوّلاً یہ کہ آپ کو دمشق
کی طرف روانہ ہوجانا چاہیئے اور ہر علاقہ میں مسلمانوں کی ایک
فوج بھیجدیں تاکہ وہ ان علاقہ والوں کو (گاہے گاہے حملے
کرکے) مشغول رکھیں اور ان میں سے کسی علاقہ پر لڑائی
میں زیادہ زور نہ ڈالیں یہاں تک کہ دمشق فتح ہوجائے۔
اُس طرف سے ماہان اپنے لشکر کے ساتھ دمشق سے نکل کر صفوں
کی درستی میں مشغول ہوا اور اس طرف سے ابوعُبَیدہ رض نے
اُن کے مقابلہ پر دادِ شجاعت دی گھمسان کی جنگ کے بعد
کفّار کے لشکر پر شکست پڑی ان کی ایک جماعت ہرقل کی
طرف بھاگی اور ایک جماعت شہر دمشق میں قلعہ بند ہوگئی،
اس کے بعد ابوعُبَیدہ رض اور خالد رض نے دمشق کے محاصرہ کا پورا
اہتمام کیا اور اس محاصرہ پر مدّت دراز گزر گئی۔ اتفاقاً دمشق
کے بطریقوں (یعنی سرداروں) میں سے ایک سردار کے گھر میں
ان ہی دنوں میں ایک لڑکا پیدا ہوگیا اس سبب سے وہ ایک جشن مرتب

مشغول شدند و افراط در لہو و لعب ایشاں را از محافظتِ سور [شہرپناہ]
غافل نمود دلیرانِ اسلام فرصت را غنیمت شمردہ سلالیم [نردبانہا] و اوہاق [کمندہا]
کہ برای مثل ہمین روز آمادہ ساختہ بودند استادہ نمودہ تکبیر
گویان بر بلندی سور برآمدہ بوّابان را بزخم سیوف بدوزخ
رسانیدہ دروازہ را کشادند و جنگے عظیم بظہور پیوست از
جانبِ خالدؓ عنوۃً [بزور و قہر] و از جانبِ ابو عبیدہؓ صلحاً فتح
دمشق متحقق گشت و درہمین سال جریر بن عبداللہ بجلی
از جانبِ یمن بملازمتِ فاروق رسید حضرت فاروق
چہار ہزار مرد از بجیلہ و کندہ و دیگر قبائل مرتب
ساختہ جریر را امیرِ آں لشکر فرمود و بجانبِ عراق
بمددِ مثنیٰؓ روان نمود جریر و قومِ او از آنکہ تحت
رایتِ مثنیٰؓ درآیند استنکاف [کراہت] ورزیدند
حضرت فاروقؓ برای تالیفِ قلوب ایشاں رُبعِ خمس
ہر غنیمتے کہ باہتمامِ ایشاں حاصل شود و زیادہ بر
سہمِ غنیمت بایشاں تنفیل [عطا] فرمود و برای مثنیٰؓ
نامہ نوشت کہ شرائطِ توقیر و تبجیلِ جریر را مرعی
دارد زیرا کہ شرفِ صحبتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دریافتہ است سردارانِ عجم چون این خبر شنیدند
فوجِ کثیر فراہم آوردہ مہران ہمدانی را بامارتِ
آنہا منصوب ساختہ برائے مقابلہ مثنیٰؓ
و جریر نامزد گردانیدند ایشاں این ماجرا
بعرضِ حضرتِ فاروقؓ رسانیدند وے
رضی اللہ عنہ از ہر قبیلہ جمعے
را برائے مددِ مثنیٰؓ معین فرمود و
حکم کرد کہ مستعجلاً کارسازی [آمادگی] نمودہ

کرنے میں مشغول ہوتے اور لہو و لعب میں منہمک ہو کر دیوارِ
شہر پناہ کی حفاظت سے غافل ہو گئے۔ اسلام کے بہادروں
نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا اور سیڑھیاں اور کمندیں جو
انھوں نے اسی دن کے لئے تیار کر رکھی تھیں کھڑی کرتے تکبیر
کہتے ہوئے دیوار کی فصیل پر چڑھ گئے۔ (اور نیچے اُتر کر)
دربانوں کو تلوار کی دھار پر رکھ کر جہنم رسید کیا اور دروازۂ
شہر کھول دیا اور ایک جنگِ عظیم واقع ہوئی۔ خالدؓ کی
طرف کا شہر کا حصہ جنگ سے مغلوب ہوا اور ابو عبیدہؓ کی
جانب کا حصہ صلح سے، اس طرح سے شہر دمشق فتح ہو گیا۔
اسی سال میں جریرؓ بن عبداللہ بجلی یمن کی جانب سے حضرت
فاروقؓ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت فاروقؓ نے چار ہزار
مردوں کا لشکر قبیلہ بجیلہ و کندہ اور دیگر قبائل کا مرتب کر کے
جریر کو اُس لشکر کا امیر بنا کر عراق کی جانب مثنیٰؓ کی مدد کے
لئے روانہ کیا۔ جریرؓ اور اُن کی قوم نے اس بات سے اعراض
کیا کہ وہ مثنیٰؓ کے جھنڈے کے نیچے آئیں۔ حضرت فاروقؓ نے
ان لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے ہر اُس غنیمت میں سے جو اُن
کے اہتمام سے حاصل ہو ایک خمس کا چوتھائی حصہ اُن کے غنیمت
کے حصہ پر بڑھا دیا اور مثنیٰؓ کو ایک خط لکھا کہ شرائط توقیر و تعظیم میں
جریرؓ کی رعایت رکھے اس لئے کہ جریرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے شرفِ صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ سردارانِ عجم نے
جب یہ خبر سُنی تو ایک فوج کثیر فراہم کر کے مہران ہمدانی کو
اس کا سردار بنایا اور اس کو مثنیٰؓ اور جریر کے مقابلہ پر نامزد
کر دیا۔ انھوں نے یہ ماجرا حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پہنچایا۔
فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت کو مثنیٰؓ
کی مدد کے لئے معین فرمایا اور حکم کیا کہ عجلت کے ساتھ تیاری کر کے

www.kitabghar.org

خود را بر مصاف حاضر گردانید و مثنیٰ نیز ازان بلاد کہ در تصرف او بود لشکری آراست بعد تلاقی فریقین مہران بر اسپے گلگون بر گستوانے از اطلس بران انداختہ بمیدانِ مبارزت جولان کنان در آمد غلامے از اہل ذمہ تیرے بجانب او روان کرد بتائیدِ الٰہی بر مقتلِ وے رسید واز اسپ بیفتاد و شکست بر لشکرِ عجم واقع شد و طرفہ معرکہ و عجیب مقتلہ آن روز بظہور انجامید ازین جہت آن را یوم الاعشار (جمع عشر بمعنے دہ ۱۲) گویند زیرا کہ صد کس از مبارزان بشمار در آمد کہ در ان روز ہر یکے دہ کس از کفار کشتہ بود و چندان غنائم و سبایا (اسیران ۱۲) بدست آمد کہ پیش ازین گاہے میسر نشدہ بود بعد ازان مثنیٰ بن حارثہ بشر بن الخصاصیہ صحابی را بر بلادِ عراق خلیفہ ساختہ خود با وجودِ عدمِ اندمال جراحات کہ در واقعہ الجسر (جنگ پل ۱۲) بوی رسیدہ بود قصد غارت خنافس نمود و آن سوقی بود کہ در سال یکبار تجار کفار آنجا اجتماعِ عظیم میداشتند ناگاہ بر سر آنجماعہ ریخت و غنائم فراوان بدست آورد و باز قصدِ سوقِ بغداد کرد و آن نیز سوقے عظیم بود کہ ہر سال جمِ غفیرے آنجا مجتمع می شدند بغتۃً بر آنہا حملہ آورد و یاران خود را فرمود کہ سوائے نقدین و جواہر و اقمشہ و امتعہ قیمتی بر ندارند ہزار شتر ازین اجناس پر کردہ بسلامت مراجعت نمودند

اپنے کو میدانِ جنگ میں حاضر کر دیں۔ مثنیٰ نے بھی ان شہروں میں سے جو اُنکے زیر تصرف تھے ایک لشکر مہیا کر لیا۔ فریقین کے مل جانے کے بعد مہران ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر جس پر اطلس کا جامہ پڑا ہوا تھا سوار ہو کر میدانِ جنگ میں دوڑتا ہوا آیا۔ اہلِ ذمہ میں سے ایک غلام نے ایک تیر اُس کی طرف پھینکا، تائیدِ الٰہی سے وہ اُس کے مقتل پر پہنچ گیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اور لشکرِ عجم پر شکست واقع ہو گئی۔ اور یہ ایک عجیب جنگ اور نادر معرکہ تھا جو اُس دن ظہور میں آیا۔ اسی بنا پر اس کو یوم الاعشار کہتے ہیں۔ (اعشار عشر کی جمع ہے جس کے معنے ہیں دس) اس لئے کہ لڑنے والوں میں ایسے ایک سو آدمی شمار میں آئے کہ اُس دن اُن میں سے ہر ایک نے کفار کے دس آدمیوں کو قتل کیا تھا اور اتنے اموالِ غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی میسر نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد مثنیٰ بن حارثہ نے بشر بن الخصاصیہ صحابی کو بلادِ عراق پر قائم مقام بنا کر خود باوجود اُن زخموں کے ابھی تک مندمل نہ ہونے کے جو پل کی جنگ میں اُن کو پہنچے تھے خنافس پر لوٹ ڈالنے کا قصد کیا اور یہ ایک بازار تھا کہ کفار تاجرین سال میں ایک مرتبہ وہاں بہت بڑا اجتماع کیا کرتے تھے، اچانک اس جماعت کے سر پر جا پڑے اور بہت سے اموالِ غنیمت پر قبضہ کیا۔ پھر بازارِ بغداد کا قصد کیا اور وہ بھی بہت شاندار بازار تھا کہ ہر سال وہاں ایک زبردست میلہ لگتا تھا، اچانک اُن پر حملہ کر دیا اور اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت کی کہ سونے چاندی اور جواہر اور ریشمی کپڑوں اور بیش قیمت چیزوں کے سوا اور کچھ نہ اُٹھائیں۔ اس قسم کی چیزوں کو ایک ہزار اونٹوں پر لدوا کر سلامتی کے ساتھ مراجعت کی۔

www.kitabghar.org

سالِ پانزدہم و سالِ شانزدہم فرقانِ اکبر درمیانِ اسلام وکفر بسعی و اہتمام او رضی اللہ عنہ بظہور پیوست و اینجا واضح گشت کہ تسمیہ خلیفہ ثانی بفاروقِ اعظم بچہ وجہ بودہ است و اینجا دو نکتہ باید شناخت نکتہ اُولےٰ آنکہ در شریعت متواتر بالمعنیٰ است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادند بآنکہ فارس وروم فتح خواہد شد و غنائم بے شمار ازیشان بدستِ مسلمین خواہد آمد قال اللہ تعالےٰ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وقال وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا الآیۃ بعد ما قال وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ اگر منصفے درین آیۃ تأمل کند وسیاق و سباق را مستحضر سازد مضطر شود بآنکہ غنائم کثیرہ کہ اوّل مذکور شد غنائم حُنین است کہ در زمانِ سعادت نشانِ جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم صورت وجود یافت عَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ فتحِ خیبر است وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا غنائم فارس و روم است قال ابن عباس والحسن و مقاتل ہیَ فارس والرُّوم ما کانتِ العرب

پندرھویں سال اور سولھویں سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مساعی سے اسلام اور کفر کے درمیان "فرقانِ اکبر" (امتیازِ کامل) کا پورا پورا ظہور ہوگیا۔ اور اس موقع پر واضح ہوگیا کہ خلیفہ ثانی کو "فاروقِ اعظم" کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ اور یہاں دو نکتے پہچاننے چاہئیں پہلا نکتہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ بات متواتر بالمعنے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ فارس اور روم فتح ہوگا اور ان لوگوں سے بے شمار اموالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (۶۱: ۹) تاکہ اس (دین) کو (بقیہ) سب دینوں پر غالب کردے) اور فرمایا وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا الخ (۴۸: ۲۱) اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی خدا تعالےٰ اُس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔" یہ اس ارشاد کے بعد فرمایا وَعَدَكُمُ اللَّهُ الخ (۴۸: ۲۰) اللہ تعالےٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو سرِدست تم کو یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم روک دیئے۔" اگر کوئی منصف اس آیت میں غور کرے تو وہ مجبور ہوجائے گا یہ تسلیم کرنے پر کہ غنائمِ کثیرہ (بہت سے اموالِ غنیمت) جو کہ پہلے مذکور ہوئے وہ غزوہ حُنین کے اموالِ غنیمت ہیں جو جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانِ سعادت نشان میں ظہور میں آئے اور عَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ (سو سرِدست تم کو یہ دیدی ہے) فتحِ خیبر ہے اور وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا (اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی) فارس اور روم کی غنیمتیں ہیں۔ ابن عباس رض اور حسنؒ اور مقاتلؒ کا قول ہے کہ یہ فارس اور روم ہیں۔ عرب فارس اور روم کے ساتھ

www.kitabghar.org

تقدر علیٰ قتال فارس والروم کانوا خولاً لہم (العرب اتباعاً لفارس والروم)
حتیٰ قدروا علیہا بالاسلام و نیز مضطر شود
بآنکہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ
شَدِيْدٍ مراد ازین اولی بأس شدید فارس
و روم است قال ابن عباس و مجاہد
والحسن ہم فارس والروم و در حدیث
شیخین آمده رأیت کانما وُضع فی یدی
مفاتیح خزائن الارض و نیز در حدیث
شیخین ہلک کسریٰ فلا کسریٰ بعده
و ہلک قیصر فلا قیصر بعده و نیز
در باب رمی (تیراندازی ۱۲) عن عقبۃ بن عامر قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ستفتح علیکم الروم
ویکفیکم اللہ فلا یعجز احدکم ان یلہو
باسہمہ اخرجہ مسلم پس این ہمہ
نعم الٰہی است و وجود این امور معجزه
آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم و
بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متضمن
است فتح فارس را قال تعالیٰ وَّاٰخَرِيْنَ
مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی فارس
خدای عز و جل از فوق سمٰوٰت اراده
ابطال سلطنت فارس و روم و
برہم زدن ملت ایشان فرمود و
آنحضرت را صلی اللہ علیہ و
سلم جارحہ اتمام مراد

لڑنے پر قادر نہیں تھے یہ لوگ تو اُن کے پچھ لگو تھے یہاں تک کہ
اسلام کی بدولت اس پر قادر ہو گئے۔ اور نیز مجبور ہوگا یہ تسلیم
کرنے پر کہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ (۴۸: ۱۶)
یعنی عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے
جو سخت لڑنے والے ہوں گے۔" اس "اُولی بأس شدید" سے مراد
فارس اور روم ہیں۔ ابن عباس رض اور مجاہد اور حسن کا قول
ہے کہ وہ فارس اور روم ہیں۔ اور حدیث شیخین (بخاری و مسلم)
میں آیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں تمام زمین کے
خزانوں کی کنجیاں رکھدی گئیں۔ اور نیز حدیث شیخین میں ہے کہ
کسریٰ ہلاک ہوا پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر
ہلاک ہوا پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اور نیز باب الرمی
میں ہے مروی ہے عقبہ رض بن عامر سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب تم پر روم مفتوح ہو جائیگا
پھر تم میں سے کوئی اس سے عاجز نہ ہوگا کہ اپنے تیروں سے کھیلے،
اس کو مسلم نے روایت کیا۔ تو یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں اور ان
امور کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت متضمن ہے فارس کی فتح کو (یعنی
جس طرح بعثت کا مقصد شرک کو مٹانا اور توحید الٰہی کو قائم کرنا
تھا اسی طرح فارس کا فتح کرنا بھی تھا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ (۶۲: ۳)۔ اور (علاوہ ان
موجودین یعنی عرب کے) دوسروں کے لئے بھی (آپ کو مبعوث
کیا) جو ابھی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے (یعنی فارس)
خدائے عز و جل نے آسمانوں کے اوپر سے سلطنت فارس و روم
کو باطل کرنے اور ان کی ملت کو درہم برہم کر دینے کا ارادہ کر لیا
تھا اور اپنی مراد کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

www.kitabghar.org

خود ساخت و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیش از ظہورِ این امرِ خطیر برفیقِ اعلےٰ انتقال نمودند و ہمان داعیۂ بواسطۂ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از سینۂ فاروقِ اعظم رضؓ باز جوشید و ہمگی اورا رضی اللہ عنہ مطیعِ امر خود ساخت و عقل و قلب اورا منقادِ آن امر فرمود و در دلِ حاضرین پرتوِ نورِ فاروق رضؓ انداخت تا غزاۃِ اسلام اجتماعِ تمام پیدا کردند و دست بُردی عجیب ظاہر گشت کشایش زیادہ از کوشش دیدند وَ اَبعَثُ جَیشًا تَبعَثُ خَمسَۃً مِثلَہ بنقدِ حال ایشان شد کما وقع فی الحدیث القدسی[۱] نکتہ[۲] دوم آنکہ اہتمامِ فاروق رضؓ در فتحِ فارس و روم بوجوہ بسیار بودہ است یکی[۱] آنکہ دعاء می نمود در صلوٰۃِ خود و ہمتی تمام درین کار بکار می بُرد قالَ النّووی فِی الاَذکار جاءَ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انّہ قَنَتَ فی الصّبح بعدَ الرکوعِ فقالَ اللّٰہمَّ انّا نَستَعِینُکَ وَ نَستَغفِرُکَ و لا نَکفُرُکَ و نُؤمِنُ بکَ و نَخلَعُ مَن یفجُرُکَ اللّٰہمَّ اِیّاکَ نعبُدُ ولکَ نُصلّی و نسجد و الیکَ نَسعیٰ و نَحفِدُ نَرجُوا رحمتَکَ و نَخشیٰ عذابَکَ ان عذابکَ الجِدَّ بالکفّار مُلحِق اللّٰہمَّ عذّبِ الکفرۃَ الّذین

آلۂ کار بنا یا، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس اہم کام کے ظہور میں آنے سے پہلے رفیقِ اعلیٰ سے جاملے اور اُسی داعیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے پھر فاروقِ اعظم رضؓ کے سینہ سے جوش مارا اور آپ کو (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) پورے طور پر اپنے قبضہ میں کر لیا اور آپ کی عقل کو اور قلب کو اُس امر کا بخوبی مطیع کر لیا۔ اور حاضرین کے دلوں میں حضرت فاروق رضؓ کے نور کا پرتو ڈال دیا، یہاں تک کہ غازیانِ اسلام اس پر مکمّل طور پر مجتمع ہو گئے اور عجیب وغریب تصرّفات ظاہر ہوئے اور سب نے اپنی کوشش سے زیادہ کشایش کا مشاہدہ کر لیا اور یہ (حدیث قُدسی) گویا اُن ہی کے حال سے متعلق ہو گئی اَبعَثُ جَیشًا الخ یعنی تو اپنا لشکر بھیج ہم اُس سے پانچ گنا اپنا لشکر بھیج دینگے۔ دوسرا[۲] نکتہ یہ کہ فاروق رضی اللہ عنہ کا اہتمام فارس اور روم کی فتح میں بہت سی وجوہ کے ساتھ جاری رہا۔ اوّل[۱] یہ کہ آپ اپنی نماز میں دُعاء کیا کرتے اور پوری ہمت اس کام میں بسر کرتے رہتے۔ نووی نے کتاب الاذکار میں ذکر کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ صبح کی نماز میں بعد (دوسری رکعت کے) رکوع کے دُعاء قنوت پڑھا کرتے تھے۔ یہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَستَعِینُکَ الخ یعنی اے اللہ! ہم آپ سے مدد مانگتے ہیں اور ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے ساتھ کفر نہیں کرتے اور آپ پر ایمان لاتے ہیں اور اُن سے ترکِ تعلّق کرتے ہیں جو آپ کی نافرمانی کرنے والے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی کے لئے نماز پڑھتے اور سجدے کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف دَوڑتے اور جھپٹتے ہیں۔ ہم آپ کی رحمت کی اُمید کرتے اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک آپ کا عذابِ حقیقی کُفّار سے مِلنے والا ہے۔ یا اللہ عذاب دے ان کُفّار کو (دنیا

www.kitabghar.org

يَصُدُّوْنَ عن سبيلك ويُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ و
يُقَاتِلون اوليآئك اللّٰهمّ اغفر للمؤمنين و
المؤمنات والمسلمين والمسلمات وأَصْلِحْ ذاتَ
بينهم وأَلِّفْ بين قلوبهم واجعل في قلوبهم
الايمانَ والحكمةَ وثَبِّتْهُمْ علىٰ مِلَّتِ رسولك
صلى الله عليه وسلّم وأَوْزِعْهُم اَنْ يُوْفُوْا
بعهدك الذي عاهدتهم عليه وانصرهم
علىٰ عدوك وعدوهم اِلٰهَ الحق و
اجعلنا منهم دُوم آنکه خُطب بلیغہ متضمن
تحریص بر جہاد وترغیب مجاہدین
مے خواند واحادیثِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم درین باب روایت می نمود
سوم آنکه تهیۂ اسباب مجاہدین باہتمام
ہرچہ تمام تر می فرمود اخرج مالک عن
یحییٰ بن سعید ان عمر بن الخطاب کان
یحمل في العام الواحد علىٰ اربعین الف
بعیرٍ (سوار میکرد) یحمل الرجلَ الی الشام علىٰ بعیرٍ و
یحمل الرجلین الی العراق علىٰ بعیر
فجآء رجلٌ فقال احملني وسُحَیماً فقال له عمر
ابن الخطاب اَنْشُدُکَ اللّٰہَ اَ سُحَیمٌ زِقٌّ (مشک)
قال نعم چہارم آنکه
ترتیب جیوش و تقدیم
فسیج

ہی ہیں) جو آپ کے راستہ سے روکنے والے ہیں اور آپ کے رسولوں
کی تکذیب کرنے والے ہیں اور آپ کے خاص بندوں سے قتال کرنے
والے ہیں۔ اے اللہ! مغفرت کیجئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں
کی اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی اور اُن کے تعلقاتِ
باہمی کی اصلاح کیجئے اور اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت
پیدا کر دیجئے اور اُن کے دلوں میں ایمان اور دانائی رکھدیجئے
اور اُن کو اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ملّت پر ثابت قدم
رکھئے اور ان کو توفیق بخش دیجئے اس امر کی کہ وہ آپ کے اُس
عہد کو پورا کریں جو عہد آپ نے اُن سے لیا ہے اور مدد دیجئے
ان کو اُن کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر۔ اے
سچے معبود اور ہم کو اُن لوگوں میں شامل رکھئے۔ دُوم یہ کہ ایسے
بلیغ خطبے آپ دیتے رہتے تھے جو دلوں میں جوشِ جہاد پیدا کرتے
اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور اس باب میں آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت کیا کرتے تھے۔
سوم یہ کہ اسباب مجاہدین کی تیاری میں پورا پورا اہتمام فرمایا
کرتے تھے۔ مالکؒ نے روایت کی یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب
ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں کی سواری کا انتظام کرتے رہے
ہیں۔ آپ شام کی طرف ایک آدمی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے
بھیجتے اور عراق کی طرف ایک اونٹ پر دُو آدمیوں کو۔ ایک دن
آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے اور سُحیمؔ کو
سواری دیجئے تو اس سے عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں تجھے اللہ
کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سُحیم (سے تیری مراد) مشک ہے؟ اُس
نے کہا ہاں۔ چہارم یہ کہ افواج کی ترتیب اور کونسا مقام دوسرے

عہ سُحیم تصغیر ہے سحم کی جسکے معنے ہیں سیاہ۔ سائل کی مراد اس لفظ سے مشکیزہ تھا مگر اس نے ایسا انداز بیان اختیار کیا جس سے یہ مفہوم ہو کہ سُحیم کوئی دوسرا آدمی ہے جو اس کے ساتھ عراق جانا چاہتا ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذکاوت نے حقیقتِ حال کو عیاں کر دیا ۱۲

www.kitabghar.org

برفتحے واختیارِ صلح وجنگ ہمہ برائے فاروق رضی مفوّض بود امّا قصۂ برہم شدنِ دولت ساسانیان بدین وجہ بودہ است کہ چون صنادید (سرداران ۱۲) فارس دیدند کہ مسلمانان را ہر روز فتحے جدید بدست می آید انفعالِ جدید بخاطرِ ایشان راہ یافت فکرِ واقعی نمودہ ملکۂ فارس را معزول ساختند ویزدجُرد را کہ اشجعِ اولادِ کسریٰ بود بپادشاہی برافراختند وخزائنِ اکاسرہ کہ بیرون از شمار بود برآوردہ اَدوات (آلاتِ جنگ ۱۲) وافواج بے حساب مجتمع نمودند ورستم فرخ زاد را سردارِ معرکہ معیّن گردانیدند ویزدجُرد در مدائن نشست مستعدِ آنکہ ادوات وابطال را دفعۃً بعد دفعۃٍ پیشِ رستم فرستد مثنّیٰ بن حارثہ این ماجرا را بعرضِ حضرتِ فاروق رضی رسانید وویؓ رضی اللہ عنہ بہریک از عمّالِ خود کہ در اطرافِ ممالکِ اسلام بودہ اند احکام فرستاد کہ در ہر ناحیہ باہر کہ اسپے وسلاحی باشد واز اہلِ نجدۃ وشجاعت باشد سردارانِ آنجا را می باید کہ زود ساختگی آنہا نمودہ بمدینۂ مطہرہ فرستند چون آن ہمہ مجتمع شدند سعد بن ابی وقاص را بسرداری آنجمع منصوب ساخت وسعد را موعظتِ بلیغہ فرمود بتقوی وصبر برمکارہ وثباتِ قدم بر مواطنِ حرب امر فرمود وقوم را بمتابعتِ وی در جمیع سوانح مامور ساخت وبرای مثنّیٰ وجریر نامہ نوشت کہ ہمہ در تحتِ رایتِ سعد رضی درآیند واو را امیر الاُمراءِ عراق تصوّر نمایند یکے از حکمتہائے الٰہی کہ درین واقعہ

مقام سے پہلے فتح کیا جائے اور صلح وجنگ کا اختیار سب حضرت فاروق رضی کی رائے پر مفوّض تھا۔ **دولتِ ساسانیان کے برباد ہونے کا حال** اس صورت سے واقع ہوا کہ جب سرداران فارس نے دیکھا کہ مسلمانوں کو ہر روز ایک نئی فتح حاصل ہوتی رہی ہے تو اپنے دل میں بہت پیچ وتاب کھانے لگے اور نظمِ مملکت پر غور کر کے ملکۂ فارس کو معزول کر دیا اور یزدجُرد کو جو کسریٰ کی اولاد میں سب سے زیادہ بہادر تھا بادشاہی سے سربلند کیا اور خاندانِ کسروی کے خزانے جو حدِّ شمار سے باہر تھے نکال کر اُن سے آلاتِ حرب اور بے حساب فوجیں جمع کیں اور رستم فرخ زاد کو جنگ کا افسرِ اعلیٰ مقرر کیا اور یزدجُرد نے مدائن میں قیام کیا تاکہ سامانِ حرب اور شجاعانِ فارس کو یکے بعد دیگرے رستم کی مدد کے لئے بھیجتا رہے۔ مثنّیٰ بن حارثہ نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ آپؓ نے اپنے تمام عاملوں میں سے ہر ایک کو جو مختلف اسلامی ممالک میں تھے احکام بھیجے کہ ہر علاقہ میں جس شخص کے پاس کوئی گھوڑا اور ہتھیار ہو اور وہ دلیر اور بہادر ہو وہاں کے سرداروں کو چاہیئے کہ جلد اُن کو تیار کر کے مدینہ مطہرہ روانہ کر دیں۔ جب یہ سب جمع ہو گئے تو آپ رضی نے سعد بن ابی وقاص رضی کو اُس جمعیت کا افسرِ اعلیٰ بنایا اور سعد رضی کو بہت دُور رس نصیحتیں فرمائیں تقویٰ کے متعلّق۔ اور مکروہات پر صابر رہنے اور جنگ کے مواقع پر ثابت قدم رہنے کا امر فرمایا اور قوم کو جملہ امور میں اُن کے تابع رہنے کا حکم دیا۔ مثنّیٰ اور جریر کے نام فرمان تحریر کئے کہ سب سعد رضی کے جھنڈے کے نیچے آجائیں اور اُن کو عراق کا امیر الاُمراء تصوّر کریں۔ اس واقعہ میں حق تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ

www.kitabghar.org

بر دلِ فاروق رضؓ پرتو افگند آن بود کہ سعد را بامارتِ عراق برگزیند زیراکہ عمر مثنیؓ بن حارثہ بآخر رسیدہ بود اگر درین وقت سعد آنجا نمی رسید تزلزلِ عظیم در امر جہاد پدید مے آمد و سعد را بسبب شدتِ سرما توقفے در راہ واقع شد درین اثنا فاروقِ اعظم رضؓ دفعۃ بعد دفعۃ پہلوانانِ نامدار و جوانانِ کامگار بکمکِ وے روان مے نمود و اہتمام تمام درین باب مے فرمود تا آنکہ در عرب از اشرفِ قبائل و اہلِ شجاعت و رائے کم کسی را گزاشتہ باشد سی و چند ہزار مرد ہمراہِ سعد مجتمع شدند از انجملہ یکہزار کس از صحابہ بودند کہ نود و نہ کس از ایشان اہلِ بدر بودند آنگاہ سعد بامیر المؤمنین نامہ نوشت و توجہِ رستم بعزم قتال و کثرتِ عَدد و عُددِ او بتفصیل باز نمود حضرتِ فاروق در جواب نوشت کہ ہیچ دغدغہ را بخاطر خود راہ ندہی و از کثرتِ آلاتِ و ادواتِ دشمن بیجا نگردی و نظر بر لطفِ پروردگار خود عزّ و جلّ داشتہ متوکل بتائیدِ او باش و ہرگاہ لشکر خود را تعبیہ نمائی موضع ہر کسی را برائی من بوجہی اِعلام کُن کہ گویا من بچشم خود معاینہ میکنم سعد کیفیتِ تعبیۂ جیش پیش حضرت فاروق رضؓ نوشتہ فرستاد و وے رضی اللہ عنہ تحسینِ آن صورت فرمود و امر نمود کہ نخست آن جماعہ را کہ بکمالِ حسب و نسب و طلاقتِ لسان و زیادۂ عقل موصوف باشند

حضرت فاروق رضؓ کے قلب پر جو پرتو ڈالا وہ یہ تھا کہ امارتِ عراق کے لئے سعدؓ کو منتخب کریں کیونکہ مثنیٰؓ بن حارثہ کی عمر آخری حد پر پہنچ چکی تھی اگر اس وقت سعدؓ وہاں نہ پہنچتے تو امر جہاد میں ایک بڑا تزلزل واقع ہو جاتا اور سخت سردی کی وجہ سے سعدؓ کو راستہ میں کچھ توقف واقع ہوا اس دوران میں فاروقِ اعظم رضؓ یکے بعد دیگرے نامی پہلوانوں اور بہادر جوانوں کو اُن کی کمک کے لئے برابر روانہ کرتے رہے اور اس بارے میں پورا اہتمام فرماتے رہے اس حد تک کہ عرب کے اشرف قبائل میں سے اور اہلِ شجاعت اور صاحبِ رائے لوگوں میں سے ایسے کم ہوں گے جن کو آپؓ نے چھوڑ دیا ہوگا۔ تیس اور چند ہزار مرد جو سعدؓ کی ہمراہی کے لئے جمع ہوئے اُن میں ایک ہزار حضرات صحابہؓ تھے جن میں سے ننانوے اصحاب اہلِ بدر تھے۔ اُس زمانہ میں سعدؓ بن ابی وقاص نے امیر المؤمنین رضؓ کو خط لکھا اور قتال کے لئے رستم کے متوجہ ہونے اور دشمنوں اور اُن کے سامان کی کثرت کی تفصیلات کا اظہار کیا۔ حضرت فاروق رضؓ نے اُن کو جواب میں لکھا کہ تم اپنے دل میں کوئی خدشہ نہ آنے دو اور دشمن کے آلات اور سامان کی کثرت سے اندیشہ نہ کرو۔ بس اپنے پروردگار عزّ و جلّ کے لُطف پر نظر رکھتے ہوئے اُس کی مدد پر متوکل رہو اور جب تم اپنے لشکر کو صف بستہ کرو تو ہر ایک کے مقام کی تفصیل ایسی طرح واضح لکھو کہ گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ لوں۔ (کہ کِس کو میمنہ پر رکھا اور کِس کو میسرہ پر وغیر ذلک)۔ سعدؓ نے لشکر کی صف بندی کا پورا نقشہ آپؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا اور فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس نقشہ کی تعریف کی اور حکم دیا کہ سب سے پہلے ایک ایسی جماعت کو جو کمالِ حسب و نسب اور زبان آوری اور زیادتی عقل سے موصوف ہو

www.kitabghar.org

پیش صنادید فرس فرستد و دعوت باسلام کند سعد ہمچنان کرد یکے ازاں جماعہ مُغیرۃ بن شُعبۃ بود اخرج الحاکم عن ایاس بن معاویۃ بن قُرۃ عن ابیہ قال لما کانَ یومُ القادسیۃ بُعِثَ بالمغیرۃ بن شعبۃ الیٰ صاحب فارس فقالَ ابعثوا معی عشرۃً فبعثوا فشدَّ علیہ ثیابہ ثمّ اَخذ جحفۃً ثم انطلقَ حتیٰ اَتوہ فقال اَلقُوا لی ترسًا فجلس علیہ فقال العلج (کافر یعنی یزدگرد) انکم معشر العرب قد عرفتُ الذی حملکم علی المجئ الینا انتم قومٌ لا تَجدون فی بلادِکم من الطعام ما تشبعون منہ فخذوا نُعطیکم من الطعام حاجتکم فانا قومٌ مجوسٌ و انا نکرہ قتلکم انکم تنجسونَ علینا ارضنا فقالَ المغیرۃُ واللہِ ما ذاکَ جاء بنا ولکنّا قومًا نعبد الحجارۃَ والاوثانَ فاذا رأینا حجرًا احسنَ من حجرٍ القیناہ و اَخذنا غیرہ ولاَ نعرفُ ربًّا حتیٰ بعثَ اللہُ الینا رسولاً من اَنفسنا فدعانا الی الاسلام فاتبعناہ و

فارس کے سرداروں کے پاس بھیجیں جو اُن کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ سعدؓ نے ایسا ہی کیا۔ اُس جماعت میں سے ایک مُغیرہؓ بن شعبہ تھے۔ حاکم نے روایت کی ایاس بن معاویہ بن قرہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ جب جنگِ قادسیہ واقع ہوئی تو مغیرہؓ بن شعبہ شاہِ فارس (یزدجرد) کے پاس بھیجے گئے، اُنھوں نے کہا کہ میرے ساتھ دس آدمی بھیجدیئے جائیں تو بھیجدیئے گئے۔ اب اُنھوں نے اپنے بدن پر اپنے کپڑے کسے (پٹکے یا رسی وغیرہ سے) اور ڈھال لے کر روانہ ہوگئے یہاں تک کہ شاہِ فارس کے یہاں جا پہنچے پھر (یہ دیکھ کر کہ یہ کوئی کرسی وغیرہ پر بطورِ تکریم نہیں بٹھارہا ہے ساتھیوں سے) کہا کہ میرے لئے ڈھال رکھدو تو اُس پر بیٹھ گئے۔ پھر اُس کافر مجوسی (یزدجرد) نے کہا کہ تم لوگ عرب کے گروہ ہو میں پہچان چکا ہوں کہ ہمارے شہروں کی طرف آنے پر تم کو کس چیز نے اُبھارا تم ایسی قوم ہو کہ تم کو اپنے شہروں میں کھانے کی ایسی چیزیں نہیں ملتیں جن سے تم اپنا پیٹ بھرلو سو ہم تم کو کھانے کی چیزیں دیدیں گے جس سے تم اپنی حاجت پوری کرلو، کیونکہ ہم مجوس قوم ہیں اور ہمیں کراہت معلوم ہوتی ہے تمہارے قتل سے اس وجہ سے کہ تم ہمارے ملک میں گھس آئے ہو۔ اس کو سُنکر مغیرہؓ نے کہا کہ واللہ یہ چیز نہیں ہے جو ہمیں یہاں لائی لیکن جو اصل بات ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسی قوم تھے جو پتھروں کو پوجتے تھے اور بتوں کو۔ تو جب ہم کوئی ایسا پتھر دیکھتے جو پہلے پتھر سے اچھا ہوتا تو اس کو معبود بنا لیتے اور پہلے کو پھینک دیتے اور ہم رب کو نہیں پہچانتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ہم میں سے اپنا ایک رسولؐ بھیجا جس نے ہم کو اسلام کی طرف دعوت دی تو ہم نے ان کا اتباع کیا اور

www.kitabghar.org

إنا أمرنا بقتال عدونا ممن ترك الاسلام و لم نجئ للطعام و لكنا جئنا لنقتل مقاتلتكم (سپاہیان) و نسبي (اسیر گردانیم) ذراريكم (اولاد کمتر) و اما ما ذكرت من الطعام فانا لعمري ما نجد من الطعام ما تشبع منه و ربما نجد ريا (سیراب شدن) من الماء احيانا فجئنا الى ارضكم هذه فوجدنا فيها طعاما كثيرا و ماء كثيرا فو الله لا نبرحها حتى تكون لنا او لكم فقال العلج بالفارسية صدق قال (المغیرہ) و انت تفقأ (کور کردہ خواہد شد) عينك غدا ففقئت عينه من الغد اصابته نشابة گویند یزدگرد جوالے از خاک پر کردہ بقصد اہانت بطریق جوائز (تحفہ ایلچیان) الوفود بایشان پیش آورد و عرب آن را فال فتح بلاد شمردند بعد ازان سعد بعوث (جیوش) و سرایا (لشکرہائے خورد) باطراف و اکناف منتشر ساخت تا در نواحی بلاد عجم طرح غارت و نہب ریزند القصہ رستم باشوکت و ابہت (بزرگی) تمام بجانب لشکر اسلام متوجہ شد و پلی ترتیب دادہ ازدریا این طرف عبور نمود درین حالت یزدگرد در ہر نعرہ داری شخصے را مقرر داشتہ بود کہ ہرچہ رستم گوید یا کند در اسرع اوقات باو رسد و سعد بسبب دمامیل (جمع دمل) و تبرات (آبلہ ہا) امکان نیافت کہ خود در وسط لشکر باشد

ہم کو حکم دیا گیا ہے اپنے اُن دشمنوں سے قتال کرنے کا جو اسلام کو ترک کریں اور ہم کھانے کے لئے نہیں آئے لیکن ہم اس لئے آئے کہ تمہارے جنگی مردوں سے لڑیں اور تمہاری ذریات کو قید کرلیں۔ رہا کھانے کا ذکر جو تم نے کیا ہے تو اپنی عمر کی قسم ہم کو اتنا کھانا نہیں ملتا جس سے ہم چھک جائیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کو اتنا پانی بھی نہیں ملتا جس سے ہم سیراب ہو جائیں پھر ہم تمہاری اس سرزمین کی طرف آئے تو یہاں ہم نے کھانے کی بہت چیزیں پائیں اور بہت پانی پایا، اب واللہ ہم یہاں سے جانے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ یہ سرزمین ہمارے لئے رہے یا تمہارے لئے۔ تو اس کافر مجوس نے فارسی زبان میں کہا کہ اس نے سچ کہا۔ مُغیرہ نے کہا اور تیرا یہ حال ہوگا کہ کل تیری آنکھ پھوٹ جائیگی۔ چنانچہ اگلے دن اُس کی آنکھ پھوٹ گئی، اُس پر ایک تیر آکر لگا تھا۔ کہتے ہیں کہ یزدگرد نے توہین کے ارادے سے ایک بوری مٹی سے بھر کر اس رسم کی ادائگی کے طور پر کہ وفود کو بادشاہوں سے کچھ ہدایا و انعامات ملا کرتے ہیں ان کو دی، اور عرب نے اس سے یہ فال لی کہ ہم تمام شہر فتح کرینگے (وہ اس مٹی کو لے آئے)۔ اُس کے بعد سعدؓ بن ابی وقاص نے بڑے اور چھوٹے لشکر عجم کے شہروں کے اطراف واکناف میں منتشر کر دیئے تاکہ ان پر حملے کریں اور لوٹیں۔ القصہ رستم پوری شوکت و دبدبہ کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور ایک پُل بنا کر دریا سے اس طرف پار ہو گیا۔ اس حالت میں یزدگرد نے ہر ایک چوکی پر ایک شخص مقرر کیا تھا کہ رستم کی تمام گفتگو اور کارروائی کی اطلاع اُس کو جلد از جلد پہنچتی رہے۔ اور سعدؓ دنبلوں اور آبلوں کے سبب اس سے مجبور ہو گئے کہ خود لشکر کے درمیان رہیں

www.kitabghar.org

بربلندئ قصرے قرار گرفت و جمعی از سوار و پیادہ
را زیر قصر حاضر داشت تا ہرچہ فرماید بے توقّف
بسرداران فوج رسانند آنگاہ سعد اعیانِ لشکر را نزد
خود خواند و موعظتِ بلیغہ فرمود و مواعیدِ الٰہی
در باب فتحِ عجم بیادِ ایشان داد و بتفصیل واضح
گردانید کہ امروز اگر دستبُردی نمایید سعادتِ
دنیا و اُخری از آنِ شما باشد و اگر بددلی کنید دولتِ
صوری و معنوی از دستِ شما رود و امیرِ ہر قوم
را فرمود تا ہمین کلمات اَتباعِ خود را سرگرم کارزار
کند و شعراء را بانشادِ اشعارِ تہییجِ شجاعت برانگیخت
و قرّاء را بتلاوتِ سورۃ انفال ارشاد فرمود قرّاء چون
در تلاوتِ آن شروع نمودند دلہا را اطمینانے رُوی
نمود آنگاہ فرمود کہ چون ساعتِ ہبوبِ ریاحِ نصر
یعنی وقتِ نماز در رسد تکبیرے خواہم گفت شما نیز تکبیر
بگوئید و اَدواتِ حرب مہیا سازید باز چون تکبیرِ دوم گفتہ
شود جوشن پوشید و اَدواتِ جنگ بر خود راست کنید
و چون تکبیرِ سوم بشنوید جوانان بجولانگاہِ مبارزت
در آیند و باستماعِ تکبیرِ چہارم کلمۂ لاحولَ ولاقوّۃَ
الّا باللّٰہ العلیّ العظیم گوئید و ہمہ بہیئتِ اجتماعیہ
با دشمن درآویزید القصہ ۳ روز و یک شب
میانِ ہر دو فریق جنگ قائم ماند چہارم روز نصر
نازل شد و فرقانِ اکبر بظہور پیوست و ہر یکی
ازین اوقات نامے علٰحدہ دارد روزِ اَرماث ؏ اخلاط ۱۲
و روز اَغواث ؏ کمک

وہ ایک قصرِ بلند کے اُوپر بیٹھ گئے اور سوار اور پیادوں کی
ایک جماعت قصر کے نیچے موجود رکھتے تھے تاکہ جو کچھ وہ
ہدایت دیں بے توقّف یہ لوگ فوج کے سرداروں کو پہنچا دیں۔
اُس وقت سعدؓ نے اعیانِ لشکر کو اپنے پاس بُلایا اور اُن کو وعظ و
نصیحتیں فرمائیں اور اللہ کے وعدے فتحِ عجم کے بارے میں اُن
کو یاد دلاتے اور بتفصیل واضح کیا کہ اگر تم نے پوری ہمت و
شجاعت سے مقابلہ کیا تو دنیا اور آخرت کی سعادت تمہارے
لئے ہوگی اور اگر بددلی کرگئے تو ظاہری اور معنوی دولت
تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ ہر قوم کے امیر کو فرمایا کہ
ان ہی کلمات سے اپنے ماتحتوں کو جنگ میں سرگرم کریں اور
شُعراء کو ایسے اشعار کہنے پر برانگیختہ کیا جو شجاعت میں ہیجان
پیدا کریں اور قاریوں کو سورۃ انفال کی تلاوت کا ارشاد فرمایا۔
قرّاء نے جب اس کی تلاوت شروع کی تو دلوں میں اطمینان
پیدا ہونے لگا اُس وقت فرمایا کہ جب مددِ الٰہی کی ہوائیں چلنے
کی ساعت یعنی وقتِ نماز آ پہنچے گا تو میں تکبیر کہوں گا، تم بھی
تکبیر کہنا اور آلاتِ حرب کو تیار کرلینا۔ پھر جب دوسری تکبیر
کہی جائے تو زرہ پہن لو اور آلاتِ حرب اپنے بدن پر لگا لو اور
جب تیسری تکبیر سُنو تو ہمارے جوان میدانِ جنگ میں پہنچ جائیں
اور چوتھی تکبیر کے سُننے کے وقت کلمۂ لا حول ولاقوۃ الا باللہ
العلیّ العظیم کہو اور سب ہیئتِ اجتماعیہ کے ساتھ دشمنوں پر
ٹوٹ پڑو۔ القصّہ تین ۳ دن اور ایک رات دونوں فریقوں کے
مابین جنگ برپا رہی۔ چوتھے روز اللہ کی مدد نازل ہوئی اور
فرقانِ اکبر کا نزول ہوگیا۔ اور ان اوقات میں سے ہر ایک کا علٰحدہ
نام ہے۔ روزِ ارماث، روزِ اغواث (یعنی کمک پہنچ جانیکا دن)

؏ اَرماث، رمث کی جمع ہے یعنی وہ لکڑیاں جو جوڑ کر باندھی جاتی ہیں اور ان پر سوار ہو کر سمندر میں جاتے ہیں۔ یہ دن عجمیوں کے سازوسامانِ حرب سے آراستہ ہو کر نکلنے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وروز عماس (حرب سخت ۱۲) ولیلۃ الہریر (شور مثل آواز آسیا ۱۲) اما روز ارماث ہمہ صنادید عجم با ہیئۃ عجیبہ تاجہای مکلل برسر و کمرہائے مرصع برمیان بر اسپانِ عراقی سوار صف آراستند و تیراندازانِ حکم انداز را بر فیلان نشاندہ و جمعے گرداگردِ آنہا برائے محافظتِ فیلان پیادہ گشتہ مقدمۃ الجیش ساختند و طورِ عرب و سادہ وضعی ایشان معلوم است باآن ہمہ بتائید الٰہی دست بُردہای عجیب کردند اولاً غالب بن عبداللہ اَسدی و عاصم بن عمرو تمیمی بجولانگاہِ مبارزت درآمدند ہرمزان نام شخصے از روسای عجم مقابل غالب و شخصے دیگر از سرداران مقابلِ عاصم برآمد غالب بزخمِ نیزہ قرنِ (ہمسر ۱۲) خود را بر زمین غلطانید انگاہ بکمند بستہ پیشِ سعد رسانید و عاصم نیز بر قرنِ خود حملہ آورد و قرنِ او بیقین دانست کہ حریف عاصم نمی تواند شد از میان بگریخت عاصم بتعاقب او تاختہ ہر چند جست او را نیافت عوضِ او را اشتر سوارے را گرفتہ آورد سعد رضی اللہ عنہ راکب و مرکوب را نفلِ (غنیمت ۱۲) او ساخت ثانیاً تیر اندازے کہ تیرِ او خطا نمی شد از طرف عجم بقصدِ عمرو ابن معدیکرب بمیدان درآمد مسلمانان عمرو را آگاہ گردانیدند عمرو تیرے بجانبِ او انداخت و بآن زخم او را از اسپ برزمین افگند عمرو خود را زود بر سرِ او رسانید و سرِ او را بُرید و کمرِ قیمتے و سلب (اسباب ۱۲) گران بہائے او را

روز عماس (سخت لڑائی کا دن) اور لیلۃ الہریر (چکّی کے شور والی رات) اب **روزِ ارماث** کا حال سُنیئے۔ تمام سردارانِ عجم عجیب عجیب ہیئت کے ساتھ سروں پر زرنگار تاج اوڑھے ہوئے اور مرصّع پٹکے کمر پر باندھے ہوئے، عراقی گھوڑوں پر سوار صف آرا ہوئے اور ایسے تیراندازوں کو جو قادر انداز تھے ہاتھیوں پر بٹھایا اور اُن کے گرداگرد ہاتھیوں کی حفاظت کے لئے پیدل سپاہیوں کو مقدمۃ الجیش بنایا۔ اوز عرب کا انداز اور ان کی سادہ وضعی معلوم ہی ہے (وہاں یہ طمطراق کہاں مگر) اس کے باوجود قدرت نے عجیب تصرّفات کیے۔ اوّلاً غالب بن عبداللہ اسدی اور عاصم بن عمرو تمیمی میدانِ جنگ میں آئے۔ روسائے عجم میں سے ایک شخص جس کا نام ہرمزان تھا غالب کے مقابل آیا اور سرداروں میں سے ایک دوسرا شخص عاصم کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ غالب نے نیزے سے زخمی کر کے اپنے مقابل (ہرمزان) کو زمین پر لٹا دیا اور پھر کمند سے باندھ کر سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔ عاصم نے بھی اپنے مقابل پر حملہ کیا۔ اُس کے مقابل نے یقین کے ساتھ سمجھ لیا کہ وہ عاصم کے مقابلہ کا نہیں ہے تو وہ بھاگ نکلا۔ عاصم نے اس کا تعاقب کیا ہر چند اُس کو ڈھونڈا مگر نہ پایا تو اس کے بدلے میں ایک اور شتر سوار کو قابو میں کر کے لے آئے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے سوار اور سواری دونوں عاصم کو بطور حصّہ غنیمت دیدیئے۔ ثانیاً ایک تیرانداز جس کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا عجم کی طرف سے عمرو بن معدیکرب سے مقابلہ کے لئے میدان میں آیا۔ مسلمانوں نے عمرو کو آگاہ کیا۔ عمرو نے اُس پر ایک تیر مارا جس کے زخم سے وہ گھوڑے سے زمین پر گرا۔ عمرو نے سرعت کے ساتھ پہنچ کر اُس کا سر کاٹ دیا اور اس کا قیمتی پٹکا اور بیش قیمت سامان اپنے

www.kitabghar.org

بدست آورد ثالثاً مہران حاکم آذربیجان برباد پائے عجیبے سوار تبختر کنان رُوی بمیدان نہاد و بتقلید رستم میگفت الیوم ندقّ العربَ دقّاً شخصے از حاضرانِ او گفت انشاء اللہ آن بے دولت برزبان راند شاء اللہ او لم یشاء درین اثناء مُنذر بن حسّان ضبیّ نیزہ در پہلوی او خلانید واز اسپش غلطانید خواست کہ خود پیادہ شدہ سرش بردارد اسپ مُنذر رمید ساعتے بضبط اسپ مشغول ماند درین توقّف جریر بن عبد اللہ بجلی از میمنہ لشکر مانندِ باد باو رسید وسراو را بُرید مُنذر چون بر سر صریع خویش آمد کشتہ یافت در بابِ سلب او قیل وقال بلند شد آخر الامر بحکم سعد کمر بہ مُنذر دادند و باقی سلب بجریر گویند قیمت کمر سی ہزار بود و قیمت باقی سلب ہزار سپاہ عجم چون این دار وگیر را دیدند فیلان را نیز حرکت نمودند جملۃً حملہ بر لشکر اسلام آوردند کتائب اسلامیہ را متفرق ساختن گرفتند مقصدِ اَصلی ایشان استیصال قوم بُجَیلہ بود زیرا کہ قتل مہران بردستِ جریر بَجَلی واقع شدہ است نزدیک بود کہ بُجَیلہ بالکلیّۃ مُتاصل شوند سعد بطُلَیحہ اسَدی حکم فرمود کہ با قوم خود زود بمددِ ایشان رسد چون دران معرکہ رسیدند عظیمے از عظماء عجم بمبارزت برآمد طلیحہ دفعتاً بطعن نیزہ بدوزخش فرستاد انگاہ

قبضہ میں لیا۔ ثالثاً مہران آذربیجان کا حاکم ایک تیز رفتار گھوڑے پر جو بہت اعلیٰ قسم کا تھا سوار ہو کر اکڑتا ہوا میدان میں آیا اور رستم کی تقلید میں کہنے لگا الیوم ندق العرب دقاً (آج ہم عربوں کو کوٹ ڈالیں گے) اُس کے پاس والوں میں سے ایک شخص نے کہا "انشاء اللہ"۔ وہ بدنصیب یہ کلمہ زبان پر لایا اِن شاء اللہ او لم یشاء (یعنی اللہ چاہے یا نہ چاہے) لڑائی کے دوران میں مُنذر ابن حسان ضبیّ نے اُس کے پہلو میں نیزہ مارا اور اس کو گھوڑے سے گرا دیا، چاہا کہ خود پیادہ ہو کر اُس کا سر کاٹے لیکن مُنذر کا گھوڑا بدک گیا اور وہ ایک ساعت اُس کو قابو میں لانے کے لئے مشغول رہے اس توقف میں جریر بن عبد اللہ بجلی میمنۂ لشکر سے ہوا کی طرح نکل کر اُس کے پاس پہنچے اور اُس کا سر کاٹ ڈالا۔ مُنذر نے جب اپنے پچھاڑے ہوئے شخص کو مقتول پایا تو اُس پر سے اُتارے ہوئے سامان کے بارے میں بات بڑھی آخرکار سعدؓ کے حکم سے اُس کا پٹکا منذر کو دیا گیا اور باقی سامان جریر کو۔ کہتے ہیں کہ پٹکے کی قیمت تیس ہزار تھی اور باقی سامان کی دس ہزار۔ عجم کی افواج نے جب یہ پکڑ دھکڑ دیکھی تو وہ ہاتھیوں کو بھی حرکت میں لے آئے۔ اور لشکر اسلام پر سب نے مل کر حملہ کر دیا اور اسلامی لشکروں کی صفوف کو متفرق کرنا شروع کر دیا۔ اُن کا مقصدِ اصلی قوم بجیلہ کو برباد کرنا تھا کیونکہ مہران کا قتل جریر بجلی کے ہاتھ سے واقع ہوا تھا۔ قریب تھا کہ بجیلہ کلیۃً برباد ہو جائیں مگر سعدؓ نے طلیحہ اسدی کو حکم دیا کہ جلد اپنی قوم کو ساتھ لے کر اُن کی مدد کے لئے پہنچ جائے۔ جب یہ اُس معرکہ میں پہنچے تو عجم کے جنگی مَردوں میں سے ایک بڑا شخص مقابلہ کے لئے نکلا طلیحہ نے پھرتی کے ساتھ نیزے کے ایک حملہ سے اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس وقت

www.kitabghar.org

با جماعۂ خود یکبارگی بر پیل سواران تیر باران کردند چنانکہ اکثرے منہزم گشتند اشعث بن قیس کندی بانگ بر قوم خود زد کہ بنو اسد کار شیران نمودہ اند شمارا چہ شدہ است اقوام او نیز حملہ آوردند و بقیہ را زدہ زدہ تا بہ قلب گاہ لشکرِ عجم رسانیدند بعد ازان جالیوس و ذوالحاجب از رؤسارِ عجم با لشکرے بے حساب با فیلان ژیان بر فوجِ اسلام حملہ آوردند درین اثنار از طرفِ سعد تکبیر چہارم بلند شد اہلِ اسلام ہمہ باجمعہم کلمۂ طیبہ لاحولَ و لا قوۃَ الا باللہ العلی العظیم گفتہ بر کفار ریختند و آسیای حرب بر بنی اسد و بجیلہ و کندہ وا گشت ازینجماعہ بسیارے بدرجۂ شہادت رسیدند سعد بجانب عاصم بن عمرو تمیمی زد قاصدے دوانید تا حیلہ سازد کہ راکبانِ فیل ازین طغیان پا بدامان کشند عاصم تیر اندازانِ تمیم و اسد را فرمود کہ تا بر فیلان ہجوم کردند و روئے ایشان را باز گردانیدند انگاہ ندا در داد کہ حبال فیلان را قطع نمایند چون حبال را بریدند راکبان بر زمین غلطیدند و دشمن پشت داد سعد در فکر تکفین و تجہیز قتلےٰ نتاد و مجروحان را بر زنانِ لشکر سپردند تا مداواے ایشان قیام کنند

روزِ اغواث

اپنی جماعت کے ساتھ اُنھوں نے دفعتاً ہاتھیوں کے سواروں پر تیروں کی بارش کردی جس سے اکثر لوگ بھاگ گئے۔ اشعث ابن قیس کندی نے اپنی قوم کو للکارا کہ بنو اسد (طلیحہ کے قبیلے والے) شیروں کا کام کر رہے ہیں تمھیں کیا ہوگیا تو اُن کی قوم کے لوگوں نے بھی سخت حملہ کردیا اور باقی ماندہ لوگوں کو مارتے مارتے لشکر گاہِ عجم کے قلب تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد جالیوس اور ذوالحاجب نے جو عجم کے رئیسوں میں سے تھے بیشمار لشکر کے ساتھ مع غضبناک ہاتھیوں کے اسلامی فوج پر حملہ کیا۔ اس دوران میں سعدؓ کی طرف سے چوتھی تکبیر بلند ہوئی (جس کو سُنکر) تمام اہلِ اسلام سب کے سب کلمۂ طیبہ لاحولَ ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہتے ہوئے کفار پر جا پڑے اور جنگ کی چکی بنی اسد اور بجیلہ اور کندہ پر گھومنے لگی ان قبائل کے بہت سے لوگ درجۂ شہادت پر پہنچے۔ سعدؓ نے عاصم بن عمرو تمیمی کے پاس قاصد دوڑایا کہ جلد کوئی ایسا حیلہ کردیں کہ ہاتھیوں کے سواروں کے اس طوفان میں پاؤں اُکھڑ جائیں (کہ ان سے زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے) عاصمؓ نے تمیم اور اسد کے تیر اندازوں کو حکم دیا جس سے سب کے سب نے ہاتھیوں پر تیر اندازی شروع کردی اور اُن کے رُخ موڑ دیئے ایسے وقت اُنھوں نے للکارا کہ ہاتھیوں کے رسّے (جن سے ہودے بندھے ہوتے تھے) کاٹ ڈالو! جب رسے کاٹے گئے تو سب سوار لڑھک کر زمین پر گر پڑے اور دشمن پشت پھیر کر بھاگے۔ اب سعدؓ نے اپنے مقتولین کو کفنانے دفنانے کا انتظام کیا اور زخمیوں کو لشکر کی عورتوں کے سپرد کیا تاکہ وہ اُن کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

حال روزِ اغواث۔

www.kitabghar.org

حضرتِ فاروقؓ برائے ابو عُبیدہ امیر الامراء شام نوشتہ بود کہ فوجے ترتیب دادہ بسرکردگی ہاشم بن ابی وقاص بمددِ سعد بفرستد باتفاقِ حَسَن قعقاع کہ مقدمۂ لشکر ہاشم بود بایک ہزار و پانصد سوار درین حالت رسید جماعۂ خودرا دہ قسم ساخت و فرمود یک طائفہ مسلّح و مکمّل اوّلاً در عسکرِ اسلام داخل شوند چون داخل شدند قسمتے دیگر نمایان گردد الیٰ آخر الاقسام چون نظر اہلِ لشکر برین جماعہ افتاد دل قوی شدند بالجملہ قعقاع در قسمِ اوّل بہ لشکرِ اسلام در آمدہ بمصاف پیوست و مسلمین را بر حرب کفار تحریض تمام نمود و مُبارز طلبید ازان طرف ذوالحاجب برآمد قعقاع چون دانست کہ ذوالحاجب است بانگ برداشت یا ثاراتِ (انتقام) اصحابِ الجسر انگاہ باندک فرصتے بدوزخش رسانید و باز مُبارز دیگر خواست بُندان و فیروزان تاختہ بمیدان آمدند حارث بن ظبیان بمددِ قعقاع رسید فیروزان بمقابلۂ قعقاع و بُندان حریف حارث شد ہر دو پہلوان غنیم خود ہا را کشتند و بسببِ قتل آنہا کسرِ عظیمے در لشکرِ کسرے افتاد

حضرت فاروقؓ نے شام کے امیر الامراء ابو عبیدہؓ کو لکھا تھا کہ ایک فوج تیار کر کے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں سعد ابن ابی وقاص کی مدد کے لئے بھیجیں۔ حُسنِ اتفاق سے قعقاع جو کہ ہاشم کے لشکر کے کمانڈر تھے ایک ہزار پانچسو سواروں کے ساتھ اس شدید جنگ کی حالت میں پہنچ گئے۔ انھوں نے (یہاں پہنچنے سے پہلے) اپنی فوج کے دس حصے کر دیئے اور حکم دیا کہ پہلے ایک حصہ مسلّح اور مکمّل حالت میں (یعنی ڈیڑھ سو مجاہدین) اولاً لشکرِ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ جب وہ شامل ہو چکیں تو دوسرا حصہ نمایاں ہو۔ اسی طرح ہر ایک حصہ آخر تک داخل ہوتا رہے۔ جب اہلِ لشکر کی نظر ان امدادی دستوں پر پڑی تو ان کے دل قوی ہو گئے۔ چنانچہ قعقاع جو اس لشکر اسلام کے پہلے دستہ کے کمانڈر تھے آکر جنگ میں شریک ہوئے اور انھوں نے مسلمانوں کو کفّار کے ساتھ لڑنے پر جوش دلانا شروع کر دیا اور کفار سے مبارز طلب کیا (یعنی کوئی میرے مقابلہ پر آئے) اُس طرف سے ذوالحاجب نکلا۔ قعقاع کو جب معلوم ہو گیا کہ یہ ذوالحاجب ہے تو انھوں نے للکار کر کہا یا ثارات اصحاب الجسر (پُل کی جنگ میں جو شہید ہوئے تھے اُن کے خون کا بدلہ لینے کا موقع آگیا۔ وہ نقصان اسی ذوالحاجب نے پہنچایا تھا۔) بس تھوڑے سے وقفہ کے بعد قعقاع نے اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا اور پھر اور مُبارز طلب کیا تو بُندان اور فیروزان گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان میں آگئے۔ اِدھر سے حارث بن ظبیان قعقاع کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ فیروزان تو قعقاع کے مقابلہ پر آیا اور بُندان حارث کے مقابلہ پر۔ دونوں بہادر پہلوانوں نے اپنے اپنے حریفوں کو مار ڈالا۔ ان کے قتل سے کسرے کے لشکر میں ایک عظیم کسر (یعنی شکستگی) واقع ہو گئی۔

www.kitabghar.org

گویند قعقاع سی دفعہ درین روز بر لشکر کفار حملہ آورد و ہر دفعہ کارے کرد درین وقت دانایانِ لشکر اسلام شتران را جلال (جمع جل) واسع پوشانیدہ بر شکلِ مہیب نمودار کردند آنچہ فیولِ عجم دیروز با خیولِ عرب کردہ بودند امروز جمالِ عرب با افراسِ (اسپان) فرس بعمل آوردند چون (شتران) ہنگام نصف النہار در رسید ہر دو فریق ساعتے مشغول استراحت شدند بعد از نمازِ پیشین (ظہر) نارِ حرب مشتعل شد گویند سعد بن ابی وقاص ابو محجن را بواسطہ شربِ خمر محبوس ساختہ بود چون ابو محجن این حالت مشاہدہ نمود غیرتِ اسلامش بجوشید از اُمّ ولدِ سعد درخواست کہ وے را از حبس خلاص کند و اسپ ابلقِ سعد و سلاحِ او عاریت دہد بقرار آنکہ اگر حیات باقی است خود را در محبس رساند اُمّ ولد سعد ہمچنان کرد و ابو محجن نعرہ زنان بمیدان در آمد و تردّدے بکار برد کہ جمیع لشکر استحسانِ او کردند بلکہ گمانِ جمعے آن شد کہ او خضرؑ ست کہ بمددِ لشکر اسلام رسیدہ طائفۂ را نظر بر آنکہ ملکے برای نصرِ ایشان نازل شد روزِ دیگر چون حالِ ابو محجن بر سعدؓ واضح شد بدلجوئی وے در آمد و گفت من بعد ترا در حبس

کہتے ہیں کہ قعقاع نے اس دن لشکرِ کفار پر تیس دفعہ حملہ کیا اور ہر حملہ میں بڑا کام کیا۔ اس موقع پر لشکرِ اسلام کے بعض دانشمندوں نے اونٹوں کو (گودڑ باندھ کر ان کے بدن کو خوب پھلایا اور) کشادہ جھولیں پہنا کر ہیبتناک شکل پر نمودار کیا تو جو کچھ عجم کے ہاتھیوں نے عرب کے گھوڑوں کے ساتھ کیا تھا کہ وہ ان کو دیکھ کر بدکنے اور قابو سے باہر ہونے لگے تھے) وہی کام آج عرب کے اونٹوں نے فارس کے گھوڑوں کے ساتھ کیا۔ جب لڑتے لڑتے دوپہر ہوگیا تو دونوں فریق ایک ساعت کے لئے کچھ آرام کرنے لگے۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر جنگ کی آگ مشتعل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ سعدؓ بن ابی وقاص نے شراب پینے کی بنا پر (اپنے جائے قیام پر) ابو محجن کو محبوس کر رکھا تھا۔ جب ابو محجن نے اس حالت کا مشاہدہ کیا (ان کے محبس کے دریچہ سے میدانِ جنگ نظر آتا تھا انھوں نے دیکھا کہ کفار کا دباؤ بڑھ رہا ہے) تو اُن کی غیرتِ اسلامی نے جوش مارا اور اُنھوں نے سعدؓ کی اُمّ ولد سے درخواست کی کہ وہ اُس کو قید سے خلاص کر دے اور سعدؓ کا ابلق گھوڑا اور اُن کے ہتھیار عاریۃً دیدے اس اقرار پر کہ اگر زندگی باقی رہی تو وہ پھر اپنے کو محبس میں پہنچا دے گا۔ سعدؓ کی اُمّ ولد نے ایسا کر دیا، ابو محجن نعرے مارتے ہوئے میدان میں جا پہنچے اور دشمنوں پر اتنے سخت حملے کئے کہ تمام لشکرِ اسلام اُن کی تعریف کرنے لگا۔ بلکہ ایک جماعت کا گمان یہ ہوگیا کہ یہ خضرؑ ہیں جو لشکرِ اسلام کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں اور ایک جماعت کا خیال یہ ہوگیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اُن کی مدد کے لئے نازل ہوا ہے۔ دوسرے دن جب ابو محجن کا حال سعدؓ پر واضح ہوا تو وہ اُن کی دلجوئی کرنے لگے اور کہا کہ اب میں تجھے قید میں

www.kitabghar.org

نگزارم ابو محجن گفت من نیز از سر صدق و اخلاص عزم کردم کہ باز گردِ آن خبیث[شراب] نگردم روز عماس قعقاع جماعہ خود را فرمود[۱۲] کہ بغیر اطلاع لشکر اسلام بصفتِ روز گزشتہ دہ[۱۰] فرقہ شوند و باشکالِ عجیبہ در آیند تا مسلمانان درین ظن افتند کہ فوج ہاشم رسیدہ است بالجملہ چنان کردند و متعاقب ایشان لشکر ہاشم رسید و وے نیز صنیع قعقاع در قوم خود مرعی داشت ازین راہ اطمینان اہلِ لشکر دو بالا گشت دران روز اوّلاً مُطارِدہ[حملہ ۱۲] بود بعد ازان مُراماۃ[تیر اندازی ۱۲] بعد ازان مُرامحہ[نیزہ بازی ۱۲] بعد ازان مُسابقہ[بڑھنا، جستن ۱۲] بعد ازان مُصارعہ[کشتی ۱۲] ہاشم با جوقِ اوّل

نہیں ڈالوں گا۔ ابو محجن نے کہا کہ میں نے بھی سچائی اور اخلاص سے یہ عزم کر لیا ہے کہ آئندہ اس خبیث (یعنی شراب) کے قریب بھی نہ آؤں گا۔ **روزِ عماس کے واقعات۔** قعقاع نے اپنی جماعت کے لوگوں کو حکم دیا کہ لشکرِ اسلام کے شرکاء کی نظروں سے بچ کر (دُور نکل جائیں اور پھر) گزشتہ دن کی طرح دس جماعتیں بن کر کچھ اوپری وضع بنا کر آئیں تاکہ عام مسلمانوں کو یہ گمان ہو جائے کہ اب ہاشم کی فوج ہماری مدد کے لئے پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا اور (یہ اللہ کا فضل ہوا کہ) ان کے پیچھے ہاشم کا لشکر بھی پہنچ گیا اور اُنھوں نے بھی قعقاع کی روِش اپنے ساتھیوں کو لشکرِ اسلام تک پہنچانے میں اختیار کی۔ اس طریقہ پر عمل کرنے سے لشکر والوں کا اطمینان دوگنا ہو گیا۔ اس دن میں تجویز کیا گیا تھا کہ اوّلاً عام حملہ ہو، اس کے بعد تیر اندازی، اس کے بعد نیزہ بازی، اس کے بعد دفعۃً ہلّہ بول کر آگے بڑھنا، پھر کُشتی لڑ کر پچھاڑنا۔ ہاشم نے اپنے پہلے ساتھیوں کے ساتھ

عہ واقدی نے اس قصہ کو اسی طرح روایت کیا ہے اور غالباً ان ہی سے دیگر مورخین نے اخذ کر لیا۔ اور تاریخ کامل ابنِ اثیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اذا متُّ فادفنّي الى جنب كرمةٍ . تروّي عظامي بعد موتي عروقها؛ ولا تدفنني في الفلاةِ فانّني. اخافُ اذا ما متُّ ان لا اذوقها؛ جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کے برابر دفن کرنا تاکہ میری ہڈیاں میرے مرنے کے بعد اس کی جڑ سے بہرہ اندوز ہوتی رہیں۔ اور مجھے کھلے میدان میں نہ دفن کرنا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو اس کو چکھنا نصیب نہ ہو گا، جس کی اطلاع سعد کو پہنچا دی گئی اور انھوں نے ان کو گرفتار کر کے اپنے جائے قیام پر محبوس کر دیا۔ کامل ابن اثیر میں ان کا بیان نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے بعد میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ صرف ان اشعار کی بنا پر سعدؓ نے گرفتار کر لیا تھا۔ یہ غلط ہے کہ شراب پیتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ اور یہ بات مستبعد بھی ہے کہ شراب پیتے ہوئے دیکھ کر پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر محبوس کر دیا جاتے۔ اگر شراب پینا ثابت ہو جاتا تو اس کی حد کا جاری کرنا اتنا طویل کام نہیں تھا کہ اس کو آئندہ وقتِ فرصت پر موقوف رکھا جاتے اور ایسے بہادر مجاہد کی خدمت سے اپنے لشکر کو محروم رکھا جاتے اس کا اجرا فوراً کر دیا جاتا چالیس۴۰ کوڑے لگوا دینا چند منٹوں کی بات تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کی نظر میں یہ الزام محتاج ثبوت تھا جس کی سماعت میں وقت صرف ہوتا۔ اسی لئے گرفتار کر کے محبوس کر لیا تھا کہ بوقتِ فرصت اس کی تحقیق کی جائیگی۔ پھر جب ابو محجن نے سعدؓ کی بی بی سلمٰی سے حقیقت بیان کر دی ادھر ان کی بے نظیر شجاعت سے بڑا تاثر پیدا ہو چکا تھا تو ان کو خود آ کر کھول دیا اور عزت کے ساتھ رہا کر دیا۔ واقدی کو محدثین نے غیر معتبر قرار دیا ہے۔ کامل ابن اثیر میں جو کچھ لکھا ہے وہ قیاس کے مطابق ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

بر میمنۂ عجم حملہ کرد و صفوفِ ایشان را متفرق ساخت و تا بمسافتے تاختہ رفت. باز عمرو بن معدیکرب یارانِ خود را برائے حرب مہیا نمود و بر قلبِ لشکرِ کفار تاختہ و بسیارے را بکشت فارسانِ فرس بیکبارہ متوجہ او گشتند و غبارے عظیم برخاست دران میان عمرو بن معدیکرب ناپدید گشت و اسپِ او کشتہ شد عمرو فی الحال پای اسپ سوارے را از سوارانِ عجم محکم گرفت تا آنکہ از رفتار باز ماند سوار چون مجالِ مقاومت باوے ندید از اسپ پیادہ گردید عمرو رضؓ بران اسپ سوار شد و بسلامت از قلبِ لشکرِ کفار بر آمد دیگر بار سوارے از فوجِ عجمی جولان نمود و مبارز خواست مردے از اہلِ اسلام قصیر القامت و صغیر الجثۃ در معرض قتال در آمد عجمی بیک ضرب آن مرد مسلمان را از اسپ بینداخت و خود نیز از اسپ فرود آمد و بسینۂ او نشست تا او را بکشد درین حال لطیفۂ غیبی در رسید کہ اسپ عجمی رم خورد و عجمی رسنِ اسپ در کمر خود بستہ بود اسپش بہمان رسن از سینۂ مسلمان برداشت آن مسلمان بسلامت برجست و شمشیر بر فرقِ او زد و بدوزخش فرستاد و مشاہدۂ این لطیفہ موجبِ اطمینان قلوب مسلمانان شد چون کافران حال را بدین منوال معاینہ نمودند ابطال (بہادران ۱۲) و افیالِ خود را باز آراستند و دو جوق (جمع قبیل ۱۲) ساختند

عجم کے میمنہ پر حملہ کر دیا اور اُن کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور دُور تک گھستے چلے گئے۔ پھر عمرو بن مَعدِیکرب نے اپنے ساتھیوں کو لڑنے کے لئے تیار کیا اور لشکرِ کُفار کے قلب پر حملہ کر دیا اور بہت لوگوں کو مار ڈالا۔ اس پر فارس کے سوار ایک بار اُن پر دَوڑ پڑے اور بہت بڑا غبار اُٹھ کھڑا ہوا جس میں عمرو بن مَعدِیکرب چھُپ گئے اور (اُن پر یہ حادثہ پیش آیا تھا کہ) اُن کا گھوڑا مارا گیا تھا تو عمرو نے فوراً ہی ایک گھوڑے کے پاؤں مضبوط پکڑ لئے جس پر ایک عجمی سوار تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑا آگے نہ چل سکا۔ سوار نے جب اپنے میں مقاومت کی طاقت نہ پائی تو وہ گھوڑے سے اُتر کر پیدل ہوا اور عمرو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر لشکرِ کفّار کے قلب سے سلامتی کے ساتھ باہر آ گئے۔ اسی وقت ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ فوجِ عجم میں سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور اس نے مبارز طلب کیا (یعنی چیلنج کیا کہ کوئی مقابلہ پر آئے) اہلِ اسلام میں سے ایک شخص پستہ قد لاغر اندام میدان جنگ میں نکلا۔ عجمی نے ایک ہی ضرب میں اس کو گھوڑے سے نیچے گرا دیا اور وہ بھی اپنے گھوڑے سے اُتر آیا اور اُس کے سینہ پر بیٹھا تاکہ اس کو مار ڈالے۔ اسی حال میں ایک لطیفہ غیبی آپہنچا۔ عجمی کا گھوڑا دفعتہً اُچھلا اور عجمی نے اُس کی رسّی اپنی کمر سے باندھ رکھی تھی۔ اُس کے گھوڑے نے اُسی رسّی سے اُس کو مسلمان کے سینہ سے اُٹھا کر گرا دیا۔ مسلمان نے فوراً اُٹھ کر اس کے سر پر تلوار ماری اور اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس لطیفہ کا مشاہدہ مسلمانوں کے دِلوں کے لئے اطمینان کا موجب ہوا (کہ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہو گئی ہے) اور جب کافروں نے حالات کے اس طور کا مشاہدہ کیا تو اپنے بہادروں کو اور اپنے ہاتھیوں کو پھر صف بستہ کیا اور ان کے دو حصّے کر دیئے اور لشکرِ اسلام کے

www.kitabghar.org

روبروی لشکر اسلام شدند مقدم جوقِ اوّل فیلِ
وآنجماعه مواجهِ قعقاع و عاصم شدند
ومقدم جوقِ ثانی فیلِ اَجرَب (قطران مالیده ۱۲) وآن طائفه
مقابلہ جمال بن مالک اسدی بفرمانِ سعد رض
قعقاع وعاصم نیزها برداشته یکبار متوجه
بجانبِ فیلِ ابیض شدند وجمال باقرینِ
دیگر قصدِ فیلِ اجرب نمود وباهریکے جمعے
همراه شده حارسانِ فیلان را بزخمِ تیر متفرق
ساختند واین چهار جوانمرد بفیلان رسیده
نیزهائے خود را حوالۂ چشم فیلان نمودند
فیلان نعره زنان تا به لشکرگاه خود گریزان
برگشتند واهلِ لشکر را متفرق گردانیدند بعد
ازان مسلمانان آواز تکبیر بلند برداشته
مشغولِ حرب وضرب شدند وتا بشب
همین معامله ماند لیلة الهریر بعد العشائین
ازطرفین مشعلها افروخته بیشتر متغیّرِ قتال
شدند وخدائے عزّ وجلّ صبرِ عظیم در
دلِ مسلمین القا فرمود یک فوج بفوجِ
دیگر در پیوست تا آنکه اصواتِ مردم از
سعد ورستم هردو منقطع گشت وتمام شب
بهمان صفت گزشت در دلِ شب سعد
بجنابِ کبریا التجا نموده مشغولِ بدعاء و
زاری شد درین حال نویدِ فتح بگوش
وهوشِ او دردادند علے الصباح بمسلمانان
تسلّی داده وبرزیادتِ اجتهاد در حرب

مقابلہ پر آئے۔ پہلے حصہ میں سب سے آگے سفید ہاتھی کو رکھا
اور یہ حصہ قعقاع اور عاصم کے مقابلہ پر آیا۔ اور دوسرے
حصہ میں سب سے آگے فیلِ اَجرَب (یعنی چکنے ہاتھی) کو رکھا،
اور یہ حصہ جمال بن مالک اسدی کے مقابلہ پر آیا۔ سعد رض کے حکم
سے قعقاع اور عاصم نے نیزے اُٹھائے اور اُس سفید ہاتھی
کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور جمال نے دوسرے شخص کی معیت
میں چکنے ہاتھی کا قصد کیا اور ہر ایک کے ہمراہ ایک جماعت ہوگئی
ان لوگوں نے ہاتھیوں کے نگہبانوں کو تیروں کے زخم پہنچا کر
متفرق کردیا اور ان چاروں بہادروں نے (دونوں) ہاتھیوں
تک پہنچ کر اپنے نیزوں کو ہاتھیوں کی آنکھوں پر مارا۔ ہاتھی
چنگھاڑتے ہوئے لوٹے اور بھاگتے ہوئے اپنی لشکرگاہ میں
جا گھسے اور اہلِ لشکر کو متفرق کردیا۔ اس کے بعد مسلمانوں
نے تکبیر کے نعرے بلند کئے اور حرب وضرب میں مشغول ہوگئے
اور رات تک یہی معاملہ رہا۔ لیلۃ الہریر۔ مغرب اور عشاء کے بعد
طرفین کی جانب سے مشعلیں روشن ہوگئیں اور پہلے سے زیادہ
تیزی کے ساتھ قتال میں مصروف ہوگئے اور اللہ عزوجل نے
بہت بڑا صبر مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ ہر فوج اپنی
مقابل فوج کے ساتھ گتھم گتھا ہو رہی تھی یہاں تک لوگوں کی
آوازیں بلند ہو رہی تھیں جن سے سعد رض کی اور رستم کی دونوں
کی آوازیں دب گئیں اور تمام رات اسی طرح (لڑتے ہوئے)
گزر گئی۔ وسطِ شب میں سعد رض نے جناب کبریا میں دعائیں اور
گریہ وزاری شروع کی۔ اس حالت میں فتح کی خوش خبری
منجانب اللہ ان کو دی گئی (بذریعہ خواب یاہتفِ ہاتف جس
سے ان کو اطمینان ہوگیا) علے الصباح انہوں نے مسلمانوں کو
(یہ خوش خبری سُنا کر) تسلّی دی اور جنگ میں پہلے سے اور زیادہ

www.kitabghar.org

ترغیب فرمود بتائیدِ الٰہی این موعظۃ دلہائے
مسلمانان را اطمینان افزود وتاثیر بلیغ نمود
تا آنکہ ضحوۂ کبریٰ (چاشت) ریاح نصر وزیدن آغاز
کرد کہ ہر تیرے کہ از لشکرِ اسلام روان
می شد بأعداء می رسید واز اعداء ہر حربۃ
کہ مے آمد منعکس مے اُفتاد درین فرصت
غزات مسلمین از مراکب وجنائب (اسپانِ عربی النسل) چقدرہا
کہ در حوطۂ تصرّف نیاوردند انجام کار
نزدیک رستم رسیدند و ہلال بن علقمہ سر
رستم بریدہ بر نیزہ آویختہ ندا درداد الا
اِنّی قتلتُ رستماً چون این ندا شنیدند
وکُشتہ شدنِ رستم بر سپاہِ عجم محقق شد
مقہور و مخذول رُو بگریز نہادند ومسلمانان
بتعاقب آنہا تاختہ چہ مقتلہا کہ بظہور نرسانیدند
وجَسَدِ مُردہ رستم راپیشِ سعد آوردند وے
بدیدنِ این کرامت شکر الٰہی بجا آورد وبعد
ازان فتحِ قلعہ قادسیہ کردند وجمعے
کثیر بہ سی ہزار گریختگان جمع شدہ بودند
سعد لشکرے عظیم فرستاد تا آن جمع
را متفرق ساختند من بعد نامۂ فتح برائے
فاروقِ اعظم رضؓ نوشت وے رضی
اللہ عنہ وجمیع اصحابؓ ازین بشارت مسرور
ومبتہج گشتہ محامدِ ایزدی بجا آوردند
شمارِ مقتولانِ کفار در معرکۂ قتال وبعد
وزیدنِ نسیم فتح در فتحِ قلعہ قادسیہ

کوشش اور ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے
مسلمانوں کے قلوب میں اطمینان بڑھ گیا اور آپ کی نصیحتوں کا دلوں
پر بڑا اثر ہوا (کہ تھکے ہوئے اجسام میں تازہ روح دوڑ گئی)
یہاں تک کہ بوقتِ چاشت (اللہ تعالیٰ کی) مدد کی ہوا چلنا شروع
ہو گئی کہ جو بھی تیر لشکرِ اسلام کی طرف سے چلایا جاتا تھا وہ
دشمنوں پر پہنچ کر اپنا پورا کام کرتا تھا اور دشمنوں کی طرف سے
جو حربہ بھی مسلمانوں پر پھینکا جاتا تھا وہ بے کار ہو کر گر جاتا تھا۔
اس موقع پر مسلمان غازیوں نے بے شمار اونٹوں اور اصیل گھوڑوں
پر قبضہ کر لیا۔ غازیانِ اسلام لڑتے لڑتے رستم کے پاس
پہنچ گئے اور ہلال بن علقمہ نے رستم کا سر کاٹ کر نیزے پر
لٹکا کر بلند آواز سے ندا کر دی اَلا اِنّی قتلتُ رستماً (لوگو! سن لو
میں نے رستم کو قتل کر دیا) جب عجمیوں نے یہ آواز سنی اور سپاہ
عجم پر رستم کا مارا جانا ثابت ہو گیا تو وہ مغلوب اور رسوا ہو کر
بھاگنے لگے اور مسلمان اُن کے تعاقب میں دوڑتے رہے قتل
کا اس قدر وقوع ہوا کہ حساب میں آنا دشوار ہے۔ اور رستم کے
مُردہ جسد کو سعدؓ کے سامنے لایا گیا۔ آپ (اللہ کے) اس فضل
کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے
قادسیہ کا قلعہ فتح کیا۔ اور شکست کھا کر بھاگنے والوں کی
تیس ہزار کی ایک تعداد مجتمع ہو گئی تھی۔ سعدؓ نے ایک عظیم
لشکر بھیجا جس نے پہنچ کر سب کو تتر بتر کر دیا۔ اس کے بعد
نامۂ فتح حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا
آپؓ اور تمام اصحابؓ اس بشارت سے پُر مسرت اور بہت خوش
ہوئے اور سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور شکر کیا۔ اور معرکۂ
قتال میں مقتولینِ کفار کے شمار اور نسیمِ فتح چلنے کے بعد اور
قادسیہ کے قلعہ کے فتح کے موقعہ پر جو کفار قتل ہوئے اور شکست

www.kitabghar.org

و تفریقِ جماعہ کہ از گریختگان جمع شدہ بودند بصد ہزار رسید و از لشکرِ اسلام قبل لیلۃ الہریر دہ ہزار و پانصد مرد و در لیلۃ مذکورہ و روزِ مسطور نزدیک فتحِ قلعہ شش ہزار کس بدرجۂ علیاءِ شہادت در رسیدند بعد ازان سعد بن ابی وقاص خمس غنیمت را ارسالِ دار الخلافت نمود و باقی بر غزات تقسیم فرمود بعد ازانکہ غزاتِ اسلام آسایشی کردند و استراحتے نمودند حضرت فاروق رض برائے سعد حکم فرستاد کہ بجانبِ فتحِ مداین ہمت گمارد سعد باہتمام تمام بترتیبِ جیوش قیام نمودہ طرف مداین روان شد و در اثناءِ راہ بعض بلاد را بطریقِ صلح و بعضے دیگر را بطور عنوۃ مفتوح ساخت و طائفہ را کہ در بابل سکونت داشتند بعد محاربہ متفرق گردانید درین دار و گیر شصت ہزار سوار در رکابِ سعد حاضر بود چون خبر توجہ سعد بہ یزدجرد رسید امارتِ سپاہ بہر کہ میفرمود از خوفِ سعد قبول نمی نمود لاچار طرف شرقی دجلہ درمیانِ شہر اقامت گاہ خود ساخت و غربی آن را از برائے سعد گذاشت و پل را ویران کردند و کشتی ہا باز کشیدند فارسانِ اسلام متوکلاً علی اللہ دران بحر زخار خوض نمودہ بسلامت عبور فرمودند و یزدگرد آنچہ توانست از اموالِ سبک بار گران بہا باخود برداشتہ جانبِ حلوان روان شد سعد قعقاع را بتعاقبِ وی فرستاد و عمرو بن مقرن را بضبط و جمعِ غنائم مامور ساخت اہلِ تاریخ حساب آنچہ کہ از غنائم مداین و آنچہ قعقاع

خوردہ لوگوں کے اجتماع کے متفرق کرنے کے موقع پر جو کفار قتل کئے گئے ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اور لشکرِ اسلام میں سے لیلۃ الہریر سے پہلے دس ہزار پانچسو اور لیلۃ الہریر اور اس خاص یوم میں جس کا حال ابھی ذکر کیا ہے قلعہ کے فتح ہونے کے وقت تک چھ ہزار آدمی شہادت کے بلند مقام پر پہنچے۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص رض نے غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافت میں روانہ کیا اور باقی غازیوں پر تقسیم کیا۔ پھر جب کہ مجاہدینِ اسلام نے آرام کر لیا اور بخوبی راحت حاصل کر لی تو حضرت فاروق رض کا سعد رض کے پاس حکم پہنچا کہ اب مداین کو فتح کرنے کی ہمت کریں۔ سعد رض پوری کوشش کے ساتھ فوجوں کی نظم و ترتیب میں لگ گئے اور مداین کی طرف روانہ ہو گئے، اس دوران میں بعض شہر بطریقِ صلح کے اور بعض جنگ کے دباؤ کے ساتھ فتح کرلئے اور ایک گروہ کو جو بابل میں سکونت رکھتا تھا جنگ کے بعد متفرق کر دیا۔ اس دار و گیر کے وقت حضرت سعد رض کے ہمرکاب ساٹھ ہزار سوار تھے۔ جب سعد رض کے (مداین کی طرف) متوجہ ہونے کی خبر یزدجرد کو پہنچی تو (اس نے پھر مقابلہ کا ارادہ کیا لیکن) فوج کی امارت کے لئے جس سردار کو بھی تجویز کرتا تھا وہ سعد رض کے خوف سے قبول نہیں کرتا تھا۔ مجبور ہو کر دجلہ کی جانب شرقی میں شہر کے درمیان اس نے اپنی جائے قیام بنائی اور اس کی غربی جانب کو سعد کے لئے چھوڑ دیا اور پل کو خراب کر دیا اور کشتیاں وہاں سے دور کر دی گئیں۔ اسلامی سوار اللہ کے توکل پر اس بحر زخار میں گھس گئے اور سلامتی کے ساتھ عبور فرما گئے۔ یزدجرد جو کچھ ہلکے اور قیمتی اموال میں سے اپنے ساتھ لیجا سکا لے کر حلوان کی طرف روانہ ہو گیا۔ سعد رض نے قعقاع کو اس کے تعاقب میں بھیجا اور عمرو ابن مقرن کو اموالِ غنیمت کے منضبط اور جمع کرنے پر مامور کیا۔ اہلِ تاریخ نے جو کچھ کہ مداین کی غنیمتوں سے حاصل ہوا اور جو کچھ قعقاع نے

www.kitabghar.org

از بنگاہ یزدگرد نہب نمودہ نوشتہ اند تفصیل آن
در ینجا متعذر است بالجملہ چون تفرق کلی بحال سپاہ
عجم راہ یافت یزدگرد بحلوان اقامت نمود و لشکر
بسیارے از عجم در شہر حلولا بسرکردگی مہران رازی مجتمع
شدند و باہم عہد بستند برآنکہ نگریزند و استقامت ورزند
و جمعے کثیر از ہزیمت زدگان نیز بایشان ملحق شدند
سعد حقیقت حال بعرض حضرت فاروق رضؓ رسانید و
ے رضی اللہ عنہ حکم فرستاد کہ دوازدہ ہزار کس
بسرکردگی ہاشم بن عتبہ بجانب حلولا روان کند بالجملہ
ایشان را با سپاہ عجم ہشتاد بار مصاف درمیان آمد
و در آخر ہزیمت بر کفار افتاد غنائم بے حساب بدست
مسلمانان آمد یزدگرد چون این خبر شنید از حلوان برخاستہ
بجانب رَیّ روان گردید و فوجے را در حلوان گذاشت
ہاشم این ماجرا بسعد نوشت سعدؓ فرمود جہدے کن
و اہتمامی نما و حلوان را بہر وجہ در تصرف آر قصہ کوتاہ
حلوان نیز مفتوح شد باز سال بستم حضرت فاروق رضؓ
سعد بن ابی وقاص را از جہت اظہار شکایت مردم و بیم
و اختلاف قوم برے بحضور خود طلبید چون این معنی بگوش
یزدگرد رسید فرصت را غنیمت دید و با نواع حیل اہل
رَیّ و خراسان و ہمدان و نہاوند را رفیق خود
گردانیدہ لشکرے بیحساب بہم آورد گویند صد و
پنجاہ ہزار مرد جمع شدہ بود بسرکردگی فیروزان
بجانب عراق روان نمود چون این ماجرا بعرض
امیرالمؤمنین رسید نعمان بن مقرن را فرمود تا
بتدبیر حرب زود قیام نماید

یزدجرد کے جاتے قیام سے لوٹا سب کا حساب لکھا ہے۔ یہاں اس کی
تفصیل لکھنا دشوار ہے۔ المختصر جب عجم کی فوج بالکل پارہ پارہ ہوگئی
تو یزدجرد نے حلوان میں قیام کر لیا اور عجمیوں کا بہت سا لشکر شہر
حلولا میں مہرانِ رازی کی سرکردگی میں اکٹھا ہو گیا۔ اور اہلِ لشکر نے
باہم عہد کیا کہ وہ بھاگیں گے نہیں اور جمے رہیں گے اور ہزیمت
زدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت بھی ان سے آملی۔ سعدؓ نے حقیقتِ
حال کو حضرتِ فاروقؓ کی خدمت میں پہنچایا۔ فاروق رضی اللہ عنہ
نے حکم بھیجا کہ بارہ ہزار آدمی ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں حلولا
روانہ کر دیں۔ مختصر یہ ہے کہ عجم کی فوجوں کے ساتھ ان کی جنگ
اسّی ۸۰ مرتبہ ہوئی ہے۔ آخر میں کفار کو شکست ہوئی اور بے حساب
اموالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ یزدجرد نے جب یہ حال معلوم
کیا تو حلوان سے اٹھ کر رَے کی طرف روانہ ہوگیا اور ایک فوج
کو حلوان میں چھوڑ دیا۔ ہاشمؓ نے یہ ماجرا سعدؓ کو لکھا۔ سعدؓ نے
حکم بھیجا کہ پوری جد و جہد کرو اور جس طرح بھی ممکن ہو حلوان
پر قبضہ کرو۔ قصہ کوتاہ یہ کہ حلوان بھی فتح ہو گیا۔ پھر بیسویں
سال میں حضرت فاروقؓ نے سعدؓ بن ابی وقاص کو اس وجہ سے
اپنے پاس واپس بلا لیا کہ لوگوں نے اُن کے بارے میں کچھ شکایتیں
کی تھیں آپؓ کو یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ ان کے ساتھ اختلاف پیدا
ہو جائے گا۔ جب اس بات کی اطلاع یزدجرد کے کانوں تک
پہنچی تو اُس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور طرح طرح کے حیلوں سے
رَے اور خراسان اور ہمدان و نہاوند کے لوگوں کو اپنا ساتھی
بنا کر بے شمار لشکر جمع کر لیا۔ کہتے ہیں کہ لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ
تھی۔ اس لشکر کو فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ
کر دیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع امیرالمؤمنینؓ کی خدمت میں
پہنچی تو آپؓ نے نعمانؓ بن مقرن کو حکم دیا کہ جلد انتظام جنگ شروع کر دیں

www.kitabghar.org

و جیوشِ کوفہ را با تباعِ او امر کرد در وقت تولیت
نُعمان بر زبانِ غیب ترجمانِ حضرت فاروق رض
جاری شد کہ اگر نُعمان شہادت یافت امارت بحذیفہ
ابن الیمان مقرر باشد بالجملہ چون نُعمان متوجہ شد
درمیانِ ہر دو جیش وادی پیش آمد پُر از خار
کہ عبورِ آن متعسّر بود نخست مغیرۃ بن شعبہ رض
را بپیشِ فیروزان فرستاد تا دعوتِ اسلامش
کند و آن بی دولت تُرّہات بسیارے بگفت
چون مغیرہ بازگشت مصلحت الحرب خدعۃ را کار
فرما شدند و یک منزل این طرف رجوع نمودند مجوس
را گمان شد کہ از تُرّہاتِ فیروزان ہراسان شدہ
گریزان شدند کفار از ان وادی خارناک گذشتہ
بمیدانِ صاف برآمدند و دلیرانِ اسلام دلیرانہ
حملہ بران جماعہ آوردند و نُعمان بجناب کبریا دعا
نمود کہ درین معرکہ بدرجۂ شہادت فائز گردد
بالجملہ بعد کوشش بسیار فتح اسلام و ہزیمت کفار
بروئے کار آمد و نعمان برفیقِ اعلیٰ انتقال نمود
و فیروزان گریزان شد قعقاع دنبالِ او افتادہ
بدوزخش فرستاد و غنائم بسیار و سبایاء بیشمار
بدستِ لشکر مسلمین آمد و این را فتح الفتوح
نام نہادند زیرا کہ عجم را من بعد اجتماعے
معتد بہ مقدور نہ شد و بلادِ ایشان
تمام مسخر اہلِ اسلام گردید و دولتِ
ساسانیان منہزم گشت و الحمد
للہ رب العالمین۔

اور کوفہ کے لشکروں کے پاس حکم بھیجا کہ اُن کی اتباع کریں۔ نعمان رض کو سپہ سالار بناتے وقت حضرت فاروق رض کی زبانِ غیب ترجمان پر یہ بھی جاری ہو گیا کہ اگر نعمان رض نے شہادت پائی تو امیر افواج حذیفہ ابن الیمان رض مقرر ہوں گے۔ الغرض جب نعمان رض افواجِ مجاہدین کو لے کر مقابلہ کے لئے) چلے تو دونوں لشکروں (یعنی اسلامی لشکر اور فارس کے لشکر) کے درمیان ایک وادی پُر خار پیش آگیا جس سے عبور کرنا بہت مشکل تھا۔ اوّل انھوں نے مغیرہ بن شعبہ رض کو فیروزان کے پاس بھیجا تاکہ اس کو دعوتِ اسلام دیں۔ (جب مغیرہ رض نے جاکر اس کو دعوتِ اسلام پہنچائی تو) اس بدنصیب نے بہت کچھ ڈینگیں ماریں۔ جب مغیرہ رض واپس ہوئے تو الحربُ خدعۃٌ (جنگ دھوکا ہے) پر عمل کرتے ہوئے مصلحت یہ ہوئی کہ ایک منزل پیچھے واپس ہو جائیں۔ (اس واپسی سے) مجوسیوں کو یہ گمان ہو گیا کہ فیروزان کی ڈینگوں سے گھبرا کر اہلِ اسلام بھاگ پڑے تو یہ کفّار اس وادیٔ خارزار سے گزر کر صاف میدان میں (جس کو چھوڑ کر اہلِ اسلام پیچھے ہٹے تھے) آگئے اب دلیرانِ اسلام نے بہادری کے ساتھ اس لشکر پر حملہ کر دیا۔ نعمان رض نے بارگاہِ کبریا میں دعا کی کہ اس معرکہ میں وہ درجۂ شہادت پر کامیاب ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بہت کوشش کے بعد اسلام کی فتح ہوئی اور کفّار کو شکست ہوئی اور نعمان رض رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال کر گئے اور فیروزان بھاگا تو قعقاع نے اس کا تعاقب کر کے اس کو جہنّم میں پہنچادیا اور بہت اموالِ غنیمت اور بیشمار قیدی لشکرِ اسلام کے ہاتھ آئے اور اس کا نام فتح الفتوح رکھا گیا۔ کیونکہ عجم کو پھر کبھی یہ قدرت نہ حاصل ہو سکی کہ وہ کوئی معتد بہ لشکر جمع کر لیں اور ان کے تمام شہر اہلِ اسلام کے زیرِ حکم آگئے اور دولتِ ساسانیان کا کلّیۃً خاتمہ ہو گیا، والحمد للہ رب العالمین۔

www.kitabghar.org

اینست منتخب آنچه اصحاب فتوح عراق تقریر نموده اند اما برهم شدن دولتِ رومیان از شام باین صورت بود که چون دمشق مفتوح شد ابو عُبیده اُمراء اسلام را بفتح بلادِ شام معیّن گردانید اکثر قُرے قریبهٔ دمشق بر دستِ ابی سفیان و معاویه مفتوح شد و میسان بر دستِ شرجبیل ابن حسنه و طبریه باهتمام ابوالاعور بدستور دمشق صلحاً بدست آمد و بعلبک عنوةً خالد بن الولید فتح نمود بعد ازان ابوعبیده و خالد بحمص متوجه شدند که معسکر هرقل بود هرقل بطریقے از بطارقهٔ خود نودر نام را با لشکرے گران بمقابلهٔ ایشان فرستاد و بطریقے دیگر سنش نام را بکمکِ وی روان کرد ابو عبیده در مواجههٔ سنش و خالد بمقابلهٔ نودر معسکر آراستند اتفاقاً نودر را بخاطر آمد که مقابلهٔ این جماعه سنش واگذاشته خود بجانب دمشق و سائر بلدان که در حکمِ اسلام داخل شده بودند متوجه گردد چون بدمشق رسید یزید بن ابی سفیان امیر دمشق بمقابلهٔ او برآمد و خالد رض نیز مانند باد در عقب رسید لشکرِ کفار را درمیان گرفته داد مقاتله دادند و جمعے که فرار کرده بودند مسلمانان در عقبِ ایشان دویدند و همه را افنا نمودند خالد رض دیگر بار ملحق به ابو عبیده رض شد و بهیئت اجتماعیه متوجه مصاف سنش گشته اورا هزیمت نمایان دادند بعد ازان بطرفِ حمص متوجه گشتند هرقل برائے محافظتِ حمص

یہ ہے اُن تمام احوال کا منتخب جو اہلِ تاریخ نے عراق کی فتوحات کے بارے میں بیان کئے ہیں۔ **شام سے رومیوں کی حکومت کا خاتمہ** اس صورت سے ہوا کہ جب دمشق فتح ہو گیا تو ابو عبیدہ رض نے اُمراء اسلام کو شام کے شہروں کو فتح کرنے کے لئے معین کیا۔ چنانچہ دمشق کے قریب کے اکثر شہر ابوسفیان رض اور معاویہ رض کے ہاتھ پر فتح ہوتے اور میسان شرجبیل بن حسنہ رض کے ہاتھ پر، اور طبریہ ابو الاعور رض کی سرکردگی میں دمشق کے طور پر صلح کے ساتھ قبضہ میں آیا۔ اور بعلبک کو جنگ کر کے خالد رض ابن الولید نے فتح کیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہ رض اور خالد رض حمص کی طرف متوجہ ہوئے جو ہرقل کی ایک فوجی چھاؤنی تھا۔ ہرقل نے اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام نودر تھا ایک بھاری لشکر دے کر اُن کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور ایک دوسرے سردار کو جس کا نام سنش تھا اُس کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ ابو عبیدہ رض نے سنش کے مقابلہ پر اور خالد رض نے نودر کے مقابلہ پر لشکر کو مرتب کیا۔ اتفاقاً نودر کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس جماعت کے مقابلہ پر سنش کو چھوڑ کر خود دمشق کی اور اُن شہروں کی طرف متوجہ ہو جاتے جو اسلام کے زیرِ حکم آ گئے ہیں۔ جب وہ دمشق پہنچا تو یزید بن ابی سفیان رض اُس کے مقابلہ کے لئے نکل آئے اور خالد رض بھی ہوا کی طرح اُس کے پیچھے پہنچ گئے۔ اب اُنھوں نے لشکرِ کفار کو گھیر کر قتل کر ڈالا اور ان میں کی ایک جماعت فرار ہو گئی تھی مسلمانوں نے اُس کا تعاقب کر کے سب کو فنا کر دیا۔ خالد رض پھر ابو عبیدہ رض کے ساتھ آ ملے اور دونوں متفقہ طور پر سنش کے ساتھ جنگ پر متوجہ ہو گئے اور اس کو نمایاں شکست دی اس کے بعد حمص کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ ہرقل نے حمص کی حفاظت کیلئے

www.kitabghar.org

بطریقے را منصوب ساخت و خود در مقام رہا معسکر آراست واز اہلِ جزایر مددے بحمص فرستاد وسعد بحسب حسن اتفاق بعد فتحِ قادسیہ کہ افواجِ خود برائے نہب و غارتِ کفار منتشر ساختہ بود درین حالت جمعی از ایشان بجزایر رسیدند چون این خبر بمتعینانِ کمک حمص رسید خایب باز گشتند درین ایام شدّتِ برودت مانع بود مسلمین را از وصول بحمص بعد انقضائے موسم سرما لشکرِ اسلام عزیمت فتح حمص مصمم نمودند گویند در وقت مناہدہ (محاربہ ۱۲) چون بکلمۂ طیبۂ اللہ اکبر متکلّم شدند در حمص زلزلہ افتاد وبیوت اہلِ حمص منہدم گشت باز تکبیر دوم گفتند زلزلۂ سخت تر از اوّل واقع شد بالجملہ رُعبِ عظیم ازین حادثہ بردلِ ایشان افتاد صلح نمودند وبدل الصّلح ادا کردند ابو عبیدہ رضؓ خمسِ آن مصحوب عبداللہ بن مسعود رضؓ بحضرتِ خلافت ارسال نمود وجماعۂ از قبآئل را کہ بشرفِ اسلام تشریف یافتہ بودند در حمص ساکن گردانید حضرت فاروق رضؓ حکم فرستاد کہ اہلِ نجدت (دلیری ۱۲) را از نواحی شام نزدیک خود جمع بکن و مانیز ازینجا بعوث (لشکر ۱۲) و سرایا بجانب تو فرستیم باید کہ برائے فتح بقیۂ بلاد ہمت گمارنی ابو عبیدہ اطاعۃً للامر عبادہ بن الصامت را بر حکومتِ حمص گزاشتہ خود متوجہ جہاد و فتح بلاد گشت بلدۃً بعد بلدۃٍ مفتوح مے ساخت گویند چون بلاذقیہ

ایک بطریق (سردار) کو قائم کیا اور (وہاں سے ہٹ کر) مقام رہا میں چھاؤنی قائم کرلی اور جزائر والوں میں سے ایک لشکر کی مدد حمص کے لئے بھیجی۔ حُسنِ اتفاق یہ ہوا کہ سعد رضؓ نے قادسیہ فتح کرنے کے بعد اپنی افواج کو کفّار کے لُوٹنے اور غارت کرنے کے لئے جورا دھراُدھر بھیجا تھا اسی حالت میں ان کی ایک جماعت جزائر میں پہنچی۔ جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی جو حمص کی کمک کے لئے متعین ہوگئے تھے تو یہ لوگ پریشان ہوکر (بطریق کی مدد سے دست کش ہوکر) واپس لَوٹ گئے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کو حمص پہنچنے سے سردی کی شدّت مانع ہوگئی۔ پھر موسمِ سرما گزرجانے کے بعد لشکرِ اسلام نے حمص کو فتح کرنے کا پختہ ارادہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جنگ کے وقت جب کہ مجاہدین کلمۂ طیّبہ اللہ اکبر کا نعرہ مارنے لگے تو حمص میں زلزلہ واقع ہوگیا اور اہلِ حمص کے مکانات منہدم ہوگئے۔ پھر دوبارہ تکبیر کہی تو پہلے سے زیادہ سخت زلزلہ واقع ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس واقعہ سے بہت بڑا رُعب اہلِ حمص کے دلوں پر چھا گیا اور اُنھوں نے صلح کرلی اور معاوضۂ صلح ادا کیا۔ ابو عبیدہ رضؓ نے اُس کا پانچواں حصّہ عبداللہ بن مسعود رضؓ کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں ارسال کیا۔ اور قبائل کی ایک جماعت کو جو اسلام کے شرف سے مشرّف ہوگئی تھی ان کو حمص میں آباد کیا۔ پھر حضرت فاروق رضؓ نے حکم بھیجا کہ شام کے علاقوں سے دلیر لوگوں کو بُلا کر اپنے پاس جمع کرو اور ہم بھی یہاں سے بڑے چھوٹے لشکروں کو تمھاری طرف بھیج رہے ہیں چاہیئے کہ اب بقیہ شہروں کے فتح کرنے کی ہمّت کرو۔ ابو عبیدہ رضؓ حکم کی اطاعت میں عُبادہ رضؓ بن الصامت کو حمص کی حکومت پر چھوڑ کر خود جہاد کرنے اور شہروں کے فتح کرنے کی طرف متوجّہ ہوئے اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر فتح کرتے رہے۔ جب لاذقیہ کے

www.kitabghar.org

رسیدند دروازہ آن را دیدند کہ سخت محکم است و
شکستِ آن مقدور نبود بحکم الحربُ خدعۃٌ معسکر را
دور از شہر قرار دادہ خندقے بر گرد لشکر کندند بعد
ازان روزی یک جماعتی را مسلح و مکمل درمیانِ خندق
متواری ساختہ ازانجا کوچ نمودند اہلِ لاذقیہ کوچ
لشکر معلوم کردہ لشکرگاہ را خالی دید دروازہ را کشادند
دلیران اسلام ازمیانِ خندق برجستہ بغتۃً (ناگاہ ۱۲)
بشہر درآمدند عجیب مقتلہ بظہور آمد آخر کار مدار بر
صلح افتاد بعد ازان خالد بن الولید بجانب قنسرین
توجہ نمود و با عظیمے از عظماء روم میناس نام محاربہ
در افتاد عاقبۃ الامر میناس بلجمعے کشتہ شد آنگاہ
قنسرین را محاصرہ کرد و آخر بصلح مفتوح شد
بعد ازان ابو عبیدہ در نواحی حلب معسکر ساختہ
صلحاً مفتوح نمود بعد ازان اہلِ انطاکیہ ہم بعد جنگے
بصلح تن دادند ابو عبیدہؓ جمعے کثیر از اہلِ اسلام
در انطاکیہ ساکن گردانید و درین ایّام ہرقل از ملکِ
شام مایوس گشت و آن ولایت را وداع نمودہ
بصوبِ قسطنطینیہ متوجہ شد و بقدر امکان در ضبط
و ربطِ بلاد قریبۂ قسطنطینیہ انواعِ سعی مصروف
داشت از انجملہ قیساریہ و اجنادین بود حضرت
فاروقؓ برائے ابو عبیدہ نوشتہ فرستاد
کہ معاویہ را با پنج ہزار بجانبِ قیساریہ و
عمرو بن العاص را بجانبِ اجنادین
روان کنند حاکم اجنادین ارطیون
بود و ارطیون

پر پہنچے تو اس کے دروازے کو دیکھا کہ نہایت مستحکم ہے اور اس کا توڑنا
قدرت سے باہر ہے تو حسب قول الحرب خدعۃٌ (یعنی لڑائی دھوکا
ہوتی ہے) انھوں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر سے دور قرار دیا اور
لشکر کے گرد ایک خندق کھودی اس کے بعد ایک دن ایک جماعت
کو مسلح اور مکمل کرکے خندق کے درمیان پوشیدہ کرکے وہاں سے
کوچ کر دیا۔ لاذقیہ والوں کو جب لشکر کے کوچ کرنے کا حال معلوم
ہوا اور انھوں نے لشکرگاہ کو خالی دیکھا تو دروازہ کھول دیا۔ بہادرانِ
اسلام خندق میں سے کود کر نکلے اور ایک دم شہر میں جا گھسے
اور سخت کشت و خون شروع ہو گیا۔ انجام کار صلح پر جنگ کا خاتمہ
ہوا۔ اس کے بعد خالدؓ بن الولید نے قنسرین کی طرف توجہ کی
اور رومی سرداروں میں سے ایک بڑے سردار کے ساتھ جس کا
نام میناس تھا اُن کی جنگ ہوئی انجام کار میناس ایک جماعت کے
ساتھ مارا گیا۔ اس وقت قنسرین کا محاصرہ کر لیا اور بالآخر صلح
کے ساتھ فتح ہو گیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ نے حلب کے اطراف
میں فوجیں قائم کر دیں اور وہ بھی صلح کے ساتھ فتح ہو گیا۔ اس
کے بعد انطاکیہ والوں کو بھی ایک جنگ کے بعد صلح کرنا پڑی۔
ابو عبیدہؓ نے اہلِ اسلام کی ایک بڑی جماعت کو انطاکیہ میں بسا دیا
اور ان ایّام میں ہرقل ملک شام سے مایوس ہو گیا اور اس
ولایت کو رخصت کرکے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا اور بقدر
امکان قسطنطنیہ کے قریب کے شہروں کا دفاع مضبوط کرنے اور
ان میں رابطہ کے قائم کرنے میں طرح طرح کی کوششیں عمل
میں لایا۔ اُن شہروں میں سے قیساریہ اور اجنادین تھے حضرت
فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ معاویہ کو پانچہزار
سواروں کے ساتھ قیساریہ کی طرف اور عمرو بن العاص کو اجنادین
کی طرف روانہ کریں۔ حاکم اجنادین ارطیون تھا اور ارطیون

www.kitabghar.org

بلغتِ روم فطِن و ذکی را گویند فاروقِ اعظم رضؓ فرمود کہ رَمَینَا ارطبونَ الرّومِ بارطبونِ العرب بتائیدِ الٰہی معاویہ بقیساریہ رسید و پنجاہ ہزار کس بلکہ زیادہ را ہزیمت داد و عمرو ابن العاص نیز ارطبون را منہزم ساخت آن بے دولت ملتجی بہ بیت المقدس شد چون ہرقل دید کہ دران مرز بوم ہم اورا نمے گزارند مضطر شدہ سہ کس از سرداران نام دار برگزید مبلغے خطیر بایشان عطا داد و فوجے عظیم بسرکردگی ماہان برائے مقابلہ مسلمانان مُہیّا کرد چون این خبر بابو عبیدہ رسید اُمراء را جمع فرمود و در مقدّماتِ حرب با ایشان مشورت نمود و قاصدے را بحضورِ خلیفۂ اعظم رضؓ فرستاد در حالتِ راہنہ رُجحانِ رائے ایشان مُجوّز آن شد کہ قبائلِ مسلمین را از حمص برآوردہ بدمشق رسانند زیراکہ براہل حمص اطمینان نداشتند حضرتِ فاروق رضؓ درجوابِ ایشان دلاسا نوشت و سہ ہزار کس برائے مددِ ایشان فرستاد آخرج مالکٌ عن زید بن اسلم قال کتبَ ابو عبیدة بن الجراحِ الٰی عمرَ بن الخطاب یذکرلہ جموعًا من الرّوم و ما یتخوّفُ من امرہم فکتبَ الیہ عمر امّا بعد فانّہ مہما ینزِلْ بعبدٍ مؤمنٍ من منزلِ شدّةٍ یجعل اللّٰہُ بعدَہٗ فرجًا وانّہ لن یغلبَ عُسرٌ یُسرَینِ

رومی زبان میں ذہین اور اہلِ ذکاوت کو کہتے ہیں۔ فاروقِ اعظم رضؓ نے فرمایا کہ رَمَینا ارطبونَ الرومِ بارطبون العرب۔ (یعنی ہم نے ارطبونِ روم کے مقابلہ پر ارطبونِ عرب کو ڈالا ہے) اللہ تعالیٰ کی مدد سے معاویہ قیساریہ میں پہنچے اور پچاس ہزار لوگوں کو بلکہ زیادہ کو شکست دی اور عمرو بن العاص رضؓ نے بھی ارطبون کو بھگا دیا۔ وہ بدنصیب بیت المقدّس میں جاکر پناہ گزین ہوا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ اس سرزمین میں بھی اس کو نہیں چھوڑ رہے ہیں تو پریشان ہو کر اُس نے اپنے نامور سرداروں میں سے تین آدمیوں کا انتخاب کیا اور اُن کو بہت مال عطا کیا اور ایک بہت بڑی فوج ماہان کی سرکردگی میں مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے تیار کی۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ رضؓ کو پہنچی تو اُنھوں نے اُمراء کو جمع فرمایا اور ان کے ساتھ جنگ کے مقدّمات میں مشورہ کیا اور ایک قاصد خلیفۂ اعظم رضؓ کے حضور میں روانہ کیا۔ پیش آمدہ حالت میں ان صاحبان کی رائے کا رجحان اس تجویز کی طرف ہوا کہ مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکال کر دمشق میں پہنچا دیں، کیونکہ حمص والوں پر وہ اطمینان نہیں رکھتے تھے۔ حضرت فاروق رضؓ نے اُن کے جواب میں ہمت افزائی کے کلمات لکھے اور تین ہزار کا لشکر اُن کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ مالکؒ نے روایت کی زید رحؒ بن اسلم سے اُنھوں نے کہا کہ ابو عبیدہ ابن الجراح نے عمر رضؓ بن الخطاب کو لکھا اور (مراسلہ میں) روم کے لشکروں کا ذکر کیا اور ان کی جانب سے جو اندیشے تھے وہ بھی لکھے تو اُن کو عمر رضؓ نے جواب لکھا امابعد یاد رکھو کہ جب بھی بندۂ مومن پر کوئی سختی کا موقع آتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے بعد کشائش بھیج دیا کرتا ہے اور ایک عُسر (تنگی) کبھی دو یُسر (آسانی) پر ہرگز غالب نہیں ہوتی (فانّ مع العسر یُسرًا الخ

www.kitabghar.org

وان اللہ تعالےٰ یقول فی کتابہ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ و برآوردن قبائل مسلمین از حمص وخالی گذاشتن حمص پسند نہ فرمود و گفت اما چون مسلمین دران واقعہ چنین مصلحت دانستند امید کہ ضرر نہ رسد بالجملہ در ساحل یرموک تلاقی فئتین واقع شد جنگے درمیان آمد کہ زبانِ قلم طاقتِ شرح وبیانِ آن ندارد وخالد ابن الولید بدستِ خود چندان محاربہ فرمود کہ ہفت شمشیر در دستِ او شکستہ شد بعد کوشش بسیار فتح اسلام بظہور آمد ودر افنای جماعہ کہ گریختہ بودند سیوف مسلمین کارے عجیب نمود گویند مجموع قتلے ہفتاد ہزار کس بودند غنائم بسیار وسبایا بیشمار بدستِ مسلمانان اُفتاد خمس بدار الخلافہ ارسال داشتہ باقی بر غزات قسمت کردند چون ارطیون فرار کردہ بہ بیت المقدس پناہ برد عمرو بن العاص در پے او افتاد ومحاصرہ کرد درین اثناء عمرو بن العاص شخصے را کہ بہ لغتِ روم آشنا بود فرستاد ووصیت نمود کہ بر اطلاعِ خود بہ لغتِ روم کسے را از ایشان مطلع نہ سازد چون بمجلس ایشان در آمد ارطیون با قوم خود می گفت کہ فتح بیت المقدس بردستِ عمرو بن العاص نہ خواہد بود قوم پرسید تدلیس بردستِ کدام کس مفتوح خواہد شد گفت شخصے کہ اسم او سہ حرف است و وی یکے از اربعہ است

کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالےٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا الخ (۳: ۲۰۰) اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو" اور مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکالنے اور حمص کو خالی چھوڑ دینے کو آپ نے پسند نہ فرمایا اور کہا کہ جب مسلمانوں نے اس واقعہ میں اسی کو مصلحت سمجھا ہے تو امید ہے کہ نقصان نہ پہنچے گا۔ الغرض ساحلِ یرموک پر دونوں جماعتوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو اتنی شدید جنگ واقع ہوئی کہ زبانِ قلم اُس کی شرح اور بیان کی طاقت نہیں رکھتی اور خالدؓ بن الولید نے اپنے ہاتھ سے اس قدر محاربہ فرمایا کہ (اس دن) اُن کے ہاتھ سے سات تلواریں ٹوٹی تھیں۔ بہت کوشش کے بعد اہلِ اسلام کی فتح ظہور میں آئی۔ اور اُس جماعت کے فنا کرنے میں جو بھاگی تھی مسلمانوں کی تلواروں نے عجیب کام کیا۔ کہتے ہیں کہ مقتولین کی مجموعی تعداد ستر ہزار آدمی تھے۔ بہت سے اموالِ غنیمت اور بے شمار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پانچواں حصہ دار الخلافہ روانہ کرنے کے بعد باقی غازیوں پر تقسیم کر دیا گیا۔ جب ارطیون نے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ لی تو عمروؓ بن العاص نے اُس کا تعاقب کیا اور محاصرہ کر لیا۔ اس دوران میں عمروؓ بن العاص نے ایک ایسے شخص کو (قاصد بنا کر) بھیجا جو رومی زبان جانتا تھا اور اس کو ہدایت دی کہ رومی زبان سے اپنی واقفیت پر کسی کو مطلع نہ کرے۔ جب یہ اُن کی مجلس میں پہنچا تو ارطیون اپنی مجلس میں کہہ رہا تھا کہ بیت المقدس کی فتح عمروؓ بن العاص کے ہاتھ پر نہیں ہو گی۔ قوم نے پوچھا کہ پھر کس کے ہاتھ پر ہو گی؟ تو اُس نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس کے نام میں تین حروف ہیں اور وہ اُن چار آدمیوں میں سے ایک شخص ہے

www.kitabghar.org

بر دستِ او فتح بیت المقدّس خواہد بود یعنی
صفاتے کہ ہمہ منطبق بر فاروقِ اعظم رض بود
تقریر نمود عمرو بن العاص این ماجرا بعرض
حضرت فاروق رض رسانید ووی رضی اللہ عنہ
بساختگی توجہ خود بجانب بیت المقدس
اہتمامِ تمام نمود فی تاریخ الیافعی نزلَ
عمر رضی اللہ عنہ علی بیتِ المقدّس و
کانَ المسلمون قد حاصروا تلکَ المدینۃ
المقدّسۃ المبارکۃ و طالَ حِصارُہم فقال
لہم اہلُہا لاتتعبوا فلن یفتحہا الاّ رجلٌ نحن
نعرفہ لہ علامۃٌ عندنا فاِن کانَ اِمامُکم بتلک العلامۃ
سلّمناہا لہ من غیر قتالٍ فارسل المسلمون الی عمر
یُخبرونہ بذلک فرکبَ رضی اللہ عنہ راحلتہ
و توجّہ الی بیتِ المقدّسِ وکانَ معہٗ
غلام لہ یعاقبہ فی الرکوب نوبۃً بنوبۃٍ
و قد تزوّد شعیراً و تمراً و زیتاً و علیہ
مرقّعۃ (جامہ با پیوند ۱۲) لم یزل یَطوی القِفارَ (میدان بے آب ۱۲) اللیلَ
والنہارَ الی اَن قربَ من بیت
المقدس فتلقّاہ المسلمون و قالوا لہ ما
ینبغی اَن یرے المشرکون امیرَ المؤمنین
فی ھٰذہ الہیئۃ و لم یزالوا بہ
حتّٰی اَلبسوہ لباساً غیرھا و
اَرکبوہ فرساً فلمّا رکبَ وجدَ بہٖ (اثر عجب ۱۲)
الفرسُ داخلہ شیٔ من
العُجب

جس کے ہاتھ پر بیت المقدس فتح ہوگا۔ یعنی اُس نے اُن
تمام صفات کی تقریر کی جو فاروقِ اعظم رض پر منطبق تھیں۔
عمرو رض بن العاص نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی
خدمت میں پہنچایا۔ آپ رض نے بیت المقدّس کی جانب سفر کا
پورا اہتمام فرمایا۔ تاریخ یافعی میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بیت
المقدس پر نازل ہوئے اس حالت میں کہ مسلمانوں نے
اس شہر مقدس و مبارک کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور اُن کا محاصرہ
طویل ہوگیا تھا تو اُن سے اہلِ شہر نے کہا کہ تم تکلیف نہ اُٹھاؤ
اس کو ہرگز کوئی شخص فتح نہ کر سکے گا بجز ایک ایسے شخص کے
جس کو ہم پہچانتے ہیں۔ ہمارے پاس اُس کی علامت ہے، تو اگر
تمہارے خلیفہ میں وہ علامت موجود ہوگی تو ہم یہ شہر بغیر
قتال کے اُس کے سپرد کر دیں گے۔ تو مسلمانوں نے حضرت عمر رض
کے پاس قاصد بھیجا اور صورتِ احوال کی اُن کو خبر پہنچائی تو
عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر بیت المقدس کی
طرف متوجّہ ہوئے اور آپ رض کے ساتھ آپ کا غلام تھا جو سوار
ہونے میں باری باری سے ان کا قائم مقام ہوتا تھا۔ اور آپ
نے اپنا زادِ راہ بنایا جَو اور کھجوروں اور زیت کو اور آپ کے
بدن پر پیوندوں والا لباس تھا۔ چٹیل میدانوں کو رات اور
دن برابر آپ طے کرتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس کے
قریب پہنچ گئے تو آپ سے مسلمانوں نے ملاقات کی اور اُن
سے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ مشرکین اس ہیئت میں امیر المؤمنین رض
کو دیکھیں اور برابر آپ رض سے اس پر اصرار کرتے رہے یہاں تک
کہ اُنھوں نے آپ کو دوسرا لباس پہنوا دیا اور آپ رض کو گھوڑے
پر سوار کرایا۔ تو جب آپ رض سوار ہوگئے اور گھوڑا ان کو لے کر
دَوڑا تو اُن میں کچھ عُجب (خود بینی) کا اثر پیدا ہوا تو

www.kitabghar.org

فنزل عن الفرس و نزع اللباس ولبس
المرقعۃ و قال اقیلونی ثم سار فی ہٰذہ
الہیئۃ الی ان وصل فلما رآہ المشرکون
من اہل الکتاب کبّروا و قالوا ہذا ہو و فتحوا
لہ الباب بالجملہ فاروق اعظم رض بعمالِ شام
احکام فرستاد کہ ہر شخصے عمل خود را کہ بآن
ماموراست بدیگرے کہ بروے اعتماد داشتہ
باشد بسپارد و خود در جابیہ کہ شہر یست بر پنج
مرحلہ از بیت المقدس حاضر شود اوّل کسیکہ
آنجا رسید ابوعبیدہ و یزید بن ابی سفیان بود
بعد ازان تترائے مرۃً بعد اخرٰی سپہ سالارانِ
شام بملازمتِ امیرالمؤمنین مستسعد می شدند
حضرتِ فاروق رض متوجہ بیت المقدس شد
وارطیون ازینجا گریختہ راہ مصر گرفت و حضرت
امیرالمؤمنین بمبارکی داخلِ بیت المقدس
شد و اعلانِ شعائر اسلام فرمود سال
ہفتدہم ہرقل با اہلِ جزائر متفق شد
جمعے را کہ قبولِ اسلام ایشان را بطوع و
رغبت نہ بود بخود کشید و فوجے عظیم قریب صد
ہزار سوار فراہم آوردہ بطرفِ شام روان شد
اوّل قصد حمص نمود کہ مقر حکومتِ او بود
ابوعبیدہ این ماجرا را بعرض حضرتِ
فاروق رض رسانید وے رضی اللہ عنہ
برائے حکّام جمیع ممالکِ اسلام حکم
فرستاد کہ

آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور وہ لباس اتار دیا اور وہی
پیوندوں والا لباس پہن لیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے (میرے
حال پر) چھوڑ دو۔ پھر اسی ہیئت میں آپ روانہ ہوگئے یہاں
تک کہ (شہر تک) پہنچ گئے تو جب اُن کو اہلِ کتاب کے مشرکوں
نے دیکھا تو اُنھوں نے اللہ اکبر کہا اور بولے کہ وہ شخص یہی
ہے اور اُن کے لئے دروازہ کھول دیا۔ المختصر فاروقِ اعظم رض
نے شام کے عاملوں کو احکام بھیج دیئے تھے کہ (ان میں سے)
ہر ایک اپنے کام کو جس پر کہ وہ مامور ہے کسی دوسرے شخص
کے سپرد کر دے جس پر کہ وہ اعتماد رکھتا ہو اور خود جابیہ میں
پہنچ جائے جو بیت المقدس سے پانچ منزل پر ایک شہر ہے۔
سب سے پہلے جو لوگ وہاں پہنچے وہ ابو عبیدہ رض اور یزید رض بن
ابی سفیان تھے۔ اس کے بعد متفرقاً ایک دوسرے کے بعد شام
کے سپہ سالار امیر المؤمنین رض کی ملاقات سے سعادت اندوز
ہوتے رہے اور حضرت فاروق رض بیت المقدس کی جانب
متوجہ ہوئے اور ارطیون نے اس جگہ سے بھاگ کر مصر کی راہ
اختیار کی اور حضرت امیر المؤمنین رض مبارک قدوم کے ساتھ
بیت المقدس میں داخل ہوئے اور آپ رض نے شعائرِ اسلام
کا اعلان فرما دیا۔ سترھویں سال میں ہرقل جزائر والوں
سے مل گیا اور اُس نے ایک ایسی جماعت کو جن کا قبولِ اسلام
خوشی اور رغبت کے ساتھ نہیں تھا اپنی طرف کھینچ لیا اور
ایک بہت بڑی فوج جو ایک لاکھ سواروں کے قریب تھی
فراہم کر لی اور شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اوّل اُس نے
حمص کا قصد کیا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ ابو عبیدہ رض نے اس
واقعہ کی اطلاع امیر المؤمنین رض کی خدمت میں پہنچائی۔ آپ رض
نے تمام ممالکِ اسلام کے حکّام کے پاس حکم بھیجا کہ

www.kitabghar.org

از ہر ناحیہ ساختگی افواج نمودہ خود ہا را با بو عبیدہ ملحق گردانند و قاصدے بجانب سعد بن ابی وقاص روان کرد کہ قعقاع بن عمرو را با چہار ہزار سوار بمددِ ابو عبیدہؓ فرستد و برای ابو عبیدہ پیغام نمود کہ تا رسیدن کمک در حمص متحصّن باشد و مبادرت بجنگ نکند و خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تا جابیہ رسید و خالد بن ولید انتظار کمک نکشید نزد ابو عبیدہ رفتہ مبالغہ از حد گزرانید تا برآید و استعدادِ مقابلہ نماید بالجملہ پیش از وصول افواجِ کمک میانِ فریقین مقاتلہ و مقابلہ واقع شدہ بہ نصرتِ الٰہی لشکر کفار ہزیمت یافت و غنایم و سبایا بیرون از شمار بدست مسلمانان آمد و مملکتِ شام برای ابو عبیدہ مُستَصفیٰ گشت لیکن حضرت فاروق این عجلت و مُبادرت در قتال از خالد بن ولید و عدم انتظارِ او لشکرِ امداد را کہ بنا بر ضِنّ بر غنایم و سبایا و متضمّن عُجُب و خود بینی بود پسند نفرمود و وی را معزول ساخت و چون درین ایام ارطبون در مصر متحصّن شدہ اغوای اہلِ شام می نمود لہذا برا عمرو بن العاص نوشت کہ بجانبِ مصر روان شود و ارطبون را بسزا رساند عمرو بن العاص بامتثالِ امر متوجہ مصر شد و با ارطبون مصاف نمود و او را با اکثر سردارانِ لشکرش بقتل آورد آنگاہ عمرو بن العاص بصوبِ اسکندریہ عنانِ عزیمت تافت و آن را بطریقِ صلح مفتوح ساخت آزان باز

ہر علاقہ سے فوجوں کی تیاری کر کے اپنے کو ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچا دیں اور ایک قاصد سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس روانہ کیا کہ قعقاع بن عمرو کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ابو عبیدہؓ کی مدد کے لئے بھیجیں۔ اور ابو عبیدہؓ کو یہ پیغام بھیجا کہ کمک کے پہنچنے تک حمص میں قلعہ بند رہیں اور جنگ پر پیش قدمی نہ کریں۔ اور خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ جابیہ تک پہنچے۔ اور خالدؓ بن الولید نے کمک کا انتظار نہ کیا اور ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچے اور اس بات پر کہ باہر نکلیں اور مقابلہ کی تیاری کریں مبالغہ حد سے گزار دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ امدادی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے ہی دونوں فریق کے درمیان مقاتلہ اور مقابلہ واقع ہو گیا اور اللہ کی مدد سے لشکر کفار نے شکست کھائی اور بے شمار اموالِ غنیمت اور بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور شام کی مملکت ابو عبیدہؓ کے لئے صاف اور بے خطر ہو گئی۔ لیکن حضرت فاروقؓ نے خالدؓ ابن الولید کی طرف سے قتال میں اس جلدی اور پیش قدمی کو اور امدادی لشکر کے پہنچنے کا انتظار نہ کرنے کو جو اموالِ غنیمت اور قیدیوں کے بارے میں بخل کے شبہ پر مبنی تھا (کہ اگر امدادی افواج کے پہنچنے کے بعد فتح ہوئی تو وہ سب اموالِ غنیمت میں حصہ دار بن جائیں گے) اور جو عُجب اور خود بینی پر بھی متضمن تھا پسند نہ فرمایا اور خالدؓ کو معزول کر دیا۔ اور چونکہ ان ایام میں ارطبون مصر میں قلعہ بند ہو کر اہلِ شام کو بھڑکا رہا تھا اس لئے آپؓ نے عمروؓ بن العاص کو لکھا کہ مصر کی طرف روانہ ہو جائیں اور ارطبون کو سزا دیں۔ عمروؓ بن العاص تعمیلِ حکم کے لئے مصر روانہ ہو گئے اور ارطبون کے ساتھ جنگ کر کے اُس کو اس کے اکثر سردارانِ لشکر کے ساتھ قتل کر دیا۔ پھر عمروؓ بن العاص نے اسکندریہ پر چڑھائی کی اور اس کو بطریقِ صلح کے فتح کر لیا۔ اس کے بعد

www.kitabghar.org

ہر روز فتح اسلام افزودن گرفت و بلادِ کفار در تحت و تصرّف مسلمانان در آمد و دولت رومیان از بلادِ شام بمعرضِ انقطاع و انخرام افتاد و الحمد للہ رب العالمین این است منتخب آنچہ اصحابِ فتوح شام بتحریر آوردہ اند بعد ازان ظہور دیگر فتوح رونق اسلام را افزودن گرفت مانند فتح اَہواز بر دستِ ابو موسیٰ و آذربیجان بسعی مغیرۃ ابن شعبۃ و نہاوند بطریقِ صلح و دینور و ہمدان عنوۃً باہتمام حذیفہ و طرابلس مغرب بکوششِ عمرو بن العاص و اوایل فتح خراسان و اطرافِ قسطنطنیہ در زمانِ حضرت فاروق شروع شدہ بود و بیانِ آنہمہ طولے دارد حظّ فَطِنِ لَبیب۔

ازین مبحث نکتہ ایست و آن آنست کہ حق عزّ و علا از فوقِ سمٰوات ظہور دینِ محمدی را علیہ الصلوٰۃ والسلام در جمیع ارض ارادہ فرمودہ و این ارادہ در تمام عالم سیلان نمود مانند سیلان آب بر وضع طبعی در مجرے خود و بحکم وضع طبیعی سیلانِ این ارادہ در حالتِ راہنۂ آن بود کہ اوّلاً کسر دولتِ کسرٰے و قیصر بر روئے کار آید و دینِ مرتضے قائم مقام ملّتِ ایشان شود و بان شیوع دولت در اطرافِ ممالک شائع گردد چون ظہور این فرقانِ اکبر بر دستِ فاروقِ اعظم رض اتفاق افتاد بالقوۃ القریبۃ

فتح اسلام یوماً فیوماً بڑھتی رہی اور کفار کے شہر مسلمانوں کے ماتحت وزیرِ تصرّف آتے رہے اور رومیوں کی سلطنت شام کے شہروں سے منقطع و مختتم ہوگئی، والحمد للہ رب العالمین۔ یہ اُن واقعات کا منتخب ہے جو فتوحِ شام کے مؤرخین نے تحریر کئے ہیں۔ اس کے بعد دیگر فتوحات کے ظہور سے رونقِ اسلام بڑھنا شروع ہوئی جیسے اہواز کی فتح ابو موسیٰ رض کے ہاتھ پر اور آذربیجان کی فتح مغیرہ رض بن شعبہ کی کوشش سے اور نہاوند بطورِ صلح کے اور دینور اور ہمدان جنگ کے ساتھ حذیفہ رض کے اہتمام سے اور طرابلسِ مغرب عمرو رض بن العاص کی کوشش سے وقوع میں آئیں۔ اور خراسان و اطرافِ قسطنطنیہ کی فتوحات کی ابتداء حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوچکی تھی اور ان سب کا بیان بہت طول رکھتا ہے۔

اس مبحث سے ایک دقیقہ شناس ہوشیار کے حصّہ میں ایک نکتہ آئے گا اور وہ یہ کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آسمانوں کے اُوپر سے دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا تمام زمین میں ارادہ فرمایا تھا اور یہ ارادہ تمام عالم میں اس طرح جاری ہوا جس طرح پانی اپنی طبعی وضع پر اپنے مجرے (یعنی بہاؤ کے راستہ) پر بہتا ہے اور اس ارادے کے سیلان کی (دنیا کی) پیش آمدہ حالت کے لحاظ سے طبعی وضع کا حکم یہ تھا کہ اوّلاً کسرٰے اور قیصر کی حکومتوں کا زوال ظہور پذیر ہو اور جو دین پسندیدۂ حق ہے وہ اُن کی ملّتوں کا قائم مقام بن جائے اور اطرافِ ممالک میں حکومت کے پھیل جانے کے طور پر شائع ہوجائے۔ جب اس فرقانِ اکبر (یعنی حق و باطل میں امتیازِ کامل۔ مراد دینِ محمدی جو حق کو باطل سے جُدا کر دینے والا ہے) کا ظہور فاروقِ اعظم رض کے ہاتھ سے قوّتِ قریبہ سے

www.kitabghar.org

من الفعل ظہور دینِ محمدیؐ در جمیع ارض حاصل گشت عن جبیر بن حیۃ قال بعث عمر رضی اللہ عنہ الناس فی افناء الامصار یقاتلون المشرکین فاسلم الہرمزان فقال انی مستشیرک فی مغازی ہذہ قال نعم قال مثلہا و مثل من فیہا من الناس من عدو المسلمین مثل طائر لہ رأس ولہ جناحان و لہ رجلان فان کسر احد الجناحین نہضت الرجلان بجناح والرأس فان کسر الجناح الاخرٰی نہضت الرجلان و الرأس فان شدخ الرأس ذہبت الرجلان و الجناحان و الرأس فالرأس کسرٰی و الجناح قیصر والجناح الاخرٰی فارس فمر المسلمین فلینفروا اخرجہ البخاری وسعی حضرت فاروقؓ درین امر و پوشی بیش نہ بود ظہور ارادۂ حق را عز و علا ونعم ما قیل ؎ این ہمہ مستی و بیہوشی نہ حدِ بادہ بود ٭ باحریفان ہرچہ کرد آن نرگسِ مستانہ کرد ٭ و این معنی را قرائن بسیار است بمجرد ملاحظہ آن قراین حدس قوی بآن وجہ حاصل می شود یکے ازان قرائن این است کہ کسر این دو دولتِ مستقرہ ممتدہ از مدتِ چہار صد سال باآن ہمہ عَدَد و عُدَد و دلاوری و سپہ سالاری

فعل میں واقع ہوگیا (یعنی اس دین کا ظہور تمام عالم کے لئے پہلے بالقوۃ تھا اب فعلیت میں آگیا)، تو دینِ محمدی کا ظہور تمام زمین میں حاصل ہوگیا۔ جبیر بن حیۃ سے مروی ہے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو (یعنی لشکروں کو) شہروں کی حدود پر بھیجا جو مشرکین سے قتال کر رہے تھے پھر ہرمزان اسلام لے آیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم سے مشورہ لینا چاہتا ہوں ان غزوات کے بارے میں۔ اس نے کہا ہاں (اور) کہا ان ملکوں کی مثال اور جس قدر اُن میں مسلمانوں کے دشمن لوگ رہتے ہیں ایک پرندے کی سی ہے جس کے ایک سر ہے اور دو بازو ہیں اور دو ٹانگیں ہیں تو اگر دو بازوؤں میں سے ایک توڑ دیا جائے تو وہ دونوں پاؤں اور ایک بازو سے اور سر سے کھڑا رہے گا۔ پھر اگر دوسرا بازو توڑ دیا جائے گا تو پھر بھی وہ دونوں پاؤں اور سر سے کھڑا رہے گا، لیکن اگر سر ہی کچل ڈالا جائے گا تو دونوں پاؤں اور دونوں بازو اور سر سب ختم ہوجائیں گے۔ تو سر (دنیائے کفر کا) کسرٰی ہے اور ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس تو مسلمانوں کو حکم دیجئے کہ وہ (لڑنے کے لئے) نکلیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور حضرت فاروقؓ کی سعی اس امر میں ارادۂ حق سبحانہٗ وتعالٰی کے ظہور کے لئے ایک نقاب سے زیادہ نہیں تھی۔ اور کیا خوب کہا گیا ہے ؎ این ہمہ مستی و بیہوشی الخ یعنی یہ تمام مستی اور بیہوشی شراب کا ذاتی اثر نہیں تھا، یارانِ ہم مشرب کے ساتھ جو کچھ کیا اس (چشم) نرگس مستانہ نے کیا ہے۔" اور اس حقیقت کے لئے بہت سے قرائن ہیں جن کے ملاحظہ سے دقیقہ شناس عقل اس وجہ پر جا پہنچتی ہے۔ اُن قرائن میں سے ایک یہ ہے کہ ان دو مضبوط و پائدار سلطنتوں کا جو چار سو برس سے اس قدر عددِ کثیر اور فوجی سامانِ جنگ کے ساتھ اور دلاوری اور فنون سپہ گری کے ساتھ

www.kitabghar.org

دریں مدتِ قلیلہ از دستِ عرب بااین سامانے
کہ داشتند ہرگز مثلِ آن ہیچگاہ متحقق نشدہ ونخواہد
شد نہ در زمانِ اسکندر ذوالقرنین و نہ در وقتِ ترکانِ
چنگیزیہ و نہ در ایامِ تیموریہ بر متتبعانِ فنِ تاریخ پوشیدہ
نیست کہ فتحِ بلاد ہرچند مساعدتِ بخت غالب
باشد و اسبابِ مہیا حدی دارد و غایتے و آنچہ در
خلافتِ حضرت فاروق رضؓ از فتوح واقع شد
فائت (درگزرندہ ۱۲) از حد و غایت است در میانِ کشورکشائی
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ و کشورکشائی جمعے
کہ قبل ازوی بودہ اند و بعد ازوی آمدند فرقے
بین است زیراکہ در عرب بادشاہی و کشورستانی
و فوج کشی نبود و رسومِ سپاہیان را نمی دانستند
و مقابلۂ کسریٰ و قیصر بخاطرِ ایشان گزشتن چہ احتمال
حضرتِ فاروق رض صنعتِ فروسیت (سواری ۱۲) را بمردم آموخت
و لشکرہا ساخت و خوفی کہ در دلہای ایشان بود برانداخت
و جمعے کہ بعد از حضرتِ عمر رض فوج کشی کردند از فوجِ
آمادہ و مستعد کار گرفتند و چیزیکہ رسومِ آن معلوم و
قواعدِ آن ممہد بود با تمام رسانیدند شتان بینہما
چنان محسوس می شود کہ در عہدِ حضرتِ فاروق رض
تائیدِ الٰہی و نصرتِ غیبی گویا مانندِ باران از آسمان
مے بارید اخرج الحاکم عن حذیفۃ انہ
قال کان الاسلام فی زمان
عمر کالرجل المقبل لا
یزداد الا قرباً فلما قتل عمر
کان

قائم تھیں عرب کے ہاتھوں سے ایسے (حقیر) سامان کے ساتھ جو
اُن کے پاس تھا اکھڑ جانا ایسا عظیم واقعہ ہے جس کا مثل کبھی زمانہ
میں بھی وجود نہیں آیا اور نہ آئے گا۔ نہ (عمر رضؓ سے پہلے) اسکندر
ذوالقرنین کے زمانہ میں متحقق ہوا اور نہ (بعد میں) ترکانِ
چنگیزیہ کے وقت میں اور نہ خاندانِ تیموریہ کے ایام میں۔
فنِ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ کتنی
ہی بخت کی یاوری غالب ہو اور اسبابِ فتح مہیا ہوں پھر
بھی اُن کی ایک حد اور نہایت ہوتی ہے۔ اور جو کچھ فتوحات حضرت
فاروق رضؓ کی خلافت میں واقع ہوئیں وہ تو حد و نہایت سے
گزری ہوئی ہیں آپکی کشورکشائی اور آپ سے اگلوں اور پچھلوں کی کشورکشائی میں نمایاں
فرق ہے کیونکہ عرب میں بادشاہی اور کشورستانی کا وجود ہی نہ تھا، وہ رسومِ سپاہیانہ کو جانتے ہی
نہ تھے اور کسریٰ و قیصر کے مقابلہ کا ان کے دلوں میں خیال ..... گزرنے کا
بھی کیا احتمال تھا۔ حضرت فاروقؓ نے گھوڑے سواری کا فن
لوگوں کو سکھایا اور بہت سے لشکر مرتب کئے اور جو خوف کہ اُن کے
دلوں میں بیٹھا ہوا تھا اس کو نکال پھینکا۔ اور جن جماعتوں
نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوج کشی کی وہ اُس فوج
سے کی جو آمادہ اور کام پر مستعد بنائی جا چکی تھی اور اُنھوں نے
اس چیز کو اتمام کو پہنچایا جس کے رسوم معلوم اور قواعد مفصّل
ہو چکے تھے۔ دونوں میں (یعنی عمر رضؓ کی مساعی اور بعد کے
لوگوں کی مساعی میں) بڑا فرق ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ
فاروق رضؓ کے عہد میں تائیدِ الٰہی اور نصرتِ غیبی گویا بارش
کی مانند آسمان سے برستی تھی۔ حاکم نے روایت کیا حذیفہ رضؓ سے
کہ اُنھوں نے کہا کہ عمر رضؓ کے زمانہ میں اسلام اُس شخص کی مانند
تھا (جو دُور سے) چلا آرہا ہو کہ دم بدم اُس کا قرب بڑھتا ہی رہتا
ہے پھر جب عمر رضؓ قتل ہو گئے تو اُس شخص کی مانند ہو گیا جو

www.kitabghar.org

کالرجلِ المُدبِر لایزداد إلاّ بُعداً قرینۂ دیگر آنکہ ہر شہرے کہ در زمانِ حضرت فاروق رضؓ مفتوح شد شعائرِ اسلام درانجا باندک فرصتے شیوع یافت وبشاشتِ اسلام ظاہر و باطن آن قوم را درگرفت تا الیوم سُکّانِ آن بلاد ہمہ مسلمان ومتّصف بہ نورِ ایمان اند وبلادے کہ بعد از فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانان مفتوح ساختند اسلام درانجا گاہے قوت می گیرد وگاہی ضعف می پذیرد فرقہ کہ آبائی ایشان در ہندوستان داخل شدند عمدۂ اہلِ اسلام درین دیار ایشان اند وغیرِ ایشان از متوطنانِ ہندوستان اکثرے مستمر بر کفرِ خود اند طائفہ کہ شرفِ اسلام حاصل کردہ اند بغایت ضعیف الاسلام وہمچنین ترکستان وحبشہ وافریقیہ وغیرہا اسلام آنہا ضعیف است این معنی بر متتبعان کتبِ تاریخ مستور نیست گویا عنایتِ الٰہی سعی فاروق رضؓ را بہانۂ شیوعِ دینِ محمدیؐ ساختہ بود در مقامیکہ عمدۂ کمالاتِ فاروقِ اعظم رضؓ ہمان است یعنی جارحہ فیضِ الٰہی بودن فضیلتے بالاتر ازان نمی تواند بود کہ ارادۂ الٰہی بغلبۂ تمام محیطِ عالم گردد و سعی بندہ را روپوش آن احاطہ سازد بوجہے کہ ناظران تعجب کنند کہ آیا از مثلِ این اسباب مثلِ مُسبَّب بظہور می آید باز شخصے کہ علمِ سیاستِ مدن را شناختہ باشد و بر احوالِ ملوکِ در کشورستانی مطلع شدہ میداند کہ ہیچ دقیقہ از دستِ فاروق رضؓ درین واقعات

پشت پھیر کر جارہا ہو کہ دمبدم دور ہی ہوتا چلا جائے گا۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ ہر اُس شہر میں جو کہ حضرت فاروق رضؓ کے زمانہ میں فتح ہوا اُس میں اسلامی شعائر قلیل عرصہ میں ہی شائع ہوگئے اور بشاشتِ اسلام نے اُس قوم کے ظاہر و باطن کو گرفت میں لے لیا۔ آج تک ان شہروں کے رہنے والے سب مسلمان نورِ ایمان سے متصف ہیں اور جو شہر کہ بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مفتوح ہوتے ان میں اسلام کبھی قوت پکڑتا ہے اور کبھی ضعف قبول کرتا ہے۔ اور جو فرقہ ایسا ہے کہ اُن کے باپ دادا ہندوستان میں داخل ہوتے اس دیار کے چیدہ اہلِ اسلام میں سے وہی لوگ ہیں اور ان کے علاوہ ہندوستان کے رہنے والے دوسرے لوگوں کا اکثر حصّہ اپنے کفر پر بدستور چل رہا ہے اور جس جماعت نے شرفِ اسلام حاصل کیا ہے وہ نہایت ضعیف الاسلام رہے۔ اسی طرح ترکستان اور حبشہ اور افریقہ وغیرہ کا حال ہے کہ ان کا اسلام ضعیف ہے۔ یہ حقیقت کُتبِ تاریخ کا پورا مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ گویا عنایتِ الٰہی نے فاروق رضؓ کی سعی کو دینِ محمدیؐ کی اشاعت کے لئے بہانہ بنایا تھا دراں حالیکہ فاروقِ اعظم رضؓ کے خاص و بہترین کمالات میں سے یہی وصف ہے یعنی فیضِ الٰہی کے لئے اُن کا جارحہ (یعنی آلہ اور واسطہ) بننا اور کوئی فضیلت اس سے بالاتر نہیں ہوسکتی کہ ارادۂ الٰہی پورے غلبہ کے ساتھ عالم کو محیط ہوجائے اور بندے کی سعی کو اُس احاطہ کا نقاب بنالے ایسے طریقہ سے کہ دیکھنے والے تعجب کریں کہ کیا ایسے اسباب سے اس طرح کا مسبَّب (یعنی نتیجہ) ظہور میں آیا بھی کرتا ہے۔ پھر جو شخص کہ سیاستِ شہریہ کا علم رکھتا ہوگا اور بادشاہوں کے احوال سے جو کشورستانی میں رہے ہیں باخبر ہوگا وہ جانتا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ان واقعات

www.kitabghar.org

نامرعی نماند و این کمال نفس اوست کہ بمعیارِ
آن فیضِ آلٰہی ظہور فرمود التجلّی لایکونُ ابدًا
الّا بقدر المتجلّٰی لہ فقیر اشارتے لطیفہ باین معنٰے
کردہ است درین بیت ؎ کاُنبوبٍ لرحمۃِ
تعالٰی ٭ وَمَا الاُنبوبُ اِلّا قَبسُ ماءٍ (مقدار) ٭ و نیز می
داند کہ اعدا در صنعتِ فوج کشی و مردانگی ہیچ
دقیقہ فرو گذاشتہ و در مقدماتِ مہارزت
تقصیرے نمودہ اند تا فتوح اسلام
را کسے بران حمل کند لیکن ارادہ حق
جلّ و علا مساعی ایشان را برہم زد و
تمام ایشان را باطل ساخت اذا جاء نہرُ
اللہِ بطلَ نہرُ عیسیٰ واگر جاہلے این
واقعات را باوضاعِ فلکیہ منسوب
سازد گوئیم فکذلک کلّ نبیٍّ
و ولیٍّ ہمیشہ اطوارِ عجیبہ
انبیاء و اولیاء بزعمِ این
قائل موافق ہمان اوضاعِ فلکیہ
بودہ است باوجود این تحقق
فضائلِ ایشان را نقصانے
نیست

میں کوئی دقیقہ بھی ایسا نہیں جو رعایت کئے بغیر چھوٹ گیا ہو اور
یہ اُن کے نفس کا کمال ہے کہ جس کے معیار سے اُس فیضِ الٰہی نے
ظہور فرمایا کہ التجلّی لایکون الخ یعنی تجلّی کبھی نہیں ہوتی مگر بقدر
(ظرف) متجلّٰی لہٗ کے (یعنی جس پر تجلّی کی جارہی ہے اس کے
ظرف کے مناسب) اس بیت میں فقیر نے اس معنے کی طرف ایک
لطیف اشارہ کیا ہے ؎ کاُنبوبٍ لرحمۃِ الخ ترجمہ :- وہ مثل
ٹونٹی کے ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت (کے ذخیرے) کے لئے۔
اور ٹونٹی نہیں ہوتی مگر پانی کے اندازے کے مطابق۔ اور نیز
(تاریخ پر نظر رکھنے والا) جانتا ہے کہ دشمنوں نے فوج کشی
کے خاص اصولوں میں اور بہادری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہیں کیا۔ اور مقدماتِ محاربہ میں کوئی غلطی نہیں کی، کہ کوئی
شخص فتوحاتِ اسلام کو اس پر محمول کرے۔ لیکن (بنیادی
بات صرف یہ ہے کہ) ارادۂ حق جلّ و علا نے اُن کفار کی مساعی
کو برہم کردیا اور ان کی تمام کوششوں کو بیکار کردیا جب
اللہ کی نہر آگئی تو عیسیٰ کی نہر بیکار ہوئی۔ اور اگر کوئی جاہل
ان واقعات کو اوضاعِ فلکیہ (یعنی گردش سیارگان)
کی طرف منسوب کرے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہر نبی اور ولی
کے حق میں کہا جاسکتا ہے۔ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے اطوارِ عجیبہ
اس قائل کے زعم کے مطابق وہی اوضاعِ فلکیہ ہوئے ہیں اس
کے باوجود اُن کے فضائل کے تحقق میں کوئی نقصان نہیں ہوتا

؎ یہ اس اشکال کا جواب ہے جو کسی کوتاہ فہم کو پیش آسکتا ہے کہ آپ کے بیان کے مطابق عمرؓ فیضِ الٰہی کا ایک آلہ وجارحہ تھے تو
اس میں ان کی فضیلت کی کیا صورت ہے جب کہ جو کچھ کام کیا وہ فیض و نصرتِ الٰہی نے کیا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ عمرؓ کا کمال ان کا
وسیع الظرف ہونا ہے کہ جس نے اس عظیم الشان فیض کا تحمل کیا جو اُن کے ذریعہ سے تمام عالم پر پھیلنے والا تھا۔ اگر کوئی ایسا بند (ڈیم) بنایا جائے
جس میں پانی کا اتنا بڑا ذخیرہ محفوظ رکھا جائے جو سیکڑوں میل کے رقبہ کو سیراب کرسکے تو اس کو کروڑوں روپیہ صرف کرکے اعلیٰ ومستحکم بنایا جاتا ہے جو
پانی کے زور سے ٹوٹ نہ جائے جب وہ حسب منشا بن جائیگا اور عمدہ کام دیگا تو اس کو پسندیدہ اور اعلیٰ مانا جائیگا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ومنّتِ ایشان برگردنِ مردمان ثابت است
الحال حکایتے چند از سیاست وجہان بانی
حضرت فاروق رض تقریر کنیم از انجملہ
آنست کہ چون خلیفہ شد غایت تأدّب
بنسبتِ صدّیق رض بجا آورد و مردم از وے
می ترسیدند و ہیبتی عظیم در دلِ مردمان
افتاد بجہتِ تدارکِ این خلل خطبۂ بلیغہ
متضمّن ملاطفہ عامہ برخواند عن جامع بن
شدّادٍ عن ابیہ قالَ اوّلُ کلام تکلّم
بہ عمرُ اَن قال اللہم انّی ضعیفٌ فقوّنی
و انّی شدید فلیّنّی و انّی بخیلٌ
فسخّنی اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی الریاض
قال ابن شہاب وغیرہ من اہل العلم
اوّل ما ابتدا بہ عُمر حینَ جلس
علی المنبر انہ جلسَ حیثُ کان ابوبکر
یضعُ قدمیہِ وہو اوّلُ درجۃٍ و وضع
قدمیہ علی الارض فقالوا لو جلستَ حیثُ
کان ابوبکر یجلسُ قال حسبی اَن یکونَ
مجلسی حیث کانتْ تکون قدما ابی
بکرٍ قالوا ولہابَ الناسُ عمر ہیبۃً
عظیمۃً حتّی ترکَ الناس المجالس بالافنیۃ (اہل العلم)
قالوا ننتظر ما رأیُ عمر وقالوا ابلغ من ابی بکرٍ
انّ الصّبیان کانوا اذا رأوہ یسعونَ
الیہ ویقولونَ یا اَبتِ فیمسح
رؤُسَہم

اور ان کا احسان لوگوں کی گردنوں پر ثابت ہے۔ اب ہم حضرت

فاروق رض کی سیاست اور جہانبانی کی چند حکایات

بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب خلیفہ ہوتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت انتہائی ادب بجالایا کرتے تھے اور اور لوگ اُن سے ڈرتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں ایک عظیم ہیبت واقع ہوگئی تھی، آپ رض نے اس خلل کے تدارک کے لئے ایک خطبہ بلیغہ پڑھا جس میں دلداری اور ملاطفتِ عامہ پر مشتمل کلمات ارشاد فرمائے۔ جامع بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ (خلیفہ بننے کے بعد) عمر رض نے پہلا کلمہ جو بولا تھا وہ یہ تھا کہ انھوں نے کہا یا اللہ میں ضعیف ہوں مجھے طاقتور بنادے اور میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج بنادے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے، اس کو اخذ کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ریاض میں۔ ابن شہاب وغیرہ اہلِ علم لوگوں نے بیان کیا کہ سب سے پہلی چیز جس سے عمر رض نے ابتداء کی جب آپ (خلیفہ بننے کے بعد) منبر پر بیٹھے تو وہ اس جگہ بیٹھے جہاں ابوبکر رض اپنے قدم رکھتے تھے اور وہ (منبر کا) پہلا درجہ تھا اور اپنے دونوں قدموں کو زمین پر رکھا۔ لوگوں نے کہا کہ (اس میں کیا مضائقہ تھا) اگر آپ وہیں بیٹھ جاتے جہاں ابوبکر رض بیٹھا کرتے تھے، فرمایا کہ میرے لئے (یہ شرف) کافی ہے کہ میرے بیٹھنے کی جگہ وہاں ہو جہاں ابوبکر رض کے قدم ہوتے تھے۔ (ابن شہاب وغیرہ علماء نے یہ بھی) بیان کیا کہ لوگوں پر عمر رض کی بہت بڑی ہیبت طاری ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں نے عام نشستگاہوں میں بیٹھنا چھوڑ دیا کہنے لگے کہ ہم انتظار کرتے ہیں کہ عمر رض کی رائے (یعنی طرزِ عمل) کیا ہوتا ہے اور (علماء نے) ذکر کیا کہ ابوبکر رض کا حال اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ لڑکے جب اُن کو دیکھتے تھے تو اُن کے پاس اے میرے ابا جان کہتے ہوئے دوڑ کر آتے تھے اور ابوبکر رض اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔

www.kitabghar.org

وبلغ من هيبة عمر أن الرجال تفرقوا من المجالس هيبةً حتى ينظروا ما يكون من أمره قالوا فلمّا بلغ عمر هيبة الناس له أمر فصيح في الناس الصلوٰة جامعة فحضروا ثم جلس من المنبر حيث كان ابوبكر يضع قدميه فلمّا اجتمعوا قام قائماً فحمد الله وأثنى عليه بما هو اهله وصلّى على النبيّ صلى الله عليه وسلم ثم قال بلغني انّ الناس قد هابوا شدّتي وخافوا غلظتي وقالوا قد كان عمر يشتدّ علينا ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين اظهرنا ثم اشتدّ علينا وابوبكر والينا (حاکمنا ۱۲) دونه فكيف اذا صارت الأمور اليه من قال ذلك فقد صدق قد كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكنت عبده وخادمه وكان من لا يبلغ احد صفته من اللين والرحمة صلى الله عليه وسلم وقد سمّاه الله بذلك ووهب له اسمين من أسمائه رؤفٌ رحيمٌ فكنت سيفاً مسلولاً حتّى يغمدني (در نیام کند ۱۲) او يدعني فأمضي (ای اقطع ۱۲) حتى قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عني راضٍ والحمد لله وانا أسعد بذلك

اور عمرؓ کی ہیبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بڑے آدمی نشستگاہو سے تتر بتر ہو گئے تاکہ یہ دیکھ لیں کہ ان کا طرز عمل کیا ہوگا (اور وہ اس مجالست پر ناراض تو نہیں ہو جائیں گے)، کہا کہ جب عمرؓ کو لوگوں کے اُن سے خائف ہونے کی اطلاع پہنچی تو لوگوں میں ان کے حکم سے الصّلوٰۃ جامعۃٌ (نماز تیار ہے) کی بلند آواز لگائی گئی۔ اس پر لوگ حاضر ہو گئے تو آپؓ منبر پر اس جگہ بیٹھے جہاں ابوبکرؓ اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ جب پورا اجتماع ہو گیا تو سیدھے کھڑے ہوتے تو اللہ کی حمد و ثنا ان کلمات سے کی جو اُس کے مناسب ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ لوگوں کو میری تیز مزاجی سے ہیبت ہو رہی ہے اور وہ میری تُند خوئی سے خوفزدہ ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرؓ ہم پر سخت گیری اُس زمانہ میں بھی کیا کرتا تھا جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں موجود تھے۔ پھر ہم پر سختی کرتا رہا جب کہ ابوبکرؓ ہم پر حاکم تھے نہ کہ وہ۔ تو اب کیا حال ہوگا جب کہ امور کا پورا اختیار اُسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ جس نے یہ کہا اُس نے سچ کہا بیشک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپؐ کا غلام اور آپؐ کا خادم تھا اور آپؐ ایسے تھے کہ کوئی شخص آپؐ کی نرمی اور رحمدلی کی صفت تک نہیں پہنچ سکتا صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو اس سے موسوم کیا اور آپؐ کو اپنے اسماء میں سے دو نام رؤف و رحیم عطا کئے۔ اور میں ایک کھنچی ہوئی تلوار تھا کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو) مجھے نیام میں کر لیں یا مجھے چھوڑ دیں تو میں کاٹ ڈالوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور وہ مجھ سے خوش تھے اور اللہ کا شکر ہے۔ میں اس بنا پر سعادتمند رہا

www.kitabghar.org

ثم وَلِیَ امرَ النّاسِ ابوبکرؓ فکان ممّن لا تُنکِرون رِقّتَہ وکرمَہ ولینَہ فکنتُ خادمَہ وعونَہ اخلطُ شِدّتی بِلینِہِ فاکون سیفًا مسلولاً حتّٰی یُغمِدَنی او یدعَنی فاَمضے فلم ازل معہ کذٰلک حتّٰی قبضَہ اللّٰہ عزّ و جلّ و ہو عنّی راضٍ والحمد للّٰہ وانا اَسعد بذٰلک ثم قد وَلِیتُ امورَکم ایّہا النّاسُ و اعلموا ان تلک الشّدّۃَ قد اُضعِفَت (سست کردہ شد ۱۲) ولکنّہا اِنّما تکون علٰی اہلِ الظّلم والتّعدّی علی المسلمین واما اہلُ السّلامۃ والدّینِ والفضلِ فانا اَلینُ لہم من بعضٍ لبعضٍ ولستُ اَدَعُ احدًا یظلِمُ احدًا یتعدّی علیہ حتّٰی اَضعَ خدّہ الارض واَضعَ قدمی علی الخدّ الآخر حتّٰی یُذعِنَ بالحقّ ولکم علیّ ایّہا النّاسُ خصالٌ اذکرہا لکم فخذونی بہا لکم علیّ اَن لا اَخبأَ (پنہاں کنم ۱۲) شیئًا من خراجکم ولا مما اَفاءَ اللّٰہُ علیکم اِلّا من وجہہ ولکم علیّ اذا وقع عندی اَن لا یخرُجَ اِلّا بحقّہ ولکم (خرج نشود ۱۲) علیّ اَن اَزیدَ عطایاکم و

پھر لوگوں کے والیِ امر یعنی حاکم ابوبکرؓ ہوئے تو وہ ایسے لوگوں میں سے تھے کہ تم میں سے کوئی منکر نہیں ہے اُن کی رقیق القلبی اور کرم اور نرم مزاجی کا اور میں اُن کا خادم اور اُن کا مددگار تھا اپنی سختی کو اُن کی نرمی کے ساتھ مخلوط کرتا تھا اور کھچی ہوئی تلوار بن جاتا تھا (اور اُن کے ہاتھ میں ہوتا تھا) کہ وہ مجھے نیام میں بند کردیں یا (اگر چاہیں تو) مجھے چھوڑ دیں اور میں کاٹ ڈالوں۔ تو میں اُن کے ساتھ اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ عزّ وجلّ نے ان کو اس حال میں وفات دی کہ وہ مجھ سے خوش تھے۔ الحمد للہ میں اس بناء پر سعادت مند رہا۔ پھر اے لوگو! میں تمہارے امور کا والی بن گیا ہوں (یعنی امیر) اب سمجھ لو کہ وہ تیزی کمزور کردی گئی۔ لیکن وہ ظاہر ہوگی مسلمانوں پر ظلم و دراز دستی کرنے والوں پر۔ رہے وہ لوگ جو نیک خُو اور دیندار اور صاحبِ فضیلت ہیں میں ان کے ساتھ اس سے بھی زیادہ نرم ثابت ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور میں کسی ایسے شخص کو جو دوسرے پر ظلم و دراز دستی کرتا ہوگا نہیں پاؤں گا مگر میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا پاؤں اُس کے دوسرے رُخسار پر رکھ دوں گا یہاں تک کہ وہ حق کو اچھی طرح سمجھ لے اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جو میں تم سے ذکر کرتا ہوں تم اُن پر میری گرفت کر سکتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں اس مال میں سے جو تم پر خرچ کرنا ہے کوئی شے تم سے چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اُس میں سے جو اللہ تعالیٰ غنیمتوں میں سے تمہارے لئے بھیجے بجز اس کے جو اللہ کے کام کے لئے روکوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ وہ (روکا ہوا مال) کہیں خرچ نہ ہو مگر اپنے حق کے موقعہ پر اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے وظائف اور

www.kitabghar.org

أزواجكم إن شاء الله و لكم عليَّ أن لا
أُلقيكم المهالك وإذا غبتم في
البعوث فأنا أبو العيال حتى ترجعوا
إليهم أقول قولي هذا وأستغفر الله لي و
لكم قال سعيد بن المسيب وأبو سلمة
ابن عبدالرحمن فوفى والله عمر وزاد في
الشدة في مواضعها واللين في مواضعه
وكان أبا العيال حتى إن كان ليمشي
إلى المغيبات فيسلم على أبوابهن ثم
يقول ألكن حاجة (التي غابت أزواجهن) إذا كنتن تردن حاجة
أشتري لكن شيئاً من السوق فإني
أكره أن تخدعن في البيع والشراء
فيرسلن معه بجواريهن فيدخل السوق
وإن وراءه من جواري الناس وغلمانهم
ما لا يحصى فيشتري لهم حوائجهم ومن
كانت ليس عندها منهن شيء اشترى
لها من عنده وإذا قدم الرسول من
بعض البعوث يتبعهن هو بنفسه بكتب
أزواجهن ويقول لهن إن أزواجكن
في سبيل الله وأنتم في بلد رسول
الله صلى الله عليه وسلم
إن كان عندكن من يقرأ
وإلا فادنين من الباب
حتى أقرأ لكن ثم يقول
رسولنا يخرج

روز پہنے انشاء اللہ تم کو دیتا رہوں۔ اور تمھارا مجھ پر یہ حق بھی ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقامات میں نہ ڈالوں اور جب تم لشکر میں شامل ہو کر گھر سے غائب رہو تو میں تمہارے بال بچوں کا باپ بنا رہوں یہاں تک کہ تم اُن کے پاس واپس آؤ۔ میں اپنی یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمھارے لئے مغفرت چاہتا ہوں سعید بن المسیبؓ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؒ نے کہا کہ واللہ عمرؓ نے (جو کچھ کہا اس کو) پورا کر دیا۔ سختی کرنے کے مواقع پر سختی میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں کے بال بچوں کے باپ بن گئے تھے یہاں تک کہ ان عورتوں کے پاس جاتے جن کے شوہر باہر گئے ہوئے ہوتے تھے۔ اُن کے دروازوں پر پہنچ کر ان کو سلام کرتے پھر کہتے کیا تمھیں کوئی حاجت ہے جب تم کوئی ضرورت کی چیز منگانا چاہو تو میں وہ چیز تمھیں بازار سے خرید کرا دوں گا۔ مجھے یہ ناگوار ہے کہ خرید و فروخت میں تمھیں دھوکا دیا جائے تو وہ عورتیں آپؓ کے ساتھ اپنی لڑکیوں کو بھیجدیتی تھیں تو آپؓ بازار میں اس طرح جاتے کہ آپؓ کے پیچھے لوگوں کی لڑکیاں اور لڑکے اتنے ہوتے کہ اُن کا شمار مشکل ہوتا پھر ہر ایک کے لئے اُن کی ضرورت کی چیزیں خریدتے اور جو عورت ایسی ہوتی کہ اس کے پاس کوئی بال بچہ نہ ہوتا تو اس کے لئے خود خریدتے اور جب کسی لشکر میں سے کوئی ایلچی آتا تو اس سے اُن عورتوں کے شوہروں کے خطوط لے کر خود اُن کو پہنچاتے اور اُن سے فرماتے کہ تمہارے شوہر اللہ کی راہ میں گئے ہوئے ہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہو اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ خط پڑھ دے تو فبہا ورنہ دروازے کے قریب کھڑی ہو جاؤ تاکہ میں پڑھ کر سنا دوں۔ پھر فرماتے کہ ہمارا ایلچی یہاں سے فلاں دن

www.kitabghar.org

یوم کذا و کذا فاکتبن حتی نبعث بکتبکن ثم یدور علیهن بالقراطیس و الدوی فمن کتبت منهن اخذ کتابها و من لم تکتب قال هذا قرطاس و دواة ادنی من الباب فاملی علی فیمر علی کذا و کذا بابا فیکتب لاهله ثم یبعث بکتبهن و اذا کان فی سفر نادی الناس فی المنزل عند الرحیل ارحلوا ایها الناس فیقول القائل ایها الناس هذا امیر المؤمنین قد ناداکم فقوموا فاسقوا و ارحلوا ثم ینادی الثانیة الرحیل فیقول الناس ارکبوا فقد نادی امیر المؤمنین الثانیة فاذا استقلوا قام فرحل بعیره و علیه غرارتان احدیهما فیها سویق والاخری فیها تمر بین یدیه قربة فیها ماء و جفنة کلما نزل جعل فی الجفنة من السویق و صب علیه الماء و بسط شناره قال والشنار مثل النطع الصغیر من جاءه یخاصم او یستفتی او یطلب حاجة قال له کل من هذا السویق و التمر ثم ترحل فیأتی المکان الذی رحل الناس منه فان وجد متاعا ساقطا اخذه و ان وجد احدا به عرجة او عرض لدابته او بعیره

اور فلاں وقت جائے گا تم خط لکھ دینا تاکہ ہم تمہارے خطوط بھیجدیں پھر سب عورتوں کے یہاں (خطوط کے لئے) کاغذ اور دواتیں بھیجتے۔ پھران میں سے جو خط لکھدیتی اس کا خط لیتے اور جو نہ لکھ سکتی تو فرماتے کہ یہ کاغذ ہے اور دوات (بھی) موجود ہے تم دروازے کے قریب آجاؤ اور مجھے بتاتی رہو اس طرح ہرایک دروازے پر جاتے اور اُن کے شوہروں کو (اُن کی طرف سے) خطوط لکھتے۔ پھران خطوط کو بھیجتے۔ اور جب آپ کسی سفر میں ہوتے تو منزل (یعنی پڑاؤ کی جگہ) میں کوچ کرنے کے وقت ندا کرتے ”اے لوگو! کوچ کرو“ پھر ایک کہنے والا پکارتا اے لوگو! یہ امیر المؤمنین ہیں انھوں نے تم کو پکار کر کہا ہے پس اُٹھو اور (اونٹوں پر) پانی رکھ لو اور کوچ کرو۔ پھر آپ رضؓ دوبارہ آواز لگاتے ”الرحیل“ (یعنی کوچ کرو) تو لوگ (آپس میں) کہتے سوار ہوجاؤ امیر المؤمنین نے دوبارہ ندا کی ہے۔ پھر جب کہ سب لوگ اپنا سامان باندھ لیتے تو کھڑے ہو کر اپنا اونٹ ہنکاتے اور اُس کے اوپر دو شلیتے ہوتے اُن میں سے ایک میں ستّو ہوتا اور دوسرے میں کھجوریں ہوتیں۔ اور سامنے ایک مشکیزہ ہوتا جس میں پانی ہوتا اور ایک بڑا کونڈا۔ جب کہیں پڑاؤ کرتے تو کونڈے میں ستّو ڈال کر اس پر پانی ڈالتے اور اپنا شنار (دسترخوان) بچھاتے۔ سعیدؒ نے کہا کہ شنار چمڑے کے چھوٹے دسترخوان کی طرح ہوتا تھا۔ جو شخص آپ رضؓ کے پاس آتا کوئی جھگڑا لے کر یا کوئی مسئلہ پوچھتا یا اپنی ضرورت کی چیز مانگتا اُس سے فرماتے اس ستّو اور کھجوروں میں سے کھاؤ پھر چلے جانا۔ پھر (قافلہ کو چلتا کر کے) آپ اُس جگہ پہنچتے جہاں سے لوگوں نے کوچ کیا تھا تو اگر کوئی چیز پڑی ہوئی دیکھتے تو اُس کو اُٹھاتے اور اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اُس کے گھٹنے لگ گئے ہیں یا اس کے چوپایہ یا اونٹ میں تھکن کی وجہ سے

www.kitabghar.org

تَبَكَّاهُ ازالہٗ وَسَاقَ بِہٖ فَيَتْبَعُ آثَارَ النَّاسِ (نشستن۱۲) كَذٰلِكَ فَمَا سَقَطَ مِنْ مَتَاعٍ اَخَذَهٗ وَمَنْ اَصَابَتْہٗ عَرَجَۃٌ (لنگ ناچیز۱۲) تَخَلَّفَ عَلَيْہِ فَاِذَا اَصْبَحَ النَّاسُ فِي الْمَسَاءِ مِنَ الْغَدِ لَمْ يَفْتَقِدْ اَحَدٌ مَتَاعًا لَہٗ مِنْہُ اِلَّا قَالَ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَطْلُعُ عُمَرُ وَاِنَّ جَمَلَہٗ مِثْلُ الْمِشْجَبِ (بنظر آید۱۲) بِمَا عَلَيْہِ مِنَ الْمَتَاعِ فَيَاْتِيْ هٰذَا فَيَقُوْلُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِدَاوَتِيْ فَيَقُوْلُ فَهَلْ يَغْفُلُ الرَّجُلُ الْحَكِيْمُ عَنْ اِدَاوَتِہِ الَّتِيْ يَشْرَبُ فِيْهَا وَيَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ مِنْهَا اَوَ كُلَّ سَاعَۃٍ اُبْصِرُ مَا يَسْقُطُ اَوْ كُلَّ اللَّيْلِ اَكْلَاُ (احفظ۱۲) عَيْنِيْ مِنَ النَّوْمِ ثُمَّ يَدْفَعُ اِلَيْہِ اِدَاوَتَہٗ وَيَقُوْلُ اِذَا قَوْسِيْ وَهٰذَا رِشَائِيْ (رسن دلو۱۲) اَوْ مَا وَقَعَ مِنْهُمْ فَيُعَنِّفُهُمْ (سرزنش کند۱۲) ثُمَّ يَدْفَعُ ذٰلِكَ اِلَيْهِمْ وَلَمَّا بَلَغَ الشَّامَ تَلَقَّوْهُ بِبِرْذَوْنٍ وَثِيَابٍ بِيْضٍ فَكَلَّمُوْهُ اَنْ يَرْكَبَ الْبِرْذَوْنَ (اسپ۱۲) لِيَرَاهُ الْعَدُوُّ وَلِيَكُوْنَ ذٰلِكَ اَهْيَبَ لَہٗ عِنْدَهُمْ وَيَلْبَسُ الْبَيَاضَ وَيَطْرَحُ الْفَرْوَ (پوستین۱۲) الَّذِيْ عَلَيْہِ فَاَبٰى ثُمَّ اَلَحُّوْا عَلَيْہِ فَرَكِبَ الْبِرْذَوْنَ بِفَرْوِهٖ وَثِيَابِہٖ فَهَمْلَجَ بِہِ الْبِرْذَوْنُ وَخِطَامُ (مہار۱۲) نَاقَتِہٖ بَعْدُ (دو وید۱۲) فِيْ يَدِهٖ فَنَزَلَ

(پٹھوں میں) گر لنگی پیدا ہو گئی ہے تو اس کو (مالش کر کے) زائل کرتے اور اُس کو ہنکاتے۔ پھر قافلہ کے نشانِ راہ کو دیکھتے ہوئے چلتے تو جو چیز کسی کی گر گئی ہوتی اس کو اُٹھاتے اور جس کو لنگ عارض ہو جاتا اُس کے پیچھے لگے رہتے پھر جب لوگوں کو شام سے چلتے ہوئے صبح ہو جاتی تو جس کی کوئی چیز کھوئی گئی ہوتی وہ کہتا کہ امیر المؤمنین کو آنے دو تو جب عمرؓ دکھائی دینے لگتے اور آپ کا اونٹ (گرا پڑا) سامان رکھتے رکھتے مثل گھڑونچی کے بنا ہوا ہوتا تھا (جب آپؓ قافلہ سے آملتے) تو ایک شخص آتا اور کہتا کہ اے امیر المؤمنین! میرا لوٹا رہ گیا تھا (یا گر گیا تھا) تو آپؓ کہتے کہ کیا دانشمند آدمی اپنے لوٹے سے غافل ہوا کرتا ہے جس سے وہ پیتا ہے اور نماز کے لئے اُس سے وضو کرتا ہے کیا میں ہر ساعت دیکھتا ہی رہوں کہ کیا چیز گرتی ہے؟ کیا تمام رات میں نیند سے اپنی آنکھ کو بچاتا ہی رہوں؟ پھر اس کا لوٹا اُسے دیتے۔ پھر دوسرا آتا اور کہتا کہ یہ میری کمان ہے اور یہ میری رسّی ہے یا جو چیز ان کی گرتی آپ ہر ایک کو کچھ سرزنش کرتے اور دیتے جاتے تھے۔ اور جب آپ شام میں پہنچے تو لوگ اُن سے گھوڑا اور سفید کپڑوں کا جوڑا لے کر ملے اور اُنھوں نے آپ سے اس میں گفتگو کی کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ دشمن آپ کو اس حالت میں دیکھیں اور تاکہ ان کے نزدیک ایسا کرنے سے دشمنوں پر آپ کا رُعب پڑے اور سفید کپڑے پہنیں اور جو پوستین آپ کے بدن پر تھا اُس کو اُتار دیں تو آپؓ نے انکار کر دیا پھر لوگوں نے اس درخواست پر زیادہ اصرار کیا تو آپ گھوڑے پر اپنے پوستین اور کپڑوں کے ساتھ سوار ہو گئے اور گھوڑا آپ کو لے کر قدم مارتا ہوا دوڑا اور ابھی تک اونٹنی کی مہار آپ کے ہاتھ میں ہی تھی تو آپؓ اتر گئے

www.kitabghar.org

ورکب راحلتہ وقال لقد غیرنی ہذا حتے خفت ان انکر نفسی ذکر ذلک کلہ ابو حذیفۃ اسحق بن بشر فی فتوح الشام وخرج ابن بشر خطبتہ الی آخرہا و جلوسہ علے المنبر فقط وازانجملہ آنست کہ طلاق داد زنی راکہ با وے محبت داشت فی الاحیاء لما ولی عمر الخلافۃ کانت لہ زوجۃ یحبہا فطلقہا خیفۃ ان تشیر علیہ بشفاعۃ فی باطل فیطیعہا ویطلب رضاہا۔ وازانجملہ آنست کہ خطبہ خواند متضمن آنکہ وظیفہ عمال او چیست عن معدان بن ابی طلحۃ من جملۃ خطبۃ عمر اللہم انی اشہدک علے امراء الامصار فانی بعثتہم یعلمون الناس دینہم وسنۃ نبیہم ویقسمون فیئہم ویعدلون علیہم وما اشکل علیہم یرفعونہ الی اخرجہ مسلم و احمد و عن ابی فراس من جملۃ خطبۃ عمر الا و اللہ انی ما ارسل عمالی الیکم لیضربوا ابشارکم ولا لیاخذوا اموالکم و لکن ارسلہم الیکم لیعلموکم دینکم و سنتکم فمن فعل بہ سوی ذلک

اور اپنی اسی سواری پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اس نے مجھ کو بدل دیا یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوگیا کہ میرا نفس بگڑ جائے گا، ان سب کو بیان کیا ابو حذیفہ اسحق بن بشر نے فتوح شام کے بیان میں۔ اور ابن بشر نے اخذ کیا صرف آن کے خطبہ کو آخر تک اور ان کے منبر پر بیٹھنے کو۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے (خلیفہ بننے کے بعد) اپنی ایک بی بی کو طلاق دیدی کہ جس کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ احیاء میں ہے کہ جب عمر والیٔ خلافت ہوئے تو اُن کی ایک ایسی بیوی موجود تھی جس سے محبت کرتے تھے تو اس خوف کے پیشِ نظر کہ یہ کسی باطل میں شفاعت پر زور دے گی تو میں اس کی اطاعت ورضاجوئی میں لگ سکوں گا اُس کو طلاق دیدی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ رضؓ نے خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ان کے عاملوں کو کیا کام سپرد ہیں۔ معدان بن ابی طلحہ سے خطبۂ عمرؓ میں کا ایک حصہ اس طرح مروی ہے کہ اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں شہروں کے اُمراء پر کہ میں نے ان کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دیں اور اُن کے نبیؐ کا طریقہ سکھائیں اور اُن کا حصہ تقسیم کریں اور اُن پر عدل کریں اور جس امر کا فیصلہ ان کو مشکل ہوجاتے اس کو میرے پاس بھیجدیا کریں، اس کو مسلم اور احمد نے روایت کیا۔ اور ابو فراس سے خطبۂ عمرؓ کا ایک یہ حصہ مروی ہے کہ یاد رکھو خدا کی قسم میں اپنے عاملوں کو تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہاری جلد کو پیٹا کریں اور نہ اس لئے کہ وہ تمہارے اموال چھین لیں، لیکن میں اُن کو اس غرض سے تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ وہ تم کو تمہارے دین کی تعلیم دیں اور تم کو سنتِ نبویؐ سکھائیں تو جس شخص کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا تو چاہیئے کہ

www.kitabghar.org

فلیرفعہ الیّ فو الذی نفسی بیدہ اذاً لاَقُتَصَّنَّہ منہ فوثب عمرو بن العاص فقال یاامیر المؤمنین اورأیت ان کان رجلاً من المسلمین غدا علی رعیّتہ فادّب بعض رعیّتہ آئنک لمقتصُّہ قال ای والّذی نفس عمر بیدہ اذاً لاقتصنّہ منہ انا لا اقتصُّ منہ وقد رأیتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُقتَصُّ من نفسہ اَلاَ لاَ تضربوا المسلمین فتذلّوہم و لا تُجمّروہم فتفتِنوہم ولا تمنعوہم حقوقہم فتُکفِروہم ولاتُنزِلوہم الغِیاضَ فتضیّعوہم اخرجہ احمد قولہ ولا تجمّروہم تجمیر الجیش جمعہم فی الثغور و حبسہم عن العود الی اہلیہم قولہ ولا تنزلوہم الغیاض فتضیّعوہم الغیاض جمع غیضۃ وہی الشجر الملتفّ یعنی اذانزلوہا تفرّقوا فیہا فتمکّن منہم العدوُّ فقیر گوید این کنایت است از ارتکاب امرے کہ وجہ مصلحت دران بر قوم مشتبہ باشد و علاقہ کنایت آنکہ غیضہ محلّ تستّر و اختفا است سائر خطب فاروقِ اعظم رض مصرّح این مدّعا ست واللہ اعلم وازانجملہ آنکہ در روضۃ الاحباب مذکور است کہ در زمانِ خلافت وے رضے اللہ عنہ

مجھے اس کی اطلاع دیں تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس صورت میں میں اُس سے قصاص لوں گا، تو کھڑے ہوتے عمرو بن العاص رض اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رض کیا آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ وہ شخص مسلمانوں میں سے ہوگا جو اپنی رعیّت کی طرف جاتے گا اور رعیّت میں سے کسی کی اس نے تادیب بھی کی تو کیا آپ اس سے ضرور قصاص لیں گے؟ فرمایا ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر رض کی جان ہے میں اُس سے ضرور قصاص لوں گا۔ میں اُس سے قصاص نہ لوں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ یاد رکھو مسلمانوں کو نہ مارو کہ تم ان کو ذلیل کرو اور نہ اُن کی تجمیر کرنا کہ تم ان کو فتنوں میں ڈالو اور نہ اُن سے اُن کے حقوق روکو کہ تم اُن کو (اپنے سامنے) جھکاؤ اور نہ اُن کو غیاض میں اُتارو کہ تم ان کو ضائع کر ڈالو۔ اس کو روایت کیا احمد نے (تفسیر) یہ ارشاد ولاتجمّروہم تجمیر الجیش کے معنے ہیں یعنی ان کو سرحدوں پر جمع رکھنا اور ان کو اپنی بیوی بچوں کے پاس لوٹنے سے روک کے رکھنا۔ اور اس ارشاد ولاتُنزلوہم الغیاض میں غیاض جمع ہے غیضۃ کی اور اس کے معنے گھنے درخت اور جھاڑیاں یعنی جب تم لشکر کو ایسی جگہ اُتارو گے تو وہ اُس میں متفرق ہو جائیں گے اور ان کے ایک حصہ پر دشمن قابو پالے گا۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ کنایہ ہے ایسے امر کے ارتکاب سے کہ جس میں مصلحت کی صورت قوم پر مشتبہ ہو اور اس کنایہ کی مناسبت یہ ہے کہ غیضہ (یعنی جھاڑیوں والا بن) چھپ جانے اور مخفی ہو جانے کا مقام ہے۔ فاروق اعظم رض کے تمام خطبے اس مدعا کی تصریح کرتے ہیں، واللہ اعلم۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

www.kitabghar.org

ہزار و سی و شش شہر با توابع و لواحق آن
مفتوح شد و چہار ہزار مسجد ساختہ گشت و
چہار ہزار کنیسہ خراب گردید و نہ صد منبر بر جنوب
محاریبِ جوامع بجہت خطبۂ جمعہ بنا کردند و
از آنجملہ بنا کردنِ شہر بصرہ بر ساحلِ بحر و آباد ساختن
جماعۂ از غزات در انجا بجہت آنکہ چون آن موضع
محلِ ورودِ مراکب عجم و ہنداست نباید کہ ناگاہ
جمعے از فارس و ہند در انجا برسند و بر اہلِ اسلام
مصیبتے ریزند و از آنجملہ بنا کردنِ شہر کوفہ
چون اتفاقِ اقامتِ عرب در شہرِ مدائن واقع
شد ہوای آن موضع با مزاجِ ایشان نہ ساخت
اکثرے گرفتار مرض شدند سعد بن ابی وقاص
کیفیتِ حال برائے حضرتِ فاروق رضؓ نوشتہ
فرستاد وی رضی اللہ عنہ فرمود کہ برای اقامتِ
عرب ہیچ مکانے اصلح از ان نیست کہ ہم برّی
باشد و ہم بحری جائی وسیعی بدین صفت
اختیار باید نمود و باید کہ درمیانِ من و آن موضع
پُلے و دریائے حائل نباشد سعدؓ برای تفحّص
این چنین سرزمینے مردمان را منتشر ساخت و
برین موضع کہ الحال مسمّی بکوفہ است اتفاق
آرا واقع شد اولِ حال امر کرد کہ بناہا از قصب
و خشتِ خام کنند یعنی تا میلِ ساکنانِ آن موضع
بعماراتِ رفیعہ پیدا نشود و خود را مہیّا برای جہاد
داشتہ مانندِ مسافران بسر برند بالآخرہ چون حریق (آتش)
افتاد رخصت باحکامِ عمارات فرمود

کے زمانۂ خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مع اپنے ماتحت اور
ملحقہ دیہات کے فتح ہوئے ہیں اور چار ہزار مسجد بن بنائی گئیں
اور چار ہزار گرجے توڑے گئے اور نو سو منبر جامع مسجدوں کی محرابوں
کے پہلوؤں میں بنائے گئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ شہر
بصرہ کی بنیاد ڈالنا ساحلِ دریا پر اور غازیوں کی ایک جماعت
کو وہاں آباد کرنا چونکہ یہ موقع ایسا تھا جو عجم اور ہندوستان
کی کشتیوں کے وارد ہونے کا مقام تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اچانک
کوئی جماعت فارس اور ہندوستان سے یہاں پہنچ جاتے
اور اہلِ اسلام پر کوئی مصیبت ڈالیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے
شہر کوفہ کی بنیاد ڈالنا۔ جب عرب کو شہرِ مدائن میں اقامت
گزیں ہونے کا اتفاق پڑا تو اس مقام کی ہوا اُن کے مزاجوں
کے موافق نہ آئی اور بہت سے لوگ امراض میں گرفتار ہو گئے
تو سعد بن ابی وقاص رضؓ نے یہ کیفیتِ حال حضرت فاروق رضؓ کو
لکھ کر بھیجی۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عربوں کی اقامت
کے لئے کوئی مقام اس سے زیادہ بہتر نہ ہو گا کہ وہ برّی بھی
ہو اور بحری بھی اس لئے کوئی مقام جس میں یہ وصف ہو انتخاب
کر لیا جائے اور چاہیئے کہ میرے اور اُس مقام کے درمیان کوئی
پُل اور دریا حائل نہ ہو۔ سعد رضؓ نے ایسی سرزمین کی جستجو میں
لوگوں کو اطراف میں بھیجا اور اس سرزمین پر کہ اب جس کا نام
کوفہ ہے سب کی رائے متفق ہو گئی۔ ابتداءِ حال میں حکم دیا کہ بانسوں
اور کچی اینٹوں کے مکان بنالیں یعنی جب تک اُس مقام پر
رہنے والوں میں بلند عمارات کی رغبت نہ پیدا ہو اور (یہ مصلحت
بھی پیشِ نظر تھی) کہ اپنے کو جہاد کے لئے تیار رکھتے ہوئے
مسافروں کی مانند بسر اوقات کریں۔ آخر کار جب (ایک مرتبہ)
آگ لگی تو مضبوط اور پختہ عمارتیں بنانے کی اجازت مل گئی۔

www.kitabghar.org

بالجملہ چون مسلمانان در انجا اختیارِ اقامت نمودند
الوان و قوائے ایشان بحالِ اصلی عود کرد و
از انجملہ وضع تاریخ زیراکہ پیش از وضع تاریخ
تعیین شہور در سجلات می نمودند نہ تعیینِ سنین
این معنے موجب اشتباہ می شد حضرت فاروق رض
ابتداء حساب تاریخ از ہجرت مقرر فرمود و لالے
الیوم ہمان دستور جاری است و از انجملہ آنکہ
چون خالد بن ولید ابو عبیدہ را طوعا و کرہا
بران باعث شد کہ از حصارِ حمص بیرون
برآمدہ با کفار مقاتلہ کند و انتظارِ وصولِ فوج
کمک از ہر جانب نکشد حضرت فاروق رض آن را
از وی نہ پسندید بجہت آنکہ وجہش یا عجبِ
نفس است بشجاعت و پہلوانی خود یا بخل
است بغنائم یا استہانتِ امرِ خلیفۂ برحق است
و کیف ماکان از خصالِ ذمیمہ اعتبار نمود و غالبا
این چنین جرأت در عادت موجبِ ہزیمت
می شد ہر چند اینجا شمولِ فضل حق و تائیدِ
الٰہی کار خود فرمودہ باشد دیگر آنکہ خالد رض بن
ولید شاعرے را بر مدیح خود دہ ہزار درہم صلہ
داد چون رسم فاسد بود گوارای طبیعت حضرت
فاروق رض نیفتاد خالد رض را از حکومتِ قنسرین
معزول ساختہ در مدینہ نشاند و لالے آخر العمر اورا
بحکومتے نامزد نہ کرد و براتے ابو عبیدہ رض
نوشتہ فرستاد کہ اورا از قنسرین
بنزدِ خود خواند و در محضر

المختصر جب مسلمانوں نے وہاں اقامت اختیار کرلی تو اُن کے رنگ
اور اُن کے قُوٰے اصلی حالت پر عود کر آئے۔ اور اُن میں سے
ایک ہے تاریخ کا وضع کرنا۔ کیونکہ تاریخ کے وضع کرنے سے
پہلے مُہر شدہ مکاتیب میں صرف مہینوں کا تعین کرتے تھے سنوں
کا تعین نہیں اور یہ صورت موجب اشتباہ ہوتی تھی حضرت
فاروق رض نے تاریخ کے حساب کی ابتدا ہجرت سے مقرر فرمادی اور
آج کے دن تک وہی دستور جاری ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے
کہ جب حضرت خالد بن الولید رض نے ابو عبیدہ رض کو طوعاً و کرہاً اس پر
آمادہ کیا کہ حمص کے حصار سے باہر آکر کفار کے ساتھ جنگ کریں
اور ہر جانب سے جو (حضرت عمر رض کے احکام کے ماتحت) کمک کی
فوجیں پہنچ رہی تھیں ان کا انتظار نہ کریں تو حضرتِ فاروق رض
کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی کیونکہ اس کی وجہ یا نفس کا اپنی
بہادری اور پہلوانی پر عجب ہے یا غنیمتوں پر بخل ہے (کہ
اموالِ غنیمت میں حصہ دار وہ لشکر بھی ہو جائیں گے جو مختلف
مقامات سے آنے والے تھے) یا خلیفۂ برحق کے حکم سے لاپرواہی
برتنا اور جو کچھ بھی ہو آپ نے اُس کو خصالِ ذمیمہ میں اعتبار
کیا اور بسا اوقات عادۃً اس طرح کی جرأت موجب ہزیمت
ہوا کرتی ہے ہر چند کہ اس موقعہ پر حق تعالیٰ کے فضل اور
تائیدِ الٰہی نے شامل ہو کر اپنا کام فرمادیا۔ دوسری بات یہ
پیش آئی کہ خالد رض بن الولید نے ایک شاعر کو اپنی مدح پر
دس ہزار درہم انعام دیدیا۔ چونکہ یہ رسم فاسد تھی اس لئے
حضرت فاروق رض کی طبیعت کو گوارا نہ ہوئی۔ آپ رض نے خالد رض
کو قنسرین کی حکومت سے معزول کرکے اُن کو مدینہ میں بٹھادیا
اور آخر عمر تک اُن کو کسی حکومت پر نامزد نہ کیا اور ابو عبیدہ رض
کو لکھا کہ اُن کو قنسرین سے اپنے پاس بلائیں اور اعیانِ لشکر کی

www.kitabghar.org

اَعیانِ لشکر استادہ نماید و بفرماید کہ عمامہ را از
سرش بردارند و بہمان عمامہ مقید سازند بعد از آن
استفسار کنند کہ این دہ ہزار را از چہ مکان صرف
کردہ است اگر از بیت المال یا از دفینِ جاہلیت
برآمد خیانت کردہ باشد و اگر از مالِ خود عطا
نمود باسراف کار فرمود بالجملہ ہمچنان بعمل آوردند
کہ مامور شدہ بودند تحفہ نزآنکہ خالدؓ باآن ہمہ
جلادتے (بہادری ۱۲) کہ داشت برین ماجرا بچون و چرا مجالِ
دَم زدن ندید و دیگر لشکریان و اُمراء از دید
این معاملہ نیز بددل نشدند و این خصائصِ
صولتِ حضرت فاروقؓ بودہ است بعد اللتیا
و التی باُمراء امصار نوشت کہ عزلِ خالدؓ نہ
بجہتِ خیانتے از وے بودہ است بلکہ برائے
آنکہ بخاطرِ او چنان خطور کردہ بود کہ این فتوح
بدستیاری او و قوتِ او ظہور نمود و اَنَّ
الامر کلہ للہ و ہمچنین چون سعدؓ را از عراق
معزول فرمود بجہتِ خوفِ اختلاف قوم بر وے
ہیچ فتنہ برنخاست و در آخر عمر تصریح نمود
بآنکہ عزل سعدؓ نہ بنا بر عجز او بود یا بسبب صدور
خیانتی از وے بل بجہت از مظانِّ اختلاف و
وجہ این تصریح آن بود کہ عدالتِ او از
نظرِ مردم ساقط نشود و از انجملہ آنکہ
سالے بقصدِ عمرہ بمکہ محترمہ توجہ فرمود و
توسیع و تفسیح مسجدِ حرام بتقدیم رسانید و
نزدیک مراجعت امر نمود تا در منازلے

موجودگی میں کھڑا کر کے کسی کو حکم دیں کہ عمامہ اُن کے سر سے
اُتار لے اور اُسی عمامہ سے اُن کو باندھ کر استفسار کریں کہ تم
نے ان دس ہزار روپیہ کو کہاں سے صرف کیا ہے؟ اگر بیت المال
سے یا کسی جاہلیت کے دفینہ سے برآمد کیا تو یہ خیانت ہوگی
اور اگر اپنے مال سے عطا کیا تو اِسراف (یعنی فضول خرچی)
پر عمل کیا۔ الغرض جس طرح مامور ہوتے تھے عمل میں لایا گیا۔
عجیب بات یہ ہے کہ خالدؓ نے باوجود اس دلیری کے جو وہ رکھتے
تھے اِس ماجرا پر چون و چرا کے ساتھ دم مارنے کی مجال نہ
دیکھی اور دوسرے لشکر والے اور اُمراء بھی اس معاملہ کے
دیکھنے سے بددل نہیں ہوتے اور یہ حضرت فاروقؓ کے دبدبہ
کی خصوصیتوں میں سے ہے۔ آپؓ نے کچھ چناں و چنیں کے
بعد اُمراء بلاد کو لکھا کہ خالدؓ کا عزل اُس سے کسی خیانت کے
صادر ہونے کی بناء پر نہیں ہوا بلکہ اس وجہ سے ہوا ہے
کہ اُس کے دل میں یہ بات پیدا ہوگئی تھی کہ یہ فتوحات اُس
کے زور اور قوت سے ظہور میں آتی ہیں حالانکہ تمام امر اللہ ہی
کی طرف سے ہے۔ اور اسی طرح جب سعدؓ کو عراق سے معزول
فرمایا تھا اس وجہ سے کہ قوم میں ان کی نسبت اختلاف پیدا
ہوگیا تھا تو کوئی فتنہ نہ اُٹھا اور آخر عمر میں اس بات کی تصریح
کردی کہ سعدؓ کا عزل اُن کے عجز کی بناء پر نہیں ہوا تھا،
نہ اُن سے کسی خیانت کے صادر ہونے کی وجہ سے بلکہ مظنّۂ
اختلاف سے محتاط رہنے کی بناء پر۔ اور اس تصریح کی وجہ یہ
تھی کہ ان کی عدالت لوگوں کی نظر سے ساقط نہ ہوجائے۔
اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سال بقصد عمرہ آپؓ نے
مکہ مکرمہ کی طرف توجہ کی تو مسجدِ حرام کو وسیع کرنے اور کشادہ
کرنے کا اہتمام فرمایا اور لوٹتے وقت حکم دیا کہ اُن تمام منزلوں میں

www.kitabghar.org

کہ مابین حرمین واقع اند سایہا و پناہہا سازند و ہر چاہے کہ انباشتہ شدہ باشد آن را پاک کنند و صاف نمایند و در منازلِ کم آب چاہہا را کنند تا بر محتاج باستراحت تمام قطعِ مراحل میسّر شود فی الاستیعاب لما وُلّی عمر بن الخطاب بعثَ اربعةً من قریشٍ فنصبوا اَعلام الحرمِ مخرمۃ بن نوفل وازہر بن عوف وسعید بن یربوع وخویطب ابن عبد العزّیٰ و از انجملہ آنکہ توسیع مسجد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوب خرما و جرید آن و خشت خام فرمود مانند صنیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بناء مسجد خود اخرجہ البخاری بعد ازان فرمود کہ حصیر در مسجد فرش کنند عن عبد اللہ بن ابراہیم قال اوّل من اَلقی الحصیرَ فی مسجدِ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطاب کان النّاسُ اذا رفعوا رؤسہم من السجود نفضوا ایدیہم فامر بالحصیر فجیئ بہ من العقیقِ فبسط فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ ابن ابی شیبۃ و از انجملہ آنکہ سالِ رمادہ چون قحط شدید طاری شد حضرت فاروق بانواعِ تدبیر حلِّ این مشکل فرمود اوّلاً ہر چہ در بیت المال بود بر فقراء و مساکین تقسیم نمود ثانیاً جمعے کہ احتکار پیشہ بودند ایشان را از ان احتکار بشدّتِ تمام باز داشت ثالثاً بامرائے امصار احکام فرستاد کہ

جو کہ حرمین کے درمیان واقع ہیں سایہ گاہیں اور پناہ گاہیں بنائیں اور ہر وہ کنواں جو پاٹ دیا گیا ہو اس کو کھولا جائے اور صاف کیا جائے اور کم پانی والی منزلوں میں کنویں کھودے جائیں تاکہ عازمین حج پوری راحت کے ساتھ قطع مراحل کر سکیں۔ استیعاب میں ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے قریش کے چار آدمیوں کو بھیجا جنھوں نے حرم کی علامتیں نصب کیں۔ مخرمہ بن نوفل اور ازہر بن عوف اور سعید بن یربوع اور خویطب بن عبد العزیٰؓ۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کی توسیع آپؓ نے کھجور کی لکڑیوں اور شاخوں اور کچی اینٹوں سے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق جو آپ نے اپنی مسجد کی بناء میں استعمال کیا تھا، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مسجد میں بوریے بچھائیں مروی ہے عبد اللہؓ بن ابراہیم سے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بوریے بچھائے عمرؓ بن الخطاب تھے۔ (پہلے) جب لوگ اپنا سر سجدے سے اٹھایا کرتے تھے تو اپنے ہاتھ جھاڑا کرتے تھے تو انھوں نے بوریے لانے کا حکم دیا جو عقیق سے لائے گئے پھر وہ مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بچھائے گئے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سال رمادہ[1] میں جب شدید قحط پھیل گیا حضرت فاروقؓ نے مختلف قسم کی تدابیر سے اس مشکل کو حل فرمایا۔ اوّلاً جو کچھ بیت المال میں تھا وہ سب فقراء اور مساکین پر تقسیم کر دیا۔ دوم جو لوگ کہ احتکار[2] پیشہ تھے ان کو اس احتکار سے پوری سختی کے ساتھ روک دیا۔ سوم شہروں کے امراء کو احکام بھیجے کہ

۱؎ رماد خاکستر کو کہتے ہیں اور اس سالِ قحط کو اس وجہ سے رمادہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا رنگ اس سال میں خاکستری ہو گیا تھا ۱۲ ۲؎ احتکار کے معنی ہیں گرانی کے وقت غلہ خرید کر رکھ لینا اور اس کو بند کر کے رکھ چھوڑنا اس امید پر کہ اور گراں ہو جائے ۱۲

www.kitabghar.org

ہر یکے از محل حکومتِ خود طعام بمدینۂ منورہ روان کند. ابو عبیدہ چہار ہزار راحلہ (شتر) از شام بمدینہ فرستاد و عمرو بن العاص صد سفینہ از راہِ دریا روان نمود در اندک فرصتے نرخِ مدینہ بانرخِ مصر دم مساوات می زد و در ایامِ غلا (گرانی) و قحط بر خود لازم گرفت کہ تا ہنگامِ رفعِ این حادثہ گوشت و روغن را تناول نفرماید و شیر را نیاشامد و از انجملہ آنکہ در کوفہ و بصرہ و غیرہما من البلاد حاکمی جدا معین فرمود و قاضی جدا و تحویلدار بیت المال علیحدہ و این امریست کہ تا زمانِ حضرت فاروق واقع نشدہ بود و یکے از حکمتہا آن تفریق آنست کہ اگر بالفرض از یکے خیانتے ظاہر شود دیگرے بانکار برخیزد اجتماع جماعہ از مسلمین کہ مجرب الصدق باشند بر خیانت بعید است و از انجملہ آنکہ دفترِ مسلمین وضع فرمود و درانجا رعایت حکمتِ دقیقہ نمود و آن جمع است در اعتبار سوابقِ اسلام و اعتبار مراتبِ قُرب با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و قاعدہ الرجلُ و سابقتہ و الرجلُ و بلاءہ و الرجلُ و عیالہ رعایت فرمود اگر با کسے خرد خورد بین باشد بداند کہ اختراعِ این امر و وفا باین التزام چیزیست کہ عقولِ حکماء دران عاجز مے شوند آخرجَ البیہقی عن الشافعی انہ قال اخبرنی غیر واحدٍ من اہلِ العلم و الصدقِ من اہلِ المدینۃ و مکۃ من قبائلِ قریشٍ و من

ہر ایک اپنے زیرِ حکومت شہروں سے مدینہ منورہ میں غلہ روانہ کرے۔ ابو عبیدہ رضؓ نے چار ہزار اونٹ شام سے مدینہ بھیجے اور عمرو رضؓ بن العاص نے ایک (سو) سو کشتیاں دریا کے راستہ سے روانہ کیں۔ تھوڑے عرصہ میں مدینہ کا نرخ مصر کے نرخ کی برابری میں آگیا اور گرانی و قحط کے زمانہ میں آپؓ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ اس حادثہ کے رفع ہونے تک گوشت اور گھی تناول نہ فرمائیں گے اور نہ دودھ پینگے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کوفہ و بصرے وغیرہ شہروں میں حاکم جُدا معین کئے اور قاضی جُدا اور بیت المال کا تحویلدار جُدا اور یہ ایک ایسا نظم ہے جو حضرت فاروق رضؓ کے زمانہ تک واقع نہیں ہوا تھا اور اس تفریق کی حکمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر بالفرض کسی ایک سے کوئی خیانت ظاہر ہو تو دوسرا اس سے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جاتے اور خیانت پر مسلمانوں کی ایسی جماعت کا اجتماع جن کا صدق تجربہ شدہ ہو بعید ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ (بسلسلۂ عطیات وغیرہ) دفتر مسلمین کو وضع فرمایا جس میں دقیق حکمتوں کی رعایت رکھی یعنی سوابق اسلامیہ کے اعتبار کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مراتب قُرب کے اعتبار کرنے کا پورا لحاظ رکھا اور قاعدہ الرجل و سابقتہ الخ یعنی ہر آدمی کے ساتھ اُس کی سابقہ خدمات اور ہر شخص کے ساتھ اُس کے شہر کو ملحوظ رکھا جاتے اور ہر ایک کے ساتھ اُس کے عیال کو مدنظر رکھا جاتے، پوری رعایت فرمائی۔ جس شخص کو چھوٹی چھوٹی جزئیات پر عبور کرنے والی سمجھ میسّر ہے وہ جان لے گا کہ اس امر کا اختراع اور اس التزام کو نباہ دینا ایسا کام ہے کہ دانشمندوں کی عقلیں اُس میں عاجز ہو جاتی ہیں۔ بیہقی رحؒ نے روایت کیا شافعی رحؒ سے اُنھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی ایک سے زیادہ اہلِ علم و اہلِ صدق نے جو اہلِ مدینہ و مکہ میں سے تھے قبائل قریش میں سے اور دوسرے

www.kitabghar.org

غيرهم وكان بعضهم احسن اقتصاصًا للحديث من بعض وقد زاد بعضهم على بعض في الحديث ان عمر رضي الله عنه لمّا دوّن الدواوين قال ابدأ ببني هاشم ثم قال حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم يُعطيهم وبني المطلب فاذا كانت السّن في الهاشمي قدّمه على المطّلبي واذا كانت (السنّ اكبر) في المطّلبي قدّمه على الهاشمي فوضع الديوان على ذلك اعطاهم عطاء القبيلة الواحدة ثم استوت له عبد شمس ونوفل في جذم النسب فقال عبد شمس اخوة النبي صلى الله عليه وسلم لابيه وامّه دون نوفل فقدّمهم ثم دعا بني نوفل بتلوهم ثم استوت له عبد العزّى وعبد الدّار فقال في بني اسد بن عبد العزّى اصهار رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيهم انّهم من المطيّبين وقال بعضهم هم من حلف الفضول وفيهما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقيل

لوگوں میں سے اور ان میں سے بعض بہ نسبت بعض کے حدیث کے قصوں کو عمدگی سے بیان کرنے والے تھے اور بعض نے ان میں سے بعض کی روایت سے کچھ زیادہ باتیں بیان کیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر تیار کرائے تو فرمایا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپؐ اُن کو اور بنی المطّلب کو عطا فرمارہے تھے تو جب کوئی بڑی عمر والا ہاشمی جماعت میں ہوتا تھا تو اس کو مطّلبی پر مقدّم کر دیتے تھے اور اگر مطّلبی میں ہوتا تھا تو اس کو ہاشمی پر مقدّم کر دیتے تھے۔ تو آپؓ نے دیوان (رجسٹر اسماء) کی ترتیب قائم کی اسی نہج پر اُن کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی طرح۔ پھر ان کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر معلوم ہوئے تو فرمایا کہ عبد شمس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں باپ کی طرف سے اور ماں کی طرف سے نہ کہ نوفل، تو ان کو مقدّم کیا پھر اُن کے متصل آپ نے پکارا بنی نوفل کو پھر اس کے سامنے برابر ہوئے عبد العزّیٰ اور عبد الدّار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزّیٰ میں داماد ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اُن میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ مطیّبینؑ میں سے ہیں اور بعضوں نے کہا (یعنی بعض راویوں نے) کہ حُلف الفضول میں سے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور کہا گیا کہ

عہ جب عبد مناف کی اولاد نے عبد الدار کی اولاد سے بیت اللہ کی دربانی اور رفادہ (رفادہ اُس چندے کو کہتے تھے جو قریش میں حج سے کچھ پہلے کیا جاتا تھا جس سے بزمانہ حج آنیوالوں کی آسائش اور تواضعات کا انتظام کیا جاتا تھا) اور سقایت کا مطالبہ کیا اور عبد الدار کی اولاد نے اس سے انکار کیا تو دونوں میں سے ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبائل سے عہد لیا کہ وہ بہر حال ان کے ساتھی رہیں گے۔ اولاد عبد مناف نے ایک بڑے پیالہ میں کچھ خوشبوئیں حل کرکے لائے ان کے مددگاروں نے اس پیالہ میں ہاتھ ڈبو کر عہد امانت کیا تھا اس بناء پر ان کو "مطیّبین" کہا گیا (ان کے ساتھ تین ۳ قبیلے شریک ہوئے اسد ۱ اور زہرہ ۲ اور تیم ۳۔ ابو بکر صدیقؓ ان میں سے تھے یعنی بنی تیم میں سے) اور عبد الدار نے دوسرے طور پر عہد لیا ان کو اَحلاف کہا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مطیّبین میں سے تھے اور حضرت عمرؓ اَحلاف میں سے (عبد الدار کے ساتھ یہ پانچ قبائل تھے جمح ۱، مخزوم ۲، عدی ۳، کعب ۴ و سہم ۵۔ یہ چھ ۶ قبیلے احلاف بولے جاتے تھے) ۱۲

ذکر سابقۃً فقدّمھم علی بنی عبد الدار ثم دعا
بنی عبد الدار تلوھم ثم انفردت لہ بنو زھرۃ
فدعاھا تلو عبد الدار ثم استوت لہ تیم و
مخزوم فقال فی بنی تیم انھم من حلف الفضول
و المطیبین و فیھما کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وقیل ذکر سابقۃً وقیل ذکر
صھرًا فقدّمھم علی مخزوم ثم دعا مخزومًا
بتلوھم ثم استوت لہ سھم وجمح و
عدیّ بن کعب فقیل ابدأ بعدیّ
فقال بل اُقِرُّ نفسی حیث کنت فان الاسلام
دخل و امرنا و امر بنی سھم واحدٌ ولکن
انظروا بنی جمح و سھم فقیل قدّم
بنی جمح ثم دعا بنی سھم وکان دیوان عدیّ
وسھم مختلطًا کالدعوۃ الواحدۃ فلمّا
خلصت الیہ دعوتہ کبّر تکبیرۃً عالیۃً
ثم قال الحمد للہ الذی اوصل حظّی
من رسولہ ثم دعا من بنی عامر بن لؤیّ
قال الشافعی فقال بعضھم ان اباعبیدۃ
ابن عبد اللہ بن الجراح الفہری لما رأی
من یتقدم علیہ قال اکلّ ھؤلاء تدعوا
امامی فقال یا ابا عبیدۃ اصبر کما صبرتُ
او کلّم قومک فمن قدّمک منھم علی نفسہ
لم امنعہ فاما انا و بنو عدیّ

ذکر کیا اُن کے اسلام پر سبقت کرنے کا۔ تو اُن کو مقدم کیا بنی عبدالدار پر پھر بنی عبدالدار کو اُن کے متصل بُلایا۔ پھر منفرد ہوئے اُن کے سامنے بنو زُہرہ تو اُن کو بلایا عبدالدار کے ساتھ۔ پھر برابر ہوئے اُن کے سامنے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے میں کہا کہ وہ حلف الفضول اور مُطیّبین میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپؓ نے ان کے سوابق اسلام کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے تعلق دامادی کا ذکر کیا تو اُن کو مخزوم پر مقدم کیا۔ پھر مخزوم کو ان کے متّصل بُلایا۔ پھر ان کے سامنے سہم اور جمح اور عدی بن کعب برابر آئے تو آپؓ سے کہا گیا کہ عدی سے شروع کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو وہیں رکھتا ہوں جہاں میں تھا کیونکہ اسلام داخل ہوگیا تھا اور ہمارا اور بنی سہم کا ایک ہی معاملہ تھا، لیکن غور کرو بنی جمح اور بنی سہم میں تو کہا گیا کہ بنی جمح کو مقدم کیجئے تو آپ نے پکارا بنی سہم کو اور عدی اور سہم کا رجسٹر مختلط تھا مثل دعوتِ واحدہ کے۔ پھر جب اُن کی دعوت یہاں تک پہنچ گئی تو اُنھوں نے ایک بلند تکبیر کہی پھر فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے حصہ کو اپنے رسول سے ملا دیا۔[۵] پھر آپؓ نے بنی عامر لوی کو بلایا۔ شافعیؒ نے کہا کہ بعض رواۃ نے یہ ذکر کیا کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح فہری نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو اُن پر مقدم ہو رہے تھے تو کہا کہ کیا ان سب لوگوں کو میرے سامنے بلا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہؓ صبر کرو جیسا میں نے صبر کیا یا (بروایتِ بعض یہ فرمایا کہ) اپنی قوم سے بات کر لیجئے تو جو اُن میں سے آپ کو اپنی ذات پر مقدم کرے میں اس کو نہیں روکوں گا۔ رہے میں اور بنو عدی تو

۵ یعنی آپؐ سے اتنا نسبی بُعد ہونے کے باوجود اتنا زیادہ تقرّب رہا جو نسبی قُرب رکھنے والوں کو میسر نہیں آیا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

فتقدّمک ان احببت علی انفسنا قال الشافعیؒ
عند ذلک الناس عباد اللہ فاولٰہم ان
یکون مقدمًا اقربہم بخیرۃ اللہ لرسالاتہ و
مستودع امانتہ خاتم النبیین و خیر خلق
رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قال القاضی ابو یوسف فی کتاب الخراج
حدثنی ابن ابی نجیح قال قدم علی ابی بکر
الصدیق رضی اللہ عنہ مالٌ فقال مَن
کانَ لہٗ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عِدۃ فلیأت فجاءہ جابر بن عبد اللہ فقال
قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لو جاء مال البحرین اعطیک ہکذا وہکذا
ہکذا یشیر بکفیہ فقال لہٗ ابو بکر خذ فاخذ
بکفیہ ثم عدّہ فوجد خمسمائۃ فقال خذ الیہا
الفًا فاخذ الفًا ثم اعطی کل انسان
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ
شیئًا وبقی بقیۃٌ من المال فقسمہ بین
الناس بالسویۃ علی الصغیر والکبیر و
الحر والمملوک والانثی فخرج علی تسعۃ
دراہم وثلث لکل انسان فلما کان
العام المقبل جاء مال اکثر من ذلک فقسمہ
بین الناس فاصاب کل انسان عشرین
درہمًا قال فجاء ناس من المسلمین وقالوا یا خلیفۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک
قسمت ہذا فسویت بین الناس

اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو اپنی ذات سے مقدم کر دیں گے۔ اس موقع پر شافعیؒ نے کہا کہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں بس مقدم ہونے میں سب سے اولیٰ وہی ہے جو اُن میں سب سے زیادہ قریب ہو اُس ذات سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لئے برگزیدہ کیا اور جو ودیعت گاہ بنا اُس کی امانت کا، خاتم النبیین، رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں کہا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ابن ابی نجیح نے۔ کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو اُنھوں نے کہا کہ جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو چاہیئے کہ وہ آئے تو اُن کے پاس جابر بن عبد اللہؓ پہنچے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تجھے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا اپنی دونوں ہتھیلیوں کے ساتھ (دو ہتڑ بنا کر) اشارہ کر رہے تھے۔ تو اُن سے ابو بکرؓ نے کہا کہ لے لے تو اُنھوں نے ایک دو ہتڑ بھر لی۔ پھر اس کو شمار کیا تو وہ پانچسو درہم نکلے تو فرمایا کہ اس کے ساتھ ایک ہزار اور لے لے۔ (تاکہ تین دو ہتڑ کی مقدار پوری ہو جائے جو وعدہ تھا) تو اُنھوں نے ایک ہزار لے لئے۔ پھر اُنھوں نے ہر اُس شخص کو دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جو مال باقی بچا تو اس کو سب لوگوں پر چھوٹے اور بڑے، آزاد اور مملوک اور عورتوں پر برابر برابر تقسیم کیا تو ہر انسان کے حصہ میں نو درہم اور ایک تہائی درہم آئے۔ پھر جب آئندہ سال آیا تو اس میں اس سے زیادہ مال آیا پھر اُس کو سب لوگوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصہ میں بیس درہم آئے کہا کہ پھر مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے آپ سے مل کر کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس مال کو تقسیم کیا اور سب لوگوں میں برابری کر دی حالانکہ

www.kitabghar.org

ومن الناس اُناسٌ لهم فضلٌ وسوابقُ وقِدَمٌ
فلو فضّلتَ اهلَ السّوابق والقِدم والفضل بفضلهم
قال فقال اما ماذکرتم من السّوابق والقِدم فما
اَعْرفنی بذلک وانما ذلک شیئٌ ثوابُہٗ علی اللّٰہ
(تعجب ای اعرفنی اکثر منکم)
ہٰذا معاشٌ فالاُسوۃ فیہ خیرٌ من الاثرۃ (ترجیح) فلمّا
کانَ عُمَرُ بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ وجاءتہ
الفتوحُ فَضَّلَ وقال لا اجعل مَن قَاتَلَ
رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کمن قاتلَ
معہ ففرضَ لاہل السّوابق والقِدم من المہاجرین
والانصار ممّن شہد بدرًا خمسۃَ الفٍ خمسۃ
الفٍ وفرض لمن کان لہٗ اسلامٌ کاسلام
اہلِ بدرٍ دونَ ذٰلک اَنزَلَہم علٰی قدرِ
منازلہم فقیر گوید سابق بیان کردیم کہ فہم
بندۂ ضعیف آنست کہ این اختلاف در حکم شرعی
نیست بلکہ اختلاف حکم بسبب اختلافِ حال است
واللّٰہ اعلم۔ اَخرج القاضی ابو یوسف فی کتاب
الخراج عن ابی جعفر انّ عمر لمّا اراد
ان یفرض للنّاس وکان رَاْیُہٗ اَخیرَ
من رَاْیِہم قالوا ابدأ بنفسک قال
لا فبدأ بالاقرب من رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ففرض
للعبّاس ثم لعلیّ حتّی والٰی (تابع) بین
خمس قبائل حتّی انتہیٰ الی
بنی عدیّ بن کعب و اخرج
ایضًا عن الشعبی

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو صاحب فضیلت و صاحب سوابق ہیں اور قدیم الاسلام ہیں تو اگر آپ اہلِ سوابق اور اہلِ قدامت اور صاحب فضیلت لوگوں کو فضیلت دیتے ان کے افضل ہونے کی وجہ سے تو بہتر ہوتا۔ کہا کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ تم نے جو سوابق اور قدم کا ذکر کیا ہے تو مجھ سے زیادہ اس کو کون جاننے والا ہے اور یہ صرف ایسی شے ہے جس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور یہ معاش کا معاملہ ہے اس میں برابری رکھنا ترجیح دینے سے بہتر ہے۔ پھر جب خلیفہ ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے پاس فتوحات آئیں تو انھوں نے فضیلت دی اور فرمایا کہ میں اس شخص کو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا اس شخص کے برابر نہیں کرونگا جس نے آپؐ کے ساتھ مل کر ان سے قتال کیا۔ تو آپ رضؓ نے حصہ قائم کیا مہاجرین و انصار میں سے اہلِ سوابق اور اہلِ قدامت کے لئے جو لوگ بدر میں حاضر ہوتے پانچ پانچ ہزار۔ اور جن لوگوں کا اسلام مثل اسلام اہلِ بدر کے تھا ان لوگوں کا حصہ ان سے کم رکھا۔ ان کو ان کی سوابق کی منزلوں کے بقدر زیریں مرتبہ میں رکھا۔ فقیر کہتا ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بندۂ ضعیف یہ سمجھتا ہے کہ یہ اختلاف حکم شرعی میں نہیں ہے بلکہ اختلاف حکم بسبب اختلافِ حال کے ہوا ہے واللہ اعلم۔ آخذ کیا ہے قاضی ابویوسف رحؒ نے کتاب الخراج میں مروی ہے ابوجعفر سے کہ عمر رضؓ نے جب ارادہ کیا کہ لوگوں کے حصے مقرر کردیں اور ان کی رائے سب لوگوں کی رائے سے بہتر تھی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اپنی ذات سے شروع کیجئے۔ فرمایا نہیں۔ پھر آپ رضؓ نے شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب رشتہ دار سے تو حصہ مقرر کیا عباس رضؓ کا پھر علی رضؓ کا یہاں تک کہ ترتیب قائم کی پانچ قبائل کے درمیان یہاں تک کہ پہنچے بنی عدی بن کعب پر۔ اور نیز روایت کی شعبی سے وہ

www.kitabghar.org

عن من شہد عمر بن الخطاب قال لما فتح اللہ علیہ
وفتح فارس والروم جمع ناسا من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما ترون فانی اری
ان اجعل عطاء الناس فی کل سنۃ واجمع
المال فانہ اعظم للبرکۃ قالوا اصنع ما رأیت فانک
ان شاء اللہ موفق فقال ففرض الاعطیات
فدعا الناس فقال عبد الرحمن بن عوف ابدأ بنفسک
فقال لا واللہ ولکن ابدأ ببنی ہاشم رہط النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فکتب من شہد بدرا
من بنی ہاشم من مولی او عربی لکل رجل
منہم خمسۃ آلاف وفرض للعباس
ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اثنی عشر الفا ثم
فرض لمن شہد بدرا من بنی امیۃ بن عبد شمس
ثم الاقرب فالاقرب الی بنی ہاشم ففرض
للبدریین اجمعین عربیہم ومولاہم خمسۃ
آلاف خمسۃ آلاف وفرض للانصار اربعۃ
آلاف اربعۃ آلاف وکان اول انصاری
فرض لہ محمد بن مسلمۃ وفرض
لازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عشرۃ آلاف عشرۃ آلاف وفرض
لعائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اثنا عشر
الفا وفرض لمہاجرۃ (ہجرت کنندگان) الحبشۃ اربعۃ آلاف
اربعۃ آلاف لکل رجل منہم
وفرض لعمر بن ابی سلمۃ لمکان
ام سلمۃ اربعۃ آلاف

اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو عمرؓ بن خطاب کے پاس حاضر
تھے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر کشائش کردی اور فتح کردیا فارس
اور روم کو تو آپؓ نے جمع کیا بہت سے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اصحابؓ میں سے پھر فرمایا کہ تمھاری کیا رائے ہے میں
خیال کر رہا ہوں کہ لوگوں کے سالانہ وظائف مقرر کردوں اور
مال کو جمع کروں تو یہ بات بڑی ہوگی برکت کے لئے۔ لوگوں نے
کہا جو کچھ آپ کی رائے ہے اُس کے مطابق کیجئے۔ آپ کو انشاء
اللہ اس کی توفیق دی گئی ہے۔ کہا کہ پھر آپؓ نے وظائف مقرر
کئے اور لوگوں کو بلایا تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا کہ اپنی ذات
سے (شروع کیجئے) تو فرمایا کہ واللہ نہیں لیکن میں شروع کرتا ہوں
بنی ہاشم سے جو خاندان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو آپ نے
اُن لوگوں کو لکھا جو بنی ہاشم میں سے بدر میں حاضر تھے مولے یا
عربی ان میں سے ہر شخص کے لئے پانچ پانچ ہزار اور عباسؓ
ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر کئے بارہ ہزار پھر
آپؓ نے حصہ مقرر کیا اُن لوگوں کا جو بدر میں حاضر ہوئے بنی امیہ
ابن عبد شمس میں سے۔ پھر درجہ بدرجہ بنی ہاشم سے قریب تر
لوگوں کے حصے مقرر کئے۔ پھر آپؓ نے وظائف مقرر کئے دیگر
تمام بدریین کے خواہ وہ خالص عربی ہوں یا اُن کے آزاد کردہ
ہوں پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لئے وظیفہ مقرر کیا چار
چار ہزار تو پہلے انصاری جن کا وظیفہ مقرر کیا گیا محمدؓ بن مسلمہ
تھے۔ اور آپ نے مقرر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں
کے لئے دس دس ہزار اور مقرر کیا اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ
عنہا کے لئے بارہ ہزار اور مقرر کیا مہاجرین حبشہ کے لئے ان میں
سے ہر شخص کے لئے چار چار ہزار۔ اور آپؓ نے مقرر کیا عمرؓ بن ابی
سلمہؓ کے لئے بوجہ اُمّ سلمہؓ کے مرتبہ و احترام کے چار ہزار تو

www.kitabghar.org

فقال محمد بن عبد اللہ بن جحش لِمَ تفضلُ علینا عمر لہجرۃ ابیہ فقد ہاجر آباؤنا وشہدوا فقالَ عمر اُفضّلہ لمکانہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیأتِ الذی یَستَغیثُ بِاُمٍّ مِثلِ اُمِّ سلمۃ اُغیثُہ وَ فرضَ للحسن والحسین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف لمکانہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم فرضَ للناس ثلثمائۃ و اربع مائۃ للعربیّ و المولی و فرضَ لنساءِ المہاجرین والانصار ستمائۃ ستمائۃ و اربع مائۃ اربع مائۃ وثلث مائۃ ثلثمائۃ و مائتین و فرضَ لاُناسٍ من المہاجرین والانصارِ فی الفین الفین وَ اخرج ایضًا عن السائب بن یزید قال سمعتُ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یقولُ واللہِ الذی لا الٰہ الّا ہو ما احدٌ الّا ولہ فی ھٰذا المال حقٌّ اُعطِیہ اومُنِعہ وما احدٌ احقُّ بہ من احدٍ الّا عبدٌ مملوکٌ وما انا فیہ

محمدؒ بن عبد اللہ بن جحش نے کہا کہ آپؓ عمرؓ کو ہم پر کیوں فضیلت دے رہے ہیں اُس کے باپ کی ہجرت کی وجہ سے جب کہ ہمارے آباء نے ہجرت کی اور شہید بھی ہوتے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں اُس کو فضیلت دے رہا ہوں اُس کے اس مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کو حاصل ہے۔ (اگر کوئی ایسا شخص ہے تو) آئے جو مدعی بنے کسی ایسی ماں کی بنا پر جو اُمّ سلمہؓ کے مرتبہ کی ہو کہ میں اُس کے اس دعوے کو درست قرار دوں۔ اور آپؓ نے وظیفہ قرار دیا حسنؓ اور حسینؓ کے لئے پانچ پانچ ہزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان دونوں کے مقام پر نظر کرتے ہوئے۔ پھر عام لوگوں کے حصے مقرر کئے تین سو اور چار سو عربی کے لئے بھی اور مولیٰ کے لئے بھی۔ اور وظیفے قرار دیئے مہاجرین اور انصار کی عورتوں کے لئے چھ چھ سو اور چار چار سو اور تین تین سو اور دو سو۔ اور آپؓ نے مہاجرین و انصار کے عام لوگوں کے وظیفے قرار دیئے دو دو ہزار کے اندر۔ اور نیز سائب بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کا اس مال میں حق نہ ہو جو اُس کو عطا کر دیا جائے یا اس سے روک دیا جائے اور کوئی اُس کا دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بجز عبد مملوک کے اور اس بارے میں میں بھی ایسا ہی ہوں

ع۵ عمر بن ابی سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لے پالک تھے ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہؓ ہیں یہ ۲ھ میں حبشہ میں پیدا ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر نو سال کی تھی حضرت اُمّ سلمہؓ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳ یا ۴ھ میں ہوا تھا۔ یہ گود میں تھے اور یہ معترض محمد بن عبد اللہ بن جحش ام المؤمنین حضرت زینبؓ کے بھتیجے تھے۔ اُن کے باپ عبد اللہؓ بن جحش ہیں جو حضرت زینبؓ کے بھائی تھے جنہوں نے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ دونوں کی تھیں اور یہ جنگِ اُحد میں شہید ہوتے تھے ان کو اور حضرت حمزہؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ اسی ہجرت و شہادت کی طرف اُن کے بیٹے نے اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ ام سلمہؓ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو قرب عمر بن سلمہؓ کو حاصل ہے وہ تم سے زیادہ ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

الاّ کاحدِ کم و لکنّا علیٰ منازلنا من کتاب
اللہ تعالیٰ و قسمنا من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فالرجلُ و بلاءہ فی الاسلام
والرّجل و عناءہٗ فی الاسلام والرّجل و حاجتہ
فی الاسلام واللہ لئن بقیتُ لیاتینّ الرّاعی
بجبلِ صنعاء حظّہ من المالِ و ہو
مکانہٗ قبل ان یحمرّ وجہہٗ یعنی فی
طلبہ وکانَ دیوان حِمیر علیٰ
حدۃٍ وکانَ یفرضُ لامیر الجیوش
والقُریٰ فی العطاء مابین تسعۃ آلاف
وثمانیۃ آلاف وسبعۃ آلاف علیٰ
قدر مایصلحہم من الطعام و مایقومون
بہ من الامور قال وکان یفرض للمنفوس
اذا طرحتہ امّہ مائۃ فاذا ترعرع بلغ بہ
مائتین فاذا بلغ زادہٗ قال ولما رأی المالَ
قد کثر قالَ لئن عشتُ الیٰ ھذہ
اللیلۃِ من قابلٍ لاُلحقنّ اُخری
النّاس باولہم حتیٰ یکونوا
فی العطاء سواءً فتوفّی قبل
ذٰلک رحمۃ اللہ علیہ
قال وحدثنی ابو معشر قال حدّثنی
عمر مولیٰ غفرۃ وغیرہ قال
لما جاء عمر بن الخطاب الفتوحُ
وجاءتہ الاموالُ قال

جیسا تم میں کا کوئی ایک شخص، لیکن ہم اپنی اُن منزلوں (یعنی مرتبوں) پر عمل پیرا ہیں جو کتاب اللہ تعالیٰ میں ہیں اور ہم نے وظیفے قائم کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے تقرب کے معیار) سے۔ پھر ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اس مصیبت پر جو اسلام لانے کی وجہ سے اُس پر پڑی اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کے اسلام کی قدامت کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اسلام پر پوری مراعات کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اسلام میں اُس کی حاجت پر نظر کی۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہ گیا تو اُس چرواہے کے پاس بھی جو جبلِ صنعاء میں رہتا ہوگا ضرور مال میں سے اُس کا حصہ اس طرح پہنچے گا کہ وہ اپنی جگہ پر ہوگا قبل اس کے کہ اس کا منہ سرخ ہونے پائے یعنی اُس کی طلب میں سفر کی صعوبت میں پڑے اور حِمیر کا رجسٹر علیحدہ تھا اور آپ لشکروں اور بستیوں کے اُمراء کے لئے عطیات کی تعداد نو ہزار اور آٹھ ہزار اور سات ہزار کے درمیان قائم کیا کرتے تھے جس قدر بھی ان کے کھانے پینے کی ضروریات کے لئے مناسب معلوم ہوتا تھا اور جس سے وہ امور ضروریہ پورے کرسکیں۔ اور کہا کہ آپ بچوں کا وظیفہ ایک سو لگایا کرتے تھے جب کہ اس کی ماں اُس کو (گود سے) اُتار دے۔ پھر جب وہ بڑھ جاتا تو بڑھا دو سو کردیتے پھر جب اور بڑھتا تو اور اضافہ کردیتے تھے۔ کہا کہ جب آپ نے مال کو دیکھا کہ بہت ہوگیا ہے تو فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال کی اس رات تک زندہ رہا تو میں بعد کے لوگوں کو اُوپر کے لوگوں کے ساتھ ملحق کردوں گا تاکہ سب کے وظائف برابر ہو جائیں مگر آپؓ اس سے پہلے ہی وفات پاگئے، آپؓ کے اُوپر اللہ کی رحمت نازل ہو۔ کہا اور بیان کیا مجھ سے ابو معشر نے کہا مجھ سے عمر مولیٰ غفرہ وغیرہ نے کہا کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو فتوحات ہوئیں اور اُن کے پاس اموال آئے تو فرمایا کہ

www.kitabghar.org

ان ابا بکر رضی اللہ عنہ رأے فی ہذا المال رأیا ولی فیہ رأیٌ آخر لااجعل من قاتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمن قاتل معہ ففرض للمہاجرین والانصار ممن شہد بدرًا خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف وفرض لمن کان اسلامہ کاسلام اہل بدر ولم یشہد بدرًا اربعۃ آلاف اربعۃ آلاف وفرض لازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاثنے عشر الفًا اثنے عشر الفًا الا صفیۃ وجویریۃ فانہ فرض لہما ستۃ ستۃ آلاف فابتا ان تقبلا فقال لہما انما فرضت لہن للہجرۃ فقالتا انما فرضت لہن لمکانہن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنے عشر الفًا وفرض للعباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنے عشر الفًا وفرض لاسامۃ بن زید اربعۃ آلاف وفرض لعبد اللہ بن عمر ابنہ ثلثۃ آلاف فقال یا ابت لم زدتہ علیّ الفًا ما کان لابیہ

اُس مال میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک رائے تھی اور میری رائے دوسری ہے۔ میں نہیں بناؤں گا اُس شخص کو جس نے قتال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کے برابر جس نے آپؐ کے ساتھ ہو کر اُن سے قتال کیا تو آپؓ نے وظیفہ مقرر کیا مہاجرین کے لئے اور انصار کے لئے ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر تھے پانچ پانچ ہزار اور حصہ مقرر کیا اُس شخص کا جس کا اسلام اہلِ بدر کے اسلام جیسا تھا اور وہ بدر میں حاضر نہیں تھے چار چار ہزار اور ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ مقرر کیا بارہ بارہ ہزار بجز صفیہؓ[ع] اور جویریہؓ[ع] کے کہ آپؓ نے ان دونوں کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کئے تو ان دونوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپؓ نے ان سے فرمایا کہ میں نے اُن (ازواج) کا وظیفہ (بارہ ہزار) ہجرت کی وجہ سے مقرر کیا ہے تو اُنہوں نے کہا کہ تم نے ان کا وظیفہ بارہ ہزار اُن کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے مقرر کیا ہے (اور آپؐ کا وہی تعلق ہم سے بھی تھا) اور آپؓ نے وظیفہ مقرر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے بارہ ہزار اور وظیفہ مقرر کیا اُسامہؓ بن زید کا چار ہزار اور وظیفہ مقرر کیا اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمرؓ کا تین ہزار تو اُنہوں نے کہا کہ اے اباجان آپؓ نے مجھ سے اُسامہؓ کے ایک ہزار کیوں بڑھائے اُسکے باپ میں

ع صفیہؓ پہلے کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں جو جنگِ خیبر میں محرم ۷ھ میں قتل کر دیا گیا اور یہ قید ہو گئیں تو ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے پسند فرما لیا۔ بعض نے یہ روایت کی ہے کہ یہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئی تھیں اُن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سات غلاموں کے عوض میں خرید لیا اس کے بعد یہ اسلام لے آئیں تو آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا اور نکاح کر لیا اور ان کا مہر ان کے عتق کو قرار دیا ۱۲ مترجم عفی عنہ از اکمال ع جویریہؓ حارث کی بیٹی تھیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع میں قید کیا تھا ۵ھ میں۔ یہ ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آگئی تھیں۔ ثابتؓ بن قیس نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کر کے آزاد کرا دیا۔ پھر اپنی زوجیت سے ان کو مشرف کیا ان کا نام برہ تھا آپؐ نے جویریہ رکھ دیا تھا ۱۲ مترجم از اکمال

www.kitabghar.org

من الفضل مالم یکن لأبی وما کان لہٗ مالم یکن لِیْ فقالَ انّ اباأسامۃ کان احبّ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من أبیک وکانَ أسامۃ احبّ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منک وفرض للحسن والحسین خمسۃَ آلاف خمسۃ آلافٍ الحقہما بأبیہما لمکانہما من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفرض لِأبناء المہاجرین والانصار الفین فمرّ بہ عُمر بن ابی سلمۃ فقال زیدوہ الفا فقال لہٗ محمد بن عبداللہ بن جحش ماکان لابیہ ابی سلمۃ مالم یکن لِآبائنا وماکان لہٗ مالم یکن لنا فقال عمر انّی قد فرضتُ لہ بابیہ ابی سلمۃَ الفین وزدتُہٗ بأمّہٖ أمّ سلمۃ الفا فان کانت لک أمّ مثل أمّ سلمۃ زِدتُک الفا وفرَضَ لاہل مکۃَ والنّاسِ ثمانَ مائۃ فجاءہٗ طلحۃُ بن عُبید اللہ ففرض لہ ثمانَ مائۃ فمرّ بہ النّضر بن انس فقال عُمر افرِضوا لہٗ اَلفین فقال طلحۃُ جئتُکَ بمثلہ ففرَضتَ لہ ثمانَ مائۃ وفرضتَ لہٰذا اَلفین فقال انّ ابا ہٰذا لقیَنی یومَ اُحُدٍ فقال ما فعلَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد قُتِل فانّ اللہ حیٌّ لا یموتُ

کوئی ایسی فضیلت نہیں تھی جو میرے باپ میں نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی فضیلت ہے جو مجھ میں نہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ اسامہؓ کا باپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تیرے باپ سے اور اسامہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تجھ سے۔ اور آپ نے حسنؓ اور حسینؓ کے پانچ پانچ ہزار مقرر کئے ان دونوں کو اُن کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ملحق کیا، ان کے خاص مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ان کو حاصل تھا اور آپؓ نے مقرر کئے مہاجرینؓ اور انصار کے بیٹوں کے لئے دو دو ہزار تو ان کے سامنے آتے عمر بن ابی سلمہؓ تو فرمایا کہ اس کے ایک ہزار بڑھا دو تو اُن سے کہا محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہ اس کے باپ ابو سلمہ کو کوئی ایسی فضیلت حاصل نہ تھی جو ہمارے آباء کو نہ تھی اور اس میں کوئی ایسی فضیلت نہیں جو ہم میں نہیں ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے باپ ابو سلمہؓ کی وجہ سے دو ہزار مقرر کئے اور ایک ہزار بڑھاتے ہیں اس کی ماں اُمّ سلمہؓ کی وجہ سے تو اگر تیری ماں مثل اُمّ سلمہؓ کے ہوتی تو تیرے وظیفہ میں بھی ایک ہزار بڑھا دیتا۔ اور مقرر کئے آپ نے اہلِ مکہ اور سب لوگوں کے لئے آٹھ آٹھ سو۔ پھر اُن کے پاس لے کر آئے طلحہؓ بن عبیداللہ اپنے بھائی عثمان بن عبیداللہ کو تو آپ نے اُن کے آٹھ سو مقرر کئے۔ پھر اُن کے سامنے آیا نضر بن انس تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس کے دو ہزار مقرر کرو تو طلحہؓ نے کہا کہ میں آپ کے پاس اسی جیسے کو لے کر آیا تو آپ نے اُس کے آٹھ سو مقرر کئے اور اس کے لئے دو ہزار۔ تو فرمایا کہ اس کا باپ مجھ سے ملا یوم اُحد میں (جب کہ کفّار نے یہ شور مچا دیا تھا کہ محمدؐ کو قتل کر دیا گیا)، تو اُس نے کہا کہ کیا ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قتل ہو چکے ہیں تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہ مرے گا۔ اس کے بعد اُس نے

www.kitabghar.org

فقاتل حتیٰ قُتِل و ہذا یرعی الشاۃ فی مکان کذا و
کذا فعل عمر بہذا خلافتہ۔ فقیر گوید میتواند بود کہ
فاروقِ اعظم رض در بعض سنین قدرے تعیین کردہ
باشد برائے بعض مردم و در سنین اُخرے قدرِ آخر
و این وجہ جمع است در محلِ اختلافِ روایات و
اللہ اعلم وازانجملہ آنکہ عثمان بن حنیف و حذیفۃ
ابن الیمان را بر مساحتِ سوادِ عراق فرستادو
بر سواد خراجے مقرر فرمود و تا حال بہمان دستور
خراج ازانجا گرفتہ می شود قال ابو یوسف حدثنی
السری بن اسماعیل عن عامر الشعبی ان عمر بن
الخطاب مسح السواد فبلغ ستۃ وثلثین الف
الف جریب وانہ وضع علی جریب الزرع درھماً و
قفیزاً و علی الکرم عشرۃ دراہم و علی الرطبۃ خمسۃ
دراہم و علی الرجل اثنے عشر درہماً او اربعۃ و عشرین
او ثمانیۃ و اربعین درہماً زاد ابو
یوسف عن بعض مشایخہ ایضاً و علی
جریب النخل ثمانیۃ و علی جریب
القصب ستۃ و ہمچنین ابو یوسف رح در حالِ شام
و جزیرہ و سائر بلدان ذکر احکام حضرتِ فاروق
نمودہ است و تعداد آن طولے دارد
اینجا نکتۃ را باید فہم کرد کہ

قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اور یہ اُس وقت بکریاں چرا
رہا تھا فلاں فلاں جگہ پر۔ پھر عمر رض اپنی خلافت میں اس پر کار بند رہے
فقیر کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ فاروقِ اعظم رض نے بعض سالوں میں
ایک مقدار متعین کی ہو۔ بعض لوگوں کے لئے اور بعد کے بعض
سالوں میں دوسری مقدار مقرر کی ہو۔ محلِ اختلافِ روایات میں
جمع کرنے کی یہ ایک صورت ہے، واللہ اعلم۔ اور اُن میں سے
ایک یہ ہے کہ آپ نے عثمان رض بن حُنیف اور حُذیفہ رض بن الیمان کو
عراق کے سواد (یعنی شاداب علاقہ) کی پیمائش کے لئے بھیجا۔
اور ہر علاقہ پر ایک خراج مقرر کیا۔ اب تک اسی دستور کے مطابق
وہاں سے خراج لیا جاتا ہے۔ ابو یوسف رح نے کہا کہ مجھ سے بیان
کیا سری بن اسماعیل نے وہ روایت کرتے ہیں عامر شعبی سے کہ
عمر رض بن الخطاب نے سوادِ عراق کی پیمائش کی تو وہ تین کروڑ ساٹھ
لاکھ جریب ہوئی اور ہر جریب زراعت پر ایک درہم اور ایک قفیز
(بوری تقریباً بیس سیر کی) اور انگور پر دس درہم اور کھجوروں پر
پانچ درہم لگان مقرر کیا۔ اور ایک مرد پر بارہ درہم یا چوبیس یا
اڑتالیس درہم مقرر کئے۔ اور ابو یوسف رح نے اپنے بعض مشائخ
سے زیادہ بھی روایت کیا ہے۔ اور ایک جریب نخل (یعنی کھجور)
پر آٹھ درہم اور ایک جریب گنے پر چھ درہم۔ اور اسی طرح
ابو یوسف رح نے شام اور جزیرہ اور دوسرے شہروں کے حال میں
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام کا ذکر کیا ہے اور اس کی
تفصیل طول رکھتی ہے۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ

ع جریب ایک محدود قطعہ زمین کو کہتے ہیں جس کی مقدار ساٹھ ہاتھ لمبی اور ساٹھ ہاتھ چوڑی ہے اس کو ہندی میں بیگھہ کہتے ہیں۔ کتاب المساحت میں ہے کہ چھ جو کے عرض کو انگل اور چار انگل کو مٹھی اور چار مٹھی کو ہاتھ اور دس ہاتھ کو قصبہ اور دس قصبہ کو اشل اور ایک اشل کو ایک اشل میں ضرب دیں تو حاصل ضرب جریب ہے۔ اس کا ماحصل سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی نکلتا ہے۔ یہ بیگھہ پختہ ہے اور سابق پیمائش بیگھہ خام ۱۲ اشتیاق احمد از لغات الحدیث وغیرہ۔

www.kitabghar.org

فاروقِ اعظم رضؓ در ہر شہرے خراجے و جزیہ معین کردہ موافقِ حالِ آن شہر و از انجملہ آنکہ چون باکفّار مصالحہ می فرمود شروطیکہ می بایست مقرر می نمود با ہر قومی شرطے و لہٰذا آثار مختلف افتادہ اند قال ابو یوسف حدثنی عبداللہ بن سعید عن حُذیفۃَ ان عمر بن الخطاب کان اذا صالح قوماً اشترط علیھم ان یُؤدّوا من الخراج کذا وکذا و ان یُقرُوا ثلثۃَ ایامٍ و اَن یَھدوا الطریقَ ولا یُمَالِئُوا علینا عدوّنا ولا یُؤوُوا لنا محدثاً فاذا فعلوا ذٰلک فھم اٰمنون علٰی دمائھم و نسائھم و ابنائھم و اموالھم ولھم بذٰلک ذمّۃُ اللّٰہ و ذمۃُ رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و نحنُ بُرَآءُ من معرّۃِ الجیش و از انجملہ آنکہ تہیۂ اسبابِ مجاہدین بابلغ وجوہ مے نمود قال ابو یوسف و حدثنی شیخ لنا قدیم قال حدّثنی اشیاخی قالوا کان لعمر بن الخطّاب اربعۃَ اٰلافِ فرسٍ مسوّمۃٍ فی سبیلِ اللّٰہ فاذا کان فی عطاءِ الرجل خِفّۃٌ او کان محتاجاً اعطاہ الفرس وقال ان اَغفَلتَہ او ضَیّعتہ من عَلَفٍ وشرب

فاروقِ اعظم رضؓ نے ہر شہر میں اُس شہر کے حال کے موافق خراج اور جزیہ مقرر کیا تھا۔ (روایات میں اس وجہ سے اختلاف پایا جاتا ہے)۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفّار کے ساتھ آپ مصالحت فرماتے تھے تو جو شرطیں کہ ہونی چاہئیں مقرر کیا کرتے تھے۔ ہر قوم کے ساتھ خاص شرط ہوتی تھی اور اسی وجہ سے آثار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا ابو یوسفؒ نے مجھ سے روایت کیا عبداللہ ابن سعید نے بروایت حُذیفہ رضؓ کہ عمر بن الخطاب رضؓ جب کسی قوم سے صلح کیا کرتے تھے تو اُن پر یہ شرط لگایا کرتے تھے کہ تم کو اِتنا اور اِتنا خراج ادا کرنا ہوگا اور (جب مسلمان شہر سے گزریں تو) تین دن تم کو اُن کی مہمانی کرنا ہوگی۔ اور راستہ بتانا پڑے گا اور ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے سازش نہ کروگے اور ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہیں دوگے تو جب وہ اس پر کاربند رہے تو امن میں ہیں اپنے خون کی طرف سے اور عورتوں کی طرف سے اور اپنی اولاد اور اموال کی طرف سے اور اُن کے اس پر ذمہ داری ہے اللہ کی اور ذمہ داری ہے اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور لشکر کی طرف سے کچھ ضرر پہنچ جانے کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے (مثلاً لشکر کے عبور اور گزرنے سے کچھ نقصان زراعت میں پیدا ہوجاتے)۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اسبابِ مجاہدین کی تیاری کامل طور پر کرتے تھے۔ کہا ابو یوسفؒ نے اور روایت کیا مجھ سے ہمارے ایک بڑی عمر کے بوڑھے نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا ہمارے بڑوں نے کہ عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس چار ہزار نشان لگے ہوئے گھوڑے موجود تھے اللہ کی راہ میں استعمال کے لئے۔ تو اگر کسی شخص کے وظیفہ میں کمی دیکھتے، یا وہ ضرور تمند ہوتا تو اُس کو گھوڑا عطا کرتے اور فرماتے کہ اگر تو نے اس کو غائب کردیا یا اس کو ضائع کردیا گھاس پانی سے بے پرواہی کرکے

www.kitabghar.org

فانت منا من فان قاتلت علیه فاُصِیبَ او
اُصِیبَتْ فلیس علیک شئی و اخرج
مالک عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب کان
یحمل فی العام الواحد علی اربعین الف بعیر
الحدیث و از انجملہ آنکہ خالصہ بادشاہان
جاہلیت را در بیت المال داخل نمود تاہر کرا
محتاج یابد ازانجا اِقطاع نماید قال
ابو یوسف و حدثنی بعض اہل المدینۃ
من المشیخۃ القدماء قال وُجد فی
الدیوان ان عمر اصطفی اموال
کسریٰ و آل کسریٰ و کل من
فرّ عن ارضه و قتل فی المعرکة و کل مَغیض
ماءٍ او اَجَمۃٍ فکان یُقطع من ھذہ لمن
اقطع و از انجملہ آنکہ بر بحر عاملان را نشاند تا
تحصیل خمس نمایند قال ابو یوسف حدثنی
الحسن بن عمارة عن عمرو بن دینار عن
طاؤس عن عبداللہ بن عباس ان
عمر بن الخطاب استعمل یعلی بن اُمیّة
علی البحر فکتب الیه فی عنبرةٍ
وجدھا رجل علی الساحل یسأله عنھا و
عما فیھا فکتب الیه انه سَیبٌ سَیّبه اللہ له
فیھا و فیما اخرج اللہ من البحر الخمس قال
ابن عباس و ذلک رأیی فقیر گوید فقہاء درین
مسئلہ مختلف اند و اگر بادشاہی محتاج
شود بکثرتِ بیت المال و

تو تُو ذمہ دار ہوگا۔ پھر اگر تو نے اِس پر سوار ہو کر قتال کیا اور
کوئی حادثہ اس پر پڑا یا تجھ پر پڑا تو پھر تیرے اُوپر کوئی مواخذہ
نہیں۔ اور روایت کی مالکؒ نے یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب
ایک سال میں چالیس ہزار اُونٹوں پر لوگوں کو سوار کیا کرتے
تھے، آخر حدیث تک۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بادشاہان
جاہلیت کے ذاتی اموال کو آپ نے بیت المال میں داخل کیا تاکہ
جس کو ضرور تمند پائیں اس میں سے بطور جاگیر عطا فرمادیں۔ کہا
ابو یوسفؒ نے اور مجھ سے روایت کیا بعض بڑے بوڑھے بڑی
عمر کے اہلِ مدینہ نے کہ رجسٹر میں یہ پایا گیا کہ عمرؓ نے علیحدہ رکھا
کسریٰ اور اس کے خاندان کے اموال کو اور ہر اُس شخص
کے اموال کو جو اپنی زمین سے بھاگ گیا یا معرکہ میں قتل ہوگیا
اور پانی کے تالابوں کو اور بنوں کو تو جس کو کچھ جاگیر کے طور
پر دینا چاہتے تھے اس میں سے دیتے تھے۔ اور اُن میں سے ایک یہ
ہے کہ دریا پر عاملوں کو بٹھایا تاکہ خمس (یعنی پانچواں حصہ)
وصول کریں۔ ابو یوسفؒ نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا حسن بن عمارہ
نے اُنھوں نے عمرو بن دینار سے اُنھوں نے طاؤس سے اُنھوں
نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عامل بنایا یعلی
ابنؓ اُمیہؓ کو دریا پر تو اُنھوں نے اُن کو لکھا عنبر کے بارے میں
جس کو ایک شخص نے دریا کے کنارے پر پڑا ہوا پایا۔ اس کے
بارے میں سوال کیا کہ کس کی مِلک ہوگا، اور اس میں کیا محصول
ہوگا؟ تو آپؓ نے جواب میں لکھا کہ یہ ایک عطیہ ہے جو اللہ نے اُس کو
دیا۔ اس میں اور جو چیز ایسی ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دریا میں سے
نکالے اس میں خمس (۱/۵) ہے۔ ابنِ عباسؓ نے کہا اور میری
رائے بھی یہی ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ فقہاء اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔
اور اگر کوئی بادشاہ کثرتِ مال کا بیت المال میں ضرور تمند ہو اور

www.kitabghar.org

بریں روایت عمل کند درست باشد وذلک مختار ابی یوسف وہمچنین در عسل ولوز و جوز و فستق وزیتون وغیرآن واگر بروایت اخذِ عُشر عمل کند جائز است وآن بہتر است از وقوع درمظالم وازانجملہ آنکہ عُدُولِ اُمنا را عامل می ساخت وایشان را بابلغ وجوہ موعظت میفرمود وتعہدِ حالِ ایشان می نمود اینجا روایتے چند ایراد کنیم قال ابو یوسف حدثنی مجالد بن سعید عن عامر عن محرر بن ابی ہریرۃ عن ابیہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دعا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا لم تعینونی فمن یعیننی فقالوا نحن نعینک فقال یا ابا ہریرۃ ائت البحرین وہجر ائت العام قال فذہبت فجئتہ فی آخر السنۃ بغرارتین فیہما خمسمائۃ الف فقال عمر ما رأیت مالاً مجتمعاً قط اکثر من ہذا فیہ دعوۃ مظلوم او مال یتیم او ارملۃ قال قلت لا واللہ بئس واللہ الرجل انا اذا ان ذہبت انت بالمہنأۃ وانا بالمؤنۃ قال وحدثنی محمد بن ابی حمید قال حدثنا اشیاخنا ان ابا عبیدۃ بن الجراح قال لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما دنست اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اس روایت پر عمل کرے تو درست ہوگا اور یہی مسلک ابو یوسفؒ نے اختیار کیا اور یہی حکم ہے شہد اور بادام اور اخروٹ اور پستہ اور زیتون وغیرہ کے بارے میں اور اگر عُشر (یعنی دسواں حصّہ) لینے کی روایت پر عمل کرے تو جائز ہے اور یہ بہتر ہے مظالم میں مبتلا ہونے سے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو عامل بناتے تھے جو عدول (یعنی فسق کے دھبّہ سے پاک) اور صاحب امانت ہوں اور اُن کو بہت بلیغ صورتوں کے ساتھ نصیحت فرمایا کرتے تھے اور ان کے حال کی خبرگیری بھی کرتے رہتے تھے۔ اس موقع پر ہم چند روایتیں درج کرتے ہیں۔ ابو یوسفؒ نے کہا کہ مجھ سے روایت کی مجالد بن سعید نے اور اُنھوں نے عامر سے اُنھوں نے محرز بن ابی ہریرہؓ سے اُنھوں نے اپنے باپ ابو ہریرہؓ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بلایا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر کہا کہ جب تم مجھے مدد نہیں دوگے تو کون ہے جو مجھے مدد دے گا، تو اُنھوں نے کہا کہ ہم آپ کی مدد کریں گے تو فرمایا کہ اے ابو ہریرہؓ! بحرین اور ہجر جاؤ اسی سال میں پہنچو۔ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں گیا اور آپ کے پاس آخر سال میں دو شلیتے لے کر آیا۔ ان دونوں میں پانچ لاکھ درہم تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے کبھی جمع شدہ (یکجائی) مال اس سے زیادہ نہیں دیکھا، کیا اس میں کسی مظلوم کی بددعا یا یتیم اور بیوہ کا مال ہے؟ میں نے کہا نہیں واللہ، اس صورت میں تو واللہ میں بدترین شخص ہوں گا اگر آپ تو لے کر جائیں مبارک اور خوشگوار چیز اور میں لے کر جاؤں بربادی۔ کہا (ابو یوسفؒ نے) اور مجھ سے روایت کیا محمد بن ابی حمید نے کہا ہم سے روایت کیا ہمارے بزرگوں نے کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

www.kitabghar.org

وسلم فقال له عمر یا ابا عبیدة اذا لم استعن باهل الدین علی دینی فبمن استعین قال اما ان فعلت فاغنهم بالعمالة عن الخیانة۔ یقول اذا استعملتهم فاجزل لهم فی العطاء والرزق لا یحتاجون و حدثنی عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء قال کتب عمر بن الخطاب الی عماله ان یوافوا به بالموسم فوافوه فقام فقال ایها الناس انی بعثت عمالی هؤلاء علیکم و لم استعملهم لیصیبوا من ابشارکم ولا من دمائکم ولا من اموالکم فمن کانت له مظلمة عند احد منهم فلیقم قال فما قام من الناس یومئذ غیر رجل واحد فقال یا امیر المؤمنین عاملی ضربنی مائة سوط قال فقال عمر اتضربه مائة سوط ثم قم فاستقد منه فقام الیه عمرو بن العاص فقال له یا امیر المؤمنین انک ان تفتح هذا علی عمالک کثر علیهم و کانت سنة یاخذ بها من بعدک فقال عمر لا اقید منه و قد رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقید من نفسه ثم فاستقد فقال عمرو دعنا اذا فلنرضه

وسلم کو میل کچیل میں ڈال دیا۔ تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ اے ابو عبیدہؓ! اگر میں اپنے دین کے کام میں اہلِ دین سے مدد نہ لوں تو کس سے لوں؟ انھوں نے کہا کہ اچھا اگر آپ کو یہی کرنا ہے تو ان کو معاوضۂ عمل دے کر خیانت سے بچائیے یعنی یہ کہتے تھے کہ جب آپ اُن کو عامل بنائیں تو اُن کے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کریں کہ وہ ذی احتیاج نہ رہیں۔ اور مجھ سے روایت کیا عبدالملک بن ابی سلیمان نے عطاءؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ بزمانۂ حج مجھ سے آکر ملیں۔ جب سب آپؓ کے پاس جمع ہو گئے تو کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ اے لوگو! میں نے اپنے ان عمّال کو تمھارے یہاں بھیجا اور میں نے اُن کو اس لئے عامل نہیں بنایا کہ وہ تمھارے کھال اُدھیڑیں اور تمھیں لہولہان کر دیں اور تمھارے اموال چھین لیں تو جس شخص کا اُن میں سے کسی پر انتقام کا حق ہو تو چاہیئے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ تو اس دن لوگوں میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا بجز ایک شخص کے کہ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میرے یہاں کے عامل نے میرے سَو کوڑے مارے۔ (راوی نے) کہا کہ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو اس کے سَو کوڑے مارے گا، اُٹھ اور اپنا قصاص اُس سے لے۔ تو عمروؓ بن العاص کھڑے ہوتے اور عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اگر آپ اپنے عمّال پر یہ راستہ کھولیں گے تو لوگ ان پر لوٹ پڑیں گے اور یہ ایک سُنّت بن جائے گی جس پر وہ بھی عمل کرے گا جو آپ کے بعد ہوگا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں اُس سے قصاص نہ لوں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنی ذات سے قصاص لیتے ہوئے۔ اُٹھ قصاص لے! تو عمرو نے کہا کہ اس صورت میں آپ ہم کو چھوڑیں کہ ہم اُسکو راضی کرلیں۔

www.kitabghar.org

قال فقال ذو کم قال فارضوہ بان اشتریت
منہ بمائتی دینار کل سوط بدینارین
وحدثنی عبداللہ بن الولید عن عاصم بن ابی النجود
عن ابی بحر نمیر بن ثابت قال کان عمر اذا
استعمل رجلاً اشہد علیہ رہطاً من الانصار
وغیرہم واشترط علیہ اربعاً الا یرکب برذوناً
ولا یلبس ثوباً رقیقاً ولا یاکل نقیاً ولا
یغلق باباً دون حوائج الناس ولا یتخذ حاجباً
قال فبینما ہو یمشی فی بعض طرق
المدینۃ اذ ہتف بہ (آواز دادہ) رجل اترے
ہذہ الشروط ینجیک من اللہ وعاملک
عیاض بن غنم علی مصر قد لبس الرقیق
واتخذ الحاجب فدعا محمد بن مسلمۃ و
کان رسولہ علی العمال فبعثہ و قال
ائتنی بہ علی الحال التی تجدہ علیہا
قال فاتاہ فوجد علی بابہ حاجباً فدخل
وعلیہ قمیص رقیق قال اجب امیر
المؤمنین فقال اطرح عنی ثیابی
فقال لا الا علی حالک ہذہ
فقدم بہ علیہ فلما راٰہ عمر
قال انزع قمیصک ودعا بمدرعۃ
صوف و ربیضۃ من غنم و
عصا فقال البس ہذہ المدرعۃ و
خذ ہذا العصا وارع
ہذہ الغنم و

کہاکہ اس پر عمرؓ نے کہا کہ ایسا کرلو۔ کہاکہ انھوں نے اس کو اس پر راضی کرلیاکہ اس سے حقِ انتقام خرید لیا گیا دو سو دینار میں ہر کوڑے پر دو دینار کے حساب سے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبداللہ بن الولید نے اُنھوں نے عاصم بن ابی النجود سے اُنھوں نے ابن ابی بحر نمیر بن ثابت سے اُنھوں نے کہاکہ عمرؓ جب کسی شخص کو عامل بنایا کرتے تھے تو انصار وغیرہ کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا کرتے تھے اور اس پر چار شرط لازم کیا کرتے تھے کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور نہ باریک کپڑے پہنے اور نہ عمدہ کھانا کھائے اور نہ دروازہ بند رکھے کہ لوگ اپنی حاجتوں کے لئے نہ آسکیں اور نہ کوئی دربان رکھے۔ کہاکہ پھر (ایسا ہوا کہ) مدینہ کے ایک راستہ پر جارہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو پکار کر کہاکہ کیا آپ نے یہ خیال کرلیا ہے کہ بس یہ شرطیں (جو آپؓ عاملوں پر لگایا کرتے ہیں) آپ کو اللہ سے بچالیں گی، حالانکہ مصر پر جو آپ کا عامل عیاض بن غنم ہے اُس نے باریک کپڑے پہنے ہیں اور دربان بھی رکھ لیا ہے۔ تو آپؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور وہ عاملوں پر ان کے ایلچی ہوا کرتے تھے اور اُن کو بھیجا اور فرمایا کہ میرے پاس عیاض بن غنم کو لے کر آؤ اُسی حال سے جس پر تم اُس کو پاؤ۔ راوی نے کہاکہ محمد بن مسلمہ عیاض کے پاس پہنچے تو اُن کے دروازے پر دربان دیکھا۔ جب اندر داخل ہوئے تو اُن کے بدن پر باریک کپڑے کا کُرتہ دیکھا تو اُنھوں نے کہاکہ چلو امیر المؤمنینؓ کے پاس تو عیاض نے کہاکہ ذرا میں اپنے کپڑے بدل لوں تو اُنھوں نے کہاکہ نہیں بس اسی حال سے چلنا ہوگا تو وہ ان کو لے کر عمرؓ کے پاس آئے۔ جب اُن کو عمرؓ نے دیکھا تو کہاکہ اپنا کُرتہ اُتار اور ایک بالوں کا بنا ہوا کُرتہ منگایا اور ایک بکریوں کا ریوڑ منگایا اور ایک لاٹھی۔ پھر کہا کہ یہ کُرتا پہن اور یہ لاٹھی لے اور ان بکریوں کو چرا اور (ان کا دودھ)

www.kitabghar.org

اشرب واسقی من مرّبک واحفظ الفضل علینا قال اسمعت قال نعم والموت خیرٌ من ہذا فجعل یردّدُ علیہ ویردّد الموت خیرٌ من ہذا فقال عُمر ولِمَ تکرہُ ہذا وانما سُمّی ابوک غانمًا لانہ کان یرعی الغنم اتری یکون عندک خیرٌ قال نعم یا امیر المؤمنین قال انزع وردّہ الی عملہ قال فلم یکن لہ عامل یُشبہہ وحدثنی الاعمش عن ابراہیم قال کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اذا بلغہ ان عاملہ لایعود المریض ولا یدخل علیہ الضعیف نزعہ وحدثنی عبید اللہ ابن ابی حمید عن ابی الملیح قال کتب عمر ابن الخطاب الی ابی موسی الاشعری ان آسِ الناس فی مجلسک وجاہک حتے لاییأس ضعیفٌ من عدلک ولا یطمع شریفٌ فی حیفک وحدثنی شیخ من علماء اہل الشام قد ادرک الناس عن عُروۃ بن رُویم قال کتب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الی ابی عُبیدۃ ابن الجراح وہو بالشام اما بعد فانی کتبت الیک بکتاب لم آلُک ونفسی خیرًا اِلزم خمس خصال یسلم لک دینک وتحظی بافضل حظک اذا حضرک

پی اور جو تیرے پاس سے گزرے اُسے بھی پلا اور جو بچ جائے وہ ہمارے لئے محفوظ رکھ۔ کہا کیا تو نے سُن لیا۔ عیاض نے کہا ہاں اور موت اس سے بہتر ہے۔ تو انھوں نے عیاض پر پھر اپنا حکم دُہرایا اور عیاض نے اپنے جواب کو کہ موت اس سے بہتر ہے دُہرایا تو عمرؓ نے کہا اور کیوں تو اس کو بُرا سمجھ رہا ہے۔ جب کہ تیرے باپ کا نام رکھا گیا غانم کیونکہ وہ بکریاں چَرایا کرتا تھا۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے خیر حاصل ہو۔ عیاضؓ نے کہا ہاں اے امیر المؤمنینؓ، فرمایا کہ اُتار اس (قمیص) کو اور ان کو ان کے عہدے پر واپس کر دیا۔ کہا کہ پھر ان کا کوئی عامل ایسا نہیں ہوا جو اُن کی وضع کے مشابہ ہو۔ (یعنی لباس فاخرہ سے سب بچتے رہے) اور مجھ سے روایت کیا اعمش نے اور اُن سے ابراہیم نے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب یہ خبر پہنچتی کہ ان کا عامل مریض کی عیادت نہیں کرتا اور کمزور آدمی اُس تک نہیں پہنچتا تو اس کو الگ کر دیا کرتے تھے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبید اللہؒ ابن ابی حمید نے اور اُن سے ابی الملیح نے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اپنی مجلس میں اپنے رُوبرو لوگوں کی دلداری کرو تاکہ تمھارے عدل سے کمزور آدمی مایوس نہ ہو جائے اور کوئی شریف تمھارے ظلم پر نظر نہ جمائے۔ اور مجھ سے روایت کیا ایک شیخ نے اہلِ شام کے علماء میں سے جس نے بہت سے لوگوں کو پایا۔ اُس نے روایت کیا عُروہ بن رُویم سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو لکھا جب کہ وہ شام میں تھے۔ بعد حمد و صلوٰۃ میں نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں آپ کے اور اپنے نفس کے لئے خیر کی بات نہیں چھوڑی پانچ خصلتوں کو اپنے اوپر لازم کر لو تو تمھارا دین سالم رہے گا اور تم کو اجر کا افضل حصہ دیا جائے گا۔ جب تمھارے سامنے مدعی

www.kitabghar.org

الخصمانِ فعليک بالبيّنات العدولِ والايمانِ القاطعةِ ثم ادنِ الضعيف حتى ينبسطَ لسانه ويجترئ قلبه وتعهّدِ الغريبَ فانه اذا طال حبسه ترک حاجته وانصرف الى اهله وانّ الذى ابطل حقه لم يرفع به راسًا واحرِص على الصلح مالم يتبيّن لک القضاءُ والسلام وحدثنى محمد بن اسحٰق قال حدثنى من سمع طلحة بن معدان اليعمرى قال خطبنا عمر بن الخطاب رضى الله عنه فحمد الله واثنى عليه ثم صلى على النبى صلى الله عليه وسلم وذكر ابابكر الصديق فاستغفر له ثم قال ايها الناس انه لم يبلغ ذو حقٍ فى حقه ان يُطاعَ فى معصية الله وانى لم اجد فى هذا المال مصلحة الا خلالًا ثلاثًا ان يؤخذ بالحق ويُعطى بالحق ويُمنع من الباطل وانما انا ومالكم كوالى اليتيم ان استغنيتُ به استعففتُ وان افتقرتُ اكلتُ بالمعروف ولستُ ادعُ احدًا يظلم احدًا ولا يعتدى عليه حتى اضعَ خدّه الارض واضعَ قدمى على الخد الآخر حتى يذعن بالحق ولكم علىّ ايها الناس خصالٌ

ومدعیٰ علیہ حاضر ہوں تو تم کو عدول (یعنی معتبر لوگوں کی) گواہیوں پر اور قطعی قسموں پر دھیان رکھنا ضروری ہے۔ پھر ضعیف کو اپنے قریب بٹھاؤ یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے قلب میں جرأت پیدا ہو جائے۔ اور غریب کا خیال رکھیے جب وہ دیر تک محبوس رہیگا تو جس حاجت کی وجہ سے وہ تمہارے یہاں تمہارے متوجہ ہونے کے انتظار میں محبوس رہا) وہ اپنی اس حاجت کو چھوڑ کر اپنے اہل وعیال کی طرف واپس ہو جائے گا۔ اور جس نے باطل کر دیا (نفسانی خواہشوں حُبِّ جاہ، حُبِّ مال وغیرہ کو) وہ ان کی طرف سے سر اُٹھا کر نہیں دیکھتا اور صلح کی عرض کرو (یعنی متخاصمین میں مصالحت کی کوشش کرو) جب تک تم پر فیصلہ عیاں نہ ہو جائے، والسلام۔ اور مجھ سے روایت کیا محمدؐ بن اسحٰق نے، کہا مجھ سے اُس نے روایت کیا جس نے طلحہ بن معدان لیعمری سے سُنا۔ کہا کہ ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ دیا پھر اللہ کی حمد وثنا کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کیا اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! کوئی صاحب حق اپنے حق کو نہیں پہنچے گا اس بات سے کہ اُس کی اطاعت کیجائے اللہ کی نافرمانی میں اور میں نے اس مال میں بہترین طریق عمل بجز ان تین خصائل پر کاربند ہونے کے اور کوئی نہیں پایا یعنی یہ کہ لیا جائے حق کے ساتھ اور دیا جائے حق کے ساتھ اور باطل سے روکا جائے۔ اور میری اور تمہارے مال کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی یتیم کا والی ہو اگر میں اس سے مستغنی رہا تو بچا رہوں گا اور اگر حاجتمند رہا تو بقدر حاجت کھا لیا۔ اور میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا کہ وہ کسی پر ظلم کرے اور اس پر دست درازی نہ کرے حتے کہ میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا قدم اُس کے دوسرے رخسار پر رکھدوں گا یہاں تک کہ وہ حق پر عمل پیرا ہو جائے۔ اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر کچھ حقوق ہیں جن کو میں تم سے

www.kitabghar.org

اذکرہا لکم نخذونی بہا لکم علیّ ان
لا اختبی شیئًا من خراجکم ولا
مما افاء اللہ علیکم الا من وجہہ ولکم
علیّ اذا وقع فی یدی الا یخرج منی
الا فی حقہ ولکم علیّ ان ازید اعطیاتکم
و ارزاقکم ان شاء اللہ وحدہ واسد لکم
ثغورکم ولکم علیّ ان لا القیکم فی
المہالک ولا اجمرکم فی ثغورکم و
قد اقترب منکم زمان قلیل الامناء
کثیر القراء قلیل الفقہاء کثیر
الامل یعمل فیہ اقوام للآخرۃ
یطلبون بہ دنیا عریضۃ تاکل دین
صاحبہا کما تاکل النار الحطب الا
فمن ادرک ذلکم منکم فلیتق اللہ ربہ
ولیصبر یا ایہا الناس ان اللہ
عظم حقہ فوق حق خلقہ فقال فیما عظم
حقہ ولا یامرکم ان تتخذوا الملٰئکۃ
والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر
بعد اذ انتم مسلمون ۰ الا و
انی لم ابعثکم امراء ولا
جبارین ولکن بعثتکم ائمۃ
الہدی یہتدی بکم فادروا (جاری کیا کرو)
علی المسلمین حقوقہم و
لا تضربوہم
فتذلوہم

ذکر کرتا ہوں تو تم ان پر میری گرفت کرو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے خراج میں سے (یعنی اس مال میں سے جو تمہارے لئے ہے) کوئی چیز چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اس چیز میں سے جو اللہ بغیر جنگ کے تم کو عطا کرے بجز اس کے جو میں اُس کی ذات کے لئے رکھوں (یعنی مصالح و ضروریاتِ جہاد کے لئے) اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ جب وہ مال میرے ہاتھ میں آجائے تو موضعِ حق کے علاوہ اور کہیں خرچ نہ ہو اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ تمہارے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کردوں اگر اللہ واحد نے چاہا اور ملک کی حدود کو تمہارے لئے مضبوط کردوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقام میں نہ ڈالوں اور نہ تم کو سرحدوں پر بند کئے رکھوں اور تم پر عنقریب وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ (حکام) امانتدار کم ہوں گے، قرّاء بہت ہوں گے، فقہاء (یعنی قرآن کو سمجھنے والے) کم ہوں گے، لمبی آرزوئیں رکھنے والے بہت ہوں گے، اس زمانہ میں لوگ اعمالِ آخرت کو طلبِ دنیا کے لئے کریں گے جو ناپائدار ہے اور اپنے ساتھی کے دین کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے تو یاد رکھو تم میں سے جو شخص اُس زمانہ کو پائے تو چاہیئے کہ اللہ سے جو اُس کا رب ہے ڈرتا رہے اور چاہیئے کہ صبر کرے اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کو زیادہ عظمت اور فوقیت دی ہے اپنی مخلوق کے حق سے۔ اپنے حق کی عظمت کے بارے میں فرمایا ہے ولا یامرکم الخ (۳: ۸۰) اور (اللہ) نہ یہ بات بتائے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو" یاد رکھو کہ میں نے تم کو امراء اور لوگوں پر دراز دستی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا لیکن میں نے تم کو ائمہ ہدایت بنا کر بھیجا ہے کہ تم سے ہدایت حاصل کی جائے تو مسلمانوں پر اُن کے حقوق کا اجراء کرو اور نہ اُن کو مارو اور نہ ذلیل کرو

www.kitabghar.org

ولا تجمّروہم فتفتنوہم و لا تغلقوا الابواب دونہم
فیاکل قویُّہم ضعیفہم ولا تستاثروا علیہم
فتظلموہم و لا تجہلوا علیہم و قاتلوا بہم
الکفّار طاقتہم فاذا رایتم بہم کلالۃً (ماندگی ۱۲)
فکفّوا عن ذلک فان ذلک ابلغ فی جہادِ عدوکم
ایہا الناس انّی اشہدکم علی اُمراء الامصار
انّی لم اَبعثہم اِلّا لیفقّہوا الناس فی
دینہم ویقسموا علیہم فیئہم ویحکموا بینہم
فان اشکل شئیٌ رفعوہ الیّ قال
و کان عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ یقول لا یصلح ہذا الامر
الّا بشدّۃٍ فی غیر تجبّرٍ و لینٍ
فی غیر وَہنٍ و حدّثنی عبید اللہ
ابن ابی حمید عن ابی الملیح بن اُسامۃ
الہُذلی قال خطبَ عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ فقالَ ایہا الرّعاء (اے الحکام ۱۲) انّ لنا
علیکم حق النصیحۃِ بالغیبِ و
المعونۃُ علی الخیر ایّہا الرّعاء انّہ
لیس من حلمٍ احبَّ الی اللہ و لا
اَعمَّ نفعًا من حلمِ امامٍ و رِفقہ
ولیس من جہلٍ اَبغضَ الی اللہِ
و لا اعمّ ضررًا من جہلِ امامٍ و
خُرقہ (حماقت ۱۲) و انّہ من یَاخذ بالعافیۃ
فیما بینَ ظہرانیہ یُعطی العافیۃ
من فوقہ فی الاستیعاب

اور نہ اُن کو (سرحدات پر یا میدانِ جنگ میں) روکے رکھو کہ تم ان کو فتنہ میں ڈالو اور نہ اُن پر اپنے دروازے بند کرو کہ اُن میں کا طاقتور کمزور کو کھا جائے اور نہ اُن (غربا) پر دوسروں کو مقدم کرو (ایسا کرکے) تم ان پر ظلم کروگے اور ان کے ساتھ جہالت کی بات نہ کرو اور بقدر اُن کی طاقت کے ان سے قتالِ کفّار کا کام لو۔ پھر جب تم ان میں تھکاوٹ پاؤ تو اُن سے کام لینے سے رُک جاؤ کہ درحقیقت یہ اصول اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے میں تم کو دُور رس ثابت ہوگا۔ اے لوگو! میں تم کو اُمراءِ بلاد کے متعلق گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو نہیں بھیجا مگر صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کو اُن کے دین کی باتیں سمجھائیں اور اُن پر اُن کے مالی حصّے تقسیم کردیں اور اُن کے درمیان فیصلہ کریں پھر اُن کو کسی بات میں اشکال پڑے تو اس کو میرے پاس بھیجیں (راوی نے) کہا اور عمر بن الخطابؓ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ امر درست نہیں ہوتا بغیر ایسی سختی کے جس میں درازدستی نہ ہو اور بغیر ایسی نرمی کے جس میں فروگذاشت نہ ہو۔ اور مجھ سے روایت کیا عبید اللہ بن ابی حمید نے اُنھوں نے سُنا ابو الملیح بن اُسامہ ہذلی سے اُنھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اور فرمایا کہ اے امیرو ہمارا تم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے خیر خواہی کرو اور نیک کاموں میں اعانت کرو۔ اے امیرو یقیناً کوئی بُردباری اللہ کے نزدیک نہایت پسندیدہ اور عام نفع رکھنے والی امام کی بُردباری اور نرمی سے نہیں اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک ناگوار اور نہ عام نقصان پہنچانے والا امام کے جہل اور اس کے حمق سے زیادہ نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنے سامنے کھڑے ہوئے قصورواروں کو معاف کرنے کا طریق اختیار کرے گا اُس کو اُس کے اُوپر سے (یعنی اللہ کی طرف سے) معافی دی جائے گی۔ استیعاب میں

www.kitabghar.org

توفی یزید بن ابی سفیان و استخلف اخاہ معاویۃ علی عملہ فکتب الیہ عمر بعہدہ علی ما کان یزید یلی من عمل الشام ورزقہ الف دینار فی کل شہر قال عمر اذا دخل الشام ورای معاویۃ ہذا کسری العرب وکان قد تلقاہ معاویۃ فی موکب عظیم فلما دنا منہ قال لہ انت صاحب الموکب العظیم قال نعم یا امیر المؤمنین قال مع ما یبلغنی عنک من وقوف ذوی الحاجات ببابک قال مع ما یبلغک من ذلک قال ولم تفعل ہذا قال نحن بارض جواسیس العدو بہا کثیر فنحب ان نظہر من عز السلطان ما نرہبہم بہ فان امرتنی فعلت وان نہیتنی انتہیت فقال عمر یا معاویۃ نسألک عن شیء الا ترکتنی فی مثل رواجب الضرس ان کان حقا ما قلت انہ لرای اریب[1] وان کان باطلا انہا لخدعۃ ادیب قال فمرنی یا امیر المؤمنین قال لا آمرک ولا انہاک فقال عمرو یا امیر المؤمنین ما احسن ما اصدر الفتی عما

کہ یزید بن ابی سفیانؓ کا انتقال ہوا تو اُن کے عمل پر اُن کی جگہ مقرر ہونا چاہا اُن کے بھائی معاویہؓ نے تو اُن کو عمر رضی اللہ عنہ نے تقرر نامہ لکھ کر بھیجدیا کہ ان ہی شرائط پر منظوری ہے جن شرائط پر یزیدؓ شام میں عامل کا فرض انجام دیتا تھا اور ان کا الاونس ایک ہزار دینار ماہوار مقرر کیا۔ جب عمرؓ شام میں داخل ہوئے اور اُنھوں نے معاویہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسریٰ ہے اور معاویہؓ ان سے ملنے کے لئے ایک شاندار سواری پر بیٹھ کر آئے تھے تو اُن سے فرمایا کہ تو بڑی شاندار سواری والا ہے۔ معاویہؓ نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین! فرمایا کہ اس کے ساتھ تیرے متعلق مجھے یہ اطلاع بھی پہنچی ہے کہ صاحب حاجات کو تیرے دروازے پر کھڑا رہنا بھی پڑتا ہے۔ معاویہؓ نے کہا کہ اس اطلاع کے ساتھ اور کیا چیز (یعنی اس کی کیا وجہ) آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے؛ تو معاویہؓ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین میں ہیں جہاں دشمنوں کے جاسوس بکثرت ہیں اس لئے ہم اس کو پسند کرتے ہیں کہ شوکتِ حکومت کے لئے ہم ایسی چیزوں کا اظہار کریں جن سے ہم ان کو مرعوب کرسکیں۔ تو اگر آپ مجھے حکم (یعنی اجازت) دینگے تو ایسا کرتا رہوں گا اور اگر آپ نے منع کیا تو رُک جاؤں گا تو عمرؓ نے کہا اے معاویہ میں تجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسا کر ڈالتا ہے جیسے کوئی طاقتور پنجہ میں پکڑا گیا ہو۔ اگر تو نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے تو یہ ایک اریب (یعنی صاحب عقل) کی رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو ایک ادیب (باتونی) کا دھوکا ہے۔ معاویہؓ نے کہا اے امیر المؤمنین میرے لئے حکم دیجئے فرمایا کہ نہ تجھے حکم دوں گا اور نہ منع کروں گا۔ اس کے بعد عمرو بن العاصؓ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ جوان کس خوبصورتی سے کود گیا اس موقع سے جس میں آپ نے

[1] عاقل

www.kitabghar.org

اوردته فيه قال الحسن مصادره وموارده
جشمناه اجشمناه و في الاستيعاب يعلى
ابن امية استعمله ابوبكر على بلاد حلوان
في الردة ثم عمل لعمر على بعض اليمن
فحمى لنفسه حمى فبلغ ذلك عمر
وامره ان يمشي على رجليه الى
المدينة فمشى خمسة ايام او ستة
الى سعدة وبلغه موت عمر فركب
وفي الاستيعاب النعمان بن عدي
العدوي ولاه عمر ميسان ولم يول
عمر رجلا من قومه عدويا غيره
واراد امرأته على الخروج معه الى
ميسان فابت عليه فانشد النعمان
ابياتا وكتب بها اليها وهي ؎ فمن مبلغ
الحسناء ان حليلها ۞ بميسان يسقى في
زجاج وحنتم ۞ اذا شئت غنتني
دهاقين قرية ۞ وصناجة تحذو
على كل منسم ۞ اذا كنت ندماني
فبالاكبر اسقني ۞ ولا تسقني بالاصغر
المتثلم ۞ لعل امير المؤمنين يسوءه ۞
تنادمنا في الجوسق المتهدم ۞
فبلغ ذلك عمر فكتب اليه بسم الله
الرحمن الرحيم ۝ حم ۝ تنزيل
الكتاب من الله العزيز
العليم ۝

اُسے گرایا تھا۔ فرمایا کہ اس کے پھنسنے اور خوبصورتی سے نکل جانے کی وجہ سے ہی ہم نے اس پر اس ذمہ داری کا بار ڈالا ہے جو ڈالا ہے۔ اور استیعاب میں ہے کہ یعلی بن اُمیہ کو عامل بنایا تھا ابوبکرؓ نے حلوان کے شہروں پر ردت کے زمانہ میں پھر وہ عمرؓ کے عامل رہے یمن کے ایک علاقہ میں تو اُنھوں نے اپنے لئے ایک شکارگاہ مخصوص کرلی۔ اس کی اطلاع عمرؓ کو پہنچی اور اُنھوں نے حکم بھیجا کہ پیدل چل کر مدینہ تک آئے تو وہ پانچ یا چھ دن پیدل چل کر سعدہ تک پہنچے۔ وہاں ان کو عمرؓ کی وفات کی خبر پہنچی تو سوار ہو گئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ نعمان بن عدی عدوی کو عمر رضی اللہ عنہ نے میسان کا والی بنایا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم میں سے کسی عَدَوی (یعنی بنی عدی کے شخص) کو اس کے سوا والی نہیں بنایا اور اس نے اپنی بیوی سے بھی یہ چاہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ میسان کی طرف چلے مگر اس نے انکار کر دیا تھا تو نعمان نے چند ابیات کہے اور ان کو لکھ کر اُس کے پاس بھیجے اور وہ یہ ہیں ؎ فمن مبلغ الحسناء (ترجمہ) اُس حسینہ کو یہ خبر پہنچانے والا کوئی ہے کہ اس کا شوہر میسان میں خوب پی رہا ہے شیشہ کے جام اور حنتم میں (یعنی ایسے کوزۂ شراب میں جس پر سبز روغن ہوتا ہے) جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں کی لڑکیاں گانا سناتی ہیں، اور ایسی چنگ بجانے والی عورتیں جو گاتی ہیں اپنی پوری خوبصورتی کے اظہار کے ساتھ۔ (اے ساقی) جب تو میرا ہمنشین ہے تو مجھے سب سے بڑا جام پلا۔ اور مجھے چھوٹا اور چوتا ٹپکتا جام نہ پلا۔ شاید امیر المومنین کو برا لگے ہمارا ایک دوسرے کا ہمنشین بننا ایسے قصر میں جو شکستہ ہوا جا رہا ہے۔" یہ اشعار حضرت عمرؓ تک پہنچ گئے تو ان کو خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ حم ۝ تنزیل الکتاب الخ (۴۰: ۱-۲-۳) حم۔ یہ کتاب اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے

www.kitabghar.org

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ
الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ الآیۃ" اما بعد فقد بلغنی
قولک لعلّ امیر المؤمنین یسوءہ تنادمنا فی
الجوسق المتہدم وایم اللہ لقد ساءنی ذلک
وعزلہ (معزول کردہ) فلمّا قدم علیہ سألہ فقال واللہ ما کان
من ہذا شیٔ وما کان الا فضل شعر وجدتہ و
ماشربتہا قطّ فقال عمر اظنّ ذلک لا تعمل لی
عملاً ابداً واز انجملہ آنکہ بر شوارع طرق
عاشران را نشاند وزکوٰۃ از مسلمین وعشور از
حربیان تحصیل نمود قال ابو یوسف حدثنا اسمٰعیل
ابن ابراہیم بن المہاجر قال سمعت ابی یذکر
قال سمعت زیاد بن حُدیر قال ان اول من
بعث عمر بن الخطاب علی العشور ہہنا انا قال
فامرنی ان لا افتش احدا وما مرّ علیّ من (موصولہ)
شیٔ اخذت من حساب اربعین درہما درہما
من المسلمین واخذت من اہل الذمۃ من عشرین
واحدا ومن لا ذمۃ لہ العشر قال وامرنی
ان اغلظ علی نصاریٰ بنی تغلب قال انہم
قوم من العرب (سختی کنم در سخن) ولیسوا من اہل الکتاب
فلعلہم یسلمون قال کان عمر قد اشترط
علی نصاریٰ بنی تغلب ان لا ینصّروا
اولادہم وحدثنا سرّی بن اسمٰعیل عن
عامر الشعبی عن زیاد بن حدیر الاسدی
ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعثہ علی
عشور العراق والشام و

گناہ کا بخشنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے۔"
آخر تک، اما بعد مجھ تک تمہارا قول لعلّ امیر المؤمنین یسوءہ۔
تنادمنا فی الجوسق المتہدم۔ پہنچ گیا۔ اور خدا کی قسم یہ مجھے بہت بُرا
لگا۔" اور ان کو معزول کر دیا۔ پھر جب وہ آکر اُن سے ملے تو اُن سے
پوچھا تو اُنھوں نے کہا خدا کی قسم اس میں کچھ بھی واقعیت نہیں تھی
اور بجز فضول اشعار کے جو میرے خیال میں آگئے اور کچھ بھی نہیں
اور میں نے شراب کبھی نہیں پی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی
گمان کرتا ہوں۔ لیکن اب تم کبھی میرے عامل نہ بن سکو گے۔ اور
اُن میں سے ایک یہ ہے کہ سڑکوں کے ناکوں پر عاشروں (یعنی
محصول لینے والوں) کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور حربیوں سے
عُشر (دسواں حصہ) حاصل کیا۔ ابو یوسفؒ نے کہا ہم سے روایت
کیا اسماعیل بن ابراہیم بن المہاجرؒ نے۔ کہا کہ مَیں نے اپنے باپ سے
سُنا جو بیان کرتے تھے کہ مَیں نے سُنا زیاد بن حُدیر سے اُنھوں نے
کہا کہ سب سے پہلا شخص جس کو عمرؓ بن الخطاب نے عشروں کے وصول
کرنے کے لئے یہاں بھیجا مَیں ہوں تو مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی
تلاشی نہ لوں اور جو چیز میرے سامنے سے گزرے میں چالیس درہم
پر ایک درہم کے حساب سے مسلمانوں سے لوں اور اہلِ ذمّہ سے
بیس درہم میں سے ایک درہم اور اُس شخص سے جس کا ذمہ نہیں
ہے دسواں حصّہ۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں بنی تغلب کے نصاریٰ سے
گفتگو میں کھُرا پن رکھوں۔ کہا کہ وہ عرب میں کی ایک قوم ہیں
اور وہ اہلِ کتاب میں سے نہیں ہیں تو شاید وہ اسلام لے آئیں۔
کہا کہ عمرؓ نے بنی تغلب کے نصاریٰ پر یہ شرط عائد کر رکھی تھی کہ
وہ اپنی اولاد کو نصاریٰ نہ بنائیں گے۔ اور ہم سے روایت کیا سرّی
ابن اسمٰعیل نے اُن سے عامر شعبی نے اُن سے زیاد بن حُدیر اسدی نے
کہ عمر بن الخطابؓ نے اُن کو شام اور عراق کے عُشروں پر بھیجا اور

www.kitabghar.org

أمرہٗ أن یأخذ من المسلمین رُبعَ العُشر ومن اہلِ الذمّۃ نصفَ العشر ومن اہلِ الحرب العُشر فمرّ علیہ رجلٌ من بنی تغلب من نصارے العرب ومعہ فرسٌ فقوّمہا عشرینَ الفًا فقال أعطِنی الفرسَ وخُذْ مِنّی تسعۃَ عشرَ الفًا قال فأعطاہ الفًا وأمسک الفرسَ قال ثمّ مرَّ علیہ راجعًا فی سنتہٖ فقال لہ أعطِنی الفًا فقال لہ التغلبی کلّما مررتُ بک تأخذُ منّی الفًا قال نعم فرجع التغلبی الی عمر ابن الخطاب فوافاہ بمکّۃ وہو فی بیتٍ فاستأذنَ علیہ فقال مَن انت قال رجلٌ من نصارے العرب وقصَّ علیہ قضیتہٗ فقال لہٗ عمر کُفِیتَ لم یزِدْہ علے ذلک قال فرجع الرجلُ الے زیاد بن حُدَیر وقد وطّن نفسہٗ علے أن یعطیہ الفًا فوجد کتابَ عمر قد سبقَ الیہ مَن مرّ علیک فاخذتَ منہ صدقۃً فلا تأخذْ منہ شیئًا الے مثلِ ذلک الیوم من قابلٍ الّا ان تجدوہ فضلًا قال فقال الرجلُ قدْ واللہ کانت نفسی طیّبۃً ان أعطیکَ الفًا

ان کو حکم دیا کہ مسلمانوں سے عُشر کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصّہ) لیں اور اہلِ ذمہ سے عُشر کا آدھا (یعنی بیسواں) اور اہلِ حرب سے دسواں حصّہ۔ تو اُن پر بنی تغلب میں کا جو عرب کے نصارےٰ میں سے تھے ایک شخص گزرا اور اُس کے ساتھ ایک گھوڑا تھا جس کی قیمت کا اندازہ اُس نے بیس ہزار لگایا تو اُنھوں نے کہا کہ تو مجھے گھوڑا دیدے اور مجھ سے اُنیس ہزار لے لے یا گھوڑا اپنے پاس رکھ اور مجھے ہزار دیدے کہا کہ اُس نے ایک ہزار دیدیئے اور گھوڑا روک لیا۔ بیان کیا کہ وہ شخص اسی سال لَوٹتے ہوتے پھر زیاد کی طرف گزرا۔ انھوں نے اس سے کہا کہ ایک ہزار اور دے تو اُن سے تغلبی نے کہا کہ جب میں تیری طرف گزروں گا تو مجھ سے ایک ہزار لے گا؟ کہا کہ ہاں! تو وہ لَوٹ کر عمرؓ بن الخطاب کی طرف پہنچا اور اُن سے مکہ میں جاکر ملا جب کہ وہ گھر میں تھے اور اُن سے مِلنے کی اجازت چاہی تو آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا کہ میں عرب کے نصارےٰ میں کا ایک شخص ہوں اور اُس نے اپنا قضیہ آپ کو سُنایا تو آپ نے فرمایا کُفِیْتَ (یعنی تجھے لَوٹا دیا گیا ہٹا دیا گیا[ع]) اس پر اور کوئی لفظ نہیں بڑھایا۔ کہا کہ وہ نصرانی پھر زیاد بن حُدَیر کے پاس لَوٹ کر آیا اور اُس نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا تھا کہ اُس کو ایک ہزار دیدے تو یہاں آکر اُس نے یہ دیکھا کہ عمرؓ کا یہ ہدایت نامہ اس سے پہلے پہنچ چکا ہے کہ جو شخص تم سے گزرے اور تم نے اُس سے محصول لے لیا ہے تو اگلے سال کے اِس دن تک اس سے اور کچھ نہ لو الّا یہ کہ تم اس کے پاس زائد مال دیکھو۔ تو اُس شخص نے کہا حقیقت یہ ہے کہ بخدا کہ میرا نفس تو اس پر راضی ہو گیا تھا کہ میں تم کو ایک ہزار دیدوں

ع اس لفظ کے معنے میں کئی احتمالات تھے۔ ایک یہ کہ ہم تیرے لئے کافی ہو گئے اس لئے تجھے واپس ہونا چاہیئے۔ دوسرا یہ کہ تجھے لَوٹا دیا گیا جو کچھ محصّل کہتا ہے اس میں تغیر نہیں کیا جاتے گا۔ وہ نصرانی اس کا یہی مطلب سمجھا" مترجم

www.kitabghar.org

وانّی أُشہدُ اللّٰہَ انّی بَرِیٌ من النصرانیۃ وانّی علی دینِ الرّجلِ الّذی کتبَ الیک ہذا الکتابَ واز انجملہ آنکہ تجارِ حربیان را مُستأمن ساخت و اذن داد کہ در دار الاسلام درآیند و بامسلمانان بیع و شرار کنند قال ابو یوسف رح حدثنا عبدُ الملک ابنِ جریج عن عمرو بن شعیب ان اہلَ مَنبجٍ (بروزن مجلس نام جائے) قوم من اہلِ الحرب وراَء البحر کتبوا الی عمرَ بنِ الخطّاب دَعنا ندخل ارضک تجارًا و تعشّرنا قال فشاور اصحابَ النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم فی ذلک فاشاروا علیہ بہ وکانوا اوّلَ مَن عُشّر من اہل الحرب وازانجملہ آنکہ باحسان اہلِ ذمّہ تاکید فرمود۔ قال ابو یوسف حدّثنی حُصَین بن عَمروِ بن میمونٍ عن عمرانہ قال اُوصی الخلیفۃَ من بعدی باہل الذّمۃ ان یُوفیَ لہم بعہدہم وان یُقاتِل وراَءہم ولا یُکلّفوا فوق طاقتہم قال وحدّثنا ہشام بن عُروۃ عن ابیہ ان عمر بن الخطاب مرّ بطریق الشّام وہو راجعٌ فی مسیرہ من الشّام علی قومٍ قد اُقیموا فی الشمس یُصبّ علی رؤسہم الزّیتُ فقال ما بالُ ہؤلاء فقالوا علیہم الجزیۃُ لم یؤدّوہا فہؤلاء یُعذّبون حتّی

اور میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نصرانیت سے بیزار ہو گیا ہوں اور اب میں اُس شخص کے دین پر آگیا ہوں جس نے تمہارے پاس یہ تحریر لکھ کر بھیجی ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے دار الحرب کے تاجروں کو مستأمن بنایا اور اجازت دی کہ وہ دار الاسلام میں آئیں اور مسلمانوں کے ساتھ خرید و فروخت کریں۔ ابو یوسف رح نے کہا کہ ہم سے روایت کیا عبدالملک بن جریج نے عمرو ابن شعیب سے کہ اہل مَنبج (مقام کا نام) نے جو دریا پار اہلِ حرب کی ایک قوم ہیں عمر رض بن الخطاب کو لکھا کہ ہم کو اجازت دو کہ ہم تمہاری سرزمین میں تجارت کے لئے داخل ہوں۔ آپ ہم سے عُشر لے لیں۔ کہا کہ پھر عمر رض نے اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ تو اُنھوں نے اس کی منظوری کا مشورہ دیا۔ اہلِ حرب میں سے یہ لوگ اُن سب سے پہلے ہیں جن سے عُشر لیا گیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اہلِ ذمہ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ ابو یوسف رح نے کہا مجھ سے روایت کیا حُصَین بن عمرو بن میمون نے عمر رض سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اہلِ ذمہ کے بارے میں کہ اُن سے جو عہد کیا گیا ہے اُس کو پورا کیا جائے اگرچہ اُن کے سوا (اُن کے دوسرے لوگوں) سے قتال کر رہے ہوں اور اُن کو اُن کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ کہا اور ہم سے روایت کیا ہشام ابن عروہ نے اپنے باپ سے کہ عمر رض بن الخطاب کا گزر شام کے ایک راستہ سے جب کہ وہ اپنے شام کے سفر سے واپس آرہے تھے ایک ایسی قوم پر ہوا جن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا اور اُن کے سر پر تیل ڈالا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ حال کیوں ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کے ذمہ جزیہ ہے جس کو ان لوگوں نے ادا نہیں کیا اس لئے ان کو تکلیف دی جا رہی ہے تاکہ

www.kitabghar.org

يؤدوا فقال عمر فما يقولون ما يعتذرون به
في الجزية قال يقولون لا نجد قال
فدعوهم لا تكلفوهم ما لا يطيقون فاني
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول لا تعذبوا الناس فان الذين
يعذبون الناس في الدنيا يعذبهم
الله تعالى يوم القيمة فامر بهم فخلى
سبيلهم وحدثني عمر بن نافع عن
ابي بكر قال مر عمر بن الخطاب بباب
قوم وعليه سائل يسأل شيخ
كبير ضرير البصر فضرب عضده
من خلفه وقال من اي اهل الكتاب
انت قال يهودي قال فما الجأك
الى ما ارى قال الجزية والحاجة و
السن قال فاخذ عمر بيده الى منزله
فرضخ له بشيء من المنزل ثم ارسل
الى خازن بيت المال فقال انظر
هذا وضرباءه فوالله ما انصفناه
اذ اكلنا شبيبته ثم نخذله
عند الهرم انما الصدقات للفقراء
والمسكين والفقراء هم المسلمون
وهذا من مساكين اهل
الكتاب ووضع عنه الجزية
وعن ضربائه قال ابو بكر انا
شهدت ذلك من عمر ورأيت

یہ اس کو ادا کریں۔ تو عمرؓ نے کہا تو یہ لوگ کیا کہتے ہیں، جزیہ ادا نہ کرنے کا کیا عذر بیان کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ فرمایا کہ تو ان کو چھوڑ دو اور ان کو ایسی تکلیف نہ دو جس کی یہ طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کو عذاب نہ دو کیونکہ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں اُن کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن عذاب دے گا۔ پھر اُن کے لئے حکم دیا تو اُن کو رہا کر دیا گیا۔ اور مجھ سے روایت کیا عمرؓ بن نافع نے ابو بکرؓ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک قوم کے دروازے پر ہوا اور اس پر ایک سائل بیٹھا ہوا سوال کر رہا تھا جو بڑی عمر کا بوڑھا تھا اور اندھا تھا تو آپ نے اُس کے پیچھے سے اُس کے بازو پر ہاتھ مار کر پوچھا کہ تو کونسے اہل کتاب میں سے ہے؟ اُس نے کہا یہودی ہوں۔ فرمایا کہ کس چیز نے تجھے اس حال میں ڈالا جس میں کہ مَیں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا جزیہ نے اور ضرورت نے اور بڑھاپے نے۔ تو عمرؓ اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کے گھر تک لائے اور گھر پر پہنچا کر اُسے کچھ دیا۔ پھر بیت المال کے خزانچی کو بُلوایا اور فرمایا کہ اس کی خبر گیری کرو اور اس جیسے سب لوگوں کی۔ واللہ ہم نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جب کہ ہم نے کھالیا اُن کی جوانی کی کمائی کو پھر ان کو رسوا کریں بڑھاپے کے وقت اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الخ یعنی صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں۔ اور "فقراء" یہ لوگ مسلمان ہیں۔ اور یہ شخص اہل کتاب کے مساکین میں سے ہے (اس لئے "والمسکین" کے عموم میں یہ بھی داخل ہے) اور آپ نے اُس شخص سے اور اس کی مانند سب لوگوں سے جزیہ معاف کر دیا ابو بکرؓ نے کہا کہ عمرؓ کی اس کارروائی کے وقت میں موجود تھا اور میں نے

www.kitabghar.org

الشیخ" و از انجملہ آنکہ تفحص مجامع ناس می فرمود تا فتنہ بر نہ خیزد قال ابو یوسف حدثنی اسرائیل عن سماک بن حرب عن ابی سلامۃ قال ضرب عمر بن الخطاب رجالاً و نساءً ازدحموا علی حوض قال فلقیہ علیؓ فسألہ فقال انی اخاف ان اکون قد ہلکت فقال علیؓ ان کنت ضربتہم علی غش و عداوۃ فقد ہلکت و ان کنت ضربتہم علی نصح و اخلاص فلا بأس انما انت داع و انما انت مؤدب از انجملہ آنکہ شعراء را نہی شدید فرمود از ہجو فی الاستیعاب ہجی شاعر الزبرقان بقولہ دع المکارم لا ترحل لبغیتہا و اقعد فانک انت الطاعم الکاسی فشکاہ الزبرقان الی عمر فسأل عمر حسان بن ثابت عن قولہ ہذا فقضی لہ انہ ہجو لہ و ضعۃ منہ فالقاہ عمر فی المطمورۃ حتی شفع لہ عبدالرحمن بن عوف و الزبیر فاطلقہ بعد ان اخذ علیہ العہد و اوعدہ ان لایعود لہجاء احد ابدا و از انجملہ آنکہ فاروق اعظمؓ در معرفت اخلاق رجال و مبلغ ہمت

اُس بوڑھے کو دیکھا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کے مجامع کا حال بھی معلوم کرتے تھے تاکہ کوئی فتنہ نہ اُٹھے۔ ابو یوسفؒ نے کہا مجھ سے روایت کیا اسرائیل نے اُن سے سماک بن حرب نے اُن سے ابو سلامہ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کچھ مردوں اور عورتوں کو مارا جنھوں نے ایک حوض پر بھیڑ لگا رکھی تھی۔ کہا کہ پھر ان سے علیؓ نے ملاقات کی تو اُن سے آپ نے سوال کیا اور کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں کچھ ہلاکت کا کام کر گزرا ہوں۔ کہا کہ علیؓ نے جواب دیا کہ اگر آپؓ نے اُن کو مارا تھا کسی کینہ اور دشمنی کی بناء پر تو بیشک آپ ہلاک ہو گئے۔ اور اگر آپ نے اُن کو مارا اُن کی خیر خواہی اور اخلاص کی وجہ سے تو کوئی اندیشہ نہیں۔ اور آپ تو داعی ہیں (یعنی لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے والے) اور آپ یقیناً ایک ادب سکھانے والے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے شاعروں کو کسی کی ہجو کرنے کی سخت ممانعت کی۔ استیعاب میں ہے کہ ایک شاعر نے زبرقان کی اس شعر سے ہجو کی سے دَعِ المکارِمَ الخ یعنی بزرگیوں (کے حاصل کرنے کے خیال) کو چھوڑ، ان کی طلب کے لئے سفر نہ کر۔ اور بیٹھا رہ کہ تو تو صرف کھانے پینے اور کپڑے پہننے والا ہے۔" تو اس کی شکایت لے گئے زبرقان عمرؓ کے پاس۔ تو عمرؓ نے اس قول کے بارے میں حسان بن ثابتؓ سے سوال کیا تو اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیشک یہ ان کی ہجو اور توہین ہے اُس کی طرف سے۔ تو عمرؓ نے اس شاعر کو ایک تہ خانہ میں قید کر دیا یہاں تک کہ آپ سے اُس کی سفارش کی عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور زبیرؓ نے تو اُس کو یہ عہد اور وعدہ لینے کے بعد کہ آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہ کرے گا آپ نے رہا کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق اعظمؓ لوگوں کے اخلاق (قومی و طبعی) کی شناخت اور اُن کی ہمت کی آخری

www.kitabghar.org

ایشان و دانستنِ مرتبہ ہر یکے کہ اورا دران می باید داشت حذاقتے عجیب داشتہ و آن یکے از خوارقِ عاداتِ اورضی اللہ عنہ میتوان شمرد و در اصل رکنِ اعظمِ خلافت ہمین خصلت است و درحق ہر شخصے ہر کلمہ کہ گفتہ است بالآخر مصداقِ ہمان کلمہ ازوے بظہور آمد فی الاستیعاب كَتَبَ الی النّعمان بن مُقرن اَسْتَشِرْ و اسْتَعِنْ فی حربک بطُلَيحۃ و عمرو بن معدیکرب ولا تُوَلّهما من الامرِ شيئاً فان كلَّ صانعٍ اعلم بصَنَاعَتِہ و فے الاستیعاب کعب بن سور کان جالسًا عند عمر فجاءت امرأۃ فقالَت مارأیتُ قطُّ رجلاً افضلَ من زوجی انّہ لیَبِیتُ لیلتہٗ قائماً و یظلّ نہارَہٗ صائماً فے الیوم الحارّ ما یُفطِر فاستغفر لہا عُمر و اثنے علیہا وقال مثلکِ اَثنےٰ بالخیر و قالہٗ فاستحیت المرأۃ وقامت راجعۃً (فالعدم فہم عمر مرادہا ۱۲) فقال کعب بن سور یا امیر المؤمنین ہلّا اعدیت (مدد نکردی ۱۲) المرأۃ علے زوجہا اذ جاءتک تستعدیک (نزد تو مدد میخواست ۱۲) فقال کذلک ارادت قال نعم قال رُدّوا علیّ المرأۃ فرُدّت

حد کی پہچان اور ہر شخص کے مرتبہ کی تشخیص کا کہ اس کو جس درجہ میں رکھنا چاہیئے بڑا ملکہ رکھتے تھے اور اس کو آنجناب رضی اللہ عنہ کے خوارقِ عادات میں شمار کر سکتے ہیں اور در اصل خلافت کا رکنِ اعظم یہی خصلت ہے اور جس شخص کے حق میں آپ نے کوئی کلمہ فرما دیا ہے بالآخر ظہور میں آگیا ہے کہ وہ اس کلمہ کا مصداق ہے۔ استیعاب میں ہے کہ آپ نے نعمان بن مقرن کو لکھا کہ اپنی جنگ کے امور میں مشورہ اور مدد لیتے رہو طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب سے اور ان دونوں کو اس امر میں کسی چیز کا اختیار نہ دینا۔ کیونکہ ہر ایک اپنی ہی کاریگری کو بخوبی جانتا ہے۔ اور استیعاب میں ہے کہ کعب بن سور عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آکر کہنے لگی کہ اپنے شوہر سے زیادہ صاحبِ فضیلت میں نے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ وہ تمام رات جاگتا ہے (نماز میں کھڑا رہ کر) اور گرم دنوں میں بھی کچھ نہیں کھاتا ہمیشہ روزے رکھتا ہے تو عمرؓ نے اس عورت کو دعا دی اور اس کی تعریف کی اور کہا کہ تجھ جیسی ہی کو یہ زیبا ہے کہ بھلائی کے ساتھ تعریف کرے اور اس کی خیر کا ذکر کرے۔ وہ عورت جھینپ گئی اور اٹھ کر چلی گئی۔ تو کعب بن سور نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے اس عورت کی اس کے شوہر کے مقابلہ پر مدد نہ فرمائی کیونکہ وہ آپ سے مدد مانگنے آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا اس کی یہ مراد تھی؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اس عورت کو لوٹاؤ تو وہ واپس لائی گئی۔ آپ نے

ع۵ یعنی دونوں لڑائی کے فنون سے تو خوب واقف ہیں مگر سیاسی سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ یہ وہی طلیحہ اسدی ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدعی نبوت بھی بن چکے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تلوار نے ان سے توبہ کرائی تھی اور عمرو بن معدیکرب بھی ان کے ہمنوا بن کر مرتد ہو گئے تھے اور آخر کار تائب ہو کر دوبارہ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ دونوں شجاعت میں اونچا درجہ رکھتے تھے۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد پھر بیش بہا مجاہدانہ خدمات کرتے رہے اور اسلام پر قائم رہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قال لها لابأس بالحق ان تقوليه انّ هذا
زعم انك جئت تشكين انه يجتنب
فراشك قالت اجل انّى امرأة شابّة
وانّى ابتغى ما يبتغى النساء فارسل
الى زوجها فجاء وقال لكعب اقض
بينهما فقال امير المؤمنين احقّ بان
يقضى بينهما فقال عزمت عليك
لتقضينّ بينهما فانك فهمت من
امرهما مالم افهم قال فانّى ارى
لها يوما من اربعة ايام كانّ لزوجها
اربع نسوة فاذا لم يكن غيرها فانّى
اقضى له بثلثة ايام ولياليها
يتعبّد فيهن ولها يوم وليلة فقال
عمر والله ما رايك الاول باعجب الىّ
من الآخر اذهب فانت قاض على
البصرة وفى الاستيعاب النعمان بن مقرن
قدم المدينة من عند سعد بفتح القادسية
وورد حينئذ على عمر اجتماع
اهل اصبهان وهمدان والرّى و
آذربيجان ونهاوند فاقلقه و
شاور اصحاب النبى صلى الله عليه
وسلم فقال له علىّ بن
ابى طالب ابعث الى اهل
الكوفة فيسير ثلثاهم و
يبقى ثلثهم

اُس سے فرمایا کہ سچی بات میں کوئی ڈر نہیں اگر تو اُس کو کہدے۔
اس شخص نے یہ سمجھا ہے کہ تو یہ شکایت لے کر آئی تھی کہ تیرا
شوہر تیرے بستر سے الگ رہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں میں ایک جوان
عورت ہوں اور مجھے بھی اس امر کی خواہش ہوتی ہے جس کی سب
عورتوں کو ہوتی ہے۔ تو آپ نے اُس کے شوہر کو بلوایا۔ وہ آگیا۔
اور کعبؓ سے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو اُنھوں
نے کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا بڑا حق امیر المؤمنین کا
ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے طے کرلیا ہے کہ اس کا فیصلہ تم
ہی کرو کیونکہ تم ہی سمجھے ہو ان دونوں کے امر کو جسے میں نہیں
سمجھا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر میری رائے تو یہ ہے کہ اس عورت
کے لئے ہر چار دنوں میں سے ایک دن ہونا چاہیئے گویا اس کے
شوہر کے پاس چار بیویاں ہیں تو جب کہ اس کے سوا اور کوئی بیوی
نہیں تو اس کے لئے میں تین دن اور تین راتوں کا حق تجویز
کرتا ہوں کہ وہ ان میں عبادت کرتا ہے اور اس عورت کے لئے
ایک دن اور ایک رات۔ تو عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم تمھاری پہلی
رائے میرے نزدیک اس دوسری رائے سے زیادہ عجیب نہیں (یعنی
یہ اُس سے بھی بڑھ گئی) جاؤ۔ اب تم بصرہ پر قاضی بنا دیئے گئے۔
اور استیعاب میں ہے کہ نعمان بن مقرن سعدؓ کے پاس سے فتح
قادسیہ کی خبر لے کر مدینہ میں آئے اور اسی زمانہ میں حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل اصبہان وہمدان واہل رے و
اذربیجان ونہاوند کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو
بے چین کردیا اور آپ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ
کیا تو آپ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اہل
کوفہ کے پاس حکم بھیجیں (وہاں جس قدر مجاہدین ہیں) اُن کے
دو تہائی مقابلہ کے لئے روانہ ہوجائیں اور ایک تہائی بال بچوں

www.KitaboSunnat.com

www.kitabghar.org

على ذراريهم و ابعث الى اهل البصرة
قال فمن استعمل عليهم اشر علیّ
فقال انت افضلنا رأيا و اعلمنا
فقال لاستعملن عليهم رجلا يكون له
فخرج الى المسجد فوجد النعمان بن
مقرن يصلى فسرحه (ارسله) وأمره وكتب
الى اهل الكوفة بذلك وقد روى
انه قال ان قتل نعمان فحذيفة
فان قتل حذيفة فجرير ففتح الله
عليه اصبهان فلما اتى نهاوند
كان اول صريع و اخذ الراية حذيفة
ففتح الله عليهم فلما جاء نعيه (خبر مرگ)
خرج عمر ينعاه الى الناس على
المنبر و وضع يده على رأسه يبكى
و این روایت از اصح روایات است و
روایت دیگر آنکہ نعمان در اعمال کوفہ
بود حضرت فاروق رض از ہمان موضع اورا
بر امارتِ لشکر مامور فرمود و فی
الاستیعاب عبد الله بن الارقم

کی حفاظت کے لئے وہیں باقی رہیں۔ اور اہل بصرہ کے پاس حکم بھیجیں (کہ وہ بھی جنگ کے لئے روانہ ہوجائیں) آپ نے فرمایا کہ یہ بھی مشورہ دو کہ ان سب پر سپہ سالار کس کو بناؤں ؟ تو علی رض نے کہا کہ آپ رائے اور معلومات میں ہم سے افضل ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو ان پر سردار بنانا چاہتا ہوں جو اس کام کا اہل ہو۔ پھر آپ مسجد کی طرف گئے تو آپ نے نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو آپ نے اُن کو روانہ کیا اور اُن ہی کو امیر بنایا اور اہل کوفہ کو وہی (دو ثلث فوج کی روانگی کا) حکم لکھا۔ اور مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر نعمان رض قتل ہوجائیں تو حذیفہ رض امیر لشکر ہوں پھر اگر حذیفہ بھی قتل ہوجائیں تو جریر رض پھر اللہ تعالیٰ نے نعمان رض کے ہاتھ پر اصفہان فتح کرادیا۔ جب نہاوند پر حملہ کیا تو پہلے مقتول ہی ہوئے اور جھنڈا حذیفہ رض نے سنبھالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمائی اور جب نعمان رض کی موت کی خبر پہنچی تو عمر رض نکل کر منبر پر آئے اور اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور روتے ہوئے اُن کی موت کی خبر لوگوں کو سنائی، اور یہ خبر زیادہ صحیح روایات میں سے ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ نعمان رض کوفہ کے عامل تھے حضرت فاروق رض نے اسی جگہ سے اُن کو لشکر کی امارت پر مامور فرمادیا تھا۔ اور استیعاب میں ہے عبد اللہ بن ارقم (کا حال)

ع۵ عراق کی جنگ کے ذکر میں یہ بات پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رض کو سپہ سالاری سے ہٹاکر مدینہ بُلالیا تھا اس لئے کہ ایک جماعت کو ان سے اختلاف ہوگیا تھا۔ جب یزدجرد کو یہ اطلاع پہنچی تو موقع کو غنیمت سمجھ کر کچھ حیلوں سے اصفہان و رَے و خراسان اور ہمدان و نہاوند وغیرہ کے لوگوں سے امداد لے کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر تیار کرکے فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ کردیا" اس اطلاع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پریشانی ہوئی تو صحابہ رض کو جمع کرکے آپ نے مشورہ کیا۔ یہ بھی لکھا جاچکا ہے کہ مدائن کی آب و ہوا کے عربوں کے مزاج کے ناموافق ہونے کی اطلاع جب حضرت سعد رض نے آپ کو دی تھی تو آپ نے کوفہ کو چھاؤنی قرار دے کر افواج کو وہاں بھیجدیا تھا اور کچھ حصّہ کو بصرہ۔ بھیجدیا تھا اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ مشورہ دیا کہ ان مقامات سے دو ثلث افواج کو مقابلہ کے لئے روانگی کا حکم بھیجدیا جاتے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور بجائے سعد رض کے نعمان بن مقرن کو سپہ سالار بنایا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قال مالک بلغنی انہ وردَ علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کتابٌ فقال من یُجیبُ عنی فقال عبد اللہ بن الارقم انا فاجابَ عنہ و اُتی بہ الیہ فاَعجبہ و اَنفذَہٗ و کانَ عمر حاضرًا فاعجبہ ذلک من عبد اللہ بن الارقم فلم یزل لہ ذلک فی نفسِہ یقول اَصابَ ما اَرادَ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلمّا وُلّی عمر استعملہ علے بیتِ المالِ و کان عُمر یقول ما رأیتُ احدًا اخشیٰ للہ من عبد اللہ بن الارقم و قالَ عُمر لہ لو کانَ لک مثلُ سابقۃِ القوم ما قدمتُ علیک احدًا ۔ و فی الاستیعاب بعثَ عُمر بن الخطاب عبد اللہ بن مسعود الی الکوفۃ مع عمار بن یاسر وکتبَ الیہم انّی قد بعثتُ الیکم بعمار بن یاسر امیرًا و عبد اللہ بن مسعود مُعلّماً و وزیرًا و ہُما من النجباء من اَصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم من اہلِ بدرٍ فاقتدُوا بہما و اسمعوا من قولہما و قد آثرتُکم بعبدَ اللہِ علے نفسی قالَ عُمر فی عبد اللہ بن مسعود کُنیفٌ مُلِیَ علماً و فی الاستیعاب عن ابن عبّاس قال بینا انا امشی مع عُمر یومًا اِذ تنفّس نفسًا ظننتُ انہ قد قُضِبَتْ (تقضّبت) اضلاعہ

کہا مالکؒ نے مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب کون لکھے گا تو عبد اللہ بن الارقمؓ نے کہا کہ میں۔ پھر آپؐ کی طرف سے جواب لکھ کر لاتے تو آپ نے اُس کو بہت پسند کیا۔ اور اسی کو روانہ کر دیا۔ اور عمرؓ حاضر تھے تو اُن کو عبد اللہ بن الارقمؓ کا یہ کام عجیب معلوم ہوا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ خیال کرتے تھے کہ کس خوبی کے ساتھ اُنھوں نے صحیح رائے قائم کر لی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا جواب دینے کا ارادہ کیا ہے تو جب عمرؓ خلیفہ ہوتے تو اُنھوں نے ان کو بیت المال پر عامل بنایا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عبد اللہ ابن الارقمؓ سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا اور عمرؓ نے اُن سے فرمایا کہ اگر تمھاری سبقتِ اسلام دوسرے لوگوں جیسی ہوتی تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا (عبد اللہ ابن الارقم زہری قریشی فتحِ مکّہ کے سال میں اسلام لائے تھے)۔ اور استیعاب میں ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو عمّار ابن یاسرؓ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور کوفہ والوں کو لکھا کہ میں تمھارے پاس بھیج رہا ہوں عمار بن یاسرؓ کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو معلّم اور وزیر بنا کر اور وہ دونوں شرفاء اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہلِ بدر میں سے ہیں تو تم ان دونوں کی اقتدا کرو اور ان دونوں کی بات مانو اور عبد اللہؓ کو تو مَیں تمھارے لئے اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں کہ وہ علم سے بھرا ہوا تھیلا ہے۔ اور استیعاب میں ہے مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ میں ایک دن عمرؓ کے ساتھ ٹہل رہا تھا اس دوران میں اُنھوں نے اتنا لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ بس ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں

www.kitabghar.org

فقلتُ سُبحانَ اللہ واللہِ ما اَخرجَ هذا مِنکَ یا امیرَ المؤمنین اِلاَّ امرٌ عظیم قال ویحکَ یا ابنَ عباس ماادری ما اَصنعُ بِاُمّۃِ محمدٍ صلے اللہ علیہ وسلم قلتُ ولِمَ واَنت بحمد اللہ قادرٌ اَن تضعَ ذٰلک مکانَ الثقۃِ قالَ انّی اراکَ تقولُ ان صاحبک اولے الناسِ بہا یعنے علیًّا قلتُ اجل واللہِ انّی لاقولُ ذٰلک فے سابقتہٖ و علمہٖ و قرابتہٖ وصہرہٖ قال انّہٗ کما ذکرتَ ولکنہٗ کثیرُ الدُّعابَۃِ (مزاح وظرافت ۱۲) فعثمانُ قال واللہِ لو فعلتُ لَجعلَ بنے ابی مُعَیط علٰے رِقاب الناس یعملونَ فِیھِم بمعصیۃِ اللہ واللہِ لو فعلتَ لفعلَ و لو فعلَ لفعلوا فوَثَبَ الناسُ الیہِ فقتلوہُ قلتُ طلحۃ بن عُبید اللہ قال الاُکَیسِعُ ھو اَزھٰے من ذٰلک ما کانَ اللہُ

تو میں نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنین واللہ آپ کے اندر سے ایسا سانس نہیں نکلا ہے مگر کسی امرِ عظیم نے۔ فرمایا کیا کہوں اے ابن عباس رضؓ میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ امتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا کام کروں۔ میں نے کہا اور یہ کیسے۔ آپ اللہ کا شکر ہے اس پر قادر ہیں کہ ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو رکھدیں۔ کہا کہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو آپ حضرت علی رضؓ کو مراد لے رہے تھے، میں نے کہا کہ ہاں واللہ میں ان کے سابقہ اعمال اور اُن کے علم اور اُن کی قرابت اور اُن کے داماد ہونے کی وجہ سے اُن ہی کے لئے یہ کہہ رہا ہوں۔ فرمایا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا، لیکن وہ بکثرت ہنسی مذاق کی باتیں کرنے والے ہیں۔ (ایسا شخص بے رُعب ہوتا ہے اور خلافت کے لئے رُعب ضروری ہے) میں نے کہا تو عثمان رضؓ موجود ہیں تو بولے کہ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ابو مُعیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگیں گے۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کرینگے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمان رضؓ پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ۔ تو فرمایا کہ اُکَیسِع (چھوٹا کُسَعی)ع لیعنی غلط کار بلکہ وہ اس سے بھی بڑھا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ

ع کُسَعی ایک شخص تھا کُسَیعہ یا بنی الکسع کا۔ عرب کے لوگ شرمندگی اور ندامت میں اس کی مثال لاتے ہیں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اس نے ایک عمدہ کمان تیار کی تھی اور وہ بڑا تیر انداز تھا۔ رات کو تاریکی میں بیٹھ کر اس نے گدھوں کو تیر مارے اور ہر ایک تیر گدھے میں سے پار ہو کر پہاڑ کے پتھر پر لگا اُس میں سے آگ نکلتی رہی۔ وہ یہ سمجھا کہ میرے تیروں نے خطا کی اور نشانے پر نہ لگے اور غصہ میں آکر کمان توڑ ڈالی یا اپنی اُنگلی کاٹ لی۔ جب صبح کی روشنی ہوتی تو دیکھتا ہے کہ تمام گدھے خون آلودہ پڑے ہوتے ہیں اور تیر اُن کے پار نکل کر خون میں لتھڑے ہوتے ہیں اُس وقت اس کو سخت ندامت ہوئی۔ اُس روز سے یہ مثل ہو گئی۔ لطیفہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے قصہ میں طلحہ رضؓ نے خود بھی اپنے حق میں یہی لفظ استعمال کیا تھا یعنی نَدامۃٌ نَدَامَۃَ الکُسَعِی یعنی میں عثمان رضؓ کے مقدمہ میں کُسَعی کی طرح شرمندہ ہوں ۱۲ مترجم از لغاتِ حدیث

www.kitabghar.org

لیریئنے أو لیسہ أمر أمۃ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم وہو ملی مافیہ من الزہو
قلت الزبیر بن العوام قال اذاً
یلاطم الناس فی الصاع
و المد قلت سعد بن ابی وقاص
قال لیس بصاحب ذلک ذاک
صاحب مقنب یقاتل فیہ قلت
عبدالرحمن بن عوف قال نعم الرجل
ذکرت ولکنہ ضعیف عن ذلک واللہ
یا ابن عباس ما یصلح لہذا الامر الا القوی
فی غیر عنف واللین فی غیر ضعف
الجواد فی غیر سرف الممسک فی غیر
بخل قال ابن عباس کان عمر کذلک
واللہ وفی الاستیعاب ذم معاویۃ
عند عمر یوما فقال دعونا من ذم
فتی قریش من یضحک فی الغضب و
لاینال ما عندہ الا علی الرضی و
لایؤخذ مافوق راسہ الا من تحت
قدمیہ وفی الاستیعاب استشار
عمر الصحابۃ فی رجل یوجہہ الی
العراق فاجمعوا جمیعا علی
عثمان بن حنیف وقالوا ان
تبعثہ الی اہم من ذلک

ایسا نہ کرے گا کہ میری یہ رائے کردے کہ میں اُمتِ محمدی صلے اللہ
علیہ وسلم کی تولیت اُس کے سپرد کردوں اور وہ اپنی اُسی صفتِ
خودپسندی پر ہو۔ میں نے کہا کہ زُبیر بن العوام۔ تو کہا کہ اگر وہ
ہوا تو ہمیشہ لوگوں کے (چھوٹی چھوٹی باتوں) صاع اور مُد
کے بارے میں طمانچے مارتا پھرا کرے گا (یعنی امورِ مہمہ پر توجہ نہ
دے گا) میں نے کہا سعد بن ابی وقاص۔ تو کہا کہ وہ اس کا اہل
نہیں وہ جنگی سواروں میں کا شخص ہے۔ میں نے کہا عبدالرحمٰن
ابن عوف۔ فرمایا کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا
لیکن وہ اس ذمہ داری سے ضعیف ہے۔ اے ابن عباسؓ اس
امر کے لئے کوئی صالح نہیں مگر ایسا طاقتور شخص جس میں سخت
مزاجی نہ ہو اور ایسا نرم مزاج جس میں ضعف نہ ہو اور ایسا
جواد (یعنی سخی) جس میں فضول خرچی نہ ہو اور ایسا مُمسِک (ہاتھ
روک کر خرچ کرنے والا) جس میں بخل نہ ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا
کہ واللہ عمرؓ ایسے ہی تھے۔ اور استیعاب میں ہے کہ ایک دن
معاویہؓ کی بُرائی کی گئی عمرؓ کے سامنے تو فرمایا کہ ہمارے سامنے
ایسے قریشی جوان کی مذمت نہ کرو جو غصہ کی حالت میں ہنسا کرتا ہے
اور جو چیز بھی اُس کو دی جاتی ہے (یا جو حالت اس پر پہنچائی جاتی
ہے) وہ اس پر راضی اور خوش ہوتا ہے۔ اور کوئی ایسی چیز اُس
سے نہیں لی جاتی جو اُس کے سر کے اوپر ہو مگر وہ اُس کے قدموں
کے نیچے کی ہوگی ؎ اور استیعاب میں ہے کہ عمرؓ نے صحابہؓ سے
ایسے شخص کے بارے میں مشورہ طلب کیا جس کو عراق کی طرف روانہ
کیا جائے۔ تو سب نے اتفاق کیا عثمان بن حُنیف پر اور کہا کہ آپ
ان کو کبھی نہیں بھیجیں گے کسی ایسے کام پر جو اس سے بھی زیادہ اہم ہو

ع۵ یہ حضرت معاویہؓ کی سیرچشمی اور سخاوت کی تعریف ہے کہ اگر اس سے اُس کی ایسی عزیز چیز مانگی جائے جس کو وہ سر پر رکھے ہوئے ہو تو اس طرح بغیر رکاوٹ بخش دے گا جیسے کوئی پیش افتادہ شے کو اُٹھا کر کسی کو دیدے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

فانّ لہٗ بصرًا و عقلاً و معرفۃً و تجربۃً فاسرعَ عمر الیہ فولاّہ مساحۃَ الارضِ فضربَ عثمان علٰی کُلّ جَرِیْبٍ من الارض ینالہُ الماءَ عامرٍ اَوْ غامرٍ درہماً و قفیزًا فبلغتْ جبایۃ سوادِ العراقِ قبل اَن یموت عمر مائۃ الفِ الفٍ ونیفاً (یعنے چندے زائد) و فی الاستیعاب ایضًا کان عتبۃ بن غزوانَ اوّل مَن نزلَ البصرۃ من المسلمین و ہو الّذی اختطّہا (جدا کرنا زمین اورا) و قالَ لہٗ عُمر لما بعثہ الیہا یاعُتبۃُ اِنّی اُرید ان اُوجّہک لتقاتلَ بلدَ الحیرۃ لعلَّ اللّٰہ یفتحہا علیکمُ فسِرْ علٰی برکۃ اللّٰہ و یُمْنہٖ اتّقِ اللّٰہ ما استطعتَ و اعلم انکَ تأتی حومۃ (وسط) العدوِّ و اَرجو اَن یُعِیْنَکَ اللّٰہ علیہم و یکفیکہم و قد کتبتُ الی العلاء الحضرمی اَن یُمِدَّک بعرفجۃ بن خزیمۃ و ہو ذو مُجاہدۃٍ للعدوِّ و مُکایدۃٍ۔

(مگر آپ کو ثابت ہو جائے گا) کہ بیشک وہ اہلِ بصیرت اور صاحب عقل و معرفت اور تجربہ کار ہے تو عمرؓ نے فوراً اُن کو بلایا اور اُن کو زمین کی پیمائش کا عہدہ سپرد کر دیا۔ (یعنی مہتمم بندوبست بنایا) تو عثمان نے لگان مقرر کیا ہر جریب (۴۴ گز) پر جس کو پانی پہنچتا ہے خواہ وہ زمین مزروعہ ہو (آباد) یا غیر آباد (مگر قابل زراعت) ہو اُس پر مال گزاری ایک درہم اور ایک قفیز (ناپ کا پیمانہ) غلّہ قائم کیا۔ تو سواد (سرسبز علاقہ) عراق کی مالگزاری حضرت عمرؓ کے انتقال سے پہلے دس کروڑ سے اُوپر پہنچ گئی تھی[ع۵]۔ اور استیعاب میں یہ بھی ہے کہ عتبہ بن غزوان مسلمانوں میں کے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں اُترے اور یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے اُس کی حد بندی کی اور اُن کو عمرؓ نے فرمایا تھا جب اُن کو ادھر بھیجا کہ اے عتبہ! میں تم کو بھیجنے کا ارادہ کر رہا ہوں تاکہ تم اہلِ حیرہ سے قتال کرو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمھارے ہاتھ پر فتح کرے گا اب تم اللہ کی برکت و خیر کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اپنے مقدور بھر اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ خوب سمجھ لو کہ تم دشمن کے وسط میں پہنچ رہے ہو اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ اُن کے مقابلہ پر تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لئے کافی ہو جائے گا اور میں نے علاء الحضرمی کو لکھ دیا ہے کہ وہ تمھاری مدد کرے عرفجہ بن خزیمہ کے ساتھ (یعنی اس کو تمھارے پاس بھیجدے) اور وہ دشمنوں کے ساتھ خوب جہاد کرنے والا اور تن دہی کے ساتھ لڑنے والا شخص ہے تو اُس سے

ع۵ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت عمرؓ نے اگرچہ نہایت نرمی سے خراج مقرر کیا تھا لیکن جسقدر مالگزاری ان کے عہد میں موصول ہوتی زمانہ مابعد میں کبھی وصول نہیں ہوئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج پر خدا لعنت کرے کمبخت کو نہ دین کی لیاقت تھی نہ دنیا کی۔ عمرؓ بن الخطاب نے عراق کی مالگزاری دس کروڑ اٹھائیس لاکھ درہم وصول کی۔ زیاد نے دس کروڑ پندرہ لاکھ اور حجاج نے باوجود جبر اور ظلم کے صرف دو کروڑ آٹھ لاکھ درہم وصول کئے۔ مامون رشید کا زمانہ عدل و انصاف کے لئے مشہور ہے لیکن اس عہد میں بھی عراق کے خراج کی تعداد ۵ کروڑ ۴۸ لاکھ درہم سے کبھی نہیں بڑھی ۲ مترجم از "الفاروق"

www.kitabghar.org

تشاوره و ادعُ الی اللہ فمن اجابک
فاقبل منہ ومن ابیٰ فالجزیۃ عن ید
مذلۃ وصغار والا فالسیف فی غیر
موادۃ واستنفر من مررت بہ من العرب
وحثّھم علی الجہاد وکآبۃ العدو واتق اللہ
ربک فافتتح عتبۃ بن غزوان الابلۃ
ثم اختط البصرۃ وفی الاستیعاب من
حدیث الشعبی ان عدی بن حاتم قال
لعمر اذ قدم علیہ ما اظنک تعرفنی قال
وکیف لا اعرفک واول صدقۃ
بیّضت وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صدقۃ طیّ اعرفک آمنت
اذ کفروا واقبلت اذ ادبروا و
اوفیت اذ غدروا و از انجملہ آنست
کہ نہی می فرمود نہی شدید از استعمال کفار
براعمال مسلمین فی ریاض النضرۃ ان
ابا موسی قدم علی عمرؓ ومعہ کاتب
نصرانی فرفع کتابہ فاعجب عمر ولم یعلم
انہ نصرانی فقال لابی موسی این کاتبک
ھذا حتی یقرأ الکتاب علی الناس فقال
ابو موسی یا امیر المؤمنین انہ لا یدخل
المسجد قال لم اجنب ھو قال لا
ولکنہ نصرانی فانتھرہ عمر و
قال لا تدنوھم وقد اقصاھم
اللہ ولا تکرموھم وقد اھانھم

مشورہ کرتے رہو اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہو جو اجابت کرے تم اس سے قبول کرو اور جو انکار کرے تو وہ ذلیل اور حقیر ہو کر جزیہ دے ورنہ تلوار ہے بغیر کسی ہمدردی کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ پر بھی تمہارا گزر ہو اس کے لوگوں کو جمع کرو اور ان کو جہاد کے لئے اور دشمنوں کو بے حوصلہ کرنے کے لئے آمادہ کرو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو۔ تو عتبہ بن غزوان نے ابلہ کو فتح کر لیا۔ پھر بصرہ کی حدود متعین کیں۔ اور استیعاب میں شعبی کی حدیث میں سے ہے کہ جب عدی بن حاتم حضرت عمرؓ سے آکر ملے تو انہوں نے کہا کہ میرا گمان نہیں ہے کہ آپ مجھے پہچان رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا حالانکہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکا دیا تمہا طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لائے جب کہ وہ (قبیلہ طے والے) کافر تھے اور تم ہماری طرف آئے جب انہوں نے (مرتد ہو کر) پیٹھ پھیر لی تھی اور آپ وفادار رہے جب ان لوگوں نے غدّاری کی تھی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ شدّت کے ساتھ روکا کرتے تھے کفار سے اعتماد کے کام لینے سے مسلمانوں کے معاملات میں۔ ریاض النضرۃ میں ہے کہ ابو موسیٰؓ عمرؓ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ان کا نصرانی کاتب تھا۔ تو اس نے اپنا لکھا ہوا حساب پیش کیا جس کو عمرؓ نے پسند کیا اور یہ نہ سمجھے کہ وہ نصرانی ہے۔ پھر آپ نے ابو موسیٰؓ سے کہا کہ تمہارا یہ کاتب کہاں ہے؟ کہ لوگوں کو یہ تحریر پڑھ کر سنائے۔ تو ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ وہ مسجد میں داخل نہ ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا کیوں؟ کیا وہ جنبی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا نہیں لیکن وہ نصرانی ہے تو انکو عمرؓ نے جھڑکا اور فرمایا کہ ان کو اپنے سے قریب نہ کرو جب کہ اللہ نے دور کر دیا اور ان کا اکرام نہ کرو جب ان کو اللہ نے

www.kitabghar.org

اللہ و لاتأمنوہم و قد خونہم اللہ قد نہیتکم عن استعمال اہل الکتاب فانہم یستحلون الرشا (رشوتہا ۱۲) وفی روایۃ ان عمر قال لابی موسیٰ ائتنی برجل ینظر فی حسابنا فاتاہ بنصرانی فقال لو کنت تقدمت الیک لفعلت (ای العتاب ۱۲) وفعلت سألتک رجلاً اشرکہ فی امانتی فاتیتنی بمن یخالف دینہ دینی۔

و از انجملہ آنکہ بنفسِ خود عسس (گشت) مے فرمود و اختیارِ این امر بجہت دو فائدہ بود اولے اطلاع براحوالِ رعیت تا ہر جا خللے یافتہ شود تدارکِ آن بعمل آید و ملوک عدالت پیشہ برائے ظہور این فائدہ منہیان (از انباء بمعنے خبر دادن ۱۲) و سوانح نگاران مقرر کردہ اند و فائدہ ثانیہ محافظتِ ضعفاء از دستِ بُرد سُرّاق و بادشاہانِ عادل برائے رعایت این مصلحت عسس و شُرَط قرار دادہ اند و ہمچنین ہر مصلحتے کہ ملوک برائے آن شخصے (سرہنگان ۱۲) را معین ساختہ اند حضرت فاروق رض بنفسِ نفیس خود تا مدتے التزام مباشرت آن مے فرمود تا بر تغیر و تطہیر آن مصالح مطلع شود و ضابطہ برائے آن قرار دہد و ازین قبیل است حکایت تعہد نساء غزاۃ و خلف قافلہ گشتن او رضی اللہ عنہ و اورا رضی اللہ عنہ در اوقاتِ عسس اتفاقات عجیبہ روئے دادہ است در ضمن دو سہ حکایت تقریر آن عجائب کنیم۔

ذلیل کردیا اور ان کو امین نہ بناؤ جب کہ اللہ نے ان کو خائن قرار دیا۔ میں تم کو روک چکا ہوں اہلِ کتاب کو معتمدِ کار بنانے سے کہ یہ لوگ رشوتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ عمر رض نے ابو موسیٰ رض سے کہا کہ ہمارے پاس ایسا شخص لے کر آؤ جو ہمارے حساب کی پڑتال کرے تو وہ اُن کے پاس ایک نصرانی کو لے گئے تو فرمایا کہ اگر میں تجھ پر پیشقدمی کرتا تو ایسا کرتا اور ایسا کرتا۔ میں نے تجھ سے ایسے شخص کا سوال کیا تھا جس کو اپنی امانت میں شریک کرسکوں تو میرے پاس ایسے شخص کو لے آیا جس کا دین میرے دین کے خلاف ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بذاتِ خود گشت کیا کرتے تھے اور اس کام کو دو(۲) فائدوں کے لئے اختیار کیا تھا۔ پہلا(۱) فائدہ رعیّت کے حالات پر مطلع رہنا تاکہ جہاں بھی کوئی رخنہ واقع ہو تو اُس کا تدارک عمل میں آجائے اور شاہانِ عادل نے اس مفاد کے لئے مُخبرین اور سوانح نگاروں کو مقرر کیا ہے۔ اور دوسرا(۲) فائدہ ہے ضُعفاء کی حفاظت چوروں کی دستِ بُرد سے اور بادشاہانِ عادل نے اس مصلحت کے لئے کوتوال اور سپاہی مقرر کئے ہیں اور اُسی طرح جن مصلحتوں کے لئے بادشاہوں نے ایک شخص کو معین کیا ہے حضرت فاروق رض نے خود بنفسِ نفیس ان کاموں کے کرنے کا التزام کیا ہے تاکہ ان مصالح کی ہر طرح کی چھوٹی چھوٹی جزئیات پر بھی مطلع ہوجائیں اور اُن کے پیشِ نظر ضابطے مقرر کردیں اور اسی قسم میں سے ہیں غازیوں کی بیویوں کی خبرگیری فرمانے کے قصے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قافلہ کے پیچھے چلنے کی حکایتیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گشت کے اوقات میں عجیب اتفاقات پیش آتے ہیں۔ دو تین حکایتوں کے ضمن میں ہم ان عجائبات کا بیان کرتے ہیں۔

عن زيد بن اسلم عن ابيه قال خرجت مع عمر فی السوق فلحقته امرأة شابة فقالت يا امير المؤمنين هلك زوجی و ترک صبية صغاراً والله ما ينضجون كراعاً ولا لهم ضرع ولا زرع وخشيت عليهم الضبعة وانا ابنة خفاف بن ايماء الغفاری وقد شهد ابی الحديبية مع النبی صلی الله عليه وسلم فوقف معها ولم يمض وقال مرحباً بنسب قريب ثم انصرف الی بعير ظهير كان مربوطاً فی الدار فحمل عليه غرارتين ملأهما طعاماً وجعل بينهما نفقة وثياباً ثم ناولها خطامه فقال اقتاديه فلن يفنی هذا حتی يأتيكم بخير فقال الرجل يا امير المؤمنين اكثرت لها فقال ثكلتك امك والله انی لأری ابا هذه واخاها وقد حاصرا حصناً زماناً فافتتحاه ثم اصبحنا نستفیء سهمانهما اخرجه البخاری وفی الرياض عن ابن عمر قال قدمت رفقة من التجار فنزلوا المصلی (عیدگاہ بیرون شہر) فقال عمر لعبد الرحمن هل لك ان نحرسهم الليلة من السرق فباتا يحرسانهم و يصليان ما كتب الله

روایت ہے زید بن اسلم سے اُنھوں نے روایت کیا اپنے باپ سے کہا کہ میں عمرؓ کے ساتھ بازار گیا تو اُن سے آکر ملی ایک جوان عورت اور اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرا شوہر ہلاک ہو گیا اور اُس نے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں واللہ نہ اُنھیں گوشت کا ٹکڑا میسّر ہے اور نہ اُن کے پاس دودھ دینے والا کوئی جانور ہے اور نہ کھیتی ہے اور مجھے ان کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ اور میں خفافؓ بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور وہ حدیبیہ میں حاضر تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ تو عمرؓ اُس کے پاس ٹھہرے اور آگے نہیں گئے۔ اور فرمایا کہ بہت اچھا نسب ہے قریب کا (یعنی جس کو ہم جلد پہچان گئے) پھر ایک باربرداری کے اُونٹ کی طرف لوٹے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اُس کے اُوپر دو بورے لادے۔ دونوں کھانے کی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے اور اُن کے درمیان نقدی بھی تھی اور کپڑے بھی تھے پھر اُس عورت کو اُونٹ کی مُہار پکڑوادی اور فرمایا کہ اس کو ہنکا لیجا۔ یہ ختم نہ ہوگا کہ تیرے پاس اور مال پہنچ جائے گا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے اُس کو بہت دیدیا۔ آپ نے فرمایا تجھے تیری ماں روئے واللہ میں دیکھ رہا ہوں اس عورت کے باپ کو اور بھائی کو اور ان دونوں نے ایک قلعہ کا ایک زمانہ سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر اُنھوں نے اُسے فتح کرلیا پھر ہم صبح کو ان دونوں کے حصے لوٹا رہے تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ریاض میں ہے کہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہا کہ تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور وہ لوگ عیدگاہ پر ٹھہرے تو عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کہ کیا آپ ہمارا ساتھ دینگے اس میں کہ آج رات ہم ان لوگوں کی چوروں سے حفاظت کریں تو یہ دونوں تمام رات جاگتے اور ان لوگوں کی حفاظت کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان دونوں کے لئے

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

لها فسمع عمر بكاء صبي فتوجه نحوه
فقال لامه اتقي الله واحسني الى
صبيك ثم عاد الى مكانه فسمع بكاءه
فعاد الى امه فقال لها مثل ذلك
ثم عاد الى مكانه فلما كان من آخر
الليل سمع بكاءه فاتى امه و
قال ويحك اني لاراك ام سوء
مالي ارى ابنك لا يقر (قرار نمی گیرد ۱۲) منذ الليلة
قالت يا عبد الله قد ابرمتني (تنگ کردی ۱۲) منذ
الليلة اني اريغه (خوگر میکنم ۱۲) على
الفطام (ترک شیری ۱۲) فيابى قال ولم قالت لان
عمر لا يفرض الا للمفطم قال فكم له
قالت كذا وكذا شهرا قال لا تعجليه فصلى
الفجر وما يستبين الناس ثم
غلبه البكاء فلما سلم قال
يا بؤسا لعمر كم قتل من اولاد
المسلمين ثم امر مناديا ينادي
ان لا تعجلوا صبيانكم على
الفطام وانا نفرض لكل مولود في
الاسلام وكتب بذلك الى
الآفاق ان يفرض لكل مولود
في الاسلام اخرجه صاحب
الصفوة وفيه عن عروة بن
رويم قال بينا عمر بن
الخطاب

مقدر کر دی تھی۔ تو عمرؓ نے (گشت پر جاتے ہوئے) ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی طرف توجہ کی۔ پھر اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچہ کے ساتھ نیک برتاؤ کر پھر اپنے مقام کی طرف واپس ہوئے تو پھر بچے کے رونے کی آواز سنی پھر اس کی ماں کی طرف پہنچے اور پھر اس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ پھر (گشت کرتے ہوئے) اپنی جگہ کی طرف لوٹے۔ پھر جب آخر شب کا وقت آیا تو پھر آپ نے اس بچہ کی رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں کے پاس پہنچے اور فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو بہت بری ماں ہے۔ کیا ہوا کہ میں تیرے بچے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آج کی رات اتنا بے قرار ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے تو نے بھی مجھے آج رات تنگ کر دیا۔ میں اس کو دودھ چھڑانے کی عادت ڈال رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں۔ آپ نے کہا اور کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ عمرؓ وظیفہ نہیں دیتا مگر اس بچہ کو جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے مہینے کی۔ فرمایا کہ اس کے ساتھ جلدی نہ کر۔ پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھی (یعنی شروع کی) درآں حالیکہ لوگ واضح طور پر نظر نہیں آتے تھے (یعنی اول وقت) پھر ان پر گریہ غالب آگیا تو جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ کس قدر بربادی ہے عمرؓ کی۔ مسلمانوں کے بچوں میں سے اس نے کتنوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ یہ اعلان کرے کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو (اب) مسلمانوں کے ہر بچہ کا وظیفہ مقرر کر دینگے۔ اور جملہ اطراف ملک میں احکام بھیج دیئے کہ اسلام میں کے ہر بچے کا پیدائش کے ساتھ ہی وظیفہ مقرر کر دیا جاتے۔ اس کو صاحب الصفوہ نے روایت کیا۔ اور اسی میں ہے کہ عروہ بن رویم سے مروی ہے کہ ایسے وقت جب کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو

www.kitabghar.org

يتصفح الناس يسألهم عن أمرآء أجنادهم اذ مرّ
باہل حمص فقال كيف انتم وكيف اميركم
قالوا خير امير يا اميرَ المؤمنين الّا انّہ قد بنیٰ
عِلیّۃً يكونُ فيها فكتب كتاباً وارسل
بريداً وأمره اذاجئتَ بابَ عليۃ فاجمع
حَطَباً واحرقُ باب عليّۃ فلما قدم جمع حطباً
واحرق بابَ العليّۃ فدخل عليہ الناسُ و
ذكروا انّ ہٰہنا رجلاً يُحرِقُ بابَ عليتكَ
فقالَ دَعوه فانّہ رسولُ اميرَ المؤمنين
ثمّ دخلَ عليہ فناولہ الكتاب من
يده فلم يَضَعِ الكتاب من يده حتےٰ
ركب فلمّا رآه عُمر قال احبسوه
عنّي فے الشمسِ ثلٰثۃَ ايّامٍ فحُبس عنہ
ثلٰثا حتےّ اذا كان بعدَ ثلٰث قال يا ابن
فرط الحَقْني الى الحرّۃ وفيها اہل الصّدقۃ
وغنمها حتے اذا جآءہ الحرّۃَ القٰی
عليہ نمرۃً وقالَ انزع ثيابكَ
واتّزِرْ بہٰذه ثم ناوَلہ الدّلْوَ
فقالَ اسقِ ہٰذه الابل فلم يفرغ
حتے تَعِبَ فقالَ يا ابن فرط متےٰ
كانَ عہدُكَ بہٰذا قال كَلِياً يا اميرَ
المؤمنين قال فلہٰذا بنيتَ العِليۃَ و
اَشرفتَ بہا علے المسلمين والارملۃِ
واليَتيم ارجع الى عملكَ
ولاتعُدْ وفيہ

غور کے ساتھ دیکھ رہے اور ان سے ان کے لشکروں کے امراء کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے کہ ان کا گزر اہلِ حمص پر ہوا آپ نے ان سے فرمایا کہ تمھارا کیا حال ہے اور تمھارا امیر کیسا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ اچھا امیر ہے مگر اس نے ایک بالاخانہ بنالیا ہے جس میں وہ رہتا ہے تو آپ نے ایک خط لکھا اور قاصد کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ جب تو بالاخانہ کے دروازے پر پہنچے تو لکڑیاں جمع کر کے اُس کو پھونک دینا تو جب وہ وہاں پہنچا تو اُس نے لکڑیاں جمع کر کے بالاخانہ کے دروازے کو آگ لگادی، اس پر امیر کے پاس لوگوں نے جاکر کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو آپ کے بالاخانہ کا دروازہ پھونک رہا ہے۔ امیر نے کہا کہ اُسے چھوڑ دو کہ وہ امیر المؤمنین کا قاصد ہے پھر قاصد امیر کے پاس پہنچا تو امیر نے خط اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اُس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑا نہیں کہ سوار ہوگیا۔ جب اس کو عمر رضؓ نے دیکھا تو کہا کہ میری جانب سے اس کو تین دن دھوپ میں روکے رکھو تو اس کو تین دن دھوپ میں روکا گیا۔ جب تین دن گزر گئے تو کہا اے ابنِ فرط! مجھ سے حرّہ میں آکر مل (حرّہ مدینہ کی آبادی سے باہر ایک پتھریلا مقام ہے) اور اس میں صدقہ کے اونٹ اور بکریاں موجود تھیں۔ تو جب وہ حرّہ پہنچا تو اس کے اُوپر ایک چادر پھینک دی اور کہا کہ اپنے کپڑے اُتار اور اس کی لنگی بناکر باندھ پھر اُس کو ڈول دیا اور کہا کہ ان اُونٹوں کو پانی پلا تو وہ چند ڈول کھینچ کر تھک گیا۔ تو آپ نے کہا کہ اے ابنِ فرط! اس عہدہ پر تجھے کتنا زمانہ گزرا۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین زمانہ دراز سے ہوں۔ فرمایا تو اسی وجہ سے تم نے بالاخانہ بنایا۔ اور اُس پر چڑھ کر بیٹھے۔ سب مسلمانوں سے اور مصیبت زدوں سے، یتیموں سے اونچے ہو کر۔ اپنے عہدہ پر واپس جاؤ اور آئندہ ایسا نہ ہو۔ اور اسی میں ہے کہ

www.kitabghar.org

عن انس بن مالک بینما امیر المؤمنین
عمر یعس ذات لیلۃ اذ مر باعرابی
جالس بفناء خیمتہ فجلس الیہ
یحدثہ ویسألہ ویقول لہ ما اقدمک
ہذہ البلاد فبینا ہو کذلک اذ
سمع انینا من الخیمۃ فقال من
ہذا الذی اسمع انینہ فقال امر
لیس من شانک امرأۃ تمخض (دردزہ وارد)
فرجع عمر الی منزلہ وقال یا ام
کلثوم شدی علیک ثیابک و
اتبعینی قال ثم انطلق حتی
انتہی الی الرجل فقال لہ ہل
لک ان تأذن لہذہ المرأۃ
ان تدخل علیہا فتؤنسہا فاذن
لہا فدخلت فلم یلبث ان قالت
یا امیر المؤمنین بشر صاحبک بغلام فلما
سمع قولہا امیر المؤمنین وثب من جنبہ
فجلس بین یدیہ وجعل یعتذر الیہ
فقال لا علیک اذا اصبحت فأتنا فلما
اصبح اتاہ ففرض لابنہ فی الذریۃ
واعطاہ وفیہ عن ابن عمر ان
عمر لما رجع من الشام الی المدینۃ
انفرد عن الناس لیعرف اخبارہم
فمر بعجوز فی خبائہا فقصدہا
فقالت

انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ ایسے وقت میں کہ امیر المومنین رض ایک رات میں گشت کر رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک اعرابی پر ہوا جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا تو اس کے پاس جا بیٹھے اور اس سے باتیں کرنے لگے اور سوالات کرنے لگے اور اس سے یہ پوچھ رہے تھے کہ ان شہروں میں تیرا آنا کس وجہ سے ہوا، ابھی وہ اسی گفتگو میں تھے کہ خیمہ کے اندر سے آہستہ آہستہ رونے کی آواز سنی۔ تو آپ نے کہا کہ یہ آواز کیسی ہے جو میں سن رہا ہوں تو اُس نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے جو تم سے متعلق نہیں۔ ایک عورت ہے جس کے پیدائش کا درد ہو رہا ہے۔ تو عمر رض اپنے مکان پر لوٹ کر آئے اور (زوجہ محترمہ سے) فرمایا کہ اے ام کلثوم رض اپنے کپڑے کس کر بدن پر باندھ لو اور میرے ساتھ چلو۔ کہا کہ روانہ ہوتے اور اسی شخص کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ کیا تم اجازت دو گے اس عورت کو یہ اُس کے پاس جا کر اُس کی تسکین اور تشفی کرے تو اُس نے اجازت دیدی اور یہ اس کے پاس اندر پہنچ گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ام کلثوم رض نے کہا کہ اے امیر المومنین رض اپنے ساتھی کو لڑکے کی بشارت دیدیجئے۔ جب اُس اعرابی نے اُن کا قول امیر المومنین سُنا تو وہ کود کر آپ کے پہلو سے اُٹھا اور سامنے آبیٹھا اور آپ سے معذرت کرنے لگا۔ تو آپ رض نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں جب صبح ہو جائے تو ہمارے پاس آجانا تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے اُس کے بچے کے لئے بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اُس کو عطا کر دیا۔ اور اسی میں ہے کہ ابن عمر رض سے مروی ہے کہ جب عمر رض شام سے مدینہ لوٹ کر آئے تو لوگوں سے الگ ہو گئے تا اُن کے احوال معلوم کریں تو آپ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو اپنے خیمہ میں تھی تو اس سے پوچھ گچھ کرنے لگے تو اس نے کہا کہ

www.kitabghar.org

یاہٰذا ما فعل عمرُ قال ہو ذا قد اقبلَ من
الشّام قالت لاجزاہ اللّٰہ عنّی خیرًا قال
ویحکِ ولِمَ قالت لانّہ واللّٰہ ما نالنی من
عطائہ منذ ولی الیٰ یومنا ہٰذا دینارٌ و
لا درہمٌ قال ویحکِ و ما یدری عمر حالکِ
و انتِ فی ہٰذا الموضع فقالت سبحانَ
اللّٰہ ما ظننتُ اَن احدًا یلی علی النّاس
ولا یدری ما بینَ مشرقہا و مغربہا
فاقبلَ عمر و ہو یبکی و یقول واعمراہ
واخصوماہ کلّ احدٍ افقہُ منکَ یا عمرُ
ثمّ قال لہا بکم تبیعینہٖ ظلامتکِ منہُ
فانّی ارحمہُ من النّار قالت
لا تہزأ بنا رحمکَ اللّٰہ فقال لہا
عمر لیس بہزءٍ فلم یزل بہا حتی اشترٰی
ظلامتہا بخمسۃٍ وعشرینَ دینارًا فبینما ہو
کذٰلک اذ اقبلَ علیّ بن ابی طالب وابنُ
مسعودٍ فقالا السّلام علیک یا امیرَ
المؤمنین فوضعتِ المرأۃ یدہا علی
راسہا و قالتْ واسوأتاہ شتمتُ
امیرَ المؤمنین فی وجہہٖ فقالَ
لہا عمرُ لا علیکِ یرحمکِ اللّٰہ
قال ثمّ طلبَ عمر قطعۃَ جلدٍ
یکتبُ فیہ فلم یجدْ فقطعَ قطعۃً
من فروۃٍ کان لبسہا وکتب بسم اللّٰہ
الرّحمٰن الرّحیم ہٰذا ما اشترٰی

اے شخص عمرؓ نے کیا کیا؟ تو آپ نے کہا کہ وہ اِدھر ہی تو ہے
اور شام سے آگیا ہے تو اُس عورت نے کہا کہ خدا اُس کو میری
طرف سے جزاء خیر نہ دے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے
اور تو ایسا کیوں کہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا
ہے آج تک مجھے اُس کا کوئی عطیہ نہیں ملا نہ کوئی دینار اور نہ
درہم۔ آپ نے کہا تجھ پر افسوس، اور عمرؓ کو تیرے حال کی خبر
کیا ہے اور جب کہ تو ایسی جگہ بیٹھی ہوئی ہے۔ تو اُس نے کہا
کہ سبحان اللہ میں گمان نہیں کرتی کہ کوئی لوگوں پر والی بن
جائے اور اس کو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے آگے مشرق اور مغرب
میں کیا ہے تو عمرؓ روتے ہوئے اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہہ
رہے تھے کہ ہائے عمرؓ، ہائے کتنے دعویدار ہوں گے تجھ پر،
ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے اے عمرؓ!
پھر اُس سے فرمایا کہ تو اپنی مظلومیت کے حق کو اس کے ہاتھ
کتنے میں بیچتی ہے کہ میں اس کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں اُس
نے کہا کہ ہم سے مخول نہ کر۔ خدا تجھ پر رحمت کرے تو اس سے
عمرؓ نے کہا کہ یہ مخول نہیں ہے تو اس سے اصرار کرتے ہی رہے
یہاں تک کہ اس کے حق مظلومیت کو پچیس دینار میں خرید لیا۔
ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ علیؓ بن ابی طالب اور ابن مسعودؓ
آپہنچے اور ان دونوں نے کہا السّلام علیک یا امیر المؤمنینؓ
تو عورت اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہنے لگی کہ ہائے بُرائی میں
نے امیر المؤمنینؓ کو اُس کے مُنہ پر بُرا بھلا کہدیا۔ تو اُس سے
امیر المؤمنینؓ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی جرم نہیں خدا تجھ پر رحم
کرے تو عمرؓ نے ایک جِلد کا ٹکڑا مانگا جس پر لکھیں مگر نہ ملا
پھر اپنی چادر میں سے جس کو اوڑھ رہے تھے ایک ٹکڑا کاٹا
اور لکھا بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم یہ دستاویز ہے اس کی جو عمرؓ نے

www.kitabghar.org

عمر من فلانۃ ظلامتہا منذ ولی الی
یومنا ہذا بخمسۃ وعشرین دینارا
فما تدعی عند وقوفی فی المحشر
بین یدی اللہ عز وجل فعمر منہ
بریٔ شہد علی ذلک علی بن ابی طالب
وعبد اللہ بن مسعود ثم دفع الکتاب
الی علی وقال اذا انا تقدمتک (فی الموت)
فاجعلہا فی کفنی وفیہ عن الاوزاعی
ان عمر بن الخطاب خرج فی سواد
اللیل فرآہ طلحۃ فذہب عمر
فدخل بیتا ثم خرج ودخل بیتا آخر
فلما اصبح طلحۃ ذہب الی ذلک
البیت فاذا بعجوز عمیاء مقعدۃ (بیجا ماندہ) فقال
لہا ما بال ہذا الرجل یاتیک قالت
انہ یعاہدنی منذ کذا وکذا بما
یصلحنی ویخرج عنی الاذی فقال
طلحۃ لنفسہ ثکلتک امک آ عثرات (لغزشہا) عمر
تتبع اخرجہ صاحب الصفوۃ و
الفضائلی وفیہ روی انہ کان
یطوف لیلۃ فی المدینۃ فسمع
امرأۃ تقول شعر الا طال ہذا اللیل
وازور جانبہ ولیس الی جنبی
خلیل (تاریک شد) الاعبہ فواللہ لولا اللہ
لا شیٔ غیرہ لزعزع من ہذا السریر
جوانبہ مخافۃ ربی والحیاء

فلاں عورت سے اُس کا حق مظلومیت خریدا ہے جب سے وہ والی بنا ہے آج کے دن تک پچیس دینار میں تو وہ اب اللہ کے سامنے محشر میں کھڑی ہو کر اگر دعویٰ کرے تو عمرؓ اس سے بری ہے۔ اس پر گواہ ہیں علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔ پھر وہ تحریر علیؓ کو دیدی اور فرمایا کہ جب میں تم سے پہلے دنیا سے گزر جاؤں تو اس کو میرے کفن میں رکھدینا۔ اور اسی میں ہے کہ اوزاعیؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رات کے اندھیرے میں نکلے تو اُن کو طلحہؓ نے دیکھا کہ عمرؓ جاتے ہوتے ایک گھر میں داخل ہوتے پھر نکلے اور دوسرے گھر میں داخل ہوتے۔ جب صبح ہوتی تو طلحہؓ اُس گھر میں پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک بوڑھیا ہے اندھی جس کی ٹانگیں ماری ہوتی ہیں تو انھوں نے کہا کہ وہ شخص کیا کرتا ہے جو تیرے پاس آتا ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ میری خبرگیری کرنے والا ہے اتنے اور اتنے زمانہ سے جس چیز کی بھی مجھے ضرورت ہوتی ہے اور میرے پاس سے گندگی کو ہٹاتا ہے تو طلحہؓ نے اپنے نفس سے کہا کہ تجھے روئے تیری ماں کیا تو عمرؓ کی لغزشیں معلوم کرنے کے درپے ہوا تھا۔ اس کو اخذ کیا صاحب الصفوہ اور فضائلی نے۔ اور اسی میں ہے کہ ایک رات عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو آپ نے سُنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے اشعار الا طال ہذا اللیل وازور جانبہ الخ (ترجمہ) دیکھو یہ رات لمبی ہو گئی اور اس کا گوشہ خوب تاریک ہو گیا۔ اور میرے پہلو میں کوئی دوست نہیں جس کے ساتھ دل لگی کر لوں + تو خدا کی قسم اگر اللہ (روکنے والا) نہ ہوتا جس کے سوا مجھے کوئی شے (روکنے والی) نہیں۔ تو اس چارپائی کی تمام طرفیں (یعنی پٹیاں) ضرور کانپنے لگتیں + اپنے پروردگار کا خوف اور حیا

www.kitabghar.org

تزودنی ؛ واکرم بعلی ان تنال مراکبہ ؛
وفی روایۃ و لکننی اخشیٰ رقیبا موکلا ؛
بانفسنا لا یفتر الدھر کاتبہ ؛ فسال
عمر نساء کم تصبر المرأۃ عن الرجل
فقلن شھرین وفی الثالث یقل
الصبر وفی الرابع ینفد الصبر
فکتب الی امراء الاجناد ان
لا تحبسوا رجلا عن امرأتہ اکثر
من اربعۃ اشھر وفیہ عن الشعبی قال
سمع عمر امرأۃ تقول شعر دعتنی
النفس بعد خروج عمرو ؛ الی
اللذات تطلع اطلاعا ؛ فقلت
لہا عجلت فلا تطاعی ؛ ولو
طالت اقامتہ رباعا ؛ احاذر
ان اطعتک سب نفسی ؛ و
مخزاۃ تجللنی قناعا ؛ فقال
لہا عمر ما الذی یمنعک من
ذلک قالت الحیاء و اکرام
زوجی قال عمر ان فی
الحیاء لہنات ذات الوان من
استحیی استخفی و من استخفی اتقی
ومن اتقی وقی اخرجہ ابن ابی
الدنیا وفی الاحیاء روی ان عمر کان
یعس فی المدینۃ ذات لیلۃ فرأی
رجلا وامرأۃ علی

مجھے اس کام سے ہٹاتی ہے اور (نیز) میں اپنے شوہر کی عزت کرتی ہوں کہ اس کے سواری کے مقامات کو دوسرے شخص کو دیدیئے جائیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے ولکننی اخشیٰ الخ یعنی لیکن میں ڈرتی ہوں ایک ایسے نگہبان سے جو ہمارے نفسوں پر موکل ہے جو کبھی سستی نہیں کرتا ہمیشہ ہر ایک حال لکھتا ہی رہتا ہے۔ تو عمرؓ نے عورتوں سے پوچھا کہ کتنے عرصہ تک عورت مرد سے صبر کر لیتی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ دو مہینے اور تیسرے مہینے میں صبر کم ہونے لگے گا اور چوتھے مہینے میں ختم ہو جائے گا تو آپ نے فوجوں کے امراء کو لکھا کہ کسی شخص کو اپنی بیوی کے پاس جانے سے چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے شعبیؒ سے کہ عمرؓ نے سنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے اشعار دعتنی النفس بعد خروج عمرو الخ (ترجمہ) عمرو کے جانے کے بعد مجھے نفس نے لذات کی طرف بلایا (اور ان کے حاصل کرنے کی) بہت سی صورتیں دیکھ رہا ہے تو میں نے اس سے کہا کہ تو نے جلدی کی تیری بات نہیں مانی جاتی گی اگرچہ عمرو کا قیام منازل میں طویل ہو جائے + اگر میں نے تیری بات مان لی تو میں اپنی ذات پر گالیاں پڑنے سے ڈرتی ہوں اور ایسی رسوائی سے جو میرے چہرے پر برقع بن کر چھا جائے گی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اس (برائی) سے تجھے کیا چیز روکتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ حیاء اور اپنے شوہر کا اکرام۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک حیاء میں بہت سی خصلتیں مختلف الوان کی شامل ہو جاتی ہیں۔ جو حیا کرے گا وہ چھپا رہے گا اور جو چھپا رہے گا وہ متقی ہو گا اور جو متقی ہو گا وہ بچا رہے گا، اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اور احیاء میں ہے کہ ایک رات عمرؓ مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو آپ نے ایک مرد اور ایک عورت کو

www.kitabghar.org

فاحشۃٍ فلما أصبح قال للناس أرأیتم
لو أن إماماً رأی رجلاً وامرأۃً علی
فاحشۃٍ فأقام علیہما الحد ما کنتم فاعلین
قالوا انما انت امامٌ فقال علیٌ لیس لک
ذلک اذاً یقام الحدُّ علیک ان اللہ
تعالیٰ لم یأمن علی ہذا الامر اقلّ من
اربعۃ شہداء ثم ترکہم ماشاء اللہ ان
یترکہم ثم سألہم فقال القوم مثل
مقالتہم الاولیٰ وقال علیٌ مثل
مقالتہ قال الغزالی وہذا مشیر
الی ان عمر کان متردداً فی
ہذہ المسألۃ وفیہ عن عبدالرحمٰن
ابن عوف قال حرست مع عمر لیلۃً
بالمدینۃ فبینا نحن نمشی اذ ظہر لنا
سراج فانطلقنا نؤمّہ فلما دنونا اذا
بابٌ مغلقٌ علی قوم لہم اصواتٌ ولغطٌ
فاخذ عمر بیدی وقال أتدری بیت من
ہذا قلتُ لا قال ہذا بیت ربیعۃ بن
امیۃ بن خلف وہم الآن شربٌ
فما تریٰ قلتُ اریٰ انا قد اتینا
ما نہانا اللہ تعالیٰ عنہ قال اللہ تعالیٰ
وَلَا تَجَسَّسُوا فرجع عمر وترکہم و
فیہ روی ان عمر کان
یعس بالمدینۃ اللیل فسمع
صوتاً

فحش حال میں دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں سے کہا کہ تمہاری
کیا رائے ہے کہ اگر ایک امام نے ایک مرد اور عورت کو فحش
حالت پر دیکھا اور پھر اُن دونوں پر حد کو قائم کر دیا تو تم کیا
کروگے۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ امام ہیں (آپ کو اختیار ہے)
مگر علی رضؓ نے کہا کہ اس کا اختیار نہیں۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ
کے اوپر حد قائم کی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نہیں
مانتے اس امر میں چار گواہوں سے کم کی شہادت کو۔ پھر عمر رضؓ نے
اُن (سے اس پر کلام) کو چھوڑے رکھا جب تک اللہ نے چاہا
کہ چھوڑے رکھیں۔ پھر اُن سے پوچھا تو قوم نے اسی طرح جیسے
پہلے کہا تھا جواب دیا اور علی رضؓ نے بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔
غزالی رحؒ نے کہا کہ یہ (تکرار سوال) اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عمر رضؓ
اس مسئلہ میں متردد تھے۔ اور اسی میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن
عوف رضؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات عمر رضؓ کے ساتھ مل کر
مدینہ کا گشت کیا تو ایسے وقت کہ ہم چلے جا رہے تھے ہم کو ایک
چراغ نظر آیا تو ہم اُسی کے قصد سے آگے چلے۔ جب ہم قریب
پہنچ گئے تو دیکھا کہ ایک قوم نے (یعنی چند ہم مشرب لوگوں نے)
دروازہ بند کر رکھا ہے اور اُن کی آوازیں اور ملے جلے الفاظ
بلند ہو رہے ہیں۔ تو عمر رضؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کیا تم
جانتے ہو کہ یہ کس کا گھر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا کہ یہ گھر ہے
رَبیعہ بن اُمیّہ بن خلف کا اور وہ اس وقت شراب پیتے ہوئے
ہیں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ میری رائے تو یہ
ہے کہ ہم اب اس حد پر آگئے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں
منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا (اور تجسس
نہ کرو) تو عمر رضؓ واپس ہوئے اور اُن کو چھوڑ دیا۔ اور اُسی میں
ہے کہ عمر رضؓ ایک رات مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو ایک شخص کی آواز

www.kitabghar.org

رجلٍ فی بیتٍ یتغنیٰ فتسوّر علیہ فوجد رجلاً عندہ امرأۃٌ و خمرٌ فقال یا عدوَّ اللہِ اَظننتَ انّ اللہ تعالیٰ یسترک وانتَ علی معصیتہ فقالَ وانتَ یا امیرَ المؤمنین فلا تعجلْ اِنْ اکُ عصیتُ اللہَ فی واحدۃٍ فانتَ عصیتَہ فی ثلاثٍ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَجَسَّسُوْا وقد تجسّستَ وقال تعالیٰ وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وقد تسوّرتَ علیّ وقال تعالیٰ لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ وقد دخلتَ بیتی بغیرِ اذنٍ ولا سلامٍ فقال عمرُ ہل عندکم من خیرٍ اِن عفوتُ عنکَ قال نعم یا امیرَ المؤمنین لئن عفوتَ عنّی لا اعودُ لمثلِہا ابدًا فعفا عنہ در روضۃ الاحباب مرویست از اسلم مولائے فاروق رضؓ کہ شبے از شبہا با امیر المؤمنین در اطرافِ مدینہ می گشتم ساعتے برائے استراحت بر جانبِ دیوارے تکیہ فرمود شنید کہ ضعیفۃ با صبیۃ خود مے گفت برخیز شیر را آب بیامیز دختر گفت نمی دانی کہ منادیِ امیر المؤمنین ندا در دادہ لا یُشَابُ اللبنُ

آمیختہ نشود ۱۲

میں سے سُنی جو گا رہا تھا تو اُس کو دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا تو پایا کہ اُس کے سامنے ایک عورت ہے اور شراب رکھی ہے تو اُنھوں نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا تو نے یہ گمان کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے چھپاتے رکھے گا اور تو اس کی نافرمانی پر قائم رہیگا۔ تو اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رضؓ! آپ بھی (نافرمان ہیں) تو جلدی نہ کیجئے اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی ایک بات میں تو آپ نے اُس کی نافرمانی کی تین باتوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ اور آپ نے تجسّس کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَیْسَ الْبِرُّ الخ (۲: ۱۸۹) اور یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ گھروں میں اُن کی پشت کی طرف سے آیا کرو۔" اور آپ دیوار پھلانگ کر میرے پاس آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا الخ (۲۴: ۱۸۹) تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہونا جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کر لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔" اور آپ میرے گھر میں داخل ہوئے بغیر اذن کے اور بغیر سلام کے۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ کیا تم سے خیر کی امید کیجاتے اگر میں تجھ کو معاف کر دوں؟ اُس نے کہا کہ ہاں اے امیر المؤمنین اگر آپ نے مجھ کو معاف کر دیا تو میں کبھی ایسی شے کی طرف نہ لوٹوں گا تو آپ نے اُس کو معاف کر دیا۔ اور روضۃ الاحباب میں مروی ہے اسلم رضؓ سے جو حضرت فاروق رضؓ کے آزاد کردہ تھے کہ بعض راتوں میں سے ایک رات میں مَیں امیر المؤمنین رضؓ کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں پھر رہا تھا۔ آپ نے ایک گھڑی کے لئے استراحت کی غرض سے ایک دیوار کی جانب سہارا لیا۔ آپ نے سُنا کہ ایک بڑھیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ اُٹھ دودھ میں۔۔ پانی۔۔۔ ملا دے۔۔ لڑکی نے کہا کہ آپ نہیں جانتیں۔ کہ امیر المؤمنین رضؓ کے منادی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی

www.kitabghar.org

بالآخر مادر گفت نہ درین ساعت امیر المؤمنین رض حاضر است و نہ منادی او دختر گفت و اللہ سزاوار نیست ما را کہ در ملاء اطاعت کنیم و در خلوت عصیان ورزیم فاروق اعظم رض بغایت خوش وقت شد و گفت اے اسلم این سرائے را نشان کنی روز دیگر آنجا کس فرستاد و آن دختر را برائے پسر خویش عاصم خطبہ کرد و عاصم را از وے دخترے پیدا شد عمر بن عبد العزیز از نسل آن دختر بود و نیز مرویست از عبد اللہ بن بریدہ اسلمی کہ فاروق اعظم رض شبے در بازار مدینہ سیر می نمود ناگاہ شنید کہ زنے این بیت می خواند بیت

الا سبیل الی خمر فاشربہا ام لا سبیل الی نصر بن حجاج ؛

بامداد ان پرسید کہ نصر بن حجاج کیست گفتند جوانیست از بنی سلیم رشیق القد صبیح الخد حسن الشعر او را خواند و حلاق را فرمود کہ سر او را بتراشد دید کہ جمال او چنانکہ بود ہست از بیت المال چیزے بداد و از مدینہ او را اخراج نمود آخرہا از وی خیانتی بظہور رسید و فراست عمر رض کار خود کرد و از عبد الرحمن بن عوف مرویست کہ فاروق رض بخانہ من آمد گفتم چرا مرا نہ طلبیدی فرمود بمن خبر رسیدہ است کہ درین وقت قافلہ در ظاہر مدینہ فرود آمدہ است و اہل قافلہ از کلال سفر بخواب غریق رفتہ اند بیا تا محافظت ایشان نمائیم بر سر تلی رفتیم و تا صباح بیدار بودیم و از ابو ہریرہ رض مروی است کہ مے گفت

نہ بلایا جائے۔ ماں نے کہا کہ نہ اس وقت امیر المؤمنین رض موجود ہے اور نہ اُس کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے لئے شایان نہیں ہے کہ سامنے تو ہم اُن کی اطاعت کریں اور خلوت میں نافرمانی کرنے لگیں۔ فاروق اعظم رض یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے اسلم اس مکان پر نشان لگا دے۔ دوسرے دن آپ نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کر لیا۔ اُس سے عاصم کی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ عمر بن عبد العزیز اسی لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔ اور نیز عبد اللہ بن بُریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ ایک رات فاروق اعظم رض مدینہ کے بازار میں پھر رہے تھے کہ آپ نے سُنا کہ ایک عورت یہ بیت پڑھ رہی ہے بیت الا سبیل الی خمر الخ (ترجمہ) کیا کوئی راہ شراب حاصل کرنے کی نہیں کہ مَیں اُس کو پی لوں۔ یا کوئی راہ نہیں نصر بن حجاج سے ملنے کی۔" صبح کو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ نصر بن حجاج کون ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ بنی سلیم میں کا ایک جوان ہے موزوں قد اور سفید رخسار اور خوب صورت بالوں والا۔ آپ نے اُس کو بلایا اور نائی کو حکم دیا کہ اس کا سر مونڈ دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ اس کا جمال جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہے۔ تو آپ نے اس کو بیت المال میں سے کچھ دیدیا اور اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ انجام کار اس سے ایک خیانت ظہور میں آئی اور عمر رض کی فراست نے اپنا کام کیا۔ اور عبد الرحمن بن عوف رض سے مروی ہے کہ فاروق رض میرے گھر میں آئے۔ مَیں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بُلا لیا فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس وقت قافلہ مدینہ کے باہر اُترا ہے اور قافلہ والے سفر کے تھکان سے گہری نیند سو گئے ہیں۔ چلو تاکہ اُن کی حفاظت کریں۔ تو ہم ایک ٹیلے پر پہنچ گئے اور صبح تک جاگتے رہے۔ اور ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ

www.kitabghar.org

رحمت خدا تعالیٰ بر قبر فاروق رضی نازل باد در عام رمادہ دیدم کہ دو انبانِ نان بر پشتِ خود برداشتہ و عکہ از زیت بدست گرفتہ میرفت و اسلم رفیق او بود در حملِ آن من نیز با او رفتم تا آنکہ رسیدیم بچشمہ صِرار دیدم کہ بیست خانہ دار از بنی محارب در انجا فرود آمدند پرسید کہ سبب قدومِ شما چیست اظہار جوع نمودند فی الحال بارہا بر زمین افگند و از برائے لطباخی ایشان درایستاد تا طعام مہیّا کرد و ایشان را اطعام نمود انگاه اسلم را بمدینہ فرستاد تا برائے ایشان شترے چند از اطعمہ و کسوت آورد و بر ایشان قسمت فرمود و مُرفّہ الحال و مُقتضی الاوطار باوطار خود بازگشتند و از آنجملہ آنکہ در محافظتِ بیت المال دقیقہ فرو نمے گذاشت در روضۃ الاحباب مذکور است کہ احنف بن قیس با جمعے از وجوہ عرب از جانب عراق بجنابِ فاروقِ اعظم رضی آمدند مے بینند کہ وے عبا خود را بمیان زدہ در طلبِ شترے گم شدہ از شترانِ صدقہ در حالِ کمالِ حرارت ہوا تردد می کند چون احنف را دید فرمود یا احنف ساعتے با من رفاقت کن در طلبِ این شتر چہ حق یتامےٰ و مساکین و ارامل دران ہست مردے از قوم گفت یا امیر المومنین رضی چرا نمے فرمائی کہ بندۂ از بندگانِ صدقہ درین امر قیام نماید

خدا کی رحمت نازل ہو فاروق رضی کی قبر پر میں نے عام رمادہ (ایک قحط کے سال کا نام) میں دیکھا کہ دو گٹھڑیاں روٹیوں کے سامان کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے اور روغن کا کُپّا ہاتھ میں لئے ہوئے جا رہے تھے اور اسلم آپ کا ساتھی تھا اس کے اٹھانے میں۔ میں بھی اُن کے ساتھ گیا، یہاں تک کہ ہم چشمۂ صرار[ع] پر پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ بنو محارب کے بیس گھر والے وہاں اُترے ہیں اُن سے پوچھا کہ تمھارے آنے کا کیا سبب ہے؟ تو انھوں نے بھوک کا اظہار کیا۔ آپ رضی نے جبھی اُن بوجھوں کو زمین پر.... ڈال دیا اور روٹیوں کی تیاری کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ کھانا تیار کر کے اُن کو کھلا دیا۔ پھر اُسی وقت اسلم کو مدینہ بھیجا یہاں تک کہ وہ اُن کے لئے چند اُونٹ کھانے کے سامان اور کپڑے سے لدے ہوئے لایا اور آپ رضی نے یہ سب اُن پر تقسیم فرما دیا اور یہ سب لوگ خوش حال اور حاجت روائی کے ساتھ اپنے وطنوں کو واپس ہوئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المال کی محافظت میں آپ رضی نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ احنف بن قیس سرداران عرب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کی جانب سے فاروقِ اعظم رضی کی خدمت میں آئے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی عبا کو کمر پہ باندھے ہوئے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک گم شدہ اُونٹ کی تلاش میں اس حالت میں کہ سخت گرم ہوا (یعنی لُو) چل رہی تھی پھر رہے تھے۔ جب آپ رضی نے احنف کو دیکھا تو فرمایا کہ اے احنف! تھوڑی دیر اس اونٹ کی تلاش میں میرا ساتھ دو کیونکہ اس میں یتیموں کا اور مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین رضی! آپ صدقہ کے غلاموں میں سے کسی غلام کو اس کام کے انجام دینے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟

ع۵ زیر کے ساتھ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک قدیم کنواں ہے ۱۲

فرمود ای عبدِ اَعْبَدُ مِنِّی و من الاحنف ہر کسے کہ والی امرِ مسلمانان شد واجب است بروے آنچہ واجب است بر بندہ برائے خواجہ و فی الریاض عن ابی بکر العنسی قال دخلتُ مع عُمر و عثمانَ و علیٍّ مکانَ الصدقۃ فجلس عثمان فی الظلِّ یکتبُ و قام علیٌّ علٰی رأسہٖ یُملی علیہ مایقول عُمر و عُمر قائم فی الشمس فی یومٍ شدید الحرِّ علیہ بُردتانِ سوداوانِ مُؤتزِرٌ بواحدۃٍ و قد وَضَعَ الاخریٰ علٰی رأسہٖ و ہو یتفقّدُ ابلَ الصدقۃ ویکتبُ الوانَہا و اسنانَہا فقال علیٌّ لعثمانَ اماسمعتَ قول ابنۃ شعیب فی کتاب اللہ عزّ وجلّ یٰاَبتِ استأجرہُ اِنَّ خیرَ مَنِ استأجرتَ القویُّ الامینُ واشارَ الٰی عُمر وقال ہذا القویُّ الامینُ اخرجہ المخلص وابن السمّان فی الموافقۃ وفیہ عن محمد بن علی بن حسین عن مولیٰ لعثمان بن عفان قال بینا انا مع عثمان فی مالٍ لہ بالعالیۃ فی یومٍ صائفٍ اذ رأیٰ رجلاً یسوق بکرَینِ و علی الارض مثل الفراش من الحرِّ فقال عثمان ما علی ہذا لو اقامَ بالمدینۃِ حتّٰی یبرُدَ ثم یروحُ ثم دنیٰ الرجلُ

آپ نے فرمایا کہ اور (اللہ کے) غلاموں میں سے مجھ سے اور احنف سے زیادہ غلام کونسا ہے۔ جو شخص کہ امر مسلمین کا والی ہوگیا اُس پر وہ سب کچھ واجب ہے جو کسی آقا کے غلام پر آقا کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور ریاض میں ہے کہ مروی ہے ابوبکر عنسی سے کہا کہ میں عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے ساتھ صدقے کے مکان میں پہنچا تو عثمانؓ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے اور علیؓ ان کے سرہانے کھڑے ہوکر جو کچھ عمرؓ بولتے تھے اُس کو لکھواتے جاتے تھے اور عمرؓ دھوپ میں کھڑے ہوئے تھے ایسے دن میں جو سخت گرمی کا تھا ان کے بدن پر دو سیاہ چادریں تھیں ایک کو لنگی بنا رکھا تھا اور دوسری کو سر پر اوڑھ رکھا تھا اور وہ صدقے کے اونٹوں پر غور کرتے جاتے تھے اور اُن کے رنگ اور دانت لکھواتے تھے تو علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ کیا تم نے شعیبؑ کی بیٹی کا قول نہیں سنا کتاب اللہ عزّوجل میں یٰاَبتِ استأجرہُ الخ (۲۸ : ۲۶) ابا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط ہو اور امانتدار ہو" اور اشارہ کیا عمرؓ کی طرف اور کہا یہ ہے قوی امین، اس کو اخذ کیا مخلص نے اور ابن السمان نے الموافقہ میں۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے محمد بن علی بن حسین سے وہ روایت کرتے ہیں عثمانؓ بن عفان کے ایک آزاد کردہ سے اُس نے کہا ایسے وقت کہ میں عثمانؓ کے ساتھ ان کی اس جائداد میں تھا جو عالیہ (یعنی مدینہ کی بلند جانب) میں تھی سخت گرم دن میں کہ دفعۃً اُنھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو جوان اونٹوں کو ہنکار رہا ہے اور زمین پر تپش کی وجہ سے پتنگے اُڑتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ اس شخص کا کیا حرج ہوتا اگر یہ شہر میں ٹھہر جاتا یہاں تک کہ ٹھنڈ ہو جاتی پھر شام کو آجاتا۔ پھر وہ شخص قریب ہو گیا

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

فقالَ اُنظر من ہٰذا فنظرتُ فقلتُ اریٰ
رجلاً مُعتمًّا بردائہ یسوق بکرین ثم دنے
الرّجلُ فقالَ انظر فنظرتُ فاذا ہو عمر بن
الخطاب فقلتُ ہذا امیرُ المؤمنین فقام
عثمانُ فاَخرجَ رأسہ من الباب فاذا
لَفحُ (سوزش) السّموم فاَعادَ رأسہ حتے اذا حاذاہ
قالَ ما اَخرجک ہذہ السّاعۃَ فقال
بکرانِ من ابل الصدقۃ تخلّفا وقد مضے
بابل الصّدقۃ فاردتُ ان اُلحقہما
بالحِمٰی (چراگاہ شتران صدقہ) وخشیتُ اَن یَضیعا فیسألنی
اللہ عنہما فقالَ عثمان یاامیرالمؤمنین
ہلمَّ الے المآءِ والظلّ ونکفیکَ
قالَ عُد الے ظِلّک ومَضے فقالَ
عثمان مَن اَحبَّ ان ینظر الے
القویّ الاَمینِ فلینظر الے ہذا اخرجہ
الشافعیّ فی مسندہ وفے الاحیاء روے
ان عمر وَصلہ مِسکٌ من البحرین فقالَ
وَدِدتُ لو ان امرأۃً وزنتہ حتے
اقسمہ بینَ المسلمین فقالت امرأتہٗ
عاتکۃُ انا اَجیدُ الوزن (بیکو خواہم سنجید) فسکت عنہا
ثم اعادَ القولَ فاَعادتِ الجواب
فقالَ لا اَحببتُ ان تضعیہ فے
الکفّۃِ ثم تقولین ہکذا یعنے تُؤثّر
فیہا اثرَ الغبارِ فتمسحین بہا
عنقکِ فاُصیبُ

تو مجھ سے کہا کہ دیکھ یہ کون شخص ہے تو میں نے نظر ڈالی اور کہا
کہ میں ایک ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی چادر
سر کو لپیٹے ہوئے ہے اور دو نوجوان اونٹوں کو ہنکا کر لا رہا
ہے۔ پھر وہ شخص کچھ اور نزدیک ہوا پھر کہا کہ اب دیکھ (شاید
پہچانا جاسکے) میں نے نظر ڈالی تو وہ عمرؓ بن الخطاب نکلے۔ میں نے
کہا کہ یہ تو امیر المومنین رضؓ ہیں تو عثمان رضؓ کھڑے ہوئے اور انھوں
نے اپنا سر دروازے سے باہر نکالا تو ایک لُو کا جھونکا ان کو لگا
تو انھوں نے پھر اپنا سر اندر کو لوٹا لیا۔ اتنے میں وہ اُن کے
سامنے آگئے۔ عثمان رضؓ نے کہا کہ ایسے وقت میں نکلنے کی کیا ضرورت
پیش آئی تو انھوں نے کہا کہ صدقہ کے اونٹوں میں کے دو نوجوان
اونٹ پیچھے رہ گئے اور تمام اونٹ گزر چکے تو میں نے ارادہ کیا کہ
ان کو بھی چراگاہ تک پہنچادوں اور مجھے ان کے ضائع ہونے کا
اندیشہ ہوگیا تو یہ فکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بازپرس کرے گا
ان دونوں کے بارے میں۔ پھر عثمان رضؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین رضؓ
پانی اور سائے کی طرف آجائیے اور یہ کام ہم کرلیں گے تو کہا کہ تم
اپنے سایہ کی طرف لوٹ جاؤ اور چل دیئے تو عثمان رضؓ نے کہا کہ جو قوی
امین کی طرف دیکھنا چاہے تو اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کو شافعیؒ
نے اپنی مسند میں لیا ہے۔ اور احیاء میں ہے کہ روایت ہے کہ عمر رضؓ
کے پاس بحرین سے مُشک پہنچی تو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی عورت
اس کو تول دیتی تاکہ میں اس کو مسلمانوں میں تقسیم کردوں۔ تو
اُن کی بی بی عاتکہ نے کہا کہ مَیں عمدگی کے ساتھ تول دوں گی تو
ان کو جواب نہ دیا۔ پھر وہی بات دوبارہ فرمائی تو انھوں نے بھی
وہی جواب لوٹایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اُس کو
ہتھیلی پر رکھے، پھر تو ایسا کرلے۔ آپؓ یہ مراد لے رہے تھے کہ ہتھیلی
پر جو غبار لگا رہ جاتے گا وہ تو اپنی گردن پر مل لے تو اس صورت سے

www.kitabghar.org

بذلک فضلاً علی المسلمین و فیہ روی
ان عبد اللہ و عبید اللہ ابنی عمر
اشتریا ابلاً فبعثاہا الی الحمی فرعت
فیہ حتی سمنت فقال عمر رعیتما فی
الحمی فقالا نعم فشاطرہما و فیہ کان
عمر یقسم بیت المال فدخلت ابنۃ لہ
فاخذت درہماً من المال فنہض عمر
فی طلبہا فسقطت الملحفۃ عن احد
منکبیہ و دخلت الصبیۃ بیت
اہلہا تبکی و جعلت الدرہم فی فیہا
فادخل عمر اصبعہ فاخرجہ من فیہا
وطرحہ علی الخراج وقال ایہا الناس
لیس لعمر ولا لآل عمر الا ما للمسلمین
قریبہم و بعیدہم وفیہ کسح ابو موسی (جاروب داد)
بیت المال فوجد درہماً فمر بنی لعمر (بچہ)
فاعطاہ ایاہ فرآہ عمر فی ید الغلام فسألہ
عنہ فقال اعطانیہ ابو موسی فقال
یا ابا موسی ما کان فی اہل المدینۃ بیت
اہون علیک من آل عمر اردت
ان لا یبقی (حقیر تر) احد من امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم الا
طلبنا بمظلمۃ ورد الدرہم فی
بیت المال من کتاب تنبیہ الغافلین
عن علی قال رأیت عمر
علی کتفہ قتب یعدو بہ
(ساز و پالان شتر)

ہیں اور مسلمانوں سے زیادہ حصہ پاؤں گا۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ کے دونوں بیٹوں عبداللہؓ اور عبیداللہؓ نے ایک اونٹنی خریدی اور اس کو چراگاہ بھیجدیا جس میں وہ چرتی رہی یہاں تک کہ موٹی ہوگئی۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو چراگاہ میں چرایا؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ تو ان سے آدھی قیمت وصول کی۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ بیت المال کا مال تقسیم کر رہے تھے تو ان کی ایک بیٹی آگئی اور اس نے مال میں سے ایک درہم اٹھالیا تو عمرؓ اس سے لینے کے لئے اٹھے (لو وہ بھاگی) تو اس کے ایک کندھے پر سے اوڑھنی گر گئی اور وہ لڑکی روتی ہوئی اپنے رشتہ دار کے گھر میں داخل ہوگئی اور اس نے درہم اپنے منہ میں ڈال لیا تھا تو عمرؓ نے اس کے منہ میں انگلی ڈال کر وہ درہم نکالا اور اس کو مال میں لاکر ڈالا اور کہا اے لوگو! عمر کا اور اس کی اولاد کا کوئی حق نہیں مگر اتنا جس قدر عام مسلمانوں کا ہے قریب کے اور دور کے۔ اور اسی میں ہے کہ ابو موسیٰؓ نے بیت المال میں جھاڑو دی تو انھوں نے ایک درہم پایا۔ پھر عمرؓ کا ایک چھوٹا لڑکا آگیا تو وہ اس کو دے دیا۔ اس کے بعد عمرؓ نے وہ درہم اس لڑکے کے ہاتھ میں دیکھ لیا تو اس سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ مجھے ابو موسیٰؓ نے دیا ہے تو یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ یہ درہم بیت المال کا ہے) آپ نے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ اہل مدینہ میں سے آل عمر کے گھر سے زیادہ حقیر تیرے نزدیک کوئی گھر نہیں تھا۔ تو نے یہ ارادہ کیا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے مگر وہ ہم سے مطالبہ کرے اپنے حق پر دراز دستی کا۔ اور آپ نے وہ درہم بیت المال میں لوٹا دیا۔ کتاب تنبیہ الغافلین میں ہے کہ علیؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اونٹ کا ساز و پالان کندھے پر رکھے ہوئے ابطح کی طرف جھپٹے

www.kitabghar.org

بالابلح فقلتُ یا امیر المؤمنین این تسیر
قالَ بعیر نَدَّ (اشد) من الصّدقۃ اطلبہ
فقلتُ لہ لقد اَذْلَلتَ الخلفاءَ من
بعدِک قال لا تلمنی یا ابا الحسن
فوالذی بعث محمدًا بالنبوۃ لو ان عناقًا (بزغالہ)
ذہبت بشاطیٔ الفراتِ لاُخذ بہا
عمر یوم القیٰمۃ انہ لا حرمۃ لوالٍ
ضیّع المسلمین و لا لفاسقٍ رَوَّعَ (ترسید)
المؤمنین وفیہ عن عمر انہ اُتیِ
بزیتٍ من الشام. و کان الزیتُ
فی الجفان یعنی فی القصاع (کاسہائے کلان) و عمر
یقسمہ بین النّاس بالاَقداحِ (بیالہا) وعندہ
ابنٌ لاشعرانی قاعدٌ فلمّا فرغ جفنۃ مسح
بقیتہا براسہ فنظر الیہ عمر فقال اریٰ
شعرک شدید الرغبۃ علی زیتِ المسلمین
ثم اخذ بیدہ فانطلق بہ الی الحجام
فجزّ (تراشید) شعرہ فقال ہذا اہونُ (آسان تر) علیک
واز انجملہ آنکہ تفحص خانہائے مسلمانان
مے کرد اگر در تدبیر خللے مے دید
اصلاحِ آن مے فرمود فی الریاض النضرۃ
ان رجلاً من الموالی خطب الی رجل
من قریش اختہ و اعطاھا
مالاً جزیلاً فابی القرشی من
تزوجہا فقال عمر ما
منعک ان تزوّجہ

جارہے ہیں تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کہاں جارہے
ہیں؟ تو کہا کہ صدقہ کا ایک اونٹ جُدا ہوگیا اس کو پکڑنے کے لئے
جارہا ہوں تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ نے اپنے بعد ہونے والے
خلفاء کو ذِلّت میں ڈال دیا تو فرمایا کہ اے ابوالحسن مجھے ملامت
نہ کر قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبوّت کے ساتھ مبعوث
کیا اگر ایک بکری کا بچہ بھی کنارہ فرات پر ضائع ہوگیا تو قیامت
کے دن اُس پر عمرؓ پکڑا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے والی کی
کوئی حُرمت نہیں جو مسلمانوں کو ضائع کردے اور نہ ایسے فاسق
کی جو مسلمانوں کو خوف زدہ کرے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے
کہ عمرؓ کے پاس زیتون کا تیل لایا گیا شام سے اور (آپ کے سامنے)
وہ تیل جفان یعنی کونڈوں میں رکھا ہوا تھا اور عمرؓ اس کو پیالوں
کے ذریعہ لوگوں کو تقسیم کررہے تھے اور اُن کے پاس اُن کا
ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر لمبے بال تھے۔ جب تیل
کا کونڈا خالی ہوگیا تو جو تیل اس کو لگا رہ گیا تھا اس نے پونچھ
وہ اپنے سر کو مل لیا تو اُس کو عمرؓ نے دیکھا اور کہا کہ میں تیرے
بالوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کو بڑی رغبت ہے مسلمانوں کے تیل کی
طرف پھر اُس کا ہاتھ پکڑا اور حجّام کے پاس لے کر گئے اور اُس
کے بال کٹوا دیئے۔ پھر فرمایا کہ یہ تیرے لئے آسان ہے (جب
بال ہی نہ ہوں گے تو تیل کی ضرورت نہیں پڑے گی) اور اُن
میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے اگر
کوئی پہلو رُخنہ کا نظر آتا تو اُس کی اصلاح فرماتے۔ ریاض نضرہ
میں ہے کہ موالی میں سے ایک شخص نے ایک قریشی شخص کے
یہاں اُس کی بہن سے اپنا رشتہ بھیجا اور اُس لڑکی کو بہت سا
مال دیا تو قریشی نے اُس سے شادی کرنے سے انکار کردیا تو عمرؓ
نے اُس سے کہا کہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے تجھ کو کیا بات مانع ہوئی

www.kitabghar.org

فانّ لہ صلاحًا و قد احسن عطیۃ اختک فقال القرشی یا امیر المؤمنین انّ لنا حَسَبًا و انہ لیس لہا بکفوٍ فقال عمر لقد جاءک بحسب الدنیا و الآخرۃ امّا حسبُ الدنیا فالمالُ و امّا حسب الآخرۃ التقوٰی زوّج الرجل ان کانت المرأۃ راضیۃً فراجعہا اخوہا فرضیت فزوّجہا منہ وعن ابن عمر قال کتب عمر بن الخطاب فیمن غاب من الرّجال من اہل المدینۃ عن نسائہم یردّوہم فلیرجعوا الیہنّ او یُطلّقوہنّ او لیبعثوا الیہنّ بالنفقۃ فمن طلّق بعث بنفقۃ ماترک اخرجہ الابہری و اخرج مالک ان عمر کان یذہب الی العوالی کلّ یوم سبتٍ فاذا وجد عبدًا فی عمل لایطیقہ وضع عملہ منہ و از انجملہ آنکہ رعایت صلۂ اقارب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بابلغ وجوہ می فرمود فی الریاض عن الزہری قال کان عمر اذا اتاہ مالُ العراق او خمسُ العراق لم یدعْ رجلًا من بنی ہاشم عزبًا الا زوّجہ ولا رجلًا لیس لہ خادمٌ الا اخدمہ وفیہ عن محمد بن علی قال

وہ تو نیک شخص ہے اور اس نے تیری بہن کو اچھا عطیہ بھی دیا تو قرشی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارا عمدہ حسب ہے اور وہ شخص اس کا کفو (یعنی برابر کا) نہیں ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ درحقیقت تیرے پاس دنیا کا حسب بھی آگیا اور آخرت کا بھی۔ دنیا کا حسب تو مال ہے، رہا آخرت کا حسب تو وہ تقوٰی ہے۔ اس شخص کے ساتھ نکاح کردے اگر عورت راضی ہو۔ تو اس کے بھائی نے اپنی بہن سے مراجعت کی (یعنی دریافت کیا) تو وہ راضی ہوگئی تو اس کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ لکھا عمرؓ بن الخطاب نے (امراء کو) اہل مدینہ میں سے ان لوگوں کے بارے میں لکھوا اپنی بیبیوں سے غائب تھے کہ وہ ان کو لوٹائیں اور ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس آئیں یا ان کو طلاق دیں یا ان کے پاس ان کا خرچ بھیجیں۔ تو جس نے طلاق دی تو اس نے جب سے چھوڑا تھا اس وقت تک کا نفقہ بھیجا۔ اس روایت کو اخذ کیا ابہری نے۔ اور روایت کیا مالکؒ نے کہ عمرؓ ہر سنیچر کے دن عوالی کی طرف جایا کرتے تھے (یعنی نجد سے اوپر تہامہ تک) تو جب کسی غلام کو ایسے کام پر لگا ہوا پاتے جس کی اس میں طاقت نہ ہوتی تو اس کام سے اس کو ہٹا دیتے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ رکھتے تھے۔ ریاض میں ہے کہ مروی ہے زہری سے کہا کہ عمرؓ کے پاس جب عراق کا مال آتا تھا یا عراق کا خمس آتا تھا تو بنی ہاشم میں سے کسی شخص کو مجرد نہیں رہنے دیتے تھے اس کا نکاح کر دیتے تھے اور جو شخص ایسا نہ ہوتا تھا کہ اس کے پاس خادم نہ ہوتا تو اس کو خادم عطا فرماتے۔ اور اسی میں ہے کہ محمد بن علی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ

www.kitabghar.org

قَدِمَتْ علٰی عمر حُلَلٌ من الیمن فقسمہا بینَ المہاجرین والانصار ولم یکُن فیہا شیٌّ یصلح علی الحسن والحسین فکتب الیٰ صاحب الیمن ان یعمل لہما علٰی قدرہما ففعلَ وبعث بہا علٰی عمر فلبسا ہا فقالَ عمر لقد کنتُ اُراہا علیہم فما یہنئنی حتٰے رأیتُ علیہما مثلہا و فیہ عن الحُسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما قال اَتیتُ علی عمر بن الخطاب وہو علی المنبر فصعدتُ الیہ فقلتُ لہٗ انزل عن منبرِ اَبی واذہب الیٰ منبرِ اَبیک فقالَ عمر لم یکن لاَبی منبرٌ واَخذَ نی فاَجلسنی معہٗ فجعلتُ اُقلّبُ حصًا بیدی فلمّا نزلَ انطلقَ بی الی منزلہ فقالَ لی مَن علّمکَ فقلتُ واللہ ما علّمنی احدٌ فقالَ یا بُنَیّ لوجعلتَ تغشانا قال فاَتیتُہٗ یوماً وہو خالٍ بمعاویۃ وابن عمر بالباب فرجعَ ابن عمر فرجعتُ معہٗ فلقینی بعدُ قالَ لم اَرکَ فقلتُ یا امیرَ المؤمنین انّی جئتُ وانت خالٍ بمعاویۃ وابنُ عمر بالباب فرجع ابنُ عمر فرجعتُ معہٗ قالَ انتَ اَحقُّ بالاِذنِ من ابن عمر انما اَنبتَ ما فی رؤسنا اللہُ عزّ وجلّ ثم اَنتم و فیہ

عمرؓ کے پاس یمن سے کپڑوں کے جوڑے آئے تو اُن کو مہاجرین اور انصار میں تقسیم کردیا اور ان میں کوئی چیز ایسی نہ نکلی جو حسنؓ اور حسینؓ پر موزوں ہو تو صاحب یمن کو لکھا کہ ان دونوں کے لئے اُن کی قدر کے مطابق بنوائیں چنانچہ اُس نے بنواکر عمرؓ کے پاس بھیجے پھر انھوں نے اُن کو پہنا تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے ان کو کپڑے پہنا کر دکھاتے جارہے تھے مگر مجھے پسند نہیں آرہے تھے یہاں تک کہ میں نے ان پر ایسے کپڑے دیکھ لئے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس پر چڑھ گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اُترو اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمرؓ نے کہا کہ میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کو اُلٹنے پلٹنے لگا۔ پھر جب اُتر گئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا کہ تجھے یہ کس نے سمجھایا تھا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے کسی نے نہیں سمجھایا۔ پھر مجھ سے کہا کہ بیٹا اچھا ہوتا کہ تو ہمارے پاس آیا کرتا۔ کہا کہ پھر میں اُن کے پاس ایک دن گیا اور وہ خلوت میں تھے معاویہؓ کے ساتھ اور ابنِ عمرؓ دروازے پر تھے۔ پھر ابنِ عمرؓ لوٹے تو میں بھی اُن کے ہمراہ لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد مجھ سے ملے تو کہا کہ میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا اے امیرالمؤمنینؓ میں آیا تھا جب کہ آپ معاویہؓ کے ساتھ تنہائی میں تھے اور ابنِ عمرؓ دروازے پر تھے پھر ابنِ عمرؓ واپس ہوتے تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا تو کہا کہ تو اجازت ملنے کا زیادہ حقدار ہے ابنِ عمرؓ سے۔ ہمارے سروں میں جو کچھ اُگا یا (یعنی نورِ اسلام) وہ اللہ عزّ وجلّ نے اُگایا پھر تم نے۔ اور مروی ہے

www.kitabghar.org

عن عُبید بن حنین قال جاء الحسن او الحسین یستاذنُ علے عمر وجاء عبداللہ ابن عمر فلم یُؤذَنْ لعبد اللہ فرجع فقالَ الحسن او الحسین اذالم یُؤذَنْ لعبداللہ لایؤذن لنا فبلغ عمر فارسلَ الیہ فقال یا ابنَ اخی ما ردّکَ قال قلتُ اذا لم یُؤذن لعبد اللہ بن عمر لایُؤذَن لی فقال یا ابنَ اخی فہل انبتَ الشعرَ علے الرأس غیرکم وفیہ عن المنذر ابن سعدٍ انّ ازواج النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم استاذن عمر فی الحجّ فابٰی ان یاذنَ لہنّ حتّے اکثرنَ علیہ فقالَ سآذنُ لکنّ بعد العام ولیس ھذا من رأیی فقالت زینبُ بنتُ جحش سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقولُ عامَ حجۃ الوداع انما ھو ھذہ الحجۃُ ثم ظہورُ الحصرِ فخرجنَ غیرہا فارسلَ معہنّ عثمان بن عفان وعبدالرحمٰن بن عوف

عُبَید بن حنین سے کہا کہ حسنؓ آئے یا حُسینؓ حضرت عمرؓ سے ملنے کی اجازت چاہتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ آئے ہوئے تھے تو عبداللہ کو آنے کی اجازت نہ ملی۔ وہ واپس ہو گئے۔ تو حسنؓ یا حُسینؓ نے خیال کیا کہ جب عبداللہؓ کو اجازت نہیں ملی تو ہم کو بھی نہیں ملیگی (یہ بھی واپس ہو گئے) اس کی اطلاع عمرؓ کو ہوتی تو اُن کو بلوایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے تم کیوں واپس چلے گئے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ جب عبداللہ بن عمرؓ کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہ ملے گی تو فرمایا کہ اے بھتیجے! تو کیا (ہمارے) سر پہ بال تمہارے سوا کسی اور نے اُگاتے ہیں (یعنی تمہارے نانا سے ہی ہیں یہ مرتبہ ملا) اور اسی میں ہے کہ مُنذر بن سعد سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حج کے لئے عمرؓ سے اجازت چاہی تو اُنھوں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ اُنھوں نے اُن سے بہت کہا سُنی کی تو کہا کہ میں تم کو اس سال کے بعد اجازت دوں گا (تاکہ پہلے سے کا حقہٗ انتظام کر لیا جاتے) اور یہ میری رائے نہیں (یعنی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں) تو زینبؓ بنت جحش نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ حجۃ الوداع کے سال میں (عورتوں سے) یہ فرماتے تھے کہ بس حج تو یہی حج ہے پھر ظہور حُصرؔ ہوگا (یعنی بوریوں پر گھروں میں بیٹھے رہنے کا زمانہ آجائے گا کہ قلوب پر بُرے وساوس کثرت سے آنے لگیں گے) پھر یہ سب (حج کے لئے) نکلیں بجز زینبؓ کے تو عمرؓ نے ان کے ساتھ عثمان بن عفانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف

؎ حُصُر جمع ہے حصیر کی بمعنے بوریا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ایسے وقت کا ظہور ہوگا کہ تمہارے لئے بوریوں پر جا رہنا اللہ کی عبادت کے لئے بہتر ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے افضل الجہاد واجملہ حجٌ مبرورٌ ثم لزوم الحُصُر عورتوں کے لئے بہتر اور عمدہ جہاد حج مبرور ہے (جس میں کوئی خطا یا لغزش نہ ہو جسکے بعد پھر آدمی گناہوں سے باز رہے) اس کے بعد بوریوں پر جمے رہنا (یعنی اپنے گھروں میں پڑے رہنا اللہ کی یاد کرنا) ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وامرہما أن یسیر احدہما بین ایدیہن
والآخر خلفہن ولا یسایرہن احدٌ فاذا
نزلن فانزلوہن شِعبًا (درہ کوہ) ثم کونا علیٰ
باب الشعب لا یدخلن علیہن احدٌ ثم
امرہما اذا طفن بالبیت لا یطوف معہن
احدٌ الا النساءُ فلما ہلک عمر غلبن من
بعدہ وفیہ عن ابن ابی نجیح ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی یحافظ
علیٰ ازواجی من بعدی فہو
الصادق البارّ فقال عمر من
یحج مع امہات المومنین فقال
عبدالرحمٰن انا فکان یحج بہن و
ینزلہن الشعب الذی لیس لہ
منفذ ویجعل علیٰ ہوادجہن الطیالسۃ (چادر)
وفیہ عن ابی وائل ان رجلاً
کتب الی ام سلمۃ یحرّج (تنگ کرد)
علیہا فی حق لہ فامر عمر بن الخطاب
بجلدہ ثلثین جلدۃً اخرجہ سفیان
ابن عیینۃ وفیہ عن اسلم
ان عمر فضل اسامۃ بن زید علیٰ
ابنہ عبداللہ بن عمر فلم یزل
الناس بعبداللہ حتی کلم اباہ
فی ذلک فقال تفضل علیٰ
من لیس افضل منی وفرضت
لہ فی الفین وفرضت لی فی

کو روانہ کیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ اس طرح چلیں کہ ان میں سے ایک اُن کے آگے رہے اور ایک پیچھے رہے اور ان کے برابر کوئی نہ چل سکے۔ پھر جب وہ اُتریں تو اُن کو پہاڑ کی گھاٹی میں اتارو اور تم دونوں گھاٹی کے دروازے پر رہو کوئی شخص اُن کے پاس نہ جانے پاتے۔ پھر اُن دونوں کو حکم دیا کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کریں تو ان کے ساتھ کوئی طواف نہ کرے بجز عورتوں کے۔ پھر جب عمرؓ شہید ہو گئے تو یہ غالب ہو گئیں اُن (خلفاء) پر جو اُن کے بعد ہوتے۔ اور اسی میں ہے کہ ابن ابو نجیح سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد جو میری ازواج کی حفاظت کرے گا وہ صادق اور نیک عمل والا ہوگا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کون حج کرائے گا اُمہات المومنینؓ کو؟ عبدالرحمنؓ نے کہا کہ میں، تو وہ ان کو حج کرا رہے تھے اور ان کو ایسی گھاٹی میں ٹھہراتے تھے جس سے گزرنے کا راستہ نہ ہوتا تھا اور ان کے ہودجوں کے اوپر چادر ڈال دیا کرتے تھے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے ابو وائل سے کہ ایک شخص نے اُم سلمہؓ کو لکھا جو اپنے کسی حق کے بارے میں اُن کو تنگ کر رہا تھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اُس کے تیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس کو روایت کیا سفیان ابن عُیینہ نے۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے اسلم سے کہ عمرؓ نے اُسامہؓ کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ پر فضیلت دی (کہ اُسامہؓ کا وظیفہ پانچسو درہم زیادہ تجویز فرمایا) تو لوگ اس کے بارے میں عبداللہ بن عمرؓ سے کہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کے بارے میں اپنے باپ سے گفتگو کی اور کہا کہ آپ مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دے رہے ہیں جو مجھ سے افضل نہیں آپ نے اس کو قائم کیا ہے دو ہزار والوں میں اور مجھے رکھا ہے

www.kitabghar.org

الف وخمسمائۃ ولم یُسبقنی الی شیئ فقال عمرُ
فعلتُ ذٰلک لانّ زیداً کان احبَّ الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمر وکان اُسامۃُ
احبَّ الی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
عبدِ اللہ وفیہ عن ابنِ عباس قال لمّا فتح
اللہُ المدائنَ علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی ایّام عمر امرہم بالانطاع
فبُسِطَ فی المسجد وامر بالاموال فافرغت علیہا
ثم اجتمع اصحابُ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاوّلُ من بدأ الیہ الحسن بن علی
فقال یا امیرَ المؤمنین اَعطنی حقّی مما افاء
اللہ علی المسلمین فقال لہ بالرحب و
الکرامۃ وامر لہ بالفِ درہم ثم انصرف
فبدر (سبقت کرد ۱۲) الیہ الحسینُ بن علی فقال یا امیرَ
المؤمنین اَعطنی حقّی مما افاء اللہ علی
المسلمین فقال لہ بالرحب والکرامۃ و
امر لہ بالف درہم فبدر الیہ ابنہ
عبداللہ بن عمر فقال یا امیرَ المؤمنین
اعطنی حقّی مما افاء اللہ علی المسلمین
فقال لہ بالرحب والکرامۃ وامر لہ بخمسمائۃ
درہم فقال یا امیر المؤمنین انا رجل
مُشتدّ (قوی ۱۲) اَضرِبُ بالسیف بین یدی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسنُ
والحسینُ طفلان یدرجان (یمشیان ۱۲) فی سکک
المدینۃ تعطیہم الفاً الفاً

ڈیڑھ ہزار والوں میں اور وہ کسی چیز میں مجھ سے سبقت لئے ہوئے
نہیں ہے تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے ایسا کیا اس لئے کہ زیدؓ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عمرؓ سے اور اُسامہؓ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عبداللہؓ سے۔ اور اسی
میں ہے کہ مروی ہے ابنِ عباسؓ سے کہا کہ جب عمرؓ کے زمانہ میں
اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے مدائن
کو فتح کر دیا تو ان کو حکم دیا چرمی فرش بچھانے کا جو مسجد میں
بچھایا گیا اور اموالِ (غنیمت) کے بارے میں حکم دیا جو اُس پر
اُنڈیل دیئے گئے پھر اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمع
ہوئے تو سب سے پہلے جس نے آپ سے لینے کی ابتداء کی وہ حسن
ابنِ علیؓ تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اس مال میں
سے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مرحمت فرمایا میرا حق عطا فرمائیے
تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور حکم دیا
ان کو ایک ہزار درہم دینے کا۔ پھر وہ ہٹ گئے تو آگے بڑھے
ان کی طرف حسین بن علیؓ اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ
مسلمانوں کو اللہ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے میرا حق عنایت
فرمائیے تو آپ نے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کو
ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ پھر ان کی طرف آگے بڑھے عبداللہ
ابن عمرؓ اور اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میرا حق عطا
کیجئے اس مال میں سے جو اللہ نے مسلمانوں کو بخشش فرمایا ہے تو
اُن سے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کے لئے حکم
دیا پانچسو درہم دینے کا۔ اس پر اُنھوں نے کہا اے امیر المؤمنین
میں ایک طاقتور مرد ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
تلوار چلا رہا تھا اور حسنؓ اور حسینؓ لڑکے تھے مدینہ کی گلیوں
میں پھرا کرتے تھے ان دونوں کو آپ ایک ایک ہزار دے رہے ہیں

www.kitabghar.org

و تعطینی خمسمائۃ قال نعم اذھب فأتنی
بأب کأبیھما و أم کأمھما و جد کجدھما
و جدۃ کجدتھما و عم کعمھما و خال کخالھما
و خالۃ کخالتھما فانک لا تأتینی بہ
اما ابوھما فعلی المرتضی و اما امھما ففاطمۃ
الزھراء و جدھما محمد المصطفی صلی
اللہ علیہ وسلم و جدتھما خدیجۃ الکبری
و عمھما جعفر بن ابی طالب و خالھما
ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
خالتھما رقیۃ و ام کلثوم ابنتا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و فی الاستیعاب
خرج عمر من المسجد معہ الجارود فاذا
بامرأۃ برزۃ علی الطریق فسلم علیھا عمر فردت
علیہ السلام فقالت ہیہا یا عمر عہدتک
وانت تسمی عمیرا فی سوق عکاظ فلم یذھب
الایام و اللیالی حتی سمیت عمر ثم لم
یذھب الایام حتی سمیت امیر المؤمنین
فاتق اللہ فی الرعیۃ واعلم انہ
من خاف الوعید قرب علیہ البعید
ومن خاف الموت خشی الفوت فقال
الجارود قد اکثرت ایتھا المرأۃ
علی امیر المؤمنین فقال
عمر دعھا اما تعرفھا ھذہ خولۃ
بنت حکیم التی سمع
اللہ قولھا

اور مجھے پانچسو۔ فرمایا کہ ہاں! جا میرے پاس ایسا باپ لے کر آ جیسا ان دونوں کا باپ ہے اور ماں لے کر آ جو اُن دونوں کی ماں کی مانند ہو اور نانا جو اُن دونوں کے نانے کی مانند ہو اور نانی جو اُن دونوں کی نانی جیسی ہو اور چچا جو اُن کے چچا جیسا ہو اور ماموں جو اُن کے ماموں جیسا ہو اور خالہ جو اُن کی خالہ جیسی ہو۔ تو یقیناً میرے پاس نہیں لا سکے گا۔ رہے ان دونوں کے باپ تو وہ علی مرتضیٰ تھے۔ اور اُن دونوں کی ماں تو وہ فاطمہ زہراء تھیں اور اُن کے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اُن کی نانی خدیجۃ الکبریٰ تھیں اور اُن کے چچا جعفر بن ابی طالب تھے اور اُن کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اُن کی خالہ رقیہ اور اُم کلثوم تھیں دونوں بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور استیعاب میں ہے کہ عمرؓ مسجد سے نکلے اور ان کے ساتھ جارودؓ تھے تو راستہ میں ایک پردہ نہ کرنے والی بڑی بی سامنے آ گئی تو عمرؓ نے اُس کو سلام کیا۔ اُس نے اُن کے سلام کا جواب دیا پھر بولی بات سن لے عمرؓ! تیرا ایک زمانہ تھا جب کہ تجھے بازارِ عکاظ میں عُمیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پھر کچھ زیادہ دن اور راتیں نہ گزریں کہ تیرا نام عمرؓ لیا جانے لگا۔ پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ اب تجھے امیر المؤمنینؓ کے خطاب سے پکارا جاتا ہے تو تجھے رعیت کے امور میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور جان لے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ڈراوے سے ڈرے گا اُس کو دور کی چیز (یعنی موت) نزدیک معلوم ہوگی اور جو موت سے خائف ہوگا (یعنی اس کو نہ بھولے گا) وہ (اعمالِ خیر کے) فوت ہونے سے ڈرے گا۔ تو جارود نے کہا کہ اے عورت! تو امیر المؤمنینؓ سے بہت کچھ زبان درازی کر چکی۔ تو عمرؓ نے (جارود سے) کہا کہ اس کو چھوڑ دو کیا تم اس کو پہچانتے نہیں ہو۔ یہ خولہ بنتِ حکیم ہے جس کی بات کو

www.kitabghar.org

من فوق سبع سمٰوات فعمر والله احق
ان يسمع لها و فيه روى ان جارية لصفية
بنت حيى اتت عمر فقالت ان صفية
تحب السبت و تصل اليهود فبعث اليها
عمر فسألها فقالت اما السبت فانى لم
احبه منذ ابدلنى الله به يوم الجمعة و
اما اليهود فان لى فيها رحما فانا اصلها
ثم قالت للجارية ما حملك على ما صنعت قالت
الشيطان قالت اذهبى فانت حرة و
فيه ارسل عمر الى الشفا بنت عبدالله
العدوية ان اغدى على قالت
فغدوت عليه فوجدت عاتكة بنت اسيد
ابن ابى الفيض ببابه فدخلنا فتحدثنا ساعة
فدعا بنمط فاعطاها اياه و دعا بنمط دونه
فاعطانيه فقلت تربت يداك يا
عمر انا قبلها اسلاما وانا بنت
عمك دونها و ارسلت الى
و جاءتك بنفسها قال ما
كنت رفعت ذلك الا لك
فلما اجتمعتما ذكرت انها اقرب
الى رسول الله صلى الله
عليه وسلم منك و از انجمله
آنست كه حفظ ملت از
مظان تحريف و تبديل

اللہ نے سنا سات آسمانوں کے اوپر سے تو واللہ عمرؓ کو زیادہ سزاوار ہے کہ اس کی بات سنے۔ اور اسی میں ہے کہ صفیہؓ بنتِ حیی (ام المومنین) کی ایک باندی عمرؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ صفیہ یوم السبت (یعنی سنیچر کے دن) کو پسند کرتی ہے اور یہودیوں کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ تو ان کو عمرؓ نے بلایا اور ان امور کے بارے میں اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ سبت کے بارے میں یہ حقیقت ہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتی جب سے اللہ تعالیٰ نے اُس کو میرے لئے یوم جمعہ سے بدل دیا ہے۔ رہے یہود تو میری اُن سے قرابت ہے تو میں اُن کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہوں۔ پھر انھوں نے اس لونڈی سے کہا کہ جو حرکت تو نے کی اس پر تجھے کس نے اُبھارا؟ اُس نے کہا کہ شیطان نے۔ تو صفیہؓ نے کہا کہ جا میں تجھے آزاد کرتی ہوں۔ اور اُسی میں ہے کہ عمرؓ نے شفا بنتِ عبداللہ العدویہ کو بلوایا کہ وہ صبح کے وقت میرے پاس آئیں۔ شفا نے کہا کہ میں صبح کو اُن کے پاس پہنچی تو میں نے اُن کے دروازے پر عاتکہ بنتِ اُسید بن ابی الفیض کو پایا تو ہم دونوں اُن کے پاس پہنچیں۔ تھوڑی دیر ہم نے باتیں کیں تو انھوں نے ایک سوزنی منگائی وہ عاتکہ کو دی اور دوسری سوزنی منگائی جو اُس سے چھوٹی تھی وہ مجھے دی تو میں نے کہا اے عمرؓ خاک پڑے تیرے ہاتھوں پر میں اس سے پہلے اسلام لانے والی ہوں اور میں تیرے چچا کی بیٹی بھی ہوں نہ کہ وہ پھر تو نے مجھے خود بلایا اور وہ تیرے پاس از خود آئی (لیکن ان سب کے باوجود بڑی سوزنی اُس کو دی اور چھوٹی مجھے) تو کہا کہ میں نے وہ تو تیرے ہی لئے اٹھا کر رکھی تھی لیکن جب تم دونوں جمع ہو گئیں تو مجھے یہ یاد آ گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت تیرے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ تحریف و تبدیل

www.kitabghar.org

بالبلغ وجوہ سے نمود آخرج الدارمی عن سلیمان بن یسار ان رجلاً یقالُ لہٗ صُبَیغ قدمَ المدینۃ فجعلَ یسأل عن متشابہ القرآن فارسلَ الیہ عمر وقد اعدَّ لہٗ عَرَاجینَ النخلَ فقالَ مَن انتَ فقالَ انا عبد اللہِ صُبَیغ فاخذ عمر عُرجوناً من تلک العراجین فضربَہٗ وقالَ انا عبد اللہ عمرُ فجعلَ لہٗ ضرباً حتے دمّٰی رأسَہ فقال یا امیرَ المؤمنین حسبُک قد ذہب الذی کنتُ اَجِدُ فی رأسی وعن نافعٍ مولٰے عبد اللہ اَن صُبَیغَ العراقی جَعَلَ یسألُ عن اَشیاء من القرآن فی اجنادِ المسلمین حتّٰی قدمَ مصر فبعثَ بہٖ عمرو بن العاص الی عُمر ابن الخطاب فلمّا اَتاہ الرسولُ بالکتاب فقرأ فقال اینَ الرّجل فقالَ فی الرّحل فقالَ عمر ابصُر ان یکون ذہبَ فتُصیبَکَ منّی بہ العقوبۃُ الموجِعَۃ فاَتاہ بہٖ فقال عمرُ تسألُ محدثۃ فارسلَ عُمرُ الی رطائب من جرید فضربَہٗ بہا حتّٰی ترکَ ظہرہٗ دَبِرۃً ثم ترکہ حتّٰی برئی ثمّ عادَ لہٗ ثمّ ترکہ حتّٰی برئی فدعا بہٖ لیعودَ لہٗ

کے محتمل مواقع سے ملت کا تحفظ دُور رس طریقوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ دارمی نے روایت کیا سلیمان بن یسار سے کہ ایک شخص مدینہ میں آیا جس کو صُبَیغ کہا جاتا تھا اُس نے لوگوں سے قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنے (یعنی اعتراضات کرنے) شروع کئے تو اس کو عمر رضؓ نے بلا بھیجا اور پہلے سے اُس کے لئے کھجور کی چھٹیاں تیار کرکے رکھ چھوڑی تھیں (جب وہ آیا) تو کہا کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ صُبَیغ ہوں۔ تو عمر رضؓ نے اُن چھٹیوں میں سے ایک چھٹی لے کر اُس کو مارا اور کہا کہ میں اللہ کا بندہ عمر رضؓ ہوں تو اُس کو مارتے رہے یہاں تک کہ اُس کے سر کو خون آلود کر دیا۔ تو کہا کہ اے امیر المؤمنین رضؓ بس کافی ہو گیا جو کچھ میں اپنے سر میں پاتا تھا وہ سب نکل گیا۔ اور نافع مولٰے عبد اللہ بن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ صُبَیغ عراقی نے قرآن مجید کی کچھ چیزوں کے بارے میں مسلمانوں کی جماعتوں سے سوالات (یعنی اعتراضات) کرنا شروع کر دیئے حتے کہ یہ مصر پہنچا تو عمرو رضؓ بن العاص نے اس کو (پکڑ کر) عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس بھیجا۔ جب اُن کے پاس ایلچی خط لے کر آیا تو اُنھوں نے اُس کو پڑھ کر کہا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ تو اُس نے کہا کہ کجاوے میں۔ تو عمر رضؓ نے اُس سے کہا کہ دیکھ اگر وہ بھاگ گیا ہوگا تو میری طرف سے تجھے سخت سزا ملے گی (تو اُسے تنہا چھوڑ کر یہاں آگیا) پھر وہ اُس کو آپ کے پاس لایا تو عمر رضؓ نے اُس سے کہا کہ تو لوگوں سے (قرآن پر) سوالات (اعتراضات) کیا کرتا ہے تو اس نے آپ سے ان کا ذکر کیا۔ تو عمر رضؓ نے ایک گڈّی منگائی کھجور کی چھٹیوں کی تو اس کو اُن سے اتنا مارا کہ اس کی کمر کو زخمی کر دیا۔ پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ اچھا ہو گیا پھر اس کو واپس بلایا (اور اسی طرح مارا پیٹا) اور چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر اُس کو بلایا تاکہ اسی کام کا اعادہ کریں۔

www.kitabghar.org

قال فقال صُبَیغ اِن کنتَ تُرید قَتْلِی فاقْتُلنی قتلاً جمیلاً وانْ کنت تُرید اَن تُداوِیَنِی فقد واللہ برِئتُ فاَذِنَ لہ الی ارضہ وکتبَ الیٰ اَبی موسےٰ الاشعر اَن لایُجالِسَہ احدٌ من المسلمین فاشتدَّ ذٰلک علی الرّجل فکتبَ ابوموسیٰ الیٰ عمر ان قد حَسُنَتْ ھیئتُہ فکتبَ عمر ان یاذنَ للناس بمجالستہ آیںن است نمونہ از سیاستِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ و القلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تُنْبِیُٔ عن البحرالکبیر اگر منصفے درہر کلمہ ازین کلمات و اشباہِ آن نظرکند دریابد کہ حلاوتِ ایمان و صدق نیّت و احسان برخلق اللہ وخشیت از مُدبّر السمٰوات و الارض وعقلِ وافر وکفایتِ کامل از ہر کلمہ چنان مے چکد کہ از پنبۂ مَبْلُول قطراتِ آب می چکد۔ شعر وعلیٰ تفنُّنِ وَاصِفیہ بوصفہ ؛ یَفْنیٰ الزمانُ وفیہ مَالم یُوصَفِ ؛ امانوسّع فاروقِ اعظم رض در علم احکام کہ مُسمّٰے بفقہ مے شود پس اکثر ازانست کہ بضبطِ تقریر در آید اَفْقَہِ اُمت علی الاطلاق اوست وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمسائلِ فقہیّہ باو اشارت فرمود تا از وے اخذ کنند و صحابہ رض وتابعین رح بآن

(نافع رح نے) کہاکہ صُبَیغ نے کہاکہ اگر آپ نے میرے قتل کاارادہ کیاہے تو مجھے خوبی کے ساتھ قتل کردیجئے اوراگر آپ نے یہ ارادہ کیاتھاکہ میرا علاج کریں (یعنی اصلاح) تو خداکی قسم میں ٹھیک ہوچکاہوں۔ توآپ نے اس کو اپنی سرزمین پر جانے کی اجازت دیدی اور ابوموسیٰ اشعری رض کو لکھاکہ مسلمانوں میں سے کوئی اس کے ساتھ مجالست نہ کرے یہ بات اُس شخص کے لئے بہت گراں ہوئی۔ پھر ابوموسےٰ رض نے عمر رض کو لکھاکہ اُس کاحال بہتر ہوچکاہے۔ تو عمر رض نے لکھاکہ اُس کے ساتھ مجالست کی لوگوں کو اجازت دیدیں۔ یہ نمونہ ہے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیاست کا اور قلیل نمونہ ہوتاہے کثیر کا اور ایک چلّوبھر پانی حال بتادیتاہے بحرِکبیر کا۔ اگر کوئی صاحبِ انصاف ان کلمات میں سے کسی کلمہ پر یاان کے اشارات پر نظر کرے تو وہ محسوس کرے گا کہ حلاوتِ ایمان اور صدقِ نیّت اور خلقِ خدا کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور مدبّرالسمٰوات والارض کاخوف اور عقلِ وافر اور کفایتِ کامل (یعنی اس ذاتِ جامع الصّفات کا امورِ مہمہ کے لئے خود کافی ہوجانا) ہرکلمہ سے اس طرح ٹپک رہی ہے جیسے کہ بھیگی ہوتی روئی سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہیں۔ شعر؂ وعلیٰ تفنّن واصفیہ الخ (ترجمہ) اوراس کے وصف کی شرح کرنے والے واصفین کی عمریں ختم ہوجائیں گی پھربھی ایسے اوصاف باقی رہ جائیں گے جوبیان نہ ہوتے ہوں گے۔

رہا فاروقِ اعظم رض کا وسیع النظر ہونا علمِ احکام میں جس کوفقہ کے نام سے موسوم کیاجاتاہے تو اس کا ضبط کرنا احاطۂ تقریر سے باہر ہے۔ علی الاطلاق اُمت کے سب سے بڑے فقیہ وہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائلِ فقہیہ میں اُن کی طرف اشارہ فرمایاکہ اُن سے اخذ کریں اور صحابہ رض وتابعین رح نے اس کی

www.kitabghar.org

تصریح نمودند و در خارج ہمچنان واقع شد
نسبتِ فقہِ او با فقہِ سائر فقہاء صحابہ رض مانند
نسبتِ مصحفِ اوست با مصحفِ سائر صحابہ رض
ہر چہ در مصحفِ او یافتہ شود قراءۃ متواترہ است
و آنچہ مخالفِ مصحف او باشد قراءۃ شاذہ و
ہر چہ در فقہِ او یافتہ شود جادہ قویہ از دینِ
محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ و التسلیمات و
ظاہرِ دین و سوادِ اعظم اوست و ہر چہ مخالف
او باشد شاذ است اگر حدیثے قوی یا قیاس
جلی شاہد او باشد میتوان اخذ کرد و الا نہ و
نسبتِ فقہِ او با فقہ سائر مجتہدین اہلِ سنت
مانند نسبتِ متن است با شروح و این سخنے
است مجمل تا شرح آن بگوشِ اہلِ عصر نہ
رسد یحتمل کہ بگزاف نسبت کنند اما شہادتِ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعلمیتِ او و
تفویض نواصی اُمت باو پس متواتر بالمعنی است
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
تعالیٰ جعل الحق علیٰ لسان عمر و قلبہ
اخرجہ الترمذی بروایت ابن عمر و ابوداؤد
بروایتِ ابی ذر و قال لقد کان فیما کان قبلکم
من الامم ناس محدثون من غیر ان یکونوا
انبیاء فان یکن فی اُمتی احد فانہ عمر
اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ہریرۃ و
و مسلم و الترمذی من حدیث
عائشۃ و قال

تصریح کی ہے اور خارج میں واقع بھی اسی طرح ہوا کہ اُن کے
فقہ کی نسبت تمام فقہاء صحابہ رض کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے
جیسی نسبت آپ کے مُصحف (یعنی قرآن) کو تمام دوسرے اصحاب
کے مصحف سے ہے کہ جو کچھ آپ کے مصحف میں پایا جاتا ہے وہ
قراءتِ متواترہ ہے اور جو کچھ آپ کے مصحف کے مخالف ہو گا
وہ قراءتِ شاذہ ہے۔ اور جو کچھ اُن کے فقہ میں پایا جاتا ہے دینِ
اسلام علی صاحبہ الصلوات والتسلیمات کی ایک مضبوط پگڈنڈی
اور ظاہر دین ہے اور سوادِ اعظم وہی ہے (کہ اسی راہ پر سب اہلِ
حق گامزن ہوتے رہے ہیں) اور جو کچھ اس کے مخالف ہے وہ
بحکم شاذ ہے کہ اگر کوئی حدیث قوی یا قیاس جلی اس کی شاہد ہوگی
تو اس کو اخذ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور اُن کے فقہ کی نسبت
تمام مجتہدینِ اہلِ سنت کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے جیسی متن
کو نسبت ہوتی ہے شروح کے ساتھ اور یہ ایک مجمل کلام ہے
جب تک اس کی شرح اہلِ عصر کے کان تک نہ پہنچے گی یہ احتمال
ہو گا کہ اس کو مبالغہ آرائی کی طرف نسبت کریں۔ اب لیجئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اُن کے بڑے عالم ہونے
اور اُمت کی پیشانیاں اُن کے سپرد کرنے پر۔ تو یہ متواتر بالمعنے
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ
تعالیٰ نے حق کو عمر رض کی زبان اور اس کے قلب پر پیدا کر دیا ہے۔
اس کو ترمذی نے اخذ کیا بروایت ابن عمر رض اور ابوداؤد نے بروایت
ابوذر رض۔ اور فرمایا تم سے پہلے جو اُمتیں گزریں اُن میں محدث
لوگ ہوا کرتے تھے (یعنی جن کے قلوب پر منجانب اللہ القاء ہوتا
تھا) بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں تو میری اُمت میں اگر کوئی
ایسا ہے تو عمر رض ہے۔ اس کو شیخین نے ابوہریرہ رض سے اور مسلم اور
ترمذی نے حدیث عائشہ رض سے روایت کیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ

www.kitabghar.org

بینا انا نائم رأیتُ الناس یُعرَضون علیّ
و علیهم قُمُصٌ فمنها ما یبلغ الثدیّ و منها
ما یبلغ دون ذلک و عُرِضَ علیّ عمر بن
الخطاب و علیه قمیص یجرّہ قالوا فما اوّلته
یارسول اللہ قال الدین اخرجه البخاری و مسلم
والترمذی و النسائی بروایة ابی سعید و قال
بینا انا نائم اُتیتُ بقدحٍ من لبنٍ فشربتُ
منه حتی انّی لأرى الرِیّ یخرج من
اظفاری ثم اعطیتُ فضلی عمر
ابنَ الخطاب قالوا فما اوّلته قال
العلم اخرجه الشیخان و الترمذی من حدیث
ابن عمر و قال اقتدوا بالذین من بعدی
ابی بکر و عمرؓ اخرجه الترمذی و جماعةٌ من
حدیث ابن مسعود و حذیفة واما شہادتِ
صحابہؓ و تابعین اخرج الدارمی عن
حذیفة قال انما یفتی الناس ثلثة رجل
امام و رجل یعلم ناسخ القرآن من المنسوخ
قالوا یا حذیفة و من ذلک قال عمر
ابن الخطاب او احمق متکلّف و اخرج
الدارمی عن عمرو بن میمون انه قال
ذهب عمر بثلثی العلم فذکر لابراہیم
فقال ذهب عمر بتسعة
اعشار العلم اما آنکہ نسبتِ
فقہ او بافقہِ سائرِ
صحابہؓ

ایسے وقت کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش
کئے جارہے ہیں اور ان کے اوپر قمیصیں ہیں تو ان میں سے بعض
کی صرف چھاتی تک ہی پہنچتی ہے اور بعض کی اس سے آگے تک
پہنچتی ہے اور میرے سامنے عمرؓ بن الخطاب کو پیش کیا گیا اس
حال میں کہ اس کے بدن پر ایسی (لمبی) قمیص تھی جس کو وہ کھینچ
رہا تھا۔ صحابہؓ نے کہا کہ آپؐ نے اس کی کیا تاویل کی یارسول اللہؐ
فرمایا کہ دین، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم اور ترمذی اور
نسائی نے ابوسعید کی روایت سے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ جب میں
سو رہا تھا تو میرے سامنے ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ تو میں
نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ میں سیرابی کا اثر دیکھ رہا ہوں
کہ میرے ناخنوں میں سے نکل رہا ہے۔ پھر میں نے اپنا پس خوردہ
عمرؓ بن الخطاب کو دیدیا۔ اصحابؓ نے کہا کہ آپؐ نے اس کی کیا
تعبیر لی؟ فرمایا کہ علم، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اور
ترمذی نے حدیث ابن عمرؓ سے۔ اور فرمایا کہ اقتداء کرو ان
دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کی، اس
کو ترمذی نے روایت کیا اور ایک جماعت نے حدیث ابن مسعودؓ
اور حذیفہؓ سے۔ اب لیجئے شہادت صحابہؓ اور تابعین کی۔ دارمی
نے روایت کیا حذیفہؓ سے انہوں نے کہا کہ فتوے تین قسم کے
آدمی دیتے ہیں (پہلا) وہ آدمی جو امام ہو اور (دوسرا) وہ جو
قرآن کے ناسخ کو منسوخ سے ممتاز کرلے۔ لوگوں نے کہا کہ
اے حذیفہ اور وہ کون ہے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب اور (تیسرا)
احمق تکلف کرنے والا۔ اور روایت کیا دارمی نے عمرو بن میمون
سے کہ انہوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ اس کا ذکر
ابراہیمؒ کے سامنے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عمرؓ دس میں سے
نو حصہ علم لے گئے۔ رہی یہ بات کہ ان کے فقہ کی نسبت تمام صحابہؓ

www.kitabghar.org

بمنزلہ مصحف اوست بامصحف سائر
صحابہ رض اخرج الحاکم عن الشعبی انہ قال القضاۃ
فی ستۃ نفر من اصحاب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ثلثۃ بالمدینۃ وثلثۃ بالکوفۃ
فبالمدینۃ عمر و ابی و زید بن ثابت وبالکوفۃ
علی و عبداللہ بن مسعود و ابوموسے
و اخرج الحاکم عن الشعبی عن مسروق
قال انتہی علم اصحاب النبی صلے اللہ
علیہ وسلم الی ہولاء النفر عمر بن الخطاب
و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود
و ابی بن کعب و معاذ بن جبل و زید بن ثابت
و ابی موسی الاشعری و اخرج الحاکم عن الشعبی
قال یؤخذ العلم عن ستۃ من اصحاب النبی صلے
اللہ علیہ وسلم فکان عمر و عبداللہ و زید یشبہ
علم بعضہم بعضا فکان یقتبس بعضہم من بعض
و اخرج محمد بن الحسن فی کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ
عن الہیثم عن الشعبی قال کان ستۃ من اصحاب
النبی صلے اللہ علیہ وسلم یتذاکرون الفقہ منہم علی
ابن ابی طالب و ابی و ابوموسی علحدۃ و عمر و زید و
ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین شرح این
اجمال آنکہ علم فاروق اعظم رض در بلاد اسلام
منتشر شد و جمیع مسلمین بوے اخذ کردند و علم علی
مرتضی رض جز در کوفہ مشہور نشد و چون حاضران
مجلس او رضی اللہ عنہ غالباً لشکریان
بودند علم او منقح نہ گشت

کے فقہ کے مقابلہ پر بمنزلہ اُن کے مصحف کے ہے بمقابلہ تمام
صحابہ رض کے مصحف کے۔ روایت کیا حاکم نے شعبی سے کہ انھوں نے
کہا کہ اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے قضاء چھ
آدمیوں میں ہے (یعنی ان کا حصہ ہے) تین تو مدینہ میں ہیں
اور تین کوفہ میں۔ مدینہ میں تو عمر رض اور اُبی رض اور زید بن ثابت
ہیں اور کوفہ میں علی رض اور عبداللہ بن مسعود رض اور ابوموسے رض
ہیں۔ اور روایت کیا حاکم نے شعبی سے انھوں نے مسروق رح سے
انھوں نے کہا کہ منتہی ہوتا ہے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کا علم اِن حضرات پر عمر رض بن الخطاب اور علی بن ابی طالب رض
اور عبداللہ بن مسعود رض اور اُبی بن کعب رض اور معاذ بن جبل رض
اور زید بن ثابت رض اور ابوموسے اشعری رض ۔ اور حاکم نے روایت
کیا شعبی رح سے انھوں نے کہا کہ اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
میں سے چھ سے علم اخذ کیا جاتا ہے۔ تو (ان میں سے) عمر رض
اور عبداللہ رض اور زید رض ایسے ہیں کہ ان میں سے بعض کا علم دوسرے
کے علم سے مشابہ ہے ان میں سے ایک دوسرے سے علم اخذ کرتا
تھا۔ اور محمد بن الحسن رح نے کتاب الآثار میں ابوحنیفہ رح سے
روایت کیا ہے انھوں نے ہیثم سے انھوں نے شعبی رح سے انھوں
نے کہا کہ اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چھ اصحاب تھے
جو آپس میں فقہ کے مذاکرات کرتے رہتے تھے، علی بن ابی طالب
اور اُبی اور ابوموسے علٰحدہ اور عمر اور زید بن ثابت اور
ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ
فاروقِ اعظم کا علم اسلامی شہروں میں منتشر ہو گیا اور تمام
مسلمانوں نے آپ سے حاصل کیا اور علی مرتضے رض کا علم بجز کوفہ
کے کہیں مشہور نہ ہوا۔ چونکہ آپ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر
لشکری لوگ ہوتے تھے اس لئے ان کا علم منقح نہ ہوا یعنی

www.kitabghar.org

اخرج مسلم عن طاؤس اُتِیَ ابنُ عباس
بکتابٍ فیه قضاءُ علیٍّ فمحاه الا قدرَ و
اشار سفیان بن عُیَینَۃَ بذراعه و اخرج
عن ابن ابی ملیکۃ کتبتُ الی ابن عباس
اسألُه ان یکتبَ لی کتابا و یُخفِی عنّی
فقال ولدٌ ناصح انا اختارُ له الامورَ اختیارًا
و اُخفی عنه قال فدعا بقضاء علیٍّ فجعل
یکتبُ منه اشیاءَ و یمرُّ بالشیء فیقولُ
و اللهِ ما قضی بهذا علیٌّ الا ان
یکون ضلّ و اخرج مسلم عن ابی
اسحاق قال لما احدثوا تلک الاشیاء
بعد علیٍّ رض قال رجلٌ من اصحاب علیٍّ
قاتلهم اللهُ ایَّ علمٍ افسدوا و اخرج
مسلم عن المغیرۃ قال لم یکن یُصدَّق علی
علیٍّ فی الحدیث عنه الا من اصحاب
عبد الله بن مسعود و معاذ بن جبل رض
در آخرِ زمانِ فاروق رض از عالم رفت و حدیث
او چندان باقی نماند و از اُبَیّ بن
کعب در غیرِ قراءۃ و تفسیر روایت در
دستِ مردمان نیست و ابو موسیٰ اشعری رض
باکمالے کہ داشت در بسیارے
از مسائل عاجز شد و در حق عبداللہ
ابن مسعود رض لا تسألونی ما دام
ھٰذا الحبرُ فیکم و ابن عباس رض
باکمالِ علم خود

بکھر کر لوگوں تک نہ پہنچا) مسلم نے روایت کیا طاؤس سے کہ ابنِ
عباس رض کو ایک مکتوب دیا گیا جس میں علی رضی اللہ عنہ کے
فیصلے لکھے ہوئے تھے تو انھوں نے اس کو مٹا دیا بجز اتنے
کے اور اشارہ کیا سفیان بن عُیَینہ نے اپنے ہاتھ سے۔ اور روایت
کیا مسلم نے ابن ابی مُلیکہ سے کہ مَیں نے ابنِ عباس رض کو لکھا اُن
سے یہ درخواست کر رہا تھا کہ وہ میرے لئے ایک مکتوب لکھ
دیں اور مجھے خفیہ طور پر دیدیں تو فرمایا کہ (دین کا) خیر
خواہ بیٹا ہے مَیں اُس کے لئے ایک انتخاب کر لوں گا اور خفیہ
طور پر اس کو دیدوں گا۔ کہا کہ پھر انھوں نے منگائے علی رض کے
فیصلے۔ تو ان سے کچھ چیزیں لکھتے جاتے تھے اور بعض چیزیں
جب آپ کی نظر سے گزرتیں تو کہتے کہ واللہ علی رض ایسا فیصلہ
نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ گمراہ ہوگئے ہوں۔ اور روایت کیا
مسلم نے ابو اسحٰق رض سے کہا کہ جب لوگوں نے بعد علی رض کے نئی باتیں
نکالیں تو اصحاب علی رض میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ ان کو قتل
کرے کیسے علم کو انھوں نے فاسد کیا۔ اور مسلم نے روایت کیا
مغیرہ رض سے کہ ایسی حدیث کی جو علی رض سے روایت کی جاتی تھی تصدیق
نہیں کی جاتی تھی مگر عبداللہ بن مسعود رض کے اصحاب کی طرف
سے۔ اور معاذ بن جبل حضرت فاروق رض کے آخر زمانہ میں دنیا سے
گئے اور اُن کی حدیثیں (اتنی مدت حیات کے باوجود) اتنی باقی
نہیں رہیں (کہ ان کو معتد بہ شمار کہہ سکیں) اور اُبَیّ کی کوئی روایت
قرات و تفسیر کے علاوہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں
ہے۔ اور ابو موسیٰ اشعری رض نے اس کمال کے باوجود جو اُن کو
حاصل تھا بہت سے مسائل میں عاجز ہو کر عبداللہ بن مسعود رض
کے حق میں فرمایا کہ مجھ سے مت پوچھو جب تک تم میں یہ حَبر
(یعنی جید عالم) موجود ہے۔ اور ابن عباس رض اپنے کمالِ علم کے باوجود

www.kitabghar.org

نزدیک بہ پنجاہ مسئلہ مخالف جمیع مجتہدین شد اخرج الدارمے عن ابراہیم قال خالف ابن عباس اہل القبلۃ فی امرأۃ و ابوین قال للأم الثلث من جمیع المال و ہمچنین در مسئلہ عول و مسئلہ متعۃ الحج و متعۃ النساء و بیع صرف و غیرہا چنانکہ بر متتبعین فن حدیث مخفی نیست و در بسیارے از مسائل شک پیدا کرد مانند غسل قدمین و طلاق ثلث دفعۃً واحدۃً باز اقوال او مشتبہ شد و رجوع از اکثر روایات کردہ اند و عبد اللہ بن مسعود رض اکثر موافقت داشت با فاروق اعظم رض وے خود باین تصریح کردہ است کان عمر اذا سلک طریقا وجدناہ سہلاً و نیز گفتہ لو ان الناس سلکوا وادیا او شعبا و سلک عمر وادیا او شعبا سلکت وادی عمر و شعبہ و زید بن ثابت رض نیز در اکثر متتبع او است و عبد اللہ بن عمر رض از خوض در اجتہاد در محل اشتباہ تقاعد می نمود و عائشہ صدیقہ رض مسائل او در جمیع ابواب فقہ نیست اما آنکہ نسبت او با مجتہدان امت مانند نسبت مجتہد مستقل است با مجتہدان منتسب پس نزدیک توسع در تتبع آثار صحابہ رض ظاہر می شود چنانکہ مجتہد مستقل ترتیب ادلہ و

تقریباً پچاس مسئلوں میں تمام مجتہدین کے خلاف تھے۔ روایت کیا دارمی نے ابراہیم سے کہا کہ مخالفت کی ابن عباس رض نے اہل قبلہ کی (متوفی کے) بیوی اور ماں باپ (کی میراث کے حصص) کے بارے میں کہ کہا کہ ماں کے لئے تمام مال کا ایک تہائی حصہ ہے اور اسی طرح عول کے مسئلہ میں اور مسئلہ متعۃ الحج اور متعۃ النساء اور بیع صرف عہ وغیرہ میں جیسا کہ فن حدیث کا تتبع کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے اور بہت سے مسائل میں انھوں نے شک کا اظہار کیا جیسے دونوں پاؤں کا دھونا اور ایک ہی دفعہ تین طلاقوں کے بارے میں۔ پھر ان کے اقوال مشتبہ ہو گئے اور اکثر روایات سے انھوں نے رجوع کر لیا۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض نے اکثر موافقت کی ہے فاروق اعظم رض کے ساتھ اور انھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ عمر رض جب کسی طریق پر چلے ہیں تو ہم نے اُس کو سہل پایا۔ اور نیز فرمایا کہ اگر سب لوگ راہ چلیں کسی وادی یا گھاٹی میں اور عمر رض راستہ چلیں دوسری وادی یا گھاٹی میں تو میں عمر رض کی وادی اور ان ہی کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اور زید بن ثابت رض بھی اکثر مسائل میں اُن ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن عمر رض اشتباہ کے موقع پر اجتہاد میں غور و خوض سے پہلو بچایا کرتے تھے۔ اور عائشہ صدیقہ رض سے تمام ابواب فقہ میں ان کے مسائل مروی نہیں ہیں رہی یہ بات کہ ان کی نسبت مجتہدین اُمت کے ساتھ ایسی ہے جیسی مجتہد مستقل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدین منتسب کے ساتھ۔ تو یہ بات اگر آثار صحابہ رض کے تتبع میں توسع سے کام لیا جائے تو عیاں ہو جائے گی۔ جیسا کہ مجتہد مستقل دلائل کی ترتیب اور

عہ جلد ثانی میں اس کا مفصل بیان تحریر کیا جا چکا ہے ۱۲ مترجم عہ بیع صرف اس کو کہتے ہیں جس میں دونوں طرف نقد ہوں جیسے روپیوں کے بدلے میں اشرفیاں لیجائیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قواعدِ استنباط و جمع بین الدلیلین المتعارضین مقرر مے فرماید و مجتہدِ منتسِب از وے این ہمہ مسائل را فرامیگیرد ہمچنان فاروقِ اعظم رضؓ قاعدۂ چندین درین امور مقرر فرمودہ مجتہدانِ مذاہب آن ہمہ قواعد را از وے اخذ نمودہ اند و بر منوالِ آن قواعد نسج کردہ و چنانکہ مجتہد مستقلِ مسائل را در ہر باب بسوط میسازد و جملہ صالحہ از مسائلِ مہمہ محرر می نماید بعد ازان مجتہدانِ منتسِب حصۂ از تفسیر قرآنِ عظیم و حصۂ از سُنّتِ سنیہ و آثارِ سلف و لغتِ عرب و قواعدِ استنباط یاد گرفتہ در مسائلِ مفروشہ مجتہدِ مستقل خوض می نمایند اگر در مسئلہ از مسائل نص کتاب و سنّت یا مفہوم موافق یا مخالف آیتے یا حدیثے موافقِ آن یافتند فہو المراد و اگر نیافتند و وجہ مسئلہ ظاہر یافتند بآن اخذ نمودند و اگر مخالفِ آن دلیلے قوی بہم رسید از کتاب و سُنّت و قیاسِ جلی و اجماعِ اُمّت ترک اتباع می کنند زیراکہ حالتیکہ لازم شد اخذ بدلیلِ قوی و اگر مخالفے موجود نشد و وجہ مسئلہ نیز ظاہر نیست توقف می نمایند یا اعتماد بر قول مجتہدِ مستقل مے کنند علیٰ اختلافٍ فی ذٰلک بناءً علیٰ اختلافہم فی مسئلۃٍ اُخریٰ

استنباطِ احکام کے قواعد اور دو متعارض دلیلوں کے جمع کی صورتیں مقرر کرتا ہے اور مجتہد منتسِب اُس سے ان تمام مسائل کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے، اسی طرح فاروقِ اعظم رضؓ نے چند قاعدے ان امور میں مقرر فرمائے اور مجتہدینِ مذاہب نے اُن سب قواعد کو اُن سے اخذ کیا ہے اور اُسی نہج پر اُنھوں نے (دوسرے) قواعد کی تدوین کی اور جس طرح مجتہدِ مستقل مسائل کو ہر باب میں مفصل کر دیتا ہے اور مسائلِ مُہمّہ کے متعلق ایک جملہ صالحہ تحریر کر دیتا ہے (جس سے اُن مبسوط مسائل کی علّت حکم پر روشنی ڈال دیتا ہے) اس کے بعد مجتہدینِ منتسِب قرآنِ عظیم کی تفسیر کے ایک حصّہ کو اور سنّتِ سنیہ کے ایک حصّہ کو اور آثارِ سلف اور لغتِ عرب اور قواعدِ استنباط کو سامنے رکھتے ہوتے اُن مسائل میں غور و فکر کرتے ہیں جن کو مجتہدِ مستقل نے مفصّل کر دیا تھا، تو اگر ان مسائل میں سے کسی مسئلہ میں کتاب و سُنّت میں سے کوئی نص مفہومِ موافق یا مخالف کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث اُس مسئلہ کے موافق پائیں گے تو فہو المراد اور اگر نہ پائیں گے اور وجہ مسئلہ کی (جو مجتہد نے جملہ صالحہ میں ذکر کر دی تھی) ظاہر پائیں گے تو اسی کو اخذ و قبول کر لیں گے اور اگر کوئی (نص) نہ پائیں گے اور مسئلہ کی وجہ (مذکورہ) ظاہر دیکھیں گے تو اس سے ہی اخذ کر لیں گے۔ اور اگر کوئی دلیل قوی کتاب و سُنّت اور قیاسِ جلی اور اجماعِ اُمت میں سے اس کے خلاف ملے گی تو اتباع ترک کر دیں گے کیونکہ اس حالت میں دلیل قوی کے ساتھ اخذ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی مخالف موجود نہیں مگر وجہ مسئلہ بھی ظاہر نہیں ہے تو توقف کرتے ہیں یا مجتہدِ مستقل کے قول پر اعتماد کر لیتے ہیں، اس میں کچھ اختلاف بھی ہے جس کی بنیاد اُن کے دوسرے مسئلہ میں اختلاف پر ہے

www.kitabghar.org

دہی ان المجتہد ہل یجوز لہ تقلید المجتہد الآخر اذا کان افضل منہ و اعلم قولان المشہور[1] لا یجوز و الصواب[2] الذی لا یجوز غیرہ عند استقراء صنیع الاوائل یجوز قال الشافعی قول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان وقال فی القدیم و علی اذا صرنا الی التقلید احب الینا وہر کہ صنیع امام مالکؒ در مجتہدات خود و صنیع امام ابی حنیفہؒ در مجتہدات خود تتبع کند درین امر توقف نخواہد کرد باز چون مسائل دیگر وارد شود کہ در کلام مجتہد مستقل منصوص نیست جمعے استنباط کنند از ادلۂ شرع بر منہاج استدلال مجتہد مستقل و نام این جمع مجتہد منتسب مطلق است و طائفۂ تخریج کنند بر قول مجتہد مستقل از فحوائے خطاب یا طرد علت وغیر آن و نام این طائفہ مجتہد منتسب مقید است ہمچنان مجتہدان مذاہب بعد احکام ما یتعلق بالفقہ من الکتاب والسنۃ و اتقان علم عربیہ و قواعد جمع بین المختلفین در مسائل مفروشۂ فاروق اعظمؓ خوض نمودہ اند اکثرے را قبول کردہ و پارۂ را منکر شدہ و در پارۂ دیگر مختلف گشتہ باز در مسائل دیگر کہ بر ایشان وارد شدہ در بعض مواضع استنباط را کار فرما شدہ اند

اور وہ یہ ہے کہ کیا کسی مجتہد کے لئے دوسرے مجتہد کی تقلید جائز ہے جب کہ وہ اُس سے افضل اور اَعلَم ہو۔ اس میں دو قول ہیں۔ مشہور[1] یہ ہے کہ جائز نہیں۔ اور قول صواب[2] ایسا کہ جس کے خلاف جائز نہیں ابتدائی دَور کے مجتہدین کے طریق کار پر تفصیلی نظر کے بعد یہ ہے کہ جائز ہے۔ شافعیؒ نے فرمایا ہے ائمہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور اُن کے قدیم قول میں" اور علیؓ" بھی مذکور ہے" کے مل جانے کے بعد ہم کو پسند ہے کہ ہم تقلید اختیار کرلیں۔ جو شخص امام مالکؒ کے طرزِ عمل کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں اور امام ابو حنیفہؒ کے طریق کار کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں تتبع کرے گا وہ اس امر میں توقف نہ کرے گا پھر جب دوسرے ایسے مسائل وارد ہو جائیں جو مجتہد مستقل کے کلام میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہوتے تو کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو اثبات حکم ادلۂ شرع سے کرتے ہیں مجتہد مستقل کے طریق استدلال کے مطابق ایسے لوگوں کا نام ہے "مُجتہد منتسب مطلق" اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو استنباط حکم کرتے ہیں مجتہدِ مستقل کے کسی قول سے (کسی مسئلہ میں) اُس کی تفریع کے انداز سے یا (کسی مسئلہ کے حکم کی) علت کا استخراج کر کے وغیر ذٰلک اور ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مُقیّد" اسی طرح مجتہدینِ مذاہب نے اُن فقہی اصولوں کو محکم کرنے کے بعد جو کتاب و سُنّت سے متعلق ہیں اور علم عربیّت اور دو مختلف چیزوں کے جمع کرنے کے قواعد میں پختگی حاصل کرنے کے بعد اُن مسائل میں غور و فکر کیا جو فاروق اعظمؓ مفصّل ذکر کر چکے ہیں تو ان میں کے اکثر مسائل کو قبول کیا اور بعض کا انکار کیا اور بعض سے اختلاف کیا۔ پھر دوسرے مسائل میں جو اُن پر وارد ہوتے بعض مواقع میں تو (کتاب و سنت سے) استنباط کا طریق اختیار کیا

www.kitabghar.org

ودر طائفہ عمل بتخریج نمودہ اند لیکن فہم این معنے بغایت دقیق است جمعی کہ سرمایۂ علم ایشان شرح وقایہ وہدایہ باشد کجا ادراکِ این سرّ دقیق توانند کرد؎ کسی در صحن کاچی قلیہ جوید: اَضَاعَ العُمرَ فی طَلَبِ المُحَالِ : این نیست کہ فاروقِ اعظمؓ را در شرع واسطہ نگرفتہ باشند وبغیر توسطِ او در ادلۂ شرعیہ خوض کنند لیکن توسطے کہ مجتہدِ منتسب رامی باشد با مجتہدِ مستقل نہ توسطے کہ مقلدِ صرف را باشد با مجتہدِ متبوع خویش این را قرائن بسیار ہست کہ منصف نزدیک ملاحظۂ آن بتصدیقِ این معنے مضطر شود یکی ازان قرائن آنکہ چنانکہ مجتہدانِ شافعیہ مثلاً بایک دیگر اختلافہا دارند الاّ در حلِّ مسائل تابعِ شیخ خودند وبہمین اعتبار ہمہ ایشانان را اصحابِ شافعی گفتہ میشود ہمچنین مجتہدین در رؤسِ مسائلِ فقہ تابعِ مذہبِ فاروقِ اعظمؓ اند واین قریب ہزار مسئلہ باشد تخمیناً وبہمین سبب نام ایشان مجتہدِ اصحابِ حدیث مقرر شد نہ ظاہریہ ونہ باطنیہ ونہ اصحابِ رائے باز سبب اختلافِ ایشان در مسائلِ جزئیہ یا آنست کہ آنحضرتِ فاروقؓ خبر واحد باشد کہ بہ یکے رسید وبہ دیگرے نہ رسید یا آنکہ رواتِ فاروقِ اعظمؓ مختلف شدند یکی تصحیح روایتے کرد ودیگرے تصحیح روایتِ

اور بہت سے مسائل میں (مجتہد مستقل کے قول سے) تخریج پر عمل کیا۔ لیکن اس حقیقت کو سمجھنا بہت دقیق ہے۔ وہ جماعت جن کا سرمایۂ علم شرح وقایہ اور ہدایہ ہوگا اس سرِّ دقیق کا ادراک کہاں کر سکے گی ؎ کسے در صحنِ کاچی الخ (ترجمہ) اگر کوئی کاچھی کے پیالے میں قلیہ تلاش کرے گا۔ تو اپنی عمر محال چیز کی طلب میں ضائع کرے گا" یہ نہیں ہوسکا ہے کہ فاروقِ اعظمؓ کو شرع میں واسطہ نہ بنائیں اور بغیر اُن کے توسّط کے ادلۂ شرعیہ میں غور وخوض کریں لیکن وہ توسط ایسا ہوگا جیسا کہ مجتہدِ منتسب کو مجتہدِ مستقل کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ وہ توسّط جو کہ مقلدِ محض کو ہوتا ہے اس مجتہد کے ساتھ جس کا وہ اتباع کرتا ہے۔ اس کے لئے بہت سے قرائن ہیں کہ ایک منصف مزاج ان کے ملاحظہ کے بعد اس حقیقت کی تصدیق پر مجبور ہوجائے گا۔ اُن قرائن میں سے ایک یہ ہے کہ جیسا کہ مثلاً مجتہدینِ شافعیہ ایک دوسرے کے ساتھ بہت سے اختلافات رکھتے ہیں مگر حلِ مسائل میں تابع اپنے شیخ ہی کے ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے اُن سب کو اصحابِ شافعی کہا جاتا ہے، اسی طرح مجتہدینِ امت مسائلِ فقہ میں فاروقِ اعظمؓ کے مذہب کے تابع ہیں اور یہ تخمیناً ایک ہزار کے قریب مسائل ہیں اور اسی سبب سے اُن کا نام مجتہد اصحابِ حدیث ہوا، نہ ظاہریہ ہوا نہ باطنیہ اور نہ اصحاب رائے۔ پھر مسائلِ جزئیہ میں ان کے اختلاف کا سبب یا تو یہ ہوا ہے کہ حضرت فاروقؓ کی اثر خبر واحد ہوئی کہ ایک کو پہنچی اور دوسرے کو نہ پہنچی اور یا یہ ہوا کہ فاروقِ اعظمؓ سے روایت کرنے والے باہم مختلف ہوتے ایک نے ایک روایت کی تصحیح کی اور دوسرے نے دوسری روایت کی

؎ ہندوستان میں... ہندو سبزی فروشوں یعنی ہندو کنجڑوں کی ایک قوم ہے جس کو کاچھی کہتے ہیں یہ گوشت خور نہیں ہوتے۔ اسی لفظ میں سے ہائے مخلوط نکال کر کاچی کہا گیا" اشتیاق احمد

www.kitabghar.org

دیگر یا آنکہ کلام فاروقِ اعظم رض محتمل وجہین باشد پیش یکی محملے دارد و پیش دیگرے محملے دیگر یا آنکہ در نظر یک مجتہد قولِ حضرت فاروق رض معارض شد بحدیثے صحیح یا بقیاس جلی پس ترک آن کرد و ہمین است صنیع مجتہد منتسب و مجتہد دیگر قادر شد بر دفعِ معارضہ و تطبیق بین الدلائل پس ترک نہ کرد و این وجوہ در نصوص مجتہدین تصریحًا مذکور ست چنانکہ بعض از ان مذکور خواہیم کرد یا آنکہ مسئلہ منصوص حضرت فاروق رض نیست ہر یکے برأی سلوک نمود یا آنکہ در تخریج از قول فاروقِ اعظم رض مختلف شدند قرینہ دیگر آنکہ اگر صنیعِ ایشان ملاحظہ کردہ شود بسیارے از مسائل ہست کہ حدیثِ مرفوع صریح بروایت جماعہ عن جماعۃ موافق مذاہب حضرتِ فاروق رض در مدعا یافتہ شود و ہذا اکثر من ان یحصیٰ و بسیارے از مسائل ہست کہ حدیث صریح یافتہ نشود بلکہ ایماے از کتاب و سنت موافق حضرتِ فاروق رض یافتہ شود یا خبرِ واحد بغیر آنکہ بروایتِ جماعہ عن جماعہ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین درین صورت نیز اتباعِ فاروقِ اعظم رض میکنند و بسیارے از مسائل ہست کہ احادیث مختلف می شود و حضرت فاروق رض تطبیقے مقرر کردہ البتہ تابع ہمان تطبیق مے شوند چنانکہ در مسئلہ فسخ حج

تصحیح کی۔ یا یہ کہ فاروقِ اعظم رض کا کلام ہی دو وجہوں کا محتمل ہوا۔ ایک کے نزدیک اُس کا محمل ایک ہے اور دوسرے کے نزدیک اس کا محمل دوسرا ہے۔ یا یہ کہ ایک مجتہد کی نظر میں حضرت فاروق رض کا قول کسی حدیث صحیح یا قیاس جلی کے معارض ہوا تو اُس نے اس قول کو ترک کر دیا اور مجتہدِ منتسب کا طریقِ کار یہی ہے۔ اور دوسرا مجتہد تعارض کے اُٹھا دینے اور دلائل کی تطبیق پر قادر ہوا تو اُس نے آپ رض کے قول کو ترک نہ کیا اور یہ (بیان کردہ) وجوہ مجتہدین کی نصوص میں تصریحًا مذکور ہیں چنانچہ ان میں سے بعض کو ہم ذکر کریں گے۔ یا یہ کہ مسئلہ حضرت فاروق رض کی طرف سے منصوص نہیں ہے تو ہر ایک (اس کا مفہوم قرار دینے میں) اپنی رائے پر چل پڑا یا یہ کہ فاروق اعظم رض کے قول سے تخریج میں ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر ان کے طریقِ کار کو ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے مدّعا کے مطابق مسائل میں سے ایسے بہت ہیں کہ جن کے بارے میں حدیث مرفوع صریح جن کو ایک جماعت دوسری جماعت سے روایت کرتی ہے، موافق مذہب حضرتِ فاروق رض پائی جاتی ہے اور یہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احصار مشکل ہے۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ (ان کے بارے میں) حدیث صریح نہیں پائی جاتی بلکہ کتاب و سنت کے اشارات حضرت فاروق رض کے موافق پائے جاتے ہیں یا خبر واحد پائی جاتی ہے بغیر اس کے کہ اس کو ایک جماعت نے جماعت سے روایت کیا ہو، تمام مجتہدین اس صورت میں بھی فاروق اعظم رض کا اتباع کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ احادیث سے ان کا حکم ایک دوسری سے مختلف نکلتا ہے اور حضرت فاروق رض نے ایک تطبیق کی صورت نکال دی اور سب مجتہدین اسی تطبیق کے تابع ہو جاتے ہیں جیسا کہ عمرہ کے ساتھ فسخ

www.kitabghar.org

بعمرہ و مسئلہ غسلِ قدم و مسئلہ متعہ و مسئلہ
صَرف وبسیارے از مسائل ہست کہ حدیثے دران
باب یافتہ نشد و مخالفتِ قولِ فاروق رضہ بانصِ
کتاب و نصِ حدیث و قیاسِ جلی نیز ظاہر نشد
و طریقِ قیاس ورائے درانجا مسدود نیست درانجا
البتہ تقلیدِ قولِ او میکنند و مجتمع مے شوند بران
چنانکہ شاعر بحدس ادراک مینماید کہ فلان قصیدہ
تتبع فلان قصیدہ است ہرچند صاحبِ قصیدہ
آن تصریح نکردہ باشد درین صورت حدسِ قوے
متتبع آثار را ہم می رسد کہ اگر ہمت خود را بر تقلیدِ
فاروقِ اعظم رضہ جمع نہ کردہ اند این معاملہ چرا مے
کنند قرینہ۳۔ سوم آنکہ اصل ثالث از اصولِ شریعت
اجماع است باز اجماعے کہ متخیل اہلِ زمانِ ما
است بمعنے اتفاقِ جمیع اُمتِ مرحومہ بحیث
لایشذ منہم فردٌ واحدٌ نصًّا من کلٌ واحدٍ منہم خیالِ
محال است ہرگز واقع نشدہ مسئلہ نیست از انچہ
اورا اجماعیات می نامند مگر فے الجملہ خلافے دران
نقل کردہ می شود اجماعِ کثیر الوقوع اتفاقِ اہلِ
حل و عقد است از مفتیانِ امصار این معنے
در مسائلِ مصرحہ فاروقِ اعظم رضہ یافتہ می شود کہ
اہلِ حل و عقد بران اتفاق کردہ اند و تلو آن
فتوے جمعے غفیر و سکوتِ باقین و تلو آن
اختلاف علے قولین کہ در حکم اتفاق بر
نفی قولِ ثالث است و تلو آن
اتفاقِ اہلِ حرمین

حج کے مسئلہ میں اور پاؤں کے دھونے کا مسئلہ اور متعہ کا مسئلہ
اور بیع صَرف کا اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ اس باب میں
کوئی حدیث نہیں پائی گئی مگر نص کتاب اور نصِ حدیث اور قیاس
جلی کے ساتھ قولِ فاروق رضہ کی کوئی مخالفت بھی ظاہر نہیں ہوتی
اور وہاں قیاس ورائے کی راہ مسدود نہیں ہوتی البتہ اُن کے
قول کی تقلید کرتے اور اس پر مجتمع ہو جاتے ہیں جیساکہ ایک شاعر
فراست سے یہ ادراک کرلیتا ہے کہ فلاں قصیدے میں فلاں قصیدے
کا تتبع کیا گیا ہے اگرچہ صاحب قصیدہ نے اس بات کی تصریح نہ
کی ہو اس صورت میں ایک فراستِ قویہ آثار کے تتبع کرنے
والے کو حاصل ہو جاتی ہے کہ اگر ان حضرات مجتہدین نے اپنی
ہمت کو فاروق رضہ کی تقلید پر پورے طور پر نہیں لگا دیا ہے تو یہ معاملہ
کیسے کر رہے ہیں۔ تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اصولِ شریعت میں کی
تیسری اصل اجماع ہے۔ پھر ایسا اجماع جو کہ ہمارے زمانہ والوں
کے تخیل میں ہے تمام اُمتِ مرحومہ کے ایسے اتفاق کے معنے
میں کہ ایک فرد واحد بھی اُس سے جدا نہ ہو اور اُمت کے ہر ایک
شخص کی طرف سے اُس پر نص ہو جاتے خیال محال ہے ایسا
کبھی واقع نہیں ہوا۔ جن کو اجماعیات کہتے ہیں ان میں کوئی
مسئلہ نہیں مگر اس میں فی الجملہ ایک اختلاف نقل کیا جاتا ہے۔
اجماع کثیر الوقوع حضراتِ حل و عقد کا اجماع ہے جو شہروں
کے مفتی ہیں۔ یہ معنے فاروقِ اعظم رضہ کے تصریح کئے ہوئے ان
مسائل میں پائے جاتے ہیں کہ صاحبانِ حل و عقد نے ان پر
اتفاق کیا ہے۔ اور اس سے ملحق ہے ایک بڑی جماعت کا فتوے
اور باقی لوگوں کا سکوت اور اس سے ملحق ہے دو قولوں پر اختلاف
(کہ فلاں مسئلہ کا یہ حکم ہے یا یہ ہے) جو کہ نفی قولِ ثالث پر
اتفاق کے حکم میں ہے۔ اور اسی سے ملحق ہے اتفاق اہلِ حرمین

www.kitabghar.org

و خلفاء کہ بحکم حدیث ان الدین لیأرز الی
الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا و حدیث علیکم
بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی
عضوا علیہا بالنواجذ تبع است این اجماعیات
کہ واقع شدہ اند بدون اہتمام حضرت فاروق رض
و نص فتوائے وی صورت نہ بستہ چنانکہ در مسئلہ
غسل باکسال و چہار تکبیر در جنازہ نقل کردہ اند
فقیر را عفی عنہ سالہا بخاطر میگذشت کہ مذہب حضرت
عمر را رضی اللہ عنہ مدون سازد و تعجب میکرد
از علماء سلف کہ چرا باین امر عظیم اہتمام نہ
نمودہ اند حالانکہ فوائد عظیمہ در حق خواص مسلمین
و عوام ایشان در تدوین مذہب وے رضی
اللہ عنہ مرجو است اما خواص مسلمین یا فقہاء
اند یا محدثین اتفاق سلف و توارث ایشان
اصل عظیم است در فقہ و اصل دران باب
نصوص فاروق رض و مناظرات اوست مجلدے
ضخیم مستوعب اکثر ابواب فقہ ازان مے
توان جمع کرد و عمدہ در فن حدیث معرفت
طرق متعاضدۃ حدیث است اگر احادیث
کہ بظاہر موقوفہ فاروق اعظم رض است
بمعنے مرفوع است و سننے درستی
ازین باب مے توان پرداخت و از
شواہد احادیث و متابعات شتی کثیر
مے توان ازان بر آورد اما فائدہ آن
در حق عوام مسلمین

اور خلفاء رض کا جو بحکم حدیث ان الدین الخ یعنی دین سمٹ آئے گا
حجاز میں جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ آتا ہے۔" اور
بحکم حدیث کہ تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور میرے بعد کے خلفاء راشدین
کا طریقہ اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا" قابل اتباع ہے۔ یہ
اجماعیات جو واقع ہوئے ہیں حضرت فاروق رض کے اہتمام اور
نص فتوی کے بغیر نہیں ظہور پذیر ہوتے جیسا کہ اکسال پر (یعنی
انزال سے پہلے ذکر کو باہر نکال لینے پر) غسل اور جنازے کی
نماز میں چار تکبیر نقل کی ہیں۔ فقیر عفی عنہ کے دل میں برسوں سے
یہ خیال آتا رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذہب کو مدون
کرے اور تعجب کرتا رہا ہے علماء سلف پر کہ انھوں نے اس امر
عظیم کا اہتمام کیوں نہیں کیا حالانکہ خواص و عوام سب اہل
اسلام کے لئے آپ رض کے مذہب کی تدوین میں فوائد عظیمہ کی امید
ہے۔ خواص مسلمین پر غور کیجئے تو وہ فقہاء ہیں یا محدثین۔
سلف کا اتفاق اور ان کا توارث (یعنی ایک شخص نے کسی
امر کو اپنے اکابر سے سنا یا دیکھا اور انھوں نے اپنے اکابر
سے) فقہ میں اصل عظیم ہے اور اس باب میں اصل ہیں حضرت
فاروق رض کی نصوص اور ان کے مناظرات، ان سے ایک ضخیم کتاب
جو اکثر ابواب فقہ پر مشتمل ہو مرتب کی جا سکتی ہے۔ اور (یہ
فائدہ تو فقہاء سے متعلق ہے، محدثین کو یہ فائدہ حاصل ہوتا کہ)
فن حدیث میں خاص چیز ہے ایسے طرق (یعنی روایات) حدیث کی
معرفت جو ایک دوسرے کی مؤید ہوں۔ اگر ایسی احادیث جو
بظاہر فاروق اعظم رض کی موقوفہ ہیں اور بمعنے مرفوع ہیں جمع
کی جاتیں تو اس باب میں ایک کامل سنن مرتب ہو سکتی تھی
اور احادیث اور متابعات کے شواہد سے اس سے بہت سی چیزیں
نکالی جا سکتی تھیں۔ اب اس فائدہ کو لیجئے جو عوام مسلمین کو پہنچتا

www.kitabghar.org

آنست کہ مذاہبِ مجتہدین راشُعبِ یک شریعت دانند ہر مذہبی را دینے علیحدہ و ملتے جداگانہ خیال نکنند و اختلاف امت مشوشِ یقین ایشان بأحکام ملت نشود ظاہرِ دین و سوادِ اعظم را از روایاتِ شاذّہ جدا تصوّر نمایند و حجتِ شرع بر خود قائم شناسند و بر مرتبۂ فاروقِ اعظم رضہ در نشرِ دینِ متین و تبلیغِ شریعتِ غرّا چنانکہ ہست مطلع شوند و اعطائے کُلّ ذی حقٍ حقہ بعمل آرند باز تا این وقت این داعیہ بوجود نیامد چون سخن تا اینجا رسید آن داعیہ باز گُل کرد و تحبّسِ خاطر ازان داعیہ وجہے نداشت ہذا مع قلّۃِ الاسباب و تشتّتِ البال واللہ ہو الموفق والمعین ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علےٰ نبیّہ الذی لا نبیَّ بعدہ اما بعد فیقول العبد الضعیف الراجی رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن عبدالرحیم تغمّدہ اللہ تعالےٰ برحمتہ ہذا ما وفّقنی اللہ عزّ وجلّ لہ من تدوینِ مذہب الخلیفۃ الاوّاب الناطق بالصدق والصواب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ والمذاہبُ الاربعۃ منہ بمنزلۃِ الشروح من المتونِ والمجتہدونَ من صاحبہ بمنزلۃ المجتہدین المنتسبین من المجتہد المستقل واللہ ہو الموفق والمعین ؛

وہ یہ ہے کہ وہ یہ بات جان لیتے کہ مجتہدین کے مذاہب ایک ہی شریعت کے شعبے ہیں اور وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین اور جداگانہ ملت نہ خیال کرتے اور اختلافِ اُمّت احکامِ ملّت کے بارے میں ان کے یقین کو تشویش میں نہ ڈالتا۔ وہ ظاہرِ دین اور سوادِ اعظم کو روایاتِ شاذّہ سے جدا تصور کرتے اور شریعت کی حجت اپنے اوپر قائم سمجھتے رہتے اور شریعتِ غرّا کی اشاعت اور دینِ متین کی تبلیغ کے بارے میں فاروقِ اعظم رضہ کے اس مرتبہ و مقام کو سمجھ لیتے جو اُن کا حقیقۃً ہے اور وہ ہر ذی حق کو اُس کا حق دیئے جانے کے اصول کو عمل میں لاتے۔ پھر اس وقت یہ داعیہ وجود میں نہیں آیا۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو وہ داعیہ پھر اُبھر آیا اور قلب کے رُک جانے کی اس داعیہ سے کوئی وجہ نہیں ہے۔ اب ہم اس کو شروع کرتے ہیں باوجود قلّتِ اسباب اور پریشان خیالی کے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

ہر تعریف کا مستحق اللہ ہے اپنی وحدانیت کے ساتھ اور درود و سلام اللہ کے اُس نبی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ امابعد کہتا ہے عبد ضعیف اللہ کریم کی رحمت کا امیدوار ولی اللہ ابنِ عبدالرحیم اللہ تعالےٰ اُن کو غریقِ رحمت کرے، یہ وہ بیان ہے جس کی اللہ عزّ وجلّ نے مجھ کو توفیق عطا فرمائی جو کہ خلیفہ اوّاب ناطق بالصّدق والصّواب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ کے مذہب کی تدوین کے بارے میں ہے اور چاروں مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اُس کے مقابلہ پر متون کی شروح کے مرتبہ میں ہیں اور جملہ مجتہدین آپ کے سامنے بمنزلۂ مجتہدین منتسبین کے ہیں بمقابلہ مجتہدِ مستقل کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

www.kitabghar.org

ادلة الشرع اربعة آخرج الدارمی عن شُرَیحٍ ان عمر بن الخطاب کتب الیه ان جاءک شیءٌ فی کتاب الله فاقض به و لا یلفتک عنه الرجالُ فان جاءک مالیس فی کتاب الله فانظر سُنّة رسولِ الله صلی الله علیه وسلم فاقض بها فان جاءک مالیس فی کتاب الله و لم یکن فیه سُنَّةٌ من رسولِ الله صلی الله علیه وسلم فانظر ما اجتمع علیه الناسُ فخذ به فان جاءک مالیس فی کتاب الله ولم یکن فیه سُنّة رسولِ الله ولم یتکلّم فیه احدٌ قبلک فاختر ایَّ الامرین شئتَ ان شئتَ ان تجتهد برایک ثم تقدّم فتقدّم وان شئتَ ان تتاخّر فتاخّر ولا اری التأخّر الا خیراً لک **تخصیص عام الکتاب بالسّنّة و تفسیر مجمل الکتاب بالسنة** آخرج الدارمی عن عمر بن الاشبح ان عمر بن الخطاب قال انه سیاتی ناسٌ یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسُّنن فان اصحاب السُّنن اعلم بکتابِ اللهِ **لا یؤخذ الحدیث الا عن ثقةٍ** آخرج مسلم عن ابی عثمان النہدی **قال عمر** ابن الخطاب یحسب المرء من الکذب

شریعت کی چار دلیلیں ہیں دارمی نے روایت کیا شریح سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی چیز کتاب اللہ میں سے آجائے تو اُس کے ساتھ فیصلہ کردو اور لوگوں کے کہنے سے اُس سے ہرگز رُوگرداں نہ ہونا اور اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو سُنّتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نظر کرو اور اُس کے مطابق فیصلہ کردو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو اور نہ اُس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت (یعنی آپؐ کا کوئی قول یا فعل) موجود ہو تو اُس چیز کو دیکھو جس پر لوگوں کا اجتماع ہوگیا ہو تو اس کو اختیار کرلو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے کہ نہ اُس کا حکم کتاب اللہ میں ہے اور نہ سُنّتِ رسول اللہ میں ہے اور نہ تم سے پہلے اس پر کسی نے کلام کیا ہے (یعنی تمہارے اہلِ مشورہ میں سے) تو دونوں امر میں سے جو چاہو اختیار کرلو یعنی یہ کہ تم اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور (اُس کو بیان کرنے میں) پہل کرو تو پہل کرلو اور اگر تم چاہو کہ مؤخر رہو (کہ پہلے دوسرے لوگ اپنا مشورہ بیان کریں) تو مؤخر رہو اور میں مؤخر رہنے ہی کو تمہارے لئے بہتر خیال کرتا ہوں۔ **کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سُنّت کے ساتھ اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سُنّت کے ساتھ۔** دارمی نے روایت کیا عمر بن الاشبح سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے جھگڑینگے متشابہاتِ قرآن کے ذریعہ سے تو تم انکی گرفت کرنا سُنن کے ساتھ کیونکہ اصحابِ سُنن زیادہ جانتے ہیں کتاب اللہ کو **حدیث نہ لیجائے مگر ثقہ سے** مسلم نے روایت کیا ابوعثمان نہدی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے

www.kitabghar.org

ان یحدث بکل ما سمع واخرج البیھقی
عن ابن عمر قال کان عمر یامرنا ان لا
ناخذ الا عن ثقۃ اجازۃ خبر الواحد
الصدوق وان کان خلاف القیاس
ذکر الشافعی عن عمر قصصا منھا
ان رایہ کان ان یحکم فی الاصابع
بدیات مختلفۃ لاختلافھا فی المنافع
والجمال فلم یتبع رایہ حین وجد فی کتاب
عمرو بن حزم ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال وفی کل اصبع مما
ھنالک عشر من الابل ومنھا ان رایہ
کان ان الدیۃ للعاقلۃ ولا ترث المراۃ
من دیۃ زوجھا شیئا فلم یتبع رایہ
حین اخبرہ الضحاک بن سفیان ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الیہ ان
یورث امراۃ اشیم الضبابی من دیتہ
ومنھا حدیث عمر فی الجنین وقبولہ خبر جمیل
ابن مالک بن النابغۃ وقولہ لولم نسمع
ھذا لقضینا بغیر ھذا واخذ بخبر عبد الرحمن
ابن عوف فی الرجوع من ارض الوباء ثم
اورد الشافعی فی المسئلۃ اشکالا وقال لم لم
یکتف عمر بن الخطاب علی خبر الواحد فی
غیر ما مسئلۃ حتی طلب رجلا

یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر ایسی بات جو کسی سے سنے اُس کو نقل کرے اور بیہقی نے روایت کیا ابن عمرؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ہم کو عمرؓ یہ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اخذ نہ کریں (کوئی حدیث) مگر ثقہ سے۔ واحد صدوق کی خبر کو جائز رکھنا اگرچہ خلاف قیاس ہو۔ شافعیؒ نے عمرؓ کے چند قصے بیان کئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ انگلیوں کے بارے میں مختلف دیتوں کا حکم کریں کیونکہ وہ منافع اور جمال میں اختلاف رکھتی ہیں تو اُنھوں نے اپنی رائے کا اتباع نہ کیا جب عمرو بن حزمؓ کی تحریر میں اُنھوں نے یہ پایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک اُنگلی میں جو ضائع کی جاتے گی دس اونٹ ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ دیتؑ مقتول کے دادھیالی رشتہ داروں کے لئے ہے اور بیوی کو اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ وراثت نہ ملے گی تو اُنھوں نے اپنی رائے کا اتباع نہیں کیا جب کہ ان کو ضحاکؓ بن سفیان نے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کی دیت میں وارث قرار دیں۔ اور ان میں سے ہے حدیث عمرؓ کی جنین کے بارے میں اور اُن کا قبول کرنا جمیل بن مالک بن النابغہ کی خبر کو اور یہ فرمانا کہ اگر ہم یہ نہ سنتے تو ہم اس کے خلاف فیصلہ کر دیتے۔ اور آپ نے قبول کر لیا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی خبر کو ارض وبا سے لوٹنے کے بارے میں۔ پھر شافعیؒ نے مسئلہ میں اشکال وارد کیا کہ کیوں نہیں اکتفا کیا عمرؓ بن الخطاب نے خبر واحد پر اس کے علاوہ چند مسئلوں میں یہاں تک کہ ایک اور شخص کو طلب کیا

ع یہ قیاس حضرت عمرؓ کا اس ضابطہ کی بنا پر تھا کہ الدیۃ علی العاقلۃ کہ دیۃ قاتل کے دادھیالی رشتہ داروں کے ذمہ ہے۔ جب ان سے دیت وصول کیجاتی ہے تو دیت میں وراثت کا حق بھی دادھیالی رشتہ داروں ہی کا ہونا چاہیئے "

www.kitabghar.org

وأجاب بانه فی بعض المواضع طلب مخبرًا آخر لانه لم یأمن غلط الراوی و قلة ضبطه وفی بعض المواضع طلب استظهارًا وان کان خبر الواحد موجبًا للحکم فخبر الاثنین اشفٰی للخاطر واقمع للشبھة کما صرح ھو بنفسه فی قصة ابی موسٰی

الاجماع اخرج الشافعیؒ عن عمرؓ خطبته بالجابیة وفیھا عن النبی صلی اللہ علیه وسلم من سرہ بحبوحة الجنة فلیلزم الجماعة واحتج بھذا علی القول بالاجماع

شرط القیاس اخرج الدارقطنی فی جملة کتب عمر الٰی ابی موسی الاشعری فی ادب القضاء الفھم الفھم فیما یختلج فی صدرک مما لم یبلغک فی الکتاب والسنة واعرف الامثال والاشباہ ثم قس الامور عند ذلک فاعمد الٰی احبھا الی اللہ عز وجل واشبھھا بالحق فیما ترٰی قوله مما لم یبلغک اشارۃ الٰی شرط محل القیاس قوله اعرف الامثال والاشباہ بیان المقیس علیه قوله احبھا الی اللہ و اشبھھا بالحق بیان العلة وکونھا مؤثرة بشھادة الشرع

کراھیة السؤال فیما لم ینزل
اخرج الدارمی

اور اُنھوں نے پھر اس کا جواب دیا کہ انھوں نے بعض مواضع میں دوسرا خبر دینے والا اس لئے طلب کیا کہ راوی پر غلطی اور قلتِ ضبط کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوتے اور بعض مواضع میں دوسرے شخص کو طلب کیا مزید توثیق کے لئے اگرچہ خبر واحد موجب حکم تھی تو دو کی خبر دل کو زیادہ تشفی دے گی اور شبہ کو اکھاڑ دے گی جیسا کہ اُنھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے ابو موسٰیؓ کے قصہ میں۔ **اجماع** روایت کیا شافعیؒ نے عمرؓ سے اُن کا خطبہ جو اُنھوں نے جابیہ میں دیا تھا اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا کہ جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ وسطِ جنت میں داخل ہو اُس کو چاہیئے کہ جماعت کو لازم کرلے اور اس سے اُنھوں نے احتجاج کیا ہے قول بالاجماع پر۔ **شرط قیاس** اخذ کیا دارقطنی نے ایک جملہ سے کہ لکھا تھا عمرؓ نے ابو موسٰی اشعریؓ کو ادبِ قضاء کے بارے میں اَلفہم یعنی فہم سے کام لے اس چیز کے بارے میں جو تیرے سینہ میں کھٹکے ایسے امر کے بارے میں جسکے متعلق کتاب و سنت میں سے کوئی بات تیرے پاس نہیں پہنچی اور جو چیزیں اُس کی مثل اور اس کی شبیہ ہیں اُن کو پہچان پھر اس پر اُمور کو قیاس کرلے اور اس صورت کو اختیار کرلے جو تیری رائے میں اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق سے زیادہ مشابہ ہو۔ آن کا یہ کہنا کہ مما لم یبلغک (ان چیزوں میں سے جو تیرے پاس نہیں پہنچیں) اشارہ ہے محلّ قیاس کی شرط کی طرف۔ یہ قول کہ امثال اور اشباہ کو پہچان بیان ہے مقیس علیہ کا۔ اور یہ قول کہ جو صورت اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق کے ساتھ زیادہ مشابہ ہو بیان ہے علت کا اور اس کے مؤثر ہونے کا شریعت کی شہادت کے ساتھ۔

ایسے سوال کی کراہیت جو ایسی بلا کے بارے میں ہو جو ابھی نازل نہیں ہوئی دارمی نے روایت کیا

www.kitabghar.org

عن ابن عمر انہ سُئِل عن شئی فقال لاتسألْ عمالم یکنْ فانی سمعتُ عمر بن الخطاب یلعن من سأل عمالم یکن واخرج الدارمی عن طاؤس قال عمرُ علی المنبر اُحرِّجُ باللہ علی رجل سأل عما لم یکن فانَّ اللہَ قد بیَّن ماہو کائن قولہ بیَّن ماہو کائن یعنی تکفل ان یلہم الصّواب فی النازلۃ و ہذا مرفوع فی الحقیقۃ اخرج الدارمی عن وہب بن عمرو الجُمحی انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ لاتعجلوا بالبلیۃ قبل نزولہا فانکم ان لاتعجلوھا قبلَ نزولہا لا ینفکُّ المسلمونَ وفیہم اِذْ ہِیَ نَزَلَتْ مَن اذا قالَ وُفِّقَ و سُدِّدَ و انکم اِن تعجلوہا تختلفُ بکم الاَہوآءُ فتأخذوا ہکذا و ہکذا و اشارَ بین یدیہ و عن یمینہٖ و عن شمالہ یفہم من الحدیث المرفوع

ابن عمرؓ سے کہ ان سے کوئی بات پوچھی گئی تو انھوں نے کہا کہ اُس مصیبت کے بارے میں سوال نہ کرو جو واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا کہ وہ لعنت کر رہے تھے اُس شخص پر جو اُس بَلا کے بارے میں سوال کرے جو ابھی واقع نہیں ہوئی۔ اور روایت کیا دارمی نے طاؤس سے کہ عمرؓ منبر پر فرمایا کہ میں اللہ کے واسطے سے اُس شخص کو روکتا ہوں جو ایسی بَلا کے بارے میں سوال کرے جو نہیں واقع ہوئی کیونکہ اللہ نے جو ہونے والی باتیں ہیں اُن کو بیان کر دیا۔ یہ ارشاد کہ جو ہونے والی باتیں ہیں ان کو بیان کر دیا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ متکفل ہوا ہے اس بات کا کہ بھلائی کا الہام کر دے وجود میں آنے والی چیز کے متعلق۔ اور درحقیقت یہ حدیث مرفوع ہے۔ روایت کیا دارمی نے وہب بن عمرو الجمحی سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلا کی جلدی[ع۱] نہ کرو اُس کے نازل ہونے سے پہلے کیونکہ تم اگر (سوالات میں) جلدی نہ کرو گے اس کے نزول سے پہلے (تو یہ بہتر ہے اور تمھیں اس کی ضرورت بھی نہیں) مسلمان ہمیشہ اس حال میں رہیں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہو گا کہ جب وہ دُعا کرے گا تو بَلا سے نکلنے کی توفیق دیدی جائے گی اور سب کام بن جائیں گے[ع۲] اور اگر تم نے اس میں عجلت کی (اور تمھیں بتا دیا گیا کہ فلاں تاریخ میں یہ مصیبت واقع ہو گی) تو تم میں اختلافات ہو جائیں گے اور (تم گھبرا کر) مختلف راہیں اختیار کرو گے ایسے اور ایسے اور آپؐ نے اپنے سامنے اور دائیں بائیں اشارہ کیا۔ اس حدیثِ مرفوع سے

ع۱ یعنی فلاں عام مصیبت جسکے آنے کی آپ نے خبر دی ہے کتنے سال کے بعد آئیگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر بہت سے آنے والے حوادث سے مطلع فرما دیا تھا۔ اب لوگوں نے آپ سے ان کا خاص وقت پوچھنا شروع کر دیا کہ فلاں مصیبت کب آئے گی اور فلاں مصیبت کب ۱۲ مترجم
ع۲ یہ اشارہ ہے ان اولیاء کی طرف جن سے تکوینی کام متعلق ہوتے ہیں قطب وابدال واوتاد وغیرہ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

معنے قولہ بیّنَ مالم یکن کما ذکرنا ویحتمل معنے آخر وہو ان الکتاب (لے اہو کاتی) والسُّنّۃ اشتملا علے جمیع الاحکام اجمالاً اشار الشافعی الٰی ہذا فی بعض کلامہ اخرج الدارمی عن ابن محیریز ما نصنع بالمسائل انہ لا یذہب العلم ما قری القرآن **کراہیۃ الجدال فی العلم** اخرج الدارمی عن مجاہد قال عمر ایاک والمکایلۃ یعنے فی الکلام ویحتمل وجہا آخر وہو ذم القیاس اذا لم یکن جامعًا لشروطہ

کتاب الصلوٰۃ

الطہارۃ شرط الصلوٰۃ ردٰی ابو بکر عن المستورد قال عمر لا تُقبل صلوٰۃ بغیر طہور ہو مرفوع من طرقٍ شتّٰی **صفۃ الوضوء** ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود بن یزید عن عمر بن الخطاب انہ توضأ فغسل یدیہ مثنٰی واستنشق مثنٰی وغسل وجہہ مثنٰی وغسل ذراعیہ مثنٰی ومسح راسہ مثنٰی مقبلاً ومدبرًا وغسل رجلیہ مثنٰی ابو بکر عن الاسود بن یزید ان عمر بن الخطاب توضأ فادخل اصبعیہ فی باطن اذنیہ

ان کے متعلق قول بیّنَ مالم یکن کے معنے سمجھ میں آجاتے ہیں جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور ایک دوسرے معنے کا احتمال بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب اور سنّت تمام احکام پر مشتمل ہیں اجمالاً (تو ہر مصیبت کا حل اسی میں سے نکل آئے گا) امام شافعیؒ نے اپنے بعض کلام میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اور دارمی نے روایت کیا ابن مُحیریز سے کہ ہم کیا سوالات کریں حقیقت یہ ہے کہ علم نہیں جاتے گا جب تک قرآن پڑھا جائے گا۔ **علم میں لڑائی جھگڑے کی بُرائی** دارمی نے روایت کیا مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ مکایلہ[ع] سے بچو یعنی کلام میں اور ایک اور صورت کا بھی احتمال ہے اور وہ ہے ایسے قیاس کی بُرائی جس میں قیاس کی شرطیں نہ پائی جائیں۔

کتاب الصلوٰۃ

طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔ ابو بکر مستورد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز قبول نہیں کی جاتی بغیر پاکیزگی کے اور یہ کئی طُرق سے مرفوع ہے۔ **صفتِ وضو** ابو حنیفہؒ حمادؒ سے وہ ابراہیمؒ سے وہ اسودؒ بن یزید سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے وضو (اس طرح) کیا کہ اپنے ہاتھ دھوئے دو دو مرتبہ اور ناک میں پانی دیا دو مرتبہ اور اپنا منہ دھویا دو مرتبہ اور اپنی باہیں دھوئیں دو مرتبہ اور اپنے سر کا مسح کیا دو مرتبہ پیچھے سے آگے کو اور آگے سے پیچھے کو اور اپنے دونوں پاؤں کو دھویا دو مرتبہ۔ ابو بکر اسود بن یزیدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے وضوء کیا اور داخل کیا اپنی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں کے اندر

ع یعنی برابر کے جواب دینے سے منع کیا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی سخت بات کہے تو ویسا ہی سخت جواب نہ دو یا کسی نے برائی کی تو اس کے ساتھ ویسی ہی برائی نہ کرو اگرچہ گناہ نہ ہوگا مگر افضلیۃ کے خلاف ہے بعضوں نے کہا کہ مکایلہ سے یہ مراد ہے کہ مسائل شرعی میں قیاس اور عقلی ڈھکوسلے پر چلیں اس سے منع کیا گیا ہے اگلے جملے میں اسی کا بیان کرتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وظاهرهما فمسحهما ابو بكر عن قرظة سمعت
عمر يقول الوضوء ثلث ثلث وثنتان (ودو بار)
تجزيان (کفایت کی کنند) ابو بكر عن الحسن عن
عمر في المضمضة والاستنشاق
وغسل اليدين والرجلين ثنتان
تجزيان وثلث افضل ابو بكر
عن المصعب بن سعد مرّ عمر على
قوم يتوضئون فقال خللوا
ابو بكر عن زياد بن علاقة انّ عمر
ابن الخطاب رآى رجلاً غسل
ظاهر قدميه وترك باطنهما فقال لم
تركتهما للنار ابو بكر عن ابي قلابة
ان عمر رآى رجلاً يصلي قد ترك
على ظهر قدميه مثل الظفر فامره ان
يعيد وضوءه وصلوته وعن عبدالله
ابن عمر مثله الا انه قال فامره
ان يغسل اللمعة ويعيد الصلوة
قلت اختلفوا في الولاء (پیاپے شستن) لاجل
الروايتين والصحيح ان الاول مبهم
والثاني مفسر الشافعي عن عمر
عن النبي صلى الله عليه وسلم
الاعمال بالنيات الحديث احتج به
على ان النية فرض قال البويطي
قال الشافعي يدخل في حديث
الاعمال بالنيات ثلث العلم ما يوجب

اور اُن کے ظاہر پر (اوپر) دونوں کا مسح کیا۔ ابو بکر روایت کرتے ہیں قرظہ سے کہ میں نے سُنا عمرؓ سے کہ فرماتے تھے کہ وضو تین تین مرتبہ ہے اور دو مرتبے بھی کافی ہوجاتے ہیں۔ ابو بکرؒ حسنؒ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کُلّی کرنے اور ناک میں پانی دینے اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے دھونے میں دو مرتبے کافی ہوجاتے ہیں اور تین افضل ہیں۔ ابو بکر مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ گزرے ایسے لوگوں پر جو وضو کررہے تھے تو فرمایا کہ خلال کرو۔ ابو بکر زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے ظاہر قدمین کو دھویا اور باطن قدمین (یعنی تلووں) کو چھوڑ دیا تو فرمایا کہ تُو نے ان دونوں کو آگ کے لئے کیوں چھوڑ دیا۔ ابو بکرؒ ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا، اُس نے اپنے قدموں کے اوپر ناخن کے برابر جگہ (دھونے سے) چھوڑ دی تھی تو اُس کو حکم دیا کہ اپنی وضو اور نماز کو لوٹائے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے مگر یہ کہ اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے اس کو حکم دیا کہ اس نشان کو (سوکھی ہوئی جگہ کو جو دھبہ کی طرح ممتاز تھی) دھوئے اور نماز کو لوٹائے۔ میں کہتا ہوں کہ فقہاء میں اختلاف ہوا پے درپے دھونے کے بارے میں ان دونوں روایتوں کی وجہ سے اور صحیح یہ ہے کہ پہلی روایت مبہم ہے اور دوسری مفسر ہے۔ امام شافعیؒ بروایت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اعمال نیات پر موقوف ہیں، آخر حدیث تک۔ اُنھوں نے اس سے حجت قائم کی اس پر کہ نیت فرض ہے، بُویطی نے کہا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ حدیث "الاعمال بالنیات" میں ایک تہائی علم داخل ہے۔ وضو کو واجب

www.kitabghar.org

الوضوء مالک والشافعی وغیرہما عن زید ابن اسلم ان عمر بن الخطاب قال اذا نام احدکم مضطجعاً فلیتوضأ العلۃ عند الشافعی نوم من لم یتمکن مقعدتہ من الارض وعند الحنفیۃ نوم مستند او متکئٍ علی شیءٍ بحیث لو ازیل لسقط ابو بکر عن جابر بن عبد اللہ قال اکلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر وعمر وعثمان خبزاً ولحماً فصلّوا ولم یتوضّؤا اخرج الشافعی من مذہب عمر وابن مسعود لا یتیمم الجنب انہما یریان القبلۃ وشبہہا من الملامسۃ الناقضۃ للوضوء وروی حدیثاً ان عمر صلی رکعۃ ثم زلّت یدہ علی ذکرہ فاشار ان امکثوا ثم خرج فتوضأ فاتم لہم ما بقی من الصلوٰۃ وفی المسئلتین نظر طویل مالک والشافعی عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر قال انی لاجدہ یتحدر منی یعنی المذی مثل الخرزۃ فاذا وجد ذلک احدکم فلیغسل فرجہ ولیتوضأ وضوءہ للصلوٰۃ ابو بکر عن طلق بن حبیب رأی عمر بن الخطاب رجلاً حک ابطہ او مسّہ فقال لہ قم فاغسل یدیک

کرنے والی چیزیں مالکؒ اور شافعیؒ اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں زید بن اسلم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جب کوئی تم سے کوئی کروٹ پر لیٹ کر سو جائے تو چاہیئے کہ وضو کرے (وضو ٹوٹنے کی) علّت شافعیؒ کے نزدیک نیند ایسے شخص کی ہے جسکی مقعد زمین پر قرار پکڑے ہوئے نہیں اور حنفیہ کے نزدیک نیند ایسے شخص کی ہے جو سہارا لینے والا یا تکیہ لگانے والا ہے کسی شے پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اگر وہ چیز ہٹا دی جائے تو وہ گر جائے۔ ابو بکر جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے روٹی اور گوشت کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ تو سب نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ شافعیؒ نے نکالا عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے مذہب سے کہ جُنبی تیمم نہ کرے یہ دونوں بوسہ اور اس کے مشابہ یعنی عورت کے چھونے کو ناقضِ وضو قرار دیتے ہیں۔ اور اُنھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ عمرؓ نے نماز کی ایک رکعت پڑھی پھر ان کا ہاتھ ان کے ذکر پر جا پڑا تو اُنھوں نے (جماعت کو) اشارہ کیا کہ ٹھہرے رہو پھر نکلے اور وضو کیا اور نماز کا جو حصّہ باقی رہ گیا تھا اُس کو پورا کرایا۔ اور دونوں مسئلوں میں طویل بحث ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلمؒ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ میں (کبھی) محسوس کرتا ہوں کہ مجھ سے (یعنی مثانہ سے) ایک چیز اُتر رہی ہے مثل ڈلی کے وہ مذی کو مراد لے رہے تھے۔ جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو چاہیئے کہ اپنی شرمگاہ کو صاف کرے اور چاہیئے کہ وضو کرے جس طرح نماز کے لئے کیا جاتا ہے۔ ابو بکر طلق بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی بغل کو کھجایا یا اُس کو چھوا تو اُس کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور اپنے ہاتھوں کو دھو

www.kitabghar.org

او نطهّر قال محمد يعني ابن سيرين لا
ادرى ماهذا قلت معناه استحباب
التنظيف۔ **آدب الخلاء۔** اخرج البغوی
وغیرہ وهو من مشاهير الحديث عن
عمر قال رآني النبي صلى الله عليه
وسلم ابول قائماً فقال يا عمر لا
تبل قائماً ابوبكر عن يسار بن نمير
كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او
حجر ولم يمسه ماء قلت اجمع على
ذلك علماء اهل السنة وليس فيها
حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر
قياساً على الاستنجاء من الحائط اطبق
على تقليده العلماء۔ **المسح على الخفين**
ابوحنيفة عن حماد عن سالم بن عبدالله
ابن عمر قال اختلف عبدالله بن عمر و
سعد بن ابي وقاص في المسح على الخفين
فقال سعد امسح وقال عبدالله مايعجبني
فاتيا عمر بن الخطاب فقصا عليه القصة
فقال عمر عمك (ای سعد) افقه منك مالك و
الشافعي وغيرهما نحواً من ذلك وهو من
المشاهير ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم
عن حنظلة ان عمر بن الخطاب قال المسح
على الخفين للمقيم يوماً وليلة وللمسافر
ثلثة ايام بلياليهن اذا لبستهما و
انت طاهر ابوبكر عن زيد بن وهب

یا دیہ فرمایا کہ) پاک کر۔ کہا محمد یعنی ابن سیرینؒ نے کہ میں نہیں
جانتا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں کہتا ہوں اس کے معنے ہیں صفائی
ستھرائی کا استحباب۔ **پیشاب پاخانہ کے آداب۔** بغوی وغیرہ
نے روایت کیا عمرؓ سے اور یہ مشہور حدیثوں میں سے ہے کہا کہ مجھے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں
تو فرمایا کہ اے عمرؓ کھڑا ہو کر پیشاب نہ کر۔ ابوبکر یسار بن نمیر سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار
یا پتھر سے صاف کرتے اس حال میں کہ اس کو پانی نہ لگا تھا۔
میں کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہلِ سنت
نے اجماع کیا ہے اور اس کے بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں
ہے اور وہ صرف عمرؓ کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجاء کرنے پر قیاس
کرتے ہوئے اس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت
کی ہے۔ **خفین پر مسح کرنا۔** ابوحنیفہؒ نے حماد سے انھوں نے
سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ
اور سعد بن ابی وقاصؓ میں خفین پر مسح کے بارے میں اختلاف
ہوا تو سعدؓ نے کہا کہ میں مسح کرتا ہوں اور عبداللہؓ نے کہا کہ
مجھے یہ ناپسند ہے پھر دونوں عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے
اور اپنی اپنی بات ان سے کہی تو عمرؓ نے (عبداللہؓ سے) کہا کہ
تیرے چچا (یعنی سعدؓ) تجھ سے اَفقہ (زیادہ سمجھدار) ہیں
مالکؒ اور شافعیؒ وغیرہما نے بھی اسی طرح کی روایتیں کی
ہیں اور وہ مشہور روایات میں سے ہے۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ
ابراہیم سے وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب
نے فرمایا کہ خفین پر مسح مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات
اور مسافر کے لئے تین دن ان کی راتوں سمیت کی میعاد ہے جب
کہ تم ان کو باوضو ہو کر پہنو۔ ابوبکرؒ زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں

www.kitabghar.org

كتب الينا عمر بن الخطاب في المسح على
الخفين ثلثة ايام ولياليهن للمسافر و
يوما وليلة للمقيم الشافعي في مذهبه
القديم عن زيد بن الصلت ان عمر بن الخطاب
قال اذا ادخلت رجليك في الخفين و
انت طاهر فامسح عليهما ما بدا لك (ای ما ظهرت) و
اليه ذهب الشافعي في القديم ثم رجع
وقال بالتوقيت قال البيهقي أرى ان
عمر جاءه الثبت (الدليل) في التوقيت فرجع اليه
صفة الغسل ابو بكر عن عكرمة بن خالد
كان عمر اذا اجنب غسل سفليه ثم توضأ
وضوءه للصلوة ثم افرغ عليه الماء
ابو بكر عن عاصم سئل عمر عن غسل الجنابة
فقال توضأ وضوءك للصلوة ابو بكر عن
فضيل بن عمرو قال عمر اذا اغتسلت من
الجنابة فتمضمض ثلثا فانه ابلغ ما يوجب
الغسل مالك والشافعي بطرق متعددة
ان عمر وجد في ثوبه احتلاما
فاغتسل واعاد الصلوة ابو بكر
عن رفاعة بن رافع قال بينا انا عند
عمر بن الخطاب اذ دخل عليه رجل
فقال يا امير المؤمنين هذا زيد
ابن ثابت يفتي الناس في المسجد
برأيه في الغسل من الجنابة فقال
عمر علي به فجاءه زيد

مسح علی الخفین کے بارے میں ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ تین دن مع ان کی راتوں کے مسافر کے لئے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لئے۔ شافعیؒ اپنے مذہب قدیم پر یہ روایت لاتے تھے زید بن الصلت سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جب تو نے اپنے دونوں پاؤں کو خفین میں داخل کر دیا اور تو باوضو تھا تو جب تک بھی تو چاہے ان پر مسح کرتا رہ اور اسی کی طرف گئے تھے امام شافعیؒ اپنے قدیم قول میں پھر رجوع کیا اور تحدید وقت کے قائل ہوئے۔ بیہقی نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عمرؓ کے پاس جب توقیت (تحدید وقت) کے بارے میں کوئی مضبوط وجہ آگئی تو انھوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔

صفۃ غسل ابو بکر عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب جُنبی ہوتے تو اپنے نیچے کے دونوں جسم دھوتے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لئے کی جاتی ہے پھر اپنے اوپر پانی ڈالتے۔ ابو بکر عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ سے سوال کیا گیا غسل جنابت کے بارے میں تو فرمایا کہ وضو کر جیسے نماز کے لئے وضو کی جاتی ہے۔ ابو بکر فضیل بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جب تو جنابت کا غسل کرے تو تین مرتبہ کلی کر یہ زیادہ پاکی تک پہنچانے والی بات ہے۔ جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ متعدد روایات سے بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے اپنے کپڑے میں احتلام کا نشان پایا تو غسل کیا اور نماز کو لوٹایا۔ ابو بکر رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ زید بن ثابتؓ مسجد میں لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دیتا ہے جنابت سے غسل کے بارے میں تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ تو زیدؓ ان کے پاس آئے۔

www.kitabghar.org

فلما رآہ عمر قال ای عدوّ نفسہ قد بلغت ان
تُفتِیَ الناسَ برأیک فقال یا امیرَ
المؤمنین باللہ ما فعلتُ لکنّی سمعتُ من
اَعمامی حدیثًا فحدثت بہ من ابی ایّوب
و من اُبی بن کعب و من رفاعۃ بن رافع
فاقبل عمر علی رفاعۃ بن رافع فقالَ و
قد کنتم تفعلونَ ذلک اذا اصاب احدکم
من المرأۃِ فاکسل (فاخرج قبل الانزال) لم یغتسل فقال قد
کنّا نفعلُ ذلک علی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فلم یأتنا من اللہ تحریمٌ و
لم یکن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیہ نہیٌ قال اَو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یعلمُ ذلک قال لا ادری فامر عمر بجمع
المہاجرینَ و الانصارِ فجمعوا لہ فشاورہم
فاشارَ الناسُ اَن لا غُسلَ فی
ذلک الا ما کان من مُعاذٍ و علیٍ فانہما
قالا اذا جاوزَ الختانُ الختانَ فقد
وجبَ الغُسلُ فقالَ عمر ہذا و انتم
اصحابُ بدرٍ و قد اختلفتم فمن بعدکم
اشدُّ اختلافًا قالَ فقالَ علیٌّ
یا امیرَ المؤمنین انہ لیس احدٌ اعلم
بہذا من شانِ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و سلم من ازواجہ فارسَلَ
الی حفصۃ رض فقالَت لا علمَ لی
بہذا فارسلَ الی عائشۃ رض

تو جب انہیں عمر رض نے دیکھا تو کہا کہ اے اپنے نفس کے دشمن مجھے
یہ بات پہنچی ہے کہ تو لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دے رہا ہے تو
اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین رض واللہ میں نے ایسا نہیں
کیا لیکن میں نے اپنے اعمام (یعنی چچاؤں) سے ایک بات
سُنی۔ مجھے بات پہنچی ابو ایوب رض سے اور اُبی بن کعب رض سے
اور رفاعہ بن رافع رض سے۔ تو عمر رض متوجہ ہوئے رفاعہ بن رافع
کی طرف اور کہا کہ کیا تم ایسا کرتے تھے کہ جب تم میں کوئی اپنی
عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال
لے تو وہ غسل نہیں کرتا تھا تو اُنھوں نے کہا کہ ہاں ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کرتے تھے تو
ہمارے پاس اللہ کی طرف سے اس کے حرام ہونے کا حکم نہیں
آیا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس
میں کوئی ممانعت ہوئی۔ تو عمر رض نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے بھی تھے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ میں
نہیں جانتا۔ تو عمر رض نے مہاجرین و انصار کو جمع کرنے کا حکم دیا تو
سب ان کے پاس جمع ہو گئے تو اُن سے مشورہ کیا تو لوگوں
نے یہ اشارہ کیا کہ اس صورت میں غسل نہیں ہے۔ مگر مُعاذ رض
اور علی رض کی جانب سے (ایسا) نہیں۔ ان دونوں نے یہ کہا کہ جب
ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے گزر جائے گی تو غسل واجب ہو گیا
تو عمر رض نے کہا کہ یہ اہم بات ہے تم اصحاب بدر ہوتے ہوئے
باہم مختلف ہوتے تو جو تمہارے بعد ہیں ان میں تو سخت اختلاف
ہو گا (راوی نے) کہا کہ پھر علی رض نے کہا کہ اے امیر المومنین رض
کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اُن کی
ازواج رض سے زیادہ نہیں جانتا تو اُنھوں نے حفصہ رض سے پوچھوایا
تو اُنھوں نے کہا اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں۔ پھر عائشہ رض

www.kitabghar.org

فقالت اذا جاوز الختانُ الختانَ
فقد وجب الغسل فقال لا اسمع برجلٍ
فعلَ ذلک الا اوجعتہ ضربا ابو بکر
عن سعید بن المسیب قال عمر
لا اُوتیٰ برجل فعلہ یعنی جامعَ
ولم ینزل ولم یغتسل الا نہکتہ (بالعقوبۃ)
عقوبۃً ابو بکر عن ابی جعفر قال اجتمع
المہاجرونَ ابو بکر و عمر و عثمانُ و
علیؓ ان ما (یعنی الدخول) اوجب الحدین الجلدَ
و الرجمَ اوجب الغسلَ حکم الجنب
ابو بکر عن عبیدۃ قال عمر لا یقرأ الجنبُ
القرآنَ ابو بکر عن قتادۃ خرج عمر
من الخلاء فقرأ آیۃً من کتاب اللہِ
فقیل لہ أتقرأ وقد احدثت قال
أفیقرأ ذلک مسیلمۃ وفی روایۃ
مسیلمۃُ افتاک ذلک ابو بکر عن
سلمان بن ربیعۃ قال لی عمر
اذا اتیت اہلک ثم اردتَّ
ان تعودَ کیف تصنع قلت کیف
اصنع قال توضأ بینہما وضوءً مالک
والشافعی وغیرہما ان عمر بن الخطاب
ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ تصیبہ الجنابۃ من اللیل فقال
رسولُ اللہ توضأ واغسل ذکرک
ثم نَم دخول الحمام ابو بکر عن حفص

سے پوچھوایا تو انہوں نے کہا کہ جب ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے
گزر جائے گی تو غسل واجب ہو جائے گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں
آئندہ کسی شخص کو نہیں سنوں گا کہ اس نے ایسا کیا مگر میں
اس کو بہت ماروں گا۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں لایا جائے گا
جس نے ایسا کیا ہو یعنی جماع کیا اور انزال نہ کیا اور غسل نہ
کیا مگر میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ ابو بکر جعفر سے روایت کرتے
ہیں کہا کہ سب مہاجرین ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ
اس پر متفق ہو گئے ہیں کہ جو چیز دونوں حدوں یعنی کوڑے
مارنے اور سنگسار کرنے کو واجب کرتی ہے وہ غسل کو واجب
کرتی ہے۔ جنبی کا حکم ابو بکر عبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ نے کہا کہ جنبی قرآن کی قراءت نہ کرے۔ ابو بکر قتادہ سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بیت الخلاء سے نکلے پھر کتاب اللہ کی
ایک آیت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ قراءت کر رہے
ہیں باوجود محدث ہونے کے تو آپ نے کہا کہ تو کیا اس کی قراءت
مسیلمہ کر رہا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کیا تجھے یہ فتوائے
مسیلمہ نے دیا ہے۔ ابو بکر سلمان بن ربیعہ سے روایت کرتے
ہیں کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ جب تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور
پھر ارادہ کرے دوبارہ جانے کا تو کیا کرے گا۔ میں نے کہا (آپ
بتائیں) کہ کیا کروں، فرمایا کہ دونوں کے درمیان ایک مرتبہ
وضو کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ وغیرہما سے مروی ہے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ انکو
رات میں جنابت واقع ہو جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لے اور اپنے ذکر کو دھو لے اور
پھر سو جا۔ حمام میں داخل ہونا ابو بکر نے روایت کی حفص سے

www.kitabghar.org

قال عمر لا يرى الرجل عورة الرجل ابو بكر عن قتادة كتب عمر لا يدخل احد الحمام الا بمئزر ابو بكر عن على بن ابى عائشة كان عمر رجلا اهلب فكان يحلق الشعر و ذكرت له النورة فقال النورة من النعيم۔ **المياه** ابو بكر عن عكرمة ان عمر سئل عن ماء البحر فقال اى ماء انظف منه الشافعى عن عمرو بن دينار ان عمر بن الخطاب ورد حوض مجنة[عہ] فقيل انما ولغ الكلب آنفا فقال انما ولغ بلسانه فشرب و توضأ مالك نحوا من ذلك محمول عند الحنفية على الغدير الكبير و عند الشافعى على القلتين لحديث مرفوع فى ذلك ابو بكر عن زيد بن اسلم عن ابيه ان عمر كان له قمقم يسخن له فيه الماء ابو بكر عن قتادة قال عمر ليس حيضها فى فيها يعنى سؤر الحائض الشافعى والبخارى وغيرهما ان عمر توضأ من ماء جئ به من عند نصرانية **تطهير الانجاس** ابو بكر عن ابن سيرين عن عمر يغسل البول مرتين ابو بكر عن زيد بن الصلت ان عمر غسل ما رآه من الجنابة و نضح

کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کا پردے کا حصہ جسم نہ دیکھے ابو بکر نے روایت کیا قتادہؒ سے کہ عمرؓ نے لکھا کہ کوئی شخص حمام میں نہ داخل ہو مگر تہہ بند باندھ کر۔ ابو بکر نے علی بن ابی عائشہ سے روایت کیا کہ عمرؓ بہت گھنے بالوں والے شخص تھے تو آپ بالوں کو منڈوادیا کرتے تھے اور آپ کے سامنے ذکر کیا گیا نورے کا تو فرمایا کہ نورہ عیش پسندی میں سے ہے۔ **پانیوں کا بیان** ابو بکر نے عکرمہ سے روایت کیا کہ عمرؓ سے دریا کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ کونسا پانی اس سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ شافعیؒ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ ابن الخطاب مجنہ[عہ] کے حوض پر وارد ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ اس میں سے کتے نے ابھی پانی پیا ہے تو فرمایا کہ اس نے اپنی زبان سے ہی چپڑ چپڑ کر کے پیا ہے تو آپ نے پیا اور وضو بھی کیا۔ مالکؒ نے بھی اسی قسم کی روایت کی۔ حنفیہ کے نزدیک یہ محمول ہے بڑے تالاب پر اور شافعیؒ کے نزدیک قلتین پر اس بارے میں ایک حدیث مرفوع کی وجہ سے۔ ابو بکر زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کے پاس ایک کیتلی تھی جس میں ان کے لئے پانی گرم کیا جاتا تھا۔ ابو بکر قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اس کا حیض اس کے منہ میں نہیں ہے آپ نے فرمایا حائضہ عورت کے جھوٹے پانی کے متعلق۔ شافعیؒ اور بخاریؒ وغیرہما نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ایسے پانی سے وضو کی جو ان کے پاس ایک نصرانی عورت کے پاس سے لایا گیا تھا۔ **نجاستوں کو پاک کرنا** ابو بکر روایت کرتے ہیں ابن سیرینؒ سے کہ عمرؓ پیشاب کو دو مرتبہ دھویا کرتے تھے ابو بکر زید بن الصلت سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جو نشان جنابت کا دیکھتے اس کو دھویا کرتے تھے اور جو نظر نہیں آتا تھا

عہ مجنہ میم کے فتح اور کسر کے ساتھ ایک موضع ہے مکہ کے قریب ۱۲

www.kitabghar.org

مالم یرہ مالک والشافعی نحوًا من ذلک .
ابو بکر عن خالد بن ابی عزۃ . سأل رجلٌ
عمر بن الخطاب فقال انی احتلمت علی
طنفسۃ فقال ان کان رطبًا فاغسلہ و
ان کان یابسًا فاحککہ و ان خفی علیک
فارششہ (آب بپاش ازروے) بنی مالک مذہبہ علی الاول
وحملہ الشافعیؒ علی الندب و ابو حنیفۃؒ
علی غسل رطبہ و حک یابسہ ابو حنیفۃ
عن حماد عن ابراہیم ان عمر قال ظہور
المسک دباغہ مالک اوقظ عمر لصلوۃ
الصبح حین طعن فصلی وجرحہ یثعب (سیل)
دمًا ابو بکر عن انس بن مالک ان عمر
ابن الخطاب رأی رجلاً یصلی وعلیہ
قلنسوۃ بطانتہا من جلود الثعالب
قال فالقاہا عن رأسہ وقال ما یدریک
لعلہ لیس بذکی (مذبوح طاہر) قلت فیہ حجۃ
للشافعی فی ان الشعر لا یقبل الدباغ
التیمم ابو بکر عن الاسود قال عمر
لا یتیمم الجنب وان لم یجد الماء شہرًا
وروی من وجوہ ان عمارًا ذکر عندہ
قصۃ التمعک وقول النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انما یکفیک ان تفعل ہکذا

اُس پر پانی ترا دیتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے بھی ایسی ہی روایت
کی۔ ابو بکر خالد بن ابی عزہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص
نے عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا اس نے کہا کہ مجھے کملی (حاشیہ
دار) پر احتلام ہو گیا تو فرمایا کہ اگر پتلا ہے تو اس کو دھو دے
اور اگر خشک (گاڑھا) ہے تو اس کو چھیل دے اور اگر تجھ سے
چھپ گیا ہے تو اس پر پانی ڈال۔ مالکؒ نے اپنے مذہب کی
بنا پہلے پر رکھی اور شافعیؒ نے اس کو استحباب پر محمول کیا اور
ابو حنیفہؒ نے رقیق کو دھونے اور گاڑھے کو چھیلنے کا حکم نکالا۔
ابو حنیفہؒ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے روایت کیا کہ عمرؓ
نے فرمایا کہ چمڑے کی پاکی اُس کی دباغت ہے۔ مالکؒ نے روایت
کیا کہ عمرؓ کو ہوشیار کیا گیا صبح کی نماز کے لئے جب آپ کے
خنجر مارا گیا تو آپ نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون
بہہ رہا تھا۔ ابو بکر نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب
نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اُس کے سر پر ایسی
ٹوپی تھی جس کا بطانہ لومڑیوں کی کھال کا تھا۔ کہا کہ عمرؓ نے
اُس کو اُس کے سر سے گرا دیا اور فرمایا کہ کیا خبر ہے شاید یہ مذبوح
یعنی پاک نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے شافعیؒ
کے لئے کہ بال قابل دباغت نہیں۔ تیمم ابو بکر نے روایت کیا
اسود سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جنبی تیمم نہ کرے گا اگرچہ مہینہ بھر
تک پانی نہ پائے۔ اور روایت کیا گیا ہے چند وجوہ سے کہ عمار
نے عمرؓ کے سامنے خاک میں لوٹنے کا قصہ ذکر کیا اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ تیرے لئے کافی تھا کہ ایسا کرلیتا

ع۵ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص پر جنابت کی حالت آئی اور اُس نے پانی نہ پایا تو اس نے وضو پر قیاس کر کے یہ خیال کیا کہ یہ تیمم تمام بدن پر خاک کے پہنچنے سے ہوگا اس لئے وہ مٹی میں لوٹ گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تجھے جنابت کے لئے بھی تیمم کافی تھا۔

www.kitabghar.org

الحدیث فلم یقنع بقولہ قلت ترک الفقہاء الاربعۃ قول عمر لانہم وجدوہ مخالفاً لما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسند عمران بن حصین و ابی ذر و عمرو بن العاص وغیرہم امرہ للجنب بالتیمم اذا لم یجد الماء و تتبعت انا فوجدت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رآہم اختلفوا فی تاویل الآیتین آیۃ المائدۃ و آیۃ النساء فصوب کلا التاویلین و ترک کل ماؤل علی تاویلہ و عمر بن الخطاب اجل من ان یخفی علیہ ہذا الحدیث و اتقی للہ من ان یبلغہ ہذا الحدیث ثم لا یقول بہ الا لمعنی فہمہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج النسائی عن طارق ان رجلا اجنب فلم یصل فاتے النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال اصبت فاجنب رجل آخر فتیمم وصلی فاتاہ فقال لہ نحوا مما قال للآخر یعنی اصبت واشار الشافعی الی ان عمر و ابن مسعود کانا یحملان الملامسۃ علی اللمس بالید فکانت الآیتان ساکتتان عندہما من التیمم

الحدیث، تو عمار کے قول پر عمرؓ مطمئن نہ ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ چاروں فقہاءؒ نے عمرؓ کے قول کو ترک کردیا کیونکہ انھوں نے اس کو اس روایت کے خلاف پایا جو مسند عمران بن حصین و ابوذر و عمرو بن العاص وغیرہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جُنبی کو تیمم کا حکم دینا جب کہ وہ پانی نہ پاتے صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور میں نے تتبع کیا تو یہ پایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ وہ دونوں آیتوں آیت سورۃ مائدہ و آیت سورۃ نساء کی تاویل میں مختلف ہورہے ہیں تو آپ نے دونوں تاویلوں کی تصویب کی اور ہر ایک تاویل کرنے والے کو اس کی تاویل پر چھوڑ دیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان اس سے بلند ہے کہ ان پر یہ حدیث مخفی رہی ہو اور اللہ سے آپ کا تقوٰے اس سے بلند تھا کہ آپ کو یہ حدیث پہنچے اور آپ اُس کے قائل نہ ہوں مگر کوئی ایسے معنے ہیں جن کو انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سمجھا تھا۔ نسائی نے طارق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جُنبی ہوگیا تو اس نے نماز نہ پڑھی اور اُس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کا حال بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تُو نے ٹھیک کیا۔ پھر ایک اور شخص جُنبی ہوگیا تو اس نے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی پھر وہ آپؐ کے پاس آیا تو اُس سے بھی آپؐ نے وہی فرمایا جو دوسرے سے فرمایا تھا یعنی تو نے ٹھیک کیا۔ اور اشارہ کیا شافعیؒ نے عمرؓ اور ابن مسعودؓ کی طرف کہ وہ دونوں محمول کرتے تھے "ملامسۃ" کو (جو سورۃ نساء میں مذکور ہے یعنی لمستم النساء) لمس بالید (یعنی ہاتھ سے چھونے) پر تو دونوں آیتیں اُن دونوں کے نزدیک جنابت سے تیمم کے بارے میں

ع۵ یعنی وان کنتم جُنباً فاطّہروا الخ (مائدہ ۶) اور وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفرٍ او جاء احدٌ منکم من الغائط او لٰمستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً الخ (النساء ۴۳) ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

عن الجنابۃ **مواقیت الصلوٰۃ** مالک عن نافع ان عمر بن الخطاب کتب الی عمّاله ان اھمّ امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظھا و حافظ علیھا حفظ دینہ و من ضیّعھا فھو لما سواھا اضیع ثم کتب ان صلّوا الظھر اذا کان الفیٔ ذراعًا الی ان یکون ظلّ احدکم مثلہ و العصر و الشمس مرتفعۃٌ بیضاء نقیۃٌ قدر ما یسیر الراکب فرسخین او ثلٰثۃ (بدون زردی) قبل غروب الشمس و المغرب اذا غربت الشمس و العشاء اذا غاب الشفق الی ثلث اللیل فمن نام فلا نامت عینہ فمن نام فلا نامت عینہ فمن نام فلا نامت عینہ و الصبح و النجوم بادیۃٌ مشتبکۃٌ مالک عن عمّہ ابی سہیل بن مالک عن ابیہ ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشعری ان صلّ الظھر اذا زاغت الشمس و العصر و الشمس بیضاء نقیۃٌ قبل ان تدخلھا صفرۃ و المغرب اذا غربت الشمس و اخّر العشاء ما لم تنم و صلّ الصبح والنجوم بادیۃٌ مشتبکۃ و اقرأ فیھا بسورتین طویلتین من المفصّل و فی روایۃ عن ہشام ابن عروۃ عن ابیہ

ساکت ہیں۔ **اوقاتِ نماز** مالکؒ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر ہمیشہ کاربند رہا (شرائط و آداب کے ساتھ بروقت ادا کرتا رہا) تو اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اُس کو ضائع کیا تو اس کے سوا (دیگر ضروریاتِ دین) کو تو بہت ہی ضائع کرنے والا ہوگا۔ پھر لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب کہ سایہ ایک ہاتھ ہو یہاں تک کہ تم میں سے کسی کا سایہ اُس کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز پڑھو ایسے وقت کہ سورج بلند ہو سفید اور صاف (کہ اس میں زردی پیدا نہ ہوئی ہو) اتنی مقدار تک کہ ایک شتر سوار دو یا تین کوس غروب آفتاب سے پہلے سفر کر سکے۔ اور مغرب کی نماز پڑھو جب آفتاب غروب ہو جائے اور عشاء کی جب شفق غائب ہو جائے ایک تہائی رات تک تو جو سو جائے تو اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے۔ جو سو جائے اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے۔ جو سو جائے اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے (یہ بددعا فرمائی) اور صبح کی اُس وقت جب (بعد صبح صادق) تارے نمایاں اور گھنے ہوتے ہوں (یعنی شب کی تاریکی باقی ہو) مالکؒ اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب سورج ڈھل جائے اور عصر کی جب سورج سفید اور صاف ہو قبل اس کے کہ اس میں زردی داخل ہو اور مغرب کی جب سورج غروب ہو جائے اور مؤخّر کر عشاء کو جب تک تو نہ سوئے اور صبح کی نماز پڑھ ایسے وقت میں کہ تارے صاف اور گھنے ظاہر ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھ مفصّل میں سے۔ اور ایک روایت میں ہشام بن عروہ سے اُن کے باپ سے

www.kitabghar.org

و صلّ العشاء بینک و بین ثلث اللیل
فان اخّرت فالی شطر اللیل مالک
عن عمّہ ابی سہیل بن مالک عن ابیہ
انہ قال کنت اریٰ طنفسۃً لعقیل بن
ابی طالب یوم الجمعۃ تطرح الی
جدار المسجد الغربی فاذا غشی الطنفسۃ
کلّہا ظلّ الجدار خرج عمر بن الخطاب
فصلّی الجمعۃ قال ثم نرجع بعد صلوٰۃ
الجمعۃ فنقیل قائلۃ الضحی مالک والشافعی
عن عبداللہ بن عامر صلّینا وراء عمر بن الخطاب
الصبح فقرأ فیہا سورۃ یوسف و سورۃ الحج
فقرأ قراءۃ بطیئۃ فقلت واللہ لقد کان
اذاً یقوم حین یطلع الفجر قال اجل ابو بکر
عن ابی البختری کان عمر ینصرف من
الہجیر فی الحرّ ثم ینطلق المنطلق الی
قباء فیجدہم یصلّون ابو بکر عن عبدالرحمٰن
ابن سابط ان عمر قال لابی محذورۃ انک
بارض شدید الحر فابرد بالصلوٰۃ ثم ابرد
بہا ابو بکر عن منذر قال عمر ابردوا بالظہر
فان شدۃ الحر من فیح جہنم ابو حنیفۃ
عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب
ابردوا بالظہر عن فیح جہنم الشافعی
عن رجل من الصحابۃ قال لقینی
عمر بن الخطاب بالزوراء (بازار مدینہ) فسألنی
این تذہب فقلت للصلوٰۃ قال

یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ لینے اور ثلث رات کے درمیان پھر اگر تو موخر کرے تو آدھی رات تک۔ مالکؒ اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک فرش دیکھا کرتا تھا عقیل بن ابی طالب کا جو جمعہ کے دن ڈال دیا جاتا مسجد کی دیوار غربی کے نیچے۔ تو جب دیوار کا سایہ پورے فرش پر چھا جاتا تھا تو عمرؓ بن الخطاب نکلا کرتے اور نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے کہا کہ پھر جمعہ کی نماز کے بعد لوٹ جاتے اور دوپہر کے قیلولے کے طور پر آرام کرتے۔ مالکؒ اور شافعیؒ عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نماز پڑھی عمرؓ بن الخطاب کے پیچھے صبح کی تو اس میں پڑھی سورۃ یوسف اور سورۃ حج اور قرأت کی لمبی (یعنی تیزی سے نہیں پڑھا) تو میں نے کہا کہ واللہ اس صورت میں تو طلوع فجر کے وقت کھڑے ہوتے ہوں گے۔ کہا کہ ہاں! ابو بکر نے روایت کیا ابو البختری سے کہ عمرؓ نماز ظہر پڑھ کر گرمی میں ایسے وقت لوٹتے تھے کہ پھر ایک چلنے والا قباء میں چل کر جائے تو وہاں والوں کو نماز پڑھتے ہوتے پاتے۔ ابو بکر روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن سابط سے کہ عمرؓ نے فرمایا ابو محذورہ سے کہ تم شدید الحرارت سرزمین میں ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھو پھر (تاکید ہے کہ) ٹھنڈی کر کے پڑھو۔ ابو بکر روایت کرتے ہیں منذر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی شدت جہنم کے سانس سے ہے۔ ابو حنیفہؒ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو جہنم کے سانس سے۔ شافعیؒ ایک صحابی مرد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمرؓ بن الخطاب زوراء میں ملے (جو مدینہ کا ایک بازار ہے) انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو تو میں نے کہا کہ نماز کے لئے تو فرمایا کہ

www.kitabghar.org

غَلَّستَ فاسْرَعْ فاذهب الی المسجد (دیر کردی تو نے) فصلّیتُ ثم رجعتُ فوجدت جاریتی احتُبِسَتْ من الاستقاء (دیر کرد در آب آوردن) فذهبتُ الی بیررومۃ فجئت بھا والشمس صالحۃ

ابوبکر عن سعید بن المسیب قال عمر لا تنتظروا بصلاتکم اشتباک النجوم

ابوبکر عن سوید بن غفلۃ قال عمر عجّلوا العشاء قبل ان یکسل العامل وینام المریض

ابوبکر عن الاسود عن عمر قال اذا کان یوم الغیم فعجلوا العصر و اَخّروا الظهر

الحدیث بعد العشاء ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب انہ قال ان اجدب الجدب الحدیث بعد العشاء الا فی صلوۃ او قراءۃ القرآن

ابوبکر عن سلمان یعنی ابن ربیعۃ قال لی عمر یا سلمان انی اذمّ لک الحدیث بعد العتمۃ (العشاء)

ابوبکر عن ابی بکر بن ابی موسی ان اباموسی اتی عمر بن الخطاب فقال لہ عمر ما جاء بک قال جئت اتحدث الیک قال ھذہ الساعۃ (ای بعد العشاء) قال انہ لفقہ فجلس عمر فتحدثنا لیلاً طویلاً

حضور الجماعۃ ابوبکر عن عبدالرحمن قال عمر لان اصلیھما فی جماعۃ احب الیّ من ان احیی ما بینھما

تو نے دیر کردی جلدی مسجد میں پہنچ۔ تو میں نے نماز پڑھی پھر واپس آیا تو اپنی لونڈی کو پایا کہ اُس نے پانی لانے میں دیر کردی پھر میں بیر رومہ کی طرف گیا اور اس کو لے کر آیا اور ابھی آفتاب درست تھا (بحالت سابقہ)۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نماز کے لئے انتظار نہ کرو ستاروں کے خوب روشن ہونے کا۔ ابوبکر سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عشاء میں عجلت کرو قبل اس کے کہ مزدوری کرنے والے کسلمند ہوں اور بیمار سو جائیں۔ ابوبکر اسود سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس دن گھٹا چھائی ہوتی ہو تو عصر میں جلدی کرو اور ظہر میں تاخیر کرو۔ **عشاء کے بعد بات کرنا** ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا کہ تمام قحطوں سے بڑا قحط (یعنی سب نقصانوں سے بڑا نقصان) عشاء کے بعد باتیں کرنا ہے مگر نماز میں یا قراءتِ قرآن میں۔ ابوبکر نے سلمان یعنی ابن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے سلمان! میں بُرا سمجھتا ہوں تمھارے لئے عشاء کے بعد باتیں کرنا۔ ابوبکر ابن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ ابوموسیٰؓ آئے عمرؓ بن الخطاب کے پاس تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ کیسے آئے؟ اُنھوں نے کہا کہ میں آپ سے باتیں کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ ایسے وقت؟ (یعنی عشاء کے بعد) تو انھوں نے کہا کہ وہ فقہ کی (یعنی دین کی) بات ہے۔ پھر عمرؓ بیٹھ گئے۔ تو ہم نے بہت رات گئے تک باتیں کیں۔ **جماعت میں حاضر ہونا** ابوبکر عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بات کہ میں ان دونوں کو جماعت کے ساتھ پڑھ لوں مجھے ان دونوں کے درمیان کو زندہ رکھنے (یعنی جاگتے اور عبادت کرتے رہنے) سے زیادہ پسند ہے

www.kitabghar.org

یعنی الصبح و العشاء۔ أبو بکر عن ابراہیم
ان عمر بن الخطاب کان اذا رأی
غلاماً فی الصف أخرجہ۔ أبو بکر عن
ابی مجلز أقیمت الصلوٰۃ و صُفّت
الصفوف فابتدر (ای اسرع) رجل لعمر فکلّمہ
فأطال القیام والقوم صفوف۔ أبو بکر
عن سعید بن المسیب انّ عمر رأی
رجلاً یصلی رکعتین والمؤذن یقیم
فانتہرہ فقال لاصلوٰۃ و المؤذن
یقیم الّا الصلوٰۃ التی یقام لہا
أبو بکر عن ابی عثمان النہدی رأیتُ
الرجل یجیٔ و عمر بن الخطاب فی
صلوٰۃ الفجر فیصلّی (ای سنۃ الفجر) فی جانب
المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلوٰتہم
أبو بکر عن نعیم قال اذا کان بینہ و
بین الامام طریق او نہر او حائط
فلیس معہ (ای لایصح اقتداءہ ۱۲) أبو بکر عن ابن عمر کانت
امرأۃ لعمر تشہد صلوٰۃ الصبح
و العشاء فی جماعۃ فی المسجد فقیل
لہا لِمَ تخرجین و قد تعلمین انّ
عمر یکرہ ذلک و یغار قالت فما
یمنعہ ان ینہانی قالوا
یمنعہ قول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تمنعوا اِمَاءَ اللہ مساجد
اللہ۔ الشافعی انہ تقدم اعجمی (للامامۃ ۱۲)

یعنی صبح اور عشاء کی نماز۔ آبو بکر ابراہیم سے روایت کرتے ہیں
کہ عمر رضؓ بن الخطاب جب کسی لڑکے کو صف میں دیکھتے تو اس
کو نکال دیتے۔ آبو بکر ابو مجلز سے روایت کرتے ہیں کہ نماز تیار ہوگئی
اور صفیں درست ہوگئیں تو ایک شخص جھپٹ کر عمر رضؓ کے پاس
پہنچا اور اُن سے گفتگو کرنے لگا اور قیام کو طویل کردیا اور قوم
صف بستہ تھی۔ آبو بکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں
کہ عمر رضؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھنے لگا
حالانکہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آپ نے اُس کو جھڑکا
اور فرمایا کہ کوئی نماز نہیں جب مؤذن اقامت کہنے لگے بجز
اس نماز کے جس کے لئے اقامت کہی جارہی ہے۔ آبو بکر عثمان
نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آتا ہے
اور عمر رضؓ بن الخطاب نماز فجر میں ہیں پھر وہ مسجد کے ایک گوشہ
میں نماز پڑھتا ہے (یعنی فجر کی سنتیں) پھر وہ قوم کے ساتھ
نماز میں داخل ہو جاتا ہے۔ آبو بکر نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ
اُنھوں نے کہا کہ جب اس کے (یعنی مقتدی کے) اور امام کے
درمیان راستہ ہو یا نہر ہو یا دیوار ہو تو وہ امام کے ساتھ
نہیں ہے (یعنی اُس کی اقتداء صحیح نہیں ہے)۔ آبو بکر ابن
عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ کی ایک عورت تھیں جو مسجد
میں پہنچ کر صبح اور عشاء کی نماز پڑھا کرتی تھیں تو اُن سے
کہا گیا کہ تم کیوں نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمر رضؓ اس کو بُرا
سمجھتے ہیں اور غیرت کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ پھر عمر رضؓ کو
کونسی بات اس سے روکتی ہے کہ وہ اس سے مجھے منع کردیں
اُنھوں نے کہا کہ اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ
قول روکتا ہے جو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی
مسجدوں سے نہ روکو۔ شافعیؒ سے مروی ہے کہ ایک عجمی شخص بڑھا

www.kitabghar.org

فأخّره مسور بن مخرمة فسأله عمر فقال ان الرجل كان الاعجمي اللسان فخشيت ان يسمع بعض الحاج قرائته فيأخذ بعجمته فقال هنالك ذهبت فقال نعم فقال قد احسنت مالك والشافعي عن عبد الله بن عتبة دخلت على عمر بالهاجرة فوجدته يسبح فقمت وراءه فقربني حتى جعلني حذاءه على يمينه فلما جاء يرفأ تأخرت فصففنا وراءه ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان عمر بن الخطاب جعلهما خلفه فصلى بين ايديهما يعني المأمومين ابو بكر عن يسار بن نمير ان عمر بن الخطاب كان يقول ابدأوا بطعامكم ثم افرغوا لصلوتكم مالك عن زيد بن اسلم قال عمر لا يصلين احدكم وهو ضام بين وركيه يعني الحاقب **سُنّة الاذان**. اخرج البخاري وغيره عن ابن عمر كان المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون فيتحينون الصلوٰة ليس ينادي بها فقال عمر او لا تبعثون رجلاً ينادي بالصلوٰة وفي حديث رؤيا عبد الله بن زيد فيما رواه الدارمي وغيره قال عمر

(یعنی امامت کے لئے) تو اُس کو مسور بن مخرمہ نے پیچھے ہٹا دیا۔ تو ان سے عمرؓ نے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ وہ شخص عجمی زبان کا تھا تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی قراءت کو بعض حج میں آنے والے سُنیں گے اور وہ اس کے عجمی لہجہ کو نہ لے لیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تمہارا خیال اُس طرف گیا۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! تو عمرؓ نے کہا تم نے اچھا کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کیا کہ میں عمرؓ کے پاس ہاجرہ (یعنی بعد زوال) میں پہنچا تو میں نے اُن کو پایا تسبیح پڑھتے ہوئے (یعنی نماز پڑھتے ہوئے) تو میں اُن کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو اُنھوں نے مجھے قریب کیا یہاں تک کہ اپنے برابر کر لیا اپنی دائیں جانب میں۔ پھر جب حضرت (عمرؓ کا غلام) یرفاء آگیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے اُن کے پیچھے صف بنا لی۔ ابو حنیفہؒ نے حماد سے اُنھوں نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے ان دونوں کو اپنے پیچھے کر دیا اور ان کے آگے نماز پڑھی یعنی ان دونوں مقتدیوں کے آگے۔ ابو بکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ پہلے کھانا کھا لو اور نماز کے لئے فارغ ہو جاؤ۔ مالکؒ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں ہرگز کوئی اس طرح نماز نہ پڑھے کہ وہ بھینچ رہا ہو اپنے کولھوں کے درمیان کو یعنی پاخانہ روکنے والا ہو۔ **سُنّتِ اذان** بخاری وغیرہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جب مسلمان مدینہ میں آئے تو جمع ہو جاتے اور وقتِ نماز کا اندازہ کر لیتے تھے۔ نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم لوگ کسی شخص کو نہیں بھیجتے جو نماز کے لئے اذان دے۔ اور عبد اللہ بن زید کے خواب کے قصہ میں ہے جس کو دارمی وغیرہ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے عرض کیا کہ

www.kitabghar.org

والذی بعثک بالحق لقد رأیت مثل
ما رأے ابوبکر عن عبداللہ بن ہذیل
قال عمر لولا ان یکون سُنّۃً لاذّنتُ
الشافعی ان عمر قال عجّلوا الاذان بالصبح
یُدلج المُدلج ابوداود عن مؤذنٍ لعمر
یقال لہ مسروح اذّن قبل الصبح
فامرہ عمر ان یرجع فینادے الا انّ
العبدَ قد نام قلتُ فی المسئلۃ قولان
ذہب الشافعی الی الاوّل (عدم الاعادۃ) وابوحنیفۃ
الی الثانی (الاعادۃ) ویمکن الجمع باختلاف الاحوال
فاذا کانَ الامام قد تقدّم الی
الناس اَن فلانا یؤذن بلیلٍ جاز
قبل الصبح والّا لا لوجود التباس فے
الثانے وعدمہ فے الاوّل مالک
ان عمر علّم مؤذنہ ان یقول الصلٰوۃ
خیرٌ من النوم الصلٰوۃ خیرٌ من
النوم ابوبکر عن مجاہد ان ابا محذورۃ
قالَ الصلٰوۃ الصلٰوۃ (بطریق تثویب)
فقالَ عمر وَیحکَ آ مجنونٌ
انتَ اما کان فے دُعائک (الی الاذان)
الّذے دعوتنا ما نأتیک حتے
تأتینا

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی وہی خواب دیکھا جو اس نے دیکھا ہے۔ ابوبکر عبداللہ بن ہذیل سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ (یعنی اذان دینا خلفاء کے لئے) سنت بن جائے گی تو میں ضرور اذان دیا کرتا۔ شافعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صبح کی اذان دینے میں جلدی کرو کہ آخر شب میں روانہ ہوتے ہیں سفر کرنے والے۔ ابوداؤد نے عمرؓ کے ایک مؤذن سے روایت کیا جس کو مسروح کہا جاتا تھا اور اس نے صبح سے پہلے ہی اذان دیدی تھی تو اس کو عمرؓ نے حکم دیا کہ لوٹے اور ندا کرے کہ لوگو سن لو بندہ سو گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ مسئلہ میں دو قول ہیں شافعیؒ گئے ہیں اوّل کی طرف (یعنی عدم اعادہ) اور ابوحنیفہؒ دوسرے (یعنی اعادہ) کی طرف اور دونوں قولوں میں باختلافِ احوال جمع ممکن ہے اس طرح کہ جب امام نے پہلے لوگوں کو یہ اطلاع دیدی ہو کہ فلاں شخص رات میں ہی اذان دیدیتا ہے تو وہ صبح سے قبل جائز ہو گی ورنہ نہیں کیونکہ دوسری صورت میں التباس موجود ہے اور پہلی صورت میں التباس نہیں ہے۔ مالکؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے اپنے مؤذن کو تعلیم کیا کہ وہ یہ کہا کرے الصلوٰۃ خیرٌ الخ یعنی نماز سونے سے بہتر ہے، نماز سونے سے بہتر ہے۔ ابوبکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو محذورہ (مؤذن) نے کہا الصلوٰۃ الصلوٰۃ تو عمرؓ نے فرمایا کہ ناس گئے تو باولا ہے کیا؟ کیا تیرے بلاوے میں جس سے تو نے ہم کو بلایا ہے وہ چیز نہیں ہے (جس کو سُنکر) ہم تیرے پاس آئیں کہ تو (پھر بھی) ہمارے پاس آتا ہے۔

ع۵ مجمع البحار میں ہے کہ جہاں شفقت اور رحم کے ساتھ کسی فعل پر انکار کیا جاتا ہے تو ویحک بولتے ہیں اور جب غصہ اور ناراضی کے ساتھ انکار ہو تو ویلک کہتے ہیں " مترجم

www.kitabghar.org

ابوبکر عن ابی الزبیر مؤذن بیت المقدس
جاءنا عمر بن الخطاب فقال اذا اذّنت
فترسّل (دیر کن) و اذا اقمت فاحذُر (جلدی بگو) و فی
روایۃ البغوی فاحذم و معناہ الحدر
ایضًا ہو قطع التطویل المساجدُ
البغوی عن سالم بن عبد اللہ بن
عمر بنے عمر بن الخطاب رحبۃً (صحن کشادہ) الی
جنب المسجد سمّاہا البُطیحاء و قال من
اراد ان یلغطَ او یُنشِدَ شعرًا او یرفع
صوتًا فلیخرج الی ہٰذہِ الرّحبۃ مالک
نحوًا من ذلک البغوی عن سعید
ابن المسیّب مرّ عمر فی المسجدِ و
حسّان یُنشِدُ الشعر فلحظ (نگاہ کرد) الیہ شزرًا
فقال کنتُ انشدُ فیہ وفیہ مَن
ہو خیرٌ منک یعنے النبی ﷺ ثم التفت الی ابی ہریرۃ
فقال انشدک اللہ اسمعت رسولَ
اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم یقولُ
اَجِب عنّی اللّٰہمّ ایّدہ بروحِ القدس
قالَ نعم ابوبکر عن ابراہیم بن
سعد عن اَبیہِ سمعَ عمر بن الخطاب
رجلاً رافعًا صوتَہ فی المسجد فقالَ
اَتدری اینَ انتَ ابوبکر عن ابن
عمر انّ عمر نہٰی عن اللغطِ فی
المسجدِ و قالَ ان مسجدَنا ھٰذا
لا تُرفَعُ فیہ الاصوات

ابوبکر روایت کرتے ہیں ابوزبیر سے جو بیت المقدس کے مؤذن تھے کہ ہمارے پاس عمرؓ بن الخطاب آتے اور کہا کہ جب اذان دیا کرو تو (الفاظ کو) کھینچا کرو اور جب تکبیر کہو تو جلد ہی کہدو (یعنی کھینچنے کی ضرورت نہیں) اور بغوی کی روایت میں ہے فَاحذِمْ اور اس کے معنے بھی "حدر" ہی کے ہیں یعنی تطویل قطع کرنے کے۔ مساجد بغوی سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے مسجد کے پہلو میں ایک کُشادہ صحن احاطہ بنوایا جس کا نام بُطیحا رکھا اور فرمایا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا کوئی شعر سُنانا چاہے یا آواز اُونچی کرنا چاہے تو چاہیئے کہ اس احاطہ میں چلا جائے مالکؒ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ بغوی سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ مسجد میں گزرے اور حسانؓ شعر پڑھ رہے تھے تو آپؓ نے ان کی طرف تیز نظر ڈالی تو حسانؓ نے کہا کہ میں یہاں شعر پڑھتا تھا اور یہاں وہ موجود ہوتے تھے جو تم سے بہتر تھے (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم) پھر ملتفت ہوئے ابوہریرہؓ کی طرف اور کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں بتا کہ کیا تو نے سُنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ (مجھ سے) فرما رہے تھے کہ میری طرف سے جواب دے۔ یا اللہ اس کو مدد پہنچا روح القدس سے۔ ابوہریرہؓ نے کہا ہاں۔ ابوبکر نے ابراہیم بن سعد سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا کہ ایسے شخص سے جو مسجد میں آواز بلند کر رہا تھا فرماتے تھے کہ کیا تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے۔ ابوبکر نے ابنِ عمرؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے مسجد میں شور وشغب سے روکا اور کہا کہ یہ ہماری مسجد وہ جگہ ہے جہاں آوازیں بلند نہ ہونی چاہئیں

www.kitabghar.org

ابو بکر عن ابنِ عمر ان عمر بن الخطاب کان یجمّر المسجد کل جمعۃ ابو بکر عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب ان عمر بن الخطاب اتی مسجد قباء علی فرس لہ فصلی بہ ثم قال یا یرفا ائتنی بجرید قال فاتاہ بجرید فاحتجز عمر بثوبہ ثم کنسہ ابو بکر عن سیار ابن معرور رآی عمر قوما یصلون علی الطرق فقال صلوا فی المسجد۔ ابو بکر عن انس رآنی عمر و انا اصلی فقال القبر امامک ابو بکر عن معرور بن سوید انہ رجع مع عمر فی حجتہ فرآی عمر الناس یبتدرون فقال ما ہذا فقالوا مسجد فیہ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہکذا ہلک اہل الکتاب اتخذوا آثار انبیاءہم بیعا من عرضت لہ منکم فیہ الصلوۃ فلیصل ومن لم تعرض لہ منکم الصلوۃ فلا یصل ابو بکر عن نافع بلغ عمر بن الخطاب ان ناسا یاتون الشجرۃ التی بویع تحتہا فامر بہا فقطعت ابو بکر و مسلم عن معدان بن طلحۃ الیعمری ان عمر ابن الخطاب قال ایہا الناس انکم تاکلون شجرتین لا اراہما الا خبیثتین الثوم و البصل لقد کنت اری الرجل علی عہد

ابو بکر روایت کرتے ہیں ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ہر جمعہ کو مسجد میں خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ ابو بکر مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد قباء پہنچے وہاں نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ اے یرفا، میرے پاس (کھجور کی) ایک شاخ لے کر آ (آپ کا غلام) یرفأ جا کر لے آیا۔ پھر انھوں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر کمر سے لپیٹا اور مسجد میں جھاڑو دی۔ ابو بکر سیار بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک قوم کو راستوں پر نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ مسجد میں نماز پڑھو۔ ابو بکر نے انسؓ سے روایت کیا کہ مجھے عمرؓ نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ قبر ہے تیرے سامنے۔ ابو بکر نے معرور بن سوید سے روایت کیا کہ وہ عمرؓ کے ساتھ حج سے واپس آ رہے تھے کہ عمرؓ نے لوگوں کو دیکھا کہ جھپٹے جا رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک مسجد ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے تو فرمایا کہ اسی طرح ہلاک ہوئے اہل کتاب کہ انھوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت خانے بنایا۔ تم میں سے جس پر ایسے موقع پر نماز کا وقت آجائے تو چاہیئے کہ نماز پڑھ لے اور جس کو تم میں سے نماز کی ضرورت داعی نہ ہو وہ نہ پڑھے۔ ابو بکر نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب کو یہ اطلاع پہنچی کہ لوگ اس درخت کی زیارت کے لئے آتے ہیں جس کے نیچے بیعت کی گئی تھی تو آپ کے حکم سے اس کو کاٹ دیا گیا۔ ابو بکر اور مسلم معدان بن طلحہ الیعمری سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اے لوگو تم ایسے دو درختوں کو کھاتے ہو جن کو میں کچھ نہیں سمجھتا سوائے اس کے کہ وہ گندے ہیں یعنی لہسن اور پیاز۔ میں دیکھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوجد
منہ ریحہ فیوخذ بیدہ حتے یخرج
الے البقیع فمن کان اکلہا فلیمتہا
طبخاً ابو بکر کتب الے عمر من نجران (مرکز یمن)
لم نجد انظف ولا اجود من کنیسۃ
فکتب انضحوہا بماء وسدر (بیری) وصلّوا
فیہا ابو بکر عن معاویۃ بن قرۃ
عن ابیہ رآنے عمرو انا اصلے
بین الاسطوانتین فاخذ بقفاے
فادنانے الے سترۃ فقال صلّ الیہا
ابو بکر عن رجل من اہل الیمن یقال
لہ ہداب قال عمر المصلّون احق
بالسواری (ستونہا) من المحدثین الیہا
ابو بکر عن ابن الزبیر سمعت عمر
یقول صلوۃ فے ہذا المسجد افضل
من مائۃ صلوۃ فیما سواہ الا المسجد
الحرام ابو بکر عن اسمٰعیل بن عبدالرحمن
ان عمر صلّے فے مکان فیہ ومن
یعنی مرابض الغنم مایلبسہ المصلّے
اخرج البخاری عن ابی ہریرۃ قال
قام رجل الے النبی صلے اللہ علیہ
وسلم فسألہ عن الصلوٰۃ فے
الثوب الواحد فقال او کلکم

کے زمانہ میں کہ جس شخص کے بھی منہ سے اُس کی بُو پائی جاتی تھی اُس کا ہاتھ پکڑا جاتا تھا اور اس کو بقیع تک پہنچا کر چھوڑا جاتا تھا تو جو اُن کو کھانا چاہیے تو اُس کو چاہیے کہ اُن کو پکا کر اُن (کی بُو) کو مار دے۔ ابو بکر نے روایت کی کہ عمرؓ کو لکھا گیا نجران سے کہ ہم نے کوئی جگہ صاف اور ستھری کنیسہ (گرجا) سے بہتر نہیں پائی تو آپ نے لکھا کہ اس کو پانی اور بیری[1] کے پتوں سے دھو ڈالو اور اس میں نماز پڑھو۔ ابو بکر معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مجھے دیکھا جب کہ میں دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میری گدی پکڑی اور مجھے سترہ (یعنی آڑ) کے قریب لے گئے اور کہا کہ اس کی طرف نماز پڑھ۔ ابو بکر یمن والوں میں کے ایک شخص سے جس کو ہداب کہا جاتا تھا روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کی طرف بیٹھنے کے زیادہ حقدار ہیں بے وضو لوگوں کی بہ نسبت۔ ابو بکر ابن الزبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اس مسجد کی نماز افضل ہے دوسری جگہ کی سَو نمازوں سے بجز مسجد حرام کے۔ ابو بکر اسمٰعیل بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایسی جگہ نماز پڑھی جہاں مینگنیاں پڑی تھیں یعنی بکریوں کی چراگاہ میں۔ **نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔** بخاری نے روایت کی ابو ہریرہؓ سے کہا کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے آپؐ سے سوال کیا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے

[1] چونکہ عیسائی شراب پیتے ہیں اور اس کو ناپاک نہیں سمجھتے فرش پر بھی پھینک دیتے ہیں اور نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے اس لئے آپ نے فرش کو مبالغہ کے ساتھ دھونے کا حکم دیا تاکہ شراب کا اثر باقی نہ رہے۔ ظاہری نظافت اور صفائی کو آپ نے کافی نہیں قرار دیا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

يجد ثوبين ثم سال رجل عمر فقال
اذا وسع الله فاوسعوا جمع رجل عليه
ثيابه صلى رجل في ازار ورداء في
ازار وقميص في ازار وقباء في
سراويل ورداء في سراويل وقميص
في سراويل وقباء في تبان و
قميص قال واحسبه قال في تبان و
رداء ابوبكر عن معوذ صلى بنا
عمر في ثوب واحد ليس عليه
غيره ابوبكر عن ابن عمر ان عمر
رأى رجلا يصلي ملتحفا فقال
لا تشبهوا باليهود من لم يجد منكم الا
ثوبا واحدا فليتزر به ابوبكر عن ابي هريرة
قال عمر تصلي المرأة في ثلثة
اثواب قلت معناه تستر جميع
البدن البيهقي عن عمر انه رأى
امة متخمرة متجلببة فقال
تتشبه الاماء بالمحصنات (زنان آزاد) ابوبكر
عن انس رأى عمر امة متقنعة
فضربها وقال تتشبهين بالحرائر
ابوبكر عن عبد الله بن عامر
رأيت عمر يصلي على عبقري
ابوبكر ان عمر اشترى الحصر ليفرشها
في المسجد استقبال القبلة
ابوبكر عن ابن عمر

ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔ پھر ایک شخص نے سوال کیا
عمرؓ سے تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے وسعت بخش دی
تو تم بھی وسعت پر عمل کرو۔ آدمی اپنے بدن پر اپنے کپڑے پہنے
کوئی شخص نماز پڑھے اپنی لنگی اور چادر میں، لنگی اور قمیص
میں، لنگی اور قبا میں، پاجامہ اور چادر میں، پاجامہ اور قمیص
میں، پاجامہ اور قبا میں، جانگیے اور قمیص میں۔ کہا اور مجھے
گمان ہے کہ جانگیے اور چادر میں بھی فرمایا۔ ابوبکر معوذ سے
روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھائی۔
اس کے سوا ان کے بدن پر اور کپڑا نہیں تھا۔ ابوبکر ابن عمرؓ
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے
ہوئے دیکھا جو (ایک کپڑے میں) لپٹا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہودیوں
کے مشابہ نہ بنو۔ تم میں سے جسکے پاس صرف ایک ہی کپڑا
ہو وہ اُس کی لنگی بنالے۔ ابوبکر نے ابوہریرہؓ سے روایت
کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ میں
کہتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں تمام بدن کا چھپانا۔ بیہقی
عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک باندی کو دیکھا
کہ اوڑھنی کو چہرہ کا نقاب بنائے ہوئے ہے تو فرمایا کہ
باندیاں آزاد عورتوں کی مانند بننے لگیں۔ ابوبکر انسؓ سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک باندی کو دیکھا اوڑھنی
مُنہ پر ڈالے ہوئے تو آپ نے اُس کو مارا اور کہا کہ تو آزاد
عورتوں کی مشابہت اختیار کر رہی ہے۔ ابوبکر عبداللہ بن
عامر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو عبقری (ایک
عمدہ فرش چاندنی) پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابوبکر نے
روایت کیا کہ عمرؓ نے بوریے خریدے ان کو مسجد میں بچھانا
شروع کئے۔ استقبالِ قبلہ ابوبکر ابنِ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں

www.kitabghar.org

قال عمر ما بین المشرق و المغرب قبلۃ
زاد فی روایۃ استقبلت البیت
مالک نحوًا من ذلک ابو بکر عن
الاسود رأیت عمر یرکز عنزۃ و
صلی الیھا و الظعن یمرّ بین
یدیہ البیھقی عن غضیف سألت عمر
ابن الخطاب قلت انا نبدو
فنکون فی الابنیۃ فان خرجت
قررت و ان خرجت قررت
فقال عمر اجعل بینک و بینھا ثوبًا
ثم لیصل کل واحد منکما قلت
تمسکت بہ الحنفیۃ فی قولھم بفساد
صلوۃ الرجل اذا حاذتہ امرأۃ
فی صلوۃ مشترکۃ تحریمۃ و ادآءً
و اجاب الشافعی فقال لیس
بمعروف عن عمر و لیس فیہ انھما
فی صلوۃ واحدۃ لکن استحب
ذلک قطعًا لمادۃ الفتنۃ صفۃ
الصلوۃ مالک والشافعی ان
عمر کان یأمر رجالًا بتسویۃ الصفوف
فاذا جاؤا فاخبروہ ان الصفوف
قد استوت کبّر ابو بکر عن الاسود
سمعت عمر افتتح الصلوۃ و کبّر فقال
سبحانک اللھم و بحمدک و تبارک
اسمک و تعالی جدک و

عمرؓ نے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے (یعنی مدینہ کا قبلہ) ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب تو سیدھا رخ کرے گا بیت کی طرف۔" مالکؒ نے بھی اسی طرح روایت کی۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے نیزے کو گاڑ دیتے تھے اور اُس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور مسافر آپ کے سامنے سے گزرتے تھے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں غضیف سے کہا کہ میں نے ایک سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے میں نے کہا کہ ہم کھلے میدان میں رہتے ہیں ڈیروں میں۔ اگر میں (ڈیرے سے باہر نماز پڑھنے کے لئے) باہر نکلوں تو میں (سردی سے) ٹھٹھر جاؤں اور اگر وہ نکلے تو وہ ٹھٹھر جائے گی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے اور اس کے درمیان ایک کپڑا (پردے کے لئے) ڈال لو۔ پھر تم دونوں میں سے ہر ایک نماز پڑھ لے۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ نے اس قول میں کہ مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے جب اُس کے محاذات میں عورت آجاتی ہے ایسی نماز میں جو مشترک ہو تحریمہ اور اداء کے اعتبار سے اسی سے دلیل پکڑی ہے اور شافعیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ عمرؓ سے یہ روایت معروف نہیں اور اس میں یہ بھی مذکور نہیں کہ وہ صلوٰۃ واحدہ میں شریک تھی۔ لیکن یہ مستحب ہے مادۂ فتنہ کو قطع کرنے کے لئے۔ **طریق نماز** مالکؒ اور شافعیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کو مامور کیا کرتے تھے صفیں سیدھی کرنے کے لئے۔ پھر جب وہ آکر آپ کو خبر دیتے کہ صفیں سیدھی ہو گئیں تو تکبیر کہتے۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سنا انھوں نے نماز شروع کی اور تکبیر کہی پھر کہا سبحانک اللھم وبحمدک الخ ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں یا اللہ اور آپ کی تعریف، اور آپ کا نام بڑی برکت والا ہے اور آپ کی عظمت بہت بلند ہے اور

www.kitabghar.org

لا اله غيرك ثم يتعوذ ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان ناسا من اهل البصرة اتوا عمر بن الخطاب لم ياتوه الا ليسألوه عن افتتاح الصلوٰة فقام عمر فافتتح الصلوٰة وهم خلفه ثم جهر فقال سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك قال محمد بن الحسن انما جهر بذلك عمر ليعلمهم ما سألوا عنه ابو بكر والبيهقي عن الاسود ان عمر كان يرفع يديه في الصلوٰة حذو منكبيه ابو بكر عن عباية ابن ربعي قال عمر لا تجزئ صلوٰة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وآيتين الشافعي في القديم ان عمر بن الخطاب صلى فلم يقرأ فقال لهم كيف كان الركوع والسجود قالوا حسنا قال فلا بأس ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان عمر صلى المغرب فلم يقرأ فاعاد الصلوٰة قلت كان الشافعي يقول في القديم ان القراءة سنة ثم رجع وقال فريضة وحمل قصة ترك الاعادة على انه ترك السورة مالك والشافعي عن انس كان ابو بكر وعمر وعثمان يفتتحون القراءة بالحمد لله رب العلمين زاد في رواية وكان لا يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم

آپ کے سوا کوئی معبود۔" پھر آپ اعوذ الخ پڑھتے۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ میں سے چند لوگ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے اور ان کے آنے کی کوئی وجہ نہیں تھی بجز اس کے کہ آپ سے پوچھیں کہ نماز شروع کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ تو عمرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے نماز کو شروع کیا اور وہ لوگ اُن کے پیچھے تھے پھر انھوں نے آواز کے ساتھ کہا سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك محمد بن الحسنؒ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو جہر کے ساتھ صرف اس لئے پڑھا تاکہ جس بات کا انھوں نے سوال کیا تھا اس کی اُن کو تعلیم کر دیں۔ ابو بکر اور بیہقی نے اسود سے روایت کیا کہ عمرؓ اپنے دونوں ہاتھ نماز میں اٹھایا کرتے تھے اپنے دونوں مونڈھوں کے برابر۔ ابو بکر نے روایت کیا عبابہ ابن ربعی سے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز پوری نہ ہوگی جس میں فاتحہ الکتاب اور دو آیتیں نہ پڑھی جائیں گی۔ شافعیؒ کے قدیم قول میں ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نماز پڑھی اور اس میں قرارت نہ کی پھر ان لوگوں سے کہا کہ رکوع اور سجدے کیسے تھے انھوں نے کہا کہ اچھے تھے فرمایا پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس میں قرارت نہ کی تو نماز کا اعادہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ قرارت سنت ہے پھر اس سے رجوع کر لیا اور کہا کہ فرض ہے اور ترک اعادہ کے قصہ کو انھوں نے اس پر محمول کیا کہ انھوں نے سورۃ کو ترک کیا تھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ قرارت کا افتتاح کرتے تھے الحمد للہ رب العالمین سے۔ ایک روایت میں یہ زیادہ کیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.kitabghar.org

ابوبکر و اصحاب السنن عن عبداللہ بن مغفل عن ابیہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منہم یقول ذلک اذا قرات فقل الحمد للہ رب العالمین "التسمیۃ" ابوبکر عن الاسود صلیت خلف عمر سبعین صلوۃ فلم یجہر فیہا بسم اللہ الرحمن الرحیم ابوبکر عن عبداللہ بن ابزے ان عمر جہر بسم اللہ الرحمن الرحیم قلت روے عنہ اہل المدینۃ و اہل الکوفۃ والبصرۃ ترک الجہر بالبسملۃ وروے عنہ اہل مکۃ الجہر فوقع الفقہاء فے الترجیح فذہب الشافعے الے ترجیح الجہر بہا و علے قیاس قول محمد فے دعاء الافتتاح انہ جہر فے بعض الاوقات لیعلمہم ان البسملۃ سنۃ والاوجہ عندے ان عمر کان تعلم من النبے صلے اللہ علیہ وسلم فے قصتہ مع ہشام بن حکیم ان القرآن نزل علے سبعۃ احرف کلہا کاف شاف وکان یرے ان الابتداء بالبسملۃ علے انہا جزء من الفاتحۃ حرف صحیح وترکہا علے انہا انما یسن البدایۃ بہا فے کتابۃ القرآن والتلاوۃ خارج الصلوۃ

نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر اور اصحابِ سنن عبداللہ بن مغفل سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ کے اور عمرؓ کے اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو یہ (یعنی تسمیہ) کہتے نہیں سنا۔ جب تو قرارت کرے تو کہہ الحمد للہ رب العالمین۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں اسود سے کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے ستر نمازیں پڑھی ہیں جن میں سے کسی میں بھی انھوں نے جہر کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں کہا۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عبداللہ بن ابزیٰ سے کہ انھوں نے جہر کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ مدینہ اور اہلِ کوفہ وبصرہ نے آپ سے بسم اللہ میں جہر کو ترک کرنے کی روایتیں کی ہیں اور اہلِ مکہ نے جہر کی۔ تو فقہاء میں اختلاف ہوا ترجیح کے بارے میں تو شافعی بسم اللہ میں جہر کی ترجیح کی طرف گئے۔ اور دعاء افتتاح کے بارے میں جو قول محمد حسن کا ہے (کہ حضرت عمرؓ نے بعض اوقات اس میں جہر کیا ہے) اس پر قیاس کرتے ہوئے (کہتے ہیں کہ) انھوں نے بعض اوقات میں بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھ دیا تاکہ لوگوں کو سکھا دیں کہ بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ اور میرے نزدیک قوی وجہ یہ ہے کہ عمرؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اس قصہ میں جو ان کا ہشام ابن حکیم کے ساتھ ہو چکا تھا کہ قرآن سات حرفوں (یعنی طریقوں) پر نازل ہوا ہے ہر ایک ان میں سے کافی اور شافی ہے اور آپ یہ رائے رکھتے تھے کہ بسم اللہ سے ابتداء کرنا اس بناء پر کہ وہ فاتحہ کا ایک جزء ہے ایک حرف (طریقہ) صحیح ہے۔ اور اس کا ترک بھی اس بناء پر کہ اس سے ابتداء کرنا کتابتِ قرآن میں اور خارج صلوٰۃ تلاوتِ قرآن میں صرف مسنون ہی ہے

www.kitabghar.org

حرفٌ صحیحٌ ایضًا و الابتداء بہا علٰی انہا لیست من الفاتحۃ حرفٌ صحیحٌ ایضًا فعملَ بہٰذہ الأحرف فی الاوقاتِ البیہقی عن یزید بن شریک انہٗ سأل عمر عن القراءۃ خلفَ الامام فقال اقرأ بفاتحۃ الکتاب فقلتُ وان کنتَ انتَ قال وان کنتُ انا قلتُ و ان جہرتَ قال وان جہرتُ قلتُ روٰے اہل الکوفۃ عن اصحاب عُمر الکوفیین ان الماموم لایقرأ شیئًا و الجمعُ ان القبیح فی الاصل ان ینازع الامامُ فی القرآن و قراءۃُ الماموم قد یُفضی الٰی ذٰلک ثم ان اشتغالَ الماموم بمناجاتِ ربہٖ مطلوبٌ فتعارضت مصلحۃٌ و مفسدۃٌ فمنَ استطاعَ ان یأتی بالمصلحۃِ بحیثُ لاتخدشُہا مفسدۃٌ فلیفعلْ و مَن خافَ المفسدۃَ ترک واللّٰہ اعلم ابوبکر عن الاحنف صلّیتُ خلف عمر الغداۃ فقرأ بیونس و الہود و عن زید بن وہب انہ قرأ الکہف و عن عبداللّٰہ بن عامر انہ قرأ یوسف قراءۃً بطیئۃً ابوبکر عن عبداللّٰہ ابن شدّاد سمعتُ نشیجَ عمر فی صلوٰۃ الصبح و ہو یقرأ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ

ایک حرف صحیح ہے۔ اور اس سے ابتدا کرنا اس خیال کے ہوتے ہوئے کہ وہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے یہ بھی ایک حرف صحیح ہے تو حضرت عمرؓ نے ان احرف پر مختلف اوقات میں عمل کیا ہے۔ بیہقی نے یزید بن شریک سے روایت کی ہے کہ انھوں نے عمرؓ سے سوال۔۔۔ کیا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں۔ تو انھوں نے کہا کہ "فاتحۃ الکتاب پڑھو تو میں نے کہا کہ اگرچہ آپ (امام) ہوں کہا کہ اگرچہ میں (امام) ہوں۔ میں نے کہا کہ اگرچہ آپ جہر کے ساتھ پڑھ رہے ہوں کہا اگرچہ میں جہر کر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ نے اصحاب عمر کوفیین سے یہ روایت کی ہے کہ مقتدی کچھ نہیں پڑھے گا۔ اور جمع کی صورت یہ ہے کہ اصل قباحت کی بات یہ ہے کہ امام کی قراءت قرآن اور ماموم (یعنی مقتدی) کی قراءت ٹکرانے لگیں اور کبھی اس حد تک نوبت آجاتی ہے۔ پھر ماموم کا اپنے رب کے ساتھ عجز و نیاز میں مشغول ہونا مطلوب ہے (جو قراءتِ فاتحہ کا حاصل ہے) تو ایک مصلحت اور ایک مفسدے کا تقابل ہوجاتا ہے تو جو شخص یہ استطاعت رکھتا ہو کہ مصلحت کو اس طرح عمل میں لے آئے کہ اس کو مفسدہ ضرر نہ پہنچا سکے تو وہ عمل کرے اور جس کو مفسدہ کا خوف ہو وہ چھوڑ دے واللہ اعلم۔ ابوبکر احنف سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو انھوں نے سورۃ یونس اور سورۃ ہود پڑھی۔ اور زید بن وہب سے مروی ہے کہ انھوں نے سورۃ کہف پڑھی۔ اور عبداللہ ابن عامر سے مروی ہے کہ آپ نے سورۃ یوسف پڑھی قراءۃ بطیئہ کے ساتھ (یعنی ٹھہر ٹھہر کر)۔ ابوبکر عبداللہ بن شداد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز میں عمرؓ کی گریہ آمیز آواز سنی جب کہ وہ یہ پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔

www.kitabghar.org

مالک والشافعی ان عمر کتب الی ابی موسیٰ صلّ الصبحَ والنجومُ بادیۃ مشتبکۃ و اقرأ فیہا بسورتین طویلتین من المفصّل وعن علقمۃ بن وقاص مثلہ قلتُ فیہ دلیل علی ان البکاء اذا کان للآخرۃ لا یُفسِد الصلوٰۃَ ابوبکر عن ابی المتوکل ان عمر قرأ فی صلوٰۃ الظہر بقاف و الذاریات ابوبکر عن زرارۃ بن اوفی اقرأنی ابوموسیٰ کتاب عمر ان اقرأ بالناس فی المغرب بآخر المفصل ابوبکر عن عمرو بن میمون ان عمر قرأ فی المغرب بالتین والزیتون و الم ترکیف فعل ربک ابوبکر عن زرارۃ بن اوفی اقرأنی ابوموسیٰ کتاب عمر الیہ ان اقرأ بالناس فی العشاء بوسط المفصّل ابوبکر عن ابی رافع صلّیتُ مع عمر العشاء فقرأ اذا السماء انشقت ابوبکر عن معرور بن سوید خرجنا مع عمر حجاجاً فصلّی فی الفجر فقرأ بالم تر کیف ولایلاف وعن عمرو بن میمون قرأ فی الفجر فی السفر قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان عمر بن الخطاب امّ اصحابہ فی الصبح فقرأ بہم فی الرکعۃ الاولیٰ بقل یا ایہا الکافرون وفی الثانیۃ لایلاف قریش قال محمد ونراہ مجزیاً ولکن یُستحب للامام اذا صلّی الصبح وہو مقیم یُطیل فی القراءۃ

مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ صبح کی نماز پڑھو جب کہ ستارے ظاہر اور جھلملاتے ہوتے ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھو مفصل میں سے۔ اور علقمہ بن وقاص سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ گریہ جب کہ آخرت کے لئے ہو تو وہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ ابوبکر ابوالمتوکل سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ظہر کی نماز میں سورۃ قاف اور سورۃ ذاریات پڑھیں ابوبکر زرارہ بن اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوموسیٰ نے سنایا خط عمر رضی اللہ عنہ کا کہ لوگوں کو نماز مغرب آخر مفصل کے ساتھ پڑھاؤ۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عمرو بن میمون سے کہ عمرؓ نے مغرب میں پڑھی والتین والزیتون اور الم ترکیف فعل ربک۔ ابوبکر زرارہ بن اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوموسیٰ نے عمرؓ کا خط سنایا جو ان کے پاس پہنچا تھا کہ عشاء کی نماز لوگوں کو وسط مفصّل سے پڑھاؤ۔ ابوبکر ابورافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے اذا السماء انشقت پڑھی۔ ابوبکر معرور بن سُوید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عمرؓ کے ساتھ حج کے لئے نکلے تو انھوں نے نماز فجر میں پڑھی الم ترکیف اور لایلاف۔ اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ سفر میں انھوں نے فجر میں پڑھی قل یا ایہا الکفرون اور قل ہو اللہ احد۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے صبح کی نماز میں اپنے اصحاب کی امامت کی تو پہلی رکعت ان کو پڑھائی قل یا ایہا الکفرون سے اور دوسری میں پڑھی لایلاف قریش۔ محمدؒ نے کہا کہ اس قدر کو ہم بقدر کفایت سمجھتے ہیں لیکن امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب صبح کی نماز پڑھے اور وہ مقیم ہو تو قرارت میں طویل کرے

www.kitabghar.org

ابوبکر عن یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب
ان عمر قرأ بآلِ عمران في الركعتين الاولين
من العشاء قطعهما يعني فيهما الشافعي
عن ابي عثمان النهدي سمعت عمر بن
الخطاب نغمة من قاف في الظهر قلت
احتج به الشافعي على ان الاخفاء
في موضعه والجهر في موضعه ليس
بواجب وللحنفية ان يقولوا اسماع
كلمة او كلمتين لا يخرج من الاخفاء
ابوبكر عن ابي رافع كان عمر يقرأ في
الصبح بمائة من البقرة ويتبعها بسورة
من المثاني او من صدور المفصل
قلت فيه حجة على ان الركعة الاولى
من الصبح اطول من الثانية
ابوبكر والبخاري عن جابر بن سمرة حين
شكوا سعدا فدعاه عمر قال سعد اني
لأصلي بهم صلوة رسول الله
صلى الله عليه وسلم اني لاركد
في الاوليين واخف بهم في
الاخريين قال عمر ذاك الظن بك
يا ابا اسحق ابوبكر عن ابي عثمان
ان عمر كان يصلي عند زوال
الشمس ويطيل اول ركعة قلت
فيه حجة للشافعي في استحباب
اطالة الركعة الاولى

ابوبکر یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے
عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ آلِ عمران پڑھی۔ سورۃ کے ٹکڑے
کر دیئے دونوں رکعتوں میں۔ شافعیؒ ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے
ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے ظہر کی نماز میں سنی ہلکی آواز
سورۃ قاف کی۔ میں کہتا ہوں اس سے شافعیؒ نے اس پر احتجاج
کیا ہے کہ اخفاء موضع اخفاء میں اور جہر موضع جہر میں واجب نہیں
ہے اور حنفیہ کو (جواب میں) یہ کہنے کا حق ہے کہ ایک یا دو کلموں
کا سنا دینا اخفاء سے خارج نہیں کر دیتا۔ ابوبکر ابو رافع سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ صبح کی نماز میں پڑھتے تھے سو آیتیں سورۃ بقرہ
کی اور اس کے بعد (دوسری رکعت میں) پڑھتے مثانی میں کی
کوئی سورت یا کسی مفصّل کے شروع کا حصہ اور پڑھتے ایک سو
آیات سورۃ آلِ عمران کی اور ان کے بعد (دوسری رکعت میں)
پڑھتے مثانی میں کی کوئی سورۃ یا کسی مفصل کے شروع میں سے
(مثانی سے وہ سورتیں مراد ہیں جو ذات المئین سے کم ہیں) میں
کہتا ہوں کہ اس میں اس بات پر حجت ہے کہ صبح کی پہلی رکعت
زیادہ لمبی ہے دوسری رکعت سے۔ ابوبکر اور بخاری جابر بن سمرہ
سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے سعد بن ابی وقاصؓ کی
شکایت کی تو ان کو عمرؓ نے بلایا تو سعدؓ نے کہا کہ میں ان کو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھاتا رہا ہوں میں
پہلی دو رکعتوں میں سکون کرتا رہا ہوں (یعنی قراءت طویل
پڑھتا رہا ہوں) اور بعد کی دو رکعتیں ہلکی پڑھتا رہا ہوں تو
عمرؓ نے کہا اے ابو اسحٰقؓ ہم کو تم سے یہی گمان تھا۔ ابوبکر
ابو عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ زوال شمس کے قریب نماز
پڑھا کرتے تھے اور پہلی رکعت کو لمبی پڑھتے تھے۔ میں کہتا ہوں
کہ اس میں حجت ہے شافعیؒ کے لئے ہر نماز میں پہلی رکعت کے طویل

www.kitabghar.org

فی کل صلوٰۃٍ مالک والشافعی عن عروۃ ان عمر بن الخطاب قرأ سجدۃً و ہو علی المنبر فنزلَ وسجدَ وسجدُوا معہٗ ثم قرأ الجمعۃَ الأخرٰی فتہیّأ الناس للسجود فقالَ ایہا الناس علٰی رِسلکم (توقف کنید) ان اللہ لم یکتبہا علینا الاّ اَن نشاءَ فقرأہا فلم یسجدُ و منع الناس اَن یسجدوا ابوبکر عن ابی قلابۃ والحسن قالا قال عمر لیس فی المفصل سجدۃٌ قلتُ کانہ ینفی تاکد سنتہا ابوبکر عن حصین بن سبرۃ صلّیتُ خلفَ عمر فقرأ فی الرکعۃ الاُولٰی بسورۃ یوسف ثم قرأ فی الثانیۃ بالنجم فسجدَ ثم قام فقرأ اذا زلزلتِ الارضُ فرکعَ ابوبکر عن ابی رافع الصائغ صلّٰی بنا عمر صلوٰۃَ العشاء فقرأ اذا السماء انشقت فسجد وسجدنا معہٗ ابوبکر عن ابن عمر عن عمر انہ سجد فی الحج سجدتین ابوبکر عن ابن عباس انہ راٰی عمر بن الخطاب یسجدُ فیہا یعنی فی صاد ابوبکر عن عُروۃَ قال عمر انّی لَاَحسِبُ (حساب میکنم) جزیۃ البحرین و انا فی الصلوٰۃ ابوبکر عن ابی عثمان النہدی قالَ عمر لاُجہّزُ جیوشی و انا فی الصلوٰۃ

پڑھنے کے بارے میں۔ مالکؒ اور شافعیؒ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے آیت سجدہ کی قرات کی جب کہ وہ منبر پر تھے پھر نیچے اُترے اور سجدہ کیا اور سب لوگوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر دوسرے جمعہ کو (آیت سجدہ کی) قرات کی تو لوگوں نے سجدے کی تیاری کی تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے حال پر توقف کرو اللہ تعالےٰ نے اس کو ہم پر (فوراً کرنا) فرض نہیں کیا مگر ہم جب چاہیں کریں تو آپ نے قرات کی اور سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو سجدہ کرنے سے منع کر دیا (کہ بعد میں جب چاہیں کرلیں)۔ ابوبکر ابو قلابہ سے اور حسن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ گویا وہ نفی کر رہے ہیں اس کے سنت موکد ہونے کی۔ ابوبکر حصین بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی عمرؓ کے پیچھے، انھوں نے پہلی رکعت میں سورۃ یوسف پڑھی پھر دوسری میں سورۃ نجم پڑھی پھر سجدہ کیا پھر اُٹھے اور پڑھی اذا زلزلت الارض پھر رکوع کیا۔ ابوبکر ابو رافع الصائغ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے نماز پڑھائی تو آپ نے پڑھی اذا السماء انشقت پھر سجدہ کیا اور ہم نے اُن کے ساتھ سجدہ کیا۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے سورۃ حج میں دو سجدے کیے۔ ابوبکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ اُنھوں نے اُس میں یعنی سورۃ صاد میں سجدہ کیا۔ ابوبکر عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عمرؓ (بن الخطاب) نے کہا کہ میں جب نماز میں ہوتا ہوں تو بحرین کے جزیہ کا حساب کیا کرتا ہوں۔ ابوبکر ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں لشکروں کے سامان کی تیاری میں لگا ہوا ہوتا ہوں جب میں نماز میں ہوتا ہوں۔

www.kitabghar.org

ابو بکر والترمذی والشافعی عن علقمۃ والاسود عن عبداللہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکبّر فی کلّ رفعٍ ووضعٍ وقیامٍ وقعودٍ وابو بکرٍ وعمر۔ البغوی والبیہقی ان عمر روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفعَ الیدین فی الرکوع والقومۃ منہ۔ ابو بکر عن الاسود صلّیتُ مع عمر فلم یرفع یدیہ فی شیٍٔ من صلوٰتہٖ الّا حین افتتح الصلوٰۃَ قلتُ تکلّم الشافعیۃُ والحنفیۃُ فی ترجیح الروایات کل علیٰ حسب مذہبہ والاوجہ عندی ان عمر رأی رفعَ الیدین عندَ الرکوع والقومۃِ منہ مستحبًا فکان یفعل تارۃً ویترک اُخریٰ کما بیّن ہو بنفسہٖ فی سجود التلاوۃ۔ الشافعی عن ابی عبدالرحمٰن السّلمی قال عمر قد سُنّت لکم الرُّکَبُ فخذوا بالرکب۔ ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان عمر کان یجعل کفیہ علیٰ رکبتیہ قلتُ واحتجّ بہ ابراہیمُ وابو حنیفۃ من بعدہ علیٰ ترکِ التطبیق۔ ابو بکر عن ابراہیم ابن میسرۃ بلغنی ان عمر کان یقول فی الرکوع والسجود قدر خمسِ تسبیحاتٍ سبحانَ اللّٰہِ وبحمدہٖ۔ ابو بکر عن الاسود کان عمر اذا رفع رأسہ فی الرکوع قالَ سمع اللّٰہ لمن حمدہ قبلَ اَن یُقیم ظہرہ۔ ابو بکر عن الاسود ان عمر کان یَقعُ علیٰ رکبتیہ

یعنے زور میداد ۱۲

ابو بکر اور ترمذی اور شافعیؒ نے علقمہ اور اسود سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تکبیر کہا کرتے تھے ہر مرتبہ سر اُٹھانے میں اور رکھنے میں اور قیام میں اور قعود میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ۔ اور بغوی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے روایت کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے رفعِ یدین (یعنی دونوں ہاتھ اُٹھانے) کی رکوع میں جاتے ہوتے اور رکوع سے اُٹھنے پر۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے نماز میں کسی چیز میں بھی ہاتھ نہیں اُٹھاتے بجز اُس وقت کے جب نماز شروع کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیہ اور حنفیہ نے کلام کیا ہے ترجیحِ روایات کے بارے میں ہر ایک نے اپنے مذہب کے مطابق اور میرے نزدیک اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عمرؓ رکوع میں جانے اور اُس سے اُٹھنے کے وقت رفع یدین کو مستحب سمجھتے تھے تو کبھی کرتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے جیساکہ سجدۂ تلاوت کے بارے میں آپ نے خود بیان کیا ہے۔ شافعیؒ عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ مسنون کیا گیا ہے تمہارے لئے گھٹنے پکڑنا تو (رکوع میں) گھٹنے پکڑا کرو۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں ابو حنیفہؒ اور ابراہیمؒ نے اس سے حجّت پکڑی ہے بعد اسکے تطبیق کے ترک پر۔ ابو بکر ابراہیم بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ عمرؓ رکوع و سجدے میں بقدر پانچ تسبیحات کے کہا کرتے تھے سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب رکوع سے سر اُٹھایا کرتے تھے تو اپنی کمر کھڑی کرنے سے پہلے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نیچے گرتے تھے اپنے دونوں گھٹنوں پر

www.kitabghar.org

ابوبکر عن الحسن عن عمر وُجِّہ ابنُ آدم للسجود علٰی سبعۃ اعضاء الجبھۃ والراحتینِ والرکبتینِ والقدمینِ ابوبکر عن ابی ھند الشامی قال عمر اذا سجد احدکم فلیباشر بکفیہ الارض ابوبکر عن زید بن وھب عن عمر اذا لم یستطع احدکم ان یسجد علی الارض من الحر والبرد فلیسجد علی ثوبہ الشافعی عن الحسن کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمرؓ یقنتون فی الصبح بعد الرکعۃ ابوبکر عن ابی مالک الاشجعی قلت لابی یا ابتِ صلّیتَ خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمانَ فرأیتَ احدًا منھم یقنتُ فقال یا بُنیّ محدثۃ ابوبکر عن الاسود وعمرو بن میمون ان عمر بن الخطاب لم یقنت فی الفجر ابوبکر عن زید بن وھب ربما قنت عمر فی صلوٰۃ الفجر ابوبکر عن الشعبی قال عبد اللہ لو ان الناس سلکوا وادیًا او شعبًا و سلک عمر وادیًا او شعبًا سلکتُ وادی عمر وشعبہ ولو قنتَ عمر قنتَ عبد اللہ ابوبکر عن ابی عثمان کان عمر یقنتُ بنا بعد الرکوع ویرفع یدیہ حتی یبدوَ ضبعاہ ویُسمع صوتُہ من وراءِ المسجد ابوبکر

(یعنی سجدے میں جاتے ہوئے) ابوبکر حسن سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابنِ آدم کو سجدے میں سر رکھنے کا حکم دیا گیا سات اعضاء پر پیشانی اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدم۔ ابوبکر ابو ہند شامی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب سجدہ کرے تو چاہیئے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین سے ملادے۔ ابوبکر زید بن وہب سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب گرمی اور سردی کی (شدّت کی) وجہ سے تم میں سے کسی کو زمین پر سجدہ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو چاہیئے کہ اپنے کپڑے پر سجدہ کرے۔ شافعیؒ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں بعد رکوع کے۔ ابوبکر ابو مالک الاشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اباجان آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے کیا آپ نے ان میں سے کسی کو قنوت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ بیٹا! یہ نئی بات ہے۔ ابوبکر اسود اور عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے فجر میں قنوت نہیں پڑھی۔ ابوبکر زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ کبھی کبھی عمرؓ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی ہے۔ ابوبکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر سب لوگ ایک وادی یا گھاٹی پر چلیں اور عمرؓ دوسری وادی یا گھاٹی پر چلے تو میں عمرؓ کی وادی اور اس کی گھاٹی پر چلوں گا اور اگر عمرؓ قنوت پڑھا کرتے تو عبد اللہؓ بھی قنوت پڑھتا۔ ابوبکر عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ ہم کو قنوت کرایا کرتے تھے بعد رکوع کے اور اپنے دونوں ہاتھ اتنے اوپر اٹھایا کرتے تھے کہ ان کے دونوں بازو ظاہر ہوجایا کرتے تھے اور مسجد کے باہر سے ان کی آواز سنی جاتی تھی۔ ابوبکر

www.kitabghar.org

عن زید بن وہب ان عمر بن الخطاب قنت فی صلوٰۃ الصبح قبل الرکوع ابو بکر عن ابی عثمان النہدی و عُبید بن عُمیر مثلہ قلت وتھو القوم فی الترجیح بضبط الرّواۃ و کثرتہم فاختلفوا ومذاہبہم فی القنوت و ترکہ و انہ قبل الرکوع او بعدہ مشہورۃ والاوجہ عندی ان یحمل اختلاف الحکایات علی اختلاف الاحوال لوکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ اذ احزنہم امر (او دھمہم امر نائبہ) قنتوا و الا ترکوا فمن قنت تارۃ و لم یقنت اخریٰ فقد اصاب ومن قنت دائما ورای ان الامور دائمۃ تتریٰ فقد اصاب ومن لم یقنت ابدا فقد اصاب لانہ لیس بسنۃ راتبۃ وانما ہو للامور العظام قال سفیان الثوری ان قنت فی الصبح فحسن واختار ہو ترک القنوت وقال احمد واسحٰق لا یقنت فی صلوٰۃ الفجر الا عند نازلۃ بالمسلمین فیدعو الامام لجیوش المسلمین ابو بکر ومحمد بن الحسن عن حمید بن عبدالرحمٰن قال عمر لا صلوٰۃ الا بتشہد ولفظ محمد بن الحسن سمعت عمر بن الخطاب لا یجوز الصلوٰۃ الا بتشہد مالک و الشافعی عن عبدالرحمٰن ابن عبد القاری

زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے قنوت پڑھی ہے صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے۔ ابو بکر ابو عثمان نہدی اور عُبید بن عمیر سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ضبط رُواۃ (یعنی راویوں کی پختگی) اور ان کی کثرت کے اعتبار سے قوم ترجیح میں جا پڑی اور مختلف الرّائے ہوگئی۔ اور ان کے مذاہب قنوت کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور اس بات میں کہ وہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں ہے مشہور ہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اختلافِ حکایات کو اختلافِ احوال پر محمول کیا جائے۔ جب کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کوئی بات اندوہناک کرتی تھی تو قنوت پڑھا کرتے تھے ورنہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ تو جس نے کبھی قنوت پڑھا اور کبھی چھوڑا تو اس نے ٹھیک کیا۔ اور جس نے ہمیشہ قنوت پڑھا اور اس بات پر نظر کی کہ تشویشناک امور تو ہمیشہ ہی پیش آتے رہتے ہیں اُس نے بھی ٹھیک کیا اور جس نے کبھی نہ پڑھا اُس نے بھی ٹھیک کیا کیونکہ وہ کوئی سنّتِ راتبہ نہیں ہے (یعنی ایسی سنّت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھی ہو فرضوں کے ساتھ) اور وہ صرف بڑے اہم امور کے لئے ہے۔ کہا سفیان ثوریؒ نے کہ اگر صبح میں قنوت پڑھے تو اچھا ہے اور اُنھوں نے اختیار کیا ہے ترکِ قنوت کو۔ اور احمدؒ اور اسحٰقؒ کا قول یہ ہے کہ نماز فجر میں قنوت نہ پڑھیں مگر کسی مصیبت کے موقع پر جو مسلمانوں پر آپڑے جس میں خلیفہ مسلمانوں کے لشکروں کیلئے دعا کرے۔ ابو بکر اور محمد بن الحسن حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی مگر تشہد کے ساتھ اور محمد بن الحسن کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے سنا عمرؓ ابن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ نماز جائز نہیں ہوتی مگر تشہد کے ساتھ۔ مالکؒ اور شافعیؒ عبدالرحمٰن بن عبد القاری سے روایت کرتے ہیں

www.kitabghar.org

انہ سمع عمرؓ بن الخطاب وہو علی المنبر یعلم الناس التشہد قولوا التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ السلام علیک ایہا النبیؐ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصٰلحین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ولفظ البغوی الطیبات للہ والصلوات للہ قال الشافعی ہذا الذی علمنا من سبقنا بالعلم من فقہائنا صغارا ثم سمعناہ باسنادہ وسمعنا ما خالفہ فلم نسمع اسنادا اثبت عندنا منہ وہذا مذہبہ فی القدیم ثم قال فی الجدید انتہی الینا من حدیث اصحابنا حدیث نثبتہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصرنا الیہ الترمذی والبغوی قال عمرؓ الدعاء موقوف بین السماء والارض لا یصعد منہا شئی حتی تصلی علی نبیک ابوبکر عن عمرو ابن میمون عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ باللہ من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنۃ الصدر قلت جاء فی بعض الاحادیث انہ کان یتعوذ بہؤلاء الکلمات قبل التسلیم ابوبکر عن الحسن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کانوا یسلمون بتسلیمۃ واحدۃ الشافعی عن ابن مسعود رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلم عن یمینہ

اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا جب وہ منبر پر تھے اور لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے کہ کہو التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اور بغوی کے لفظ ہیں الطیبات للہ والصلوات للہ۔ شافعیؒ نے کہا کہ یہ (تشہد) جو میرے پاس ہے مجھے بچپن کے زمانہ میں اُس نے سکھایا جو علم میں ہمارے فقہاء سے سبقت لیتے ہوتے تھا۔ پھر ہم نے اس کو اس کی سند کے ساتھ سُنا اور جو اس کے خلاف ہے اس کو بھی سُنا تو ہم نے ایسی اسناد نہیں سُنیں جو ہمارے نزدیک اُس کی اسناد سے زیادہ مضبوط ہوں اور یہ اُن کا مذہب ہے جو پہلے تھا۔ پھر بعد کے دَور میں اُنھوں نے یہ کہا کہ ہمارے اصحاب کی حدیث میں سے ہم تک ایسی حدیث پہنچی جس کو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت سمجھتے ہیں تو ہم نے اُس کی طرف رجوع کرلیا۔ ترمذی اور بغوی نے روایت کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دُعا ٹھہری رہتی ہے آسمان وزمین کے درمیان اُس میں کا کوئی حصّہ بھی آسمان پر نہیں چڑھتا جب تک تُو اپنے نبیؐ پر درود نہ پڑھے۔ ابوبکرؒ بن میمون سے وہ عمرؓ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لتے ہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے تھے نامردی سے اور بخل سے اور عذابِ قبر سے اور فتنۂ صدر سے (سینہ سے اُبھرنے والے فتنہ سے)۔ میں کہتا ہوں کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپؐ ان کلمات سے تعوّذ کیا کرتے تھے سلام پھیرنے سے پہلے۔ ابوبکر حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ وعمرؓ سلام پھیرا کرتے تھے ایک ہی سلام کے ساتھ۔ شافعیؒ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے دائیں طرف

www.kitabghar.org

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وعن یسارہ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ ورأیت ابابکر وعمر یفعلان ذلک
قلت اختلفوا فی ذلک والاوجہ عندی ان
الخروج من الصلوٰۃ بتسلیمۃ واحدۃ جائز
من غیر کراہیۃ والتسلیمتان احب واکمل
وکان عمر یفعل ہذا مرۃ وذاک اخریٰ
کفعلہ فی سجدۃ التلاوۃ البیہقی عن ابن
عباس ان عمر سألہم فقال عبدالرحمن بن
عوف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول اذا شک فی الاثنتین و
الثلاث فلیجعلہا اثنتین واذا شک فی
الثلاث والاربع فلیجعلہا ثلثاً حتی یکون
الوہم فی الزیادۃ فاخذ بہ عمر الشافعی و
مسلم عن یعلی بن امیۃ قلت لعمر بن الخطاب
انما قال اللہ تعالیٰ ان تقصروا من الصلوٰۃ
ان خفتم ان یفتنکم الآیۃ. فقد امن الناس
فقال عجبت مما عجبت منہ فسألت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم
فاقبلوا صدقتہ مالک والشافعی ان
ابن المسیب قال من اجمع (نیت کند) اقامۃ
اربع لیال وہو مسافر اتم
الصلوٰۃ

سلام پھیرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور بائیں طرف سلام پھیرا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور میں نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی ایسا ہی
کرتے دیکھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں فقہاء مختلف ہوتے ہیں اور
میرے نزدیک راجح یہ بات ہے کہ نماز سے باہر آنا ایک سلام کے ساتھ
جائز ہے بغیر کراہیت کے اور دو سلام پسندیدہ اور اکمل ہیں اور عمرؓ
کبھی ایسا کرتے تھے اور کبھی دوسری طرح مثل اپنے فعل کے سجدۃ
تلاوت کے بارے میں۔ بیہقی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ نے صحابہؓ سے سوال کیا تو عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا کہ میں
نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جب
(نماز پڑھنے والا) شک کرے دو اور تین (رکعات) میں تو چاہیئے
کہ ان کو قرار دے دو رکعتیں اور جب شک کرے تین اور چار میں
تو چاہیے کہ ان کو قرار دے تین رکعتیں یہاں تک کہ وہم رہ جائے
زیادتی کی جانب میں تو عمرؓ نے اس کو اختیار کر لیا۔ شافعیؒ اور
مسلمؒ یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا عمرؓ بن
الخطاب سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان تقصروا من الصلوٰۃ الخ
(۴: ۱۰۱) اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ
نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ
پریشان کریں گے الخ۔ اور اب لوگ مامون ہو گئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ
تعجب مجھے بھی ہوا تھا جس سے تم کو ہو رہا ہے تو میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ انعام
ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا تو تم اس کے انعام کو قبول کرو۔ مالکؒ اور
شافعیؒ نے روایت کیا کہ ابن المسیبؒ کہتے ہیں کہ جس نے فیصلہ کیا چار راتوں
کے مقیم رہنے کا جب کہ وہ سفر کر رہا ہے تو نماز پوری پڑھے (کیونکہ اب وہ

ع۵ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تین دن سے زیادہ قیام کی نیت ہو جائے تو سفر کا حکم ختم ہو جاتا ہے ابن المسیبؒ کا یہ قول ان کی دلیل ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اکثر مدت سفر پندرہ دن ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ثم خرّج الشافعی وجہ المسألۃ من حدیث
عمر انہ لم یرخص للمجوس والیہود والنصارٰی
ان یقیموا بالمدینۃ اکثر من ثلث لیال
البیہقی عن سالم ان عمر بن الخطاب
کان اذا قدم مکۃ صلی رکعتین ثم یقول
یا اہل مکۃ اتموا صلوٰتکم فانا قوم سفر (جمع سافر)
مالک نحو من ذٰلک ابوبکر عن الاسود
ان عمر صلی بمکۃ رکعتین ثم قال انا
قوم سفر فاتموا الصلوٰۃ ابوبکر
عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی عن
عمر صلوٰۃ السفر رکعتان والجمعۃ
رکعتان والعیدان رکعتان تمام غیر
قصر علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ابوبکر عن اللجلاج کنا نسافر مع
عمر بن الخطاب فیسیر ثلثۃ امیال فیتجوز (یقصر)
فی الصلوٰۃ قلت معناہ اذا خرج من
المصر یرید مسافۃ بعیدۃ فمشٰی ثلثۃ
امیال یقصر الشافعی یذکر عن عمر انہ
کتب ان الجمع بین صلوٰتین من
الکبائر قلت احتج بہ الحنفیۃ علی ان
لا جمع بین صلوٰتین فی السفر واجاب الشافعی
بانہ مرسل ولو صح فالسفر والمطر عذر کیف
لا وقد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جمع فی تبوک وعمر اعلم باللہ ورسولہ من
ان یمنع ذٰلک ابوبکر عن عمرو بن الحارث

مسافر نہیں رہا) پھر شافعیؒ نے حدیثِ عمرؓ سے صورتِ مسئلہ کا استخراج کیا کہ عمرؓ نے مجوس کو اور یہود و نصاریٰ کو تین راتوں سے زیادہ مدینہ میں قیام کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ (کیونکہ تین دن سے زیادہ قیام پر وہ مقیم کے حکم میں آجاتے اور ان کی مدینہ میں آپ اقامت پسند نہیں کرتے تھے)۔ بیہقی سالم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب جب مکہ معظمہ میں آیا کرتے تھے تو دو رکعت پڑھا کرتے تھے پھر (سلام پھیر کر) کہدیا کرتے تھے کہ اے اہلِ مکہ تم اپنی نماز پوری کرو ہم لوگ مسافر ہیں۔ مالکؒ نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مکہ معظمہ میں دو رکعت پڑھیں پھر کہا کہ ہم لوگ مسافر ہیں تم اپنی نماز پوری کرلو۔ ابوبکر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ صلوٰۃ سفر دو رکعتیں ہیں اور جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور عیدین کی دو رکعتیں ہیں پوری بغیر قصر کے حسب ارشاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر نے لجلاج سے روایت کیا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے آپ تین میل چلنے کے بعد نماز میں قصر کیا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ جب مسافتِ بعیدہ کے ارادے سے شہر سے نکل گئے اور تین میل چلے تو قصر کرینگے۔ شافعیؒ نے کہا کہ ذکر کیا جاتا ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے لکھا کہ دو نمازوں کو جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے دلیل قائم کی حنفیہ نے اس بات پر کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور شافعیؒ نے جواب دیا کہ یہ مرسل ہے اور اگر صحیح ثابت ہو جائے تو سفر اور بارش عذر ہیں۔ یہ بات کیسے نہیں مانی جائیگی جب کہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں دو نمازوں کو جمع کیا ہے اور عمرؓ اللہ اور رسولؐ کے احکام کو بہت جانتے تھے کیسے اس سے منع کرسکتے تھے۔ ابوبکر عمرو بن الحارث سے

www.kitabghar.org

عن عمر بن الخطاب فی الرجل اذا رعف فی
الصلوٰۃ قال یخرج فیغسل فیتوضأ ثم یرجع فیصلی
ویعتد بما مضٰی قلت عند الحنفیۃ محمول علی
ان الرعاف ناقض للوضوء ومن سبقہ
الحدث توضأ وبنٰی وعند الشافعی فی
القدیم علی ان الرعاف لیس بناقض و
الوضوء ہو غسل الدم ومن اصابہ من
غیر اختیارہ نجس فی بدنہ او ثوبہ دفع
عنہ النجس وبنٰی ثم شک فی ذلک فی
مذہبہ الجدید ابوبکر عن ابراہیم صلی عمر
صلوٰۃ عند البیت فقرأ لایلاف قریش فجعل
یومی الی البیت ویقول فلیعبدوا رب ہذا
البیت قلت فیہ حجۃ علی جواز الاشارۃ
المفہمۃ فی الصلوٰۃ **النوافل** ابوبکر عن
الرحمٰن بن رافع ان عمر بن الخطاب کان یکبر
فی العیدین ثنتی عشرۃ سبعا فی الاولٰی
وخمسا فی الآخرۃ الشافعی عن جعفر بن محمد ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کبروا
فی العیدین والاستسقاء سبعا وخمسا و
صلوا قبل الخطبۃ وجہروا بالصلوٰۃ قلت
ذہب اہل الکوفۃ الی ان تکبیرات العیدین
اربع کتکبیرات الجنائز روی ذلک
عن ابی موسٰی وغیرہ والاوجہ
عندی ان مراد الشرع اکثار
التکبیر

وہ عمرؓ بن الخطاب سے نقل کرتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس
کی نکسیر جاری ہوجائے نماز میں آپ نے فرمایا کہ وہ لوٹ جائے اور
وضو کر کے واپس آئے اور نماز پڑھے اُس کا پچھلا پڑھا ہوا حصہ
شمار کیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک یہ اعادۂ وضو
اس پر محمول ہے کہ نکسیر وضوء کو توڑنے والی ہے اور جس کو حدث
پیش آجائے وہ وضوء کر کے شریک ہوتا ہے اور شافعیؒ کے نزدیک
اُن کے قدیم قول میں اس پر محمول ہے کہ نکسیر ناقضِ وضوء نہیں
یہاں وضوء سے مراد خون کا دھونا ہے اور جس شخص کے بدن
پر یا کپڑے پر اس کے اختیار کے بغیر لگ گیا ہے وہ نجس ہے اُس
نجاست کا دفع کرنا بھی ضروری ہے (وضوء سے مراد جسم اور کپڑے
کا دھونا ہے) پھر (حسبِ سابق) نماز میں شامل ہوجائے۔ پھر شافعیؒ
نے اپنے جدید مسلک میں اس میں شک کیا ہے۔ ابوبکر ابراہیم سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے بیت اللہ کے قریب اپنی نماز پڑھی جس
میں سورۃ لایلاف کی قراءت کی اور یہ کہتے ہوئے کہ فَلْيَعْبُدُوا
رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ بیت کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ میں کہتا ہوں کہ
اس میں بحالتِ نماز کسی ایسے اشارے کے جواز کی دلیل ہے جو سمجھانے والا ہو۔
نوافل ابوبکر نے عبدالرحمٰن بن رافع سے روایت کیا کہ عمرؓ بن
الخطاب عیدین میں بارہ تکبیر کہا کرتے تھے، سات پہلی رکعت میں
اور پانچ دوسری میں۔ شافعیؒ جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے عیدین اور استسقاء
میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور انھوں نے خطبہ سے پہلے
نماز پڑھی اور جہر کیا نماز میں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ اس
طرف گئے کہ عیدین کی تکبیرات چار ہیں مثل تکبیراتِ نماز جنازہ
کے، یہ مروی ہے ابوموسیٰ وغیرہ سے اور میرے نزدیک قوی بات
یہ ہے کہ ان دونوں دنوں میں جو مطلوب شرع ہے وہ تکبیر کا کثرت

www.kitabghar.org

فی ہٰذین الیومین بقوله تعالیٰ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ و لقوله فی سورة الحج لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ فمن اتى فی كلّ ركعةٍ بثلاث تكبيراتٍ فقد أصاب لانّ الثلاث اقلّ حدِّ الاكثار ومن كبّر سبعًا وخمسًا فقد اصاب وذكر الله اكثر ابو بكر عن عبدالملك بن عمير حُدِّثتُ عن عمر انه كان يقرأ فی العيد سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قلتُ هو مرفوعٌ رواه ابنُ عباس مالك والشافعی انّ عمر سألَ اباواقدِ اللّيثی ما كان يقرأُ به رسولُ الله صلى الله عليه وسلّم فی الفطر والاضحٰى قالَ كانَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يقرأُ بقاف و اقتربت السّاعة الشافعیُ عن ابن عمرؓ ان النبی صلى الله عليه وسلّم وابابكر وعمر كانوا يُصلّون فی العيد قبل الخطبة الشافعی عن عبدالله بن عامر صلّٰى عمر بن الخطاب فی المسجد فی يومٍ مطيرٍ الشافعی عن ابن المسيب استسقٰى عمر بن الخطاب فكان اكثر دعائه الاستغفارُ الشافعی زلزلتِ الارضُ فی عهدِ عمر فلمّا عَلّمناه صلّى وقد قام خطيبًا

کہنا ہے حسب ارشاد حق تعالیٰ شانہ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ الخ (۲:۱۸۵) اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کیا کرو۔" اور جیساکہ سورۃ حج میں ارشاد فرمایا ہے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ الخ (۲۲:۳۷) اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور آپ اخلاص والوں کو خوش خبری سُنا دیجئے۔" تو جو مقرر کرتا ہے ہر رکعت میں تین تکبیرات وہ مُصیب ہے کیونکہ (عدد) تین حدِ کثرت کا اقل عدد ہے اور جس نے سات اور پانچ مرتبہ تکبیر کہی وہ بھی راستی پر ہے کہ اس نے اللہ کا ذکر کثیر کیا۔ ابو بکر عبدالملک بن عُمیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا عمرؓ کے متعلق کہ وہ عید میں پڑھا کرتے تھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَة میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث مرفوع ہے جس کو ابن عباسؓ نے روایت کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے سوال کیا ابو واقد اللیثی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عید الفطر و عید الاضحیٰ (کی نماز) میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورۃ قاف اور اقتربت السّاعۃ (یعنی سورۃ قمر) پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ ابن عمرؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے (عید کی) نماز بارش کے دن مسجد میں پڑھی۔ شافعیؒ ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے نماز استسقاء پڑھی تو ان کی دعاء کا بڑا حصہ استغفار تھا۔ شافعیؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں زلزلہ آیا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (راوی کا بیان ہے کہ) جب ہم نے انکو بتایا تو انھوں نے نماز پڑھی اور خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے

www.kitabghar.org

نحض علی الصدقۃ وامر بالتوبۃ ابو بکر عن الشعبی ان عمر بن الخطاب خرج لیستسقی فصعد المنبر فقال استغفروا ربکم الآیۃ ثم نزل فقالوا یا امیر المؤمنین لو استسقیت قال قد طلبتہ بمجادیح السماء التی ینزل بہا القطر قلت قال ابو حنیفۃ لا یسن الصلوٰۃ فی الاستسقاء وقال الشافعی ثبت من حدیث عبداللہ بن زید و ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی و روی ذلک من حدیث جعفر بن محمد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر والاوجہ عندی ان من دعا ولم یصل فقد اصاب اصل الاستسقاء وقد فعل ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمر ومن صلی ودعا فقد اصاب الاکمل الافضل فان الدعاء ارجی فی حرمۃ الصلوٰۃ وقد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمر مالک عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی

جس میں آپ نے لوگوں کو صدقہ کی طرف رغبت دلائی اور توبہ کرنے کا حکم دیا۔ ابو بکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب طلب باران کے لئے نکلے پھر منبر پر چڑھے اور یہ آیت پڑھی استغفروا ربکم آخر تک (سورۃ نوحؑ) پھر اتر آئے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اگر آپ استسقاء پڑھ لیتے تو اچھا ہوتا تو فرمایا کہ میں نے (اللہ تعالیٰ سے) مانگ لیا ہے بارش کو آسمان کی اُن منازل ...... سے جن سے قطرات باران نازل ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ استسقاء میں نماز مسنون نہیں ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ عبداللہ بن زید اور ابن عباسؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی ہے اور یہ روایت کی گئی ہے جعفر بن محمد کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ سے اور میرے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ جس نے دعاء کی اور نماز نہیں پڑھی وہ استسقاء کی اصل پر پہنچ گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمرؓ نے ایسا کیا ہے اور جس نے نماز (بھی) پڑھی اور دعاء (بھی) کی تو وہ یقیناً اکمل اور افضل طریق پر پہنچا کیونکہ نماز کی برکت سے دعاء کی مقبولیت کی امید زیادہ ہے اور یہ (بھی) ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر رضی اللہ عنہ سے۔ مالکؒ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ سے کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجد کی طرف پہنچا دیکھا کہ لوگ جدا جدا قسموں پر بٹے ہوتے ہیں کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی نماز کے ساتھ ایک جماعت نماز

عــہ "مجادیح" مجداح بکسر میم کی جمع ہے اور یہ ایک ستارے کا نام ہے کہ عرب کے نزدیک بارش پر دلالت کرنے والی علامات میں سے ہے۔ فاروقؓ استغفار کو اس سے تشبیہ دے کر فرماتے ہیں کہ میں نے طلب باراں اُس چیز سے کیا ہے جو بقول منجمین عرب مجداح کی طرح بارش کی علامت ہے ۱۲ آپ نے یہ ستارہ استغفار کو قرار دیا اس آیت سے اخذ فرماتے ہوئے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا الخ (سورۃ نوحؑ) ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

بصلوٰتہ الرھط فقال لانی اراانی
لو جمعت ھٰؤلاء علی قاریٔ واحدٍ کان
امثل ثم عزم فجمعھم علی ابیّ
ابن کعب قال خرجت معہ لیلۃً
اخرٰی والناس یصلّون بصلوٰۃ
قارئھم فقال عمر نعمت البدعۃ ھٰذہ
والّتی ینامون عنھا افضل من
الّتی یقومون یرید آخر اللیل وکان
الناس یقومون اوّلہ قلت معناہ انّہ
بدعۃ مستحبۃ من جہۃ اجتماع الناس
علیھا وان کانت سنّۃ فی الاصل
مالکؒ والشافعیؒ عن السائب امر عمر
ابن الخطاب ابیّ بن کعب و تمیم
الداری ان یقوما للناس باحدی
عشرۃ رکعۃً مالکؒ عن یزید بن رومان
کان الناس یقومون فی زمان عمر بثلٰثٍ
وعشرین رکعۃ ابوبکر عن ابن عباس
قال عمر لقد علمتم انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال فی لیلۃ القدر اطلبوھا فی العشر الاواخر
وترًا ابوبکر عن حبیب قال عمر ما بقی من
اللیل خیرٌ من ما ذھب ومثلہ عن السائب
وعن ابن عباسٍ کلیھما عن عمر ابوبکر عن ابی
عثمان ان دعا عمر القرّاء فی رمضان
فامر اسرعھم قراءۃً ان یقرأ بثلاثین آیۃً و
الوسط خمسۃ وعشرین آیۃً والبطی عشرین آیۃً

پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کردوں تو یہ بہت اچھا ہوگا پھر آپ نے اس کا پختہ ارادہ کرلیا اور سب لوگوں کو جمع کیا اُبی بن کعب پر۔ کہا کہ پھر میں دوسری رات آپ کی ہمراہ (مسجد میں) پہنچا اور سب لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ نئی بات بہت اچھی ہے اور جن ساعات کو لوگ سوکر گزار دیتے ہیں افضل وہی ہیں ان ساعات سے جن میں کھڑے ہوتے ہیں۔ عمرؓ آخرِ شب کو مراد لے رہے تھے اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اوّل شب میں۔
میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ بدعت مستحبہ ہے اس لوگوں کے مجتمع ہونے کی حیثیت سے اگرچہ باعتبار اصل کے سنت ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے اُبیؓ بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ (۱۱) رکعتیں پڑھائیں۔ مالکؒ نے یزید بن رومان سے روایت کیا کہ لوگ عمرؓ کے زمانہ میں تیئس (۲۳) رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کو تلاش کرو آخری دس دنوں کی طاق تاریخوں میں۔ ابوبکر حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ رات میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ افضل ہے اس حصہ سے جو جاچکا ہے اور ایسی ہی روایت ہے سائب اور ابن عباسؓ سے، دونوں نے روایت کی عمرؓ سے۔ ابوبکر نے ابوعثمان سے روایت کی کہ عمرؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر حکم دیا ان کو جو جلدی جلدی پڑھنے والے تھے کہ وہ پڑھا کریں تیس (۳۰) آیتیں (ایک رکعت میں) اور درمیانی درجہ والوں کو پچیس (۲۵) آیتوں کا حکم دیا اور سست رفتار والوں کو بیس (۲۰) آیتوں کا۔

www.kitabghar.org

ابوبکر قیل لابن عمر تصلی الضحیٰ قال لا
قیلَ صلاّہا عمر قال لا قیلَ صلاّہا
ابوبکر قال لا قیلَ صلاّہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا اخالُ
البغوی کان ابن عمر اذا سُئل عن
سُبحۃ الضحیٰ فقالَ لا آمرُ بہا و
لا اَنہیٰ عنہا ولقد اُصیبَ عثمانَ
وما ادری احدًا یُسبّحہا وانہا لمن
احبّ ما احدث الناسُ الیّ
ابوبکر عن جابر بن عبداللہ قالَ
قالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لابی بکر متیٰ تُوتِرُ قال من اوّل
اللیل بعد العتمۃ قبلَ ان انامَ وقالَ
لعُمرَ متیٰ تُوتِر قال من آخر اللیل قال
لابی بکر اخذتَ بالحزم (الاحتیاط) وقالَ
لعُمرَ اخذتَ بالقوّۃِ ابوبکر عن الحسن
قالَ عمر لانْ اُوتر بلیلٍ احبّ
الیّ من ان اُحیی لیلتی ثم
اُوتر بعد ما اُصبحَ ابوبکر عن مکحول انّ
عمر بن الخطّاب اوتر بثلاث رکعاتٍ لم
یَفصِلُ بینہنّ بسلامٍ ابوبکر عن انس
ابنِ سیرین عن عُمر کانَ
یقرأُ بالمعوّذتین فی الوتر ابوبکر
عن القاسم زعموا ان عُمرؓ
کانَ یُوتِر فی الارض (ای الساحۃ)

ابوبکر سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو عمرؓ نے پڑھا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو ابوبکرؓ نے پڑھا ہے؟ کہا نہیں کہا گیا کہ کیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے؟ کہا کہ مجھے خیال نہیں۔ بغویؒ سے مروی ہے کہ جب ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا چاشت کے نفلوں کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ نہ میں ان کا حکم دیتا ہوں اور نہ ان سے منع کرتا ہوں اور عثمانؓ بھی شہید ہو چکے ہیں اور میں (اکابرین میں سے) کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے اس کو پڑھا ہو اور یہ ضرور ہے کہ یہ ان چیزوں میں سے جو لوگوں نے از خود نکالی ہیں مجھے پسند ہے۔ ابوبکر جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے پوچھا کہ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ اوّل شب میں بعد نماز عشاء کے قبل اس کے کہ سوؤں۔ اور پوچھا عمرؓ سے کہ تم کب وتر پڑھتے ہو تو انھوں نے کہا کہ آخر رات میں۔ تو آپؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم نے احتیاط پر عمل کیا اور عمرؓ سے فرمایا کہ تم نے قوت پر عمل کیا۔ ابوبکر حسنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ درحقیقت مجھے رات میں وتر پڑھ لینا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اپنی تمام رات کو (عبادت سے) زندہ رکھوں پھر وتر پڑھوں صبح ہو جانے کے بعد۔ ابوبکر مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے وتر پڑھا تین رکعات کے ساتھ ان کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کیا۔ ابوبکر انس بن سیرین سے روایت کرتے ہیں عمرؓ کے بارے میں کہ وہ وتر میں معوذتین پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر قاسم سے روایت کرتے ہیں لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ عمرؓ زمین (یعنی اپنے فرش) پر وتر پڑھا کرتے ہیں

www.kitabghar.org

ابوبکر عن الاسود ان عمر قنت فی الوتر قبل الرکوع۔ ابوبکر عن عطاء۔ عمر اوّل من قنت قلتُ النصف الآخر اجمع قال نعم قلتُ اختلفوا فی ذلک (رمضان کا)

والاوجہ ان القنوت فی الوتر دعاء۔ فمن قنت دائماً فقد اصاب ومن قنت النصف الآخر من رمضان فقد اخذ بالمھم فانّ الدعاء فی تلک الایام ارجی للاجابۃ۔ ابوبکر عن عمر بن محمد ابن حاجب ان عمر لقیہ عظیمٌ من عظماء العجم فاراد ان یسجد لہ فقال لہ عمر ارفع رأسک السجدۃُ للواحد القھار۔ ابوبکر عن ابن عمر عن عمر ادبار النجوم رکعتان قبل الفجر وادبار السجود رکعتان بعد المغرب۔ ابوبکر عن سعید بن جبیر قال عمر فی الرکعتین قبل الفجر ھما احبُّ الیّ من حمر النعم۔ ابوبکر عن ابن المسیّب رأی عمر رجلاً اضطجع بعد الرکعتین فقال احصبوہ قلتُ یعنی ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ علی وجہ العبادۃ بل علی وجہ العادۃ ودفع الملال۔ ابوبکر عن عبداللہ بن عتبۃ رأیتُ عمر یصلّی اربعًا قبل الظھر۔ ابوبکر عن رجل

(یعنی مسجد میں آکر نہیں پڑھتے) ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے وتر میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی۔ ابوبکر نے عطاء سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جس نے قنوت پڑھا میں نے کہا (یعنے رمضان کے) پورے نصف آخر میں؟ کہا کہ ہاں! میں کہتا ہوں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اصل بات یہ ہے کہ وتر میں قنوت ایک دُعاء ہے تو جس نے ہمیشہ قنوت پڑھی اُس نے ٹھیک کیا اور جس نے رمضان کے نصف آخر میں نماز پڑھی اس نے اہمیت والی صورت کو اختیار کیا کیونکہ ان ایام میں دُعاء کے مقبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ ابوبکر نے عمر بن حاجب سے روایت کی کہ عمرؓ سے ملاقات کی ایک سردار نے سردارانِ عجم میں سے اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ کو سجدہ کرے تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ اپنا سر اُوپر اُٹھا۔ سجدہ اُس ذات کے لئے ہے جو واحد قہار ہے۔ ابوبکر ابنِ عمرؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اِدبار النجوم[عہ] (سے مراد) قبل فجر کی دو رکعت ہیں اور اَدبار السجود (سے مراد) بعد مغرب کی دو رکعتیں ہیں۔ ابوبکر سعید ابن جُبیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے قبل فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں مجھے سُرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ ابوبکر ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ گیا تو فرمایا کہ اسکے کنکریاں مارو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایسا عبادت کی حیثیت سے نہیں کرتے تھے بلکہ بناء بر عادت اور تھکان رفع کرنے کے لئے آپ نے ایسا کیا۔ ابوبکر عبداللہ بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابوبکر نے ایک شخص سے روایت کی

عہ یعنی وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ (۵۲: ۴۹) اور وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (۵۰: ۴۰) کی تفسیر میں حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ان عمر قرأ في الاربع قبل الظهر بقاف
ابو بکر عن عون بن عبد اللہ صلیتُ
مع عمر اربعاً قبل الظهر قلتُ یحتمل
انها صلوٰة صلوٰة الزوال وهو الاغلب
علی الظن و یحتمل انها راتبة الظهر
ابو بکر عن ابی تمیمة عن ابن عمر
صلیتُ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و مع ابی بکر و عمر و عثمان فلا صلوٰة
بعد الغداة حتی یطلع الشمس ابو بکر
عن ابن عباس رأیتُ عمر یضربُ علی
الرکعتین بعد العصر مالک عن السائب
انه رأی عمر بن الخطاب یضربُ المنکدرَ
علی الصلوٰة بعد العصر ابو حنیفة عن حماد
عن ابراهیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و ابابکر و عمر لم یصلوها یعنی الصلوٰة
قبل المغرب ابو بکر عن زید بن وهب
ان عمر بن الخطاب رأی رجلاً صلّی
رکعتین بعد غروب الشمس قبل الصلوٰة
فجعل یلتفتُ فضربه بالدرة حین قضی
الصلوٰة وقال لا تلتفت ولم یَعِب
الرکعتین ابو بکر عن ابن عمر صلیتُ مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر و عثمان
فلا صلوٰة قبلها ولا بعدها فی السفر
ولو تطوعتُ لاتممتُ۔ ابو بکر عن سالم
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ عمرؓ نے ظہر سے پہلے چار رکعتوں میں سورۃ قاف پڑھی۔ ابو بکر عون بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھی۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ یہ نماز صلوٰۃ الزوال ہو اور غالب گمان یہی ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ظہر کی سنتیں ہوں۔ ابو بکر ابو تمیمہ سے وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں تو نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں۔ ابو بکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ مار رہے تھے بعد عصر دو رکعت پڑھنے پر۔ مالکؒ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عمرؓ ابن الخطاب کو دیکھا کہ وہ منکدر کو مار رہے تھے عصر کے بعد نماز پڑھنے پر۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے یہ نماز نہیں پڑھی یعنی مغرب سے پہلے کوئی نماز۔ ابو بکر زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے دو رکعت نماز پڑھی غروب آفتاب کے بعد نماز (مغرب) سے پہلے اور اس نے (بحالت نماز) ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا تو آپ نے اس کے درّہ مارا جب وہ نماز پوری کر چکا اور فرمایا کہ (نماز میں) ادھر ادھر مت دیکھنا اور آپ نے دو رکعتیں پڑھنے پر اعتراض نہیں کیا۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو کوئی نماز نہیں ہے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد سفر میں اور اگر میں نفل پڑھتا تو پوری[عہ] پڑھتا۔ ابو بکر سالم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

عہ یعنی اگر میں سفر میں نفل ادا کرتا تو پوری نماز پڑھتا۔ مراد یہ ہے کہ قصر کے ساتھ نوافل نہیں ہیں ۱۲

www.kitabghar.org

و عمر کانا یتطوعان فی السفر قلت وجہ
الجمع ان الاول فی الرواتب والثانی
فی التہجد البیہقی ان عمر اتاہ فتح او
ابصر رجلاً بہ زمانۃ فسجد ابو بکر
عن منصور بلغنی ان ابا بکر رض و
عمر سجد سجدۃ الشکر ابو بکر عن
عباد بن منصور ان عمر صلے
محتبیاً الشافعی ان عمر بن الخطاب
دخل المسجد فصلے رکعۃ فقیل لہ
رکعۃ قال انما ہو تطوع فمن
شاء زاد و من شاء نقص قلت
احتج بہ الشافعی علے ان الامر فی
التطوع واسع ابو بکر عن حمید بن
عبد الرحمن قال عمر من فاتہ شیء
من قرائتہ باللیل فصلے ما بینہ و
بین الظہر فکانما صلے باللیل
ابو بکر عن ابراہیم کان عمر یکرہ ان
یصلے خلف صلوٰۃ مثلہا مالک
عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن
الخطاب کان یصلے من اللیل ما شاء
اللہ حتے اذا کان من آخر اللیل
ایقظ اہلہ للصلوٰۃ و یقول لہم
الصلوٰۃ الصلوٰۃ ثم یتلو
ہذہ الآیۃ

اور عمرؓ سفر میں نوافل پڑھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ دونوں روایتوں کے رفع تعارض یعنی) جمع کی یہ صورت ہے کہ پہلی روایت فرائض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سُنتوں سے متعلق ہے اور دوسری تہجد کے بارے میں ہے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کے پاس فتح کی خبر آئی یا آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس کی ٹانگیں ماری ہوتی تھیں تو سجدہ کیا۔ ابوبکر منصور سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں نے سجدۂ شکر کیا ہے۔ ابوبکر عباد بن منصور سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے احتباء[ع۵] کی حالت میں نماز پڑھی ہے۔ شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب مسجد میں داخل ہوتے اور انھوں نے ایک رکعت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایک رکعت پڑھی فرمایا کہ یہ صرف نفل تھی (نفل میں) جو شخص چاہے زیادتی کردے اور جو چاہے کمی کردے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے احتجاج کیا ہے شافعیؒ نے کہ نوافل کے حکم میں وسعت ہے۔ ابوبکر حمید بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس کی قرارت (معمولہ) کا کچھ حصہ رات میں فوت ہو گیا تو پھر اس کو اس نے رات اور ظہر کے درمیان میں پڑھ لیا تو گویا اس نے رات میں ہی پڑھا ہے۔ ابوبکر نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمرؓ اس سے کراہت کرتے تھے کہ کسی نماز کے پیچھے اسی کی مثل نماز پڑھیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب جتنی اللہ چاہتا رات میں نماز پڑھتے یہاں تک کہ جب آخر شب آجاتا تو اپنی بی بی بچوں کو نماز کے لئے جگاتے اور ان سے فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے

ع۵ احتباء اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور دونوں پاؤں کے تلوے زمین سے ملے ہوتے ہوں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہوتے ہوں ۱۲

www.kitabghar.org

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ مالک انه بلغه ان عمر بن الخطاب كان يقول صلوٰة الليل والنهار مثنىٰ مثنىٰ يسلم من كل ركعتين ابوبكر ان نفرًا من اهل العراق قدموا عمر فسألوه عن صلوٰة الرجل فى بيته فقال عمر ما سألنى عنها احدٌ منذ سألتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فقال صلوٰة الرجل فى بيته نورٌ فنوّروا بيوتكم الجمعة البيهقى ان ابا هريرة كتب الى عمر يسألُه عن الجمعة وهو بالبحرين فكتب اليهم ان اجمعوا حيثُ ما كنتم قال الشافعى معناه فى ايّ قريةٍ كنتم لا يريد البَلَدَ ابوبكر عن يحيى بن ابى كثير حُدِّثتُ انّ عمر بن الخطاب قال انّما جُعلت الخطبةُ مكانَ الركعتين فان لم يُدرِكِ الخطبةَ فليصلّ اربعًا قلتُ اظنّ هذا الحرفَ الآخِرَ من كلام يحيى بن ابى كثير خرّجه من قول عمر وليس عليه العملُ ولكن

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ الخ (۲۰: ۱۳۲) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔" مالکؒ کہتے ہیں کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ رات کی نماز (نفلیں) اور دن کی دو دو (رکعتیں) ہیں آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا کرتے تھے۔ ابوبکر راوی ہیں کہ چند لوگ عراق والوں میں سے عمرؓ کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کسی شخص کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق تو عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے اب تک کسی نے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جب سے میں نے سوال کیا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جس پر آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے تو اپنے گھروں کو منور کرو۔ جمعہ بیہقی نے روایت کیا کہ ابوہریرہؓ نے عمرؓ کو خط بھیجا جس میں اُن سے دریافت کیا جمعہ کے بارے میں جب کہ وہ بحرین میں تھے تو عمرؓ نے ان کو لکھا کہ جمعہ پڑھو جہاں تم ٹھہرے ہوئے ہو۔ شافعیؒ نے کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جس قریہ میں ٹھہرو عمرؓ کی مراد میدان نہیں ہے۔ ابوبکر نے یحییٰ بن کثیر سے روایت کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ خطبہ کو دو رکعتوں کے بجائے رکھا گیا ہے تو اگر کوئی خطبہ نہ پائے تو چاہیئے کہ وہ چار رکعت پڑھے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ آخر جملہ یحییٰ بن کثیر کے کلام میں سے ہے جس کا استنباط اُنھوں نے عمرؓ کے قول سے کیا ہے اور اس پر عمل نہیں ہے۔ [عہ] لیکن ان کے

عہ یحییٰ بن کثیر کے استنباط کا یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ جس کا خطبہ فوت ہو جاتے وہ دو رکعتیں نفل پڑھ کر اسکی مکافات کرے تاکہ اس کا ثواب خطبہ سننے والوں کے برابر ہو جائے۔

www.kitabghar.org

معنٰی کلامہ ان الخطبۃ شرط الجمعۃ لا تصح
بدونہا مالک و ابوبکر فی قولہ تعالٰی
فاسعوا الٰی ذکر اللہ قرأہا عمر فامضوا
الٰی ذکر اللہ قلت معناہ فسّرہا کذلک
الشافعی عن ابی ہریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر
کانوا یخطبون علی المنبر قیاماً یفصلون
بینہما بجلوسٍ مالک و الشافعی عن
السائب کان الاذان الاول حین
یخرج الامام فیجلس علی المنبر فی
عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر
وعمر مالک و الشافعی انہم کانوا فی
زمن عمر بن الخطاب یوم الجمعۃ یصلون
حتی یخرج عمر بن الخطاب فاذا خرج عمر و
جلس علی المنبر و اذّن المؤذنون جلسوا
یتحدّثون حتی اذا سکت المؤذنون و قام
عمر سکتوا فلم یتکلم احد الشافعی ان عمر
رأی رجلاً علیہ ہیئۃ السفر یقول لولا
انّ الیوم یوم الجمعۃ لخرجت فقال
عمر اخرج فانّ الجمعۃ لا تحبس عن
سفرٍ مالک عن ابن شہاب عن سالم
ابن عبداللہ انہ قال دخل رجل من اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد (وہو عثمان بن عفان رضؓ) یوم الجمعۃ و عمر بن
الخطاب یخطب فقال عمر اٰیۃ ساعۃٍ ہذہ فقال

کلام کے معنے یہ ہیں کہ خطبہ شرط ہے جمعہ کی بغیر اس کے جمعہ
صحیح نہ ہوگا۔ مالکؒ وابوبکرؓ دربارۂ آیت (سورۂ جمعہ) فاسعوا
الٰی ذکر اللہ، اس کو عمرؓ نے پڑھا فامضوا الٰی ذکر اللہ۔
میں کہتا ہوں کہ یہ فاسعوا کا مفہوم ہے اس طرح آپ نے
اس کی تفسیر۵ے کی ہے۔ شافعیؒ، ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ منبر پر کھڑے
ہوکر خطبہ دیا کرتے تھے اور یہ سب درمیان میں بیٹھ کر فصل
دیا کرتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سائب سے، پہلی اذان اس
وقت ہوا کرتی تھی جب امام نکلتا تھا اور منبر پر بیٹھتا تھا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ
میں۔ مالکؒ اور شافعیؒ، عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں جمعہ کے
دن (مسجد میں) لوگ نمازیں پڑھتے رہتے تھے عمرؓ بن
الخطاب کے نکلنے تک پھر جب عمرؓ نکل آتے اور منبر پر بیٹھ
جاتے اور مؤذن لوگ اذان دیتے تو لوگ بیٹھے ہوئے باتیں
کرتے رہتے یہاں تک کہ جب مؤذن خاموش ہوجاتے اور
عمرؓ کھڑے ہوتے تو سب خاموش ہوجاتے پھر کوئی بات
نہ کرتا۔ شافعیؒ، عمرؓ نے ایک شخص کو سفر کی ہیئت پر دیکھا
جو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر آج کا دن جمعہ نہ ہوتا تو میں روانہ
ہوجاتا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ روانہ ہوجا کیونکہ جمعہ تو سفر سے
نہیں روکتا۔ مالکؒ ابن شہاب سے، سالم بن عبداللہ سے،
انھوں نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
میں سے ایک شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن
مسجد میں داخل ہوتے جب کہ عمرؓ بن الخطاب خطبہ پڑھ رہے
تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کونسا وقت ہے (آنے کا) تو انھوں نے کہا

۵ے حضرت عمرؓ نے اس غرض کا اظہار کیا کہ سعی سے مراد مسجد کی طرف بلا تاخیر روانہ ہوجانا ہے بھاگنا دوڑنا مراد نہیں ہے ۱۲

www.kitabghar.org

يا امير المؤمنين انقلبت من السوق فسمعت النداء فما زدت على ان توضأت فقال عمر والوضوء ايضا (اے اکتفیت علیها) قد علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يامر بالغسل

الجنائز. ابو بكر عن الحسن قال عمر احضروا موتاكم وذكروهم لا اله الا الله فانهم يرون ويقال لهم. ابو بكر عن عطاء او غيره قال عمر لقنوا موتاكم لا اله الا الله واغمضوا اعينهم اذا ماتوا. البيهقي عن ابن عمر قال صدر المسلمون فمروا بامراة بالبيداء ميتة واخفاها (درگور کرده) رجل يقال له كليب فقام عمر على المنبر فقال لو اعلم ان احدا مر بها ولم يخفها لفعلت به وفعلت وسال ابن عمر فقال لم ارها وقال لعل الله ان يرحم كليبا فطعن معه غداة طعن عمر. ابو بكر عن تميمة الهجيمي ان عمر بن الخطاب كتب الى ابي موسى الاشعري ان اغسل موتاك بالسدر وماء الريحان. ابو بكر عن مسروق ماتت امراة لعمر فقال انا كنت اولى بها اذا كانت حية فاما الآن فانتم اولى بها

اے امیر المومنین رض میں بازار سے لوٹا پھر میں نے اذان کی آواز سنی تو میں نے وضو کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا۔ تو عمر رض نے کہا کہ اچھا اور پھر یہ کہ صرف وضو ہی کیا جب کہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے ع

جنائز۔ ابو بکر حسن سے، کہا عمر رض نے کہ اپنے مرنے والوں کے پاس موجود رہو اور ان کو یاد دلاؤ لا الٰہ الا اللہ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں جب کہ ان سے کہا جاتا ہے۔ ابو بکر از عطاء وغیرہ، فرمایا عمر رض نے کہ اپنے مرنے والوں کو تلقین کرو لا الٰہ الا اللہ اور ان کی آنکھیں بند کر دو جب وہ مر جائیں۔ بیہقی ابن عمر رض سے، کہا کہ مسلمان لوٹے تو ان کا گزر ہوا بیابان میں ایک عورتِ مردہ پر جب کہ اس کو ایک شخص نے جس کو کلیب کہا جاتا تھا دفن کر دیا۔ تو عمر رض منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ اگر میں یہ جان لوں کہ کوئی شخص اس پر سے گزرا اور اس نے اس کو دفن نہیں کیا تو میں اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کروں اور ابن عمر رض سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس (عورت مردہ) کو نہیں دیکھا۔ اور (عمر رض نے) فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ کلیب پر رحمت فرمائے گا۔ تو عمر رض کے ساتھ کلیب کو بھی مجروح کیا گیا جس صبح کو انھیں مجروح کیا گیا تھا۔ ابو بکر تمیمۃ الہجیمی سے کہ عمر رض بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعری رض کو لکھا کہ اپنے مردوں کو غسل دو بیری (کے پتوں) اور آبِ ریحان کے ساتھ۔ ابو بکر مسروق سے، عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کا انتقال ہوا تو انھوں نے کہا کہ میں اس سے قریب تھا جب کہ وہ زندہ تھی رہا اب، سو تم اس سے قریب تر ہو۔

ع اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمر رض غسل جمعہ کو واجب سمجھتے تھے بلکہ اس پر تنبیہ کا منشاء یہ ہے کہ آپ یعنی عثمان رض جیسے شخص کے لئے یہ زیبا نہیں کہ مستحب فعل کو نظر انداز کر دے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ابو حنیفۃ اخبرنی رجلٌ عن الحسن عن عمر بن الخطاب انہ قال الاَبُ احقُّ بالصلوٰۃ علی المیّتِ من الزّوجِ قلتُ احتجَّ بہ ابو حنیفۃ وخالفَ ابراہیم والشعبی فی قولہما الزّوج احقّ من الاَب ابو بکر عن نافعٍ عن ابن عمر کُفّنَ عمر وحُنّط وغُسّل زاد فی روایۃ اِلّا انہ کانَ من اَفضلِ الشّہدآءِ قلتُ عند الحنفیۃ علّۃُ الغسل الارتثاثُ و عند الشّافعی انہ لم یُقتَل فی المعرکۃِ ابو بکر عن ابن مغفّل قالَ عمر لاتحنّطونی بمسکٍ قیل انّما کرہ المسکَ لانّہ من المیتۃِ ولیس علیہ العملُ عندَ الجمھور لانّ الشّرعَ استثنے المِسکَ من جملۃ المیتاتِ فاستحسنہ قلتُ و الاَوجہ عندی انّ المسکَ لَمُطیّبٌ طاہرٌ اِلّاَ انّ عمر لم یَستحسِنْ ان یکونَ حَنوطُہ منہ (خوشبو کہ بر مردہ مالند ۱۲) تورُّعًا لانہ قد اجتمع فیہِ دَلیلاَ الاباحۃِ والتحریم انکان دلیلُ الاباحۃ اَقوٰی والطّیبُ سِواہ کثیرٌ (بجز مسک ۱۲) ابو بکر عن راشد ابن سعد قالَ عمر یُکفنُ الرجلُ فی ثلٰثۃِ اَثوابٍ لاتعتدُوا اِنّ اللہَ

ابو حنیفہؒ، مجھے ایک شخص نے خبر دی حسن رضؓ سے اُنھوں نے روایت کی عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے کہا کہ باپ میّت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے بہ نسبت شوہر کے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قول سے ابو حنیفہؒ نے حجّت پکڑی ہے اور خلاف کیا ہے ابراہیم اور شعبی کے اس قول کا کہ شوہر زیادہ حقدار ہے باپ سے۔ ابو بکر نافع سے ابن عمرؓ سے، عمرؓ کو کفن پہنایا گیا اور خوشبو لگائی گئی اور غسل دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے "مگر یہ کہ وہ افضل شہداء میں سے تھے"۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک (حضرت عمرؓ کو) غسل دینے کی علّت ارتثاث[۵] (خون سے لت پت ہونا) تھا اور شافعیؒ کے نزدیک یہ تھی کہ وہ معرکہ میں قتل نہیں کئے گئے۔ ابو بکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے وصیّت کی کہ مجھے مُشک نہ ملنا۔ کہا گیا کہ مشک سے آپ نے اس لئے کراہت کی کہ وہ میتہ سے نکالی جاتی ہے اور جمہور کے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کیونکہ شریعت نے مَرے ہوئے اجسام میں سے مشک کو مستثنےٰ کیا ہے اور اس کو اچھی چیز قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بڑی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مُشک نفیس اور پاک ہے مگر عمرؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا تقوےٰ کی بناء پر کہ خوشبو کے لئے اس کا استعمال کیا جاتے کیونکہ اس میں دو دلیلیں اباحت اور تحریم کی جمع ہو رہی ہیں اگرچہ اباحت کی دلیل زیادہ قوی ہے جب کہ خوشبوئیں مشک کے سوا اور بھی بہت سی ہوتی ہیں۔ ابو بکر راشد بن سعد سے، عمرؓ نے فرمایا کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفنایا جاتے۔ اس میں زیادتی نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالوں کو

[۵] "ارتثاث" کسی کو خستہ اور مجروح اُٹھانا کہ ابھی زندہ ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کے یہ معنے ہیں کہ مجروح زخمی ہونے کے بعد کچھ خورد و نوش اور علاج وغیرہ بھی کرے یا مجروح ہونے کے بعد سے موت کے وقت تک اس پر ایک نماز کا وقت اس صورت سے گزرے کہ اُس کا ہوش قائم ہو اور نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا معرکہ جہاد سے اس کو زندہ ہوش و حواس کے ساتھ اُٹھایا گیا ہو ۱۲

www.kitabghar.org

لایحب المعتدین آبو بکر عن راشد بن سعد عن عمر قال تکفن المرأة فی خمسة اثواب الدرع والخمار والرداء والازار والخرقة آبو بکر عن ابن مغفل قال عمر لا تتبعنی بمجمر آبو بکر عن ابن عمر رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر یمشون امام الجنازة آبو بکر عن یحیے بن راشد قال عمر حین حضرتہ الوفاة لابنہ اذا خرجتم بی فاسرعوا بی المشی آبو بکر عن ابن مغفل قال عمر لا تتبعنی امرأة آبو حنیفة عن حماد عن ابراہیم ان الناس کانوا یصلون علی الجنائز خمسا وستا وا ربعا حتی قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم کبروا بعد ذلک فی ولایة ابی بکر حتی قبض ابو بکر ثم ولی عمر بن الخطاب ففعلوا ذلک فی ولایتہ فلما رأے ذلک عمر بن الخطاب قال انکم معشر اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم متی ما تختلفون یختلف من بعدکم والناس حدیث عہد بالجاہلیة فاجمعوا علے شیئ یجتمع بہ علیہ من بعدکم

پسند نہیں کرتا۔ آبو بکر راشد بن سعد سے، عمرؓ نے فرمایا کہ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنایا جاتے درع[۵] اور خمار اور ردار اور ازار اور خرقہ۔ آبو بکر از ابن مغفل، عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پیچھے انگیٹھی (خوشبودار دھونی کے لئے) لے کر نہ چلنا۔ آبو بکر از ابن عمرؓ، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکرؓ و عمرؓ کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ آبو بکر از یحیے ابن راشد، حضرت عمرؓ نے جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب تم مجھے لے کر چلو تو تیز رفتار کے ساتھ چلنا۔ آبو بکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی عورت میرے پیچھے نہ چلے۔ آبو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے، کہ لوگ جنازوں کی نمازوں پر پڑھا کرتے تھے پانچ اور چھ اور چار (یعنی تکبیرات۔ کوئی پانچ کہتا، کوئی چھ، کوئی چار) یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ پھر اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی یونہی تکبیرات ہوتی رہیں یہاں تک کہ ابو بکرؓ کی وفات ہوگئی۔ پھر خلیفہ ہوتے عمرؓ بن الخطاب تو لوگوں نے اُن کی خلافت کے زمانہ میں بھی اُسی طرح کیا۔ جب یہ (اختلاف) عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا تو اُنھوں نے (اصحاب کو جمع کر کے فرمایا) کہ تم لوگ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا گروہ ہو جب تم ہی مختلف رہو گے تو جو تمہارے بعد والے ہیں وہ بھی مختلف رہیں گے اور لوگوں کو زمانہ جاہلیت سے کوٹے ہوتے زیادہ زمانہ نہیں گزرا تو تم کو ایک چیز پر متفق ہو جانا چاہیئے جس پر تمہارے بعد کے لوگ متفق رہیں۔

[۵] درع یعنی کرتہ۔ جو گلے سے لے کر پاؤں تک ہوتا ہے، لیکن نہ اس میں کلیاں ہوں اور نہ آستین۔ خمار یہ تین ہاتھ لمبا کپڑا ہوتا ہے جو بالوں کو چھپالے اس کو سر بند کہتے ہیں ردار یعنی چادر۔ ازار سر سے پاؤں تک ایک کپڑا ہوتا ہے۔ ردار اُس سے ایک ہاتھ لمبی ہوتی ہے۔ خرقہ سینہ بند کو کہتے ہیں جو چھاتیوں سے لیکر رانوں تک اتنا لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ بندھ جاتے اگر کوئی تین کپڑوں ازار اور چادر اور سر بند پر اکتفار کرے تو یہ بھی درست ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

فاجمع رأي أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ان ينظروا آخر جنازة كبّر عليه النبي صلى الله عليه وسلم حتى قبض فيأخذون به ويرفضون ما سوى ذلك فوجدوا آخر جنازة كبّر عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم اربعا البيهقي عن سعيد بن المسيب عن عمر انه قال كل ذلك قد كان اربعا وخمسا فاجمعنا على اربع ابوبكر عن ابي وائل جمع عمر الناس فاستشارهم في التكبير على الجنازة فقال بعضهم كبّر رسول الله صلى الله عليه وسلم خمسا وقال بعضهم كبّر سبعا وقال بعضهم كبّر اربعا فجمعهم على اربع تكبيرات كاطول صلوٰة ابوبكر عن ابراہیم اختلف أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في التكبير على الجنازة ثم اتفقوا بعد على اربع تكبيرات ابوبكر عن سعيد بن المسيب كان عمر يقول في الصلوٰة على الميت ان كان مساءً قال اللهم امسى عبدك وان كان صباحا قال اللهم اصبح عبدك قد تخلى من الدنيا وتركها لاهلها واستغنيت منه وافتقر اليك كان يشهد ان لا اله الا انت وان محمدا عبدك و

بالآخر اصحابِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے اس پر متفق ہوگئی کہ وہ اُس آخری جنازہ پر نظر کریں جس پر اپنی وفات سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی تھی پھر سب لوگ اسی کو اختیار کرلیں اور اس کے سوا دوسرے طریقہ سے ہٹ جائیں تو اُنھوں نے اس آخری جنازے پر جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی چار تکبیریں پائیں۔ بیہقی از سعید بن المسیب از عمرؓ، اُنھوں نے کہا کہ وہ سب (روایات) چار اور پانچ (تکبیرات) کی تھیں پھر ہم نے اجماع کرلیا چار پر۔ ابوبکر ابووائل سے، عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا پھر اُن سے مشورہ کیا جنازے پر تکبیر پڑھنے کے بارے میں تو بعض لوگوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں پڑھی ہیں اور ان میں سے بعض نے کہا کہ سات تکبیریں پڑھیں اور بعض نے کہا کہ چار تکبیرات پڑھیں پھر سب کا اجماع ہوگیا چار تکبیرات پر مانند سب سے لمبی نماز کے (کہ اس میں چار رکعات ہوتی ہیں)۔ ابوبکر ابراہیم سے، مختلف ہوتے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازے پر تکبیر کے بارے میں پھر بعد میں متفق ہوگئے چار تکبیرات پر۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے، عمرؓ کہا کرتے تھے... میّت کی نماز میں اگر شام کا وقت ہوا تو یوں کہتے اللھم امسٰی عبدك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر شام کا وقت اس طرح آیا کہ) اور اگر صبح کا وقت ہوا تو کہتے اللّٰھم اصبح عبدك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر صبح کا وقت اس طرح آیا کہ) قد تخلّٰی من الدنیا وترکھا الخ (ترجمہ) وہ دنیا سے یکسو ہوا اور اس کو اہلِ دنیا کے لئے چھوڑ گیا اس حال میں کہ آپ اُس سے مستغنی ہیں اور وہ آپ کا محتاج ہے اور وہ اس بات کی شہادت دیا کرتا تھا کہ کوئی معبود نہیں بجز آپ کے اور یہ کہ محمدؐ آپ کے بندے اور

www.kitabghar.org

رسولک فاغفرلہ ذنبہ آبوبکر عن جابر بن عبداللہ قال ماباج لنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا عمر فی الصلوٰۃ علے المیت بشیئ تلت یعنی لم یوقتوا الشیئ من الدعاء۔ آبوبکر عن عروۃ ما صُلّے علے ابی بکر الا فی المسجد مالک ان عمر بن الخطاب صُلّی علیہ فی المسجد آبوبکر عن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ماتت زینب بنت جحش فکبر علیہا عمر اربعًا ثم سال ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم من یدخل قبرہا فقلن من کان یدخل علیہا فی حیاتہا آبوبکر ان عمر انتظر ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) فی الصلوٰۃ علے عتبۃ بن مسعود آبوبکر عن ابن عمر لحد لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولابی بکر ولعمر آبوبکر عن الحسن اوصٰی عمر ان یجعل عمق قبرہ قامۃ وبسطۃ ابوبکر عن ابی مالک الاشجعی عن عمر انہ کان یقول اذا اُدخل المیت قبرہ اللّٰھم اسلمہ الیک الاہل والمال والعشیرۃ والذنب عظیم فاغفر لہ آبوبکر عن اسمٰعیل بن محمد بن السباق ان عمر دفن ابابکر لیلاً ثم دخل المسجد فاوتر بثلاث آبوبکر عن ابی وائل ماتت امی وہی نصرانیۃ فاتیت عمر فذکرت ذلک لہ فقال ارکب دابۃ وسر امامہا آبوبکر عن عمرو ہو ابن دینار

آپ کے رسول ہیں تو آپ اس کے گناہ بخش دیجئے۔" ابوبکر جابر بن عبداللہ سے، کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ نے اور عمرؓ نے میت پر نماز کے بارے میں کسی (دعا) کی صراحت نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ انھوں نے کسی چیز کی از قبیلِ دعا۔ پابندی عائد نہیں کی۔ آبوبکر عروہ سے، نہیں نماز پڑھی گئی ابوبکرؓ پر مگر مسجد میں۔ مالکؒ، عمرؓ بن الخطاب پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ آبوبکر عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے، زینبؓ بنتِ جحش کا انتقال ہوا تو اُن پر عمرؓ نے چار تکبیریں پڑھیں۔ پھر ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کی قبر میں کون اُتریگا تو اُنھوں نے کہا کہ جو ان کی زندگی میں ان کے پاس آتے تھے۔ آبوبکر، عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن مسعودؓ پر نماز پڑھنے میں ابن امّ عبد (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) کا انتظار کیا۔ آبوبکر ابن عمرؓ سے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبروں کے لئے لحد بنائی گئی۔ آبوبکر حسنؒ سے، عمرؓ نے وصیت کی کہ ان کی قبر کی گہرائی قد کے برابر اور کشادہ رکھی جائے۔ آبوبکر ابو مالک الاشجعی سے وہ عمرؓ سے کہ جب کسی میّت کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا تھا تو وہ یہ کہا کرتے تھے، یا اللہ اس کے اہل اور مال اور رشتہ دار سب اس کو آپ کے سپرد کر رہے ہیں (اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں) اور گناہ بہت بڑے ہیں تو آپ اس کی مغفرت کر دیجئے۔ آبوبکر اسمٰعیل بن محمد بن السباق سے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کو رات میں دفن کیا پھر داخل ہوئے مسجد میں اور تین وتر پڑھے۔ آبوبکر ابو وائل سے، میری ماں کا انتقال ہو گیا اور وہ نصرانیہ تھی تو میں عمرؓ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ کسی چوپایہ پر سوار ہو کر اس کے جنازے کے آگے چلنا۔ آبوبکر عمروؒ سے اور وہ ابن دینار ہیں،

www.kitabghar.org

ماتت امرأۃٌ بالشام وفی بطنہا ولدٌ من
مسلمٍ وہی نصرانیۃٌ فأمر عمر ان یُدفن
مع المسلمین من اجل ولدہا ابو بکر عن
عامر یعنی الشعبی ان عمر صلّی علی عظامٍ
بالشام ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم
اخبرنی من رآی قبر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وقبر ابی بکر وقبر عمر
مسنّمۃً (کوہان دار) ناشزۃً (بلند) من الارض علیہا فلقٌ (قطعات)
من مدرٍ (کلوخ) ابیض ابو بکر عن ہلال بن
یساف خطب عمر بمنیً علی جملٍ فقال
لاتسبّوا الاموات فان مایُسبّ بہ المیّت
یؤذی بہ الحیّ ابو بکر والبخاری وغیرہما عن
ابی الاسود الدیلی قدمت المدینۃ و
قد وقع بہا مرضٌ فجلست الی عمر بن
الخطاب فمرّت بہم جنازۃٌ فاُثنی علیہا
خیرٌ فقال عمر وجبت ثم مرّ باخری
فاُثنی علیہا شرٌّ فقال عمر وجبت فقلت
وما وجبت یا امیر المومنین قال قلت
کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم ایّما مسلمٍ شہد لہ اربعۃٌ
بخیرٍ ادخلہ اللہ الجنۃ فقلنا وثلٰثۃٌ
قال وثلٰثۃٌ فقلنا واثنان قال
واثنان ثم لم نسألہ عن الواحد
ابو بکر عن عمرو بن میمون عن عمر ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک عورت کا شام میں انتقال ہوا جس کے پیٹ میں ایک مسلمان کا بچہ تھا اور یہ عورت نصرانیہ تھی تو عمرؓ نے بوجہ اس کے بچہ کے حکم دیا کہ اس کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ ابو بکر عامر شعبی سے کہ عمرؓ نے شام میں ہڈیوں پر نماز پڑھی۔ ابو حنیفہؒ حماد سے اور وہ ابراہیم سے، خبر دی مجھ کو اُس نے جس نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر اور ابو بکرؓ کی قبر اور عمرؓ کی قبر سب درمیان سے کوہان کی طرح زمین سے اُٹھی ہوئی ہیں اور لمبی ہیں۔ ان پر سفید مٹی کے باریک ڈھیلے تھے۔ ابو بکر ہلال ابن یساف سے، عمرؓ نے اونٹ پر بیٹھے ہوئے منیٰ میں خطبہ دیا فرمایا کہ مُردوں کو گالیاں مت دو کیونکہ ان گالیوں کے الفاظ سے زندوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ ابو بکر اور بخاری وغیرہما ابوالاسود دئلی سے، میں مدینہ میں آیا جب کہ وہاں بیماری پھیل رہی تھی تو میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس بیٹھ گیا تو ان پر ایک جنازے کا گزر ہوا اور اس کے حق میں کلماتِ خیر کہے گئے تو عمرؓ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔ پھر اُن پر ایک اور جنازہ گزرا تو اُس کا ذکر بُرائی سے کیا گیا پھر عمرؓ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔ تو میں نے کہا کیا واجب ہوگئی اے امیر المومنینؓ۔ فرمایا کہ میں نے اسی طرح کہا جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان پر چار آدمی نے خیر کی گواہی دیدی اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ ہم نے کہا اور تین تو فرمایا کہ تین بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو تو فرمایا کہ اور دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ (اور نہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منشاء واضح ہوگیا کہ چار سے مراد عددِ خاص نہیں بلکہ مطلقاً زبانِ خلق ہے ۱۲ مترجم)
ابو بکر از عمرو بن میمون از عمرؓ، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ سے

www.kitabghar.org

كان يتعوذ بالله من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنة الصدر آبو بكر عن ابن عمر عن عمر عن النبى صلے اللہ علیہ وسلم قال الميت يعذب فے قبره بالنياحة البيهقے عن ابن عباس عن عمر نحوًا من ذلك آبو بكر عن نافع ان حفصة بكت علے عمر فقال لها مهلاً يا بنية الم تعلم ان النبى صلے اللہ علیہ وسلم قال ان الميت يعذب ببكاء اهله عليه آبو بكر عن ابے عثمان اتيت عمر بنعي النعمان بن مقرن فوضع يده علے رأسه وجعل يبكے آبو بكر عن شقيق اجتمع نسوة يبكين علے خالد بن الوليد فقال عمر ما عليهن ان يهرقن من دموعهن علے ابى سليمان مالم يكن نقع او لقلقة كتاب الزكوٰة مالك انه قرأ كتاب عمر بن الخطاب فے الصدقة قال فوجدت فيه بسم الله الرحمن الرحيم هذا كتاب الصدقة فے اربع وعشرين من الابل فدونها الغنم فے كل خمس شاة وفيما فوق ذلك الى خمس وثلثين بنت مخاض فان لم يكن بنت مخاض فابن لبون ذكر وفيما فوق ذلك الے خمس واربعين ابنة لبون وفيما فوق ذلك الے ستين حقة

پناہ مانگا کرتے تھے بزدلی سے اور بخل سے اور عذاب قبر سے اور سینے کے فتنہ سے۔ آبو بکر ابن عمرؓ سے وہ عمرؓ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے نوحہ کرنے سے۔ بیہقی از ابن عباسؓ از عمر رضی اللہ عنہ مثل روایت مذکور۔ آبو بکر از نافع کہ حفصہؓ روئیں حضرت عمرؓ پر تو آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی تحمل کر کیا تو نہیں جانتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر اُس کے متعلقین کے رونے سے۔ آبو بکر ابو عثمان سے کہا کہ میں عمرؓ کے پاس آیا نعمان بن مقرن کی موت کی خبر لیکر تو انھوں نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور رونا شروع کر دیا۔ آبو بکر شقیق سے، جمع ہو گئیں عورتیں جو بکار کر رہی تھیں خالدؓ بن الولید پر تو عمرؓ نے فرمایا کہ ان پر کوئی گناہ نہیں اس سے کہ وہ ابو سلیمانؓ پر آنسو بہائیں جب تک سروں پر خاک ڈالنا اور چیخنا چلانا نہ ہو۔ کتاب الزکوٰۃ۔ مالکؒ اُنھوں نے پڑھا مکتوب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا صدقہ کے بارے میں۔ کہا کہ میں نے اس میں یہ دیکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ مکتوب ہے صدقہ کے بیان میں۔ چوبیس اونٹوں میں اور اس سے کم میں بکریاں ہیں۔ ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری۔ اور اس سے زیادہ پینتیس تک بنت مخاض ہے۔ اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون نر اور اس سے اوپر پینتالیس تک بنت لبون ہے۔ اور اس سے اوپر ساٹھ تک حِقّہ ہے (یعنی تین برس کی اونٹنی جو چوتھے میں

عہ فتنۃ الصدر یعنی سینہ کے فتنہ سے اخلاق مذمومہ اور عقائد باطلہ مراد ہیں جو سینہ سے متعلق ہیں ۱۲ عہ نقع کے معنے ہیں بلند ہونا آواز کا اور غبار کا اور فریاد۔ لقلقۃ اضطراب و شدت ملی ہوئی آواز کو کہتے ہیں ۱۲ ﷲ بنت مخاض بچہ ناقہ جو دوسرے سال میں ہو اور ابن لبون وہ بچہ جو تیسرے سال میں ہو اور بنت لبون بچہ مادہ جو تیسرے سال میں ہو اور حِقّہ وہ ناقہ جو چوتھے سال میں ہو۔ طروقۃ الفحل کے معنے ہیں کہ وہ نر کی جفتی کے قابل ہو جائے اور جذعہ وہ ہے جو پانچویں سال میں ہو ۱۲

www.kitabghar.org

طَروقةُ الفحلِ وفیما فوق ذلک الی خمس وّ سبعین جذعۃٌ وفیما فوق ذلک الی تسعین بنتا لبونٍ وفیما فوقَ ذلک الی عشرینَ و مائۃٍ حِقّتانِ طَروقتا الفحلِ فمازاد علےٰ ذلک من الابل ففے کلّ اربعینَ بنتُ لبون وفے کل خمسینَ حِقّۃٌ عــہ وفی سائمۃِ الغنم اذا بلغت اربعینَ الےٰ عشرین ومائۃٍ شاۃٌ وفیما فوقَ ذلک الی مائتین شاتانِ وفیما فوقَ ذلک الےٰ ثلٰث مائۃٍ ثلٰث شیاہٍ فمازادَ علےٰ ذلک ففے کلّ مائۃٍ شاۃٌ ولا یُخرج فے الصدقۃِ تیسٌ ولاھرمۃٌ ولاذاتُ عوارٍ الا ماشآءَ المُصدّقُ ولایجمعُ بین مفترق ولایُفرّقُ بینَ مجتمعٍ عــہ خشیۃَ الصدقۃِ وماکانَ من الخلیطین فانّھما یتراجعانِ بینھما بالسوّیۃ وفی الرِقۃ اذا بلغت خمسُ اَواقٍ رُبعُ العشرِ الشّافعے عن انس بن عیاض عن موسے بن عُقبۃ عن نافعٍ عن ابن عمر ھٰذا کتاب الصدقۃ وفی اربعٍ وعشرین من الابل مثلَ ماقال مالکؒ قلتُ قدشرحنا ھٰذا الکتابَ فے المسوّٰی شرحِ الموطّا علے المذھبینِ مذھبِ ابی حنیفۃ ومذھب الشافعی آبوبکر عن الحسن کتب عمرُ الےٰ اَبے موسٰے

لگی ہو) کہ اس قابل ہو کہ نر اُس سے جفت ہو سکے۔ اور اس سے اوپر پچھتر تک ایک جذعہ ہے اور اس سے اوپر نوّے تک دو بنتِ لبون ہیں اور اس سے اوپر ایک سو بیس تک دو حِقّہ ہیں جو اس قابل ہوں کہ نر اُن سے جفت ہو سکے۔ اور جب اونٹ اس سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنتِ لبون اور ہر پچاس میں ایک حِقّہ۔ اور جنگل عــہ میں چرنے والی بکریوں میں جب وہ چالیس ہو جائیں ایک سو بیس تک ایک بکری ہے اور اس سے اوپر تین سو تک تین بکریاں اور جو اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری۔ اور صدقہ میں تیس نہ نکالا جائے (یعنی وہ بکرا جو جفتی کے لئے ہو) اور نہ بوڑھی بکری اور نہ عیب دار بجز اس کے جو صدقہ دینے والا چاہے۔ اور جمع عــہ نہ کیا جائے جُدا جُدا کو اور جدا جُدا نہ کیا جائے مجتمع کو صدقہ کے اندیشہ سے۔ اور جو (ریوڑ) دو ساجھیوں کا ہو گا تو وہ دونوں آپس میں برابر برابر کا حساب کرلیں۔ اور چاندی میں جب پانچ اوقیے (یعنی دو سو درہم) تک پہنچ جائے دسویں حصہ کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصہ) ہے۔ شافعیؒ انس بن عیاض سے وہ موسےٰ ابن عُقبہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے یہ کتاب (مکتوب) صدقہ ہے اور اونٹوں میں سے چوبیس میں، حسب روایت امام مالکؒ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے المسوّٰی شرح موطّا میں اس مکتوب کی شرح کردی ہے مذہب ابو حنیفہؒ اور مذہب شافعیؒ دونوں کے اعتبار سے۔ آبو بکر حسنؒ سے، عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کو لکھا۔

عــہ گھر میں پلی ہوتی بکریوں پر جن کو مول لے کر چارہ کھلایا جاتا ہے زکوٰۃ نہیں ہے ۱۲ مترجم عــہ اس میں صدقہ دینے والے مالک اور لینے والے دونوں کے حق میں نہی کا احتمال ہے۔ مالک کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں ہیں اس نے زکوٰۃ کے خوف سے اُن کو جدا جدا کر دیا یا دوسرے شخص کے اسی قدر مال کے ساتھ اپنے مال کو مخلوط کر دیا تاکہ اس کے ذمہ آدھی بکری واجب ہو۔ اور لینے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک سو بیس بکریاں ہیں۔ محصّل زکوٰۃ ان کو چالیس چالیس کے تین حصوں میں تقسیم کر دے تاکہ تین بکریاں واجب ہو جائیں۔ یا یہ صورت تھی کہ چالیس متفرق بکریاں دو آدمیوں کی تھیں وہ اُن کو جمع کرلے تاکہ نصاب کامل ہو جائے ۱۲

www.kitabghar.org

فما زاد علی المائتین ففی کل اربعین درہمًا درہمٌ قلت معناہ عند ابی حنیفۃ لا یؤخذ فی اقل من الاربعین اذا زاد علی مائتین و عند الشافعی ہذا بیان الکسر ببیان مخرجہ

مالک و الشافعی عن سفیان بن عبد اللہ الثقفی ان عمر بن الخطاب بعثہ مصدقًا فکان یعد علی الناس بالسخل فقالوا اتعد علینا بالسخل و لا تاخذ منہ شیئًا فلما قدم علی عمر بن الخطاب ذکر ذلک لہ فقال عمر نعم نعد علیہم بالسخلۃ یحملہا الراعی و لا ناخذہا و لا ناخذ الاکولۃ و لا الربّٰی و لا الماخض و لا فحل الغنم و ناخذ الجذعۃ و الثنیۃ و ذلک عدل بین غذاء الغنم و خیارہ و السخلۃ الصغیرۃ حین تنتج و الربّٰی التی قد وضعت فہی تربّی ولدھا و الماخض ہی الحامل و الاکولۃ ہی شاۃ اللحم التی تسمّن لتؤکل

ابوبکر قال عمر اذا وقف الرجل علیکم غنمہ

تو جو کچھ دو سو (درہم) سے زیادہ ہو اُس میں ہر چالیس درہم پر ایک درہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ہیں کہ جب دو سو سے بڑھے تو چالیس سے کم میں نہ لیا جائے اور شافعیؒ کے نزدیک بیانِ مخرج کے ساتھ یہ کسر کا بیان ہے۔

مالکؒ اور شافعیؒ سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے کہ ان کو عمر بن الخطابؓ نے مصدِّق (وصول کنندہ صدقات) بنا کر بھیجا، تو وہ لوگوں کے پاس جو بکری کے بچے تھے ان کو (نصاب میں) شمار کرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ تم ہمارے بکری کے بچّوں کو (نصاب میں) شمار تو کر لیتے ہو اور ان میں سے کچھ لیتے نہیں ہو۔ تو جب سفیان عمرؓ بن الخطاب کے پاس آتے تو اُن سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ نے کہا ہاں ہم ایسے بکری کے بچوں کو بھی شمار کرتے ہیں جن کو چرواہا اپنے اوپر اُٹھاتا ہے اور ہم اس کو نہیں لیتے اور اس کو بھی نہیں لیتے جو اکولہ ہوتی اور نہ ربّٰی کو لیتے ہیں اور نہ ماخض کو لیتے ہیں اور نہ بکریوں کو گابھن کرنے وا نر کو لیتے ہیں (یہ کیا تھوڑی سی رعایت ہے؟) ہم جذعہ (یعنی چھ ماہ سے زیادہ کی بھیڑ) اور ثنیہ (یعنی ایک سال سے زیادہ کی بکری) کو لیتے ہیں اور یہ درمیانی درجہ ہے بکری کے چھوٹے بچوں اور اُن کے بہترین درجہ کی بکریوں کے مابین۔ سخلۃ چھوٹا سا بچہ جو حال میں پیدا ہوا ہو ربّٰی جس نے بچے دیئے ہوں اور وہ اپنے بچوں کو پال رہی ہو ماخض جو گابھن ہو۔ اکولہ گوشت والی بکری جس کو کھانے کے لئے موٹا کیا گیا ہو

ابوبکر، عمرؓ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تمہارے سامنے بکریاں

عہ غذار جمع ہے غذی بروزن غنی کی جس کے معنے ہیں بکری کا بچہ۔ لوگوں نے یہ شکایت کی تھی کہ نصاب زکوٰۃ میں جب کہ بکری کے چھوٹے سے بچہ کو بھی تم گنتی میں لے لیتے ہو تو بچوں کو زکوٰۃ میں لینا بھی چاہیئے۔ اس پر فرمایا کہ ہم بچہ کو شمار میں لیتے ہیں اور زکوٰۃ میں نہیں لیتے تو جو تمہارا بہترین مال یعنی عمدہ بکریاں ہوتی ہیں وہ بھی تو نہیں لیتے تو ہم نے زکوٰۃ میں اوسط درجہ کو اختیار کر لیا جو گھٹیا اور عمدہ کا درمیانی مرتبہ ہے۔ یہ بمقتضا عدل کیا گیا ہے ۱۲

فامیز عوہا صدعین ثم اختاروا من
النصف الاٰخر ابوبکر عن مجاہد عن عمر لیس
فی الخضراوات زکوٰۃ الشافعی عن عمرو بن
دینار ان عمر بن الخطاب قال ابتغوا فی
اموال الیتامی لا تستھلکھا الزکوٰۃ ابوبکر
عن الزہری و مکحول عن عمر نحواً من ذلک
البیہقی سئل عمر بن الخطاب أعلی
المملوک زکوٰۃ قال لا قیل علی من ہی
فقال علی مالکہ الشافعی عن ابن شہاب
ان ابابکر و عمر لم یکونا یاخذان الصدقۃ
نسیئۃ ولکن یبعثان علیہا فی الجدب
والخصب والسمن والعجف لان اخذہا
فی کل عام من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سنۃ الشافعی روی عن عمر انہ اخر
الصدقۃ عام الرمادۃ ثم بعث مصدقا
فاخذ عقالین عقالین ولیس بالثابت
الشافعی قد کانت النواضح علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائہ فلم
اعلم احداً روی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اخذ منہا صدقۃ ولا احداً من
خلفائہ ولا شک ان شاء اللہ ان کان یکون
للرجل الخمس واکثر مالک والشافعی
عن سلیمان بن یسار ان اہل الشام
قالوا لابی عبیدۃ بن الجراح
خذ من خیلنا صدقۃ فابی

لے کر ٹکڑا ہو تو ان کو دو ٹکڑیوں میں کر دو نصف آخر میں سے تم
زکوٰۃ کے لئے منتخب کر لو۔ ابوبکر از مجاہد از عمرؓ فرمایا کہ سبزیوں
یعنی ترکاریوں، میووں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ شافعیؒ عمرو بن دینار
سے، کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ یتامیٰ کے اموال کو تجارت
میں لگاتے رہو، ایسا نہ ہو کہ ان کو زکوٰۃ ختم کر دے۔ ابوبکر
زہری و مکحول سے، عمرؓ سے حسب روایت مذکورہ۔ بیہقی عمرؓ
ابن الخطاب سے پوچھا گیا کیا مملوک پر زکوٰۃ ہے؟ کہا کہ نہیں!
کہا گیا کہ کس پر ہے؟ تو فرمایا کہ اُس کے مالک پر۔ شافعیؒ ابن
شہاب سے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ صدقہ میں اُدھار قبول نہیں کیا
کرتے تھے یہ دونوں حضرات (وصولِ صدقات کے لئے) بھیجا
کرتے تھے قحط میں اور ارزانی میں اور فربہی کے زمانہ میں اور
لاغری کے زمانہ میں کیونکہ اس کا وصول کرنا ہر سال میں سنت
ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ شافعیؒ نے
روایت کیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے (ایک قحط کے سال) عام الرمادہ
میں صدقہ کو مؤخر کر دیا تھا پھر بھیجا صدقات لینے والوں کو
اور (دو سال کی زکوٰۃ) دو دو مہار شتر وصول کی۔ اور یہ ثابت
نہیں۔ شافعیؒ کہتے ہیں پانی لانے والے اونٹ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاءؓ کے عہد میں موجود تھے مگر میں
نہیں جانتا کہ کسی نے یہ روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے یا آپؐ کے خلفاءؓ میں سے کسی نے اُن میں سے
صدقہ وصول کیا ہو اور کوئی شک نہیں اگر اللہ چاہتا تو ایسا
ہوتا۔ بیشک ایک (پانی ڈھونے والے) آدمی کے پاس پانچ
اور اس سے زیادہ اونٹ ہوتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سلیمان
ابن یسار سے، کہ اہلِ شام نے ابو عبیدہؓ بن الجراح سے کہا کہ ہمارے
گھوڑوں میں سے صدقہ لے لیجئے تو اُنھوں نے انکار کر دیا

www.kitabghar.org

ثم کتب الے عمر بن الخطاب فأبى عمر
ثم کلموہ ایضا فکتب الیه عمر ان احبوا
فخذها منهم واردُدها علیهم وارزق رقیقهم
قال مالک واردد ها علیهم بقول علی
فقرائهم ابو بکر عن شبل عن عمر نحوا من
ذلک الشافعی عن السائب بن یزید ان
عمر امر ان یؤخذ من الفرس شاتین
او عشرة او عشرین درهما ابو بکر ان عمر
کان یؤتے بصدقة الخیل قلت وجه
الجمع انهم بذلوا صدقة خیلهم ورقیقهم
طوعا من غیر ان تکون واجبا علیهم
فقبل عمر ذلک کذلک جمع الشافعی
وغیرہ وقال الشافعی سمعت بعض من
لا یقول بنصاب خمسة اوساق یقول
قد قام بالامر بعد النبی صلی اللہ علیه و
سلم ابو بکر و عمر و عثمان و علی و اخذوا
الصدقات فی البلدان اخذا عاما
زمانا طویلا فما روی عنهم انهم قالوا
لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة ما رواہ
عن النبی صلی اللہ علیه وسلم الا ابو سعید
الخدری ثم اجاب الشافعی بما حاصله
ان الحدیث صحیح من روایة ابی سعید
و جابر موجود فی کتاب عمرو

پھر ابو عبیدہ رضؓ نے عمر رضؓ بن الخطاب کو لکھا تو عمر رضؓ نے بھی انکار کردیا۔ پھر لوگوں نے اُن سے وہی گفتگو کی تو عمر رضؓ نے لکھا کہ اگر یہ لوگ اس کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کو ان لوگوں سے لو اور اس کو ان پر لوٹا دو اور اُن کے لونڈی غلاموں کو دے دو (کہ وہ اُن سے منتفع ہوں) مالکؒ کے قول کہ "اس کو ان پر لوٹا دو" کا یہ مطلب ہے کہ اُن کے فقراء پر لوٹا دو۔ ابو بکر شبل سے وہ عمر رضؓ سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ سائب بن یزید سے، کہ عمر رضؓ نے حکم دیا کہ گھوڑے سے (صدقہ میں) دو بکریاں لے لیجائیں یا دس یا بیس درہم لے لئے جائیں۔ ابو بکر نے کہا کہ عمر رضؓ کے پاس گھوڑوں کا صدقہ لایا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع روایات کی یہ صورت ہے کہ انھوں نے اپنے گھوڑوں اور لونڈی غلاموں کا صدقہ اپنی خوشی سے نکالا بغیر اس کے کہ ان کے اوپر واجب ہو اور عمر رضؓ نے اس کو قبول کرلیا۔ اسی طرح جمع کیا شافعیؒ وغیرہ نے۔ اور کہا شافعیؒ نے کہ میں نے بعض ایسے لوگوں سے جو پانچ اوساقؓ کے نصاب کے قائل نہیں ہیں سنا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوتے ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ اور علی رضؓ اور انھوں نے عام طور پر اور زمانہ طویل تک شہروں میں صدقات وصول کئے اور ان میں سے کسی سے یہ روایت نہیں کیا گیا کہ انھوں نے یہ کہا ہو کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے۔ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بجز ابو سعید خدری رضؓ کے کسی نے بھی روایت نہ کیا۔ پھر شافعیؒ نے جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث صحیح ہے ابو سعیدؓ اور جابر رضؓ کی روایت سے جو عمرو

ع۵ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے یعنی تین سو بیس رطل کا ملک حجاز میں۔ اور ملکِ عراق میں چار سو اسی رطل کا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ابن حزم فوجب العمل به ولم يذكر عن
الائمة ان الحديث ظهر في زمانهم فتكلموا
فيه قلت بل ذكر مالك سنة اهل
المدينة على ما روينا عن ابي سعيد
البيهقي عن مطر الانصاري ان النبي
صلى الله عليه وسلم لم يكن يخرص
العرايا ولا ابو بكر ولا عمر قلت الاوجه
عندي ان المراد بالعرايا ما دون خمسة
اوسق وسياتيك من حديث مالك والشافعي
في البيوع ما يشهد لذلك الشافعي في
القديم عن بشير بن يسار ان عمر بن
الخطاب كان يبعث ابا خيثمة خارصا (اندازہ کنندہ)
يخرص النخل فيامره اذا وجد القوم في
حائطهم ان يدع لهم قدر ما ياكلون البيهقي
عن عثمان بن عطاء الخراساني ان عمر بن
الخطاب قال فيه العشر يعني الزيتون اذا
بلغ خمسة اوسق من عصيره اخذ عشر
زيته البيهقي عن عمرو بن شعيب عن
ابيه عن جده ان رجلا جاء الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم بعشور نحل له
وسأله ان يحمي واديا يقال له سلبة
فحماه له فلما ولى عمر كتب سفيان بن وهب
الى عمر بن الخطاب يسأله عن ذلك
فكتب عمر ان ادى اليك ما كان يودي

ابن حزم کی کتاب میں موجود ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور ائمہ میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ یہ حدیث ان کے زمانہ میں ظاہر ہوتی ہو پھر انھوں نے اس میں کلام کیا ہو۔ میں کہتا ہوں بلکہ مالکؒ نے بربنا روایت ابو سعید اس کو اہل مدینہ کی سنت ذکر کیا ہے۔ بیہقی مطر الانصاری سے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عرایا[ع۵] پر کن (اندازہ) نہیں کرایا کرتے تھے اور نہ ابو بکرؓ اور نہ عمرؓ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ عرایا سے مراد ہے وہ کہ جو پانچ وسق سے کم ہو۔ اور تمھارے سامنے مالکؒ اور شافعیؒ کی حدیث عنقریب بیوع کے باب میں آئے گی جو اس کی شہادت دیگی۔ شافعیؒ مسلک قدیم میں، بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ابو خیثمہ کو اندازہ کرنے والا بناکر بھیجا کرتے تھے جو کھجوروں کا اندازہ کرتے تھے اور ان کو یہ حکم دیتے تھے کہ اگر وہ کچھ لوگوں کو ان کے باغ میں پائیں تو اتنی مقدار چھوڑ دیں جو اُن کے کھانے کے لئے کافی ہو۔ بیہقی عثمان ابن عطاء خراسانی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اس میں دسواں حصہ ہے یعنی زیتون میں جب اس کا شیرہ (یعنی تیل) پانچ وسق تک پہنچ جاتے تو اس کے تیل کا دسواں حصہ لے لیا جائے۔ بیہقی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے شہد کا عشر لایا اور آپ سے درخواست کی کہ اس وادی کو جس کو سلبہ کہا جاتا تھا اس کے ٹھیکہ میں دیدیں تو آپؐ نے اس کو ٹھیکہ میں دیدیا۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو سفیان بن وہب نے عمرؓ بن خطاب کو خط لکھا جس میں اس کے بارے میں دریافت کیا تو عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ تم کو شہد کا

ع۵ عرایا جمع ہے عریہ کی جسکے معنے اس درخت خرما کے ہیں جو عاریۃً کسی محتاج کو دیا جائے کہ وہ اس کا پھل اپنے اوپر صرف کرے ۱۲

www.kitabghar.org

الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
عشور نحلہ فاحم لہ سلبۃ والّا فانما
ہو ذباب غیث یأکلہ من شاء (بمعنی وادی) قلت
ہذا مفسر لیس بعدہ اشتباہ فی العسل
الشافعی عن ابی عمرو بن حماس ان اباہ
قال مررت بعمر بن الخطاب وعلی عنقی
ادمۃ (جمع ادیم) احملہا فقال عمر الا تؤدی
زکوتک یا حماس فقلت یا امیر المومنین
مالی غیر ہذا الذی علی ظہری واہبۃ فی
القرظ قال ذاک مال فضع فوضعتہا
بین یدیہ فحسبہا فوجدہا قد وجبت فیہا
الزکوۃ فاخذ منہا الزکوۃ مالک والشافعی
عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ
وسلم انہا قالت مر علی عمر بن
الخطاب بغنم من الصدقۃ فرأی
فیہا شاۃ حافلا (پرشیر) ذات ضرع (پرپستان)
عظیم فقال عمر بن الخطاب ماہذہ الشاۃ
فقالوا شاۃ من الصدقۃ فقال عمر
ما اعطی ہذہ اہلہا وہم طائعون لاتفتنوا
الناس لاتاخذوا حرزات المسلمین (جمع حرزہ بمعنی مال عمدہ)
نکبوا عن الطعام مالک عن زید بن
اسلم عن ابیہ قال سمعت عمر بن
الخطاب یقول حملت علی
فرس عتیق فی سبیل اللہ و
کان الرجل ہو الذی (اصیل) عندہ

دسواں حصہ ادا کرتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ادا کرتا رہا ہے تو سلبہ کو اس کے ٹھیکہ میں رہنے دو ورنہ
وہ بارش کی مکھیاں ہیں جو شخص ان میں سے کھانا چاہے کھائے
میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر شدہ ہے اس کے بعد شہد میں کوئی اشتباہ
نہیں ہے۔ شافعیؒ ابی عمرو بن حماس سے۔ کہ اُن کے باپ نے کہا کہ
میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے گزرا اور میری گردن پر چند
کھالیں تھیں جن کو میں اٹھاتے ہوئے تھا۔ تو عمرؓ نے فرمایا
کہ اے حماس تو اپنی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تو میں نے کہا کہ اے
امیر المومنینؓ میرے پاس بجز اس کے جو میری پیٹھ پر ہے اور
اُن چند کھالوں کے جو قرظ (پتوں) میں رکھی ہوئی ہیں اور
کچھ نہیں۔ فرمایا کہ یہ بھی مال ہے۔ نیچے رکھ۔ تو میں نے اُن کو
آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے ان کو ٹٹولا اور اس قابل
پایا کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہے تو اُن میں سے زکوٰۃ وصول
کی۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے عائشہؓ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ انھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کا صدقہ
کی بکریوں پر گزر ہوا اُن میں انھوں نے ایک دودھیل بکری
دیکھی جس کے بڑے بڑے تھن تھے تو عمرؓ بن الخطاب نے
کہا کہ یہ بکری کیسی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ صدقہ کی بکری ہے
تو عمرؓ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ بکری دی وہ خوشی سے
نہیں دی ہوگی۔ تم لوگوں کو تکلیف میں نہ ڈالنا اور
مسلمانوں کا بہترین مال نہ لے لینا۔ کھانے پینے کی چیزیں لینے
سے اعراض کرو۔ مالکؒ زید بن اسلمؒ سے وہ اپنے باپ سے،
کہا کہ میں نے سنا عمرؓ بن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ میں نے
(ایک شخص کو) فی سبیل اللہ ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑا دیا اور
وہ شخص بھی اُن کے پاس موجود تھا اور اس نے (اس گھوڑے

www.kitabghar.org

قد أضاعه فاردت أن أشتريه منه
وظننت أنه بايعه برخص (ارزانی) قال
فسألت عن ذلك رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقال لا تشتره و
إن أعطاكه بدرهم واحد فان
العائد في صدقته كالكلب يعود
في قيئه. أبو بكر عن عبد الرحمن البيلماني
قال أبو بكر الصديق رض مما يوصي
به عمر من أدى الزكوة إلى غير
ولاتها لم يقبل منه صدقة ولو
تصدق بالدنيا جميعا أبو بكر عن محمد
يعني ابن سيرين كانت الصدقة
تدفع إلى النبي صلى الله عليه و
سلم ومن أمر به وإلى أبي بكر و
من أمر به وإلى عمر ومن أمر به و
إلى عثمان ومن أمر به فلما قتل عثمان
اختلفوا فمنهم من رأى أن
يدفعها إليهم ومن رأى يقسمها
هو الحديث أبو بكر عن عبد الملك بن
أبي بكر أن عمر قال أحسب دينك
وما عندك فاجمع ذلك جميعا
ثم زكه أبو بكر عن عمر في
قوله تعالى إنما الصدقات
للفقراء فقال هم زمناء (برجا ماندگان)
أهل الكتاب

کی خدمت نہ کرکے) اُس کو خراب کر دیا تھا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ
میں اُس سے اُس گھوڑے کو خریدلوں اور میں نے گمان کیا تھا کہ
وہ اُس کو سستا بیچنے والا ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے
بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ تو آپؐ
نے فرمایا کہ اس کو نہ خریدنا اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم کو دینے لگے۔
کیونکہ اپنے صدقہ کو لوٹانے والا مثل اُس کتے کے ہے جو اپنی قے
کو چاٹنے لگتا ہے۔ ابوبکر عبدالرحمٰن بیلمانی سے، کہا کہ ابوبکر صدیقؓ
نے اُن وصیتوں میں سے جو عمرؓ کو کی تھیں یہ بھی فرمایا کہ
جو زکوٰۃ کو والیٔ زکوٰۃ کو چھوڑکر (جو منجانب خلیفہ مقرر ہوتا
ہے) دوسرے کو دے گا اُس کا کوئی صدقہ قبول (یعنی تسلیم)
نہ کیا جائے گا چاہے ساری دنیا صدقہ میں دیدے۔ ابوبکر محمد
یعنی ابنِ سیرین سے، صدقہ دیا جاتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کو یا جس کو آپ نے اس پر مامور کیا اور ابوبکرؓ کو دیا جاتا تھا
اور جس کو انھوں نے اس پر مامور کیا اور عمرؓ کو اور جس کو
انھوں نے اس پر مامور کیا اور عثمانؓ کو اور جس کو انھوں نے
اس پر مامور کیا۔ پھر جب عثمانؓ قتل کردیئے گئے تو لوگ
مختلف الرائے ہوگئے۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ ان ہی کو (یعنی
خلفاءؓ اور ان کے مامورین ہی کو) دیا جائے۔ اور بعض کی
یہ رائے ہوئی کہ وہ خود اس کو تقسیم کردے، الحدیث۔ ابوبکر
عبدالملک بن ابی بکر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنے قرض کا حساب
کر اور جو تیرے پاس ہے ان سب کو جمع کر (یعنی ملحوظ کرلے کہ
تیرے پاس کیا بچے گا) پھر اس کی زکوٰۃ دے۔ ابوبکر عمرؓ سے
بابت ارشاد الٰہی إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ (یعنی صدقات
فقراء کے لئے ہیں الخ) آپ نے فرمایا وہ فقراء اہلِ کتاب میں
کے زمناء ہیں (یعنی وہ معذورین جن کے ہاتھ پاؤں مارے گئے)

www.kitabghar.org

ابو بکر عن عطاء ان عمر کان یاخذ العروض فی الصدقۃ من الورق وغیرہا زاد فی روایۃ ویعطیہا فی صنف واحد مما سمی اللہ ابو بکر عن عبد الرحمن بن عبد القاری وکان علی بیت المال فی زمن عمر فکان اذا خرج العطاء جمع عمر اموال التجار فیحسب عاجلہا وآجلہا ثم یاخذ الزکوۃ من الشاہد والغائب ابو بکر عن طارق ان عمر بن الخطاب کان یعطیہم العطاء ولا یزکیہ قلت اما قولہ لا یزکیہ فمعناہ لا یاخذ من العطاء زکوۃ لانہ لم یحل علیہ الحول من حین قبضہ واما قولہ ثم یاخذ الزکوۃ فمعناہ یاخذ زکوۃ اموال التجارۃ التی حال علیہا الحول فی ایدیہم من مال العطاء قولہ فیحسب عاجلہا وآجلہا یعنی ما کان لہ دینا مؤجلا او معجلا علی احد او موجودا فی یدہ ابو بکر عن الحسن قال عمر اذا تحولت الصدقۃ الی غیر الذی تصدق علیہ فلا باس ان یشتریہا ابو بکر عن زیاد بن حدیر بعثنی عمر علی العشور وامرنی ان لا افتش احدا ابو بکر عن زیاد ابن حدیر بعثنی عمر علی السواد ونہانی ان اعشر

ابو بکر عطاء سے، کہ عمرؓ زکوٰۃ میں سامان اور پونجی ورق نقرہ وغیرہ لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے اور اس کو ان ہی کو دیا کرتے تھے جو اس ایک صنف میں داخل ہیں جن کو اللہ نے متعین کر دیا ہے۔ ابو بکر عبد الرحمن بن عبد القاری سے اور یہ عمرؓ کے زمانہ میں بیت المال پر متعین تھے۔ معمول یہ تھا کہ جب عطاء کا حساب ہوتا تو عمرؓ تجار کے اموال کو جمع کرتے پھر حساب کرتے ان کے جلد حاصل ہونے والے (قرض) کا اور دیر میں حاصل ہونے والے کا، پھر زکوٰۃ لیتے حاضر اور غائب (مال) سے۔ ابو بکر طارق سے، کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو وظائف دیتے تھے اور اس سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ عطاء (یعنی وظیفہ) میں سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے کیونکہ اس پر سال نہیں گزرا ہوا ہوتا تھا جب سے وہ اس پر قابض ہوتے اور (پچھلی حدیث عبد الرحمن بن عبد القاری میں) اس قول کا کہ ثم یاخذ الزکوۃ (یعنی پھر زکوٰۃ لیتے) یہ مطلب ہے کہ ان اموال تجارت کی زکوٰۃ لیتے جو مال عطاء میں سے ان کے قبضہ میں ہوتا اور اس پر سال گزر چکا ہوتا اور قول فیحسب عاجلہا و آجلہا کا یہ مطلب ہے کہ جو ان کا قرض کسی پر ہوتا دیر میں وصول ہونے والا یا جلد وصول ہونے والا اس کا اور جو ان کے قبضہ میں ہوتا ان سب کا حساب کرتے۔ ابو بکر حسن سے، عمرؓ نے فرمایا کہ جب صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس سے نکل کر دوسرے شخص کی ملک میں چلا جاتے تو اس کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابو بکر زیاد بن حدیر سے، مجھے لوگوں سے عشر کے وصول کرنے پر عمرؓ نے بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی تلاشی نہ لوں۔ ابو بکر زیاد بن حدیر سے، مجھے عمرؓ نے سواد (عراق کے زرعی علاقہ) پر بھیجا اور مجھے اس سے منع کیا کہ میں کسی مسلمان سے

www.kitabghar.org

مسلماً قلتُ العشور علے اہلِ الحرب و نِصف العُشر علے اہلِ الذمّۃ و رُبع العُشر زکوٰۃُ المسلمین آبوبکر عن جماعۃٍ ان عمر بن الخطاب صالح نصارٰے بنی تغلب علے اَن یُضعّف علیہم الزکوٰۃُ مرّتین آبوبکر عن الحسن صاعُ عمر ثمانیۃُ ارطالٍ البیہقی وغیرہ ان صاعَ النبی صلے اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم و خلفآئہٖ خمسۃُ ارطالٍ و ثُلث رطل قلتُ اہل البلد اَعرف بصاعہم آبوبکر عن الشعبی ان غلاماً من العرب وجد ستّوقۃً فیہا عشرۃُ آلافٍ فاَتیٰ بہا عمر فاَخذ منہا خُمسہا الفَین واَعطاہ ثمانیۃَ آلافٍ

کتابُ الصّیام البیہقی عن ابن ابی لیلے کان الرجل اذا اَفطر فنامَت امرأتہ لم یأتہا واِذا نامَ لَم یَطعَم لم یطعَم الیٰ مثلِہا من القابلۃ حتےٰ جآء عمر بن الخطاب یُرید امرأتہ قالت انّی قد نِمتُ قالَ انّما تَعتَلّین فوقعَ بہا و جآء رجلٌ من الانصار فاَرادَ اَن یطعَم فقالوا حتّےٰ نُسخّن لک شیئاً فنام فنزلت اُحِلَّ لکمُ

عُشر وصول کروں۔ میں کہتا ہوں کہ عُشر ہوتے ہیں (یعنی دسواں حصّہ) اہلِ حرب پر اور نصف عُشر (بیسواں حصّہ) اہلِ ذمّہ پر اور رُبع العُشر (چالیسواں حصّہ) مسلمانوں کی زکوٰۃ ہے۔ آبوبکر ایک جماعت سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نصارائے بنی تغلب سے اس امر پر مصالحت کی کہ ان پر زکوٰۃ لگائی جاتے دومرتبہ کی تضعیف سے (یعنی زکوٰۃ کا دوگنا لگایا جاتے جو بیسواں حصّہ ہوگا) آبوبکر حسن سے، عمرؓ کا صاع آٹھ رطل کا تھا۔ بیہقی وغیرہ کا قول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفاؓ کا صاع پانچ اور ایک تہائی رطل کا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ شہر اپنے صاع کو سب سے زیادہ پہچانتے ہیں۔ آبوبکر شعبی سے کہ عرب میں کے ایک غلام نے ایک تھیلا پایا جس میں دس ہزار تھے وہ اس کو عمرؓ کے پاس لایا تو اس میں سے اُنھوں نے اس کا پانچواں حصّہ دوہزار لئے اور آٹھ ہزار اُس کو دیدیئے۔

کتاب الصّیام بیہقی ابولیلے سے۔ (ابتدا میں معمول یہ تھا کہ) جب کوئی شخص افطار کرلیتا پھر اس کی بیوی سوجاتی تو پھر وہ اُس کے پاس نہیں جاتا تھا (یعنی جماع نہیں کرتا تھا۔) اور جب کوئی سوگیا اور اس نے کھانا نہ کھایا تو وہ آئندہ رات کے اسی کے مثل (یعنی سونے کے وقت) تک کھانا نہ کھاتے گا یہاں تک کہ (یہ واقعہ پیش آیا کہ) عمرؓ بن الخطاب نے اپنی بی بی کے پاس آنے کا ارادہ کیا اُس نے کہا کہ میں تو سوگئی تھی تو عمرؓ نے کہا کہ تو محض بہانہ کررہی ہے اور اس سے ہم بستر ہوگئے۔ اور ایک شخص انصار میں کا آیا اور اس نے کھانے کا ارادہ کیا۔ گھر والوں نے کہا کہ (ذرا ٹھہر جاؤ) ہم کچھ گرم کردیں۔ وہ شخص سوگیا تو یہ آیت نازل ہوئی اُحِلَّ لَکُمْ لَیلَۃَ الصِّیَامِ تا اِلَی الَّیلِ (۲: ۱۸۷) تم لوگوں کے واسطے

www.kitabghar.org

لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ (الجماع ۱۲) اِلٰی نِسَآئِکُمْ اِلٰی
قولہ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ قال
ابوبکر ہشیم عن مجالد عن الشعبی
عن علیؓ انہ کان یخطب اذا حضر
رمضان فیقول الا لا تقدموا الشہر
اذا رأیتم الہلال فصوموا واذا رأیتم
الہلال فافطروا فان اغمی علیکم
فاتموا العدۃ قال ابوبکر ہشیم
عن مجالد عن الشعبی عن مسروق
عن عمر مثل ذلک الا لا تقدموا
الشہر البیہقی روی مجالد عن
الشعبی ان عمر وعلیاً کانا ینہیان
عن صوم الذی یشک فیہ من
رمضان ابوبکر عن سوید بن غفلۃ
سمعت عمر یقول شہر
ثلثون وشہر تسع وعشرون
ابوبکر والبیہقی عن ابی وائل اتانا
کتاب عمر ان الاہلۃ بعضہا
اکبر من بعض فاذا رأیتم
الہلال نہاراً فلا تفطروا
حتی یشہد رجلان مسلمان
انہما اہلاہ امس ابوبکر عن
ابی لیلیٰ ان عمر بن
الخطاب اجاز شہادۃ
رجل

لعلہ فی لیلۃ ذات علۃ ۱۲

روزے کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا کیونکہ وہ تمہارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے ہیں اور تم ان کے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہو۔ خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر) خیر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا سو اب ان سے ملو ملاؤ اور جو (قانون اجازت) تمہارے لئے تجویز کر دیا ہے (بلا تکلف) اس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی) اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (کہ عبارت ہے نور سے) صبح (صادق) کا متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے۔ پھر (صبح صادق سے) رات تک روزہ کو پورا کر لیا کرو۔ ابوبکر نے کہا ہشیم از مجالد از شعبی از علیؓ کہ وہ خطبہ دیا کرتے تھے جب رمضان آتا تھا اور فرماتے کہ خبردار مہینے کو مقدم نہ کرو جب تم ہلال کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم ہلال کو دیکھو تو افطار کرو۔ پھر اگر چاند تم سے چھپ جائے (گرد و غبار یا ابر کی وجہ سے نظر نہ آئے) تو شمار پوری کرو۔ ابوبکر ہشیم از مجالد از شعبی از مسروق از عمرؓ مثل حدیث مذکور یعنی خبردار مہینے کو مقدم نہ کرو۔ بیہقی، مجالد نے روایت کیا شعبی سے کہ عمرؓ اور علیؓ دونوں منع کیا کرتے تھے اس دن کے روزے سے جس میں شک کیا جائے کہ یہ رمضان کا ہے۔ ابوبکر سوید بن غفلہ سے کہ میں نے عمرؓ سے سنا کہ کہتے تھے کہ کوئی مہینہ تیس (دن) کا اور کوئی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ ابوبکر اور بیہقی ابو وائل سے کہ ہمارے پاس عمرؓ کا مکتوب آیا کہ بعض ہلال بعض سے بڑے ہوتے ہیں تو جب تم ہلال کو دن میں دیکھ لو تو (رمضان کو ختم سمجھ کر) افطار نہ کرو جب تک دو مسلمان مرد یہ شہادت نہ دیں کہ ان دونوں نے کل شام چاند دیکھا تھا۔ ابوبکر ابو لیلیٰ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جائز رکھا

www.kitabghar.org

في الهلال الشافعي عن عاصم بن عمر عن عمر بن الخطاب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا أدبر النهار و اقبل الليل و غربت الشمس فقد أفطر الصائم أبو بكر و البخاري و مسلم نحواً من ذلك مالک و الشافعي عن زيد بن اسلم عن اخيه خالد بن اسلم ان عمر بن الخطاب افطر من رمضان في يوم ذي غيم ورأى ان قد أمسى و غابت الشمس فجاءه رجل فقال يا امير المؤمنين قد طلعت الشمس فقال عمر بن الخطاب ليسير و قد اجتهدنا قال مالک و الشافعي قضاء يوم مكانه أبو بكر عن حنظلة شهدت عمر ابن الخطاب في رمضان و قرب اليه شراب فشرب بعض القوم وهم يرون ان الشمس قد غربت ثم ارتقى المؤذن فقال يا امير المؤمنين والله للشمس طالعة لم تغرب فقال عمر منعنا الله من شرك مرتين او ثلثا يا هؤلاء من كان افطر فليصم يوماً مكان يوم ومن لم يكن افطر فليتم حتى تغرب الشمس واخرج البيهقي ذلک من طرق ثم قال من قال في هذا الحديث لا يقضى لا يصح قوله لان العدد اولى بالحفظ من الواحد أبو بكر عن الحسن قال عمر اذا شك الرجلان فليأكلا

يعني تداركه سهل و يسير ۱۲

في بيان اليسير ۱۲

اي كثرة الرواة

ایک مرد کی شہادت کو ہلال کے بارے میں۔ شافعیؒ عاصم بن عمر سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دن جانے لگے اور رات آنے لگے اور آفتاب غروب ہو جاتے تو روزے دار افطار کرے۔ ابو بکر اور بخاری اور مسلم نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے بھائی خالد بن اسلم سے کہ ایک ابر آلود دن میں عمرؓ بن الخطاب نے روزہ افطار کیا اور سمجھے کہ شام ہو گئی اور سورج غروب ہو گیا۔ پھر اُن کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المومنین سورج ظاہر ہو گیا ہے۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ (اس کا تدارک) آسان ہے اور ہم تو کوشش کر چکے ہیں۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے کہا کہ (آسان کے معنے ہیں) اُس کے بجائے ایک دن کی قضاء۔ ابو بکر نے حنظلہ سے کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے پاس موجود تھا رمضان میں اور ان کے پاس پینے کے لئے پانی رکھدیا گیا تھا تو بعض لوگوں نے پی لیا اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ پھر مؤذن اوپر چڑھا اور اُس نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ واللہ سورج تو نکل رہا ہے غروب نہیں ہوا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ نے دو یا تین مرتبہ تو ہمیں تیرے شر سے بچایا ہے۔ اے لوگو جس نے افطار کر لیا تھا اُس کو چاہیئے کہ اس دن کے بدلے میں ایک دن کا روزہ رکھے اور جس نے نہیں افطار کیا تھا وہ پورا کرے آفتاب کے غروب ہونے تک۔ اور بیہقی نے اس کو چند طریقوں سے روایت کیا پھر کہا کہ جس نے اس حدیث میں یہ کہا کہ قضا نہیں کیا جاتے گا اُس کا قول صحیح نہیں ہے کیونکہ متعدد لوگوں کے حفظ کا زیادہ اعتبار ہے بہ نسبت ایک کے۔ ابو بکر حسنؒ سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جب دو آدمی شک کریں تو کھالیں

www.kitabghar.org

حتّٰی یستیقنا قلت وذلک لقولہ تعالٰی
حتّٰی یتبین لکم الخیط الابیض من
الخیط الاسود من الفجر ابو بکر عن جابر
ابن عبد اللہ عن عمر بن الخطاب قال
ہششت یوما الی المرأۃ فقبلتہا وانا
صائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ارأیت لو تمضمضت بماء وانت
صائم قلت لا بأس قال ففیم الشافعی
عن جابر بن عبد اللہ نحوا من ذلک ابو بکر
عن سعید بن المسیب ان عمر نہی عن
القبلۃ للصائم قلت فالاول یدل علی
جواز الصوم مع القبلۃ والثانی علی
الکراہیۃ التنزیہیۃ۔ ابو بکر عن عطاء
قال عمر لا تزال ہذہ الامۃ بخیر ما عجلوا
الفطر الشافعی عن حمید بن عبد الرحمن
ان عمر وعثمان کانا یصلیان المغرب
حین ینظران الی اللیل البہیم ثم یفطران
بعد الصلوۃ وذلک فی رمضان
ابو بکر عن حمید نحوا من ذلک الا
انہ قال ویفطران قبل ان یصلیا
ابو بکر عن سعید بن المسیب کان عمر
یکتب الی امرائہ لا تکونوا من المسوفین
لفطرکم ولا تنتظروا بصلوتکم

یہاں تک کہ دونوں کو یقین ہو جاتے۔ میں کہتا ہوں اور یہ
متعلق ہے حق تعالیٰ کے اس ارشاد سے حتّٰی یتبین لکم
الخیط الابیض الخ۔ ابو بکر جابر بن عبد اللہ سے کہ عمرؓ بن
الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں ایک دن بیوی
کی طرف سرخوشی کے ساتھ متوجہ ہوا اور اس کا بوسہ لے
لیا حالانکہ میں روزے سے تھا (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے تشویش کا اظہار کیا) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ اگر تم نے پانی سے کُلّی کی حالانکہ تم
روزہ دار ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی اندیشہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر
اس بات میں تردّد کیوں ہے۔ شافعیؒ نے جابر بن عبد اللہؓ
سے ایسی ہی روایت کی ہے۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ
عمرؓ نے روزہ دار کو بوسہ لینے سے روکا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ
پہلی روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ بوسہ کے باوجود روزہ
جائز ہوگا اور دوسری کراہت تنزیہی پر دلالت کرتی ہے۔
ابو بکر عطاء سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اس امت کے ساتھ خیر
ہمیشہ رہے گی جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ شافعیؒ
حُمید بن عبد الرحمٰن سے عمرؓ اور عثمانؓ دونوں مغرب کی نماز
اس وقت پڑھا کرتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریک رات کی
طرف۔ پھر افطار کیا کرتے تھے بعد نماز کے اور یہ رمضان
میں ہوتا تھا۔ ابو بکر حُمید سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں مگر اس
میں یہ کہا کہ دونوں افطار کرتے تھے نماز پڑھنے سے پہلے۔
ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ اپنے اُمراء کو لکھا کرتے تھے کہ
افطار میں تاخیر کرنے والے نہ بنو اور نہ اپنی نماز کے لئے ستاروں کی

ع۵ وجہ توفیق یہ ہے کہ غروب شمس ہوتے ہی پانی سے یا کھجور وغیرہ سے افطار کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے بعد فراغت کھانا کھاتے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

اشتباک النجوم (ظہورہا ۱۲) آبو بکر عن الشعبی قال
عمر لیس الصیام من الطعام والشراب وحدہ
ولکن من الکذب والباطل واللغو و
الحلف آبو بکر عن عبدالرحمٰن بن القاسم
کان عمر لایصومہ یعنی یوم عاشوراء آبو بکر
عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن ان عمر ارسل
الی عبدالرحمٰن بن الحارث لیلۃ عاشوراء
ان تسحروا واصبحوا صائما آبو بکر عن ابن
عباس عن عمر لقد علمتم ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قال فی لیلۃ القدر
اطلبوھا فی العشر الاواخر آبو بکر عن زر
کان عمر وحذیفۃ و ابی لایشکون فیھا
لیلۃ سبع وعشرین آبو بکر عن قیس
عن ابیہ عن عمر لاباس بقضاء رمضان
فی العشر یعنی عشر ذی الحجۃ آبو بکر عن ابی
عمرو الشیبانی بلغ عمر ان رجلاً یصوم الدہر
فعلاہ بالدرۃ آبو بکر عن ابن عمر ان عمر
سرد الصوم قبل موتہ بسنتین آبو بکر (تابع ۱۲)
عن نافع قال عمر لو ادرکنی النداء
وانا بین رجلیھا لصمت او
قال ما افطرت

جگمگاہٹ کا انتظار کرو۔ آبو بکر شعبی سے، عمر رضؓ نے فرمایا کہ روزہ تنہا کھانے پینے کا ہی نہیں ہوتا بلکہ جھوٹ ... اور بیکار باتوں اور یاوہ گوئی اور (بات بات پر) قسمیں کھانے کا بھی ہوتا ہے۔ آبو بکر عبدالرحمٰن بن القاسم سے کہ عمر رضؓ اس کا روزہ نہیں رکھتے تھے یعنی یوم عاشوراء کا۔ آبو بکر ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے کہ عمر رضؓ نے عبدالرحمن بن الحارث کے پاس عاشوراء (یعنی دسں محرم) کی رات میں یہ پیغام بھیجا کہ سحری کھاؤ اور صبح کو روزہ رکھو۔ آبو بکر ابن عباس رضؓ سے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ اس کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔ آبو بکر زرؓ (بن حبیش) سے کہ عمر رضؓ اور حذیفہ رضؓ اور ابیؓ رضؓ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔ آبو بکر قیس سے وہ اپنے باپ سے وہ عمر رضؓ سے، کہ کوئی حرج نہیں عشر میں یعنی ذی الحجہؓ کے دس دنوں میں اگر قضاء رمضان کی جاتے۔ آبو بکر ابو عمرو الشیبانی سے کہ عمر رضؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ ایک شخص ہمیشہ (مسلسل) روزے رکھتا ہے تو انھوں نے (بلاکر) اُس کے درہؑ مارا۔ آبو بکر ابنِ عمر رضؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی موت سے دو سال پہلے لگاتار روزے رکھے۔ آبو بکر نافع رحؒ سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ اگر نداء اپنے پاؤں چلتی ہوتی میرے پاس پہنچ جاتیؑ تو میں روزہ رکھ لوں گا یا یہ کہا کہ پھر میں کھانا نہ کھاؤں گا۔

عہ درہ مارنے کا ظاہر تو تنبیہ ہے ترکِ سُنّت پر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے نفس میں صائم الدہر ہونے کا عُجب موجود ہو جس کا آپ نے اس طرح علاج کیا ہو۔ اہلِ نظر ہی اس راز کو سمجھتے ہیں کہ یہ اس کے باطن پر ایک تصرّف تھا جس سے اس کو وہ فوائد پہنچے ہونگے جو مدّۃ العمر کے روزوں سے نصیب نہیں ہو سکتے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

عہ یعنے مؤذن کی آواز سُنتے ہی کھانا بند کر دیتا اور روزہ رکھ لیتا ہوں جب کوئی خبر براہ راست اعلان کرنیوالے کی آواز سُنکر معلوم ہو تو کہا جاتا ہے کہ خبر اپنے پاؤں چل کر ہم تک پہنچی۔ اگر دوسرے کے توسط سے پہنچی تو گویا وہ دوسرے کے پاؤں سے چلتی ہوتی آئی۔ وانا بین رجلیھا یعنی میں بلند آواز کی راہ میں ہوں جو

ٔ مجھ سے گزرتی ہوتی آگے بڑھی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

ابوبکر عن قطبة بن مالک ان عمر رأی قوما اعتکفوا فی المسجد وقد ستروا فانکرہ و قال ما ہذا قالوا انما نستر علی طعامنا قال فاستروا فاذا طعمتم فاکشفوہ ابوبکر عن زید بن وہب کتب الینا عمر ان المرأة لا تصوم تطوعا الا باذن زوجہا ابوبکر عن عوف بن مالک الاشجعی قال عمر صیام یوم من غیر رمضان واطعام مساکین یعدل صیام یوم من رمضان قلت ہذا فی الذی افطر رمضان بعذر و اخر قضاءہ بغیر عذر حتی مضی رمضان آخر وعلیہ الشافعی ابوبکر عن خرشة بن الحر رأیت عمر یضرب اکف الناس فی رجب حتی یضعوہا فی الجفان ویقول کلوا فانما ہو شہر کان یعظمہ اہل الجاہلیة ابوبکر عن ابی عبید مولی بن ازہر شہدت العید مع عمر بن الخطاب فبدأ بالصلوٰة قبل الخطبة وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن صوم ہذین الیومین اما یوم الفطر فیوم فطرکم من صیامکم و اما یوم الاضحی فکلوا فیہ من نسککم ابوبکر عن زیاد بن حدیر ما رأیت ادوم سواکا وہو صائم

ابوبکر قطبہ بن مالک سے کہ عمرؓ نے چند لوگوں کو دیکھا جنہوں نے مسجد میں اعتکاف کیا اور پردہ ڈال رکھا تھا تو اس کو برا سمجھا اور فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف اپنے کھانے پر پردہ ڈالتے ہیں۔ فرمایا تو پردہ ڈال لو اور جب کھا چکو تو اس کو ہٹا دو۔ ابوبکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھ کر بھیجا کہ عورت روزہ نفل نہ رکھے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے۔ ابوبکر عوف بن مالک الاشجعی سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا اور (اس کے ساتھ) مسکین کو کھانا کھلانا رمضان کے کسی دن کے روزے کے برابر ہو جاتے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس شخص کے حق میں ہے جس نے رمضان کا روزہ نہ رکھا کسی عذر کی وجہ سے اور اس کی قضاء کو مؤخر کر دیا بغیر کسی عذر کے یہاں تک کہ دوسرا رمضان بھی گزر گیا۔ اور یہی مطلب امام شافعیؒ نے لیا۔ ابوبکر خرشہ بن الحر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو رجب کے مہینہ میں لوگوں کے ہاتھوں پر (ہاتھ) مارتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں کو (کھانے کے) کونڈوں میں رکھ دیا اور فرما رہے تھے کہ کھاؤ یہ وہی مہینہ ہے جس کی تعظیم زمانہ جاہلیت والے کیا کرتے تھے۔ ابوبکر ابو عبید مولے بن ازہر سے، کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ عید میں موجود تھا۔ انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں کے روزے سے منع کیا ہے۔ رہا یوم الفطر تو وہ تمہارا روزوں سے فارغ ہونے کے بعد کھانے کا دن ہے۔ رہا یوم الاضحیٰ تو اس دن میں اپنی قربانیوں میں سے کھاؤ۔ ابوبکر زیاد بن حدیر سے، میں نے روزہ دار ہونے کی حالت میں بہم مسواک کرنے والا عمرؓ سے

www.kitabghar.org

من عمر بن الخطاب **كتاب الحج** ابو بكر
عن شيخ قال عمر بن الخطاب من حجَّ
هذا البيتَ لا يُريدُ غيره خرج من ذنوبه
كيومٍ ولدته اُمُّهُ. ابو بكر عن مجاهد بينما
عمرُ جالسٌ عند البيتِ اذ قدمَ رجالٌ
من العراق حُجّاجًا فطافوا بالبيتِ وسَعَوا
بين الصفا والمروة فدعاهم عمر فقال
انهزكم اليه غيره فقالوا لا فقال
انقبتُم قالوا نعم فقال ادبرتُم قالوا
نعم قال انا لا فاستانفوا العملَ
ابو بكر عن موسى بن سعيد قال عمر تلقّوا
الحُجّاجَ والعُمّارَ والغُزاةَ فليدعوا لكم قبلَ
ان يتدنسوا (بالذنوب) ابو بكر عن مجاهد قال عمر يغفر
للحاجّ ولمن استغفر له الحاجُّ بقيةَ ذي الحجة
والمحرم وصفر وعشر من شهر ربيع الاول
مالك عن سعيد بن المسيّب ان عمر
ابن ابي سلمة استاذن عمر بن الخطاب
ان يعتمرَ في شوالَ فاذنَ له فاعتمر
ثم قفل الى اهله ولم يحج البيهقي
ان عمر بن الخطاب قال ان السبيل الزادُ
والراحلةُ ابو بكر عن نية بنت محرز سمعت
عمر بن الخطاب يقول احجّوا هذه
الذريةَ ولا تاكلوا ارزاقها و

زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ **کتاب الحج** آبو بکر ایک شیخ سے، کہا عمرؓ بن
الخطاب نے کہ جس نے اس بیت کا حج کیا وہ اپنے گناہوں
سے نکل کر ایسا ہو گیا جیسا اُس دن تھا جس دن اُس کی ماں
نے اُس کو جنا تھا۔ آبو بکر مجاہد سے، اس دوران میں کہ عمرؓ
بیت اللہ کے نزدیک بیٹھے ہوتے تھے کہ کچھ لوگ عراق سے
حج کرنے کے لئے آپہنچے تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا
اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تو ان کو عمرؓ نے بلایا اور
فرمایا کہ کیا تم کو حج کی طرف اس کے علاوہ اور کسی کام نے
آمادہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ تمہارے
اونٹوں کے پاؤں گھس گئے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ ان کی
پشت بھی ماؤف ہو گئی؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ اگر آنے کی)
اور کوئی وجہ نہیں تو اب نئے سرے سے عمل شروع کرو۔ع یہ آبو بکر موسیٰ بن
سعید سے، کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم حاجیوں، عمرہ کرنے والوں اور غازیوں سے ان کے
گناہ میں ملوث ہونے سے پہلے جا ملو تاکہ وہ تمہارے لئے دعا کریں۔ آبو بکر مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ حاجی
کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اُس کی بھی جس کے لئے حاجی نے دعاء مغفرت کی بقیہ ایام ذی الحجہ
اور محرم اور صفر اور دس تاریخ ماہ ربیع الاول تک۔ مالکؒ سعید بن المسیب سے کہ عمر
ابن ابی سلمہؓ نے عمرؓ بن الخطاب سے شوال میں عمرہ کرنے کی اجازت
طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دیدی تو انھوں نے عمرہ
کیا۔ پھر اپنے اہل کے پاس واپس ہوتے اور حج نہیں کیا۔
بیہقیؒ، کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ (آیۃ من استطاع
الیہ سبیلا میں) سبیلاً سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔ آبو بکر
نیۃ بنت محرز سے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ
اس ذریۃ کو حج کراؤ اور ان کے اموال نہ کھا جاؤ اس حال میں

ع یعنے تمہارے پچھلے برے اعمال سب بخش دیئے گئے، اب نئے سرے سے عمل شروع کرو۔

www.kitabghar.org

تدعوا ازباقہا فی اعناقہا. قیل الذریۃ ہٰہنا النساء۔ البغوی روی ان عمر اذن ازواج النبی صلی اللہ علیہ و سلم فی آخر حجۃ حجہا فبعث معہن عثمان بن عفان و عبد الرحمٰن قلتُ اختلفوا فی المرأۃ اتخرج من غیر محرم فاحتج الشافعی بہٰذا علی انہ یجوز خروجہا من غیر محرم اذا کان معہا نسوۃ ثقات وللنفاۃ ان یقولوا فی الاثر انہ جعل معہن عثمان و عبد الرحمٰن بمعنی محافظتہن وتوقیرہن و ان کان معہن محارمہن واللہ اعلم البخاری عن ابن عمر لما فتح ہذان المصران اتوا عمر فقالوا یا امیر المؤمنین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدّ لاہل نجد قرنا وہو جور عن طریقنا وانا ان اردنا قرنا شق علینا قال فانظروا حذوہا من طریقکم فحد لہم ذات عرق. ابو بکر عن الحسن ان عمران بن حصین احرم من البصرۃ فقدم علی عمر فاغلظ لہ فقال یتحدث الناس ان رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احرم من الامصار

(بس) ان کے اموال کی رسّیاں ہی ان کی گردنوں میں ڈالنے کے لئے باقی چھوڑو۔ کہا گیا کہ یہاں ذرّیۃ سے مراد عورتیں ہیں۔ بغوی نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آخری حج میں جو انھوں نے کیا تھا حج کی اجازت دی اور اُن کے ساتھ عثمانؓ بن عفان اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف کو بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ عورت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ کیا وہ بغیر محرم کے سفر کرلے تو اس اثر سے امام شافعیؒ نے اس امر پر حجت پکڑی ہے کہ عورت کا سفر کرنا بغیر محرم کے جائز ہے جب کہ اس کے ہمراہ بہت سی ثقہ عورتیں ہوں۔ اور اس امر کی نفی کرنے والوں کے لئے اس اثر کے بارے میں یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ عمرؓ نے ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عثمانؓ اور عبد الرحمٰنؓ کو اُن کی حفاظت اور اُن کی توقیر کے لئے بھیجا تھا اگرچہ اُن کے ساتھ اُن کے محارم بھی موجود تھے۔ واللہ اعلم۔ بخاری ابن عمرؓ سے، جب یہ دونوں شہر[۵] فتح کرلئے گئے تو لوگ عمرؓ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجد کے لئے "قرن" کو حد قرار دیا ہے اور وہ ہمارے راستہ سے دور ہٹا ہوا ہے اور اگر ہم لوگ قرن پہنچنے کا ارادہ کریں (اپنے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر) تو ہم پر مشقت آپڑتی ہے (کہ سفر طویل کرنا پڑے گا) فرمایا کہ اپنے راستہ میں قرن کا محاذی مقام دیکھ لو۔ تو آپ نے اُن کے لئے "ذاتِ عرق" کو حد قرار دیدیا۔ ابو بکر حسن سے کہ عمرانؓ بن حصین نے بصرہ سے احرام باندھا۔ جب عمرؓ سے ملے تو اُنھوں نے ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ لوگ باہم یہ گفتگو کریں گے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے شہر (وں) سے احرام باندھا ہے (اور سمجھینگے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ

ع ۵ یعنی بصرہ اور کوفہ۔

www.kitabghar.org

ابو بکر عن مسلم بن سلمان انّ رجلاً احرم من الکوفۃ فرآہ عمر سیّئ الہیئۃ فأخذ بہ و جعل یدور بہ فی الحلق و یقول انظروا الی ما صنع ہذا بنفسہ و قد وسّع اللہ علیہ قلت معناہ الکراہیۃ للمقتدٰی و لمن یخیف علیہ ان یفوت حقوق الاحرام

ابو بکر عن زید بن اسلم عن ابیہ انّ عمر وجد ریح طیب و ہو بذی الحلیفۃ فقال ممّن ہذا فقال معاویۃ منّی فقال منک لعمری قال یا امیر المؤمنین لا تعجل علیّ فانّ امّ حبیبۃ طیّبتنی و اقسمت علیّ قال و انا اقسم علیک لترجعنّ الیہا و لتغسلنّہ عنک کما طیّبتک قال فرجع الیہا حتیّ لحقہم ببعض الطریق

ابو بکر عن ابن عمر وجد عمر بن الخطاب ریحا عند الاحرام فتوعّد صاحبہا فرجع معاویۃ فالقٰی ملحفۃ کانت علیہ یعنی مطیّبۃ

افضل ہے) ابو بکر مسلم بن سلمان سے کہ ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھ لیا تھا۔ تو عمرؓ نے اس کو بُری ہیئت میں دیکھ لیا تو اُس کو پکڑا اور بہت سے حلقوں میں اس کو گھماتے پھرے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ دیکھو اس شخص نے اپنے نفس کے ساتھ کیا سلوک کیا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس پر توسّع فرمایا تھا (کہ میقات سے احرام باندھتا تو اس کی ایسی بُری ہیئت نہ بنتی)۔ مَیں کہتا ہوں کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ مُقتدٰی کے لئے کراہیت ہے (اس وجہ سے عمرانؓ بن حصین کو تنبیہ کی) اور ایسے شخص کے لئے (کراہیت ہے) جس سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ احرام کے حقوق کو پورا نہ کرے گا۔ ابو بکر زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ اسلم سے کہ عمرؓ نے جب کہ وہ ذوالحلیفہ میں تھے عطر کی خوشبو محسوس کی تو فرمایا کہ کس شخص سے یہ خوشبو آرہی ہے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ مجھ سے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہائیں واللہ تجھ سے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ مجھ پر رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُمّ حبیبہؓ نے (جو ازواجِ مطہراتؓ میں سے تھیں اور معاویہؓ کی بہن تھیں) میرے عطر مل دیا اور مجھے قسم دی (کہ ملواؤں تو مَیں مجبور ہو گیا) تو آپ نے فرمایا کہ اب میں تجھے قسم دیدیتا ہوں کہ اب تو اُمّ حبیبہؓ کے پاس واپس جانا کہ وہی خود اس عطر کو تجھ پر سے دھوتے جس طرح اُس نے تجھ پر مَلا تھا۔ (اسلمؓ نے) کہا کہ پھر معاویہؓ اُمّ حبیبہؓ کے پاس واپس ہوئے پھر لوگوں سے راستہ کے ایک حصّہ پر آ کر ملے۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے، عمرؓ بن الخطاب نے احرام کے وقت خوشبو محسوس کی تو خوشبو والے کو دھمکایا۔ تو معاویہؓ واپس ہوئے اور جس کپڑے میں وہ لپٹے ہوتے تھے اُس کو اتار ڈالا یعنی وہ خوشبو لگا ہوا تھا

www.kitabghar.org

قلتُ لم یأخذ بہٰذا اہل الفقہ لِمَا صحّ عندہم من حدیث عائشۃ کأنّی انظر الیٰ وبیص الطیب فی مفرقِ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم بعدَ ثلٰثٍ من احرامہٖ اخرجہ الشیخانِ قلتُ والاوجہ ان یقال استدامۃُ الطیب علی البدن یجوزُ لانّ الدَّرن یکدِّرہٗ وعلی الثوبِ لایجوزُ لانّ الطیبَ یبقٰی فی الثوبِ کما کان اوّلَ حالہٖ۔ ابو بکر عن المسور بن مخرمۃ کانت تلبیۃُ عمر لبّیکَ اللّٰہمّ لبیک لاشریک لکَ لبّیکَ انّ الحمدَ والنعمۃَ لکَ والملکَ لاشریک لکَ لبّیکَ مرغوبًا ومرہوبًا الیکَ لبیکَ ذا النعماء والفضلِ الحسنِ (الکرم الواسع) ابو بکر عن القاسم قال عمر یا اہلَ مکّۃ مالِی اراکم مُدّہنین والحاجّ شُعثًا غُبرًا (پراگندہ مو غبار آلود مو) اذا رأیتم ہلالَ ذی الحجّۃ فاَہِلّوا (احرام بندید) ابو بکر عن عطاءٍ قدم عُمر بمکّۃ فطافَ سبعًا ثم سعٰی ثمّ حَلَّ فمکث اربعًا او خمسًا ثمّ اہلَّ بالحجّ فی العشر ثمّ جاءَ مرّۃً اُخریٰ فاَقامَ حلالًا حتّٰی اذا کانَ یوم التّرویۃ اَہلَّ بالحجّ حین انبعثَ بہٖ بعیرُہٗ

میں کہتا ہوں کہ اس کو اہلِ فقہ نے نہیں لیا۔ کیونکہ عائشہ رضؓ کی یہ حدیث ان کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ "گویا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں آپؐ کے احرام سے تین دن گزرنے کے بعد خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں" اس کو شیخین رضؓ نے روایت کیا۔ میں کہتا ہوں کہ مناسب توجیہ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ بدن پر خوشبو کا لگا ہوا چھوڑ دینا جائز ہے کیونکہ میل کچیل اس کو خراب کر دیتا ہے اور کپڑے پر جائز نہیں کیونکہ خوشبو کپڑے پر اپنی حالتِ اوّل پر جیسی ہوتی ہے باقی رہتی ہے۔ ابو بکر مسور بن مخرمہ سے، کہ عمر رضؓ کا تلبیہ یہ تھا لبّیک اللّٰہمّ لبّیک الخ (ترجمہ) میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں یا اللہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، بیشک تمام نعمتیں آپ کے پاس ہیں اور مالکِ حقیقی آپ ہی ہیں۔ کوئی آپ کا شریک نہیں، میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کی (رحمت کی) طرف مرغوب اور آپ کے غضب سے) خوفزدہ ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اے وسیع کرم اور عمدہ فضل والے۔ ابو بکر قاسم سے، عمر رضؓ نے فرمایا کہ اے اہلِ مکہ کیا بات ہے کہ میں تم کو چکنے چپڑے دیکھتا ہوں حالانکہ حاجیوں کو بکھرے بال غبار آلود ہونا چاہیئے۔ جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو تو تمھیں احرام باندھ لینا چاہیئے۔ ابو بکر عطاء سے، عمر رضؓ مکہ میں آئے تو اُنھوں نے سات مرتبہ طواف کیا پھر سعی کی پھر حلال ہو گئے۔ پھر ٹھہرے چار یا پانچ دن۔ پھر دسویں کو حج کا احرام باندھا۔ پھر ایک اور دفعہ مکہ میں آئے تو حلال رہ کر مقیم رہے یہاں تک کہ جب یوم الترویۃ آگیا (یعنی آٹھویں ذی الحجہ) تو حج کا احرام باندھا جب کہ اُن کا اونٹ ان کو لے کر اٹھ رہا

www.kitabghar.org

منطلقًا الی منیٰ قلت وجہ الجمع ان الاوّل استحبابٌ لحاضری مکّۃ خاصۃً ابوبکر عن محمد بن سیرین افرد اصحابُ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم الحجّ بعدہ و ہُم کانُوا للسُنّۃ اشدَّ اتباعًا ابوبکر و عمر و عثمان ابوبکر عن الاسود انّ ابابکر و عمرؓ جرّدا (الحج من العمرۃ ۱۲) ابوبکر عن ابی وائل خرجنا حُجّاجًا و معنا الصبی بن معبد فاحرم للحج فقدمنا الی عمر فذکر ذالک لہ فقال ہُدیتَ لسُنّۃ نبیّک صلے اللّٰہ علیہ وسلّم ابوبکر عن طاؤس عن ابن عبّاسٍ تمتّع رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم و ابوبکر و عُمر و عثمانُ و اوّلُ مَن نہیٰ عنہا معاویۃُ ابوبکر عن ابن عباس سمعتُ عمر یقولُ لو اعتمرتَ ثم اعتمرتَ ثم اعتمرتَ ثمّ حججتَ لتمتّعتَ ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب انّہ انّما نہیٰ عن الافراد فامّا القرانُ فلاَ قال محمد یعنی بقولہٖ نہیٰ عن الافراد افرادَ العمرۃ احمد بن حنبل عن ابی سعید خطب عمر الناس فقالَ ان اللّٰہ عزّ و جلّ رخّص لنبیّہٖ ماشآءَ و ان نبیّ اللّٰہ قد مضٰی لسبیلہ فاَتمّوا الحجّ و العُمرۃَ للّٰہ کما اَمرکُم اللّٰہ عزّ و جلّ

اور منیٰ کی طرف چل رہا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع کی صورت یہ ہے کہ پہلا حکم (کہ جب ذی الحجّہ کا چاند دیکھ لو تو احرام باندھ لو) استحباب ہے جو حاضرینِ مکّہ کے ساتھ خاص ہے۔ ابوبکر ابن سیرین سے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اصحاب ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے حج کا اِفراد کیا ہے اور یہ سب سُنّت کا سختی کے ساتھ اتباع کرنے والے تھے۔ ابوبکر اسود سے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے حج کو عمرے سے الگ ادا کیا۔ ابوبکر ابی وائل سے، ہم حج کرنے کے لئے نکلے اور صبی بن معبد ہمارے ساتھ تھے تو انھوں نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا پھر ہم عمرؓ کی طرف آئے تو اُن سے اس کا ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے (ابن معبد سے) کہا کہ تم کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی طرف ہدایت کی گئی ہے۔ ابوبکر طاؤس سے وہ ابنِ عباسؓ سے کہ تمتّع (عـہ) کیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ نے اور عمرؓ اور عثمانؓ نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اُس سے روکا وہ معاویہؓ ہیں۔ ابوبکر ابنِ عباسؓ سے، میں نے عمرؓ سے سُنا کہ یہ فرمارہے تھے کہ اگر تو نے عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر حج کیا تو تو نے یقیناً تمتّع کیا۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے، عمر بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے اِفراد سے روکا ہے۔ رہا قران تو اس سے منع نہیں کیا۔ محمدؒ نے کہا کہ عمرؓ کے اِفراد سے منع کرنے کے یہ معنے ہیں کہ اِفرادِ عُمرہ سے منع کیا۔ احمد بن حنبلؒ ابو سعیدؓ سے کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو جس امر کی اُس نے چاہا رخصت دی اور اللہ تعالےٰ کے نبیؐ اپنی راہ سے گزر گئے۔ اب تم حج اور عُمرہ کو اللہ کے لئے اسی طرح پورا کرو جس طرح اللہ عزّ وجلّ نے تم کو حکم دیا ہے۔

عـہ اس روایت میں تمتّع سے یہ مراد ہے کہ اوّل آپ نے حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عُمرے کو بھی اُس میں شامل کر لیا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

احمد بن حنبل رح عن جابر بن عبد اللہ تمتعنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مع
ابی بکر فلما ولی عمر بن الخطاب خطب
الناس فقال ان القرآن ہو القرآن و
ان رسول اللہ ہو الرسول کانتا متعتان علی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدہما
متعۃ الحج و الاخری متعۃ النساء
معناہ لیستا بعدہ ؕ مالک و ابو بکر عن ابن
عمر قال عمر افصلوا بین حجکم و عمرتکم
فان ذلک اتم لحج احدکم و اتم لعمرتہ
ان یعتمر فی غیر اشہر الحج قلت و
ہذا اشد المواضع التی اختلف فیہا علی
عمر و الاوجہ عندی ان کل کلام لہ
محمل و کان عمر یختار الافراد و یرخص
فی التمتع و القران اما قول ابن عباس
تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و ابو بکر و عمر فمعناہ تقدیم طواف القدوم
قبل طواف الافاضۃ و جعل
السعی عقیب طواف القدوم و اما
قولہ رخص لنبیہ ما شاء فہو فسخ
الحج بالعمرۃ فذلک خاص بزمان
النبوۃ اراد بذلک النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ہدم مذہب الجاہلیۃ
من قولہم العمرۃ فی اشہر الحج

احمد بن حنبل رح جابر بن عبد اللہ رض سے کہا کہ ہم نے تمتع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکر رض کے ساتھ پھر جب خلیفہ ہوئے عمر رض بن الخطاب تو انھوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن ہے اور اللہ کے رسول ص وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو متعے تھے ایک متعۂ حج اور دوسرا عورتوں سے متعہ کرنا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ دونوں آپ کے بعد باقی نہیں رہے۔ مالک رح اور ابو بکر ابن عمر رض سے، کہا عمر رض نے کہ فصل کرو اپنے حج اور عمرے کے درمیان کیونکہ یہ بات (یعنی فصل کرنا) تم میں کے ہر شخص کے حج کو پورا کرنے والی ہے اور اس کے عمرے کو پورا کرنے والی یہ بات ہے کہ حج کے مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ان سخت موقعوں میں سے ہے جن میں عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا گیا ہے اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ ہر کلام کا ایک محمل ہوتا ہے اور (اس کلام کا محمل یہ ہے کہ) عمر رض افراد (صرف حج کرنا) کو پسند کرتے تھے اور تمتع اور قران میں رخصت دیتے تھے۔ رہا قول ابن عباس رض کا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رض و عمر رض نے تمتع کیا ہے تو اس کے معنے ہیں طوافِ ؎ افاضہ سے پہلے طوافِ قدوم کرنا اور طوافِ قدوم کے بعد سعی کرنا۔ رہا ان کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ص کو جس امر کی چاہا رخصت دی تو اس سے مراد ہے عمرہ سے حج کو فسخ کر دینا، تو یہ خاص ہے زمانہ نبوت سے۔ ایسا کرنے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مذہب جاہلیت کی بیخ کنی کا ارادہ فرمایا تھا یعنی ان کے اس قول کا کہ حج کے مہینوں میں

؎ طوافِ افاضہ وہ طواف ہے جو منیٰ سے آکر کیا جاتا ہے اور بعد طواف پھر منیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ طوافِ قدوم وہ طواف ہے جو حاضری بیت اللہ کے متصل کیا جاتا ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

من أفجر الفجور و أنا الإفراد الذی نهی
عنه فهو ترک طواف القدوم ابو بکر
عن ابراهیم امر عمر بن الخطاب صبی بن
معبد حیث قرن أن یذبح کبشاً۔ ابو بکر عن
ابن عمر قال عمر اذا اعتمر فی اشهر الحج
ثم اقام فهو متمتع فإن رجع فلیس بمتمتع
ابو بکر عن یحیی بن الجزار سُئل عمر عن
العمرة و هو بمکة من ای موضع اعتمر فقال
ایت علی بن ابی طالب فسئله فقال
علیؓ حیث ابدأت یعنی من میقات ارضه
قال فاتی عمر فأخبره فقال ما اجد
لک الا ما قال علی بن ابی طالب
ابو بکر سُئل عمر عن العمرة بعد
الحج فقال هی خیر من لاشئ
قلت معناه ان العمرة من
المیقات افضل بکثیر من العمرة من
التنعیم و نحوه والعمرة فی غیر اشهر الحج
افضل بکثیر من العمرة فی اشهر الحج
ابو بکر عن وهب بن الاجدع سمع
عمر یقول اذا قدم الرجل حاجاً فلیطف
بالبیت سبعاً ثم یصلی عند المقام رکعتین
الشافعی عن حنظلة بن طاوس سمعت
عمر یقول اقلوا الکلام فی
الطواف فانما انتم فی صلوٰة الشافعی
عن عبد اللہ ابی یزید

عمرہ کرنا سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور رہا وہ افراد جس سے منع کیا ہے تو وہ طوافِ قدوم کا چھوڑنا ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے، عمرؓ بن الخطاب نے صبی بن معبد کو جب انھوں نے قران کیا تو یہ حکم دیا کہ وہ مینڈھا ذبح کریں۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے، عمرؓ نے کہا کہ جب کوئی حج کے مہینوں میں عمرہ کرکے مقیم رہا تو وہ متمتع ہے اور اگر لوٹ گیا تو وہ متمتع نہیں۔ ابو بکر یحییٰ بن الجزار سے، کہ عمرؓ سے جب کہ وہ مکہ میں تھے عمرے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کس موقع سے عمرہ کروں؟ تو انھوں نے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب کے پاس جاکر ان سے پوچھو تو علیؓ نے کہا کہ جہاں سے تو نے اس کو شروع کیا ہے۔ آپ یہ مراد لے رہے تھے کہ اپنی سرزمین کے میقات سے۔ کہا کہ پھر وہ شخص عمرؓ کے پاس آیا اور آپ کو اس جواب کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ بجز اس جواب کے جو علی بن ابی طالبؓ نے دیا میرے نزدیک بھی اور کوئی جواب نہیں ہے۔ ابو بکر، عمرؓ سے اس عمرے کے بارے میں پوچھا گیا جو بعد حج کے کیا جاتے تو انھوں نے کہا کہ نہ کرنے سے بہتر ہے۔ ... میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ عمرہ کرنا میقات سے ان بہت سے عمروں سے افضل ہے جو تنعیم وغیرہ سے کئے جائیں اور عمرہ حج کے مہینوں کے سوا دیگر ایام میں ان بہت سے عمروں سے افضل ہے جو ایام حج میں کئے جائیں۔ ابو بکر وہب بن الاجدع سے کہ انھوں نے عمرؓ سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی حج کے ارادہ سے آئے تو اس کو چاہیئے کہ بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے پھر مقام (ابراہیم) کے قریب دو رکعت نماز پڑھے۔ شافعیؒ حنظلہ بن طاؤس سے، میں نے عمرؓ سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ طواف میں کلام کم کرو کہ درحقیقت تم نماز میں ہو۔ شافعیؒ عبداللہ ابی یزید سے

www.kitabghar.org

عن أبيه سأل عمر شيخاً من بني زهرة فقال أخبرني عن بناء البيت فقال ان قريشاً كانت تقول بناء البيت فعجزوا فتركوا بعضها في الحجر فقال له عمر صدق. أبو بكر عن عبد الله بن عامر بن ربيعة ان عمر بن الخطاب رمل ما بين الحجر الى الحجر. احمد بن حنبل عن زيد بن اسلم عن أبيه قال عمر فيمَ الرملان والكشف عن المناكب وقد أطّأ الله الاسلام ونفى الكفر وأهله ومع ذلك لا ندع شيئاً كنا نفعل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم. أبو بكر عن سويد بن غفلة ان عمر التزم الحجر وقبّله. أبو بكر عن عابس بن ربيعة استلم عمر الحجر وقبّله وقال لولا اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قبّلك ما قبّلتك. أبو بكر عن يعلى بن أمية قال لي عمر أما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يستلم منها الا الحجر قلت بلى قال فما لك به أسوة حسنة قلت بلى. أبو بكر عن وهب بن الاجدع انه سمع عمر يقول

ان کے باپ سے کہ عمر رضؓ نے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے سے سوال کیا اُس سے کہا کہ مجھے بیت اللہ کی (موجودہ) عمارت کا حال بتاؤ تو اُس نے کہا کہ قریش بیت کی تعمیر کر رہے تھے۔ پھر عاجز ہو گئے اور اس کے ایک حصہ کو جو حجر (یعنی حطیم) میں ہے چھوڑ دیا تو اس سے عمر رضؓ نے کہا کہ سچ کہا۔ ابو بکر عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے رمل کیا حجر سے حجر تک (یعنی صفا اور مروہ کے درمیان)۔ احمد بن حنبلؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ دونوں رمل اور مونڈھوں کا کھولنا کس لئے ہے جب کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو مستحکم کر دیا اور کفر اور اہل کفر کو دھکیل دیا (تو اب سینہ تان کر قوت کا مظاہرہ کرنے کا موقع باقی نہیں رہا) اس کے باوجود ہم کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیا کرتے تھے۔ ابو بکر سُوید بن غفلہ سے کہ عمر رضؓ حجر کو لپٹے اور اس کو بوسہ دیا۔ ابو بکر عابس بن ربیعہ سے کہ عمر رضؓ نے استلام حجر کیا اور اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر میں رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ ابو بکر یعلےٰ بن اُمیہ سے عمر رضؓ نے کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے بجز حجر کے اس میں سے کسی کا استلام نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ بیشک! کہا کہ کیا پھر تیرے لئے یہ اچھی پیروی کرنے کے قابل بات نہیں؛ میں نے کہا کہ بیشک۔ ابو بکر وہب بن الاجدع سے کہ اُنھوں نے سُنا عمر رضؓ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ

ع۹ یعنی اس کو سلام کیا چوم کر یا ہاتھ لگا کر۔ یمن والے حجر کو مُحَیّا کہا کرتے کیونکہ لوگ اس کو تحیۃ یعنی سلام کرتے بعضوں نے استلام کو کہا کہ وہ سِلام بکسر سین سے نکلا ہے جو جمع ہے سَلِمَۃ کی یعنی پتھر۔ عرب کہتے ہیں استلم الحجر پتھر کو چھوا اور اس کو ہاتھ لگایا کان ابن الزبیر یستلم کلھن عبد اللہ بن زبیرؓ کعبے کے چاروں کونوں کو ہاتھ لگاتے (چومتے) کیونکہ انھوں نے کعبہ کو گرا کر حضرت ابراہیمؑ کے پایوں پر اٹھا دیا تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا۔ لغات الحدیث

www.kitabghar.org

يَبْدَأُ بالصفا و يستقبلُ البيتَ ثم يكبّر سبع تكبيرات بين كلّ تكبيرتين حمد اللّٰه و صلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم و مسئلة لنفسه و على المروة مثل ذٰلك آبوبكر عن بكر سعيتُ مع عمر في بطن المسيل آبوبكر عن ابن سابط انّ عمر كان يجعل الذي كانّه مبرك البعير على فخذه الايمن يعني في المروة ابوبكر عن هشام بن عروة عن ابيه انّ عمر كان يلبّي على الصفا والمروة يشتدّ صوته و يُعرف صوته بالليل ولا يُرى وجهه آبوبكر عن عروة ان ابابكر و عمر كانا يقدمان وهما مُهِلّان بالحج فلا يحلّ منهما حرامٌ الى يوم النحر آبوبكر عن علقمة و الاسود عن عمر انه جمع بين الظهر والعصر بعرفات ثم وقف آبوبكر عن الاسود عن عمر انه صلاهما بجمع آبوبكر عن ابي عثمان النهدي انه صلى مع عمر المغرب دون جمع قلت فالاوّل هو الافضل المختار والثاني بيان أن لو ترك رجل الجمع و صلى كل صلوٰة في وقتها المعهود جاز آبوبكر عن ابن ابي نجيح عن ابيه سُئِل ابن عمر عن صوم يوم عرفة فقال حججت مع

شروع کی جائے (سعی) صفا سے اور بیت اللہ کی طرف منہ کیا جاتے پھر سات مرتبہ تکبیرات کہی جاتیں۔ ہر دو تکبیر کے درمیان اللہ کی حمد اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتے اور اپنی ذات کے لئے دُعاء کی جاتے اور مروہ پر بھی ایسا ہی کیا جائے۔ آبوبکر بکر سے، مَیں نے عمرؓ کے ساتھ بطنِ مسیل میں سعی کی۔ آبوبکر ابنِ سابط سے کہ عمرؓ اس جگہ کو جو اُونٹ کے سینہ کی مانند ہے اپنی داتیں ران پر رکھتے تھے یعنی مروہ میں۔ آبوبکر ہشام ابن عروہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ تلبیہ کیا کرتے (یعنی لبّیک کہا کرتے) تھے صفا اور مروہ پر اور اُن کی آواز سخت ہوتی تھی اور رات میں اُن کی آواز پہچانی جاتی تھی اور صورت نظر نہیں آتی تھی۔ آبوبکر عروہ سے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں قدوم کیا کرتے اس حال میں کہ حج کا احرام باندھے ہوتے ہوتے تھے۔ تو ان دونوں سے کوئی حرام (یعنی وہ کام جو مُحرِم کے لئے ممنوع ہے) حلال نہیں ہوتا تھا یوم نحر تک۔ آبوبکر علقمہ اور اسود سے، کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ظہر و عصر کو جمع کیا عرفات میں پھر وقوف کیا (یعنی ٹھہرے)۔ آبوبکر اسود سے کہ عمرؓ نے دونوں نمازوں کو مُزدلفہ میں پڑھا جمع کے ساتھ۔ آبوبکر عثمان نہدی سے کہ اُنھوں نے عمرؓ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی بغیر جمع کے (یعنی عشاء کے ساتھ جمع نہیں کیا) مَیں کہتا ہوں کہ پہلی صورت (یعنی جمع) وہ افضل اور پسندیدہ ہے اور دوسری (یعنی جمع نہ کرنا) اس بات کا بیان ہے کہ اگر کسی شخص نے جمع کو ترک کر دیا اور ہر نماز کو اپنے وقتِ معہود میں پڑھ لیا تو جائز ہے۔ آبوبکر ابن ابی نجیح سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ابنِ عمرؓ سے سوال کیا گیا یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

www.kitabghar.org

النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم فلم یصُمْہ وحججتُ
مع ابی بکر فلم یصُمہ وحججتُ مع عمر فلم
یصُمہ وحججتُ مع عثمانَ فلم یصُمہ و
انا لا اصومُہ ولا آمرُ بہ ولا انہٰی عنہ رواہ
احمد بن حنبل عن عمرو بن میمون صلے
بنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بجمعٍ الصبحَ ثم
وقفَ وقالَ ان المشرکین کانوا لا
یفیضُون حتے تطلعَ الشمسُ وانّ رواہ
رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خالفہم
ثمّ افاضَ قبل ان تطلع الشمس
مالک عن عبداللہ بن دینار عن ابن
عمر انّ عُمر خطبَ الناسَ بعرفۃ و
علّمہم امرَ الحجّ فقالَ لہم فیما قال اذا
جئتم مِنًی فمَن رمی الجمرۃَ فقد حلّ
لہ ما حرُم علی الحاجّ الاّ النساءَ و
الطّیبُ لا یمسُّ احدٌ نساءً ولا طیبًا حتے
یطوفَ بالبیت مالک فی روایۃ اُخرٰے
مثلہ الاّ انہ قالَ مَن رمے
الجمرۃَ وحلقَ او قصّر ونحرَ ہدیًا
ان کانَ معہ فقد حلّ الحدیث
قلتُ ترک الفقہاءُ قولہ والطّیبَ
لما صحّ عندہم من حدیث عائشۃ
وغیرہا انّ النبیّ صلے اللہ علیہ
وسلّم تطیّبَ قبل طوافِ الافاضۃِ
ابوبکر عن ابن اسحٰق سُئِل عکرمۃُ

حج کیا تو آپ نے یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے ابوبکرؓ کے ساتھ حج کیا تو اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے عمرؓ کے ساتھ حج کیا تو اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے عثمانؓ کے ساتھ حج کیا اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں خود روزہ نہیں رکھتا اور نہ اُس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اُس سے منع کرتا ہوں۔ احمد بن حنبلؒ عمرو بن میمون سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھائی پھر وقفہ کیا اور فرمایا کہ مشرکین نہیں روانہ ہوا کرتے تھے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جاتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف کیا ہے۔ پھر (عمرؓ) آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے ہی روانہ ہو گئے۔ مالکؒ عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرفہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو حج کے امور کی تعلیم دی تو منجملہ اور ارشادات کے اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ جب تم منیٰ میں آجاؤ تو جس نے رمی جمرہ کر لی تو اُس کے لئے وہ کام حلال ہو گئے جو حُجّاج پر حرام ہوتے ہیں بجز عورتوں کے اور خوشبو کے۔ کوئی شخص نہ عورتوں کو چھوتے اور نہ خوشبو کو یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر لے۔ مالکؒ ایک دوسری روایت میں اسی کے مثل روایت کرتے ہیں بجز اس کے کہ اُنھوں نے کہا کہ جو رمی جمرہ کر لے اور حلق یا قصر کر لے (یعنی سر مُنڈ ڈالے یا بال کُوٹا لے) اور ہدی کی قربانی کر لے اگر اس کے ساتھ ہو تو وہ حلال ہو گیا، آخر حدیث تک۔ میں کہتا ہوں کہ فقہاء نے قول والطّیب (یعنی خوشبو کو نہ چھوتے) پر عمل ترک کر دیا کیونکہ اُن کے نزدیک حدیث عائشہؓ وغیرہا سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگائی ہے۔ ابوبکر ابن اسحٰق سے کہ عکرمہ سے

www.kitabghar.org

عن الإہلال متٰی ینقطع فقال اہلّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی رمی الجمرۃ [تلبیۃ ۱۲] وابوبکر وعمر آبوبکر عن ابراہیم کان عمر یحجّ فلا یذبح شیئاً حتی یرجع آبوبکر عن عمرو بن میمون حججتُ مع عمر سنتین احدٰہما فی السّنۃ الّتی اُصیبَ فیہا کل ذٰلک یرمی جمرۃَ العقبۃ من بطنِ الوادے [زخم رسید باوے ۱۲] آبوبکر عن الاسود رآیتُ عمر بن الخطاب یرمی جمرۃَ العقبۃ من فوقہا قیلَ معناہ یرمی اعلٰے شیٍٔ فیہا۔ والاوجہُ عندی انّ الاوّل للاستحباب والثانی للجواز۔ مالکؒ عن نافع عن ابن عمرؓ انّ عمرؓ قالَ من ضفر فلیحلق ولا تشبّہوا بالتّلبیدِ مالکؒ عن سعید بن المسیّب قال عمر من عقّص [تاب دہد ۱۲] رأسہ او ضفر او لبّدَ فقد وجب علیہ الحلاق مالکؒ عن نافع عن ابن عمرؓ انّ عمر بن الخطّاب قال لایبیتنّ احدٌ من الحاجّ لیالی من وراء العقبۃ مالکؒ عن نافع زعموا انّ عُمر بن الخطاب کانَ یبعث رجالاً یدخلون النّاس وراء العقبۃ آبوبکر عن جعفر عن ابیہ انّ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کانوا یمشون الی الجمار [پیادہ میرفتند ۱۲] آبوبکر عن السّائب رأیتُ

سوال کیا گیا اِہلال (یعنی تلبیہ) کے بارے میں کہ کب منقطع کیا جاتے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ تلبیہ کہتے رہے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ تک اور ابوبکرؓ و عمرؓ۔ آبوبکر ابراہیم سے کہ عمرؓ حج کیا کرتے تھے اور واپس آنے تک کچھ ذبح نہیں کیا کرتے تھے۔ آبوبکر عمرو بن میمون سے کہ مَیں نے عمرؓ کے ساتھ دو سال حج کیا ان میں سے ایک سال وہ تھا جس میں اُن پر زخم لگایا گیا تھا۔ ہر سال میں اُنھوں نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی بطنِ وادی سے۔ آبوبکر اسود سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے ہوتے دیکھا اُس کے اُوپر سے۔ کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ رمی کر رہے تھے اُسکی بلند جگہ پر (سے)۔ اور میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ پہلا عمل اِستحباب کے لئے ہے اور دوسرا جواز کے لئے۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابنِ عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص بالوں کو گوندھے ہوتے ہو اس کو چاہیئے کہ مُنڈ والے اور تم اہلِ[ع] تلبید کی مشابہت نہ کرو۔ مالکؒ سعید بن المسیب سے، عمرؓ نے فرمایا کہ جس نے سر کا جوڑا باندھا یا گوندھا یا گوند سے بالوں کو جمایا ہو تو اُس کو منڈوانا واجب ہے۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابنِ عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ حاجیوں میں سے کوئی شخص مِنیٰ کی راتوں میں سے رات نہ گزارے عقبہ سے پرے۔ مالکؒ نافعؒ سے کہ اُنھوں نے گمان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کچھ مَردوں کو بھیجا کرتے تھے جو لوگوں کو عقبہ کے پیچھے داخل کیا کرتے تھے۔ آبوبکر جعفر سے وہ اپنے باپ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ جمار کی طرف پیدل جایا کرتے تھے۔ آبوبکر سائب سے، میں نے دیکھا

ع ضفر کے معنے ہیں بالوں کو گوندھنا اور ان کو لپیٹ کر جوڑا بنانا یعنی جو شخص بال گوندھے ہوتے ہو اس کو چاہیئے کہ مُنڈوانے کے وقت مُنڈ وادے اور قصر نہ کرے اور ولا تشبّہوا بالتلبید کا مطلب یہ ہے کہ مشابہت نہ کرو بالوں کے باقی رکھنے میں اہلِ تلبید کی اور تلبید یہ ہے کہ اپنے سر پر گوند وغیرہ کوئی شی مَل لیجائے تاکہ بال مجتمع ہو جائیں بکھرے[۲]

[۲] ہوتے نہ رہیں ۱۲ .

www.kitabghar.org

عمر بن الخطاب رأى رجلاً يقود بامرأة على
بعير في الجمرة فعلاها بالدرة إنكاراً لركوبها
مالک انه بلغه ان عمر بن الخطاب كان
يقف عند الجمرتين وقوفاً طويلاً حتى يمل
القائم آبو بكر عن سليمان بن ربيعة نظرنا عمر
فاتى الجمرة الثالثة فرماها ولم يقف
عندها مالک عن يحيى بن سعيد بلغه ان عمر
ابن الخطاب خرج الغد من يوم النحر حين ارتفع
النهار شيئاً فكبّر فكبّر الناس بتكبيره ثم خرج
الثانية من يومه ذلك حين ارتفع النهار
فكبّر فكبّر الناس بتكبيره ثم خرج حين زالت
الشمس فكبّر فكبّر الناس بتكبيره حتى يتصل
التكبير ويبلغ البيت فعرف الناس ان قد
يرمي آبو بكر عن عطاء ان عمر رخص للرعاء
ان يبيتوا أعلى منى آبو بكر عن عبد الله
ابن مسعود صليت مع النبي صلى
الله عليه وسلم ركعتين يعني بمنى
ومع ابي بكر ومع عمر ركعتين آبو بكر
عن عمران بن حصين وعن ابن عمر وعن
انس نحواً من ذلك آبو بكر عن عمرو بن
شعيب ان عمر جمّع بمنى آبو بكر عن الزهري
ان عمر صلى بالحصبة للجمعة ولم يجمع يعني
صلاها ظهراً آبو بكر عن عمرو بن
دينار ان النبي صلى الله عليه
وسلم وابا بكر وعمر كانوا

عمرؓ بن الخطاب کو کہ اُنھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی بیوی
کو اونٹ پر جمرہ کی طرف لئے جا رہا تھا تو اس عورت کو دُرہ سے مارا
کیونکہ آپ نے اس عورت کے سوار ہونے کو ناپسند کیا۔ مالکؒ ان کو یہ بات پہنچی کہ
عمرؓ بن الخطاب جمرتین کے نزدیک اتنا طویل وقوف کرتے تھے
کہ ایک کھڑا ہونے والا تھک جاتا تھا۔ آبو بکر سلیمان بن ربیعہ سے
کہ ہم نے دیکھا عمرؓ کو وہ جمرہ ثالثہ کے پاس آئے اور اس پر
رمی کی اور اس کے پاس نہیں ٹھہرے۔ مالکؒ یحیٰی بن سعید سے
اُن کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب یوم نحر سے اگلے دن (رمی
کے لئے) نکلے جب سورج کچھ اونچا ہو گیا تھا تو آپ نے
تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسری
مرتبہ اسی دن نکلے جب سورج بلند ہو گیا تھا پھر اُنھوں نے
تکبیر کہی اور سب لوگوں نے ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ پھر
نکلے جب سورج ڈھل گیا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی
تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی یہاں تک کہ تکبیر کا سلسلہ متصل ہو کر
بیت اللہ تک پہنچ جاتا پھر لوگ پہچان لیتے کہ عمرؓ رمی کے
لئے نکلے ہیں۔ آبو بکر عطاء سے کہ عمرؓ نے رخصت دی چرواہوں
کو کہ وہ رات گزاریں منیٰ کے بالائی حصہ میں۔ آبو بکر عبد اللہ
ابن مسعودؓ سے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
دو رکعت نماز پڑھی یعنی منیٰ میں اور ابو بکرؓ کے ساتھ اور عمرؓ
کے ساتھ دو رکعتیں۔ آبو بکر عمران بن حصین سے اور ابن عمرؓ سے
اور انسؓ سے اسی روایت کے مطابق۔ آبو بکر عمرو بن شعیب سے
کہ عمرؓ نے نماز جمعہ پڑھی منیٰ میں۔ آبو بکر زہری سے کہ عمرؓ نے
حصبہ میں جمعہ کے لئے نماز پڑھی اور جمعہ نہیں پڑھا یعنی
اس کے بجائے ظہر کی نماز پڑھی۔ آبو بکر عمرو بن دینار سے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ محصب میں ایک

www.kitabghar.org

یحصبون مالک عن ابن عمر ان عمر بن
الخطاب قال لا یصدرن (ای لا یرجع الی اہلہ) احد من
الحاج حتی یطوف بالبیت فان آخر
النسک الطواف بالبیت مالک عن
یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب
رد رجلا من مر الظہران لم یکن ودع
البیت حتی ودع ابوبکر عن عطاء
طاف عمر بن الخطاب بعد الفجر ثم
رکب حتی اذا اتی ذات طوی نزل
فلما طلعت الشمس وارتفعت صلی
رکعتین ثم قال رکعتان مکان رکعتین
ابوبکر و ابوداود عن الحارث بن عبداللہ
ابن اوس الثقفی سالت عمر بن الخطاب
عن المراۃ تطوف بالبیت ثم تحیض فقال
لیکن آخر عہدہا بالبیت فقال الحارث
کذلک افتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال عمر اربت بدیک (ای شک کردی بہا) سالتنی
عن شیء سالت عنہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیما اخالفہ ابوبکر عن القاسم بن
محمد فی امراۃ زارت البیت یوم النحر ثم حاضت
قبل النفر (ای قبل الرحیل) قال یرحم اللہ عمر کان اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقولون
قد فرغت الا عمر فانہ کان
یقول یکون آخر عہدہا بالبیت
قلت ترک اہل العلم قول عمر ہہنا

ساعت آنکھ لگا یا کرتے تھے۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
نے فرمایا کہ کوئی شخص حاجیوں میں سے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹے
یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ کیونکہ آخر نسک بیت اللہ
کا طواف ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
ایک شخص کو لوٹایا مر الظہران سے جس نے بیت کو وداع نہ کیا
تھا (یعنی طواف وداع نہ کیا تھا) یہاں تک کہ اس نے
طواف وداع کیا ابوبکر عطاء سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے بعد نماز
فجر کے طواف کیا پھر سوار ہو گئے۔ جب ذات طویٰ پر آئے
تو اُترے۔ جب آفتاب طلوع ہوا اور اونچا ہوا تو دو رکعتیں
پڑھیں پھر فرمایا کہ یہ دو رکعتیں دو رکعتوں کی جگہ ہیں (جو
طواف کے بعد نہیں پڑھی تھیں)۔ ابوبکر اور ابوداؤد حارث
ابن عبداللہ بن اوس ثقفی سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے
سوال کیا ایسی عورت کے بارے میں جو بیت اللہ کا طواف کرتی
ہے پھر حائضہ ہو گئی تو فرمایا کہ اس کا آخری کام طواف بیت
ہی ہونا چاہیے تو حارث نے کہا کہ اسی طرح مجھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو
نے اپنے دین میں شک کیا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی جو
تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ چکا تھا کہ دیکھے کہ
میں کیا اس کے خلاف کہتا ہوں۔ ابوبکر قاسم بن محمد سے، ایسی
عورت کے بارے میں جس نے بیت کی زیارت کی یوم النحر میں
پھر کوچ کرنے سے پہلے حائضہ ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ رحم
کرے اللہ تعالےٰ عمرؓ پر اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے
تھے کہ وہ (حج سے) فارغ ہو گئی سوائے عمرؓ کے کہ وہ یہ
کہتے تھے کہ اس کا آخری کام بیت کا طواف ہونا چاہیے۔
میں کہتا ہوں کہ اہل علم نے یہاں عمرؓ کے قول کو ترک کر دیا

www.kitabghar.org

لما ثبت عندہم من قصۃ صفیۃ وغیرہا
والا وجہ عندی انہا تُسَنّ لہا ان تقیم
بمکۃ حتی تُودِّعَ البیتَ الا عند حاجۃ
لا تجد منہا بُدًّا ابو بکر عن ابن عمر انّ
عمر نہی ان یُحرِمَ المحرمُ فی الثوب
المصبوغ بالورس والزعفران مالک
عن ابی الغطفان المُرّی انّ اباہ
طریفًا تزوَّجَ امرأۃً وہو مُحرِمٌ فردَّ
عمر نکاحہ ابو بکر عن ابن عمر کنّا نکون
بالخلیج من البحر بالجحفۃ فننغمس فیہ
وعمر ینظر الینا فما یَعیبُ ذلک علینا
ونحن مُحرِمون مالک عن عطاء
ابن ابی رباح ان عمر بن الخطاب
قال لیعلی بن امیۃ وہو
یصُبُّ علی عمر بن الخطاب ماءً
وہو یغتسل اُصبُبْ علی رأسی
اُصبُبْ فلن یزیدہ الماءُ الا شعثًا
ابو بکر عن الحسن انّ عمر بن الخطاب
کانَ لا یَرٰی بأسًا بلحم الطیر
اذا صِیدَ لغیرہ یعنی فی
الاحرام ابو حنیفۃ عن ابی
سلمۃ عن رجل عن ابی ہریرۃ
مررتُ فی البحرین یسألونی
عن لحم الصید یصیدہ الحلال
ہل یصلح للمحرم ان یاکلہ

اس بنا پر جو اُن کو صفیہؓ وغیرہا کے قصہ سے ثابت ہوا۔
اور میرے نزدیک زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ اس کے لئے
مسنون یہ ہے کہ وہ مکہ میں قیام کرے تا آنکہ طواف وداع
کرے۔ مگر ایسی حاجت کے وقت کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو
(رخصت ہے)۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے منع کیا اس سے
کہ احرام باندھنے والا ایسے کپڑے کا احرام باندھے جو ورس
اور زعفران سے رنگا ہوا ہو (ورس ایک گھاس ہے جس کے
پانی سے کپڑے رنگتے تھے)۔ مالکؒ ابو غطفان مُرّی سے کہ ان
کے باپ نے راہ چلتے ہوتے جب کہ وہ محرم تھے ایک عورت
سے نکاح کر لیا تو عمرؓ نے اُن کے نکاح کو رد کر دیا۔ ابو بکر ابن
عمرؓ سے کہ ہم دریا کی خلیج میں ہوتے تھے جحفہ میں اور
ہم اس میں غوطے لگاتے تھے اور عمرؓ ہماری طرف دیکھتے
رہتے تھے اور اس کو ہمارے لئے معیوب نہیں قرار دیتے تھے
حالانکہ ہم محرم ہوتے تھے۔ مالکؒ عطاء بن ابی رباح سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے یعلی بن اُمیّہ سے فرمایا جب کہ وہ عمرؓ
ابن الخطاب پر پانی ڈال رہے تھے اور وہ غسل کر رہے تھے
کہ میرے سر پر (پانی) ڈال، گرا، پانی ڈالنے سے تو بال
زیادہ پراگندہ ہوتے ہیں (یعنی احرام میں نہانا کوئی زینت
نہیں کہ منع ہو)۔ ابو بکر حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ایسے
پرندے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جس کو
کسی دوسرے (غیر محرم) کیلئے شکار کیا گیا ہو یعنی حالتِ احرام میں (محرم
کھا سکتا ہے)۔ ابو حنیفہؒ ابو سلمہ سے وہ ایک شخص سے وہ
ابو ہریرہؓ سے کہ میرا گزر بحرین میں ہوا۔ وہاں کے لوگوں
نے مجھ سے سوال کیا اس شکار کے گوشت کے بارے میں جس کو
غیر محرم شکار کرے کیا وہ محرم کے لئے جائز ہے کہ اس کو کھائے

www.kitabghar.org

فأفتيتهم بأكله و في نفسي منه شيءٌ ثم قدمتُ على عمر بن الخطاب فذكرتُ له ما قلتُ لهم فقال لو قلتَ غير ذلك لم تقل بين اثنين ما بقيتَ مالك عن ربيعة بن عبد الله بن الهدير انه رأى عمر بن الخطاب يُقرِّدُ بعيرًا له في الطين بالسُّقيا وهو محرم مالك عن ابي الزبير المكي عن جابر بن عبد الله ان عمر بن الخطاب قضى في الضبع بكبش و في الغزال بعنزٍ و في الارنب بعناق و في اليربوع بجفرة مالك عن عبد الملك بن قرير عن محمد بن سيرين ان رجلا جاء الى عمر بن الخطاب فقال اني اجريت انا و صاحب لي فرسين نستبق الى ثغرة ثنية فاصبنا ظبيا نحن محرمان فماذا ترى فقال عمر لرجل الى جنبه تعال حتى احكم انا وانت قال فحكما عليه بعنزٍ فولّى الرجل و هو يقول هذا امير المؤمنين لم يستطع ان يحكم في ظبي حتى دعا رجلا يحكم معه فسمع عمر قول الرجل

تو میں نے اُن کو فتویٰ اُس کے کھا لینے کا دیا اور میرے دل میں اس سے کچھ خدشہ تھا پھر میں عمرؓ کے پاس پہنچا تو اُن سے اس کا ذکر کیا۔ تو کہا کہ اگر تو اس کے خلاف جواب دیتا تو اپنی مدتِ حیات تک دو آدمیوں کے مابین بھی کچھ نہ بول سکتا (یعنی میں فتوائے دینے سے روک دیتا)۔ مالک ربیعہ بن عبداللہ ابن الہدیر سے کہ اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ کی چیچڑیاں توڑ کر مٹی میں ڈال رہے تھے سقیا میں جب کہ وہ محرم تھے۔ مالک ابوزبیر مکّی سے وہ جابر بن عبداللہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا بجّو (کفتار) کے بارے کے بارے میں مینڈھے کا اور ہرن کے بارے میں بکری کا اور خرگوش کے بارے میں بکری کے بچّہ کا جو ایک سال سے کم ہو اور جنگلی چوہا مارنے میں چار مہینے کا بکری کا بچہ دیا جاتے۔ مالک عبدالملک بن قریر سے وہ محمد بن سیرین سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ایک گھاٹی کے مُنہ کی طرف نیزہ بازی کی تو ہم نے ایک ہرن کا شکار کر لیا اور ہم دونوں مُحرم تھے تو آپ اس میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو عمرؓ نے ایک صاحب سے کہا جو اُن کے پہلو کی طرف تھے کہ آؤ میں اور تم دونوں اس کا فیصلہ کریں تو دونوں نے فیصلہ کیا ایک بکری عـه دینے کا تو وہ شخص پشت پھیر کر یہ کہتا ہوا جانے لگا کہ یہ امیرالمؤمنین ہیں جو اس پر بھی قادر نہ ہوئے کہ ہرن کے بارے میں خود فیصلہ کر دیں یہاں تک کہ دوسرے شخص کو بلایا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر فیصلہ کرے۔ اس شخص کی بات حضرت عمرؓ نے سُن لی تو آپ نے اس (کو بلا کر اُس) سے فرمایا کہ

عـه یہ قصہ بکر بن عبداللہ المزنی کی روایت سے جلد ثانی صفحہ ۶۱ پر گزرا اس میں شاۃ مذکور ہے ۱۲ اشتیاق احمد

www.kitabghar.org

فسألہ ہل تقرأ سورۃ المآئدۃ قال لا قال فہل تعرف ہذا الرجل الذی حکم معی فقال لا فقال عمر لو اخبرتنی انک تقرأ المائدۃ لاوجعتک ضربا ثم قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ یقول فی کتابہ یحکم بہ ذوا عدل منکم ہدیا بالغ الکعبۃ و ہذا عبد الرحمٰن بن عوف. مالک عن زید بن اسلم ان رجلا جاء الی عمر بن الخطاب فقال یا امیر المؤمنین انی اصبت جرادات بسوطی و انا محرم فقال لہ عمر اطعم قبضۃ من طعام مالک عن یحیی بن سعید. ان رجلا جاء الی عمر بن الخطاب فسألہ عن جرادۃ قتلہا و ہو محرم فقال عمر لکعب تعال حتی نحکم فقال کعب درہم فقال عمر لکعب انک لتجد الدراہم لتمرۃ خیر من جرادۃ ابو بکر عن الحکم عن شیخ من اہل مکۃ ان حماما کان علی البیت فوقعت علی ید عمر

کیا تو سورۃ مائدہ پڑھ سکتا ہے؟ (یعنی تجھے یاد ہے) اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ مل کر فیصلہ کیا تو اس نے کہا نہیں۔ اس کے بعد عمرؓ نے کہا کہ اگر تو مجھے یہ خبر دیتا کہ تجھے سورۃ مائدہ یاد ہے تو میں تجھے مار کر تڑپا دیتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ۵: ۹۵۔ (اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالتِ حرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں بصورت قربانی جو ...... نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جاتے") اور یہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ ہیں۔ مالک زید بن اسلم سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین، میں نے اپنے کوڑے سے چند ٹڈیاں ماردیں حالانکہ میں محرم ہوں (اس کی پاداش کیا ہے؟) تو اس سے انھوں نے کہا کہ ایک مٹھی کھانا (کسی مسکین کو) کھلا دے۔ مالک یحییٰ بن سعید سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے ان سے ایک ٹڈی کی پاداش کے بارے میں سوال کیا جس کو اس نے محرم ہونے کی حالت میں مار دیا تھا تو عمرؓ نے کعبؓ سے کہا کہ آؤ اسکا فیصلہ کریں تو کعبؓ نے کہا کہ ایک درہم تو عمرؓ نے کعبؓ سے کہا کہ (معلوم ہوتا ہے) تمہارے پاس بہت درہم ہیں یقیناً ایک کھجور جرادہ (ٹڈی) سے بہتر ہے۔ ابوبکر حکم سے وہ اہلِ مکہ میں کے ایک بوڑھے سے کہ ایک مکان کے اوپر ایک کبوتر تھا وہ عمرؓ کے ہاتھ پر آگرا تو انھوں نے

www.kitabghar.org

فاشارَ بیدہ فطارَ فوقع علےٰ بعض
بیوتِ اہل مکۃ فجاءت حیۃ فاکلتہ
فحکم عمر علےٰ نفسہ شاۃً ابو بکر
عن سعید بن المسیّب انّ رجلاً
اتے عمر متمتعاً قد فاتہ الصوم فے
العشر فقال لہ اذبح شاۃً قال
لیس عندے قال سل قومک
قال لیس ھٰہنا احدٌ من قومے
قال فاعطہ یا معیقیب عن
شاۃٍ ابو بکر عن مجاہد قال عمر من
اہدے ہدیًا تطوعًا فعطب ینحرہ
المحرم ولا یاکل منہ شیئًا وان اکل
فعلیہ البدل ابو بکر عن ابے ملیکۃ
قال عمر لا تقیموا بعد النفر الاّ ثلاثًا
مالک عن یحیےٰ بن سعید انہ قال اخبرنے
سلیمان بن یسار انّ ابا ایوب الانصارے
خرج حاجًا حتےٰ اذا کان بالنازیۃ من
طریق مکۃ اضلّ رواحلہ وانہ قدم علے
عمر بن الخطاب یوم النحر فذکر لہ ذلک
فقال عمر بن الخطاب اصنع ما یصنع
المعتمر ثم قد حللت فاذا ادرکک
الحج قابلاً فاحجج واہد ما استیسر
من الہدے مالک عن نافع عن
سلیمان بن یسار انّ ہبار بن الاسود
جاء یوم النحر وعمر بن الخطاب ینحر

اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ اُڑ کر مکہ والوں کے ایک گھر پر جا گرا پھر ایک سانپ نے آکر اس کبوتر کو کھا لیا تو عمرؓ نے فیصلہ کیا اپنی ذات پر ایک بکری دینے کا۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا جو متمتع تھا اور اس کا دسویں کا روزہ فوت ہو گیا تھا تو انھوں نے اُس سے فرمایا کہ ایک بکری ذبح کر۔ اُس نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہے تو فرمایا کہ اپنی قوم سے مانگ لے تو اُس نے کہا کہ یہاں میری قوم کا کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے معیقیب اس کو ایک بکری دیدے۔ (معیقیب صحابی تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بیت المال کا افسر اعلیٰ بنایا تھا)۔ ابو بکر مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی ہدی لے جا رہا ہو بطور تطوع کے (یعنی اللہ کے نام پر قربانی دینے کے لئے) اور وہ چوپایہ چلنے سے عاجز ہو گیا تو محرم اُس کو ذبح کر دے اور اُس میں سے کچھ کھائے نہیں۔ اگر کچھ کھالے تو اُس پر اُسکا بدل لازم ہو گا۔ ابو بکر ابی ملیکہ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوچ ہو جانے کے بعد قیام نہ کرو مگر تین دن۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے انھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی سلیمان بن یسار نے کہ ابو ایوب انصاریؓ حج کے لئے نکلے۔ جب (دیشہم) نازیہ پر پہنچے جو مکہ کے راستہ میں ہے تو ان کی سواریاں گم ہو گئیں، اور اس طرح وہ یوم النحر میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور اُن سے سرگزشت بیان کی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ وہ کیجیے جو عمرہ کرنیوالا کرتا ہے پھر آپ حلال ہو جائیں گے۔ پھر جب سالِ آئندہ حج کا زمانہ آئے تو حج کیجئے اور جو ہدی میسر آجائے وہ بھیجئے۔ مالکؒ نافع سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ ہبار بن الاسود یوم النحر میں اُس وقت آئے جب کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی ہدی کو

www.kitabghar.org

هَدْيَہٗ فقال یا امیرَ المؤمنین اَخْطَاْنا العِدَّۃَ کُنّا
نَرٰی اَنّ ہٰذا الیوم یومُ عرفۃ فقال عمر اذہب
الٰی مکّۃ فطُفْ انتَ ومَن مَعَکَ وَانْحَرُوْا ہَدْیًا
ان کانَ معکم ثم احْلِقوا واَقصِروا وارجِعُوا فاذا
کانَ عامٌ قابلٌ فحُجُّوا واَہْدُوْا فمَن لم یجد
فصیام ثلٰثۃ ایّامٍ فی الحج وسبعۃٍ اذا رَجَعَ۔
ابو بکر عن عطاء بن السّائب کان عمر یامُرُ
رجلاً فیحدُوْ (حدی میخواند)۔ ابو بکر عن اسلم سمع عمر بن الخطاب
رجلاً بفلاۃٍ من الارض وہو یحدُو بغناء
الرُّکبانِ فقال عمر انّ ہذا من زادِ الراکب
ابو بکر عن عبد اللہ بن عامر خرجتُ مع
عمر بن الخطاب فما رأیتہ مضطرباً (زدنی خیمہ را) فسطاطاً
حتّٰی رجع قیل لہ بایِّ شیءٍ کان یستظلّ
قال کان یطرحُ النطعَ علی الشجرۃ
فیستظلُّ بہ۔ **کتاب البیوع** مالک
ان عمر بن الخطاب قال لا یَبیعُ فی
سوقنا الّا مَن تفقّہ فی الدّین قلتُ
معناہ وجوبُ علمِ احکام البیوع علٰی
مَن یُباشر التجارۃَ الشافعی عن ابن
عباس بلغ عمر بن الخطاب انّ رجلاً
باعَ خمرًا فقال قاتَلَ اللّٰہُ
فلانًا باعَ الخمرَ اما عَلِمَ انّ
رسولَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم
قال قاتَلَ اللّٰہُ الیہودَ حُرِّمَتْ
علیہم الشحومُ

ذبح کر رہے تھے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم سے تاریخ کے حساب
میں چُوک ہوگئی۔ ہم خیال کر رہے تھے کہ آج کا دن یوم عرفہ ہے۔
تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم مکّہ کی طرف جاؤ اور طواف کرو تم اور جو
تمھارے ساتھ ہیں اور کوئی ہدی اگر تمھارے ساتھ ہے اُس کی
قربانی کرو۔ پھر حلق کرو اور قصر کرو اور لوٹ جاؤ۔ پھر جب آئندہ
سال آئے تو حج کرو اور ہدی لے کر آؤ جس کو تم میں ہدی نہ
میسّر ہو وہ تین دن روزے رکھے زمانہ حج میں اور سات روزے
جب لوٹے۔ ابو بکر عطاء بن السائب سے کہ عمرؓ کسی شخص کو
حکم دیتے اور وہ حُدی (اُونٹوں کا گانا) پڑھتا۔ ابو بکر اسلم
سے کہ اُنھوں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے
میں جو وسیع بیابان میں سفر کرتے ہوئے شتر سواروں کا گانا
گایا کرتا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شتر سوار کا توشہ ہے۔ ابو بکر
عبداللہ بن عامر سے کہ میں نے سفر کیا ہے عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ
میں نے اُن کو خیمہ لگاتے ہوئے نہیں دیکھا واپسی تک۔ اُن سے
کہا گیا کہ پھر کس چیز سے سایہ کا انتظام کرتے تھے؟ اُنھوں نے
کہا کہ چمڑے کا دستر خوان درخت پر ڈال دیتے اور اُس سے سایہ
لیتے تھے۔ **کتاب البیوع**۔ مالکؒ کہ عمرؓ بن الخطاب نے
فرمایا کہ ہمارے بازار میں کوئی تجارت نہ کرے بجز ایسے شخص
کے جو دین میں سمجھ رکھتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں
خرید و فروخت کے احکام کے علم کا واجب ہونا اُس شخص پر جو
تجارت کرتا ہو۔ شافعیؒ ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ کو اطلاع پہنچی
کہ ایک شخص نے شراب کو فروخت کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا
ہلاک کرے فلاں کو اس نے شراب کو بیچا۔ کیا اس کو معلوم
نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہلاک
کرے یہود کو۔ اُن کے اُوپر چربیاں حرام کی گئیں تو اُنھوں نے

www.kitabghar.org

فحملوه فباعوها الشافعی عن روایة
الزعفرانی عنه ان عمر قال البیعان
بالخیار مالم یتفرقا الشافعی ان عمر
قال البیع صفقة او خیار ثم ضعفه
الشافعی جداً قال وتاویله ان بیع
البیع صفقة بعد ما تفرق او خیار
قلت ویحتمل ان یکون معناه
البیع اما صفقة نافذة او خیار
قاطع للبیع البیہقی عن الشعبی اخذ
عمر بن الخطاب فرسا من رجل علی
سوم فحمل علیه رجلاً فعطب عنده
فخاصمه الرجل فقال اجعل بینی و
بینک رجلاً فقال الرجل انی
ارضی بشریح العراقی فاتوا شریحاً
فقال شریح لعمر اخذته صحیحاً
سالماً وانت له ضامن حتی تردہ
صحیحاً سالماً فاعجب القاضی عمر بن
الخطاب فبعثه قاضیاً قلت احتج
الشافعی بهذه القصة علی ان الماخوذ
بسوم الشراء مضمون مالک
عن زید بن اسلم عن عطاء
ابن یسار ان معاویة بن ابی سفیان
باع سقایة من ذهب او ورق
باکثر من وزنها فقال له
ابو الدرداء

اُس کو پگھلا کر روغن بنایا اور پھر اس کو فروخت کیا۔ شافعیؒ اُن
سے زعفرانی کی روایت ہے، کہ عمرؓ نے فرمایا کہ بیچنے اور خرید
والا دونوں صاحب اختیار ہوتے ہیں (یعنی بیع کو فسخ کرنے
کا اختیار رکھتے ہیں) جب تک جُدا جُدا نہ ہو جائیں۔ شافعیؒ
کہ عمرؓ نے فرمایا کہ بیع ایک معاملہ (سودا) ہے یا اختیار ہے۔
پھر شافعیؒ نے اس کو ضعیف کہا زوردار طور پر۔ اور اگر صحیح ہو
تو اس کی تاویل یہ ہے کہ بیع سودا کرنے کی صورت میں،
اس کے بعد تفرّق ہے یا خیار۔ میں کہتا ہوں کہ اور یہ احتمال
بھی ہے کہ اس کے معنے یہ ہوں کہ بیع یا ایک عقد ہے نافذ ہونے
والا یا خیار ہے بیع کو ختم کر دینے والا۔ بیہقی شعبی سے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے ایک شخص سے ایک گھوڑا لیا قیمت چکانے
کے لئے پھر اُس پر ایک شخص کو سوار کیا، پھر وہ اس شخص
کے پاس ہلاک ہو گیا۔ اس پر اس شخص نے عمرؓ سے جھگڑا
کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ تو میرے اور اپنے درمیان ایک شخص کو
(حکم) تجویز کرلے تو اُس نے کہا کہ میں شریح عراقی پر راضی
ہوں تو دونوں شریح کے پاس گئے۔ شریح نے عمرؓ سے کہا کہ
آپ نے اس سے صحیح سالم لیا تھا اور آپ اُس کے ضامن (ذمہ
دار) ہیں کہ اس کو صحیح و سالم واپس کریں تو تعجب میں
ڈال دیا قاضی نے عمرؓ بن الخطاب کو تو اُنھوں نے شریح کو
قاضی بنا کر بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ سے حجت پکڑی
ہے امام شافعیؒ نے اس بات پر کہ خرید کے واسطے قیمت کا
اندازہ لگانے کے لئے جو چیز مشتری لے گا وہ اس کی ضمانت
میں ہو گی۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ عطا بن یسار سے کہ معاویہ
ابن ابی سفیان نے ایک پانی کا برتن جو سونے یا چاندی کا تھا
اُس کے وزن سے زیادہ پر بیچا تو اُن سے ابو الدرداءؓ نے کہا کہ

www.kitabghar.org

سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ینھیٰ عن مثل ھذا الا مثلاً بمثل فقال
لہ معاویۃ ما أریٰ بمثل ھذا
بأساً فقال ابو الدرداء من یعذرنی (عذر من بیان کند)
من معاویۃ انا اخبرہ عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویخبرنی
عن رأیہ لا أساکنک بأرض انت
بہا ثم قدم ابو الدرداء علی عمر بن
الخطاب فذکر لہ ذلک فکتب عمر
ابن الخطاب الیٰ معاویۃ بن ابی سفیان
ان لا تبیع مثل ذلک الا مثلاً
بمثل وزناً بوزن مالک عن
نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب
قال لا تبیعوا الذھب بالذھب الا
مثلاً بمثل ولا تُشِفّوا[1] بعضھا علی بعض
ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلاً بمثل
ولا تُشِفّوا بعضھا علی بعض ولا تبیعوا
الورق بالذھب احدھما غائب والآخر
ناجز (حاضر) وان استنظرک (اے طلب مہلت کند) ان یلج بیتہ
فلا تنظرہ انی اخاف علیکم الرماء (زیادہ ۱۲)
والرماء ھو الربوا مالک عن عبد اللہ بن دینار عن
ابن عمر نحواً من ذلک مالک عن ابن شہاب عن
مالک بن اوس انہ التمس صرفاً بمائۃ دینار قال فدعانی

میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اس
طرح کی بیع سے منع کرتے تھے بجز مثل بمثل کے۔ تو ان
سے معاویہؓ نے کہا کہ میں اس طرح کی بیع میں کوئی حرج نہیں
دیکھتا۔ تو ابوالدرداءؓ نے کہا کہ کون میرا طرفدار ہوگا معاویہ
کے مقابلہ پر میں اس کو خبر دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی روایت سے اور وہ مجھے خبر دیتا ہے اپنی رائے کی،
تیرے ساتھ میں اس سرزمین میں بھی نہیں رہوں گا جہاں
تو رہتا ہے۔ پھر ابوالدرداءؓ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے
اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ بن الخطاب نے معاویہؓ بن
ابی سفیان کو لکھا کہ وہ اس قسم کی بیع نہ کرے مگر مثل بمثل
اور وزن بوزن۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن
الخطاب نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر مثل
بمثل اور اس کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ اور نہ
بیچو چاندی کو چاندی کے بدلے میں مگر مثل بمثل اور اس کو
ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ۔ اور نہ بیچو چاندی کو سونے
کے بدلے میں کہ ان میں سے ایک غائب ہو اور دوسری حاضر
اور اگر کوئی اتنی بھی مہلت طلب کرے کہ وہ اپنے گھر میں
داخل ہو جائے (اور وہاں سے لے آئے) تو اس کو مہلت نہ
دو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم زیادتی میں نہ مبتلا ہو جاؤ اور
زیادتی ہی ربوٰا (سود) ہوتی ہے۔ مالکؒ عبداللہ بن دینار
سے وہ ابن عمرؓ سے پچھلی روایت کی طرح۔ مالکؒ ابن شہاب سے
وہ مالک بن اوس سے کہ انھوں نے تلاش کیا چاندی کے
سکوں کو ایک سو دینار کے بدلے میں کہا کہ پھر مجھے پکارا

[1] لاتشفوا اے لاتزیدوا۔ یہ شف بالکسر سے بنا ہے جس کے معنے کمی زیادتی کرنے کے ہیں ۱۲

www.kitabghar.org

طلحۃ بن عبید اللہ فتراوضنا حتے اصطرف منی واخذ الذہب یقلبہا فی یدیہ ثم قال حتے یاتی خازنی من الغابۃ وعمر بن الخطاب یسمع فقال واللہ لا تفارقہ حتے تاخذ منہ ثم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الذہب بالورق ربوا الا ہاء وہاء والبر بالبر ربوا الا ہاء وہاء والتمر بالتمر ربوا الا ہاء وہاء والشعیر بالشعیر ربوا الا ہاء وہاء۔ ابن ماجۃ ان عمر قال ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم توفی ولم یبین الربوا فدعوا الربوا والریبۃ ہذا او نحوہ ابو بکر عن سعید بن المسیب قال عمر لا تسلموا فی فراخ حتے یبلغ قلت معناہ عند مالک وغیرہ النہی عن بیع الزرع حتے یشتد الحب ومثلہ بیع التمر حتے یبدو صلاحہ والاسلام ہنا الاشتراء قبل وجود المبیع ومعناہ عند ابی حنیفۃ۔

طلحہ بن عبید اللہ نے تو ہم نے آپس میں[عہ] نرخ طے کر لیا یہاں تک کہ اُنھوں نے مجھ سے مال لے لیا اور اُنھوں نے اس سونے (کے دیناروں) کو اپنے ہاتھوں میں اُلٹنا پلٹنا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا کہ (سکوں کی ادائگی میں کچھ وقت لگے گا) یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آجائے اور عمرؓ بن الخطاب سن رہے تھے کہنے لگے واللہ اس سے جُدا نہ ہونا یہاں تک کہ تو اس سے وصول کرے۔ پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سونا چاندی کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست (یعنی بلا توقف) اور گیہوں گیہوں کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست اور کھجور کھجور کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست اور جو بعوض جو ربوا ہے مگر دست بدست[عہ]۔ ابن ماجہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپ نے ربوا کو کھول کر بیان نہیں فرمایا تو تم سود کو چھوڑ دو اور جس چیز میں سود کا شبہ ہو اُس کو بھی، یہ یا اسی کی مانند۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہا عمرؓ نے کہ سلم[سہ] کا معاملہ نہ کرو کم سن زراعت میں جب تک پوری بالیدگی تک نہ پہنچ جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے مالکؒ وغیرہ کے نزدیک کھیتی کی بیع سے روکنا ہے یہاں تک کہ اس کا بیج سخت ہو جائے اور اسی کی مانند ہے بیع کھجور کی یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو جائے اور اسلام کے معنے یہاں پر خریدنا ہے بیع کے وجود سے پہلے (اس کو بیع سلم کہتے ہیں) اور اس کے معنے امام ابو حنیفہ

عہ تراوض کے معنے ہیں نرمی کرنا اور ایک دوسرے کو کسی کام پر آمادہ کرنا جیسا کہ بائع اور مشتری میں اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ اصطرف منی کے معنے ہیں کہ میرے ساتھ بیع صرف کر لی ۱۲ عہ ھاء وھاء کے مد اور قصر میں۔ پھر اسکی ترکیب میں، نیز اسکے معنے میں اختلاف ہے اور مشہور مد کے ساتھ ہے اور یہ حال واقع ہوا ہے اور اسکے معنے ہیں ہاک وہات یعنی لے اور دے۔ یعنی بیع جائز نہیں ہے مگر اس حال میں کہ جانبین سے تقابض ہو جاتے مجلس سے متفرق ہونے سے پہلے ۱۲

سہ سلم باعتبار لغت تسلیم سے بنا ہوا اسم ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں یہ معنے ہیں کہ کسی شے کی بیع کرنا اس معاہدے کے ساتھ کہ دی ہوئی رقم قرض ہوگی بائع کے ذمہ اُن شرائط کے ساتھ جو شریعت میں معتبر ہیں۔ ہندی زبان میں اس کو بدھنی کہتے ہیں اور کبھی "سلف" بھی اسی معنی میں

www.kitabghar.org

النہی عن السَّلَم قبلَ وجود المُسْلَم فیہ مالک عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قالَ مَن باعَ عبدًا و لہٗ مالٌ فمالُہ للبائع اِلّا اَن یشترطَ المبتاعُ رُوِی مثل ذلک عن ابن عمر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم وصَحَّحَ البخاری کلتا الروایتین قالہ البیہقی مالک عن نافع ان حکیم ابن حزام ابتاعَ طعاماً اَمر بہ عمر بن الخطاب للناس فباعَ حکیم الطعام قبلَ اَن یستوفیہ فبلغ ذلک عمر بن الخطّاب فردَّہ علَیہ قال ولاتبعْ طعاماً ابتعتَہ حتے تستوفیہ مالک عن ابن شہاب عن عبداللہ بن عبداللہ بن عقبۃ بن مسعود ان عبداللہ بن مسعود ابتاعَ جاریۃً من امرأتہ الثقفیۃ واشترطَتْ علیہ انکَ اِن بعتہا فہی لی بالثَّمنِ الّذی تبیعُہا بہ فسألَ عبداللہ بن مسعود عن ذلک عمر بن الخطاب فقال عمر بن الخطاب لاتَقرُبہا و فیہا شرطٌ لاحدٍ البغوی عن ابن ابی اَوفیٰ کُنّا نُسلِفُ فی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فی الحنطۃِ والشعیرِ والتمرِ والزّیتِ الیٰ قومٍ ماہو عندہم مالک عن یونس بن یوسف عن سعید بن المسیَّب اَن عمر بن الخطاب مرَّ بحاطب ابن ابی بلتعۃَ وہو یبیع زبیبًا لہ فی السّوقِ

کے نزدیک سَلم سے روکنا ہے اس شے کے وجود میں آنے سے پہلے جس کے بارے میں سَلم کیا جاتے۔ مالکؒ نافعؓ سے ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غلام کو فروخت کیا اور اس غلام کے پاس مال ہے تو وہ بیچنے والے کا ہے بجز اس کے کہ خریدنے والا شرط کرلے۔ اسی کے مثل روایت کیا گیا ہے ابن عمرؓ سے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بخاری نے دونوں روایتوں کو صحیح کہا ہے یہ بیہقی کا قول ہے۔ مالکؒ نافعؒ سے کہ حکیم بن حزام نے غلّہ خریدا جس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کے لئے (تقسیم کرنے کا) حکم دیا تھا پھر حکیم نے وہ غلّہ فروخت کردیا قبل اس کے کہ اس کو وصول کریں۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب تک پہنچی تو ان کو اس بیع سے روکدیا۔ فرمایا کہ جو غلّہ تم خریدو اُس کو نہ بیچو یہاں تک کہ تم اس کو وصول کرلو (یعنی قبضہ کرلو)۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک جاریہ خریدی اپنی ایک ثقیفہ عورت سے اور اُس نے ان پر یہ شرط لگائی کہ اگر تم اس کو بیچو تو وہ میرے ہاتھ بیچو اس قیمت پر جس پر تم اس کو بیچو گے۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس سے قربت نہ کرنا اور اس میں شرط ہے کسی کے لئے (اس لئے بیع تام نہیں ہوتی)۔ بغوی ابن ابی اوفیٰ سے ہم پیشگی دیا کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد میں گیہوں اور جو اور کھجور اور زیت کے بارے میں ایسی قوم کو کہ ان کے پاس (سردست) وہ چیز موجود نہ ہوتی تھی۔ مالکؒ یونس بن یوسف سے وہ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب گزرے حاطب بن ابی بلتعہ پر اور وہ اپنی کشمش بازار میں فروخت کررہے تھے

www.kitabghar.org

فقال لہ عمر بن الخطاب اما ان تزید فی
السعر و اما ان ترفع من سوقنا الشافعی
عن القاسم بن محمد عن عمر انہ مر بحاطب
بسوق المصلی وبین یدیہ غرارتان فیھما
زبیب فسألہ عن سعرہ فسعر لہ مدین بکل
درہم فقال لہ عمر قد حدثت بعیر (قافلہ) مقبلۃ
من الطائف تحمل زبیبا و ھم یعتبرون
بسعرک فاما ان ترفع فی السعر و اما
ان تدخل زبیبک البیت فتبیعہ کیف
شئت فلما رجع عمر حاسب نفسہ ثم
اتی حاطبا فی دارہ فقال لہ ان الذی
قلت لیس بعزمۃ منی ولا قضاء انما
ھو شئ اردت بہ الخیر لاھل البلد
فحیث شئت فبع و کیف شئت
فبع مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب
قال لا حکرۃ (احتکار) فی سوقنا لا یعمد
رجال بایدیھم فضول (زائد از ضرورت) من اذھاب
الی رزق من ارزاق اللہ نزل
بساحتنا فیحتکرونہ علینا ولکن ایما
جالب جلب علی عمود کبدہ فی الشتاء
والصیف فذلک ضیف عمر
فلیبع کیف شاء ولیمسک کیف
شاء مالک والبغوی ان عمر بن
الخطاب خطب فقال ان الاسیفع اسیفع (متغیر اللون)
جھینۃ رضی من دینہ و امانتہ

تو اُن سے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ یا تو تم نرخ میں اضافہ
کرو اور یا ہمارے بازار سے اُٹھ جاؤ۔ شافعیؒ قاسم بن محمد سے وہ
عمرؓ سے کہ ان کا گزر... حاطب پر ہوا سوق المصلیٰ میں اور ان
کے سامنے دو گونیں تھیں جن میں کشمش (سوکھے ہوئے انگور)
بھری ہوئی تھی تو اُن سے ان کا بھاؤ پوچھا تو انھوں نے
کہا کہ ایک درہم میں ڈو مُد تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے
ایک قافلہ کا ذکر کیا گیا ہے جو طائف سے کشمش لے کر آرہا
ہے اور وہ لوگ اعتبار کرتے ہیں تمھارے بھاؤ کا تو یا تو تم
اپنے بھاؤ میں اضافہ کرو اور یا اس کشمش کو اپنے گھر میں لے
رکھو پھر جس طرح چاہو بیچو۔ پھر جب عمرؓ واپس ہوئے تو
انھوں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا۔ پھر حاطب کے پاس
اُن کے گھر پہنچے اور اُن سے کہا کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ
میری طرف سے پختہ بات نہیں اور نہ کوئی فیصلہ ہے۔ وہ صرف
ایک ایسی چیز ہے جس سے میں نے اہلِ شہر کی بھلائی کا ارادہ
کیا تھا۔ سو تم جہاں چاہو اور جس طرح چاہو بیچو۔ مالکؒ کو
یہ بات پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ہمارے بازار میں احتکار
نہ ہوگا (احتکار یہ ہے کہ غلّہ کو بیع سے روک رکھا جائے گرانی کے
انتظار میں) اور جن لوگوں کے ہاتھوں میں زیادہ مال و
زر ہے وہ اللہ کے اُن رزقوں کو جو ہماری بستی پر نازل ہوتے
خرید ڈالنے کا قصد کرکے ہم پر تنگی نہ ڈالیں ہاں مگر جو باہر
سے مال لانے والا تکلیف کے ساتھ لاد کر لایا سردی اور گرمی
میں وہ عمرؓ کا مہمان ہے وہ جس طرح چاہے بیچے اور جتنا چاہے
روک رکھے۔ مالکؒ اور بغوی، کہ عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ دیا
اور فرمایا کہ اُسیفع (بدلے ہوئے رنگ والا) جہینہ (قبیلہ) کا
اُسیفع ہے یہ اپنے دین اور امانت سے اس پر راضی ہو گیا کہ

www.kitabghar.org

بِاَنْ يُقَالَ سَبَقَ الحاجَّ وَانَّهُ اِدَّانَ مُعرِضًا فاصبحَ قَدْ دِيْنَ بِهٖ فمَن كَانَ لَهٗ دَيْنٌ فَلْيأتِنَا بِالغداةِ نَقْسِمُ مالَهٗ بَيْنَ غُرَمَائِهٖ وَ اِيَّاكُم وَ الدَّيْن فَاِنَّ اَوَّلَهٗ هَمٌّ وَ آخِرَهٗ حَرْبٌ مَالِكٌ انه بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بن الخطاب قَالَ فِي رَجُلٍ اَسْلَفَ طعامًا عَلٰى اَنْ يُعْطِيَهٗ اِيَّاهُ فِي بَلَدٍ آخَرَ فكَرِهَ ذلك عُمَر ابن الخطَّاب وقال اَيْنَ الحَمْلُ مالك عن زيد بن اسلم عن ابيه فى قصة خروج عبد الله وعُبَيد الله الى العراق وَاِسْلَافِ (لینے فاروق ۱۲) اَبِي موسٰى اِيَّاهُمَا (قرض دادن ۱۲) وَاشْتِرَائِهِمَا بِذٰلِكَ المالِ مَتَاعًا وَرِبْحِهِمَا فى ذٰلِكَ المال قالَ عُمَرُ اَكُلَّ الجيشِ اَسْلَفَهٗ مِثْلَ مَا اَسْلَفَكُمَا قَالَا لَا فقال عمر بن الخطاب ابْنَا اميرِ المؤمنين فَاَسْلَفَكُمَا اَدِّيَا المالَ وَرِبْحَهٗ فَاَمَّا عبد الله فسكتَ وَ اَمَّا عبيد الله فقالَ مَا يَنْبَغِي لَكَ يا اميرَ المؤمنين هٰذَا لَوْ نَقَصَ المالُ اَوْ هَلَكَ ضَمِنَّاهُ فقَالَ اَدِّيَاهُ فقالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهٖ يا اميرَ المؤمنين لَوْ جَعَلْتَهٗ قِرَاضًا فقالَ عمر قد جَعَلْتُهٗ قِرَاضًا (مضاربہ ۱۲) فَاَخَذَ عمرُ رَأسَ المَالِ وَ نِصْفَ رِبْحِهٖ

یوں کہا جائے کہ سب حاجیوں پر سبقت لے گیا اور اس نے لاپرواہی کے ساتھ بہت قرض لے ڈالا نتیجہ یہ ہوا کہ قرض نے اس کو دیوالیہ کر دیا تو اس کے ذمہ جس جس کا قرض ہے وہ ہمارے پاس صبح کو آجائیں ہم اُس کے مال کو اُس کے قرض خواہوں پر تقسیم کرینگے۔ خبردار تم سب لوگ قرض سے بچنا اُس کا پہلا سرا فکر اور تشویش ہے اور آخر کا لڑائی۔ مالکؒ نے فرمایا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کے بارے میں جس نے دوسرے کو غلہ اس شرط پر قرض دیا تھا کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کرے، یہ بات عمرؓ بن الخطاب کو ناگوار ہوئی تھی فرمایا کہ ڈھونے کا حق کہاں ہے؟ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ (حضرت فاروقؓ کے صاحبزادوں) عبداللہ و عبیداللہ کی جہادِ عراق کے لئے روانگی اور ابو موسیٰ کا ان دونو کو قرض دیدینا اور ان کا اس مال سے سامان خرید کر لیتے جانا اور پھر اس مال سے نفع ہونا، اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تمام لشکر کو اس نے اسی طرح قرض دیا جس طرح تمہیں دیا انھوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ (اُس کے پیش نظر یہ تھا کہ یہ) امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں تو تم دونوں کو قرض دیدیا۔ تم دونوں مال کو ادا کرو اور اُس کے نفع کو بھی۔ اب عبداللہ تو خاموش رہے۔ رہے عبیداللہ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ فیصلہ تو آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اگر مال گھٹ جاتا یا ہلاک ہوجاتا تو اُس کے ضامن ہم ہی ہوتے۔ آپ نے فرمایا نہیں اس کو ادا کرو۔ اس پر آپ کے جلیسوں میں سے ایک نے کہا کہ اے امیر المؤمنین بہتر ہوتا اگر اس کو مضاربۃ قرار دیدیا جاتا۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا میں اس کو مضاربۃ قرار دیتا ہوں۔ تو عمرؓ نے رأس المال اور اس کا آدھا نفع لے لیا

www.kitabghar.org

واخذا نصف ربح المال قال المزنی وجہ جعل عمر نصف ربح ابنیہ للمسلمین عندی انہما اجابا قول عمر عن طیب انفسہما البخاری والبغوی ان عمر عامل الناس علی انہ ان جاء عمر بالبذر من عندہ فلہ الشطر وان جاءوا بالبذر فلہم کذا البغوی ان الصعب ابن جثامۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حمی الا للہ ورسولہ قال الزہری وقد کان لعمر بن الخطاب حمی بلغنی انہ کان یحمیہ لابل الصدقۃ مالک والشافعی عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب استعمل مولی یقال لہ ہنی مالک عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب استعمل مولی لہ یدعی ہنیا علی الحمی فقال یا ہنی اضمم جناحک عن الناس واتق دعوۃ المظلوم فان دعوۃ المظلوم مجابۃ وادخل رب الصریمۃ والغنیمۃ وایاک ونعم ابن عفان وابن عوف فانہما ان تہلک ماشیتہما یرجعا الی المدینۃ الی زرع ونخل وان رب الصریمۃ والغنیمۃ ان تہلک ماشیتہ

اور اس مال کا آدھا نفع ان دونوں نے لیا۔ مزنی نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹوں کے نفع کا نصف حصہ مسلمانوں کے لئے قرار دیدینے کی وجہ ان دونوں کا اپنی خوشی سے حضرت عمرؓ کے ارشاد کو قبول کر لینا ہے۔ بخاری اور بغوی، عمرؓ نے لوگوں سے یہ معاملہ کیا تھا کہ اگر عمرؓ نے اپنے پاس سے بیج دیا تو پیداوار کا نصف حصہ انکا ہوگا اور اگر بیج وہ خود لائے تو اُس نصف کے وہ خود حقدار ہوں گے۔ بغوی، صعبؓ بن جثامہ نے کہا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چراگاہ نہیں ہے مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے۔ زہریؒ نے کہا اور عمرؓ بن الخطاب کی ایک چراگاہ تھی مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ اس میں صدقہ کے اونٹوں کو چراتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عامل بنایا (چراگاہ پر) اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہُنَی کہا جاتا تھا۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے چراگاہ پر عامل بنایا اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہُنَی سے پکارا جاتا تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ اے ہُنَی! عام لوگوں سے اپنا ہاتھ کوتاہ رکھنا (یعنی درگزر کرنا اور ایذا نہ پہنچانا) اور مظلوم کی بددُعاء سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دُعاء مقبول ہوتی ہے۔ اور اونٹوں اور بکریوں کے چھوٹے گلّوں والے کو داخل ہونے دینا اور خبردار ابن عفان اور ابن عوف کے چوپاؤں کو نہ آنے دینا کیونکہ وہ دونوں (اس حیثیت کے ہیں کہ) اگر ان کا چوپایہ ہلاک ہوجائے تو وہ اپنے کھیتوں کی طرف رجوع کرلیں گے اور اونٹ اور بکریوں کے چھوٹے گلّے والے کا یہ حال ہوگا کہ اگر اس کا چوپایہ ہلاک ہوگا تو

۵۰ صرمہ کسرہ کے ساتھ اونٹوں کا گلہ جن کی تعداد بیس سے تیس تک ہو۔ صُرَیمہ اس کی تصغیر ہے ۱۲

www.kitabghar.org

يَأتِيَنِّ بِبَنِيهِ فيقولُ يا اميرَ المؤمنين
افتتاركهم انا لا اَبَا لكَ فالماءُ و
الكلاءُ ايسرُ عليَّ من الذهب و
الورقِ وايم الله انهم ليرون ان قد
ظلمتهم انها لبلادهم ومياههم
قاتلوا عليها في الجاهلية واسلموا
عليها في الاسلام والذي نفسي
بيده لولا المال الذي احمل عليه
في سبيل الله ما حميت عليهم من
بلادهم شبرًا البغوی روی
ان عمر حمى السرف والربذة قلت
وجه التطبيق عند الشافعي و
الجمهور ان الحمى لمصلحة نفسه
حرام ولنعم بيت المال ولمصلحة
ضعفة المسلمين جائز وهو معنى
قوله صلى الله عليه وسلم لا
حمى الا لله ورسوله البغوی
روى عن عمر انه اقطع و
اشترط العمارة ثلث سنين
ابو بكر عن الحكم قال عمر من ملك
ذا رحم محرم فهو حرّ ابو بكر عن
الزهري قضى ابو بكر وعمر ان لم يحز
فلا شئ له يعنى الهبة ابو بكر عن
عكرمة بن خالد المخزومي ان رجلا
كاتب عبده على

وہ میرے پاس اپنی اولاد کو لے کر آجائے گا اور کہے گا کہ اے امیر المؤمنین کیا میں ان کو چھوڑنے والا ہوں (یعنی ان کی پرورش کو) میں تیری (یعنی تیرے حکم کی) پرواہ نہ کروں گا. تو پانی اور گھاس میرے لئے آسان ہے ان کو سونا چاندی دینے سے (جو مجھے ان کو دینا پڑے گا) اور خدا کی قسم یہ لوگ ضرور خیال کرتے ہیں کہ (چراگاہ پر قبضہ کرکے میں نے ان پر ظلم کیا) درحقیقت یہ ان کے شہر ہیں اور ان ہی کے پانی ہیں ان پر تو جاہلیت میں انہوں نے قتال کیا ہے اور اسلام میں آکر انھوں نے ان کے بارے میں اطاعت قبول کرلی اور قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر میں لوگوں کو سوار کرکے اللہ کے راستہ میں بھیجتا ہوں تو میں ان کے شہروں میں سے ایک بالشت زمین کو بھی اپنی چراگاہ نہ بناتا. بغوی، روایت کیا گیا کہ عمرؓ نے چراگاہ بنایا سرف اور زبدہ کو. میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ اور جمہور کے نزدیک وجہ تطبیق یہ ہے کہ (کسی قطعہ زمین کو) چراگاہ بنالینا اپنی ذاتی مصلحت کے لئے حرام ہے اور بیت المال کے جانوروں کے لئے اور ضعفاء مسلمین کی مصلحت کے لئے جائز ہے اور یہی معنے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کہ کوئی چراگاہ نہیں مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے. بغوی، روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ انھوں نے زمین جاگیر دی اور شرط کیا کہ تین سال میں اس کو سرسبز کردیا جائے
ابوبکر حکم سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو کسی ذی رحم محرم کا مالک ہوگا تو وہ آزاد ہے. ابوبکر زہری سے کہ فیصلہ کیا ابوبکرؓ و عمرؓ نے کہ اگر قبضہ نہ کیا تو اُس کے (یعنی موہوب لہٗ کے) لئے کچھ نہیں. مراد لیتے ہیں ہبہ سے. ابوبکر عکرمہ بن خالد المخزومی سے کہ ایک شخص نے مکاتب کیا اپنے ایک غلام کو اس پر کہ

www.kitabghar.org

غلامين يصنعان مثل صناعته
فارتفعا الى عمر بن الخطاب فقال
ان لم يجئك بغلامين يصنعان مثل
صناعته فردّه الى الرّق ابوبكر
عن انس اتانا كتاب عمر و نحن
بارض فارس ان لا تبيعوا السيوف فيها
حلقة فضة بالدّراهم ابوبكر عن
حزام بن هشام الجراحي عن
ابيه شهدت عمر بن الخطاب
باع ابلاً من ابل الصّدقة فيمن
يزيد ابوبكر عن مجاهد بن ابي عياض
قال عمر اذا مررت ببستان فكل
ولا تتخذه خبنة (جمع کردن در بارچہ ۱۲) ابوبكر عن عبيدالله
قال عمر من احتكر طعاماً ثم
تصدّق براس ماله والربح لم يكفر
عنه الشافعي ان انس بن مالك
كاتب غلاماً له على نجوم الى
اجل فاراد المكاتب تعجيلها ليعتق فامتنع
انس من قبولها وقال
لا اخذها الا عند محلّها فاتى
المكاتب عمر بن الخطاب (ميعادها ۱۲) فذكر
ذلك له فقال عمر انّ
انساً يريد الميراث فامره

وہ ایسے دو غلام لاتے کہ وہ دونوں بھی اسی کی مانند کام کرتے ہوں۔ (جو غلام وہ لایا وہ اس جیسا کام نہ کرتے تھے اس پر) ان دونوں نے اپنا معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش کیا تو فرمایا کہ اگر یہ ایسے دو غلام تیرے پاس نہیں لایا جو اس کے کام کی مثل کام کرتے ہوں تو اس کو پھر غلامی کی طرف لوٹا لے۔ ابوبکر انس سے، ہمارے پاس عمرؓ کا خط پہنچا اور ہم سرزمین فارس میں تھے (جس میں لکھا تھا) کہ ایسی تلواروں کو نہ فروخت کرو درہموں کے بدلے میں جن میں چاندی کا حلقہ ہو۔ ابوبکر حزام بن ہشام الجراحی سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس موجود تھا جب اُنھوں نے اونٹ فروخت کیا صدقہ کے اُونٹوں میں سے "مَن یزید" (کون زیادہ دیتا ہے) کے طور پر (یعنی نیلام کیا)۔ ابوبکر مجاہد بن ابی عیاض سے، کہا عمرؓ نے جب تو کسی باغ سے گزرے تو پھل کھالے اور گٹھڑی باندھ کر نہ لا۔ ابوبکر عبیداللہ سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جس نے مہنگا بیچنے کے لئے غلہ روکا پھر اُس نے اصل مال اور نفع سب صدقہ کر دیا (اس پر بھی) اُس (فعل بد) کی مکافات نہ ہوگی۔ شافعیؒ، کہ انسؓ بن مالک نے اپنے ایک غلام کو مکاتب کیا ستاروں کے حساب سے ایک مدت معینہ کی شرط پر (کہ بالاقساط ادائگی رقم معینہ کرتا ہے) پھر ارادہ کیا مکاتب نے اس کو جلد ادا کرنے کا تاکہ وہ آزاد ہو جائے اور انسؓ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نہیں لوں گا مگر اُس موقع پر۔ تو مکاتب نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچ کر ان سے واقعہ بیان کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ انسؓ ارادہ کر رہا ہے میراث کا۔ تو اس کو حکم دیا کہ وہ مقررہ

عہ یعنی اس لئے وہ پوری رقم ایک مرتبہ نہیں لیتا کہ وہ چاہتا ہے کہ طویل عرصہ لگائے کہ تو مر جائے تو وہ وارث بنکر تمام اندوختہ وصول کر سکے ۱۲ مترجم

فاخذ له منه واعتقه ذكره البيهقي في باب اذا اتاه بحقه قبل محله ولا ضرر عليه في اخذه. البيهقي عن ابي العوام البصري كتب عمر الى ابي موسى الاشعري والصلح جائز بين المسلمين الا صلحا احل حراما او حرم حلالا. الشافعي ان عمر بن الخطاب اعطى مال يتيم مضاربة. البيهقي عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال ايما رجل اكرى كراء فجاوز صاحبه ذا الحليفة فقد وجب كراؤه ولا ضمان عليه قال البيهقي يريد تقبضه ما اكترى فيكون عليه الكراء حالا ولا ضمان عليه فيما اكترى اذا لم يتعد. مالك والشافعي عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال من احيى ارضا ميتة فهي له. مالك والشافعي ان الضحاك ابن خليفة ساق خليجا له من العريض فاراد ان يمر به في ارض محمد بن مسلمة فابى فكلم فيه الضحاك عمر بن الخطاب فدعا عمر ابن مسلمة فامره ان يخلي سبيله فقال محمد ابن مسلمة لا فقال لم تمنع اخاك ما ينفعه وهو لك نافع تشرب منه اولا وآخرا ولا يضرك فقال محمد

مال لے آئے) وہ مال اُس سے لے کر اُس کو آزاد کر دیا، اس کو ذکر کیا بیہقی نے باب اذا اتاہ بحقہ الخ میں (یعنی جب مکاتب اُس کا پورا حق ادا کر دے اُس کا مقرر کردہ موقع آنے سے پہلے اور اُس کے لینے میں اُس کا نقصان نہ ہو") بیہقی ابی العوام بصری سے کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اور صلح کرانا جائز ہے مسلمانوں کے درمیان بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام بنائے۔ شافعیؒ کہ عمرؓ بن الخطاب نے یتیم کا مال مضاربت پر دیا (یعنی ساجھے کی تجارت میں)۔ بیہقی، مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے کوئی سواری کا جانور کرایہ پر دیا اور اُس کا صاحب (یعنی کرایہ دار) ذوالحلیفہ سے گزر گیا تو اُس کا کرایہ واجب ہو گیا اور اُس پر کوئی ضمان نہیں۔ بیہقی نے کہا کہ جس چیز کو کرایہ پر لیا اس پر قبضہ کرنا مراد ہے تو اس پر کرایہ فوراً ہی واجب ہو جاتے گا اور اُس (مالک) پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اُس رقم کے متعلق جو کرایہ کی مقرر ہوئی ہے جب کہ وہ (پورا فاصلہ) طے نہ کرے۔ مالک اور شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ جس نے زندہ کیا مُردہ زمین کو تو وہ اُسی کی ہو گئی۔ مالکؒ اور شافعیؒ، کہ ضحاک بن خلیفہ نے عُرَیض سے پانی کا ایک نالا نکالا اور ارادہ کیا کہ محمد ابن مسلمہ کی زمین سے گزار کر لے جائے محمدؓ نے انکار کر دیا تو اس کے بارے میں ضحاک نے عمرؓ بن الخطاب سے گفتگو کی تو عمرؓ نے ابن مسلمہ کو بُلایا اور اس کو حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دے تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ تو کیوں اپنے بھائی کو اُس کام سے روکتا ہے جو اس کو نفع پہنچائیگا حالانکہ وہ تیرے لئے بھی نافع ہے تو اس سے پانی پیتے گا اول بھی اور آخر بھی اور وہ تجھے نقصان نہیں پہنچاتا۔ پھر محمد نے

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

لا فقالَ عمر واللہ لیمرَّنَّ بہ ولو علےٰ بطنِکَ الشافعی عن ابن عمر انّ عمر قال یارسولَ اللہ انّی اَصَبْتُ من خیبر مالاً لم اُصِبْ مالاً قطّ اَعجب الیَّ او اَعظم عندی منہ فقالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان شِئتَ حبَّسْتَ اَصْلَہ وسَبَّلتَ ثمرہ فتصدَّق بہ عمر انہ لایُباع اصلُہا ولا یُوہَبُ ولا یُورث وتصدَّق بہا فی الفقرآء وفی القربیٰ وفی سبیلِ اللہ وابنِ السبیلِ والضَّیفِ لاجُناحَ علےٰ مَن وَلِیَہَا اَن یاکل منہا بالمعروف او یُطعِمَ صدیقہ غیر متموِّلٍ فیہ وفی روایۃ غیر مُتاثّلٍ مالاً مالک والشافعی عن مروان بن الحکم اَن عمر ابن الخطّاب قال مَن وہبَ ہبۃً لِصلۃِ رحِمٍ او علےٰ وجہ صدقۃٍ فانَّہ لایَرجِعُ فیہا ومَن وہبَ ہبۃً یرٰی انّہ انّما ارادَ الثوابَ فہو علےٰ ہبتہ یرجع عنہا اِن لَم یرضَ فیہا مالک والشافعی عن معٰویۃ بن عبداللہ بن بدر الجُہنی ان اباہ اخبرہ انّہ نزلَ منزلَ قومٍ بطریق الشّام فوجدَ صُرّۃً فیہا ثمانونَ دیناراً فذکر ذلک لعمر بن الخطاب فقالَ عرّفہا علےٰ ابواب المساجدِ واذکرہا لمَن یقدم مِن الشّام

کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ وہ ضرور اس کو گزارے گا چاہے تیرے پیٹ کے اُوپر سے گزارے۔ شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے کہا یارسول اللہؐ مجھے خیبر سے ایسا مال حاصل ہوا کہ اتنا پسندیدہ یا جو میرے نزدیک ایسا اعلیٰ ہو کبھی نہیں ملا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اُس کی اصل کو اپنی مِلک میں رکھو اور اُس کے پھل کو فی سبیل اللہ کر دو تو اس کو عمرؓ نے صدقہ کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ وہ درخت نہ فروخت کیے جائیں اور نہ ہبہ کیے جائیں اور نہ وراثت میں محسوب ہوں اور فقراء میں اور قریبی رشتہ داروں میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں میں اور مہمانوں میں (اس کا پھل) تقسیم ہوتا رہے اور جو اس کا متولّی بنے اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اس میں سے مناسب طور پر کھائے یا اپنے دوست کو کھِلائے بغیر اس کے کہ اس سے دولتمند بنے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بغیر اس کے کہ مال جمع کرنے والا بنے۔ مالکؒ اور شافعیؒ مروان بن الحکم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس نے کچھ ہبہ کیا صلہ رحمی (حقِ قرابت) کی وجہ سے یا بطور صدقہ تو اُس سے رجوع کا حق نہیں رکھتا اور جس نے کوئی چیز ہبہ کی یہ دیکھتے ہوئے کہ اُس نے صرف ثواب کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ہبہ پر (مختار) رہے گا، اگر وہ اس سے خوش نہ ہو تو رجوع کر سکتا ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ معاویہ بن عبداللہ بن بدر الجُہنی سے کہ اس کے باپ نے اُس کو خبر دی کہ وہ ایسے مقام پر اُترے جہاں (سفر میں) شام کے راستہ میں لوگ اُترتے ہیں وہاں اُس نے ایک تھیلی پائی جس میں اَسّی دینار تھے تو اس کا ذکر عمرؓ بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ مساجد کے دروازوں پر اس کی تعریف کرو (یعنی کیفیت بیان کرو) اور جو لوگ شام سے آئیں اُن سے اُس کا ذکر کرو،

www.kitabghar.org

سَنَۃً فاذا مضت السنۃ فشانک بہا زَادَ فی روایۃٍ فان عرفت فذلک والّا فہی لک وانّ رسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم امرنا بذلک مالک عن ابنِ شہاب کانت ضوالُّ الابل فی زمانِ عمر بن الخطّاب ابلاً مؤبّلۃً تناتجُ لا یمسّہا احدٌ حتّٰی اذا کانَ زمان عثمانَ ابن عفان امر بمعرفتہا وتعریفہا فاذا جآء صاحبہا اعطے ثمنہا مالک والشافعی عن ابن شہاب عن سُنین ابے جمیلۃ رجل من بنی سلیم انّہ وجد منبوذًا فی زمانِ عمر بن الخطاب فجآء بہ عمرَ بنَ الخطاب فقالَ ما حملک علیٰ اخذِ ہذہ النسمۃ قالَ وجدتُہا ضائعۃً فاخذتُہا فقالَ لہٗ عریفُہ یا امیرَ المؤمنین انّہ رجلٌ صالحٌ قالَ کذلک قالَ نعم قالَ عمرُ اذہبْ فہو حرٌّ ولک ولاءہ وعلینا نفقتُہ یعنی لک ولاءہ ای نصرتہ والقیامُ بحفظہ

کتابُ النکاح

ابو بکر عن طاؤس قالَ عمر لرجلٍ ما یمنعک من النکاحِ الّا عجزٌ او فجورٌ ابو بکر عن ابراہیم بن محمّد بن المنتشر قالَ عمر ابتغوا الغنیَ فی الباءۃ الشافعی بلغنا

ایک سال تک۔ پھر جب سال گزر جائے تو اس پر تمھیں اختیار ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اگر وہ پہچان لی جائے تو فبہا ورنہ پھر وہ تمھاری ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے۔ مالکؒ ابنِ شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں بھٹکتے ہوتے پھرنے والے اونٹ دودھ اور نسل کے لئے رُکے رہتے تھے ان سے بچّے لئے جاتے تھے اور ان کو (کام لینے کے لئے) کوئی نہیں چھُوتا تھا۔ یہاں تک کہ جب عثمانؓ بن عفان کا زمانہ آیا اُنھوں نے ان کی معرفت اور تعریف کا حکم دیا (کہ ان کے حلیہ رنگ وغیرہ کا اعلان کیا جائے) تو جب اُن کا مالک آجاتا تو اُس کو دیدیے جاتے مالکؒ اور شافعیؒ ابنِ شہاب سے وہ روایت کرتے ہیں سُنین ابی جمیلہ سے جو بنی سلیم میں کا ایک شخص تھا کہ اُس نے ایک پڑا ہوا بچّہ پایا عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں تو وہ اس کو عمرؓ ابن الخطاب کے پاس لے کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمھیں کس بات نے آمادہ کیا اس جان کے لے لینے پر اُس نے کہا کہ میں نے اس کو اس حالت میں پایا کہ یہ ضائع ہونے والا تھا اس لئے اس کو اُٹھا لایا۔ اُس کے میرِ محلّہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ مرد صالح ہے۔ فرمایا کیا واقعی ایسا ہی ہے اُس نے کہا ہاں تو عمرؓ نے کہا جاؤ یہ آزاد ہے اور تجھ کو اس کی ولایت حاصل رہے گی اور ہمارے ذمہ اس کا خرچ ہے۔ تیرے لئے اس کی ولایت سے یہ مراد ہے کہ اس کی مدد اور اس کی حفاظت کرتے رہنا۔

کتابُ النکاح

ابو بکر طاؤس سے کہ عمرؓ نے ایک شخص سے کہا کہ نکاح سے کوئی چیز تجھے نہیں روکتی بجز عجز (نامردی) یا بدکاری کے۔ ابو بکر ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے کہ عمرؓ نے کہا کہ دولتمندی کو تلاش کرو نکاح میں۔ شافعیؒ ہم کو یہ بات پہنچی

www.kitabghar.org

ان عمر بن الخطاب قال ما رأیت مثل من ترک النکاح بعد ہذہ الآیۃ اِن یکونوا فقرآء یغنہم اللہ من فضلہ آبو بکر عن ہشام عن ابیہ قال عمر لا تکرہوا فتیاتکم علی الدمیم من الرجال فانہن یحببن من ذلک ما تحبون آبو بکر عن عاصم قال عمر بن الخطاب علیکم بالابکار من النساء فانہن اعذب افواہا و افتح ارحاما و ارضیٰ بالیسیر آبو بکر عن محمد بن سیرین قال عمر بن الخطاب ما بقی من اخلاق الجاہلیۃ شئ الا انی لست اُبالی ایّ النساء نکحت و ایہم انکحت آبو بکر عن ابراہیم ابن محمد بن طلحۃ قال عمر لامنعن فروج ذوات الاحساب من النساء الا من الاکفاء قلت وجہ التطبیق ان الکفاءۃ حق الزوجۃ و ولیہا لئلا یلزمہما العار فان اسقطا حقہما لرعایۃ مصلحۃ دینیۃ فذلک محبوب مندوب الیہ آبو بکر عن عبد الرحمن بن معبد ان عمر رد نکاح امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیہا آبو بکر عن طاؤس عن عمر قال لا نکاح الا

عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے ایسے شخص کی مثل نہیں دیکھا جس نے اس آیت کے بعد نکاح کو ترک کیا اِن یکونوا فقرآء الخ (۲۴: ۳۲) اگر یہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو مالدار کر دے گا۔" آبو بکر ہشام سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نوجوان لڑکیوں کو حقیر مردوں سے نکاح پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ بھی محبوب رکھتی ہیں اس بارے میں اُس چیز کو جسے تم محبوب رکھتے ہو۔ آبو بکر عاصم سے کہا عمرؓ ابن الخطاب نے کہ کنواری عورتوں سے نکاح کو ترجیح دو کہ ان کے مُنہ شیریں ہوتے ہیں (یعنی اچھی خوشبو والے) اور رحم کھلے ہوئے ہوتے ہیں (حمل قبول کرنے کے لئے) اور تھوڑے سے پر بہت راضی ہونے والی ہوتی ہیں۔ آبو بکر محمد بن سیرین سے کہ کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جاہلیت کے اخلاق میں سے (مجھ میں) کوئی بات باقی نہیں رہی بجز اس کے کہ میں پروا نہیں کرتا کہ کس قسم کی عورت سے میں نے نکاح کیا اور کس قسم کے مرد کا نکاح کرایا۔ آبو بکر ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا عمرؓ نے کہ میں ضرور حسب والی (خاندانی) عورتوں کی شرمگاہوں کو روکوں گا مگر اکفاء (برابر کے خاندان والے لوگوں) سے۔ میں کہتا ہوں کہ (اس میں اور پچھلی حدیث میں) وجہ تطبیق یہ ہے کہ کفاءۃ (یعنی برابر کے خاندان کا ہونا) زوجہ کا اور اس کے ولی کا حق ہے تاکہ ان دونوں کو عار نہ لاحق ہو۔ پھر اگر ان دونوں نے کسی مصلحتِ دینیہ کی رعایت سے اپنے حق کو ساقط کر دیا تو یہ محبوب اور پسندیدہ بات ہو گی۔ آبو بکر عبدالرحمٰن بن معبد سے کہ عمرؓ نے ایک ایسی عورت کا نکاح رد کر دیا جس نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کیا تھا۔ آبو بکر طاؤس سے وہ عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوتا مگر

www.kitabghar.org

بولیٍّ آبو بکر عن عمرو بن ابی سفیان قالَ عمر لا تُنکحَ المرآۃ اِلاّ باذنِ ولیّہا و ان نکحت عشرۃً اوباذنِ سُلطانٍ آبو بکر عن طاؤس اُتِیَ عمر بامرآۃٍ قد حملتْ فقالت تزوّجنی فلانٌ فقالَ انّی تزوجتُہا بشہادۃٍ من اُمّی و اُختی ففرّق بینہما و درآ عنہما الحدَّ و قال لا نکاحَ الاّ بولیٍّ آبو بکر عن عکرمۃ بن خالد جمعتِ الطریقُ رَکبًا فجعلَتْ امرآۃٌ منہم ثَیِّبٌ اَمرَہا الیٰ رجلٍ من القوم غیر ولیّہا فانکحَہا رجلاً فجلدَ عمر النّاکحَ و المُنکِح ففرّق بینہما آبو بکر عن بکر تزوّجتْ امرآۃٌ بغیر ولیّ و لا بیّنۃٍ فکُتِب الیٰ عمر فکتبَ اَن تُجلَدَ مائۃً و کتَبَ الی الامصارِ ایّ امرآۃٍ تزوّجتْ بغیر ولیٍّ فہی بمنزلۃِ الزّانیۃ آبو بکر عن ابراہیم قال عمر تُستأمرُ الیتیمۃُ فی نفسہا فرضاہا اَن تسکت مالکؒ و الشافعی عن المسیّب قالَ عمر بن الخطاب لا یُنکِح المرآۃ اِلاّ باذنِ ولیّہا او ذی الرّائے من اہلہا او السّلطانِ مالکؒ و الشافعی عن ابی الزّبیر ان عمر اُتیَ بنکاحٍ لم یَشْہَدْ علیہ الاّ رجلٌ و امرآۃٌ

ولی کی رضا سے۔ آبو بکر عمرو بن ابی سفیان سے کہ عمرؓ نے کہا کہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کے ولی کی اجازت سے اگرچہ وہ دسؔ نکاح کر چکی ہو یا سلطان کی اجازت سے۔ آبو بکر طاؤس سے کہ عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو حاملہ تھی اُس نے کہا مجھ سے نکاح کیا فلاں نے پھر مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اپنی ماں اور بہن کی شہادت پر تو آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور اُن پر حدِّ زنا جاری نہیں کی اور فرمایا کہ نکاح بغیر ولی نہیں ہوتا۔ آبو بکر عکرمہ بن خالد سے کہ شتر سواروں سے راستہ بھر گیا تھا اُن میں سے ایک بیوہ عورت نے اپنا معاملہ (نکاح) قوم میں کے ایک شخص کے ساتھ متعلق کر دیا جو اس کا ولی نہیں تھا (یعنی اس کو اختیار دیدیا) اُس نے اُس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا۔ تو عمرؓ نے نکاح کرنے والے اور نکاح کرانے والے کے کوڑے مارے اور دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ آبو بکر راوی ہیں بکر سے کہ ایک عورت نے نکاح کر لیا بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے۔ یہ واقعہ عمرؓ کو لکھ کر بھیجا گیا تو اُنھوں نے لکھا کہ اُس کے سَوؔ کوڑے مارے جائیں اور شہروں میں لکھ کر بھیجا کہ جو عورت بغیر ولی کے نکاح کرے تو وہ بمنزلہَ زانیہ کے ہے۔ آبو بکر ابراہیم سے کہ عمرؓ نے کہا کہ یتیم لڑکی سے اُس کی ذات کے بارے میں اجازت طلب کیجائے تو اُس کی رضامندی یہ ہے کہ وہ سکوت کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ مسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اُس کے ولی یا اُس کے اہل میں سے کسی صاحب رائے یا بادشاہ کی اجازت سے۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابوالزبیر سے کہ عمرؓ کے سامنے ایک نکاح کا واقعہ ذکر کیا گیا جس پر کوئی گواہ نہ تھا بجز ایک مرد اور ایک عورت کے

www.kitabghar.org

فقال هذا نكاح السر ولا اجيزه ولو
تقدمت فيه لرجمت الشافعي عن الحسن و
سعيد بن المسيب ان عمر قال لا نكاح الا
بولي وشاهدي عدل قال الشافعي و
الذي روى حجاج بن ارطاة عن عطاء
عن عمر انه اجاز شهادة النساء مع الرجل
في النكاح منقطع والحجاج لا يحتج به
الشافعي واحمد بن حنبل في خطبة عمر
بالجابية قوله ولا يخلون الرجل بامرأة
فان الشيطان ثالثهما ابو بكر عن حميد
ابن عبد الرحمن قال عمر الا لا يلج رجل
على امرأة الا وهي ذات محرم منه
قيل حموها قال حموها الموت البيهقي
روينا عن عمر بن الخطاب كتب الى
ابي عبيدة بن الجراح اما بعد فانه بلغني
ان النساء المسلمات يدخلن الحمامات
ومعهن نساء اهل الكتاب فامنع
ذلك وحل دونه وفي رواية فانه
لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر
ان تنظر الى عورتها الا اهل ملتها ابو بكر
عن سعيد بن المسيب قال عمر ايما عبد
نكح حرة فقد اعتق نصفه وايما
حر نكح امة فقد ارق نصفه
ابو بكر عن عمر انه نهى ان يتزوج
العربي الامة ابو بكر

تو فرمایا کہ یہ پوشیدہ نکاح ہے اور میں اس کو جائز نہیں قرار دیتا ہوں اور اگر یہ میرے سامنے پیش آتا تو میں ضرور رجم کر دیتا۔ شافعیؒ حسن سے اور سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہوتا بغیر ولی اور دو شاہد عدل کے۔ کہا شافعیؒ نے اور وہ روایت جو عطاء سے کی ہے حجاج بن ارطاۃ نے کہ عمرؓ نے نکاح کے بارے میں عورتوں کی شہادت کو مرد کے ساتھ جائز رکھا ہے منقطع ہے اور حجاج ایسا شخص ہے جس کی روایت حجت نہیں ہے۔ شافعی اور احمد بن حنبلؒ نے عمرؓ کے خطبہ میں جو جابیہ میں دیا تھا ان کا یہ قول روایت کیا ہے اور کوئی شخص ہرگز خلوت نہ کرے کسی غیر عورت کے ساتھ کہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ ابو بکر حمید بن عبدالرحمٰن سے کہا عمرؓ نے کہ خبردار کوئی مرد کسی عورت کے پاس نہ داخل ہو مگر اس صورت میں کہ وہ اس کی محرم ہو۔ کہا گیا کہ دیور (اور جیٹھ) بھی، کہا کہ دیور موت ہے۔ بیہقی، ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ انھوں نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کو لکھا اما بعد مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ مسلمان عورتیں حماموں میں داخل ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ اہل کتاب کی عورتیں ہوتی ہیں تو اس کو منع کر دو اور تم اس میں روک بن جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ اس کے ستر کو کوئی عورت دیکھے بجز اس عورت کے جو اس کی ہم مذہب ہو۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جس غلام نے آزاد عورت سے نکاح کر لیا اس کا نصف آزاد ہو گیا اور جس آزاد نے باندی سے نکاح کر لیا اسکا نصف غلام ہو گیا۔ ابو بکر عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے منع کیا اس سے کہ کوئی عرب باشندہ باندی سے نکاح کرے۔ ابو بکر

www.kitabghar.org

عن شقيق تزوّج حُذيفةُ يهوديةً فكتب
اليه عمر انْ خلِّ سبيلها فكتب
اليه ان كانت حراماً خلّيتُ
سبيلها فكتب اليه انّي لا
ازعُمُ انّها حرام ولكنّي اخافُ
اَن يتعاطوا المؤمنات منهنّ
ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم
عن حُذيفة بن اليمان انه تزوّج
يهوديةً بالمدائن فكتب اليه عمر بن الخطاب
انْ خلّ سبيلها فكتب اليه أحرامٌ
هي يا امير المؤمنين فكتب اليه اَعزم
عليك ان لا تضع كتابي حتّى
تخلّي سبيلها فانّي اخاف اَن يقتدي
بك المسلمون فيختاروا نساءَ اهل
الذمّة لجمالهنّ وكفى بذلك فتنةً
لنساء المسلمين ابو بكر عن عبيد الله
ابن عبد الله عن ابيه سُئل عمر عن جمع
الأمّ وابنتها من ملكِ اليمين فقال
لا أُحبُّ ان أُجيزهما جميعاً.
ابو بكر عن ابي نضرة جاء
رجلٌ الى عمر فقال
انّ لي وليدةً وابنتها
وانهما قد أعجبتاني
افاطأهما قال آيةٌ احلّت
وآيةٌ حرّمت

شقیق سے، حذیفہؓ نے نکاح کر لیا ایک یہودی عورت سے تو
ان کو عمرؓ نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو۔ تو حذیفہؓ نے اُن کو لکھا
کہ اگر حرام ہو تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ پھر عمرؓ نے ان کو
لکھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ حرام ہے لیکن مجھے اس بات کا
اندیشہ ہے کہ وہ (ازواج) مؤمنات کو اپنے (جمال کی وجہ)
سے غصہ دلائیں گی (جس سے وہ تکلیف میں مبتلا ہوں گی)۔
ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حذیفہ بن الیمان سے کہ
اُنھوں نے مدائن میں ایک یہودیہ سے نکاح کر لیا۔ تو ان کو
عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو تو اُنھوں نے
لکھا کہ کیا وہ حرام ہے اے امیر المؤمنین تو عمرؓ نے پھر اُن کو
لکھا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ یہ میرا خط نیچے رکھنے سے
پہلے اُس کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ
مسلمان تمھاری اقتدا کریں گے اور وہ اہل ذمہ کی عورتوں کو
اُن کے جمال کی وجہ سے اختیار کرنے لگیں گے اور یہ بات مسلمان
عورتوں کے مُبتلاءِ فتنہ ہونے کے لیے کافی ہے۔ ابو بکر عبید اللہ
ابن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ سے سوال کیا گیا ماں
اور اُس کی بیٹی کو جو مِلک یمین میں ہوں (یعنی دونوں
کسی کی باندیاں ہوں) جمع کرنے کے بارے میں (یعنی دونوں
سے مجامعت کر سکتا ہے یا نہیں) تو فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ
دونوں کو جمع کرنے کی اجازت دوں۔ ابو بکر ابو نضرہ سے
کہ ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میری مِلک
میں ایک جاریہ ہے اور اُس کی بیٹی ہے اور وہ دونوں مجھے
بہت پسند ہیں تو کیا میں دونوں سے جماع کر سکتا ہوں؟
تو فرمایا کہ ایک آیت (یعنی او ما ملکت ایمانکم) تو حلال
کرتی ہے، اور ایک آیت (ان تجمعوا الخ) حرام کرتی ہے۔

www.kitabghar.org

اَمّا اَنا فلم اَکُنْ اَقْرب ہٰذا قلتُ نازعَ البغوی فی ذٰلکَ فقالَ قولہ وَاَن تجمعوا اخصّ فی ہٰذا الحکم من قولہ او ما ملکت ایمانکم لاَنَّ الآیۃ الاُولیٰ فی بیان مَاحَرَّمَ علینا و قولہ او ما ملکت ایمانکم فی الامرِ بحسن الاستمارِ ومثل ذٰلک لایعمّ والاوجہ عندی ان قولہ تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ فی سیاقِ المنکوحاتِ انما اُرید بہ الجمعُ بالنکاحِ لانّہ معلومٌ اَن الجمع فی البیتِ والجمعَ فی المِلک من غیرِ وطیٍٔ لیس بمحرَّمٍ فلابُدَّ للجمع المنہی عنہ من محلٍّ وما ہو الاّ النکاح فی سیاقِ الآیۃ وقولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فی بیان مَا اَحلَّ اللہ فکانَ عمر بن الخطّاب اراد اَنّ آیۃ وَاَن تجمعوا حرَّمت من طریق القیاس الجلیّ الاماءَ علی المنکوحاتِ وقولہٗ والّذِین ہم لفروجہم حافظون اَحلَّت من جہۃ العموم واللہ اعلم ابو بکر عن عبد الرحمٰن بن غنم عن عمر قالَ لہا شرطہا قال رجل اذا تطلّقنا فقالَ عمر ان مَقاطعَ الحقوقِ عند الشروط البیہقی

میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں ایسے کام کے قریب بھی جانے والا نہ ہوں گا (جس میں مظنّہ حرام موجود ہو)۔ میں کہتا ہوں کہ بغوی ؒ نے اس میں نزاع کیا ہے۔ کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاَنْ تَجْمَعُوْا اس حکم میں اخص ہے ارشاد او ما ملکت اَیمانکم سے کیونکہ پہلی آیت اُس کے بیان میں ہے جس کو اللہ نے ہم پر حرام کیا ہے اور ارشاد او ما ملکت ایمانکم خوبی کے ساتھ حکم قبول کرنے کے بارے میں ہے اور اس جیسی بات میں عموم نہیں ہوا کرتا۔ اور میرے نزدیک یہ بات ہے کہ ارشادِ حق تعالیٰ وَاَنْ تجمعوا بین الاُختین منکوحات کے سیاق میں ہے اور اس سے مراد لیا گیا ہے نکاح سے جمع کرنا اس لئے کہ یہ بات واضح ہے کہ گھر میں جمع کرنا یا ملک میں جمع کرنا بغیر مجامعت حرام نہیں ہے تو ضروری ہے کہ جمع سے مراد وہ جمع ہو جو منہی عنہ ہو ایک خاص موقع سے اور وہ نکاح کے سوا سیاق آیت میں اور کوئی موقع نہیں۔ اور ارشاد حق جل شانہ والّذین ہم لفروجہم حفظون اِلّا علیٰ ازواجہم او ما ملکت ایمانہم اُن کے بیان میں ہے جن کو اللہ نے حلال کیا ہے۔ تو عمرؓ بن الخطاب کی مراد یہ تھی کہ آیت وَاَنْ تَجْمَعُوْا نے منکوحات پر قیاس جلی کے ساتھ باندیوں کو بھی حرام کر دیا اور ارشاد وَالّذین ہم لفروجہم حفظون نے عموم کی جہت سے حلال کیا ہے، واللہ اعلم۔ ابو بکر عبد الرحمٰن بن غنم سے وہ عمرؓ سے کہ فرمایا کہ اُس (عورت) کے لئے اُس کی شرط (کا حق) ہے۔ مرد نے کہا کہ جب ہم دونوں بخندہ پیشانی ملتے ہوں تو عمرؓ نے کہا کہ شروط کے سامنے حقوق قطع ہو جاتے ہیں۔ بیہقی، ہم نے

ع۵ یہ آیت مومنین کے اس وصف کے بیان میں نازل ہوتی ہے کہ وہ نکاح کے بارے میں اللہ کے حکم سے کہ کن سے نکاح کرنا چاہیئے اور کن سے نہ کرنا چاہیئے تجاوز نہیں کرتے اور یہ دو بہنوں کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی (چہ جائیکہ ماں اور بیٹی کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت کرے) ۱۲ واضح رہے کہ

یہاں دو آیتوں میں خلط ملط ہو گیا ہے۔ ایک آیت سورۃ نساء کی ہے جسکے الفاظ ہیں اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ اور ایک اور آیت ہے سورۃ المؤمنون کی، اسکے الفاظ ہیں اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ دونوں کا

www.kitabghar.org

رُوِّینا عن عمر بن الخطاب فی رجلٍ تزوّج امرأةً وشرط لها ان لا یخرجها قال وضع عنه الشرط وقال المرأة مع زوجها ابو بکر عن زید بن وهب کتب الینا عمر ان الاعرابی لا ینکح المهاجرة حتی یخرجها من دار الهجرة قلتُ ذهب الاوزاعی واحمد واسحٰق الی الاول فاذا اراد ان یخرجها امر بالطلاق وابو حنیفة والشافعی الی الثانی والاول اوثق من حدیث عمر الشافعی عن عبد الله ابن عتبة عن عمر بن الخطاب انه قال ینکح العبد امرأتین ویطلق تطلیقتین و تعتد الامة حیضتین فان لم تکن تحیض فشهرین او شهرا ونصفا ابو بکر عن الحکم اجمع اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ان المملوک لا یجمع من النساء فوق اثنتین مالک والشافعی عن سعید بن المسیب وعن سلیمان بن یسار ان طلیحة الاسدیة کانت تحت رشید الثقفی فطلقها فنکحت فی عدتها فضربها عمر بن الخطاب وضرب زوجها بالمخفقة ضربات وفرق بینهما ثم قال عمر بن الخطاب ایما امرأة نکحت فی عدتها فان کان زوجها الذی تزوج بها لم یدخل بها فرق بینهما ثم اعتدت بقیة عدتها من زوجها الاول ثم کان الآخر

روایت کیا گیا ہے عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے یہ شرط منظور کر لی کہ اس کو (شہر سے) باہر نہیں لے جائے گا۔ کہا کہ عمرؓ نے اس سے یہ شرط ہٹا دی اور فرمایا کہ عورت شوہر کے ساتھ رہتی ہے۔ ابو بکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھا کہ اعرابی (یعنی دیہات کا مرد) کسی مہاجر عورت سے نکاح نہ کرے کہ اس کو دار الہجرت سے نکال لیجاتے۔ میں کہتا ہوں کہ اوزاعیؒ اور احمدؒ اور اسحٰقؒ پہلے قول کی طرف گئے ہیں تو جب ارادہ کرے گا اس کو نکال لے جانے کا تو طلاق کا حکم دیا جائے گا، اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ دوسرے قول کی طرف۔ اور حدیث عمرؓ میں سے پہلا قول زیادہ قابلِ وثوق ہے۔ شافعیؒ عبد اللہ بن عتبہ سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ انہوں نے فرمایا کہ غلام دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور دو طلاق دے سکتا ہے اور باندی عدت گزارے گی دو حیض۔ پھر اگر اس کو حیض نہیں آتا تو دو مہینے یا ڈیڑھ مہینہ۔ ابو بکر حکم سے، اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر اجماع کیا ہے کہ مملوک (غلام) دو سے زیادہ عورتوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ مالکؒ اور شافعیؒ سعید بن المسیبؒ اور سلیمان بن یسار سے کہ طلیحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھی۔ اس نے اس کو طلاق دیدی تو اس نے اپنی عدت میں نکاح کر لیا تو اس کے اور اس کے شوہر کے عمرؓ ابن الخطاب نے کئی دُرّے مارے اور دونوں میں تفریق کر دی۔ پھر کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جو عورت اپنی عدت میں نکاح کرلے تو اگر اس کا شوہر جس سے اس نے نکاح کیا ہے اس کے پاس نہیں گیا تو دونوں میں تفریق کر دی جاتے پھر وہ اپنی بقیہ عدت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی۔ پھر دوسرا شوہر اپنا

www.kitabghar.org

خاطباً من الخطاب و ان کان دخل بها فرّق بینهما ثم اعتدت بقیة عدّتها من زوجها الاوّل ثم اعتدت من الآخر ثم لا یجتمعان ابداً او قال سعید بن المسیب لها مهرها بما استحل منها قال البیهقی قال الشافعی فی القدیم لا یجتمعان ابداً ثم رجع و ذکر الثوری فی جامعہ انّ عمر رجع عن ذلک مالک عن ابی الزبیر المکی انّ رجلاً خطب الی رجل اختہ فذکر انها قد کانت احدثت فبلغ ذلک عمر ابن الخطاب فضربہ اوکاد یضربہ ثم قال مالک و للخبر ابو بکر عن طارق بن شهاب انّ رجلاً زوّج ابنتہ فقالت اخشی ان افضحک انی قد بغیت فاتی عمر فقال الیس قد تابت قال نعم قال فزوّجها قلت تمسّک بہ من قال بجواز نکاح الزانیۃ وفیہ نظر لانہ یحتمل ان لا یکون زناها معلوماً بالبینۃ و لا رآها الزوج علی تلک الحالۃ فهذه حالۃ عمیاء والاصل ہو استصحاب البراءۃ

رشتہ بھیجنے والا ہو گا رشتہ بھیجنے والوں میں سے۔ اور اگر وہ اُس کے پاس جا چکا ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے پھر عورت اُس بقیہ عدّت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی پھر دوسرے کی عدّت گزارے آئندہ یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور کہا سعید بن المسیب نے کہ عورت کو اپنے مہر کا حق ہے اُس کام کی وجہ سے جس کو مرد نے اُس عورت کے ساتھ اپنے لئے حلال کر لیا تھا۔ بیہقی نے کہا کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ یہ کبھی جمع نہیں ہوں گے پھر اُنھوں نے رجوع کر لیا۔ اور ثوریؒ نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے کہ عمرؓ نے اس سے رجوع کر لیا۔ مالکؒ ابو زبیر مکیؒ سے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس اُس کی بہن سے پیغام بھیجا۔ تو اُس نے بتایا کہ وہ عورت گناہ کر چکی ہے۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب تک پہنچ گئی تو اُس کو آپ نے مارا یا مارنے والے تھے۔ پھر فرمایا تجھے یہ خبر پہنچانے سے کیا غرض؟ ابو بکر طارق بن شہاب سے کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اس سے ڈرتی ہوں کہ تم کو رُسوا کروں کیونکہ میں درحقیقت بُرائی (یعنی زنا) میں مبتلا ہو چکی ہوں تو وہ عمرؓ کے پاس آیا اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا کہ کیا اُس نے توبہ نہیں کی؟ (اُس نے کہا کہ ہاں (کر چکی ہے) تو فرمایا کہ اُس کا نکاح کر دے۔ میں کہتا ہوں کہ جو نکاحِ زانیہ کے جواز کے قائل ہیں انھوں نے اسی سے حجت پکڑی ہے۔ اور اس میں کلام ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اُس کا زنا شہادات سے معلوم نہ ہوا اور نہ اس کو (ہونے والے) شوہر نے اُس حالت میں دیکھا ہو یہ ایک (غیر واضح) اندھی حالت ہے اور اصل (ہر نفس کیلئے) پاکدامنی کے ساتھ متصف ہونا ہے۔ (جبتک

www.kitabghar.org

فلقول عمر بن الخطاب مصدرٌ غير هذا
الذي زعموه والحديث الثاني
تاويله ان المنهيَّ عنه هو نكاح الزانية
غير التائبة فاذا تابت فالتائب
من الذنب كمن لا ذنب له، ابوبكر عن
الحسن ان رجلاً تزوج امرأة فاستر
ذلك فكان يختلف اليها في
منزلها فرآه جارٌ لها فقذفه بها
فخاصمه الى عمر بن الخطاب فقال
يا امير المؤمنين هذا كان يدخل على
جارتي ولا اعلمه تزوجها فقال له
ما تقول فقال تزوجت امرأة على
شيء دون فاخفيت ذلك قال فمن
شهدكم قال اشهدت بعض اهلها
قال فدرأ الحد عن قاذفه وقال
اعلنوا هذا النكاح وحصنوا هذه
الفروج ابوبكر عن محمد بن سيرين
نبئت ان عمر كان اذا سمع صوتاً
انكره وسأل عنه فان قيل عرس
او ختانٌ اقره البغوي روى ان
عمر وعثمان دعيا الى طعام فاجابا
فلما خرجا قال عمر لعثمان لقد شهدت
طعاماً وددت اني لم اشهده
قال وما ذاك قال وخشيت
ان يكون جعل

اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ ہو دوسرا حکم نہیں لگایا جائے گا) تو عمرؓ بن الخطاب کے قول کے لئے اس کے سوا جس کا انھوں نے گمان کیا ہے کوئی دوسرا مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوسری حدیث کی تاویل یہ ہے کہ جس سے روکا گیا ہے وہ اُس زانیہ کا نکاح ہے جس نے توبہ نہ کی ہو پھر جب اُس نے توبہ کر لی تو گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جس پر کوئی گناہ نہیں۔ ابو بکر حسن سے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو پوشیدہ رکھا۔ پھر یہ اُس عورت کے گھر میں آیا جایا کرتا تھا تو اُس کو اس عورت کے ایک ہمسایہ نے دیکھا اور اس کے خلاف عمرؓ بن الخطاب سے شکایت کی کہ اے امیر المومنین یہ میری ایک ہمسایہ کے پاس آتا رہا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس نے اُس سے نکاح کیا۔ تو آپ نے اُس (مدعا علیہ) سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ میں نے عورت سے ایک قلیل مہر پر نکاح کیا اور اس کو مخفی رکھا۔ آپ نے کہا کہ نکاح پر تمہارا گواہ کون تھا تو اس نے کہا کہ میں نے عورت کے بعض رشتہ دار کو گواہ بنایا تھا۔ کہا کہ آپ نے تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری نہیں کی۔ فرمایا کہ اس نکاح کا اعلان کر دو اور ان شرمگاہوں کو (بدکاری سے) بچاؤ۔ ابو بکر محمد بن سیرین سے، مجھے خبر دی گئی کہ عمرؓ جب (اونچی) آواز سنتے تو ان کو ناگواری ہوتی اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھتے پھر اگر کہا جاتا کہ شادی ہے یا ختنہ ہے تو کوئی باز پرس نہ کرتے۔ بغوی، روایت کیا گیا ہے کہ عمرؓ اور عثمانؓ کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ دونوں نے قبول کر لی۔ جب دونوں نکلے تو عمرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ میں بیشک کھانے پر حاضر ہو گیا مگر مجھے اچھا یہ معلوم ہوا کہ نہ حاضر ہوتا۔ عثمانؓ نے کہا اور اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ کھانا از راہ فخر (نمائش)

www.kitabghar.org

مباہاۃً ابوبکر و البغوی عن ابی العجفاء
السلمی عن عمر قال لا تغالوا فی *(مبالغہ و زیادتی نہ کیجئے)*
مہور النساء فانہا لو کانت مکرمۃً
فی الدنیا او تقوی عند اللہ لکان
احقکم بہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ما زوج بنتا من بناتہ و لا تزوج شیئا
من نسائہ الا علی اثنتی عشر اوقیۃ
ابوبکر عن ابن سیرین ان عمر رخص ان
تصدق المراۃ الفین *(مہر کردہ شود)* الشافعی عن محمد
ابن سیرین ان الاشعث بن قیس صحب
رجلا فرای امراتہ فاعجبتہ فتوفی
فی الطریق فخطبہا الاشعث
ابن قیس فابت ان تتزوجہ
الا علی حکمہا فتزوجہا علی
حکمہا ثم طلقہا قبل ان
تحکم فقال احکمی فقالت احکم
فلانا و فلانا رقیقا کانوا
لابیہ من تلادہ فقال
غیر ہولاء فابت فاتی عمر
فقال یا امیر المومنین عجزت
ثلث مرات قال ما ہن
قال عشقت امراۃ قال
ہذا ما لا تملک قال
ثم تزوجتہا

نہ بنایا گیا ہو۔ ابوبکر اور بغوی ابو العجفاء سلمی سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ عورتوں کے مہروں کی گراں مقدار نہ کرو کیونکہ یہ اگر بڑائی کی بات ہوتی دُنیا میں یا تقوٰے کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو اس کے سب سے زیادہ حقدار محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ آپؐ نے اپنی بیٹیوں میں سے کسی بیٹی کا نکاح نہیں کیا اور نہ اپنی ازواج میں سے کسی سے نکاح کا کچھ معاملہ کیا مگر بارہ اوقیہ (چاندی) پر (ایک اوقیہ چالیس درہم کا تھا اس لئے بارہ اوقیہ کے چار سو اسّی درہم ہوئے۔ بعض روایات میں ساڑھے بارہ اوقیہ ہے یعنی پانچسو درہم)۔ ابوبکر ابن سیرین سے کہ عمرؓ نے اس بات کی اجازت دی کہ مہر دو ہزار درہم مقرر کیا جاتے۔ شافعیؒ محمد بن سیرین سے کہ اشعث بن قیس (سفر میں) ایک شخص کے ساتھی بنے۔ انھوں نے اُس کی بیوی کو دیکھا تو ان کو اچھی معلوم ہوتی۔ اُس شخص کا راستہ میں انتقال ہوگیا تو اشعث بن قیس نے اُس کو نکاح کا پیغام دیا تو اُس نے نکاح سے انکار کر دیا بجز اس شرط کے کہ مہر اس کے حکم کے مطابق ہو گا۔ (کہ وہ جو کچھ مانگے اس کو دینا ہو گا)۔۔۔ اُس نے اس پر نکاح کر لیا کہ مہر اس کے حکم کے مطابق ہو گا۔۔ پھر اس کو طلاق دیدی قبل اس کے کہ وہ حکم کرے۔ اس کے بعد کہا کہ حکم کر (یعنی بتا کہ مہر کیا دیا جاتے) اُس نے کہا کہ میں یہ حکم کرتی ہوں کہ فلاں فلاں غلام دو۔ یہ غلام اُس کے باپ کے مال میں سے اُس کو ملے تھے تو اُس نے کہا کہ ان کے بجاتے اور کچھ لے لے تو اس نے انکار کر دیا تو وہ عمرؓ کے پاس آتے اور کہا کہ اے امیر المومنین میں تین مرتبہ عاجز ہوا ہوں۔ فرمایا وہ کیا ہیں تو انھوں نے کہا کہ (ایک واقعہ یہ ہوا کہ) میں ایک عورت پر عاشق ہوگیا۔ فرمایا کہ یہ ایسی بات ہے جس پر تمھیں اختیار نہیں ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا

www.kitabghar.org

على حكمها ثم طلقتها قبل ان تحكم
فقال عمر امرأة من المسلمين
قال الشافعي يعني لها مهر امرأة من
المسلمين ابوبكر عن النخعي عن عمر
نحو ذلك الا انه قال ارضها
ارضها ابوبكر عن ابن سيرين نحو
ذلك الا انه قال لها مهر نسائها
مالك و الشافعي عن سعيد بن المسيب
ان عمر بن الخطاب قضى بالمرأة
تتزوجها الرجل انها اذا ارخيت الستور
فقد وجب الصداق كان
الشافعي في القديم يقول بقول
عمر و يقول عمر اعلم بكتاب الله
و قد يجوز ان يكون انما اراد
الله بالتي طلقت قبل ان
تمس التي لم تخل بينه و بين
نفسها ثم رجع في الجديد الى ان
المهر انما يجب كاملا بالمسيس و اعتمد على
ظاهر الكتاب قلت يمكن الجمع بين
قول عمر و بين ظاهر
الكتاب فنقول اذا
تصادقا على انه لم يمسها
فالقول بظاهر الكتاب
و ان قالت مسني و قال
لم امسها فان

اُس کے حکم (اختیارِ مہر) پر۔ پھر میں نے اُس کو طلاق دیدی پہلے اس سے کہ وہ حکم (یعنی تعیین مہر) کرے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ وہ ایک عورت ہے مسلمانوں میں سے۔ شافعیؒ نے کہا کہ عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ اُس کا مہر عام مسلمان عورت کے برابر ہے۔ ابوبکر نخعی سے اور وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ سے اسی کے مطابق بجز اس کے کہ انھوں نے کہا کہ اُس عورت کو راضی کرو اُس کو راضی کرو۔ ابوبکر ابن سیرین سے اسی طرح روایت کرتے ہیں مگر یہ کہ انھوں نے کہا کہ اُس کا مہر اُس (کے خاندان کی) عورتوں کے برابر ہوگا۔ (عمرؓ کی مراد میں یہ اختلاف واقع ہوا) مالکؒ اور شافعیؒ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عورت کے لئے جب کہ کوئی شخص اس سے نکاح کرلے یہ فیصلہ کیا کہ جب پردے لٹکادیئے گئے تو مہر واجب ہو گیا۔ شافعیؒ اپنے شروع کے زمانہ میں عمرؓ کے قول پر چلتے اور کہا کرتے تھے کہ عمرؓ کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم تھے اور یہ بات جائز ہے کہ (آیت لا جناح علیکم اِن طلقتم النساءَ ما لم تمسوھن میں) اللہ تعالیٰ نے "اُن کو چھونے سے پہلے طلاق دیئے جانے" سے ایسی عورت مُراد لی ہو جس کی ابھی تک شوہر کے ساتھ خلوت نہ ہوئی ہو۔ پھر جدید یعنی بعد کے قول میں شافعیؒ نے اس قول کی طرف رجوع کرلیا کہ مہر کامل چھونے سے واجب ہوتا ہے اور انھوں نے آیت کے ظاہر پر عمل کیا۔ میں کہتا ہوں کہ قولِ عمرؓ اور آیت کے ظاہر معنے میں جمع ممکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب دونوں (مرد و عورت) اس بات کی تصدیق کریں کہ مرد نے عورت کو نہیں چھوا تو ظاہر کتاب پر عمل ہوگا۔ اور اگر (اختلاف واقع ہو گیا) عورت نے کہا کہ مجھے چھوا ہے اور مرد نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں چھوا تو (اب فیصلہ یوں ہوگا کہ) اگر

www.kitabghar.org

أُرخيتِ الستورُ صُدِّقت بيمينها وإن
لم تُرخَ الستورُ صُدِّق بيمينه لانّ الظاهر
مع هٰذه في المسئلة الأولىٰ ومع هٰذا
في الثانية فاظنّ انّ هٰذا معنى قول عمر
الشافعي عن طاؤس ان ابا الصهبار
قال لابنِ عباس انّما كانتِ الثلاثُ
على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
تُجعلُ واحدةً وابى بكر وثلاثاً من
امارةِ عمر فقالَ ابنِ عباس نعم مسلم عن
طاؤس عن ابن عباس كانَ على عهد رسول
الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر وسنتين
من خلافة عمرَ طلاقُ الثلٰثِ واحدةً فقالَ
عمر بن الخطّاب انّ الناس استعجلوا في
امرٍ كانت لهم فيه اناةٌ فلو امضيناه
عليهم قلتُ في هٰذا الحديث اشكالٌ
قويٌّ لانّ النسخَ لا يتصوّرُ بعدَ وفاةِ
النبي صلى الله عليه وسلم وانقطاعِ الوحي
فحكى البغويُّ للعلماء ثلاث تأويلاتٍ
احدها معناه قول الرّجل انتِ طالقٌ
انتِ طالقٌ انتِ طالقٌ إن قصدَ
الايقاعَ بكلّ لفظةٍ تقع الثلاثُ
وإن قصدَ التوكيدَ فواحدةٌ كانوا
في الزّمن الاوّل يُصدّقون
في انّهم ارادوا واحدةً
فلما رآى

اُن پر پردے لٹکا دیئے گئے تھے تو عورت کی قسم کی تصدیق کی جائیگی اور اگر پردے نہیں لٹکائے گئے تو مرد کی قسم کی تصدیق کی جائیگی کیونکہ (معنے آیت کا) ظاہر پہلی صورت میں (یعنی جب پردے لٹکائے گئے تھے) عورت کے ساتھ ہے اور دوسری صورت میں (یعنی جب پردے نہیں لٹکائے گئے) مرد کے ساتھ ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ عمرؓ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے۔ شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہبار نے ابنِ عباسؓ سے کہا کہ تین (طلاقیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور ابو بکرؓ کے عہد میں بھی، اور عمرؓ کے ابتدائے امارت کے تین سال تک (اسی پر عمل ہوتا رہا) تو ابنِ عباسؓ نے کہا ہاں۔ مسلم طاؤس سے وہ ابنِ عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں اور عمرؓ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم ان پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں)۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں قوی اشکال ہے کیونکہ کسی حکم کے منسوخ ہونے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اور وحی کے منقطع ہونے کے بعد تصور نہیں کیا جا سکتا اس پر بغویؒ نے علماء سے تین تاویلات نقل کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے اس کے کہنے سے کہ "تجھ پر طلاق تجھ پر طلاق تجھ پر طلاق" اگر ارادہ کیا ہر لفظ سے طلاق واقع کرنے کا تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر تاکید کا ارادہ کیا تو ایک پڑے گی اور لوگوں کی ابتدائی زمانہ میں اس امر کی تصدیق کر لی جاتی تھی کہ اُنھوں نے ایک کا ارادہ کیا تھا۔ پھر جب عمرؓ

www.kitabghar.org

عمر فی زمانہٖ اُموراً انکرہا الزمہم الثلٰث
ثانیہا معناہ طلاقُ الرجل لغیر المدخول
بہا أنتِ طالق ثلاثًا لفظًا واحدًا ذہب
اصحابُ عبد اللہ بن عباس انہا واحدۃٌ
و قولُ عمرو علیہ جمہور اہل العلم انہا
ثلاثٌ ثالثہا معناہ انتِ بتۃٌ
کانَ عمر رآہا واحدۃً فلما تتابَعَ
الناسُ الزمہم الثلاث والاوجہ
عندی ان معناہ ان قولہ تعالٰی
الطلاقُ مرّتانِ یحتملُ وجہین احدہما
ان یُعدّ انتِ طالق ثلثًا مرۃً واحدۃً
لانہ ارسلَ الکلمۃ دفعۃً واحدۃً و
الثانی ان ینظر الی المعنی کانہ
اراد ان یقولَ انتِ طالق ثم یقولُ
انتِ طالقٌ ثم یقول انت طالقٌ
فاختصرَ کلامہ و قال انتِ طالقٌ
ثلثًا فہو دفعۃٌ واحدۃٌ فی الظاہر
ثلاثُ دفعاتٍ فی المعنی نکانَ
الناسُ فی زمان النبیّ صلی
اللہ علیہ وسلم لم ینکشف لہم الامرُ
و لا سألوا النبیَّ صلی اللہ علیہ
وسلم عن ذٰلک فکانوا کثیراً ما
یذہبونَ الی الاحتمالِ الاوّلِ
و کذٰلکَ فی زمانِ الصدیق

نے اپنے زمانہ میں ایسے امور کو دیکھا جو اُن کو منکر معلوم ہوئے
تو اُنھوں نے اُن پر لازم کر دیا۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کسی
شخص کا ایسی عورت کو طلاق دینا جس کے پاس نہیں گیا یہ
کہہ کر کہ انتِ طالقٌ ثلاثًا (تجھ پر تین طلاق یعنی) ایک ہی
لفظ کے ساتھ تو عبداللہ بن عباس رض کے اصحاب اس طرف
گئے کہ وہ ایک طلاق ہے اور عمر رض کا قول اور اسی کی طرف
سب اہلِ علم گئے یہ ہے کہ وہ تین ہیں۔ تیسری تاویل یہ ہے
کہ اس (امر) کے معنے ہیں انتِ بتۃٌ (تو مجھ سے کٹی ہوئی
ہے) عمر رض اس کو ایک طلاق قرار دیا کرتے تھے جب لوگ
پے درپے ایسا کہنے لگے تو اُنھوں نے ان پر تین طلاق لازم
کردیں۔ اور میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس کے معنے یہ
ہیں کہ اللہ تعالٰے کا ارشاد الطلاقُ مرّتانِ دو صورتوں کا
احتمال رکھتا ہے۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ قول انتِ طالقٌ
ثلاثًا (یعنی تجھ پر تین طلاق) کو مرتبۃً واحدہ شمار کیا جائے کیونکہ
ایک ہی مرتبہ میں یہ کلمہ چلتا کیا ہے۔ دوسری صورت محتملہ
یہ ہے کہ معنے پر نظر کیجائے گویا اُس نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ
انتِ طالقٌ (تجھ پر طلاق) پھر کہتا انتِ طالقٌ، پھر کہتا
انتِ طالقٌ اب اُس نے کلام کو مختصر کیا اور یوں کہدیا
کہ انتِ طالقٌ ثلاثًا تو وہ دفعۃً واحدہ ہے ظاہر میں اور
تین دفعات ہوئیں معنے کے اعتبار سے تو لوگ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ ان پر اس امر کا
(یعنی دو مذکورہ وجہوں کا) انکشاف نہ ہوا تھا اور نہ اُنھوں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت
کیا (کہ ایک احتمال کی تعیین ہوجاتی) تو لوگ زیادہ تر احتمال
اوّل کیطرف جاتے رہے اور ایسا ہی حضرت صدیق رض کے زمانہ میں

www.kitabghar.org

فلما كان عمر و رُفعت اليه المسئلة أفتاهم بالمعنى الثانى وصرّح بذلك ولم يدع محلاً للخلاف و لما قلنا نظائر كثيرة فسّرها اهل العلم كنحو ما فسّرنا منها حديث بيع امّهات الاولاد فى زمان النبى صلى الله عليه وسلم و ابى بكر ثم نهى عمر عنه الشافعى عن المطّلب ابن حنطب انه طلّق امرأته البتّة ثم اتى عمر بن الخطاب فذكر ذلك له فقال له عمر ما حملك على ذلك فقال قلته فتلا عمر ولو انهم فعلوا ما يوعظون به لكان خيرا لهم و اشد تثبيتا ہ قال ما حملك على ذلك قال قلته قال عمر امسك عليك امرأتك فان الواحدة لاتبتّ الشافعى عن سليمان ابن يسار ان رجلا من بنى زريق طلّق امرأته البتّة فقال عمر ما اردت بذلك قال اترانى اقيم على حرام و النساء كثير واحلفه فحلف قال الشافعى أراه فردّه عليه قال الشافعى معنى قوله

ہوتا رہا پھر جب عمرؓ کا دور آیا اور یہ مسئلہ (خصوصیت سے) اُن کے سامنے پیش ہوا تو اُنھوں نے معنے ثانی کے ساتھ ان کو فتوٰے دیا اور اس کے ساتھ تصریح کر دی اور خلاف کے لئے کوئی موقع باقی نہ چھوڑا۔ اور جو بات ہم نے کہی ہے اُس کی بہت سی نظیریں موجود ہیں جن کی اہلِ علم نے اسی نہج پر تفسیر کی ہے جس نہج پر ہم نے کی ہے۔ اُن میں سے ایک وہ حدیث ہے جس میں اُمّ ولد باندیوں کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں بیع ہوتے رہنے کا بیان ہے پھر عمرؓ نے اس سے منع کر دیا۔ شافعیؒ مطّلب ابن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنی عورت کو انتِ بتّۃ والی طلاق دی پھر وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ نے اُن سے پُوچھا کہ تجھے یہ کلمہ کہنے پر کس خیال نے اُبھارا تو انھوں نے کہا کہ میں نے بس یہ کلمہ کہدیا تو عمرؓ نے یہ آیت تلاوت کی وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ الخ (۴: ۶۶ = اور اگر یہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا") (پھر) کہا کہ ایسا کہنے پر تجھے کس خیال نے اُبھارا۔ اُنھوں نے کہا کہ بس میں نے یہ کہدیا تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے اوپر روک رکھ کیونکہ ایک طلاق بائن نہیں بناتی۔ شافعیؒ سلیمان بن یسار سے کہ بنی زُریق میں کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو انتِ بتّۃ والی طلاق دی تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا تو اُس نے کہا کہ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ میں حرام پر قائم رہوں گا حالانکہ عورتیں بہت ہیں تو آپ نے اُس سے حلف لیا تو اس نے حلف کیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ عمرؓ نے عورت کو اُس پر لَوٹا دیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ اسکے قول

www.kitabghar.org

قلتہ خرج منی بلانیۃ وتلاوۃ عمر الآیۃ انہ لو طلق ولم یذکر النیۃ کان خیرا فانہا کلمۃ محدثۃ فلما اخبرہ انہ لم یرد بہ زیادۃ علی الطلاق الزمہ واحدۃ مالک عن یحیی بن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأۃ فقدت زوجہا فلم تدر این ہو فانہا تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعۃ اشہر وعشرا ثم تحل قال مالک وادرکت بعض الناس ینکرون الذی قال بعض الناس علی عمر بن الخطاب انہ قال یخیر زوجہا الاول اذا جاء فی صداقہا او فی امرأتہ قال مالک و بلغنی ان عمر بن الخطاب قال فی المرأۃ یطلقہا زوجہا وہو غائب عنہا ثم یراجعہا فلا یبلغہا رجعتہ وقد بلغہا طلاقہ ایاہا فتزوجت انہ ان دخل بہا زوجہا الآخر او لم یدخل بہا فلا سبیل لزوجہا الاول الذی کان طلقہا الیہا ابو بکر عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان قالا فی امرأۃ المفقود تربص اربع سنین وتعتد اربعۃ اشہر و

قلتہ (کہ میں نے یہ کہدیا) کے معنے یہ ہیں کہ یہ کلمہ میری زبان سے بغیر کسی نیت کے نکلا ہے اور عمرؓ کے آیت کو تلاوت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اگر طلاق دیتا اور نیت کا ذکر نہ کرتا تو بہتر ہوتا کیونکہ وہ (بتۃ) ایک بنایا ہوا کلمہ ہے تو جب اُس نے خبر دی کہ اس نے اس کلمہ سے طلاق پر زیادتی کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس پر ایک طلاق لازم کی۔ مالکؒ یحیی بن سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اور وہ نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے تو وہ چار سال انتظار کرے پھر چار مہینے دس دن کی عدت گزارے اس کے بعد حلال ہو جائے گی۔ مالکؒ نے کہا اور میں نے بعض ایسے لوگوں کو پایا ہے جو اس بات کا انکار کرتے ہیں جس کو بعض لوگوں نے عمرؓ ابن الخطاب کی طرف منسوب کیا ہے کہ اُنھوں نے پہلے شوہر کو اختیار دیا ہے جب وہ آجاتے اُس عورت کے مہر یا اپنی عورت میں (کہ وہ چاہے اپنے دیتے ہوئے مہر لے لے یا عورت کو لیجائے) اور مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک ایسی عورت کے بارے میں جس کو اُس کا شوہر اس حال میں طلاق دیتا ہے کہ کہ وہ اس سے غائب ہے (یعنی کسی دوسرے شہر میں ہے) پھر اس سے مراجعت کر لیتا ہے مگر اس مراجعت کی اطلاع اس عورت کو نہ پہنچی اور طلاق کی پہنچ چکی تھی، پھر اس عورت نے نکاح کر لیا تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اب تو دوسرا شوہر اُس کے پاس گیا ہو یا نہ گیا ہو پہلے شوہر کے پاس جس نے اس کو طلاق دیدی تھی اُس عورت کے جانے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان دونوں نے گم شدہ شوہر کی بیوی کے بارے میں حکم دیا کہ چار سال انتظار کرے اور پھر چار مہینے دس دن عدت

www.kitabghar.org

عشراً آبو بکر عن سعید بن المسیّب ان عمر و عثمان قالا ان جآء زوجہا خُیِّرَ بینَ امرأتہ و بینَ الصَّداق الاوّل آبو بکر عن الشعبی سُئِلَ عمر عن رجل غاب عن امرأتہ فبلغَہا انہ مات فتزوجت ثم جآء الزَّوجُ الاَوّل فقالَ عُمر یُخیّرَ الزوجُ الاوّلُ بینَ الصَّداق و امرأتہ فان اختارَ الصَّداق ترکہا مع الزوج الآخر و انْ شآء اختارَ امرأتہ وقال علیؓ لہا الصَّداقُ بما استحلَّ الآخرُ من فرجہا و یُفرَّق بینہٗ و بینہا ثمّ تعتدّ ثلٰث حِیَض ثمّ تردّ الی الاوّلِ قلتُ لم یاخذ بہ الشافعیؒ فی الجدید وقالَ کیف یُؤخذ بعضُ الحدیث و یُترک بعضُہ یُعرِّض بمالکؒ (یعنے این قول شافعی تعریض است) والاوجہ عندی ان المفقود لہٗ وجہان یدخل بہما حالہٗ فی عموماتِ الشرع احدہما انہٗ فوّت الامساکَ بالمعروف فوجبَ علیہ التسریحُ بالاحسانِ

گزارے۔ آبو بکر سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ اور عثمانؓ دونوں نے کہا کہ اگر اس کا شوہر آجائے تو اختیار دیا جائے گا مہر اور عورت کے درمیان اُس پہلے شوہر کو۔ آبو بکر شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا گیا ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے غائب ہو گیا اور اس عورت کو یہ خبر ملی کہ وہ مرگیا تو اُس نے کسی سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد اس کا پہلا شوہر آگیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ زوجِ اوّل کو مہر اور اس کی عورت کے درمیان اختیار دیا جائے گا تو اگر اُس نے مہر لے لینے کو اختیار کر لیا تو اُس عورت کو دوسرے شوہر کے پاس چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی کو اختیار کر لے۔ اور علیؓ نے کہا کہ (اس صورت میں) عورت کو مہر لینے کا حق ہو گا کیونکہ اس دوسرے شوہر نے اُس کی فرج کو اپنے لئے حلال کیا ہے اور اُس (دوسرے شوہر) کے اور عورت کے درمیان تفریق کیجائے گی پھر وہ تین حیض عدّت گزارے گی اس کے بعد پہلے شوہر کے پاس لوٹا دی جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو شافعیؒ نے اپنے جدید (یعنی بعد کے) دورِ اجتہاد میں قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیسے یہ بات درست ہو گی کہ بعض حدیث کو لے لیا جائے اور بعض حدیث کو ترک کر دیا جائے۔ یہ تعریض کرتے ہیں امام مالکؒ پر (جو تخییر کے خلاف ہیں)۔ اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مفقود کی دو حیثیتیں ہیں دونوں کے اعتبار سے اسکا حال عام قواعدِ شرع میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اُس نے فوت کر دیا امساک بالمعروف کو (یعنی نیک .... سلوک کے ساتھ عورت کو اپنی ذات پر روکنا جس پر فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو واجب ہو گیا اس پر تسریح بالاحسان (یعنی خوبی کے ساتھ اس کو آزاد

www.kitabghar.org

فلمّا ان قصّر فے التسریح ناب الشرعُ عنہ کما ینوبُ القاضی فے بیع مال الماطلِ و ثانیہما انّہ مَیّتٌ فے ظاہر الحال و نحنُ نحکمُ بالظّاہر و علے الاوّل قول مالکٍ اصوبُ لانّہ محکومٌ علیہ بالتفریق بینہ و بینَ زوجتہ فکانَ کالمطلّق لہا فلا یرجع الیہ الاّ انّ عدّتہا کعدّۃِ المتوفّےٰ زوجہا عنہا لانّ الزّوجَ غائب بمنزلۃ المیّتِ و لہٗ نظائر کامرأۃِ المجنونِ و امرأۃِ المعسر و علے الثانے حکمہٗ بمنزلۃِ مَن بلغہا نعی زوجہا فاعتدّت ثم تزوّجتْ ثم حضرَ الزّوجُ فکانَ بناءُ فرقتہا علے خبرٍ کاذبٍ فردّ علیہا مازعمت و اظنُّ عمرُ قد وجّہ الحکم الے الامرینِ بمنزلۃِ القولین للمجتہد فانْ ذہبَ القاضی الے الاوّلِ فالامرُ علے قضاءِ مالکٍ و ان ذہبَ الے الثانے فالامرُ

کردینا جس پر اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو جب کہ اس نے تسریح میں تقصیر کی تو شریعت (عورت کو اس کے تقید سے آزاد کرنے میں) اُس کی قائم مقام بن گئی جس طرح قاضی قائم مقام بن جاتا ہے ماطل کے مال کے بیچنے میں (ماطل اس کو کہتے ہیں جو قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہو)۔ دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ ظاہر حال میں میّت ہے اور ہم حکم لگاتے ہیں ظاہر پر (یہ قاعدہ شرعیہ ہے نحن نحکم بالظواہر واللہ اعلم بالسرائر)۔ اور بنابر اوّل مالکؒ کا قول زیادہ قرین صواب ہے کیونکہ اس میں حکم دیا گیا ہے اُس شخص کے اور اس کی زوجہ کے درمیان تفریق کا۔ تو یہ شخص اس عورت کے حق میں مثل طلاق دینے والے کے بن گیا کہ اب یہ اُس کی جانب رجوع نہیں کرے گا۔ الّا یہ کہ اُس کی عدّت اُس عورت کی عدّت کی مانند ہو گی جس کا شوہر مرجائے۔ کیونکہ شوہر غائب ہے وہ میّت کے مرتبہ میں ہے اور اس کی نظیریں موجود ہیں مثلاً مجنون کی بیوی اور نادارشخص کی بیوی۔ اور بر بنار ثانی اُس کا حکم اُس شخص کے مرتبہ میں ہے جس کی موت کی خبر اُس کی بیوی کو ملی تو اُس نے عدّت گزاری پھر نکاح کر لیا اس کے بعد شوہر آگیا۔ تو اُس کی فرقت کی بنار جھوٹی خبر پر تھی تو جو گمان اس عورت نے کر لیا تھا اب اُس کو اُس پر رد کردیا گیا اور عمرؓ پر مَیں یہ گمان کرتا ہوں کہ اُنھوں نے حکم کو دونوں امر کی طرف متوجہ کیا۔ یہ اس درجہ کی بات ہے جیسے ایک مجتہد کے (کسی مسئلہ میں) دو قول ہوتے ہیں۔ تو اگر قاضی پہلی صورت کی طرف جائے گا تو حکم امام مالکؒ کے فیصلہ کے مطابق دے گا اور اگر دوسری صورت کی طرف جائے گا تو اسکے مطابق حکم دیگا

www.kitabghar.org

علیٰ ماردے اکثرہم عن عمر واللہ
اعلم بحقیقۃ الحال مالک عن القاسم بن
محمد انّ رجلاً جعل امرأتہ علیہ کظہر امّہ
انْ ہو تزوّجہا فأمرہ عمر بن الخطاب
ان ہو تزوّجہا ان لایقربہا حتّٰی یکفّر
کفارۃ المظاہر قلت تعلّق بہ الحنفیۃ
فی مسئلۃ اضافۃ الطلاق بالملک قبل
اَن یتزوّج ولعلّ عمر بن الخطاب
اجازہا مجاز الیمین فالبونُ بین الطلاق
والظہار باینٌ مالک عن یحیی بن
سعید عن سعید بن المسیّب ان
عمر بن الخطاب قال ایّما امرأۃٍ
طلّقت فحاضت حیضۃً او حیضتین
ثم رفعتہا حیضتہا (دور شد ۱۲) فانہا تنتظر تسعۃ
اشہرٍ فان بانَ بہا حملٌ فذاک
والّا اعتدّت بعد التسعۃ الاشہر
ثلثۃ اشہر ثم حلّت مالک عن ابی
ہریرۃ سمعت عمر بن الخطاب یقولُ
ایّما امرأۃٍ طلّقہا زوجہا تطلیقۃً
واحدۃً او تطلیقتین ثم ترکہا حتّٰی
تحلّ وتنکح زوجاً غیرہ فیموتُ
عنہا او یطلّقہا ثم ینکحہا

جو اکثر رُواۃ نے عمرؓ سے روایت کیا ہے، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
مالکؒ قاسم بن محمد سے کہ ایک شخص نے بنا دیا (یعنی کہدیا) اپنی
عورت کو ماں کی پُشت کے برابر اگر اُس نے اس عورت سے
نکاح کیا تو اس کو عمرؓ بن الخطاب نے حکم دیا کہ اگر اس نے اس عورت
سے نکاح کیا تو اس سے مقاربت نہ کرے جب تک ظہار کرنے والے کا
کفارہ نہ ادا کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ اس حدیث سے لٹکے ہیں
(یعنی اس سے احتجاج کرتے ہیں) اس مسئلہ میں کہ نکاح سے پہلے
ہی کوئی شخص طلاق کو چسپاں کر ڈالے کسی فعل پر جو عورت کے
اختیار میں ہے اور غالباً عمرؓ بن الخطاب نے اس کو یمین کے مقام
پر رکھ کر حکم (کفارۂ ظہار کا) دیا ہے تو طلاق اور ظہار کے درمیان
میں جو بُعد ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ (اگر وہ شخص انتِ علیّ کظہر
اُمّی کے ساتھ اِن تزوّجتکِ نہ کہتا تو ایک لغو بات سمجھی جاتی اور
کفارۂ مظاہر کا اس کو حکم نہ دیا جاتا) مالکؒ یحیی بن سعید سے
اور وہ سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس عورت
کو طلاق دی جائے پھر وہ حائضہ ہو جائے ایک حیض یا دو حیض
تک پھر اس کا حیض آنا بند ہو جائے تو وہ اندازہ کرے نو
مہینے تک پھر اگر ظاہر ہو گیا کہ اس کو حمل ہے تو نبہا ورنہ بعد
اُن نو مہینوں کے تین مہینے عدّت گزارے پھر حلال ہو جائیگی
مالکؒ ابو ہریرہؓ سے کہ میں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے کہتے
تھے کہ جس عورت کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاق دیں
پھر اُس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ حلال ہو جاتی ہے اور اُس
کے سوا کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی ہے پھر دوسرا شوہر
مرجاتا ہے یا اس کو طلاق دیدیتا ہے اور پھر اُس سے پہلا شوہر

ع۵ کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ "تو میری ماں کے برابر ہے" یا "میرے لئے ماں کی برابر ہے" وغیرہ اور اس سے اس کی مُراد عورت کو چھوڑنا
نہ ہو بلکہ اس سے صرف صحبت کرنا اپنے اوپر حرام کرنے کے ارادے سے کہا تو اس کو ظہار کہتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

زوجها الاول فانها یکون عندہ علی
ما بقی من طلاقها مالک عن ابن عمر
ان عمر بن الخطاب قال ایما ولیدۃ (جاریۃ)
ولدت من سیدها فانہ لا یبیعها ولا
یهبها ولا یورثها وهو یستمتع بها فاذا
مات فهی حرۃ مالک انہ بلغہ ان عمر
ابن الخطاب اتتہ ولیدۃ قد ضربها سیدها
بنار او اصابها فاعتقها قلت
و یشهد لہ حدیث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی قضیۃ سندر مولی زنباع
و یشهد لہ المعقول (ای دلیل عقلی) لان العبد ذو جهتین
مال فی بعض الحقوق و نفس فی
بعضها و لذلک جازت مکاتبتہ فلما
ظلم السید عبدہ و تجاوز حکم
اللہ فیہ ظهرت جهۃ کونہ نفسا و
کمنت (غیبت) جهۃ کونہ مالا فوجبت الدیۃ
ثم عوض عنها العتق لان العتق
یقع عوضا عن المال و تولی
الشرع ذلک کما تولی فی
وضع الدیۃ حیث امتنع القصاص
ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراهیم عن
عمر بن الخطاب فی الرجل ینعی
لہ امرأتہ فتتزوج ثم
یقدم الاول قال یخیر
الاول

نکاح کر لیتا ہے تو وہ عورت اُس کے پاس رہے گی باقی رہی ہوئی
طلاق کے حساب پر۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
فرمایا کہ جس کنیز کے اُس کے آقا سے کوئی بچہ پیدا ہو گیا تو اب وہ
اُس کو نہ بیع کرے گا اور نہ اُس کو ہبہ کرے گا اور نہ اُس کو ترکہ
بنائے گا وہ اُس سے (اپنی زندگی میں) فائدہ حاصل کرتا رہے
پھر جب مرے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ مالکؒ کہ ان کو یہ روایت
پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک باندی آئی جس کو اُس
کے آقا نے آگ سے مارا تھا یا اُس کو آگ میں ڈالا تھا تو انھوں
نے اُس کو آزاد کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی شاہد ہے حدیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُندُر کے قضیہ میں جو زنباع کا غلام
تھا (زنباع نے اس کی ناک کاٹ دی تھی جب یہ اس حال
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے
آزاد کر دیا تھا) اور دلیل عقلی بھی اس کی مؤید ہے کیونکہ غلام
کی دو جہت ہیں وہ بعض حقوق کے اعتبار سے ایک مال ہے
اور بعض کے اعتبار سے ایک نفس ہے اور اسی اعتبار سے اُس کی
مکاتبت جائز ہوتی تو جب آقا نے اپنے غلام پر ظلم کیا اور وہ
اُس کے بارے میں اللہ کے حکم سے تجاوز کر گیا تو اُس کے نفس
ہونے کی جہت ظاہر پر آگئی اور اُس کے مال ہونے کی جہت چھپ
گئی تو دیت واجب ہو گئی پھر اس دیت کا معاوضہ بنایا گیا
عتق (آزادی) کیونکہ مال کے بدلے میں عتق واقع ہوتا ہے۔
اور شرع اس کی متولی ہوتی جس طرح متولی ہوتی ہے دیت کے
قائم کرنے میں جب قصاص ممتنع ہو جائے۔ ابو حنیفہؒ حماد سے
وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں
جس کی موت کی خبر پہنچا دی گئی اُس کی بیوی کو۔ پھر وہ نکاح
کر لیتی ہے پھر پہلا آجاتا ہے تو عمرؓ نے فرمایا کہ پہلے کو اختیار دیا جائے

www.kitabghar.org

فان شاء امرأتہ و ان شاء الصداق
محمد بن الحسن بلغنا عن عمر و علی
و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن
ابی وقاص و حذیفۃ انہم لم یجعلوا
بیعہا طلاقہا ابو حنیفۃ عن حماد عن
ابراہیم ان عمر بن الخطاب اتتہ
امرأۃ فقالت طلقنی زوجی فحضت
حیضتین و دخلت فی الثالثۃ حتی
اذا انقطع دمی و دخلت مغتسلی
و وضعت ثوبی اتانی فقال
قد راجعتک قبل ان افیض علی
الماء فقال عمر لعبد اللہ بن مسعود
قل فیہا فقال یا امیر المومنین اراہ
احق برجعتہا لانہا حائض بعد مالم
تحل لہا الصلوۃ قال عمر وانا اری
ذلک فردہا علی زوجہا و قال
کنیف ملو علما (ظرف ۱۲) ابو حنیفۃ عن
حماد عن ابراہیم ان ابا کنف طلق
امرأتہ تطلیقۃ ثم غاب فاشہد
علی رجعتہا ولم یبلغہا ذلک حتی تزوجت
فجاء و قد ہیئت لتزف الی
زوجہا فاتی عمر بن الخطاب
فذکر ذلک لہ فکتب الی عاملہ
ان ادرکتہا و لم یدخل

وہ اگر چاہے اپنی بیوی لے لے اور اگر چاہے تو مہر لے لے۔ محمدؒ ابن الحسن، ہم کو روایت پہنچی عمرؓ سے اور علیؓ و عبدالرحمنؓ ابن عوف و سعد بن ابی وقاصؓ اور حذیفہؓ سے کہ اُنھوں نے جاریہ کی بیع کو اُس کی طلاق قرار نہیں دیا۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک عورت نے آکر کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی تو میں نے دو حیض پورے کر دیئے اور تیسرے میں داخل ہو گئی یہاں تک کہ جب میرا خون منقطع ہو گیا اور میں غسل کی جگہ پہنچ گئی اور میں نے اپنے کپڑے بھی اُتار دیئے تو وہ میرے پاس آیا اور اُس نے کہا پہلے اس سے کہ میں اپنے اُوپر پانی بہاؤں کہ میں نے تجھ سے مراجعت کر لی تو عمرؓ نے کہا عبداللہؓ بن مسعود سے کہ اس بارے میں بولو۔ تو اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میری اس کے بارے میں یہ رائے ہے کہ اس سے رجعت کا اس کو حقدار قرار دیا جائے کیونکہ یہ عورت حائضہ ہے جب تک اُس پر نماز حلال نہ ہو جائے تو عمرؓ نے کہا اور میری بھی یہی رائے ہے تو اُس کو شوہر پر واپس کر دیا۔ اور (ابن مسعودؓ کے حق میں) فرمایا کہ ایک برتن علم سے بھرا ہوا ہے۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ ابو کنف نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر غائب ہو گیا پھر اُس نے اس سے رجعت پر گواہ بنائے اور اُس عورت کو یہ اطلاع نہیں پہنچائی یہاں تک کہ اُس نے نکاح کر لیا۔ پھر وہ ایسے وقت پر آیا جب کہ وہ اس کے لئے تیار کر دی گئی تھی کہ اپنے شوہر کے ساتھ شب باش ہو تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا تو اُنھوں نے اپنے عامل کو لکھا کہ اگر تم اس عورت کو اس حال میں پاؤ کہ اُس کا شوہر اُسکے پاس

ع۵ یعنی آقا کا جاریہ کو بیع کرنا اُس کے حق میں طلاق نہ ہو گا بلکہ اُس کا نکاح جیسا پہلے تھا اسی طرح باقی رہے گا ۱۲

www.kitabghar.org

بہا فہو احقُّ (الاول ۱۲) بہا و ان وجدتہا قد دخلَ بہا فہی امرأتُہُ (الثانی ۱۲) قال فوجدہا لیلۃَ البناء فوقع علیہا (ای زوج ثانی زن را در شب زفاف یافت پس صحبت نمود ۱۲) و غدا الی عامل عمر فاخبر فعلم انہ جاء بامرٍ بیّن و بہذا الاسناد عن علیّ بن ابی طالب انہ کانَ یقول اذا طلّق الرّجلُ امرأتَہ ثم اشہدَ علیٰ رَجعتِہا قبل اَن یمضی عدّتہا و لم یُعلِمْہا ذلک حتّی انقضت عِدّتُہا و تزوّجت فانّہ یُفرّقُ بینہا و بین زوجہا الآخر و لہا الصّداقُ بما استحلّ من فرجہا و ہی امرأۃُ الاوّل تُردُّ الیہ و لایَقرَبُہا حتّی تنقضی عدّتُہا من الآخر ابوحنیفۃ عن اسماعیل بن مسلم المکی عن الحسن عن عُمر بن الخطّاب انّ امرأۃً اتَتْہ فاخبرتہ ان زَوجَہا لایصِلُ (یجامع ۱۲) الیہا فاجّلَہ، حولاً فلمّا انقضی الحَولُ و لم یَصِل الیہا خَیّرَہا فاختارَت نفسَہا ففرّقَ بینَہما عُمر و جعلَہا تطلیقاً باتناً ابوبکر عن ابی قلابۃ عن عُمر اذا اعتُقتِ الاَمۃُ فلہا الخیارُ

نہ گیا ہو تو اُس کا پہلا شوہر زیادہ حقدار ہے اور اگر اس حال میں پاؤ کہ وہ اس کے پاس جاچکا ہے تو پھر وہ اُسی کی بیوی ہے۔ کہا (راوی نے) کہ پھر شوہر نے اس کو شب باشی کی رات میں پالیا اور اس سے مقاربت کرلی اور صبح کو عمرؓ کے عامل کے پاس جاکر اس کی خبر دیدی اور عامل کو یہ علم ہوگیا کہ وہ ایک واضح بات لیکر آیا ہے (جس پر ثبوت طلب کرنے کی حاجت نہیں) اور اسی اسناد سے مروی ہے علیؓ بن ابی طالب سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے پھر اُس سے رجعت پر اُس کی عدّت گزرنے سے پہلے گواہ بنالے اور اُس نے عورت کو اطلاع نہ کی ہو یہاں تک کہ اس کی عدّت بھی پوری ہوگئی اور اُس نے (کسی سے) نکاح کرلیا تو اس صورت میں اُس عورت اور دوسرے شوہر کے درمیان تفریق کرائی جائے گی اور اُس کو (اس دوسرے شوہر سے) مہر کا حق ہے اس وجہ سے کہ اس کی فرج کو اپنے اُوپر حلال کیا اور یہ بیوی ہوگی پہلے شوہر کی اُسی کی طرف لوٹائی جائے گی اور وہ اُس سے جب تک دوسرے سے الگ ہونے کی عدّت پوری نہ کرلے گی مقاربت نہ کرے۔ ابوحنیفہؒ اسمٰعیل بن مسلم المکی سے وہ حسنؒ سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ ایک عورت نے اُن کے پاس آکر یہ بیان کیا کہ اُس کا شوہر اُس سے نہیں ملتا (یعنی جماع نہیں کرتا)، تو اُنھوں نے شوہر کو ایک سال کی مہلت دی تو جب سال گزرگیا اور وہ اس سے نہ ملا تو عمرؓ نے عورت کو اختیار دیدیا تو اس نے اُس سے جُدا ہونا پسند کیا تو آپ نے دونوں میں تفریق کردی اور اس کو طلاق بائن قرار دیا۔ ابوبکر ابو قلابہ سے، وہ عمرؓ سے کہ فرمایا کہ جب لونڈی آزاد کردی جائے تو اس کو اختیار ہے جبتک

www.kitabghar.org

مالم یطأھا۔ آبو بکر عن سعید بن المسیّب ان ابابکر و عمر کانا یکرھان العزل و یامران الناس بالغسل منہ آبو بکر عن مکحول قلت للزھری اما علمت عمرؓ حتے انقضٰی اجلہ و ابن مسعود بالعراق حتے انقضٰی اجلہ و عثمان ابن عفان کانوا یستبرؤن الامۃ بحیضۃ حتے کان معاویۃ فکان یقول حیضتان فقال الزھری و انا ازیدک عبادۃ بن الصامت آبو بکر عن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر باع عبدالرحمٰن بن عوف جاریۃ لہ کان یقع علیہا قبل ان یستبرءھا فظھر بہا حمل عند الذی اشتراھا فخاصم الٰی عمر فقال عمر کنت تقع علیہا قال نعم قال فبعتہا قبل ان تستبرءھا قال نعم قال ماکنت لذلک بخلیق فدعا القافۃ فنظروا لہ فالحقوہ بہ آبو بکر عن ابراھیم عن عمر قال المتلاعنان یفرق

اس سے وطی نہ کیجائے۔ آبو بکر سعید بن المسیّب سے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں عزل[ع] کو بُرا سمجھتے تھے اور لوگوں کو اس سے غسل کا حکم دیتے تھے۔ آبو بکر مکحول سے کہ میں نے زہری سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ عمرؓ اپنی موت کے وقت تک اور ابن مسعودؓ عراق میں اپنی موت کے وقت تک اور عثمان بن عفانؓ سب باندی سے ایک حیض کے ساتھ استبرا[س] کرتے تھے یہاں تک کہ معاویہؓ کا دور آیا تو وہ دو حیض کہا کرتے تھے تو زہری نے کہا کہ اور میں تمھارے بیان پر عبادہؓ بن الصامت کا اضافہ کرتا ہوں۔ آبو بکر عُبَیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فروخت کیا عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اپنی ایک ایسی باندی کو جس سے مقاربت کیا کرتے تھے قبل اس کے کہ اس کا استبرا کریں تو خریدار کے پاس جانے کے بعد اُس کا حمل ظاہر ہوگیا تو وہ عمرؓ کے پاس دعویدار ہوا۔ عمرؓ نے (عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے) پوچھا کہ کیا تم اس سے جماع کیا کرتے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ پھر تم نے اُس کو بیچ دیا قبل اس کے کہ اس کا استبرا کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں تو۔ ایسا کرنا زیبا نہ تھا۔ پھر قیافہ شناسوں کو بُلایا تو اُنھوں نے اس پر غور کیا پھر اُس کو عبدالرحمٰنؓ ہی کا قرار دیا۔ آبو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ لعان[لعہ] کرنے والے مرد و عورت

حضرت عمرؓ نے قیافہ سے الحاق کا حکم

[عہ] اس ارشاد کا محل یہ ہے کہ اگر اپنی باندی کا کسی غلام سے نکاح کر دیا تھا تو آزاد ہونے کے بعد اس کو فسخ نکاح کا اختیار اس صورت میں ہے کہ اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو ۱۲ مترجم [عہ] عزل یہ ہے کہ انزال سے پہلے ہی عورت سے جُدا ہوجاتے ۱۲ مترجم [سہ] یہ اندازہ کرنا کہ اس کو حمل تو نہیں ہے استبرا ہے جس کی تصدیق ایک باندی کے لئے مذکورہ اکابر ایک حیض سے کرتے تھے اور معاویہؓ دو حیض سے ۱۲ مترجم [للعہ] جب کوئی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہو اس کو کہے کہ یہ میرا نہیں ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے سامنے استغاثہ کرے۔ تو حاکم دونو سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے قسم لیجائیگی اس طرح کہ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس پر لگائی میں اس میں سچا ہوں چار دفعہ اسی طرح پانچویں دفعہ کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ پھر عورت چار دفعہ یہ کہے کہ میں خدا کو گواہ کرکے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھ پر لگائی ہے یہ اس میں جھوٹا ہے۔ پانچویں بار یہ کہے کہ اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب پڑے۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔ ۲

۲ حاکم دونوں میں جُدائی کردے گا اور طلاق بائن پڑجائیگی۔ لڑکا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا باپ کا نہ کہا جائے گا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

بینہما و لا یجتمعان ابدا ۔ ابو بکر عن الحسن
لما فتحت تستر اصاب ابو موسیٰ سبایا
فکتب الیہ عمر لا یقع احد علی امرأۃ
حتی تضع و لا تشرکوا المشرکین فی
اولادہم فان الماء تمام الولد ۔ ابو بکر
عن قبیصۃ بن ذؤیب قال
عمر حصنوہن او لا تحصنوہن لا تلد
امرأۃ علی فراش احدکم الا
الحقتہ بہ یعنی السراری ۔ ابو بکر
عن الشعبی عن عمر اذا اقر بولد مرۃ
واحدۃ فلیس لہ ان ینفیہ ۔ ابو بکر
عن سلیمان بن یسار ان عمر بن
الخطاب رفع الیہ خصی تزوج امرأۃ
ولم یعلمہا ففرق بینہما ۔ ابو بکر عن
ہشام بن عروۃ ان امرأۃ سألت
ابنہا ان یزوجہا فکرہ ذلک و
ذہب الی عمر فقال لہ عمر
زوجہا فو الذی نفس عمر بیدہ
لو ان حنتمۃ بنت ہشام یعنی عمر
امہ نفسہ سألتنی ان ازوجہا
لزوجتہا فزوج الرجل امہ
ابو بکر عن حارثۃ بن مضرب قال
عمر استعینوا علی النساء بالعری
ان احدہن اذا کثرت ثیابہا و
حسنت زینتہا

کے درمیان تفریق کردی جائے وہ دونوں کبھی جمع نہ ہوں گے۔ ابو بکر
حسن سے، کہ جب تستر فتح ہوگیا تو بہت سے قیدی ابو موسیٰ رضی کے
ہاتھ آئے تو اُن کو عمر رضی نے لکھا کہ کوئی شخص کسی قیدی عورت سے ہمبستر نہ ہو
جبتک کہ اس کا وضع حمل نہ ہو جائے اور تم مشرکین کے ساتھ اُن کی
اولاد میں شرکت نہ کرنا کہ آب منی بچے میں نشو و نما اور
بڑھوتری کا سبب ہوتا ہے۔ ابو بکر قبیصہ بن ذؤیب سے کہ عمر رضی
نے فرمایا کہ تم اُن کی پاکدامنی کا بچاؤ کرو یا نہ کرو کوئی بھی عورت
تم میں سے کسی کے فرش پر بچہ نہ جنے گی مگر میں اس کو اُسی
شخص کا قرار دوں گا (عورت سے) عمر رضی کی مُراد اُن باندیوں سے
تھی جو جماع کے لئے مخصوص کر لی جاتی ہیں۔ ابو بکر شعبی سے
وہ عمر رضی سے کہ جب کوئی ایک مرتبہ کسی لڑکے کے بارے میں اقرار
کرلے تو اس کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کی نفی کرے۔ ابو بکر سلیمان
ابن یسار سے کہ عمر رضی بن الخطاب کے سامنے ایک خصی پیش
کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو اپنا حال نہ
بتایا تھا تو آپ نے دونوں میں تفریق کرادی۔ ابو بکر ہشام
ابن عروہ سے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے سے سوال کیا کہ وہ
اُس کا نکاح کرائے تو اس کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ عمر رضی
کی طرف گیا تو اُس سے عمر رضی نے کہا کہ اُس کا نکاح کرا!
قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمر رضی کی جان ہے اگر حنتمہ
بنتِ ہشام، یہ عمر رضی نے اپنی والدہ کا نام لیا، مجھ سے سوال
کرتی کہ میں اُس کا نکاح کراؤں تو ضرور کرادیتا۔ تو اُس شخص نے
اپنی ماں کا نکاح کرادیا۔ ابو بکر حارثہ بن مضرب سے کہ عمر رضی نے
فرمایا کہ عورتوں کی ستر پوشی (یعنی بقدر ضرورت لباس) پر
ان کی اعانت کرو (مگر اس میں زیادتی نہ کرو) جب اُن میں
سے کسی کے پاس بہت کپڑے ہو جاتے ہیں اور سامانِ زینت وافر

www.kitabghar.org

اعجبہا الخروج آبو بکر عن انس کان عمر اذا اتی رجل قد طلق امرأتہ ثلثاً فی مجلسٍ اوجعہ ضرباً و فرق بینہما آبو بکر عن زید بن وہب ان رجلاً بطالاً کان بالمدینۃ طلق امرأتہ الفا فرجع الی عمر فقال کنت العب (بازی میکردم ۱۲) فعلا عمر رأسہ بالدرۃ و فرق بینہما آبو بکر عن عمرو بن شعیب وجدنا فی کتاب عبداللہ بن عمرو عن عمر اذا عبث المجنون (بازی کند ۱۲) بامرأتہ طلق علیہ ولیہ آبو بکر عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کتبت الی عمر فی رجل مجنونٍ یخاف ان یقتل امرأتہ فکتب الیّ ان اجلہ سنۃ یتداوی آبو بکر عن ابی لبید ان عمر اجاز طلاق السکران بشہادۃ نسوۃٍ آبو بکر عن عطاء اتی ابن مسعود ... رجل قال لامرأتہ حبلک علی غاربکِ (رسن تو بر دوش تو ۱۲) فکتب ابن مسعود الی عمر فکتب عمر مُرہ (امر کن او را کہ نزد من بیاید ۱۲) فلیوافنی بالموسم فوافاہ بالموسم فارسل الی علیٍ فقال لہ علی انشدک باللہ ما نویت قال امرأتی ففرق بینہما آبو بکر عن الاوزاعی ان عمر ابن الخطاب لم یرہ شیئاً یعنی طلاق المکرہِ آبو بکر عن عمرو

ہو جاتا ہے تو باہر نکلنا اُسے اچھا لگتا ہے... آبو بکر انس رضؓ سے، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیتا اور حضرت عمرؓ کے پاس آتا تو وہ اس کو خوب پیٹتے اور دونوں کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔ آبو بکر زید بن وہب سے کہ مدینہ میں ایک مسخرہ شخص تھا اُس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دیں پھر وہ عمرؓ کی طرف آیا اور کہا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا تو عمرؓ نے اس کے درّہ مارا اور دونوں میں تفریق کر دی۔ آبو بکر عمرو بن شعیب سے، ہم نے عبداللہ بن عمروؓ کے ایک مکتوب میں دیکھا کہ عمرؓ سے مروی ہے کہ جب مجنون اپنی بیوی کے ساتھ ناشائستہ حرکات کرنے لگے تو اُس کا ولی اس کو طلاق دیدے۔ آبو بکر عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادا سے کہ میں نے عمرؓ کو ایک مجنون کے بارے میں لکھا جس سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کو قتل کر دے گا تو مجھے لکھا کہ اس کو ایک سال کی مُہلت دو کہ وہ علاج کرا لے۔ آبو بکر ابی لبید سے کہ عمرؓ نے مدہوش آدمی کی طلاق کو عورتوں کی شہادت پر نافذ کیا۔ آبو بکر عطاء سے کہ ابنِ مسعودؓ کے سامنے ایک شخص کا معاملہ پیش ہوا جس نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ حَبلکِ علی غاربکِ (تیری رسّی تیرے کندھے پر ہے) تو ابنِ مسعودؓ نے عمرؓ کو لکھا۔ عمرؓ نے لکھا کہ اس کو حکم دو کہ موسم پر (یعنی زمانۂ حج میں) مجھ سے ملے تو وہ موسم (حج) پر آپؓ سے مِلا۔ آپ نے اس کو علیؓ کے پاس بھیجدیا تو اس سے علیؓ نے کہا کہ مَیں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تو نے کیا نیّت کی تھی؟ تو اُس نے کہا کہ اپنی بیوی کی۔ تو علیؓ نے دونوں میں تفریق کر دی۔ آبو بکر اوزاعی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو کوئی چیز نہیں خیال کیا یعنی طلاقِ مُکرَہ کو (یعنی جس کو طلاق پر مجبور کیا گیا) آبو بکر عمرو

www.kitabghar.org

ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلاً تزوج امرأۃً علی خالتہا فضربہ عمر و فرق بینہما آبوبکر ان غلاماً فجر بجاریۃ فظہر بالجاریۃ حمل فرفع الی عمر بن الخطاب فاعترفا فجلدہما و حرص ان یجمع بینہما فابی الغلام آبوبکر عن عاصم بن عمر و خرج ناس من اہل العراق فلما قدموا علی عمر قال من انتم قالوا من اہل العراق قال فباذن جئتم قالوا نعم فسألوا عما یحل للرجل من امرأتہ وہی حائض فقال سألتمونی عن خصال ما سألنی عنہن احد بعد ان سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما للرجل من امرأتہ وہی حائض فلہ ما فوق الازار آبوبکر عن الحسن قال عمر لا رضاع بعد الفصال آبوبکر عن ابن عمر قال عمر لو تقدمت فیہا لرجمت یعنی المتعۃ آبوبکر عن سعید بن المسیب انہ قال رحم اللہ عمر لولا انہ نہی عن المتعۃ صار الزنا جہاراً آبوبکر عن قبیصۃ بن جابر عن عمر قال لا اوتی

ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادا سے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اُس کی خالہ پر (یعنی بیوی کی بھانجی سے) تو اُس کو عمرؓ نے مارا اور دونوں میں تفریق کر دی۔ آبوبکر کہ ایک غلام نے بدکاری کی ایک لونڈی سے تو لونڈی کا حمل ظاہر ہو گیا پھر یہ معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو دونوں نے اقرار کر لیا پھر آپ نے دونوں کے کوڑے لگوائے اور رغبت دلوائی کہ دونوں کو جمع کر دیں (یعنی دونوں کا نکاح کر دیں) تو غلام نے انکار کر دیا۔ آبوبکر عاصم بن عمرؓ سے۔۔۔ کچھ لوگوں نے عراق والوں میں سے سفر کیا جب وہ عمرؓ سے ملے تو اُنھوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ اہل عراق میں سے ہیں۔ فرمایا کیا تم اجازت کے ساتھ آئے ہو (یعنی ہم سے ملنے کی اجازت لے چکے ہو؟) اُنھوں نے کہا ہاں! پھر اُنھوں نے اس بارے میں سوال کیا کہ ایک مرد کے لئے اپنی عورت سے جب کہ وہ حائضہ ہو کس حد تک متمتع ہونا حلال ہے تو فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی باتوں میں سے ایک کا سوال کیا کہ ان کے بارے میں جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اب تک کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ پھر فرمایا ایک مرد کے لئے اپنی عورت سے جب کہ وہ حائضہ ہو ازار (لنگی، پاجامہ وغیرہ) سے اُوپر حلال ہے۔ آبوبکر حسن سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت (معتبر) نہیں (یعنی اس سے رشتہ حرام نہیں ہوتا)۔ آبوبکر ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو میں سنگسار کر دوں گا۔ آپ کی مُراد مُتعہ تھا۔ آبوبکر سعید بن المسیب سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ عمرؓ پر اللہ رحمت نازل کرے اگر وہ مُتعہ سے نہ روکتے تو کُھلم کُھلا زنا ہونے لگتا۔ آبوبکر قبیصہ ابن جابرؓ سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ میرے پاس نہیں لایا جائیگا

www.kitabghar.org

بمحلل او محلل لہ، الا رجمتھما آبو بکر عن سعید بن المسیب ان عمر استشار علی بن ابی طالب و زید بن ثابت قال زید قد حلت و قال علی اربعۃ اشہر و عشرا قال زید ارایت ان کانت نفیسًا قال علی فآخر الاجلین قال عمر لو وضعت ذا بطنھا و زوجھا علی نعشہ لم یدخل حفرتہ لکانت قد حلت آبو بکر عن سالم سمعت رجلاً من الانصار یحدث ابن عمر یقول سمعت اباک یقول لو وضعت المتوفی عنھا زوجھا ذا بطنھا وھو علی السریر فقد حلت آبو بکر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال عمر ما استفاد رجل او قال عبد بعد ایمان باللہ خیرًا من امرأۃ حسنۃ الخلق ودود ولود وما استفاد رجل بعد الکفر باللہ شرًا من امرأۃ سیئۃ الخلق حدیدۃ اللسان ثم قال ان منھن غنمًا لا یحذی منہ وان منھن غلاً لا یفدی منہ آبو بکر ان رجلاً من بنی تیم اللہ کان جمع بین اختین فی الجاھلیۃ فلما یفرق بین واحدۃ منھما حتی کان فی خلافۃ عمر

کوئی حلالہ کرنے والا لایا جس کے لئے حلالہ کیا گیا مگر میں دونوں کو سنگسار کر دوں گا۔ آبو بکر سعید بن المسیب سے، کہ عمرؓ نے مشورہ کیا علیؓ بن ابی طالب اور زید بن ثابتؓ سے[1]، زیدؓ نے کہا کہ حلال ہو گئی مگر علیؓ نے کہا کہ چار مہینے اور دس دن۔ زیدؓ نے کہا کہ اگر عورت پر دن چڑھ رہے ہوں تو[2]، علیؓ نے کہا کہ پھر دونوں (محتمل) مدتوں میں سے آخری مدت۔ عمرؓ نے کہا کہ اگر اس عورت کا وضع حمل ہو جائے اور اس کے شوہر کی لاش ابھی رکھی ہو اور قبر میں داخل بھی نہ کی گئی ہو تو وہ یقیناً حلال ہو چکی ہے۔ آبو بکر سالم سے کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سُنا جو ابنِ عمرؓ سے بات کرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ میں نے تمہارے باپ سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ اگر بعد وفات چھوڑ جانے والے کی بیوی کا وضع حمل ہو جائے اور وہ ابھی تخت پر ہے (یعنی دفن نہیں ہوا) تو وہ حلال ہو گئی۔ آبو بکر معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں کمایا کسی شخص نے یا کہا کہ کسی بندہ نے ایمان باللہ (کی سب سے بڑی خیر) کے بعد کسی چیز کو جو بہتر ہو ایسی عورت سے جو اچھی عادت والی محبت کرنے والی بچے جننے والی ہو اور نہیں کمایا کسی شخص نے کفر باللہ کے بعد (جو سب سے بڑا شر ہے) کسی شئے کو جو بدتر ہو ایسی عورت سے جو بد خلق ہو، تیز زبان ہو۔ پھر فرمایا کہ بیشک ان میں سے بعض تو بڑی غنیمت ہوتی ہیں کہ کوئی عطا ان کا معاوضہ نہیں ہو سکتی اور بعض اُن میں سے گلے کا طوق ہیں کہ کسی فدیہ سے اُن سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ آبو بکر کہ بنی تیم اللہ کا ایک شخص تھا جس نے جاہلیت کے زمانے میں دو بہنوں کو جمع کر لیا تھا تو جب اس نے ان میں سے کسی کو جدا نہ کیا یہاں تک کہ وہ خلافتِ عمرؓ میں بھی (اسی حال پر) رہا

[1] یعنی ایسی عورت کی مدت کے بارے میں جسکے ہاں خاوند کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے ولادت ہو گئی۔ [2] یعنی اگر اسکے حیض آنے میں تاخیر ہو اور وہ حاملہ ہو اور چار ماہ دس دن گزرنے کے بعد ولادت ہو۔

www.kitabghar.org

وانہ رُفِع شانہٗ الٰی عمر فارسل الیہ عُمر فقال اختر احدٰیہما واللّٰہ لئن قربتَ الاُخرٰی لاضربنّ رأسک آبو بکر عن مسروق جآء رجل الٰی عمر فقالَ انّی جَعلتُ اَمرَ امرأتی بیدہا فطلّقتْ نفسہا ثلثاً فقال عُمر لعبدِ اللّٰہ ما تقول فقالَ عبد اللّٰہ واحدۃٌ وہو املک بہا فقال عمر و انا ایضًا اَرٰی ذٰلک آبو بکر عن علقمۃ عن عبد اللّٰہ انّ رجلاً جعلَ امْر امرأۃ بیدہا فطلّقتْ نفسہا ثلثاً قالَ ہِیَ واحدۃٌ ثم لقِیَ عُمرَ فقالَ نعمْ ما رأیتَ آبو بکر عن زاذان کُنّا جلوسًا عند علیٍّ فسُئِل عن الخیار فقال سألنی عنہا امیر المؤمنین عمر فقلتُ اِن اختارت نفسہا فواحدۃٌ بائنۃ و اِن اختارت زوجہا فواحدۃٌ و ہو احقّ بہا فقالَ لیس کما قلتَ اِن اختارتْ زوجہا

اور اس کے حال کو عمرؓ سے بیان کیا گیا تو عمرؓ نے اس کو یہ پیغام بھیجا کہ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر واللہ اگر دوسری تیرے پاس آئی تو میں تیرا سر پیٹ دوں گا۔ آبو بکر مسروق سے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے آکر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کا معاملہ اسی کے اختیار میں دیدیا تھا تو اُس نے اپنی ذات کو تین طلاقیں دیدیں تو عمرؓ نے عبد اللہؓ (ابن عباسؓ) سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟ تو عبد اللہؓ نے کہا کہ ایک (پڑی) اور اسی کا اس نے اس کو اختیار دیا تھا تو عمرؓ نے کہا اور میں بھی یہی رائے رکھتا ہوں۔ آبو بکر علقمہ سے وہ عبد اللہؓ سے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کا معاملہ اُسی کے اختیار میں دیدیا تو اس نے اپنی ذات کو تین طلاق دیدی تو اُس نے کہا کہ یہ ایک ہی ہے پھر وہ عمرؓ سے ملا تو انھوں نے فرمایا کہ تو نے جو رائے قائم کی وہ ٹھیک ہے۔ آبو بکر زاذان سے کہ ہم علیؓ کے پاس بیٹھے تھے تو اُن سے سوال کیا گیا اختیار[۱] کے بارے میں تو اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے یہ سوال کیا تھا امیر المؤمنین عمرؓ نے تو میں نے کہا کہ اگر اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک (طلاق رجعی) اور وہ اُس سے رجعت کا حقدار ہے تو عمرؓ نے کہا جواب وہ نہیں جو تم نے کہا۔ اگر اُس نے اختیار کیا اپنے شوہر کو

۱؎ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خیار کی ایک خاص صورت پر کلام ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ انتِ طالق البتۃ۔ ان شئتِ اس صورت میں علی رضی اللہ عنہ نے جب کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جُدا ہونے کا فیصلہ کیا تو لفظ کنایہ "البتۃ" کے اعتبار سے جب کہ اس سے معنی طلاق مراد ہونے پر لفظ طالقٌ دلالت کر رہا ہے طلاق بائنہ کا فیصلہ تجویز کیا اور شوہر ...... کو اختیار کرنے کی صورت میں طلاق رجعی کا اس لئے کہ ان کی نظر میں خیار کا تعلق صرف البتۃ سے ہے اور طلاق کی صراحت کلام میں موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں خیار کا تعلق صرف ایک جزء البتۃ سے نہیں ہے۔ ان کے نزدیک طلاق کے نفاذ میں انتِ طالقٌ اصل ہے۔ البتۃ صرف اس کی توثیق کے لئے ہے اس لفظ سے بولنے والے کی نیت دوسری تیسری طلاق کی نہیں تھی اس لئے خیار کا تعلق صرف انتِ طالقٌ سے ہے تو اگر عورت الگ ہونے کو اختیار کرے گی تو اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گی۔ اگر شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کرے گی تو کوئی طلاق نہ پڑے گی نہ بائنہ اور نہ رجعی۔ اور زید بن ثابت نے جدائی کی صورت میں لفظ البتۃ سے بائن ہونے کا اور لفظ طالق سے اس پر ایک طلاق بڑھا کر تین طلاق کی رائے دی اور شوہر کے ساتھ رہنے کی صورت میں خیار کا تعلق صرف انتِ طالقٌ سے رکھا اس لئے البتۃ کے پیش نظر ایک طلاق بائن کا حکم لگایا واللہ اعلم ۱۲ اشتیاق احمد عفی اللہ عنہ

www.kitabghar.org

فلاشيءَ وان اختارت نفسها فواحدةٌ
وهو احقّ بها فلم اَجِدُ بدًّا من
متابعةِ امير المؤمنين فلمّآ وُلّيتُ
و اتيتُ فی الفروج رجعت الیٰ
ماكنتُ اَعرِفُ فقيل لہٗ رأيكما فی
الجماعۃِ احبُّ الينا من رأيكَ فی
الفرقۃِ فضحِکَ علیٌّ و قال اما انّہٗ
ارسلَ الیٰ زيدِ بن ثابتٍ فسألہٗ
فقالَ اِن اِختارَتْ نفسَہا فثلاثٌ
و اِن اختارَتْ زَوجَہا فواحدةٌ
بائنۃٌ ابو حنيفۃ عن حماد عن
ابراہیم ان عُروۃ بن المغيرۃ
ابتُلیٰ بہا وھو اميرُ الكوفۃ فارسلَ
الیٰ شُرَيحٍ و قالَ قُلْ فی
رجلٍ قالَ لامرأتِہ انتِ طالق
البتّۃ فقالَ قال فيہا عمر واحدةٌ وھو
اَملکُ بہا و قالَ علیٌّ بن ابی
طالب ہیَ ثلاثٌ قال قُل فیہا
اَنتَ قالَ قد قالا فیہا قال اَعزَمُ
عليكَ اِلاّ قُلتَ فیہا قال شُريح اُرٰی
قولہٗ انتِ طالقٌ طلاقًا قد خرجَ و
اَرٰی قولہٗ البتّۃ بدعۃً اَقِفُ
عند بدعتہ فَاِن نَوٰی ثلثًا
فثلاثٌ وان نوٰی واحدةً
فواحدةٌ بائنٌ وھو خاطب

توکوئی شے نہیں۔ اگر اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک (طلاق واقع ہوگی) اور وہ اس سے رجوع کا حقدار ہے۔ اسکے بعد میرے لئے امیرالمؤمنین کی متابعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ پھر جب میں خود صاحب اختیار ہو گیا اور مدت کے بعد فروج کے قضایا پر غور کیا تو میں نے پھر اپنی اُسی رائے کی طرف رجوع کیا جو میں رکھتا تھا۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ ہم کو تم دونوں کی وہ رائے پسند ہے جس کا انجام جمع ہو جانا ہے بہ نسبت آپ کی اس رائے کے جو تفریق کا سبب ہے تو علیؓ ہنسے اور فرمایا کہ سُن لو انھوں نے (یعنی عمرؓ نے) زید بن ثابتؓ کو بھی بُلایا اور اُن سے پوچھا تھا تو اُنھوں نے یہ کہا تھا کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو تین طلاق اور اگر اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عُروہ بن المغیرہ اس میں مُبتلا ہو گئے جب کہ وہ کوفہ کے امیر تھے تو اُنھوں نے قاضی شریح کو بُلایا اور کہا کہ ایسے شخص کے بارے میں بتائیے جس نے اپنی بیوی کو کہدیا انتِ طالق البتۃ تو اُنھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں عمرؓ نے کہا کہ ایک طلاق پڑے گی اور وہ اس سے رجعت کا مالک ہے اور علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ یہ تین طلاق ہیں۔ عُروہ نے کہا کہ اس کے بارے میں آپ کہئے۔ تو اُنھوں نے کہا وہ دونوں اس میں کہہ چکے ہیں۔ عُروہ نے کہا کہ میرا منشا تو آپ سے یہ ہے کہ آپ خود اپنی رائے بیان کریں۔ تو شُریح نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ اس کا قول انتِ طالقٌ نکل چکا اور اس کے قول البتۃ کو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اضافہ ہے۔ اس اضافہ پر ہم توقف کریں گے اگر اس نے نیّت کی ہے تین کی تو تین کا حکم دیا جائے اور اگر اس نے ایک کی نیت کی تو ایک بائن طلاق ہوگی اور وہ (رجوع کرنے کا مالک نہ ہوگا) خاطب (یعنی رشتہ بھیجنے والا) ہوگا

www.kitabghar.org

آبو بکر عن عمر و عبد اللہ انہما قالا امرکِ
بیدکِ و اختاری سواءٌ آبو بکر عن عمرو
ابن شعیب عن ابیہ عن جدّہ ان عمر
ابن الخطاب و عثمان بن عفان قالا ایّما
رجلٍ ملّک امرأتہ امرہا و خیّرہا فافترق
من ذٰلک المجلس فلم تُحدِث فیہ
شیئًا فامرُہا الی زوجہا آبو بکر عن المطلب
ابن حنطب عن عمر انّہ جعل البتّۃ
تطلیقۃً و زوجہا املک بہا آبو بکر عن
حمید بن ہلال و غیرہ عن عمر نحوًا
من ذٰلک آبو بکر عن ابراہیم عن
عمر و عبد اللہ قالا فی الخلیّۃ تطلیقۃٌ
و ہو املک برجعتہا آبو بکر عن ابراہیم عن
عمر و عبد اللہ فی البریّۃ قالا تطلیقۃٌ
و ہو املک بہا آبو بکر عن ابراہیم عن
عمر و عبد اللہ فی البائن تطلیقۃٌ و ہو
املک برجعتہا آبو بکر عن المنہال عن
عمر فی رجل طلّق امرأتہ تطلیقتین ثم
قال انتِ علیّ حرامٌ فقال عمر ما ہی
بِاَہون بہنّ آبو بکر عن الضحاک ان ابا بکر و
(التحریم بہذہ الکلمۃ)
عمر و ابن مسعود قالوا من قال لامرأتہ ہی علیّ
حرامٌ فلیست علیہ بحرامٍ و علیہ کفارۃُ
یمینٍ آبو بکر عن الحسن قالت امرأۃٌ
لزوجہا اراحنی اللّٰہ منک او
نحوًا من ہٰذا

(عورت منظور کرے یا رد کرے)۔ آبو بکر عمرؓ سے اور عبد اللہؓ سے کہ ان دونوں نے کہا کہ امرکِ بیدکِ (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے) اور اختاری (تو صاحب اختیار ہوجا) برابر ہیں۔ آبو بکر عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو اُس کے امر (طلاق) کا مالک بنادیا اور اُس کو اختیار دیدیا پھر وہ اس مجلس سے جدا ہو گیا اور عورت نے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کی تو اُس عورت کا امر اُسکے شوہر کی طرف چلا جائے گا۔ آبو بکر مطلب بن حنطب سے وہ عمرؓ سے کہ انھوں نے البتّۃ کو ایک طلاق قرار دیا اور شوہر کو اس سے رجعت کا حقدار بنایا۔ آبو بکر حُمید بن ہلال وغیرہ سے وہ عمرؓ سے مثل اسی روایت کے۔ آبو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبد اللہؓ سے کہ دونوں نے کہا کہ خلیّۃ میں ایک طلاق واقع ہو گی اور شوہر کو اُس سے رجعت کا اختیار ہے۔ آبو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبد اللہؓ سے بریّۃ کے بارے میں دونوں نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہو گی اور اس کو اس سے رجعت کا اختیار ہے۔ آبو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبد اللہؓ سے کہ بائن میں ایک طلاق ہے اور وہ اس سے رجعت کا مالک ہے۔ آبو بکر منہال سے وہ عمرؓ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں پھر کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کلمہ اُن سے کچھ ہلکا نہیں ہے۔ آبو بکر ضحاک سے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور ابن مسعودؓ سب نے کہا کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ مجھ پر حرام ہے تو یہ اُس پر حرام نہیں ہے اور اس پر کفارہ قسم کا لازم ہے (بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو) آبو بکر حسنؒ سے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اراحنی اللّٰہ منک (اللہ تعالیٰ تجھ سے مجھے راحت دے) یا کوئی دوسرا جملہ اسی طرح کا

www.kitabghar.org

فقال نعم فنعم فنعم فأتى عمر بن
الخطاب فذكر ذلك له فقال عمر تريد
ان احملها عنك هى بك هى بك ابوبكر
عن سالم والقاسم وعبيد الله بن عبد الله
ابن عمر قالوا قال عمر انما الطلاق بيد
من يحل له الفرج يعنى ان العبد
اذا اذن له مولاه فى النكاح فالطلاق
بيد العبد لا بيد المولى ابوبكر عن
يزيد بن علقمة ان رجلا من بنى تغلب
يقال له عبادة بن النعمان كان
تحته امراة من بنى تميم
فاسلمت فدعاه عمر فقال اما
ان تسلم واما ان انتزعها منك
فابى ان يسلم فنزعها منه عمر
ابوبكر عن الحسن عن عمر فى الرجل
له امراة فيسئل الك امراة فيقول
لا انه قال كذبة ابوبكر عن عمرو
ابن شعيب كان عمر وابو الدرداء
ومعاذ يقولون ترجع اليه
ما بقى يعنى الرجل يطلق امراته
تطليقة او تطليقتين فتزوج
ثم ترجع اليه على كم
تكون عنده ابوبكر عن ابى
هريرة عن عمر على ما
بقى من الطلاق

تو شوہر نے کہا ہاں! ہاں!! ضرور!!! پھر وہ پہنچا عمرؓ بن الخطاب کے پاس اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا (اوراس تشویش کا کہ طلاق تو واقع نہیں ہو گئی) تو عمرؓ نے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ (تیرے ہاں! ہاں!! کہنے کی تفسیر کا) تیری طرف سے مَیں بوجھ برداشت کروں (تو سُن اس ہاں ہاں کا مفہوم کہ وہ یہ ہے کہ) وہ عورت ہے تیرے ساتھ وہ عورت ہے تیرے ساتھ۔ ابوبکر سالم سے اور قاسم اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے سب نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ طلاق اسی شخص کے ہاتھ میں ہے جس کے لئے فرج حلال ہے۔ یعنی یہ کہ غلام کو جب اُس کے آقا نے نکاح کی اجازت دیدی تو طلاق غلام کے اختیار میں ہے آقا کے اختیار میں نہیں۔ ابوبکر یزید بن علقمہ سے کہ بنی تغلب میں کا ایک شخص تھا جس کو عبادہ ابن النعمان کہا جاتا تھا، اس کے تحت میں بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ پھر وہ اسلام لے آئی تو اُس شخص کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا (اب دو صورتیں ہیں) یا تو تُو اسلام قبول کرے اور یا یہ کہ میں اُس کو تجھ سے کھینچ کر الگ کردوں تو اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تو عمرؓ نے عورت کو اُس سے الگ کرلیا۔ ابوبکر حسنؒ سے وہ عمرؓ سے اُس شخص کے بارے میں جس کے بیوی موجود تھی اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرے پاس بیوی ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ تو ایک جھوٹ ہے (اس سے طلاق نہیں پڑے گی)۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے کہ عمرؓ اور ابودرداءؓ اور معاذؓ اس کے قائل ہیں کہ وہ اُس کی طرف لوٹائی جائے گی باقی ماندہ پر یعنی کوئی شخص جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دیدیتا ہے پھر وہ نکاح کرلیتی ہے پھر لوٹتی ہے اُس کی طرف تو اُس شخص کے پاس کتنی طلاق کا حق ہوگا۔ ابوبکر ابوہریرہؓ سے وہ عمرؓ سے باقیماندہ طلاق پر حسب

www.kitabghar.org

ابو بکر عن سعید بن المسیب عن عمر قال اربع جائزۃ علی کل حال العتق والطلاق والنکاح والنذر یعنے سواء کان جادًا او ہازلًا ابو بکر عن کثیر مولے ابن سمرۃ ان عمر اُتی بامراۃ ناشزۃ فقال لزوجہا اخلعہا ابو بکر عن عبد اللہ بن شہاب الخولانی شہدت عمر بن الخطاب اُتی فی خلع کان بین رجل و امراتہ فاجازہ یعنے یجوز الخلع دون السلطان ابو بکر عن عبد اللہ بن رباح ان عمر قال اخلعہا بادون عقاصہا ابو بکر عن ابراہیم قال عمر بن الخطاب لا ندع کتاب ربنا و سنۃ نبینا بقول المراۃ المطلقۃ ثلثًا لہا السکنی والنفقۃ ابو بکر عن الشعبی فی الرجل یطلق امراتہ فجاء آخر فتزوجہا فی العدۃ قال عمر یفرق بینہما و تکمل عدتہا الاول وتستانف من ہذا عدۃ جدیدۃ و یجعل الصداق فی بیت المال و لا یتزوجہا الثانی ابدًا و یصیر الاول خاطبًا من الخطاب ابو بکر عن ابراہیم ابن میسرۃ عن عمر قال لا یقربہا حتے ینظر ابہا حمل اذ لا یعنے الامۃ اذا زوجہا مولاہا فمات الزوج

توضیح مذکور)۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے وہ عمرؓ سے، فرمایا کہ چار چیزیں ہر حال میں نافذ ہوتی ہیں: عتق (آزادی) اور طلاق اور نکاح اور نذر یعنی برابر ہے کہ وہ شخص سنجیدگی سے کہنے والا ہے یا مسخرےپن سے۔ ابو بکر کثیر مولے ابن سمرہ سے کہ عمرؓ کے پاس ایک لڑاکا عورت لائی گئی تو آپ نے اُس کے شوہر سے فرمایا کہ اس سے خلع کرلے۔ ابو بکر عبد اللہ بن شہاب الخولانی سے کہ میں حاضر تھا عمرؓ بن الخطاب کے پاس جب ایک خلع کا معاملہ ایک مرد اور اس کی عورت کا اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اُس کو جائز رکھا۔ یعنی خلع جائز ہے بغیر سلطان (کے حکم) کے۔ ابو بکر عبد اللہ بن رباح سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اُس (عورت) سے خلع کرلے اس کی چوٹی کے اسواے۔ ابو بکر ابراہیم سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبیؐ کی سنت نہیں چھوڑیں گے جس کو تین طلاق دی گئی ہیں اُس کے لئے رہنے کا گھر بھی ہے اور نفقہ بھی۔ ابو بکر شعبی سے، ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر دوسرا شخص آکر اس عورت سے عدت کے زمانہ میں نکاح کرلیتا ہے تو عمرؓ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کیجائے۔ اور عورت اپنی پہلی عدت پوری کرے اور پھر از سرِ نو دوسری عدت پوری کرے اور مہر کو بیت المال میں داخل کیا جائے اور وہ دوسرا شوہر کبھی اس سے نکاح نہ کرے اور پہلا شوہر دوسرے رشتہ بھیجنے والوں میں سے ایک رشتہ بھیجنے والا ہوگا۔ ابو بکر ابراہیم بن میسرہ سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ وہ اُس سے قریب نہ ہو یہاں تک کہ پہلے یہ دیکھ لے کہ کیا اُس کو حمل ہے یعنی باندی سے جب کہ اُس کے آقا نے اُس کا نکاح کردیا ہو اور اُس کا شوہر مرگیا ہو۔

ع ۵ مطلب یہ ہے کہ خلع کرلے اور عورت سے اُس کا تمام مال لے لے کہ بجز سر کی چوٹی کے کہ اُس کے پاس کچھ باقی نہ رہے ۱۲

www.kitabghar.org

ابو بکر عن سعید و الحسن قالا اُجّل عمر بن
الخطّاب العِنّین سَنَةً فان استطاعها
و الّا فرق بینهما و علیه العِدّة ابو بکر عن
سعید بن المسیّب ردّ عمر نسوةً المتوفّی عنهن
ازواجهن من البیداء ینفیهن من الحج ابو بکر عن
الحکم کان عمر و عبد اللّٰه یقولان لا تنتقل
یعنی المتوفّی عنها زوجها الشافعی عن مالک
انه بلغه انه کُتِب الی عمر بن الخطّاب من
العراق انّ رجلاً قال لامرأته حبلکِ علی
غاربکِ نکتب عمر الی عامله ان مُرهُ ان
یوافینی فی الموسم فبینا عمر بن الخطاب
یطوفُ بالبیتِ اذ لقیه الرجلُ فسلّم علیه
فقالَ مَن انتَ فقالَ انا الذی امرتَ
ان یُجلبَ علیک قالَ انشدک بربّ
هٰذا البیت هل اردتَ بقولک حبلکِ علی
غاربکِ الطّلاقَ فقالَ الرّجل لو استحلفتنی (سوگند میدادی)
فی غیر هٰذا المکان ما صدقتُک اردتُ الفراقَ
فقال عمر هو ما اردتَ البیهقی عن
الثوری عن حماد عن ابراهیم عن عمر
ابن الخطاب انه کان یقول فی
الخلیّةِ و البریّةِ و البتّةِ والبائنة
واحدةٌ و هو احقّ بها البیهقی
عن الثوری عن حماد عن
ابراهیم انّ عمر و ابنِ مسعودٍ
کانا یقولانِ

ابو بکر سعید اور حسن سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عِنّین (نامرد) کو ایک سال کی مہلت دی پھر اگر وہ قادر ہوگیا تو فبہا ورنہ دونوں میں تفریق کردی جاتے اور اس پر عدّت لازم ہوگی۔ ابو بکر سعید ابن المسیّب سے کہ عمرؓ نے ایسی عورتوں کو جن کے شوہروں کا انتقال ہوگیا تھا بیداء سے واپس کردیا اور اُن کو حج سے روک دیا۔ ابو بکر حکم سے کہ عمرؓ اور عبد اللہؓ کہا کرتے تھے کہ منتقل نہ ہو (کسی دوسری جگہ) یعنی جس کا شوہر مرگیا ہو۔ شافعیؒ مالکؒ سے کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کو عراق سے لکھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا حبلکِ علےٰ غاربکِ (تیری رسّی تیرے کندھے پر) تو عمرؓ نے اپنے عامل کو لکھا کہ اُس کو حکم دو کہ وہ موسمِ حج میں مجھ سے آکر ملے تو اس دوران میں کہ عمرؓ بیت اللہ کا طواف کررہے تھے جب کہ وہ شخص اُن سے ملا اور اُن کو سلام کیا۔ تو اُنھوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا کہ میں وہی ہوں جس کے بارے میں آپ نے حکم دیا تھا............ کہ آپ کے پاس بھیجا جائے تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس بیت کے رب کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے اپنے اس قول سے یعنی حبلکِ علےٰ غاربکِ سے طلاق کی نیت کی تھی؟ تو اس شخص نے کہا کہ اگر آپ مجھے اس مکان کے علاوہ کسی دوسرے مکان میں حلف دیتے تو مَیں آپ سے سچ نہ کہتا، مَیں نے علیحدہ کرنے کی نیت ہی سے کہا تھا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ تیری نیت ہی فیصلہ ہے۔ بیہقی ثوریؒ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ اور ابنِ مسعودؓ کہا کرتے تھے خلیۃ میں اور بریّۃ میں اور بتّۃ میں اور بائنۃ میں ایک طلاق ہے اور وہ اُس پر (رجوع کا) حق رکھتا ہے۔ بیہقی ثوری سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ اور ابنِ مسعودؓ کہا کرتے تھے

www.kitabghar.org

اذا خيّر لها فاختارت نفسها فهي
واحدةٌ وهو احقّ بها وان اختارت
زوجها فلاشيء. الشافعي تعليقاً و
البيهقي مسنداً روى عن عمر
ابن الخطاب ان رجلاً تدلّى يأخذ
عسلاً فجاءت امرأته فوقفت على
الحبل فحلفت لتقطعنّه او
لتطلقني ثلثاً فذكر الله والاسلام
فابت الّا ذلك فطلّقها ثلثاً
فلمّا ظهر اتى عمر بن الخطاب
فذكر ما كان منها اليه ومنه اليها
فقال ارجع الى امرأتك فليس
هو بطلاق. البيهقي روى عن عمر
ليس الرجل بأمير على نفسه اذا
جوّعت او اوثقت او ضربت. الشافعي
عن ابن المسيّب كان عمر يقول ان تربّص
اربعة اشهر فهي تطليقة وهو املك بردّها
ما دامت في عدّتها. الشافعي عن عبد الله
ابن ابي يزيد عن ابيه ارسل عمر
الى شيخ من بني زهرة فسأله عن ولاد
الجاهلية فقال اما النطفة
فمن فلان واما الولد فهو على
فراش فلان فقال صدقت
ولكن قضى رسول الله
صلى الله عليه وسلم

جب شوہر نے بیوی کو اختیار دیدیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا (آزاد ہونے پر) تو ایک طلاق ہوگی اور وہ اس پر (رجوع کا) حق رکھتا ہے۔ اور اگر اُس نے اپنے شوہر کو اختیار کرلیا تو کچھ نہیں ہے۔ شافعیؒ نے تعلیقاً روایت کیا اور بیہقی نے مسنداً روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب سے کہ ایک شخص (کسی غار میں) لٹک کر شہد حاصل کرنے لگا تو اُس کے پاس اُس کی بیوی آئی اور رسّی پر (جس کے ذریعہ سے وہ غار میں لٹک رہا تھا) کھڑی ہوگئی اور قسم کھاکر کہنے لگی کہ تو مجھے تین طلاق دے ورنہ میں اس رسّی کو ضرور کاٹ دوں گی تو اس نے اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیا مگر وہ نہ مانی بجز اس صورت کے تو اس نے اس کو تین طلاق دیدیں۔ پھر جب وہ باہر آگیا تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا اور جو کچھ معاملہ عورت کی طرف سے اس کے ساتھ اور اس کی طرف سے عورت کے ساتھ ہوا تھا بیان کیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اپنی بیوی کے پاس لوٹ جا، یہ کوئی طلاق نہیں ہے۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنی ذات پر امیر (باختیار خود) نہ ہوگا جب کہ بھوکا رکھا جائے یا باندھا جائے یا پیٹا جائے۔ شافعیؒ ابن المسیب سے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے (ایلاء کے بارے میں) کہ چار ماہ (بیوی کے ساتھ ہم بستری سے) رُک جانا ایک طلاق ہے اور وہ اس کے رجوع کا اختیار رکھتا ہے جب تک عورت عدّت میں رہے۔ شافعیؒ عبداللہ بن ابی یزید سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے کو بلاکر اُس سے ناجائز اولاد کے تعینِ نسب کی بابت جاہلیت کا دستور پوچھا تو اُس نے کہا کہ نطفہ تو فلاں کی طرف سے، رہا بچہ تو وہ فلاں کے فرش پر (کہا جاتا تھا) تو عمرؓ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا، لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

بالولد للفراش مالک والشافعی عن ابن عمر جآء رجل الیٰ عمر بن الخطاب فقال کانت لی ولیدۃ اطأھا فعمدت امرأتی الیھا فارضعتھا فدخلت علیھا فقالت دونک فقد واللہ ارضعتھا فقال عمر اوجعھا و ائت جاریتک فانما الرضاعۃ رضاعۃ الصغیر مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب وھب لابنہ جاریۃ فقال لا تمسھا فانی قد کشفتھا قال ابو حنیفۃ النظر الی الفرج یحرم و قال الشافعی لا قال البیھقی ویشبہ ان یکون الجماع ھو المراد بالکشف فان اھل المروات یکنون عن الجماع بمثل ھذا البیھقی من طریق سفیان الثوری کتب عامل لعمر الی عمر ان ناسا ممن قبلنا یدعون السامرۃ یسبتون السبت و یقرؤن التوراۃ و لا یؤمنون بیوم البعث فما یرای امیر المؤمنین فی ذبائحھم قال فکتب ھم طائفۃ من اھل الکتاب ذبائحھم ذبائح اھل الکتاب الشافعی عن عمر انہ قال ما نصاری العرب باھل الکتاب و لا یحل لنا ذبائحھم و ما انا بتارکھم حتی یسلموا او اضرب اعناقھم مالک و الشافعی عن عروۃ رض

نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ بچہ (صاحب) فراش کے لئے (یعنی شوہر کا ہی) ہوگا۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ ایک شخص نے عمرؓ ابن الخطاب سے آکر کہا کہ میری ایک باندی ہے جس سے میں مجامعت کرتا رہا اس کے ساتھ میری بیوی نے یہ اقدام کیا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دیا۔ پھر میں اس پر داخل ہوا تو بیوی نے کہا کہ اس سے الگ رہنا واللہ میں نے اس کو اپنا دودھ پلایا ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو پیٹ اور اپنی لونڈی کے پاس جا کیونکہ رضاعت (قابلِ اعتبار) صرف بچے ہی کی رضاعت ہے۔ مالکؒ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی اور فرمایا کہ اس کو چھونا مت کہ میں اس کو برہنہ کر چکا ہوں ابو حنیفہؒ نے کہا کہ فرج کو دیکھنا حرام کر دیتا ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ نہیں۔ بیہقیؒ نے کہا اور قرینِ قیاس یہ ہے کہ برہنہ کرنے سے مراد جماع کرنا ہی ہے کہ شائستہ مزاج لوگ جماع کے لئے اسی طرح کے کنایات بولتے ہیں۔ بیہقیؒ سفیان ثوریؒ کی روایت سے کہ عمرؓ کے ایک عامل نے ان کو لکھا کہ جو ہم سے پہلے تھے ان میں سے کچھ لوگوں کو سامرہ کہا جاتا تھا وہ سنیچر کے دن عبادت کیا کرتے اور توریت پڑھا کرتے تھے اور یوم قیامت پر ایمان نہیں لاتے تھے تو امیر المؤمنین ان لوگوں کے ذبیحوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ کہا کہ اس پر عمرؓ نے لکھا کہ وہ لوگ اہلِ کتاب ہی میں کا ایک گروہ ہے ان کے ذبیحے اہلِ کتاب کے ذبیحے ہیں۔ شافعیؒ عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ عرب کے نصاریٰ (یعنی بنی تغلب) اہلِ کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے ان کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں ان کو چھوڑنے والا نہیں یہاں تک کہ یہ لوگ یا تو اسلام قبول کریں یا میں ان کی گردنیں ماردوں۔ مالکؒ اور شافعیؒ عروہ سے

www.kitabghar.org

عن خولۃ بنتِ حکیم دخلت علی عمر بن الخطاب فقالت ان ربیعۃ بن اُمیۃ استمتع بامرأۃٍ مولّدۃٍ فحملت منہ فخرج عمر رضی یجر ردآءہ فزعاً فقال ہٰذہ المتعۃ ولو کنت تقدمت فیہ لرجمتُ الشافعی عن ابنِ سیرین ان امرأۃ طلّقہا زوجہا ثلثاً وکان مسکینٌ اعرابیٌ یقعد بباب المسجد فجاءتہ امرأۃ فقالت ہل لک فی امرأۃٍ تنکحہا فتبیت معہا اللیلۃ وتصبح فتفارقہا فقال نعم فکان ذلک فقالت لہ امرأتہ انک اذا اصبحت فانہم سیقولون لک فارقہا فلا تفعل ذلک فانی مقیمۃ لک ما ترے واذہب الی عمر فلما اصبحت اتوہ واتوہا فقالت کلّموہ فانتم جئتم بہ فکلّموہ فابیٰ فانطلق الی عمر فقال الزم امرأتک فان رابوک بریبٍ فأتنی فارسل الی المرأۃ التی مشت لذلک فنکّل بہا ثم کان یغدو علی عمر ویروح فی حلّۃٍ فیقول الحمد للہ الذی کساک یا ذا الرقعتین

وہ خولہ بنتِ حکیم سے کہ وہ عمر رضی بن الخطاب کے پاس پہنچی اور کہا کہ ربیعہ بن اُمیہ نے تمتّع کیا تھا ایک مُولّدہ سے پھر وہ اس سے حاملہ ہو گئی تو عمر رضی اِس طرح نکلے کہ اپنی چادر کھینچ رہے تھے بیچینی سے پھر کہا کہ یہ متعہ ہے اور اگر مجھے پہلے اس کی اطلاع ہو جاتی تو مَیں ضرور رجم کرتا۔ شافعیؒ ابن سیرینؒ سے کہ ایک عورت کو اُس کے شوہر نے تین طلاق دیں اور ایک نادار دیہاتی مسجد کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا تو اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ کیا تجھے ایسی عورت میں دلچسپی ہے جو تجھ سے نکاح کرے اور تو آج رات اُس کے ساتھ سوئے اور صبح کو اُس سے مفارقت کرلے؛ اس نے کہا کہ ہاں! تو ایسا ہو گیا (رات میں) اُس کی بیوی نے اُس سے کہا کہ جب صبح ہو جائے گی تو یہ لوگ تجھ سے کہیں گے کہ اس سے جُدا ہو (یعنے طلاق دے) مگر تو ایسا نہ کرنا کیونکہ میں تیری کفالت کروں گی جیسا کہ ... تو دیکھ رہا ہے اور تو عمر رضی کے پاس پہنچ جانا۔ جب صبح ہوتی تو لوگ اس شخص کے پاس آتے اور عورت کے پاس پہنچے۔ تو عورت نے کہا کہ تم اُس سے بات کرو تم ہی اُس کو لے کر آئے تھے تو اُنھوں نے اُس سے گفتگو کی۔ اُس نے انکار کر دیا۔ پھر وہ عمر رضی کے پاس پہنچ گیا۔ تو عمر رضی نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے تعلّق پر جا رہ۔ اگر وہ لوگ تجھے پریشانی میں ڈالیں تو میرے پاس آجانا۔ پھر اس عورت کو بُلوایا جو اس کام کے لئے چلی پھری تھی تو آپ نے اس کو سزا دی۔ اس کے بعد وہ شخص صبح و شام حضرت عمر رضی کے پاس اچھے لباس میں آتا رہتا تھا اور وہ فرمایا کرتے اللہ کا شکر ہے جس نے اے ذوالرقعتین (یعنے اے پیوند لگے ہوئے دو کپڑوں والے)

ع۵ مولّدہ بروزن معظمہ وہ ہے جو عرب میں پیدا ہوئی اور اُن کی اولاد کے ساتھ اس نے تربیت پائی ۱۲

www.kitabghar.org

حُلَّۃً تغدو فیہا و تروح الشافعی عن مجاہد عن عمر نحوًا من ذالک الشافعی عن جعفر بن محمد عن ابیہ انّ علیًّا و عمر قالا لاینکح المحرم و لایُنکح فان نکح فنکاحہ باطل مالک والشافعی عن ابن المسیّب قال عمر بن الخطّاب ایّما رجل تزوّج امرأۃً و بہا جنونٌ او برصٌ فمسّہا فلہا صداقُہا کاملًا و ذلک لزوجہا غُرم علٰی ولیّہا (تاوان ۱۲) البیہقی عن ابراہیم ابن سعد عن ابیہ انّ عمر بن الخطّاب کتبَ الٰی بعضِ عمّالہ ان اعطِ الناس علٰی تعلیم القرآن فکتبَ الیہ انکَ کتبتَ الیّ اعطِ النّاس علٰی تعلیم القرآن فیتعلّمہ مَن لیسَ لہٗ فیہ رغبۃٌ الّا رغبۃ فی الجُعْلِ فکتب الیہ ان اعطہم علٰی المروّۃ و الصّحابۃ ابو حنیفۃ عن یزید ابن عبد الرحمٰن عن الأسود انّہ اعتق مملوکًا لہٗ بینہٗ (یعنی مشترک تھا اس کے اور اس کے بھائیوں کے درمیان ۱۲) و بینَ اِخوۃٍ لہٗ صغارٍ فذکر ذالک لعمر بن الخطاب فامرہ ان یقوّمہ و یرجئہٗ حتّٰی یُدرکَ الصِّبیۃُ فان

تجھے اچھا جوڑا پہنایا جس میں تو صبح و شام آتا جاتا ہے۔ شافعیؒ مجاہد سے وہ عمرؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ جعفر ابن محمد سے وہ اپنے باپ سے کہ علیؓ و عمرؓ دونوں نے کہا کہ محرم (جو احرام باندھنے والا ہو) نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے اگر اُس نے نکاح کرلیا تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابن المسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے نکاح کیا کسی ایسی عورت سے جس کو جنون یا برص ہے پھر اس کو چھوا تو اس عورت کو پورے مہر کا حق ہوگا۔ اور اس عورت کے شوہر کو حق ہوگا مہر کے برابر تاوان لینے کا اُس عورت کے ولی سے۔ بیہقیؒ ابراہیم بن سعدؒ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بعض عاملوں کو لکھا کہ تعلیم قرآن پر لوگوں (یعنے معلّموں) کو عطیات (وظائف) دو۔ تو عامل نے اُن کو لکھا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے کہ تعلیم قرآن پر لوگوں کو عطیات دو تو (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) قرآن کی تعلیم وہ لوگ دیں گے جن کو اس خدمت سے رغبت نہ ہوگی ان کو رغبت صرف اپنے معاوضہ سے ہوگی (حالانکہ تعلیم قرآن اللہ کے واسطے ہونی چاہیے تو اس معاوضہ کو ادا کرنے کی وجہ جواز کیا ہوگی) تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ ان کو بربناء مروّت (کہ وہ ایک خدمت اسلامی کرتے ہیں ہم کو ان کی خدمت کرنی چاہیے) و بربناء صحابت (کہ وہ خدمتِ اسلام میں تمہارے ساتھی ہیں) دو۔ ابو حنیفہؒ یزید بن عبدالرحمٰن سے وہ اسود سے کہ اُنھوں نے آزاد کیا ایک مملوک کو جو کہ ان کا اور ان کے کم عمر بھائیوں کا مشترک تھا۔ پھر اُنھوں نے عمرؓ بن الخطّاب سے اس کا ذکر کیا تو اُنھوں نے ان کو حکم دیا کہ اس کی قیمت کا اندازہ کرو اور اس کو لڑکوں کے بالغ ہونے تک روک[ع] لو پھر اگر وہ

ع یہ لفظ اِرجاء سے بنا ہے اس کے معنے ہیں تاخیر کرنا اور روک لینا۔ یعنی غلام کو روک لیا جائے جب تک کم عمر بھائی بالغ ہوں ۱۲

www.kitabghar.org

شآءُ وا اَعتقوُا و ان شآء وا فہمنوا مالک انہ بلغہ انّ عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان قضٰی احدہما فی امرأۃ غرّت رجلاً بنفسہا وذکرت انہا حرۃ فولدت لہ اولادًا فقضٰی ان یُفدِی ولدہ بمثلہم مالک عن سلیمان بن یسار عن عبد اللہ بن اُمیۃ ان امرأۃ ہلک عنہا زوجہا فاعتدت اربعۃ اشہر و عشرًا ثم تزوجت حین حلّت فمکثت عند زوجہا اربعۃ اشہر و نصف شہر ثم ولدت ولدًا تامًا فجآء زوجہا الٰی عمر بن الخطاب فذکر ذٰلک لہ فدعا عمر نسوۃً من نسآء الجاہلیۃ قدمآء فسألہن عن ذٰلک فقالت امرأۃ منہن انا اُخبرک عن ہٰذہ المرأۃ ہلک عنہا زوجہا حین حملت فاہریقت علیہ الدمآء فحش ولدہا فی بطنہا فلما اصابہا زوجہا الذی نکحہا واصاب الولدَ المآءُ تحرّک الولدُ فی بطنہا فصدقہا عمر بن الخطاب وفرّق بینہما وقال عمر لم یبلغنی عنکما الا خیرٌ والحقَ الولدَ بالاوّل مالک عن یحیٰی بن سعید عن سلیمان ابن یسار انّ عمر بن الخطاب کان یلیطُ اولادَ الجاہلیۃ بمن

چاہیں تو اس کو آزاد کریں اور اگر چاہیں ضمان لیں۔ مالکؒ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان دونوں میں سے ایک نے ایک عورت کے متعلق جس نے اپنے بارے میں ایک شخص کو دھوکا دیا اور یہ ذکر کیا تھا کہ وہ آزاد ہے پھر اس کے بچے بھی اس نے جنے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنی اولاد کا فدیہ جاریہ کے مالک کو اُن ہی کے مانند دے۔ مالکؒ سلیمان بن یسار سے وہ عبداللہ بن اُمیّہ سے کہ ایک عورت کا شوہر مرگیا تو اس نے چار مہینے دس دن کا زمانہ عدت پورا کر کے جب حلال ہوگئی تو نکاح کر لیا۔ اب وہ اپنے شوہر کے پاس ساڑھے چار مہینے رہی تھی کہ اس کے ایک پورا بچہ پیدا ہوگیا۔ تو اُس کا شوہر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے زمانہ جاہلیت کی پرانی عمر کی عورتوں میں سے کئی عورتوں کو بلایا اور اُن سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اس عورت کا حال آپ کو میں بتاتی ہوں اس کا شوہر اس کو چھوڑ کر مر گیا جبکہ یہ حاملہ ہوئی۔ تو اس (حمل) پر خون حیض بہتے رہے (بجائے اس کے کہ وہ بند ہو کر بچہ کا جزو بنیں) تو اس کے پیٹ میں اس کا بچہ سوکھ گیا۔ پھر جب اُس کا شوہر جس نے اُس سے نکاح کیا اُس سے ہم بستر ہوا اور بچہ پر پانی (یعنی آبِ منی) پہنچا تو اس کے پیٹ میں بچہ نے حرکت کی اور وہ بڑھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اُس کی تصدیق کی اور ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں کے متعلق میرے پاس بجز خیر کے اور کوئی بات نہیں پہنچی۔ اور بچے کو آپ نے پہلے شوہر کا قرار دیا۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ عمرؓ بن الخطاب زمانہ جاہلیت کی اولاد کو اُسی کے ساتھ متعلق کر دیتے تھے

www.kitabghar.org

ادعاهم في الإسلام فأتى رجلان
كلاهما يدعي ولد امرأة فدعا
عمر قائفاً فنظر اليهما فقال
القائف لقد اشتركا فيه فضربه
عمر بن الخطاب بالدرة ثم دعا
المرأة فقال لها اخبريني خبرك
فقالت كان هذا لأحد الرجلين
يأتيني وهي في ابل لأهلها
فلا يفارقها حتى يظن
او تظن انه قد استمر بها
حبل ثم انصرف عنها فأهريقت
عليه دماء ثم خلف عليها
هذا تعني الآخر فلا ادري من
أيهما هو قال فكبر القائف
فقال عمر للغلام وال أيهما
شئت مالك عن ابن عمر ان عمر
ابن الخطاب قال ما بال رجال
يطئون ولائدهم ثم يعزلونهن لا
تأتيني وليدة يعترف سيدها
ان قد ألم بها الا الحقت به
ولدها فاعزلوا بعد ذلك او
اتركوا

كتاب احكام الخلافة والقضاء

جو اسلام میں داخل ہونے کے بعد اُن کا مدعی ہوتا تھا۔ تو اُن کے پاس دو آدمی آتے جو ایک عورت کے لڑکے پر اپنا بیٹا ہونے کا دعوٰے کر رہے تھے تو عمرؓ نے ایک قیافہ داں کو بلایا اُس نے (لڑکے کو دیکھ کر) اُن دونوں آدمیوں کو دیکھا پھر کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں دونوں مُشترک ہیں تو عمرؓ نے اُس کے دُرّہ مارا پھر اُس عورت کو بُلایا اور اُس سے کہا کہ تو مجھ سے پورا حال بیان کر۔ تو اُس نے کہا کہ یہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا ہے جو میرے پاس آیا کرتا تھا اس حال میں کہ وہ بندی (یعنی میں) اُونٹوں میں رہتی تھی جو اس کے (یعنی میرے) رشتہ دار کے تھے۔ وہ شخص اُس سے (یعنی مجھ سے) جُدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ اس شخص نے گمان کر لیا یا عورت نے گمان کر لیا کہ اب اس پر حاملہ ہونے کا دور گزرنے لگا۔ پھر پھر وہ اُس سے (یعنی مجھ سے) پھر گیا اسکے بعد اس پر خون بہے (یعنی حیض کے خون آتے رہے) پھر اُس شخص کا قائم مقام اس عورت پر (یعنی مجھ پر) یہ شخص بنا۔ اُس کی مُراد دوسرے دعویدار سے تھی تو اب میں نہیں جانتی کہ یہ لڑکا دونوں میں سے کس کا ہے۔ کہا کہ پھر تو اُس قیافہ داں نے تکبیر کہی (اس خوشی سے کہ اُس کی بات بن گئی) تو عمرؓ نے اُس لڑکے سے کہا کہ تو ان دونوں میں سے جس کو چاہے پسند کر لے۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ اپنی باندیوں کے ساتھ وطی (جماع) کرتے ہیں پھر اُن سے عزل کرتے ہیں (یاد رکھو) کوئی باندی جو میرے پاس آکر یہ اقرار کریگی کہ اُسکے آقا نے اُس سے مباشرت کی ہے مَیں اسکے بچے کو اُس شخص کے ساتھ ضرور ملحق کروں گا اس کے بعد تم عزل[ع۵] کرو یا چھوڑ دو۔

باب احکامِ خلافت و قضاء۔

ع۵ کسی عورت سے اس طرح جماع کرنے کو عزل کہتے ہیں کہ انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لے اور منی باہر گرادے تاکہ عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

الدار قطنی ان عمر بن الخطاب کَتَبَ
الٰی ابی موسی الاشعری امّا
بعدُ فانّ القضآء فریضۃ محکمۃ
وسُنّۃ مُتّبعۃ فافہم اذا اُدلی
الیک بحجّۃ و اَنفِذ الحقّ اذا
وضح فانّہ لاینفع تکلّمٌ بحقّ
لا نفاذ لہ وآسِ بینَ النّاس فی
وجہکَ و مجلِسک و عدلِکَ حتّی
لاییأس الضعیفُ من عدلک و لا
یطمع الشریفُ فی حیفکَ البیّنۃ
علی مَن ادّعی و الیمین علی
مَن انکرَ والصُّلح جائز بین المسلمین
الاّ صُلحاً احلّ حراما او حرّمَ
حلالاً لایمنعک قضآء قضیتہ بالامس
فراجعتَ فیہ نفسکَ وہُدیتَ فیہ
لرُشدک اَن تُراجع الحقّ فانّ الحقّ
قدیمٌ و مراجعۃُ الحقّ خیرٌ من التمادی
فی الباطِل الفہم الفہم فیما
یختلجُ فی صدرِک مما لَم یبلغک
فی الکتاب او السُّنّۃ واعرف الامثالَ
والاَشباہَ ثم قِسِ الامورَ عندَ
ذٰلک فاعمِد الی اَحبّہا عند
اللہ عزّ و جلّ و اشبہہا
بالحقّ فیما ترٰی و اجعل
لِمَن ادّعی بیّنۃً

دار قطنی نے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو
لکھا اما بعد درحقیقت قضاء ایک فریضہ قطعی اور سُنّتِ جاریہ
ہے۔ جب تمہارے سامنے (کوئی فریق مدعی یا مدعیٰ علیہ) کوئی
حجّت پیش کرے تو اُس کو سمجھو اور جب تم پر حق واضح ہو جائے
تو اس کا نفاذ کرو کیونکہ صرف زبان سے کسی بات کو حق کہدینا جب
کہ اس کا نفاذ نہ ہو بے فائدہ ہے۔ لوگوں کے درمیان متوجہ ہونے
میں اور اپنے پاس بیٹھنے کے مقام میں اور انصاف کرنے میں
برابری کو قائم رکھو کہ کوئی کمزور تمہارے عدل سے ناامید نہ ہو جائے
اور کوئی صاحب شرافت تم سے کمزور پر ظلم کی طمع نہ کرے۔ گواہ
پیش کرنا اس شخص کے ذمہ ہے جس نے دعوٰی کیا ہو اور قسم
اس پر ہے جس نے انکار کیا ہو۔ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز
ہے بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام کر دے
اور تم کو ایسی قضاء جس کو تم نے آج شام میں فیصل کیا ہے پھر تم
نے اُس پر اپنے دل میں غور کیا اور تم پر اس کے بارے میں بھلائی
کی راہ کُشادہ کر دی گئی اس بات سے مانع نہ ہونی چاہیئے کہ تم
حق کی طرف رجوع کر لو کیونکہ حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع
کر لینا بہتر ہے باطل پر مدّت گزارنے سے۔ سمجھ سے کام لو سمجھ سے
کام لو ایسے امر کے بارے میں جس سے تمہارے سینہ میں خلش
پیدا ہو جو ایسا ہو کہ اس کے بارے میں کتاب اور سُنّت میں
سے کچھ (واضح طور پر) تمہارے پاس نہیں پہنچا اور ایسی صورت
میں پیش آمدہ مسئلہ کے) مشابہ اور اُس کے مماثل اُمور کو پہچانو
پھر (پیش آمدہ) اُمور کو ایسی صورت میں اُن پر قیاس کر لو۔
پھر (اگر تعدّد پیدا ہو جائے تو) جو صورت تمہاری رائے میں
اللہ عزّ وجلّ کے نزدیک پسندیدہ محسوس ہو اور حق سے زیادہ
مشابہ ہو اُس کو اختیار کر لو۔ اور مدّعی کے لئے گواہ پیش کرنے کی

www.kitabghar.org

أَبَدًا يَنْتَهِي إِلَيْهِ فَإِنْ أَحْضَرَ
بَيِّنَتَهُ أَخَذْتَ لَهُ بِحَقِّهِ وَإِلَّا
وَجَّهْتَ الْقَضَاءَ عَلَيْهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ
أَجْلَى لِلْعَمَى (گمراہی) وَأَبْلَغُ فِي الْعُذْرِ
وَالْمُسْلِمُونَ عُدُولٌ بَعْضُهُمْ عَلَى
بَعْضٍ إِلَّا مَجْلُودًا فِي حَدٍّ أَوْ مُجَرَّبًا
فِي شَهَادَةِ زُورٍ أَوْ ظَنِينًا (متہم) فِي
وَلَاءٍ أَوْ وِرَاثَةٍ إِنَّ اللّٰهَ تَوَلَّى
مِنْكُمُ السَّرَائِرَ وَدَرَأَ عَنْكُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ وَإِيَّاكَ وَالْقَلَقَ
وَالضَّجَرَ وَالتَّأَذِّي
بِالنَّاسِ وَالتَّنَكُّرَ لِلْخُصُومِ
فِي مَوَاطِنِ الْحَقِّ الَّتِي
يُوجِبُ اللّٰهُ تَعَالَى بِهَا
الْأَجْرَ وَيُحْسِنُ بِهَا الذُّخْرَ
فَإِنَّهُ مَنْ يُصْلِحْ لَهُ نِيَّتَهُ
فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالَى
وَلَوْ عَلَى نَفْسِهِ يَكْفِهِ
اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ
وَمَنْ تَزَيَّنَ لِلنَّاسِ بِمَا
يَعْلَمُ اللّٰهُ تَعَالَى مِنْهُ
غَيْرَ ذٰلِكَ يَشِينُهُ اللّٰهُ فَمَا
ظَنُّكَ بِثَوَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَ
جَلَّ وَعَاجِلِ رِزْقِهِ وَ
خَزَائِنِ رَحْمَتِهِ

آخری مدت مقرر کر دو پھر اگر اس نے گواہ حاضر کر دیئے تو اُس کے حق میں فیصلہ کر دو ورنہ فیصلہ اس کے خلاف کر دو کہ یہ اصول گمراہی کو واضح کرنے والا اور (اس کے خلاف فیصلہ کرنے میں خواہ وہ حق پر ہو) تم کو پورے طور پر معذور رکھنے والا ہے۔

اور تمام مسلمانوں میں سے بعض بعض کے مقابلہ پر عدول ہیں۔ (یعنی ہر مسلمان کی صفتِ اصلیہ عدالت ہے اس کے لئے ثبوت کی حاجت نہیں) بجز اس شخص کے جس کے کسی حد کی بناء پر کوڑے مارے گئے ہوں یا اُس کا کسی جھوٹی شہادت میں تجربہ ہو چکا ہو یا وہ کسی حق میں یا وراثت میں مُتّہم ہو۔ بیشک جو تم سے چھپی ہوئی باتیں ہیں وہ بحوالۂ خدا ہیں اور تم پر سے اس نے مؤاخذہ ہٹا دیا شہادات سے اور تم کو بچنا چاہیئے لوگوں کو بے قراری اور تنگ دلی اور تکلیف میں ڈالنے سے اور جھگڑنے والوں کے مقابلہ پر حق کے مواقع میں جن کی بناء پر اللہ تعالیٰ اجر کو واجب کر دیتا اور ان کو بہتر ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے: (لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنا خُلق) بدل دینے سے بچو کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اچھی نیت رکھے گا اگرچہ (حق کی پیروی کی بناء پر) اس کو اپنی ذات کے خلاف فیصلہ دینا پڑے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے اور لوگوں کے مابین (حاکمیت و محکومیت کے) علاقہ کے لئے خود کافی ہو جائے گا۔ اور جو شخص اپنے ظاہر کو لوگوں کے لئے آراستہ کرے گا اُس (باطنی) حال کے مقابلہ پر جو اس کے خلاف ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے گا، تو تمھارا (اس صورت میں) کیا گمان ہے اللہ عزّ وجلّ کے ثواب اور اُس کے جلد ملنے والے رزق اور اس کی رحمت کے بارے میں کہ وہ قابلِ ترجیح ہیں یا دنیاوی جاہ و منزلت؟)

www.kitabghar.org

والسلام علیک شرح یقال أدلی دلوہ ارسلہا ودلاہا اخرجہا و الظنین بالظاء المتہم و بالضاد البخیل و الاول المقصود والقلق ضیق الصدر ورجل قلق سیئ الخلق و أغلق الامر اذا لم ینفسح و غلق الرہن اذا لم یجد مخلصہا والشین العیب البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری أن لا یقضی الا أمیر فانہ أہیب للظالم و لشاہد الزور البغوی قال عمر لابن مسعود الم یبلغنی انک تقضی ولست بامیر قال بلی قال فول حارہا من تولی قارہا البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری ایاک و الضجر والغضب والقلق والتاذی بالناس عند الخصومۃ واذا جلس عندک الخصمان فرأیت احدہما یتعمد الظلم فأوجع رأسہ البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری لا یمنعک قضاء قضیتہ ثم راجعت فیہ نفسک فہدیت لرشدہ ان تنقضہ فان

والسلام علیک۔ شرح کہا جاتا ہے أدلی دلوہ بمعنے ڈول کو چلتا کیا اور اس کو لٹکایا اور اس کو نکالا۔ اور ظنین ظاء کے ساتھ بمعنے متہم آتا ہے اور ضاد کے ساتھ بخل کے معنے میں ہے اور یہاں مقصود پہلی صورت ہے۔ اور قلق کے معنے ہیں سینہ کا تنگ ہونا اور بولا جاتا ہے رجل قلق یعنی بد خلق آدمی اور اغلق الامر جب کہ معاملہ غیر واضح ہو اور غلق الرہن جب کہ چھٹکارا نہ پائے، اور شین کے معنے ہیں عیب۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ سوائے امیر کے کوئی فیصلہ نہ کرے کیونکہ وہ (صاحب اختیار ہونے کی وجہ سے) ظالم کو زیادہ مرعوب کرنیوالا ہوگا اور اس شخص کو جو جھوٹی شہادت دیتا ہے۔ بغوی، عمرؓ نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ دیکھو مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ تم قضایا کے فیصلے کرتے ہو دراں حالیکہ تم امیر نہیں ہو۔ انھوں نے کہا کہ بیشک۔ فرمایا تو مالک بنا اس کے ضرر کا اسی شخص کو جو کہ مالک ہے اس کے منافع کا (یعنی قضایا امیر کے حوالے کر دیا کرو)۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تنگدلی سے اور بے قرار کرنے اور غصہ اور بد خوئی اور لوگوں کو مقدمات کی سماعت کے وقت اذیت دینے سے بچو۔ اور جب تمہارے پاس مدعی و مدعا علیہ بیٹھے ہوں اور تم ان میں سے ایک کو دیکھو کہ وہ ظلم کا قصد کر رہا ہے تو اس کا سر پیٹ دو۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اس فیصلہ پر جو تم دے چکے ہو پھر تم نے اس کے بارے میں اپنے نفس کی طرف مراجعت کی پھر تم کو اس امر میں اچھی بات کی طرف ہدایت ہو گئی اس فیصلہ کو توڑ دینے سے کوئی بات مانع نہ ہونی چاہیئے کیونکہ

ع۵ یہ لفظ تمام موجودہ نسخوں میں غین معجمہ کے ساتھ لکھا ہے اور پچھلی عبارت میں کہیں یہ مذکور نہیں ہوا۔ اگر بجائے غین کے قاف مانا جائے تو کتب لغت میں اس کے معنے وہ نہیں بنتے جو مذکور ہوتے تو میرے نزدیک یہ عبارت زوائد میں سے ہے ۱۲ محشی کتاب۔

www.kitabghar.org

الحق قديم لا ينقضه شئ والرجوع الى
الحق خير من التمادي في الباطل قال
البغوي هذا اذا تبين له الخطاء بنص كتاب
او سنة او اجماع فاما اذا قضى باجتهاد
ثم تغير اجتهاده لما غيره فلا ينقضه
ولا يقضي بعده فيما بما تغير اليه اجتهاده
البغوي عن الزهري انه قال كان
مجلس عمر مغتصا من القراء شبابا
كانوا او كهولا فربما استشارهم فيقول
لا يمنعن احدكم ان يشير برأيه فان
العلم ليس على قدم السن ولا حداثته
ولكن الله يضعه حيث يشاء البغوي
قال عمر بن الخطاب ان اناسا كانوا
يؤخذون بالوحي على عهد رسول الله
صلى الله عليه وسلم وان الوحي
قد انقطع وانما ناخذ الآن بما ظهر لنا
من اعمالكم فمن اظهر لنا خيرا
امناه وقربناه وليس الينا من
سريرته شئ الله يحاسبه
في سريرته ومن اظهر لنا سوء لم نامنه
ولم نصدقه وان قال ان سريرته
حسنة البغوي روى عن سعيد بن
المسيب ان عمر بن الخطاب لما جلد الثلاثة الذين
شهدوا على المغيرة بن شعبة استتابهم
فرجع اثنان فقبل شهادتهما

حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع کر لینا بہتر ہے باطل پر مدت گزارنے سے۔ بغوی نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ قاضی پر نص کتاب یا سنت یا اجماع سے اپنے فیصلہ کا صحیح نہ ہونا واضح ہو جائے۔ لیکن اس صورت میں جب کہ اس نے فیصلہ اپنے اجتہاد سے کیا پھر اس کا اجتہاد بدل گیا دوسری رائے کی طرف تو پہلے فیصلہ کو نہ توڑے گا اور اس کے بعد اس بدلی ہوئی اجتہادی رائے کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا۔ بغوی زہری سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ کی مجلس قرّاء سے بھری رہتی تھی جوان بھی ہوتے تھے اور بوڑھے بھی اور بسا اوقات اُن سے مشورہ لیتے تو فرماتے کہ تم میں سے کسی کو مشورے میں اپنی رائے کے بیان کرنے سے رُکنا نہ چاہیئے کیونکہ علم پرانی عمر یا نئی عمر پر موقوف نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ علم کو جہاں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے۔

بغوی، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر وحی کے ذریعہ سے گرفت ہوتی تھی اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے، اب ہم تمہارے اُن اعمال کو لیتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہوتے تو جس نے ہمارے سامنے خیر کو ظاہر کیا تو ہم اس پر مطمئن ہو جاتے اور اُس کو اپنا مقرب بناتے ہیں اور اس کے باطن کی ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں اُس کے باطن کا محاسبہ اللہ کرے گا اور جس نے ہمارے سامنے برائی کا اظہار کیا اُس پر ہم مطمئن نہیں ہوتے اور نہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں اگرچہ وہ یہ کہے کہ اُس کا باطن اچھا ہے۔ بغوی، روایت ہے سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جب اُن تین آدمیوں کے کوڑے لگوائے جنھوں نے مغیرہ بن شعبہ پر گواہی دی تھی اور ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا تو ان میں سے دو نے تو رجوع کر لیا تو اُن کو (آئندہ کے لئے) مقبول الشہادت قرار دیا

www.kitabghar.org

وابٰی ابوبکرۃ ان یرجع فردّ شھادتہ، ویُقال ان عمر قال لابی بکرۃ تُب تُقبل شھادتک اوان تتب قبلت شھادتک مالک عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیّب ان عمر بن الخطاب اختصم الیہ مسلم ویھودی فرأی عمر بن الخطاب ان الحق للیھودی فقضٰی لہٗ عمر فقال لہٗ الیھودی واللہ لقد قضیت بالحق فضربہٗ عمر بالدرۃ ثم قال وما یدریک فقال الیھودی انا نجد انہ لیس قاضٍ یقضی بالحق الا کان عن یمینہ ملک وعن شمالہ ملک یسددانہ ویوفقانہ للحق مادام مع الحق فاذا ترک الحق عرجا وترکاہٗ مالک عن ربیعۃ بن ابی عبدالرحمٰن انہ قال قدم علی عمر بن الخطاب رجل من اھل العراق فقال لقد جئتک لامر مالہ رأس ولا ذنب قال عمر ماھو قال شھادات الزور ظھرت بارضنا فقال عمر اوقد کان ذلک قال نعم قال عمر واللہ لا یؤسر رجل فی الاسلام بغیر العدول مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب قال لا یجوز شھادۃ خصم ولا ظنین۔ مالک عن عمر بن یحیی المازنی عن ابیہ انہ قال

اور ابوبکرہ نے انکار کیا کہ وہ اس سے رجوع کرے تو ان کو مردود الشہادۃ قرار دیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرہ سے فرمایا کہ تو توبہ کر تو ہم تیری شہادت قبول کر لیا کرینگے یا یوں فرمایا تھا کہ اگر تو توبہ کرلے گا تو ہم تیری شہادت قبول کر لیں گے۔ مالکؒ یحییٰ ابن سعید سے وہ سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا لے گئے تو عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا کہ حق یہودی کے لئے ثابت ہے تو آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اُن سے یہودی نے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے (منشاء) حق کے مطابق فیصلہ کیا۔ تو عمرؓ نے اس کے دِرّہ مارا۔ اور کہا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ تو یہودی نے کہا کہ ہم (اپنی کتابوں میں) پاتے ہیں کہ کوئی ایسا قاضی نہیں جو حق کے مطابق فیصلہ کرے مگر اسکے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے یہ دونوں اس کو حق پر جماتے اور اس کی توفیق دلاتے رہتے ہیں جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے پھر جب وہ حق کو ترک کر دیتا ہے تو وہ اُڑ جاتے اور اس کو چھوڑ جاتے ہیں۔ مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے اُنھوں نے کہا کہ اہلِ عراق میں سے ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ کے پاس ایک ایسے امر کی وجہ سے آیا ہوں جس کے نہ سر ہے اور نہ دُم۔ عمرؓ نے کہا کہ وہ کیا ہے تو اُس نے کہا جھوٹی شہادت ہماری سرزمین پر غالب آ گئی۔ تو عمرؓ نے کہا کیا واقعی ایسا ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں تو عمرؓ نے کہا کہ اسلام میں کوئی شخص غیر عدُول کی شہادت پر ماخوذ نہیں ہوتا۔ مالکؒ نے کہا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ مدعی۔۔۔۔ کی شہادت جائز نہیں اور نہ متہم کی۔ مالکؒ روایت ہے عمر بن یحییٰ مازنی سے وہ اپنے باپ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ان کے

www.kitabghar.org

كان في حائط (بستان) جده ربيع (نہر خورد) لعبد الرحمٰن بن عوف فاراد عبد الرحمٰن بن عوف ان يحوله الى ناحية من الحائط هي اقرب الى ارضه فمنعه صاحب الحائط فكلم عبد الرحمٰن بن عوف عمر بن الخطاب في ذلك فقضى عمر لعبد الرحمٰن ابن عوف بتحويله قلت كان عمر يريد ان المنع فيما لا يتعلق به ضرر مشاحة ومكابرة لا يتبع وانما الخصومات التي يقضي فيها ما فيه نفع وضرر معتد به عند العقلاء. مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن يحيى ابن عبد الرحمان بن حاطب ان رقيقا لحاطب سرقوا ناقة لرجل من مزينة فانتحروها فرفع ذلك الى عمر بن الخطاب فامر عمر كثير بن الصلت ان يقطع ايديهم ثم قال له عمر اراك تجيعهم ثم قال عمر والله لاغرمنك غرما يشق عليك ثم قال للمزني كم ثمن ناقتك فقال المزني كنت والله امنعها من اربعمائة درهم فقال اعطه ثمان مائة درهم قال مالك وليس على هذا العمل عندنا في تضعيف القيمة قلت اصل ذلك ان عمر كان يعزر بالمال وفي ذلك احاديث كثيرة مرفوعة وموقوفة. مالك عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن عبد الرحمٰن ابن عبد القاري

دادا کے باغ میں ایک پانی کی گول تھی عبدالرحمٰن بن عوف کی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے ارادہ کیا کہ اس کو باغ کے ایک گوشہ کی طرف بدل دیں جو اُن کی زمین سے قریب ہے تو باغ والے نے اُن کو اس سے روک دیا تو اس بارے میں عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف نے عمر رضؓ سے گفتگو کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کے لئے اُس کو بدل دینے کا فیصلہ کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ عمر رضؓ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ روک لگانا ایسی چیز پر جس سے کوئی ضرر متعلق نہ ہو بنا۔ برلالچ و ہٹ دھرمی قابلِ لحاظ امر نہیں ہے اور ایسے ہی جھگڑوں کو عقلاء کے نزدیک قابلِ شمار سمجھا جاتا ہے جن کا فیصلہ اس نظر سے کیا جاتا ہے کہ ان میں کسی کا نفع یا نقصان ہو۔ مالک رحؒ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے وہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن ابن حاطب سے کہ مُزَینہ کے ایک شخص کی ناقہ کو حاطب کے غلاموں نے چُرا کر ذبح کر لیا۔ پھر یہ قضیہ عمر رضؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو عمر رضؓ نے حکم دیا کثیر بن الصلت کو ان کے ہاتھ کاٹ دے۔ پھر کثیر سے عمر رضؓ نے فرمایا (سابق حکم کے بجائے) میری رائے یہ ہے کہ ان کو سخت سزا دے پھر عمر رضؓ نے فرمایا کہ (اے حاطب!) میں تجھ پر اتنا تاوان ڈالوں گا جو تجھ پر شاق گزرے اس کے بعد مُزَنی سے پوچھا کہ تیری اُونٹنی کی کیا قیمت تھی تو مُزَنی نے کہا کہ میں واللہ اس کو چار سو درہم میں نہیں دے رہا تھا۔ تو اُنھوں نے (حاطب سے) فرمایا کہ اس کو آٹھ سو درہم دے۔ مالک رحؒ نے کہا اور ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کہ قیمت کا دُگنا دلوایا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اصل اس کی یہ ہے کہ عمر رضؓ کبھی مالی سزا دیا کرتے تھے (یعنی جُرمانہ) اور اس کے ثبوت میں بہت سی احادیثِ مرفوعہ اور موقوفہ ہیں۔ مالک رحؒ ابنِ شہاب سے وہ عروہ بن الزّبیر سے وہ عبدالرحمٰن بن عبد القاری سے کہ

www.kitabghar.org

ان عمر بن الخطاب قال ما بالُ رجالٍ يَنحَلون
اَبناءهم نُحلاً ثم يُمسكونها فان مات ابنُ
احدهم قالَ مالي بيدي لم اُعطِه احدًا
وان مات هو قالَ هو لِابني قد كنتُ
اعطيتهُ اياه مَن نَحَلَ نِحلةً فلم
يَحُزها الذي نَحَلَها حتى يكونَ ان مات
لورثته فهي باطلٌ مالك عن داود
ابن الحصين عن ابي غطفان المرّي
ان عمر بن الخطاب قال مَن وهبَ
هبةً لِصلة رحم او على وجه صدقةٍ
فانه لا يرجع فيها ومَن وهبَ هبةً
يرى انما اراد به الثوابَ فهو على
هبته يرجع فيها اذا لم يرضَ منها
مالك عن عبدالله بن ابي بكر بن محمد
ابن عمرو بن حزم عن ابيه ان عمرو
ابن سليم الزرقي اخبره انه قيل
لعمر بن الخطاب ان ههنا غلامًا يفاعًا
لم يحتلم من غسان ووارثه بالشام
وهو ذو مال وليس له ههنا الّا
بنت عمٍّ فقال له عمر فليوصِ
لها قال فاوصى لها بمالٍ
يُقال له بئر جَم قال عمرو بن
سليم فبيع ذلك المال بثلثين
الف درهم وبنت عمه التي اوصى
لها هي اُمّ عمرو بن سليم الزرقي

عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے بیٹوں کو عطیہ دیتے ہیں پھر اس کو روک لیتے ہیں تو اگر ان لوگوں میں سے کسی کا بیٹا مر گیا تو کہدیتے ہیں کہ میرے قبضہ میں (اس کی) کوئی چیز نہیں (تاکہ اس کے وارثوں کو وہ شے نہ ملے) میں نے اُس کو کوئی چیز نہیں دی ہے اور اگر وہ خود مرنے لگیں تو کہتے ہیں کہ یہ چیز میرے بیٹے کی ہے میں نے اس کو دیدی تھی۔ جو شخص کسی کو عطیہ دے اور اس کو اُس دی ہوئی شے پر ایسا قبضہ نہ دے کہ اگر وہ مرجائے تو وہ چیز اُس کے وارثوں کو ملے تو یہ (ہبہ) باطل ہے۔ مالکؒ داؤد بن الحصین سے وہ ابو غطفان مری سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جو شخص صلہ رحم یا صدقہ کے طور پر کچھ ہبہ کرے تو وہ اس صورت میں رجوع نہ کرے گا اور جو شخص کچھ ہبہ کرے اور اس کی دیدیہ ہو کہ اس نے اس سے ثواب آخرت کا ارادہ کیا ہے تو وہ اپنے ہبہ پر (صاحب اختیار) رہے گا۔ جب وہ اس پر راضی نہ رہے تو اُس کو واپس لے لیگا۔

مالکؒ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرو بن سلیم الزرقی نے ان کو خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب سے کہا گیا کہ یہاں ایک لڑکا ہے غسان میں کا جس کا قد دراز ہے اور وہ بالغ نہیں ہوا اور اس کا وارث شام میں ہے اور وہ لڑکا صاحب مال ہے اور یہاں اُس کی صرف ایک چچا کی بیٹی ہے تو اس بارے میں عمرؓ نے کہا کہ اس لڑکے کو چاہیئے کہ وہ اس کے حق میں وصیت کردے۔ کہا کہ پھر اُس نے اُس بنت عم کے حق میں ایک مال (یعنی جائداد) کی وصیت کر دی جس کو بیر جَم کہا جاتا تھا۔ عمرو بن سلیم نے کہا کہ پھر یہ جائداد تیس ہزار درہم میں فروخت کی گئی اور اُس کی وہ چچا کی بیٹی جسکے حق میں اُس نے وصیت کی تھی وہ اُم عمرو بن سلیم الزرقی ہے۔

www.kitabghar.org

مالک عن عمر بن عبد الرحمن بن دلاف
المزنی ان رجلاً من جھینۃ کان
یسبق الحاج فیشتری الرواحل
فیغلی بہا ثم یسرع السیر فیسبق
الحاج فافلس فرفع امرہ الی عمر
ابن الخطاب فقال اما بعد ایھا الناس
فان الاسیفع اسیفع جھینۃ رضی
من دینہ و امانتہ بان یقال سبق
الحاج الا و انہ ادان معرضا
فاصبح قد دین بہ فمن کان لہ علیہ
دین فلیاتنا بالغداۃ نقسم مالہ بینھم
و ایاکم والدین فان اولہ ہم و آخرہ
حرب الحدود مالک عن عبد الرحمن
ابن محمد بن عبد القاری عن ابیہ
انہ قال قدم علی عمر بن الخطاب رجل
من قبل ابی موسی الاشعری فسالہ
عن الناس فاخبرہ ثم قال لہ عمر
ہل فیکم من مغربۃ خبر فقال نعم
رجل کفر بعد اسلامہ فما فعلتم بہ قال
قربناہ فضربنا عنقہ فقال
عمر افلا حبستموہ ثلثا
و اطعمتموہ کل یوم رغیفا و
استتبتموہ لعلہ یتوب و یراجع
امر اللہ تعالی ثم قال عمر
اللھم انی لم احضر

مالک عمر بن عبد الرحمن بن دلاف المزنی سے کہ جہینہ میں کا ایک شخص تھا جو کہ حاجیوں سے پہلے پہنچ کر کجاوے خرید لیا کرتا تھا اور اُن کو گراں قیمت پر فروخت کرتا پھر سرعت کے ساتھ روانہ ہوتا اور حجاج سے آگے بڑھ جاتا۔ پھر وہ مفلس ہو گیا اور اس کا معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے (لوگوں کے اجتماع سے) کہا اما بعد اے لوگو! بیشک اسیفع (جس کا رنگ فرطِ مشقت سے سیاہی مائل ہو جاتے) جہینہ کا اسیفع ہے وہ اپنے دین اور امانت میں سے اتنی بات پر راضی ہو گیا کہ یہ کہا جاتے کہ وہ حجاج پر سبقت لے گیا۔ سن لو اُس نے داد آگہی کی یا قول ناصح کی) پرواہ نہ کرتے ہوتے قرض لئے۔ اب قرضوں نے اُس کو گھیر لیا ہے تو جس کا اُس کے ذمہ قرض ہو وہ ہمارے پاس صبح کو آجاتے ہم اس کے مال کو اُن پر تقسیم کرینگے۔ اور خبردار تم لوگ قرض سے بچو کیونکہ اس کا شروع بھی رنج وغم ہے اور اس کا آخر لڑاتی ہوتا ہے۔ حدود۔ مالک عبد الرحمن ابن محمد بن عبد القاری سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص آیا ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف سے تو عمرؓ نے اُس سے لوگوں کا حال دریافت کیا اور اُس نے اُن کو خبر دی۔ پھر اُس سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تم میں کوئی نئی (خاص) خبر بھی ہے تو اُس نے کہا ہاں! ایک شخص اسلام کے بعد کافر ہو گیا۔ فرمایا کہ پھر تم نے اُس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اُس نے کہا کہ ہم نے اس کو اپنے پاس بلوا کر اُس کی گردن ماردی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم نے اس کو تین دن قید میں نہیں رکھا اور ہر دن میں ایک روٹی بھی اُس کو دیتے اور اس سے توبہ کا مطالبہ بھی کرتے شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف مراجعت بھی کر لیتا۔ پھر عمرؓ نے کہا یا اللہ نہ میں وہاں موجود تھا

www.kitabghar.org

ولم آمر ولم أرض إذ بلغني. مالك عن
ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله عن
ابن عباس سمعت عمر يقول الرجم في
كتاب الله حق على من زنى من الرجال
والنساء إذا أحصن إذا قامت البينة أو
كان الحبل أو الاعتراف. مالك عن يحيى
ابن سعيد عن سعيد بن المسيب في قصة
وفاة عمر أنه قال إياكم أن تهلكوا عن
آية الرجم أن يقول قائل أنا لا نجد حدين
في كتاب الله فقد رجم رسول الله
صلى الله عليه وسلم ورجمنا والذي نفسي
بيده لولا أن يقول الناس زاد عمر بن
الخطاب في كتاب الله لكتبتها الشيخ
والشيخة إذا زنيا فارجموهما البتة
فإنا قد قرأناها. مالك عن يحيى بن سعيد عن
سليمان بن يسار عن أبي واقد الليثي أن
عمر بن الخطاب أتاه رجل وهو بالشام فذكر
له أن وجد مع امرأته رجلاً فبعث عمر بن
الخطاب أبا واقد الليثي إلى امرأته يسألها
عن ذلك فأتاها وعندها نسوة
حولها فذكر لها الذي قال زوجها
لعمر بن الخطاب وأخبرها أنها لا تؤاخذ
بقوله وجعل يلقنها أشباه ذلك
لتنزع فأبت أن تنزع وتمت
على الاعتراف

اور نہ میں نے حکم دیا اور نہ میں جب مجھے اطلاع پہنچی راضی ہوا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عُبیداللہ بن عبداللہ سے وہ ابن عباسؓ سے کہا کہ میں نے عمرؓ سے سُنا جو کہہ رہے تھے کہ رجم (سنگسار کرنا) کتاب اللہ میں واجب ہے اُس شخص پر جو زنا کرے مردوں میں سے اور عورتوں میں سے جب کنوارے نہ ہوں، جب شہادت قائم ہو چکی ہو یا حمل رہ گیا ہو یا زنا کا اقرار کر لیا ہو۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسیب سے عمرؓ کی وفات کے قصہ میں (فرمایا) کہ تم کو آیتِ رجم کے بارے میں ہلاک ہونے سے بچا رہنا چاہیئے کہ کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم دو حدوں کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے رجم کیا ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں یہ ضرور لکھ دیتا الشیخ والشیخۃ الخ (بوڑھا اور بڑھیا جب زنا کریں تو دونوں کو سنگسار کر دو) کیونکہ ہم نے اس کی قرأت کی ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے وہ ابو واقد اللیثی سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس جب کہ وہ شام میں تھے ایک شخص آیا اور اُس نے اُن سے یہ ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی کو پایا تو عمرؓ بن الخطاب نے ابو واقد اللیثی کو اُس کی عورت کے پاس بھیجا کہ وہ اس عورت سے اس کے بارے میں سوال کریں تو وہ اس کے پاس آئے اور اس عورت کے پاس اور عورتیں اس کے گرد موجود تھیں تو ابو واقد نے اس عورت سے وہ بات بیان کی جو اس کے شوہر نے کہی تھی عمرؓ بن الخطاب سے اور اس کو یہ بھی بتا دیا کہ اس سے شوہر کے قول کی بنا پر گرفت نہ کی جائے گی اور اُس کو اسی قسم کی باتیں تلقین کرتے رہے تاکہ وہ عورت اقرار سے نکل جائے تو اُس نے منحرف ہونے سے انکار کر دیا اور اقرار پر جم گئی

www.kitabghar.org

فأمر بها عمر فرجمت. مالک عن نافع ان عبداً کان یقوم علی رقیق الخمس و انه استکره جاریة من ذلک الرقیق فوقع بها فجلده عمر بن الخطاب ونفاه ولم یجلد الولیدة لانه استکرهها. مالک عن یحیی بن سعید ان سلیمان بن یسار اخبره ان عبدالله ابن عیاش بن ابی ربیعة المخزومی قال امرنی عمر بن الخطاب فی فتیة من قریش فجلدنا ولائد من ولائد الامارة خمسین خمسین فی الزنا. مالک عن ابی الزناد عن عبدالله بن عامر بن ربیعة ادرکت عمر بن الخطاب وعثمان ابن عفان والخلفاء هلم جرا فما رأیت احدا جلد عبدا فی فریة اکثر من اربعین. مالک عن ابی الرجال عن امه عمرة ان رجلین استبا فی زمان عمر بن الخطاب فقال احدهما للآخر ما ابی بزان ولا امی بزانیة فاستشار فی ذلک عمر بن الخطاب فقال قائل مدح اباه وامه وقال آخرون قد کان لابیه وامه مدح غیر هذا نری ان تجلده الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد ثمانین. مالک عن ربیعة بن ابی عبدالرحمن ان عمر بن الخطاب قال لرجل خرج بجاریة لامرأته معه فی سفر فاصابها فغارت امرأته فذکرت ذالک

تو عمرؓ نے اُسکے بارے میں حکم دیا پھر وہ سنگسار کی گئی۔ مالکؒ نافع سے کہ ایک غلام پہرہ دیا کرتا تھا خمس کے مملوکوں پر اور اُس نے اُن میں سے ایک لونڈی پر زبردستی کر کے اُس سے زنا کیا تو عمرؓ ابن الخطاب نے اُس کے کوڑے لگوائے اور اُس کو شہر بدر کر دیا اور اُس لڑکی کے کوڑے نہیں لگوائے کیونکہ ...... اس پر زبردستی کی گئی تھی۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ سلیمان بن یسار نے اُن کو خبر دی کہ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے کہا کہ مجھ کو مع چند جوانان قریش کے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا تو ہم نے پچاس پچاس کوڑے مارے زنا کے بارے میں بہت سی لونڈیوں کے امارت (یعنی خمس) کی لونڈیوں میں سے۔ مالکؒ ابوالزناد سے وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ میں نے پایا عمرؓ بن الخطاب کو اور عثمانؓ بن عفان کو اور دیگر خلفاء کو نام بنام آگے تک سمجھ لو تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی غلام کے افتراء کی بناء پر چالیس کوڑوں سے زیادہ مارے ہوں۔ مالکؒ ابو الرجال سے وہ اپنی ماں عمرہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ نہ میرا باپ زانی تھا اور نہ میری ماں زانیہ تھی۔ تو اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب نے مشورہ کیا۔ تو ایک کہنے والے نے کہا کہ اُس نے اپنے باپ اور ماں کی مدح کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کے باپ اور ماں کے لئے مدح کی بات اور بھی تھی۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو حد کے کوڑے مارے جائیں۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے حد کے اسّی کوڑے لگوائے۔ مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی باندی کو اپنے ساتھ لے کر ایک سفر میں نکلا اور اس سے ہم بستر ہو گیا۔ اس سے اُس کی بیوی کو غیرت آئی اور اُس نے اس کا ذکر

www.kitabghar.org

لعمر بن الخطاب فسألہ عن ذلک فقال وہبتہا لی فقال عمر لتأتینی بالبینۃ او لأرمینک بأحجارک قال فاعترفت امرأتہ انہا وہبتہا لہ ۔ مالک عن ابن شہاب عن سائب بن یزید ان عبداللہ ابن عمرو الحضرمی جاء بغلام لہ الی عمر ابن الخطاب فقال اقطع ید غلامی ہذا فانہ سرق فقال لہ عمر ماذا سرق قال سرق مرآۃ لامرأتی ثمنہا ستون درہما فقال عمر ارسلہ فلیس علیہ قطع خادمکم سرق متاعکم من غیر حرز ۱۲ ۔ مالک عن ابن شہاب عن سائب بن یزید انہ اخبرہ ان عمر بن الخطاب خرج علیہم فقال انی وجدت من فلان ریح شراب فزعم انہ شرب الطلاء و انا سائل عما شرب فان کان یسکر جلدتہ الحد فجلدہ عمر بن الخطاب الحد ۔ مالک عن یزید الدیلی ان عمر بن الخطاب استشار فی الخمر یشربہا الرجل فقال لہ علی ابن ابی طالب نری ان تجلدہ ثمانین فانہ اذا شرب سکر و اذا سکر ہذی

عمرؓ بن الخطاب سے کردیا تو اس شخص سے انھوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ اُس نے باندی کو مجھے ہبہ کردیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ کو میرے سامنے گواہ لانا ہوں گے ورنہ میں تجھے پتھروں سے سنگسار کردوں گا۔ کہا کہ پھر اُس کی بیوی نے اقرار کرلیا کہ اُس نے اُس باندی کو اُس شخص کے لئے ہبہ کردیا تھا۔ مالکؒ ابنِ شہاب سے وہ سائب بن یزید سے کہ عبداللہ بن عمرو الحضرمی اپنے ایک غلام کو عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹئے کیونکہ اس نے چوری کی ہے، تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اس نے کیا چوری کی ہے تو انھوں نے کہا کہ اس نے میری بیوی کا آئینہ چرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے اُوپر قطع نہیں ہے تمھارا خادم ہے تمھاری ہی چیز کو اس نے چرایا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے انھوں نے ان کو خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب ان پر نکلے اور فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بُو محسوس کررہا ہوں اور وہ یہ دعویٰ کررہا ہے کہ اُس نے طلاءؔ پیا ہے۔ اور میں تحقیق کررہا ہوں کہ اس نے کیا پیا ہے تو اگر اس کو نشہ ہوگیا تو میں اس پر حد کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ عمرؓ بن الخطاب نے اُس کے پورے کوڑے حد کے لگوائے۔ مالکؒ یزید الدیلی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے شراب کے بارے میں جو کوئی شخص پیئے مشورہ طلب کیا تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ اس کے اسّی کوڑے لگوائے جائیں کیونکہ وہ شخص جب پیئے گا تو مدہوش ہوگا اور جب مدہوش ہوگا تو ہذیان کی باتیں بکے گا

ع ۵ طلاء اصل میں اس روغن کو کہتے ہیں جو اونٹوں پر مَلا جاتا ہے یعنی تارکول یا ڈامر۔ چونکہ انگور کا وہ شیرہ جو اتنا پکایا جاتے کہ اُس کا دو ثلث جل جائے اور ایک ثلث باقی رہ جاتے وہ اتنا گاڑھا ہوجاتا ہے جیسا تارکول ہوتا ہے تو اس کو بھی طلاء کہنے لگے۔ یہ مسکر نہیں ہوتا۔ اس لئے حلال ہے۔ لیکن لوگ دھوکہ دینے لگے کہ گاڑھی شراب کو طلاء کے نام سے پینے لگے ایسے لوگوں پر حد جاری کی گئی ۱۲

www.kitabghar.org

واذا هذٰى افترٰى او كما قال فجلده عمر في الخمر ثمانين البغوي في قصة جلد الوليد بن عقبة في الخمر قول عليٍّ جلد النبيّ صلى الله عليه وسلم اربعينَ و جلد ابوبكر اربعينَ وعمر ثمانين وكلٌّ سُنّةٌ وهٰذا احبُّ اِليَّ يعني الاربعينَ مالكٌ عن ابن شهاب ان عمر ابن الخطاب وعثمان بن عفان وعبد الله ابن عُمر قد جلدوا عبيدهم نصف حدّ الحرّ في الخمر مالكٌ عن داوٗد بن الحصين عن واقد بن عمر بن سعد بن معاذ انّه اخبره عن محمود بن لَبِيدٍ الانصاري ان عمر الخطّاب حين قدِمَ الشامَ شكٰى اليه اهلُ الشام وباءَ الارض وثِقلَها وقالوا لا يصلحنا اِلّا هٰذا الشراب فقالَ عُمر اشربوا العسلَ فقالوا لا يصلحنا العسلُ فقال رجل من اهل الارض هل لكَ اَن نجعلَ لكَ من هٰذا الشراب شيئًا لا يُسكر قالَ نعم فطبخوه حتّٰى ذهب منه الثُلثانِ وبقي الثلثُ فأتوا به عُمر فادخلَ فيه عمر اصبعه ثمّ رفعَ يده فتبعها يتمطّط فقالَ هٰذا الطِلاءُ هٰذا مثل طلاءِ الابل فامرهم عُمر اَن يشربوه فقالَ له عبادةُ بن الصامت اَحللتَها واللهِ فقالَ عمر كلّا واللهِ

اور جب ہذیان ہوگا تو افترا کرے گا (یعنی گالیاں بکے گا) یا جیسا کہ آپ نے فرمایا تو عمرؓ نے شراب کی بنا پر اس کے اسّی کوڑے لگوائے۔ بغوی ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوانے کے قصہ میں علیؓ کا قول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے اور ابوبکرؓ نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمرؓ نے اسّی اور ہر ایک سُنّت یعنی صحیح طریقہ ہے اور یہ مجھے پسند ہے یعنی چالیس۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ ابن عفّان اور عبداللہ بن عمرؓ نے شراب کی حد کے بارے میں اپنے غلاموں کے بہ نسبت آزاد لوگوں کے آدھی تعداد کوڑے لگوائے۔ مالکؒ داؤد بن الحصین سے وہ واقد بن عمرؓ بن سعد ابن معاذ سے کہ ان کو خبر پہنچی محمود بن لبید الانصاری سے کہ عمرؓ بن الخطّاب جب شام پہنچے تو اہلِ شام نے اُن سے شکایت کی ملک میں وبار پھیلنے اور اس سے سُستی پیدا ہونے کی اور انھوں نے کہا ہمیں کوئی چیز مفید نہیں پڑتی بجز اس مشروب کے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ شہد پیو تو اُنھوں نے کہا کہ ہمیں شہد نہیں پڑتا۔ تو اس سرزمین کے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم آپ کو اس شراب ہی سے ایسی چیز بنا کر دیں . . . . جو نشہ نہ کرے تو عمرؓ نے کہا کہ ہاں۔ تو لوگوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ اس میں سے دو تہائی جاتا رہا اور ایک تہائی باقی رہ گیا پھر اس کو عمرؓ کے پاس لے کر آئے تو عمرؓ نے اس میں اپنی اُنگلی ڈبوئی۔ پھر اپنے ہاتھ کو اُٹھایا تو اُس کے ساتھ تار کھنچتا ہوا آیا تو فرمایا کہ یہ توطلا ہے یہ تو مثل اُونٹ کے (مرہم) طلاء کے ہے تو عمرؓ نے ان کو حکم دیدیا کہ اس کو پی لیں۔ تو اُن سے عبادہ بن الصّامت نے کہا کہ واللہ کیا آپ نے اس کو حلال کردیا تو عمرؓ نے کہا کہ ہرگز نہیں واللہ۔

۵ عبادہ بن صامتؓ کو اس پر شراب کا دھوکہ ہوا اس لئے یہ سوال کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے شراب کی اجازت نہیں دی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

اللهم انی لا احل لهم شیئا حرمته علیهم ولا احرم شیئا احللته لهم البغوی روی ان رجلین تشاتما عند ابی بکر فلم یقل لهما شیئا وتشاتما عند عمر فادبهما فی الجراح مالک بلغه ان عمر بن الخطاب قوم الدیة علی اهل القری فجعلها علی اهل الذهب الف دینار وعلی اهل الورق اثنی عشر الف درهما مالک عن ابن شهاب عن عراک بن مالک وسلیمان ابن یسار ان رجلا من بنی سعد بن لیث اجری فرسا فوطئ علی اصبع رجل من جهینة فنزی فیها فمات فقال عمر ابن الخطاب للذین ادعی علیهم اتحلفون بالله خمسین یمینا مامات منها فابوا وتحرجوا فقال للآخرین اتحلفون انتم فابوا فقضی عمر بشطر الدیة علی السعدیین قال مالک ولیس العمل علی هذا وقال الشافعی نحوا من ذلک قلت ان البدایة اما بالمدعی علیهم فالظن ان عمر بن الخطاب کان عنده انه یجوز ان یبدأ بهؤلاء وهؤلاء فالبدایة بالمدعی علیهم هو القیاس والبدایة بالمدعین محول عن القیاس احتیاطا لامر القتل

(تشاتما: دشنام دادن یک دیگر را — اجری: دوانید — فوطئ: پامال کرد — بشطر: نصف)

اے اللہ! میں اُن کے لئے کوئی ایسی چیز حلال نہیں کرتا جس کو تو نے اُن پر حرام کیا اور کوئی ایسی چیز اُن پر حرام نہیں کرتا جس کو تو نے ان پر حلال کیا ہے۔ بغویؒ نے روایت کیا کہ ابوبکرؓ کے پاس دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو بُرا کہا تو اُنھوں نے اُن کو کچھ نہ کہا اور (دو آدمیوں نے) ایک دوسرے کو بُرا کہا عمرؓ کے پاس تو انھوں نے (دونوں کو) ایک دوسرے کو گالی دینے پر تادیب کی (مار کر یا ڈانٹ کر)۔ مالکؒ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت قرار دی بستی والوں پر تو اس کو سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم دیت مقرر کی۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے کہ بنی سعد بن لیث میں کے ایک شخص نے گھوڑا دوڑایا تو اُس نے جُہینہ کے ایک شخص کی انگلی کو پامال کردیا تو اس سے اُس کے تمام بدن کا خون نکل گیا اور وہ مرگیا تو عمرؓ بن الخطاب نے ان لوگوں سے کہا جن پر دعویٰ کیا گیا تھا کہ کیا تم اللہ کی پچاس قسمیں کھاؤ گے اس پر کہ وہ اس (صدمہ) سے نہیں مرا تو اُنھوں نے انکار کیا اور وہ رُک گئے۔ پھر آپ نے دوسرے لوگوں سے کہا کہ کیا تم قسم کھاؤ گے، تو اُنھوں نے انکار کردیا تو عمرؓ نے بنی سعد والوں کے اُوپر نصف دیت کا فیصلہ کیا۔ مالکؒ نے کہا کہ اس پر عمل نہیں ہے (یعنی اس پر کہ اوّل مدعا علیہ سے بیان لیا جاتے)۔ شافعیؒ نے بھی ایسا ہی کہا۔ میں کہتا ہوں کہ (مقدمہ کی) ابتداء کرنا مدعیٰ علیہم سے تو میرا ظن یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کا مسلک یہ تھا کہ وہ جائز رکھتے تھے کہ ابتداء کی جائے اِن سے یا اُن سے۔ ہاں امر قتل میں احتیاط کے طور پر مدعا علیہم سے ابتداء کرنا قیاس کے مطابق ہے اور مدعیوں سے ابتداء کرنا قیاس کے خلاف ہے۔

www.kitabghar.org

وآما قضاؤه بنصف الدية على السعديين فيجري فيه ما قال البغوي في حديث جرير ابن عبد الله بعث رسولُ الله صلى الله عليه وسلم سريةً الى خثعم فاعتصم ناس منهم بالسجود فأُسْرِعَ فيهم القتلُ فبلغ ذلك النبيَّ صلى الله عليه وسلم فأمر بنصف العَقْل الحديث فقالَ (البغوي) امر بنصف الدية استطابةً لانفس اهليهم اوزجرًا للمسلمين في ترك التثبت عند وقوع الشبهة والاوجه عندي انه على طريق الصلح يشهد له كتابُ عمر الى أبي عُبَيدة واحرِصْ على الصلح اذا لم يستبن لك القضاء، مالك عن زيد بن اسلم عن مسلم ابن جندب عن اسلم مولى عمر ان عمر بن الخطاب قضى في الضرس بجملٍ وفي الترقوة بجملٍ وفي الضلع بجمل مالك عن ابن شهاب انّ عمر بن الخطاب نَشَدَ الناسَ بمنى (قسم داد) مَن كانَ عندَهُ علمٌ من الدية ان يُخبرني فقام الضحاك ابن سفيان الكلابي فقالَ كتبَ اليَّ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ان وَرِّثْ امرأةَ اشيم الضبابي من دية زوجها فقالَ له عمر بن الخطاب ادخلِ الخباءَ حتى آتيك فلمّا نزلَ عمر بن الخطاب اخبره الضحاكُ فقضى بذلك عمر بن الخطاب قال ابن شهاب فكان قتل اشيم خطاءً مالك عن يحيى بن سعيد

رہا بنی سعد والوں پر آپ کا نصف دیت کا فیصلہ کرنا تو اس میں وہ بات جاری ہوتی ہے جس کو بغوی رحؒ نے ذکر کیا ہے جریر بن عبد اللہ رضؓ کی حدیث میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ خثعم پر ایک سریہ بھیجا تو اُن میں سے کچھ لوگوں نے اپنا بچاؤ سجدہ کرکے کیا تو جلد بازی سے کام لیکر انھیں فوراً قتل کردیا گیا پھر جب اس واقعہ کی اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے نصف دیت دینے کا حکم دیا، آخر حدیث تک۔ تو اس پر بغوی رحؒ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خثعم کے دل رکھنے کے لئے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنے کے لئے کہ شبہ کے موقع پر ثابت قدمی کو اُنھوں نے ترک کردیا تھا نصف دیت کا حکم دیا۔ اور بہتر وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ (عمر رضؓ کا فیصلہ) صلح کے طریق پر تھا۔ اس پر شاہد ہے عمر رضؓ کا مکتوب ابو عبیدہ رضؓ کے نام کہ جب تم پر فیصلہ پورے طور پر واضح نہ ہو تو باہمی صلح کرانے پر حریص بن جاؤ۔ مالک رحؒ زید بن اسلم سے وہ مسلم بن جندب سے وہ اسلم مولیٰ عمر رضؓ سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے داڑھ (توڑنے) پر فیصلہ کیا ایک اونٹ دینے کا اور ہنسلی اور ایک اونٹ کا۔ مالک رحؒ ابن شہاب سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے منیٰ میں لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص کے پاس دیت کے بارے میں کوئی علم ہو وہ مجھے خبر دے۔ تو ضحاک بن سفیان الکلابی کھڑے ہوتے اور اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھا تھا کہ اَشْیَم الضبابی کی بیوی کو اُس کے شوہر کی دیت میں وارث قرار دو۔ تو اُن سے عمر رضؓ بن الخطاب نے کہا کہ تم خیمہ میں داخل ہو جاؤ (اور ٹھہرو) یہاں تک کہ میں تمھارے پاس آؤں۔ تو جب عمر رضؓ بن الخطاب آتے تو اُن کو پھر ضحاک نے خبر دی تو عمر رضؓ بن الخطاب نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ ابنِ شہاب نے کہا کہ اَشْیَم کا قتل خطاءً ہوا تھا۔ مالک رحؒ یحییٰ بن سعید سے

www.kitabghar.org

عن عمرو بن شعیب ان رجلاً من بنی مدلج یقال
لہ قتادۃ حذف (پھینکی اور ضرب ۱۲) ابنہ بسیف فاصاب ساقہ
فنزی فی جرحہ فمات فقدم سراقۃ بن جعشم
علی عمر بن الخطاب فذکر ذلک لہ فقال لہ
عمر اعدد (تیار کر) علی ماء قدید (جائے ایست کہ در مدینہ ۱۲) عشرین ومائۃ بعیر
حتی اقدم علیک فلما قدم عمر اخذ من تلک
الابل ثلثین حقۃ وثلثین جذعۃ واربعین
خلفۃ (حاملہ ۱۲) ثم قال این اخو المقتول قال ھا
انا ذا فقال خذھا فان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قال لیس للقاتل شیء مالک
عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب ان
عمر بن الخطاب قتل نفراً خمسۃ او سبعۃ
برجل واحد قتلوہ قتل غیلۃ وقال عمر
لو تمالأ (جمع ۱۲) علیہ اہل صنعاء لقتلتہم جمیعاً
البیہقی روینا عن عمر بن الخطاب انہ
قتل ثلثۃ نفر بامرأۃ اقادہم (قصاص گرفت ۱۲) بہا
الشافعی اخبرنا محمد بن الحسن اخبرنا ابو حنیفۃ
عن حماد عن ابراہیم ان رجلاً من بکر
بن وائل قتل رجلاً من اہل الحیرۃ فکتب فیہ عمر بن
الخطاب ان یدفع الی اولیاء
المقتول فان شاءوا قتلوا و
ان شاءوا عفوا فدفع الرجل
الی رجل یقال لہ حنین
من اہل الحیرۃ

وہ عمرو بن شعیب سے کہ بنی مدلج کے ایک شخص نے جس کو قتادہ کہا جاتا تھا اپنے بیٹے کو تلوار ماری جو اُس کی پنڈلی پر لگی تو اس کے زخم سے تمام بدن کا خون نکل گیا پھر وہ مرگیا تو سراقہ بن جعشم عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو اس سے عمرؓ نے فرمایا کہ آب (یعنی مقام) قدید پر ایک سو بیس اونٹ تیار رکھ یہاں تک کہ میں تیرے پاس پہنچوں تو جب عمرؓ پہنچے تو انھوں نے ان اونٹوں میں سے تیس حقّہ[ع۵] لئے اور تیس جذعہ اور چالیس خلفہ (یعنی حاملہ)۔ پھر فرمایا مقتول کا بھائی کہاں ہے۔ اُس نے کہا کہ میں موجود ہوں تو کہا کہ یہ سب لے لے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ قاتل کے لئے کچھ نہیں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے (صنعاء کے) پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا ایک شخص کی وجہ سے جس کو انھوں نے دھوکہ سے قتل کیا تھا اور عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اس قتل پر سب اہلِ صنعاء جمع ہوجاتے تو میں ان سب کو قتل کردیتا۔ بیہقیؒ ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ اُنھوں نے تین آدمیوں کو قتل کیا ایک عورت کے بارے میں اُن سے اُس کے قتل کا قصاص لیا۔ شافعیؒ، ہم کو خبر دی محمد ابن الحسن نے انھوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ نے حماد سے اُنھوں نے سُنا ابراہیم سے کہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے اہلِ حیرہ کے ایک شخص کو قتل کردیا تو اس کے بارے میں عمرؓ ابن الخطاب نے لکھا کہ اس شخص کو مقتول کے اولیاء کو دیدیا جائے وہ اگر چاہیں تو اُس کو قتل کردیں اور اگر چاہیں تو معاف کردیں۔ تو اس شخص کو اہلِ حیرہ کے ایک شخص کو جس کو حنین کہا جاتا تھا

ع۵ حقّہ وہ اونٹ ہے جو تین سال کا ہوکر چوتھے سال میں داخل ہوجائے اور جذعہ وہ اونٹ ہے جو چار سال کا ہوکر پانچویں میں داخل ہوجائے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

فقتلہ فکتب عمر بعد ذلک ان کان الرجل
لم یُقتل فلا تقتلوہ فرأوا ان عمر بن
الخطاب اراد ان یُرضیہم من الدیۃ و
ناظر الشافعیؒ فی ذلک بکلام مبسوط
وکان فیما قال قلنا افرأیت لو کتب ان
اقتلوہ و قُتل ولم یرجع عنہ اکان
یکون فی احدٍ مع النبی صلے اللہ
علیہ وسلم حجۃ قال لا قلنا ارأیت
لو لم یکن فیہ عن النبی صلے اللہ علیہ
وسلم شئی یُقیم الحجۃ علیک ولم
یکن فیہ الا ما قال عمر ما کان
عمر یحکم بحکم ثم یرجع عنہ الا عن
علم بلغہ ہو اولیٰ من قولہ (الاول)
نقولہ حین رجع اولیٰ ان تصیر
الیہ قال فلعلہ اراد ان یُرضیہ
بالدیۃ قلنا فلعلہ اراد ان یخیفہ
بالقتل ولا یقتلہ قال لیس ہذا فی
الحدیث قلنا ولیس ما قلت فی
الحدیث البیہقی روینا عن مکحول
فی قتل عبادۃ بن الصامت
نبطیا وقول عمر اجلس للقصاص
فقال زید بن ثابت اتُقید
عبدک من اخیک

دیدیا گیا تو اس نے اُس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد عمرؓ نے لکھا کہ اگر وہ شخص قتل نہ کیا گیا ہو تو اُس کو قتل نہ کرو۔ تو اُن کی رائے یہ ہوئی کہ عمرؓ بن الخطاب نے یہ ارادہ کیا کہ اُن کو دیت پر راضی کرلیں اور شافعیؒ نے اس بارے میں مناظرہ[ع۵] کیا بسوط کلام کے ساتھ اور جو کچھ کہا اس میں یہ بھی تھا کہ ہم نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر عمرؓ نے لکھدیا ہوتا کہ اس کو قتل کردو اور اس سے اُنھوں نے رجوع نہ کیا ہوتا تو کیا یہ بات کسی کے بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کے پیش نظر حجت بن جاتی؟ کہا[۵] کہ نہیں۔ ہم نے کہا کہ اگر اس بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات ثابت نہ ہوتی جس کو تم اپنے اُوپر حجت قرار دیتے اور اس بارے میں سوائے اس کے جو عمرؓ نے کہا اور کوئی بات مروی نہ ہوتی۔ تو عمرؓ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ایک خاص حکم دیتے پھر اس سے رجوع کرتے بجز اس صورت میں کہ ان کو کوئی ایسا علم پہنچے جو اُن کے قولِ اوّل سے اولیٰ ہو۔ تو اُن کا قول جس کی جانب اُنھوں نے رجوع کیا اولیٰ ہے کہ اس کو قابلِ حجت بنایا جائے۔ کہا کہ یہ ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے ارادہ کیا ہو کہ ولی مقتول کو راضی کرلیں گے دیت پر۔ ہم نے کہا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے اس کو قتل کا ڈراوا دیا ہو اور قتل کرنا نہ چاہتے ہوں۔ کہا کہ یہ بات حدیث میں نہیں ہے۔ ہم نے کہا جو کچھ آپ نے کہا (کہ دیت پر راضی کرنے کا ارادہ کیا ہوگا) وہ بھی حدیث میں نہیں ہے۔

بیہقی: ہم سے مکحول سے روایت کی گئی ایک نبطی (غلام) کو عبادہ بن الصامت نے قتل کر دیا تو حضرت عمرؓ نے اُن سے کہا۔۔۔۔ کہ قصاص کے لئے بیٹھ تو زیدؓ بن ثابت نے کہا کہ کیا آپ اپنے ایک غلام کے خون کا بدلہ اپنے ایک بھائی سے لیتے ہیں

ع۵ کس سے مناظرہ کیا اس کی کوئی صراحت کسی نسخہ میں موجود نہیں شاید محمد بن الحسن سے مناظرہ کیا ہو ۱۲ ۵ یعنی شافعیؒ نے کہا ۱۲

www.kitabghar.org

فترک عمر القود وقضی علیه بالدیة قال و
روینا فی مثل هذه القصة فقال ابو عبیدة بن
الجراح ارأیت لو قتل عبدًا له اکنت قاتله
فصمت عمر بن الخطاب الشافعی منقطعًا و
البیهقی موصولاً عن عمرو بن شعیب عن ابیه
عن جده ان ابابکر و عمر کانا لا یقتلان
الحر بقتل العبد البیهقی عن الاحنف بن
قیس عن عمر و علیؓ فی الحر یقتل العبد
قالا ثمنه بالغًا ما بلغ البیهقی فی قصة
المدلجی عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن
جده قال عمر لولا انی سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول لا یقاد
الاب من ابنه لقتلته هلم دیته فأتاه
بها فدفعها الی ورثته و ترک اباه
البیهقی عن عرفجة عن عمر مرفوعًا لیس علی
الوالد قود من ولده البیهقی قال
البخاری فی الترجمة و ذکره ابن المنذر
یذکر عن عمر بن الخطاب انه قال
یقاد المرأة من الرجل فی کل عمد
یبلغ نفسه فما دونها البیهقی روینا
عن عمر بن الخطاب فیما کتب عمر بن
عبد العزیز یقاد المملوک من المملوک
فی کل عمد یبلغ نفسه فما دون ذلک
البیهقی و روینا عن عمر بن
الخطاب

تو عمرؓ نے قصاص کا ارادہ ترک کر دیا اور اُن پر دیت کو قائم کیا۔ کہا اور ہم سے اسی قصہ کے مانند واقعہ میں یہ روایت کیا گیا کہ پھر ابو عبیدہؓ ابن الجراح نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر وہ اپنے غلام کو قتل کر دیتا تو کیا آپ اس کو قتل کر دیتے؟ تو عمرؓ بن الخطاب خاموش ہو گئے۔ شافعیؒ نے منقطع اور بیہقی نے موصول روایت کی ہے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ آزاد کو غلام کے قتل کے بدلے میں قتل نہیں کیا کرتے تھے۔ بیہقی احنف بن قیس سے وہ عمرؓ اور علیؓ سے ایسے آزاد شخص کے بارے میں جو غلام کو قتل کر دے تو دونوں نے اُس کی قیمت ادا کرنے کا حکم دیا جو کسی حد تک بھی پہنچے۔ بیہقی مدلجی کے قصہ میں (جو گزر چکا ہے) عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ باپ کا خون نہیں بہایا جائے گا بیٹے کے قتل پر تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ اس کی دیت لے کر آ۔ تو وہ دیت لیکر آیا تو اس کو اُس کے وارثوں کو دیدی اور اُس کے باپ کو چھوڑ دیا۔ بیہقی عرفجہ سے وہ عمرؓ سے مرفوعاً بیٹے کے قتل پر باپ کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ بیہقی، بخاری نے ترجمہ میں کہا اور اس کو ذکر کیا ابن المنذر نے جو بیان کرتے ہیں عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا کہ بیوی کے خون کا بدلہ لیا جائے گا شوہر سے ہر (قتل یا ضرب) عمد پر جس پر بھی اس کا نفس جا پہنچے جان لینے پر یا اُس سے کم درجہ پر۔ بیہقی ہم کو روایت پہنچی عمرؓ بن الخطاب سے اُس مکتوب میں جو عمرؒ بن عبد العزیز نے لکھا تھا کہ مملوک کے خون پر مملوک کا خون بہایا جائے گا ہر (قتل یا ضرب) عمد پر جو اس کی جان لینے تک پہنچ جائے یا اس سے کم درجہ پر۔ بیہقی اور ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب سے

www.kitabghar.org

ما دلّ علیٰ وجوب القصاص بالضرب بالعصا وغیرہ
اذا کان مثلہٗ یقتل البیہقی رُوینا عن ابن
شہاب انّ ابابکر الصدّیق و عمر بن الخطاب و
عثمان بن عفان اَعطَوا القوَدَ من انفسہم
فلم یُستقَدْ منہم و ہُم سلاطین الشافعی عن ابن
شہاب وعن مکحول وعن عطآء قالوا ادرکنا الناس
علیٰ انّ دیۃ المسلم الحرّ علیٰ عہد رسول اللّٰہ
صلے اللہ علیہ وسلم مائۃ من الابل فقوّم عمر
ابن الخطاب تلک الدیۃ علی اہل القریٰ الف دینار
او اثنا عشر الف درہم و دیۃ الحرّۃ المسلمۃ اذا کانت
من اہل القریٰ خمسمائۃ دینار او ستۃ آلاف درہم
فاذا کان الذی اصابہا من الاعراب فدیتہا
خمسون من الابل لا یکلّف الاعرابی الذہب و
الورق محمد بن الحسن انا ابو حنیفۃ عن الہیثم عن عامر
الشعبی عن عبیدۃ السلمانی عن عمر بن الخطاب قال
علیٰ اہل الورق من الدیۃ عشرۃ آلاف درہم
وعلیٰ اہل الذہب الف دینار وعلیٰ اہل البقر
مائتا بقرۃ وعلیٰ اہل الابل مائۃ من الابل و
علیٰ اہل الغنم الفا شاۃ وعلیٰ اہل الحُلل مائتا
حُلّۃ قال محمد وبہٰذا کلّہٖ نأخذ وکان ابو حنیفۃ
یأخذ من ذٰلک بالابل والدراہم والدنانیر
الشافعی قال محمد بن الحسن بلغنا عن عمر بن الخطاب انّہ
فرض علیٰ اہل الذہب الف دینار وعلیٰ اہل الورق
عشرۃ آلاف درہم حدّثنا بذٰلک ابو حنیفۃ عن
الہیثم عن الشعبی عن عمر بن الخطاب و زاد

جس کا مضمون دلالت کرتا ہے قصاص کے واجب ہونے پر لاٹھی وغیرہ سے مارنے پر جب کہ اُس جیسا آلۂ ضرب، مار ڈالتا ہو۔ بیہقی روایت کیا گیا ہم سے ابن شہاب سے کہ ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان سب نے اس حال میں کہ وہ سلاطین تھے قصاص کا حق عطا کیا اپنے نفسوں سے تو اُن سے قصاص نہیں طلب کیا گیا۔ شافعیؒ ابن شہاب اور مکحول اور عطاء سے سب نے کہا کہ ہم نے لوگوں کو اس (عمل) پر پایا کہ آزاد مسلمان مرد کی دیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سو اونٹ تھے تو قیمت مقرر کی ابن الخطاب نے اس دیت کی شہر والوں پر ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم اور آزاد مسلمان عورت کی دیت جب کہ وہ شہر والوں میں سے ہو پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم۔ پھر اگر وہ شخص جس پر اُفتاد واقع ہوئی اعراب میں سے ہے تو اُس کی دیت پچاس اونٹ ہے۔ اعرابی کو سونے چاندی کا مکلف نہیں کیا گیا۔ محمدؒ بن الحسن ہم کو خبر دی ابوحنیفہؒ نے بروایتِ ہیثم از عامر شعبی از عبیدۃ السلمانی از عمرؓ بن الخطاب کہ اُنھوں نے کہا کہ چاندی والوں پر دیت دس ہزار درہم ہیں اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور گائے والوں پر دو سو گائیں اور اونٹ والوں پر سو اونٹ اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سو جوڑے۔ محمدؒ نے کہا اس کل کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ابوحنیفہؒ ان میں سے اونٹوں اور درہموں اور دیناروں کو لیتے ہیں۔ شافعیؒ، کہا محمدؒ ابن الحسن نے ہم کو پہنچا عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے قرار دیا سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر دس ہزار درہم ہم سے یہ حدیث بیان کی ابوحنیفہؒ نے ہیثم سے انھوں نے شعبی سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے اور یہ اضافہ کیا کہ

www.kitabghar.org

علی اہل البقر مائتے بقرۃ و علی اہل الابل
مائۃ من الابل و علی اہل الغنم الفی شاۃ
قال محمد بن الحسن وقال اہل المدینۃ ان عمر
فرض الدیۃ علی اہل الورق اثنی عشر الف درہم
وساق الکلام الی ان قال ونحن فیما نظن
اعلم بفریضۃ عمر بن الخطاب من اہل المدینۃ
لان الدراہم علی اہل العراق قال محمد وصدق
اہل المدینۃ ان عمر بن الخطاب فرض من الدیۃ
اثنی عشر الفا ولکنہ فرضہا اثنی عشر الف درہم
وزن ستۃ اخبرنی الثوری عن مغیرۃ
الضبی عن ابراہیم قالت کانت الدیۃ الابل
فجعلت الابل الصغیر والکبیر کل بعیر مائۃ و
عشرین درہما وزن ستۃ فذلک اثنی
عشرۃ آلاف درہم قال الشافعی فقلت لمحمد
ابن الحسن أتقول ان الدیۃ اثنا عشر
الف درہم وزن ستۃ فقال لا فقلت فمن
این زعمت ان کنت اعلم بالدیۃ من
اہل الحجاز لان عمر قضی فیہا
بشیء لا تقضی بہ قال لم یکونوا یحسنون
قلت أ فتروی شیئا تجعلہ
اصلا فی الحکم وانت تزعم ان من روی
عنہ لا یعرف ما قضی بہ الشافعی اخبرنا
محمد اخبرنا ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان
عمر بن الخطاب اتی برجل قد
قتل عمدا فامر بقتلہ

گائے والوں پر دو سو گائیں اور اونٹ والوں پر سو اونٹ اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں۔ کہا محمد بن الحسن نے اور اہلِ مدینہ نے کہا کہ عمرؓ نے دیت قرار دی چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور اور کلام کو آگے بڑھایا یہاں تک کہ کہا کہ اور ہم (اہلِ عراق) جس چیز کا گمان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ عمرؓ کے فریضہ کو بہ نسبت اہلِ مدینہ کے ہم زیادہ جانتے ہیں کیونکہ دراہم اہلِ عراق پر مقرر کیے گئے ہیں۔ کہا محمدؒ نے کہ بیشک اہلِ مدینہ نے سچ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت مقرر کی ہے بارہ ہزار، لیکن انھوں نے دیت کو بارہ ہزار درہم چھ (دوانگ والے) وزن کے مقرر کیے۔ مجھے خبر دی ثوری نے مغیرہ ضبی سے انھوں نے ابراہیم سے کہ دیت اونٹ کی ہوتی تھی تو چھوٹے بڑے اونٹوں کی (اوسط) قیمت قرار دی گئی ایک سو بیس درہم چھ کے وزن سے تو اس حساب سے اونٹوں کی قیمت بارہ ہزار درہم ہوتی۔ شافعیؒ نے کہا کہ پھر میں نے محمد بن الحسن سے کہا کہ کیا آپ بوزن چھ (دانگ) دیت بارہ ہزار درہم کہتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ نہیں! تو میں نے کہا کہ پھر آپ یہ کیسے گمان کرتے ہیں کہ آپ اہلِ حجاز سے زیادہ دیت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ عمرؓ نے اس کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے آپ اس پر فیصلہ نہیں کرتے تو انھوں نے کہا کہ وہ (اہلِ حجاز) اچھا فیصلہ نہیں کرتے۔ میں نے کہا کیا پھر آپ کوئی ایسی روایت بیان کریں گے جس کو آپ حکم میں اصل قرار دیتے ہوں کیونکہ آپ گمان کرتے ہیں کہ جس شخص سے روایت کی جارہی ہے وہ خود نہیں پہچانتا اس بات کو جس کا اس نے فیصلہ کیا۔ شافعیؒ ہم کو خبر دی محمدؒ نے کہا ہم کو خبر دی ابوحنیفہؒ نے حمادؒ سے انھوں نے ابراہیم سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے قتل عمد کیا تھا تو انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس کے بعد بعض

www.kitabghar.org

فعفیٰ بعض الاولیاء فامر بقتلہ فقال
ابن مسعود کانت النفس لہم جمیعاً
فلما عفیٰ ہذا احیا النفس فلا یستطیع
ان یاخذ حقہ حتیٰ یاخذ حق غیرہ
قال فما تریٰ قال اریٰ ان تجعل
الدیۃ علیہ فی مالہ وترفع حصۃ الذی
عفیٰ فقال عمر وانا اریٰ ذلک البیہقی
عن الاعمش عن زید بن وہب قال
وجد رجل عند امرأتہ رجلاً فقتلہا
فرفع ذلک الی عمر بن الخطاب
فوجد علیہا بعض اخوتہا فتصدق
علیہ بنصیبہ فامر عمرؓ سائرہم
بالدیۃ البیہقی روی عن عمرؓ ان
رجلاً قتل رجلاً فقالت اخت
المقتول وہی امرأۃ القاتل عفوت
عن حصتی من زوجی فقال عمر
عتق الرجل من القتل البیہقی روی
عن عمر انہ قال عمد الصبی وخطاءہ سواء
یعنی للعمد حکم الخطاء البیہقی عن
ابن فراس خطبنا عمر فقال انی
لم ابعث عمالی یضربون ابشارکم
ولا یاخذوا اموالکم فمن فعل
بہ غیر ذلک

اولیاء نے معاف کر دیا پھر عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو ابن
مسعودؓ نے کہا کہ یہ نفس اُن (سب اولیاء مقتول) کے لئے تھا۔
تو جب اس نے معاف کر دیا تو نفس کو زندگی کا حق دیدیا تو
اب وہ استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنے حق کو حاصل کرے جب
تک کہ غیر کے حق کو بھی نہ حاصل کرے۔ع۵ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم
کیا رائے رکھتے ہو۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ
اس پر دیت قائم کریں اس کے مال میں سے اور کم کر دیں حصہ اس
شخص کا جس نے معاف کر دیا تو عمرؓ نے کہا اور میری رائے بھی
یہی ہے۔ بیہقی اعمش سے وہ زید بن وہب سے اُنھوں نے کہا کہ
ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو پایا تو اُس کو
(یعنی بیوی کو) قتل کر دیا تو یہ مقدمہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے
پیش ہوا تو اس عورت پر اس کے بعض بھائیوں کو غصہ آیا
اور اُنھوں نے اپنا حصہ اُس شخص پر صدقہ کر دیا تو عمرؓ نے
حکم دیا بقیہ اولیاء مقتولہ کو دیت دیئے جانے کا۔ بیہقی مروی ہے
عمرؓ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ تو
مقتول کی بہن نے کہا اور وہ قاتل کی بیوی تھی کہ میں نے اپنا
حصہ اپنے شوہر سے معاف کر دیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شخص قتل
سے بچا لیا گیا۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا
کہ لڑکے کا عمد اور خطاء برابر ہے یعنی عمد خطاء کے حکم میں ہے۔
بیہقی ابن فراس سے کہ ہم کو خطبہ دیا عمرؓ نے اور فرمایا کہ میں نے
اپنے عمال کو اس لئے نہیں بھیجا کہ تمھاری کھالوں کو پیٹیں اور
نہ اس لئے کہ وہ تمھارے اموال کو چھینیں تو جس شخص کے ساتھ
اُس (کام) کے سوا جو اُن کے سپرد کیا گیا) دوسرا معاملہ کیا گیا ہو

ع۵ یعنی معاف کرنے والا دوسروں کا حق لئے بغیر اپنا حق حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ قتل کی صورت میں اُس کا حق ختم ہو رہا ہے اور معاف کرنے کی صورت میں دوسروں کا حق ضائع ہوتا ہے ۱۲

www.kitabghar.org

فلیرفعہ الیّ اُقِصَّہ (قصاص خواہم گرفت) منہ فقال عمرو
ابن العاص لو انّ رجلاً اَدّبَ بعض
رعیتہ أتقصّہ منہ قال إی والذی
نفسی بیدہ لاُقِصَّنَّہ منہ و قد رأیتُ
النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم اَقتصَّ من
نفسہ. البیہقی عن عطاء. عن عمر
لا اُقِیدُ من العظام یعنی غیر
السّنّ. البیہقی رُوینا عن عُمر و
علیّ انہما قالا مَن قتلہ حدٌّ
فلا عَقلَ لہ و قالا الذی یموت
فی القصاص لا دیۃ لہ. البیہقی
عن مجاہد انّ عمر بن الخطاب
قضی فیمن قُتِلَ فی الحرم او
فی شہر الحرام او ہو مُحرِم بالدّیۃ
و ثُلث الدیۃ. الشافعی قرأنا علی
مالک لم نعلم احداً من الائمّۃ
فی القدیم و الحدیث قضی فیما دونَ
الموضحۃ بشیٔ زاد بعض اصحابہ عنہ
و ہو و اللہ یغفر لنا و لہ یُروی
عن امامین عظیمین من المسلمین عمر
و عثمان انّہما قضیا فیما
دُون الموضحۃ بشیٔ موقّتٍ ثمّ
قیل یحتمل انّہما

اس کو چاہیئے کہ اس کو میرے سامنے پیش کرے میں اُس عامل سے اُس کا بدلہ لوں گا تو عمروؓ بن العاص نے کہاکہ اگر کسی شخص نے اپنی رعیّت میں سے کسی کی تادیب کی تو کیا آپ اُس سے اُس کا بدلہ لیں گے۔ فرمایاکہ ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اُس سے ضرور بدلہ لوں گا اور مَیں نے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھاہے کہ آپ نے اپنے نفس سے قصاص لیا۔ بیہقی عطاء سے وہ عمرؓ سے کہ مَیں ہڈیوں عہ کا ...... قصاص نہیں لیتا یعنی دانتوں کے علاوہ۔ بیہقیؒ، ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ سے اور علیؓ سے کہ دونوں نے کہاکہ جس کو قتل کر دیا "حد" نے اُس کا کوئی قصاص نہیں اور دونوں نے فرمایا جو شخص قصاص میں مرجائے (اور "حد کے قتل کرنے" سے بھی یہی مراد ہے) اُس کی کوئی دیت نہیں۔ بیہقی مجاہدؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایسے شخص کے بارے میں جو حرم میں قتل کیا گیا یا شہرِ حرام میں (یعنی ان مہینوں میں جو اشہر حرم میں داخل ہیں) یا وہ مُحرِم ہو فیصلہ دیا ایک اور ایک تہائی دیت کا۔ شافعیؒ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو مالکؒ کے سامنے پڑھا اور ہم کسی کو ائمہ قدیم اور جدید میں سے نہیں جانتے کہ اُنھوں نے فیصلہ دیا ہو موضحہ سے کم کسی زخم کی دیت کا (موضحہ کے معنے وہ زخم جو سر یا چہرہ میں لگا ہو اور اُس سے ہڈی نظر آنے لگی ہو)۔ .... بعض اصحاب شافعیؒ نے ان کی روایت پر یہ اضافہ کیا اور وہ "اللہ تعالے ہماری اور ان کی مغفرت کرے" روایت کرتے ہیں مسلمانوں کے دو بڑے اماموں عمرؓ و عثمانؓ سے کہ ان دونوں نے موضحہ سے کم ایک زخم کی بابت کچھ شئے موقّت کا فیصلہ دیا۔ پھر کہا گیا کہ احتمال ہے ان دونوں نے

عہ یعنی ایسی جنایت کا قصاص نہیں لیتا جو ہڈیوں پر واقع ہو ۱۲

www.kitabghar.org

قضيا بطريق الحكومة والله اعلم البيهقي روى
عن عمر انه قال والاسنان سواء الضرس
والثنية كانه رجع اليه البيهقي عن سعيد
ابن المسيب كان عمر يفاوت بين الاصابع
حتى وجد كتاب آل عمرو بن حزم يذكرون
انه من رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيما
هنالك من الاصابع عشر عشر قال الشافعي
ولم يقبلوا كتاب آل عمرو بن حزم حتى ثبت
عندهم انه كتاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم قلت والاصل في تقدير الديات كتاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي روى
عن عمرو بن حزم وقد اثبته عمر بن الخطاب و
اخذ به الشافعي عن محمد عن محمد بن ابان عن
عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب انهما قالا
عقل المرأة على النصف من دية الرجل الشافعي
اخبرنا فضيل بن عياض عن منصور بن المعتمر عن
ثابت الحداد عن ابن المسيب ان عمر بن الخطاب
قضى في دية اليهودي والنصراني باربعة
آلاف وفي دية المجوسي بثمان مائة درهم
الشافعي يروى عن عمر بن الخطاب وعلي
في العبد يقتل قيمته بالغة ما بلغت البيهقي
من طريق الثوري عن حماد عن ابراهيم ان
الزبير وعليا اختصما في موالي لصفية الى
عمر بن الخطاب فقضى بالميراث للزبير و
العقل على علي البيهقي عن الشعبي

بطریق حکومت (یعنی بطور سیاست) فیصلہ دیا ہو واللہ اعلم۔ بیہقی روایت
کیا گیا عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ سب دانت برابر ہیں ڈاڑھیں
ہوں یا سامنے کے دانت گویا انھوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔
بیہقی، سعید بن المسیبؒ سے کہ عمرؓ انگلیوں کی درمیان (دیت میں) تفاوت کیا کرتے تھے
یہاں تک کہ جب آل عمرو بن حزم کا مکتوب ان کے سامنے آیا جس
کے بارے میں وہ یہ ذکر کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس سے آیا تھا اور اس میں انگلیوں کے لئے دس دس تحریر
ہے۔ شافعیؒ نے کہا اور انھوں نے قبول نہ کیا آل عمرو بن حزم
کے مکتوب کو یہاں تک کہ ان کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دیات کے
اندازہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب جو عمرو
ابن حزم سے روایت کیا گیا بنیادی چیز ہے اور عمرؓ بن الخطاب نے
اس کو ثابت قرار دیا اور اسی کو معمول بنایا۔ شافعیؒ محمدؒ سے
وہ محمد بن ابان سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب اور علیؓ
ابن ابی طالب سے کہ دونوں نے کہا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت
کے آدھے کے برابر ہوگی۔ شافعیؒ خبر دی ہم کو فضیل بن عیاض
نے منصور بن المعتمر سے وہ ثابت الحداد سے وہ ابن المسیب سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا یہودی اور نصرانی کی دیت کے
بارے میں چار چار ہزار درہم اور مجوس کی دیت کے بارے میں
آٹھ سو درہم۔ شافعیؒ روایت کیا جاتا ہے عمرؓ بن الخطاب سے
اور علیؓ سے غلام کے بارے میں جو قتل کیا جائے اس کی دیت اس
کی قیمت کے برابر ہوگی جس حد تک بھی پہنچے۔ بیہقی بسند ثوری
حماد سے وہ ابراہیم سے کہ زبیرؓ اور علیؓ صفیہؓ کے موالی کے بارے
میں اپنا جھگڑا عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے گئے تو انھوں نے میراث
کا فیصلہ کیا زبیر کے لئے اور دیت قاتم کی علیؓ پر۔ بیہقی شعبی سے

انہ قال جعل عمر بن الخطاب الدیۃ فی ثلث سنین ثلثی الدیۃ فی سنتین وثلث الدیۃ فی سنۃ. الشافعی عن سفیان عن عمرو عن طاؤس ان عمر بن الخطاب قال اذکر اللہ امرأً سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنین شیئاً فقام حمل بن مالک بن النابغۃ فقال کنت بین جاریتین لی فضرب احدیھما الاخری بمسطح فالقت جنیناً میتاً فقضی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغرۃ فقال عمر کدنا ان نقضی فی مثل ہذا برأینا. البیہقی عن شہر بن حوشب ان عمر صاح بامرأۃ فاسقطت فاعتق عمر غرۃ. البیہقی عن زید بن اسلم ان عمر قوّم الغرۃ خمسین دیناراً. الشافعی عن سفیان عن منصور عن الشعبی ان عمر ابن الخطاب کتب فی قتیل وُجد فی خیران ووداعۃ ان یقاس ما بین قریتین فالی ایھما کان اقرب اخرج الیہ منھم خمسین رجلاً حتی یوافوہ بمکۃ فادخلھم الحجر فاحلفھم ثم قضی علیھم بالدیۃ فقالوا ما وقت اموالنا ایماننا ولا ایماننا اموالنا فقال عمر کذلک الامر قال الشافعی وقال غیر السفیان عن عاصم الاحول عن الشعبی قال عمر بن الخطاب حقنت ایمانکم دماءکم

اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت کی ادائگی کو تین سال میں کر دیا دو تہائی دیت دو سال میں اور ایک تہائی دیت ایک سال میں. شافعیؒ سفیان سے وہ عمرو سے وہ طاؤس سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں اُس شخص کو جس نے کچھ سُنا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنین کے بارے میں تو کھڑے ہوئے حمل بن مالک بن النابغہ اور اُنھوں نے کہا کہ میرے پاس دو جاریہ تھیں۔ اُن میں سے ایک نے دوسری کے خیمہ کی چوب کھینچ ماری تو اُس کے پیٹ کا بچہ مرکر گر گیا تو اُس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ایک بردے کا، تو عمرؓ نے کہا کہ ہم یہی فیصلہ اپنی رائے سے کرنے والے تھے۔ بیہقی شہر ابن حوشب سے کہ عمرؓ نے ایک عورت کو ڈانٹا تو اُس کا (خوف سے) اسقاط ہو گیا تو عمرؓ نے ایک بردہ آزاد کیا۔ بیہقی زید بن اسلم سے کہ عمرؓ نے ایک غُرّہ (یعنی بردے) کی قیمت پچاس دینار قرار دی۔ شافعیؒ سفیان سے وہ منصور سے وہ شعبی سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے ایک مقتول کے بارے میں لکھا جو کہ خیران اور وداعہ کے درمیان پایا گیا تھا کہ دونوں قریوں کے درمیان فصل کا اندازہ کیا جائے۔ ان دونوں میں سے وہ مقتول جسکے قریب ہو ان میں سے پچاس آدمیوں کو نکال کر اُن کے پاس مکہ میں بھیجیں تو (جب وہ پہنچے تو) ان کو حجر (یعنی حطیم) میں داخل کیا۔ پھر اُن کو حلف دیا۔ پھر اُن پر دیت کا فیصلہ کیا تو اُنھوں نے کہا نہ پورا کیا (یعنی نہ بچایا) ہمارے اموال نے ہماری قسموں کو اور نہ ہماری قسموں نے ہمارے اموال کو تو عمرؓ نے فرمایا کہ ایسا ہی حکم ہے۔ کہا شافعیؒ نے اور سفیان کے سوا دوسرے راوی نے بروایت عاصم الاحول شعبیؒ سے نقل کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ تمھاری قسموں نے تمھارے خونوں کو بچا لیا

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

ولا یبطل دمُ امرءٍ مسلم ثم ضعّف الشافعی الحدیث جدّا وقال انّما ہو عن الشعبی عن الحارث الاعور والحارث الاعور کذّاب ثم قال الشافعی سافرتُ الی خیران ووداعۃ اربعۃ عشر سفراً اسألہم عن حکم عمر بن الخطاب فی القتیل واحکی لہم ما رُوی عنہ فقالوا انّ ہذا شیئ ما کان ببلدنا قطّ قال الشافعی والعرب احفظ شیئ لامرکان الشافعی عن سعید بن المسیّب انّ عمر بن الخطاب کان یقول الدیۃ للعاقلۃ ولا ترث المرأۃ من دیۃ زوجہا شیئاً حتے اخبرہ الضّحاک بن سفیان انّ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم کتب الیہ ان یُورّث امرأۃ اشیم الضبابی من دیۃ زوجہا فرجع الیہ عمر الشافعی عن سفیان عن عمرو ابن دینار انّہ سمع بجالۃ یقول کتب عمر ان اقتلوا کلّ ساحرٍ وساحرۃٍ قال فقتلنا ثلاث سواحر **قسمۃ الغنیمۃ و الفیئ والصّدقات** الشافعی عن طارق ابن شہاب قال امدّ اہلُ الکوفۃ اہلَ البصرۃ وعلیہم عمّارُ بن یاسر فجاءوا وقد غنموا فکتب عمر ان الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ (غنیمت یافت بید) قال ورُوی عن عمر انّہ کتب الی سعدٍ فی جیشٍ لحق بعد ما غنم ان یُقسِم لہ ان جاءوا قبل ان یُدفن القتلے ثم ضعّفہ الشافعی

اور ایک مسلمان کا خون رائگاں نہ گیا۔ پھر شافعیؒ نے اس حدیث کو بہت ضعیف کہا کہ وہ مروی ہے شعبی سے بروایت حارث الاعور اور حارث اعور کذّاب ہے۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ میں نے خیران اور وداعہ کے چودہ سفر کئے اور لوگوں سے اُس مقتول کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب کے حکم کے متعلق سوال کرتا رہا اور اُن سے جو روایت کی گئی اُس کو بھی اُن کو سُناتا رہا تو لوگوں نے یہ جواب دیا کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ کبھی ہمارے شہر میں نہیں ہوئی۔ اور شافعیؒ نے کہا کہ عرب ایسے واقعہ کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ شافعیؒ سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ دیّت دادیہالی رشتہ والوں کے لئے ہے اور بیوی اپنے شوہر کی دیّت میں سے کسی حصّہ کی وارث نہ ہوگی یہاں تک کہ ان کو خبر دی ضحاک بن سفیان نے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا تھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کے شوہر کی دیّت میں وارث بناؤ، تو عمرؓ نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔ شافعیؒ سفیان سے وہ عمرو بن دینار سے کہ اُنھوں نے سُنا بجالہ سے وہ کہتے تھے کہ عمرؓ نے لکھا کہ ہر ایک جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردو۔ کہا کہ پھر ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔ **عمرؓ کا غنیمت وصدقات اور فیٔ کو تقسیم کرنا۔** شافعیؒ طارق بن شہاب سے کہا کہ امداد کی اہلِ کوفہ نے اہلِ بصرہ کی اور ان پر عمار بن یاسر امیر تھے تو وہ آئے اور اُنھوں نے مالِ غنیمت حاصل کیا تو عمرؓ نے لکھا کہ غنیمت اس کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہوا۔ کہا کہ عمرؓ سے ایک روایت یہ کی گئی ہے کہ اُنھوں نے سعدؓ کو اُس لشکر کے بارے میں لکھا جو اُن سے ملا بعد اس کے کہ وہ غنیمت جمع کر چکے تھے کہ اس کو غنیمت کی تقسیم میں شریک کریں اگر وہ مقتولین کے دفن سے پہلے پہنچ گئے ہوں۔ پھر شافعیؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا۔ شافعیؒ

www.kitabghar.org

والبخاری وغیرہما عن الزہری عن مالک
ابن اوس سمعت عمر بن الخطاب یقول و
العباس و علی بن ابی طالب یختصمان الیہ
فی اموال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
عمر کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ (منت داد)
علی رسولہ مما لم یوجف علیہم المسلمون (اسپ راندند)
بخیل ولا رکاب فکانت لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم خالصۃ دون المسلمین و
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینفق
منہا علی اہلہ نفقۃ سنۃ فما فضل جعلہ
فی الکراع والسلاح عدۃ (سامان) فی سبیل اللہ
الحدیث بطولہ قال الشافعی فی مسئلۃ السلب
للقاتل عارضنا معارض فذکر ان عمر بن الخطاب
قال انا کنا لا نخمس السلب وان سلب
البراء قد بلغ شیئا کثیرا ولا ارانی الا
خامسہ ثم اجاب بان ہذہ الروایۃ لیست من
روایتنا وان سلمنا فاذا ثبت عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بابی ہو وامی شئی لم یجز
ترکہ ولم یستثن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلیل
السلب ولا کثیرہ ثم قد قضی سعد فی زمانہ
بالسلب الکثیر للقاتل قلت و بعد
ہذا کلہ فانما مفاد تلک الروایۃ ان
السلب لا یخمس وہو للقاتل الا اذا کان
شیئا کثیرا جدا خلاف العادۃ
المعہودۃ

اور بخاری وغیرہما زہری سے وہ مالک بن اوس سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا جب کہ عباسؓ اور علیؓ بن ابی طالب اموالِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنا جھگڑا لے کر ان کے پاس آئے تو عمرؓ نے کہا کہ بنی نضیر کے اموال ایسے اموال میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو غنیمت میں عطا فرماتے تھے جن پر مسلمانوں نے نہ اونٹ دوڑاتے اور نہ گھوڑے تو وہ خالص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے ان میں مسلمان حصہ دار نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے اپنے اہل پر خرچ کیا کرتے تھے ایک سال کے مصارف۔ پھر جو کچھ مال بچ رہتا اس کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کی خریداری پر صرف کرتے اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری کے لئے۔ آخر حدیث تک مع اس کی طوالت کے۔ شافعیؒ نے کہا اس مسئلہ میں کہ مقتول سے لیا ہوا مال قاتل کے لئے ہے ایک معارض نے ہم سے معارضہ کیا اور ذکر کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ مقتول سے لئے ہوئے مال میں سے خمس نہیں لیتے اور براء کا سلب (یعنی چھینا ہوا مال) ایک بڑی مقدار تک پہنچ گیا ہے اور میری رائے تو یہ ہے کہ میں اس سے خمس وصول کروں۔ پھر شافعیؒ نے جواب دیا کہ یہ روایت ہماری روایت میں سے نہیں ہے اور اگر ہم تسلیم کرلیں تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں" ایک بات ثابت ہوگئی تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی استثناء نہیں فرمایا قلیل سلب کا اور نہ کثیر سلب کا۔ پھر سعدؓ نے اپنے زمانہ میں قاتل کے لئے سلب کثیر کا فیصلہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس تمام کلام کے بعد کہ مفاد اس تمام روایت کا یہ ہے کہ سلب (یعنی مقتول سے چھینے ہوئے سامان) میں سے خمس نہ لیا جائے گا اور وہ قاتل کا ہوگا مگر جب کہ وہ عادت معہودہ کے خلاف بہت ہی زیادہ ہو

www.kitabghar.org

ففيه اثبات ان السّلَب للقاتل لا يُخمس بقي
البحثُ في الاستثناء فقط ولعلّ عمر خصّ بالمعتاد
لانّه بمنزلة الحقيقة العُرفية والله اعلم محمد
ابن الحسن عن ابي حنيفة عن عبد الله بن داود
عن المنذر بن ابي حمصة قال بعثه عمر الى
جيش في مصر فأصابوا غنائم فقسّم للفارس
سهمين وللراجل سهماً فرضي بذلك عمر قال
محمّد وهٰذا قول ابي حنيفة ولسنا ناخذ بهٰذا
ولكنّا نرى للفارس ثلثة اسهم سهماً له
وسهمين لفرسه وروى ابو يوسف عن ابي حنيفة
نحواً من ذٰلك ثم قال كان ابو حنيفة ياخذ بهٰذا
الحديث ويجعل للفرس سهما وللرجل سهمًا وما
جاء من الآثار في الاحاديث انّ للفرس
سهمين وللرجل سهما اكثر من ذٰلك اوثق
والعامّة عليه قال ابو يوسف الكلبي محمد بن
السائب حدثني عن ابي صالح عن ابن عباس
انّ الخمس كان في عهد رسول الله صلى
الله عليه وسلم على خمسة اسهم لله والرسول
سهمٌ ولذي القربىٰ سهمٌ واليتامىٰ والمساكين
وابن السبيل ثلثة اسهم ثم قسمه ابو بكر
الصدّيق وعمر الفاروق وعثمان ذوا
النّورين رضي الله تعالىٰ عنهم على ثلثة اسهم
وسقط سهم الرسول وسهم ذوي
القربىٰ وقُسّم على الثلثة الباقين
ثم قسّمه علي بن ابي طالب

تو اس میں اس امر کا اثبات موجود ہے کہ سلب قاتل کا ہوتا ہے اس
میں سے خُمس نہیں نکلتا۔ فقط استثناء میں بحث باقی رہ جاتی ہے
اور شاید عمرؓ نے اس کو خاص کیا ہو اُس مقدار کے ساتھ جو عادۃً حاصل
ہوتی ہے کیونکہ وہ حقیقتِ عرفیہ کے مرتبہ میں ہے، واللہ اعلم۔ محمد
ابن الحسن ابو حنیفہؒ سے وہ عبداللہ بن داوٗد سے وہ منذر بن ابی
حمصہ سے کہا کہ ان کو عمرؓ نے ایک لشکر کی طرف مصر میں بھیجا۔ اُن
کو غنیمتیں دستیاب ہوئیں تو اُنھوں نے سوار کو دو حصّے اور
پیدل کو ایک حصّہ تقسیم کیا۔ اور اس تقسیم پر عمرؓ راضی ہوئے۔
کہا محمدؒ نے یہ قول ہے ابو حنیفہؒ کا اور ہم نے اس کو نہیں لیا
اور ہم یہ رائے رکھتے تھے کہ سوار کے لئے تین حصّے ہیں ایک حصّہ
سوار کا اور دو حصّے اُس کے گھوڑے کے۔ اور روایت کیا ابو یوسفؒ
نے ابو حنیفہؒ سے اسی طور پر۔ پھر کہا کہ ابو حنیفہؒ اس حدیث کو
لیا کرتے تھے اور گھوڑے کے لئے ایک حصّہ اور سوار کے لئے ایک
حصّہ لگایا کرتے تھے اور جو آثار میں سے احادیث میں آیا ہے کہ
گھوڑے کے لئے دو حصّے اور آدمی کے لئے ایک حصّہ وہ اس سے
زیادہ ہے اور زیادہ مضبوط ہے اور عمل عامّہ اسی پر ہے۔ کہا
ابو یوسفؒ نے کہ محمد بن السّائب کلبی نے مجھ سے حدیث بیان
کی ابو صالح کی روایت سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خمس کے پانچ سہام کئے جاتے تھے
اللہ اور رسولؐ کا ایک حصّہ اور ذوی القربیٰ کا ایک حصّہ اور
یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے تین حصّے۔ پھر خمس
کو ابو بکر صدیقؓ اور عمر الفاروقؓ اور عثمانؓ ذی النّورین
رضی اللہ عنہم نے تین سہام پر تقسیم کیا اور حصّہ رسولؐ کا اور
حصّہ ذوی القربیٰ کا ساقط کر دیا گیا اور اس کو باقی تینوں پر
تقسیم کیا گیا پھر اس کو علی بن ابی طالب نے اسی طرح تقسیم کیا

www.kitabghar.org

على ما قسمه عليه ابو بكر و عمر و عثمان و قد روى لنا عن عبد الله بن العباس انه قال عرض علينا عمر بن الخطاب ان يزوج من الخمس ايمنا و يقضي منه عن مغرمنا فابينا الا ان يسلمه لنا وابى ذلك علينا ابو يوسف اخبرنى محمد بن اسحاق عن ابي جعفر قلت له ماكان رأي علي في الخمس قال كان رأيه فيه رأي اهل بيته ولكنه كره ان يخالف ابا بكر و عمر ابو يوسف حدثني محمد بن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن ابيه قال سمعت عليا يقول قلت يا رسول الله ان رأيت ان توليني حقنا من الخمس فاقسمه حياتك كي لا ينازعنا احد بعدك فافعل ففعل قال فولانيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقسمته حياته ثم ولانيه عمر فقسمته حتى اذا كانت آخر سنة عمر بن الخطاب فاتاه مال كثير فعزل حقنا ثم ارسل الي فقال خذه فاقسمه فقلت يا امير المؤمنين بنا عنه العام غنى و بالمسلمين اليه حاجة فرده عليهم تلك السنة ولم يدعنا اليه احد بعده

جس طرح ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے کیا تھا۔ اور ہم سے روایت کیا گیا عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارے سامنے عمرؓ بن الخطاب نے یہ تجویز رکھی کہ وہ خمس میں سے ہماری بے شوہر کی عورتوں کے نکاح کرائیں اور اس سے ہمارے قرضوں کو ادا کریں تو ہم نے اس سے انکار کیا بجز اس صورت کے کہ وہ اس کام کو ہمارے سپرد کریں اور اس کا انھوں نے ہم سے انکار کر دیا۔ ابو یوسفؒ، مجھ کو خبر دی محمد بن اسحٰقؒ نے وہ روایت کرتے ہیں ابو جعفرؒ سے کہ میں نے اُن سے کہا کہ خمس کے بارے میں علیؓ کی رائے کیا تھی؟ انھوں نے کہا کہ اس بارے میں اُن کی رائے وہی تھی جو اُن کے اہل بیت کی تھی لیکن انھوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کی مخالفت کریں۔ ابو یوسفؒ، مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے سنا علیؓ سے کہ کہتے تھے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کی رائے ہو کہ آپ ہمارے خمس کے حق پر مجھے متولی بنا دیں کہ میں آپؐ کی حیات میں اس کو تقسیم کرتا رہوں تاکہ آپؐ کے بعد کوئی ہم سے جھگڑا نہ کرے، تو بنا دیجئے تو آپؐ نے ایسا کیا۔ کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر متولی بنایا اور میں آپؐ کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ پھر مجھ ہی کو متولی بنایا عمرؓ نے تو میں اُس کو اُن کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب عمرؓ بن الخطاب کا آخری سال آیا تو اُن کے پاس بہت مال آیا تو انھوں نے ہمارا حق نکالا پھر مجھے بلوایا اور کہا کہ اس کو لے لو اور تقسیم کرو تو میں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ ہم کو اس سال اس کی ضرورت نہیں اور مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے۔ تو انھوں نے اس کو عام مسلمانوں پر اس سال تقسیم کر دیا۔ اور عمرؓ بن الخطاب کے بعد کسی نے

www.kitabghar.org

عمر بن الخطاب حتى قمت مقامي
هذا فلقيني العباس بن عبد المطلب
بعد خروجي من عند عمر بن الخطاب
فقال يا عليّ لقد حرمتنا الغداة
شيئا لا يرد علينا ابدا الى يوم القيمة
ابو يوسف حدثني محمد بن اسحق عن الزهري
انّ نجدة كتب الى ابن عباس يسأله عن
سهم ذوي القربى لمن هو فكتب اليه
ابن عباس كتبت اليّ تسألني عن سهم
ذوي القربى لمن هو وهو لنا وان عمر
ابن الخطاب دعانا الى ان ينكح منه
أيمنا ويقضي منه عن غريمنا ويخدم منه [خادم دے]
عائلنا [عیالدار مارا] فابينا الا ان يسلمه لنا فابى
ذلك علينا ابو يوسف حدثني عطاء بن
السائب انّ عمر بن عبد العزيز بعث
بسهم الرسول وسهم ذوي القربى الى
بني هاشم قال ابو يوسف كان ابو حنيفة و
اكثر فقهائنا يرون ان يقسمه الخليفة
على ما قسمه ابو بكر وعمر وعثمان و
عليّ رضي الله تعالى عنهم الشافعي
قال بعض الناس ليس لذوي القربى
من الخمس شيء قال ابن عيينة روي انّ
محمد بن اسحق قال سألت اباجعفر محمد بن علي
ما صنع عليّ في الخمس فقال سلك به طريق
ابي بكر وعمر وكان يكره ان يؤخذ

ہم کو اس کام کے لئے نہیں بلایا یہاں تک کہ میں جب کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے نکل کر آیا اور اسی مقام پر کھڑا تھا کہ مجھ سے عباسؓ ابن عبد المطلب ملے اور کہا کہ اے علیؓ! تو نے ہمیں ایسی چیز سے محروم کر دیا ہے جو اب کبھی قیامت تک ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے گی۔ ابو یوسفؒ، مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق نے زہریؒ سے کہ نجدہ نے خط لکھا ابن عباسؓ کو جس میں ذوی القربےٰ کے حصہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس کا ہے تو ان کو ابن عباسؓ نے لکھا کہ تم نے مجھے لکھا آپ مجھ سے ذوی القربےٰ کے حصہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کس کا ہے۔ اور وہ ہمارا ہے حال یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو اس طرف دعوت دی تھی کہ وہ اس سے ہماری بے شوہر عورتوں کے نکاح کریں اور ہمارے قرضداروں کا قرض ادا کریں اور جو ہم میں عیالدار ہیں اس سے ان کو خادم عطا کریں تو ہم نے انکار کر دیا بجز اس صورت کے کہ وہ اس مال کو ہمارے سپرد کر دیں تو اس سے انھوں نے انکار کر دیا۔ ابو یوسفؒ، مجھ سے حدیث بیان کی عطاء ابن السائب نے کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور ذوی القربےٰ کا حصہ بنی ہاشم کو بھیجا۔ کہا ابو یوسفؒ نے کہ ابو حنیفہؒ اور ہمارے اکثر فقہاءؒ یہ رائے رکھتے تھے کہ اس کو خلیفہ اسی طور پر تقسیم کرے جس طرح اس کو ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے تقسیم کیا تھا۔ شافعیؒ، بعض لوگوں نے کہا کہ ذوی القربےٰ کا خمس میں کوئی حق نہیں۔ ابن عیینہؒ نے کہا روایت کیا گیا کہ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ علیؓ نے خمس میں کیا کیا تھا تو انھوں نے کہا کہ وہ خمس میں ابو بکرؓ و عمرؓ کے طریقہ پر چلے تھے اور وہ اس سے کراہت کرتے تھے کہ ان پر ان دونوں کے

www.kitabghar.org

عليه خلافهما قلت يريد القائل انه كالاجماع
على سقوط سهمهم ثم رد الشافعي
عليه بكلام بسوط وكان مما قال
فقيل له هل علمت ان ابابكر قسم
على الحر والعبد و سوى بين
الناس وقسم عمر فلم يجعل للعبد شيئا
وفضل بعض الناس على بعض و
قسم علي فلم يجعل للعبد شيئا و
سوى بين الناس قال نعم قلت
افتعلم خالفهما قال نعم قلت
او تعلم ان عمر قال لا تباع امهات
الاولاد وخالفه علي قال
نعم قلت او تعلم عليا خالف ابابكر
في الجد قال نعم ثم قال
الشافعي اخبرنا عن جعفر بن محمد
عن ابيه ان حسنا و حسينا و
ابن عباس و عبد الله بن جعفر
سألوا عليا نصيبهم من الخمس
فقال هو لكم حق ولكني محارب
معاوية فان شئتم تركتم حقكم
فيه قال في الجديد فاخبرت
بهذا الحديث عبد العزيز بن
محمد فقال صدق هكذا
كان جعفر يحدثه افما حدثكه
عن ابيه عن جده

خلاف عمل کرنے پر گرفت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کے حصوں کا سقوط گویا اجماع کے مرتبہ میں آگیا۔ پھر شافعیؒ نے اس پر بسوط کلام کرتے ہوئے رد کیا ہے اور اس میں سے انھوں نے ایک بات یہ فرمائی کہ پھر اس (قائل سے کہا گیا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ ابو بکرؓ نے آزادوں اور غلاموں پر سب پر تقسیم کیا اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا تھا اور عمرؓ نے اس طرح تقسیم کیا کہ غلام کا کوئی حصہ نہیں رکھا اور بعض لوگوں کو بعض سے زیادہ دیا اور علیؓ نے تقسیم کیا تو انھوں نے غلام کا کوئی حصہ نہیں لگایا اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ پھر تم جانتے ہو کہ انھوں نے دونوں کے خلاف کیا تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ عمرؓ نے کہا تھا کہ جو ام ولد ہیں وہ نہ فروخت کی جائیں اور علیؓ نے اس کے خلاف کیا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا تم جانتے علیؓ کو کہ انھوں نے ابو بکرؓ کے خلاف کیا جد کے بارے میں تو کہا کہ ہاں (تو یہ بات کیسے قرین قیاس مانی جائے کہ علیؓ نے خمس کی تقسیم ابو بکر و عمر کے طریقہ پر کراہت کی تھی جبکہ بہت سی باتوں میں ان کا عمل شیخینؓ کے خلاف ثابت ہے) پھر کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر ملی جعفر بن محمدؒ سے ان کو اپنے باپ سے کہ حسنؓ اور حسینؓ اور ابن عباسؓ اور عبد اللہ بن جعفرؓ نے خمس میں سے اپنے حصوں کا سوال علیؓ سے کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ تمھارا حق ہے لیکن میں معاویہؓ سے لڑ رہا ہوں تو اگر تم چاہو تو اس (ضرورت کے موقع) میں اپنے حق کو ترک کر دو۔ کہا (شافعیؒ نے) جدید میں کہ پھر میں نے اس حدیث کی خبر دی عبد العزیز بن محمدؒ کو تو انھوں نے کہا کہ سچ کہا جعفرؒ اسی طرح اس کو بیان کیا کرتے تھے تو کیا آپ سے انھوں نے یہ حدیث اپنے باپ اور دادا کی روایت سے بیان نہیں کی۔

www.kitabghar.org

قلت لا قال ما أخبرہ الا عن جدہ
قال الشافعی أجعفر اعرف و اوثق
بحدیث ابیہ او ابن اسحٰق قال
بل جعفر ثم قال الشافعی انا ابراہیم
ابن محمد عن مطر الوراق و رجل لم یسمہ
کلاہما عن الحکم بن عتیبۃ عن
عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی قال لقیت
علیاً عند أحجار الزیت فقلت بأبی
أنت و أمی ما فعل ابوبکر فی حقکم
اہل البیت من الخمس فقال علیؑ اما
ابوبکر رحمہ اللہ فلم یکن فی زمانہ اخماس
و ما کان فقد أوفاناہ و اما عمر فلم یزل
یعطینا حتی جاءہ مال السوس و الاہواز
و قال الاہواز او مال الفارس انا
اشک فقال فی حدیث مطر او فی
حدیث الآخر فقال فی المسلمین
خلۃ حاجۃ فان احببتم ترکتم حقکم فجعلناہ
فی خلۃ المسلمین حتی یأتینا مال
فأوفیکم حقکم منہ فقال العباس
لا تطمعہ فی حقنا فقلت لہ یا ابا الفضل
ألسنا احق من أجاب امیر المومنین
و رفع خلۃ المسلمین فتوفی عمر
قبل ان یأتیہ مال فیقضیناہ
و قال الحکم فی حدیث
مطر او الآخر

ئیں نے کہا نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر ان کے دادا سے۔ کہا شافعیؒ نے کہ جعفر اپنے باپ کی حدیث کے زیادہ پہچاننے والے اور زیادہ پختہ کار ہیں یا ابن اسحٰق، انہوں نے کہا کہ جعفر۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابراہیم بن محمدؒ نے مطر الوراق اور ایک اور شخص سے جس کا نام نہیں لیا۔ دونوں نے روایت کیا حکم بن عتیبہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے کہا کہ میں نے ملاقات کی علیؓ سے احجار الزیت کے نزدیک تو میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ سے اہل بیت کے حق میں جو خمس میں ہے ابوبکرؓ نے کیا معاملہ کیا تھا۔ تو علیؓ نے کہا، ابوبکر رحمہ اللہ کے بارے میں تو یہ بات ہے کہ ان کے زمانہ میں اخماس تھے ہی نہیں اور جو کچھ تھا (یعنی جو اُن کے زمانہ میں مال آیا تھا) انہوں نے اُس کو پورا ادا کیا۔ رہے عمرؓ تو وہ ہمیشہ ہم کو دیتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس سوس اور اہواز کا مال آیا، یا کہا اہواز کا یا فارس کا مال آیا مجھے شک ہے، پھر کہا حدیث مطر میں ہے یا دوسری حدیث میں، بہرحال عمرؓ نے کہا بہت سے مسلمان حاجتمند ہیں اگر تم بخوشی اپنے حق کو چھوڑ دو تو ہم اس کو مسلمانو کی حاجت میں صرف کردیں یہاں تک کہ ہمارے پاس اور مال آجائے اور میں اس میں سے تمہارے حق کو پورا کردوں۔ اس پر عباسؓ (مجھ سے) کہا تم اُن کو ہمارے حق میں طمع نہ دلاؤ۔ میں نے اُن سے کہا اے ابوالفضل (یہ عباسؓ کی کنیت ہے) کیا امیر المومنینؓ کی بات کو ماننے اور مسلمانوں کی حاجت روائی کرنے کا سب سے زیادہ حق ہم پر نہیں ہے۔ اس کے بعد قبل اس کے کہ عمرؓ کے پاس مال آتے اور وہ ہم کو وہ حق پورا ادا کریں انکی وفات ہو گئی۔ اور حکم نے مطر کی حدیث میں کہا یا دوسرے شخص نے

www.kitabghar.org

ان عمر قال لكم حق و لا يبلغ علمي اذ اكثر
ان يكون لكم كله فان شئتم اعطيتكم منه
بقدر ما ارى لكم فأبيناه عليه الا كله فابى
ان يعطينا كله البيهقي عن ابن عباس
ان نجدة الحروري كتب اليه في سهم ذوي
القربى نحوا مما ذكر ابو يوسف ثم قال
الشافعي قال يعني ذلك القائل فكيف
يقسم سهم ذوي القربى وليست الرواية
فيه عن ابي بكر و عمر متواطئة قلت
هذا قول من لا علم له ثبت في هذا
الحديث عن ابي بكر انه اعطاهموه وعمر
حتى كثر المال ثم اختلف عنه في الكثرة
أرأيت مذهب اهل العلم في القديم
والحديث اذا كان الشئ منصوصا في
كتاب الله مبينا على لسان رسول صلى
الله عليه وسلم او بفعله أليس يستغنى
عن ان يسأل عما بعده أليس تعلم
ان فرض الله على اهل العلم اتباعه
قال بلى قلت فتجد سهم ذوي القربى
مفروضا في آيتين من كتاب الله
مبينا على لسان رسول
الله صلى الله عليه وسلم وبفعله
باثبت ما يكون من اخبار الناس من
وجهين احدهما ثقة المخبرين عنه
واتصال خبرهم

کہ عمرؓ نے کہا کہ تمھارا حق ہے اور میرا علم اس حد پر نہیں پہنچتا کہ اگر
مال کثیر ہو جائے تو وہ سب تمھارے لئے ہو جائے تو اگر تم چاہو تو
میں اس میں سے جتنا تمھارے لئے مناسب سمجھوں تم کو دیدوں
تو ہم نے ان سے کل مال سے کم لینے سے انکار کر دیا تو انھوں نے کل
مال دینے۔۔۔۔ سے انکار کر دیا۔ بیہقیؒ ابن عباسؓ سے کہ نجدۃ الحروری
نے ان کو لکھا ذوی القربٰی کے حصّوں کے بارے میں۔ اُسی طور
پر جس کا ذکر ابو یوسفؒ نے کیا ہے۔ پھر کہا شافعیؒ نے کہ کہا
یعنی اُس کہنے والے نے تو کیونکر ذوی القربٰی کا حصّہ تقسیم کیا
جائے گا حالانکہ اس میں کوئی روایت ابوبکرؓ و عمرؓ سے ایسی نہیں
جو باہم موافقت رکھتی ہو، مَیں نے کہا کہ یہ قول اُس کا ہے
جس کو علم نہیں۔ اس حدیث میں ابوبکرؓ سے ثابت ہے کہ اُنھوں
نے ان کو خمس عطا کیا اور عمرؓ نے بھی یہاں تک کہ مال کی
کثرت ہوئی پھر کثرتِ مال کے بعد اُن سے اختلاف کیا گیا۔ کیا
تم جانتے ہو اہلِ علم کے مذہب کو قدیم زمانہ کے اور بعد کے زمانہ
کے کہ جب کوئی شئے منصوص ہوتی ہے کتاب اللہ میں اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان یا آپؐ کے فعل سے صاف
واضح شدہ بھی ہو گیا وہ اس سے مستغنی نہیں کہ اس کے بعد اس
کے بارے میں کوئی سوال کیا جائے۔ کیا تم اس بات کو نہیں جانتے
کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم پر اُن کا اتباع فرض کیا ہے؟ اُس نے کہا
کیوں نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تم کتاب اللہ کی دو آیتوں میں
پاتے ہو کہ ذوی القربٰی کے حصّے فرض کئے گئے ہیں اور خوب
واضح شدہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپؐ
کے فعل سے جس کے بارے میں لوگوں کی ایسی خبریں موجود ہیں
جن کے ثبوت کی پختگی کی دو وجہیں موجود ہیں۔ ایک اُن میں سے
آپؐ سے خبر دینے والوں کا ثقہ ہونا اور ان کی خبروں کا متصل ہونا

www.kitabghar.org

وانہم کلّہم اہل قرابۃٍ لرسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم الزہری من اخوالہ وابن المسیّب من اخوال ابیہ وجُبیر بن مطعم ابن عمّہ وکلّہم قریب منہ فی جذم النسب وہُم یُخبرونک مع قرابتہم وشرفہم انہم مُخرَجون منہ وانّ غیرہم مخصوصٌ بہ و یخبرکَ انہ طلبہ ہو وعثمان فمتے تجد سُنّۃً اثبت لفرض الکتاب وصحۃ المخبرین من ہٰذہ السُّنۃ التی لم یُعارِضْہا من رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مُعارض بخلافہا قلتُ ہٰذا کلام الفریقین فتأمل فیہ جدًّا والاوجہ عندی ان عُمر ابن الخطّاب کان یَرٰے سہمَ ذوی القربٰے ثابتًا ماضیًا بعدَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم ولم یکن یَرٰے ان لہم خُمس الخُمس کاملاً بل کان یرے ذٰلک الے الامام یُعطیہم باجتہادہ کما رَوٰے ابویوسف والبیہقی وغیرہما عن ابنِ عباسٍ ولیس للشافعی حدیثٌ صریح یدلّ علے انّ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم و خُلفاءَہ کانوا یُعطون ذوی القربٰے خُمس الخُمس لاینقصونَ منہ ولا لابی یوسف نصٌّ صریح صحیح انّ ابا بکر وعمر

اور (دوسری وجہ) یہ ہے کہ وہ سب کے سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلِ قرابت ہیں۔ زُہری آپؐ کے اخوال میں سے (یعنی ماموں کی اولاد) اور ابن المسیب آپؐ کے باپ کے اخوال میں سے اور جُبیر بن مُطعم آپؐ کے ابنِ عم اور سب کے سب آپؐ سے قریب ہیں اصلِ نسب میں اور وہ تم کو خبر دے رہے ہیں اپنی قرابت اور شرافت کے ساتھ کہ ان کو اس (دیئے جانے والوں کے زمرے) سے نکال دیا گیا اور دوسرے لوگوں کو اس سے مخصوص کر دیا گیا اور وہ تم کو یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ انھوں نے بھی اُن کو بُلایا اور عثمانؓ نے بھی۔ پھر تم کب ایسی سنت پاؤ گے جو کتاب سے فرضیت کے ثبوت میں اور صحتِ مخبرین کے اعتبار سے اس سُنّت سے زیادہ پختگی رکھنے والی ہو، جس کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی معارض (قول یا فعل) ثابت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہے فریقین کا کلام اس میں بخوبی غور کر لینا چاہیئے۔ اور میرے نزدیک مناسب توجیہ یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب یہ رائے رکھتے تھے کہ ذوی القربٰے کا حصّہ ثابت ہے جاری رہنے والا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور یہ رائے نہیں رکھتے تھے کہ ان کا حصّہ خُمس کا پُورا پانچواں حصّہ ہے، بلکہ اس کو امام کی رائے پر موقوف سمجھتے تھے جو اُن کو اپنے اجتہاد سے عطا کرے۔ جیسا کہ ابو یوسفؒ اور بیہقیؒ وغیرہما نے ابنِ عباسؓ سے روایت کیا۔ اور شافعیؒ کے پاس کوئی ایسی حدیث صریح نہیں ہے جو اس پر دلالت کرتی ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خُلفاء ذوی القُربٰے کو خُمس کا پورا پانچواں حصہ دیا کرتے تھے، اس میں کچھ کمی نہ کرتے تھے۔ اور نہ ابو یوسفؒ کے پاس کوئی نص صریح موجود ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ نے

www.kitabghar.org

أسقطا سهم ذوى القربى بالكلية والكلبىّ ضعيفٌ عند اهل الحديث لا شكّ فى ذلك و وجه التطبيق بين الروايتين المختلفتين فى العلة التى عرضها عمر على علىّ فى ترك سهمهم انّ الأمرين صحيحٌ حطّ نصيبهم مما كانوا يزعمون انه حقهم وحثهم على بذل مالهم من الحق عنده الى الفقراء فى ايام الحاجة أبو يوسف رحمه الله حدّثنى بعض مشيختنا عن يزيد بن ابى حبيب ان عمر رضى الله عنه كتب الى سعد حين افتتح العراق امّا بعد فقد بلغنى كتابك تذكر انّ الناس سألوك ان تقسم بينهم مغانمهم و ممّا أفاء الله عليهم فاذا أتاك كتابى هذا فانظر ما أجلب الناس به عليك الى العسكر من كراع او مال فاقسمه بين من حضر من المسلمين و اترك الأرضين و الأنهار لعمّالها ليكون ذلك من أعطيات المسلمين فانك ان قسمتها بين من حضر لم يكن لمن بعدهم شئ و قد كنت امرتك ان تدعو من لقيت الى الاسلام فمن أسلم و استجاب لك قبل القتال فهو رجلٌ من المسلمين له

ذوی القربیٰ کے حصّہ کو بالکلیہ ساقط کر دیا تھا اور کلبی اہلِ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور دونوں مختلف روایتوں کے درمیان وجہ تطبیق اس علّت میں نظر کرنے سے واضح ہوتی ہے جس کو عمرؓ نے علیؓ کے سامنے پیش کی اُن کے حصّہ کے ترک کے بارے میں کہ دونوں امر صحیح ہیں اُن کے حصہ میں سے کمی کرنا بھی جس کے بارے میں ان کا دعوےٰ یہ تھا کہ وہ ان کا حق ہے اور اُن کا اپنے مال کو فقراء پر ایام حاجت میں خرچ کرنے پر برانگیختہ کرنا بھی جو اُن کے نزدیک حق میں سے تھا (جس کا اعتراف حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ سے کیا تھا)۔ ابو یوسف رحمہ اللہ، مجھ سے حدیث بیان کی میرے ایک شیخ نے یزید بن ابی حبیب سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعدؓ کو خط لکھا جب اُنھوں نے عراق کو فتح کیا امّا بعد میرے پاس تمھارا خط پہنچا جس میں تم ذکر کرتے ہو کہ لوگوں نے تم سے درخواست کی کہ تم ان پران کے اموالِ غنیمت کو تقسیم کرو اور جو کچھ اُن کو اللہ نے بغیر جنگ کے دیا ہے۔ تو جب تمھارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو ان چیزوں پر نظر کرو جو لوگ تمھارے پاس لشکر کی طرف گھوڑے یا اور مال لے کر آتے ہیں تو اُس کو مسلمانوں کے سامنے جو تمھارے پاس حاضر ہوں تقسیم کرو اور زمینوں اور نہروں کو اُن کے عمّال کے پاس چھوڑ دو تاکہ یہ چیزیں مسلمانوں کو عطیات کے لئے باقی رہیں کیونکہ تم نے اگر اُن کو بھی حاضرین پر تقسیم کر دیا تو بعد والوں کے لئے کوئی شے باقی نہ رہے گی اور میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ تم جس کا سامنا کرو اس کو اسلام کی دعوت دو تو جو شخص مسلمان ہو جائے اور تمھاری دعوت قبول کر لے قتال سے پہلے تو وہ مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اُس کا حق وہی ہے جو دوسرے

www.kitabghar.org

ما لہم و علیہ ما علیہم و لہ سہم فی الاسلام و من اجاب بعد القتال و بعد الہزیمۃ فہو رجل من المسلمین و مالہ لاہل الاسلام لانہم قد احرزوہ قبل اسلامہ فہذا امری و عہدی ایک ابویوسف حدثنی غیر واحد من علماء اہل المدینۃ قالوا لما قدم علی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جیش العراق من قبل سعد بن ابی وقاص شاور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی تدوین الدواوین و قد کان اتبع رأی ابی بکر رضی اللہ عنہ فی التسویۃ بین الناس فلما جاء فتح العراق شاور الناس فی التفضیل و رأی انہ الرأی فاشار علیہ بذلک من رآہ و شاورہم فی قسمۃ الارضین التی افاء اللہ علی المسلمین من ارض العراق والشام فتکلم قوم فیہا و ارادوا ان یقسم لہم حقوقہم و ما فتحوا فقال عمر رضی اللہ عنہ فکیف بمن یأتی من المسلمین فیجدون الارض بعلوجہا قد قسمت و ورثت عن الآباء و حیزت ما ھذا

مسلمانوں کا ہے اور اس کے اوپر وہی حق ہے جو عام مسلمانوں پر ہے اور اسلام میں اس کا حصہ بھی لگے گا اور جو شخص بعد قتال اور بعد ہزیمت کے دعوت قبول کرلے تو وہ (بھی اب) مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اور اس کا مال اہل اسلام کا ہے (اس کی واپسی نہ ہوگی) کیونکہ مسلمانوں نے اس پر قبضہ کیا اس کے اسلام لانے سے پہلے۔ تو یہ میرا حکم ہے اور میری طرف سے تم پر ذمہ داری ہے۔ ابو یوسفؒ، ایک سے زیادہ علماء اہل مدینہ نے مجھ سے روایت کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس سے عراق کا لشکر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا تو انھوں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رجسٹروں کے مرتب کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور (پہلے آپ) سب لوگوں کو مساوی رکھنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کا اتباع کرچکے تھے۔ پھر جب عراق سے فتوحات آئیں تو لوگوں سے بعض کو فضیلت دینے کے بارے میں مشورہ کیا اور آپ نے دیکھا کہ عام رائے یہی ہے جس سے آپ نے رائے لی اس نے اسی طرف اشارہ کیا اور آپ نے سرزمین عراق وشام کی زمینوں کی تقسیم کے بارے میں ان سے مشورہ کیا جن زمینوں کو اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو عطا فرمادیا تھا تو ایک قوم نے اس کے بارے میں گفتگو کی اور انھوں نے یہ تجویز کیا کہ ان (مجاہدین) کے حقوق اور ان کے فتح کرنے کا لحاظ کرتے ہوئے ان کو بھی ان پر تقسیم کردیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس صورت میں ہم ان مسلمانوں کے ساتھ کیا کریں گے جو (آئندہ) آئیں گے اور تمام سرزمین کو اس حال میں پائیں گے کہ وہ ان گبروں سمیت (جو اس زمین میں ممتاز مقام رکھتے تھے) تقسیم ہوچکی اور آبائی ترکہ کی طرح وہ ان کے وارث قرار دیئے جاچکے اور وہ ان پر ذی اختیار بنائے جاچکے۔ میری یہ رائے

www.kitabghar.org

برأيه فقال له عبدالرحمن بن عوف فما الرأي ما الارض والعلوج الا مما أفاء الله عليهم فقال عمر ما هو الا كما تقول و لست أرى ذلك والله لا يُفتح بعدي بلد فيكون فيه كبير نيل بل عسى أن يكون كلاً على المسلمين فاذا قسمت ارض العراق بعلوجها وارض الشام بعلوجها فما يُسدّ به الثغور و ما يكون للذرية و الأرامل بهذا البلد و بغيره وان اهل الشام والعراق أكثروا على عمر وقالوا لا تقف ما أفاء الله علينا بأسيافنا على قوم لم يحضروا ولم يشهدوا ولأبناء قوم ولأبنائهم لم يحضروا فكان عمر رضي الله عنه لا يزيد على ان يقول هذا رأيي قالوا فاستشر فاستشار المهاجرين الاولين فاختلفوا فاما عبدالرحمن ابن عوف رضي الله عنه فكان رأيه ان يقسم لهم حقوقهم و رأي عثمان و علي و طلحة رأي عمر رضي الله عنهم اجمعين فارسل الى عشرة من الانصار خمسة من الاوس و خمسة من الخزرج

نہیں ہے۔ تو اُن سے عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف نے کہا پھر کیا رائے ہے زمین اور وہاں کے سُکّان تو "ما افاء اللہ علیہم" (یعنی جو کچھ اللہ نے اُن کو غنیمت میں دیا) میں داخل ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو اور میں یہ رائے (کہ زمینوں کو زمینداروں سمیت تقسیم کر دیا جائے اس لئے) مناسب نہیں سمجھتا کہ واللہ میرے بعد کوئی ایسا ملک فتح نہ ہوگا جس میں کوئی بڑی آمدنی ہو بلکہ قیاس یہ ہے کہ وہ ایک بوجھ ہوگا مسلمانوں پر تو جب عراق تقسیم کر دیا گیا مع اُس کے زمینداروں کے اور سرزمین شام بھی تقسیم کر دی گئی زمینداروں سمیت تو تم کس (خزانہ) سے سرحدوں کو مضبوط کرو گے اور کہاں سے امداد دے سکو گے اس شہر اور دوسرے مقام کے بچوں اور بیکس عورتوں کو۔ اور حال یہ پیش آیا کہ اہلِ شام و عراق نے (یعنی ان مجاہدین نے جو وہاں سے آتے تھے) عمرؓ کے ساتھ بہت کہا سُنی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے ذریعہ سے ہم کو غنیمت میں دیا ہے اُس کو آپ اُن لوگوں پر وقف نہ کیجئے جو موجود نہیں ہیں اور نہ وہ میدان میں نکلے اور اس قوم کی اولاد پر وقف نہ کیجئے اور نہ اُن کی اولاد پر وقف کریں جو موجود بھی نہیں ہیں مگر عمر رضی اللہ عنہ اسی قول پر جمے رہے کہ میری رائے تو وہی ہے۔ اُن لوگوں نے کہا تو (مسلمانوں سے) مشورہ کر لیجئے۔ اس پر آپ نے مہاجرینِ اوّلین سے مشورہ کیا تو وہ مختلف الرائے ہو گئے۔ عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کی رائے یہ تھی کہ یہ ان کے حصے اُن پر تقسیم کر دیئے جائیں اور عثمان رضؓ اور علی رضؓ اور طلحہ رضؓ کی رائے وہی تھی جو عمر رضؓ کی رائے تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس کے بعد عمرؓ نے انصار میں سے دس آدمیوں کو بُلایا، پانچ قبیلہ اوس کے اور پانچ قبیلہ خزرج کے

www.kitabghar.org

من کبرآئہم و اشرافہم فلما اجتمعوا
حمد اللہ و اثنی علیہ بما ہو اہلہ
ومستحقہ ثم قال انی لم ازعجکم
الا لان تشرکوا فی امانتی فیما
حملت من امورکم فانی واحد
کاحدکم و انتم الیوم تقرّون بالحق
خالفنی من خالفنی ووافقنی من
وافقنی ولست ارید ان تتبعوا الذی
ہو ہوائی معکم من اللہ کتاب
ینطق بالحق فواللہ لئن کنت نطقت
بامر اریدہ ما اردت بہ الا الحق
قالوا قد نسمع یا امیر المومنین
و قال قد سمعتم کلام ہؤلاء
القوم الذین زعموا انی اظلمہم
حقوقہم وانی اعوذ باللہ ان ارکب
ظلما لئن کنت ظلمتہم شیئا ہو
لہم واعطیتہ غیرہم لقد شقیت
ولکن رأیت انہ لم یبق شیٔ
یفتح بعد ارض کسریٰ وقد
غنمنا اللہ اموالہم وارضہم و
علوجہم فقسمت ما غنموا من مال
اوردتہ بین اہلہ واخرجت
الخمس فوجہتہ علی وجہہ
وانا فی توجیہہ و
رأیت

جو انصار کے بڑے اور اشراف میں سے تھے جب یہ سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا پڑھی جس کا وہ اہل و مستحق ہے۔ پھر کہا کہ میں نے آپ صاحبان کو صرف اس لئے تکلیف دی کہ مجھ پر آپ کے امور کے بارے میں جو ایک امانت کا بوجھ ہے اس کے تحمل میں آپ میرے ساتھ شریک ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ میں تم ہی جیسا ایک شخص ہوں اور آج تم کو حق پر جمنا ہوگا جس کو مجھ سے اختلاف ہوا اس نے اختلاف کیا اور جس نے موافقت کی اس نے موافقت کا اظہار کیا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم لوگ اس بات کا اتباع کرو جو میری خواہش ہو۔ تمہارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو حق بات بتاتی ہے۔ خدا کی قسم جو کچھ میں زبان پر لاتا رہا ہوں اس امر کے بارے میں جس کا میں ارادہ کر رہا ہوں میں نے اس سے کسی شے کا ارادہ نہیں کیا بجز حق کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم سن رہے ہیں اے امیر المومنین۔ اور آپ نے کہا کہ تم سن چکے ہو اس قوم کا کلام جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں ان کے حقوق کے ساتھ ظلم کر رہا ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ظلم کا مرتکب بنوں بخدا اگر میں نے ان پر ظلم کیا کسی ایسی شے کے بارے میں جو اُن کی ہے اور میں نے اُس کو دوسرے لوگوں کو دیدیا تو میں درحقیقت بدکردار ہوں گا۔ لیکن میں نے یہ دیکھا کہ اب کوئی چیز باقی نہیں رہی سرزمین کسریٰ کے بعد جس کو فتح کیا جائے گا اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے اموال اور اُن کی زمینیں اور اُن کے زمینداروں کو ہمیں غنیمت میں دیا تو جو کچھ مال غنیمت میں آیا میں نے اُس کو تقسیم کر دیا اور حقداروں کو اس کا وارث بنادیا اور میں نے خمس نکالا تو اُس کو بھی اُس کے مصارف میں پہنچادیا اور میں اس کام میں ابھی تک لگ رہا ہوں اور میں نے یہ رائے قائم کی

أن أحبس الأرضين بعلوجها وأضع
عليهم فيها الخراج وفي رقابهم
الجزية يؤدونها فتكون فيئا
للمسلمين المقاتلة والذرية ولمن
يأتي بعدهم أرأيتم هذه الثغور
لا بد لها من رجال يلزمونها أرأيتم
هذه المدن العظام كالشام و
الجزيرة والكوفة والبصرة ومصر
لا بد لها من أن تشحن بالجيوش وإدرار
العطاء عليهم فمن أين يعطى
هؤلاء إذا قسمت الأرضون والعلوج
فقالوا جميعا الرأي رأيك
فنعم ما قلت وما رأيت إن لم
تشحن هذه الثغور وهذه المدن
بالرجال وتجري عليهم ما يتقوون
به رجع أهل الكفر إلى مدنهم
فقال قد بان لي الأمر فمن
رجل له جزالة وعقل يضع
الأرض مواضعها ويضع على العلوج
ما يحتملون فاجتمعوا له على
عثمان بن حنيف وقالوا تبعثه إلى
أهم من ذلك فإن له بصرا
وعقلا وتجربة فأسرع إليه
عمر فولاه مساحة أرض
السواد

کی زمینوں کو ان کے کاشتکاروں سمیت روک لوں اور ان زمینوں کے بارے میں ان پر خراج (یعنی سرکاری لگان) اور ان کی گردنوں پر اتنا جزیہ (ٹیکس) جس کو وہ بخوشی ادا کر سکیں قائم کر دوں تو یہ ایک شے (یعنی مستقل ذریعۂ آمدنی) مسلمانوں کے لئے ہو گی لڑنے والی جماعت کے لئے مسلمانوں کی اولاد کے لئے اور ان مسلمانوں کے لئے جو ان کے بعد آنے والے ہیں۔

کیا تم نے ان ملکی سرحدوں پر غور کیا کہ ان کی حفاظت کے لئے ایسے [illegible] پر اور کوفہ و بصرہ اور مصر پر کہ ضرورت ہے کہ ان کو لشکروں سے بھر دیا جائے اور لشکر والوں کو وظائف دیئے جائیں تو ان لوگوں کو کہاں سے دیا جائے گا جب کہ یہ زمینیں اور ان کے کاشتکار کو تقسیم کر چکیں گے۔ تو سب نے کہا کہ بلاشبہ آپ ہی کی رائے ہے جو کچھ آپ نے کہا اور جو رائے قائم کی وہ بہت مناسب ہے۔ اگر ان سرحدوں کو فوجوں سے نہ بھرا گیا اور ان شہروں میں فوجوں کو نہ رکھا گیا جن کے لئے امداد کا اجراء بھی ضروری ہو گا جس سے وہ تقویت حاصل کریں تو اہل کفر پھر اپنے شہروں کی طرف لوٹ آئیں گے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب معاملہ واضح ہو چکا ہے تو اب بتلائیے (?) کہ کون ایسا شخص ہے جس [illegible] اور عقل ہو جو زمین پر لگان قائم کرے اور [illegible] پر اتنا ٹیکس قائم کرے جس کو وہ برداشت کر سکیں [illegible] آپ سامنے عثمان بن حنیف [illegible] اور انہوں نے عرض کیا کہ آپ ان کو اس سے بھی زیادہ اہم کام پر بھیج سکتے ہیں کیونکہ وہ صاحب نظر و صاحب عقل و تجربہ کار ہیں۔ تو عمرؓ نے فوراً ہی ان کو (عراق و شام کی) مزروعہ زمینوں کا بندوبست

www.kitabghar.org

فَأَدَّتْ جبايةُ سوادِ الكوفة قبلَ أن يموتَ عمر بعامٍ مائة ألف ألفٍ و الدرهمُ يومئذ درهمٌ ودانقان ونصفٌ كانت الدراهمُ يومئذ وزن الدرهم مثل وزنِ المثقال وحدّثني الليث بن سعد عن حبيب بن أبي ثابت أن أصحابَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم و جماعة المسلمين أرادوا عمر بن الخطاب أن يُقسم الشامَ كما قسم رسولُ الله صلى الله عليه وسلم خيبر وأنه كان أشدَّ الناس عليه في ذلك الزبير بن العوام وبلالُ بن رباح فقالَ عمر إذنْ أتركُ مَن بعدَكم من المسلمين لاشيَ لهم ثم قالَ اللّهم اكفِني بلالاً وأصحابَه قال ورأى المسلمونَ أنَّ الطاعونَ الذي أصابهم بعمواس كانَ عن دعوة عُمر قال وتركهم عمر ذمةً يؤدّون الخراج إلى المسلمين وحدّثني محمد بن إسحق عن الزهري أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه استشار الناسَ في السواد حين افتتح فرأى عامتهم أن يَقسِمه وكانَ بلالُ بن رباح من أشدّهم في ذلك وكانَ رأيُ عمر أن يتركه ولا يقسمه فقالَ اللّهم اكفِني بلالاً

بنادیا تو اراضی کوفہ کی مالگذاری عمر رضؓ کے انتقال سے ایک سال قبل تک دس کروڑ درہم تک پہنچ گئی اور اُس زمانہ کا درہم (بعد کے دَور کے) ایک درہم اور اڑھائی دانگ کے برابر تھا۔ درہم اُس زمانہ میں ایسے ہوتے تھے کہ درہم کا وزن مثقال کے وزن جیسا ہوتا تھا۔ اور مجھ سے روایت کیا لیث بن سعد نے حبیب بن ابی ثابت سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ عمر رضؓ بن الخطاب سے شام کو تقسیم کرائیں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں عمر رضؓ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ سختی کرنے والے زُبیر بن العوام اور بلال بن رباح تھے تو عمر رضؓ نے کہا کہ پھر تو میں تمہارے بعد آنے والے مسلمانوں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ اُن کے لئے کچھ بھی نہ ہوگا۔ پھر عمر رضؓ نے دُعاء کی کہ یا اللہ بلال رضؓ اور اُس کے ساتھیو کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہوجا۔۔ کہا (حبیب بن ابی ثابت نے) کہ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ عمواس میں جو طاعون ان پر پڑا وہ عمر رضؓ کی دُعاء کے نتیجہ میں پڑا تھا۔ اور کہا کہ عمر رضؓ نے اُن (شہروں کے قدیم باشندوں) کو ذمّی بنا کر چھوڑ دیا کہ وہ مسلمانوں کو خراج ادا کرتے رہیں۔ اور مجھ سے روایت کیا محمد ابن اسحٰق نے زُہری سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے لوگوں سے اراضی مزروعہ کے بارے میں مشورہ کیا جب (عراق وشام کی) فتح ہوگئی تو عام لوگوں کی رائے یہ ہوگئی کہ وہ ان کو (لڑنے والوں پر) تقسیم کردیں۔ اور بلال بن رباح اُن (تقسیم اراضی کا مطالبہ کرنے والوں) میں اس بارے میں سب سے زیادہ سخت تھے اور عمر رضؓ کی رائے یہ تھی کہ وہ اس کو چھوڑ دیں اور تقسیم نہ کریں تو عمر رضؓ نے دعاء کی کہ یا اللہ بلال رضؓ کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہوجا

www.kitabghar.org

وتكلموا في ذلك يومين او ثلثاً او دون ذلك ثم قال عمر انى قد وجدت حجة قال الله عز وجل في كتابه وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ حتى فرغ من شان بني النضير فهذه عامة في القرى كلها ثم قال مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ثم قال لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ ثم لم يرض حتى خلط بهم غيرهم فقال وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ

اور یہ لوگ اس (جھگڑے) میں دو دن یا تین دن یا اس سے کچھ کم لگے رہے۔ پھر عمرؓ نے فرمایا کہ میں حجت پا چکا ہوں۔ اللہ عزّ وجل نے اپنی کتاب میں فرمایا وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ تا قَدِيْرٌ ۝ (۵۹ : ۶) اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اُن سے دلوایا سو تم نے نہ اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالٰے (کی عادت ہے کہ) اپنے رسولوں کو جس پر چاہے (خاص طور پر) مسلّط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالٰے کو ہر چیز پر پوری قدرت حاصل ہے۔" یہاں تک کہ فارغ ہو گیا بنو نضیر کے تصفیہ سے تو اب یہ عام ہے تمام بستیوں کے بارے میں، پھر فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ تا شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (۵۹ : ۷) جو کچھ اللہ تعالٰے (اس طور پر) اپنے رسولؐ کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسے فدک اور ایک حصہ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسولؐ کا اور (آپ کے) قرابتداروں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال فے) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسولؐ تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رُک جایا کرو اور اللہ تعالٰے سے ڈرو بیشک اللہ تعالٰے (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔" پھر فرمایا لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ تا الصّٰدِقُوْنَ ۝ (۵۹ : ۸) اُن حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جُدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالٰے کے فضل (یعنی جنّت) اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔" پھر حق تعالٰے نے اس پر بس نہیں کر دیا بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا چنانچہ فرمایا وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ تا هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

www.kitabghar.org

وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ
هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي
صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا
وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ
نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٥
فهذا فيما بلغنا والله اعلم فى الانصار
خاصّةً ثم لم يرض حتى خلط بهم
غيرهم فقال وَالَّذِينَ جَاءُوا
مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ
لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا
بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ
رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ٥ فكانت هذه عامّةً
لمن جاء بعدهم فقد صار هذا الفئ بين
هؤلاء جميعًا فكيف نقسمه لهؤلاء
وندع من تخلّف بغير قسم فاجمع
على تركه وجمع خراجه ابويوسف
الذى رأى عمر رضى الله عنه من
الامتناع من قسمة الارضين بين
من افتتحها عند ما عرّفه الله
ما كان فى كتابه من بيان ذلك
توفيق من الله تعالى كان
له فيما صنع
فيه

(۵۹: ۹) اور (نیز) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنی
مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے
ہیں جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے
ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں
میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان
پر فاقہ ہی ہو اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ
رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" تو یہ اس علم کے
مطابق جو ہم کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے
خاص طور پر انصار کے حق میں ہے، پھر اس پر اکتفاء نہیں فرمایا
بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا اور فرمایا وَالَّذِينَ
جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ تا رَحِيمٌ ٥ (۵۹: ۱۰)۔ اور ان لوگوں
کا (بھی اس مالِ فے میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان
مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار
ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے
پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی
طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے
شفیق رحیم ہیں۔" تو یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کے لئے جو ان
کے بعد آئے تو یہ فے ان سب کے لئے ہے تو ہم اس کو ان ہی
لوگوں پر کیسے تقسیم کر دیں اور بعد والوں کو بغیر حصّہ کے چھوڑ دیں
تو تقسیم کے ترک پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اس کے خراج کے
جمع کرنے پر۔ ابویوسف جو رائے قائم فرمائی عمر رضی اللہ
عنہ نے کہ زمینوں کو ان لوگوں پر تقسیم ہونے سے روکا جاتے
جنھوں نے ان کو فتح کیا اس حجت کو پیش نظر رکھ کر جس کا بیان
اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے یہ توفیق تھی اللہ تعالیٰ
کی طرف سے جو ان کو دی گئی، اس میں جو کچھ انھوں نے کیا

www.kitabghar.org

كانت الخيرةُ لجميع المسلمين وفيما
رأى من جمعِ خراج ذلك وقسمته
بين المسلمين عمومُ النفعِ لجماعتهم
لانّ هذا لو لم يكن موقوفاً على الناس
في الأعطيات والأرزاقِ ولم
تشحن الثغورُ ولم تقوى الجيوش
على المسير في الجهاد ولَمّا
أمن برجوع اهلِ الكفر الى مدنهم
اذا خلت من المقاتلة والمرتزقة
والله اعلم بالخير حيث كان
قال الشافعي الدُّورُ والارضون
ممّا تصالحوا عليه وقف للمسلمين
يستغلّ غلتها في كل عام قال
واحسب ما تركه من بلادِ اهل الشرك
هكذا او شيئ استطاب انفس
مَن ظهر عليه بخيلٍ وركاب فتركوه
كما استطاب رسولُ الله صلى الله
عليه وسلم انفس اهل سبي
هوازن فتركوا حقوقهم قال و
في حديث جرير بن عبد الله
عن عمر انّه عوّضه من
حقه ويشبه قول جرير عن
عمر لولا انّي قاسم
مسئول
لتركتم

تمام مسلمانوں کی بھلائی تھی اور جو رائے اُنھوں نے قائم کی کہ اس کا خراج جمع کیا جائے اور اس کو مسلمانوں پر تقسیم کیا جاتا رہے جماعتِ مسلمین کے لئے اس کا عام نفع تھا کیونکہ اس کو اگر عام مسلمانوں پر عطایا اور وظائف کے وقف شدہ نہ قرار دی جاتی تو سرحدوں کی حفاظت کے لئے لشکر متعیّن نہ ہوسکتا اور جہاد پر روانگی کے لئے لشکروں کو طاقت نہ پہنچائی جاسکتی اور کبھی اہلِ کفر کے اپنے شہروں کی طرف واپسی سے بے فکری نہ حاصل ہوسکتی جب کہ وہ شہر خالی ہوتے جنگی مردوں اور وظائف پانے والے لوگوں سے اور اللہ تعالےٰ خیر کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے وہ جہاں بھی ہو. شافعیؒ نے کہا کہ مکانات اور زمینیں جن پر باہمی صلح ہوئی ہو مسلمانوں کے لئے وقف ہے اُن کی آمدنی ہر سال جمع کی جائے گی اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اہلِ شرک کے چھوڑے ہوئے شہر اسی طرح کے تھے اور کچھ ایسی زمین تھی جس میں عمرؓ نے ان لوگوں کے نفسوں کی رضامندی چاہی جو کہ گھوڑے اور اونٹ دوڑا کر (یعنی جنگ سے) اس پر غالب ہوئے تو اُنھوں نے اُس شے (سے اپنے حقوق) کو چھوڑ دیا جیسا کہ رضامندی حاصل کی تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے جن کے پاس ہوازن کے قیدی تھے تو اُنھوں نے اپنے حقوق کو ترک کر دیا تھا (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر رضامند ہو کر ان کو آزاد کر دیا تھا) کہا (امام شافعیؒ نے) اور جریر بن عبداللہؓ کی حدیث میں عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ان کو ان کے حق کا بدلہ دیدیا تھا اور مشابہ ہے قول جریرؓ کے جو عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا تقسیم کرنے والا ہوں جس سے باز پرس بھی ہوگی تو میں تم کو چھوڑ دیتا

www.kitabghar.org

علےٰ ماقسّمِ لکم اَنْ یکونَ قسم لھم بلادَ صلحٍ مع بلادِ ایجافٍ فردَّ قسمَ الصلحِ وعوّض من بلاد الایجاف بالخیلِ و الرکابِ قلتُ والاوجہ عندی ان الفارسَ و الرّومَ کانوا متسلّطین علےٰ مُلّاکِ الارض یاخذون منھم الخراجَ ولم یکونوا مُلّاکَ الارض ولا زرّاعھا ولا وَرِثوھا عن آبائھم و اجدادھم فقاتل المسلمونَ اولئک المتغلّبین حتے دفعوھم عن سواد الشّام والعراق واَمّا مُلّاکُ الارض و علوجھا الّذین کانوا یزرعونھا ویسکنونھا و ورثوھا عن آبائھم فاکثرھم صلحوا المسلمینَ و التزموا الخراجَ وبعضھم ظاھروا الرومَ والفارسَ و قاتلوا معھم فاشتبہ الامر علے النّاس فظنّ عوامھم انّ الاراضے مغنومۃٌ لوجود المقاتلۃِ فی الجملۃِ وفطنَ الخواصّ بانّ المقاتلۃ انّما کانت مع المتسلّطین المتغلّبین و امّا اھل الارض الّذین ھُم مُلّاکھا وسُکّانھا فانّ اکثرھم صالحوا المسلمین و افتتحھا المسلمُون صُلحًا من غیر ایجافِ خیلٍ و لا رِکابٍ و انّما اَوجفوا

اس پر جو تمہارے لئے کیا جا چکا ہے کہ بلادِ صلح مع بلادِ ایجاف اُن (عام مسلمانوں) کے حصّہ میں آتے۔ پھر عمر رضؓ نے صلح سے فتح کئے ہوتے علاقہ کو تو الگ کر لیا اور بلادِ ایجاف کا جن پر گھوڑوں اور اونٹوں سے لڑائی ہوتی بدلہ دے دیا۔ میں کہتا ہوں اور معقول وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ فارس اور روم تسلّط تھے زمین کے مالکوں پر اور ان سے خراج لیا کرتے تھے اور فارس و روم والے خود زمین کے مالک نہ تھے اور نہ اُس کو زراعت کرنے والے تھے اور نہ اُن کو ان کے باپ اور دادا سے وراثت میں ملی تھی تو مسلمانوں نے ان غلبہ پانے والوں فارس اور روم سے قتال کیا یہاں تک کہ ان کو دھکیل دیا شام اور عراق کے سرسبز علاقہ سے۔ رہے زمینوں کے مالک اور اُن کے باشندے جو اُن زمینوں کی زراعت کرتے اور اُن پر رہتے تھے اور اپنے باپ دادا سے اُن کے وارث بنتے آتے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے مصالحت کرلی اور خراج کا دیتے رہنا منظور کر لیا اور ان میں کے بعض لوگوں نے روم اور فارس کو مدد دی اور اُن کے ساتھ مل کر (مسلمانوں سے) قتال کیا تو لوگوں پر یہ امر مشتبہ ہوگیا اور عام لوگوں کو یہ گمان ہوگیا کہ تمام زمینیں غنیمت میں آئی ہوتی ہیں کہ فی الجملہ سب ہی کے لئے قتال وجود میں آیا۔ لیکن خواص نے یہ سمجھ لیا کہ مقاتلہ تو مسلّطین اور متغلّبین (یعنی فارس اور روم والوں) سے ہوا تھا، رہے زمین والے جو کہ ان کے مالک، اور اُن کے باشندے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی اور اُس کو مسلمانوں نے بغیر اس کے کہ اس میں گھوڑے اور اونٹ دوڑائیں صلح سے فتح کیا تھا اور ایجاف (یعنی جنگ) تو اُن دوسرے

؎ یہ قول جریر ہے۔ علیٰ ما قسّم لکم پر عمر رضؓ کا قول ختم ہوگیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خیبر میں ہوا تھا کہ جو حصّہ فتح ہوا تھا ایجاف خیل ورکاب سے وہ مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ میں اسی تقسیم کو تم پر چھوڑ دیتا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

علیٰ غیرہم ممن تغلّب علیہم فلذلک تلا
عمر آیۃ الفیٔ فی ہذہ المسئلۃ واما القلیل
منہم الذین قاتلوا المسلمین علیٰ اراضیہم
مع جنود فارس والروم فاراضیہم مغنومۃ
استطاب نفوسہم عنہا عمر بن الخطاب
حین اراد ایقاف السواد فمن لم یطب نفسا
عوّضہ وان کان الامر علیٰ ما ذہب
الیہ ابو یوسف فسوادُ العراق والشام
محوّل عن سنن الاموال المغنومۃ مخصوص
من عموم قولہ تعالیٰ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا
غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ باجماع الصحابۃ و
بما فہموا من حدیث النبیّ صلی اللہ
علیہ وسلم مقتضیٰ کلامہ فی فتح
فارس والروم واما غیرہا من البلاد
فعلیٰ ما قال الشافعی علیٰ نوعین احدہما
ما افاء اللہ تعالیٰ من غیر ایجاف خیل
ولا رکاب ویجعل خزانۃً للغزاۃ کما
صنع رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بنصف خیبر الذی اصابہ من غیر
ایجاف وکما صنع بالنضیر وفدک (نام دیہے از خیبر ۱۲)
والثانی ما افاء اللہ تعالیٰ بایجاف
الخیل والرکاب فیقسم علیہم کما
صنع رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بنصف خیبر الذی اصابہ عنوۃً وہذا
الذی ذہبنا الیہ

لوگوں سے ہوا تھا جنھوں نے ان (باشندوں اور کاشتکاروں)
پر غلبہ حاصل کیا تھا اسی لئے عمرؓ نے آیتِ فیٔ کی تلاوت کی
اس مسئلہ میں۔ رہے ان میں کے وہ تھوڑے سے لوگ جنھوں
نے اپنی زمینوں پر فارس اور روم کے لشکروں کے ساتھ مل کر
مسلمانوں سے قتال کیا تھا تو ان کی زمینیں مالِ غنیمت تھیں
اُن کی ذوات سے عمر رضی اللہ عنہ نے جب پورے علاقہ کو وقف
قرار دیدینے کا ارادہ کیا تو رضامندی حاصل کی تو جو بخوشی آمادہ
نہ ہوا اُس کو معاوضہ دیدیا۔ اور اگر بات وہ ہو جس کی طرف
ابو یوسفؒ گئے ہیں تو عراق اور شام کا علاقہ اموالِ غنیمت
کے طریقوں سے (دوسرے اصول کی طرف) ہٹایا گیا اور خاص
کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے عموم سے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا
غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو شے
(کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اُس کا حکم یہ ہے کہ الخ؛
بذریعہ اجماع صحابہؓ کے اور حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
فارس اور روم کی فتح کے بارے میں جو آپ کے مقتضائے کلام کو
اصحاب نے سمجھا تھا۔ رہے ان کے سوا دوسرے شہر تو جیسا کہ امام
شافعیؒ نے کہا وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ایسے کہ جو اللہ تعالیٰ نے
عطا کئے بغیر ایجاف خیل و رکاب کے (یعنی بغیر مقاتلہ) اور یہ بنائے
جائیں گے خزانہ غازیوں کے لئے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
علیہ وسلم نے نصف خیبر کے ساتھ کیا جو بغیر لڑے ہاتھ لگا تھا
اور جیسا کہ آپؐ نے نضیر اور فدک (خیبر کے ایک گاؤں کا نام ہے ۱۲) کے ساتھ کیا۔ دوسرے ایسے جن کو
اللہ تعالیٰ نے ایجافِ خیل و رکاب سے دیئے (یعنے مجاہدین کو لڑائی
کرنا پڑی) تو یہ مجاہدین پر تقسیم کئے جائیں گے جیسا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے اس نصف حصہ کے ساتھ عمل کیا جو
آپؐ کے قبضہ میں لڑائی سے آیا تھا۔ اور یہ تحقیق جس کی طرف ہم گئے ہیں

www.kitabghar.org

مدلولُ ظاهر ما رواه مالكٌ والشافعي عن زيد بن اسلم عن ابيه قالَ عمر لولا آخر المسلمين ما فُتِحَت مدينةٌ الاّ قسمتها كما قسم رسولُ الله صلى الله عليه وسلم خيبرَ الشافعي تعليقًا عن جرير ابن عبد الله عن عمر لولا انّي قاسم مسئول لتركتكم على ما قُسم لكم فبهذه الرواية يتعيّن حملها على المفتوح عنوةً فان رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قسم عليهم الاّ المفتوح عنوةً ولكن ظهر لعمرَ وجمهور الصحابة مصلحة اقتضت ترك قسمة المفتوح عنوةً وجعله خزانةً للغزاة عُدّةً للسلاح والكُراع الشافعي عن الزهري عن مالك بن اوس ان عمر قالَ ما احدٌ الاّ لهُ في هذا المال حقٌّ اُعطيه او مُنِعه الاّ ما ملكت ايمانكم الشافعي عن ابن المنكدر عن مالك ابن اوس قالَ عمر لئن عشتُ ليأتينّ الراعيَ بسَروِ حِميَر حقُّه ثم اوّلَ الشافعيُّ كلامَ عمر فقالَ معناه ما احدٌ من اهل الفيء الذين يغزون الاّ ولهُ حقٌّ في مال الفيء او الصدقة قالَ

مدلول ہے اُس ظاہر روایت کا جس کو مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر بعد کے مسلمان (جن کے حق کی صراحت والذین جاؤا من بعدہم میں فرمادی گئی) نہ ہوتے (یعنی ان کا حق پیش نظر نہ ہوتا) تو کوئی شہر فتح نہ ہوتا مگر میں اس کو اسی طرح تقسیم کرتا جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔ شافعیؒ تعلیقاً جریر بن عبداللہؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا تقسیم کرنے والا ہوں کہ مسئول بھی ہوں تو میں تم کو اس تقسیم پر چھوڑ دیتا جو تمہارے لئے کی گئی تھی۔ تو اس روایت سے اُس کا ایسی اراضی پر محمول ہونا متعین ہو جاتا ہے جو جنگ سے فتح ہوئی ہوں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی زمینیں اُن کو تقسیم کی تھیں جو جنگ سے فتح ہوئی تھیں۔ لیکن عمرؓ اور جمہور صحابہؓ پر ایسی مصلحت کا ظہور ہوا جو لڑائی سے فتح کی ہوئی زمینوں کی تقسیم کے ترک کی مقتضی ہوئی اور اُس کو غازیوں کے لئے خزانہ اور سامانِ جہاد یعنی ہتھیاروں اور سواریوں وغیرہ کی فراہمی کے لئے روکنے کی مقتضی ہوئی۔ شافعیؒ زہری سے وہ مالکؒ ابن اوس سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص نہیں مگر اس کا اس مال میں حق ہے اس کو دیا جائے یا روکا جائے بجز اُن لوگوں کے جو تمہاری ملک میں ہیں (یعنی غلام اور لونڈی)۔ شافعیؒ ابن المنکدر سے وہ مالک بن اوس سے کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو سرد حمیر کے ایک چرواہے کے پاس اُس کا حق ضرور پہنچ جائے گا۔ پھر شافعیؒ نے عمرؓ کے کلام کی تاویل کی اور کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اہلِ فے میں سے جو جہاد کرتے ہیں کوئی شخص نہیں مگر مالِ فے یا صدقہ میں اُس کا حق ہے۔ کہا اور جو

www.kitabghar.org

والذی احفظ عن اہل العلم ان الاعراب لا یعطون من الفیء قلت الاوجہ عندی ان الاختلاف بین عمل النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر وبین عمل عمر فی قسم الفیء منشأہ اختلاف قلۃ الفیء وکثرتہ وقد اشار عمر الی ان آیۃ الفیء شملت جمیع المسلمین لم تترک منہم شیئا ولکن المرعی فی التقسیم تقدیم الاحوج فالاحوج البیہقی عن حارثۃ بن مضرب العبدی قال عمر انی انزلت نفسی من مال اللہ بمنزلۃ والی الیتیم ان استغنیت استعففت و ان افتقرت اکلت بالمعروف الشافعی عن الاحنف بن قیس ان عمر قیل لہ فی امۃ مرت فقال انہا لا تحل لی انہا من مال اللہ و قال اخبرکم بما استحل من مال اللہ او قال بما یحل لی استحل منہ حلتین حلۃ الشتاء وحلۃ القیظ [گرما] وما احج علیہ و اعتمر و قوتی و قوت عیالی [ای اہل البیت] کقوت رجل من قریش لا من اغنیائہم و لا من فقرائہم ثم انا بعد رجل من المسلمین یصیبنی ما اصابہم الشافعی اخبرنا غیر واحد من اہل العلم انہ لما قدم علی عمر بن الخطاب بما اصیب بالعراق قال لہ صاحب بیت المال [بدست آمدہ] انا ادخلہ

بات اہل علم کی مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ اعراب کو فَے میں سے نہیں دیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک بڑی وجہ یہ ہے کہ جو اختلاف نبی صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکرؓ کے عمل اور عمرؓ کے عمل کے درمیان فَے کی تقسیم میں ہے اُس کا منشاء فَے کی قلت و کثرت ہے اور عمرؓ اشارہ کر چکے ہیں اس طرف کہ آیتِ فَے جملہ مسلمین کو شامل ہے اُن سے کوئی شے ترک نہیں کی گئی لیکن تقسیم میں جس بات کی رعایت رکھی گئی وہ زیادہ حاجتمند کو پھر اُس سے کم حاجتمند کو مقدم کر دینا ہے۔ بیہقی حارثہ بن مضرب العبدی سے عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی ذات کو اللہ کے مال میں والیٔ یتیم کے مرتبہ میں رکھا ہے اگر میں مستغنی ہوا تو نہ لیا اور اگر ضرورتمند ہوا تو کھا لیا عام طریقہ کے مطابق۔ شافعیؒ احنف ابن قیس سے کہ عمرؓ سے ایک کنیز کے بارے میں کہا گیا جو گزری (کہ آپ اس کو اپنے زیرِ تصرّف رکھیں) تو فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مال میں سے ہے اور کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے مال میں سے میں کیا حلال قرار دیتا ہوں یا یہ فرمایا کہ میرے لئے کیا حلال ہے۔ میں اس میں سے حلال رکھتا ہوں دو جوڑے ایک جوڑا سردی کا اور ایک جوڑا گرمی کا اور ایسا (سواری کا) جانور جس پر سوار ہو کر میں حج کر لوں اور عمرہ کر لوں اور میرا کھانا قریش کے ایک عام آدمی کے مانند ہے نہ اُن میں کے مالداروں کے مانند اور نہ فقراء کے۔ پھر اس کے بعد میں مسلمانوں میں کا ایک شخص ہوں جو مصیبت ان پر آئے گی (قحط وغیرہ کی) وہ مجھ پر بھی آئے گی۔ شافعیؒ ہم کو ایک سے زیادہ اہلِ علم نے خبر دی کہ جب وہ اموال جو عراق میں ہاتھ لگے تھے عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے تو اُن سے بیت المال کے منتظم نے کہا کہ میں اس کو بیت المال میں

www.kitabghar.org

بیتَ المال قالَ لا وربِّ الکعبۃِ
لا یُؤوِیہ تحتَ سقفِ بیتٍ حتّےٰ
اَقسِمَہٗ فامر بہ فوُضِعَ فی المسجد و
وُضِعت علیہ الانطاعُ وحرسہ رجالٌ
من المہاجرین والانصار فلمّا اَصبَحَ
غدا معہُ العبّاسُ بن عبدالمطّلب و
عبدالرحمٰن بن عوف آخذا بید
احدِہما او احدُہما آخذٌ بیدہ فلمّا راَوْہ
کشفوُا الانطاعَ عن الاموال فرأے
منظرًا لم یَرَ مثلَہٗ، راٰے الذہبَ
فیہ والیاقوتَ والزبرجدَ واللؤلؤَ یتلألَؤُ
فبکے فقالَ لہٗ احدُہما انہ واللہِ ماہو
بیوم بکاءٍ ولکنّہ یوم شکرٍ وسرورٍ
فقالَ اِنّی واللہِ ماذہبتُ حیث
ذہبتَ ولکنّہ واللہِ ماکثُرَ ہٰذا قطّ
فی قومٍ الّا وقعَ بأسُہم بینہم ثمّ
اقبل علے القبلۃ ورفع یدیہ الے
السماءِ وقالَ اللّٰہمّ انّی اعوذُ بک
ان اکونَ مستدرَجًا فانّی اسمعک
تقولَ سنستدرجُہم من حیث لا یعلمون
ثم قالَ این سُراقۃ بن
جعشم فاُتِیَ بہ اَشعَرَ الذِّراعین
دقیقَہما فاعطاہ سِوارَے
کسرے بن ہرمز وقالَ
اِلبسہما

داخل کردوں؟ فرمایا کہ نہیں قسم ہے ربِّ کعبہ کی کہ اُس کو (سنگوا کر رکھنا تو درکنار) بیت کی چھت کے نیچے بھی نہ جگہ دی جائے گی مجھے یہ تقسیم کر دینا ہے۔ تو آپ کے حکم کے مطابق وہ مسجد میں رکھدیا گیا اور اس کے اوپر چرمی فرش ڈال دیتے گئے اور مہاجرین و انصار میں کے مردوں نے اُس پر پہرہ دیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو ان کے ساتھ عباس بن عبدالمطلب اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوتے یا ان دونوں میں سے ایک حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوتے آئے۔ جب اُنھوں نے اُس انبار کو دیکھا اور چرمی فرش اموال کے اُوپر سے اُٹھاتے تو ایسا منظر دیکھا جو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اُس میں سونا تھا اور یاقوت اور زمرد اور موتی چمک رہے تھے تو عمرؓ رونے لگے تو اُن سے ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ واللہ یہ رونے کا دن نہیں ہے بلکہ یہ یوم شکر و مسرت ہے، تو عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ میں وہاں نہیں گیا جہاں تم گئے ہو لیکن حقیقت یہ ہے (جس پر میری نظر پہنچی) کہ واللہ اس کی کثرت کسی قوم میں نہیں ہوتی مگر ان کے مابین خانہ جنگی اور لڑائی واقع ہوگئی ۔۔۔۔ پھر قبلہ کی طرف رُخ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاتے اور کہا کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں مستدرَج بننے سے (یعنی کہ مجھے ڈھیل دی گئی ہو) کیونکہ میں نے آپؐ کا یہ ارشاد سنا ہے سَنَستَدرِجُہُم الخ (۶۸:۴۴)

ہم ان کو بتدریج (جہنم کی طرف) لیجا رہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔" پھر فرمایا کہاں ہے سُراقہ بن جعشم (یعنی سُراقہ بن مالک بن جعشم) تو اس کو لایا گیا اس حال میں کہ اُس کے دونوں پتلے پتلے بازوؤں پر بہت بال تھے تو اس کو کسرےٰ بن ہرمز کے کنگن دیئے اور کہا کہ ان دونوں کو پہن تو

www.kitabghar.org

فَفَعَلَ سُرَاقَۃُ بن مالک فقال قُل اللہ
اکبر قال اللہ اکبر قال قُل الحمدُ
للہِ الذی سَلَبَہما کسرٰی بن
ہرمز و اَلبَسَہُما سراقۃَ بن مالک بن
جعشم اعرابیًا من بنی مدلج و جعل
یُقلِّبُ بعضَ ذٰلک بعضًا فقال
انّ الذی ادّٰی ہٰذا لَاَمِینٌ فقال
لہ رجلٌ انا اُخبرکَ انتَ امینُ اللہ
و ہُم یُؤدُّونَ الیکَ ما ادَّیتَ الی
اللہِ فاذا رَتَعتَ رَتَعُوا قال
(اگر تو بچرد ایشان ہم بچرند ۱۲)
صدقتَ ثُمَّ فرّقہ قالَ الشافعی و
انّما البسہا سراقۃَ بن مالک لانّ النبیّ
صلے اللہ علیہ وسلم قالَ لِسُراقۃَ
و قد نظر الٰی ذراعہ کانّی بک قد
لبستَ سوارے کسرٰے قال ولم
یجعل لہ اِلّا سوارَین قال الشافعی
اخبرنا الثقۃُ من اہلِ المدینۃ قالَ
انفق عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ علے
اَہلِ الرمادۃِ حتّٰی وقع مطر فرحلوا فخرج
علیہم عمر راکبًا فرسًا ینظر الیہم وہم یرتحلون
بظعائنہم فدمعت عیناہ فقال رجلٌ
مِن بنے مُحارب بن حفصۃ اشہدُ
انہا لم ینحسرنَ عنک
(ماندہ و دلگیر کردہ اند ترا ۱۲)
ولستَ بابن

سراقہ بن مالک نے تعمیل کی تو فرمایا کہ کہہ اللہ اکبر۔ سراقہ نے کہا اللہ اکبر۔ فرمایا کہ کہہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کو کسرٰے بن ہرمز سے چھینا اور ان کو سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنایا جو کہ بنی مدلج میں کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر ان میں کی بعض چیزوں کو الٹنا پلٹنا شروع کیا اور فرمایا بیشک جس شخص نے اس کو ادا کیا (یعنی لاکر دیا) وہ ضرور امانت دار ہے تو اُن سے ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالٰی کے امین ہیں اور وہ لوگ آپ کو ادا کرتے رہیں گے جب تک آپ اللہ تعالٰی کو ادا کرتے رہیں گے۔ پھر جب تم کھانا شروع کروگے تو وہ بھی کھانے لگیں گے۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کو تقسیم کر دیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ اُن (کنگنوں) کو سُراقہ بن مالک کو اس بنا پر پہنایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سُراقہ سے فرمایا تھا اُس کے بازوؤں پر نظر کرتے ہوئے کہ گویا میں تیرے ساتھ ہوں اور تُو نے کسرٰے کے کنگن پہن رکھے ہیں۔ کہا کہ اُس کے حصّہ میں اور کچھ نہیں لگایا بجز ان کنگنوں کے۔ کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر دی مدینہ والوں میں کے ایک ثقہ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطّاب رضی اللہ عنہ نے (قحط زدگان) اہلِ رمادہ[عـ] پر خرچ کیا یہاں تک کہ بارش ہوگئی تو ان لوگوں نے کوچ کیا تو ان کی طرف عمرؓ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے، ان کو دیکھ رہے تھے اور وہ اپنی (ہودوں میں بیٹھنے والی) عورتوں کے ساتھ کوچ کر رہے تھے تو اُن کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں تو ایک شخص جو بنی محارب بن حفصہ کا تھا بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس جماعت نے آپ کی طرف سے رنج نہیں اُٹھایا (کیونکہ آپ ان پر بہت خرچ کرتے رہے ہیں) اور آپ کسی باندی کے

عـ یہ ایک قحط کا نام ہے جو حضرت فاروقؓ کے عہد میں پڑا تھا اور چونکہ اس زمانہ میں لوگوں کا رنگ خاکستری ہو گیا تھا اس لئے رمادہ کہا گیا ۱۲

www.kitabghar.org

اٰمۃ فقال لہ عمر ویلک ذلک لو کنتُ انفقتُ
من مالی او مالِ الخطاب انما انفقتُ علیہم
من مالِ اللہ عزّ وجلّ الشافعی عن ابی جعفر
ابن محمد بن علی انّ عمر رضی اللہ عنہ لمّا دوّن
الدواوین قال لہم بمَن ترون ان ابدأ
فقیل لہ ابدأ بالاقرب فالاقرب بک قال
ذکرتمونی بل ابدأ بالاقرب فالاقرب
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
الشافعی اخبرنی غیر واحد من اہلِ العلم من
قبائل قریش ان عمر بن الخطاب لما کثُر
المال فی زمانہ اجمع علی ان یدوّن الدواوین
فاستشار فقال بمَن ترون ان ابدأ
فقال لہ رجل ابدأ بالاقرب فالاقرب
بک فقال ذکرتمونی بل ابدأ بالاقرب
فالاقرب من رسولِ اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فبدأ ببنی ہاشم قال
الشافعی و اخبرنی غیر واحد من اہل
العلم و الصدق من اہلِ المدینۃ
ومکۃ من قبائل قریش وغیرہم و
کان بعضہم احسن اقتصاصا للحدیث
من بعض وقد زاد بعضہم علی
بعض فی الحدیث ان عمر رضی
اللہ عنہ لما دوّن الدواوین قال
ابدأ ببنی ہاشم ثم
قال

بیٹے نہیں ہیں (کہ تنگ ظرف ہوتے) تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے یہ کہنے کا موقع اس وقت تھا کہ میں ان پر اپنے مال میں سے یا اپنے باپ خطاب کے مال میں سے خرچ کرتا، میں نے تو ان پر اللہ عزّ وجلّ کے مال میں سے خرچ کیا ہے۔ شافعیؒ ابو جعفر ابن محمد بن علی سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹروں کی تدوین کی تو (صحابہؓ سے) کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں کس نام سے اس کو شروع کروں تو آپ سے کہا گیا کہ اس سے شروع کیجئے جو آپ سے قریب تر ہو پھر اس کے بعد جو قریب تر ہو۔ فرمایا کہ تم نے میرا ذکر کر دیا۔ نہیں بلکہ شروع کرتا ہوں اُس سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد جو آپ سے قریب تر ہو۔ کہا شافعیؒ نے کہ مجھے قبائل قریش کے ایک سے زیادہ اہلِ علم نے خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب نے جب اُن کے زمانہ میں مال کی کثرت ہو گئی اس بات پر اجماع کیا کہ (دفتر قائم کریں اور) رجسٹروں کو تیار کریں پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ کس شخص کے بارے میں تمہاری رائے ہے کہ اس سے ابتداء کروں تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ جو آپ سے قریب تر ہو پھر جو قریب تر ہو اس سے شروع کیجئے تو فرمایا کہ تم نے میرا ذکر کیا؛ بلکہ میں شروع کرتا ہوں اُس سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہو پھر جو نسبۃً قریب تر ہو تو شروع کیا بنی ہاشم سے۔ کہا شافعیؒ اور مجھے خبر دی اہلِ مدینہ میں کے متعدد اہلِ علم وصدق نے اور مکہ کے قریش وغیرہ قبائل کے لوگوں نے اور ان میں بعض بعض کی بہ نسبت حدیث کو خوبی کے ساتھ بیان کرنے والے تھے اور ان میں سے بعض نے بعض کی حدیث سے کچھ زیادہ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر مرتب کئے تو کہا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر کہا کہ

www.kitabghar.org

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطیہم و بنی المطلب فاذا کانت السن فی الہاشمی قدمہ علی المطلبی واذا کانت فی المطلبی قدمہ علی الہاشمی فوضع الدیوان علی ذلک واعطاہم عطاء القبیلۃ الواحدۃ ثم استوت لہ عبد شمس و نوفل فی جذم النسب فقال عبد شمس اخوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابیہ وامہ دون نوفل فقدمہم ثم دعا بنی نوفل بتلوہم ثم استوت لہ عبد العزی و عبد الدار فقال فی بنی اسد بن عبد العزی اصہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فیہم من المطیبین وقال بعضہم ہم من حلف الفضول وفیہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد قیل ذکر سابقۃ فقدمہم علی بنی عبد الدار ثم دعا بنی عبد الدار تلوہم ثم انفردت لہ زہرۃ فدعاہا بتلو عبد الدار ثم استوت لہ تیم و مخزوم فقال

میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ بنی ہاشم کو دے رہے تھے اور بنی المطلب کو تو جب کوئی بڑی عمر کا ہاشمی میں سے ہوتا تو اس کو مقدم کرتے مطلبی پر اور جب مطلبی میں ہوتا تو اس کو مقدم کرتے ہاشمی پر تو عمرؓ نے دفتر کی بنیاد اسی طریق پر رکھی اور ان (بنو ہاشم و بنو المطلب) کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی عطا۔ پھر ان کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر کے درجہ میں آئے تو کہا کہ عبد شمس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوتے ہیں باپ اور ماں دونوں کی جانب سے نہ کہ نوفل تو ان کو مقدم کر دیا۔ پھر ان کے پیچھے متصل نوفل کو بلایا پھر ان کے برابر معلوم ہوئے عبد العزیٰ اور عبد الدار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصہار (داماد و خسر وغیرہ) ہیں اور ان میں آمیزش بعض مطیبین کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ حلف فضول میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا گیا کہ آپ نے ذکر کیا سابقہ کا (یعنی اسلام کیطرف سبقت اور سابقہ خدمات اسلام کا) تو ان کو عبد الدار سے مقدم کیا۔ پھر بلایا ان کے بعد متصلاً بنی عبد الدار کو پھر اکیلے رہ گئے ان کے سامنے بنی زہرہ تو ان کو بلایا عبد الدار کے بعد۔ پھر ان کے سامنے آئے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے

ع۵ عبد مناف کے بیٹوں نے عبد الدار کے لوگوں سے بعض کام لینے چاہے جیسے کعبہ کی دربانی، حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ عبد الدار کے لوگوں نے انکار کیا۔ اب ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبیلوں سے معاہدہ کیا۔ عبد الدار کے طرفدار جو قبائل تھے ان کو "احلاف" کہتے تھے جو یہ چھ قبیلے تھے عبد الدار، جمح، مخزوم، عدی، کعب، سہم۔ عبد مناف کے لوگوں نے یہ کیا کہ ایک پیالہ خوشبو سے بھرا ہوا لاتے اور اپنے دوست قبیلوں سے کہا کہ اس میں ہاتھ ڈبو کر عہد کرو، تین قبیلے ان کے شریک ہوتے اسد، زہرہ، اور تیم انہوں نے ہاتھ ڈبوتے اور مسجد میں عہد مؤکد کیا ان کو "مطیبین" کہنے لگے یعنی خوشبو لگائے گئے ۱۲ ع۵ جرہم قبیلہ کے لوگوں نے ایک عہد کیا تھا کہ ہم ہر حال میں انصاف پر قائم رہیں گے، کمزور کا حق زور آور سے دلوائیں گے اور غریب الوطن پردیسی کا شہر کے باشندے اور رئیس سے۔ چونکہ ان حلف کرنے والوں میں سے ہر ایک کا نام فضل تھا، کوئی فضل بن حارث کوئی فضل بن وداعہ کوئی فضل بن فضالہ اس لئے اس کو حلف فضول کہنے لگے ۱۲

www.kitabghar.org

فی بنی تیم انہم من حلف الفضول و المطیبین
و فیہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و
قیل ذکر سابقۃ و قیل ذکر صہرا فقدمہم
علی مخزوم ثم دعا مخزوما بتلوہم ثم استوی
لہ سہم و جمح و عدی بن کعب فقیل ابدأ
بعدی فقال بل اقر نفسی حیث کنت
فان الاسلام دخل وامرنا و امر بنی سہم
واحد و لکن انظروا بنی جمح و سہم فقیل
قدم بنی جمح ثم دعا بنی سہم و کان دیوان
عدی و سہم مختلطا کالدعوۃ الواحدۃ فلما
خلصت الیہ دعوتہ کبر تکبیرۃ عالیۃ ثم قال
الحمد للہ الذی اوصل الی حظی من رسولہ
ثم دعا بنی عامر بن لوی قال الشافعی فقال
بعضہم ان ابا عبیدۃ بن عبد اللہ بن
الجراح الفہری لما رای من یتقدم علیہ
فقال اکل ہؤلاء تدعوا امامی فقال یا ابا
عبیدۃ اصبر کما صبرت او کلم قومک
فمن قدمک منہم علی نفسہ لم امنعہ فاما
انا و بنو عدی فنقدمک ان احببت
علی انفسنا قال فقدم معاویۃ
بعد بنی الحارث بن فہر ففصل
بہم بین بنی عبد مناف و اسد بن
عبد العزی و شجر بین بنی سہم و
عدی شیء فی زمان المہدی فافترقوا
فامر المہدی ببنی عدی

ہیں کہا کہ یہ حلف الفضول میں سے ہیں اور مطیبین میں سے بھی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور
کہا گیا کہ ان کے سابقہ کا بھی ذکر کیا اور کہا گیا کہ آپ نے صہر کا
ذکر کیا تو ان کو مقدم کیا مخزوم پر۔ پھر ان کے بعد مخزوم کو بلایا
تو ان کے برابر آگئے سہم اور جمح اور عدی بن کعب تو کہا
گیا کہ عدی سے ابتداء کی جائے (عمرؓ اسی خاندان سے تھے)
تو فرمایا کہ میں تو اپنی ذات کو جہاں تھا وہیں رکھوں گا۔ کیونکہ
جب اسلام داخل ہوا تو ہمارا معاملہ اور بنی سہم کا ایک
مرتبہ میں تھا۔ لیکن بنی جمح و بنی سہم میں غور کرو تو کہا
گیا کہ بنی جمح کو مقدم کیجئے۔ پھر آپؓ نے بلایا بنی سہم کو اور
رجسٹر عدی اور سہم کا مثل دعوت واحدہ کے مخلوط تھا تو جب
کہ دعوت کا نمبر اُن کی ذات پر پہنچا تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور
پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے پہنچا دیا میرے حصہ کو میری
طرف اپنے رسولؐ کی جانب سے پھر بلایا بنی عامر بن لوی کو
شافعیؒ نے فرمایا تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ ابو عُبَیدہ بن عبد اللہ بن الجراح
فہری نے جب اُس شخص کو دیکھا جو اُن پر مقدم ہو رہا تھا
تو کہا کہ کیا آپ ان سب کو میرے آگے بلائیں گے تو آپ
نے فرمایا کہ اے ابو عُبَیدہ صبر کرو جیسا کہ میں نے صبر کیا یا اپنی
قوم سے بات کر لو تو جو اُن میں سے تم کو اپنی ذات پر مقدم
کرے میں اس کو منع نہ کروں گا۔ رہے میں اور بنو عدی تو اگر
تم پسند کرو تو ہم تم کو اپنی ذوات پر مقدم کر دیں گے۔ کہا
پھر مقدم کیا بعد میں معاویہ نے بنی الحارث بن فہر کو اور ان کو
درمیان میں کر دیا بنی عبد مناف اور اسد بن عبد العزیٰ کے
اور مہدی کے زمانہ میں کچھ اختلاف ہوا بنی سہم اور عدی کے
درمیان اور یہ متفرق ہو گئے تو حکم دیا مہدی نے بنی عدی کے بارے میں

www.kitabghar.org

فقدم موالی سہم و جمح للسابقۃ فیہم قال الشافعی فاذا فرغ من قریش قدم الانصار علی قبائل العرب کلہا لمکانہا من الاسلام قال الشافعی الناس عباد اللہ فاولٰہم بان یکون مقدما اقربہم بخیرۃ اللہ لرسالاتہ و مستودع امانتہ خاتم النبیین و خیر خلق رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم الشافعی روی لیث بن ابی سلیم عن عطاء عن عمر ابن الخطاب فی ہذہ الآیۃ یعنی آیۃ الصدقات ایما صنف من ہذہ اعطیتہ اجزاک ثم ضعفہ فقال منقطع بین عطاء و عمر و لیث غیر قوی و فی الحدیث المرفوع ان اللہ لم یرض بحکم نبی و لا غیرہ فی الصدقات حتی حکم ہو فیہا فجزأہا ثمانیۃ اجزاء قلت معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم جزأہا ثمانیۃ اجزاء شرعہا لثمانیۃ اصناف ولیس فیہ تسویۃ الاقسام ولا انہ یجب تقسیم کل صدقۃ الی ثمانیۃ اجزاء واللہ اعلم الشافعی عن یحیی بن عبد اللہ ابن مالک عن ابیہ انہ سألہ ارأیت الابل التی کان یحمل علیہا عمر الغزاۃ و عثمان بعدہ قال اخبرنی ابی انہا ابل الجزیۃ

تو وہ مقدم کیے گئے سہم اور جمح پر عدی کے سابقہ کردار کی بنا پر کہا شافعیؒ نے کہ پھر جب عمرؓ فارغ ہوئے قریش سے تو تمام قبائلِ عرب پر انصار کو ان کے اسلام میں خاص مقام ہونے کی وجہ سے مقدم کیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں تو سب پر مقدم بننے کا حق اسی کو ہوگا جو سب سے زیادہ قریب ہو اُن کے ساتھ جو اللہ کے برگزیدہ ہیں اُس کے پیغاموں کے لئے جن کے سپرد اللہ نے اپنی امانت کی ہے یعنی خاتم النبیین، رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ شافعیؒ، روایت کیا لیث بن ابی سُلیم نے عطاء سے اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت میں یعنی آیت صدقات میں کہ تو نے ان میں سے جس صنف کو بھی صدقہ دیدیا تیرے لئے کافی ہے۔ پھر اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ یہ منقطع ہے عطاء اور عمرؓ کے درمیان اور لیث قوی نہیں ہے اور حدیث مرفوع میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقات کے بارے میں کسی نبی یا غیر نبی کے حکم پر راضی نہیں ہوا یہاں تک کہ اس کے بارے میں اُس نے خود حکم فرمایا اور اس کو آٹھ اجزاء پر کاٹ دیا۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد جزأہا ثمانیۃ اجزاء کا مفہوم آٹھ اصناف (صدقات) کی مشروعیت کا بیان فرمانا ہے اس میں اقسام کی برابری مقصود نہیں اور نہ یہ بات ہے کہ آپ ہر صدقہ کی تقسیم آٹھ اجزاء پر واجب کر رہے ہیں واللہ اعلم۔ شافعیؒ یحیی بن عبد اللہ بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ اُنھوں نے اپنے باپ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے ان اونٹوں کو دیکھا ہے جن کے اوپر عمرؓ غازیوں کو سوار کیا کرتے تھے اور عمرؓ کے بعد عثمانؓ؟ کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ وہ جزیہ کے اونٹ تھے

www.kitabghar.org

التی تبعث بہا معاویۃ و عمرو بن العاص احتج بہ الشافعی علی انہ لیس لاہل الفئ فی الصدقۃ حق وفیہ نظر لما روی الشافعی ان عدی بن حاتم جاء ابا بکر احسبہ قال بثلث مائۃ من الابل من صدقات قومہ فاعطاہ ابو بکر منہا ثلثین بعیرا و امرہ ان یلحق بخالد ابن الولید بمن اطاعہ من قومہ فجاءہ بزہاء الف رجل و ابلی بلاء حسنا قلت اوّل الشافعی بانہ سہم المؤلفۃ قلوبہم الذین یعطون من الصدقات لمعنی الاعانۃ علی اخذ الصدقات والاوجہ عندی انہ اعطاہم علی انہم من الغزاۃ لقولہ تعالی فی آیۃ الصدقات وفی سبیل اللہ قال الشافعی اخبرنا الثقۃ من اصحابنا عن عبد اللہ ابن ابی عبد اللہ بن ابی یحیی عن سعید بن ابی ہند قال بعث عبد الملک بن مروان بعد المجاعۃ بعطاء اہل المدینۃ و کتب الی والی الیمامۃ ان یحمل من الیمامۃ الی المدینۃ الف الف درہم یتم بہا عطاءہم فلما قدم المال الی المدینۃ ابوا ان یاخذوہ وقالوا اتطعمنا اوساخ الناس وما لا یصلح لنا لا ناخذہ ابدا فبلغ ذلک عبد الملک فردہ و قال لا یزال فی القوم

جن کو معاویہؓ نے اور عمرو بن العاص نے بھیجا تھا۔ اس سے شافعیؒ نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اہلِ فئے کا صدقہ میں حق نہیں ہے اور اس میں کلام ہے اس حدیث کی رُو سے جس کو شافعیؒ نے روایت کیا ہے کہ عدیؓ بن حاتم ابو بکرؓ کے پاس آئے مَیں خیال کرتا ہوں کہ کہا تین سو اونٹ اپنی قوم میں سے صدقات میں کے لائے تو ان کو ابو بکرؓ نے اُن میں سے تیس اونٹ دیئے اور اُن کو حکم دیا کہ وہ اُن لوگوں کو ساتھ لے کر جو اُن کی قوم میں سے اُن کی اطاعت کریں خالدؓ بن الولید سے جا ملیں تو عدیؓ خالدؓ کے پاس ایک ہزار آدمیوں کے قریب لے کر پہنچے اور انھوں نے عمدہ جانفشانی سے کام کیا۔ مَیں کہتا ہوں کہ شافعیؒ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اُن لوگوں کا حصّہ تھا جن کی تالیفِ قلوب کی جاتی تھی، اُن کو صدقات میں سے دیا جاتا تھا جس سے مُراد تھی صدقات لینے پر ان کی اعانت، اور میرے نزدیک اچھی وجہ یہ ہے کہ ابو بکرؓ نے ان کو دیئے اس بنا پر کہ وہ غازیوں میں سے تھے بنا بر ارشاد حق تعالیٰ آیتِ صدقات میں "وَفِی سَبِیلِ اللّٰہِ"۔ کہا شافعیؒ نے ہمارے اصحاب میں سے ایک ثقہ نے ہم کو خبر دی عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بن ابی یحییٰ سے وہ سعید بن ابی ہند سے کہ عبد الملک بن مَروان نے تنگ حالی (بھوک اور فاقوں کے پھیل جانے کے بعد اہلِ مدینہ کے وظائف بھیجے اور والیٔ یمامہ کو لکھا کہ یمامہ سے مدینہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے کہ جس سے اُن کے وظائف پورے ہو جائیں تو جب مال مدینہ پہنچا تو انہوں نے اُس کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا تم ہمیں لوگوں کے مَیل کُچیل (صدقات) کھلاتے ہو اور جو چیز ہمارے لئے صالح نہ ہو ہم اس کو کبھی نہ لیں گے۔ تو اس کی اطلاع عبد الملک کو پہنچی تو اُس نے وہ مال واپس منگالیا اور کہا کہ قوم میں جو کچھ

www.kitabghar.org

بقیۃ" ما فعلوا ہکذا قال قلت لسعید بن ہند و من کان یومئذ یتکلم قال اولہم سعید بن المسیب و ابوبکر بن عبدالرحمن وخارجۃ بن زید و عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ فی رجال کثیر قال الشافعی قولہم لا یصلح لنا ای لا یحل لنا ان ناخذ الصدقۃ ونحن اہل الفیٔ و لیس لاہل الفیٔ فی الصدقۃ حق ولا ینقل عن قوم الی غیرہم قلت و الاوجہ عندی انہم ردوا ما کان باسم الحاجۃ والفقر دون اسم العز و ذلک انہم ما کانوا یریدون الخروج للجہاد یومئذ مالک عن ابن شہاب قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الجزیۃ من مجوس البحرین وان عمر بن الخطاب اخذہا من مجوس فارس و ان عثمان رض اخذہا من البربر (نام قوم) مالک عن جعفر بن محمد بن علی عن ابیہ ان عمر بن الخطاب ذکر المجوس فقال ما ادری کیف اصنع فی امرہم فقال عبدالرحمن بن عوف اشہد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سنوا بہم سنۃ اہل الکتاب مالک عن نافع عن اسلم مولی عمر بن الخطاب ان عمر بن الخطاب ضرب الجزیۃ علی اہل الذہب اربعۃ دنانیر و علی اہل الورق اربعین درہما مع ذلک ارزاق المسلمین و ضیافۃ ثلثۃ ایام مالک عن زید ابن اسلم عن ابیہ

انھوں نے کیا اس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔ ایسا ہی کچھ کہا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ میں نے سعید بن ابی ہند سے کہا کہ اُس دن کس نے گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ان میں کے پہلے شخص سعید بن المسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمن اور خارجہ بن زید اور عُبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ تھے بہت سے لوگوں میں۔ شافعیؒ نے کہا کہ ان کا قول لا یصلح لنا (جو ہمارے لئے صالح نہ ہو) یعنی ہمارے لئے حلال نہیں ہے کہ ہم صدقہ لیں اس حال میں کہ ہم اہلِ فَے ہیں اور اہلِ فَے کا صدقہ میں حق نہیں ہے اور وہ ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل نہیں کیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اس کی معقول وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اس چیز کو لوٹایا جو حاجت اور فقر کے نام پر بھیجا گیا تھا جہاد کے نام کو چھوڑ کر، اور یہ اس لئے کہ وہ اُس دن جہاد کے لئے خروج کا ارادہ نہیں کر رہے تھے۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور یہ کہ عمرؓ بن الخطاب نے جزیہ لیا مجوس فارس سے اور عثمانؓ نے جزیہ لیا بربر (قوم) سے۔ مالکؒ جعفر بن محمد بن علی سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مجوس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کروں۔ تو عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرما رہے تھے کہ ان کے ساتھ وہ طریقہ اختیار کرو جو اہلِ کتاب کے ساتھ کرتے ہو۔ مالکؒ نافع سے وہ اسلم مولٰی عمرؓ بن الخطاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جزیہ قائم کیا سونے والوں پر چار دینار اور چاندی والوں پر چالیس درہم، اس کے ساتھ مسلمانوں کے ارزاق اور تین دن کی مہمانی۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ

www.kitabghar.org

انہ قال لعمر بن الخطاب ان فی الظہر ناقۃً عمیاءَ فقال عمر ادفعہا الیٰ اہل بیتٍ ینتفعون بہا قالَ فقلتُ وہی عمیاءَ قال یقطرونہا بالابل قال فقلتُ کیف تاکل من الارض قال فقال عمر امن نعمِ الجزیۃ ہی ام من نعمِ الصدقۃِ فقلتُ بل من نعمِ الجزیۃ فقالَ عمر اردتم واللہِ اکلہا فقلتُ انّ علیہا وسمَ نعمِ الجزیۃ فامر بہا عمرُ فنحرت وکانت عندہ صحافٌ تسعٌ فلاتکونُ فاکہۃٌ ولا طریفۃٌ الّا جعل منہا فی تلک الصحاف فیبعثُ بہا الیٰ ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم ویکون الّذی یبعثُ بہ الیٰ حفصۃَ ابنتِہ من آخرِ ذلک فان کانَ فیہ نقصانٌ کانَ فی حظِ حفصۃَ قال فجعلَ فی تلک الصحاف من لحم تلک الجزورِ فبعث بہا الیٰ ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم اَمَر بما بقِی من لحم تلک الجزورِ فصنع فدعا المہاجرینَ والانصارَ قلتُ احتجّ بہ الشافعی علےٰ انّ عمر کان یسِمُ وسمینِ وسمَ جزیۃٍ ووسمَ صدقۃٍ مالکٌ عن ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ عن اَبیہ اَنَّ عمر بن الخطاب کان یاخذُ من النبطِ من الحنطۃِ والزّیت نصفَ العشر یرید بذلک ان یکثرُ الحملُ الی المدینۃِ ویاخذ من القطنیۃِ العشرَ

انھوں نے کہا عمرؓ بن الخطاب سے کہ سواری کے اونٹوں میں ایک اونٹنی اندھی ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو کسی کنبہ کو دیدو کہ وہ اس سے نفع اُٹھائیں۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اندھی ہے تو فرمایا کہ وہ اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ لیں گے۔ پھر میں نے کہا کہ وہ زمین سے کیسے کھاتے گی۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے کہا کہ وہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں میں سے تو میں نے کہا کہ جزیہ کے جانوروں میں سے تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ تم نے اُس کے کھانے کا ارادہ کرلیا ہے تو میں نے کہا کہ اس کے اُوپر تو جزیہ کا نشان لگا ہوا ہے۔ پھر عمرؓ نے اس کے بارے میں اجازت دیدی اور وہ ذبح کرلی گئی۔ اور اُن کے پاس نو طباق تھے تو جب بھی کچھ پھل ہوتے تھے یا اچھی چیز تو وہ ان طباقوں میں ان کو بھر کر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جس طباق میں اپنی بیٹی حفصہؓ کو بھیجا کرتے تھے وہ ان میں سے آخر کا ہوتا تھا۔ تو اگر اس میں (یعنی تقسیم کرنے میں) کمی ہوجاتی تھی تو وہ حفصہؓ کے حصہ میں ہوتی تھی، کہا کہ پھر ان طباقوں میں اس مذبوحہ اونٹنی کے گوشت کو رکھ کر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ پھر اونٹنی کے بقیہ گوشت کے بارے میں حکم دیا جو تیار کیا گیا پھر مہاجرین و انصار کی دعوت کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے شافعیؒ نے اس بات پر دلیل پکڑی ہے کہ عمرؓ (اونٹوں پر) دو قسم کے نشان لگایا کرتے تھے ایک نشان صدقہ کا اور ایک نشان جزیہ کا۔

مالکؒ، ابن شہاب سے وہ سالم بن عبداللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نبطی (قوم) سے گیہوں اور روغن زیتون میں سے بیسواں حصہ لیا کرتے تھے اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ کثرت کے ساتھ اشیاء مدینہ میں پہنچتی رہیں اور قطنیہ میں سے دسواں

مالکؒ عن ابن شہاب عن السائب بن
یزید انہ قال کنتُ عاملاً مع عبداللہ بن
عتبۃ بن مسعود علی سوق المدینۃ فی زمان
عمر بن الخطاب فکنّا ناخذ من النبط العشر
مالک انہ سال ابن شہاب علی ایّ وجہٍ
کان یاخذ عمر بن الخطاب من النبط العشر
فقال ابن شہاب کان ذلک یؤخذ منہم فی
الجاہلیۃ فالزمہم ذلک عمر رضی اللہ عنہ
مالک والشافعی عن زید بن اسلم قال شرب
عمر بن الخطاب لبنًا فاعجبہ فسال الذی
سقاہ من این ہذا اللبن فاخبرہ انہ
ورد علی ماءٍ قد سمّاہ فاذا نعمٌ من الصدقۃ
وہم یسقون فحلبوا لی من البانہا
فجعلتہ فی سقائی فہو ہذا فادخل عمر بن الخطاب
یدہ فی فمہ فاستقاءہ احتج بہ الشافعی علی ان الوالی
لیس لہ فی الصدقۃ نصیبٌ **الفرائض**
الدارمی عن مورق العجلی قال عمر بن الخطاب
تعلّموا الفرائض واللحن والسنن کما تعلمون
القرآن الدارمی عن ابراہیم قال عمر تعلّموا
الفرائض فانہا من دینکم البیہقی روینا
عن عمر بن الخطاب انہ خطب الناس
بالجابیۃ فقال من اراد ان یسال عن
الفرائض فلیات زید بن ثابت قلت
فیہ کرامۃٌ لعمرؓ لان الفرائض علی ہذا التفصیل
والبیان لم یرو الا عن زید بن ثابت

حصّہ لیتے تھے (یعنی مسور، چنا اور لوبیا وغیرہ کی دالوں میں سے) مالکؒ،
ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے اُنھوں نے کہا کہ میں عمرؓ
ابن الخطاب کے زمانہ میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ مدینہ
کے بازار پر عامل تھا تو ہم نبطی لوگوں سے دسواں حصّہ لیا کرتے
تھے۔ مالکؒ اُنھوں نے سوال کیا ابن شہاب سے کہ کس وجہ سے
عمرؓ بن الخطاب نبطیوں سے عُشر لیا کرتے تھے تو ابن شہاب
نے کہا کہ یہ وہ ہے جو اُن سے زمانۂ جاہلیت میں لیا جاتا تھا تو عمرؓ
رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر لازم رکھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید
ابن اسلم سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دودھ پیا اور اس کو
پسند کیا پھر جس نے ان کو پلایا تھا اُس سے پوچھا کہ یہ دودھ
کہاں سے آیا؟ تو اس نے بتایا کہ اس کا جانا ہوا ایک قبیلہ میں
جس کا اس نے نام لیا تو وہاں صدقہ کے اونٹ تھے اور وہ پانی
پی رہے تھے تو ان لوگوں نے ان میں سے میرے لئے دودھ دوہا
تو میں نے اُس کو اپنے برتن میں بھر لیا تھا تو وہ دودھ یہی تھا تو
عمرؓ بن الخطاب نے اپنا ہاتھ (مُنھ میں) ڈالا اور قے کر دی۔
اس سے شافعیؒ نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ والی کا صدقہ میں حصّہ
نہیں ہے۔ **فرائض** دارمی نے روایت کیا مورق عجلی سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا سیکھو فرائض کو اور لُغت کو اور احادیث
کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ نے
کہ فرائض کو سیکھو کیونکہ یہ تمھارے دین میں سے ہے۔ بیہقی ہم
کو روایت پہنچی عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے جابیہ میں لوگوں
کو خطبہ دیا اس میں کہا کہ جو شخص فرائض کے بارے میں کچھ پوچھنا
چاہے تو اس کو چاہیئے کہ زید بن ثابتؓ کے پاس پہنچے۔ میں کہتا ہوں
کہ اس میں عمرؓ کی ایک کرامت ہے کیونکہ فرائض کی اس تفصیل اور
بیان کے ساتھ بجز زید بن ثابتؓ کے اور کسی سے روایت نہیں کی

www.kitabghar.org

www.kitabghar.org

واسنادا اہل المدینۃ الیہ عن ابی الزناد عن خارجۃ بن زید عن ابیہ علّق مالک روایتہ ونسبہ الی اہل المدینۃ الدارمی عن ابراہیم قال عبدُ اللّٰہ (ابن مسعود) کانَ عُمر اذا سلکَ طریقًا وجدناہ سہلاً وانّہ قالَ فی زوجٍ و ابوین للزوج النصفُ وللاُمّ ثلثُ ما بقِی الدارمی عن ابراہیم قال عبداللّٰہ کان عمر اذا سلکَ طریقًا اتبعناہ فیہ وجدناہ سہلاً و انّہ قضٰی فی امرأۃٍ وابوین من اربعۃٍ فاَعطَی المرأۃَ الربعَ و الاُمّ ثلثَ ما بقِی و الابَ سہمین الدارمی عن ابراہیم فی زوجٍ واُمّ واخوۃٍ لاَبٍ و اُمّ واخوۃٍ لِاُمّ قالَ کانَ عمر و عبداللّٰہ و زید یُشرکون وقالَ عمر لم یَزِدْہم الاب اِلّا قُربًا الدارمی عن ابی سعید والبخاری عن ابن عباسٍ و عبداللّٰہ بن الزبیر اَنّ ابابکر الصدیق جعلَ الجدّ اَبًا۔ الدارمی عن الشعبی کان عمر یقاسم الجدّ معَ الاَخِ و الاخوینِ فاذا زادوا اَعطاہ الثلثَ وکان یُعطیہ معَ الولد السدسَ الدارمی عن یحیی بن سعید ان عمر کانَ کتبَ میراثَ الجدّ حتّٰی اذا طُعِنَ دَعا بہ فمحاہ ثم قالَ سَتَرَوْنَ رأیکم فیہ الدارمی عن مروان بن الحکم انّ عمر بن الخطّاب

گئی ہیں۔ اور اُن کی طرف اہلِ مدینہ کی روایت ہے ابوزناد سے وہ روایت کرتے ہیں خارجہ بن زید سے وہ اپنے باپ سے۔ ان کی روایت کو مالکؒ نے تعلیقاً لیا ہے اور اس کو اہلِ مدینہ کی طرف نسبت کیا ہے۔ دارمی، ابراہیم سے، کہا عبداللہؓ (ابنِ مسعود) نے کہ عمرؓ کی یہ شان تھی کہ جب وہ کسی راہ پر چلے تو ہم نے اُس کو نرم ہموار پایا اور اُنھوں نے فرمایا شوہر اور ماں، باپ کے بارے میں کہ شوہر کے لئے (ترکہ کا) نصف اور ماں کے لئے باقی ماندہ کا ایک تہائی۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عبداللہؓ نے کہ عمرؓ جب کسی راہ پر چلے اس میں ہم نے اُن کا اتباع کیا تو ہم نے اس کو نرم و ہموار پایا اور اُنھوں نے فیصلہ کیا بیوی اور ماں باپ کے بارے میں چار (سہاموں) سے۔ بیوی کو دیا ایک چوتھائی اور ماں کو باقی ماندہ کا ایک تہائی (یعنی ایک حصّہ) اور باپ کو دو حصے۔ دارمی ابراہیم سے شوہر اور ماں اور باپ و ماں شریک بھائیوں اور ماں شریک بھائیوں میں، کہا کہ عمرؓ اور عبداللہؓ اور زیدؓ سب کو (میراث میں) شریک رکھتے تھے اور عمرؓ نے کہا کہ باپ نے ان میں بجز بیغصہ چیرنے کے کوئی زیادتی نہیں کی۔ دارمی نے روایت کی ابوسعیدؓ سے اور بخاری نے ابن عباسؓ اور عبداللہؓ بن زبیر سے کہ ابوبکر صدیقؓ نے دادا کو باپ قرار دیا۔ دارمی شعبی سے کہ عمرؓ تقسیم میں شامل رکھتے تھے دادا کو مع ایک بھائی اور دو بھائیوں کے۔ پھر جب (دو سے) زیادہ ہوتے تو دادا کو ایک تہائی دیتے تھے اور اس کو بیٹے کے ہوتے ہوتے چھٹا حصّہ دیتے تھے۔ دارمی یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ نے لکھ چھوڑا تھا دادا کی میراث کو یہاں تک کہ جب مجروح کئے گئے تو اُس تحریر کو منگا کر مٹا دیا پھر کہا تم عنقریب اس کے بارے میں اپنی رائے (خود) دیکھ لوگے (یعنی متعیّن کر لوگے)۔ دارمی مروان بن حکم سے کہ عمرؓ بن الخطاب

www.kitabghar.org

لما طُعِنَ اسْتَشَارَہم فی الجدِّ فقالَ اِنّی کنتُ رَأَیتُ فی الجدّ رَأیاً فَاِنْ رأیتم اَن تتّبِعُوہ فاتّبعوہ فقالَ لہٗ عثمان ان نَتّبِعْ رأیَکَ فانّہٗ رُشدٌ واِن نتّبِعْ رأیَ الشیخِ (یعنے ابا بکرؓ) فَلَنِعْمَ ذوالرأیِ کان الدّارمی عن الزہری قالَ جاءت جدّۃٌ امُّ ابٍ او اُمُّ امٍّ الٰی ابی بکرٍ فقالت ان ابنَ ابنی او ابن ابنتی تُوفّی وبلغنی انّ لی نصیباً فما لی فقالَ ابو بکر ما سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلّم قال فیہا شیئاً وسَاَسْأَلُ النّاسَ فلمّا صلّی الظہرَ قالَ ایّکم سَمِعَ رسولَ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلّم قالَ فی الجدّۃِ شیئاً فقالَ المُغیرۃ بن شعبۃ اَنا قالَ ماذا قالَ قالَ اَعطاہا رسولُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلّم سُدساً قالَ اَیعلم ذٰلکَ احدٌ غیرُکَ فقال محمّد بن مسلمۃ صَدَق فاعطاہا ابو بکرٍ السدسَ فجاءت الٰی عمر مثلُہا فقالَ ما اَدری ما سمعتُ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم قال فیہا شیئاً وسَاَسْأَلُ النّاسَ فحدّثوہ بحدیث المغیرۃ بن شعبۃ و محمّد بن مسلمۃ فقال عُمر اَیّکُما خَلَتْ بہ فلہا السدسُ فان

جب مجروح کیا گیا تو انھوں نے دادا کے بارے میں اصحاب سے مشورہ طلب کیا پھر فرمایا کہ میں دادا کے بارے میں ایک رائے قائم کرچکا تھا۔ پھر اگر تمھاری رائے ہو کہ تم اس کا اتباع کرو تو اس کا اتباع کر لینا تو ان سے عثمانؓ نے کہا کہ اگر ہم آپ کی رائے کا اتباع کریں تو وہ بھلائی ہے اور اگر ہم اتباع کریں شیخ (ابوبکرؓ) کی رائے کا تو وہ بھی بہترین صاحب رائے تھے۔ دارمی بروایت زہری کہا ابوبکرؓ کے پاس ایک جدّہ آئی جو باپ کی ماں (یعنی دادی) تھی یا ماں کی ماں (یعنی نانی) تھی تو اُس نے کہا کہ میرا بیٹے کا بیٹا (یعنی پوتا)، یا بیٹی کا بیٹا (یعنی نواسہ) وفات پاگیا اور مجھے یہ اطلاع ہوتی کہ (میراث میں) میرا حصّہ ہے تو وہ کیا ہے؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ آپؐ نے اس کے بارے میں کچھ فرمایا ہو اور میں عنقریب لوگوں سے معلوم کروں گا تو جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے جدّہ کے حق میں کچھ فرمایا۔ تو مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ میں نے۔ فرمایا کہ کیا فرمایا تھا؟ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصّہ دیا تھا فرمایا کہ کیا اس واقعہ کو تمھارے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے؟ تو محمّد بن مسلمہؓ نے کہا کہ انھوں نے سچ کہا۔ تو ابوبکرؓ نے اُس کو چھٹا حصّہ دیا۔ پھر عمرؓ کے پاس اُسی کے مانند (ایک جدّہ) آئی۔ تو اُنھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ اس کے بارے میں آپؐ نے کچھ فرمایا ہو اور میں عنقریب لوگوں سے پوچھوں گا، تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن شعبہ اور محمّد بن مسلمہ کی حدیث کو بیان کیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی اور نانی) میں جو تنہا ہو تو اُس کے لئے چھٹا حصّہ ہے اور اگر تم

www.kitabghar.org

اجتمعتما فہو بینکما الدارمی عن الشعبی قال سئل ابو بکر عن الکلالۃ فقال انی ساقول فیہا برأیی فان کان صوابا فمن اللہ وان کان خطأ فمنی ومن الشیطان اراہ ماخلا الوالد والولد فلما استخلف عمر قال انی لاستحیی اللہ ان ارد شیئا قالہ ابوبکر الدارمی عن عاصم بن عمر بن قتادۃ ان عمر بن الخطاب التمس من یرث ابن الدحداحۃ فلم یجد وارثا فدفع مال ابن الدحداحۃ الی اخوال ابن الدحداحۃ الدارمی عن الشعبی عن زیاد اتی عمر فی عم لام وخال فاعطی العم للام الثلثین واعطی الخال الثلث الدارمی عن الحسن ان عمر بن الخطاب اعطی الخالۃ الثلث والعمۃ الثلثین الدارمی عن الضحاک بن قیس ان عمر قضی فی اہل طاعون عمواس اول طاعون فی الاسلام انہم اذا کانوا من قبل الاب سواء فبنو الام احق واذا کان بعضہم اقرب من بعض باب فہم احق بالمال الدارمی عن سلیمان بن یسار عن محمد بن الاشعث ان عمۃ لہ توفیت یہودیۃ بالیمن فذکر ذلک لعمر بن الخطاب فقال یرثہا اقرب الناس الیہا من اہل دینہا الدارمی عن ابن شہاب مثلہ الدارمی عن ابراہیم قال عمر بن الخطاب اہل الشرک لانرثہم

دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ تم دونوں میں تقسیم ہوگا۔ دارمی شعبی سے کہا کہ ابوبکرؓ سے سوال کیا گیا کلالہ کے متعلق۔ فرمایا کہ میں اس کے بارے میں عنقریب اپنی رائے سے کہوں گا تو اگر وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ (کلالہ وہ ہے جو) نہ باپ چھوڑے اور نہ بیٹا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا کہ مجھے اللہ کے سامنے شرم آتی ہے کہ میں کسی ایسی بات کو رد کروں جس کو ابوبکرؓ نے کہا ہو۔ دارمی عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جستجو کی کہ ابن الدحداحہ کا کون وارث ہوگا تو کوئی وارث نہ پایا تو ابن الدحداحہ کا مال ابن الدحداحہ کے ماموؤں کو دے دیا۔ دارمی شعبی سے، مروی ہے زیاد سے کہ عمرؓ کے پاس لایا گیا مسئلہ باپ کے ماں شریک (اخیافی) بھائی اور ماموں کا تو ماں شریک چچا کو دو ثلث عطا کئے اور ماموں کو ایک ثلث۔
دارمی حسن سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیا خالہ کو ایک تہائی اور پھوپھی کو دو تہائی۔ دارمی ضحاک بن قیس سے کہ عمرؓ نے فیصلہ کیا طاعون عمواس والوں میں جو کہ اسلام میں پہلا طاعون تھا کہ وہ (پس ماندگان) جب کہ باپ کی جانب سے برابر ہوں تو ماں کی اولاد حقدار ہوگی اور جب ان میں کے بعض زیادہ قریب ہوں بعض سے باپ کی طرف سے تو مال کے وہ زیادہ حقدار ہیں۔
دارمی سلیمان بن یسار سے وہ محمد بن الاشعث سے کہ ان کی پھوپھی کا یمن میں بحالت یہودیت انتقال ہوگیا تو انھوں نے اس کا ذکر عمرؓ بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ اس کے وارث اس کے دین والوں میں سے وہ ہوگا جو سب لوگوں سے زیادہ اس کا قریب ہوگا۔ دارمی ابن شہاب سے ایسی ہی روایت کی گئی ہے۔
دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ اہل شرک کے نہ ہم وارث

www.kitabghar.org

ولا یرثونا الدارمی عن الشعبی انّ ابابکر وعمر قالا لایتوارث اہل ملتین الدارمی عن انس بن سیرین قال عمر ابن الخطاب لایتوارث ملتان شتّیٰ ولایحجب من لایرث الدارمی عن الشعبی عن عمر وعلیّ وزید قال واحسبہٗ قد ذکر عبداللّٰہ ایضًا قالوا الولاء للکبر یعنون بالکبر ماکان اقرب باب وامّ الدارمی عن الشعبی عن عمر وعلیّ وزید قالوا الدّیۃ تورث کما یورث المال خطاءہ وعمدہ الدّارمی عن الشّعبی قال عمر لا یرث قاتل خطاءٍ ولا عمدٍ الدارمی عن الشّعبی کتب عمر بن الخطّاب الیٰ شریح ان لایورث الحمیل الّابببیّنۃٍ وان جاءت فی خرقتہا الدارمی عن ابی عثمان قال عمر الصّدقۃ والسّائبۃ

ہوں گے اور نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔ دارمی شعبی سے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں نے فرمایا کہ دو ملّتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ دارمی انس بن سیرین سے، کہا عمرؓ بن الخطّاب نے کہ دو مختلف ملّتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے اور وہ شخص حاجب نہ ہوگا جو وارث نہ ہوگا (یعنی ممنوع الارث دوسرے کا حاجب نہ ہوگا)۔ دارمی شعبی سے، مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے اور میرا گمان ہے کہ عبداللہ کا بھی ذکر کیا ان سب نے کہا کہ ولاءعہ آزاد کرنے والے کے بڑے یعنی قریب تر وارث کا حق ہوگی (یعنی اعلےٰ وارث کی مثلاً بیٹے کے ہوتے ہوئے جو اعلیٰ ہے پوتے کو نہ ملے گی) وہ کُبر سے یہ مراد لیتے کہ جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے کسی کا قریب تر ہو۔ دارمی شعبی سے وہ عمرؓ سے اور علیؓ اور زیدؓ سے سب نے کہا کہ دیت میں وراثت جاری کی جاتے گی جیسا کہ مال میں وراثت جاری کی جاتی ہے، خطاء کی دیت اور عمد کی دیت دونوں میں۔ دارمی شعبی سے، عمرؓ نے فرمایا کہ وارث نہ ہوگا قاتلِ خطاء اور نہ قاتل عمد۔ دارمی شعبی سے، عمرؓ بن الخطاب نے شریح کو لکھا کہ اُٹھا کر لائےعہ ہوتے کا کوئی وارث نہ قرار دیا جائے بغیر گواہی کے چاہے کوئی عورت اُس کے نہالچے میں لاتی ہو۔ دارمی ابو عثمان سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ صدقہ اور سائبہ دونوں

عہ ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام یا لونڈی پر حاصل ہوتا ہے یعنی اگر وہ مرجائے تو آزاد کرنے والا بھی اس کا ایک وارث ہوتا ہے کُبرٗ بضمِ کاف و سکونِ با موحّدہ کسی مرد کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہو ۱۲ مترجم عہ حمیل اُٹھا کر لایا ہوا بچّہ۔ یعنی جو طفلک معصوم دارالاسلام میں لایا جاتے (اس کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کا حال معلوم نہ ہو، یا مجہول النسب ہو) پھر کوئی بربناء قرابت اس کے ترکہ کا دعوےٰ کرے تو بغیر گواہوں کے اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اس کا ترکہ اس کے موالی ہی کا حق ہوگا ۱۲ مترجم سہ سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مطلق العنان کر دی گئی ہو۔ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا کہ جب کوئی سفر سے بعافیت واپس آتا یا بیماری سے تندرست ہوتا تو کہتا ناقتی سائبۃ یعنے میری اونٹنی سائبہ ہے اب نہ اس کا کوئی دودھ دوہیگا اور نہ سوار ہوگا جیسے ہندو قوم میں سانڈ چھوڑ دیئے جاتے ہیں یہ بُتوں اور اوتاروں کی مَنّت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح غلام کو بھی سائبہ یا صدقہ کہدیا جاتا تھا تو وہ آزاد ہوجاتا تھا پھر نہ وہ اس کا وارث ہوتا اور نہ اُس کی دیت دیتا۔ اس کا یہ مطلب (بقیہ صفحہ ۵۰۳ پر)

www.kitabghar.org

يُوَلِّيهما قلتُ يعني اذا اعتق بهاتين اللفظتين فهما معتقان في الحال ليسا من المدبّرين الدارمي عن يحيى بن سعيد ان عمر قال ايّما حرٍّ تزوّج امةً فقد ارقّ نصفه (اے جزءه و هو الولد) و ايّما عبدٍ تزوّج حرّةً فقد اعتق نصفه قال الدارمي يعني الولد الدارمي عن ابراهيم عن عمر و عليٍّ و زيدٍ قالوا الولاء للكُبر و لا يرث النساء من الولاء الّا ما اعتقن او ما كاتبن۔ الدارمي عن الشعبي عن عمر و عليٍّ و زيد قالوا الوالد يجرّ ولاء ولده الدارمي عن ابراهيم قال عمر اذا كانت الحرّة تحت المملوك فولدت له غلاماً فانّه يعتق بعتق امّه و ولاءه لموالي امّه فاذا اعتق (العبد اے الوالد) جرّ الولاء الى موالي ابيه الدارمي عن العلاء بن زياد انّ رجلاً سأل عمر ابن الخطّاب فقال انّ وارثي كلالةٌ فأوصي بالنصف قال لا قال فالثلث قال لا قال فالربع قال لا قال فالخمس قال لا حتّى صار الى العشر فقال اوصِ بالعشر

اُسی دن (جس دن میں ان کا تکلم کیا)۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ جب کسی نے آزاد کیا ان دونوں لفظوں سے (یعنی کسی نے انتِ صدقۃ کہکر آزاد کیا اور کسی نے انتِ سائبۃ کہکر آزاد کیا) تو وہ دونوں فوراً آزاد ہو جائیں گے مُدبّر نہیں ہوں گے۔ دارمی یحییٰ ابن سعید سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس آزاد نے باندی سے نکاح کیا تو اُس نے اپنے نصف کو غلام کیا اور جس غلام نے نکاح کیا کسی آزاد عورت سے تو اُس کا نصف آزاد ہو گیا۔ دارمی نے کہا کہ مُراد لیا ہے (نصف سے) لڑکے کو۔ دارمی ابراہیم سے وہ عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے، سب نے کہا کہ ولاء سب سے بڑے کے لئے ہے اور عورتیں وارث نہیں ہوتیں ولاء سے مگر اُس کی جس کو وہ خود آزاد کریں یا مکاتب بنائیں۔ دارمی، شعبی سے مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے، سب نے کہا کہ والد کھینچ لیتا ہے ولاء اپنے بیٹے کی۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ نے کہ جب آزاد شدہ عورت مملوک کے تحت میں ہوگی اور وہ اُس کا بچہ جنے تو ماں کے آزاد ہونے کی وجہ سے وہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور اُس کی ولاء اُس کی ماں کے موالی کے لئے ہو گی۔ پھر جب وہ مملوک آزاد کر دیا جائے تو ولاء کو کھینچ لیگا اُس کے باپ کے موالی کی طرف۔ دارمی علاء بن زیاد سے کہ ایک شخص نے سوال کیا عمرؓ بن الخطّاب سے اور کہا کہ میرے وارث کلالہ ہیں تو کیا میں نصف مال کے لئے وصیّت کر دوں؟ کہا نہیں۔ کہا تو ثُلث کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا کہ رُبع کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا تو خُمس کے لئے؟ کہا نہیں۔ یہاں تک کہ (یوں ہی گھٹاتے گھٹاتے) عُشر تک پہنچ گیا، تو کہا کہ عُشر کی وصیّت کر دے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۲) بھی ہے کہ جو شخص خیرات کرے یا بردے کو سائبہ کرے تو پھر ان کو آخرت ہی کے دن کے لئے رکھے کہ دونوں سے منفعت کا دن وہی ہے۔ اب دنیا میں ان سے منفعت نہ اٹھاتے ۱۲ مترجم از لغات الحدیث

www.kitabghar.org

قلتُ معناہ ماروی عن الشعبی انّما کانوا یوصون بالخُمس والربع وکان الثلث منتہی الجارح الدارمی عن عبد اللہ بن ابی ربیعۃ انّ عمر بن الخطّاب قال یُحدِثُ الرجل فی وصیّتہ ماشاء و ملاکُ الوصیۃ آخرُہا

من ابواب شتّی

مالک عن ابن شہاب انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یجتمع دینانِ فی جزیرۃ العرب قال مالک قال ابن شہاب ففحص عن ذٰلک عمر بن الخطّاب حتیٰ اتاہ الثلج و الیقین انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یجتمع دینانِ فے جزیرۃ العرب فاجلا یہود خیبر قال مالک وقد اجلا عمرؓ ابن الخطّاب یہودَ نجران و فدک فامایہودَ خیبر فخرجوا منہا لیس لہم من الثمر ولا من الارض شئ واما یہود فدک فکان لہم نصف الثمر ونصف الارض لانّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان صالحہم علے نصف الثمر ونصف الارض فاقام لہم عمر بن الخطّاب قیمۃً من ذہب وورقٍ وابلٍ وحبالٍ واقتاب ثم اعطاہم القیمۃ واجلاہم منہا مالک عن یحیی بن سعید عن عبد الرحمن بن القاسم ان اسلم مولیٰ عمر ابن الخطّاب اخبرہ انہ زار عبد اللہ بن عیاش المخزومی فرأی عندہ نبیذًا وہو بطریق مکۃ فقال لہ اسلم انّ ہذا الشراب یحبّہ عمر بن الخطّاب فحمل عبدُ اللہ بن عیاش المخزومی قدحًا عظیمًا

میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں جو روایت کیا گیا ہے شعبی سے کہ لوگ وصیّت خمس اور ربع ہی کی کیا کرتے تھے اور ثلث منتہیٰ ہوتا تھا (وصیّت کی طرف) جھک جانے والے کا۔ دارمی عبد اللہ بن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطّاب نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی وصیّت میں جو بات چاہے کرے مگر وصیّت کی معتبر بات آخری ہی ہو گی۔

متفرق ابواب سے۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے۔ مالکؒ نے کہا کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ عمرؓ بن الخطّاب نے اس کا کھوج لگایا یہاں تک کہ ان کو اطمینانِ قلب اور یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دین جزیرۃ العرب میں جمع نہ ہوں گے تو انھوں نے یہود خیبر کو جلا وطن کر دیا۔ مالکؒ نے کہا اور عمرؓ بن الخطّاب نے نجران اور فدک کے یہود کو بھی جلا وطن کیا تھا۔ رہے یہود خیبر تو وہ اس طرح وہاں سے نکلے کہ نہ اُن کا وہاں کوئی پھل تھا اور نہ زمین کا کوئی حصّہ۔ رہے یہودِ فدک تو اُن کا آدھا پھل تھا اور آدھی زمین، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مصالحت کر لی تھی آدھے پھل اور آدھی زمین پر تو ان پر عمرؓ بن الخطّاب نے سونے اور چاندی اور اونٹوں اور رسیوں اور کاٹھیوں کی صورت میں قیمت مقرر کر دی تھی۔ پھر اُن کو قیمت دیدی اور وطن سے نکال دیا۔ مالکؒ یحیےٰ بن سعید سے وہ عبد الرحمٰن ابن القاسم سے کہ اسلم مولیٰ عمرؓ بن الخطّاب نے ان کو خبر دی کہ اسلم نے ملاقات کی عبد اللہ بن عیاش مخزومی سے تو ان کے پاس نبیذ دیکھی جب کہ وہ مکّہ کے راستہ میں تھے تو ان سے اسلم نے کہا کہ اس شربت کو عمرؓ بن الخطّاب پسند کرتے ہیں تو عبد اللہ ابن عیاش مخزومی نے ایک بڑا بادیہ (بھر کر) اُٹھایا اور اس کو

www.kitabghar.org

فجاء به الى عمر بن الخطاب فوضعه في يده
فقربه عمر الى فيه ثم رفع رأسه فقال
ان هذا الشراب طيب فشرب منه ثم
ناوله رجلا عن يمينه فلما ادبر عبد الله ناداه
عمر بن الخطاب فقال انت القائل
لمكة خير من المدينة فقال عبدالله
فقلت هي حرم الله وامنه وفيها بيته
فقال عمر لا اقول في بيت الله ولا في
حرمه شيئا ثم قال عمر انت القائل لمكة
خير من المدينة قال فقلت هي حرم الله
وامنه وفيها بيته فقال عمر لا اقول في
حرم الله ولا في بيته شيئا ثم انصرف مالك
عن ابن شهاب عن عبدالحميد بن عبدالرحمن
ابن زيد بن الخطاب عن عبدالله بن عبدالله بن الحارث
ابن نوفل عن عبدالله بن عباس ان
عمر بن الخطاب خرج الى الشام حتى
اذا كان بسرغ لقيه امراء الاجناد
ابو عبيدة بن الجراح واصحابه
فاخبروه ان الوباء قد وقع
بالشام قال ابن عباس قال عمر
ابن الخطاب ادع لي المهاجرين
الاولين فدعاهم فاستشارهم و
اخبرهم ان الوباء قد وقع بالشام
فاختلفوا فقال بعضهم قد خرجت لامر
ولا نرى ان ترجع عنه وقال بعضهم

عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے کر پہنچے اور اس کو ان کے ہاتھ پر رکھدیا تو عمرؓ نے اس کو اپنے منہ کے قریب کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ بیشک یہ شربت عمدہ ہے پھر اس میں سے پیا پھر اس کو ایک شخص کو دے دیا جو ان کے داہنی طرف تھا۔ پھر جب عبداللہ پیٹھ پھیر کر چلے تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے پکارا اور کہا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے، تو عبداللہؓ نے کہا کہ میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا امن ہے اور اس میں اس کا گھر ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بیت اللہ کے بارے میں اور اس کے حرم کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں: پھر عمرؓ نے (اعادۃ سوال کرتے ہوئے) کہا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا امن ہے اور اس میں اس کا گھر ہے تو پھر عمرؓ نے کہا کہ میں اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، پھر وہ چلدیے۔ مالک ابن شہاب سے وہ عبدالحمید بن عبدالرحمن ابن زید بن الخطاب سے وہ عبداللہ بن عبداللہ الحارث بن نوفل سے وہ عبداللہ بن عباسؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب سرغ پہنچے (سرغ شام کے قریب مغیثہ اور تبوک کے درمیان ایک مقام ہے) تو ان سے لشکروں کے امراء نے ملاقات کی یعنی ابوعبیدہ بن الجراح اور ان کے اصحاب نے اور انھوں نے ان کو خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو لاؤ، تو ان کو بلایا پھر عمرؓ نے ان سے مشورہ لیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے تو ان میں اختلاف ہو گیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں اور ہماری یہ رائے نہیں کہ آپ اس سے لوٹ جائیں اور بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ

www.kitabghar.org

معک بقیۃ الناس و اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولا نریٰ ان
تقدمھم علی ھذا الوباء فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی الانصار فدعوتھم
فاستشارھم فسلکوا سبیل المھاجرین
و اختلفوا کاختلافھم فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی من کان ھھنا
من مشیخۃ قریش من مھاجرۃ الفتح
فدعوتھم فلم یختلف علیہ منھم رجلان
فقالوا نریٰ ان ترجع بالناس و
لا تقدمھم علی ھذا الوباء فنادیٰ
عمر بن الخطاب انی مصبح علی
ظھر فاصبحوا علیہ فقال ابو عبیدۃ
افرارا من قدر اللہ فقال
عمر لو غیرک قالھا یا ابا عبیدۃ نعم
نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ
ارأیت لو کانت لک ابل فھبطت
وادیا لہ عدوتان احداھما مخصبۃ
و الاخریٰ جدبۃ الیس ان رعیت
الخصبۃ رعیتھا بقدر اللہ و
ان رعیت الجدبۃ رعیتھا بقدر اللہ
قال فجاء عبد الرحمن بن عوف و
کان غائبا فی بعض حاجتہ فقال ان
عندی من ھذا علما سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ لوگ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہماری رائے نہیں ہے کہ آپ ان کو لئے ہوئے اس وباء پر پہنچ جائیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس سے آپ سب اٹھ جائیں۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس انصار کو لاؤ، تو ان کو بلا کر ان سے مشورہ لیا تو وہ لوگ بھی مہاجرین کی راہ پر چلے اور یہ بھی مختلف الرائے ہو گئے جیسے وہ ہوتے تھے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ اب آپ سب اٹھ جائیں۔ پھر کہا کہ میرے پاس ان مشائخ قریش کو لاؤ جو فتح (مکہ سے قبل) کے مہاجرین میں سے یہاں موجود ہیں تو میں ان کو بلا کر لایا تو ان میں دو آدمی بھی مختلف الرائے نہیں ہوتے اور ان لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر واپس ہو جائیں اور ان کو اس وباء پر نہ لے جائیں، تو عمرؓ بن الخطاب نے اعلان کرا دیا کہ ہم صبح کو اونٹوں کی پشت پر سوار ہو جائیں گے (یعنی واپس ہونے کے لئے) تو سب لوگ صبح کو آپ کے پاس پہنچ گئے۔ تو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے فرار ہو رہا ہے؟ تو عمرؓ نے کہا کہ کاش یہ بات تمہارے سوا اے ابو عبیدہؓ کوئی دوسرا شخص کہتا۔ (جواب یہ ہے کہ) ہاں ہم اللہ کی قدر سے اللہ ہی کی قدر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں اترو جس کی دو جانب ہوں ان میں سے ایک تو سرسبز ہو اور دوسری خشک قحط زدہ تو کیا یہ بات نہیں کہ اگر تم نے ارادہ کیا سرسبز کا تو تم نے اس کا ارادہ اللہ کی تقدیر سے کیا اور اگر ارادہ کیا خشک جانب کا تو وہ ارادہ بھی اللہ کی تقدیر سے کیا، کہا کہ پھر آ گئے عبد الرحمن بن عوفؓ اور وہ اپنی کسی حاجت کی وجہ سے غائب تھے تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس اس باب میں علم موجود ہے۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

www.kitabghar.org

يقولُ اذا سمعتم بہ (الوباء ۱۲) بارضٍ فلا تقدّموا عليہ واذا وقعَ بارضٍ وانتم بہا فلا تخرجوا فِرارًا منہ قالَ فحمد اللہ عمر ثمّ انصرفَ مالکؒ عن ابن شہاب عن عبداللہ بن عامر ابن ربیعۃَ انّ عمر بن الخطّاب خرجَ الی الشّام فلمّا جآء سرغ بلغہ انّ الوبآء قد وقع بالشّام فاخبرہ عبدالرحمٰن بن عوف انّ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم قالَ اذا سمِعتم بہ بارضٍ فلا تقدّموا علیہ واذا وقع وانتم بہا فلا تخرجوا فِرارًا منہ فرجع عمر بن الخطّاب من سرغ مالکؒ عن ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ انّ عمر بن الخطاب انّما رجعَ بالناس عن حدیثِ عبدالرحمٰن ابن عوف مالکؒ انّہ قال بلغنی ان عمر بن الخطاب قالَ لبیتٌ برکبۃٍ (موضع ۔۔ بالحجاز ۱۲) احبُّ الیَّ من عشرۃ اَبیاتٍ بالشّام قال مالکؒ یُرید لطول الاعمار والبقآء ولشدّۃ الوبآء بالشّام مالکؒ عن زید بن ابی اُنیسَۃَ عن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ابن زید بن الخطّاب انّہ آخبرہ عن مسلم بن یسار الجہنی ان عمر بن الخطّاب سُئِل عن ھٰذہ الآیۃ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ۔

آپؐ فرماتے تھے کہ جب تم اس (وبا) کو کسی زمین پر سُنو تو اس پر پیش قدمی[ع] نہ کرو اور اگر وبا واقع ہوجائے زمین میں جب کہ وہاں موجود ہو تو اُس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس ہوگئے۔ مالکؒ ابنِ شہاب سے وہ عبداللہ بن عامر ابن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطّاب شام کی طرف نکلے جب سرغ میں پہنچے تو ان کو یہ اطلاع پہنچی کہ شام میں وبا واقع ہوگئی ہے تو اُن کو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا کو سُنو تو اُس پر نہ جاؤ اور جب واقع ہوجائے تو اس حال میں کہ تم وہاں موجود ہو اس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ تو عمرؓ بن الخطاب سرغ سے واپس ہوگئے۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ سالم بن عبداللہؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو صرف عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی حدیث کی وجہ سے لوٹا کر لائے۔ مالکؒ، اُنھوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ رکبہ کا (جو حجاز میں ایک موضع ہے) ایک گھر مجھے شام کے دسؔ گھروں سے زیادہ عزیز ہے۔ کہا مالکؒ نے کہ مُراد یہ لے رہے تھے کہ (رکبہ کا ایک گھر) بوجہ عمروں کی درازی و بقاء کے (عزیز ہے) اور شام میں شدّتِ وباء کی وجہ سے (دس گھر عزیز نہیں ہیں)۔ مالکؒ زید بن ابی اُنیسہ سے وہ عبدالحمید ابن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطّاب سے کہ اُنھوں نے ان کو خبر دی مسلم بن یسار الجُہنی کی روایت سے کہ عمرؓ بن الخطّاب سے پوچھا گیا اس آیت کے بارے میں وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ تا غٰفِلِيْنَ ۝ (۷: ۱۷۲) اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن سے اُن ہی

ع اس لئے کہ وبا کبھی عذاب ہوتی ہے اُس قوم پر تو ایسی جگہ جانا عذابِ الٰہی پر جرأت ہوگی اور اس کو حقیر جاننا۔ رہا وبا۔ پھیلنے کی صورت میں عدمِ خروج کا حکم تو وہ اس جہت سے ہے کہ مریضوں کے دل نہ ٹوٹیں اور ان کے علاج کا سلسلہ ختم نہ ہوجائے ۱۲

www.kitabghar.org

وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْؕ
قَالُوْا بَلٰىۛۚ شَهِدْنَاۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ فقالَ عمر بن
الخطّاب سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یُسْئَلُ عنہا فقالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم انّ اللہ تبارکَ وتعالےٰ خلقَ آدمَ
ثم مسحَ ظہرہ بیمینہ فاستخرج منہ ذریۃً فقالَ
خلقتُ ہٰؤلآء للجنّۃ وبعمل اہل الجنّۃ یعملون
ثم مسحَ ظہرہ فاستخرج منہ ذرّیّۃً فقالَ
ہٰؤلاء للنّارِ وبعمل اہل النّار یعملون فقالَ
رجلٌ یارسول اللہ ففیمَ العملُ فقالَ رسولُ
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ اللہ تبارک و
تعالےٰ اذا خلقَ العبد للجنّۃ استعملہ بعمل
اہلِ الجنّۃ حتےّٰ یموتَ علےٰ عملٍ من اَعمال
اہل الجنّۃ فیدخلہ بہ الجنّۃَ واذا خلقَ العبدَ
للنارِ استعملہ بعمل اَہلِ النار حتے یموتَ
علے عمل من اَعمال اہل النّارِ فیدخلہ
بہ النّار محمد قالَ اخبرنا ابوحنیفۃ عن
عبد الاعلے التیمی عن ابیہ عن عُمر
ابن الخطّاب رضی اللہ عنہ قال بینا ہو
یخطب النّاسَ بالجابیۃ اذ قالَ فے
خطبتہ انّ اللہ یُضِلُّ مَن یشاء
ویہدی مَن یشاء فقالَ قسٌّ من
تلکَ القسوسِ ما یقولُ امیر المؤمنین
قالوا یقولُ

کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں ہم (سب اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے۔" تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ سے اس کے بارے میں پوچھا جارہا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پُشت پر پھیرا اور اُس سے ذُرّیت کو نکالا پھر کہا کہ مَیں نے اُن کو پیدا کیا جنّت کے لئے اور یہ عمل اہلِ جنّت پر کاربند ہوں گے پھر اُس کی پُشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ذُرّیت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو پیدا کیا نار کے لئے اور یہ عملِ اہلِ نار پر کاربند ہوں گے تو ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہؐ پھر عمل کِس مرتبہ میں رہا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے جب بندے کو جنّت کے لئے پیدا کیا تو اس کو عملِ اہلِ جنّت پر کاربند کیا یہاں تک کہ وہ اہلِ جنّت کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے پھر وہ اس کو اس عمل کے سبب سے جنّت میں داخل کرے گا اور جب بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس کو عملِ اہلِ نار پر کاربند کیا یہاں تک کہ وہ اہلِ نار کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے پھر وہ اُس کو اس عمل کے سبب سے نار میں داخل کرے گا۔ محمدؒ نے کہا خبر دی ہم کو ابو حنیفہؒ نے عبد الاعلیٰ تیمی سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے عُمرؓ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس دَوران میں کہ وہ جابیہ میں لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اُنھوں نے اپنے خطبہ میں کہا کہ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو وہاں کے پادریوں میں سے ایک پادری نے (لوگوں سے پوچھا) کہ امیر المومنینؓ کیا کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ

www.kitabghar.org

ان اللہ یُضِلُّ مَن یشآء ویھدی من یشآء
فقال برکشت (بپیشواء ترسایان) اللّٰہ اَعدل من ان یُضِلَّ
احدًا فبلغت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
فقال بل اللہ اَضلّک واللہِ لولا عہدٌ لک
لضربت عنقک اخرج الامام ابو القاسم
اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی فی کتاب الحجۃ
فی بیان المحجۃ عن عبداللہ بن الحارث بن
نوفل قال لما قدم عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ الجابیۃ قام یخطب الناس و
عندہ الجاثلیق یترجم لہ ما یقول
عمر فلما قال عمر من یُضلل
اللہ فلا ہادی لہ وفی روایۃ فلما قال عمر
یُضل اللہ من یشآء ویھدی من یشآء
نفض (الشانہ) الجاثلیق ثوبہ کھیئۃ المنکر لذلک
فقال عمر ما یقول فکرِہوا ان یذکروا
لہ الذی عنیٰ بذلک ثم عاد عمر فقال ذلک
ففعل الجاثلیق مثلھا فقال عمر ما
یقول فقیل یا امیر المؤمنین یزعم ان
اللہ لا یُضِلُّ احدًا فقال عمر کذبت
یا عدوّ اللہِ بل اللہ خلقک وھو اضلّک
وھو یُدخلک النار ان شآء اللہ واللہِ
لولا عقدٌ لک لضربت عنقک ان اللہ
عزّ وجلّ حین خلق الخلق

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو اُس نے کہا کہ معاذ اللہ خدا اَعدل (یعنی بہت انصاف کرنے والا ہے اور بالاتر ہے اس سے کہ وہ کسی کو گمراہ کرے۔ پھر یہ بات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا بلکہ اللہ ہی نے تجھے گمراہ کیا ہے۔ واللہ اگر تم سے عہد نہ ہوتا تو میں تیری گردن ماردیتا۔ اخذ کیا امام ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی نے کتاب الحجۃ فی بیان المحجۃ میں، مروی ہے عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے کہا کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تشریف لائے تو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور ان کے پاس جاثلیق تھا جو کہ ترجمہ کرتا جاتا تھا اس تقریر کا جو عمرؓ کہتے تھے تو جب عمرؓ نے کہا کہ جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب عمرؓ نے کہا "گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے" تو جاثلیق نے اپنا کپڑا جھٹکا اس بات کے منکر کی ہیئت کی طرح تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا کہتا ہے، تو لوگوں نے اس بات سے کراہت کی کہ آپ سے ذکر کریں کہ اس حرکت سے اُس کی مُراد کیا تھی۔ پھر عمرؓ نے اعادہ کلام کیا تو پھر جاثلیق نے وہی حرکت کی پھر عمرؓ نے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے تو کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین یہ شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے خدا کے دُشمن! تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تجھے اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے تجھے گمراہ کیا اور وہی انشاء اللہ تعالیٰ تجھے نار میں داخل کرے گا۔ واللہ اگر تیرے ساتھ عہد نہ ہوچکا ہوتا تو میں تیری گردن ماردیتا۔ بیشک اللہ عزّوجل نے جب مخلوق کو پیدا کیا

ع۵ جاثلیق: شام کے فتح کے ساتھ بھی رئیس نصاریٰ جو انطاکیہ کے بطریق کا ماتحت ہوتا تھا۔ جاثلیق کے ماتحت کو مطران کہتے تھے۔ پھر مطران کے ماتحت ہر شہر میں اسقف ہوتے تھے اور اسقف کے ماتحت قسیس ہوتے تھے اور قسیس کے ماتحت شماس ہوتے تھے ۱۲

www.kitabghar.org

خلق اہل الجنۃ وما ہم عاملون وخلق اہل النار وما یعملون ثم قال ہٰؤلاء لہٰذہ و ہٰؤلاء لہٰذہ فقال عبداللہ بن الحارث فتفرق الناس وہم لا یختلفون فی القدر وآخرج ایضاً عن سعید بن المسیب قال قام عمر بن الخطاب فی الناس فقال ایہا الناس الا ان اصحاب الرأے اعداء السنۃ اعیتہم الاحادیث ان یحفظوہا وتفلتت منہم ان یعوہا واستحیوا اذا سألہم الناس ان یقولوا لا ندری فعاندوا السنن برأیہم فضلوا و اضلوا کثیرا والذی نفس عمر بیدہ ما قبض اللہ نبیہ ولا رفع الوحی عنہم حتی اغناہم عن الرأے و لو کان الدین یؤخذ بالرأے لکان اسفل الخف احق بالمسح من ظہرہ فایاک و ایاہم وآخرج عن عامر بن سعد عن ابیہ قال وقف عمر بن الخطاب بالجابیۃ فقال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال من اراد بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ قال اہل اللغۃ بحبوحۃ الجنۃ وسطہا والفذ الفرد وقال ابو القاسم تعلیقاً

تو اہلِ جنت کو پیدا کیا اور ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں اور پیدا کیا اہلِ نار کو اور اُن اعمال کو جو وہ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ سب اس کے لئے اور یہ سب اس کے لئے۔ پھر کہا عبداللہ بن الحارث نے کہ اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے اور وہ قدر میں اختلاف نہیں کرتے تھے۔ اور نیز روایت کیا سعید بن المسیب سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں میں کھڑے ہوتے اور کہا کہ اے لوگو یاد رکھو کہ اصحابِ رائے (یعنی آفتابِ نبوت کی روشنی کو چھوڑ کر اپنی عقل کے چراغ سے دیکھنے والے) سنت کے دشمن ہیں عاجز کر دیا ان کو احادیث نے کہ وہ ان کو حفظ کرتے اور چھوٹ گئیں اُن سے کہ وہ ان کو اپنی یاد میں قائم رکھتے اور جب اُن سے لوگ (کوئی مسئلہ) پوچھتے ہیں تو وہ یہ کہنے سے شرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے تو یہ لوگ اپنی رائے سے (مسئلوں کے جواب دے کر) سنت کے ساتھ دشمنی کرنے لگے تو گمراہ ہوتے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو وفات نہیں دی اور نہ اُن سے وحی کو مرتفع کیا جب تک کہ ان کو رائے سے مستغنی نہ کر دیا اور اگر دین رائے سے اخذ کیا جاتا تو موزے کا تلا مسح کے لئے زیادہ مناسب ہوتا بہ نسبت اُوپر کے حصہ کے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں سے بچو۔ اور روایت کیا عامر بن سعد سے اُنھوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابیہ میں (خطبہ کے لئے) کھڑے ہو کر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ جو شخص وسطِ جنت میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو اُس کے اُوپر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ کہا اہلِ لغت نے کہ بحبوحۃ الجنۃ کے معنی ہیں وسطِ جنت اور فذّ، اکیلا۔ اور کہا ابو القاسم نے تعلیقاً کہ عمرؓ بن

www.kitabghar.org

قال عمر بن الخطاب علی المنبر ان ھذا
القرآن کلام اللہ و آخرج عن الحسن
قال جآء اعرابی الی عمر فقال یا امیر المؤمنین
علمنی الدین قال تشھد ان لا الٰہ
الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و
تقیم الصلوٰۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تحج البیت
و تصوم رمضان و علیک بالعلانیۃ و
ایاک و السر و کل ما تستحیی منہ فان
کان لقیت اللہ فقل امرنی بھذا
عمر و آخرج عن عمرو بن میمون عن
عمر بن الخطاب ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ من عذاب
القبر و آخرج عن ابی شھم عن عمر
ابن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیف انت اذا کنت فی اربعۃ
اذرع فی ذراعین و رأیت منکرا و نکیرا
قال قلت یا رسول اللہ و ما منکر و نکیر
قال فتانا القبر یبحثان (میکنند) الارض
بانیابھما و یطآن فی اشعارھما اصواتھما
(میروند در موہائے خود بسبب درازی آنہا ۱۲)
کالرعد القاصف (سخت غرندہ ۱۲) و ابصارھما کالبرق الخاطف (رباینده ۱۲)
معھما مرزبۃ لو اجتمع علیھا اھل منیٰ لم
یطیقوا رفعھا ھی ایسر علیھما من عصای ھذہ
قال قلت یا رسول اللہ و انا علی حالی ھذہ قال
نعم قلت اذا اکفیکھما و آخرج عن طارق
ابن شھاب عن عمر بن الخطاب قال قال

الخطاب نے منبر پر فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور روایت اخذ کی حسن رح سے کہا کہ ایک اعرابی آیا عمر رض کے پاس اور بولا کہ اے امیر المومنین رض مجھے دین سکھاؤ۔ فرمایا کہ (دین یہ ہے کہ) تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان میں روزے رکھے اور تجھ پر لازم ہے (دین کی بات) علانیہ کرنا اور چھپ کر کرنے سے بچ اور ہر ایسی (دین کی بات چھپ کر کرنے سے) جس (کے اظہار) سے تجھے شرم آتی ہو۔ پھر اگر اس حال میں تو اللہ تعالیٰ سے ملے تو کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حکم عمر رض نے دیا تھا۔ اور روایت کی عمرو بن میمون سے وہ عمر رض بن الخطاب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور روایت کی ابی شہم سے وہ عمر رض بن الخطاب سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو چار ہاتھ (لمبی) اور دو ہاتھ (گہری) زمین میں دفن ہو گا اور تو منکر اور نکیر کو دیکھے گا۔ مَیں نے کہا یا رسول اللہ اور منکر و نکیر کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ قبر کے دو امتحان لینے والے ہیں زمین کو اپنے دانتوں سے کھود ڈالتے ہیں اور اپنے (دراز) بالوں میں چلتے ہیں اُن دونوں کی آوازیں گرجنے والے رعد کی مانند ہیں اور ان کی نگاہیں چمکنے والی بجلی جیسی، اُن دونوں کے پاس (اتنا بھاری) ہتھوڑا (یا گرز) ہو گا کہ اگر تمام اہل منیٰ اکٹھے ہو کر اُٹھائیں تو اُس کو نہ اٹھا سکیں۔ اور اس کا اُٹھانا ان پر اس میرے عصا سے بھی زیادہ آسان ہے۔ کہا کہ مَیں نے کہا کہ یا رسول اللہ اور مَیں اپنے اسی حال پر ہونگا فرمایا کہ ہاں مَیں نے کہا کہ پھر تو آپ کی طرف سے میں اُن سے نبٹ لوں گا۔ اور روایت کیا طارق بن شہاب سے وہ عمر رض بن الخطاب سے کہ فرمایا

www.kitabghar.org

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ داعیًا
و مُبلّغًا لیس الیّ من الہدیٰ شیٔ
وخُلق ابلیس مزیّنًا ولیس الیہ من الضلالۃ
شیٔ ۔ و اخرج عن ابی ہریرۃ عن عمر بن
الخطاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لاتجالسوا اصحاب القدر و
لاتفاتحوہم (ابتداء بکلام مجھنا) احمد بن حنبل قال حدثنا
ہشیم اخبرنا علیّ بن زید عن یوسف
ابن مہران عن ابن عباس قال خطب
عمر بن الخطاب و قال ہشیم مرّۃً
خطبنا فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ فذکر
الرجم فقال لاتُخدعنّ عنہ فانّہ حدٌّ
من حدود اللہ الا انّ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قد رجم و رجمنا بعدہ ولولا
ان یقول قائلون زاد عمر فی کتاب اللہ
مالیس منہ لکتبتُ فی ناحیۃٍ من
المصحف شہد عمر بن الخطاب قال
ہشیم مرّۃً و عبدالرحمٰن بن عوف و
فلان و فلان انّ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قد رجم. و رجمنا من بعدہ و انّہ
سیکون من بعدکم قومٌ یکذبون بالرجم
و بالدجال و بالشفاعۃ و بعذاب القبر
و بقومٍ یخرجون من النار بعد ما
امتُحِشوا (احترقوا) مالک انہ بلغہ انّ عمر
ابن الخطاب قال انّی لاُحِبّ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں بھیجا گیا ہوں داعی اور
مُبلّغ بنا کر میرے قبضہ میں ہدایت پر لانا کچھ نہیں اور ابلیس
پیدا کیا گیا مزین بنا کر (کہ دنیا کی زینت دکھا کر اس پر فریفتہ کرنے
کی کوشش کرے) اور اس کے قبضہ میں گمراہی کا کچھ اختیار نہیں
(ہدایت و ضلالت دونوں پر اللہ ہی کا اختیار ہے)۔ اور روایت
کیا ابوہریرہؓ سے انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اصحابِ قدر کے ساتھ ہمنشینی نہ اختیار
کرو (یعنی قدریہ گروہ کے لوگوں سے) اور نہ اُن کے ساتھ آغاز کلام
کرو۔ احمد بن حنبلؒ کہا ہم سے حدیث بیان کی ہُشیم نے، کہا کہ ہم
کو خبر دی علی بن زید نے یوسف بن مہران سے انھوں نے ابن
عباسؓ سے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ بن الخطاب نے اور ہشیم نے
ایک مرتبہ یوں کہا کہ خطبہ دیا ہم کو پھر اللہ کی حمد اور اس کی ثنا کی
پھر رجم کا ذکر کیا اور کہا کہ تم اس کے بارے میں دھوکے میں نہ پڑنا
کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم
کیا ہے اور اگر (یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ کہنے والے یہ کہیں گے کہ عمرؓ نے
کتاب اللہ میں ایسی بات بڑھا دی جو اس میں نہیں تھی تو میں
مصحف کے کسی جانب میں یہ لکھ دیتا کہ اس بات کا گواہ عمرؓ بن
الخطاب ہے۔ اور ہُشیم نے ایک مرتبہ کہا اور عبدالرحمٰن بن عوف اور
فلاں و فلاں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم
نے بھی اُن کے بعد رجم کیا اور تمہارے بعد عنقریب ایسی قوم
ہوگی جو جھٹلائیں گے رجم کو اور دجال (کے ظہور) کو اور شفاعت
کو اور عذاب قبر کو اور اُس قوم کے وجود کو جو جہنم سے نکلیں گے
بعد اس کے کہ وہ جل چکے ہوں گے۔ مالکؒ، یہ کہ ان کو یہ خبر
پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ

www.kitabghar.org

أن أنظر إلى القارئ أبيض الثياب مالك عن
أيوب بن أبي تميمة السختياني عن ابن سيرين
قال قال عمر بن الخطاب إذا أوسع الله عليكم فأوسعوا
على أنفسكم جمع رجلٌ عليه ثيابه مالك عن
إسحٰق بن أبي طلحة أنه قال قال أنس بن مالك
رأيت عمر بن الخطاب وهو يومئذ أمير المؤمنين
وقد رقّع بين كتفيه برقعٍ ثلث لبّد بعضها
فوق بعض مالك عن نافع عن عبد الله بن
عمر أن عمر بن الخطاب رأى حلّة سيراء عند
باب المسجد فقال يا رسول الله لو اشتريت هذه
الحلّة فلبستها يوم الجمعة وللوفد إذا قدموا
عليك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إنما يلبس هذه من لا خلاق له في الآخرة ثم جاء
رسول الله صلى الله عليه وسلم منها حُلَلٌ فأعطى
عمر بن الخطاب منها حلّة فقال عمر يا رسول الله
كسوتنيها وقد قلت في حلّة عطارد ما قلت
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم أكسكها
لتلبسها فكساها عمر أخاً له مشركاً بمكة
مالك أنه بلغه أن عمر بن الخطاب وعلي بن
أبي طالب وعثمان بن عفان كانوا يشربون
قياماً مالك عن يحيى بن سعيد أن عمر
ابن الخطاب كان يأكل خبزاً بسمن
فدعا رجلاً من أهل البادية فجعل
يأكل يتتبّع باللقمة

کہ قاری کو سفید کپڑے پہنے ہوتے دیکھوں۔ مالکؒ ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے وہ ابن سیرین سے، کہا کہ فرمایا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت کر دی ہے تو تم بھی اپنے نفسوں پر وسعت کرو چاہیئے کہ آدمی اپنے اوپر (ضروری) کپڑے جمع کرے (یعنی پہنے)۔ مالکؒ اسحٰق بن ابی طلحہ سے اُنھوں نے کہا کہ انسؓ ابن مالکؓ نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا اور وہ اس زمانہ میں امیر المؤمنین تھے اس حال میں کہ انھوں نے اپنے مونڈھوں کے درمیان اُوپر تلے تین پیوند لگا رکھے تھے۔ مالکؒ نافع سے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دروازۂ مسجد کے قریب ایک جوڑا سیرا[ع۵] دیکھا تو کہا کہ یا رسول اللہ اس کو آپ خرید لیجئے اور جمعہ کے دن پہن لیا کرتے اور ایسے موقع پر جب کہ باہر کے وفود آپؐ کے پاس آتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایسا شخص ہی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن میں سے چند جوڑے آگئے تو ان میں سے ایک جوڑا آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب کو دیا تو عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپ مجھے عطا فرما رہے ہیں حالانکہ عطارد کے جوڑے کے بارے میں فرمایا تھا جو کچھ فرمایا تھا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو تو عمرؓ نے وہ اپنے ایک بھائی کو دیدیا جو مشرک تھا مکہ میں۔ مالکؒ یہ کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب اور علیؓ بن ابی طالب اور عثمانؓ ابن عفان سب کھڑے ہو کر پیتے تھے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب گھی کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے تو آپ نے ایک شخص کو جو اہلِ بادیہ میں سے تھا بلا لیا اُس نے پے در پے لقمہ

ع۵ سین کے زیر اور یاءِ تحتانی کے زیر کے ساتھ، ایک قسم کی یمنی چادر کہ جس میں زرد خطوط ریشمی دھاگے کے لگے ہوتے یا خالص زرد ہوتی تھی ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وَضَرَ الصحفۃَ فقالَ لہٗ عمر کانک مُقفِرٌ فقالَ واللہِ ما اکلتُ سمنًا ولا رأیتُ اُکلًا لہٗ منذ کذا وکذا فقال عمر لا آکل السمنَ حتیٰ یُحیَی الناسُ من اوّلِ ما یُحیَونَ مالکٌ عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال رأیتُ عمر بن الخطاب وھو یومئذ یُطرح لہٗ صاعٌ من تمرٍ فیأکلہ حتیٰ یأکل حَشَفَھا مالکٌ عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عُمر انہٗ قال سُئل عمر بن الخطاب عن الجرادِ فقالَ وَدِدتُ اَن عندی قفعۃً فاکل منہ مالکٌ عن یحیی ابن سعیدٍ انّ عمر بن الخطاب قال ایّاکم واللحمَ فانّ لہٗ ضراوۃً کضراوۃِ الخمر مالکٌ عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب ادرک جابر بن عبد اللہ ومعہ حمالُ اللحمِ فقالَ ماھذا فقال یا امیرَ المؤمنین قَرِمنا الی اللحم فاشتریتُ بدرھم لحماً فقالَ مایرید احدکم اَن یطوی بطنَہٗ عن جارِہٖ اوابن عمہ این تذھب عنک ھٰذہ الآیۃ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا۔ مالک عن اسحٰق بن

کھانے شروع کر دیئے اور پیالہ کو لپٹ گیا تو اُس سے عمرؓ نے کہا گویا کہ تو بھوکا ہے تو اُس نے کہا کہ واللہ میں نے اتنے اور اتنے زمانہ سے گھی نہیں کھایا اور نہ اُس کے لُقمے دیکھے تو عمرؓ نے کہا کہ میں گھی نہیں کھاؤں گا جبتک کہ لوگوں پر پہلے خوب بارش نہ ہولے (جس سے ان میں جان آجاتے)۔ مالکؒ اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے وہ انسؓ بن مالک سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا اس حال میں کہ اس دن کہ اُن کے سامنے ایک صاع کھجور ڈال دی جاتی تھی تو وہ اُس کو کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں کے خراب دانوں کو بھی۔ مالکؒ عبد اللہ بن دینار سے وہ عبد اللہ ابن عمرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب سے ٹڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ میرے پاس ایک تھیلا ہو جس میں سے ان کو کھاتا رہوں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ بچو گوشت پر (مداومت) سے کہ اس کا بھی ایک چسکا (یعنی لت) ہے جیسا شراب کا چسکا ہوتا ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابرؓ بن عبد اللہ کو پایا اس حال میں کہ ان کے ساتھ ایک بوجھ (یعنی بندھا ہوا پوٹلا) گوشت کا تھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے ایک درہم کا گوشت خرید لیا تو فرمایا کہ تم میں کوئی یہ ارادہ نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کو تہ کر رکھے اپنے پڑوسی اور ابن عم کی خاطرداری کیلئے۔ کہاں جاتی رہی تمھارے پاس سے یہ آیت اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمُ الخ (۴۶: ۲۰) تم اپنی مَن بھاتی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں لے چکے اور ان کو خوب برت چکے۔" مالکؒ اسحٰق بن

ع۵ بعض روایات میں سمن کے بجائے سمین ہے یعنی لا آکل السمین حتیٰ یُحیا الناس من اول ما یُحیَون کہ میں فربہ (چربی دار) گوشت اس وقت تک نہیں جب تک لوگوں میں زندگی نہیں آلیتی یعنی اچھی طرح بارش نہیں ہوتی ایسی پہلی بارش ہونے کے بعد کھاؤں گا۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

عبداللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک انہ سمع عمر بن الخطاب وسلم علیہ رجل فرد علیہ السلام ثم سال عمر الرجل کیف انت فقال احمد الیک اللہ فقال عمر جزاک اللہ ذلک الذی اردت منک مالک عن ربیعۃ ابن ابی عبدالرحمٰن عن غیر واحد من علمائہم ان ابا موسی الاشعری جاء یستاذن علی عمر ابن الخطاب فاستاذن ثلثا ثم رجع فارسل عمر بن الخطاب فی اثرہ فقال مالک لم تدخل فقال ابو موسی الاشعری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان ثلث فان اذن لک فادخل و الا فارجع فقال عمر بن الخطاب ومن یعلم ہذا لئن لم تاتنی بمن یعلم ذلک لافعلن بک کذا و کذا فخرج ابو موسی حتی جاء مجلسا فی المسجد یقال مجلس الانصار فقال انی اخبرت عمر ابن الخطاب انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان ثلث فان اذن لک فادخل و الا فارجع فقال لئن لم تاتنی بمن یعلم ہذا لافعلن بک کذا و کذا فان کان سمع ذلک احد منکم فلیقم معی فقالوا لابی سعید الخدری قم معہ و کان ابو سعید اصغرہم

عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس رضؓ بن مالک سے کہ انھوں نے سُنا عمر رضؓ بن الخطاب سے اور ان کو ایک شخص نے سلام کیا تھا پھر اُنھوں نے سلام کا جواب دے کر اُس سے سوال کیا تھا کہ تم کیسے ہو تو اُس نے کہا کہ میں آپ کے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں تو اُنھوں نے کہا جزاک اللہ یہی وہ بات ہے جو میں تم سے سُننا چاہتا تھا۔ مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے اپنے یہں کے ایک سے زیادہ عُلماء سے سُنا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ آئے اور عمر رضؓ بن الخطاب سے ملاقات کی اجازت طلب کی (جواب نہ مِلا) تو تین مرتبہ اجازت طلب کر کے واپس ہوئے تو عمر رضؓ بن الخطاب نے ان کے پیچھے آدمی بھیج کر بُلایا اور کہا کہ کیا ہوا کہ تم اندر نہیں آئے تو ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ استیذان تین ہونے چاہئیں (یعنی تین مرتبہ اجازت مانگی جائے) پھر اگر تم کو اجازت دیدی جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو عمر رضؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس کو اور کون جانتا ہے۔ اگر تم کوئی ایسا شخص میرے پاس نہ لائے جو اس بات کو جانتا ہو تو میں تمھارے ساتھ ضرور ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو ابو موسیٰ رضؓ نکلے یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس میں پہنچے جو مسجد میں ہوتی تھی جس کو مجلس الانصار کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر رضؓ بن الخطاب کو خبر دی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ استیذان تین ہونے چاہئیں پھر اگر تم کو اجازت دیدی جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو اُنھوں نے کہا کہ اگر تو میرے پاس کوئی ایسا شخص نہ لائے گا جو یہ بات جانتا ہو تو میں تیرے ساتھ ضرور ایسا اور ایسا کروں گا تو اگر تم میں سے بھی کسی نے یہ ارشاد سُنا ہو تو وہ اُٹھ کر میرے ساتھ چلے۔ ان لوگوں نے ابو سعید خدری رضؓ سے فرمایا کہ ان کے ساتھ جاؤ اور ابو سعید رضؓ ان سب میں چھوٹے تھے

www.kitabghar.org

فقام معہ فاخبر ذلک عمر بن الخطاب فقال عمر لابی موسیٰ اما انی لم اتھمک ولکنی خشیت ان یتقول الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مالک عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل الی عمر بن الخطاب بعطاء فردہ عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم رددتہ فقال یا رسول اللہ الیس قد اخبرتنا ان خیرا لاحدنا ان لا یاخذ من احد شیئا فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ذلک عن المسئلۃ فاما ما کان من غیر مسئلۃ فانہ رزق یرزقکہ اللہ فقال عمر بن الخطاب اما والذی نفسی بیدہ لا اسأل احدا شیئا ولا یاتینی شیء من غیر مسئلۃ الا اخذتہ مالک عن عبداللہ بن ابی ملیکۃ ان عمر بن الخطاب مر بامرأۃ مجذومۃ وھی تطوف بالبیت فقال لھا یا امۃ اللہ لا تؤذی الناس لو جلست فی بیتک فجلست فی بیتھا فمر بھا رجل بعد ذلک فقال لھا ان الذی کان نھاک قد مات فاخرجی فقالت ماکنت لاطیعہ حیا واعصیہ میتا مالک عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب قال لرجل ما اسمک فقال جمرۃ

وہ اُٹھ کر اُن کے ساتھ ہوتے اور عمرؓ بن الخطاب کو اس کی خبر دی۔ تو عمرؓ نے ابو موسیٰؓ سے کہا سمجھ لو کہ میں نے تم کو متہم نہیں سمجھا تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ (اس طرح) لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنے لگیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس کچھ مال بھیجا تو عمرؓ نے اس کو واپس کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اُس کو کیوں واپس کیا تو اُنھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپؐ نے ہم کو خبر نہیں دی تھی کہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے یہ بہتر ہے کہ وہ کسی سے کچھ نہ لے تو آن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بات سوال کرنے سے متعلق تھی، رہی وہ چیز جو بغیر سوال کے آتے وہ ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ تم کو عطا فرماتا ہے تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا اب قسم ہے اُس ذات کی میر النفس جس کے ہاتھ میں ہے میں کسی سے کسی شے کا سوال نہ کروں گا اور میرے پاس بغیر مانگے کوئی چیز نہیں آئے گی مگر میں اُس کو لے لونگا۔ مالکؒ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک کوڑھی عورت پر ہوا اس حال میں کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف نہ دے اچھا تھا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ رہتی، تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ رہی تو اُس کے بعد اُس پر ایک شخص کا گزر ہوا اُس نے اس عورت سے کہا کہ جس نے تجھے منع کیا تھا وہ مر چکا ہے اب نکلنے لگ۔ تو اُس نے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ وہ زندہ ہوں تو اُن کی اطاعت کروں اور مر جائیں تو نافرمانی کروں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعیدؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ تو اُس نے کہا جمرہ (جمرہ کے لغوی معنے

www.kitabghar.org

قالَ ابنُ مَن قال ابن شہاب قالَ
ممَّن قال من الحُرَقۃ (قبیلۃ از قضاعہ) قال اَینَ مسکنک
قال بحرَّۃ النار قالَ بایّہا قال بذات
لظیٰ فقال عمر اَدرِکْ اہلکَ فقد احترقوا
قال فکان کما قال عمر بن الخطّاب مالکؒ
انہ بلغہ ان عمر بن الخطّاب اراد الخروج
الی العراق فقالَ لہٗ کعب الاحبار
لاتخرج الیہا یا امیر المؤمنین فانّ بہا
تسعۃَ اَعشار السحرِ و بہا فَسَقۃُ الجنّ و
بہا دآء العُضال مالکؒ انہٗ بلغہ ان اَمۃً
کانت لعبد اللہ بن عمر بن الخطاب
رآہا عمر بن الخطّاب و قد تہیّأت بہیئۃِ
الحرائر فدخلَ علٰی ابنتہٖ حفصۃَ
فقال الم اَرَ جاریۃ اَخیکِ تجوسُ الناس
و قد تہیّأت بہیئۃِ الحرائر وانکر ذٰلک
عمر مالکؒ عن اسحٰق بن عبد اللہ بن
ابی طلحۃَ عن انس بن مالک قالَ
سمعتُ عمر بن الخطّاب و خرجتُ معہ
حتّٰی دخل حائطًا فسمعتہٗ و ہو یقول و بینی
و بینہٗ جدارٌ و ہو فی جوف الحائط
عمر بن الخطّاب امیر المؤمنین
بَخٍ بَخٍ یا ابنَ الخطّاب لَتَتَّقِیَنَّ
اللہَ او لیُعذِّبنَّکَ۔ البغوی توضّأَ
عُمر من مآء فی
جرّۃ نصرانیۃ

جرّۃ سبوچہ ۱۲

ہیں چنگاری) پوچھا کس کا بیٹا ہے تو اُس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا ہوں (شہاب کے معنے ہیں انگارا) پوچھا کس قبیلہ سے کہا حرقہ سے (قضاعہ کا ایک قبیلہ۔ اس کے لغوی معنے بھی جلے ہوئے کے ہیں) پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے۔ اُس نے کہا حرۃ النار میں (اس کے معنے ہیں آگ کی گرمی) پوچھا اس کا خاص مقام کونسا ہے تو اُس نے کہا ذات لظیٰ (لظیٰ کے معنے ہیں آگ کا شعلہ) تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ کہ وہ جل گئے ہیں۔ راوی نے کہا کہ وہی ہوا جو عمرؓ بن الخطّاب نے کہا تھا۔ مالکؒ، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطّاب نے عراق کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو اُن سے کعب الاحبار نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اُس طرف نہ جایئے کیونکہ دس میں سے نو حصہ سحر وہاں ہے اور فاسقین جنّات ہیں اور وہاں عسیر العلاج بیماری بھی ہے۔ مالکؒ، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر بن الخطّاب کی ایک باندی تھی اس کو عمرؓ بن الخطّاب نے دیکھا اور اُس نے آزاد عورتوں کی وضع قطع اختیار کر رکھی تھی۔ پھر وہ اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا میں تیرے بھائی کی کنیز کو نہیں دیکھتا کہ وہ لوگوں کو گھورتی ہے اور اُس نے آزاد عورتوں کی وضع بنا رکھی ہے اور عمرؓ نے اس کو برا محسوس کیا۔ مالکؒ اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے کہا میں نے سنا عمرؓ بن الخطّاب کو اس حال میں کہ میں اُن کے ساتھ نکلا تھا یہاں تک کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوئے تو میں نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سنا اور میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ باغ کے بیچ میں تھے کہ عمر خطاب کا بیٹا مومنین کا امیر! واہ وا، واہ وا!! اے خطاب کے بیٹے تجھے اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔ بغوی، عمرؓ نے ایسے پانی سے وضو کیا جو ایک نصرانی عورت کے گھڑے میں کا تھا۔

www.kitabghar.org

البغوی قال عمر بن الخطاب کلوا الجبن مما یصنع اہل الکتاب البغوی قال عمر و ابن عباس الذکوٰۃ فی الحلق واللبۃ وزاد عمر و لا تعجلوا الانفس ان تزہق معناہ لا تسلخہا بعد ذبحہا مالم یفارقہا الروح البغوی قال عمر بن الخطاب لا تنخلوا الدقیق فانہ کلہ طعام۔ البغوی قال عمر عام الرمادۃ لقد ہممت ان انزل علی اہل کل بیت مثل عددہم فان الرجل لا یہلک علی نصف بطنہ البخاری وغیرہ عن ابن عمر خطب عمر ابن الخطاب علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد نزل تحریم الخمر وہی من خمسۃ اشیاء العنب والتمر والحنطۃ والشعیر والعسل والخمر ما خامر العقل وثلاث وددت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفارقنا حتی یعہد الینا عہدًا الجد والکلالۃ وابواب من ابواب الربوا البغوی قال السائب بن یزید ان عمر قال انی وجدت من فلان ریح شراب فزعم انہ شرب الطلاء و انا سائل عما شرب فان کان یسکر جلدتہ الحد فجلدہ الحد تامًا البغوی روی ان عمر بن الخطاب قال لشاب یمس ازارہ الارض ابن اخی

بغوی، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اہل کتاب جو پنیر بناتے ہیں وہ ...... کھاؤ۔ بغوی، کہا عمرؓ اور ابن عباسؓ نے کہ ذبح حلق اور دگدگی میں ہوتا ہے اور عمرؓ نے یہ زیادہ کیا کہ جانوں کے ساتھ جلدی نہ کرو کہ وہ نکل جائیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ذبح کے بعد جب تک اس سے روح مفارقت نہ کر جائے اس کی کھال نہ اتارو۔ بغوی، کہا عمرؓ بن الخطاب نے آٹے کو مت چھانو کیونکہ اس کا سب کا سب طعام (یعنی کھانے کی چیز ہے)۔ بغوی، عمرؓ نے کہا عام الرمادہ میں (ایک قحط کے سال کا نام) میں نے یہ عزم کیا ہے کہ اتار دوں (یعنی مہمان بنا دوں) ہر گھر والوں پر (قحط زدہ لوگوں کو) ان کے شمار کے برابر (کہ وہ اپنی آدھی خوراک ان کو کھلائیں) کیونکہ آدھا پیٹ بھرنے سے انسان ہلاک نہیں ہوتا۔ بخاری وغیرہ ابن عمرؓ سے، عمرؓ بن الخطاب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اس میں فرمایا کہ خمر کی حرمت نازل ہو چکی ہے اور یہ پانچ چیزوں سے بنتی ہے انگور سے اور کھجور سے اور گیہوں سے اور جو سے اور شہد سے اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے اور تین چیزیں ہیں کہ میری دلی رغبت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا نہ ہوتے یہاں تک کہ ان کے مفصل حکم ہم کو دیدیتے جد اور کلالہ اور چند ابواب سود کے ابواب میں سے۔ بغوی، سائب ابن یزید نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بو محسوس کرتا ہوں اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس نے طلاء پیا ہے اور میں تحقیق کر رہا ہوں کہ اس نے کیا پیا ہے تو اگر اس کو نشہ ہو گیا تو میں حد میں اس کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ اس کے پورے کوڑے لگوائے۔ بغوی، روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک نوجوان سے جس کی لنگی زمین سے چھو رہی تھی فرمایا کہ اے بھتیجے

www.kitabghar.org

ارفع ثوبک فانہ انقی لثوبک واتقی لربک۔ (پاک دارندہ ترہ) البغوی ان عمر رأی علی رجل ثوبا معصفرا فقال دعوا ہذہ البراقات (زینت دہندہ) للنساء۔ البخاری وغیرہ عن ابن الزبیر قال سمعت عمر بن الخطاب یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ۔ البغوی عن ابی عثمان النہدی یقول اتانا کتاب عمر ابن الخطاب ونحن باذربیجان مع عتبۃ ابن فرقد اما بعد فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الحریر الا ہکذا واشار باصبعہ السبابۃ والوسطی البغوی عن سوید ابن غفلۃ ان عمر بن الخطاب خطب بالجابیۃ فقال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس الحریر الا موضع اصبع او اصبعین او ثلاث او اربع وقال قتادۃ رخص عمر فی موضع اصبع واصبعین وثلاث واربع من اعلام الحریر البغوی عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی علی عمر قمیصا ابیض فقال اجدید قمیصک ہذا ام غسیل فقال جدید فقال البس جدیدا وعش حمیدا ومت شہیدا البغوی عن الحسن قال خطب عمر وہو خلیفۃ وعلیہ ازار فیہ اثنا عشر رقعۃ البغوی عن ابی عثمان النہدی یقول اتانا کتاب عمر ونحن باذربیجان مع عتبۃ بن فرقد اما بعد فاتزروا وارتدوا وانتعلوا

اپنا کپڑا اونچا کر کہ ایسا کرنا کپڑے کی پاکیزگی کا سبب ہوگا اور اللہ سے تقوے کا موجب بھی۔ بغوی کہ عمرؓ نے ایک شخص کے بدن پر کسم میں رنگا ہوا کپڑا دیکھا تو فرمایا کہ اس سنگار کو عورتوں کے لئے چھوڑو۔ بخاری وغیرہ ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو یہ کہتے ہوتے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حریر (باریک ریشمی کپڑا) نہ پہنو جو شخص اس کو دنیا میں پہن لے گا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔ بغوی، ابو عثمان نہدی سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عتبہ بن فرقد کی معرفت عمرؓ بن الخطاب کا خط آذربائیجان میں پہنچا (لکھا تھا)۔ اما بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حریر سے منع کیا ہے۔ بجز اس طرح کے اور اپنی کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا۔ (یعنی اتنی دھاریوں کی اجازت ہے)۔ بغوی سوید بن غفلہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابیہ میں خطبہ دیا فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر بقدر ایک یا دو انگل یا تین یا چار انگل کے (یعنی اتنی دھاری کی اجازت ہے)۔ اور کہا قتادہؓ نے کہ عمرؓ نے ریشمی دھاریوں کی ایک انگل یا دو یا تین یا چار انگل رکھنے کی جگہ کے بقدر رخصت دی ہے۔ بغوی ابن عمرؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے بدن پر سفید قمیص دیکھی تو پوچھا کہ یہ تمہاری قمیص نئی ہے یا دُھلی ہوئی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ نئی ہے تو فرمایا کہ نیا پہنو اور قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہادت کی موت مرو۔ بغوی حسنؒ سے، اُنھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ نے اور وہ خلیفہ تھے اور ان کے بدن پر جو لنگی تھی اس میں بارہ پیوند تھے۔ بغوی ابو عثمان نہدی سے، کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عمرؓ کا یہ مکتوب پہنچا معرفت عتبہ بن فرقد کے جب کہ ہم آذربائیجان میں تھے۔ اما بعد لنگی باندھا کرو اور چادر اوڑھا کرو اور جوتے پہنو

www.kitabghar.org

وَاَلْقُوا الْخِفَافَ وَالْقُوا السَّرَاوِيلَاتِ وَعَلَيْكُم بِلِبَاسِ اَبِيكُم اِسْمٰعِيلَ وَاِيَّاكُم وَالتَّنَعُّمَ وَزِيَّ العجم وعليكم بالشمس فانها حمام العرب وتمعددوا واخشوشنوا واخشوشبوا واخلولقوا واعطوا الركب اسنتها وانزوا نزوا وارموا الاغراض وفي رواية وانزوا على ظهور الخيل نزوا واستقبلوا بوجوهكم الشمس فانها حمامات العرب قوله تمعددوا قيل هو من التمعدد بمعنى الغلظ يقال تمعدد اذا شب وغلظ وقيل معناه تشبهوا بعيش معد وكانوا اهل غلظ وتقشف يقول كونوا مثلهم ودعوا التنعم وزي العجم واخشوشنوا اراد الخشونة في الملبس والمطعم قوله واخشوشبوا بالباء فهو من الصلابة يقال اخشوشب الرجل اذا كان صلبا ويروى بالجيم من الجشب وهي الخشونة في المطعم

البغوي عن ابن سيرين ان عمر بن الخطاب راى على رجل خاتما من ذهب فامره ان يلقيه فقال زياد يا امير المؤمنين ان خاتمي من حديد قال ذاك انتن و انتن

البغوي عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف رکھو اور تمہارے لئے ضروری ہے اپنے باپ اسمٰعیلؑ کا لباس اور بچو عجم کی عیاشی اور لباس کی ہیئت سے اور تم پر ضروری ہے دھوپ کھانا کہ دھوپ عرب کا حمام ہے اور جفاکش رہو، موٹا جھوٹا (کپڑا اور کھانا) استعمال کرو اور سخت بنو اور سواری کو لازم رکھو۔ سواری کے جانوروں کو ان کا راتب دیتے رہو اور (ورزش جسمانی کے لئے) کودا کرو اور تیر اندازی (کی مشق) کیا کرو نشانوں کے اوپر اور ایک روایت میں ہے کہ گھوڑوں کی پیٹھ پر اُچھل کر سوار ہوا کرو اور اپنے چہروں کو دھوپ کے سامنے رکھا کرو کہ وہ عرب کا حمام ہے۔ اُن کا قول تَمَعْدَدُوْا کہا گیا ہے کہ وہ مشتق ہے تَمَعْدُدْ سے جس کے معنے غلظ یعنی موٹا ہونا ہے۔ کہا جاتا ہے تَمَعْدَدَ جب کہ جوان اور فربہ ہوجاتے۔ اور کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ مَعَدّ (بن عدنان) کی (جفاکش) زندگی کے ساتھ مشابہت رکھو اور یہ لوگ بہت مضبوطی اور قناعت والے تھے۔ کہتے ہیں کہ اُن کے جیسے بنو اور عیش پسندی اور عجم کے بھیس کو چھوڑو اور اخشوشنوا میں خشونت سے لباس اور کھانے کی خشونت مُراد ہے اور ان کا قول اخشوشبوا با ر کے ساتھ تو یہ صلابت (سختی) کے معنے میں ہے کہا جاتا ہے اخشوشب الرجل جب کہ سخت ہو اور ایک روایت جیم سے ہے (یعنی اجشوشبوا) جو جشب سے مشتق ہو گا جس کے معنے کھانے میں خشونت کے ہیں۔ بغوی ابن سیرین سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوتے دیکھا تو اس کو حکم دیا کہ اس کو ڈال دے۔ تو زیاد نے کہا کہ اے امیر المومنین میری انگوٹھی لوہے کی ہے فرمایا کہ یہ بدبودار ہے اور سڑجاتی ہے۔ بغوی ابن عمرؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

خاتماً من ورِق. وکان فی یدہ ثم کان بعدُ فی یدِ ابی بکر ثم کان بعدُ فی یدِ عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتّٰی وقع بعدُ فی بیر اَریس نقشُہٗ محمد رسول اللّٰہ البغوی ان عمر بن الخطّاب کان یتطیّب بالمسک وروی انہ اوصٰی فی غسلہ ان لا یقربوہ مسکاً وکان الحسنُ یکرہ المسکَ للمیّت و لا یکرھہٗ للحیّ البغوی سُئل انس بن مالک ہل خضّب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال لم یَشِنہُ الشیبُ ولکن خضَب ابوبکر بالحنّاء والکتم وخضب عمر بالحنّاء البغوی عن انس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانَ لا یتنوّر فاذا اکثر شعرہ حلقہٗ وروی عن سعید عن قتادۃ انّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یتنوّر ولا ابوبکر ولا عمر ولا عثمان البغوی عن جُبیر بن نفیر قال قُرِیَ علینا کتابُ عمر بن الخطّاب بالشام ولا یدخل الرجل الحمّامَ الّا بمیزرٍ ولا تدخلہ المرأۃُ الّا من سقیمٍ واجعلوا اللھوَ فی ثلٰثۃ اشیاء الخیل والنساء والنضال البغوی قال عمر بن الخطّاب لرجل من النصارٰی صنع لہ طعاماً بالشام ودعاہ

ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہا کرتی تھی پھر آپؐ کے بعد ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر اُن کے بعد عمرؓ کے ہاتھ میں۔ پھر بعد میں عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ پھر بعد کچھ زمانہ کے بیرِ اریس میں گر گئی۔ اُس کا نقش تھا محمد رسول اللہ۔ بغویؒ، یہ کہ عمرؓ بن الخطاب مشک کی خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اور مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنے غسل کے بارے میں وصیّت کی تھی کہ مُشک اُن کے قریب بھی نہ لائی جائے۔ اور حسنؒ مُشک کو میّت کے لئے مکروہ سمجھتے تھے اور زندہ کے لئے مکروہ نہ سمجھتے تھے۔ بغویؒ، انسؓ بن مالک سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا تو انھوں نے کہا کہ ان میں (سفیدی کا) عیب پیدا نہیں کیا تھا بڑھاپے نے۔ لیکن ابوبکرؓ نے مہندی اور وسمہ سے کیا اور عمرؓ نے خضاب کیا مہندی سے۔ بغویؒ انسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نورے (یعنی چونے وہرتال) کا استعمال (بال اُتارنے کے لئے) نہیں کرتے تھے۔ جب بال زیادہ ہوجاتے تو آپؐ اُن کو مونڈ دیا کرتے تھے۔ اور روایت کیا گیا سعید سے وہ قتادہؓ سے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے نورے کا استعمال نہیں کیا اور نہ ابوبکرؓ نے اور نہ عمرؓ نے اور نہ عثمانؓ نے۔ بغوی جُبیر بن نُفیر سے، کہا کہ ہم کو شام میں عمرؓ بن الخطاب کا خط سُنایا گیا (جس میں یہ ہدایات تھیں) اور کوئی شخص حمام میں بغیر تہبند باندھے داخل نہ ہو اور بغیر کسی بیماری (سے علاج کی وجہ) کے کوئی عورت حمام میں نہ داخل ہو۔ کھیل (دل لگی) تین چیزوں میں (محدود) رکھو، گھوڑوں میں، عورتوں میں، تیراندازی میں۔ بغویؒ، عمرؓ بن الخطاب نے شام میں ایک عیسائی سے جس نے اُن کے لئے کھانا بناکر اُن کی دعوت کی تھی فرمایا کہ

www.kitabghar.org

اِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ مِنْ اَجْلِ الصُّوَرِ الَّتِیْ فِیْهَا البغوی عن ایوب عن نافع قال بلغ عمر ان صفیة امرأة عبداللہ ابن عمر سترت بیوتها بقرام او غیره اهداه لها عبداللہ بن عمر فذهب عمر وهو یرید ان یهتکه فبلغهم فنزعوه البغوی ان صفوان بن امیة تزوج فدعا عمر ابن الخطاب الی بیته واذا بیته قد ستر بهذه الادم المنقوشة فقال عمر لو کنتم جعلتم مکان هذا مسوحا کان احمل للغبار من هذا البغوی ان عمر ابن الخطاب شکی الیه رجل ما تلقی امرأته له من اهراقة الدم فقال رجل لو کان یحل لی منها ما یحل لک لقطعته فقال عمر بای شیء فقال هو ذا عرق فلو کوی ذهب فبرأت فقال عمر ولا یذهبه غیرها قال لا قال عمر البسوها ثوبا وشقوا الموضع الذی یرید وعالجها البغوی روی عن عمر انه قال تعلموا من النجوم ما تعرفون به القبلة والطریق ثم امسکوا البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری اما بعد فانی آمرکم بما امرکم به القرآن وانهاکم

ہم تمہارے گرجاؤں میں بوجہ اُن تصویروں کے داخل نہیں ہوتے جو اُن میں بنی ہوتی ہیں۔ بغویؒ ایوب سے وہ نافعؒ سے، کہا کہ عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی صفیہؒ نے اپنے گھر میں منقش پردہ یا کوئی اور ایسی ہی چیز لٹکائی ہے جو ہدیۃً ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے دی ہے تو عمرؓ پہنچے اور ان کا یہ ارادہ تھا کہ اُس کو اُتار دیں تو اُن کو اس کی خبر مل گئی اور انھوں نے (عمرؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی) اُس کو کھینچ لیا۔ بغویؒ روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن اُمیہؓ نے نکاح کیا اور عمرؓ کو اپنے گھر میں بلایا اور ان کے گھر میں اسی منقش چمڑے کا پردہ لٹکا ہوا تھا تو عمرؓ نے کہا کہ اگر تم اس کی جگہ ایک کمبل لٹکا دیتے تو وہ اس سے زیادہ غبار کو روکنے والا ہوتا۔ بغویؒ عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص نے اپنی بیوی کے مرض کا حال بیان کیا جو اس کو خون کے جاری ہونے کا لاحق ہو رہا تھا تو اُس سے ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے لئے اس عورت کے ساتھ وہ بات حلال ہوتی جو تیرے لئے ہے تو میں اس خون کو قطع کر دیتا تو عمرؓ نے کہا کہ کس چیز سے؟ تو اُس نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ ایک رگ ہے اُس کو اگر داغ دیدیا جائے تو یہ مرض جاتا رہے گا پھر وہ تندرست ہو جائے گی تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو بند کرنے کی اور کوئی تدبیر نہیں ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اُس کو کپڑا اُڑھا دو اور اس مقام پر سے اُس کو پھاڑ دو جس کا یہ ارادہ کرتا ہے۔ اور اُس نے اُس عورت کا علاج کیا۔ بغویؒ، روایت کیا گیا ہے عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا حصّہ سیکھ لو جس کے ذریعہ سے قبلہ کو اور راستہ کو پہچان لو پھر رک جاؤ (ختم کر دو)۔ بغویؒ، عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اما بعد میں تم کو اُن باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا تم کو قرآن نے حکم دیا اور ان باتوں

عما نہٰکم عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آمرکم باتّباعِ الفقہِ والسُّنۃِ و التفہُّم فی العربیّۃِ واذا رأی احدکم رؤیا فقصّہا علیٰ اخیہ فلیقل خیرًا لنا و شرًّا لاعدائنا البغوی عن قتادۃ قالَ جآء رجل الیٰ عُمر بن الخطّاب فقال انّی رأیتُ کانّی اَعشبْتُ ثمّ اَجدبْتُ فقالَ عمر انتَ رجل تؤمنُ ثمّ تکفر ثم تموتُ کافرًا فقال الرجل لم اَرَ شیئًا فقالَ عُمر قد قُضیَ لکَ ما قُضیَ لصاحب یوسف البغوی قال ایّوب عن نافع اوغیرہ قال کان عُمّال عمر اذا کتبُوا الیہ یدؤا بانفسہم قالَ وجدتُ کتابًا من النّعمان بن مُقرن الیٰ عبد اللہ امیر المؤمنین قال زیاد ما کان ہٰؤلاءِ الّا الاعراب البغوی عن تمیم بن سلمۃ قالَ لمّا قدمَ عمر الشام استقبلہ ابوعُبیدۃَ بن الجراح فاَخذ بیدہ فقبّلہا قالَ تمیم کانوا یرون انہا سُنّۃ

سے منع کرتا ہوں جن سے تم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اور میں تم کو فقہ اور سُنّت کے اتباع کا اور عربیت میں سمجھ پیدا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے پھر اس کو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیئے کہ وہ یہ کہے کہ یہ ہمارے لئے اچھا ہے اور ہمارے دشمنوں کے لئے بُرا ہے۔ بغوی رح قتادہ رضؓ سے کہا کہ ایک شخص آیا عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس اور کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں صاحب گیاہ ہوگیا (یعنی میرے بدن پر خوب گھاس اُگ آئی یا گھاس سے بھری ہوئی زمین میں پہنچ گیا) پھر مجھ پر خشک سالی آپڑی۔ تو عمر رضؓ نے کہا تو ایسا شخص ہے جو ایمان رکھتا ہے پھر تو کافر ہو جائے گا پھر مرے گا کافر ہونے کی حالت میں۔ تو اُس شخص نے کہا کہ میں نے تو کچھ نہیں دیکھا تو عمر رضؓ نے کہا کہ تیرے لئے فیصلہ ہو چکا جو فیصلہ ہوا تھا یوسف کے (قید خانہ کے) ساتھی کے لئے۔ بغوی رح، کہا ایوب نے روایت ہے نافع رح وغیرہ سے کہا کہ عمر رضؓ کے عاملوں کی عادت تھی کہ جب اُن کی طرف بھیجنے کے لئے کوئی خط لکھتے تو اپنے نفوس سے خط کی ابتداء کرتے کہا کہ میں نے ایک خط اس طرح کا پایا من النّعمان بن مقران الخ (یہ خط نعمان بن مقرن کی طرف سے ہے، اللہ کے بندے امیر المؤمنین کے نام) زیاد نے کہا کہ ایسے لوگ اعراب۵ ہی ہوتے تھے (اس طرف اشارہ کیا کہ ادب کے خلاف کرتے تھے)۔ بغوی رح تمیم بن سلمہ سے کہا کہ جب عمر رضؓ شام تشریف لے گئے تو ابو عبیدہ رضؓ بن الجراح نے ان کا استقبال کیا تو ان کا ہاتھ پکڑا پھر اس کو بوسہ دیا۔ تمیم نے کہا کہ اصحاب کی رائے یہ تھی کہ یہ سنت ہے

ع۵ جو تخیلات نفس ناطقہ بیداری میں مشاہدہ کرتا رہتا ہے وہ اس رؤیا کے مرتبہ میں ہیں جو سونے کی حالت میں انسان دیکھتا ہے۔ وہ بیداری کے خواب ہوتے ہیں جو سونے کے زمانہ کے خوابوں کی طرح قابلِ تاویل ہیں، قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام سے جب شاہی ساقی اور باورچی نے اپنے اپنے رؤیا بیان کئے تو تعبیر سُننے کے بعد باورچی نے بھی اس کو اپنا خواب ہونے سے انکار کیا تو یوسف نے فرمایا کہ اب انکار لاحاصل ہے "قُضِیَ الامرُ الذی فیہ تستفتیان" "قُضِیَ لصاحب یوسف" سے اس جانب اشارہ مقصود ہے ۱۲

۵ اعراب کے معنے دیہاتی اور گنوار کے بھی ہیں، اور فصحاء و بلغاء کے بھی ۱۲

www.kitabghar.org

البغوے قال حمید بن زنجویہ یکرہ التسمی باسماء الملائکۃ مثل جبرئیل ومیکائیل لان عمر بن الخطاب قد کرہ ذٰلک ولم یاتنا عن احدٍ من الصحابۃ ولا التابعین انہ سمّٰے ولدًا باسم احدٍ منہم البغوے عن الشعبی عن مسروق قال سألنی عمر رضی اللہ عنہ مسروق ابنُ مَن قلتُ مسروقُ بن الاجدعِ قالَ الاجدعُ اسم شیطان انت مسروق بن عبدالرحمٰن البغوے انّ رجلاً خطبَ فاکثر فقالَ عمر اِنّ کثیرًا من الخطب من شقاشق الشیطان شبّہَ الذی یتفیہق فی کلامہ ولا یبالی بما قالَ من صدق او کذب بالشیطان البغوے کان عمر لاینکر النصب والحداء ونحوہا وہٰذا آخر ما تیسّر اللہ تعالٰی لنا من تدوینِ مذہب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی ہٰذہ الحالۃ والحمدُ للہ اوّلاً و آخرًا وظاہرًا وباطنًا وصلے اللہ علٰے خیر خلقہ محمدٍ وآلہ واصحابہ اجمعین ؛

(شقشقہ بالکسر ریہ شتر کہ بوقت مستی از دہان بیرون آرد ۱۲)

(نوعی از سرود کہ اعراب میخوانند و حداء سرودی کہ بدان شتر رانند ۱۲)

ہر چند آنچہ نوشتیم بغایت مختصر است بہ نسبتِ مذہب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اگر تتبع کتب

بغوی، کہا حمید بن زنجویہ نے کہ فرشتوں کے نام پر نام رکھنا مکروہ ہے مثل جبرئیل و میکائیل کے کیونکہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو مکروہ قرار دیا اور صحابہؓ و تابعینؒ میں کسی کی نسبت ہمارے پاس کوئی ایسی روایت نہیں پہنچی کہ انہوں نے اپنی کسی اولاد کا نام ان میں سے کسی کے نام پر رکھا ہو۔ بغویؒ شعبیؒ سے وہ مسروقؒ سے، کہا مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ مسروق کس کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا کہ مسروق اجدع کا بیٹا تو انہوں نے کہا کہ اجدع شیطان کا نام ہے تو مسروق ابن عبدالرحمٰن ہے۔ بغوی، ایک شخص نے خطبہ دیا اور بہت بولا تو عمرؓ نے فرمایا کہ بہت سے خطبے شیطانی بَبَڑیں سے ہوتے ہیں۔ آپ نے اس شخص کو جو اپنے کلام میں سخن سازی کے درپے ہوتا ہے اپنے قول میں سچ اور جھوٹ کی پرواہ نہیں کرتا اس کو شیطان سے تشبیہ دی۔ بغوی عمر رضی اللہ عنہ نصب اور حُدی اور اسی طرح کی باتوں کا انکار نہیں کرتے تھے (یہ اونٹ کو مست کرنے والے گانوں کے نام ہیں)۔ یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو اس حالت میں اللہ تعالٰی نے ہم پر آسان کردیا امیر المؤمنین عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ کا مسلک مدوّن کرنے کے سلسلہ میں۔ اور قابلِ تعریف صرف اللہ تعالٰی کی ذات ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی و صلے اللہ علٰے خیر خلقہ محمدؐ و آلہ واصحابہ اجمعین ؛

جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہ نسبت مذہب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اگرچہ وہ نہایت مختصر ہے اور کتابوں میں کما حقّہ تلاش و جستجو

عہ شقاشق، جمع ہے شِقشِقہ کی۔ اونٹ کے بڑبڑانے اور آواز کرنے کو شِقشِقہ کہتے ہیں اور اس لوتھڑے کو بھی شِقشِقہ کہتے ہیں جو کہ اونٹ اپنے منہ سے مستی اور جماع کی خواہش کے وقت نکالتا ہے کہتے ہیں کہ یہ خاصہ عربی اونٹ کا ہے ۱۲ لغات الحدیث

www.kitabghar.org

بکار بریم دو ثلث بران مزید شود واگر تصحیح و
تسقیم روایات و ترجیح بعض بر بعض و بیان
آنچہ سلف دران باب تکلم کردہ اند علے ما
ینبغی بتقدیم رسانیم مجلدی ضخیم بہم رسد واینہمہ
درحالت راہنہ موجودہ میسر نیست لیکن برائی اثبات
آنچہ در صدر مقالہ تقریر نمودیم کہ نسبت مجتہدین
با فاروق اعظم رض مانند نسبت مجتہد منتسب
مطلق است با مجتہد مستقل و مذہب فاروق
اعظم رض بمنزلہ متن است و مذاہب اربعہ
بمنزلہ شروح الی غیر ذٰلک مما بسطنا فی
صدر المقالۃ کافی است دل خالی از تعصب و
گوش شنوا می باید وبس چون این مبحث
بحمد اللہ وحسن توفیقہ باتمام رسید مصلحت
آن نماید کہ دو نکتہ دیگر کہ باستقراء تمام
واز تتبع گوشہائے سخن و فحاوی آثار
شناختہ ایم بآن ملحق کنیم۔

نکتہ اولے در زمان آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مردمان در ہمہ انواع علوم چشم بر جمال
آنحضرت و گوش بآواز وے صلے اللہ علیہ وسلم
بودہ اند ہرچہ پیش می آمد از مصالح جہاد
و ہدنہ و صلح و عقد جزیہ و احکام فقہیہ و
علوم زہدیہ ہمہ ازان حضرت استفسار
می نمودند گویا الیوم از شکم مادر بظہور آمدہ اند چہ
علوم رسمیہ و تجربیہ کہ پیش از
بعثت سید الرسل علیہ افضل الصلوات

کی جائے تو اس پر دو ثلث کا اضافہ ہو جائے اور اگر روایات کی
صحت وسقم پر کلام کیا جاتے اور بعض روایت کو بعض پر ترجیح دینے
اور ان امور کے بیان کرنے پر بقدر مناسب اقدام کیا جائے جن پر
سلف نے اس باب میں کلام کیا ہے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو سکتی
ہے اور یہ سب کام کرنا اس حالت میں جس میں کہ ہم گرفتار ہیں
دشوار ہے لیکن اس بات کے ثابت کرنے کے لئے جس کی تقریر
ہم اس مقالہ کی ابتداء میں کر چکے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کی نسبت
فاروق اعظم رض کے ساتھ وہ ہے جو مجتہد منتسب مطلق کی نسبت
ہوتی ہے مجتہد مستقل کے ساتھ اور فاروق اعظم رض کا مذہب بمنزلہ
متن کے ہے اور مذاہب اربعہ اس کی شروح کے مرتبہ میں ہیں
اور دیگر امور جن کو ہم نے ابتداء مقالہ میں مفصل ذکر کیا ہے،
(جو کچھ ہم نے جمع کر دیا ہے) کافی ہے البتہ ایسا دل ہونا چاہیے جو
تعصب سے خالی ہو اور ایسے کان ہونے چاہئیں جو سننے
والے ہوں اور بس۔ جب یہ مبحث بحمد اللہ اس کی حسن توفیق
سے اتمام کو پہنچ گیا تو اب مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم
اس کے ساتھ دو نکتے اور ملحق کر دیں جن کو ہم نے تمام احادیث
کے مجموعہ کو پیش نظر لا کر اور بات کے گوشوں پر اور آثار کے انداز
کلام کو سامنے رکھ کر پہچانا ہے۔

نکتہ اولے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علوم کی
تمام انواع میں لوگوں کی آنکھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے جمال پر اور اُن کے کان آپ کی آواز پر لگے رہتے تھے
جو کچھ بھی پیش آتا تھا از قسم مصالح جہاد و مصالحت و عقد
جزیہ و احکام فقہیہ و علوم تزکیۂ نفس سب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ہی پوچھتے تھے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے
ہیں کیا علوم رسمیہ و تجربیہ جو کہ حضرت سید الرسل علیہ افضل الصلوات

www.kitabghar.org

والتسلیمات معلوم ایشان بود ہمہ در سطوتِ فیوض نازلہ از جانب مدبّر السمٰوات والارض جلّت قدرتہٗ متلاشی گشتہ در ہر باب غیر انتظار حکم حضرت مخبر صادق و خلیفۂ ایشان نبود چون نوبتِ خلافتِ خاصّہ رسید شیخین رضہ در مجالس متعدّدہ تمیز و تفریق در منصب نبوت و منصب خلافت بیان نمودند و فی الجملہ طریقِ مشاورت در مسائل اجتہادیہ و تتبّع احادیث از مظانّ آن کشادہ شد معہٰذا بعد عزم خلیفہ بر چیزے مجالِ مخالفت نبود و در جمیع این امور شذر و مذر نمی رفتند بدونِ استطلاع رائی خلیفہ کارے را مصمّم نمے ساختند لہٰذا درین عصر اختلافِ مذاہب و تشتّتِ آرا واقع نشد ہمہ بریک مذہب متّفق و بریک راہ مجتمع و آن مذہب خلیفہ و رائے او بود روایتِ احادیث و فتوےٰ و قضا و مواعظ مقصور بود در خلیفہ یا کسے کہ نائبِ خلیفہ باشد بامراو و قال النبی صلے اللہ علیہ وسلّم لا یقصّ الّا امیر او مامور او مختال "مکبرّ" و قال عمر رض فی الفتاوےٰ والقضاء وَلِّ حارّھا مَن تولّی قارّھا چون نوبت خلافت حضرت مرتضےٰ رسید بحکم تقدیر الٰہی تفرّق امّت پدید آمد و اکثر بلدان از طاعتِ خلیفہ برآمدند آنگاہ حیرت گونہ بعلماء و فقہاء

والتسلیمات کی بعثت کے پہلے سے اُن لوگوں کو معلوم تھے وہ سب مدبّر السمٰوات والارض جلّت قدرتہٗ کی جانب سے نازل ہونے والے فیوض کے غلبہ و قہر میں نابود ہو گئے تھے۔ ان صاحبان کا ہر باب میں بجز اس کے کہ مخبر صادق کی بارگاہ سے صادر ہونیوالے حکم کا انتظار کریں کوئی اور معمول نہ تھا۔ جب خلافتِ خاصّہ کی نوبت پہنچی تو شیخین رضہ نے متعدّد مجالس میں منصبِ نبوّت اور منصبِ خلافت میں تمیز اور تفریق بیان فرمائی اور مسائل اجتہادیہ میں مشاورۃ اور احادیث کے تتبع کی جہاں مظنّۂ اجتہاد موجود ہو راہ فی الجملہ کُشادہ ہو گئی۔ اس کے بعد کسی چیز پر خلیفہ کے عزم کر لینے کے بعد کسی کو مخالفت کی مجال نہ تھی۔ ان تمام امور میں اِدھر اُدھر نہیں بھٹکتے تھے۔ خلیفہ کی رائے سے مطلع ہوتے بغیر کسی کام کو مصمّم نہیں کرتے تھے اس لئے اس زمانے میں اختلاف مذاہب اور آرا میں اختلاف واقع نہیں ہوا۔ سب لوگ ایک مذہب پر متفق اور ایک راہ پر مجتمع تھے اور وہ بھی خلیفہ کا مذہب اور اس کی رائے۔ احادیث کی روایت اور فتوے کا دینا مواعظ کا بیان کرنا محدود تھا خلیفہ میں یا جو اس کے حکم سے خلیفہ کا نائب ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعظ و قصص کوئی شخص نہ کہے گا بجز تین کے، امیر ہو یا جس کو حکم دیا گیا ہو یا متکبّر (اپنے کو عالم سمجھنے والا) اور عمر رضہ نے فتاوےٰ اور قضاء کے بارے میں فرمایا وَلِّ حارّھا مَن تولّی قارّھا (یہ ارشاد حضرت ابن مسعود رضہ سے اُن کو فتاوےٰ سے روکنے کے لئے فرمایا تھا کہ تکلیف دہ کام ان ہی کے لئے چھوڑو جو اس سے راحت پانے والے ہیں)

جب حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت کی نوبت پہنچی تو تقدیر الٰہی کے حکم سے اُمّت میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہو گئے۔ اس موقع پر علماء و فقہاء ایک گونہ مبتلائے حیرت

www.kitabghar.org

رُوئے داو ہنوز انتظار داشتند کہ امروز و فردا خلافت منتظم گردد چون ایام خلافتِ خاصہ بالکلیۃ منقرض شد و خلافتِ عامہ ظہور نمود و صورتِ اجتماع بہم آمد و علماء در ہر بلدے مشغول بافادہ شدند ابنِ عباس رض در مکہ فتویٰ میدہد و حدیث روایت میکند و تفسیر قرآن می نماید و عائشہ صدیقہ رض و عبداللہ ابن عمر رض در مدینہ حدیث را روایت می نمایند و یارانِ خاص و اولاد و اقاربِ ایشان از ایشان اخذِ فقہ می کنند و ابوہریرہ رض اوقاتِ خود را بر اکثارِ روایتِ حدیث مصروف می سازد و فقہائے مدینہ از وے یاد میگرند و ابوسعید خدری و جابر رض و غیر ایشان نیز علےٰ قدر الحال روایت می کنند و انس رض و عمران بن حصین در بصرہ و براء ابن عازب بحدیث و اصحابِ عبداللہ بن مسعود رض بفقہ در کوفہ مشغول می شوند و عبداللہ بن عمرو ابن العاص و ابودرداء و ابوامامہ باہلی و غیرہم در شام روایت می نمایند بالجملہ بہر ناحیہ صحابی یا تابعی بمقامِ افادہ در آمد و جماعۃ بحکم اَصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم از وے اخذ نمودند زیراکہ تقدیم خلیفہ منصوب در فقہ بر سائر فقہاء امت و در مقاماتِ صوفیہ بر سائر صالحین اُمت مُسلّم نبود و اشتغالِ خلیفہ بافادات نہ چون اشتغالِ خلفاء پیشین بود بالجملہ درین ایام اختلاف در فتاویٰ پیدا شد یکے را بر دیگرے اطلاع نہ و اگر اطلاع شدہ مذاکرہ

ہو گئے مگر پھر بھی وہ انتظار کرتے رہے کہ آج کل میں خلافت منتظم ہو جاتے۔ جب "خلافتِ خاصہ" کے ایام بالکلیۃ ختم ہو گئے تو "خلافتِ عامہ" نے ظہور کیا اور اجتماع کی صورت بنی اور علماء ہر شہر میں فائدہ رسانی میں مشغول ہو گئے۔ ابن عباس رض مکہ میں فتوےٰ بھی دیتے تھے اور حدیث کی روایت اور تفسیر قرآن بھی کرتے تھے اور عائشہ صدیقہ رض و عبداللہ بن عمر رض مدینہ میں حدیث کی روایت کرتے تھے اور اُن کے یارانِ خاص اور اولاد و اقارب اُن سے فقہ اخذ کرتے تھے۔ اور ابو ہریرہ رض بکثرت روایت حدیث پر اپنے اوقات کو مصروف رکھتے اور فقہاء مدینہ اُن سے یاد کرتے رہتے تھے۔ ابوسعید خدری رض اور جابر رض اور دیگر حضرات بھی اپنے حال کے بقدر روایت کرتے تھے۔ اور انس رض و عمران بن حصین رض بصرہ میں اور براء بن عازب رض حدیث میں اور عبداللہ رض ابن مسعود کے اصحاب کوفہ میں فقہ کے ساتھ مشغول ہو گئے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رض اور ابودرداء رض اور ابوامامہ باہلی رض و غیرہم شام میں روایت کرتے رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر علاقہ میں کوئی صحابی رض یا تابعی رح مقامِ افادہ پر آئے اور ایک جماعت نے بحکم "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم" (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی تم اقتداء کرلو گے ہدایت یافتہ بن جاؤ گے) اُن سے اخذ کیا۔ کیونکہ خلیفہ منصوب کا (جس کو منصبِ خلافت پر متمکن کر دیا گیا ہو) فقہ میں تمام اُمت سے پیش قدم ہونا اور مقاماتِ صوفیہ میں تمام صالحینِ اُمت پر اس کا مُقدّم ہونا مسلّم نہیں رہا اور خلیفہ کا افادات میں مشغول ہونا مثل پہلے خلفاء کے مشغول رہنے کے نہیں واقع ہوا۔ الغرض ان ایام میں فتاوےٰ میں اختلاف پیدا ہوا، ایک کو دوسرے کی رائے کی اطلاع نہیں ہوتی اور اگر اطلاع ہوتی تو باہمی گفتگو کی

www.kitabghar.org

واقع نہ واگر مذاکرہ بمیان آمد ازاحۃ شبہ و خروج از مضیق اختلاف بفضائے اتفاق میسر نہ بسیارے از احادیث خبر واحد روایت فرد عن فرد بہم رسید و اگر تتبع کنی روایت علماء صحابہؓ کہ پیش از انقراض خلافت خاصہ از عالم گزشتہ اند بغایت کم یابی وجمعے کہ بعد ایام خلافت ماندہ اند ہرچہ روایت کردہ اند بعد ایام خلافت خاصہ روایت کردہ اند حدیث بسیارے ازین جماعہ مرسل است واسطہ صحابی دیگر ہست مگر از جہت اختصار راہ ارسال سپردہ اند لیکن مرسل صحابی حکم متصل دارد اخرج مسلم عن معاویۃ بن ابی سفیانؓ قال علیکم من الاحادیث بما کان فی زمان عمرؓ بن الخطاب فانہ کان یخیف الناس فی اللہ عز وجل او کما قال وروے عن ابن مسعودؓ انہ قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ہذہ الامۃ ابرہا قلوبا و اعمقہا علما و اقلہا تکلفا اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ و لاقامۃ دینہ فاعرفوا لہم فضلہم و اتبعوہم علی اثرہم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم و سیرہم فانہم کانوا علی الہدی المستقیم و معلوم است کہ ابن مسعودؓ در آخر خلافت ذی النورینؓ از عالم رفتہ و قال الشافعیؒ

نوبت نہ آئی۔ اور اگر مذاکرہ کی نوبت آئی بھی تو شبہ کا دفعیہ اور تنگنائے اختلاف سے فضائے اتفاق میں نکلنا میسر نہ ہوا (ہر ایک اپنی اپنی رائے پر قائم رہا)۔ خبر واحد کی قسم کی بہت سی احادیث جن میں ایک فرد کی روایت ایک فرد سے ہے جمع ہو گئیں، اور اگر تم جستجو کرو گے تو ایسے علماء صحابہؓ کی روایتیں جو کہ خلافتِ خاصہ کے منقطع ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے بہت کم پاؤ اور اُن لوگوں نے جو کہ بعد ایامِ خلافت باقی رہے جو کچھ روایت کیا ہے ایام خلافت خاصہ کے بعد روایت کیا ہے۔ اس جماعت کی بہت سی حدیثیں مُرسَل ہیں، دوسرے صحابی کا واسطہ بھی ہے مگر بنا بر اختصار ارسال کی راہ اختیار کر لی لیکن صحابی کی مُرسَل حدیث متصل کا حکم رکھتی ہے۔ مسلم نے روایت کیا معاویہ بن ابی سفیان سے کہ انھوں نے کہا کہ تمھیں اُن احادیث کو لینا چاہیے جو عمرؓ بن الخطاب کی زمانہ کی ہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ کا خوف دلاتے رہتے تھے یا اور کسی طرح کہا۔ اور مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ "جو شخص سنت کو اخذ کرنا چاہے تو چاہیے کہ سنت کو اخذ کرے اُس سے جو مر چکا ہے کیونکہ زندہ فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ نہیں، وہ اصحابِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے جو اس امت کے سب سے افضل حضرات تھے۔ نیکی میں اُن کے قلوب بہت بڑھے ہوئے تھے ان کا علم سب سے گہرا تھا ان میں تکلف سب سے کم تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے چن لیا تھا تو اُن کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور جہاں تک ہو سکے اُن کے اخلاق اور اُن کی سیرتوں کو دلیل بناتے رہو کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو سیدھی راہ پر تھے"۔ اور یہ معلوم ہے کہ ابن مسعودؓ ذی النورینؓ کی آخر خلافت میں دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ اور امام شافعیؒ

www.kitabghar.org

اذا صِرنا فی التقلیدِ فقولُ الائمۃ ابی بکر و عمر وعثمانَ قال فی القدیم وعلیؓ احبُّ الینا من قولِ غیرہم ہر چند جمیع صحابہ عدول اند و روایتِ ایشان مقبول و عمل بموجب آنچہ بروایتِ صدوق از ایشان ثابت شود لازم اما در میان آنچہ از حدیث و فقہ در زمن فاروقِ اعظمؓ بود و انچہ بعد وی حادث شدہ فرق مابین السموات والارض است **بیت** آسمان نسبت بعرش آمد فرود ؛ ورنہ بس عالیست پیش خاک تود **نکتۂ ثانیہ** باستقراء تام معلوم شد کہ فاروقِ اعظمؓ نظر دقیق در تفریق میانِ احادیث کہ بہ تبلیغِ شرائع و تکمیلِ افرادِ بشر تعلق دارد از غیر آن مصروف می ساخت لہٰذا احادیثِ شمائلِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احادیثِ سُنن زوائد در لباس و عادات کمتر روایت میکرد بدو وجہ یکی آنکہ اینہا از علومِ تکلیفیہ تشریعیہ نیست محتمل کہ چون اہتمام تام بروایتِ آن بکار برند بعض اشیاء از سُننِ زوائد بسُننِ ہُدیٰ مُشتبہ گردد و محتمل کہ شغل قوم باین احادیث از شغل بشرائع مانع آید دیگر آنکہ جمعے کہ بشرفِ صحبتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ بودند در زمانِ فاروقِ اعظمؓ بسیار بودند احتیاج بتعلیم این اشیاء واقع نشد و اخرج الدارمی عن الشعبی عن قرظۃ قالَ بعثَ عمر بن الخطاب رہطًا من الانصارِ الی الکوفۃ فَبَعثنی معہم

نے کہا کہ جب ہم تقلید کو اختیار کرینگے تو ائمہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (اور پہلے دور میں علیؓ کا نام بھی کہتے تھے) کے اقوال ہم کو زیادہ محبوب ہیں دوسروں کے قول سے۔ ہر چند کہ تمام صحابہؓ عدول ہیں اور اُن کی روایتیں مقبول اور جو کچھ بروایتِ صدوق اُن سے ثابت ہوا اس پر عمل بھی لازم ہے مگر حدیث و فقہ کے بارے میں جو کچھ فاروقِ اعظمؓ کے زمانہ میں ہو چکا ہے اُس میں اور جو کچھ اُن کے بعد حادث ہوا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بیت آسمان نسبت بعرش الخ (ترجمہ) آسمان بہ نسبت عرش کے نیچا ہے۔ ورنہ اس تودۂ خاک (یعنی زمین) سے تو بہت بلند ہے۔

نکتۂ ثانیہ۔ پورے غور و خوض سے معلوم ہوا کہ فاروقِ اعظمؓ اُن احادیث کو جو تبلیغ احکام شرع اور افرادِ بشر کی تکمیل سے تعلق رکھتی ہیں دوسری قسم کی احادیث سے جدا کرنے میں نظر دقیق سے کام لیتے تھے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل کی احادیث اور سُننِ زوائد کی احادیث جو لباس و عادات سے متعلق ہیں کمتر روایت کرتے تھے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ علومِ تکلیفیہ شرعیہ میں سے نہیں ہیں، احتمال ہوتا ہے کہ جب ایسی روایتوں میں پورا اہتمام عمل میں لایا گیا تو بعض اشیاء جو سُننِ زوائد میں سے ہیں سُننِ ہُدیٰ سے مشتبہ ہو جائیں گی۔ اور یہ احتمال بھی ہوتا ہے کہ ان احادیث میں قوم کی مشغولیت شرائع کی مشغولیت سے مانع ہو جائے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے تھے وہ فاروقِ اعظمؓ کے زمانہ میں بہت تھے ان اشیاء کی تعلیم کی حاجت ہی واقع نہیں ہوئی۔ دارمی نے روایت کیا شعبی سے انھوں نے قرظہ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے انصار کا ایک قافلہ کوفہ کی طرف روانہ کیا اور مجھے بھی اُن کے ساتھ بھیجا تھا تو عمرؓ نے

www.kitabghar.org

فجعل یمشی معنا حتی اتی ضرار و ضرار ماءٌ فی طریق مکۃ فجعل ینفض الغبار عن رجلیہ ثم قال انکم تاتون الکوفۃ فتاتون قوماً لہم ازیز بالقرآن فیاتونکم فیقولون قدم اصحاب محمد فیاتونکم فیسالونکم عن الحدیث فاقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا شریککم قال ابو محمد ہو الدارمی معناہ عن الحدیث عن ایام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس السنن و الفرائض قلت والاوجہ عندی ان معناہ الحدیث عن الشمائل والعادات مما لم یتعلق بہ حکم شرعی او معناہ الحدیث علی سبیل الظن فیما لم یتثبت فیہ ولم یجتہد فی حفظہ عند التحمل او الاداء۔ و ہمچنین از فاروق اعظم رضؓ اہتمام بصیغ ادعیہ موقتہ باوقات خاصہ یا مسببہ باسباب معینہ کمتر بظہور انجامید گویا میدانست کہ مدار فضائل مخ این ادعیہ است یعنی التجا بجناب قدس و توجہ باو و منشاء آن توکل است و شکر و سپاس بر مقامات اخرج ابوداؤد عن سہل بن معاذ بن انس عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

ہمارے ساتھ چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ضرار آگئے اور ضرار ایک پانی ہے مکہ کے راستہ میں تو آپ نے اپنے دونوں پاؤں سے غبار جھاڑنا شروع کیا۔ پھر کہا کہ تم لوگ کوفہ پہنچو گے اور ایسے لوگوں سے ملو گے جو (خشیتِ الٰہی سے) قرآن کو بھرّاتی ہوئی آواز سے پڑھنے والے ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس آئیں گے اور آپس میں کہیں گے کہ اصحابِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو وہ تمہارے پاس آکر تم سے حدیث کے بارے میں سوال کرینگے تو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایتیں نقل کرنے میں کمی کرنا اور میں تمہارا شریک ہوں۔ ابو محمد یعنی دارمی نے کہا کہ میرے نزدیک اس کے (یعنی حدیث کے بارے میں سوال کرنے کے) یہ معنی ہیں کہ ایسی حدیث مراد ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے احوال سے تعلق رکھتی ہو نہ کہ سُنن اور فرائض سے تعلق رکھنے والی۔ میں کہتا ہوں کہ بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ایسی حدیث جو شمائل (خصائل طبعی) اور عادات کے بارے میں ہو، جس سے کوئی شرعی حکم متعلق نہ ہو یا اس کے معنے ایسی حدیث کے ہیں جس میں پختگی حاصل نہ ہو اور پوری کوشش نہ کی گئی ہو اس کے حفظ میں اس کے حاصل ہونے کے وقت اور اندازِ بیان کے سمجھنے میں۔ اور اسی طرح فاروقِ اعظم رضؓ سے ایسی دعاؤں کے مخصوص الفاظ کے اہتمام میں جو اوقاتِ خاصہ کے ساتھ مخصوص ہیں یا اسبابِ معینہ میں سے کسی سبب کے ساتھ مُسبّب ہیں کمتر کوشش ظہور میں آئی ہے۔ گویا وہ یہ جانتے تھے کہ فضائل کا مدار ان دعاؤں کے مغز پر ہے، یعنی بارگاہِ اقدس میں التجا اور اس کی طرف توجہ اور اس کا منشاء توکل ہے اور شکر اور اللہ کی حمد کرنا مناسب مواقع پر۔ ابوداؤد نے روایت کیا سہل بن معاذ ابن انس رضؓ سے، وہ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

www.kitabghar.org

من أكل طعاماً ثم قال الحمد لله الذي اطعمني هذا الطعام ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة غفر له ما تقدم من ذنبه ومن لبس ثوباً فقال الحمد لله الذي كساني هذا ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر پس گویا فاروق اعظم رض در مثل این حدیث مدار افضلیت نظر دوختن بمسبب اسباب دانسته و انداختن اسباب از نظر اعتبار انگاشته نه خصوص این کلمات مبارکات و گویا تشریع خصوصیۃ این کلمات بنسبتِ ابرار است وتشریع مخ و اصول و منشاء آن برائے سابقین۔

کہ جس نے کھانا کھایا پھر کہا الحمد للہ الذی الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اس کے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو" تو جتنے گناہ اس سے سرزد ہوتے وہ سب معاف کر دیتے جائیں گے۔ اور جس نے کپڑا پہنا پھر کہا الحمد للہ الذی الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور یہ مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اسکے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو" تو جتنے گناہ اس کے اگلے یا پچھلے ہوں گے وہ معاف کر دیتے جائیں گے۔ تو گویا فاروق اعظم رض نے اس جیسی حدیث میں افضلیت کا مدار مسبب اسباب پر نظر کا جمانا سمجھا اور اسباب کا نظر اعتبار سے ساقط کرنا خیال کیا، نہ کہ ان کلمات مبارکات کی خصوصیت۔ اور گویا ان کلمات کی خصوصیت کی تشریع ..... ابرار (یعنی عام صالحین) کے لئے ہے اور ان کلمات کے مغز اور اصول اور منشاء کی تشریع سابقین (مقربین) کے لئے ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ کہ آج بیوم چہارشنبہ مورخہ ۷ رمضان ۱۳۸۳ھ کو جلد ثالث ازالۃ الخفاء کے ترجمہ سے بمقام دیوبند فراغت ہوئی اور اسکے بعد جلد رابع شروع کر دی گئی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

قدیمی کتب خانہ۔ آرام باغ (مقابل)۔ کراچی ۱

www.kitabghar.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالۂ تصوّفِ فاروق اعظمؓ

اما توسع فاروق اعظم در علوم احسان و یقین که الیوم باسم علم تصوّف و علم سلوک مشہور شدہ پس پیش از انست که استیعاب آن مرجو باشد و ما را مناسب مینماید که بعض مباحث این فن بنویسیم در رسالۂ علیحدہ سازیم تا موجب ترتب دو فائدہ باشد معرفتِ قدر فاروق اعظم و معرفتِ آنکه این علوم از خلفا ثابت شدہ نہ بدعتی است که من بعد پدید آمدہ کما ظنّ من لیس له نصیب فی علوم الحدیث ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ مخرج العلوم من معادنہا و مفیض الفہوم من اماکنہا و محیی النفوس بہا حیوۃً طیبۃً و مرقیہا بذلک الی ما قدّر لہا من مرتبۃ و اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ اینست از نشر مقامات و اشاعتِ کرامات و بیان حِکَم و افادات خلیفۂ آداب الناطق بالحق والصواب امیر المومنین

اب رہا احسان و یقین میں جو آج علم تصوّف و علم سلوک کے نام سے مشہور ہوگیا ہے حضرت فاروق اعظمؓ کا توسّع تو اس کے جتنے حصّہ کے استیعاب کی ہم سے اُمید کی جا سکتی ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ ہم کو یہ مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ اس فن کے بعض مباحث لکھیں اور اس کو علیحدہ (ایک مستقل) رسالہ کی حیثیت سے مرتب کریں۔ اس سے دو بڑے فائدے مرتب ہونگے ایک تو فاروق اعظمؓ کی قدرشناسی اور دوسری اس بات کی معرفت کہ یہ علوم خلفاء سے ثابت شدہ ہیں اور کوئی بدعت نہیں ہیں جس کا ظہور بعد کے زمانہ میں ہوا جیسا کہ ایسے شخص نے گمان کیا جس کا علوم حدیث میں کوئی حصّہ نہیں ہے۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو کہ علوم کو اُن کی معدنوں سے نکالنے والا ہے اور فہموں کا ان کے ٹھکانوں سے افاضہ کرنیوالا ہے اور ان کے ذریعہ سے نفوس کو زندگی بخشنے والا ہے پاکیزہ زندگی اور ان کو اس واسطے سے ترقی دینے والا ہے جس مرتبہ تک ان کے لئے مقدر کردی گئی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور اس بات کی کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اما بعد فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ بیان ہے خلیفۂ آداب، ناطق بالحق والصواب، امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

www.kitabghar.org

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ انچہ بندۂ ضعیف بتدوین آن موفق شد و اللہ المستعان و علیہ التکلان۔ و پیش از خوض در مقصود دو مقدمہ را تمہید کنیم یکے آنکہ حقیقت تصوف کہ بعرف شرع نام ان احسان است ۳ اصل دارد اصل **اوّل** پیدا کردن یقین از تلبس باعمال خیر مانند صلوٰۃ و صوم و ذکر و تلاوت و مراد از یقین اینجا یقین خاص است کہ بطریق موہبت صالحین اُمت را نصیب شود و بعرف صوفیہ نام آن یاد داشت است نہ یقینی کہ از جہت استدلال یا تقلید حاصل میگردد و اینقدر بدیہی است کہ ہمہ مسلمین بقدر استعداد خود ہا خود اعمال خیر میکنند و بمرتبۂ یقین نمیرسند الا طائفۂ از ایشان لاجرم تحصیل یقین از تلبس باعمال خیر مشروط است بامور دیگر سخن ما در تحقیق و تعیین آن امور میرود باستقراء معلوم میشود کہ آن امور در ۳ کلیہ مندرج است یکے بمنزلت شرط قبول اعمال و آن اخلاص فی العمل است و دیگر اکثار اعمال خیر کمیۃً مانند تہجد و ضحی و اذکار صبح و شام سوم کیفیۃ خاصہ کہ عبارت از خشوع و حضور و ترک حدیث نفس و ہیأت مذکرہ خشوع و اذکار مقویہ آن در قرآن عظیم

کے ارشادات پر جو بسط و تفصیل مقامات پر مشتمل ہیں اور اشاعت کرامات پر اور آپ کے افادات اور حکمتوں کا بیان ہے جسقدر بھی اس بندۂ ضعیف کو اس کی تدوین کی توفیق دی گئی اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ اور مقصود کے لحاظ سے قبل ہم بطور تمہید دو مقدمے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ **مقدمہ اوّل** یہ کہ تصوف کی یہ حقیقت جو شرع کی اصطلاح میں احسان کے نام سے موسوم ہے تین اصل رکھتی ہے۔ **اصل اوّل** ہے اعمالِ خیر مثل نماز روزہ اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہنے سے یقین کا حاصل کرنا۔ اور یہاں یقین سے مراد ایک خاص یقین ہے کہ بطریق بخشش و عطیہ کے صالحین امت کو حاصل ہوتا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح میں اس کا نام **یاد داشت** ہے نہ وہ یقین جو استدلال یا تقلید کی حیثیت سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ بات بدیہی ہے کہ تمام مسلمان بقدر اپنی اپنی استعدادوں کے اعمالِ خیر کرتے ہیں اور (سب کے سب مرتبۂ یقین پر نہیں پہنچ جاتے) مرتبۂ یقین پر ان میں سے ایک طائفہ سے زیادہ لوگ نہیں پہنچتے تو ضروری ہوا کہ تحصیلِ یقین کے لئے اعمالِ خیر پر کاربند رہنا کچھ دوسرے امور کے ساتھ مشروط ہو۔ ہماری گفتگو ان امور کی تحقیق و تعیین میں شروع ہوتی ہے۔ غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور تین کلیوں میں مندرج ہیں۔ ایک قبولِ اعمال کی شرط کے مرتبہ میں ہے اور وہ اخلاص فی العمل ہے۔ دوسرا ہے کمیّت کے اعتبار سے اکثارِ اعمالِ خیر جیسے نماز تہجد و نماز چاشت اور صبح و شام کے اذکار۔ تیسرا کیفیت خاصہ کہ مراد ہے خشوع و حضورِ (قلب) اور حدیث نفس کے ترک سے اور ایسی ہیأت خاصہ سے جو خشوع کو یاد دلانے والی ہو اور ایسے اذکار سے جو اس کو قوت پہنچانے والے ہوں قرآن عظیم اور سنتِ سنیہ (یعنی ارشاداتِ نبویہ) میں احسان کی تفسیر ان ہی

www.kitabghar.org

وسنتِ سنیہ احسان را تفسیر کردہ اند باین
سہ کلیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما
الاعمال بالنیات وقال اللہ تعالیٰ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ○ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ
الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○
وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ الآیۃ وقال
صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ
فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ **اصل دوم** تولید
مقامات از میانِ یقین و طبیعتِ نفس و قلب

وعمدہ این مقامات بحسب تحریر شیخ ابوطالب
مکی کہ شیخ این فن است دہ چیز است توبہ و
زہد و صبر و شکر و رجا و خوف و توکل و رضا و
فقر و محبت دل آدمی و نفس او بوجہی مخلوق شدہ
کہ پیوستہ مطیۂ این احوال متضادہ باشد
لیکن در اولِ امر متعلق این احوال امور دینیہ و دنیویہ
بود خوف از دشمن یا تلفِ مال و ولد داشت و
رجا بکثرتِ اموال و ولد و جاہ و اعتماد بر اسباب
داشت چون یقین بر جبلتِ او مستولی شد
واز ہمہ جہت دلِ او را فراگرفت لاجرم رجا و
خوف ہمہ باللہ و بامر او و مواعیدِ او متعلق
گشت و اعتمادِ او بر مسبّبِ اسباب افتاد
نہ بر اسباب الیٰ غیر ذٰلک۔ ندانی کہ مقامات درین
دہ چیز محصور است بلکہ اینہا عمدۂ مقامات اند

تین کلیوں سے کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
انما الاعمال بالنیات (اعمال کا مدار نیتوں پر ہے) اور اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ الخ (۵۱: ۱۶ تا ۱۹) وہ لوگ
اس کے قبل نیکوکار تھے۔ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور اخیر شب
میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق
تھا۔" اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو اللہ کی عبادت اس
طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے، پھر اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا
ہے تو وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔" **اصل دوم** یقین اور طبیعتِ نفس و قلب
کے درمیان سے مقامات کا پیدا ہونا ہے۔ اور ان میں کے معتمد علیہ
مقامات شیخ ابو طالب مکی کی تحریر کے مطابق جو کہ اس فن کے شیخ
ہیں دس چیزیں ہیں توبہ و زہد و صبر و شکر و رجا و خوف و توکل و
رضا و فقر اور محبت۔ آدمی کا دل اور اس کا نفس ایسی صورت سے
مخلوق ہوا ہے کہ وہ ان احوالِ متضادہ کی سواری بنا رہتا ہے
لیکن اول امر میں ان احوال کا تعلق امور دینیہ و دنیویہ سے
تھا۔ خوف کا تعلق دشمن سے یا مال اور اولاد کے ضائع ہونے
سے رکھتا تھا اور رجا (امید) تعلق کثرتِ اموال و اولاد اور جاہ
اور اسباب پر بھروسہ کرنے سے تھا۔ جب اس کی جبلت پر
یقین کا غلبہ ہوا اور اس نے ہر جہت سے اس کے دل کو اپنی گرفت
میں لے لیا تو لازمی طور پر رجا اور خوف تمامتر اللہ تعالیٰ اور اس
کے حکم اور اس کے وعدوں سے متعلق ہو گیا اور اب اس کا اعتماد
اسباب کے پیدا کرنے والے سے متعلق ہو گیا نہ کہ اسباب
سے۔ اسی طرح دیگر مقامات (کی تولید کو) سمجھ لو۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ
مقامات ان ہی دس چیزوں میں محصور ہیں بلکہ یہ سب عمدہ مقامات

www.kitabghar.org

والاشیاء بسیار ازین قبیل است مثل صدق حال وشدت لامر اللہ وتواضع و مانند آن ودر قرآن عظیم وسنت سنیہ بسیاری از مقامات مبین شدہ کہ شرح آن طولے دارد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعی از صحابہ رابہ بشارت بعض مقامات سرافراز فرمودہ اند مثل صدیقیۃ ومحدثیۃ وشہیدیۃ وحواریۃ وگاہی صورت صبر مثلاً باسختی دل مشتبہ گردد وتوکل باتہور مختلط شود وعلیٰ ھذا القیاس محققین صوفیہ علامات وخواص برائے امتیاز یکے ازدیگرے بیان کنند وفقیر یک اصل عظیم تقریر میکند کہ ازہمہ تقریرات طویلہ مغنی تواند بود وآن آنست کہ مقام آنرا گویند کہ متولد باشد ازمیان یقین وجبلت قلب ونفس پس اگر استیلای یقین در یکے یافتہ نشود صفات وی ہمہ طبیعی اند نہ مقامات سلوک واگر استیلای یقین دیدہ شود باز تامل باید کرد کہ پیش ازیقین اینہا بہمیں صفت وبہمیں وضع در شخص بود یا نہ اگر بود از مقامات نیست واگر نبود آن ازمقامات سلوک است منصف لبیب را ہمیں نکتہ انشاء اللہ کافی است **اصل سوم** چون یقین برشخصی مستولی شد ونفس اورا در گرفت آنچہ

ہیں ورنہ اسی قبیل کی اور بہت اشیاء ہیں جیسے صدقِ دل اور اللہ کے امر کی وجہ سے شدت اور تواضع اور ان ہی کے مانند۔ اور قرآنِ عظیم وسنتِ سنیہ میں بہت سے مقامات کا بیان فرمایا گیا ہے جن کی شرح طویل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی ایک جماعت کو بعض مقامات کی بشارت سے سرفراز فرمایا ہے جیسے صدیقیت اور محدثیت اور شہیدیت اور حواریت۔ اور کبھی صبر کی صورت مثلاً سختیٔ دل کے ساتھ مشتبہ ہو جاتی ہے اور توکل تہور[عہ] کے ساتھ مختلط ہو جاتا ہے۔ اسی پر دوسری صفات کے مشتبہ ہونے کو قیاس کر لیا جاتے۔ محققین صوفیہ ایک کو دوسرے سے ممتاز کرنے کے لئے علامات و خواص بیان کرتے ہیں اور فقیر ایک پختہ بنیادی بات کی تقریر کئے دیتا ہے جو کہ لمبی تقریروں سے (جو اس موقع پر کی جاتی ہیں) مستغنی کر سکتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ مقام اسے کہتے ہیں جو کہ یقین (بمعنے مذکورہ بالا) اور قلب ونفس کی جبلت (یعنی پیدائشی حالت) کے درمیان سے پیدا ہوتا ہے۔ تو اگر یقین کا استیلاء کسی میں نہیں پایا جاتا تو اسکی تمام صفات طبعی ہیں مقاماتِ سلوک نہیں ہیں۔ اور اگر یقین کا استیلاء دیکھا جائے تو پھر غور کیا جائے کہ یہ یقین حاصل ہو جانے سے پہلے یہ صفات اسی کیفیت اور اسی وضع کے ساتھ اس شخص میں موجود تھیں یا نہیں۔ اگر موجود تھیں تو مقامات میں سے نہیں ہیں اور اگر نہیں تھیں تو مقاماتِ سلوک میں سے ہیں۔ ایک صاحبِ انصاف سمجھدار کیلئے یہی نکتہ انشاء اللہ کافی ہے۔

اصل سوم جب یقین کسی شخص پر مستولی ہو جائے گا اور اس کے

عہ تہور کے معنی ہیں بے خوفی کے ساتھ ہلاکت کے مقام میں گھس جانا یعنی ایسی شجاعت جس میں اپنی ذات کا تحفظ مغلوب ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ کسی کسی شخص کی یہ طبعی صفت ہے کہ وہ ہلاکت کی پرواہ نہیں کرتا اسکی اس حالت کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اس بے خوفی کا منشاء اسکی طبعی صفت ہے یعنی تہور یا اس کا منشاء توکل ہے اللہ کی ذات پر۔ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

میگوید از یقین میگوید و آنچہ میکند از یقین میکند و مقاماتِ سَنِیَّہ در سینۂ وی متولد شد و درین مشرب استقلالی بہم رسانید طافحہ از حال او بیرون افتد و در میانِ افرادِ بشر شائع گردد و این دو نوع است کراماتِ خارقہ و تربیتِ مریدان۔ حضرت فاروق اعظم این ہمہ مباحث را قولاً و فعلاً بیان فرمودہ و بذروۂ اعلیٰ این فن ترقی نمود و اُو اَعلم صوفیہ است بعلوم تصوف در امّت مرحومہ و بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امّتِ مرحومہ آنحضرت را تربیت فرمودہ چہ اصحابِ آنحضرت وچہ تابعین و افادۂ حکم و مواعظ نمودہ خطاباً للحاضرین و کتاباً للغائبین ہرچند استیعاب این مبحث خصوصًا درین رسالہ گنجائش نیست نکتۂ مالا یُدرک کلّہ لا یُترک کلّہ منظور نظر است۔ **مقدمۂ دوم** بونِ بائن است درمیان کرامات و مقاماتِ مشائخ صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم و مقامات و کراماتِ فاروق اعظم رض مقاماتِ مشائخ صوفیہ شناختہ نمی شود اِلّا از جہت حفوفِ قرائن مثلاً در مظانّ جزع و قلق چندین بار دیدیم شخصی را کہ آثارِ جزع از وی ظاہر نمیشود پس حکم کردیم بثبوتِ مقامِ صبر او را یا اِخبارِ خودش از وجودِ این مقامات بطریق

نفس کو اپنی گرفت میں لے لے گا کہ جو کچھ کہتا ہے یقین سے کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے یقین سے کرتا ہے اور اعلیٰ مقامات (مذکورہ بالا) اس کے سینہ میں پیدا ہوگئے ہیں اور اس مشرب میں اس کو ایک استقلال حاصل ہو گیا ہے تو ایک جوش اس کے حال سے باہر نکلے گا اور افرادِ بشر کے درمیان شائع ہو جاتے گا اور اسکی دو قسمیں ہیں کراماتِ خارقہ (یعنی خلافِ عادت امور کا صادر ہونا) اور تربیتِ مریدان۔ حضرت فاروق اعظم رض نے ان تمام مباحث کو قولاً اور فعلاً واضح فرمایا اور آپ نے اس فن کے بلند ترین مرتبہ پر ترقی کی ہے اور آپ علمِ تصوّف کے اُمّتِ مرحومہ میں تمام صوفیہ میں سب سے بڑے عالم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنحضرت کی اُمّتِ مرحومہ کی آپ نے سب ہی کی تربیت فرمائی، کیا آپ حضرت کے اصحاب اور کیا تابعین۔ اور حکمتوں اور مواعظ کا افادہ آپ نے حاضرین کو زبانی ارشاد سے اور غائبین کو تحریرات کے ذریعہ سے فرمایا۔ ہرچند کہ اس مبحث کے ایسے بیان کی جو تمام جزئیات پر حاوی ہو خصوصًا اس رسالہ میں گنجائش نہیں ہے پھر بھی نکتۂ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ (جس شے کے کل کا ادراک نہ کیا جاتے اُس کے کل کو چھوڑا بھی نہ جاتے) پیشِ نظر ہے۔

مقدمہ دوم بہت بڑا فرق ہے کرامات اور مقاماتِ صوفیہ قدّس اللہ اسرارہم اور کرامات و مقاماتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان۔ مشائخ صوفیہ کے مقامات نہیں پہچانے جاتے مگر اس صورت سے کہ قرائن ان کا احاطہ کرلیں مثلاً ایسے مواقع میں جہاں کہ گھبراہٹ اور پریشانی واقع ہونے کا غالب گمان ہو۔ ہم نے چند بار کسی شخص کو دیکھا کہ اس سے گھبراہٹ کے آثار ظاہر نہیں ہوتے تو ہم نے اسکے

www.kitabghar.org

وجدان ودر ہر یکی ازین دو وجہ خدشہا
است مزال الاقدام درین فن بسیار است
مقاماتِ فاضلہ باصفاتِ طبیعیہ مشتبہ میشود
ویکی برنگ دیگری برمی آید لاجرم شناختِ
مقامات وکراماتِ اشخاصِ خاصہ فنی است
ظنی بنا بر حسنِ ظن بشخص و بناقلین ازوی
قبول کردہ می شود اما مقامات فاروقِ اعظم
اصول آن بنصِ مخبرِ صادق علیہ اکمل الصلوات
وایمن التحیات ثابت شدہ وآنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اورا آنہا بشارت دادہ وآن
مباحث بنقل مستفیض بثبوت پیوستہ تا آنکہ
ایمان بقدر مجمل واجب شدہ وحجت باآن
قائم گشتہ آنچہ مینویسیم ہمہ شرح این
اجمال است وفروعِ این اصول نخست
بعض نصوصِ مستفیضہ یاد کنیم انگاہ در تفصیل
خوض نمائیم نفسِ ناطقہ را دو قوت دادہ اند
قوتِ عاملہ وقوت عاقلہ چون تہذیبِ قوت
عاملہ بکمال خود رسد آن عصمت است
وتہذیب قوت عاقلہ چون بکمال خود رسد
آن وحی است دستِ امتیان از وصول
بکمالِ مطلق درین دو قوت کوتاہ است اما
ہر یکے را نمونہ ایست ونائبے چون این ہردو
نائب بہم آیند ثمراتِ کثیرہ ازمیان اینہا

لئے مقامِ صبر کے ثبوت کا حکم لگا دیا۔ یا بطریق وجدان معلوم کرکے ان مقامات کے وجود کے بارے میں خود اس کا خبر دیدیا، اور ان دونوں میں سے ہر ایک وجہ میں بہت سے خدشے ہیں۔ اس فن میں اقدام کی لغزش کے مواقع بہت ہیں، مقاماتِ فاضلہ مشتبہ ہوجاتے ہیں صفاتِ طبعیہ کے ساتھ، ایک ان میں سے دوسرے کے رنگ میں ظاہر ہوجاتا ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ مخصوص اشخاص کے مقامات اور کرامتوں کی شناخت ایک ظنی فن ہے جسکی بناء ہے کسی شخص کے ساتھ حسنِ ظن پر اور اس کے بارے میں نقل کرنے والوں کی بات مان لی جاتی ہے ہے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقامات تو وہ اس مرتبہ کے ہیں کہ اُن کے اصول مخبرِ صادق علیہ اکمل الصلوات وایمن التحیات کی نص سے ثابت ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان مقامات کی بشارت دی ہے اور وہ مباحث نقل مستفیض سے ثابت ہو کر اس حد پہنچے ہوئے ہیں کہ ان پر ایمانِ مجمل واجب ہوگیا اور ان سے حجت قائم ہوگئی۔ جو کچھ ہم لکھنا چاہتے ہیں وہ سب اسی اجمال کی شرح اور اسی اصول کی فرع ہے۔ پہلے ہم بعض نصوصِ مستفیضہ کا ذکر کریں گے پھر اس کے ساتھ تفصیل میں غور کریں گے نفسِ ناطقہ کو دو قوتیں عطا ہوئی ہیں قوتِ عاملہ اور قوتِ عاقلہ۔ جب قوتِ عاملہ کی تہذیب اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو وہ عصمت ہے اور قوتِ عاقلہ کی تہذیب جب اپنے کمال پر پہنچ جاتی ہے تو وہ وحی ہے۔ ان دونوں قوتوں میں کمالِ مطلق پر پہنچنے سے تو امتیوں کا ہاتھ کوتاہ ہے لیکن (ان دونوں قوتوں میں سے) ہر ایک کا ایک نمونہ اور نائب ہے۔ جب یہ دونوں نائب جمع ہو جائیں گے تو ان کے درمیان سے ثمراتِ کثیرہ پیدا ہونگے، اس وقت وہ شخص مرشدِ خلاق ہوگا اور پیغمبر کا خلیفہ برحق اور رحمتِ الٰہی کا مظہر

www.kitabghar.org

متولد شود آنگاہ شخص مرشد خلائق گردد و
خلیفہ برحق پیغامبر و مظہر رحمت الٰہی ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ پس نائب وحی محدثیۃ
است و موافقت رای با وحی و کشف صادق
و فراست ملعیۃ و نائب عصمت فرار شیطان
است از ظل این کامل و از ثمرات اجتماع این
دو خصلت شہیدیت است و استحقاق
نیابت پیغامبر در افاضت علوم در دار دنیا
و علو منزلت در آخرت قال صلے اللہ علیہ
وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم
محدثون فان یکن فی امتی احد فہو عمر بن
الخطاب رواہ ابو ہریرۃ و عائشۃ بطرق صحیحۃ
مستفیضۃ و فی بعض طرق حدیث ابی ہریرۃ
لقد کان فیما کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال
یتکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء وان یکن
من امتی منہم احد فعمر و عقبۃ بن عامر این
مضمون را بلفظے دیگر آورد قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوکان نبی بعدی
لکان عمر بن الخطاب اخرجہ احمد والترمذی و
قال علی رضی اللہ عنہ انکان عمر لیقول القول
فینزل القرآن بتصدیقہ وقال ابن عمر ما اختلف
اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی شیٔ فقالوا

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ الخ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس
کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے
فضل والا ہے۔ اب سمجھو کہ وحی کی نائب ہے محدثیت
اور وحی کے ساتھ رائے کا موافق ہونا اور سچا کشف
اور فراستِ نورانیہ، اور عصمت کا نائب ہے شیطان کا
بھاگنا اس کامل کے سایہ سے۔ اور ان دو خصلتوں کے اجتماع
کے ثمرات میں سے شہیدیت ہے اور دارِ دنیا میں
افاضۂ علوم کے سلسلہ میں نیابت پیغمبر کا استحقاق اور
آخرت میں بلند مرتبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم سے پہلے جو امتیں گزر چکی ہیں ان میں محدَّث (جس
پر منجانب اللہ انکشافات ہوں) ہوتے تھے تو (اب) میری
امت میں سے اگر کوئی (ایسا محدَّث) ہے تو وہ عمر بن الخطاب
ہے۔ اس کو ابو ہریرہ رض اور عائشہ رض نے روایت کیا صحیح مستفیضہ
اسناد کے ساتھ۔ اور ابو ہریرہ رض کے بعض طرقِ حدیث میں
یہ ہے کہ تم میں سے پہلے بنی اسرائیل میں سے ایسے لوگ
گذرے ہیں جن سے (ورا حجاب) کلام کیا گیا ہے بغیر اس کے
کہ وہ انبیاء ہوں اور اگر میری امت میں سے کوئی ایسا ہے جس
پر الہام کیا جاتا ہے تو وہ عمر ہے اور عقبہ بن عامر اس مضمون کو دوسرے
الفاظ میں لائے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے
بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر بن الخطاب ہوتا۔ اس کو احمد اور ترمذی نے
روایت کیا۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر ایسے تھے کہ جب وہ کوئی
بات کہتے تھے تو قرآن اس کی تصدیق کے ساتھ نازل ہو جاتا تھا۔ اور
ابن عمر نے فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جب بھی کسی چیز میں

www.kitabghar.org

وقال عمر الا نزل القرآن بما قال عمر وعن ابی
ہریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال
ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ اخرجہ
الحفاظ من حدیث ابی ہریرۃ وابن عمر وفی
موقوف علی رضی اللہ عنہ کنا نری ونحن متوافرون
ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر وقال صلے
اللہ علیہ وسلم یا عمر مالقیک الشیطان
سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک اوکما قال رواہ
الحفاظ من حدیث سعد بن ابی وقاص وعائشۃ
وبریدۃ الاسلمی وفی موقوف علی رضی اللہ عنہ
کنا نری ان شیطان عمر یہابہ ان یامرہ
بالخطیئۃ وعن ابن مسعود وسعد وغیرہما موافقاتہ
للقرآن ودر حدیث مشہور بروایۃ جماعۃ من الصحابہ
وہلم جرا ثابت شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فاروق اعظم را بشہید مسمی نمودہ فے
حدیث العشرۃ والثلثۃ وغیر ذلک وقال
صلے اللہ علیہ وسلم ارأف امتی بامتی ابوبکر و
اقویہا فی امر اللہ عمر رواہ ابو عمر فی الاستیعاب
من حدیث انس وابی سعید ومحجن اوابی محجن
قال صلی اللہ علیہ وسلم منزلتہما من اہل الجنۃ
منزلۃ الکواکب الدری من اہل الارض اوکما

اختلاف ہوا اور انھوں نے (کچھ) کہا اور عمرؓ نے بھی (کچھ) کہا تو قرآن عمر ہی کے قول کے مطابق نازل ہوا۔ اور مروی ہے ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور اس کے قلب پر قائم کر دیا ہے۔ حفاظِ حدیث نے اس کو ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ کی حدیث سے اخذ کیا ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث میں ہے کہ ہم دیکھتے تھے جب کہ ہم بہت لوگ ہوتے تھے کہ سکینہ[1] عمرؓ کی زبان پر بولتا تھا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمر تجھ سے شیطان کبھی نہیں ملا کسی کوچہ میں سے گذرتا ہوا مگر تیری گذرگاہ سے ہٹ کر دوسرے کوچہ سے گذرنے لگا یا کچھ ایسا ہی فرمایا۔ اس کو حفاظِ حدیث نے روایت کیا سعد بن ابی وقاص اور عائشہ اور بُریدہ اسلمی کی حدیث سے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث میں ہے کہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ عمر کا شیطان اس بات سے ڈرتا ہے کہ ان کو خطا کا حکم کرے۔ اور ابن مسعود اور سعد وغیرہما سے قرآن کے ساتھ ان کی موافقات مروی ہیں اور حدیث مشہور میں صحابہ کی ایک جماعت کی روایت سے اور اسی طرح کھنچتے چلے جاتے ہیں[2]۔ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظمؓ کو شہید کے نام سے موسوم فرمایا ہے حدیث عشرہ و ثلاثہ وغیر ذلک میں۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت پر میری امت میں سب سے زیادہ مہربانی کرنے والا ابوبکر ہے اور اللہ کے امر میں امت کا سب سے زیادہ قوی عمرؓ ہے۔ اس کو استیعاب میں ابوعمر نے حدیث انس و ابی سعید و محجن یا ابو محجن سے روایت کیا۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (عام) اہل جنت کے مقابلہ پر ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا مقام

[1] یعنی ایسا کلام عمر کی زبان سے جاری ہوتا تھا جس سے نفوس اور قلوب مطمئن ہو جاتے اور وہ ایک غیبی حکم ہوتا تھا جس کا القاء اسکی زبان پر ہوتا تھا۔ یا سکینہ سے مراد وہ فرشتہ ہے جو قول کا الہام کرتا ہے ۱۲ [2] یعنی پھر تابعین کی ایک جماعت پھر تبع تابعین کی ایک جماعت ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قال رواہ ابوداؤد وغیرہ من حدیث ابی سعید ودرحدیث تکلم ذئب فرمودہ اُؤمِنُ بہ اَنَا وابوبکر وعمر وماہما ثَمَّ ودرجنّت خانۂ اورا دیدند ودرمنام بصورتِ لبن وقمیص زیادۂ فضل اوبرسائر مسلمین ممثل شد آنگاہ فرمود اقتدوا بالّذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی وغیرہ من حدیث ابن مسعود وحذیفۃ وقال لَایُصِیْبُکُمْ فتنۃٌ مادامَ ہٰذا فیکم رواہ الحفّاظ من حدیث ابی ذرّ وحذیفۃ وعبداللہ بن سلام ومن طرق حدیثِ حُذیفۃ ماوجد فی الصحیحین ان بینک وبین الفتنۃ باباً مغلقاً الی غیرِ ذٰلک من فضائل لاتحصٰی وہی من متواترات الدّین بالتواتر المعنوی

الفصل الاوّل العلم

الغزالی قال عمر ایّہا النّاس علیکم بالعلم فانّ لِلّٰہ سبحانہ رداءً فمن طلب باباً من العلم ردّاہ اللہ تعالٰی بردائہٖ فان اذنب ذنباً استعتبہ فان اذنب ذنباً استعتبہ فان اذنب ذنباً استعتبہ لئلا یُسلبہ رداءہ۔ الغزالی قال عمر موتُ الفِ عابد قائم اللیل صائم النہار اَہونُ من موتِ عالم بصیرٍ بحلال اللہ وحرامہٖ۔ الغزالی قال عمر من حدّث بحدیثٍ فعمل بہ فلہ اجرُ ذٰلک العمل۔ ابواللیث عن عمر انہ قال ان الرجل لیخرج من منزلہ وعلیہ من الذنوب

بمنزلہ کوکب دُرّی (چمکتے ہوئے ستارے) کے ہے اہل زمین کے مقابلہ پر پایا جیسا کچھ آپ نے فرمایا۔ اس کو روایت کیا ابوداؤد وغیرہ نے ابوسعید کی حدیث سے اور بھیڑیئے کے کلام والی حدیث میں فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر اور وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ اور جنّت میں ان کے گھر کو دیکھا اور خواب میں بصورت دودھ اور قمیص کے ان کی فضیلت تمام مسلمانوں پر ممثّل ہوئی[عـــه] اس وقت آپ نے فرمایا کہ اقتدا کرو ان دونوں یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے اس کو ترمذی نے روایت کیا ابن مسعود اور حذیفہ کی حدیث سے اور حدیث کہ ہرگز تم پر کوئی فتنہ نہ پڑے گا جب تک کہ یہ تم میں رہے گا۔ اُس کو حُفّاظِ حدیث نے روایت کیا ہے ابوذر اور حذیفہ اور عبداللّٰہ بن سلام کی حدیث سے اور حدیث حذیفہ کی ایک روایت کے الفاظ جو صحیحین یعنی (بخاری ومسلم) میں ملتے ہیں یہ ہیں کہ بیشک تیرے اور فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ ان کے علاوہ اتنے فضائل ہیں جن کا احصا دشوار ہے اور یہ سب دین کے متواترات میں سے ہیں تواتر معنوی کے ساتھ (یعنی باعتبار معنے متواتر ہیں)۔

فصل اوّل "علم"

غزالی۔ عمرؓ نے فرمایا اے لوگو تم کو علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس چادر ہے جو علم (یعنی معرفت) کے کسی باب کو طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی چادر اُڑھا دے گا۔ (کنایہ[عـــه] ہے نورِ توفیق سے) پھر اگر وہ کوئی گناہ کریگا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کریگا۔ پھر اگر وہ کوئی گناہ کرے گا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کرے گا پھر اگر کوئی گناہ کریگا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کریگا تاکہ وہ اس سے وہ اپنی چادر نہ چھین لے (اگر جاہل ہوگا تو اس کو اس خطرہ کا اندیشہ نہ ہوگا اور نعمت سلب ہوجائیگی) غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ ایسے ہزار عابدوں کی موت جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں ہلکی ہے ایسے عالم کی موت سے جو اللہ کے حلال اور اس کے حرام میں بصیرت رکھنے والا ہو۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ

عـــه یہ حدیثیں جلد ثالث میں اور اس سے پہلے بھی لکھی جاچکی ہیں ۱۲ مترجم عـــه یہ کنایہ اکابر اولیاء کے ملفوظات میں بکثرت مستعمل ہے جب حق تعالیٰ فضل فرماتا ہے تو سالک کی ذات پر انوار نازل ہوتے ہیں جو اس کو پورے طور پر مثل چادر کے اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں اور نفس ان سے منصبغ ہو کر روح کے حکم میں آجاتا ہے۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

مثل جبال تہامۃ فاذا سمع العلم خاف واسترجع علی ذنوبہ فانصرف الی منزلہ ولیس علیہ ذنب فلا تفارقوا مجلس العلماء فان اللہ تعالیٰ لم یخلق علی وجہ الارض بقعۃ اکرم من مجالس العلماء۔ الغزالی قال عمر ان اخوف ما اخاف علی ھذہ الامۃ المنافق العلیم قالوا کیف یکون منافقاً علیماً قال علیم اللسان جاہل القلب۔ الغزالی قال عمر اذا رأیتم العالم محباً للدنیا فاتہموہ علی دینکم فان کل محب یخوض فیما احب۔ الغزالی قال عمر لا تتعلم العلم لثلث ولا تترکہ لثلث لا تتعلم العلم لتماری بہ ولا تباہی بہ ولا ترائی بہ ولا تترکہ حیاءً من طلبہ ولا زہادۃً فیہ ولا رضیً بالجہل منہ۔ الغزالی قال عمر تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار والحلم۔ الغزالی قال عمر لا تکونوا من جبابرۃ العلماء فلا یفی علمکم بجہلکم۔ الغزالی عن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب الرجل مثل فضل عقل یہدی صاحبہ الی ہدی یردہ عن ردی وما تم ایمان عبد واستقام

جس نے کسی حدیث کو بیان کیا اور اسپر عمل کیا (یعنی حدیث سننے والے نے) تو اس (حدیث بیان کرنیوالے کو) اس عمل کا اجر ملے گا۔ ابو اللیث، مروی ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک شخص اپنے گھر سے اس حال میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ کے پہاڑوں کی مانند گناہوں کا بار ہے پھر جب وہ علم سنتا ہے تو ڈرتا ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے، پھر وہ اپنے گھر کی طرف اس حال میں واپس ہوتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اسلئے تم علماء کی مجلس کو نہ چھوڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی مقام علماء دین کی مجالس سے بزرگ تر نہیں پیدا کیا۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ اس امّت کے متعلق سب سے زیادہ اس شخص سے ڈرتا ہوں جو منافق ذی علم ہو۔ لوگوں نے کہا کہ منافق ذی علم کیسا ہوتا ہے تو کہا کہ علیم اللسان (زبان پر علم ہو) جاہل القلب (دل علم کے اثر سے خالی) غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ جب تم عالم کو دنیا سے محبّت کرنیوالا دیکھو تو اس کو تم اپنے دین پر ہونے میں متہم قرار دو کیونکہ ہر ایک محبّت کرنیوالا اپنی محبوب چیز میں ہی غور وفکر کرتا ہے (اسلئے محبِّ دنیا محبِّ خدا نہ ہوگا)۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم کو حاصل کرو تین (باتوں) کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑو تین (باتوں) کی وجہ سے علم کو نہ حاصل کرو اس غرض سے کہ تم اسکے ذریعہ سے جھگڑے کرو اور نہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے اپنی فوقیت جتاؤ اور نہ اسلئے کہ اسکے ذریعہ سے دکھلاوا کرو اور اسکو نہ چھوڑو اسکی طلب سے شرماتے ہوئے اور نہ اس میں بے رغبتی (یعنی حقارت) کی بناء پر اور نہ اس سے جہل پر راضی ہوتے ہوئے غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم کو سیکھو اور علم کیلئے سکینت اور وقار اور حلم کو سیکھو۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ تعدّی کرنے والے علماء میں سے نہ بنو کیونکہ تمھارا علم تمھارے جہل کی مکافات نہ کرے گا۔ غزالی، عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص نے (کسی فضیلت کا) اکتساب نہیں کیا جو ایسی فضیلت عقل کی مانند ہو جو صاحب عقل کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے اور اور اس کو ہلاکت سے لوٹا دے اور کسی بندے کا ایمان پورا نہ ہوگا اور نہ دین میں استقامت ہوگی جب تک اس کی

www.kitabghar.org

دینہ حتی یکمل عقلہ۔ الغزالی عن عمر انہ قال لتمیم الداری ما السّودد فیکم قال العقل قال صدقت سالت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کما سألتک فقال لی کما قلت ثم قال سألت جبرئیل ما السودد فقال العقل۔ البخاری فی ترجمۃ باب قال عمر تعلموا قبل ان تسوّدوا معناہ ینبغی للانسان ان یُبادر لطلب العلم الثروۃ والسودد فان النفس اَمّارۃٌ بالسّوء والدنیا شاغلۃٌ للاوقات۔ البغوی و الغزالی قال عمر تعلّموا من النجوم ماتہتدوا بہ فی البرّ والبحر ثم امسکوا۔ السہروردی عن عمر انہ قرأ قولہ تعالٰی فانبتنا فیہا حبّاً الی قولہ واَبّاً ثم قال ما الاَبّ ثم قال ھذا لعمری ہو التکلّف فخذوا ایہا الناس ما بُیّنَ لکم فما عرفتم فاعملوا و مالم تعرفوا فکِلوا علمہُ الی اللہ۔ ابو طالب قال ابن مسعود لما مات عمر بن الخطاب انی لَاُحسِبُ انہ ذہب بتسعۃَ اعشارِ العلم فقیل تقول ھذا و فینا اَجِلَّۃَ الصحابۃ فقال لستُ اعنی العلم الذی تریدون انما اَعنی العلمَ باللہ۔ ابو طالب عن عمر کم من

عقل کامل نہ ہوگی۔ غزالی، عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا تمیم داری سے کہ تم میں سرداری (کا معیار) کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ عقل۔ عمرؓ نے کہا تم نے سچ کہا، میں نے جیسا تم سے سوال کیا ویسا ہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے مجھے وہی جواب دیا تھا جو تم نے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ سرداری کیا ہے تو انھوں نے کہا تھا کہ عقل۔ بخاریؒ اس باب کے ترجمہ میں کہ عمر نے فرمایا کہ علم حاصل کرو پہلے اس سے کہ تم سردار بنو، اس کے معنے یہ ہیں کہ مرفہ الحالی اور سرداری پر پہنچنے سے پہلے طلب علم میں سبقت کی جائے کیونکہ نفس برائی کا حکم دینے والا ہے اور دنیا اوقات کو (امور دنیاوی میں) مشغول کرنے والی ہے، بغوی اور غزالی، عمر نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا سیکھ لو جس سے تم جنگل اور دریا میں راستہ حاصل کرلو پھر رک جاؤ (یعنی احکام نجوم نہ سیکھو)۔ سہروردی، روایت ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے یہ ارشاد حق تعالیٰ پڑھا فَاَنْبَتْنَا فِیْہَا حَبًّا سے وَ اَبًّا تک پھر کہا کہ اَبّ کیا ہے؟ پھر کہا کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ یہ (معنے جو تم کہتے ہو) تکلف (یعنی اپنی طرف سے تعیینِ مرادِ حق) ہے اس لئے (اے لوگو) جو تم سے بیان کر دیا گیا پھر تم نے اس کو بخوبی سمجھ لیا تو اس پر عمل کرو اور جس کو تم نہ پہچانو تو اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرو۔ ابو طالب، جب عمرؓ ابن الخطاب کا انتقال ہوا تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے جاتے رہے تو (ان سے) کہا گیا کہ تم یہ کہتے ہو حالانکہ ہم میں بڑے بڑے صحابہ موجود ہیں تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ میری مراد وہ علم نہیں ہے جو تم مراد لے رہے ہو میں علم باللہ (معرفتِ الٰہی کا علم) مراد لے رہا ہوں۔ ابو طالب،

www.kitabghar.org

عالم فاجر وعابد جاہل فاتقوا الفاجر من العلماء والجاہل من المتعبدین۔ ابو طالب عن عمر قال اتقوا کل منافق علیم اللسان یقول ما تعرفون ویعمل ما تنکرون التعبد۔ مالک کتب عمر الی عمالہ ان اہم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع۔ مالک، دخل رجل علی عمر من اللیلۃ التی طعن فیہا فایقظ عمر لصلوٰۃ الصبح فقال عمر نعم ولا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ فصلی عمر وجرحہ یثعب دما۔ مالک، قال عمر لان اشہد صلوٰۃ الصبح فی الجماعۃ احب الی من ان اقوم لیلۃ۔ ابو طالب والسہروردی، وقال عمر علی المنبر ان الرجل لیشیب عارضاہ فی الاسلام وما اکمل للہ صلوٰۃ قیل وکیف ذلک قال لایتم خشوعہا وتواضعہا واقبالہ علی اللہ فیہا۔ مسلم وغیرہ عن عقبۃ بن عامر عن عمر رفعہ من توضأ فاسبغ الوضوء ثم قال اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ۔ الغزالی، قال عمر تفقدوا

مروی ہے عمرؓ سے کہ کتنے ہی بدکار عالم اور عبادت گذار جاہل ہیں تو تمہیں بدکار عالموں اور جاہل عبادت گذاروں سے بچنا چاہیئے۔ ابو طالب، مروی ہے عمرؓ سے کہ فرمایا کہ بچو ہر ایسے منافق سے جس کی زبان خوب علم والی ہو کہ وہ ایسی باتیں کہے جن کو تم پہچانتے ہو (یعنی پسند کروگے) اور عمل ایسے کرے جنکا برا ہونا تم سمجھتے ہو۔ **عبادات**۔ مالکؒ، عمرؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے توجس نے اسکی حفاظت کی اور اسکی ہمیشہ نگہداشت رکھی تو اس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جس نے اس کو ضائع کیا تو وہ اس کے سوا (دیگر ضروریات دین) کو زیادہ ضائع کرنیوالا ہوگا۔ مالکؒ، ایک شخص عمرؓ کے پاس اس رات میں پہنچا جس میں ان کو زخمی کیا گیا تھا پھر عمرؓ کو صبح کی نماز کے لئے جگایا تو عمرؓ نے کہا کہ ہاں اور اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس شخص کا جو نماز کو ترک کرے پھر عمرؓ نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ مالکؒ، عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک یہ بات کہ میں صبح کی نماز کے لئے جماعت میں حاضر ہوؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رات بھر (نوافل) میں کھڑا رہوں۔ ابو طالب اور سہروردی، عمرؓ نے فرمایا منبر پر کہ ایک شخص اسلام کی حالت میں اپنے دونوں رخسارے بوڑھے کر لیتا ہے اس حال میں کہ اس نے اللہ کے لئے ایک نماز بھی کامل نہیں کی۔ کہا گیا کہ یہ کیسے فرمایا کہ وہ نماز کے خشوع اور تواضع کو پورا نہیں کرتا حالانکہ نماز میں اس کا رخ اللہ کی طرف ہوتا ہے۔ مسلم وغیرہ، روایت ہے عقبہ بن عامر سے وہ مرفوعاً عمرؓ سے کہ جس نے وضو کیا اور عمدہ طور پر وضو کیا پھر کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ الخ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں) اس کے لئے آٹھوں دروازے جنت

www.kitabghar.org

اخوانكم في الصلوٰة فان كانوا مرضى فعودوهم وان كانوا اصحاء فعاتبوهم. الغزالي كان عمر يقول لابي موسٰى ذكرنا ربنا فيقرأ عنده حتى يكاد وقت الصلوٰة ان يتوسط فقال الصلوٰة الصلوٰة فيقول اوَ لسنا في الصلوٰة. الغزالي كان عمر يقول اللّٰهم اني استغفرك لظلمي وكفري فقيل له هذا الظلم فما بال الكفر فتلا اِنَّ الانسان لظلوم كفار. المحب الطبري، عن سعيد ابن المسيب كان عمر يحب الصلوٰة في كبد الليل يعني وسط الليل. مالك، عن زيد بن اسلم عن ابيه ان عمر بن الخطاب كان يصلي من الليل ماشاء الله حتى اذا كان من آخر الليل ايقظ اهله للصلوٰة يقول لهم الصلوٰة الصلوٰة ثم يتلو هذه الآية وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۝ نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ المحب الطبري عن عبدالله بن ربيعة صليت خلف عمر الفجر فقرأ بسورة الحج وبسورة يوسف قراءة بطيئة. المحب الطبري عن ابن عمر ما مات عمر حتى سرد الصوم. المحب الطبري عن جعفر الصادق كان اكثر كلام عمر الله اكبر. الغزالي قال عمر ان الاعمال تباهت فقالت الصدقة

کے کھول دیئے جائیں گے ؛ غزالی، عمرؓ نے فرمایا نماز میں اپنے بھائیوں کے حال کا پتہ لگاؤ پھر اگر وہ بیمار ہوں تو انکی عیادت کرو اور اگر وہ تندرست ہوں تو ان پر اظہارِ عتاب کرو۔ غزالی، عمرؓ ابو موسٰی اشعری سے فرمایا کرتے کہ ہمارے رب کا ذکر کرو تو وہ ان کے سامنے قراءت کرتے یہاں تک کہ نماز کا وقت درمیان کے قریب پہنچ جاتا تو کہا جاتا "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" تو فرماتے کہ کیا ہم نماز میں نہیں ہیں؟ غزالی، عمرؓ کہا کرتے کہ اے اللہ میں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اپنے ظلم کی اور کفر کی تو ان سے کہا گیا کہ یہ ظلم کی بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر کفر کی کیا بات ہے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (۱۴ : ۳۴) سچ یہ ہے کہ کہ آدمی بڑا بے انصاف بڑا ہی ناشکرا ہے ؛ محب طبری، روایت ہے سعید ابن المسیب سے کہ عمرؓ پسند کرتے تھے رات کے جگر میں نماز پڑھنا، یعنی درمیان شب میں۔ مالکؒ، روایت ہے زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر بن الخطاب جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا نماز پڑھتے رہتے یہاں تک کہ جب رات کا آخر آجاتا تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے جگاتے، ان سے کہتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے وَاْمُرْ اَهْلَكَ الخ (۲۰ : ۱۳۲) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے۔ ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے۔ معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔ محب طبری، روایت ہے عبداللہ بن ربیعہ سے کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو انھوں نے قراءت کی سورۃ حج اور سورۃ یوسف کی سنبھال سنبھال کر۔ محب طبری، ابن عمرؓ سے کہ نہیں انتقال کیا عمرؓ نے یہاں تک کہ پے درپے روزے رکھے (دو سال)۔ محب طبری جعفر صادق رضؓ سے کہ اکثر کلام عمرؓ کا اللہ اکبر ہوتا۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ اعمال (خیر) نے ایک دوسرے پر فضیلت جتائی تو صدقہ نے کہا کہ میں تم سب سے

www.kitabghar.org

انا افضلکن۔ ابُوطالب کان عمر بن الخطاب لیُعطی اہل البیت القطیعۃ من الغنم العشرۃ فمافوقہا یعنی اِغناءُ المحتاج افضلُ۔ الغزالی قال عمر الحاجُّ مغفورلہٗ ولمن استغفر لہٗ فی شہر ذی الحجۃ والمحرم وصفر وعشر من ربیع الاوّل۔ ابُواللیث قال عمر من آتی ہذا البیت لایرید اِلّا ایّاہ فطافَ بہٖ طوافاً خرج من ذنوبہٖ کیوم ولدتہ امّہ۔ ابوطالب روی عن عمر انہ قال لان اُذنِبَ سبعین ذنباً برکبۃ احبُّ الیَّ من اُذنِبَ ذنباً واحدًا بمکۃ۔ ابوطالب والغزالی کان عمر یقول للحجاج اذا حجّوا یا اہل الیمن یمنکم ویا اہل الشام شامکم ویا اہل العراق عراقکم۔ ابوطالب ان عمر اہدی بُختیۃً فطلبت بثلثمائۃ دینار فسأل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم ان یّبیعَہا ویشتری بثمنہا بُدناً کثیرۃً فنہاہ عن ذٰلک وقال بل اَہدِہا۔ ابواللیث قال عمر المساجد بیوت اللّٰہ عزوجل فی الارض وحقٌّ علی المَزورِ ان یکرِمَ زائرہ۔ ابواللیث کان عمر یقول اذا دخل شہر رمضان مرحبًا بمُطَہِّر مرحباً بمُطہِّر خیرٌ کلّہ صیامُ نہارِہ وقیامُ لیلِہ النفقۃُ فیہ کالنفقۃ فی سبیل اللّٰہ۔ ابوبکر عن ابی عثمان قال عمر الشتاء

افضل ہوں۔ ابُوطالب۔ عمر بن الخطاب اہل بیت کو بکری کے دس دس اور کبھی اس سے زیادہ گوشت کے پارچے دیا کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ محتاج کو غنی کر دینا افضل ہے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ حاجی کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسکی بھی جس کے لئے وہ دعائے مغفرت کرے ماہ ذی الحجہ اور محرم اور صفر اور دس ربیع الاوّل تک۔ ابواللیث، فرمایا عمرؓ نے جو اس بیت (خانۂ کعبہ) میں آیا اور اس کا ارادہ صرف اسی کا تھا پھر اس نے اس کا طواف کیا تو وہ اپنے گناہوں سے نکل کر مثل اس دن کے ہو جائے گا جس دن اسکی ماں نے اس کو جنا تھا۔ ابوطالب، روایت کیا گیا ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر میں ستّر گناہ کروں رکبہ میں (یہ حجاز میں ایک مقام کا نام ہے) یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ایک گناہ کروں مکہ میں۔ ابوطالب اور غزالی، عمرؓ حاجیوں سے فرمایا کرتے تھے جب وہ حج کر لیا کرتے تھے اے اہل یمن اپنے یمن کو اور اے اہل شام اپنے شام کو اور اے اہل عراق اپنے عراق کو (دعا میں یاد رکھو) ابوطالبؒ یہ کہ عمرؓ نے ہدی تجویز کر لی ایک بختی اُونٹنی کی تو اس کے تین سو دینار لگا دیئے گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ وہ اس کو فروخت کر دیں اور اسکی قیمت سے بہت سے بُدنے (قربانی کے اُونٹ) خرید لیں تو ان کو اس سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا نہیں بلکہ اسی کو لے جاؤ۔ ابُواللیثؒ عمرؓ نے فرمایا کہ مسجدیں زمین پر اللہ عزوجل کے گھر ہیں اور زیارت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ زیارت کرنے والے کی عزت کرے۔ ابواللیث، جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو عمرؓ کہا کرتے تھے کہ پاکیزہ کرنیوالے (ماہ) کیلئے مرحبا، پاکیزہ کرنیوالے (ماہ) کیلئے مرحبا، وہ سب کا سب خیر ہے، اس کے دن میں روزے ہیں اور رات میں قیام (یعنی نوافل)

www.kitabghar.org

غنیمۃ العابد۔ ابو بکر من رجل یقال لہ میکائیل من اہل خراسان قال کان عمر اذا قام من اللیل قال قد ترٰی مقامی وتعلم حاجتی فارجعنی من عندک لحاجتی مفلحاً منجحاً مستجیباً مستجاباً لی قد غفرت لی ورحمتنی فاذا قضی صلوٰتہ قال اللّٰھم لا اریٰ شیئاً من الدنیا یدوم ولا اریٰ حالاً فیہا یستقیم اللّٰھم اجعلنی انطق فیہا بعلم واصمت فیہا بحلم اللّٰھم لاتکثر لی من الدنیا فاطغیٰ ولا تقل لی منہا فانسیٰ فانہ ما قل وکفیٰ خیر مما کثر والہیٰ۔ ابو بکر عن عمر انہ کان یقول اللّٰھم انی اعوذ بک ان تأخذنی علیٰ غرۃ او تذرنی فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ ابو اللیث قال عمر بلغنی ان الدعاء بین السماء والارض معلق لا یصعد منہ شیئ حتیٰ یصلی علیٰ نبیکم محمد قال اخبرنا ابوحنیفۃ قال حدثنا ابوجعفر محمد بن علی قال جاء علی بن ابی طالب الیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما حین طعن فقال رحمک اللہ فواللہ ما فی الارض احد کنت القی اللہ بصحیفتہ احب الیّ منک۔ **آفات اللسان**۔ الغزالی قال عمر ان شقاشق الکلام من شقاشق الشیطان الغزالی قال عمر اما فی المعاریض ما یکفی

اس میں (اہل وعیال پر) خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مانند ہے۔ ابو بکرؓ عثمان سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ سردی کا موسم عابد کی لوٹ (کا زمانہ) ہے ابو بکرؓ مروی ہے ایک شخص سے جس کو میکائیل کہا جاتا تھا جو خراسان والوں میں سے تھا اس نے بیان کیا کہ عمرؓ جب رات کو کھڑے ہوتے تو کہتے، بیشک آپ میرے مقام کو دیکھتے ہیں اور میری حاجت کو جانتے ہیں تو آپ مجھے اپنے پاس سے ایسا لوٹا دیجئے کہ میں اپنی حاجت میں فلاح پانے والا ہوں کامیاب ہوں آپ دعا قبول کرنیوالے ہوں میں مستجاب ہوں کہ آپنے میری مغفرت کردی اور مجھ پر رحمت فرمائی پھر جب نماز پوری کر لیتے تو کہتے کہ اے اللہ میں دنیا کی کسی چیز کو ہمیشہ رہنے والی نہیں دیکھتا اور میں کسی ایسے حال کو نہیں دیکھتا جو پائیدار رہتا ہو، اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ دنیا میں علم سے بولوں اور حلم سے خاموش رہوں۔ اے اللہ مجھے دنیا کے مال ودولت میں سے اتنا زیادہ نہ دیجئے کہ میں گمراہ ہو جاؤں اور نہ اتنا کم دیجئے کہ میں آپ کو بھول جاؤں (اور کمانے کی فکر میں لگوں) کیونکہ جو کم ہو اور کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے۔ ابو بکرؓ عمرؓ سے کہ وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس حالت سے کہ آپ مجھکو غفلت میں پکڑ لیں یا مجھے غفلت میں چھوڑ دیں یا مجھے غافلین میں سے بنادیں۔ ابو اللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ دعاء آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس کا کوئی حصہ بھی اوپر نہیں چڑھتا جب تک تمھارے نبی پر درود نہ پڑھا جائے۔ محمدؒ، کہا کہ خبر دی ہم کو ابو حنیفہؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابوجعفر محمد بن علی نے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب کہ وہ مجروح کئے گئے تھے اور کہا کہ اللہ تم پر رحمت کرے، خدا کی قسم زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مجھے تم سے زیادہ محبوب ہو کہ میں اس کے جیسا اعمالنامہ لے کر اللہ سے ملوں۔ **زبان کی آفتیں**، غزالی، کہا عمرؓ نے کہ جوش وخروش سخن شیطان کے جوش میں سے ہے۔ غزالی، کہا عمرؓ نے کہ یاد رکھو کنایات میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو آدمی کو جھوٹ سے بچا لیتے ہیں۔ غزالی، معاذؓ عمرؓ

www.kitabghar.org

الرجل عن الکذب۔ الغزالی کان معاذٌ عاملاً
لعمر فلما رجع من عمله قالت امرأته ماجئت
به من الهدیة قال کان معی ضاغطٌ قالت کنت
امینًا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم وعند
ابی بکر فبعث عمر معك ضاغطًا وشکت عمر
فلما سمع عمر سأل معاذًا عن ذلك فقال
لم اجد ما اعتذر به الیها الا ذلك فضحك عمر
واعطاه شیئًا وقال ارضها به۔ الغزالی
کان ابن ابی عزرة یختلع من النساء کثیرًا
حتی طارت له احدوثة فادخل عبدالله بن
ارقم بیته وقال لامرأته انشدك بالله
هل تبغضینی قالت لا تنشدنی قال فانی
انشدك بالله قالت نعم فدعاها عمر فقال
انت التی تحدثین لزوجك ان تبغضینه
قالت انه ناشدنی فتحرجت ان اکذب
افاکذب یا امیرالمؤمنین قال نعم فاکذبی
ان کانت احدٰکن لا تحب احدنا فلا تحدثه
بذلك فان اقل البیوت الذی یبنی علی
الحب ولکن الناس یتعاشرون بالاسلام
والاحسان۔ الغزالی قال عمر المدح هو الذبح۔ الغزالی اثنی
رجل علی عمر فقال اتهلکنی وتهلك نفسك۔ ابواللیث روی
مالك بن دینار عن احنف بن قیس قال لی عمر یا احنف
من کثر ضحکه قلت هیبته ومن فرح استخف به الناس ومن

کے عامل تھے، جب اپنے کام سے لوٹ کر آئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ کیا
ہدیہ لیکر آئے۔ کہا کہ میرے ساتھ ایک سخت نگرانی کرنے والا تھا
(یعنی اللہ، اس وجہ سے تیرے لئے کچھ فراہم کرنے کا موقع نہ مل سکا) اس
نے (یہ مطلب سمجھکر کہ عمرؓ نے ان پر کوئی نگران مقرر کر دیا تھا) کہا کہ آپ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امین رہے اور ابوبکر کے نزدیک امین رہے
لیکن عمرؓ نے تمہارے ساتھ ایک نگران روانہ کر دیا پھر عمرؓ کے پاس جاکر
اس نے یہ شکایت کی جب عمرؓ نے سنا تو معاذ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں
نے کہا کہ اس سے اظہارِ معذرت کیلئے اس کے سوا اور کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی تو عمرؓ
ہنسے اور ان کو کچھ دیا اور کہا کہ یہ دیکر اسکو راضی کرلو۔ غزالی، ابوعزرہ عورتوں سے اکثر خلع کرتا
رہتا تھا (یعنی معاوضہ لیکر طلاق دیتا تھا) یہاں تک کہ اس کی بدنامی کے ساتھ شہرت ہوگئی
تو اس نے (یہ دھبہ مٹانے کیلئے) عبداللہ بن ارقم کو اپنے گھر میں داخل کیا اور اپنی بیوی
سے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھ سے ناراض ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے
قسم نہ دے۔ ابوعزرہ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں (کہ سچ سچ بتا) اس نے کہا
کہ ہاں (ناراض ہوں)، تو اس کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا کہ وہ تو ہی ہے جو اپنے شوہر
سے یہ گفتگو کرتی ہے کہ تو اس سے ناراض ہے تو اس نے کہا کہ اس نے مجھے قسم دی
تو میں نے اس کو گناہ سمجھا کہ جھوٹ بولوں۔ تو کیا اے امیرالمومنین میں جھوٹ
بول دوں فرمایا کہ ہاں جھوٹ بول دے۔ اگر تم میں سے کوئی عورت ایسی ہو کہ ہم
میں سے کسی سے محبت نہ کرتی ہو تو اس کو بیان نہ کرے کیونکہ ایسے گھر بہت کم ہیں
جن میں (معاشرت کی) بناء محبت پر ہو لیکن لوگ اسلام (کے ضوابط) اور احسان
کی بناء پر باہم میل جول رکھتے ہیں۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ مدح (یعنی کسی کے
منہ پر اسکی تعریف کرنا) ذبح کرنا ہے۔ غزالی، ایک شخص نے عمرؓ کی مدح کی تو فرمایا کہ
کیا تو مجھے ہلاک کرتا ہے اور اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے۔ ابواللیث، روایت کی
مالک بن دینار نے احنف بن قیس سے کہا کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے احنف

www.kitabghar.org

اکثر من شیء عُرف بہ و من کثر کلامہ کثر سقطہ و من کثر سَقطُہ قلّ حیاؤہ و من قلّ حیاؤہ قلّ ورعہ و من قلّ ورعہ مات قلبہ۔ ابواللیث قال عمر کفیٰ بالمومن من الغیّ ثلٰث یُعیبُ علی الناس بما یأتی بہ و یبصر من عیوب الناس مالا یبصر من عیوب نفسہ و یؤذی جلیسہ فیما لا یعنیہ۔ **آفات القلب**۔ الغزالی کان عمر اذا خطب قال فی خطبتہ افلح منکم من حفظ من الھوی والطمع والغضب۔ الغزالی غضب عمر علی رجل و امر بضربہ فقال مالک بن اوس یا امیر المؤمنین خُذِ العفو وَأمُر بالعُرفِ وَاَعرِض عن الجاہلین فتأمّل الآیۃ وکان وقافاً عند کتاب اللہ مہما تُلِیَ علیہ و خلّی الرجل۔ الغزالی روی ان عمر غضب یوماً فدعا بماء فاستنشق فقال ان الغضب من الشیطان وھذا یذھب الغضب۔ ابوبکر والغزالی قال عمر ان العبد اذا تواضع للہ رفع الملک حکمتہ وقال انتعش رفعک اللہ واذا تکبر وعدا طورہ وھصہ الملک الی الارض وقال اخسأ اخسأک اللہ فھو فی نفسہ کبیر و فی اعین الناس حقیر انہ لاحقر عندھم من الخنزیر۔ الغزالی استأذن رجل عمر بن

جس کا ضحک (یعنی ہنسی مذاق) بڑھ گیا اسکی ہیبت (یعنی وقار) گھٹ گیا اور جو مزاح کرتا ہے گا وہ لوگوں میں ہلکا ہو جائے گا اور جو بکثرت کوئی کام کرتا ہے گا وہ اسی کے ساتھ مشہور ہو جاتے گا اور جس کا کلام بڑھے گا (یعنی زیادہ گوئی) اسکی گراوٹ بڑھے گی اور جب گراوٹ بڑھتی ہے تو حیا کم ہو جاتی ہے اور جسکی حیا کم ہو جاتی ہے تو اسکا تقوای گھٹ جاتا ہے اور جس کا تقوای گھٹ گیا اس کا دل مر گیا۔ ابواللیث، عمر رض نے فرمایا کہ مومن کی گمراہی کیلئے تین باتیں کافی ہیں لوگوں پر ایسے عیب لگاتے جن میں خود مبتلا ہے اور لوگوں کے اتنے زیادہ عیوب دیکھے جتنے اپنے نفس کے عیوب نہ دیکھے اور بیہودہ باتوں سے اپنے ہمنشین کو دکھ پہنچاتے۔ **قلب کی آفتیں**۔ غزالی، عمر رض جب خطبہ دیا کرتے تو کہا کرتے تم میں فلاح کو پہنچا جس نے اپنی حفاظت کی خواہش نفس سے اور لالچ سے اور غضب سے۔ غزالی، عمر رض ایک شخص پر غضبناک ہوتے اور اس کو مارنے کا حکم دیا تو مالک بن اوس نے کہا اے امیر المومنین خُذِ الْعَفْوَ الخ (۷: ۱۹۹) "عادت کر درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے"۔ تو انھوں نے اس آیت پر غور کیا اور کتاب اللہ جب بھی آپ کے سامنے پڑھی جاتی تھی آپ اُس پر بہت غور کرتے تھے۔ چنانچہ اس شخص کو چھوڑ دیا۔ غزالی، مروی ہے عمر رض کو ایک دن غصہ آگیا تو انھوں نے پانی منگایا اور اسکو ناک میں دیا پھر فرمایا کہ غضب[ع] شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کام غضب کو دور کر دیتا ہے۔ ابوبکر اور غزالی، عمر رض نے فرمایا کہ بندہ جب اللہ کے لئے تواضع کرتا (یعنی جھکتا) ہے تو فرشتہ اُسکی حکمت (یعنی مرتبہ) کو بلند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بلند ہو اللہ نے تجھے بلند کیا اور جب تکبر کرتا اور اپنے طریقہ سے تجاوز کرتا ہے تو فرشتہ اس کو زمین کی طرف گرا دیتا ہے اور کہتا ہے دور ہو خدا تجھے ذلیل کرے تو وہ اپنے نفس میں بڑا ہوتا ہے (یہ سمجھتا ہے کہ میں بڑا معزز ہوں) اور لوگوں کی نگاہوں میں اتنا حقیر کہ وہ یقیناً ان کے نزدیک سُور سے بدتر ہو جاتا ہے۔ غزالی، ایک شخص نے عمر بن الخطاب سے جب کہ وہ صبح کی نماز سے فارغ

[ع] یعنی غضب کے دواعی اور اسباب کہ کسی شخص سے ایسی حرکت سرزد کرا دی جس سے عمر غضبناک ہوتے۔ یہ مطلب نہیں کہ شیطان نے آپ کی ذات پر تصرف کیا تھا۔ کیونکہ آپ سے ذر کر اس کا بھاگنا ثابت ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

الخطاب ان یعظ الناس اذا ہو فرغ من صلاۃ الصبح فمنعہ فقال اتمنعنی من نصح المسلمین فقال اخشی ان تنتفخ حتی تبلغ الثریا۔ ابو طالب قال عمر لرجل من سید قومک قال انا قال لو کنت کذلک لم تقل۔ الغزالی قال اصبغ ابن نباتۃ کانی انظر الی عمر معلقا لحما فی یدہ الیسری و فی یدہ الیمنی الدرۃ یدور فی الاسواق حین دخل رحلہ۔ الغزالی حمل عمر قربۃ علی عنقہ فقال اصحابہ یا امیر المؤمنین ما حملک علی ہذا فقال ان نفسی قد اعجبتنی فاردت ان اذلہا۔ الغزالی قال زید ابن وہب رأیت عمر خرج الی السوق وبیدہ الدرۃ و علیہ ازار فیہا اربعۃ عشر رقعۃ بعضہا من ادم۔ الغزالی قال عمر فی خطبتہ لہ اعلموا انہ لا حلم احب الی اللہ تعالی و لا اعظم نفعا من حلم امام ورفقہ ولیس جہل ابغض الی اللہ ولا اعظم ضررا من جہل امام وخرقہ واعلموا انہ من یأخذ بالعافیۃ فیمن بین ظہرانیہ یرزق العافیۃ فیمن ہو دونہ۔ الغزالی قال عمر لرجل علیک

ہوتے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ لوگوں کو وعظ کرے تو انہوں نے اُس کو منع کر دیا تو اس نے کہا کہ کیا آپ مجھے مسلمانوں کو نصیحت کرنے سے روکتے ہیں تو فرمایا کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تو پھول جاتے یہاں تک کہ تو ثریا تک پہنچ جاتے، ابو طالب، عمرؓ نے ایک شخص سے کہا کہ تیری قوم کا سردار کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں! تو انہوں نے کہا کہ اگر تو ایسا ہوتا تو یہ جواب نہ دیتا، غزالی، کہا اصبغ بن نباتہ نے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں عمرؓ کی طرف جو بائیں ہاتھ میں گوشت لٹکائے ہوتے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں درّہ تھا بازاروں میں گھوم رہے تھے جس وقت داخل ہوتی انکی سواری۔ غزالی عمرؓ نے اپنی گردن میں ایک مشکیزہ لٹکایا تو ان کے اصحاب نے کہا کہ اے امیر المومنین کس بات نے آپ کو اس پر اُبھارا تو فرمایا کہ میرے نفس نے مجھے خود بینی میں ڈالا تو میں نے چاہا کہ اس کو ذلیل کردوں غزالی، زید بن وہب نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ بازار کی طرف نکلے اور ان کے ہاتھ میں درّہ تھا اور ان کے بدن پر ایک لنگی تھی جس میں چودہ پیوند تھے جن میں سے بعض چمڑے کے تھے۔ غزالی، عمرؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جان لو کہ کوئی حلم اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند اور لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا نہیں امام کے حلم اور اسکی نرمی سے اور کوئی جہل اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسند اور لوگوں کو زیادہ نقصان پہنچانے والا نہیں امام کے جہل اور اسکی حماقت سے اور جان لو لوگو! کہ جو اپنے سامنے کے لوگوں کے لئے عافیت کی راہ اختیار کرتا ہے اس کو عافیت دی جاتی ہے ان لوگوں میں جو اس سے دور ہوتے ہیں۔ غزالی، عمرؓ نے ایک شخص سے کہا کہ تم کو لازم ہے علانیہ کا عمل۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ علانیہ کا عمل کیا ہے

www.kitabghar.org

بعمل العلانیۃ قال یا امیر المؤمنین و ما عمل العلانیۃ قال اذا اطلّع علیک غیرک لم تستحی منہ۔ ابو اللیث روی عن عمر انہ قال رأس التواضع ان تبدأ بالسلام علی من لقیت من المسلمین و ان ترضی بالدون من المجلس و ان تکرہ ان تذکر بالبر و التقوی۔ ابو اللیث عن قیس بن ابی حازم قال لما قدم عمر الشام تلقاہ عظماؤھا و کبراؤھا فقیل لہ ارکب ھذا البرذون یراک الناس فقال انکم ترون ھذا الامر من ھٰھنا و انما الامر من ھٰھنا و اشار بیدہ الی السماء خلوا سبیلی۔ ابو اللیث روی ان عمر جعل بینہ و بین غلامہ مناوبۃ فکان عمر یرکب الناقۃ و یأخذ الغلام بزمامہا فیسیر مقدار فرسخ ثم ینزل و یرکب الغلام و یاخذ عمر بزمام الناقۃ ثم یسیر مقدار فرسخ فلما قرب من الشام کانت نوبۃ رکوب الغلام فرکب الغلام واخذ عمر بزمام الناقۃ فاستقبلہ الماء فی الطریق فجعل عمر یخوض الماء وھو آخذ بزمام الناقۃ فخرج ابو عبیدۃ بن الجراح وکان امیرا علی الشام فقال یا امیر المؤمنین ان عظماء الشام یخرجون الیک فلا یحسن

فرمایا کہ جب تمہارے حال پر دوسرا شخص مطلع ہو جاتے تو تم اس سے نہ شرماؤ گے (جس سے وہ عمل خیر بند کرنے کی نوبت نہ نہ آئے گی)۔ ابو اللیث، روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ تواضع کا سرا (یعنی پہلا کام) یہ ہے کہ تم مسلمانوں میں سے جس سے ملو اس سے خود سلام کی ابتداء کرو اور تم مجلس میں کے کم رتبہ شخص سے بھی خوشنودی ظاہر کرو اور یہ کہ تم اس بات کو برا سمجھو کہ تمہارا ذکر نیکی اور تقوای کے ساتھ کیا جائے۔ ابو اللیث، قیس بن ابی حازم سے کہا کہ جب عمرؓ شام میں تشریف لائے تو ان سے وہاں کے بڑے مرتبہ کے لوگ اور معززین نے ملاقات کی اور کہا کہ اس (سواری) کے خچر پر سوار ہو جائیے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو فرمایا کہ تم اس امر کو دیکھتے ہو یہاں کے اعتبار سے اور حقیقت یہ ہے کہ معاملہ کا تعلق وہاں سے ہے' اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، تم میرا راستہ چھوڑو (مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو)۔ ابو اللیث روایت کیا گیا ہے کہ عمرؓ نے (شام کے سفر میں) اپنے اور اپنے غلام کے درمیان نوبت وار سوار ہونا مقرر کیا تھا کہ عمرؓ سوار ہوتے ناقہ پر اور غلام اسکی نکیل پکڑتا اس طرح ایک کوس کی مقدار چلتے پھر اتر جاتے اور غلام سوار ہوتا اور عمرؓ ناقہ کی نکیل پکڑتے پھر ایک کوس کی مقدار چلتے۔ پھر جب شام قریب آگیا تو غلام کے سوار ہونے کی نوبت تھی اس بناء پر غلام سوار ہو گیا اور عمرؓ نے ناقہ کی نکیل پکڑی پھر ان کے سامنے راستہ میں پانی آگیا تو عمرؓ ناقہ کی نکیل پکڑے ہوئے پانی میں گھس گئے۔ پھر نکلے ابو عبیدہ بن الجراح اور وہ امیر تھے شام پر اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین شام کے سردار آپ کے (استقبال کے لئے) آپ کے پاس آئیں گے اور یہ اچھا نہ ہو گا کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ نے ہم کو صرف اسلام

www.kitabghar.org

ان یردک علی ھذہ الحالۃ فقال عمر انا اعزنا اللہ بالاسلام فلا نبالی من مقالۃ الناس۔ ابو اللیث قال عمر ان من صلاح دینک ان تعرف ذنبک وان من صلاح عملک ان ترفض عجبک وان من صلاح شکرک ان تعرف تقصیرک۔ الغزالی قال عمر ان الطمع فقر والیأس غنی وانہ من یئس مما فی ایدی الناس و قنع استغنی عنھم۔ الغزالی قال عمرو بن الاسود العنسی لا البس مشھورا ابدا ولا انام بلیل علی دثار ابدا ولا ارکب مأثورا ابدا ولا املأ جوفی من طعام ابدا فقال عمر من سرہ ان ینظر الی ھدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی عمرو بن الاسود۔ ابو طالب عن عمر لو ان رجلا صام النھار لا یفطر وقام اللیل و تصدق وجاھد و لم یحب فی اللہ عزوجل و لم یبغض فیہ ما نفعہ ذلک شیئا۔ ابو طالب کان عمر بن الخطاب یقول رحم اللہ امرأ اھدی الی اخیہ عیوبہ۔ ابو بکر عن ابن شھاب قال عمر لا تعترض لما لا یعنیک واعتزل عدوک واحذر صدیقک الا الامین من الاقوام ولا امین الا من خشی اللہ لا تصحب الفاجر فتعلم من فجورہ

کی وجہ سے عزت دی ہے تو ہم کوئی پرواہ نہ کریں گے لوگوں کی باتوں کی۔ ابواللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ تیرے دین کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو اپنے گناہ کو پہچانے اور تیرے عمل کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو عُجب سے (یعنی اپنے آپ کو اچھا سمجھنے سے) بچا رہے اور تیرے شکر کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو اپنے قصورِ عمل کو پہچانے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ طمع فقر ہے اور (مخلوق سے) ناامیدی غنا ہے اور درحقیقت جو شخص ناامید بن گیا اس چیز سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور اس نے قناعت کر لی وہ ان سے مستغنی ہو گیا۔ غزالی، عمرو بن الاسود العنسی نے کہا کہ میں مشہور (عمدہ لباس) کبھی نہیں پہنتا ہوں اور نہ کبھی رات کو گدّوں پر سوتا ہوں اور نہ سُم کاٹے ہوئے (گھوڑے) پر کبھی سوار ہوتا ہوں اور نہ کبھی میں اپنا پیٹ کھانے سے بھرتا ہوں تو یہ سُن کر عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وضع کو دیکھے اُس کو چاہیئے کہ عمرو بن الاسود کو دیکھ لے۔ ابوطالب، مروی ہے عمرؓ سے کہ اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے اور افطار نہ کرے اور رات بھر (نماز کیلئے) کھڑا رہے اور صدقہ دے اور جہاد کرے اور وہ اللہ عزوجل کے لئے محبت نہ کرے اور نہ اللہ کے واسطے (کسی سے) بغض کرے وہ اعمال اُس کو کچھ نفع نہ پہنچائیں گے۔ ابوطالب، عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے گا جو اپنے بھائی پر اس کے عیوب ظاہر کرے۔ ابوبکر، ابن شہاب سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ ایسے کام کے پیچھے نہ پڑو جس کی تم کو ضرورت نہ ہو اور اپنے دشمن سے الگ رہو اور اپنے دوست سے بھی محتاط رہو بجز اس کے جو اقوام میں امین ہو اور امین صرف وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر (بدکردار)

www.kitabghar.org

ولا تطلعہ علے سرک واستشر فی امرک الذین یخشون اللہ۔ **التوبۃ**۔ الغزالی عن عمر الطابع متعلق بقائمۃ العرش فاذا انتہکت الحرمات واستحلت المحارم ارسل اللہ تعالیٰ الطابع فطبع علے القلوب بما فیہا۔ ابوبکر و ابوطالب والسہروردی وجماعۃ قال عمر بن الخطاب حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوا قبل ان توزنوا و تزینوا للعرض الاکبر علے اللہ عزوجل یومئذ تعرضون لا تخفے منکم خافیۃ زاد ابوطالب وانما خفت الحساب فی الآخرۃ علی قوم حاسبوا انفسہم فی الدنیا وثقلت موازین قوم فی الآخرۃ وزنوا انفسہم فی الدنیا وحق لمیزان لا یوضع فیہ الا الحق ان یکون ثقیلاً۔ ابوطالب روینا ان عمر بن الخطاب اخرۃ صلوۃ المغرب لیلۃ حتی طلع نجم فاعتق رقبۃ۔ ابوبکر عن عون بن عبد اللہ بن عتبۃ قال عمر جالسوا التوابین فانہم ارق شیٔ افئدۃ ابوبکر عن النعمان بن بشیر سئل عمر عن التوبۃ النصوح فقال التوبۃ النصوح ان یتوب العبد من العمل

کے ہم صحبت نہ بنو کہ تم بھی بدکرداری کے طریقے سیکھو اور اس کو اپنے راز پر آگاہ نہ کرو اور اپنے امور میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔ **توبہ**۔ غزالی روایت ہے عمر رضہ سے کہ مُہر کرنیوالا (فرشتہ) لٹکا ہوا ہے عرش کے پایہ سے تو جب اللہ کے حرام کے احکام ٹوٹنے لگیں اور حرام چیزوں کو حلال کیا جانے لگے تو اللہ تعالیٰ اس مُہر لگانے والے کو بھیجتا ہے اور وہ قلوب پر ان برائیوں کے ساتھ جو ان میں ہیں مُہر لگادیتا ہے (اب وہ دلوں سے باہر نہیں نکل سکتیں اس لئے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی)۔ ابوبکرؓ اور ابوطالب اور سہروردی اور ایک جماعت، عمر رضہ بن الخطاب نے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں سے خود محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے اور (اپنے اعمال کا خود) وزن کرو پہلے اس سے کہ (تمھارے اعمال کا) وزن کیا جائے اور اللہ عزوجل کے حضور میں سب سے بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ الخ (۶۹: ۱۸) "جس روز خدا کے حضور) حساب کے واسطے تم پیش کئے جاؤ گے (اور) تمھاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی"۔ ابوطالب نے اس پر یہ زیادہ کیا "اور آخرت میں حساب ہلکا ہو جائے گا ان لوگوں پر جنھوں نے دنیا میں اپنے نفس سے محاسبہ کیا ہوگا اور آخرت میں اس قوم کے وزن بھاری ہوں گے جنھوں نے دنیا میں اپنے نفسوں کو تولا ہوگا اور میزان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب اس میں حق رکھا جائے گا وہ بھاری ہو جائے گی[عـہ]"۔ ابوطالبؒ ہم سے روایت کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک مرتبہ نماز مغرب کو رات تک مؤخر کر دیا یہاں تک کہ تارہ نکل آیا تو انھوں نے ایک غلام آزاد کیا۔ ابوبکر، مروی ہے عون بن عبد اللہ ابن عتبہ سے کہ عمر رضہ نے فرمایا کہ توابین کی صحبت اختیار کرو کہ یہ دلوں میں سب سے زیادہ رقت رکھنے والے ہیں۔ ابوبکر، نعمان بن بشیر سے کہ عمرؓ بن

عـہ میزانِ عمل کی یہ صورت نہ ہوگی کہ ایک پلڑے میں نیک اور دوسرے میں بد اعمال ہوں بلکہ یہ صورت ہوگی کہ ایک پلہ میں وہ وزن ہوگا جو معیارِ نجات ہوگا اور دوسرے میں اعمال جب اس پلہ میں عمل خیر اپنی مثالی صورت میں داخل ہوگا تو میزان میں ثقل پیدا ہوگا اور جب باطل یعنی شر داخل ہوگا تو وہ ہلکی ہو جائیگی پھر ان موازین یعنی باٹوں کے اعتبار سے جو بھی نتیجہ نکلے۔ پلہ میزان میں یہ خاصیت بھی ہے کہ وہ بحسب اعمال پھیلتا اور سکڑتا رہے گا۔ جلد ثانی میں حضرت ابوبکر رضہ کی حدیث ہے جس سے یہ مضمون اخذ کیا گیا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

السيئ ثم لا يعود اليه - ابو الليث قال عمر لاحنف بن قيس من اجهل الناس قال احنف من باع آخرته بدنيا و قال عمر الا انبئك باجهل من هذا من باع آخرته بدنيا غيره. ابو الليث روى عن عمر انه دخل على النبي صلى الله عليه وسلم فوجده يبكي فقال يا رسول الله ما يبكيك فقال اخبرني جبرئيل ان الله تعالى ليستحيي من عبد يشيب في الاسلام ان يعذبه افلا يستحي الشيخ من الله ان يذنب بعد ما شاب في الاسلام ابو بكر عن النعمان بن بشير قال سئل عمر عن قول الله واذا النفوس زوجت قال يقرن بين الرجل الصالح مع الرجل الصالح في الجنة ويقرن بين الرجل السوء مع الرجل السوء في النار.

ذم الدنيا واستحباب التقلل والتخشن.

ابو بكر عن شقيق قال كتب عمر ان الدنيا خضرة حلوة فمن اخذها بحقها كان قمنا ان يبارك له فيه ومن اخذها بغير ذلك كان كالآكل الذي لا يشبع. ابو بكر عن ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف قال لما اتي عمر بكنوز آل كسرى فاذا من الصفراء و

الخطاب سے توبۂ نصوح کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ بندہ کسی بُرے کام سے توبہ کرے اور پھر اس کی طرف نہ لوٹے۔ ابو اللیث، عمرؓ نے احنف بن قیس سے پوچھا کہ سب سے زیادہ جاہل کون ہے؟ احنف نے کہا کہ جس نے اپنی آخرت کو بیچ دیا اپنی دنیا کے بدلے میں، عمرؓ نے فرمایا کہ کیا میں اس سے بھی بڑے جاہل کا حال نہ بتادوں یعنی جو شخص اپنی آخرت کو بیچ ڈالے دوسرے کی دنیا کے بدلہ میں۔

ابو اللیث، عمرؓ سے روایت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو اُن کو روتے ہوئے پایا تو عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رُلایا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو جو اسلام میں بوڑھا ہو جاتے عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے تو کیا وہ بوڑھا اسلام میں بوڑھا ہو جانے کے بعد گناہ کرنے میں اللہ تعالےٰ سے نہ شرماتے۔ ابو بکر، نعمان بن بشیر سے کہا کہ عمرؓ سے پوچھا گیا اللہ تعالےٰ کے ارشاد وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے بارے میں فرمایا کہ نیک مرد کو نیک مرد کا ساتھی بنا دیا جائے گا جنت میں اور بُرے شخص کو بُرے شخص کا ساتھی بنا دیا جائے گا دوزخ میں۔

دنیا کی مذمت اور کمی اختیار کرنے اور موٹا جھوٹا پہننے کی تعریف

ابو بکر، شقیق سے، کہا کہ عمرؓ نے لکھا کہ دنیا سبز (دیدہ زیب) میٹھی ہے جس نے اس کو پکڑا اس کے حق کے ساتھ (یعنی اللہ کے مقرر کئے ہوئے احکام کی پابندی کے ساتھ) تو سزاوار ہے کہ اللہ اس کے لئے اس میں برکت کرے اور جس نے اس کو لیا بغیر اس کے تو وہ اس کھانے والے کی مانند ہے جس کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا۔ ابو بکر، ابراہیم بن عبد الرحمن ابن عوف سے کہا کہ جب آل کسریٰ کے خزانے لائے گئے تو اس میں اتنی زردی اور سفیدی تھی (یعنی سونا چاندی) ایسی کہ قریب تھا

www.kitabghar.org

البيضاء و مايكاد ان يحار منه البصر قال
فبكى عمر عند ذلك فقال عبدالرحمن ما
يبكيك يا امير المؤمنين ان هذا اليوم
ليوم شكر و سرور و فرح فقال عمر ما كثر
هذا عند قوم الا القى الله بينهم العداوة
والبغضاء - ابوبكر عن سعيد بن ابى بردة
قال كتب عمر الى ابى موسى اما بعد
فان اسعد الرعاة من سعدت به رعيته
وان اشقى الرعاة عند الله من شقيت
به رعيته واياك ان ترتع عمالك فيكون
مثلك عند الله مثل البهيمة نظرت الى
خضرة من الارض فرتعت فيها تبتغى
بذلك السمن وانما حتفها فى سمنها والسلام
عليك - ابوبكر عن يسار بن نمير قال والله
ما نخلت لعمر الدقيق قط الا وانا له عاص -
ابوبكر عن الحسن قال ما ادهن عمر حتى
قتل الا بسمن او اهالة او زيت مقتت -
ابوبكر عن يونس قال كان الحسن ربما
ذكر عمر فيقول والله ما كان باولهم اسلاما
ولا بافضلهم نفقة فى سبيل الله ولكنه
غلب الناس بالزهد فى الدنيا والصرامة
فى امر الله ولا يخاف فى الله لومة لائم -
ابوبكر عن عطاء الخراسانى قال احتبس

کہ نگاہ خیرہ ہو جاتی ہے۔ کہا کہ ایسے وقت عمرؓ رونے لگے۔ تو عبدالرحمن
نے کہا کہ کیا بات رُلا رہی ہے آپ کو اے امیرالمؤمنین؟ حقیقت
تو یہ ہے کہ آج کا دن یوم شکر ہے اور یوم سرور و فرحت تو
عمرؓ نے فرمایا کہ یہ چیز کسی قوم کے پاس زیادہ نہیں ہوئی مگر اللہ
نے ان کے درمیان عداوت اور بُغض ڈال دیا۔ ابوبکرؒ سعید بن
ابی بُردہ سے، کہا کہ عمرؓ نے ابوموسیٰ کو یہ لکھا اَمَّا بَعْدُ
امراء میں سے سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جسکی وجہ سے اسکی رعایا
بھی اہل سعادت بن جائے اور امراء میں سے سب سے زیادہ بدبخت
وہ ہے اللہ کے نزدیک جس کی وجہ سے اسکی رعایا بدبخت ہو جائے۔
ایسا نہ ہو کہ تم چرنے میں (یعنی لذاتِ نفسانی میں) لگ جاؤ تو تمہارے کارندے بھی
چرنے میں لگ جائیں گے پھر تمہاری مثال اللہ کے نزدیک اس چوپایہ کی مانند
ہو جائے گی جس نے زمین کی سبزی کی طرف دیکھا تو اس میں خوب چرنے لگا
وہ اس طرح موٹا ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس کے موٹے ہونے میں ہی اسکی
ہلاکت ہے والسلام علیک۔ ابوبکر یسار بن نُمیر سے، کہا کہ خدا کی قسم میں
نے عمرؓ کے لئے کبھی آٹے کو نہیں چھانا مگر اس حال میں کہ میں ان کا
مجرم بنا۔ ابوبکر، حسنؒ سے کہا کہ عمرؓ نے شہید کئے جانے تک کبھی
(اچھے) تیل کا استعمال نہیں کیا بجز گھی یا جمی ہوتی چربی اور ایسے
زیت کے جس میں کچھ خوشبو ملا لی گئی ہو۔ ابوبکر، یونس سے کہا کہ بسا اوقات
حسن عمرؓ کا ذکر کیا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ واللہ عمرؓ صحابہ میں سے پہلے
اسلام لانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ ان سے افضل تھے فی سبیل اللہ
خرچ کرنے کی وجہ سے لیکن وہ لوگوں پر غالب آئے دنیا سے کنارہ کشی اور
اللہ کے معاملہ میں تیزی کی وجہ سے اور وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت
کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ابوبکر، عطاء خراسانی سے کہا

www.kitabghar.org

عمر بن الخطاب علی جلسائہ فخرج الیہم
من العشیّ فقالوا ما حبسک فقال غسلت
ثیابی فلما جفت خرجت الیکم. ابوبکر عن
سفیان قال کتب عمر الی ابی موسیٰ انک
لن تنال الآخرۃ لشیٔ افضل من الزہد فی
الدنیا. ابوبکر عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ
قال قدم علی عمر ناس من العراق فرأی
کانہم یأکلون تعذیرًا فقال ما ھٰذا
یا اہل العراق لو شئت ان یُدَہمَق لی کما
یدہمق لکم لفعلت ولکنا نستبقی من دنیانا
لما نجدہ فی آخرتنا اما سمعتم اللہ قال
اَذۡہَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ فِیۡ حَیَاتِکُمُ الدُّنۡیَا وَ
اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہَا. ابوبکر عن عروۃ قال لما قدم
عمر الشام وکان قمیصہ قد تجوّب عن مقعدہ
قمیص سنبلانیّ غلیظ فارسل بہ الی صاحب
اذرعات او ایلۃ قال فغسلہ ورقعہ وخیط
لہ قمیص قطری فجاءہ بہما جمیعًا فالقی
الیہ القطریّ فاخذہ عمر فمسّہ فقال ھٰذا
الین فرمی بہ الیہ وقال الق الیّ قمیصی
فانہ انشفہما للعرق. ابوبکر عن ابن عمر قال
کان عمر بن الخطاب یؤتی بخبزہ ولحمہ
وزیتہ ولبنہ وبقلہ وخلّہ فیاکل ثم یمصّ

کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے اہل مجلس کے پاس آنے سے (دیر تک) رُکے رہے پھر ان
کے پاس شام کو آئے تو انھوں نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا تو
فرمایا کہ میں نے اپنے کپڑے دھوتے تھے جب وہ سُوکھ گئے تو نکل کر تمھارے
پاس آیا۔ ابوبکر، سفیان سے کہا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ تم ہرگز آخرت
میں کامیاب نہیں ہوسکتے کسی چیز کے ذریعہ سے جو افضل ہو دنیا میں زہد کرنے سے
ابوبکر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے کہا کہ عمرؓ کے پاس کچھ لوگ عراق سے آئے تو آپ نے دیکھا
کہ وہ لوگ کراہت کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے اہل عراق
یہ کیا بات ہے اگر میں چاہتا کہ اپنے لئے نرم خوشگوار کھانے تیار کراؤں
جیسے تمھارے لئے بنائے جاتے ہیں تو کرسکتا تھا لیکن ہم اپنی دنیا میں سے باقی
رکھنا چاہتے ہیں اُن چیزوں کو جنہیں ہم آخرت میں پائیں گے کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے
نہیں سنا جو اس نے فرمایا: اَذۡہَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ الخ ترجمہ، تم اپنی پسندیدہ
چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کرچکے ہو اور ان سے متمتع ہوچکے ہو۔ ابوبکر
عروہ سے، کہا کہ جب عمرؓ شام میں آئے اور ان کا کرتہ بیٹھنے کی جگہ سے پھٹ گیا تھا
جو لمبا اور گاڑھے کپڑے کا تھا تو انھوں نے اس کو اذرعاتعہ یا ایلہ کے عامل کے
پاس بھیجا (مرمت کے لئے) کہا کہ اس نے اس کو دھویا اور اس پر پیوند لگایا
اور ان کے لئے ایک قطری کرتہ (جو اچھا نرم ہوتا تھا) سیا گیا اس کے بعد
وہ دونوں کو ایک ساتھ لیکر آیا اور قطری کرتہ آپ کے سامنے ڈال دیا
تو اس کو عمرؓ نے لیکر ملا اور فرمایا کہ یہ بہت ملائم ہے اور اسی کی طرف ڈال دیا
اور فرمایا کہ میرا کرتہ میرے حوالے کرو وہ پسینہ کو خوب جذب کرنے والا ہے۔ ابوبکر
ابن عمرؓ سے کہا کہ عمر بن الخطاب کے پاس ان کی روٹی لائی جاتی اور اس کے
ساتھ گوشت اور تیل اور دودھ اور سبزی اور سرکہ (ان میں سے جو چیز بھی ہوتی
تو کھاتے پھر اپنی انگلیوں کو چوستے اور ایسے کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو

عہ اذرعات اور ایلہ شام کی بستیوں کے نام ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

اصابعه ويقول هكذا فيمسح بيديه بيديه ويقول هذا مناديل آل عمر۔ابوبكر عن حبيب قال قدم اناس من العراق على عمر وفيهم جرير بن عبدالله قال فاتاهم بجفنة قد صنعت بخبز و زيت قال فقال لهم قد أرى ما تقدمون اليه فاى شئ تريدون حلوا وحامضا وحارا وباردا وقذفا فى البطون۔ابوبكر عن حبيب عن بعض اصحابه عن عمر انه دعى الى طعام فكانوا اذا جاء وا بلون خلط بصاحبه۔ابوبكر عن انس قال غلا السعر او غلا الطعام بالمدينة على عهد عمر فجعل يأكل الشعير فاستنكره بطنه فأهوى بيده الى بطنه فقال والله ما هو الا ما ترى حتى يوسع الله على المسلمين۔ابوبكر عن يحيى بن سعيد عن عبدالله بن عامر قال خرجت مع عمر فما رأيته مضطربا فسطاطا حتى رجع قلت فباى شئ كان يستظل قال يطرح النطع على الشجرة يستظل به۔ابوبكر عن بشير ابن عمرو قال لما اتى عمر بن الخطاب الشام أتى ببرذون فركب عليه فلما هزه نزل عنه وضرب وجهه وقال قبحك الله و قبح من علمك هذا ابوطالب كتب عمر الى امراء الاجناد اخلولقوا واخشوشنوا۔ابوطالب قال

باہم ملتے اور کہتے کہ یہ رومال ہیں آل عمر کے۔ ابوبکر، حبیب سے کہا کہ عمرؓ کے پاس کچھ لوگ عراق سے آئے اور اُن میں جریر بن عبداللہ بھی تھے تو ان کے پاس ایک بڑا کونڈا لاتے (جس میں ایسا کھانا تھا جو) بنایا گیا تھا روٹی اور زیت سے۔ کہا کہ پھر ان سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کھانے کی طرف تمہارا اقدام کیسا ہے۔ تم کس چیز کو میٹھے کو اور کھٹے کو اور گرم یا ٹھنڈے کو پیٹ میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ابوبکر، حبیب سے اور وہ اپنے بعض اصحاب سے وہ عمرؓ سے کہ وہ ایک دعوت میں بلائے گئے جب لوگ کوئی خاص قسم کا کھانا لاتے وہ اس کو اس کے ساتھ کے کھانے کے ساتھ مخلوط کر دیتے۔ ابوبکر، انس سے کہا کہ عمرؓ کے زمانہ میں بھاؤ گراں ہو گیا یا (یہ کہا کہ) کھانا گراں ہو گیا مدینہ میں تو عمرؓ نے جَو کھانے شروع کر دیئے تو اس سے ان کے پیٹ میں بے چینی ہوئی تو اپنا ہاتھ پیٹ پر پھیر کر کہنے لگے کہ واللہ اب تو یہی ملے گا جو تو دیکھ رہا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں پر وسعت کر دے۔ ابوبکر، یحییٰ بن سعید سے وہ عبداللہ بن عامر سے۔ کہا کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ سفر کیا ہے۔ میں نے ان کو واپسی تک نہیں دیکھا کہ انھوں نے خیمہ نصب کیا ہو۔ میں نے ان سے کہا کہ پھر کس چیز سے سایہ لیتے تھے۔ کہا کہ دسترخوان چرمی درخت پر ڈال دیتے اور اسی سے سایہ لے لیتے۔ ابوبکر، بشیر بن عمرو سے، کہا کہ جب عمرؓ بن الخطاب شام میں آئے تو ان کے پاس ایک ٹٹو دیا گیا تو اس پر سوار ہو گئے تو جب اس کو ایڑ لگائی تو اس سے اُتر گئے اور بولے کہ اللہ تیرا بُرا کرے اور اس کا بُرا کرے جس نے تجھے یہ سکھایا (کہ گردن اٹھا کر شان کے ساتھ چلے)۔ ابوطالب، عمرؓ نے لشکروں کے اُمراء کو لکھا کہ پرانا کپڑا پہنو (یعنی اگر نیا ہو تو دھو کر پہنو) اور کھردرا استعمال کرو۔ ابوطالب، کہا عمر بن الخطابؓ نے کہ ہم رسول

www.kitabghar.org

عمر بن الخطاب ماكنا نعرف الأشنان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وانما كانت منا ديلنا بواطن ارجلنا كنا اذا اكلنا الغمر مسحنا بها. الغزالي قال عمر اياكم و البطنة فانها ثقل في الحيوة ونتن في الممات. الغزالي بلغ عمر ان يزيد بن ابي سفيان يأكل الوان الطعام فقال عمر لمولاه اذا علمت انه حضر عشاؤه فاعلمني فاعلمه فدخل عليه فقرب عشاؤه فجاءه ثريد بلحم فاكل معه عمر ثم قرب الشواء وبسط يزيد يده و كف عمر يده وقال الله الله يا يزيد بن ابي سفيان أطعام بعد طعام اما والذي نفس عمر بيده ان خالفتم عن سنتهم ليخالفن الله بكم عن طريقهم. الغزالي قال عمر لسلمان وقد قدم عليه ما الذي بلغك عني مما تكرهه فاستعفى فألح عليه فقال بلغني انك تلبس حلتين تلبس احديهما بالليل والأخرى بالنهار وبلغني انك جمعت بين ادامين على مائدة واحدة فقال عمر اما هذان فقد كفيتهما فهل بلغك غيرهما فقال لا. ابو الليث عن حفصة انها قالت لعمر ان الله تعالى قد اكثر لك من الخير ووسع في الرزق فلو اكلت طعاما اطيب من طعامك ولبست ثوبا الين من ثوبك قال سأخاصمك الى نفسك فلم يزل يذكرها ما كان فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت فيه معه

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اشنان عہ کو نہیں پہچانتے تھے اس زمانہ میں ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب ہم چکنی چیز کھاتے تھے تو ان سے ہاتھ مل لیا کرتے تھے۔ غزالی عمرؓ نے فرمایا کہ پیٹ کو خوب بھر لینے سے بچو کہ وہ زندگی میں ایک بوجھ ہے اور موت کے بعد بدبو۔ غزالی، عمرؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ یزید ابن ابی سفیان مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں تو عمرؓ نے اپنے غلام سے کہا کہ جب تجھے معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس رات کا کھانا پہنچ گیا ہے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ تو اس نے ان کو اطلاع دی اور وہ ان کے پاس پہنچ گئے تو یزید نے ان کو کھانے میں شریک کیا ان کے پاس گوشت میں پکا ہوا ثرید آیا تھا تو ان کے ساتھ مل کر عمرؓ نے کھایا، پھر ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت لایا گیا تو یزید نے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر عمرؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا اللہ اللہ اے یزید بن ابی سفیان کیا طعام کے بعد طعام؟ یاد رکھو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر تم نے انکی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی) سنت کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ ضرور تم کو ان کی راہ سے ہٹا دیگا۔ غزالی، کہا عمرؓ نے سلمان سے اور وہ ان کے پاس آتے تھے وہ کون سی باتیں ہیں جو میرے متعلق تمھارے پاس پہنچیں جو کہ تم کو ناگوار ہوتیں تو انھوں نے معافی چاہی اور اور بہت خوشامد کی پھر کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی تھی کہ آپ دو جوڑے پہنتے ہیں ایک رات میں اور دوسرا دن میں اور مجھے یہ خبر پہنچی تھی کہ آپ نے ایک دسترخوان پر دو سالن جمع کئے تو عمرؓ نے کہا کہ ان دونوں کی طرف سے تو تجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہی، کیا تمھارے پاس ان دونوں کے سوا اور بھی کوئی بات پہنچی ہے؟ تو سلمان نے کہا کہ نہیں۔ ابو اللیث، حفصہؓ سے کہ انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی فراوانی عطا فرمائی اور رزق میں وسعت کر دی ہے تو اگر آپ ایسا کھانا تناول کریں جو آپ کے اس کھانے سے عمدہ ہو اور ایسے کپڑے پہن لیں جو آپ کے ان کپڑوں سے نرم ہوں تو کیا مضائقہ ہو گا فرمایا کہ میں ابھی خود تجھ سے ہی اس کا فیصلہ کراؤں گا اس کے بعد حفصہؓ کو یاد دلاتے رہے اس حال کو جس میں رسول اللہ

عہ ایک گھاس ہے جس کو مل کر دھونے سے ہاتھ صاف ہو جاتے ہیں۔

www.kitabghar.org

حتّٰی اَبکاہا ثم قال انہ کان لی صاحبان سلکا طریقاً فان سلکتُ طریقاً غیر طریقہما سُلِکَ بی طریقاً غیر طریقہما وانّی واللہ ساصبرُ علٰی عیشہما الشدید لعلّی اُدرِکُ معہما عیشہما الرّخی. مالک عن یحیٰی بن سعید ان عمر ابن الخطاب قال ایّاکم واللحم فان لہ ضراوۃ کضراوۃ الخمر. مالک عن یحیٰی بن سعید ان عمر بن الخطاب ادرک جابر بن عبد اللہ ومعہ حمّال لحم فقال ما ہذا فقال یا امیر المؤمنین قرمنا الی اللحم فاشتریتُ بدرہم لحماً فقال عمر ما یرید احدکم ان یطوی بطنہ عن جارہ او ابن عمہ این تذہب عنک ہذہ الآیۃ اَذْہَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِہَا. مالک عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال رایتُ عمر بن الخطاب یُطرح لہ صاعٌ من تمر یاکلہ حتّٰی یاکل حشفہ. مالک عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس قال رأیت عمر بن الخطاب وہو یومئذٍ امیر المؤمنین قد رَقَعَ بین کتفیہ برُقَعٍ ثلٰثٍ لبّد بعضہا فوق بعض۔

صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ اس میں ان کے ساتھ تھیں یہاں تک کہ ان کو رُلادیا۔ پھر فرمایا کہ میرے دو رفیق تھے جو ایک راہ پر چلے تو اگر میں ایسے طریق پر چلوں گا جو ان کے طریق کے مغایر ہوگا تو میرے ساتھ بھی ایسا برتاؤ اختیار کیا جائے گا جو اس برتاؤ کے مغایر ہوگا (یعنی جو اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ رہا ہے) اور میں واللہ ان کے سخت طریق معیشت پر جارہوں گا شاید میں بھی ان دونوں کی عمدہ معیشت کو (آخرت میں) پالوں۔

مالک رح یحیٰی بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ گوشت سے بچو کہ اس کی لت شراب کی لت جیسی ہے۔ مالکؒ یحیٰی بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب کو جابر بن عبد اللہ ملے جبکہ انکے پاس گوشت کی ایک گٹھڑی تھی تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے ایک درہم میں یہ گوشت خرید لیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تم میں سے کوئی یہ ارادہ نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کو تہہ کر رکھے اپنے پڑوسی کی یا اپنے ابنِ عم کی خاطر کہاں چھوڑ دی تم نے یہ آیت اَذْہَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ الخ (ترجمہ لکھا جا چکا ہے)۔ مالکؒ اسحٰق ابن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے انہوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ ان کے لئے ایک صاع کھجوریں ڈالی جاتی تھیں جن کو وہ کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے خراب بھی کھا لیتے تھے۔ مالکؒ اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس سے انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین تھے انہوں نے اپنے مونڈھوں کے درمیان تین پیوند لگا رکھے تھے جن میں سے بعض کو بعض پر چڑھا رکھا تھا۔

www.kitabghar.org

الفصل الثانی

فی جنس من مقامات الیقین اُشیر الیہ فی قولہ تعالےٰ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ وقولہ صلے اللہ علیہ وسلّم من اَحبَّ لِلّٰہ واَبغضَ لِلّٰہ فقد استکمل ایمانہ وقول عمرؓ لو انّ رجلاً صام النہارَ لا یُفطر وقام اللیل وتَصَدَّق وجاھدَ لم یُحِبّ فی اللہ عزّوجلّ ویبغض فیہ ما نفعہ ذٰلک شیئًا۔ وحقیقۃ ہٰذا الجنس ان یستولی نور الیقین علی القوۃ العاملۃ فیأتے علی البہیمیۃ والسبعیۃ فیسخرھما ویأخذ بتلابیبہما۔ فمن ذٰلک الشِّدَّۃُ لامر اللہ ومن ذٰلک الشفقۃ علی خلق اللہ ومن ذٰلک الوقوف عند کتاب اللہ والوَرَع فی الشبہات والزہد فی اللذات وغیر ذالک۔ وقد اخبرنا النبی صلے اللہ علیہ وسلم بثبوت ھٰذا الجنس لہٗ حیث قال رحم اللہ عمرؓ یقول الحق وان کان مُرًّا ترکہ الحقّ ومالہٗ من صدیق یعنی صدیقًا من اصدقاء الدنیا والا فطالبو الحقّ احبّوہ حُبًّا شدیدًا وقد تواترت الاخبار بثبوت ذٰلک لعمرؓ فمن ذٰلک قولہ فی حدیث ایلاء

فصل ثانی

مقاماتِ یقین میں کی ایک جنس جسکی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (کفار پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جس نے محبت کی اللہ کے لئے اور بغض رکھا اللہ کے لئے اس نے اپنا ایمان کامل کرنا چاہا۔ اور عمرؓ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص دن میں روزہ رکھے اور افطار بھی نہ کرے اور رات بھر نفل پڑھتا رہے اور صدقہ دے اور جہاد کرے اور اللہ عزّوجل کے لئے اس نے کسی سے نہ محبت کی اور نہ بغض رکھا تو وہ اعمال اسکو کچھ نفع نہ دیں گے۔ اور حقیقت اس جنس کی یہ ہے کہ نورِ یقین قوّتِ عاملہ پر غالب آجاتا ہے تو بہیمیۃ اور سبعیۃ پر پہنچتا ہے اور دونوں کو مسخر کر لیتا ہے اور ان کو مع انکی فروع کے اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔

تو اسی کے آثار میں سے ہے اللہ کے کام کی بناء پر شدّت

اور اسی کے آثار میں سے ہے اللہ کی مخلوق پر شفقت اور اسی بناء پر ہے کتاب کے سامنے ٹھہر جانا (یعنی گردن جھکا دینا) اور احتیاط کو اختیار کرنا شبہات کے موقع میں اور زُہد اختیار کرنا (یعنی ترک) لذات وغیر ذٰلک میں اور ہم کو عمرؓ میں اس جنس کے ثبوت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جہاں ارشاد فرمایا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ عمر پر کہ حق کہتا ہے اگرچہ وہ تلخ ہو اس کو حق نے ایسا کر چھوڑا کہ اس کا کوئی دوست نہیں رہا یعنی دنیا کے دوستوں میں سے کوئی دوست نہیں رہا ورنہ جو حق کے طالبین تھے وہ ان کے ساتھ شدید محبّت رکھتے تھے اور اس کے ثبوت میں اخبار متواترہ موجود ہیں۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی بیبیوں

www.kitabghar.org

النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من نسائہ یارباحُ انی اظنُّ انَّ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم یظنُّ انّی جئتُ من اَجْل حفصۃ واللہ ان اَمرنی ان اضرب عنقہا لاضربَنَّ عنقہا قال فرفعتُ صوتی، الحدیث من روایۃ مسلم وغیرہ۔ **ومن ذٰلک** قولہ فی قصۃ اسلام ابی سفیان و مراجعۃ العباس فی امرہ وقول العباس مہلاً یاعمر واللہ لوکان من رجال بنی عدی بن کعب مافعلتَ ہذا ولٰکنک قد عرفتَ انہ من رجال بنی عبد مناف فقال مہلاً یاعباس فواللہ لاسلامکَ یوم اسلمتَ کان احبَّ الیَّ من اسلام الخطّاب لو اَسلَمَ ومالی اِلاَّ انی قد عرفتُ ان اسلامک کان احبَّ الٰی رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم من اسلام الخطاب، الحدیث من روایۃ محمد بن اسحٰق۔ **ومن ذٰلک** قولہ فی قِصّتہٖ کسعۃ رجلٍ من المہاجرین رجلاً من الانصار ومقالۃ المنافق فے ذٰلک قولاً شدیدًا، یارسول اللہ دَعْنی اضرب عنق ھٰذاالمنافق فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعہ لایتحدث الناس ان محمّدًا یقتلُ اصحابہ الحدیث من روایۃ مسلم **ومن ذٰلک** قولہ فی حدیث ابن صیادٍ ذَرْنی یارسولَ اللہ حتٰے

سے الگ ہوجانے کی حدیث میں ہے کہ اے رباح میرا گمان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال فرماتے ہیں کہ میں حفصہؓ کی وجہ سے آیا ہوں خدا کی قسم اگر وہ مجھے حکم دیں کہ میں اس کی گردن ماردوں تو میں ضرور اسکی گردن ماردوں گا کہا کہ پھر میں نے اپنی آواز کو اونچا کیا، آخر حدیث تک بروایت مسلم وغیرہ۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول اسلام ابو سفیان کے قصہ میں اور عباس کا جواب کے لئے انکی طرف رجوع ہونا اور عباس کا یہ کہنا کہ رہنے دے اے عمر اگر یہ (ابوسفیان) بنی عدی بن کعب کے لوگوں میں سے ہوتا تو ایسا نہ کہتا لیکن تو جانتا ہے کہ یہ بنی عبد مناف کے لوگوں میں سے ہے تو عمرؓ نے کہا رہنے دو اے عباس خدا کی قسم تمھارا اسلام جس دن تم اسلام لائے تھے میرے لئے زیادہ پسندیدہ تھا خطاب کے اسلام سے اگر وہ اسلام لاتا اور میرے لئے اس کا کوئی سبب نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے پہچان لیا تھا کہ تمھارا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ ہے خطاب کے اسلام سے، آخر حدیث تک بروایت محمد بن اسحٰق۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول اس قصہ کے موقع پر جب مہاجرین میں کے ایک شخص نے انصار میں کے ایک شخص کے مُکّہ مار دیا تھا اور (عبداللہ بن ابی) منافق نے ایک سخت بات کہی تھی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن ماردوں تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا چھوڑ دو اس کو، لوگ آپس میں یہ باتیں نہ کریں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے، آخر حدیث تک بروایت مسلم۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ابن صیاد کی حدیث میں ان کا یہ قول کہ مجھے اجازت دیجئے یارسول اللہ کہ میں اس کو قتل کردوں تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی ہے جو تم سمجھ رہے ہو تو تم اس کے قتل پر ہرگز قدرت

www.kitabghar.org

اقتلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکن الذی
تری فلن تستطیع قتلہ الحدیث من روایۃ الشیخین ومن ذلک
قولہ فی قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ وکتابتہ
الی قریش بخبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم
یارسول اللہ امکنّی من حاطب فانہ قد کفر
فاضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یا ابن الخطاب ما یدریک لعلّ
اللہ قد اطّلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم فذرفت عینا عمر الحدیث
من روایۃ الشیخین عن علیؓ وغیرہ. ومن ذلک
قولہ فی حدیث ذی الخویصرۃ و قولہ یارسول
اللہ اعدل قال عمر یا رسول اللہ ائذن لی
فیہ اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم
صلوتہ مع صلوتہم الحدیث من روایۃ الشیخین.
ومن ذلک قولہ فی غزوۃ بدر حین قال
النبی صلے اللہ علیہ وسلم انی قد عرفت
رجالا من بنی ہاشم وغیرھم قد اخرجوا
کرہا لا حاجۃ لہم بقتالنا فمن لقی منکم احدا
من بنی ہاشم فلا یقتلہ ومن لقی العباس
ابن عبدالمطلب فلا یقتلہ فقال ابو حذیفۃ
انقتل آباءنا وابناءنا واخواننا وعشیرتنا و
نترک العباس واللہ لئن لقیتہ لالحمنّہ

نہ پاسکو گے، آخر حدیث تک بروایت شیخین۔ اور
اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول حاطب کے قصہ میں یعنی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارادے کی خبر لکھ کر
قریش کے پاس بھیجنے میں کہ یارسول اللہ کہ مجھے حاطبؓ پر اختیار
دے دیجئے کہ یہ کافر ہو گیا میں اسکی گردن ماردوں اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے ابن الخطاب تمھیں کیا خبر امید
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرما ہو کر یہ کہدیا کہ تم جو چاہو کرو
میں نے تمھاری مغفرت کر دی تو عمرؓ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا
گئیں، آخر حدیث تک بروایت شیخین علیؓ وغیرہ سے
اور اسی کے آثار میں سے ہے اُن کا قول ذی الخویصرہ والی
حدیث میں جب کہ اس نے کہا تھا یا رسول اللہ انصاف کرو
تو عمرؓ نے کہا تھا کہ مجھے اس کے بارے میں اجازت دیجئے
کہ میں اسکی گردن ماردوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ چھوڑو اس کو کہ اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ ان
کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے، آخر حدیث
تک بروایت شیخین۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول
غزوۂ بدر میں جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
کہ میں بنی ہاشم وغیرہ کے ایسے لوگوں کو پہچانتا ہوں جو زبردستی
نکالے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنے کا داعیہ نہیں رکھتے تو تم میں
سے جس کا مقابلہ بنی ہاشم میں کے کسی شخص سے ہو تو وہ
اس کو قتل نہ کرے اور جو شخص عباس بن عبدالمطلب کا مقابل
ہو وہ ان کو قتل نہ کرے تو ابوحذیفہ نے کہا تھا کہ کیا ہم اپنے باپوں
اور بیٹوں اور بھائیوں اور کنبہ والوں کو تو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ

www.kitabghar.org

السیف فبلغت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لعمر یا اباحفص (قال عمر واللہ انہ لاول یوم کنانی فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بابی حفص) ایضرب وجہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسیف قال عمر یارسول اللہ دعنی فاضرب عنقہ بالسیف فواللہ لقد نافق الحدیث من روایۃ ابن اسحاق

ومن ذالک اقامۃ الحد علی ابنہ ابی شحمۃ واسمہ عبدالرحمٰن لم یأخذہ عند ذالک رأفۃ فی دین اللہ وھذا من اعجب الوقائع واختلفت الروایات فی صورتہا ونحن نذکر ھٰہنا روایتین کما ذکر المحب الطبری عن مجاھد قال تذاکرنا الناس فی مجلس ابن عباس فاخذوا فی فضل ابی بکر ثم فی فضل عمر فلما سمع ابن عباس ذکر عمر بکی بکاء شدیدا حتی اغمی علیہ فقال رحم اللہ رجلا قرأ القرآن وعمل بما فیہ و اقام حدود اللہ کما امر لاتاخذہ فی اللہ لومۃ لائم لقد رأیت عمر وقد اقام الحد علی ولدہ فقتلہ فیہ فقیل لہ یا ابن عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدثنا کیف اقام عمر الحد علے ولدہ فقال کنت ذات یوم فی المسجد وعمر جالس والناس

دیں، خدا کی قسم اگر میرا اس سے مقابلہ ہو گیا تو میں اس کا گوشت اپنی تلوار کو ضرور کھلاؤں گا۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے عمرؓ سے فرمایا کہ اے ابوحفص (عمرؓ نے کہا کہ واللہ یہ پہلا دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوحفص کی کنیت دی) کیا رسول اللہ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائیگی۔ عمرؓ نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے چھوڑ دیئے میں ضرور تلوار سے اسکی گردن ماردونگا واللہ وہ تو منافق ہو گیا ہے، آخر حدیث تک ابن اسحاق کی روایت سے۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے اپنے بیٹے ابوشحمہ پر حد کا قائم کرنا اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اور اللہ کے قانون کے اجراء میں اس وقت ان کو جوش محبت نہ روک سکا اور یہ عجیب ترین واقعات میں سے ہے اور اسکی کیا صورت ہوئی تھی اس میں مختلف روایات ہیں اور ہم یہاں دو روایتوں کا ذکر کرتے ہیں جیساکہ ذکر کیا محب طبری نے کہ مجاہد نے روایت کیا کہا کہ ہم ابن عباس کی مجلس میں لوگوں کا ذکر کرنے لگے تو لوگوں نے ابوبکرؓ کی فضیلت شروع کر دی پھر عمرؓ کی فضیلت کا ذکر کرنے لگے۔ جب ابن عباسؓ نے عمرؓ کا ذکر سنا تو بہت شدت کے ساتھ روتے یہاں تک کہ ان پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر کہا خدا رحمت کرے اس شخص پر جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اور اللہ کی حدود کو جیسا حکم دیا گیا تھا قائم کیں اس شخص کو کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت اللہ کے بارے میں نہ روک سکی واللہ میں نے عمر کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے بیٹے پر حد قائم کی اور اس کو اس میں قتل کر دیا گیا تو ان سے کہا گیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہم سے بیان کیجئے کہ عمرؓ نے اپنے بیٹے پر کیسے حد قائم کی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں ایک دن

www.kitabghar.org

حولہ اذ اقبلت جاریۃ فقالت السلام علیک
یا امیر المؤمنین فقال عمر وعلیکِ السلام
ورحمۃ اللّٰہ ألکِ حاجۃ قالت نعم خذ ولدک ہذا
منّی فقال عمر انّی لا اعرفکِ فبکت الجاریۃ وقالت
یا امیر المؤمنین ان لم یکن ولدک من ظہرک فہو
ولد ولدک فقال ایّ اولادی قالت ابو شحمۃ
فقال احلال ام بحرام فقالت من قبلی بحلال
ومن جہتہ بحرام قال عمر وکیف ذاک اتّقی اللّٰہ
ولا تقولی الّا حقّاً قالت یا امیر المؤمنین کنت
مارّۃ فی بعض الایام اذ مررت بحائط لبنی
النجار اذ اتی ولدک ابو شحمۃ یتمایل سکراً
وکان شرب عند نسیکۃ الیہودی قالت ثم راودنی
عن نفسی وجرّنی الی الحائط ونال منّی
ماینال الرجل من المرأۃ وقد اغمی علیّ فکتمت
امری عن عمّی وجیرانی حتی احسست بالولادۃ
فخرجت الی موضع کذا وکذا ووضعت ہذا
الغلام وہممت بقتلہ ثم ندمت علی ذلک
فاحکم بحکم اللّٰہ بینی وبینہ فامر عمر منادیاً فنادی
فاقبل الناس یہرعون الی المسجد ثم قام عمر
فقال لا تفرقوا حتّی اٰتیکم ثم خرج ثم قال
یا ابن عباس اسرع معی فلم یزل حتی اتی
منزلہ فقرع الباب وقال ہٰہنا ولدی ابو شحمۃ
قیل لہ انہ علی الطعام فدخل علیہ وقال کل یا بنیّ

مسجد میں تھا اور عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے گرد تھے کہ ایک لڑکی
آئی اور اس نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین عمرؓ نے کہا وعلیکِ السلام
ورحمۃ اللّٰہ کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں! مجھ سے یہ اپنا
بیٹا لے لیجئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں تجھے پہچانتا بھی نہیں تو وہ لڑکی رونے لگی
اور بولی کہ اے امیر المؤمنین اگر آپ کا بیٹا آپ کی پشت سے نہیں تو یہ آپ
کے بیٹے کا بیٹا تو ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے بیٹوں میں سے کس کا؟ اس نے کہا
ابو شحمہ کا۔ تو آپ نے کہا کہ حلال سے یا حرام سے؟ تو اس نے کہا کہ میری طرف
سے تو حلال سے ہے اور اس کی طرف سے حرام سے عمرؓ نے کہا یہ اسکی کیا صورت
ہے اللہ سے ڈر اور صرف سچی بات بیان کر۔ تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
ایک دن میں چلی جا رہی تھی کہ میرا گذر بنی النجار کے ایک پختہ باغ پر ہوا
اتنے میں آپ کا بیٹا ابو شحمہ آ پہنچا جو نشہ سے جھوم رہا تھا اور اس نے نسیکہ
یہودی کے پاس شراب پی تھی پھر اس نے طلبگاری کی میری ذات سے
اور مجھے کھینچ کر باغ کے اندر لے گیا اور مجھ سے وہ کام کیا جو مرد عورتوں
سے کرتے ہیں اور مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی۔ تو میں نے اپنی سرگزشت
کو اپنے چچا اور پڑوسیوں سے چھپایا یہاں تک کہ مجھے ولادت کا احساس
ہوا تو میں فلاں فلاں مقامات کی طرف نکل گئی اور میں نے یہ لڑکا جنا اور میں
نے اس کے قتل کا قصد کیا پھر اس پر نادم ہوئی (اور باز رہی) تو آپ میرے
اور اس کے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کر دیجئے۔ تو عمرؓ نے
منادی کو حکم دیا جس نے لوگوں کو پکارا تو لوگ مسجد کی طرف دوڑتے ہوئے
آ گئے پھر عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے واپس آنے تک آپ متفرق
نہ ہوں۔ پھر نکلے اور فرمایا کہ اے ابن عباس جلد میرے ساتھ چل۔ تو چلتے
چلتے اپنے مکان پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا میرا بیٹا ابو شحمہ
یہاں موجود ہے؟ کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے۔ پھر اس کے پاس پہنچے اور

www.kitabghar.org

فیوشک ان یکونَ آخرَ زادِک من الدنیا قال ابنُ عباس فلقد رأیتُ الغلام وقد تغیّرَ لونُہٗ وارتعدَ وسقطتِ اللقمۃُ من یدہ فقال عمر یا بنیّ من اَنَا فقال انتَ ابی و امیر المؤمنین قال أفَلِی حقُّ طاعۃٍ ام لا قال لک طاعتانِ مفروضتانِ لانک والدِی وامیر المؤمنین قال عمر بحقِّ نبیِّک وبحقِّ ابیک ہل کنتَ ضیفاً لنیکۃَ الیہودی فشربتَ الخمرَ عندہ فسکرتَ قال قد کان ذالک وقد تُبتُ قال رأسُ المالِ المؤمنینَ التوبۃُ قال یا بنیَّ أَنشُدکَ اللہَ ہل دَخلتَ حائطَ بنی النجار فرأیتَ امرأۃً فواقعتہا فسکتَ وَبکیٰ قال عمر لا بأس یا بنیّ اصدق فان اللہ یحبُّ الصادقینَ قال قد کان ذٰلک و اَنَا تائبٌ نادمٌ فلما سمع ذٰلک عمر منہ قبض علیٰ یدہ ولَبَّبَہٗ وجرّہ الی المسجد وقالَ یا ابت لا تفضحنی وخُذِ السیف و قطّعنی اربًا اربًا قال ما سمعتَ قولہٗ تعالیٰ: وَلْیَشْہَدْ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ثم جرّہ و اَخرجہ الی بین یدی اصحاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فی المسجد وقال صدقت المرأۃ وَ اَقرّ ابوشحمۃ بما قالت وکان لہ مملوکٌ یقال لہ افلح فقال یا افلح خذ

فرمایا کہ بیٹا کھالے ممکن ہے کہ دنیا میں یہ تیرا آخری کھانا ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا اس کے بعد میں نے لڑکے کو دیکھا کہ اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور کانپ گیا اور اس کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ بیٹا میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ میرے باپ ہیں اور امیر المؤمنین ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو اپنے نبی کے اور اپنے باپ کے حق کے پیش نظر سچ بتا کہ کیا تو نیکہ یہودی کا مہمان بنا اور تو نے اس کے ساتھ شراب پی پھر تجھ پر نشہ طاری ہوا؟ اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہوا اور میں توبہ کر چکا ہوں تو آپ نے کہا کہ مؤمنین کا رأس المال توبہ ہے۔ پھر فرمایا کہ بیٹا میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو بنی نجار کے باغ میں داخل ہوا اور تو نے ایک عورت کو دیکھا اور تو اس پر جا پڑا تو وہ چپ ہو گیا اور رونے لگا۔ عمرؓ نے کہا کوئی ڈر نہیں میرے بیٹے سچ بول کیونکہ اللہ سچوں کو پسند کرتا ہے تو اس نے کہا کہ ایسا ہوا ہے اور میں تائب اور نادم ہوں۔ جب عمرؓ نے اس سے یہ سن لیا تو اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے سینہ پر کے کپڑے مٹھی میں لئے اور اسکو مسجد کی طرف کھینچ کر لے چلے اور اس نے کہا کہ اے ابا مجھے رسوا نہ کرو اور تلوار لے کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وَلْیَشْہَدْ عَذَابَہُمَا الخ یعنی اور چاہئے کہ ان کو سزا دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہو پھر اسکو کھینچا اور اس کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد میں لیکر آئے اور کہا کہ عورت نے سچ کہا تھا اور جو کچھ اس نے کہا تھا ابوشحمہ نے اس کا اقرار کر لیا ہے اور عمرؓ کا ایک مملوک (غلام) تھا جس کو افلح کہا جاتا تھا اس سے کہا کہ اے افلح اس میرے بیٹے کو کھینچ کر لے جا اور اس کے ایک سو

www.kitabghar.org

ابنی ہذا الیک واضربہ مائۃ سوط ولا تقصر
فی ضربہ فقال لا افعل ویحک فقال یا غلام ان
طاعتی طاعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فافعل
ما آمرک بہ قال فنزع ثیابہ وضج الناس بالبکاء
والنحیب وجعل الغلام یشیر الی ابیہ یا ابت
ارحمنی فقال لہ عمر وہو یبکی ربک یرحمک وانما
افعل ہذا کی یرحمک ویرحمنی ثم قال یا افلح اضرب
فضربہ وہو یستغیث وعمر یقول اضربہ حتی بلغ
سبعین فقال یا ابت اسقنی شربۃ من ماء فقال
یا بنی ان کان ربک یطہرک فیسقیک محمد صلی
اللہ علیہ وسلم شربۃ لا تظمأ بعدہا ابدا یا غلام
اضربہ فضربہ حتی بلغ ثمانین فقال یا ابت
السلام علیک فقال وعلیک السلام ان رأیت
محمدا فاقرأہ منی السلام وقل لہ خلفت عمر
یقرأ القرآن ویقیم الحدود یا غلام اضربہ
فلما بلغ تسعین انقطع کلامہ وضعف فرأیت اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا یا عمر انظر
کم بقی فاخرہ الی وقت آخر فقال کما
لم تؤخر المعصیۃ لا تؤخر العقوبۃ وجاء الصریخ
الی امہ فجاءت باکیۃ صارخۃ وقالت یا عمر
احج بکل سوط حجۃ ماشیۃ واتصدق بکذا
وکذا درہما فقال ان الحج والصدقۃ لا ینوب
عن الحد یا غلام تمم الحد فضربہ فلما کان آخر

کوڑے مار اور اس کو مارنے میں کمی نہ کرنا (یعنی پورے زور سے
مارنا) تو اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرونگا اور رونے لگا۔ تو عمرؓ نے
کہا کہ اے غلام میری فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری
ہے جو کچھ میں نے تجھے حکم دیا ہے اسکی تعمیل کر۔ کہا کہ پھر اس نے اس
کے کپڑے اتارے اور لوگوں نے شور مچادیا گریہ و بکا سے اور لڑکے نے اپنے
باپ کو اشارے کرنے شروع کر دیئے کہ اے باپ مجھ پر رحم کرو تو عمرؓ نے اس سے کہا
اور وہ رو رہے تھے کہ تیرا رب تجھ پر رحم کرے اور میں ایسا اسی لئے کر رہا
ہوں تاکہ وہ تجھ پر رحم کرے اور مجھ پر رحم کرے۔ پھر کہا اے افلح مار تو
اس نے مارا اور وہ فریاد کر رہا تھا اور عمرؓ کہہ رہے تھے کہ مار۔ یہاں تک کہ
ستر تک نوبت پہنچی تو اس نے کہا کہ اے ابا مجھے پانی کا ایک گھونٹ پلا
دیجئے تو فرمایا کہ میرے بیٹے اگر تیرا رب تجھے پاک کر دیگا تو عنقریب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم تجھے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد تو کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اے
غلام مار اس کے بعد پھر اس نے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ شمار اسّی تک پہنچ گئی
تو اس نے کہا اے میرے ابا السلام علیک تو عمرؓ نے کہا وعلیک السلام اگر تو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو میری طرف سے سلام عرض کر دینا اور ان سے
کہنا کہ میں نے عمرؓ کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ قرآن پڑھتا ہے اور حد قائم کرتا
ہے۔ اے غلام مار اس کو۔ جب شمار نوّے ہو گئی تو اس کا کلام منقطع ہو گیا
اور وہ نڈھال ہو گیا تو میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہوں
نے کہا کہ اے عمر دیکھو کتنے باقی رہے اس تعداد کو دوسرے وقت پر مؤخر
کر دو تو فرمایا کہ جس طرح معصیت مؤخر نہیں ہوتی سزا بھی مؤخر نہ ہوگی
اور ایک شخص نے چلا کر اسکی ماں کو بھی اطلاع کر دی، وہ روتی پیٹتی ہوئی
آئی اور اس نے کہا کہ اے عمر ہر کوڑے کے بدلے میں ایک حج پیدل چل کر
کروں گی اور اتنے اتنے درہم صدقہ کروں گی تو فرمایا کہ حج اور صدقہ حد کے قائم

www.kitabghar.org

سوطٍ سقطَ الغلام مَيِّتاً فصاحَ و قال يا بُنَيَّ مَحَّصَ اللّٰہ عنک الخطايا ثم جعل رأسہ فی حِجرہ وجعل يبکی ويقول بابی مَن قتلہ الحقُّ بابی مَن ماتَ عند انقضآء الحدّ بابی من لم يرحمْہ ابوہ واقاربُہ فنظر الناس اليہ فاذا ہو قد فارق الدنيا فلم يُرَ يومٌ اعظم منہ و ضَجَّ الناسُ بالبکآء والنحيب فلما کان اربعين يوماً اقبل علينا حذيفۃ ابن اليمان صبيحۃ يوم الجمعۃ فقال انی رأيتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليہ وسلم فی النام واذا الفتی معہ وعليہ حُلَّتانِ خضرٰ اوانِ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليہ وسلّم اقرأْ عمر عنی السلام وقل لہ ہٰکذا امرکَ اللّٰہ ان تقرأَ القرآن و تقيمَ الحدودَ وقالَ الغلام يا حُذيفۃُ اقرأْ ابی عنی السلامَ وقل لہ طَہَّرک اللّٰہ کما طہّرتنی اخرجہ ابن ابی شيرويہ الديلمی فی کتابہ المنتقی و خرّجہ غيرہ مختصراً بتغير اللفظ و قال فيہ کان لعمر ابنٌ يقال لہ ابو شحمۃ فاتاہ يوماً فقال انی زنيتُ فَاَقِمْ عَلَیَّ الحدّ قالَ زنيتَ قال نعم حتی کرّر عليہ ذالک اربعاً قال وما عرفتَ التحريمَ قال بلٰی قال معاشرَ المسلمين حُدُّوہ فقال ابو شحمۃ معاشرَ المسلمين من فعل فعلی فی جاہليۃ او اسلامٍ فلا يَحُدُّنی فقام

مقام نہیں ہوتے اے غلام حد پوری کر۔ پھر اس نے مارنا شروع کیا۔ جب آخری کوڑا لگا تو لڑکا مرکر گر گیا۔ پھر آپ چیخے اور کہا کہ بیٹا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے خطائیں زائل کردیں پھر اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور رونے لگے اور کہہ رہے تھے کہ میرا باپ اس کے قربان[1] یہ وہ ہے جس کو راست گوئی نے قتل کیا۔ میرا باپ اس پر قربان یہ وہ ہے جو حد کے ادا ہونے کے وقت مرا۔ میرا باپ اس پر قربان یہ وہ ہے جس پر اس کے باپ اور اقارب نے رحم نہ کیا۔ پھر لوگوں نے اس پر نظر کی تو واضح ہوگیا کہ وہ دنیا سے مفارقت کرچکا ہے تو اس سے بڑا (ہنگامہ خیز) کوئی دن دیکھنے میں نہیں آیا لوگوں نے گریۂ وبکاء سے شور مچا رکھا تھا۔ اس حادثہ پر چالیس دن گذرے تھے کہ ہمارے پاس یوم جمعہ کی صبح کو حُذیفہ بن الیمان آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور وہ نوجوان (ابو شحمہ) آپ کے ساتھ تھا اور اس کے بدن پر دو سبز جوڑے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرؓ کو میرا سلام پہنچا اور اس سے یہ کہنا کہ اسی طرح تجھے اللہ نے حکم دیا تھا کہ تو قرآن کو پڑھے اور حدود کو قائم کرے اور لڑکے نے کہا کہ اے ابو حُذیفہ میرے باپ کو میرا سلام پہنچادو اور ان سے یہ کہدو کہ اللہ تم کو پاکیزہ کرے جیسا کہ تم نے مجھے پاکیزہ کر دیا، اس کو روایت کیا ابن ابی شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب المنتقی میں۔ اور دوسرے حضرات نے اس کی تخریج مختصراً کی ہے الفاظ کے تغیّر کے ساتھ اور اس میں یہ کہا ہے کہ عمرؓ کے ایک بیٹا تھا جس کو ابو شحمہ کہا جاتا تھا وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کر دیجئے۔ آپ نے کہا کہ کیا تو نے زنا کیا ہے اس نے کہا کہ ہاں! اس سوال کا آپ نے چار مرتبہ تکرار کیا۔ فرمایا کہ اور کیا کہ تو نے اس کے حرام ہونے کو نہ پہچانا۔ اس نے کہا کہ کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے جماعتِ مسلمان اس پر حد جاری کرو۔ تو ابو شحمہ نے کہا کہ اے

[1] بابی صرف محاورے کا کلمہ ہے جس کا ترجمہ ہے میرا باپ قربان کبھی بابی وامی بھی کہتے ہیں یعنی میرے ماں باپ قربان یہ معنے مقصود نہیں ہوتے اس عنوان سے صرف مدح اور اظہار محبت مقصود ہوتا ہے "مترجم"

www.kitabghar.org

علیؓ بن ابی طالب وقال لولده الحسن فاخذ بیمینه وقال لولده الحسین فاخذ بیساره ثم ضرب ستة عشر سوطا فاغمی علیه ثم قال اذا وافیت ربک فقل ضربنی الحد من لیس لک فی جنبیه حد ثم قام عمر حتی اقام علیه تمام المائة سوطا فمات من ذلک فقال انا اوثر عذاب الدنیا علی عذاب الآخرة فقیل یا امیر المؤمنین تدفنه من غیر غسل و لا کفن قتیل فی سبیل الله قال بل تغسله وتکفنه وتدفنه فی مقابر المسلمین فانه لم یمت قتلا فی سبیل الله وانما مات محدودا

وعن عمرو بن العاص قال بینا انا بمنزلی بمصر اذ قیل هذا عبدالرحمن بن عمر وابو سروعة یستأذنان علیک فقلت یدخلان فدخلا وهما منکسران فقالا اقم علینا حد الله فانا اصبنا البارحة شرابا وسکرنا قال فزبرتهما وطردتهما فقال عبدالرحمن ان لم تفعل نخبرت والدی اذا قدمت علیه قال فعلمت انی ان لم اقم علیهما الحد غضب علی عمر وعزلنی قال فاخرجتهما الی صحن الدار فضربتهما الحد ودخل عبدالرحمن بن عمر الی ناحیة بیت فی الدار فحلق راسه وکانوا یحلقون مع الحدود والله ما کتبت لعمر بحرف مما کان حتی اذا کتابه

جماعتِ مسلمانان جس نے میرے جیسا کام کیا ہو زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں وہ مجھ پر حد نہ لگائے۔ تو کھڑے ہوئے علی بن ابی طالب اور انہوں نے اپنے بیٹے حسن سے کہا تو انہوں نے اس کا دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے حسین سے کہا تو انہوں نے اس کا بایاں ہاتھ پکڑا پھر اس کے سولہ کوڑے مارے تو وہ بیہوش ہو گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ جب تو اپنے رب سے ملے تو کہنا کہ اس شخص نے میرے حد ماری ہے جس کے پہلوؤں پر آپ کا حد کا حق نہیں ہے۔ پھر عمرؓ (مارنے کے لئے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے سو کوڑے حد کی شمار پوری کر دی) تو اس سے وہ مر گیا۔ پھر فرمایا کہ میں عذابِ دنیا کو عذابِ آخرت پر ترجیح دیتا ہوں اس کے بعد کہا گیا کہ اے امیر المومنین اس کو بغیر غسل اور بغیر کفن کے دفن کیجیے کہ یہ اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ ہم اس کو غسل دیں گے اور کفن دیں گے اور مقابر مسلمین میں اسکو دفن کر دینگے کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں قتل ہو کر نہیں مرا یہ تو صرف حد کے صدمہ سے مرا ہے۔ اور مروی ہے عمرو بن العاص سے کہ اس دوران میں کہ میں مصر میں اپنے مکان میں موجود تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ یہ عبدالرحمن ابن عمر اور ابو سروعہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اندر آجائیں تو وہ دونوں آگئے اور دونوں شکستہ حال تھے اور دونوں نے کہا کہ ہمارے اوپر اللہ کی حد جاری کر دیجیے کہ ہم گذشتہ رات شراب میں مبتلا ہوئے اور مدہوش ہوئے کہا کہ میں نے دونوں کو جھڑکا اور (اس کہنے سے) روکا۔ تو عبدالرحمن نے کہا کہ اگر تم حد جاری نہ کرو گے تو میں اپنے والد کو جب ان سے ملوں گا اسکی اطلاع دونگا تو میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے ان دونوں پر حد قائم نہ کی تو عمرؓ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور معزول کر دیں گے۔ کہا کہ پھر میں نے دونوں کو مکان کے صحن میں لایا اور دونوں پر حد کے کوڑے لگوائے اور عبدالرحمن ابن عمر مکان کے کمرے کے ایک گوشہ میں گیا پھر اپنا سر منڈوایا اور اجراء حدود کے ساتھ لوگ سر منڈایا کرتے تھے۔ واللہ عمرؓ کو میں نے ایک حرف بھی نہیں لکھا

www.kitabghar.org

جاءنی فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من
عبد اللہ عُمر الی عمرو بن العاص عجبتُ لک یا
ابن العاص وجُرأتک علیّ وخلافک
عہدی فما رأیی الّا انّی عازلک تقرب
عبد الرحمن فی بیتک وتحلق رأسہ فی البیت
وقد عرفتَ انّ ھذا یخالفنی انما عبد الرحمن
رجلٌ من رعیّتک تصنع بہ ما تصنع بغیرہ
من المسلمین ولکن قلتَ ہو ولدُ امیر المومنین
وعرفتَ انہ لاہوادۃ لِاَحدٍ من الناس عندی
فی حقٍ فاذا جاءک کتابی ھذا فالعث بہ
فی عباءۃ علی قتب حتے یعرف سوء ما صنع
فبعثَ بہ کما قال ابوہ وکتبَ الی عمر
یعتذر علیہ انی ضربتہٗ فی صحن داری و باللہ
الذی لا یحلف باعظم منہ انی لأقیم الحدّ
فی صحن داری علی المسلم والذمی و بعث
بالکتاب مع عبد اللہ بن عمر فقدم بعبد الرحمن
علی ابیہ فدخل وعلیہ عباءۃ لا یستطیع المشی
من سوء مرکبہ فقال یا عبد الرحمن فعلتَ و
فعلتَ فکلمہ عبد الرحمن بن عوف وقال
یا امیر المؤمنین قد اُقیم علیہ الحدُّ فلم یلتفت
الیہ فجعل عبد الرحمن یصیح ویقول انّی مریضٌ
وانتَ قاتلی وقال فضربہ الحد ثانیۃ وحبسہ
فمرض ثم مات. قلتُ قال ابو عمر فی الاستیعاب

تھا اس واقعہ کے بارے میں جو پیش آیا تھا۔ یہاں تک کہ میرے پاس ان کا مکتوب آیا جس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے بندے عمر کی طرف سے عمرو بن العاص کے نام مجھے تم پر تعجب ہے اے ابن العاص اور اس جرأت پر جو مجھ پر تم نے کی اور مجھ سے عہد کے خلاف پر۔ تو اب میری رائے یہ ہی ہے کہ میں تم کو معزول کر دوں۔ تم عبد الرحمن کو اپنے گھر میں مارتے ہو اور اس کا سر گھر میں منڈواتے ہو حالانکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ یہ (ترجیح) میرے طریقہ کے خلاف ہے۔ عبد الرحمن صرف ایک شخص تھا تمہاری رعیت میں کا تم کو اس کے ساتھ وہی معاملہ کرنا تھا جو مسلمانوں میں کے کسی دوسرے شخص کے ساتھ کرتے ہو لیکن تم نے خیال کیا کہ وہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہے حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ حق کے بارے میں لوگوں میں سے کسی کے لئے میرے یہاں کوئی نرمی نہیں ہے۔ تو جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہونچے تو اس کو میرے پاس صرف ایک عبا میں بھیجو کاٹھی پر بٹھا کر تاکہ وہ اپنے فعل کی برائی کو پہچان لے تو عمرو ابن العاص نے اسکو اسی طرح جیسا اس کے باپ نے لکھا تھا اور عمر کو معذرت کرتے ہوئے یہ لکھا کہ میں نے اس کو اپنے مکان کے صحن میں مارا اور اس خدا کی قسم جس سے بڑا کوئی حلف نہیں کیا جاتا کہ میں ہر مسلمان پر اور ذمی پر اپنے مکان کے صحن میں ہی حد قائم کیا کرتا ہوں اور اس خط کو عبد اللہ بن عمر کے ساتھ بھیجا پھر عبد الرحمن اپنے باپ کے پاس پہنچا اور اس طرح پہنچا کہ اس کے بدن پر صرف ایک عبا تھی اور سواری کی خرابی کی وجہ سے (کہ کاٹھی پر سفر کیا تھا) چلنے پر قادر نہیں تھا۔ تو فرمایا کہ اے عبد الرحمن تو نے ایسا اور ایسا کیا (اور مارنا شروع کردیا) تو ان سے کلام کیا عبد الرحمن بن عوف نے اور کہا اے امیر المومنین حد تو قائم ہو چکی ہے تو ان کی طرف التفات نہ کیا پھر عبد الرحمن نے چیخنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ میں بیمار ہوں اور تم مجھے قتل کر رہے ہو کہا کہ پھر دوبارہ اس پر حد لگائی اور اس کو بند کر دیا پھر وہ بیمار ہو گیا اور مر گیا۔ میں کہتا ہوں کہ ابو عمر

www.kitabghar.org

عبد الرحمن بن عمر الاوسط ہو ابو شحمۃ و ہو
الذی ضربہ عمرو بن العاص بمصر فی الخمر ثم
حملہ الی المدینۃ فضربہ ابوہ ادب الوالد
ثم مرض و مات بعد شہر ہکذا یرویہ معمر
عن الزہری عن سالم عن ابیہ۔ واما اہل
العراق فیقولون انہ مات تحت سیاط عمر و
ذلک غلط۔ وقال الزبیر اقام علیہ عمر
حد الشراب فمرض و مات۔ **ومن ذلک**
اقامۃ الحد علی قدامۃ بن مظعون خال ابن
عمر وحفصۃ لم یأخذہ عند ذلک رأفۃ فی
دین اللہ ولم یخف لومۃ لائم نذکرہ کما
ذکرہ المحب الطبری و ابو عمر عن عبد اللہ
ابن ربیعۃ وکان من اکبر بنی عدی وکان
ابوہ شہد بدرا مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال استعمل عمر قدامۃ بن مظعون علی
البحرین وکان شہد بدرا مع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وہو خال ابن عمر وحفصۃ
زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فقدم
الجارود من البحرین فقال یا امیر المؤمنین
ان قدامۃ بن مظعون قد شرب مسکرا وانی
اذا رأیت حدا من حدود اللہ حق علی
ان ارفعہ الیک فقال لہ عمر من یشہد
علی ما تقول فقال ابو ہریرۃ فدعا عمر ابا

نے استیعاب میں کہا عبد الرحمن بن عمر الاوسط وہ ابو شحمہ ہے اور یہ وہی ہے
جس کو ابن العاص نے مصر میں شراب (کی حد) میں مارا تھا پھر اس کو مدینہ
روانہ کیا پھر اس کو اس کے باپ نے مارا بغرض تادیب باپ کی حیثیت
سے پھر وہ بیمار ہوا اور ایک مہینہ کے بعد انتقال کر گیا۔ اس واقعہ کی اسی طرح
روایت کرتے ہیں معمر زہری سے وہ سالم سے وہ اپنے باپ سے۔ اور یہ
اہل عراق وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا انتقال عمر کے کوڑوں کے نیچے ہوا مگر یہ
غلط ہے، اور زبیر نے کہا کہ عمرؓ نے اس پر شراب کی حد قائم کی تھی پھر
وہ بیمار ہوا اور مر گیا۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے حد کا قائم کرنا قدامہ بن
مظعون پر جو ابن عمرؓ اور حفصہؓ کے ماموں تھے۔ اس موقع پر اللہ کے بارے
میں جذبہ محبت ان کو مانع نہ ہوا اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت
سے خائف نہ ہوتے۔ ہم اس کو ذکر کرتے ہیں جس طرح محب طبری نے
ذکر کیا اور ابو عمر نے عبد اللہ بن ربیعہ کی روایت سے اور یہ بنی عدی
میں کے بڑے شخص تھے اور ان کے باپ بدر میں حاضر تھے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ کہا کہ عمرؓ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین پر عامل بنایا
تھا اور یہ بدر میں حاضر ہوئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
اور وہ ماموں تھے ابن عمر اور حفصہ زوج نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہا کہ بحرین سے جارود آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین بیشک
قدامہ بن مظعون نے شراب پی نشہ لانے والی اور میں نے جب دیکھا
اللہ کی حدود میں سے ایک حد کو تو مجھ پر ضروری ہو گیا کہ میں اس
واقعہ کو آپ کے سامنے پیش کر دوں تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ
جو کچھ تم کہتے ہو اس پر تمہارا گواہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ
ابو ہریرہ۔ تو عمرؓ نے ابو ہریرہ کو بلایا تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے
ان کو شراب پینے کے وقت نہیں دیکھا البتہ نشے کی حالت میں قے

www.kitabghar.org

ہریرۃ فقال لم ارہ حین شرب و قد رأیتہ سکران یقیئُ فقال عمر لقد تنطّعت اباہریرۃ فی الشہادۃ ثم کتب عمر الیٰ قدامۃ وہو بالبحرین یأمرہ بالقدوم علیہ فلما قدم قدامۃ والجارودُ بالمدینۃ کلّم الجارود عمر فقال اَقِم علیٰ ہذا کتاب اللہ فقال عمر اشہیدٌ انت ام خصیم فقال الجارود انا شہید فقال قد کنت ادّیت شہادتک فسکت الجارود ثم قال لتعلمنّ انّی انشدک اللہ تعالیٰ فقال عمر اما واللہ لتملکنّ لسانک اولاسؤنّک فقال الجارود اما واللہ ماذاک بالحق ان لیشرب ابن عمک وتسوءنی فاوعدہ عمر فقال ابوہریرۃ وہو جالس یا امیر المؤمنین ان کنت تشکّ فی شہادتنا فسَل بنت الولید امراۃ ابن مظعون فارسل عمر الیٰ ہند ینشدُہا باللہ فاقامت ہندٌ علیٰ زوجہا قدامۃ الشہادۃَ فقال عمر یا قدامۃ انی جالدک فقال قدامۃ واللہِ لو شربتُ کما یقولون ماکان لک ان تجلدنی یاعمر فقال ولما یاقدامۃ قال ان اللہ عزوجلّ قال لَیۡسَ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوۡا وَّاٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّاٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اَحۡسَنُوۡا ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ فقال عمر

کرتے ہوئے دیکھا ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اے ابوہریرہ تو شہادت میں بدل گیا ہے۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لکھا اور وہ بحرین میں تھے خط میں ان کو اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ تو جب قدامہ آئے اور جارود مدینہ میں موجود تھے تو جارودؓ نے عمرؓ سے گفتگو کی اور کہا کہ اس پر اللہ کے حکم کو جاری کرو تو عمرؓ نے کہا کہ تو گواہ ہے یا مدّعی؟ تو جارود نے کہا کہ میں گواہ ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہ تو اپنی شہادت دے چکا تو جارود خاموش ہوئے پھر بولے کہ تم ضرور جانتے ہو میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ خبردار! تو اپنی زبان قابو میں رکھ ورنہ میں تیرے ساتھ سختی کروں گا تو جارود نے کہا خبردار خدا کی قسم یہ حق بات نہیں ہے کہ شراب تو پیئے تمہارا چچا کا بیٹا اور سختی کرو میرے ساتھ تو عمرؓ نے ان کو دھمکایا تو ابوہریرہؓ نے کہا اور وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اے امیر المومنین اگر تم کو ہماری شہادت میں شک ہے تو ابن مظعون کی بیوی بنت الولید سے پوچھئے تو عمرؓ نے ہند کو بلوایا اس کو خدا کی قسم دے کر پوچھا تو ہند نے اپنے شوہر قدامہ کے خلاف شہادت دی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے قدامہ میں تیرے ضرور کوڑے ماروں گا۔ اس پر قدامہ نے کہا کہ واللہ اگر میں پی بھی لیتا جیسا کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں تو اے عمر پھر بھی تم کو یہ حق نہیں ہے کہ میرے کوڑے مارو۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے قدامہ یہ کیسے؟ کہا کہ اللہ عزّ و جل نے فرمایا لَیۡسَ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا الخ (۵ : ۹۳) ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اُس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے ہوں جب کہ وہ صاحب تقویٰ ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر صاحب تقویٰ ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر صاحب تقویٰ ہوں اور خوب

www.kitabghar.org

انک اخطأت التاویل یاقدامۃ اذا اتقیت اجتنبت ما حرم اللہ ثم اقبل عمر علی القوم فقال ماترَدن فی جلد قدامۃ قالوالا نرے ان تجلدہ وہو مریض فسکت عمر عن جلدہ ایاماً ثم اصبح عمر یوماً وقد عزم علی جلدہ فقال لاصحابہ ماذا ترون فی جلد قدامۃ فقالوالا نرے ان تجلدہ مادام وجعاً فقال عمر واللہ لان یلقی اللہ تحت السیاط احب الیّ ان القی اللہ وہو فی عنقی انی واللہ لاجلدنّہ ایتونی بسوط فجاء مولاہ اسلم بسوط دقیق صغیر فاخذہ عمر فمسحہ بیدہ ثم قال لاسلم قد اخذتک دقرارۃ اہلک ایتونی بسوط غیر ہذا فجاءہ اسلم بسوط تام فامر عمر بقدامۃ فجلد فغاضب قدامۃ عمر و ہجرہ فحجا وقدامۃ مہاجر لعمر حتی قفلوا من حجہم و نزل عمر بالسقیا ونام بہا فلما استیقظ قال عجلوا بقدامۃ انطلقوا فاتونی بہ واللہ انی لاری فی النوم انہ جاءنی آت فقال لی سالم قدامۃ انہ اخوک فلما جاءوا قدامۃ ابی ان یاتیہ فامر عمر بقدامۃ فجر الیہ جرا حتی کلمہ عمر واستغفر لہ فکان اول صلحہما خرج البخاری منہ الی قولہ وہو خال ابن عمر وحفصۃ وتمامہ

نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں سے محبت رکھتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے اے قدامہ تاویل میں خطا کی جب تو متقی ہوگا تو جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اس سے مجتنب بھی ہوگا۔ پھر عمرؓ قوم کی طرف متوجہ ہوتے اور پوچھا کہ قدامہ کے کوڑے لگانے کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے نہیں ہے کہ کوڑے لگائے جائیں اس حال میں کہ وہ بیمار ہے تو عمرؓ کوڑے لگانے سے چند دن کے لئے رُک گئے پھر ایک دن صبح کے وقت عمرؓ نے ان کے کوڑے لگانے کا ارادہ کیا پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ قدامہ پر کوڑے لگاتے جانے کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب تک وہ بیمار ہے ہماری رائے نہیں کہ کوڑے لگائے جائیں، تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ اگر وہ کوڑوں کے نیچے اللہ سے جا ملے (یعنی مر جاتے) یہ میرے نزدیک پسند ہے اس سے کہ میں اللہ سے جا ملوں اور وہ (حق) میری گردن میں لٹکا ہوا ہو میں تو واللہ اس کے ضرور کوڑے ماروں گا۔ میرے پاس کوڑا لاؤ تو ان کا غلام اسلم ایک باریک اور چھوٹا کوڑا لیکر آیا۔ تو اس کو عمرؓ نے لیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا پھر اسلم سے فرمایا کہ تجھے تیرے اہل کی بُری عادت نے پکڑ لیا۔ میرے پاس دوسرا کوڑا لیکر آؤ جو اس جیسا نہ ہو تو اسلم پورا کوڑا لیکر آیا۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لانے کا حکم دیا اور کوڑے مارے گئے۔ اس پر قدامہ عمرؓ سے ناراض ہوا اور ان سے ملنا چھوڑ دیا اس کے بعد دونوں نے حج کیا اور قدامہ عمرؓ کو چھوڑے ہوتے تھا یہاں تک کہ سب حج سے واپس ہوتے اور عمرؓ سقیاؔ[ع] میں اُتر کر سوتے جب بیدار ہوتے تو فرمایا کہ قدامہ کے پاس جلد جاؤ اور اس کو میرے پاس لیکر آؤ۔ ابھی واللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا کہ قدامہ سے صلح کر دو کیونکہ وہ تمھارا بھائی ہے تو جب لوگ قدامہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لانے کیلئے کہا تو ان کو کھینچ کر لایا گیا تو عمرؓ نے ان

[ع] سقیا ایک گاؤں ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

خرجه الحميدي قلت الدقارير العادات
السوء جمع دقرارة كذا ضبط في الدر النثير.
ومن ذلك ايثاره في العطاء اقارب رسول
الله صلى الله عليه وسلم واهل السوابق من
المهاجرين والانصار على اقاربه اخرج
ابو عمر في الاستيعاب ارسل عمر الى الشفا
بنت عبد الله العدوية ان اغدي اليّ قالت
فغدوت عليه فوجدت عاتكة بنت اسيد
ابن ابي العيص ببابه فدخلنا فتحدثنا ساعة فدعا
بنمط فاعطاها اياه ودعا بنمط دونه فاعطانيه
فقلت تربت يداك يا عمر انا قبلها اسلاما
وانا بنت عمك دونها وارسلت اليّ
وجاءتك بنفسها قال ما كنت رفعت ذلك
الا لك فلما اجتمعتما ذكرت انها اقرب الى
رسول الله صلى الله عليه وسلم منك. **ومن
ذلك** رحمته وشفقته على المؤمنين. ابو حنيفة
عن علي بن الاقمر قال كان عمر بن الخطاب رضي
الله عنه يطعم الناس بالمدينة وهو يطوف
عليهم بيده عصا فمر برجل يأكل بشماله
فقال يا عبد الله كل بيمينك قال يا عبد الله انها
مشغولة قال فمضى ثم مر به وهو يأكل بشماله
فقال يا عبد الله كل بيمينك قال يا عبد الله
انها مشغولة ثلث مرات قال وما شغلها

سے گفتگو کی اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ تو یہ ان دونوں کی صلح کا پہلا موقعہ تھا۔
بخاری نے اس کی تخریج کی ہے "دہو خال ابن عمر و حفصۃ، تک اور پوری
حدیث کی تخریج حمیدی نے کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دقاریر کے معنے ہیں بُری عادتیں
یہ جمع دقرارۃ کی ہے الدر النثیر میں اسی طرح لکھا ہوا ہے اور اسی کے آثار میں سے ہے
عطیات میں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب کو اور مہاجرین و انصار
میں سے جو اہل سوابق عہ تھے ان کو اپنے اقارب پر مقدم رکھنا۔ ابو عمر نے استیعاب
میں روایت کیا کہ عمر نے شفا بنت عبد اللہ عدویہ کو یہ کہہ کر بھیجا کہ صبح کو میرے
پاس آئے وہ کہتی ہیں کہ میں اُن کے پاس آئی تو میں نے ان کے دروازے
پر عاتکہ بنت اُسید بن ابی العیص کو پایا تو ہم دونوں اندر پہنچیں ہم نے
ایک ساعت باتیں کیں پھر انہوں نے ایک سوزنی منگائی اور وہ عاتکہ
کو دی اور ایک دوسری سوزنی منگائی جو اس سے گھٹیا تھی تو وہ مجھے دی
تو میں نے کہا خاک پڑے تیرے ہاتھوں پر اے عمر! میں اس سے پہلے
اسلام لائی اور میں اس کے علاوہ تیرے چچا کی بیٹی ہوں اور تو نے مجھے
بُلایا اور وہ خود آئی تو کہا کہ میں نے تو وہ صرف تیرے ہی لئے اٹھا کر رکھی
تھی پھر جب تم دونوں آگئیں تو مجھے یاد آیا کہ وہ بہ نسبت تیرے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے اور اسی کے آثار میں سے
ہے ان کی رحمت اور شفقت مسلمانوں پر۔ ابو حنیفہ، علی بن الاقمر سے روایت
کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں لوگوں کو کھانا کھلا
رہے تھے اور ہاتھ میں عصا لئے ہوتے ان میں گھوم رہے تھے تو ایک
شخص سے گذرے جو بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ اُس سے آپ نے کہا کہ اے اللہ
کے بندے اپنے داہنے ہاتھ سے کھا اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے
وہ کام میں (آ چکا) ہے تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے کہا آخر وہ کس کام
میں لگا تو اس نے کہا کہ جنگِ مُوتہ میں اس پر حملہ ہوا۔ کہا کہ پھر عمر رض

عہ سوابق سے مراد سابقہ خدمات ہیں جو یہ حضرات اسلام کے ابتدائی دور میں جو تکلیفات سے پُر تھا انجام دیتے رہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قال اُصیبتُ یوم مُؤتۃ قال فجلسَ عندہ عمر رضی اللہ عنہ یبکی فجعلَ یقول لہ من یُوَضّئک من یغسل راسک وثیابک من یَصنع کذا وکذا فدعالہ بخادم وامر لہ براحلۃ وطعام مایُصلحہ ومایبنغی لہ حتے رفع اصحابُ محمد صلّے اللہ علیہ وسلم اصواتہم یدعون اللہ لعمر رضی اللہ عنہ مما رأوا من رأفتہ بالرجل واہتمامہ بامر المسلمین۔ البخاری عن زید بن اسلم عن ابیہ قال خرجتُ مع عمر فی السوق فلحقتہ امرأۃٌ شابۃٌ فقالت یاامیر المؤمنین ہلک زوجی وترک صبیۃً صِغاراً واللہِ ماینضجون کُراعاً ولالہم زرعٌ ولاضرع وخشیت علیہم الضَبعۃ وانا ابنۃُ خُفاف بن ایماء الغفاری وقد شہد ابی الحدیبیۃ مع النبی صلّے اللہ علیہ وسلم فوقفَ معہا ولم یَمضِ وقال مرحباً بنسبٍ قریب ثم انصرفَ الی بعیرٍ ظہیر کان مربوطاً فی الدار فحمل علیہ غرارتین ملأہما طعاماً وجعلَ بینہما نفقۃً وثیاباً ثم ناولہا بخطامہ فقال اقتادِیہ فلن تفنی ھذا حتے یاتیکم اللہ بخیر فقال رجلٌ یاامیرَ المؤمنین اکثرتَ لہا فقال ثکلتک امک واللہ انی لَارَی اَبَاہذہ واخاہا قد حاصرا حصناً زماناً فافتتحاہ

اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور اس سے پوچھنا شروع کیا کہ کون تجھے وضو کراتا ہے کون تیرا سر اور تیرے کپڑے دھوتا ہے۔ کون ایسا اور ایسا کرتا ہے پھر اس کے لئے ایک خادم کو بلایا اور اسکے لئے ایک سواری کا حکم دیا اور کھانے کا جو اس کے لئے بہتر اور مناسب تھا یہاں تک کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازیں بلند ہوگئیں جو اس شخص کے ساتھ اُن کی محبت اور مسلمانوں کے امور میں ان کا اہتمام دیکھ کر ان کے لئے دعا کر رہے تھے۔ بخاری زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ میں عمرؓ کے ساتھ بازار میں نکلا تو ان سے ایک جوان عورت ملی اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین میرے شوہر کا انتقال ہوگیا اور اس نے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں واللہ ان کے پاس بکری کا ایک پایہ بھی پکانے کو نہیں، نہ دودھ والے جانور ہیں اور نہ کھیتی اور مجھے اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور میں خفاف بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور میرا باپ حدیبیہ میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا تو عمرؓ اس کے پاس کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے اور کہا کہ مرحبا قریب کے نسب کو پھر (اس کو ساتھ لیکر) ایک بارکشی کے اونٹ کی طرف آئے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بوریاں لاددیں جن کو کھانے کی چیزوں سے بھر دیا اور ان کے درمیان نقدی اور کپڑے رکھے۔ پھر اسکی نکیل عورت کو دی اور فرمایا کہ اسے کھینچ لیجا اور فرمایا کہ ضرور اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالی تیرے پاس اور مال بھیجدے گا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے اسکو بہت دیدیا تو فرمایا کہ تیری ماں تجھے روئے واللہ میں گویا دیکھ رہا ہوں اس کے باپ اور بھائی کو کہ انھوں نے ایک زمانہ

www.kitabghar.org

ثم اصبحنا نَشتَقِيُّ سَہامَہا اخرجہ المحبّ الطبری عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب طافَ لیلۃً فاذا بامرأۃٍ فی جوف دارٍ لہا حولہا صبیان یبکون و اذا قِدرٌ علی النار قد مَلأَتہا ماءً فدنےٰ عمر من الباب فقال یا امۃَ اللّٰہ اَیْش بکاءُ ہٰؤلاءِ الصبیان فقالت بکاءُہم من الجوع قال فما ھٰذہ القدرُ التی علی النار فقالت قد جعلتُ فیہا ماءً اُعلّلہم بہا حتی ینامون و اُوہمہم ان فیہا شیئاً فجلس عمر یبکی قال ثم جاء الی دارِ الصدقۃ و اخذ غرارۃً و جعل فیہا شیئًا من دقیقٍ و سمنٍ و شحمٍ و تمرٍ و ثیاب و دراہمَ حتی مَلأَ الغرارۃَ ثم قال یا اَسلمُ اَحْمِل علیّ قلتُ یا امیر المؤمنین اَنَا اَحمِلُہ عنکَ قال لا امّ لکَ یا اسلم انا احملُہ لاَنّی المسئولُ عنہ فی الآخرۃ قال فحملہ علی عاتقہ حتی اَتی بہ منزلَ المرأۃ و اَخذَ القِدرَ و جعلَ فیہا دقیقاً و شیئاً من شحم و تمر و جعل یُحرّکہ بیدہ و یَنفخ تحت القِدر و کانت لحیتہ عظیمۃً فرأیتُ الدخانَ یخرج من خُلَلِ لحیتہ حتی طَبَخ لہم ثم جعل یَغرفُ لہم بیدہ و یُطعمُہم حتی شبعوا ثم اخرج المحب الطبری ان عمر کان یصوم الدہر

تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیا پھر اس کو فتح کیا اور پھر صبح کو ہم ان دونوں کے حصے لوٹا رہے تھے۔ محب طبری، زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے ایک رات گشت کیا۔ دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے گھر میں ہے اور اس کے گرد بچے رو رہے ہیں اور ایک ہنڈیا ہے آگ پر جس میں اس نے پانی بھر رکھا ہے تو عمرؓ بن الخطاب نے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا کہ اے اللہ کی بندی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں تو اس نے کہا کہ ان کا رونا بھوک کی وجہ سے ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ یہ ہنڈیا کیسی ہے جو آگ پر رکھی ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اس میں پانی ڈال رکھا ہے جس سے ان کو بہلا رہی ہوں تاکہ یہ سو جائیں اور میں ان کو اس وہم میں ڈال رہی ہوں کہ اس میں کوئی چیز (پک رہی) ہے تو عمرؓ بیٹھ کر رونے لگے۔ کہا کہ پھر دار الصدقہ کی طرف آئے اور ایک بڑا تھیلا لیا اور اس میں کچھ آٹا اور گھی اور چربی اور کھجوریں اور کپڑے اور دراہم رکھے یہاں تک کہ اس تھیلے کو بھر دیا۔ پھر کہا اے اسلم اس تھیلے کو میرے اوپر رکھ دے۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین اس کو آپ کی طرف سے میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ تو مجھ سے کہا کہ تیری ماں نہ ہو اے اسلم میں ہی اس کو اٹھا کر چلوں گا۔ کیونکہ آخرت میں جس سے اس کی بازپرس ہوگی وہ میں ہوں۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور اس کو لئے ہوئے اس عورت کے گھر پہنچے اور ہنڈیا لے کر اس میں آٹا اور کچھ چربی ڈالی اور کھجوریں اور (چولہے پر چڑھا کر) اپنے ہاتھ سے حرکت دیتے رہے اور ہنڈیا کے نیچے پھونکیں مارتے رہے اور عمرؓ کی ڈاڑھی بہت بڑی تھی تو میں نے اُن کی ڈاڑھی کے درمیان سے دھواں نکلتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ ان کے لئے کھانا پکا دیا پھر اپنے ہاتھ سے ان کے لئے چمچہ سے باہر نکالا اور ان کو کھلاتے رہے یہاں تک کہ ان کا پیٹ بھر گیا

www.kitabghar.org

وكان زمان الرمادة اذا امسى أتي بخبز
قد ثرد بالزيت الى ان نحر يوما من الايام
جزورا فاطعمها الناس وغرفوا له طيبها
فأتي به فاذا فدر من سنام ومن
كبد فقال اني هذا فقالوا يا امير المؤمنين
من الجزور التي نحرنا اليوم فقال بخ بخ
بئس الوالي انا ان اكلت طيبها واطعمت
الناس كراديسها ارفع هذه الجفنة
هات لنا غير هذا الطعام فأتي بخبز و
زيت فجعل يكسر بيده ويثرد ذلك
الخبز ثم قال ويحك يا يرفا احمل هذه
الجفنة حتى تأتي بها اهل بيت بثمغ
فاني لم آتهم منذ ثلثة ايام واحسبهم
مقفرين فضعها بين ايديهم. شرح الرمادة
الهلاك يشير والله اعلم الى زمن القحط
والفدر القطع جمع فدرة وهي القطعة
من اللحم اذا كانت مجتمعة وثمغ اسم مال
معروف لعمر وروي انه عام الرمادة لما
اشتد الجوع بالناس وكان عمر لايوافقه
الشعير والزيت ولا التمر وانما يوافقه السمن
فحلف لا يأتدم بالسمن حتى يفتح على
المسلمين عامه هذا فصار اذا اكل

پھر نکلے۔ محب طبری، عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور قحط
رمادہ عہ کے زمانہ میں جب شام ہوتی تو ان کے پاس ایک روٹی لائی جاتی
جس کو زیت کے ساتھ چور کر دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ان ہی دنوں میں سے ایک
دن چند اونٹ ذبح کئے گئے پھر انہیں لوگوں کو کھلایا اور کام کرنے والے ان کے لئے
اس میں سے اچھی قسم کا ایک دو بتر (مٹھی بھر) گوشت لے کر آئے اور وہ کوہان اور
اور کلیجی کے پارچے تھے۔ آپ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ
یہ ان اونٹوں میں کا ہے جن کو ہم نے آج ذبح کیا ہے۔ فرمایا واہ واہ! میں بہت برا
والی ہوں گا اگر اس کا عمدہ حصّہ خود کھا جاؤں اور سری پائے ہڈیاں عوام الناس کو
کھلاؤں۔ اُٹھاؤ اس کونڈے کو اور ہمارے پاس دوسرا کھانا لاؤ تو روٹی اور زیت لایا
گیا آپ اپنے ہاتھ سے اس کے ٹکڑے کرکے اس روٹی کو ثرید بنانے لگے پھر
فرمایا تیرا برا ہو اے یرفا اٹھا اس کونڈے کو اور اہل بیت کے پاس ثمغ عہ میں
لے جا۔ کیونکہ میں تین دن سے اُن کی طرف نہیں گیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ
وہ بھوکے ہیں۔ اس کو ان کے آگے رکھ دینا۔ شرح: الرمادہ کے معنے
ہیں ہلاک، اور اللہ بہتر جانتا ہے اس سے اشارہ کرتے ہیں زمانۂ قحط
کی طرف اور فدر کے معنے ہیں ٹکڑے یہ جمع ہے فدرۃ کی اور یہ گوشت کا
ایک ٹکڑا ہے جب کہ مجتمع ہو اور ثمغ ایک مشہور جائداد کا نام ہے جو
عمر رض کی تھی۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ رمادہ کے سال میں جب لوگوں پر
پر بھوک کی شدت ہو گئی اور عمر رض کا عام حال یہ تھا کہ ان کو جو اور زیت
اور کھجوریں موافق مزاج نہیں پڑتی تھیں اور ان کو صرف گھی موافق آتا
تھا تو یہ حلف کر لیا کہ وہ گھی کو سالن کے طور پر استعمال نہ کریں گے جب
تک اس قحط کے بعد مسلمانوں پر کشائش نہ پیدا ہو جاتے تو ان کا یہ حال ہو
گیا کہ وہ جب جو کی روٹی اور کھجور بغیر سالن کے کھاتے تو مجلس میں بیٹھے

عہ قحط رمادہ کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے باہر دور دور تک گشت کرتے تھے اور آٹے کے بورے ہمراہ رکھتے تھے ۱۲ مترجم

عہ ثمغ مدینہ میں حضرت عمر رض کی ایک زمین تھی جس میں کھجور کے باغ تھے۔ وہ آپ نے وقف کر دی تھی ۱۲

www.kitabghar.org

خُبزَ الشعیر والتمر بغیر اُدُمٍ یُقرقِرُ بطنہ فی المجلس فیضع یدَہ علیہ و یقول ان شئتَ قَرقِرْ وان شئت لاتقرقِر مالک عندی اُدم حتّٰی یَفتح اللہ علے المسلمین و روی ان زوجتہ اشترت لہ سَمناً فقال ماہٰذا قالت من مالی لیس من نفقتِکَ قال ما اَنا بذائقہٖ حتے یَحیی الناسُ المحبُ الطبری عن ابی ہریرۃ قال خرج عمر عام الرمادۃ فرآی نحوًا من عشرین بیتًا من مُحارب فقال عمر ما اَقدَ مَکم قالوا الجہدُ قال واَخرجوا لنا جلد میتۃٍ مشویًّا کانوا یأکلونہ ورِمّۃَ العِظام یَستفّونہا و یَسفّونہا قال فرأیتُ طَرَحَ رِدَاءَہ ثُم نزل یطبخ لہم و یُطعم حتے شَبعوا ثُم اَرسل اسلم الی المدینۃ جَآءَہ بِاَبْعرۃٍ فحملہم علیہا ثم کساہم ثُم لم یزل یختلف الیہم والی غیرہم حتے رفع اللہ ذالک۔ المحب الطبرے عن ابن عمر قال قَدِمَتْ رُفقۃٌ من التُّجار فنزلُوا المصلّے فقال عمر لعبد الرحمٰن بن عوف ہل لک ان تحرسہم اللیلَۃَ من السَّرَق فباتا یحرسانہم و یُصَلِّیَان ماکتبَ اللہ لہما فسمِعَ عمر بکآءَ صبیٍّ فتوجہ نحوہ فقال لاُمّہٖ اتّقی

ہوتے ان کے پیٹ میں قراقر ہوتا تو پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھتے اور کہتے کہ چاہے تو قرقراتے چاہے نہ قرقراتے میرے پاس تیرے لئے سالن نہیں ہے جب تک اللہ تعالےٰ مسلمانوں پر کشائش نہ کردے۔ اور روایت کیا گیا کہ ان کی زوجہ نے ان کے لئے گھی خریدا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ میرے مال میں سے ہے آپ کے خرچ میں سے نہیں تو فرمایا کہ میں تو اسے چکھنے والا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ لوگوں پر بارش نازل فرمائے محب طبری، ابوہریرہؓ سے، کہ انہوں نے کہا کہ عمرؓ رمادہ کے سال میں اونٹ پر آٹا رکھ کر جنگل کی طرف نکلے تو انہوں نے بنی محارب کے تقریباً بیس گھروں کو دیکھا تو عمرؓ نے کہا کہ تم کو یہاں آنے کا کیا باعث پیش آیا۔ انہوں نے کہا کہ جُہد (یعنی کشاکشِ حیات) ابوہریرہؓ نے کہا کہ انہوں نے ہمارے سامنے نکالی مُردار کی کھال بھُونی ہوئی جس کو وہ لوگ کھاتے تھے اور بوسیدہ ہڈیاں جن کو پیس کر آٹا بناتے تھے۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر اُتار ڈالی پھر اُترے اور اُن کے لئے کھانا پکانے لگے اور ان کو کھلانے لگے یہاں تک کہ وہ لوگ شکم سیر ہوگئے پھر مدینہ کی طرف اسلم کو بھیجا وہ ان کے پاس بہت سے اونٹ لیکر آیا تو ان کو ان پر سوار کیا پھر ان کو کپڑے پہنائے پھر برابر اُن کے اور دوسرے لوگوں کے پاس آتے جاتے رہتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو اُٹھا لیا۔ محب طبری ابن عمرؓ سے، کہا کہ تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور یہ لوگ (شہر سے باہر) عیدگاہ پر اُترے تو عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ کیا آپ یہ ہمّت کریں گے کہ آج رات چوروں سے انکی حفاظت کریں تو دونوں تمام رات جاگ کر ان کا پہرہ دیتے رہے اور دونوں نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان کے مقدر میں

www.kitabghar.org

اللہ و اَخِسنی الی صَبِیّک ثم عاد الی مکانہ فسمع عمر بکاءہ فعاد الی اُمّہ وقال لہا مثل ذلک ثم عاد الی مکانہ فلما کان من آخر اللیل سمع بکاءہ فاتی اُمّہ وقال ویحکِ انّی لاُراکِ اُمّ سوءٍ مالی اُری ابنکِ لایقرُّ منذُ اللیلۃ قالت یا عبداللہ قد اَبرَمتَنی منذ اللیلۃ انّی اُربغہ علی الفطام فیأبیٰ قال ولِمَ قالت لان عمر لایُفرض الا للفطیم قال فکم لہ قالت کذا وکذا شہراً قال لاتعجلیہ فصلّی الفجر وما یستبینُ الناسُ ثم غلبہ البکاءُ فلما سلّم قال یا بُوسًا لعمرکم قتل من اولاد المسلمین ثم امر منادیًا ینادی ان لاتعجلوا صبیانکم علی الفطام وانّا نفرض لکل مولود فی الاسلام وکتب بذلک الی الآفاق ان یُفرض لکل مولودٍ فی الاسلام۔ شرح۔ ابرمتنی اضجرتنی اُربغہ اُجبرہ واُمرّنہ البُوسا خلاف النعمیٰ۔ المحب الطبری عن انس بن مالک بینا امیر المؤمنین عمر یعسّ ذات لیلۃ اذ مرّ باعرابی جالس بفناء خیمۃ فجلس الیہ یحدّثہ ویسألہ ویقول لہ ما اقدمک

لکھی تھی۔ پھر (اس گھومنے پھرنے کے دوران میں) عمرؓ نے ایک بچّہ کے رونے کی آواز سنی تو اُس طرف گئے، اور اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچہ کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ پھر اپنی جگہ واپس آگئے۔ لیکن پھر اس بچّہ کے رونے کی آواز سُنی تو پھر اس کی ماں کی طرف لوٹے اور اس سے پہلے کی طرح فرمایا اور پھر اپنی جگہ واپس چلے گئے پھر جب آخر رات کا وقت ہوا تو اس کے رونے کی آواز کو سُنا تو پھر اُسکی ماں کے پاس پہنچے اور کہا کہ تیرا بُرا ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ درحقیقت تو بہت بُری ماں ہے میں تیرے لڑکے کو دیکھ رہا ہوں آج تمام رات وہ بے قرار رہا ہے اس نے کہا اے اللہ کے بندے تو نے آج رات سے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ میں اس کو دودھ چھوڑنے کا عادی بنا رہی ہوں تو یہ مانتا نہیں آپ نے کہا یہ کیوں کر رہی ہے؟ اس نے کہا اس لئے کہ عمر وظیفہ نہیں مقرر کرتا مگر دودھ چھوڑ دینے والے بچّے کا۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے مہینے کی۔ آپ نے کہا اس کے ساتھ جلدی نہ کر، پھر آپ نے فجر کی نماز پڑھی ایسے وقت کہ لوگ صاف نظر نہ آتے تھے پھر ان پر گریہ طاری ہو گیا تو جب سلام پھیرا تو فرمایا ہائے عمر کی بربادی، مسلمانوں کے بچوں میں سے کتنوں کو اس نے مار ڈالا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ اعلان کر دے کہ اپنے بچّوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو اور ہم پیدا ہوتے ہی ہر ایک مسلمان بچّے کا وظیفہ مقرر کریں گے اور سب طرف یہ حکم لکھ کر بھیجدیا کہ اسلام میں پیدا ہونے والے ہر ایک بچّہ کا وظیفہ مقرر کیا جاتے۔

شرح ابرمتنی یعنی اضجرتنی کہ تو نے مجھے تنگ کر دیا۔ اربغہ یعنی اجبرہ اُمرّنہ کہ میں اس کو روک رہی ہوں اور مشق کرا رہی ہوں۔ البُوسا یہ خلاف ہے نُعمیٰ کا، یعنی خرابی، برائی۔ محبّ طبری، مروی ہے انس بن مالک سے کہ ایک رات امیر المؤمنین عمر گشت کرتے ہوئے ایک اعرابی پر گذر ہوا جو کہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا تھا تو آپ اس کے پاس جا بیٹھے اور اس سے باتیں کرنے لگے اس سے سوالات کرتے ہے

www.kitabghar.org

ہٰذہ البلاد فینا ہو کذٰلک اذ سمع اَنِیناً من الخیمۃ فقال من ھٰذا الذی اسمع انینہَ فقال امرٌ لیس من شانِکَ امرأۃٌ تمخّضُ فرجَع عمر الی منزلہ وقال یا اُمّ کلثوم شُدّی علیکِ ثیابَکِ و اتّبعینی قال ثم انطلق حتی انتہی الی الرجل فقال لہ ہل لک اَن تاذن لھٰذہ المرأۃ ان تدخل علیہا فتؤنسہا فاَذِن لہا فدخلت فلم تلبث ان قالت یاامیرالمؤمنین بَشّرِ صاحبَک بغلام فلما سمع قولہا امیرَ المؤمنین وثب من جنبہ فجلسَ بین یدَیہ وجعل یعتذر الیہ فقال لا علیک اذا اصبحتَ فأتِنا فلما اصبح اَتاہ ففرضَ لابنہ فی الذریّۃ واَعطاہ۔ ومن ذٰلک خشیۃ من اللہ تعالٰی وکونہ وقّافاً عند کتاب اللہ تعالٰی ومعنٰی وقوف الانسان عند کتاب اللہ انہ اذا ہجس فی نفسہٖ داعیۃ غضب اوشہوۃ ثم زُجِرَ بکتابِ اللہِ وسنۃِ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم ازجرو تلاشت الداعیۃ و اضمحلّت من ساعتہ کان لم یکن ویکرر ذٰلک حتی یکون ملکۃً راسخۃً۔ البخاری عن ابن عباس قال

تھے کہ ان شہروں کی طرف کس وجہ سے آنا ہوا۔ ابھی ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں کہ خیمہ کے اندر سے کراہنے کی آواز سُنی تو آپ نے کہا یہ کون ہے؟ جس کی کراہ میں سُن رہا ہوں تو اس شخص نے کہا کہ یہ بات آپکے متوجہ ہونے کے قابل نہیں، پیدائش کا درد ہو رہا ہے تو عمرؓ اپنے مکان پر آئے اور (اپنی زوجہ سے) کہا کہ اے اُمّ کلثوم اپنے کپڑے بدن پرلپیٹ کر میرے پیچھے پیچھے چلو۔ یہاں تک کہ عمرؓ پھر اس شخص کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد اس سے کہا کہ کیا تم اس عورت کو اجازت دیتے ہو کہ یہ اس کے پاس جاکر اس کو اطمینان دلائے۔ تو اس نے اجازت دے دی اور وہ خیمہ میں داخل ہوگئیں اس کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہریں کہ انھوں نے کہا کہ اے امیرالمومنین اپنے ساتھی کو لڑکے کی بشارت دے دیجئے تو جب اس شخص نے ان کا قول "امیرالمؤمنین" سنا تو وہ آپ کے پہلو سے کود کر آپکے سامنے بیٹھا اور آپ سے معذرت شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی اعتراض کی بات نہیں، جب صبح ہو جائے تو ہمارے پاس آجانا۔ تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس گیا تو آپ نے اس کے لڑکے کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا بچوں کے سلسلہ میں اور اس کو دیدیا۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے اُن کا ڈرنا اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے سامنے ان کا بہت ٹھہر جانے والا ہونا اور کتاب اللہ کے سامنے انسان کے بہت ٹھہرنے کے یہ معنے ہیں کہ جب اُس کے نفس سے کوئی داعیہ غضب یا شہوت کا اُبھرے پھر وہ جھڑکا جائے کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ جُھک جائے اور وہ داعیہ نابود ہو جائے اور اسی وقت مضمحل ہو جائے گویا تھا ہی نہیں اور یہ حال بار بار پیش آئے یہاں تک کہ ملکہ راسخہ بن جائے۔ بخاری، ابن عباس سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے حر بن قیس بن حصن نے اپنے چچا

ف چونکہ اس قسم کا داعیہ عوام میں بھی ہو سکتا ہے جو بتکلّف ہوگا تو وہ مقامات سلوک الی اللہ میں شمار نہ ہوگا لیکن جب یہ اس یقین سے منصبغ ہو جائیگا جسکی شرح ابتداء میں فرما چکے ہیں تو مقامات میں داخل ہوگا اور اب یہ ملکہ راسخہ بن جائے گا۔ اس لفظ سے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہٗ

www.kitabghar.org

استأذن الحر بن قیس بن حصن لعمہ عیینۃ بن حصن علی عمر فاذن لہ فلما دخل قال یا ابن الخطاب واللہ ما تعطینا الجزل ولا تحکم بیننا بالعدل فغضب عمر حتی ہم ان یوقع بہ فقال لہ الحر یا امیر المؤمنین ان اللہ عزوجل قال لنبیہ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وان ھٰذا من الجاہلین فواللہ ما جاوزہا عمر حین قرأہا علیہ وکان وقافاً عند کتاب اللہ۔ الشیخان عن عمر قال سمعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا اقول وأبی قال ان اللہ ینہاکم ان تحلفوا بآبائکم قال عمر فما حلفت بہا ذاکراً ولا آثراً۔ المحب الطبری عن عبداللہ بن عباس قال کان للعباس میزاب علی طریق عمر فلبس عمر ثیابہ یوم الجمعۃ وقد کان ذبح للعباس فرخان فلما وافا المیزاب صب ماءً بدم الفرخین فاصاب عمر فأمر عمر بقلعہ ثم رجع عمر فطرح ثیابہ ولبس ثیاباً غیر ثیابہ ثم جاء فصلی بالناس فاتاہ العباس ثم قال واللہ انہ للموضع الذی وضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر للعباس انا اعزم علیک لما صعدت علی ظہر حتی

عیینہ بن حصن کے لئے ملاقات کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اسکو اجازت دیدی۔ تو جب وہ داخل ہوا تو بولا کہ اے ابن الخطاب واللہ نہ تو ہم کو زیادہ مال دیتا ہے اور نہ ہم میں عدل کے ساتھ حکومت کرتا ہے تو عمرؓ غصہ میں بھر گئے یہاں تک کہ یہ ارادہ کر لیا کہ اس سے بھڑ جائیں تو ان سے حُر نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اپنے نبیؐ سے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (عادت کر درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے (۷: ۱۱۹) اور یہ جاہلین میں سے ہے۔ تو خدا کی قسم جب عمر کے سامنے یہ آیت پڑھی تو اس سے ذرا تجاوز نہ کیا اور وہ کتاب اللہ کے سامنے بہت ٹھہرنے والے تھے۔ شیخین (بخاری ومسلم) عمرؓ سے کہا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وَأَبِي کہتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے اس بات سے کہ تم اپنے آباء کی قسمیں کھاؤ کہا عمر نے کہ پھر میں نے کبھی اس کے ساتھ قسم نہیں کھائی نہ خود اور نہ (کسی دوسرے سے بطور حکایت) نقل کرتے ہوئے۔ محب طبری، عبیداللہ بن عباس سے، کہا کہ عباس کا عمرؓ کے راستہ میں ایک پرنالہ گرتا تھا۔ ایک مرتبہ عمرؓ نے جمعہ کے دن اپنے کپڑے بدلے اس روز عباس کے لئے دو چوزے ذبح کئے گئے تھے توجب وہ دونوں (تڑپتے ہوئے) پرنالے پر آتے تو دونوں چوزوں کے خون پر پانی بہایا گیا وہ عمرؓ پر گرا تو عمر نے حکم دیا اس کو اکھاڑ دینے کا پھر لوٹے اور اپنے کپڑوں کو اتارا (اور دوسرے کپڑے پہنے پھر آتے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ان کے پاس عباس آتے اور کہا کہ واللہ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رکھا تھا تو عمرؓ نے عباس سے کہا کہ میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ آپ کسی سواری پر سوار نہ ہوں یہاں تک کہ اس کو اسی جگہ پر رکھ

www.kitabghar.org

تضعه في الموضع الذي وضعه رسول
الله صلى الله عليه وسلم ففعل ذلك
العباس. الشيخان عن ابي وائل شقيق بن
سلمة قال جلست مع شيبة على الكرسي
في الكعبة فقال لقد جلس هذا المجلس
عمر فقال لقد هممت ان لا ادع فيها صفراء
ولا بيضاء الا قسمته بين المسلمين فقلت
ما انت بفاعل قال لم قلت لم يفعله
صاحباك قال هما المرء ان يقتدى بهما
وفي رواية قال عمر لا اخرج حتى اقسم
مال الكعبة بين فقراء المسلمين قلت
ما انت بفاعل قال ولم قلت لان رسول
الله صلى الله عليه وسلم رأى مكانه و
ابو بكر وهما احوج الى المال فلم يحركاه
فقام كما هو فخرج. المحب الطبري روى ان
عمر خرج ليلة ومعه عبد الله بن مسعود فاذا
هو بضوء نار فاتبع الضوء حتى دخل دارا فاذا
شيخ جالس وبين يديه شراب وقينة
تغنيه فلم يشعر حتى هجم عمر عليه فقال
ما رأيت كالليلة اقبح من شيخ ينتظر
اجله فرفع الشيخ رأسه وقال بل
ما صنعت يا امير المومنين اقبح انك تجسست
وقد نهى الله تعالى عن التجسس وانك

دیں جہاں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا تو عباس
نے ایسا کر دیا۔ شیخین (بخاری ومسلم)، ابی وائل شقیق بن سلمہ سے، کہا
کہ میں شیبہ کے ساتھ کرسی پر کعبہ میں بیٹھا تھا تو انہوں نے ذکر کیا
کہ اس مجلس میں عمرؓ بیٹھے اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس
میں نہ زرد چھوڑوں نہ سفید (یعنی سونا اور چاندی) مگر اس کو
مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، تو میں نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں گے
فرمایا کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ آپ کے دونوں رفیقوں نے ایسا
نہیں کیا۔ فرمایا (بیشک) وہ دونوں ایسے شخص ہیں جن کی اقتداء کی جاتی
ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نہیں نکلوں گا
یہاں تک کہ کعبہ کے مال کو فقراءِ مسلمین پر تقسیم کر دوں میں نے کہا
کہ یہ آپ نہیں کریں گے۔ کہا کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی جگہ کو دیکھا اور ابو بکر نے بھی اور وہ
دونوں مال کے زیادہ حاجت مند تھے اور دونوں نے اس کو
نہیں نکالا، یہ قائم رہا اپنے حال پر۔ محب طبری، روایت کیا
گیا کہ عمرؓ ایک رات نکلے اور ان کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود تھے تو
اچانک آگ کی روشنی نظر آئی تو روشنی کا تعاقب کرتے ہوئے ایک گھر میں گھس گئے۔ دیکھتے کیا ہیں
کہ ایک بوڑھا بیٹھا ہے اور اس کے سامنے شراب رکھی ہے اور ایک
لونڈی اسکو گانا سنا رہی ہے تو اسکو پتہ بھی نہ چلا کہ عمرؓ اس پر
جا پہنچے اور فرمایا کہ میں نے آج رات تیرے جیسا کوئی بدترین بڈھا
نہیں دیکھا جو موت کا انتظار کر رہا ہو تو بوڑھے نے اپنا سر اٹھایا اور کہا
بلکہ جو تو نے کیا اے امیر المؤمنین وہ زیادہ بدتر ہے، بے شک تو نے
تجسس کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع کیا ہے اور تو بغیر
اجازت گھر میں داخل ہو گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے

www.kitabghar.org

وعلمت بغیر اذنٍ وقد نہی اللہ تعالیٰ
عن ذلک فقال عمر صدقت ثم خرج عاضًا
علے ثوبہ ویقول ثکلت عمر امّہ ان لم یغفر لہ
قال وہجر الشیخ مجالس عمر حینًا ثم انہ
جاءہ شِبْہَ المُستَخفِی فقال لہ اُدْنُ
منّی فدنا منہ فقال لہ والذی بعث محمدًا
بالحق ما اخبرتُ احدًا من الناس بالذی
رأیتُ منک ولا ابن مسعودٍ وکان معی
فقال الشیخ وانا والذی بعث محمدًا
بالحق ما عُدتُ الیہ الٰی ان جلستُ ھذا
المجلس۔ المحب الطبری عن عبد اللہ بن
عامر قال رأیتُ عمر اخذ تبنۃً من الارض
فقال لیتنی کنتُ ہذہ التبنۃ لیتنی
لم اُخلقَ لیتَ اُمی لم تلدنی لیتنی لم اکن
شیئًا لیتنی کنتُ نسیًا منسیًا۔ المحب
الطبری عن مجاھد کان عمر یقول لومات
جدیٌ بطفّ الفرات لخشیتُ ان یطالب اللہ
بہ عمر شرح الطفّ اسم موضع بناحیۃ الکوفۃ
فلعلہ المراد واُضیفَ الی الفرات لکونہ
قریبًا منہ۔ المحب الطبری عن عبد اللہ بن عیسٰی
قال کان فی وجہ عمر خطّان اسودان من
البکاء۔ المحب الطبری عن الحسن قال کان
عمر یبکی فی وِردہ حتی یخرّ علی وجہہ و

تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور اپنے کپڑے کو دانتوں میں دبائے ہوئے نکل گئے اور یہ کہہ رہے تھے کہ عمر کو اس کی ماں روئے اگر اس کے رب نے اسکی مغفرت نہ کی۔ اس بوڑھے نے عمر کی مجالس کو ایک زمانہ تک چھوڑے رکھا پھر ان کے پاس شرمندہ لوگوں کی صورت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس آؤ۔ تو وہ ان کے قریب آگیا تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے جو کچھ تیرا حال دیکھا تھا لوگوں میں سے کسی کو بھی اسکی خبر نہیں کی اور نہ ابن مسعود کو حالانکہ وہ میرے ساتھ تھا تو بوڑھے نے کہا اور میں قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا پھر اس حال کی طرف نہیں لوٹا یہاں تک کہ اس مجلس میں آکر بیٹھا محب طبری، عبد اللہ بن عامر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا پھر کہا کہ کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں پیدا نہ کیا جاتا، کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش کہ میں کوئی شے نہ ہوتا کاش کہ میں ایک بھولا بسرا شخص ہوتا۔ محب طبری مجاہد سے، کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی بکری کا بچہ طفّ الفرات میں مرجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا مطالبہ عمر سے کرے۔ شرح طفّ ایک موضع کا نام ہے جو کہ کوفہ کے نواح میں سے ہے تو شاید وہی مراد ہو اور اس کی نسبت فرات کی طرف اس کے قریب ہونے کی وجہ سے کی گئی۔ محب طبری، عبد اللہ ابن عیسٰی سے، کہا کہ عمر کے چہرے پر کثرتِ گریہ وبکاء سے دو سیاہ خط ہو گئے تھے۔ محب طبری، حسن سے کہا کہ عمرؓ اپنے ورد کے وقت کبھی روتے ہوئے اوندھے منہ گر جایا کرتے تھے اور چند دنوں تک گھر میں ہی رہتے تھے ان کی عیادت کی جاتی تھی۔ محب طبری،

www.kitabghar.org

یبقے فے بیتہ ایاماً یُعاد۔ المحب الطبری عن ابی جعفر قال بینما عمر یمشی فی طریق من طرق المدینہ اذ لقیہ علیؓ ومعہ الحسنؓ والحسین رضی اللہ عنہم فسلّم علیہ علیؓ واخذ بیدہ فاکتنفاہما الحسنؓ والحسینؓ وعن یمینہما وشمالہما قال فعرض لہ من البکاء ما کان یعرض لہ فقال لہ علیؓ ما یبکیک یا امیرالمومنین قال عمر ومن احقُّ منے بالبکاء یا علیؓ و قد ولیتُ امر ہذہ الامۃ احکم فیہم و لا ادری امسیءٌ انا ام محسن فقال لہ علیؓ واللہ انک لتعدل فے کذا و تعدل فی کذا قال فما منعہ ذٰلک من البکاء ثم تکلّم الحسنؓ بما شاء اللہ فذکر من ولایتہ وعدلہ فلم یمنع ذٰلک فتکلّم الحسینؓ بمثل کلام الحسن فانقطع بکاءہ عند انقطاع کلام الحسین فقال اتشہدان بذالک یا ابنیّ اخی فسکتا فنظرا الے ابیہما فقال علیؓ اشہدا وانا معکما شہیدٌ۔ المحب الطبری عن عبید بن عمیر قال بینما عمر بن الخطاب یمرُّ فے الطریق فاذا ہو برجل یکلّم امراۃً فعلاہ بالدرۃ فقال یا امیرالمومنین انما ہی امرأتی فقام عمر

ابوجعفر سے کہا کہ اس دوران میں کہ عمر مدینہ کے کوچوں میں سے ایک کوچہ میں پیدل جا رہے تھے کہ ان سے علی مل گئے اور ان کے ساتھ حسن اور حسین تھے رضی اللہ عنہم تو ان کو علی رضؓ نے سلام کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے پہلو میں دائیں اور بائیں حسن اور حسین کھڑے ہو گئے۔ کہا کہ پھر ان پر گریہ طاری ہو گیا جو پیش آتا رہتا تھا تو ان سے علی رضؓ نے کہا کہ اے امیرالمومنین کیا بات آپ کو رُلا رہی ہے تو عمر رضؓ نے کہا کہ رونا مجھ سے زیادہ سزاوار کس کو ہے اے علی جب کہ حال یہ ہے کہ میں امور امت پر والی بنا دیا گیا ہوں میں ان میں حکم کرتا ہوں اور نہیں جانتا کہ میں (عنداللہ) بدکردار ہوں یا نیک کردار تو ان سے علی رضؓ نے کہا کہ واللہ آپ عدل کر رہے ہیں فلاں امر میں اور عدل کر رہے ہیں فلاں امر میں۔ کہا کہ یہ گفتگو ان کے گریہ کو نہ روک سکی۔ پھر حسنؓ نے کلام کیا جو کچھ اللہ نے چاہا انہوں نے بھی ان کی ولایت اور ان کے عدل کا ذکر کیا تو ان کا کلام بھی اُن کے رونے کو نہ روک سکا۔ پھر حسینؓ نے اسی طرح کا کلام کیا جیسا حسنؓ نے کیا تھا تو ان کا گریہ بند ہو گیا حسین رضؓ کا کلام منقطع ہونے کے بعد۔ پھر فرمایا کہ کیا تم دونوں اے میرے بھتیجو اس بات کی شہادت دیتے ہو؟ تو ان دونوں نے چپ ہو کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ شہادت دو اور میں بھی تمہارے ساتھ شہادت دینے والا ہوں۔

محب طبری، عُبَید بن عمیرؓ سے، کہا کہ اس دوران میں کہ عمر بن الخطابؓ راستہ میں چلے جا رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مرد پر پڑی جو ایک عورت سے بات کر رہا تھا تو انہوں نے اس کے درّہ مارا۔ اس نے کہا کہ اے امیرالمؤمنین یہ تو میری بیوی ہے۔ تو عمر رضؓ رک گئے۔ پھر

www.kitabghar.org

انطلق فلقی عبدالرحمٰن بن عوف فذکر ذلک لہ فقال لہ یا امیر المومنین انما انت مؤدّبٌ ولیس علیک شیئٌ وان شئتَ حدثتک بحدیث سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا کان یوم القیٰمۃ نادٰی منادی الا لا یرفعنّ احدٌ من ھذہ الامۃ کتابہٗ قبل ابی بکر وعمر وفی روایۃ فقال لہ فلم تقفُ مع زوجتک فی الطریق تعرضان للمسلمین الٰی غیبتکما فقال یا امیرالمومنین الآن قد دخلنا المدینۃ ونحن نتشاور این ننزلُ فدفع الیہ الدرۃ وقال لہ اقتصّ منّی یا عبداللہ فقال ہی لک یا امیرالمومنین فقال خذ واقتصّ منّی فقال بعد ثلٰث ہی للہ قال اللہ لک فیھا۔ المحب الطبری عن عمر وقد کلّم عبدالرحمٰن باشارۃ عثمان وطلحۃ والزبیر وسعد فی ہیبتہٖ وشدتہٖ فان ذٰلک ربما یمنع طالب الحاجۃ من حاجتہٖ فقال واللہ لقد لِنتُ للناس حتی خشیتُ اللہ فی اللین واشتددتُ حتی خشیتُ اللہ فی الشدۃ فاین المخرج وقام یجُرّ رداءہ وہو یبکی وروی عنہ انہ قرأ اذا الشمس کورت حتی بلغ واذا الصحف نُشرتْ فخرّ مغشیاً علیہ وبقی ایاماً یُعادُ۔ ابو عمر

چلے تو ملاقات ہوگئی عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ تو ان سے اس قصہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے ان سے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ تو مؤدِّب ہیں (یعنی معلّمِ ادب) اور آپ کے اوپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک حدیث سُنا دوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی اعلان کرے گا کہ آگاہ رہو کہ کوئی اس امت میں سے اپنے نامۂ اعمال کو اونچا نہ کرے ابوؓ بکر اور عمرؓ سے پہلے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ پھر عمرؓ نے اس مرد سے کہا کہ پھر تو راستہ میں اپنی بیوی کے ساتھ کیوں کھڑا ہوتا ہے کہ تم دونوں مسلمانوں کو اپنی غیبت کا موقع دے رہے ہو۔ تو اس نے کہا اے امیرالمومنین ہم دونوں مدینہ میں ابھی داخل ہوئے ہیں اور ہم یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں اُتریں۔ تو عمرؓ نے اس کو اپنا درہ دیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے قصاص لے لے اللہ کے بندے تو اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین یہ آپ کا (حق) ہے۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ یہ درہ پکڑ اور مجھ سے قصاص لے۔ پھر اس نے تین مرتبہ کے بعد کہا کہ یہ اللہ کے لئے (معاف) ہے تو کہا کہ اللہ تجھے اس میں (اجر دے) محب طبری عمرؓ سے راوی ہیں کہ اُن سے عثمانؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ کے اشارے سے عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے لوگوں پر اُن کا خوف طاری ہونے اور اُن کی سختی کے متعلق گفتگو کی تھی کہ یہ بات بسا اوقات ایک حاجت مند کو اپنی حاجت کے اظہار سے روک دیتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ میں نے لوگوں کے ساتھ نرمی شروع کر دی تھی یہاں تک کہ میں اس نرمی کی وجہ سے خدا سے ڈرنے لگا اور میں نے سختی کی یہاں تک کہ اس سختی کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو اب نکلنے کی کونسی راہ ہے اور اپنی چادر کھینچتے ہوئے کھڑے ہوتے اور رو رہے تھے۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے

www.kitabghar.org

رُوِينا عن عمر انه قال حِينَ احْتُضِرَ وراسُه فی حجر ابنه عبدالله سه ظَلُومٌ لنفسی غیر انی مسلمٌ اُصَلِّی الصلوة كلها واصوم ۔ الغزالی مرّ عمر يومًا بدار انسان وهو يصلی ويقرأ سورة الطور فوقف يستمع فلما بلغ قوله اِنَّ عذابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ نزل عن حماره واستندا الی حائط فمكث زمانا ورجع الی منزله ومرض شهرا يعوده الناس و لا يدرون ما مرضه. ومن ذلك محاسبته مع نفسه وانتصافه من نفسه وتواضعه للمؤمنين وقبول النصح منهم واعترافه علی نفسه مما يدل قطعًا علی ان سَوْرة نفسه منكسرة بنور اليقين. مالك عن اسحٰق بن عبدالله بن ابی طلحة عن انس بن مالك قال سمعت عمر بن الخطاب وخرجت معه حتّٰی دخل حائطا فسمعته وبينی وبينه جدار وهو فی جوف الحائط عمر بن الخطاب امیر المؤمنين بخ بخ والله لتتقين الله يا ابن الخطاب او ليعذبنك. المحب الطبری روی ان عمر كان يقول ما صنعت اليوم صنعت كذا وصنعت كذا ثم يضرب ظهره بالدرة. المحب الطبری روی ان عمر كان اذا قيل له اتق الله فرح وشكر قائله وكان يقول

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ پڑھی یہاں تک کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ پر پہنچے تو بیہوش ہوکر گر پڑے اور بہت روز تک اس حال میں رہے کہ انکی عیادت کی جاتی رہی۔ ابوعمرؒ، ہم کو عمرؓ کے بارے میں یہ روایت پہنچی کہ جب موت کا وقت آیا اور ان کا سر اُن کے بیٹے عبداللہ کی گود میں تھا تو انہوں نے کہا سہ ظَلُومٌ لِنَفْسِي الخ یعنی میں اپنے نفس پر بہت ظلم کرنیوالا ہوں (اور مجھ میں کوئی خوبی نہیں) بجز اس کے کہ میں مسلم ہوں سب نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا ہوں۔ غزالی، ایک دن عمرؓ کا ایک شخص کے مکان سے گذر ہوا وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۂ طور کی قرأت کر رہا تھا تو کھڑے ہو گئے اور غور سے سُننے لگے پھر جب وہ اس قول پر پہنچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ تو اپنے گدھے سے اُتر گئے اور دیوار کے سہارے سے دیر تک کھڑے رہے پھر اپنے مکان پر واپس ہوتے اور ایک مہینہ بیمار رہے۔ لوگ انکی مزاج پرسی کے لئے آتے تھے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کو کیا بیماری ہے۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا محاسبہ اپنے نفس سے، اور مومنین کے لئے ان کا متواضع ہونا اور اُن سے نصیحت کا قبول کرنا اور ان کا اپنے نفس پر (لغزش کا) اعتراف کرنا۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جو قطعی طور سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کے نفس کا جوش نورِ یقین سے ٹوٹ چکا تھا۔ مالکؒ، اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، وہ انس بن مالک سے، کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا اور میں ان کے ساتھ باہر نکلا تھا یہاں تک کہ وہ ایک پکے باغ میں داخل ہوئے تو میں نے اس حال میں سنا کہ میرے اور ان کے بیچ میں دیوار تھی اور وہ باغ کے اندر تھے (کہہ رہے تھے) عمرؓ بن الخطاب امیر المومنین بن گیا واہ واہ، واللہ اے خطاب کے بیٹے تجھے اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔ محب طبری، مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے (یعنی اپنے سے) کہ میں نے آج کیا کیا، میں نے ایسا کیا اور میں نے ایسا کیا پھر اپنی کمر میں دُرّہ مارتے۔ محب طبری، مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے جب کہا جاتا کہ اللہ سے ڈر، تو خوش ہوا کرتے

www.kitabghar.org

رحم اللہ امرأ أہدی الینا عیوبنا۔ وعن طارق
ابن شہاب قال قدم عمر بن الخطاب
الشام فلقیتہ الجنود وعلیہ ازارٌ و خفانِ
وعمامۃٌ وہو آخذٌ برأس راحلتہ یخوض الماءَ
قد خلع خفیہ و جعلہما تحت ابطہ قالوا لہ
یا امیر المؤمنین الآنَ یلقاکَ الجنود وبطارقۃ
الشام وانت علی ہٰذہ الحال قال عمر انا قومٌ
اعزّنا اللہ بالاسلام فلا نلتمس العزّ من
غیرہ۔ وعن عبد اللہ بن عمر انّ عمر حمل قربۃً
علیٰ عاتقہ فقال لہ اصحابہ یا امیر المؤمنین
ما حملک علیٰ ہٰذا قال انّ نفسی اعجبتنی
فاردتُ ان اُذلّہا۔ وعن زید بن ثابت
قال رأیتُ علیٰ عمر مرقّعۃً فیہا سبعۃَ عشر
رقعۃً فانصرفتُ الیٰ بیتی باکیاً ثم عُدتُ فی
طریقی فاذا عمر وعلیٰ عاتقہ قربۃُ ماءٍ وہو
یتخلل الناس فقلتُ یا امیر المؤمنین فقال
لی لا تتکلّم واقول لک فسرتُ معہ حتےٰ
صبّہا فی بیت عجوزٍ وعُدنا الیٰ منزلہ
فقلتُ لہ فی ذٰلک فقال انہ حضرنی بعد
مُضیک رسولُ الروم ورسولُ الفارس
فقالوا للہ درّک یا عمر قد اجتمع الناس
علیٰ علمک وفضلک وعدلک فلما خرجوا
من عندی تداخلنی ما یتداخل البشر

اور ایسا کہنے والے کے شکرگذار ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر
رحمت کرے جو ہمارے پاس ہمارے عیوب پہنچادے۔ اور مروی ہے طارق بن شہاب سے،
کہا کہ عمرؓ بن الخطاب شام میں پہنچے تو ان سے لشکروں کے امرا نے ملاقات کی اور وہ اس
حال میں تھے کہ ان کے بدن پر ایک لنگی تھی اور دو موزے اور ایک عمامہ تھا اور وہ اپنی
سواری کی نکیل لئے ہوئے پانی میں گھسے ہوئے تھے اور دونوں موزے نکال کر
بغل میں دبا رکھے تھے انہوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین ابھی آپ سے
لشکر اور شام کے سردار ملنے والے ہیں اور آپ اس حال میں ہیں تو عمرؓ نے
کہا کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ اللہ نے ہم کو اسلام سے عزت دی ہے تو ہم
دوسری چیزوں سے عزت کی تلاش نہیں کریں گے۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن
عمر سے کہ عمرؓ نے ایک مشکیزہ اپنے کندھے پر رکھا تو ان کے اصحاب نے ان سے
کہا کہ اے امیر المومنین کس بات نے ایسا کرنے پر آپ کو ابھارا؟ فرمایا
کہ میرے نفس نے مجھے عُجب میں ڈالا میں نے ارادہ کیا کہ اس کو ذلیل کروں
اور مروی ہے زید بن ثابت سے کہ میں نے عمرؓ کے بدن پر ایک مرقعہ
(پیوندوں والی عبا) دیکھا جس پر سترہ پیوند تھے تو میں اپنے گھر روتا ہوا واپس
ہوا۔ پھر لوٹ کر میں اپنے راستہ پر آیا تو دیکھتا ہوں کہ عمرؓ بن الخطاب ہیں
اور ان کے کندھے پر مشکیزہ ہے اور وہ لوگوں کے درمیان میں ہیں۔ تو میں نے
کہا اے امیر المؤمنین تو مجھ سے کہا کہ بولو مت میں تمہیں بتا دوں گا
تو میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ وہ مشک انہوں نے ایک بڑھیا کے گھر
میں ڈالی اور ہم دونوں ان کے مکان پر واپس آگئے پھر میں نے اس کے بارے
میں گفتگو کی تو فرمایا کہ تمہارے جانے کے بعد میرے پاس روم کے ایلچی
اور فارس کے ایلچی آئے تھے تو لوگوں نے کہا اے عمر اللہ نے تجھے ایسا معزز
کر دیا کہ تیرے علم وفضل اور عدل پر لوگ متفق ہوگئے۔ تو جب لوگ
میرے پاس سے نکلے تو میرے دل میں وہ بات گھسنے لگی جو انسان کے دل

www.kitabghar.org

فقمتُ ففعلتُ بنفسي ما فعلتُ۔ وعن محمد بن
عمر المخزومي عن ابيه قال نادى عمر بالصلوٰة
جامعةً فلما اجتمع الناس وكثروا صَعِدَ
المنبرَ وحمدَ الله واثنى عليه بما هو اهله و
صلّٰى على محمد صلى الله عليه وسلم ثم
قال ايها الناس لقد رأيتني ارعى
على خالاتٍ لي من بني مخزوم فيقبضن لي
القبضةَ من التمر والزبيب فاظلّ يومي و
اىّ يوم ثم نزل قال عبد الرحمٰن بن عوف
يا امير المؤمنين ما زدتَ على ان قمئتَ
نفسكَ يعني عِبتَ قال ويحك يا ابنَ
عوف اني خلوت بنفسي فحدثتني قالت
انتَ امير المؤمنين فمن ذا افضلُ منك
فاردتُ ان اُعرّفها نفسها۔ وروى عنه
انه قال في انصرافه من حجتہ التي لم يحج
بعدها الحمد لله ولا اله الا الله يُعطي من
يشاء ما يشاء لقد كنتُ بهذا الوادي يعني
ضجنان ارعى ابلاً للخطاب وكان فظّاً
غليظاً يُتعبني اذا عملتُ ويضربني اذا
قصّرتُ وقد اصبحتُ وامسيتُ وليس
دون الله احدٌ اخشاه۔ وروى انه قال
يوماً على المنبر يا معاشر المسلمين ماذا تقولون
لو ملتُ برأسي الى الدنيا كذا ومثّل راسه

میں آگھستی ہے (یعنی عجب) تو میں اُٹھا اور میں نے اپنے نفس کے ساتھ
جو کرنا تھا وہ کیا۔ اور مروی ہے محمد بن عمر مخزومی سے، وہ اپنے باپ سے، کہا
کہ عمرؓ نے ندا کی کہ نماز تیار ہے۔ جب لوگ جمع ہوتے اور بہت ہو گئے تو منبر
پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی ان صفات کے ساتھ جن کا وہ اہل ہے اور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر کہا اے لوگو میں نے اپنے کو
دیکھا ہے (یعنی مجھ پر یہ حال گذرا ہے) کہ میں اپنی خالاؤں کی جو بنی تیم میں
سے تھیں بکریاں چرایا کرتا تھا تو وہ ایک مٹھی کھجور اور کشمش مجھے دے
دیتی تھیں تو میں اسی میں اپنا دن بسر کرتا تھا اور وہ کیا زمانہ تھا۔ پھر
منبر سے اُترے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ
نے اس سے کچھ زیادہ نہ کیا کہ اپنے نفس کی تذلیل کی یعنی اس پر عیب لگایا
فرمایا کہ تم پر تعجب ہے اے ابن عوف، میں نے اپنے نفس سے خلوت کی
تو اس نے مجھ سے گفتگو کی۔ کہا کہ تو امیرالمومنین ہے تو کون ہے جو تجھ سے
افضل ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو شناخت کرادوں اس کی اپنی ذات
کی۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے اس حج سے لوٹتے
وقت کہا جس کے بعد کوئی حج نہیں کیا کہ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے
اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس کو چاہتا ہے جو کچھ چاہتا ہے دیتا
ہے واللہ میں اس وادی یعنی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا
کرتا تھا اور وہ سخت مزاج تند خو تھے جب میں ان کا کام کرتا تو
مجھے تکلیف پہنچاتے تھے اور جب کام میں کمی کرتا تو مجھے مارتے
تھے۔ اور اب ایسی صبح و شام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا
نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن
منبر پر کہا اے مسلمانوں کے گروہ تم کیا کرو گے اگر میں اپنا سر دنیا
کی طرف جھکا لوں اس طرح اور اپنے سر کو جھکایا۔ تو ان کے سامنے

www.kitabghar.org

فقام الیہ رجل فاستلّ سیفہٗ و قال اجل کُنّا نقول بالسیف کذا و اشار الیٰ قطعہٖ فقال ایّایَ تعنی بقولک قال نعم ایاک اعنی بقولی فنہرہ عمر ثلثاً و ہو ینہرہ عمر فقال عمر رحمک اللہ الحمد للہ الذی جعل فی رعیتی من اذا تعوجت قوّمنی۔ و عن محمد بن الزبیر من الشیخ التفتت ترقوتاہ من الکبر یخبرہ عن عمر استفتی فی مسئلۃ فقال اتبعونی حتّٰی انتہیٰ الیٰ علی ابن ابی طالب فقال مرحبًا یا امیر المومنین فذکر المسئلۃ فقال الا ارسلت اِلیَّ فقال انا احق باتیانک۔ و روی ان عمر جاءہ برد من الیمن وکان من جید ما حُمِلَ الیہ فلم یدرِ لمن یعطیہ من الصحابۃ ان اعطاہ احدًا غضب الاٰخر ورأی اَنْ قد فضّلہ علیہ فقال عند ذٰلک دُلّونی علٰی فتیً من قریش نشأ نشأۃ حسنۃ فسمّوا لہٗ المسور ابن مخرمۃ فدفع الرداء الیہ فنظر الیہ سعدٌ فقال ما ھٰذہ الرداء قال کسانیہ امیر المومنین فجاءہ معہ الی عمر فقال تکسونی ھٰذا الرداء وتکسو ابن اخی مسوّرًا افضل منہ فقال لہ یا ابا اسحاق انی کرہت ان اعطیہ رجلًا کبیرًا فیغضب اصحابہ فاعطیتہٗ من نشأ

ایک شخص کھڑا ہوا اور اپنی تلوار کھینچ کر بولا کہ ہاں پھر ہم اپنی تلوار سے اس طرح کریں گے، اور اشارہ کیا گردن کاٹنے کا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تو اپنے قول سے مجھے ہی مراد لے رہا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میں اپنے قول سے آپ ہی کو مراد لے رہا ہوں تو اس کو عمرؓ نے تین مرتبہ جھڑکا اور وہ بھی عمرؓ کو جھڑکتا رہا۔ پھر عمرؓ نے (اس کا امتحان لینے کے بعد) فرمایا اللہ تجھ پر رحمت کرے، اللہ کا شکر ہے کہ جس نے میری رعیت میں ایسے شخص کو رکھا کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھے سیدھا کر دے۔ اور محمد بن الزبیر سے مروی ہے اور وہ ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسلیاں بڑھاپے سے نیچے جھکی ہوئی تھیں وہ خبر دے رہا تھا کہ عمر سے ایک مسئلہ میں لوگوں نے فتویٰ پوچھا تو عمرؓ نے کہا کہ میرے پیچھے چلو یہاں تک کہ پہنچے علیؓ بن ابی طالب کے پاس تو انھوں نے کہا مرحبا اے امیر المومنین، پھر مسئلہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلا لیا تو فرمایا کہ آپ کے پاس آنے کا حق میرا ہی ہے۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ کے پاس یمن سے ایک چادر آئی اور وہ اس سب مال سے عمدہ تھی جو اُن کے پاس بھیجا گیا تھا تو یہ نہ سمجھے کہ صحابہ میں سے یہ کس کو دوں اگر ایک کو دیں تو دوسرے کو رنج ہوگا اور وہ یہ خیال کرے گا کہ انھوں نے اُس کو مجھ پر فضیلت دی تو آپ نے اس موقع پر کہا کہ اے لوگو! مجھے قریش کے کسی ایسے جوان کو بتاؤ جس کا اُٹھان بہت اچھا ہو تو لوگوں نے اُن کے سامنے مسوّر بن مخرمہ کا نام لیا تو وہ چادر اس کو دے دی، پھر اسکی طرف سعد نے دیکھا اور کہا کہ یہ چادر کیسے آئی اس نے کہا کہ مجھے امیر المومنین نے اُڑھائی ہے تو اس کے ساتھ عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تو مجھے یہ چادر اڑھاتا ہے اور میرے بھتیجے مسوّر کو اس سے عمدہ اڑھاتا ہے تو آپ نے سعد سے کہا کہ اے ابو اسحاق میں نے اسکو مکروہ خیال کیا کہ میں یہ کسی بڑے آدمی کو دوں پھر اس کے ہمسر ناراض ہوں تو میں نے یہ ایک جوان کو دے دی جس کا اٹھان بہت اچھا ہے۔ یہ وہم نہ کیا جائے کہ میں اسکو تم پر فضیلت دے رہا ہوں۔ تو سعد نے کہا کہ تو میں

www.kitabghar.org

شاۃ حسنۃ لاتیتو قتم الی افضلہ علیکم قال سعد فانی قد حلفت
لاضربن بالدرۃ الذی اعطیتنی رأسک فخضع
لہ عمر رأسہ فقال لہ یا باسحاق ولیترفق
الشیخ بالشیخ وعن اُسید بن جابر قال
کان عمر بن الخطاب اذا اتی علیہ امداد اہل الیمن
یسألہم افیکم اُویس بن عامر حتی اتی علے
اُویس بن عامر فقال انت اویس بن عامر
قال نعم قال من مراد ثم من قرن قال نعم
قال فکان بک برص فبرأت منہ الا موضع
درہم قال نعم قال الک والدۃ قال نعم قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
یاتی علیک اویس بن عامر مع امداد اہل الیمن
من مراد ثم من قرن کان بہ برص فبرأ منہ
الا موضع درہم لہ والدۃ ہو لہا بر لواقسم علی اللہ
لابرہ فان استطعت ان یستغفر لک فافعل
فاستغفر لی فاستغفر لہ فقال لہ عمر این ترید
قال الکوفۃ قال الا اکتب لک عاملہا
قال اکون فی غبرات الناس احب الی قال
فلما کان من العام المقبل حج رجل من اشرافہم
فوافق عمر فسألہ عن اُویس فقال ترکتہ رث
البیت قلیل المتاع قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وذکر الحدیث ثم
قال فان استطعت ان یستغفر لک فافعل فاتی
اویسا فقال استغفر لی فقال انت احدث

نے حلف کر لیا ہے کہ میں اس چادر کو جو تو نے مجھے دی ہے ضرور تیرے سر پر ماروں گا تو عمرؓ نے سعد کے سامنے سر جھکا دیا اور ان سے کہا کہ اے ابواسحٰق بوڑھے کو بوڑھے سے نرمی کرنا چاہیئے۔ اور اُسید بن جابر سے مروی ہے کہا کہ جب عمر بن الخطاب کے پاس یمن والوں کی کمک کی فوج آتی تو وہ اُن سے پوچھتے کہ کیا تم میں اُویس بن عامر ہے؟ یہاں تک کہ اُویس بن عامر ان سے ملے۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا اُویس بن عامر تم ہی ہو؟ کہا کہ ہاں! پوچھا کہ (قبیلہ) مراد پھر قرن میں سے؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کیا تم کو برص ہو گیا تھا پھر تم اس سے صحتیاب ہوگئے مگر بقدر درہم جگہ باقی رہ گئی؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کیا تمھاری والدہ زندہ ہیں؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تیرے پاس اُویس بن عامر آئے گا اہل یمن کی کمک کی فوج کے ساتھ جو قبیلہ مراد پھر قرن میں کا ہوگا، اس کو برص ہو گیا ہوگا پھر وہ اچھا ہو گیا ہوگا بجز درہم کی برابر جگہ کے، اس کی والدہ زندہ ہوگی اور وہ اس کا خدمت گذار ہوگا۔ وہ اگر اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسکی قسم پوری کر دے۔ تو اگر تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرا سکے تو کرا لینا۔ تو تم میرے لئے دعائے مغفرت کر دو۔ تو اُویس نے ان کے لئے دعاء مغفرت کی۔ پھر ان سے عمرؓ نے کہا کہ اب کہاں کا ارادہ ہے کہا کوفہ کا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا میں تمھارے بارے میں وہاں کے عامل کو نہ لکھدوں۔ کہا کہ میں لوگوں کے عقب میں (دیکھو) رہوں یہ مجھے زیادہ پسند ہے (راوی نے) کہا کہ جب اگلا سال آیا تو ان کے اشراف میں سے ایک شخص حج کے لئے آیا پھر وہ عمرؓ سے ملا تو انہوں نے اس سے اُویس کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے اُس کو خستہ ہیئت میں چھوڑا اس کے پاس سامان بہت کم تھا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور پوری حدیث بیان کی پھر فرمایا کہ اگر تم اس سے دعاء مغفرت کرا سکو تو کرا لینا۔ پھر وہ شخص اُویس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میرے لئے دعاء مغفرت کیجئے تو کہا کہ تو دعا کی صلاحیت والے سفر سے نیا آیا ہوا ہے (میں تیرے لئے کیا دعاء کروں) اس نے

www.kitabghar.org

عہد بسفر صالح قال استغفرلی قال انت احدث عہد بسفر صالح قال فاستغفرلی قال لقیت عمر قال نعم فاستغفرلہ ففطن لہ الناس فانطلق علی وجہہ ابوعمر خرج عمر من المسجد معہ الجارود فاذا بامرأۃ برزۃ علی الطریق فسلم علیہا عمر فردت علیہ السلام فقالت ہیہا یا عمر عہدتک وانت تسمی عمیرا فی السوق عکاظ فلم یذہب الایام واللیالی حتی سمیت عمر ثم لم تذہب الایام حتی سمیت امیرالمؤمنین فاتق اللہ فی الرعیۃ واعلم انہ من خاف الوعید قرب علیہ البعید ومن خاف الموت خشی الفوت فقال الجارود قد اکثرت ایتہا المرأۃ علی امیرالمؤمنین فقال عمر دعہا اما تعرفہا ھذہ خولۃ بنت حکیم التی سمع اللہ قولہا من فوق سبع سموات فعمر واللہ تعالیٰ احق ان یسمع لہا۔ المحب الطبری عن زید الایامی قال کتب ابوعبیدۃ ابن الجراح و معاذ بن جبل الی عمر بن الخطاب اما بعد فانا عہدناک و شان نفسک لک مہم فاصبحت الیوم وقد ولیت امر ھذہ الامۃ احمرہا و اسودہا یجلس بین یدیک الشریف والوضیع والصدیق والعدو ولکل حصتہ من العدل فانظر کیف انت عند ذالک یاعمر وانا نحذرک ماحذرت الامم قبلک نحذرک یوما تعنو فیہ الوجوہ وتوجل فیہ القلوب وتنقطع

کہا کہ آپ میرے لئے دعاء مغفرت کر دیجئے تو (پھر وہی) کہا کہ تو صالح سفر سے قریب زمانہ کا آیا ہوا ہے اس نے کہا آپ مغفرت کی دعا کریں کہا کہ کیا تو عمرؓ سے ملا ہے اس نے کہا کہ ہاں تو اس کے لئے دعاء مغفرت کر دی۔ اس کے بعد لوگ ان کو سمجھ گئے تو وہ روپوش ہو گئے۔ ابو عمر، عمرؓ مسجد سے نکلے اور ان کے ساتھ جارود تھے تو ایک بڑی عمر کی پردہ نہ کرنے والی عورت راستہ میں اچانک سامنے آگئی عمرؓ نے اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر بولی ہوں! اے عمر مجھے تیرا وہ زمانہ یاد ہے جب بازار عکاظ میں تجھے عمیر کہا جاتا تھا۔ پھر زیادہ دن اور رات نہ گذرے کہ تیرا نام عمر لیا جانے لگا پھر زیادہ ایام نہیں گذرے کہ تجھے امیرالمومنین کہا جانے لگا تو رعیت کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہنا اور جان لے کہ جس نے (خدا کی) وعید سے خوف کھایا اس پر بعید قریب ہو جائے گا (یعنی برسوں کا کام دنوں میں ہو جائے گا) اور جو موت سے ڈرے گا وہ (کام کے) فوت ہونے سے ڈرے گا تو جارود نے کہا کہ اے عورت تو امیرالمومنین سے (خطاب میں) بہت آگے بڑھ گئی تو عمرؓ نے کہا کہ اسے چھوڑ و تم اس کو نہیں پہچانتے ہو یہ خولہ بنت حکیم ہے جس کے قول کو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنا تو عمرؓ واللہ اس کا زیادہ سزاوار ہے کہ اسکی بات کو بغور سنے۔ محب طبری، زید الایامی سے کہا کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح اور معاذ بن جبل نے عمرؓ بن الخطاب کو یہ خط لکھا:۔ اما بعد حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ سے عہد کیا ہے اور آپ کے نفس کی شان آپ کے لئے بڑی اہمیت رکھنے والی ہے آج آپ والی بنائے گئے ہیں اس امت کے سرخ رنگ والے اور سیاہ رنگ والے سب کے امور پر آپ کے سامنے سب ہی بیٹھیں گے شریف بھی اور کم رتبہ بھی، دوست بھی اور دشمن بھی اور عدل میں ہر ایک کا حصہ ہے تو اے عمر اس پر نظر رکھو کہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت رہتی ہے اور ہم تم کو اس چیز سے ڈراتے ہیں جس سے آپ سے پہلے بہت امتیں ڈرائی گئیں اور ہم تم کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس دن چہرے جھک جائیں گے اور جس دن قلوب خوفزدہ ہونگے اور جس دن حجتیں منقطع ہو

www.kitabghar.org

فیہ الجمیع لعزۃ ملک قاہر ہم لہ داخرون ینتظرون قضاءہ ویخشون عقابہ وانہ کان یذکر لنا انہ سیأتی علی الناس زمان یکونون اخوان العلانیۃ فیہ اعداء السریرۃ وانا نعوذ باللہ عز وجل ان ینزل کتابنا منک سوی المنزل الذی نزل من قلوبنا وانما کتبنا بالذی کتبنا بہ الیک نصیحۃً لک والسلام فکتب الیہما عمر اما بعد فانہ قد اتانی کتابکما فکتبتما الیّ انکما عہدتمانی وشان نفسی الیّ مہمّ وما یدریکما وکتبتما الیّ انی ولّیت امر ہذہ الامۃ احمرہا واسودہا یجلس بین یدیّ الشریف والوضیع والعدو والصدیق ولکلٍّ حصۃٌ من العدل وانہ لاحول ولا قوۃ عند عمر الا باللہ عز وجل وکتبتما تحذرانی ما حذرت الامم من قبلی وانما ہو اختلاف اللیل والنہار وآجال الناس یبلیان کلّ جدید ویقرّبان کل بعید ویاتیان بکل موعودٍ حتی یصیر الناس الیٰ منازلہم من الجنۃ والنار فیجزی اللہ کلّ نفسٍ ما کسبت ان اللہ سریع الحساب وکتبتما انہ کان یذکر لکما سیأتی علی الناس زمان یکونون فیہ اخوان العلانیۃ اعداء السریرۃ ولستم اولٰئک ولیس ہذا الزمان

جائیں گی ایسے بادشاہ کے غلبہ کی وجہ سے جو اُن سب پر قہر و رعب طاری کرنے والا ہوگا وہ سب اس کے سامنے ذلیل ہونگے اس کے فیصلہ کا انتظار کرتے ہونگے اور اس کے عذاب سے خائف ہونگے اور ہم سے ذکر کیا جاتا تھا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں ظاہر کے بھائی باطن کے دشمن ہونگے اور ہم اللہ عزّ وجل سے پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا خط آپ کی جانب سے اس (جذبۂ محبت و خیر خواہی) کے سوا جو ہمارے دلوں پر نازل ہوا کسی دوسرے محمل پر نازل ہو جائے ہم نے یہ جو کچھ آپ کو لکھ کر بھیجا یہ سب آپ کی خیر خواہی کی بناء پر ہے۔ تو ان کو عمرؓ نے یہ لکھ کر بھیجا: أمّا بعد حال یہ ہے کہ تم دونوں کا مکتوب میرے پاس پہنچا تم نے مجھے لکھا کہ تم دونوں نے مجھ سے عہد کیا اور میرے نفس کی شان میرے لئے اہمیت والی ہے، تو اسکی تمھیں کیا خبر ہے۔ اور تم نے مجھے لکھا کہ میں والی بنایا گیا ہوں اس امت کے امر کا اس میں کے سرخ رنگ والوں کا بھی اور سیاہ رنگ والوں کا بھی اور میرے سامنے شریف بھی بیٹھیں گے اور کم رتبہ بھی اور دشمن بھی اور دوست بھی اور ہر ایک کا عدل میں حصّہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عمرؓ کے نزدیک کوئی بازگشت نہیں اور نہ قوّت بجز اللہ عزّ و جل کے اور تم نے لکھا اور مجھے خوف دلایا اس چیز سے جس سے اُن اُمتوں کو خوف دلایا گیا جو مجھ سے پہلے گذریں اور یہ امر (مانند) رات اور دن کے آنے جانے کے اور لوگوں کی اجل مقررہ کے ہے جو ہر نئے کو پُرانا اور ہر بعید کو قریب کر دیتے ہیں اور ہر موعود کو (یعنی جس کا وعدہ دیا گیا) لے آتے ہیں یہاں تک کہ لوگ اپنی منزل کو پہنچ جائیں جنت اور دوزخ میں تو اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کے کئے ہوئے کا بدلہ دے گا بے شبہہ اللہ تعالیٰ سرعت سے حساب لینے والا ہے۔ اور تم نے لکھا کہ تم سے ذکر کیا جاتا تھا کہ عنقریب لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا جس میں ظاہر کے بھائی باطن کے دشمن ہونگے اور وہ تم نہیں ہو اور نہ یہ زمانہ وہ زمانہ ہے۔ وہ زمانہ وہ ہے جس میں رغبت اور ڈر کا ظہور ہوگا یعنی بعض لوگوں کی طرف رغبت اپنے دنیاوی مصالح کے

www.kitabghar.org

ذلك انما ذلك اذا ظهرت الرغبة والرهبة فكان رغبة الناس بعضهم الى بعض في اصلاح دنياهم وكان رهبة الناس بعضهم من بعضهم في اصلاح دنياهم وكتبتما اليّ تعيذاني بالله ان ينزل كتابكما مني سوى المنزل الذي نزل من قلوبكما وانما كتبتما اليّ نصيحة وانه قد صدقتكما فتعاهداني منكما بكتاب فانه لا غنى عنكما ابو بكر عن يحيى بن عيسى عن الاعمش عن ابراهيم عن همام عن حذيفة قال دخلت على عمر هو قاعد على جذع في داره وهو يحدث نفسه فدنوت منه فقلت ما الذي اهمك يا امير المؤمنين فقال هكذا بيده واشار بها قال قلت ما الذي يهمك والله تعالى لو رأينا منك امرا ننكره لقومناك قال الله الذي لا اله الا هو لو رأيتم مني امرا تنكرونه لقومتموني قلت الله الذي لا اله الا هو لو رأينا منك امرا ننكره لقومناك قال ففرح بذلك فرحا شديدا وقال الحمد لله الذي جعل فيكم اصحاب محمد من الذي اذا رأى مني امرا ينكره قومني. ابو القاسم القشيري قسم عمر بن الخطاب رضي الله عنه الحلل بين الصحابة من غنيمة فبعث الى معاذ حلة ثمينة فباعها واشترى ستة اعبد واعتقهم فبلغ عمر ذلك و

لئے ہوگی اور بعض کو بعض کا خوف دنیاوی مصالح کی بناء پر ہوگا اور تم نے مجھے لکھا کہ تم مجھے اللہ کی پناہ میں دے رہے ہو اس بات سے کہ میں تمھارے خط کو کسی ایسے محل پر اُتاروں (یعنی سمجھوں) جو اس محل کے خلاف ہو جو تمھارے دلوں سے نازل ہوا اور جو تم نے مجھے لکھا ہے وہ ازراہ خیرخواہی لکھا ہے اور میں نے تمہاری تصدیق کی ہے اور تم اپنی جانب سے تحریر کے ذریعہ سے میری نگہداشت کرتے ہو بلاشبہ میں تم سے مستغنی نہیں ہوں۔ ابوبکر یحییٰ بن عیسیٰ سے وہ اعمش سے وہ ابراہیم سے وہ ہمام سے وہ حذیفہ سے، کہا کہ میں عمرؓ کے پاس پہنچا اور وہ اپنے مکان میں کھجور کے تنہ پر بیٹھے ہوئے اپنے نفس سے باتیں کر رہے تھے تو میں ان سے قریب ہوا پھر میں نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے متفکر کیا ہے اے امیرالمومنین تو اپنے ہاتھ سے ہکذا کہا اور اس سے اشارہ کیا۔ کہا کہ میں نے پھر کہا کہ آپ کو کیا فکر ہو رہا ہے واللہ اگر ہم نے آپ سے کوئی ایسا امر دیکھا جس کو ہم منکر سمجھیں گے تو آپ کو سیدھا کریں گے تو آپ نے کہا کہ اللہ (کی قسم) جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر تم نے میری طرف سے کوئی ایسا امر دیکھا جس کو تم بُرا سمجھتے ہو گے تو کیا مجھے ضرور سیدھا کردو گے؟ تو میں نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ہم آپ سے کوئی ایسی بات دیکھیں گے جس کو ہم بُرا سمجھتے ہوں گے تو ہم آپ کو ضرور سیدھا کریں گے۔ کہا کہ پھر عمرؓ اس سے نہایت خوش ہوتے اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے تم اصحاب محمدؐ میں ایسے شخص کو قائم رکھا کہ جب وہ مجھ سے کوئی ایسا امر دیکھے جس کو وہ بُرا سمجھے تو وہ مجھے سیدھا کردے۔ ابوالقاسم القشیری، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جوڑے تقسیم کئے صحابہؓ کے درمیان جو غنیمت میں آتے تھے تو معاذ کے پاس ایک بیش قیمت جوڑا بھیجا تھا۔ معاذ نے اس کو بیچ کر چھ غلام خریدے اور ان کو آزاد کردیا تھا تو یہ خبر عمرؓ کو پہنچ گئی تھی اور وہ اس کے بعد جوڑے تقسیم کرنے لگے تو انہوں نے ان کے پاس گھٹیا جوڑا بھیجا تو معاذ ان پر بگڑ گئے تو عمرؓ نے کہا

www.kitabghar.org

كان يقسم الحلل بعده فبعث اليه حُلّةً دونها فعاتبه معاذ فقال عمر لانك بعثت الاول فقال معاذاً وما عليك ادفع الیّ نصيبي وقد حلفت لاضربنّ بها رأسك فقال عمر ها رأسي بين يديك وقد يرفق الشيخ بالشيخ۔ ومن تواضعه احالته القرآن والعلم على جماعة وقوله لولا فلانٌ لهلك عمر لجماعة۔ الحاكم عن موسیٰ بن علي بن رباح اللخمي عن أبيه ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه خطب الناس فقال من اراد ان يسأل عن القرآن فليأت اُبي بن كعب ومن اراد ان يسأل عن الحلال والحرام فليأت معاذ بن جبل ومن اراد ان يسأل عن المال فليأتني فان الله تعالیٰ جعلني خازناً وزاد في رواية من أراد ان يسأل عن الفرائض فليأت زيد بن ثابت۔ روی ان عمر امر برجم حامل فقال معاذ ان يكن لك عليها سبيل فلا سبيل لك على ما في بطنها فرجع عن حكمه وقال لولا معاذ لهلك عمر۔ وروی ان عمر أمر برجم امرأة فقال عليٌّ اما سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ان القلم رُفع عن ثلثة عن المجنون حتى يفيق وعن الصبي حتى يحتلم

اس لئے (گھٹیا جوڑا بھیجا) کہ تم نے پہلا بیچ دیا تھا تو معاذ نے کہا کہ تجھے اس پر اعتراض کا کیا حق ہے تو میرا حصّہ مجھے دے (میں جو چاہوں کروں) اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس کو تیرے سر پر ماروں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ میرا سر تیرے سامنے ہے اور بوڑھا تو بوڑھے کے ساتھ نرمی کیا کرتا ہے۔ اور اُن کی **تواضع** میں سے ہے قرآن اور علم کا حوالہ دینا ایک جماعت پر اور ان کا قول کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا بہت سوں کے حق میں۔ حاکمؒ موسیٰ ابن علی بن رباح اللخمی سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ جو قرآن کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اُبیّ ابن کعب کے پاس جائے اور جو شخص حلال اور حرام کے بارے میں سوال کرنا چاہے اس کو معاذ بن جبل کے پاس جانا چاہئے اور جو مال کا سوال کرنا چاہے اس کو میرے پاس آنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خازن بنایا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جو فرائض کے بارے میں سوال کرنا چاہے اس کو زید بن ثابت کے پاس جانا چاہئے۔ مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک حاملہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تو معاذ نے کہا کہ اگر تم کو اس عورت پر اختیار ہے تو جو اس کے پیٹ میں ہے اس پر تو آپ کو اختیار نہیں پہنچتا تو عمرؓ نے اپنے حکم سے رجوع کر لیا اور فرمایا اگر معاذ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو علیؓ نے کہا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قلم (یعنی اجرائے حکم) تین سے اُٹھا دیا گیا ہے، مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آ جائے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگ جائے تو عمرؓ نے کہا بیشک پھر کیا بات ہے؟ علیؓ نے کہا کہ یہ عورت بنی فلاں کی مجنونہ ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اگر علی نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ اور روایت کیا گیا کہ عمرؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے عمداً قتل کیا تھا تو

www.kitabghar.org

وعن النائم حتے یستیقظ قال بلٰی فما ذٰلک
قال انہا مجنونۃ بنی فلان فقال لولا علی لہلک
عمر وروی ان عمر اُتی برجل قد قتل عمدًا
فأمر بقتلہ فعفا بعض اولیاء المقتول فأمر
بقتلہ فقال عبداللہ بن مسعودٍ کانت النفس
لہم جمیعًا فلما عفا ھذا اَحیی النفس
قال عمر فما تری قال اریٰ ان تحمل الدیۃ
علیہ فی مالہ وترفع عنہ حصّۃ الذی عفٰی
قال عمر وانا اُریٰ ذٰلک وقال لابن مسعود
فی بعض القضایا کُنیفٌ مُلیٔ علمًا ورجع
الی قول معاذٍ لیس بین الاب وابنہ
قصاصٌ والٰی قول زید بن ثابت فی قصۃ
قتل عبادۃ بن الصامت نَبطِیًّا اتقتل اَخاک
فی عوض عبدک فرجع اِلٰی غیر ذٰلک
من صورٍ لا تحصٰی حتے قال یومًا الا لا تغالوا
فی مہور النساء فقالت امراۃٌ اَنأخذ
بقولک ام بقول اللہ تعالٰی وتبارک
واٰتیتم احدٰہن قنطارًا فلا تأخذوا
منہ شیئًا فنزل عمر من المنبر وقال کُلّ
الناس اَعلم من عمر حتے العجائز ومن ذٰلک
ترک لذۃ العیش مع قدرتہ وعرض الناس
علیہ ذٰلک مما یدل قطعًا علی ان نفسہ
لا تنقاد للشہوات والزہد زہدان زہدٌ

عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر مقتول کے بعض اولیاء نے اس کو معاف کر دیا۔ پھر عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ یہ نفس ان سب اولیائے مقتول کا تھا۔ جب اس نے معاف کیا تو اس نفس کو زندگی دیدی۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ دیت اس (معاف کرنے والے) پر ڈالیں کردہ اپنے مال میں سے دے اور اس کا وہ حصّہ جس نے معاف کیا اس میں سے کم کر دیں۔ عمرؓ نے کہا کہ میں بھی یہی رائے رکھتا ہوں، اور بعض فیصلوں کے پیش نظر عمرؓ نے ابن مسعودؓ کے حق میں کہا کہ علم سے بھرا ہوا ایک تھیلا ہے۔ اور عمرؓ نے معاذ کے قول کی طرف رجوع کیا کہ باپ اور بیٹے کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ اور زیدؓ بن ثابت کے قول کی طرف رجوع کیا عبادہؓ بن الصامت کے ایک نبطی غلام کو قتل کرنے کے قصّہ میں کہ انہوں نے کہا تھا کہ کیا تم اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو اپنے ایک غلام کے بدلے میں تو انہوں نے رجوع کر لیا۔ اور بہت سی ایسی صورتیں پیش آئی ہیں جن کا جمع کرنا دشوار ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن کہا عورتوں کے مہروں کے بارے میں کہ تم مہر اتنے بڑھا چڑھا کر نہ لیا کرو تو ایک عورت نے کہا کہ کیا ہم تیرے قول کو اختیار کریں یا اللہ تبارک وتعالٰی کے قول وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰہُنَّ الخ کو یعنی "ان عورتوں میں سے کسی کو اگر تم مال کا ایک ڈھیر دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو"۔ تو عمرؓ منبر سے اُتر آئے اور کہا کہ سب لوگ عمرؓ سے زیادہ عالم ہیں یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا عیش کی لذّت کو ترک کر دینا اُس پر قدرت کے باوجود اور لوگوں کا اس کو آپ کے سامنے رکھنا جو اس بات پر قطعی دلالت کرتا ہے کہ ان کا نفس شہوات کا مطیع نہیں تھا۔ اور سمجھ لیا جائے کہ زہد، دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک زُہد وہ ہوتا ہے جو نور یقین پر متقدم ہوتا ہے

www.kitabghar.org

يتقدم على نور اليقين ليكون تمهيدا له ومعينا على حصوله والزهد ينتجه نور اليقين بمنزلة العاشق لا يجد طعم الطعام والمتفكر جدا لا يجد في كثير من المطاعم والملابس لذتها ولهذه النكتة بسطنا حكايات الزهد في الفصلين جميعا۔ المحب الطبري عن عطية بن فرقد انه دخل على عمر وهو يكدم كعكا شاميا ويتفوق لبنا حازرا فقلت يا امير المؤمنين لو امرت ان يصنع لك طعام الين من هذا فقال يا ابن فرقد اترى احدا من العرب اقدر على ذالك مني فقلت ما اجد اقدر على ذلك منك يا امير المؤمنين فقال عمر سمعت الله عير اقواما فقال اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها شرح الكدم العض والتفوق الشرب شيئا فشيئا من فوقت الفصيل اذا سقيته فواقا فواقا والفواق قدر ما بين حلبتين والحازر بالحاء المهملة اللبن الحامض وعن عمر انه كان يقول لو شئت لدعوت بصلاء وصناب وصلائق وكراكر واسنمة وافلاذ كثيرة من لطائف اللذات ثم قال ولكني لا ادعو بها ولا اقصد قصدها لئلا اكون

تاکہ اس کے لئے تمہید بن جاتے اور اس (نور یقین) کے حصول میں میں مُعین ہو۔ اور دوسرا زہد وہ ہے جو نتیجہ ہو نور یقین کا۔ بمنزلہ عاشق کے جو کھانے کا مزا محسوس نہیں کرتا اور بمنزلہ اس سخت متفکر کے جو جو کھانوں اور ملبوسات کے لطف کا احساس نہیں کرتا۔ اور ہم نے دونوں فصلوں میں جسقدر زہد کی حکایات لکھی ہیں وہ اسی نکتہ پر مبنی ہیں۔ محب طبری، عطیہ بن فرقد سے کہ وہ عمرؓ کے پاس پہنچے اور وہ کاک شامی[عہ] چبا رہے تھے اور اس پر کھٹے دودھ کا ایک ایک گھونٹ پی رہے تھے تو میں نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ حکم دے دیتے کہ آپ کے لئے اس سے نرم کھانا تیار کر لیا جاتے (تو بہتر ہوتا) تو فرمایا کہ اے ابن فرقد کیا تو عرب میں سے کسی کو اس پر مجھ سے زیادہ صاحب قدرت دیکھتا ہے؟ میں نے کہا اے امیر المومنین میں تو اس پر آپ سے زیادہ کسی کو قادر نہیں پاتا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سُنا کہ اُس نے اقوام پر عیب لگایا ہے فرمایا اذھبتم طیباتکم الخ یعنی تم اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں لے چکے اور اس سے فائدہ اٹھا چکے ہو۔ شرح: الکدم بمعنی العض ہے یعنی چبانا۔ اور التفوق کے معنی ہیں تھوڑا تھوڑا پینا ماخوذ ہے فوقت الفصیل سے (فصیل اونٹ کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو اپنی ماں سے جدا کر دیا جاتے) جب کہ تم نے اس کو فواقاً فواقاً پلایا ہو فواق کے معنی ہیں دو دفعہ دودھ دوہنے کا درمیانی وقفہ۔ اور الحازر حاء مہملہ کے ساتھ کھٹے دودھ کو کہتے ہیں۔ اور مروی ہے عمرؓ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہتا تو بھنا ہوا گوشت اور رائی اور چپاتیاں اور سینہ کا گوشت اور کوہان کا گوشت اور بہت پارچے عمدہ لذیذ قسم کے طلب کر لیتا لیکن میں ان کو نہیں منگاتا اور انکی طرف التفات بھی نہیں کرتا تاکہ میں

عہ کعک ایک قسم کی خشک روٹی۔

www.kitabghar.org

من المتنعمین شرح الصِلاء بالکسر والمدّ الشِواء والصناب الخردل المعمولُ بالزیتِ وہو صِباغٌ یؤتدمُ بہ والصلائق الرقائق واحد تہا صلیقۃ وقیل ہی الحِملانُ المشویۃ من صَلَقتُ الشاۃَ اذا شَوَیتُہا ویُروی بالسین المہملۃ وہو کل ما سُلِقَ من البقول وغیرہا والکراکر جمع کرکرۃ وہی الثفنۃ التی فی زور البعیر وہی اِحدَی الثَفِناتِ الخمس والافلاذ جمع فِلذ وہی القطعۃ وکانہ اراد قِطَعًا من انواع شتّٰی وعنہ انہ کان یقول واللہ ما یمنعنا ان نأمر بصغارِ المعز فتُسمط لنا و نأمر بلباب الحنطۃ فیخبز لنا ونأمر بالزبیب فَیُنبذ لنا فنأکل ھٰذا ونشرب ھٰذا اِلّا انا نستبقی طیباتنا لانا سمعنا اللہ تعالیٰ یقول یذکر اقوامًا اَذھبتم طَیّبَاتکمُ فی حَیَاتکم الدنیا واستمتعتم بہا وعنہ انہ اشتہی سمکًا طَریًّا فاخذ یرفا راحلتہ فسار لیلتین مقبلًا ولیلتین مُدبرًا واشترٰی مِکتلًا فجاء بہ وقام یرفا الی الراحلۃ یَغسِلہا من العَرقِ فنظرہا عمر فقال اَعذبتَ بہیمۃً من البہائم فی شہوۃِ عمر واللہ لا یذوقُ عمر ذٰلک وروی انہ کان یُدَاوِمُ علی اکل التمر ولا یداوم علی اکل اللحم

میں نعمتوں کا استعمال کرنے والوں میں نہ داخل ہو جاؤں۔ شرح الصلاء صاد کے زیر اور مد کے ساتھ بمعنے الشواء (یعنی گوشت بریان) اور الصناب اس رائی کو کہتے ہیں جس کو زیت کے ساتھ ملا کر بنا لیا جاتا ہے اور وہ ایک اچار ہے جس کو سالن بنایا جاتا ہے، اور الصلائق بمعنے الرقائق (چپاتیاں) اس کا واحد صلیقہ ہے اور کہا گیا کہ بکری کے بچہ کا بھُنا ہوا گوشت، یہ ماخوذ ہے صلقتُ الشاۃَ سے جب کہ تم نے اس کو بھون لیا ہو اور ایک روایت میں ہے سین مہملہ کے ساتھ (السلائق) اور وہ سبزیوں کی بھُنی ہوئی چیزوں کو کہتے ہیں۔ اور کراکر جمع ہے کرکرہ کی جو اس ثفنہ[عہ] (گول اُبھار) کو کہتے ہیں جو اونٹ کے وسط سینہ میں ہوتا ہے جو کہ پانچ ثفنات میں سے ایک ہے اور افلاذ جمع ہے فلذ کی بمعنی قطعہ یعنی پارچہ۔ گویا انہوں نے مراد لیا مختلف قسموں کے پارچوں کا۔ اور آن سے مروی ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہم کو کوئی مانع نہیں اس سے کہ ہم حکم دیں بھیڑ کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو ہمارے لئے بھونا جاتے (کھال سمیت اس طرح کہ گرم پانی سے بال اُکھیڑ دیتے جائیں) اور گیہوں کی گری (مَیْدہ) کے بارے میں ہم حکم دیں کہ ہمارے لئے اسکی روٹی پکائی جاتے اور زبیب (منقّٰی) کے بارے میں حکم دیں کہ اس کو بھگو کر ہمارے لئے شربت بنایا جاتے۔ پھر ہم وہ کھائیں اور یہ پئیں مگر ہم اپنی مرغوبات کو باقی رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سُنا ہے جو وہ فرماتا ہے اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ الخ (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) اور اُن سے روایت ہے کہ ان کو تازہ مچھلی کی خواہش ہوئی تو (ان کے غلام) یرفا نے اپنی سواری کا اونٹ پکڑا اور دو رات سفر میں بسر کر دیں جاتے ہوئے اور دو رات واپس آتے ہوئے اور ایک تھیلا (مچھلیوں کا) خرید کر لایا۔ پھر یرفا اُٹھ کر سواری کے پاس پہنچا اور اس کو پسینہ زیادہ بہنے کی وجہ سے دھونے لگا۔ اس کو عمرؓ نے دیکھ لیا تو کہا کہ کیا تو نے چوپایوں میں سے ایک چوپایہ کو عمر کی خواہش پوری کرنے کے لئے عذاب دیا واللہ عمر اس کو چکھے گا بھی

عہ ثا کا مثلثہ کے پیش اور فاء کے زیر کے ساتھ وہ گول نشان جو اونٹ کے سینہ پر ہوتا ہے جس کو بیٹھتے وقت وہ زمین پر رکھتا ہے اور نیز ہاتھ اور پاؤں کا ہر وہ نشان اونٹ اور بکری کا جو زمین سے لگتا ہے اس کو ثفنہ کہتے ہیں۔ ۱۲

www.kitabghar.org

ویقول ایاکم واللحم فانّ لہ ضراوۃً کضراوۃِ الخمرِ ای انّ لہ عادۃً نزّاعۃً الیہ کعادۃ الخمرِ تقول فیہ ضَرِیَ بالکسر بہ ضرًا وضراوۃً وضراۃً اذا اعتادہ۔ وعن حفصۃ قالت دخل علیّ عمر فقدّمت الیہ مرقۃً باردۃً وصببت علیہا زیتًا فقال ادامان فی اناءٍ واحدٍ لاَاذوقہ اَبدًا حتی اَلقی اللہ۔ وعن ابن عمر قال دخل امیرالمومنین عمر ونحن علیٰ مائدۃٍ فاوسعت لہ عن صدر المجلس فقال بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ثم ضرب بیدہ فی لقمۃٍ فلقمہا ثم ثنّٰی باُخری ثم قال انی لَاَجِدُ طعم دَسَمٍ غیر دَسَمِ اللحم فقال عبداللہ یاامیرالمومنین انی خرجتُ الی السوق اطلب السمین لاشتریہٗ فوجدتہٗ غالیًا فاشتریتُ بدرہمٍ من المہزول وجعلتُ علیہ بدرہمٍ سمنًا فقال عمر ما اجتمعا عند رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم الاّ اکَلَ احدَہما وتصدّقَ بالآخر فقال عبداللہ یاامیرالمومنین فلن یجتمعا عندی اَبدًا الاّ فعلتُ ذلک۔ وعن قتادۃ قال کان عمر بن الخطاب یلبسُ وہوامیرالمومنین جُبّۃً من صوفٍ مُرقّعۃً بعضُہا من اَدَمٍ ویطوف فی الاسواق علیٰ عاتقہ الدرّۃ یُؤدّبُ الناس بہا ویمرّ بالنُّکث والنّوی

نہیں۔ اور مروی ہے کہ وہ کھجور کھانے پر مداومت کرتے تھے اور گوشت کھانے پر مداومت نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ گوشت کھانے سے بچا کرو اسکی بھی ایسی لت پڑ جاتی ہے جیسی شراب کی۔ یعنی ایسی عادت جو طبیعت کو اسکی طرف کھینچتی رہتی ہے مثل شراب کی عادت کے تم کہتے ہو کہ فیہ ضَرِیَ زیر کے ساتھ اور بہ ضرًا وضَراوَۃً وضِرًا جب کہ کوئی خوگر ہوجاتے۔ اور مروی ہے حفصہؓ سے کہا کہ میرے پاس عمرؓ آتے میں نے ان کے سامنے ٹھنڈا شوربہ پیش کیا اور اس کے اُوپر زیت ڈالدیا تو فرمایا کہ دو سالن ایک برتن میں؟ میں اسکو کبھی چکھونگا بھی نہیں یہاں تک کہ اللہ سے جا ملوں۔ اور مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ امیرالمومنین عمر تشریف لاتے اور ہم دسترخوان پر تھے تو میں نے صدر مجلس میں ان کے لئے جگہ نکالی۔ تو کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پھر اپنا ہاتھ ایک لقمہ پر مارا پھر اس کو نگلا پھر دوسرے لقمہ کو کھاکر فرمایا کہ میں ایسی چکناتی کی خوشبو محسوس کررہا ہوں جو گوشت کی چکناتی سے مختلف ہے، تو عبداللہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں بازار کی طرف گیا اور میں نے فربہ گوشت تلاش کیا تاکہ اس کو خریدوں تو میں نے اس کو مہنگا پایا تو میں نے ایک درہم کا دُبلا (روکھا) گوشت خرید لیا اور اس میں ایک درہم کا گھی خرید کر شامل کردیا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مگر آپ نے اُن میں سے ایک کو کھایا ہے اور دوسرے کو صدقہ کردیا تو عبداللہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین میرے پاس بھی وہ دونوں ہرگز جمع نہیں ہونگے مگر یہ کہ میں بھی انکے ساتھ یہی کروں گا۔ اور مروی ہے قتادہ سے کہ عمر بن الخطاب جب کہ امیرالمومنین تھے تو صوف کا جُبّہ پہنا کرتے تھے جس میں پیوند لگے ہوتے تھے جن میں سے بعض چمڑے کے تھے اور بازاروں میں گھومتے اور ان کے کندھے پر دِرّہ ہوتا جس سے لوگوں کی تادیب کرتے اور گذرتے ہوتے گرے پڑے دھاگے (سوتی یا اونی) اور کھجور کی گٹھلیاں چُنتے جاتے اور ان کو لوگوں کے گھروں میں ڈال دیتے کہ وہ اس سے نفع اُٹھائیں

www.kitabghar.org

فيلتقطه ويلقيه في منازل الناس ليستقوا
به شرح النكث الغزل المنقوض من الاخبية
والاكسية ليغزل ثانية وعن انس
قال لقد رأيت بين كتفي عمر اربع رقاع
في قميص له وعن الحسن قال خطب عمر
الناس وهو خليفة وعليه ازار فيه
اثنا عشرة رقعة وعن عامر بن ربيعة
قال خرج عمر حاجا من المدينة الى
مكة الى ان رجع فما ضرب فسطاطا و
لا خباء كان يلقي الكساء والنطع على
الشجر ويستظل تحتها وعن عمر انه كان
يقول والله ما نعبأ بلذات العيش ولكنا
نستبقي طيباتنا لآخرتنا وكان رضي الله
عنه يأكل خبز الشعير ويأتدم بالزيت و
يلبس المرقوع ويخدم نفسه وعن الاحنف
ابن قيس قال اخرجنا عمر في سرية الى
العراق ففتح الله علينا العراق وبلد فارس
واصبنا فيها من بياض فارس وخراسان
فحملناه معنا واكتسينا منها فلما قدمنا
على عمر اعرض عنا بوجهه وجعل لا يكلمنا
فاشتد ذلك علينا فشكونا الى عبد الله
ابن عمر فقال ان عمر زاهد في الدنيا
وقد رأى عليكم لباسا لم يلبسه رسول الله

شرح النکث کتا ہوا سوت جو خیموں سے اور چادروں سے جھاڑ دیا گیا
ہو تاکہ دوبارہ کات لیا جاتے اور مروی ہے انسؓ سے کہا کہ میں نے عمرؓ
کے کرتہ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان چار پیوند دیکھے ۔ اور مروی ہے
حسن سے، کہا کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا جب کہ وہ امیر تھے اور
ان کے بدن پر جو لنگی تھی اس میں بارہ پیوند تھے ۔ اور مروی ہے
عامر بن ربیعہ سے، کہا کہ عمر سفر حج کے لئے مدینہ سے مکہ کی
طرف نکلے اور پھر واپس آتے (اس آمد و رفت میں) نہ انھوں
نے کوئی خیمہ کھڑا کیا اور نہ ڈیرہ، بس چادر اور چمڑے کا دسترخوان
درخت پر ڈال دیتے تھے اور اسی کے نیچے سایہ لے لیتے
تھے ۔ اور مروی ہے عمر سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہم
لذاتِ عیش کی پرواہ نہیں کرتے بس ہم تو اپنی مرغوبات کو
اپنی آخرت کے لئے باقی رکھنا چاہتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ
جو کی روٹی کھاتے اور زیت کو سالن بنا لیتے اور پیوند لگے ہوئے
کپڑے پہنتے اور اپنی خدمت خود کرتے تھے ۔ اور مروی ہے
احنف بن قیس سے، کہا کہ ہم کو عمرؓ نے ایک سریہ کے ساتھ
عراق کی طرف روانہ کیا تو اللہ نے ہم کو عراق اور فارس کے شہر
فتح کرا دیئے اور ہم کو فارس اور خراسان کی دولت ہاتھ لگی
تو ہم اسکو بار کر کے اپنے ساتھ لاتے اور اس میں سے ہم
نے لباس پہنے تو جب ہم عمرؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہم سے اپنا منہ
پھیر لیا اور ہم سے بات نہیں کرتے تھے تو یہ بات ہم کو شاق
گذری ۔ ہم نے اسکی شکایت عبداللہ بن عمرؓ سے کی تو انہوں نے
کہا کہ عمرؓ دنیا سے کنارہ کش ہیں اور انھوں نے تم پر ایسا لباس
دیکھا جس کو نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہنا

www.kitabghar.org

صلے اللہ علیہ وسلم ولا الخلیفۃ من بعدہ فاتینا منازلنا فنزعنا ماکان علینا و اتیناہ فی البزۃ التی یعہدہا منا فقام فسلم علینا علے رجل رجل و اعتنق رجلاً رجلاً حتے کانہ لم یرنا فقدم منا الیہ الغنائم فقسمہا بیننا بالسویۃ فعرض بالغنائم شیٔ من انواع الخبیص من اصفر و احمر فذاقہ عمر فوجدہ طیب الطعم طیب الریح فاقبل علینا بوجہہ و قال یا معشر المہاجرین والانصار لیقتلن منکم الابن اباہ والاخ اخاہ علے ہذا الطعام ثم امر بہ فحمل الے اولاد من قتل من المسلمین بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المہاجرین والانصار ثم ان عمر قام وانصرف ولم یاخذ لنفسہ شیئاً وروی ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتمعوا فی المسجد زہاء خمسین رجلاً من المہاجرین فقالوا اما ترون الے زہد ہذا الرجل و الے جبتہ وقد فتح اللہ علے یدیہ دیار کسرے و قیصر وطرفی الشرق والغرب ووفود العرب و العجم یاتونہ فیرون علیہ ہذہ الجبۃ قد رقعہا اثنا عشرۃ رقعۃ فلو سألتموہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان یغیر ہذہ الجبۃ بثوب لین فیہاب منظرہ ویغدی علیہ

اور نہ ان کے بعد ان کے خلیفہ نے تو ہم اپنے مکانوں پر آئے اور ہم نے جو لباس ہمارے بدن پر تھا اس کو اتارا اور ان کے پاس اسی پوشش میں آئے جس میں وہ ہمیشہ ہم سے ملتے رہے تھے۔ اب وہ کھڑے ہوتے اور ہم کو سلام کیا ہر ہر شخص کو اور گلے ملے ہر ہر شخص سے یہاں تک کہ گویا انہوں نے پہلے ہمیں دیکھا ہی نہ تھا پھر ہم ان کے پاس مالِ غنیمت لیکر آئے تو اس کو ہم پر برابر برابر تقسیم کردیا۔ پھر غنیمت کے اموال میں سے ایک چیز ان کے سامنے پیش کی گئی جو حلوے (مٹھائی) کی اقسام میں سے تھی بعض زرد رنگ کی اور بعض سرخ۔ تو عمرؓ نے اسکو چکھا تو بہت خوش ذائقہ اور خوشبودار پایا تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے مہاجرین و انصار کی جماعت والو ضرور ایسا ہوگا کہ تم میں سے بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو اس کھانے پر قتل کرے گا۔ پھر اس مٹھائی کے بارے میں حکم دیا گیا تو وہ اٹھاکر بھیجدی گئی مسلمانوں کے بچوں کے پاس جو ان مہاجرین و انصار کی اولاد تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل ہو چکے تھے۔ پھر عمرؓ اٹھ کر چلے گئے اور اپنے لئے کوئی چیز نہیں لی۔ اور مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے پچاس کے قریب مسجد میں جمع ہوئے اور انھوں نے (آپس میں) کہا کہ کیا تم اس شخص کے زہد کی طرف دیکھتے ہو اور اس کے جُبّہ کی طرف حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں پر کسرٰے اور قیصر کے شہر اور شرق و غرب اکے ملک فتح کرادیئے اور عرب و عجم کے وفود اس کے پاس آتے ہیں اور اس کے بدن پر یہ جُبّہ دیکھتے ہیں جس میں بارہ پیوند لگا رکھے ہیں تو اگر اے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم ان سے درخواست کرو کہ وہ اس جُبّہ کو ایسے کپڑے سے بدل دیں جو نرم (یعنی بہترین) ہو تو اُن کا منظر پُر شوکت ہوجائے اور صبح کو ان کے سامنے کھانے کے بڑے طشت رکھے جائیں

www.kitabghar.org

بجفنۃ من الطعام ویُراح بجفنۃٍ یأکلہا
من حضرہ من المہاجرین والانصار فقال
القوم باجمعہم لیس لہٰذا القولِ الّا علی بن
ابی طالب فانہ صہرہ فکلّموہ فقال لستُ
بفاعلٍ ذالک ولکن علیکم بازواج النبی
صلّی اللہ علیہ وسلم فانہنّ اُمہات المؤمنین
یجترئن علیہ قال الاحنف بن قیس فسألوا عائشۃ
وحفصۃ وکانتا مجتمعتین فقالت عائشۃ اسألہ عن ذلک
وقالت حفصۃ ماأراہ یفعل وستبینُ لک
فدخلتا علیہ فقرّبہما وأدناہما فقالت عائشۃ
أتاذن لی ان اکلمک قال کلّمی یااُمّ المؤمنین
فقالت ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم قد مضٰی
الٰی جنۃ ربہ ورضوانہ لم یرد الدنیا ولم تردہ
وکذلک مضٰی ابوبکر علی أثرہ وقد فتح اللہ علیک
کنوز کسرٰی وقیصر ودیارہما وحُمِلَ الیک اموالہما
وذُلّل لک طرف المشرق والمغرب ونرجوا من
اللہ تعالٰی المزید ورُسُل العجم یأتونک ووفود
العرب یردون الیک وعلیک ہٰذہ الجبّۃ
قد رقعتہا اثنتی عشرۃ رقعۃ فلو غیّرتہا بثوب
لیّن یُہاب فیہ منظرک ویُغدٰی علیک بجفنۃ
من طعامٍ ویُراح علیک باُخرٰی تاکل انت
ومن حضرک من المہاجرین والانصار فبکٰی
عمر عند ذلک بکاءً شدیدًا ثم قال انّی

اور شام کو بھی بڑے طشت رکھے جائیں جن میں سے مہاجرین و
انصار میں سے جو لوگ ان کے پاس حاضر ہوں کھائیں۔ پھر سب کے سب
اس پر متفق ہوتے کہ ان سے یہ گفتگو کرنے کے لئے علی بن ابی طالب
کے سوا اور کوئی موزوں نہیں کہ وہ ان کے خسر ہیں تو لوگوں نے ان
سے گفتگو کی تو انہوں نے کہا کہ میں یہ کام کرنے والا نہیں ہوں مگر
تمھیں ازواج نبی صلّے اللہ علیہ وسلم کو اس کے لئے تجویز کرنا
چاہیئے کہ وہ امہات المومنین ہیں وہ ان پر جرأت کر جائیں گی
احنف بن قیس نے بیان کیا کہ پھر ان لوگوں نے عائشہ رض اور حفصہ رض
سے سوال کیا اور وہ دونوں جمع تھیں تو عائشہ رض نے کہا کہ میں ان سے
اس کا سوال کروں گی اور حفصہ رض نے (عائشہ سے) کہا کہ میں نہیں سمجھتی
کہ وہ یہ بات مانیں گے اور تجھ پر عنقریب واضح ہو جائے گا۔ پھر یہ
دونوں ان کے پاس پہنچیں تو انکی تعظیم کی اور ان کو اپنے قریب بٹھایا
تو عائشہ رض نے کہا کہ کیا آپ مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے گفتگو
کروں تو فرمایا کہ کہئے اے ام المومنین تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ
وسلم اپنے رب کی جنت اور رضوان کی طرف چلے گئے اور انہوں نے دنیا کا ارادہ
نہیں کیا اور نہ دنیا نے ان کا۔ اور اسی طرح ابوبکر ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے اور
اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوپر کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اور ان کے شہروں کو مفتوح
کر دیا ہے اور دونوں کے اموال آپ کے پاس بھیجے اور مشرق و مغرب کے ملکوں
کو آپ کے آگے جھکا دیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کو اس میں اضافہ کی امید ہے اب حال یہ
ہے کہ آپ کے پاس عجم کے سفراء اور عرب کے وفود آتے ہیں اور آپ کے بدن پر
یہ جبّہ ہے جس میں آپنے بارہ پیوند لگا رکھے ہیں تو اگر آپ اس کو بدل دیں ایسے
کپڑے کے ساتھ جو زیادہ نرم (بڑھیا) ہو جس سے آپ کا منظر بارعب بن جاتے اور صبح
کو آپ کے سامنے کھانے کے طشت رکھے جائیں اور پھر شام کے کھانے کے لئے اور

www.kitabghar.org

سألتک باللہ ہل تعلمین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شبع من خبز بر عشرۃ ایام او خمسۃ او ثلثۃ او جمع بین عشاء و غداء حتی لحق باللہ قالت لا قال أنشدک باللہ ہل تعلمین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قرب الیہ طعام علی مائدۃ فی ارتفاع شبر من الارض الا کان یأمر بالطعام فیوضع علی الارض و یامر بالمائدۃ فترفع قالت نعم اللہم ثم قال لہما انتما زوجتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امہات المومنین ولکما علی المومنین حق و علی خاصۃ اتیتمانی ولکن ترغبانی فی الدنیا وانی لاعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ من الصوف فربما حکت جلدہ من خشونتہا اتعلمان ذلک قالتا نعم قال فہل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرقد علی عباءۃ علی طاق واحد وکان لہ مسح فی بیتک یا عائشۃ یکون بالنہار بساطا و باللیل فراشا ینام علیہ ویرٰی اثر الحصیر فی جنبہ الا یا حفصۃ انت حدثتنی انک ثنیت المسح لہ لیلۃ فوجد لینہا فرقد علیہ فلم یستیقظ الا باذان بلال فقال لک یا حفصۃ ماذا صنعت ثنیت المہاد حتی ذہب بی النوم الی الصباح مالی وللدنیا و مالی شغلتمونی بلین الفراش اما تعلمین

رکھے جائیں، آپ بھی کھاتے ہوں، اور مہاجرین و انصار میں سے جو آپ کے پاس حاضر ہوں وہ بھی۔ تو یہ بات سُن کر عمرؓ شدت کے ساتھ روئے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے اللہ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کیا تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کی روٹی شکم سیر ہو کر کھائی ہے، دس دن یا پانچ دن یا تین دن، یا شام کے کھانے اور صبح کے کھانے کے درمیان جمع کیا ہے[عہ] یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے، عائشہ رضؓ نے کہا کہ نہیں[عہ] پھر فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کھانا دسترخوان پر اس طرح رکھا گیا کہ زمین سے ایک بالشت اونچا ہو گیا تو آپ کھانے کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے تو وہ زمین پر رکھا جاتا تھا اور اس دسترخوان کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے تو وہ اٹھا دیا جاتا تھا۔ کہا ہاں واللہ پھر دونوں سے کہا، تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ہو اور مومنین کی مائیں ہو اور تمہارا تمام مومنین پر حق ہے اور مجھ پر خصوصیت کے ساتھ ہے تم دونوں میرے پاس آئی ہو لیکن مجھے رغبت دلا رہی ہو دنیا کے بارے میں اور میں بخوبی جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھردری) اُون کا جُبّہ پہنا جس کی کھردراہٹ سے بسا اوقات آپ کی جلد چھل گئی۔ کیا تم دونوں یہ بات جانتی ہو؟ دونوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ کیا تم دونوں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک اکہری عباء میں سویا کرتے تھے اور ان کے پاس ایک کملی تھی تیرے گھر میں اے عائشہ جو دن میں بیٹھنے کا فرش ہوتا تھا وہی رات میں بستر ہوتا تھا کہ اسی پر سو جاتے تھے اور بوریے کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے جاتے تھے۔ دیکھ اے حفصہ تو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ تو نے رات ان کے لئے کمبل کو دوہرا کر دیا تھا تو اس کی نرمی سے آرام محسوس کیا پھر اس پر سو گئے اور نہیں جاگے مگر بلال کی اذان پر تو تجھ سے فرمایا تھا کہ اے حفصہ یہ تو نے کیا کیا بچھونے کو دوہرا کر دیا یہاں تک کہ مجھ پر صبح تک نیند غالب آگئی۔ مجھے دنیاوی عیش سے کیا غرض اور مجھے کیا ہو گیا کہ مجھے تم نے غافل کر دیا فرش کی نرمی کے ساتھ، کیا تم نہیں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی

عہ یعنی اگر آپ نے شام کو کھایا تو صبح کو بھی کھایا، یا صبح کو کھایا تھا تو پھر شام کو بھی کھایا ہو۔ جمع کے یہی معنے ہیں ۱۲ مترجم عہ یہ جمع بین العشاء والغداء کی نفی ہے یعنی کبھی جمع نہیں کیا اس کا تعلق ہل تعلمین سے نہیں ہے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان مغفورًا لہ ماتقدم من ذنبہ وماتاخر ولم یزل جائعًا ساہرًا راکعًا ساجدًا باکیًا متضرعًا آناء اللیل والنہار الی ان قبضہ اللہ تعالٰی الٰی رحمتہ ورضوانہ لا اکل عمر ولا لبس لینًا فلہ اُسوۃٌ بصاحبیہ ولا جمع بین اُدمین الا المآء والزیت ولا اکل لحمًا الا فی کل شہر فخرجنا من عندہ فاخبرنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یزل کذٰلک حتی لحق باللہ عزوجل **الفصل الثالث** فی جنس آخر من مقامات الیقین وہو المشار الیہ بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم محدثون فان کان من امتی احدٌ فعمر وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقول علیؓ کنا نری ونحن متوافرون ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر وحقیقۃ ہذا الجنس انقیاد القوۃ العاقلۃ لنور الیقین واضمحلالہا تحت صولۃ الیقین وتشبہہا بالملأ الاعلٰی وقد تواترت الاخبار بثبوتہا لعمر تواترًا معنویًا فمن اجل ہذہ المقامات موافقۃ رأیہ الوحی مما قد فہم باجتہادہ شیئًا فنزل القرآن وجاء الحدیث موافقًا لما فہم وقد اشتہر ذٰلک عنہ واثبت ذٰلک ہو لنفسہ وکان یعتقد ذٰلک من نفسہ ویشکر اللہ تعالٰی علی ذٰلک ویجب

اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہوچکے تھے اس کے باوجود آپ ہمیشہ بھوکے رہے بیدار رہے اور رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے، رونے والے اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والے رہے رات اور دن کے اوقات میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وفات دے کر اپنی رحمت اور رضوان میں داخل کر دیا۔ عمر نرم کھانے نہیں کھاتے گا اور نرم لباس نہیں پہنے گا۔ اس کے سامنے اس کے دونوں رفیقوں کا اسوۂ حسنہ موجود ہے اور نہ دو سالن (ایک دسترخوان پر) جمع کرے گا بجز پانی اور زیت کے اور نہ گوشت کھاتے گا مگر ہر مہینہ میں (ایک مرتبہ) تو ہم ان کے پاس سے چلے آتے اور ہم نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع کر دی تو وہ ہمیشہ ایسے ہی رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے

فصل ثالث مقاماتِ یقین میں سے دوسری جنس کے بیان میں اور یہ وہی ہے جس کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جو امتیں تم سے پہلے ہوئی ہیں ان میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر قائم کر دیا اور علی رض کے قول میں کہ ہم دیکھتے تھے حالانکہ ہم بہت تھے کہ سکینہ عمر رض کی زبان پر بولتا ہے (اس کی شرح پہلے گذر چکی ہے) اور اس جنس کی حقیقت ہے قوتِ عاقلہ کا نور یقین کے زیر حکم آجانا اور یقین کے غلبہ کے ماتحت اُس (قوتِ عاقلہ) کا مضمحل ہو جانا اور اس کا ملأ اعلیٰ کے مشابہ ہو جانا۔ اور عمر رض کے لئے اس کے ثبوت میں اخبار متواترہ بتواترِ معنوی موجود ہیں۔ تو ان مقامات میں سے بہت بڑا مقام ہے ان کی رائے کا وحی کے موافق پڑنا، ان امور میں سے اپنے اجتہاد سے انہوں نے ایک چیز کو سمجھا پھر قرآن نازل ہوا اور حدیث آئی جو کچھ انہوں نے سمجھا تھا اس کے موافق اور ان کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی اور انہوں نے خود بھی اپنے لئے اس کو ثابت کیا اور اپنے نفس کے بارے میں وہ اس کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس پر اللہ تعالیٰ

www.kitabghar.org

التنبیہ ہٰہنا علی نکتۃٍ انہ لا یلزم فی الموافقۃ ان ینزل القرآن و یرد الحدیث علی وفق رأیہ لفظاً بلفظٍ وحرفاً بحرفٍ ولکن اللازم ان یفہم عمر باجتہادہ شیئاً و یثبت القرآن والسنۃ اصل ذٰلک فان افادا فائدۃً زائدۃً لم یکن ادرکہا عمر لم یقدح ذٰلک فی موافقتہ بیان ذٰلک ان عمر کان یطلب من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یحجب نساءہ فلا یأذن لھنّ ان یخرجن الی البراز و نحوہ فنزل الحجاب و لم یمنعہن من الخروج الی البراز واعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لفظاً او دلالۃً ان الاصل المرضی حجبھن علی ما قال ولکن دفع الحرج اصل فی الشرع و فی منعھن حرج فہٰذا الاصل الذی افادہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یفہمہ عمر و لا یقدح ذٰلک فی کون مسئلۃ الحجاب من الموافقات البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کن یخرجن باللیل اذا تبرزن الی المناصع وہی صعید افیح فکان عمر یقول للنبی صلی اللہ علیہ وسلم احجب نساءک فلم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل فخرجت سودۃ بنت زمعۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃً من لیالی عشاءٍ وکانت

کا شکر کرتے تھے۔ اور یہاں ایک **نکتہ** پر متنبہ کردینا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ موافقت کے بارے میں یہ لازم نہیں کہ قرآن نازل ہو اور حدیث وارد ہو ان کی رائے کے موافق لفظ بلفظ اور حرف بحرف لیکن جو بات لازم ہے وہ یہ ہے کہ عمرؓ اپنے اجتہاد سے ایسی چیز کو سمجھ لیں جس کی اصل کو قرآن وسنت ثابت کرے تو اگر قرآن وسنت کسی ایسے فائدہ زائدہ کا افادہ کریں جس کا ادراک عمرؓ نے نہ کیا تو یہ بات ان کی موافقت کو مجروح کرنے والی نہ ہوگی۔ توضیح اسکی یہ ہے کہ عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کرتے رہتے تھے کہ وہ اپنی بیبیوں کو پردہ کرائیں اور آپ ان کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں تو پردے کا حکم نازل ہوگیا اور ان کو قضائے حاجت کے لئے نکلنے سے آپ نے منع نہیں کیا اور بتا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کے ساتھ یا دلالت سے کہ اصل پسندیدہ ان کا پردہ کرنا ہے اس کے مطابق جو انہوں نے کہا۔ لیکن رفع حرج بھی شریعت میں اصل ہے اور ان کو مطلقاً روک دینے میں حرج واقع ہوتا (جو اس اصل کے خلاف ہے) تو یہ اصل جس کا افادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو عمرؓ نہیں سمجھے۔ اور یہ بات مسئلہ حجاب کو ان کی موافقات میں سے ہونے میں حارج نہیں ہے۔ بخاری، عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے رات میں مناصع کی طرف نکلا کرتی تھیں اور وہ ایک کشادہ زمین تھی اور عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرائیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سودہ بنت زمعہ راتوں میں سے ایک رات میں عشاء کے وقت نکلیں اور وہ ایک دراز قد عورت تھیں تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ ہم نے تجھے پہچان لیا اے سودہ۔ اس بات کی حرص کرتے ہوئے کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے

www.kitabghar.org

امرأة طويلة فناداها عمر انا قد عرفناك يا سودة حرصا على ان ينزل الحجاب فانزل الله الحجاب وفي رواية له عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قد اذن ان تخرجن في حاجتكن يعني البراز مسلم عن ابن عمر قال عمر وافقت ربي في ثلث مقام ابراهيم وفي الحجاب وفي اسارى بدر البخاري ومسلم عن انس بن مالك قال عمر وافقت ربي في ثلث او وافقني في ثلث قلت يا رسول الله لو اتخذت من مقام ابراهيم مصلى فانزل الله واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى قلت يدخل عليك البر والفاجر فلو حجبت امهات المؤمنين فانزلت آية الحجاب وبلغني شيء من معاتبة امهات المؤمنين فقلت لتكففن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او ليبدلنه الله ازواجا خيرا منكن حتى انتهيت الى بعض امهات المؤمنين فقالت يا عمر اما في رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يعظ نساءه حتى تعظهن انت فكففت فانزل الله عسى ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن مسلم عن ابن عباس ان عمر حدثه قال لما اعتزل رسول الله صلى الله عليه وسلم نساءه وكان قد وجد عليهن في مشربة من خزانته قال عمر فدخلت المسجد فاذا الناس ينكتون بالحصا

تو اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل کر دیا اور بخاری کی ایک روایت میں ہے ، عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ تم حاجت کے لئے نکلو یعنی پاخانے کے لئے ۔ مسلم ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایا میری رائے موافق نکلی میرے رب کے منشا سے تین امور میں مقام ابراہیم (کو مصلّٰی بنانے) کے بارے میں اور پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں ۔ بخاری اور مسلم انس بن مالک سے کہ کہا عمرؓ نے کہ میں موافق رہا اپنے رب کے تین باتوں میں یا موافقت کی مجھ سے (میرے رب نے) تین باتوں میں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیتے تو اللہ تعالیٰ نے نازل کی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ۔ میں نے کہا کہ آپ کے پاس اچھے بھی آتے ہیں اور برے بھی کیا اچھا ہو کہ آپ اپنی بیبیوں کو پردہ کرائیں تو آیت حجاب نازل کی گئی اور امہات المومنین کی خفگی کی کچھ خبر پہنچی تو میں نے کہا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے ساتھ ایسی حرکات) سے باز آجانا چاہیئے ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایسی ازواج بدلے میں دیدے گا جو تم سے اچھی ہوں گی یہاں تک کہ میں بعض امہات المومنین کے پاس پہنچا (اور ان سے مذکورہ بالا کلمات کہے) تو اس نے کہا کہ اے عمر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قوت نہیں ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو نصیحت کریں یہاں تک کہ نصیحت کرنے آئے ہیں آپ ۔ تو میں رک گیا ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی عَسٰی رَبُّهٗ الخ (۶۶ : ۵) اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں دیدیگا ۔ مسلم ابن عباس سے کہ عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی

www.kitabghar.org

ويقولون طلّق رسول الله صلّى الله عليه وسلم
نساءه فقلتُ لأعلمنّ هذا اليوم وذلك قبل
ان يؤمر نبي الله صلّى الله عليه وسلّم بالحجاب فدخلتُ
على عائشة بنت ابي بكر يا ابنة ابي بكر بلغ من امرك ان تؤذي
رسول الله صلّى الله عليه وسلم قالت مالي و مالك
يا ابن الخطاب عليك بعيبتك فاتيتُ حفصة بنت
عمر فقلت يا حفصة والله لقد علمتِ ان رسول الله
صلّى الله عليه وسلم لا يحبّك ولولا انا لطلّقكِ
قال فبكتْ اشدّ بكاءٍ قال فقلتُ لها اين
رسول الله صلّى الله عليه وسلم قالت هو فی
خزانته قال فذهبت فاذا انا برباح غلام رسول
الله صلی الله علیه وسلم قاعدًا على اسكفّة الغرفة
مُدليًا رجليه على نقيرٍ يعني جذعًا منقورًا
قلتُ يا رباح استأذن لي على رسول الله صلّى
الله عليه وسلم فنظر رباح الى الغرفة ثم نظر
اليّ فسكتَ قال فرفعتُ صوتي فقلتُ
استأذن يا رباحُ على رسول الله صلى الله عليه
وسلم فاني اظنّ ان رسول الله صلّى الله عليه
وسلم يظنّ اني انما جئتُ من اجل حفصة
والله لئن امرني رسول الله صلّى الله عليه
وسلم ان اضرب عنقها لضربتُ عنقها قال فنظر
رباح الى الغرفة و نظر اليّ ثم قال هكذا
يعني اشار بيده ان ادخل فدخلتُ فاذا هو

اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور ان سے آپ ناراض ہو گئے تھے تو ایک بالاخانہ میں جو آپ کے خزانہ میں سے (یعنی کوٹھا) تھا ان سے علیحدہ رہنے لگے عمرؓ نے کہا کہ پھر ایک دن، میں مسجد میں داخل ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ کنکریاں کرید رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں نے کہا کہ میں آج ہی ان کا حال معلوم کرونگا اور یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پردے کا حکم دیتے جانے سے پہلے کا ہے تو میں عائشہ بنت ابی بکر کے پاس پہنچا اور میں نے کہا اے ابو بکر کی بیٹی اب تو اس حد تک پہنچ گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے لگی۔ عائشہ نے کہا کہ اے ابن الخطاب تیرا مجھ سے کیا واسطہ تو اپنی گٹھڑی (یعنی بیٹی) سے کہہ تو میں حفصہ بنت عمر کے پاس پہنچا تو میں نے کہا اے حفصہ تو یقیناً جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تجھے طلاق دیدیتے۔ کہا کہ وہ (یہ سنکر) شدت کے ساتھ رو پڑی۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ حفصہ نے کہا کہ وہ اپنے خزانہ میں ہیں۔ کہا کہ پھر میں گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کو دیکھا کہ وہ بالاخانہ کی چوکھٹ پر اپنے پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا ایک لکڑی کی سیڑھی پر یعنی ایک گدّے عہ پر جو کھدا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ اے رباح میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت لے تو اس نے بالاخانہ کی طرف دیکھا اور خاموش رہا۔ کہا کہ پھر میں نے اپنی آواز بلند کی اور کہا کہ اے رباح میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت لے۔ میں یہ گمان کر رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال کر رہے ہیں کہ میں حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں کہ میں اسکی گردن ماردوں تو میں ضرور اس کی گردن ماردوں گا۔ کہا کہ پھر رباح نے بالاخانہ کی طرف دیکھا اور میری طرف دیکھا۔ پھر ایسے کیا یعنی اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ داخل ہو جاؤ تو داخل ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ آپ بوریے پر چت لیٹے ہیں اور آپ کے بدن پر حرف لگی ہے۔ پھر آپ بیٹھے

عہ یعنی ایک موٹی لکڑی کو کھود کر اس میں سیڑھیوں کی طرح کے طبقات اوپر تلے بنے ہوتے تھے جس سے سیڑھی کا کام لیا جاتا تھا ۱۲

www.kitabghar.org

مضطجع علی حصیر وعلیہ ازارہٗ فجلس واذا الحصیرُ قداثر فی جنبہٖ وقلّبتُ عینی فی الخزانۃ فاذا لیس فیہ شیءٌ من الدنیا غیر قبضتین من شعیرٍ وقبضۃٍ من قرظٍ نحو الصاعین واذا افیقٌ معلق اوافیقانِ فابتدرت عیناي فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ما یُبکیک یا ابن الخطاب فقلتُ یارسول اللہ مالی لا ابکی وانت صفوۃُ اللہ ورسولُہٗ وخیرتہٗ من خلقہٖ وھٰذہ الأعاجم کسریٰ وقیصر فی الثمارِ والانہار وانتَ ھٰکذا فقال یا ابن الخطاب اما ترضٰی ان تکون لنا الآخرۃُ ولھم الدنیا قلتُ بلیٰ یارسول اللہ فاَحمدُاللہ قلّ ماتکلّمتُ فی شيءٍ الّا انزل اللہ تصدیق قولی من السماء قال قلتُ یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ان کنتَ طلقتَ نساءک فان اللہ عزوجل معک وجبرئیل وانا وابوبکر وصالح المؤمنین فانزل اللہ عزوجل وان تظاھرا علیہ فانّ اللہ ھو مولٰہ وجبریلُ وصالح المؤمنین الآیۃ قال فما اخبرتُ ذٰلک نبي اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم الّا وانا اَعرفُ الغضبَ فی وجہہٖ حتی رأیت وجہہٗ یتہلّلُ وکبّرَ فرایتُ ثغرہٗ وکان من احسن الناس ثغرًا فقال انی لم اُطلّقھنّ قلتُ یا نبی اللہ قد اشاعوا انک قد طلقتَ نساءک فاُخبرھم انک لم تطلقھنّ قال ان شئتَ فعلتَ

اور میری نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ کے پہلو پر بوریے کے نشان پڑے ہوئے ہیں اور میں نے اپنی آنکھ خزانہ کی طرف گھمائی تو دیکھا کہ اس میں دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے بجز دو مٹھی جو کے اور ایک گڈی قرظ[عسہ] کی تھی دو صاع کے قریب اور دیکھتا ہوں کہ بغیر دباغت دی ہوئی ایک کھال لٹکی ہوئی ہے یا دو کھالیں تو میرے آنسو بہنے لگے۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا بات تم کو رُلا رہی ہے؟ تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں کیسے نہ روؤں حالانکہ آپ اللہ کے خاص بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے پسندیدہ اسکی تمام مخلوق میں سے اور یہ عجمی کسریٰ اور قیصر پھلوں اور نہروں میں اور آپ اس طرح پر تو فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا تو اس پر راضی نہیں ہوتا ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا۔ میں نے کہا بیشک یارسول اللہ، تو میں اللہ کا شکر کرتا ہوں ایسا کم ہوا ہے کہ میں نے کسی چیز میں کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے قول کی تصدیق آسمان سے نازل نہ کردی ہو۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ اگر آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دیدی ہے تو اللہ عزوجل آپ کے ساتھ ہے اور جبرئیل اور میں اور ابوبکر اور مومنین کے نیک لوگ۔ تو اللہ عزوجل نے نازل کی وَاِنْ تَظَاھَرَا عَلَیْہِ (۶۶:۴) اور اگر تم پیغمبر کے مقابلہ میں کارروائیاں کرو گی تو (یاد رکھو) پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ہے اور نیک مسلمان ہیں الخ۔ کہا کہ میں نے اس بات کی خبر نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی مگر حال یہ تھا کہ (پہلے) میں آپ کے چہرے میں غصّہ کو پہچان رہا تھا یہانتک کہ (اس کلام کے بعد) میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا (خوش ہوتے ہوئے) کہ چمک رہا ہے اور آپ تکبیر کہہ رہے ہیں پھر میں نے دیکھا آپکے سامنے کے دانتوں کو اور آپکے سامنے کے دانت سب لوگوں سے زیادہ حسین

عسہ قرظ ایک درخت ہے جس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کرتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

فقمتُ علی باب المسجد فقلتُ الا انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لم یُطلّق نساءہ فانزل اللہ فی الذی کان من شانی و شانہ واذا جاءہم امرٌ من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردّوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم قال عمر فانا الذی استنبطتہ، منہم احمد بن حنبل عن ابن مسعود قد فضل الناس عمرُ باربع بذکرہ الاُساری یوم بدرٍ امر بقتلہم فانزل اللہ تعالٰی لولا کتابٌ من اللہ سبق لمسّکم فیما اخذتم عذابٌ عظیمٌ و بذکرہ الحجاب امر نساء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یحتجبن فقالت لہ زینب و انک لتغار علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ تعالٰی واذا سالتموہنّ متاعًا فاسئلوہنّ من وراء حجاب و بدعوۃ النبی صلّے اللہ علیہ وسلم اللّہمّ ایّد الاسلام بعمر و برأیہ فی ابوبکر کان اوّل الناس بایعہ۔ المحب الطبری عن طلحۃ بن مصرف قال قال عمر یا رسول اللہ الیس ہذا مقام ابراہیم ابینا قال بلٰی قال عمر فلو اتخذتہ مصلّی فانزل اللہ تعالٰی واتخذوا من مقام ابراہیم مصلّی مسلم و احمد بن حنبل عن ابن عباس عن عمر قال لما کان یوم بدر قال رسول

تھے پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے انکو طلاق نہیں دی۔ میں نے کہا اے نبی اللہ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں ان کو خبر دیئے دیتا ہوں کہ آپ نے ان کو طلاق نہیں دی فرمایا اگر تم چاہو تو ایسا کر لو پھر میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی تو اللہ تعالٰی نے میرے وصف اور ان کے وصف میں جو واقعہ ہوا تھا یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ الخ (۴: ۸۳) اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالہ پر رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے۔ جو ان میں سے اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں کہا عمرؓ نے تو جس نے ان میں سے اسکی تحقیق کی تھی وہ میں ہوں۔ احمد بن حنبل ابن مسعود سے اللہ تعالٰی نے عمر کو سب لوگوں پر فضیلت دی چار مواقع میں آپ کے ذکر سے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں کہ انہوں نے رائے دی تھی ان کو قتل کرنے کی تو اللہ تعالٰی نے نازل فرمایا لَوْلَا كِتٰبٌ الخ (۸: ۶۸) اگر خدا کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی اور ان کے ذکر کرنے سے پردے کے بارے میں کہ انہوں نے تجویز کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے کہ وہ پردہ کریں تو ان سے زینبؓ نے کہا تھا اور تو اے ابن الخطاب ہم پر غیرت کر رہا ہے حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ الخ (۳۳: ۵۳) اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔ اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے کہ اسلام کو مدد پہنچایئے عمر کے ذریعہ سے اور انکی رائے سے ابوبکر کے بارے میں کہ انکی خلافت کے محرک عمرؓ ہوتے تھے اور وہ پہلے شخص تھے جس نے ان سے بیعت کی تھی۔ محب طبری طلحہ بن مصرف سے، کہا کہ عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ مقام ہمارے باپ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے فرمایا کیوں نہیں عمر نے

www.kitabghar.org

الله صلى الله عليه وسلم ما ترون في هؤلاء الأسارى
فقال ابو بكر يا رسول الله بنو العم وبنو العشيرة
والاخوان غير انا نأخذ منهم الفداء فيكون
لنا قوة على المشركين وعسى الله ان يهديهم
الى الاسلام ويكونون لنا عضدا قال
فما ترى يا ابن الخطاب قلت يا رسول الله
ما ارى الذى رأى ابو بكر ولكن هؤلاء ائمة
الكفر وصناديدهم فنقربهم فيضرب اعناقهم
قال فهوى رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما قال ابو بكر ولم يهو ما قلت واخذ منهم الفداء
فلما اصبحت غدوت على رسول الله صلى
الله عليه وسلم فاذا هو وابو بكر قاعدان
يبكيان قلت يا نبى الله اخبرنى من اى شئ
تبكى انت وصاحبك فان وجدت بكاء
بكيت والا تباكيت لبكائكما فقال
قد عرض علي عذابكم ادنى من هذه الشجرة
لشجرة قريبة حينئذ فانزل الله تعالى
ما كان لنبي ان يكون له اسرى حتى يثخن
فى الارض تريدون عرض الدنيا والله يريد
الأخرة احمد بن حنبل عن انس بن
مالك قال استشار النبي صلى الله
عليه وسلم الناس فى الاسارى يوم بدر
فقال ان الله قد امكنكم منهم فقام عمر بن

کہا کہ اس کو تو آپ نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وَاتَّخِذُوا الخ (۲:۱۲۵) اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو"۔ مسلم اور احمد بن حنبل، ابن عباس سے وہ عمرؓ سے، کہا کہ جب غزوۂ بدر ہوا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) سے فرمایا کہ ان اسیروں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ چچا کے بیٹے اور رشتہ دار اور بھائی ہیں (میری رائے کچھ نہیں) بجز اس کے کہ ہم ان سے فدیہ لے لیں وہ ہمارے لئے مشرکین کے مقابلہ میں قوت کا باعث ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی طرف ہدایت فرماویگا اور یہ لوگ ہمارے بازو بنیں گے آپ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکر کی ہے۔ یہ لوگ ائمۂ کفر اور مشرکین کے سرغنہ ہیں آپ ان کے حق میں یہ تجویز کریں کہ ان کی گردنیں ماردی جائیں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائل ہوگئے اس رائے کی طرف جو کہ ابوبکر نے عرض کی تھی اور جو کچھ میں نے عرض کیا اس کو پسند نہیں فرمایا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ جب صبح ہوگئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ دیکھتا ہوں کہ آپ اور ابوبکر دونوں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے بتایئے کہ کیوں رو رہے ہیں آپ اور آپ کے رفیق تاکہ اگر مجھے رونا آتے تو میں بھی رووں ورنہ آپ دونوں کے رونے کے ساتھ رونے کی کوشش کروں تو فرمایا کہ مجھ پر تمہارا عذاب پیش کیا گیا اس درخت سے بھی زیادہ قریب سے اس وقت ایک قریب کے درخت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا مَا كَانَ لِنَبِيٍّ الخ (۸:۶۷) نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیتے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار) کی خونریزی نہ کرلیں تم دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو"۔ احمد بن حنبل، انس بن مالک سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ کیا بدر کے قیدیوں کے بارے میں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر قابو دے دیا ہے تو عمر بن الخطاب کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ان کی گردنیں مار دیجئے تو ان سے نبی صلی اللہ

www.kitabghar.org

الخطاب فقال یارسول اللہ اضرب اعناقہم فاعرض عنہ النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم ثم عاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یاایھا الناس ان اللہ قد امکنکم منہم و انما ہم اخوانکم بالامس فقام عمر فقال یارسول اللہ اضرب اعناقہم فاعرض عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال للناس مثل ذلک فقام ابو بکر الصدیق فقال یارسول اللہ نری ان تعفو عنہم وان تقبل الفداء منہم قال فذھب عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان من الغم فعفا عنہم وقبل منہم الفداء فانزل اللہ تعالی لولا کتاب من اللہ سبق الآیۃ البخاری ومسلم عن ابن عمر قال لما مات عبداللہ بن ابی بن سلول عہ جاء ابنہ عبداللہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسألہ ان یعطیہ قمیصہ یکفنہ فیہ وسألہ ان یصلے علیہ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیصلی علیہ فقام عمر فاخذ ثوب النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقال اتصلے علیہ وقد نہاک اللہ ان تصلے علیہ فقال انما خیرنی فقال استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم

علیہ وسلم نے اعراض کیا، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوال لوٹایا اور فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر قابو دے دیا ہے اور یہ وہی ہیں جو کل تمہارے بھائی تھے۔ پھر عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا یارسول اللہ ان کی گردنیں مار دیجئے پھر ان سے اعراض کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال لوٹایا اور لوگوں سے اسی طرح فرمایا تو ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان سے فدیہ قبول کر لیں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جو رنج کے آثار تھے وہ جاتے رہے تو آپ نے ان کو معاف کر دیا اور ان سے فدیہ قبول کر لیا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا لَوْلَا کِتَابٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ الخ (۸:۶۸) اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا۔ بخاری اور مسلم، ابن عمر سے، کہا کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول عہ مرا تو اس کا بیٹا عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ سے سوال کیا کہ آپ اس کو اپنا کرتہ عطا فرمادیں جس میں وہ اس کو کفنا دیں اور سوال کیا کہ آپ اس پر نماز پڑھیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمر اٹھے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑا اور کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ الخ (۹ : ۸) آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار کریں اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا" اور میں استغفار کو ستر سے بڑھادوں گا۔

عہ سلول عبداللہ کی ماں کا نام ہے دادا کا نہیں ۱۲

www.kitabghar.org

سبعین مرۃً فلن یغفر اللہ لھم و سازیدہ علی
السبعین قال انہ منافق فصلّی علیہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عزوجل ولا تصلّ
علیٰ احدٍ منھم مات ابدًا ولا تقم علٰی قبرہ البخاری
عن ابن عباس عن عمر انہ قال لما مات عبداللہ
بن ابی بن سلول دُعی لہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لیصلی علیہ فلما قام رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وثبت علیہ فقلت یارسول اللہ
اتصلی علی ابن اُبی وقد قال یوم کذا کذا و
کذا اعدّد علیہ قولہ فتبسم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم و قال اخّر عنی یاعمر فلما اکثرت
علیہ قال اما انی خیرت لو اعلم انی اذا زدت
علی السبعین یغفر لہ لزدت علیہا قال فصلی علیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فلم یمکث
الا یسیرا حتی نزلت الآیتان من براءۃ من قولہ
ولا تصل علی احد منھم مات ابدا و لا تقم علی قبرہ
الی وھم فاسقون قال فعجبت بعدُ من جرأتی
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ
المحب الطبری عن انس بن مالک قال عمر وافقت
ربی فی اربع قلت یارسول اللہ لو اتخذت علی
نساءک حجابا فانہ یدخل علیک البر والفاجر

عمرؓ نے کہا کہ یہ تو منافق ہے۔ پھر اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو اللہ عزوجل نے نازل کیا وَلَا تُصَلِّ عَلٰی الخ (۹: ۸۴) اور ان میں کوئی مر جائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجیئے"۔ بخاریؒ ابن عباس سے وہ عمرؓ سے کہ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو اسکی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلائے گئے تاکہ اس پر نماز پڑھیں۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں آپ کے سامنے کو دوڑا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یہ کہا تھا اور یہ کہا تھا اور یہ کہا تھا۔ میں آپ کے سامنے شمار کر رہا تھا اسکی باتوں کو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ اے عمر میرا پیچھا چھوڑ پھر جب میں آپ کے سامنے بہت کچھ کہہ چکا تو آپ نے فرمایا آگاہ ہو کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے تو میں مختار ہوں اگر میں یہ سمجھوں کہ اگر میں نے ستر مرتبہ سے زیادہ (استغفار کر دیا) تو اسکی مغفرت ہو جائیگی تو میں زیادہ کر دوں گا کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور واپس ہوتے اس کے بعد کچھ ہی دیر ہوئی تھی یہاں تک کہ سورۃ براءۃ کی دو آیتیں نازل ہوئیں اس قول سے وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ سے وَھُمْ فَاسِقُوْنَ تک (یعنی اور ان میں کوئی مر جاتے تو اس (کے جنازے) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن) کے لئے اسکی قبر پر کھڑے ہوجیئے (کیونکہ) انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں"۔ کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی اس جرأت سے جو اس دن واقع ہوئی تھی تعجب ہوا۔عہ محب طبری، انس بن مالک سے کہ کہا عمرؓ نے کہ چار باتوں میں اپنے رب کے ساتھ میں نے موافقت کی۔ میں نے

عہ نور یقین کے تسلط نے عمرؓ کو مغلوب کر کے وہ جرأت پیدا کر دی تھی جس پر آپ نے اظہار تعجب کیا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

فانزل اللہ تعالیٰ واذا سألتموھن متاعا فاسألوھنّ من ورآء حجاب وقلت لازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم لتنتھینّ او لیبدلنّ اللہ ازواجا خیرا منکن ونزل ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الیٰ قولہ ثم انشأناہ خلقا آخر فقلت فتبارک اللہ احسن الخالقین فی روایۃ فقال صلے اللہ علیہ وسلم تزید فی القرآن یاعمر فنزل جبرئیل بہا وقال انہا تمام الآیۃ المحب الطبری عن رجل من الانصار ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم استشار عمر فی امر عائشۃ حین قال لہا اہل الافک ما قالوا فقال یارسول اللہ من زوجکہا فقال اللہ تعالیٰ قال افتظن ان ربک دلّس علیک فیہا سبحانک ہذا بہتان عظیم فانزل اللہ علی وفق ما قال عمر المحب الطبری عن علی انطلق عمر الی الیہود فقال انی انشدکم باللہ الذی انزل التوراۃ علی موسیٰ ہل تجدون وصف محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی کتابکم قالوا نعم قال فما یمنعکم من اتباعہ قالوا ان اللہ لم یبعث رسولا الا کان لہ من الملائکۃ کفیل وان جبرئیل ہو الذی تکفل محمدا صلے اللہ علیہ وسلم وہو الذی یأتیہ وہو عدونا من الملائکۃ ومیکائیل سلمنا فلو کان ہو الذی یأتیہ اتبعناہ قال فانی اشہد انہ ما کان میکائیل

کہا یارسول اللہ آپ تو مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیں[1]۔ اور میں نے کہا یارسول اللہ آپ تو اپنی بیبیوں کا پردہ کرائیں کیونکہ آپ کے پاس اچھے بُرے سب ہی آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ الخ (۳۳: ۵۳) اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔" اور میں نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو باز آجانا چاہیئے ورنہ اللہ تعالیٰ ایسی بیبیاں بدل دے گا جو تم سے اچھی ہوں گی[2] اور یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ سے خَلْقًا اٰخَرَ تک (۲۳: ۱۲) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو (گوشت کی) بوٹی بنا دیا پھر ہم نے اس بوٹی (کے بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا۔ پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی طرح کی مخلوق بنا دیا۔" تو میں نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (تو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر تو قرآن میں اضافہ کر رہا ہے پھر جبرئیل اس کو لیکر نازل ہوئے اور کہا کہ آیت کا آخر حصہ یہ ہے۔ محب طبری، انصار میں کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کے بارے میں عمرؓ سے مشورہ طلب کیا جب کہ ان کے حق میں تہمت لگانے والوں نے بکواس کی تھی جو کی تھی تو عمرؓ نے کہا یارسول اللہ اس کو آپ کی زوجہ کس نے بنایا؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تو پھر کیا آپ یہ گمان کر سکتے ہیں کہ آپ کے ربنے اس کے بارے میں دھوکے کی بات کی۔ یا اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ایسا کلام جو قول عمر کے موافق تھا۔ محب طبری، علی رضؓ سے کہ عمرؓ یہود کے پاس پہنچے اور کہا کہ میں تم کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت کو نازل کیا کہ کیا تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اپنی کتاب میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! عمرؓ نے کہا کہ پھر ان کے اتباع سے کیا چیز تم کو روک رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر فرشتوں میں سے کسی کو اس کا کفیل (مددگار) بنایا ہے اور جبرئیل وہ فرشتہ ہے جو کفیل بنا ہے محمد صلی اللہ علیہ

[1] تو یہ آیت نازل ہوئی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۱۲ [2] تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ ۱۲

www.kitabghar.org

لیعادی سلم جبرئیل وما کان جبرئیل لیسالم عدو میکائیل قال فمر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ھذا صاحبک یاابن الخطاب فقام الیہ وقد انزل علیہ قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ الی قولہ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ المحب الطبری وھو فی جامع الترمذی وغیرہ ان عمر کان حریصًا علی تحریم الخمر فکان یقول اللّٰھم بیّن لنا فی الخمر وانہا تذہب المالَ والعقلَ فنزل قولہ تعالی یَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الآیۃ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فتلاہا علیہ فلم یر فیہا بیانًا فقال اللّٰھم بیّن لنا فی الخمر بیانًا شافیًا فنزل یَا أَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَأَنْتُمْ سُکٰرٰی الآیہ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فتلاہا علیہ فلم یر فیہا بیانًا ثم قال اللّٰھم بیّن لنا فی الخمر بیانًا شافیًا فنزل یَا أَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ الآیۃ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فتلاہا علیہ فقال عمر عند ذلک انتہینا یارب انتہینا المحب الطبری عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أرسل غلامًا من الانصار الی عمر بن الخطاب وقت الظہر لیدعوہ فدخل فرأی عمر علی حالۃ

وسلم کا اور یہی ہے وہ جو کہ ان کے پاس آیا کرتا ہے اور وہ فرشتوں میں سے ہمارا دشمن ہے اور میکائیل ہمارا خیر خواہ ہے تو اگر یہ ان کے پاس آنے والا ہوتا تو ہم ان کا اتباع کر لیتے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میکائیل ایسا نہیں ہے کہ دشمنی کرے جبرئیل کے پسندیدہ لوگوں سے اور جبرئیل ایسا نہیں کہ سلامتی چاہے میکائیل کے دشمنوں کی کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گذرے تو انہوں نے کہا کہ یہ ہیں تمہارے صاحب اے ابن الخطاب تو عمرؓ آپ کے پاس پہنچے اور آپ کے اوپر یہ آیت نازل ہو چکی تھی قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ سے عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ تک (۲: ۹۷: ۹۸) محب طبری، اور یہ جامع ترمذی وغیرہ میں بھی ہے کہ عمرؓ بہت خواہشمند تھے شراب کے حرام کئے جانے کے تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ شراب کے بارے میں ہم پر واضح حکم کر دیجئے اور یہ مال کو بھی برباد کرتی ہے اور عقل کو بھی تو نازل ہوا اللہ تعالیٰ کا ارشاد یَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الآیۃ (۲: ۲۱۹) لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے) فائدے بھی ہیں اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں الخ" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے اسکی تلاوت کی تو انہوں نے اس میں صراحت نہ دیکھی تو کہا کہ یا اللہ خمر کے متعلق ہمارے لئے شافی صریح حکم بیان کر دیجئے پھر یہ آیت نازل ہوئی یَا أَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَأَنْتُمْ الخ (۴: ۴۳)، اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشے میں ہو الخ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے آیت کی تلاوت کی تو انہوں نے اس میں صریح حکم نہ دیکھ کر پھر دعا کی کہ یا اللہ ہمارے لئے خمر کے متعلق شافی صریح حکم بیان کر دیجئے پھر نازل ہوا یَا أَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ الخ (۵: ۹۰) اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بلایا اور ان کے سامنے اسکی تلاوت کی تو عمرؓ نے اس موقع پر کہا کہ ہم (شراب سے) باز آئے اے پروردگار ہم باز آئے۔

www.kitabghar.org

کرہ عمر رؤیتہ علیہا فقال یارسول اللہ وددت لو ان اللہ امرنا ونہانا فی حال الاستیذان فنزلت یاایہا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الآیۃ المحب الطبری لما نزل قولہ تعالٰی ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین بکی عمر وقال یا رسول اللہ وقلیل من الآخرین آمنا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صدقناہ ومن ینجو منا قلیل فانزل اللہ تعالٰی ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فقال لقد انزل اللہ فیما قلت فجعل ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین المحب الطبری عن طارق بن شہاب قال جاء رجل یہودی الی عمر بن الخطاب فقال ارایت قولہ تعالٰی سارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السموات والارض فاین النار فقال لاصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اجیبوہ فلم یکن عندہم منہا شیء فقال عمر ارایت النہار اذا جاء اللیل یملأ السموات والارض قال بلی

محب طبری ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک غلام کو ظہر کے وقت بھیجا عمر بن الخطاب کے پاس تاکہ ان کو بلا لاتے تو وہ اندر پہنچ گیا اور اس نے عمر کو ایسی حالت میں دیکھا کہ عمر کو اُس کا اس حالت میں دیکھنا ناگوار ہوا! تو آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو آنے کی اجازت طلب کرنے کے کچھ امر اور نہی فرمائے تو نازل ہوئی یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الخ (۲۴: ۵۸) اے ایمان والو (تمہارے پاس آنے کے لئے) مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے انکو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیئے الخ۔ المحب طبری، جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (۵۶: ۱۳: ۱۴) "ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہونگے"؛ تو عمرؓ روتے اور کہا یا رسول اللہ اور آخرین میں سے تھوڑے سے؟ ہم اللہ کے رسولؐ پر ایمان لائے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکی ہم نے تصدیق کی اور جو ہم میں سے نجات پائیں وہ قلیل ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (۵۶: ۳۹: ۴۰) (اصحاب الیمین) کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں کا ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں کا ہوگا"؛ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس بات کے بارے میں جو تم نے کہی تھی نازل فرمادیا ہے تو اس نے ایک بڑا گروہ اولین میں سے اور ایک بڑا گروہ آخرین میں سے مقرر کردیا۔ محب طبری طارق بن شہاب سے، کہا کہ ایک یہودی شخص عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور بولا کیا آپ نے دیکھا اللہ تعالیٰ کا قول وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ الخ (۳: ۱۳۳) "اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی جانب سے ہو اور طرف جنت کے جسکی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان و زمین"؛ تو نار کہاں ہے (جب کہ تمام آسمان و زمین جنت کے عرض میں آگئے) تو عمرؓ نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کو جواب دو تو ان کے پاس اس کے بارے میں کچھ نہ تھا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تو نے دن کو دیکھا ہے کہ جب وہ آجاتا ہے تو کیا آسمانوں اور زمین

عہ یعنی کوئی روایت موجود نہ تھی اور صحابہ کی عادت تھی کہ اپنے قیاسات عقلیہ بیان کرنے سے ایسے امور میں بچتے تھے اور صحابہؓ کو مخاطب کرنے سے حضرت عمرؓ کا منشا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی روایت ہو تو بیان کرے ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

قال فاین اللیل قال حیث شاء اللہ عزوجل
قال عمر فالنار حیث شاء اللہ عزوجل قال
قال الیہودی والذی نفسک بیدہ یا امیرالمومنین
انہا لفی کتاب اللہ المنزل کما قلت روی
ان کعب الاحبار قال یوما عند عمر ویل لملک
الارض من ملک السماء فقال عمر الا من حاسب
نفسہ فقال کعب والذی نفسی بیدہ انہا
لتابعتہا فی کتاب اللہ عزوجل التوریۃ فخر
عمر ساجدا للہ تعالی المحب الطبری عن
ابن عمر انہ قال ما اختلف اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی شیء فقالوا وقال
عمر الا نزل القرآن بما قال عمر وعن علی ان
عمر لیقول القول فینزل القرآن بتصدیقہ وعنہ
کنا نری ان فی القرآن کلاما من کلامہ ورأیا
من رأیہ ومن ذلک قولہ فی الاذان اولا
تبعثون رجلا ینادی بالاذان فاستقر الامر
علی ذلک بعد رؤیا عبد اللہ بن زید واصل
القصۃ فی الصحیحین وغیرہما واخرج محمد بن اسحق
واحمد وابوداؤد والترمذی والدارمی فی
حدیث عبد اللہ بن زید فسمع عمر ذلک یعنی

کو نہیں بھر لیتا اس نے کہا کہ بیشک۔ کہا کہ پھر رات کہاں ہوتی ہے۔ اس نے کہا جہاں اللہ عزوجل چاہتا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر نار بھی وہیں ہے جہاں اللہ عزوجل نے چاہا۔ عہ کہا کہ اس پر یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں آپ کا نفس ہے کہ یہ بات اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب (توریت) میں اسی طرح ہے جیسے آپ نے کہا۔ مروی ہے کہ ایک دن کعب احبار نے عمرؓ کے سامنے کہا کہ زمین کے بادشاہ کے لئے خرابی ہوگی آسمان کے بادشاہ کی طرف سے۔ تو عمرؓ نے کہا بجز اس کے جو اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ تو کعب نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسکی تائید کرنیوالی آیات اللہ عزوجل کی کتاب توریت میں موجود ہیں تو عمر اللہ کے لئے سجدے میں گر گئے۔ محب طبری ابن عمرؓ سے کہ انہوں نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں مختلف الرائے نہیں ہوتے کہ انہوں نے ایک بات کہی اور عمرؓ نے کچھ اور کہا مگر قرآن نازل ہوا اس بات کے موافق جو عمرؓ نے کہی۔ اور مروی ہے علیؓ سے کہ عمرؓ جو بات کہتے قرآن اسکی تصدیق میں نازل ہو جاتا۔ اور ان ہی سے مروی ہے کہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ قرآن میں موجود ہے ان کے کلام کے مطابق کلام اور ان کی رائے کے مطابق رائے۔ اور اسی قسم میں سے ہے ان کا قول اذان کے بارے میں کہ کیوں نہیں بھیج دیتے کسی شخص کو جو اذان کو بلند آواز سے کہہ دے تو اسی پر بات قرار پکڑ گئی عبد اللہ بن زید کے خواب کے بعد اور اصل قصہ صحیحین اور دیگر کتب میں موجود ہے اور اخذ کیا محمد بن اسحق اور ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی نے عبد اللہ بن زید کی حدیث میں کہ پھر عمرؓ نے اس کو یعنی اذان کو سنا اور وہ اپنے گھر میں تھے تو اپنی چادر کھینچے

عہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ یہ محاورے کا کلام ہے کہ دن کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ سب آسمان وزمین روشنی سے بھر گئے حالانکہ جب کرۂ ارض کے ایک حصہ میں دن ہوتا ہے تو دوسرے میں رات ہوتی ہے اسی طرح جنت کے عرض کو سماوات و ارض کے عرض سے تشبیہ ایک محاورے کا کلام ہے رقبہ اور پیمائش مقصود نہیں ہے۔ یہودی نے بھی تصدیق کر دی کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب یعنی توریت میں بھی اسی تشبیہ کو استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

الأذانَ وہو فی بیتہٖ فخرج یجرُّ ردآءہ وہو
یقولُ والذی بعثک بالحق لقد رأیت مثلَ
الذی رأی قال صلے اللہ علیہ وسلم فللہ
الحمد المحب الطبری عن عبد الرحمن بن ابی
عمرۃ الانصاری قال حدثنی أبی قال کُنّا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃٍ غزاہا
فاصابَ الناسَ مَخْمَصۃٌ فاستأذن الناسُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نحرِ بعض
ظہورہم فہَمَّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ان یأذن لہم فقال عمر بن الخطاب ارأیتَ
یارسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نحرنا
ظہرنا ثم لقینا عدوّنا غدًا ونحن جیاعٌ
رجالٌ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فماترٰی یاعمر قال أرٰی ان تدعوا الناسَ
ببقایا أزوادِہم ثم تدعو فیہا بالبرکۃ فان
اللہ عزوجلّ سیُبلغنا بدعوتِک ان شآء اللہ
تعالیٰ قال فکأنّما کان علے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم غِطاءٌ فکُشِفَ قال فدعا بثوبٍ
فأمَرَ بہٖ فبُسِط ثم دعی بالناس ببقایا زادہم
قال فجآءوا بما کان عندہم قال فمن الناس
من جاءَ بالجفنۃ من الطعام او الحثیۃ
ومنہم من جآء بمثل البیضۃ قال فأمَرَ بہٖ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوُضِعَ

ہوتے نکلے اور وہ یہ کہہ رہے تھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے اسی کی مانند خواب دیکھا جو اس نے (یعنی عبد اللہ بن زید نے) دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فللہ الحمد (اللہ کا شکر ہے) محب طبری، عبد الرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری سے، کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے جس میں آپ تشریف لے گئے تھے تو لوگ بھوک میں مبتلا ہو گئے اس پر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اپنے بعض اونٹوں کے ذبح کرنے کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا کہ ان کو اجازت دے دیں تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس کا بھی خیال فرمایا کہ اگر ہم نے اپنی سواریوں کو ذبح کر لیا پھر ہم اپنے دشمنوں سے کل اس حال میں مقابلہ کریں گے کہ ہم بھوکے اور پیدل ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ——— پھر تمہاری کیا رائے ہے اے عمر۔ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ان کے بچے ہوئے زادِ راہ سمیت طلب کیجئے پھر اس میں آپ دعائے برکت کیجئے تو یقیناً اللہ عزوجل آپ کی دعا سے ہم کو طعام عطا کر دے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ کہا کہ ایسا ہو گیا کہ گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پردہ پڑا ہوا تھا جو اُٹھا دیا گیا۔ کہا کہ پھر آپ نے ایک کپڑا منگایا جو آپ کے حکم سے بچھا دیا گیا۔ پھر لوگوں کو ان کے بچے ہوئے زادِ راہ کے ساتھ بلوایا کہا کہ پھر جو کچھ لوگوں کے پاس موجود تھا لے کر آ گئے۔ کہا کہ لوگوں میں بعض ایسے تھے جو کھانے کا بڑا پیالہ لے کر آئے یا ایک دو ہتڑ لائے اور ان میں سے بعض انڈے کے برابر لے کر آئے۔ کہا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ اس کپڑے پر رکھ دیئے گئے۔ پھر آپ نے

www.kitabghar.org

علی ذلک الثوب ثم دعا فیہ بالبرکۃ ثم تکلم بما شاء اللہ عزوجل ثم نادی فی الجیش ثم امرہم فاکلوا واطعموا وملأوا آنیتہم ومزادوہم ثم دعا برکوۃ فوضعت بین یدیہ ثم دعا بشیٔ من ماء فصبت فیہا ثم مج فیہا وتکلم بما شاء اللہ ان یتکلم بہ وادخل کفیہ فیہا فاقسم باللہ لقد رأیت اصابع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یتفجر منہا ینابیع الماء ثم امر الناس فشربوا وملأوا قربہم واداواتہم قال ثم ضحک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ لا یلقے اللہ بہما احد الا دخل الجنۃ

المحب الطبری عن ابی موسی قال اتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومعی نفر من قومی فقال ابشروا وبشروا من وراءکم انہ من اشہد ان لا الہ الا اللہ صادقا بہا دخل الجنۃ فخرجنا من عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم نبشر الناس فاستقبلنا عمر بن الخطاب فرجع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر یا رسول اللہ اذا یتکل الناس فسکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

اس میں برکت کی دعا کی اور تکلم فرمایا اس کلام سے جو اللہ عزوجل نے چاہا۔ پھر لشکر میں اعلان کر دیا (سب لوگ جمع ہو گئے) تو انہوں نے کھایا اور کھلایا اور اپنے برتنوں کو اور اپنے توشہ دانوں کو بھر لیا۔ پھر آپ نے ایک رکوہ (چمڑے کا چھوٹا ڈول) منگایا جو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ پھر آپ نے تھوڑا سا پانی منگایا۔ وہ اس میں ڈال دیا گیا پھر آپ نے اس میں کلی کی اور جن کلمات کے ساتھ اللہ نے چاہا آپ نے تکلم کیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اس میں داخل کر دیا تو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو دیکھا کہ ان سے پانی کے چشمے بہہ رہے تھے پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے پیا اور اپنی مشکیں اور برتن بھر لیے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے پھر کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ (میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ نہیں ملے گا ان دونوں شہادتوں کو لے کر اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص مگر وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محب طبری ابوموسیٰ سے کہا کہ میں آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ میری قوم کے بھی تھے تو فرمایا کہ تم کو بشارت ہو اور ان کو بشارت دے دو جو تمہارے پیچھے ہیں کہ جس نے یہ شہادت دی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اس حال میں کہ اس میں صادق ہو (یعنی صدق دل سے شہادت دینے والا ہو) تو وہ جنت میں داخل ہوگا تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے لوگوں کو یہ بشارت دے رہے تھے تو ہمارے آڑے آگئے عمر بن الخطاب پھر لوٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو عمر رض نے کہا یا رسول اللہ اس صورت میں لوگ اتنے ہی پر اعتماد کر بیٹھیں گے (اور اعمال خیر چھوڑ دیں گے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

www.kitabghar.org

مسلم عن ابی ہریرۃ قال اتیتُ رسولَ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فی حائطٍ فأعطانی نعلیہ فقال اذہب بنعلیَّ ہاتین فمن لقیتہ من وراء الحائط یشہد ان لا الہ الا اللّٰہ مستیقناً بہا قلبہ فبشرہ بالجنۃ فکان اوّل من لقیتُ عمر بن الخطاب فقال ما ہاتان النعلان یا ابا ہریرۃ فقلتُ ہاتان نعلا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعثنی بہما من لقیتُ یشہد ان لا الہ الا اللّٰہ مستیقناً بہا قلبہ بشرتہ بالجنۃ فضرب بین ثدییّ فخررتُ لاستی فقال ارجع یا ابا ہریرۃ فرجعتُ الی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فاجہشتُ بالبکاء ورکبنی عمر واذا ہو علی اثری فقلتُ لقیتُ عمر واخبرتہ بالذی بعثتنی بہ فضرب بین ثدییّ ضربۃً خررتُ لاستی وقال ارجع فقال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یا عمر ما حملک علی ما صنعتَ فقال یا رسول اللّٰہ أبعثتَ ابا ہریرۃ بنعلیک من لقی یشہد ان لا الہ الا اللّٰہ مستیقناً بہا قلبہ بشرتہ بالجنۃ قال نعم قال فلا تفعل فانی اخاف ان یتکل الناس علیہا فخلّہم یعملون فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فخلّہم ابوداؤد عن ابی رمثۃ قال صلیتُ مع النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم وقد کان معہ

ہو گئے۔ مسلم نے ابوہریرہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچے باغ میں پہنچا تو مجھے آپ نے اپنی دونوں جوتیاں دیں اور فرمایا کہ میری یہ دونوں جوتیاں لے جا اور باغ سے باہر جس سے تو ملے جو کہ یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس حال میں کہ اس شہادت پر اس کا قلب یقین رکھنے والا ہو اس کو جنت کی بشارت دیدے۔ تو پہلا شخص جو مجھ سے ملا وہ عمر بن الخطاب تھے تو انہوں نے کہا کہ یہ جوتیاں کیوں لے رکھی ہیں اے ابوہریرہ! میں نے کہا کہ یہ دونوں جوتیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں یہ مجھے دے کر آپ نے بھیجا ہے کہ جو شخص مجھ سے ایسا ملے جو یہ شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا قلب اس پر یقین رکھتا ہو تو میں اس کو جنت کی بشارت دیدوں گا تو انہوں نے میری چھاتی کے درمیان مارا کہ میں پیچھے جا پڑا اور کہا کہ واپس ہولے ابوہریرہ۔ تو میں لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور میں نے رونے کا قصد کیا اور عمر مجھ پر سوار ہوتے (یعنی تعاقب کیا) دیکھتا ہوں کہ میرے پیچھے آ رہے ہیں تو میں نے کہا کہ میں عمر سے ملا اور جس پیغام کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا میں نے اس کو خبر کردی تو اس نے میری چھاتی پر مارا عہ کہ میں پیچھے جا پڑا اور کہا کہ لوٹ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کس بات نے تم کو اس حرکت پر ابھارا جو تم نے کی؟ تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہی ابوہریرہ کو اپنی نعلین دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور یہ شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر اس کا قلب یقین رکھتا ہو تو اس کو جنت کی بشارت دے دے فرمایا کہ ہاں تو عمر نے کہا کہ ایسا نہ کیجئے کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹھیں گے تو ان کو چھوڑ دیجئے کہ عمل کرتے رہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا اسی حال پر رہنے دو۔ ابوداؤد ابو رمثہ سے، کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز

عہ عمر کا یہ فعل بنا بر غلبۂ حال تھا جو مذکورہ بالا نور یقین کے استیلاء سے پیش آیا تھا یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخذہ نہ فرمایا ممکن ہے کہ ابوہریرہ سے معافی مانگ لی ہو جس کا ذکر راوی نے نہیں کیا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

رجل قد شہد التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ فصلّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم سلم فقام الرجل الذی ادرک معہ التکبیرۃ الاولیٰ یشفع فوثب عمر الیہ فاخذ منکبیہ فہزّہ ثم قال اجلس فانہ لم یہلک اہل الکتاب الا انہ لم یکن بین صلوٰتہم فصلٌ فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصرہ وقال اصاب اللہ بک یا ابن الخطاب

الفصل الرابع

فی مکاشفات امیر المومنین عمر بن الخطاب وفراساتہ وما رأی المسلمون فیہ من المرایا الصالحۃ ومعظم ہذا الفصل داخلٌ فی جنس انقیاد القوۃ العاقلۃ لنور الیقین لکنا افردناہ لعظم خطرہ وما الحقنا بہ غیرہ المحب الطبری عن عمرو بن الحارث قال بینما عمر یخطب یوم الجمعۃ اذا ترک الخطبۃ ونادی یا ساریۃ الجبل مرتین او ثلثا ثم اقبل علی خطبتہ فقال ناسٌ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ لمجنونٌ ترک خطبتہ ونادی یا ساریۃ الجبل فدخل علیہ عبدالرحمن بن عوف وکان یبسط علیہ فقال یا امیر المومنین تجعل للناس علیک مقالاً بینما انت فی خطبتک اذ نادیت

پڑھی اور آپ کے ساتھ ایک شخص تھا جو نماز کی تکبیر اولیٰ میں موجود تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر سلام پھیرا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوا جس نے آپ کے ساتھ تکبیر اولیٰ کو پایا تھا اور دوگانہ شروع کر دیا تو عمرؓ کود کر اس پر جا پہنچے اور اس کے کندھے پکڑ کر اس کو ہلایا اور کہا کہ بیٹھ۔ درحقیقت اہل کتاب نہیں ہلاک ہوتے مگر اس وجہ سے کہ ان کی نمازوں کے بیچ میں فصل عہ نہیں تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور فرمایا اللہ نے تم کو حق پر پہنچا دیا ہے اے ابن خطاب

فصل رابع

امیر المومنین عمر بن الخطاب کے مکاشفات اور ان کی ایمانی بصیرتوں کے بیان میں اور ان اچھے خوابوں کے بیان میں جو مسلمانوں نے ان کے بارے میں دیکھے اور اس فصل کا بڑا حصہ قوتِ عاقلہ کے نور یقین کی مطیع ہونے کی جنس میں داخل ہے لیکن ہم نے ان کو مستقلاً الگ رکھا ہے اس کے مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے، اور اس کے ساتھ دوسری نوع کے حالات کو نہیں ملایا۔ محب طبری، عمرو بن الحارث سے، کہا اس درمیان میں کہ عمرؓ یوم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک انہوں نے خطبہ کو ترک کر دیا اور پکارا "یا ساریۃ الجبل"، (اے ساریہ پہاڑ) دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔ پھر اپنے خطبہ کی طرف متوجہ ہو گئے تو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ مجنون ہیں کہ اپنا خطبہ چھوڑ دیا اور پکارنے لگے یا ساریۃ الجبل پھر عبدالرحمن بن عوف ان کے پاس پہنچے اور وہ ان سے بے تکلفی کی باتیں کرتے تھے انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ لوگوں کے لئے اپنے اوپر نکتہ چینیوں کا موقع نکالتے ہیں۔ اپنے خطبہ میں جو آپنے ندا کی

عہ فصل نہ کرنے کی وجہ ریاکاری تھی اور عبادتِ ریا موجب ہلاکت ہے اسی مادۂ ریا کو قطع کرنے کے لئے عمرؓ نے اس کو بٹھا دیا ۱۲

اشتیاق احمد

www.kitabghar.org

یاساریۃ الجبل ای شیٔ ھذا قال واللہ ما ملکت ذٰلک حین رأیت ساریۃ واصحابہ یقاتلون عند جبل ویؤتون منہ من بین ایدیہم ومن خلفہم فلم املک ان قلت یاساریۃ الجبل لیلحقوا بالجبل فلم تمض الایام حتی جاء رسول ساریۃ بکتابہ ان القوم لقونا یوم الجمعۃ فقاتلناہم من حین صلینا الصبح الی ان حضرت الجمعۃ وذرّ حاجب الشمس فسمعنا صوت منادٍ ینادی الجبل مرتین فلحقنا بالجبل فلم نزل قاہرین لعدونا حتی ہزمہم اللہ تعالٰی ویُروی ان مصر لما فتحت الی اہلہا عمرو بن العاص وقالوا لہ ان ھذا النیل یحتاج فی کل سنۃ الی جاریۃ بکر من احسن الجواری فنلقیہا فیہ والا فلا تجری وتخرب البلاد وتقحط فبعث عمرو الی امیر المومنین عمر یخبرہ بالخبر فبعث الیہ عمر الاسلام یجُبّ ما قبلہ ثم بعث الیہ ببطاقۃ فیہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الی نیل مصر من عبد اللہ عمر بن الخطاب اما بعد فان کنت تجری بنفسک فلا حاجۃ بنا الیک وان کنت تجری باللہ فاجر علی اسم اللہ وامرہ

یاساریۃ الجبل یہ کیا چیز تھی؟ عمرؓ نے کہا کہ واللہ میں قابو سے باہر ہوگیا جب میں نے دیکھا ساریہ اور اس کے ساتھیوں کو کہ وہ قتال کر رہے ہیں پہاڑ کے قریب اور وہ گھیر لئے جائیں گے اس دشمن کی طرف سے آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی تو میں بے قابو ہوگیا اس بات کے کہنے پر کہ یاساریۃ الجبل تاکہ وہ پہاڑ سے ملحق ہوجائیں (تاکہ دشمن چاروں طرف سے نہ گھیر سکے) تو کچھ دن نہ گذرے تھے کہ ساریہ کا بھیجا ہوا قاصد اُن کا خط لے کر آیا کہ قوم نے ہم پر جمعہ کے دن حملہ کیا تو ہم نے ان سے صبح کے وقت سے قتال شروع کیا یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آگیا اور سورج ڈھلنے لگا تو ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جس نے دو مرتبہ الجبل پکارا [عہ] تو ہم پہاڑ سے ملحق ہوگئے پھر ہم برابر اپنے دشمن پر غالب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا۔ اور مروی ہے کہ جب مصر فتح ہوگیا تو اہل مصر عمرو بن العاص کے پاس آئے ان سے کہا کہ یہ دریائے نیل ہر سال ایک ایسی کنواری لڑکی کا طلب گار ہوتا ہے جو سب سے خوبصورت ہو پھر وہ اس میں ڈال دی جاتی ہے۔ ورنہ وہ جاری نہیں ہوتا [لہ] اور ملک برباد ہوجاتا ہے اور قحط پڑ جاتا ہے تو عمرو نے امیر المومنین عمرؓ کو قاصد بھیجا جو ان کو اس واقعہ سے مطلع کرے۔ تو عمرؓ نے اُن کو یہ جواب بھیجا کہ اسلام اپنے سے پہلی رسوم کو قطع کرتا ہے اور ان کے پاس ایک پرچہ بھیجا جس میں یہ لکھا تھا" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نیلِ مصر کی طرف اللہ کے بندے عمر بن الخطاب کی جانب سے اَمّا بَعْد اگر تو جاری ہوتا تھا اپنے اختیار سے تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں اور اگر تو جاری ہوتا ہے اللہ کی قدرت سے تو جاری ہو اللہ کے نام سے"

عہ اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تین کرامتیں ہیں ایک تو قتال کا مشاہدہ، دوسری مدینہ سے بمراحل بعیدہ آواز کو پہنچا دینا، تیسری ایسی مناسب تدبیر کی رہنمائی کرنا جس سے یہ مجاہدین ظفر یاب ہوگئے ۱۲ مترجم لہ یعنی اس میں طغیانی نہیں آتی جس پر یہاں کی زراعت کا دارومدار ہے۔

www.kitabghar.org

ان یلقیہا فی النیل فجری فی تلک السنۃ ستۃ عشر ذراعًا فزاد علی کل سنۃ ستۃ اذرع و فی روایۃ فلما القی کتابہ فی النیل جری و لم یعد یقف وعن خوات بن جبیر قال اصاب الناس قحط شدید علی عہد عمر فامرہم بالخروج الی الاستسقاء فصلی بہم رکعتین وخالف بین طرفی ردائہ فجعل الیمین علی الیسار والیسار علی الیمین ثم بسط یدیہ وقال اللّٰہم انا نستغفرک ونستعینک فما یدح حتی مطروا فبینما ہم کذلک اذ قدم الاعراب فاتوا عمر فقالوا یا امیر المومنین بینما نحن فی بوادینا فی یوم کذا فی ساعۃ کذا اذ ظللتنا غمامۃ فسمعنا فیہا صوتا وہو یقول اتاک الغوث اباحفص اتاک الغوث اباحفص ویروی انہ عس لیلۃ من اللیالی فاتی علی امرأۃ وہی تقول لابنتہا قومی وامذقی اللبن بالماء فقالت لا تفعلی فان امیر المومنین نہی عن ذلک قالت ومن این یدری قالت فان لم یعلم ہو فان رب امیر المومنین یری ذلک فلما اصبح عمر قال لابنہ اذہب الی مکان کذا وکذا فان ہناک صبیۃ فان لم تکن مشغولۃ فتزوج بہا لعل اللہ یرزقک منہا نسمۃ مبارکۃ فتزوج عاصم بتلک البنتۃ فولدت لہ ام عاصم

اور عمرو کو حکم دیا کہ اس کو نیل میں ڈال دو (چنانچہ بتعمیل حکم ڈالا گیا) تو اس سال وہ سولہ گز اوپر چڑھ گیا پھر ہر سال میں بڑھتے بڑھتے چھ گز اور بڑھ گیا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب وہ مکتوب نیل میں ڈالا گیا تو نیل جاری ہو گیا اور پھر اعادہ نہیں کیا (سابق حال کی طرف) کہ ٹھہر جائے۔ اور مروی ہے خوات بن جبیر سے کہ لوگ عمرؓ کے زمانہ میں شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو آپ نے ان کو حکم دیا استسقاء کے لئے نکلنے کا پھر انہوں نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنی چادر کی دونوں جانبوں کو مختلف کیا یعنی داہنی کو بائیں طرف اور بائیں کو داہنی طرف کیا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتے اور دعا کی کہ یا اللہ ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ سے مدد مانگتے ہیں تو دیر نہیں لگی کہ لوگوں پر مینہ برسنے لگا۔ ابھی لوگ اسی میں تھے یعنی بارش ہو رہی تھی کہ دیہاتی لوگ آکر عمرؓ سے ملے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جب کہ فلاں دن اور فلاں ساعت میں ہم اپنے جنگل میں تھے کہ ہم پر ایک بدلی چھا گئی پھر اس میں سے ہم کو ایک آواز مسموع ہوئی کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ آگیا ہے تیرے پاس فریادرس (یعنی برسنے والا بادل) اے ابوحفص، آگیا ہے تیرے پاس فریادرس اے ابوحفص۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات میں گشت کیا تو ایک عورت پران کا گذر ہوا جو کہ اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ اور دودھ میں پانی ملائے تو لڑکی نے کہا کہ ایسا نہ کر کیونکہ امیر المومنین نے اس بات سے منع کیا ہے تو اس نے کہا کہ یہاں کون ہے جو اس کو بتائیگا۔ لڑکی نے کہا کہ اگر وہ نہیں جانتا تو امیر المومنین کا رب تو اس کو جانے گا۔ پھر جب صبح ہوگئی تو عمرؓ نے اپنے بیٹے عاصم سے فرمایا کہ فلاں مکان پر جو ایسا اور ایسا ہے جا، وہاں ایک لڑکی ہے (اس کا حال معلوم کر) اگر وہ منکوحہ نہ ہو تو تو اس سے نکاح کرلے امید ہے کہ اس سے تجھ کو اللہ تعالیٰ مبارک اولاد عطا فرمادے تو عاصم نے اس لڑکی سے نکاح کرلیا تو اس سے ام عاصم بنت عاصم بن عمر پیدا ہوئی، پھر اس سے نکاح

www.kitabghar.org

بنتَ عاصم بن عمر فتزوّجہا عبد العزیز ابن مروانَ فولدت لہ، عمرُ بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ولمّا دخل ابو مسلم الخولانی المدینۃ من الیمن وکان الاسودُ بن قیس الذی ادّعی النبوۃَ بالیمن عرَضَ علیہ ان یشہد انّہ، رسول اللہ فابٰی فقال اتشہد ان محمدًا رسولُ اللہ قال نعم فامر بتاجیج نارٍ عظیمۃٍ فاُلقی فیہا ابو مسلم فلم تضرّہ فامرہ بنفیہ من بلادہٖ فقدِم المدینۃَ فلما دخل من باب المسجد قال عمرُ ہٰذا صاحبکم الذی زعم الاسودُ الکذّابُ انہ یحرقہ فنجّاہ اللہ منہا ولم یکن القومُ ولا عمرُ سمعُوا قصّتہ ولا رَاَوہ ثم قام الیہ واعتنقہ وقال الستَ عبد اللہ بن ثوب قال بلٰی فبکی عمر ثم قال الحمد للہ الذی لم یمتنی حتی اَرانی فی اُمۃ محمدٍ صلے اللہ علیہ وسلم شبیہا بابراہیمَ الخلیل علیہ السلام وروی عن عمر انہ ابصر اعرابیًا نازلًا من جبل فقال ھٰذا رجل مُصابٌ بولدہٖ وقد نظم فیہ شعرًا لوشاءَ لَاَسمعکم ثم قال یااعرابی من این اقبلتَ فقال من اَعلی ھٰذا الجبل قال وما صنعتَ فیہ قال اَودعتہ ودیعۃً قال وما ودیعتک

کیا عبد العزیز بن مروان نے جس سے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اور جب ابو مسلم خولانی یمن سے مدینہ میں داخل ہوتے اور (ان کو یہ واقعہ پیش آیا تھا) کہ اسود بن قیس نے جس نے کہ یمن میں نبوت کا دعوٰے کیا تھا ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! تو اس نے بہت بڑی آگ دہکانے کا حکم دیا پھر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا گیا تو آگ نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ پھر اس نے ان کو اپنے شہروں سے نکال دینے کا حکم دیا۔ پھر (چند سال کے بعد) یہ مدینہ آئے جب مسجد کے دروازے میں آئے تو عمرؓ نے (اصحابؓ سے) کہا کہ یہ ہیں وہ تمہارے صاحب جن کے بارے میں اسود کذاب نے یہ گمان کیا تھا کہ وہ ان کو پھونک دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے نجات دی اور قوم نے اور عمر نے کسی سے، نہ ان کی سرگذشت کو سنا تھا اور نہ ان کو دیکھا تھا۔ پھر اُٹھ کر ان کے پاس پہنچے اور ان سے معانقہ کیا اور ان سے کہا کہ کیا تو عبد اللہ بن ثوب نہیں ہے ابو مسلم نے کہا بلیک۔ پھر عمرؓ روئے اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے موت نہیں دی یہاں تک کہ مجھے دکھا دیا اُمّتِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلم میں ایسا شخص جو مشابہ ہے ابراہیم خلیل علیہ السلام کے۔ اور مروی ہے عمرؓ کے بارے میں کہ انہوں نے نظر ڈالی ایک اعرابی پر جو پہاڑ سے اُتر رہا تھا تو (ساتھ والوں سے) فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جو مصیبت میں پڑا ہے اپنے بچے کی وجہ سے اور اس کے بارے میں کچھ اشعار بھی منظوم کئے ہیں اگر اس نے چاہا تو میں تم کو سنواؤں گا۔ پھر (جب وہ قریب آگیا) تو آپ نے فرمایا کہ اے اعرابی کہاں سے آرہے ہو تو اس نے کہا اس پہاڑی کی چوٹی سے۔ آپ نے کہا کہ وہاں تم نے کیا کیا؟ اس نے کہا کہ ایک امانت اس کو سپرد کی ہے۔ فرمایا آخر وہ تمہاری

www.kitabghar.org

قال بُنَیٌّ لی ہلک فدفنتہ فیہ، قال فاسمعنا مرثیتک فیہ قال وما یدریک یا امیر المومنین فواللہ ماتفوہت بذٰلک وانما حدثت بہ نفسی ثم انشد ہذہ نظم

يا غائباً ما يؤوب من سفره
عاجله موته على صغره
يا قرة العين كنت لي أنساً
في طول ليلي نعم وفي قصره
ما تقع العين حيثما وقعت
في الحي مني إلا على أثره
شربت كأساً أبوك شاربه
لا بد منه له على كبره
يشربها والأنام كلهم
من كان في بدوه وفي حضره
والحمد لله لا شريك له
في حكمه كان ذاك في قدره
قدر موتاً على العباد فما
يقدر خلق يزيد في عمره

قال فبکی عمر حتی بل لحیتہ ثم قال صدقت یا اعرابی وعن ابن عباس قال تنفس عمر ذات یوم تنفساً ظننت ان نفسہ خرجت فقلت واللہ ما اخرج ہذا منک الا ہم قال ہم واللہ ہم

امانت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا ایک بچہ تھا جو ہلاک ہوگیا تو میں نے اس کو اس میں دفن کیا۔ فرمایا کہ اس کے بارے میں اپنا مرثیہ ہم کو سناؤ اس نے کہا کہ آپ کو کیسے خبر ہوگئی اے امیرالمومنین۔ واللہ ابھی تک میں اسکو زبان پر بھی نہیں لایا اور صرف دل ہی سے باتیں کی ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے: نظم

اے ایسے غائب ہونے والے جو اپنے سفر سے واپس نہیں لوٹے گا، اس کی موت جلدی کر گئی اس کے بچپن ہی میں۔

اے میری آنکھ کی ٹھنڈک تو میری دل بستگی تھا، میری لمبی رات میں ہاں اور چھوٹی رات میں بھی۔

نہیں نگاہ پڑتی کسی چیز پر اپنے قبیلہ میں جس جگہ بھی پڑتی ہے بجز تیری نشانیوں کے۔

تو نے ایسا پیالہ پیا ہے جس کو تیرا باپ بھی پینے والا ہے اس کے بغیر اسکے لئے کوئی چارہ کار نہیں بڑھاپے کی حالت میں۔

وہ اس کو پئیں گا اور سب ہی لوگ پئیں گے خواہ کوئی اپنے میدان میں ہو یا اپنے شہر میں۔

اور شکر ہے اللہ کا جس کے حکم میں کوئی شریک نہیں اس کی قدر میں یہی تھا۔

اسی نے موت کو بندوں پر مقدر کیا تو مخلوق میں سے کوئی اس پر قادر نہیں کہ اپنی عمر میں اضافہ کرے۔

کہا کہ پھر عمرؓ رونے لگے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی تر ہوگئی۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا اے اعرابی۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن عمرؓ نے اتنے زور سے سانس لیا کہ میں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی تو میں نے کہا واللہ آپ کے اندر سے یہ سانس کسی بڑے غم نے نکالا ہے فرمایا کہ غم؟ واللہ شدید غم! حقیقت یہ ہے کہ اس امر کے لئے کوئی رکھنے کی

www.kitabghar.org

شدیدٌ ان ھٰذا الامر لم اجد لہ موضعاً یعنی الخلافۃ فذکرتُ لہ علیاً وطلحۃ والزبیر و عثمان و سعداً وعبدالرحمٰن بن عوف فذکر فی کل واحد منھم معارضاً وکان مما ذکر فی عثمان انہ کلِفٌ باقاربہ قال لو استعملتہ استعمل بنی امیۃ اجمعین وحمل بنی ابی معیط علٰی رقاب الناس واللہ لو فعلتُ لفعل فاللہ لو فعل ذٰلک لسارت الیہ العرب حتی تقتلہ واللہ لو فعلتُ لفعل واللہ لو فعل لفعلوا وروی انّ عمر رضی اللہ عنہ کتب الٰی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ یقول لہ وجّہ نضلۃ ابن معاویۃ الانصاری الٰی حُلوانَ العراق لیغیروا علٰی ضواحیھا فبعث سعدٌ نضلۃ فی ثلٰث مائۃ فارس فخرجوا حتی اتوا حلوانَ العراق فاغاروا علٰی ضواحیھا واصابوا غنیمۃ وسبیاً فاقبلوا یسوقونھا حتی ارھقھم العصر وکادت الشمس تغرب فالجأ نضلۃ السبی والغنیمۃ الٰی صفح جبل ثم قام فاذّن فقال اللہ اکبر اللہ اکبر فاذا مجیبٌ من الجبل یجیبہ کبّرت کبیراً یا نضلۃ ثم قال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ قال کلمۃ الاخلاص یا نضلۃ ثم قال

جگہ میں نہیں پاتا۔ وہ اس امر سے، خلافت مراد لے رہے تھے تو میں نے ان سے علی اور طلحہ اور زبیر اور عثمان اور سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر کیا۔ پھر اُنہوں نے مجھ سے ہر ایک کے بارے میں خلافت کے معارض باتوں کا ذکر کیا اور عثمانؓ کے بارے میں جن باتوں کا مجھ سے ذکر کیا تھا اُن میں سے ایک یہ تھی کہ وہ اپنے اقارب سے بہت محبت رکھنے والا ہے۔ کہا کہ اگر میں نے اس کو خلیفہ بنایا تو وہ تمام بنواُمیّہ کو عہدیدار بنا دے گا اور ابو معیط کے بیٹوں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور ایسا کرے گا پھر بخدا جب وہ ایسا کرے گا تو عرب کے لوگ اس کی طرف چل پڑیں گے یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیں گے۔ خدا کی قسم اگر میں نے ایسا کیا تو وہ یہ ضرور کرے گا اور خدا کی قسم جب وہ یہ کرے گا تو اہل عرب ضرور یہی کریں گے۔

اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جب کہ وہ قادسیہ میں تھے لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان عراق کی طرف روانہ کرو تاکہ وہ اس کے نواحی (یعنی اطراف کے شہروں) پر چھاپے مارے تو سعد نے نضلہ کو تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ لوگ نکل کر حلوان عراق میں پہنچ گئے اور انہوں نے نواحی علاقوں پر چھاپے مارے اور اموالِ غنیمت اور بہت سے قیدی قبضہ میں آئے پھر ان کو ہنکاتے ہوتے یہ لوگ آرہے تھے یہاں تک کہ عصر کا وقت تنگ ہوگیا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہوگیا تو نضلہ نے قیدیوں کو اور اموالِ غنیمت کو پہاڑ کے ایک کنارے پر محفوظ کیا۔ پھر کھڑے ہوکر اذان دی اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو اچانک ایک جواب دینے والا پہاڑ میں سے ان کو جواب دینے لگا "تو نے بہت بڑے کی بڑائی بیان کی اے نضلہ۔ پھر انہوں نے کہا اشہدان لا الٰہ الا اللہ تو کہا کہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اے نضلہ

www.kitabghar.org

اشہد ان محمداً رسول اللہ قال ہو الذی بشرنا بہ عیسٰی بن مریم علی رأس امتہ تقوم الساعۃ فقال حیّ علی الصلوٰۃ فقال طوبٰی لمن مشٰی الیہا وواظب علیہا قال حیّ علی الفلاح قال افلح من اجاب قال اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ قال اخلصت کلمۃ الاخلاص کلہ یا نضلۃ حرّم اللہ بہا جسدک علی النار فلما فرغ من اذانہ قاموا فقالوا من انت یرحمک اللہ املک انت ام من الجن او طائفۃ من عباد اللہ قد اسمعتنا صوتک فارنا صورتک فان الوفد وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووفد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال فانفلق الجبل عن ہامۃ کالرحا ابیض الرأس واللحیۃ علیہ طمران من صوف قال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقالوا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من انت یرحمک اللہ قال زریب بن برثملا وصی العبد الصالح عیسٰی بن مریم اسکننی ہذا الجبل ودعالی بطول البقاء الی حین نزولہ من السماء فاقرؤا عمر منی السلام وقولوا یا عمر سدد وقارب فقد دنا الامر

پھر انہوں نے کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ تو کہا کہ یہ وہی ہے جس کی بشارت مجھے عیسٰی بن مریم نے دی تھی، اسی کی امتؑ کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ پھر انہوں نے کہا حیّ علی الصلوٰۃ تو کہا کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جو اس کی طرف چلا اور اس پر مداومت کی۔ پھر نضلہ نے کہا حیّ علی الفلاح تو کہا کہ جس نے قبول کیا وہ فلاح یاب ہوا۔ پھر انہوں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ تو کہا کہ تو نے پورے اخلاص کے کلمے کو خالص کردیا اے نضلہ اس کی برکت سے اللہ نے تیرے جسم کو آگ پر حرام کر دیا۔ پھر جب اذان سے فراغت ہوگئی تو لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ تو کون ہے اللہ تجھ پر رحم کرے کیا تو فرشتہ ہے یا کوئی جن ہے یا اللہ کے گھومنے پھرنے والے بندوں میں سے ہے تو نے ہمیں اپنی آواز سنادی تو ہمیں اپنی صورت بھی دکھادے کہ یہ جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے کہا کہ پھر پہاڑ پھٹا اور اس میں سے ایک کھوپڑی نمودار ہوئی جو چکی کی مانند تھی سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے اس کے بدن پر صوف کی دو پرانی چادریں تھیں انہوں نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لوگوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں کہا زریب بن برثملا عبد صالح عیسٰی بن مریم کا وصی۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا اور میرے لئے اپنے آسمان سے نازل ہونے تک درازیٔ عمر کی دعا کی تو عمرؓ کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے کہو کہ اے عمر میانہ روی اختیار کر اور اللہ کا قرب طلب کرتا رہ کیونکہ امر (قیامت) قریب ہے اور ان کو خبر دے دو ان نشانیوں کی جن کی میں تم کو خبر دیتا ہوں اے عمر جب یہ خصلتیں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عہ یعنی امت دعوت، امت اجابت مراد نہیں کیونکہ جب قیامت آئے گی تو دنیا میں کوئی مسلمان زندہ نہ ہوگا ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

وأخبروه بهذه الخصال التي أخبركم بها يا عمر اذا ظهرت هذه الخصال في أمة محمد صلى الله عليه وسلم فالهرب الهرب اذا استغنى الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتسبوا الى غير مناسبهم وانتموا الى غير مواليهم و لم يرحم كبيرهم صغيرهم ولم يوقر صغيرهم كبيرهم وترك المعروف فلم يؤمر به وترك المنكر فلم ينه عنه وتعلم عالمهم العلم ليجلب به الدنانير والدراهم وكان المطر قيظا والولد غيظا وطولوا المنارات وفضضوا المصاحف وزخرفوا المساجد واظهروا الرشا وشيدوا البنا واتبعوا الهوى وباعوا الدين بالدنيا وقطعت الارحام وبيع الحكم واكلوا الربوا فصار الغنى عزا وخرج الرجل من بيته فقام اليه من هو خير منه فسلم عليه وركب النساء السروج ثم غاب عنهم فلم يروه فكتب نضلة بذلك الى سعد وكتب سعد بذلك الى عمر فكتب اليه عمر سر انت ومن معك من المهاجرين والانصار حتى تنزلوا بهذا الجبل فان لقيته فاقرأه مني السلام فخرج سعد في اربعة آلاف من المهاجرين والانصار حتى نزلوا ذلك الجبل ومكث اربعين يوما ينادي بالصلوة فلا يجدون جوابا

میں ظاہر ہو جائیں تو بھاگو اور دور ہو جاؤ (یعنی زوال شروع ہو جائے گا اصلاح کی امید نہ کرو) جب مستغنی ہو جائیں مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اور اپنے نسب کو منسوب کریں ان اسلاف کی طرف جو ان سے غیر ہوں اور (غلام) اپنے مالکوں کے سوا دوسروں کو اپنا مالک بتائیں اور ان میں کا بڑا چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ان کے چھوٹے اپنے بڑوں کی عزت نہ کریں اور نیک کام چھوڑ دیتے جائیں یعنی ان کا حکم نہ کیا جائے اور برے کام کو چھوڑ دیا جائے یعنی اس سے منع نہ کیا جائے، اور امت کے عالم علم کو اس لئے سیکھیں کہ ان کے ذریعہ سے درہم اور دینار کمائیں ۔ اور بارش شدید حرارت (کی طرح) بن جائے (یعنی پیداواریں بجائے منفعت کے نقصان دینے لگے) اور بیٹا (باپ کے لئے راحت کے بجائے) غم و غصہ (کا سبب) بن جائے اور اور مناروں کو لمبے (نمائشی) بنانے لگیں اور مصاحف پر چاندی کے کام کرنے لگیں اور مساجد پر سونے سے گلکاریاں کرنے لگیں اور کھلم کھلا رشوتیں لینے لگیں اور مکانوں کو مضبوط بنانے لگیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کرنے لگیں اور دین کو دنیا کے بدلے میں بیچنے لگیں اور تعلقاتِ قرابت توڑے جانے لگیں اور فیصلے بیچے جانے لگیں اور سود کھانے لگیں ۔ اور دولت مندی عزت (کا معیار) بن جائے اور ایک شخص اپنے گھر سے نکلے پھر جو اس سے قوی ہو وہ اس پر قبضہ کرلے اور لوگ (یعنی با اختیار حکام بھی) اسی کے سپرد رکھیں اور عورتیں (گھوڑوں کے) زین پر سوار ہونے لگیں" پھر وہ غائب ہوگئے اور لوگوں کو نظر نہ آتے تو نضلہ نے سعد کو یہ قصہ لکھا اور سعدؓ نے عمرؓ کو لکھا۔ تو عمرؓ نے سعد کو لکھا کہ تم اور جو تمہارے ساتھ مہاجرین و انصار ہیں تم سب اس کے پہاڑ کے پاس پہنچ کر پڑاؤ کرو۔ پھر اگر تم ان سے ملو تو ان کو میرا سلام پہنچا دینا۔ تو سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس پہاڑ کے پاس پڑاؤ ڈال دیا اور چالیس دن ٹھہرے، نماز کے وقت اذان دیا کرتے تھے مگر نہ ان صاحبوں نے جواب پایا اور نہ خطاب سُنا ۔ اور

www.kitabghar.org

ولا یسمعون خطاباً وروی ان عمر بعث جنداً الی مدائن کسریٰ وامّر علیہم سعد بن ابی وقاص وجعل قائد الجیش خالد بن الولید فلما بلغوا شط الدجلۃ ولم یجدوا سفینۃ تقدم سعد وخالد فقالا یا بحر انک تجری بامر اللہ فبحرمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبعدل عمر خلیفۃ اللہ الاّ خلّیتنا والعبور فعبر الجیش بخیلہ وجمالہ ورجالہ الی المدائن ولم تبتل حوافرہا وروی انہ قال یوماً وقد انتبہ من نومہ وہو یمسح عینیہ من تریٰ الّذی یکون من ولد عمر یسیر بسیرۃ عمر یرددہا مراراً واشار بذلک الی عمر بن عبد العزیز وہو ابن ابنۃ عاصم وروی انہ قال لرجل من العرب ما اسمک قال جمرۃ قال ابن من قال ابن شہاب قال وممّن قال من الحرقۃ قال این مسکنک قال الحرّۃ قال فبایہا قال لظی قال عمر ادرک اہلک فقد احترقوا فسارع الرجل فوجدہم کما قال عمر وعن علی رضی اللہ عنہ انہ رای فی منامہ کانہ صلی الصبح خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المحراب

مروی ہے عمرؓ نے ایک لشکر بھیجا مدائن کسریٰ کی طرف اور ان پر امیر بنایا سعدؓ بن ابی وقاص کو اور لشکر کا جرنیل بنایا خالد بن ولید کو۔ جب یہ لوگ دجلہ کے کنارے پر پہنچے اور کوئی کشتی ان کو دستیاب نہ ہوئی تو سعد اور خالد آگے بڑھے اور انہوں نے کہا اے دریا تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور خلیفۃ اللہ عمرؓ کے عدل کے طفیل سے تو ہمارے اور عبور کے درمیان رکاوٹ نہ بننا تو تمام لشکر اپنے گھوڑوں اور اونٹوں اور پورے سامان سمیت مدائن کی طرف عبور کر گیا اور سواریوں کے کھر بھی تر نہ ہوئے۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن فرمایا جب کہ وہ بیدار ہو کر اپنی آنکھیں مل رہے تھے کیا تو اسکو دیکھ رہا ہے جو عمر کی اولاد میں سے ہوگا جو عمرؓ کی سیرت پر چلے گا (یہ خطاب خود اپنے نفس سے تھا) اس کلام کو بار بار دہرا رہے تھے۔ اور اس سے آپ نے اشارہ کیا عمر بن عبد العزیز کی طرف اور وہ عاصم کی بیٹی کے بیٹے تھے (یعنی آپ کے بیٹے کے نواسے) اور مروی ہے کہ انہوں نے عرب کے ایک شخص سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا جمرۃ۔ (جس کے معنی ہیں چنگاری) آپ نے کہا کس کا بیٹا؟ تو اس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا (شہاب کے معنی ہیں انگارہ) پوچھا کہ اور کس خاندان سے؟ اس نے کہا کہ حُرقہ سے (اُس کے معنی ہیں گرمی) فرمایا کہ تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا حرّہ میں (یہ مدینہ کی ایک بیرونی بستی کا نام تھا۔ مادۂ حرارت یہاں بھی موجود تھا) پھر فرمایا حرّہ کے کس مقام میں؟ اس نے کہا لظیٰ (اس کے معنی ہیں شعلہ والی آگ) تو عمرؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جا کہ وہ جل چکے ہیں۔ یہ سُنکر وہ شخص دوڑا تو ان کو اسی حال میں پایا جیسا کہ عمرؓ نے کہا۔ (اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا انہوں نے صبح کی نماز نبی صلی اللہ

www.kitabghar.org

فجاءت جاریۃ بطبق من رطب فوضع بین
یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ
منہا رطبۃ وقال یا علی تاکل ہذہ الرطبۃ
فقلت نعم یا رسول اللہ فمدّ یدہ جعلہا فی
فمی ثم اخذ اخری وقال لی مثل ذلک
فقلت نعم فجعلہا فی فمی فانتبہت وفی
قلبی شوق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وحلاوۃ الرطب فی فمی فتوضأت
وذہبت الی المسجد فصلیت خلف عمر
واستند الی المحراب فاردت ان اتکلم
بالرؤیا فمن قبل ان اتکلم جاءت امرأۃ
ووقفت علی باب المسجد ومعہا طبق
رطب فوضع بین یدی عمر فاخذ رطبۃ
وقال تاکل ہذہ یا علی قلت نعم فجعلہا فی
فمی ثم اخذ اخری وقال لی مثل ذلک فقلت
نعم ثم فرق علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یمنۃ ویسرۃ وکنت اشتہی
منہ زیادۃ فقال یا اخی لو زادک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیلتک لزدناک فعجبت
وقلت قد اطلعہ اللہ علی ما رأیت البارحۃ
فنظر الیّ وقال یا علی المومن ینظر بنور
الدین فقلت صدقت یا امیر المومنین ہکذا
رأیتہ وکذا وجدت طعمہ ولذتہ من یدک کما

علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محراب سے کمر لگا کر بیٹھ
گئے۔ پھر ایک لڑکی کھجوروں کا ایک طباق لے کر آئی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور فرمایا کہ اے
علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور
اس کو میرے منہ میں رکھ دیا۔ پھر دوسری کھجور لی اور اسی طرح پوچھا تو میں نے
ہاں کہا تو آپ نے اس کو بھی میرے منہ میں رکھ دیا اس کے بعد میں جاگ گیا
اور میرے دل میں اشتیاق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور میرے منہ
میں کھجور کی مٹھاس تھی تو میں نے وضو کیا اور مسجد کی طرف گیا اور عمرؓ کے
پیچھے نماز پڑھی اور عمرؓ محراب سے کمر لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ
ان سے وہ خواب بیان کروں تو پہلے اس سے کہ میں کچھ کلام کروں ایک
عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر ٹھہر گئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا
ایک طباق تھا جو کہ عمرؓ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ تو انہوں نے ایک کھجور
اٹھائی اور کہا کہ اے علی یہ کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں! تو اس کو میرے
منہ میں ڈال دیا۔ پھر دوسری کھجور ہاتھ میں لے کر پہلے کی طرح مجھ سے پوچھا
میں نے ہاں کہا (وہ بھی کھلا دی) پھر ان کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں جو دائیں اور بائیں موجود تھے تقسیم کر دیا لیکن میں ان سے
یہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ اور دیں تو فرمایا کہ میرے بھائی اگر آپ کی اس رات
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو (اس سے) زیادہ دیا ہوتا تو ہم
بھی زیادہ دیدیتے تو میں نے تعجب کیا اور خیال کیا کہ جو کچھ میں نے گذشتہ
رات دیکھا تھا اللہ نے ان کو اس پر مطلع کر دیا تو میری طرف دیکھا اور
کہا کہ اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین
آپ نے سچ کہا میں نے ایسا ہی دیکھا تھا اور ایسا ہی طعام اور اس کی
لذت میں نے آپ کے ہاتھ سے پائی جیسی کہ میں نے رسول اللہ

www.kitabghar.org

وجدتُ طعمه ولذته من يد رسول الله صلے الله عليه وسلم وعن علي قال كنا نقول ان ملكاً ينطق على لسان عمر وعن ابن عمر انه كان اذا ذكر عمر قال لله تلاد عمر فقل ما رأيته يحرك شفتيه لشيءٍ قط الا كان وعنه قال ما سمعت عمر يقول لشيءٍ قط اني لاظنه كذا الا كان كما يظن بينما عمر جالس اذ مر به رجل جميل فقال لقد اخطأ ظني او ان هذا على دينه في الجاهلية او لقد كان كاهنهم عليّ بالرجل فدعي له فقال عمر لقد اخطأ ظني او انك على دينك في الجاهلية او لقد كنت كاهنهم فقال ما رأيت كاليوم يستقبل به رجل مسلم فقال اعزم عليك الا ما اخبرتني قال كنت كاهنهم في الجاهلية قال فما اعجب ما جاءتك به جنيتك قال بينما انا يوماً في السوق اذ جاءتني اعرف فيها الفزع فقالت ع الم تر الجن وابلاسها ۔ ويأسها من بعد انكاسها ۔ ولحوقها بالقلاص واحلاسها ۔ قال عمر صدق بينا انا نائم عند آلهتهم

صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پائی تھی) اور مروی ہے علیؓ سے فرمایا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتہ عمرؓ کی زبان پر بولا کرتا ہے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ عمرؓ کا ذکر کرتے تو کہا کرتے کہ اللہ کی طرف سے تھی تربیت عمرؓ کی میں نے جب کبھی کسی بات کے بارے میں اُن کو لب ہلاتے دیکھا تو اسی طرح واقع ہوتی۔ اور ابن عمرؓ سے ایک روایت یوں ہے کہ میں نے جب کبھی عمرؓ کو یہ کہتے سُنا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس طرح ہوگا تو ہمیشہ وہی ہوا جو انہوں نے گمان کیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے ایک صاحب جمال شخص کا گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرا ظن (یعنی وجدان) یقیناً ناقابلِ اعتماد ہے (اگر دو باتوں میں سے ایک بات نہ ثابت ہو) یا تو یہ اپنے اسی دین پر ہے جس پر بزمانۂ جاہلیت تھا، یا یہ ان کا کاہن تھا۔ میرے پاس اس شخص کو لایا جائے تو اس کو بلایا گیا اس سے عمرؓ نے فرمایا کہ میرا ظن (یعنی وجدان) یقیناً غلط (یعنی ناقابل اعتماد) ہوگا اگر یہ بات نہ ہو کہ یا تو اپنے جاہلیت والے مذہب پر قائم ہے اور یا بزمانۂ جاہلیت ان کا کاہن تھا تو اس شخص نے کہا کہ میں نے (آج تک) نہیں دیکھا کہ کسی مسلمان شخص کا ایسے (دل آزار) کلام سے استقبال کیا جاتے تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں تجھے مجھ پر حال ظاہر کرنا ہی ہوگا تو اس نے کہا کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں ان کا کاہن تھا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ عجیب بات کیا تھی جو تیرا (مسخر) جن تیرے پاس لایا ہو اس نے کہا کہ میں ایک دن بازار میں تھا، کہ وہ میرے پاس آیا میں اس میں گھبراہٹ محسوس کر رہا تھا اور اس نے کہا ع اَلَمْ تَرَ الْجِنَّ الخ (ترجمہ) کیا تجھے جنّ کی اور اس کے ناامید ہونے کی خبر نہیں، اور اس کے گھبرانے

ع جن سے مراد ابلیس ہے جسکو ناامیدی ہوگئی عالم انسانی کو شرک وگمراہی میں مبتلا رکھنے سے اور اس میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی جنات کو آسمان سے روک دیئے جانے اور شہاب ثاقب کے حملوں سے اور وحی الٰہی کے اللہ کے رسول پر نازل ہونے کو دیکھ لینے کے بعد۔ اونٹوں پر پالان باندھنا کنایہ ہے بھاگنے کے لئے آمادہ ہونے سے۔ یہ مراد نہیں کہ جنات اونٹوں پر سوار ہو کر بھاگنا چاہتے ہیں ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

اذ اتى رجل بعجل فذبحه فصرخ به صارخ
لم اسمع صارخا قط اشد صوتا منه يقول
يا جليح امر نجيح رجل فصيح يقول لا اله
الا الله فوثب القوم قلت لا ابرح حتى
اعلم ما وراء هذا ثم نادى يا جليح امر نجيح
رجل فصيح يقول لا اله الا الله فقمت
فما نشبنا ان قيل هذا نبي و عن
عبد الله بن مسلمة قال دخلنا على عمر
معشر وفد مذحج وكنت من اقربهم منه
مجلسا فجلس عمر ينظر الى الاشتر
ويصوب فيه نظره ثم قال لي امنكم هذا
فقلت نعم قال قاتله الله وكفى الله امة
محمد صلى الله عليه وسلم شره
والله انى لاحسب منه للمسلمين يوما
عصيبا قال فكان ذلك منه بعد عشرين
سنة وفي رواية عند غيره ان عمر
كان في المسجد ومعه ناس اذ مر
رجل فقيل له اتعرف هذا فقال قد بلغني
ان رجلا اتاه الله عز وجل يظهره الغيب
بظهور النبي صلى الله عليه وسلم
اسمه سواد بن قارب واني لم اره
وان كان حيا فهو هذا وله في قومه شرف
وموضع فدعا الرجل فقال له عمر انت سواد

اس کے دیکھنے کے بعد۔ اور سواری کے اونٹوں پر ان کے پالان کسنے
کی (خبر نہیں) عمرؓ نے فرمایا ٹھیک ہے (مجھے بھی یہ پیش آیا تھا) اس دوران
میں کہ میں ان کے بتوں کے قریب سو رہا تھا، کہ ایک شخص (چڑھاوے کا) ایک
بچھڑا لے کر آیا اور اس نے اس کو ذبح کیا تو ایک چیخنے والا اتنے زور سے
چیخا کہ میں نے اتنی سخت آواز کے ساتھ کسی چیخنے والے کو نہیں سنا (وہ یہ
کہہ رہا تھا) اے جلیح ایک نجات دلانے والی بات ہے (اس کو سن) ایک صاف
صاف بیان کرنے والا شخص یہ کہہ رہا ہے لا اله الا الله (اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں) تو لوگ اچھل پڑے۔ میں نے سوچا کہ میں اس کا پس منظر معلوم کئے بغیر نہ
رہوں گا۔ پھر اس نے آواز لگائی اے جلیح ایک نجات دلانے والی بات ہے ایک
صاف صاف بیان کرنے والا شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو میں
اٹھ کھڑا ہوا اس کے بعد زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ کہا گیا کہ یہ نبی ہے اور عبد اللہ بن
مسلمہ سے مروی ہے کہا کہ قبیلہ مذحج کے وفد کی جماعت میں ہم عمرؓ کے پاس پہنچے
اور میں دوسرے لوگوں کی بہ نسبت ان سے قریب تر تھا تو عمرؓ بیٹھے ہوئے دیکھنے
لگے اشتر کی طرف اور اپنی نظر کو اس پر جمائے تھے پھر مجھ سے کہا کہ کیا یہ شخص تم
میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں؟ فرمایا کہ خدا اس کو ہلاک کرے اور خدا امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے بچائے۔ خدا کی قسم کہ میں سمجھ رہا ہوں
اس مصیبت ناک دن کو جو اسکی طرف سے مسلمانوں پر آئے گا۔ کہا (عبد اللہ نے)
کہ اسکی طرف سے یہ دن مسلمانوں پر بیس سال بعد آیا (عثمانؓ کو قتل کرنے کے سلسلہ میں)
اور ایک روایت میں جو ابن عمر کے سوا دوسروں سے مروی ہے اس طرح ہے کہ عمر مسجد
میں تھے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ موجود تھے کہ ایک شخص آنکلا تو ان سے کہا گیا کیا
آپ اس کو پہچانتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص ایسا
ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اللہ عزوجل نے غیب سے خبر پہنچائی
اس کا نام سواد بن قارب ہے اور میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ اگر وہ زندہ ہے

www.kitabghar.org

ابن قارب الذی آتاک اللہ تظہر الغیب
بظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لک
فی قومک شرفٌ و منزلۃٌ فقال نعم
یا امیر المومنین فقال فانتَ علی ماکنتَ علیہ
من کہانتک فغضبَ الرجل غضباً شدیداً
وقال یا امیر المومنین واللہ ما استقبلنی
بہذہ احدٌ منذ اسلمتُ قال عمر سبحان اللہ
ماکنا علیہ من الشرک اعظم مما کنتَ علیہ
من کہانتک اخبرنی عما کانَ یأتیک بہ
رئیک بظہور النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال نعم یا امیر المومنین بینا انا ذات
لیلۃ بین النائم والیقظان اذ اتانی رئیی
فضربنی برجلہ وقال قم یا سواد بن قارب
وافہم ان کنتَ تفہم واعقل ان کنت
تعقلُ قد بُعث رسولٌ من لؤی بن غالب
یدعو الی اللہ والی عبادتہ ثم انشا یقول
ع عجبتُ للجن وتجساسہا ٭ وشدّہا
العیس باحلاسہا ٭ تہوی الی مکۃ تبتغی
الہدی ٭ ماخیر الجن کانجاسہا ٭ فارحل
الی الصفوۃ من ہاشم ٭ واسم بعینیک
الی راسہا ٭ ثم اتانی فی لیلۃ
ثانیۃ وثالثۃ یقول لی مثلَ قولہ الاول و
وینشد فی ابیاتا نوقع فی نفسی حبّ الاسلام

تو وہ یہی ہے اور وہ اپنی قوم میں بزرگ مرتبہ اور مقام پر ہے۔ پھر کسی نے اس کو بلایا تو اس سے عمر نے کہا کہ کیا سواد بن قارب تو ہی ہے تجھ ہی کو اللہ تعالیٰ نے یہ بات عطا فرمائی تھی کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق غیب کی خبر کو ظاہر کر رہا تھا اور اپنی قوم میں تو بزرگ مرتبہ اور خاص مقام رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں اے امیر المومنین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تو جس کہانت پر پہلے تھا اب بھی ہے؟ تو وہ شخص سخت غصہ میں بھر گیا اور بولا کہ اے امیر المومنین واللہ میرے مقابل اگر جب سے اسلام لایا ہوں کسی نے ایسی بات نہیں کی۔ عمر نے فرمایا سبحان اللہ جس حالت یعنی شرک پر ہم تھے وہ تو اس سے کہیں زیادہ بڑی تھی جس پر کہ تو تھا یعنی کہانت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے میں تیرا مسخر جن جو خبر لاتا تھا اس کو مجھ سے بیان کر۔ تو اس نے کہا بہت اچھا اے امیر المومنین۔ ایک رات جب کہ میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا اچانک میرے پاس میرا جنی آیا اور اس نے میرے ایک ٹھوکر ماری اور کہا اے سواد بن قارب اُٹھ اور سمجھ اگر تو سمجھ رکھتا ہے اور عقل سے غور کر اگر تو عقل رکھتا ہے۔ لؤی بن غالب کی اولاد میں رسول مبعوث ہو چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ع عجبتُ للجن الخ (ترجمہ) مجھے تعجب ہوا جن پر اور اس کے کھوج لگانے پر، اور اونٹوں پر اُس کے پالان باندھ لینے یعنی بھاگنے کی تیاری کرنے پر۔ (قوم جن) مکہ کی طرف ہدایت کی جستجو کرتی ہوئی جھک پڑی ہے۔ جنوں کے اچھے افراد اُن کے گندے افراد کی طرح نہیں ہیں۔ تو بھی بنی ہاشم میں کے اس برگزیدہ شخص کی طرف کوچ کر اور اپنی دونوں آنکھوں کو اس کے سر کی طرف اُٹھا (یعنی اس کی زیارت کا شرف حاصل کر) پھر وہ میرے پاس دوسری اور تیسری رات میں آیا اور پہلے کی طرح ان راتوں میں کلام

www.kitabghar.org

ورغبت فیه فلما اصبحت شددت علی راحلتی
فرکبتها و انطلقت متوجهاً الی مکة
فاُخبرت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قد ہاجر الی المدینة فقدمت المدینة
فسألت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقیل لی فی المسجد فاتیت المسجد فعقلت
ناقتی فقال لی اُدنُ فلم یزل یُدنینی حتی
قمت بین یدیه فقال ہات فقصصت علیه القصة
فاسلمت ففرح النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بمقالتی و اصحابه حتی رُئی الفرح فی
وجوہہم قال فوثب الیه عمر والتزمه قال
لقد کنت اُحب ان اسمع ہذا الحدیث
منک فاخبرنی عن رئیک ہل یاتیک الیوم
قال اما منذ قرأت القرآن فلم تأتنی و
نعم العوض کتاب اللہ ابو عمر قصّ جالس
ابن سعد الطائی رؤیاہ علی عمر فرای کانّ
الشمس والقمر یقتتلان و مع کلٍ واحدٍ
منہما کواکب فقال عمر مع ایہما کنت قال
مع القمر قال لاتلی لی عملاً ابداً اذ کنت
مع الآیة الممحوّة فقتل وہو مع معاویة
بصفین ابو عمر عن سعید بن المسیب ان
زید بن خارجة توفی زمن عثمان بن
عفان فسجّی بثوب ثم انہم سمعوا جلجلة

کرتا اور اشعار سنتا رہا تو میرے نفس میں اسلام کی محبت پیدا ہوگی اور
میں اسکی طرف راغب ہوگیا۔ پھر جب صبح ہوگئی تو میں نے اپنی سواری پر سامان
سفر باندھا اور سوار ہوگیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ پھر مجھے خبر دی گئی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے ہیں تو میں مدینہ پہنچ گیا۔ اور نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو مجھ سے
کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں تو میں مسجد پہنچا۔ اور اپنی اونٹنی کو باندھا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا) تو مجھ سے آپ نے
فرمایا کہ قریب آجاؤ۔ اور برابر آپ مجھے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک
کہ میں آپ کے سامنے قریب آکھڑا ہوا۔ پھر فرمایا کہ اب کہو تو میں نے
اپنا پورا قصہ آپ کو سنایا پھر اسلام لے آیا تو میرے کلام سے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے اور آپ کے اصحاب بھی یہاں تک کہ فرحت ان
کے چہروں پر دیکھی گئی (راوی نے کہا کہ) پھر عمرؓ دوڑ کر اس کو لپٹ گئے فرمایا
کہ میں درحقیقت یہ چاہتا تھا کہ اس قصہ کو تیری زبان سے سنوں اچھا اب
اپنے اس جن کا حال بتاؤ کیا وہ تمھارے پاس آج بھی آتا ہے کہا کہ جب سے
میں نے قرآن کو پڑھنا شروع کیا وہ میرے پاس نہیں آتا اور سب سے
بہتر بدلہ اللہ کی کتاب ہے۔ ابو عمر۔ جالس بن سعد الطائی نے عمرؓ سے اپنے
خواب کا قصہ بیان کیا اس نے دیکھا تھا کہ گویا سورج اور چاند آپس میں
قتال کر رہے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بہت سے ستارے
ہیں تو عمرؓ نے کہا کہ تو ان دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ
چاند کے ساتھ تو عمرؓ نے کہ اب تو کبھی میری طرف سے عامل نہ بنے گا
کیونکہ تو مٹائی ہوئی نشانی کے ساتھ تھا چنانچہ یہ شخص جنگ صفین میں
معاویہ کا ساتھ دیتے ہوئے قتل ہوا۔ ابو عمر سعید بن المسیب سے کہ زید بن
خارجہ (انصاری) کا عثمان بن عفانؓ کے زمانہ میں انتقال ہوا اور ان کو

۵۵ صفحہ ہذا کا حاشیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

www.kitabghar.org

فی صدرہٖ ثم تکلم فقال احمد احمد فی الکتاب الاول صدق صدق ابوبکر الصدیق الضعیف فی نفسہٖ القوی فی امر اللہ فی الکتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوی الامین فی الکتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان علی منہاجہم مضت اربع و بقیت سنتان اتت الفتنۃ و اکل الشدید الضعیف وقامت الساعۃ و سیأتیکم خبر بیر اریس ثم ہلک رجل من بنی خطمۃ فسجی بثوب فسمعوا جلجلۃ فی صدرہٖ ثم تکلم فقال ان اخا بنی الحارث بن الخزرج صدق صدق ابو عمر ذکر لعمر امرأۃ توفیت بالبیداء فجعل الناس یمرون علیہا ولا یدفنونہا حتی مر علیہا کلیب فدفنہا فقال عمر انی لارجو للکلیب بہذا خیرا زاد البیہقی فاصیب

کفن پہنایا گیا اس کے بعد لوگوں نے اس کے سینہ سے اول ایک جھنجناہٹ سُنی پھر وہ بولنے لگے تو انہوں نے کہا کہ احمد، احمد ہے پہلی کتاب (یعنی انجیل) میں سچا ہے، سچا ہے ابوبکر صدیق جو اپنے نفس میں ضعیف ہے اور قوی ہے اللہ کے کام میں (اسکی یہ صفت مذکور ہے) پہلی کتاب (یعنی انجیل) میں۔ سچا ہے سچا ہے عمر بن الخطاب جو کہ قوی امین ہے (اسکی یہ صفت مذکور ہے) پہلی کتاب (انجیل) میں۔ سچا ہے سچا ہے عثمان بن عفان جو اُن ہی کے طریقہ پر ہے چار سال گذر گئے اور دو باقی رہ گئے کہ فتنہ آئے گا اور طاقتور کمزور کو کھا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی اور عنقریب تمہارے پاس بیر اریس (اریس کے کنوئیں) کی خبر پہنچے گی اور بیر اریس کیا ہے پھر بنی خطمہ میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا اور کفن پہنا دیا گیا تو لوگوں نے اس کے سینہ سے جھنجناہٹ محسوس کی پھر اس نے کلام کیا اور کہا کہ بنی الحارث بن الخزرج کا بھائی سچا ہے سچا ہے ابو عمر نے عمرؓ سے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو بیداء میں (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام مراد ہے) مر گئی تھی لوگ اس پر سے گذر رہے تھے اور دفن نہیں کر رہے تھے یہانتک کہ اس پر کلیب کا گذر ہوا اور انہوں نے اس کو دفن کیا (یہ قصہ سُن کر عمرؓ نے فرمایا کہ اس (نیک عمل) کی وجہ سے بیشک میں کلیب کے لئے خیر کی اُمید کرتا ہوں بیہقی نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ پھر

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) عہ تو گو آیت محوہ (مٹائی ہوئی نشانی اس بنا پر فرمایا کہ سورۃ اسراء میں یہ ارشاد ہے وجعلنا اللیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ الخ (۱۷: ۱۲) اور ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو (مٹا دیا یعنی) دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا الخ۔ چاند چونکہ آیت اللیل یعنی رات کی نشانی میں سے ہے جو مٹائی جاتی ہے اس لئے اس کو آیت محوہ فرمایا۔ اور اسکو معزول اس لئے کر دیا کہ خواب درحقیقت آئینہ دار ہوتا ہے خواب دیکھنے والے کی جبلی صفات کا، ایک صاحب بصیرت معبر خواب کو سُنکر خواب دیکھنے والے کا مزاج اور اس کی افتاد طبع کا اندازہ کر سکتا ہے۔ عمرؓ نے خواب سُنکر جالس کی افتاد طبع کا اندازہ کر لیا کہ یہ شخص عقل کی روشنی نہیں رکھتا، حق کا ساتھ دینے والا نہیں اور حق پرست اور فہیم لوگوں کو ہی منصب عمالت پر رکھتے تھے اس لئے اس کو معزول کر دیا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ عـہ اس کنوئیں میں حضرت عثمان رضؓ کی انگلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی نکل کر گر گئی تھی جو نہ مل سکی اس کے بعد سے زوال شروع ہو گیا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ۔

www.kitabghar.org

حین اُصیب عمرؓ۔ ابو عمر النعمان بن مقرنؓ قدم المدینۃ من عند سعدؓ بفتح القادسیۃ و ورد علی عمر اجتماع اہل اصبہان وہمدان والری وآذربیجان ونہاوند فاقلقہ و شاور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ علی بن ابی طالب ابعث الی اہل الکوفۃ فیسیر ثلثاہم ویبقی ثلثہم علی ذراریہم وابعث الی اہل البصرۃ قال فمن استعمل علیہم اشر علی فقال انت افضلنا رایا واعلمنا فقال لاستعملن علیہم رجلا یکون لہا فخرج الی المسجد فوجد النعمان بن مقرن یصلی فسرحہ وامرہ وکتب الی اہل الکوفۃ بذلک وقد روی انہ قال ان قتل نعمان فحذیفۃ وان قتل حذیفۃ فجریر ففتح اللہ علیہ اصبہان فلما اتی نہاوند کان اول صریع واخذ الرایۃ حذیفۃ ففتح اللہ علیہم فلما جاء نعیہ خرج عمر ینعاہ الی الناس علی المنبر ووضع یدہ علی راسہ یبکی۔ ابو عمر کان ربیعۃ بن خلف قد رای رؤیا فقصہا علی عمر قال رایت کانی فی واد معشب

کُلَیب کو بھی اسی وقت مجروح کیا گیا جب عمرؓ مجروح کئے گئے تھے۔ ابو عمر، سعد کے پاس سے فتح قادسیہ کی خبر لے کر نعمان بن مقرن مدینہ پہنچے اور اسی وقت عمرؓ کے پاس اہل اصفہان اور ہمدان اور رَے اور آذربائیجان اور نہاوند کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو پریشان کر دیا آپ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ اہل کوفہ کے پاس حکم بھیجئے کہ ان میں کے دو تہائی روانہ ہوجائیں اور ایک تہائی بچوں کی حفاظت کے لئے ٹھہریں۔ اور (ایسا ہی حکم) اہل بصرہ کے پاس بھیجئے۔ عمرؓ نے کہا کہ مجھے یہ مشورہ بھی دو کہ ان پر کس کو امیر بناؤں؟ تو علیؓ نے کہا کہ رائے کے اعتبار سے آپ ہم سے بڑھے ہوئے اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جو اس امارت کا اہل ہو امیر بنانے کی پوری کوشش کروں گا تو آپ نکل کر مسجد کی طرف گئے اور نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے ہوئے پایا پھر آپ نے ان ہی کو روانہ کیا اور امیر بنایا اور اہل کوفہ کو وہی حکم (جس کی رائے علی نے دی تھی) بھیجا۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے یہ فرمادیا تھا کہ اگر نعمان بن مقرن قتل ہوجائے تو حذیفہ امیر بنیں اور اگر حذیفہ قتل ہوجائیں تو جریر امیر بنیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نعمان کے ہاتھ پر اصفہان فتح کرادیا، جب وہ نہاوند پہنچے (اور جنگ شروع ہوئی) تو سب سے پہلے وہی مارے گئے اور جھنڈا حُذَیفہ نے سنبھال لیا اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ پھر جب نعمان بن مقرن کو موت کی خبر پہنچی تو عمرؓ نکل کر مسجد پہنچے اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو اسکی موت کی خبر اس طرح دے رہے تھے کہ اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر روتے جاتے تھے۔ ابو عمر، ربیعہ بن اُمیہ بن خلف نے ایک خواب دیکھا اور

ع۵ اس زمانہ میں سعدؓ بن ابی وقاص کو عساکر کی امارت سے معزول کرکے آپ مدینہ بلاچکے تھے، اسی کو سن کر یزد جرد نے اصفہان و ہمدان ورَے وغیرہ کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملاکر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر تیار کرکے اہل اسلام پر حملہ کی تیاری کر لی تھی۔ اس لئے اب بجائے سعد کے نعمان بن مقرن کو امیرِ لشکر بنایا ۱۲ اشتیاق احمد

www.kitabghar.org

ثم خرجت منه الى وادٍ مجدب ثم انتبهت
وانا فى الوادى المجدب فقال عمر تؤمن ثم تكفر
ثم تموت وانت كافر فقال ما رأيت شيئًا
فقال عمر قضى لك كما قضى لصاحبى يوسف
قالا ما رأينا شيئًا فقال يوسف قضى الامر
الذى فيه تستفتيان ثم انه شرب خمرًا فضربه
عمر الحد ونفاه الى خيبر فلحق بارض الروم
فتنصر ابو عمر عن عوف بن مالك الاشجعى
انه رأى فى المنام كان الناس جمعوا فاذا
فيهم رجل فرعهم فهو فوقهم ثلث اذرع
قال فقلت من هذا قالوا عمر قلت لم قالوا
لان فيه ثلث خصال لانه لايخاف فى الله
لومة لائم وانه خليفة مستخلف وشهيد
مستشهد قال فاتى ابابكر فقصها عليه
فارسل الى عمر فدعاه ليبشره قال فجاء
عمر فقال لى ابوبكر اقصص رؤياك قال فلما
بلغت خليفة مستخلف زبرنى عمر وكهرنى
وقال اسكت تقول هذا وابوبكر حىّ فلما
كان بعد وولى عمر مررت بالشام وهو على
المنبر قال فدعانى وقال اقصص رؤياك
فقصصتها فلما قلت انه لايخاف فى الله
لومة لائم قال انى لارجو ان يجعلنى الله

اور اس کو عمرؓ سے بیان کیا، کہا کہ میں ایک ایسی وادی میں ہوں، جو سرسبز ہے۔ پھر میں اس سے نکل کر ایسی وادی میں پہنچ گیا جو قحط زدہ (خشک) ہے پھر میں بیدار ہوگیا اس حال میں کہ اس خشک وادی میں تھا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تو ایمان لانے کے بعد کافر ہوجائے گا اور تیری موت کفر کی حالت میں ہی آئے گی تو اس نے کہا کہ میں نے تو (فرضی خیال کا ذکر کیا تھا) کچھ بھی خواب نہ دیکھا تھا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تیرے لئے مقدر ہوچکا عــہ جیسا کہ یوسف کے دوساتھی قیدیوں کے بارے میں مقدر ہوچکا تھا۔ انہوں نے بھی کہا تھا کہ ہم نے کچھ نہیں دیکھا تھا تو یوسف نے فرمایا تھا قُضِیَ الْاَمْرُ الخ (۱۲: ۴۱) جس بارے میں تم پوچھتے تھے اور اسی طرح مقدر ہوچکا" پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ) اس نے شراب پی تو اس پر عمرؓ نے حد لگائی اور اس کو خیبر کی طرف جلاوطن کردیا۔ یہ سرزمین روم میں پہنچ کر عیسائی ہوگیا۔ ابوعمر، عوف بن مالک الاشجعی سے اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا لوگ جمع ہوتے اچانک ان میں ایک شخص ان سب سے اونچا ہوا تو وہ ان سے تین ہاتھ بلند ہوگیا کہا کہ اس کے بعد میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب ہے۔ میں نے کہا کہ کیا سبب ہے (کہ تین ہاتھ اونچا ہوگیا) لوگوں نے کہا کہ اس لئے کہ اس میں تین خوبیاں ہیں کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور یہ کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانیوالا ہے اور شہید ہے شہادت طلب کرنیوالا ہے کہا کہ پھر انہوں نے ابوبکرؓ کے پاس جاکر ان سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے عمرؓ کو بلایا اور عوف بن مالک کو بلایا تاکہ وہ ان کو یہ بشارت سنائیں۔ کہا کہ پھر عمرؓ آگئے اور مجھ سے ابوبکرؓ نے کہا کہ اپنا خواب بیان کر۔ کہا کہ جب میں اس بات پر پہنچا کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانیوالا ہے تو عمرؓ نے مجھے جھڑکا اور روکا اور کہا کہ چپ ہو، تو یہ کہتا ہے حالانکہ ابوبکر زندہ ہیں پھر جب بعد کا زمانہ آیا اور عمر خلیفہ بنائے جاچکے اور میرا گذر شام میں ہوا اور عمر منبر پر تھے تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ اپنا وہ خواب بیان کر تو میں نے سنانا

عــہ اس سے واضح ہو رہا ہے کہ قلب کے بہت سے واردات بھی بیداری کے خواب ہوتے ہیں اور انکی تعبیر بھی رویا تے خواب کی طرح دی جاسکتی ہے ۱۲
اشتیاق احمد علی عنہ

www.kitabghar.org

منهم فلما قلت خليفة مستخلف قال
قد استخلفني الله فسل ان يعينني على ما
ولاني فلما ان ذكرت شهيد مستشهد
قال انى لى بالشهادة وانا بين اظهركم
تغزون ولا اغزو ثم قال بلى يأتي الله بها
ان شاء يأتي الله بها ان شاء ابو عمر
عن عرفجة الاشجعي قال صلى الله عليه وسلم
الفجر ثم جلس فقال وزن اصحابي الليلة وزن
ابو بكر فوزن ثم وزن عمر فوزن ثم وزن
عثمان فخف وهو رجل صالح مالك عن
يحيى بن سعيد بن المسيب انه سمعه يقول
لما صدر عمر بن الخطاب من منى اناخ
بالابطح ثم كوم كومة ثم طرح عليها رداءه
واستلقى ثم مد يديه الى السماء فقال
اللهم كبرت سني وضعفت قوتي وانتشرت
رعيتي فاقبضني اليك غير مضيع ولا مفرط
ثم قدم المدينة في عقب ذي الحجة
فخطب الناس ثم قال ايها الناس قد
سنت لكم السنن وفرضت لكم الفرائض
وتركتم على الواضحة الا ان تضلوا بالناس
يمينا وشمالا وضرب باحدى يديه على
الأخرى ثم قال اياكم ان تهلكوا عن آية

شروع کیا جب میں نے کہا کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنیوالے سے نہیں ڈرتا تو کہا کہ بیشک میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان لوگوں میں سے بنا دیگا پھر جب میں نے کہا کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانے والا ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلیفہ بنادیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اس کام میں میری مدد کرے جس کو میری ذمہ داری میں دیا ہے پھر جب میں نے شہید اور شہادت کرنیوالا بیان کیا تو فرمایا کہ میرے لئے شہادت کا موقع کہاں ہے میں تمہارے پیچھے رہتا ہوں تم لوگ جہاد کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ چاہے تو شہادت کا موقع لے آئے، اللہ چاہے تو شہادت کا موقعہ لے آئے۔ ابو عمر، عرفجہ اشجعی سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی پھر بیٹھے اور فرمایا کہ آج رات میرے اصحاب کو تولا گیا۔ ابو بکر کو تولا گیا تو وہ بھاری نکلے، پھر عمر کو تولا گیا تو وہ بھاری نکلے۔ پھر عثمان کو تولا گیا تو وہ ہلکے نکلے اور وہ نیک مرد ہے۔ مالک یحییٰ بن سعید المسیب سے کہ انہوں نے اُن سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب عمر بن الخطاب منیٰ سے واپس ہوئے تو انہوں نے اپنے اونٹ کو ابطح میں بٹھایا پھر ریگ کا ایک تودہ جمع کیا اور اس کے اوپر اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر دعا کی یا اللہ میری عمر زیادہ ہوگئی اور میری قوت ضعیف ہوگئی اور میری رعیت پھیل گئی تو آپ مجھے اس حال میں موت دیجئے کہ میں ضائع شدہ ہوں اور نہ نقصان دہ ع پھر ذی الحجہ کے آخر میں مدینہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو تم پر سنتیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے) واضح کئے جا چکے اور تم پر فرائض مقرر کئے جاچکے ہیں اور تم کو صاف سیدھے راستہ پر چھوڑا گیا ہے اِلّا یہ کہ تم خود لوگوں کو بھٹکانے لگو (سیدھی راہ چھوڑ کر) دائیں اور بائیں طرف اور آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا۔ پھر فرمایا کہ خبردار تم ہلاک نہ ہو جانا آیتِ رجم (کے انکار) سے کوئی کہنے والا یہ کہنے

ع یعنی میں ضعف قوت سے اس حد تک نہ پہنچ سکوں کہ فرائض خلافت کو ضائع کر بیٹھوں یا ان میں کوتاہی کرنے لگوں۔ اس حال کے آنے سے پہلے ہی مجھے دنیا سے اُٹھا لیجئے۔ ۱۲

www.kitabghar.org

الرجم ان یقول قائلؐ انا لا نجد حدین
فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ورجمنا والذی نفسی بیدہ
لولا ان یقول الناس زاد عمر بن الخطاب
فی کتاب اللہ لکتبتہا الشیخ والشیخۃ
اذا زنیا فارجموہما البتۃ فانا
قد قرأناہا قال یحییٰ بن سعید فقال
سعید بن المسیب فلما انسلخ ذو الحجۃ
حتی قتل عمر بن الخطاب رحمہ اللہ تعالےٰ
مسلم عن معدان بن ابی طلحۃ ان عمر بن
الخطاب خطب یوم الجمعۃ فذکر نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وذکر ابا بکر قال
انی رأیت کان دیکا نقرنی ثلاث
نقرات وانی لا اراہ الا حضور اجلی
وان اقواما یامروننی ان استخلف و
ان اللہ عزوجل لم یکن لیضیع دینہ و
لا خلافتہ ولا الذی بعث بہ نبیہ صلے
اللہ علیہ وسلم فان عجل بی امرؐ فالخلافۃ
شوریٰ بین ہؤلاء الستۃ الذین
توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہو عنہم راض فانی قد علمت ان اقواما

لگے کہ ہم کتاب اللہ میں دو حدعہ نہیں پاتے ۔ تو سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی کیا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہیں گے کہ عمر نے کتاب میں اضافہ کر دیا تو میں ضرور لکھ دیتا اس آیت کو اَلشَّیخُ وَالشَّیخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارجُمُوھُمَا (بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو) کیونکہ ہم نے اس کی قراءت کی ہے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ پھر سعید بن المسیب نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہونے پایا کہ عمر بن الخطاب قتل کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ مسلم، معدان بن ابی طلحہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے یوم جمعہ کا خطبہ دیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور ابو بکرؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک مرغ نے میرے تین ٹھونگیں ماریں اور میں اس کی تعبیر اپنی موت کے قریب ہونے کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا اور بہت قوموں کے لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں کسی کو خلیفہ متعین کر دوں اور اللہ عزوجل ایسا نہیں ہے کہ اپنے دین کو اور اپنی خلافت کو ضائع کر دے اور نہ اس چیز کو (ضائع ہونے دے گا) جس کے ساتھ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا ہے تو اگر مجھ پر حکم الٰہی جلدی نافذ کر دیا جاتے (یعنی موت جلد آجاتے) تو خلافت ان چھ حضرات کے مشورے سے طے کی جائے جو ایسے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وفات کے وقت تک خوش رہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس امر (نصب خلافت) میں فتنہ انگیزی کرنے لگیں گے (یعنی منافقین) میں نے اسلام پر ان کو اپنے اس ہاتھ سے پیٹا ہے (میں

عہ یعنی جلد موجود ہے آیت الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما الخ (۲:۲۴) میں اور رجم کہیں نہیں ہے ۱۲ ؎ عام لوگوں کی بجائے صرف چھ اصحاب کو متعین کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ لوگوں کی طبائع کا میلان فساد کی طرف زیادہ ہے ۱۲

www.kitabghar.org

یطعنون فی ہذا الامر انا ضربتہم بیدی
ہذہ علی الاسلام فان فعلوا ذلک فاولٰئک
اعداء اللہ الکفرۃ الضلال الحدیث ابوعمر
اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل
الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
یارسول اللہ استسق لامتک فانہم
قد ہلکوا قال فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی المنام فقال ائت عمر فمرہ
ان یستسقی للناس فانہم سیسقون
وقل لہ علیک بالکیس الکیس فاتی الرجل
عمر فاخبرہ فبکی عمر وقال یارب ما آلو الا
ما عجزت عنہ ابوعمر مسعود بن اسود البلوی
استاذن عمر فی الغزو الی افریقیۃ
فقال عمر افریقیۃ غادرۃ و مغدور بہا
ابوعمر فی قصۃ ضرب عمر قدامۃ بن مظعون
حد الشرب فغاضب عمر قدامۃ وہجرہ فحج
عمر و قدامۃ معہ مغاضبا لہ فلما قفلا من
حجہما ونزل عمر بالسقیا نام فلما استیقظ
من نومہ فقال عجلوا علی بقدامۃ فواللہ
لقد اتانی آت فی منامی فقال سالم
قدامۃ فانہ اخوک فعجلوا علی بہ فلما اتوہ
ابی ان یاتی فامر بہ عمر ان ابی ان یجروہ

ان کو پہچانتا ہوں) پھر بھی اگر انہوں نے وہی (فتنہ انگیزی) کی تو (تم ہوشیار رہنا) یہ لوگ اللہ کے دشمن اور کافر و گمراہ ہیں (اگرچہ بظاہر مسلمان بنے ہوتے ہیں) آخر حدیث تک۔ ابوعمر، عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں لوگوں پر قحط آپڑا تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کیجئے کہ لوگ ہلاک ہوگئے۔ کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خواب میں آکر یہ فرمایا کہ عمرؓ کے پاس جاؤ اور اس کو یہ امر کرو کہ وہ لوگوں کے لئے بارش کی دعا کرے تو ان پر بارش نازل کی جائے گی اور اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ تجھ کو لازم ہے عاقل (کو منتخب کرنا) پھر وہ شخص عمرؓ کے پاس پہنچا اور ان کو اطلاع دی تو عمرؓ رونے لگے اور بولے کہ اے پروردگار میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا مگر جس بات سے عاجز ہو جاؤں ابوعمر، مسعود بن اسود البلوی سے کہ افریقی ملکوں کی طرف جہاد کرنے کے لئے عمرؓ سے اجازت طلب کی تو عمرؓ نے فرمایا کہ (یہ یاد رکھو کہ) افریقی ملک دھوکہ دینے والے اور دھوکہ کھانے والے ہیں، ابوعمر، شراب پینے کی حد کے سلسلہ میں قدامہ بن مظعون کو عمرؓ کے مارنے اور ان کا عمرؓ سے قطع تعلق کرنے کا قصہ نقل کرتے ہوتے لکھتے ہیں کہ پھر عمرؓ نے حج کیا اور قدامہ بھی ان کے ہمراہ ہی تھے ان سے ناراضگی کے ساتھ جب کہ دونوں حج کرکے واپس ہوئے اور عمرؓ سقیا[1] میں اُترے تو سو گئے پھر جب نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا کہ قدامہ کو جلد لاؤ۔ کیونکہ بخدا میرے پاس خواب میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ قدامہ سے صلح کرو وہ تمہارا بھائی ہے تو جلد اس کو میرے پاس لاؤ تو جب لوگ قدامہ کے پاس پہنچے تو انہوں

[1] سقیا ایک مقام کا نام ہے۔

www.kitabghar.org

الیہ فکلمہ عمر واستغفر لہ فکان ذلک اوّل
صلحہما ابو عمر سماک بن مخرمۃ وسماک بن
عبد العیسی وسماک بن خرشۃ الانصاری
قدم ہؤلآء الثلثۃ علی عمر فی وفود اہل
الکوفۃ بالاخماس فاستنسبہم فانتسبوا لہ
سماکٌ وسماکٌ وسماکٌ فقال بارک اللہ فیکم
اللّٰہمّ اسمک بہم الاسلام وأیّد بہم
فہؤلآء الثلثۃ اول من ولیَ مسالحَ من
ارض ہمدان وارض الدیلم ابو عمر أُسر سہیل
بن عمرو یوم بدر کافراً وکان خطیبَ قریش
فقال عمر یارسولَ اللہ انتزع ثنیّتہ فلا
یقومُ علیک خطیباً ابداً فقال دعہ فعسیٰ
ان یقوم مقاماً تحمدہ فلما ماج الناس
بمکۃ عند وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وارتدّ من ارتدّ من العرب قام
سہیل بن عمرو خطیباً فقال واللہ انی
اَعلمُ ان ہذا الدین سیمتدّ امتداد الشمس
فی طلوعہا الی غروبہا فلا یغرّنّکم
ہذا من انفسکم یعنی اباسفیانَ فانہ
لیعلم من ہذا الامر ما اعلمُ ولکنہ
قد جثم علی صدرہ حسدُ بنی ہاشم واتی
فی خطبتہ بمثل ماجآء بہ ابوبکر الصدیق

نے آنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان کے بارے میں عمرؓ نے حکم دیا کہ اگر
اس نے انکار کر دیا ہے تو کھینچ کر لاؤ۔ جب وہ آئے تو عمرؓ نے ان سے
گفتگو کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ یہ پہلا موقع تھا دونوں کی
صلح کا ابو عمر، سماک بن مخرمہ اور سماک بن عبد العیلی اور سماک بن خرشہ
انصاری یہ تینوں اہل کوفہ کی چھاؤنی کے وفود میں شامل ہو کر عمرؓ کے پاس
آئے تو انہوں نے ان کا نسب دریافت کیا تو لوگوں نے آپ کو اُن کا نسب
بتایا کہ یہ سماک بن فلاں ہے اور یہ سماک بن فلاں ہے اور یہ سماک بن فلاں ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
تم میں برکت کرے۔ اے اللہ ان کے ذریعہ سے اسلام کو اونچا کر اور ان کی مدد
کرنا۔ تو یہ تینوں سماک وہ پہلے شخص ہیں جو سرزمین ہمدان و سرزمین دیلم میں
سرحدی مورچوں عـہ کے نگہبان مقرر کئے گئے تھے۔ ابو عمر، سہیل بن عمرو یوم بدر
میں کافر ہونے کی حالت میں قید ہوا اور یہ شخص قریش کا خطیب تھا۔ تو
عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کے سامنے کے دانت کھینچ لیجئے تاکہ یہ آپ
کے مقابلہ پر خطیب بن کر کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ تو فرمایا کہ اس کو چھوڑ امید
ہے کہ یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو گا کہ تو اس کی تعریف کرے گا۔ پھر جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مکہ میں لوگ مضطرب ہوتے اور
عرب میں سے جن لوگوں کو مرتد ہونا تھا وہ مرتد ہو گئے تو سہیل بن عمرو
خطیب کی حیثیت سے کھڑا ہوا اور اس نے بیان کیا کہ خدا کی قسم میں جانتا
ہوں کہ یہ دین عنقریب پھیلے گا سورج کی روشنی کی طرح طلوع سے
غروب تک تو تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے یہ شخص جو تمہارے آپس میں سے
ہے وہ ابوسفیان کو مراد لے رہا تھا۔ اور اس امر کے بارے میں یہ علم وہ بھی
رکھتا ہے جو میں رکھتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ اس کے سینہ پر بنی ہاشم کا
حسد جم گیا ہے اور وہ اپنے خطبہ میں وہ مضامین لایا جو ابوبکر صدیق

عـہ مسالح جمع ہے مسلحہ کی یعنی وہ لوگ جو مورچہ یا ناکے پر رہ کر دشمن کی خبر رکھتے ہیں اور دشمن کے آتے ہی اپنے لوگوں کو مطلع کرتے ہیں تاکہ وہ فوراً مسلح ہو کر مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں ۱۲ لغات الحدیث۔

www.kitabghar.org

بالمدینۃ فکان ذٰلک معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر ابو عمر جآء الحارث بن ہشام و سہیل بن عمرو الی عمر فجلسا و ہو بینہما فجعل المہاجرون الاوّلون یأتون عمر فیقول ہٰہنا یا سہیل ہٰہنا یا حارث ینحّیہما فجعل الانصار یأتون فینحّیہما عنہ کذٰلک حتی صارا فی آخر الناس فلما خرجا من عند عمر قال الحارث لسہیل الم تر ما منع بنا فقال لہ سہیل انہ الرجل لا لوم علیہ ینبغی ان نرجع باللوم علی انفسنا دُعِیَ القوم فاسرعوا و دُعینا فابطانا فلما قام الناس من عند عمر اتیاہ فقالا لہ یا امیر المومنین قد رأینا ما فعلت بنا الیوم و علمنا انا اُتینا من قبل انفسنا فہل من شیٔ نستدرک بہ ما فاتنا من الفضل فقال لا اعلمہ الا ہٰذا الوجہ و اشار لہما الی ثغر الروم فخرجا الی الشام فماتا بہا فلم یبق من ولد سہیل الا ابنۃ لہ ترکہا بالمدینۃ فاختۃ بنت عتبۃ بن سہیل فقدم بہا علی عمر فزوجہا من عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام و قال زوّجوا الشرید الشریدۃ ففعلوا فنشر اللہ

مدینہ میں لاتے تھے۔ تو یہ تھے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے معنی ابو عمر، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو حضرت عمرؓ کے پاس آکر بیٹھے اور وہ ان دونوں کے درمیان تھے پھر مہاجرین اوّل نے عمرؓ کے پاس آنا شروع کیا تو عمرؓ کہتے رہے کہ یہاں بیٹھ اے سہیل اور یہاں بیٹھ اے حارث، ان دونوں کو ہٹاتے رہے۔ پھر انصار نے آنا شروع کیا تو پھر ان دونوں کو اپنے سے دور ہٹایا اسی طرح سے۔ یہانتک کہ یہ دونوں لوگوں کے آخر میں پہنچ گئے۔ پھر جب یہ دونوں عمرؓ کے پاس سے نکلے تو حارث نے سہیل سے کہا کہ کیا تو نے دیکھا کہ عمرؓ نے ہمارے ساتھ کیا کیا تو اس سے سہیل نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اس کو ملامت نہیں کی جاسکتی مناسب یہ ہے کہ ہم خود اپنے نفسوں کو ملامت کریں۔ قوم کو دعوت دی گئی تو انہوں نے (قبول کرنے میں) سُرعت کی اور ہم کو دعوت دی گئی تو ہم نے دیر کر دی۔ پھر جب کہ سب لوگ عمرؓ کے پاس سے اُٹھ گئے تو یہ دونوں ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اے امیر المومنین جو کچھ آپ نے آج ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس پر غور کیا اور سمجھ لیا کہ یہ (ذلّت) ہم خود ہی اپنے اُوپر لاتے ہیں تو کیا کوئی ایسی چیز (یعنی تدبیر) ہے کہ جس سے ہم پھر اپنی فضیلت میں سے وہ حصّہ پاسکیں جس کو ہم کھو چکے ہیں تو فرمایا کہ میں اس کو نہیں جانتا بجز اس صورت کے اور ان کے سامنے روم کی سرحد کی طرف اشارہ کیا تو وہ دونوں شام کی طرف نکل گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ تو سہیل کی اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہا بجز اس کی ایک لڑکی فاختہ بنت عتبہ بن سہیل کے، اس کو عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے اسکا نکاح کر دیا اور فرمایا کہ شرید[عہ] کو شریدہ کے ساتھ

عہ ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں جو روٹی کو شوربے میں چور کر بنایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما احب الی من الثرید وبارک اللہ لامتی فی الثرد والثرید" یعنی ثرید سے زیادہ پسند مجھے کوئی کھانا نہیں ہے اللہ میری امت کو اس میں برکت دے حضرت عمرؓ کا ان کو شرید اور شریدہ کہنا برکت کے لئے تھا، چنانچہ اس کا ظہور ہو گیا۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہٗ

www.kitabghar.org

منہا عدداً کثیراً فی الصواعق اخرج ابن
عساکر عن طارق بن شہاب قال ان کان
الرجل لیحدث عمر بالحدیث فیکذبہ الکذبۃ
فیقول احبس ہذہ ثم یحدث بالحدیث
فیقول لہ احبس ہذہ فیقول لہ کلما حدثتک
حق الا ما امرتنی ان احبسہ و اخرج
ایضا عن الحسین قال ان کان احد یعرف
الکذب اذا حدث بہ انہ کذب فہو عمر
ابن الخطاب واخرج البیہقی فی الدلائل
عن ابی ہدبۃ الحمصی قال اخبر عمر ان اہل
العراق قد حصبوا امیرہم فخرج غضبان
فصلی فسہی فی صلوتہ فلما سلم قال
اللہم انہم قد لبسوا علی فالبس علیہم
وعجل علیہم بالغلام الثقفی یحکم فیہم
بحکم الجاہلیۃ لا یقبل من محسنہم و
لا یتجاوز عن مسیئہم قال ابن لہیعۃ
وما ولد الحجاج یومئذ وانکشف فخذہ
فرآی بہ اہل نجران علامۃ سوداء فقالوا
ہذا الذی نجد فی کتابنا انہ یخرجنا من
ارضنا وقال لہ کعب الاحبار انا لنجدک
فی کتاب اللہ علی باب من ابواب جہنم
تمنع الناس ان یقعوا فیہا فاذا مات
لم یزالوا یقتحمون فیہا الی یوم القیامۃ

بیاہ دو۔ ان کا نکاح ہوا تو اللہ تعالے نے ان دونوں سے بہت اولاد پھیلائی
صواعق میں ہے کہ ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے کہ
ایک شخص عمرؓ سے کوئی حدیث بیان کرتا اور اس میں کوئی جھوٹ شامل
کر دیتا تو آپ فرماتے کہ اس کو بند کر (یعنی یہ نہ کہہ) پھر وہ کوئی حدیث
بیان کرتا (اور کوئی غلط بات بڑھا دیتا) تو آپ اس سے فرماتے کہ اس کو
بند کر۔ پھر وہ شخص آپ سے کہتا کہ جو کچھ میں نے آپ سے حدیث بیان
کی تھی وہ سب صحیح تھی سوائے اس حصہ کے جس پر آپ نے مجھے حکم
دیا کہ اس کو بند کر اور ایسی روایت حسین سے اخذ کی ہے کہ انہوں نے
کہا کہ اگر کوئی ایسا تھا کہ جھوٹ کو پہچان جاتے جب بھی اس کے سامنے
بیان کیا جاتے تو وہ عمر بن الخطاب تھے۔ اور بیہقی نے دلائل میں روایت
کیا ابو ہدبہ حمصی سے کہا کہ عمرؓ کو خبر پہنچی کہ اہل عراق نے ان کے امیر
پر ڈھیلے پھینکے ہیں تو آپ غصہ میں نکلے پھر نماز پڑھی مگر نماز میں آپ
سے سہو ہو گیا پھر آپ نے سلام پھیرا تو دعا کی کہ یا اللہ ان لوگوں
(اہل عراق) نے مجھے شبہہ میں ڈالا آپ ان کو پریشان کیجئے اور جلد
ان پر ثقفی غلام کو مسلط کیجئے جو ان پر جاہلیت کی حکومت کی طرح حکومت
کرے اچھا کام کرنے والوں کا کام قبول نہ کرے اور برا کام کرنیوالے
کو معاف نہ کرے۔ ابن لہیعہ نے کہا کہ اس دن تک حجاج پیدا نہیں
ہوا تھا۔ اور ایک مرتبہ آپ کی ران کھل گئی تو اس پر نجران والوں نے ایک
سیاہ نشان دیکھا تو کہا کہ یہ وہ علامت ہے جس کو ہم اپنی کتاب میں پاتے
ہیں کہ وہ ہم کو ہماری سرزمین سے نکالے گا۔ اور ان سے کعب احبار نے کہا
کہ ہم آپ (کے ذکر) کو کتاب اللہ (توریت) میں پاتے ہیں کہ جہنم کے دروازوں
میں سے آپ ایک دروازے پر لوگوں کو روک رہے ہونگے اس میں گرنے
سے۔ پھر جب وہ مرجائے گا (یعنی آپ) تو قیامت کے دن تک لوگ

www.kitabghar.org

فی کتاب طبقات الشافعیۃ للشیخ عبدالوہاب السبکی نقلاً عن امام الحرمین فی کتاب الشامل ان الارض زلزلت فی زمن عمر رضی اللہ عنہ، فحمد اللہ و اثنی علیہ والارض ترتج ثم ضربہا بالدرۃ وقال اقرے الم اعدل علیک فاستقرت من وقتہا وفیہ ایضاً ان ناراً کانت تخرج من کہف فی جبل فتحرق ما اصابت فخرجت فی زمن عمر فامر ابا موسیٰ او تمیما الداری ان یدخلہا الکہف فجعل یدفعہا بردائہ حتی ادخلہا فی الکہف فلم تخرج بعد وفیہ ایضاً انہ عرض جیشاً یبعثہ الی الشام فعرضت طائفۃ فاعرض عنہم ثم عرضت فاعرض عنہم ثم عرضت ثالثاً فاعرض عنہم فتبین بالآخرۃ انہ کان فیہم قاتل عثمان او قاتل علی درکشف المحجوب مذکوراست کہ عجمی بمدینہ آمد و قصد عمر کرد گفتند امیر المومنین درخرابہا خفتہ باشد رفت و اورا یافت برخاک خفتہ و درہ زیر سر نہادہ با خود گفت اینہمہ فتنہ اندرجہان ازین است کشتن این بنزدیک من سخت آسان است شمشیر بکشید دو شیر پدید آمدند وقصد وی کردند وی فریاد برآورد عمر بیدار شد قصہ با وی گفت و اسلام

اس میں گھستے رہیں گے۔ کتاب طبقات الشافعیہ مصنفہ شیخ عبدالوہاب سبکی میں امام الحرمین کی کتاب الشامل سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار زمین میں زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور زمین ہل رہی تھی پھر اس پر درّہ مارا اور فرمایا کہ قرار پکڑ! کیا میں تجھ پر عدل نہیں کر رہا ہوں تو وہ اُسی وقت ٹھہر گئی۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ پہاڑ کے ایک غار سے ایک آگ نکلتی تھی جو کہ جس شے پر پڑتی تھی اُس کو پھونک دیتی تھی۔ یہ آگ نکلی عمرؓ کے زمانہ میں تو انہوں نے حکم دیا ابوموسیٰ یا تمیم داری کو کہ وہ اس کو اس غار میں داخل کریں تو انہوں نے اپنی چادر سے اس کو ہٹانا شروع کیا یہاں تک کہ اس کو غار میں داخل کر دیا پھر اس کے بعد وہ کبھی نہیں نکلی۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ ان کے سامنے ایک لشکر پیش کیا گیا جس کو شام بھیج رہے تھے۔ اس میں سے ایک جماعت آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر پیش کی گئی تو پھر منہ پھیر لیا۔ پھر تیسری مرتبہ پیش کیا گیا تو پھر منہ پھیر لیا۔ آخر میں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ان میں عثمانؓ یا علیؓ کا قاتل تھا۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ ایک عجمی مدینہ میں آیا اور اس نے حضرت عمرؓ کا قصد کیا لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین کسی ویرانہ میں سو رہے ہونگے۔ وہ گیا اور اس نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ درّہ سر کے نیچے رکھے ہوئے خاک پر سو رہے ہیں۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ دنیا میں یہ تمام فتنہ اسی شخص سے ہے اس کو مار ڈالنا میرے نزدیک بہت آسان ہے۔ اس نے تلوار کھینچی۔ فوراً دو شیر ظاہر ہوگئے اور اس کی طرف بڑھے۔ اس نے شور مچانا شروع کیا۔ عمرؓ جاگ گئے۔ تو اس نے ان سے قصہ بیان کیا اور اسلام لے آیا۔ اور شواہد النبوت میں مذکور ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے بہت دور کے شہروں میں سے ایک شہر پر لشکر بھیجا۔ ایک دن مدینہ میں بلند آواز سے

www.kitabghar.org

آوردہ اند در شواہد النبوۃ مذکور است کہ عمر ابن الخطاب جیشی بیکی از بلادِ بعیدہ فرستادہ بود روزی در مدینہ آواز برداشت کہ یا لبیکاہ و ہیچکس ندانست کہ آن چیست تا آنوقت کہ آن جیش بمدینہ مراجعت نمود و صاحب جیش فتحہا کہ خدا یتعالی توفیق آتش دادہ بود تعداد میکرد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گفت اینہا را بگذار حالِ آن مرد کہ وی را بزجر در آب فرستادی چہ شد گفت واللہ یا امیر المومنین کہ من بوی شری نخواستم بآبی رسیدیم کہ غور آن را نمیدانستیم تا از آنجا بگذریم وی را برہنہ ساختیم و در آب فرستادیم ہوا خنک بود دردے سرایت کرد فریاد برداشت کہ واعمراہ واعمراہ و بعد ازان از شدتِ سرما ہلاک شد چون مردمان آن را شنیدند دانستند کہ لبیک وی در جوابِ ندای آن مظلوم بودہ است بعد ازان صاحب جیش را گفت کہ اگر نہ آن بودی کہ بعد از من دستورے بماندی ہر آئینہ گردنِ ترا بزدمی برو دیت دیرا باہل وی برسان و چنان مکن کہ دیگر ترا بہ بینم پس گفت کشتن مسلمانے پیش من بزرگتر است

یالبیکاہ یالبیکاہ کہنے لگے۔ اور کوئی نہ سمجھا کہ یہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لشکر لوٹ کر مدینہ میں آیا اور امیر لشکر جس قدر فتوحات کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی شمار کر رہا تھا۔ امیر المومنین عمرؓ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑ۔ یہ بتا اس شخص کا حال کیا ہوا جس کو تو نے جھڑک کر پانی میں بھیجا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اے امیر المومنین میں نے اس شخص کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہم ایسے پانی میں پہنچے جس کی گہرائی نہیں جانتے تھے کہ اس پر سے عبور کریں۔ ہم نے اس کو برہنہ کر کے پانی میں بھیجا۔ ہوا ٹھنڈی تھی جس نے اس میں اثر کیا تو اس نے فریاد بلند کی کہ "واعمراہ واعمراہ" اور اس کے بعد سردی کی شدت سے ہلاک ہو گیا۔ جب لوگوں نے یہ قصہ سنا تو سمجھے کہ وہ آپ کی لبیک اس مظلوم کی ندا کے جواب میں تھی۔ اس کے بعد آپ نے اس امیر لشکر سے فرمایا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے بعد یہ ایک ضابطہ بن جائے گا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ اب تو اس کی دیت (یعنی خونبہا) اس کے وارثوں کو پہنچا اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا کہ پھر میں ایسی چیز دیکھوں۔ پھر فرمایا کہ ایک مسلمان کا مار ڈالنا میرے نزدیک بہت بڑا ہے بہت سے (دشمنوں) کی ہلاکت سے اور شواہد النبوت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ان پر مصیبت کے دن لوگوں نے یہ ابیات سنے اور کہنے والے کو نہیں دیکھا ؎ لیبک علی الاسلام الخ (ترجمہ) جو شخص رونے والا ہو اس کو چاہئے کہ اسلام پر روئے کیونکہ در حقیقت اہل اسلام ہلاکت میں جا گرے حالانکہ ابھی زمانہ پرانا بھی نہ ہوا تھا۔ اور دنیا نے پشت پھیر لی اور اسکی خیر نے پشت پھیر لی اور اس سے رنج اور تکلیف اٹھائی اس شخص نے جو اللہ کے وعدوں پر ایمان لانے والا تھا۔

www.kitabghar.org

ازہلاک بسیاری و نیز در شواہد النبوۃ مذکور است کہ در روز
مصیبت وی این ابیات شنیدند و گویندہ را ندیدند
شعر لیبکیک علی الاسلام من کان باکیا ٭ فقد اوشکوا ہلکی
وما قدم العہد ٭ وادبرت الدنیا وادبر خیرہا ٭ وقد ملہا
من کان یؤمن بالوعد ٭

الفصل الخامس

فیما انطلق اللہ بہ امیرالمؤمنین عمر من دقائق مقامات
السلوک وشرح الصوفیۃ کلامہ ذلک فی کتبہم **الاخلاص
فی العمل** الحفاظ من حدیث یحیی بن سعید
عن محمد بن ابراہیم التیمی عن علقمۃ بن وقاص
اللیثی قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ علی المنبر یقول سمعت رسول اللہ علیہ وسلم
یقول انما الاعمال بالنیات وانما لکل
امرء مانوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ
فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت
ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او امرأۃ یتزوجہا
فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ قال بعض العلماء
ہذا الحدیث ربع العلم مالک عن یحیی بن سعید
الی عمر بن الخطاب کان یقول کرم المؤمن
تقواہ ودینہ حسبہ ومروتہ خلقہ والجرأۃ
والجبن غرائز یضعہا اللہ حیث یشاء
فالجبان یفر عن ابیہ وامہ والجری
یقاتل عمن لا یؤب بہ الی رحلہ والجرأۃ

پانچویں فصل

مقاماتِ سلوک کے دقائق (باریکیاں) جن کو اللہ تعالیٰ نے امیرالمومنین عمرؓ کی زبان سے بیان کرایا اور صوفیہ کا آپؓ کے اس کلام کی شرح اپنی کتابوں میں کرنا۔

اخلاص عمل میں۔ حفاظ حدیث میں سے یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں محمد بن ابراہیم التیمی سے وہ علقمہ بن وقاص لیثی سے کہا کہ میں نے سُنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جو منبر پر فرما رہے تھے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ اعمال نیتوں ہی سے ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی اجر ہوگا جس کی اس نے نیت کی تو وہ شخص جس کی (نیت) ہجرت ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو اُس کی ہجرت اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت ہوئی دنیا کی طرف کہ وہ اس کو مل جائے یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کرلے تو اسکی ہجرت اُسی چیز کی طرف ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث دین کا چوتھائی حصہ ہے۔ مالک رحمہ اللہ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ مومن کا کرم (بزرگی) اس کا تقویٰ ہے اور اس کا دین اس کا حسب ہے اور اس کی مروّت اس کا خلق ہے۔ اور جرأت و نامردی طبعی واصلی صفات ہیں جن کو اللہ چاہتا ہے رکھ دیتا ہے تو نامرد اپنے باپ اور ماں کو چھوڑ بھاگتا ہے اور جری شخص ایسے شخص کی طرف سے قتال کرتا ہے جو اس کے ساتھ اس کے گھر بھی واپس نہیں آتا وہیں سے رخصت ہوجاتا ہے اور قتل بھی عہ

عہ یعنی جسطرح دنیا میں موت کے لئے کوئی سبب بیماری وغیرہ پیش آتا ہے ایسا ہی ایک سبب قتل بھی ہے تو اُس سے بھاگنا عبث ہے ۱۲

www.kitabghar.org

والقتل حتف من الحتوف والشهيد من
احتسب نفسه على الله۔ احمد بن حنبل عن
ابی العجفاء سمعت عمر يقول الا لا تغالوا
صداق النساء فذكر الحديث بطوله الى
ان قال واخرى تقولونها لمن قتل في
مغازيكم او مات قتل فلان شهيدا ولعله
ان يكون قد اوقر عجز دابته او دف راحلته
ذهبا او ورقا يلتمس التجارة لا تقولوا ذلكم
ولكن قولوا كما قال النبي صلى الله عليه
وسلم من قتل او مات في سبيل الله
فهو في الجنة۔ احمد بن حنبل عن ابي فراس
قال خطب عمر بن الخطاب فقال يا ايها
الناس الا انا انما كنا نعرفكم اذ بين
ظهرانينا النبي صلى الله عليه وسلم
واذ ينزل الوحي واذ ينبئنا الله من اخباركم
الا وان النبي صلى الله عليه وسلم قد انطلق
وقد انقطع الوحي وانما نعرفكم بما نقول لكم
من اظهر منكم خيرا ظننا به خيرا واحببناه عليه
ومن اظهر لنا شرا ظننا به شرا وابغضناه
عليه سرائركم بينكم وبين ربكم الا انه قد اتى
على حين وانا احسب ان من قرأ القرآن
يريد الله وما عنده فقد خيل الي باخرة
ان رجالا قد قرأوه يريدون به ما عند الناس

موت ہے موتوں میں سے اور شہید وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اللہ (کے کام) پر ثواب کی طلب کے لئے لگایا ہو۔ احمد بن حنبل، ابو العجفاء سے، خبردار عورتوں کے مہر بیش قیمت نہ بناؤ اس حدیث کو اس کی تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرمایا اور دوسری بات جس کو تم کہتے ہو ہر اس شخص کے حق میں جو تمہارے جہادوں میں قتل ہوا یا مرا کہ فلاں قتل ہوا شہید ہو کر حالانکہ احتمال ہے کہ اس نے اپنے سواری کے جانور کی پیٹھ یا اس کی ایک جانب کو سونے یا چاندی سے لادا ہو کر مال تجارت تلاش کرلے تو تم یہ نہ کہو (کہ فلاں شہید ہوا) لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہو جو آپ نے فرمایا کہ جو شخص قتل ہو جاتے یا مرجاتے اللہ کی راہ میں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ احمد بن حنبل ابو فراس سے، کہا کہ عمر بن الخطاب نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو سن لو حقیقت یہ ہے کہ ہم تم کو اسی وقت پہچانتے تھے جب کہ ہمارے درمیان نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور جب کہ وحی نازل ہو رہی تھی اور جب کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہارے احوال سے خبردار کر رہا تھا، سمجھ لو اب حال یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور وحی منقطع ہوگئی اب تو ہم تم کو صرف اسی ذریعہ سے پہچانتے ہیں جو ہم تم سے کہتے ہیں کہ جس نے تم میں سے خیر کو ظاہر کیا ہم نے اس کے اچھا ہونے کا گمان کر لیا اور اس بناء پر اس سے محبت کرنے لگے اور جس نے ہمارے لئے شر کا اظہار کیا ہم نے اس کے برا ہونے کا گمان کر لیا اور اس کو برا سمجھنے لگے دلوں میں چھپی ہوئی باتیں تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہیں۔ سمجھ لو کہ مجھ پر ایسا وقت آیا ہے کہ میں یہ گمان رکھتا تھا کہ جو قرآن پڑھتا ہے وہ صرف اللہ (ہی کی عبادت) کا ارادہ رکھتا ہے اور ان نعمتوں کا جو اُسکے

www.kitabghar.org

فَاُرِيدُ وَاللّٰهُ بِقِرَاءَتِكُمْ وَاَرِيْدُوْهُ بِاَعْمَالِكُمْ-ابو طالب قال عمر بن الخطاب افضل الاعمال اداء ما افترض الله عزوجل والورع عما نهى الله تعالى عنه وصدق النية فيما عند الله عزوجل-ابو طالب عن سعد بن ابى بردة عن كتاب عمر بن الخطاب الى ابى موسى الاشعرى انه من خلصت نيته كفاه الله تعالى ما بينه وبين الناس ومن تزين للناس بما يعلم الله تعالى فيه غير ذلك شانه الله عزوجل فما ظنك-ابو طالب عن عمر انه قال لقد خشينا ان يدخلنا خوف الرياء فى تسعة اعشار الرياء فسره ابو طالب قال يعني بذلك انه ترك كثيرا من الاعمال خشية دخول الرياء وذلك دخول فى الرياء بترك الاعمال من اجل الرياء-**المراقبة** مسلم فى حديث جبرئيل عن عمر ان السائل قال ما الاحسان فقال النبى صلى الله عليه وسلم الاحسان ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك-**الاستقامة** ابو طالب كان عمر اذا تلا قوله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا يقول قد قالها ناس ثم رجعوا فمن استقام على امر الله فى السر والعلانية والعسر واليسر ولم يخف فى الله

پاس ہیں۔اب مجھے آخر میں یہ متخیل (یعنی مکشوف) ہوا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ اس سے ارادہ رکھتے ہیں اس (متاعِ دنیا) کا جو لوگوں کے پاس ہے۔سو تم لوگ اپنی قرأتِ قرآن سے اللہ (کی رضا) کا ارادہ (یعنی نیت) کرو اور یہی نیت اپنے اعمال میں رکھو۔ابو طالبؒ، فرمایا عمر بن الخطاب نے کہ سب اعمال سے افضل ہے اس عمل کا ادا کرنا جس کو اللہ نے فرض کیا ہے اور پرہیز رکھنا ہر اس چیز سے جس سے اللہ نے منع کیا ہے اور صدقِ نیت اس چیز کے بارے میں جو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ابو طالبؒ، سعد بن ابی بردہ سے اور عمر بن الخطاب کے ایک خط سے جو انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا کہ درحقیقت جس نے اپنی نیت خالص کر لی تو اللہ ہر اس امر کے لئے جو اس کے اور لوگوں کے درمیان ہوگا کافی ہو جائے گا اور جس نے اپنے کو مزین کیا لوگوں کے لئے ایسے عمل کے ساتھ کہ اللہ جانتا ہے اس میں اس (اخلاص) کے خلاف کو تو اللہ عزوجل اس کو بھلا دے گا اب تیرا گمان کیا ہے۔ابو طالبؒ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ڈرتے ہیں اس سے کہ ریاء کا خوف ہم کو ریاء کے دس حصوں میں سے نو میں نہ داخل کر دے ابو طالبؒ نے اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ بندے نے ترک کیا بہت سے اعمال کو ریا میں داخل ہونے کے خوف سے اور یہ بھی ریا میں داخل ہونا ہے (اس راہ سے کہ لوگ دیکھ لیں کہ اس شخص نے) ریا کی وجہ سے اعمال کا ترک کیا۔**مراقبہ** مسلم، جبرئیل والی حدیث میں، عمرؓ سے کہ سائل نے کہا کہ احسان کیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔**استقامت**:ابو طالبؒ، عمرؓ جب اس آیت کی تلاوت کیا کرتے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا (۴۱:۳۰)، جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) مستقیم رہے الخ تو فرماتے کہ "بیشک لوگوں نے کہا پھر پلٹ گئے"، تو جو شخص اللہ کے حکم پر جما رہا پوشیدہ اور علانیہ اور تنگی میں اور

www.kitabghar.org

لومۃ لائم وقال مرۃ استقاموا واللہ لربہم
ولم یروغوا روغان الثعالب۔ الصبر الغزالی
وجد فی رسالۃ عمر رضی اللہ عنہ الی ابی موسیٰ
الاشعری علیک بالصبر واعلم ان الصبر صبران
احدہما افضل من الآخر الصبر فی المصائب
حسن وافضل منہ الصبر عما حرم اللہ تعالیٰ
واعلم ان الصبر ملاک الایمان وذلک لان التقوی
افضل البر والتقوی بالصبر الغزالی کان
عمر رضی اللہ عنہ یقول نعم العدلان ونعمت
العلاوۃ للصابرین یعنی بالعدلین الصلاۃ والرحمۃ
وبالعلاوۃ الذی اشار الی قولہ تعالیٰ اُولٰئِکَ
عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ ط وَ
اُولٰئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ۔ الشکر: ابو عمر
روی عن عمر انہ قال فی انصرافہ من حجتہ
التی لم یحج بعدہا الحمد للہ ولا الہ الا اللہ
یعطی من یشاء ما یشاء لقد کنت بہذا الوادی
یعنی ضجنان ارعی ابلاً للخطاب وکان فظاً
غلیظاً یتعبنی اذا عملت ویضربنی اذا
قصرت وقد اصبحت وامسیت ولیس
بینی وبین اللہ احد اخشاہ ثم تمثل ؎

خوشحالی میں اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرا۔" اور ایک مرتبہ فرمایا "جمے رہے واللہ اپنے رب کے ساتھ اور انہوں نے لومڑیوں جیسی حیلہ بازی نہ کی۔" **صبر**۔ غزالی، عمر رض کے ایک مراسلہ میں جو ابوموسیٰ اشعری کے نام تھا یہ پایا گیا۔ "اور جان لو کہ دو قسم کے صبر ہوتے ہیں۔ ان میں کا ایک دوسرے سے افضل ہے۔ صبر مصائب میں عمدہ ہے اور اس سے افضل وہ صبر ہے جو اس چیز پر ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اور سمجھ لو کہ صبر ایمان کا بڑا جزء ہے اور یہ اس لئے کہ تقوای سب سے بڑھ کر بھلائی ہے اور تقوای حاصل ہوتا ہے صبر سے"۔ غزالی، عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صابرین کے لئے دونوں گٹھڑیاں (جو سواری کے دونوں طرف ہوتی ہیں) اور بیچ والی گٹھڑی بہت اچھی ہیں۔ آپ "عدلین"؎ سے صلوٰۃ اور رحمت کو مراد لیتے تھے اور "علاوہ" سے ہدای کو (یعنی وصول بمقصود) اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اُولٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ الخ (۲: ۱۵۷) ایسے ہی لوگوں پر خاص خاص عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر۔" **شکر**، ابو عمر، مروی ہے عمر رض سے کہ انہوں نے اپنے اس حج سے لوٹتے ہوئے جس کے بعد کوئی حج نہیں کیا فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ جس کو چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے۔ میں اس وادی یعنی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور خطاب بہت تند خو سخت مزاج شخص تھے مجھے تھکا ڈالتے تھے جب میں کام کرتا تھا اور جب میں کمی کرتا تھا تو مارا کرتے تھے اور اب صبح و شام ایسی گذر رہی ہے کہ میرے اور اللہ کے درمیان کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں، پھر یہ اشعار تمثیلاً پڑھے ؎ لا شئی مماتری تبقی الخ

؎ جانور کے دونوں طرف جو گٹھڑیاں یا گونیں لٹکائی جاتی ہیں ان کو عدلین کہتے ہیں اس مناسبت سے کہ وہ ہم وزن ہوتی ہیں۔ اور جو گٹھڑی بیچ میں رکھ دی جاتی ہے اس کو "علاوہ" کہا جاتا ہے۔ ہماری زبان میں جو لفظ علاوہ مستعمل ہے وہ یہیں سے آیا ہے۔ کہتے ہیں "علاوہ بریں یہ بات ہے"۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

۱ لاشیئ مما تری تبقی بشاشتہ
یبقی الالٰہ ویودی المالُ و الولد

۲ لم تغن عن ہرمز یوماً خزانتہ
والخلدُ قد حاولت عادٌ فما خلدوا

۳ ولا سلیمان اذ تجری الریاحُ لہ
والانسُ والجنُّ فیما بینہا یَرِدُ

۴ این الملوک التی کانت بعزّتہا
من کُلّ اَوْبٍ الیہا وَافِدٌ یَفِدُ

۵ حوضٌ ہنالکَ مَوْرُوْدٌ بلا کذبٍ
لابدّ من وردِہ یوماً کما وَرَدُوا

(ترجمہ) جتنی چیزیں تو دیکھتا ہے اُن میں کوئی ایسی نہیں جسکی کھلاوٹ باقی رہنے والی ہو، وہی معبود باقی رہتا ہے اور مال و اولاد سب ہلاک ہونے والے ہیں موت کے دن ہرمز کے خزانے اس کے کام نہ آسکے۔ اور خلد کا عاد نے قصد کیا تھا تو یہ لوگ نہ رہ سکے۔

اور نہ سلیمان باقی رہے جب کہ ان کے زیر فرمان ہوائیں چلتی تھیں اور تمام انسان اور جنات اس ہوا کے درمیان حاضر ہوتے تھے۔

کہاں ہیں وہ بادشاہ جن کی عزت کی وجہ سے ہر جانب سے ان کے پاس آنے والے آتے رہتے تھے۔

(موت) کا ایک حوض ہے وہاں ہر ایک بلا تخلف اتارا گیا، کسی دن اُس پر ہر ایک کو اُترنا پڑے گا جس طرح وہ لوگ اُترے"

الغزالی قال عمرُ ما ابتُلیتُ ببلآءٍ اِلّاَ کان لِلّٰہِ عَلَیَّ فیہا اربعُ نِعَمٍ اذ لم تکن فی دینی و اذ لم تکن اعظمَ منہا واذ لم اکن اُحْرَمِ الرضیٰ فیہا واذ اَرجُو الثوابَ علیہا۔ **الخوف من عذاب الآخرۃ** ابوعمر روینا عن عمر انہ قال حین احتُضِر و رأسہ فی حجر ابنہ عبد اللّٰہ شعر ظلومٌ لِنفسی غیر انّی مُسلمٌ ٭ اُصلّی الصلوٰۃَ کلَّہا و اصومُ ٭ البخاری عن المِسوَر ابن مخرمۃ رضی اللّٰہ عنہما قال لما طُعِن عمر رضی اللّٰہ عنہ جعل یألم فقال لہ ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما وکانّہ یُجَزِّعہ یا امیرَ المؤمنین ولا کل ذٰلک لقد صحبتَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاحسنتَ صحبتہ ثم فارقتہ و

غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ میں کسی بلا میں مبتلا نہیں کیا گیا مگر یہ کہ اس میں مجھے اللہ کی چار نعمتیں ملیں، یہ کہ وہ[۱] بلا میرے دین میں واقع نہیں ہوئی اور جب[۲] کہ اس سے بڑی کوئی بلا نہیں آئی اور جب[۳] کہ میں اس میں رضا سے محروم نہیں کیا گیا۔ اور جب[۴] کہ اس پر ثواب کی اُمید کرتا ہوں۔ **خوف عذاب آخرت کا۔** ابوعمر، عمرؓ کے متعلق ہم سے روایت کیا گیا کہ جب قبض روح ہو رہا تھا اور ان کا سر ان کے بیٹے عبداللہ کی گود میں تھا تو فرمایا شعر ظلومٌ لنفسی الخ اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا ہوں بجز اس کے کہ مسلمان ہوں سب نمازیں پڑھتا ہوں اور روزے رکھتا رہا۔ بخاری مِسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے، کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مجروح کیا گیا تو انہوں نے رنج کرنا شروع کیا تو اُن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور وہ گویا ان کو تسلی دے رہے تھے کہ اے امیر المومنین یہ سب (حسب واقعہ) نہیں بیشک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کا حق صحبت خوب ادا کیا۔ پھر آپ اُن

www.kitabghar.org

وھو عنک راضٍ ثم صحبت ابابکر رضی اللہ عنہ فاحسنت صحبتہ ثم فارقتہ وھو عنک راضٍ ثم صحبت صحبتھم فاحسنت صحبتھم ولئن فارقتھم لتفارقنھم وھم عنک راضون فقال اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضاہ فان ذلک من منّ اللہ منّ بہ علیّ واما ما ذکرت من صحبۃ ابی بکر ورضاہ فانما ذلک من منّ اللہ منّ بہ علیّ واما ما تریٰ من جزعی فھو من اجلک ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ عزوجل قبل ان اراہ۔ الغزالی لما قرأ عمر اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ فانتھی الی قولہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ خرّ مغشیا علیہ۔ الغزالی مرّ عمر یوما بدار انسان وھو یصلی و یقرأ سورۃ الطور فوقف یستمع فلما بلغ قولہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ نزل عن حمارہ واستند الی حائط فمکث زمانا و رجع الی منزلہ فمرض شھرا یعودونہ الناس ولا یدرون ما مرضہ۔

الخوف من العقوبۃ فی الدنیا

احمد بن حنبل عن فرّوخ مولیٰ عثمان ان عمر وھو یومئذ امیر المومنین خرج الی المسجد فرای طعاما منثورا

سے جدا ہوتے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ صحبت میں رہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور آپ نے ان کی صحبت کا حق خوب ادا کیا پھر آپ ان سے جدا ہوتے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ ہم صحبت رہے دیگر اصحاب کے اور آپ نے حقِ صحبت خوب ادا کیا اور اگر آپ اُن سے جدا ہوتے تو یقیناً ایسی حالت میں جدا ہونگے کہ سب آپ سے خوش ہونگے تو آپ نے فرمایا کہ وہ بات جو تم نے ذکر کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی خوشنودی کی تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے جو اُس نے مجھ پر کئے ہیں اور رہی ابوبکر کی صحبت اور ان کی رضا کی بات تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے جو اُس نے مجھ پر کئے ہیں۔ اور رہی وہ گھبراہٹ جو تم دیکھ رہے ہو وہ تمہاری اور تمہارے اصحاب کی وجہ سے ہے۔ واللہ اگر میرے پاس اتنا سونا ہوتا جس سے زمین بھر جاتے تو میں اللہ عزوجل کے عذاب سے بچنے کے لئے پہلے اس سے کہ وہ مجھے دکھایا جاتے فدیہ دے دیتا۔ غزالی جب عمرؓ نے اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ کی قرأت شروع کی اور اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر گئے۔ غزالی، ایک مرتبہ عمرؓ کا گذر ایک شخص کے مکان پر ہوا جو نماز پڑھ رہا تھا اور اس میں سورۃ طور کی قرأت کر رہا تھا تو آپ ٹھہر کر کان لگا کر سننے لگے۔ جب وہ شخص اس آیت پر پہنچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ تو آپ اپنے گدھے سے نیچے اُتر آتے اور دیوار کے سہارے بہت دیر تک کھڑے رہے اور مکان پر اس حالت میں واپس آتے کہ بیمار ہو گئے۔ ایک ماہ تک لوگ عیادت کے لئے آتے رہے اور یہ نہ سمجھے کہ آپ کو کیا مرض ہے۔

خوف دنیا میں سزا دی جانے سے۔

احمد بن حنبل، فرّوخ مولیٰ عثمان سے مروی ہے کہ عمرؓ مسجد کی طرف نکلے اور وہ اس زمانہ میں امیر المومنین تھے تو انہوں نے بکھرا ہوا غلّہ دیکھا، پوچھا کہ یہ غلّہ کیسا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ غلّہ ہمارے پاس

www.kitabghar.org

فقال ما هذا الطعامُ قالوا طعام جُلِبَ الینا قال بَارَکَ اللّٰہُ فیہ و فی من جَلَبَہ قیل یا امیرَ المومنین فانہ قد احتُکِرَ قال و من احتکرہ قالوا فرّوخ مولی عثمان و فلانٌ مولی عمرو فارسلَ الیھما فدعا بھما فقال ما حملکما علی احتکار طعام المسلمین قال یا امیرَ المومنین نشتری باموالنا و نبیعُ فقال عمر سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مَنِ احتکرَ علی المسلمین طعامَھم ضربہُ اللہ عزوجل بالافلاس او بجذام فقال فرّوخ عند ذٰلک یا امیرَ المومنین اُعاھِدُ اللہ و اُعاھِدُک ان لا اَعودَ فی الطعام اَبدًا واما مولی عمرو فقال انّما نشتری باموالنا و نبیع قال ابویحیٰی فلقد رأیتُ مولی عمرو مجذومًا **الخوف من الطبع** الغزالی قال عمر رضی اللہ عنہ الطابعُ متعلق بقائمۃ العرش فاذا انتُھِکَتِ الحرماتُ واستُحِلَّتِ المحارمُ ارسلَ اللہ الطابع فطبع علی القلوب بما فیھا **الھیبۃ من اللہ عزوجل** الغزالی اخذ عمر یومًا تِبنۃً من الارض قال یالیتنی کنتُ ھٰذہ التِبنۃَ یالیتنی لم تَلِدنی اُمّی۔ **الجمع بین الرجاء والخوف** الغزالی قال عمر لو نُودِیَ لیدخُلِ النارَ کُلُّ الناسِ

لایا گیا ہے، فرمایا اللہ تعالےٰ اس میں برکت دے اور اس کو بھی جو اسے لے جاتے۔ کہا گیا اے امیر المومنین یہ غلہ روکا گیا ہے، فرمایا اس کو کس نے محبوس کیا لوگوں نے کہا کہ فرّوخ مولیٰ عثمان اور فلاں مولیٰ عمرو نے۔ تو ان دونوں کے پاس کسی کو بھیج کر بلوایا۔ پھر ان سے فرمایا کس چیز نے تمھیں مسلمانوں کے اناج کو محبوس کرنے پر اُبھارا ہے۔ دونوں نے کہا اے امیر المومنین ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو مسلمانوں پر ان کے اناج کو روکے گا اللہ عزوجل اس پر افلاس ڈال دے گا یا جذام (یعنی مرض کوڑھ) یہ سُنکر فرّوخ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں اللہ سے عہد کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اناج کے بارے میں کبھی میں (احتکار) نہ کروں گا۔ رہا مولیٰ عمرو تو اس نے کہا کہ ہم تو اپنے ہی اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ ابویحییٰ نے کہا کہ واللہ میں نے مولائے عمرو کو کوڑھی دیکھا ہے۔ **خوف مہر لگنے سے**۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ مُہر لگانے والا فرشتہ عرش کے پائے سے لپٹا ہوا ہے تو جب اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کا ارتکاب کیا جائے گا اور حرام کو حلال قرار دیا جائے گا تو اللہ تعالےٰ مہر لگانے والے فرشتے کو بھیج دے گا جو قلوب پر اس (گمراہی) سمیت جو اس میں ہے مہر لگا دے گا۔ (کہ وہ کبھی نہ نکل سکے)۔ **اللہ عزوجل سے ہیبت**۔ غزالی، عمرؓ نے ایک دن زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں یہ تنکا ہوتا کہ میری ماں مجھے نہ جنتی۔ **امید اور خوف کو جمع کرنا**۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ اگر ندا کی جاتے کہ سب لوگ نار میں داخل کئے جائیں گے بجز ایک آدمی کے تو میں یہ امید کروں گا کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا اور اگر ندا کی جاتے کہ سب لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے بجز ایک شخص

www.kitabghar.org

إلّا رجلاً واحداً لرجوتُ ان اكونَ أنا ذلك الرجلُ ولو دي ليدخل الجنة كلُّ النّاسِ إلّا رجلاً واحداً لخشيتُ ان اكونَ انا ذلك الرجل۔

علامة الخوف من الله عزوجل الغزالی قال عمر من خاف الله لم يشفِ غيظهُ ومن اتقى الله لم يصنع ما يريدُ ولولا يوم القيامة لكان غير ما ترَون۔

العبودة من غير خوف ولا رجاء ابو طالب قال عمر رحم الله صهيبًا لو لم يخف الله لم يعصه قال ابوطالب يعني ترك المعاصي للمحبّة لا لخوف ولا لرجاءٍ

فوائد الزهد الغزالی قال عمر الزهادة في الدنيا راحةُ القلب والجسد۔

الآفات المتولدة من جمع المال ابوطالب مرّ عمر ببيت عالٍ فقال أبتِ الدراهم إلّا أن تُخرِج رؤسها۔

المحاسبة الغزالی قال عمر حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا وزنوها قبل ان توزنوا وتأهّبوا للعرض الاكبر الغزالی كتب عمر الى ابي موسى الاشعري حاسِبْ نفسك في الرخاء علے حساب الشدّة الغزالی قال عمر لكعب الاحبار كيف تجدنا في كتاب الله تعالى قال ويل لديّان الارض من ديّان السماء فعلاه بالدرة وقال إلّا من حاسب نفسه فقال كعب والله

کے تو مجھے اندیشہ ہو گا کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا۔

اللہ عزوجل سے خوف کی پہچان۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ڈریگا وہ اس کے غصّہ (دلانیوالی بات) کے قریب بھی نہ آئے گا اور جو اللہ سے تقوٰی اختیار کرے گا وہ ایسا نہ ہوگا کہ جو چاہے کر ڈالے اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے بدلا ہوا حال ہوتا۔

فرمانبرداری بغیر خوف اور امید کے: ابوطالب، عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صہیب پر رحمت کرے اگر وہ اللہ سے نہ ڈرتا تو پھر بھی اسکی نافرمانی نہ کرتا۔ کہا ابوطالب نے کہ مراد یہ ہے کہ اس نے معاصی کو محبت کی وجہ سے چھوڑا نہ خوف کی وجہ سے اور نہ امید کی وجہ سے۔

زہد کے فوائد۔ غزالی عمرؓ نے فرمایا کہ دنیا میں کمی کرنا قلب اور جسم کی راحت ہے۔

مال کے جمع کرنے سے پیدا ہونے والی آفتیں۔ عمرؓ کا گذر ایک ایسے گھر پر ہوا جو اونچا تھا تو فرمایا کہ دراہم باز نہیں آتے مگر وہ اپنے رؤس (یعنی اغنیاء کو دریاست سے) نکال کے ہی بیٹھتے ہیں۔

محاسبہ۔ غزالی، کہا عمرؓ نے اپنے نفسوں سے خود محاسبہ (جانچ پڑتال) کرو قبل اس کے تم سے محاسبہ کیا جائے اور ان کو خود وزن کرو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جاتے۔ اور سب سے بڑی پیشی کے لئے تیاری کر لو۔ غزالی، عمرؓ نے لکھا ابوموسیٰ اشعریؓ کو کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرو آسانی کے وقت میں سختی کے حساب پر پہنچنے سے پہلے، غزالی، عمرؓ نے کعب احبار سے کہا کہ تم ہمارا حال اللہ کی کتاب توریت میں کیسے پاتے ہو؟ تو کعب نے کہا کہ سختی پہنچے گی زمین کے حاکم کو آسمان کے حاکم کی طرف سے تو انہوں نے کعب پر درّہ اٹھایا اور فرمایا بجز اس کے جو اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ تو کعب نے کہا واللہ اے امیرالمومنین وہ بات

www.kitabghar.org

یا امیر المومنین انہا اسلے جنبہا فی التوراتہ وما بینہما حرفٌ الاّ من حاسب نفسہ۔ رؤیتہ التقصیر فی العمل۔ البخاری عن ابی بردۃ عن عامر ابن ابی موسٰی قال قال لی عبداللہ بن عمر ہل تدری ما قال ابی لابیک قال قلت لا قال فانّ ابی قال لابیک ابی موسٰی ہل یسرک انّ اسلامنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہجرتنا معہ وشہادتنا معہ وعملنا کلہ معہ بَرَدَ علینا وانّ کل عمل عملناہ بعدہ نجونا منہ کفافاً راساً براس فقال ابوک لابی لا واللہ جاہدنا بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم وصلّینا وصمنا وعملنا خیراً کثیراً واسلم علی ایدینا بشرٌ کثیرٌ وانّا لنرجوا ذٰلک قال ابی ولکنی والذی نفس عمر بیدہ لوددتُ ان ذٰلک بَرَدَ لنا وانّ کلّ شیٔ عملناہ بعدہ نجونا منہ کفافاً راساً براس فقلتُ ان اباک واللہ کان خیراً من ابی۔ التوکل۔ احمد بن حنبل عن ابی تمیم الجیشانی سمع عمر یقول سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو انکم توکّلون علے اللہ حق توکّلہٖ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو اخماصًا وتروح بطاناً۔ التسبب بالاسباب مع

توریت کی ایک جانب میں ہے اور ان دونوں کے درمیان یہی لکھا ہے مگر جو اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ **عمل میں کوتاہی پر نظر رکھنا۔** بخاری ابو بردہ سے وہ عامر بن ابی موسٰی سے، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ میرے باپ نے (یعنی عمر رضنے) تمہارے باپ ابو موسٰی سے کہا کہ کیا تم اس سے خوش ہو کہ ہمارا اسلام لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہماری ہجرت آپ کے ساتھ اور ہمارا (مشاہد میں) حاضر رہنا آپ کے ساتھ اور ہمارے پورے عمل جو آپ کے ساتھ کئے وہ ہم پر ثابت و قائم رہیں (جن پر حق تعالےٰ آخرت میں اپنے فضل سے ہم کو اجر دے) اور جس قدر بھی اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے (ان کے اچھے اور بُرے اعمال کا توازن ایسا ہو جائے کہ) ہم اس سے نجات پا جائیں (ہمارے اچھے اعمال) بقدر ضرورت (بُرے اعمال کے مقابلہ پر) برابر سرابر ہو جائیں۔ تو تیرے باپ نے میرے باپ سے کہا کہ نہیں واللہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر بڑے جہاد کئے اور نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے اور ہم نے بہت سے نیک عمل کئے اور بہت سے انسان ہمارے ہاتھوں پر ایمان لائے اور ہم اس پر یقیناً اللہ کے اجر کے امیدوار ہیں۔ تو میرے باپ نے کہا، لیکن میں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ (اعمال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے تھے) ہمارے لئے ثابت و قائم رہیں اور جو کچھ عمل ہم نے بعد میں کئے ہم اس میں برابر سرابر چھوٹ جائیں میں نے کہا خدا کی قسم تمہارا باپ میرے باپ سے بہتر تھا۔ **توکل** احمد بن حنبل ابو تمیم جیشانی سے کہ انہوں نے عمرؓ سے سُنا کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو جو اس پر

www.kitabghar.org

اثبات التوکل مالک فی قصۃ سَرغ حین استقر رأی
عمر علی الرجوع من الشام من اجل الوباء قال
ابو عبیدۃ افرارًا من قدر اللہ فقال عمر لو غیرک
قالہا یا ابا عبیدۃ نعم نفرّ من قدر اللہ الی
قدر اللہ رأیت لو کانت لک ابلٌ فہبطتَ
وادیًا لہ عُدوتان احدٰیہما مُخصبۃٌ والاُخرٰی جدبۃٌ
الیس ان رعیت الخصبۃ رعیتہا بقدر اللہ
وان رعیت الجدبۃ رعیتہا بقدر اللہ۔ **لا ردّ و
ولا کدّ** احمد بن حنبل عن ابن عمر قال سمعت
عمرؓ یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یُعطینی العطاء فاقول اَعطِہ افقر الیہ منی حتی
اعطانی مرۃً مالاً فقلت اعطہ افقر الیہ منی
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خذہ فتموّلہ و
تصدّق بہ فما جاءک من ھذا المال و انت
غیر مُشرِف ولا سائل فخذہ و مالاً فلا تتبعہ
نفسک **نفی الارادۃ** ابو طالب رُوینا عن
عمر بن الخطاب انہ قال لا اُبالی علی ایّ
حالٍ اصبحتُ من شدۃ ورخاء **فضل الاخوۃ
فی اللہ** عزوجل۔ ابو طالب عن عمر و ابنہ
دخل لفظ احدہما فی الآخر لو انّ عبدًا صفّ
بین قدمیہ عند الرکن والمقام یعبد اللہ
عزوجلّ عمرہ یصوم نہارہ ویقوم لیلہ ثم لقی
اللہ عزوجل ولیس فی قلبہ موالاۃٌ لاولیاءِ

توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق عطا کرے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں **اسباب کی جستجو توکل کے باوجود**۔ مالک، سَرغ[عـہ] کے قصہ میں۔ جب کہ عمرؓ کی رائے بوجہ وباء کے ٹھہر گئی کہ شام سے واپس ہو جانا چاہئے تو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے فرار کر کے واپس ہوتے ہو۔ تو عمرؓ نے کہا اے ابو عبیدہ اچھا ہوتا کہ یہ بات تمہارے سوا کوئی اور کہتا۔ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں اُترے ہو جو درہ کوہ سے دو حصوں میں منقسم ہے ان میں سے ایک سرسبز ہے اور دوسرا بے آب و گیاہ۔ تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم نے اپنے اونٹوں کو سرسبز وادی میں چرایا تو اللہ کی تقدیر کے مطابق چرایا اور اگر بے آب و گیاہ وادی میں چرایا تو بھی اللہ کی تقدیر کے مطابق چرایا **بغیر ردّ و کد** (نہ لوٹانا اور نہ پیچھے پڑنا) احمد بن حنبل، ابن عمر سے۔ کہا کہ میں نے عمرؓ سے سُنا کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وظیفہ عطا فرماتے تھے، میں کہتا تھا کہ جو شخص اس کا حاجت مند مجھ سے زیادہ ہو اس کو دیدیجئے۔ یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) آپ نے مجھے مال دیا تو میں نے حسب عادت کہا کہ جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو اُس کو دیدیجئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے لو اور اپنا مال بنا کر اس کو صدقہ کر دو۔ (یہ ہونا چاہئے) کہ جو ایسا مال تمہارے پاس آئے جس کے نہ تم منتظر تھے اور نہ سائل تو اس کو لے لو اور جو نہ ملے اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔ **ارادے کی نفی**۔ ابو طالبؒ ہم کو روایت پہنچی عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا کہ میں پرواہ نہیں کرتا کہ کس حال میں مجھ پر صبح آئی تکلیف میں یا راحت میں **فضیلت اللہ عزوجل کے لئے بھائی بننے کی**۔ ابو طالب، عمرؓ اور ابن عمرؓ سے دونوں میں سے ہر ایک کے لفظ ملتے جلتے ہیں کہ اگر کسی بندے نے رکن اور مقام کے درمیان قدم جما دیئے اور تمام عمر اللہ عزوجل کی عبادت کرتا رہا دن میں روزے رکھتا رہا اور رات میں اللہ کی عبادت کرتا رہا اور اس کے قلب میں اللہ

عـہ سَرغ وادی تبوک میں ایک گاؤں کا نام ہے مدینہ منورہ سے تیرہ منزل، لفظی معنے خوشۂ انگور ۱۲

www.kitabghar.org

اللہ عزّ وجلّ ولا معاداةٌ لأعدائه لما نفعه ذلك شيئاً۔ ابو طالب عن عمرؓ احدہم لیشیب فی الاسلام ولم یُوالِ فی الله ولیاً ولم یُعادِ فیه عدوّاً وذلك نقصٌ کبیر۔ ابو طالب قال عمر بن الخطاب ما اُعطی عبدٌ بعد الاسلام خیراً من اخٍ صالحٍ ابو طالب قال عمر اذا رأی احدکم ودّاً اخیه فلیتمسّک به فقلّ ما یُصیب بذلك **ترک التفوق علی الاخوان** ابو طالب اتت بردٌ من الیمن الی عمر بن الخطاب فقسّمها بین اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم بُرداً بُرداً ثم صعد المنبر یوم جمعةٍ فخطب الناس فی حُلّةٍ منها والحلّة عند العرب ثوبان من جنسٍ واحدٍ وکان ذلك من احسن زیّهم فقال الا اسمعوا ثم وعظ الناس فقام سلمانُ فقال والله لا نسمع والله لا نسمع قال وماذلك قال انك اعطیتنا ثوباً ثوباً وَرُحتَ فی حلةٍ فقد تفضّلتَ علینا بالدنیا فتبسّم ثم قال عجلت یا اباعبدالله رحمك الله انی کنت غسلت ثوبی الخلق فاستعرت بُردَ عبدالله بن عمر فلبستُه مع بردی فقال سلمانُ الآن نسمع

استکشاف عیوبه من اخوانه

ابو طالب روی ان عمر خطب الناس فقال انشد الله عبداً علم فیّ عیباً الّا اخبرنی به فقام

عزوجل کے اولیاء سے محبت نہیں اور نہ اللہ کے دشمنوں سے عداوت تو وہ عبادت اس کو کچھ نفع نہ دے گی۔ ابو طالب، عمرؓ سے کہ ان میں ایک شخص اسلام میں بوڑھا ہو جائے اور اللہ کی محبت کی بناء پر کسی کو اپنا دوست نہ بنائے اور نہ (اللہ کے) دشمنوں سے دشمنی کا سا برتاؤ کرے تو یہ بڑا نقص ہوگا۔ ابو طالب، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ کسی بندے کو اسلام کے بعد صالح بھائی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ ابو طالب، عمرؓ نے کہا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی محبت کو دیکھے (یعنی اظہار محبت کو) تو چاہئے کہ اس کو سنبھالے رکھے کبھی وہ اس (سنبھالے رکھنے سے) مصیب ہو ہی جائے گا (کہ یہ تیر نشانہ پر بیٹھ کر واقعی محبت پیدا کر دے گا) **بھائیوں پر بڑائی جتانے کا ترک**۔ ابو طالب، یمن سے عمرؓ بن الخطاب کے پاس چادریں آئیں تو انھوں نے اس کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم کر دیا ایک ایک چادر۔ پھر آپ جمعہ کے دن منبر پر چڑھے ان میں کا ایک جوڑا پہن کر لوگوں کو خطبہ دیا اور جوڑا عرب کے نزدیک ایک ایک جنس کے دو کپڑوں کو کہتے ہیں اور یہ ان کے بہت اچھے لباس میں سے تھا۔ تو آپ نے خطبہ شروع کرتے ہوئے فرمایا۔ خبردار! سنو، پھر لوگوں کو وعظ کہنے کے لئے تیار ہوئے تو سلمانؓ اٹھے اور بولے واللہ نہیں سنیں گے، واللہ نہیں سنیں گے۔ عمرؓ نے فرمایا آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہا کہ تم نے ہم کو ایک ایک کپڑا دیا اور خود ایک جوڑا پہنے ہوئے ہو تو دنیا میں تم ہم سے بڑھے ہوئے ہو (دنیا داری میں جو خود بڑھا ہوا ہو اس کو دوسروں کو نصیحت کرنے کا کیا حق ہے) تو عمر مسکرائے اور فرمایا کہ تم جلدی کر گئے ہو اے ابو عبداللہ! اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ میں نے اپنے پرانے کپڑے دھوئے تھے تو عبداللہ بن عمر سے اس کی چادر مانگ کر اپنی چادر کے ساتھ شامل کر لی۔ تو سلمان نے کہا کہ اب سنیں گے۔ **اپنے بھائیوں سے اپنے عیب کھلوانا**۔ ابو طالب، مروی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں اس اللہ کے بندے کو جو مجھ میں کسی عیب کو جانتا ہو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ اس سے باخبر کر دے

www.kitabghar.org

شابٌ فقال فیک عیبانِ اثنانِ فقال وما ہما رحمک اللہ قال تُذَیِّل بین بُرْدینِ وتجمع بین الاِدَامینِ قال فما ذَیّل بین بردین وما جَمَعَ بین ادامینِ حتے لَقِیَ اللہ عزوجل **قبول قول الناصح وان شدّد** ابوعمر قسم عمر المال الذے بعث الیہ ابوموسٰی وکان الفَ الفِ درہم وفَضَلَتْ منہ فضیلۃٌ فاختلفوا علیہ حیث یَضَعہا فقام خطیباً فحمد اللہ واَثنےٰ علیہ فقال یا ایہا الناسُ قد بقَیَتْ لکم فضلۃٌ بعدَ حقوقِ الناس فما تقولون فیہا فقام صَعْصَعۃُ بن صَوْحان وہو غلام شابٌّ فقال یا امیرَالمومنین انما یُشَاوِرُ الناسُ فیما لم یُنْزِلِ اللہُ فیہ قرآناً واما ما اَنزل اللہ بہ القُرآنَ ووَضَعہ مواضِعہ فَضَعْہُ فی مواضِعِہِ التی وضع اللہ فیہا فقال صدقتَ انتَ منّی وانا منک۔ السہروردی قال عمر فی مجلس فیہ المہاجرونَ والانصارُ ارأیتم لوترخّصتُ فی بعض الامورِ ماذا کنتم فاعلین فسکتنا فقال ذٰلک مرتینِ اوثلٰثاً لو ترخّصتُ لکم فی بعض الامورِ ماذا کنتم فاعلین قال بشرُ بن سعدٍ لو فعلتَ ذٰلک لقوّمناک تقویمَ القدح فقال عمر اَنتم اذاً اَنتم۔ **الملاطفۃ مع الاخوان** الغزالی لقی ابوعبیدۃ عمر بن الخطاب فصافحہ

تو ایک جوان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپ میں دو عیب ہیں. آپ نے کہا اللہ تجھ پر رحمت کرے وہ کیا ہیں؟ اُس نے کہا کہ آپ دونوں چادروں (یعنی لُنگی اور چادر) کے پلّوں کو سامنے کی جانب لٹکاتے ہیں اور دو سالن (ایک دسترخوان پر ایک ساتھ) جمع کرتے ہیں. (راوی نے) کہا کہ پھر آپ نے کبھی چادروں کے پلّے نہیں لٹکائے اور نہ دو سالن جمع کئے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔ **ناصح کا قول مان لینا اگرچہ سختی کرے**۔ ابوعمر، ابوموسٰیؓ نے جو مال بھیجا تھا اس کو عمرؓ نے تقسیم کیا اور وہ دس لاکھ درہم تھے اور اس میں سے تھوڑا سا بچ گیا تھا۔ اس کے بارے میں آپ کے سامنے (اہل مشورہ) مختلف الرائے ہوئے کہ اس کو کس مد میں خرچ کیا جائے تو عمرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اے لوگو کچھ مال لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد بچ گیا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو صعصعہ بن صوحان اُٹھا اور وہ اس وقت ایک نوجوان لڑکا تھا اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین! لوگوں سے مشورہ اُسی بات میں کیا جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہ فرمائی ہو لیکن وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کر دیا اور اس کے مواضع متعین کر دیئے تو بس آپ اس کو اُن مواضع میں رکھ دیجئے جن پر اللہ تعالیٰ نے اُس کو رکھا ہے. تو آپ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا تو مجھ سے (قریب تر) ہے اور میں تجھ سے. سُہروردی، عمرؓ نے ایک مجلس میں کہا جس میں مہاجرین وانصار موجود تھے بتاؤ اگر میں بعض امورِ دین میں ڈھیلا ہو جاؤں تو تم کیا کرو گے تو ہم خاموش رہے۔ پھر آپ نے ایسا ہی دو[۲] یا تین[۳] مرتبہ فرمایا کہ اگر میں بعض امور میں ڈھیلا ہو جاؤں تو تم کیا کرو گے تو بشر بن سعد نے کہا کہ ہم آپ کو سیدھا کر دیں گے جس طرح تیر کو سیدھا کرتے ہیں. تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم اس وقت تم ہو گے (یعنی لا یخافون فی اللہ الخ کی شان کے مطابق) **بھائیوں کے ساتھ مہربانی**۔ غزالی، ابوعبیدہ نے عمرؓ بن الخطابؓ

www.kitabghar.org

وقبل یدہ و انتحبا یبکیان۔ السہروردی ان عمر سابق زبیرا فسبقہ الزبیر فقال سبقتک ورب الکعبۃ ثم سابقہ مرۃ اخری فسبقہ عمر فقال سبقتک ورب الکعبۃ۔ **ترک المجاورۃ عند خوف الفتنۃ** الغزالی کتب عمر الی عمالہ مروا الاقارب ان یتزاوروا ولا یتجاوروا **حفظ انفاس المشایخ** ابوطالب والغزالی کتب عمر الی امراء الاجناد احفظوا ما تسمعون من المطیعین فانہم یتجلی لہم امور صادقۃ **حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم**۔ المحب الطبری عن عبد اللہ بن ہشام قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو آخذ بید عمر بن الخطاب فقال لہ عمر یارسول اللہ انت احب الی من کل شئی الا نفسی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تکون مؤمنا حتی اکون احب الیک من نفسک فقال لہ عمر فانہ الآن واللہ لانت احب الی من نفسی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الآن یا عمر **حفظ اللہ المؤمن اذا صدقت نیتہ** ابوبکر عن عاصم بن عمر قال کان عمر یقول یحفظ اللہ المؤمن کان عاصم بن ثابت بن الافلح نذر ان لا یمس مشرکا ولا یمسہ

سے ملاقات کی تو اُن سے عمرؓ نے مصافحہ کیا اور ان کا ہاتھ چُوما اور دونوں آواز کے ساتھ رونے لگے۔ سہروردی، مروی ہے کہ عمرؓ نے دوڑ لگائی زُبیر کے ساتھ تو زُبیر ان سے آگے نکل گئے۔ اُنہوں نے کہا ربّ کعبہ کی قسم میں تم سے جیت گیا۔ پھر دوسری مرتبہ دوڑ لگائی تو عمرؓ اُن سے آگے نکل گئے تو اب انھوں نے کہا ربّ کعبہ کی قسم میں تم سے جیت گیا۔ **ترکِ ہمسائگی فتنہ سے خوف کے وقت**، غزالی، عمرؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ اقارب کو حکم دو کہ ایک دوسرے سے ملتے رہیں اور ایک دوسرے کے پڑوسی نہ بنیں۔ **حرمتِ مشائخ کا تحفظ**۔ ابوطالب اور غزالی، عمرؓ نے لشکروں کے امراء کو لکھا کہ اللہ کے فرماں بردار بندوں سے جو کچھ سُنتے ہو اس کو محفوظ رکھو کہ یہ لوگ ہیں جن پر سچّے امور منکشف ہوتے ہیں۔

محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم، محب طبری، عبداللہ بن ہشام سے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ عمر بن الخطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تو عمرؓ نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میری جان کے۔ تو نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے تو مؤمن نہیں ہوگا یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا اب حال یہ ہو گیا ہے کہ خدا کی قسم البتہ آپ مجھ کو میری جان سے زیادہ محبوب ہیں تو نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے عمر (تیرا ایمان کامل ہو گیا)۔ **اللہ کا مؤمن کو محفوظ رکھنا** جب کہ اس کی نیّت صادق ہو۔ ابوبکر عاصم بن عمرؓ سے کہ عمر فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی حفاظت کرتا ہے، عاصم ابن ثابت بن الافلح نے نذر کی تھی کہ وہ کسی مشرک کو نہ چھوئیں گے اور نہ اُن کو کوئی مشرک چھوئے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد بھی اُن کی حفاظت کی جس طرح وہ اپنی زندگی میں اس سے رُکے رہتے۔ ع

ع صفحہ ہذا کا حاشیہ آئندہ صفحہ پہ ملاحظہ ہو

www.kitabghar.org

مشرکٌ فنعہ اللّٰہُ بعدَ وفاتِہٖ کما امتنع منہم فی حیٰوتہٖ۔ **الصدق فی الاحوال و الکذب فیہا** ابو بکر عن جحیر بن ربیعۃ قال قال عمر ان الفجورَ ہٰکذا وغطّی رأسَہ الٰی حاجبیہٖ اَلَا ان البِرّ ہٰکذا وکشف رأسہ معناہ ان الحال الصادقۃ لایزال کلَّ حین یتزاید آثارُہا والحال الکاذبۃ کل حین یتناقص آثارُہا **تفاوت مراتب الاعمال بحسب تفاوتِ الاحوال** احمد بن حنبل عن فضالۃ بن عبید یقول سمعت عمر بن الخطاب انہ سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول الشہدآء ثلٰثۃ رجلٌ مؤمنٌ جیّدُ الایمان لقی العدوَّ فصدّقَ اللّٰہَ عز وجل حتّٰی قُتِل فذٰلک الذی یَرفعُ الیہ الناسُ اعناقَہم یومَ القیامۃ و رفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأسَہ حتی وقعت قلنسوتُہ او قلنسوۃُ عمر ورجل مؤمن

احوال میں صدق اور کذب کا بیان۔ ابو بکر، جحیر بن ربیعہ سے، انہوں نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ فجور (یعنی بدکرداری) ایسی ہوتی ہے اور آپ نے اپنے سر کو دونوں بھوؤں تک عـــہ ڈھک دیا۔ یاد رکھو کہ بر (یعنی نیکی) ایسی ہوتی ہے اور آپ نے اپنا سر کھول دیا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ حالِ صادقہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے آثار ہر وقت بڑھنے کی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور جو حال کاذب ہوتا ہے اُس کے آثار ہر وقت کمی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ **مراتبِ اعمال کا تفاوت**، تفاوتِ احوال کے مطابق ہوتا ہے۔ احمد بن حنبل، فضالہ بن عُبَید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا، اُنہوں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے تھے کہ شہداء تین ہیں۔ ایکؔ مرد مومن مضبوط ایمان والا ہے جو دشمن کے مقابل ہوا اور اُس نے اللہ عز وجل کی تصدیق کی یہاں تک کہ قتل ہو گیا تو یہ ایسا شخص ہو گا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی گردنیں اُوپر اُٹھا کر اس کو دیکھیں گے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اتنا اُوپر اُٹھایا کہ آپ کی ٹوپی گر گئی یا عمرؓ کی ٹوپی گری (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے سر اُٹھانے کی کیفیت دکھانے کے وقت) اور ایک

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) عـــہ یہ عاصم بن ثابت انصاری نانا ہیں عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے۔ بدریین میں سے تھے۔ مشرکین غزوۂ رجیع میں ان کا سر کاٹ کر لے جانا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیوں کو متعین فرما دیا تھا جنہوں نے ان کو قریب بھی نہ آنے دیا۔ عـــہ بظاہر اس سے اشارہ ہے کہ بدی کا کام حسبِ ارشاد "ماحاک فی صدرک" سینہ میں خلش پیدا کرتا ہے اس لئے انسان اس کو چھپ چھپا کر کرتا ہے۔ سر کھولنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ نیک کام میں ضمیر آزاد ہوتا ہے اس کو چھپانے کی طرف میلان نہیں ہوتا۔ صدقِ حال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس حال کا منشا صاحبِ حال کے نفس میں ایک ملکہ راسخہ ہے جس سے بغیر نفس کو مجبور کرنے کے اس حال کا ظہور ہوتا ہے۔ جو معنے ابو بکر کے قول میں مذکور ہیں وہ اسی پر متفرع ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

جیدُ الایمان لقی العدوّ فکانما یضرب ظہرہ بشوک الطلح اتاہ سہمٌ غرب فقتلہ ہو فی الدرجۃ الثانیۃ ورجلٌ مؤمن خلط عملاً صالحاً وآخر سیئاً لقی العدوّ فصدق اللہ عزوجل حتی قُتل فذلک فی الدرجۃ الثالثۃ **لبس المرقع** مالک عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس رأیت عمر وہو یومئذٍ امیر المؤمنین وقد رَقَع بین کتفیہ برقع ثلٰث لبّد بعضہا فوق بعض۔ در کشف المحجوب مذکور است از عمر می آرند کہ گفت بہترین جامہا آن بود کہ مؤنۃ او سبک تر باشد۔ **الشفقۃ علی خلق اللہ** ابو اللیث روی الشعبی عن عمر انہ قال ان اللہ تعالیٰ لا یرحم علی من لا یرحم ولا یغفر لمن لا یغفر ولا یتوب علی من لا یتوب۔ **الوجد** تقدم ان عمر مرّ بدار انسان وہو یصلی و یقرأ سورۃ الطور فوقف یستمع الحدیث **الغلبۃ** وہی قسمان غلبۃ وجدانٍ معنیً و غلبۃ داعیۃ الٰہیۃ۔ ابوعمر قال عمر لاخیہ زید یوم اُحد خذ درعی قال انی ارید من الشہادۃ ما ترید فترکاہا جمیعاً الکلاباذی غلب علی عمر رضی اللہ عنہ حمیّۃ الاسلام حین اعترض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمّا ان اراد ان یصالح المشرکین عام الحدیبیۃ فوثب

وہ مردِ مومن ہے جس کا ایمان بھی مضبوط ہے وہ دشمن کے مقابل اس حال میں ہوا کہ گویا بیری کے کانٹوں پر کمر رگڑ رہا ہے (یعنی بکراہت مقابلہ پر آیا) اچانک ایک تیر کسی کا پھینکا ہوا اُس کے آ لگا۔ یہ دوسرے درجہ میں ہے۔ اور ایک مومن شخص ایسا ہے کہ جس نے نیک اعمال کے ساتھ کچھ بُرے اعمال بھی مخلوط کر رکھے ہیں وہ دشمن کے مقابل ہوا اور اس نے اللہ عزوجل کی تصدیق کی (یعنی اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ کہتا رہا) یہاں تک کہ قتل ہوگیا تو یہ تیسرے درجہ میں ہے۔ **مرقع** (پیوندوں لگا کپڑا) **پہننا**۔ مالک، اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں، وہ انس سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو جب کہ وہ امیر المومنین تھے اس حال میں دیکھا کہ انہوں نے اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان تین پیوند لگا رکھے تھے ان میں سے بعض کو بعض پر چڑھا رکھا تھا۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ بہترین کپڑا وہ ہے جس کا بار سب سے زیادہ ہلکا ہو (یعنی کم سے کم قیمت کا) **خلق اللہ پر شفقت**۔ ابو اللیث، شعبی نے عمرؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو (دوسروں پر) رحم نہیں کرتا اور ایسے شخص کو نہیں بخشتا جو دوسروں کو نہیں بخشتا اور اس شخص کی توبہ نہیں قبول کرتا جو دوسروں کی توبہ نہیں قبول کرتا۔ **وجد**۔ گذر چکا ہے کہ عمرؓ کا ایک شخص کے مکان پر گذر ہوا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۂ طور کی قرأت کر رہا تھا تو آپ ٹھہر گئے اور اس کی قرأت سُننے لگے **غلبہ** اور یہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وجدان معنے کا غلبہ اور دوسرا دوسرا داعیۂ الٰہیہ کا غلبہ۔ ابوعمر، جنگ اُحد کے وقت عمرؓ نے اپنے بھائی زید سے کہا کہ یہ میری زرہ پہن لو۔ زیدؓ نے کہا کہ میں بھی شہادت کا ارادہ رکھتا ہوں جیسا تم ارادہ رکھتے ہو تو اس کو دونوں ہی نے چھوڑ دیا۔ کلاباذی۔ عمر رضی اللہ عنہ پر حمیت اسلام

www.kitabghar.org

حتی اتی ابوبکر رضی اللہ عنہ قال الیس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بلے قال الَسنا بالمسلمین قال بلے قال الیسوا بالمشرکین قال بلے قال فعلی ما نُعطی الدنیّۃ فی دیننا فقال ابوبکر الزم غرزہ فانی اشہد انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر انا اشہد انہ رسول اللہ ثم غلب علیہ مایجد حتے اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لہ مثل ما قال لابی بکر و اجابہ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم کما اجابہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ حتے قال انا عبداللہ ورسولہ لن اُخالِفَ امرہ ولن یُضَیِّعَنِیْ قال وکان عمر یقول فمازِلتُ اصوم و اتصدق و اُعتق و اُصلّی من الذی صنعتُ یومئذٍ مخافۃ کلامی الذی تکلّمتُ بہ حتی رجوتُ ان یکون خیرا و کاعتراضہ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم حین صلّی علی عبداللہ بن اُبیّ قال عمر فتحوّلتُ حتی قمتُ فی صدرہ وقلتُ یا رسول اللہ اتُصلّی علے ہذا وقد قال یوم کذا کذا وکذا یعُدُّ ایامَہ حتے قال تاخّرْ عنی یا عمرانی خُیّرتُ فاخترتُ و صلے علیہ فعجبتُ لی و جرأتی علے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم۔ **السماع** ابوعمر عن خوات بن جبیر خرجنا حُجّاجًا مع عمر بن الخطاب فسِرنا فے رکب فیہم ابوعبیدۃ بن الجراح و عبدالرحمن

غالب آگئی تھی جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کیا تھا جب کہ آنحضرتؐ نے حُدَیبیہ کے سال میں مشرکین کے ساتھ مصالحت کا ارادہ کیا تھا تو یہ دوڑ پڑے تھے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا وہ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ابوبکرؓ نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا وہ مشرکین نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ کہا کہ پھر ہم اپنے دین پر کیوں دھبہ آنے دیں تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اے عمرؓ اُن کی رکاب پکڑے رکھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اُن پر وجدان کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچے اور آپ سے بھی وہی گفتگو کی جو ابوبکر سے کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ویسے ہی جواب دیئے جیسے ابوبکرؓ نے دیئے تھے ان پر اللہ کی رحمت، یہاں تک آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اس کے حکم کے خلاف ہرگز نہ کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ کہا اور عمرؓ فرمایا کرتے کہ میں پھر برابر روزے رکھتا رہا اور صدقہ دیتا رہا اور غلام آزاد کرتا اور نوافل پڑھتا رہا اس حرکت کی وجہ سے جو میں اس دن کر گزرا تھا اور اس گفتگو کے خوف سے جو میں نے آپ سے کی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے اللہ سے خیر کی اُمید بندھ گئی۔ اور جیسا کہ اُنہوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا جب کہ آپ نے عبداللہ بن اُبی کے جنازے کی نماز پڑھی تھی۔ عمرؓ کہا کہ میں گھوم کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا کہا تھا اور ایسا کہا تھا۔ آپ کو اس کے ایام گنوا رہا تھا، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اے عمر میرے سامنے سے ہٹ جا مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اختیار کیا اور آپؐ نے اس پر نماز

www.kitabghar.org

ابن عوف فقال القوم غَنِّنَا من شعر ضرار فقال
عمر دعوا اباعبد اللہ فلیغنّ من بُنَیَّاتِ فؤادِہ
یعنی من شعرہ قال فما زلتُ أُغَنِّیہم حتی کان
السحر فقال عمر ارفع لسانک فقد أسحرنا۔ در
روضۃ الاحباب مذکور ست کہ از جابر بن عبد اللہ
کہ امیر المومنین عمر شبی گذر کرد بخیمہ از انجا
صدائے حزین می آمد ؎ علی محمد صلوٰۃ الابرار ٭
صلّی علیہ المصطفون الاخیار ٭ قد کنت قوّامًا
بُکَارَ الأسحار ٭ یالیت شعری والمنایا اطوار ٭
ہل یجمعنی وحبیبی الدار۔ گریہ بر امیر المومنین غلبہ
کرد باواز بلند بگریست و مکرر از گویندہ آنرا
طلب کرد و مکرر رقت نمود باز گفت عمر را
دراین ابیات درج نما گفت "وعمر فاغفر لہ
یاغفار" ٭ **الفصل السادس** فی تثقیف
امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رعیتہ
علی منوال تربیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم أمتہ
قال اللہ تبارک وتعالیٰ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب
والحکمۃ وہذا التثقیف یکون تارۃً امرًا
بالواجب اوالمندوب ونہیاً عن الحرام او
المکروہ وتارۃ ارشادًا الی تہذیب الباطن
من الرذائل وتحلیتہ بالفضائل وتارۃً بتاثیر
مجرد الصحبۃ ویکون تارۃً خطابًا للحاضرین و
تارۃً کتابًا للغائبین وقد اعتنی النبی صلی اللہ

پڑھی۔ مجھے اپنے اُوپر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی جرأت پر
تعجب ہے۔ **سماع**۔ ابو عمر، خوات بن جُبَیر سے۔ کہا کہ ہم لوگ جہاد کے لئے عمر بن
الخطاب کے ساتھ نکلے، ایک قافلہ میں ہم نے سفر کیا جس میں ابوعبیدہ بن الجراح
اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ تو قوم نے مجھ سے کہا کہ کچھ اشعار ضرار کے گا کر سُنا۔
تو عمرؓ نے کہا کہ ابوعبداللہ کو (آزاد) چھوڑ دو تاکہ وہ جو کچھ اُنھیں اپنے دل کی ہیں اُن
کو گائے یعنی اپنے ہی اشعار سُنائے۔ کہا کہ پھر میں برابر اُن کے سامنے گاتا رہا۔
یہاں تک کہ سحر ہو گئی تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی زبان کو روک لے۔ اب ہم پر صبح
آگئی۔ روضۃ الاحباب میں جابر بن عبداللہ کی روایت سے مذکور ہے کہ ایک
رات امیر المومنین عمر کا گذر ایک خیمہ پر ہوا۔ اس میں سے ایک غمگین آواز
آرہی تھی ؎ علی محمد الخ (ترجمہ) محمد پر نیک لوگوں کی طرف سے رحمتیں نازل
ہوں۔ سب برگزیدہ صالحین نے ان پر درود بھیجا۔ میں (نوافل کے لئے) صبح سویرے
کے اوقات میں بہت کھڑا ہونے والا رہا ہوں۔ کاش میں جان لیتا (کہ وہ عبادت
مقبول ہوئی) حالانکہ نیتیں مختلف طریقوں کی ہوتی ہیں۔ کیا دار (آخرت) میں مجھے
اپنے محبوب سے ملنا نصیب ہوگا؟ یہ سُن کر امیر المومنین پر گریہ غالب آگیا آپ
بلند آواز سے رونے لگے اور کہنے والے سے دوبارہ کہنے کی خواہش کی اور پھر روئے
پھر فرمایا کہ عمر کا نام بھی ان ابیات میں شامل کر۔ تو اُس نے کہا وعمر الخ یعنی اور
عمر کو بھی۔ تو اس کی مغفرت کر دیجئے اے غفار۔ **چھٹی فصل**۔ امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اپنی رعیت کو اسی طریقہ کے ساتھ صحیح راہ پر چلانے
کی تربیت دینے کے بیان میں جس طریقہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
اُمّت کی تربیت فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویزکیہم الخ (ترجمہ) اور
وہ رسول ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور یہ
تثقیف (یعنی ٹھیک راہ پر چلانا) کبھی ہوتا ہے واجب یا مستحب کا حکم کرنے اور
حرام اور مکروہ سے منع کرنے کے ذریعہ سے اور کبھی ہوتا ہے باطن کو بُری صفات

www.kitabghar.org

علیہ وسلم بتہذیب عمر بن الخطاب کثیرًا **فمن ذٰلک** قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم حین راجعَ العباسَ بن عبد المطلب فے اخذِ الصدقاتِ مراجعۃً شدیدۃً اما شعرت یاابن الخطاب انّ عمَّ الرجلِ صِنوُ ابیہ **ومن ذٰلک** ماروی الدارمی عن جابر ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃٍ من التوراۃ فقال یا رسولَ اللہ ہذہ نسخۃٌ من التوراۃ فسکتَ فجعل یقرأُ ووجہ یتغیّر فقال ابوبکرؓ ثکلتکَ الثواکلُ ماترٰی مابوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذُ باللہ من غضب اللہ وغضبِ رسولہٖ رضینا باللہِ ربًا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لوبدَالکم موسٰی فاتبعتموہ وترکتمونی لَضَلَلْتُمْ عن سَواءِ السبیل ولوکان موسٰی حیًا وَاَدْرَکَ نبوتی لاتبعنی البخاری عن ابی الدرداءؓ رضی اللہ عنہ قال کنتُ جالِسًا عند النبی صلّی اللہ علیہ وسلم اِذ اَقبل ابوبکر رضے اللہ عنہ آخذًا بطرفِ ثوبہٖ حتی اَبدٰی عن رکبتیہ فقال النّبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم فقد غامَرَ فسلَّم وقال انی کان بینی و بین ابن الخطاب شیءٌ فاسرعتُ الیہ ثم ندمتُ فسألتُہٗ ان لیغفرلی فاَبٰی عَلَیَّ فاقبلتُ الیک

سے بچانے اور فضائل سے مرصع کرلے کی طرف رہنمائی کرنے سے اور کبھی صرف صحبت کی تاثیر سے اور کبھی حاضرین کے خطاب کے ذریعہ سے اور کبھی غائبین کو لکھنے کے ذریعہ سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کی تہذیبِ نفس کے لئے زیادہ توجہ فرمائی ہے۔ **تو اسی بنا پر ہے** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (عمرؓ سے) جب کہ صدقات لینے کے بارے میں عمرؓ نے عباسؓ بن عبد المطلب سے سخت کلامی کے ساتھ کہا سنی کی تھی کہ اے ابن الخطاب کیا تم کو اس بات کا احساس نہیں کہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی شاخ (یعنی مرتبہ میں) ہوتا ہے **اور اسی بنا پر ہے** وہ قصہ جس کو دارمی نے روایت کیا ہے جابر سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس توریت کا ایک نسخہ لائے اور کہا یا رسول اللہ یہ توریت کا ایک نسخہ ہے تو آپ خاموش ہو گئے۔ پھر انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا چہرہ متغیّر ہونا شروع ہوا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ تجھے رونے والی عورتیں روئیں تو نہیں دیکھتا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کیا کیفیت ہے۔ تو عمرؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غضب سے۔ ہم اللہ سے راضی ہیں اپنا پروردگار قرار دے کر اور اسلام سے اپنا دین قرار دے کر اور محمد سے اپنا نبی قرار دے کر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ اگر تم پر موسٰی ظاہر ہو جائیں پھر تم ان کا اتباع کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راستے سے ہٹ جاؤ گے اور اگر موسٰی زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ میرا اتباع کرتے۔ بخاری، ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے۔ کہا کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے پلّے پکڑے ہوئے آئے یہاں تک کہ ان

www.kitabghar.org

فقال یغفر اللہ لک یا ابا بکر ثلثاً ثم ان عمر
ندم فاتی منزل ابی بکر فسأل اثم ابو بکر
قالوا لا فاتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسلم فجعل
وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر حتے اشفق
ابو بکر فجثی علے رکبتیہ فقال یا رسول اللہ
واللہ انا کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت
وقال ابو بکر صدقت وواسانی بنفسہ ومالہ
فھل انتم تارکون لی صاحبی مرتین فما اوذی
بعدھا۔ البخاری عن ابن ابی ملیکۃ قال کاد
الخیران یھلکان ابو بکر وعمر رفعا اصواتھما
عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم علیہ
رکب بنی تمیم فاشار احدھما بالاقرع بن
حابس اخی بنی مجاشع واشار الآخر برجل
آخر قال نافع لا احفظ اسمہ فقال ابو بکر
لعمر ما اردت الا خلافی قال ما اردت
خلافک فارتفعت اصواتھما فی ذلک
فانزل اللہ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا
اصواتکم الآیۃ قال ابن الزبیر فما کان عمر
یسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد
ھذہ الآیۃ حتے یستفھمہ ولم یذکر ذلک عن
ابیہ یعنی ابا بکر۔ الشہر دردی باسنادہ عن
ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے دونوں گھٹنوں کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے رفیق کا کسی سے جھگڑا ہو گیا۔ پھر (ابو بکرؓ نے آکر) سلام کیا اور کہا کہ میرے اور ابن الخطاب کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی۔ تو میں جلد اس کی طرف پہنچا پھر ندامت کا اظہار کیا اور اس سے سوال کیا کہ وہ مجھے معاف کردے تو اس نے مجھ سے انکار کر دیا۔ پھر میں آپ کی طرف آگیا ہوں۔ تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا اللہ تجھے معاف کرے اے ابو بکر۔ پھر (یہ ہوا کہ) عمرؓ نادم ہو کر ابو بکرؓ کے مکان پر پہنچے اور پوچھا کہ کیا ابو بکر موجود ہیں تو گھر والوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمتمانے لگا، یہاں تک کہ ابو بکر گھبرا گئے اور انہوں نے اپنے دونوں گھٹنوں کو ٹیکتے ہوئے (اُبھر کر) کہا دو مرتبہ کہ یا اللہ زیادتی کرنے والا تو میں ہی تھا، تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمھاری طرف مبعوث کیا تو تم سب نے کہا کہ تو جھوٹا ہے لیکن ابو بکر نے کہا کہ تو سچا ہے اور اپنی جان سے اور مال سے میرا ساتھ دیا تو کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو (ستانا) نہ چھوڑو گے دو مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد وہ کبھی نہیں ستائے گئے۔ بخاری، ابن ابی ملیکہ سے کہا کہ قریب ہو گیا تھا کہ دونوں مجسّم خیر ہلاک ہو جائیں یعنی ابو بکر وعمر کہ دونوں نے اپنی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اونچی کر لی تھیں جس وقت کہ آپ کے پاس بنی تمیم کا ایک قافلہ پہنچا۔ تو ان دونوں میں سے ایک نے (ان کے ساتھ امیر بنا کر بھیجنے کے لئے) اشارہ کیا بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کی طرف اور دوسرے نے اشارہ کیا ایک اور شخص کی طرف۔ نافع نے کہا کہ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔ تو ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تم نے صرف میری مخالفت کرنے کا ارادہ کیا ہے عمرؓ نے کہا کہ میں نے تمھارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا۔ اس بارے میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۴۹: ۲) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو الخ کہا ابن زبیر نے کہ پھر عمر

www.kitabghar.org

أُتی بطعام وهو بمَرّ الظهران فقال لابی بکر
وعمر کُلا فقالا انا صائمان فقال ارحلوا
لصاحبیکم اعملوا لصاحبیکم اُدنوا فکلا
یعنی انکما ضعفتما بالصوم عن الخدمة فاحتجتما الی
من یخدمکما فکلا وَاَخدما انفسکما **ومن ذلک**
تمییز النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ بین الغلبتین و
تعریفہ ایاہ الفرق بینہما حتی حذق فی التمییز
و صار محدثاً کاملاً وقد تقدم بعض ذلک
وتثقیفہ رضی اللہ عنہ رعیتہ متواتر المعنی مسلم
عن ابی ہریرة قال بینما عمر بن الخطاب
یخطب الناس یوم جمعة اذ دخل عثمان بن
عفان فعرّض بہ عمر فقال ما بال رجال یتأخرون
بعد النداء فقال عثمان یا امیر المومنین مازدت
حین سمعت النداء ان توضأت ثم اقبلت
فقال عمر والوضوء ایضاً الم تسمعوا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا جاء احدکم الی
الجمعة فلیغتسل ابوبکر عن عمرو بن میمون
الاودی ان عمر بن الخطاب لما حُضِر قال ادعوا
لی علیاً وطلحة والزبیر وعثمان وعبد الرحمن بن
عوف وسعداً قال فلم یکلم احداً منہم الا علیاً
وعثمان فقال یا علی لعل ہؤلاء القوم یعرفون

بعد اس آیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی ہلکی آواز سے بات کرتے تھے
کہ ان سے آپ کو پھر پوچھنے کی نوبت آجاتی تھی۔ اور انہوں نے اس بات کا ذکر اپنے
باپ (یعنی نانا) ابوبکر کے بارے میں نہیں کیا۔ سہروردی، اپنی اسناد کے ساتھ ابوہریرہ
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہ آپ مرّ الظہران
میں تھے کھانا لایا گیا تو آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ کھاؤ۔ تو دونوں نے کہا کہ ہم روزے
سے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے اپنے ساتھی کے فائدے کے لئے سفر کرو
اور اپنے اپنے ساتھی (کی تقویت) کے لئے کام کرو۔ قریب آؤ اور کھاؤ۔ آپ یہ مراد
لے رہے تھے کہ تم دونوں روزے کی وجہ سے خدمت سے ضعیف ہو رہے ہو اور
تم دونوں ایسے آدمی کے حاجت مند ہو گئے ہو جو تمہاری خدمت کرے تو تم دونوں کھاؤ
اور اپنے اپنے نفس کی خدمت کرو (تاکہ اس میں چستی پیدا ہو جائے) **اور اسی**
بنا پر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں [عہ] غلبۂ حال کے وقت اُن کو (منشأ الٰہی کا)
متمیز کرانا اور ان کو دونوں حال میں آپ کا فرق کی شناخت کرا دینا۔ یہاں تک کہ
آپ تمیز میں حاذق (تجربہ کار) ہو گئے اور محدَّث کامل بن گئے۔ اور ایسے بعض
واقعات پہلے آچکے ہیں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی تثقیف (یعنی سیدھا کرنا) اپنی رعیت
کو متواتر المعنے ہے۔ مسلم، ابوہریرہؓ سے، کہا اس دوران میں کہ عمرؓ جمعہ کے دن
لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ عثمانؓ بن عفان داخل ہوئے تو عمرؓ نے ان کی جانب
تعریض کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ اذان کے بعد آنے میں دیر کرتے ہیں
تو عثمانؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں نے تو اذان سننے کے بعد کوئی کام نہیں کیا
بس وضو کیا اور آگیا۔ تو عمرؓ نے کہا اور صرف وضو ہی؟ کیا تم نے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا جو فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کی طرف آئے
تو چاہئے کہ غسل کرے۔ ابوبکر، عمرو بن میمون اودی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے

عہ دونوں غلبہ حال سے مراد ایک وہ غلبہ حال ہے جو صلح حدیبیہ کے وقت آپ پر طاری ہوا تھا۔ دوسرا وہ جو عبد اللہ بن ابی منافق کے جنازے کی نماز کے وقت پیش آیا تھا جن پر عمرؓ نے خود بھی اپنی جرأت پر حیرت کی ہے۔ یہ واقعات مذکور ہو چکے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

لک قرابتک و ما آتاک اللہ من العلم و الفقہ فاتق اللہ و ان ولیت ہذا الامر فلا ترفعن بنی فلان علی رقاب الناس وقال لعثمان یا عثمان ان ہؤلاء القوم لعلہم یعرفون لک صہرک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سنک و شرفک فان انت ولیت ہذا الامر فاتق اللہ ولا ترفع بنی فلان علی رقاب الناس فقال ادعوا لی صُہَیباً فقال صلِّ بالناس ثلثاً ولیجتمع ہؤلاء الرہط فلیخلوا فان اجمعوا علی رجل فاضربوا رأس من خالفہم۔ احمد بن حنبل عن الزہری عن ربیعۃ بن دراج ان علی بن ابی طالب سبّح بعد العصر رکعتین فی طریق مکۃ فرآہ عمر فتغیظ علیہ ثم قال اما واللہ لقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہما۔ ابوبکر عن اسلم باسناد صحیح علی شرط الشیخین انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان علیٌّ و الزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا و یرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ فقال یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ما من الخلق احبُّ الینا من ابیک و ما من احد احبُّ الینا بعد ابیک

بوقت وفات فرمایا کہ میرے پاس بلا کر لاؤ علی کو اور طلحہ اور زبیر کو اور عثمان کو اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد کو۔ کہا کہ پھر ان میں سے کسی نے گفتگو نہ کی بجز علی اور عثمان کے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے علی غالباً یہ سب لوگ پہچانتے ہیں آپ کی قرابت کو اور اس علم اور دین کی سمجھ کو جو اللہ نے آپ کو دی ہے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم اس امر (خلافت) کے ذمہ دار بنا دیئے جاؤ تو بنی فلاں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ اور عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان اُمید ہے کہ یہ لوگ تم کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمھاری دامادی کے تعلق کو اور تمھاری عمر کو اور تمھارے شرف کو پہچانیں گے تو اگر تم اس امر کے (یعنی خلافت کے) ذمہ دار بنا دیئے گئے تو اللہ سے ڈرنا اور بنی فلاں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس صُہیب کو بلا کر لاؤ (جب وہ آ گئے) تو فرمایا کہ تین دن تم لوگوں کو نماز پڑھانا اور چاہئے کہ یہ جماعت اکٹھی ہو کر تخلیہ میں فیصلہ پر غور کریں پھر اگر کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں تو جو اُن کی مخالفت کرے اس کی گردن مار دینا۔ احمد بن حنبل، زہری سے وہ ربیعہ بن دراج سے کہ علیؓ بن ابی طالب نے بعد عصر دو رکعت نوافل مکّہ کے راستہ میں پڑھیں۔ اس کو عمرؓ نے دیکھا تو وہ علیؓ پر ناراض ہوئے پھر فرمایا خبردار واللہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کیا ہے۔ ابوبکر، اسلم سے روایت کرتے ہیں باسناد صحیح شیخین کی شرط پر کہ یہ واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر سے بیعت کر لی گئی اور علی اور زبیر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جا کر اُن سے مشورہ کیا کرتے تھے اور اپنے امر (بیعت) کے بارے میں تبادلۂ آراء کرتے۔ جب اس اجتماع کی اطلاع عمر بن الخطاب کو پہنچی تو وہ نکل کر فاطمہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی خدا کی قسم مخلوق میں سے کوئی ہم کو تمھارے باپ سے زیادہ پیارا نہیں تھا اور تمھارے باپ کے بعد اب ہمیں

www.kitabghar.org

منک وایم اللہ ما ذٰلک بمانعی ان اجتمع
ہٰؤلاء النفر عندک ان آمر بھم ان یُحرّق علیھم
البیت قال فلما خرج عمر جاؤھا فقالت تعلمون
ان عمر قد جاءنی وقد حلف باللہ لئن عُدتم
لیُحرّقنّ علیکم البیت وایم اللہ لیمضینّ لما
حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رأیکم و
لا ترجعوا الیّ فانصرفوا عنھا فلم یرجعوا الیھا حتی
بایعوا لابی بکر۔ مالک عن اسلم مولی عمر انّ
عمر بن الخطاب رأی علی طلحۃ بن عبید اللہ
ثوبا مصبوغا وھو مُحرِمٌ فقال عمر ما ھذا الثوب
المصبوغ یا طلحۃ فقال طلحۃ یا امیر المؤمنین انما ھو
مَدَرٌ فقال عمر انکم ایھا الرھط ائمۃٌ یقتدی بکم
الناس فلو ان رجلا جاھلا رأی ھذا الثوب لقال
ان طلحۃ بن عبید اللہ قد کان یلبس الثیاب
المُصبّغۃ فی الاحرام فلا تلبسوا ایھا الرھط
شیئا من ھذہ الثیاب المصبّغۃ۔ احمد بن حنبل
عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت عمر بن الخطاب
یقول لطلحۃ بن عبید اللہ مالی اراک قد شعثت
واغبرّت منذ توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لعلک ساءک یا طلحۃ امارۃ ابن عمک
قال معاذ اللہ انی لاجدرکم ان لا افعل ذٰلک
انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول انی لاعلم کلمۃ لا یقولھا رجل عند حضرۃ

تم سے زیادہ پیارا کوئی نہیں اور خدا کی قسم اگر یہ جماعت (بنو ہاشم) آکر تمھارے پاس جمع ہوئی تو یہ بات (یعنی آپ کا پیارا ہونا) مجھے اس بات سے نہ روک سکے گی کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرلوں کہ ان کے اوپر اس گھر کو جلا دیا جائے کہا کہ جب عمرؓ نکلے تو یہ لوگ فاطمہؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمر میرے پاس آیا اور اُس نے خدا کی قسم کھائی ہے کہ اگر تم پھر جمع ہوئے تو وہ ضرور تمھارے اُوپر اس گھر کو جلا دے گا اور خدا کی قسم جس چیز پر وہ قسم کھا گیا ہے اُس کو وہ ضرور کر گذرے گا تو عافیت کے ساتھ لوٹ جاؤ اور جو رائے مشورہ کرتے ہو کئے جاؤ مگر میرے پاس لوٹ کر نہ آؤ تو یہ سب اُن کے پاس سے واپس ہوگئے اور پھر لوٹ کر اُن کے پاس نہیں آئے یہاں تک کہ انہوں نے ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ مالک، اسلم مولیٰ عمرؓ سے کہ عمر بن الخطاب نے طلحہ بن عبید اللہ کے بدن پر رنگا ہوا کپڑا دیکھا جب کہ وہ مُحرِم تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے طلحہ (بحالتِ احرام) یہ رنگا ہوا کپڑا کیسا ہے؟ تو طلحہ نے کہا اے امیر المومنین یہ تو مٹی سے رنگا ہوا ہے (اس میں کیا حرج ہے) تو عمرؓ نے کہا اے جماعتِ صحابہ تم ایسے ائمہ ہو کہ لوگ تمھاری اقتداء کرتے ہیں تو اگر کسی جاہل نے اس کپڑے کو دیکھا تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ طلحہ بن عبید اللہ احرام کی حالت میں (زعفران) سے رنگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ تو اے جماعتِ صحابہ ان رنگے کپڑوں کو نہ پہنو۔ احمد بن حنبل، جابر بن عبد اللہ سے کہ میں نے عمر بن الخطاب سے سُنا جو طلحہ بن عُبید اللہ سے کہہ رہے تھے کیا بات ہے کہ میں تم کو اس حال میں دیکھتا ہوں کہ تمھارے بال بکھرے رہتے ہیں اور چہرہ غبار آلود رہتا ہے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ شاید تمھارے چچا کے بیٹے کی امارت تم کو ناگوار ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ معاذ اللہ میں تم سب سے زیادہ شایاں ہوں کہ ایسا نہ کروں (یعنی حسد) (پریشانی میں فکر اس بات کا ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے

www.kitabghar.org

الموت الاّ وجد روحہ بہا روحًا حین یخرج من جسدہ وکانت لہ نورًا یوم القیامۃ فلم اسأل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم عنہا ولم یخبرنی بہا فذلک الذی دخلنی قال عمر فانا اعلمہا قال فللّٰہ الحمد فما ہی قال ہی الکلمۃ التی قالہا لعمّہ لا الٰہ الاّ اللّٰہ قال طلحۃ صدقت۔ مالک عن عبد اللّٰہ بن عباس فی قصۃ سرغ فنادی عمر بن الخطاب انی مصبحٌ علی ظہر فاصبحوا علیہ فقال ابو عبیدۃ افرارًا من قدر اللّٰہ فقال لو غیرک قالہا یا ابا عبیدۃ نعم نفرّ من قدر اللّٰہ الی قدر اللّٰہ ارایت لو کانت لک ابلٌ فہبطت وادیًا لہ عدوتان احدہما مخصبۃٌ والاخری جدبۃ الیس ان رعیت الخصبۃ رعیتہا بقدر اللّٰہ وان رعیت بالجدبۃ رعیتہا بقدر اللّٰہ مالک کتب ابوعبیدۃ بن الجراح الی عمر یذکر لہ جموعًا من الروم وما یتخوّف من امرہم فکتب الیہ عمر اما بعد فانہ مہما ینزل من عبدٍ مومن من منزل شدۃ یجعل اللّٰہ بعدہ فرجًا وانہ لن یغلب عسرٌ یسرین ان اللّٰہ تعالیٰ یقول فی کتابہ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا

کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جس کو کوئی شخص بھی اگر موت کے آجانے کے وقت کہہ لے گا تو اس کی وجہ سے اُس کی روح راحت پائے گی جبکہ اُس کے جسم سے نکلے گی اور وہ اس کے لئے ایک نور ہوگا قیامت کے دن پھر میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا اور آپ نے بھی خود مجھے اس کی خبر نہیں دی۔ تو یہ وہ غم ہے جو مجھ میں داخل ہوگیا۔ عمرؓ نے کہا تو (آپ غم نہ کریں) میں اس کو جانتا ہوں۔ طلحہ نے کہا اللہ کا شکر ہے تو بتائیے وہ کیا ہے؟ عمرؓ نے کہا وہ وہی کلمہ ہے جس کو آپؐ اپنے چچا (ابو طالب) سے کہہ رہے تھے یعنی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ طلحہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ مالکؒ نے عبد اللہ بن عباس سے سرغ[ع] کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ پھر اعلان کردیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ میں صبح کو (مدینہ واپس ہونے کے لئے) سوار ہو جاؤں گا تم سب اپنی سواری پر صبح ہی سوار ہو جانا۔ تو ابوعبیدہ نے کہا کہ اللہ کی تقدیر سے فرار کو آپ نے اختیار کرلیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا ہوتا کہ یہ بات کوئی دوسرا کہتا اے ابوعبیدہ ہاں ہم بھاگ رہے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف کیا تم نے غور کیا کہ اگر تمھارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں اترو جس کی دو جانبیں ہیں اُن میں سے ایک تو سرسبز ہو اور دوسری خشک کم آب و گیاہ تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ نے اُن کو سرسبز زمین میں چرایا تو اُن کو اللہ کی تقدیر کے ساتھ چرایا اور اگر خشک زمین میں چرایا تو (پھر بھی) اللہ کی تقدیر کے ساتھ چرایا۔ مالکؒ ابوعبیدہ بن الجراح نے عمرؓ کو خط لکھا جس میں رومی افواج کی یلغار کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں جو خطرات سامنے تھے، تو عمرؓ نے اُن کو لکھا اما بعد یہ یقینی بات ہے کہ جب بھی بندہ کسی سخت منزل میں پھنس جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بعد کشادگی کی راہ پیدا فرما دیتا

[ع] سرغ ایک مقام کا نام ہے۔ یہاں آپ کو اطلاع ملی تھی کہ شام میں طاعون پھیل رہا ہے تو آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فسخ کردیا اس پر حضرت ابوعبیدہ معترض ہوئے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

www.kitabghar.org

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ المحب الطبری
عن عروة بن رديم اللخمي قال كتب عمر بن الخطاب الى ابی عبيدة بن الجراح كتاباً يقرأه على الناس بالجابية اما بعد فانه لايقيم امر الله في الناس الا حصيف العقدة بعيد الغرة و لا يطلع الناس منه على عورة و لايحنق فى الحق على جرة و لايخاف في الله لومة لائم والسلام و فى رواية و لايحابي في الحق على قرابة مكان ولايحنق فى الحق على جرة شرح حصيف العقدة اى مستحكمها و استحصف الشئ استحكم والحصيف الرجل المستحكم العقل وكنى بذلك عمر عن الاشتداد فى دين الله وقوة الايمان و الغرة الاعتماد المحب الطبری
كتب عمر بن الخطاب الى ابی عبيدة بن الجراح اما بعد فانی كتبت اليك كتاباً لم آلك ونفسي فيه خيراً الزم خمس خصال يسلم لك دينك وتحظ بافضل حظك اذا حضرك الخصمان فعليك بالبينات العدول والايمان القاطعة ثم ادن الضعيف حتى يبسط لسانه ويجترئ قلبه وتعاهد الغريب فانه اذا طال حبسه ترك حاجته وانصرف الى اهله وانما الذي ابطل حقه من لم يرفع

ہے اور یہ یقینی ہے کہ ہرگز ایک عُسر (تنگی) دو یُسر (آسانی) پر غالب نہیں آسکتی۔ (فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا الخ کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوا الخ (۳: ۲۰۰) اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو" محب طبری، عروہ بن ردیم لخمی سے۔ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو عبیدہ کو خط لکھا کہ اس کو جابیہ میں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اما بعد اللہ کے امر کو لوگوں میں قائم کرنے والا صرف ایسا ہی شخص ہوگا جو کہ پختہ عقل اور پختہ تدبیر والا ہو جو اعتماد سے دور رہنے والا ہو (یعنی غافل نہ ہو) اور لوگ اس کے کسی عیب پر مطلع نہ ہوں اور جورعیت پر غصہ نہ کرے اظہار حق پر اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے والسلام اور ایک روایت میں ولايحنق فى الحق على جرة کے بجائے ولايحابي في الحق على قرابة ہے (یعنی بنا بر قرابت حق (کے فیصلہ یا اظہار) میں کوتاہی نہ کرے) شرح "حصيف العقده" یعنی مستحکم گرہ۔ استحصف الشئ یعنی استحکم۔ اور حصیف ایسے شخص کو کہتے ہیں جو پختہ عقل والا ہو۔ اور عمرؓ نے اس سے اللہ کے دین میں سخت ہونا اور ایمان کی قوت کی طرف کنایہ کیا ہے اور غرۃ کے معنے ہیں اعتماد۔ محب طبری، عمرؓ بن الخطاب نے ابو عبیدہ بن الجراح کو لکھا اما بعد میں نے تمہارے پاس بھیجنے کے لئے ایک خط لکھا ہے جس میں تمہارے اور اپنے نفس کے لئے خیر میں میں نے کوتاہی نہیں کی۔ پانچ خصلتیں اختیار کرو تو تمہارا دین سلامت رہے گا اور تمہارے حصہ میں افضل اجر قائم کیا جائے گا۔ جب تمہارے سامنے مدعی اور مدعا علیہ حاضر ہوں تو تمہارے لئے ضروری ہے گواہیاں سننا عدول لوگوں کی اور قطعی (یعنی کھلے ہوئے معنے والی) قسمیں۔ پھر کمزور کو اپنے قریب کر یہاں تک اس کی زبان پھیل جائے اور اس کے قلب میں جرأت پیدا ہو جائے اور غریب (کی جلد

www.kitabghar.org

برأساً واحرص علے الصلح مالم يتبين لک
القضاءُ والسلام عليک ابوبکر عن عبيد الله بن عبدالله
بن عمر باع عبدالرحمٰن بن عوف جاريةً له كان يقعُ
عليها قبل ان يَستبرِئها فظهر بها حملٌ عند
الذي اشتراها فخاصم الے عمر فقال عمر كنت
تقعُ عليها قال نعم قال فبعتَها قبل ان تَستبرِئها
قال نعم قال ماكنتَ لذلک بخليق فدعا القافة
فنظر داله فالحقوه به احمد بن حنبل عن عباية
بن رفاعة قال بلغ عمر ان سعدًا لما بنَى القصر
قال انقطع الصُّويتُ فبعثَ اليه محمد بن مسلمة
فلما قدِمَ اخرج زندة واورى ناره وابتاع
حطَبًا بدرهم وقيل لسعدٍ ان رجلاً فعلَ كذا وكذا
فقال ذاک محمد بن مسلمة فخرج اليه فحلفَ
بالله ماقاله فقال نُؤدّي عنک الذي تقولُ
ونفعلُ ما اُمرنا به فاحرقَ الباب ثم اقبل
يُعرضُ عليه ان يُزوِّده فأبَى فخرج فقدِمَ
علے عمر فهجّر اليه فسار ذهابُه ورجوعُه تسع عشرة
فقال لولا حسن الظن بک لرأينا انک لم تؤدِّ
عنّا قال بلے ارسلَ يقرأُ السلامَ ويعتذرُ
ويحلف بالله ماقاله قال فهل زوَّدک شيئاً
قال لا قال فما منعک ان تزودني انت
قال انّي كرهت ان آمر لک فيكون لک
البارد ويكون لي الحارّ دوے اهل المدينة

حاجت روائی) کا خیال رکھو (دیر تک کھڑا نہ رکھو) کہ جب اس کا حبس طویل ہوجائے گا تو وہ اپنی حاجت کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کے پاس چلا جائے گا۔ اور (اس صورت میں) یقیناً اس کے حق کو باطل کرنے والا امرِ وہی شخص (یعنی حاکم) قرار دیا جائے گا جس نے اس کی طرف سر اُوپر نہ کیا۔ اور جب تک تمہارے اوپر فیصلہ بالکل عیاں نہ ہوجائے (فریقین میں) صلح تک حریص رہو بس السلام علیک۔ ابوبکر، عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک کنیز کو جس سے جماع کرتے رہے تھے فروخت کردیا قبل اس کے کہ اس کا استبراء کریں (یعنی یہ معلوم کریں کہ حمل تو نہیں ہے) پھر خریدار کے پاس پہنچ کر اس کا حمل ظاہر ہوگیا تو انہوں نے عمرؓ کے سامنے دعوی پیش کیا۔ تو عمرؓ نے (عبدالرحمٰن بن عوف) سے کہا کہ کیا تم اس سے جماع کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ تم نے اس کو استبراء سے پہلے ہی فروخت کردیا؟ کہا کہ ہاں! عمرؓ نے کہا کہ تم ایسے خُلق کے لئے سزاوار نہیں تھے۔ پھر پہچاننے والے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے اُس بچے کو عبدالرحمٰن کو دلوایا۔ احمد بن حنبل، عبایہ بن رفاعہ سے کہا کہ عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ سعد نے جب محل بنوایا تو یہ کہا کہ اب حقیر آوازیں بند ہوگئیں تو عمرؓ نے ان کی طرف محمد بن مسلمہ کو بھیجا۔ جب وہ پہنچے تو انہوں نے چقماق نکالا اور اس سے آگ کو جھاڑا اور ایک درہم کا ایندھن خریدا (اور اس کو روشن کرکے اس سے محل کا دروازہ پھونکنے لگے) اور سعد سے کہا گیا کہ ایک شخص نے ایسا اور ایسا کیا، تو انہوں نے کہا کہ وہ محمد بن مسلمہ ہے اور نکل کر ان کے پاس آئے (بات چیت کے بعد) انہوں نے حلف کیا کہ یہ بات میں نے نہیں کہی تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تمہاری یہ بات جو تم کہتے ہو ہم پہنچادیں گے اور جس کام کا ہمیں حکم دیا گیا اس کو ہم انجام دیں گے تو انہوں نے دروازہ پھونک دیا۔ پھر محمد بن مسلمہ سعد کے پاس اس لئے آئے کہ وہ ان کو زادِ راہ دیں تو انہوں نے انکار کردیا۔ پھر وہ نکلے اور عمرؓ کے پاس

www.kitabghar.org

قد قتلهم الجوع و قد سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول لا يشبع الرجل دون جاره
المحب الطبري عن سفيان بن عيينة ان سعد
بن ابي وقاص كتب الى عمر وهو على الكوفة
يستاذنه في بناء منزل يسكنه فكتب اليه ابن
ما يسترك من الشمس ويكنك من الغيث
الدارمي عن سليمان بن حنظلة قال اتينا أبيّ
بن كعب لنتحدث اليه فلما قام قمنا و نحن
نمشي خلفه فرهقنا عمر فتبعه فضربه عمر بالدرة
قال فاتقاه بذراعيه فقال يا امير المؤمنين
ما تصنع قال او ما ترى فتنة للمتبوع مذلة
للتابع الدارمي عن محمد بن سيرين قال
قال عمر لابن مسعود الم أنبأ او أنبئت انك
تفتي ولست بامير ولِّ حارّها من تولّى قارّها
الدارمي عن تميم الداري قال تطاول الناس
في البناء في زمن عمر فقال عمر يا معشر العرب
الارض الارض انه لا اسلام الا بجماعة و
ولا جماعة الا بامارة ولا امارة الا بطاعة
فمن سوّده قومه على الفقه كان حيوة له ولهم
ومن سوّده قومه على غير فقه كان هلاكا له و
لهم۔ الحاكم عن عبد الله بن مسعود قال لما
قبض النبي صلى الله عليه وسلم واستخلفوا
ابابكر رضي الله عنهما وكان رسول الله صلى

آئے اور ان سے جلد جا ملے تو اُنیس دن لگے ان کے (مدینہ سے کوفہ کو) جانے اور
واپس آنے میں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تیرے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا تو ہم یہ رائے قائم
کرتے کہ تو نے ہمارا کام انجام نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک۔ سعد نے آپ کو سلام
کہا اور وہ عذر کرتے اور اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے وہ بات نہیں کہی
ہے پھر عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا سعد نے تم کو زادِ راہ بھی دیا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں
محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مجھے زادِ راہ دینے سے خود آپ کے لئے کیا بات مانع ہوئی۔
عمرؓ نے کہا مجھے یہ ناپسند ہوا کہ میں تمہارے لئے کچھ دینے کا حکم دوں جو تمہارے
لئے موجب راحت بنے اور میرے لئے موجب تکلیف جب کہ میرے گرد تمام
اہل مدینہ ہیں جن کو بھوک نے مار ڈالا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ کوئی اپنے پڑوسی کو (بھوکا) چھوڑ کر خود پیٹ بھر کر نہ
کھائے۔ محب طبری، سفیان بن عیینہ سے کہ سعد بن ابی وقاص نے عمرؓ کی طرف خط
بھیجا جس میں اُن سے اجازت طلب کر رہے تھے ایک مکان بنانے کی جس میں
سکونت کریں تو ان کو جواب میں لکھا کہ ایسا بنالو جو تمہیں دھوپ سے بچا لے
اور بارش سے محفوظ رکھے۔ دارمی، سلیمان بن حنظلہ سے۔ کہا کہ ہم اُبَی بن کعب
کے پاس آئے تاکہ ان سے باتیں کریں تو جب وہ اُٹھے تو ہم بھی اُٹھ گئے اور ہم ان
کے پیچھے چل رہے تھے۔ پھر ہم نے پایا عمرؓ کو تو اُبَی بن کعب ان کے پیچھے چلنے لگے
تو عمرؓ نے ان کے دِرّہ مارا اُنھوں نے اس کو اپنے بازوؤں پر روکا اور کہا کہ اے
امیر المومنین کیا کر رہے ہو؟ تو کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ (پیچھے پیچھے چلنا) فتنہ
ہے متبوع (آگے چلنے والے) کے لئے اور ذلت میں ڈالنے والا ہے پیچھے چلنے
والے کے لئے۔ دارمی، محمد بن سیرین سے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا ابن مسعود سے
کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی یا (یوں فرمایا کہ) مجھے خبر دی گئی کہ تو فتویٰ دیتا ہے
حالانکہ تو امیر نہیں ہے۔ اس کی گرمی (یعنی تکلیف) کو اسی پر چھوڑ جو اس کی ٹھنڈک
سے متمتع ہے۔ دارمی، تمیم داری سے کہا کہ لوگ عمرؓ کے زمانہ میں اونچے مکانات

www.kitabghar.org

اللہ علیہ وسلم بعث معاذًا الی الیمن فاستعمل
ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما علی الموسم فلقی
معاذًا بمکۃ ومعہ رقیق فقال عمر ما ہؤلاء فقال
ہؤلاء اُہدوا لی وہؤلاء لابی بکر فقال لہ عمر
انی اُری لک ان تاتی بہم ابابکر فقال فلقیہ
من الغد فقال یا ابن الخطاب لقد رأیتنی البارحۃ
وانا انزو الی النار وانت آخذ بحجزتی و
ما اُرانی الا مطیعک قال فاتی بہم ابابکر فقال
ہؤلاء اُہدوا لی وہؤلاء لک قال فانا قد سلمنا
لک ہدیتک فخرج معاذ الی الصلوۃ فاذا
ہم یصلون خلفہ فقال معاذ لمن تصلون قالوا
للہ عزوجل قال فانتم لہ فاعتقہم۔ ابوحنیفۃ عن
حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یہودیۃ بالمدائن
فکتب الیہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان خل
سبیلہا فکتب الیہ احرام ہی یا امیر المؤمنین
فکتب الیہ اعزم علیک ان لا تضع کتابی حتی
تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی بک
المسلمون فیختاروا نساء اہل الذمۃ لجمالہن
وکفی بذلک فتنۃ لنساء المسلمین ابوبکر عن
سعید بن ابی بردۃ قال کتب عمر الی ابی موسی
اما بعد فان اسعد الرعاۃ من سعدت بہ
رعیتہ وان اشقی الرعاۃ عند اللہ من شقیت
بہ رعیتہ وایاک ان ترتع فیرتع عمالک

بنانے لگے تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے گروہ عرب زمین کو (یاد رکھو) زمین کو جس
میں ضرور دفن ہونا ہے) یقینی بات ہے کہ اسلام نہیں ہے مگر جماعت کے ساتھ اور
جماعت نہیں ہے مگر امارت کے ساتھ اور امارت نہیں ہے مگر طاعت کے ساتھ تو جس
شخص کو اس کی قوم نے خوب سمجھ کر سردار بنایا تو یہ فعل اُس کے لئے بھی زندگی ہوگا
اور قوم کے افراد کے لئے بھی اور جس کو اس کی قوم نے بغیر سمجھے بوجھے سردار بنا لیا تو
یہ فعل اس کے لئے بھی ہلاکت ہوگا اور اُن کے لئے بھی۔ (الغرض سرداری کی شرائطیہ
ہیں۔ اُونچے مکانات سے سرداری نہیں ملتی) حاکم، عبداللہ بن مسعود سے۔ کہا کہ
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا لیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔ پھر ابوبکرؓ نے عمر رضی اللہ
عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا تو مکہ میں ان کی ملاقات معاذ سے ہوئی اور ان کے ساتھ چند
غلام تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کون ہیں تو معاذ نے کہا کہ یہ وہ ہیں جو مجھے ہدیۃً دیئے گئے
ہیں اور یہ ابوبکر کے لئے ہیں۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ میں تمہارے لئے یہ مناسب
سمجھتا ہوں کہ تم ان سب کو ابوبکر کے پاس لے جاؤ۔ کہا کہ پھر ان سے معاذ اگلے دن
ملے اور اُنہوں نے کہا کہ اے ابن الخطاب میں نے رات خواب میں اپنے کو دیکھا
کہ میں آگ میں کودنا چاہتا ہوں اور تم میرا نیفہ پکڑے ہوئے ہو اور میں اپنے کو تمہارا
مطیع دیکھ رہا ہوں۔ کہا کہ پھر معاذ نے سب غلاموں کو ابوبکرؓ کے پاس لاکر کہا کہ یہ
تو وہ ہیں جو ہدیۃً مجھے دیئے گئے اور یہ آپ کے لئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ تمہارے
ہدیہ کو ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ پھر معاذ نکلے نماز کے لئے اچانک دیکھا کہ وہ
(غلام) بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو معاذ نے کہا کس کے لئے نماز پڑھ رہے
ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے لئے۔ معاذ نے کہا تو تم اسی کے لئے ہو اور ان
کو آزاد کر دیا۔ ابوحنیفہ، حذیفہ بن الیمان سے کہ انہوں نے مدائن میں ایک یہودی
عورت سے نکاح کر لیا تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو آزاد کر دو۔ اس پر
حذیفہ نے ان کو لکھا کہ اے امیر المومنین کیا وہ حرام ہے تو انہوں نے ان کو لکھا

www.kitabghar.org

فیکون مثلک عند اللہ مثل البھیمۃ نظرت الی خضرۃ من الارض فرتعت فیہا تبتغی بذلک السمن وانما حتفہا فی سمنہا والسلام علیک
ابوبکر عن سفیان قال کتب عمر الی ابی موسٰی انک لن تنال الآخرۃ بشیٔ افضل من الزھد فی الدنیا الدار قطنی ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسٰی الاشعری اما بعد فان القضاء فریضۃ محکمۃ وسنۃ متبعۃ فافھم اذا اُدلی الیک بحجۃ وانفذ الحق اذا وضح فانہ لا ینفع تکلم بحق لا نفاذ لہ آس بین الناس فی وجھک ومجلسک وعدلک حتی لا ییأس الضعیف من عدلک ولا یطمع الشریف فی حیفک البینۃ علی من ادعی والیمین علی من انکر والصلح جائز بین المسلمین الا صلحًا احل حرامًا او حرم حلالًا لا یمنعک قضاء قضیتہ بالامس فراجعت فیہ نفسک وھدیت فیہ لرشدک ان تراجع الحق فان الحق قدیم ومراجعۃ الحق خیر من التمادی فی الباطل الفھم الفھم فیما یختلج فی صدرک مما لم یبلغک فی الکتاب والسنۃ واعرف الامثال والاشباہ ثم قس الامور عند ذلک فاعمد الی احبہا الی اللہ عزوجل واشبہہا بالحق فیما تریٰ واجعل لمن ادعی بینۃ امدًا ینتہی الیہ

کریں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم میرا خط ہاتھ سے نہ رکھو یہاں تک کہ اس کو آزاد کردو۔ کیونکہ مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ مسلمان تمھاری پیروی کریں گے اور ذمیوں کی عورتوں کو ان کے جمال کی وجہ سے پسند کریں گے اور مسلمان عورتوں کے مبتلائے فتنہ ہونے کے لئے یہ کافی ہے۔ ابوبکر، سعید بن ابی بُردہ سے۔ کہا کہ عمرؓ نے ابوموسٰیؓ کو خط لکھا اَمّا بعد تمام راعیوں (امراء، والیانِ ملک) سے زیادہ صاحب سعادت راعی وہ ہے جس کی وجہ سے اُس کی رعیت صاحب سعادت بن جائے اور سب سے شقی (بدبخت) راعی (حاکم) وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا شقی (بدبخت) ہوجائے۔ اور خبردار بچو (بہائم کی طرح) چرتے رہنے سے کہ پھر تمھارے عُمّال بھی چرنے لگیں، پھر تمھاری مثل اللہ کے نزدیک اس چوپایہ کی مثل ہوجائے گی جس نے کسی زمین کی سبزی کو دیکھا تو اس میں چرنے لگا، وہ اس کے ذریعہ سے فربہ ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس کی موت اس کی فربہی میں ہی ہے۔ والسلام علیک۔ ابوبکر، سفیان سے۔ کہا کہ عمرؓ نے ابوموسٰی کو لکھا کہ تم آخرت کو کسی ایسی شے کے ذریعہ سے کبھی حاصل نہیں کرسکتے جو افضل ہو دنیا میں زہد کرنے سے۔ دارقطنی، یہ کہ عمر بن الخطابؓ نے ابوموسٰی اشعری کو لکھا اما بعد یقیناً قضا ایک محکم فریضہ ہے اور ایسی سنت ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے تو خوب سمجھ سے کام لو جب تمھارے سامنے کوئی دلیل پیش کی جائے۔ اور حق کو نافذ کرو جب وہ واضح ہوجائے کیونکہ ایسی حق بات کو زبان سے بول دینا نافع نہیں ہوتا جس کا نفاذ نہ ہو۔ لوگوں کے درمیان اپنے سامنے اور اپنی مجلس میں اور اپنے انصاف میں برابری قائم رکھو یہاں تک کہ کمزور شخص تمھارے عدل سے مایوس نہ ہو اور کوئی معزز شخص تم سے رعایت کی طمع نہ کرے۔ گواہ لانا مدعی پر لازم ہے اور قسم اس کے اوپر ہے جو منکر ہو۔ اور مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے۔ تم کو ایسا فیصلہ حق کی طرف مراجعت سے مانع نہ ہونا چاہیئے جو تم نے آج شام کو کیا۔ پھر تم نے اپنے دل میں غور کیا اور اس کے بارے میں اب تم پر حق عیاں کردیا گیا کیوں کہ

www.kitabghar.org

فان احضر بینۃ اخذت لہ بحقہ والا وجہت
القضاء علیہ فان ذلک اجلی للعمی وابلغ فی
العذر والمسلمون عدول بعضہم علی بعض الا
مجلودا فی حد او مجربا فی شہادۃ زور
او ظنینا فی ولاء او وراثۃ ان اللہ تولی
منکم السرائر ودرأ عنکم بالبینات وایاک
والقلق والضجر والتاذی بالناس والتنکر
للخصوم فی مواطن الحق التی یوجب اللہ
تعالی بہا الاجر ویحسن بہا الذخر فانہ
من تصلح نیتہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی
ولو علی نفسہ یکفیہ اللہ ما بینہ وبین الناس
ومن تزین للناس بما یعلم اللہ تعالی منہ
غیر ذلک یشینہ اللہ فما ظنک بثواب اللہ
عزوجل وعاجل رزقہ وخزائن رحمتہ و
السلام علیک وروی انہ کتب الی ابی موسی
الاشعری اما بعد فان للناس نفرۃ عن
سلطانہم فاعوذ باللہ ان تدرکنی وایاک
عمیاء مجہولۃ وضغائن محمولۃ واہواء
متبعۃ ودنیا مؤثرۃ اقم الحدود واجلس
للمظالم ولو ساعۃ من نہار واذا عرض لک
امران احدہما للہ والآخر للدنیا فابدأ
بعمل الآخرۃ فان الدنیا تفنی والآخرۃ
تبقی وکن من مال اللہ عزوجل علی حذر

(بہر حال) حق مقدم ہے اور حق کی طرف مراجعت بہتر ہے باطل میں زمانہ گذارنے
سے۔ سمجھ سے کام لو سمجھ سے کام لو ایسی بات کے بارے میں جو تمھارے سینہ میں
خلش پیدا کررہی ہو جس کے بارے میں کتاب و سنت کی کوئی رہنمائی تمھارے پاس
نہیں پہنچی اور (ایسی صورت میں) اس بات کے مماثل اور مشابہ مسائل کو پہچانو
اور ایسے امور کو اُن پر قیاس کرلو۔ ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کی زیادہ پسندیدہ بات
معلوم ہو اس کو اختیار کرلو اور وہ جو تمھاری رائے میں حق سے زیادہ قریب ہو۔ اور
جو شخص شہادت لانے کا دعویٰ کرے اس کے لئے ایک انتہائی مدت متعین کر
دو، پھر اگر وہ شہادت پیش کردے تو وہ اپنا حق (جس کا دعویدار ہے) لے گا
ورنہ فیصلہ اس کے خلاف جائے گا۔ یہ اصول اندھیرے کو روشن کرنے والا
اور مواخذے سے (تم کو) بہت بچانے والا ہوگا۔ اور تمام مسلمان ایک دوسرے
کے مقابلہ میں مقبول الشہادت ہیں بجز ایسے شخص کے جس کے (حد میں) کوڑے
مارے گئے ہیں یا جھوٹی شہادت میں سزا یافتہ ہو یا ولایت یا وراثت کے
بارے میں محلِ تہمت میں ہو۔ تم میں سے کسی کے باطن میں جو چھپی ہوئی باتیں
ہیں وہ اللہ کے حوالے۔ (عقوباتِ دنیوی) بیّنات کے پیش کرنے پر اللہ نے
تم سے ہٹا دی ہیں۔ اور خبردار لوگوں کو پریشانی اور دل تنگی اور اذیت دینے
سے بچو اور حق کے مواقع میں جن پر حق تعالیٰ اجر واجب کر دیتا ہے اور اس
کے ذریعہ سے ذخیرۂ آخرت بہتر کر دیتا ہے جھگڑنے والوں (یعنی مدعی و
مدعا علیہ) کو مرعوب کرنے سے بچو (کر اپنے کو شاندار بنا کر بیٹھو) حقیقت
یہ ہے کہ جس کی نیت اس کے اور اللہ کے درمیان درست ہوتی ہے چاہے
اپنے نفس پر ذلت ڈالنی پڑے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان (کے
معاملہ میں) خود کافی ہوجاتا ہے اور جس نے لوگوں کے (دکھاوے) کے لئے اپنے
کو سجایا ایسے امر کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کے خلاف (اصلی)
حالت کو تو اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کردے گا تو اللہ تعالیٰ کے اجر آخرت اور

www.kitabghar.org

واخِف الفُسَّاقَ واجعلهم يَدًا يدًا ورِجلاً رِجلاً
واذا كانت بين القبائل ثائرة يا لفلان
يا لفلان فانما تلك نجوى الشيطان
فاضربهم بالسيف حتى يَفيئوا الى امر الله
ويكونَ دعوتهم الى الله والى الاسلام
وقد بلغنى ان ضَبَّةَ تدعوا يا لَضَبَّة
وانى والله اعلم ان ضَبَّةَ ما ساق الله
بها خيرًا قطّ ولا منع بها من سوءٍ قطّ فاذا
جاءك كتابى هذا فَأَنهِكهم ضربًا وعقوبةً
حتى تفرّقوا ان لم يَفقهوا وَأَلصِق بغيلانِ
ابن خرشة من بينهم وعُدْ مَرضَى
المسلمينَ واشهَدْ جنائزهم وافتح
لهم بابَكَ وباشِر امورَهم بنفسِك فانما
انت رجلٌ منهم غير ان الله قد جعلك
اَثقلهم حملاً وقد بلغنى انه فشا لكَ و
لاهلِ بيتِكَ هيئةٌ فى لباسِك و
مطعمِكَ ومركبِك ليس للمسلمينَ مثلُها
واياكَ يا عبدَ الله بن قيس ان تكونَ
بمنزلة البهيمة التى مرّت بوادٍ خصب
فلم يكن لها همّةٌ الا السِّمَن وانما حتفُها
من السِّمَن لغيرها واعلم ان للعامل
مَرَدًّا الى الله فاذا زاغ العاملُ زاغت
رعيّتُهُ وان اشقى الناسِ من شَقيت

اور اس کی طرف سے جلد ملنے والے اور اس کے خزائنِ رحمت کے بارے میں تمہارا کیا ظن ہے۔ والسلام علیک۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا اما بعد لوگوں کو مسلط ہو جانے والے سے نفرت ہوتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے اور اپنے کو ایسی حالت میں پاؤ جس سے نکلنے کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے اور کینے اُبھرے ہوئے ہوں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا جا رہا ہو اور دین کو پیچھے ہٹا دیا گیا ہو حدود قائم کرتے رہو اور فریادیں سُننے کے لئے بیٹھا کرو اگرچہ دن کی ایک گھڑی ہی کے لئے بیٹھنا ہو اور جب تمہارے سامنے دو امر پیش کئے جائیں جن میں سے ایک اللہ کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو آخرت کے عمل سے کام شروع کرو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے اور اللہ عزوجل کے مال میں ہمیشہ محتاط رہو اور فاسقوں کو خائف رکھو اور ان کو ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں بنا دو (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو) اور جب قبائل کے درمیان کسی فتنہ انگیز کو یا لفلان یالفلان کہتے ہوئے پاؤ (یعنی فلاں کی مدد کے لئے پہنچو) تو ایسے لوگوں پر تلوار چلاؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کے مطیع بنیں اور ان کی دعوت اللہ کی اور اسلام کی طرف ہونے لگے اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ضَبَّہ (قبیلہ) ضَبَّہ کو دعوت دے رہا ہے اور میں واللہ یہ بات جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ضَبَّہ کے ذریعہ کبھی خیر کی طرف نہیں چلایا اور نہ کبھی اس کے ذریعہ برائی سے روکا تو جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچ جائے تو اگر یہ لوگ نہ سمجھیں تو اُن کو خوب مارنے اور سزا دینے میں منہمک ہو جانا یہاں تک کہ یہ لوگ متفرق ہو جائیں اور غیلان بن خرشہ کو ان ہی کے ساتھ شامل کر دو اور مسلمانوں کے بیماروں کی مزاج پُرسی کرو اور ان کے جنازوں پر حاضر ہوا کرو اور اُن کے لئے اپنے دروازے کو کھلا رکھو اور اُن کے اُمور میں بذاتِ خود شرکت کیا کرو کیونکہ تم بھی ان ہی میں کے ایک شخص ہو (تم میں اور اُن میں کوئی فرق نہیں) بجز اس کے کہ تم کو اللہ نے زیادہ بوجھ اُٹھانے والا بنایا۔ اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہاری اور تمہارے گھر والوں کی لباس اور کھانے میں اور سواری میں ایک خاص ہیئت کھلے طور قائم ہو گئی ہے جیسی کہ عام مسلمانوں میں کسی کی نہیں۔ اے عبداللہ بن قیس اس سے

www.kitabghar.org

به نفسه و رعيته والسلام ابوبكر عن الضحاك
قال كتب عمر بن الخطاب الى ابي موسى
الاشعري اما بعدُ فان القوة في العمل ان
لا تؤخروا عملَ اليوم لغدٍ فانكم اذا فعلتم
ذلك تداركت عليكم الاعمال فلم تدروا
ايها تأخذون فأضعتم فاذا خُيّرتم بين
امرين احدهما للدنيا والآخر للآخرة
فاختاروا امرَ الآخرةِ على امر الدنيا
فان الدنيا تفنى وان الآخرة تبقى
كونوا من الله على وجل و تعلّموا كتاب
الله فانه ينابيعُ العلم و ربيعُ القلوب
استكتب ابو موسى الاشعري نصرانيا
فكتب اليه عمر اعزله و استعمل حنيفاً
فكتب اليه ابو موسى ان من غنائه و
خيره كيت و كيت فكتب اليه عمر ليس
لنا ان نأتمنهم و قد خوّنهم الله و لا
ان نرفعهم وقد وضعهم الله ولا
ان نستنصحهم في الدين وقد وترهم الاسلام
ولا ان نعزّهم وقد امرنا بان يعطوا
الجزية عن يدٍ وهم صاغرون فكتب
ابو موسى ان البلد لا تصلح الا به فكتب
اليه عمر مات النصراني والسلام وكتب
الى معاوية اياك والاحتجاب دون الناس

بچ کر تو اس چوپائے کے مانند بن جائے جو کسی سرسبز وادی میں گذرے اور اس کا فربہی کے سوا کوئی مقصد نہ رہے اور اس فربہی سے جو اس نے حاصل کی دوسرے مستفید ہوں اور سمجھ لو کہ عامل کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔ تو جب عامل میں کجی پیدا ہو جائے گی تو اس کی رعیت میں بھی کجی آجائے گی اور سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے کہ جس کی وجہ سے اُس کا نفس اور اس کی رعیت سب بدبخت ہو جائیں والسلام۔ ابوبکر، ضحاک سے۔ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا امّا بعد عمل میں قوت اس سے آتی ہے کہ تم آج کا کام کل پر مؤخر نہ کرو کیوں کہ تم نے اگر ایسا کیا تو تمھارے اوپر کاموں کا انبار لگ جائے گا پھر تم نہیں سمجھو گے کہ ان میں سے کس کو ہاتھ میں پکڑو آخر کار چھوڑ دو گے۔ پھر یاد رکھو کہ جب تم کو اختیار دیا جائے ایسے دو کاموں میں جن میں کا ایک دنیا کے لئے ہو اور دوسرا آخرت کے لئے تو امر آخرت کو امر دنیا پر ترجیح دو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ اللہ سے خائف رہو اور کتاب اللہ سے علم حاصل کرو کہ وہ علم کے سرچشمے ہیں اور دلوں کی بہار ہے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک نصرانی کو اپنا کاتب بنایا تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ اس کو معزول کر دو اور حنیف سے سے کام لو تو اُن کو ابو موسیٰ نے لکھا کہ اُس کی کارگذاری اور خوبی ایسی اور ایسی ہے تو اُن کو عمرؓ نے لکھا کہ ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم اُن کو امین بنائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خائن کہا ہے اور نہ یہ کہ اُن کو بلند مرتبہ بنائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پست کیا ہے اور نہ یہ کہ ان کو دین میں اپنا مصاحب بنائیں حالانکہ اسلام نے اُن کو جُدا کر دیا ہے اور نہ یہ کہ اُن کو معزز بنائیں جب کہ ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ دیں پھر ابوموسیٰ نے لکھا کہ شہری امور کی بہتری بغیر اس کے نہ ہوگی تو اُن کو عمرؓ نے لکھا کہ نصرانی مرگیا۔ والسلام۔ اور معاویہ کو لکھا کہ اس سے بچو کہ لوگوں کے آگے پردہ چھوڑو اور ضعیف کے قریب رہو اور اس کو اپنے قریب کرو۔

عہ غالباً "لو مات النصرانی" میں سے لفظ "لو" ترک ہو گیا یعنی اگر نصرانی مرگیا تو کیا شہری امور سرانجام نہیں پائیں گے؟ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

وادنُ الضعیفَ و اَدْنِہٖ حتی یبسط لسانہ و یجْرِیُ قلبُہٗ وتعھّد الغریبَ فانہ اذا طال حَبْسُہٗ و ضاقَ اُذنُہٗ وضعف قلبُہٗ و ترک حقہ و کتبَ الی سعد بن ابی وقاص یاسعد سعد بنی اھیب ان اللّٰہ اذا احبّ عبدًا حَبّبَہٗ الی خلقہ فاعتبر منزلتک من اللّٰہ منزلتک من الناس واعلم اَنّ مالکَ عند اللّٰہ مثل ماللّٰہ عندک وسَأل رجلاً من شیئ فقال اللّٰہ اعلم فقال قد شَقِیْنا اِن کُنّا لانعلم ان اللّٰہ اَعْلَم اذا سُئِل احدکم عمّا لَایعلم فلیقل لااَدْرِے ودخل عمر علے ابنہ عبد اللّٰہ فوجد عندہ لحمًا عَبِیْطًا معلّقًا فقال ماہذا اللحمُ قال اشتہیتُ فاشتریتُ فقال او کلما اشتَھَیْتَ شیئًا اکلتہ کفی بالمرءِ شَرَفًا ان یأکل کلّ ما اشتہاہ مرّ عمر رضی اللّٰہ عنہ علے مزبلۃٍ فتأذّی بریحہا اصحابُہٗ فقال ہذہ دنیاکم التی تحرِصون علیہا ومن کلامہ للاحنف یااحنف من کثُر ضحکہٗ قلّت ھیبتُہٗ ومن مزحَ استُخِفّ بہ ومَن اَکثَرَ من شیئ عُرِفَ بہ ومَن کثُر کلامُہٗ کثُر سَقَطُہٗ ومن کثُر سَقَطُہٗ قلّ حَیاؤُہٗ و من قلّ حیاؤہ قلّ

یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے دل میں جرأت پیدا ہو جائے اور غریب کا خیال رکھو کہ جب اس کو بہت دیر رُکنا پڑے گا تو اس کی سماعت تنگ اور قلب ضعیف ہو جائے گا اور وہ اپنے حق کو ہی چھوڑ جائے گا اور آپ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا اے سعد! بنی اُہیب کے سعد (نیک بخت)، بیشک اللہ تعالےٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو اپنی خلق کا محبوب بنا دیتا ہے تو لوگوں میں اپنی منزلت سے اللہ کے نزدیک اپنی منزلت کا اندازہ کر لو اور سمجھ لو کہ جو کچھ تمھارے لئے اللہ کے پاس ہے وہ مثل اسی کے ہے جو تمھارے پاس اللہ کے واسطے ہے۔ اور ایک شخص سے آپ نے کوئی بات پوچھی۔ اس نے کہا اللہ اعلم تو آپ نے فرمایا کہ بڑے بد بخت ہوں گے اگر ہم یہ بات نہ جانتے ہوں کہ اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ جب تم میں سے کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ نہ جانتا ہو تو اس کو یہ کہنا چاہیئے کہ میں نہیں جانتا۔ اور عمرؓ اپنے بیٹے عبد اللہ کے گھر میں پہنچے تو ان کے پاس تازہ گوشت لٹکا ہوا پایا تو فرمایا کہ یہ گوشت کیسا ہے؟ تو اُنہوں نے کہا کہ مجھے خواہش ہوئی تو خرید لایا تو فرمایا کیا جب بھی کسی شے کی خواہش ہو گی اُس کو کھائے گا؟ آدمی کے حریص بننے کے لئے یہ کافی ہے کہ ہر اُس چیز کو کھانے لگے جس کی اس کو خواہش ہو جائے۔ عمرؓ کا گذر ایک کوڑے پر ہوا تو آپ کے ساتھیوں کو اُس کی بدبو سے تکلیف ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہے تمھاری دنیا جس پر تم حرص کیا کرتے ہو۔ اور آپ کے کلام میں سے ایک یہ ہے جو احنف سے فرمایا کہ اے احنف جس کی ہنسی بڑھ جائے گی اس کی ہیبت گھٹ جائے گی۔ اور جو مزاح کرتا رہے گا وہ اس کی وجہ سے بے وقعت ہو جائے گا اور جو کسی شے میں زیادتی کرے گا اُسی (کام) کے ساتھ مشہور ہو جائے

www.kitabghar.org

ورعہ و من قل ورعہ مات قلبہ و قال	گا اور جس کا کلام کثیر ہو گا اس کی گراوٹ بھی کثیر ہو گی اور جس کی گراوٹ کثیر ہو گی اس کی حیا کم ہو جائے گی
لابنہ عبد اللہ یا بُنَیَّ اتق اللہ یقک	اور جس کی حیا کم ہو جائے گی اس کی احتیاط کم ہو جائے گی اور جس کی احتیاط کم ہو
واقرض اللہ یجزک واشکرہ یزدک	جائے گی اس کا قلب مرجائے گا۔ اور آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا کہ اے
واعلم انہ لا مال لمن لا رفق لہ و لا جدید	بیٹے اللہ (کی ناراضگی) سے بچاؤ کرو وہ تجھے بچاتا رہے گا اور اللہ کو قرض دے
لمن لا خلق لہ و لا عمل لمن لا نیۃ	وہ تیرے لئے کافی ہو گا اور اس کا شکر کرو وہ تجھے بہت دے گا اور جان لے کہ
لہ وکتب عمر رضی اللہ عنہ الی عمرو بن	اس کے پاس کوئی مال نہیں جس کے پاس نرمی نہیں اور نیا نہیں ہو گا اس
العاص و ہو عاملہ علی مصر اما بعد	کے لئے جس کے پاس پرانا نہ ہو گا اور اس کا کوئی عمل نہیں جس کے پاس نیت
فقد بلغنی انہ قد ظہر لک مال من ابل	نہیں۔ اور عمرؓ نے لکھا عمرو بن العاص کو جب کہ وہ مصر میں اُن کے عامل تھے
وغنم و خدم و غلمان ولم یکن لک	اما بعد مجھے یہ خبر پہنچی کہ تمھارے پاس مال بہت سے اُونٹ اور بکریاں
قبلہ مال و لا ذلک من رزقک	اور خدام اور غلام عیاناً موجود ہیں اور اس سے پہلے تمھارے پاس کچھ مال نہیں
فانی لک ہذا ولقد کان لی من	تھا اور نہ یہ تمھارے وظیفہ سے ہو سکتا ہے۔ پھر یہ تمھارے پاس کہاں سے
السابقین الاولین من ہو خیر منک	آیا اور میرے پاس سابقین اولین میں سے ایسے لوگ موجود تھے جو تم سے
ولکنی استعملتک لغنائک فاذا	افضل تھے لیکن میں نے تم کو عامل بنایا تھا تمھارے (مال کی طرف سے)
کان عملک لک و علینا لم نؤثرک	بے پرواہ ہونے کی وجہ سے۔ تو جب تمھارا عمل اپنے ذاتی نفع کے لئے اور ہم
علی انفسنا فاکتب الی من این مالک	کو نقصان دینے کے لئے ہو تو ہم کیوں تم کو اپنے نفوس (یعنی سابقین
وعجل والسلام فکتب الیہ عمرو بن	اولین) پر مقدم رکھیں تو مجھے اس کا جواب لکھو کہ مال کہاں سے آیا اور جلد
العاص قرأت کتاب امیر المومنین	جواب دو والسلام۔ تو ان کو عمرو بن العاص نے لکھا کہ میں نے امیر المومنین
ولقد صدق فاما ما ذکرہ من مالی	کا خط پڑھا اور درحقیقت اس میں صحیح لکھا ہے۔ میرے مال کا جو ذکر
فانی قدمت بلدۃ الاسعار فیہا	امیر المومنین نے کیا ہے وہ اس طرح جمع ہوا کہ میں ایسے شہر میں آیا ہوں
رخیصۃ الغزو فیہا کثیرۃ فجعلت	جہاں بھاؤ سستے ہیں اور اس میں غزوات بہت ہوئے اور اس ذریعہ
فضول ما حصل لی من ذلک فیما ذکرہ	سے حاصل ہو کر (مصارف کے بعد) جو بچتا رہا وہ میں اس میں لگاتا رہا جس
امیر المومنین واللہ یا امیر المومنین	کا ذکر امیر المومنین نے کیا ہے۔ واللہ اے امیر المومنین اگر تمھارے
لو کانت خیانتک لنا حلالاً ما خناک	ساتھ خیانت کرنا ہمارے لئے حلال بھی ہوتا تو پھر بھی ہم تمھارے

www.kitabghar.org

حیث ائتمنتنا فاقصروا عنا عناءک
فان لنا احسابا اذا رجعنا الیھا اغنتنا
عن العمل لک و اما من کان عندک
لک من السابقین الاولین فھلا
استعملتھم فواللہ ما وقفت لک بابا
فکتب عمر اما بعد فانی لست من
تسطیرک و تشقیقک الکلام فی شیئ
انکم معشر الامراء اکلتم الاموال و
اخلدتم الی الاعذار و انما تاکلون النار
و تورثون العار و قد وجھت الیک
محمد بن مسلمۃ لیشاطرک علی ما فی یدیک
والسلام فلما قدم علیہ محمد اتخذ لہ
طعاما و قدمہ الیہ فابی ان یاکل
فقال مالک لا تاکل طعامنا قال انک
عملت لی طعاما ہو تقدمۃ للشر
ولو کنت عملت لی طعام الضیف لاکلتہ
فابعد عنی طعامک و احضر مالک
فلما کان الغد احضرہ مالہ فجعل
محمد یاخذ شطرا و یعطی عمروا
شطرا فلما رأی عمرو ما حاز محمد
من المال قال یا محمد اقول قال
قل ما تشاء قال لعن اللہ یوما کنت
فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد رأیتہ

ساتھ خیانت نہ کرتے جب کہ آپ نے ہم کو امین بنایا۔ تو آپ ہم پر اپنی بے اعتمادی کو دور کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ایسے حسب (آبائی فضائل) ہیں کہ جب ہم ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہ ہمیں آپ کے عمل سے بے پرواہ کر دیتے ہیں (یعنی عزّت و وجاہت کے لئے ہمارے خاندانی فضائل کافی ہیں آپ کا عامل بننے سے ہم معزز نہیں ہوئے) رہی یہ بات کہ آپ کے پاس سابقین اولین میں سے موجود تھے۔ تو آپ نے اُن کو کیوں نہ عامل بنایا، واللہ میں تو آپ کا دروازہ پکڑ کر نہیں کھڑا ہوا تھا۔ تو اُن کو عمرؓ نے لکھا امّا بعد میں کلام میں تمہاری سطر بندی اور شقیں نکالنے سے مطمئن نہیں ہوا۔ اے امراء کی جماعت تم لوگوں کے اموال کھاتے ہو اور میری طرف عُذر پیش کرنے پر جُھک جاتے ہو اور درحقیقت تم آگ کھا رہے ہو اور اپنے پیچھے عار چھوڑ رہے ہو اور میں تمہارے پاس محمد بن مسلمہ کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اُس کا آدھا تم سے لے لے۔ تو جب اُن کے پاس محمد بن مسلمہ پہنچے تو انہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کرایا اور اُن کے سامنے پیش کیا تو محمد بن مسلمہ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ عمرو بن العاص نے کہا کیا ہوا تم کو کہ تم ہمارا کھانا نہیں کھاتے؟ محمد نے کہا کہ تم نے میرے لئے (خاص) کھانا تیار کرایا جو مقدمہ ہے شر کا اور اگر تم میرے لئے (معمولی) مہمان کا کھانا تیار کر لیتے تو میں اس کو کھا لیتا تو اپنا یہ کھانا میرے سامنے سے ہٹاؤ اور میرے سامنے اپنا مال حاضر کرو تو جب اگلا دن آیا تو عمرو نے ان کے سامنے اپنا مال حاضر کر دیا تو محمد بن مسلمہ نے آدھا اپنے قبضہ میں لینا اور آدھا عمرو کو دینا شروع کیا۔ تو جب عمرو نے اس مال کو دیکھا جو محمد بن مسلمہ نے چن لیا تھا تو کہا کہ اے محمد میں کچھ کہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کہئے جو کچھ آپ چاہیں۔ تو عمرو نے کہا کہ لعنت کرے اللہ اس دن پر جس دن میں ابن الخطاب کا والی بنا تھا واللہ میں نے اس کو دیکھا اور اس کے

www.kitabghar.org

ورأیتُ اٰباہ و انّ علی وکلّ واحد منہما عباءۃٌ قطرانیۃٌ مؤزرًا بہا ماتبلغ ان یبض رکبتیہ و علی عُنق کلّ واحدٍ منہما حُزمۃ من حطب و ان العاص بن وائل لفی مزرّرات الدیباج فقال محمدٌ ایہاً یا عمرو فعمر واللہِ خیرٌ منک وانّا ابوک و والوہ ففی النار واللہِ لولا ما دخلت فیہ من الاسلام لاُلفیتَ معتقلاً شاۃً یسرّک غزرہا ویسوءک بکؤہا قال صدقت فاکتُمْ علیّ قال افعلُ

احمد بن حنبل عن ابن عباس ذکر لعمر بن الخطاب ان سمرۃ باع خمرًا قال قاتل اللہ سمرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الیہود حرّمت علیہم الشحوم فجملوہا فباعوہا

احمد بن حنبل عن عیاض الاشعری قال شہدتُ الیرموک وعلینا خمسۃ امرآء ابو عبیدۃ بن الجراح و یزید بن ابی سفیان و ابن حسنۃ وخالد بن الولید و عیاض ولیس عیاض ہذا بالذی حدّث سماکًا قال و قال عمر اذا کان قتالٌ فولیکم ابوعبیدۃ

باپ کو دیکھا اس حال میں کہ دونوں میں سے ہر ایک قطرانی چوغہ پہنے ہوئے تھا اسی کو تہبند بنائے ہوئے تھے جو صرف گھٹنوں تک نیچا تھا اور دونوں میں سے ہر ایک کی گردن پر لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا اور عاص بن وائل ریشمی سنہری گھنڈیوں کے لباس میں تھا۔ تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ بس کر اے عمرو۔ واللہ عمر تجھ سے افضل ہے۔ رہا تمھارا باپ اور ان کا باپ سو دونوں جہنم میں ہیں۔ واللہ اگر یہ بات نہ ہوتی جس میں تو داخل ہو گیا ہے یعنی اسلام میں تو تیرے قبضہ میں ایک بکری باندھنے کی جگہ بھی نہ ہوتی کہ اس کے خوب دودھ دینے سے تو خوش ہو اور کم دینے سے ناخوش عمرو نے کہا کہ سچ کہہ رہے ہو۔ اچھا یہ بات پوشیدہ رکھنا۔ محمد نے کہا کہ یہ کر لوں گا۔ احمد بن حنبل، ابن عباسؓ سے۔ عمرؓ بن الخطاب سے ذکر کیا گیا کہ سمرۃ نے شراب کو فروخت کیا تو فرمایا کہ خدا ہلاک کرے سمرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی یہود پر اُن کے اوپر چربی کو حرام کیا گیا تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو فروخت کیا۔ احمد بن حنبل عیاض اشعری سے۔ کہا کہ میں معرکۂ یرموک میں حاضر تھا اور ہمارے اوپر پانچ امیر تھے۔ ابو عبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابی سفیان اور ابن حسنہ اور خالد بن الولید اور عیاض اور یہ عیاض وہ نہیں جس نے سماک سے یہ حدیث بیان کی۔ کہا کہ عمر نے یہ فرمایا کہ جب قتال ہونے لگے تو تمھارا سب کا امیر ابو عبیدہ ہوگا۔ کہا کہ ہم نے عمر کو یہ لکھ کر بھیجا کہ درحقیقت ہم پر موت منڈلا رہی ہے اور ہم نے اُن سے کمک طلب کی تو انہوں نے ہم کو لکھا کہ میرے پاس تمھارا خط پہنچا تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو اور میں تمھاری رہنمائی کرتا ہوں اس کی طرف جو بڑا غالب ہے نصرت کے اعتبار سے اور بڑی

www.kitabghar.org

قال فکتبنا الیہ انہ قد جاش الینا الموت واستمددناہ فکتب الینا انہ قد جاء نے کتابکم تستمدونی دانی ادلکم علی من ہو اعزّ نصرًا و احضرہ جندًا اللّٰہ عزو جل فاستنصروہ فان محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد نصر یوم بدر فی اقل من عدتکم فاذا اتاکم کتابی ہذا فقاتلوہم ولا تراجعونی قال فقاتلناہم فہزمناہم وقتلناہم اربع فراسخ الغزالی بلغ عمر ان یزید بن ابی سفیان یأکل الوان الطعام فقال عمر لمولاہ اذا علمت انہ حضر عشاؤہ فاعلمنی فاعلمہ فدخل فقرب عشاؤہ فجاءہ ثرید بلحم فاکل معہ عمر ثم قرب الشواء و بسط یزید یدہ وکف عمر یدہ وقال اللّٰہ اللّٰہ یا یزید بن ابی سفیان اطعام بعد طعام اما والذی نفس عمر بیدہ ان خالفتم عن سنتہم لیخالفن اللّٰہ بکم عن طریقہم ابو عمر قال عمر اذا دخل الشام ورأی معاویۃ ہذا کسری العرب وکان قد تلقاہ معاویۃ فی موکب عظیم فلما دنی منہ قال لہ انت صاحب الموکب العظیم قال نعم یا امیر المومنین قال مع ما بلغنی عنک من وقوف ذوی الحاجات

مدد دینے والا ہے لشکروں کو وہ اللہ عزوجل ہے تو اس سے مدد طلب کرو چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی گئی یوم بدر میں جب کہ وہ شمار میں تم سے کم تھے۔ تو جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو ان سے قتال شروع کر دو اور مجھ سے اب مخاطب نہ ہونا۔ کہا کہ پھر ہم نے ان سے قتال کیا اور اُن کو بھگا دیا۔ اور چار کوس تک قتل کرتے چلے گئے۔ غزالی، عمرؓ کو اطلاع پہنچی کہ یزید بن ابی سفیان مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں تو عمرؓ نے اُن کے غلام سے کہا کہ جب تجھے یہ معلوم ہو کہ رات کا کھانا ان کے سامنے آرہا ہے تو مجھے خبر کر دینا۔ چنانچہ اُس نے اُن کو خبر دی اور وہ پہنچ گئے۔ اب رات کا کھانا سامنے لایا گیا پہلے ان کے سامنے ثرید (حلیم) آیا گوشت کے ساتھ تو ان کے ساتھ عمرؓ نے کھایا۔ پھر اُن کے سامنے بُھنا ہوا گوشت رکھا گیا۔ یزید نے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر عمرؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور فرمایا اللہ اللہ اے یزید بن ابی سفیان کیا طعام کے بعد طعام۔ یاد رکھو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے اگر تم اُن کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کی) سُنّت کے خلاف کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے ضرور خلاف کرے گا اُس معاملہ کے جو اُن سے تھا۔ ابو عمر، عمرؓ نے جب شام میں داخل ہوئے اور معاویہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسریٰ ہے۔ اور وہ عمرؓ سے شاندار جلوس کے ساتھ آکر ملے تھے تو جب معاویہ اُن سے قریب ہوئے تو فرمایا کہ تم بڑے شاندار جلوس کو ساتھ رکھتے ہو۔ معاویہ نے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین۔ فرمایا کہ اس کے ساتھ ساتھ تمہارے بارے میں حاجت مندوں کے تمہارے

www.kitabghar.org

بیابک قال منع ما یبلغک منی ذلک قال
ولم تفعل ہذا قال نحن بارض جواسیس
العدو بہا کثیر فنجب ان یظہر من
عز السلطان ما نرہبہم بہ فان امرتنی
فعلت وان نہیتنی انتہیت فقال عمر
یا معاویۃ ما اسألک عن شیء الا ترکتنی
فی مثل رواجب الضرس ان کان حقا
ما قلت انہ لرأی اریب وان کان
باطلا انہا لخدعۃ ادیب فقال فمرنی
یا امیر المومنین قال لا آمرک ولا انہاک
فقال عمرو یا امیر المومنین ما احسن
ما اصدر الفتی عما اوردتہ فیہ قال
لحسن مصادرہ وموارده جشمناہ
ما جشمناہ المحب الطبری عن ابی عوانۃ
قال کتب عمر بن الخطاب الی عبد اللہ
بن عمر اما بعد فانہ من اتقی اللہ وقاہ
ومن توکل علیہ کفاہ ومن اقرضہ
جزاہ ومن شکرہ زادہ ولیکن التقوی
عماد عملک وجلاء قلبک فانہ لا عمل
لمن لا نیۃ لہ ولا مال لمن لا رفق لہ
ولا جدید لمن لا خلق لہ وروی انہ قال
فی خطبتہ یا معشر المہاجرین لا تکثروا
الدخول علی اہل الدنیا وارباب الامرۃ

دروازے پر کھڑے رہنے کی خبریں بھی مجھے ملتی ہیں۔ تو کہا کہ اس
کے ساتھ جو اطلاع آپ کو میرے متعلق ملی وہ بھی درست ہے۔
عمرؓ نے کہا آخر تم ایسا کیوں کر رہے ہو تو معاویہ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین
میں ہیں جہاں دشمن کے بہت جاسوس ہیں اس لئے ہم یہ بات پسند کرتے
ہیں کہ سلطنت کی شوکت کا اس طرح اظہار کیا جائے جس سے ہم دشمنوں
کو مرعوب رکھ سکیں۔ تو اگر آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت دیں تو کرتا
ہوں اور اگر روکتے ہیں تو رک جاؤں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے معاویہ میں
تجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسی حالت میں ڈال
دیتا ہے جیسے داڑھوں کی گھاٹیوں میں الجھا ہوا ریشہ۔ جو کچھ تو نے کہا اگر
سچ ہے تو ایک ذی عقل کی رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو فصیح الکلام
شخص کا دھوکہ ہے۔ پھر معاویہ نے کہا تو مجھے حکم دیجئے اے امیر المومنین۔
عمرؓ نے کہا کہ نہ میں حکم دوں گا اور نہ منع کروں گا۔ پھر عمرو بن العاص نے
کہا کہ اے امیر المومنین یہ جوان کس خوبی سے بچ نکلا اس (اعتراض) سے
جس میں آپ نے اس کو زیر کر لیا تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ اس کے اسی حسن سلیقہ
اور برمحل جواب دینے کی وجہ سے ہم نے اسکو جس (ذمہ داری کا) مکلف بنانا تھا
بنا دیا۔ محب طبری۔ ابو عوانہ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبد اللہ بن عمر
کو لکھا اما بعد جو اللہ سے ڈر کر اس کی فرماں برداری کرتا ہے اللہ اس
کو (آفات سے) بچاتا ہے اور جس نے اس پر توکل کیا اللہ اس کے لئے کافی
ہو گیا اور جس نے اس کو قرض دیا وہ ضرور اس کو جزا دے گا اور جس نے
اس کا شکر کیا اس نے نعمت بڑھا دی اور چاہئے کہ تقویٰ تمہارے عمل کا
ستون بنے اور تمہارے قلب کی جلاء بنا رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس
کے پاس نیت نہیں اس کا کوئی عمل (خیر) نہیں اور جس کے پاس نرمی نہیں
اس کے پاس مال نہیں (کہ نرمی خود بڑی دولت اور مال ہے) اور جس کے

www.kitabghar.org

والولاية فانه مسخطة للرب و اياكم و
البطنة فانها مكسلة عن الصلوٰة
مفسدة للجسد مورثة للسقم ان الله يبغض
الحبر السمين ولكن عليكم بالقصد في
قوتكم فانه ادنى من الاصلاح و
ابعد من السرف و اقوى على عبادة
الله ولن يهلك عبد حتى يؤثر شهوته
على دينه وقال تعلموا ان الطمع فقر
وان الياس غنى ومن ييأس من شئ
استغنى عنه والتؤدة في كل شئ خير
الا ما كان من امر الآخرة وقال من اتقى
الله لم يشف غيظه ومن خاف الله
لم يفعل ما يريد ولولا يوم القيٰمة لكان
غير ما ترون۔ وروى ان عمر خطب فقال
اما بعد فاني اوصيكم بتقوى الله الذي
يبقى ويفنى ما سواه والذي بطاعته
ينفع اولياءه وبمعصيته يضر
اعداءه انه ليس لهالك هلك عذر
في تعمد ضلالة حسبها هدى و
لا ترك حق حسبه ضلالة قد ثبتت
الحجة ووضحت الطريقة وانقطع
العذر ولا حجة على الله عز وجل الا
ان احق ما تعاهد به الراعي رعيته

پاس پُرانا نہ ہوگا نیا بھی نہ ہوگا۔ اور مروی ہے کہ عمر رضؓ نے اپنے خطبہ میں
فرمایا اے مہاجرین کی جماعت اہل دنیا و اصحاب حکومت و ولایت کے
پاس زیادہ نہ جایا کرو کہ یہ بات اللہ کو ناراض کرنے والی ہے اور خبردار پیٹ
بھرنے سے بچو یہ حرکت نماز سے سستی پیدا کرنے والی ہے اور جسم کو فاسد
کرنے والی ہے امراض پیدا کرنے والی ہے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے کھا
کھا کر موٹا ہو جانے والے عالم کو لیکن تمھیں اپنی خوراک میں میانہ روی
اختیار کرنی چاہیئے کہ یہ بات اصلاح سے قریب تر ہے اور فضول خرچی
سے دور رکھنے والی ہے اور اللہ کی عبادت پر قوی رکھنے والی ہے اور
کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش کو دین پر مقدم
کر دے۔ اور فرمایا کہ جان لو کہ طمع محتاجی ہے اور (غیر اللہ سے) ناامید
ہو جانا غنا ہے اور جو کسی سے ناامید ہو جاتا ہے اُس سے بے پرواہ ہو جاتا
ہے اور تاخیر ہر شے میں بہتر ہے بجز ایسے کام کے جو آخرت کا ہو۔ اور
فرمایا جو اللہ سے تقویٰ اختیار کرے گا وہ اس کے غصہ سے بے فکر
نہ ہوگا اور جو اللہ سے خائف ہوگا وہ اپنے ہر ارادے کو عمل میں نہ لائے
گا۔ اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے بدلا ہوا
حال ہوتا۔ اور مروی ہے کہ عمر رضؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اما بعد میں
تم کو اللہ کے ساتھ تقوے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے
اور اس کے سوا سب فنا ہونے والے ہیں اور جو کہ اپنی فرمانبرداری سے اپنے
اولیاء کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی سے اپنے دشمنوں کو نقصان
پہنچاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی ہلاک ہونے والے کے لئے جو ہلاک
ہوا ایسی گمراہی کے عمداً مرتکب ہونے میں جس کو ہدایت گمان کر رہا ہو
کوئی عذر قبول نہ ہوگا اور نہ کسی واجب کے ترک کرنے میں جس کو اس
نے گمراہی خیال کر لیا ہو۔ حجت ثابت ہو چکی ہے اور طریقہ (راہِ عمل)

www.kitabghar.org

ان یتعاہدہم بالذی لله تعالیٰ علیہم فی
وظائف دینہم الذی ہداہم بہ وانما
علینا أن نامرکم بالذی أمرکم اللّٰہُ بہ
من طاعتہ و ننہاکم عما نہٰکم اللّٰہُ
عنہ من معصیتہ و أن نُقیمَ امراللہ فی
قریب الناس وبعیدہم ولا نبالی
علی مَن مال الحق لیتعلم الجاہلُ و
یتّعِظ المفرِّط ویقتدی المقتدِی
وقد علمتُ ان أقوامًا یتمنّون فی
انفسہم ویقولون نحن نصلّی مع
المصلّین ونُجاہد مع المجاہدین الا
انّ الایمان لیس بالتمنّی ولکن
بالحقائق مَن قام علی الفرائض و
سدّد نیّتہ و اتّقی اللّٰہ فذٰلکم الناجی
ومن زاد اجتہادًا وَجد عند اللہ
مزیدًا وانما المجاہدون الذین
جاہدوا اہواءَہم والجہادُ اجتنابُ
المحارِم الا اِنّ الامر جِدّ وقد یُقاتِلُ
اقوامٌ لا یُریدون اِلّا الاجر وانّ اللہ
یرضٰی منکم بالیسیر و اثابکم علی الیسیر
الکثیرَ الوظائفَ الوظائفَ أدّوہا
تؤدّکم الی الجنۃ السنۃ السنۃ
الزموہا تُنجکم من البدعۃ تعلّموا و

واضح ہو چکا ہے اور عُذر منقطع ہو چکا ہے اور اللہ عز وجل پر کوئی
حجت (باقی، نہیں (رہی)، یادرکھو ہر ایک راعی کو اپنی رعیت کے بارے
میں سب سے زیادہ جس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ
ان کے اُن وظائف دین کی ادائیگی پر نظر رکھے جو اُن پر اللہ کا حق
ہے جس کی جانب اللہ نے اُن کو ہدایت کی اور ہمارے اُوپر یہ بات
ضروری ہے کہ ہم تم کو اس بات کا حکم دیں جس کا حکم اپنی طاعت کے
بارے میں تم کو اللہ نے دیا ہے اور ان کاموں سے تم کو منع کریں جس
سے اللہ تعالیٰ نے تم کو روکا ہے یعنی اس کی نافرمانی سے اور یہ کہ ہم اللہ کے
حکم کو قائم کریں قریب کے لوگوں میں بھی اور دور رہنے والوں میں
بھی اور کوئی رعایت نہ کریں ایسے شخص کی جو حق سے ہٹنے لگے تاکہ جو
نہیں جانتا وہ جان جائے اور کوتاہیاں کرنے والا نصیحت پکڑے اور
اتباع کرنے والا اتباع کرے اور میں جانتا ہوں سب سے زیادہ قوت
کے ساتھ جو بات لوگوں کے دلوں میں جگہ پکڑے ہوئے ہے اور جس کو وہ کہتے
بھی ہیں کہ ہم نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور مجاہدین
کے ساتھ مل کر جہاد کرتے ہیں (نجات کے لئے یہ کافی ہے) یادرکھو کہ ایمان
تمنا قائم کر لینے سے (میسر) نہیں بنتا، اُس کا مدار تو حقائق پر ہے۔ جو
شخص فرائض پر قائم ہوا اور اس نے اپنی نیت کو بھی ٹھیک کر لیا اور اللہ
سے تقویٰ اختیار کیا تو تم میں وہ نجات پانے والا ہے۔ اور جو کوشش میں
بڑھے گا وہ اللہ کے پاس زیادہ (نعمتیں) پائے گا اور درحقیقت
مجاہدین تو صرف وہی ہیں جنہوں نے اپنی خواہشوں سے جہاد (یعنی ان
سے مقابلہ) کیا۔ اور جہاد ہے حرام چیزوں سے پرہیز کرنا یادرکھو یہ بڑا کام
ہے (جس کا اہتمام رکھنا چاہیئے) اور ایسی قومیں بھی جہاد کرنے والی ہیں
جو اجر کے سوا کسی اور چیز کی نیت نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے تھوڑے

www.kitabghar.org

ولا تعجزوا فانہ من عجز تکلف و ان شرار الامور محدثاتہا و ان الاقتصاد فی السنۃ خیر من الاجتہاد فی الضلالۃ فافہموا ما توعظون بہ فان الحریب من حرب دینہ و ان السعید من وعظ بغیرہ وعلیکم بالسمع والطاعۃ فان اللہ قضی لہما بالعزۃ وایاکم والتفرق والمعصیۃ فان اللہ قضی لہما بالذلۃ اقول قولی ہذا واستغفراللہ العظیم لی و لکم - المحب الطبری عن سالم بن عبداللہ ابن عمر قال کان عمر اذا نہی الناس عن امر دعا اہلہ فقال انی نہیت الناس عن کذا وکذا وانما ینظر الناس الیکم نظر الطیر اللحم فان وقعتم وقع الناس وان ہبتم ہاب الناس وایم اللہ لا یقع احد منکم فی شیء نہیت الناس عنہ الا اضعفت لہ العقوبۃ لمکانہ منی -

المحب الطبری عن المسور بن مخرمۃ قال کنا نلزم عمر نتعلم منہ الورع

الغزالی سأل عمر ان اخ کان آخاہ فخرج الی الشام فسأل عنہ بعض

کام پر راضی ہو جاتے ہیں اور تھوڑے کام پر بڑا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ وظائف (یعنی عبادات کو اس کے اوقاتِ معیّنہ پر ادا کرنے) کی پابندی رکھو وظائف کی پابندی رکھو۔ ان کو ادا کرتے رہو وہ تم کو جنّت میں پہنچائیں گے۔ سُنّت کی پابندی کرو سُنّت کی پابندی کرو اس کو لازم کرو یہ تم کو بدعت سے بچائے گی (کتاب اللہ کو) سیکھو اور عاجز نہ ہو۔ کیونکہ جو (سیکھنے سے) عاجز رہے گا وہ (تفسیر میں) یا استخراج مسائل میں تکلف کرے گا (یعنی اپنی رائے سے تفسیر یا استخراج مسائل کریگا) اور بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں اپنی طرف سے) پیدا کرلئے گئے ہوں۔ سُنّت پر میانہ روی بہتر ہے گمراہی میں جد وجہد کرنے سے۔ جو نصیحت تم کو کی جارہی ہے اُس کو سمجھو کیونکہ پرکھنے والا وہ ہے جس نے اپنے دین کو پرکھا اور سعید وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑے اور تم پر لازم ہے سُننا اور ماننا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں (صفات) کے لئے عزت کا فیصلہ کر دیا (قالوا سمعنا و اطعنا الخ کی طرف اشارہ ہے) اور خبردار متفرق اور نافرمان ہونے سے بچنا کہ ان دونوں (صفات) کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذلت کا فیصلہ کر دیا (ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم کی طرف اشارہ ہے) میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے جو بڑی عظمت والا ہے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں

محب طبری، سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی کام سے منع کیا کرتے تھے تو اپنے گھر والوں کو بلا کر فرماتے کہ میں نے لوگوں کو ایسی اور ایسی باتوں سے منع کیا ہے اور لوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے پرندے گوشت کو دیکھتے ہیں تو اگر تم (برائی میں) گرے تو لوگ بھی گریں گے اور اگر تم ڈرے (برائی میں گرنے سے) تو لوگ بھی ڈریں گے۔ اور یقینی بات یہ ہے کہ میں نے جس چیز سے لوگوں کو روکا اور تم میں سے کوئی اس میں جا گرا تو اس کے خاص مقام کی بنا پر واللہ میں اُس کو دُگنی سزا دوں گا۔ محب طبریؒ مسور بن مخرمہ سے۔ کہا کہ ہم عمرؓ سے لگے رہتے تھے تاکہ اُن سے پرہیزگاری

www.kitabghar.org

من قدم علیہ فقال ما فعل اخی فقال ذلک اخ الشیطان قال مہ قال انہ قارف الکبائر حتی وقع فی الخمر فقال اذا اردت الخروج فاذنی فکتب الیہ عند خروجہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب الآیۃ ثم عاتبہ تحت ذلک وعذلہ فلما قرأ الکتاب بکی وقال صدق اللہ ونصح عمر فتاب ورجع **الفصل السابع** فی بقاء سلسلۃ الصحبۃ الصوفیۃ المبتدأۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا بواسطۃ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ ولنذکر ہہنا سلسلۃ اہل العراق فانہم اکثر المسلمین اعتناء بسلسلۃ الصحبۃ الصوفیۃ ولنقدم ہہنا نکتۃ لابد من استحضارہا وہی ان الناس فی زمن الصحابۃ والتابعین واتباعہم لم یکن ارتباط التلامذۃ بمشائخہم بالبیعۃ ولا بالخرقۃ انما کان ذلک بالصحبۃ وما کانوا یقتصرون علی شیخ واحد ولا سلسلۃ واحدۃ بل کان کل واحد منہم یصحب مشائخ کثیرۃ ویرتبط

سیکھیں۔ غز آلی، عمرؓ نے اپنے ایک بھائی کا حال دریافت کیا جس کو بھائی بنا رکھا تھا اور وہ شام کی طرف چلا گیا تھا۔ تو بعض لوگوں سے جو اُن کے پاس آتے تھے اس کا حال پوچھا کہ میرے بھائی نے کیا (شغل اختیار) کیا تو اس نے کہا کہ وہ (آپ کا بھائی نہیں بلکہ) شیطان کا بھائی ہے۔ فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا کہ وہ تو کبائر کا مرتکب ہوگیا یہاں تک کہ شراب میں بھی مبتلا ہے آپ نے فرمایا جب تمہارا یہاں سے جانے کا ارادہ ہو تو مجھے مطلع کر دینا تو جب وہ روانہ ہونے لگا تو اس کے نام یہ تحریر لکھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب الخ (۴۰:۱:۲:۳) یہ کتاب اُتاری گئی اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اُسی کے پاس سب کو جانا ہے۔ پھر اس کے تحت اس پر عتاب کیا اور ملامت کی۔ تو جب اس نے وہ خط پڑھا تو رو دیا اور بولا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور عمرؓ نے خیر خواہی کی۔ پھر توبہ کی اور (سابق حال کی طرف) لوٹ گیا۔ **ساتویں فصل** اصحاب صوفیہ کے سلسلہ کے باقی رہنے کے بیان میں جو شروع ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے آج کے دن تک بواسطہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہم اس سلسلہ میں اہل عراق کے سلسلہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ اصحاب صوفیہ کے سلسلہ میں ان کی طرف مسلمان بکثرت رجوع کر رہے ہیں۔ اور اس موقع پر پہلے ہم ایک نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا دھیان بھی رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں شاگردوں کا ارتباط اپنے مشائخ کے ساتھ بیعت کے ساتھ نہیں ہوتا تھا اور نہ خرقہ کے ساتھ۔ یہ ارتباط صحبت سے ہوتا تھا اور اس زمانہ میں لوگ صرف ایک ہی شیخ اور ایک ہی سلسلہ پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ ہر ایک ان میں سے بہت سے مشائخ کی صحبت میں بیٹھتا تھا اور بہت سے سلسلوں کے ساتھ مرتبط

www.kitabghar.org

بسلاسلِ متعددۃٍ فلا تکادُ سلاسلھم ترتقی الی واحدٍ بعینہ من الصحابۃ الا ان یختصَّ سلسلۃٌ بالاعتناء من جھۃ اعترافھم باثر صحبۃ واحدٍ منھم فی نفوسھم او شُھرتھم بانھم اصحابُ فلانٍ بحیث یصیر ذٰلک کالسِّمَۃِ لھم او طول صحبتھم مع واحدٍ منھم اخبرنی شیخنا ابوطاہر عن الشیخ حسن العجمی المکی قال سألتُ شیخی شیخ عیسی المغربی فقلتُ لہ یکون للطالب شیخٌ یاخذ منہ فھل لہ ان یدخُلَ علی شیخ آخر قال الابُ واحدٌ والاعمام شتّٰی واذا تمھدت ھذہ النکتۃُ فاعلم ان عبدَ اللّٰہِ بن مسعود من کبار الصحابۃ ومن بَشَّرہ النبیُّ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ببشاراتٍ عظیمۃ واستخلفہ من امتہ بعدہ فی قراءۃ القرآن والفقہ والموعظۃ وکان من اکرم الصحابۃ بصحبۃ النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم وخدمتہ وکان یُعرف فی الصحابۃ بصاحب السواد وصاحب السّواکِ والمطہرۃ وشھد لہ رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم بالجنۃ فیما رواہ ابنُ عبدالبر من طریق سفیان الثوری فی حدیثِ العشرۃ المبشرۃ وقال خذوا القرآنَ من اربعۃٍ

ہوتا تھا۔ پھر یہ ان کے سلسلے اُوپر چڑھتے ہوئے صحابہ میں سے کسی معیّن صحابی تک پہنچ جاتے تھے الا یہ کہ ان میں سے کسی ایک صحابی کے ساتھ زیادہ رغبت پیدا ہوجائے لوگوں کے نفوس پر اس کے اثر صحبت کے اعتراف کی بناء پر یا اس شہرت کی بناء پر کہ یہ فلاں (بلند مرتبہ صحابی) کے اصحاب میں سے ہیں اور یہ بات اُن کی صفتِ ممیّزہ کی مانند ہوجائے، یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اُن کی دراز صحبت کی بناء پر۔ مجھ کو ہمارے شیخ ابوطاہر نے خبر دی شیخ حسن عجمی مکّی سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ شیخ عیسٰی مغربی سے سوال کیا۔ میں نے اُن سے کہا کہ طالب کے لئے ایک شیخ ہوتا ہے جس سے وہ (طریقۂ وصول الی اللہ) اخذ کرتا ہے، تو کیا اُس کو یہ اجازت ہے کہ وہ کسی دوسرے شیخ کی صحبت میں بھی جائے تو انہوں نے فرمایا کہ باپ ایک ہوتا ہے اور چچا بہت سے ہوسکتے ہیں اور جب یہ نکتہ واضح کیا جاچکا تو جان لو کہ عبداللہ بن مسعود بزرگانِ صحابہ میں سے ہیں اور وہ ہیں جن کو نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی بشارات دی ہیں اور اپنے بعد اُن کو اپنی اُمّت پر اپنا قائم مقام بنایا ہے قراءتِ قرآن اور فقہ اور وعظ کہنے میں اور وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور خدمت کی بناء پر بزرگترین صحابہ میں سے تھے اور صحابہ کے درمیان صاحب السواد (تکیے والے) اور صاحب السواک والمطہرہ (مسواک اور لوٹے والے) کے خطاب سے مشہور تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے جنّت کی شہادت دی اس روایت میں جس کو ابن عبدالبر نے سفیان ثوری کے واسطہ سے عشرہ مبشرہ کی حدیث میں ذکر کیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ قرآن کو چار سے حاصل کرو ابن اُمّ عبد (یعنی ابن مسعود) سے، ان کے نام سے آپ نے ابتداء کی پھر دوسرے حضرات کا ذکر کیا اور آپ نے فرمایا کہ حجت قرار دو ابن اُمّ عبد کے عہد کو (یعنی جو شریعت

www.kitabghar.org

من ابن اُم عبد فبدأ به ثم ذکر آخرین و قال تمسکوا بعهد ابن اُم عبد و قال رَضِیتُ لکم ما رَضِیه ابن اُم عبد و سَخِطتُ لکم ما سَخِط ابن اُم عبد و قال له اَنتَ من اهل هذه الآیة لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا رواه الترمذی وشهد له حذیفة فیما روی ابو عمر عن عبد الرحمٰن بن یزید قال قلنا لحذیفة اَخبرنا برجل قریب السَّمت والهدی والدل من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی نلزمه فقال ما اعلم احدًا اقرب سمتًا ولا هدیاً و لا دلاً من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی یُوَاریه جدارُ بیته من ابن اُم عبد وشهد له عمر فی کتابه الی اهل الکوفة حیث کتب الیهم انی بعثت الیکم بعمار امیرًا وعبد اللہ بن مسعود مُعلِّمًا ووزیرًا وهما من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من اهل بدر فاقتدوا بهما و اسمعوا من قولهما وقد آثرتکم بعبد اللہ علی نفسی وقال عمر فیه کُنَیف مُلِئَ عِلماً

کی باتیں وہ بتائیں) اور آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے جو بات ابن اُم عبد پسند کرے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں اور جس بات کو تمھارے لئے ابن اُم عبد ناپسند کرے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور ان سے آپ نے فرمایا کہ تم اس آیت کے اہل ہو لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۵: ۹۳) ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں سے محبت رکھتے ہیں اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان کے حق میں حُذیفہ نے شہادت دی اُس حدیث میں جس کو ابوعمر نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن یزید سے۔ کہا کہ ہم نے حُذیفہ سے سوال کیا کہ ہم کو کسی ایسے شخص کی خبر دیجئے جو وضع قطع اور چال ڈھال و شکل و شمائل میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کسی ایسے شخص کو جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے وضع قطع و چال ڈھال اور شکل و شمائل میں آپؐ کے گھر کی دیواروں کے اپنے اندر آپؐ کو چھپا لینے تک ابن اُم عبد سے قریب تر ہو۔ اور اُن کے حق میں عمرؓ نے اپنے اُس خط میں شہادت دی جو انہوں نے اہل کوفہ کے نام لکھا تھا کہ میں نے تمھارے پاس عمار کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلّم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اور وہ دونوں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے بزرگانِ اصحاب بدر میں سے ہیں تو تم اُن دونوں کی اقتداء کرو اور ان دونوں کی باتیں سنو اور میں نے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے عبد اللہ بن مسعود کو بھیج کر۔ اور عمرؓ نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ علم سے بھرا ہوا تھیلا ہے۔ ان کے علاوہ ان کے اتنے مناقب ہیں

www.kitabghar.org

الی غیر ذلک من مناقب لا تحصی
وہو مع ذلک صحب امیرُ المومنین
عمر بن الخطاب وشہد بتأثیر
صحبتہ فی نفسہ ابو عمر قال ابن مسعود
لو وُضِعَ علم احیاء العرب فی کفۃٍ
میزانٍ ووُضِعَ علم عمر فی کفۃ لرجَحَ
علمُ عمر ولقد کانوا یرونَ انہ
ذہبَ بتسعۃِ اعشار العلم ولمجلسٌ
کنتُ اجلسہ من عمر اوثقُ فی نفسی
من عمل سنۃٍ وہو القائلُ لو سلکَ
الناسُ وادیاً وسلک عمر شعباً
لسلکتُ شعبَ عمر ابو عمر لما مات
عتبۃُ بن مسعود بکیٰ علیہ اخوہ عبداللہ
فقیل لہ اتبکی فقال نعم اخی فی النسب
وصاحبی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم واحبّ الناس الیّ الا ماکان
من عمر بن الخطاب ولعبد اللہ
ابن مسعود اصحابٌ یُعرفون باصحاب
عبد اللہ بن مسعود لیس لہم سِمَۃٌ
الا ہذا صحبوہ طویلاً واَجلّوہ جمیلاً
واَثنوا علیہ جزیلاً منہم علقمۃُ بن قیس
والاسودُ بن یزید النخعی وعمرو بن
میمون الاودی وربیع بن خیثم

کہ ان کا احصاء نہیں کیا جا سکتا۔ اور عبداللہ بن مسعود ان مناقب کے باوجود امیر المومنین عمر بن الخطاب کی صحبت میں رہے اور اپنے نفس میں ان کی صحبت کی تاثیر کی شہادت دیتے رہے ابو عمر کہا ابن مسعودؓ نے کہ اگر عرب کے تمام قبیلوں کا علم ترازو کے ایک پلے میں رکھا جائے اور عمرؓ کا علم دوسرے پلے میں رکھا جائے تو عمرؓ کا علم بھاری نکلے گا۔ اور اصحابؓ یہ رائے رکھتے تھے کہ عمر دس میں سے نو حصہ علم ساتھ لے گئے اور (ابن مسعود کا قول ہے کہ) عمر کی ایک مجلس تھی جس میں کہ میں بیٹھتا رہا جو میرے نفس میں ایک سال کے عمل سے زیادہ وثوق (استقامت) پیدا کرنے والی تھی اور وہی اس قول کے قائل ہیں کہ اگر سب لوگ کسی وادی میں چلیں اور عمر کسی اور گھاٹی میں سے جائیں تو میں عمر کی گھاٹی سے چلوں گا۔ ابو عمر، جب عتبہ بن مسعود کا انتقال ہوا تو ان پر ان کے بھائی عبداللہ بن مسعودؓ رونے تو ان سے کہا گیا کہ کیا تم روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ نسب میں میرا بھائی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں میرا ساتھی تھا اور لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا بجز اس محبت کے جو عمر بن الخطاب سے تھی۔ اور عبداللہ بن مسعود کے کچھ اصحاب ہیں جو عبداللہ بن مسعود کے اصحاب کے نام سے مشہور ہیں ان کے لئے بجز اس کے اور کوئی ممیز خطاب نہیں وہ زمانہ دراز تک ان کے ہم صحبت رہے اور خوبی کے ساتھ ان کی بڑائی کا اظہار کرتے اور ان کی عظمت شان کی تعریف کرتے رہے۔ ان میں سے علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید النخعی اور عمرو بن میمون اودی اور ربیع بن خیثم تھے۔ اور ان حضرات کے بھی اصحاب تھے جو مشہور و معروف تھے ان کا بھی بجز اصحاب عبداللہ کے کوئی ممیز خطاب نہ تھا۔ ان

www.kitabghar.org

وہٰؤلاء اصحابٌ یعرفون لیس لہم سمتۃ الا اصحابُ عبداللہ منہم ابراہیم النخعی وابو اسحٰق السبیعی والاعمش ومنصورٌ صَحِبَہم سفیانُ الثوری طویلًا واخذ عنہم جزیلًا وکذلک فضیل بن عیاض وصَحِبَ سفیانَ الثوری جماعۃٌ منہم داؤدِ بن نصر الطائی وابراہیم بن ادہم البلخی صحب داؤد الطائیَ معروفٌ صحبہ السّری السقطی صحبہ جنید البغدادی وسلسلتہ اشہر من ان یحتاج الی بیان ولنذکر بعض ماتیسر لنا من زہدیات عبداللہ واصحابہ وسیرتہ وسیرہم وکراماتہم اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ حِکَم عبداللہ ومواعظَہ منہا ہذہ التی نذکرہا بحسب المرءِ من العلم ان یخاف اللہَ وبحسبہ من الجہل ان یُعجب بعملہ وقال من اراد الآخرۃ اَضَرَّ بالدنیا ومن اراد الدنیا اَضَرَّ بالآخرۃ یاقوم فاَضِرُّوا بالفانی للباقی وقال من استطاع منکم ان یجعل کنزہ فی السماء حیث لایأکلہ السوسُ ولاینالہ السَّرَقُ

میں سے ابراہیم نخعی اور ابو اسحٰق سبیعی اور اعمش اور منصور تھے جن کی صحبت میں سفیان ثوری طویل عرصہ تک رہے اور اُن سے بڑا حصّہ حاصل کیا اور یہی حال فضیل بن عیاض کا تھا۔ اور سفیان ثوری کی صحبت میں ایک جماعت رہی اُن میں سے داؤد بن نصر طائی تھے اور ابراہیم بن آدہم البلخی۔ داؤد طائی کی صحبت میں معروف کرخی، اور ان کی صحبت میں رہے سری سقطی اور ان کی صحبت میں رہے جنید بغدادی اور اُن کا سلسلہ اتنا مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہیں۔ اور اب ہم بیان کرنا چاہتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے اصحاب کی بعض زہد کی باتیں اور ان کی سیرت اور حالات وکرامات جو ہم کو دستیاب ہوئیں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود کے حِکَم ومواعظ کی روایات نقل کی ہیں اُن میں سے بعض کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

زہدیاتِ عبداللہ بن مسعودؓ

انسان کو اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور اتنا جہل (جاہل کہلانے کے لئے) کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر اِترانے لگے اور فرمایا کہ جو آخرت کا ارادہ کرے گا وہ دنیا کو نقصان پہنچائے گا اور جو دنیا کا ارادہ کرے گا وہ آخرت کو نقصان پہنچائے گا، اے قوم تم ہمیشہ رہنے والی چیز کے لئے فنا ہونے والی چیز کو نقصان پہنچا دو۔ اور فرمایا کہ جو شخص تم میں یہ استطاعت رکھتا ہو کہ اپنا خزانہ آسمان میں محفوظ کر دے جہاں نہ اُس کو کیڑا کھا سکے اور نہ وہاں چوری پہنچ سکے تو چاہئے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ آدمی کا دل اپنے خزانہ میں لگا رہتا ہے۔ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیّت کرتے ہوئے فرمایا میں تجھ کو اللہ سے تقوے کی

عہ یعنی دنیا سے متنفر کرنے والے ارشادات اور اعمال ۱۲

www.kitabghar.org

فليفعل فان قلبَ الرجل مع كنزه
اوصى ابنَهٗ عبدالرحمٰن فقال اوصيك
بتقوى الله وليسعك بيتُك واملك
عليك لسانك و ابكِ على خطيئتك و
قال لوددتُ انى اعلم ان الله غفرلى
ذنبًا من ذنوبى وانى لا اُبالى اىَّ
ولدِ آدمَ ولدنى وقال ان الجنة
حفت بالمكارہ و ان النارَ حُفّت بالشہوات
فمن اطلع واقع ماوراءہ وقال مثل
المحقرات من الاعمال مثل قوم
نزلوا منزلاً ليس به حطب ومعہم
لحم فلم يزالوا يلقطون حتى تُجمّعوا ماانضجوا
به لحمہم وقال لاتُعجبوا بحمد الناس
ولا بذمّہم فان الرجل يُعجبك اليوم
ويسوءك غدًا ويسوءك اليوم ويُعجبك
غدًا وان العبادَ يُغيّرون والله يغفر
الذنوب يومَ القيامة والله ارحم
لعباده يوم تأتيه من اُمّ واحدٍ فرشت
له فى ارضٍ فىٍّ ثم قامت تلمس
فراشه بيدها فان كانت لدغة
كانت بہا وان كانت شوكة كانت
بہا وقال وددت انى من الدنيا فرد
كالغادى الرائح الراكب وقال كفے

وصیت کرتا ہوں اور چاہیئے کہ اپنے گھر کے اندر ہی رہو (یعنی اہل
دنیا سے مجالست کے لئے کہیں نہ جاؤ) اور اپنی زبان پر قابو رکھو
اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں یہ
جان لوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے گناہوں میں سے ایک گناہ کو بخش
دیا اور میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ میں آدم کے کس بیٹے کی اولاد ہوں ع۵
اور فرمایا کہ جنت پر پردے ڈال دیئے گئے نفس پر بھاری گذرنے
والی چیزوں کے اور دوزخ پر پردے ڈال دیئے گئے ہیں نفسانی
خواہشوں کے تو جو شخص جس پردہ میں جھانکے گا اُس کے پیچھے
کی چیز میں جا پڑے گا۔ اور فرمایا کہ اعمال میں سے چھوٹے چھوٹے
عملوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک قوم (سفر میں) کسی منزل پر اُتری
جہاں ایندھن نہیں اور اُن کے پاس گوشت موجود ہے تو چھوٹے
تنکے ہی جمع کرنا شروع کر دیں گے کہ اُن سے اپنا گوشت پکا لیں۔
اور فرمایا کہ لوگوں کے مدح کرنے سے اثر نہ قبول کرو اور نہ بُرائیاں
کرنے سے، کیونکہ ایک شخص آج تمھیں پسند کرتا ہے دراں حالیکہ
وہی کل تمھیں بُرا سمجھنے لگتا ہے اور آج تمھیں بُرا سمجھتا ہے اور
کل وہی تمھیں پسند کرنے لگتا ہے اور بندے (اپنی رائے) بدلتے رہتے
ہیں۔ اور اللہ قیامت کے دن گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ
اپنے بندوں پر جب وہ اس کی طرف رجوع ہوتے ہیں کسی شخص کی ماں
سے بھی زیادہ مہربان ہے جو اس کے لئے سایہ دار زمین پر بچھونا بچھاتی
ہے پھر کھڑی ہو کر اس پر ہاتھ پھیر کر دیکھتی ہے کہ اگر کوئی کاٹنے والا جانور
ہو تو اس سے کاٹے اور اگر کوئی کانٹا ہو تو اس کے چُبھے۔ اور فرمایا کہ
میں پسند کرتا ہوں کہ دنیا سے صرف ایسا تعلق رکھوں جیسا صبح کے
سفر کرنے والے سوار کا یا شام کو سفر کرنے والے کا (عارضی

ع۵ بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ؛ کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

بخشیۃ اللہ علماً وکفی بالاغترار بہ جہلاً
وقال والذی لا الٰہ غیرہ ما اصبح عند
آل عبداللہ شیٔ یرجون ان یُعطیہم
اللہ بہ خیراً او یدفع عنہم سوءاً الا ان
اللہ قد علم ان عبداللہ لایشرک بہ شیئاً
وقال والذی لا الٰہ غیرہ مایضرّ عبداً یصبح
علی الاسلام ویمسی علیہ ماذا اصابہ فی
الدنیا فرحّ اصحاب ابن مسعود البُرد
فجعل الرجل یستحی ان یجیٔ فی الثوب
الدُّون او الکساء الدون فاصبح ابو
عبدالرحمٰن فی عباءۃ ثم اصبح فیہا ثم اصبح فی الیوم
الثالث فیہا وقال انی لا اخاف علیکم
فی الخطاء ولکنی اخاف علیکم فی العمد
انی لا اخاف علیکم ان تستقلوا اعمالکم
ولکنی اخاف علیکم ان تستکثروہا و
قال دعوا الحکاکات فانہا الاثم وقال
المؤمن یری ذنبہ کانہ صخرۃ یخاف
ان تقع علیہ والمنافق یری ذنبہ کذباب
وقع علی انفہ فطار فذہب وقال قولوا
خیراً تعرفوا بہ واعملوا بہ تکونوا من
اہلہ ولاتکونوا عُجلاً مذاییع بُذراً وقال
لو وقفت بین الجنۃ والنار فقیل لی
نخیّرک من ایہما تکون احبّ الیک

جائے قیام سے) ہوتا ہے اور فرمایا کہ اللہ کے خوف (کا پایا جانا ثبوت) علم کے لئے کافی ہے اور اس سے دھوکے میں رہنا جہل کے لئے۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کسی صبح کو عبداللہ کی اولاد کے پاس کوئی ایسی چیز (یعنی درہم، دینار وغیرہ) نہیں ہوئی جس سے وہ یہ اُمید کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے ان کو کوئی خیر (یعنی رزق وغیرہ) عطا کرے گا یا کسی تکلیف کو دور کرے گا (یعنی ہمیشہ اللہ ہی کی ذات پر توکل رہا ہے) بجز اس کے کہ اللہ جانتا ہے کہ عبداللہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (یعنی درہم ودینار کو حاجت روا نہیں سمجھتا)۔ اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ایسے بندے کو جس کی صبح وشام اسلام پر آئے کوئی دنیاوی مصیبت مضرت نہ پہنچائے گی۔ ابن مسعود کے اصحاب نے چادر اوڑھنا ضروری بنالیا تھا تو ہر شخص اس سے شرمانے لگا کہ صرف نیچے کے کپڑے میں آئے یا (راوی نے یہ کہا کہ) نیچے کے جوڑے میں آئے تو ابو عبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) صبح کو صرف عباء پہن کر آئے، پھر دوسری صبح کو صرف عباء میں آئے پھر تیسرے دن بھی اسی میں آئے۔ اور فرمایا کہ مجھے تم پر اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم خطاء میں مبتلا ہو جاؤ لیکن تمہارے حق میں قصداً مرتکب ہونے سے ڈرتا ہوں مجھے تم پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم اپنے اعمال میں کمی کی طرف رغبت کرنے لگو لیکن مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم اسکو بہت نہ سمجھنے لگو۔ فرمایا خلش پیدا کرنے والوں (یعنی وساوس) کو چھوڑو کہ وہ گناہ ہیں (ان بعض الظن اثم) اور فرمایا کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا دیکھتا ہے کہ گویا وہ پتھر کی چٹان ہے جس کے سر پر آپڑنے کا ڈر لگ رہا ہو اور منافق اپنے گناہ کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر آبیٹھے پھر اُڑے اور چل دے۔ اور فرمایا کہ تم خیر کہو، خیر سے پہچانے جاؤ گے اور خیر پر عمل کرو، اہل خیر میں سے ہو گے اور جلد باز برائی کی اشاعت کرنے والے بھانڈا پھوڑ نہ بنو۔ اور فرمایا کہ اگر

www.kitabghar.org

او تکون رماداً لاخترت ان اکون رماداً وقال لا تفترو‌ا فتہلکوا وقال وددت انی صولحت علی تسع سیئات و حسنۃ وقال المؤمن مألفۃ ولا خیر فیمن لا یألف و لا یؤلف وقال ان اللہ یعطی الدنیا من یحب و من لا یحب ولا یعطی الایمان الا من یحب فاذا احب اللہ عبداً اعطاہ الایمان وقال یعرض الناس یوم القیامۃ علی ثلثۃ دواوین دیوان فیہ الحسنات ودیوان فیہ النعیم و دیوان فیہ السیئات فیقابل بدیوان الحسنات دیوان النعیم فیستفرغ النعیم الحسنات و تبقی السیئات مشیتہا الی اللہ تعالٰے ان شاء اللہ عذب و ان شاء غفر وقال تعلّموا تعلموا فاذا علمتم تعملوا وقال لا یشبہ الزیّ الزیّ حتی تشبہ القلوب القلوب وقال ان من رأس التواضع ان ترضی بالدون من شرف المجلس و ان تبدأ بالسلام من لقیت وقال انتم اکثر صیاماً و اکثر صلوٰۃ و اکثر جہاداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہم کانوا خیراً منکم قالوا لم یا ابا عبد الرحمٰن قال کانوا ازہد فی

مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے پھر مجھ سے کہا جائے کہ ہم تجھے اختیار دیتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو اس میں بھیجا جائے یا راکھ بنا دیا جائے تو میں اس کو اختیار کروں گا کہ راکھ ہو جاؤں اور فرماتے کہ (عبادت میں کوشش سے) رُکو مت کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ مجھ سے مصالحت کر لی جائے نو بُرائیوں اور ایک حسنہ پر اور فرمایا کہ مومن اُلفت کا ظرف ہے اُس میں کوئی خیر نہیں جو اُلفت نہ کرے اور نہ کوئی اس سے اُلفت کرے۔ اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اُس کو بھی جس سے محبت نہیں کرتا اور ایمان نہیں دیتا مگر اس شخص کو جس سے محبت کرتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے اس کو ایمان عطا کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ تین دفاتر اعمال پر پیش کئے جائیں گے۔ ایک دفتر ہوگا جس میں نیکیاں ہوں گی اور ایک دفتر دنیوی آسائش کا ہوگا اور ایک دفتر ہوگا جس میں بدیاں ہوں گی۔ پھر نیکیوں کے دفتر کا مقابلہ دنیوی آسائشوں کے دفتر سے کیا جائے گا تو دنیوی آسائشیں نیکیوں کا دفتر خالی کر دیں گی اور بدیاں باقی رہ جائیں گی ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف راجع ہوگا اگر اللہ تعالیٰ چاہے عذاب دے چاہے مغفرت کر دے اور فرمایا کہ علم حاصل کرو جب علم حاصل ہوگا تو عمل کرو گے اور فرمایا کہ ایک ہیئت دوسری ہیئت کے مشابہ نہیں ہوتی تو قلوب قلوب کے مشابہ کیسے ہوں۔ اور فرمایا کہ تواضع کا اوّل سرا یہ ہے کہ مجلس کے صدر مقام سے نیچے کی جگہ پر راضی ہو اور جس سے ملے اسلام کی ابتداء خود کرے اور فرمایا کہ تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ روزے رکھنے والے اور زیادہ نماز پڑھنے والے اور زیادہ جہاد کرنے والے ہو لیکن وہ تم سے افضل تھے۔ لوگوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن اسکی کیا وجہ تو فرمایا کہ وہ دنیا سے بہت کنارہ کش اور آخرت کی طرف بہت راغب تھے۔ اور

www.kitabghar.org

الدنیا و اَرْغَبَ فی الآخرۃ وقال
انما ہذہ القلوبُ اَوْعِیَۃٌ فاشغلوہا
بالقرآن ولاتشغلوہا بغیرہ وکان
یقول فی خطبتہ ان اَصْدَقَ الحدیثِ
کلام اللہِ و اَوثَقَ العُریٰ کلمۃُ التقویٰ
وخیرَ المِلَلِ مِلّۃُ ابراہیم واحسنَ القصص
ہذا القرآن واحسن السُنَنِ سنۃ
محمدٍ واشرفَ الحدیث ذکرُ اللہ
وخیر الامور عزائمُہا وشر الامور مُحْدَثاتُہا
واحسن الہدی ہدی الانبیاء و
اشرف الموتِ قتل الشہداء واَعْمَی
الضلالۃ الضلالۃ بعد الہُدیٰ وخیر العلم
مانفع وخیر الہدیٰ مااتُّبِعَ وشر العمی
عمی القلب والیدُ العلیا خیر من
الید السُّفلیٰ وما قلّ وکفیٰ خیرٌ مما
کثُر و اَلْہیٰ ونفسٌ تُنجیہا خیر من امارۃ
لا تُحصیہا وشر العُزلۃ عند حضرۃ الموتِ
وشر الندامۃ ندامۃُ یوم القیامۃ ومن
الناس من لا یأتی الصلوۃ الا
دُبُریاً ومن الناس مَن لا یذکر اللہَ
الا مُہاجِراً واعظم الخطایا اللسانُ
الکذوبُ وخیر الغنی غِنیٰ النفس وخیر
الزاد التقویٰ وراس الحکمۃ مخافۃُ اللہِ

فرمایا کہ یہ قلوب ظروف ہیں ان کو صرف قرآن سے بھرو دوسری چیزوں میں مشغول نہ کرو۔ اور اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ کا کلام ہے اور سب سے زیادہ مضبوط کُنڈا کلمۂ تقویٰ ہے اور تمام ملتوں سے افضل ملّت ابراہیم ہے اور تمام قصّوں سے زیادہ حسین یہ قرآن ہے اور تمام سُنتوں سے حسین تر سُنّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور سب باتوں سے اشرف اللہ کا ذکر ہے اور بہترین کام عزائم کے کام ہیں (رخصتوں کے نہیں) اور بدترین کام (دین میں اپنی طرف سے) بنائے ہوئے کام ہیں۔ اور بہترین وضع انبیاء کی وضع ہے اور سب سے زیادہ اشرف موت شہداء کا قتل ہونا ہے اور سب سے بدترین گمراہی وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو اور بہترین علم وہ ہے جو نفع دے اور اچھی وضع وہ ہے جس کا اتباع کیا جائے اور بدتر اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے اور اُوپر والا (سخی کا) ہاتھ نیچے والے (سائل کے) ہاتھ سے بہتر ہے اور جو (مال) تھوڑا ہو اور کافی ہو بہتر ہے اس سے جو بہت ہو اور اپنے ساتھ لگالے اور ایک نفس جس کو تو (ہلاکت سے) نجات دلائے اُس امارت سے بہتر ہے جس پر تو قابو نہ پاسکے اور بُری تنہائی موت کی موجودگی کے وقت کی ہے اور بدترین شرمندگی یوم قیامت کی شرمندگی ہے اور لوگوں میں بعض ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو نماز کے لئے نہیں آتا مگر دیر کر کے اور لوگوں میں سے بعض ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی یاد نہیں کرتا مگر (دل کو دوسرے شغل میں) چھوڑتے ہوئے۔ تمام خطاؤں سے بڑی خطا بہت جھوٹ بولنے والی زبان ہے۔ اور بہترین غنٰی نفس کا غنٰی ہے۔ اور بہترین توشہ تقوٰی ہے اور سب سے بڑی دانشوری اللہ سے ڈرنا ہے اور دل میں سب سے بہتر جو چیز ڈالی گئی وہ یقین ہے

www.kitabghar.org

والخير ما أُلقيَ في القلب اليقينُ والرَّيبُ
من الكفرِ والنوحُ من عملِ الجاهلية ؛
والغلولُ من حرّ جهنّم والكنز كيٌّ
من النار والشعر مزامير ابليس والخمر
جماعُ الإثم والنساء حبائل الشيطان
والشبابُ شعبة من الجنون و
شرُّ المكاسب كسبُ الربٰو وشر المآكل
أكلُ مال اليتيم والسعيدُ من وُعِظَ
بغيره والشقيُّ من شقيَ في بطن أمّه
وانما يكفي احدكم ما قنعت به نفسه
وانما تصير الى موضع أربع ذرع و
الامر بآخره وأملكُ العمل بخواتمه
وشر الرؤيا رؤيا الكذب وكلُّ ما هو آتٍ
قريبٌ وسِباب المؤمن فسوقٌ
وقتاله كفر وأكلُ لحمه من معاصي الله
وحرمة ماله كحرمة دمه ومن تألّ
على الله يُكذّبه ومن يستغفر يغفر الله
له ومن يَعفُ يعفُ الله عنه ومن
يكظم الغيظ يأجره الله ومن يصبر على
الرزايا يُعقبه الله ومن يعرف البلاء
يصبر عليه ومن لا يعرفه ينكره ومن يستكبر
يضعه الله ومن يتبع السمعة يسمع الله
به ومن ينوي الدنيا تعجزه ومن يُطع

اور بے یقینی کفر کے متعلقات میں سے ہے اور نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ اور خیانت جہنم کی آگ میں سے ہے اور کنز (دفینہ) آگ کا داغ ہے اور شعر شیطان کے باجے گاجوں میں سے ہے اور شراب گناہوں کو جمع کرنے والی چیز ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور شباب جنون کا ایک شعبہ ہے اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے اور بدترین کھانا مال یتیم کا کھانا ہے اور اہل سعادت وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر خود نصیحت پکڑے اور اہل شقاوت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت ہوگیا اور تم میں سے ہر ایک کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس پر اس کا نفس قناعت کر لے۔ اور لازمی ہے کہ تم کو چار ہاتھ کی جگہ (یعنی قبر) میں پہنچنا ہے اور اصل معاملہ آخرت سے متعلق ہے۔ اور مدار عمل کے اچھے برے انجام کا خاتمہ پر ہے اور بدترین خواب جھوٹا خواب ہے اور جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے، اور مومن کو گالی دینا گناہ کی بات ہے اور اس سے قتال کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (یعنی غیبت کرنا) اللہ کی نافرمانیوں میں سے ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی مانند ہے اور جو اللہ پر جھوٹ کہے گا اللہ اس کی تکذیب کرے گا۔ اور جو بچنا چاہے گا (حرام سے اور سوال سے) اللہ اس کو بچا لے گا۔ اور جو غصہ کو پی جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا۔ اور جو مصائب پر صبر کرے گا اس کا بدل اللہ اس کو دے گا۔ اور جو بلاء (یعنی آزمائش) کو پہچان لے گا اس پر صبر کرے گا اور جو اس کو نہیں پہچانے گا اس کو گوارا نہ کرے گا۔ اور جو تکبر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔ اور جو دوسروں کے عیوب لوگوں کو سنانے کے پیچھے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب دوسروں کو

www.kitabghar.org

الشیطان یعصی اللہ ومن یعصی اللہ یُعذّبہ وقال اتقوا اللہ حق تقاتہ وحق تقاتہ ان یُطاع فلا یُعصٰی وان یُذکر فلا یُنسٰی وان یُشکر فلا یُکفر وایتاءُ المال علی حُبّہ ان تؤتیہ وانت صحیح شحیح تأمل العیش وتخاف الفقر وفضل صلوٰۃ اللیل علٰی صلوٰۃ النہار کفضل صدقۃ السر علٰی صدقۃ العلانیۃ وقال لا تنفع الصلوٰۃ الا من اطاعھا ثم قرأ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ فقال عبداللہ ذکرُ اللہِ العبدَ اکبر من ذکر العبدِ لربّہ وقال کفٰی بالمرء من الشقاء والخیبۃ ان یبیت وقد بال الشیطان فی اُذنہ فیصبح ولم یذکر اللہ وقال ما اصبح الیوم احدٌ من الناس الا وھو ضیفٌ ومالہ عاریۃٌ فالضیف مرتحلٌ والعاریۃ مؤدّاۃٌ وقال مُوَسَّعٌ علیہ فی الدنیا موسع علیہ فی الآخرۃ مقتورٌ علیہ فی الدنیا مقتورٌ علیہ فی الآخرۃ مُستریحٌ ومستراحٌ منہ وقال التوبۃ النصوح ان یتوب ثم لا یعود وقال انی لامقت الرجل ان اراہ فارغا لیس فیہ شیٔ من عمل الدنیا

سنوائے گا۔ اور جو دنیا کی نیت کرے گا دنیا اس کو عاجز کردے گی اور جو شیطان کی اطاعت کرے گا اللہ کی نافرمانی کرے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب دے گا اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جتنا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اور اس کو یاد کیا جائے کبھی نہ بھلایا جائے اور اس کا شکر کیا جائے اور کبھی ناشکری نہ کی جائے اور ایتاء المال علیٰ حبہ (یعنی اسکی محبت کے باوجود مال دینا) یہ ہے کہ تو اس حال میں دے کہ صحت مند ہے، مال کا لالچ بھی رکھتا ہے خوش گزران کی امید رکھتا ہے اور محتاجی سے خائف بھی ہے اور رات کی نماز کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے جیسی چھپا کر صدقہ دینے کی فضیلت اعلانیہ صدقہ دینے پر ہے اور فرمایا کہ نماز نہیں نفع دیتی مگر اس کو جو نماز کی اطاعت کرے پھر پڑھا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی الخ (۲۹: ۴۵) "بیشک نماز اپنی وضع کے اعتبار سے) بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے" پھر عبداللہ نے کہا کہ ذکر اللہ کا بندے کو بہت بڑا ہے بندے کے اپنے رب کو یاد کرنے سے۔ اور فرمایا کہ ایک شخص کے بدبخت اور محروم بننے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ رات کو سوتا رہے اس حال میں کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہو پھر وہ صبح کو اٹھے اور اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں سے ہر شخص کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس پر جب صبح آتی ہے تو وہ مہمان ہوتا ہے اور اس کا مال مانگی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ پھر مہمان کوچ کرنے والا ہوگا اور مانگی ہوئی چیز مالک کو واپس دی ہوئی ہو جائے گی۔ اور فرمایا کہ جو شخص دنیا میں لوگوں کو وسعت دینے والا ہوگا اس پر آخرت میں توسّع کیا جائے گا اور جو شخص دنیا میں لوگوں پر تنگی کرنے والا ہوگا اس پر آخرت میں تنگی کی جائے گی۔ (دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ مومن ہے جو دنیا سے گذر کر رنج وتعب سے) راحت حاصل کرنیوالا ہے اور (دوسرا وہ فاجر شخص ہے جس

www.kitabghar.org

ولا عمل الآخرة ۔ ابوبکر عن مسروق قال اُتِیَ
عبداللہ بشراب فقال اَعْطِہ علقمۃ قال
انی صائم ثم قال اَعْطِہ الاسود فقال انی
صائم حتی مرّ بکلھم ثم اَخَذہ فشربہ ثم
تلا ھذہ الآیۃ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ
فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۔ ابوبکر عن ابی
یعلیٰ قال کان الربیع بن خیثم اذا مرّ
بالمجلس یقول قولوا خیرًا وافعلوا خیرًا
ودُوموا علی صالحۃ ولا تقسُ قلوبکم
ولا یتطاول علیکم الامد ولا تکونوا کالذین
قالوا سمعنا وھم لا یسمعون ۔ ابوبکر عن ابی
یعلیٰ قال کان الربیع اذا قیل لہ کیف
اصبحتَ یقول اصبحنا ضعفاءَ مذنبینَ
نأکل ارزاقنا وننتظر آجالنا ۔ ابوبکر
عن ابی یعلیٰ عن ربیع قال اُحِبُّ مناشدۃ
العبدِ ربَّہ یقول ربِّ قضیتَ علی
نفسک الرحمۃ قضیتَ علی نفسک کذا
وما رأیتُ احدًا یقول ربِّ قد اَدَّیتُ
ما علیَّ وادِّ ما علیک ۔ ابوبکر عن بکر بن
ماعز قال قال الربیع بن خیثم یا بکر اُخْزُنْ
علیک لسانک الا من مالک ولا علیک
فانی اتّھمتُ الناسَ علی دینی اَطِعِ اللہ
فیما علمتَ وما استُوثِرَ بہ علیک فکِلْہ الی

کی موت سے) دوسرے اس سے راحت پائیں۔ اور فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ توبہ کرکے پھر کبھی اس کام کی طرف نہ لوٹے اور فرمایا کہ میں اس شخص کو برا سمجھتا ہوں جس کو فارغ دیکھتا ہوں کہ نہ وہ دنیا کے کام میں ہو نہ دین کے کام میں
ابوبکر مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کے سامنے شربت پیش کیا گیا تو فرمایا کہ یہ علقمہ کو دو۔ علقمہ نے کہا کہ میں روزے سے ہوں۔ پھر کہا کہ اسود کو دو تو انہوں نے بھی کہا کہ میں روزے سے ہوں یہاں تک کہ وہ تمام اصحاب کے پاس پہنچا۔ پھر آپ نے اس کو لے لیا اور پیا پھر یہ آیت پڑھی یَخَافُوْنَ یَوْمًا (النور ۲۴: ۳۷) "وہ ایسے دن (کی دار و گیر) سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی۔"

ربیع بن خیثم

ابوبکر، ابو یعلیٰ سے۔ کہا کہ ربیع بن خیثم کا جب کسی مجلس پر گذر ہوتا تو کہتے کہ نیک کلمہ بولو اور نیک کام کرو اور اعمال صالحہ پر مداومت رکھو اور ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل سخت ہوجائیں اور تم پر زمانہ دراز بھی نہ گذرنے پائے اور ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ ابوبکر، ابو یعلیٰ سے۔ کہا کہ جب ربیع سے کہا جاتا کہ کیونکر صبح گذاری تو کہتے کہ ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ہم ضعفاء ہیں گنہگار ہیں اپنا رزق (مقدر) کھا رہے ہیں اور اپنی اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابوبکر، ابو یعلیٰ سے وہ ربیع سے کہا کہ میں بندے کی لمبی دعاء کو اپنے رب سے پسند کرتا ہوں جو کہتا ہے کہ اے پروردگار آپ نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا آپ نے اپنی ذات پر فلاں بات کو لازم کر لیا اور میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا کہ اے پروردگار جو حق مجھ پر تھا وہ میں نے ادا کر دیا اور جو (حق میرا) آپ پر ہے وہ آپ ادا کریں۔ ابوبکر، بکر بن ماعز سے کہا کہ ربیع بن خیثم نے فرمایا کہ اے بکر اپنی زبان کو محفوظ رکھ مگر اس بات سے جو تیرے لئے نافع اور تجھ پر اس سے کوئی مواخذہ نہ ہو کہ میں تو لوگوں کو اپنے دین کے حق میں متّہم قرار دے چکا ہوں۔ تو اپنے علم

www.kitabghar.org

عالمہ لا انا علیکم فی العمد اخوف منی علیکم
فی الخطاء ما خیرکم الیوم بخیرہ ولکنہ خیر
من آخر شر منہ ما تتبعون الخیر
کل اتباعہ ولا تفرون من الشر حق
فرارہ ما کل ما انزل اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ادرکتم ولا کل
ما تقرؤن تدرون ابو بکر عن ابن سیرین
عن الربیع بن خثیم قال اقلوا الکلام
الا بتسع تسبیح وتہلیل وتکبیر وتحمید
وسؤالک الخیر وتعوذک من الشر و
امرک بالمعروف ونہیک عن المنکر
وقراءۃ القرآن ابو بکر عن الشعبی قال
ما جلس الربیع بن خثیم فی مجلس منذ تأزر
بازارہ قال اخاف علیکم ان یظلم رجل
فلا انصرہ او یفتری رجل علی رجل
فأکلف علیہ الشہادۃ ولا اغض
البصر ولا اہدی السبیل او یقع
الحامل فلا احمل علیہ ابو بکر عن سعید
بن جبیر عن مسروق قال ما من الدنیا
شئ آسی علیہ الا السجود للہ ابو بکر
عن الاعمش عن مسروق قال ان المرء
لحقیق ان تکون لہ مجالس یخلو فیہا
یذکر فیہا ذنوبہ فیستغفر منہا

کی حد تک اللہ کی فرماں برداری کرتا رہ اور جس چیز پر تجھ سے طلب ایثار کیا جائے (یعنی پوچھا جائے) تو اس کو اس کے عالم کے سپرد کردے درحقیقت میں تمھارے بارے میں عمداً خطا میں مبتلا ہونے سے زیادہ خائف رہتا ہوں جو تمھارا حال ایسا ہے کہ اس سے ہم تمھیں خبردار کرتے ہیں (کہ یہ نامناسب ہے) مگر یہی بعد میں آنے والے شر سے زیادہ بہتر ہے۔ تم خیر کا کامل طور پر اتباع نہیں کرتے اور جس طرح شر سے فرار ہونے کا حق ہے اس کے مطابق نہیں بھاگ رہے ہو، جو کچھ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس کے کل کا تم نے ادراک نہیں کیا اور نہ جس کو تم پڑھ چکے ہو اس کا مکمل ادراک کر چکے ہو۔ ابو بکر، ابن سیرین سے وہ ربیع بن خثیم سے فرمایا کہ کلام میں کمی کرو بجز نو (کلاموں کے یعنی تسبیح (سبحان اللہ کہنا) وتہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) وتکبیر (اللہ اکبر کہنا) وتحمید (الحمد للہ کہنا) اور تمھارا (اللہ تعالیٰ سے) خیر کا سوال کرنا اور شر سے پناہ مانگنا اور تمھارا نیک کام کا امر کرنا اور برے کام سے منع کرنا۔ اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ ابو بکر، شعبی سے کہا کہ جب سے ربیع بن خثیم نے ازار (تہبند) باندھا (یعنی اصلاح وتبلیغ حق پر مستعد ہوئے) جب کسی مجلس میں بیٹھے تو یہ فرمایا کہ مجھے تم سے اندیشہ رہتا ہے کہ کوئی شخص ظلم کرے پھر میں اس کی مدد نہ کر سکوں یا ایک شخص دوسرے پر بہتان لگائے تو مجھے اس پر گواہی دینے کے لئے مجبور کیا جائے اور میں نگاہ نیچی نہ کروں اور میں (بھٹکے ہوئے کو) راہ نہ بتاؤں یا کوئی بوجھ اٹھانے والا گر پڑے تو میں اس کو سہارا نہ دوں۔

مسروق رح

ابو بکر، سعید بن جبیر سے وہ مسروق سے، فرمایا کہ دنیا میں کوئی ایسی شے نہیں جس (کے ضائع ہونے) پر مجھے رنج ہو بجز اللہ کے لئے سجدے کے۔ ابو بکر، اعمش سے وہ مسروق سے، کہا کہ سب سے زیادہ حسن ظن میں اس وقت ہوتا ہوں (یعنی یہ گمان کر لیتا ہوں کہ اللہ کی خاص رحمت مجھ پر متوجہ ہے) جس وقت خادم یہ کہتا ہے کہ گھر میں گیہوں

www.kitabghar.org

ابوبکر عن الاعمش عن مسروق قال ان احسن ماأکون ظناً حین یقول الخادم لیس فی البیت قفیز من قمح و لا درہم۔ ابوبکر عن ابی الضحاک عن مسروق قال اقرب مایکون العبد الی اللّٰہ وھو ساجد۔ ابوبکر عن ہلال بن یساف قال قال مسروق من سرہ ان یعلم علم الاولین و الآخرین و علم الدنیا و الآخرۃ فلیقرأ سورۃ الواقعۃ۔ ابوبکر عن عامر ان رجلا کان یجلس الی مسروق یعرف وجہہ ولایسمی اسمہ قال فشیعہ قال فکان فی آخر من ودعہ فقال انک قریع القراء وسیدہم وان زینک لہم زین وشینک لہم شین فلاتحدس نفسک بفقر ولاطول عمر۔ ابوبکر عن مسلم عن مسروق قال بحسب المرء من الجہل ان یعجب بعلمہ وبحسبہ من العلم ان یخشی اللّٰہ۔ ابوبکر عن مسلم عن مسروق قال کان الرجل بالبادیۃ لہ کلب وحمار و دیک قال فالدیک یوقظہم للصلوۃ والحمار ینتقلون علیہ الماء وینتفعون بہ ویحمل لہم خباءہم

کا کوئی قفیز[۵] نہیں اور نہ درہم موجود ہے۔ ابوبکر، ابوضحاک سے وہ مسروق سے۔ فرمایا کہ بندہ اپنے اللہ سے نزدیک تر اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے۔ ابوبکر، ہلال بن یساف سے۔ کہا کہ مسروق نے فرمایا کہ جس کو اس بات کی رغبت ہو کہ وہ علم اولین و آخرین کو جان لے اور علم دنیا و آخرت کو تو اس کو چاہئے کہ سورۂ واقعہ پڑھے۔ ابوبکر، عامر سے کہ ایک شخص مسروق کی مجلس میں آیا کرتا تھا (راوی یعنی عامر) اس کی صورت کو تو پہچانتے تھے مگر نام نہیں بتا سکتے تھے۔ یہ شخص مسروق کا اتباع کرتے تھے۔ جب وہ آخر میں ان سے رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ تم قُرّاء کے رئیس اور اُن کے سردار ہو اور درحقیقت تمہارا باوقار رہنا اُن کے لئے وقار ہے اور تمہاری بے عزتی میں سب قُرّاء کی بے عزتی ہے تو تم اپنے نفس کو کبھی فقر اور طولِ عمر کے اندیشہ میں نہ ڈالنا (کہ امراء و اہلِ زر کی خوشامد میں مبتلا ہونے لگو)۔ ابوبکر، مسلم سے، وہ مسروق سے کہا کہ ایک شخص پر جہل کے اطلاق کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے علم کی وجہ سے عُجب میں مبتلا ہو اور اس پر علم کے اطلاق کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو (اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا)۔ ابوبکر، مسلم سے وہ مسروق سے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس جو بیابان میں رہتا تھا ایک کُتّا تھا اور ایک گدھا اور ایک مرغ فرمایا کہ مرغ تو اُن لوگوں کو نماز کے لئے جگایا کرتا تھا اور گدھے پر یہ اپنا پانی لایا کرتے اور اس سے منتفع ہوتے اور وہ اُن کا خیمہ پُشت پر اُٹھاتا اور کُتّا ان کی چوکسی کرتا تو ایک لومڑی آئی اور مرغ کو پکڑ لے گئی تو سب گھر والے مرغ کے ضائع ہونے سے رنجیدہ

[۵] قفیز ایک پیمانہ کا نام ہے جو آٹھ مکوک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک مُد کے برابر ہوتا ہے اور مُد تقریباً ایک سیر کا، یہاں قفیز سے مراد ایک مقدار قلیل ہے مطلقاً۔ ۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

والکلب یحرسهم فجاء ثعلب فاخذ الدیک فحزنوا لذهاب الدیک وکان الرجل صالحاً فقال عسیٰ ان یکونَ خیراً قال فمکثوا ماشاء الله ثم جاء ذئب فشقّ بطنَ الحمار فقتله فحزنوا لذهاب الحمار فقال الرجل الصالح عسیٰ ان یکونَ خیراً ثم مکثوا بعد ذلک ماشاء الله ثم اصیب الکلب فقال الرجل الصالح عسیٰ ان یکونَ خیراً فلما اصبحوا نظروا فاذا هو سُبِیَ من حولهم وبَقوا هم قال فانما أُخِذوا اولئک بما کان عندهم من الصوت والجلبۃ ولم یکن عند اولئک شئ یجلب قد ذهب کلبهم وحمارهم ودیکهم۔ ابوبکر عن حُصین قال اتینا مُرّۃ نسأل عنه فقالوا مُرّۃ الطیب فاذا هو فی علیّۃ له قد تعبّد فیه ثنتیٰ عشرۃ سنۃ۔ ابوبکر عن الاعمش عن عمارۃ بالاسود قال ماکانَ الّا راهباً من الرُّهبان۔ ابوبکر عن الشعبی قال سُئل عن الاسود فقال کان صوّاماً حجّاجاً قوّاماً۔ ابوبکر عن ابی السفر عن مُرۃ قال کان علقمۃ من الرّبّانیّین۔ ابوبکر عن ابی معمر قال دخلنا علی عمرو بن

ہوئے اور وہ شخص صالح تھا اس نے کہا کہ امید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہو گی اس قصہ کے بعد جتنا زمانہ اللہ نے چاہا ان لوگوں نے گذارا پھر ایک بھیڑیا آیا اور اس نے گدھے کا پیٹ پھاڑ کر اُس کو مار ڈالا تو سب لوگ گدھے کے ضائع ہونے سے غمگین ہوئے۔ پھر اس مرد صالح نے کہا کہ اُمید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی۔ پھر اس کے بعد جتنا زمانہ اللہ نے چاہا ان لوگوں نے گذارا۔ پھر کُتّے پر کوئی افتاد آپڑی تو اس مرد صالح نے پھر یہی کہا کہ اُمید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی۔ پھر صبح ہو گئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ جتنے دوسرے لوگ ان کے گرد رہتے تھے وہ سب پکڑ لئے گئے اور صرف یہی لوگ بچے رہے۔ کہا کہ وہ لوگ صرف اسی بناء پر پکڑے گئے کہ ان میں آوازیں موجود تھیں اور کشش کے اسباب، اور ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی تھی جو ان کو کھینچتی، اُن کا کُتّا اور گدھا اور مُرغ (جن کی آوازیں سُن کر حملہ آور اُن پر حملہ کرتے) وہ پہلے ہی جا چکے تھے۔

مُرّۃ ابوبکر، حُصین سے کہا کہ ہم مُرّہ کے پاس پہنچے۔ ہم نے لوگوں سے ان کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے مُرّۃ الطیب کہا۔ دیکھا تو وہ اپنے بالاخانہ میں تھے جس میں بارہ برس عبادت کرتے رہے۔

اسوَد ابوبکر، اعمش سے وہ عمارہ سے اسود کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ وہ (اسود) ایک راہب تھے راہبوں میں سے۔ ابوبکر، شعبی سے۔ کہا کہ شعبی سے اسود کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ بہت روزے رکھنے والے اور بہت حج کرنے والے اور بہت نماز پڑھنے والے تھے۔

علقمہ ابوبکر، ابوالسفر سے وہ مُرّہ سے کہا کہ علقمہ ربانیین (اللہ والوں) میں سے تھے۔ ابوبکر، ابو معمر سے کہا کہ ہم عمرو بن شرحبیل کے یہاں

www.kitabghar.org

شرحبیل فقال انطلقوا بنا الی اشبہ الناس سمتاً وھدیاً بعبد اللہ فدخلنا علی علقمۃ - ابوبکر عن ابی اسحٰق عن عمرو بن میمون قال کان یقال بادروا بالعمل اربعاً بالحیٰوۃ قبل الممات وبالصحۃ قبل السقم وبالفراغ قبل الشغل ولم احفظ الرابعۃ ابوبکر عن ابی اسحٰق قال حج عمرو بن میمون ستین من بین حجۃ وعمرۃ ابوبکر عن ابی افلح قال کان عمرو اذا لقی الرجل من اخوانہ قال رزق اللہ البارحۃ من الصلوٰۃ کذا ورزق اللہ البارحۃ من الخیر کذا وکذا الذھبی قال الاعمش کنت عند ابراھیم وھو یقرأ فی المصحف فاستأذن رجل فغطی المصحف وقال لا یظن انی اقرأ فیہ کل ساعۃ الذھبی عن ہنیدۃ امراۃ ابراھیم النخعی ان ابراھیم کان یصوم یوماً ویفطر یوماً وجاء من غیر وجہ عن ابراھیم انہ کان لا یتکلم الا ان یسأل الذھبی عن الاعمش کان ابراھیم یتوقی الشھرۃ ولا یجلس الی اسطوانۃ الذھبی عن عیسٰی بن یونس لم نر نحن ولا القرن الذین کانوا قبلنا مثل الاعمش

پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو جو وضع قطع میں سب لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہے عبد اللہ سے تو ہم علقمہ کے پاس پہنچے

عمرو بن میمونؒ ابوبکر۔ ابواسحٰق سے وہ عمرو بن میمون سے کہا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ چار حالتوں میں عمل کرنے میں جلدی کرو زندگی میں موت سے پہلے اور تندرستی میں بیمار ہونے سے پہلے* اور چوتھی بات مجھے یاد نہیں رہی ابوبکر، ابواسحٰق سے کہا کہ عمرو بن میمون کے حج و عمروں کی تعداد ساٹھ کے لگ بھگ ہے۔ ابوبکر، ابوافلح سے کہا کہ جب عمرو بن میمون اپنے بھائیوں میں سے کسی شخص سے مل کر بات کرتے تو یوں کہتے کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی اور ایسی نمازیں عطا فرمائیں اور آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی اور ایسی خیر عطا فرمائی۔

ابراہیم نخعیؒ ذہبی، کہا اعمش نے کہ میں ابراہیم کے پاس تھا اور وہ قرآنِ مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور ایک شخص نے آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے قرآن مجید کو چھپا دیا اور کہا کہ وہ یہ گمان نہ کرنے لگے کہ میں ہر وقت تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ ذہبی ابراہیم نخعی کی زوجہ ہُنَیدہ سے کہ ابراہیم ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور ایک سے زیادہ لوگوں سے مروی ہے کہ ابراہیم کلام نہیں کرتے تھے بجز اس صورت کے کہ اُن سے پوچھا جائے۔ ذہبی، اعمش سے، کہا کہ ابراہیم شہرت سے بچا کرتے تھے اور کسی ستون سے لگ کر نہیں بیٹھتے تھے۔

اعمشؒ ذہبی، عیسٰی بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے اور اُس دور کے لوگوں نے جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں اعمش کا مثل نہیں دیکھا اور میں نے دولت مندوں اور بادشاہوں کو کسی کے سامنے

* اور فراغت میں مشغول ہونے سے پہلے

www.kitabghar.org

وما رأیتُ الاغنیاءَ والسلاطینَ عند احدٍ احتر منہم عندہ مع فقرہ وحاجتہ وقال یحیی القطان کان من النُّسّاکِ وکان علامۃَ الاسلام وقال وکیع کان الاعمش قریبًا من سبعین سنۃً لم تفتہ التکبیرۃُ الاولیٰ اختلفتُ الیہ قریبًا من سنتین مارأیتہ یقضی رکعۃً وقال الحریبی مات الاعمش یوم مات وماخلّف احدًا اعبدَ منہ وکان صاحب سنّۃٍ الذہبی قال عبد الرحمن بن مہدی ربما کنّا نکون عند سفیان فکانہ واقف للحساب فلا یجترئُ احدٌ ان یسألہ فیعرضُ بذکر الحدیث فاذا جاء الحدیثُ ذہب ذٰلک الخشوعُ فانما ہو حدثنا حدثنا وما عاشرتُ رجلاً ارقَّ منہ کنتُ ارمقہ فی اللیل ینہضُ مرعوبًا ینادی النار النار شغلنی ذکرُ النار عن النوم والشہواتِ وقال الولید بن مسلم اخبرنی عطاء الخفاف قال مالقیتُ سفیانَ الا باکیًا فقلتُ ما شأنک وقال اخافُ ان اکونَ فی ام الکتاب شقیًّا وقال علی بن فضیل العیاض رأیتُ الثوریَّ ساجدًا حولَ البیت فطفتُ سبعۃَ اسابیع قبل ان یرفع رأسہ

اتنا حقیر نہیں دیکھا جتنا ان کے سامنے دیکھا باوجود اُن کے فقر اور حاجت کے۔ اور کہا یحیی القطان نے کہ **اعمش بڑے عبادت گذار** اور اسلام کے بڑے عالموں میں سے تھے۔ اور وکیع نے بیان کیا کہ ستر برس تک اعمش کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ میں اُن کے پاس قریب دو برس تک آتا جاتا رہا ہوں میں نے اُن کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ (مسبوق ہوکر) کسی رکعت کی قضا پڑھ رہے ہوں۔ حریبی کا قول ہے کہ جس دن اعمش کا انتقال ہوا تو ایسا ہوا کہ انہوں نے دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو ان سے زیادہ عبادت گذار ہو اور وہ صاحب سنّت تھے۔

سفیان ثوری رح

عبد الرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ بسا اوقات ہم سفیان ثوریؒ کے ساتھ ہوتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ حساب کے لئے کھڑے ہیں تو کوئی ان سے پوچھنے کی ہمت نہیں کرتا تھا پھر حدیث کا ذکر پیش کر دیا جاتا تھا تو جب حدیث آجاتی تو وہ خشوع چلا جاتا بس پھر وہی حدیث ہوتی جس کی ہم روایت کرتے اور میں کسی شخص کے ساتھ نہیں رہا جو اُن سے زیادہ رقیق القلب ہو۔ میں ان کو رات میں دیکھا کرتا تھا کہ خوف زدہ اُٹھا کرتے اور پکارا کرتے النار النار۔ مجھے نار کی یاد نے نیند اور شہوات سب بھلا دیئے۔ اور کہا ولید بن مسلم نے کہ مجھے خبر دی عطاء خفاف نے کہا کہ میں جب بھی سفیان سے ملا اُن کو روتا ہوا پایا تو میں نے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اُمّ الکتاب میں شقی لکھا ہوا ہوں۔ اور علی بن فضیل عیاض نے بیان کیا کہ میں نے بیت اللہ کے آگے ثوری کو سجدے میں پڑے ہوئے دیکھا تو طواف کے سات پھیرے اُن کے سجدے سے اُٹھنے سے پہلے پورے کر لئے۔

فضیل بن عیاض رح

ابن الاثیر، فضیل بن عیاض اُونچے طبقے

www.kitabghar.org

ابن الاثیر فضیل بن عیاض من ذوی الطبقاتِ العالیۃ واولی القیم الغالیۃ روی عن منصور عطاء بن السائب والاعمش شیخ الاسلام گفت قدس سرہ کہ فضیل بن عیاض گفت من اللہ را بدوستی پرستم کہ نشکیبم کہ نہ پرستم الذہبی سئل داؤد الطائی عن مسئلۃ فقال الیس المحارب اذا اراد ان یلتقی الحرب یجمع لہ آلتہ فاذا افنی عمرہ فی جمع الآلۃ فمتی یحارب ان العلم آلۃ العمل فاذا افنی عمرہ فیہ فمتی یعمل شیخ الاسلام گفت معروف از اجلہ مشائخ قدیم است بورع وزہد و فتوت معروف با داؤد طائی صحبت کردہ بود ابو القاسم قشیری ابو الحسن السری السقطی خال الجنید و استاذہ وکان تلمیذ معروف الکرخی کان اوحد زمانہ فی الورع والاحوال السنیۃ وعلوم التوحید ابو القاسم القشیری ان السری السقطی کان یکون فی السوق و ہو من اصحاب معروف الکرخی فجاءہ معروف یوما ومعہ صبی فقال اکس

اور بلند ہمت بزرگوں میں سے تھے۔ منصور اور عطاء بن السائب اور اعمش سے آپ نے روایت کی۔ شیخ الاسلام[ع] قدس سرہ نے فرمایا کہ فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ میں نے حق تعالیٰ کی پرستش بربناء محبت اس طرح کی کہ بغیر پرستش صبر نہ آیا۔

داؤد طائیؒ

ذہبی، داؤد طائیؒ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک لڑنے والا شخص جب جنگ کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے ہتھیار جمع کرے گا، مگر جب وہ شخص آلات جنگ کے جمع کرنے میں ہی اپنی عمر ختم کردے گا تو وہ کب لڑے گا۔ بیشک علم آلہ ہے عمل کا تو جب ایک شخص نے اپنی عمر کو اسی میں فنا کر دیا تو کس وقت عمل کرے گا۔

معروف کرخیؒ

شیخ الاسلامؒ نے کہا کہ معروف مشائخ قدیم میں کے جلیل الشان بزرگ تھے، پرہیزگاری اور زہد و جوانمردی میں معروف تھے۔ داؤد طائیؒ کی صحبت میں رہے تھے۔

ابو الحسن سری سقطیؒ

ابو القاسم القشیری، ابو الحسن سری سقطیؒ جُنید کے ماموں اور استاد تھے اور معروف کرخی کے شاگرد تھے پرہیزگاری اور بلند احوال اور علوم توحید میں یگانۂ روزگار تھے۔ ابو القاسم قشیری، سری سقطی (کا ابتدائی حال یہ تھا کہ وہ تاجر تھے) بازار میں رہتے تھے اور وہ معروف کرخی کے اصحاب میں سے تھے۔ ایک دن اُن کے پاس معروف پہنچے اور ان کے ساتھ ایک یتیم تھا۔ سری نے فرمایا کہ اس کو کپڑے

ع شیخ الاسلام سے مراد ہیں شیخ ابو اسمٰعیل عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان اقوال کا ماخذ مولانا جامی رحؒ کی کتاب "نفحات الانس" ہے اور اس میں جہاں مطلقاً "شیخ الاسلام" لکھا ہے اُس سے اُن ہی کو مراد لیا ہے۔ مولانا جامی رحؒ نے ابتداء کتاب میں خود اپنی اس اصطلاح کا ذکر کر دیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

www.kitabghar.org

ہذا الیتیم قال السری فکسوتہ ففرح بہ معروف وقال بغض اللہ الیک الدنیا واراحک فیما انت فیہ فقمت من الحانوت ولیس شئ ابغض الیّ من الدنیا وکل ما انا فیہ من برکات دعاء معروف شیخ الاسلام گفت کہ ابراہیم بن ادہم از اہل بلخ است از ابناء ملوک امیرزادہ بود بنوجوانی توبہ کرد وقتی بصید برون رفتہ بود ہاتفی وے راآواز داد گفت ابراہیم نہ این کار راترا آفریدہ اند وی رااز غفلت یقظہ پدید آمد ودست در طریقت نیکو زد در زہد وورع وتوکل و سیاحت بمکہ رفت آنجا باسفیان ثوری وفضیل بن عیاض وابویوسف غسولی صحبت کرد وقال الفقیر عفی عنہ و لما انقرض کبار اصحاب عبداللہ بن مسعود قام الحسن البصری بہذا الشان وکان لہ اصحاب یقال لہم اصحاب حسن البصری الذہبی کانت ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تبعث ام الحسن فی حاجتہ فیبکی فتسلیہ ثدیہا واخرجتہ الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فدعاہ فقال اللہم فقہہ فی الدین وحببہ الی الناس وقال بلال

پہنا۔ سری کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کپڑے پہنا دیئے۔ اس سے معروف خوش ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا سے متنفر کر دے اور اس شغل سے تجھے جدا کر دے جس میں تو لگا ہوا ہے۔ بس فوراً میں دکان سے اُٹھ گیا اور دنیا سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک کوئی چیز نہیں تھی۔ اب جو کچھ بھی میرا شغل ہے جس میں لگا رہتا ہوں یہ سب معروف کی دعاء کی برکتوں میں سے ہے۔

ابراہیم بن ادہمؒ

شیخ الاسلامؒ نے کہا کہ ابراہیم بن ادہم اہل بلخ میں سے ہیں شاہزادوں میں سے امیرزادے تھے نوجوانی میں توبہ کی۔ ایک مرتبہ شکار کے لئے باہر نکلے تھے۔ ایک ہاتف نے ان کو آواز دی کہا کہ اے ابراہیم تجھے اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے ان کی غفلت دور ہو کر بیداری پیدا ہو گئی۔ آپ نے طریقت میں زہد و ورع و توکل کو خوبی کے ساتھ مضبوط پکڑ لیا۔ سفر کرتے ہوئے مکہ پہنچے وہاں سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض اور ابو یوسف غسولی کی صحبت میں رہے۔

حسن بصریؒ

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود کے اصحاب کبار کا دور ختم ہوا تو اسی شان کے ساتھ حسن بصری کھڑے ہوئے اور اُن کے بھی اصحاب تھے جن کو اصحاب حسن بصری کہا جاتا تھا۔ ذہبی، (ام المؤمنین) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا حسن کی والدہ کو کسی کام کے لئے بھیجتیں تو یہ روتے تو اپنی پستان اُن کے منہ میں دے دیا کرتی تھیں اور ایک دن انہوں نے اُن کو عمرؓ کے پاس بھیجا تو انہوں نے دعاء کی کہ یا اللہ اس کو دین میں فقیہ کر دے اور اُس کو لوگوں کا محبوب بنا دے۔ اور بلال بن ابی بُردہ نے کہا کہ خدا کی قسم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ میں نے اس شیخ یعنی حسن سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ اور حمید بن ہلال نے کہا کہ ہم سے ابو قتادہ نے کہا کہ اس شیخ کا اکرام کرو کہ میں نے اس سے

www.kitabghar.org

بن ابی بردہ واللہ ما رأیت احداً اشبہ
باصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
من ہذا الشیخ یعنی الحسن وقال حمید بن
ہلال قال لنا ابو قتادۃ اکرموا ہذا الشیخ
فما رأیت احداً اشبہ رأیاً بعمر منہ یعنی
الحسن. الذہبی قال مطر کان ابو الشعثاء
رجلاً من اہل البصرۃ فلما ظہر الحسن جاء
رجلٌ کانما کان فی الآخرۃ فہو یخبر
عما رأی وعاین وقال اصبغ بن زید سمعت
العوام بن حوشب قال ما اشبہ الحسن الا
نبی اقام فی قومہ ستین عاماً یدعوہم الی اللہ
وقال مجالد عن الشعبی قال ما رأیت الذی
کان اسود من الحسن الذہبی قال حوشب
سمعت الحسن یقول واللہ یا ابن آدم
لئن قرأت القرآن ثم آمنت بہ لیطولن
فی الدنیا حزنک ولیشتدن فی الدنیا
خوفک ولیکثرن فی الدنیا بکاؤک وقال
جعفر بن سلیمان حدثنا ابراہیم بن عیسیٰ
الیشکری قال ما رأیت احداً اطول حزناً
من الحسن ما رأیتہ قط الا حسبتہ حدیث
عہد بمصیبۃ الذہبی قال حفص بن غیاث
سمعت الاعمش یقول ما زال الحسن
یعی الحکمۃ حتی نطق بہا وکان
اذا ذکر عند ابی جعفر محمد بن علی
قال ذاک یشبہ کلامہ کلام الانبیاء و

زیادہ عمرؓ کی رائے سے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا یعنی حسن سے زیادہ۔ ذہبی، مطر نے
کہا کہ ابو الشعثاء اہل بصرہ میں کا ایک شخص تھا پھر جب حسن ظاہر ہوئے
تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا عالم آخرت سے ایک شخص آیا اور اُن
چیزوں کی خبر دے رہا ہے جن کو خود دیکھ چکا اور معائنہ کر چکا
ہے۔ اور کہا اصبغ بن زید نے کہ میں نے عوام بن حوشب سے
سُنا۔ کہا کہ حسن کا حال نبی کے حال سے مشابہ تھا اپنی قوم میں
مقیم رہ کر ساٹھ برس تک لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے
رہے۔ اور مجالد نے شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایسا
شخص نہیں دیکھا جو حسنؒ سے بڑھا ہوا اہل سیادت ہو۔ ذہبی،
حوشب نے کہا کہ میں نے حسن سے سُنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم
اے ابن آدم اگر تو نے قرآن کو پڑھا پھر اس پر ایمان لایا تو ضرور
دنیا میں تیرا غم طویل ہو جائے گا اور یقیناً دنیا میں تیرا خوف
سخت ہو جائے گا اور ضرور دنیا میں تو بکثرت رویا کرے گا
اور جعفر بن سلیمان نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن
عیسیٰ الیشکری نے کہا کہ میں نے کسی کو حسنؒ سے زیادہ طویل
حزن والا نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو جب بھی دیکھا تو یہی
سمجھا کہ ان پر کوئی مصیبت حال میں ہی آپڑی ہے۔ ذہبی، حفص
بن غیاث نے کہا کہ میں نے اعمش سے سُنا کہتے تھے کہ حسن
ہمیشہ حکمت کو ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اُس
کو بیان کر دیں اور ایسے تھے کہ جب ابو جعفر محمد بن علی (یعنی
امام محمد باقر) کے سامنے اُن کا ذکر کیا جاتا تو وہ یہ کہتے
کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اس کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے
اور کہا جعفر بن سلیمان نے کہ ہم سے بیان کیا ہشام نے کہ میں
نے سنا حسن سے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہہ رہے تھے کہ کسی
نے درہم کو عزیز نہیں رکھا مگر اللہ نے اس کو رسوا کیا ہے

www.kitabghar.org

قال جعفر بن سليمان حدثنا ہشام سمعت الحسن
يحلف باللہ ما أعزّ احد الدرہم الا اذلہ
اللہ الذہبی ومسلم عن قتادة واللہ ما حدثنا
الحسن عن بدری مشافہۃ الذہبی كان الحسن
يدلس فيقول عن فلان ولم يسمع عنہ
ابوعمر فی ترجمۃ عبد اللہ بن مغفل كان
من اصحاب الشجرة ثم تحوّل عنہا الی البصرة
أروی الناس عنہ الحسن وقال الحسن كان
عبد اللہ بن مغفل احد العشرة الذين بعثہم
عمر الينا يفقہون الناس وكان من نقباء
اصحابہ الذہبی عن الحسن عن عبد اللہ بن
مغفل قال انی لمن من يرفع اغصان
الشجرة عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ عليہ
وسلم وہو يخطب الذہبی قال الحسن
ونظر الی ايوب ہذا سيد الفتيان و
قال مرة ايوب سيد شباب اہل البصرة
وقال شعبۃ حدثنا ايوب وكان سيد الفقہاء
ما رأيت مثلہ ومثل يونس وابن عون
وقال سعيد بن عامر عن سلام كان ايوب
السختيانی يقوم الليل ويخفی ذلك فاذا
كان عند الصبح رفع صوتہ كانہ قام تلك الساعة
وقال ابن عون لما مات ابن سيرين قلنا
من لنا فقال ايوب وعن عبد الواحد بن
زيد قال كنت مع ايوب السختيانی علی
حراء فعطشت عطشا كثيرا حتی رأی ذلك

ذہبی ومسلم، قتادہ سے۔ واللہ ہم سے حسن نے کسی بدری سے کوئی روایت مشافہہ کی بیان نہیں کی۔ ذہبی حسن (روایت میں) تدلیس کر دیتے تھے یعنی کہتے تھے کہ عن فلان حالانکہ اس سے نہ سنا ہوتا۔ ابوعمر، عبداللہ بن مغفل کے ترجمہ میں کہ یہ اصحاب شجرہ میں سے تھے پھر وہاں سے بصرہ چلے گئے۔ سب سے زیادہ ان سے روایت کرنے والے حسن ہیں۔ اور کہا حسن نے کہ عبداللہ بن مغفل اُن دس میں کے ایک ہیں جن کو عمرؓ نے ہمارے پاس بھیجا تھا جو لوگوں کو دین سکھاتے تھے اور عبداللہ بن مغفل اپنے ساتھیوں میں سب سے اشرف تھے۔ ذہبی، حسن سے، وہ عبداللہ بن مغفل سے اُنہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو درخت کی شاخیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے سے اُٹھا رہے تھے جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔

ایوب سختیانیؒ

ذہبی کہا حسن نے ایوب کی طرف دیکھتے ہوئے کہ یہ جوانوں کا سردار ہے۔ اور ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ ایوب جوانان اہل بصرہ کا سردار ہے اور شعبہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا ایوب نے اور وہ فقہاء کے سردار تھے۔ میں نے اُن کا مثل اور یونس اور ابن عون کا مثل نہیں دیکھا۔ اور کہا سعید بن عامر نے مروی ہے سلام سے کہ ایوب سختیانی رات میں نوافل پڑھتے رہتے تھے اور اس کو چھپاتے تھے تو جب صبح کا وقت قریب ہوتا تھا تو اپنی آواز اُونچی کر لیتے تھے گویا کہ وہ اسی وقت اُٹھے ہیں۔ اور کہا ابن عون نے کہ جب ابن سیرین کا انتقال ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہمارے لئے (راہ نما) کون ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ایوب۔ اور مروی ہے عبدالواحد بن زید سے کہ میں حراء پر ایوب سختیانی کے ساتھ تھا کہ مجھے سخت پیاس لگنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے اس کا اثر میرے

www.kitabghar.org

فی وجھی فقال مابک قلتُ العطش قد حفّت علی نفسی قال تُستر علیّ قلتُ نعم فاستحلفنی فحلفتُ عن لاأخبر عنہ مادام حیًّا فغمز برجلہ علی حراء فینبع الماءُ وشربتُ حتی رَوِیتُ وحملتُ معی من الماءِ۔ الذہبی عن ایوب السختیانی وھو من شیوخ سفیان قال مالقیتُ کوفیًّا اُفضّلہ علی سُفیان۔ الذہبی حبیب بن محمد بن العجمی کان رجلاً تاجرًا یُعْیر الدراہم فمرّ ذات یوم بصبیان یلعبون فقال بعضھم قد جآءَ آکلُ الربٰوا فنکس رأسہ و قال یارب قد افشیتُ امری الی الصبیان فرجع فلبس درعتہ من شعر وغلّ یدہ ووضع مالہ بین یدیہ وجعل یقول یا ربّ انی اشتری نفسی منک بھذاالمال فاعتقنی فلما اصبح تصدّق بالمال کلّہ واخذ فی العبادۃِ فلم یُرَ اِلّا صائمًا اوقائمًا او ذاکرًا فمرّ ذات یوم باولٰئک الصبیان فقال بعضھم لبعضٍ اسکتوا فقد جاء حبیبُ العابدُ فبکیٰ وقال کُلٌّ من عندک فبلغ من فضلہ انہ کانَ یُقال مستجابُ الدعاءِ واتاہ الحسن ھاربًا من الحجاج فقال یا ابامحمد احفظنی الشرطُ علی اِثری فقال استحییتُ لک یاباسعید لیس بینک و بین ربّک من الثقۃِ ماتدعو فیستُرک ادخل البیتَ فدخل ودخل الشرطُ علی اِثرہ فلم یرَوہ فذکروا

چہرے پر دیکھا تو فرمایا کہ کیا حال پیش آگیا۔ میں نے کہا کہ میرے نفس پر پیاس مسلّط ہوگئی۔ کہا کہ میرا حال مخفی رکھوگے ؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر مجھ سے قسم کھلوائی، میں نے قسم کھائی کہ جب تک آپ زندہ رہیں گے میں کسی سے نہ کہوں گا۔ تو پہاڑ کی طرف اپنے پاؤں سے اشارہ کیا تو اس سے پانی بہنے لگا اور میں نے سیر ہو کر پیا اور کچھ پانی اپنے ساتھ لے لیا۔ ذہبی، ایوب سختیانی سے اور وہ سفیان کے شیوخ میں سے ہیں فرمایا کہ مجھے کوئی ایسا کوفی نہیں ملا جس کو سفیان پر فضیلت دوں۔

حبیب رح بن محمد بن العجمی

یہ ایک تاجر شخص تھے جو دراہم کا تبادلہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن آن کا گذر بچوں پر ہوا جو کھیل رہے تھے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ سود خوار آگیا تو انہوں نے اپنا سر جھکایا اور کہا کہ یا اللہ آپ نے میرا کام بچوں پر بھی فاش کر دیا پھر لوٹے اور ایک کمبل کا کُرتہ پہنا اور اپنے ہاتھ کو زنجیر سے باندھا اور اپنے مال کو سامنے رکھا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اے پروردگار میں اپنے نفس کو اس مال کے بدلے میں آپ سے خریدنا چاہتا ہوں تو آپ مجھے آزاد کر دیجئے (جہنم سے) جب صبح ہوئی تو تمام مال صدقہ کر دیا اور عبادت کو اختیار کر لیا تو جب بھی دیکھے جاتے تو روزے سے دیکھے جاتے یا نماز میں کھڑے ہوئے یا ذکر کرتے ہوئے۔ پھر ایک دن اُنھیں بچوں کی طرف آپ کا گذر ہوا تو ان میں سے بعض نے دوسرے بچوں سے کہا کہ چپ ہو جاؤ حبیب عابد آرہے ہیں تو آپ رو پڑے اور کہا (یا اللہ) یہ سب آپ ہی کی طرف سے ہے۔ پھر ان کی فضیلت یہاں تک بڑھی کہ آپ کو مستجاب الدعاء کہا جاتا تھا اور حسن ان کے پاس پہنچے حجاج بن یوسف سے بھاگ کر اور کہا کہ اے ابو محمد میری حفاظت کیجئے سپاہی میرے پیچھے آرہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اے ابو سعید آپ کے حال سے مجھے شرم آتی ہے۔ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ایسا مضبوط تعلق نہیں ہے کہ تم اس کو پکارو تو وہ تم کو چھپالے۔ جاؤ گھر میں داخل ہو جاؤ تو وہ داخل ہو گئے اور سپاہی بھی ان کے پیچھے پیچھے داخل ہوئے مگر

www.kitabghar.org

ذلک للحجاج فقال بلٰی قد کان فی بیتہ و ولکن اللہ طمس علی اعینکم وقال المعتمر عن ابیہ قال ما رأیت احدًا قط اعبد من الحسن و ما رأیت اصدق یقینًا من حبیب ابی محمد وقال ضمرۃ بن الیسر بن یحیٰی کان حبیبٌ یُرٰی بالبصرۃ یومَ الترویۃ وبعرفۃ عشیۃ عرفۃ ویُروٰی ان حبیبًا دعا علی رجلٍ فسقط میّتًا قال الفقیر عفی عنہ کانَ الناس بعد الحسن و اصحابہ یصحبون اصحابَ عبداللّٰہ و یصحبون اصحابَ الحسن یاخذونَ عن الفریقینِ کلیھما الی ان قام الجنید واقرانہ فاحکموا السلسلۃ الصوفیۃ بالصحبۃ والخرقۃ وکان فیھم المرقّعات والسماع والکلام علی الناس والاشاراتُ والاشراقاتُ ومذاھبھم مبسوطۃ فی قوت القلوب وغیرہ ونشأ من امیرالمومنین عمر بن الخطاب سلاسل اخری انقرضت بعد زمانٍ منھا ان عبداللہ بن عمر صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحِبَ بعدہ اباہ وانتفع بہ وتفقہ ابوہ کما احبّ صَحِبہ سالمُ ابنہ ونافعٌ مولاہ صحِبَ سالمًا الزھریُّ و حنظلۃُ وصحِبَ نافعًا مالکٌ و عبیداللہ و جماعۃٌ ومنھا اسلم مولی عمر صحب عمر بن الخطاب طویلًا صحبہ ابنہ زید بن اسلم وھذہ اقوالُ ابن عمر نقلناھا من مصنفِ ابی بکر ابو بکر

انہوں نے ان کو نہ دیکھا۔ تو انہوں نے اس کا ذکر حجاج سے کیا تو اس نے کہا کہ وہ یقینًا اپنے گھر میں تھا لیکن اللہ نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور معتمر نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی حسن سے زیادہ عبادت کرنے والا اور ابو محمد حبیب سے زیادہ صادق یقین والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اور ضمرہ بن یسر بن یحیٰی نے کہا کہ حبیب یوم الترویہ (یعنی آٹھ ذی الحجہ) میں بصرہ میں دیکھے جاتے تھے اور عرفہ کی شام کو کوہِ عرفات پر۔ اور مروی ہے کہ حبیب نے ایک شخص کو بددعا دی تو وہ اسی وقت مرکر گر پڑا۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حسن اور ان کے اصحاب کے بعد لوگوں نے اصحاب عبداللہ کی صحبت اختیار کی اور اصحاب حسن کے ہم صحبت بھی رہے دونوں فریقوں سے طریقت کو اخذ کرتے رہے یہاں تک کہ جُنید اور اُن کے ہم عصر اُٹھے اور اُنہوں نے سلسلۂ صوفیہ کو استوار کیا صحبت اور خرقہ کے ساتھ اور ان میں مرقعات (یعنی پیوندوں سے سلے ہوئے جبّے) مروج ہوئے اور سماع اور لوگوں (کے مقامات) پر کلام اور اشارات و اشراقات (انوار باطن کے حصول کے طریقے) کا رواج ہوا۔ اور ان کے مذاہب قوت القلوب وغیرہ میں مفصل مذکور ہیں۔ اور امیرالمومنین عمر بن الخطاب سے دوسرے سلسلے بھی چلے تھے جو کچھ زمانہ کے بعد منقطع ہوگئے۔ اُن میں سے ایک یہ تھا کہ عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے بعد اپنے باپ کی صحبت میں رہے اور اِن سے منتفع ہوئے اور اُن کے باپ نے اپنی پسند کے مطابق اُن کی تربیت ظاہر و باطن کی۔ اُن کے ہم صحبت رہے اُن کے بیٹے سالم اور اُن کے آزاد کردہ نافع۔ اور سالم کے ہم صحبت رہے زہری اور حنظلہ۔ اور نافع کی صحبت میں رہے مالک اور عبیداللہ اور ایک جماعت اور اُن (سلسلوں) میں سے ایک یہ ہے کہ اسلم مولٰے عمر، حضرت عمرؓ بن الخطاب کی صحبت میں عرصۂ دراز تک رہے اور اُن کی صحبت میں رہے ان کے بیٹے زید بن اسلم۔

www.kitabghar.org

عن ابن عمر قال لا یصیب احدٌ من الدنیا الّا نقص من درجاتہ عند اللّٰہ وان کان علیہ کریمًا وقال لا یکون رجلٌ من اہل العلم حتی لا یحسد من فوقہ ولا یحقر من دونہ ولا یبتغی بعلمہ ثمنًا وقال لا یبلغ عبدٌ حقیقۃَ الایمان حتی یعدَّ الناس حمقًا فی دینہ وقال یستقبل المؤمن عند خروجہ من قبرہ احسن صورۃٍ راٰہا قطّ فیقول لہا من انت فتقول لہ انا التی کنتُ معک فی الدنیا لاُفارقک حتی اُدخلک الجنۃ وقال ما وضعتُ لبنۃً علی لبنۃٍ ولا غرستُ نخلۃً منذ قُبض رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم وقال لحمران لا تلقینّ اللّٰہ بذمۃٍ لا وفاءَ بہا فانہ لیس یومَ القیامۃ دینارٌ ولا درہمٌ انما یجازی الناس باعمالہم وکان یقول انی اَلفیتُ اصحابی علی اَمرٍ وانی ان خالفتہم خشیتُ ان لا الحق بہم ہٰذہ سیر ابن عمر نقلناہا من مصنف ابی بکر- ابوبکر عن جابر قال ما منّا احدٌ ادرک الدنیا الّا مالَ بہا ومالت بہ غیرَ عبدِ اللّٰہ ابن عمر کانَ ابنُ عمر اذ راٰہ احدٌ ظنَّ ان بہ شیئًا من تتبّعہ آثار النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کانَ ابن عمر یکرہ ان یُصلّی الی اَمیال صنعہا مروانُ من حجارۃ عن نافع قال کان ابن عمر یعملُ فی خاصۃ نفسہ بالشئ

اقوال ابن عمرؓ

اور یہ ابن عمر کے اقوال ہیں جن کو ہم نے مصنف ابی بکر سے نقل کیا۔ ابوبکر، ابن عمر سے۔ فرمایا کہ کوئی دنیا کی کوئی شے حاصل نہیں کرتا مگر کمی پیدا ہوجاتی ہے اس کے درجات میں جو اللہ کے نزدیک ہوتے ہیں اگرچہ وہ شخص اللہ کے یہاں بزرگتر ہو۔ اور فرمایا کہ کوئی شخص اہل علم میں سے نہیں ہوگا جب تک وہ ایسا نہ ہوگا کہ اپنے سے بلند مرتبے والوں پر حسد نہ کرے اور اپنے سے کم مرتبہ والوں کو حقیر نہ سمجھے اور اپنے علم کی قیمت لینے کی جستجو نہ کرے۔ اور فرمایا کہ کوئی ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچے گا جب تک وہ لوگوں کو اپنے دین (کو عالی مرتبہ سمجھے) کے بارے میں بے وقوف نہ سمجھ لے۔ اور فرمایا کہ مؤمن کے قبر سے نکلنے کے وقت اُن تمام صورتوں سے جو اس نے کبھی نہ دیکھیں زیادہ حسین صورت اس کا استقبال کرے گی تو وہ اس سے کہے گا کہ تو کون ہے؟ وہ اُس سے کہے گی کہ میں وہ ہوں جو تیرے ساتھ دنیا میں رہا کرتی اب میں تجھ سے جدا نہ ہونگی یہاں تک کہ تجھے جنت میں داخل کردوں۔ اور فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ کوئی درخت بویا (یعنی نہ مکان بنایا نہ باغ لگایا) اور حمران سے فرمایا کہ اللہ سے ایسی ذمہ داری کو لیکر ہرگز نہ ملنا جس کو پورا نہ کیا ہو کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن نہ دینار ہونگے اور نہ درہم اپنے "اعمال" سے لوگ دوسروں کے حقوق کا بھگتان کریں گے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے اصحاب کو ایک امر پر (یعنی حال پر) پایا اور میں نے اگر ان کے خلاف کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ ان سے نہ مل سکوں۔

سیر ابن عمرؓ

اور یہ ابن عمرؓ کے خصائل ہیں جن کو ہم نے مصنف ابی بکر سے نقل کیا ہے۔ ابوبکر، جابر سے۔ کہا کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس نے دنیا کو پایا مگر وہ اس کی طرف جھک گیا اور دنیا اس کی طرف جھک گئی بجز عبداللہ بن عمر کے۔ ابن عمرؓ کا یہ حال تھا کہ جب اُن کو کوئی دیکھتا تو سمجھ لیتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی جستجو کرنے کی ایک لگن ہے۔ ابن عمرؓ ان پتھر کے نشانہائے راہ کی جانب نماز پڑھنے سے کراہت کرتے تھے جن کو مروان نے بنایا تھا۔ مروی ہے

www.kitabghar.org

لایُقِلُّ بہ فی الناس وکان فی طریق مکۃ
یقول برأس راحلتہ یثنیہا ویقول لعلّ خُفاً
یقع علی یعنی خف راحلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
دخل ابن عمر فی أناس من أصحابہ
علی عبداللہ بن عامر بن کریز وہو مریض
فقالوا لہ أبشر فانک قد حفرت الحیاض
بعرفات یشرع فیہا حاج بیت اللہ و
حفرت الآبار بالفلوات قال وذکروا خصالاً
من خصال الخیر قال فقالوا انّا لنرجو لک خیراً
ان شاء اللہ تعالیٰ وابن عمر جالس لا یتکلم
فلما ابطا علیہ بالکلام قال یا ابا عبدالرحمن
ما تقول فقال اذا طابت المکسبۃ زکت النفقۃ
وسترد فتعلم ومر ابن عمر فی خربۃ ومعہ
رجل فقال اہتف فہتف فلم یجبہ ابن عمر
ثم قال لہ اہتف فاجابہ ابن عمر ذہبوا
وبقیت اعمالہم الذہبی قال ابن المسیب
کان عبداللہ اشبہ ولد عمر بہ وکان سالم
بن عبداللہ اشبہ ولد عبداللہ بہ الذہبی
عن میمون بن مہران قال دخلت علی ابن عمر
فقومت کل شیء فی بیتہ فما وجدتہ
یسوی مائۃ درہم ودخلت بعدہ علی سالم
فوجدتہ علی مثل حالہ الذہبی دخل سالم علی
سلیمان بن عبدالملک علیہ ثیاب غلیظۃ رثۃ
فاقعدہ معہ علی سریرہ فقال رجل لعمر بن
عبدالعزیز ما استطاع خالک ان یلبس

نافع سے کہا کہ ابن عمر اپنے نفس کے ساتھ جو خاص معاملہ کرتے تھے وہ عام لوگوں کے ساتھ نہیں کرتے تھے اور مکہ کے راستہ میں اپنے سواری کے اونٹ کے سر کی طرف اشارہ کرتے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے کہ غالباً قدم قدم کے اوپر واقع ہو رہا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے اونٹ کے قدم کے اوپر۔ ابن عمرؓ اپنے اصحاب کے ساتھ عبداللہ بن عامر بن کریز کے پاس پہنچے جب کہ وہ بیمار تھے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو مطمئن رہنا چاہئے آپ نے عرفات میں کئی حوض کھودے ہیں جن پر پانی کے لئے بیت اللہ کا حج کرنے والے آتے ہیں اور آپ نے بیابانوں میں کنوئیں کھودے ہیں کہا اور (اسی طرح کی) چند نیک خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمہارے حق میں انشاء اللہ تعالیٰ خیر (یعنی مغفرت) کی اُمید کرتے ہیں ابن عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے وہ گفتگو نہیں کر رہے تھے. جب اُن کے بارے میں بات دیر تک ہو چکی تو (عبداللہ بن عامر نے) کہا کہ اے ابو عبدالرحمن تم کیا کہتے ہو تو فرمایا کہ جب مواقع کسب عمدہ ہوتے ہیں تو نفقہ بڑھ جاتا ہے اور تم عنقریب پہنچنے والے ہو تو جان لو گے۔ اور ابن عمر کا گذر ایک ویرانہ میں ہوا اور اُن کے ساتھ ایک شخص تھا تو اُس سے فرمایا کہ پکار (ان اہل قبور کو) تو اس نے پکارا (اُس پکار پر) ابن عمر نے اُس کو جواب نہ دیا۔ پھر اس سے کہا کہ پکار (اس نے پکارا) پھر اس کو ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ سب چلے گئے مگر اُن کے اعمال باقی رہ گئے۔

سالم بن عبداللہ بن عمرؓ

ذہبی۔ ابن المسیب نے کہا کہ عبداللہ عمر کی اولاد میں سب سے زیادہ اُن سے مشابہ تھے اور سالم بن عبداللہ تمام اولاد سے زیادہ عبداللہ سے مشابہ تھے۔ ذہبی، میمون بن مہران سے۔ کہا کہ میں عبداللہ بن عمر کے گھر پہنچا اور جس قدر چیزیں اُن کے گھر میں موجود تھیں اُن کی قیمت کا میں نے اندازہ کیا تو میں نے اتنا نہ پایا جو ایک سو درہم کے برابر ہو جاتا اور اُن کے بعد میں سالم کے گھر پہنچا تو میں نے اُن کو عبداللہ کے حال پر پایا۔ ذہبی، سالم پہنچے سلیمان ابن عبدالملک کے پاس اور ان کے بدن پر موٹے پرانے کپڑے تھے تو سلیمان نے اُن کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پھر ایک شخص نے عمر بن

www.kitabghar.org

ثياباً فاخرة يدخل فيها على امير المؤمنين قال وعلى المتكلم ثياب لها قيمة فقال له عمر ما رأيت ثيابه وضعته وما رأيت ثيابك هذه رفعتك الى مكانه قال احمد واسحق اصح الاسانيد الزهري عن سالم عن ابيه الذهبي قال ابو حازم لعبد الرحمن بن زيد بن اسلم لقد رأينا في مجلس ابيك اربعين حبراً فقيهاً ادنى خصلتنا التواسي بما في ايدينا وكان ابو حازم يقول اللهم اني انظر الى زيد فاذكر بالنظر اليه القوة على عبادتك كان زيد يقول ابن آدم اتق الله يحبك الناس والا كرهوا قال ابو حازم انظر كل عمل كرهت الموت من اجله فاتركه ثم لا يضرك متى مت وقال يسير الدنيا يشغلك عن كثيرة الآخرة وقال شيئان اذا عملت بهما اصبت خير الدنيا والآخرة تحمل ما تكره اذا احبه الله وتترك ما تحب اذا كرهه الله وهذا آخر ما اردنا ايراده في هذا الفصل وبتمامه تمت مقامات امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه والحمد لله اولاً وآخراً وظاهراً وباطناً. بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين اما بعد فهذه كلمات امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه في سياسة الملك وتدبير المنازل ومعرفة

عبدالعزیز سے کہا کہ تمہارے ماموں سے یہ نہ ہوسکا کہ وہ لباس فاخرہ پہن کر امیرالمومنین سے ملنے آتے اور اس کہنے والے کے بدن پر قیمتی کپڑے تھے تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ اُن کے کپڑوں نے اُن کو (اُن کے مقام سے) گرایا ہو اور میں نے تیرے کپڑوں کو نہیں دیکھا کہ اُنھوں نے تجھے اُن کے مقام پر پہنچایا ہو۔ کہا احمد اور اسحٰق نے کہ تمام سندوں سے زیادہ صحیح سند ہے "الزہری عن سالم عن ابیہ"

زید بن اسلم

ذہبی، کہا ابو حازم نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے کہ ہم نے تمہارے باپ کی مجلس میں چالیس بڑے علماء فقہاء کو دیکھا۔ ہماری ادنیٰ خصلت یہ تھی کہ ہمارے ہاتھوں میں جو مال آجاتا ہر ایک دوسرے کی اس سے خبر گیری کرتا تھا۔ اور ابو حازم کہا کرتے تھے کہ یا اللہ جب میں زید کی طرف دیکھتا ہوں تو اُن کی طرف نظر کرنے سے تیری عبادت پر قوت کو یاد کرتا ہوں (یعنی اپنے نفس میں عبادت کی ہمت پاتا ہوں)، اور زید فرمایا کرتے کہ اے ابن آدم اللہ سے ڈرتا رہ تو تجھ سے لوگ محبت کریں گے ورنہ نفرت کریں گے۔

ابو حازم

ابو حازم کا قول ہے کہ غور کر وہ کونسا عمل ہے کہ جس کی وجہ سے تو موت سے ڈرتا ہے پھر اس کو ترک کر دے اس کے بعد تجھے وہ نقصان نہ پہنچائے گا کسی وقت بھی تو مر جائے (مطلب یہ ہے کہ سچی توبہ کے بعد بداعمال سابقہ کی مضرت ختم ہو جاتی ہے) اور فرمایا کہ دنیا کا تھوڑا سا حصہ تم کو آخرت کے بڑے حصہ سے غافل کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جب تو اُن پر عمل پیرا ہو جائے گا تو دنیا و آخرت کی بھلائی پر پہنچ جائے گا، تو بات کو برداشت کرے جو تجھ پر گراں گزرے جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے اور تو اس بات کو چھوڑ دے جو تجھ کو پسند ہو جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند کرتا ہے۔ اور یہ اس مضمون کا آخر حصہ ہے جس کو ہم نے اس فصل میں لانے کا ارادہ کیا تھا اور اس کے پورا ہونے پر امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامات پورے ہوگئے۔ اور پہلے اور پیچھے اور ظاہر اور باطن سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور رحمت خاصہ نازل فرمائے

www.kitabghar.org

الأخلاق أَحْبَبْنَا ان لا یخلو کتابنا عنہا و
ان کانت یسیرۃً بالنسبۃ الی ما نُقِل عنہ
فی ہذہ الابواب البخاری والوبکر واللفظُ
لابی بکر قال عمر حین طُعِنَ اوصی الخلیفۃَ
من بعدی بتقوی اللہِ والمہاجرینَ الاولینَ
ان یَعرِفَ لہم حقَّہم ویعرف لہم حرمتہم واُوصیہ
باہلِ الامصارِ خیرًا فانہم رِدأُ الاِسلام
وغیظُ العدو وجُبَاۃُ الاموالِ ان لا یُوخذ
منہم فیئہم الا عن رِضا منہم واُوصیہ بالانصار
خیرًا الذین تبوّؤا الدارَ والایمانَ ان یَقبل
من محسنہم ویتجاوز عن مسیئہم واُوصیہ
بالاعراب خیرًا فانہم اَصْلُ العرب و مادۃُ
الاسلام ان یُوخذ من حواشی اموالہم فتُرَدُّ
علی فقرائہم واُوصیہ بذمۃِ اللہ وذمۃِ رسولہ
ان یُوفِی لہم بعہدہم وان لا یُکلَّفوا اِلاَّ
طاقتہم ابوبکر عن جاریۃ بن قدامۃ السعدی
قال حججتُ العامَ الذی اُصیب فیہ عمر قال
انی رأیتُ ان دیکًا نقرنی نقرتینِ او ثلٰثً
ثم لم تکن اِلاَّ جمعۃً او نحوہا حتی اُصیبُ
قال فاَذِن لِاَصحابِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ثم اَذِنَ لاہل الشام ثم اذن لاہل
العراق فکنا آخر من دخل علیہ وبطنہٗ معصوبٌ
ببُردٍ اسود والدم یسیل کلما دخل قومٌ
بکوا واثنوا علیہ فقلنا لہ اوصِنا وما سألہ
الوصیۃَ احدٌ غیرنا فقال علیکم بکتابِ اللہ

اللہ تعالیٰ اپنی سب سے بہتر مخلوق پر حضرت محمدؐ اور اُن کی اولاد اور ان کے تمام اصحاب پر۔
امّا بعدُ ملک کے نظم حکومت اور گھریلو زندگی کی اصلاح اور معرفت اخلاق کے بارے میں امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کے یہ ملفوظات ہیں. ہم نے یہ بہتر خیال کیا کہ ہماری کتاب ان سے خالی نہ رہے اگرچہ بہ نسبت اُس کے جو اس باب میں اُن سے منقول ہیں کم ہوں۔ **بخاری و ابوبکر** اور روایت کے الفاظ ابوبکر کے ہیں کہ جب عمرؓ زخمی کر دیئے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے بعد میں ہونے والے خلیفہ کو وصیّت کرتا ہوں اللہ کے بارے میں کہ اس سے ڈرتا رہے اور مہاجرین اوّلین کے بارے میں کہ جو اُن کا حق ہے اس کو پہچانے اور اُن کی حرمت کا لحاظ رکھے اور میں ان کو وصیّت کرتا ہوں کہ دوسرے شہر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے کیونکہ وہ لوگ اسلام کے مددگار اور دشمنوں کو غصّہ دلوانے (یعنی اُن کی مرعوبیت کا سبب کیونکہ ان کی شرکت سے مسلمانوں کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے) اور آمدنی کا ذریعہ ہیں (اچھا برتاؤ) یہ کہ اُن سے جو محاصل لئے جائیں وہ اُن کی رضامندی کے بغیر نہ لئے جائیں۔ اور میں اُس کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی جو اس دارالاسلام (یعنی مدینہ) میں ایمان کے ساتھ (مہاجرین کے آنے سے قبل سے) رہتے سہتے ہیں (نیک برتاؤ یہ) کہ اُن کے اچھے کردار والوں کی عزّت افزائی کی جائے اور بُرے کردار والوں سے چشم پوشی کی جائے۔ اور میں اس کو وصیّت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کیونکہ وہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام کا مادّہ ہیں کہ اُن کے (ضروریات معیشت سے) زوائد اموال میں سے اُن سے لیا جائے پھر اُن ہی میں کے حاجت مندوں پر لوٹا دیا جائے۔ اور میں اس کو وصیّت کرتا ہوں اللہ کی ذمّہ داری اور اُس کے رسول کی ذمّہ داری کو (ذمّی لوگوں کے حق میں) پورا کرنے کے لئے کہ جو عہد اُن سے کیا گیا اس کو پورا کریں اور اُن کو اُن کی برداشت سے زیادہ کا مکلّف نہ بنایا جائے۔ **ابوبکر** جاریہ بن قدامۃ السعدی سے، بیان کیا کہ میں نے اس سال حج کیا تھا جس میں عمر پر زخم پڑا تھا۔ بیان کیا کہ پھر عمر نے تقریر کی کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک مرغ نے میرے دو یا تین ٹھونگیں ماریں۔ پھر ایک جمعہ یا اس کے قریب نہیں گذرا تھا کہ مجھ پر یہ چوٹ پڑی، بیان کیا کہ پھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے کی اجازت دی، پھر اہل مدینہ کو اجازت دی

www.kitabghar.org

فانکم لن تضلّوا ما اتّبعتموه و اُوصیکم بالمهاجرین فانّ الناس لایکثرون و یقلّون و اُوصیکم بالانصار فانهم شعب الایمان الذی لجأ الیه و اُوصیکم بالاعراب فانها اصلکم و مادتکم و اُوصیکم بذمتکم فانها ذمّة نبیکم و رزق عیالکم قوموا عنّی فمازادنا علی هؤلاء الکلمات ابوبکر عن المسور بن مخرمة قال سمعت عمر و انّ احدی اصابعه فی جرحه هذه او هذه وهو یقول یا معشر القریش انی لااخاف الناس علیکم انما اخافکم علی الناس انی قد ترکت فیکم ثنتین لن تبرحوا بخیر مالزمتموهما العدل فی الحکم والعدل فی القسم وانی قد ترکتکم علی مثل مخرفة النعم الّا ان یتعوج قوم فیعوّج بهم ابوبکر عن حسن بن محمد قال عمر لعثمان اتق الله وان ولیت شیئًا من امور الناس فلاتحمل بنی ابی معیط علی رقاب الناس وقال لعلیّ اتق الله وان ولیت شیئًا من امور الناس فلاتحمل بنی هاشم علی رقاب الناس وقد روی فی وصیته لخلیفة من بعده روایات شتّی اشبعها فیما اُری ماوجدت فی

پھر اہل عراق کو اجازت دی، تو ہم ان لوگوں میں جو آپ کے پاس آئے سب سے بعد کے تھے اور آپ کا پیٹ سیاہ چادر سے بندھا ہوا تھا اور خون جاری تھا جب قوم کے لوگ آتے تو روتے اور ان کی مدح کرتے۔ پھر ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہم کو وصیت کیجئے، اور کسی نے ہمارے سوا اُن سے وصیت کا سوال نہیں کیا تھا، تو فرمایا کہ تم پر کتاب اللہ کو پکڑنا ضروری ہے جب تک تم اس کا اتباع کرتے رہوگے ہرگز نہیں بھٹکوگے اور میں تم کو مہاجرین کے ساتھ حسنِ معاملہ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ لوگ زیادتی اور کمی کرتے رہتے ہیں۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی کیونکہ وہ ایمان کی پناہ گاہ تھے جس نے اس کی پناہ لی تھی اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کی کیونکہ وہ تمھاری اصل اور تمہارا مادہ ہیں اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں ذمیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کہ وہ تمھارے نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور تمہارے کنبہ کا رزق ہیں (کہ اُن سے حاصل شدہ جزیہ تم پر تقسیم ہوتا ہے) میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ پس ان کلمات سے زیادہ نہ فرمایا۔ ابوبکر مسور بن مخرمہ سے۔ کہا کہ میں نے عمرؓ سے اس حال میں سُنا کہ وہ اپنی انگلیوں میں سے ایک کو اپنے زخم پر رکھے ہوئے تھے، یہ یا یہ (انگلی۔ راوی نے اشارہ کیا) اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اے گروہ قریش مجھے لوگوں سے تمھارے بارے میں خوف نہیں (کہ وہ تمہیں ستائیں) مجھے تو تم سے خوف ہے لوگ کے بارے میں (کہ تم عوام کو ستانے لگو) میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں تم خیر سے ہرگز نہیں ہٹوگے جب تک ان دونوں پر جمے رہوگے، عدل حکم میں اور عدل تقسیم (اموال) میں۔ اور میں نے تم کو ایسی راہ پر چھوڑا ہے جو مثل اس گوہر کے ہے جو اونٹوں کے قدموں کے نشان سے بن جاتی ہے مگر یہ کہ قوم وہ راہ چھوڑ کر چلے تو اُن کو بھٹکنے دیا جائے گا۔ ابوبکر حسن بن محمد سے، عمرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کے امور میں سے کسی شے کے والی بنا دیئے جاؤ تو ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا اور علیؓ سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کے امور میں سے کسی شے کے والی بنا دیئے جاؤ تو بنی ہاشم کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ اور اپنے بعد کے خلیفہ کے لئے آپ کی وصیتوں کے بارے میں مختلف روایات

۱۲/۲

www.kitabghar.org

بعض کُتُب التاریخ اَوصٰی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ حین طعنہ ابو لؤلؤۃ مَن استخلفہ علی المسلمین بعدہ من اہل الشوریٰ فقال اُوصیک بتقوی اللہ لا شریک لہ و اُوصیک بالمہاجرین الاولین خیرًا ان تعرف لہم سابقتہم و اُوصیک بالانصار خیرًا اقبل من محسنہم و تجاوز عن مسیئہم و اُوصیک باہل الامصار خیرًا فانہم ردء العدو و جباۃ الفیٔ لا تحمل فیئہم الی غیرہم الّا عن فضل منہم و اُوصیک باہل البادیۃ خیرًا فانہم اصل العرب و مادۃ الاسلام ان یُؤخذ من حواشی اموالہم فیُرَدّ علی فقرائہم و اُوصیک باہل الذمۃ خیرًا ان تُقاتل من ورائہم و لا تکلفہم فوق طاقتہم اذا اَدّوا ما علیہم للمسلمین طوعًا او عن یدٍ وہم صاغرون و اُوصیک بتقوی اللہ و شدۃ الحذر منہ و مخافۃ مقتہ ان یطلع منک علی ریبۃ و اُوصیک ان تخشی اللہ فی الناس ولا تخشی الناس فی اللہ و اُوصیک بالعدل فی الرعیۃ و التفرغ لحوائجہم و لا تغتر

ہیں۔ میرے خیال میں سب سے زیادہ سیری پیدا کرنے والی ان میں سے وہ روایات ہیں جو میں نے بعض کتب تاریخ میں پائی ہیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شوریٰ میں سے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو یہ وصیت کی جب کہ ابولؤلؤ نے اُن کو زخم پہنچایا۔ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے جس کا کوئی شریک نہیں ڈرتے رہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرینِ اوّلین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور ان کی خدماتِ سابقہ کا حق پہچانو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی۔ اُن میں کے اچھے کام کرنے والوں کی خدمت کی قدر کرو اور اُن میں کے بُرے کردار والوں سے چشم پوشی کرو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دوسرے شہر والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کی کہ وہ دشمنوں کو غصہ دلانے والے اور آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ اُن سے جو آمدنی ہو وہ اُن کے غیر پر صرف نہ کی جائے مگر جب کہ ان سے بچی ہوئی ہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کہ وہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام کا مادہ ہیں، اُن کے زائد اموال میں سے لے لیا جائے اور ان کے حاجت مندوں پر لوٹا دیا جائے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے کہ تم ان کے پیچھے (یعنی ان کی حفاظت کے لئے) قتال کرو اور اُن کی طاقت سے زیادہ اُن کو تکلیف نہ دو جب کہ وہ مسلمانوں کے اُس حق کو اپنے ہاتھ سے ادا کر رہے ہوں جو اُن پر مقرر ہے اطاعت کے ساتھ فرمانبردار ہو کر۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے تقویٰ کرنے اور اس کی ناراضی سے شدت کے ساتھ پرہیز رکھنے اور اس کی برہمی سے خائف رہنے کی۔ ایسا نہ ہو کہ تمھاری طرف سے بُرائی پر مطلع ہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم لوگوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ کے بارے میں لوگوں سے نہ ڈرو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ رعیت میں عدل قائم کرو اور ان کی حاجات پوری کرنے کے لئے وقت نکالو اور اُن کی حدود میں دھوکہ نہ کرو اور فقیر کے مقابلہ پر غنی کی اعانت نہ کرو۔ بیشک اس عمل میں اللہ کے حکم سے

www.kitabghar.org

ثغورهم ولا تُعين غنيهم على فقيرهم فان فى ذلك باذن الله سلامةٌ لقلبك وحطاً لذنوبك وخيراً فى عاقبة امرك واُوصيك ان تشدّد فى امر الله وفى حدوده والزجرِ عن معاصيه على قريب الناس وبعيدهم ولا تأخذك الرأفة والرحمة فى احدٍ منهم حتى تنتهك منه مثل جرمه واجعل الناس عندك سواءً لا تبالى على من وجب الحق ولا تأخذك فى الله لومة لائم واياك والأثرة والمحاباة فيما ولاك الله مما افاء الله على المسلمين فتجور فتظلم وتحرّم نفسك من ذلك ما قد وسعه الله عليك فانك فى منزلٍ من منازل الدنيا وانت الى الآخرة جد قريبٌ فان صدقت فى دنياك عفةً وعدلاً فيما بُسط لك اقترفت برضواناً وايماناً وان غلبك الهوى اقترفت فيه سخط اللهِ ومقته واُوصيك ان لا ترخص لنفسك ولا لغيرك فى ظلم اهل الذمة واعلم انى قد اوصيتك وخصصتك ونصحتك لك ابتغى بذلك وجهَ اللهِ والدار الآخرة ودللتك الى ما كنتُ وانا عليه نفسى فان عملت بالذى وعظتك

تمہارے قلب کے لئے سلامتی اور تمہارے گناہوں کے لئے ازالہ اور تمہارے انجام کے لئے خیر ہے اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کے امر اور اس کی حدود میں سختی کرو اور اس کی نافرمانی پر قریب کے لوگوں اور بعید کے لوگوں کو سب کو ڈانٹ ڈپٹ کرو اور اُن میں سے کسی پر لطف و مرحمت تم کو اس بات سے باز نہ رکھے یہاں تک کہ تم اُس کو اس کے جُرم کے مناسب سزا دو۔ اور اپنے روبرو سب لوگوں کو ایک درجہ میں رکھو اور اس کی پرواہ مت کرو کہ جس پر حق واجب ہے وہ کون (یعنی کس مرتبہ کا) ہے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تم کو روک نہ سکے۔ اور تم کو لازم ہے کہ غیر مستحق لوگوں کو ترجیح دینے اور حقوق میں کمی کرنے سے بچو مسلمانوں کے ان اموالِ غنیمت میں جن کا ذمہ دار اللہ نے تم کو بنا دیا ہے کہیں تم حد سے گذر جاؤ اور ظلم کرنے لگو اور اس کی وجہ سے تم اپنے نفس پر حرام کر لو اُس (نعمتِ آخرت) کو جس کو اللہ نے تم پر وسیع کیا تھا۔ کیونکہ تم دنیا کے مقامات میں سے ایک مقام میں ہو اور تم آخرت کی طرف بہت قریب ہو تو (جو دولت) تمہارے سامنے پھیلا دی گئی ہے اگر تم اپنی دنیا میں عفت اور عدل کے ساتھ صادق رہوگے تو اللہ کی رضا اور ایمان کے ثمرات حاصل کر لوگے اور اگر تم پر نفسانی خواہش غالب آگئی تو تم اللہ کے غصہ اور اس کی ناراضی کو حاصل کروگے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اہلِ ذمہ پر ظلم کے لئے نہ اپنے نفس کو اجازت دینا اور نہ کسی دوسرے کو۔ اور سمجھ لو کہ میں نے تم کو وصیت کی اور تم کو مخصوص کیا اور تمہاری خیرخواہی کی میری غرض اس سے اللہ کی رضا اور دارِ آخرت ہے، میں نے تم کو وہ رہنمائی کی جو اپنے نفس کو کرتا رہا ہوں تو جو نصیحتیں میں نے تم کو کی ہیں اگر تم نے اُن پر عمل کیا اور ان سب باتوں پر ٹھہر گئے جن کا میں نے تم کو امر کیا ہے تو تم نے بڑا حصہ اور بھرپور کامیابی حاصل کر لی اور اگر تم نے اس کو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اور نہ چھوڑا ایسی بڑی

www.kitabghar.org

وانتهيتَ الى الذى امرتك به اخذتَ
منه نصيبًا وافرًا وحظًّا وافيًا و
ان لم تقبلْ ذلك ولم تعمل ولم تترك
معاظم الامور عند الذى يرضى الله به
سبحانه عنك يكن ذلك بك انتقاصًا ويكن
رأيك فيه مدخولًا فالاهواء مشتركة
ورأس الخطيئة ابليس الداعى الى كل
هلكة قد اضلّ القرون السابقة
قبلك واوردهم النارَ ولبئس الثمن
ان يكون حظّ امرء من دنياه موالاة عدو
الله الداعى الى معاصيه اركب الحقّ و
خض اليه الغمرات وكن واعظًا لنفسك
وانشدك لمّا ترحّمت الى جماعة المسلمين
واجللت كبيرهم ورحمت صغيرهم و
قرّبت عالمهم ولاتضربهم فيه سواءً
ولاتستأثر عليهم لفيئ فتغضبهم و
لاتحرمهم عطاياهم عند محلها فتفقرهم
ولاتجمّرهم فى البعوث فتقطع نسلهم و
لا تجعل الاموال دولةً بين الاغنياء
منهم ولاتغلق بابك دونهم فيأكل
قويهم ضعيفهم هذه وصيّتى اياك و
اشهد الله عليك واقرأ عليك السلام
والله على كل شيئ شهيد المحب الطبرى
كتب عمر الى ابى عبيدة بن الجراح
امابعد فانه لايقيم امر الله فى الناس

برائیوں کو جس کی وجہ سے اللہ سبحانہ تم سے راضی ہوتا تو یہ امر تمہارے لئے مرتبہ میں کمی کا سبب ہوگا اور تمہاری رائے اس میں عیب دار ہوگی (شیطان کے دخل سے) نفسانی خواہشیں (سب کی یعنی تمہاری اور گذشتہ زمانے کے گمراہ لوگوں کی) یکساں ہیں حال یہ ہے کہ گناہوں کا اصل منبع ابلیس؏ ہے جو ہر مقام ہلاکت کی طرف دعوت دیتا رہتا ہے وہ تم سے پہلے گذرے ہوئے لوگوں کو گمراہ کرچکا ہے اور ان کو جہنم میں داخل کرچکا ہے ۔ اور یقیناً یہ بہت بُرا اجر ہوگا کہ دنیا میں سے جو حصہ میں آئے وہ موالات (یعنی محبت و اطاعت) ہو اللہ کے دشمن کی جو اس کی نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتا رہتا ہے ۔ حق پر قائم رہو اور سختیوں کے مواقع میں اسی کی جستجو کرو اور اپنے نفس کو نصیحت کرتے رہو اور میں تم کو تاکید کرتا ہوں جب تم جماعت مسلمین پر شفقت کرو اور ان کے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر مہربانی کرو اور ان میں کے عالم کو مقرب بناؤ تو ان سب کو تقرب میں برابر نہ کردینا اور تقسیم اموال میں ان کی حق تلفی نہ کرنا جس سے ان کو ناراض کردو اور تقسیم کے موقع پر اُن کو اُن کے وظائف سے محروم نہ کرنا جس سے ان کو نادار بنادو ۔ اور لوگوں کو لشکروں میں بند کرکے نہ رکھ چھوڑنا جس سے تم ان کی نسل منقطع کرڈالو ۔ اور اموال کو اغنیاء میں دائر سائر نہ کرچھوڑنا اور لوگوں پر دروازہ بند کرکے نہ بیٹھ جانا کہ طاقت ور کمزور کو کھا جائے (اور وہ اپنی فریاد نہ پیش کرسکے) یہ تمہارے لئے میری وصیت ہے اور میں تم پر اللہ کو گواہ قرار دیتا ہوں اور تم کو سلام کہتا ہوں اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے ۔ **محب طبری** ۔ عمرؓ نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کو لکھا **امابعد** اللہ کے امر کو لوگوں میں وہی شخص قائم کرے گا جو پختہ عقل پختہ تدبیر والا ہو، غافل نہ ہو اور لوگوں کو اس کے کسی مخفی عیب کی اطلاع نہ ہو اور حق (بات) میں لوگوں پر برہم نہ ہو اور اللہ

؏ مقصد یہ ہے کہ جو ابلیس پچھلے لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتا تھا وہی ابلیس تمہارے دلوں میں ڈالے گا اس لئے یکسانیت ہونی چاہیئے ۱۲

www.kitabghar.org

إلاّ حصيفَ العقدة بعيدَ الغِرّة لا يطّلع
الناسُ منه على عورةٍ ولا يحنقُ في
الحقِّ على جِرّةٍ ولا يخاف في الله
لومةَ لائم. المحب الطبري كتب عمر
الى أبي عبيدة اما بعد فاني كتبت
اليك كتاباً لم آلُك ونفسي فيه خيراً
الزم خمس خصال يسلم لك دينك و
تحظ بافضل حظك اذا حضرك الخصمان
فعليك بالبينات العدول والأيمان
القاطعة ثم أدنِ الضعيف حتى يَنبسط
لسانُه ويجترئ قلبُه وتعاهد الغريب فانه
اذا طال حبسه ترك حاجته وانصرف الى
أهله وانما الذي أبطل حقه من لم يرفع
به رأساً واحرص على الصلح مالم يتبيّن
لك القضاء والسلام عليك. وروى ان
عمر كتب الى ابي موسى الاشعري اما بعد
فان للناس نفرةً عن سلطانهم فاعوذ
بالله ان تدركني واياك عمياء مجهولة و
ضغائن محمولة واهواء متّبعة ودنيا مؤثرة
أقم الحدود واجلس للمظالم ولو ساعةً
من نهار واذا عُرض لك أمران احدهما
لله والآخر للدنيا فابدأ بعمل الآخرة
فان الدنيا تفنى والآخرة تبقى وكن
من مال الله عز وجل على حذر واخِف
الفُسّاق واجعلهم يداً يداً ورجلاً رجلاً

کے حکم کی تعمیل میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے۔
محب طبری عمرؓ نے ابوعبیدہ کو لکھا امّا بعد میں نے تم کو خط لکھا ہے جس میں خیر کے اعتبار سے نہ تمہارے لئے کوتاہی کی نہ اپنے لئے۔ پانچ خصلتوں کو لازم کر لو تمہارا دین تمہارے پاس محفوظ رہے گا اور تم کو افضل اجر عطا کیا جائے گا۔ جب تمہارے سامنے مدعی مدعا علیہ حاضر ہو جائیں تو تم کو لازم ہے کہ ایسے گواہ طلب کرو جو عدول ہوں اور ایسی قسمیں جو قطعی ہوں۔ پھر ضعیف کو اپنے نزدیک کرو تاکہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے دل میں جرأت پیدا ہو جائے اور پردیسی کی مراعات کرو کیونکہ (تمہارے التفات کے انتظار میں) جب اس کا پھنساؤ طویل ہو جائے گا تو وہ اپنی حاجت کو ترک کر کے اپنے گھر چلا جائے گا اور جس شخص نے اس کا حق تلف کیا وہ وہ ہوگا جس نے اس کی طرف سر نہ اٹھایا اور جب صحیح فیصلہ تم پر عیاں نہ ہو تو فریقین میں صلح کرا دینے پر حریص رہو۔ والسلام علیک۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوموسےٰ اشعری رضؓ کو لکھا امّا بعد یہ یقینی بات ہے کہ لوگوں کو اپنے اوپر مسلط ہو جانے والوں سے نفرت ہوتی ہے تو میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ایسی حالت پکڑ لے کہ اندھا دھند فیصلے کرنے لگیں اس حال میں کہ کینے اٹھے ہوئے ہوں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا جا رہا ہو اور دین کو مؤخر کیا جا رہا ہو۔ حدود کو قائم کرو اور روزانہ مظالم (کے فیصلے کے لئے) بیٹھو اگرچہ دن کی ایک گھڑی کے لئے بیٹھنا ہو۔ اور جب تمہارے سامنے ایسے دو امر پیش ہوں جن میں سے ایک اللہ کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو آخرت کے عمل سے کام شروع کرو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ اور اللہ عزوجل کے مال میں محتاط رہو، اور فاسقوں سے ڈرتے رہو۔ اور ان کو (مجتمع نہ ہونے دو) ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں جدا جدا کر دو۔ اور جب کہ وہ قبائل کے درمیان فتنے اٹھاتے پھریں

www.kitabghar.org

واذا كانت بين القبائل ثائرة يا لفلان
يا لفلان فانما تلك نجوى الشيطان
فاضربهم بالسيف حتى يفيئوا الى امر الله
ويكون دعوٰهم الى الله والى الاسلام
قوله واجعلهم يدًا يدًا ورجلًا رجلًا اى
فرقهم ولا تتركهم بحيث يتعاونون
عليك وكتب الى معاوية اياك
والاحتجاب دون الناس وادن للضعيف
وادنه حتى يبسط لسانه ويجترئ قلبه
وتعهد الغريب فانه اذا طال حبسه
ضاق صدره وضعف قلبه و
ترك حقه ابوبكر عن معاوية بن
قرة عن ابيه قال قال عمر ما استفاد
رجل او قال عبد بعد ايمان بالله
خيرا من امرأة حسنة الخلق ودود
ولود وما استفاد رجل بعد الكفر
بالله شرا من امرأة سيئة الخلق
حديدة اللسان ثم قال ان منهن
غنما لا يحذى منه وان منهن غلا
لا يفدى منه ابوبكر عن سمرة بن
جندب قال سمعت عمر بن الخطاب
يقول النساء ثلثة امرأة هينة لينة
عفيفة مسلمة ودود ولود تعين
اهلها على الدهر ولا تعين الدهر
على اهلها وقل ما تجدها ثانية

کہ اے فلاں اور اے فلاں (ایسا اور ایسا کرو) تو یہ شیطان کی سرگوشیاں ہوں گی تو ان پر تلوار چلاؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کے امر کے ماتحت آئیں اور ان کا رجوع اللہ کی طرف ہو جائے اور اسلام کی طرف۔ (شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی تفسیر) اس قول کا کہ اُن کو ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں کر دو" یہ مطلب ہے کہ ان کو متفرق کر دو اور چھوڑے مت رکھو کہ وہ تمہارے مقابلہ کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کرنے لگیں۔ اور آپؓ نے معاویہؓ کو لکھا کہ خبردار اپنے اور عام لوگوں کے درمیان پردے ڈال کر نہ بیٹھو۔ اور ضعیف کے قریب بیٹھو اور اس کو اپنے قریب بٹھالو تاکہ اس کی زبان کھل جائے اور قلب جری ہو جائے۔ اور پردیسی کا خیال رکھو کیونکہ جب اس کا پھنساؤ طویل ہو جائے گا تو اس کا سینہ تنگ اور قلب ضعیف ہو جائے گا اور وہ اپنا حق چھوڑ دیگا۔ ابوبکر معاویہ بن قرہ سے اور وہ اپنے باپ سے۔ کہا کہ فرمایا عمرؓ نے کہ کسی شخص نے (یا یوں فرمایا کہ) کسی بندے نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد ایسی عورت سے زیادہ خیر نہیں کمائی جس کی اچھی عادت ہو، محبت کرنے والی ہو، بچے جننے والی ہو۔ اور کسی شخص نے اللہ سے کفر کے بعد ایسی عورت سے زیادہ شر نہیں کمایا جو بدخلق اور تیز زبان ہو۔ پھر فرمایا کہ عورتوں میں سے بعض ایسی غنیمت ہوتی ہیں کہ ان سے کسی نعمت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور ان میں سے بعض گردن کا طوق ہوتی ہیں جن سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ابوبکر سمرہ بن جندب سے، کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا فرماتے تھے کہ عورتیں تین قسم کی ہیں ہلکی پھلکی (یعنی شوہر پر اخراجات کا بوجھ نہ ڈالنے والی) نرم خو، پاکدامن مسلمہ، محبت شعار، بچے جننے والی، برا وقت آپڑنے پر شوہر کی مددگار، نہ کہ شوہر کے حق میں برے وقت کی مددگار بنے۔ اور ایسی عورتیں کم پاؤگے۔ دوسری وہ عورت ہے جو پاک دامن، مسلمہ ہو اور ظرفِ اولاد ہو (خوب جنتی رہے) اس

www.kitabghar.org

امرأۃٌ عفیفۃٌ مُسلمۃٌ وانما ہی وعاءٌ
للولد لیس عندہا غیرُ ذٰلک ثالثۃٌ
غُلٌّ قَمِلٌ یجعلُہا اللہُ فی عُنق من یشاءُ
لا ینزعُہا غیرُہ ۔ الرجالُ ثلٰثۃٌ
رجلٌ عفیفٌ مسلم عاقل یأتمرُ فی
الامورِ اذا اقبلت فاذا وقعت
خرج منہا برأیہ ورجلٌ عفیف مسلم
لہ رأیٌ فاذا وقع الامرُ اتی ذا الرأی
والمشورۃِ فشاورہ واستأمرہ ثم
نزل عند امرہ ورجلٌ جائرٌ حائرٌ
لا یأتمرُ رُشدًا ولا یُطیعُ مُرشدًا
ابو اللیث عن مکحول ان عمر کتب
الی اہل الشام ان علّموا اولادکم
السباحۃَ والرمایۃَ والفروسیۃ و
مروہم بالاحتفاء بین الاغراض ابو اللیث
عن عمر قال جاءت امرأۃٌ الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت
یا رسولَ اللہ ما حقُّ الزوج علی المرأۃ
فقال لا تمنعُہ نفسَہا وان کانت علی
ظہر قتب ولا تصوم یومًا الا باذنہ
الا رمضانَ فان فعلت کان الاجر
لہ والوزرُ علیہا ولا تخرج الا باذنہ
فان خرجت لعنتہا ملائکۃُ الرحمۃ
وملائکۃ العذاب حتی ترجع ابو اللیث
ذُکر فی الخبر انّ رجلاً جاء الی عمر

سے زیادہ اور کچھ نہ ہو۔ تیسری[۳] عورت گلے کی رسی جوؤں سے بھری ہوئی، اس کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور اس کے سوا اُس کو کوئی نہیں نکال سکتا۔ مرد تین قسم کے ہیں ایک[۱] مرد وہ ہے جو عفیف (حرام کاری سے بچنے والا) ہو، مسلم صاحب عقل ہو، جب امورِ مہمہ پیش آنے والے ہوں تو اپنی رائے سے مناسب حل تجویز کرلے اور جب وہ آپڑیں تو اُن سے عہدہ برآ ہو جائے۔ اور[۲] ایک مرد وہ ہے جو صاحب عفت ہو، مسلم ہو، کچھ رائے بھی رکھتا ہو تو جب کوئی امر واقع ہو جائے تو وہ صاحب رائے و مشورہ کے پاس آئے اور مشورہ کرے اور اس سے امر حاصل کرلے پھر اس پر کاربند ہو جائے۔ اور[۳] ایک مرد وہ ہے جو حد (اعتدال) سے گذرنے والا اور ظالم ہوتا ہے۔ نہ وہ کسی سے بھلائی کے لئے مشورہ کرتا ہے اور نہ صحیح راہ نمائی کرنے والے کی بات مانتا ہے۔ ابو اللیث مکحول سے، کہ عمرؓ نے اہل شام کو لکھا کہ اپنے لڑکوں کو تیرنا سکھاؤ اور تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری اور حکم دو اُن کو اطراف و جوانب کے درمیان چھپنے کا (اس کی بھی مشق کراؤ) ابو اللیث، کہا کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ یا رسول اللہ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بیوی اپنے نفس کو اُس سے نہ روکے اگرچہ وہ اونٹ کی کاٹھی پر بیٹھی ہوئی ہو اور کسی دن روزہ نہ رکھے بغیر اس کی اجازت کے بجز رمضان کے پھر اگر عورت نے ایسا کیا تو اجر شوہر کے لئے ہوگا اور گناہ عورت پر ہوگا اور گھر سے بغیر اُس کی اجازت کے نہ نکلے۔ اور اگر (بغیر اجازت) نکلے گی تو اس پر ملائکۂ رحمت اور ملائکۂ عذاب لعنت کرتے رہیں گے جب تک وہ واپس آئے۔ ابو اللیث، خبر میں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص عمرؓ کی طرف پہنچا جو اپنی بیوی کی شکایت اُن سے کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ عمرؓ کے دروازے پر پہنچا تو اُس نے اُن کی بیوی اُمِّ کلثوم کی آواز سنی جو کہ ان پر برس رہی تھیں تو اس نے سوچا کہ میں اُن سے شکایت کرنا چاہتا تھا حالانکہ

www.kitabghar.org

يشكو من زوجته فلما بلغ بابه سمع
امرأته ام كلثوم تطاولت عليه فقال
الرجل اني اريد ان اشكو اليه و
به من البلوى مثل ما بي فرجع فدعاه
عمر فسأله فقال اني اريد ان اشكو اليك
زوجتي فلما سمعت من زوجتك ما سمعت
رجعت فقال اني اتجاوز عنها لحقوق
لها علي اولها انها ستر بيني و
بين النار فيسكن بها قلبي عن الحرام
والثاني انها خازنة لي اذا خرجت
من منزلي تكون حافظة لمالي و
الثالث انها قصارة لثيابي والرابع
انها ظئر لولدي والخامس انها خبازة
وطباخة لي فقال الرجل ان لي
مثل ذلك فاتجاوز عنها الغزالي
شهد عند عمر شاهد فقال ائتني
بمن يعرفك فأتاه برجل فاثنى عليه
خيرا فقال عمر انت جاره الادنى
الذي تعرف مدخله ومخرجه فقال لا
فقال كنت رفيقه في السفر الذي
يستدل به على مكارم الاخلاق قال
لا قال فعاملته بالدينار والدرهم الذي
يستبين به ورع الرجل قال لا قال
اظنك رأيته قائما في المسجد
يهمهم بالقرآن يخفض رأسه طورا

خود اُن پر بھی ایسا ہی ابتلاء ہے جیسا کہ مجھ پر ہے۔ پھر وہ لوٹ گیا۔ تو عمرؓ نے اس کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ کیسے آئے تھے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے آپ سے اپنی بیوی کی شکایت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر جب میں نے آپ کی بیوی کی باتیں سُنیں تو میں لوٹ گیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں اُس سے اُس کے چند حقوق کی وجہ سے جو مجھ پر ہیں درگزر کرتا ہوں۔ پہلا حق یہ ہے کہ وہ میرے اور نارِ جہنم کے درمیان ایک پردہ ہے اُس کی وجہ سے میرا قلب حرام سے بچا رہتا ہے (یعنی حرام کے خطرے سے محفوظ رہتا ہے) دوسرا یہ کہ وہ میری خزانچی ہے، جب میں اپنے گھر سے نکلتا ہوں تو وہ میرے مال کی محافظ ہوتی ہے، تیسرا یہ کہ وہ میرے کپڑوں کی دھوبن ہے۔ چوتھا یہ کہ وہ میرے بچوں کی سواری ہے۔ پانچواں یہ کہ وہ میری نانبائی اور باورچن ہے۔ یہ سُن کر اُس نے کہا کہ تو مجھ پر بھی یہ سب حقوق ہیں اس لئے میں بھی اُس سے درگزر کرتا ہوں۔ غزالی،

عمرؓ کے پاس ایک گواہ حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایسا شخص لا جو کہ تجھے پہچانتا ہو تو وہ ایک شخص کو لے آیا۔ اُس نے اُس گواہ کی تعریف کی۔ عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو اس کا قریب کا پڑوسی ہے کہ اس کی آمد و رفت کے احوال سے باخبر ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں! پھر فرمایا کہ کیا تو اس کے ساتھ رفیقِ سفر رہا ہے جس سے تو اس کے مکارمِ اخلاق پر مطلع ہوا؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ پھر کیا اس کے ساتھ کبھی تو نے دینار اور درہم لینے دینے کا معاملہ کیا ہے جس سے کسی شخص کے تقوے کا اظہار ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو نے اُس کو مسجد میں کھڑا ہوا قرآن کو گنگناتے دیکھا ہے کہ کبھی یہ اپنا سر جھکاتا اور کبھی اُٹھاتا ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ جا! تو اس کو نہیں پہچانتا۔ پھر اُس شخص (شاہد) سے فرمایا کہ میرے پاس کسی ایسے شخص کو لا جو تجھے پہچانتا ہو۔ اور آپ فرمایا کرتے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرا غصہ کب فرو ہوتا ہے؟ اُس وقت جب میں

www.kitabghar.org

ویدفعه طوراً قال نعم قال فاذهب
فلست تعفر قال للرجل فاتمنی
بمن یعذبک وکان یقول لیت شعری
متی اشفی غیظی حین اقدر فیقال
لی لو عفوت ام حین اعجل فیقال
لو صبرت ورأی اعرابیا یصلی صلوٰۃ
خفیفة فلما قضاها قال اللّٰهم زوجنی
الحور العین فقال له لقد اسأت
النقد واعظمت الخطبة وقیل له
کان الناس فی الجاهلیة یدعون علی
من ظلمهم فیستجاب لهم ولسنا نری
ذلک الآن قال لان ذلک کان الحاجز
بینهم وبین الظلم واما الآن فالساعة
موعدهم والساعة ادهی وامر
ومن کلامه من عرض نفسه للتهم فلا یلومن
من اساء به الظن ومن کتم سره کانت
الخیرة بیده ضع امر اخیک علی احسنه
حتی یأتیک عنه ما یغلبک و
لا تظن کلمة خرجت من اخیک المسلم
شرا وانت تجد لها فی الخیر محملا و
علیک باخوان الصدق وکثر اکتسابهم
فانهم زینة فی الرخاء وعدة عند
البلاء ولا تتهاونن بالخلق فیهینک الله
ولا تعترض بما لا یعنیک واعتزل عدوک
وتحفظ من خلیلک الا الامین فان الامین

(دشمن پر) قادر ہو جاؤں پھر مجھ سے کہا جائے کہ اگر آپ معاف کردیں (تو بہتر ہو؟) یا اس وقت جب میں اُس پر جلدی کرنا چاہتا ہوں اور مجھ سے کہا جائے کہ اگر آپ صبر کریں (تو بہتر ہو؟) اور آپ نے ایک دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے ہلکی سی نماز پڑھی اور جب اس سے فارغ ہوا تو یہ دعا کی کہ اے اللہ حورعین سے میرا نکاح کر دیجئے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا تو نے بُرا نقد پیش کیا اور بہت بڑا رشتہ بھیجا۔ اور آپ سے کہا گیا کہ زمانۂ جاہلیت میں جب لوگ اُس پر بد دعاء کرتے تھے جس نے اُن پر ظلم کیا ہو تو ان کی دُعاء فوراً قبول ہوتی تھی اور اب ہم یہ بات نہیں دیکھتے تو فرمایا اس لئے کہ یہی بات اُن کے اور ظلم کے درمیان روک بنی ہوئی تھی۔ رہا اب، (یعنی نظام سیاست کے ظہور کے بعد اس معاملہ کو ختم کر دیا گیا،) تو اب سزا کا وقت ساعتِ قیامت پر موقوف کر دیا گیا اور وہ ساعت بڑی سخت اور ناگوار ہوگی، اور آپ کے ارشاد میں سے ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کو تہمتوں کے موقع پر پہنچا دیا تو وہ ہرگز اپنے پر بدگمانی کرنے والے کو ملامت نہ کرے اور جس نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھا تو راز اس کے ہاتھ میں رہے گا۔ اور اپنے بھائی کی ہر چیز کو نیک گمان پر محمول کرو یہاں تک کہ تمھارے پاس کوئی ایسی اطلاع پہنچے جو تمھیں مجبور کر دے۔ اور کسی کلمہ کو جو تمھارے مسلمان بھائی سے صادر ہو شر کے اُوپر محمول نہ کرو جب کہ تم اس کو خیر پر محمول کرنے کی گنجائش پاؤ۔ سچے مخلص احباب کی مراعات ضروری سمجھو اور ان کی جماعت بڑھاتے رہو کہ وہ (تمھاری مجلس کی) زینت ہوں گے فارغ البالی کے وقت اور بچاؤ ہوں گے مصیبت کے زمانہ میں اور خلق کو ہرگز حقیر نہ سمجھو۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا تم کو حقیر کر دے گا۔ اور ع ایسے کام میں دخل نہ دو جس میں تمھیں کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور اپنے دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست سے

ع یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دو آدمیوں کی باتوں میں خواہ مخواہ اپنا پاؤں نہ پھنساؤ جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے ۱۲۰

www.kitabghar.org

من الناس لا يُعادله شئ ولا تصحب الفاجر
فيعلمك من فجوره ولا تفش اليه سرك
واستشر في امرك اهل التقوى وكفى
بك عيبا ان يبدو لك من اخيك ما يخفى
عليك من نفسك وان تؤذي جليسك
بما تاتي مثله وقال ثلاث يُصفين لك
الودّ في قلب اخيك ان تبدأ بالسلام
اذا لقيته وان تدعوه باحب اسمائه
اليه وان توسع له في المجلس وقال
أحب ان يكون الرجل في اهله كالصبي
واذا أُصيح له كان رجلاً بينا عمر رضي الله
تعالى عنه ذات يوم اذ رأى شاباً
يخطر بيديه ويقول انا ابن بطحاء
مكة كُدَيها وكَداءها فناداه عمر فجاء فقال
ان يكن لك دين فلك كرم وان يكن لك
عقل فلك مروة وان يكن لك مال
فلك شرف والا فانت والحمار
سواء وقال يا معشر المهاجرين لا تكثروا
الدخول على اهل الدنيا وارباب الامرة
والولاية فانه مسخطة للرب واياكم والبطنة
فانها مكسلة عن الصلوة مفسدة للجسد
مورثة للسقم وان الله يبغض الحبر
السمين ولكن عليكم بالقصد في قوتكم
فانه ادنى من الاصلاح وابعد من
السرف واقوى على عبادة الله ولن يهلك

بھی بچاؤ رکھو مگر صاحب امانت (دوست) سے، حقیقت یہ ہے کہ لوگوں میں جو صاحب امانت ہو اس کے برابر کوئی شے نہیں ہوتی۔ بدکردار کے ہم صحبت نہ بنو کہ وہ تم کو بدکرداری سکھائے گا اور نہ اس پہ اپنا راز ظاہر کرو، اپنے امر میں اہل تقویٰ سے مشورہ کرو۔ اور تیرے عیب کے لئے یہی بس ہے کہ تیرے بھائی کی کوئی ایسی بات تجھ پر ...... ظاہر ہو جائے جس کو وہ تجھ سے مخفی رکھنا چاہتا ہو اور یہ کہ تو اپنے ہم نشین کو ایسے امر (یعنی طعن وتشنیع) سے اذیت پہنچائے کہ اس جیسے کام تو خود بھی کرتا ہو۔ اور فرمایا کہ تین باتیں تمہارے بھائی کے دل میں تمہاری خالص محبت پیدا کردیں گی۔ جب تم اس سے ملو تو سلام کی ابتداء تمہاری طرف سے ہونا۔ اور اس کے ناموں میں سے جو نام اس کو زیادہ پسند ہو اسی سے اُس کو پکارنا اور مجلس میں اس کے لیے جگہ نکالنا۔ اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ ایک مرد اپنے اہل میں مثل بچے کے ہو اور جب اس کو (باہر سے) پکارا جائے تو مرد بن جائے (یعنی بیوی پر مردانہ رعب جلال کا اظہار نہ کرے) ایک دن عمرؓ نے ایک جوان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ ہلاتے ہوئے فخر سے کہہ رہا تھا کہ میں بطحاء مکہ کا بیٹا ہوں اس کی کُدائے[1] اور کداء کا (یہ مکہ کی پہاڑیوں کے نام ہیں) اس کو عمرؓ نے پکارا جب وہ آیا تو اس سے فرمایا کہ اگر تیرے پاس دین ہوگا تو بڑائی بھی ہوگی اور اگر تجھ میں عقل ہوگی تو فراخ حوصلگی بھی ہوگی اور اگر تیرے پاس مال ہوگا تو شرافت بھی ہوگی ورنہ تو اور گدھا دونوں برابر ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین اہل دنیا اور صاحبان حکومت و ولایت کے پاس زیادہ آنا جانا نہ رکھو کہ یہ بات پروردگار کو ناپسند ہے اور خبردار زیادہ کھا جانے سے بچنا کیونکہ اس سے نماز میں کسل پیدا ہوتا ہے اور اس سے جسم میں فساد پیدا ہوتا ہے اور بیماری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ موٹے فربہ عالم کو پسند نہیں کرتا، مگر تمہارے لئے لازم ہے کہ اپنی غذا میں اعتدال کی رعایت رکھو کہ یہ بات صحت جسم سے قریب اور فضول خرچی سے بعید اور اللہ کی عبادت پر قوی بنانے والی ہے اور کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ دین پر نفس کی خواہشوں کو مقدم کرنے لگے۔ اور آپ

[1] کُدائے پیش اور الف مقصورہ کے ساتھ باب عمرہ کی جانب کی ثنیہ سُفلیٰ (نیچی پہاڑی گھاٹی) کا نام ہے اور کَداء فتحہ کاف والف ممدودہ کے ساتھ اُس ثنیہ عُلیا کا نام ہے جو مقابر معلےٰ کے

www.kitabghar.org

عبدهٗ حتی یؤثر شہوتہ علی دینہ وقال
تعلموا ان الطمع فقر وان الیأس
غنی ومن ییئس من شئ استغنی
عنہ والتؤدۃ فی کل شئ خیرٌ
الا ما کان من امر الآخرۃ وقال
من اتقی اللہ لم یشف غیظہ ومن
خاف اللہ لم یفعل ما یرید ولولا یوم
القیامۃ لکان غیر ما ترون وقال انی
لاعلم اجود الناس واحلم الناس
اجودہم من اعطی من حرمہ واحلمہم
من عفا عمن ظلمہ وکتب الی ساکنی
الامصار اما بعد فعلموا اولادکم
العوم والفروسیۃ ورووھم ما سار
من المثل وحسن من الشعر وقال
لاتزال العرب اعزۃ ما نزعت
فی القوس ونزت فی ظہور الخیل و
قال وھو یذکر النساء اکثروا لھن
من قول لا فان نعم مفسدۃ تغریھن
علی المسئلۃ وقال ما بال احدکم
یثنی الوسادۃ عند امرأۃ مغزیۃ ان
المرأۃ لحم علی وضم الا ما ذبّ عنہ
وقال مرۃ قد اعیانی اہل الکوفۃ
ان استعملت علیہم لینا استضعفوہ

نے فرمایا کہ جان لو کہ طمع (لالچ) محتاجگی ہے اور در حقیقت ناامیدی تونگری ہے اور جو شخص کسی شے سے مایوس ہو جاتا ہے وہ اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے عـــہ۔ اور ڈھیل دینا ہر شے میں بہتر ہے بجز اس امر کے جو آخرت سے متعلق ہو۔ اور فرمایا جو اللہ سے تقویٰ رکھنے والا ہو گا اس کا غصہ (اللہ کی نافرمانیوں پر) کبھی فرو نہ ہو گا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ ہر دل پسند کام کو نہیں کر گذرے گا۔ اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو تم اس کے خلاف دیکھتے جو دیکھ رہے ہو۔ اور فرمایا کہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ سب سے بڑا سخی کون اور سب سے بڑا بردبار کون ہے۔ سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اُس کو دے جس نے اُس کو محروم رکھا ہو اور سب سے بڑا بردبار وہ ہے جس نے معاف کر دیا ہو اُس کو جس نے اس پر ظلم کیا ہو۔ اور شہروں کے باشندوں کو یہ ہدایات لکھیں۔ **اما بعد** تم اپنے بیٹوں کو تیرنا اور گھوڑے پر سوار ہونا سکھاؤ اور ان کو مشہور کہاوتیں اور اچھے اشعار سناؤ۔ اور فرمایا کہ عرب باعزت رہے گا جب تک کمان کھینچتا رہے گا اور گھوڑوں کی پشت پر کودتا رہے گا۔ اور عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سے زیادہ تر "نہیں" کہتے رہو "کیونکہ "ہاں" موجب فساد ہے جو اُن میں فرمائشوں کی جرأت بڑھا دے گا۔ اور فرمایا کہ بعض لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی عورت کے قریب تکیہ جھکا دیتا ہے جو اوپری ہوتی ہے بیشک عورت کندے پر رکھا ہوا گوشت ہے مگر جس کو اس سے ہٹا دیا جائے۔ اور ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اہل کوفہ نے پریشان کر دیا اگر میں ان پر کسی نرم مزاج شخص کو عامل بنا کر بھیجتا ہوں تو اس کو کمزور قرار دیتے ہیں اور اگر کسی سخت مزاج شخص کو عامل بناتا ہوں تو اس کی

عـــہ یہ قناعت اور توکل کی تعلیم ہے۔ در حقیقت کسی سے اُمید باندھنے کے بعد ہی بھیک کے لئے ہاتھ پھیلتا ہے اور جب اللہ کے سوا سب سے اُمید منقطع کر لی جائے تو قلب مستغنی ہو جائے گا اور ذلت سوال میں مبتلا نہ ہونا پڑے گا ۱۲

www.kitabghar.org

وان استعملتُ عليهم شديدًا شكوه ولوَدِدتُ انّي وجدتُ رجلاً قويًا امينًا استعمله عليهم فقال له رجل انا ادُلّك على الرجل القوي الامين قال من هو قال عبداللہ بن عمر قال قاتلك اللہ واللہ ما اردت اللہ بها لا ها اللہ لا استعمله عليها ولا على غيرها وانت فقم فاخرج فمذ الآن لا اُسمّيك الا المنافق فقام الرجل فخرج وكتب الى سعد بن ابي وقاص ان شاور طليحة بن خويلد وعمرو بن معديكرب فانّ كلّ صانع اعلم بصنعته ولا تولّهما من امر المسلمين شيئًا وغضب عمر رضي اللہ تعالى عنه على بعض عماله فكلم امرأة من نساء عمر في ان تسترضيه له فكلمته فيه فغضب وقال وفيم انتِ من هذا يا عدوة اللہ انما انتِ لعبة نلعب بك ونُغترّ بكِ ومن كلامه اشكو الى اللہ جلد الخائن وعجز الثقة قال عمرو بن ميمون رأيت عمر ابن الخطاب قبل ان يُصاب بايّام واقفًا على حذيفة بن اليمان وعثمان ابن حنيف وهو يقول لهما اتخافان ان تكونا حملتما الارض ما لا تطيقه فقالا لا انما حملناها امرًا هي له مطيقة فاعاد

شکایتیں کرنے آتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا شخص مل جائے جو قوی اور امین ہو تو اس کو ان پر عامل بنا دوں، اس پر ایک شخص نے آپ سے کہا کہ ایک قوی و امین شخص کی طرف میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ فرمایا وہ کون ہے؟ اُس نے کہا کہ عبداللہ بن عمر۔ فرمایا کہ خدا تجھے ہلاک کرے تیری نیت اس مشورے میں اللہ کے واسطے نہیں، نہیں واللہ میں اس کو ہرگز عامل نہ بناؤں گا کوفہ پر اور نہ کسی دوسری جگہ۔ اُٹھ اور جا اپنی راہ لے میں تجھے محض ایک منافق سمجھتا ہوں، تو وہ شخص اُٹھ کر چلا گیا۔ اور عمر رض نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ طلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب سے مشورہ کر لیا کرو۔ ہر ایک صنّاع اپنی ہی صنعت سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور مسلمانوں کے کسی امر پر اُن کو صاحب اختیار نہ بنانا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ اپنے بعض عمّال پر ناراض ہو گئے اُس نے عمر کی ایک بیوی سے بات کی کہ وہ اُن کو اُس سے راضی کرے، تو بیوی نے اُن سے گفتگو کی تو اُس سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ اے خدا کی دشمن تجھے اس بات سے کیا واسطہ، تو محض ایک کھلونا ہے ہم تجھ سے کھیل لیتے ہیں اور تم سے دھوکا بھی کھاتے ہیں۔ اور آپ کے ارشادات میں سے ہے میں اللہ سے شکایت کرتا ہوں خائن کی قوت اور ثقہ کے عجز کی۔ فرمایا عمرو بن میمون نے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو اُفتاد واقع ہونے سے چند دن پہلے دیکھا کہ وہ حذیفہ بن الیمان اور عثمان بن حنیف کے سامنے کھڑے ہوئے ان سے یہ فرما رہے تھے کہ کیا تم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال دیا جس کو وہ برداشت نہیں کر رہی (یعنی محاصل سرکاری اتنے بڑھا کر لگائے ہوں جو کاشت کار پر بھاری گذرتے ہوں) تو اُن دونوں نے کہا نہیں! ہم نے زمین پر اتنے ہی امر (مالیہ) کا بوجھ ڈالا ہے جس کی وہ طاقت رکھتی ہے۔ پھر آپ نے دونوں

www.kitabghar.org

عليهما القول انظرا ان تكونا حملتما الارض
مالا تطيقه فقالا لا فقال عمر ان عشت
لأدعن أرامل العراق لا تحتجن بعدي
ابداً الى رجل فما أتت عليه رابعة
حتى اصيب كان عمر اذا استعمل عاملا
كتب عليه كتاباً واشهد عليه رهطاً
من المسلمين ان لا يركب برذوناً و
لا يأكل نقياً ولا يلبس رقيقاً ولا يغلق
بابه دون حاجات المسلمين ثم يقول اللهم
اشهد وقال عمر ايما عامل من عمالي
ظلم احداً ثم بلغتني مظلمته فلم أغيرها
فانا الذي ظلمته وقال لأحنف بن قيس
وقد قدم عليه فاحتبسه عنده حولاً يا احنف
اني قد خبرتك وبلوتك فرأيت علانيتك
حسنة واني ارجو ان تكون سريرتك
مثل علانيتك وان كنا نتحدث انه انما
يهلك هذه الامة كل منافق عليم كان عمر
رضي الله تعالى عنه جالسا في المسجد
فمر به رجل فقال ويل لك يا عمر
من النار فقال قربوه الي فدنا منه
فقال لم قلت ما قلت قال تستعمل
عمالك وتشترط عليهم ثم لا تنظر هل وفوا
لك بالشروط ام لا قال وما ذلك قال
عاملك على مصر اشترطت عليه
فترك ما امرت به وارتكب ما نهيته

سے کلام کا اعادہ کیا کہ تم دونوں غور کر لو کہ کہیں تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال دیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو تو دونوں نے پھر کہا کہ نہیں۔ پھر عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں عراق کے غریب محتاجوں کو ایسا بنادوں گا کہ میرے بعد وہ کبھی کسی کے پاس حاجت لے کر نہ جائیں اس کے بعد ان پر چوتھا سال نہیں آیا کہ مبتلائے حادثہ ہو گئے عمرؓ جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اس پر ایک تحریر لکھتے تھے اور اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت کو گواہ بناتے تھے کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور چھنا ہوا آٹا نہ کھائے اور نہ باریک کپڑا پہنے اور نہ مسلمانوں کی حاجات کو چھوڑ کر اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے۔ پھر کہتے یا اللہ آپ گواہ رہیئے اور عمرؓ نے فرمایا کہ میرے عاملوں میں سے کسی نے اگر کسی پر ظلم کیا پھر میرے پاس اس کی اطلاع پہنچی اور میں نے اس ظلم کو نہ ہٹایا تو میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اس پر ظلم کیا۔ اور احنف بن قیس سے فرمایا اور یہ ان سے ملنے آئے تھے اور ان کو ایک سال تک اپنے پاس روکے رکھا تھا کہ اے احنف میں نے تیری نگرانی کی اور تجھ کو آزمایا تو میں نے تیرے ظاہر کو عمدہ پایا اور میں امید کرتا ہوں کہ تیرا باطن بھی مثل تیرے ظاہر کے ہوگا اگرچہ ہم سے یہ کہا جاتا تھا کہ اس امت کو ہر وہ منافق ہلاک کرے گا جو صاحب علم ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص کا گذر ہوا اور اس نے کہا کہ خرابی ہو گی آگ کی طرف سے تیرے لئے اے عمر! آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ آپ کے قریب آگیا۔ تو آپ نے فرمایا جو کچھ تو نے کہا وہ کیوں کہا؟ اس نے کہا کہ تم اپنے عاملوں کا تقرر کرتے ہو اور ان پر شرط بھی عائد کرتے ہو پھر تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے تمہاری شرطوں کو پورا بھی کیا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہوئی۔ اس نے کہا کہ مصر پر جو تمہارا عامل ہے اُس پر تم نے شروط عائد کی تھیں مگر اُس نے اُن سب باتوں کو چھوڑ دیا جن کا تم نے اس کو امر کیا تھا اور اُن سب کاموں کو کر رہا ہے جن

www.kitabghar.org

عنہ ثم شرح لہ کثیرا من امرہ فارسل
عمر رجلین من الانصار فقال اذہبا الیہ
فاسئلا فان کان کذب علیہ فاعلمانی
وان رأیتما یسوء کما فلا تملکاہ من
امرہ شیئا حتی تأتیا بہ فذہبا فسألا عنہ
فوجداہ قد صدق علیہ فجاء الی بابہ
فاستأذنا علیہ فقال حاجبہ انہ لیس
علیہ الیوم اذن قالا لیخرجن الینا او
لنحرقن علیہ بابہ وجاء احدہما بشعلۃ
من نار فدخل الآذن فاخبرہ فخرج الیہما
قالا انا رسولا عمر الیک لتأتیہ قال ان
لنا حاجۃ تمہلاننی لاتزود قالا انہ
عزم علینا ان لا نمہلک فاحتملاہ فأتیا بہ
عمر فلما اتاہ سلم علیہ فلم یعرفہ وقال
من انت وکان رجلا اسمر فلما
اصاب من ریف مصر ابیض و سمن
فقال عاملک علی مصر انا فلان قال ویحک
رکبت ما نہیت عنہ وترکت ما امرت بہ
واللہ لاعاقبنک عقوبۃ ابلغ الیک فیہا
ایتونی بکساء من صوف وعصا و ثلثمائۃ
شاۃ من غنم الصدقۃ فقال البس ہذہ
الدراعۃ فقد رأیت اباک فہذہ خیر
من دراعتہ وخذ ہذہ العصا فہی خیر من
عصا ابیک واذہب ہذہ الشاء فارعہا
فی مکان کذا وذلک فی یوم صائف و

سے تم نے اُس کو منع کیا تھا۔ پھر اُس نے اُس کی بہت سی باتوں کو مفصل بیان کیا۔ تو عمرؓ نے انصار میں کے دو آدمیوں کو روانہ کیا اور کہا کہ تم دونوں جاؤ اور تحقیق کر دو تو اگر اس شخص نے اس پر جھوٹ باندھا تو مجھے مطلع کر دو۔ اور اگر تم ایسی بات دیکھو جو تمھیں بُری ثابت ہو تو تم اس کو کوئی کام کرنے کا موقع نہ دو یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ اس کے بعد یہ دونوں گئے اور اس کے حال کی تحقیق کی تو انہوں نے اس کو ایسا پایا کہ اس شخص کی تصدیق ہو گئی جس نے اس کا حال بیان کیا تھا۔ تو یہ دونوں اُس عامل کے دروازے پر پہنچے اور اس سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ تو اس کے دربان نے کہا کہ آج کسی کو ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے پاس آنا پڑے گا ورنہ ہم اُس کے اس دروازے کو پھونک دیں گے اور ان میں سے ایک شخص آگ کا شعلہ بھی لے آیا۔ پھر اجازت لینے والا اندر گیا اور اس کو خبر دی۔ وہ نکل کر اُن کے پاس آیا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم تمھارے پاس عمرؓ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں تم کو اُن کے پاس چلنا ہو گا۔ اُس نے کہا کہ ہم کو کچھ حاجت ہے۔ کچھ مہلت دو تاکہ زادِ راہ تیار کر لوں۔ اُنہوں نے کہا کہ انہوں نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم تم کو مہلت نہ دیں۔ اُس کے بعد اُنہوں نے اس کو سوار کیا اور عمرؓ کے پاس لے آئے جب اُن کے پاس آیا تو اُن کو سلام کیا تو انہوں نے اُس کو نہ پہچانا اور فرمایا کہ تو کون ہے (دراصل) یہ شخص گندمی رنگ کا تھا پھر جب مصر کے سبزہ زار میں پہنچا تو سفید رنگ کا موٹا تازہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا کہ میں آپ کا عامل ہوں مصر پر میرا نام فلاں ہے تو فرمایا کہ تعجب ہے تجھ پر کہ تو ان چیزوں کا مرتکب ہوا جن سے میں نے تجھ کو منع کیا تھا اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا جن کا میں نے تجھ کو حکم دیا تھا۔ واللہ میں تجھے ایسی سزا دوں گا جو کیفرِ کردار کو پہنچانے والی ہو۔ میرے پاس ایک اُون کا کپڑا اور ایک لاٹھی اور صدقہ کی بکریوں میں سے تین سو بکریاں لاؤ (جب یہ سب چیزیں حاضر کر دی گئیں تو عامل سے (جو عیاض بن غنم تھے) فرمایا کہ یہ کرتہ پہن۔ میں نے واللہ تیرے باپ کو دیکھا ہے کہ یہ کرتہ اس کے کرتہ سے اچھا ہے اور یہ عصا پکڑ۔ اور یہ عصا تیرے باپ کے

www.kitabghar.org

لا تمنع السائلة من البانها شيئاً الا آل عمر فاني لا اعلم احداً من آل عمر اصاب من البان غنم الصدقة و لحومها شيئاً فلما ذهب ردّها وقال اَفهمت ما قلتُ فضرب بنفسه الارض وقال يا امير المؤمنين لا استطيع هذا فان شئت فاضرب عنقي قال فان رددتُك فاي رجل تكون قال واللہ لا يبلغك بعدها الا ما تحب فردّه فكان نعم الرجل وقال عمر رضي اللہ تعالى عنه واللہ لانزعنّ فلاناً من القضاء حتى استعمل عوضه رجلاً اذا رآه الفاجر فرقه خطب عمر رضي اللہ تعالى عنه في الليلة التي دفن فيها ابوبكر رضي اللہ تعالى عنه فقال ان اللہ تعالى نهج سبيله وكفانا به وله فلم يبق الا الدعاء و الاقتداء الحمد للہ الذي ابتلاني بكم وابتلاكم بي و ابقاني بعد صاحبيّ واعوذ باللہ ان اَزلّ و اَضلّ فاُعادي له وليّاً واُوالي له عدوّاً الا داني و صاحبيّ كنفر ثلثة قفلوا من طيبة فاخذ احدهم مهلةً الى داره و قراره فسلك ارضاً مُضيئة متشابهة الاعلام فلم يزل عن الطريق ولم يحرم السبيل حتى اسلمه الى اهله ثم تلاه الآخر فسلك سبيله واتبع اثره فافضى اليه سالماً

عصا سے اچھا ہے اور ان بکریوں کو فلاں جگہ لے جاکر چرا۔ اور یہ خوب گرمی کے دن کا قصہ ہے۔ اور اُن کے دودھ کو کسی مانگنے والے سے نہ روکنا سوائے آلِ عمر کے کیونکہ میں آلِ عمر میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے صدقہ کی بکریوں کا گوشت یا دودھ استعمال کیا ہو۔ پھر جب کہ وہ چل دیا تو اس کو پھر واپس بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا تو نے اُس کو سمجھ لیا؟ یہ سُن کر اس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا اور کہا کہ اے امیر المومنین مجھ میں اس کام کی طاقت نہیں تو اگر آپ چاہیں تو میری گردن ماردیں۔ فرمایا کہ اگر میں نے تجھے واپس کیا تو کیسا آدمی ہو کر رہے گا؟ اس نے کہا کہ واللہ اس کے بعد آپ کے پاس کوئی اطلاع نہ پہنچے گی بجز ایسی چیز کے جس کو آپ پسند کریں گے۔ تو اس کو پھر واپس کر دیا۔ اب وہ بہت اچھا شخص بن گیا۔ اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں عہدۂ قضا سے فلاں کو ضرور الگ کر دونگا پھر اس کی بجائے ایسے شخص کو یہ کام سپرد کردوں گا کہ جب کوئی سرکش اس کو دیکھے تو گھبرا جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس رات میں خطبہ دیا جس رات ابوبکر رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے،

فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے راستہ کو کشادہ کیا اور اس کو ہمارے لئے کافی بنادیا۔ اب بجز دعاء اور پیروی کے کچھ باقی نہیں رہا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے میری آزمائش تمہارے ذریعہ سے اور تمہاری آزمائش میرے ذریعہ سے کی اور میرے دونوں رفیقوں کے بعد مجھے باقی رکھا اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ لغزش کھاؤں اور گمراہ ہو جاؤں پھر اس کے دوست کے ساتھ دشمنی کروں اور اُس کے دشمن کا دوست بن جاؤں۔ سن لو میں اور میرے دونوں ساتھی تین رفقائے سفر کی طرح تھے جو طیبہ (مدینہ) سے لوٹے ان میں سے ایک نے اپنے مکان اور قیام کے لئے کچھ مہلت لے لی اُس نے ایسی زمین پر راہ اختیار کی جو روشن تھی اور اُس کے راہ کی نشانیاں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں تو اُس نے صحیح راستہ سے لغزش نہیں کھائی اور راہ گم نہ کی یہاں تک کہ اُس کو اس کے اہل کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے پیچھے تیسرا رفیق آیا۔ تو اگر وہ اُن دونوں کی راہ پر چلا اور ان کے قدموں کے

www.kitabghar.org

ولقى صاحبہ ثم تلاہما الثالث فان سلک سبیلہما واتبع اثرہما افضٰى الیہما ولاقاہما وان زل یمیناً وشمالاً لم یجامعہما ابدًا الا و ان العرب جمل آنف وقد اعطیت خطامہ الا و انی حاملہ علی المحجۃ ومستعین باللہ علیہ الا وانی داع فامنوا اللّٰہم انی شحیح فسخنی اللّٰہم انی غلیظ فلینی اللّٰہم انی ضعیف فقونی اللّٰہم اوجب لی بموالاتک و اولیائک بولایتک و معونتک وابرئنی من الآفات بمعادات اعدائک فتوفنی من الابرار ولا تحشرنی فی زمرۃ الاشقیاء اللّٰہم لا تکثر لی من الدنیا فاطغٰی ولا تقلل لی فانسٰی فان ما قل وکفٰی خیر مما کثر والہٰی وفد علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوم من اہل العراق منہم جریر بن عبداللہ فاتاہم بجفنۃ قد صنعت بخل وزیت قال خذوا فاخذوا اخذًا ضعیفًا فقال ما بالکم تقرمون قرم الشاۃ الکسیرۃ اظنکم تریدون حلوًا وحامضًا وحارًا وباردًا ثم قذفًا فی البطون لو شئت ان ادہمن لکم لفعلت ولکنا نستبقی من دنیانا ما نجدہ فی آخرتنا ولو شئنا ان نامر بصغار الضان فتسمط ولباب الخبز

نشانوں کا اتباع کرتا رہا تو ان دونوں کے پاس پہنچ جائے گا اور ان سے ملاقات کرلے گا اور اگر داہنے یا بائیں کو نکل جائے گا تو ان سے کبھی نہ مل سکے گا۔ سمجھ لو کہ عرب نازک ناک والے اونٹ کی مانند ہے جس کی نکیل مجھے دیدی گئی ہے اب میں اس کو ٹھیک راہ پر لے چلوں گا اور اس پر اللہ سے مدد کا خواستگار ہوں۔ اے لوگو اب میں دُعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو۔ یا اللہ میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دیجئے۔ یا اللہ میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج بنا دیجئے۔ یا اللہ میں کمزور ہوں مجھے طاقتور بنا دیجئے۔ یا اللہ میرے ساتھ لازم کر دیجئے اپنی محبت اور اپنے دوستوں کی محبّت جو آپ کی محبت اور آپ کی معونت کی وجہ سے ہو اور مجھ کو آپ کے دشمنوں کی عداوت کی وجہ سے آنے والی آفتوں سے بچا لیجئے۔ مجھے نیک لوگوں کے ساتھ وفات دیجئے اور میرا حشر اشقیاء کے گروہ میں نہ کیجئے۔ الٰہی مجھے اتنی زیادہ دنیا نہ دیجئے کہ میں سرکش ہو جاؤں اور نہ اتنی کم کر دیجئے کہ (فکر معاش سے) نسیان میں مبتلا ہو جاؤں۔ کیونکہ جو کم ہو اور کافی ہو جائے بہتر ہے اس سے کہ زیادہ ہو اور لہو و لعب میں مبتلا کر دے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہلِ عراق میں کی ایک قوم کا وفد آیا، اُن میں جریر بن عبداللہ بھی تھے عمر اُن کے پاس ایک کونڈے میں کھانا لے کر آئے جس میں سرکہ اور روغنِ زیت پڑا ہوا تھا۔ فرمایا کہ یہ لو۔ تو انہوں نے کچھ نیم دلی کے ساتھ لیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا تم شوقین ہو گئے بکری کے گوشت کے پارچوں کے میرا خیال ہے کہ تم ارادہ کرتے ہو کہ میٹھا اور کھٹّا اور ٹھنڈا اور گرم آئے تو اس کو پیٹوں میں ڈالو۔ میں اگر چاہتا کہ خوشگوار نرم کھانا تمھارے لئے تیار کیا جائے تو ایسا کر لیتا۔ لیکن ہم باقی رکھ چھوڑنا چاہتے ہیں اپنی دنیا میں سے ایسی چیزوں کو جن کو ہم آخرت میں پائیں اور اگر ہم چاہتے کہ چھوٹی بھیڑوں کا گوشت بھون لیا جائے اور میدے کی چپاتیاں پکائی جائیں اور ہم حکم دیتے کہ منقے کا شربت بنا کر اس کو مشکیزوں میں بھر کر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ

www.kitabghar.org

فیتخز ونأمر بالزبیب فینبذ لنا فی
الأسعان حتی اذا صار مثل عین الیعقوب
اکلنا ہذا و شربنا ہذا لفعلت واللہ انی
لا اعجز عن کراکر و أسنمۃ و سلاتی
وصنابٍ لکن اللہ تعالیٰ قال لقوم
عیّرہم امراً فعلوہ اذہبتم طیباتکم
فی حیاتکم الدنیا وانی نظرت فی ھذا
الامر فجعلت ان اردت الدنیا اضررت
بالآخرۃ وان اردت الآخرۃ اضررت بالدنیا
واذا کان الامر ہکذا فاضروا بالفانیۃ ۔ و
من کلامہ الرجال ثلثۃ الکامل ودون الکامل
ولاشیٔ فالکامل ذوالرأی یستشیر الناس
فیأخذ آراء الرجال الی رأیہ و دون
الکامل ذوالرأی یستبد بہ ولا یستشیر و
الاشیٔ من لا رأی لہ ولا یستشیر
والنساء ثلثۃ امرأۃ تعین اہلہا علی
الدہر ولا تعین الدہر علی اہلہا
وقلّ ما تجدہا و امرأۃ وعاء
للولد لیس فیہ غیرہ والثالثۃ غلّ
قمل یجعلہا اللہ فی رقبۃ من یشاء و
یفکہ اذا یشاء ۔ لما اخرج عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ الحطیئۃ من حبسہ قال لہ
ایاک والشعر قال لا اقدر علی
ترکہ یا امیر المؤمنین مأکلۃ عیالی و
نملۃ تدبّ علی لسانی قال فشبّب
باہلک وایاک وکل مدحۃ مجحفۃ

جب وہ چکور کی آنکھ کی مانند مصفّٰی ہو جائے تو ہم اس کھانے کو کھاتے اور اس مشروب کو پیتے تو میں یہ سب کر لیتا۔ واللہ میں کر کرے اور کوہان کے گوشت سے اور سبزی اور اچار سے عاجز نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم سے فرمایا جن کو ایسے امر سے جس کے وہ مرتکب رہے عار دلاتے ہوئے کہ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا (یعنی اپنی دنیوی زندگی میں اپنی پسند کی چیزیں تم نے لے لی ہیں) اور میں نے اس امر پر غور کیا تو یہ نتیجہ نکلا کہ اگر میں نے دنیا کا ارادہ کیا تو آخرت کو نقصان پہنچاؤں گا اور اگر آخرت کا ارادہ کیا تو دنیا کو نقصان پہنچاؤں گا اور جب صورت حال یہ ہے تو فنا ہونے والی چیز کو نقصان پہنچا دو۔ اور آپؓ کے اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی تین قسم کے ہیں، کامل اور کامل سے کم مرتبہ اور لاشئے (بے کار)، کامل وہ ہے جو صاحب رائے ہو لوگوں سے مشورہ کرے پھر لوگوں کی رائے لے کر اپنی رائے قائم کرے اور کامل سے کم مرتبہ وہ ہے جو صاحب رائے ہو اور اپنی رائے پر جم کر کسی سے مشورہ نہ کرے۔ اور لاشئے وہ ہے کہ نہ خود صاحب رائے ہو اور نہ لوگوں سے مشورہ کرے۔ اور عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں، ایک وہ ہوتی ہیں جو حوادث زمانہ میں اپنے شوہر کی مددگار ہوتی ہیں، شوہر کے خلاف حوادث کی مددگار نہیں ہوتی اور ایسی کم ہی ہوتی ہیں، اور ایک عورت ایسی ہوتی ہے جو صرف بچوں کا ظرف ہے (یعنی بچے جنتی رہے) اور اس میں اور کوئی وصف نہ ہو۔ اور تیسری وہ ہے جو گردن کا طوق ہو جوؤں بھری، اللہ تعالیٰ اس کو جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور وہ جب چاہتا ہے اس سے نجات بخشتا ہے۔ اور جب عمر رضی اللہ عنہ نے حطیئہ کو (یہ ایک شاعر کا لقب تھا) قید سے رہا کیا تو اس سے کہا کہ خبردار شعر مت کہنا۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں اس کو چھوڑنے پر قدرت نہیں رکھتا میرے کنبے کے رزق کا ذریعہ یہی ہے اور شعر چیونٹی کی طرح میری زبان پر چلنے لگتا ہے۔ فرمایا اچھا تو تشبیب (یعنی محبوبہ کے حسن اور اپنے عشق کی طرف کنایات) اپنی بیوی کے لئے کیا کرو۔ اور خبردار کوئی مدح مجحفہ (کھال

www.kitabghar.org

قال وما المجففة قال يقول ان بني فلان
خير من بني فلان امدح ولا تفضل
احدا قال انت والله يا امير المؤمنين
اشعر منه قال ابن عباس قلت لعمر
يا امير المؤمنين اني في خطبة فاشر
علي قال ومن خطبت قلت فلانة ابنة
فلان قال النسب كما تحب وكما قد علمت
ولكن في اخلاق اهلها دقة لا تعدمك
ان تجدها في ولدك قلت فلا حاجة لي
اذا فيها قال ابن عباس كنت عند
عمر رضي الله تعالى فنفس نفسا ظننت
ان اضلاعه قد انفرجت فقلت له
ما اخرج هذا النفس منك يا امير المؤمنين
الا هم شديد قال اي والله يا ابن
عباس اني فكرت فلم ادر فيمن اجعل
هذا الامر بعدي ثم قال لعلك ترى
صاحبك لها اهلا قلت وما يمنعه من
ذلك مع جهاده وسابقته و قرابته
وعلمه قال صدقت ولكنه امرؤ فيه
دعابة قلت فاين انت عن طلحة
قال ذوالباو باصبعه المقطوعة قلت
فعبد الرحمن قال رجل ضعيف لو صار
الامر اليه لوضع خاتمه في يد امرأته
قلت فالزبير قال شكس لقس يلاطم
في البقيع في صاع من بر قلت

چھپنے والی) نہ کرنا۔ اُس نے کہا کہ یہ مجففہ کیا ہے۔ فرمایا کہ شاعر یہ کہتا ہے کہ بنی فلاں بہتر ہے بنی فلاں سے۔ مدح کر مگر کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دے۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین واللہ آپ مجھ سے بڑے شاعر ہیں۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین میں ایک رشتہ کے خیال میں ہوں آپ مجھے مشورہ دیجئے۔ فرمایا کہ کس سے تجویز کیا؟ میں نے کہا کہ فلاں لڑکی سے جو فلاں کی بیٹی ہے۔ فرمایا کہ نسب تو ایسا ہی ہے جیسا تم پسند کرتے ہو اور جیسا کہ تم کو علم ہوا ہے، مگر اس کے گھر والوں کے اخلاق میں کمزوری ہے تم اس سے بچ نہ سکو گے کہ اس کا اثر اپنی اولاد میں بھی پاؤ گے میں نے کہا کہ پھر تو مجھے اسکی ضرورت نہیں۔ ابن عباس نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے ساتھ تھا، کہ انہوں نے ایسی طرح ایک سانس لیا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ ان کی پسلیاں زخمی ہوگئی ہیں۔ تو میں نے اُن سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے اندر سے ایسے سانس کو کوئی چیز نہیں نکال سکتی بجز بڑے اہم فکر کے۔ فرمایا کہ ہاں واللہ اے ابن عباس میں نے بہت سوچا کہ اس امر (خلافت) کو اپنے بعد کس کے سپرد کروں مگر نہیں جان سکا۔ پھر کہا کہ شاید تو اپنے صاحب (یعنی علی رضی اللہ عنہ) کو اس کا اہل خیال کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان کے حق میں کونسی بات مانع ہے جب کہ وہ جہاد بھی کرتے رہے اور سابق بالاسلام بھی ہیں اور صاحب قرابت بھی اور صاحب علم بھی۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ لیکن وہ ایسا شخص ہے جس میں ظرافت ہے (اس سے لوگ مرعوب نہ ہونگے) میں نے کہا کہ پھر طلحہ کے بارے میں کیا خیال ہے تو کہا کہ وہ کچھ غرور والا شخص ہے اپنی کٹی ہوئی انگلی کے ساتھ عـ۵۔ میں نے کہا کہ عبد الرحمٰن تو کہا کہ وہ کمزور شخص ہے اگر یہ امر اس کے پاس پہنچ گیا تو وہ تو خاتم (یعنی مہر خلافت) اپنی بیوی کے ہاتھ میں ڈال دے گا۔ میں نے کہا کہ پھر زبیر؟ فرمایا کہ وہ سخت گیر اور بخیل ہے۔ گیہوں کے ایک صاع کے پیچھے بقیع میں لوگوں کے تھپڑ مارتا پھرتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر سعد بن ابی وقاص۔ کہا کہ وہ تو بس اسلحہ اور سواری کا مرد ہے۔ میں نے کہا کہ پھر عثمان۔ تو تین مرتبہ آہ آہ

عـ۵ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

www.kitabghar.org

فسعد بن ابی وقاص قال صاحب سلاح و مقنب قلتُ فعثمان قال اوّہ ثلثاً واللہِ لئن وُلّیہا لیحملنّ بنی ابی مُعیط علٰی رقاب الناسِ ثم لتنہضُ الیہ العربُ فتقتُلُہ ثم قالَ یا ابن عباس انہ لا یصلح لہذا الامر الا حصیفُ العُقدۃِ قلیلُ الغِرّۃ لا تاخذہ فی اللہِ لومۃُ لائم یکون شدیدًا من غیر عنفٍ لیّنًا من غیر ضعفٍ سخیًّا من غیر سرف مُمسکًا من غیر وکفٍ قال ابنُ عباسٍ فکانت واللہ ہی صفات عمر قال ثم اقبل علیَّ بعد ان سکتَ ہُنیہۃً وقال ان اللہ تعالٰی وَلِیُّہا ان یحکم علٰی کتاب ربہم و سنّۃ نبیہم بصاحبک اَمَا اِنہم ان وَلّوہ اَمرَہم حملہم علی المحجّۃ البیضاء و الصراطِ

کی اور کہا واللہ اگر اس کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ ابو مُعیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا۔ پھر یقیناً عرب اس پر حملہ کر کے قتل کر دیں گے۔ پھر کہا اے ابن عباس اس امر کے لئے کوئی صالح (مناسب لائق) نہیں مگر پختہ عقل و تدبیر والا، کم اعتماد کرنے والا کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اللہ کے بارے میں اُس کو باز نہ رکھ سکے، شدّت کرنے والا بغیر بدخو ہونے کے، نرمی کرنے والا ہو بغیر کمزوری کے، سخی ہو، فضول خرچ نہ ہو، مال روکنے والا ہو بغیر عیب (یعنی بُخل) کے۔ ابن عباس نے کہا کہ واللہ یہ سب عمر کی صفات تھیں۔ (ابن عباس نے) کہا، پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بیشک اللہ تعالٰی ولی اُس (خلافت) کا ہے اگر وہ لوگوں کو کتاب اللہ اور ان کے نبی کی سنت پر عمل کرنے پر اُبھارے۔ اگر لوگوں نے تیرے صاحب (یعنی علی رض) کو خلیفہ بنالیا تو وہ لوگوں کو روشن راہ اور صراط مستقیم پر چلنے کے لئے اُبھارے گا۔

عُتبہ بن حصین اور اقرع بن حابس ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور دونوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ہمارے نزدیک

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) ع۵ اس میں اشارہ ہے ایک خاص عیب کی طرف جس کا ذکر اس روایت میں جو مقصد اوّل ج ۲ میں گذر چکی ہے وہاں حضرت طلحہ کے متعلق لفظ الکسیع بولا گیا ہے یعنی جلد بازی کے ساتھ غلط کام کرنے والا اور پھر پچھتانے والا۔ یہ لفظ ماخوذ ہے کسعی سے جو بنی الکسع کا ایک شخص تھا جو اس صفت میں ضرب المثل بن گیا تھا اس نے ایک کمان بنائی تھی جس کا امتحان رات میں گدھوں پر تیر چلا کر کیا۔ تیر گدھوں کے بدن سے گذرتے ہوئے پہاڑی پر پہنچ کر ٹکراتے تھے اور ان سے آگ جھڑتی تھی۔ آگ کو دیکھ کر یہ شخص یہ خیال کرتا رہا کہ نشانہ غلط رہا۔ تو اس نے جھنجھلا کر کمان توڑ دی اور اپنی انگلی بھی کاٹ دی جس سے کمان بنانے میں کام لیا تھا۔ کٹی ہوئی انگلی سے اشارہ اسی ضرب المثل کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ طلحہ میں کچھ نخوت اور خود پسندی کے ساتھ یہ عیب بھی ہے کہ وہ جذباتی شخص ہے، غلط کام کرکے پھر پچھتانیوالا اس لفظ کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی انگلی حقیقت میں کٹی ہوئی تھی۔ واضح رہے کہ یہ تنقیدات اگر روایۃً صحیح بھی ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہیں انہوں نے اپنے بلند موقف سے ان اکابر کو دیکھا اور ان میں پستی کا مشاہدہ کیا ہمیں اپنے موقف سے دیکھنا چاہیئے۔ اور ایسی باتوں سے ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں بدگمانی سے دور رہنا چاہیئے۔ طلحہ اور زبیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حواری قرار دیا ہے اور ان کی مدح کی ہے اُن کے بارے میں حُسن ظن میں ایسی روایات کے پیش نظر کمی نہ آنے دیں۔

۱۲ مترجم

www.kitabghar.org

المستقیم جاء عتبۃ بن حصین والاقرع بن حابس الی ابی بکر فقالا یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عندنا ارضا سبخۃ لیس فیہا کلاء ولا منفعۃ ان رأیت ان تقطعناہا لعلنا نحرثہا ونزرعہا ولعل اللہ ان ینفع بہا بعد الیوم فقال ابوبکر لمن حولہ من الناس ماترون قالوا لا بأس فکتب لہما بہا کتابا واشہد فیہ شہودا وعمر ما کان حاضرا فانطلقا الیہ لیشہد فی الکتاب فوجداہ قائما یہنأ بعیرا فقالا ان خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب لنا ہذا الکتاب وجئناک لتشہد علی ما فیہ افتقرأ ام نقرأہ علیک قال اعلی الحال التی تریان ان شئتما فاقرأہ وان شئتما فانتظرا حتی افرغ قالا بل نقرأہ علیک فلما سمع ما فیہ اخذہ منہما ثم تفل فیہ فمحاہ فتذمرا وقالا لہ مقالۃ سیئۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتألفکما والاسلام یومئذ ذلیل وان اللہ تعالی اعز الاسلام فاذہبا فاجہدا جہدکما لا ارعی اللہ علیکما ان ارعیتما فجاءا الی ابی بکر وہما یتذمران فقالا لہ واللہ ما ندری انت امیر ام عمر فقال بل ہو لو کان شاء وجاء عمر رضی اللہ تعالی عنہ وہو

ایک شور زمین ہے نہ اس میں گھاس ہے اور نہ کوئی اور منفعت اگر آپ کی رائے ہو تو ہم کو دے دیجئے شاید ہم اس میں کھیتی کریں اور بوئیں ممکن ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالے اس سے نفع پہنچا دے۔ تو ابو بکر رضؓ نے اُن لوگوں سے جو آپ کے گرد موجود تھے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں تو ان کو ایک وثیقہ لکھ دیا اور جو لوگ موجود تھے ان کی گواہی کرادی وہاں عمر رضؓ موجود نہیں تھے تو یہ دونوں اُن کے پاس پہنچے تاکہ وثیقہ پر ان کی گواہی بھی کرالیں۔ اُنہوں نے عمر رضؓ کو اس حال میں پایا کہ وہ کھڑے ہوئے اونٹ پر قطران (تیل جو خارش والے اونٹ پر ملا جاتا ہے) مل رہے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ وثیقہ لکھ کر دیا ہے اور ہم اس لئے آئے ہیں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر آپ گواہی کر دیں کیا آپ خود پڑھیں گے یا ہم آپ کو پڑھ کر سنا دیں۔ عمر رضؓ نے کہا کہ کیا اس حال میں جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اگر تم چاہو تو تم پڑھ دو یا میں پڑھ لوں گا۔ اگر یہ چاہتے ہو تو میرے فارغ ہونے تک کا انتظار کرو۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم ہی پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ جب عمر رضؓ نے جو کچھ اس میں تھا سُن لیا تو ان سے لے لیا۔ اور اس پر تھوک کر اس کو مٹا دیا۔ تو وہ دونوں برافروختہ ہوگئے اور عمر رضؓ کو بُرے کلمات کہے۔ عمر رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے ساتھ مؤلفۃ القلوب کا معاملہ کرتے تھے اور اسلام اس زمانہ میں کمزور تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت (قوت) عطا کردی ہے جاؤ اب تم جو چاہو کوشش کر لو۔ خدا تم پر مہربانی نہ کرے اگر تم مہربانی چاہو۔ پھر یہ دونوں ابو بکر رضؓ کے پاس آئے اور بہت برہم ہو رہے تھے اور اُن سے کہا کہ واللہ ہم نہیں سمجھے کہ تم امیر ہو یا عمر تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ چاہتے تو وہی ہوتے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے یہاں تک کہ ابو بکر رضؓ کے پاس

www.kitabghar.org

معضب حتی وقف علی ابی بکر فقال اخبرنی عن ہٰذہ الارض التی اقطعتہا ہٰذین اہی لک خاصۃً ام بین المسلمین عامۃً فقال بل بین المسلمین عامۃ فقال فما حملک علی ان تخص بہا ہٰذین دون جماعۃ المسلمین قال استشرت الذین حولی فاشاروا بذلک فقال افکل المسلمین اوسعتہم مشورۃً ورضیً فقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد کنت قلت لک انک اقوی علی ہٰذا الامر منی لکنک غلبتنی وقال عمر رضی اللہ عنہ فی خلافتہ لئن عشت ان شاء اللہ لاسیرن فی الرعیۃ حولاً فانی اعلم ان للناس حوائج تقتطع دونی اما عمالہم فلا یرفعونہا الیّ واما ہم فلا یصلون الیّ اسیر الی الشام فاقیم بہا شہرین ثم اسیر الی الجزیرۃ فاقیم بہا شہرین ثم اسیر الی الکوفۃ فاقیم بہا شہرین ثم اسیر الی البصرۃ فاقیم بہا شہرین واللہ لنعم الحول ہٰذا وقال اسلم بعثنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بابل من ابل الصدقۃ الی الحمٰی فوضعت جہازی علی ناقۃ منہا کریمۃ فلما ان اردت ان اصدرہا قال اعرضہا علیّ فعرضتہا علیہ فرأی متاعی علی ناقۃ حسناء فقال

کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے بتائیے کہ یہ زمین جو آپ نے ان دونوں کے حق میں لکھ دی ہے کیا یہ آپ کی خاص ہے یا عام مسلمانوں کی چیز ہے ابوبکرؓ نے کہا کہ عام مسلمانوں کی ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کس بات نے آپ کو اس پر مجبور کیا کہ آپ جماعۃ المسلمین کو محروم کر کے اس کو ان دونوں کے لئے خاص کر دیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ جو لوگ میرے گرد تھے اُن سے میں نے اس بارے میں مشورہ کر لیا تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا پھر اس مشورہ اور رضامندی کو تمام مسلمانوں پر آپ نے پھیلا دیا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ اس امر میں تم مجھ سے زیادہ قوت رکھتے ہو لیکن تم مجھ پر غالب آگئے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پوری رعیت میں ایک سال دورہ کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ لوگوں کی ضرورتیں میرے بغیر رُکی ہوئی ہیں، رہے میرے عُمّال تو وہ ان کو میرے پاس نہیں پہنچاتے اور وہ صاحب حاجت خود میرے پاس نہیں پہنچتے میں شام پہنچوں گا تو وہاں دو مہینہ رکوں گا۔ پھر جزیرہ کی طرف جاؤں گا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا۔ پھر کوفہ جاؤں گا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا۔ پھر بصرہ کی طرف روانہ ہونگا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا۔ واللہ بہترین سال یہ ہوگا۔ اسلم نے بیان کیا کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صدقہ کے اونٹ (پر سوار ہو کر سفر پر جانے کے لئے) چراگاہ بھیجا تو میں نے اپنا سامان ایک اچھی نسل کی اونٹنی پر رکھ دیا۔ تو جب میں نے اُس پر سوار ہو کر روانگی کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ اس ناقہ کو میرے سامنے پیش کر۔ میں نے پیش کر دیا۔ جب انہوں نے میرا سامان خوبصورت اونٹنی پر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تیری ماں مرے تو نے ایسی ناقہ پر ہاتھ مارا جو مسلمانوں کے ایک گھرانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ ابن لبون (وہ اونٹ جو دو سال کا ہو کر تیسرے سال میں پہنچا ہو) کیوں نہ لیا جو بہت پیشاب کرنے والا ہو۔

www.kitabghar.org

لَا اُمَّ لَکَ عمدتَ الٰی ناقۃٍ تغنی اہل بیت من المسلمین فہلّا ابن لبونٍ بوّالٌ اوناقۃٌ بشفوشا و قیل لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہٰہنا رجلاً من الانبار نصرانیاً لہ بصر بالدیوان لو اتخذتہ کاتباً فقال لقد اتخذتُ اذاً بطانۃً من دون المؤمنین - وقال وقد خطب الناس والذی بعث محمدًا بالحق لوان جملاً ہلک ضیاعاً بشط الفرات خشیتُ ان یسأل اللہ عنہ آلَ الخطاب قال عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم یعنی بآل الخطاب نفسہ مایعنی غیرہ وکتب الی ابی موسیٰ انہ لم یزل للناس وجوہٌ یرفعون حوائجہم من الامر فاکرم من قبلک من وجوہ الناس وبحسب المسلم الضعیف من بین القوم ان یُنصف فی الحکم و فی القسم اتی اعرابیٌ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ان ناقتی لہا نقباً و دبرًا فاحملنی فقال لہ واللہِ مابَبعیرک من نقب ولا دبر فقال ؎ اَقسَمَ باللہِ ابوحفصٍ عمرٌ مامسّہا من نقبٍ ولا دبر ٭ فاغفر لہ اللّٰہم انکان فجر ٭ فقال عمر اللّٰہم اغفرلی ثم دعاہ فحملہ - جاء رجل الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکانت بینہما قرابۃ یسألہ فزبرہ

(یعنی جس سے غرباء کو دودھ کا فائدہ اس ناقہ کی طرح نہ پہنچے کیونکہ اس کے پاس مُوت کے سوا اور کچھ نہیں) یا کوئی ایسی اونٹنی لے لیتا جو کم دودھ دینے والی ہوتی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں انبار کا رہنے والا ایک نصرانی شخص ہے جس کو دفتر کے کاموں میں بہت بصیرت ہے۔ اُس کو تو آپ اپنا کاتب بنا لیجئے۔ فرمایا اگر میں ایسا کرتا تو مومنین کے سوا دوسروں کو بطانہ [ع۱] (اندرونی دوست) بنانے والا ہوتا۔ اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا اگر کوئی اونٹ صدقہ کا فُرات کے کنارے پر بھی ضائع ہو کر ہلاک ہو جائے گا تو مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں آلِ خطاب سے بازپرس کرے۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے کہا کہ "آلِ خطاب" سے عمر اپنی ذات کو مراد لے رہے ہیں اپنے سوا کسی اور کو مراد نہیں لے رہے ہے۔ اور آپ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ ہر زمانہ میں کچھ آدمی عام لوگوں میں نمایاں رہے جن کے پاس لوگ اپنی حاجتیں لے کر جاتے رہے ہیں، تو تم سے پہلے جو لوگ ایسے ممتاز رہے ہیں اُن کی عزت کرو۔ اور ایک ضعیف مسلمان میں قوم کے درمیان اتنی بات تو ہونی چاہئے کہ حکم میں اور تقسیم اموال میں انصاف کرے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور بولا کہ میری اونٹنی کے پاؤں میں زخم ہے اور کمر میں زخم ہے اس لئے مجھے کوئی اونٹ دے دیجئے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ واللہ نہ تیرے اونٹ میں زخم ہے نہ کمر میں۔ تو اس نے کہا ؎ اقسم باللہ الخ (ترجمہ) ابوحفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس (میری) اونٹنی کے نہ پاؤں میں زخم ہے نہ کمر میں تو یا اللہ اُس کو معاف کر دیجئے اگر اس نے جھوٹی قسم کھائی ہو۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔ پھر اس کو بلا کر اونٹ پر سوار کر دیا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص سوال لے کر آیا جو اُن کا رشتہ دار تھا تو آپ نے اس کو جھڑکا اور نکال دیا۔ تو اس کے بارے میں ان سے گفتگو کی گئی اور کہا گیا کہ اے امیر المومنین وہ آپ سے سوال کرتا ہے تو آپ

[ع۱] یہ تلمیح ہے اس آیت کی طرف یاایہا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃً من دونکم لایالونکم خبالاً (ترجمہ) اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت نہ بناؤ وہ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے (آل عمران ۳: ۱۱۸)

www.kitabghar.org

واخرجه فكلم فيه وقيل يا امير المومنين ليبأ لك فزبرته واخرجته قال انه سألني من مال الله فما معذرتي اذا لقيته ملكاً خائناً فلولا سألني من مالي ثم بعث الف درهم من ماله وكان يقول في عماله اللهم اني ابعثهم ليأخذوا اموال المسلمين ولا ليضربوا ابشارهم من ظلمه اميره فلا امرة عليه دوني. بينا عمر رضي الله تعالى عنه ذات ليلة يعس سمع صوت امرأة من سطح وهي تنشد ے تطاول هذا الليل وازور جانبه * وليس الى جنبي خليل الاعبه * فوالله لولا الله لا شئ غيره * لزعزع من هذا السرير جوانبه * مخافة ربي والحياء يصدني * واكرم بعلي ان تنال مراكبه * فقال عمر لاحول ولاقوة الا بالله ماذا صنعت يا عمر بنساء المدينة ثم جاء فضرب الباب على حفصة ابنته فقالت ما جاء بك في هذه الساعة قال اخبريني كم تصبر المرأة المغيبة عن اهلها قالت اقصاه اربعة اشهر فلما اصبح كتب الى امرائه في جميع النواحي ان لا تجمر البعوث وان لا يغيب رجل عن اهله اكثر

اس کو جھڑکتے اور نکال دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے اللہ کے مال میں سے مانگا تھا تو میرا کیا عذر ہوتا جب میں اللہ سے بادشاہ خائن کی حالت میں ملتا۔ اس نے میرے مال میں سے کیوں نہ مانگا۔ پھر اپنے مال میں سے اُس کو ایک ہزار درہم بھیجدیئے۔ اور اپنے عاملوں کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یا اللہ میں اُن کو اس لئے بھیجتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے اموال کو وصول کریں، نہ اس لئے کہ لوگوں کے جسموں کو پیٹیں۔ جس پر اُس کے امیر نے ظلم کیا تو اس پر اس امیر کی امارت نہیں رہے گی سوائے میرے (یعنی اب اس کو براہ راست مجھ سے کہنا چاہیئے) عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات گشت لگانے کے دوران میں چھت کے اوپر سے ایک عورت کی آواز سنی اور وہ یہ اشعار پڑھ رہی تھی ے تطاول الخ (ترجمہ) یہ رات لمبی ہوگئی اور اندھیرا چھا گیا۔ اور میرے پہلو میں ایسا دوست نہیں ہے جس سے دل لگی کرلوں * تو خدا کی قسم اگر خدا (موجود) نہ ہوتا اور کوئی شئے اس کے سوا (جو کہ ملاعبت سے مانع ہو موجود) نہیں ہے تو اس تخت کے تمام گوشے یقیناً لرزتے ہوئے ہوتے۔ اپنے رب کا خوف اور حیا مجھے روک رہی ہیں۔ اور (یہ بات بھی روکنے والی ہے کہ) اپنے میاں کا احترام کرتی ہوں، اس بات سے کہ اس کی سواری کے مقامات کسی اور کو دے دیئے جائیں۔" تو عمر رضؓ نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ، اے عمر تو نے مدینہ کی عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پھر جا کر اپنی بیٹی حفصہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا بات ایسے بے وقت آپ کو یہاں لائی۔ فرمایا کہ مجھے یہ بتادے کہ کتنے زمانہ تک ایسی عورت جس کا شوہر غائب ہو اپنے شوہر سے جدائی پر صبر کر سکتی ہے۔ حفصہ نے کہا کہ اس کی انتہا چار مہینے ہیں۔ پھر جب صبح ہوگئی تو عمر رضؓ نے تمام علاقوں کے امراء کے نام یہ حکم لکھ کر روانہ کیا کہ لشکروں کو محبوس نہ کیا جائے اور کوئی شخص اپنی بیوی سے چار مہینے سے زیادہ غائب نہ رہے۔ اور اسلم نے بیان کیا کہ عمر جب کہ ایک رات مدینہ میں گشت کر رہے تھے میں ان کے ساتھ تھا کہ اچانک انہوں نے سُنا کہ ایک

www.kitabghar.org

من اربعۃ اشہر۔ و روی اسلم قالَ کنت مع عمرَ یعُسُّ بالمدینۃ اذا سمِعَ امرأۃً تقول لبنتہا قومی یا بُنیّۃ الی ذلک اللبنِ فامذقیہ فقالت او ما علمتِ ما کانَ من عَزْمَۃِ امیرالمؤمنین بالامسِ قالت وما ہو قالت انہ امر منادیا فنادی ان لا یُشابَ اللبنُ بالماءِ قالت فانکِ بموضعٍ لا یراکِ امیرالمؤمنین ولا منادی امیرالمؤمنین قالت ماکنتُ لِاُطیعَہ فی الملاءِ و اَعصیہ فی الخلاءِ وعمر یسمعُ ذالکَ فقال یا اسلم اعرف البابَ ثم مضیٰ فی عسہ فلما اَصبح قال یا اسلم امضِ الی الموضع فانظر مَنِ القائلۃُ و مَنِ المقولُ لہا ہی وہل لہا من بَعلٍ قال اسلم فَاَتیتُ الموضعَ فنظرتُ فاذا الجاریۃُ اَیّم واذا بنتٌ لہا ولیس لہا رجل فاخبرتُہ فجمع عُمر ولدَہ فقال ہل تریدونَ ان تزوّجوا امرأۃً فازوِّجہ امرأۃً صالحۃً فتاۃً و لو کانَ فی ابیکم حرکۃٌ الی النساءِ لم یسبقہ احدٌ الیہا فقال عاصمٌ ابنہ اَنَا فبعثَ الی الجاریۃِ فزَوَّجہا ابنَہ عاصمًا فولدتْ لہ

عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ بیٹی اُٹھ اور جاکر دودھ میں پانی ملادے، تو اُس نے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں ہوا کہ امیر المومنین نے کل کس حکم کی منادی کرائی تھی۔ اُس نے کہا کہ کیا حکم تھا۔ اُس نے کہا کہ اُن کے حکم سے منادی نے یہ آواز لگائی تھی کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا کہ تو ایسی جگہ ہے کہ تجھے نہ امیر المومنین دیکھ رہا ہے اور نہ امیر المومنین کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ میں تو ایسا نہ کروں گی کہ سامنے تو اُن کی اطاعت کروں اور تنہائی میں اُن کے حکم کے خلاف کروں۔ اور عمرؓ یہ گفتگو سُن رہے تھے۔ تو فرمایا کہ اے اسلم دروازے کو اچھی طرح پہچان لے۔ پھر گشت میں آگے نکل گئے۔ پھر جب صبح ہوئی تو فرمایا اے اسلم اُس جگہ پہنچو اور پتہ لگاؤ کہ وہ کہنے والی کون تھی اور جس سے کہہ رہی تھی وہ کون ہے اور کیا اُس کے شوہر موجود ہے۔ اسلم کہتے ہیں کہ میں اُس جگہ پہنچا اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکی بیوہ ہے اور اس کی ایک بیٹی ہے اور دونوں کا کوئی مرد نہیں ہے۔ تو میں نے اس کی اطلاع عمرؓ کو دے دی۔ اُس کے بعد عمر نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ کیا تم کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، تو میں اس کا نکاح ایسی نوجوان عورت سے کرادوں جو صالحہ ہے اور اگر تمہارے باپ میں عورتوں کی جانب میلان ہوتا تو اُس پر اس کی جانب کوئی اس سے پیش قدمی نہ کرسکتا۔ تو اُن کے بیٹے عاصم نے کہا کہ میں۔ تو آپ نے اُس لڑکی کے پاس پیغام بھیجدیا اور اس کا اپنے بیٹے عاصم سے نکاح کردیا۔ تو اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی کنیت اُمّ عاصم ہے اور یہی ماں ہے عمر بن عبد العزیز بن مروان کی۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حج کیا۔ جب وادی ضجنان میں آئے تو فرمایا کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو بہت عظمت والا ہے، جو کچھ چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عطا فرما دینے والا ہے۔ مجھے یاد آرہا ہے جب کہ میں خطاب کے اونٹ اس وادی میں چرایا کرتا تھا، ایک اونیٰ

www.kitabghar.org

بنتاً ہی المتکاۃ ام عاصم وہی ام عمر بن عبدالعزیز بن مروان۔ حج عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلما کان بضجنان قال لا الٰہ الا اللہ العظیم المعطی ماشاء لمن یشاء اذکروانا ارعی ابل الخطاب بہذاالوادی فی مدرعۃ صوف وکان فظاً یتعبنی اذا عملت ویضربنی اذا قصرت وقد امسیت الیوم ولیس بینی وبین اللہ احد ثم تمثل ؎ لا شئ مما یُری تبقی بشاشتہ ٭ یبقی الالٰہ ویؤدی المال والولد ٭ لم تغن عن ہرمز یوماً خزائنہ ٭ والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا ٭ ولا سلیمان اذ تجری الریاح لہ ٭ والانس والجن فیما بینہا یرد ٭ این الملوک التی کانت منازلہا ٭ من کل اوب الیہا راکب یفد ٭ حوض ہنالک مورود بلا کذب ٭ لابد من وردہ یوماً کما وردوا ٭ وسمع عمر منشداً ینشد قول طرفۃ ؎ فلولا ثلاث ہن من عیشۃ الفتی ٭ وجدک لم احفل متی قام عودی ٭ فمنہن سبقی العاذلات بشربۃ ٭ کمیت متی ما یعل بالماء یزبد ٭ وکری اذا نادی المضاف محنباً ٭ کسید الغضا فی نبہتہ المتورد ٭ وتقصیر یوم الدجن والدجن معجب ٭ ببہکنۃ تحت الطراف المعمد ٭ فقال وانا لولا ثلاث

کرتے ہیں۔ اور وہ ایک سخت مزاج آدمی تھے مجھے اذیت میں ڈالے رکھتے تھے جب میں کام کرتا تھا اور مجھے مارا کرتے تھے جب میں کام میں کمی کرتا تھا اور آج میں اس حال میں ہوں کہ میرے اور اللہ کے مابین کوئی (حاکم) نہیں۔ پھر تمثیلاً یہ اشعار فرمائے ؎ لا شئ مما یُری الخ (ترجمہ) کوئی دیکھی جانے والی شے ایسی نہیں کہ اس کی خوشی اور تازگی باقی رہنے والی ہو۔ اللہ ہی ہمیشہ رہتا ہے اور مال و اولاد سب فنا ہو جاتے ہیں (موت کے) دن ہرمز (شاہ فارس) کے خزانے اس کو نہ بچا سکے۔ اور خلد (عاد کی جنت) نے اس سے منہ موڑ لیا، یہ لوگ باقی نہ رہے ٭ اور نہ سلیمان باقی رہے جن کے حکم سے ہوائیں چلتی تھیں، اور انسان اور جن ان ہواؤں کے درمیان اترتے تھے ٭ وہ بادشاہ کہاں گئے جن کے محلات ایسے تھے کہ ہر طرف سے ان کے پاس سواروں کے وفد آتے رہتے تھے ٭ وہاں (فنا کا) ایک حوض ہے جس پر بلا تخلف ہر ایک کو وارد ہونا ہے جس طرح گذرے ہوئے لوگ اس پر وارد ہو کر موت کے گھونٹ پیتے رہے ٭ اور عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ایک شخص طرفہ کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا ؎ فلولا ثلاث الخ (ترجمہ) اگر تین خصلتیں نہ ہوتیں جو کہ جوان کی (یعنی میری) زندگی سے لازم ہیں، قسم ہے تیرے نصیب کی میں ایسے وقت بھی نہیں چوکتا جب کہ میں بیمار ہوتا ہوں اور (میری عیادت کرنے والے کھڑے ہوتے ہیں ٭ ان میں سے ایک خصلت میرا ملامت کرنے والوں پر سبقت کر جانا ہے ایسی شراب کے ایک گھونٹ کے لئے جس میں سیاہی آمیز سرخی ہو کہ جب اس میں پانی ملایا جائے تو ابل کر (صراحی سے) نکلنے لگے ٭ اور (دوسری خصلت) میرا پلٹ کر حملہ کر دینا ہے جب الیا میدان جنگ ندا کرے جو (بہادروں کو) نامرد بنا دینے والا ہو، غضا کے بھیڑیے کی طرح کمال ہوشیاری اور سبک رفتاری کے ساتھ ٭ اور (تیسری خصلت) یوم ابر کو

www.kitabghar.org

هن من عيشة الفتى * وجدك لم احفل
متى قام عودى * أجاهد فى سبيل الله و
أنا أمنع وجهى فى التراب لله و أنا
أجالس قوما يلتقطون طيب القول كما
يلتقط طيب الثمر - وروى عبد الله بن
بريدة قال كان عمر رضى الله تعالى عنه
ربما يأخذ بيد الصبى فيقول ادع لى
فانك لم تذنب بعد - وكان عمر رضى
الله تعالى عنه كثير المشاورة كان يشاور
فى امور المسلمين حتى المرأة - قال عمر
رضى الله تعالى يوما والناس حوله والله
ما ادرى اخليفة انا ام ملك فان كنت
ملكا فلقد ورطت فى امر عظيم فقال له
قائل يا امير المؤمنين ان بينهما فرقا وانك
ان شاء الله لعلى خير قال كيف
قلت قال ان الخليفة لا يأخذ الا
حقا ولا يضعه الا فى حق و انت بحمد الله
كذلك والملك يعسف الناس و
يأخذ مال هذا فيعطيه هذا فسكت عمر و
قال أرجو ان اكونه - وروى الحسن قال
كان رجل لا يزال يأخذ من لحيته
عمر شيئا فاخذ يوما من لحيته فقبض
على يده فاذا فيها شىء فقال ان الملق
من الكذب - انقطع شسع نعل عمر
فاسترجع وقال كل ماساءك فهو

کوتاہ شمار کرتا ہے جب کہ (جنگ کا غبار بلند ہونے سے) تاریکی
بہت اچھی معلوم ہورہی ہو غلبۂ جنگ سے لبے کھینچے ہوئے خیمہ
کے نیچے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اور میں (کہتا ہوں) اگر تین خصلتیں نہ
ہوتیں جو کہ جوان کی زندگی سے لازم ہیں، قسم ہے تیرے نصیب کی
میں ان سے ایسے وقت بھی نہیں چوکتا جب میری عیادت کرنیوالے
کھڑے ہوں (ایک خصلت یہ کہ) میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں
اور (دوسری یہ کہ) میں اللہ کے لئے اپنا چہرہ مٹی پر رکھ دوں اور
(تیسری یہ کہ) میں ایسے لوگوں کا ہم مجلس رہوں جو پاکیزہ اقوال اس
رغبت کے ساتھ چنتے ہیں جس رغبت کے ساتھ عمدہ پھل چنتے ہیں۔
اور عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بسا اوقات کسی بچہ کا ہاتھ
پکڑ لیتے اور کہتے کہ میرے لئے دعا کر کیونکہ تو نے ابھی تک گناہ نہیں کیا۔ اور
عمر رضی اللہ عنہ بکثرت مشورے کرنے والے تھے مسلمانوں کے امور میں مشورے
کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی۔ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا جب کہ لوگ ان کے گرد موجود تھے کہ خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ میں خلیفہ
ہوں یا بادشاہ ہوں۔ اگر میں بادشاہ ہوں تو میں بڑے خطرناک امر میں ڈال دیا
گیا۔ تو ان سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے امیر المومنین دونوں میں فرق
ہے اور آپ انشاء اللہ خیر پر ہیں۔ فرمایا کہ یہ تم نے کیسے کہا؟ اس نے کہا کہ
خلیفہ جو کچھ رعایا سے لیتا ہے حق کے ساتھ لیتا ہے اور اس کو حق ہی کے موقع
میں خرچ کرتا ہے اور آپ خدا کا شکر ہے اس کے مطابق ہیں۔ اور بادشاہ
لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ اس کا مال چھینتا ہے پھر اس کو (خلاف حق) اس کو
دے دیتا ہے!! تو عمرؓ خاموش ہوگئے اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ایسا
بن جاؤں۔ اور حسن نے روایت کیا کہ ایک شخص تھا جو ہمیشہ عمر کی داڑھی میں
سے کچھ لیا کرتا تھا (یعنی صاف کرتا تھا)، تو اس نے ایک دن ان کی داڑھی
میں سے کچھ (تنکا یا ٹوٹا ہوا بال) لیا تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، دیکھا
تو اس میں کچھ تھا تو فرمایا کہ چاپلوسی کذب (کی جنس) میں سے ہے۔ عمرؓ

www.kitabghar.org

مصیبۃ۔ وقف اعرابی علی عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فقال لہ ؎ یا ابن الخطاب جُزِیتَ
الجنّۃ ٭ اُکسُ بُنَیّاتی و اُمّہنّہ ٭ اُقسِمُ باللہ
لتفعلنّہ ٭ فقال ان لم افعل یکون ماذا
قال ع اذاً ابا حفص لَاَمضِینّہ ۔ قال
اذا مَضَیتَ یکون ماذا قال ؎ تکونُ
عن حالی لتُسئلنّہ ٭ یوم تکونُ الاُعطیاتُ
جُنّۃ ٭ والواقفُ المسئولُ یبہتنّہ ٭ اِمّا الیٰ
نارٍ وامّا جنّۃ ٭ فبکیٰ عمر ثم قال لغلامہ
اعطہ قمیصی ہٰذا لذلک الیوم لالشعرہ
واللہِ ما املک ثوباً غیرہ ۔ سمع عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوتَ بکاءٍ فی بیت
فدخل وبیدہ الدِّرّۃ فمال علیہم
ضرباً حتی بلغ النائحۃ فضربہا حتی
سقط خمارُہا ثم قال لغلامہ اضرب
النائحۃ ویلک اضربہا فانہا نائحۃ
لاحرمۃ لہا انہا لاتبکی بشجوکم انہا
تُہریقُ دموعہا علیٰ اخذ دراہمکم انہا
تؤذی امواتکم فی قبورہم و احیاءکم فی
دورہم انہا تنہیٰ عن الصبر وقد امر اللہ
بہ وتأمر بالجزع وقد نہی اللہ عنہ ۔ و
من کلامہ من اتّجر فی شیئٍ ثلاث
مراتٍ فلم یُصب فیہ فلیتحوّل عنہ
الیٰ غیرہ ۔ قال عمر ان الحرف فی المعیشۃ
اخوف عندی علیکم من العیال انہ

کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ الخ کہا اور فرمایا کہ جو بات
بھی تم کو بُری لگے وہ مصیبت ہے ۔ ایک اعرابی نے عمر رضی اللہ عنہ
کے سامنے کھڑا ہو کر کہا ؎ یا ابن الخطاب الخ (ترجمہ) اے ابن خطاب
تجھے جزا میں جنت دی جائے گی۔ میری بیٹیوں اور ان کی ماں کو کپڑے
پہنا دے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ایسا ضرور کر۔ تو عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو کیا ہوگا۔ تو اس نے کہا ع اِذاً الخ یعنی اس
صورت میں اے ابوحفص میں چلا جاؤں گا " تو آپ نے کہا کہ اس صورت
میں کہ تو چلا جائے گا تو کیا ہوگا۔ تو اس نے کہا ؎ تجھ سے میرے حال کے
بارے میں ضرور باز پرس ہوگی، جس دن عطیات (صدقات عذاب
سے بچاؤ کے لئے) ڈھال بنیں گے۔ وہ کھڑا ہوا مسئول (جس سے باز پرس
ہوگی) ضرور پریشان ہوگا۔ یا دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا یا جنت کی
طرف " یہ سُنکر عمر رو پڑے۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ یہ میری قمیص اس کو
دے دو، اُس دن کی باز پرس سے بچنے کی وجہ سے، اُس کے شعر کی وجہ سے نہیں
واللہ میں اس کے سوا اور کسی کپڑے کا مالک نہیں ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ
نے ایک گھر سے رونے کی آواز سُنی تو اُس میں داخل ہو گئے اور اُن کے ہاتھ
میں درّہ تھا اور گھر والوں پر درّے مارتے ہوئے نوحہ کرنے والی عورت
تک پہنچ گئے اور اُس کو پیٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اُس کی اوڑھنی
بھی گر گئی۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ نوحہ کرنے والیوں کو مار، تیرا بُرا ہو
مار ان کو یہ تو نوحہ کرنے والی عورتیں ہیں، ان کی کوئی حرمت نہیں۔ یہ تمہارے
غم کی وجہ سے نہیں روتیں، ان عورتوں کے آنسو تو صرف تم سے درہم وصول
کرنے کے لئے بہتے ہیں۔ یہ عورتیں تمہارے مُردوں کو اُن کی قبروں میں اذیت
پہنچا رہی ہیں اور تمہارے زندوں کو اُن کے گھروں میں۔ یہ صبر سے روک
رہی ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا اور گریہ وبکا کا امر کر رہی ہیں حالانکہ اس سے
اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ جو شخص
کسی چیز کی تجارت تین مرتبہ کرے اور اس میں اُس کو نفع نہ ہو تو اب

www.kitabghar.org

لا یبقی مع الفساد شئ و لا یقل مع الاصلاح شئ وکان عمر یقول اذ لوا الخیل و انتضلوا و اتعددوا فی الشمس و لا یجاورنکم الخنازیر ولا تقعدوا علی مائدۃ یشرب علیہا الخمر و یرفع علیہا الصلیب و ایاکم و اخلاق العجم و لا یحل لمؤمن ان یدخل الحمام الا مؤتزرا و لا لامراۃ ان یدخل الحمام الا من سقم و اذا وضعت المراۃ خمارہا فی غیر بیت زوجہا فقد ہتکت الستر بینہا و بین اللہ تعالی - و کان یکرہ ان یتزیا الرجال بزی النساء و ان لا یزال الرجل مکتحلا مدہنا و ان یحف لحیتہ و شاربہ کما یحف المراۃ - سمع عمر سائلا یقول من یعشی السائل فقال عشوا سائلکم ثم جاء الی دار ابل الصدقۃ یعشیہا فسمع صوتہ مرۃ اخری فقال من ہذا السائل الم آمرکم ان تعشوہ قالوا قد عشیناہ فارسل الیہ عمر و اذا معہ جراب مملوء خبزا قال فانک لست سائلا انما انت تاجر تشتری لاہلک فاخذ بطرف الجراب فنبذہ بین یدی الابل - و نظر الی شاب قد نکس راسہ خشوعا فقال یا ہذا ارفع راسک فان الخشوع لا یزید

اس سے دوسری شے کی طرف رجوع کرے۔ عمرؓ کا قول ہے کہ روزی کے ذرائع کا تباہ ہوجانا میرے نزدیک تمہارے حق میں عزبت و فقر سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ فساد کے ہوتے ہوئے کوئی شے باقی نہیں رہتی اور اصلاح کے ساتھ کوئی شے کم نہیں ہوتی۔ اور عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ گھوڑوں کو سدھاؤ اور تیراندازی کی مشق کرو اور دھوپ میں بیٹھو اور تمہارے پڑوس میں سؤر ہرگز نہ ہونے چاہئیں۔ اور ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھو جس پر شراب پی جا رہی اور صلیب بلند کی جا رہی ہو۔ اور خبردار عجم کی عادتوں سے بچو۔ اور کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ حمام میں داخل ہو مگر تہبند باندھ کر اور نہ کسی عورت کے لئے حلال ہے کہ حمام میں داخل ہو مگر بیماری کی وجہ سے، اور جب کسی عورت نے اپنی اوڑھنی (سربند) کو اتار کر رکھ دیا غیر شوہر کے گھر میں تو اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان کے حجاب کو (جو اس کو اللہ کے غضب سے بچانے والا تھا) توڑ دیا۔ اور آپؓ اس کو مکروہ رکھتے تھے کہ مرد عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کریں اور یہ کہ مرد (زینت کے لئے) سرمہ لگاتے اور تیل چپڑتے رہیں اور یہ کہ اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں کو چڑھائیں (مانگ نکالیں) جس طرح عورتیں مانگ نکالتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک سائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کون رات کا کھانا سائل کو کھلائے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ سائل کو کھانا کھلا دو پھر آپ صدقہ کے اونٹوں کے باڑہ کی طرف گئے تاکہ انہیں چارہ کھلائیں، تو وہاں آپ نے اسی سائل کی آواز پھر سنی، تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ سائل کون ہے، کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ اس کو کھانا کھلا دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو کھلا دیا تھا، تو اس کے پاس عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا، دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس ایک تھیلا ہے روٹیوں سے بھرا ہوا۔ عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ تو سائل نہیں ہے تو محض ایک تاجر ہے اپنے اونٹوں کے لئے روٹی خریدتا پھرتا ہے پھر تھیلے کا ایک گوشہ پکڑ کر اونٹوں کے آگے الٹ دیا۔ آپ نے ایک جوان کو دیکھا اس نے عاجزی کے طور پر اپنا سر جھکا رکھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص اپنا سر اٹھا۔ کیونکہ یہ (اظہار) خشوع

www.kitabghar.org

علی ما فی القلب فمن اظھر للخلق
خشوعا فوق ما فی قلبه فانما اظھر
نفاقا۔ ومن كلامه احبكم الينا
مالم نركم احسنكم اسما فاذا رأيناكم
فاحبكم الينا احسنكم اخلاقا فاذا
بلوناكم فاحبكم الينا اعظمكم امانة
واصدقكم حديثا۔ وكان يقول لا تنظروا
الى صلوة امرء ولا صيامه ولكن انظروا
الى عقله وصدقه۔ ومن كلامه ان العبد
اذا تواضع لله رفع الله حكمته وقال
له انتعش نعشك الله فهو فی نفسه
صغير وفی اعين الناس عظيم و
اذا تكبر وعتی وهصه الله الی الارض
وقال اخسأ اخساك الله فهو فی نفسه
عظيم وفی اعين الناس حقير حتی يكون
عندهم احقر من الخنزير۔ وقال الانسان
لا يتعلم العلم لثلاث ولا يتركه لثلاث
لا يتعلمه ليماری به ولا ليباهی به ولا ليرائی
به ولا يتركه حياء من طلبه ولا زهادة
فيه ولا رضی بالجهل بدلا منه۔ وقال
تعلموا انسابكم تصلوا ارحامكم۔ وقال
انی لا اخاف عليكم احد الرجلين مؤمنا
تبين ايمانه وكافرا قد تبين كفره
ولكن اخاف عليكم منافقا يتعوذ بالايمان
ويعمل بغيره۔ ومن كلامه ان الرجف من

جو کچھ قلب میں ہے اس پر کچھ اضافہ نہیں کرتا۔ جس شخص نے لوگوں کے سامنے اتنا خشوع ظاہر کیا جو اس کے قلب کے خشوع سے زیادہ ہے تو اس نے نفاق ہی کا اظہار کیا۔ اور آپ کا قول ہے تم میں سے جس کو ہم نے نہیں دیکھا ہمارے نزدیک زیادہ اچھا وہ ہوتا ہے جس کا نام اچھا ہوتا ہے پھر جب ہم نے تم کو دیکھ لیا تو ہم کو زیادہ اچھا وہ معلوم ہوتا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم تم کو آزما بھی لیتے ہیں تو ہمارے نزدیک تم میں سب سے اچھا وہ ہوتا ہے جو تم میں امانت اور سچ بات کہنے میں سب سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی شخص کی نماز اور روزوں پر نظر نہ کرو بلکہ نظر کرو اس کی عقل اور اس کے صدق پر۔ اور آپ کا ارشاد ہے کہ بندہ جب اللہ کے لئے سر جھکاتا ہے تو اللہ بلند کر دیتا ہے اس کی حکمت کو اور اس سے فرماتا ہے اٹھ تجھے اللہ نے بلند کر دیا ہے، تو وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوتا ہے (یعنی وہ اپنی ذات کو حقیر سمجھتا ہے) اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہوتا ہے۔ اور جب تکبر اور سرکشی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زمین پر دے مارتا ہے اور فرماتا ہے دور ہو تجھے خدا نے ذلیل کر دیا ہے، تو وہ اپنے نفس میں عظمت والا ہوتا ہے (یعنی اپنے آپ کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہے) اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کے نزدیک سُور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ انسان علم کو نہ سیکھے تین باتوں کے لئے اور اس کو ترک نہ کرے تین باتوں کے سبب، نہ سیکھے اس غرض سے کہ اس سے لوگوں سے بحث اور جھگڑے کرے اور نہ اس غرض سے کہ لوگوں پر بڑائی جتائے اور نہ لوگوں کو دکھانے کے لئے، اور نہ ترک کرے اس کی طلب سے شرما کر اور نہ اس سے بے رغبتی کی بنا پر اور نہ اس کے بدلہ میں جہل پر راضی ہو کر۔ اور آپ نے فرمایا کہ اپنے نسبوں کا علم حاصل کرو اور صلہ رحمی کرو (یعنی رشتہ داری کا حق ادا کرو) اور فرمایا کہ مجھے تم پر دو قسم کے آدمیوں سے کوئی اندیشہ نہیں، ایسے مومن سے جس کا ایمان عیاں ہو اور ایسے کافر سے جس کا کفر عیاں ہو۔ لیکن مجھے اندیشہ

www.kitabghar.org

كثرة الزنا انّ قحوط المطر من قضاة
السوء وائمة الجور- وقال في النساء استعينوا
عليهنّ بالعري فان احداهن اذا كثرت
ثيابها وحسنت زينتها اعجبها الخروج-
ومن كلامه ان الجبت السحر وان الطاغوت
الشيطان وان الجبن والشجاعة غرائز
تكون في الرجال يقاتل الشجاع عمن
لايعرف ويفرّ الجبان عن امه و
ان كرم الرجل دينه وحسب الرجل
خلقه وان كان فارسيا او نبطيا- و
قال تفهموا العربية فانها تزيد في العقل
وتزيد في المروة- وقال ما يمنعكم اذا
رأيتم الشقيه يخرّق اعراض الناس ان تعربوا
عليه قالوا نخاف لسانه قال ذلك ادنى
ان لاتكونوا شهداء- ورأى رجلا عظيم البطن
فقال ما هذا فقال بركة من الله قال بل
عذاب من الله- وقال اذا رزقت مودة
من اخيك فتشبث بها ما استطعت
وقال لقوم يحصدون الزرع ان الله
جعل ما اخطأت ايديكم رحمة لفقرائكم
فلا تعودوا فيه- وقال ما ظهرت قط
نعمة على احد الا وجدت له حاسدا
ولو ان امرأ كان اقوم من قدح
لوجدت له غامزا- وقال اياكم والمدح
فانه الذبح- وقال لقبيصة بن ذويب

ایسے منافق سے ہے جو آڑ لے لیتا ہے ایمان کی اور عمل ایمان کے خلاف کرتا ہے اور آپ کا قول ہے کہ زلزلہ زنا کی کثرت سے اور بارش میں رکاوٹ بُرے قاضیوں اور ظالم حکام کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ انکی اتنی مدد کرو کہ برہنگی سے بچی رہیں کیونکہ اُن میں ایسی بھی ہیں کہ جب ان کے پاس زیادہ کپڑے ہو جائیں اور اُن کا سنگار اچھا ہو جائے تو اب اُن کو گھر سے نکلنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور آپ کا قول ہے کہ جبت سے مراد ہے سحر اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ اور جُبن یعنی بزدلی اور شجاعت خلقی اور طبعی صفات ہیں جو لوگوں میں ہوتی ہیں۔ بہادر مرد ایسے شخص کی طرف سے لڑ جائے گا جس کو وہ پہچانتا بھی نہ ہوگا اور بزدل اپنی ماں کو بھی چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ اور آدمی کی "بزرگی" اس کا دین ہے اور اُس کا "حسب" اس کا خُلق اگرچہ وہ فارسی ہو یا نبطی عـ۵۔ اور فرمایا کہ عربیت کو سمجھو، اس سے عقل بڑھے گی اور مروّت زیادہ ہوگی۔ اور آپ نے لوگوں سے کہا کہ کونسی چیز تم کو روکتی ہے جب کہ تم کسی بیوقوف کو دیکھو کہ وہ لوگوں کی آبرو ریزی کر رہا ہے کہ تم اس سے اُس کو روک دو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم اُس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا کہ ادنیٰ (نتیجہ) اس کا یہ ہے کہ تم گواہ نہ ہو عـ۶۔ عمرؓ نے ایک بڑے پیٹ والے آدمی کو دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ برکت ہے اللہ کی طرف سے۔ فرمایا نہیں بلکہ عذاب ہے اللہ کی طرف سے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جب تجھے اپنے بھائی کی جانب سے دوستی عطا کر دی جائے تو جہاں تک تجھ سے ہو سکے اس کو نباہتا رہ۔ اور آپ نے کچھ لوگوں سے جو کھیتی کاٹ رہے تھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس (بال) کو جس سے تمہارے ہاتھ خطا کر جاتے ہیں تمہارے فقراء کے لئے رحمت بنایا ہے (کہ وہ اُن کو جمع کر کے روزی کماتے ہیں) تو اُس کو نہ اُٹھاؤ (پڑی رہنے دو) اور فرمایا کہ جب بھی کسی پر کسی نعمت کا ظہور ہوا تو اس پر کوئی حاسد ضرور پاؤ گے اور اگر کوئی شخص تیر سے بھی زیادہ سیدھا ہوگا تو تم اس کا بھی کوئی عیب جو ضرور پاؤ گے۔ اور فرمایا کہ مدح سے بچو کہ یہ ذبح

عـ۵ نبط۔ نون اور با کے زبر کے ساتھ عرب کی ایک قوم ہے جو فارس اور روم میں داخل ہوئی۔ ان کی زبان خراب ہو گئی اور نسب فاسد ہو گیا۔ ۱۲ عـ۶ آئندہ صفحہ پر

www.kitabghar.org

انت رجلٌ حدیث السن فصیحٌ و انہ یکون فی الرجل تسعۃ اخلاقٍ حسنۃ و خلق واحد سیّئٌ فتغلب الواحدُ التسعۃَ فتوقّ عثرات السیئات۔ و قال بحسب امرءٍ من الغیّ ان یؤذی جلیسہ او یتکلف مالا یعنیہ او یُعیب الناس بما یأتی مثلہ و یظہر لہ منہم ما یخفیٰ علیہ من نفسہ۔ و قال احترسوا من الناس لسوء الظن۔ و قال فی خطبۃٍ لہ لا یعجبنکم من الرجل طنطنتہ و لکن من ادّی الامانۃ و کفّ عن اعراض الناس فہو الرجل۔ و قال الراحۃ فی مہاجرۃ خلطاء السوء۔ و قال انّ لومًا بالرجل ان یرفع یدیہ من الطعام قبل اصحابہ۔ و اثنیٰ رجلٌ علی آخر عند عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہ اعاملتہ؟ قال لا قال اصحبتہ فی السفر قال لا قال فانت اذاً لقائل مالا تعلم۔ و قال لان اموت بین شعبتی رحلی اسعیٰ فی الارض ابتغی من فضل اللہ کفاف وجہی احبّ الیّ من ان اموت غازیًا۔ و کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاعدًا والدرۃ معہ والناسُ حولہ اذا اقبل الجارود العامریّ فقال رجل ہذا سید ربیعۃ فسمعہا

(کے برابر) ہے۔ اور آپ نے قبیصہ بن ذُوَیب سے فرمایا کہ تو ایک نوعمر شخص ہے، فصیح ہے، یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص میں نو اخلاق حسنہ ہوتے ہیں اور ایک بُرا خلق ہوتا ہے، اور وہ ایک نو پر غالب آجاتا ہے اس لئے بدکرداری کی لغزشوں سے بچتے رہنا۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کے بدتر ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے ہمنشین کو تکلیف پہنچائے یا بے فائدہ تکلفات میں مبتلا ہو یا لوگوں میں ایسے عیب نکالے کہ اس قسم کی باتوں کا خود بھی مرتکب ہو اور لوگوں کی ایسی برائیوں کو ظاہر کرے کہ جب وہ خود اس سے صادر ہوں تو چھپائے۔ اور فرمایا کہ لوگوں پر بدگمانی کرنے سے اپنے نفس کی نگہداشت رکھو۔ اور آپ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ تم کو کسی آدمی کی بڑی شہرت پر فریفتہ نہ ہو جانا چاہیئے، لیکن جو شخص امانت کو ادا کر دے اور لوگوں کی آبرو ریزی سے بچے، بس آدمی وہی ہے۔ اور فرمایا کہ راحت اسی میں ہے کہ بُرے ساتھیوں سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کے حق میں یہ بات قابل ملامت ہے کہ اپنے ہاتھ کھانے سے کھینچ لے اپنے ساتھیوں سے پہلے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ کیا تو نے اُس سے کوئی معاملہ کیا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا تو کیا سفر میں اس کے ساتھ رہا اُس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو تو ایسی بات کا قائل ہے جس کا تجھے علم نہیں اور فرمایا کہ اگر میں اللہ کے فضل کی جستجو کے دوران میں اپنی ذات کے معاش کے لئے زمین میں سفر کرتا ہوا اپنی سواری کے دونوں کجاووں کے بیچ میں مرجاؤں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ جہاد کرتا ہوا مروں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس دُرّہ بھی تھا اور لوگ آپ کے گرد و پیش جمع تھے کہ جارود عامری آگئے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ یہ ربیعہ کا سردار ہے۔ اس بات کو عمر نے سُنا اور اُن لوگوں نے بھی جو اُن کے گرد موجود تھے اور اس کلام کو جارود نے بھی سُنا تو جب جارود اُن کے قریب آئے تو آپ نے اُن کے دُرّہ مارا۔ تو جارود نے کہا کہ

عہ یعنی تمہاری شہادت ناقابلِ اعتبار قرار پائے کہ تم نہی عن المنکر نہ کرسکے محض بدزبانی اور گالیوں کے اندیشہ سے۔ ۱۲

www.kitabghar.org

عمر و من حوله وسمعها الجارود فلما دنیٰ
منه خفقه بالدرة فقال مالي ولك
یا امیر المؤمنین قال ویلک لقد سمعتها
قال وسمعتها فمه قال خشیت ان تخالط
القوم و فی قلبک من هذا امر فاحببت
ان اطاطئ منک۔ وقال من احبّ
ان یصل ابیه فلیصل اخوان
ابیه من بعده۔ وقال ان اخوف
ما اخاف ان یقول المرء برأیه فمن
قال انی عالم فهو جاهل ومن قال انی
فی الجنة فهو فی النار۔ وخرج للحج
فسمع غناء راکب فقیل یا امیر المؤمنین
الا تنهیٰ عن الغناء وهو محرم فقال
دعوه فان الغناء زاد الراکب۔ وقال
یثغر الغلام لسبع ویحتلم لاربع
عشرة وینتهی طوله لاحدیٰ و
عشرین ویکمل عقله لثمان وعشرین
ویصیر رجلاً کاملاً لاربعین۔ وکتب
الی ابی موسیٰ وهو بالبصرة بلغنی
انک تأذن للناس بالجم الغفیر
فاذا جاءک کتابی هذا تأذن لاهل الشرف
واهل القرآن والتقویٰ والدین
فاذا اخذوا مجالسهم فأذن للعامة
ولا تؤخر عمل الیوم لغد فتدارک
علیک الاعمال فتضیع وایاک واتباع

اے امیر المومنین مجھ سے آپ کی کیا خطا سرزد ہوئی ؟ فرمایا تجھ پر افسوس
ہے کیا تو نے اُس بات کو سُنا ؟ انہوں نے کہا ہاں سُنا تھا تو پھر کیا ہوا
فرمایا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ تو قوم میں مل کر بیٹھے اس حال میں
کہ تیرے قلب میں اس امر (یعنی کبر) کا کچھ اثر ہو تو میں نے پسند کیا کہ اس
کو تیرے دل سے نکال دوں۔ اور فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے مقاصد
میں کامیاب ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنے باپ کے بعد اُس کے بھائیوں
کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ اندیشہ ناک
بات جس سے میں ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ کوئی خود بینی میں مبتلا ہو، تو جو
شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے اور جس نے یہ کہا کہ وہ جنتی ہے
تو وہ دوزخی ہے۔ اور آپ سفرِ حج میں تھے تو ایک سوار کے گانے کی
آواز سُنی تو آپ سے کہا گیا کہ اے امیر المومنین آپ اُس کو گانے سے
نہیں روکتے ؟ حالانکہ وہ محرِم ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ چھوڑو اُس کو
کیونکہ گانا سوار کا زادِ راہ ہوتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ لڑکا سات سال
کا ہو کر نئے دانت نکالتا ہے اور چودہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے۔ اور
اکیس سال کی عمر میں اس کا قد پورا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی عقل اٹھائیس
سال کی عمر میں پوری ہوتی ہے اور مردِ کامل چالیس سال میں ہوتا ہے۔
اور آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا جب کہ وہ بصرہ میں عامل تھے کہ مجھے یہ
خبر پہنچی کہ آپ ایک بڑی جماعت کو (جس میں ہر قسم کے لوگ ملے جُلے
ہوتے ہیں) ایک مرتبہ ہی آنے کی اجازت دیدیتے ہیں۔ تو جب میرا یہ
خط تم کو ملے اس وقت سے یہ معمول بناؤ کہ اوّل اجازت دو اُن لوگوں کو
جو صاحبِ شرافت اور اہلِ قرآن اور صاحبِ تقویٰ اور دیندار ہوں،
جب وہ اپنی اپنی مناسب جگہ بیٹھ جائیں تو پھر عام لوگوں کو آنے کی اجازت
دو اور آج کے کام کو کل پر مؤخر نہ کرو یہ نہ ہو کہ تمھارے ذمہ بہت سے
کام جمع ہو جائیں پھر تم ان کو ضائع کرو۔ اور خبردار لوگوں کی خواہشوں کا
اتباع نہ کرنا۔ کیونکہ لوگ اپنی اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوتے ہیں اور دنیا

www.kitabghar.org

الهوى فان للناس اهواءً متبعة و دنيا مؤثرة و ضغائن محمولة و حاسب نفسک فی الرخاء قبل حساب الشدة فانه من حاسب نفسه فی الرخاء قبل حساب الشدة کان مرجعه الی الرضاء و الغبطة و من الهته حیاته و شغلته اهواءه عاد امره الی الندامة والحسرة - انه لا یقیم امر الله فی الناس الا حصیف العقدة بعید الغرة لا یحنق علی حرة و لا یطلع الناس منه علی عورة و لا یخاف فی الحق لومة لائم - الزم اربع خصال یسلم لک دینک و تحظ بافضل حظک اذا حضر الخصمان فعلیک بالبینات العدول والایمان القاطعة ثم ادن الضعیف حتی ینبسط لسانه و یجترئ قلبه و تعاهد الغریب فانه اذا طال حبسه ترک حاجته و انصرف الی اهله و احرص علی الصلح مالم یتبین لک القضاء والسلام علیک - و کان رجل من الانصار لا یزال یهدی لعمر فخذ جزور الی ان جاء ذات یوم مع خصم له فجعل فی اثناء الکلام یقول یا امیر المؤمنین افصل القضاء بینی و بینه کما یفصل فخذ الجزور قال عمر فما زال

کو مقدم رکھے ہوئے اور کینے ابھرے ہوئے ہیں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو اس ڈھیل کے زمانہ میں شدت کے زمانہ کے حساب سے پہلے کیونکہ جس نے اس ڈھیل کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا شدت کے حساب سے پہلے اُس کے لوٹنے کی جگہ رضاء اور رشک کا مقام ہو گا اور جس کو اُس کی زندگی نے لہو و لعب میں مبتلا کر دیا اور اس کی خواہشوں نے مشغول کر لیا اُس کا معاملہ ندامت اور حسرت کی طرف عائد ہو گا۔ اللہ کے احکام کو لوگوں میں ایسا ہی شخص قائم کر سکتا ہے جو پختہ کار غافل نہ ہونے والا ہو اور حمایت قرابت وغیرہ پر کینہ نہ رکھنے والا ہو اور لوگ اُس کے چھپے ہوئے عیب پر مطلع نہ ہوں اور حق کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے والا ہو۔ چار عادات کو اپنے اوپر لازم کر لو، تمہارا دین سلامت رہے گا اور تم کو بہترین اجر ملے گا۔ جب کہ مدعی مدعا علیہ حاضر ہوں تو تم پر ضروری ہے صاحب عدل لوگوں کی شہادت ماننا اور قطعی قسموں کا لینا۔ پھر ضعیف کو اپنے قریب کر لو تاکہ اُس کی زبان کھل جائے اور اس کا قریب جری ہو جائے اور پردیسی حاجتمند کا خیال رکھو کیونکہ جب (توجہ کے انتظار میں) وہ دیر تک محبوس رہے گا تو اپنی حاجت کو ترک کر دے گا اور اپنے اہل کی طرف چلا جائے گا اور جب تک تم پر فیصلہ عیاں نہ ہو طرفین میں مصالحت پر حریص رہو۔ والسلام علیک

انصار میں کا ایک شخص تھا جو برابر عمرؓ کے پاس بکری کی ایک ران ہدیۃً بھیجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ (عمرؓ کے پاس) اپنے ایک مخالف کے ساتھ آیا (ایک مقدمہ کے فیصلے کے لئے) اور دوران گفتگو میں اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ اے امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان اس قضیہ کا فیصلہ اس طرح کر دیجئے جس طرح بکری کی ران جدا کی جاتی ہے۔ عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ اس جملہ کو بار بار کہتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے نفس پر (بے قابو ہونے کا) اندیشہ ہو گیا۔ پھر میں نے اس کے خلاف فیصلہ کیا پھر اس کے بعد میں نے اس کا ہدیہ قبول نہ کیا اور نہ اور کسی کا۔ اور آپ نے اپنے

www.kitabghar.org

يُرَدِّدُہا حتی خفتُ علی نفسی فقضیتُ علیہ ثم لم أقبل لہ ہدیۃً فیما بعدُ ولا لغیرہ وکتب الی عمالہ اما بعد فایاکم و الہدایا فانہا من الرشا - کان عمر یقول اکتبوا عن الزاہدین فی الدنیا مایقولون فان اللہ عزوجل وکّل بہم ملائکۃً واضعۃً ایدیہم علی افواہہم فلایتکلمون الا بما ہیّأہ اللہ لہم - و روی ابوجعفر الطبری فی تاریخہ کان عمر یقول جَرِّدُوا القرآنَ ولا تُفَسِّرُوہ واَقِلّوا الروایۃَ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا شریککم - قلتُ معناہ لاتکتبوا فی المصحف غیر القرآن من تفسیرہ وشرح غریبہ ولا تردّوا من الحدیث الا ما اعتمدتم علی صحتہ وقتَ التحمل ووقتَ الاداء ولا یوجد مثل ذلک الا قلیلٌ فلایُبالی الراوی بقلۃ روایتہ ولیحذر روایۃ مالایعتمد علی صحتہ - قال ابوجعفر وکان اذا اراد عمر ان ینہی الناس عن شیءٍ جمع اہلہ فقال انی عسیتُ ان أنہی الناس عن کذا وان الناس ینظرون الیکم نظرَ الطیر الی اللحم فاُقسم باللہ لااجدُ احدا منکم یفعل الا اضعفتُ علیہ العقوبۃ - قال ابوجعفر وکان عمر

عاملوں کو لکھا امّا بعد خبردار ہدیے لینے سے بچو، کہ یہ ایک طرح کی رشوت ہیں۔ عمرؓ فرمایا کرتے کہ دنیا کو ترک کرنے والے زاہدوں سے جو کچھ سنو لکھ لیا کرو۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے اُن پر فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو ان کے منہ پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوتے ہیں تو وہ کلام نہیں کرتے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ اُن سے کہلواتا ہے۔ اور ابوجعفر طبری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کو مجرّد رکھو اور اُس کی تفسیر نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو اور میں (اس امر میں) تمھارا شریک ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ قرآن کے سوا اوراق پر اور کچھ اُس کی تفسیر اور اس کی کسی ایسی چیز کی جو عام فہم نہ ہو شرح نہ لکھو۔ اور حدیث میں سے صرف اُسی کی روایت کرو جس کی صحت پر تم کو بھروسہ ہو اُس کے حفظ کرنے کے وقت اور ادا کرنے کے وقت اور اس طرح کے لوگ کم ہی ہوتے ہیں تو راوی اپنی قلت روایت کی پرواہ نہ کرے اور چاہیئے کہ جس روایت کی صحت پر اعتماد نہ ہو اُس سے پرہیز کرے۔ ابوجعفر نے بیان کیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو کسی بات سے روکنے کا ارادہ کرتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کرکے فرماتے کہ میں عنقریب لوگوں کو اس بات سے منع کرنے والا ہوں اور لوگ تم کو ایسی گہری نظر سے دیکھتے ہیں جیسے پرندے گوشت کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو خدا کی قسم اگر میں تم میں سے کسی کو ایسا کرتے ہوئے پاؤں گا تو دُگنی سزا دوں گا۔ کہا ابوجعفر نے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکوک و شبہات نکالنے والوں پر سخت ناراض ہوتے تھے اور حق اللہ کے بارے میں سختی کرنے والے تھے اُس کے نکلوا لینے تک اور نرمی اور سہولت پسند تھے اُس حق کے بارے میں جو اس پر لازم ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ اس کو ادا کر دے اور ضعیف پر بہت رحم کرنے والے تھے۔ اور زید بن اسلم نے اپنے باپ

www.kitabghar.org

رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدیدًا علی اہل الریب وفی حق اللہ صلیبًا حتی یستخرجہ ولیّنًا سہلاً فیما یلزمہ حتی یؤذیہ وبالضعیف رحیمًا۔ وروی زید بن اسلم عن ابیہ ان نفرًا من المسلمین کلموا عبد الرحمٰن بن عوف فقالوا کلّم لنا عمر بن الخطاب فقد واللہ اَخشانا حتی لانستطیع ان نُدیمَ الیہ ابصارنا فذکر عبد الرحمٰن لہ ذلک فقال اوقد قالوا ذٰلک واللہ لقد لنتُ لہم حتی تخوفتُ اللہ فی امرہم ولقد تشدّدتُ علیہم حتی خفتُ اللہ فی امرہم ولاَ انا واللہ اشد فرقًا للہ منہم لی۔ وروی راشد بن سعدٍ اَنّ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُتِیَ بمال فجعل یُقسِّم بین الناس فازدحموا علیہ فاقبلَ سعدُ بن ابی وقاص یزاحم الناسَ حتی خلصَ الیہ فعلاہُ بالدرۃ وقال انک اقبلت لاتہابُ سلطانَ اللہِ فی الارض فاَحببتُ اَن اُعلمکَ ان سلطان اللہ لایہابک وقالت الشفاء ابنۃ عبداللہ ورأت فتیانًا من النسّاک یقتصدون فی المشی ویتکلمون رویدًا ما ہؤلاء فقیل نسّاکٌ فقالت کانَ عمر بن الخطاب

سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے چند لوگوں نے عبد الرحمٰن بن عوف سے کہا کہ آپ عمر بن الخطاب سے ہمارے بارے میں گفتگو کیجئے حقیقت یہ ہے کہ بخدا انہوں نے ہم کو اتنا خائف کر دیا ہے کہ ہم اُن کی طرف دیر تک دیکھ بھی نہیں سکتے۔ تو عبد الرحمن نے اُن سے اِس بات کا ذکر کیا، تو فرمایا کہ کیا واقعی انہوں نے ایسا کہا۔ واللہ میں ان کے ساتھ نرمی کرتا رہا یہاں تک کہ میں اُن سے اس معاملہ میں اللہ سے ڈرنے لگا، اور میں نے اُن پر سختی کی یہاں تک کہ میں اس معاملہ میں اللہ سے ڈرنے لگا اور خدا کی قسم وہ مجھ سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور راشد بن سعد نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مال لایا گیا انہوں نے لوگوں کو تقسیم کرنا شروع کیا تو اُن پر ہجوم ہو گیا۔ سعد بن ابی وقاص نے آکر لوگوں کو دھکیلا یہاں تک کہ عمرؓ کے پاس پہنچ گئے، تو عمر نے اُن کے درہ مارا اور فرمایا کہ تو اس طرح آیا کہ تو زمین پر اللہ کے سلطان سے نہیں ڈرا تو میں نے چاہا کہ تجھے بتا دوں کہ اللہ کا سلطان تجھ سے نہیں ڈرتا۔ اور عبد اللہ کی بیٹی شفا نے جب کہ اس نے زاہدوں میں کے بعض جوانوں کو دیکھا کہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں اور آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں کہا کہ یہ کون ہیں تو کہا گیا کہ زاہد لوگ ہیں تو شفا نے کہا کہ سچے زاہد تو بس عمر بن الخطاب تھے اور جب وہ بولتے تھے تو سُنواتے تھے (یعنی بلند آواز سے بولتے تھے)، اور جب چلتے تو تیز چلتے اور جب مارتے تو دردناک بنا دیتے۔ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کی کسی چیز کے اُٹھانے میں مدد کی، تو اس شخص نے اُن کو دُعا دی اور کہا کہ اے امیر المومنین تمہارے بیٹے تمہاری مدد کریں تو فرمایا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور اُن کا ارشاد ہے کہ عمل کی قوت یہ ہے کہ تو آج کے کام کو کل پر مؤخر نہ کرے۔ اور امانت یہ ہے کہ تیرا باطن تیرے ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ اور تقویٰ نگہداشت

www.kitabghar.org

هو الناسك حقاً وكان اذا تكلم اسمع
واذا مشى اسرع واذا ضرب اوجع
أعان عمر رضي الله تعالى عنه رجلاً
على حمل شيء فدعا له الرجل وقال
أعانك بنوك يا امير المؤمنين قال
بل اغناني الله عنهم - ومن كلامه القوة
في العمل ان لا تؤخر عمل اليوم لغد - و
الامانة ان لا يخالف سريرتك علانيتك
والتقوى بالتوقي ومن يتق الله يقه
وقال عمر رضي الله تعالى عنه كنا نعد
القرض بخلاً انما كانت المواساة أتى
رهط الى عمر رضي الله تعالى عنه فقالوا
يا امير المؤمنين كثرت العيال واشتدت
المؤنة فزدنا في اعطياتنا فقال
فعلتموها جمعتم بين الضرائر واتخذتم
الخدم من مال الله اما لوددت
اني واياكم في سفينتين في لجة البحر
تذهب بنا شرقاً وغرباً فلن تعجز
الناس ان يولوا رجلاً منهم فان
استقام اتبعوه وان جنف قتلوه
فقال طلحة وما عليك لو قلت فان
اعوج عزلوه فقال القتل ارهب
لمن بعده احذروا فتى قريش
فان كريمها الذي لاينام الا على الرضاء
ويضحك عند الغضب ويتناول ما فوقه

سے ہے (یعنی یہ کہ حدود و مقادیر معینۂ شرع کی نفس مخالفت نہ کرسکے)
اور جو اللہ (کے خلاف) سے ڈرتا ہے اللہ اُس کو بچا لیتا ہے۔ اور
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم قرض دینے کو بخل میں
شمار کیا کرتے تھے۔ وہ غمخواری کا زمانہ تھا۔ ایک جماعت آئی
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور انہوں نے کہا کہ اے امیرالمومنین
کنبہ بڑھ گیا اور خرچ کا بوجھ بڑھ گیا اس لئے ہمارے وظائف میں اضافہ
کر دیجئے۔ تو فرمایا کہ تم نے خود ہی ایسا کیا تم نے تن آسانی کے سامان
جمع کئے، اور خدمت گار بنائے اللہ کے مال میں سے۔ سمجھ تو میں اس
کو پسند کرتا ہوں کہ (یہ معمول ہو) گویا میں اور تم دو کشتیوں میں گھرے
دریا میں سفر کر رہے ہیں جو ہم کو مشرق اور مغرب کی طرف لے جا رہا
ہے تو ہم لوگوں کو ہرگز اس بات سے نہ روکیں گے کہ وہ اپنے میں
سے کسی کو (امیر البحر بننے کے لئے) تجویز کر لیں پھر اگر وہ سیدھا رہے
تو سب اس کا اتباع کریں اور اگر ظلم کرے تو اُس کو قتل کر دیں۔
تو طلحہ نے کہا کہ کیا حرج تھا اگر آپ یہ کہتے کہ اگر وہ ٹیڑھا ہو جائے
تو اس کو معزول کر دیں۔ تو فرمایا کہ قتل بعد میں ہونے والے امیر کو زیادہ
محتاط رکھنے والا ہے۔ اور محتاط رہو قریش کے جوان سے کیونکہ قریش
میں کا بزرگ مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نہیں سوتا مگر خوش ہو کر (یعنی
خلافِ طبع امر پیش آجائے تو اُس کی نیند جاتی رہے گی) اور غصہ کے وقت
بھی ہنستا ہے اور (ایسا اقبال مند ہے کہ) اُس شئے کو جو کہ اس (کے اختیار)
سے اُوپر ہوگی اپنے نیچے سے حاصل کر لیتا ہے۔ (یعنی اللہ کی طرف سے اس
کو مل جاتی ہے)۔ اور احنف نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمیر عمر رضی اللہ
عنہ کے پاس آئے اور وہ لوگوں کو قرض دیا کرتے تھے تو عمر رض نے کہا
حش (ارے) اور اُن کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو انہوں
نے کہا کہ عبداللہ بن عمیر اور اُن کے باپ جنگ حنین میں شہید
ہو گئے تھے تو عمر رض نے فرمایا اے یرفا اس کو چھ سو دینار دیدے۔ تو ان کو

www.kitabghar.org

من تحته. وروى الاحنف قال اتى عبد الله بن عمير الى عمر وهو يُقسِّم من الناس فقال عمر حَشّ واقبل عليه فقال من انتَ فقال عبد الله بن عمير وكان ابوه استشهد يوم حُنين فقال يا يرفا أعطه ستمائة دينار فاعطاه ستمائة فلم يقبلها ورجع الى عمر فاخبره فقال يا يرفا اعطه ستمائة وحلّة فاعطاه. فلبس الحلة التي كساه عمر ورمى ماكان عليه فقال خذ ثيابك هذه فلتكن في مهنة اهلك وهذه لزينتك. وروى اياس بن سلمه عن ابيه قال مر عمر في السوق ومعه الدرة فخفقني خفقةً فاصاب طرف ثوبي فقال امط عن الطريق فلما كان في العام المقبل لقيني فقال يا سلمة أتريد الحج قلت نعم فاخذ بيدي فانطلق بي الى منزله فاعطاني ستمائة درهم وقال استعن بها على حجك واعلم انها بالخفقة التي خفقتك فقلت يا امير المومنين ما ذكرتها قال وانا ما نسيتها. وخطب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ايها الرعية ان لنا عليكم حق النصيحة بالغيب والمعاونة على الخير انه ليس من حلم

اس نے چھ سو دینار دیئے مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ یرفا نے آکر حضرت عمر کو اس کی خبر دی تو فرمایا کہ اے یرفا اس کو چھ سو اور ایک جوڑا دے تو اس نے دے دیا اور انہوں نے اس جوڑے کو پہن لیا جو عمر رضؓ نے ان کو عطا کیا تھا اور جو بدن پر تھا اس کو اتار کر پھینک دیا۔ تو عمر رضؓ نے ان سے کہا کہ اپنے کپڑے لے لے، چاہیئے کہ یہ تیرے گھر کے خادموں کے کام آئیں اور یہ (جو پہنے ہوئے ہو) تمہاری زینت رہیں۔ اور ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے، کہا کہ عمر رضؓ بازار سے گزرے اور ان کے ساتھ درّہ بھی تھا تو ہلکے سے میرے ایک درّہ مارا جو کہ میرے کپڑے کی ایک جانب پر لگا اور فرمایا کہ راستہ سے ہٹ۔ پھر جب کہ آئندہ سال آیا تو مجھ سے ملے اور فرمایا کہ اے سلمہ کیا تو حج کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تو میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے مکان پر لے گئے پھر چھ سو درہم دیئے اور فرمایا کہ ان کو حج کے سلسلہ میں کام میں لا۔ اور جان لے کہ یہ اُس درّہ مارنے کا بدلا ہے جو میں نے تیرے مارا تھا۔ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین مجھے تو وہ یاد بھی نہیں۔ فرمایا کہ میں تو اُس کو نہیں بھولا۔ اور عمر رضؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ اے رعایا کے لوگو! ہمارا تم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے خیر خواہ رہو اور نیک کام میں تعاون کرو۔ اور یہ واقعی بات ہے کہ اللہ کے نزدیک کوئی بُردباری امام کی بُردباری اور اُس کی نرمی سے زیادہ اچھی اور عام نفع والی نہیں ہے۔ اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک امام کے جہل اور حمق سے زیادہ مبغوض اور عام طور سے نقصان دینے والا نہیں ہے۔ اے رعیت کے لوگو یقیناً جو شخص اپنے آگے والوں کو عافیت دیتا ہے اللہ تعالیٰ

www.kitabghar.org

احبّ الی اللہ ولا اعمّ نفعاً من حلم امام ورفقہ ولیس من جہل ابغض الی اللہ ولا اعمّ ضرّاً من جہل امام وخرقہ ایہا الرعیۃ انہ من یأخذ بالعافیۃ بین ظہرانیہ یرزقہ اللہ العافیۃ من فوقہ - وروی المغیرۃ بن سوید قال خرجنا مع عمر فی حجۃ حجہا فقرأ بنا فی الفجر الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ولایلاف قریش فلما فرغ رأی الناس یبادرون الی مسجد ہناک فقال ما بالہم قالوا مسجد صلی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالناس یبادرون الیہ فناداہم فقال ہکذا ہلک اہل الکتاب قبلکم اتخذوا آثار انبیاءہم بیعًا من عرضت لہ صلوۃ فی المسجد فلیصل ومن لم یعرض لہ صلوۃ فلیمض - واتی رجل من المسلمین الی عمر فقال انا لما فتحنا المدائن اصبنا کتابًا فیہ علم من علوم الفرس وکلام معجب فدعا بالدرۃ فجعل یضربہ بہا ثم قرأ نحن نقص علیک احسن القصص ویقول ویلک اقصص احسن من کتاب اللہ انما ہلک من کان قبلکم لانہم اقبلوا علی کتب علمائہم واساقفتہم وترکوا التورٰتہ والانجیل

اُوپر سے اُس کو عافیت عطا فرماتا ہے۔ اور مغیرہ بن سوید نے روایت کیا کہ ہم عمرؓ کے ایک حج میں جو انہوں نے کیا تھا نکلے، تو انہوں نے ہم کو فجر کی نماز الم ترکیف الخ اور لایلاف سے پڑھائی۔ پھر جب فارغ ہوئے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہاں کی ایک مسجد کی طرف جھپٹ رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہورہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اُس مسجد کی طرف جھپٹ رہے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے، تو آپ نے آواز دلواکر لوگوں کو بُلایا اور فرمایا کہ تم سے پہلے اہل کتاب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت گاہ بنالیا تھا، اس مسجد میں جس پر نماز کا وقت آجائے وہ وہاں نماز پڑھے اور جس پر کسی نماز کا وقت نہ آئے اُس کو گذر جانا چاہیئے۔ اور مسلمانوں میں سے ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ جب ہم نے مدائن فتح کیا تو ایک کتاب ہمارے ہاتھ آئی جس میں بعض فارس کے علوم اور عجیب کلام تھا تو آپ نے درّہ منگایا اور اس کو مارنا شروع کیا پھر پڑھا نحن نقص علیک احسن القصص (یعنی ہم تجھ کو سب سے زیادہ حسین قصّہ سُناتے ہیں (سورۂ یوسف) اور کہہ رہے تھے کہ تجھ پر افسوس ہے کیا ایسے قصص بھی ہیں جو کتاب اللہ سے زیادہ خوبی والے ہوں اور تم سے پہلے جو لوگ ہوئے ہیں وہ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے علماء اور پادریوں کی کتابوں پر متوجہ ہوئے اور توریت وانجیل کو چھوڑ بیٹھے یہاں تک کہ وہ کہنہ ہوگئیں اور ان دونوں میں جو علم تھا وہ (دیمک کی خوراک ہوکر) جاتا رہا۔ ایک شخص نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکر کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم صبیغ تمیمی سے ملے تو اس نے ہم سے بعض حروفِ قرآن کی تفسیر کے بارے میں پوچھا

www.kitabghar.org

حتی دُرِسَا و ذَهَبَ ما فیهما من العلم
وجاء رجل الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فقال ان صُبیغا التمیمی لقیناہ یا امیر
المؤمنین فجعل یسألنا عن تفسیر حروف
من القرآن فقال اللّٰہم أمکنّی منہ فبینا
عمر یوما جالس یُغدّی الناس اذ
جاءہ الصبیغ وعلیہ ثیاب وعمامۃ
فتقدم و اکل حتی اذا فرغ قال
یا امیر المؤمنین ما معنی قولہ تعالیٰ
وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا
قال ویحک انت ہو فقام الیہ فحسر
عن ذراعیہ فلم یزل یجلدہ حتی
سقطت عمامتہ فاذا لہ ضفیرتان فقال
والذی نفس عمر بیدہ لو وجدتک محلوقا
لضربت رأسک ثم امر بہ فجعل فی
بیت ثم کان یخرجہ کل یوم فیضربہ
مأتۃ فاذا برأ اخرجہ فضربہ مأتۃ
اخری ثم حملہ علی قتب وسیّرہ الی
البصرۃ وکتب الی ابی موسیٰ یأمرہ
ان یحرّم علی الناس مجالستہ و
ان یقوم فی الناس خطیبا ثم یقول
ان صبیغا التمیمی ابتغی العلم فاخطأہ
فلم یزل وضیعا فی قومہ و عند
الناس حتی ہلک و قد کان من قبل
سید قومہ۔ و قال عمر علی المنبر الا انّ

شروع کر دیا تو آپ نے دُعا کی کہ یا اللہ مجھے اس پر قابو عطا فرما دیجیے۔
پھر ایسا ہوا کہ ایک دن عمرؓ بیٹھے ہوئے لوگوں کو کھانا کھلا رہے
تھے کہ آپ کے پاس صُبیغ آگیا اور اُس پر کپڑوں کے ساتھ
عمامہ بھی تھا تو اس نے آگے بڑھ کر کھانا کھایا۔ پھر جب وہ فارغ
ہوگیا تو اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد
کے کیا معنے ہیں وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۔
فرمایا تجھ پر خرابی ہو تو وہی ہے۔ پھر اُس کی طرف بڑھے اور آستینیں
چڑھائیں اور برابر اُس کے کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ اس
کا عمامہ گر گیا تو اس کے بالوں کی دو لٹیں ظاہر ہوگئیں تو فرمایا کہ
قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر میں تجھے
سر منڈایا پاتا تو تیرا سر اُڑا دیتا۔ اس کے بعد اُس کو قید خانہ میں
بند کرا دیا۔ پھر اس کو روزانہ نکالتے رہے اور اس کے ایک سو
کوڑے مارتے رہے۔ جب وہ اچھا ہو جاتا تو پھر اس کو نکالتے
اور ایک سو کوڑے اور مارتے پھر اس کو اونٹ کی کاٹھی پر سوار
کر کے بصرہ کی طرف روانہ کیا اور ابو موسیٰ کو یہ حکم لکھا کہ
لوگوں کو اس کے پاس نشست و برخاست سے ممانعت
کریں اور اس سے کہ وہ لوگوں میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا
ہو۔ پھر فرمایا کرتے کہ صُبیغ تمیمی نے علم کو تلاش کیا مگر وہ
اس کے ہاتھ نہ آیا۔ اس کے بعد صبیغ اپنی قوم میں اور عام لوگوں
میں اسی طرح ذلیل رہا یہاں تک کہ ہلاک ہوگیا اور یہ اس سے
پہلے اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور عمرؓ نے منبر پر فرمایا
کہ اپنی رائے سے فتوے دینے والے سنتوں کے دشمن ہیں
وہ احادیث کو یاد کرنے سے عاجز ہوگئے تو انہوں نے
اپنی رائے سے فتوے دیئے تو گمراہ ہوگئے اور دوسروں
کو بھی گمراہ کیا۔ یاد رکھو ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم اقتدا

www.kitabghar.org

اصحاب الرأی اعداء السنن اعیتہم
الاحادیث ان یحفظوہا فافتوا بآرائہم
فضلوا واضلوا الا انّ لنا ان نقتدی
ولا نبتدی و نتبع ولا نبتدع انہ ما ضلّ
متمسک باثر- وروی اللیث بن سعد
أُتی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بفتیً
امرد قد وُجد قتیلا ملقیً علی وجہ
الطریق فسأل عن أمرہ واجتہد فلم یقف
لہ علی خبر فشق علیہ فکان یدعو و
یقول اللہم اظفرنی بقاتلہ حتی اذا کان
رأس الحول او قریبا من ذلک وُجد
طفل مولود ملقی فی موضع ذلک القتیل
فأتی بہ عمر فقال ظفرت بدم القتیل
ان شاء اللہ فدفع الطفل الی امرأۃ
وقال لہا قومی بشانہ وخذی منا نفقتہ
وانظری من یأخذہ منک فاذا وجدت
امرأۃ تقبلہ وتضمہ الی صدرہا فاعلمینی
مکانہا فلما شبّ الصبی جاءت جاریۃ
فقالت للمرأۃ ان سیدتی بعثتنی
الیک لتبعثی الیہا بہذا الصبی فتراہ
وتردہ الیک قالت نعم اذہبی بہ الیہا
وانا معک فذہبت بالصبی حتی دخلت
علی امرأۃ شابۃ فجعلت تقبلہ و
تفدیہ وتضمہ الیہا فاذا ہی بنت
شیخ من الانصار من اصحاب رسول

کریں اور ابتداء نہ کریں اور اتباع کریں - ابتداع (یعنی نئی بات اپنی طرف سے پیدا کرنا) نہ کریں۔ آثار سے دلیل پکڑنے والا گمراہ نہیں ہوتا۔ لیث بن سعد نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک بے ریش جوان کی لاش لائی گئی جو ایک راستہ کے سرے پر مقتول پڑا ہوا ملا۔ عمرؓ نے اس کے بارے میں تحقیق اور پوری تفتیش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ تو ان پر بہت شاق گذرا، تو دعاء کرتے رہے کہ یا اللہ مجھے اس کے قاتل پر غالب کردے، یہاں تک کہ جب ایک سال یا اس کے قریب گذرنے کو آیا تو ایک نومولود بچہ اسی مقتول کی جگہ پڑا ہوا ملا تو وہ عمرؓ کے پاس لایا گیا تو فرمایا کہ اب میں مقتول کے خون (کی تفتیش) میں کامیاب ہوگیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر آپ نے وہ بچہ ایک عورت کے سپرد کیا اور اس سے فرمایا کہ تو اس کا پورا خیال رکھ اور اس کا خرچ ہم سے لیتی رہ اور اس کا دھیان رکھ کہ اس کو کون تجھ سے لیتا ہے۔ جب تو کسی ایسی عورت کو پائے جو اس کو پیار کرے اور اپنے سینہ سے چمٹائے تو مجھے اس کا مکان بتا دینا۔ پھر جب وہ لڑکا بڑا ہوگیا تو ایک باندی اس عورت کے پاس آئی اور اس سے کہا کہ میری مالکہ نے مجھے تیرے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ تو اس کے پاس اس بچے کو بھیج دے۔ وہ اس کو دیکھ کر تیرے پاس اس کو واپس بھیج دے گی۔ اس نے کہا کہ ہاں اس کو اس کے پاس لے جا اور میں بھی تیرے ساتھ چلوں گی۔ تو وہ بچہ کو لے گئی اور ایک جوان عورت کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے اس بچہ کو پیار کرنا اور صدقے واری ہونا شروع کردیا اور اس کو اپنے سے چمٹانے لگی۔ معلوم ہوا کہ وہ انصار میں کے ایک شیخ کی بیٹی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔ عورت نے جا کر عمرؓ کو اس قصہ کی اطلاع کردی۔

www.kitabghar.org

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت المرأۃ فاخبرت عمر فاشتمل علی سیفہ و اقبل الی منزلہا فوجد اباہا متکئاً علی الباب فقال لہ ما الذی تعلم من حال ابنتک قال اعرف الناس بحق اللہ وحق ابیہا مع حسن صلوتہا و صیامہا والقیام بدینہا فقال عمر انی احببت ان ادخل الیہا فازیدہا رغبۃ فی الخیر فدخل الشیخ ثم خرج فقال ادخل یا امیر المومنین فدخل و امر ان یخرج کل من فی الدار الا اباہا ثم سألہا عن الصبی فلجلجت فقال لتصدقنی ثم انتضی السیف فقالت علی رسلک یا امیر المؤمنین فواللہ لاصدقنک ان عجوزاً کانت تدخل علی فاتخذتہا اماً وکانت تقوم فی امری بما تقوم بہ الوالدۃ وانا لہا بمنزلۃ البنت فمکثت کذلک حیناً ثم قالت انہ قد عرض لی سفر ولی بنت اتخوف علیہا بعدی الضیعۃ وانا احب ان اضمہا الیک حتی ارجع من سفری ثم عمدت الی ابن لہا امرد فہیأتہ و زینتہ کما تزین المرأۃ و اتتنی بہ ولا اشک انہ جاریۃ فکان یری منی ما تری المرأۃ فاغتفلنی یوماً وانا نائمۃ فما شعرت

تو انہوں نے تلوار کمر سے باندھی اور اس جوان عورت کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر اُس کے باپ کو ڈیوڑھی پر تکیہ لگائے ہوئے پایا۔ اُس سے مل کر فرمایا کہ تم اپنی بیٹی کے حال میں سے کیا جانتے ہو؟ اُس نے کہا کہ وہ اللہ کے حق اور اپنے باپ کے حق کی سب سے زیادہ پہچاننے والی ہے۔ اچھی طرح نماز پڑھنا اور روزے رکھنا اور دین کی پوری پابندی کرنا مزید برآں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ نیکی کی طرف اسکی رغبت میں اضافہ کروں۔ تو شیخ گھر میں داخل ہوئے اور باہر آکر بولے کہ اے امیر المومنین اندر تشریف لے جائیے۔ تو عمر گھر میں گئے اور آپ نے حکم دیا کہ گھر کے سب لوگ اس لڑکی کے سوا باہر چلے جائیں۔ پھر آپ نے اس سے اُس بچے کے بارے میں سوال کیا تو وہ گھبرا گئی۔ فرمایا کہ تجھے سچ سچ بتانا پڑے گا اور آپ نے تلوار کھینچ لی۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین ٹھہریئے خدا کی قسم میں پورا حال سچ سچ آپ کو بتاتی ہوں۔ ایک بڑھیا تھی جو میرے پاس آیا کرتی تھی تو میں نے اس کو اپنی ماں بنالیا اور وہ بھی میری خدمت میں اسی طرح لگی رہی جس طرح ماں لگی رہتی ہے اور میں اُس کے لئے بیٹی کے مرتبہ میں تھی۔ ایک وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر ایک دن بڑھیا نے کہا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہے اور میرے ایک بیٹی ہے، مجھے اپنے بعد اُس کے ضائع ہونے کا خوف ہے، میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنے سفر سے واپس آنے تک اس کو تیرے پاس چھوڑ دوں۔ پھر اُس نے اپنے بیٹے کی جو امرد تھا (یعنی بغیر ڈاڑھی کا) تیاری کی اور اس کا بناؤ سنگار کیا جیسا کہ عورتیں سنگار کرتی ہیں اور اس کو میرے پاس لے آئی اور میں اس کے لڑکی ہونے میں کوئی شک نہیں کر رہی تھی۔ وہ میرے جسم کے ان اعضاء کو دیکھتا رہا جن کو عورتیں دیکھتی ہیں۔ ایک دن

www.kitabghar.org

به حتی علانی وخالطنی فعدوت یدی
الی شفرة کانت عندی فقتلته
ثم امرت به فالقی حیث رأیت
فاشتملت منه علی هذا الصبی
فلما وضعته القیته فی موضع ابیه
هذا واللّٰه خبیر علی ما اعلمتک فقال
عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه صدقت
بارک اللّٰه فیک ثم اوصاها و
وعظها وخرج - وروی اسماعیل
بن خالد قال قیل لعثمان الا تکون
مثل عمر قال لا استطیع ان اکون مثل
لقمان الحکیم - ذکرت عائشة عمر فقالت
کان احوذیا نسیج وحده قد اعدّ للامور
اقرانها - جاء عبد اللّٰه بن سلام
بعد ان صلی الناس علی عمر
فقال ان کنتم سبقتمونی بالصلوۃ علیه
فلا تسبقونی بالثناء علیه ثم قال
نعم اخو الاسلام کنت یا عمر جوادًا
بالحق بخیلاً بالباطل ترضی حین الرضا و
تسخط حین السخط لم تکن مداحًا و
لا معیابًا طیب الطرف عفیف الطرف
وذکر ابو جعفر الطبری فی تاریخه
بعض خطب عمر فمنها خطبة خطب بها
حین ولی الخلافة وهی بعد حمد اللّٰه
والثناء علیه وعلی رسوله ایها الناس

اس نے مجھے غافل پایا جب کہ میں سو رہی تھی تو میں اس وقت بیدار ہوئی جب کہ وہ میرے اوپر آچکا تھا اور اس نے مجھ سے جماع کیا۔ پھر میں نے چھرا سنبھالا جو میرے قریب تھا اور اس کو قتل کر دیا۔ میں نے اس کو جہاں آپ نے دیکھا پھنکوا دیا۔ اب مجھے اس بچے کا حمل رہ چکا تھا۔ جب میں نے اس کو جنا تو میں نے اس کو بھی اس کے باپ کی جگہ ڈال دیا اور اس واقعہ پر جو میں نے آپ کو بتایا اللہ خبردار (گواہ) ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو برکت دے۔ پھر اس کو کچھ نصیحت اور وعظ کہہ کر باہر نکل گئے۔ اور اسماعیل بن خالد نے روایت کیا، کہا کہ عثمان رض سے کہا گیا کہ تم عمرؓ کی مانند کیوں نہیں بنتے۔ تو انہوں نے فرمایا مجھ میں لقمان حکیم جیسا بننے کی طاقت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ بڑے ذہین اور بے نظیر تھے۔ اور انہوں نے ہر کام پر ایسوں کو متعین کیا جو اُن کے مناسب تھے۔ عبد اللہ بن سلام ایسے وقت پہنچے جب کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھ چکے تھے تو فرمایا کہ اگر تم ان پر نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت کر گئے ہو تو ان کی تعریف کرنے میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ پھر کہا اے عمر تم بہترین اسلام والے تھے، حق کے ساتھ بہت بخشش کرنے والے اور باطل کے ساتھ بخل کرنے والے، رضا کے موقع پر راضی ہوتے تھے اور غصہ کے موقع پر غصہ کرتے تھے۔ نہ آپ کسی کی بہت مدح کرتے تھے نہ برائیاں کرنے کے خوگر تھے۔ پاکیزہ ظرف والے اور پاک دامن تھے۔ اور ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں عمر رض کے بعض خطبوں کا ذکر کیا ہے۔ اُن میں سے ایک وہ خطبہ ہے جو انہوں نے اُس وقت دیا تھا جب وہ خلیفہ بنائے گئے تھے اور وہ یہ ہے:۔
اللہ کی حمد اور اس کی تعریف اور اس کے رسول پر درود کے بعد

www.kitabghar.org

انی وُلیتُ علیکم ولولاَ رَجائیْ ان اکونَ خیرَکم و اقوٰکم علیکم و اشدَّکم استِضلاعًا بما ینوْب من مہمّ امورِکم ما تولیتُ ذٰلکَ منکم و یکفٰی عمرَ فیہا مجرٰی العطا ء موافقۃُ الحساب بأخذِ حقوقِکم کیفَ آخُذُہا و وضعِہا این اَضَعُہا و بالسیر فیکم کیف اسیر فربّی المستعانُ فان عمر لم یَصِحّ یثِقُ بقوۃ ولاحیلۃ ان لم یتدارکْ اللّٰہُ برحمتہ وعونہ ایہا الناسُ ان اللّٰہَ قد ولّانی امرَکمْ وقد علمتم اَنفعَ مالکم و اسألُ اللّٰہَ ان یعیننی علیہ وان یحرسنی عندہ کما حرسنی عندَ غیرِ وان یُلہمنی العدلَ فی قَسْمِکم کالذی امرَ بہ فانی امرءٌ مسلم وعبدٌ ضعیف الاّ ما اعانَ اللّٰہُ ولن یُغیّرَ الذی وُلیتُ من خلافتکم من خُلُقی شیئًا ان یشآءَ اللّٰہُ انما العظمۃ للّٰہِ ولیس للعبادِ منہا شیئٌ فلا یقولن احدُکم ان عمرَ تغیّرَ منذُ ولی وانی اعقِلُ الحقَّ من نفسی واَتقدّم و اُبین لکمْ امری فاینما رجل کانت لہ حاجۃٌ اومظلمۃٌ او عَتبٌ عَلَینا فی خلق فلیؤذِنّی فانما انا رجلٌ منکم فعلیکم بتقوی اللّٰہِ فی سرّکم و علانیتکم وحُرُماتِکم

اے لوگو میں تم پر والی (خلیفہ) بنادیا گیا ہوں. اور اگر مجھے یہ امید نہ ہوتی کہ میں تم میں سب سے بہتر اور تم میں سب سے قوی اور تمھارے مہماتِ امور میں دشوار خبروں کا بوجھ اُٹھانے میں سب سے زیادہ قوتِ برداشت رکھتا ہوں تو میں تمھاری جانب سے جو ذمہ داری مجھ پر پڑی ہے اس کو قبول نہ کرتا اور عمر کے لئے عطاء کے جاری کرنے کے سلسلہ میں تمھارے حقوق کے لینے کا مناسب حساب رکھنا کافی ہے، یعنی ان کو کیونکر وصول کر دں اور اس کے خرچ کا حساب کہ کن مواقع میں اُس کو خرچ کروں اور تم میں گشت کیسے کیا جائے، تو میرا رب ہی وہ ہے جس سے مدد مانگی جائے کیونکہ عمر یہ صحیح نہیں سمجھتا کہ کسی قوت پر اور کسی حیلہ پر وثوق کرے اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور مدد سے اُس کی دستگیری نہ کرے. اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمھارے امر پر مجھے والی بنادیا ہے اور تم اپنے سب سے زیادہ نفع دینے والے مال کو جانتے ہو اور میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس پر میری مدد فرمائے اور یہ کہ میری نگہداشت کرے اپنے حضور میں جس طرح اپنے غیر کے سامنے میری نگہداشت فرمارہا ہے اور یہ کہ مجھ پر عدل کا الہام کرے تمھاری تقسیم اموال میں جو اُس کے دیئے ہوئے احکام کے مطابق ہو کیونکہ میں ایک معمولی مسلمان شخص ہوں اور بندۂ ضعیف ہوں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری اعانت فرمائے. اور یہ بات کہ میں تم پر خلیفہ بنا دیا گیا ہوں میرے اخلاق میں کوئی تغیّر نہیں پیدا کرسکتی اگر اللہ چاہے گا. ہر بڑائی صرف اللہ ہی کے لئے ہے بندے کا اس میں کوئی حصّہ نہیں تو تم میں سے کوئی کبھی یہ خیال نہ کرے کہ عمر جب سے خلیفہ بنایا گیا بدل گیا ہے. اور میں خوب سمجھتا ہوں اس حق کو جو میری ذات سے متعلق ہے اور میں تمھارے سامنے ہوں اور اپنے معاملہ کو صاف صاف تم پر ظاہر کررہا ہوں، اس لئے (اعلان کرتا ہوں کہ) جس شخص کی کوئی حاجت یا ظلم کا بدلہ یا (ناحق) عتاب اخلاقی ہماری گردن پر ہو وہ آگے

www.kitabghar.org

واعزاً منکم و اعطوا الحق من انفسکم و ولا یحمل بعضکم بعضاً علے ان تحاکموا الیّ فانہ لیس بینے و بین احد ہوادۃ وانا حبیبٌ الیّ صلاحکم عزیزٌ علے عنتکم وانتم اناسٌ عامتکم حضرۃٌ فے بلاد اللّٰہ واہل بلد لا زرع فیہ ولا ضرع الا ما جاء اللّٰہ بہ الیہ ان اللّٰہ عزوجل قد وعدکم کرامۃ کبیرۃ وانا مسئول عن امانتے وما انا فیہ و مطلع علے ما یحضرنے بنفسی ان شاء اللّٰہ لا اکلہ الی احد ولا استطیع ما بعد منہ الا بالامناء واہل النصح منکم للعامۃ ولست احمل امانتے الی احد سواہم ان شاء اللّٰہ وخطب عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ مرۃ اخری فقال بعد حمد اللّٰہ والصلوٰۃ علی رسولہ ایہا الناس ان الطمع فقرٌ وان بعض الیاس غنیً وانکم تجمعون مالا تاکلون وتاملون ما لا تدرکون وانتم مؤجلون فی دار غرور وقد کنتم علی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تؤخذون بالوحی و من اسر شیئاً اخذ بسریرتہ ومن اعلن شیئاً اخذ بعلانیتہ فاظہروا لنا احسن اخلاقکم واللّٰہ اعلم بالسرائر فانہ من اظہر لنا قبیحاً وزعم ان سریرتہ حسنۃ لم نصدقہ ومن اظہر لنا علانیۃ حسنۃ ظننا واعلموا ان بعض الشح شعبۃ من النفاق فانفقوا خیراً لانفسکم ومن یوق شح

بڑھے اور اس کے بدلے میں) ضرور مجھے تکلیف پہنچائے کیونکہ میں تم ہی میں کا ایک شخص ہوں (فرشتہ نہیں ہوں) تم کو اللہ سے ڈرتے رہنا لازم ہے پوشیدہ حالت میں بھی اور علانیہ بھی اور ممنوعات میں بھی اور اپنی آبرؤوں کے بارے میں اور اپنی جانوں پر سے دوسروں کے حقوق ادا کرو۔ اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اس پر نہ اُبھارے کہ وہ (اپنے تنازعات میں) مجھے حَکَم نہ بنائیں، سمجھ لو کہ میرے اور کسی کے درمیان دوستی کا عہد نہیں مجھے تو تمہارا بھلا محبوب ہے اور تمہارا تکلیف میں مبتلا ہونا مجھ پر گراں ہے۔ اور تم ایسے لوگ ہو کہ تمہارے عوام اللہ کے شہروں میں گھٹیا زندگی گذارتے ہیں اور ایسے شہروں کے رہنے والے ہو جس میں نہ زراعت ہے نہ (دودھ کے لئے) تھن بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ (دوسری جگہ سے) یہاں لے آئے بیشک اللہ عزوجل نے بڑی بخشش کا تم سے وعدہ کیا ہے۔ اور میں اپنی امانت اور اُس ذمہ داری کے بارے میں جو میرے سپرد ہے جواب دہ ہوں اور جو امور میرے سامنے کے ہیں انشاء اللہ ان کی میں بذاتِ خود نگرانی کرنے والا ہوں اُن کو میں دوسرے کے حوالے نہیں کرتا اور جو دور کے شہروں کے امور ہیں وہ میری استطاعت میں نہیں آتے مگر ان (عاملوں) کے واسطہ سے جو صاحب امانت اور رفاہ عامہ کے اہل ہیں اور اپنی امانت کو ان کے سوا انشاء اللہ میں اور کسی کو نہ سپرد کروں گا۔ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری مرتبہ ایک خطبہ دیا فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے رسول پر درود کے بعد۔ اے لوگو! (یاد رکھو) طمع محتاجگی ہے اور بعض ناامیدی غنا ہوتی ہے (کیونکہ ملنے کی اُمید ہی انسان کو سوال کی ذِلت میں مبتلا کرتی ہے) اور تم لوگ جمع کرتے ہو جس شے کو نہیں کھاتے (یعنی فالتو روپیہ) اور امیدیں باندھتے ہو نہ حاصل ہونے والی چیزوں کی اور اس دارِ غرور (دنیا) میں تم کو کچھ مہلت دی گئی ہے۔ اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ تم پر گرفت بذریعہ وحی ہوتی تھی اور جس نے کوئی چیز چھپائی وہ اپنی چھپائی ہوئی شے پر ہی ماخوذ ہو گیا اور جس نے ظاہر طور پر کچھ کیا تو وہ ظاہر پر پکڑ لیا گیا تو اب تم ہمارے اپنے اچھے

www.kitabghar.org

نفسہ فاُولٰئک ہُم المفلحونَ ایّہا الناس اطیبوا مثوٰاکم واصلحوا امورَکم واتقوا اللّٰہَ ربکم ولاتلبسُوا نساءَکم القُباطیَّ فانہ ان لم یشفّ فانہ یصِف ایّہَا الناس انّی واللّٰہِ لوددتُ ان اَنجُوَ کفَافًا لالی ولا علیَّ وانی لارجُو عُمِّرتُ فیکم یسیرًا او کثیرًا ان اعمل فیکم بالحقّ اِن شاء اللّٰہُ وان لا یبقی احد من المسلمینَ وان کان فے بیتہ الّا اَتَاہ حقہ و نصیبہُ من مالِ اللّٰہِ وان لم یعمل الیہ نفسہُ ولَم یَنصب الیہ بدنہ فاَصلحوا اموالکم اللتی رزقکم اللّٰہُ فقلیلٌ فے رِفقٍ خیرٌ من کثیرٍ فی عُنفٍ واعلموا ان القتلَ حتفٌ من الحتوف یُصیبُ البَرَّ والفاجرَ والشہیدُ من احتسب نفسہ واذا ارادَ اَحدُکم بعیرًا فلیَعمِدْ الی الطویلِ العظیم فلیضرِبہ بعصاہ فان وجدہ حدیدَ الفؤادِ فلیَشتَرِہ۔ وخطب عُمرُ مرۃً اُخرٰی فقال انّ اللّٰہَ سبحانہ وبحمدہ قد استوجب علیکم الشکرَ واتخذَ علیکم الحججَ فیما آتاکم من کرامۃِ الدنیا والاٰخرۃِ من غیر مسئلۃٍ منکم ولارغبۃٍ منکم فیہ الیہ فخلقکم تبارک وتعالیٰ ولم تکونوا شیئًا لنفسہ وعبادتہ وکانَ قادرًا ان یجعلکم

اخلاق ظاہر کرو اور چھپی ہوئی باتوں کو اللہ بہتر جاننے والا ہے کیونکہ جس نے ہمارے سامنے قبیح فعل کا اظہار کیا اور دعوٰی کیا کہ اس کا باطن اچھا ہے تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور جس نے اپنے عمل کو ہمارے سامنے اچھا پیش کیا ہم اس کو اچھا گمان کریں گے۔ اور جان لو کہ بعض خسیس بخل نفاق کا شعبہ ہوتا ہے تو خرچ کیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو شخص نفس کی حرص سے محفوظ رہا ایسے لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اے لوگو اپنے ٹھکانے کو صاف ستھرا رکھا کرو اور اپنے سب کاموں کی اصلاح کرو، اور اللہ کا جو تمہارا پروردگار ہے خوف دل میں قائم کرو۔ اور اپنی عورتوں کو قباطی (مصری ململ) نہ پہناؤ کیونکہ وہ اگرچہ چھینی نہیں ہوتی مگر (نرم ہونے کی وجہ سے بدن کو چمٹ کر) بدن کی ہیئت کو عیاں کر دیتی ہے۔ اے لوگو خدا کی قسم میں یہ چاہتا ہوں کہ میں برابر سرابر نجات پا جاؤں نہ مجھے اجر ملے اور نہ مجھ پر کوئی مواخذہ ہو (یہی کافی ہے) اور میں تم میں کم زندہ رہوں یا دیر تک یہ ضرور امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تم میں حق پر عمل کرتا رہوں گا۔ اور یہ کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہے گا مگر اس کا حق اور اس کا حصہ اللہ کے (عطا کئے ہوئے) مال میں سے اس کے پاس پہنچے گا چاہے وہ اپنے گھر میں ہو اور اگرچہ اس کے نفس نے اس پر اقدام نہ کیا ہو اور اس کے بدن کو (اس کے حصول کے لئے) کھڑا ہونا نہ پڑا ہو۔ پھر جو اموال تم کو اللہ نے دیئے میانہ روی سے صرف کرو، تھوڑا جو نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ ہو اُس زیادہ سے بہتر ہے جس میں سختی اور کج خلقی ہو۔ اور جان لو کہ موت کے اسباب میں سے ایک سبب قتل بھی ہے موت اچھے کو بھی آتی ہے اور بُرے کو بھی اور شہید وہ ہے جو اپنے نفس کا احتساب کرتا ہے۔ اور جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدنے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ لمبے اور بڑے کا قصد کرے چاہیئے کہ اس کے لاٹھی مار کر دیکھے تو اگر وہ مضبوط دل کا ثابت ہو تو اس کو خرید لے۔ اور عمر رضؓ نے ایک اور مرتبہ یہ خطبہ دیا، فرمایا کہ بیشک اللہ سبحانہٗ وبحمدہ نے تم پر شکر کرنا واجب چاہا ہے اور تمہارے اوپر حجتیں تجویز کر دی ہیں اُن چیزوں میں جو تم کو دنیا اور آخرت کی بزرگی میں سے عطا کر دی بغیر اس کے کہ تمہاری طرف سے کوئی سوال ہوا یا اس طرف اظہارِ رغبت تو اللہ تبارک تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا اور تم کچھ نہ تھے اپنی ذات اور اپنی عبادت کیلئے

www.kitabghar.org

لاتُهْوِن خلقہ علیہ فجعل لکم مائۃ خلقہ ولم یجعلکم لشئ غیرہ وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض واسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃً وباطنۃً و حملکم فی البر والبحر ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون ثم جعل لکم سمعا و بصرا و من نعم اللہ علیکم نعم عمّ بہا بنی آدم و منہا نعم اختص بہا اہل دینکم ثم صارت تلک النعم خواصہا فی دولتکم و زمانکم و طبقتکم ولیس من تلک النعم نعمۃ وصلت الی امرءٍ خاصۃ الا لو قسمتم ما وصل الیہ منہا بین الناس کلہم اتعبہم شکرہا وقد حملکم حقہا الا بعون اللہ مع الایمان باللہ ورسولہ فانتم مستخلفون فی الارض قاہرون لاہلہا قد نصر اللہ دینکم فلم تصبح امۃ مخالفۃ لدینکم الا امتان امۃ مستعبدۃ للاسلام واہلہ یتجرون لکم یستفصعون معاشہم وکدائحہم و رشح جباہہم علیہم المؤنۃ ولکم المنفعۃ وامۃ ینتظرون وقائع اللہ وسطواتہ فی کل یوم ولیلۃ قد ملأ اللہ قلوبہم رعبا فلیس لہم معقل یلجأون الیہ ولا مہرب یتقون بہ قد دہمتہم جنود اللہ ونزلت بساحتہم مع رفاعۃ العیش و

اور وہ اس بات پر قادر تھا کہ وہ تم کو (اپنی خدمت کی بجائے) اپنی اور کسی مخلوق کے کام کے لئے بنا دیتا جو اُس کے سامنے کمتر درجہ کی ہوتی پھر تم کو اپنی عام مخلوق کے مرتبہ میں رکھ دیتا مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے سوا اور کسی چیز کے لئے نہیں بنایا اور تمہارے کام کے لئے لگا دیا اُن سب چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تم کو میدانوں اور دریاؤں میں سوار کیا اور تم کو پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر کرو، پھر اُس نے تم کو سُننے اور دیکھنے کی قوتیں عطا فرمائیں۔ اور تم پر اللہ کی بعض نعمتیں تو ایسی ہیں جو تمام اولادِ آدم کو عام ہیں اور بعض نعمتیں ایسی ہیں جن سے تمہارے دین والوں کو خاص کیا گیا۔ پھر یہ خاص قسم کی نعمتیں تمہاری حکومت اور تمہارے زمانہ اور تمہارے طبقہ میں ہوئیں۔ اور ان نعمتوں میں سے وہ نعمت نہیں ہے جو خاص طور پر ایک شخص کو پہنچی یاد رکھو اگر اس نعمت میں سے جو اس کے پاس پہنچی ہے اگر تم اس کو سب لوگوں پر تقسیم کر دو تو وہ اس کے شکر سے عاجز ہو جائیں (وہ نعمت خلافت ہے) اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا مگر اللہ کی مدد سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے ساتھ۔ تو تم زمین پر خلیفہ قرار دیئے گئے ہو اس کے باشندوں پر حکومت کرنے والے ہو۔ اللہ نے تمہارے دین کی مدد کی۔ اب تمہارے دین کی مخالف کوئی اُمت نہیں رہی بجز دو امتوں کے ایک وہ اُمت ہے جو اسلام کی حکم بردار ہے اور اس اُمت والے تجارت کرتے ہیں تمہارے لئے، حقیر درجہ کے وسائل معاش اور محنت مزدوری کرتے ہیں اور مشقت ان کی پیشانیوں سے پسینہ ٹپکاتی رہتی ہے اور اس کا نفع تم کو ہوتا ہے۔ اور ایک اُمت وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہونے والے واقعات اور غلبات و فتوحات کا رات دن انتظار کرتی ہے (کہ کب ان پر غلبہ پا لیا جائے)۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو رعب سے بھر دیا، تو ان کے لئے کوئی ٹھکانا نہیں جس کی طرف پناہ لے لیں اور نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے جس سے اپنا بچاؤ کر لیں، اللہ کے لشکر اچانک اُن پر اللہ کے حکم سے جا پہنچے اور ان کے چوک پر اُتر گئے اُونچے درجہ کی معیشت

www.kitabghar.org

استفاضة المال وتتابع البعوث وسد
الثغور باذن الله في العافية الجليلة
العاملة التي لم تكن الامة على احسن
منها منذ كان الاسلام والله المحمود
ومع الفتوح العظام في كل بلد فما
عسى ان يبلغ شكر الشاكرين وذكر الذاكرين
واجتهاد المجتهدين مع هذه النعم
التي لا يحصى عددها ولا يقدر قدرها
ولا يستطاع اداء حقها الا بعون الله
ورحمته ولطفه فنسأل الله الذي
ابلانا هذا ان يرزقنا العمل لطاعته
والمسارعة الى مرضاته واذكروا عباد الله
بلاء الله عندكم واستتموا نعم الله
عليكم وفي مجالسكم مثنى وفرادى
فان الله عز وجل قال لموسى عليه السلام
اخرج قومك من الظلمات الى النور
وذكرهم بايام الله قال لمحمد
صلى الله عليه وسلم واذكروا اذ انتم
قليل مستضعفون في الارض فلو كنتم
اذ كنتم مستضعفين محرومين خير الدنيا
على شعبة من الحق تؤمنون بها و
تستريحون اليها مع المعرفة بالله
وبدينه وترجون الخير فما بعد
الموت ذلك ولكنكم كنتم اشد
الناس معيشة واعظم الناس بالله

اور کثرتِ مال اور لشکروں کے پے در پے آنے اور سرحدوں کے استحکام کے ساتھ بڑے امن و اطمینان عامہ کے ساتھ کہ اسلام کے ظہور تک اس سے بہتر کسی امت کو حاصل نہیں ہوا۔ اور اللہ ہی کی ذات مستوجب شکر ہے۔ اور ہر ملک میں بڑی بڑی فتوحات کے ساتھ (ہمیشہ) شکر کرنے والوں کا شکر اور ذکر کرنے والوں کا ذکر اور مجتہدین کا اجتہاد ان نعمتوں سے متعلق رہے گا جو بے شمار ہیں اور بے اندازہ۔ اور اس کا حق ادا کرنے کی قوت حاصل نہیں کی جا سکتی مگر اللہ کی مدد اور اسکی رحمت اور اس کے لطف سے۔ تو ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی طاعت پر عمل اور اسکی رضا کے کاموں کی طرف دوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ کے بندو جو اللہ کے احسانات تم پر ہوئے ان کا مجالس میں ایک ایک دو دو مل کر ذکر کیا کرو اور اس سے نعمتوں میں زیادتی کی دعا کیا کرو۔ اللہ عزوجل نے موسے علیہ السلام سے فرمایا کہ اَخْرِجْ قَوْمَكَ الخ (۱۴: ۵) اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ تعالی کے معاملات (نعمت اور نقمت یعنی عذاب کے) یاد دلاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَاذْكُرُوا اِذْ اَنْتُمْ (۸: ۲۶) اور (اس حالت کو) یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے اللہ کی زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے'؛ تو کیسا اچھا ہوتا جب تم کمزور تھے تم دنیاوی اموال سے محروم رہتے ہوئے طریق حق پر رواں ہوتے، اللہ پر ایمان لاکر اور اللہ کی اور اس کے دین کی معرفت کے ساتھ اسی پر اکتفا کرتے اور خیر کی امید موت کے بعد کے لئے کرتے۔ یہ بہتر تھا لیکن تم لوگ عیش پسندی میں سب سے زیادہ سخت تھے، اور اللہ کے ساتھ جہالت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اللہ کے ساتھ تمہاری یہ فرمانبرداری ایسی ہوتی کہ اس کے ساتھ دنیا میں تمہارا کوئی حصہ نہ ہوتا بجز اس کے کہ وہ تمہارا سہارا ہوتا تمہاری آخرت میں جس کی طرف تم کو عود کرنا اور لوٹ کر جانا ہے' اور تم اپنی بسر اوقات کی کوشش میں جس حال پر تم (پہلے) تھے جمی رہتے۔ اور اگر تم اللہ

www.kitabghar.org

جہالۃ فلو کان ھذا الذی استیلا ممکم
بہ لم یکن معہ حظ فی دنیاکم غیر انہ ثقۃ
لکم فی آخرتکم التی الیہا المعاد
والمنقلب وانتم من جھد العیشۃ علی
ماکنتم علیہ اجریاء و ان تشحوا علی
اللہ یصبکم منہ غربلۃ ما انہ قد جمع
لکم فضیلۃ الدنیا وکرامۃ الآخرۃ اولمن شاء
ان یجمع لہ ذلک منکم فاذکرکم اللہ
الحائل بینکم وبین قلوبکم الا ماعرفتم
حق اللہ فعملتم لہ ویسرتم انفسکم
علی طاعتہ وجمعتم مع السرور بالنعم
خوفاً لزوالہا وانتقالہا وجلاً
من تحویلہا فانہ لا شئ اسلب لنعمۃ
من کفرانہا وان الشکر امن للعز ونماء
للنعمۃ واستجلاب للزیادۃ وھذا
علی ما فی امرکم ونھیکم واجب ان شاء
اللہ۔ وروی ابو عبیدۃ معمر بن المثنی
فی کتاب مقاتل الفرسان قال
کتب عمر الی سلیمان بن ربیعۃ
الباھلی او الی النعمان بن مقرن
ان فی جندک رجلین من العرب عمرو بن
معدیکرب وطلحۃ بن خویلد فاحضرہما
الناس وادنہما وشاورہما فی
الحرب وابعثہما فی الطلائع و
لا تولہما عملاً من اعمال المسلمین

پر طمع کرو گے (کہ تم کو مقامات عالیہ ملیں) تو اس کی طرف سے تم پر کوئی ابتلاء بھی واقع ہوگا۔ بیشک اُس نے تمہارے لئے جمع کر رکھا ہے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی بزرگی کو، تم میں سے اس شخص کے لئے جو چاہے کہ اُس کے لئے یہ جمع کی جائیں۔ تو میں تم کو یاد دلاتا ہوں اللہ کو جو تمہارے اور تمہارے قلوب کے درمیان حائل ہونے والا ہے مگر جب کہ تم پہچان لو اللہ کے حق کو پھر تم اس کے لئے عمل کرو اور اپنے نفسوں کو اس کی طاعت کا خوگر بنالو اور حال یہ ہے کہ تم نے سرور کے ساتھ نعمتوں کو جمع کیا اور ان کے زوال و انتقال کے اندیشہ سے اور اس کی روگردانی کے خوف سے، تو جان لو کہ حقیقت یہ ہے کہ کفرانِ نعمت سے زیادہ کوئی شے نعمت کو زیادہ سلب کرنے والی نہیں۔ اور شکر عزت کو محفوظ رکھتا ہے اور نعمت کی بڑھوتری اور اس پر زیادتی کو کھینچ لانے والا ہوتا ہے اور شکر کی یہ صفت تمہارے امر و نہی کے معاملہ میں اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو واجب (یعنی واقع ہو کر رہتی) ہے۔ اور ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ نے اپنی کتاب مقاتل الفرسان میں روایت کیا ہے کہ عمرؓ نے سلیمان بن ربیعۃ الباہلی کو یا نعمان بن مقرن کو لکھا کہ تمہارے لشکر میں عرب کے دو آدمی ہیں عمرو بن معدیکرب اور طُلَیحہ بن خُوَیلد۔ ان دونوں کو لوگوں کے سامنے بلالیا کرو اور ان کو اپنے قریب ترر کھو اور لڑائی کے امور میں ان سے مشورہ بھی کرتے رہو اور لشکر کے طلایوں میں بھی ان کو بھیجتے رہو مگر مسلمانوں کے کاموں میں سے کوئی کام (سرداری) ان کے سپرد نہ کرنا۔ جب جنگ موقوف ہو چکے تو اُن لوگوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دو جو مشاغل چاہیں کرتے رہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمرو بن معدیکرب مرتد ہو گیا تھا اور طُلیحہ

www.kitabghar.org

فاذا وضعت الحرب اوزارہا فضعہما
حیث وضعا انفسہما قال وکان عمروٌ
ارتد وطلیحۃ تنبئ۔ و روی
ابوعبیدۃ ایضا فی ہذا الکتاب
قال قدم عمرو بن معدیکرب والاجلح
ابن وقاص الفہمی علی عمر فاتیاہ
وبین یدیہ مال یوزن فقال متی
قدمتما قالا یوم الخمیس قال فما
حبسکما عنی قالا شغلنا المنزل
یوم قدمنا ثم کانت الجمعۃ ثم
غدونا علیک الیوم فلما فرغ من
وزن المال نحاہ واقبل علیہما فقال
ہیہ فقال عمرو بن معدیکرب یاامیرالمومنین
ہذا الاجلح بن وقاص الشدید المرۃ البعید
الغرۃ الوشیک الکرۃ واللہ مارأیت
مثلہ من الرجال صارعٌ ومصروعٌ
واللہ لکانہ لایموت فقال عمر للاجلح
وعرف الغضب فی غضنۃ وجہہ ہیہ
یااجلح فقال الاجلح یاامیر المومنین
ترکت الناس خلفی صالحین کثیرا نسلہم
دارۃ ارزاقہم خصبا بلادہم اجریاء
علی عدوہم ماکلا عدوہم عنہم فیمتع اللہ بک
فما رأینا مثلک الا من سبقک فقال
مامنعک ان تقول فی صاحبک مثل
ماقال فیک قال مارأیت فی وجہک

نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (پھر تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے
تھے) ابوعبیدہ ہی نے اس کتاب میں یہ روایت بھی کی
ہے کہ عمرو بن معدیکرب اور اجلح بن وقاص الفہمی عمر رضی
اللہ عنہ سے ملنے آئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو ان کے
سامنے کچھ مال تھا جو تولا جا رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں
کب آئے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ جمعرات کے دن۔ فرمایا کہ میرے
پاس آنے سے کس چیز نے تمھیں روکا؟ تو انہوں نے کہا کہ جس دن
آئے تو گھر (کے کاموں) نے روکا پھر جمعہ آگیا، اس کے بعد ہم آج
آپ کے پاس آئے۔ پھر جب عمرؓ مال کے وزن سے فارغ ہوگئے
اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ ہاں کہیے۔ تو عمرو بن معدیکرب
نے کہا کہ اے امیرالمومنین یہ اجلح بن وقاص ہے جو بڑے پتہ کا شخص
ہے ناتجربہ کاری سے بعید (یعنی بڑا تجربہ کار) بڑا تیز حملہ کرنے والا۔
واللہ میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا جب کہ مرد پچھاڑ رہے
ہوں اور پچھڑے پڑے ہوں (اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ)
واللہ گویا کہ یہ شخص مرے گا ہی نہیں۔ پھر عمرؓ نے اجلح سے کہا کہ
ہاں اے اجلح (تم کہو) اور اجلح نے عمرؓ کے چہرہ کی شکنوں
سے غصہ کو پہچان لیا تھا تو اجلح نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں
نے اپنے پیچھے لوگوں کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ سب
صالحین ہیں ان کی نسل بڑھ رہی ہے اُن پر اُن کے رزق بہ
رہے ہیں ان کے شہر سرسبز ہیں، اپنے دشمنوں پر جری ہیں،
ان کے دشمن اُن سے مرعوب و عاجز ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ
سے بہت نفع پہنچا رہا ہے۔ تو ہم نے آپ جیسا (بابرکت) نہیں
دیکھا بجز اس کے جو آپ سے پہلے ہو چکا ہے (یعنی ابوبکرؓ) تو
عمرؓ نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنے ساتھی کے بارے میں
ایسی باتیں کرنے سے روکا جیسی اس نے تیرے بارے میں

www.kitabghar.org

قال لقد اصبتَ اَمَا اَنّک لو قلتَ
فیہ مثلَ الذی قالَ فیک لَاَوْجَعْتُکُمَا
ضربًا وعقوبۃً فاذا ترکتُک لنفسک فساترکُ
لک واللہ لوددتُ لو سَلِمْتُ لکم حالکم
ودامت علیکم امورکم اَمَا انّہ سیاْتی
علیک یومٌ تعضہ ویَنْہَشُکَ وَتَہِرُّہ
وَیَنْہَرُکَ ولستَ لہ یومئذٍ ولیس
لک فان لایکن بعھدکم فما اقربَ بہ
منکم۔ لمّا اُسِرَ الہرمزان صاحب الاھواز
وتُستَرَ وحُمِلَ الی عمر ومعہ رجالٌ
من المسلمین فیھم الاحنفُ بن قیس
وانسُ بن مالک فادخلوہ المدینۃَ فی
ہیئتہ وعلیہ تاجہُ الذَّہَبُ وکسوتہ
فوجدوا عمر نائمًا فی جانب المسجد
فجلسوا عندہ ینتظرون انتباہہ فقال
الہرمزان واین عمر قالوا ہُوَ ذا قال
فاین حَرَاسُہ وحُجّابہ قالوا لاحارس
لہ ولا حاجبَ قال فینبغی ان یکون نبیًّا
قالوا انہ یعمل عملَ الانبیاء واستیقظ
عمر فقال الہرمزان قالوا نعم قالَ لا اُکلّمہ
حتی لا یبقٰی من حِلیتہ شیءٌ فرموا
بالحلیۃ والبسوہُ ثوبًا ضعیفا فقال
عمر یا ہرمزانُ کیف وبالُ الغدرِ
وقد کان صلح المسلمینَ مرّۃً ثم نکثَ
فقال یا عمر انا وایاکم فی الجاہلیۃ

کہیں۔ احلع نے کہا کہ اُس چیز نے جس کو میں نے آپ کے چہرے میں مشاہدہ کیا (یعنی غصّہ) آپ نے فرمایا کہ تو ٹھیک سمجھا۔ سمجھ لے کہ اگر تو بھی اس کے بارے میں ایسی ہی باتیں کہتا جیسی یہ تیرے بارے میں کہہ رہا تھا تو میں تم دونوں کو مارتا اور سزا دیتا۔ اب جب کہ میں نے تجھے تیرے نفس (کی ہوشمندی) کی وجہ سے چھوڑ دیا تو اب اُس کو تیری وجہ سے چھوڑتا ہوں۔ واللہ میں چاہتا ہوں کہ تمھارا حال بہتر ہو اور تمھارے امور ہمیشہ بہتر رہیں۔ یاد رکھو تم پر وہ دن بھی آنے والا ہے جس کو تم (دانتوں سے) کاٹو گے اور وہ تم کو کاٹے گا، اور تم اس پر بھونکو گے وہ تم پر بھونکے گا اور تو اُس دن اُس کے کام نہ آسکے گا اور وہ تیرے کام نہ آسکے گا۔ یہ بات اگر تمھارے اس عہد میں نہیں ہے تو قریب ترین عہد میں آنے والی ہے۔ جب ہرمزان والیٔ اہواز و تستر گرفتار کرکے عمر کے پاس لایا گیا اور اُس کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے جن میں احنف ابن قیس اور انس ابن مالک بھی تھے۔ انہوں نے اس کو مدینہ میں اس کی ہیئتِ اصلی میں داخل کیا تھا۔ اس کے سر پر تاج اور اس کے لباس پر سونے کا کام تھا۔ تو ان لوگوں نے عمرؓ کو مسجد کے ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا۔ تو یہ سب ان کے قریب بیٹھ کر اُن کے جاگنے کا انتظار کرنے لگے۔ ہرمزان نے لوگوں سے پوچھا کہ عمر کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ یہی ہیں۔ اُس نے کہا کہ تو اُن کے محافظ (باڈی گارڈ) کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کا نہ کوئی محافظ ہے اور نہ دربان۔ بولا کہ پھر تو ان کو نبی ہونا چاہئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کام انبیاء کے کاموں جیسے ہی کرتے ہیں۔ اور عمرؓ جاگ گئے تو فرمایا کہ یہ ہرمزان ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ میں اس سے بات نہ کروں گا یہاں تک کہ اُس کے اسبابِ زینت میں سے کوئی چیز باقی نہ چھوڑی جائے۔ تو لوگوں نے اس کا لباس اُتار دیا اور اس کو معمولی کپڑے پہنا دیئے۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ اے ہرمزان بدعہدی کا وبال کیا

www.kitabghar.org

كُنَّا نغلبُكم اذ لم يكن اللهُ معكم ولا معنا فلما كان اللهُ معكم غلبتمونا قال فما عُذرك في انتقاضك مرةً بعد اُخرى قال اَخافُ اِن قلتُ ان تقتلني وقال لا بأس عليك فاَخبرني فاستسقى ماءً فاخذه وجعلت يدُه ترعُد قال مالك قال اَخاف ان تقتلني وانا اشربُ قالَ لا بأسَ عليك حتى تشربَه فالقاهُ عن يدِه فقال يا هذا مالك اَعيدوا عليه الماءَ ولا تجمعوا عليه بين القتل والعطش قال كيف تقتلني وقد اَمّنتني قال كذبتَ قال لم اكذبْ فقال انسٌ صدقَ يا اميرَ المؤمنين قال ويحك يا انس انا اُؤمّنُ قاتلَ مجزاة بن ثور والبراء بن مالك واللهِ لتأتينّي بالمخرج اولاُعاقبنّك قال انك قلتَ لا بأس عليك حتى تخبرني ولا بأس عليك حتى تشربَ فقال له ناس من المسلمين مثلَ قولِ انس فاقبل على الهرمزان وقال تخدعني والله لا تخدعني الّا ان تسلمَ فاسلمَ ففرض له في الفين وانزله المدينة وبعث عمر عُمير بنَ سعد الانصاري عاملاً على حمص فمكث حولاً لا يأتيه خبرُه ثم كتب اليه بعد الحول اذا اتاك

ہونا چاہیئے اور اس نے مسلمانوں سے ایک مرتبہ صلح کر لی تھی پھر عہد سے پھر گیا تھا تو اس نے کہا کہ اے عمرؓ ہم اور تم جاہلیت میں ایسا ہی کرتے تھے ہم تم پر غالب آجاتے تھے جب خدا نہ تمہارے ساتھ ہوتا تھا اور نہ ہمارے ساتھ۔ پھر جب کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو تم ہم پر غالب آگئے۔ عمرؓ نے کہا کہ تیرے پاس یکے بعد دیگرے عہد توڑنے کا کیا عذر ہے؟ اُس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں نے کہا (بتایا) تو تم مجھ کو قتل کر ڈالو۔ عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں تو مجھے بتا۔ پھر اس نے پینے کے لئے پانی مانگا (جو اس کے پاس لایا گیا) تو اُس نے اُس کو لے لیا اور اُس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ عمرؓ نے کہا کہ تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں آپ مجھے قتل نہ کر ڈالیں جب کہ میں پانی پیتا ہوا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو اس کو پی لے۔ یہ سن کر اُس نے پانی کو اپنے ہاتھ سے گرا دیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ارے تجھے کیا ہوا۔ اُس کو اور پانی دیدو اور اس پر قتل اور پیاس کو جمع نہ کرو۔ اُس نے کہا کہ آپ مجھے کیسے قتل کر سکتے ہیں جب کہ مجھے امن دے چکے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ تو جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ تو انسؓ نے کہا کہ امیر المومنین اس نے سچ کہا ہے۔ عمرؓ نے کہا تیرا بُرا ہو اے انس کیا میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو امن دے سکتا ہوں؟ واللہ تجھے اپنے کلام کا مخرج میرے سامنے پیش کرنا ہوگا (یعنی میری کس بات سے تو نے یہ نتیجہ نکالا) ورنہ میں تجھے سزا دوں گا۔ انسؓ نے کہا آپ نے کہا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو مجھے بتائے اور کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو اُس کو پی لے۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے بھی وہی کہا جو کہ انس نے کہا تھا پھر ہرمزان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تو مجھے دھوکہ دیتا ہے۔ واللہ تیرا دھوکا نہیں چل سکتا بجز اس کے کہ تو اسلام لائے تو وہ اسلام لے آیا پھر اس کا وظیفہ دو ہزار درہم مقرر کر دیا اور اس کو مدینہ میں مقیم کیا۔ عمرؓ نے عمیر بن سعد انصاری کو حمص پر عامل بنا کر بھیجا۔ تو ایک سال گذر گیا

www.kitabghar.org

كتابي هذا فاقبل واحمل ما جبيت من
مال المسلمين فاخذ عمير جرابه وجعل
فيه زاده وقصعة وعلق اداوة واخذ
عنزته واقبل ماشياً من الحمص
حتى دخل المدينة وقد شحب لونه و
اغبرّ وجهه وطال شعره فدخل على عمر
فسلم فقال عمر ما شانك يا عمير قال
ما ترى من شاني ألست تراني صحيح
البدن طاهر البدن معي الدنيا اجرها
بقرنيها قال وما معك فظن عمر انه قد جاء
بمال قال معي جرابي اجعل فيه زادي
وقصعتي آكل فيها واغسل منها
رأسي وثيابي واداوتي احمل فيها
وضوئي وشرابي وعنزتي اتوكأ
عليها واجاهد بها عدواً ان عرض لي
قال عمر افجئت ماشياً قال نعم
لم يكن لي دابة قال افما كان في رعيتك
احد يتبرع اليك بدابة تركبها
قال ما فعلوا ولا سألتهم ذلك قال
عمر بئس المسلمون خرجت من عندهم
قال عمير اتق الله ولا تقل الا خيراً
قد نهاك الله عن الغيبة وقد رأيتهم
يصلون قال عمر فما ذا صنعت في امارتك
قال وما سؤالك قال عمر سبحان الله
قال اما اني لولا اخشى ان اعمل ما

مگران کے پاس سے کوئی خبر نہ پہنچی، پھر آپ نے اُن کو سال گذرنے کے بعد لکھا جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو میرے پاس آؤ اور مسلمانوں کے مال میں سے جو تم نے وصول کیا ہے اپنے ساتھ لاؤ۔ تو عمیر نے اپنا تھیلا لیا اور اس میں اپنا زادِ راہ رکھا اور ایک پیالہ لیا اور ایک پانی کے برتن کو لٹکایا اور نیزہ اُٹھایا اور حمص سے پیدل روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے اس حال میں کہ (شدتِ سفر سے) ان کا رنگ بدل گیا تھا اور چہرہ غبار آلود تھا اور بال بڑھ گئے تھے۔ اسی حال میں عمرؓ کے پاس پہنچے اور سلام کیا۔ عمرؓ نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے اے عمیر۔ کہا کہ جو کچھ میرا حال تم دیکھ رہے ہو۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ صحیح البدن ہوں طاہر البدن ہوں دنیا میرے ساتھ ہے جس کو دونوں سینگوں سے (پکڑ کر) کھینچ رہا ہوں۔ عمرؓ نے فرمایا اور تمہارے ساتھ کیا ہے۔ عمرؓ نے گمان کیا تھا کہ وہ مال لائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ میرا تھیلا ہے جس میں توشۂ سفر رکھتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور اپنے کپڑے دھوتا ہوں اور ایک برتن ہے جس میں وضو کا اور پینے کا پانی رکھتا ہوں اور ایک نیزہ ہے جس سے کبھی سہارا لیتا ہوں اور اگر ضرورت پیش آجائے تو اُس سے دشمن پر جہاد بھی کر لیتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا تم پیدل آئے ہو؟ کہا ہاں میرے پاس کوئی چوپایہ نہیں تھا۔ عمرؓ نے کہا کیا تمہاری رعیت میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو تبرّع کے طور پر تمہیں ایک جانور دیدیتا جس پر تم سوار ہو جاتے۔ کہا اُنہوں نے خود ایسا نہیں کیا، اور میں نے اُن سے اُس کا سوال نہیں کیا۔ عمرؓ نے کہا کہ بُرے مسلمان ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو۔ عمیرؓ نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔ اللہ نے تم کو غیبت سے منع کیا ہے اور تم نے اُن کو دیکھا ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ اپنی امارت میں تم کیا کرتے رہے ہو؟ کہا کہ یہ آپ کا کیا سوال ہے؟ عمرؓ نے کہا سبحان اللہ۔ کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں (پھر) عامل بنا دیا جاؤں

www.kitabghar.org

اخبرتک آتیت البلد فجمعت صلحاء اهله فولیتهم جبایته و وضعه فی مواضعه ولو اصابک منه شئ لاتاک قال انما جئت بشئ قال لا فقال جددوا لعمیر عهدا قال ان ذلک لشئ لا اعمله بعدک ولا لاحد بعدک واللہ ما کدت اسلم بل لم اسلم قلت لنصرانی معاهد اخزاک اللہ فهذا ما عرضتنی له یا عمر ان اشقی ایامی یوم صحبتک ثم استاذنه فی الانصراف فاذن له ومنزله بقبا بعیدا عن المدینة فامهله عمر ایاما ثم بعث رجلا یقال له الحارث فقال انطلق الی عمیر بن سعد بهذه مائة دینار فان وجدت علیه اثرا فاقبل بها وان رایت حالا شدیدة فادفع الیه هذه المائة فانطلق الحارث فوجد عمیرا جالسا یفلی قمیصا له الی جانب حائط فسلم علیه فقال عمیر انزل رحمک اللہ فنزل فقال من این جئت قال من المدینة قال کیف ترکت امیر المؤمنین قال صالحا قال کیف ترکت المسلمین قال صالحین قال الیس عمر یقیم الحدود قال بلی ضرب ابنا له علی فاحشة فمات من ضربه فقال عمیر اللهم اعن عمر فانی

گا تو میں تمھیں نہ بتاتا۔ میں شہر (حمص) میں پہنچا تو میں نے اہل شہر کے صلحاء کو جمع کیا اور ان کو مال کے جمع کرنے اور ان کو مناسب مواقع میں صرف کرنے کا ذمہ دار بنا دیا۔ اور اگر اس میں سے کچھ بچتا تو آپ کے پاس آجاتا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا تم کچھ نہیں لائے ہو؟ کہا کہ نہیں۔ پھر عمرؓ نے (خادموں سے) کہا کہ عمیر کے لئے گہوارہ بنا دو (تاکہ یہ آرام کرلے) عمیر نے کہا کہ بیشک یہ ایسی بات ہے (نفس کو بڑھلنے والی) کہ میں اس کے بعد آپ کا عامل نہ بنوں گا اور نہ آپ کے بعد اور کسی کا۔ واللہ (ایسے احوال پیش آئے کہ) قریب ہو گیا کہ نہ بچ سکوں (امر ممنوع سے) بلکہ نہ بچ سکا (کیونکہ) میں نے (ایک مرتبہ) ایک نصرانی کو جو ذمی تھا اَخزاکَ اللہ (خدا تجھے رسوا کرے) کہہ دیا تھا۔ تو یہ نتیجہ ہے اس (عہدہ کا) جو آپ نے مجھ پر پیش کیا تھا۔ اے عمر میرے ایام میں وہ میرا بدبختی کا دن تھا جب میں آپ کی صحبت میں آیا تھا۔ پھر عمر سے رخصت ہونے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ان کا مکان مدینہ سے دور قبا میں تھا۔ پھر عمر چند روز ٹھہرے بعد ازاں ایک شخص کو بلایا جس کو حارث کہا جاتا تھا اور اس سے کہا کہ عمیر بن سعد کے پاس جاؤ، یہ ایک سو دینار لیتے جاؤ۔ اگر اس پر خستگی میں کمی دیکھو تو ان کو واپس لے آنا اور اگر سخت حال دیکھو تو یہ سو دینار اس کو دے دینا حارث وہاں پہنچے تو عمیر کو اس حال میں پایا کہ وہ باغ کی ایک جانب میں بیٹھے ہوئے اپنے کرتہ سے جوئیں نکال رہے تھے۔ حارث نے ان کو سلام کیا عمیر نے کہا کہ یہاں اُتر جائیے اللہ آپ پر رحمت کرے تو حارث اُتر گئے پھر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ حارث نے کہا کہ مدینہ سے۔ کہا کہ امیر المؤمنین کو کیسا چھوڑا حارث نے کہا کہ بحالتِ صالح۔ کہا کہ مسلمانوں کو کیسا چھوڑا ہے حارث نے کہا کہ سب صالحین ہیں کہا کہ کیا عمرؓ حدود کو قائم نہیں کرتے حارث نے کہا کیوں نہیں انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو جو بدکاری کا مرتکب ہوا تھا مارا کہ وہ ان کے مارنے سے مر گیا۔ تو عمیر نے کہا کہ "یا اللہ عمر کی مدد کر کیونکہ میں اس کو سخت آدمی سمجھتا ہوں، میں تیرے لئے اس سے محبت کرتا ہوں" کہا کہ حارث کو تین دن اپنا مہمان رکھا اور (ان دونوں میں)

www.kitabghar.org

لا أعلمه إلا شديدا أحبسه لك
قال فنزل به ثلاثة أيام وليس لهم إلا
قرص من شعير كانوا يخصونه كل يوم به
ويطوون حتى نالهم الجهد فقال له عمير
إنك قد أجعتنا إن رأيت أن تتحول
عنا فافعل فأخرج الحارث الدنانير
فدفعها إليه وقال بعث بها أمير المؤمنين
فاستعن بها فصاح وقال ردها لا حاجة
لي فيها فقالت المرأة خذها ثم ضعها
في مواضعها فقال مالي شيء أجعلها فيه
فشقت أسفل درعها فأعطته خرقة
فشدها فيها ثم خرج فقسمها كلها بين
أبناء الشهداء والفقراء فجاء الحارث
إلى عمر فأخبره فقال رحم الله عميرا
ثم لم يلبث أن هلك فعظم مهلكه على عمر
وخرج مع رهط من أصحابه ماشين
إلى بقيع الغرقد فقال لأصحابه ليتمن
كل واحد منا أمنية فكل واحد تمنى شيئا
وانتهت الأمنية إلى عمر فقال وددت
أن رجلا مثل عمير بن سعد أستعين به
على أمور المسلمين۔ ومن كلام عمر رضي الله
تعالى عنه إياكم وهذه المجازر فإن لها ضراوة
كضراوة الخمر۔ وقال إياكم والراحة فإنها
غفلة وقال السمن غفلة وقال لا تسكنوا
نساءكم الغرف ولا تعلموهن الكتابة و

ان کے پاس جَو کی صرف ایک روٹی ہوتی تھی جس کو وہ روزانہ حارث کے لئے خاص کرتے رہے (یعنی تمام گھر والے روزانہ ایک روٹی بانٹ کر کھایا کرتے تھے، اب وہ مہمان کو دینے لگے) اور خود بھوکے رہتے رہے یہاں تک کہ ان پر ضعف ظاہر ہونے لگا۔ پھر ان سے عمیر نے کہا کہ تمہاری (مہمانی کی) وجہ سے ہم بھوکے رہنے لگے ہیں تو اگر تم ہمارے پاس سے جانا چاہو تو چلے جاؤ۔ پھر حارث نے وہ دینار نکال کر اُن کو دیئے اور کہا کہ یہ آپ کے پاس امیر المومنین نے بھیجے ہیں ان کو اپنے کام میں لائیے۔ یہ سن کر انہوں نے چلا کر کہا کہ ان کو واپس کر دو مجھے ان کی حاجت نہیں۔ مگر ان کی بی بی نے کہا کہ لے لو اور ان کو ان کے مناسب مواقع میں تقسیم کر دو۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس میں ان کو رکھوں تو اس نے اپنے دوپٹے کے نیچے کا حصہ پھاڑ کر دے دیا تو انہوں نے وہ دینار اس میں باندھ لئے۔ پھر وہاں سے باہر آئے اور ان سب کو شہداء کے بیٹوں اور فقراء میں تقسیم کر دیا۔ حارث نے آکر تمام حالات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمیر پر رحمت کرے۔ پھر زیادہ وقت نہیں گذرا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ تو عمرؓ پر اس خبر کا بڑا اثر ہوا اور وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر پیدل بقیع الغرقد کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں جو تمنا ہو چاہیئے کہ اس کو بیان کرے اس پر ہر ایک نے اپنی اپنی تمنا کو بیان کیا۔ آخر میں عمرؓ نے اپنی تمنا کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی شخص عمیر بن سعد جیسا مل جائے جس سے میں مسلمانوں کے امور میں مدد حاصل کروں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات میں سے ہے کہ ان مذبحوں سے بچو (یعنی گوشت کم کھاؤ) کیونکہ اس کی بھی ایک لت ہے جیسی شراب کی لت ہوتی ہے اور فرمایا کہ راحت (طلبی) سے بچو کہ یہ غفلت ہے۔ اور فرمایا کہ "موٹاپا (اکثر) غفلت سے ہوتا ہے اور فرمایا کہ "اپنی عورتوں کی رہائش بالائی منزلوں پر نہ رکھو

www.kitabghar.org

استعينوا عليهنّ بالعُرى و عوّدوهنّ
قول لا فان نعم يجرّيهنّ على المسئلة
وقال أتبيّنُ عقل الناس في كل شئ
حتى في علته فاذا رأيت يتوفّى على
نفسه الصبر على شهوته ويحتمي من
مطعمه ومشربه عرفتُ ذلك في عقله
وما سألني رجلٌ شيئاً قط الا تبيّن
لي عقله في ذلك - وقال ان للناس
حدوداً ومنازل فانزلوا كلّ رجل
منزلته وضعوا كل انسان في حدّه واحلوا
كل امرء بفعله على قدره - وقال اعتبروا
عزيمة الرجل بحميّته وعقله بمتاع بيته -
قال ابو عثمان الجاحظ لانه ليس من
العقل ان يكون فرشه لبداً و
مرفقته طبريّة - وقال من ييئس
من شيء استغنى عنه وعزّ
المؤمن استغناؤه عن الناس - و
قال لا يقوم بامر الله الا من لا يصانع
ولا يضارع ولا يتّبع المطامع - وقال
لا تضعفوا همتكم فاني لم ارَ شيئاً اقعد
رجلاً عن مكرمة من ضعف همته - و
وعظ رجلاً فقال لا يلهك الناس عن
نفسك فان الامر اليك يصل دونهم
ولا تقطع النهار سادراً فانه محفوظٌ
عليك واذا أسأت فاحسن فاني

اور نہ اُن کو لکھنا سکھاؤ۔ اور ان کی تن پوشی اتنی کرتے رہو کہ ننگی نہ رہیں، اور ان کو لفظ "نہیں" سننے کا عادی بناؤ، کیونکہ "ہاں" کا استعمال فرمائشوں پر جری بنادیتا ہے۔" اور فرمایا کہ میں لوگوں کی عقل کو ہر چیز سے معلوم کر لیتا ہوں یہاں تک کہ کسی کی بیماری سے بھی تو جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے نفس کو پورے طور پر خواہش سے روک لیتا ہے اور کھانے پینے میں پرہیز رکھتا ہے تو میں اس کی عقل کا اندازہ کر لیتا ہوں۔ اور جب بھی مجھ سے کسی شخص نے کسی چیز کا سوال کیا تو مجھے اُس سے اُس کی عقل کا اندازہ ہو گیا۔ اور فرمایا کہ سب لوگوں کے لئے حدیں اور مقامات ہیں تو ہر شخص کو اس کے مقام میں اور ہر انسان کو اس کی حد میں رکھو (یعنی جس مرتبہ کا کوئی شخص ہو اس کے مناسب اس سے برتاؤ کرو) اور ہر شخص کو اس کی قدرت کے مطابق کام سپرد کرو۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کی عالی ہمتی کا اعتبار اس کی حمیّت سے اور عقل کا اُس کے گھر کے سامان سے کر لو۔ ابو عثمان جاحظ نے کہا اس لئے کہ یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ اُس کا فرش تر بتر اور تکیہ طبریہ ہو (ایک خاص قسم کا طبرستان کا بنا ہوا) اور فرمایا کہ جو شخص کسی چیز سے ناامید ہو جائے گا تو اس سے مستغنی ہو جائے گا اور مؤمن کی عزت لوگوں سے استغناء سے ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ کے کام میں کمربستہ کوئی نہ ہوگا بجز ایسے شخص کے جو نہ مصانعت کرے (یعنی کسی کے لئے کام اس ارادے سے نہ کرے کہ یہ میرے لئے ایسا ہی کرے گا) نہ کرے اور نہ مضارعت کرے (یعنی ایسا کام نہ کرے جو سود کے مشابہ ہو) اور طمع کے مقامات کا پیچھا نہ کرے۔ اور فرمایا کہ اپنی ہمت کو کمزور نہ کرو کیونکہ میں نے کوئی چیز کسی مرد کو بزرگی سے روکنے والی ضعفِ ہمت سے زیادہ نہیں دیکھی۔ اور ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ تجھے اپنے نفس سے غافل نہ کر دیں کیونکہ معاملہ (بعد موت کا) صرف تیری ذات پر پہنچے گا اُن سے ہٹ کر۔ اور دن کو بیکار باتوں میں نہ گذار کہ وہ (یعنی وقت وعمر) تیری (متاع) محفوظ ہے۔ اور جب تو (کسی کے ساتھ) بُرا کرے تو نیک سلوک بھی کر کیونکہ میں نے کوئی شے تیزی کے ساتھ پکڑنے والی اور سرعت کے ساتھ ادراک کرنے والی گذشتہ پُرانی بُرائی کو حال کے حسنہ (یعنی

www.kitabghar.org

لم ار شیئاً اشد طلباً ولا اسرع دراکاً من حسنۃ حدیثۃ لذنب قدیم وقال احذر من فلتات الشباب وکلما اورثک النبز واعلقک اللقب فانہ ان یعظم بعدہ شانک یشتد علی ذلک ندمک وقال کل عمل کرہت من اجلہ الموت فاترکہ ثم لا یضرک متی ما مت وقال اقلل من الدنیا تعش حراً واقلل من الذنوب یہن علیک الموت وانظر فی ای نصاب تضع ولدک فان العرق دساس۔ وقال ترک الخطیئۃ اسہل من معالجۃ التوبۃ وقال احذروا النعمۃ حذرکم المعصیۃ وہی اخوفہا علیکم عندی وقال احذروا عاقبۃ الفراغ فانہ اجمع لابواب المکروہ من السکر۔ وقال اجود الناس من جاد علی من لا یرجو ثوابہ واحلمہم من عفا بعد القدرۃ وابخلہم من بخل بالسلام واعجزہم من عجز فی دعائہ وقال رب نظرۃ زرعت شہوۃ ورب شہوۃ اورثت حزناً واثماً۔ وقال ثلاث خصال من لم یکن فیہ لم ینفعہ الایمان حلم یرد بہ جہل الجاہل وورع یحجزہ عن المحارم وخلق یداری بہ الناس۔ وذکر ابو عبیدۃ معمر بن المثنی فی کتاب مقاتل الفرسان

نیک سلوک) سے زیادہ نہیں دیکھی اور فرمایا کہ جوانی کی لغزشوں سے بچو اور جب تمھیں کوئی اچھا خطاب (مثلاً شیخ، مولانا، حضرت وغیرہ) حاصل ہوجائے گا اور قلب تمھارا گلا دبائے گا (کہ کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکل جائے جس سے اس خطاب کی شان کو بٹہ لگے) تو اگر اس کے بعد تمھاری شان بڑی ہوگئی تو یہ پچھلی لغزش تم کو سخت ندامت میں مبتلا رکھے گی۔ اور فرمایا کہ ہر وہ کام جس کی وجہ سے تو موت کو بُرا سمجھنے لگے اُس کو چھوڑ پھر تیرے لئے مُضر نہیں کہ کسی وقت بھی مرے۔ اور فرمایا کہ دنیا میں کمی کر آزاد زندگی بسر کرے گا۔ گناہوں میں کمی کر تجھ پر موت آسان ہوجائے گی۔ اور خیال رکھ کہ کس مرتبہ میں تو اپنی اولاد کو رکھ رہا ہے (یعنی کس طبقہ کی عورت سے جماع کر رہا ہے) کیونکہ رگ کا اثر بہت گھُسنے والا ہوتا ہے (یعنی اس کے خاندانی خصائل تیری اولاد میں آئیں گے) اور فرمایا کہ خطا کاری کا ترک آسان ہے توبہ کے ساتھ اُس کا علاج کرنے سے۔ اور فرمایا کہ نعمت (لذات دنیوی) سے بھی اس طرح پرہیز کرو جس طرح معصیت سے پرہیز کرتے ہو اور میرے نزدیک تمھارے لئے یہ زیادہ خطرناک ہے اور فرمایا کہ پرہیز کرو بے شغلی کے انجام سے کیونکہ یہ ان سب ابواب مکروہ کی جامع ہے جو سُکر (نشہ) سے کھلتے ہیں۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے شخص پر سخاوت کرے جس سے فلاح کی امید نہ کرے اور سب سے زیادہ بُردبار وہ ہے جو قدرت پالینے کے بعد معاف کردے اور سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرتا ہے۔ اور سب سے عاجز وہ ہے جو دُعاء میں بھی عاجز رہے۔ اور فرمایا کہ بسا اوقات ایک نظر شہوت کی تخم ریزی کردیتی ہے اور بسا اوقات شہوت دائمی رنج و غم دے جاتی ہے۔ اور فرمایا کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ نہیں ہیں اُس کو ایمان نفع نہ دے گا۔ بردباری جس کے ذریعہ سے جاہل کے جہل کو لوٹا دیا جائے۔ اور پرہیزگاری جو اس کو مواقع حرام سے روکتی رہے۔ اور اچھا خُلق جس سے لوگوں کی دلجوئی کرتا رہے اور ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ نے اپنی کتاب مقاتل الفرسان میں ذکر کیا کہ سعد

www.kitabghar.org

ان سعد بن ابی وقاص اوفد عمرو بن
معدیکرب بعد فتح القادسیۃ الی
عمر فسألہ عمر عن سعد کیف ترکتہ وکیف
رضی الناس عنہ فقال یا امیر المومنین
ہو لہم کالاب یجمع لہم جمع الذرۃ اعرابی
فی نمرتہ اسد فی تأمورتہ نبطی فی
جبایتہ یقسم بالسویۃ ویعدل فی
القضیۃ وینفر فی السریۃ وکان سعد کتب
یثنی علی عمرو فقال عمر لکانما تقارضتما
الثناء کتب یثنی علیک وقدمت
تثنی علیہ فقال انا لم اثن الا بما رأیت
قال دع عنک سعدا واخبرنی عن
مذحج قومک قال فی کل فضل وخیر
قال ما قولک فی علۃ بن خالد قال اولئک
فوارس اعراضنا احشنا طلبا و
اقلنا ہربا قال فسعد العشیرۃ قال
اعظمنا خمیسا واکبرنا رئیسا واشدنا
شریسا قال فالحارث بن کعب قال
حسکۃ لا یرام قال فمراد قال الاتقیاء
البررۃ والمساعیر الفجرۃ الزمنا قرارا
وابعدنا آثارا قال فاخبرنی عن
الحرب قال مرۃ المذاق اذا قلصت
عن ساق من صبر فیہا عرف ومن
ضعف عنہا تلف وانہا لکما قال الشاعر
؎ الحرب اول ما تکون فتیۃ * تسعی

بن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد عمرو بن معدیکرب کو عمر رضی اللہ
کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے اُس سے سعد کا حال دریافت
کیا کہ تونے اس کو کیسا چھوڑا اور لوگ اُس سے کس قدر خوش
ہیں۔ تو عمرو نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ لوگوں کے لئے باپ کی مانند
ہے، وہ لوگوں کے لئے چیونٹیوں کی طرح (اموال) جمع کرتا ہے۔
اعرابی ہے اپنی چادر میں، شیر ہے اپنی کچھار میں، نبطی ہے اموال کے جمع
کرنے میں، سب میں برابر تقسیم کرتا ہے، اور جھگڑے کا فیصلہ عدل سے کرتا
ہے۔ اور بذات خود لشکر میں پہنچتا ہے۔" اور سعد نے جو خط لکھا تھا اُس میں
عمرو کی تعریف کی تھی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں نے
ایک دوسرے کی مدح کا تبادلہ کیا ہے۔ سعد نے تیری تعریف لکھی ہے
اور تونے آکر اس کی تعریف شروع کر دی تو عمرو نے کہا کہ میں نے صرف وہی
تعریف کی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے فرمایا کہ سعد کی بات چھوڑ اور مجھ
سے اپنی قوم کے ہتھیار بند لوگوں کا حال بیان کر۔ عمرو نے کہا کہ ہر ایک میں
فضیلت اور خیر ہے۔ فرمایا کہ علۃ بن خالد کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے
عمرو نے کہا کہ وہ ہمارے نواحی کے شہسوار ہیں بڑی سرعت کے ساتھ
(دشمن کو) ڈھونڈھ نکالنے والے سب سے کم بھاگنے والے۔ فرمایا
سعد العشیرہ کا کیا حال ہے۔ عمرو نے کہا کہ وہ ہمارا سب سے بڑا لشکر
ہیں۔ اور سب سے بڑے رئیس اور تیز مزاج ہیں۔ فرمایا کہ حارث
بن کعب کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کہا کہ وہ ایسا حسکہ ہے جس کا قصد
نہیں کیا جاتا۔ فرمایا اور بنی مراد؟ کہا کہ بڑے متقی، نیک کام کرنے والے
اور جنگ کی آگ بھڑکانے والے بڑے سرکش سب سے زیادہ فرار ہونے
والے اور ایسے کہ ان کا کھوج بھی نہ مل سکے۔ فرمایا کہ جنگ کے بارے
میں کیا خیال ہے۔ عمرو نے کہا کہ اُس کا مزا کڑوا ہے جبکہ خوب ظاہر ہو
جاتی ہے تو جس نے صبر کیا نامور ہوا اور جس نے کمزوری دکھائی ضائع ہوا۔ اور وہ
یقیناً ایسی ہے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے ؎ الحرب اوّل الخ ترجمہ جنگ

www.kitabghar.org

بزینتہا لکل جہول ۞ حتی اذا استغدت و شبت ضرامہا ۞ عادت عجوزاً غیر ذات حلیل ۞ شمطاء جزت رأسہا و تنکرت ۞ مکروہۃ للشم والتقبیل ۞ قال فاخبرنی عن السلاح قال سل عما شئت منہ قال الرمح قال اخوک وربما خانک قال النبل قال منایا تخطئ و تصیب قال الترس قال ذاک المجن وعلیہ تدور الدوائر قال الدرع قال مثقلۃ للراکب متعبۃ للراجل وانہا لحصن حصین قال السیف قال ھبلتک فارغب لا امک الھبل قال بل امی و الحمّی اضرعتنی لک۔ عرض سلیمان بن ربیعۃ الباہلی جندہ بارمینیۃ فکان لا یقبل من الخیل الا عتیقاً فمر عمرو بن معدیکرب بفرس غلیظ فردّہ وقال ہذہ ہجین قال عمرو انہ لیس بہجین ولکنہ غلیظ فقال بل ہو ہجین فقال عمرو ان الہجین لیعرف الہجین فکلمہ الی عمر فکتب الیہ اما بعد یا ابن معدیکرب فانک القائل لامیرک ما قلت وانہ بلغنی ان عندک سیفاً تسمیہ الصمصامۃ وان عندی سیفاً اسمیہ مصمما واقسم باللہ لئن وضعتہ بین اذنیک لا یقلع حتے یبلغ رحمک و وکتب الی سلیمان بن ربیعۃ یلومہ فی

سب سے پہلے ایک جوان عورت ہوتی ہے۔ ہر جاہل کو اپنے سنگار کے پیچھے دوڑاتی ہے ۞ یہاں تک کہ جب حد سے بڑھ جاتی ہے اور اس کا اشتعال شباب پر آجاتا ہے، تو ایسی بڑھیا بن جاتی ہے جس کا کوئی شوہر نہ ہو ۞ سفید بالوں والی، بال کٹے ہوئے اور بدہیئت، ایسی بدشکل جس کو سونگھنے اور بوسہ لینے سے گھن آئے "۔ فرمایا کہ ہتھیاروں کے بارے میں کچھ کہو تو کہا کہ ان میں سے جس ہتھیار کے بارے میں چاہو سوال کرو۔ فرمایا کہ نیزہ؟ تو کہا کہ وہ آپ کا بھائی ہے (یعنی بالکل سیدھا) اور بسا اوقات آپ سے خیانت بھی کر جاتا ہے (جب ٹیڑھا ہو جاتا ہے) فرمایا کہ تیر؟ تو کہا یہ ایک موت ہے کبھی خطا کر جاتی ہے کبھی آپکڑتی ہے۔ فرمایا ڈھال؟ کہا کہ یہ بچاؤ کا آلہ ہے اور اس پر مصائب پڑتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ زرہ؟ کہا کہ یہ بوجھل کر دینے والی ہے سوار کو، تھکا دینے والی پیدل کو اور وہ بیشک ایک مضبوط قلعہ ہے۔ فرمایا تلوار؟ کہا کہ یہاں تو اپنی ماں کے دل میں (بیٹے کی موت کا) جو درد پیدا ہوگا اس کا دھیان کرلے۔ عمرؓ نے کہا بلکہ تیری ماں کے۔ عمرو نے کہا (ٹھیک ہے) بلکہ میری ماں کے، اور بخار نے مجھے کمزور بھی کر دیا ہے تمہارے مقابلہ پر۔ (اب اسے تنبہ ہوا کہ روانی کلام میں کیا کہہ گیا ہوں) سلیمان بن ربیعہ باہلی نے اپنے لشکر کا جو آرمینیہ میں تھا جائزہ لیا وہ گھوڑوں میں سے صرف اصیل گھوڑوں ہی کو قبول کر رہے تھے، تو عمرو بن معدیکرب ایسے گھوڑے کو لے کر آیا جو لدھڑ تھا۔ انہوں نے اس کو رد کر دیا اور کہا کہ یہ ہجین عــه یعنی دوغلا ہے۔ عمرو نے کہا کہ یہ ہجین نہیں لیکن موٹا ہے۔ سلیمان نے کہا نہیں یہ ہجین ہے اس پر عمرو نے کہا کہ ہجین، ہجین کو ضرور پہچانتا ہے۔ انہوں نے اس کی اس بدزبانی کی اطلاع حضرت عمرؓ کو دی تو انہوں نے عمرو کو لکھا **اما بعد** اے ابن معدیکرب تو وہ شخص ہے جو اپنے امیر سے ایسی گفتگو کرتا ہے جو تو نے کی۔ اور مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ تیرے پاس ایک تلوار ہے جس کا نام تو نے صمصامہ رکھا ہے۔ اور میرے پاس ایک تلوار ہے جس کا نام میں نے مُصمم رکھا ہے اور میں خدا کی قسم کھاتا

عــه ہجین، ہجین بمعنے دو رگ والا یعنی باپ اصیل ہو اور ماں اصیل نہ ہو ۱۲

www.kitabghar.org

حلمه عنه و قال ابو جعفر محمد بن
جریر الطبری فی تاریخه روی عبدالرحمن
بن ابی زید عمران بن سوادة اللیثی قال
صلیتُ الصبحَ مع عمرَ فقرأ سبحان و
سورةً معها ثم انصرفَ فقمتُ معه فقال
احاجةٌ قلتُ حاجةٌ قال فالحق فلحقتُ
فلما دخل أذِن فاذا هو علی رمال سریر
لیس فوقه شیٔ فقلتُ نصیحةٌ قال مرحباً
بالناصح غدواً وعشیاً قلتُ عابتْ
امتک او قال رعیتک اربعاً
قال فوضع الدرة ثم ذقنَ علیها هكذا
روی ابن قتیبة وقال ابو جعفر فوضع
رأس درته فی ذقنه ووضع اسفلها
علی فخذه وقال هات قال ذکروا انک
حرّمتَ المتعةَ فی اشهر الحج وزاد
ابو جعفر وهی حلالٌ ولم یحرمها رسول الله
صلی الله علیه وسلم ولا ابوبکر فقال اجل
انکم اذا اعتمرتم فی اشهر حجکم رأیتموها
مجزیةً من حجکم ففرغ حجکم وکانت قائبة
قوب عامها والحج بهاءٌ من بهاء الله و
قد اصبتُ قال وذکروا انک حرمتَ
متعةَ النساء وقد کانت رخصةً من الله
نستمتع بقبضةٍ ونفارق عن ثلث قال
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم احلّها
فی زمان ضرورةٍ ورجع الناس الی

ہوں کہ اگر میں نے اس کو تیرے دونوں کانوں کے درمیان رکھ دیا تو وہ تیری کھوپڑی کے اندر اُترے بغیر نہ رُکے گی" اور ایک خط سلیمان بن ربیعہ کو لکھا جس میں ان کو اُس کی گستاخی کو برداشت کرنے پر ملامت کی۔ اور ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی زید نے عمران بن سواد اللیثی سے روایت کیا کہ میں نے صبح کی نماز عمرؓ کے ساتھ پڑھی۔ اُنہوں نے سبحان کی قراءت کی اور اس کے ساتھ ایک اور سورت۔ پھر جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ فرمایا کیا کوئی کام ہے۔ میں نے کہا ہاں کام ہے۔ فرمایا تو ساتھ چلو۔ میں ہمراہ ہولیا۔ پھر جب مکان میں داخل ہوئے تو (اندر آنے کی) اجازت دی، دیکھتا ہوں کہ وہ بانس سے بنی ہوئی چارپائی پر بیٹھے ہیں جس پر اور کوئی چیز بچھی ہوئی نہیں تھی۔ میں نے کہا کہ ایک نصیحت (خیر خواہی کی بات) ہے۔ فرمایا کہ صبح و شام ہر وقت ناصح کو مرحبا۔ میں نے کہا کہ آپ کے لوگ معترض ہیں (اور ایک روایت یوں ہے کہ) آپ کی رعیت معترض ہے چار باتوں میں تو آپ نے دُرّہ (کا ایک سرا) رکھا اور اس پر ٹھوڑی کو رکھا اس طرح پر۔ ابن قتیبہ نے اس ہیئت کو ظاہر کیا۔ اور ابوجعفر نے کہا کہ آپ نے اپنی ٹھوڑی میں دُرّہ کا سر لگا کر سہارا لیا اور اس کے نیچے کے حصّہ کو اپنی ران پر رکھا اور کہا بیان کرو۔ اُنہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپؓ نے حج کے مہینوں میں متعہ (یعنی تمتع) کو حرام کر دیا۔ اور ابوجعفر نے یہ جملہ اور بڑھایا کہ حالانکہ وہ حلال ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہیں کیا اور نہ ابوبکرؓ نے۔ تو فرمایا کہ ہاں تم لوگ اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کر دگے تو تم اپنے حج کی طرف سے اس کو کافی سمجھ لوگے تو تمہارا حج ختم ہو لیگا تو مکہ بقیہ پورے سال کے لئے اس طرح خالی رہے گا جیسے انڈے کا خول (سفیدی اور زردی سے خالی پڑا ہوا ہو) اور حج ایک رونق ہے اللہ کی قائم کردہ رونقوں میں سے اور میں نے یہ ٹھیک کیا ہے۔ کہا کہ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو بھی حرام کر دیا۔ حالانکہ اللہ کی طرف سے یہ ایک رخصت تھی کہ ہم ایک مُٹھی بھر سے کام چلا لیتے اور تین (طلاق) سے جدا ہو جاتے تھے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

www.kitabghar.org

السنۃ ثم لم اعلم احدًا من المسلمین عاذ الیہا ولا عمل بہا فالآن من شاء نکح بہا بقبضۃ وفارق عن ثلث بطلاق وقد اصبتُ قال وذکروا انک اُعتقتَ الأمۃ ان وضعت ذابطنہا بغیر عتاقۃ سیدہا قال اُلحقتُ حُرمۃً بحرمۃ ماارادتُ الا الخیر واستغفر اللہ قال وشکوا منک عُنف السیاق وشدۃ النہر للرعیۃ قال فنزع الدرۃ ثم مسحہا حتیٰ اتی علی سیورہا قال وانا زمیلُ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ قرقرۃ الکدر ولِمَ فواللہِ انی لأرتع فأشبع وأسقی فأروی وانی لأضرب العروض وازجر العجول واَدِبُّ قدری واسوق خطوتی واردّ اللفوت واضمّ العنود واکثر الزجر واقل الضرب واشہر بالعصا وادفع بالید ولولا ذلک لأعذرتُ قال ابوجعفر فکان معاویۃ اذا حدّث بہذا الحدیث یقول کان واللہ عالما برعیتہ قال لہ حذیفۃ انک تستعین بالرجل الذی ذی قوۃ وبعضہم یرویہ بالرجل الفاجر فقال استعملہ لاستعین بقوتہ ثم اکون علی قفائہ قال فرّقوا عن المنیّۃ واجعلوا الرأس رأسین ولا تلثوا بدار معجزۃ واصلحوا مثاویکم واخیفوا الہوام قبل

وسلم نے اُس کو زمانۂ ضرورت میں حلال کر دیا تھا اور اب لوگ وسعت کی طرف لوٹ گئے (یعنی مالدار ہوگئے) پھر میں مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ وُہ اُس کی طرف لوٹا اور اس پر عمل کیا ہو. تو اب بھی جو شخص چاہے کسی عورت سے ایک مٹھی بھر سے نکاح کر لے اور تین طلاق سے جُدا ہو جائے اور میں نے ٹھیک کیا ہے. کہا اور لوگوں نے ذکر کیا کہ آپؓ نے لونڈی کو آزاد کر دیا اگر اس سے بچہ پیدا ہو بغیر اس کے آقا کے آزاد کیے. فرمایا کہ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا اور میں نے اس سے کوئی ارادہ نہیں کیا بجز خیر کے اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں. کہاؓ اور لوگوں کو آپ سے شکایت ہے غصہ سے کام لینے اور لوگوں کو سختی سے جھڑکتے رہنے کی. کہا کہ اس پر انہوں نے دِرّہ کھینچ لیا اور اس پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے تسمہ تک لائے. کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی تھا غزوۂ قرقرۃ الکدر میں اور ایسا کیوں نہ ہو (میری مثال اونٹوں کے چرانے والے کی سی ہے) میں ان کو سبزی میں چراتا ہوں، ان کا پیٹ بھرتا ہوں اور ان کو پانی پلا کر چھکا دیتا ہوں اور میں بیشک مارتا ہوں ٹیڑھی رفتار کے لوگوں کو (جو اس اونٹ کی طرح ہوتے ہیں جو دائیں بائیں کو مڑتا ہے) اور جھڑکتا ہوں جلد بازوں کو اور اپنے اندازے پر ان کے پیچھے چلتا ہوں اور اپنے نشانوں پر ان کو ہنکاتا ہوں، اور لوگوں سے شریر کے شر کو روکتا ہوں (جو اس اونٹنی کی طرح ہوتے ہیں جو دودھ دوہنے والے کے کاٹنا چاہتی ہے) اور الگ چلنے والے کو جماعت سے ملاتا ہوں (جو قطار سے الگ ہو جانے والے اونٹ کی طرح ہوتے ہیں) اور زیادہ جھڑکتا ہوں اور کم مارتا ہوں اور لاٹھی سے دھمکاتا ہوں اور ہاتھ سے ہٹاتا ہوں. اور اگر یہ نہ ہو تو میں معذور ہو جاؤں. ابوجعفر نے کہا کہ معاویہ جب ان باتوں کا تذکرہ کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ عمرؓ واللہ اپنی رعیت کو خوب جاننے والے تھے. اُن سے حُذیفہ نے کہا کہ آپ ایسے شخص کو کام میں لگاتے (یعنی ترجیح دیتے) ہیں جو صاحب قوت ہو. اور بعضوں نے روایت کیا کہ مرد فاجر کو

www.kitabghar.org

ان تخیفکم واخشوشنوا و تمعددوا- و کتب
الی خالد بن الولید انہ بلغنی انک دخلت
حماما بالشام وان من بہا من الاعاجم
اعدوا لک دلوکا عجن بخمر وانی اظنکم آل
المغیرۃ ذرء النار- الدلوک ما تدلک بہ
کالسحور والفطور ونحوہا و ذرء النار
خلق النار- قال عام الرمادۃ لقد ہممت
ان اجعل مع کل اہل بیت من المسلمین
مثلہم فان الانسان لا یہلک علی نصف
شبعہ فقال لہ رجل لو فعلت یا امیر المومنین
ماکنت فیہا ابن ثاداء- قلت یرید ان
الانسان اذا اقتصر علی نصف شبعہ
لم یہلک جوعا- ورأی جاریۃ متکملۃ فسأل
عنہا فقالوا امۃ آل فلان فضربہا
بالدرۃ ضربات وقال یا لکعاء أتشبہین
بالحرائر وسمع رجلا یتعوذ من الفتن
فقال عمر قل اللہم انی اعوذ بک من
الضغاطۃ اتسأل ربک ان لا یرزقک
مالا و لا ولدا- قال اراد قول اللہ تعالیٰ
انما اموالکم و اولادکم فتنۃ- و قال
ما بال رجال لا یزال احدہم کاسرا
وسادۃ عند امرأۃ مغزیۃ یتحدث
الیہا و تحدث الیہ علیکم بالجنبۃ فانہا
عفاف انما النساء لحم علی وضم
الا ما ذب عنہ- قال ابن قتیبہ

تو فرمایا کہ میں اس کو کام میں لگاتا ہوں تاکہ اس کی قوت سے مدد لوں۔ پھر ان کے پیچھے میں خود بھی لگا رہتا ہوں۔ فرمایا کہ دشوار گذار مقامات کو حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ کرو اور اپنے ٹھکانوں کی درستگی کرو اور گزندوں کو خائف کر دو پہلے اس سے کہ وہ تمہیں خائف کر دیں اور سخت (جفاکش) بنو اور چست رہو۔ اور خالد بن الولید کو لکھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شام میں تم ایک حمام میں داخل ہوئے اور یہ کہ عجم کے جو لوگ اس میں تھے انہوں نے تمہارے لئے ایک خوشبودار ابٹنا بنایا جو شراب سے گوندھا گیا۔ اور اے مغیرہ کے فرزندو میں گمان کرتا ہوں کہ تم آگ کی ذریت ہو دلوک وہ شے ہے جس کی بدن پر مالش کی جائے، جیسے سحور (بمعنے ما یسحر بہ) اور فطور (بمعنے ما یفطر بہ) اور اسی طرح دیگر الفاظ۔ اور ذرء النار یعنی خلق النار (یعنی ناری مخلوق) آپ نے عام الرمادہ میں فرمایا (ایک مشہور قحط کے سال کا نام) واللہ میرا رجحان یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے گھر والوں کے ساتھ اتنے ہی (مبتلائے قحط) لوگوں کو شامل کر دوں کیونکہ انسان آدھی خوراک کھانے سے ہلاک نہیں ہوتا۔ یہ سن کر ایک شخص نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ ایسا حکم دیتے تو آپ کسی کنیز کے بیٹے ثابت نہ ہوتے (یعنی سب لوگ بخوشی تعمیل حکم کرتے) میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ انسان اگر آدھی خوراک پر اکتفاء کرے تو بھوک سے نہ مرے گا۔ اور آپ نے ایک باندی کو منہ پر نقاب ڈالے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ آلِ فلاں کی ایک جاریہ ہے۔ تو آپ نے اس کے کئی درّے مارے اور فرمایا کہ اے بدذات تو آزاد عورتوں جیسی بنتی ہے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگ رہا تھا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ یوں کہہ اللہم انی اعوذ بک الخ یعنی یا اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں تنگی سے۔" کیا تو اپنے رب سے یہ سوال کر رہا ہے کہ وہ تجھ کو نہ مال دے اور نہ اولاد۔ (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما اموالکم و اولادکم فتنۃ کی طرف اشارہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا کیا حال ہو گیا لوگوں کا کہ ان میں کا ایک شخص تکیہ لگائے ہوئے ایسی عورت کے پاس بیٹھا رہتا ہے جس کا شوہر جہاد میں گیا ہوا ہو۔

www.kitabghar.org

خطبَ عمرُ فقالَ اِنَّ اَخوَفَ مَا اخافُ علیکُمْ ان یُؤخذ الرَّجل المُسلم البَرِیُٔ عندَ اللّٰہ فیُدسَرُ کما یُدسَرُ الجزور یُشاطُ لحمہ کما یُشاطُ لحمُ الجزورِ ویُقالُ عاصٍ وَلیسَ بعاصٍ فقالَ علی کرّم اللّٰہُ وجہَہ وکیفَ ذاکَ وَلَمّا تشتدَّ البلیّۃُ وتظہر الحمیّۃ وتُسبیَ الذرّیّۃ وَتدُقہم الفتنُ دقَّ الرَّحاءِ ثُفالَہا۔ وَفی حدیثہ لاتنظرُوا اِلٰی صلوٰۃِ الرجل وصِیامہ ولٰکن من اذا حدّثَ صدقَ واذا اُئتمِنَ اَدّٰی واذا اَشفٰی وَرَعَ۔ وخطبَ الناسَ فقالَ اَیّہا الناسُ لِیَنکِح الرَّجلُ منکم لُمتَہ من النساء لتنکح المرأۃُ لُمتَہا مِنَ الرجال وَفی حدیثہ انہ استعمل رَجُلاً عَلَی الیمن فوفَدَ علیہ وعلیہ حُلّۃٌ مُشہّرۃٌ وہو مُرَجَّلٌ دَہینٌ فقال اَہٰکذا بعثناکَ ثُم اُمِرَ بالحلّۃ فَنُزِعتْ عنہُ واُلبِسَ جُبّۃَ صُوفٍ ثم سَأَلَ عن ولایتہ فلم یَذکُرْ الاخیرًا فَرَدَّہٗ علیٰ عَمَلِہٖ ثم وَفَدَ الیہ بعدَ ذٰلکَ فاذا ہو اَشعَثُ مُغبَرٌّ عَلَیہِ اَطلاس فقالَ۔ ولاکلّ ھٰذا اِنّ عاملنا لیسَ بالشَّعِث ولاالعَافی کُلُوا واشرَبُوا وَادَّہِنُوا اِنکم لتعلمُونَ الذی اَکرَہُ مِنْ اَمرکم۔ وقال تعَلّموا السنّۃَ والفرائضَ واللحنَ

وہ عورت سے باتیں کرے اور عورت اُس سے۔ تم کو پردے کا خیال رکھنا چاہئے کہ یہ پاک دامنی ہے۔ عورتیں (ضعف کی وجہ سے) مثل اس پارۂ گوشت کے ہیں جو تختہ پر رکھا ہو (کہ جو خریدار چاہے اُس کو لے لے) مگر وہ جو تختہ سے ہٹایا جا چکا ہو (اب وہ تختے پر رکھے ہوئے گوشت کے مانند نہیں رہا) ابن قتیبہ نے بیان کیا کہ عمر نے ایک خطبہ دیا۔ فرمایا کہ تمھاری نسبت جس بات کا مجھے سب سے زیادہ اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان آدمی جو اللہ کے نزدیک بے گناہ ہو وہ اس طرح (قتل کے لئے) دھکیلا جائے جس طرح قربانی کا جانور (ذبح یا نحر کے لئے) دھکیلا جاتا ہے، اس کے گوشت کے ٹکڑے کئے جائیں جس طرح قربانی کے جانور کے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں اور کہا جائے کہ یہ عاصی (بدکردار) ہے حالانکہ وہ عاصی نہیں ہے تو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا اور یہ کیونکر ہوگا؟ (اس کا وقوع اس وقت ہوگا) جب کہ مصیبت سخت ہو جائے گی اور حمیّت جاہلیت ظاہر ہوگی اور بچے بھی قید کئے جائیں گے اور اُن کو فتنے اس طرح پیس ڈالیں گے جس طرح چکی اپنے غلّے کو پیس دیتی ہے۔ اور آن کی ایک حدیث میں ہے کہ کسی شخص کی نماز اور روزوں کو نہ دیکھو لیکن اُس کو (اچھا سمجھو) کہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کر دے اور جب (گناہ کے) کنارے پر آجائے تو بچ نکلے۔ اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم میں مردوں کو اُس عورت سے نکاح کرنا چاہئے جس سے اُنس ہو اور عورتوں کو ایسے مرد سے نکاح کرنا چاہئے جس سے اُنس ہو۔ اور اُن کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یمن پر عامل بنایا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اس کے بدن پر ایک بڑھیا جوڑا تھا اور کنگھی کئے ہوئے، بالوں کو تیل لگائے ہوئے تھا تو عمرؓ نے دیکھ کر کہا کہ کیا ہم نے تجھے ایسا ہی بھیجا تھا۔ پھر جوڑے کے بارے میں حکم دیا گیا تو وہ اس سے اُتارا گیا اور صوف کا جُبّہ اُس کو پہنایا گیا۔ پھر اُس کی ولایت کے متعلق سوال کیا تو جو کچھ اُس نے ذکر کیا وہ خوب تھا۔ تو اس کو اُس کے عہدے پر واپس کر دیا اس کے بعد پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اُس کے بال بکھرے ہوئے غبار آلود، بدن پر پُرانے میلے کپڑے۔ تو آپ نے فرمایا

www.kitabghar.org

كما تتعلمون القرآن و مرّ على راع فقال يا راعي عليك الظلف لا ترمض فانك راعٍ وكل راعٍ مسئول۔ وفي حديثه انّ من الناس من يقاتل رياءً وسمعةً ومنهم من يقاتل وهو ينوي الدنيا ومنهم من الجمه القتال فلم يجد بدًّا ومنهم من يقاتل صابرًا محتسبًا اولئك هم الشهداء۔ وفي حديثه انه ارسل الى ابي عبيدة رسولاً فقال له حين رجع كيف رأيت ابا عبيدة قال رأيت بللاً من عيش يقصر من دوقه ثم ارسل اليه وقال للرسول حين قدم كيف رأيته قال حفوفًا قال رحم الله ابا عبيدة بسطنا له فبسط قبضنا له فقبض۔ وفي حديثه انه رُئي في المنام فسئل عن حاله فقال كاد ثُلّ عرشي لولا اني صادفت ربي رحيمًا۔ وفي حديثه انه قال لابي مريم الحنفي لانا اشدّ بغضًا لك من الارض للدم قالوا كان عمر عليه حفيظًا لانه كان قاتل زيد بن الخطاب اخيه فقال أينقصني ذلك من حقي شيئًا قال لا قال فلا ضير۔ وفي حديثه انّ اللبن يُشبّه عليه قال معناه انّ الطفل ربما نزع به الشبه الى الظئر من

اور نہ یہ سب ٹھیک ہے۔ ہمارا عامل نہ پراگندہ بال ہو اور نہ پُرگوشت۔ کھاؤ اور پیو اور تیل ملو۔ تم یقیناً اس بات کو جانتے ہو جسے میں تمہارے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ اور فرمایا کہ سنت کو سیکھو (یعنی علم حدیث کو) اور فرائض کو اور لغت کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ اور آپ کا گذر ایک چرواہے پر ہوا تو فرمایا کہ اے چرواہے تجھے سخت زمین کو اختیار کرنا چاہیئے ریگستانی زمین میں نہ چراؤ (کہ ریت کی گرمی سے پاؤں جلنے لگیں) تو ایک راعی ہے اور ہر راعی سے باز پرس ہوگی۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو دکھاوے اور لوگوں کو سنانے کے لئے قتال کرتے ہیں اور اُن میں سے بعض ایسے ہیں جو قتال کرتے ہیں اور وہ دنیا کی نیت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ قتال اُن کے گلے پڑ گیا کہ وہ اس پر مجبور ہوگئے اور بعض وہ ہیں جو قتال کرتے ہیں اس حال میں کہ صابر ہوتے ہیں طالب ثواب ہوتے ہیں۔ یہی لوگ شہداء ہیں۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ جب وہ واپس ہوا تو اس سے پوچھا کہ ابو عبیدہ کو کیسا دیکھا۔ اُس نے کہا کہ میں نے خوب تری اور تازگی دیکھی جو بارش کے آخر تک رہتی ہے۔ پھر اُن کے پاس قاصد کو بھیجا اور جب وہ واپس آیا تو قاصد سے سوال کیا کہ کیسا دیکھا ابو عبیدہ کو۔ قاصد نے کہا کہ بہت تنگ دست۔ فرمایا کہ اللہ ابو عبیدہ پر رحم کرے۔ جب ہم اس پر فراخی کرتے ہیں فراخ دست ہو جاتا ہے اور جب ہم ہاتھ روکتے ہیں تنگدست ہو جاتا ہے۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ اُن کو خواب میں دیکھا گیا اور حال پوچھا گیا تو فرمایا کہ میرا تخت منہدم ہونے کے قریب تھا اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے بنو حنیفہ کے ابو مریم سے کہا کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ بغض رکھتا ہوں جسقدر زمین خون سے رکھتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عمر اس سے سخت کبیدہ اس لئے تھے کہ وہ اُن کے بھائی زید بن الخطاب کا قاتل تھا۔ تو اُس نے کہا کہ کیا یہ بغض میرے حق میں کچھ نقصان کرے گا؟ تو فرمایا کہ نہیں۔ اُس نے کہا کہ پھر کچھ حرج نہیں۔ اور اُن کی ایک حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ دودھ مُشتَبَہ علیہ ہوتا ہے۔ کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ لڑکا

www.kitabghar.org

أجلِ لبنِها فلا تسترضعوا إلّا من ترضون
أخلاقَها وفي حديثه اُغزوا والغزو
حُلوٌ خضرٌ قبلَ ان يكونَ ثماماً ثم يكونُ
رُماماً ثم يكونُ حُطاماً۔ وفي حديثه
عجبتُ لتاجرِ هجرٍ و راكبِ البحرِ
وفي حديثه انّ نائلاً مولى عثمانَ قال
سافرتُ مع مولاي وعمرَ في حجٍ
او عُمرةٍ فكانَ عمرُ و عثمانُ وابنُ عمر
لِفاً وكنتُ انا وابنُ الزبيرِ في شَببة
معاً لِفاً وكنّا نتمازحُ ونترامى بالحنظلِ
فما يزيدُنا عمرُ على ان يقولَ لنا كذلك
لا تذعروا علينا فقلنا لرباحِ بنِ المغترف
لو نصبتَ لنا نصبَ العربِ فقال
مع عمرَ فقلنا افعلْ فإن نهاكَ فانتهِ
فلم يقلْ له عمرُ شيئاً حتى اذا كان
في وجهِ السحرِ ناداهُ يا رباحُ ايها اكفف
فانها ساعةُ ذكرٍ۔ وفي حديثه انه كتبَ
في الصدقةِ الى بعضِ عُمّاله كتاباً فيه
ولا تحبسِ الناسَ اوّلَهم على آخرِهم
فانّ الرجنَ للماشيةِ عليها شديدٌ
ولها مُهلكٌ واذا وقفَ الرجلُ عليك
غنمَه فلا تعتمْ من غنمِه ولا تأخذْ
من أدناها وخذِ الصدقةَ من اوسطِها
واذا وجبَ على الرجلِ سنٌّ لم تجدْها
في ابلِه لا تأخذْ الا تلك السنَّ من

بسا اوقات دودھ پلانے والی کی شباہت کو اس کے دودھ کے ذریعہ سے کھینچ لیتا ہے اس لئے مرضعہ نہ بناؤ مگر ایسی عورت کو جس کے اخلاق سے تم مطمئن ہو چکو۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے "جنگ کرو، جنگ خوشگوار سر سبز ہوتی ہے قبل اس کے کہ اُس کا بیج ایک نرم و نازک گھاس کی طرح سر اُبھارے پھر وہ پودا سخت ہو جاتا ہے اور پھر (آخر میں) سوکھ کر شکستہ ہو جاتا ہے"۔ اُن کی ایک حدیث میں ہے فرمایا کہ مجھے تعجب ہوتا ہے تاجر ہجر[۵۱] اور راکب بحر پر۔ ایک حدیث میں ہے کہ عثمان رضؓ کے آزاد کردہ نائل نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آقا (عثمانؓ) اور عمرؓ کے ساتھ حج کے سلسلہ میں سفر کیا۔ تو عمر اور عثمان اور ابن عمر تو ایک فریق بن گئے اور میں اور ابن زبیر اور چند نوجوان ساتھی دوسرا فریق بن گئے، پھر ہم ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے تھے اور حنظل پھینک پھینک کر مارتے تھے۔ تو عمرؓ نے اس سے زیادہ نہیں کیا کہ ہم سے کہنے لگے کہ بس بس ہمارے اونٹ بدکنے لگیں گے۔ پھر ہم نے رباح بن المغترف سے کہا کہ اچھا ہوتا اگر تو ہمارے لئے عرب کی حُدی شروع کر دیتا تو اس نے کہا کہ عمر کی موجودگی میں؟ تو ہم نے کہا کہ تو شروع کر دے، اگر انہوں نے تجھے منع کیا تو رک جانا۔ تو وہ (گاتا رہا) اور عمر نے اُس کو کچھ نہ کہا، یہاں تک کہ جب صبح ہونے کو آئی تو اس وقت اُس کو پکار کر کہا او رباح! بس اب بند کر کیونکہ یہ وقت یادِ الٰہی کا ہے۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ عمرؓ نے اپنے بعض عاملوں کو وصولِ صدقہ کے بارے میں خط لکھا جس میں تھا کہ لوگوں کو روکے نہ رکھنا کہ جو پہلے (سے آیا ہوا) ہے وہ اُس کے ہمراہ رہے جو آخر میں آیا تھا اس وجہ سے کہ روک رکھنا جانوروں کا اُن پر سخت اور مہلک ہوتا ہے (چرنے پھرنے میں وہ خوش رہتے ہیں) اور جب کوئی شخص تمہارے سامنے اپنی بکریاں کھڑی کرے تو عمدہ بکریوں میں سے نہ لو اور نہ ادنیٰ میں سے، صدقہ درمیانی مرتبہ میں سے لو اور جب کسی شخص پر ایسا اونٹ واجب ہو جو تم اُس کے اونٹوں میں نہیں پاتے تو اُن میں جو اُس کے قریب تر ہو وہ لے لو یا اُس کی مناسب قیمت لے لو اور خیال رکھو کہ دودھ دینے والے جانور اور گیابھن اُونٹنی دیکھو تو اُس سے منہ پھیر لو کہ وہ اس کے کنبہ کی پشت پناہ ہیں۔ اور ایک حدیث میں

۵۱ ہجر: بحرین کی طرف ایک علاقہ ہے جہاں وبا بہت پھیلتی تھی، مدینہ سے دور بھی تھا اور سمندر کا سفر بھی خطرناک ہوتا ہے، حضرت عمر اس سے گھبراتے تھے۔

www.kitabghar.org

شرٰوی ابلہ او قیمتہ عدل وانظر
ذوات الدّر والماخض فتنکّب عنہا
فانہا ثمال حاضرتہم۔ وفی حدیثہ
یلتقط النّوی من الطریق والنکث
فاذا مرّ بدار قوم القاہا فیہا وقال لیأکل
ہذا داجنتکم وانتفعوا بباقیہ۔ وفی
حدیثہ ثلاث من الفواقر جار مقامۃ
ان رأی حسنۃ دفنہا وان رأی سیئۃ اذاعہا
وامرأۃ ان دخلت علیہا لستک و
ان غبت عنہا لم تأمنہا وامام ان احسنت
لم یرض عنک وان اسأت قتلک۔ و
فی حدیثہ من حظ المرء نفاق ایمہ
وموضع خفہ۔ وفی حدیثہ ان العباس
ابن عبدالمطلب سألہ عن الشعراء فقال
امرؤ القیس سابقہم خسف لہم عین الشعر
فافتقر عن معان عور اصحّ بصر۔ البغوی عن
ابی عثمان النہدی یقول اتانا کتاب عمر
بن الخطاب ونحن باذربیجان مع عتبۃ
بن فرقد اما بعد فاتزروا وارتدوا
وانتعلوا والقوا الخفاف والقوا السراویلات
وعلیکم بلباس ابیکم اسماعیل وایاکم و
التنعم وزیّ العجم وعلیکم بالشمس فانہا
حمام العرب وتمعددوا واخشوشنوا
واخشوشبوا واخلولقوا واعطوا الرکب
اسنتہا وانزوا نزوا وارموا

ہے کہ عمرؓ کھجور کی گٹھلیوں اور بالوں سے بٹے ہوئے رسی کے ٹکڑوں کو راستہ سے اٹھاتے رہتے، پھر جب کسی غریب قوم کے گھر سے گذرتے تو اس میں ڈال دیتے کہ یہ تمہارے گھر کے ہوئے جانور کھالیں گے اور بچے ہوئے (رسی کے) ٹکڑوں کو بھی کام میں لے آؤ۔ اور ان کی ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں بڑی مصیبت ہیں ایسا پڑوسی کہ اگر اچھی بات دیکھے تو اس کو چھپائے اور بری بات دیکھے تو اس کو لوگوں میں مشہور کرے۔ اور ایسی عورت کہ اگر تم اس کے پاس جاؤ تو بدزبانی سے وہ تمھیں عاجز کر دے اور اگر تم اس سے الگ رہو تو تم اس پر مطمئن نہ رہو، اور ایسا حاکم کہ اگر تم عمدہ کام کرو تو تم سے خوش نہ ہو اور اگر برا کام کرو تو تمھیں قتل کر ڈالے۔ اور ان کی ایک حدیث میں ہے کہ آدمی کی ایک خوش نصیبی یہ بھی ہے کہ اس کی عزیز بے شوہر عورتوں کو لوگ بکثرت پیغام نکاح دیں اور اس کے قدم رکھنے کی جگہ (یعنی اچھی بیوی) ہو اور ان کی ایک حدیث میں ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے عمرؓ سے شعراء کے بارے میں سوال کیا تو کہا کہ امرؤ القیس ان سب سے آگے نکل گیا، اسی نے شاعروں کے لئے شعر کا چشمہ کھودا اسی نے باریک اور دقیق مضامین و معانی کو کھولا۔ بغوی ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس عمر بن الخطاب کا خط پہنچا جب کہ ہم آذربیجان میں عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے **اما بعد** لنگی باندھو اور چادر اوڑھو اور جوتے پہنو اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف رکھو اور اپنے باپ اسماعیلؑ کے لباس کی پابندی رکھو اور عیش پرستی اور عجم کے حلیہ سے بچو۔ اور تم پر لازم ہے دھوپ کیونکہ وہ عرب کا حمام ہے اور جفاکش رہو، اور موٹے کپڑے پہنو اور سخت بنو اور مجتمع رہو اور سواری کے جانوروں کو خوب گھاس دانہ دو، اور اچھل کر سوار ہوا کرو اور نشانوں پر تیر اندازی کیا کرو۔ اور ایک

www.kitabghar.org

الاعراض وفی روایۃ وانزوا علی ظہور الخیل نزواً واستقبلوا بوجوہکم الشمس فانہا حمامات العرب قولہ تمعددوا قیل ہو من الغلظ یقال للغلام اذا شبّ وغلظ وقیل معناہ تشبّہوا بعیش معدّ وکانوا اہل غلظ وقشف یقول کونوا مثلہم ودعوا التنعم وزیّ العجم واخشوشنوا اراد الخشونۃ فی الملبس والمطعم وقولہ واخشوشبوا بالباء فہو من الصلابۃ یقال اخشوشب الرجل اذا کان صلباً ویروی بالجیم من الجشب وہی الخشونۃ فی المطعم۔ ابوعمر فی قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس من سرّہ ان یکون من تلک الامم فلیؤدّ شرط اللہ فیہا۔ ابوعمر انما ننتسب الی معدّ وما بعد معدّ لا ندری ما ہو۔ ابوعمر حمل عمر بن الخطاب اسید بن حضیر من بنی عبد الاشہل حتی وضعہ بالبقیع وصلّی علیہ واوصٰی الی عمر فنظر عمر فی وصیتہ فوجد علیہ اربعۃ آلاف دیناً فباع نخلہ اربع سنین باربعۃ آلاف وقضٰی دینہ۔ ابوعمر کان لامیۃ بن الاسکر الجندعی ابنان ففرّا منہ فبکاہما باشعار لہ وکان شاعراً شریفاً فی قومہ فردّہما عمر بن الخطاب

روایت میں یہ ہے کہ گھوڑوں کی پشت پر اُچھل کر بیٹھا کرو۔ اور اپنے چہرے سورج کی طرف رکھا کرو کیونکہ دھوپ عرب کا حمام ہوتی ہے اس قول میں تَمَعْدَدُوْا ہے، کہا گیا ہے کہ اس سے مراد طاقتور ہونا ہے۔ لڑکے کے حق میں جب وہ جوان اور قوی ہو جائے تو تمعدد بولتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ معد بن عدنان کی طرح زندگی گذارو۔ اور یہ لوگ طاقت اور قناعت والے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ان جیسے بن جاؤ اور عیش پرستی اور عجم کا لباس چھوڑو۔ اور اِخْشَوْشِنُوْا سے لباس اور کھانے میں خشونت (موٹا کھردراہونا) مراد ہے۔ اور اِخْشَوْشِبُوْا باء کے ساتھ مراد صلابت ہے۔ کہا جاتا ہے اِخْشَوْشَبَ الرَّجُل جب کہ صلب (سخت) ہو جائے۔ اور جیم کے ساتھ بھی روایت کیا جاتا ہے جشب سے جس کے معنے کھانے میں خشونت کے ہیں۔ ابوعمر، ارشادِ حق تعالیٰ کنتم خیر اُمّۃ اُخرجت للناس کے بارے میں (عمر کا قول ہے کہ) جس کو پسند ہو کہ وہ اس امت میں سے ہو اُس کو چاہیئے کہ اس میں جو اللہ کی شرط ہے (یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر) اس کو پورا کرے۔ ابوعمر، عمرؓ نے فرمایا کہ ہم معدّ کی طرف منسوب ہیں اور معدّ کے بعد کو ہم بُعدِ زمانہ کی وجہ سے نہیں جانتے۔ ابوعمر، عمرؓ نے اُسید بن حُضیر (کے جنازے) کو بنی عبد الاشہل میں سے اُٹھایا اور بقیع میں لاکر رکھا اور اُن پر نماز پڑھی۔ انہوں نے عمرؓ کو ایک وصیت لکھی تھی۔ پھر انہوں نے اُن کی وصیت کو دیکھا تو اس میں اُن پر چار ہزار قرض ثابت ہوا۔ تو انہوں نے اُن کے باغ کی کھجوروں کو چار سال فروخت کیا چار ہزار میں اور اُن کا قرض ادا کر دیا۔ ابوعمر، اُمیہ بن الاسکر الجندعی کے دو بیٹے تھے دونوں اُس کے پاس سے بھاگ گئے۔ تو اُس نے اپنے اشعار میں ان پر گریۂ وزاری کی۔ وہ شاعر تھا اور اپنی قوم میں سردار تھا، تو عمرؓ بن الخطاب نے دونوں کو اُس کے پاس لوٹایا اور

www.kitabghar.org

وَحَلَفَ عَلَيْهَا اَنْ لَا يُفَارِقَاهُ اَبَدًا حتی يموتَ۔ ابو عمر قال الشاعرُ فی جرير بن عبد الله البجلی ؎ لولا جريرٌ هلكت بجيلهٗ ؛ نعم الفتیٰ و بئست القبيلہ ؛ فقال عمر مَا مُدِحَ من هجیٰ قومہ۔ و كان عمر يقول جرير ابن عبد الله يوسف هذه الامة۔ ابو عمر قدم جرير علی عمر من عند سعد بن ابی وقاص فقال كيف تركت سعدًا فی ولايته فقال تركته اكرم الناس مقدرةً واحسنهم معذرةً هو لهم كالام البرة يجمع لهم كما تجمع الذرة مع انه ميمون الاثر مرزوق الظفر اشد الناس عند البأس و احب قريش الی الناس قال فاخبرنی عن حال الناس قال هم كسهام الجعبة منهم القائم الرائش ومنهم العصل الطائش وابن ابی وقاص يثقفها يغمز عصلها و يقيم ميلها والله اعلم بالسرائر يا عمر قال فاخبرنی عن اسلامهم قال يقيمون الصلوٰة لاوقاتها و يؤتون الطاعة ولاتها فقال عمر الحمد لله اذا كانت الصلوٰة اوتيت الزكوٰة واذا كانت الطاعة كانت الجماعة۔ ابو عمر مر عمر بحسان و هو ينشد الشعر فی مسجد رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال اتنشد الشعر

ان سے اس بات پر حلف لیا کہ جب تک وہ زندہ ہے کبھی اس سے جُدا نہ ہونگے۔ ابو عمرؒ ایک شاعر نے جریر بن عبد اللہ بجلی کی مدح میں یہ شعر کہا ؎ لولا جریرٌ الخ (ترجمہ) اگر جریر نہ ہوتا تو بجیلہ ہلاک ہو جاتے۔ بہت اچھا جوان ہے اور بہت بُرا قبیلہ" تو عمرؓ نے کہا جس نے اُس کی قوم کی ہجو کی اُس کی مدح نہیں کی اور عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جریر بن عبد اللہ اس اُمت کا یوسف ہے۔ ابو عمرؒ، جریر حضرت عمرؓ کے پاس سعد بن ابی وقاص کے پاس سے آئے تو آپ نے اُن سے پوچھا تم نے سعد بن ابی وقاص کو اس کی ولایت میں کیسا چھوڑا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو اس حال میں چھوڑا کہ سب سے زیادہ کریم ہوتا ہے قدرت پا لینے پر اور سب سے زیادہ اچھا ہے معذرت قبول کرنے میں۔ وہ مسلمانوں کے حق میں تربیت کرنے والی ماں کی طرح ہے، اس کے ساتھ مبارک قدم ہے اُس کو فتح بخشی گئی ہے، جنگ کے وقت سب سے زیادہ سخت ہے اور قریش میں سب سے زیادہ ہر دل عزیز ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ اب عام لوگوں کا حال بتائیے۔ جریر نے کہا کہ وہ سب ایک ترکش کے تیروں کی مانند ہیں۔ ان میں بعض بالکل سیدھے، صحیح نشانہ پر پہنچنے والے پر دار ہیں، اور بعض خمیدہ نشانے سے چوکنے والے ہیں اور ابن ابی وقاص ان سب کو جمع کرتے ہیں اور اُن کی کجی کو دُور کرتے اور بالکل سیدھا کر دیتے ہیں۔ اور اے عمرؓ چھپے ہوئے احوال اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے، فرمایا کہ اچھا اب لوگوں کے اسلام کا حال بیان کیجئے، جریر نے کہا کہ سب لوگ نمازیں اُن کے اوقات میں پڑھتے ہیں اپنے حکام کی اطاعت کرتے ہیں، تو عمرؓ نے کہا الحمد للہ، جب نماز ادا ہوتی رہے گی، زکوٰۃ دی جاتی رہے گی اور جب اطاعت بھی موجود ہوگی تو جماعت قائم رہے گی۔ ابو عمرؒ، عمرؓ کا گذر حسان بن ثابت پر ہوا جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اشعار پڑھ

www.kitabghar.org

في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له حسان قد كنت أنشد فيه وفيه من هو خير منك - ابو عمر حاطب بن ابي بلتعة نحر رقيقه ناقة رجل من مزينة فقال عمر أراك تجيعهم واضعف عليه القيمة على جهة الادب والردع - ابو عمر قص حابس بن سعد الطائي رؤياه على عمر فرأى كان الشمس والقمر يقتتلان ومع كل واحدة منهما كواكب فقال عمر مع ايهما كنت قال مع القمر قال لا تلي لي عملا ابدا اذ كنت مع الآية المحوة فقتل وهو مع معاوية بصفين - ابو عمر الحر بن قيس قدم عليه عمه فقال للحر الا تدخلني على هذا الرجل يعني عمر فقال اني اخاف ان تتكلم بكلام لا ينبغي فقال لا افعل فادخله على عمر فقال يا ابن الخطاب والله لا تقسم بالعدل ولا تعطي الجزل فغضب عمر غضبا شديدا حتى هم ان يوقع به فقال الحر يا امير المؤمنين ان الله تعالى يقول في كتابه خذ العفو وأمر بالمعروف واعرض عن الجاهلين وان هذا من الجاهلين قال فخلى سبيله عمر وكان وقافا عند كتاب الله

رہے تھے تو فرمایا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اشعار پڑھ رہے ہو۔ تو ان سے حسان نے کہا کہ میں اس میں شعر پڑھ چکا ہوں جب کہ یہاں وہ موجود تھا جو تم سے افضل تھا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ابو عمرؒ، حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام نے مُزینہ کے ایک شخص کا اونٹ ذبح کر لیا۔ تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو اُن کو دکھ پہنچا رہا ہے اور انہوں نے حاطب پر دوگنی قیمت قائم کی (بناء بر تادیب وتنبیہہ۔ ابو عمر، حابس بن سعد الطائی نے اپنا خواب حضرت عمر رضؓ سے بیان کیا۔ اُس نے یہ دیکھا تھا کہ گویا سورج اور چاند آپس میں لڑ رہے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ستارے ہیں۔ تو عمر رضؓ نے سوال کیا کہ تو دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ کہا کہ چاند کے ساتھ۔ فرمایا کہ اب تو میرا عامل کبھی نہیں بنے گا، کیونکہ تو مٹائی ہوئی عہ نشانی کے ساتھ تھا۔ یہ شخص جنگِ صفین میں قتل ہوا معاویہ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ ابو عمر، حر بن قیس کے پاس اُس کا چچا آیا۔ اُس نے حُر سے کہا کہ تو مجھے اُس شخص یعنی عمر سے نہیں ملائے گا۔ تو حُر نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تو اُن کے سامنے نامناسب کلام کرے گا۔ تو اُس نے کہا کہ میں ایسا نہ کروں گا۔ تو وہ اس کو حضرت عمر کے پاس لے گیا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے کہا کہ اے ابن الخطاب واللہ تو عدل کے ساتھ تقسیم نہیں کرتا اور نہ مالِ کثیر دیتا ہے تو عمر رضؓ کو اسقدر سخت غصہ آیا کہ اُنہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس پر حملہ کر دیں۔ تو حُر نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ الخ (۱۹۹:۷) "عفو اختیار کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے" اور یہ جاہلوں میں سے ہے، کہا (راوی نے) کہ آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور عمر کتاب اللہ کے سامنے بہت جھکنے والے تھے۔ ابو عمر، عمرو بن العاص نے حضرت عمر رضؓ کو خط لکھا جس میں انہوں نے تین ہزار سواروں کی امداد مانگی تھی، تو عمر رضؓ نے

عہ چاند کو آیت محوہ یعنی مٹی ہوئی نشانی اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا الیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ الیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ الخ اور قمر آیات لیل۔

www.kitabghar.org

عز وجل۔ ابو عمر کتب عمرو بن العاص الی عمر یستمدہ بثلاثۃ آلاف فارس فامدہ بخارجۃ بن حذافۃ والزبیر بن العوام والمقداد بن الاسود۔ ابو عمر سأل عمر خبابا عما لقی من المشرکین فقال یا امیر المومنین انظر الی ظہری فنظر فقال ما رأیت کالیوم فقال خباب لقد اوقدت لی نار وسحبت فیہا فما اطفاہا الا ودک ظہری۔ ابو عمر قال خوات بن جبیر خرجنا مع عمر بن الخطاب فسرنا فی رکب فیہم ابو عبیدۃ بن الجراح وعبد الرحمٰن بن عوف فقال القوم غنّنا من شعر ضرار فقال عمر دعوا ابا عبد اللہ فلیغن من بنیات فوادہ یعنی من شعرہ قال فما زلت اغنیہم حتی کان السحر فقال عمر ارفع عنا لسانک فقد اسحرنا۔ ابو عمر استشہد زید بن الخطاب یوم الیمامۃ فحزن علیہ عمر حزنا شدیدا قال عمر ما ہبت الصبا الا و انا اجد منہا ریح زید وقال متمم بن نویرۃ لعمر لو ان اخی ذہب علی ما ذہب علیہ اخوک ما حزنت علیہ فقال عمر ما عزانی احد باحسن مما عزیتنی بہ وقال عمر لما نعی علیہ اخوہ زید رحم اللہ اخی سبقنی الی الحسنیین اسلم

خارجہ بن حذافہ اور زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود کو بھیج دیا۔[عہ] ابو عمر، عمر رضی اللہ عنہ نے خباب سے اُن مصائب کا حال پوچھا جو مشرکین کی طرف سے اُن کو پہنچے تھے تو انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میری کمر دیکھ لیجئے۔ تو آپ نے دیکھی اور فرمایا کہ میں نے آج سے پہلے ایسا نہیں دیکھا۔ تو خباب نے کہا کہ میرے لئے آگ دہکائی گئی اور مجھے اُس پر لٹایا گیا اور آگ کو میری پیٹھ کی چربی کے سوا کسی چیز نے نہیں بجھایا۔ ابو عمر، خوات بن جبیر نے بیان کیا کہ ہم عمر بن الخطاب کے ساتھ سفر کے لئے نکلے اور ایسے قافلہ میں روانہ ہوئے جن میں ابو عبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہمیں ضرار کے اشعار گاکر سُنا تو عمر رض نے کہا کہ ابو عبداللہ کو چھوڑ دو (یعنی ضرار کے اشعار کی پابندی سے) اس کو چاہیئے کہ اپنے دل کے خیالات یعنی اپنے اشعار گائے۔ کہا کہ پھر میں برابر لوگوں کے سامنے گاتا رہا یہاں تک کہ سحر ہو گئی تو عمر رض نے کہا کہ بس اب اپنی زبان بند کر صبح ہو گئی ہے۔ ابو عمر جنگ یمامہ میں زید بن الخطاب شہید ہو گئے اور اس پر عمر رض کو شدید غم ہوا۔ آپ نے کہا جب صبا چلتی ہے تو میں زید کی خوشبو سونگھتا ہوں بس پر متمم بن نویرہ نے عمر رض سے کہا کہ اگر میرے بھائی پر یہ حادثہ گذرتا جو تمہارے بھائی پر گذرا ہے تو میں اس پر غمگین نہ ہوتا۔ تو عمر رض نے کہا کہ کسی نے مجھ سے اس سے اچھی تعزیت نہیں کی جیسی تم نے کی ہے۔ اور عمر رض نے جب کہ ان کے بھائی زید کی موت کی خبر پہنچی کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی پر رحمت کرے وہ مجھ سے سبقت لے گیا دو نیکیوں کے ذریعہ سے، مجھ سے پہلے اسلام لایا اور مجھ سے پہلے شہید ہو گیا۔ ابو عمر، ایک شاعر نے زبرقان کی ہجو اس شعر سے کی ہے دع المکارم الخ (ترجمہ) بڑائیوں (کے حصول کا خیال) چھوڑ

[عہ] مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ہر فرد ایک ہزار سواروں کے برابر تھا اور عمر رض ہر ایک کا حال بخوبی جانتے تھے ۱۲ اشتیاق احمد

www.kitabghar.org

قبلی واستشهد قبلی. ابوعمر هجا شاعر الزبرقان بقوله ؎ دع المکارم لا ترحل لبغیتها ❊ واقعد فانک انت الطاعم الکاسی ❊ فشکاه الزبرقان الی عمر فسأل عمر حسان بن ثابت عن قول هذا فقضی انه هجوله وضعة منه فالقاه عمر فی المطمورة حتی شفع له عبد الرحمن بن عوف والزبیر فاطلقه بعد ان اخذ علیه العهد واوعده ان لا یعود لهجاء احد ابدا- ابوعمر قال عمر یوما للبید ابن ربیعة یا اباعقیل انشدنی شیئاً من شعرک فقال ماکنت لاقول شعراً بعد ان علمنی الله البقرة و آل عمران فزاده عمر فی عطائه خمس مائة وکان الفین- ابوعمر قال مالک بلغنی انه ورد علی رسول الله صلی الله علیه وسلم کتاب فقال من یجیب عنی فقال عبدالله ابن الارقم انا فاجاب عنه واتی به الیه فاعجبه وانفذه وکان عمر حاضرا فاعجبه ذلک من عبدالله بن الارقم فلم یزل له ذلک فی نفسه یقول اصاب ما اراده رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما ولی عمر استعمله علی بیت المال وکان عمر یقول ما رأیت احدا اخشی لله من عبدالله بن الارقم- وقال عمر له لو کان

اُن کی جستجو میں سفر نہ کر۔ اور بیٹھا رہ کیونکہ درحقیقت تو تو صرف کھانے والا اور پہننے والا ہے" اس کی شکایت زبرقان نے عمرؓ سے کی، تو عمرؓ نے حسان بن ثابت سے اس قول کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ درحقیقت یہ اس کی ہجو اور آبروریزی ہے۔ تو عمرؓ نے اس کو تہ خانہ میں بند کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کی سفارش عبدالرحمن بن عوف اور زبیرؓ نے کی تو آپ نے اُس کو دھمکانے اور یہ عہد لینے کے بعد کہ وہ آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہ کہے گا، رہا کر دیا۔ ابوعمر، عمرؓ نے ایک دن لبید بن ربیعہ سے کہا کہ اے ابوعقیل اپنے اشعار میں سے کوئی خاص چیز ہمیں سناؤ۔ تو لبید نے کہا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۂ بقرہ اور آل عمران سکھادی ہیں میں شعر کہنے کے حال میں نہیں رہا۔ تو عمرؓ نے لبید کے وظیفہ میں پانچسو کا اضافہ کر دیا، پہلے وہ دو ہزار تھا۔ ابوعمر، مالک نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط آیا آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب کون دے گا؟ تو عبداللہ بن الارقم نے کہا کہ میں۔ پھر اُنہوں نے آپ کی طرف سے جواب لکھا اور آپ کے پاس لے کر آئے تو آپ نے اس کو پسند کیا اور اس کو روانہ کر دیا۔ اس وقت عمر موجود تھے تو اُن کو عبداللہ بن ارقم کی یہ بات بہت پسند آئی تھی۔ تو یہ بات برابر اُن کے دل میں موجود رہی اور یہ خیال کرتے رہے کہ جو ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا عبداللہ بن ارقم اس پر پہنچ گئے۔ پھر جب عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اُن کو بیت المال پر عامل بنایا۔ اور عمر کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی کو زید بن ارقم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ اور عمرؓ نے اُن سے کہا کہ اگر تم کو قوم

www.kitabghar.org

لک مثل سابقۃ القوم ما قدّمت علیک
احدًا۔ سار عمرؓ فی بعض حجاتہ فلما اتے
وادی محسّر ضرب فیہ راحلتہ حتی
قطعہ وہو یرتجز ؎ الیک تعدوا قلقًا وضینہا
مخالفًا دین النصاری دینہا ؛ معترضًا
فی بطنہا جنینہا ؛ قد ذہب الشحم الذی
یزینہا ؛ بعث عمر بن الخطاب عبد اللّٰہ
ابن مسعود الی الکوفۃ مع عمار بن یاسر
وکتب الیہم انی قد بعثت الیکم بعمار
ابن یاسر امیرًا وعبد اللّٰہ بن مسعود
معلمًا ووزیرًا وہما من النجباء من
اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
من اہل بدر فاقتدوا بہما واسمعوا
من قولہما وقد آثرتکم بعبد اللّٰہ علی
نفسی۔ قال عمر فی عبد اللّٰہ بن مسعود
کُنَیْفٌ مُلِئَ علمًا۔ ابو عمر کان عمر یحب ابن
عباس ویقربہ ویدنیہ ویشاورہ
مع جلۃ الصحابۃ وکان عمر یقول ابن عباس
فی الکہول لہ لسان سئول وقلب
عقول وکان عمر یدعوہ للمعضلات
مع اجتہاد عمر ونظرہ للمسلمین۔ ابو عمر
کان معاویۃ خالف عبادۃ بن صامت
فی شیء انکرہ علیہ عبادۃ من الصرف
فاغلظ لہ معاویۃ فی القول فقال لہ
عبادۃ لا اساکنک بارض واحدۃ

کی سابقہ صفات میسّر ہو جاتیں تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ ایک مرتبہ عمرؓ اپنے کسی حج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب وادیٔ محسّر میں پہنچے تو اس میں اپنی سواری کو (بھگانے کے لئے) مارا یہاں تک کہ اُس کو طے کر لیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے ؎ الیک تعدوا الخ (ترجمہ) اُونٹنی تیری ہی طرف دوڑتی ہے اس حال میں کہ اُس کا بندھن (صعوبت سفر سے لاغر ہونے کی وجہ سے ڈھیلا ہو کر) ہل رہا ہے اور اس حال میں کہ اس کا دین نصاریٰ کے دین سے مخالف ہے۔ اور اس حال میں کہ دوڑنے میں اس کے پیٹ کا بچہ اس کے لئے رکاوٹ بن رہا ہے۔ (صعوبت سفر سے) اُس کی چربی زائل ہو چکی ہے جس سے اس کی زینت ہوتی ہے " عمر بن الخطاب نے عبد اللہؓ ابن مسعود کو مع عمارؓ بن یاسر کے کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ میں نے تمہارے پاس عمار بن یاسر کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اور وہ دونوں شرفاء میں سے ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہل بدر میں سے ہیں۔ تو تم ان دونوں کی پیروی کرو اور ان کا قول سنو۔ اور میں نے تمہارے ساتھ اپنے نفس کے مقابلہ پر عبد اللہ کو بھیج کر ایثار کیا ہے عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں عمرؓ کا یہ قول ہے کہ علم سے بھرا ہوا ایک بڑا تھیلا ہے۔ ابو عمر، عمرؓ ابن عباس سے محبت کرتے تھے اور اُن کو اپنے قریب کرتے اور پاس بٹھاتے اور بڑے بڑے صحابہ کے ساتھ ان سے بھی مشورہ کرتے۔ اور عمر فرمایا کرتے کہ ابن عباس تو (نوجوان ہونے کے باوجود) بوڑھوں میں داخل ہے، اس کی زبان ذمہ دارانہ اور قلب عقل والا ہے۔ اور عمرؓ باوجود اپنے اجتہاد اور مسلمانوں پر نظر رکھنے کے مشکلات کے حل کے لئے اُن کو بھی بلاتے تھے۔ ابو عمرؒ، معاویہ نے عبادہ کی مخالفت ایک ایسے امر میں کی جو بیع صرف سے متعلق تھا جس پر اُنہوں نے معاویہ پر اعتراض کیا تھا اور معاویہ نے اس پر اُن سے سخت کلامی کی تو ان سے عبادہ نے کہا کہ میں ایک سرزمین میں تیرے ساتھ کبھی نہ رہوں گا اور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔ اُن سے عمرؓ نے کہا کہ

www.kitabghar.org

ابداً و رحل الی المدینۃ فقال لہ عمر ما اقدمک فاخبرہ فقال لہ ارجع الی مکانک ففتح اللہ ارضاً لست فیہا ولا مثلک وکتب الی معاویۃ لا امرۃ لک علی عبادۃ۔ ابو عمر کان عروۃ بن مسعود الثقفی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ مثلہ فی قومہ مثل صاحب یٰس فی قومہ فقال فیہ عمر شعراً یرثیہ ابو عمر کان عتبۃ بن غزوان اول من نزل البصرۃ من المسلمین وھو الذی اختطھا وقال لہ عمر لما بعثہ الیہ یا عتبۃ انی ارید ان اوجھک لتقاتل بلد الحیرۃ لعل اللہ یفتحھا علیکم فسر علی برکۃ اللہ ویمنہ واتق اللہ ما استطعت واعلم انک تاتی حومۃ العدو وارجوا ان یعینک اللہ علیھم ویکفیکھم وقد کتبت الی العلاء الحضرمی ان یمدک بعرفجۃ بن خزیمۃ وھو ذو مجاھدۃ للعدو و مکابدۃ فشاورہ وادع الی اللہ فمن اجابک فاقبل منہ ومن ابی فالجزیۃ عن ید مذلۃ وصغار والا فالسیف فی غیر ھوادۃ واستنفر من مررت بہ من العرب وحثھم علی الجھاد وکابد العدو واتق اللہ ربک فافتتح

آپ وہاں سے کیوں آئے تو انہوں نے حال بیان کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے مقام پر واپس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو فتح کیا۔ تم اور تم جیسے لوگ اس میں نہ رہیں؟ (یہ نہیں ہوگا) اور معاویہ کو لکھا کہ تجھ کو عبادہ پر کوئی اختیار نہیں۔ ابو عمرؒ، عروہ بن مسعود ثقفی کے بارے میں (جب یہ اطلاع پہنچی کہ ان کی قوم نے ان کو ہلاک کر دیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اُس کا حال اُس کی قوم میں مشابہ ہے صاحب یٰسؑ کے حال کے جو اس کو اس کی قوم میں پیش آیا تھا۔ اس بارے میں عمرؓ نے مرثیے کے شعر کہے تھے۔ ابو عمرؒ، عتبہ بن غزوان مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں اترے اور یہی ہیں جنہوں نے اُس کی پیمائش کی تھی اور جب اُن کو بصرہ کی طرف بھیجا تھا تو اُن سے عمرؓ نے یہ فرمایا تھا کہ اے عتبہ میں چاہتا ہوں کہ شہر حیرہ پر تم کو بھیجوں تاکہ تم قتال کرو شاید اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھ پر فتح کرا دے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور اپنی پوری استطاعت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور اس کو سمجھ لو کہ تم دشمن کی چوٹی کے مقام پر جا رہے ہو اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ اور میں نے علاء بن الحضرمی کو لکھ دیا ہے کہ وہ عرفجہ بن خزیمہ کو تمہارے پاس مدد کے لئے بھیج دیں اور وہ دشمنوں پر جہاد کرنے والا اور مشقتیں برداشت کرنے والا شخص ہے تو اس سے مشورہ کرو اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دو تو جو شخص منظور کرلے تم بھی اسکو قبول کر لو۔ اور جو انکار کرے تو اس کو اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا ہوگا ماتحتی اور کمتری کے ساتھ ورنہ پھر تلوار بغیر صلح کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ سے گذرو اُن کو ساتھ لینے کی کوشش کرو اور ان کو جہاد کے لئے اُبھارو اور دشمن کا شدت سے مقابلہ کرو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو، تو عتبہ بن

www.kitabghar.org

عتبۃ بن غزوان الاُبلّۃ ثم اختطّ البصرۃ۔ ابو عمر قال الشعبی کان ابو بکر شاعرًا وکان عمر شاعرًا وکان علیٌّ اشعر الثلاثۃ۔ ابو عمر فی حدیث الشعبی انّ عدی بن حاتم قال لعمر اذ قدم علیہ ما اظنک تعرفنی قال وکیف لا اعرفک واول صدقۃ بیّضت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقۃ طیّ اعرفک اٰمنت اذ کفروا واقبلت اذ ادبروا واوفیت اذ غدروا۔ ابو عمر ولّی عمر سعید بن عامر الجمحی بعض اجناد الشام فبلغ عمر انہ یصیبہ لمم فامرہ بالقدوم علیہ وکان زاھدًا فلم یر معہ الا مزودًا وعکازًا وقدحًا فقال عمر لیس معک الا ما اری فقال لہ سعید وما اکثر من ھذا عکاز ومزود احمل بھا زادی وقدح اٰکل فیہ فقال عمر ابک لمم قال لا قال فما غشیۃ بلغنی انھا تصیبک قال حضرت خبیبًا حین صلب فدعا علی قریش وانا فیھم فربما ذکرت ذلک فاجد فترۃ حتی یغشی علیّ فقال لہ عمر ارجع الی عملک فابٰی وناشدہ الاعفاء فقیل انہ اعفاہ وقیل ولاہ حمص فلم یزل علیھا الی ان مات۔ ابو عمر جاء الحارث بن ہشام

غزوان نے اُبلّہ کو فتح کر لیا۔ پھر بصرہ کی پیمائش کی۔ ابو عمر، شعبی کا قول ہے کہ ابو بکرؓ شاعر تھے اور عمرؓ شاعر تھے اور علیؓ تینوں میں سب سے بڑے شاعر تھے۔ ابو عمر، شعبی کی حدیث میں ہے کہ عدی بن حاتم نے عمرؓ سے کہا جب کہ عدی ان کے پاس آئے کہ میں نہیں گمان کرتا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا، حالانکہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن کر دیا تھا قبیلۂ طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لائے جب کہ (طے کے لوگ) کافر تھے اور تم (بوقتِ ارتدادِ قبائل) ہماری جانب آئے جب کہ وہ پیٹھ پھیر چکے تھے اور تم وفادار رہے جب کہ انہوں نے غداری کی تھی۔ ابو عمر، عمرؓ نے سعید بن عامر جمحی کو امیر بنایا شام کے بعض لشکروں پر پھر عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو کچھ جنون لاحق ہوتا ہے تو ان کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔ اور یہ ایک زاہد تھے تو عمرؓ نے اُن کے ساتھ کچھ نہ دیکھا بجز توشہ دان اور ایک ڈنڈے کے جس پر بھال لگی ہوئی تھی اور ایک پیالہ کے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تمہارے ساتھ سوائے اس کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ تو ان سے سعید نے کہا کہ اور اس سے زیادہ کیا ہوگا، یہ ڈنڈا ہے اور توشہ دان جس میں اپنا طعامِ سفر رکھتا ہوں اور پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ کیا تم پر کچھ جنون کا اثر ہے؟ کہا کہ نہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ وہ بے ہوشی کیسی ہے جس کا حال مجھ تک پہنچا کہ وہ تم پر طاری ہوتی ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ جب خبیب کو پھانسی دی گئی تو میں حاضر تھا انہوں نے قریش پر بددعا کی اور میں بھی اُن ہی میں سے ہوں تو کبھی کبھی مجھے وہ یاد آجاتا ہے تو میں ایک ضعف محسوس کرتا ہوں یہاں تک کہ مجھے غشی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر عمرؓ نے اُن سے کہا کہ اپنے عہدے پر واپس ہو جاؤ تو انکار کیا اور ان کو اس پر قسم دی کہ معاف کر دیں تو ایک قول

www.kitabghar.org

وسہیل بن عمرو الی عمر فجلسا وھو بینھما
فجعل المھاجرون الاولون یأتون عمر
فیقول ھھنا یا سہیل ھھنا یا حارث فینحیھما فجعل الانصار
یأتون فینحیھما عنہ کذلک حتی صارا فی
آخر الناس فلما خرجا من عند عمر قال
الحارث لسہیل ألم تر ما صنع بنا
فقال لہ سہیل انہ الرجل لا لوم علیہ ینبغی
ان نرجع باللوم علی انفسنا دعی القوم
فاسرعوا ودعینا فابطأنا فلما قام الناس
من عند عمر أتیاہ فقالا لہ یا امیر المؤمنین
قد رأینا ما فعلت بنا الیوم وعلمنا انہ
اتانا من قبل انفسنا فھل من شیء
نستدرک بہ ما فاتنا من الفضل فقال
لا اعلمہ الا ھذا الوجہ واشار لھما الی ثغر
الروم فخرجا الی الشام فماتا بھا فلم یبق
من ولد سہیل الا ابنۃ لہ ترکھا بالمدینۃ
فاختۃ بنت عتبۃ بن سہیل فقدم
بھا علی عمر فزوجھا من عبد الرحمن
بن الحارث بن ھشام وقال زوجوا الشرید
الشریدۃ ففعلوا فنشر اللہ منھما عددا
کثیرا - ابوعمر کسا عمر اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الحلل ففضلت حلۃ
فقال دلونی علی فتی ھاجر ھو وابوہ
فقالوا عبد اللہ بن عمر فقال لا ولکن
سلیط بن سلیط فکساہ ایاہ - وھذا

یہ ہے کہ عمرؓ نے ان کو معاف کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حمص
کا والی بنا دیا اور وہ اس پر اپنی وفات تک قائم رہے۔ ابوعمر، حارث بن ہشام
اور سہیل بن عمرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اور وہ ان
دونوں کے درمیان میں تھے۔ پھر مہاجرین اوّلین نے عمرؓ کے پاس آنا شروع
کر دیا تو آپ کہتے رہے اے سہیل تم یہاں اور اے حارث تم یہاں بیٹھو،
ان دونوں کو ہٹاتے رہے۔ پھر انصار نے آنا شروع کیا تو پھر ان دونوں
کو پیچھے ہٹلاتے رہے اپنے سے یہاں تک کہ یہ دونوں لوگوں کے آخر میں
پہنچ گئے۔ پھر جب کہ یہ دونوں عمرؓ کے پاس سے باہر نکلے تو حارث نے سہیل
سے کہا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہمارے ساتھ عمرؓ نے کیا برتاؤ کیا۔ تو اس سے
سہیل نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس پر کوئی ملامت نہیں، مناسب یہ
ہے کہ ہم اپنے ہی نفس کو ملامت کریں۔ پوری قوم کو دعوتِ اسلام دی گئی وہ لوگ
قبول کرنے میں جلدی کر گئے اور ہم کو دعوت دی گئی تو ہم نے دیر کی۔ پھر جب
کہ سب لوگ عمرؓ کے پاس سے اٹھ گئے تو یہ دونوں پھر عمرؓ کے پاس پہنچے اور ان
سے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے اس معاملہ پر غور کیا جو آج آپ نے ہمارے ساتھ
کیا اور ہم سمجھ گئے کہ یہ ہم پر ہمارے ہی نفوس کی طرف سے واقع ہوا ہے تو کیا
کوئی ایسا کام ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم اس فضیلت کو حاصل کر لیں جو ہم سے
فوت ہو گئی۔ تو فرمایا کہ میں اس کو نہیں جانتا بجز ایک صورت کے اور دونوں کو روم
کی حدود کی طرف اشارہ کیا تو یہ دونوں شام کی طرف نکل گئے اور وہیں دونوں کا
انتقال ہوا۔ تو سہیل کی اولاد میں سے بجز ایک ان کی بیٹی کے اور کوئی باقی نہ رہا جس
کو انہوں نے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا وہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل تھی جس کو عمرؓ کے
پاس لایا گیا تو انہوں نے اس کا نکاح عبدالرحمن سے کر دیا جو حارث بن ہشام کا
کا بیٹا تھا اور فرمایا کہ ثرید کا ثریدہ کے ساتھ جوڑا کر دو تو لوگوں نے ایسا کر دیا تو اللہ تعالیٰ
نے ان دونوں سے بہت (اولاد کو) پھیلا دیا۔ ابوعمر، عمرؓ نے اصحاب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کو جوڑے دیئے۔ بعد میں ایک جوڑا بچ گیا۔ تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ
مجھے بتاؤ کہ ایسا جوان کون ہے جس نے ہجرت کی ہو اور اس کے باپ نے بھی۔ تو لوگوں

www.kitabghar.org

آخر ما اَرَدْنَا اِیرادَہٗ مِنْ حِکَمِ امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و الحمد للہ اوّلاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔
اما توسط فاروق اعظم درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امتِ او در تبلیغ قرآن عظیم و نشر آن پس بوجہی واقع شد کہ زیادہ ازان مقدور بشر نباشد امروز ہر کہ قرآن مے خواند از طوائف مسلمین منت فاروق اعظم در گردن اوست اگر این را دانست بشکر اللہ تعالیٰ و تبارک قیام نمود و اگر ندانست یا دانست و بمقتضاء عصبیت آنرا کتمان نمود بموجب حدیث من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کفرانِ نعمت درزید۔ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از دار فنا برفیق اعلےٰ انتقال فرمود قرآن عظیم مجموع در مصحف نمود سور و آیات در اوراق نوشتہ درمیانِ اصحاب متفرق یافتہ میشد اگر آن را مثلے خواہی فرض کن کہ منشئ منشآتِ خود را یا شاعری قصائد و مقطعاتِ خود را در بیاضہا و بر پشتِ کتابہا متفرق گذارد و آن بمنزلۂ عصافیر برشرفِ ضیاع باشند شاگردی رشید ازمیانِ شاگردانِ آن منشی یا آن شاعر ہمہ آن را بترتیب مناسب جمع کند

نے کہا کہ عبداللہ بن عمر۔ تو فرمایا کہ نہیں۔ لیکن سلیط بن سلیط۔ تو وہ جوڑا اُس کو دے دیا اور یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو ہم نے امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمتوں کے بیان میں لانا چاہا تھا اور ہر تعریف اور شکر اللہ کے لئے سزاوار ہے اوّل بھی اور آخر بھی، ظاہر بھی اور باطن بھی۔ رہا فاروقِ اعظم کا قرآن عظیم کی تبلیغ اور اس کی اشاعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے درمیان واسطہ بننا تو یہ کام ایسی صورت سے واقع ہوا کہ اُس سے زیادہ انسان کی قدرت نہیں ہے آج مسلمانوں کی جماعت میں سے جو شخص بھی قرآن پڑھتا ہے فاروق اعظم کا احسان اس کی گردن پر ہے۔ اگر اس نے اس کو جان لیا تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے شکر کے لئے مستعد ہوگا اور اگر نہ جانا یا جانا مگر بمقتضائے تعصب اُس کو چھپایا تو اس نے بموجب حدیث مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ الخ (یعنی جو لوگوں کا شکر گذار نہ ہوگا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہ ہوگا) کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دارِ فنا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو قرآن عظیم ایک مصحف میں جمع نہیں تھا۔ سورتیں اور آیتیں اوراق میں لکھی ہوئی اصحاب کے درمیان متفرق پائی جاتی تھیں۔ اگر تم اس کی کوئی مثال چاہو تو فرض کرلو کہ ایک انشاء پرداز اپنے مضامین کو یا ایک شاعر اپنے قصائد اور قطعات کو بیاضوں میں اور کچھ کتابوں کے اوراق پر متفرق چھوڑ گیا ـــــــ اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ چڑیوں کی طرح اُڑ کر غائب ہوا چاہتے اور بربادی کے کنارے پر لگے ہوئے ہیں۔ اُس انشاء پرداز یا شاعر کے شاگردوں میں سے ایک شاگردِ رشید اُن سب کو مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور جمع کرنے اور ان کی تصحیح میں پورا کام کرے تو کہا جائے گا کہ گویا ان آثار کو دوبارہ زندگی اس کے ہاتھ سے ملی ہے۔ پہلا شخص جس کے دل میں داعیۂ الٰہیہ کا فیضان آیا اور اُس نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے جس کو بمنزلہ اپنے آلہ کے بنالیا، وہ مقصد اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کا مضمون اور

www.kitabghar.org

واہتمام بلیغ در جمع وتصحیح آن بکار برد گویا احیاء آن آثار بدست او واقع شود اوّل کسے کہ داعیۂ الٰہیہ در خاطر او ریزش نمود و اورا بمنزلۂ جارحۂ خود ساخت در اتمام مرادِ خویش کہ مضمونِ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ باشد و فحوای اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ط فاروق اعظم بود۔

عن زید بن ثابت قال ارسل الیّ ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مقتل اہل الیمامۃ فاذا عمر بن الخطاب عندہ قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال انّ القتل قد استحرّ یوم الیمامۃ بقرّاء القرآن وَانّی اخشیٰ ان استحرّ القتلُ بالقرّاء بالمواطنِ فیذھبُ کثیرٌ من القرآن وَانی اریٰ ان تأمر بجمع القرآن قلتُ لعمر کیف تفعلُ شیئاً لم یفعلہ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال عمر ھذا واللہِ خیرٌ فلم یزل عمر یُراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذٰلک ورأیتُ فی ذٰلک الذی رأیٰ عمر قال زید قال ابوبکر انّک رجلٌ شابٌّ عاقلٌ لانتّھمک وقد کنت تکتبُ الوحیَ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتتبّع القرآن فاجمعہ فواللہ لو کلّفونی بنقل جبلٍ من الجبال ماکان اثقل علیّ ممّا امرنی بہ من جمع القرآن

فحوائے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ط ہے وہ شخص فاروق اعظم تھے۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اہلِ یمامہ سے جنگ کے زمانہ میں بلایا۔ میں نے دیکھا کہ عمر بن الخطاب بھی ان کے پاس موجود ہیں۔ مجھ سے ابوبکرؓ نے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا یومِ یمامہ میں قرآن کے قاریوں کا شدت کے ساتھ قتل واقع ہوا (کہ سات سو حفاظ شہید ہوگئے) اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ دوسرے مواقع میں اگر اسی طرح قرّاء کے قتل میں شدت ہوگئی تو قرآن کا بڑا حصہ جاتا رہے گا۔ اور میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر سے کہا کہ تم وہ کیسے کروگے جس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے کہا واللہ یہ نیک کام ہے۔ تو عمر مجھ سے بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور اس کے بارے میں میری رائے وہی ہوگئی جو عمر کی رائے تھی۔ زید کہتے ہیں کہ ابوبکر نے کہا کہ تم ایک جوان اور صاحبِ عقل ہو اور ہمارے نزدیک متّہم نہیں ہو اور تم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے تو قرآن کی جستجو میں لگ جاؤ اور اس کو جمع کرو۔ (زید کہتے ہیں) خدا کی قسم اگر یہ ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا مجھے مکلّف بناتے تو وہ مجھ پر اس کام سے زیادہ بھاری نہ ہوتا جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا یعنی جمعِ قرآن کا کام۔ میں نے کہا کہ تم ایسا کام کیسے کروگے جس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ واللہ یہ نیک کام ہے۔ پھر ابوبکر برابر مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے ابوبکر و عمر کا سینہ

www.kitabghar.org

قلتُ کیفَ تفعلونَ شیئاً لم یفعلہٗ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہو واللہِ خیرٌ فلم یزل ابوبکر یُرَاجِعُنی حتی شرح اللہُ صدری لِلّذی شَرَحَ لہ صدرَ ابی بکرٍ وعمر فتتبّعتُ القرآنَ اَجمعُہ مِنَ العُسُبِ وَاللِّخافِ وصُدورِ الرجال اخرجہ البخاریؒ۔عن انس بن مالکٍ ان حذیفۃ ابن الیمان قدم علٰی عثمانَ وکانَ یُغازی اہل الشام فی فتح آرمینیۃَ وآذر بیجان مَعَ اہل العراق فَاَفزَعَ حذیفۃَ اختلافُہم فی القراءۃِ فقال حذیفۃُ لعثمان یاامیرالمومنین ادرِک ہٰذہ الاُمّۃَ قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیہود وَالنصارٰی فارسل عثمانُ الی حفصۃَ ان اَرسِلی الینا بالصحفِ ننسخہا فی المصاحِفِ ثم نَرُدُّہا الیکِ فَاَرسَلت بہا حفصۃُ الیٰ عثمانَ فاَمَرَ زید بن ثابتٍ وعبداللہ بن الزبیر وسعیدَ ابن العاص وعبدالرحمٰن بن الحارث ابن ہشامٍ فنسخوہا فی المصاحِفِ وقالَ عثمانُ لِرَہطِ القرشیین الثلاثۃِ اذا اختلفتم انتم وزید بن ثابتٍ فی شیءٍ مِنَ القرآن فاکتبوہُ بلسانِ قریش فانما نَزَلَ بلسانہم ففعلوا حتی اذا نسخوا الصحفَ فی المصاحِفِ رَدَّ عثمانُ الصحفَ الی حفصۃَ وارسل الی کل اُفُقٍ بمصحفٍ مما نسخوا و

کھول دیا تھا۔اب میں نے قرآن کی جستجو کی اور اُس کو جمع کرتا رہا کھجور کی شاخوں اور سفید پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حذیفہؓ بن الیمان عثمانؓ کے پاس آئے اور وہ اہل شام سے فتح آرمینیہ اور آذر بیجان کے لئے اہلِ عراق کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔وہاں لوگوں کے اختلافِ قراءت نے حذیفہؓ کو پریشان کر دیا تھا۔ تو حذیفہؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اے امیرالمومنین اس امت کو سنبھالئے پہلے اس سے کہ یہود و نصاریٰ کے اختلاف کی طرح یہ بھی کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگیں۔تو عثمانؓ نے حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ صحیفوں کو ہمارے پاس بھیج دو، ہم اس کو چند مصاحف میں لکھیں گے۔پھر اُس کو تمہارے پاس واپس کر دیں گے تو اس کو حفصہؓ نے عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔تو انہوں نے حکم دیا زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو، انہوں نے اس کو مصاحف میں تحریر کیا۔اور عثمانؓ نے قریشی جماعت کے تینوں اصحاب سے فرمایا کہ جب تم میں اور زید بن ثابت میں قرآن کی کسی چیز میں اختلاف ہو تو تم اس کو قریش کی زبان کے مطابق لکھو کیونکہ قرآن مجید اُن ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے توانہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب کہ (حفصہؓ کے بھیجے ہوئے) اوراق کو مصاحف میں لکھ چکے تو عثمانؓ نے ان اوراق کو حفصہؓ کے پاس واپس بھیج دیا اور اطرافِ ملک میں ایک ایک قرآن جو اُن صاحبان نے لکھے تھے روانہ کر دیا کہ اُن کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعۂ اوراق موجود ہو وہ جلا دیا جائے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بغوی

www.kitabghar.org

وامر بما سواہ فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق اخرجہ البخاری و قال البغوی فی شرح السنۃ فی شرح قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا القرآن نزل علی سبعۃ احرف وکان الامر علی ہذا حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعدہ کانوا یقرءون بالقراءۃ اللتی اقرأہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقنہم باذن اللہ عزوجل علی ان وقع الاختلاف بین القراء فی زمان عثمان بن عفان واشتد الامر فیہ حتی اظہر بعضہم اکفار بعض والبراءۃ منہ و خافوا الفرقۃ فاستشار عثمان رضی اللہ تعالی عنہ الصحابۃ فی ذلک فجمع اللہ تعالی الامۃ بحسن اختیار الصحابۃ علی مصحف واحد ہو آخر العرضات من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ امر بکتبتہ جمعا بعد ما کان مفرقا فی الرقاع بمشورۃ الصحابۃ حین استحر القتل بقراء القرآن یوم الیمامۃ فخافوا ذہاب کثیر من القرآن بذہاب حملتہ فامر بجمعہ فی مصحف واحد لیکون اصلا للمسلمین یرجعون الیہ ویعتمدون علیہ فامر عثمان بنسخہ فی المصاحف وجمع القوم علیہ و امر بتحریق ما سواہ قطعا لمادۃ الخلاف وکان ما یخالف الخط المتفق علیہ فی حکم

نے کتاب شرح السنہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی شرح میں کہ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے کہا ہے کہ " اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کے بعد یہ کام اس طرح چلتا رہا کہ لوگ اس قراءت کے ساتھ پڑھتے تھے جس قراءت کے ساتھ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا اور اللہ عزوجل کے حکم سے اُن کو تلقین کیا تھا، یہاں تک کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں قُرّاء کے درمیان اختلاف واقع ہوا اور اس امر میں شدت پیدا ہوگئی اور کھلم کھلا بعض نے بعض کو کافر کہنا اور بیزاری کا اظہار شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں میں تفریق کلمہ کا اندیشہ کرنے لگے، تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے امت کو جمع کر دیا ایک مصحف پر صحابہ کے عمدہ اختیار کے ذریعہ سے ایسے مصحف پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ملاحظہ میں آیا ہوا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ایک جگہ لکھنے کا حکم دیا تھا جب کہ وہ کاغذ کے ٹکڑوں میں متفرق تھا، صحابہ کے مشورہ کے ساتھ اُس زمانہ میں جب کہ یمامہ کی جنگ میں قتل کا پورا زور قُرّاء قرآن پر پڑ گیا تھا اور اُن کو قرآن کے کثیر حصہ کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہوگیا بوجہ اس کے حاملین کے شہید ہو جانے کے۔ تو ابوبکر رض نے اس کو مصحف واحد میں (ان متفرق ٹکڑوں سے نقل کر کے) جمع کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ یہ مسلمانوں کے لئے اصل قرار پائے جس کی طرف وہ رجوع کریں اور اس پر اعتماد کریں۔ تو عثمان رض نے مصاحف میں اس کے لکھنے کا حکم دیا اور قوم کا اس پر اجماع ہوگیا۔ اور حکم دیا کہ جو اس سے مختلف ہیں اُن کو جلا دیا جائے تاکہ مادۂ خلاف

www.kitabghar.org

المنسوخ والمرفوع کسائر ما نُسِخَ و رُفِعَ منہ باتفاق الصحابۃ علیہ والمکتوب بین اللوحین ہو المحفوظ من اللہ عزوجل للعباد وہو الامام للامۃ ولیس لاحد ان یتعدّٰی فی اللفظ الیٰ ماہو خارج من رسم الکتابۃ والسّواد فامّا القراءۃ باللغات المختلفۃ مما یوافق الخط والکتاب فالفسحۃ فیہا باقیۃ والتوسعۃ قائمۃ بعد ثبوتہا وصحتہا بنقل العدول عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ ما قرأ بہ القراءُ المعروفون بالنقل الصحیح عن الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تُروٰی عن خارجۃ بن زید بن ثابت قال القراءۃ سُنّۃ و ارادبہ واللہ اعلم ان اتباع من قبلنا فی الحروف وفی القراءۃ سنۃ متبعۃ لا یجوز فیہ مخالفۃ المصحف الذی ہو امام ولا مخالفۃ القراءۃ التی ہی مشہورۃ وان کان غیر ذلک سائغًا فی اللغۃ اجتمعت الصحابۃ والتابعون فمن بعدہم علی ہذا ان القراءۃ سنۃ لیس لاحد ان یقرأ حرفًا الا باثر صحیح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موافق لخط المصحف اخذہ لفظًا وتلقینًا۔ بعد ازاں کہ قرآن عظیم در مصحف مجموع شد فاروق اعظم سالہا در فکر تصحیح او صرف

کو قطع کر دیا جائے اور جو اس متفق علیہ خط کے مخالف تھا وہ منسوخ اور مرفوع کے حکم میں آگیا مثل اُن سب چیزوں کے جو منسوخ کی گئیں اور اُن کا حکم اُٹھا دیا گیا۔ اس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا۔ اور جو کچھ دو لوح (یعنی دو گتّوں) کے درمیان لکھا ہوا موجود ہے وہی ہے جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ کی طرف سے بندوں کے لئے کیا گیا وہی امت کا امام ہے۔ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی لفظ قرآن کے بارے میں اس کی رسم کتابت اور اسلوب کے خلاف کی طرف تجاوز کرے"۔ رہا قراءت لغات مختلفہ کے ساتھ کا معاملہ جو موافق ہو خط اور کتابت کے تو اس میں گنجائش باقی ہے اور توسع قائم ہے اُس کے ثبوت اور ایسی صحت کے بعد جو صاحب عدل لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہو جن کی بنا پر ہمارے قراء معروف قراءتوں کے ساتھ قرأت کرتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل صحیح کے ساتھ منقول ہیں۔ مروی ہے خارجہ بن زید بن ثابت سے کہ کہا کہ قراءۃ سنت ہے اور ان کی مراد اس سے یہ ہے "اور اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے" کہ حروف میں اور قراءت میں اُن کا اتباع جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں ایسا طریقہ ہے جس کا اتباع ہوتا چلا آرہا ہے اس میں اُس مصحف کی مخالفت جائز نہیں جو امام (یعنی اصل) ہے۔ اور نہ اُس قراءت کی مخالفت جائز ہے جو مشہور ہو چکی ہے اگرچہ لغت کے اعتبار سے دوسری صورت بھی جائز ہو۔ اسی امر پر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کا اجماع ہو چکا ہے کہ قراءۃ سنت ہے، کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی حرف کی قراءت کرے مگر اس اثر کے مطابق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ ثابت ہو، وہ اثر مطابق ہو مصحف کے خط کے جس کو لفظ اور تلقین کے ساتھ اخذ کیا ہو۔ قرآن عظیم کے مصحف میں جمع ہو جانے کے بعد بھی فاروق اعظم نے اُس کی تصحیح کے فکر میں بہت برس گذار دیئے۔ صحابہ کے ساتھ مناظرے کرتے رہے۔ جب حق بات لکھے ہوئے کے مطابق ظاہر

www.kitabghar.org

نمود مناظرہا باصحابہ میکرد گاہی حق بر وفق مکتوب ظاہر میشد پس آنرا باقی میگذاشت ومردمان را از خلاف آن باز میداشت۔ وگاہی حق برخلاف مکتوب ظاہر میشد درین صورت مکتوب را حک میفرمود وبجای وی انچہ محقق میشد می نوشت مثال این دو شق می نگاریم عن عمر بن الخطاب انہ مرّ برجل وہو یقول اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ الی آخر الآیۃ فوقف علیہ عمر فقال انصرف فلما انصرف قال لہ من اقرأک ہذہ الآیۃ قال اقرأنیہا اُبَیّ ابن کعب فقال انطلقوا بنا الیہ فانطلقوا الیہ فاذا ہو متکئ علی وسادۃ یرجّل رأسہ فسلّم علیہ فردّ السلام فقال یا ابا المنذر قال لبیک قال اخبرنی ہذا انک اقرأتہ ہذہ الآیۃ قال صدق تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر انت تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم انا تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث مرات کل ذلک یقول قال فی الثالثۃ وہو غضبان نعم واللہ لقد انزلہا اللہ علی جبریل وانزلہا جبریل علی محمد فلم یستأمر فیہا الخطاب ولا ابنہ فخرج عمر وہو رافع

ہوتی تھی تو اس کو باقی رکھتے تھے اور لوگوں کو اس کے خلاف سے روکتے تھے، اور کبھی لکھے ہوئے کے برخلاف حق ظاہر ہوتا تھا اس صورت میں لکھے ہوئے کو مٹا کر اس کے بجائے جو کچھ حق ثابت ہوتا تھا اس کو لکھ دیتے تھے۔ ہم اُن دو شق کی مثال تحریر کرتے ہیں:۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ اُن کا ایک شخص پر گذر ہوا جو پڑھ رہا تھا اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ آخر آیت تک تو عمرؓ اس کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا کہ پھر پڑھ تو پھر وہی پڑھا تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ یہ آیت تجھ کو کس نے پڑھائی ہے؟ اُس نے کہا کہ اُبَیّ بن کعب نے۔ تو فرمایا کہ میرے ساتھ ان کے پاس چلو۔ تو اُن کے پاس پہنچے۔ اُبَی اس وقت اپنے تکیہ پر سہارا لگائے ہوئے اپنے سر میں کنگھا کر رہے تھے۔ عمر نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ عمرؓ نے کہا اے ابوالمنذر۔ اُبَی نے کہا لبیک۔ عمرؓ نے کہا کہ اس نے مجھے خبر دی کہ آپ نے اس کو یہ آیت پڑھائی ہے۔ اُبَی نے کہا کہ اس نے سچ کہا۔ میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) پڑھا ہے؟ اُبَی نے کہا' ہاں میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) پڑھا ہے۔ تین مرتبہ سوال وجواب کا اعادہ ہوا ہر مرتبہ اُبَیؓ وہی کہتے رہے تیسری مرتبہ جب کہ اُبَی غضبناک ہو گئے تو انہوں نے یہ کہا ہاں واللہ اس آیت کو اللہ نے جبریل پر نازل کیا اور جبریل نے اس کو محمد پر نازل کیا اور اُس میں نہ خطاب سے اجازت لی اور نہ اس کے بیٹے سے۔ تو عمرؓ نکلے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہے تھے۔ اُس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ فاروق اعظم وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُمْ کا واؤ

www.kitabghar.org

یدیہ وہو یقول اللہ اکبر اللہ اکبر اخرجہ الحاکم ومعنیٰ این حدیث آنست کہ فاروق اعظم واؤ در وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ نمی خواند وبعد مناظرہ اُبَی بن کعب ظاہر شد کہ صحیح وجودِ اوست پس در مصحف ہمان صحیح را اثبات نمود۔ وعن ابی ادریس عن اُبَی بن کعب انہ کان یقرأ اِذْجَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَلَوْحَمِیْتُمْ کَمَا حَمُوْا انفسد المسجد الحرام فانزل اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ فبلغ ذلک عمر فاشتد علیہ فبعث الیہ وہو یہنأ ناقۃ لہ فدخل علیہ فدعا ناسًا من اصحابہ فیہم زیدُ بن ثابتٍ فقال من یقرأ منکم سورۃ الفتح فقرأ زیدٌ علے قرأتنا الیوم فغلظ لہ عُمر فقال لہ اُبَیٌّ أاتکلم فقال تکلم فقال لقد علمتَ انی ادخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یُقرئُنی وانتم بالباب فان اُحببتَ ان اُقرئَ الناسَ علٰے ما اَقرأنی اَقرأتُ والا لم اُقرئ حرفًا ما حَیِیْتُ قال بل اَقرئِ الناسَ۔ اخرجہ الحاکم۔ ومعنٰے این حدیث آن است لَوْحَمِیْتُمْ کَمَا حَمُوْا متواتر نیست بلکہ قراءتِ شاذہ است پس آنرا در قرآن داخل نکردند۔ بعد ازان قُرّاء صحابہ را امر فرمود بدرس قرآن و

نہیں پڑھتے تھے۔ اور اُبَی بن کعب سے مناظرہ کے بعد ظاہر ہوا کہ یہاں واؤ کا ہونا صحیح ہے۔ اس کے بعد آپ نے مصحف میں اس جگہ واؤ کو درج کر دیا۔ اور ابو ادریس سے مروی ہے وہ ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ پڑھا کرتے تھے اِذْجَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَلَوْحَمِیْتُمْ کَمَا حَمُوْا لفسد المسجد الحرام فانزل اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ یہ بات عمرؓ کو پہنچی تو ان پر شاق گذری تو ان کے پاس آدمی کو بھیجا اور وہ اپنی اونٹنی پر قطران مل رہے تھے۔ تو اُبَی عمرؓ کے پاس آئے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو بلایا اُن میں زید بن ثابت بھی تھے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کون سورۂ فتح کی قراءت کرے گا تو زید بن ثابت نے ہماری آج کی قراءت کے مطابق پڑھی۔ اس کے بعد عمر اُبَی بن کعب پر ناراض ہوئے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں عمر نے کہا کہ کہئے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا تھا اور وہ مجھے پڑھایا کرتے تھے اور تم دروازے پر ہوتے تھے اور اگر آپ یہ بات پسند کریں کہ جس قراءت پر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے، میں لوگوں کو پڑھاؤں تو پڑھاتا رہوں گا ورنہ میں جب تک زندہ ہوں ایک حرف بھی نہ پڑھاؤں گا۔ عمرؓ نے کہا نہیں لوگوں کو پڑھاتے رہئے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ ولوحمیتم کما حموا متواتر نہیں ہے بلکہ قراءت شاذہ ہے۔ تو آپ نے اس کو قرآن میں داخل نہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے قُرّاء صحابہ کو قرآن پڑھانے کا حکم دیا اور عوام کو اُن سے قرآن حاصل کرنے کی طرف رغبت دلائی اور اس بارے میں آپ نے سعی بلیغ کی اور قراءت کے درس کا وہی سلسلہ آج تک باقی ہے۔ مروی ہے عمر بن الخطاب سے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو شخص قرآن کے

www.kitabghar.org

عوام را تحریض نمود براخذ از ایشان ودریں باب مبالغہ تمام بکار برد وسلسلۂ ہمان مردم در قراوت اہل الیوم باقی است

عن عمر بن الخطاب انہ خطب الناس فقال مَن اراد ان یسأل عن القرآن فلیأتِ أُبَیَّ بن کعب الحدیث اخرجہ الحاکم وعن عبد الرحمٰن بن عبد القاری فی قصۃ التراویح فجمعتُہم علے أُبی بن کعب الحدیث اخرجہ الشیخان وعن عمر انہ قال عَلِیٌّ اَقْضَانا وَ اُبَیٌّ اَقْرَءُ نا وانّا لَنَدَعُ بعضَ مایقولُ اُبَیٌّ وانہ یقولُ اخذتُ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اَدَعُہ وقد قال اللہ تعالیٰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا اخرجہ الحاکم۔ وعن الحارثۃ بن مضرب قال قرأتُ کتاب عمر الی اہل الکوفۃ امابعد فانی بعثتُ الیکم عمارًا امیرًا وعبد اللہ بن مسعودٍ معلمًا ووزیرًا وہما من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسمعوا لہما واقتدوا بہما فانی قد اٰثرتُکم بعبد اللہ علے نفسی اثرۃً اخرجہ ابو عمر۔ وعن قیس بن مروان فی قصۃٍ طویلۃ ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن سَرَّہٗ ان یقرأ القرآنَ رطبًا کما اُنزِلَ فلیقرأہ علٰی قراءۃ ابن

بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اُس کو اُبَیّ بن کعب کے پاس جانا چاہیئے۔ آخر حدیث تک۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عبد الرحمٰن بن عبد القاری سے تراویح کے قصہ میں اس طرح مروی ہے (عمر فرماتے ہیں) پھر میں نے لوگوں کو جمع کیا اُبَیّ بن کعب پر۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم میں علی سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والا ہے اور اُبَیّ سب سے زیادہ قاری ہے۔ اور ہم اُبَیّ کی سنائی ہوئی بعض چیزوں کو چھوڑتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے اور میں ان کو نہ چھوڑوں گا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں نے اہل کوفہ کے نام عمرؓ کا خط پڑھا ہے اما بعد میں تمہارے پاس عمار کو امیر بناکر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم بناکر اور وزیر بناکر بھیج رہا ہوں، اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اشراف میں سے ہیں۔ ان دونوں کی بات سنو اور ان کی پیروی کرو۔ میں نے عبد اللہ کو بھیج کر ایثار کیا ہے کہ اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے۔ اور مروی ہے قیس بن مروان سے ایک طویل قصہ میں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی قرأت کرے تازہ بتازہ جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا ہے تو چاہیئے کہ اس کو پڑھے ابن اُم عبد کی قراءت کے مطابق، اس کو احمد نے شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور مشہور ومعروف قراء اپنی قراءت کی سند صحابہ تک لے گئے ہیں، چنانچہ عبد اللہ بن کثیر اور نافع سند لے گئے اُبَیّ بن کعب تک، اور عبد اللہ بن عامر سند لے گئے عثمان بن عفان تک۔ اور عاصم سند لے گئے علی اور عبد اللہ بن مسعود اور زید تک، اور حمزہ سند لے گئے عثمان اور علی تک اور ان سب نے پڑھا

www.kitabghar.org

أُمِّ عبدٍ - اخرجه احمد فی شرح السنة والقراء المعروفون اسندوا قراءتهم الی الصحابة فعبد الله بن کثیرٍ ونافع اسندوا الی اُبیّ بن کعبٍ، وعبد الله بن عامر اسند الی عثمان بن عفان، واسند عاصم الی علیٍّ وعبد الله بن مسعودٍ وزیدٍ- واسند حمزة الی عثمان وعلیٍّ وهؤلاء قرءوا علی النبی صلی الله علیه وسلم وعن احمد بن القاسم بن ابی بردة قال سمعت عکرمة بن سلیمان یقول قرأت علی اسمٰعیل بن عبدالله بن قسطنطین فلما بلغت والضحیٰ کبّر حتی ختم واخبره انه قرأ علی عبد الله بن کثیرٍ فامره بذلک واخبره عبدالله بن کثیرٍ انه قرأ علی مجاهد فامره بذلک واخبره مجاهد ان ابن عباس امره بذلک واخبره ابن عباس ان اُبیّ بن کعب امره بذلک واخبره اُبیّ بن کعب ان النبی صلی الله علیه وسلم امره بذلک اخرجه الحاکم- وعن الشافعی انه قال حدثنا اسمٰعیل بن عبدالله بن قسطنطین قال قرأت علی شبل واخبر شبل انه قرأ علی عبدالله بن کثیر واخبر عبدالله انه قرأ علی مجاهد واخبر مجاهد انه قرأ علی ابن عباس واخبر ابن عباس انه قرأ علی اُبیّ بن کعب وقال ابن عباس

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ اور احمد بن قاسم بن ابی بردہ سے مروی ہے کہا کہ میں نے عکرمہ بن سلیمان سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے پڑھا اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین کے سامنے تو جب میں والضحٰے پر پہنچا تو اللہ اکبر کہا یہاں تک کہ ختم کیا - اور خبر دی کہ انہوں نے پڑھا عبد اللہ بن کثیر سے تو انہوں نے ان کو اس کا حکم دیا اور ان کو خبر دی عبد اللہ بن کثیر نے کہ انہوں نے پڑھا مجاہد کے سامنے تو انہوں نے اُن کو اس کا حکم دیا۔ اور اُن کو خبر دی مجاھد نے کہ ابن عباس نے اُن کو اس کا حکم دیا اور ان کو خبر دی ابن عباس نے کہ اُبیّ بن کعب نے اُن کو اس کا حکم دیا اور اُن کو خبر دی اُبیّ بن کعب نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُس کا حکم دیا۔ اس کو روایت کیا حاکم نے ۔ اور مروی ہے شافعی سے کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے روایت کیا اسمٰعیل بن عبداللہ بن قسطنطین نے، کہا کہ میں نے پڑھا شبل سے اور خبر دی شبل نے کہ انہوں نے پڑھا عبد اللہ بن کثیر سے اور خبر دی عبد اللہ نے کہ انہوں نے پڑھا مجاہد سے اور خبر دی مجاہد نے کہ انہوں نے پڑھا ابن عباس سے اور خبر دی ابن عباس نے کہ انہوں نے پڑھا اُبیّ بن کعب سے اور کہا ابن عباس نے کہ اُبیّ نے پڑھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کہا شافعی نے اور میں نے پڑھا اسماعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین سے۔
اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور مروی ہے اعمش سے کہا کہ میں نے قرآن پڑھا ہے یحییٰ بن وثاب کے آگے تیس مرتبہ اور یحییٰ نے پڑھا ہے علقمہ سے اور علقمہ

www.kitabghar.org

قرأ اُبَیٌّ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الشافعیؒ و قرأتُ علی اسمٰعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین اخرجہ الحاکم۔
وعن الاعمش قال قرأتُ القرآن علی یحییٰ بن وثّاب ثلثین مرۃً وقرأ یحییٰ علی علقمۃ و قرأ علقمۃُ علی عبد اللہ وَقرأ عبد اللہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ بکسر الراء اخرجہ الحاکم۔ بعد ازان عوام را بتاکید تمام امر کرد کہ قرآن را اخذ نکنند الا از شخصے کہ اسنادِ صحیح بآنجناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم داشتہ باشد۔ بعد ازآن در نماز فجر وغیرآن قرأت طویلہ اختیار میکرد چنانکہ داستانے درین باب گذشت گویا این معنی بجہت آن بود کہ مسلمانان قرأت او را شنوند و درین باب مذاقتے پیدا کنند۔ بعد ازان تحریض فرمود مسلمین را بر تعلّم لحن یعنے نحو و لغت تا روز مرۂ عرب دانند۔ عن مورق العجلی قال عمر بن الخطاب تعلّموا الفرائضَ واللحنَ والسنن کما تعلمون القرآن اخرجہ الدارمیؒ۔
فی الکشاف فی تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ حُکِیَ اِنَّ اعرابیًا سمع رجلاً یقرأُہا فقال اِن کان اللہ بریئًا من رسولہٖ فانا منہ بریٌٔ فلبّبہ

نے پڑھا عبد اللہ سے اور عبد اللہ نے پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ[عہ] را کے زیر کے ساتھ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اس کے بعد آپ نے عوام کو بتاکیدِ تمام حکم دیا کہ قرآن کو صرف ایسے ہی شخص سے حاصل کریں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اسنادِ صحیح رکھتا ہو۔ اس کے بعد آپ نمازِ فجر وغیرہ میں لمبی قراءت اختیار کرتے رہے جیسا کہ ایک داستان اس باب میں گذر چکی ہے۔ گویا یہ معمول اس مصلحت سے اختیار کیا تھا کہ مسلمان ان کی قراءت کو سُنیں اور اس باب میں صحیح ذوق حاصل کر لیں۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لحن یعنی نحو اور لغت کے سیکھنے کی طرف رغبت دلائی تاکہ محاوراتِ عرب کو سمجھیں۔ مورّق عجلی سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ فرائض کو اور لحن یعنی نحو و لغت اور سُنن (یعنی حدیث) کو سیکھو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ اس کو روایت کیا دارمی نے۔ کشاف میں اس آیت اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ[عہ] کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک دیہاتی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سُنا تو بولا کہ اگر اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے تو میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ پھر وہ شخص اس کا گریبان پکڑ کر عمرؓ کے پاس لایا تو اعرابی نے اُس کی قراءت کو عمرؓ کے سامنے دوہرایا۔ تو اُس وقت عمرؓ نے عربیت کی تعلیم کا حکم دیا تھا۔ فاروقِ اعظم کی یہ کوشش قرآن عظیم کے حفظ کے بارے میں تھی۔ رہی تفسیرِ قرآن تو اس کا بھی چوٹی کا کام حضرت فاروق اعظم

عہ آیت ۳ سورۃ توبہ

عہ الرجز: را کے زیر کے ساتھ اثم اور ذنب یعنی گناہ کے معنی میں ہے، اور را کے پیش کے ساتھ بتوں کی پرستش کے معنی میں ہے۔ حفص کی قراءت را کے پیش کے ساتھ مشہور ہے۔

www.kitabghar.org

الرجلُ الی عُمرَ فحکیٰ الاعرابیُّ قراءتہ فغیّرہا امَرَ عُمرُ بتعلیم العربیۃ۔ این بود سعی فاروق اعظم در حفظِ نظم قرآن عظیم اما تفسیر قرآن پس ذرۂ سنام آن بر دست حضرت فاروق اعظم بظہور آمد

ازآن جملہ است نزول بسیاری از آیاتِ قرآن موافق رای او رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فصلے درین باب سابق بیان کردیم و ازآن جملہ است واسطہ شدنِ حضرت فاروق درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واُمت او در سؤال مسئلہ کہ مہیّج نزول آیات گشت۔ عن ابن عباس قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ وَالْفِضَّۃَ کَبُرَ ذٰلکَ علی المُسلمینَ فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا اُفرِّجُ عنکم فانطلقوا فقال یا نبیَّ اللہ انہ کَبُرَ علیٰ اَصحابکَ ہذہ الآیۃ فقال اِنَّ اللہ لم یفرض الزکوٰۃ اِلّا لِیُطیِّبَ ما بَقِیَ مِن اَموالِکم وانما فرضَ المواریثَ و ذکر کلمۃً لِتکونَ لِمَن بعدَکم قال فکبّر عمر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اُخبِرُک بخیرِ ما یکنزُ المرءُ المرأۃُ الصّالحۃُ اِذا نظر الیہا سرّتہ واذا اَمرہا اَطاعتہ واذا غاب عنہا

کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ اُن میں سے ایک ہے قرآن شریف کی بہت سی آیات کا نزول حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق۔ اور اس کے بارے میں اس کتاب کی ایک فصل میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک ہے حضرت فاروق کا واسطہ بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّت کے درمیان ایک مسئلہ کے سوال میں جو بعض آیات کے نزول سے لوگوں میں ہیجان کا سبب بن گیا تھا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ وَالْفِضَّۃَ تو یہ مضمون مسلمانوں پر بھاری گذرا، تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس فکر کو زائل کروں گا تم میرے ساتھ چلو۔ تو (لوگوں کو ساتھ لے جاکر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے اصحاب پر یہ آیت بھاری گذر رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے تو فرض کی ہے تاکہ جو کچھ تمہارے اموال باقی رہیں اُن کو پاک کرے اور اللہ تعالیٰ نے وارثوں کے حصّے مقرر کر دیئے۔ اور اس کلمہ کا ذکر اس لئے کیا تاکہ تمہارے پس ماندوں کے پاس مال (متروکہ) رہے۔ کہا کہ پھر عمر رض نے اللہ اکبر کہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو خبر نہ دوں ایک مرد کے لئے بہترین خزانہ کی؟ وہ نیک بی بی ہے کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ اُس کو خوش کر دے اور جب مرد اُس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب وہ غائب ہو تو اس کے مال کی حفاظت کرے۔ اس کو حاکم نے روایت

عـہ یعنی اُس شخص نے لام کے زیر کے ساتھ رسولہٖ پڑھا تھا جس کی وجہ سے اس کے معنی یہ ہو گئے کہ "اللہ مشرکین سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی" (باقی بر صفحہ آئندہ)

www.kitabghar.org

حفظتہ ما اخرجہ الحاکم۔ و آزان جملہ تفسیر بسیاری از مشکلاتِ قرآن۔ عن مسلم بن یسار الجہنی اِنَّ عمر بن الخطاب سُئِلَ عن ہٰذہ الآیۃ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ فقال عمر بن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عنہا فقالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ خلقَ آدمَ مَسَحَ ظَہرَہ بیمینہ فاستخرجَ منہ ذریۃً فقال خلقتُ ہٰؤلاءِ للجنۃِ وبعملِ اہل الجنۃِ یعملونَ ثم مَسَحَ ظہرَہ فاستخرجَ منہ ذریۃً فقال خلقتُ ہٰؤلاءِ للنارِ وبعملِ اہل النارِ یعملونَ فقالَ الرجلُ ففیمَ العملُ یا رسول اللہ قال فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ اللہ اذا خلقَ العبدَ للجنۃ استعملہ بعمل اہل الجنۃ حتی یموت علی عمل من اعمال اہل الجنۃ فیدخلہ اللہ الجنۃ و اذا خلقَ العبد للنار استعملہ بعمل اہل النار حتی یموت علی عمل من اعمال اہل النار فیدخلہ اللہ النارَ اخرجہ الترمذی۔ وعن یعلے

کیا۔ اور اُن میں سے ہے قرآن کی بہت سی مشکلات کی تفسیر۔ مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ الخ (۷: ۱۷۲) اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پُشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن سے اُن ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ہم (سب اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے۔" تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا، پھر اس کی پُشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُس میں سے ایک ذُرّیت کو نکالا پھر فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا اور یہ لوگ اہلِ جنت کے اعمال کریں گے۔ پھر آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اُس سے ایک ذرّیت کو نکالا اور فرمایا کہ میں نے ان کو نار کے لئے پیدا فرمایا اور یہ لوگ اہلِ نار کے اعمال کریں گے۔ پھر اُس شخص نے کہا کہ پھر عمل کس چیز میں ہوگا۔ کہا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بندے کو جنت کے لئے پیدا کیا تو اس کو عامل بنائے گا اہلِ جنت کے عمل کا یہاں تک کہ اُس کی موت کسی ایسے عمل پر آئے گی جو اہلِ جنت کے اعمال میں سے ہو پھر اُس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور جب اللہ نے بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس کو عامل بنائے گا اہلِ نار کے عمل کا یہاں تک کہ اس کی موت اہلِ نار کے اعمال میں

(صفحہ ۲۶۳ کا بقایا) اسی بنا پر اعرابی (دیہاتی) نے کہا کہ جب اللہ رسول سے بیزار ہے تو میں بھی بیزار ہوں۔ اسی واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ نے اسود کو حکم دیا کہ وہ قواعد نحو مرتب کریں ۱۲

www.kitabghar.org

بن امیۃ قال قلت لعمر انما قال اللہ
تعالیٰ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ
اِنْ خِفْتُمْ وَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ
فقال عمر عجبتُ مما عجبتَ منہ فذکرتُ
ذٰلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال صَدَقَۃٌ تَصَدَّقَ اللہ بہا عَلَیْکُمْ
فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَہٗ - اخرجہ الترمذی -
وعن عبید بن عمیر اَنَّ عمر سَأَلَ
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
فیم تَرَوْنَ اُنْزِلَتْ اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ
اَنْ تَکُوْنَ لَہٗ جَنَّۃٌ فقالوا اللہ
اعلم فغضبَ فقال قولوا نعلم اولا نعلم
قال ابن عباس فی نفسی منہا
شیءٌ یا امیر المؤمنین فقال عمر قل یا ابن
اخی ولا تحقِر نفسک قال ابن عباس
ضُرِبت مثلاً لِعَمَلٍ فقال عمر ایّ عمل
فقال لِعَمَلٍ فقال عمر رجل غنیٌ یعمل
الحسنات ثم بعث اللہ لہ الشیاطین
فعمل بالمعاصی حتی اغرق اعمالہ کلّہا
اخرجہ الحاکم - وعن عکرمۃ عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما قال اِنَّ الشُّرَّاب کانوا
یُضْرَبُوْنَ علی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بالایدی والنعال و
والعصا حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکانوا فی خلافۃ ابی بکر

سے کسی عمل پر آ سے گی پھر اللہ تعالیٰ اُس کو نار میں داخل کرے گا - اس کو روایت کیا ترمذی نے ۔ اور مروی ہے یعلےٰ بن امیہ سے، کہا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ (اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا (بلکہ ضروری ہے) کہ تم نماز کو کم کر دو، اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر پریشان کریں گے (۴: ۱۰۱) اور اب لوگ مامون ہو چکے ہیں. تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی اس چیز سے حیران ہوا ہوں جس چیز سے تم حیران ہوئے. پھر میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو فرمایا کہ یہ ایک صدقہ (یعنی عطیہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو مرحمت فرمایا تو اس کے صدقہ کو قبول کرو - اس کو روایت کیا ترمذی نے - اور عُبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کا اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ الخ (۲: ۲۶۶) (بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا کوئی باغ ہو الخ) نزول تم کس چیز کے بارے میں سمجھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا اللہ اعلم اس پر عمر غصہ ہو گئے اور فرمایا کہ یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں یا یہ کہو کہ نہیں جانتے - ابن عباس نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے دل میں ایک بات ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اے بھتیجے اپنی ذات کو حقیر نہ سمجھو، تو ابن عباس نے کہا کہ عمل کے لئے یہ ایک مثال بیان فرمائی گئی ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کونسے عمل کے لئے تو ابن عباس نے کہا بس عمل کے لئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ایک مالدار شخص نیک کام کر رہا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کے اوپر شیطانوں کو بھیج دیا تو اس نے گناہ کے کام کئے یہاں تک کہ (معاصی کے دریا میں) اپنے تمام اعمال کو غرق کر دیا - اس کو حاکم نے روایت کیا - اور عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ شراب خواروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھوں سے اور جوتوں سے اور لاٹھی سے مارا جاتا تھا، یہاں تک

www.kitabghar.org

رضی اللہ عنہ اکثر منہم فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر لو فرضنا لہم حدًّا فتوخّی نحوًا مما کانوا یضربون فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ تجلدہم اربعین حتی توفی ثم قام من بعدہ عمر فجلدہم کذلک اربعین حتّٰی اُتِیَ برجل من المہاجرین الاوّلین وقد کان شرب فامر بہ ان یجلد فقال لِمَ تجلدنی بینی و بینک کتاب اللہ عزّ و جلّ فقال عمر رضی اللہ عنہ فی ایّ کتاب اللہ تجد انّی لا اجلدک فقال ان اللہ تعالٰی یقول فی کتابہ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا الآیۃ فانا من الذین اٰمنوا و عملوا الصّالحات ثم اتقوا و اٰمنوا ثم اتقوا و احسنوا شہدتُ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرًا والحدیبیۃ والخندق والمشاہد فقال عمر رضی اللہ عنہ الا تردّون علیہ ما یقول فقال ابن عباس ان ہٰؤلاء الآیات اُنزلت عذرًا للماضین و حجّۃً علی الباقین لانّ اللہ عزّ وجل یقول يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایسے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے زیادہ تھے تو ابوبکر نے کہا کہ ہم اگر ان کے لئے ایک حد مقرر کر دیں تو مناسب ہو۔ تو انہوں نے غور کیا ان طریقوں پر جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کو مارا جاتا تھا۔ تو ابوبکر رض نے کہا کہ ہم ان کے چالیس کوڑے ماریں گے (اس عمل پر ہوتا رہا) یہاں تک کہ ابوبکر کی وفات ہوگئی۔ پھر ان کے بعد خلافت پر عمر قائم ہوئے تو وہ بھی ان کے اسی طرح چالیس کوڑے لگواتے رہے، یہاں تک کہ مہاجرین اوّلین میں کے ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو اُس کے بھی کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ تو اُس نے کہا کہ تم میرے کوڑے کیوں مارتے ہو۔ میرے اور تمھارے درمیان اللہ عزّ و جل کی کتاب موجود ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کونسی کتاب اللہ میں یہ حکم پاتا ہے کہ میں تیرے کوڑے نہ لگواؤں۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۵: ۹۳) ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انہوں نے کھایا پیا۔ آخر تک۔ تو میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، پھر پرہیزگار بنے اور ایمان لائے پھر پرہیزگار بنے اور خوب نیک عمل کئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوا اور حدیبیہ میں اور خندق میں اور تمام غزوات میں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے (حاضرین سے) کہا کہ تم اس کا رد نہیں کرتے جو یہ کہہ رہا ہے تو ابن عباس نے کہا کہ یہ آیات نازل ہوئی ہیں گذرے ہوئے لوگوں کے لئے عذر بنا کر اور باقی لوگوں پر حجت بنا کر کیونکہ اللہ عزّ و جل (اس آیت سے پہلے) فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ الخ (۵: ۹۱) اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بُت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو۔ ابن عباس نے اس پوری

www.kitabghar.org

فاجتنبوہ ثم قرأ حتے انفذ الآیۃ الاخری لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا و آمنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا و احسنوا فان اللہ عزوجل قد نہی ان یشرب الخمر فقال عمر رضی اللہ عنہ صدقت فماذا ترون فقال علی رضی اللہ عنہ نری انہ اذا شرب سکر واذا سکر ہذی واذا ہذی افتری وعلی المفتری ثمانون جلدۃ فامر عمر رضی اللہ عنہ فجلد ثمانین اخرجہ الحاکم۔ وعن جعفر بن سلیمان قال سمعت ابا عمران الجونی یقول مر عمر بن الخطاب بدیر راہب قال فناداہ یا راہب قال فاشرف علیہ فجعل ینظر الیہ ویبکی قال فقیل لہ یا امیر المؤمنین من ہذا قال ذکرت قول اللہ تعالیٰ عزوجل فی کتابہ عاملۃ ناصبۃ تصلی نارا حامیۃ تسقی من عین آنیۃ فذلک الذی ابکانی اخرجہ الحاکم۔ در آخر این مبحث نکتہ می باید دانست کہ مرضی شارع در آیاتِ صفات مثل وجہ وید عدم خوض بود در تفسیر آن و در آیاتِ مجملۂ احکام عدم تعیینِ مراد علی وجہ الجزم تا تضییق

آیت کی قراءت کے بعد دوسری آیت پڑھی لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے کہ شراب پی جائے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے صحیح کہا اب تمہاری کیا رائے ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب شراب پی تو نشہ ہوا اور جب نشہ ہوا تو ہذیان ہوا اور ہذیان ہوا تو افتراء کرنے لگا اور مفتری پر حد کے اسّی کوڑے ہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسّی کوڑے لگائے گئے اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور جعفر بن سلیمان سے مروی ہے کہا میں نے ابو عمران جونی سے سنا وہ کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب کا ایک راہب کے صومعہ پر گذر ہوا۔ کہا کہ انہوں نے اس کو پکارا کہ اے راہب! کہا کہ پھر وہ اوپر سے جھانکا تو عمرؓ نے اس کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا کہا کہ پھر ان سے کہا گیا کہ اے امیر المومنین یہ کون ہے (کہ اس کو دیکھ کر آپ روئے) کہا کہ مجھے حق تعالیٰ کا قول جو اس کی کتاب میں ہے یاد آ گیا عَامِلَۃٌ نَّاصِبَۃٌ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَۃً الخ (۸۸: ۳، ۴، ۵) بہت سے چہرے مصیبت جھیلنے والے خستہ ہوں گے اور آتش سوزاں میں داخل ہوں گے (اور کھولتے ہوئے چشمہ سے اُن کو پانی پلایا جائے گا" یہ ہے وہ بات جس نے مجھے رُلا دیا اس کو حاکم نے روایت کیا۔ نکتہ اس بحث کے آخر میں ایک نکتہ جان لینا چاہیئے کہ شارع کی مرضی آیات صفات مثل وجہ (چہرہ) اور ید (ہاتھ) کی تفسیر کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی کاوش میں نہ پڑیں اور ایسی آیات کے بارے میں جو احکام کے اعتبار سے مجمل ہیں اُن میں تعیینِ مراد کسی خاص احتمال پر جزم و یقین نہ کیا جائے تاکہ امت کے لئے تنگی نہ واقع ہو۔ بلکہ اس قسم کے مبحث میں سوال کو بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ مشکوٰۃ میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جرم کے اعتبار سے مسلمانوں میں سب سے بڑا وہ شخص ہے

www.kitabghar.org

است لازم نباید بلکہ سوال را در مثل
این مبحث نمی پسندیدند۔ فی المشکوٰۃ
عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَعظَمَ المسلمین
جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عن شیءٍ لم یُحَرَّمْ علی
النّاسِ فحُرِّمَ من اَجلِ مسئلتِہ متفق علیہ
وچون قرآن را استار است بر زبان
قریش نازل شدہ در قرنِ اول کہ
ہنوز زبان ایشان مختلط نشدہ بود
واہل عراق ویمن وشام بایشان نہ
پیوستہ بودند چندان محتاج بشرح غریب
نبودند از اسباب نزول انچہ واجب
البحث است در تفسیر اکثر مردم میدانستند
وانچہ محتاج الیہ نبود از جہت آنکہ اشارات
قرآن بران تکیہ ندارد والعبرۃ لعموم
النظم لا بسبب النزول بلان نمی پرداختند
واکثار از تفاصیل قصص اسرائیلیہ
نیز مرضی نبود بالجملہ ہمیں امور سبب
آن شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
این مبحث را اعتناء تمام نفرمودند حالانکہ
بیان قرآن در منصب نبوت داخل بود
قال اللہ تبارک وتعالی لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وہمین امور بعینہا
باعث آن شد کہ فاروق اعظم اکثار در
تکلم این مباحث نماید واللہ اعلم

جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو لوگوں پر حرام نہیں کی گئی تھی مگر اس کے سوال کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور چوں کہ قرآن بالکل ٹھیک ٹھیک قریش کی زبان پر قرنِ اوّل میں نازل ہوا ہے کہ اس وقت تک اُن کی زبان میں آمیزش نہیں ہوئی تھی اور عراق و یمن اور شام کے لوگ ان سے مختلط نہیں ہوئے تھے اس لئے کسی اوپرے لفظ کی شرح کی چنداں حاجت نہیں تھی۔ تفسیر کے بارے میں اسباب نزول پر جو باتیں (بعد میں) واجب البحث ہیں اُن کو (اُس وقت) اکثر لوگ جانتے تھے۔ اور جو بات محتاج الیہ نہیں تھی اس لحاظ سے کہ قرآن کے اشارات صرف اسی لئے مربوط ہوں (اور اعتبار کلام کے عموم کا ہوتا ہے سبب نزول کا نہیں) اس میں مشغول نہیں ہوا کرتے تھے۔ اور اسرائیلی قصص کی تفصیلات کثرت سے بیان کرنا بھی ناپسند تھا الغرض یہی امور اس بات کا سبب بنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبحث پر پوری توجہ نہ فرمائی، حالانکہ قرآن کی وضاحت منصب نبوت میں داخل تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (تاکہ تو لوگوں سے جو اُن کی طرف نازل ہوا ہے کھول کر بیان کرے) اور بالکل یہی امور اس بات کا باعث ہوئے کہ فاروق اعظم نے ان مباحث میں کلام نہیں فرمایا، اور حقائق امور کو اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ رہا حدیث کی تبلیغ میں فاروق اعظم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے درمیان واسطہ بننا تو وہ ایسی بہتر صورت کے ساتھ واقع ہوا کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں ہوتا۔ اور اس مقام میں ضروری ہے کہ دو نکتوں کو مفصل بیان کیا جائے۔

www.kitabghar.org

بحقائق الامور- اما توسط فاروق اعظم درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وامت او در تبلیغ حدیث پس بوجہی واقع شد کہ زیادہ ازان متصور نباشد- و درین مقام لابدست ازتمہید دو نکتہ **نکتہ** نخستین صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم باعتبار کثرت و قلتِ روایت حدیث برچہار طبقہ اند مکثرین کہ مرویاتِ ایشان ہزار حدیث باشد فصاعدًا و متوسطین کہ مرویات ایشان قریب پانصد حدیث فصاعدًا تاصد و چہارصد در حدیث شریف آمدہ من حفظ علیٰ امتی اربعین حدیثاً حشر مع العلماء او کما قال ومقلین کہ مرویات ایشان تا چہل نمیرسد جمہور اہل حدیث گفتہ اند کہ مکثرین از صحابہ ہشت کس اند ابوہریرہ وعائشہ صدیقہ وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمرو بن العاص وانس وجابر وابوسعید خدری، وازمتوسطین عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود وابو موسےٰ اشعری وبراء بن عازب وامثال ایشان را شمردہ اند کہ از ہریکے زیادہ از پانصد وکمتر از ہزار در دستِ مردم موجود است واین فقیر درین مقدمہ بحثی دارد و

پہلا نکتہ۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے باعتبار کثرت وقلتِ روایت کے چار طبقے ہیں۔ مکثرین کہ جن کی مرویات ایک ہزار حدیث یا اس سے زیادہ ہوں۔ متوسطین کہ جن کی مرویات تقریبًا پانچ سو حدیث یا اس سے زیادہ ہوں جیسے ابو موسےٰ اور براء بن عازب اور وہ جماعت کہ جن کی مرویات چالیس حدیث یا اس سے زیادہ ہوں تین سو اور چار سو تک۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے میری امت پر چالیس حدیثیں حفظ کیں اُس کا حشر علماء کے ساتھ ہوگا یا جیسا کہ فرمایا اور مقلین کہ جن کی مرویات چالیس تک نہیں پہنچتیں۔ جمہور اہل حدیث نے کہا ہے کہ صحابہ میں سے مکثرین آٹھ آدمی ہیں۔ ابوہریرہ اور عائشہ صدیقہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور انس اور جابر اور ابوسعید خدری۔ متوسطین میں سے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازب اور ان کے مثل حضرات کو شمار کیا ہے کہ ہر ایک کی حدیثیں پانچسو سے زیادہ اور ایک ہزار سے کم لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ اور یہ فقیر اس مقدمہ میں بحث رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں فاروق اعظم اور علی مرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود بہت پائے جاتے ہیں اور وہ جو کہ باعتبارِ ظاہر موقوف اور باعتبارِ حقیقت مرفوع ہیں ان عزیزوں سے بہت منقول ہیں جو کہ باب فقہ میں اور باب احسان میں اور باب حکمت میں پائی جاتی ہیں جو کہ بہت سی وجوہ سے مرفوع ہیں، پھر اُن کے الفاظ میں ایک اشارہ خفیہ اُن کے مرفوع ہونے پر دلالت کرنے والا پایا جاتا

www.kitabghar.org

آن آن است که در حدیث فاروق اعظم
وعلی مرتضی وعبداللہ بن مسعود
بسیار یافتہ میشود آنچہ موقوفست
ظاہرًا و مرفوع است حقیقۃً ازین
عزیزان نقل بسیاری درباب فقہ و در
باب احسان ودر باب حکمت یافتہ
میشود کہ بوجہ بسیاری مرفوع است
باز در لفظ الشان اشارتے خفیہ ادراک
نمودہ می آید دال بر رفع آن پس
بمقتضای قاعدۂ اصول حدیث کہ
پیش مَہرۂ این فن منقح شدہ اکثری
از احادیث موقوفہ بحقیقت مرفوع است
پس این عزیزان از مُکثِرین باشند
وشواہد این مقدمہ بسیار است
لکن بسط مقال دران باب فرصتے
می طلبد و متفطن لبیب را گنجائش
است کہ آنچہ در فقہ و احسان و
حکمت ذکر کردہ ایم بر احادیث مرفوعہ
مثبتہ در اصول عرض کند و قواعد
کلیہ کہ شیخ ابن حجر در شرح نخبہ
مذکور ساختہ بر دست گیرد و
بشناسد کہ کدام حدیث مرفوع
است **نکتۂ دوم** بعض صحابہ مثل
ابن عباس و ابو ہریرہ حدیث را از
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقل میکرد

ہے تو بموجب قاعدۂ اصول حدیث کے جو کہ اس فن
کے ماہرین کے نزدیک منقح ہو چکا ہے احادیث موقوفہ
کا اکثر حصہ درحقیقت مرفوع ہے۔ جس کا نتیجہ یہ
برآمد ہوتا ہے کہ یہ اکابر مُکثِرین میں سے ہوں گے۔
اور اس مقدمہ کے شواہد بہت ہیں لیکن
اس باب میں مفصل کلام بہت فرصت چاہتا ہے۔
اور ذہین و صاحب عقل کے لئے گنجائش ہے کہ جو کچھ
فقہ اور احسان اور حکمت کے ابواب میں ہم ذکر کر
آئے ہیں اُن کو اُن احادیث مرفوعہ پر جو اصولِ حدیث
سے ثابت ہیں پیش کر کے دیکھ لے اور وہ قواعدِ کلیہ
جن کو شیخ ابن حجر نے شرح نخبہ میں ذکر کیا ہے اُن پر
عبور حاصل کر کے پہچان لے کہ کون کون سی حدیث
مرفوع ہے۔

دوسرا نکتہ۔ بعض صحابہ مثل ابن عباس و
ابو ہریرہ حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ان صیغوں سے نقل کرتے ہیں قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اور اَمَرَ النبی صلّی
اللہ علیہ وسلم اور نھی النبی صلّی
اللہ علیہ وسلم اور اُمِرنا بکذا (ہم
کو ایسا حکم دیا گیا) اور نُھینا عن کذا (ہم
کو فلاں بات سے روکا گیا) اور من السنۃ کذا
(یہ بات سنت میں سے ہے) اور درحقیقت وہ حدیث
خود اُن کی سُنی ہوئی نہیں تھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ
وسلم سے، بلکہ وہ صحابۂ کبار کے واسطہ سے

www.kitabghar.org

بصیغہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن النبی صلے اللہ علیہ وسلم وامر النبی صلے اللہ علیہ وسلم و نہی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم واُمِرنا بکذا ونُہینا عن کذا ومن السُّنّۃِ کذا وبحقیقت آن حدیث مسموع خود ایشان نبودہ است از جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ بواسطۂ صحابۂ کبار روایت میکردند گاہی ذکرِ آن واسطہ می نمودند وگاہ راہِ اختصار می پیمودند در بسیاری ازحدیث اختلاف رُواۃ بر ابن عباس دیدہ باشی یکے میگوید عن ابن عباس عن میمونۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دیگی عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم روایت میکند ودیگری عن ابن عباس عن الفضل بن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویکے عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم نقل میکند اینہمہ نیرنگ تجویز ارسال و اِسناد است - قِصّہ کوتاہ حدیث بسیار ازمرویات امیرالمؤمنین عن عمر بن الخطاب و علی ابن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود درمیان دفاتر ہست کہ پی بانتساب انہا باین عزیزان غیر

روایت کرتے تھے ۔ کبھی اس واسطہ کا ذکر کر دیتے تھے اور کبھی اختصار کی راہ اختیار کر لیتے تھے۔ بہت سی حدیثوں میں تم نے ابن عباس پر راویوں کا اختلاف دیکھا ہوگا۔ ایک کہتا ہے: مروی ہے ابنِ عباس سے وہ روایت کرتے ہیں میمونہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ایک یوں روایت کرتا ہے کہ مروی ہے ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور دوسرا یوں روایت کرتا ہے: مروی ہے ابنِ عباس سے وہ روایت کرتے ہیں فضل بن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ایک اس طرح نقل کرتا ہے: روایت ہے ابن عباس سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب نیرنگیاں ارسال اور اسناد دونوں کے جائز ہونے کی بناء پر ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود کی مرویات بکثرت دفاترِ حدیث میں موجود ہیں مگر اُن عزیزوں کی طرف نسبت کا کھوج صرف وہی لگا سکتا ہے جو ذہین اور دانش مند ہو۔

الحاصل فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فنِ حدیث کی بہت سی اصولی حدیثوں کی روایت کی ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اب تک موجود ہیں۔ اس کے بعد فاروق اعظم نے علماء صحابہ کو دار الاسلام کے بڑے بڑے شہروں میں روانہ کیا اور وہاں قیام کا اور ان میں روایت حدیث کا حکم دیا۔ حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہا کہ میں

www.kitabghar.org

منقطع بسبب نمی تواند برد۔ بالجملہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسیاری از امہاتِ فن حدیث روایت کردہ است و در دست مردم ہنوز باقی است بعد ازان فاروق اعظم علماء صحابہ را باقالیم دار الاسلام روان ساخت وامر کرد باقامت در شہرہا و بروایت حدیث در آنجا۔ عن حارثۃ بن مضرب قال قرأت کتاب عمر الی اہل الکوفۃ اما بعد فانی بعثت الیکم عمارًا امیرا و عبدَ اللہ بن مسعود معلما و وزیرا الحدیث۔ فی الاستیعاب قال الاوزاعی اوّلُ من وُلّیَ قضاء فلسطین عُبادۃُ بن الصامت و کان معاویۃ قد خالفہ فی شیء انکرہ علیہ عُبادۃُ من الصرف فاغلظ لہ معاویۃُ فی القول فقال لہ عبادۃُ لا اُساکنک بارض واحدۃ ابدًا ورحل الی المدینۃ فقال لہ عمر ما اقدمک فاخبرہ فقال ارجع الی مکانک فقبح اللہ ارضا لستَ فیہا و لا امثالک وکتب الی معاویۃ لا اِمرۃ لک علی عُبادۃ۔ وعن الحسن قال کان عبد اللہ بن المغفل احد العشرۃ الذین بعثہم عمر الینا یُفقّہون الناس ذکرہ فی الاستیعاب۔ وعن الحسن عن ابی موسیٰ انہ قال حین قدم البصرۃ بعثنی الیکم عمر بن الخطاب اُعلّمکم کتاب ربکم

نے اہل کوفہ کے نام عمر کا بھیجا ہوا خط پڑھا ہے جو یہ ہے **امّا بعد** میں نے تمھارے پاس عمار کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلّم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ آخر حدیث تک۔ استیعاب میں ہے کہ اوزاعی نے بیان کیا کہ سب سے پہلے فلسطین کا قاضی عبادہ بن الصامت کو بنایا گیا تھا اور معاویہ ان کے مخالف ہو گئے تھے ایک ایسے بیع صرف کے معاملہ میں جس پر عبادہ نے اُس پر اعتراض کیا تھا اور معاویہ نے ان سے سخت گفتگو کی تھی تو اُن سے عبادہ نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ایک زمین پر کبھی نہ رہوں گا اور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔ تو اُن سے عمر رض نے کہا کہ آنے کا کیا سبب ہے تو اُن کو خبر دی۔ تو عمر رض نے کہا کہ اپنی جگہ واپس جاؤ۔ اللہ نے سرزمین کو فتح کیا، تم اور تم جیسے اُس میں نہ رہیں؟ (ایسا نہ ہوگا) اور معاویہ کو لکھا کہ تمھیں عبادہ پر کوئی اختیار نہیں۔ اور حسن سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مغفل اُن دس میں سے ایک تھے جن کو عمر رض نے ہماری طرف بھیجا تھا جو کہ لوگوں کو دین کی باتیں سکھاتے تھے۔ استیعاب میں اُس کا ذکر کیا گیا۔ اور مروی ہے حسن سے وہ ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ بصرہ میں آئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے تمھارے پاس عمر نے بھیجا ہے کہ میں تم کو تمھارے رب کی کتاب اور حدیث کی تعلیم دوں اور تمھارے طریقوں کو پاکیزہ کروں۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اس کے بعد آپ نے خبر گیری کی حدیث کے

www.kitabghar.org

وشتمتکم واُنظف طرفکم اخرجہ الدارمی
بعد ازان تعاہد نمود رواۃ حدیث
را تا دران امر خطیر تساہل نکنند۔ عن
مالک عن ربیعہ بن عبد الرحمٰن من غیر
واحد عن علمائہم ان اباموسیٰ الاشعری
جاء لیستاذن علی عمر بن الخطاب فاستاذن
ثلثاً ثم رجع فارسل عمر بن الخطاب
فی اثرہ فقال مالک لم تدخل فقال ابوموسیٰ
الاشعری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول الاستیذان ثلث فان
اُذن لک فادخل والا فارجع فقال عمر
ابن الخطاب ومن یعلم ہذا لئن لم تاتنی
بمن یعلم ذلک لافعلن بک کذا وکذا
فخرج ابوموسیٰ حتی جاء مجلساً فی
المسجد یقال لہ مجلس الانصار فقال انی
اخبرت عمر بن الخطاب انی سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان
ثلاث فان اُذن لک فادخل والا فارجع
فقال لئن لم تاتنی بمن یعلم ہذا لافعلن
بک کذا وکذا فان کان سمع ذلک احد
منکم فلیقم معی فقالوا لابی سعید الخدری
قم معہ وکان ابوسعید اصغرہم فقام معہ
فاخبر ذلک عمر بن الخطاب فقال لابی
موسیٰ اما انی لم اتہمک ولکنی خشیت
ان یتقول الناس علی رسول اللہ صلی اللہ

راویوں کی تاکہ وہ اس اہم کام میں تساہل نہ کریں۔ مروی ہے
مالک بن ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے وہ اپنے یہاں کے ایک
سے زیادہ علماء سے کہ ابوموسیٰ اشعری نے آکر عمر بن
الخطاب سے آنے کی اجازت طلب کی۔ تین مرتبہ اجازت
طلب کی پھر لوٹ گئے۔ تو ان کے پیچھے پیچھے عمر بن الخطاب
نے اُن کو بلا بھیجا۔ پھر فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اندر نہیں
آئے تو ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اجازت
مانگنا تین مرتبہ ہونا چاہیئے۔ پھر اگر تم کو اجازت مل جائے تو داخل
ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ۔ تو عمر بن الخطاب نے فرمایا اس کو
اور کون جانتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو تو میرے پاس نہ لایا جو
اس بات کو جانتا ہو تو میں ضرور تیرے ساتھ ایسا اور ایسا
کروں گا۔ تو ابوموسیٰ نکل کر مسجد میں ایک مجلس میں پہنچے جس
کو مجلس الانصار کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب
کو خبر دی تھی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا
ہے کہ اجازت مانگنا تین مرتبہ ہونا چاہیئے پھر اگر تم کو اجازت مل جائے
تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ، تو عمر نے کہا کہ اگر تو میرے
پاس ایسے شخص کو نہیں لائے گا جو اس بات کو جانتا ہو تو
میں ضرور تیرے ساتھ ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو اگر تم میں کوئی
ایسا شخص موجود ہے جس نے یہ سُنا ہو تو وہ اُٹھ کر میرے ساتھ
چلے۔ تو لوگوں نے ابوسعید خدری سے کہا کہ تو اس کے ساتھ
ہو جا اور وہ ان سب میں چھوٹے تھے تو وہ ان کے ساتھ ہو لئے
پھر انہوں نے عمر بن الخطاب کو اس کی خبر دی۔ اُس کے
بعد عمرؓ بن الخطاب نے ابوموسیٰ سے کہا کہ سمجھ لو کہ میں نے تم کو
متہم نہیں سمجھا تھا، لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ لوگ بات بنا

www.kitabghar.org

علیہ وسلم رَوَاہُ فی الموطا و اخرج احمد
عن معاویۃ بن ابی سفیان انہ قال علیکم
من الاحادیث بما کان فی زمن عمر بن
الخطاب فانہ کان یُخیف الناس فی اللہ
عزّ و جلّ او کما قال۔ بعد ازان تفتیش نمود
در بسیاری از احادیث تا از حامل آن برآرد
عن المغیرۃ بن شعبۃ قال نَشَدَ عمر الناس
اَسَمِعَ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدٌ
منکم فی الجنین فقام المغیرۃ فقال قضی فیہ
عبدٌ او امۃٌ فنشد الناس ایضًا فقام
المقتضیٰ لہ فقال قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لی بہ عبدًا او امۃً فنشد الناس ایضًا
فقام المقتضی علیہ فقال قضی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم علیّ غرۃ عبد او امۃ فقلت
أتقضی علیّ فیہ فیما لا اکل و لا شرب و
لا استھلّ و لا نطق ان تطلہ فھو احق
ما یطل فھمّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشیٔ
معہ فقال اشعر فقال عمر لولا ما بلغنی من
قضاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لجعلتہ
دیۃ بین دیتین اخرجہ الدارمی۔ بعد ازان
بسیاری را از احادیث تصحیح و تاکید نمود
باشارۂ اجمالیہ بران۔ اخرج احمد عن
ابن عباس قال خطب عمر بن الخطاب و
کان من خطبتہ و انہ سیکون من بعدکم
قوم یُکذّبون بالرجم و بالدجّال و بالشفاعۃ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنے لگیں۔ اس
کو موطا میں روایت کیا۔ اور امام احمد نے معاویہ بن ابی سفیان سے روایت
کیا کہ انہوں نے کہا کہ اُن احادیث کو مضبوط پکڑو جو عمر بن الخطاب کے
زمانہ میں تھیں کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے رہتے
تھے، یا کچھ ایسا ہی کہا۔ اس کے بعد آپ نے بہت سی احادیث کے
بارے میں تفتیش کی تاکہ جو اس کا حامل ہو اُس سے برآمد کرلیں مغیرہ
بن شعبہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو قسم دی کہ تم میں سے جس نے
جنین (کی دیت) کے بارے میں کچھ سُنا وہ بتائے۔ تو مغیرہ کھڑے
ہوئے اور کہا کہ آپ نے اس میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ
کیا۔ پھر عمرؓ نے دوبارہ لوگوں کو قسم دی تو وہ شخص کھڑا ہوا جس
کے لئے آپؐ نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ میرے لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا تھا۔
پھر دوبارہ آپ نے لوگوں کو قسم دی تو وہ شخص کھڑا ہوا جس کے خلاف آپؐ
نے وہ فیصلہ نافذ کیا تھا اور اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے
اوپر فیصلہ کیا ایک غلام یا لونڈی دینے کا تو میں نے کہا کہ کیا آپ مجھ پر
ایسے کے بارے میں یہ فیصلہ کررہے ہیں جس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ وہ
چلایا اور نہ بولا اگر آپ اس کے خون کو باطل و رائیگاں کردیں تو رائیگاں
کی جانے والی اشیاء میں سب سے زیادہ رائیگاں ہونے کے لئے یہ سزاوار ہے
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا کسی شے سے جو آپ کے پاس تھی
(مارنے کا) اور فرمایا کیا شعر (کہنا) ہے۔ تو عمرؓ نے فرمایا
کہ اگر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ نہ پہنچتا تو میں (بھی) یقیناً دو
دیتوں میں سے ایک دیت اس بارے میں تجویز کرتا۔ اس کو دارمی نے
روایت کیا۔ اس کے بعد بہت سی احادیث کی ان پر اجمالی اشارہ کرتے ہوئے
تصحیح اور تاکید کی۔ روایت کیا احمد نے ابن عباس سے کہا کہ عمر بن الخطاب
نے ایک خطبہ کے دوران میں فرمایا کہ عنقریب تمہارے بعد ایک قوم ہوگی

www.kitabghar.org

وبعذاب القبر وبقوم یخرجون من النار بعد ما امتحشوا بعد ازان بسیاری را از سُنن رواج داد بعمل برآن۔ و در بسیاری از احادیث خوانده باشی فعل ذٰلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر وعمرؓ۔ بالجملہ فاروق اعظم درین باب سعی بلیغ فرموده است و آن را تا اقصی الغایت رسانیده تا آنکہ خود در خطبۂ اخیره ازان خبر داد ترکتکم علی طریقۃ واضحۃ لیلھا نہارھا الا ان تضلوا ھکذا و ھکذا۔ و عظماء صحابہ و تابعین بران شہادت داده اند۔ عن ابن مسعود انہ قال فی مسائل کان عمر اذا سلک طریقا وجدناه سہلاً اخرجہ ابوبکر والدارمی۔ وعن عمرو بن میمون ذہب عمر بثلثی العلم فذکر لابراہیم فقال ذہب عمر بتسعۃ اعشار العلم اخرجہ الدارمی۔ ہرچند مباحث مآثر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنسبت اندازۂ کتاب بتطویل انجامید لیکن چون فوائد جمہ دران مندرج است از باب تطویل نتوان شمرد حالا فذلکہ مآثر ایشان در ضمن دو نکتہ تقریر کنیم نکتۂ نخستین قطع نظر از اوصافیکہ اصحاب علم لدنی آنرا در فاروق اعظم

جو رجم کا اور دجّال کا اور شفاعت کا اور عذاب قبر کا اور اس قوم کا جو دوزخ سے جلنے کے بعد نکالے جائیں گے انکار کریں گے۔ اس کے بعد آپ نے احکام نبوی کو اُن پر عمل کے ذریعہ سے رواج دیا۔ تم نے بہت سی احادیث میں پڑھا ہوگا کہ فعل ذٰلک الخ یعنی ایسا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے خلاصہ یہ کہ فاروق اعظم نے اس باب میں سعیٔ بلیغ فرمائی ہے اور اس کو آخری حد تک پہنچا دیا یہاں تک کہ آپ نے اپنے آخری خطبہ میں اس کا یوں بیان فرمایا کہ "میں نے تم کو ایسے راستہ پر چھوڑا ہے جو سیدھا اور صاف ہے جس کی رات بھی دن کی طرح ہے مگر یہ کہ تم خود اس سے بھٹک جاؤ اِدھر اُدھر ہوکر"۔ اور بڑے بڑے صحابہ اور تابعین نے اس کی شہادت دی ہے۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے مسائل کے بارے میں فرمایا کہ عمرؓ جب کسی راہ پر چلے تو ہم نے اس کو نرم (صاف ستھرا) پایا۔ اس کو ابوبکر اور دارمی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عمرو بن میمون سے کہ (انہوں نے کہا کہ) عمر دو تہائی علم لے گئے۔ یہ قول ابراہیم نخعی سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عمر دس میں سے نو حصّہ علم لے گئے۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اگرچہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کرامت کے اشتمال میں اندازۂ کتاب کی نسبت سے تطویل ہوگئی لیکن اس کے ضمن میں چونکہ بہت سے اہم فائدے مندرج ہوگئے تو اس کو تطویل (بیکار طوالت) کے باب میں شمار نہ کرنا چاہیئے۔ اب ہم اُن کے مآثر کے نچوڑ کی دو نکتوں کے ضمن میں تقریر کرتے ہیں پہلا نکتہ ان اوصاف سے قطع نظر جن کو اصحاب علم لدنی نے فاروق اعظم میں پہچانا ہے مانند اس خاصیت کے جو آپ کے نفسِ نفیس میں حق اور باطل کو جدا جدا کرنے

www.kitabghar.org

شناختہ اند مانند خاصیتی کہ در
نفس نفیس او نہادہ اند از تفریق
میان حق و باطل بسبب ہمت او در
ہر باب و مانند کمال تخلق باخلاقِ
اللہ عزوجل وغیر ذلک مما یطول
ذکرہ آنچہ عقول عامہ قطعاً ادراک آن
کنند و مضطر در اثبات آن برای
فاروق اعظم آنست کہ اوصاف خیر کہ
مناط مدح بحسب شریعت تواند بود
ہمہ در فاروق اعظم خدای تعالے
نہادہ است ؎ لیس علی اللہ
بمستنکر ٭ ان یجمع العالم فی الواحد
اندکے خاطر را باستقرای اشخاصی
کہ مقتدای مسلمین و سلسلۂ اہتداء
ایشان بآن اشخاص میرسد و طوائف
مسلمین بذکر خیر ایشان رطب اللسان
اند و در دفاتر تاریخ احوال ایشان
ثبت مینمایند مشغول باید ساخت تا
ظاہر شود کہ ایشان از چند جنس بیرون نیستند پادشاہانِ
عادل کہ در اعلاء کلمۃ اللہ بجہادِ اعداء اللہ و اخذ
جزیہ و خراج ید طولے پیدا کردہ اند و فتح بلدان و ترویج
ایمان بر دست ایشان واقع شدہ یا مسلمانان از سایۂ ایشان
در کہف امان آسودہ اند و اقامت حدود و احیاء علوم دین
از ایشان ظاہر شدہ. و محققین فقہاء کہ حلِ معضلات فتوی
و احکام نمودہ اند و عالمے از ایشان مستفید
گشتہ تقلید ایشان پیش گرفتہ اند
مانندِ فقہاء اربعہ و

کے بارے میں رکھی گئی تھی جس کا سبب ہر باب میں
ان کا کمالِ ہمت تھا، اور جیسا کہ اللہ عزوجل کے اخلاق
سے متصف ہونا اور ان کے سوا باتیں جن کا بیان طویل
ہے وہ باتیں جن کا عام عقلیں اچھی طرح ادراک کرلیں اور
فاروق اعظم کے حق میں اُن کو ثابت سمجھنے پر مجبور ہوجائیں
یہ ہیں کہ ایسے تمام اوصافِ خیر کو جن پر بحسبِ شریعت مدح
کا مدار ہے اللہ تعالےٰ نے فاروق اعظم میں رکھدیئے ہیں
؎ لیس علی اللہ الخ اللہ پر یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ
عالَم کو ایک وجود میں جمع کردے۔ اب ذرا اپنے خیالات
کو ایسے اشخاص کی جستجو میں لگائیے جو کہ مسلمانوں
کے مقتدا تھے اور ان کا ابتدائی سلسلہ ان اشخاص
تک پہنچتا ہے اور مسلمانوں کی جماعتیں اُن کے ذکرِ خیر
میں رطب اللساں ہیں اور تاریخ کے دفتروں میں اُن کے
حالات درج ہیں۔ تاکہ اس جستجو کے نتیجہ میں ظاہر
ہوجائے کہ ایسے اشخاص ان چند اصناف سے باہر
نہیں ہیں۔ بادشاہانِ عادل کہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ
جہاد برائے اعلاءِ کلمۃ اللہ میں اور کفار سے جزیہ
اور خراج کے لینے میں انہوں نے بڑی دسترس
حاصل کی اور شہروں کی فتح اور ایمان کی اشاعت
ان کے ہاتھ پر واقع ہوئی، یا مسلمان ان کے زیرِ سایہ
امن کی زندگی بسر کررہے ہیں اور حدود کا قیام
اور علوم دین کا احیاء ان سے ظاہر ہوا۔ اور
محققین فقہاء جنہوں نے فتوی اور احکام کی مشکلات
کو حل کیا اور ایک عالَم نے اُن سے مستفید ہوکر اُن
کی تقلید کو اختیار کرلیا۔ مانندِ فقہاء اربعہ

www.kitabghar.org

ثقاتِ محدثین کہ حفظِ حدیث حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ اند وصحیح راازسقیم ممتاز ساختہ اند مثل بخاری ومسلم وامثالہما وکبار مفسرین کہ تفسیر قرآن عظیم وشرح غریب وبیانِ توجیہ وذکر اسباب نزول نمودہ اند ودرین باب گوئی مسابقت ازاقران خود ربودہ مانند واحدی وبغوی وبیضاوی وغیرہم وعظماء قُرّاء کہ نظمِ قرآن را یاد گرفتہ اند ودرمشق ادای آن عمری بسر بردہ دبمردمان تعلیم آن فرمودہ اند مانند نافع وعاصم وغیرہما ومشائخ صوفیہ کہ بتائیدِ صحبت بادیہ پیمانِ ضلالت رابراہ نجات آوردہ مصدرِ کرامات عجیبہ گشتہ اند ومکاشفاتِ صادقہ بردلِ این عزیزان ظاہر گردیدہ مثل سیدی عبد القادر وخواجہ نقشبند وغیرہما واذکیای حکما کہ حکمت عملی را بتعبیراتِ رائقہ آمیختہ در گوشِ سامعان انداختہ اند مانند مولانا جلال الدین رومی ومصلح الدین شیرازی وغیر اینہمہ انچہ موردِ مدح میشود امری است عرفی کہ خوشطبعان شعراء بآن ناطق میشوند نہ حملۂ شریعت۔ سینۂ فاروق اعظم را بمنزلۂ خانہ تصور کن کہ درہای مختلف

(امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالک و امام احمد رحمہم اللہ) اور اور ثقاتِ محدثین جنہوں نے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو محفوظ کیا اور صحیح کو سقیم سے ممتاز کر دیا ہے جیسے بخاری اور مسلم اور ان کے جیسے حضرات۔ اور کبارِ مفسرین جنہوں نے قرآن عظیم کی تفسیر اور اس کے لطائف و اسرار کی شرح اور توجیہ کا بیان اور اسبابِ نزول کا ذکر کیا ہے اور اس باب میں اپنے ہمعصروں سے سبقت لے گئے جیسے واحدی اور بغوی و بیضاوی وغیرہم۔ اور اکابر قُرّاء جنہوں نے نظمِ قرآن کو یاد کیا اور اس کی صحیح ادائیگی کی مشق میں ایک عمر بسر کی اور لوگوں کو اس کی تعلیم فرماتے رہے مانند نافع اور عاصم وغیرہما کے۔ اور مشائخ صوفیہ کہ اپنی صحبت کے اثر سے گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو نجات کی راہ پر لائے اور کراماتِ عجیبہ اُن سے صادر ہوئیں اور اُن بزرگوں کے قلوب پر مکاشفاتِ صادقہ کا ظہور ہوا جیسے سیدی عبد القادر اور خواجۂ نقشبند وغیرہما۔ اور ذہین دانشور جنہوں نے حکمتِ عملی کو دل نشین تعبیرات کے ساتھ سُننے والوں کے کانوں میں ڈالا ہے جیسے جلال الدین رومی اور مصلح الدین سعدی شیرازی، ان کے علاوہ اور قابلِ تعریف باتیں وہ ہیں جو مشہور ہیں کہ رنگین طبع شعراء ان کو اپنے کلام میں لاتے ہیں نہ کہ حاملینِ شریعت (مثل شجاعت، سخاوت وغیرہ) اب تم فاروقِ اعظم کے سینہ کو ایک ایسے بڑے مکان کے مرتبہ میں تصور کرو جس کے مختلف دروازے ہوں، ہر دروازے پر ایک صاحبِ کمال بیٹھا ہوا ہے۔ ایک دروازے پر مثلاً سکندر ذو القرنین اپنے پورے

www.kitabghar.org

وارد ودر ہر دری صاحب کمالے نشستہ ودر دیگر مثلاً سکندر ذوالقرنین بآن ہمہ سلیقہ ملک گیری وجہان ستانی وجمع جیوش وبرہم زدن جنودِ اعداء ودر در دیگر نوشیروانی باآن ہمہ رفق ولین ورعیت پروری وداد گستری اگرچہ ذکر نوشیروان درمبحث فضائل حضرت فاروق سوء ادبست۔ ودر دیگر امام ابوحنیفہ یاامام مالکی بآن ہمہ قیام بعلم فتادی واحکام ودر درِ دیگر مرشدی سیدی عبدالقادر یا خواجہ بہاء الدین قدس سرہما ودر درِ دیگر محدثی بروزن ابوہریرۃ و ابن عمر ودر درِ دیگر قاریٔ ہمسنگ نافع یاعاصم ودر درِ دیگر حکیمے مانند مولانا جلال الدین رومی یاشیخ فرید الدین عطار ومردمان گرداگردِ این خانہ ایستادہ اند وہر محتاجی حاجت خودرا از صاحب فن خود درخواست می نماید وکامیاب میگردد چون از انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم گذشتی کدام فضیلتی خواہد بود کہ ازین فضیلت بالاتر باشد۔ نکتۂ دوم معلوم بالقطع است کہ پیش از ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام نبود وعالم ہمہ بکفر مملو بانواع مفاسد محشو میبود قرآن وشرائع اسلام را نمیدانستند

ملک گیری اور دنیا کا فاتح بننے اور لشکروں کو جمع کرنے اور دشمنوں کے لشکروں کو برباد کر دینے کے سلیقہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اور دوسرے دروازے میں ایک نوشیرواں اپنی ہمدردی اور نرم خوئی اور رعیت پروری اور داد گستری کے ساتھ موجود ہے۔ اگرچہ نوشیرواں کا ذکر حضرت فاروق رضؓ کے فضائل کے مبحث میں لانا بے ادبی ہے۔ اور تیسرے دروازے میں کوئی امام ابوحنیفہ یا کوئی امام مالک اپنے تمام فتاوٰی واحکام کے ساتھ قائم ہے۔ اور چوتھے دروازے میں کوئی مرشد مثل سیدی عبدالقادر یا خواجہ بہاؤالدین قدس سرہما کے ارشاد وہدایت میں مشغول ہیں۔ اور پانچویں دروازے میں کوئی محدث جو ابوہریرہ اور ابن عمر کا ہم پلہ ہو موجود ہے۔ اور چھٹے دروازے میں کوئی قاری نافع یا عاصم کے مرتبہ کا۔ اور ساتویں دروازے میں ایک دانائے حکمت مثل مولانا جلال الدین رومی یا شیخ فرید الدین عطار کے موجود ہے، اور بہت سے لوگ اس گھر کے گرداگرد کھڑے ہوئے ہیں اور ہر صاحب حاجت اپنی حاجت کی اپنے ماہرِ فن سے درخواست کر رہا ہے اور کامیاب ہو رہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے بلند مقام کو چھوڑ کر اور کونسی فضیلت ہے جو اس فضیلت سے بالاتر ہوگی۔ دوسرا نکتہ: یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے اسلام نہیں تھا اور عالم سب کا سب کفر سے لبریز اور قسم قسم کے مفاسد سے بھرا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ قرآن اور احکام کو لوگ نہیں جانتے تھے۔ اب کہ ہر جانب میں اسلام کے احکام پھیل چکے ہیں اور اکثر معتدل فضا کی ولایتیں اسلام کا گھر بن چکیں، اس کوشش کے سلسلہ کا اوّلِ حقیقی تو آنحضرت

www.kitabghar.org

الحال کہ در ہر قطر انتشار شرائع اسلام شدہ
واکثر اقالیم معتمد لہ دار الاسلام گشتہ
اول حقیقۂ این سلسلہ کوشش آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و واسطۂ اول سلسلۂ کوشش
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بامر جہاد
بامرتدین قیام نمود ومضمون سَوْفَ يَأْتِي
اللّٰهُ بِقَوْمٍ بروی صادق آمد۔ باز عرب را
بر جہاد روم وفارس تحریض فرمود وجنود
مجندہ آراست وآیۂ سَتُدْعَوْنَ إِلٰى
قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ بروی راست
آمد ودر جمع قرآن شروع نمود وآن اول
ظہور وعدۂ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ
بود۔ بعد از صدیق اکبر فاروق اعظم رضی اللہ
عنہما آن نقش صدیق را درست ساخت
وہمہ مساعی او را تکمیل نمود آنچہ در زمان
حضرت صدیق مجمل بود در عہد حضرت
فاروق مفصل گشت۔ الحال ہر ہمہ طوائف
مسلمین بہرچہ مشغول اند از علم فقہ
وتصوف وحکمت عملی ہمہ بسعی حضرت
فاروق اعظم ترتیب یافتہ وشوکت
کسریٰ وقیصر در ایام او برہم خورد و
قانون ملک داری بتدبیر او رونق
یافت در مرتبۂ اولیٰ منت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بر رقاب مسلمین
ثابت است ودر مرتبۂ ثانیہ در جمیع

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کوشش کے سلسلہ کا "واسطۂ اول"
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ مرتدین کے ساتھ آپ نے
جہاد کیا اور سوف یأتی اللہ بقوم کا مضمون آپ کے
اوپر صادق آگیا۔ اور آپ نے ہی جمع قرآن کو شروع کیا اور
وہ وعدۂ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ کا پہلا
ظہور تھا۔ صدیق اکبرؓ کے بعد فاروق اعظم نے "رضی اللہ عنہما"
صدیق کے بنائے ہوئے اس خاکے (لائحہ عمل) کو درست کیا اور
اُن کی جملہ مساعی کی تکمیل کر دی۔ جو کچھ حضرت صدیق کے زمانہ میں
مجمل تھا حضرت فاروق کے عہد میں مفصل ہو گیا۔ اب جس قدر
بھی مسلمانوں کی جماعتیں جس جس کام میں مشغول ہیں مثلاً علم فقہ،
تصوف اور حکمتِ عملی یہ سب حضرت فاروق اعظمؓ کی کوشش
سے مرتّب ہوئے۔ اور کسریٰ اور قیصر کی شوکت آپ ہی کے
زمانہ میں درہم برہم ہوئی اور ملک داری کے قانون نے
آپ ہی کی تدبیر سے رونق پائی۔ سب سے پہلے مرتبہ میں
تو مسلمانوں کی گردنوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا احسان ثابت ہے اور دوسرے مرتبہ میں ان تمام
امور میں شیخین کا احسان اُن پر لازم ہے۔ لیکن اس
سبب سے کہ یہ تمام امور مسلمانوں میں متوارث اور اُن
کی عادات میں داخل ہو چکے ہیں تو وہ اس احسان کی
کھوج نہیں لگاتے اور اس نعمت کی قدر نہیں پہچانتے۔
یہ ایسی ہی بات ہے کہ دیہات کے لوگ زراعت کے کام
میں جو محنت مشقت اُٹھاتے ہیں یا تجارت کرنے والے
اموالِ تجارت اور قیمتی اشیاء کے ایک جگہ سے دوسری
جگہ لے جانے میں جو جانفشانی کرتے ہیں یا شہر کے رہنے
والے توارث کی بناء پر دکھ ایسے ہی دیکھتے آرہے ہیں)

www.kitabghar.org

این امور منت شیخین برایشان لازم اما بسبب آنکہ اینہمہ امور متوارث مسلمانان شد و عادی الشان گشت پے باین منت نمی برند و قدر این نعمت نمی شناسند مانند آنکہ اہل بدو درکار زراعت ہر محنتی کہ میکشند یا اہل تجارت در نقل سلع و اقمشہ سعیہا کہ مصروف میدارند اہل حضر بجہت توارث و عادتِ مستمرہ آنرا اصلا درنمی یابند اینجا مناسب افتاد مضمون بیتے چندکہ مولانای روم قدس سرہ افادہ فرمود ؎ سرز شکرِ دین ازان برتافتی ٭ کز پدر میراث ارزان یافتی ٭ مرد میراثی چہ داند قدر مال ٭ رستمی جان کند و مجان یافت زال ٭ گر نبودی کوشش احمد تو ہم ٭ می پرستیدی چو اجدادت صنم ٭ بعد اللتیا واللتی قصۂ وفات حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ و اتفاق مسلمین برخلافتِ ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر نمائیم۔ اخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا محمد بن بشر حدثنا محمد بن عمر وحدثنا ابو سلمۃ و یحیی بن عبد الرحمٰن بن حاطب و اشیاخ قالوا رأی عمر بن الخطاب فی المنام فقال رأیت دیکا احمر نقرنی ثلاث نقرات بین الثنۃ

اور عادتِ مستمرہ (دائمی) کی وجہ سے اس کو بالکل نہیں پہچانتے۔ مولانا روم قدس اللہ سرہ کے چند بیت کا مضمون اس موقع کے مناسب ہے۔ فرماتے ہیں ؎ تونے دین کا شکر ادا کرنے سے اس لئے منہ پھیر لیا ہے کہ باپ کی میراث میں سے تونے آسانی سے مال پالیا۔ میراث سے حاصل کرنے والا شخص مال کی قدر کیا جانے۔ ایک رستم نے اپنی جان کھپائی اور زال کو سب کچھ مفت مل گیا۔ اگر احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کوشش نہ ہوتی تو تو بھی اپنے باپ دادا کی طرح بتوں کی پوجا کرتا ہوا ہوتا۔ اب کچھ چھوٹی بڑی باتوں کے بعد ہم حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات اور خلافتِ ذی النورین پر مسلمانوں کے متفق ہونے کا قصہ تحریر کرتے ہیں۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہا کہ ہم سے روایت کیا محمد بن بشیر نے اُن سے محمد بن عمر نے، اُن سے ابو سلمہ اور یحیٰی بن عبد الرحمٰن بن حاطب اور دوسرے بزرگوں نے، انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے خواب میں دیکھا، بیان کیا کہ میں نے ایک سرخ رنگ کے مرغ کو دیکھا جس نے میرے تین ٹھونگیں پیڑو اور ناف کے درمیان ماریں (یہ سنکر) اسماء بنت عمیس عبد اللہ بن جعفر کی ماں نے کہا کہ عمر سے کہو کہ وہ وصیت کردیں اور یہ خوابوں کی تعبیر دیا کرتی تھیں۔ اب میں یہ نہیں جانتا کہ یہ بات عمر تک پہنچی یا نہیں۔ پھر آپ کے پاس مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لؤلؤہ آیا جو کافر مجوسی تھا اور اس نے کہا کہ مغیرہ نے مجھ پر خراج کے طور پر زیادہ مال مقرر کردیا ہے

www.kitabghar.org

والسّترة قالت اسماء بنت عميس
ام عبد الله بن جعفر قولوا له فليوص و
كانت تعبر الرؤيا فلا ادري ابلغه
ذلك ام لا فجاءه ابو لؤلؤة الكافر
المجوسي عبد المغيرة بن شعبة فقال
ان المغيرة قد جعل عليّ من الخراج
مالا قال كم جعل عليك قال كذا وكذا
قال وما عملك قال اجوب الارحاء
قال وما ذاك عليك بكثير ليس بارضنا
احد يعملها غيرك الا تصنع لي رحى
قال بلى والله لاجعلن لك رحى يسمع
بها اهل الآفاق۔ فخرج عمر الى الحج فلما
صدر اضطجع بالمحصب وجعل رداءه
تحت رأسه فنظر الى القمر فاعجبه
استواؤه وحسنه فقال بدأ ضعيفا
ثم لم يزل الله يزيده وينميه حتى استوى
فكان احسن ما كان ثم هو ينقص حتى يرجع
كما كان وكذلك الخلق كله ثم رفع يديه
فقال اللهم ان رعيتي قد كثرت وانتشرت
فاقبضني اليك غير عاجز ولا مضيع فصدر
الى المدينة فذكر له ان امرأة من المسلمين
ماتت بالبيداء مطروحة على الارض
يمر بها الناس لا يكفنها احد و
لا يواريها احد حتى مر بها كليب بن
البكير الليثي فاقام عليها حتى كفنها و

تو آپ نے پوچھا کہ تجھ پر کیا مقرر کیا ہے تو اس نے کہا کہ اتنا اور اتنا۔ آپ نے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے تو اُس نے کہا کہ میں چکیاں بناتا ہوں۔ تو آپ نے کہا کہ یہ تو تجھ پر کچھ زیادہ نہیں۔ ہماری زمین پر کوئی شخص یہ کام تیرے سوا نہیں کرتا، کیا تو میرے لئے ایک چکّی نہیں بنائے گا۔ اُس نے کہا کیوں نہیں۔ واللہ میں تمھارے لئے ایسی چکّی بناؤں گا جس کو ساری دنیا کے لوگ سُنیں گے۔ اس کے بعد عمر حج کے لئے نکلے۔ جب لوٹے تو محصّب میں چت لیٹ گئے اور اپنی چادر کو سر کے نیچے رکھا۔ پھر چاند کی طرف نظر پڑی تو اس کا ہموار (پورا) ہونا اور اُس کا حُسن بھلا معلوم ہوا تو فرمایا کہ اُس کی ابتداء ضعف سے ہوئی پھر برابر اس کو اللہ تعالیٰ زیادہ کرتا رہا اور بڑھاتا رہا یہاں تک کہ پورا ہوگیا تو اُس کا حسن کامل ہوگیا۔ پھر یہ کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ لوٹ کر جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہوجاتا ہے۔ اور اسی طرح تمام مخلوق کا حال ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کی کہ الٰہی میری رعیت زیادہ ہوگئی اور پھیل گئی، مجھے ایسی حالت میں اپنے پاس بلا لیجئے کہ میں نہ عاجز ہوا ہوں اور نہ تباہ شدہ۔ پھر آپ مدینہ واپس آگئے تو آپ سے ذکر کیا گیا کہ ایک مسلمان عورت جنگل میں مرگئی وہ زمین پر مری پڑی رہی اور لوگ اس کے پاس سے گذر گئے، کسی نے نہ اس کو کفن پہنایا اور نہ کسی نے اُس کو دفن کیا۔ یہاں تک کہ اس پر کُلیب بن بُکیر لیثی کا گذر ہوا تو وہ اُس کے پاس ٹھہر گیا یہاں تک کہ اس کو کفن پہنایا اور دفن کیا۔ یہ پورا حال آپ سے بیان

www.kitabghar.org

دارا ہا فذکر ذٰلک لعمر فقال من مرّ علیہا من المسلمین فقالوا لقد مرّ علیہا عبد اللّٰہ بن عمر فیمن مرّ علیہا من الناس فدعاہ و قال ویحک مررت علیٰ امرأۃ من المسلمین مطروحۃ علیٰ ظہر الطریق فلم تواریہا و لم تکفنہا قال ما شعرت بہا و لا ذکرہا لی احد فقال لقد خشیت ان لا یکون فیک خیر فقال من وارا ہا و کفنہا قال کلیب بن البکیر اللیثی قال واللّٰہ لحری ان یصیب کلیب خیرا فخرج عمر یوقظ الناس بدرتہ لصلوٰۃ الصبح فلقیہ الکافر ابو لؤلؤۃ فطعنہ ثلاث طعنات بین الثنۃ و السرۃ وطعن کلیب بن البکیر فاجہز علیہ وتصایح الناس فرمیٰ رجل علیٰ راسہ ببرنس ثم اضطبعہ الیہ وحمل عمر الی الدار فصلیٰ عبد الرحمٰن بن عوف بالناس وقیل لعمر الصلوٰۃ فصلیٰ وجرحہ یثعب وقال لا حظ فی الاسلام لمن لا صلوٰۃ لہ فصلیٰ ودمہ یثعب ثم انصرف الناس علیہ فقالوا یا امیر المؤمنین انہ لیس بک بأس وانا لنرجو ان ینسئ اللّٰہ فی اثرک ویؤخرک الی حین او الی خیر فدخل علیہ ابن عباس وکان یعجب بہ فقال اخرج فانظر من صاحبی ثم خرج فجاء

کیا گیا تو آپ نے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کون لوگ اس کے پاس سے گذرے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے جو اس کے پاس سے گذرے تھے تو آپ نے عبداللہ کو بلایا اور فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو ایک مسلمان عورت کے پاس سے جو کھلے راستہ پر پڑی ہوئی تھی گذر گیا اور تو نے نہ اُس کو دفن کیا اور نہ اُس کو کفن پہنایا۔ انہوں نے کہا کہ نہ مجھے خود معلوم ہوا اور نہ مجھ سے کسی نے اس کا ذکر کیا۔ تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ تجھ میں خیر نہ رہی ہو۔ پھر پوچھا کہ اُس کو کس نے دفن کیا اور کفنایا تو لوگوں نے بتایا کہ کُلَیب بن بکیر لیثی نے۔ تو فرمایا کہ واللہ یہ مناسب ہے کہ کُلَیب کو کوئی بڑی خیر مل جائے۔ اس کے بعد عمرؓ نکلے اور اپنا درّہ لئے ہوئے صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو جگانے لگے تو اُن سے کافر ابو لؤلؤہ ملا اور اُس نے آپ کے اوپر تین وار کئے پیڑو اور ناف کے درمیان اور کُلیب بن بکیر پر وار کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ اور لوگ چیخ پکار مچانے لگے، تو ایک شخص نے ابو لؤلؤہ کے سر پر برساتی ڈالی اور اُس کی بغل کے نیچے سے نکال کر کھینچ لی۔ اور عمرؓ کو اُٹھا کر اُن کے مکان پر لایا گیا اور لوگوں کو نماز عبدالرحمٰن بن عوف نے پڑھائی اور عمرؓ سے نماز کے لئے کہا گیا تو انہوں نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ اُن کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں تو اسی حالت میں نماز پڑھی کہ اُن کا خون بہہ رہا تھا۔ پھر لوگ (نماز سے فارغ ہو کر) اُن کی طرف لوٹ کر آئے اور انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو کوئی خطرہ نہیں اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر بڑی کرے گا اور آپ سے زیادہ عرصہ تک موت کو دور رکھے گا (یا آپ کو خیر کی طرف زیادہ عرصہ تک رکھے گا) پھر آپ کے پاس ابن عباس آگئے اور عمرؓ ابن عباس کو پسند کرتے تھے تو اُن سے

www.kitabghar.org

فقال البشر یا امیر المؤمنین صاحبک ابو لؤلؤۃ المجوسی عبد المغیرۃ بن شعبۃ فکبّر حتی خرج صوتہ من الباب ثم قال الحمد للہ الذی لم یجعلہ رجلاً من المسلمین یحاجّنی یوم القیامۃ و سجد سجدۃ للہ ثم اقبل علی القوم فقال اکان ھذا عن ملاء منکم فقالوا معاذ اللہ واللہ لوددنا انا فدیناک بآبائنا و زدنا فی عمرک من اعمارنا انہ لیس بک بأس قال یا یرفا ویحک اسقنی فجاء بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ فالصق رداءہ ببطنہ قال فلما وقع الشراب فی بطنہ خرج من الطعنات قالوا الحمد للہ ہذا دم استکن فی جوفک فاخرجہ اللہ من جوفک قال ای یرفا ویحک اسقنی لبناً فجاءہ بلبن فشربہ فلما وقع فی جوفہ خرج من الطعنات فلما رأوا ذلک علموا انہ ہالک قالوا جزاک اللہ خیرا قد کنت تعمل فینا بکتاب اللہ و تتبع سنۃ صاحبک لا تعدل عنہا الی غیرہا جزاک اللہ احسن الجزاء قال بالامارۃ تغبطوننی فواللہ لوددت انی انجو منہا کفافاً لا علیّ و لا لی قوموا فتشاوروا فی امرکم امّروا علیکم رجلاً منکم فمن خالفہ فاضربوا رأسہ قال فقاموا و عبد اللہ بن عمر مسندہ الی

کہا کہ جاکر دیکھو میرے ساتھ یہ حرکت کرنے والا کون ہے؟ وہ جاکر واپس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین آپ خوش ہوں کہ آپ کے ساتھ یہ حرکت کرنے والا ابو لؤلؤہ مجوسی ہے جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ تو آپ نے اللہ اکبر اتنے زور سے کہا کہ ان کی آواز دروازے سے باہر نکلی پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں کے کسی شخص کو اُس نے اس کام کا مرتکب نہیں بنایا کہ قیامت کے دن میرے اُس کے مابین جھگڑا ہوتا اور اللہ کے لئے ایک سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا یہ امر تم میں سے کسی کے مشورے سے ہوا۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی پناہ، خدا کی قسم ہم تو یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کو قربان کر دیں اور ہم اپنی عمروں میں سے آپ کی عمر میں اضافہ کر دیں۔ درحقیقت آپ خطرے سے باہر ہیں۔ فرمایا کہ اے یرفا مجھے شربت پلا تو وہ ایک پیالہ لایا جس میں میٹھی نبیذ تھی۔ تو آپ نے اس کو پیا اور اپنی چادر کو پیٹ سے لگالیا۔ پھر جب شربت پیٹ میں پہنچا تو زخموں سے نکلا تو لوگوں نے کہا کہ الحمد للہ یہ وہ خون ہے جو آپ کے پیٹ میں رُک گیا تھا تو اللہ نے اُس کو پیٹ سے نکال دیا۔ آپ نے فرمایا اے یرفا مجھے دودھ پلا۔ تو یرفا دودھ لے کر آیا اور آپ نے اُس کو پیا۔ تو جب وہ آپ کے پیٹ میں پہنچا تو زخموں سے نکلنے لگا۔ تو جب لوگوں نے یہ دیکھا تو جان لیا کہ یہ ہلاک ہونے والے ہیں، انہوں نے کہا کہ اللہ آپ کو جزاء خیر دے، آپ ہم میں کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے تھے اور اپنے رفیق کی سنت کا اتباع کرتے رہے ذرا بھی اس سے نہیں ہٹے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے، تو فرمایا کہ تم امارت کے ذکر کے ساتھ مجھے اچھی امیدیں دلا رہے ہو۔ خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات مل جائے برابر سرابر کہ نہ مجھ پر کوئی مؤاخذہ رہے اور نہ میرے لئے کوئی اجر ہو۔ اُٹھو اب اپنے امر (خلافت) کے بارے میں مشورہ کرو۔ اپنے

www.kitabghar.org

صدرہ فقال عبد اللہ أیؤمّرون و
امیر المؤمنین حیّ فقال عمر لا ولیصل
صہیب ثلثًا وانظروا طلحۃ و تشاوروا
فی امرکم فأمّروا علیکم رجلاً منکم فان خالفکم
احد فاضربوا رأسہ قال اذھب الی
عائشۃ فاقرأ علیہا منی السلام و قل
انّ عمر یقول ان کان ذلک لا یضرّبک
ولا یضیق علیک فانی أحبّ ان أدفن
مع صاحبیّ وان کان یضربک و یضیق
علیک فلعمری لقد دُفن فی ھذا البقیع
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و امہات المومنین من ھو خیرٌ من عمر
فجاءھا الرسول فقالت ان ذلک لایضرنی
ولا یضیق علیّ قال فادفنوہ معہما
قال عبد اللہ بن عمر فجعل الموت یغشاہ
وانا أمسکہ الی صدری قال ویحک
ضع رأسی بالارض فأخذتہ غشیۃ
فوجدت من ذلک فأفاق فقال ویحک
ضع رأسی بالارض فوضعت رأسہ بالارض
فعفّرہ بالتراب فقال ویل عمر و ویل أمّہ
ان لم یغفر اللہ لہ۔ قال محمد بن عمرو
واہل الشوری علیؓ و عثمانؓ و طلحۃ
والزبیر وسعدؓ وعبد الرحمن بن عوف
واخرج البخاری حدثنا موسی بن
اسماعیل حدثنا ابو عوانۃ عن حصین

اور اپنے میں سے کسی شخص کو امیر بنالو پھر جو اس کی مخالفت کرے اُس کا سر کاٹ دو۔ راوی نے بیان کیا کہ لوگ اُٹھ گئے اور عبد اللہ بن عمر اُن کو اپنے سینہ سے سہارا دیئے ہوئے تھے۔ تو عبد اللہ نے کہا کہ کیا لوگ امیر بنائیں حالانکہ امیر المؤمنین زندہ ہوں۔ عمرؓ نے کہا نہیں اور چاہیئے کہ صہیب نماز پڑھائے تین مرتبہ فرمایا، اور طلحہ کو دیکھو اور ان سے بھی اپنے امر میں مشورہ کرو اور اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنالو پھر جو شخص تمہاری مخالفت کرے اس کا سر کاٹ دو فرمایا کہ عائشہ کے پاس جاؤ اور ان کو میری طرف سے سلام کہو اور یہ کہو کہ عمر کہتا ہے کہ اگر یہ بات آپ کو تکلیف نہ پہنچائے اور آپ پر بار نہ گذرے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر آپ کو تکلیف پہنچے اور کچھ بار محسوس کریں تو میں قسم کھاتا ہوں کہ اس بقیع میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المؤمنین میں سے ایسے دفن کئے گئے ہیں جو عمرؓ سے بہتر تھے۔ تو پیغام لانے والا عائشہؓ کے پاس پہنچا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بات مجھے تکلیف نہیں دے گی اور مجھے بار نہیں گذرے گا (یہ جواب سُن کر) فرمایا کہ مجھے ان دونوں کے برابر دفن کرنا عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا کہ موت نے اُن پر غشی طاری کرنا شروع کردی اور میں اُن کو اپنے سینہ سے روکے ہوئے تھا فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دے۔ پھر اُن پر غشی طاری ہوگئی میں اس حال سے غمگین ہوگیا پھر ہوش میں آئے تو فرمایا افسوس ہے تجھ پر میرا سر زمین پر رکھ دے تو میں نے اُن کا سر زمین پر رکھ دیا تو اس کو مٹی سے رگڑا اور کہا خرابی ہے عمر کی اور خرابی اس کی ماں کی اگر اللہ نے اس کی مغفرت نہ کی۔ کہا محمد بن عمرو نے اور اہل شوریٰ علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبد الرحمن بن عوف تھے۔ اور بخاری نے یہ روایت کیا کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسمٰعیل نے اُن سے ابو عوانہ نے اُنہوں نے روایت کیا حصین سے اُنہوں نے عمرو بن میمون سے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا زخمی

www.kitabghar.org

عن عمرو بن میمون قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قبل ان یُصاب بالمدینۃ وقف علی حُذیفۃ بن الیمان وعثمان بن حنیف قال کیف فعلتما أتخافا فان ان تکونا قد حمّلتما الارض مالا تطیق قال حملنا ہا امراً ہی لہ مُطیقۃٌ ما فیہا کثیر فضل قال انظرا ان تکونا حملتما الارض مالا تطیق قالا لا فقال عمر ان سلّمنی اللہ لأدعنّ أرامل اہل العراق لا یحتجن الی رجل بعدی ابداً قال فما أتت علیہ الا اربعۃ حتی اُصیب قال انی لقائم ما بینی وبینہ الا عبد اللہ بن عباس غداۃ اصیب وکان اذا مر بین الصفین قام بینہما فاذا رأی خللاً قال استووا حتی اذا لم یر فیہن خللا تقدم فکبر وربما قرأ سورۃ یوسف او النحل او نحو ذلک فی الرکعۃ الاولی حتی یجتمع الناس فما ہو الا ان کبر فسمعتہ یقول قتلنی او اکلنی الکلب حین طعنہ فطار العلج بسکین ذات طرفین لا یمرّ علی احدٍ یمیناً وشمالاً الا طعنہ حتی طعن ثلثۃ عشر رجلاً مات منہ سبعۃ فلما رأی ذلک رجلٌ من المسلمین طرح علیہ بُرنساً فلما ظنّ العلج انہ مأخوذ نحر نفسہ وتناول عمر ید عبد الرحمٰن

کئے جانے سے پہلے کہ حذیفہ بن الیمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم دونوں نے کیسا کام کیا، کیا تمھیں یہ خدشہ ہے کہ تم نے زمین (عراق) پر اتنا بوجھ (محصول کا) ڈال دیا جس کو وہ برداشت نہ کر سکے۔ دونوں نے کہا کہ ہم نے اس پر اتنا ہی بوجھ ڈالا ہے جو اس کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی زیادہ اضافہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ غور سے دیکھ لو کہیں اتنا بار نہ ڈال دیا جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو۔ دونوں نے کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی غریب بیواؤں کو بھی ایسا بنا کر چھوڑ دوں گا کہ میرے بعد کبھی ان کو کسی شخص کی محتاجگی نہ رہے۔ کہا کہ بس پھر اُن پر چار ہی (دن) گذرنے پائے کہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ عمرو بن میمون نے کہا کہ جس صبح کو آپ پر یہ افتاد پڑی میں کھڑا ہوا تھا اور میرے اور ان کے درمیان سوائے عبد اللہ بن عباس کے اور کوئی نہ تھا۔ اور آپ جب دو صفوں کے درمیان سے گذرتے تو اُن کے درمیان کھڑے ہوتے اور جب کوئی خالی جگہ دیکھتے تو کہتے کہ ٹھیک کرو۔ یہاں تک کہ جب اُن میں کوئی خالی جگہ نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے اور بسا اوقات سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا ایسی ہی کوئی سورۃ پہلی رکعت میں پڑھتے تاکہ لوگ اچھی طرح جمع ہو جائیں۔ اب یہ ہوا کہ آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے اُن کو یہ کہتے سُنا کہ قتلنی (مجھے قتل کر دیا) یا اکلنی (مجھے کھا لیا) الکلب (کُتّے نے) جب کہ اُن پر خنجر مارا۔ اس کے بعد یہ پارسی کافر دو دھارا خنجر لئے ہوئے بھاگا جس کسی پر دائیں اور بائیں وہ گذرتا تھا اس کے خنجر مارتا تھا یہاں تک کہ اس نے تیرہ آدمیوں کو خنجر مارا جن میں سے سات آدمی مر گئے ایک مسلمان شخص نے جب یہ دیکھا تو اس کے اوپر ایک برساتی ڈال دی (اور اس میں وہ لپیٹ گیا) جب اُس کافر نے یہ گمان کیا کہ میں پکڑ لیا گیا تو اس نے اپنے آپ کو بھی ذبح کر دیا۔ اور عمرؓ نے

www.kitabghar.org

بن عوف فقدمه فمن كان يلي عمر
فقد رأى الذي ارى واما نواحي المسجد
فانهم لا يدرون غير انهم قد فقدوا صوت
عمر وهم يقولون سبحان الله سبحان الله
فصلى بهم عبد الرحمن بن عوف صلوٰة
خفيفة فلما انصرفوا قال يا ابن عباس
انظر من قتلني فجال ساعة ثم جاء
فقال غلام المغيرة قال الصنع قال نعم
قال قاتله الله لقد امرت به معروفا
الحمد لله الذي لم يجعل منيتي بيد
رجل يدعي الاسلام قد كنت انت و
ابوك تحبان ان تكثر العلوج بالمدينة
وكان العباس اكثرهم رقيقا فقال
ان شئت فعلت اي ان شئت قتلنا
فقال كذبت بعد ما تكلموا بلسانكم و
صلوا الى قبلتكم وحجوا حجكم. فاحتمل
الى بيته فانطلقنا معه وكان الناس
لم تصبهم مصيبة قبل يومئذ فقائل
يقول لا بأس وقائل يقول اخاف عليه
فاتي بنبيذ فشربه فخرج من جوفه
ثم اتي بلبن فشربه فخرج من
جوفه فعرفوا انه ميت فدخلنا عليه
وجاء الناس فجعلوا يثنون عليه وجاء
رجل شاب فقال ابشر يا امير المومنين
ببشرى الله لك من صحبة رسول الله

عبد الرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انھیں آگے (امامت کے لئے) بڑھایا
تو جو شخص کہ عمر کے قریب تھا اُس نے تو اُس چیز کو دیکھا جو میں دیکھ رہا تھا۔
رہے مسجد کے اطراف والے تو وہ نہیں سمجھ رہے تھے بجز اس کے کہ اب
ان (کے کانوں) سے عمر کی آواز گم ہو گئی تھی اور وہ سبحان اللہ سبحان اللہ
کہہ رہے تھے۔ تو اُن کو عبد الرحمٰن بن عوف نے ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ
(مسجد سے) واپس آگئے تو آپ نے کہا کہ اے عبد اللہ بن عباس دیکھو
مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ تو وہ ایک ساعت گھوم کر واپس آئے اور کہا
کہ مغیرہ کے غلام نے۔ فرمایا کہ وہ جو کاریگر ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! فرمایا
خدا اُسے قتل کرے میں نے اُس کے بارے میں مناسب حکم دیا تھا۔
خدا کا شکر ہے کہ میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو
اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ تو اور تیرا باپ دونوں پسند کرتے تھے کہ مدینہ
میں فارس کے کافر غلام زیادہ ہوں اور عباس کے پاس ایسے غلام سب
سے زیادہ تھے تو عبد اللہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں کر دوں یعنی
اگر آپ چاہیں تو ہم قتل کر دیں تو فرمایا کہ تو نے غلطی کی (یعنی قتل کا
خیال کر کے) بعد اس کے کہ وہ گفتگو تمھاری زبان میں کرنے لگے اور
تمھارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے اور تمھارے حج کی طرح حج
کرنے لگے (تو اُن کو کیسے قتل کیا جا سکتا ہے)۔ پھر اُن کو اُٹھا کر ان کے
مکان پر لایا گیا تو ہم بھی ان کے ساتھ چلے اور لوگوں کا حال یہ تھا کہ اس
دن سے پہلے اُن پر کوئی مصیبت نہیں پڑی تھی تو کوئی کہنے والا کہہ
رہا تھا کہ ان کو کوئی خطرہ نہیں اور کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اُن پر اندیشہ
ہے۔ تو نبیذ لائی گئی جس کو آپ نے پیا، تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل گئی
پھر دودھ لایا گیا، اُس کو پیا تو وہ بھی آپ کے پیٹ سے باہر نکل گیا۔ تو
لوگوں نے پہچانا کہ وہ مرنے والے ہیں۔ پھر ہم آپ کے پاس گھر میں
داخل ہوئے اور بہت لوگ آگئے اور آپ کی مدح کرنے لگے اور
ایک جوان شخص آیا اور اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ خوش ہوں

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم وقدم فی الاسلام ما قد علمت ثم وُلّیتَ فعدلتَ ثم شہادۃ قال وددت ان ذلک کفاف لا علیّ ولا لی فلما ادبر اذا ازارہ یمسّ الارض قال ردوا علیّ الغلام قال یا ابن اخی ارفع ثوبک فانہ انقی لثوبک واتقی لربک. یا عبداللہ بن عمر انظر ما علیّ من الدین فحسبوہ فوجدوہ ستۃ وثمانین الفا او نحوہ قال ان وفی لہ مال آل عمر فادّہ من اموالہم والا فسل فی بنی عدی بن کعب فان لم تف اموالہم فسل فی قریش ولا تعدہم الی غیرہم فادّ عنی ہذا المال وانطلق الی عائشۃ ام المؤمنین فقل یقرأ علیک عمر السلام ولا تقل امیر المومنین فانی لست الیوم للمؤمنین امیرا وقل یستأذن عمر بن الخطاب ان یدفن مع صاحبیہ فسلّم واستأذن ثم دخل علیہا فوجدہا قاعدۃ تبکی فقال یقرأ علیک عمر بن الخطاب السلام ویستأذن ان یدفن مع صاحبیہ فقالت کنت اریدہ لنفسی ولأوثرنّہ الیوم علی نفسی فلما اقبل قیل ہذا عبداللہ بن عمر قد جاء قال ارفعونی فاسندہ رجل الیہ فقال

اللہ کی نعمت سے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی اور اسلام میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوا جو آپ خوب جانتے ہیں پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عدل کیا، پھر شہادت حاصل ہوئی فرمایا کہ میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ سب مل کر حساب (بدی اور نیکی کا) برابر سرابر ہو جائے، نہ مجھ پر عذاب ہو اور نہ اجر کا مستحق قرار دیا جاؤں۔ جب اس جوان نے پیٹھ پھیری تو اچانک آپ نے دیکھا کہ اس کی لنگی زمین سے لگتی ہے تو فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس واپس لاؤ۔ اس سے فرمایا کہ اے بھتیجے اپنا کپڑا اوپر اٹھا کہ یہ بات تیرے کپڑے کی پاکیزگی کا سبب ہوگی اور تیرے رب سے تقویٰ کا سبب بھی۔ اے عبداللہ مجھ پر جو قرض ہے اس کو دیکھو تو جب اس کا حساب کیا تو وہ چھیاسی ہزار نکلا یا اس کے قریب۔ فرمایا کہ اگر آل عمر کا مال اس کو پورا کر دے تو اس کو ان کے اموال میں سے ادا کر دینا ورنہ عدی بن کعب کی اولاد سے سوال کر لینا۔ پھر اگر ان کے اموال بھی پورا نہ کر سکیں تو قریش میں سوال کر لینا لیکن ان سے دوسروں کی طرف آگے نہ بڑھنا۔ تم میری طرف سے یہ مال ادا کر دینا۔ اور ام المومنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے اور امیر المومنین نہ کہنا کیوں کہ میں آج مومنین کا امیر نہیں ہوں اور کہو کہ عمر بن الخطاب آپ سے اجازت مانگتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کیا جائے۔ تو عبداللہ بن عمر نے سلام پہنچایا اور اجازت مانگی یعنی اندر آنے کی پھر داخل ہوئے تو ان کو اس حال میں پایا کہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب آپ کو سلام کہتے ہیں اور اس بات کی اجازت مانگتے ہیں کہ ان کو ان کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے تو عائشہ نے کہا کہ میں اپنی ذات کے لئے یہ ارادہ رکھتی تھی اور میں آج اپنی ذات پر ان کو مقدم کرتی ہوں جب وہ آگئے تو آپ سے کہا گیا کہ یہ عبداللہ بن عمر ہیں، فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ تو ایک شخص ان کو اپنے سہارے سے لے کر بیٹھا۔ پھر فرمایا کہ کیا جواب

www.kitabghar.org

مالدیک قال الذی تحب یا امیرالمؤمنین
اذنت قال الحمد للہ ماکان شیٔ
اھم الیّ من ذلک فاذا انا قبضت
فاحملونی ثم سلم فقل یستأذن
عمر بن الخطاب فان اذنت لی فادخلونی
وان ردتنی فردونی الی مقابر
المسلمین وجاءت ام المؤمنین
حفصۃ والنساء یسترونھا فلما رأیناھا
قمنا فولجت علیہ فمکثت عندہ ساعۃ
واستأذن الرجال فولجت داخلا
لھم فسمعنا بکاءھا من الداخل فقالوا
اوص یا امیرالمؤمنین استخلف قال
ما اجد احدا احق بھذا الامر من
ھؤلاء النفر او الرھط الذین توفی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وھو عنھم راض فسمی علیا وعثمان
والزبیر وطلحۃ وسعدا وعبدالرحمن
وقال یشھدکم عبداللہ بن عمر
لیس لہ من الامر شیٔ کھیئۃ التعزیۃ
لہ فان اصابت الامرۃ سعدا فھو
ذاک والا فلیستعن بہ ایکم ما امر
فانی لم اعزلہ من عجز او خیانۃ وقال
اوصی الخلیفۃ من بعدی بالمہاجرین
الاولین ان یعرف لھم حقھم ویحفظ
لھم حرمتھم واوصیہ بالانصار خیرا

لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہی اے امیرالمومنین جو آپ چاہتے ہیں، عائشہ نے اجازت دے دی۔ کہا کہ الحمدللہ کوئی چیز میرے لئے اس سے زیادہ اہم نہیں تھی۔ پھر جب کہ میرا انتقال ہو جائے اور مجھے اٹھا کر لے جاؤ تو پھر سلام پہنچاؤ اور کہو کہ عمر بن الخطاب اجازت مانگتا ہے۔ پھر اگر عائشہ نے اجازت دی تو مجھے اندر لے جانا اور اگر مجھے لوٹا دیا تو مسلمانوں کے قبرستان کی طرف لے جانا۔ اور اُمّ المومنین حفصہؓ آئیں اور عورتیں ان کا پردہ کر رہی تھیں۔ تو جب ہم نے اُن کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے پھر وہ ان کے پاس داخل ہوئیں اور اُن کے پاس ایک گھڑی ٹھہریں اور مردوں نے اجازت مانگی تو وہ گھر کے اندر چلی گئیں تو ہم نے اندر سے اُن کے رونے کی آواز سُنی۔ پھر لوگوں نے کہا کہ وصیت کر دیجئے اے امیرالمؤمنین کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ فرمایا کہ میں اس امر کے لئے ان لوگوں سے یا اس جماعت سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت تک خوش رہے۔ پھر نام لیا علی اور عثمان اور زبیر وطلحہ اور سعد وعبدالرحمٰن کا اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمر تمہارے ساتھ موجود رہے گا لیکن امر خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا (یہ ارشاد) ان کی دلداری کے انداز کی مانند تھا۔ پھر اگر امارت سعد تک پہنچے تو وہ اُس کو انجام دیں گے ورنہ تم میں جو شخص بھی امیر بنایا جائے اُس کو چاہئے کہ وہ سعد سے اعانت حاصل کرے۔ میں نے اس کو کام سے عاجز ہونے یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ اور فرمایا کہ میں اپنے بعد خلیفہ بننے والے کو مہاجرین اولین کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کو پہچانے اور ان کے احترام کی کی حفاظت کرے اور میں انصار کے بارے میں حسن سلوک کے لئے وصیت کرتا ہوں جو کہ جو دارِ اسلام و ایمان

www.kitabghar.org

الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ ان يقبل من محسنهم وان يعفى من مسيئهم واوصيه باهل الامصار خيرا فانهم ردء الاسلام وجباة المال وغيظ العدو ان لا يؤخذ من حواشي اموالهم الا فضلهم عن رضاهم واوصيه بالاعراب خيرا فانهم اصل العرب ومادة الاسلام ان يؤخذ من حواشي اموالهم ويرد على فقرائهم واوصيه بذمة الله و ذمة رسوله ان يوفى لهم بعهدهم و ان يقاتل من ورائهم و لا يكلفوا الا طاقتهم فلما قبض خرجنا به فانطلقنا نمشي فسلم عبدالله بن عمر و قال يستأذن عمر بن الخطاب قالت ادخلوه فادخل فوضع هنالك مع صاحبيه . فلما فرغ من دفنه اجتمع هؤلاء الرهط فقال عبدالرحمن اجعلوا امركم الى ثلثة منكم قال الزبير قدجعلت امري الى علي وقال طلحة قدجعلت امري الى عثمان وقال سعد قدجعلت امري الى عبدالرحمن فقال عبدالرحمن ايكما تبرأ من هذا الامر فنجعله اليه والله عليه والاسلام لينظرن افضلهم في نفسه فاسكت الشيخان فقال عبدالرحمن افتجعلونه

(یعنی مدینہ) ہیں ان مہاجرین سے پہلے سے قرار پکڑے ہوئے ہیں'' کہ ان کے نیک کام کرنے والے کو قبول کیا جائے (یعنی اس کی عزت کی جائے) اور بُرا کام کرنے والوں سے درگذر کیا جائے اور دوسرے شہر والوں کے حق میں اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں وہ اسلام کی پُشت پناہ ہیں اور مال کے جمع کرنے والے ہیں اور دشمن کو مرعوب رکھنے کا سبب ہیں کہ ان کے زائد اموال میں سے اتنا ہی لیا جائے جو اُن کی حاجات سے بچا ہوا ہو، اُن کی رضامندی سے اور اعراب کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں وہ عرب کی اصل اور اسلام کے مددگار ہیں کہ اُن کے زائد اموال میں سے لیا جائے اور اُن کے فقراء پر تقسیم کیا جائے اور میں وصیت کرتا ہوں اُن کے حق میں جو اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں (یعنی ذمی لوگ) کہ جو معاہدہ اُن سے ہو اُس کو پورا کیا جائے اور اُن کی حفاظت کے لئے قتال کیا جائے اور اُن کو تکلیف نہ دی جائے مگر اُن کی طاقت کے مطابق۔ پھر جب اُن کی وفات ہو گئی تو ہم اُن کو باہر لائے اور لے کر چلے تو عبداللہ بن عمر نے (عائشہ رضہ کو) سلام پہنچایا اور کہا کہ عمر بن الخطاب اجازت چاہتے ہیں۔ عائشہ نے کہا کہ اُن کو اندر لے جاؤ تو وہ لے جائے گئے اور وہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کئے گئے۔ پھر جب اُن کے دفن سے فارغ ہو چکے تو اُس جماعت کے اصحاب اکٹھے ہوئے۔ تو عبدالرحمن نے کہا کہ اپنے امر کو اپنے میں سے تین کی طرف منتقل کر دو۔ زبیر نے کہا کہ میں اپنا امر علی کی طرف منتقل کرتا ہوں اور طلحہ نے کہا کہ میں اپنا امر عثمان کی طرف منتقل کرتا ہوں اور سعد نے کہا کہ میں نے اپنا امر عبدالرحمن کے حق میں کر دیا۔ پھر عبدالرحمن نے کہا کہ تم دونوں میں سے کون اس امر سے الگ ہوتا ہے تاکہ پھر ہم اس امر کا فیصلہ اسکے سپرد کر دیں اور اللہ اور اسلام کا اس پر حق ہے کہ وہ اپنے دل میں سب سے افضل پر نظر کرے۔ تو دونوں شیخ یعنی عثمان و علی خاموش رہے۔ پھر عبدالرحمن

www.kitabghar.org

اِلیَّ واللہُ عَلَیَّ ان لا اٰلُوعن افضلکم قالو نعم فاخذ بید احدہما فقال لک قرابۃٌ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقدمُ فی الاسلام ماقد علمت فاللہ علیک لئن اَمَّرتُکَ لتعدلَنَّ ولئن اَمَّرتُ عثمان لتسمعنَّ و لتطیعنَّ ثم خلا بالآخر فقال لہ مثل ذلک فلما اخذ المیثاقَ قال ارفع یدکَ یا عثمانُ فبایَعَہٗ و بایَعَ لہ علیؓ وولج اہل الدار فبایعوہ۔ اما مآثر

امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس ازا نجملہ است آنکہ درمیان قریش نسبی عالی داشت چہ ازجہت آباء چہ از طرف امہات فی الاستیعاب وغیرہ ہو عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبدمناف بن قصیّ واُمُّہٗ اروی بنت کریز بن ربیعۃ بن جبیب بن عبد شمس و اُمّ اروی ہی البیضاء امّ حکیم بنت عبدالمطلب عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وازانجملہ آنکہ قبل از اسلام درمیان قریش ثروتے داشت وجاہی و متصف بسخا و حیا بودہ است قیل فی وجہ التسمیۃ بذی النورین کانَ لہٗ

نے کہا کہ کیا تم دونوں اس امر کے فیصلہ کو میرے سپرد کر دو گے۔ واللہ میرے ذمہ ہو گا کہ میں تم میں سے افضل کے ساتھ کوتاہی نہ کروں۔ دونوں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے اُن میں سے ایک (یعنی علیؓ) کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کی قرابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسلام میں خاص مقام ہے جس کو تم خود جانتے ہو تو اللہ کو گواہ جانتے ہوئے یہ وعدہ کرو کہ اگر میں نے تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل کرو گے اور اگر میں نے عثمان کو امیر بنایا تو تم اُن کی سنو گے اور اطاعت کرو گے پھر دوسرے کو تنہائی میں لے جاکر اُن سے اسی طرح کی گفتگو کی۔ تو جب وعدے لے چکے تو کہا کہ عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ پھر اُن سے بیعت کی اور پھر اُن سے علیؓ نے بیعت کی اور اہل مدینہ آئے اور سب نے اُن سے بیعت کی۔

اب سنئے۔ **امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب** تو ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قریش میں نسب عالی رکھتے تھے باپ دادا کی طرف سے بھی اور نانیہال کی طرف سے بھی۔ استیعاب وغیرہ میں ہے کہ اُن کا نسب یہ ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف بن قصیّ۔ اور اُن کی والدہ ہیں اروی بنت کریز بن ربیعہ بن جبیب بن عبد شمس۔ اور اروی کی ماں ہے بیضاء اُمّ حکیم بنت عبدالمطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ وہ اسلام سے پہلے قریش میں صاحب دولت اور صاحب جاہ تھے اور سخاوت و حیا کے ساتھ موصوف رہے ہیں۔ آپ کے خطاب ذی النورین کی وجہ تسمیہ میں کہا گیا ہے کہ اُن کے لئے دو سخاوت ثابت ہیں ایک سخاوت قبل از اسلام اور ایک سخاوت بعد از اسلام۔ یہ ریاض میں مذکور ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُن کی فطرتِ سلیمہ نے اسلام سے پہلے بہت سے امور جاہلیت سے اُن کو روکے رکھا ہے اور یہ دلیل ہے اصل

www.kitabghar.org

سخاءً ان سخاءً قبل الاسلام و
سخاءٌ بعدہٗ کذا فی الریاض، وازآنجملہ
آنکہ فطرتِ سلیمۂ او پیش از
اسلام از بسیاری از امور جاہلیت اورا
باز داشتہ بودہ است و این دلیل
است بر تشبہ او بانبیاء علیہم الصلوٰۃ در
اصل فطرت۔ فی الاستیعاب فی
ترجمۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ کان
قد حرّم الخمر فی الجاہلیۃ ہو و
عثمان و فی الریاض عنہ رضی اللہ عنہ
انہ قال ما زنیتُ فی جاہلیۃٍ ولا اسلامٍ
ولا سرقتُ۔ وازآنجملہ است آنکہ
چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مبعوث شدوی از سُبّاق بود
دراسلام پیش از ابوعبیدۃ بن
الجراح وعبدالرحمٰن بن عوف بیک روز
اسلام آوردہ بدلالت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہا۔ ووی از الجماعۃ
است کہ بانضمام حضرت فاروق عدد
ایشان بچہل رسید کذا فی الریاض
وغیرہ۔ وازآنجملہ است آنکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگر پارۂ
خود رقیہ را بعد دخول او دراسلام
با او عقد بست و بدامادی برگزید و
از حسن سلوک باو مبتہج و مسرور می بود

فطرت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اُن کے
مشابہ ہونے کی۔ استیعاب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ
میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے شراب کو جاہلیت کے زمانہ
میں ہی حرام کر لیا تھا اور عثمان نے بھی۔ اور ریاض میں خود
عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا
کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں
اور نہ چوری کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے ابوبکرؓ کی
رہنمائی سے اسلام کی طرف ابوعبیدہ بن الجراح اور
عبدالرحمٰن بن عوف سے ایک دن پہلے سبقت کی۔ اور وہ
اُس جماعت میں سے ہیں کہ جس کی تعداد حضرت فاروقؓ
کے مل جانے کے بعد چالیس تک پہنچی تھی۔ ریاض وغیرہ
میں ایسا لکھا ہے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اسلام میں داخل ہونے
کے بعد اپنی جگر پارہ رُقیہؓ کا اُن کے ساتھ نکاح کر دیا
اور اُن کو اپنی دامادی کے لئے قبول کیا اور اُن کے رقیہ
کے ساتھ عمدہ برتاؤ کی وجہ سے ان سے خوش اور
مسرور رہتے تھے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جب مسلمانوں
کی عداوت پر کفار کھڑے ہو گئے تو انہوں نے حبشہ کی
طرف ہجرت کی اور وہ پہلے شخص ہیں کہ جس نے بعد حضرت
ابراہیم اور لوط علیہ السلام کے اپنی اہلیہ کے ساتھ
ہجرت کی اور چونکہ اس زمانہ میں ان کی سلامتی اور
صحت کی خبر دیر سے پہنچی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے قلب مبارک میں بہت انتظار رہتا تھا۔ ریاض
میں انس سے مروی ہے کہا کہ سب سے پہلے سرزمین

www.kitabghar.org

وازانجملہ آنکہ چون کفارِ قریش بعداوت مسلمین برخاستند ہجرت نمود بجانب حبشہ ووی اوّل کسی است کہ با اہلیۂ خود ہجرت فرمود بعد حضرت ابراہیم وحضرت لوط علیہما السلام ودران ایام چون خبرِ صحت وسلامتِ ایشان دیر تر رسید خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغایت منتظر میماند- فی الریاض عن انس قال اوّلُ من ہاجَرَ الیٰ ارض الحبشۃِ عثمانُ وخرج معہ بابنۃِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَبْطَأَ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبرُہُمَا فجعل یتوکّفُ الخبرَ فقدِمَت امرأۃٌ من قریش من ارض الحبشہ فسألہا فقالت رأیتُہما فقال علےٰ اَیِّ حالٍ رأیتہما قالت رأیتُہما و قد حملہا علیٰ حمارٍ من ھذہ الدوابِّ و ہو یسوقہا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صحبہما اللہُ ان کان عثمانُ لَاَوَّلُ من ہاجر الیٰ اللہِ عزّ وجل بعد لوطٍ- اخرج الحاکم عن عبدالرحمٰن ابن اسحٰق عن ابیہ عن سعد فی ھذہ القصۃِ قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر انہما لَاَوَّلُ

حبشہ کی طرف جس نے ہجرت کی عثمانؓ تھے اور اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو لے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کی خبر پہنچنے میں دیر ہوگئی تو آپ حال معلوم ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ پھر قریش میں کی ایک عورت ملک حبشہ سے آئی تو آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اُن دونوں کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کو کس حال میں دیکھا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے اُن کو اس حال میں دیکھا ہے کہ بی بی کو تو اُس نے سواری کے چوپاؤں میں سے ایک گدھے پر سوار کر رکھا تھا اور وہ خود اس کو ہانک رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ان دونوں کے ساتھ رہے۔ درحقیقت عثمان بعد لوط علیہ السلام کے اُن میں کا پہلا شخص ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی طرف ہجرت کی۔ حاکم نے عبدالرحمٰن بن اسحٰق سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعد سے اس قصہ میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر لوط اور ابراہیم کے بعد یہ دونوں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہجرت کی۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت فرمائی تو اس کے قریب وقت ہی میں حضرت عثمان مدینہ میں پہنچ گئے بخلاف جعفر اور اصحاب سفینہ کے کہ اُن کا پہنچنا بعد واقعۂ خیبر کے ہوا ہے اس لئے کہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ واقعۂ بدر میں رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی دیکھ بھال میں

www.kitabghar.org

من ہاجر بعد لوطٍ و ابراہیم و
ازانجملہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بجانب مدینہ ہجرت فرمود
درہمان نزدیکی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
بمدینہ روی آورد بخلاف جعفر و اصحاب
سفینہ کہ قدوم الشان بعد واقعۂ خیبر
بودہ است زیراکہ صحیح شدہ است
کہ در واقعۂ بدر بہ بیمارداری رُقیہ
بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مشغول بود و ازین جہت تخلف نمود
اخرج البخاری فی حدیث عبداللہ بن
عدی بن الخیار قال عثمان امابعد
فان اللہ تعالیٰ بعث محمداً بالحق و
کنتُ ممن استجاب للہِ و لرسولہ
و آمنتُ بما بُعِثَ بہ ثم ہاجرتُ
الہجرتین و صَحِبْتُ رسولَ اللہِ صلی اللہ
علیہ وسلم ورأیتُ ہدیَہ و فی روایۃ
ونلتُ صِہْرَ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم و بایعتُہ فواللہ ما عصَیْتُہ وَ
لاَ غَشَشْتُہ حتی توفاہ اللہ تعالےٰ
ثم ابوبکر ثم عمرُ مثلہ الحدیث۔ و ازانجملہ
آنکہ چون جہاد مشروع شد و مشاہد
خیر بوجود آمد در جمیع غزوات
ہمپای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بودہ است الا بدر۔ و ازانجملہ آنکہ

مشغول تھے اور اس وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔
بخاری نے روایت کیا ہے عبداللہ بن عدی بن الخیار
کی حدیث میں کہ عثمان رضہ نے فرمایا امابعد اللہ
تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ
بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ
اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور جو کچھ
دے کر آپ کو بھیجا گیا تھا میں اس پہ ایمان لایا۔ پھر میں
نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت میں رہا اور آپ کے طریقہ کو دیکھا۔ اور ایک
روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی دامادی پہ پہنچا اور آپ سے بیعت کی۔ سو خدا
کی قسم میں نے کبھی اُن کی نافرمانی نہیں کی اور نہ اُن
کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو وفات
دی۔ پھر ابوبکر پھر عمر اُن کی مثل رہے (یعنی اُن سے
بھی یہی معاملہ رہا) آخر حدیث تک۔ اور اُن میں ایک
یہ ہے کہ جب جہاد کا حکم ہو گیا اور خیر کے مواقع
وجود میں آئے تو تمام غزوات میں بجز بدر کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور اُن میں سے
یہ کہ جب غزوۂ بدر پیش آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُن کو حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لئے
مدینہ میں چھوڑ دیا تھا اور آپ کو بدر کے اجر اور
غنیمت میں حصہ عطا فرمایا تھا اس حیثیت سے ان کو بدر
میں شمار کیا گیا ہے۔ مروی ہے ابن عمر سے (انہوں
نے ایک تقریر میں فرمایا تھا) رہا اُن کا بدر سے غائب
ہونا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ اُن کے عقد میں رسول

www.kitabghar.org

چون غزوۂ بدر پیش آمد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اورا بجہت تیمارِ
رقیہ در مدینہ گذاشتند و اجرِ غنیمت
بدر دادند ازین جہت در بدریین معدود
است۔ عن ابن عمر اما تغیبُّہٗ عن
بدرٍ فانہ کان تحتہٗ بنتُ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وکانت مریضۃً فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لک
اجر رجلٍ ممن شہد بدرًا و سہمہٗ
اخرجہ البخاری۔ وازان جملہ آنکہ چون
غزوۂ احد پیش آمد وشیطان بعض
اصحاب را بر فرار ازان مشہدِ خطیر حامل
شد و وی نیز ازان جماعہ بود رحمتِ
الٰہی تدارک فرمود وآن ذنب را محو
نمود چنانچہ در قرآن عظیم تصریح
بآن رفتہ تا ہیچ طاعنی را مجال طعن
نماند عن ابن عمر اما فرارہٗ یوم احدٍ
فاشہد ان اللہ عفی عنہ اخرجہ البخاری
وزاد غیرہ وتلا اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ
یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّہُمُ
الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ
عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ۔ و ازان جملہ آنکہ چون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواستند
کہ مستضعفین مکہ را در حدیبیہ تسلیہ کنند
غیر عثمان بآن امر حری نبود پس اورا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک
تم کو ایسے مرد کا اجر ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا اور اُس
کا حصہ بھی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں
سے یہ کہ جب غزوۂ اُحد پیش آیا اور شیطان نے
بعض اصحاب کو اُس مشہدِ خطیر سے فرار پر اُبھار دیا
اور وہ بھی اس جماعت میں سے تھے تو رحمتِ الٰہی
نے تدارک فرمایا اور اُس گناہ کو محو کر دیا چنانچہ قرآن
عظیم میں اس کی تصریح کی گئی تاکہ کسی طعنہ
کرنے والے کو طعن کرنے کا موقعہ باقی نہ رہے۔
ابن عمر سے مروی ہے " رہا اُن کا فرار یومِ اُحد میں
تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو معاف
کر دیا" اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور دوسروں نے
اس پر یہ اضافہ کیا " اور ابن عمرؓ نے تلاوت کیا
اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ الخ (۳ : ۱۵۵) یقیناً تم میں سے
جن لوگوں نے پُشت پھیر لی تھی جس روز کہ دونوں
جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات
نہ ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دے دی
ان کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ
اللہ تعالےٰ نے اُن کو معاف فرما دیا ہے" اور اُن میں
سے یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا
کہ حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے ضعیف لوگوں کی (یعنی ان
مسلمانوں کی جو مشرکین کے جور و ستم کا نشانہ بن رہے
تھے) تسلی کریں اور اس کام کے لئے عثمان رضؓ کے سوا
اور کوئی موزوں نہیں تھا تو اُن کو اس کام پر مامور

www.kitabghar.org

باآن مأمور فرمودند و وی آنجا شرط
ادب و محبت بجا آورد در ترک عمرہ
بموافقتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فی الریاض عن ایاس بن سلمۃ بن
الاکوع عن ابیہ قال اشتدَّ البلاءُ
علی مَن کانَ فی ایدی المشرکینَ
مِنَ المسلمین قال فدعا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عُمَرَ فقال یا عُمَرُ
ہل انت مُبَلِّغٌ عنّی اخوانَکَ من
اُسَرَاءِ المسلمینَ قال بابی انت و
امی واللہ مالی بمکۃ عشیرۃٌ اُرسِل
غیری اکثرَ عشیرۃً منّی فدعا عثمانَ
فارسلہ الیہم فخرج عثمانُ علی راحلتہ
حتی جاء عسکرَ المشرکینَ فعتبوا بہ واساؤوا
لہ القولَ ثم اجارہٗ ابانُ بن سعید
بن العاص ابنُ عمّہٖ وحملہ علی السَّرج
وردِفَ خلفہٗ فلما قدم قال
یا ابنَ عم طُفْ قال یا ابن عمّ ان لنا
صاحبًا لا نبتدع امرًا ہو الذی یکون
یعملہ فنتبع اثرہ قال یا ابن عم مالی
اراک متخشّفًا اسبل قال وکان ازارہ
الی انصاف ساقیہ قال لہ عثمان ہکذا
ازرۃُ صاحبنا فلم یَدَع احدًا بمکۃ
من المسلمین الّا بلّغہم ما قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و عن

کیا اور انہوں نے مکّہ میں پہنچ کر ادب و محبت کا حق ادا
کر دیا عمرہ کو ترک کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت
میں۔ ریاض میں ایاس بن سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے وہ
اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ان مسلمانوں
پر جو مشرکین کے ہاتھوں میں تھے مصائب میں شدت ہو رہی
تھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بلایا اور کہا کہ اے
عمر کیا تم میری طرف سے اپنے اُن مسلمان بھائیوں کو جو قیدی
بنے ہوئے ہیں میری طرف سے پیغام پہنچا سکو گے؟ انہوں
نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں واللہ مکہ میں میرا
کنبہ نہیں ہے، میرے سوا کسی دوسرے کو بھیجئے جس کا کنبہ
مجھ سے زیادہ ہو تو آپ نے عثمان کو بلایا اور اُن قیدیوں کی طرف
بھیج دیا۔ اب عثمان اپنی سواری پر نکلے یہاں تک کہ مشرکین
کے لشکر میں پہنچ گئے تو وہ ان پر غصہ کرنے لگے اور اُن کو بُرے
کلمات کہنے لگے، پھر اُن کو اُن کے چچا کے بیٹے ابان بن سعید بن
العاص نے امن دیا اور اُن کو کاٹھی پر بٹھایا اور ان کے پیچھے خود
بیٹھ گیا۔ جب مکّہ میں پہنچ گئے تو اُن سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے
(عمرہ کا طواف کر لے) عثمان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے ہمارے ایک
صاحب ہیں ہم اپنی طرف سے کوئی کام نہیں کرتے وہی جب کوئی
عمل کرتے ہیں تو ہم اُن کے نشانِ قدم کا اتباع کرتے ہیں۔ ابان نے
کہا کہ اے چچا کے بیٹے کیا بات ہے کہ میں تمہیں اُونچی سمٹی ہوئی
(یا پرانی) لنگی باندھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کو نیچی کر لو (راوی)
نے کہا کہ عثمان کی لنگی دونوں پنڈلیوں کے نصف تک تھی تو اس
سے عثمان نے کہا کہ ہمارے صاحب کی لنگیاں ایسی ہی ہوتی ہیں
تو عثمان نے سب مسلمان قیدیوں کو وہ
پیغام پہنچا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

www.kitabghar.org

ایاس بن سلمۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع لعثمان احدی یدیہ علی الاخری فقال الناس ہنیئاً لابی عبداللہ الطواف بالبیت آمناً فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو مکث کذا ما طاف حتی اطوف

و از انجملہ آنکہ چون مشہد حدیبیہ پیش آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اورا بمکہ فرستادند بجہت رسانیدن پیغام صلح و تسلیہ مستضعفین آنگاہ آوازۂ قتل او شائع شد و این معنی مہیج بیعتِ قتال گشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکدست مبارک خود را عوض دستِ حضرتِ عثمان برداشتند کہ ہذہ یدی وہذہ یدِ عثمان و این تشریف عظیم بود حضرت عثمان را و ازیں جہت او در اہل بیعت رضوان داخل شد

عن ابن عمر واما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان فلو کان احدٌ اعزّ ببطن مکۃ من عثمان لبعثہ فبعث رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمانَ وکانت بیعۃُ الرضوان بعد ما ذہب عثمانُ الی مکۃ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الیمنی فضرب بہا علی یدہ وقال ہذہ لعثمانَ و از انجملہ آنکہ چون رقیہ

اور ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے لئے بیعت کی اپنے ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر تو لوگوں نے کہا کہ ابوعبداللہ کو بہت مبارک رہا امن کے ساتھ بیت اللہ کا طواف۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اسی طرح ٹھہرا رہا تو طواف نہ کرے گا ______ حتی کہ میں طواف کر لوں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جب حدیبیہ کا موقع پیش آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغامِ صلح پہنچانے اور ضعفاء مسلمین کو تسلی دلانے کے لئے مکہ بھیجا۔ اُس وقت اُن کے قتل کی افواہ پھیل گئی اور یہ شہرت بیعتِ قتال کا باعث ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک دستِ مبارک کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے بدلے میں اٹھایا کہ یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ اور یہ حضرت عثمانؓ کے لئے بہت بڑا شرف تھا اور اسی حیثیت سے وہ بیعتِ رضوان والوں میں داخل ہوئے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے "رہا اُن کا غائب ہونا بیعتِ رضوان سے تو اگر کوئی مکہ کے خاندان کا عثمان سے زیادہ عزت والا ہوتا تو یقیناً اُس کو بھیجتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو بھیجا اور بیعتِ رضوان ہوئی عثمان کے مکہ کی طرف جانے کے بعد تو اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے اور مارا اُس کو بائیں ہاتھ پر اور فرمایا کہ یہ عثمان کے لئے ہے۔ اور اُن میں سے یہ کہ جب رقیہ بنتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور عثمان رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے غمگین ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.kitabghar.org

بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وفات یافت و او رضی اللہ عنہ ازین
واقعہ محزون گشت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ام کلثوم را در نکاح وی
آوردند و این فضیلتی است کہ غیر او را
در ہیچ وقتی میسّر نیامد۔ اخرج الحاکم
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ وسلم لقیَ عثمانَ وہو مغمومٌ فقال
ما شانُکَ یا عثمانُ فقال بابی انت وامی
دہل دخَلَ علے احدٍ من الناس ما دَخَلَ
عَلَیَّ تُوُفِّیت بنتُ رسولِ اللہ صلّی اللہ
علیہ وسلم والقطع الصِّہرُ فیما بینی
وبینَکَ الے الْاَبَدِ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اَتقُوْلُ ذٰلکَ
یا عثمان وہذا جبرئیلُ یأمرنی عن امر
اللہ عزوجل ان اُزَوِّجکَ اُختَہَا
اُمَّ کلثومٍ علے مثل صَداقہا و علے
مثل عِدّتہا فزوّجہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علیہا۔ و فی روایۃ غیر الحاکم
علٰی مثل صَداقہا و علٰی مثل صُحبتہا۔
وازانجملہ آنکہ چون اُم کلثوم متوفی شد
فرمودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تزویج کنید عثمان را اگر مرا
میبود دختری میدادم باو دختری
بعد دختری الے کذا وکذا فی الریاض

اُمّ کلثوم کو اُن کے نکاح میں لائے اور یہ ایسی فضیلت
ہے کہ اُن کے سوا کسی کو کسی زمانہ میں میسّر نہیں ہوئی۔
حاکم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عثمان سے ملے جب کہ وہ مغموم تھے
اور فرمایا کہ اے عثمان تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے
کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا لوگوں میں
سے کسی پر ایسا غم پڑا ہے جو مجھ پر پڑا ہے، رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات ہوگئی اور میرے
اور آپ کے درمیان ہمیشہ کے لئے تعلق دامادی ختم ہوگیا
تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان
تم یہ کہتے ہو اور یہ جبرئیلؑ مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے یہ
حکم دے رہے ہیں کہ میں اس کی بہن اُمّ کلثوم کا تمہارے
ساتھ نکاح کر دوں اُسی کے مثل مہر اور اُسی کے مثل
سامانِ جہیز پر۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر
اُن کا نکاح کر دیا۔ اور ایک دوسری روایت میں جو حاکم
کی روایت کے علاوہ ہے "عَلٰی مِثْلِ صُحْبَتِہَا" ہے (یعنی اس
سے بھی ویسا ہی برتاؤ رکھو)۔ اور اُن میں سے یہ کہ جب
اُم کلثوم کی وفات ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ عثمان کا نکاح کر دو۔ اگر میرے پاس کوئی بیٹی
ہوتی تو میں اس کو ایک بیٹی کے بعد دوسری بیٹی دیتا رہتا
اتنے سے اتنے تک۔ ریاض میں علی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہا کہ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اگر میرے پاس
چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان سے نکاح
کرتا رہتا یہاں تک کہ اُن میں سے کوئی باقی نہ رہتی

www.kitabghar.org

عن علی رضی اللہ عنہ قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لو کان عندی
اربعون بنتاً لزوجت عثمان واحدۃً
بعد اُخرای حتے لا یبقی منہن احدٌ
و ازانجملہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ترغیب فرمود بر تجہیز
جیشِ العسرۃ نصیب او درین باب
اوفیٰ و اکمل بود۔ قال عثمان فی خطبتہ
یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نظر فی وجوہ القوم فقال
من یجہز ہؤلاء غفر لہ یعنی جیش
العسرۃ فجہزتہم حتی لم یفقدوا
عِقالاً ولا خِطاماً قالوا اللہم نعم۔ رُوِیَ
ذلک من حدیث الاحنف بن قیس
و ابی عبد الرحمٰن السلمی و ابی سلمۃ
بن عبد الرحمٰن وغیرہم اخرج بعضہا
البخاریؒ والترمذیؒ وبعضہا غیرہم
وعن عبد الرحمٰن بن خبّاب قال فی
ہذہ القصۃ فانا رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عن المنبر
وہو یقول ما علی عثمان ما فعل بعد
ہذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ
اخرجہ الترمذی۔ وعن عبد الرحمٰن
بن سمرۃ فی ہذہ القصۃ قال

اور اُن میں سے یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جیشِ عسرت کے لئے سامان کی فراہمی پر ترغیب
فرمائی تو اُن کا حصّہ اس باب میں پورا اور مکمّل تھا۔
عثمان رض نے اپنے یوم الدار کے خطبہ میں (یعنی جب کہ آپ
اپنے مکان میں محصور تھے اور اُوپر آکر لوگوں سے خطاب کیا
تھا) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے
چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں کو سامان دے
گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ آپ جیشِ عسرت
کے لئے فرما رہے تھے تو میں نے اُن کو اتنا مکمل سامان
دیا تھا کہ رسّی کے اس ٹکڑے کی کمی بھی باقی نہ چھوڑی
تھی جو اونٹ کے پاؤں میں باندھا جاتا ہے اور نہ اونٹ کی
مہار کی۔ لوگوں نے کہا یا اللہ! بیشک۔ یہ مروی ہے احنف
بن قیس اور ابو عبد الرحمٰن السلمی اور ابو سلمہ بن
عبد الرحمٰن وغیرہم سے۔ اُن میں سے بعض کو بخاری نے
اور ترمذی نے لیا اور بعض کو نسائی نے اور بعض کو
دوسروں نے۔ اور مروی ہے عبد الرحمٰن بن خبّاب سے
کہ انہوں نے اس قصّہ میں کہا کہ پھر میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر سے اُتر
رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ عثمان پر اب کوئی
مواخذہ نہ ہوگا جو کچھ وہ اس کے بعد کرے گا۔ عثمان رض
اس کے بعد جو کچھ بھی کرے گا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اس کو
ترمذی نے روایت کیا۔ اور عبد الرحمٰن بن سمرہ سے
اس قصہ میں یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عثمان کو آج کے بعد جو کچھ کرے
گا اس سے ضرر نہ پہنچے گا۔ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کو ترمذی

www.kitabghar.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضرّ
عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین اخرجہ
الترمذی۔ و از آن جملہ آنکہ تسبیل
نمود بیر رومہ را۔ قال عثمان فی
خطبتہ یوم الدار اذکرکم باللہ تعالیٰ
ہل تعلمون ان رومۃ لم یکن یشرب
منہا احدٌ الّا بثمن فابتعتہا فجعلتہا
للغنی والفقیر و ابن السبیل قالوا اللہم
نعم روی ذلک عنہ الاحنف بن قیس
و ابوسلمۃ و ابو عبد الرحمن السلمی
وغیرہم و لبعض الروایات فی البخاری
و از آن جملہ آنکہ توسیع نمود مسجد
آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال
عثمان فی خطبتہ یوم الدار اشہدکم
باللہ الذی لا الہ الا ہو اتعلمون
انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال من ابتاع مربد بنی فلان غفر لہ
فابتعتہ بعشرین الفا او بخمسۃ و
عشرین الفا فاتیت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرتہ فقال اجعلہ فی
مسجدنا و اجرہ لک۔ روی ذلک
الاحنف بن قیس و ابوسلمۃ و ابو
عبد الرحمن السلمی وغیرہم۔ و از آن جملہ
آنکہ در غزوۂ تبوک مخمصۂ شدید پیش
آمد و وی کشف آن نمود۔ عن سالم بن

نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ہے بیر رومہ کو عوام
کے لئے وقف کر دینا۔ عثمان رضؓ نے اپنے یوم الدار کے
خطبہ میں فرمایا، میں تمھیں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں (اس
کو حاضر جان کر جواب دو) کہ کیا تم جانتے ہو کہ رومہ
ایسا کنواں تھا جس سے بغیر قیمت دیئے کوئی پانی نہیں
پیتا تھا۔ تو میں نے اُس کو خریدا اور ہر غنی اور فقیر
اور مسافر کے لئے عام کر دیا۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک
اس کی روایت اُن سے احنف بن قیس اور ابوسلمۃ
اور عبد الرحمن السلمی وغیرہم نے کی، اور ان میں سے بعض روایات بخاری
میں ہیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی توسیع کی۔ عثمان نے اپنے خطبۂ
یوم الدار میں فرمایا کہ میں تم پر اُس خدا کو گواہ بناتا ہوں
جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص بنی فلان
کے مِربَد (اونٹ اور بکریوں کے باندھنے کی جگہ) کو خریدے
گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں نے اُس کو بیس
ہزار یا پچیس ہزار میں خریدا۔ میں نے آکر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو اُس کی خبر دی تو فرمایا کہ اُس کو ہماری مسجد
میں شامل کر دے اور تیرے لئے اس کا اجر ہے۔ اسکی روایت
احنف بن قیس اور ابوسلمہ اور ابوعبد الرحمن سلمی وغیرہم
نے کی۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ غزوۂ تبوک میں بھوک
کی تکلیف سے شدید پریشانی پیش آگئی تھی اور اُس
کا ازالہ آپ ہی نے کیا تھا۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر
سے روایت ہے ایک طویل حدیث میں کہ پھر جیش عسرت
کو پورا سامان دینے کے ساتھ یہ ہوا کہ رسول اللہ

www.kitabghar.org

عبداللہ بن عمر فی حدیث طویل ثم کانَ من جہازہٖ جیشُ العسرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزا غزوۃَ تبوک فلم یَلقَ فی غزاۃٍ من غزواتہٖ مالقی فیہا من المخمصۃ والظماءِ وقلۃِ الظہر فبلغ عثمانَ فاشتری قوتاً وطعاماً وادُماً وما یصلح لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاصحابہٖ فجہز الیہ عیرًا فنظر رسولُ اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم الی سوادٍ قد اَقبل قال ھـذا قدجاءکم بخیر فانیخت الرکابُ ووُضِعَ ماعلیہا من الطعامِ والاُدُم ومایصلح لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاَصحابہٖ فرفع یدیہ الی السماءِ وقال انی قدرضیتُ عن عثمانَ فارضَ عنہ ثلٰث مراتٍ ثم قال لاَصحابہٖ ایہا الناس اُدعوا لعثمانَ فدعالہ الناسُ جمیعًا مجتہدینَ ونبیہم صلی اللہ علیہ وسلم وازان جملہ آنکہ دربسیاری از احیان بکتابت وحی ونامہائیکہ افشای آن نمی خواستند قیام می نمود۔ و فی الریاض عن عائشۃ قالت واللہ لقدکان قاعدًا عند نبی اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم وان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمُسنِدٌ ظہرہٗ

صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا تو غزوات میں سے کسی غزوہ میں اس قدر بھوک پیاس اور سواریوں کی کمی کا سامنا کرنا نہیں پڑا تھا جس قدر اس میں کرنا پڑا، تو عثمان کو اس کی خبر پہنچ گئی اور انہوں نے زادِ راہ خریدا اور کھانا اور سالن اور جو مناسب سمجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے پھر ایک قافلہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہی کی طرف دیکھا جو آگے آرہی تھی، فرمایا کہ یہ تمہارے پاس خیر لارہا ہے۔ (جب یہ قافلہ پہنچ گیا) تو سواری کے اونٹوں کو بٹھایا گیا اور اُن کے اُوپر سے کھانا اور سالن اُتار اگیا اور جو مناسب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا کہ میں عثمان سے راضی ہوں تو (یا اللہ) آپ بھی اس سے راضی ہوجایئے۔ تین مرتبہ کہا۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا اے لوگو! عثمان کے لئے دُعا کرو تو اُن کے لئے سب نے اور اُن کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل لگاکر دُعاء کی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے اوقات میں آپ وحی کی اور ایسے خطوط کی جن کا اِفشاء آپ نہیں چاہتے تھے کتابت کیا کرتے تھے۔ ریاض میں عائشہ سے مروی ہے اُنہوں نے کہا واللہ عثمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کا میری طرف سہارا لئے ہوئے تھے اور جبرئیل اُن کی طرف قرآن کو وحی کر رہے تھے اور آپ فرماتے تھے اے عُثَیمؑ لکھ۔ اور ریاض میں آپ

ؑ محبت اور پیار کی وجہ سے نام کی تصغیر کر دیتے ہیں۔ عُثَیم عثمان کی تصغیر ہے۔ ۱۲ اشتیاق احمد

www.kitabghar.org

إِلَيَّ وان جبرئيل ليوحي اليه القرآنَ وانه يقول اكتب يا عُثيمُ - وفي الرياض ايضًا في قصة قتله انهم لما قطعوا يده بالسيف قال أما واللهِ انها لاوّلُ كفٍّ خطّتِ المفصل - قلتُ انما خصّ المفصلَ بالذكر لانه اوّل ما نزل من القرآن - وازان جملہ آن است کہ او اول کسے است کہ خبیص پخت برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب او وبایں جہت خاطر ایشان را بدعای خویش مائل ساخت - في الرياض عن ليث بن ابي سالم قال اوّلُ من خبّصَ الخبيصَ في الاسلام عثمانُ بن عفان قدمت عليه عيرٌ تحملُ الدقيقَ والعسلَ فخلط بينهما و بعث به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى منزلِ أمّ سلمة فلما جاء رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قُدّمت بين يديه فاكل فاستطابه فقال من بعث هذا فقالت عثمانُ يارسولَ الله بعث به قال اللّهمّ ان عثمانَ يترضّاك فارضَ عنه - وعن عبدالله بن سلام قال قدمت عيرٌ من طعام فيها حملٌ لعثمانَ بن عفانَ عليه دقيقُ حُوّاري وسمن وعسل فاتى به

کے قتل کے قصہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب لوگوں نے آپ کا ہاتھ تلوار سے کاٹا تو فرمایا یاد رکھو یہ پہلی ہتھیلی ہے جس نے مفصل کو تحریر کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے مفصل کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ وہ جو کچھ قرآن نازل ہوا اُس کا پہلا حصہ ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ وہ پہلے شخص ہیں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے خبیص عسہ (حلوا) بنایا اور اس راہ سے اُن کے دل کو اپنے حق میں دُعاء کے لئے مائل کیا۔ ریاض میں ہے کہ لیث بن ابی سالم سے مروی ہے کہا کہ اسلام میں جس نے سب سے پہلے خبیص (حلوا) بنایا عثمان بن عفان ہیں اُن کے پاس ایک اُونٹوں کا قافلہ آیا تھا جس پر آٹا اور شہد لدا ہوا تھا۔ اُنہوں نے دونوں کو مخلوط کر دیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منزلِ اُمّ سلمہ میں بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے کھایا اور اس کو پسند کیا۔ اور پوچھا کہ یہ کس نے بھیجا ہے تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ عثمان نے بھیجا ہے تو آپ نے کہا کہ یا اللہ عثمان آپ کی رضاجوئی کر رہا ہے تو آپ اُس سے راضی ہو جائیے۔ اور عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ ایک اونٹوں کا قافلہ کھانے کی چیزیں لے کر آیا جس میں ایک بوجھ عثمان بن عفان کا تھا۔ اُس میں سفید گیہوں کا آٹا تھا اور گھی اور شہد تھا تو اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے برکت کی دُعاء کی پھر ایک دیگ منگائی جس کو آگ پر رکھا گیا اور اس میں شہد اور آٹا اور گھی ڈالا پھر

عسہ خبیص وہ حلوا ہے جو میدے گھی اور شہد سے بنایا گیا ہو۔ ۱۲

www.kitabghar.org

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا فیہا بالبرکۃ ثم دعا ببرمۃ فنصبت علی النار وجعل فیہا من العسل والدقیق و السمن ثم عصد حتی نضج او کاد ینضج ثم انزل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلوا ہذا شئی یسمیہ فارس الخبیص. و ازان جملہ آنکہ در وقتی از اوقات اہل بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را مخمصۃ روی داد وے رضی اللہ عنہ درکشف آن سعی بلیغ نمود - فی الریاض النضرۃ عن عائشۃ قالت مکث آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ ایام ماطعموا شیئاً حتی تضاغوا صبیاننا فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا عائشۃ ہل اصبتم بعدی شیئاً فقلت من این ان لم یأتنا اللہ عزوجل بہ علی یدیک فتوضأ وخرج مسبحاً یصلی ہہنا مرۃ وہہنا مرۃ یدعو قالت فاتی عثمان من آخر النہار فاستأذن فہممت ان احجبہ ثم قلت ہو رجل من مکاثیر الصحابۃ لعل اللہ عزوجل انما ساقہ الینا لیجری علی یدیہ خیرا فاذنت لہ فقال یا اماہ این رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا بنی ما طعم آل محمد

اُس میں چمچہ چلایا یہاں تک کہ وہ پک گیا یا پکنے کے قریب ہوگیا تو اُتار لیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ۔ یہ ایک چیز ہے جس کا نام اہل فارس کے یہاں خبیص ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ کسی زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر ایسا وقت آیا کہ سخت فاقے کی نوبت آگئی تھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے دفعیہ میں بڑی کوشش کی تھی۔ ریاض النضرہ میں عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ آل محمد پر چار دن ایسے گذرے کہ انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ ہمارے بچوں نے بلکنا شروع کر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے تو آپ نے کہا کہ اے عائشہ میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا ہے تو میں نے کہا کہ کہاں سے پہنچے اگر اللہ عزوجل ہم کو آپ کے ہاتھوں سے نہ دلوائے۔ تو آپ نے وضو کیا اور نکل کر (مسجد تشریف لے گئے) اور نفل پڑھنے لگے کبھی یہاں پڑھتے تھے اور کبھی وہاں، دعا کرتے تھے۔ اس کے بعد عثمان آئے اور اُنہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو میں نے ارادہ کیا کہ اُن کو روک دوں، پھر خیال کیا کہ وہ اغنیاءِ صحابہ میں سے ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے ہی اُن کو ہماری طرف روانہ کیا ہو تاکہ ان کے ہاتھوں سے ہماری طرف کسی خیر کو جاری کرے تو میں نے اُن کو اجازت دے دی تو انہوں نے کہا اماں جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے کہا میرے بیٹے آل محمدؐ نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے چہرا اُترا ہوا پیٹ کمر

www.kitabghar.org

من اربعة ایام شیئاً دخل رسول اللّٰہ
صلی اللہ علیہ وسلم متغیراً منا مرّ
البطن فاخبرتہ بما قال لہا وبما ردّت
علیہ قال فبکیٰ عثمان بن عفان و
قال مقتاً للدنیا ثم قال یا ام المؤمنین
ماکنت بحقیقة ان ینزل بک یعنی ہذا
ثم لاتذکریہ لی ولعبد الرحمٰن بن عوف
ولثابت بن قیس فی نظائرنا من
مکاثیر الناس ثم خرج فبعث الینا
باحمال من الدقیق واحمال من الحنطة
وباحمال من التمر وبمسلوخ وثلثمائة
درہم فی صرة ثم قال ہذا یُبطئ علیکم
ثم بعث بخبز وشواء کثیر فقال کلوا
انتم وضعوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حتی یجیئ ثم اقسم علیّ
ان لایکون مثل ہذا الا اعلمتہ قالت
ودخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا عائشة ہل اصبتم بعدی شیئاً
قلت یارسول اللہ قد علمت انک
انما خرجت تدعو اللہ عزوجل و
قد علمت ان اللہ عزوجل لن یردک
عن سؤالک قال فما اصبتم قلت
کذا وکذا حمل بعیر دقیقاً وکذا وکذا
حمل بعیر حنطة وکذا وکذا حمل بعیر
تمراً وثلثمائة درہم فی صرة و

سے لگا ہوا۔ پھر انہوں نے ان سے وہ سب بات کہہ دی جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمائی تھی اور جو جواب عائشہ رضؓ نے
دیا تھا (سب بات کی یہ شرح راوی نے کی) کہا کہ یہ سن کر عثمان بن عفان
رونے لگے اور کہا دنیا کتنی بُری ہے۔ پھر کہا اے ام المومنین آپ
کو یہ شایان نہ تھا کہ آپ کے اُوپر ایک حالت آئے یعنی یہ اور نہ آپ
اُس کا ذکر مجھ سے کریں اور نہ عبد الرحمٰن بن عوف سے اور نہ ثابت
بن قیس وغیرہ اصحاب سے جو مالدار لوگوں میں سے ہیں۔ پھر چلے گئے
اور ہمارے پاس کئی اونٹ کے بوجھ آٹے کے اور کئی بوجھ گیہوں
کے اور کئی بوجھ کھجوروں کے اور کھال اُتری ہوئی بکری اور تین سو
درہم ایک تھیلی میں لے کر آئے۔ پھر کہا کہ اس سے تو تمہیں دیر ہو
جائے گی پھر روٹیاں اور بہت سا بھنا ہوا گوشت لیکر آئے اور
اور کہا کہ تم کھالو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ دو
جب وہ تشریف لائیں گے تو کھا لیں گے۔ پھر مجھے قسم دی کہ جب
کبھی ایسا ہو جائے تو میں اُن کو خبر دے دوں۔ عائشہ رضؓ نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے اور فرمایا کہ اے عائشہ
کیا میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا؟ میں نے کہا یارسول اللہ
آپ تو جانتے ہی ہیں کہ آپ اللہ عزوجل سے دعا کرنے نکلے
تھے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہرگز آپ کے سوال
کو رد نہ کرے گا۔ فرمایا کہ پھر تمہارے پاس کیا پہنچا۔ میں نے
کہا اتنا اور اتنا بارِ شتر آٹا اور اتنے اور اتنے بارِ شتر گیہوں اور
اور اتنے اور اتنے بارِ شتر کھجوریں اور تین سو درہم ایک تھیلی
میں اور کھال اُتاری ہوئی بکری اور روٹیاں اور بہت سا
بھنا ہوا گوشت۔ یہ سُن کر فرمایا کہ کس کے پاس سے
آیا تو میں نے کہا عثمان بن عفان کے پاس سے۔ یہ بھی کہا
کہ عثمان رو دیا اور دنیا کا ذکر برائی کے ساتھ کیا اور

www.kitabghar.org

سلوخًا و خبزًا و شواءً کثیرا فقال ممن فعلت من عثمانَ بن عفان قالت و بکا و ذکر الدنیا بمقتٍ و اُقسم علیَّ ان لایکون مثلُ ھذا الا کلمتہ فلم یجلس رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی خرج الی المسجد و رفع یدیہ و قال اللّٰھمّ انی قد رضیتُ عن عثمانَ فارضَ عنہ اللّٰھمّ انی قد رضیت من عثمان فارضَ عنہ۔ و ازان جملہ آنکہ در اوقات بسیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای او دعا فرمود در این باب اجتہاد تمام نمود۔ فی الریاض عن ابی سعید الخدری قال رمقتُ رسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ و سلم من اول اللیل الے ان طلع الفجر یدعو لعثمانَ بن عفان یقول اللّٰھم عثمانَ رضیتُ عنہ فارضَ عنہ وعن یوسف بن سھل بن یوسف الانصاری عن ابیہ عن جدہ قال خطبَ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فقال فی خطبتہ اللّٰھم ارضَ عن عثمانَ بن عفان۔ و عن جابر بن عطیۃ قال قال رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم غفر اللہ لک یا عثمان ما قدّمتَ وما اَخّرتَ و ما اسررتَ و ما اعلنتَ

مجھے اُس نے قسم دی کہ جب کبھی ایسا پیش آجائے تو میں اُس سے کہہ دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر نہیں بیٹھے اور گھر سے نکل کر مسجد میں آئے اور آپ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور کہا یا اللہ میں عثمان سے راضی ہو چکا ہوں تو آپ بھی اُس سے راضی ہو جائیں یا اللہ میں عثمان سے راضی ہو چکا ہوں تو آپ بھی اُس سے راضی ہو جایئے۔ اور اُن میں سے یہ کہ بہت سے اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعا فرمائی اور اس باب میں آپ نے بڑی کوشش فرمائی۔ ریاض میں ابوسعید خدری سے مروی ہے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکتا رہا ہوں اوّل شب سے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی کہ آپ عثمان بن عفان کے لئے دعا کرتے رہے، کہتے تھے کہ یا اللہ عثمان سے میں راضی ہوں، آپ بھی اُس سے راضی ہو جایئے۔ اور یوسف بن سہل بن یوسف انصاری اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہا کہ خطبہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اپنے خطبہ میں فرمایا یا اللہ آپ عثمان بن عفان سے راضی ہو جایئے۔ اور جابر بن عطیہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عثمان اللہ نے تیرے سب گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو تو نے پوشیدہ کئے اور جو کھلم کھلا کئے اور جن کو تو نے چھپایا اور جن کو ظاہر کر دیا اور جو بھی یوم قیامت تک ہونے والے ہیں۔ اس کو بغوی نے اپنی معجم میں روایت کیا اور تخریج کی ابن عرفۃ العبدی

www.kitabghar.org

وما اخفیتَ وما ابدیتَ وما ہو کائن
الی یوم القیامۃ۔ اخرجہ البغوی فی
معجمہ وخرجہ ابن عرفۃ العبدی قال
وماکان وماہو کائن۔ وخدای عزوجل
ذی النورین را از اعمال مقربہ نصیب
کامل وحظِ وافر عطا فرمودہ بود، جمع کردہ
بود قرآن را یعنی حفظ کردہ بود آن را
در زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وبغایت قوی بود حفظ او۔ فی الریاض
من حدیث ابی ثور الفہمی عن عثمان و
لقد جمعتُ القرآن علی عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔ وقال ابوعمر عن محمد
بن سیرین وعثمان بن عبد الرحمٰن التیمی
وغیرہما انہ کان یُحیی اللیلَ کلَّہ برکعۃ
یجمعُ فیہ القرآن۔ ودر باب طہارت
اعتناء تمام داشت واز جناب نبوت
علیہ الصلوات والتسلیمات صفتِ وضو
وفضائل آن بشہادت حالِ تلقی نمود
چنانکہ حدیثِ حمران وجماعہ عن عثمان
در صحیحین خواندہ باشی۔ واخرج
مسلم فی بعض طریق ہذا الحدیث قال
ابن شہاب وکان علماءنا یقولون
ہذا الوضوء اسبغُ ما یتوضأ بہ
احدٌ للصلوۃ۔ وفی بعض طرقہ قال
حمران بن ابان کنتُ اضعُ لعثمان طہورہ

نے۔ کہا وماکان وماہو کائن (یعنی جو گناہ ہوچکا اور جو ہونے
والا ہے) اور اللہ عزوجل نے حضرت ذوالنورین کو اللہ کا
مقرب بنانے والے اعمال کا کامل اور پورا حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ
نے قرآن کو جمع کیا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں حفظ کر لیا تھا اور آپ کا حفظ بہت قوی تھا۔ اور
ریاض میں ابو ثور فہمی کی حدیث سے منقول ہے کہ روایت
ہے عثمانؓ سے (فرمایا) کہ میں نے قرآن کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع کر لیا تھا (یعنی حفظ کر لیا تھا)
اور ابو عمر نے محمد بن سیرین اور عثمان بن عبد الرحمٰن
تیمی وغیرہما سے روایت کیا ہے کہ وہ پوری رات ایک
رکعت میں گذار دیتے جس میں پورا قرآن پڑھتے۔ اور
پاکی (وضوء) کے بارے میں بڑا اہتمام رکھتے تھے اور دربارِ
رسالت علیہ الصلوات سے وضو کی صفت اور اس
کے فضائل بطورِ فیضانِ حال آپ کو حاصل ہوئے جیسا
کہ حمران کی اور ایک جماعت کی حدیث دربارۂ عثمان
میں تم نے پڑھا ہوگا۔ اور مسلم نے اس حدیث کی بعض
اسناد سے یہ نکالا ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ہمارے
علماء یہ کہا کرتے تھے کہ یہ وضو سب سے زیادہ کامل
وضو ہے جو نماز کے لئے کوئی شخص کرتا ہے۔ اور
اس کی بعض روایات میں یہ ہے کہ حمران بن ابان
نے کہا کہ میں عثمان کے لئے وضو کا پانی رکھا کرتا تھا
تو ان پر کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ وہ بہت کم پانی نہ
بہاتے ہوں۔ یعنی روزانہ تھوڑے پانی سے (اعضاءِ وضوء
کو) دھویا کرتے۔ اور روزوں اور نوافل میں بڑی قوت
رکھتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ کنیز سے مروی

www.kitabghar.org

فما اتے علیہ یومٌ الا وھو یُفیضُ
نُطفۃً" یعنی یغتسل بماءٍ قلیل کل یوم
ودر صیام و قیام یدِ طولیٰ داشت. عن
مولاۃٍ لعثمانَ قالت کان عثمانُ یصوم
الدہرَ وعن الزبیر بن عبداللہ عن
جدتہٖ قال کان عثمان یصوم الدہرَ و
یقوم اللیلَ الا ہجعۃً من اولہ، ذکرہ
فی الریاض ودر صدقہ مرتبۂ عالیہ
از عجائب ماجریات حال اوست
آنچہ ابن عباس نقل کردہ. عن ابن
عباس قال قَحِطَ الناسُ فی زمان ابی
بکر فقال ابوبکر لا تُمسُونَ حتی یُفرّجَ
اللہ عنکم فلما کان من الغد جاء البشیر
الیہ قال قدمتْ لعثمانَ الفُ راحلۃٍ
برًّا وطعاماً قال فغدا التجار علی
عثمانَ فقرعوا الیہ البابَ فخرج الیہم
وعلیہ مُلاءۃٌ قد خالف بین طرفیہا
علی عاتِقیہ فقال لہم ماتُریدون قالوا
قد بلغنا انہ قدم لک الفُ راحلۃٍ برًّا
وطعاماً بِعنا حتی نُوسّعَ بہ علی فقراء
المدینۃ فقال لہم عثمان ادخلوا فدخلوا
فاذا الفُ وِقرٍ قد صُبّتْ فی دار عثمان
فقال لہم کم تُربِحُونی علی شرائی من
الشام فقالوا العشرۃ اثنی عشر قال قد زادونی
قالوا العشرۃ اربعۃ عشر قال زادونی قالوا
العشرۃ خمسۃ عشر

ہے کہا کہ عثمان رضؓ روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور مروی
ہے زبیر بن عبداللہ سے وہ اپنی دادی سے، کہا کہ عثمان رضؓ
روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے اور تمام رات نوافل
پڑھتے بجز تھوڑی سی نیند کے اوّل شب میں۔ اس
کو ریاض میں ذکر کیا گیا۔ اور صدقہ میں بہت بلند
مرتبہ اُن کے عجائب احوال میں سے ہے جو اُن پر جاری
ہوتے رہے جن کو ابن عباس نے نقل کیا۔ ابن عباس
سے مروی ہے کہ ابوبکر رضؓ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا
ہوئے تو ابوبکر رضؓ نے لوگوں سے کہا کہ کل شام تک
اللہ تعالیٰ تم پر کشائش فرمادے گا، تو جب اگلا دن آیا
تو ایک خوشخبری دینے والا اُن کے پاس آیا اُس نے
کہا کہ عثمان کے پاس ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانے
کی چیزوں کے آگئے ہیں، کہا کہ پھر صبح ہی تاجر لوگ
عثمان رضؓ کے پاس آپہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ اُن
کی طرف نکلے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس
کے دونوں پلّوں کو ایک سے دوسری جانب دونوں کندھوں
پر ڈالے ہوئے تھے۔ پھر اُن سے کہا کہ آپ لوگ کیا چاہتے
ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے
پاس ایک ہزار بورے گیہوں اور کھانے کے پہنچے ہیں
وہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس
کے ذریعہ سے مدینہ کے فقراء پر کشائش کردے۔ تو ان سے عثمان نے کہا کہ اندر چلو،
تو وہ گھر گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک ہزار بورے عثمانؓ کے مکان میں پڑے ہوئے ہیں
تو آپ نے اُن سے کہا کہ شام کی قیمت خرید پر تم مجھے کیا نفع دوگے۔ تو انہوں نے
کہا کہ دس کے بارہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اور لوگ مجھے زیادہ دے رہے ہیں۔ تو
انہوں نے کہا کہ دس کے چودہ لے لیجئے۔ فرمایا کہ وہ مجھے اس سے بھی زیادہ دے
رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ دس کے پندرہ لے لیجئے۔ آپ نے کہا

www.kitabghar.org

قال زادونی قالوا ومن زادک و نحن تجار المدینۃ قال زادونی بکل درہم عشرۃ عندکم زیادۃ قالوا لا قال فاشہدکم معشر التجار انہا صدقۃ علی فقراء المدینۃ۔ قال عبداللہ فبت لیلتی فاذا انا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی و ہو علی برذون اشہب یستعجل و علیہ حلۃ من نور وبیدہ قضیب من نور وعلیہ نعلان شراکہما من نور فقلت لہ بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد طال شوقی الیک فقال صلی اللہ علیہ وسلم انی مبادر لان عثمان تصدق بالف راحلۃ وان اللہ قد قبلہا منہ وزوجہ بہا عروسا فی الجنۃ وانا ذاہب الی عرس عثمان ودر اعتاق پایۂ بلند داشت فی الریاض عن عثمان قال ما اتت جمعۃ الا ولنا عتق رقبۃ منذ اسلمت الا ان لا اجد تلک الجمعۃ فاجمعہا فی الجمعۃ الثانیۃ۔ ودر ادای حج وعمرہ گوئی مسابقت بردہ۔ مالک انہ بلغہ ان عثمان ربما کان یعتمر فلا یحط رحلہ حتی یرجع۔ ودر وصل ارحام از اقران درگذشتہ قالت عائشۃ ولقد قتلوہ

وہ اس سے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آخر وہ کون ہے جو زیادہ دے رہا ہے حالانکہ ہم مدینہ کے تاجر ہیں۔ فرمایا کہ مجھے اتنا زیادہ دے رہے ہیں کہ ہر ایک درہم کے بدلے دس درہم۔ کیا تم اس سے زیادہ دوگے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اے گروہ تجار میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ یہ سب صدقہ ہے فقراء مدینہ کے لئے۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ اور آپ ایک قوی توانا خچر پر سوار ہیں (یا سفید سیاہی مائل خچر پر) اور جلدی کر رہے ہیں اور آپ ایک نورانی جوڑا پہنے ہوئے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اور آپ کے جوتوں کے تسمے بھی نور کے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ میرا شوق آپ کی طرف بڑھا ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جلد جا رہا ہوں کیونکہ عثمان نے ایک ہزار اونٹ کا بوجھ صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے اس کو قبول کر لیا ہے اور اس کی وجہ سے جنت کی ایک دولہن سے اس کی شادی کی ہے اور میں عثمان کی شادی میں جا رہا ہوں۔ اور غلاموں کو آزاد کرنے میں اونچا درجہ رکھتے تھے۔ ریاض میں عثمانؓ سے مروی ہے فرمایا کہ کوئی جمعہ نہیں آیا جب سے میں اسلام لایا ہوں مگر اس میں ہم نے کوئی گردن آزاد کی ہے بجز اس کے کہ میں نے اس جمعہ میں کسی کو نہ پایا تو پھر میں اس کو دوسرے جمعہ میں کر لیتا ہوں۔ اور وہ حج وعمرہ کے ادا کرنے میں بہت آگے بڑھ گئے۔ مالکؒ، ان کو یہ روایت پہنچی کہ عثمان لبا اوقات عمرہ کرتے تو اپنا کجاوہ نہ اتارتے حتی کہ پھر (دوسرے عمرہ کے لئے) لوٹ جاتے۔ اور آپ قرابت کی رعایت میں اپنے ہمعصروں سے سبقت لئے ہوئے تھے۔ عائشہؓ نے کہا کہ لوگوں نے ان کو قتل کر دیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ

www.kitabghar.org

وانہ لمن اوصلہم للرحم و اتقاہم للرب اخرجہ ابو عمر۔ وقال علی بن ابی طالب نحو من ذلک وخدای عزوجل اورا باحوال سنیۂ قلبیہ برگزیدہ بود۔ فمن خوفہ فی المشکوٰۃ عن عثمان انہ کان اذا وقف علی قبر یبکی حتی تبل لحیتہ فقیل لہ تذکر الجنۃ والنار فلا تبکی وتبکی من ھذا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان القبر اول منزل من منازل الآخرۃ فان نجا منہ فما بعدہ ایسر منہ وان لم ینج منہ فما بعدہ اشد منہ قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارأیت منظرا قط الا والقبر افظع منہ۔ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ۔ فی الریاض عن ابی الفرات قال کان لعثمان عبد فقال لہ انی کنت عرکت اذنک فاقتص منی فاخذ باذنہ ثم قال عثمان اشدد یا حبذا قصاص فی الدنیا لا قصاص فی الآخرۃ۔ وروی عنہ قال لو انی بین الجنۃ والنار ولا ادری ایتہما یؤمر لی لاخترت ان اکون رمادا قبل ان اعلم الی ایتہما اصیر و

صلہ رحمی کرنے والے اور اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے بھی اسی طرح کے کلمات کہے۔ اور اللہ عزوجل نے ان کو اونچے مرتبہ کے احوالِ قلبیہ بھی عطا فرمائے تھے۔ اُن کے خوف کا حال یہ تھا، مشکوٰۃ میں عثمان سے مروی ہے کہ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو جاتی اُس پر اُن سے کہا گیا کہ آپ جنّت اور نار کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں روتے مگر اس سے روتے ہیں، تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے تو اگر اس سے نجات مل گئی تو جو کچھ اس کے بعد ہے وہ اُس سے آسان ہے اور اگر اُس سے نجات نہ ملی تو جو کچھ اس کے بعد ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے کبھی کوئی منظر (بُرا) نہیں دیکھا مگر قبر کو اس سے زیادہ گھبراہٹ پیدا کرنے والا دیکھا۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ریاض میں ابوالفرات سے مروی ہے کہا کہ عثمان کا ایک غلام تھا اُس سے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ تیرا کان مروڑا تھا اس لئے تو مجھ سے اس کا قصاص لے لے تو اُس نے اُن کا کان پکڑ لیا۔ پھر عثمان نے کہا کہ سختی کر۔ دنیا کا قصاص بہت اچھا ہوتا ہے نہ کہ آخرت کا قصاص۔ اور آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں جنت اور دوزخ کے بیچ میں ہوں اور میں یہ نہ جانتا ہوں کہ میرے لئے دونوں میں سے کس کا حکم دیا جائے گا تو میں اپنے لئے یہ پسند کروں گا کہ میں راکھ بن جاؤں قبل اس کے کہ میں یہ جانوں کہ دونوں میں سے کس کی طرف جاؤں گا۔ اور خود دنیاوی خواہشوں سے یکسو ہونے کے بارے میں روایت ہے شرحبیل بن مسلم سے، کہا کہ عثمان لوگوں کو امیروں کا

www.kitabghar.org

من عزوفه من شهوات الدنيا
عن شرحبيل بن مسلم قال كان
عثمان يُطعِمُ الناسَ طعامَ الإمارةِ
ويأكلُ الخلَّ والزيتَ. وعن عبد الله
بن شداد قال رأيتُ عثمان يوم
الجمعة يخطبُ وهو يومئذٍ اميرُ المؤمنينَ
وعليه ثوبٌ قيمتُه اربعةُ دراهم او خمسةُ
دراهم. وعن الحسن وقد سأله رجلٌ
ما كانَ رداءُ عثمانَ قال قِطريٌ قال
كم ثمنُه قال ثمانيةُ دراهمَ قال ماكان
قميصُه قال سُنبلاني قال كم ثمنُه قال
ثمانيةُ دراهم قال ونعلاهُ مُعقّبتانِ
مُخصّرتانِ لهما قِبالان. ذكر هؤلاء الاحاديث
الثلثة في الرياض. ومن ورعه عن
حماد بن زيد قال ارحم الله امير المؤمنين
عثمان حُوصِرَ نيفاً واربعين ليلةً لم تبدُ
منه كلمةٌ يكون لمبتدع فيها حجةٌ
ذكره في الرياض. ومن تواضعه في
الرياض عن الحسن قال رأيت عثمانَ
نائماً في المسجد ورداؤه تحت
رأسه فيجيئُ الرجلُ فيجلسُ اليه ثم يجيئ الرجل فيجلس اليه
فيجلس كأنه احدُهم وفي رواية
رأيت عثمانَ نائماً في المسجد في ملحفة
ليس حولَه احدٌ وهو امير المؤمنين
وفي رواية رأيتُ عثمانَ يقيلُ في

کھانا کھلایا کرتے اور خود سرکہ اور تیل کھاتے تھے۔ اور مروی ہے
عبداللہ بن شداد سے کہا کہ میں نے جمعہ کے دن عثمان کو دیکھا
وہ خطبہ دے رہے تھے اور وہ اس زمانہ میں امیر المومنین تھے
اور اُن کے بدن پر جو کپڑا تھا اُس کی قیمت چار درہم ہوگی یا
پانچ درہم۔ اور مروی ہے حسن سے اور اُن سے ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ عثمان
کی چادر کیسی تھی تو انہوں نے کہا قطری۔ پوچھا کہ کتنی قیمت کی؟ تو انہوں نے
کہا آٹھ درہم کی۔ پوچھا کہ ان کی قمیص کیسی تھی؟ تو انہوں نے کہا سنبلانی۔
پوچھا کس قیمت کی۔ کہا آٹھ درہم کی۔ کہا اور اُن
کے جوتے ایڑی والے تھے مخصرہ (یعنی جن کا تلا درمیان سے
کاٹ کر چوڑائی کم کر دی جائے) اُن میں دو تسمے لگے ہوئے
تھے۔ یہ تینوں حدیثیں ریاض میں مذکور ہیں۔ اور اُن کے محتاط
ہونے کا یہ حال تھا، حماد بن زید سے مروی ہے، کہا رحمت
کرے اللہ امیر المومنین عثمان پر وہ چالیس راتوں سے کچھ
زیادہ محاصرے میں رہے مگر اُن سے ایک کلمہ بھی ایسا نہ ظاہر
ہوا جو کسی مبتدع (رافضی) کے لئے حجت بن جائے۔ اس
کا ذکر ریاض میں ہے۔ اور اُن کی تواضع کے بارے میں ریاض
میں ہے، مروی ہے حسن سے کہا کہ میں نے عثمان کو مسجد
میں سویا ہوا دیکھا اس حالت میں کہ اُن کی چادر (تکیہ کی جگہ) اُن
کے سر کے نیچے تھی۔ تو ایک شخص آتا تو اس کی طرف رُخ کرکے
بیٹھ جاتے پھر اور کوئی آتا تو اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے۔
اس طرح بیٹھتے کہ گویا وہ اُن ہی میں کے ایک شخص ہیں۔ اور ایک
روایت میں یوں ہے کہ میں نے عثمان کو مسجد میں قیلولہ کرتے
ہوئے دیکھا اور اُٹھتے اس حال میں کہ کنکروں کے نشان پہلو
میں ہوتے۔ تو لوگ کہتے کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ اور علقمہ بن
وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص عثمان کی طرف کھڑے
ہوئے جب کہ وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور کہا کہ

www.kitabghar.org

المسجد و یقوم و اثر الحصا فی جنبہ فیقول الناس ہذا امیر المومنین۔ و عن علقمۃ بن وقاص ان عمرو بن العاص قام الی عثمان و ہو یخطب الناس فقال یا عثمان انک قد رکبت بالناس الہنا بیر و رکبوہا منک فتب الی اللہ عزوجل و لیتوبوا فالتفت الیہ عثمان و قال و انت ہناک یا ابن النابغۃ ثم رفع یدیہ و استقبل القبلۃ و قال اتوب الی اللہ تعالیٰ اللہم انی اوّل تائب الیک۔ و من شفقتہ علی رعیتہ فی الریاض عن سلیمان بن موسیٰ ان عثمان بن عفان دُعی الی قوم کانوا علے امر قبیح فخرج الیہم فوجدہم قد تفرقوا ورأی امرًا قبیحًا فحمد اللہ اذ لم یُصادِفہم و اعتق رقبۃ۔ من حسن معاشرتہ لأہلہ وخدمہ۔ فی الریاض عن جدۃ الزبیر بن عبد اللہ مولاۃ لعثمان قالت کان عثمان لا یوقظ احدًا من اہلہ من اللیل الّا ان یجدہ یقظان فیدعوہ فیناولہ وضوءہ۔ و من ادبہ فی الریاض عن ابی ثور الفہمی قال قدمت علی عثمان فبینما انا عندہ فخرجت فاذا وفد اہل مصر

اے عثمان تو نے لوگوں کو ہنا بیرؔ[ع] پر سوار کر دیا اور وہ بھی تیری وجہ سے سوار ہو گئے۔ تو اللہ عزوجل سے توبہ کر اور چاہئے کہ وہ بھی توبہ کریں۔ تو اُن کی طرف عثمان متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے نابغہ کے بیٹے آپ یہاں موجود ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور قبلہ رُخ ہو کر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں! اے اللہ سب سے پہلے میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ اور اپنی رعیت پر آپ کی شفقت کا یہ حال تھا کہ ریاض میں ہے مروی ہے سلیمان بن موسےٰ سے کہ عثمان بن عفان کو ایک ایسی جماعت کی طرف بلایا گیا جو ایک امر قبیح کی مرتکب ہو رہی تھی تو آپ نکل کر اُن کی طرف گئے تو اُن کو اس حال میں پایا کہ وہ متفرق ہو چکے تھے اور آپ اس امر قبیح کو دیکھ چکے تھے تو آپ نے اللہ کا شکر کیا کہ اُن سے ٹکراؤ نہ ہوا اور ایک غلام آزاد کیا۔ اور آپ اپنے اہل بیت اور خدمت گاروں کے ساتھ حسن معاشرت کا یہ حال تھا، ریاض میں ہے زبیر بن عبداللہ کی دادی سے مروی ہے جو عثمان کی آزاد کردہ تھیں، کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اپنے اہل میں سے کسی کو نہیں جگایا کرتے تھے (اپنے کام کے لئے) مگر یہ کہ کسی کو جاگتا ہوا پائیں تو اس کو بلا لیتے اور وہ اُن کو وضو کا پانی دے دیتا اور آپ کے ادب کا حال یہ تھا، ریاض میں ہے، مروی ہے ابو ثور فہمی سے کہا کہ میں عثمان کے پاس آیا تو اس دوران میں کہ میں آپ کے پاس تھا اور پھر گھر سے نکلا ہی تھا کہ اہل مصر کا وفد آ گیا اور وہ پھر لوٹ کر گیا تو میں پھر آپ کے پاس داخل ہوا اور میں نے آپ کو باخبر کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے اُس کو کیسا دیکھا تو میں نے کہا کہ میں نے اُن کے چہروں میں شر کو دیکھا اور اُن پر ابن عدیس البلوی

ع ہنا بیر جمع ہے ہنبرو کی جس کے معنی ہیں انبار یا ڈھیر۔ عمرو کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگوں کو اتنا زیادہ دیتے ہو کہ وہ دنیا دار بن جاتے ہیں چونکہ یہ بات کنایا اور بلاغت کے اعلیٰ درجہ کی ہے اس لئے [illegible]

www.kitabghar.org

قد رجعوا فدخلت علیه فأعلمته فقال
کیف رأیتهم قلت رأیت فی
وجوههم الشر وعلیهم ابن عدس
البلوی فصعد ابن عدس منبر رسول
الله صلی الله علیه وسلم فصلی بهم
الجمعة وتنقص عثمان فی خطبته فدخلت
علیه فاخبرته بما قام فیهم فقال کذب
والله ابن عدس لولا ما ذکر ما ذکرت
ذلک انی والله لرابع اربعة
فی الاسلام وانکحنی رسول الله
صلی الله علیه وسلم ابنته ثم توفیت
فانکحنی ابنته الاخری ما زنیت
ولا سرقت فی الجاهلیة ولا فی الاسلام
ولا تغنیت ولا تمنیت منذ اسلمت
ولا مسست فرجی بیمینی منذ بایعت
بها رسول الله صلی الله علیه وسلم
ولقد جمعت القرآن علی عهد
رسول الله صلی الله علیه وسلم
ولا اتت جمعة الا ولنا عتق رقبة
منذ اسلمت الا ان لا اجد تلک
الجمعة فاجمعها فی الجمعة الثانیة ومن
صبره رضی الله عنه فی الریاض
عن عبد الرحمن بن مهدی کان
لعثمان شیئان لیسا لابی بکر وعمر
صبره نفسه حتی قتل مظلوما وجمعه

امیر تھا۔ اس کے بعد ابن عدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھا اور اس نے لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائی اور اپنے خطبہ میں عثمان رض کی برائیاں کیں۔ پھر میں عثمان کے پاس پہنچا اور آپ کو وہ سب باتیں بتائیں جو اُس نے لوگوں کے آگے بیان کی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ ابن عدس نے جھوٹ بولا ہے اگر وہ یہ باتیں نہ کرتا تو میں کبھی یہ ذکر نہ کرتا۔ واللہ میں سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے چار میں کا چوتھا شخص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا۔ جب وہ وفات پاگئیں تو اپنی دوسری بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا۔ میں نے نہ کبھی زنا کیا نہ چوری کی۔ نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں اور نہ کبھی گانا گایا اور نہ تمنا کی جب سے اسلام لایا اور نہ اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو لگایا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اور میں قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی جمع کر چکا تھا اور کوئی جمعہ نہیں آیا مگر اس میں ہماری طرف سے ایک گردن آزاد ہوتی رہی جب سے میں اسلام لایا ہوں بجز اس کے کہ کسی جمعہ کے دن مجھے کوئی غلام یا لونڈی دستیاب نہ ہوئی، تو میں نے دوسرے جمعہ کو گذشتہ جمعہ کے غلام یا لونڈی کو شامل کر لیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے صبر کا یہ حال تھا، ریاض میں عبد الرحمن بن مہدی سے مروی ہے کہ عثمان میں دو باتیں ایسی تھیں کہ ابو بکر اور عمر میں نہیں تھیں۔ اُن کا اپنے نفس کو صبر پر قائم رکھنا، یہاں تک کہ مظلومیت کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اور لوگوں کو قرآن پر جمع کر دینا۔ اور اُن کے اُن مقامات میں سے جن کے اُن کی ذات پر اثبات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نص فرما

(گذشتہ سے پیوستہ) آپ نے اس باب میں ان سے کوئی حجت نہیں فرمائی اور فوراً توبہ کر لی کہ توبہ کرنے میں حرج ہی کیا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

www.kitabghar.org

الناسَ علے المصحف۔ ومن مقاماتہ اللتی نصَّ رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم علی اثباتہا لہ الحیاءُ، اخرج مسلم من حدیث عائشۃ فی قصۃ الا استحیی ممن یستحیی منہ الملائکۃُ یعنی عثمان۔ وفی حدیثٍ طویل یجمعُ مناقبَ جمعٍ منَ الصحابۃِ واصدقُہم حیاءً عثمانُ۔ ومعنی حیا اینجا انقیاد طبیعت وقلب است نورِ ایمان را وقول حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم درحقِ او عیان دیدہ شد زیراکہ ہربارکہ اسباب ہیجانِ قوتِ سبعیہ وشہویہ بظہور آمد یافتہ مہیا شد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ از امضای آن تقاعد نمود و این معنی ناشی است از انجامِ نفس از خوض در مقتضیاتِ جوشش وخروش نمود بغلبۂ نورِ ایمان ہمیں معنی را شارع صلوات اللہ وسلامہ علیہ بلفظ حیا تعبیر فرمود والشہادۃ روی عن عثمان من طرق متعددۃ فی خطبتہ یوم الدار اذکرکُم باللہ ہل تعلمونَ انَّ حراءً حینَ انتفضَ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبُت حِراء فلیسَ علیکَ الاَّ نبیٌّ او صدّیق اوشہیدٌ۔ روی عنہ ناقلوا خطبتہ

دی ہے "حیا" ہے، مسلم نے حدیثِ عائشہ سے ایک قصہ میں یہ جزو نکالا ہے "کیا میں حیا نہ کروں اُس شخص سے جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں" یعنی عثمان سے۔ اور ایک طویل حدیث جو تمام صحابہ کے مناقب کی جامع ہے یہ مذکور ہے کہ سب سے زیادہ صادق حیا والا عثمان ہے۔ اور یہاں حیا کے معنے ہیں طبیعت اور قلب کا نورِ ایمان کا مطیع بن جانا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اُن کے حق میں صاف طور پر نظر کے سامنے ہے کیونکہ جب بھی قوتِ سبعیہ اور شہویہ کو ہیجان میں لانے والے اسباب ظہور میں آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُن کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ اور یہ حقیقت پیدا ہوتی ہے مقتضیاتِ جوش وخروش میں غلبۂ نورِ ایمان کی وجہ سے نفس کے کھود کرید سے باز رہنے کی صفت سے۔ اسی حقیقت کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ حیا سے تعبیر فرمایا۔ اور شہادت۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعدد سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ اپنے یوم الدار والے خطبہ میں فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر ذکر کرتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوہِ حرا جب حرکت کرنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تجھ پر کوئی نہیں بجز نبی یا صدیق یا شہید کے۔ اِس کو اُن سے روایت کیا اُن کے اِس خطبہ کو نقل کرنے والوں ابوسلمہ اور ابوعبدالرحمٰن سلمی اور ثمامہ بن حزن قشیری وغیرہم نے۔ اور اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے بھی روایت کیا۔ اور اُن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق اور اُن کا کفو ہونا۔ حاکم نے روایت کیا زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ میں عثمان کے سامنے موجود تھا جس دن موضع الجنائز

www.kitabghar.org

تلک ابو سلمۃ و ابو عبد الرحمن السلمی
وثمامۃ بن حزن القشیری وغیرہم وروی
ذلک جماعۃ من الصحابۃ۔ وکونہ رفیقاً
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کفوًا لہ
اخرج الحاکم عن زید بن اسلم عن
ابیہ قال شہدتُ عثمان یوم حُصِرَ
فی موضع الجنائز فقال اَنشدکَ اللہَ
طلحۃُ اتذکر یوم کنتُ انا و انتَ
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی مکانٍ کذا وکذا ولیس معہٗ من
اصحابہ غیری وغیرک فقال یا طلحۃ انہ
لیس من نبی الا ولہ رفیقٌ من امتہ
معہ فی الجنۃ وانَّ عثمانَ رفیقی
ومعی فی الجنۃ فقال طلحۃُ اللّٰہم نعم قال
الحاکم صحیح۔ ومراد از رفیق دریں مقام
شخصے است کہ متشبہ باشد بآنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در اعمالِ مقربہ
واخلاقِ مرضیہ۔ مدارِ حواریت اہتمام کلے
است در نصر و اعانت او در مشاہد
و مدارِ رفیق موافقت است در
اعمال و اخلاق۔ اخرج الحاکم عن
محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان
عن المطلب بن عبد اللہ عن ابی ہریرۃ
قال دخلتُ علی رُقیۃ ح و من
طریق وہب بن مُنبہ عن ابی ہریرۃ

میں ان کا محاصرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم
دیتا ہوں اے طلحہ کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب کہ میں اور
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے اور ایسے
مکان میں تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے اصحاب میں سے
میرے اور تیرے سوا کوئی اور نہیں تھا تو آپ نے فرمایا تھا
کہ اے طلحہ کوئی نبی نہیں مگر اُس کے ساتھ اُس کی اُمّت میں
کا ایک رفیق جنت میں ہوگا اور عثمان میرا رفیق ہے اور وہ
جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ تو طلحہ نے کہا یا اللہ بیشک
حاکم نے اس کو صحیح کہا۔ اور رفیق سے مراد اس مقام
میں ایسا شخص ہے کہ مقرب بنانے والے اعمال اور اعلیٰ
اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
مشابہت رکھنے والا ہو۔ حواریت کا مدار ہے مقاماتِ
جنگ میں آپ کی مدد و اعانت کے بارے میں پورا
اہتمام رکھنے پر، اور رفیق کا مدار ہے اعمال و اخلاق میں
یکسانیت پر۔ حاکم نے روایت کیا محمد بن عبد اللہ بن عمرو
بن عثمان سے اُنہوں نے عبد المطلب بن عبد اللہ سے
وہ ابو ہریرہ سے، کہا کہ میں رقیہ کے پاس گیا ہوں ح
اور بسند وہب بن منبہ از ابو ہریرہ یہ ہے، کہا میں
داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رُقیّہؓ
کے پاس اور اُن کے ہاتھ میں کنگھا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ
ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس
سے نکلے ہیں۔ میں نے آپ کے سر میں کنگھا کیا تو آپ
نے مجھ سے فرمایا کہ تو عثمان کو کیسا پاتی ہے (یعنی عثمان
کا تجھ سے کیسا برتاؤ ہے) کہا کہ میں نے عرض کیا بہت
اچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو اس کی عزت کیا کر کیونکہ وہ

www.kitabghar.org

قال دخلتُ علی رقیۃ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
بیدہا مشط فقالت خرج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من عندی آنفاً
فرجّلتُ رأسہ فقال لی کیف
تجدین عثمانَ قالت فقلت بخیر قال
اکرمیہ فانہ من اشبہ اصحابی بی خُلقاً
وفی الحدیث اشکالٌ ظاہرٌ وہو انّ
اباہریرۃ انما جاءَ بعد خیبر وقد توفیت
رقیۃُ حین جاءَ البشیر بفتح بدر لکن
للحدیث اصلٌ رُوی من طرقٍ متعددۃٍ
وقال الحاکم ولاشکّ ان اباہریرۃ
رَوی ھذا الحدیث عن متقدمٍ
من الصحابۃ انہ دخل علے رقیۃ لکنی
طلبتُ جہدی فلم اجدہ فی الوقت
قلتُ وفی حدیثٍ آخرَ انّ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قام الیہ واعتنقہ
وقال ہُوَ کُفوِی معنَی الکفو ہٰہنا ہو
معنَی الرفیق - وکونہ یُحِبُّ اللہ ورسولَہ
ویُحِبُّہ اللہ ورسولُہ - اخرج الحاکم
عن ابن عباس عن ام کلثوم بنت النبی
صلے اللہ علیہ وسلم انہا قالت یارسول
اللہ زوجی خیرٌ او زوجُ فاطمۃَ قال
فسکتَ النبیُّ صلے اللہ علیہ وسلم ثم
قال زوجکِ ممن یحب اللہ ورسولہ

میرے اصحاب میں عادات کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ
مشابہ ہے۔ اور حدیث میں ایک ظاہر اشکال ہے اور وہ
یہ ہے کہ ابوہریرہؓ تو خیبر کے بعد ہی آئے ہیں اور رُقیہ
کی اُس وقت وفات ہوئی جب بشارت دینے والے
نے آکر بدر کے فتح ہونے کی بشارت دی تھی۔ لیکن حدیث
کے لئے کوئی اصل ہے کہ یہ متعدد طریقوں (یعنی اسناد)
سے روایت کی گئی ہے۔ اور حاکم نے کہا کہ اس میں شک
نہیں ہے کہ ابوہریرہ نے اس حدیث کو کسی ایسے صحابی
سے روایت کیا ہے جو اُن سے پہلے ہیں کہ وہ رُقیہؓ کے
پاس پہنچے لیکن میں نے بڑی کوشش کے ساتھ جستجو
کی مگر اس وقت تک نہیں پتہ لگا سکا۔ میں کہتا ہوں
کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُن کے پاس کھڑے ہوکر اُن سے معانقہ کیا۔ اور
فرمایا کہ وہ میرے کفو ہیں اور کفو کے معنے یہاں پر وہی
رفیق کے معنے ہیں۔ اور (اُن صفات منصوصہ میں سے)
آپ کا اس صفت سے متصف ہونا ہے کہ وہ اللہ اور اس
کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول اُن
سے محبت کرتے ہیں۔ حاکم نے ابن عباس سے وہ اُمّ کلثوم
دختر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
انہوں نے کہا یارسول اللہ میرا شوہر افضل ہے یا فاطمہ
کا شوہر؟ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے۔ پھر
فرمایا کہ تیرا شوہر ایسا شخص ہے جو اللہ اور اُس کے
رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول
اُس سے محبت کرتے ہیں۔ جب وہ جانے لگیں تو اُن
سے فرمایا ٹھہر میں نے کیا کہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ

ویحبّہ اللہ ورسولہ فولدت فقال لہا اُمّی ماذا قلت قالت قلت لزوجی یحبّ اللہ و رسولہ و یحبّہ اللہ ورسولہ قال نعم و ازیدک دخلت الجنۃ فرأیت منزلہ و لم ار احدا من اصحابی یعلوہ فی منزلہ۔ اقول ذلک من ثواب صبرہ علی البلوی۔ بالجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصریح نمود باثبات این مقامات او را و این تصریح نبود الا بعد ازانکہ این اوصاف در نفس نفیس او راسخ شدہ و سرتا پاش را گرفتہ و بآن ممتلی گشتہ چنانکہ اطوار و احوال شبارروزی او شاہد عدل است بران۔ ومن کراماتہ فی الریاض روی انّ رجلا دخل علی عثمان وقد نظر امرأۃ اجنبیۃ فلما نظر الیہ قال ہاہ ایدخل علیّ احدکم وفی عینیہ اثر الزنا فقال رجل اوحی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا ولکن قول حق و فراسۃ

نے کہا میرا شوہر ایسا شخص ہے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں اور اُس سے زیادہ تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اُس کے مقام کو دیکھا اور اپنے اصحاب میں سے اور کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ اپنی منزل میں اُس سے زیادہ بلند ہو۔ میں کہتا ہوں یہ مرتبہ آپ کے ابتلاء پر صبر کرنے کے ثواب میں سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں ان مقامات کے اثبات کی تصریح کر دی اور یہ تصریح نہیں واقع ہوئی مگر آپ کے نفس نفیس میں ان اوصاف کے راسخ ہونے کے بعد اور جب کہ ان اوصاف نے اُن کو سر سے پاؤں تک پکڑ لیا اور وہ اُن سے بھر گئے جیسا کہ ان کے رات دن کے اطوار واحوال اس پر سچے گواہ ہیں۔ اور ان کی کرامتوں میں سے ریاض میں مذکور ہے، مروی ہے کہ ایک شخص عثمانؓ کے

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

عہ اشارہ ہے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ او کذا۔

عہ یعنی سرطان کی طرح کا ایک ناسور۔

www.kitabghar.org

صدق - وعن نافع انّ جہجاہ الغفاری
تناول عصا عثمان وکسرہا علی رکبتہ
فاخذتہ الآکلۃ فی رجلہ - وعن
ابی قلابۃ قال کنتُ فی رُبعۃ بالشام
سمعت صوت رجلٍ یقول یا ویلاہُ
النارُ فقمتُ الیہ واذا رجلٌ مقطوعُ
الیدین والرجلین من الخُفّین
اعمی العینین مُنکبّاً لوجہہ فسألتہ عن
حالہ فقال انی کنتُ من دخل علی
عثمان الدار فلما دنوتُ منہ صرخت
زوجتہ فلطمتُہا فقال مالکَ قطع اللہُ
یدیک ورجلیک واعمی عینیک و
ادخلک النار فاخذتنی رعدۃٌ عظیمۃٌ
وخرجت ہارباً واصابنی ماتری و
لم یبق من دعائہ الا النار قال
فقلت لہ بُعداً لک وسُحقاً - وعن
مالک انہ قال کان عثمان مرّ بحُش
کوکب فقال انہ سیُدفن ہہنا رجلٌ
صالح فکان اول من دُفن فیہ -
فی الصواعق عن یزید بن ابی حبیب
بلغنی انّ عامۃ الرکب الذین ساروا
الی عثمان جُنّوا و در ایام خلافت خود
موعظتہاء مؤثرہ میفرمود و
حکمتہا از باب تہذیب اخلاق و
غیر آن بر حاضرین القاء می نمود

پاس آیا اور اس نے ایک اجنبی عورت پر نظر ڈالی تھی، تو جب آپ نے اُس شخص کو دیکھا تو فرمایا کہ ہائیں کیا میرے پاس تم میں کا ایسا شخص بھی آتا ہے جس کی آنکھ میں زنا کا اثر ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ کیا یہ وحی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد؟ تو فرمایا کہ نہیں لیکن قولِ حق ہے اور فراستِ عـہ صدق۔ اور مروی ہے کہ جہجاہ غفاری نے عثمانؓ کا عصا لے لیا اور اُس کو اپنے گھٹنوں پر لگا کر توڑ دیا تو اُس کو مرض آکلہ عـہ نے پکڑ لیا جو اس کی ٹانگ میں پیدا ہو گیا۔ اور ابو قلابہ سے مروی ہے کہا کہ میں شام کی منزل رُبعہ میں تھا، میں نے ایک آواز سُنی جو ہائے افسوس! آگ! کہتا تھا۔ تو میں اُس کے پاس گیا۔ دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی ہیں قدموں کے اوپر سے، دونوں آنکھیں اندھی ہیں منہ کے بل اوندھا پڑا ہوا ہے میں نے اُس سے حقیقتِ حال دریافت کی۔ تو اس نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے تھا جو عثمان کے پاس گھر میں گھس کر پہنچے تھے جب میں اُن کے قریب ہوا تو اُن کی بیوی نے چیخ ماری تو میں نے اس کے طمانچہ مارا تو عثمان نے کہا تجھے کیا ہوا خدا تیرے دونوں ہاتھوں اور ٹانگوں کو کاٹ دے اور تیری آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے نارِ جہنم میں داخل کرے۔ تو مجھے ایک بڑے لرزے نے پکڑ لیا اور میں بھاگتا ہوا نکل گیا اور مجھ پر یہ مصیبت واقع ہو گئی جو کہ تو دیکھ رہا ہے اور اب اُن کی بددعا میں سے صرف نار باقی رہ گئی ہے۔ کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ تجھ پر لعنت اور ذلت۔ اور مالکؒ سے مروی ہے، کہا کہ عثمانؓ کا گذر حُش کوکب (بوستانِ کوکب) پر ہوا تو فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مرد صالح دفن کیا جائے گا تو آپ سب سے پہلے شخص ہیں جو اس میں دفن کئے گئے۔ صواعق میں یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ عام طور پر اس قافلہ کے لوگ جو سفر کر کے عثمان کی طرف (بغرضِ مذموم) پہنچے تھے مجنون ہو گئے۔ اور اپنے ایامِ خلافت میں آپ مؤثر نصیحتیں فرماتے رہتے تھے۔ اور تہذیبِ اخلاق وغیرہ کے بارے میں دانائی کی باتیں آپ حاضرین کو سمجھاتے رہتے تھے

عـہ صفحہ ہذا کا حاشیہ گذشتہ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

www.kitabghar.org

فصلے ازین حِکَم نقل از روضۃ الاحباب کنیم۔ من تلک الکلمات المبارکات قولہ تاجِروا اللہ تربحوا۔ ومنہا قولہ العبودیۃ محافظۃ الحدود و الوفاء بالعہود والرضاء بالموجود والصبر عن المفقود۔ ومنہا بادِروا آجالکم بخیر ماتقدرون علیہ۔ ومنہا الا انما الدنیا طُوِیت علی الغرور فلا تغرنکم الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور۔ ومنہا ہمّ الدنیا ظلمۃ وہمّ الآخرۃ نور ومنہا الہدیۃ من العامل اذا عُزِل کالہدیۃ منہ اذا عمل۔ ومنہا خیر الناس من عصم واعتصم بکتاب اللہ۔ ومنہا من علامات العارف ان یکون قلبہ مع الخوف والرجاء ولسانہ مع الحمد والثناء و عیناہ مع الحیاء والبکاء وارادتہ مع الترک والرضاء۔ ومنہا من علامات المتقی انہ یری الناس قد نجوا ویری نفسہ قد ہلکت۔ و منہا قولہ من اضیع الاشیاء عمر طویل لا یتزود صاحبہ لسفر الآخرۃ ومنہا من کانت الدنیا سجنہ فالقبر راحتہ۔ وقولہ لو طہرت قلوبکم ما شبعت من کلام اللہ تعالیٰ۔ اما انچہ از باب

ان حکمتوں کی ایک فصل جو اُن کے کلماتِ مبارکات پر مشتمل ہے ہم روضۃ الاحباب سے نقل کرتے ہیں۔ آپ کا قول ہے کہ تجارت کا معاملہ اللہ سے کرو نفع پاؤ گے۔ اور اُن میں سے آپ کا قول ہے کہ عبودیت (بندگی) حدود کی محافظت اور عہدوں کو پورا کرنا اور جو موجود ہو اس پر راضی رہنا اور جو گم ہو جائے اُس پر صبر کرنا ہے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ فرمایا کہ اپنے اپنے وقتِ معین (یعنی موت) کا استقبال اُن بہترین اعمال کو ساتھ لے کر کرو جن پر تم کو قدرت ہو۔ اور اُن میں سے یہ ارشاد ہے یاد رکھو دنیا غرور (فریب) پر لپیٹی گئی ہے (کہ اس کا ظاہر دیدہ زیب مگر باطن نجس اور ہلاکت خیز ہے) تو دنیا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور تم کو اللہ کے بارے میں شیطان فریب میں مبتلا نہ کر دے۔ اور اُن میں سے یہ کہ غمِ دنیا ظلمت اور غمِ آخرت نور ہے۔ اور اُن میں سے یہ کہ عامل سے ہدیہ قبول کرنا (خلیفہ کیلئے) جب کہ وہ معزول ہو جائے ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس سے ہدیہ اُس وقت قبول کیا جائے جب وہ اپنے عہدہ پر ہو۔ اور اُن میں سے یہ کہ سب سے اچھا وہ ہے جو پاکدامن رہا اور کتاب اللہ کو پکڑے رہا۔ اور اُن میں سے یہ کہ عارف کی علامات میں سے یہ ہے کہ اس کا دل خوف اور رجا (اُمید) کے ساتھ اور اس کی زبان حمد و ثنا کے ساتھ اور اُس کی آنکھیں حیاء اور بُکاء (گریہ) کے ساتھ اور اس کا ارادہ (اپنی خواہشوں کے) ترک اور (اللہ کی) رضا کے ساتھ ہو۔ اور اُن میں سے یہ کہ متقی کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نجات پانے والے سمجھے اور اپنے نفس کو ہلاک ہونے والا سمجھے۔ اور اُن میں سے آپ کا یہ قول ہے کہ سب سے زیادہ ضائع ہونے والی شے وہ عمر طویل ہے جس میں اُس عمر والے نے سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ نہ مہیا کیا۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جس کے لئے دنیا قید خانہ بنی رہی اُس کی راحت (کی جگہ) اُس کی قبر ہے۔ اور آپ کا قول ہے کہ اگر تمہارے قلوب پاک ہو جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے سیر نہ ہونگے۔ اب علوم دین کے احیاء کے باب میں جو حصہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ نے لیا اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

www.kitabghar.org

احیاء علوم دین نصیب ذی النورین شد رضی اللہ عنہ پس در باب نشر قرآن عظیم پنج نوع بود یکے آنکہ صحف و اوراقِ ہر یکے کہ موافق تلفظِ خود و مطابق ترتیب طبع زای خویش نوشتہ بودند حاضر ساخت و محو نمود و مصحف شیخین را کہ حضرت فاروق سالہا در تصحیح آن سعی و اہتمام تمام فرمودہ بود از پیش ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا طلب داشت و ازوی نسخ متعددہ نویسانیدہ بآفاق فرستاد و قدغن بلیغ نمود کہ قرآن را بلغتِ قریش نویسند و باطرافِ ممالک نوشت تا موجب ہمان نسخ اخذ کنند ازین جہت تفرقۂ امتِ مرحومہ زائل گشت و قراءتِ مشہورہ از قراءت شاذہ امتیاز پیدا کرد و جمیع مسلمین بریک مصحف متفق شدند اگر این قسم اہتمام نمی نمود در کتاب اللہ اختلاف پیدا می شد مثل اختلافِ امم سابقہ

اخرج البخاری عن انس بن مالک ان حذیفۃَ بن الیمان قدِمَ علی عثمانَ و کان یُغازِی اہلَ الشام فی فتح ارمینیۃ و آذربیجان مع اہل العراق فافزعَ حذیفۃَ اختلافُہم فی القراءۃ

توقرآن کی اشاعت کا حصہ پانچ نوع کا تھا۔ ایک یہ کہ ہر شخص کے صحیفوں اور اوراق کو جو انہوں نے اپنے تلفظ کے موافق اور اپنی طبع زاد ترتیب کے مطابق لکھ رکھا تھا حاضر کیا اور اس کو محو کیا اور شیخین کے مصحف کو کہ حضرت فاروق اعظم رض نے برسوں جس کی تصحیح میں بڑی کوشش اور اہتمام کیا تھا ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے منگایا اور اس سے کئی نسخے لکھوا کر مختلف اطرافِ ملک میں بھیجے اور لکھنے والوں کو سخت تاکید کی کہ قرآن کو لغتِ قریش میں لکھیں اور اطرافِ ممالک کو لکھا کہ انہیں نسخوں کے مطابق نقل کریں۔ اس صورت سے امتِ مرحومہ کا اختلاف زائل ہو گیا اور قراءتِ مشہورہ قراءتِ شاذہ سے ممتاز ہو گئی اور تمام مسلمان ایک قرآن پر متفق ہو گئے اگر آپ اس قسم کا اہتمام نہ کرتے تو کتاب اللہ میں مثل امم سابقہ کے اختلاف پیدا ہو جاتا۔ بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے اور وہ اہل شام کے ساتھ آرمینیہ کو اور اہل عراق کے ساتھ آذربیجان کو فتح کرنے کے سلسلے میں جہاد کر رہے تھے اور مسلمانوں میں قراءت کے اختلاف نے حذیفہ کو پریشان کر دیا تھا۔ تو حذیفہ نے عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امت کو سنبھالئے قبل اس کے کہ یہ لوگ کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے حذیفہ کو حفصہ رض کے پاس بھیجا یہ پیغام دے کر کہ ہمارے پاس قرآن کے اوراق بھیج دیں تاکہ ہم مصاحف میں اس کی نقل کرالیں اور پھر آپ کو واپس کر دیں گے تو حفصہ رض نے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ پھر انہوں نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو مامور کیا اور ان سب نے مصاحف میں اس کی نقلیں کیں اور عثمان رض نے قریشی جماعت کے تینوں اصحاب (یعنی عبداللہ بن زبیر اور سعید اور عبدالرحمٰن) کو یہ ہدایت کی کہ جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی چیز میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان کے مطابق لکھنا، کہ قرآن اُن

www.kitabghar.org

فقال حذیفۃُ لعثمان یا امیر المومنین
ادرک ہذہ الامۃَ قبلَ ان یختلفوا
فی الکتاب اختلافَ الیہود والنصاریٰ
فارسلَ عثمانُ رضی اللہ عنہ حذیفۃَ
الی حفصۃ ان ارسلی الینا بالصحف
ننسخہا فی المصاحف ثم نردُّہا الیکِ
فارسلت بہا حفصۃ الی عثمان فامر زیدَ
بن ثابتٍ وعبدَ اللہ بن الزبیر و
سعید بن العاص وعبد الرحمنَ بن
الحارث بن ہشام فنسخوہا فی المصاحف
وقال عثمان لرہط القرشیین الثلٰثۃ
اذا اختلفتم انتم وزیدُ بن ثابت فی
شیئٍ من القرآن فاکتبوہ بلسانِ
قریشٍ فانما نزل بلسانہم ففعلوا
حتی اذا نسخوا الصحفَ فی المصاحف
ردَّ عثمانُ الصحفَ الی حفصۃَ وَ
اَرسلَ الی کل اُفقٍ مما نسخوا وامر
بسواہ من القرآن فی کل صحیفۃ
او مصحفٍ اَن یُحرَّقَ۔ دیگر آنکہ جمعے
از قراء تابعین را تعلیم فرمود و
سلسلۂ قراءتِ او تا حال باقی است
فی شرح السنۃ القراء المعروفون
اَسندوا قراءتہم الی الصحابۃ فعبد اللہ
بن کثیر ونافع اسندا الی اُبیّ بن
کعبٍ وعبد اللہ بن عامر اسند

ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔
یہاں تک کہ جب اس مصحف کی نقل مصاحف میں کر چکے
تو عثمان رض نے اس مصحف کو حفصہؓ کے پاس واپس کر دیا
اور جو قرآن لکھے گئے تھے اُن کو اطرافِ مملکت میں بھیج دیا
اور حکم دیا کہ جو قرآن اُن کے خلاف ہیں الگ الگ اوراق
پر ہوں یا کتاب کی صورت میں اُن کو جلا دیا جائے۔ دوسری نوع
یہ ہے کہ قراء تابعین کی ایک جماعت کو آپ نے تعلیم دی
اور اُن کا سلسلۂ قراءت اب تک باقی ہے شرح السنۃ
میں ہے کہ مشہور قراء نے اپنی قراءت کی سند پہنچائی
ہے صحابہ تک، عبد اللہ بن کثیر اور نافع دونوں نے سند
پہنچائی اُبیّ بن کعب تک اور عبد اللہ بن عامر نے سند
پہنچائی عثمان بن عفان تک اور عاصم نے سند پہنچائی علی
اور عبد اللہ بن مسعود اور زید تک۔ اور حمزہ نے سند
پہنچائی عثمان اور علی تک اور ان سب نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ تیسری یہ کہ نمازوں میں
لمبی قراءت پڑھا کرتے تھے مانند شیخین کے تاکہ
مسلمان اپنی قراءت کو اُن کے تلفظ کے معیار کے
مطابق اعلیٰ رنگ پر لے آئیں۔ مالکؒ سے روایت
ہے کہ قرافصہ بن عمیر الحنفی نے کہا کہ میں نے سورۂ یوسف
کو یاد نہیں کیا مگر عثمان بن عفان ہی کی قراءت سے
کہ وہ صبح کی نماز میں بکثرت اس سورت کو دُہراتے
رہتے تھے۔ چوتھی یہ کہ ابتدائے نزولِ قرآن میں
اس کی کتابت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد جو بھی آیا
اس کو اپنے سے پہلے پر اعتماد رہا ہے، اور یہ مفہوم
ہے آپ کے قول "اوّل یدٍ الخ" کا یعنی یہ پہلا ہاتھ

www.kitabghar.org

الی عثمانؓ بن عفان - و اسند عاصمؒ
الی علیؓ و عبد اللہ بن مسعودؓ و زیدؓ
و اسند حمزۃؒ الی عثمان و علیؓ و
ہؤلاء قرءوا علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم - سیوم آنکہ قراءتِ طویلہ در
نمازہا اختیار می نمود مانند شیخین
تا مسلمین قراءت خود را بمعیار تلفظ
او کامل العیار سازند - اخرج مالک
ان القرافصۃ بن عمیر الحنفی قال ما اخذت
سورۃ یوسف الا من قراءۃ عثمانؓ
بن عفان ایاہا فی الصبح من کثرۃ
ما کان یرددہا - چہارم آنکہ در اول نزول
قرآن بکتابت آن اشتغال ورزید
من بعد ہر کہ آمد او را اعتمادی
بودہ است بر متقدم و ذلک قولہ
اول ید خطت المفصل - پنجم آنکہ در
معرفتِ تفسیرِ قرآن و متی انزلت
و فیم انزلت ید طولے داشت - اخرج
الترمذی عن ابن عباس قال قلت
لعثمان بن عفان ما حملکم ان عمدتم
الی الانفال وہی من المثانی و الی
براءۃ وہی من المئین فقرنتم بینہما
ولم تکتبوا بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم
ووضعتموہا فی السبع الطول ما حملکم علی
ذلک فقال عثمانؓ کان رسول اللہ صلے

ہے جس نے مفصّل کو لکھا تھا۔ پانچویں یہ کہ تفسیر قرآن کی معرفت میں اور "کب نازل ہوئی اور کس بارے میں نازل ہوئی"، کا آپ کو کامل علم تھا۔ ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا، کہا کہ میں نے عثمان بن عفان سے کہا کہ کس سبب سے آپ نے سورۂ انفال کی طرف قصد کیا حالانکہ وہ مثانی عہ میں سے ہے اور براءۃ کی طرف جو مئین میں سے ہے اور دونوں کو ایک ساتھ کر دیا اور دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور اس کو سبع عہ طوال میں رکھ دیا۔ آپ نے ایسا کس وجہ سے کیا۔ تو عثمان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض وقت ایسا آتا تھا کہ آپ کے اوپر ایسی سورتیں نازل ہوتیں جو زیادہ شمار (آیات) والی ہوتی تھیں۔ پھر جب آپ کے اوپر کچھ نازل ہوتا تو جو لکھنے والا ہوتا آپ اُس کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیات کو اس سورت میں رکھ دو جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے۔ پھر جب آپ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو فرماتے کہ اس آیت کو اُس سورت میں رکھ دو جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے۔ اور انفال اُن سورتوں کی اوائل میں سے ہے جو مدینہ میں نازل ہوئیں اور براءۃ قرآن کے آخر میں (نازل ہونے والی سورتوں میں) سے ہے، اور اس کا قصہ مشابہ تھا انفال کے قصہ کے تو مجھے گمان ہوا کہ یہ انفال کا جزو ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور ہم سے آپ نے یہ بیان نہیں فرمایا تھا کہ یہ اس کا جزو ہے، اس وجہ سے میں نے دونوں کو ملا دیا اور اُن دونوں کے درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی۔ پھر

عہ یہاں مثانی سے وہ سورتیں مراد ہیں جو آیات المئین سے کم اور مفصّل سے بڑی ہیں ۱۲ عہ سبع طوال سورہ بقرہ سے اعراف تک کی سات سورتیں ۱۲

www.kitabghar.org

اللہ علیہ وسلم مما یأتی علیہ الزمانُ وہو ینزلُ علیہ السوَرُ ذواتُ العدد فکان اذا انزل علیہ الشئ دَعَا بعضَ مَن کان یکتب فیقول ضعوا ہؤلاء الآیات فی السورۃ اللتی یذکر فیہا کذا وکذا فاذا نزلت علیہ الآیۃ فیقول ضعوا ھذہ الآیۃ فی السُّورۃ اللتی یذکر فیہا کذا وکذا وکانت الانفالُ من اوائل مَا نَزَلَتْ بالمدینۃ وکانت بَرَاءۃٌ من آخر القرآن وکانت قِصّتُہا شبیہۃً بقصتہا فظننتُ انہا منہا فقُبِضَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یُبیّن لنا انہا منہا فمن اجل ذٰلک قَرَنتُ بینہما ولم اکتب بینہما سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فوضعتُہا فی سبع الطُّوَل واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن محمد بن سیرین قال اشرفَ علیہم عثمان من القصر فقال ایتونی برجل اُتالیہ کتابَ اللہِ فأتوہ بصعصعۃ بن صوحان وکان شابا فقال ماوجدتم احداً تأتونی بہ غیر ھذا الشاب قال فتکلم صعصعۃ بکلام فقال لہ عثمانُ اتلُ فقال صعصعۃ أُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ؁ فقال لیست لک ولا لاصحابک ولکنہا لی و ولاصحابی ثم تلاَ عثمان اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ

اس (مجموعہ) کو سبع طوال میں رکھ دیا۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے روایت کیا۔ کہا کہ عثمان رضؓ نے (محاصرہ کے ایام میں) قصر کے اوپر سے لوگوں کو دیکھا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس ایسے شخص کو لاؤ جس کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کر دوں۔ تو لوگ آپ کے پاس صعصعہ بن صوحان کو لائے اور وہ نوجوان تھا۔ تو فرمایا کہ تمھیں میرے پاس لانے کے لئے کوئی نہ ملا بجز اس نوجوان کے۔ کہا کہ پھر صعصعہ نے کچھ کلام کیا۔ پھر اُس سے عثمان رضؓ نے کہا کہ تلاوت کر تو صعصعہ نے کہا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ الخ (۲۲ : ۳۹) ترجمہ۔ (اب لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دی گئ جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ اُن پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالٰی اُن کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے)۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں، لیکن میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے (نازل ہوئی ہے)۔ پھر عثمان رضؓ نے تلاوت کی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ سے یہاں تک کہ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ تک پہنچے۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصر کے وفد کے ساتھ آپ کے مناظرے کے قصہ میں روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ قرآن منگا لیئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ سابعہ کو کھولئے اور یہ لوگ سورۂ یونس کا نام سابعہ کہتے تھے۔ پھر اس کو پڑھا یہاں تک کہ جب اس آیت پر آئے قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ الخ (۱۰ : ۵۹) (ترجمہ۔ آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ

www.kitabghar.org

ظُلِمُوا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ہ
حتی بلغ وَاِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ
واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ فی قصۃ
مناظرتہ مع وفد مصر قالوا ادع
بالمصحف فدعا بالمصحف فقالوا افتح
السابعۃ وکانوا یسمون سورۃ یونس
السابعۃ فقرأها حتی اذا اتی علی
ھذہ الآیۃ قُلْ اَرَاَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ
اللّٰہُ لَکُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ
حَرَامًا وَّحَلٰلًا ط قُلْ آٰللّٰہُ اَذِنَ
لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ہ قالوا
ارأیتَ ما حمیتَ من الحمی آللّٰہ
اذن لک بہ ام علی اللّٰہ تفتری فقال
امضہ انزلت فی کذا وکذا واما الحمی
فان عمر حمی الحمی قبلُ لابل الصدقۃ
فلما ولیتُ زادت ابلُ الصدقۃ
فزدتُ فی الحمی لما زاد من ابل الصدقۃ
فجعلوا یأخذونہ بالآیۃ فیقول امضہ
انزلت فی کذا وکذا ۔ و درباب ترویج
حدیث آنکہ نزدیک بصد و چہل حدیث
در کتب معتبرہ باسانید ثابتہ بواسطۂ
کبراء صحابہ و تابعین از مسند او در
دست مردم موجود است چون فضل
حفظ چہل حدیث بآن درجہ باشد
کہ روز قیامت از جملۂ علماء محشور

کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے (انتفاع کے) لئے کچھ رزق
بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام
اور کچھ حلال قرار دے لیا۔ آپ اُن سے پوچھئے کہ کیا
تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو۔)
انھوں نے کہا یہ بتایئے کہ جو حصۂ زمین آپ نے حمیٰ
(سرکاری زمین) قرار دے لیا ہے کیا اللہ نے آپ کو
حکم دیا یا آپ اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا
جاؤ (کیا کہہ رہا ہے) یہ آیت فلاں فلاں بات پر نازل
ہوئی ہے۔ رہا حمیٰ، تو صدقہ کے اونٹوں کے لئے مجھ سے
پہلے عمرؓ نے حمیٰ کو قائم کیا تھا۔ پھر جب میں خلیفہ
بنایا گیا تو صدقہ کے اُونٹ زیادہ ہوگئے تو میں نے حمیٰ
میں اضافہ کیا اُن اُونٹوں کی وجہ سے جو زیادہ ہو
گئے تھے۔ تو لوگوں نے اس آیت سے آپ کی گرفت شروع کردی تھی
تو آپ کہا کرتے کہ جاؤ! یہ فلاں فلاں بات میں نازل
ہوئی ہے۔ احادیث کی ترویج کے بارے میں یہ ہے کہ
قریب ایک سو چالیس احادیث کے کتب معتبرہ میں
ایسی صحیح سندوں کے ساتھ جن میں واسطہ بڑے
مرتبہ کے صحابہ اور تابعین ہیں اُن کی مسند میں سے لوگوں
کے ہاتھوں میں موجود ہیں جبکہ کہ چالیس حدیثوں کے
کے حفظ کی فضیلت اس درجہ کی ہوگی کہ قیامت کے
دن اُن کا حافظ علماء کی جماعت میں اُٹھایا جائے گا تو
ایک سو چالیس حدیثوں کے بارے میں تمھارا گمان کیا
ہے۔ جب وہ اپنے خطبوں میں اعمال کے فضائل بیان
کیا کرتے تھے تو اُن کا نفس حاضرین پر بہت اثرانداز
ہوتا تھا۔ بخاری نے روایت کیا ابوعبدالرحمن السلمی سے

www.kitabghar.org

بشود پس چیست گمان تو در قدرِ صد
و چہل حدیث - ہرگاہ در خطب خود بیانِ
فضائل اعمال می نمود نفس او در
حاضرین گرامی شد - اخرج البخاری
عن ابی عبد الرحمٰن السلمی عن
عثمان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال خیرکم من
تعلّم القرآنَ و علّمہ قال و اقرأ
ابو عبد الرحمٰن فی اِمرۃِ عثمانَ حتی
کان الحجاجُ قال و ذاک الذی اقعدنی
مقعدی ہذا - و در عمل باحادیث
فضائل جدی بلیغ داشت و فطرتِ
سلیمۂ او آن را مطاوعتِ تمام
می نمود - و اخرج احمد عن عطاء
بن فروخ مولی القرشیین ان عثمان
اشتری من رجل ارضًا فابطأ علیہ
فلقیہ فقال ما منعک من قبض
مالک قال انک غبنتنی فما القی
من الناس احدًا الّا وہو یلومنی
قال اَو ذاک یمنعک قال نعم
قال فاختر بین ارضک و مالک ثم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اَدخلَ اللہُ الجنۃ رجلاً کان
سہلاً مشتریًا و بائعًا و قاضیًا و
مقتضیًا و اخرج احمد عن محمود

وہ عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ نے فرمایا کہ تم میں اچھا وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور
اُس کو سکھایا۔ کہا کہ پڑھایا ابو عبد الرحمٰن نے عثمان
کی خلافت میں۔ یہاں تک کہ حجاج کہا کرتا تھا کہ یہی (حدیث
عثمان) وہ ہے جس نے مجھے اس نشست گاہ (درس وتعلیم)
میں بٹھایا۔ اور احادیث فضائل پر عمل کرنے میں آپ سعیٔ بلیغ
کرتے تھے اور آپ کی طبع سلیم اس کی پیروی کرتی تھی
احمد نے عطاء بن فروخ سے جو قرشیین کے آزاد کردہ
ہیں روایت کی ہے کہ عثمان نے ایک شخص سے زمین خریدی
اُس نے (زمین کا معاوضہ اٹھا کر لے جانے میں) دیر کر دی
تو اُس سے ملے اور فرمایا کہ تجھ کو اپنے مال پر قبضہ کرنے
میں کیا مانع پیش آگیا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے مجھے فتنہ
میں ڈال دیا۔ لوگوں میں سے جو شخص بھی مجھ سے ملتا ہے وہ
مجھے ملامت کرتا ہے۔ فرمایا کہ بس یہی مانع ہے؟ اُس نے
کہا ہاں! فرمایا تو اپنی زمین اور مال دونوں میں سے تم
جس کو چاہو اختیار کر لو۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو جنت میں
داخل کرے گا جو نرمی کرنے والا ہو خریدار کے ساتھ اور بیچنے والے کے ساتھ اور
دوسرے کا حق ادا کرنے والے کے ساتھ اور حق لینے والے کے ساتھ۔ اور احمد نے روایت کیا

محمود بن لبید سے کہ عثمان نے جب مسجدِ مدینہ کو بنانے
کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اُس کو بُرا سمجھا اور وہ اُس
کو اُس کی ہیئت پر ہی باقی رکھنا چاہتے تھے تو عثمان رض
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے
تھے کہ جو شخص اللہ عز و جل کے لئے مسجد بنائے گا اللہ
تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔ اور

www.kitabghar.org

بن لبید ان عثمانؓ اراد ان یبنیَ مسجدَ المدینۃ فکرہَ الناسُ ذلک واحبّوا ان یَدعُوہ علی ہیئتہ فقال عثمان سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنیٰ مسجدًا للہ عزوجل بنی اللہ لہ فی الجنۃ مثلہٗ ودرباب فتاوی واحکام آنکہ در خلافت خود ازوی استفتا می نمودند وقضایا را پیش او رفع میکردند پس فتوی میداد وفیصل میفرمود واین باب ازان بیشتر است کہ درین رسالہ آنرا استقصا کنیم بطریق مثال مسائلے چند برنگاریم درباب وضو مِمّا مَسّتِ النارُ احادیث مختلفہ وارد شدہ وعملِ صحابہ نیز مختلف درین باب ظاہر گشتہ حضرت ذی النورین کشف آن شبہہ نمود وبیان واضح فرمود کہ عمل بر وضو مِمّا مَسّتِ النار متروک است۔ اخرج احمد عن شیخ من ثقیف عن عمہ انہ رأی عثمانؓ بن عفان جلس علی الباب الثانی من مسجدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا بکتفٍ فتعرّقہا ثم قام فصلّی ولم یتوضّأ ثم قال جلستُ مجلسَ النبی صلی اللہ

فتاوٰی اور احکام کے بارے میں یہ ہے کہ اُن کی خلافت میں لوگ اُن سے ہی فتوٰی طلب کرتے تھے اور مقدمات اُن کے سامنے پیش کرتے تھے تو وہ فتوٰی بھی دیتے تھے اور فیصلے بھی فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ باب اس سے زیادہ ہے کہ اس کی تمام جزئیات کو ہم اس رسالہ میں جمع کریں۔ ہاں مثال کے طور پر ہم چند مسائل لکھتے ہیں۔ اس باب میں کہ وضو کا ایسی اشیاء کے کھانے سے جو آگ پر تیار کی جائے کیا حکم ہے۔ اس کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں اور اس باب میں صحابہ سے بھی مختلف عمل ظاہر ہوا ہے۔ حضرت ذی النورین رضؓ نے اس شبہہ کو صاف کر دیا اور واضح بیان فرما دیا کہ ایسی چیز کھانے کے بعد جس کو آگ نے مس کیا ہو وضو کرنا متروک ہے۔ احمد نے ثقیف کے ایک شیخ سے اس نے اپنے چچا سے روایت کیا کہ اُس نے عثمان بن عفان کو مسجدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے دروازے پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور آپ نے ایک (بکرے کا بھنا ہوا) شانہ منگایا پھر اس کا گوشت دانتوں سے اُتار کر کھایا۔ پھر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوں اور میں نے وہی چیز کھائی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائی تھی اور ویسا ہی کیا جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور احمد نے روایت کیا سعید بن المسیب سے کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو چند نشستگاہوں میں بیٹھا ہوا دیکھا ہے کہ آپ نے ایسا کھانا جو آگ پر پکایا ہوا تھا منگایا اور کھا کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوں

www.KitaboSunnat.com

www.kitabghar.org

علیہ وسلم و أکلتُ ما أکلَ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وصَنعتُ ما صَنعَ
النبی صلے اللہ علیہ وسلم. واخرج
احمد عن سعید بن المسیب یقول
رأیتُ عثمانَ قاعدًا فی المقاعِد فدعا
بطعامٍ مما مَسّتہُ النارُ فاکلہ ثم قام
الی الصلوٰۃ فصلّے ثم قال قعدتُ
مقعدَ رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم
واکلتُ طعامَ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وصلیتُ صلوٰۃَ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج احمد
عن رُباحٍ قال زَوَّجنی مولایَ جاریۃً
رومیّۃً فوقعتُ علیہا فولدتُ لی
غلامًا اسود مثلے فسمیتہ عبدَ اللہ
ثم وقعتُ علیہا فولدت لی غلامًا
اسود مثلی فسمیتہ عبیدَ اللہ ثم طَبَنَ لہا غلامٌ رومیٌّ قال
حسبتہ قال لاَہلی رومیٌّ یقال لہ یوحنّس فراطنہا بلسانہ
یعنی بالرومیۃ فوقع علیہا فولدت لہ غلامًا احمرَ کانّہ
وَزَغۃٌ من الوزغانِ فقلتُ لہا ما ھٰذا قالت ھذا من
یوحنّس فارتفعنا الی عثمانَ بن عفان واَقرّا جمیعًا
فقال عثمان ان شئتم قضیت بینکم بقضیۃِ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اِنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی
انّ الولدَ للفراش حَسِبتُہ قال وَجلَدَہما. و تحقیق نمود
کہ استلام رکنِ شامی و رکنِ عراقی سنت نیست.
اخرج احمد عن یعلیٰ بن اُمیّۃ قال طُفتُ مع عثمان
فاستلمنا الرکنَ قال یعلےٰ فکنتُ
مما یلی البیت فلما بلغنا الرکن الغربی

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا کھانا کھایا ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھی ہے۔ اور
احمد نے روایت کیا رُباح سے، کہا کہ میرے آقا نے میرا
نکاح کر دیا تھا جاریہ سے جو کہ روم کی تھی اور میں اُس سے
ہمبستر ہوا اُس سے میرا ایک لڑکا مثل میرے سیاہ رنگ
کا پیدا ہوا تو میں نے اُس کا نام عبد اللہ رکھا۔ پھر میں
اس سے ہم بستر ہوا تو پھر اس نے مثل میرے ایک سیاہ
رنگ کا لڑکا جنا۔ تو میں نے اُس کا نام عبید اللہ رکھا۔ پھر
اُس کو ایک رومی لڑکے نے پھُسلایا (دارمی نے) کہا میرا
خیال یہ ہے کہ رباح نے یوں کہا تھا کہ پھُسلایا میری بیوی
کو ایک رومی نے جس کو یوحنّس کہا جاتا تھا۔ پھر اُس نے
اُس عورت سے اپنی عجمی زبان یعنی رومی میں بات چیت
کر لی۔ پھر وہ اُس سے ہمبستر ہوا۔ پھر اس سے ایک ایسا
لڑکا پیدا ہوا جو سُرخ رنگ کا تھا گویا وہ گرگٹوں میں
کا ایک گرگٹ ہے۔ تو میں نے اُس سے کہا کہ یہ کیا
معاملہ ہے؟ تو اس نے بتا دیا کہ یہ یوحنّس سے ہے۔ تو میں
یہ مقدمہ عثمان بن عفان کے پاس لے گیا۔ اور دونوں نے
اقرار کر لیا۔ تو عثمان نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمھارے
درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے
مطابق فیصلہ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فیصلہ کیا ہے کہ لڑکا بستر والے کا ہوتا ہے۔ میں گمان کرتا
ہوں کہ رباح نے کہا کہ "اور انھوں نے دونوں کے کوڑے
لگوائے"۔ اور آپ نے تحقیق کیا کہ رُکنِ شامی اور رُکنِ عراقی
کا استلام سُنّت نہیں ہے۔ احمد نے روایت کیا یعلیٰ بن
امیہ سے، کہا کہ میں نے عثمان کے ساتھ طواف کیا اور ہم نے

www.kitabghar.org

الذی یلی الاسود جررتُ بیدہٖ لیستلم فقال ما شانک فقلتُ الا تستلم قال فقال الم تطف مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ بلی قال ارأیتہ یستلم ہذین الرکنین الغربیین فقلتُ لا قال افلیس لک فیہ اسوۃٌ حسنۃٌ قلتُ بلی قال فانفذ عنک۔ وبیان نمود کہ پوشیدن معصفر مردان را درست نیست۔ اخرج احمد عن ابی ہریرۃ قال راح عثمان الی مکۃ حاجًا ودخلت علی محمد بن جعفر ابن ابی طالب امرأتہ فبات معہا ثم غدا وعلیہ ردعُ الطیب وملحفۃ معصفرۃٌ مفدمۃٌ فادرک الناس بملل قبل ان یروحوا فلما راٰہ عثمان انتہرہ وافّف وقال اتلبس المعصفرۃ وقد نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم ینہہ ولا ایاک وانما نہانی۔ مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ عن مالک بن ابی عامر ان عثمان بن عفان کان یقول فی خطبتہ قلّ ما یدع ذلک اذا خطب اذا قام الامام یخطب یوم الجمعۃ فاستمعوا لہ و

رکن کو استلام کیا۔ یعلیٰ نے بیان کیا میں بیت اللہ سے قریب تر تھا تو جب ہم رکن غربی پر پہنچے جو حجر اسود کے قریب ہے تو میں نے ان کا ہاتھ کھینچا تاکہ وہ استلام کریں تو فرمایا کہ کیا ارادہ ہے تو میں نے کہا کہ کیا آپ استلام نہ کریں گے۔ کہا کہ اس پر عثمانؓ نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ کیا تم نے اُن کو ان دونوں غربی رکنوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو کہا کہ کیا پھر تمھارے لئے آپؐ کی پیروی ضروری نہیں میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ بس تو آگے بڑھو۔ اور آپ نے بیان کیا کہ کسم میں رنگے ہوئے کپڑے کا پہننا مردوں کے لئے درست نہیں روایت کیا احمد نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ عثمان مکّہ کی طرف حج کرنے کیلئے چلے اور محمد بن جعفر ابن ابی طالب کے پاس اس کی دولہن داخل ہوئی اور محمد بن جعفر نے اُس کے ساتھ رات گذاری پھر صبح کو روانہ ہوئے اور ان پر زعفران کی خوشبو ملی ہوئی تھی اور کسم سے رنگی ہوئی گہرے سرخ رنگ کی چادر تھی۔ مقام ملل میں انہوں نے لوگوں کو اُن کے چلنے سے پہلے آپکڑا۔ تو جب اُن کو عثمانؓ نے (اس حلیہ میں) دیکھا تو دھمکایا اور اُف اُف کہا اور فرمایا کیا تو کسم سے رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع کیا ہے۔ تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو منع نہیں کیا اور نہ تم کو، آپ نے مجھے منع کیا تھا۔ مالک، مروی ہے ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ سے، وہ روایت کرتے ہیں مالک بن ابی عامر سے کہ عثمان بن عفان اپنے خطبہ میں کہا کرتے تھے جب خطبہ دیتے تو یہ کہنا بہت کم چھوڑتے تھے کہ جب امام کھڑا ہو اور یوم جمعہ میں خطبہ دینے لگے تو اس کو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔ یقیناً اس خاموش رہنے والے کے لئے جو نہیں سنتا (امام سے دور ہونے یا بہرا ہونے کی وجہ سے) اُتنا ہی اجر ہے جتنا اس خاموش رہنے والے کے لئے جو سُنتا بھی ہے۔ پھر جب نماز قائم ہو جائے

www.kitabghar.org

أَنْصِتُوا فان للمنصت الذی لا یسمع
من الحظ مثل ما للمنصت السامع
فاذا قامت الصلوٰۃ فاعدلوا
الصفوف حاذوا بالمناکب فانّ اعتدال
الصفوف من تمام الصلوٰۃ ثم لا یکبّر
حتی یأتیہ رجال قد وکّلہم بتسویۃ
الصفوف فیخبرونہ ان قد استوت
فیکبّر۔ مالک عن یحیٰی بن سعید عن
محمد بن ابراہیم عن عبد الرحمٰن
بن ابی عمرۃ الانصاری انہ قال جاء
عثمانُ بن عفان الی صلوٰۃ العشاء
فرأی اہل المسجد قلیلاً فاضطجع
فی مؤخر المسجد ینتظر الناس ان یکثروا
فاتاہ ابن ابی عمرۃ فجلس الیہ
فسألہ من ہو فاخبرہ فقال لہ ما معک
من القرآن فاخبرہ فقال لہ عثمانُ
من شہد العشاءَ فکانّما قام نصفَ
لیلۃٍ ومن شہد الصبح فکانما
قام لیلۃً۔ مالک انہ بلغہ ان الہلال
رُئی فی زمان عثمان بن عفان بعشیّ
فلم یفطر عثمانُ حتی امسیٰ وغابت
الشمس۔ مالک عن نافع عن نبیہ
بن وہب اخی بنی عبد الدار انّ
عمر بن عبید اللہ ارسل الی ابانَ
بن عثمانَ وابانُ یومئذٍ امیر الحاج

توصفیں برابر کرو، کندھوں کو سیدھ میں کرو کیونکہ صفوں کی برابری سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ پھر آپ تکبیر نہ کہتے یہاں تک کہ آپ کے پاس وہ لوگ آجاتے جن کو صفوں کے برابر کرنے کا کام آپ سپرد کرتے تھے۔ پھر وہ آپ کو خبر دیتے کہ برابر ہوگئی ہیں، پھر آپ تکبیر کہتے۔ مالک، یحیٰی بن سعید سے وہ محمد بن ابراہیم سے وہ عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے انہوں نے کہا کہ عثمان بن عفان نماز عشاء کے لئے آئے، آپ نے دیکھا کہ مسجد میں ابھی تھوڑے آدمی ہیں تو آپ مسجد کے پچھلے حصّہ میں لیٹ گئے لوگوں کا انتظار کر رہے تھے کہ زیادہ ہو جائیں تو اُن کے پاس ابن ابی عمرہ آئے، آپ نے اُن سے سوال کیا کہ وہ کون ہے تو انہوں نے اُن کو بتایا۔ پھر اُن سے کہا کہ تم کو قرآن کتنا یاد ہے تو انہوں نے بتایا۔ پھر اُن سے عثمان نے کہا کہ جو عشاء (یعنی جماعت عشاء) میں حاضر ہوا وہ گویا نصف رات تک نماز پڑھتا رہا، اور جو صبح کی نماز (یعنی جماعت) میں (بھی) حاضر ہوا تو وہ گویا تمام رات نماز پڑھتا رہا۔ مالک، اُن کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں بعد ظہر ہلال دیکھا گیا تو عثمان نے کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ شام ہوگئی اور آفتاب غائب ہوگیا۔ مالک، نافع سے وہ نبیہ بن وہب سے جو بنی عبد الدار کا بھائی تھا کہ عمر بن عبید اللہ نے ابان بن عثمان کے پاس پیغام بھیجا اور ابان اس دن امیر الحاج تھے اور وہ دونوں (عمر بن عبید اللہ وابان) مُحرِم تھے کہ میں طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جُبیر کی بیٹی سے کر رہا ہوں، آپ شریک مجلس ہوں تو اُن پر ابان نے اعتراض کیا اور کہا کہ میں نے عثمانؓ بن عفان سے سُنا ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

www.kitabghar.org

وہما مُحْرِمان انی قد اردتُ ان اُنکح طلحۃ بن عمر ابنۃ شیبۃ بن جُبیر فاردتُ ان تحضُر فانکر ذٰلک علیہ ابانُ وقال سمعتُ عثمانَ بن عفان یقول قالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاینکحُ المُحْرِم ولا یُنکِح و لایخطُب علی نفسہ ولا علے غیرہ

مالک عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبداللہ وبن عامر بن ربیعۃ قال رأیتُ عثمان ابن عفان بالعرج وہو مُحْرِم فی یوم صائف قد غطّٰی وجہہٗ بقطیفۃ ارجوانٍ ثم اُتی بلحم صیدٍ فقال لاصحابہ کلوا فقالوا اَو لا تأکلُ انتَ فقال انی لست کہیئتکم انما صِیدَ من اجلی

مالک عن ابن شہاب عن قبیصۃ ابن ذویب ان رجلاً سأل عثمان بن عفان عن الاختین من ملک الیمین ہل یجتمع بینہما فقال عثمانُ اَحلّتہما آیۃٌ وحرّمتہما آیۃٌ اُخری فاما انا لا اُحبُّ ان اَصنعَ ذٰلک قال فخرج من عندہ فلقی رجلاً من اَصحاب رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم فسألہ عن ذٰلک فقال لوکان لی من الامر شیئٌ ثم وجدتُ احدًا فعل ذٰلک لجعلتہ نکالاً قال ابن شہاب

وسلم نے فرمایا کہ مُحْرِم نہ نکاح کرے نہ اس کا نکاح کیا جائے اور نہ اپنی ذات کے لئے پیغام نکاح بھیجے اور نہ دوسرے کے لئے۔ مالک عبداللہ بن ابی بکر سے وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے، کہا کہ میں نے عثمان بن عفان کو عرج عــہ میں دیکھا اور وہ مُحْرِم تھے۔ اپنے چہرے کو ایک چادر سے چھپائے ہوئے تھے جو ارغوانی (تیز سرخ رنگ کی) تھی۔ پھر شکار کا گوشت لایا گیا تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ خود نہ کھائیں گے؟ تو فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت پر نہیں ہوں۔ میری ہی وجہ سے شکار کیا گیا ہے۔ مالک، ابن شہاب سے وہ قبیصہ بن ذُوَیب سے کہ ایک شخص نے عثمان بن عفان سے ایسی دو بہنوں کے بارے میں سوال کیا جو کسی کی مِلک میں ہوں کیا وہ دونوں کو جمع کرے۔ تو عثمان رضؓ نے کہا کہ ان کو ایک آیت تو حلال کرتی ہے اور ایک آیت حرام کرتی ہے عــہ میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ مجھے ناپسند ہے کہ ایسا کروں۔ کہا کہ وہ سائل آپ کے پاس سے نکلا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے ملا اور اُن سے بھی اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرا کچھ بس چلتا پھر میں کسی کو ایسا کرتا ہوا پاتا تو میں اُسی پر سزا تجویز کرتا۔ ابنِ شہاب نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ مالک، ابن شہاب سے وہ طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے کہا کہ وہ (علی) ان میں سے اُس کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ اور مروی ہے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی بیوی کو قطعی طلاق دے دی جب کہ وہ بیمار تھے، تو عثمان بن عفان نے اس کو وارث قرار دیا اس کی عدت پوری ہونے کے بعد، مالک، عبداللہ بن الفضل ہے وہ اعرج سے کہ عثمان بن عفان نے ایک تکمیل (طلاق)

عــہ عرج مکہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے جہاں سے تہامہ کی ابتدا ہوتی ہے عــہ حلال کرنے والی آیت ہے اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اور حرام کرنے والی آیت ہے اَنْ تَجْمَعُوْ

www.kitabghar.org

أراہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مالک عن ابن شہاب عن طلحۃ ابن عبد اللہ بن عوف قال و کان اعلمہم بذلک۔ وعن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن بن عوف ان عبد الرحمٰن ابن عوف طلق امرأتہ البتۃ وہو مریض فورثہا عثمان بن عفان منہ بعد انقضاء عدتہا۔ مالک عن عبد اللہ ابن الفضل عن الاعرج ان عثمان بن عفان ورث نساء من مکمل منہ وکان طلقہن وہو مریض۔ مالک عن یحیی بن سعید عن محمد بن یحیی بن حبان قال کانت عند جدی حبان امرأتان ہاشمیۃ وانصاریۃ فطلق الانصاریۃ وہی ترضع فمرت بہا سنۃ ثم ہلک عنہا ولم تحض فقالت انا ارثہ لم احض فاختصما الی عثمان بن عفان فقضی لہا بالمیراث فلامت الہاشمیۃ عثمان فقال ہذا عمل ابن عمک ہو اشار علینا بہذا یعنی علی بن ابی طالب۔ مالک عن ابی الزناد عن سلیمان ابن یسار ان نفیعا مکاتبا کان لام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عبدا کانت تحتہ امرأۃ

کرنے والے شخص کی بیویوں کو وراثت میں حصہ دار بنایا اور اُس نے اُن کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ بیمار تھا (یعنی عبد الرحمٰن بن عوف)۔ مالک یحیی بن سعید سے وہ محمد بن یحیی بن حبان سے کہا کہ میرے دادا حبان کے پاس دو عورتیں تھیں ہاشمیہ اور انصاریہ۔ تو انہوں نے انصاریہ کو طلاق دے دی اور وہ دودھ پلا رہی تھی تو اس پر ایک سال گذر گیا پھر اُن کا انتقال ہو گیا اور اُس کو حیض نہیں آیا تھا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اُس کی وارث ہوں کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا تو دونوں فریق عثمان بن عفان کے پاس یہ مقدمہ لے گئے تو آپ نے انصاریہ کے لئے میراث کا فیصلہ کیا۔ اس پر ہاشمیہ نے عثمان کو ملامت کی تو اُنہوں نے کہا کہ یہ عمل تیرے چچا کے بیٹے کا ہے، اُسی نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا۔ اُن کی مراد علیؓ ابن ابی طالب سے تھی۔ مالک، ابو زناد سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ نفیع مکاتب تھا ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یا غلام تھا۔ اُس کے نکاح میں ایک آزاد عورت تھی، پھر اُس نے اُس کو دو طلاق دے دیں۔ پھر اس عورت سے مراجعت کا ارادہ کیا تو اس کو ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عثمان بن عفان کے پاس جائے اور اُن سے اس کے بارے میں سوال کرے۔ تو نفیع اُن سے راستہ میں ملا جب کہ وہ زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہے تھے تو اس نے دونوں سے سوال کیا تو دونوں نے ایک ساتھ اُس کو جواب دیا کہ حرام ہو گئی تجھ پر، حرام ہو گئی تجھ پر۔ مالک، عبد اللہ بن ابی بکر سے وہ عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن

www.kitabghar.org

حُرَّة فطلقها اثنتين ثم اراد
ان يُراجعها فأمره ازواج النبي صلى
الله عليه وسلم ان يأتي عثمان بن
عفان فسأله عن ذلك فلقيه عند
الدرج آخذًا بيد زيد بن ثابت
فسألهما فابتدراه جميعًا فقالا
حَرُمَتْ عليك حرمت عليك. مالك
بن عبد الله بن ابي بكر عن عبدالملك
بن ابي بكر بن عبد الرحمن بن
الحارث بن هشام عن ابيه انه
اخبره ان العاص بن هشام هلك و
ترك بَنينَ له ثلثة اثنان لِأُمٍّ
ورجلٌ لِعَلَّةٍ فهلك اَحَدُ اللذين لام
وترك مالاً وموالِيَ فورِثه اخوه
لابيه وأمه مالَه وولاءَ مواليه ثم
هلك الذي وَرِثَ المالَ وولاءَ الموالي
وترك ابنه واخاه لِأبيه فقال
ابنه قد احرزتُ ما كان ابي احرز
من المال وولاءِ الموالي وقال اَخوه
ليس كذلك انما احرزتَ المالَ
واما ولاءَ الموالي فلا ارأيتَ لو هلك
اَخي اليومَ الستُ اَرِثُه اَنا فاختصما
الى عثمانَ بن عفانَ فقضى لِأخيه بولاء
الموالي. مالك انه بلغه عن جده مالك
بن ابي عامر ان عثمانَ بن عفانَ قال

ہشام سے، وہ اپنے باپ سے کہ اُنہوں نے اس کو خبر دی کہ عاص بن ہشام کا انتقال ہوا اور اُس نے اپنے تین بیٹے چھوڑے۔ دو بیٹے ایک ماں سے اور ایک باپ شریک تھا۔ بعدازاں اُن دو میں سے جو ماں شریک تھے ایک کا انتقال ہوگیا اور اُس نے کچھ مال اور کئی غلام چھوڑے تو اُس کے وارث بنے اُس کا باپ شریک بھائی اور اُس کی ماں اُس کے مال کے اور غلاموں کی ولایت کے۔ پھر وہ شخص ہلاک ہوگیا جو مال کا اور غلاموں کی ولایت کا وارث بنا تھا اور اُس نے ایک بیٹا اور باپ شریک بھائی چھوڑے۔ تو اس کے بیٹے نے کہا کہ میں ہر اُس چیز کا مالک بن گیا ہوں جس کا مالک میرا باپ تھا مال کا بھی اور غلاموں کی ولایت کا بھی اور اُس کے بھائی نے کہا کہ ایسا نہیں تو صرف تمام مال ہی کا وارث ہے۔ رہی ولایت موالی کی تو اُس کا نہیں تو تجھے اس کی خبر نہیں کہ اگر میرا بھائی آج مرتا تو کیا میں اُس کا وارث نہ بنتا۔ پھر دونوں یہ مقدمہ عثمان بن عفان کے پاس لے گئے تو انہوں نے اس کے بھائی کے حق میں موالی کی ولایت کا فیصلہ کیا۔ مالکؒ، اُن کو یہ خبر پہنچی اپنے دادا مالک بن ابی عامر سے کہ عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے نہ بیچو اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلے نہ بیچو۔ مالکؒ، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر بن الخطاب اور عثمان میں سے کسی ایک نے ایک ایسی عورت کے بارے میں جس نے اپنی ذات کے متعلق ایک شخص کو دھوکہ دیا اور ذکر کیا کہ وہ آزاد ہے اور اس سے اُس شخص کے بچے بھی پیدا ہوئے فیصلہ کیا کہ اُس شخص کو اُس

www.kitabghar.org

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتبیعوا الدینارَ بالدینارینِ ولا تبیعوا الدرہمَ بالدرہمین۔ مالکؒ انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب و عثمانَ بن عفان قضیٰ احدہما فی امرأۃ غرّت رجلا بنفسہا وذکرت انہا حُرّۃٌ فولدت لہ اولادًا فقضیٰ ان یُفدی ولدہ بمثلہم۔ مالکؒ انہ بلغہ ان عثمانَ بن عفان اُتے بامرأۃ قد ولدت فی ستۃ اشہر فامر بہا ان تُرجم فقال لہ علی بن ابی طالب لیس ذلک علیہا ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول فی کتابہ وَحَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا وقال وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ فالحمل یکون ستۃ اشہر فلا رجمَ علیہا فبعث عثمانُ فی اثرِہا فوجدہا قد رُجمت۔ مالکؒ عن عبداللہ بن ابی بکر عن ابیہ عن عمرۃ بنت عبدالرحمن ان سارقًا سَرَق فی زمان عثمانَ بن عفان اُترجّۃ فامر بہا عثمانُ ان تُقوّم فقُوّمت بثلثۃ دراہم من صرف اثنی عشر درہمًا بدینارٍ فقطع عثمانُ یدہ۔ مالکؒ عن

کی اولاد کا فدیہ دیا جائے اُن کے مثل کے برابر۔ مالکؒ، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان بن عفان کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ مہینے میں (یعنی نکاح سے چھ ماہ بعد) بچہ جنا تو اُس کے لئے انہوں نے حکم دیا کہ اسکو رجم کیا جائے تو اُن سے علی رضؓ بن ابی طالب نے کہا کہ اس عورت پر رجم نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرمایا ہے وَحَمْلُہٗ الخ یعنی اُس کا حمل اور دودھ پلانا تیس مہینے ہیں اور فرمایا وَالْوَالِدٰتُ الخ یعنی اور بچے جننے والی عورتیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیرخوارگی کی تکمیل کرنا چاہے (۲۳۳:۲) تو حمل چھ مہینہ کی مدت کا ہوا تو اس پر رجم نہیں ہوگا۔ تو عثمانؓ نے اُس کے پیچھے آدمی کو بھیجا مگر اُس نے دیکھا کہ وہ سنگسار کی جا چکی ہے۔ مالکؒ، عبداللہ بن ابی بکر سے وہ اپنے باپ سے وہ عمرہ بنت عبدالرحمن سے کہ عثمانؓ کے زمانہ میں ایک چور نے لیموں چرائے۔ تو عثمانؓ نے ان کی قیمت کا اندازہ کرایا تو تین درہم کا اندازہ کیا گیا اُس سکہ کے حساب سے جس کا ایک دینار بارہ درہم کا ہے۔ تو عثمانؓ نے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ مالکؒ، اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ انہوں نے عثمان بن عفان سے سُنا اور وہ خطبہ دے رہے تھے کہ ایسی لونڈیوں کو جن کا کوئی مخصوص کام نہیں معینہ مزدوری کی تکلیف نہ دو (کہ یومیہ اتنا لاکر دینا ہوگا) کیونکہ جب تم اُن کو اُس کی تکلیف دوگے تو وہ کمائی کا ذریعہ اپنی فرج کو بنائیں گی۔ اور چھوٹے لڑکے کو بھی کسب کی تکلیف نہ دو کیونکہ وہ جب نہیں پائے گا تو چوری کرے گا۔ اور حرام سے بچو جب کہ اللہ نے تم کو غنی کر دیا ہے اور ایسا

www.kitabghar.org

عن امہ ابی سہیل بن مالک عن ابیہ انہ سمع عثمان بن عفان و ہو یخطب و ہو یقول لا تُکَلِّفُوا الاَمَۃَ غیرَ ذاتِ الصَّنعَۃِ الکسبَ فانکم متی کلفتموہا ذلک کَسَبَت بفرجہا و لا تکلفوا الصغیرَ الکسبَ فانہ اذا لم یجد سرق و عِفّوا اذا اَعفّکم اللہ و علیکم من المطاعم بما طاب منہا۔ و بسیاری از سنن بسبب عمل او درمیان مسلمین رواج یافت فی الریاض عن عبد الرحمٰن بن یزید قال اَفَضتُ مع ابن مسعود من عرفۃ فلما جاء المزدلفۃَ صلی المغربَ والعشاءَ کلَّ واحدۃٍ منہما باذانٍ واقامۃٍ و جعل بینہما العَشاءَ ثم نامَ قال فلما قال قائلٌ طلع الفجرُ صلّی الفجرَ ثم قالَ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ہاتین الصلوتین اُخِّرتا عن وقتہما فی ھذا المکان المغرب والعشاء فان الناسَ لا یأتون ہہنا حتی یعتموا واما الفجر فہذا الحین ثم وَقَفَ فلما اسفر قال اِن اَصابَ امیرُ المؤمنین السُّنَّۃَ دَفَعَ قال فما فَرَغَ عبدُ اللہ حتی دَفَعَ۔ وعن ابی سریح الخزاعی قال کسفتِ الشمس فی عہد عثمان و بالمدینۃ عبد اللہ

کھانا لازم جانو جو پاکیزہ (یعنی وجہ حلال سے) ہو۔ اور بہت سی سنتوں نے اُن کے عمل کی بدولت مسلمانوں میں رواج پایا۔ ریاض میں عبد الرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں ابن مسعود کے ساتھ عرفہ سے لوٹا۔ پھر جب مزدلفہ آگیا تو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے اذان اور تکبیر کہی گئی اور دونوں کے درمیان رات کے کھانے کو رکھا۔ پھر سوئے۔ کہا کہ پھر جب ایک کہنے والے نے کہا کہ فجر طلوع ہو گئی تو فجر کی نماز پڑھی۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں نمازیں اپنے وقتوں سے مؤخر کر دی گئی ہیں اس مقام میں یعنی مغرب اور عشاء، کیونکہ لوگ یہاں نہیں پہنچتے یہاں تک کہ اندھیرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ رہی فجر تو وہ اس وقت ادا ہو گی۔ پھر ٹھہرے۔ جب روشنی پھیل گئی کہا کہ اگر امیر المومنین (یعنی عثمانؓ) نے سنت پر عمل کیا تو چل پڑیں گے تو عبد اللہ بن مسعود (اپنی بات سے) فارغ نہیں ہوئے تھے کہ امیر المومنین چل پڑے۔ اور ابو سریح خزامی سے مروی ہے کہا کہ سورج گرہن ہوا عثمانؓ کے زمانہ میں اور مدینہ میں عبد اللہ بن مسعود موجود تھے۔ کہا تو عثمانؓ نکلے اور لوگوں کو یہ نماز پڑھائی دو رکعتیں اور ہر رکعت میں دو سجدے کئے۔ کہا کہ پھر واپس ہوئے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور عبد اللہ بن مسعود حجرۂ عائشہ کی طرف بیٹھ گئے اور ہم اُن کی طرف بیٹھے تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے تو جب تم کسوف کو دیکھو کہ اُن پر آپڑا ہے تو نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ تو یہ کیفیت اگر دہی ہوئی جس کا

www.kitabghar.org

بن مسعودٍ قال فخرج عثمان فصلے بالناس تلک الصلوٰۃ رکعتین و سجد سجدتین فی کل رکعۃ قال ثم انصرف و دخل دارہ و جلس عبد اللہ الی حجرۃ عائشۃ و جلسنا الیہ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یأمر بالصلوٰۃ عند کسوف الشمس والقمر فاذا رأیتموہ قد اصابہما فافزعوا الی الصلوٰۃ فانہا ان کانت الذی تحذرون کانت وانتم علے غیر غفلۃ وان لم تکن کنتم قد اصبتم خیرًا واکتسبتموہ خرّجہما احمد و اما فتوحیکہ در زمان ذی النورین واقع شد پس دو قسم است قسمی آنکہ بعد وفات حضرت فاروق اعظم بعض بلدان عہد خود را نقض نمودند حضرت ذی النورین در تجدید فتح آن بلاد سعی بلیغ بتقدیم رسانیدند مانند قتال مرتدین در اول زمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ - از انجملہ اہل ہمدان نقض عہد نمودند بر دست مغیرۃ بن شعبہ فتح آن مجدد شد و اہل ری سخافت رای پیش آوردند باہتمام ابو موسٰے اشعری و براء بن

تمہیں اندیشہ ہوتا ہے (یعنی قیامت) تو وہ ایسی حالت میں آئے گی کہ تم غفلت میں نہیں ہو گے اور اگر وہ نہ ہوئی تو پھر بھی تم نے نیک کام کیا اور خیر کے اکتساب میں مشغول ہوئے۔ دونوں روایتوں کو احمد نے نقل کیا۔ اب ان فتوحات کا حال بیان کیا جاتا ہے جو ذوالنورین کے زمانہ میں واقع ہوئیں تو وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی وفات کے بعد بعض شہروں نے اپنا عہد توڑ دیا۔ حضرت ذی النورین نے اُن شہروں کے دوبارہ فتح کرنے میں کامیاب کوششیں فرمائیں جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اوّل زمانہ میں مرتدین کے ساتھ قتال میں فرمائی تھیں۔ اُن میں سے یہ کہ اہلِ ہمدان نے اپنے عہد کو توڑا تو وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر دوبارہ فتح ہوا۔ اور اہلِ رَے نے بدرائی اختیار کی (یعنی بغاوت کی) تو ابو موسٰی اشعری اور براء بن عازب کے اہتمام سے پھر حدودِ اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ اور اہلِ اسکندریہ نے بغاوت کا جھنڈا اکھڑا کیا تو عمرو بن العاص کی سعی سے اُن کا جھنڈا سرنگوں ہوا، اور آذر بیجان نے بے وفائی اور عہد کی خلاف ورزی کی تو ولید بن عقبہ نے ان کا ناطقہ تنگ کر دیا اور صلح پر مجبور کر دیا۔ اور اسی طرح بعض شہر آذر بیجان کے قریب مفتوح ہوئے۔ اور آپ نے ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کو آرمینیہ کی طرف بھیجا جو کہ ان شہروں سے بیشمار اموالِ غنیمت لائے۔ اور عثمان بن ابی العاص کو شہر گازرون اور اس کے نواحی میں روانہ کیا اور انہوں نے اُن علاقوں کو بطریقِ مصالحت فتح کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے وہاں سے ہرم بن

www.kitabghar.org

عازب باز در حوزۂ اسلام درآمدند
واہل اسکندریہ رایت خلاف
نصب کردند بسعی عمرو بن العاص
رایت ایشان منکوس گشت ۔ و
آذربیجان پا از حد دفا بعہد بیرون
نہادند ولید بن عقبہ کار برایشان
تنگ ساخت و مضطر بصلح گردانید
و دران میان بعضی مواضع قریبۂ آذربیجان
نیز مفتوح گشت۔ و ولید بن عقبہ
وسلمان بن ربیعہ را بطرف ارمینیہ
فرستاد از ان بلاد غنائم بے حساب آوردند
و عثمان بن ابی العاص را شہر کازرون
و نواحی آن روان فرمود و وی آن نواحی
را بطریق مصالحہ فتح کرد۔ عثمان بن
ابی العاص از انجا ہرم بن حبان را
بجانب دژسفید روان ساخت و
باندک فرصتی بآن ہمہ رزانت کہ
داشت مفتوح شد۔ اما قسم ثانی از آن
جملہ است فتح افریقیہ بردست
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح
امیرالمؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ
عبداللہ بن سعد را بجہت ہمیں
فتوح امارت مصر تفویض فرمود و
خمس الخمس غنائمی کہ بسعی او حاصل
شود تنفیل نمود۔ و حاکم افریقیہ دران

حبان کو دژسفید کی جانب روانہ کیا اور یہ مقام باوجود
وہاں کے لوگوں کے تدبّر کے جو وہ لوگ رکھتے تھے
تھوڑے وقت میں مفتوح ہوگیا۔ رہی دوسری قسم تو اُن
میں سے افریقیہ کی فتح ہے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح
کے ہاتھ پر۔ امیرالمؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ
کو انھیں فتوحات کے لئے مصر کی امارت عطا فرمائی تھی
اور ان غنیمتوں میں سے جو اس کی سعی سے حاصل
ہوں پانچویں حصّے کا پانچواں حصّہ اُس کو عطا فرمایا۔ اُن ایام
میں قیصرِ روم کی طرف سے افریقیہ کا حاکم جرجیر نام
کا ایک شخص تھا۔ طرابلس سے طنجہ کی حدود تک کا
علاقہ اس کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اُس کے دماغ
میں فرعونیت کا جوش پیدا ہوا تو اُس نے تقریبًا
ایک لاکھ بیس ہزار سوار جمع کر لئے۔ امیرالمؤمنین
عثمان رض نے ایک لشکرِ عظیم جس میں اشراف صحابہ
مثل عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی ایک
جمعیت شریک تھی مرتب کر کے عبداللہ بن سعد کی کمک
کے طور پر بھیجا۔ اس نے بھی غازیانِ مصر کو جمع کر کے
ایک لشکر آراستہ کر لیا تھا۔ یہ سب ہیئتِ اجتماعیہ
کے ساتھ افریقیہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ چالیس
دن تک فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی۔ صبح
سے آدھے دن تک جنگ میں مشغول رہتے تھے
اس کے بعد ہر ایک اپنے لشکر کی طرف لوٹ جاتا تھا۔
امیرالمؤمنین عثمان بن عفان رض نے باوجودیکہ مسلمانوں
کے شہروں سے میدان قتال بڑی مسافت پر تھا،
اُس کو ملاحظہ فرما کر عبداللہ بن زبیر کو ایک بڑی

www.kitabghar.org

ایام از قبل قیصر روم شخصی جرجیر نام بود از طرابلس تا حدودِ طنجہ در تحتِ حکومت او مندرج شدہ دماغ تفرعن بر افراشتہ نزدیک بصد وبیست ہزار سوار جمع ساخت امیر المؤمنین عثمان لشکری انبوہ کہ طائفہ از اشراف صحابہ مثل عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر دران جمعیت بودند مرتب نمودہ بکمک عبداللہ بن سعد فرستاد اونیز جندی عظیم از غزاۃ مصر بہم آراست ہمہ بھیئت اجتماعیہ بجانب افریقیہ روان شدند مدت چہل روز ما بین الفریقین محاربہ واقع شد از صباح تا نصف النہار بمقاتلہ مشغول می بودند بعدازان ہر یکی بمعسکر خود مراجعت می نمود امیر المومنین عثمان بن عفان بعد مسافت موضع قتال از بلاد مسلمین ملاحظہ فرمودہ عبداللہ بن زبیر را با جمعی کثیر بمدد فرستادہ بود ایشان بتعجیل تمام طے منازل نمودہ باندک فرصتے بمحل قتال رسیدند اتفاقاً در وقتِ رسیدن ایشان چہل روز درین مکابدہ گذشتہ بود مسلمانان ازغایت فرح تکبیر گفتند وشادمانی

جماعت کے ساتھ مدد کے طور پر بھیجا۔ یہ لوگ بڑی عجلت کے ساتھ منزلیں قطع کرتے ہوئے تھوڑے عرصہ میں میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔ اتفاقاً ان لوگوں کے پہنچنے کے وقت تک چالیس دن اس جانفشانی میں گذر گئے تھے۔ مسلمانوں نے نہایت خوش ہوکر تکبیر کہی اور بہت مسرور ہوئے۔ عبداللہ بن زبیر نے لشکرِ اسلام کے درمیان عبداللہ بن سعد کو نہ دیکھا تو اس کا حال لوگوں سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ جرجیر نے اپنے لشکر میں یہ منادی کرائی ہے کہ جو شخص ابن ابی سرح کا سر اس کے پاس لائے گا اس کو ایک لاکھ دینار زرِ سرخ دے گا اور اس سے اپنی بیٹی کی شادی بھی کر دے گا۔ اس سبب سے اس پر خوف غالب آگیا ہے اور وہ مخفی ہوگیا۔ عبداللہ بن زبیر نے اس کو مشورہ دیا کہ آپ بھی اپنے لشکر میں منادی کرادیں کہ جو شخص تمہارے پاس جرجیر کا سر لائے گا اس کو اس لشکر کے اموالِ غنیمت میں سے ایک لاکھ دینار زرِ سرخ اس کو دیں گے اور جرجیر کی لڑکی بھی اس کو عطا کر دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ جرجیر کے میدان میں ثابت قدم رہنے میں تزلزل واقع ہوگیا اس کے بعد سے ہنگامۂ کارزار کے وقت جرجیر لشکر کے پیچھے معرکۂ جنگ سے دور ٹھہرنے لگا پھر ابن الزبیر کے مشورے سے ابن ابی سرح نے ایک جماعت کو اچھی طرح مسلح کر کے خیموں میں بٹھا دیا اور خود قتال انتہائی جدوجہد کے ساتھ جاری رکھا اور نصف دن گذر جانے پر بھی نہ چھوڑا کہ دشمن اپنے

www.kitabghar.org

بسیار نمودند عبداللہ بن زبیر درمیان لشکرِ اسلام عبداللہ بن سعد را ندید تفحصِ حالِ او کرد گفتند جرجیر در لشکرِ خود منادی دادہ کہ ہر کہ سر ابن ابی سرح بنزدِ وی آرد صد ہزار دینارِ زرِ سرخ اورا بدہد و دختر خودرا در حبالۂ عقدِ او درآرد ازین سبب خوف بروی مستولی شدہ و مخفی گشتہ عبداللہ بن الزبیر مشورت داد کہ تو نیز در لشکرِ خود منادی فرما کہ ہر کس کہ سر جرجیر پیش تو آرد صد ہزار دینارِ زرِ سرخ از غنیمتِ آن لشکر باد دہی و دخترِ جرجیر را بوی تنفیل نمائی ہمچنان کردند تا در بناءِ مُصابرتِ جرجیر تزلزلِ قوی افتاد بعد ازان ہنگام مقاتلہ درعقبِ لشکر دُور از معرکہ می ایستاد باز بمشورۂ ابن الزبیر جماعتی را مسلح و مکمل ساختہ در خیام نشاندند و خود در قتال دادِ جدّ بلیغ دادند و در نصف النہار ہم نگذاشتند کہ اعدا بخیام خود رجوع کنند تا ہر دو فریق کاہیدہ و رنگ رو باختہ وقتِ شام بازگشتند آن جماعۂ مترصدہ از خیام برآمدہ ناگاہ در حالتِ غفلت

خیموں کی طرف رجوع کریں یہاں تک کہ دونوں فریق جب کہ تھک کر چور ہوگئے اور چہروں کا رنگ اُڑ گیا شام کے وقت لوٹے۔ اب وہ جماعت جو تاک میں لگی ہوئی تھی (اور تازہ دم تھی) خیموں سے نکلی اور اچانک غفلت کی حالت میں اُن ملعونوں پر ٹوٹ پڑی اور اُن پر کلیتہً شکست آ پڑی۔ جرجیر عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اُسی وقت شہر شبیطلہ پر جو افریقیہ کا مدار علیہ تھا اس لشکرِ اسلام نے نزول کیا اور اس کو بھی تھوڑے عرصہ میں فتح کرلیا اور تمام اہلِ افریقیہ مصالحت کے ساتھ پیش آئے کہتے ہیں کہ اُس جنگ کے اموالِ غنیمت میں سوار کا حِصّہ تین ہزار دینار اور پیدل کا حِصّہ ایک ہزار دینار تھا۔ اور جرجیر کی بیٹی اور مال کی بڑی مقدار بموجب وعدہ عبداللہ بن زبیر کو دی گئی۔ اور اس معرکہ کو حَرْبُ العَبَادِلَہ[1] کہتے ہیں کیونکہ لشکر کے قلب پر امیر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا اور میمنہ پر عبداللہ بن عمر اور میسرہ پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمہ پر عبداللہ بن عباس۔ افریقیہ کی فتح کے بعد ابن ابی سرح نے عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع ابن عبدالقیس کو مغرب کی طرف بھیجا۔ وہاں جنگ کے شعلے بھڑکنے اور قتالِ شدید کے بعد کفار کو شکست ہوئی۔ امیرالمومنین نے اندلس کی امارت عبداللہ بن نافع بن الحصین کو دے دی اور اُس کے بعد سے اسلام زمین مغرب میں داخل ہوا

[1] العبادلہ جمع ہے عبداللہ کی ۱۲۔

www.kitabghar.org

بران ملاعین تاختند و شکست کلی بر ایشان افتاد و
جرجیر بر دست ابن الزبیر مقتول شد آنگاه بر شہر
شبیطلہ کہ قاعدۂ افریقیہ بود نزول کردند و آن را
نیز باندک زمانی مفتوح ساختند و جمیع اہل افریقیہ
بمصالحہ پیش آمدند گویند سہم فارس درانجا
سہ ہزار دینار و سہم راجل ہزار دینار بود،
و دختر جرجیر و مال خطیر بموجب وعدہ بعبداللہ
ابن الزبیر دادند و این معرکہ را حرب العبادلہ
میگویند کہ صاحب قلب عبداللہ بن سعد
ابن ابی سرح بود و بر میمنہ عبداللہ بن عمر و بر میسرہ
عبداللہ بن الزبیر و بر مقدمہ عبداللہ بن عباس
بعد فتح افریقیہ ابن ابی سرح عبداللہ
ابن نافع بن حصین و عبداللہ بن نافع
ابن عبد القیس را بجانب مغرب فرستاد
آنجا بعد اصطلای نائرہ حرب و شدت
قتال ہزیمت بر کفار افتاد امیر المؤمنین
ایالت اندلس بعبداللہ بن نافع
ابن الحصین داد دازان باز اسلام
در مغرب زمین داخل شد - وازانجملہ
فتح جزیرۂ قبرس و ماحول آن - معاویۃ
ابن ابی سفیان بعرض امیر المؤمنین
عثمان رسانید کہ بر سواحل بحر روم
قریٰ وامصار متصلہ است کہ وصول
بآن بلاد از راہ دریا تواند شد اگر
اجازت باشد از راہ بحر بر سر آن مردم
لشکرکشیم و سابق چندین بار ہمین
مدعا را بعرض حضرت فاروق رسانیدہ
بود بملاحظۂ خطر دریا و عدم اطلاع

اور اُن میں سے ہے جزیرہ قُبرس اور اُس کے گردوپیش
کا علاقہ۔ معاویہ بن ابی سفیان نے امیر المومنین عثمانؓ کی
خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی کہ بحرۂ روم کے ساحلوں
کے اوپر بہت سے قریات اور شہر ملتے چلے گئے
ہیں اُن شہروں تک پہنچنا دریا کے راستہ سے ہو
سکتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو وہاں کے لوگوں پر دریائی
راستہ سے ہم لشکرکشی کر دیں۔ وہ پہلے بھی چند
بار اس تجویز کو حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پیش کر
چکے تھے اور آپ نے دریا کے خطرات کے پیش نظر
اور ان ساحلی مقامات کے لشکروں کا علم نہ ہونے
کی وجہ سے اور ابھی تک قیصر روم کی شوکت بھی
باقی تھی اجازت نہیں دی تھی۔ اس زمانہ میں حضرت
ذی النورین اس رائے سے متفق ہو گئے اور آپ
نے اس سفر کی اجازت دے دی اور یہ لکھ کر بھیجا
کہ اس سفر میں تم لوگوں کا انتخاب نہ کرنا اور نہ قرعہ
اندازی کرنا، بلکہ لوگوں کو اختیار دے دینا کہ جو شخص
اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ جانا چاہے جائے
معاویہ بن ابی سفیان نے جب اجازت حاصل
کر لی تو ایک بھاری لشکر مرتب کر کے اُن شہروں
کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور ابو ذر غفاریؓ اور عبادہ
ابن الصامت اور اُن کی زوجہ اُم حرامؓ اور
اُن کے علاوہ دیگر اصحاب اس لشکر میں شامل
ہوئے تھے۔ سب سے پہلے بحری سفر میں چند کشتیاں ملیں
جو اُن ھدایا اور تحفوں سے بھری ہوئی تھیں جو
کہ جزیرۂ قبرس کے حاکم کی طرف سے قسطنطین بن

www.kitabghar.org

برجنودِ آن سواحل وہنوز شوکتِ قیصر باقی بود فاروق اعظم اجازت نداده درینولا ذی النورین را این رای موافق افتاد واجازتِ آن داد ونوشته فرستاد که درین سفر مردم انتخاب نکنی و قرعہ نہ اندازی بلکہ ایشان رامخیّر گردانے ہرکہ لبطوع ہمراہ تو برد وبرود ومعاویۃ بن ابی سفیان چون رخصت حاصل کرد لشکری گران ترتیب داده متوجہ آنصوب گشت وابوذر غفاری وعبادۃ بن الصامت وزوجۂ او اُمِّ حرام وغیر ایشان از صحابہ درین لشکر بودند نخست در اثنای بحر بازورقی چند مملو از ہدایا وتحف کہ از جانب حاکم جزیرۂ قبرس بطرف قسطنطین بن ہرقل می رفت ملاقی شد آن ہمہ را درحوزۂ تصرف در آورد القصہ مسلمانان دران غزوه درمیان بحر وبر پنجاه معرکہ محاربہ کردند وکار پیش بردند وسبایا بسیار بدستِ اہل اسلام افتاد و آخرہا بر مبلغی خطیر کہ ہر سال بہ بیت المال فرستند مصالحہ واقع شد وبعد فتح جزیرۂ قبرس جزیرۂ رودس را فتح کردند وغنائم وسبایائے این جزیره باجزیرۂ سابقہ درم مساوات میزد بعد ازان سالم وغانم رجوع کردند واخماس باامیرالمومنین روان

ہرقل کے پاس جارہی تھیں اُن سب کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لے لیا گیا۔ القصہ مسلمانوں نے اس غزوہ میں دریا اور خشکی میں پچاس معرکے سر کیے اور کام آگے بڑھایا اور اہل اسلام کے ہاتھوں میں بہت سے قیدی آئے۔ آخرکش ایک بڑی رقم پر مصالحت ہو گئی کہ وہ ہر سال بیت المال میں بھیجتے رہیں۔ اور جزیرہ قبرس کے فتح ہونے کے بعد جزیرۂ روڈس کو فتح کیا اور اس جزیرہ کے اموالِ غنیمت اور قیدی جزیرہ سابقہ سے کم نہیں تھے۔ اس کے بعد سلامتی اور اموالِ غنیمت کے ساتھ لشکر کے لوگ واپس ہوئے اور امیر المؤمنین کو غنائم کے خمس (یعنی پانچویں حصے) روانہ کئے۔ اور اس سفر کی اجازت مرضیاتِ الٰہیہ میں سے تھی جو کہ ذی النورین کے لئے ذخیرہ کر کے رکھی گئی تھی۔ ایک مقررہ ضابطۂ قدرت کے بموجب ع مدّتے بالیست تا خون شیر شد۔ (خون کا دودھ بننے کے لئے ایک مدّت چاہیئے) اُس کا اب ظہور ہوا۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سفر مرضیاتِ الٰہیہ میں سے تھا۔ بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے اُمّ حرام نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اس کے گھر میں قیلولہ کیا پھر ایسی حالت میں جاگے کہ ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا یارسول اللہ کس چیز سے آپ ہنسے۔ فرمایا کہ اپنی امت میں سے ایک قوم مجھے اچھی لگی جو دریا میں اس طرح سوار ہوں گے جس طرح بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں، تو میں نے کہا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے، تو فرمایا کہ تو اُن ہی میں سے ہے۔ پھر سو گئے، پھر ہنستے ہوئے جاگے پھر مثل اُس کے دو دیا تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے کہا یارسول اللہ دعا کیجئے اللہ سے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے تو آپ فرماتے تھے کہ تو پہلوں میں سے ہے اُس کے بعد اُمّ حرام سے نکاح کیا عبادہ بن الصامت نے اور وہ اس غزوہ میں ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر جب لوٹنے

www.kitabghar.org

ساختند و اجازت این سفر یکے از مرضیات
الٰہی بود کہ برای ذی النورین ذخیرہ نہادہ
بودند ہرچند قضیۂ ع مدتی بالیست تاخون
شیر شد * مقرر است دال برانکہ این
سفر از مرضیات الٰہی بودہ است۔ اخرج
البخاری عن انس بن مالک قال حدثتنی
اُمّ حرامٍ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
یومًا فی بیتہا فاستیقظ وہو یضحک
قلتُ یا رسول اللہ ما یضحکک قال
عجبتُ من قومٍ من امتی یرکبون البحر
کالملوک علی الاسرّۃ فقلتُ یا رسول اللہ
اُدعُ اللہَ ان یجعلنی منہم فقال انتِ منہم
ثم نامَ فاستیقظ وہو یضحک فقال مثل
ذلک مرتین او ثلثا قلتُ یا رسول اللہ
اُدعُ اللہَ ان یجعلنی منہم فیقول انتِ من
الاوّلین فتزوّج بہا عبادۃُ بن الصامت
فخرج بہا الی الغزو فلما رجعت قرّبت
دابۃٌ لترکبہا فوقعت فاندقّت عنقہا
واخرج البخاریُّ ایضا عن عُمیر بن الاسود
العنسی عن ام حرام رضی اللہ عنہا انہا
سمعتِ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوّل
جیشٍ من امتی یغزون البحر قد اوجبوا
قالت ام حرام قلتُ یا رسول اللہ انا فیہم
قال انتِ فیہم قالت ثم قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اوّل جیشٍ من اُمتی یغزون

لگیں تو جانور کو اپنے قریب کیا تاکہ اس پر سوار ہوں پھر گر پڑیں
جس سے اُن کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور بخاری نے ہی روایت کی عمیر
بن اسود عنسی سے وہ امّ حرام رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت میں سے ایسا ہوگا
جس کے لوگ دریا میں جہاد کریں گے انہوں نے واجب کر لیا یعنی
ایسا عمل کیا جو موجب جنت ہے) اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول
اللہ میں اُن میں سے بن جاؤں۔ کہا کہ تو ان ہی میں سے ہے۔ کہا کہ پھر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پہلا لشکر میری امّت میں سے
ایسا ہوگا کہ اس کے لوگ جہاد کریں گے قیصر کے شہر پر، اُن کی مغفرت
کردی جائے گی تو میں نے کہا کہ کیا میں بھی اُن میں ہوں گی یا رسول
اللہ؟ کہا کہ نہیں۔ اور اُن میں سے فارس اور خراسان کی فتح ہے
عبداللہ بن عامر بن کریز کے ہاتھ پر۔ جب اہل بصرہ نے ابوموسیٰ
اشعری کے متعلق شکایتیں کیں تو امیر المومنین عثمان نے اُن کو معزول
کیا اور عبداللہ بن عامر کو ان کی بجائے نصب کیا۔ اوّل امیر المومنین
کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے عہد شکنی کی اور عبید اللہ بن عامر کو جو
اُن شہروں کے والی تھے مار ڈالا اور ایک بڑی تعداد نے مجتمع ہو کر
اصطخر کو اپنی چھاؤنی بنالیا ہے۔ تو آپ نے عبداللہ بن عامر کو فرمان
لکھا کہ بصرہ اور عمان کا لشکر ساتھ لے کر فارس روانہ ہو جائیں۔
القصہ حدودِ اصطخر میں طرفین کا مقابلہ ہوا۔ لشکرِ اسلام کے میمنہ پر ابو برزہ
اسلمی اور میسرہ پر معقل بن یسار گھوڑے سواروں پر عمران بن حصین
مقرر ہوئے۔ یہ تینوں شخص شرفِ صحبت حاصل کئے ہوئے تھے۔
سخت جنگ کے بعد لشکرِ اسلام نے فتح پائی اور فارس کا لشکر بھاگ
نکلا اور قلعۂ اصطخر مفتوح ہو گیا۔ عبداللہ بن عامر نے وہاں سے
نہایت شوکت اور وقار کے ساتھ داراب جرد کی طرف کوچ
کیا کیونکہ ان شہروں کے لوگوں نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ بہت آسانی

www.kitabghar.org

مدینۃ قیصر مغفور لهم فقلت انا فیهم یارسول الله قال لا۔ و ازآن جمله فتح فارس وخراسان بردست عبدالله بن عامر بن کریز چون اهل بصره از ابوموسی اشعری شکایت کردند امیرالمومنین عثمان اورا معزول ساخت وعبدالله بن عامر را بجای او نصب فرمود اول با امیرالمؤمنین خبر رسید که اهل فارس نقض عهد نموده اند وعبیدالله بن عامر والی آن بلاد را کشتند وجمعی کثیر مجتمع شده اصطخر را معسکر ساختند عبدالله بن عامر را فرمان نوشت که با لشکر بصره وعمان متوجه فارس شود القصه در حدود اصطخر تلاقی فریقین واقع شد بر میمنۂ لشکر اسلام ابوبرزه اسلمی وبر میسره معقل بن یسار وبر خیل عمران بن حصین واین هر سه کس شرف صحبت دریافته بودند بعد قتال عظیم لشکر اسلام غلبه یافت وجیش فرس منهزم شد وقلعۂ اصطخر مفتوح گشت عبدالله بن عامر از انجا در غایت شوکت وتمکین بدار اب جرد نهضت نمود چه اهالی آن دیار نیز نقض عهد نموده بودند باسهل وجوه فتح این ولایت میسر آمد وازآنجا بشهر جور که بقول بعض عبارت از فیروزآباد شیراز است وبقول بعض از اعمال کرمان است توجه نمود وبعد از

کے ساتھ اس ولایت کی فتح میسر ہوگئی۔ اور وہاں سے شہر جور کی طرف توجہ کی جو کہ بقولِ بعض عبارت ہے فیروز آباد شیراز سے اور بقولِ بعض مضافاتِ کرمان میں سے تھا، اور جنگ کے بعد فتح حاصل ہوئی۔ اس کے بعد پھر اصطخر کی طرف رجوع کیا کیونکہ وہاں والوں نے اس فرصت میں پھر عہد شکنی پر اقدام کیا تھا۔ اُس کو محاصرہ میں لیا اور بہت سے منجنیق نصب کئے اور شدید قتال کے بعد بزور فتح کیا اور بہت سے رؤسائے فارس قتل ہوئے اور فارس کے اکثر مواضع اطاعت کے ساتھ یا مجبور ہو کر فرمانبردار ہوئے۔ مسلمانوں نے فتوحات کی خبریں اور اموالِ غنیمت کے پانچویں حصّے (خمس) دارالخلافہ میں روانہ کئے۔ ایک مدّت کے بعد عبداللہ بن عامر نے غزوۂ خراسان کے لئے امیرالمومنین عثمان سے اجازت طلب کی اور امیرالمومنین نے اس عزم کی تعریف کی۔ وہ ایک لشکرِ عظیم مرتب کرکے کرمان کے راستہ سے ولایتِ خراسان میں پہنچ گئے۔ راستہ میں اُن جماعتوں پر جنہوں نے عہد شکنی کی تھی مجاشع بن مسعود وغیرہ کو بھیجا تاکہ وہ ان شہروں کا محاصرہ کرلیں تاآنکہ فتح حاصل ہو اور خود خراسان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس لشکر کے مقدمہ پر احنف بن قیس تھے، اُنہوں نے قہستان کا رُخ کیا اور اس جانب کے شہروں سے سرگرم قتال ہوئے اور ان کو اتنا عاجز کردیا کہ وہ پہاڑوں اور قلعوں میں جا گھسے۔ انجام کار مصالحت کے مقام پر آئے۔ چھ لاکھ درہم خراج اپنے اوپر لازم کیا۔ وہاں سے خراسان کے قرب وجوار کے شہروں پر مثل جُوین اور بیہق اور باخرز اور اسفرائن اور نسا اور ابیورد لشکر بھیجتے رہے جن میں بعض کو جنگ سے اور بعض کو صلح سے

www.kitabghar.org

محاربہ فتح دست داد۔ بعد ازان باز باصطخر رجوع نمود چہ درین فرصت بر نقض عہد اقدام نمودہ بودند آن را حصار کردہ ونصب مجانیق نمودہ بعد قتال شدید عَنْوَۃً فتح کردند وبسیاری از رؤساء فرس مقتول شدند واکثر مواضع فرس طوعًا یا کرہًا بتسخیر درآمد اخبار از فتوح مع اخماس الغنائم روانۂ دار الخلافت نمودند۔ بعد از مدتی عبد اللہ بن عامر استجازتِ امیر المومنین عثمان نمود در غزوۂ خراسان و امیر المومنین استحسانِ آن عزم فرمود لشکر گران ترتیب دادہ از راہ کرمان بولایتِ خراسان درآمد در راہ برجمعی کہ عہد شکستہ بودند مجاشع بن مسعود وغیر آن را فرستاد تا بمحاصرۂ آن بلاد مشغول باشند تا آنکہ فتح میسر آید وخود بجانب خراسان متوجہ شد وبر مقدمۂ او احنف بن قیس بود طرف قہستان میل نمود و با اہلِ آن دیار مقاتلہ در پیش کرد و ایشان را ملتجی ساخت تا آنکہ بجبال وقلاع خزیدند آخر الامر در مقام مصالحہ درآمدہ ششصد ہزار درہم التزام نمودند از انجا بہر ناحیہء از نواحی خراسان مثل جُوَین و بیہق و باخرز و اسفراین و نسا وابیورد لشکر میفرستاد بعض را عنوۃً وبعض را صلحًا مفتوح ساختند آنگاہ

فتح کیا۔ اُسی زمانہ میں حاکم طوس عبد اللہ بن عامر سے اور شہر والوں کی وکالت کرتے ہوئے چھ لاکھ درہم مقرر کر گیا۔ اس کے بعد انہوں نے نیشاپور پر حملہ کیا اور اس کے حصار پر ایک مدت گذر گئی۔ آخر الامر حاکم طوس نے نیشاپور کی نہر میں پانی پہنچنے کا راستہ بتا دیا جو زمین کے نیچے تھا (اور شہر کی تمام ضرورتیں اس نہر سے پوری ہوتی تھیں) اُنہوں نے اس کو بند کر دیا۔ اس سے نیشاپور والوں نے عاجز ہو کر بدلِ صلح دس لاکھ درہم تسلیم کر لیا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شہر جنگ کے بعد فتح ہوا۔ اس مقام میں ایک مدت قیام کیا اور ایک لشکر سرخس بھیجا، جس نے اہلِ سرخس کے ساتھ جنگ کر کے اُن کو عاجز کر دیا۔ انجامِ کار اس شرط پر کہ سو آدمیوں کو امن دے دیں (اور معاہدہ میں یہ تخصیص کی گئی کہ وہ کون کون لوگ ہوں گے) مصالحت واقع ہو گئی، اور حاکمِ سرخس نے اپنے کو سو آدمیوں میں شمار کر لیا اس قیاس سے کہ وہ حاکم شہر ہونے کی وجہ سے اُن سو آدمیوں میں داخل ہے اور وہ بالا ولیٰ مامون ہے۔ مسلمانوں کے لشکر والوں نے اس دلالتِ حالی کو کافی نہ سمجھتے ہوئے اُس کو قتل کر دیا۔ اور ایک اور لشکر ہرات کی طرف روانہ کیا ہرات کے سردار نے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی آ کر مصالحت کے لئے کوشش کی اور ہرات اور اس کے مضافات کی طرف سے ایک بڑی رقم پر معاہدہ کر لیا۔ اس کے بعد مرو کے سردار نے بھی ایک رقم قبول کر لی۔ اس کے بعد احنف بن قیس کو جرجان اور طالقان اور فاریاب کی طرف بھیجا۔ اُنہوں نے ان سب شہروں کو فتح کر لیا اس کے بعد بلخ کی طرف گئے اور مصالحت کر لی۔ اس کے بعد عبد اللہ بن عامر سلامتی اور اموالِ غنیمت کے ساتھ واپس

www.kitabghar.org

مرزبانِ طوس نزد عبداللہ بن عامر رفت
دبوکالت اہالی آن شہر ششصد ہزار
درہم التزام نمود بعد ازان طرف نیشاپور
نہضت کرد وحصارِ او مدتی کشید آخرالامر
مرزبان طوس بر مجری نہر نیشاپور کہ از زیرِ
زمین می رفت مطلع گردانید آنرا مسدود
ساختند اہل نیشاپور عاجز آمدہ ہزار ہزار
درہم بدل صلح تسلیم نمودند و بقولے عنوۃً
مفتوح شد وران مقام مدتے اقامت
کرد ولشکر بجانب سرخس فرستاد آن
جماعہ با اہل سرخس بجنگ درپیوستہ
آنہا را عاجز آوردند آخر با ایشان شرط کہ
صدکس را امان دہند مصالحہ واقع شد
و مرزبان سرخس خود را دران صدکس
شمرد بگمانِ آنکہ او بالاولے مامون است
اہل لشکر باین دلالت حالی اکتفا نکردہ اورا
کشتند ولشکری دیگر بجانب ہرات روان
نمود مرزبانِ ہرات قبل از وصول لشکر راہ
مصالحہ سپردہ بمبلغی خطیر از ہرات وتوابع
آن متعہد شد بعد ازان مرزبانِ مرو مبلغے
قبول کرد بعد ازان احنف بن قیس را
بجانب جرجان وطالقان وفاریاب فرستاد
آنہمہ را فتح کرد بعد ازان طرف بلخ رفت
ومصالحہ نمود۔ وبعد ازان عبداللہ بن عامر
سالم وغانم مراجعت کرد۔ و از انجملہ محاربہ

ہوئے۔ اور ان میں سے قسطنطین[1] کے ساتھ بحری جنگ ہے۔
جب افریقیہ پر مسلمانوں کا تسلّط اور سمندر کے ساحلوں پر بھی
مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا تو اُس کی رگِ غیرت جوش میں آئی اور
اُس نے ایک بھاری لشکر جمع کرکے سمندر کے راستہ سے
عبور کرنا چاہا تو معاویہ شام سے اور عبداللہ بن سعد بن
ابی سرح مصر سے اُس کی مدافعت کے ارادے سے روانہ
ہوگئے۔ سمندر کے درمیان دونوں صفوں کی مڈبھیڑ ہوگئی، تلواریں
اور خنجر چلنے لگے اور گریبان پکڑے اور گلے کاٹے جانے لگے
اور ایک عظیم مقابلہ میں ایک دوسرے سے گتھ گئے اور
رومی لشکر کا بڑا حصّہ مارا جاچکا تو قسطنطین بھاگ گیا۔
اور اُس کا خود اپنی قوم سے جھگڑا شروع ہوگیا جس
نے اُس کو اُس کے جہنم کی جائے قرار میں پہنچا دیا۔ اور قیصر
کے ہلاک ہونے کا جو وعدہ ہوا تھا یعنی اِذَا ھَلَکَ قیصر الخ
یعنی "جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر
نہ ہوگا"، ظہور میں آگیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
رہا عثمانؓ بن عفان کا طرزِ حکومت، تو جس نے سیرت کی
کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اُن کا انتظامِ حکومت
نہایت عمدہ طور پر چل رہا تھا، اِلّا یہ کہ ایّامِ ابتلاء میں نکتہ
چینیاں کھلم کھلّا ہونے لگی تھیں اور زبان درازی شائع
ہوگئی تھی اور ہر شخص کوئی اعتراض پیش کرتا تھا۔ چنانچہ
اس پہلو پر ہم تقریر کریں گے کیونکہ اُس کی مصلحتیں مخفی
رہ گئی ہیں۔ ابوعمر نے استیعاب میں مبارک بن فضالہ سے
روایت کیا کہ میں نے حسن سے سُنا وہ کہتے تھے کہ میں
نے سُنا عثمان سے جو خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے
کہ اے لوگو کس بات پر تم مجھ سے ناراض رہتے

[1] اس جنگ کا نام غزوۃ الصواری ہے ۱۲۔

www.kitabghar.org

در بحر با قسطنطین چون بر افریقیہ مسلمین مستولی شدند و سواحل را انتزاع نمودند عرقِ غیرتش بجوش آمد فوجے عظیم بہم آوردہ از راہِ دریا عبور خواست کہ بکند معاویہ از شام و عبداللہ بن سعد بن ابی سرح از مصر بقصدِ مدافعت او متوجہ شدند درمیان دریا التقای صفّین واقع شد بضرب سیوف و خناجر واخذِ جیوب وشقِ خناجر مشغول شدند مقابلۂ عظمیٰ بہم در پیوست واکثر لشکرِ روم کشتہ شد و قسطنطین فرار نمود و من بعد باقوم خودش نزاع افتاد بسقرِ سقرش رسانیدند و وعدۂ ہلاک قیصر کہ ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ بظہور انجامید والحمد للہ رب العالمین - اما جہانبانی او پس ہر کہ تتبع کتب سیرۃ کردہ باشد بداند کہ باحسن وجوہ بودہ است الا آنکہ در ایام ابتلاء نکتہ گیری فاش شد وزبان درازی شائع گشت و ہر کسی اعتراضی پیش آورد چنانکہ تقریر خواہیم کرد ازین جہت مصالح او مستتر ماند - اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن مبارک بن فضالۃ قال سمعت الحسن یقول سمعت عثمانَ یخطب یقولُ یا ایہا الناس ما تنقمون علیَّ وما من یومٍ الّا وانتم تقسمون خیرا

ہو حالانکہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں تم مال کا حصہ نہیں پاتے اور حسن نے کہا کہ میں نے عثمان کے منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ اے لوگو! صبح کو اپنے وظائف لینے کے لئے آجاؤ۔ تو سب لوگ خوب بھر بھر کر لے جا رہے ہیں۔ اے لوگو! اپنے حصے صبح کو آکر لے جاؤ تو صبح کو لوگ آتے ہیں اور پورا پورا حصہ لے جاتے ہیں۔ واللہ اس بات کو میرے کانوں نے سنا کہ وہ (منادی) کہتا ہے کہ صبح آکر کپڑوں کے جوڑے لے جاؤ تو لوگ جوڑے لے جا رہے ہیں، اور صبح کو گھی اور شہد لے جاؤ۔ حسن نے کہا کہ عطیات پُرمنفعت ہوتے تھے اور خیر (مال) کثیر۔ باہمی تعلقات عمدہ تھے، زمین پر کوئی ایسا مومن نہیں تھا جو دوسرے مومن سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے محبت کرتا اور اس کی مدد کرتا تھا اور اس کی دلداری کرتا تھا۔ تو اگر انصار ترجیح پر صبر کر لیتے تو جو ان کو عطیات اور رزق مل رہا تھا اس میں وسعت کر دیتے۔ لیکن انہوں نے صبر نہ کیا اور تلواریں کھینچ لیں ایسے شخص کے ساتھ ہو کر جس نے تلوار کھینچی تھی۔ اب یہ حالت ہوگئی کہ تلوار کفار کے مقابلہ سے تو میان میں داخل ہوگئی مگر مسلمانوں پر کھینچی ہوئی ہوگئی قیامت تک۔ پہلا حادثہ جو پیش آیا یہ تھا کہ عبیداللہ بن عمر نے اس گمان کی بناء پر کہ حضرت فاروق کے قتل میں شرکت رکھتے ہیں ضعیف الاسلام لوگوں کی ایک جماعت کو مثل ہرمزان کے اور نصاریٰ کی ایک جماعت کو مثل جفینہ کے قتل کر دیا۔ اوائل خلافت میں ہی یہ قضیہ حضرت ذی النورین کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہر طرف پریشانی پھیل گئی۔ حضرت ذی النورین نے اپنے خالص مال میں سے مقتول کے اولیاء

www.kitabghar.org

قال الحسن وشهدتُ مناديه ينادي يا ايها الناس اغدوا علىٰ أعطياتكم فيغدون فيأخذونها وافرةً يا ايها الناس اغدُوا على أرزاقكم فيغدون فيأخذونها وافيةً حتى واللّٰه لقد سمعته أذناي يقول اغدُوا على كسوتكم فيأخذون الحُلَلَ واغدوا على السَّمن والعسل قال الحسنُ أرزاقٌ دارّةٌ وخيرٌ كثيرٌ وذاتُ بينٍ حَسَنٌ ما على الارض مؤمنٌ يخافُ مؤمنًا الّا يَوَدُّه وينصره ويألفه فلو صبر الانصارُ على الأَثَرة لوَسِعَهم ما كانوا فيه من العطاء والرزق ولكنهم لم يصبروا وسَلُّوا السيوفَ مع من سَلَّ فصارَ عن الكفارِ مُغمَدًا وعلى المسلمين مسلولاً الى يوم القيامة۔ اول حادثہ کہ پیش آمد آن بود کہ عبید اللہ بن عمر بظن آنکہ در قتل حضرت فاروق شرکتی دارند جمعی را از ضعیف الاسلام مثل ہرمزان وجمعی از نصاریٰ مثل جفینہ بقتل آورد در اوّل خلافت این قضیہ را پیش حضرت ذی النورین مرافعہ نمودند و از ہر طرف کشاکش افتاد حضرت ذی النورین از خالص مالِ خود مبلغے باولیاء مقتول داد وخصومت را از میان مسلمانان کیفما اتفق فرو نشاند۔ در قاعدۂ عقل

کو ایک بڑی رقم ادا کر دی اور مسلمانوں کے درمیان جو خصومت پیدا ہو گئی تھی اس کو کسی نہ کسی طرح دبا دیا۔ قاعدۂ عقل میں اس سے بہتر کوئی تدبیر قابلِ قبول نہیں اور جب افریقیہ کو فتح کرنے کا عزم آپ کے قلب مبارک میں مصمم ہو گیا تو آپ نے عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا عامل بنا دیا اور اس کو خمس کا خمس اس مالِ غنیمت میں سے جو کہ اس کی کوشش سے حاصل ہوا عطا کیا۔ بعض نکتہ چینوں نے اس واقعہ کو محلِّ بحث قرار دیا۔ درحقیقت اس عزل ونصب میں جو خیر اور بھلائی مضمر تھی وہ ظاہر ہے۔ افریقیہ واندلس کے سلسلہ میں جس حرکت وسعی کا اس سے ظہور ہوا اُسی کے سبب سے تو یہ فتح میسّر آئی۔ اب اس کی بھلائی میں کیا شبہہ ہو گا۔ اور اسی طرح ابوموسیٰ اشعری کا معزول ہونا اور ان کے بجائے بصرہ پر عبداللہ بن عامر کا نصب ہونا جبکہ وہ خراسان کی فتح .... کا باعث ہو گیا تو اس کے خیر اور بھلائی ہونے میں کیا شبہہ ہو گا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات کے بعد جمعِ مال کے مسئلہ میں اختلاف ہوا تو امیر المومنین نے جانبِ راجح کو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے سامنے رکھتے ہوئے ابوذر غفاری کو اس کے خلاف سے منع کیا۔ جب شر اور شور بلند ہوا تو اُن کو شام سے مدینہ میں طلب کر لیا۔ جب دیکھا کہ یہ بھی فائدہ مند نہیں ہوا تو اُن کو ربذہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس فعل میں کونسی نامناسب بات وقوع میں آئی۔ اجماعی مسئلہ وہی ہے کہ ذی النورین نے جس سے تمسّک فرمایا اور اس قسم

www.kitabghar.org

تدبیری بہتر ازان گل نمیکند و چون عزم افریقیہ درخاطر مبارکش مصمم شد عمرو بن العاص را معزول ساختہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح را عامل مصر گردانید وخمس الخمس غنیمتی کہ بسعی او حاصل شود تنفیل نمود بعضی نکتہ گیران این معنے را محل بحث قرار دادند درحقیقت وجہ رُشد درین عزل ونصب ظاہر است حرکتی کہ فتح افریقیہ و اندلس بسبب آن میسر آمد در رُشد آن کدام شبہہ خواہد بود وہمچنین عزل ابوموسیٰ ونصب عبداللہ بن عامر بر بصرہ ہرگاہ منتج فتح خراسان باشد در رُشدِ آن چہ شبہہ خواہد بود۔ و بعد وفاتِ عبدالرحمٰن بن عوفؓ درمسئلہ جمع مال اختلاف افتاد امیرالمومنین جانب راجح راکہ مُجمَع علیہ مسلمین است پیش گرفتہ ابو ذر غفاری را از خلافِ آن منع فرمود چون شر و شور بلند شد از شامش بمدینہ طلب داشت وقتی کہ آن نیز سود مند نیفتاد بطرف ربذہ روان ساخت درین حرکت کدام خلافِ ماینبغی بوقوع آمدہ مسئلہ مجمع علیہ ہمان است کہ ذی النورین بان تمسک فرمود و اِجلا در مثل این

ہیں جوکہ دین کے قواعدِ مقررہ میں رخنہ ڈال دے جلاوطن کرنا مستبعد بات نہیں ہے۔ اور ابوذر سے مروی ہے کہ انہوں نے عثمان رضؓ کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور اُن کے ہاتھ میں اُن کی لاٹھی تھی۔ اس کے بعد عثمان نے (کعب احبار سے) کہا اے کعب عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا اور انہوں نے (بہت) مال چھوڑا۔ تم اس میں کیا رائے رکھتے ہو۔ توکعب نے کہا کہ اگر وہ اس میں سے اللہ کا حق ادا کرتے تھے تو اُن پر کوئی اندیشہ نہیں۔ تو ابوذر نے اپنی لاٹھی اُٹھا کر کعب پر ماری اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میں نہیں پسند کروں گا اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اس کو خرچ نہ کروں اور وہ سب مجھ سے قبول کر لیا جائے کہ میرے پاس چھ اوقیہ سونا بھی باقی رہ جائے۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں اے عثمان رضؓ بتاؤ کیا تم نے اُس کو سُنا ہے۔ تین مرتبہ کہا۔ توعثمان رضؓ نے کہا ہاں۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور بخاری نے روایت کیا زید بن وہب سے کہاکہ ربذہ میں میرا گذر ہوا، تو دیکھتا ہوں کہ ابوذر وہاں ہیں۔ میں نے کہا اس منزل میں آپ کس سبب سے آ گئے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں شام میں تھا تو میرا اور معاویہ کا اختلاف ہوگیا اس آیت میں اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الخ (یعنی جو لوگ دبا کر رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ... آخر تک) معاویہ نے کہا کہ یہ نازل ہوئی اہل کتاب کے بارے میں تو میں نے کہا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے دونوں کے بارے

www.kitabghar.org

فتنہ کہ رخنہ در قواعدِ مقررۂ دین اندازد غیر مستبعد۔ وعن ابی ذرؓ انہ استأذن علی عثمانَ فاذن لہ و بیدہ عصاہُ فقال عثمانُ یا کعب ان عبدالرحمٰن تُوُفّی وترک مالاً فما ترای فیہ فقال اِن کان یصِلُ فیہ حقَّ اللہ فلا بأس علیہ فرفع ابو ذرٍ عصاہ فضرب کعبًا وقال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما اُحِبُّ لو انَّ لی ہذا الجبلَ ذہباً اُنفِقُہ ویُتَقَبَّلُ منّی اَذَرُ خلفی منہُ ستَّ اَوَاقِیَ اُنشُدُکَ باللہ یا عثمان اَسمِعتَہٗ ثلٰث مراتٍ قال نعم رواہ احمد۔ و اخرج البخاری عن زید بن وہبٍ قال مررتُ بالرَّبذۃِ فاذا انا بابی ذرؓ فقلتُ لہ ما انزلک منزلک ہٰذا قال کنتُ بالشام فاختلفتُ انا و معاویۃُ فی الَّذِینَ یَکنِزُونَ الذَّہَبَ وَالفِضَّۃَ وَلَا یُنفِقُونَہَا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ قال معاویۃُ نَزَلَت فی اہل الکتاب فقلتُ نزلت فینا و فیہم فکان بینی وبینہ فی ذلک وکتبَ الی عثمانَ یَشکُونی فکتب اِلَیَّ عثمانُ اَن اقدم المدینۃَ فقدِمتُہا فکثُرَ عَلَیَّ الناسُ حتی کانہم لم یرونی قبلَ ذلک فذکرتُ ذلک لعثمانَ فقال لی ان شئتَ

میں نازل ہوئی، اس بارے میں میرے اور اس کے درمیان جھگڑا ہوا اور اُس نے عثمان کو میری شکایت لکھی تو مجھے عثمان نے لکھا کہ مدینہ میں آجاؤ۔ تو میں مدینہ میں آگیا۔ تو مجھ پر لوگ ٹوٹ پڑے گویا کہ اُنھوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہ تھا۔ تو میں نے اُس کا ذکر عثمان سے کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو (ربذہ میں جاکر) تنہائی اختیار کرو اس طرح مدینہ سے قریب بھی رہوگے۔ یہ ہے وہ واقعہ جس نے مجھے اس منزل میں پہنچایا۔ اور اگر مجھ پر ایک حبشی کو بھی امیر بنادیں تو میں سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ اور بخاری نے روایت کیا احنف بن قیس سے کہا کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا تو ایک شخص آیا جس کے سخت بال سخت کپڑے اور سخت ہیئت تھی۔ وہ آکر اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور سلام کیا اور بولا بشارت دے دے کنز والوں کو ایسے پتھر کی جو تپایا جائے گا نارِ جہنم میں پھر اُن میں سے ایک شخص کی پستان کی گھنڈی پر رکھا جائے گا تو کندھے کی ہڈی کے باریک سرے سے (جسم کو پھونکتا ہوا) باہر نکل آئے گا اور اس کے کندھے کی ہڈی کے سرے پر رکھا جائے گا تو پستان کی گھنڈی سے باہر نکل آئے گا۔ وہ شخص تڑپتا ہوگا۔ پھر پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور (مسجد کے) ستون کے پاس جا بیٹھے اور میں اُن کے پیچھے چلتا ہوا اُن کے پاس جا بیٹھا اور میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہیں تو میں نے اُن سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے کہا قوم کو اُس سے ناگواری ہوئی۔ کہا کہ یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے۔ مجھ سے میرے خلیل نے

www.kitabghar.org

تحيّتَ فكنتَ قريبًا فذلك الذي انزلنے ہذا المنزلَ ولو اَمّروا عَلَيَّ حبشيًا لَسَمِعْتُ وَاَطعتُ ۔ واخرج البخاري عن الاحنف بن قيس قال جلستُ الى ملأٍ من قريش فجاء رجلٌ خشنُ الشعرِ والثياب والهيئة حتى قام عليهم فسلّم ثم قال بَشِّرِ الكانزين برضفٍ يُحمى عليه في نارجهنم ثم يوضعُ على حلمةِ ثدي احدِهم حتى يخرج من نغض كتفه ويوضع على نغض كتفه حتى يخرج من حلمة ثديه يتزلزلُ ثم ولّى فجلس الى سارية وتبعتُه وجلستُ اليه وانا لا ادري من هو فقلتُ له لا اُرى القومَ الّا قد كرهوا الذي قلتَ قال انهم لايعقلون شيئًا قال لي خليلي قلتُ ومن خليلك تعني قال النبي صلے اللہ علیہ وسلم يا باذر اَتبصرُ اُحدًا قال فنظرتُ الى الشمس ما بقي من النهار وانا اُرى انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يُرسلني في حاجةٍ له قلتُ نعم قال ما اُحِبُّ انّ لي مثلَ اُحدٍ ذهبًا اُنفقه كلّه الا ثلٰثة دنانير وانّ ہؤلاء لا يعقلون انما يجمعون الدنيا قلتُ مالك ولاخوانك من

کہا، میں نے کہا خلیل سے آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ بولے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، "اے ابوذر کیا تو اُحُد کو دیکھ رہا ہے؟" کہا کہ پھر میں نے سورج کی طرف دیکھا کہ کتنا دن باقی رہا ہے اور میں یہ خیال کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے کسی کام کے لئے بھیجیں گے۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اگر اس اُحُد کے برابر سونا ہو، میں اس کل سونے کو خرچ کردوں اور صرف تین دینار بچالوں۔ اور یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔ یہ لوگ دنیا کو جمع کر رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ کا آپ کے برادرانِ قریش سے کیا تعلق آپ تو اُن کے پاس نہیں پھٹکتے کہ اُن سے کچھ آپ کے ہاتھ آسکے۔ بولے نہیں خدا کی قسم میں اُن سے کبھی دنیا کا سوال کروں گا نہ دین میں اُن سے کوئی استفتاء کروں گا، یہاں تک کہ اللہ سے جاملوں۔ اور امور ملت کے حُسنِ انتظام میں سے یہ ہے کہ آپؓ نے روزِ جمعہ کی تیسری اذان عہ کا اضافہ کیا۔ بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کیا کہ پہلے جمعہ کی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر کے زمانہ میں۔ پھر جب خلافت عثمان کا زمانہ آیا تو لوگ بہت ہوگئے تو عثمان نے دوسری اذان کا حکم دیا تو یہ دی جانے لگی اور یہ طریقہ مستقل بن گیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسجدِ حرام کی توسیع کا حکم دیا اور چند گھر خرید کر

عہ اذان کو نداء کے معنی میں استعمال کیا۔ تو ایک نداء (بلاوا) تو وہ ہوگئی جس کو ہم جمعہ کی اذان کہتے ہیں، جس کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔ دوسری نداء خطبہ کی اذان ہے اور تیسری نداء تکبیر ہے جس سے لوگوں کو جماعت میں شرکت کے لئے پکارا جاتا ہے ۱۲۔

www.kitabghar.org

قریش لاتعتریہم و تصیب منہم قال
لا واللہ لا اسألہم عن الدنیا ولا استفتیہم
عن دین حتی القی اللہ۔ واز سیاست
امر ملت یکی آنست کہ اذانِ ثالث روزِ
جمعہ افزود۔ اخرج البیہقی عن السائب
بن یزید انّ الاذانَ کانَ اولَ الجمعۃ
حین یجلسُ الامامُ علی المنبر علی عہدِ
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم وابی بکر
وعمر فلما کانَ خلافۃُ عثمانَ کثُرَ النّاسُ
فامر عثمانُ باذانٍ ثانٍ فَاُذِّنَ بہ فثبت
الامرُ علی ذلک۔ و آز انجملہ آنکہ امر فرمود
بتوسیع مسجد الحرام و خانۂ چندی خریدہ
دروی زیادت نمود جمعی فریاد برداشتند
حضرت عثمان ایشان را محبوس ساخت
فقیر گوید ظاہر در پیش بندہ آن است
کہ این جماعہ در اوّل عقد بیع کردہ بودند
و در آخر بسبب رغبتی وافر کہ جانب
آن بقاع دیدند برگشتند بتوقع آنکہ
قیمت مضاعف گیرند امیر المومنین
ازین جہت کہ عقد تمام شدہ بود
سخن ایشان نشنود و امر بحبس فرمود
و اصلا گمان کردہ نمی شود کہ بجبر از
ایشان گرفتہ باشند و الا مقالہ درین
باب بالا می شد واللہ اعلم بالصواب
باز فرمود کہ علاماتِ حرم را مجدّد کنند

اس میں شامل کر دیئے۔ ایک جماعت نے غل
غپاڑہ شروع کیا تو آپ نے اُن کو محبوس کر دیا۔ فقیر
کہتا ہے کہ بندہ کے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اس
جماعت نے اوّل میں فروختگیٔ مکانات پختہ طور پر
کر لی تھی اور آخر میں یہ دیکھتے ہوئے کہ ان مکانوں کی
طرف رغبت بڑھی ہوئی ہے اس توقع پر برگشتہ
ہونے لگے کہ کئی گنی قیمت وصول کریں۔ امیر المومنین
نے اس بناء پر کہ عقد تمام ہو چکا تھا اُن کی بات نہ
سُنی اور قید کا حکم دیا۔ اور اصلاً یہ گمان نہیں ہو سکتا
کہ ان سے زبردستی اُن کے مکان لے لئے ورنہ اس
بارے میں شور و غل (بند ہونے والا نہیں تھا بلکہ) بہت
بلند ہو جاتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پھر حکم دیا کہ حرم
کی علامت کو از سر نو بنائیں اور جدّہ کو سمندر کا ساحل
قرار دیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ نے اُمت
کو فاروقِ اعظم کے قرآن پر جمع کر دیا۔ اور اس
بارے میں اُن کو بڑی ہمت عطا ہوئی تھی۔ مروی
ہے حماد بن سلمہ سے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جس
دن عثمان کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا وہ سب سے
افضل تھے اور جب اُن کو لوگوں نے قتل کیا وہ اُس
دن سے بھی زیادہ افضل تھے جس دن اُن کو انہوں
نے خلیفہ بنایا تھا۔ اور مصحف کے بارے میں وہ
ایسے تھے جیسے ابو بکر ردّت کے بارے میں تھے
اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مسجد شریف کی توسیع کی اور مضبوط
عمارت کے ساتھ بنوائی۔ بخاری نے روایت کیا

www.kitabghar.org

وجدہ را ساحل بحر مقرر نمایند - و ازآن جملہ آنکہ امت را بر مصحف فاروق اعظم جمع نمود ودرین باب او را ہمتے عظیم دادہ بودند- رویٰ عن حماد بن سلمۃ انہ کان یقولُ کان عثمان افضلَہم یوم وَلَّوہُ وکانَ یوم قتلوہُ افضلُ منہ یومَ ولَّوہ وکانَ فی المصحف کابی بکر فی الرِّدَّۃِ-وازآن جملہ آنکہ مسجد شریف آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم توسیع نمود و بعمارتِ قوی مبتنی ساخت اخرج البخاری عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان المسجد کانَ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبنیًّا باللبِنِ وَسَقفُہ الجریدُ وعَمَدُہ خشبُ النخل فلم یزد فیہ ابوبکر شیئًا وزادَ فیہ عُمرُ وبناہُ علی بُنیانِہٖ فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللبن و الجرید واعادَ عَمَدہ خشبًا ثم غیّرَہٗ عثمانَ فزاد فیہ زیادۃً کثیرۃً و بنی جدارہ بحجارۃٍ منقوشۃٍ والقَصَّۃِ وجعل عَمَدہ من حجارۃٍ منقوشۃٍ وَسَقَّفَہ بالسّاج-واخرج البخاری عن عبیداللہ الخولانی انہ سمع عثمانَ رضی اللہ عنہ یقول عند قولِ الناس فیہ

عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اُس کی چھت کھجور کی ڈالیاں تھیں اور اس کے ستون کھجور کی لکڑیاں (یعنی تنے) تھے۔ پھر ابوبکرؓ نے اُس میں کچھ اضافہ نہیں کیا۔ اور عمرؓ نے اُس میں زیادتی کی (یعنی دیواروں کو بلند کیا اور چھت اونچی کی) اور اس کو اُسی بنیاد پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اینٹوں سے اور (چھت کو) ڈالیوں سے بنایا اور ستون (حسبِ سابق) لکڑی کے قائم کئے۔ پھر اس کو عثمانؓ نے بدلا اور اس میں بہت اضافہ کیا اور اُس کی دیواریں ایسے پتھروں سے بنوائیں جن میں نقش تھے اور سنگریزوں سے، اور اس کے ستون منقش پتھر کے بنوائے اور اس کی چھت سال کی لکڑی کی بنائی۔ اور بخاری نے روایت کیا عبیداللہ خولانی سے کہ انہوں نے عثمانؓ سے سُنا جب کہ انہوں نے مسجد بنائی اور لوگوں نے اس پر اعتراضات کئے تو انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت کچھ کہا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جس نے مسجد بنائی "وہ بکیر نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ انہوں نے کہا" وہ اس سے اللہ کی رضا طلب کرتا ہو تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ ایسا ہی گھر جنت میں بنائے گا"۔

اب ہم حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے ابتلاء کا اور اُن اشکالات کے جوابات کا بیان کرتے ہیں جو اہل زمانہ نے ان پر وارد کئے ہیں اور ان کارستانیوں کی قباحت کو ظاہر کریں گے جو فاسق فاجر لوگ اُن کے

www.kitabghar.org

حین بُنی مسجدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انکم اکثرتم و انی سمعتُ
رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول
من بنی مسجدًا قال بُکیر حسبتُ انہ قال
یبتغی بہ وَجہَ اللہِ بنےٰ اللہ لہ مثلہ
فی الجنۃ۔ امّا بیان ابتلای حضرت
ذی النورین رضی اللہ عنہ و جواب
اشکالاتیکہ اہلِ زمانِ ایشان بر ایشان
وارد نمودند و بیان قبحِ صنیعے کہ فسقہ
فجرہ در نفسِ نفیس او و در عرضِ او لعمل
آوردند پس مسبوق است بتمہیدِ مقدمہ
وآن آن است کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در احادیث مشہورۃ کہ
بروایتِ رجال عن رجال ثابت
شدہ بیان فرمودہ اند کہ در خارج
بمقتضای حکمتِ الٰہی اختلاف بر
ذی النورین واقع خواہد شد واُو را
خواہند کشت ووی دران حادثہ بر
حق خواہد بود و مخالفان او بر باطل و
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این
مضمون را باوضح وجوہ ارشاد فرمودند
تا آنکہ حجتِ تکلیف بآن معنی قائم شد
و ہیچ مخالفی را در حکم اللہ عذرِ جہالت
نماند بعد این ہمہ تصریح اگر چیزی
واقع شد دامنِ ذی النورین را

پاکیزہ نفس اور اُن کی آبرو کے خلاف کام میں لائے تو اس
سے پہلے ایک مقدمہ کی تمہید ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مشہورہ میں
جو کہ رجال از رجال کی روایت سے ثابت ہیں بیان فرمایا
ہے کہ خارج میں بمقتضائے حکمتِ الٰہی ذی النورین
پر اختلاف واقع ہوگا اور لوگ اُن کو مار ڈالیں گے اور وہ
اس حادثہ میں حق پر ہوں گے اور اُن کے مخالف باطل پر۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو بہت
واضح صورت کے ساتھ ارشاد فرمادیا اس حد تک کہ
اس معنے کے مکلف ہونے پر حجت قائم ہوگئی اور کسی
مخالف کو اللہ کے حکم کے بارے میں جہالت کا عذر باقی
نہیں رہا۔ اس تمام تصریح کے بعد اگر کوئی چیز واقع ہوتی
تو حضرت ذی النورین کو اُس نے قطعًا ملوث نہیں
کیا اور بُرائی گھوم کر اُن کے دشمنوں ہی پر عائد ہو جاتی ہے۔ تو صحیحین
کی حدیثِ ابی موسٰے میں سے یہ جملہ عبارتِ صریح ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ عثمان کے
لئے فرمایا کہ اس کے لئے کھول دو اور اس کو جنت کی بشارت
دے دو اُس ابتلاء پر جو اس پر پڑے گا۔ اور ابوہریرہؓ و
ابن عباس کی حدیث میں سے یہ عبارت ایک شخص کے
خواب کے بارے میں جس میں اُس نے ایک سائبان دیکھا
تھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور ایک رسّی کو دیکھا
تھا جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے، اُس کو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے پکڑا اور اُوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے،
پھر ایک اور شخص نے، پھر تیسرے پر ٹوٹ گئی۔ پھر اُس
کے لئے اُسے جوڑا گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

www.kitabghar.org

اصلاً ملوّث نساخت ودائرہ سَوء
بر اعداءِ او دائر گشت۔ فمن حدیث
ابی موسیٰ فی الصحیحین ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی المرۃ الثالثۃ
لعثمان افتح لہ وبشّرہ بالجنۃ علی
بلوی تصیبُہ۔ ومن حدیث ابی ہریرۃ
وابن عباس فی رؤیا رجل رأی فیہا
ظُلّۃ تنطف سمناً وعسلاً وسبباً
واصلاً من السماء الی الارض فاخذ بہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلا ثم
رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع
بالثالث ثم وُصل لہ فعبرہ الصدیقؓ
بما یدلّ علی ابتلاء الثالث۔ ومن
حدیث ابن عمر قال ذکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃً فقال
یُقتل ہذا فیہا مظلوماً لعثمان اخرجہ
الترمذی۔ ومن حدیث عائشۃ انّ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عثمانُ
انہ لعلّ اللہ یُقمصک قمیصاً فان
ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لہم
اخرجہ الترمذی۔ ومن حدیث مرۃ بن
کعب حین قام خطیباً لولا حدیثاً سمعتُہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما قمتُ وذکر الفتن فقرّبہا فمرّ
رجلٌ مُقنّعٌ فی ثوب فقال ہذا یومئذٍ

اُس کی یہ تعبیر دی تھی جو دلالت کرتی ہے تیسرے کے ابتلاء
پر۔ اور حدیثِ ابن عمر میں سے یہ کہ "کہا ذکر کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا پھر کہا اُس میں
یہ مظلوم ہو کر قتل کیا جائے گا۔ عثمان کے لئے فرمایا۔ اس
کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حدیثِ عائشہ میں سے یہ کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان اُمید ہے کہ اللہ
تعالیٰ تم کو قمیص پہنائے گا۔ تو اگر وہ تجھ سے اُس کے اُتارنے
کا ارادہ کریں تو اُن کے لئے نہ اُتارنا اس کو ترمذی نے روایت
کیا۔ اور حدیثِ مُرّہ بن کعب میں سے یہ ہے "جب وہ
کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے اگر ایک حدیث نہ
ہوتی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی
ہے تو میں کھڑا نہ ہوتا اور ذکر کیا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے) فتنوں کا اور اُن کو قریب آنے والی بتایا تو ایک شخص
اُدھر سے گذرا جو ایک کپڑے میں چھپا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہ
اُس دن ہدایت پر ہو گا تو میں اُس کی طرف روانہ ہوا،
دیکھا تو وہ عثمانؓ بن عفان تھے تو میں ان کے چہرے کے
سامنے آگیا تو میں نے کہا کہ یہ؟ فرمایا کہ ہاں! اس کو
ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح
ہے۔ اور حدیثِ جابر میں سے یہ کہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپؐ
نماز پڑھیں تو آپؐ نے اس پر نماز نہ پڑھی تو کہا گیا یا رسول
اللہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے
کسی پر نماز کو ترک کر دیا ہو۔ فرمایا کہ یہ شخص عثمانؓ سے بغض
رکھتا تھا تو اللہ نے اُس کو مبغوض کر دیا اس کو ترمذی نے
روایت کیا۔ اور یوم الدار والی حدیثِ عثمان میں سے یہ کہ

www.kitabghar.org

علی الہدٰی فقمتُ الیہ فاذا ہو عثمان بن عفان فَاَقْبَلْتُ علیہ بوجہہ فقلتُ ھذا فقال نعم اخرجہ الترمذی وقال ہٰذا حدیث حسن صحیح ومن حدیث جابر قال اُتِیَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃِ رجلٍ لِیُصَلِّی فلم یُصَلِّ علیہ فقیل یا رسول اللہ مَارَأَیناکَ تَرَکْتَ الصلوۃَ علی احدٍ قبل ہٰذا قال انہ کانَ یُبغِضُ عثمانَ فَاَبْغَضَہُ اللّٰہُ - اخرجہ الترمذی - ومن حدیث عثمانَ یومَ الدارِ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدعہد اِلَیَّ عہدًا وانا صابرٌ علیہ - ومن حدیث کعب بن عجرۃ قال ذَکَرَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فِتْنَۃً فقَرَّبَہَا فمر رجل مُقَنَّعٌ راسُہٗ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہٰذا یومئذٍ علی الہدٰی فَوَثَبْتُ فَاَخَذْتُ بِضَبعی عثمانَ ثم استقبلتُ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقلتُ ہٰذا قال ہٰذا - اخرجہ ابن ماجۃ و فی الریاض عن ابی حبیبۃ قال سمعتُ اباہریرۃَ وعثمانُ محصورٌ استأذنَ فی الکلام فقال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہا ستکونُ فتنۃٌ واختلافٌ او اختلافٌ وفتنۃٌ قلنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک عہد لے چکے ہیں اور میں اس پر صابر ہوں۔ اور کعب بن عجرہ کی حدیث میں سے یہ کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اُس کو قریب بتایا تو ایک شخص کپڑے سے اپنا سر چھپائے ہوئے گذرا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اُس دن ہدایت پر ہوگا۔ تو میں نے کود کر عثمان کے دونوں بازو پکڑ لئے پھر اُن کو رسول اللہ کے سامنے لاکر کہا کہ یہ؟ فرمایا یہی!۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ریاض میں ہے کہ مروی ہے ابو حبیبہ سے، کہا کہ میں نے سُنا ابو ہریرہ سے جب کہ عثمان محصور تھے، ابو ہریرہ نے گفتگو کی اجازت لی پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف یا (یہ کہا کہ) ایک اختلاف اور ایک فتنہ اُٹھے گا۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر لازم ہے کہ امانت دار کا ساتھ دو اور اس کے ساتھیوں کا اور عثمانؓ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ریاض میں کعب سے مروی ہے کہا قسم ہے اُس ذات کی کہ میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے کہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں موجود ہے (یعنی توریت میں) محمد اللہ کا رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکرؓ صدیق ہے۔ عمر، فاروق ہے، عثمان، امین ہے!! تو اللہ ہی اللہ ہے اے معاویہ اس اُمت کے امر میں۔ پھر انہوں نے دوبارہ للکارا کہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں موجود ہے... پھر تیسری بار اس کا اعادہ کیا۔ اور ریاض میں ابو قلابہ سے مروی ہے کہا کہ میں ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ شام کے سفر میں تھا۔ میں نے ایک شخص کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا۔ ہائے خرابی!

www.kitabghar.org

یا رسول اللہ فما تأمرنا قال علیکم بالامین
واصحابہ واشار الی عثمان۔ و فی
الریاض عن کعب قال والذی نفسی بیدہ
انّ فی کتاب اللہ المنزل محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق
عمر الفاروق عثمان الامین فاللہ اللہ
یا معاویۃ فی امر ہذہ الامۃ۔ ثم نادی
الثانیۃ ان فی کتاب اللہ المنزل ثم
اعاد الثالثۃ۔ و فی الریاض عن ابی
قلابۃ قال کنت فی رفقۃ بالشام سمعت
صوت رجل یقول یا ویلاہ النار فقمت
الیہ واذا رجل مقطوع الیدین والرجلین
من الخفین اعمی العینین منکبا بوجھہ
فسألتہ عن حالہ فقال انی کنت ممن
دخل علی عثمان الدار فلما دنوت منہ
صرخت زوجتہ فلطمتھا فقال مالک
قطع اللہ یدیک ورجلیک واعمی
عینیک وادخلک النار فاخذتنی رعدۃ
عظیمۃ وخرجت ھاربا واصابنی ماتری
ولم یبق من دعائہ الا النار قال فقلت
لہ بعدا لک وسحقا۔ و فی الریاض
عن علی بن زید بن جدعان قال قال لی
سعید بن المسیب انظر الی وجہ ھذا
الرجل فنظرت فاذا ھو مسود الوجہ
فقلت حبی اللہ قال ان ھذا کان

آگ۔ میں اُس کی طرف گیا، دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں
ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر سے کٹے ہوئے
ہیں، دونوں آنکھوں سے اندھا ہے۔ اوندھے منہ پڑا ہوا ہے تو
میں نے اُس سے اُس کا حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں اُن لوگوں
میں تھا جو عثمان کے پاس گھر میں گھس کر پہنچے تھے۔ جب میں
اُن کے قریب پہنچا تو اُن کی زوجہ نے چیخ ماری۔ تو میں نے اُس
کے منہ پر تھپڑ مارا تو عثمانؓ نے کہا کہ تجھے کیا ہوا، اللہ تیرے
دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور تیری دونوں
آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے نار میں داخل کرے۔ تو مجھے
ایک کپکپی نے پکڑ لیا۔ اور میں بھاگتا ہوا نکلا اور مجھ پر وہ بلا
آپڑی جو تو دیکھ رہا ہے اور اُن کی دُعاء میں سے جو باقی رہ گئی
ہے وہ صرف نار ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اُس سے کہا کہ تجھ پر
لعنت ہو اور خرابی پڑے۔ اور ریاض میں مروی ہے علی بن
زید بن جدعان سے، کہا کہ مجھ سے کہا سعید بن المسیب نے کہ
اس شخص کے چہرے کی طرف دیکھ۔ تو میں نے دیکھا۔ تو وہ ایسا تھا کہ
اُس کا منہ کالا تھا۔ تو میں نے کہا حَبِیَ اللہ۔ ابن المسیب نے کہا
کہ یہ شخص علیؓ اور عثمانؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور میں اس کو منع کرتا
تھا مگر یہ باز نہ آتا تھا۔ تو میں نے کہا کہ یا اللہ یہ شخص ایسے دو
مردوں کو گالیاں دیتا ہے جن سے جو اعمال صادر ہوئے وہ آپ
جانتے ہیں۔ اے اللہ جو کچھ یہ اُن دونوں کے بارے میں کہتا ہے
اگر آپ کو ناپسند ہے تو مجھے اُس میں کوئی نشانی دکھا دیجئے تو
اُس کا منہ کالا ہو گیا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔ اور کثیر بن الصلت سے
مروی ہے کہا کہ عثمان جس دن اُن کو قتل کیا گیا کچھ اونگھے پھر
جاگے اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہنے لگیں گے کہ
عثمانؓ فتنہ کی تمنا کرتا ہے تو میں اُن کو بتا دیتا۔ کہا کہ ہم نے

www.kitabghar.org

يَسُبُّ علياً و عثمانَ فكنتُ أنهاهُ
فلا ينتهي فقلتُ اللّٰهُمَّ انَّ هذا يسبُّ
الرجلين قد سبقَ لهما ما تعلم اللّٰهُمَّ
ان كانَ يُسخِطُكَ مايقولُ فيهما فأرِنِي
فيه آيةً فاسودَّ وجهُهُ كما ترٰى - وعن
كثير بن الصلت قال أغفٰى عثمانُ في
اليوم الذي قُتِلَ فيه فاستيقظ فقال
لولا ان يقولَ الناسُ تمنّٰى عثمانُ
الفتنةَ لحدثتُكم قال قلنا اصلحك
الله فحدِّثنا فلسنا نقولُ مايقولُ الناسُ
فقال انی رأیتُ رسولَ الله صلی الله
علیه وسلم فی منامی هذا فقال انک
شاهدٌ معنا الجمعةَ، اخرجه الحاکم
ومن حديث عبداللّٰه بن حوالة الاسدی
عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال
من نجا من ثلاث فقد نجا قالوا ماذا
یارسول الله قال موتی وقتلُ خلیفةٍ مصطبر
بالحقِّ یعطیه ومن الدجال۔ اخرجه الحاکم
وصححه۔ وعن ابن عمر رضی الله عنه ان
عثمانَ اصبح فحدَّث فقال انی رأیتُ
النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام
اللیلةَ فقال یا عثمان افطر عندنا فاصبح
عثمانُ صائماً فقُتِلَ من یومه رضی الله عنه
اخرجه الحاکم۔ وعن ابن عباس قال
کنتُ قاعداً عند النبی صلی الله علیه

عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کرے آپ ہم سے بیان کر دیجئے کہ ہم تو وہ بات کہنے والے نہیں جو دوسرے لوگ کہیں گے تو فرمایا کہ میں نے اپنی اسی سونے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور فرمایا کہ تو ہمارے پاس جمعہ کے دن حاضر ہونے والا ہے" اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عبداللہ بن حوالہ اسدی کی روایت میں سے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے تین سے نجات پائی بس وہ بچ نکلا۔ لوگوں نے کہا وہ کیا ہیں یارسول اللہ! فرمایا کہ میری موت اور ایک خلیفہ کا قتل جو حق کے ساتھ اپنی آفت پر صبر اختیار کرنے والا ہوگا اور دجال سے" اس کو حاکم نے روایت کیا اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ عثمانؓ نے صبح کی اور بات کرتے ہوئے فرمایا کہ آج رات میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ اے عثمان ہمارے پاس افطار کرنا تو عثمان صبح کو روزے دار تھے اور اسی دن قتل کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے، کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آ گئے۔ جب وہ آپ سے نزدیک ہوئے تو فرمایا اے عثمان تو قتل کیا جائے گا اس حال میں کہ سورۂ بقرہ پڑھتا ہوا ہوگا پھر تیرے خون کا ایک قطرہ گرے گا فسیکفیکھم اللہ کے اوپر تجھ پر اہل مشرق اور اہل مغرب رشک کریں گے اور تیری شفاعت قبول کی جائے گی ربیعہ اور مضر کی شمار کے حق میں اور تو قیامت کے دن سب رسوا لوگوں کے اوپر امیر المومنین بنا کر اٹھایا جائے گا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور مروی ہے نعمان بن بشیر سے وہ عائشہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

www.kitabghar.org

وسلم اِذْ اَقْبَلَ عثمانُ بن عفان رضی اللہ عنہ فلما دَنا منہ قال یا عثمانُ تُقتَلُ و انت تقرأ سورۃَ البقرۃِ فَتَقَعُ قطرۃٌ من دَمِک علی فَسَیَکفِیکَھُمُ اللّٰہُ یَغبِطُک اہلُ المشرقِ و اہلُ المغرب و تُشَفَّعُ فی عدد ربیعۃَ و مُضَر و تُبعث یومَ القیامۃ امیرَ المومنین علی کل مخذول اخرجہ الحاکم۔ وعن النعمان بن بشیر عن عائشۃَ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عثمانُ ان ولّاکَ اللّٰہُ ہٰذا الأمرَ یوماً فَاَرادکَ المنافقونَ ان تخلعَ قمیصَکَ الذی قمصکَ اللّٰہُ فلا تخلعہُ یقول ذٰلک ثلاث مراتٍ قال النعمانُ فقلتُ لعائشۃَ مَا مَنَعَکِ ان تُعلمی الناسَ ہٰذا قالت اُنسِیتُہٗ واللّٰہِ۔ اخرجہ ابن ماجہ۔ وعن قیس بن ابی حازم عن عائشۃَ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مَرَضِہٖ وَدِدتُّ اَنَّ عِندی بعضَ اصحابی قلنا یا رسول اللہ الا ندعو لک ابا بکر فسکتَ قلنا الا ندعو لک عمرَ فسکتَ قلنا الا ندعو لک عثمانَ قال نعم فجاء عثمانُ فخلَا بہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یُکلِّمُہٗ و وجہُ عثمانَ یتغیّرُ قال قیس فحدثنی ابو سہلۃ مولی عثمانَ انَّ عثمانَ بن عفان قال یومَ الدار

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان اگر اللہ تجھے کسی دن اس امر کا والی بنائے پھر منافق لوگ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو اس قمیص کو اُتار دے جو تجھے خدا نے پہنائی ہے تو اس کو نہ اُتارنا۔ اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ نعمان نے کہا کہ پھر میں نے عائشہ سے کہا کہ آپ کو کیا مانع پیش آیا کہ آپ لوگوں کو اس سے آگاہ کر دیتیں۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے یہ بات بھلا دی گئی تھی۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، وہ عائشہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض اصحاب موجود ہوں۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے پاس ابوبکرؓ کو بلوالیں تو خاموش ہو رہے۔ ہم نے کہا کہ کیا آپ کے لئے عمرؓ کو بلوا لیا جائے، پھر خاموش رہے۔ ہم نے کہا کہ کیا آپ کے لئے عثمانؓ کو بلوا لیا جائے۔ فرمایا کہ ہاں! تو عثمان آ گئے تو اُن سے تنہائی میں گفتگو کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے گفتگو شروع کی اور عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔ کہا قیس نے پھر مجھ سے بیان کیا ابوسہلہ مولےٰ عثمان نے کہ عثمانؓ بن عفان نے یوم الدار عـ۵ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک خاص عہد لیا تھا اور میں اس کی طرف صبر کرنے والا ہوں اور علی نے اپنی حدیث میں "وانا صابرٌ علیہ" (اور میں اس پر قائم ہوں) کہا۔ قیس نے کہا کہ لوگ اُن کو اُس دن (اس صبر پر قائم) دیکھ رہے تھے۔ اس کو روایت کیا ابن ماجہ نے اور اور استیعاب میں ہے کہ زرارہ بن عمرو النخعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب کا قصہ بیان کیا۔ اس قصہ میں ایک بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی

عـ۵ یوم الدار سے مراد وہ دن جب کہ آپ کو گھر میں محصور کر دیا گیا ۱۲

www.kitabghar.org

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد الیّ عہدًا وانا صابرٌ الیہ و قال علیٌ فی حدیثہ "وانا صابرٌ علیہ" قال قیس فکانوا یرونہ ذلک الیوم اخرجہ ابن ماجۃ۔ وفی الاستیعاب قصّ زرارۃ بن عمرو النخعی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیاہ فکان فیما قصّ ان قال رأیتُ نارًا خرجتْ من الارض فحالتْ بینی وبینَ ابن لی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امّا النّارُ فہی فتنۃٌ تکونُ بعدی قال وما الفتنۃُ یارسول اللہ قال یقتلُ الناسُ امامہم ویشتجرون اشتجارَ اطباق الرأس وخالف بین اصابعہ دمُ المؤمن عند المؤمن احلی من الماءِ یحسبُ المسیٔ انہ محسنٌ ان متَّ ادرکتْ ابنکَ وان ماتَ ابنکَ ادرکتکَ قال فادع اللہَ ان لاتدرکنی فدعا لہ۔ باز اعیانِ صحابہ وعظمای الیشان برطبق حدیث حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب دادند تا آنکہ شبہہ نماند فمن اقوال الامام المرتضی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ما اخرج الحاکم من طریق الحسن عن قیس بن عباد قال شہدتُ علیًا

جو زمین سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہی نار تو اس کی تعبیر ایک فتنہ ہے جو میرے بعد واقع ہوگا۔ زرارہ نے کہا وہ کیسا فتنہ ہوگا یارسول اللہ۔ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کردیں گے اور اس طرح لڑائیوں اور فتنوں میں گھس جائیں گے جیسے سر کی ہڈیاں ایک دوسری میں گھسی ہوئی ہیں اور اپنی انگلیوں کے درمیان انگلیاں ڈال کر اشارہ کیا۔ مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی سے زیادہ خوشگوار ہوگا۔ بدکام کرنے والا گمان کرے گا کہ میں اچھا کام کرنے والا ہوں۔ اگر تو مرگیا تو وہ فتنہ تیرے بیٹے کو پکڑے گا۔ اور اگر تیرا بیٹا (تیرے سامنے) مرگیا تو تجھے پکڑے گا۔ زرارہ نے کہا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے نہ پکڑے۔ تو آپ نے اُس کے لئے دُعاء کی پھر سر برآوردہ صحابہ اور ان میں کے بزرگوں نے حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے مطابق جواب دیئے یہاں تک کہ کوئی شبہہ باقی نہیں رہا۔

سو امام مرتضٰے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے یہ ہے جس کو حاکم نے بسند حسن از قیس بن عباد روایت کیا ہے۔ حسن نے کہا کہ میں علی رض کے پاس جنگِ جمل کے دن موجود تھا۔ وہ ایسا کہہ رہے تھے۔ یا اللہ میں آپ کے سامنے عثمان کے خون سے اپنی براءت کا اظہار کرتا ہوں اور جس دن عثمانؓ قتل ہوئے میری عقل بیکار ہوگئی اور میرا نفس متغیر ہوگیا تھا۔ اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اُس قوم سے بیعت لوں جس نے اُس شخص کو قتل کیا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کیا میں اس سے شرم نہ کروں جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں تو مجھے بھی

www.kitabghar.org

یوم الجمل یقول کذا اللّٰھمّ انی اَبرأ
الیک من دم عثمانَ و لقد طاش عقلے
یوم قُتل عثمانُ و انکرتُ نفسی واَرادوا
عَلَیَّ البیعۃَ فقلتُ واللّٰہِ اِنّی لَاَستحیی
من اللّٰہِ ان اُبایعَ قومًا قتلوا رجلاً
قال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
الا استحیی ممّن تستحیی منہ الملائکۃُ
فانی لاستحیی من اللّٰہ ان اُبایعَ و
عثمانُ قتیلٌ فی الارض لم یُدفن
بعدُ فانصرفوا فلما دُفِنَ رجع
الناسُ اِلَیَّ فسألونی البیعۃَ فکانما
صُدِعَ عن قلبی فقلتُ اللّٰھم خُذ منی
لعثمانَ حتی ترضٰے۔ و من طریق
الحاطبی عبد الرحمٰن بن محمد عن
ابیہ فی قصۃٍ طویلۃٍ قال محمد بن
حاطب فقمتُ فقلتُ یا امیر المؤمنین
اِنّا قادِمون المدینۃَ والناسُ
سائلونا عن عثمانَ فما ذا نقول فیہ
قال فاغتم عمار بن یاسر و محمد بن
ابی بکر فقالا و قالا فقال لھما علیؓ یا عمارُ
و یا محمد تقولان ان عثمانَ استأثرَ
واَساءَ الامرۃَ و عاقبتُم واللّٰہِ
فاسأتُم العقوبۃَ وستقدِمُون علٰے
حَکَمٍ عَدلٍ یحکم بینکم ثم قال یا محمد
بن حاطب اذا قدمتَ المدینۃ

اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں لوگوں سے بیعت لوں اور عثمانؓ
زمین پر مقتول پڑے ہوئے ہوں، ابھی دفن بھی نہ ہوئے
ہوں، تو لوگ واپس ہو گئے پھر جب دفن کر دیئے گئے تو
پھر میرے پاس لوگ آئے اور اُنہوں نے مجھ سے بیعت
کا سوال کیا گویا کہ میرے قلب سے وہ صدمہ ہٹ چکا ہے
تو میں نے کہا یا اللہ آپ عثمان کا بدلا مجھ سے لے لیجئے اگر
آپ راضی ہوں۔ اور بسند حاطبی عبد الرحمٰن بن محمد سے جو
روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے ایک طویل قصہ میں یہ
مذکور ہے، کہا محمد بن حاطب نے کہ پھر میں اُٹھا اور میں نے
کہا اے امیر المومنین ہم لوگ مدینہ جانے والے ہیں
وہاں لوگ ہم سے عثمانؓ کے بارے میں پوچھیں گے،
تو ہم اس کے بارے میں کیا کہیں۔ یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی
بکر (جو مخالفین عثمان میں سے تھے) فکر مند ہو گئے اور دونوں نے کہا جو کچھ انہیں کہنا تھا۔
پھر ان دونوں سے علی رضؓ نے کہا اے عمار اور اے محمد تم کہتے
ہو کہ عثمان نے ترجیح دی اور بُری امارت کی اور تم نے اُن سے
بدلہ لیا واللہ تم نے بُرا بدلہ لیا اور تم عنقریب ایک
حاکمِ عادل کے سامنے پیش ہونے والے ہو جو تمہارے
درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر کہا اے محمد بن حاطب جب
تو مدینہ جائے اور عثمان کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے تو
کہیو واللہ وہ شخص اُن لوگوں میں سے تھا جن کا ذکر اس
آیت میں ہے "جو ایمان لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور ایمان
لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیک کام کئے اور اللہ نیک کام
کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور اللہ ہی کے اوپر ایمان والوں
کو توکل کرنا چاہیئے"۔ اور ہارون بن عنترہ کی حدیث سے،
اس نے اپنے باپ سے روایت کیا، کہا کہ میں نے علی

www.kitabghar.org

وسئلت عن عثمان فقال كان والله من الذين آمنوا ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا وأحسنوا والله يحب المحسنين وعلى الله فليتوكل المؤمنون ۝ ومن حديث هارون بن عنترة عن ابيه قال رأيت عليا رضی اللہ عنہ بالخورنق وهو على سرير وعنده ابان بن عثمان فقال انى لارجو ان اكون انا وابوك من الذين قال الله عزوجل ونزعنا ما فى صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين ۝ ومن طريق حصين الحارثى قال جاء على بن ابى طالب الى زيد بن ارقم رضی اللہ عنهما يعوده وعنده قوم فقال زيد انشدك الله انت قتلت عثمان فاطرق على ساعة ثم قال والذى فلق الحبة وبرأ النسمة ما قتلته ولا امرت بقتله. ومن اقوال السيد المجتبى الحسن بن على ما اخبر ابو يعلى انه قام خطيبا فقال ايها الناس رأيت البارحة فى منامى عجبا رأيت الرب تعالى فوق عرش فجاء رسول الله

رضی اللہ عنہ کو دیکھا خورنق میں اور وہ ایک تخت پر تھے اور اُن کے پاس ابان بن عثمان تھے، تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں درحقیقت یہ امید رکھتا ہوں کہ میں اور تمہارے باپ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِی صُدُوْرِهِمْ الخ (۱۵: ۴۲) "اور جو کچھ اُن کے دلوں میں کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح الفت و محبت سے رہیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے"۔ اور بسند حصین یہ مروی ہے کہا کہ علی بن ابی طالب زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اُن کی عیادت کے لئے اور اُن کے پاس لوگ موجود تھے۔ تو زید نے کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے عثمانؓ کو قتل کیا؟ تو علی رضؓ نے ایک ساعت گردن جھکائی پھر کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیج کو (اُگانے کے لئے) پھاڑا اور جانوں کو پیدا کیا میں نے عثمانؓ کو قتل نہیں کیا اور نہ اُن کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور سید برگزیدہ حسن بن علی کے اقوال میں سے حسب روایتِ ابو یعلیٰ یہ ہے کہ وہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو میں نے رات خواب میں ایک عجیب امر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھا۔ پھر عمرؓ آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے کندھے پر رکھا، پھر عثمانؓ آئے اور ان کا سر اُن کے ہاتھ میں تھا اور کہا اے پروردگار اپنے بندوں سے پوچھئے کہ مجھے انہوں نے کس بارے میں قتل کیا تو آسمان سے خون کے دو پرنالے جاری ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ پھر علی رضؓ سے کہا گیا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ حسن کیا بیان کر رہے ہیں۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ جو کچھ دیکھا وہ اُس کو بیان کر رہے ہیں۔ اور حاکم نے روایت کیا قتادہ سے انہوں

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم حتی قامَ عند قائمۃٍ
من قوائم العرش فجاء ابوبکر فوضع
یدَہٗ علی منکبِ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثم جاء عُمر فوضع یدَہٗ علی
منکبِ ابی بکرٍ ثم جاء عثمانُ فکان بیدہ
رأسُہ فقال ربِّ سَلْ عبادَک فیم
قتلونی فانثعبَ من السماء میزابانِ من
دمٍ فی الارض قال فقیلَ لعلیٍّ الا ترٰی
ما یحدّث بہ الحسنُ قال یُحدّثُ بما رأٰی
واخرج الحاکم عن قتادۃ عن رجل قال
رأیت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما
خرج من دار عثمانَ جریحًا - ومن
اقوال احد العشرۃ المبشرۃ سعید بن
زید عن قیس قال سمعتُ سعیدَ بن زید
یقولُ واللہِ لقد رأیتُنی وان عمر
لموثقی علی الاسلام قبل ان یُسلمَ
ولو ان اُحدًا ارفضَّ للذی صنعتم
لعثمانَ لکانَ رواہ البخاری - ومن اقوال
فقیہ الامۃ عبد اللہ بن مسعود و
قد توفی قبلَ مقتلِ عثمان ولکنہ اُلقیَ
علی لسانہ اخرجہ ابوبکر عن ابی سعید
مولی ابن مسعود قال قال عبد اللہ واللہِ
لئن قتلوا عثمانَ لاتُصیبوا منہ
خلفًا - ومن اقوال صاحب سرّ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُذیفۃ

نے ایک شخص سے اس نے کہا کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ دارِ عثمان سے اس حال میں نکلے کہ زخمی تھے۔ اور عشرۂ مبشرہ میں کے ایک یعنی سعید بن زید کے اقوال میں سے: قیس سے مروی ہے کہا کہ میں نے سعید بن زید سے سنا کہتے تھے واللہ میں نے اپنی ذات کو دیکھا کہ عمر قبل اس کے کہ وہ اسلام لائے مجھے اسلام پر پختہ کرنے والا تھا اور اگر اُحد اپنی جگہ سے ہٹ جائے اُس فعل کی وجہ سے جو تم سے عثمانؓ کے لئے سرزد ہوا تو ہو سکتا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور فقیہ الامت عبد اللہ بن مسعود کے اقوال میں سے اور وہ حضرت عثمان کے قتل سے پہلے وفات پاچکے تھے لیکن وہ اُن کی زبان پر ڈالے گئے۔ روایت کیا ابوبکر نے ابو سعید مولیٰ ابن مسعود سے کہا کہ فرمایا عبد اللہ نے خدا کی قسم اگر لوگوں نے عثمانؓ کو قتل کر دیا تو اُن کا جانشین اُن کو نہ ملے گا۔ اور صاحب سرِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُذیفہ بن الیمان کے اقوال میں سے جس کو روایت کیا ابوبکر نے جندب الخیر سے کہا کہ ہم حُذیفہ کے پاس آئے جب کہ مصر کے لوگ عثمانؓ کی طرف روانہ ہوگئے تو ہم نے کہا کہ یہ لوگ اس شخص کی طرف روانہ ہو گئے اب آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ یہ اُن کو قتل کر دیں گے واللہ۔ ہم نے کہا کہ پھر وہ کہاں ہوں گے کہا جنّت میں واللہ۔ کہا کہ ہم نے پوچھا کہ اُن کو قتل کرنے والے کہاں ہوں گے؟ کہا نار میں واللہ۔ اور ہر دو کتابوں (توریت و قرآن) کے عالم عبد اللہ بن سلام کے اقوال میں سے جس کو ابوبکر نے روایت کیا یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے وہ اپنے باپ سے، کہا کہ اپنی تلواریں نہ کھینچو۔ واللہ اگر تم نے اُن کو کھینچ لیا تو وہ قیامت کے دن تک نیام میں نہیں جائیں گی۔ اور جس کو ابوبکر ہی نے روایت کیا بشر بن شغاف سے ایک طویل کلام میں، مروی ہے عبد اللہ بن سلام سے، یاد رکھو کہ میں اُن سے

www.kitabghar.org

بن الیمان ما اخرجہ ابو بکر عن جندب الخیر قال اتینا حذیفۃ حین سار المصریون الی عثمان فقلنا ان ھؤلاء قد ساروا الی ھذا الرجل فما تقول قال یقتلونہ واللہ قال قلنا فاین ھو قال فی الجنۃ واللہ قال قلنا فاین قتلتہ قال فی النار واللہ ومن اقوال عالم الکتابین عبداللہ بن سلام ما اخرجہ ابو بکر عن یوسف بن عبداللہ بن سلام عن ابیہ قال لا تسلوا سیوفکم فلئن سللتموھا لا تغمد الی یوم القیامۃ وما اخرجہ ابو بکر ایضا عن بشر بن شغاف فی کلام طویل عن عبداللہ بن سلام قال انا انی قد قلت لھم لا تقتلوا عثمان دعوہ فواللہ لئن ترکتموہ احدی عشرۃ لیموتن علی فراشہ موتا فلم یفعلوا وانہ لم یقتل نبی الا قتل بہ سبعون الفا من الناس ولم یقتل خلیفۃ الا قتل بہ خمسۃ وثلثون الفا۔ وما اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب انہ قال لقد فتح الناس علی انفسھم بقتل عثمان باب فتنۃ لا یغلق علیھم الی قیام الساعۃ۔ ومن اقوال زاہد الامۃ ابی ذر ما اخرجہ ابو بکر انہ قال لو امرنی

کہہ چکا ہوں کہ عثمان کو قتل نہ کر دینا۔ اُن کو چھوڑ دو۔ تو واللہ اگر تم نے اُن کو چھوڑ دیا گیارہ (دن یا مہینے) تو وہ ضرور اپنے بستر پر اپنی موت سے مر جائیں گے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا، اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے میں لوگوں میں سے ستر ہزار کو قتل کیا گیا۔ اور کوئی خلیفہ قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے میں پینتیس ہزار قتل کئے جاتے ہیں۔ اور جس کو ابو عمر نے استیعاب میں روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے عثمان کے قتل سے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اُن پر قیامت کے قائم ہونے تک بند نہ ہوگا۔ اور زاہد امت ابو ذر رض کے اقوال میں سے وہ قول جس کو ابو بکر نے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ اگر مجھ کو عثمان یہ حکم دیتا کہ میں سر کے بل چلوں تو ضرور چلتا۔ اور کاتب وحی زید بن ثابت کے اقوال میں سے ایک وہ ہے جس کو ابو بکر نے زید بن علی سے روایت کیا ہے۔ زید نے کہا کہ زید بن ثابت اُن لوگوں میں سے ہیں جو یوم الدار میں عثمان رض پر روئے تھے۔ اور اس امت کے حافظ حدیث ابو ہریرہ کے اقوال میں سے وہ ہے جس کو روایت کیا ابو بکر نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب سے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ واللہ قریش کے اس قبیلہ میں یہاں تک واقع ہو کر رہے گا کہ کوئی شخص "کنا" کی طرف جائے گا "ابو اسامہ" نے کہا کہ "کنا" یعنی "کناسہ" (جھاڑی جس میں ہرن چھپ کر بیٹھتے ہیں) تو وہاں بھی کسی قریشی کے جوتے پائے گا (جو وہاں مارا گیا ہوگا) اور اس امت کے حبر عبداللہ بن عباس کے اقوال میں سے وہ قول ہے جس کو ابو عمر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے، کہا کہ عثمان رض کے قتل پر لوگوں کا اجتماع ہو جاتا تو اُن پر اس طرح پتھر مارے جاتے جس طرح قوم لوط پر مارے گئے تھے۔ جب اس

www.kitabghar.org

عثمانُ ان اَمشیَ علی رأسی لَمَشیتُ. ومن اقوال کاتب الوحی
زید بن ثابت ما اخرجہ ابوبکر عن زید بن علی قال زید بن
ثابت ممن بکٰی علی عثمانَ یوم الدار، ومن اقوال حافظ
الحدیث علی ہذہ الامۃ ابی ہریرۃ ما اخرجہ ابوبکر عن محمد
بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب قال ابو ہریرۃ واللہ
لو تعلمون ما اَعلمُ لَضَحِکتُم قلیلاً و
لَبکیتم کثیرًا واللہ لَیقعنَّ القتلُ و
الموتُ فی ہذا الحیّ من قریش
حتے یأتی الرجلُ الکنا قال ابو اُسامۃ
یعنی الکناسۃ فیجدُ بہا نعلَ قرشیٍّ
ومن اقوال حبر ہذہ الامۃ عبداللہ
بن عباس ما ذکرہ ابو عمر فی الاستیعاب
قال لو اجتمع الناسُ علی قتل عثمانَ
لرُمُوا بالحجارۃ کما رُمی قومُ لوطٍ
چون این مقدمہ ممہد شد مجملے از
اسبابِ اختلافِ ناس بر ذی النورین
واقدامِ ایشان بر قتلِ وی تقریر کنیم
ومناسب حال روایتی چند تحریر نمائیم
تا اطلاع بر اصلِ قصہ حاصل شود
واخرج ابوبکر عن ابن عون عن الحسن
قال اَنبأنی وثابٌ وکان ممن ادرک
عِتقَ امیر المؤمنینَ عمرَ وکان یکون بعد
ما بینَ یدی عثمان قال فرأیتُ فی
حَلقہ طعنتین کانہما کیّتان طعنہما
یومَ الدار دار عثمان قال بعثنی
امیر المؤمنین عثمانُ قال ادعُ لی الاشترَ

مقدمہ کی تمہید سے فراغت ہوئی تو اب ہم مجمل طور پر اُن اسباب کی تقریر کرتے ہیں جو لوگوں کے حضرت ذی النورین سے اختلاف اور اُن کے قتل پر اقدام کا سبب بنے اور مناسب حال چند روایات بھی تحریر کریں گے تاکہ اصل قصہ پر اطلاع حاصل ہو جائے۔

حالِ شہادت سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایت کیا ابوبکرؓ نے ابن عون سے وہ حسن سے انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی وثاب نے اور وہ اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے امیر المومنین عمرؓ سے آزادی پائی تھی اور یہ شخص اُس کے بعد عثمانؓ کے سامنے رہا کرتا تھا۔ (حسن نے) کہا کہ میں نے وثاب کے حلق میں دو کچوکوں کے نشان دیکھے ہیں گویا وہ دو کیے" (داغے ہوئے نشان) ہیں اسکے یہ دونوں زخم یوم الدار میں حضرت عثمانؓ کے مکان میں مارے گئے تھے۔ وثاب نے کہا کہ مجھے امیر المومنین عثمان نے بھیجا تھا، فرمایا تھا کہ میرے پاس اشتر کو بلا کر لاؤ۔ تو وہ آیا ابن عون نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ وثاب نے کہا کہ پھر میں نے امیر المومنین کے لئے تکیہ رکھ دیا۔ پھر عثمان رضؓ نے کہا اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اُس نے کہا تین باتیں ان میں سے کسی کو ماننے بغیر چارہ نہیں۔ وہ آپ کو اس امر کے بارے میں اختیار دیتے ہیں کہ یا تو آپ اُن کے امر (یعنی خلافت) سے اپنے کو الگ کر لیں اور اُن سے کہہ دیں کہ یہ تمہارا امر ہے جس کو تم چاہو منتخب کر لو۔ اور یا یہ کہ اپنی ذات کو بدلہ لینے کے لئے پیش کر دیں۔ پھر اگر آپ ان دونوں باتوں سے انکار کریں تو قوم کے لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ نے کہا کہ کیا ان کے بغیر چارہ نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ بات کہ میں اُن کے لئے خلافت کو چھوڑ دوں تو میں اس قمیص کو کبھی نہیں اتاروں گا جو اللہ عزوجل نے مجھے

www.kitabghar.org

فجاء قال ابنُ عون اظنُّہ قال فطرحتْ لامیرِ المومنینَ وسادۃٌ فقال یا اشترُ مایُرِیدُ الناسُ مِنّی قال ثلثاً لیسَ من احدِ یہنَ بُدٌّ یُخیّرُونکَ بینَ اَنْ تخلعَ لہُمْ امرَہُمْ وتقول ھذا امرُکم اِختارُوا لہ من شئتُم وبین ان تُقِصَّ من نفسِکَ فان اَبَیْتَ ہٰذَیْنِ فَاِنَّ القومَ قَاتِلُوکَ قال ما مِنْ احدِہِنَّ بُدٌّ قال لا قال اَمّا ان اخلعَ لہم اَمرَہُم فما کنتُ اخلع سربالاً سَرْبَلْنِیْہِ اللّٰہ عزّ وجل اَبدًا۔ قال ابنُ عونٍ وقال غیرُ الحسن لَاَن اُقدَّم فتُضرب عنقی احبُّ اِلیَّ من ان اخلعَ اَمْرَ اُمَّۃِ محمدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم بعضِہا عن بعضٍ۔ قال ابنُ عونٍ وہٰذا اشبہ بکلامہ۔ ولَاَن اُقِصَّ لہم من نفسی فواللّٰہ لقد علمتُ ان صاحِبَیَّ بینَ یدیَّ کانا یُقِصَّانِ من انفسِہما وما یقومُ بَدَنِی بالقصاصِ واَمّا ان یَقتُلُونِی فواللّٰہِ لو قتلونی لا یتحابُّونَ بعدی ابدًا ولا یقاتِلونَ بعدی عدوًّا جمیعًا ابدًا قال فقامَ الاشترُ وانطلقَ فمکثنا فقلنا لعل الناس رضوا ثم جاء رُوَیجِلٌ کانہ ذئبٌ فاطّلعَ من البابِ ثم رجعَ وقامَ محمد بن ابی بکر فی ثلثۃ عشرَ

پہنائی ہے۔ اور حسن کے سوا دوسرے راوی نے یہ نقل کیا کہ واللہ مجھے آگے بڑھا کر میری گردن ماردی جائے مجھے یہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض (یعنی ایک جماعت) کے امر سے بعض (یعنی دوسری جماعت کے دباؤ) کی وجہ سے دستکش ہو جاؤں ابن عون نے کہا اور یہ آپ کے کلام سے زیادہ ملتی جلتی بات ہے۔ اور بدلہ لینے کے لئے اپنی ذات کو پیش کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ واللہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے بارے میں جانتا ہوں، میرے سامنے وہ اپنے نفسوں کو بدلہ لینے کے لئے پیش کرتے رہے، مگر میرا بدن قصاص کے قابل نہیں رہا اور رہا یہ کہ وہ مجھے قتل کریں گے، تو خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے قتل کیا تو میرے بعد کبھی آپس میں محبت سے نہ رہ سکیں گے اور نہ میرے بعد کبھی کسی دشمن سے جمع ہو کر قتال کر سکیں گے۔ کہا کہ پھر اشتر اٹھ کر چلا گیا۔ اب ہم ٹھہرے اور ہم نے خیال کیا کہ شاید لوگ راضی ہو گئے لیکن پھر رُوَیجِل آیا گویا کہ وہ بھیڑیا تھا اور اُس نے دروازے کے اوپر سے جھانکا پھر لوٹ گیا۔ اور محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں شامل ہو کر گھر میں داخل ہوا اور عثمانؓ کے پاس پہنچ کر اُن کی ڈاڑھی پکڑی اور جھٹکے مارے یہاں تک کہ میں نے اُن کی داڑھوں کے ٹکرانے کی آواز سنی اور بولا کہ معاویہ تجھے نہ بچا سکا، ابن عامر تجھے نہ بچا سکا، تیرے خطوط تجھے نہ بچا سکے۔ تو عثمان نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی چھوڑ، اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی چھوڑ۔ کہا (وثاب نے) پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اُس نے حملہ کرنے کے لئے قوم میں سے خود ایک شخص کو بلایا۔ وہ اس کے پاس تیر (یا برچھی) لئے ہوئے جا پہنچا اور اس کو اُن کے سر میں گھونپ دیا اور اُس کو ٹھہرا دیا پھر (محمد بن ابی بکر) چلا گیا، پھر دوسرے لوگوں نے اندر پہنچ کر

www.kitabghar.org

حتیٰ انتھےٰ الی عثمانَ فاخذ بلحیتہٖ
فقال بہا حتی سمعتُ وَقْعَ اضراسہٖ و
قال ما اغنیٰ عنکَ معاویۃُ ما اغنی
عنکَ ابنُ عامرٍ ما اغنت عنکَ کتبک
فقال اَرْسِلْ لِی لِحیَتِی یاابنَ اخی
اَرْسِلْ لِی لِحیَتِی یا ابن اخے قال فانا
رأیتُہٗ اَسْتَعْدٰی رجلاً من القوم
بعینہٖ فقام الیہ بمشقصٍ حتے وَجأً
بہٖ فی رَاْسِہٖ فَاَثْبَتَہٗ قال ثم مَرَّ ثم
دَخلوا علیہ حتی قتلوہ۔ واخرج ابو بکر
عن ابی نضرۃ عن ابی سعید مولی ابی اَسید
الانصاری قال سمع عثمانُ انَّ وَفدَ اہلِ
مِصرَ قداقبلوا فاستقبلہم فکانَ فی قریۃٍ
خارجًا مِنَ المدینۃ او کما قالَ قال
فلما سمعوا بہٖ اَقبلوُا نحوہٗ الیَ المکان
الذی ہو فیہ قال اَراہُ قال وَکَرِہَ
ان یَقْدِمُوا علیہ المدینۃَ او نحوًا
من ذلک فَاَتَوْہُ فقالوا اُدعُ بالمصحف
فدعا فقالوا افتح السابعۃَ و کانوا
یُسَمُّون سُورۃَ یونسَ السابعۃَ فقرأہا
حتی اذا اَتٰی علٰے ھٰذہ الآیۃ قُلْ
اَرَاَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ
مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ حَرَامًا
وَّحَلٰلًا ط قُلْ ءٰٓاللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ
اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ہ فقالوا

عثمان کو قتل کر دیا۔ اور ابو بکر نے ابو نضرہ سے اس نے ابو سعید مولیٰ ابو اُسَید انصاری سے روایت کی ہے کہ کہا کہ عثمان رضؓ نے سُنا کہ اہل مصر کے وفد کے لوگ آ رہے ہیں تو اُن کا استقبال کرنا چاہا تو ایک قریہ میں جا کر قیام کیا جو کہ مدینہ سے باہر تھا یا کچھ ایسا ہی کہا۔ کہا کہ جب اُن لوگوں نے یہ سُنا تو اُن کے پاس اُس مکان میں آئے جس میں وہ موجود تھے۔ ابو نضر نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ابو سعید نے کہا تھا کہ انہوں نے اُس سے کراہت کی کہ وفد کے لوگ اُن سے مدینہ میں آ کر ملیں یا اسی طرح کی کوئی بات تھی۔ غرض وہ اُن کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ مصحف منگائیے تو انہوں نے منگا لیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ساتویں سورت کھولئے اور یہ لوگ سورۂ یونس کو ساتویں کہتے تھے۔ تو اس کو پڑھا جب اس آیت پر آئے قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ الخ (۱۰:۵۹) آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالےٰ نے تمھارے (انتفاع کے) لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصّہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا۔ آپ اُن سے پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو" انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر نظر کی ہے کہ جن زمینوں کو آپ نے حمیٰ (سرکاری زمین) قرار دیا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا اس خیال کو چھوڑو۔ یہ آیت ایسے اور ایسے امر میں نازل ہوئی۔ رہا حمیٰ تو حمیٰ کو تو مجھ سے پہلے صدقہ کے اونٹوں کے لئے عمر رضؓ نے قائم کیا تھا پھر جب میں خلیفہ قرار دیا گیا اور صدقہ کے اونٹوں میں زیادتی ہو گئی تو میں نے حمیٰ میں صدقہ کے اونٹوں کی زیادتی کے مناسب اضافہ کر دیا تو لوگوں نے اس آیت کو استدلال میں پکڑنا شروع کر دیا۔ (ایسے موقع پر) آپ یہی کہا کرتے کہ

www.kitabghar.org

ارأیت ماحمیت من الحمی آللہ اذن
لک ام علی اللہ تفترے فقال امضہ
انزلت فی کذا وکذا وانا الحمٰی فان
عمر حمی الحمٰی قبل لابل الصدقۃ
فلما ولیت زادت ابل الصدقۃ فزدت
فی الحمٰی لما زاد من ابل الصدقۃ فجعلوا
یاخذونہ بالآیۃ فیقول امضہ انزلت فی
کذا وکذا والذی یلی کلام عثمان یومئذ
فی سنک یقول ابونضرۃ یقول لے
ذلک ابوسعید قال ابونضرۃ وانا فی
سنک یومئذ قال ولم یخرج او
لم یستو وجہی یومئذ لا ادری لعلہ
قال مرۃ اخرٰی وانا یومئذ فی
ثلثین سنۃ ثم اخذوہ باشیاء لم یکن
عندہ منہا مخرج فعرفہا فقال استغفر اللہ
واتوب الیہ فقال لہم ماتریدون فاخذوا
میثاقہ قال واحسبہ قال وکتبوا
علیہ شرطا قال واخذ علیہم ان لایشقوا
عصا ولایفارقوا جماعۃ ما اقام لہم
شرطہم او کما اخذوا علیہ فقال لہم
ماتریدون فقالوا نرید ان لا یاخذ اہل
المدینۃ عطاء فانما ہذا المال لمن
قاتل علیہ ولہذہ الشیوخ من اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرضوا واقبلوا
معہ الی المدینۃ راضین فقام فخطب

اس خیال کو چھوڑو یہ آیت ایسے ایسے اور ایسے امر میں نازل ہوئی ہے"
اور جو شخص (یعنی خود ابوسعید) عثمان کے کلام کو قریب سے اُس
دن سُن رہا تھا وہ اُس وقت تیری عمر میں تھا"۔ ابونضرہ کہتے ہیں
کہ مجھ سے ابوسعید یہ کہہ رہے تھے۔ کہا ابونضرہ نے (اپنے شاگرد
سے) اور میں اس وقت تیری عمر میں تھا" کہا کہ میرے ابھی
ڈاڑھی نہیں نکلی تھی یا یوں کہا کہ ابھی پورا خط نہیں بھرا تھا مجھے یاد
نہیں رہا شاید انہوں نے دوسری مرتبہ میں یہ کہا کہ میں اُس وقت
تیس سال کا تھا۔ پھر وفد کے لوگوں نے ان کی ایسی چیزوں کے ساتھ
گرفت کی کہ اُن سے نکلنے کی اُن کے پاس راہ نہیں تھی اور انہوں نے
ان کا اعتراف کرلیا اور کہا استغفر اللہ واتوب الیہ (میں اللہ سے استغفار
اور توبہ کرتا ہوں) پھر عثمان نے اُن سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ تو
انہوں نے اُن سے عہد نامہ لیا (راوی نے) کہا کہ میرا گمان ہے
کہ بیان کیا کہ ان لوگوں نے اپنی عائد کی ہوئی شرط کو لکھا اور بیان کیا
کہ عثمان نے اُن سے عہد لیا کہ وہ عصا (قوتِ اجتماعی) نہ توڑیں
اور جماعت میں تفرقہ نہ ڈالیں جب تک خلیفہ اُن کی شرط کو قائم
رکھے یا یہ کہا، جب تک اس عہد پر قائم رہے جو انہوں نے
خلیفہ سے لیا۔ پھر (عثمانؓ) نے اُن سے کہا کہ تم (اور) کیا چاہتے
ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اہلِ مدینہ عطیات نہ لیں
کیونکہ یہ مال اسی کا حق ہے جس نے اس پر قتال کیا اور ان بوڑھوں
کا حق ہے جو اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔
(اس کو عثمانؓ نے مان لیا) تو وہ لوگ راضی ہوگئے اور اُن کے
ساتھ مدینہ کی طرف خوش خوش روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر عثمانؓ
نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا کہ واللہ میں نے اپنے پاس
آنے والے کسی وفد کو نہیں دیکھا جو اس وفد سے میری مرضیات
کے لئے بہتر ہو۔ اور راوی نے دوسری مرتبہ یہ کہا کہ میرا گمان یہ

www.kitabghar.org

فقال واللہِ انی ما رأیتُ وَافِدًا ہُم خیرًا لحوْباتی من ھٰذا الوفد الذین قدِموا علَیَّ وقالَ مَرَّۃً اُخرىٰ حسبتُ انہ قال من ہٰذا الوفدِ من اہل مصر الَا من کان لہ زَرعٌ فلیلحق بزرعہ ومن کان لہ ضَرع فلیحتلِبْ اَلَا انہ لا مال لکم عندَنا انما ہٰذا المالُ لِمَن قاتل علیہ ولہٰذہ الشیوخ من اَصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فغضِب الناسُ وقالوا مَکْرُ بنی اُمیۃ ثم رجع الوفدُ المصریونَ راضین فبینما ہم فی الطریق اذا ہم براکب یتعرَّضُ لہم ثم یُفارِقہم ثم یرجع الیہم ثم یُفارِقہم و یَسُبُّہم فقالوا لہ انّ لک لَاَمرًا ما شانُکَ قال اَنَا رسولُ امیرِ المومنینَ الی عامِلِہ مصر فَفَتَّشوہُ فاذا بالکتاب علی لسانِ عثمانَ علیہ خاتَمُہٗ اِلیٰ عامِلِ مصرَ ان یَقتُلَہم او یقطعَ اَیدِیَہم و ارجُلَہم فَاَقبَلُوا حتی قَدِمُوا المدینۃَ فَاَتَوا علیًّا فقالوا اَلَم تَرَ الی عدوِّ اللہِ اَمرَ فینا بکذا وکذا واللہِ قد اُحِلَّ دَمُہ فرجعنا الیہ فقال لَا وَاللہِ لَا اقومُ معکم قالوا فلم کتبتَ الینا قال لا واللہ ماکتبتُ الیکم کتاباً قطُّ قال فنظر بعضُہم الی بعض ثم قال بعضہم لِبعض الِہٰذا تقاتِلون او لہٰذا تَغضَبُونَ

ہے کہ عثمان نے یہ الفاظ کہے تھے من ھٰذا الوفد الخ یعنی جو اہل مصر کے اس وفد سے بہتر ہوں" خوب سمجھ لو جو شخص کھیتی کرتا ہو وہ اپنی کھیتی میں لگا رہے اور جس کے پاس دودھ کے جانور ہوں وہ دودھ دوہتا رہے (اپنے گذر بسر کے لئے اپنے ذرائع سے کام لیتا رہے) اب تمہارے لئے ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ یہ مال صرف اس کے لئے ہے جس نے اس پر قتال کیا ہوگا اور ان شیوخ کے لئے ہے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔ یہ سُن کر لوگ غضبناک ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ یہ بنی اُمیہ کا مکر ہے۔ پھر مصریوں کا وفد خوش ہوکر واپس ہوگیا۔ پھر اس دوران میں کہ وہ ابھی راستہ ہی میں تھا تو دیکھا گیا کہ ایک اونٹ سوار کبھی اُن سے مل جاتا ہے کبھی جدا ہوجاتا ہے پھر ان کی طرف لوٹ کر آتا ہے، پھر جدا ہوجاتا ہے، اور اُن کو گالیاں بھی دیتا ہے۔ تو اُن لوگوں نے اُس سے کہا کہ یقیناً تیرا کوئی خاص کام ہے بتا کہ تیرا معاملہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں امیر المومنین کا ایلچی ہوں اُس کے مصر کے عامل کی طرف۔ تو انہوں نے اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس سے عثمان کی طرف سے لکھا ہوا ایک خط برآمد ہوا عامل مصر کے نام جس پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگی ہوئی تھی، کہ وہ اُن کو قتل کردے یا ان کے ہاتھوں کو کاٹ دے اور ان کے پاؤں کو تو پھر اُن لوگوں نے مدینہ کا رُخ کیا، یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے۔ اور علی رضؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ کیا تم نے اس دشمن خدا کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمارے لئے ایسا اور ایسا حکم لکھا ہے، واللہ اب اس کا خون ہم پر حلال کردیا گیا تو ہم اس کی طرف لوٹ کر آئے ہیں (آپ ہمارے ساتھ چلیں)، علی رضؓ نے کہا نہیں واللہ میں تمہارے ساتھ نہیں کھڑا ہوں گا۔ تو انہوں نے کہا کہ پھر آپ نے ہمیں کیوں

www.kitabghar.org

وانطلق علی فخرج من المدینۃ الی قریۃ
او قریۃ لہ فانطلقوا حتی دخلوا علی
عثمان فقالوا اکتبت فینا بکذا وکذا
فقال انما ہما اثنتان ان تقیموا علیّ
رجلین من المسلمین او یمینًا باللہ
الذی لا الہ الا ہو ما کتبت ولا املیت
وقد تعلمون ان الکتاب یکتب علی
لسان الرجل وینقش الخاتم علی
الخاتم فقالوا لہ قد واللہ احل اللہ
دمک ونقضوا العہد والمیثاق قال
فحصروہ فی القصر فاشرف علیہم فقال
السلام علیکم قال فما اسمع احدًا
ردّ السلام الا ان یردّ رجل فی نفسہ
فقال انشدکم باللہ ہل علمتم انی اشتریت
رومۃ بمالی لاستعذب بہا فجعلت
رشائی فیہا کرشاء رجل من المسلمین
فقیل نعم قال فعلی م تمنعونی ان اشرب
منہا حتی افطر علی ماء البحر قال انشدکم
باللہ ہل علمتم انی اشتریت کذا وکذا
من الارض فزدتہ فی المسجد قیل نعم
قال فہل علمتم احدًا من الناس منع
ان یصلی فیہا قیل لا قال فانشدکم
باللہ ہل سمعتم نبی اللہ علیہ السلام یذکر
کذا وکذا اشیاء من شانہ وذکر
ارای کتابتہ المفصل قال ففشا النہی

لکھا تھا۔ تو علی رض نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم میں نے تمہیں
کبھی کوئی خط نہیں لکھا۔ (راوی نے) کہا کہ یہ سُنکر اُن کے بعض
نے بعض کی طرف دیکھا۔ پھر بعض نے بعض سے کہا کہ کیا اسی کے
لئے تم قتال کروگے یا اسی کے لئے تم جماعت بنے ہو۔ اور علی چل کھڑے
ہوئے پھر مدینہ سے ایک قریہ کی طرف یا یہ کہا کہ اپنے قریہ کی طرف نکل گئے پھر یہ لوگ چلے یہاں
تک کہ عثمان رض کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ تم نے ہمارے بارے
میں ایسا اور ایسا لکھا تو عثمان رض نے فرمایا کہ اب تو صرف دو ہی باتیں
ہیں کہ تم میرے مقابلہ پر دو گواہ مسلمانوں میں سے لاؤ یا قسم اُس اللہ کی کھاؤں جس کے
سوا کوئی معبود نہیں۔ نہ میں نے خود لکھا اور نہ املا کرایا۔ اور یہ بات تم جانتے ہو
کہ خط دوسرے کی طرف سے (یعنی جعلی طور پر) لکھا جا سکتا ہے اور مُہر بھی
دوسری مُہر کے مطابق بنائی جا سکتی ہے۔ اس پر انہوں نے اُن سے کہا کہ خدا
کی قسم اللہ نے تمہارا خون حلال کر دیا۔ اور انہوں نے وہ عہد و میثاق توڑ
دیا۔ (راوی نے) کہا کہ انہوں نے اُن کو قصر میں گھیر لیا۔ اس کے بعد عثمان رض
قصر کے اوپر چڑھ کر اُن سے مخاطب ہوئے اور کہا السلام علیکم (راوی
نے) کہا کہ میں نے کسی سے نہیں سُنا کہ اس نے سلام کا جواب دیا بجز
اس کے کہ کسی شخص نے اپنے دل میں جواب دیدیا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا
کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے بیر رُومہ اپنے
مال سے خریدا تھا تاکہ اس سے میٹھا پانی حاصل کروں۔ پھر اس کے بعد
میں نے اپنی ڈول رسی کو مسلمانوں میں کے ایک عام شخص کی طرح قرار
دے دیا۔ تو کہا گیا کہ ہاں۔ کہا کہ پھر کس بناء پر تم لوگ مجھے اس کا پانی پینے
سے مانع ہو رہے ہو اس حد تک کہ میں دریا کے پانی سے افطار کر رہا ہوں
فرمایا کہ میں تم سے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں نے زمین
کا فلاں فلاں حصہ خریدا پھر اس کو مسجد میں شامل کر دیا کہا گیا کہ ہاں۔ کہا کہ کیا
تم کسی شخص کو لوگوں میں سے جانتے ہو جس کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا
گیا ہو؟ کہا گیا کہ نہیں کہا کہ پھر میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے

www.kitabghar.org

وجعل الناسُ يقولونَ مهلاً عن امیرِ المومنین و فشا النهیُ و قامَ الاشترُ فلا ادری یومئذٍ ام یومًا آخر فقال لعلّہ قد مُکِرَ بہٖ و بکم قال فوطئہ الناسُ حتی بَقِیَ کذا وکذا ثم انہ اشرفَ علیہم مَرَّةً اُخری فوعظہم و ذکّرہم فلم تأخذ فیہم الموعظةُ وکان الناسُ تأخذ فیہم الموعظةُ اوّل مایسمعونہا فاذا اُعیدت علیہم لم تأخذ فیہم الموعظةُ ثم فتحَ البابَ و وَضعَ المصحفَ بین یدیہ قال فحدثنا الحسنُ ان محمد بن ابی بکر دخل علیہ فاخذ بلحیتہٖ فقال لہ عثمانُ لقداخذتَ منّی مأخذًا او قعدتَ منی مقعدًا ماکان ابوبکر لیأخذہٗ او لیقعدہٗ قال فخرج وترکہ قال وفی حدیث ابی سعیدٍ فدخل علیہ رجلٌ فقال بینی و بینکَ کتابُ اللہِ فخرجَ وترکہَ و دخل علیہ رجلٌ یقال لہ الموت الاسودُ فخنقہَ وخنقہ ثم خرجَ فقال واللہ ما رأیتُ شیئًا قط ہوَ الینُ من حلقہ واللہ لقد خنقتُہ حتی رأیتُ نفسَہ مثلَ نفسِ الجانّ تردّدَ فی جسدہ ثم دخل علیہ آخرُ فقال بینی و بینکَ کتابُ اللہ والمصحفُ بین یدیہ

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ ایسا اور ایسا ذکر فرماتے تھے یعنی ان کی مدح میں جو ارشاد فرمایا۔ اور میرا خیال یہ ہے (قول راوی) کہ آپ نے مفصّل (قرآن کی بڑی سورتوں) کے لکھنے کا بھی ذکر کیا۔ کہا کہ اب لوگوں پر اس روک لگانے کا حال فاش ہوگیا اور انہوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ امیر المومنین کا پیچھا چھوڑ دو۔ اور نہی (یعنی پانی سے اور مسجد میں نماز سے روکنے کا حال) بخوبی ظاہر ہوا۔ اور اشتر کھڑا ہوا اور راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اُسی دن یا کسی اور دن" اور اس نے کہا کہ شاید یہ مکر کیا گیا ہے اُس کے (یعنی اشتر کے) اور تمہارے ساتھ۔ (راوی نے) کہا کہ پھر لوگ اُس کے پیچھے ہوگئے حتیٰ کہ صرف اتنے اور اتنے باقی رہ گئے۔ پھر عثمانؓ نے دوسری مرتبہ اوپر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کیا اور اُن کو وعظ و نصیحت کی مگر ان پر نصیحت نے کوئی اثر نہیں کیا۔ حالانکہ لوگوں پر وعظ کا بہت اثر ہوا تھا جب پہلی مرتبہ وہ اس کو سُن رہے تھے لیکن جب اُن کے سامنے نصیحت کا پھر اعادہ کیا گیا تو اب اُس موعظت نے اُن پر کچھ اثر نہ کیا۔ پھر عثمانؓ نے دروازہ کھول دیا اور قرآن مجید کو سامنے رکھ لیا۔ کہا پھر ہم سے حسن نے بیان کیا کہ محمد بن ابی بکر عثمانؓ کے پاس پہنچا اور اُن کی ڈاڑھی پکڑی تو اُن سے عثمانؓ نے کہا کہ تو نے میری جس چیز کو پکڑ لیا ہے یا (یہ کہا کہ) میرے مقابلہ پر جس جگہ تو آبیٹھا ہے ابوبکر بھی یہ نہیں کرسکتا تھا کہ اس کو پکڑتا یا (یہ کہا) کہ اس جگہ بیٹھتا۔ کہا پھر وہ نکل گیا اور ان کو چھوڑ گیا۔ کہا، ابوسعید کی حدیث میں یہ ہے کہ پھر اُن کے پاس ایک اور شخص پہنچا تو اس نے عثمانؓ سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے تو وہ بھی نکل گیا اور اُن کو چھوڑ گیا۔ پھر ایک اور شخص اُن کے پاس پہنچا جس کو موت اسود کہا جاتا تھا اُس نے اُن کا گلا گھونٹا اور اس کو دبائے رکھا۔ پھر نکل گیا اور اس نے کہا کہ واللہ میں نے کبھی ایسی کوئی نرم چیز نہیں دیکھی جو اُس کے حلق سے زیادہ نرم ہو، واللہ میں نے اُس کا یہاں تک گلا گھونٹا کہ میں نے اس کے سانس کو دیکھا کہ وہ سانپ کے سانس کی طرح اُس کے جسم میں گھومتا رہا۔ پھر ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے اور قرآن

www.kitabghar.org

کتاب اللہ والمصحف بین یدیہ فاھوی الیہ بالسیف فاتقاہ بیدہ فقطعہا فلا ادری ابانہا او قطعہا فلم یبنہا فقال اما واللہ انہا لاول کف خطت المفصل وحدثت فی غیر حدیث ابی سعید فدخل علیہ التجیبی فاشعرہ بمشقص فانتضح الدم علی ھذہ الآیۃ فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم وانہا فی المصحف فلکۃ واخذت بنت الفرافصۃ فی حدیث ابی سعید حلیلہا فوضعتہ فی حجرہا وذلک قبل ان یقتل فلما اشعر او قتل تجافت او تفاجت علیہ فقال بعضہم قاتلہا اللہ ما اعظم عجیزتہا فعرفت ان اعداء اللہ لم یریدوا الا الدنیا۔ واخرج ابوبکر عن جہیم رجل من بنی فہر قال انا شاھد ھذا الامر قال جاء سعد وعمار فارسلوا الی عثمان ان ائتنا فانا نرید ان نذکر لک اشیاء احدثتہا او اشیاء فعلتہا قال فارسل الیہم ان انصرفوا الیوم فانی مشتغل ومیعادکم یوم کذا وکذا حتی اتشزن قال ابو محصن اتشزن استعد لخصومتکم قال

مجید اُن کے سامنے تھا، تو اُس نے اُن پر تلوار چلائی جس کو اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے روکا تو تلوار نے اُس کو کاٹ دیا۔ میں یہ نہیں جانتا کہ اُس کو جدا کر دیا یا کاٹا مگر جدا نہیں کیا۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ آگاہ رہو واللہ یہ پہلی ہتھیلی ہے جس نے مفصل کو لکھا تھا۔ اور حدیثِ ابوسعید کے سوا دوسری حدیث سے یہ بات مجھے پہنچی کہ پھر اُن کے پاس تجیبی پہنچا (جس کا نام کنانہ بن بشر تھا) تو اُس نے اُن کو چوڑی بھال والے تیر سے زخمی کر دیا جس سے خون بہہ کر اس آیت پر گرا فسیکفیکہم اللہ الخ اور مصحف (قرآن) میں اُس کا چکدا موجود ہے اور بنت الفرافصہ نے "حدیثِ ابوسعید میں ہے کہ اُن کی حلیلہ نے (یعنی بیوی یا لونڈی)" لیکر اُس کو اپنی گود میں رکھ لیا اور یہ قتل سے پہلے ہوا۔ پھر جب زخمی کیے گئے یا قتل کئے گئے تو وہ اُن کے اُوپر اُلٹی ہو گئیں یا اُن کے اُوپر اوندھی پڑ گئیں، تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ خدا اُسے مارے اس کی سُرین کتنی بڑی ہے، تو میں نے بخوبی سمجھ لیا کہ اُن اللہ کے دشمنوں نے صرف دنیا ہی کا ارادہ کیا تھا (کہ ان کی زبان سے جو گندہ جملہ نکلا وہ اُن کے خیالات کی گندگی کو عیاں کر رہا ہے) اور ابوبکر نے جُہیم سے روایت کیا جو بنی فہر میں کا ایک شخص تھا اُس نے کہا کہ میں اس اَمر کا شاہد ہوں کہا کہ سعد اور عمار آئے اور انہوں نے عثمان سے کہلوا کر بھیجا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے اُن باتوں کا ذکر کریں جو آپ نے پیدا کی ہیں یا دیوں کہا) کہ ان اشیاء کا ذکر کریں جو آپ نے کی ہیں۔ کہا اُس پر انہوں نے یہ کہلوا کر بھیجا کہ آج واپس ہو جاؤ کیونکہ میں مشغول ہوں اور تم سے فلاں دن فلاں وقت مقرر ہے اس وقت میں جواب کے لئے تیار رہوں گا۔ ابو محصن نے کہا "اَتَشَزَّنُ" کے معنے ہیں "اَستعِدُّ لخصومتکم" کے (یعنی میں تیار ہو جاؤں تم سے جھگڑنے کے لئے) کہا کہ پھر سعد واپس ہو گئے مگر عمار نے واپس ہونے سے انکار کر دیا۔ اس کو ابو محصن نے دو مرتبہ کہا۔ بیان کیا کہ اس پر عثمانؓ کا بھیجا ہوا آدمی عمار کو لپٹ گیا اور اُن کو مارا۔ کہا کہ جب یہ سب مع اپنے ساتھیوں

www.kitabghar.org

فانصرف سعدٌ و ابیٰ عمارٌ ان ینصرف قالہا ابو محصن مرتین قال فتناولہ رسول عثمان فضربہ قال فلما اجتمعوا للمیعاد و من معہم قال لہم عثمان ما تنقمون منی قالوا ننقم علیک ضربک عماراً قال قال عثمان جاء سعدٌ و عمارٌ فارسلت الیہما فانصرف سعدٌ و ابیٰ عمارٌ ان ینصرف فتناولہ رسولی عن غیر امری فواللّٰہ ما امرتُ ولا رضیتُ فہذہ یدی لعمارٍ فلیصطبر قال ابو محصن یعنی یقتص قالوا ننقم علیک انک جعلت الحروف حرفاً واحداً قال جاءنی حذیفۃ فقال ماکنتُ صانعاً اذا قیل قراءۃُ فلانٍ و قراءۃُ فلانٍ و قراءۃُ فلانٍ کما اختلف اہل الکتاب فان یکُ صواباً فمن اللّٰہ وان یکُ خطأً فمن حذیفۃ قالوا ننقم علیک انک حمیت الحمیٰ قال جاءتنی قریشٌ فقالت انہ لیس لیحٌ من العرب قوم الا لہم حمیً یرعون فیہ غیرنا ففعلتُ ذلک لہم فان رضیتم فاقرّوا و ان کرہتم فغیّروا اوقال لا تقرّوا شک ابو محصن قالوا و ننقم علیک انک استعملت السفہاءَ اقاربک قال فلیقم اہل کل مصر لیسئلونی صاحبہم الذی یحبونہ فاستعملہ

کے وقت معینہ پر جمع ہوئے تو اُن سے عثمان نے کہا کہ کس بات پر آپ لوگ مجھ سے ناراض ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے ناراض ہیں اس وجہ سے کہ آپ نے عمار کو مارا۔ کہا کہ عثمان نے جواب دیا کہ سعد اور عمار آئے میں نے دونوں کے پاس پیغام بھیجا تو سعد واپس ہو گئے اور عمار نے واپسی سے انکار کر دیا تو میرا پیغام لے جانے والا عمار سے اُلجھ گیا بغیر میرے حکم کے۔ تو خدا کی قسم نہ میں نے حکم دیا اور نہ اس سے خوش ہوا۔ سو یہ میرا ہاتھ ہے عمار کے لئے اُس کو چاہئے کہ صبر کرے۔ ابو محصن نے کہا یعنی قصاص لے لے۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے ناراض ہیں اس وجہ سے کہ آپ نے حروفِ متعددہ کو (یعنی روایات متعددہ کو) حرفِ واحد بنا دیا۔ عثمان رض نے کہا کہ میرے پاس حذیفہ آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ تم کیا کروگے جب کہا جائے گا کہ یہ قراءت فلاں کی ہے اور یہ قراءت فلاں کی اور یہ قراءت فلاں کی ہے۔ جیسا کہ اہلِ کتاب نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ تو اگر یہ صواب ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر خطا ہے تو حذیفہ کی طرف سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تم پر اس وجہ سے ناراض ہیں کہ تم نے حمیٰ بنا دیا (ایک قطعہ زمین کو چراگاہ قرار دے دیا ایک خاص قبیلہ کے لئے) عثمان رض نے کہا کہ میرے پاس قریش کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ عرب میں کوئی قوم ایسی نہیں جس کے پاس ایک خاص قطعہ چراگاہ کے لئے نہ ہو سوائے ہمارے تو میں نے اُس کو اُن کے لئے مقرر کر دیا تو اگر تم راضی ہو تو برقرار رہنے دو اور اگر تم اُس کو بُرا سمجھتے ہو تو بدل دو یا یہ کہا کہ برقرار نہ رکھو۔ ابو محصن نے شک کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا اور ہم آپ سے اس لئے ناراض ہیں کہ آپ نے عامل بنایا بے عقل لوگوں کو جو آپ کے رشتہ دار ہیں۔ عثمان رض نے کہا تو چاہئے کہ ہر شہر والے مجھ سے سوال کریں کہ ہم فلاں کو پسند کرتے ہیں اس کو عامل بنایا جائے تو میں اس کو اُن پر عامل بنا دوں گا

www.kitabghar.org

عليهم و أعزل عنهم الذي يكرهون قال
فقال اهل البصرة رضينا بعبد الله
بن عامر فأقره علينا وقال اهل الكوفة
أعزل سعيدا او قال الوليد شك
ابو محصن واستعمل علينا ابا موسى
ففعل وقال اهل الشام قد رضينا
بمعاوية فأقره علينا وقال اهل مصر
اعزل عنا ابن ابي سرح واستعمل
علينا عمرو بن العاص ففعل قال
فما جاءوا بشيء الا خرج منه قال
فانصرفوا راضين فبينما بعضهم
في بعض الطريق اذ مر بهم راكب
فاتهموه ففتشوه فأصابوا معه كتابا
في إداوة الى عاملهم أن خذ فلانا
وفلانا فاضرب اعناقهم قال فرجعوا
فبدؤا بعلي فجاء معهم الى عثمان
فقالوا هذا كتابك وهذا
خاتمك فقال عثمان والله ما كتبت
ولا علمت ولا أمرت قال فمن تظن
قال ابو محصن تتهم قال أظن كاتبي
غدر وأظنك به يا علي قال فقال له
علي ولم تظنني بذاك قال لانك
مطاع عند القوم قال ثم لم تردهم
عني قال فأبى القوم وألحوا عليه حتى
حصروه قال فاشرف عليهم وقال

اور جس عامل کو وہ ناپسند کرتے ہیں اس کو معزول کردوں گا تو بصرہ والوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں عبداللہ بن عامر سے تو اس کو ہم پر برقرار رکھئے اوراہلِ کوفہ نے کہا کہ سعید کو معزول کیجئے یا ولید کو کہا۔ ابو محصن نے شک کیا اور ہم پر ابوموسیٰ کو عامل بنائیے تو انہوں نے ایسا کر دیا اوراہل شام نے کہا کہ ہم معاویہ سے راضی ہیں ان کو ہم پر برقرار رکھئے۔ اور اہل مصر نے کہا کہ ابن ابی سرح کو معزول کیجئے اور ہم پر عمرو بن العاص کو عامل بنائیے۔ تو ایسا کر دیا۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا مگر یہ کہ عثمان رضہ اس سے نکل گئے، کہا کہ پھر یہ لوگ واپس ہوگئے خوش ہوکر۔ پھر اس دوران میں کہ ان میں کے بعض لوگ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ ایک شتر سوار اُن کے پاس سے گذرا ان کو اس پر شک ہوا تو انہوں نے اس کی تلاشی لی تو اُن کو اس کے پاس سے ایک خط برتن میں رکھا ہوا ملا جو اُن کے عامل کے نام تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ فلاں اور فلاں کو گرفتار کر کے پھر اُن کی گردن ماردو۔ بیان کیا کہ یہ لوگ پھر واپس لوٹ آئے اور پہلے علی رضہ کے پاس آئے، پھر علی رضہ ان لوگوں کے ساتھ عثمانؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا خط ہے اور یہ آپ کی مُہر ہے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ خدا کی قسم نہ میں نے لکھا اور نہ مجھے اس کا علم ہوا ہے اور نہ میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا۔ علی رضہ نے کہا کہ پھر آپ کس پر گمان کرتے ہیں۔ ابو محصن نے کہا یعنی کس کو متہم قرار دیتے ہیں۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میرے کاتب نے فریب کیا اور اے علی میرا گمان تمہاری طرف بھی ہے۔ کہا کہ اس پر اُن سے علی رضہ نے کہا کہ میری طرف آپ کو کس وجہ سے گمان ہوا؟ کہا اس وجہ سے کہ یہ لوگ آپ کی اطاعت کرتے ہیں مگر تم نے اُن کو مجھ سے نہیں ہٹایا۔ کہا کہ پھر قوم نے عثمان کے جواب کو نہ مانا اور اس پر اڑ گئے۔ یہاں تک کہ ان کا محاصرہ کر لیا راوی نے کہا کہ پھر عثمان نے اوپر چڑھ کر اُن سے کہا کہ کس وجہ سے تم میرا خون حلال قرار دے رہے ہو۔ خدا کی قسم کسی مسلمان

www.kitabghar.org

بِمَ تَسْتَحِلُّوْنَ دَمِی فواللہ ما اَحَلَّ دمُ امرِئٍ مسلمٍ اِلَّا باحدٰی ثلٰثٍ مُرتَدٌّ عن الاسلامِ او ثیّبٌ زانٍ او قاتلُ نفسٍ فواللہ ما عملتُ شیئًا منھن فی منذ اسلمتُ قال فالحَ القوم علیہ قال وناشَدَ عثمانُ الناس ان لاتراق فیہ مَحجمۃٌ من دمٍ فلقد رأیتُ ابنَ الزبیر یخرج علیھم فی کتیبۃٍ حتی یھزمھم ولو شاءوا ان یقتلوا منھم لقتلوا وقال رأیتُ سعید بنَ الاسود البختری وانہ لیضربُ رجلًا بعرضِ السیفِ لو شاءَ ان یقتلہ لقتلہ ولکن عثمانَ عزم علی الناسِ فامسکوا قال فدخل علیہ ابوعمرو بن بدیل الخزاعی والتجیبی قال فطعنہ احدُہما بمشقصٍ فی اوداجہ وعَلاہُ الآخرُ بالسیفِ فقتلوہ ثم انطلقوا ھراباً یسیرون باللیل ویکمنون بالنھار حتی اتوا بلداً بین مصرِ والشام قال فکمنوا فی غارٍ قال فجاء نبطیٌّ من تلک البلادِ ومعہ حمارٌ قال فدخلَ ذبابٌ فی منخرِ الحمارِ قال فنفرَ حتی دخل علیھم الغارَ وطلبہٗ صاحبُہ فرآھم فانطلق الی عاملِ معاویۃ قال فاخبرہ بھم قال فاخذھم معاویۃ فضرب اعناقھم اما اثباتِ ذی النورین حقیت جانب خود را باوضح بیان وکشف ذی شبہاتِ قوم را تا آنکہ ملزم شدند وحجت برایشان قائم گشت پس بروایاتِ

کا خون حلال نہیں ہوتا مگر تین میں سے ایک بات سے یا تو اسلام سے پھر جانے والے سے یا شادی شدہ زانی سے یا کسی نفس کے قاتل سے۔ تو واللہ میں نے ان میں سے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس دن سے اسلام لایا ہوں، کہا کہ پھر قوم کے لوگ اسی پر اڑے رہے۔ راوی نے کہا کہ عثمانؓ نے لوگوں کو اس بات کی قسم دی کہ پچھنے سے نکلنے والے خون کے برابر بھی اس بارے میں کسی کا خون نہ بہایا جائے۔ چنانچہ واللہ میں نے ابن الزبیر کو دیکھا کہ وہ ان پر لشکر ساتھ لے کر نکلتے تھے تاکہ ان کو بھگا دیں اور اگر چاہتے تو ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیتے۔ اور کہا کہ میں نے سعید بن الاسود البختری کو دیکھا اس حال میں کہ وہ ایک شخص کے تلوار مار رہے تھے چوڑائی کی جانب سے، اگر وہ اس کو قتل کرنا چاہتے تو قتل کر دیتے۔ لیکن عثمان رضؓ نے لوگوں پہ بندش لگا دی تھی (کہ کسی کو قتل نہ کریں) اس لئے رک رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ پھر عثمان رضؓ کے پاس ابوعمرو بن بدیل الخزاعی اور تجیبی پہنچے کہ اُن میں سے ایک نے چوڑی بھال کی برچھی سے اُن کی گردن کی رگوں پر چوکا بلدا اور دوسرے نے ان پر تلوار سے حملہ کیا اور اُن کو قتل کر دیا۔ پھر یہ لوگ بھاگتے ہوئے نکل گئے۔ یہ لوگ رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپتے رہے یہاں تک کہ مصر اور شام کے درمیان ایک شہر میں پہنچے۔ راوی نے بیان کیا یہ لوگ ایک غار میں چھپ گئے (اتفاق یہ ہوا کہ) ان شہر کے رہنے والوں میں سے ایک نبطی اِدھر آیا، اس کے ساتھ ایک گدھا تھا اس کے نتھنے میں مکھیاں گھس گئیں اور وہ گھبرا کر بھاگا یہاں تک کہ اُن لوگوں کے پاس غار میں جا پہنچا اور اس کا مالک اس کی طلب میں پہنچا۔ اُس نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ معاویہ کے عامل کے پاس پہنچا اور اُس کو اُن لوگوں کی خبر پہنچا دی۔ کہا کہ پھر ان کو معاویہ نے پکڑ لیا اور ان کی گردنیں مار دیں۔ رہا حضرت ذوالنورین کا اپنے حق پر ہونے کو واضح بیان کے ساتھ ثابت کرنا اور قوم کے شبہات کو اس حد تک دفع کر دینا کہ وہ لوگ ملزم ہوگئے اور اُن پر

www.kitabghar.org

چند نفر پر کنیم - أخرج ابو بکر من
طریق عبد الملک بن ابی سلیمان
قال سمعتُ ابا لیلے الکندی یقول
رائیتُ عثمانَ اطلعَ الی الناس وہو
محصورٌ فقال یا ایہا الناسُ لاتقتلونی و
استعتبوا فواللہِ لئن قتلتمونی
لاتقاتلونَ جمیعًا ابدًا ولا تجاہدُونَ
عدوًّا ابدًا ولتختلفنَّ حتی تصیروا ہکذا
وشبّک بین اصابعہ یٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ
شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ
قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ هُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ
وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡکُمۡ بِبَعِیۡدٍ ۝ قال و
ارسل الی عبد اللہ بن سلام
فسألہ فقال الکفَّ الکفَّ فانہ ابلغ
لک فی الحجۃ فدخلوا علیہ فقتلوہ - واخرج
ابوبکر عن ابن عون عن محمد بن سیرین
قال اشرف علیہم عثمانُ من القصر
فقال ائتونی برجلٍ اُتالیہ کتابَ اللہ
فاتوہ بصعصعۃَ بن صوحانَ وکان شابًا
فقال اَمَا وَجدتم اَحدًا تأتونی بہ غیر
ہذا الشاب قال فتکلم صعصعۃُ بکلام
فقال لہ عثمان اتلُ فقال اُذِنَ
لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا
وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ
فقال کذبتَ لیس لک ولا لاَصحابک

حجت قائم ہو گئی تو اس کی تقریر ہم چند روایات سے کرتے ہیں۔ بیان کیا ابوبکر نے بروایت عبد الملک بن ابی سلیمان انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابو لیلے کندی سے کہ عثمان اُوپر سے لوگوں کے سامنے آئے جب کہ وہ محصور تھے اور فرمایا کہ اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو، صلح جوئی کرو۔ واللہ اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو جماعت بن کر کبھی قتال نہ کر سکو گے اور کبھی کسی دشمن پر جہاد نہ کر سکو گے اور تم ٹکڑے ہو جاؤ گے یہاں تک کہ اس طرح ہو جاؤ گے اپنی انگلیاں کھول کر دکھائیں یٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ الخ (۱۱: ۸۹) اے میری قوم مجھ سے ضد (اور عداوت) تمھارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو (ابھی) تم سے بہت دور (زمانہ) میں نہیں ہوئی ہے کہا کہ عثمان رض نے عبد اللہ بن سلام کو بلایا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ قتال سے رُکنا ضروری ہے۔ یہ تمھارے لئے حجت بالغہ ہو گی پھر دشمن آگھسے اور اُن کو قتل کر دیا۔ اور ابوبکر نے ابن عون سے انہوں نے محمد بن سیرین سے روایت کیا۔ کہا کہ عثمان رض نے لوگوں کو قصر کے اوپر سے دیکھا اور کہا کہ میرے پاس کسی ایسے شخص کو لاؤ جس کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کروں۔ تو لوگ آپ کے پاس صَعۡصَعۃ بن صوحان کو لائے اور وہ ایک نوجوان تھا تو فرمایا کہ کیا تمہیں اس نوجوان کے سوا اور کوئی نہیں ملا جس کو میرے سامنے لاتے۔ کہا کہ پھر صعصعہ نے کچھ گفتگو کی۔ تو اُس سے عثمان نے کہا تلاوت کر تو اُس نے کہا اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ تا قَدِیۡرُ (۲۲: ۳۹) (اب لڑنے کی) اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ اُن کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔" آپ نے فرمایا کہ تو نے جھوٹ بولا (کہ اس آیت سے تمھارے لئے مجھ سے قتال کی اجازت مل گئی) یہ آیت تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں لیکن یہ میرے اور میرے اصحاب کے لئے ہے۔ پھر عثمان نے تلاوت کی اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۝ یہاں تک کہ پہنچے وَالی

www.kitabghar.org

ولكنها لي ولاصحابي ثم تلا عثمان
أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ
ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ
لَقَدِيْرٌ حتى بلغ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ
الْاُمُوْرِ واخرج ايضا عن ابن سيرين
قال جاء زيد بن ثابت الى عثمان فقال
هذه الانصار بالباب قالوا ان شئتَ
ان نكون انصارَ اللّٰهِ مرتين فقال
اما قتالٌ فلا۔ واخرج ايضًا عن الحسن
قال اتت الانصارُ عثمانَ فقالوا يا امير المومنين
ننصرُ اللّٰه مرتين نصرنا رسولَ اللّٰه صلى
اللّٰه عليه وسلم وننصرك قال لا حاجة
لي في ذلك ارجعوا قال الحسنُ واللّٰه
لو ارادوا ان يمنعوه بارديتهم لمنعوهُ
واخرج الترمذي عن ابي اسحٰق عن
ابي عبد الرحمٰن السلمي قال لما حُصِرَ
عثمانُ اشرف عليهم فوقَ داره ثم قال
اذكركم باللّٰه هل تعلمون انَّ حراء
حين انتقض قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه
عليه وسلم اثبت حراء فليس عليك الا
نبيٌّ او صديقٌ او شهيدٌ قالوا نعم
قال اُذكّركم باللّٰه هل تعلمون انّ رسول
اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال في جيش
العُسْرَةِ من ينفق نفقةً متقبّلةً والناسُ
مجهدون معسرون فجهزتُ ذلك

اللّٰه عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ تک۔ اور نیز ابن سیرین سے یہ روایت
کی ہے کہا کہ زید بن ثابت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ یہ انصار دروازے
پر موجود ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر آپ چاہیں کہ ہم اللہ کے انصار دو
مرتبہ بنیں تو ہم حاضر ہیں۔ تو آپ نے کہا اگر مقصد قتال ہے تو اجازت
نہیں۔ اور نیز حسن سے روایت ہے کہ انصار عثمانؓ کے پاس آئے اور
انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم اللہ کی دو مرتبہ مدد کرنا چاہتے ہیں
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اب آپ کی مدد کریں گے۔ تو
عثمان رضؓ نے کہا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں واپس ہو جاؤ۔ حسن نے کہا
کہ واللہ اگر وہ ارادہ کرتے کہ ان کی حفاظت اپنی چادروں (یعنی تلوارس)
سے کریں تو یقیناً اُن کی حفاظت کرتے۔ اور ترمذی نے ابو اسحٰق سے
روایت کی اس نے ابو عبد الرحمٰن سلمی سے، کہا کہ جب عثمان رضؓ محصور ہوئے
تو اپنے قصر کے اُوپر سے لوگوں کے سامنے آئے پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا
کی قسم دے کر یاد دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب کوہِ حراء ہلنے لگا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا برقرار رہ اے حراء تیرے
اوپر کوئی نہیں بجز نبی اور صدیق اور شہید کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں
فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم کے ساتھ یاد دلاتے ہوئے پوچھتا ہوں کیا
تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیشِ عسرت (یعنی
جنگِ تبوک) میں فرمایا تھا کون خرچ کرے گا ایسا خرچ جو مقبول شدہ
ہو اور حال یہ تھا کہ لوگ مشقت اٹھا رہے تھے تنگدست تھے تو میں
نے اس لشکر کو پورا سامان دیا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! پھر فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلا کر پوچھتا ہوں
کہ کیا تم جانتے ہو رومہ کو کہ بغیر قیمت دیئے کوئی اس کا پانی نہیں پی سکتا تھا تو میں نے اس کو
خریدا اور اس کو تونگر اور فقیر اور مسافر سب کے لئے عام کر دیا لوگوں نے کہا ہاں بیشک پھر
اور چند چیزوں کو انھوں نے شمار کرایا۔ اور نیز روایت کی ابو مسعود جریری سے وہ ثمامہ بن حزن
قشیری سے کہ میں دارِ عثمان کے سامنے موجود تھا جب کہ عثمانؓ اوپر سے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے
اور فرمایا کہ میرے پاس اپنے اُن دونوں ساتھیوں کو لاؤ جنہوں نے
تم کو مجھ سے لپٹا رکھا ہے۔ کہا تو ان دونوں کو لایا گیا گویا کہ وہ دو اونٹ

www.kitabghar.org

الجیش قالوا نعم قال اذکرکم باللہ ہل تعلمون رومۃ لم یکن یشرب منہا احد الا بثمن فابتعتہا فجعلتہا للغنی و الفقیر وابن السبیل قالوا اللھم نعم واشیاء عددھا۔ واخرج ایضاً عن ابی مسعود الجریری عن ثمامۃ بن حزن القشیری قال شہدت الدار حین اشرف علیہم عثمان فقال ائتونی بصاحبیکم الذین البّاکم علیّ قال فجیئ بہما کانہما جملان او کانہما حماران قال فاشرف علیہم عثمان فقال انشدکم باللہ والاسلام ہل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ ولیس بہا ماء یستعذب لہ غیر بیر رومۃ فقال من یشتری بیر رومۃ فیجعل دلوہ مع دلاء المسلمین بخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اشرب منہا حتی اشرب من ماء البحر قالوا اللھم نعم فقال انشدکم باللہ والاسلام ہل تعلمون ان المسجد ضاق باہلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا من صلب

تھے یا گویا کہ وہ دو گدھے تھے۔ کہا کہ پھر عثمان لوگوں کے سامنے اوپر سے ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور یہاں بیر رومہ کے سوا اور کسی کنویں کا پانی خوشگوار نہیں تھا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو خرید دے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے برابر کے مرتبہ کا قرار دے وہ جنت میں اس خیر کی جزا پائے گا تو میں نے اس کو اپنے رأس المال سے خریدا اور آج تم مجھ ہی کو روک رہے ہو کہ میں اس کا پانی پیوں یہاں تک کہ میں دریا کا پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک! پھر کہا کہ میں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی اہل مسجد کے لئے تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل فلاں کا مکان خرید کر اس کو مسجد میں اضافہ کرے گا وہ جنت میں اس خیر کی جزاء پائے گا تو میں نے اس کو اپنے رأس المال سے خریدا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ کہا کہ میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے (جنگ تبوک میں) جیش عسرت کو اپنے مال میں سے تمام سامان دیا تھا۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ کہا کہ میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثبیر مکہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر اور عمر تھے اور میں، تو پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر نشیب میں لڑھک کر گرے۔ کہا کہ پھر آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا ساکن اے ثبیر! تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ آپ نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم لوگوں نے میرے حق میں شہادت دی،

www.kitabghar.org

مالی و انتم الیوم تمنعونی ان اُصلّی
فیہا رکعتین قالوا اللّٰہم نعم قال
انشدکم باللّٰہ و بالاسلام ہل
تعلمون انی جہزت جیش العسرۃ
من مالی قالوا اللّٰہم نعم قال انشدکم
باللّٰہ و بالاسلام ہل تعلمون ان
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان
علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر
انا فتحرک الجبل حتی تساقط حجارتہ
بالحضیض قال فرکضہ برجلہ فقال
اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق
و شہیدان قالوا اللّٰہم نعم قال
اللّٰہ اکبر شہدوا لی و رب الکعبۃ
انی شہید ثلثا۔ و اخرج احمد من
طریق یحیی بن سعید عن ابی اُمامۃ
بن سہل قال کنا مع عثمان و ہو
محصور فی الدار فدخل مدخلاً کان
اذا دخلہ یسمع کلامہ من علی البلاط
قال فدخل ذلک المدخل و خرج الینا
و قال انہم یتوعدونی بالقتل آنفا
قال قلنا یکفیکہم اللّٰہ یا امیر المومنین قال
و بم یقتلونی سمعت رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم یقول لا یحل دم
امرء مسلم الا باحدی ثلث رجل
کفر بعد اسلامہ او زنا بعد احصانہ

میں شہید ہوں۔ تین مرتبہ کہا۔ اور احمد نے روایت کیا بسند یحییٰ بن سعید ابو امامہ بن سہل سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عثمان کے ساتھ تھے جب وہ قصر میں محصور تھے تو وہ ایک اندر جانے کی جگہ میں داخل ہوئے اور ہماری طرف نکلے اور کہا کہ یہ لوگ ابھی مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کہا، تو ہم نے کہا کہ آپ کے لئے اُن کے مقابلہ پر اللہ کافی ہے اے امیر المومنین۔ آپ نے کہا آخر یہ لوگ کس بناء پر مجھے قتل کریں گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہوتا مگر تین میں سے ایک بات کی وجہ سے۔ کوئی شخص اسلام کے بعد کفر کرے یا زنا کرے بعد شادی شدہ ہونے کے یا اُس نے کسی نفس کو قتل کیا تو ان صورتوں میں قتل کیا جائے گا تو واللہ جب سے مجھے اللہ عزوجل نے ہدایت کی میں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ اپنے دین کا کوئی بدل اختیار کروں اور میں نے کبھی زنا نہیں کیا جاہلیت میں نہ اسلام میں اور نہ میں نے کسی نفس کو قتل کیا تو کس بناء پر مجھے وہ قتل کریں گے۔ اور احمد نے روایت کیا بسند اوزاعی محمد بن عبد الملک بن مروان سے کہ انہوں نے روایت کیا مغیرہ بن شعبہ سے کہ وہ عثمان کے پاس پہنچے جب کہ وہ محصور تھے اور کہا کہ آپ عام مسلمانوں کے امام ہیں اور جو ابتلاء آپ پر نازل ہوا وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور میں تین بہتر تجویزیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اُن میں سے ایک کو آپ اختیار کر لیجئے۔ یا تو آپ نکلیں اور اُن سے قتال کریں بلاشبہ آپ کے ساتھ بڑی تعداد اور قوت ہے اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر اور ۲ یا آپ اپنے لئے اس دروازے کے علاوہ جس پر لوگ موجود ہیں دوسرا دروازہ کھول لیں پھر اپنی سواریوں پر بیٹھ کر مکہ پہنچ جائیں تو جب تک آپ وہاں رہیں گے یہ لوگ ہرگز آپ کا خون حلال نہیں قرار دیں گے اور یا ۳ پھر آپ شام پہنچ جائیں کیونکہ وہ لوگ اہل شام ہیں (یعنی بہادر

www.kitabghar.org

او قتلَ نفساً فیقتل بہا فو اللہ
ما احببتُ ان لی بدینی بدلاً منذ ہدانی
اللہ عزوجلّ ولا زنیتُ فی جاہلیۃٍ
ولا اسلامٍ قطُّ ولا قتلتُ نفساً فبم
یقتلونی۔ واخرج احمد من طریق
الاوزاعی عن محمد بن عبد الملک
ابن مروان انہ حدثہ عن المغیرۃ بن
شعبۃ انہ دخل علی عثمانَ وہو محصورٌ
فقال انک امام العامّۃِ وقد نزل
بک ماتری وانی اَعرِضُ علیک خصالاً
ثلثاً اِختر احدٰہنَّ اِمّا ان تخرُجَ
فتقاتلہم فانّ معک عدداً وقوۃً و
انتَ علی الحقّ وہم علی الباطل واِمّا
ان تخرق لک باباً سوی الباب الذی
ہم علیہ فتقعُدَ علی رواحلک فتلحق بمکۃ
فانہم لن یستحلوک وانت بہا واِمّا
ان تلحقَ بالشام فانہم اہل الشام و
فیہم معاویۃُ فقال عثمانُ فامّا ان
اخرجَ فاقاتل فلن اکونَ اولَ من
خلفَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی امتہ بسفک الدماءِ واَمّا ان اخرج
الی مکۃ فانہم لن یستحلونی بہا فانی
سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول یُلحِدُ رجلٌ من قریش بمکۃ
یکون علیہ نصفُ عذابِ العالَم فلن اکونَ

اور وفادار) اور اُن میں معاویہ موجود ہے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ یہ بات کہ میں نکل کر قتال کروں تو میں ایسا پہلا خلیفہ بننا ہرگز نہیں بننا چاہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی امت میں جو اُن کے خون بہائے اور رہی یہ بات کہ میں مکہ کی طرف چلا جاؤں تو وہ ہرگز میرا خون وہاں حلال نہ سمجھیں گے مگر میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قریش میں کا ایک شخص مکہ میں کج روی اختیار کرے گا جس پر کل عالم کے نصف کے برابر عذاب ہوگا تو میں ہرگز وہ شخص بننا نہیں چاہتا۔ رہی یہ بات کہ میں شام چلا جاؤں کہ وہ اہل شام ہیں اور اُن میں معاویہ ہے تو میں ہرگز اپنے دار ہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار سے جُدا نہ ہوں گا۔ اور احمد نے روایت کیا بہ سندِ ابو عوانہ عمر بن جاوان سے، کہا کہ احنف نے بیان کیا کہ ہم حج کے لئے چلے۔ جب ہم مدینہ سے گذرنے لگے تو ابھی ہم اپنی منزل ہی میں تھے کہ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور اُس نے کہا کہ مسجد میں لوگوں میں گھبراہٹ پھیل رہی ہے تو میں اور میرا ساتھی چلے۔ دیکھا کہ لوگ مسجد میں چند لوگوں کے سامنے جمع ہیں، کہا کہ پھر میں اُن کے بیچ میں سے گذرتا ہوا چلا یہاں تک کہ ان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ دیکھا کہ علی بن ابی طالب اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ علیہم ہیں۔ کہا کہ فوراً ہی سرعت کے ساتھ چلتے ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں پہنچے اور لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہاں علی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں، کہا کیا یہاں زبیر ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کیا یہاں طلحہ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں کہا کیا یہاں سعد ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں (پھر اُن سے ملے اور) اور فرمایا میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کوئی بنی فلاں کے تھان (یعنی جانوروں کے رکھنے کی جگہ) کو خریدے گا اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کر دے گا تو میں

www.kitabghar.org

أنا إياه واما ان الحق بالشام فانهم
اهل الشام وفيهم معاوية فلن افارق
دار هجرتي ومجاورة رسول الله صلى
الله عليه وسلم۔ واخرج احمد من
طريق ابي عوانة عن عمر بن جاوان
قال قال الاحنف انطلقنا حجاجا فمررنا
بالمدينة فبينا نحن في منزلنا اذ
جاءنا آت فقال الناس من فزع
في المسجد فانطلقت انا وصاحبي فاذا
الناس مجتمعون على نفر في المسجد
قال فتخللتهم حتى قمت عليهم فاذا علي
ابن ابي طالب والزبير وطلحة وسعد
ابن ابي وقاص رضوان الله عليهم قال
فلم يكن ذلك باسرع من ان
جاء عثمان رضي الله عنه يمشي فقال
أههنا علي؟ قالوا نعم قال اههنا الزبير
قالوا نعم قال اههنا طلحة قالوا
نعم قال اههنا سعد قالوا نعم قال
انشدكم بالله الذي لا اله الا هو
أتعلمون ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال من يبتاع مربد
بني فلان غفر الله له فابتعته فاتيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت
اني قد ابتعته فقال اجعله في
مسجدنا واجره لك قالوا نعم

نے اس کو خرید لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اس کو خرید لیا ہے تو فرمایا کہ اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دو اور اس کا اجر تیرے لئے مقرر ہے۔ تو ان سب نے کہا ہاں۔ کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون خریدے گا بیر رومہ کو تو میں نے اس کو اتنے میں اور اتنے میں خریدا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے اس کو خرید لیا ہے یعنی بیر رومہ کو تو فرمایا کہ اس کو تمام مسلمانوں کے پینے کے لئے عام کر دو اور اجر تمہارے مقرر ہوگا۔ اُن سب نے کہا ہاں۔ کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت کے دن قوم کے چہروں پر نظر ڈالی۔ اور فرمایا کہ جو ان کو سامان دے گا اللہ اس کی مغفرت کرے گا تو تمام سامان میں نے دیا تھا یہاں تک کہ مہار (ناک کی نکیل کی رسی) اور گلے کی رسی کی ضرورت بھی باقی نہ چھوڑی۔ انہوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ عثمانؓ نے کہا یا اللہ تو گواہ رہ یا اللہ تو گواہ رہ یا اللہ تو گواہ رہ پھر لوٹ گئے۔ اور احمد نے روایت کیا بسند ابو عبادہ زرقی زید بن اسلم سے اُس نے اپنے باپ سے۔ کہا کہ میں حاضر تھا عثمان کے پاس جس دن اُن کا محاصرہ کیا گیا تھا موضع الجنائز میں۔ اور (وہاں اتنی بھیڑ تھی کہ) اگر کوئی پتھر ڈالا جاتا تو وہ نہ گرتا مگر کسی شخص کے سر پر۔ تو میں نے دیکھا عثمان کو کہ انہوں نے اُس کھڑکی سے جو مقام جبرئیل علیہ السلام سے نزدیک ہے جھانکا اور کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟ تو سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟

www.kitabghar.org

قال انشدكم باللہ الذی لا الہ الا ہو اتعلمونَ ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من یبتاعُ بیر رُومۃ فابتعتُہا بکذا وکذا فاتیتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلتُ انی قد ابتعتُہا یعنی بیر رومۃ فقالَ اجعلہا سِقایۃً للمسلمین وَاَجرُہا لک قالوا نعم قال انشدکم باللہ الذی لا الہ الاّ ہو اتعلمونَ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر فی وجوہ القوم یوم جیشِ العُسرۃِ قال من یُّجہِّزُ ہٰؤلاءِ غفر اللہُ لہ فجہزتہم حتی مایفقدون خِطامًا ولا عِقالاً قالوا اللّٰہم نعم قال اللّٰہم اشہد اللّٰہم اشہد اللّٰہم اشہد ثم انصرفَ۔ واخرج احمد من طریق ابی عبادۃ الزرقی عن زید بن اسلم عن أبیہ قال شہدتُ عثمانَ یومَ حُوصِرَ فی موضعِ الجنائز ولو اُلقِیَ حجرٌ لم یقع اِلاَّ علی رأسِ رجلٍ فرأیتُ عثمان اشرفَ مِنَ الخوخۃِ التی تلی مقامَ جبرئیل علیہ السلامُ فقال یا ایہا الناسُ اَفیکم طلحۃ فسکتوا ثم قال ایہا الناس اَفیکم طلحۃ فسکتوا ثم قال ایہا الناسُ اَفیکم طلحۃ فقام طلحۃ بن عبید اللہ فقال

پھر سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟ پھر سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟ تو طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے۔ تو اُن سے عثمان نے کہا کیا میں تم کو یہاں (پہلے سے موجود) نہیں دیکھ رہا ہوں۔ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم کسی قوم کی جماعت میں موجود ہوتے ہوئے میری آواز کو سنوگے تین مرتبہ پکارنے کے بعد پھر بھی مجھے جواب نہ دوگے۔ اے طلحہ میں تم کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کیا تم کو اُس دن کی بات یاد ہے جب کہ میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے اور ایسے مقام میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سے میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ طلحہ نے کہا ہاں! پھر تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے طلحہ کوئی نبی نہیں ہوا مگر اُس کے ساتھ اُس کے اصحاب میں سے اُس کی اُمت میں سے ایک رفیق ہوتا ہے جو جنت میں اس کے ساتھ ہوگا اور یہ عثمان "آپ مجھ سے ہی مراد لے رہے تھے" میرا رفیق ہے جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ طلحہ نے کہا یا اللہ بیشک اور پھر عثمانؓ لوٹ گئے۔ اور اُن تمام اشکالات میں سے جو کہ امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر وارد کرتے ہیں ایک یہ ہے کہ مخالفین اُن کے اعمالِ سابقہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس صورت سے کہ وہ غزوۂ بدر میں حاضر نہ ہوئے اور اُحد میں فرار کرگئے اور بیعتِ رضوان میں غائب تھے۔ عبداللہ بن عمر نے نہایت عمدہ طریق پر اس کا جواب دیا۔ بخاری نے روایت کی عثمان سے جو ابن موہب ہے کہا کہ اہل مصر میں سے ایک شخص آیا اور اُس نے حج بیت اللہ کیا۔ پھر ایک قوم کو

www.kitabghar.org

له عثمانُ الا اراک ههنا یاکنتُ أری
انک تکونُ فی جماعۃٍ قوم تسمعُ ندائی
آخرُ ثلاثِ مراتٍ ثم لا تجیبنی
انشدکَ باللّٰہ یا طلحۃ تذکر یومَ
کنتُ و انت مع رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم فی موضع کذا وکذا
لیس معہ احدٌ من اصحابہ غیری
وغیرک قال نعم فقال لک رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا طلحۃُ انہ لیس
من نبیّ الّا ومعہ من اصحابہ رفیقٌ
من اُمتہ معہ فی الجنۃ وان عثمانَ
ھذا یعنینی رفیقی معی فی الجنۃ
قال طلحۃُ اللھم نعم ثم انصرفَ۔ واز جملۂ
اشکالاتیکہ بر امیر المومنین عثمان رضی اللّٰہ
عنہ ایراد نمودند یکی آن است کہ
قدح کردند در سابقۂ او وآنکہ
در مشہدِ بدر حاضر نشدد در احد
فرار نمود و در بیعۃِ رضوان غائب بود
عبد اللّٰہ بن عمر متصدی جواب آن
شد باحسن وجوہ۔ اخرج البخاری
عن عثمان ہو ابن موہب قال جاء رجلٌ
من اہل مصر وحجّ البیتَ فرأی
قوماً جلوساً فقال من ھؤلاء القومُ
فقالوا ھؤلاء قریشٌ قال فمَن الشیخُ
فیہم قالوا عبدُ اللّٰہ بن عمر قال

بیٹھا ہوا دیکھا تو بولا کہ یہ کونسی قوم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں۔ بولا کہ ان میں شیخ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر۔ کہا کہ اے ابن عمر میں تم سے ایک بات کے بارے میں سوال کرتا ہوں، مجھے جواب دو۔ کیا تم جانتے ہو کہ عثمان یوم اُحد میں بھاگ گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں! پھر کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ بدر سے غائب رہا اور اُس میں حاضر نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر کہا کہ تم جانتے ہو کہ وہ بیعتِ رضوان سے بھی غائب رہا اس میں بھی حاضر نہ ہوا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! تو اس نے کہا (یعنی اپنی فتح کا نعرہ لگایا) اللہ اکبر۔ ابن عمر نے کہا کہ آئیں تجھ پر حقیقت ظاہر کر دوں۔ یوم اُحد میں اُن کے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف کر دیا اور اُن کی مغفرت کر دی۔ اور رہا اُن کا بدر سے غائب رہنا تو وہ اس بناء پر تھا کہ اُن کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بدر میں شریک ہونے والے شخص کے برابر اجر ملے گا اور غنیمت کا حصّہ بھی (اس کی دیکھ بھال کے لئے تم یہیں ٹھہرو) رہا اُن کا غائب ہونا بیعتِ رضوان سے تو اگر مکّہ کے اندر کوئی عثمان سے زیادہ صاحبِ عزّت موجود ہوتا تو اُن کی جگہ اُس کو بھیج دیتے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بھیجا اور بیعتِ رضوان واقع ہوئی تھی عثمان کے مکّہ کی طرف جانے کے بعد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو یہ فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس کو اپنے (بائیں) ہاتھ پر

www.kitabghar.org

یا ابن عمر انی سائلک عن شیٔ فحدثنی هل تعلم ان عثمان فرّ یوم احد قال نعم قال تعلم انه تغیّب عن بدر ولم یشهدها قال نعم قال تعلم انه تغیّب عن بیعة الرضوان فلم یشهدها قال نعم قال الله اکبر قال ابن عمر تعال ابیّن لک اما فرارہ یوم احد فاشهد ان الله عفا عنه وغفر له واما تغیّبه عن بدر فانه کانت تحته بنت رسول الله صلے الله علیه وسلم وکانت مریضة فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لک اجر رجل ممن شهد بدرًا وسهمه۔ واما تغیّبه عن بیعة الرضوان فلو کان ببطن مکة اعزّ من عثمان لبعثه مکانه فبعث رسول الله صلی الله علیه وسلم عثمان وکانت بیعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الی مکة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده الیمنی هذه ید عثمان فضرب بها علی یده فقال هذه لعثمان فقال له ابن عمر اذهب بها الآن معک۔ وحضرت عثمان خود نیز ازاں جواب شافی دادہ اخرج احمد عن عاصم عن شقیق قال لقی عبدالرحمن

مار کر فرمایا کہ یہ (بیعت) عثمان کے لئے ہے۔ پھر اُس شخص سے ابن عمرؓ نے کہا کہ اب اپنے ساتھ ان (جوابوں) کو بھی لیتا جا۔ اور حضرت عثمانؓ نے خود بھی اُن کا جواب شافی دیا ہے۔ احمد نے روایت کیا ہے عاصم سے اُنہوں نے شقیق سے، اُنہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ملاقات کی ولید بن عقبہ سے، تو اُن سے ولید نے کہا کہ کیا بات ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم نے دُکھ پہنچایا ہے امیرالمومنین عثمان کو تو اُس سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم ان کو میری بات پہنچا دو کہ میں نے یوم عینین[ع] میں فرار نہیں کیا۔ عاصم نے کہا کہ وہ یوم اُحد کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اور نہ میں یوم بدر میں پیچھے رہ گیا ہوں اور نہ میں نے عمرؓ کے طریقے کو چھوڑا۔ کہا کہ پھر ولید گئے اور عثمان رضؓ کو یہ بات بتادی تو آپ نے فرمایا کہ اُن کا یہ کہنا کہ یوم عینین میں میں نے فرار نہیں کیا مجھے کیسے عار دے سکتا ہے ایسی معصیت پر (یعنی کیسے داغدار بنا سکتا ہے) جس کو اللہ تعالیٰ نے خود معاف کر دیا اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ الخ (۳:۱۵۵) یقیناً تم میں سے جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ اُن کو شیطان نے لغزش دے دی اُن کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا۔ اور اُن کا یہ کہنا کہ میں یوم بدر میں میں پیچھے نہیں رہا۔ تو بات یہ تھی کہ میں رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں لگا ہوا تھا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اموالِ غنیمت میں) میرا حصہ لگایا تھا وہ حاضر

ع عینین ایک پہاڑی چوٹی کا نام ہے کہ جنگ احد میں تیرانداز اس پہ کھڑے ہو کر تیر چلا رہے تھے ۱۲

www.kitabghar.org

بن عوف الولیدَ بن عقبۃَ فقال لہ
الولیدُ مالی اَراکَ قد جفوتَ
امیرَ المؤمنینَ عثمانَ فقال لہ عبد الرحمٰن
اَبلِغہ انّی لم اَفِرَّ یومَ عَینَین قال
عاصم یقول یومَ اُحُدٍ ولم اَتخلّفْ یومَ
بدرٍ ولم اَترکْ سُنّۃَ عمر قال فانطلقَ
فخبّرَ ذلک عثمانَ فقال اَمّا قولہ انّی
لم اَفِرَّ یومَ عینین فکیف یُعیّرُنی بذنبٍ
قد عفا اللہ عنہ فقال اِنَّ الّذینَ
تَوَلَّوْا مِنکُم یَومَ التَقَی الجَمعٰنِ اِنّما
اسْتَزَلَّھُمُ الشّیطٰنُ بِبَعضِ مَا
کَسَبُوا وَلَقَد عَفَا اللہُ عَنہُم
واَمّا قولہ انّی لم اَتخلّفْ یومَ بدرٍ
فانّی کنتُ اُمَرِّضُ رُقیّۃَ بنتَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسہمہ
فقد شہد واَمّا قولہ انّی لم اَترک سُنّۃَ
عمر فانّی لا اُطیقُہا ولا ھو فَاْتِہٖ فحدّثہ
بذلک۔ وازآن جملہ آنکہ نہی میفرمود
از تمتع حال آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم تمتع کردہ اند وجواب این
اشکال خود حضرت ذی النورین تقریر نمود
اخرج احمد عن سعید بن المسیب قال
خرجَ عثمانُ حاجًّا حتی اذا کانَ ببعض
الطریق قیل لعلیٍّ رضوان اللہ علیہما
انّہ قد نہٰی عن التمتّع بالعمرۃ الی الحج

ہوگیا۔ رہا اُن کا یہ کہنا کہ میں نے سُنّتِ عمر کو ترک نہیں کیا تو
حقیقت یہ ہے کہ اس کی طاقت نہ میں رکھتا ہوں نہ وہ۔ تو تم
اُن کے پاس جاؤ اور میری گفتگو ان سے نقل کردو۔ اور
ان اشکالات میں سے ایک یہ ہے کہ تمتع سے منع کرتے
تھے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا ہے
اور اس اشکال کے جواب کی خود حضرت ذی النورین نے تقریر
کی ہے۔ احمد نے سعید بن المسیب سے روایت کیا، کہا کہ
عثمانؓ حج کے لئے نکلے جب کہ وہ راستہ کے ایک حصّہ پر
تھے تو علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ عثمان رضؓ نے منع کیا ہے
عمرہ سے اُس کو حج کے ساتھ ملاکر متمتع ہونے سے۔ تو
علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب عثمان
کوچ کریں تو تم بھی کوچ کرو پھر علی نے اور اُن کے اصحاب
نے عمرہ کا احرام باندھا اور لبیک پکار کر کہا۔ تو عثمان
رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اُن سے گفتگو نہ کی۔
تو اُن سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے
کہ آپ تمتّع سے منع کرتے ہیں، (راوی نے) کہا کہ آپ
نے کہا بیشک! انہوں نے کہا تو کیا آپ نے نہیں سُنا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا تھا کہا کیوں نہیں
اور روایت کیا احمد نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے
کہا کہ میں نے سُنا عبد اللہ بن شقیق سے وہ کہتے تھے
کہ عثمان تمتّع سے منع کیا کرتے تھے اور علی تمتّع کا تلبیہ
کرتے تھے تو اُن سے عثمان نے کچھ کہا تو اُن سے علی نے
کہا کہ بلا شبہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایسا کیا ہے تو عثمان نے کہا کہ ہاں لیکن ہم
خائف[۵۱] تھے۔ شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے پوچھا

[۵۱] خائف ہونے کی تشریح آگے آتی ہے۔

www.kitabghar.org

فقال علیؓ رضی اللہ عنہ لاصحابہ اذا ارتحل فارتحلوا فاہلّ و اصحابُہ بعمرۃ فلم یکلمہ عثمان رضی اللہ عنہ فی ذلک فقال لہ علی رضی اللہ عنہ الم اُخبَر انک نُہیتَ عن التمتع قال فقال بلٰی قال فلم تسمع رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمتّع قال بلٰی
داخرج احمد عن شعبۃ عن قتادۃ قال سمعتُ عبداللہ بن شقیق یقول کان عثمانُ ینہٰی عن المتعۃ و علیٌّ یُلبّی بہا فقال لہ عثمانُ قولاً فقال لہ علیٌّ لقد علمتَ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلک قال عثمان اجل ولکنّا کنّا خائفین قال شعبۃ فقلتُ لقتادۃَ ماکان خوفہم قال لاأدری۔ و تحقیق مقام آن است کہ اینجا بسبب اشتراکِ لفظِ تمتع درمعانی شتّٰی صعوبت مقام بہم رسید گاہی تمتع اطلاق کردہ میشود بر فسخِ حج بعمرہ اگر طواف بہ بیت کند وہدی باخود نداشتہ باشد کما ہو مذہب ابن عباس و این مخصوص بود لبسال حجۃ الوداع بسبب لجاج قوم درباب عمرہ در ایام حج وبرای ابطالِ رسمِ جاہلیت

کہ ان کو خوف کیسا تھا تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ اور تحقیقِ مقام یہ ہے کہ یہاں لفظ تمتع کے مختلف معانی میں مشترک ہونے کے سبب سے دشواری پیدا ہوئی ہے۔ کبھی لفظ تمتع کا اطلاق کیا جاتا ہے حج کو فسخ کر دینے پر عمرہ سے اگر بیت اللہ کا طواف کرلے اور ہدی اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو جیسا کہ ابن عباس کا مذہب ہے۔ اور یہ مخصوص ہوگا سال حجۃ الوداع کے ساتھ اس سبب سے کہ قوم ایام حج میں عمرہ کو کھیل نہ بنالیں اور رسم جاہلیت کے ابطال کی غرض سے بھی اور حضرت عثمان کا یہی مقصود ہے جہاں آپ نے تمتع سے بطریق تاکید روکتے ہوئے یہ فرمایا کہ لیکن ہم خائف تھے۔ اس جگہ دشمن سے خوف مراد نہیں بلکہ عادتِ جاہلیت کے جاری ہو جانے اور لوگوں کے دلوں میں اُس کے بیٹھ جانے کا خوف مراد ہے۔ اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے طوافِ زیارت سے پہلے طوافِ قدوم کے ادا کرنے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو طوافِ زیارت سے مقدم کر دینے پر یہاں تک کہ صورت عمرہ کی پیدا ہو جائے۔ اور یہ قوم کا متفق علیہ ہے۔ اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اشہرِ حج میں عمرے کے ادا کرنے اور اس سے حلال ہونے اور اسی سفر میں حج کے ادا کرنے پر اس احرام سے جو کہ جوفِ مکہ میں باندھا جائے۔ اور حضرتِ عمر اور حضرت عثمان حج اور عمرے کے درمیان فصل کرتے اور ہر ایک کو علیحدہ زمانے میں جداگانہ سفر سے ادا کرنے کو بہتر جانتے تھے۔ اور اس تمتع کو اُس کی مشروعیت کے قائل ہونے کے ساتھ فضیلت میں کم مرتبہ کا سمجھتے تھے۔ اور اس مبحث کو خلاصہ کے طور پر اس مقام سے کچھ زائد تفصیل کے ساتھ

www.kitabghar.org

و ہمین است مقصودِ حضرت عمر و عثمان جائیکہ نہی میکردند از تمتع بطریقِ تاکید قولہ ولکنا کنا خائفین اینجا خوف از عدو مراد نیست بلکہ خوف از استمرارِ عادتِ جاہلیت و رسوخِ آن در قلوب ناس مراد است۔ وگاہی اطلاق کردہ میشود بر ادای طوافِ قدوم پیش از طوافِ زیارت و تقدیم سعی بین الصفا والمروہ بر طوافِ زیارت تا آنکہ صورت عمرہ پیدا شود و این مجمع علیہ قوم است وگاہی اطلاق کردہ میشود بر ادای عمرہ در اشہرِ حج و حلال شدن ازوی و ادا کردن حج در ہمان سفر بہ احرامیکہ از جوفِ مکہ باشد و حضرتِ عمر و حضرتِ عثمان فصل درمیان حج و عمرہ و ادای ہریکی بسفرِ علیحدہ در زمانِ علیحدہ بہتر میدانستند و این تمتع را مفضول باوجودِ قول بمشروعیتِ آن و این مبحث را فی الجملہ در آثارِ حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہ مفصل تر مذکور کردیم۔ بالجملہ بعد تامل بلیغ و ازالۂ صعوبتی کہ از جہت اشتراک حاصل شدہ اشکال متلاشی میگردد اخرج احمد عن عبد اللہ بن الزبیر قال واللہ انا لمع عثمان بالجحفۃ و معہ

مناقب فاروقِ اعظم میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ الحاصل بخوبی غور وفکر کے ساتھ اس دشواری کو زائل کرنے کے بعد جو لفظ تمتع کے مشترک معانی سے اشکال ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ احمد نے روایت کیا عبداللہ بن زبیر سے کہا کہ واللہ ہم عثمان کے ساتھ جحفہ میں تھے اور اُن کے ساتھ اہلِ شام کا ایک قافلہ تھا جس میں حبیب بن سلمہ فہری تھے جب کہ عثمان نے کہا " اور اُن سے ذکر کیا گیا تھا عمرے کو حج سے ملا کر متمتع (منتفع) ہونے کا" کہ پورا پورا حج اور عمرہ یہ ہے کہ دونوں حج کے مہینوں میں جمع نہ ہوں۔ تو اگر تم اس عمرہ کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ اس بیت کی زیارت (دو مرتبہ کر کے) دو زیارتوں سے کرو تو یہ افضل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خیر میں وسعت رکھی ہے۔ اور علی بن ابی طالب بطن وادی میں اپنے اونٹ کو چارہ کھلا رہے تھے اُس وقت اُن کے پاس وہ بات پہنچی جو عثمان رضؓ نے فرمائی تھی تو وہاں سے روانہ ہو کر عثمان رضؓ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا آپ نے اُس سُنّت پر توجہ کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمائی اور اُس رُخصت پر جو اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اپنے بندوں کو دی ہے۔ تم اس بارے میں اُن پر تنگی کرتے ہو اور اُس سے روکتے ہو حالانکہ وہ صاحبِ حاجت اور بعید مقامات والوں کے لئے قائم ہوئی تھی پھر انہوں نے ایک ساتھ حج و عمرہ کا احرام باندھا تلبیہ بلند آواز سے کیا۔ تو عثمانؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا میں نے اس سے منع کیا تھا۔ میں نے اس سے نہیں روکا، وہ تو صرف ایک رائے تھی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا جو شخص چاہے

www.kitabghar.org

رهط من اهل الشام فيهم حبيب بن مسلمة الفهري اذ قال عثمانؓ و ذُكر له التمتع بالعمرة الى الحج إنّ أتمّ الحج والعمرة أن لا يكونا في أشهر الحج فلو أخّرتم هذه العمرة حتى تزوروا هذا البيت زورتين كان افضل فان الله قد وسّع في الخير وكان علي ابن ابي طالب ببطن الوادي يعلف بعيرًا له فبلغه الذي قال عثمانؓ فاقبل حتے وقف على عثمانؓ فقال أعمدت الى سُنّة سنّها رسول الله صلى الله عليه وسلم ورخصة رخّص الله بها للعباد في كتابه تضيّق عليهم فيها وتنهى عنها وقد كانت لذي الحاجة و لنائي الدار ثم أهلّ بحجة و عمرة معًا فاقبل عثمانؓ على الناس فقال وهل نهيت عنها اني لم انه عنها انما كان رأيًا اشرت به فمن شاء اخذ به ومن شاء تركه- واز آنجمله آنکه در نصف اخیر خلافت خود نماز را در منی اتمام میفرمود حالانکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم و شیخین رضی الله عنهما قصر مینمودند- اخرج البخاري وجماعة من الحفاظ عن عبد الرحمن بن يزيد قال صلى عثمانؓ بمنى اربعًا

اُس پر عمل کرے اور جو شخص چاہے چھوڑ دے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اپنی خلافت کے نصف اخیر میں منیٰ میں نماز پوری (چار رکعت) پڑھتے رہے حالانکہ آنحضرت اور شیخین رضی اللہ عنہما قصر کرتے رہے۔ بخاری اور حفاظ کی ایک جماعت نے عبد الرحمٰن بن یزید سے روایت کیا، کہا کہ عثمان رضؓ نے منیٰ میں چار رکعات پڑھیں تو عبداللہ نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور عمر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، پھر تم سے مختلف راہیں جُدا جُدا ہوئیں۔ اور امام شافعی رح نے اپنی کتابوں میں اس مبحث کو بہترین صورت کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ اُن کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نماز کا قصر سنت ہے اور اُس کا پورا پڑھنا جائز۔ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ اور مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث اور سعید بن المسیّب اتمام صلاۃ کو جائز سمجھتے تھے اور ظاہر کتاب وسنت یہی ہے۔ اور عائشہ رضؓ نے کہا کہ یہ ہر ایک صورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے، آپ نے سفر میں اتمام بھی کیا اور قصر بھی (شافعیؒ نے) پھر کہا کہ ظاہر مذہب ابن مسعود اور ابن عمر کا یہی ہے ابن مسعود نے عثمان کے ساتھ چار رکعت پڑھی اور ان سے لوگوں نے کہا تم ہم سے بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر و عمر نے دو رکعتیں پڑھیں تو فرمایا بیشک! لیکن عثمان امام ہیں کیا میں اُن کے خلاف کروں اور خلاف شر ہے۔ اور مروی ہے نافع سے وہ روایت کرتے ہیں ابن عمر سے کہ وہ منیٰ میں امام کے پیچھے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

www.kitabghar.org

فقال عبداللہ صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین و مع ابی بکر رکعتین و مع عمر رکعتین ثم تفرقت بکم الطرق۔ و امام شافعی در کتب خود این مبحث را بخوب ترین وجہی تحریر نمودہ است۔ و حاصل کلام او آں است کہ قصر صلوۃ سنت است و اتمام آں جائز حضرت عثمان و حضرت عائشہ و مسور بن مخرمہ و عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث و سعید بن المسیب اتمام صلوۃ جائز میدیدند و ہمین است ظاہر کتاب و سنت و قالت عائشۃ کل ذلک فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتم فی السفر و قصر باز گفتہ کہ ظاہر مذہب ابن مسعود و ابن عمر ہمین است صلی ابن مسعود مع عثمان اربعا فقیل لہ اتخذ ثنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلے رکعتین و ابا بکر و عمر فقال بلٰی و لکن عثمان امام اوا خالفہ و الخلاف شر۔ و عن نافع عن ابن عمر انہ کان یصلی وراء الامام بمنیٰ اربعا فاذا صلی لنفسہ صلی رکعتین۔ امام شافعی در اتمام حضرت عثمان ہمین وجہ را اختیار نمود۔ و اینجا دو قول دیگر

پھر جب خود نماز پڑھی تو دو رکعت پڑھیں۔ امام شافعی رحمہ نے حضرت عثمان کے اتمام میں اسی صورت کو اختیار کیا۔ اور اس موقع پر اتمام کے عذر میں دو قول اور ہیں، ایک یہ کہ روایت کیا ایوب نے زہری سے کہ عثمان بن عفان نے منیٰ میں نماز کا اتمام اعراب (دیہاتیوں) کی وجہ سے کیا کیونکہ وہ اس سال بہت ہو گئے تھے تو انہوں نے لوگوں کو چار رکعت پڑھائیں تاکہ ان کو سکھائیں کہ نماز میں چار رکعت ہوتی ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ روایت کیا یونس نے زہری سے کہ اس وجہ سے چار رکعات پڑھیں کہ عثمان نے طائف میں اموال بنا لئے تھے یعنی مکان لے لیا تھا اور اس میں اقامت کا ارادہ کیا تھا تو چار رکعات پڑھیں۔ اور روایت کیا مغیرہ نے ابراہیم سے کہ عثمان نے چار رکعت پڑھی اس لئے کہ انہوں نے اس کو وطن بنا لیا تھا۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ دونوں قول وجہ اول کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ ہم کہتے ہیں کہ اتمام (پوری نماز پڑھنا) جائز تھا اور قصر سنت۔ لیکن عثمان نے جائز کو سنت پر ایک عارض کی وجہ سے ترجیح دی۔ اور وہ عارض اعراب کا قصہ ہے اور سفر (شرعی) کے حکم میں شک ہے بعض صفات اقامت کے موجود ہونے کی وجہ سے۔ اور ان میں سے یہ کہ محرم کا ایسے شکار کا گوشت کھانے میں جس کو غیر محرم نے نہ محرم کے لئے اور نہ اس کی فرمائش سے اور نہ اس کے اشارے پر شکار کیا ہو بحث کی روایت کیا احمد نے عبداللہ بن الحارث سے، کہا کہ میرے باپ حارث عثمان کے زمانہ میں مکہ میں ایک کام پر مامور تھے۔ تو عثمان مکہ میں آئے، عبداللہ بن الحارث نے کہا کہ میں نے عثمان کا استقبال کیا منزل قدید میں اور قبیلہ والوں نے ایک چکور کا شکار کیا

www.kitabghar.org

هست در عذرِ اتمام یکی آنکہ روی ایوب عن الزہری ان عثمانَ بن عفان اَتَمَّ الصلوٰۃَ بمنیً من اَجل اَلْاَعْرَابِ لانہم کثُرُوا عامہٗ ذلک فصلی بالناس اربعًا لیُعلّمہم ان الصلوٰۃ اربع۔ دیگر آنکہ روی یونس عن الزہری لما اتخذ عثمانُ الاموالَ بالطائفِ و اراد ان یُقیم بہا صلی اربعًا۔ وروی مغیرۃ عن ابراہیم ان عثمانَ صلی اربعًا لانّہ اتخذہا وطنًا۔ فقیر گوید این ہر دو قول باوجہ اول مخالفت ندارد و گوئیم اتمام جائز بود و قصر سنت لیکن حضرت عثمان جائز را بر سنت بجہت عارضہ اختیار نمود وآن عارضہ قصۂ اعراب است وشک در شرطِ سفر بسبب وجودِ بعض خصالِ اقامت واللہ اعلم بالصواب۔ وازآنجملہ آنکہ در اکلِ مُحرِم لحم صیدی را کہ غیر مُحرِم نہ برائی او ونہ بامر او ونہ باشارۂ او صید کردہ باشد بحث کردند۔ اخرج احمد عن عبداللہ بن الحارث علی امرٍ من امرِ مکۃ فی زمن عثمان فاقبل عثمانُ الی مکۃ فقال عبداللہ بن الحارث فاستقبلتُ عثمانَ بالمنزل بقدیدٍ

تھا ہم نے اُس کو پانی اور نمک میں پکالیا تھا۔ پھر ہم نے اُس کو ثرید کے لئے (ہڈیوں سے گوشت کو جدا کرکے) پارچے بنایا، اُس کے بعد ہم اُس کو عثمان اور ان کے اصحاب کے پاس لے گئے تو وہ رُک گئے لیکن عثمان نے کہا کہ یہ ایسا شکار ہے جس کو نہ ہم نے شکار کیا اور نہ ہم نے شکار کی فرمائش کی۔ ایسے لوگوں نے اُس کا شکار کیا جو حلال (غیر مُحرِم) تھے اب وہ ہمیں کھلارہے ہیں تو کیا خطرہ ہے۔ پھر عثمان نے کہا کہ اس کے بارے میں کون کلام کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب۔ تو انہوں نے علیؓ کو بلوایا۔ کہا عبداللہ بن الحارث نے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں علی بن ابی طالب کی طرف جب کہ وہ عثمان کے پاس آئے اور وہ اپنی ہتھیلیوں کو درخت سے گرے ہوئے پتوں سے مل کر صاف کر رہے تھے تو اُن سے عثمان رضؓ نے کہا کہ ایسا شکار کہ جس کو نہ ہم نے شکار کیا ہو نہ شکار کی فرمائش کی ہو اور اس کو ایسے لوگوں نے شکار کیا ہو جو حلال ہوں پھر وہ اس کو ہمیں کھلائیں تو اس میں کیا اندیشہ ہے تو علی رضؓ کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا کہ میں اُس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اُس وقت جب کہ آپ کے پاس حمارِ وحشی کا ایک دست لایا گیا، وہ شہادت دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ احرام میں ہیں، یہ اہلِ حِل (یعنی غیر مُحرِموں) کو کھلاؤ (راوی نے) کہا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بارہ آدمیوں نے شہادت دی۔ پھر علی نے کہا کہ میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اُس شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا جب کہ آپ کے پاس شتر مرغ

۵ یہ زمانہ حج کا قصہ ہے لہٰذا یہ سب حضرات مُحرِم تھے ۱۲۔

www.kitabghar.org

فاصطادَ اہل الماءِ حَجَلاً فطبخناہُ بماءٍ
وملح فجعلناہُ عُراقاً للثرید فقدّمناہ
الی عثمانَ واصحابہ فَامسکوا فقال
عثمانُ صیدٌ لم نصطدہ ولم نأمر بصیدہٖ
اصطادہٗ قومٌ حِلٌّ فاطعموناہ فما باسٌ
فقال عثمان من یقول فی ھذا فقالوا
عَلیٌّ فبعثَ الی عَلیٍّ فجاءہ قال
عبداللہ بن الحارث فکانی انظر الی
علیٍّ حین جاءہٗ وہو یحتُّ الخبطَ عن
کفیہ فقال لہ عثمانُ صیدٌ لم نصطدہٗ
ولم نأمر بصیدہٖ اصطادہ قومٌ حلٌ
فاطعموناہ فما باسٌ قال فغضبَ
علیٌّ وقال اَنشُدُ اللہَ رجلاً شہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین
اُتی بقائمۃِ حمار وحش فقال رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا قوم
حُرُمٌ فاَطعموہ اہلَ الحِلّ قال فشہدَ
اثنا عشرَ رجلا من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال علی انشد
اللہَ رجلاً شہد رسولَ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حین اُتی ببیض النعام
فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا قوم حُرُم فاطعموہ اہل الحلّ قال
فشہدوا دونہم من العِدّۃ من
الاثنی عشر قال فَثَنّیٰ عثمانُ وَرِکَہٗ عن

کے انڈے لائے گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ احرام میں ہیں یہ اہلِ حِل کو کھلاؤ،
وہ آکر شہادت دے تو بارہ سے کچھ کم اصحاب نے اس
کی شہادت دی، (راوی نے) کہ پھر عثمان نے اس کھانے
سے اپنی پیٹھ پھیری اور اپنے کجاوے میں چلے گئے اور
اس کھانے کو قبیلہ والوں نے کھایا۔ اب اس بارے میں
مذاہب اربعہ کا اجماع عثمان کی رائے کے موافق منعقد
ہو چکا ہے۔ اور امام شافعی رح نے اپنی کتاب میں اس مبحث
میں خوب بسط کے ساتھ تقریر کی ہے، اور حدیث ابوقتادہ
سے دلیل لاتے ہوئے صعب بن جثامہ کی حدیث سے
خوبصورتی کے ساتھ دشواری سے رہائی حاصل کر لی۔ اُن
میں سے ایک یہ ہے کہ بنی اُمیّہ کو عطیات میں سب لوگوں
پر ترجیح دیتے تھے۔ احمد نے روایت کیا سالم بن ابی
الجعد سے، کہا کہ عثمان نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں سے چند لوگوں کو بلایا اُن میں عمار بن یاسر
بھی تھے۔ پھر کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے سچ
کہو۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو سب لوگوں پر
ترجیح دیا کرتے تھے اور بنی ہاشم کو تمام قریش پر ترجیح
دیا کرتے تھے۔ کہا کہ سب لوگ خاموش رہے۔ پھر
عثمان نے کہا کہ میرے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہوں تو
میں وہ بنی اُمیہ کو دے دوں گا یہاں تک کہ وہ
داخل ہوں اُن میں کے آخر شخص کے قریب سے۔ پھر
عثمان نے طلحہ اور زبیر کو بلایا اور اُن سے کہا کہ میں اُن
کے یعنی عمار کے متعلق تم سے بیان کرتا ہوں، میں رسول

www.kitabghar.org

الطعام فدخل رحلہ و اکل ذلک
الطعام اہل الماء۔ الحال در نیباب
مذاہب اربعہ بر موافقت عثمان
منعقد شدہ۔ و امام شافعی در کتاب خود
این مبحث را ببسط لائق تقریر کردہ
و بحدیث ابی قتادہ متمسک شدہ و
از حدیث صعب بن جثامہ باحسن
وجہ تفصی نمودہ۔ و از انجملہ آنکہ
بنی امیہ را در عطایا بر سائر ناس
ترجیح میدادند۔ اخرج احمد عن سالم
ابن ابی الجعد قال دعا عثمان ناسًا
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فیہم عمار بن یاسر فقال
انی سائلکم وانی احبّ ان تصدقونی
نشدتکم اللہ اتعلمونَ ان رسولَ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کانَ یؤثرُ قریشًا
علی سائرِ الناس و یؤثر بنی ہاشم
علی سائر قریش قال فسکت القومُ
فقال عثمان لو انَّ بیدی مفاتیح الجنۃِ
لاَعطیتہا بنی امیۃَ حتی یدخلوا من
عندِ آخرہم فبعثَ الی طلحۃَ و الزبیر
فقال عثمان لاحدثکما عنہ یعنی عمارًا
اقبلتُ مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آخذًا بیدی نتمشّی فی
البطحاء حتی اتی علی ابیہ و امہ و

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرہا تھا آپ میرا
ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ ہم بطحاء میں ٹہلتے ہوئے آرہے
تھے یہاں تک کہ آپ اُس کے باپ اور ماں کے پاس پہنچ گئے
اور وہ اس پر (عمار کی وجہ سے) ستائے جارہے تھے تو ابو
عمار نے کہا کہ یارسول اللہ کیا ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہے گا تو
اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کر۔ یا اللہ
آلِ یاسر کی مغفرت کر دیجئے اور آپ نے کر ہی دی ہے۔
اور اُن میں سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب کو شہروں کی حکومت سے معزول کر دیا اور
بنو اُمیّہ کے نوجوانوں کو جو اسلام کے دورِ ابتدائی
کی خدمات نہیں رکھتے تھے حاکم بنا دیا۔ جیساکہ بصرہ سے
ابوموسیٰ کا معزول کرنا اور اُن کے بجائے عبداللہ
بن عامر کا تقرر۔ اور مصر سے عمرو بن العاص کا معزول
کرنا اور اُن کے بجائے ابن ابی سرح کا تقرر۔ اور اس
اشکال کا جواب یہ ہے کہ (عمال کے) عزل اور نصب کو
خدا تعالیٰ نے خلیفہ کی رائے پر چھوڑا ہے، خلیفہ کے
لئے مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور نصرتِ اسلام کے
پیشِ نظر غور و فکر کر لینا ضروری ہے۔ اور پھر اسی صوابدید
کے مطابق عمل میں لائے۔ اگر مُصیب رہا تو اُس کا اجر
دوگنا ہے اور اگر صوابدید میں خطا واقع ہوگئی تو اُس
کو ایک اجر پھر بھی ملے گا اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور بعض
اوقات آپ نے ایک سردار کو معزول کر دیا اور دوسرے
کو (جو اس سے کمتر ہوا) اس کی جگہ کسی مصلحت کی بناء پر
نصب فرما دیا۔ جیساکہ انصار کا جھنڈا آپ نے سعد بن

www.kitabghar.org

علیہ یُعَذَّبُونَ فقال ابو عمارٍ یا رسولَ اللہ الدہر ہٰکذا فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِصبر ثم قال اللّٰہم اغفر لآل یاسر وقد فعلتَ ۔ و از آن جملہ آنکہ اصحاب آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم از حکومت بلاد معزول ساخت وحُدّاث بنی اُمیّہ راکہ در اسلام سابقہ نداشتند حاکم گردانید مثل عزلِ ابو موسیٰ بعبداللہ بن ابی عامر از بصرہ و عزلِ عمرو بن العاص از مصر بہ ابن ابی سرح ۔ وجواب این اشکال آن است کہ عزل ونصب را خدای عزوجل بر رأی خلیفہ بازگذاشتہ است میباید کہ خلیفہ تحرّی کند در صلاحِ مسلمین و نصرتِ اسلام و بر حسب ہمان تحری بعمل آرد اگر اصابت کرد فلہ اجرہٗ مرتین و اگر در تحری خطا واقع شد فلہ اجرہ مرۃً این معنی از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحدِ تواتر رسید و در بعض احیان مولی را معزول ساختند و دیگری را بجای او نصب فرمودند برای مصلحتی چنانکہ در غزوۂ فتح رأیتِ انصار از سعد بن عبادہ گرفتند بسبب کلمہ کہ از زبانِ او جستہ بود و بہ

عبادہ سے بسبب ایک کلمہ کے جو اُن کی زبان سے نکل گیا تھا لے لیا اور ان کے بیٹے قیس بن سعد کو دے دیا۔ اور کبھی آپ نے (افضل کے ہوتے ہوئے) مفضول کو صاحب منصب بنادیا، جیساکہ اُسامہ کو امیر لشکر فرمادیا تھا اور کبار مہاجرین کو اُن کے ماتحت کردیا تھا آخر حال میں، ایسے ہی شیخین بھی اپنے ایام خلافت میں عمل میں لائے ہیں اور حضرت عثمان کے بعد حضرت مرتضیٰ اور دوسرے خلفاء بھی اس دستور پر کاربند رہے ہیں۔ تو حضرت ذی النورین سے اس وجہ سے کسی باز پرس کا سوال نہیں پیدا ہوتا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق نوجوانوں میں سے کسی شخص کو والی بنادیا ہو اور قدماء اصحاب میں سے کسی شخص کو معزول کردیا ہو۔ خصوصاً اُن قصوں میں جن کو ہم نقل کرچکے ہیں جب غور کیا جاتا ہے تو ذوالنورین کا صائب الرأی ہونا دوپہر کے سورج سے بھی زیادہ واضح ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ہر عزل اور ہر نصب یا تو لشکر اور رعیت کے اختلاف کے فتنہ کے فرو کرنے کی مصلحت سے ہوا ہے، یا دار الکفر کی ولایتوں میں سے کسی ولایت کی فتح پر منتج ہوا ہے۔ لیکن نفسانی خواہشوں نے مبتدعین کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہے ۔ اور خوشنودی کی آنکھ ہر عیب کے دیکھنے سے عاجز ہوتی ہے۔ لیکن ناراضگی کی آنکھ برائیوں ہی کو ظاہر کرتی ہے ۔ یہاں ہم ایک نکتہ پر مطلع کرتے ہیں کہ عادت بنی آدم کچھ اس طرح جاری ہوچکی ہے کہ خلیفہ کے اقران اور ہمسر جو کہ خلافت کی طمع رکھتے ہیں خلیفہ کی مدد اور اس کی اطاعت سے ضرور ہاتھ کھینچ لیتے ہیں

www.kitabghar.org

پسر او قیس بن سعد دادند وگاہی
مفضول را منصوب میساختند بنا
بر مصلحتی چنانکہ اُسامہ را امیرِ لشکر
فرمودہ کبارِ مہاجرین را تابع وی
گردانیدند درآخر حال و ہمچنین
شیخین نیز در ایامِ خلافت خود بعمل
آوردند وبعد حضرت عثمان حضرت
مرتضیٰ و دیگر خلفا ہمیشہ بہمیں دستور
کردہ آمدند پس بر حضرت ذی النورین
ازین وجہ بازخواست نیست اگر بحکم
تحرّیِ خود شخصی از حُدّاث را والی
کردہ باشد و شخصی از قدماءِ
اصحاب را معزول ساخت خصوصاً
درین قصص کہ نقل کردہ اند چون
تامل نمودہ می آید اصابتِ رأیِ
ذی النورین اوضح من الشمس فی
رابعۃ النہار بظہور میرسد زیراکہ ہر
عزلی و ہر نصبی یا متضمن اِخمادِ فتنۂ
اختلاف جُند و رعیت بودہ است
یا مُثمِر فتح اقلیمی از اقالیم دار الکفر
لیکن ہوای نفسانی ابصار مستبدین
را اعمی ساختہ ۵ وَعَینُ الرِّضَاءِ
عَن کُلِّ عَیبٍ کَلِیلَۃٌ ؎ وَلٰکِنَّ عَینَ السُّخطِ
تُبدِی المَسَاوِیَا ؛ واینجا بر نکتۂ مطلع
سازیم۔ عادت بنی آدم چنان جاری شدہ

بلکہ اذیت پہنچانے اور اس کے نظمِ خلافت کو برہم کرنے
میں کوششیں کرتے ہیں جیساکہ تمام زمانوں اور اطراف میں
یہ حقیقت جاری شدہ بن چکی ہے۔ لیکن اس امر نے
بنی آدم کی اس عادتِ مستمرہ کے خلاف اُس جماعت
کے درمیان جن کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی اور حضرت
فاروق نے جن کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اپنے وقتِ وفات تک اُن سے راضی رہے
عصمتِ خداوندی، اور اللہ عزّ و جلّ کی مدد اور توفیق، اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت کی وجہ سے اپنی
طبعی صورت کے ساتھ ظہور نہیں کیا۔ اور صریح اہتمام امر
خلافت کے باطل کرنے میں نہیں کیا اور اس باب میں اُن
سے کسی حرام چیز کا صدور نہیں ہوا۔ مگر اس کے ساتھ
وہ دلی انقباض سے خالی نہیں تھے اور اُن سے خلیفہ
کے اوپر سے مصائب اور پراگندگیٔ امور کے دفع کرنے
میں پوری کوشش ظہور میں نہیں آئی۔ اسی جہت سے
حضرت ذی النورین مجبور ہوئے نوجوانانِ بنی اُمیّہ
کو والی بنانے پر۔ تم جانتے ہو کہ سوکنیں ایک دوسرے
کے ساتھ کہاں تک عداوت پہنچا دیتی ہیں۔ خدائے
عزّ و جلّ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج
مطہرات کو ان تمام بلاؤں سے محفوظ رکھا، لیکن وہ
امر استمراری کبھی کبھی غیرتوں اور انقباضِ دلی کے
ضمن میں ظاہر ہوتا رہتا ہے اور اسی طرح پر جب شیطان
عرب کے کفر سے مایوس ہو گیا تو اس نے ان کو ایک دوسرے
پر ابھارنے کی کوشش کی اور جب مؤمن کو گمراہ کرنے
سے مایوس ہوا تو اُس کو حدیثِ نفس (خطرات اور وساوس)

www.kitabghar.org

که اَقرانِ خلیفہ وہمسرانِ او کہ طمعی در
خلافت دارند از نصرتِ خلیفہ و
اطاعتِ او لابد دست باز میکشند
بلکہ در ایذا و فکِّ نظمِ خلافت اُو
سعی بکار می برند چنانکہ در جمیع ازمنہ
واَقطار این معنی جاری شدہ آمدہ
است لیکن این امر بر خلاف عادت
مستمرۂ بنی آدم درمیان جمعی کہ مُبَشّر
بہشت بودہ اند وحضرت فاروق رضی
اللہ عنہ درحق ایشان فرمودہ است
تُوُفِّیَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہو عنہم راضٍ بجہتِ عصمت الٰہی
وتوفیق وتائیدِ او عزوجل و
ببرکتِ صحبتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بروجہ طبیعی ظہور نکرد اہتمام
صریح در ابطالِ امرِ خلافت نکردند و
مصدرِ ارتکاب مُحرّمی درین باب
نگشتند معہذا از انقباضِ خاطر خالی
نبودند وسعی کلّی در ذَبِّ مصائبِ
الخلیفہ وتمشیت امورِ او بظہور نہ
پیوست ازین جہت حضرتِ ذی
النورین مضطر شد بتولیتِ خُدّامِ
بنی اُمیہ میدانی کہ ضرائر بایک دیگر
عداوتہا تا بجا میرسانند خدای
عزوجل ازواج طاہراتِ آنحضرت

میں ڈال دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ
صریح ایمان ہے ۔ تم بہت سی احادیث میں ایسی
باتوں پر گذرو گے جو دلالت کرتی ہیں دلوں کے انقباض
اور مدد کا اہتمام نہ ہونے پر ۔ وہ جماعت جو آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کو اور ان بزرگوں کی
اسلامی خدمات سابقہ کو یاد نہیں رکھتے بقول شخصے
ع حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاءُ (یعنی تو
نے صرف ایک بات کو یاد رکھا اور بہت سی باتوں
کو بھلا دیا) اُن کی خُو یہ ہوتی ہے کہ ایک بات کو
دس گُنی بنا لیتے اور اس کے لئے محمل فاسد ہی
تجویز کرتے ہیں اور ایسے لوگ جن کو خدا تعالےٰ
نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کا علم
دیاہے اور سوابقِ اسلام کو یاد رکھنے کی توفیق بخشی
ہے وہ ایک کو ایک ہی قرار دیتے ہیں، بلکہ اگر راوی
مبالغہ کو کام میں لایا ہے تو ایک کو آدھی کے برابر
رکھتے ہیں اور اس کو اُن کی معذوری پر محمول
کر لیتے ہیں ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے
عطا فرما دیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔
روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ ہم سے
روایت کیا غندر نے شعبہ سے انہوں نے عمرو بن
مرّہ سے کہا کہ میں نے سُنا ذکوان ابو صالح سے وہ
روایت کرتے ہیں صہیب سے جو عباس کے آزاد
کردہ تھے کہا کہ مجھے عباس نے عثمان کے پاس بھیجا
کہ اُن کو بُلا لاؤں۔ کہا کہ میں اُن کے پاس گیا تو وہ
لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو میں نے اُن کو بلانے

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم ازین ہمہ بلاہا محفوظ داشت لیکن امر مستمر در بعض غیر تنہا و انقباض خاطرہا فرود آمد ومثل ذٰلک لما اَیِسَ الشیطانُ من کفر العرب سَعٰی فی التحریش بینھم ولما اَیِسَ من اِضلالِ المؤمن اَلقاہ فی حدیث النفس فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذٰلک صریحُ الایمان ۔ در بسیاری از احادیث خواہی گذشت براٰنچہ دلالت میکند بر انقباضِ خواطر وعدمِ اہتمامِ نصرت ۔جمعی کہ بشارات آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم وسوابقِ اسلامیۂ ایشان را یاد ندارند حَفِظْتَ شیئًا وغابت عنک اشیاءُ شیمۂ ایشان است یکی را بدہ میگیرند وبر محامل فاسد حمل مینمایند و طائفہ کہ خدای تعالیٰ ایشان را بمعرفتِ بشاراتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحفظِ سوابق اسلام برگزیدہ است یکی را بیکے میگیرند بلکہ اگر راوی مبالغہ بکار برد یکی را بہ نیمی میگیرند و عذر می نہند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا غندر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ قال

پیام دیا تو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوالفضل آپ کا چہرہ (یعنی آپ کی ذات) کامیاب رہے۔عباس نے کہا اے امیرالمؤمنین تمہارا چہرہ بھی۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں نے کوئی اور کام نہیں کیا کہ آپ کا قاصد میرے پاس آیا اور میں لوگوں کو کھانا کھلا رہا تھا تو جب کھلا چکا تو فوراً روانہ ہوگیا۔ پھر عباس نے کہا کہ میں تم کو علی کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا ابن عم ہے اور تمہارا دینی بھائی ہے اور تمہارا ساتھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تمہارا اُسسرالی برادر (ہمزلف) بھی ۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ علی اور اُس کے اصحاب سے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہیں تو اے امیرالمؤمنین آپ مجھے اس سے الگ رکھئے تو عثمان نے کہا کہ جو آپ کو دوست رکھے گا میں اُس سے قریب تر ہوں کہ میں نے خود آپ سے سفارش کی ہے ۔ بیشک علی اگر چاہتا تو کوئی شخص اس کے سوا (میرا زیادہ عزیز) نہ ہوتا، لیکن وہ اپنی رائے کو چھوڑنے والا نہیں۔ پھر انہوں نے علیؓ کو بلایا اور کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تمہارے اپنے چچا کے بیٹے اور پھوپھی کے بیٹے کے حق میں اور دینی بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق سے تمہارے ساتھی اور ولیٔ بیعت کے حق میں۔ تو علیؓ نے کہا کہ واللہ اگر وہ مجھے حکم دے کہ میں اپنے گھر سے نکل جاؤں تو میں ضرور نکل جاؤں گا۔ لیکن یہ بات کہ میں نرمی دکھاؤں اس امر میں کہ احکام کتاب اللہ کو قائم نہ کیا جائے تو میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔

www.kitabghar.org

سمعتُ ذکوانَ ابا صالحٍ یُحَدِّث عن
صہیب مولی العباس قال ارسلنی
العباسُ الی عثمانَ ادعوہ قال فاتیتہ
فاذا ہو یُغدّی الناسَ فدعوتہ فاتاہ
فقال اَفلحَ الوجہُ ابا الفضلِ قال و
وجہکَ یا امیرَ المؤمنین قال ما زِدْتُ
ان اَتانی رسولُکَ وانا اُغدّی الناسَ
فغدّیتُہم ثم اقبلتُ فقال العباسُ
اُذکرکَ اللہَ فی عَلِیٍّ فانہ ابنُ عمکَ
واخوکَ فی دینکَ وصاحبکَ مع
رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصِہرُکَ
وانہ قد بلغنی انکَ ترید ان تقومَ
بعلیٍّ واصحابہ فاعفِنی من ذلک
یا امیرَ المومنین فقال عثمانُ انا اولی
مَن اَجابکَ ان قد شفعتُکَ ان
علیّاً لو شاءَ ما کان احدٌ دونہ و
لکنہ اَبی اِلّا رأیَہ وبعث الی علیٍّ
فقال اذکرکَ اللہَ فی ابن عمکَ
وابن عمتکَ واخیکَ فی دینکَ
وصاحبکَ مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وولیّ بیعتکَ فقال واللہِ
لو اَمَرَنی ان اَخرجَ من داری لخرجتُ
فاما ان اُداہِنَ ان لا یقامَ کتابُ اللہِ
فلم اَکُن لِاَفعلَ قال محمد بن جعفر
سمعتہُ مالا اُحصی وعَرَضتہ علیہ غیرَ مرۃٍ

محمد بن جعفر نے کہا کہ میں نے اس کو اتنی مرتبہ سُنا کہ شمار نہیں کر سکتا اور ایک سے زیادہ مرتبہ اُن کے سامنے پیش کیا۔ اور یہ اسناد صحیح اور قوی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بڑے مرتبے کے مہاجرین اور انصار میں کی ایک جماعت کے ساتھ، جیسے ابوذر غفاری اور عبداللہ بن مسعود، آپ نے ہتک آمیز رویّہ برتا اور آبروریزی کا معاملہ کیا اس کا جواب شافی یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا دل ہو تو وہ قطعی طور پر سمجھ لے گا کہ حضرت ذی النورین ان تنبیہات و تہدیدات میں سے کوئی بھی عمل میں نہیں لائے مگر تمام اُمّت کی رعایت اور مصلحت اور اصلاحِ امرِ ملّت کے لئے، ابوذر کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ اس وجہ سے کہ قواعدِ مقررۂ شریعت میں رخنہ نہ پڑے۔ اور عبداللہ بن مسعود کے ساتھ اس لئے کہ مصحفِ شیخین پر سب لوگوں کے اجتماع میں خلل نہ واقع ہو، اپنے طرزِ عملِ سابقہ سے آپ نے صرفِ نظر کیا۔ عمّار بن یاسر کو اُس کھرّے پن کی وجہ سے جو خلیفہ کے ساتھ اس نے اختیار کیا تھا جھڑکا۔ جو کچھ ہونا چاہیئے تھا آپ نے اس بارے میں بہت میں سے تھوڑے پر اکتفاء کیا۔ پھر طرح طرح کی مہربانیاں جن سے ان وحشتوں کا تدارک ہو جائے اُن کے ساتھ عمل میں لاتے رہے ان مواقع میں حضرت ذو النورین سے باز پرس کا قطعاً کوئی موقع نہیں ہے۔ تعجب یہ ہے کہ یہ بزرگ حضرات اپنی آخر حیات تک حضرت ذی النورین کے

www.kitabghar.org

و ہذا استاد صحیح قوی کما تری
و از آن جملہ آنکہ در حق جماعۃ از کبار
مہاجرین و انصار مثل ابو ذر غفاری
و عبداللہ بن مسعود ہتکِ حرمت
نمود۔ و جوابِ شافی آن است کہ
اگر آدمی را دیدۂ بینا و دلِ دانا باشد
بالقطع ادراک کند کہ حضرتِ ذی النورین
ہیچ ازین زواجر و تہدیدات بعمل
نیاورد الّا بنا بر رعایت و مصلحت
جمہورِ امت و اصلاحِ امرِ ملت۔ ابوذر
را بجہت آنکہ رخنہ در قواعدِ مقررۂ
شرع نیفتد، و عبداللہ بن مسعود را
برای آنکہ تا در اجتماعِ ناس بر مصحفِ
شیخین خللی واقع نشود از جاہای خویش
اشخاص نمود، و عمار بن یاسر باخشونتی
کہ باخلیفہ میکرد زجر فرمود۔ از انچہ
مبالیست درین باب از بسیار باندکی
اکتفاء نمود باز انواعِ ملاطفات کہ
تدارکِ آن وحشت ہا کند مرعید اشت
اینجا بر ذی النورین اصلا باز خواست
نیست تعجب آنکہ خود این عزیزان
بعظمِ محلِّ ذی النورین تا آخرِ حیات
قائل بودند و از انکار بروی متحاشی
طرفہ ناصرانند کہ نہ از خدا شرم
دارند ونہ از منصورانِ خویش۔ امّا

بلند مقام کے قائل رہے اور اُن پر اعتراض وانکار سے
کنارہ کش رہے۔ مگر یہ اُن کے مددگار عجیب ہیں کہ نہ یہ
خدا سے شرم رکھتے ہیں اور نہ اپنے منصوروں سے (جن کی
حمایت کے لئے کمر بستہ ہیں)۔ رہے کچھ بیہودہ قصے جن کا
اہلِ تاریخ بغیر تحقیق کے ذکر کرتے ہیں، بیت المال میں
فضول خرچی کرنا اور دریا کو حمیٰ بنا دینا اور اُن کے علاوہ
جن میں سے بعض تو بالکل بہتان ہیں اور بعض قصوں کے
بیان میں بہتان کو داخل کر دیا گیا ہم ان قصوں سے اوراق
کو سیاہ کرنے میں اپنے اوقات کو مشغول نہیں کرتے۔
اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ولید بن عقبہ پر شراب پینے
کی حد جاری کرنے میں ٹال مٹول کی یہاں تک کہ اس بارے
میں لوگوں میں چرچا بڑھ گیا۔ درحقیقت یہ اشکال اصلا
کوئی معقول وجہ نہیں رکھتا، کیونکہ حد کے قائم کرنے میں
آپ نے کچھ توقف کیا تاکہ حقیقتِ حال واضح ہو جائے۔
بعد تحقیقِ حال کے آپ نے حد قائم کر دی۔ چنانچہ ماعز
کے رجم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی
توقف فرمایا یہاں تک کہ شبہات سے براءۃ کی
صورتیں ظاہر فرمائیں کہ شاید تو نے اُس کو چھوا ہے،
شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی قدامہ
بن مظعون پر شراب پینے کی حد میں تاخیر کی اُس وقت
تک کہ پینا واضح ہو گیا۔ بخاری نے روایت کیا عروہ
سے کہ عبیداللہ بن عدی بن الخیار نے اُس کو خبر دی کہ
مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبدیغوث
نے (عبیداللہ سے) کہا کہ تجھے کیا امر مانع ہے کہ تو
عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید کے بارے

www.kitabghar.org

قصص رکیکہ کہ اہل تاریخ بغیر تحقیق ذکر میکنند از اسراف در بیت المال وحمی ساختن بحر وغیرآن چون بعض محض مفتریات است وبعض ازان قبیل کہ در سِیَر قصۂ افترائی داخل شدہ اوقات خود را بتسوید اوراق بآن قصہا مشغول نمی سازیم وازان جملہ آنکہ در اقامتِ حد شرب بر ولید بن عقبہ مداہنہ نمود تا آنکہ قیل وقال درین باب بلند شد فی الحقیقت این اشکال اصلا متجہ نیست زیراکہ در اقامتِ حد یکچند تامل نمود تا حقیقتِ حال واضح شود بعد تحقیقِ حال اقامتِ حد فرمود چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز توقف فرمودند در رجم ماعز تا آنکہ تبریہ نمودند از شبہات لَعَلَّکَ مَسَسْتَ لعلک قبّلت - و حضرتِ عمر ہمچنین در اقامتِ حد شرب بر قدامۃ ابن مظعون تاخیر کرد تا وقتی کہ واضح شد- اخرج البخاری عن عروۃ ان عبید اللہ بن عدی بن الخیار اخبرہ ان المسور بن مخرمۃ وعبد الرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث قالا ما یمنعک ان تکلّم عثمان رضی اللہ عنہ لاخیہ الولید

میں گفتگو کرے کیونکہ لوگوں میں اس بارے گفتگو بڑھ رہی ہے۔ کہا میں نے پھر عثمان سے ملنے کا قصد کیا یہاں تک کہ جب وہ نماز کے لئے نکلے تو میں نے کہا کہ مجھے آپ سے بات کرنے کی حاجت ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی ہے تو انہوں نے کہا کہ اے شخص تجھ سے۔ معمر نے کہا (اس کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تجھ سے۔ تو میں واپس آکر جماعت کی طرف لوٹا، کہ عثمان کا قاصد آیا تو میں اُن کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا اور اُن پر کتاب نازل کی اور آپ اُن میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا پھر آپ نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے خصائل کو دیکھا۔ (اب غرض ہے کہ) ولید کے حال کے متعلق لوگوں میں گفتگو بڑھ رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے؟ میں نے کہا نہیں، لیکن مجھے ان کا علم اس طرح پہنچا جیسے کنواری لڑکی کو پردے کے پیچھے پہنچ جاتا ہے۔ پھر عثمان نے کہا اما بعد، بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور میں اُن میں سے ہوا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور میں اس پر ایمان لایا جس کو دے کر آپ بھیجے گئے تھے اور میں نے دو ہجرتیں بھی کیں جیسا کہ تو نے کہا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ سے بیعت بھی کی اور

www.kitabghar.org

فقد اکثر الناس فیہ قال فقصدتُ لعثمانَ حتی خرجَ الی الصلوة قلتُ ان لی الیک حاجۃً وہی نصیحۃٌ لک قال یاایہا المرءُ منک قال معمر اعوذُ باللہِ منکَ فانصرفتُ فرجعتُ الیہم اذ جاء رسولُ عثمانَ فاتیتہ فقلت ان اللہ سبحانہٗ بعث محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم بالحقّ وانزلَ علیہ الکتابَ و کنتَ ممن استجابَ للہِ ولرسولہ فہاجرتَ الہجرتین وصحبتَ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأیتَ ہدیہٗ فقد اکثر الناسُ فی شانِ الولید فقال ادرکتَ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلتُ لا ولکن خلص الیَّ من علمہ ما یخلص الی العذراء فی سترہا قال امابعدُ فان اللہ بعثَ محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم بالحقّ فکنت ممن استجاب للہ ولرسولہ وآمنتُ بما بعثَ بہ وہاجرتُ الہجرتین کما قلتَ وصحبتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بایعتُہ فواللہ ما عصیتُہ ولا غششتُہ حتی توفاہ اللہُ عزوجل ثم ابوبکر مثلہ ثم عمر مثلہ ثم استخلفتُ افلیس لی من الحق مثلُ الذی لہم قلتُ بلٰی قال فما ھذہ الاحادیثُ التی تبلغنی

خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی، نہ آپ کو فریب دیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کو وفات دی۔ پھر ابوبکر سے یہی معاملہ رہا۔ پھر عمر سے یہی معاملہ رہا۔ پھر میں خلیفہ بنا دیا گیا تو کیا میرا کچھ حق تم پر ایسا ہی نہیں ہے جیسا اُن کا تھا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ پھر یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں تم لوگوں کی طرف سے جن کی اطلاع مجھے پہنچ رہی ہے۔ رہا وہ ولید کا معاملہ جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو اس میں حق کے مطابق ہم عنقریب انشاء اللہ گرفت خود ہی کرنے والے ہیں۔ پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور اُن کو حکم دیا کہ اس کے کوڑے ماریں تو انہوں نے اُس کے اَسّی[۸۰] کوڑے مارے۔ اور ابوداؤد نے روایت کیا عبداللہ الداناج سے انہوں نے حصین بن منذر رقاشی سے (اور ابوساسان وہی ہے) کہا کہ میں عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا جب کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا اور اس پر گواہی دی حمران نے اور ایک اور شخص نے تو اُن میں سے ایک شخص نے گواہی دی کہ اُس نے اُسے دیکھا جب وہ اُس کو یعنی شراب کو پی رہا تھا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُس نے اُس کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا۔ تو عثمان رضؓ نے کہا کہ اُس نے اُسے قے نہیں کیا یہاں تک کہ اُس کو یعنی شراب کو پیا۔ تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ تو علیؓ نے حسن سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ حسن نے کہا کہ ذمہ دار بناؤ اس (خلافت) کی حرارت کا جو والی بنا ہے اس (خلافت) کی ٹھنڈک کا[ع]۔ تو علی رضؓ نے عبداللہ بن جعفر سے

ع ولید بن عقبہ حضرت عثمانؓ کا سالا تھا حضرت عثمانؓ نے حد لگانے کا کام حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور انہوں نے اپنے بیٹے حسنؓ کے سپرد کرنا چاہا تو انہوں نے کہا کہ جو خلافت کا مزہ لوٹے ..

www.kitabghar.org

عنکم اما ذکرتَ من شانِ الولید
فسناُخذ فیہ بالحق ان شاء اللہ
تعالیٰ ثم دعا علیاً رضی اللہ عنہ فامرہ
ان یجلدہ فجلدہ ثمانین۔ واخرج
ابوداؤد عن عبداللہ الداناج عن
حصین بن المنذر الرقاشی وھو
ابو ساسان قال شھدتُ عثمان
ابن عفان واُتی بالولید بن عقبہ فشھد
علیہ حمران ورجلٌ فشھد احدھما
انہ رآہ شربھا یعنی الخمر وشھد
الآخر انہ رآہ انہ یتقیأھا فقال
عثمان انہ لم یتقیأھا حتی شربھا
یعنی الخمر فقال لعلی رضی اللہ عنہ
اَقِم علیہ الحدّ فقال علی للحسن اَقِم
الحدّ قال وَلِّ حارّھا من تولّیٰ قارّھا
فقال علیؓ لعبداللہ بن جعفر اَقِم علیہ
الحد قال فاخذ السوط فجلدہ وعلیؓ
یعُدّ فلما بلغ اربعین قال حسبک جلد
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین
احسبہ قال وجلد ابوبکر اربعین و
عمر ثمانین وکلٌ سُنّۃٌ وھذا
احبّ الیّ۔ وختم مآثرِ حضرتِ ذی النورین
رضی اللہ عنہ بہ بیان یک نکتہ کنیم
وآن نکتہ این است کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم در احادیث بسیار

کہا کہ تم اس پر حد قائم کرو تو انہوں نے کوڑا لے کر مارنا
شروع کیا اور علی گنتے رہے۔ جب تعداد چالیس تک
پہنچ گئی تو کہا "بس کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
چالیس کوڑے لگوائے ہیں" میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں
نے کہا "اور ابوبکر نے چالیس لگوائے اور عمر نے اسّی
اور سب سنّت ہیں اور یہ تعداد مجھے پسند ہے"۔ حضرت
ذی النورین کے مناقب کا بیان ہم ایک **نکتہ** پر
ختم کرنا چاہتے ہیں، اور وہ نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں تصریح و تلویح فرمائی
ہے کہ خلافتِ خاصہ کا حضرت عثمان رضؓ کے بعد نظم نہیں
بن سکے گا اور یہ مفہوم بہت سی سندوں اور مختلف
طُرق سے اس صورت سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں
کوئی شبہہ کا موقع قطعاً باقی نہیں رہا، اور یہ مضمون
خارج میں مشاہدہ میں بھی آچکا ہے کیونکہ حضرت علی
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجود اس بات کے کہ آپ میں
پورے طور پر خلافتِ خاصہ کے اوصاف موجود تھے اور
سوابقِ اسلامیہ میں آپ کے قدم ہمیشہ جمے رہے، خلافت
پر متمکن نہ ہو سکے، ممالکِ اسلامیہ کے اطراف میں
آپ کے احکام نافذ نہ ہو سکے۔ ہر روز آپ کا
دائرۂ سلطنت تنگ ہی ہوتا چلا گیا، نوبت اس حد
تک پہنچ گئی کہ آخر ایام میں بجز کوفہ اور اس کے
گرد و پیش کے علاقہ کے حکومت کی جگہ باقی نہ رہی
رہے معاویہ بن ابی سفیان تو اگرچہ عالم (اسلام) ان کے
حکم پر مجتمع ہو گیا اور مسلمانوں کے لشکروں کی
تفریق درمیان سے اٹھ گئی تھی مگر وہ خلافتِ خاصہ

(گذشتہ سے پیوستہ) اٹھائے، ہم کیوں بُرے بنیں، مگر حضرت علی نے اس وجہ سے کہ وہ یہ کام لوجہ اللہ کرنے کے لئے تیار ہوئے تھے اس روش کو پسند نہ کیا اور عبداللہ بن جعفر کو حد قائم کرنے کا

www.kitabghar.org

تصریح و تلویح فرمودہ اند کہ خلافتِ خاصہ بعد حضرتِ عثمان منتظم نخواہد شد و این معنی باسانیدِ متعددہ وطرقِ متغائرہ بثبوت پیوست بوجہیکہ اصلا محلِ اشتباہ نماند و این مضمون درخارج بظہور انجامید زیراکہ حضرتِ مرتضی رضی اللہ عنہ باوجودِ وفورِ اوصافِ خلافتِ خاصہ در وی ورسوخِ قدمِ الشان در سوابقِ اسلامیہ متمکن نشد در خلافت و در اقطارِ ارض حکم او نافذ نگشت و باہر روز دائرۂ سلطنت تنگ ترمیشد تا آنکہ در آخر ایام بجز کوفہ و ماحولِ آن محلِ حکومت نماند و معاویۃ بن ابی سفیان ہرچند عالم بر حکم او مجتمع شد و فرقتِ جنودِ مسلمین از میان برخاست اوصافِ خلافتِ خاصہ نداشت و در سوابقِ اسلامیہ قاصر بود بہ نسبت سائر مہاجرین و انصار اخرج البخاری من حدیث شقیق عن حذیفۃ قال بینما نحن جلوس عند عمر رضی اللہ عنہ اذ قال ایکم یحفظ قولَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال قلتُ فتنۃُ الرجل فی اَہلہ ومالہ وولدہ وجارہ یُکفّرہا

کے اوصاف نہیں رکھتے تھے اور سوابقِ اسلامیہ میں بہ نسبت تمام مہاجرین وانصار کے قاصر تھے۔ اور بخاری نے اخذ کیا ہے شقیق کی حدیث سے بروایت حُذیفہ کہا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے کہا کہ فتنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تم میں سے کس کو یاد ہے۔ حُذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اس کی بیوی میں اور مال میں اور اولاد میں اور ہمسایہ میں ہوتا ہے جس کا تدارک کرتی ہے نماز اور صدقہ اور نیک کام کا حکم کرنا اور بُرے کام سے روکنا۔ عمرؓ نے کہا یہ بات وہ نہیں ہے جس کا میں تم سے سوال کر رہا ہوں۔ میرا سوال اُس فتنہ کی بابت ہے جو دریا کی طرح موجیں مارے گا۔ حذیفہ نے کہا کہ اس فتنہ سے اے امیرالمؤمنین آپ کو کوئی اندیشہ نہیں۔ بلاشبہ آپ کے اور اُس کے درمیان ایک مقفل دروازہ ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ حُذیفہ نے کہا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ عمر نے کہا پھر تو کبھی مقفل نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہاں! ہم نے حُذیفہ سے کہا کہ کیا عمر دروازے کو جانتے تھے۔ کہا کہ ہاں ایسے یقین کے ساتھ جیسے کہ میں جانتا ہوں کہ صبح کے بعد رات ہوتی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ میں نے اُن سے جو بات بیان کی وہ مغالطوں میں سے نہیں ہے۔ اس کے بعد ہمیں ڈر لگا کہ ہم اُن سے یہ پوچھتے کہ دروازہ کون ہے۔ تو ہم نے مسروق سے کہا (کہ تم پوچھو) تو انہوں نے حُذیفہ سے پوچھا کہ دروازہ کون ہے۔ حذیفہ نے

www.kitabghar.org

الصلوٰۃ و الصدقۃ والامر بالمعروف
والنہی عن المنکر قال لیس عن
ھذا اسألک ولکن التی تموج
کموج البحر قال لیس علیک منہا
بأس یا امیر المومنین ان بینک
و بینہا بابا مغلقا قال عمر ایکسر الباب
ام یفتح قال لابل یکسر قال عمر
اذا لا یغلق ابدا قلت اجل قلنا
لحذیفۃ اکان عمر یعلم الباب قال
نعم کما اعلم ان دون غد اللیلۃ و
ذلک انی حدثتہ حدیثا لیس بالاغالیط
فہبنا ان نسألہ من الباب فامرنا
مسروقا فسألہ فقال من الباب قال
عمر۔ و تحقیق درین حدیث آن است کہ
معنی ان بینک و بینہا بابا مغلقا
مرادش آن است کہ وجود عمر حائل
است درمیان فتنہ و درمیان
مردم۔ باز گفتہ ایکسر الباب مراد از
وی آن داشت کہ بعد زمان
حضرت عمر چون نوبت ظہور فتنہ
آید آیا باز تسکین متوقع ہست یا نہ
پس اگر تسکین فتنہ متوقع باشد
شبیہ است بفتح غلق واگر توقع
نیست شبیہ بکسر است این نیست
کہ از کسر باب کسر باب حائل

کہا کہ عمر۔ اور اس حدیث میں تحقیق یہ ہے کہ "ان بینک
وبینہا بابا مغلقا" سے معنے مرادی یہ ہیں کہ عمر کا وجود
حائل ہے لوگوں کے اور فتنہ کے درمیان۔ پھر اس قول
سے کہ "ایکسر الباب" یہ مراد ہے کہ حضرت عمرؓ کے
زمانہ کے بعد جب فتنہ کے ظہور کی نوبت آئے
گی تو اس کے دبنے اور ساکن ہونے کی امید
ہے یا نہیں۔ تو اگر فتنہ کے ساکن ہونے کی توقع ہے
تو یہ مشابہ ہے تالے کے کھل جانے کے اور اگر توقع
نہیں ہے تو یہ مشابہ ہے دروازہ ٹوٹنے کے۔ یہ مطلب
نہیں ہے کہ کسر باب سے ایسے دروازے کا ٹوٹنا
مراد رکھا ہے جو فتنہ کے اور لوگوں کے درمیان
حائل ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔
اور اس کی وضاحت عثمان رضؓ کی حدیث کرتی ہے۔
احمد نے روایت کیا ہے ابو عون انصاری سے کہ
عثمان بن عفان نے ابن مسعود سے کہا کہ کیا تم ان
باتوں سے رکنے والے ہو جو مجھے تمہاری طرف سے
پہنچی ہیں تو انہوں نے بعض عذر بیان کئے۔ تو
عثمان نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے میں نے سنا
ہے اور یاد رکھا ہے اور بات وہ نہیں جیسے تم نے
سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ عنقریب ایک امیر قتل کیا جائے گا اور فتنہ
میں کودنے والا کود دے گا اور وہ مقتول میں ہی ہوں
اور عمر نہیں۔ عمر کو تو صرف ایک شخص نے قتل کر دیا
تھا اور مجھ پر تو بہت سے لوگ جمع ہوں گے۔ ابوداؤد
نے روایت کی حسن سے انہوں نے ابی بکرہ سے کہ نبی

www.kitabghar.org

درمیانِ فتنہ و در میانِ مردم کہ ذات حضرتِ عمر است رضی اللہ عنہ واوّل مذکور شدہ مراد داشتہ باشند یُوضح ذٰلِک حدیثُ عثمانَ رضی اللہ عنہ۔ اخرج احمد عن ابی عون الانصاری ان عثمان بن عفان قال لابنِ مسعودٍ ہل انتَ مُنتَہٍ عما بلغنی عنک فاعتذر ببعضَ العُذرِ فقال عثمان ویحک انی قد سمعتُ وحفظتُ ولیس کما سمعتَ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سَیُقتَلُ اَمِیْرٌ وَیَنتزی مُنتزٍی وانی انا المقتولُ ولیس عُمرُ انما قَتَلَ عُمرَ واحِدٌ وانہٗ یُجتمع عَلَیَّ۔ اخرج ابوداؤد وعن الحسن عن ابی بکرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم من رأیٰ منکم رؤیا فقال رجلٌ انا رأیت کان میزانًا نَزَلَ مِنَ السماءِ فوُزِنتَ انتَ وابو بکر فرجحتَ انتَ بابی بکر وَوُزِن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر وَوُزِن عمر وعثمان فرَجَح عمر ثم رُفِعَ المیزان فرأینا الکراہۃَ فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمَ واخرج ایضا من طریق عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اُتری تو آپ کو اور ابوبکر کو تولا گیا تو ابوبکر سے آپ بھاری نکلے۔ اور ابوبکر اور عمر کو تولا گیا تو ابوبکر بھاری نکلے اور عمر اور عثمان کو تولا گیا تو عمر بھاری نکلے۔ پھر ترازو اُٹھالی گئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کا مشاہدہ کیا۔ اور نیز انہوں نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کی سند سے روایت کیا اور اس میں "فاستاء بہا" الخ ہے یعنی فساءہٗ الخ (یعنی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرا گمان کیا یعنی آپ کو بُرا لگا یہ خواب) پھر فرمایا کہ یہ خلافتِ نبوت ہے، پھر اللہ ملک جس کو چاہے گا دے گا۔ اور ابوداؤد نے روایت کیا سمرہ بن جندب سے کہ ایک شخص نے کہا (یعنی خواب بیان کیا) کہ یا رسول اللہ گویا ایک ڈول لٹکایا گیا آسمان سے پھر ابوبکر آئے اور انہوں نے اُس کی لکڑیاں پکڑ کر کچھ معمولی گھونٹ پیئے پھر عمر آئے اور اُنہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑیں اور خوب ڈٹ کر پیا۔ پھر عثمان آئے اور انہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑیں اور پانی خوب ڈٹ کر پیا۔ پھر علی آئے اور اُنہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑیں تو وہ کھل گیا اور اس میں سے کچھ پانی چھلک کر اُن کے اُوپر گرا۔ اور روایت کیا ترمذی نے حذیفہ بن الیمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کروگے اور اپنی تلواروں کو ایک دوسرے پر

www.kitabghar.org

ہذا الحدیث وفیہ فاستاءہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی فسآءہٗ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ
ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء
واخرج ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب
ان رجلاً قال یارسول اللہ کان دلوًا
دُلّی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ
بعراقیہا فشرب شربًا ضعیفًا ثم
جاء عمر فاخذ بعراقیہا فشرب حتی
تضلّع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیہا
فشرب حتی تضلّع ثم جاء علیؓ فاخذ
بعراقیہا فانتشقت وانتضح علیہ
منہا شیٔ۔ واخرج الترمذی عن
حذیفۃ بن الیمان ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی
بیدہ لاتقوم الساعۃ حتی تقتتلوا
امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث
دنیاکم شرارکم۔ ہذا حدیث حسن۔ و
اخرج الحاکم عن عبداللہ بن مسعود
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انّ رحی الاسلام ستزول بعد
خمس وثلثین او ستّ وثلثین او
سبع وثلثین سنۃ فان یہلکوا
فسبیل من ہلک وان یقم لہم دینہم
یقم سبعین قال عمر رضی اللہ عنہ

چلاؤ گے اور تمہاری دنیا کے وارث تم میں کے بدتر لوگ
ہوں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اور حاکم نے عبداللہ
بن مسعود سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ بیشک اسلام کی چکی بگڑ جائے گی بعد
پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال کے۔ پھر اگر لوگ ہلاک
ہوئے تو اُن لوگوں کی راہ پر جو (پچھلی امت کے لوگ)
ہلاک ہوئے اور اگر اُن کا دین قائم رہ گیا تو ستر سال قائم
رہے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے نبی اللہ یہ (مدت)
پچھلے گذرے ہوئے زمانے سمیت ہے یا جو (اس وقت
سے) باقی رہے گا فرمایا کہ جو باقی رہے گا۔ اور اس حدیث
کا مضمون خارج (دنیا میں ظاہر) ہو چکا۔ کیونکہ سن پنتیس میں
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے اور جہاد کا
کام برہم ہو گیا اور پھر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں
لوگوں کے (ایک خلیفہ پر) متفق ہو جانے کی وجہ سے امر
جہاد قائم ہوا اور اُس تاریخ سے ستر سال کے بعد دولت
بنی اُمیہ نابود ہو گئی۔ اور حاکم نے انس بن مالک سے
روایت کیا ہے کہا کہ مجھے بنو المصطلق نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھو کہ ہم اپنے
صدقات آپ کے بعد کس کو دیں۔ کہا کہ میں نے آپ
کے پاس پہنچ کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر
کو۔ پھر میں نے اُن کے پاس آکر اُن کو خبر دے دی
تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لوٹو اور ان سے پوچھو کہ اگر ابوبکر کے ساتھ
حادثہ (یعنی موت) واقع ہو جائے تو پھر کس کو دیں؟

www.kitabghar.org

یا نبی اللہ بما مضٰی او بما بقی قال لا بل بما بقی۔ ومضمون این حدیث در خارج ظہور یافت زیراکہ در سنۃ خمسۃ وثلثین حضرت عثمان مقتول شد وامر جہاد بہم خورد و باز در زمان معاویہ بن ابی سفیان باتفاق ناس امر جہاد قائم گشت و از ان تاریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی امیہ متلاشی شد۔ واخرج الحاکم عن انس بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ الٰی من ندفع صدقاتنا بعدک قال فاتیتہ فسألتہ فقال الی ابی بکر فاتیتہم فاخبرتہم قالوا ارجع الیہ فسلہ فان حدث بابی بکر حدث فالٰی من فاتیتہ فاخبرتہ فقال الٰی عمر فقالوا ارجع الیہ فسلہ فان حدث بعمر حدث فالٰی من فاتیتہ فسألتہ فقال الی عثمان فاتیتہم فاخبرتہم فقالوا ارجع فسلہ فان حدث بعثمان حدث فالٰی من فاتیتہ فسألتہ فقال ان حدث بعثمان حدث فتبا لکم الدہر فتبا۔ وفی الریاض عن سہل

تو میں نے آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ عمر کو۔ پھر لوگوں نے کہا کہ لوٹو اور اُن سے پوچھو کہ اگر ان پر حادثہ واقع ہو جائے تو پھر کس کی طرف جائیں۔ پھر میں آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ عثمان کی طرف۔ پھر میں نے لوگوں کے پاس آکر خبر دی تو اُنہوں نے کہا کہ لوٹو اور پوچھو کہ اگر عثمان کے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تو پھر کس کی طرف جائیں تو میں نے جاکر پھر آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر عثمان کے ساتھ حادثہ پیش آگیا تو تمھاری تباہی ہے ہمیشہ کے لئے تباہی۔ اور ریاض میں مروی ہے سہل بن ابی حثمہ سے کہا کہ ایک دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فروخت کا معاملہ کیا تو علی رض نے اُس دیہاتی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اُن سے پوچھ کر اگر اُن پر وقت آخر آپہنچا تو اس رقم کو کون ادا کرے گا۔ تو وہ دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور اُس نے آپ سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ تجھے ابوبکر ادا کرے گا۔ پھر وہ نکل کر علی کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی تو انہوں نے کہا کہ پھر واپس جاکر اُن سے سوال کر کہ اگر ابوبکر کو موت آگئی تو اس کو کون ادا کرے گا۔ تو اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر یہ سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے عمر ادا کرے گا۔ پھر علی نے اعرابی سے کہا کہ جاکر یہ پوچھ کہ عمر کے بعد کون (ادا کرنے والا) ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تجھے عثمان ادا کرے گا۔ پھر علی نے اعرابی سے کہا کہ جا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُن سے پوچھ کہ اگر عثمان کو موت آگئی تو اُس کو کون ادا کرے گا۔

www.kitabghar.org

بن ابی حثمہ قال بایع اعرابیٌ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیٌّ للاعرابی ائتِ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فسلہ ان اتی علیہ اجلُہ من یقضیہ فاتی الاعرابیُ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فسالہ فقال یقضیکَ ابوبکر فخرج الی علیّ و اخبرہ فقال ارجع فسلہ ان اتی ابی بکر اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابیُ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فسأله فقال یقضیک عمر فقال علیّ للاعرابی سلہ من بعد عمر فقال یقضیکَ عثمانُ فقال علیّ للاعرابی ائت النبیَ صلی اللہ علیہ وسلم فسلہ ان اتی علی عثمانَ اجلُہ من یقضیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اذا اُتی علی ابی بکر اجلہ و عمر اجلہ و عثمانَ اجلہ فان استطعتَ ان تموتَ فمُت۔ وفیہ من حدیث ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع اعرابیا بقلائِصَ الی اَجَلٍ فقال یارسول اللہ ان اعجَلَتک مَنِیّتک فمن یقضینی قال ابوبکر قال فان عَجّلَتْ بابی بکر مَنِیّتُہ فمن یقضینی قال عمر قال فان عجلت بعمر منیتہ فمن یقضینی قال عثمانُ قال فان عجلت

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابوبکر پر موت آجائے گی اور عمر پر بھی موت آجائے گی اور عثمان پر بھی موت آجائے گی تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مرجائے تو تو بھی مرجانا۔ اور اسی میں کچھ حدیثِ ابو ہریرہ بھی منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے چند نوجوان اونٹ خریدے ایک خاص مدّت کے وعدے پر۔ تو اُس نے کہا یارسول اللہ اگر آپ کی موت آپ پر جلدی آگئی تو مجھے کون ادا کرے گا تو آپ نے کہا کہ ابوبکر۔ اُس نے کہا کہ ابوبکر پر بھی موت جلدی آگئی تو کون ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ عمر۔ اُس نے کہا کہ اگر عمر پر بھی موت جلد آگئی تو کون ادا کرے گا۔ تو فرمایا کہ عثمان۔ اُس نے کہا کہ اگر عثمان پر بھی موت نے جلدی کی تو کون ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی مرجانا۔ واللہ اعلم۔ اور حاکم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں۔ اور مشکوٰۃ میں ہے کہ مروی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا یہاں تک کہ شام میں جا ٹھہرا۔ اور بعض حوادث واقع ہوئے جنہوں نے بدلالتِ حال سمجھا دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ خاصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موت کے قریب منقطع ہوگئے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ مروی ہے ابو ہریرہ رض سے، کہا کہ میں چند کھجوریں لے کر رسول اللہ

www.kitabghar.org

بعثمان منیتہ فمن یقفینی قال
ان استطعت ان تموت فمت واللہ
اعلم۔ واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الخلافۃ
بالمدینۃ والملک بالشام۔ و
فی المشکوٰۃ عن عمر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت
عمودًا من نور خرج من تحت رأسی
ساطعًا استقر بالشام۔ و بعض
حوادث واقع شدند کہ بدلالت
حال فہمانیدند کہ آثار خاصئہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک
موت حضرت عثمان منقطع شد۔ فی
المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال اتیت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمرات
فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ فیہن
بالبرکۃ فضمّھن ثم دعا لی فیہن بالبرکۃ
قال خذہن فاجعلہن فی مزودک
کلما اردت ان تأخذ منہ شیئًا
فادخل یدک فخذہ ولا تنثر نثرًا
فقد حملت من ذلک التمر کذا وکذا
من وسق فی سبیل اللہ وکنا ناکل
منہ ونطعم وکان ذلک لایفارق
حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ
انقطع۔ اخرج ابو عمر عن سعید بن

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ یارسول
اللہ ان میں برکت کے لئے اللہ سے دُعاء کر دیجئے۔ تو
آپ نے اُن کو باہم ملا دیا پھر میرے لئے اُن میں برکت
کی اللہ سے دُعاء کی اور فرمایا کہ ان کو لے اور اپنے
تھیلے میں رکھ چھوڑ۔ جب بھی تو ان میں سے کچھ لینا
چاہے تو ہاتھ ڈال کر لے اور اُن کو الگ الگ نہ کر دینا۔
تو میں نے اُن کھجوروں میں سے اتنے اور اتنے وسق
(وسق حجازی ۴۸۰ رطل یعنی تقریبًا ۶ من کا ہوتا ہے)
نکال کر فی سبیل اللہ دیئے اور ہم اس میں
سے کھاتے اور کھلاتے رہے۔ اور وہ تھیلا میرے
پہلو سے کبھی جُدا نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ جب
وہ دن آیا جس میں عثمان قتل کئے گئے تو وہ ختم
ہوگیا۔ ابو عمر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا
کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں زید بن خارجہ کا انتقال
ہوا تو اس پر کپڑا ڈھانپ دیا گیا۔ پھر لوگوں نے اس
کے سینے سے آواز کی ایک کرکراہٹ سُنی پھر بولنا
شروع کر دیا اور کہا احمد احمد ہے اوّل کتاب
(توریت) میں سچ کہا سچ کہا ابوبکر صدیق اپنی
ذات میں ضعیف اور اللہ کے کام میں قوی ہے یہ
کتاب اوّل میں ہے سچ کہا سچ کہا عمر بن الخطاب
قوی امین ہے کتاب اوّل میں سچ کہا سچ کہا۔
عثمان بن عفان اُن کے طریقے پر ہے۔ چار سال
گذر گئے دو باقی رہ گئے فتنے آ گئے ہیں اور سخت
کھا جائے گا کمزور کو اور قیامت قائم ہوگی اور
عنقریب تمہارے پاس بیر اریس کی خبر آنے والی

www.kitabghar.org

المسیب ان زید بن خارجہ توفی زمن عثمانؓ بن عفان فسجّی بثوب ثم انہم سمعوا جُلجُلۃً فی صدرہ ثم تکلّم فقال احمد احمد فی الکتاب الاول صدق صدق ابوبکر الصدیق الضعیف فی نفسہ القویّ فی امر اللہ فی الکتاب الاول صدق صدق عمرؓ بن الخطاب القوی الامینؓ فی الکتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان علی منہاجہم مضَتْ اربعٌ و بقیت سِنْتَانِ اتت الفِتنُ و اکلَ الشدیدُ الضعیفَ و قامت الساعۃ و سیأتیکم خبر بیر اَرِیس وما بیر اَرِیس ثم ہلک رجلٌ من بنی خطم فسجّی بثوب فسمعوا جلجلۃً فی صدرہ ثم تکلّم فقال ان اخا بنی الحارث بن الخزرج صدق۔ اخرج البخاری عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتماً من وَرِقٍ وکانَ فی یدہ ثم کان بعد فی ید ابی بکر ثم کانَ بعدُ فی ید عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتی وقع بعدُ فی بیر اَرِیس نقشہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج البخاری عن انس رضی اللہ عنہ قال کان خاتم النبی صلی اللہ علیہ

ہے اور کیا ہے بیر اَریس[عہ]۔ پھر بنی خطم میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس پر کپڑا ڈھانپا گیا تو لوگوں نے اُس کے سینہ میں سے آواز کی کرکراہٹ سُنی پھر وہ بولنے لگا اور اُس نے کہا حارث بن الخزرج کے بھائی نے سچ بولا سچ بولا۔ بخاری نے روایت کیا نافع سے اُس نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی چاندی کی بنوائی تھی جو کہ آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر بعد میں ابوبکر کے ہاتھ میں رہی۔ پھر اُس کے بعد عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر اس کے بعد عثمان کے ہاتھ میں آئی یہاں تک کہ اُس کے بعد بیر اریس میں گر گئی اُس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔ اور روایت کیا بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہی اور آپ کے بعد ابوبکر کے ہاتھ میں رہی اور ابوبکر کے بعد عمر کے ہاتھ میں کہا کہ جب عثمان کے ہاتھ میں تھی تو وہ ایک دن بیر اریس پر بیٹھے اور انگوٹھی کو نکال کر اُس سے کھیلنے لگے تو وہ (کنوئیں میں) گر گئی تو ہم تین دن عثمان کے ساتھ پھرے، کنوئیں کا پانی کھینچ دیا مگر وہ ہمیں دستیاب نہ ہوئی۔ اور ابو عمر نے روایت کی کہا کہ عامر بن ربیعہ رات کو اُٹھ کر نماز میں مشغول ہوئے جس زمانہ میں لوگ پھنس رہے تھے حضرت عثمان کو زخم پہنچانے میں تو وہ رات میں نماز پڑھ کر سو گئے، خواب میں اُن سے کہا گیا کہ اُٹھ اور اللہ سے دُعاء کر کہ وہ تجھے اُس فتنہ سے بچائے جس سے اُس نے اپنے نیک بندوں کو بچایا۔ تو وہ اُٹھے اور دُعاء کی۔ پھر بیمار ہو گئے اس کے بعد گھر سے نہیں نکلے اُن کا جنازہ ہی نکلا۔ اور ابو عمر نے روایت

عہ بیر اریس مسجد قبا کے قریب ایک کنواں ہے جس میں آنحضرت صلعم کی انگشتری حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے نکل کر گری اور گم ہو گئی۔ ۱۲

www.kitabghar.org

وسلم فی یدہ و فی ید ابی بکر بعدہ و فی ید عمر بعد ابی بکر قال فلما کان عثمان جلس علی بیر اریس فاخرج الخاتم فجعل یعبث بہ فسقط قال فاختلفنا ثلثۃ ایام مع عثمان فنزح البیر فلم نجدہ۔ و اخرج ابو عمر قال قام عامر بن ربیعۃ فیصلی من اللیل حین نشب الناس فی الطعن علی عثمان فصلی من اللیل ثم نام فاتی فی المنام فقیل لہ قم فاسأل اللہ ان یعیذک من الفتنۃ التی اعاذ منہا صالح عبادہ فقام فصلی ودعا ثم اشتکی فما خرج بعد الا بجنازۃ۔ و اخرج ابو عمر ان ثمامۃ بن عدی امیر عثمان علی الصنعاء خطب یوم بلغہ موت عثمان فاطال البکاء ثم قال ہذا حین انتزعت خلافۃ النبوۃ من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و صارت ملکا و جبریۃ من غلب علی شئی اکلہ ۔

ابا ماثر امیر المومنین و امام اشجعین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پس ازآن جملہ آن است کہ باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرابت قریبہ داشت و در شرافت نفس

کیا کہ ثمامہ بن عدی نے جو کہ صنعاء میں عثمان رض کی طرف سے امیر تھے جس دن اُن کے پاس عثمان کی موت کی خبر پہنچی توخطبہ دیا اور بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر کہا کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت نبوت چھن گئی اور ملوکیت اور جبریت بن گئی۔ جو شخص کسی شے پر قابض ہوگا وہ اُس کو کھا جائے گا۔

مناقبِ امیر المومنین و امام اشجعین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بکثرت ہیں۔ اُن میں ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابتِ قریبہ رکھتے تھے اور شرافتِ نسب میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ ابوطالب ابن عبد المطلب کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ فاطمہ تھیں اسد بن ہاشم کی بیٹی۔ ابو عمر نے کہا کہ یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جن کے بطن سے ہاشمی اولاد پیدا ہوئی۔ تو حضرتِ مرتضیٰ اور اُن کے بھائی وہ پہلی جماعت ہیں کہ باپ اور ماں دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ اور اُن کے بعد حضرت حسنین رضی اللہ عنہما اور اُن کے بعد امام محمد باقر اور عبداللہ محض اور اُن کے بھائی اسی صفت پر تھے۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت اسد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ وہ میری ماں تھیں بعد اُس ماں کے جس نے مجھے جنم دیا۔ ابو طالب کچھ کاروبار کرتے تھے اور اُن کے یہاں کھانا دعوت کے طور پر ہوتا تھا ہم سب کو اپنے ساتھ کھانے پر جمع کر لیا کرتے تھے۔ ان بی بی کا یہ معمول تھا کہ اُس میں سے کچھ بچا لیا کرتی تھیں تاکہ اس میں سے میں پھر کھالوں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ

www.kitabghar.org

صاحب مرتبۂ اعلیٰ بود ہو علی بن ابی
طالب بن عبد المطلب و اُمّہ فاطمۃ
بنت اسد بن ہاشم۔ قال ابو عمر
ہی اول ہاشمیۃ ولدت ہاشمیاً
پس مرتضیٰ و اِخوۃ او اول آنجماعہ اند
کہ از جانب پدر و مادر ہر دو ہاشمی باشند
و بعد از وی حضرتِ حسنین رضی اللہ
عنہما و بعد از ایشان امام محمد باقر
و عبد اللہ محض و اخوۃ او بہمیں صفت
بودہ اند و جناب نبوی صلی اللہ علیہ و
سلم در باب فاطمہ بنت اسد می فرمودند
کانت اُمّی بعدَ اُمّی اللتی وَلَدَتنی
ان اباطالب کان یصنع الصَّنِیعَ
و یکون لہ اَلمأدُبَۃُ وکان یجمعنا علی
طعامہ فکانت ہذہ المرأۃُ تفضلُ منہ
شیئًا فَاَعُودُ فیہ اخرجہ الحاکم
و از مناقب وی رضی اللہ عنہ کہ
در حین ولادتِ او ظاہر شد یکی
آن است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد
یافت۔ قال الحاکم فی ترجمۃ حکیم بن
حزام و قول مصعب فیہ لم یولد قبلہ
ولا بعدہ فی الکعبۃ احدٌ ماکتبہ
وَہِمَ مصعبٌ فی الحرف الاخیر فقد
تواترت الاخبارُ انّ فاطمۃَ بنت
اسد ولدت امیر المومنین علیًّا فی

جوفِ کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے ترجمہ
میں کہا کہ ”کہ اُن کے بارے میں مصعب کا یہ قول کہ نہیں پیدا
ہوا کعبہ میں اس سے پہلے کوئی اور نہ اس کے بعد، جو کہ اس
پر نقل کر دیا۔ مصعب نے وہم کیا ہے حرفِ اخیر (ولا بعدہ)
میں۔ بلاشبہ اخبار متواتر ہیں اس بارے میں کہ فاطمہ بنت
اسد نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو جوفِ کعبہ میں جنم
دیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ عزوجل و علا کی عنایت
صغر سن ہی کے دَور میں اُن کے شاملِ حال ہو گئی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن (رضی اللہ عنہ) کے
تکفّل کو اپنے اُوپر لے لیا اور اس سبب سے اُن کا اسلام
اور اُن کا جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نماز ادا کرنا زمانۂ بلوغ سے پہلے ہوا ہے۔ صحابہ اور
تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد
خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں
اور اس بارے میں ایک فصل مآثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
میں گذر چکی ہے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت
کیا عبد اللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جبیر ابی الحجاج
سے۔ کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمتوں
میں سے ایک یہ نعمت ہوئی جو اللہ نے اُن کے حصّہ میں
رکھی تھی اور اس ذریعہ سے اُن کے ساتھ خیر کا ارادہ
کیا تھا کہ قریش پر ایک شدید خشک سالی کا زمانہ آیا
اور ابو طالب بہت اولاد رکھتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہا اور وہ
بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صاحبِ وسعت تھے،
کہ اے عباس آپ کے بھائی ابو طالب کثیر العیال

www.kitabghar.org

في جوف الكعبة - وازآن جملہ آنکہ عنایت الٰہی جلّ و علا در صغر سن شامل حالِ او گشت وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکفل وی رضی اللہ عنہ برخود گرفتند وازین جہت اسلام او ونماز گزاردن او با جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش از اوان بلوغ بودہ است۔ وبسیاری از صحابہ وتابعین بآن رفتہ اند کہ وی اول مسلمان است بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا وفصلی ازین باب در مآثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گذشت۔ قال محمد بن اسحٰق وحدثنی عبداللہ بن ابی نجیح عن مجاھد بن جبیر ابی الحجاج قال کان من نعمۃ اللہ علی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مما صنع اللہ لہ وارادہ بہ من الخیر ان قریشا اصابتہم ازمۃ شدیدۃ وکان ابو طالب ذا عیال کثیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس عمہ وکان من ایسر بنی ہاشم یا عباس ان اخاک اباطالب کثیر العیال وقد اصاب الناس ماتری من ھذہ الازمۃ فانطلق بنا الیہ لنخفف من عیالہ آخذ من بنیہ رجلا وتأخذ انت رجلا فنکفیہما عنہ

ہیں اور لوگوں پر جو یہ بلا خشک سالی کی آپڑی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو آؤ ہم اُن کے پاس چلیں اُن کے اُوپر سے کنبہ کا کچھ بوجھ ہلکا کریں، اُن کے گھر سے ایک آدمی کو میں لے لوں اور ایک کو آپ لے لیں تو ہم ان کی طرف سے اُن دو کا خرچ خود برداشت کریں، عباس نے کہا بہت اچھا۔ تو دونوں جاکر ابو طالب سے ملے اور اُن سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اُوپر سے آپ کے کنبہ کے خرچ کا بوجھ ہلکا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس تنگی کو دور کر دے جس میں وہ مبتلا ہیں۔ تو ان دونوں سے ابو طالب نے کہا کہ اس صورت میں تم میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو۔ (اور ابن ہشام نے کہا کہ عقیل اور طالب کو چھوڑ دو) اس کے بعد جو تم چاہو کرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے لیا اور اُن کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور عباس نے جعفر کو لیکر اپنے سینے سے لگا لیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بناکر مبعوث کیا تو علی نے آپ کا اتباع کیا اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور جعفر عباس کے پاس رہتے تھے یہاں تک کہ ایمان لائے اور اُن سے مستغنی ہو گئے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے تھے اور اُن کے ساتھ علی بن ابی طالب بھی اپنے باپ ابو طالب سے اور اپنے تمام چچاؤں سے اور پوری قوم سے چھپ کر نکلتے تھے اور اس میں دونوں نماز

www.kitabghar.org

قال العباس نعم فانطلقا حتی
أتیا الی ابی طالب فقالا لہ انا نرید
ان نُخفِّف عنک من عیالک حتی
ینکشف عن الناس ما ہم فیہ
فقال لہما ابو طالب اذا ترکتما لی عقیلاً
وقال ابن ہشام عقیلاً وطالباً فاصنعا
ماشئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علیاً وضمّہ الی صدرہ و
اخذ العباس جعفراً فضمہ الیہ فلم یزل
علی رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حتی بعثہ اللہ نبیاً
فاتّبعہ علیٌّ فآمن بہ وصدّقہ و
لم یزل جعفر عند العباس حتی اسلم
واستغنی عنہ۔ قال ابن اسحٰق و
ذکر بعض اہل العلم ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا حضرتِ
الصلوٰۃ خرج الی شِعاب مکۃ وخرج
معہ علی بن ابی طالب مستخفیاً من
ابیہ ابی طالب ومن جمیع اعمامہ
وسائر قومہ فیصلّیان الصلوٰۃ فیہا
فاذا امسیا رجعا فمکثا کذلک ما
شاءَ اللہُ ان یمکثا ثم ان ابا طالب
عثر علیہما یوماً وہما یصلیان فقال
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ہذا
الدینُ الذی اُراک تُدینُ بہ قال

پڑھتے رہتے تھے۔ پھر جب شام ہو جاتی تو دونوں
واپس آجاتے تھے، تو دونوں جب تک اللہ نے چاہا کہ
اس حال پر رہیں یوں ہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایسا
ہوا کہ ابو طالب دونوں کے سامنے آگئے جب کہ وہ نماز
پڑھ رہے تھے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا کہ یہ کون سا دین ہے جس پر تم عمل کر رہے ہو
تو آپ نے کہا اے چچا یہ اللہ کا دین ہے اور اُس کے
فرشتوں کا دین ہے اور اُس کے رسولوں اور ہمارے باپ
ابراہیم کا دین ہے۔" یا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا" مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ساتھ رسول بنا
کر بندوں کی طرف بھیجا ہے اور آپ اے چچا ہر اُس شخص
سے جس سے میں خیر خواہی کروں اور اس کو ہدایت کی طرف
دعوت دوں زیادہ حقدار ہیں، اور جس نے بھی میری دعوت
کو قبول کیا اور میری اعانت کی آپ پر اس کا حق بھی سب سے
زیادہ ہے۔ اوکما قال۔ تو ابو طالب نے کہا کہ اے میرے
بھتیجے میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ باپ دادا کے دین
کو اور جس طریقہ پر وہ تھے اُس کو چھوڑ دوں لیکن خدا کی قسم
میں کسی چیز کو جس سے تو تکلیف محسوس کرے تجھ تک نہ
آنے دوں گا جب تک زندہ ہوں اور انہوں نے ذکر کیا
کہ ابو طالب نے علی سے کہا کہ اے میرے بیٹے تو کس دین
پر ہے انہوں نے کہا کہ اے ابا میں تو اللہ کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا اور جو کچھ وہ لے کر آئے
اُس کی تصدیق کر چکا اور میں نے اُن کے ساتھ مل کر اللہ
کے لئے نماز پڑھی اور اُن کا اتباع کیا، تو لوگوں نے گمان
کیا ہے کہ ابو طالب نے یہ کہا کہ خبردار محمدؐ نے تجھے

www.kitabghar.org

یا عمّ هٰذا دینُ اللهِ و دین ملائکته
و رسله و دینُ اَبینا ابراهیم او
کما قال صلی الله علیه وسلم بعثنی الله
به رسولاً الی العبادِ و انتَ یا عمّ احقّ
من بذلتُ له النصیحةَ و دعوتُه الی
الهدٰی و احق من اجابنی الیه
و اعاننی علیه او کما قال فقال ابوطالب
یا ابنَ اخی انی لا استطیعُ ان افارقَ
دینَ آبائی و ما کانوا علیه و لکن واللهِ
لایخلص الیک شئ تکرهه ما بقیتُ
و ذکروا انه قال لعلی یا بنیّ ما هذا
الدینُ الذی انتَ علیه قال یا ابت
امنتُ برسول الله صلی الله علیه وسلم
و صدقته بما جاء به و صلیتُ معه
لِلّٰهِ و اتّبعتُه فزعموا انه قالَ اما
انه لم یدعُکَ اِلّا الی خیرٍ فالزمه
واخرج احمد عن حبة العرنی قال رأیتُ
علیا ضحکَ علی المنبر لم اره ضحکَ
ضحکا اکثر منه حتی بدت نواجذه ثم
قال ذکرتُ قولَ ابی طالب ظهر علینا
ابوطالب و انا مع رسول الله صلی الله
علیه وسلم و نحن نصلّی ببطن نخلة
فقال ماذا تصنعانِ یا ابنَ اخی فدعاه
رسولُ الله صلی الله علیه وسلم الی
الاسلام فقال ما بالذی تصنعانِ

دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اُس کو لازم رکھ۔ اور احمد نے روایت کی حبۃ العرنی سے، کہا کہ میں نے علیؓ کو دیکھا کہ منبر پر ہنس رہے تھے۔ میں نے اُن کو کبھی اس سے زیادہ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ اُن کے کیلے کھل گئے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے ابو طالب کا قول یاد آگیا۔ ابو طالب ہم پر ظاہر ہوئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور ہم بطنِ نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، کہنے لگے اے بھتیجے تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ تو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت دی۔ تو انہوں نے کہا کہ "جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں یا جو کچھ تم کہہ رہے ہو اُس میں کچھ حرج نہیں لیکن خدا کی قسم میرے چوتڑ تو کبھی اُوپر نہیں اُٹھنے کے" اور ہنسے اپنے باپ کے قول پر تعجب کی وجہ سے۔ پھر (علیؓ) نے کہا یا اللہ میں اعتراف نہیں کر رہا ہوں (یعنی دعویٰ اور فخر نہیں کرتا) کہ آپ کے کسی بندے نے اس اُمت میں سے سوائے آپ کے نبی کے مجھ سے پہلے آپ کی عبادت کی ہو۔ تین مرتبہ کہا۔ بیشک میں نے نماز پڑھی پہلے اس سے کہ لوگ نماز پڑھیں سات دن (یا سات نمازیں) اور اُن میں سے ایک یہ کہ جب ابو طالب نے وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعزیت میں اور حضرت مرتضیٰؓ کو تسلی دینے میں اور ان کے لئے دُعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ اور احمد نے روایت کیا علی رضؓ سے، کہا کہ جب ابو طالب کا انتقال ہوگیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ آپ کے چچا کا انتقال ہوگیا ہے۔ فرمایا کہ جاؤ اُن کو دفن کر دو۔ پھر میرے پاس آنے تک کوئی بات نہ کرنا۔ کہا کہ پھر میں

www.kitabghar.org

بأس او بالذی تقولان بأس و لکن واللّٰہ لاتعلونی إستی ابدًا وضحک تعجبا لقول ابیہ ثم قال اللّٰھم لا اعترف ان عبدًا لک من ہذہ الامۃ عبدک قبلی غیر نبیک ثلاث مرارٍ لقد صلیتُ قبل ان یصلی الناس سبعًا۔ و از آن جملہ آنکہ چون ابو طالب وفات یافت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم در تعزیہ و تسلیۂ حضرت مرتضیٰ رضی اللّٰہ عنہ دعای خیر برای او کمال درجہ شفقت مرعی داشت اخرج احمد عن علیؓ قال لما توفی ابو طالب اتیتُ النبیؐ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقلتُ ان عمک الشیخ قد مات قال اذہب فوارِہ ثم لاتحدث شیئا حتی تأتینی قال فواریتہ قال اذہب فاغتسل ثم لا تحدث شیئًا حتی تأتینی قال فاغتسلتُ ثم اتیتُہ قال فدعالی بدعواتٍ مایسرنی انّ لی بہا حُمر النعم وسودہا وکان علیؓ اذا غسل المیت اغتسل۔ و از آن جملہ آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم با او معاملت منتظر الخلافت کہ یکی از لوازم خلافت خلاصہ است بجا آوردند۔ اخرج النسائی فی کتاب

نے غسل کیا اور آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے لئے بہت دعائیں کیں جن سے مجھے اسقدر مسرت ہوئی کہ اتنی سُرخ اور سیاہ اونٹوں کے ملنے سے نہ ہوتی۔ اور علی جب میت کو غسل دیتے تھے تو نہایا کرتے تھے۔ اور ان میں ایک یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ منتظر الخلافت کے مانند معاملہ کیا کرتے تھے جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے اپنے چچا کو چھوڑ کر۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا تھا یا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی اولاد عبد المطلب کو اور اُن کے لئے ایک مد کھانا تیار کرایا (یعنی تقریبًا ایک سیر) فرمایا کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور کھانا بچ رہا جتنا بھی تھا، گویا کہ اُس کو چھیڑا ہی نہیں گیا۔ پھر آپ نے ایک پیالہ منگایا تو سب نے اُس میں سے سیر ہو کر پیا اور اس میں شربت باقی تھا، گویا کہ اُس کو چھوا ہی نہیں گیا اور اس میں سے نہیں پیا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے اولاد عبد المطلب میں تمہاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے دیکھ لیا اس اُمّت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی اور وارث بنے تو کوئی بھی ان کی طرف نہ بڑھا۔ تو میں اُن کی طرف بڑھا اور میں قوم میں سب سے چھوٹا تھا۔ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر آپ نے وہی بات کہی۔ تین

www.kitabghar.org

الخصائص عن ربیعۃ بن ناجیۃ ان رجلا قال لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا امیر المومنین لم ورثتَ ابنَ عمک دونَ عمک قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوقال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب فصنع لہم مُدًّا من طعامٍ قال فاکلوا حتی شبعوا و بقی الطعام کما ہو کان لم یُمَسَّ ثم دعا بِغُمَرٍ فشربوا حتی رَوُوا وبقی الشراب کان لم یُمَسَّ ولم یُشرَبْ فقال یا بنی عبد المطلب انی بُعِثتُ الیکم خاصۃً و الی الناس عامۃً وقد رأیتم من ہذہ الامۃ ماقد رأیتم فایکمُ یُبایعنی علی ان یکون اَخی و صاحبی و وارثی فلم یقم الیہ احد فقمتُ الیہ وکنتُ اصغرَ القومِ قال اجلس ثم قال ثلٰثَ مراتٍ کلَّ ذلک اقوم فیقول اجلس حتی کانَ فی الثالثۃِ ضربَ بیدہ علی یدی ثم قالَ فبذلک ورثتُ ابنَ عمّی دونَ عمّی۔ و اخرج النسائی عن علی رضی اللہ عنہ قال انطلقت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فصعدَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ اور میں ہر مرتبہ میں اُٹھتا رہا اور وہ کہتے رہے کہ بیٹھ جا۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ میں آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ پھر علی رضؓ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں چچا کو چھوڑ کر۔ اور نسائی نے روایت کیا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھے پر چڑھ گئے "اور اُن کو اُٹھائے ہوئے علی کھڑے ہوئے" (یہ جملہ راوی کی طرف سے ہے) پھر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کمزوری کو دیکھا اور کہا کہ بیٹھ جا تو میں بیٹھ گیا تو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے اور میرے سامنے بیٹھے اور فرمایا کہ میرے کندھوں پر چڑھ جا اور آپ مجھے لیکر کھڑے ہوگئے تو علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میری یہ حالت تھی کہ مجھے یہ متخیل ہو رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤں تو علی کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بُت تھا پیتل یا تانبے کا۔ تو میں نے اس پر زور لگانا شروع کیا تاکہ اُسے اُکھاڑ دوں دائیں کو اور بائیں اور آگے کو اور سامنے اور اس کے پیچھے سے یہاں تک کہ جب میں نے اُس پر قابو پالیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پھینک دے تو میں نے اس کو پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹوٹ ٹوٹ کر دیا جاتا ہے۔ پھر نیچے اتر آیا۔ پھر میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپتے ہوئے چلے یہاں تک کہ گھروں میں جا چھپے اس اندیشے سے کہ کوئی ہمیں مل جائے گا۔ اور اُن میں سے یہ کہ جب کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے لئے مجتمع ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت مقرر ہوگئی تو آپ نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ وہ آنجناب کے بستر پر سو جائیں اور آنحضرت کی چادر مبارک اپنے اوپر اوڑھ لیں تاکہ کفار مغالطہ میں پڑے رہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے پر مطلع نہ

www.kitabghar.org

علی منکبی فنہض بہ علیؓ فلما رأیٰ
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعفی
قال لی اجلس فجلستُ فنزل نبیُّ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و جلسَ لی وقال
اصعَد علی منکبی فصعدتُ علی منکبیہ
فنہض بی فقال علی علیہ السلام انہ
لیُخیَّل الیَّ انی لو شئتُ لَنِلتُ
افقَ السماءِ فصعِدَ علیؓ الکعبۃَ و علیہا
تمثالُ من صُفرٍ او نُحاسٍ فجعلتُ
اُعَالجُہ لِاُزیلَہ یمیناً وشمالاً وقدّاماً
او من بین یدیہ و من خلفہ حتی اذا
استمکنتُ فیہ فقال نبیُّ اللہِ صلی
اللہ علیہ وسلم اقذِفہ فقذفتُ بہ
فکسرتُہ کما یکسر القواریر ثم نزلتُ
فانطلقتُ اَنا ورسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نستبق حتی توارینا البیوتَ
خشیۃَ ان یلقانا احدٌ۔ و از آن جملہ
آنکہ چون کفار قریش مجتمع شدند بر
ایذای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہجرت از مکہ بمدینہ تصمیم یافت
بحضرت مرتضی فرمودند تا بر فراش
آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام
بخپسد و ردای مبارک آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بالائ خود بپوشد تا کفار
در غلط افتند و بر رفتن آنحضرت

ہونے پائیں۔ اور اس کے بعد قریب وقت میں ہی علی رضی
اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے جا ملے۔ ابن اسحٰق نے ہجرت کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارے میں کفارِ قریش کے باہم مشورہ کے قصہ میں کہا،
پھر جبرئیل آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور آپ سے کہا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں
توجب رات کا اندھیرا چھاگیا تو مشرکین جمع ہوکر آپ کو
تاکنے لگے کہ آپ کب سوئیں گے کہ آپ کے اوپر حملہ کریں
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو علی بن ابی
طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا
اور میری حضرمی سبز چادر اپنے اوپر اوڑھ لے اور اس میں
سو جا۔ ہرگز اُن کی جانب سے کوئی تکلیف تجھ کو نہیں پہنچے
گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے جب سویا
کرتے تھے تو اسی چادر میں سویا کرتے تھے۔ کہا کہ پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف باہر نکلے اور آپ نے ایک
مٹھی مٹی کی بھرکر اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کو ان کے سروں پر
بکھیرتے رہے اور آپ یہ سورت پڑھ رہے تھے یٰسٓ
وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ سے فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۝
یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات
سے فارغ ہوگئے اور اُن میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا مگر
آپ نے اُس کے سر پر مٹی ڈالی۔ پھر جس طرف جانے کا آپ
نے ارادہ کیا تھا چلے گئے۔ اس کے بعد اُن کے پاس ایک
آنے والا آیا جو اُن لوگوں کے ساتھیوں میں سے نہیں تھا
اُس نے کہا کہ یہاں تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں
نے کہا کہ محمد کا! اُس نے کہا کہ خدا نے تمھیں خسارے میں

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم اطلاعی نیا بند و بعد ازاں عنقریب ھجرت نمود و بآنحضرت ملحق گشت۔ قال ابن اسحق فی قصۃ الہجرۃ ومشاورۃ کفار قریش فی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی جبرئیلُ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ لاتبِتْ ھذہ اللیلۃَ علی فراشکَ فلما کانت العتمۃ من اللیل اجتمعوا یرصدونہ متی ینامُ فیثبُون علیہ فلما رأی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نَم علی فراشی وتسجَّ بُردی ہذا الحضرمیَّ الاخضرَ فنَم فیہ فانہ لن یخلُصَ الیک شیئٌ تکرھہ منہم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلُ ینامُ فی بُردہ ذلک اذا نام قال و خرج علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ حفنۃً من تراب فی یدہ فجعل ینثر التراب علی رؤسہم وہو یقرأ سورۃ یٰس والقراٰن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم الی قولہ فاغشینٰہم فہم لا یبصرون حتی فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہؤلاء

ڈال دیا۔ خدا کی قسم بلاشبہ محمد تمہارے سامنے سے نکل گیا، پھر اس نے تم میں سے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑا مگر اس کے سر پر خاک ڈال دی ہے اور جہاں جانا تھا چلا بھی گیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے تمھارے اوپر کیا ہے۔ کہا کہ پھر اُن میں سے ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو اس پر مٹی پائی۔ پھر انہوں نے جھانکنا شروع کیا تو وہ علی کو دیکھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے بستر پر سو رہے تھے۔ تو کہنے لگے کہ واللہ یقیناً یہ محمد سویا ہوا ہے، اُس پر اُس کی چادر ہے۔ تو یہ لوگ اسی طرح وہاں سے نہیں ٹلے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، اور علی بستر پر سے اُٹھے تو انہوں نے کہا واللہ ہم سے جس شخص نے بیان کیا تھا سچ کہا تھا۔ پھر محمد بن اسحٰق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے قصہ میں بیان کیا کہ مکہ میں علی نے تین رات اور تین دن قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو اُن کی وہ امانتیں ادا کر دیں جو اُن کی آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، پھر جب اُس سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب اصحاب کے درمیان مواخات واقع ہوئی (یعنی ہر ایک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھائی تجویز کیا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی فرمایا۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی تو علی آئے اور اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، اور کہا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی

www.kitabghar.org

الآیات و لم یبق منہم رجلٌ الا
و قد وضع علی رأسہٖ ترابًا ثم
انصرف الی حیث اراد ان یذہب
فاتاہم آتٍ ممن لم یکن معہم فقال
ما تنتظرون ہٰہنا قالوا محمدًا قال
خیبکم اللہ قد واللہ خرج علیکم محمدٌ
ثم ما ترک منکم رجلًا الّا و قد وضع
علی رأسہٖ ترابًا و انطلق لحاجتہ
اما ترون ما بکم قال فوضع کل واحدٍ
منہم یدہ علی رأسہ فاذا علیہ ترابٌ
ثم جعلوا یطلعون فیرون علیًا علی
الفراش متسجیًا ببُرد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون واللہ
اِنّ ہذا لمحمدٌ نائمًا علیہ بردہ فلم یبرحوا کذلک حتی اصبحوا
فقام علیٌّ عن الفراش فقالوا واللہ لقد کان صدقنا الذی حدثنا ثم
قال محمد بن اسحٰق فی قصۃ مقدم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
و اقام علیٌّ بمکۃ ثلث لیال و
ایامہا حتی ادی عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الودائع اللتی کانت
عندہٗ للناس حتی اذا فرغ
منہا لحق برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فنزل علی کلثوم بن ہدم۔
وازان جملہ آنکہ چون درمیان
اصحاب مواخات واقع شد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ

اور میرے اور کسی کے درمیان مواخات قائم نہیں کی تو
اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرا
بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اُن میں سے یہ کہ سوابق
اسلامیہ میں سے جنگِ بدر میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کا حصّہ کامل اور وافر تھا۔ اوّل یہ کہ جب موضع بدر کے نزدیک
پہنچے تو آپؐ نے ایک جماعت کو دشمنوں کے لشکر کا حال معلوم
کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت مرتضیٰ بھی اُس جماعت
میں سے تھے۔ کہا محمد بن اسحاق نے کہ جب شام
ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب
اور زبیر بن العوّام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے
اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کی طرف بھیجا۔
تاکہ وہ خبریں لے کر آئیں تو قریش کے پانی ڈھونے
والے اونٹ اُن کے ہاتھ لگے جن میں بنی الحجاج کا
غلام اسلم اور بنو عاص بن سعد کا غلام عریض ابو
لیسار بھی تھا، تو یہ اصحاب ان دونوں کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ الخ دوسرا یہ کہ قتال
شروع ہونے کے وقت جماعت کفار میں سے تین
آدمی مقاتلہ کے لئے باہر آئے اور تین آدمی اُن کے ساتھ
مقابلہ کے لئے بنی ہاشم میں سے نکل آئے اُن میں سے
ایک حضرت مرتضیٰ تھے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا اور
اسود بن اسد مخزومی مقاتلہ کے لئے نکلا اور یہ ایک
بدخو بدخصائل شخص تھا، تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے
عہد کرتا ہوں کہ اُن کے حوض میں سے ضرور پانی پیوں
گا یا اس کو ڈھا دوں گا یا اُس کے پیچھے جان دے دوں
گا۔ تو جب وہ نکلا تو اُس کی طرف حمزہ بن عبدالمطلب

www.kitabghar.org

رضی اللہ عنہ را ببرادرِ خود خواند۔ اخرج الترمذی عن ابن عمرؓ قال آخا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینَ اصحابہ فجاءَ علیٌّ تدمعُ عیناہ فقال یا رسول اللہ آخیتَ بینَ اصحابکَ ولم تؤاخ بینی و بین احدٍ فقال لہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتَ اخی فی الدنیا والآخرۃ۔ و از آن جملہ آنکہ در مشہدِ بدر نصیب حضرتِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ از سوابق اسلامیہ اوفی و اوفر بود۔ اول آنکہ چون نزدیک بموضع بدر رسیدند جماعۂ را برای خبر گرفتن لشکر اعداء فرستادند و حضرت مرتضیٰ از آن جملہ بود قال محمد بن اسحاق فلما امسٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیَّ بن ابی طالب والزبیرَ بن العوّام و سعدَ بن ابی وقاص فی نفرٍ من اصحابہ الی بدرٍ یلتمسونَ لہ الخبرَ فاصابُوا رَوَایا القریشِ فیہا اسلم غلامٌ لبنی الحجاج و عریض ابو یسار غلامٌ لبنی العاص بن سعد فاتوا بہما رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ ثانیاً آنکہ در ہنگامِ مقاتلہ سہ نفر از جماعۂ کفار مبارزت کردند و کس از بنی ہاشم در صددِ

بڑھے۔ جب دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو حمزہ نے اس کے ایک ہاتھ مارا تو اس کا قدم آدھی پنڈلی پر زخمی ہو گیا اور وہ حوض کے پیچھے تھا تو وہ اپنی پشت پر گر گیا اپنے ساتھیوں کی طرف، اور اس کی ٹانگ سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر وہ مڑ گیا حوض کی طرف، یہاں تک کہ اس میں جا گھسا، چاہتا تھا کہ اپنی قسم پوری کر لے۔ پھر حمزہ نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ حوض میں ہی اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب صف سے جدا ہو گیا تو اس نے مقابلہ کے لئے للکارا تو اس کی طرف الانصار میں کے تین جوان نکلے اور وہ تھے عوف اور معوذ حارث کے بیٹے جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص تھا جس کو عبداللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ایک جماعت الانصار میں کی، تو انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں۔ پھر ان میں کے ایک للکارنے والے نے للکارا کہ اے محمد ہماری طرف بھیج ہماری قوم میں کے ہمارے ہمرتبہ لوگوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو اے عُبیدہ بن الحارث اور اٹھو اے حمزہ اور اٹھو اے علی۔ جب یہ اصحاب اٹھے اور ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو عبیدہ نے کہا کہ میں عبیدہ ہوں اور حمزہ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں اور علی نے کہا کہ میں علی ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تم ہمارے ہمرتبہ عزت و بزرگی والے ہو۔ تو عُبیدہ نے جو قوم (یعنی تینوں)

www.kitabghar.org

مدافعتِ آنہا درآمدند حضرت مرتضیٰ
یکے ازان جملہ بود- و قال محمد بن
اسحٰق و خرج الاسودُ بن عبد الاسدِ
المخزومی و کانَ رجلاً شرسًا سَیّءَ الخلق
فقال اُعاہدُ اللہ لَاَشرَبَنَّ من حوضہم
او لَاَہدِمَنَّہ او لَاَموتن دونہ فلما
خرجَ خرجَ الیہ حمزۃُ بن عبد المطلب
فلمّا التقیا ضربہ حمزۃُ فجرح قدمہ بنصف
ساقہ وہو دونَ الحوض فوقع علی ظہرہ
تَشخُبُ رِجلُہٗ دمًا نحو اصحابہ ثم حبا
الی الحوض حتی اقتحم فیہ یریدان یُبِرَّ
یمینہٗ فاتبعہ حمزۃُ فضربہ حتی قتلہ فی
الحوض ثم خرج بعدہ عتبۃ بن ربیعۃ
بین اخیہ شیبہ بن ربیعہ و ابنہ
الولید بن عتبہ حتی اذا فصَل من
الصفِ دعا الی المبارزۃِ فخرج الیہ
فِتیۃٌ من الانصار ثلثۃٌ وہم
عوفٌ و معوذٌ ابنا الحارث وامہما
عفراء و رجل آخر یقال لہ عبد اللہ
بن رواحۃ فقالوا من انتم قالوا رہطٌ
من الانصار فقالوا مالنا بکم من حاجۃ
ثم نادٰی مُنادیہم یا محمدُ اخرِج الینا
اکفاءَنا مِن قومِنا فقالَ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قُم یا عبیدۃَ بن
الحارث و قم یا حمزۃُ و قم یا علی فلما

میں بڑی عمر کے تھے مقابلہ کے لئے نکلے عتبہ بن ربیعہ کے،
اور حمزہ نے مقابلہ کیا شیبہ بن ربیعہ کا اور علی نے مقابلہ
کیا ولید بن عتبہ کا۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت ہی نہ دی
کہ اُس کو قتل کردیا۔ رہے علی تو انہوں نے ولید کو مہلت
نہ دی کہ اُسے قتل کر ڈالا۔ اور عبیدہ اور عتبہ کے درمیان یہ
ہوا کہ دونوں نے ایک دوسرے پر ضرب لگائی۔ دونوں نے
اپنے مقابل کو گہرے زخم پہنچائے۔ پھر حمزہ اور علی اپنی اپنی
تلواروں کے ساتھ عتبہ پر حملہ آور ہوگئے اور اُس
کو انہوں نے کوٹ کر ڈال دیا اور اپنے ساتھی عُبَیدہ کو اُٹھا
لائے اور اُس کو اس کے اصحاب کے پاس پہنچا دیا۔ تیسرے
یہ کہ جبرئیل یا میکائیل اُن کے ساتھ تھے۔ حاکم نے ابوصالح
سے انہوں نے علی سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں میرے اور ابوبکر کے
لئے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی دائیں طرف جبرئیل اور
دوسرے کی طرف میکائیل رہیں گے اور اسرافیل بڑی
عظمت والا فرشتہ ہے وہ صف میں رہے گا۔ قتال
کے وقت جن لوگوں کو علی نے قتل کیا اور بعد قتال کے،
محمد بن اسحٰق نے چند ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے
بعض کا یقین کے ساتھ اور بعض کا تردد اور اختلاف
کے ساتھ۔ روایت کیا ابوبکر نے ابراہیم بن عُبَید
بن رفاعہ بن نافع الانصاری سے اُس نے اپنے باپ سے
اُس نے اس کے دادا سے، کہا کہ ہم بدر سے لوٹے تو ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو بعض
ٹولیوں نے بعض کو پکار کر پوچھا کہ کیا تم میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ توسب ٹھہر گئے یہاں

www.kitabghar.org

فاتُوا و دَنَوا منهم قالوا من انتم قال عبيدةُ انا عبيدةُ وقال حمزة انا حمزةُ وقال علىّ انا علىّ فقالوا نعم اكفاءٌ كِرامٌ فبارَزَ عبيدةُ وكان اسنَّ القوم عتبةَ بن ربيعةَ وبارز حمزةُ شيبةَ بن ربيعةَ وبارزَ علىٌّ الوليدَ بن عتبةَ فاما حمزةُ فلم يُمهِل شيبةَ ان قتله واما علىٌّ فلم يُمهِل الوليدَ ان قتله واختلفَ عبيدةُ وعتبة بينهما ضربتين كِلَاهما اثبتَ فى صاحبه فكَرَّ حمزةُ وعلىٌّ باسيافهما على عتبةَ فذَفَّفا عليه واحتملا صاحبهما فجازاهُ الى اصحابه "تا آنکہ جبرئیل یا میکائیل ہمراہ او بود۔ اخرج الحاكم عن ابى صالح عن على رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم بدرٍ لى وَلِابى بكرٍ عن يمينِ احدِكما جبرئيلُ والآخر ميكائيلُ واسرافيلُ ملكٌ عظيم ويكونُ فى الصف۔ محمد بن اسحٰق در وقتِ قتال وبعدِ قتال چندکس را نام بردہ بعض را جزماً وبعض را بر سبیل تردد واختلاف قتلهُم علىٌّ۔ اخرج ابو عمر عن ابراهيم بن عبيد بن رفاعة بن رافع الانصارى عن ابيه عن جده قال اقبلنا من بدرٍ

تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور اُن کے ساتھ علی بن ابی طالب تھے تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ کو گم کر دیا تھا۔ تو فرمایا کہ ابوالحسن (یعنی علی) نے پیٹ میں کچھ مروڑ محسوس کی تو میں اس کے پیچھے ہو لیا تھا (کہ مبادا کوئی چھپا ہوا دشمن غفلت میں گزند پہنچا دے)۔ اور ان میں سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا اور اس ضمن میں بڑی عزت افزائی اور مراتب عظیمہ سے نوازا۔ روایت کیا ابو عمر نے عُبَیداللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا فاطمہ کا علی بن ابی طالب کے ساتھ جنگِ اُحُد کے بعد اور فاطمہ کی عمر اُن کے نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ تھی اور علی کی عمر اُس دن اکیس سال اور پانچ ماہ تھی۔ کاتبِ حروف کہتا ہے کہ فقیر کو اس بات میں کہ حضرت فاطمہ کا نکاح بعد غزوۂ اُحُد ہوا تردد دل میں پیدا ہوتا ہے کہ پھر حضرتِ مرتضیٰ کا فاطمہ رضؓ سے واقعۂ اُحُد میں اس کہنے کی کہ "اِغسِلِی عَنِّی الدَّمَ" (مجھ پر سے یہ خون دھو دو) کیا صورت ہوگی؟[1] واللہ اعلم۔ نسائیؒ نے خصائصِ علی رضی اللہ عنہ میں روایت کی ہے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ پیغامِ نکاح دیا ابوبکر اور عمر نے فاطمہ علیہا السلام سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کم عمر ہے۔ پھر اُن سے پیغام بھیجا علی علیہ السلام نے تو آپ نے اُن سے نکاح کر دیا۔

[1] اکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ حضرت علی نے فاطمہؓ سے رمضان ۲ھ میں نکاح کیا اور ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی، اور غزوۂ اُحد، شوال ۳ھ میں ہوا اس لیے محمد بن اسحاق کی یہ روایت کہ غزوۂ اُحد کے بعد نکاح ہوا صحیح نہیں ہے۔ قرینِ قیاس یہ ہے کہ بعد غزوۂ بدر نکاح ہوا کیونکہ رمضان ۲ھ میں غزوۂ بدر ہوا [illegible] کے آخر ایام میں نکاح ہوا ۱۲- اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ۔

www.kitabghar.org

ففقدنا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنادتِ الرفاقۃ بعضہا بعضًا افیکم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوقفوا حتی جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ علی بن ابی طالب فقالوا یارسول اللہ فقدناک فقال انّ اباحسن وجد مَغْصًا فی بطنہ فتخلفتُ علیہ۔ واز آن جملہ آنکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضی را رضی اللہ عنہ بحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تزویج فرمود ودرین ضمن تشریف عظیم وتعظیم فخیم کرامت نمود۔ اخرج ابوعمر عن عبید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر الہاشمی یقول انکح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ علیَّ بن ابی طالب بعدَ وقعۃِ اُحُدٍ وکان سِنُّہا یومَ تزوّجہا خمسَ عشرۃَ سنۃً وخمسۃَ اشہرٍ و نصفًا وسنُّ علیٍّ یومئذٍ احدًا وعشرینَ سنۃً وخمسۃَ اشہرٍ۔ کاتب حروف گوید فقیر را دران کہ تزویج حضرتِ فاطمہؓ بعدِ اُحُدٍ بودہ است ترددے بخاطر میگذرد کہ گفتن حضرت مرتضی فاطمہؓ را در وقعہ اُحُد اِغسِلی عَنّی الدّمَ بغیر تزوج چہ وجہ

اور نیز نسائی نے اسماؓ بنت عمیس سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زفاف میں موجود تھی۔ جب صبح ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ام ایمن نے دروازہ کھولا۔ کہا جاتا ہے کہ اُن کی زبان میں لثغہ؏ تھا۔ اور عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سُن لی تو وہ ایک طرف ہوگئیں۔ (راوی نے) کہا اختبئن (چھپ گئیں) اور میں ایک کونہ میں چھپ گئی۔ کہا کہ پھر علی علیہ السلام آئے تو اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء دی اور اُن کے اُوپر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس فاطمہ کو لاؤ تو فاطمہ علیہا السلام آئیں اور اپنے اُوپر شرم سے ایک رومال ڈالے ہوئے تھیں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور ان کو دعا دی اور اُن پر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نے کچھ سیاہی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ اسما فرمایا کہ بنت عُمَیس؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ تو بھی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زفاف میں موجود رہی۔ تو اس کی عزت کرتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! کہا کہ پھر مجھے دعا دی۔

ان میں سے یہ کہ معرکہ اُحُد میں بڑے بڑے فضائل اُن کے حصّہ میں آئے۔ مصعب بن عمیر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے جب کہ ان کو مرتبۂ شہادت حاصل ہو گیا تو جناب اقدس نبوی علیہ

؏ لثغہ کے معنی ہیں کہ ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف بولنا۔ سین کو ثاء اور راء کو غین۔ ایسی زبان والے کو الثغ کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفہ

www.kitabghar.org

دارد واللہ اعلم۔ اخرج النسائی فی خصائص علی رضی اللہ عنہ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابوبکر وعمر فاطمۃ علیہا السلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علیؓ علیہ السلام فزوجہا منہ۔ واخرج النسائی ایضاً عن اسما بنت عمیس قالت کنت فی زفاف فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبحنا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضرب الباب ففتحت لہ ام ایمن یقال کان فی لسانہا لثغۃ وسمعن النساء صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتخبین قال اختبئن واختبئت انا فی ناحیۃ فقالت فجاء علیؓ علیہ السلام فدعا لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نضح علیہ من الماء ثم قال ادعوا لی فاطمۃ فجاءت علیہا السلام و علیہا خرقۃ من الحیاء فقال قد انکحتک احب اہل بیتی الیّ ودعا لہا ونضح علیہا من الماء فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرأی سوادًا فقال من ھذا قلت اسما قال ابنۃ عمیس قلت نعم قال کنت فی زفاف

الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مرتضیٰ کو جھنڈا دیا اور آپ نے اسی حالت میں قریش کا جھنڈا اٹھانے والے سے مقابلہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ مصعب بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے اور جس نے اُن کو قتل کیا وہ قبیصہ بن قمیہ لیثی تھا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ قریش کی طرف یہ کہتا ہوا لوٹا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔ تو جب کہ مصعب بن عمیر قتل کر دیئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا علی بن ابی طالب کو دیا اور قتال کیا علی بن ابی طالب نے اور مسلمانوں میں کے ایک شخص نے۔ کہا ابن ہشام نے مجھ سے روایت کیا مسلمہ بن علقمہ مازنی نے، یوم اُحد میں قتال شدت پکڑ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے جھنڈے کے نیچے بیٹھ گئے اور علی بن ابی طالب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جھنڈا آگے بڑھاؤ اور علی آگے بڑھے اور کہا کہ میں ابو القصم ہوں (اور ابن ہشام کی اس روایت میں کہا جاتا ہے کہ ابو القُصَم عنہ ہے) تو اُن کو للکارا ابو سعد بن طلحہ نے جو مشرکین کا جھنڈا لئے ہوئے تھا کہ اے ابو القصم کیا مقابلہ پر آنے کی کچھ ہمت ہے؟ کہا کہ پھر صفوں کے درمیان دونوں متقابل ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ پھر علی علیہ السلام نے اُس پر ایک ضرب لگائی اور اُس کو پچھاڑ دیا۔ پھر اس سے پلٹ گئے اور اس کا کام

عنہ اسماء بنت عمیس اس زمانہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں جعفر حضرت علی کے بڑے بھائی تھے جو ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہو گئے
حاشیہ عنہ اگلے صفحہ پر۔

www.kitabghar.org

فاطمۃَ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُبکرِ مینّہا قلتُ نعم قالت فَدَعانی ۔ و از آن جملہ در مشہدِ اُحُد فضائل عظیمہ نصیب او آمد مصعب بن عمیر کہ صاحب لوای آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ بشہادت رسید جناب اقدس نبوی علیہ الصلوۃ والسلام لوا را بحضرتِ مرتضیٰ دادند و در آں حالت با صاحب لوای قریش مبارزت نمود و او را کشت ۔ قال ابن اسحٰق وقاتل مصعب بن عمیر دونَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قُتِلَ وکان الذی قتلہ تبیعتہ ابن قمیئۃ اللیثی وہو یظنُّ اَنَّہٗ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجع الی قریش وہو یقول قتلتُ محمدًا فلما قُتِلَ مصعب بن عمیر اعطی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللواءَ لعلی بن ابی طالب وقاتل علیّ بن ابی طالب ورجل من المسلمینَ ۔ قال ابن ہشام حدثنی مسلمۃ بن علقمۃ المازنی قال

تمام نہ کیا ۔ تو اُن سے اُن کے ساتھیوں نے کہا کہ تم نے اُسے ختم کیوں نہ کر دیا ۔ تو فرمایا کہ اُس نے میرے سامنے اپنا ستر کھول دیا تو مجھے رحم نے اس سے روک دیا اور میں نے خیال کیا کہ اللہ نے اُس کو قتل ہی کر دیا ہے ۔ اور کہا جاتا ہے کہ ابو سعید بن طلحہ نکلا تھا دونوں صفوں کے درمیان اور اُس نے للکارا تھا کہ میں ہوں گردن توڑنے والا ، کون میرے مقابل آئے گا تو کوئی اس کے مقابلہ پر نہ نکلا ۔ تو اُس نے کہا کہ اے اصحابِ محمدؐ تم گمان کرتے ہو کہ تمھارے مقتول جنت میں جائیں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں ۔ لات اور عزّیٰ کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم اس بات کو حق سمجھتے تو مجھ سے مقابلہ کے لئے تم میں سے کوئی تو نکلتا ۔ تو اس کی طرف علی بن ابی طالب نکلے ۔ پھر ایک دوسرے پر صرف دو وار کی نوبت آئی کہ علی علیہ السلام نے اُس کو قتل کر دیا ۔ پھر کفار کے مقتولین کے ناموں کی فصل میں ایک جماعت شمار میں آتی ہے جن کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا ہے ۔ اور جب ابتلا و امتحان پیش آیا اور بہت سے صحابہ اس واقعہ میں درجۂ شہادت پر پہنچ گئے اور صحابہ کو اس ہنگامہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہیں تھی ، اس کے بعد جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹیوں کی طرف تشریف لے گئے اور

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۔ ص ۲ قصم کے معنی ہیں ذلیل کرنا ، توڑنا ادھ موا کر دینا ، اور قضم کے معنی ہیں کھانا ، چبانا ، دانتوں سے توڑنا ۔

www.kitabghar.org

لما اشتدّ القتالُ یوم اُحد جلس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تحت رأیۃ الانصار وارسل الی علیّ
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان قدِّم
الرّأیۃ فتقدّمَ علیٌّ فقال انا ابو القصم
ویقال ابو القُصَم فیما قال ابن ہشام
فناداہ ابوسعد بن طلحۃ صاحب لواء
المشرکین انّ ہل لک یا بالقصم فی
البِرازِ من حاجۃٍ قال فبرزا بین الصفین
فاختلفا ضربتین فضربہٗ علیٌّ علیہ السلام
فصرعہ ثم انصرف عنہ ولم یُجہز علیہ
فقال لہ اصحابُہٗ افلا اجہزتَ علیہ
فقال انہ استقبلنی بعورتہ فعطفتنی
عنہ الرحمۃُ وعلمتُ ان اللہ قد قتلہ
ویقال ان اباسعد بن طلحۃ قد خرج
بین الصفین فنادا انا قاصمٌ من یبارِزُ
فلم یبرز الیہ احدٌ فقال یا اصحابَ محمد
زعمتُم انّ قتلاکم فی الجنۃ و قتلانا فی
النارِ کذبتم واللّاتِ والعزّیٰ
لوتعلمون ذٰلک حقًّا لخرجَ الیّ بعضُکم
فخرج الیہ علیٌّ بن ابی طالب فاختلفا
ضربتین فقتلہ علیٌّ علیہ السلام۔ باز
در فصل تسمیۂ قتلٰے کفار جماعۂ را
شمردہ کہ قتلہم علیٌّ بن ابی طالب

اُس جماعت میں حضرت مرتضیٰ بھی تھے۔ ابواسحٰق
نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
مسلمانوں نے پہچان لیا تو آپ کی طرف چل کھڑے
ہوئے۔ آپ اُن کے ساتھ گھاٹیوں) کی طرف روانہ
ہوئے۔ آپ کے ساتھ علی بن ابی طالب اور ابوبکر
وعمر اور طلحہ وزبیر اور حارث بن الصمّہ اور مسلمانوں
کی ایک ٹکڑی تھی۔ اور بلا کے ٹل جانے کے بعد خون
دھونے کے لئے پانی لانے کی خدمت حضرت
مرتضٰے کے ہاتھ سے سرانجام پائی۔ بخاری نے روایت
کیا سہل بن سعد سے کہ اُن سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زخم کے بارے میں سوال کیا جا
رہا تھا۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو واللہ میں بخوبی جانتا ہوں
کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کو
دھورہا تھا اور کون پانی بہا رہا تھا اور کس چیز
سے دوا کی جارہی تھی۔ فاطمہ رض بنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اُس کو دھو رہی تھیں اور علی رض ڈھال
سے پانی بہا رہے تھے۔ تو جب فاطمہ رض نے دیکھا کہ پانی
خون پر کچھ اثر نہیں کرتا بجز بہنے میں زیادتی کے
تو انہوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلایا
پھر اُس کو زخم پر ڈالا تو خون بند ہوگیا۔ کہا ابن اسحٰق
نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
متعلقین تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی
فاطمہ کو دی اور فرمایا کہ بیٹی اس پر سے خون دھو دے
واللہ آج اس نے مجھے بہت خوبی دکھائی اور علی بن

www.kitabghar.org

وچون بلا وتمحیص پیش آمد و بسیاری از صحابہ درین واقعہ بدرجۂ شہادت رسیدند وصحابہ دران ہنگام ازان جناب صلی اللہ علیہ وسلم اطلاع نداشتند بعد ازانکہ برمکانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطلع شدند و جماعۂ ازشتاقِ اسلام بطرفِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دویدند آنگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب شعب نہضت فرمود وحضرتِ مرتضی ازان جماعہ بود-قال ابن اسحٰق فلما عرف رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلمون نہضوا الیہ نہض معہم نحو الشعب معہ علی بن ابی طالب وابوبکر وعمر وطلحۃ والزبیر والحارث بن الصمۃ ورہطٌ من المسلمین- وبعد انکشاف بلاَ خدمتِ آب آوردن برای غسلِ دم ازدستِ حضرتِ مرتضی سرانجام یافت-اخرج البخاری عن سہل بن سعد وہو یسأل عن جرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ انی لَاَعرِفُ من کان یغسل جرحَ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مَن کان یسکب الماءَ وبما دُووِیَ قال کانت فاطمۃُ بنت رسول اللہ

ابی طالب نے بھی اُن کو اپنی تلوار دی اور کہا کہ اور یہ بھی لے لو اس کا خون بھی دھو دو۔ واللہ اس نے مجھے آج بڑی خوبی دکھائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جس خوبی کے ساتھ قتال کیا ہے تو واللہ تمھارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابودجانہ نے بھی بڑی خوبی کے ساتھ قتال کیا ہے۔ کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ذوالفقار کہا جاتا تھا۔ کہا ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہلِ علم نے روایت کی کہ ابن ابی نجیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے والے نے اُحُد کے دن ندا کی "لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ الخ" یعنی کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے اور کوئی جوان نہیں سوائے علی رض کے جو بار بار حملہ کرنے والا ہے۔
اور اُن میں سے یہ ہے کہ یوم خندق میں جب کفارِ قریش میں کے دلیر لوگوں نے خندق کو عبور کر لیا اور مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے تو حضرت مرتضیٰ نے عمرو بن عبد وُدّ کے ساتھ جنگ کی اور اُس کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ابن اسحٰق نے کہا پھر لوگوں نے خندق کے ایسے موقع کو تاکا جو تنگ تھا تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کو مارا تو وہ اُس میں گھس گئے۔ پھر اُنہوں نے اُن کو اُس شور زمین پر کُدایا جو خندق اور سلع پہاڑی کے درمیان تھی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر بڑھے یہاں تک کہ اُن کو روک لیا اُس حد پر جہاں سے اُن لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو گھسایا تھا، اور سواران کے سامنے آئے اور عمرو بن عبد وُدّ نے یوم بدر میں

www.kitabghar.org

صلی اللہ علیہ وسلم تغسلہ و علی یسکب الماءَ بالمِجَنّ فلما رأت فاطمۃ انّ الماءَ لایزید الدمَ اِلّا کثرۃً اخذت قطعۃً من حصیرٍ فاحرقتہا فالصقتہا فاستمسک الدمُ۔ قال ابن اسحٰق فلما انتہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اہلہٖ ناول سیفہٗ ابنتہٗ فاطمۃَ قال اِغسلی عن ھذا دمہٗ یا بُنَیَّتہ فواللہِ لقد صدقنی الیومَ وناولہا علی ابن ابی طالب سیفہٗ وقال وھذا فاغسلی عنہ ایضًا دمہٗ فواللہِ لقد صدقنی الیومَ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلئن کنتَ صدقتَ القتالَ فلقد صدقہٗ معک سہلُ بن حنیف و ابو دجانۃ قال فکان یُقال لسیفِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذو الفقارِ قال ابن ہشام حدثنی اہل العلم ان ابن ابی نجیح نادٰی منادٍ یومَ اُحدٍ لاسیفَ الا ذو الفقارِ ولا فتیٰ الّا علیّ الکرار۔ و ازاں جملہ آنکہ در روز خندق چون دلیران کفار قریش از خندق عبور کردند و بمقابلہ مسلمین قائم شدند حضرت مرتضی باعمرو بن عبدوَد مبارزت نمود واورا بجہنم فرستاد

قتال کیا تھا یہاں تک کہ اُس کے ایک گہرا زخم لگا تھا اور وہ یوم اُحد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ پھر جب یوم خندق آیا تو وہ جھنڈا لگائے ہوئے نکلا تاکہ اس کی جگہ دیکھی جاسکے۔ پھر وہ اور اُس کے سوار ٹھہر گئے اور اس نے کہا کہ کون مقابلہ کرے گا تو اسکی طرف علی بن ابی طالب بڑھے اور اُس سے آپ نے کہا کہ اے عمرو بلاشبہ تو نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ تجھے قریش میں کا کوئی شخص جب دو اہم کرداریں سے ایک کی طرف تجھ کو دعوت دے گا تو اُس کو قبول کرے گا۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ پھر اُس سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف اور اسلام کی طرف۔ اس نے کہا کہ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ سُن کر علی نے کہا کہ اب میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ جنگ کے لئے اُتر۔ تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے قتل کروں، تو اس سے علی رض نے کہا کہ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے قتل کروں۔ یہ سن کر عمرو جوش میں آگیا اور فورًا اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی ٹانگوں پر تلوار ماری اور اس کے منہ پر ماری۔ پھر امام علی بن ابی طالب کے مقابلہ پر آیا۔ اب دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی ایک نے دوسرے پر وار کئے تو علی رض نے اُس کو قتل کردیا اور اُن کے گھوڑے سب بھاگ نکلے یہاں تک کہ بھاگتے ہوئے خندق کو پھاند گئے۔ پھر علی رض نے اس واقعہ میں یہ اشعار کہے نصرَ الحجارۃَ من سفاھۃِ رایہٖ۔ و نصرتُ الخ (ترجمہ) اُس نے مدد کی پتھروں (یعنی بتوں) کی اپنی عقل کے بھدّے پن سے۔ اور میں نے مدد کی ربّ محمد کی اصابت رائے

www.kitabghar.org

قال ابن اسحٰق ثم تیمموا مکاناً
من الخندق ضیقاً فضربوا خیولھم
فاقتحمت فجالت بھم فی السبخۃ
بین الخندق وسلع فخرج علی بن
ابی طالب رضی اللہ عنہ فی نفر
من المسلمین حتے اخذوا علیھم
الثغرۃ التی اقتحموا منھا خیلھم و
اقبلت الفرسان تنحوا نحوھم و
کان عمرو بن عبدودّ قد قاتل یوم
بدر حتی اثبتہ الجراحۃ ولم یشھد
یوم احد فلما کان یوم الخندق خرج
معلماً لیری مکانہ فلما وقف ھو
وخیلہ قال من یبارز فبرز الیہ علی بن
ابی طالب فقال لہ یا عمرو انک کنت
قد عاھدت اللہ لا یدعوک احد من
قریش الی احدی خلتین الا اخذتھا
منہ فقال لہ اجل فقال لہ علی بن ابی
طالب انی ادعوک الی اللہ والی
رسولہ والی الاسلام قال لا حاجۃ
لی بذلک قال فانی ادعوک الی
النزال فقال لہ یا ابن اخی ما احبّ
ان اقتلک فقال لہ علیؓ واللہ احبّ
ان اقتلک فحمی عمرو عند ذلک
فاقتحم عن فرسہ فعقرہ وضرب
فی وجھہ ثم اقبل علی الامام علیؓ بن

کے ساتھ پھر میں اس وقت واپس ہوا جب میں نے
اُس کو پچھاڑ ڈالا جیسے کھجور کا تنہ پڑا ہوا ہو ریت اور
ٹیلے کے اُوپر۔ اور میں نے اس کے کپڑوں کی طرف سے
منھ پھیر لیا اور اگر میں خون میں آلودہ پڑا ہوا ہوتا تو یہ
میرے کپڑے کھسوٹ لیتا۔ اے (مشرکین کے) گروہو!
ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے
نبی کو رسوا کرنے والا ہے۔ پھر بنو قریظہ کے محاصرے
کے وقت اُن کے قلعہ سے اُتر آنے کے اسباب
میں سے ایک سبب حضرت مرتضیٰ کی دلاوری تھا۔ کہا
ابن اسحٰق نے مجھ سے اہل علم میں سے ایسے شخص
نے روایت کی جس پر میں وثوق رکھتا ہوں کہ علی بن
ابی طالب نے زور سے للکارا جب کہ وہ بنو قریظہ
کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کتیبۃ الایمان پر اور وہ اور
زبیر بن العوام آگے (یعنی سالارِ لشکر) تھے اور
انہوں نے کہا تھا میں وہ ذائقہ ان کو ضرور چکھاؤنگا
جو حمزہ نے چکھا تھا یا میں اُن کے قلعہ کو ضرور فتح کروں
گا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا محمد پھر وہ سعد بن
معاذ کے حکم پر (کہ ان کا جو فیصلہ ہوگا وہ ہمیں منظور ہے)
اُتر آئے تھے۔ اور اُن میں سے یہ کہ وہ بیعتِ رضوان
میں حاضر تھے اور صلح نامہ اُن ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا
تھا۔ کہا ابن اسحٰق نے کہ وہی اُس صحیفہ (صلح نامہ) کے
کاتب تھے۔ اور نیز اسی سفر میں حضرت مرتضیٰ کے ساتھ
منتظر الخلافت کا معاملہ فرمایا۔ روایت کیا نسائی اور
حاکم نے، اور الفاظ نسائی کے ہیں، مروی ہے علی رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

www.kitabghar.org

ابی طالب فتنازلا و تحا و لا
نقتلہٗ علیؓ وخرجت خیلہم منہزمۃً
حتی اقتحمت من الخندق ہاربۃً فقال
علی بن طالب فی ذلک ؎ نصر الحجارۃ
من سفاہۃ رأیہ ؛ ونصرت رب محمد
بصواب ؛ فصدرت حین ترکتہ
متجدلا کالجذع بین دکادک وروابی ؛
وعففت عن اثوابہ ولو اننی ؛ کنت
المقطر بزنی اثوابی ؛ لا تحسبن اللہ
خاذل دینہ ؛ ونبیہ یا معشر الاحزاب
باز وقت محاصرۂ بنی قریظہ یکے از
اسباب نزولِ آنہا از حصن
ولاوری حضرت مرتضی بود۔ قال ابن
اسحٰق حدثنی من اثق بہ من
اہل العلم ان علی بن ابی طالب
صاح وہم محاصرو بنی قریظۃ بالکتیب
الایمان وتقدم ہو وزبیر بن العوام
وقال لاذوقن ما ذاق حمزۃ ولافتحن
حصنہم فقالوا یا محمد فنزلوا علی
حکم سعد بن معاذ۔ وازانجملہ آنکہ
در بیعتِ رضوان حاضر بود و نامۂ
صلح بر دستِ وی مکتوب شد۔ قال
ابن اسحٰق وکان ہو کاتب الصحیفۃ
وہم درین سفر با مرتضی معاملۂ منتظر
الخلافۃ بجا آوردند۔ اخرج النسائی و

قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس آگئے ہیں اُن کو نہ دین میں کوئی رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دلچسپی وہ تو صرف ہمارے مال ومتاع میں سے بھاگے ہیں آپ اُن کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔ تو آپ نے ابوبکر سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے سچ کہا بیشک یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے حلیف ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا پھر آپ نے عمرؓ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا بیشک یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے حلیف ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش واللہ میں تم پر تم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں اللہ امتحان کرچکا ہے اور وہ تم کو دین پر ضرور مارے گا یا تم میں سے بعض کو۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں عمر نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ! فرمایا کہ نہیں لیکن وہ وہ ہے جو جوتے گانٹھ رہا ہے۔ اور آپ نے علی کو اپنا جوتا دیا تھا جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خیبر میں سے چند قلعوں میں سے ایک قلعہ تھا جس کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو آپ نے جھنڈا حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ میں دیا اور اس کی طرف روانہ کیا۔ اُس قلعہ کو آپ نے فتح کر لیا۔ کہا محمد بن اسحٰق نے کہ مجھ سے روایت کیا بریدہ بن سفیان نے اپنے باپ سے اُنہوں نے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے قتال کیا اور

www.kitabghar.org

الحاکمُ و اللفظُ للنسائی عن علیّ رضی اللہ عنہ قالَ جاء النبیَّ صلے اللہ علیہ وسلم اُناسٌ من قریش فقالوا یامحمد اِنَّا جیرانُک وحُلفاؤُک وانَّ من عبیدنا قد اتوکَ لیسَ لھم رغبۃ فی الدین ولارغبۃ فی الفقہ انما فرّوا من ضیاعِنا واموالِنا فارْدُدْھم الینا فقال لابی بکر ماتقولُ فقال صدقوا انھم لجیرانُک وحُلفاءُک فتغیر وجہُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قالَ لعمر ماتقول قالَ صدقوا انھم لجیرانُک وحُلفاءُکَ فتغیر وجہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشرَ قریش واللہ لیبعثن اللہُ علیکم رجلاً منکم قد امتحن اللہ قلبہٗ للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ہو یارسولَ اللہ قال لا قال عمر انا ہو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصفُ النعلَ وقد کان اعطےٰ علیًّا نعلہ یخصفُہا۔ و ازان جملہ آنکہ در غزوۂ خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدستِ حضرت مرتضیٰ دادند وآنجانب روان ساختند فتح آن حصن بر دستِ او متحقق گشت

واپس آگئے اور فتح حاصل نہ ہوئی حالانکہ خوب کوشش کی تھی۔ پھر دوسرے دن عمر کو بھیجا۔ اُنہوں نے قتال کیا اور لوٹ آئے اور اُن کو بھی پوری کوشش کے باوجود فتح حاصل نہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل ضرور ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں، وہ بار بار حملے کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں۔ وہ واپس نہیں آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (راوی نے) کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ آپ نے علی کو بلایا اور اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو آپ نے اُن کی آنکھوں میں تھتکارا پھر فرمایا کہ یہ جھنڈا لو اور کوچ کر جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے۔ کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ وہ اُس کو لیکر خوب جھپٹتے ہوئے نکلے اور ہم اُن کے پیچھے اُن کے قدم بقدم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے جھنڈے کو قلعہ کے نیچے پتھر کی بجری کے ٹیلے میں گاڑ دیا۔ تو یہود نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور اُنہوں نے کہا کہ تو کون ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ کہا کہ یہ سُنکر یہود کہنے لگے کہ قسم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہوگئے (اوکما قال) تو علی بن ابی طالب نہیں لوٹے یہاں تک کہ اُن کے ہاتھوں پر اللہ نے قلعہ فتح کرا دیا۔ کہا ابن اسحٰق نے مجھ سے روایت کی عبد اللہ بن حسن نے اُن سے ایک ثقہ نے اُن سے ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

www.kitabghar.org

قال محمد بن اسحٰق حدثنی بریدة بن سفیان عن ابیه عن سلمة بن الاکوع قال بعث رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم ابابکر برایتهٖ الی بعضِ حصونِ خیبر فقاتل و رجعَ ولم یکن فتح وقد جهد ثم بعث من الغدِ عمرَ فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جهدا فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم لأعطینّ الرایۃَ غدًا رجلاً یحبُّ اللہ ورسولہ ویحبُّه اللہ ورسولُه کرّارٌ غیرُ فرّارٍ لا یرجعُ حتی یفتحَ اللہ علی یدیه قال یقول سلمةُ فدعا علیًا وهو ارمدُ العینین فتفل فی عینیه ثم قال خُذ هذه الرایۃَ فامضِ بها حتی یفتحَ اللہُ علیک قال یقول سلمةُ فخرج بها یُهرولُ هرولۃً وانا خلفهٗ نتّبعُ اثرهٗ حتی رکزَ رایتهٗ فی رضمٍ من حجارۃٍ تحت الحصن فاطلع الیه الیهودُ من راسِ الحصن قالوا من انتَ قال انا علی بن ابی طالب قال تقول الیهودُ علوتم و ما اُنزلَ علی موسٰی او کما قال فما رجع حتی فتح اللہُ علی یدیه۔ قال ابن اسحٰق حدثنی عبد اللہ بن

وسلم نے کہا کہ ہم علی بن ابی طالب کے ساتھ نکلے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جھنڈا دیکر بھیجا تھا۔ جب جھنڈا قلعہ کے قریب پہنچ گیا تو وہاں کے لوگ مقابلہ پر آئے تو اُن سے علی نے قتال کیا۔ پھر ایک یہودی نے علی رضہ پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو انہوں نے ایک کیواڑ جو قلعہ کے قریب تھا اُٹھا لیا اور اُس کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنا لیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر اُن کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں پر فتح کر دی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے ڈالا جب کہ فارغ ہو گئے تو خدا کی قسم میں نے اپنے کو دیکھا سات آدمیوں میں اُن ہی میں میں بھی شامل تھا کہ ہم سب مل کر اُس کو پلٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ بخاری نے سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا، کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے خیال کیا (یعنی رنج کیا) کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر (اسی حال میں) آپ سے آملے۔ تو جب ہم نے وہ رات گذاری (جس کے بعد) فتح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا دوں گا یا (یہ فرمایا) کل جھنڈا لے گا ایسا شخص جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو فتح دے گا۔ تو ہم "کل" کی اُمید کرتے رہے۔ پھر کہا گیا کہ یہ علی ہیں تو آپ نے اُن کو جھنڈا دے دیا تو اللہ نے اُن کو

www.kitabghar.org

حسن عن بعض اہلہ عن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال خرجنا مع علی بن ابی طالب حین بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برایتہ فلما دنا الحصن خرج الیہ اہلہ فقاتلہم فضربہ رجلٌ من یہود فطرح ترسہ من یدہ فتناول علیٌّ باباً کان عند الحصن فترّس بہ عن نفسہ فلم یزل فی یدہ و ہو یقاتل حتی فتح اللہُ علی یدہ ثم القاہُ من یدہ حین فرغ فلقد رأیتنی فی نفرٍ سبعۃ انا منہم نجہد علی ان نقلب ذلک الباب فما نقدر اخرج البخاری عن سلمۃ بن الاکوع قال کان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تخلف عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی خیبر وکان رمدًا و قال انا اتخلف عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلحق بہ فلما بتنا اللیلۃ التی فتحت قال لأعطین الرایۃ غدًا اولیأخذن الرایۃ غدًا رجل

فتح دے دی۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ عمرۃ القضا میں حضرت مرتضےٰ اور جعفر اور زید کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں جھگڑا واقع ہوا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔ روایت کیا بخاری نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب ذی قعدہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور مدت گذر گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے نکلے تو ان کا پیچھا کیا حمزہ کی بیٹی نے وہ یا عمّ یا عمّ[عہ] کہکر آوازیں دے رہی تھیں۔ تو اس کو علی مل گئے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فاطمہ سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ میں اس کو اٹھا لایا ہوں۔ پھر اس پر علی اور زید اور جعفر میں جھگڑا ہوا۔ علی نے کہا میں اس کو لے کر آیا اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اور زید نے کہا کہ میری بھتیجی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ اور علیؓ سے فرمایا کہ تو مجھ سے (قریب تر) ہے اور میں تجھ سے۔ اور جعفر سے فرمایا کہ تو صورت اور سیرت کے اعتبار سے مجھ سے مشابہ ہے اور زید سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی[عہ] اور

عہ حضرت حمزہ نسب کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، لیکن رضاعی اعتبار سے بھائی تھے۔ کیونکہ آپ نے اور حمزہ نے اور زید بن حارثہ نے ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا، اسی بناء پر زید بن حارثہ نے اس لڑکی کو اپنی بھتیجی فرمایا اور آپ نے زید کو اپنا بھائی کہا۔ عہ یہاں مولیٰ بمعنے ولی اور حبیب ہیں کہ یہ ارشاد محل استطابت میں ہے اسی لئے اس جملہ سے زید خوشی سے رقص کرنے لگے تھے (لمعات) ۱۱ اشتیاق احمد عفی عنہ

www.kitabghar.org

یحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ فنحن نرجوہا فقیل ہذا علی فاعطاہ ففتح علیہ۔ وازاں جملہ آنکہ در عمرۃ القضا درمیان حضرت مرتضٰے وجعفر وزید مناقشہ واقع شد درباب حضانت بنتِ حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر یکی را بتشریفی نواخت۔ اخرج البخاری عن البراء رضی اللہ عنہ قال لما اعتمر النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدۃ ومضیَ الاجلُ فخرجَ صلی اللہ علیہ وسلم فتبعتہ ابنۃ حمزۃ تنادی یا عمّ یا عمّ فتناولہا علیٌّ فاخذ بیدہا وقال لفاطمۃَ دونکِ بنتَ عمکِ حملتہا فاختصم فیہا علیٌّ وزیدٌ وجعفرٌ قال علیٌّ انا اخذتُہا وہی بنتُ عمّی وقال جعفر بنت عمّی وخالتُہا تحتی وقال زیدٌ بنت اخی فقضا بہا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخالتہا وقال الخالۃُ بمنزلۃِ الاُمّ وقال لعلیّ انتَ منّی وانا منک وقال لجعفر اشبہتَ خَلقی وخُلقی وقال لزید انت اخونا ومولانا الحدیث۔ وازاں جملہ آنکہ چون بانصاری نجران قصدِ مُباہلہ مصمم

ہمارا محبوب ہے۔ الحدیث۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا پختہ ارادہ ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضٰے اور حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت حسن و حضرت حسین کو مباہلہ کے لئے حاضر فرمایا۔ روایت کیا ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے، کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ الخ یعنی ہم بلالیں اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو۔ آخر تک۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا علی کو اور فاطمہ اور حسن و حسین کو اور کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ اور ان میں سے یہ کہ جب غزوۂ فتح مکہ مقرر ہو چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضٰی کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ مکتوب جو حاطب بن ابی بلتعہ نے لکھا تھا اس کے لے جانے والے کے قبضہ سے نکال لائیں۔ بخاری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا مجھے اور زبیر اور مقداد کو اور فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ جب تم روضۂ خاخ پہنچو گے تو تمھیں ایک مسافر عورت ملے گی اُس کے پاس ایک خط ہے وہ اُس سے لے لو تو کہا کہ ہم روانہ ہوئے گھوڑے دوڑاتے رہے یہانتک کہ ہم روضہ پر پہنچ گئے دیکھتے ہیں کہ وہ مسافر عورت موجود ہے ہم نے کہا کہ خط نکال۔ اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ تجھے خط نکالنا پڑے گا یا کپڑے اتارنا ہوں گے۔ کہا کہ پھر اس نے اپنے بالوں کی مینڈھیوں میں سے خط نکالا جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر پہنچے آخر حدیث تک۔ پھر جب کہ سعد بن عبادہ سے جو علمبردار تھے ایسا کلمہ صادر ہوا جو پسندِ خاطر مبارک نہ ہوا تو آپ نے جھنڈا ان سے لے کر حضرت مرتضٰی کو دیا۔ کہا محمد بن اسحٰق نے کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کیا کہ سعد کا جب داخلِ حرم کی طرف رُخ پھیرا گیا تو انھوں نے کہا کہ آج کا دن

www.kitabghar.org

شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت مرتضیٰ و حضرت زہرا و حسنین را
برای مباہلہ حاضر ساختند۔ اخرج الترمذی
عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت
ہذہ الآیۃ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ
اَبْنَاءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَ
نِسَاءَکُمْ الآیۃ دعا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علیاً و فاطمۃ
و حسناً و حسیناً فقال اللّٰہم ہؤلاء
اہلی۔ و ازان جملہ آنکہ چون غزوۂ
فتح مقرر شد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ را با جماعۂ
روان فرمود تا مکتوبی کہ حاطب بن
ابی بلتعہ نوشتہ بود از دست
حامل آن باز گیرند۔ اخرج البخاری
عن علی رضی اللہ عنہ یقول بعثنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا
حتی تأتوا روضۃ خاخ فانّ بہا ظعینۃً
معہا کتابٌ فخذوا منہا قال
فانطلقنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا
الروضۃ فاذا نحن بالظعینۃ قلنا
اخرجی الکتاب قالت مامعی کتابٌ
فقلنا لتخرجنّ الکتاب او لتلقین
الثیاب قال فاخرجتہ من عقاصہا

سخت جنگ کا دن ہے۔ آج حرم کی حرمت باقی نہ رکھی
جائے گی۔ تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے عمرؓ بن
الخطاب کو یہ بات سُنا دی، تو اُنہوں نے کہا کہ یارسول
اللہ سُن لیجئے جو کچھ سعد بن عبادہ نے کہا۔ مجھے یہ
اندیشہ ہو رہا ہے کہ قریش میں خونریزی ہوگی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب
سے فرمایا کہ تم اُس سے جھنڈا لے لو اور تم علمدار رہو،
مکّہ میں اُس کے ساتھ داخل ہونا۔ ابن اسحٰق نے کہا
کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے
اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے امام علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ اور کعبہ کی کنجی اُن کے ہاتھ میں تھی۔ علی نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سقایہ (یعنی پانی کے
انتظام) کے ساتھ حجابہ (کعبہ کی دربانی) بھی ہم کو دیدیجئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان
بن طلحہ کہاں ہے؟ تو اس کو بلایا گیا۔ آپ نے اس
سے فرمایا کہ اے عثمان یہ اپنی کنجی سنبھالو۔ آج نیکی اور وفاء
(عہد) کا دن ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی
طرف بھیجا تھا اور انہوں نے وہاں کے قیدیوں کی
ایک جماعت کو بغیر احتیاط کے مار ڈالا۔ تو اس برائی
کے تدارک کے لئے اُن کے پیچھے آپ نے حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے
روایت کیا حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علی سے، کہا
کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب
کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی اس قوم کی طرف سفر کرکے

www.kitabghar.org

فاتینا بہ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحدیث۔ باز چون از سعد بن عبادہ کہ صاحب رایت بود کلمۂ صادر شد کہ ناپسندِ خاطرِ مبارک افتاد رایت را از وی گرفتند و بحضرت مرتضی دادند۔ قال محمد بن اسحٰق فزعم بعض اہل العلم ان سعدًا حین وُجّہ داخلاً قال الیومَ یومُ الملحمۃ الیوم یُستَحَلُّ الحُرَمُ فسمعَہا رجلٌ من المہاجرین عمرُ بن الخطاب فقال یارسولَ اللّٰہ اسمع ما قال سعد بن عبادہ فانا اَخافُ من ان یکون فی قریش صولۃٌ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلی بن ابی طالب فخُذِ الرایۃَ منہ فکن انتَ تدخل بہا قال ابن اسحٰق ثم جلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المسجدِ فقام الیہ الامامُ علیُّ بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ و مفتاحُ الکعبۃِ فی یدہ و قال یارسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجمع لنا الحِجَابۃَ مع السِقایۃِ فقال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم این عثمانُ بن طلحۃ فدُعِیَ لہ فقال ہاتِ مفتاحک یاعثمان الیومَ یومُ بِرٍّ و وفاءٍ و

جاؤ اور ان کے معاملہ کی تحقیق کرو اور جاہلیت کے رواج کو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالنا (انصاف کی رعایت رکھنا) تو علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اُن کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا تو اُن کے خون کی دیت اُنہوں نے ادا کی اور اس کی بھی جو اُن کا مالی نقصان کیا گیا تھا یہاں تک کہ اُن کے کتوں کا بھی خوں بہا دیا اس حد تک کہ جب اُن کے خونبہا کا کوئی حق باقی نہ رہا (سب ادا ہو چکا) اور اُن کے ساتھ جو مال تھا اس میں سے کچھ بچ گیا تو اُن سے علی بن ابی طالب نے کہا جب اُن سے فارغ ہو گئے کہ کیا تمہارے خون یا مال کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا ہے جو تمہیں ادا نہ ہوا ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ علی نے کہا کہ پھر میں یہ اپنے پاس بچا ہوا مال بھی تمہیں ہی دیتا ہوں بطورِ احتیاط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے نقصان کے معاوضہ میں جو اُن کے علم میں نہ آیا ہو اور نہ تمہارے علم میں۔ یہ کام پورا کر کے رسول اللہ علیہ سلم کی طرف واپس ہو گئے اور آپ سے سب حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا بہت اچھا کام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا دعا کے لئے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے کن بھوں کے نیچے کا حصہ دیکھا جا رہا تھا اور کہنے لگے یا اللہ میں آپ کے سامنے بریُ الذمہ ہوں اُس کام سے جو خالد نے کیا۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ حنین میں جب کچھ ہزیمت کی صورت پیدا ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ اُس حالت میں ثابت قدم رہنے والوں کی جماعت میں موجود رہے۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا اور جو لوگ مہاجرین میں سے جمے رہے وہ ابو بکر اور

www.kitabghar.org

ازآن جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خالد بن ولید را بطرف
بنی جذیمۃ فرستادہ بود وی
جماعۃ از اسیران آنجا را بلغیر احتیاط
بکشت برای تدارک این خلل در
عقب او حضرت مرتضیٰ را فرستادند
قال محمد بن اسحٰق حدثنی حکیم بن
حکیم عن ابی جعفر محمد بن علی قال
ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی بن ابی طالب فقال
یا علی اخرج الی ھٰؤلاء القوم فانظر
فی امرھم واجعل امر الجاھلیۃ تحت
قدمیک فخرج علی رضی اللہ عنہ
حتی جاءھم ومعہ مال قد بعث بہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فودی لھم الدماء وما اصیب من
الاموال حتی انہ لیدی لھم میلغۃ
الکلب حتی اذا لم یبق شیء من
دم ولا مال الا اداہ بقیت معہ
بقیۃ من المال فقال لھم علی بن ابی
طالب حین فرغ منھم ھل بقی لکم
دم او مال لم یؤد لکم قالوا لا قال
فانی اعطیکم ھذہ البقیۃ من ھذا
المال احتیاطا لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مما لا یعلم و

عمر اور آپ کے اہل بیت ہیں سے علی بن ابی طالب
اور عباس اور ابوسفیان اور اُن کا بیٹا اور فضل بن
ربیعہ اور حارث اور اُسامہ بن زید اور ایمن بن ام
ابن عبید۔ کہا ابن اسحٰق نے مجھ سے روایت کی
عاصم بن عمر نے عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ سے
کہ اس دوران میں قبیلۂ ہوازن میں کا وہ شخص جو
صاحب علَم تھا اپنے اونٹ پر کچھ اپنی حرکات میں لگ
رہا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور انصار میں
کے ایک شخص نے اُس پر حملہ کرنا چاہا، کہا تو علی اُس
کے پیچھے آئے اور اونٹ کی دونوں کوچوں پر تلوار ماری
تو اونٹ اپنی سرین پر گرا، تو انصاری نے کود کر اس
علمبردار پر پوری ضرب لگائی اور اُس کی ٹانگ کو نصف
پنڈلی پر سے کاٹ ڈالا تو وہ اپنے اونٹ پر سے نیچے
گرا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے تو
اپنے متعلقین کی خبرگیری کے لئے حضرت مرتضیٰ کو مدینہ
میں چھوڑ دیا تھا۔ اُس کے ضمن میں ایک عظیم بزرگی سے
آپ کو مشرف فرمایا۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اپنے
متعلقین پر جانشین بنایا اور اُن کو اُن میں ٹھہرنے کا حکم دیا
تو منافقین نے بُری شہرت دینا شروع کر دی اور
اُنہوں نے کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے اوپر بار سمجھتے ہوئے اُس سے ہلکا ہونے کے
خیال سے اُس کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ تو جب منافقوں نے
ایسا کہا تو علی رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار اُٹھا کر نکل کھڑے

www.kitabghar.org

لا تعلمون ففعل ثم رجع الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ
الخبر فقال اصبت و احسنت ثم
قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستقبل
القبلۃ شاہرًا یدیہ حتی انہ لیُرٰی ماتحت
منکبیہ ویقول اللّٰہم انی ابرأ الیک
مما صنع خالد ثلث مرات۔ و از آن جملہ
آنکہ در غزوۂ حنین چون ہزیمت گونہ
بمسلمین روداد وی رضی اللہ عنہ
دران حالت از جماعۂ ثابتان بود
قال ابن اسحٰق وممن ثبت من
المہاجرین ابوبکر وعمر ومن اہل بیتہ
علی بن ابی طالب والعباس وابو
سفیان وابنہ والفضل بن ربیعۃ و
الحارث واسامۃ بن زید وایمن
بن ام ایمن بن عبید۔ قال ابن اسحٰق
حدثنی عاصم بن عمر عن عبد الرحمٰن
بن جابر عن ابیہ جابر بن عبداللہ
قال بینما ذلک الرجل من ہوازن
صاحب الرایۃ علی جملہ یصنع ما یصنع
اہوی علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ ورجل من الانصار یریدانہ
قال فاتی علی من خلفہ فضرب عرقوبی
الجمل فوقع علی عجزہ فوثب الانصاری
فضربہ ضربۃ فاطن قدمہ بنصف ساقہ

ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آ پہنچے جب کہ آپ جرف میں (جو مدینہ کے
قریب ایک مقام ہے) اُتر چکے تھے۔ اور کہا کہ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین نے یہ گمان کیا کہ آپ
نے مجھے اپنے اوپر بار سمجھ کر چھوڑا ہے۔ تو فرمایا کہ انہوں
نے جھوٹ کہا۔ بلاشبہ میں نے تجھ کو اپنا خلیفہ بنایا
ہے ان سب پر جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں
تو تم میرے پیچھے میرے اور اپنے متعلقین کی خبرگیری
کرتے رہو۔ اے علی کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ
تیرا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارون کا مرتبہ موسیٰ
کے ساتھ تھا مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں
ہے۔ تو علی رض مدینہ کی طرف واپس ہو گئے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔
اور ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا محمد بن
طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی
وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگو جو آپ
علی سے کر رہے تھے سُنی ہے۔ بخاری نے روایت کی
مصعب بن سعد سے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے
اور آپ نے علی رض کو اپنا خلیفہ بنایا تو انہوں نے کہا کہ
کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں پر خلیفہ بنا رہے ہیں
تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو اس سے خوش نہیں ہے کہ
تیرا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا مرتبہ ہارون کا
موسیٰ کے ساتھ تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد

www.kitabghar.org

فأبخعفت عن جملہ - و ازان جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون متوجہ غزوۂ تبوک شدند برای تعہد حال عیال خود حضرت مرتضیٰ را در مدینہ گذاشتند و در ضمن آن تشریفی عظیم کرامت فرمودند- قال محمد بن اسحٰق وخلّف رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب علی أہلہ وأمرہ بالاقامۃ فیہم فأرجف بہ المنافقون وقالوا ما خلّفہ الّا استثقالاً لہ وتخففاً منہ فلما قال ذلک المنافقون أخذ علیٌّ رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو نازلٌ بالجُرف فقال یانبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلّفتنی استثقالاً بی فقال کذبوا فقد خلّفتک لما ترکتُ ورائی فارجع فاخلُفنی فی اہلی واہلک افلا ترضیٰ یا علی ان تکون منّی بمنزلۃ ہارونَ من موسیٰ الّا انہ لانبی بعدی فرجعَ علیٌّ الی المدینۃ ومضیٰ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سَفَرِہ - قال ابن اسحٰق حدثنی محمد بن طلحۃ بن یزید بن رکانۃ عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص عن

کوئی نبی نہیں ہے۔ اور ان میں سے یہ کہ نویں سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج بنایا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب روانہ ہوئے تو سورۂ براءۃ کا ابتدائی حصّہ نازل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تبلیغ کے لئے حضرت مرتضیٰ کو امر فرمایا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا۔ روایت کیا احمد نے علی سے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو براءۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا یا نبی اللہ میں نہ خوش تقریر ہوں اور نہ خطیب، فرمایا کہ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ اس کو میں لے کر جاؤں یا تم لیکر جاؤ تو علی رض نے کہا کہ اگر یہ ضروری امر ہے تو میں ہی روانہ ہوتا ہوں۔ فرمایا تو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو خوب چلائے گا اور تمہارے قلب کو صحیح راہ پر رکھے گا۔ پھر اپنا ہاتھ ان کے منہ پر رکھا۔ کہا محمد بن اسحٰق نے کہ مجھ سے روایت کیا حکیم بن حکیم بن عبادہ بن حنیف نے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ براءۃ نازل ہوئی اور آپ ابوبکر کو بھیج چکے تھے تاکہ وہ لوگوں کو حج کرائیں تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ اس کو ابوبکر کے پاس بھیج دیں تو وہ لوگوں کو سُنا دیں گے تو فرمایا کہ میری طرف سے بجز میرے اہل بیت کے اور کوئی ادا کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ براءۃ کے اس ٹکڑے کو لے کر تم جاؤ اور یوم حج اکبر میں جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں تو سب لوگوں میں اعلان کر دو کہ کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک

www.kitabghar.org

ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلیؓ ھذہ المقالۃ اخرج البخاری عن مصعب بن سعد عن ابیہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی تبوک واستخلف علیاً فقال أتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لیس نبیٌ بعدی۔ وآزا انجملہ آنکہ سال نہم حضرت ابوبکر صدیق را امیر حج ساختند و وی رضی اللہ عنہ چون روان شد اوائل سورۂ براءۃ نزول یافت وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجہت تبلیغ آن حضرت مرتضیٰ را امر فرمود و در عقب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرستاد۔ اخرج احمد عن علی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم حین بعثہ ببراءۃ فقال یا نبی اللہ انی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بدّ ان اذھب بھا انا او تذھب بھا انت قال فان کان ولا بد فسأذھب انا قال فانطلق فان اللہ یثبت لسانک و یھدی قلبک ثم وضع یدہ علی فمہ قال محمد بن اسحٰق حدثنی حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف انہ قال

حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہوکر کرے اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ ہے تو اس کو معاہدے کی مدت تک اجازت ہے۔ تو علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ "عضباء" پر بیٹھ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ابوبکر رضؓ سے راستہ میں ہی جا ملے۔ جب انھوں نے علی رضؓ کو دیکھا تو پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور تو علی رضؓ نے کہا امیر نہیں بلکہ مامور ہوں۔ پھر دونوں چل پڑے تو ابوبکر نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی شریعت کے مطابق لوگوں سے مناسکِ حج ادا کرانے لگے) اور عرب اس وقت اس سال میں اپنے حج کی اُن منزلوں میں پہنچے ہوئے تھے جن پر وہ ایام جاہلیت میں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم نحر آیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں میں اس امر کا اعلان کیا جس کا حکم اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ اے لوگو کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔ تو مدتِ معاہدہ تک اُس کو رسومِ سابقہ کی آزادی ہوگی اور لوگوں کے لئے جس دن سے ان میں اعلان کیا گیا ہے چار ماہ کی مہلت دی گئی تاکہ ہر قوم اپنی جائے امن اور اپنے شہروں میں لوٹ جائے، پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور کوئی ذمہ نہ رہے گا مگر ایسا شخص جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ کسی مدّت معینہ تک ہو تو

www.kitabghar.org

لما نزلت براءۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان بعث ابا بکر لیقیم للناس الحج فقیل لہ یا رسول اللہ لو بعثت بہا الی ابی بکر فقال لا یؤدی عنی الا اہل بیتی ثم دعا علیّ بن ابی طالب فقال اخرج بہذہ القصۃ من صدر براءۃ فاذن فی الناس یوم الحج الاکبر اذا اجتمعوا بمنی انہ لا یدخل الجنۃ کافر و لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان ومن کان لہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد فہو الی مدتہ فخرج علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی ناقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عضباء حتی ادرک ابابکر بالطریق فلما رآہ قال امیر ام مأمور قال بل مأمور ثم مضیا فاقام ابوبکر للناس الحج و العرب اذ ذاک فی تلک السنۃ علی منازلہم من الحج اللتی کانوا علیہا فی الجاہلیۃ حتی اذا کان یوم النحر قام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فاذن فی الناس بالذی امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس انہ لا یدخل الجنۃ

وہ اس مدت تک کے لئے مستثنیٰ ہوگا۔ پھر اس دن کے بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ کسی نے ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور اہل شرک میں سے جن لوگوں سے معاہدہ تھا اور جن سے ایک معینہ مدت تک کے لئے تھا ان کے بارے میں جو اعلان ہوا وہ سب ماخوذ سورۂ براءت سے تھا۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو خالد سے خمس وصول کرنے کے لئے یمن کی طرف بھیجا اور خالد کو معزول کر دیا، اس دوران میں حضرت مرتضیٰ کی مساعی سے اس علاقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ مفتوح ہوا۔ اس دوران میں حضرت مرتضیٰ کی بابت خالد کے بعض لوگوں کے دل میں کچھ ملال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے علی رضی عنہ کی شکایت حضرت اقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں پہنچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضےٰ کے حق میں بے پایاں الطاف ظاہر فرمائے اور لوگوں کو آپ کی شکایت پر جھڑکا اور منع کیا۔ ترمذی نے براء سے روایت کیا کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ کئے۔ اُن میں سے ایک پر امیر بنایا علی بن ابی طالب کو اور دوسرے پر خالد بن الولید کو اور فرمایا کہ جب قتال ہونے لگے تو علی امیر ہوگا (کُل لشکر کا)۔ کہا کہ علی نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس میں سے ایک لڑکی کو گرفتار کیا۔ تو خالد نے ایک خط لکھ کر میری معرفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جس میں علی کی بُرائی لکھی تھی۔ کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ نے خط پڑھا

www.kitabghar.org

کافرٌ ولا یحج بعد الیوم مشرکٌ و
لا یطوف بالبیت عریان ومن کان
لہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عہد فہولہ الی مدتہ واَجّل
للناس اربعۃ اشہر من یوم اَذّن
فیہم لیرجع کل قومٍ الی مأمنہم و
بلادِہم ثم لاعہدَ لمشرکٍ ولا ذمۃَ
الاّ اَحَدٌ کان لہ عند رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم عہد الی مدۃ فہو
لہ الی مدتہ فلم یحج بعد ذلک الیوم
مشرکٌ ولم یُطف بالبیتِ عریان
ثم قدِما علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکان ھذا من براءۃ
فیمن کانَ من اہل الشرک من اہل
العہدِ واہل المدۃِ الی الاجل المسمی
واز آن جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ رض را بجہت
اخذ خمس از خالد بجانب یمن فرستاد
وخالد را معزول ساخت۔ دریں ضمن
بجرد حضرت مرتضیٰ حصنی از
حصون آن ناحیہ مفتوح شد۔ دریں
اثنا حضرت مرتضیٰ را بالبعض مردم
خالد ملالے پیدا شد وآن مردم
شکایت وی رضی اللہ عنہ بعرض
اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ تم نے کیا رائے قائم کی ایسے شخص کے بارے میں جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اُس کے رسول کے غضب سے۔ میں تو صرف ایلچی ہوں۔ تو آپ خاموش ہو گئے۔ کہا ابن اسحٰق نے کہ مجھ سے روایت کیا عبدالرحمٰن بن معمر نے سلیمان بن محمد بن کعب سے انہوں نے اپنی پھوپھی زینب سے اور وہ ابو سعید خدری کے پاس تھیں کہا کہ لوگوں نے علی کی شکایت کی تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو، وہ سخت ہے اللہ کی ذات میں یا (فرمایا کہ) اللہ کی راہ میں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو یمن کا حاکم بنایا تو آدابِ قضا تعلیم فرمائے اور دُعاء کی کہ قضا ان پر مفتوح (یعنی سہل) ہو جائے۔ روایت کیا احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ تو میں نے کہا کہ آپ مجھے ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے۔ تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے حق پر قائم رکھے اور جمائے رکھے۔ جب تیرے پاس باہم جھگڑنے والے آئیں تو اول کے لئے فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے سے نہ سُن لو۔ یہ بات صحیح فیصلہ کے تم پر عیاں ہونے کے لئے پابندی کے لائق ہے۔ حضرت علی رض نے کہا کہ (اس ارشاد و دعا کے اثر سے) میں ہمیشہ قاضی بنا رہا

www.kitabghar.org

رسانیدند ودوی صلی اللہ علیہ وسلم
در حق مرتضیٰ تلطفات بی پایان ظاہر
فرمود ومردم را از گلہ او زجر و منع
نمود۔ اخرج الترمذی عن البراء قال
بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشین
وامّر علی احدھما علیّ بن ابی
طالب وعلی الآخر خالد بن الولید
وقال اذا کان القتال فعلیٌّ قال
فافتتح علی حصناً واخذ منہ جاریۃً
فکتب معی خالدٌ کتاباً الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یشی بہ قال
فقدمت علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقرأ الکتاب فتغیّر لونہ
ثم قال ماتری فی رجلٍ یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال
قلت اعوذ باللہ من غضب اللہ
ومن غضب رسولہ انما انا رسولٌ
فسکت۔ قال ابن اسحٰق حدثنی
عبدالرحمن بن معمر عن سلیمان بن محمد
بن کعب عن عمتہ زینب وکانت
عند ابی سعید الخدری قال اشتکی

اور ایک روایت میں ہے کہ دو کے درمیان کبھی فیصلہ نے
کبھی عاجز نہیں کیا۔ اور اُن میں سے یہ کہ آں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا اُس
وقت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، آپ نے وہیں سے
حج کا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچ گئے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا
اَہْلَلْتُ بِمَا اَہَلَّ بِہٖ الخ یعنی میں اسی چیز کا احرام باندھتا
ہوں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا
اور قربانی کے بہت سے جانوروں کے ساتھ مکہ میں
آئے اور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ
رضی اللہ عنہ کو ہدی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔ مسلم
نے روایت کی عبداللہ بن الحارث الکندی سے کہا کہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں
حاضر تھا۔ اور آپ قربانی کی جگہ آئے تو فرمایا کہ میرے
پاس ابوالحسن کو بلاؤ۔ تو حضرت علی رض بلا لئے گئے
اُن سے آپ نے فرمایا کہ چھرے کے نیچے کا حصہ تم پکڑ
لو اور اُس کے اُوپر کا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پکڑا۔ پھر اس طرح دونوں نے مل کر جانوروں کو ذبح
کیا۔ پھر جب دونوں فارغ ہو گئے تو آپ اپنے خچر پر
سوار ہوئے اور علی رض کو اپنا ردیف کیا (یعنی پیچھے بٹھایا)
اور جب آپ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر خم ع۵

ع۵ بضم خاء وتشدید میم ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر اور اس کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے اور اس میں سیڑھیاں ہیں اس کو غدیر خم کہتے تھے۔ سیڑھیاں خراب ہو رہی تھیں اُن کو صاف کرنے کا آپ نے حکم دیا لوگوں نے صاف کر دیا اور اُن پر بیٹھ گئے۔ اس موقع پر خاص طور پر علی رضی اللہ عنہ کا ذکر اس لئے فرمایا

کہ ایسے لوگ ہمسفر تھے جنہوں نے آپ سے اُن کی شکایتیں کی تھیں۔

www.kitabghar.org

النا سُ علیاً فقام خطیباً فقال
ایہا الناس لاتشکوا علیاً فانہ
لَاَخشن فی ذات اللہ او فی سبیل
اللہ۔ وچون آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم حضرت مرتضیٰ را حاکم یمن
گردانیدند آداب قضا تعلیم
فرمودند و دعا نمودند کہ قضا بروی
فتح شود۔ اخرج احمد عن علی رضی اللہ
عنہ قال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی الیمن قاضیاً فقلت تبعثنی
الی قومٍ و انا حدیثُ السن ولا علم
لی بالقضا فوضع یدہ علی صدری
فقال ثبّتک اللہُ و سدّدک اذا
جاءک الخصمانِ فلا تقضی للاولِ
حتی تسمعَ من الآخر فانہ اَجدرُ ان
یُبین لک القضاء قال فما زلتُ قاضیا
وفی روایۃ فما اَعیانی قضاءٌ بین
اثنین۔ و ازان جملہ آنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چون قصد
حجۃ الوداع فرمودند وی رضی اللہ
عنہ در یمن بود وازانجا ارادۂ حج
نمود و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم رسید و احرام را باین
مضمون منعقد ساخت کہ اہللتُ بما
اَہَلَّ بہٖ رسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

میں آپ نے خطبہ دیا جو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے
فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابو عمر وغیرہما
نے روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں، مروی ہے زید
بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اُترے تو آپ نے
سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کر دی گئیں
فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم
میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسری
سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اصحاب تو تم
غور کر لو کہ میرے پیچھے ان دونوں سے کیا معاملہ کرو گے تو
وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے
پاس حوض پر وارد ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل
میرا محبوب ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں۔ پھر
آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس
کا محبوب ہوں علی بھی اُس کا محبوب ہے۔ یا اللہ آپ
اس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے اور اس
سے عداوت کریں جو علی سے عداوت کرے۔ اور اُن
میں سے یہ کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس عالم سے عالم اعلیٰ کو انتقال فرمایا تو حضرت مرتضیٰ نے
جماعتِ اہلِ بیت کے ساتھ آپ کے غسل اور دفن
کی خدمت انجام دی۔ کہا محمد بن اسحاق نے مجھ سے
روایت کیا عبد اللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبد اللہ
وغیرہما نے ہمارے اصحاب میں سے کہ علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبد المطلب اور فضل بن
عباس اور قثم بن عباس اور اسامہ بن زید اور

و باہدی کثیر بمکۃ قدوم نمود و جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم او را رضی اللہ عنہ با خود در ہدی شریک ساختند۔ اخرج مسلم عن عبد اللہ بن الحارث الکندی قال شہدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع و اتی المنحر فقال ادعوا لی ابا حسن فدعی لہ علی رضی اللہ عنہ فقال لہ خذ باسفل الحربۃ واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باعلاہا ثم طعنا بہا البدن فلما فرغا رکب بغلتہ واردف علیاً

وچون از حجۃ الوداع مراجعت فرمودند در غدیر خم خطبہ خواندند متضمن اظہار فضائل حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ۔ اخرج الحاکم وابو عمر و غیرہما وہذا لفظ الحاکم عن زید بن ارقم لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدرجات فقممن قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ تعالی وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض

شقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کو غسل دینے میں لگے ہوئے تھے۔ اور یہ کہ اوس بن خولی نے جو بنی خزرج میں کا ایک شخص تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم کو بھی حصّہ دیجئے جب کہ اوس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور اہلِ بدر میں سے بھی۔ علیؓ نے کہا اندر آجاؤ تو وہ داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ کو علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سینہ سے سہارا دیا اور فضل اور عباس اور قثم آپؐ کو پلٹا رہے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران جو دونوں آپؐ کے آزاد کردہ تھے یہ دونوں آپؐ کے اوپر پانی ڈال رہے تھے۔ اور علی بن ابی طالب آپؐ کو غسل دے رہے تھے ______ اور آپ کو اپنے سینہ سے سہارا بھی دے رہے تھے اور آپ کے جسم پر آپ کی قمیص تھی، پیچھے سے اسی سے آپؐ کو ملتے تھے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر نہیں لگا رہے تھے، اور یہ کہہ رہے تھے میرا باپ اور ماں آپ پر قربان کسقدر پاکیزہ ہیں آپ زندہ اور مردہ دونوں حال میں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ چیزیں نہیں دیکھی گئیں جو میّت میں دیکھی جاتی ہیں۔ پھر ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اُترے وہ علی بن ابی طالب تھے اور فضل بن عباس وقثم بن عباس اور شقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ ہیں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوابقِ اسلامیہ۔ اور دوسری احادیث جو آپؓ کے تمام فضائل کے بیان پر مشتمل ہیں اس

www.kitabghar.org

ثم قال ان اللہ تعالےٰ عزوجل مولایَ وانا وَلیُّ کل مؤمن ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنتُ ولیہ فہذا وَلِیّہٗ اللّٰہم وَالِ من وَالاہُ وعَادِ من عاداہ - واز آن جملہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از این عالم بعالم اعلے انتقال فرمودند حضرت مرتضٰے باجمعے از اہل بیت متصدّی غسل و دفن شدند - قال محمد بن اسحٰق حدثنی عبداللہ بن ابی بکر وحسین بن عبداللہ وغیرہما من اصحابنا ان علیّ بن ابیطالب رضی اللہ عنہ والعباس بن عبدالمطلب والفضلَ بن العباس وقثم بن العباس واسامۃَ بن زید وشُقران مولیٰ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم الذین تولّوا اغسلہٗ وان اوس بن خولیّ احدَ بنی الخزرج قال لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اُنشدک اللّٰہَ یا علیُّ وحظّنا من رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان اوس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واہل بدر قال ادخل فدخل و حضرَ غسلَ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستندہ علیٌّ الی صدرہ وکان

سے زیادہ ہیں کہ اُن کے احصاء پر قابو پالیا جائے ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کرکے ان اوراق پر لکھ دیں۔ حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے اتنے فضائل نہیں آئے جتنے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔ بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ اس بات کا سبب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں دو جہت کا اجتماع ہے کہ آپ کی سوابقِ اسلامیہ میں جہتیں ہے جیساکہ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ان میں سے ہم نے بیان کی ہیں، دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا قربِ قرابت، اور آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام رشتہ داری کے تعلق کی مراعات رکھنے میں سب سے بڑھے ہوئے اور حقوقِ قرابت کو سب سے زیادہ پہچاننے والے تھے۔ پھر جب لطفِ ربانی نے امداد کی اور حضرت مرتضیٰ کو تربیت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا تو ان کا مرتبۂ قرابت دوبالا ہوگیا اور آپ کی شان میں ایک اور بزرگی کا اضافہ کردیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اُن کے عقد میں دیدیا تو مزید فضیلت اُن کے شاملِ حال ہوگئی۔ پھر جب اُن کے ایامِ خلافت میں اختلاف واقع ہوا اور اہلِ زمانہ کے دل اُن سے برگشتہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ اصحاب نے اس فتنہ کے دفع کرنے میں بہترین کوششیں کیں اور اُن کے ترکش میں جو بھی تیر تھا اُس کو صرف کردیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی سعی کو مقبول کرے۔ اس

www.kitabghar.org

الفضل والعباس وقثم یقلبونہ معہ واسامۃ بن زید و شقران مولیاہ وہما الذان یصبان الماء علیہ و علی بن ابی طالب یغسلہ وقد اسندہ الی صدرہ وعلیہ قمیصہ یدلکہ بہ من ورائہ لا یفضی بیدہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقول بابی انت وامی ما اطیبک حیاً ومیتاً ولم یر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مایری من المیت ثم قال ابن اسحٰق وکان الذین نزلوا فی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب والفضل بن العباس وقثم بن العباس وشقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این است سوابق اسلامیہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ واحادیث دیگر متضمن بیان سائر فضائل وی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ زیادہ است ازانکہ احصای آن درمقدور آید میخواہیم کہ جملۂ صالحہ ازان احادیث درین اوراق بر نگاریم اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ماجاء لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عبد ضعیف گوید سبب این معنے اجتماع دوجہت است در مرتضےٰ رضی اللہ عنہ یکے رسوخ او در سوابق اسلامیہ چنانکہ قدری ملتیسر ازان بیان کردیم

سبب سے اُن کے فضائل کی احادیث کا دائرہ اشاعت وسیع تر ہوگیا۔ بعض حدیثیں تواتر کے مرتبہ میں اور بعض دوسری احادیث حسن کے درجہ میں پہنچیں۔ پھر جب کہ شیعیت کے فتنہ نے سر اُبھارا تو بے باک لوگوں کی ایک جماعت نے بھی حدِّ اعتدال سے پاؤں باہر نکال کر احادیث وضع کرنا شروع کردیں اپنی بدعت کو مروّج کرنے کے لئے، اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جو ظلم کے مرتکب ہوئے کہ جس بارگاہ میں اُن کو لوٹ کر جانا ہے وہ کیسی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد بن سکیں اعراض کرتے ہیں، اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اس کی ہم روایت کردیں گے۔ اب سنئے یہ حدیث متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسٰی کے۔ یہ حدیث روایت کی گئی سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس وغیرہم سے۔ اور متواتر میں سے یہ حدیث ہے: "میں علی سے (راضی) ہوں اور علی مجھ سے اے اللہ اُس سے محبّت کر جو اُس سے محبّت کرے اور اُس سے عداوت کر جو اُس سے عداوت کرے"۔ اس کو روایت کیا زید بن ارقم اور بریدہ اور عمران بن حصین اور عمرو بن شاشں وغیرہم نے۔ اور متواتر میں سے یہ حدیث ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ (الاحزاب ۳۳:۳۳) اللہ تعالیٰ

www.kitabghar.org

وجوہِ قربِ قرابت او بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام اوصلِ ناس بارحام و اعرفِ ناس بحقوقِ قرابت ۔ بودند باز چون عنایتِ الٰہی مساعدت نمود حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ را در کنارِ تربیتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انداخت مرتبۂ قرابت دوبالا شد وکرامتِ دیگر درکارِ او کردند رضی اللہ عنہ۔ باز چون حضرت فاطمۂ زہرا را رضی اللہ عنہا در عقدِ او دادند مزیدِ فضیلت باو یار شد۔ باز در ایام خلافتِ او چون اختلاف بوقوع آمد وخواطر اہل عصر از وی برگشت بقیۂ اصحاب جنابِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم در دفع این فتنہ مساعی جمیلہ مبذول داشتند وہر تیریکہ در ترکشِ ایشان بود صرف کردند شکرَ اللہُ سعیہم ازین جہت دائرۂ روایت احادیث فضائل او کشادہ تر شد، بعض بدرجۂ تواتر و بعض آغر بمرتبۂ حسان رسید۔ باز چون فتنۂ تشیّع سر برآورد و جماعۂ بیباکان پا از حدِ اعتدال بیرون نہادہ وضع احادیث پیدا کردند تروتیجاً لبدعتہم وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۝ بالجملہ

کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہرًا و باطنًا) پاک وصاف رکھے"۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پانچ کو بلایا۔ یہ روایت کی گئی حدیثِ سعد اور ام سلمہ اور واثلہ اور عبد اللہ بن جعفر اور انس بن مالک سے۔ اور متواترہیں سے یہ ہے کہ آپ نے ان کو یوم فتح خیبر میں جھنڈا عطا کیا اور فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبّت کرتے ہیں۔ اس کو روایت کیا عمر اور سعد اور ابو ہریرہ اور سہل بن سعد اور سلمہ بن الاکوع وغیرہم نے۔ روایت کیا مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ حکم دیا معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو۔ پھر کہا تم کو کیا بات مانع ہے اس سے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ سعد نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھے تین باتیں یاد رہیں گی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علیؓ کو ہرگز بُرا نہ کہوں گا۔ بلاشبہ اُن میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتی تو وہ مجھے سُرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جو اُن سے فرما رہے تھے اور (قصّہ یہ تھا) کہ آپ نے اپنے بعض غزوات میں اُن کو (مدینہ میں) چھوڑا تھا اور اس پر اُن سے علی نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا دیا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت

www.kitabghar.org

ما از ایرادِ احادیث موضوعہ و احادیث شدیدۃ الضعف کہ بکار متابعات و شواھد نمی آید تحاشی داریم و انچہ در مرتبۂ صحت وحسن است یا ضعفِ متحمل دارد آن را روایت کنیم فمن المتواتر انتَ منّی بمنزلۃ ھارونَ من موسٰی رُوِی ذلک عن سعد بن ابی وقاص و اسماء بنت عمیس و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن عباس وغیرہم ومن المتواتر حدیث اَنَا مِن علیّ و علیٌّ منّی اللّٰھم وَالِ مَن و الاہ وعَادِ من عاداہ رواہ زید بن ارقم و بریدۃ و عمران بن حصین و عمرو بن شاش وغیرھم۔ ومن المتواتر حدیث لما نزلت اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا دعا رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لھٰؤلاء الخمسۃ رُوِی ذلک من حدیث سعد و ام سلمۃ وواثلۃ و عبداللہ بن جعفر وانس بن مالک ومن المتواتر انہ اعطاہ الرایۃ یوم فتح خیبر و قال لاُعطِیَنَّ الرایۃَ رجلاً یحبّ اللہَ ورسولَہ ویُحِبّہ اللہ و رسولُہ رواہ عمر و علی و سعد و ابو ہریرۃ وسہل بن سعد وسلمۃ بن الاکوع وغیرہم اخرج مسلمؒ عن عامر بن سعد

موسےٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے' اور میں نے آپ سے سنا کہ یوم خیبر میں آپ فرماتے تھے کہ یہ جھنڈا میں کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبّت کرتے ہیں۔(سعد نے) کہا کہ ہم (اگلے دن) اس (جھنڈے) کے لئے ایک دوسرے سے اونچا ہونے لگے (تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم پر نظر پڑ جائے) آپ نے فرمایا کہ علی کو بُلا کر لاؤ چنانچہ وہ لائے گئے ایسی حالت میں کہ ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو آپ نے اُن کی دونوں آنکھوں میں تھتکارا اور جھنڈا اُن کو دے دیا پھر اللہ نے اُن کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَاءَکُمْ (آؤ ہم اپنی اولاد کو بلائیں اور تم اپنی اولاد کو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بلایا اور کہا یا اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ اور حاکم اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کیا، کہا کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ اُن کے پاس نو شخص آئے اور انہوں نے کہا اے ابن عباس یا تو آپ ہمارے ساتھ چلیں اور یا ان لوگوں میں سے الگ ہو کر ہم سے تنہائی میں گفتگو کریں۔ تو ابن عباس نے کہا نہیں بلکہ میں تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی نے کہا اور وہ اُس زمانہ میں ٹھیک تھے نابینا نہیں ہوئے تھے۔ کہا پھر ان لوگوں نے پہل کر کے بات چیت کی، تو ہم نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے کیا کہا۔ کہا کہ پھر ابن عباس آئے اپنے کپڑے کو جھاڑتے ہوئے اور (کلمات افسوس) اُف وتف کہہ رہے تھے

www.kitabghar.org

بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویۃ
بن ابی سفیان سعدًا فقال ما منعک
ان تسب ابا تراب قال اما ما ذکرت
ثلثاً قالہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلن اسبہ لان تکون لی
واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لہ وقد خلفہ فی بعض مغازیہ
فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی مع
النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون
منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ
لانبوۃ بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر
لاعطین ہذہ الرایۃ رجلاً یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال فتطاولنا
لہا فقال ادعوا الی علیاً فاتی بہ
ارمد فبصق فی عینیہ ودفع
الرایۃ الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت
ہذہ الآیۃ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ دعا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمۃ
وحسناً وحسیناً وقال اللہم ہؤلاء
اہلی واخرج الحاکم والنسائی عن
عمرو بن میمون قال انی لجالس
عند ابن عباس اذ اتاہ تسعۃ رہط

کہ یہ لوگ ایسے شخص کی بدگوئی میں پڑ گئے کہ جس میں ایسے
دس فضائل ہیں جو اُس کے سوا کسی میں نہیں ہیں۔ وہ
ایسے شخص کی برائی میں پڑے جس کے بارے میں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں
گا جس کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا، وہ اللہ اور اس
کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس
سے محبت کرتے ہیں پھر اُس (جھنڈے) کی طمع میں اُبھرنے
والے اُبھرے، پھر آپ نے فرمایا کہ کہاں ہے علی، لوگوں
نے کہا کہ وہ چکی میں آٹا پیس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا
اور کوئی دوسرا نہیں تھا جو آٹا پیستا۔ کہا کہ پھر وہ آئے اور
اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں، دیکھنے پر بھی قادر نہیں تھے۔
کہا کہ پھر آپ نے اُن کی آنکھوں میں پھونک ماری، پھر
جھنڈے کو تین مرتبہ لہرایا اور خاص اُن ہی کو دیا۔ پھر علی
صفیہ بنت حیی (ام المومنین) کو لیکر آئے۔ کہا ابن عباس
نے کہ پھر بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کو
(یعنی ابوبکر کو) سورۂ توبہ دے کر۔ پھر اُن کے پیچھے علی کو
بھیجا انہوں نے اُس سورۃ کو اُن سے لے لیا۔ اور آپ نے
فرمایا کہ اس کو نہیں لے جانا چاہیئے مگر ایسے شخص کو جو
مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔ کہا ابن عباس
نے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی
اولاد سے کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون
میرے ساتھ موالاۃ کرے گا (دل سے میرا معاون
ہوگا اور ساتھی) کہا کہ علی اُن کے ساتھ بیٹھے تھے
تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُن
میں سے ہر ہر شخص سے متوجہ ہو کر آپ نے خطاب کیا

www.kitabghar.org

فقالوا یا ابنَ عباس اِمّا ان تقومَ
معنا و امّا ان تخلُو بنا من بین
ھٰؤلاءِ فقال ابنُ عباس بل اَنا
اقوم معکم قال وھو یومئذٍ
صحیحٌ قبلَ ان یَعمٰی قال فابتدءوا
فتحدّثُوا فلا ندری ما قالوا قال
فجاءَ ینفُضُ ثوبَہ ویقول اُفٍ وتُفٍ
وقعوا فی رجلٍ لہ عشرُ فضائلَ
لیست لِاَحدٍ غیرِہ وقعوا فی رجلٍ
قال لہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
لَاَبعثَنّ رجلاً لایخزیہ اللہ ابداً ا
یُحِبُّ اللّٰہَ ورسولَہ ویحبہ اللّٰہُ و
رسولُہ فاستشرفَ لہا مستشرفٌ
فقال این علیٌّ فقالوا انہ فی الرحیٰ
لیطحن قال وما کانَ احدُہم لیطحنَ
قال فجاءَ وھو اَرمَدُ لا یکادُ اَن یُبصِرَ
قال فنفثَ فی عینیہ ثم ہَزّ
الرایۃَ ثلثاً فاعطاہا ایّاہ فجاءَ علیؓ
بصفیۃ بنت حُیَیّ قال ابنُ عباس
ثم بعثَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم فلاناً بسورۃ التوبۃ فبعث
علیاً خلفہ فاخذہا منہ وقال لایذہبُ
بہا اِلّا رجلٌ ہو منی وانا منہ قال
ابن عباس وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ
وسلم لبنی عمہ ایّکم یُوَالینی فی

کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھی
ہوگا تو سب نے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے علیؓ سے
کہا کہ تو ہی ہے میرا دوست دنیا اور آخرت میں۔ اور
کہا ابنِ عباسؓ نے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد تمام
لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے علیؓ تھے۔
کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا یعنی
چادر لے کر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے اوپر رکھی
اور کہا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ (۳۳:۳۳) اللہ تعالیٰ
کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے
اور تم کو (ہر طرح) ظاہراً و باطناً پاک و صاف رکھے۔" کہا
ابنِ عباسؓ نے اور علی نے اپنی ذات کو سختی میں ڈالا
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھی پھر آپ
کی جگہ سو گئے۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ مشرکین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پر ڈھیلے پھینکا کرتے تھے۔
ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور علی (منھ لپیٹے) سو رہے
تھے۔ کہا کہ ابوبکر یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کہ پھر ابوبکر نے کہا
اے نبی اللہ تو اُن سے علی نے کہا کہ نبی اللہ تو بیر میمون
کی طرف جا چکے ہیں اُن کے پاس پہنچ جاؤ۔ کہا کہ پھر
ابوبکر چلے گئے اور آپ کے ساتھ غار میں داخل
ہوئے۔ اور علی کے اوپر پتھر پھینکے جا رہے تھے جیسا
معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا
کرتا تھا اور علی (چوٹ کی وجہ سے) پیچ و تاب
کھاتے رہے۔ اور انہوں نے اپنے سر کو چادر میں چھپا
رکھا تھا اُس کو باہر نہیں نکالتے تھے یہاں تک کہ

www.kitabghar.org

الدنیا والآخرۃ فأبوا فقال لعلی
انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ
قال ابن عباس وکان علیؓ اول
من آمن من الناس بعد خدیجۃ
رضی اللہ عنہا قال واخذ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ثوبہ فوضعہ
علی علیؓ وفاطمۃ وحسن وحسین
وقال انما یرید اللہ لیذہب
عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا۔ قال ابن
عباس وشری علیؓ نفسہ فلبس
ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم نام مکانہ قال ابن عباس و
کان المشرکون یرمون رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فجاء ابوبکر
رضی اللہ عنہ وعلیؓ نائم قال وابوبکر
یحسب انہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال فقال یا نبی اللہ
فقال لہ علیؓ ان نبی اللہ قد انطلق
نحو بیر میمون فادرکہ قال فانطلق
ابوبکر فدخل معہ الغار قال وجعل
علیؓ رضی اللہ عنہ یرمی بالحجارۃ
کما کان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہو یتضوّر وقد لف رأسہ فی
الثوب لا یخرجہ حتی اصبح ثم کشف

صبح ہو گئی پھر اپنے سر سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے کہا
کہ تو یقیناً ملامت کے قابل ہے۔ تیرا ساتھی اُف
بھی نہیں کرتا تھا اور ہم اُس کے پتھر مارتے رہتے تھے
اور تو پیچ و تاب کھاتا رہا اور ہم اس کو عجیب بات
خیال کر رہے تھے۔ پھر کہا ابن عباس نے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے
اور سب لوگ آپ کے ساتھ نکلے تو ان سے علی
نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نہیں۔ تو علی رونے لگے
تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں
ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں
ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مجھے جانا مناسب نہیں ہے
بجز اس کے کہ تو میرا قائم مقام رہے۔ کہا ابن عباس
نے کہ اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تو ولی (حبیب) ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان
عورت کا میرے بعد۔ اور کہا ابن عباس نے کہ بند
کر دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد (کے
صحن سے ملے ہوئے مکانوں) کے دروازے سوائے
علی کے دروازے کے، تو وہ بحالتِ جنابت مسجد میں
داخل ہوتے تھے جب کہ وہ اُن کا راستہ تھا اور
اس کے سوا اُن کا اور کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ کہا ابن
عباس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے میں جس کا محبوب مُطاع ہوں تو اُس کا محبوب
و مُطاع علی بھی ہے۔ اور کہا عہ ابن عباس نے کہ ہم

عہ وہ دس فضائل جو مخصوص تھے حضرت مرتضیٰ رضہ کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد چند ایسے فضائل بھی بیان کر دیئے جو آپ کے لئے ثابت ہیں اگرچہ اور بھی ان میں

www.kitabghar.org

عن راشہ فقالوا انک تلکئتہم وکان صاحبک لا یتضوّرُ ونحن نرمیہ وانتَ تتضور وقد استنکرنا ذٰلک۔ فقال ابن عباس وخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک وخرج الناسُ معہ فقال لہ علی اَخرجُ معکَ قال فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لَا فبکٰی علیؓ فقال لہ اَمَا ترضٰی ان تکونَ منی بمنزلۃ ہارونَ من موسٰی الا انہ لیس بعدی نبی انہ لا ینبغی اَن اَذہب الّا وانتَ خلیفتی۔ قالؓ ابن عباس وقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتَ وَلیُّ کلِ مؤمنٍ من بعدی ومؤمنۃٍ۔ وقالؓ ابن عباس وسدَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوابَ المسجدِ غیرَ بابِ علیٍ فکان یدخل المسجدَ جُنبًا وہو طریقُہ لیسَ لہ طریقٌ غیرہ۔ قالؓ ابن عباس وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنتُ مولاہُ فان مولاہ علی۔ وقال ابن عباس وقد اخبرنا اللہُ عزوجل فی القرآن انہ رضیَ عن اصحاب الشجرۃِ فعلم مافی قلوبہم فہل اَخبرَنَا انہ سخطَ علیہم بعد ذٰلک

کو اللہ عزوجل نے قرآن میں یہ خبر دی ہے کہ وہ راضی ہے اصحاب شجرہ سے (یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، ان میں حضرت علی بھی تھے) پھر اللہ نے جان لیا (بعلمِ ظہور) جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے۔ تو کیا اللہ نے ہم کو ایسی خبر دی ہے کہ اس کے بعد اللہ اُن سے ناراض ہوگیا۔ کہا ابن عباس نے، اور فرمایا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی عنہ اللہ سے جب کہ اُنہوں نے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی گردن مار دوں[1]۔ فرمایا تو ایسا کرنے گا؟ ..... اور تجھے یہ خبر نہیں کہ (اہلِ بدر کی مغفرت اتنی یقینی ہے کہ) گویا اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر جلوہ فرما کر یہ کہہ دیا کہ اب تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں تمہاری مغفرت کر چکا اور علی بھی اہل بدریں سے ہیں)۔ اور روایت کیا حاکم نے ابوہریرہ سے، کہا کہ فرمایا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ علی بن ابی طالب کو ایسی تین فضیلتیں دی گئی ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک فضیلت بھی مجھے مل جائے تو وہ میرے لئے سُرخ رنگ کے اُونٹوں سے زیادہ محبوب ہو۔ آپ سے کہا گیا کہ وہ کیا ہیں اے امیر المومنین؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کے ساتھ اُن کا نکاح ہونا اور اُن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہنا کہ اُن کے لئے اُس میں وہ بات حلال ہے جو اُن کے ہی لئے حلال ہے[1]۔ اور یوم خیبر والا جھنڈا۔ اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ میں چار ایسے فضائل ہیں کہ

[1] یعنی حاطب بن ابی بلتعہ کی گردن۔ یہ ایک بڑے واقعہ کا جزو ہے جو چند بار مذکور ہو چکا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.kitabghar.org

قال ابن عباس وقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر رضی اللہ عنہ حین قال ائذن لی فاضرب عنقہ قال وکنت فاعلاً وما یدریک لعل اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم۔ واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لقد اعطی علیٌ بن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون لی خصلۃ منہا احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل وما ہن یا امیر المؤمنین قال تزوجہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل لہ فیہ ما یحل لہ والرایۃ یوم خیبر۔ واخرج الحاکم عن ابن عباس قال لعلی رضی اللہ عنہ اربع خصال لیست لاحد من العرب ہو اول عربی واعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وہو الذی صبر معہ یوم المہراس وہو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ۔ واخرج الحاکم عن ام سلمۃ قالت لابی عبد اللہ الجدلی ایسبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ عرب میں سے کسی میں نہیں ہیں وہ تمام عرب اور عجم والوں میں کے پہلے شخص ہیں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور وہ ایسے شخص ہیں جن کے ساتھ اُن کا جھنڈا ہر معرکہ میں رہا ہے اور وہ وہ شخص ہیں جس نے آپ کے ساتھ صبر کیا تھا یوم مہراس[3] میں۔ اور وہ ایسے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا اور قبر میں داخل کیا تھا۔ حاکم نے روایت کیا ام سلمہ سے اور اُنہوں نے ابو عبد اللہ جدلی سے، کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں، کہا کہ میں نے کہا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا کوئی اور کلمہ اسی طرح کا۔ کہا کہ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے تھے کہ جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی۔ اور مروی ہے ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ سے وہ اپنے باپ سے، کہا کہ ایک شخص شام والوں میں سے آیا اور اس نے ابن عباس کے سامنے علی رضہ کو گالی دی تو ابن عباس نے اُس کے پتھر مارا اور کہا کہ اے دشمنِ خدا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ (الاحزاب ۳۳ : ۵۷) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو تو ان کو بھی ایذاء پہنچاتا۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ [1] ملاحظہ ہو) [2] اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے لئے بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا حلال ہے ۱۲ [3] یعنی جنگ

www.kitabghar.org

فیکم قال فقلت معاذ اللہ او سبحان اللہ
او کلمۃ نحوہا قال قالت سمعت رسولَ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من
سبَّ علیاً فقد سبّنی۔ وعن
ابی بکر بن عبداللہ بن ابی ملیکۃ
عن ابیہ قال جاء رجل من اہل الشام
فسبَّ علیاً عند ابن عباس
فحصبہ ابن عباس فقال یا عدوّ اللہ
آذیتَ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا
مُّھِیْنًا لو کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لآذیتہ۔ وعن علی رضی اللہ
عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یا علی ان لک کنزًا فی الجنۃ
وانک ذو قرنیہا فلا تتبعنّ نظرۃً
نظرۃً فان لک الاولی ولیست
لک الآخرۃ۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ادعوا لی سیدَ العرب فقلتُ
یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اَلستَ سیدَ العرب قال انا سید
وُلدِ آدم و علیؑ سید العرب۔ وعن
عبداللہ بن عمرو بن ہند الجہنی قال

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تیرے لئے جنت
میں ایک محفوظ خزانہ موجود ہے اور بلاشبہہ تو اس کی جانبین
والا ہے تو ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ پہلی (اتفاقیہ) نظر کا
دوسری (بالارادہ) نظر پیچھا کرے۔ پہلی تو تمھارے لئے معاف
ہے، دوسری کا تمھیں حق نہیں۔ اور مروی ہے عائشہ رضی اللہ
عنہا سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
میرے پاس عرب کے سردار کو لاؤ تو میں نے کہا: یارسول اللہ
کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمام
اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔ اور مروی
ہے عبداللہ بن عمرو بن ہند جہنی سے، کہا کہ میں نے سنا علی
رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کرتا تھا تو آپ مجھے عطا کرتے تھے اور
جب میں خاموش ہوتا تو آپ مجھ سے بات کی ابتدا کرتے۔
اور مروی ہے زید بن ارقم سے، کہا کہ اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے لوگوں کے دروازے
مسجد میں کھلتے تھے گذرگاہ کے طور پر، تو ایک دن آپ
نے فرمایا کہ ان دروازوں کو بند کردو بجز علی کے دروازے
کے۔ کہا کہ پھر اس بارے میں لوگوں نے کلام کیا تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ
کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اما بعد یقیناً میں نے حکم
دیا ہے کہ ان دروازوں کو بند کردیا جائے بجز علی کے دروازے
کے تو اس بارے میں تمھارے کہنے والے نے کہا۔ خدا کی قسم
میں نے از خود نہ کسی کو بند کیا اور نہ کھولا۔ لیکن مجھے ایک بات
کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا اتباع کیا۔ اور مروی ہے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.kitabghar.org

سمعتُ علیاً رضی اللہ عنہ یقول کنتُ اذا سألتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سکتُّ ابتدأنی وعن زید بن ارقم قال کانت لنفرٍ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوابٌ شارعۃٌ فی المسجدِ فقال یوماً سُدُّوا ھذہ الابوابَ اِلّا بابَ علی قال فتکلم فی ذلک ناسٌ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہَ واثنی علیہ ثم قال اما بعدُ فانی اُمرتُ لیُسَدَّ ھذہ الابوابُ غیر بابِ علی فقال فیہ قائلکم واللہِ ماسَدَدتُ شیئاً ولا فتحتُہ ولکن اُمرتُ بشیئٍ فاتبعتُہ۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃُ العلم وعلیٌّ بابُھا فمن اراد المدینۃَ فلیأتِ البابَ۔ وعن جابر بن عبداللہ یقول سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیأتِ البابَ۔ وعن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرید ان یحیی حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ الخلدِ التی وعدنی

نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو جو شہر میں جانے کا ارادہ کرے تو اس کو دروازے پر آنا چاہیئے۔ اور مروی ہے جابر بن عبداللہ سے کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو جو علم کا ارادہ کرے اُس کو چاہیئے کہ دروازے پر آئے۔ اور مروی ہے زید بن ارقم سے کہا کہ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کی طرح زندگی گذارے اور میری موت کی طرح مرے اور جنۃ الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے تو چاہیئے کہ اطاعت کرے علی بن ابی طالب کی کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستہ سے نہ ہٹنے دے گا اور گمراہی میں ہرگز نہ داخل کرے گا۔ اور مروی ہے ابوذر سے، کہا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب سے اور نماز سے پیچھے رہ جانے سے اور علی بن ابی طالب کے ساتھ بغض سے۔ اور مروی ہے ابوہریرہ سے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے مجھے علی بن ابی طالب کی زوجیت میں دے دیا اور وہ فقیر ہیں جن کے پاس کچھ مال نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ عزوجل نے تمام زمین والوں کو جھانک کر دیکھا اور پھر دو آدمیوں کو برگزیدہ کیا اُن دونوں میں سے ایک تیرا باپ ہے، اور دوسرا تیرا شوہر۔ اور مروی ہے علی رضؓ سے اس آیت کے بارے میں اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ (۱۳: ۷) آپ صرف ڈرانے والے (نبی) ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں" علی نے کہا کہ رسول اللہ منذر ہیں اور میں ہادی

www.kitabghar.org

فلیتولنّ علیّ بن ابی طالب فانہ لن یخرجکم عن ہدی و لن یدخلکم فی ضلال۔ وعن ابی ذر قال ما کنا نعرف المنافقین الا بتکذیب اللہ و رسولہ والتخلف عن الصلوۃ والبغض لعلیّ بن ابی طالب۔ وعن ابی ہریرۃ قال قالت فاطمۃ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوّجتنی من علی بن ابی طالب و ہو فقیرٌ لا مال لہ فقال یا فاطمۃُ اما یرضین ان اللہ عزوجل اطلع علی اہل الارض فاختار رجلین احدہما ابوکِ و الآخر بعلکِ۔ وعن علی فی قولہ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ہَادٍ قال علیٌ رسول اللہ المنذر و انا الہادی۔ وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا غضب لم یجترئ منا احدٌ یکلمہ غیر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ وعن سلمان قال رجل لسلمان ما اشد حبک لعلی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احبّ علیا فقد احبّنی و من ابغض علیا فقد ابغضنی۔ وعن ابن بریدۃ عن ابیہ قال قال

ہوں۔ اور مروی ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غضب ناک ہوتے تو ہم میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ سے کلام کرے سوائے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے۔ اور مروی ہے سلمان سے کہ ایک شخص نے سلمان سے کہا کہ علی سے اتنی زیادہ محبت آپ کو کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے علی سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی۔ اور مروی ہے ابن بریدہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا اپنے اصحاب میں سے چار سے محبت کرنے کا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی اُن سے محبت کرتا ہے کہا کہ ہم نے کہا کہ وہ کون ہیں یا رسول اللہ اور ہم میں کا ہر ایک اس کا خواہشمند ہوگا کہ وہ اُن میں سے ہو۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو کہ علی اُن میں سے ہے۔ پھر فرمایا سمجھ لو کہ علی اُن میں سے ہے۔ پھر خاموش ہو گئے۔ اور مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بُھنا ہوا چوزہ پیش کیا گیا۔ تو آپ نے کہا یا اللہ میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دیجئے جو آپ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس گوشت میں سے کھائے۔ کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ انصار میں کے کسی شخص کو ایسا کر دے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے (باہر ہی باہر) اُن سے کہہ دیا کہ

www.kitabghar.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اللہ امرنی بحب اربعۃ من اصحابی
واخبرنی انہ یحبہم قال قلنا من ہم
یارسول اللہ وکلنا یحب ان یکون
منہم فقال الا ان علیا منہم ثم سکت
ثم قال اما ان علیا منہم ثم سکت
وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ
قال کنت اخدم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقدم لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرخ مشوی فقال
اللہم ائتنی باحب خلقک الیک
یاکل معی من ھذا الطیر قال
فقلت اللہم اجعلہ رجلاً من الانصار
فجاء علیؓ رضی اللہ عنہ فقلت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ
حاجتہ ثم جاء فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم افتح فدخل فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما حملک علی ما صنعت فقلت یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سمعت دعاءک فاحببت ان یکون
رجلاً من قومی فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل
قد یحب قومہ قال الترمذی غریب
وجاء الحاکم باسانید خرج بہا عن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام میں لگے ہوئے
ہیں۔ (وہ چلے گئے اور) پھر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے۔ تو وہ اندر آئے (علیؓ
نے اپنے حاضر ہونے اور واپس کر دیئے جانے کا تذکرہ کیا)
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) کہا کہ تو نے جو
کچھ کیا اُس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ تو میں نے کہا یا
رسول اللہ ــــــــ میں نے آپ کی دُعاء کو
سُن لیا تھا تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں
کا ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک
آدمی کو اپنی قوم سے محبت ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ
حدیث غریب ہے اور حاکم ایسی کئی سندیں لائے جس
سے یہ خالص غرابت سے نکل گئی۔ اور عمار بن یاسر سے مروی
ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ
علی سے فرما رہے تھے کہ اے علی خوشخبری ہے اس شخص
کے لئے جس نے تجھ سے محبت کی اور تیرا مخلص رہا اور عذاب
ہے اُس کے لئے جس نے تجھ سے دشمنی کی اور تیرے بارے
میں جھوٹ بولا۔ اور مروی ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا سب
سے پہلا شخص جو میرے پاس حوض پر آئے گا اور تم میں
سے اسلام لانے میں سب سے پہلا علی بن ابی طالب ہے
رضی اللہ عنہ۔ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ سب سے پہلا شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ اسلام لایا وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور
مروی ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے

www.kitabghar.org

غرابۃ المحضۃ وعن عمار بن یاسر سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یا علی
طوبیٰ لمن احبک وصدق فیک و
ویل لمن ابغضک وکذب فیک وعن سلمان رضی
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولکم واردًا
علی الحوض واولکم اسلاما علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال
ان اوّل من اسلم مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ۔ وعن ابی سعید الخدری
رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم دخل علی فاطمۃ رضی اللہ عنہا
فقال انّی وایّاکِ وھٰذا النائم
یعنی علیّا وھما یعنی الحسنَ والحسینَ
لفی مکانٍ واحدٍ یوم القیامۃ وعن
انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اشتاقتِ الجنۃُ الی
ثلٰثۃٍ علیّ وعمّارٍ وسلمانَ وعن
ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سألتُ ربّی ان لا اُزوِّج احدًا
من امتی ولا اتزوّج الیہ الّا کان
معی فی الجنۃ فاعطانی وعن عبد اللہ
بن سعد بن زرارۃ عن ابیہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گئے۔ اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ سونے والا یعنی علی اور وہ دونوں
یعنی حسن اور حسین قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔
اور مروی ہے انس سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جنت مشتاق ہے تین آدمیوں کی یعنی علی اور
عمار اور سلمان کی۔ اور مروی ہے ابن ابی اوفی رضی اللہ
عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں
نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت میں
سے جس کا بھی نکاح کراؤں یا اس سے نکاح کروں وہ میرے
ساتھ جنت میں ہو، تو اس نے مجھے (یہ چیز) عطا فرما دی
اور عبد اللہ بن سعد بن زرارہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مجھ پر علی کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ
مومنین کا سردار ہے، متقین کا پیشوا ہے۔ سفید منہ اور سفید
ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلنے والا (یعنی صالحین کا رہبر)
اور مروی ہے علی بن ابی طلحہ سے کہا کہ ہم نے حج کیا پھر ہمارا
جانا ہوا مدینہ میں حسن بن علی کی طرف اور ہمارے ساتھ
معاویہ بن خدیج بھی تھا تو حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ
یہ معاویہ بن خدیج ہے جو علی رض کو بہت گالیاں دیتا
ہے انہوں نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ تو اس کو
لایا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ تو علی رض کو بہت گالیاں دیتا
ہے۔ تو اس نے کہا واللہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ فرمایا کہ اگر
تو اس سے ملا اور میں نہیں گمان کرتا کہ تو اس سے قیامت کے
دن ملے گا تو تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض
پر کھڑا ہوا پائے گا منافقین کے جھنڈوں کو اس سے روکتا
ہوا اس کے ہاتھ میں عوسج (ایک خاردار لکڑی) کی ایک لاٹھی

www.kitabghar.org

أُوحِیَ اِلَیَّ فِی عَلِیٍّ ثَلٰثٌ اِنَّہٗ سَیِّدُ المؤمنینَ و امام المتقین و قائدِ الغُرِّ المُحَجَّلِینَ۔ وعن علی بن ابی طلحہ قال حججنا فمررنا علی الحسن بن علیؓ بالمدینۃ و معنا معاویۃ بن خدیج فقیل للحسن رضی اللہ عنہ ان ھذا معاویۃ بن خدیج السّابُّ لعلی فقال عَلَیَّ بہٖ فاُتِیَ بہٖ فقال انت السّابُّ لعلی فقال مافعلتُ واللہِ قال ان لقیتَہٗ وما اَحسِبُکَ تلقاہ یومَ القیامۃ لتجِدُہٗ قائماً علی حوضِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَذُودُ عنہ راياتِ المنافقین بیدہ عصًا من عوسج حدثنیہ الصادقُ المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم وقد خابَ مَنِ افتَرٰی۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عَلِیُّ اَلَا اُعَلِّمُکَ کلماتٍ اِن قُلْتَھُنَّ غفرلک علیٰ اَنَّہٗ مغفورٌ لک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ العلیُّ العظیمُ لا الٰہ الا اللہ الحلیمُ الکریم سبحانَ اللہِ ربِّ العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین۔ وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت والّذی اَحلِفُ بہٖ اِنْ کانَ علیٌّ لاقربَ الناسِ عہدًا برسول اللہ صلی اللہ

ہوگی۔ مجھ سے یہ بات سچ بولنے والے نے بیان کی جن کے صدق کی شہادت دی جاتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے افتراء کیا وہ برباد ہوا۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تو ان کا وِرد کرے تو تیری مغفرت کی جائے علاوہ اس کے کہ تیری مغفرت ہو چکی ہے لا اِلٰہ الّا اللہ العلی العظیم الخ (ترجمہ) کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو عالی شان صاحب عظمت ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو حلیم وکریم ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام ...... جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے قبل) آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؓ تھے۔ ایک روز صبح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی اور آپ فرماتے رہے کہ کیا علی آگیا، کیا علی آگیا۔ کئی مرتبہ۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا گویا آپ نے اُن کو کسی کام کے لئے بھیجا ہے۔ کہا کہ پھر ذرا دیر کے بعد علی آگئے۔ اُم سلمہ نے کہا کہ میں نے گمان کیا کہ آپ کو علی سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب وہاں سے باہر آگئیں اور دروازے کے پاس بیٹھ گئیں اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازے سے زیادہ قریب تھی تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کی طرف زیادہ جھک گئے اور اُن سے مشورہ کرتے رہے اور ان سے سرگوشی کرتے رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی دن انتقال کر گئے تو آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؓ تھے۔ اور

www.kitabghar.org

عليه وسلم عدنا رسولَ الله صلی الله
عليه وسلم غداةً وهو يقول جاءَ علی
جاءَ علیٌّ مرارًا فقالت فاطمةُ رضی الله
عنها کانک بعثتَه فی حاجةٍ قالت
فجاءَ بعدُ قالت ام سلمة فظننتُ
انّ له اليه حاجةً فخرجنا من البيتِ
فقعدنا عِندَ الباب وکنتُ من ادناهم
الی الباب فاکبَّ عليه رسولُ الله
صلی الله عليه وسلم وجعل يُشاوِرُه
ويُناجِيه ثم قُبِضَ رسول الله صلی الله
عليه وسلم من يومه ذلک فکان علیٌّ
اقربَ الناسِ عهدًا ۔ وعن علی رضی
الله عنه قال بينما رسول الله صلی الله
عليه وسلم آخِذٌ بيدی ونحن فی
سِکَکِ المدينة اذ مررنا بحديقةٍ
فقلتُ يارسول الله ما احسنَها من
حديقةٍ قال لک فی الجنة احسنُ منها
وعن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم
النظر الی وَجهِ علیٍّ عبادةٌ وعن زيد
بن ارقم عن النبی صلی الله عليه وسلم
قال لِعلیٍّ وفاطمةَ وحسن وحسين انا
حربٌ لمن حاربتم وسلمٌ لمن سالمتم
وعن بريدة قال کان احبَّ النساء الی
رسولِ الله صلی الله عليه وسلم فاطمةُ

مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کی گلیوں میں چل رہے
تھے، اسی دوران میں ہمارا گذر ایک باغیچہ سے ہوا۔ میں نے کہا
یارسول اللہ یہ باغیچہ کیسا اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں
تیرا باغیچہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔ اور عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
اور مروی ہے زید بن ارقم سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ آپ نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین سے فرمایا کہ جس
سے تمہاری لڑائی ہے اُس سے میری بھی لڑائی ہے اور جس
سے تمہاری صلح ہے میری بھی صلح ہے۔ اور مروی ہے بریدہ
سے، کہا کہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فاطمہ سے تھی اور مردوں میں علی سے۔
اور جُمیع بن عمیر سے مروی ہے کہا کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ
______ عائشہ رض کے یہاں گیا تو میں نے عائشہ کی
آواز کو پردے کے پیچھے سے سُنا۔ اور میری والدہ عائشہ
سے علی کے بارے میں سوال کر رہی تھیں تو عائشہ نے کہا کہ تو
مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ واللہ میں
کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو زیادہ محبوب ہو علی سے اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہو اُن کی
زوجہ (یعنی فاطمہ) سے۔ ان تمام احادیث کو مستدرک میں
حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے روایت کیا ہے
عبدالرحمن بن ابی لیلےٰ سے انہوں نے اپنے باپ سے
کہ اُنہوں نے علی سے کہا اور وہ اُن کے ساتھ جا رہے تھے

www.kitabghar.org

ومن الرجال عليٌّ وعن جُمَيع بن عمير قال دخلتُ مع أُمّي على عائشة فسمعتُها من وراء الحجاب وهي تسألُها عن عليٍّ فقالت تسألني عن رجل واللهِ ما أعلم رجلاً كان احبَّ الى رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عليّ ولا في الارض امرأةٌ كانت احبَّ الى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امرأته۔ اخرج هذه الاحاديث كلها الحاكم في المستدرک۔ واخرج النسائی عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن ابیہ قال لعلی وكان يسير معہ ان الناس قد انكروا منك ان تخرج في البردِ في المُلاءَتين وتخرجَ في الحَرِّ في الخشنِ والثوبِ الغليظ فقال او لم تكن معنا بخيبر قال بلیٰ قال فانّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابكر وعقد له لواءً فرجع وبعث عمر وعقد له لواءً فرجعَ بالناسِ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لأُعطينَّ الرايةَ رجلاً يحب اللہ ورسولہ ويحبہ اللہ ورسولہ ليس بفرّارٍ فارسل اِليّ و انا ارمدُ فتفل في عينيّ فقال اللهم اكفِه أذى الحرّ والبردِ قال فما وجدت حرًّا بعدَ ذلک ولا بردًا۔ واخرج عن ابی

کہ لوگ آپ کی اس بات سے تعجب کرتے ہیں کہ آپ سردی میں دو باریک کپڑوں میں نکلتے ہیں اور گرمی میں نکلتے ہیں سخت اور گاڑھے کپڑوں میں۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ خیبر میں نہیں تھا انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ کہا کہ (واقعہ یہ ہوا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو بھیجا اور اُن کے لئے جھنڈا تیار کیا اور وہ واپس آگئے۔ اور عمر کو بھیجا اور اُن کے لئے جھنڈا تیار کیا پھر وہ بھی لوگوں کو واپس لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبّت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اُس کا رسول محبّت کرتے ہیں وہ بھاگنے والا نہیں۔ پھر آپ نے مجھے بُلایا اور میری آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو میری دونوں آنکھوں میں آپ نے تھتکارا اور کہا کہ اے اللہ گرمی اور سردی کی اذیّت سے آپ اُس کے لئے کافی ہو جائیے کہا کہ بس اس کے بعد میں نے گرمی کی تکلیف محسوس کی اور نہ سردی کی۔ اور روایت کی ابو جعفر محمد بن علی سے اُنہوں نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کے پاس ایک قوم کے لوگ بیٹھے تھے۔ پھر علی کرم اللہ وجہہ آئے تو جب وہ داخل ہوئے تو وہ لوگ نکل گئے تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے پھر بولے واللہ کس نے ہم کو باہر نکالا اور اس کو اندر بھیجا پھر لوٹے اور اندر آگئے۔ تو آپ نے فرمایا واللہ میں نے اُس کو اندر نہیں داخل کیا اور نہ تم کو نکالا۔ بلکہ اللہ نے اُس کو داخل کیا اور تمھیں باہر نکالا۔ اور روایت کیا علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے علی تو میرا مخلص اور امین ہے۔ اور روایت

www.kitabghar.org

جعفر محمد بن علی عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ قوم جلوس فدخل علی کرم اللہ وجہہ فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تلاوموا فقالوا واللہ ما اخرجنا وادخلہ فرجعوا فدخلوا فقال واللہ ما انا ادخلتہ واخرجتکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم و اخرج عن علی رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یا علی فصفیی وامینی و اخرج عن علی رضی اللہ عنہ قال واللہ الذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی انہ لا یحبنی الا مؤمن و لا یبغضنی الا منافق واخرج عن سعید بن عبید قال جاء رجل الی ابن عمر فسألہ عن علی رضی اللہ عنہ فقال لا تسئلنی عن علی ولکن انظر الی بیتہ من بیوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی ابغضہ قال ابغضک اللہ واخرج عن ابی زرعۃ بن عمرو بن جریر عن عبد اللہ بن یحیی سمع علیا رضی اللہ عنہ یقول کنت ادخل علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل لیلۃ فان کان یصلی سبح فرجعت

کیا علی رضی اللہ عنہ سے، کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیج کو پھاڑا (اور اس میں سے درخت نکالا) اور جان کو پیدا کیا واقعہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ بات کھول کر فرمادی کہ درحقیقت مجھ سے کوئی محبّت نہیں کرے گا مگر مومن اور مجھ سے کوئی بغض نہیں نہ رکھے گا بجز منافق کے۔ اور روایت کیا سعید بن عُبَید سے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا اور اُن سے سوال کیا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ تو فرمایا کہ مجھ سے علی کے بارے میں نہ پوچھ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں سے اُن کے گھر کی طرف دیکھ۔ اُس نے کہا کہ میں تو اُس سے بغض رکھتا ہوں۔ کہا خدا تجھ سے بغض رکھے۔ اور روایت کیا ابو زرعہ بن عمرو بن جریر سے انہوں نے عبد اللہ بن یحیی سے اُنہوں نے سُنا علی رضی اللہ عنہ سے، فرماتے تھے کہ میں ہر رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا کرتا تھا۔ اگر آپ نماز پڑھتے ہوئے ہوتے تو سبحان اللہ کہہ دیتے۔ یہ سُن کر واپس ہو جاتا اور اگر نماز پڑھتے ہوئے نہ ہوتے تو مجھے اجازت دیتے پھر میں داخل ہو جاتا۔ اور روایت کیا ابو الاسود اور ایک اور شخص سے، اُس نے زاذان سے کہا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ جب میں سوال کرتا تھا تو مجھے دیا جاتا تھا اور جب خاموش ہوتا تھا تو مجھ سے بات شروع کی جاتی۔ اور روایت کیا محمد بن اسامہ بن زید سے اُنہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہا تو اے علی تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے، میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔ اور روایت کیا سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث سے اُنہوں نے اپنے دادا سے اُنہوں نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ میں بیمار ہوا تو میری عیادت کی

www.kitabghar.org

وان لم یکن یصلی اَذِن لی فدخلتُ و اخرج عن ابی الاسود و رجل آخر عن زاذان قال قال علیؓ رضی اللہ عنہ کنتُ واللہِ اذا سالتُ اُعطِیتُ و اذا سکتُّ اُبتُدِئتُ و اخرج عن محمد بن اسامۃ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یاعلی فختَنی و ابو ولَدِی انت منّی و انا منک۔ واخرج عن سلیمان بن عبداللہ بن الحارث عن جدہ عن علی کرم اللہ وجہہ قال مرِضتُ فعَادَنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ندخل محلّے و انا مُضطجعٌ فاتّکٰی الی جنبی ثم سَجّانی بثوبہ فلما رأنی قد ہَدأتُ قامَ الی المسجد یُصلّی فلما قضٰی صلوتہ جاءَ فرفَعَ الثوبَ دقال قم یاعلے فقمتُ و قد برأتُ کانما لم اشتکی شیئًا قبل ذٰلک فقال ما سألتُ ربی شیئاً فی صلوٰتی الا اعطانی و ما سألتُ لنفسی شیئًا الا قد سألتُ لک و اخرج عن علی بن علقمۃ عن علی رضی اللہ عنہ قال لما نزلت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَۃً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میرے ٹھکانے پر آئے اور میں لیٹا ہوا تھا تو آپؐ نے میرے پہلو پر سہارا لگایا، پھر مجھے اپنا کپڑا اُڑھایا۔ پھر جب مجھے دیکھا کہ سکون ہو گیا تو مسجد کی طرف نماز پڑھنے چلے گئے۔ پھر جب نماز ادا کر چکے تو پھر آئے اور کپڑا اُٹھایا اور فرمایا کہ اے علی اُٹھ تو میں اُٹھا اور میں صحتیاب ہو چکا تھا گویا مجھے پہلے کوئی بیماری ہوئی ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو چیز بھی مانگی وہ اس نے مجھے عطا کی اور میں نے اپنی ذات کے لئے جو کچھ سوال کیا وہ تیرے لئے بھی کیا۔ اور روایت کیا علی بن علقمہ سے، اُنہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ الخ (۵۸: ۱۲) اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے (مساکین کو) کچھ خیرات دے دیا کرو"، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ صدقہ کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ کتنا یارسول اللہ فرمایا کہ ایک دینار۔ علی نے کہا کہ لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا کہ آدھا دینار۔ علی نے کہا کہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کتنے کی رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک جو۔ تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو تو بہت گھٹانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ءَ اَشْفَقْتُمْ الخ (۵۸: ۱۳) کیا تم اپنی سرگوشی سے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے۔ الخ۔ اور علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس حکم کی تخفیف میری وجہ سے کی گئی۔ اور روایت کیا ترمذی نے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں سادات اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے دونوں نے کہا روایت کیا ہم سے نصر بن علی الجھضمی نے کہا

www.kitabghar.org

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لعلی رضی اللہ عنہ مُرہم ان یتصدقوا
قال بکم یارسول اللہ قال بدینار قال
لا یطیقون قال نصف دینار قال لا یطیقون قال
فبکم قال الشعیرۃ فقال لہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم انک لزہید فانزل
اللہ تعالیٰ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا
بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ
الآیۃ وکان علی رضی اللہ عنہ یقول خُفِّفَ
بی عن ہذہ الآیۃ۔ واخرج الترمذی و
عبداللہ ابن احمد فی زوائد المسند
مُسلسلاً بالسادۃ الاشراف کلاھما
قال حدثنا نصر بن علی الجھضمی اخبرنا
علی بن جعفر بن محمد قال اخبرنی
اخی موسیٰ بن جعفر بن محمد عن ابیہ
جعفر بن محمد عن ابیہ محمد بن علی عن
ابیہ علی بن حسین عن ابیہ عن جدہ
علی بن ابی طالب ان النبی صلے اللہ
علیہ وسلم اخذ بید حسن وحسین
قال من احبّنی واحبّ ہذین وابا ہما
وامّہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ
واخرج الحاکم مسلسلاً بالسادہ الاشراف
حدثنا ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحیی
بن اخی طاہر العقیقی الحسنی حدثنا اسمٰعیل
بن محمد بن اسحٰق بن جعفر بن محمد بن

ہم کو خبر دی علی بن جعفر بن محمد نے، کہا کہ مجھے خبر دی میرے بھائی موسیٰ بن جعفر بن محمد نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے اُنہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہوں نے اپنے باپ سے، اپنے دادا علی بن ابی طالب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑا حسن اور حسین کا اور فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے کی وہ میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا قیامت کے دن۔ اور حاکم نے روایت کیا سادات اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے، ہم سے روایت کیا ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحیٰی بن اخی طاہر عقیقی حسنی نے کہا روایت کیا ہم سے اسمٰعیل بن محمد بن اسحٰق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین نے، کہا کہ مجھ سے روایت کیا میرے چچا علی بن جعفر بن محمد نے کہا مجھ سے روایت کیا حسین بن زید نے عمرو بن علی سے، اُنہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے، کہا کہ لوگوں کو خطبہ دیا حسن بن علی نے جب کہ علی رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے۔ تو اللہ کی حمد و ثناء کی پھر کہا کہ آج رات اُس شخص کی وفات ہو گئی جس پر پہلے لوگ کسی عمل میں سبقت نہیں لے گئے اور نہ بعد والے اُس کے مرتبہ کو پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جھنڈا اُس کو دیا کرتے تھے تو قتال کرتے تھے جبرئیل اُن کے دائیں طرف اور میکائیل اُن کے بائیں طرف، تو نہیں لوٹتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُن کو فتح دیتا تھا۔ اور زمین پر اُنہوں نے نہ سونا چھوڑا اور نہ چاندی بجز سات سو درہم کے جو اُن کے وظیفہ میں سے بچ گئے تھے، ارادہ کیا تھا کہ اُس سے اپنی بی بی کے لئے کوئی خادم خریدیں۔ پھر کہا اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے ہی اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں

www.kitabghar.org

علي بن الحسين حدثني عمي علي بن جعفر بن محمد حدثني الحسين بن زيد عن عمر بن علي عن ابيه علي بن الحسين قال خطب الحسن بن علي الناس حين قتل علي فحمد الله واثنى عليه ثم قال لقد قبض في هذه الليلة رجل لا يسبقه الاولون بعمل ولا يدركه الآخرون وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطيه رايته فيقاتل وجبرئيل عن يمينه وميكائيل عن يساره فما يرجع حتى يفتح الله عليه وما ترك على الارض صفراء ولا بيضاء الا سبعمائة درهم فضلت من عطاياه اراد ان يبتاع بها خادما لاهله ثم قال ايها الناس من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا الحسن بن علي وانا ابن النبي وانا ابن الوصي وانا ابن البشير وانا ابن النذير وانا ابن الداعي الى الله باذنه وانا ابن السراج المنير وانا من اهل البيت الذي كان جبرئيل ينزل الينا ويصعد من عندنا وانا من اهل البيت الذي اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا وانا من اهل البيت الذي افترض الله مودتهم على كل مسلم

حسن بن علی ہوں، میں نبی کا بیٹا ہوں میں وصی کا بیٹا ہوں، میں بشیر کا بیٹا ہوں، میں نذیر کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں روشنی پھیلانے والے چراغ کا بیٹا ہوں اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں کہ جبرئیل ہماری طرف نازل ہوا کرتے تھے اور ہمارے ہی پاس سے اوپر چڑھا کرتے تھے، میں اس گھر والوں میں سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے گندگی کو دور کیا اور ان کو کامل طور پر پاکیزہ کر دیا۔ اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں جن سے محبت کرنے کو اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا وَمَن يَقْتَرِفْ الخ (۴۲: ۲۳) اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے"۔ تو اقتراف حسنہ (نیکی کا کمانا) سب اہل بیت کی محبت ہے۔ اور نسائی نے اس حدیث کو دوسری سند سے روایت کیا خادما لاہلہ تک فقط (یعنی اپنی بی بی کے لئے کوئی خادم خریدیں ہا تک)۔ اور ترمذی نے روایت کیا ابوسعید خدری سے، کہا کہ ہم انصار والوں کی جماعت منافقین کو اسی علامت سے پہچانتی تھی یعنی علی بن ابی طالب کی ساتھ ان کے بغض سے۔ اور مروی ہے ام سلمہ سے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے علی سے کوئی منافق محبت نہ کرے گا اور کوئی مومن اس سے بغض نہ رکھے گا۔ اور مروی ہے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم طائف میں علی کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اس سے سرگوشی کی۔ اور مروی ہے ابوسعید سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ

www.kitabghar.org

فقال تبارک وتعالیٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ
حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا
فاقتراف الحسنۃ مودتنا اہل البیت
واخرج النسائی ہذا الحدیث من طریق
آخر الی قولہ خادمًا لاھلہ فقط
واخرج الترمذی عن ابی سعید الخدری
قال ان کنا لنعرف المنافقین نحن
معاشر الانصار ببغضهم علیّ بن ابی
طالب وعن ام سلمۃ تقول کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لایحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن
وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم علیاً یوم الطائف
فانتجاہ فقال الناس لقد طال
نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولکن
اللہ انتجاہ۔ وعن ابی سعید قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیّ
یا علیّ لا یحلّ لاحدٍ ان یجنب
فی ہذا المسجد غیری وغیرک قیل
معناہ لایحل لاحد یستطرقہ جنبًا غیری
وغیرک وعن ابن عباس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب
الا باب علیٍ۔ وعن علیؓ قال لقد عہد
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہ اے علی کسی کے لئے حلال
نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں جائے سوائے میرے
اور سوائے تیرے۔ کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ کسی کے لئے
یہ بات حلال نہیں کہ بحالتِ جنابت مسجد کو راستہ بنائے سوائے
میرے اور سوائے تیرے۔ اور مروی ہے ابن عباس سے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تمام دروازوں کے بند کرنے
کا (جو مسجد میں کھلتے تھے) سوائے علی رض کے دروازے کے۔
اور مروی ہے علی رض سے کہا کہ مجھ سے کھول کر بیان کر دیا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نبی اُمّی نے کہ یہ حقیقت ہے کہ تجھ سے
نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور تجھ سے نہیں دشمنی کرے
گا مگر منافق۔ اور مروی ہے اُمّ عطیہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جن میں علی تھے۔ کہا کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ دونوں ہاتھ اٹھائے
ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ یا اللہ مجھے موت نہ دیجئے جب تک
علی کو آپ مجھے نہ دکھا دیں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ مجمل احوال
حضرت مرتضٰے رضی اللہ عنہ اور اُن کے فضائل کا یہ ہے کہ
اصل جبلت میں وہ اخلاق تو یہ آپ رکھتے تھے جو عالی ہمت
جوانمردوں کے ہوتے ہیں یعنی شجاعت اور قوت اور حمیّت
اور وفاء، تو بخششِ خداوندی نے اُن تمام اخلاق کو اپنی رضا
کے کاموں میں صرف کیا اور ہر اُس خُلق سے جو آپ رکھتے
تھے فیضِ ربّانی کی اُس کے ساتھ آمیزش سے ایک مقام
پیدا ہو گیا۔ اور اخلاق سے مقامات کے پیدا ہونے کی بحث
حضرت فاروق اعظم کے مناقب میں واضح کی جا چکی ہے۔ اور
ریاض میں ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو کچھ (آگے کو یا دائیں
بائیں) جھکتے تھے اور جب کسی شے کا بازو پکڑ لیتے تھے تو اس

www.kitabghar.org

النبی الامیؐ انہ لایحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافقٌ و عن ام عطیۃ قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا فیھم علیؓ قالت فسمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافعٌ یدیہ یقول اللّٰھم لاتُمتنی حتّٰی تریَنی علیّاً۔ بالجملہ مجمل احوال حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و فضائلِ او آن است کہ دراصل جبلت اخلاقِ قویہ کہ فحول رجال را میباشد داشت از شجاعت وقوت وحمیّت ووفا پس جود الٰہی آن ہمہ اخلاق را در مرضیات خویش صرف نمود واز ہر خلقے کہ داشت بامزاج فیض ربانی مقامے متولد شد ومبحث تولد مقامات از اخلاق در مناقب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مبین شد وفی الریاض کان اذا مشٰی تکفّأ و اذا امسک بذراعِ رجلٍ امسک بنفسہ فلم یستطع ان یتنفّس وھو قریبٌ الی السمن شدید الساعد والید و اذا مشی الی الحرب ہرول ثَبْتُ الجنانِ قویٌّ ماصارع احدًا قطُّ الاصرعہ شجاعٌ منصورٌ علی من لاقاہ پس ازجملۂ اخلاقِ قویۂ او وفا بود چون فیضِ الٰہی اورا مہذب گردانید

کا دم بند کر دیتے تھے اور اس میں یہ استطاعت نہ رہتی کہ سانس لے سکے اور وہ فربہی کے قریب تھے۔ سخت کلائی اور ہاتھ والے تھے۔ اور جب لڑنے کے لئے چلتے تو تیز رفتاری سے بڑھتے نہایت دلیر اور طاقت ور تھے۔ کبھی کسی سے کشتی نہیں لڑی مگر اس کو پچھاڑ دیا، بہادر اتنے تھے کہ جس سے بھی مقابلہ پڑا آپ فتح یاب ہوئے (اللہ کی نصرت سے)۔ تو آپ کے اخلاقِ قویہ میں سے ایک وفا تھی جب فیضِ خداوندی نے اُس خُلق کو مہذب کر دیا تو اُن کے لئے مقامِ محبت مسلّم ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آپ سے بتواتر ثابت ہے کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ جھنڈا آپ نے حضرت علی کو دیا۔ اور آن میں سے ہے اپنے ہم چشموں کے ساتھ مقابلے اور دشمنوں کو دھکیل دینا۔ فیضِ خداوندی نے اس وصف کو اُن کی سوابقِ اسلامیہ میں صرف فرمادیا اور آخرت میں عجیب ثمرہ اس سے پیدا ہوگیا۔ اور آیۂ کریمہ ھٰذانِ خصمٰنِ الخ (۲۲ : ۱۹) یہ دو فریق ہیں جنہوں نے درباره اپنے رب کے باہم اختلاف کیا، الخ آن کی اور اُن کے رفقاء کی شان میں نازل ہوئی۔ بخاری نے روایت کیا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ میں سب سے پہلے دونوں زانو کے بل بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کروں گا (فریاد کروں گا کہ لوگوں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بدسلوکی کی)، قیامت کے دن۔ اور قیس نے کہا کہ اُن کے بارے میں نازل ہوئی ھٰذانِ خصمٰنِ الخ کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگِ بدر میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں نکلے، حمزہ اور علی اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن الحارث اور شیبہ بن

www.kitabghar.org

مقام محبت برائے او مسلم شد قال
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیما تواتر
عنہ ساعطی الرایۃ غدًا رجلا یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فاعطاہا
علیاً۔ وازانجملہ مبارزتِ اقران
ومکافحتِ دشمنان جودِ الٰہی آنرا
درسوابق اسلامیۂ او صرف فرمودہ
در آخرت ثمرۂ عجیبہ ازان متولد گشت
وآیۂ کریمہ ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا
الآیہ درشانِ وی ورفقای او نازل شد
اخرج البخاری عن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ انہ قال انا اوّل من یجثو
بین یدی الرحمٰن للخصومۃ یوم القیامۃ
وقال قیس وفیہم انزلت ھٰذٰنِ
خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّھِمْ
قال ہم الذین تبارزوا یوم بدرٍ
حمزۃ وعلیؓ وعبیدۃ او ابوعبیدۃ
بن الحارث وشیبۃ بن ربیعۃ و
عتبۃ والولید بن عتبۃ۔ وازان جملہ خشونت
وصرامت وازکسی پروا نداشتن و
داعیۂ خود را بسبب مدارات و
مراودت مردم نشکستن جود الٰہی آنرا
درنہی منکر وحفظِ بیت المال صرف
نمود۔ اخرج الحاکم عن ابی سعید الخدری
قال شکےٰ علیاً بن ابی طالب الناس

ربیعہ اور عتبہ اور ولید بن عتبہ۔ اور اُن میں سے ہے کھرا پن اور
شمشیر برہنہ ہونا اور کسی کی پرواہ نہ کرنا اور اپنے عزم کو لوگوں
کی خوشامد اور مروت کی وجہ سے نہ توڑنا۔ بخشش خداوندی
نے اُن کو نہی از منکر اور حفاظتِ بیت المال میں صرف کیا۔
حاکم نے روایت کیا ابوسعید خدری سے کہا کہ لوگوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی بن ابی طالب کی شکایت کی
تو آپ ہم میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ میں نے سُنا کہ آپ
یہ فرمار ہے تھے کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ
کی ذات اور اللہ کی راہ میں کچھ سخت ہے۔ اور روایت کیا
ابوعمرو نے اسحٰق بن کعب بن عجرہ سے انہوں نے اپنے
باپ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ علی سخت ہے اللہ کی ذات کے بارے میں۔ اور اُن میں
سے ہے اپنی قوم کی حمیت اور اپنے چچا کے بیٹے کی حمیت
مثلاً اس کے کارِ منصبی کو پورا کرنے میں اہتمام کرنا اور اُس
کی مدد میں ہمتِ قویہ کو کام میں لانا اور زیادہ تر یہ خصلت
شریف لوگوں میں پیدا کی جاتی ہے۔ جب فیضِ الٰہی نے اللہ
کا کلمہ بلند کرنے کا داعیہ اُن کے نفس کے اندر ڈالا تو اخلاقِ
جبلیہ میں سے اُس خُلق نے اُس (داعیہ) کی خدمت کی اور اس
معنی عقلی کو خوب واضح کر دیا تو ایک نادر مقام حاصل ہو گیا
کہ جس کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخوت اور
آپ کی موالات سے اور لفظ وصی اور وارث اور ان کی
مانند الفاظ سے کی جاتی ہے۔ روایت کیا حاکم نے ابن عباس
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے دنیا اور
آخرت میں کون میرا ساتھ دے گا؟ پھر آپ نے اُن
میں سے ہر شخص سے کہا کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت

www.kitabghar.org

الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام فینا خطیبا فسمعتہ یقول ایہا الناس لاتشکوا علیاً فواللہ انہ لأخیشن فی ذات اللہ واخرج ابو عمر عن اسحق بن کعب بن عجرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مخشوشن فی ذات اللہ۔ وازانجملہ حمیت قوم خود و ابن عم خود مثلاً اہتمام در اتمام منصب او کردن وبرای نصرت او ہمت قوية بکار بردن و غالباً این خصلت در اشراف ناس مخلوق میشود چون فیض الٰہی داعیہ اعلاء کلمۃ اللہ در نفس او فرو ریخت از میان اخلاق جبلیہ این خُلق خدمت او نمود و آن معنے عقلی را مشروح ساخت پس مقامی شگرف بہم رسید کہ تعبیر ازان باُخوّۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وموالاۃ او و بلفظ وصی ووارث وامثال آن کردہ میشود اخرج الحاکم عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أیُّکم یتولّانی فی الدنیا والآخرۃ فقال لکل رجل منہم أیکم یتولّانی فی الدنیا والآخرۃ فقال

میں میرا ساتھ دے گا تو ہر ایک نے کہا نہیں یہاں تک کہ آپ اُن میں کے اکثر سے (یہ سوال کرتے ہوئے) گذر گئے پھر علی نے کہا کہ میں آپ کا ساتھ دوں گا دنیا اور آخرت میں تو آپ نے فرمایا کہ تو میرا دوست ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اس حدیث کی تفصیل نسائی کی روایت سے حضرت مرتضیٰ کے سوابق میں گذر چکی ہے۔ اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں علی کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَفَاِنْ مَّاتَ الخ (۳:۱۴۴) سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے؟" واللہ ہم اُلٹے نہیں پھریں گے بعد اس کے کہ اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی۔ واللہ اگر آپ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو جس چیز پر آپ نے قتال کیا ہوگا میں اس پر ضرور قتال کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں واللہ میں اُن کا بھائی ہوں اور اُن کا ولی ہوں اور اُن کے چچا کا بیٹا ہوں اور اُن کے علم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار کون ہے۔ اور حاکم نے روایت کیا ابن اسحٰق سے کہا کہ میں نے سوال کیا قثم بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث تمہیں چھوڑ کر علی کیونکر ہو گئے۔ کہا کہ اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے اُن سے لاحق ہو چکے تھے اور ہم سے زیادہ شدت سے اُن کے ساتھ لگے رہے۔ اور اس تقریر سے دونوں فریق مفرطین (حد سے زیادہ کمی کرنے والے) اور مفرطین (حد سے زیادہ بڑھانے والوں) کا فسادِ رائے واضح ہو گیا۔ ایک کہتا ہے کہ نصرت حمیتِ قومی کی بناء پر اخلاص نہیں ہے۔ دوسرا

www.kitabghar.org

لا حتی مَرَّ علی اکثرہم فقال علیؓ
انا اَکُولُاکَ فی الدنیا والآخرة
فقال انت دَلِیْلِیْ فی الدنیا والآخرةِ
وتفصیل این حدیث بروایت نسائیؒ
در سوابق حضرت مرتضٰی گذشت
واخرج الحاکم عن ابن عباس قال
کان علیؓ یقول فی حیٰوة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ یقول
اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ
واللہ لا نَنْقَلِبُ علی اَعقابنا بعدَ
اِذ ہَدٰنا اللہُ واللہِ لئِن ماتَ او
قُتِل لاُقاتِلَنَّ علیٰ ما قاتَلَ علیہ
حتی اموتَ واللہِ اِنّی لاخوہ و
ولیُّہٗ وابنُ عمِّہٖ ووارثُ علمہٖ
فمن اَحقُّ بہٖ منّی۔ واخرج الحاکم
عن ابی اسحٰق قال سألتُ قُثَمَ
بن العباسِ کیفَ وَرِثَ علیؓ
رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دونکم قال لِاَنّہٗ کان اوّلنا بہٖ
لحوقًا واشدَّنا بہٖ لزوقاً۔ و
باین تقریر واضح شد فسادِ رای
ہر دو فریق مُفرِطین ومُفرِطین یکی
میگوید کہ نصرت بنا بر حمیتِ قوم
اخلاص نیست دیگری میگوید

کہتا ہے کہ استحقاقِ خلافت میں اخوتِ نسبی شرط ہے۔ واللہ اعلم

اور اُن میں سے ہے **زہد** اور شہواتِ نفس کو حقیر سمجھنا اور اُن کے پیچھے نہ پڑنا۔ روایت کیا ابوعمر نے ہمدان کے ایک شخص سے، کہا کہ معاویہ نے ضرار صُدّی سے کہا کہ اے ضرار ہم سے علی کی صفت بیان کر۔ ضرار نے کہا کہ امیرالمومنین مجھے معاف رکھئے۔ معاویہ نے کہا کہ تجھے کہنا ہی پڑے گا۔ ضرار نے کہا کہ اب اگر اُن کا وصف بیان کئے بغیر چارہ نہیں تو سُنئے وہ شخص اسقدر صفات والے تھے کہ جن کی غایت پر رسائی دُشوار ہے، سخت قوتوں والے تھے۔ وہ فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے اُن کی تمام اطراف سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور اُن کے سب طرف حکمت ٹپکتی تھی، دنیا اور اُس کی چمک سے وہ متوحش ہوتے تھے۔ رات اور اُس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور بہت آنسو بہانے والے تھے، تفکر (ذات وصفاتِ حق) میں مستغرق رہنے والے تھے۔ اُن کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا جو موٹا جھوٹا ہو، اور ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے۔ جب ہم اُن سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے۔ اور ہمارا انتظار کرتے جب ہم یہ چاہتے کہ انتظار کریں۔ اور خدا کی قسم باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر رکھتے اور وہ ہم سے قریب رہتے تھے ہماری ہمّت نہیں ہوتی تھی کہ اُن سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں اُن کے رُعب کی وجہ سے، دینداروں کی تعظیم کرتے تھے اور غریبوں کو پاس بٹھاتے۔ طاقت ور جو ناحق پر ہوتا وہ اُن سے حمایت کی طمع نہ کر سکتا تھا اور اُن کے انصاف سے

www.kitabghar.org

که اخوتِ نسبی در استحقاقِ خلافت
شرط است واللہ اعلم۔ وازاجملہ
زہد و محقر انگاشتن شہواتِ
نفس را وازپی آن نہ افتادن
اخرج ابو عمر عن رجل من ہمدان
قال قال معاویۃ لضرار الصُّدائی
یا ضرار صِفْ لی علیا قال اعفنی
یا امیر المؤمنین قال لتصفنَّہ قال
اما اذ لابُدَّ من وصفہ فکانَ واللہِ
بعیدَ المدٰی شدیدَ القوٰی
یقول فصلاً ویحکم عدلاً یتفجر العلم
من جوانبہ وتنطق الحکمۃ من
نواحیہ یستوحش من الدنیا
وزہرتہا ویأنس باللیل ووحشتہ
وکان غزیرَ العبرۃ طویلَ الفکرۃ
یعجبہ من اللباسِ ما قصُر ومن
الطعامِ ما خشُن وکان فینا کاحدنا
یجیبنا اذا سألناہ ویأتینا
اذا استأنیناہ ونحن واللہِ
مع تقریبہ ایانا وقربہ منا لانکاد
نکلمہ ہیبۃً لہ یعظّم اہلَ الدین و
یقرّب المساکینَ لا یطمع القویُّ
فی باطلہ ولا ییأس الضعیفُ
من عدلہ واشہد لقد رأیتہ
فی بعض مواقفہ وقد ارخی اللیل

کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
اُن کو اُن کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی
خوب چھا جاتی اور ستارے چھپ جاتے ایسی حالت میں
خود دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ وتاب
کھاتے تھے جس طرح مار گزیدہ پیچ وتاب کھاتا ہے اور اس طرح
روتے تھے جس طرح غم زدہ روتے ہیں اور کہتے کہ اے دنیا
جا کسی اور کو دھوکا دے، تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا
شائق بناتی ہے، ہائے ہائے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا
ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے کہ) تیری
عمر تھوڑی ہے اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس زادِ راہ کی کمی اور
سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے تو معاویہ
رو پڑے اور اُنہوں نے کہا اللہ رحمت نازل کرے ابوالحسن
پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ مجھ سے کہا کہ اے ضرار تجھ کو
اُن (کے فراق) کا کس درجہ غم ہوگا؟ میں نے کہا اُس عورت
کے غم کے برابر جس کے اکلوتے بچے کو اُس کی گود میں ذبح کر دیا
جائے۔ روایت کیا ابو عمر نے عبداللہ بن ابی الہذیل سے، کہا
کہ میں نے علی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ نکلے اور اُن کے بدن
پر ایک رے کے بنے ہوئے موٹے کپڑے کی قمیص تھی
جس کی آستین اتنی تھی کہ اگر اُسے کھینچا جائے تو ناخن تک
پہنچ جائے اور جب اُس کو چھوڑ دیا جائے تو آدھے پہنچے
تک آئے۔ اور اُن میں سے ہے آپ کی پرہیزگاری اور مشتبہ
چیزوں سے بچنا۔ روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے ام کلثوم
بنت علی رضی اللہ عنہا سے، کہا کہ واللہ میں نے امیر المومنین
کو دیکھا ہے کہ اُن کے پاس لیموں لائے گئے اور حسن یا حسین
نے جا کر اُس میں سے ایک لیموں اُٹھا لیا تو انہوں نے اُس کے

www.kitabghar.org

سُدُولَہٗ و غَارَتْ نُجُومُہٗ قابضًا علی لحیتہٖ یتململ تململَ السلیم ویبکی بکاءَ الحزین ویقول یا دُنیا غُرّی غیری الیَّ تعرضتِ ام الیَّ تشوقتِ ھیھات ھیھات قد باینتکِ ثلثًا لارجعۃَ فیھا فعمرکِ قصیر و خطرکِ حقیر آہ من قلّۃ الزاد و بعدِ السفر و وحشۃ الطریق فبکٰی معاویۃُ وقال رحم اللّٰہ اباحسن کان واللّٰہ کذلک قال فکیف حزنک علیہ یا ضرار قال حُزنُ من ذُبح واحدُھا فی حجرِھا۔ اخرج ابوعمر عن عبد اللّٰہ بن ابی الھذیل قال رأیت علیا خرج وعلیہ قمیصٌ غلیظٌ رازیٌّ اذا مدّکمّ قمیصہٖ بلغ الی الظفر واذا ارسلہٗ صار الی نصف الساعد۔ واز آن جملہ تورع واجتناب از شبہات اخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ عن ام کلثوم بنت علی رضی اللّٰہ عنھا قالت لقد رأیت امیرَ المؤمنین اُتی باُترج فذھب حسنؓ او حسینؓ یتناول منہ اُترجۃً فنزعھا من یدہ ثم امر بہ فقسّم۔ واخرج ابوعمر قال کان علیٌّ یسیر فی الفئ بسیرۃ ابی بکر

ہاتھ سے چھین لیا پھر حکم دے کر تقسیم کرا دیا۔ اور ابو عمر نے روایت کیا کہ تقسیم اموال کے سلسلہ میں علی کرم اللہ وجہہ سیرتِ ابو بکر پر چلتے تھے اور جب اُن کے پاس کہیں سے مال آ آتا تھا تو اُس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑا جاتا سب تقسیم کر ڈالتے اور بیت المال میں اُس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑتے بجز اس صورت کے کہ اس کے تقسیم کرنے سے اُس دن عاجز ہو گئے ہوں اور کہتے کہ اے دنیا کسی دوسرے کو دھوکا دے اور مالِ فئ میں سے اپنے لئے کچھ نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی اپنے مخلص اور مقرب کے لئے کوئی تخصیص کرتے تھے اور شہروں کے والی بنانے میں کسی کو خاص نہیں کرتے تھے سوائے ایسے لوگوں کے جو صاحبِ دیانت و امانت ہوں اور جب اُن کو کسی کی طرف سے خیانت کی اطلاع پہنچتی تو اُس کو یہ لکھ کر بھیجتے قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ الخ (۱۰: ۵۷) اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت نامہ آ چکا ہے۔ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ الخ (۷: ۸۵) تو تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ الخ (۱۱: ۸۵: ۸۶) اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید و عدل) سے نہ نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آئے (تو مان لو) اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں" جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہمارے حساب کا مال ہے اُس کو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس ہم اُس شخص کو بھیجیں جو تم سے اُس کو وصول کرے پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہتے یا اللہ بیشک آپ

www.kitabghar.org

في القسم واذا ورد عليه مالٌ لم يُبق منه شيئاً الّا قسمه ولا يترك في بيت المال منه الا ما يعجز عن قسمته في يومه ذلک ويقول يا دنيا غرّي غيري ولم يكن يستأثر من الفئ بشيئٍ ولا يخصّ حميماً ولا قريباً ولا يخصّ بالولايات الّا اهل الديانات والامانات واذا بلغته عن احدٍ خيانة كتب اليه قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ط وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ٥ اذا اتاك كتابي هذا فاحتفظ بما في يديك من عملنا حتى نبعث اليك من يتسلّمه منک ثم يرفع طرفه الى السماء فيقول اللهم انک تعلم انی لم آمرهم بظلم خلقک ولا بترک حقک. واخرج ابوعمر عن مجمع التيمي ان عليا قسم ما في البيت بين المسلمين ثم امر به فكنس ثم صلّى فيه رجاء ان يشهد له يوم القيامة واخرج

جانتے ہیں کہ میں نے اُن کو حکم نہیں دیا کہ وہ آپ کی مخلوق پر ظلم کریں اور نہ یہ حکم دیا کہ آپ کے حق کو ترک کر دیں۔ اور روایت کیا ابوعمر نے مجمع التیمی سے کہ علی نے جو کچھ بیت المال میں رکھا تھا اُس کو تقسیم کر دیا پھر حکم دیا تو اس میں جھاڑو دی گئی پھر اس میں نماز پڑھی یہ اُمید کرتے ہوئے کہ وہ اُن کے لئے قیامت کے دن گواہی دے۔ اور روایت کیا ابوعمر نے عاصم بن کلیب سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ علی کے پاس اصبہان سے مال آیا تو اُس کو سات (سُبع دیلے) پر تقسیم کیا اور اس میں ایک روٹی ملی تو اُس کو بھی سات ٹکڑوں پر تقسیم کر دیا اور مال کے ہر جزو پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر اُن کے درمیان قرعہ اندازی کی کہ اُن میں سے کونسا پہلے کو دیا جائے۔ اور روایت کیا ابوعمر نے معاذ ابن العلاء سے جو بھائی تھا ابوعمرو بن العلاء کا اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اُس کے دادا سے، کہا کہ میں نے سُنا علی بن ابی طالب سے فرماتے تھے کہ تمہارے مال (خراج) میں سے میرے حصہ میں بجز اس بوتل کے کچھ نہیں آیا اُس کو ہدیۃً میرے پاس گاؤں کے کاشتکار نے بھیجا ہے پھر بیت المال میں اُترے اور اس میں جو کچھ تھا سب تقسیم کر دیا۔ پھر یہ فرماتے جا رہے تھے وہ کامیاب رہا جس کے پاس ایک ٹوکری ہے کہ روزانہ ایک مرتبہ اُسی میں سے کھا لیا کرے۔ اور روایت کیا ابوعمر نے ابو حیان تیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ میں نے علی بن ابی طالب کو منبر پر دیکھا، یہ فرما رہے تھے کہ یہ میری تلوار مجھ سے کون خریدے گا۔ اگر میرے پاس ایک لنگی کی قیمت موجود ہوتی تو میں اُسے نہ فروخت کرتا، تو ایک شخص اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور اُس نے کہا کہ لنگی کی قیمت

www.kitabghar.org

ابوعمر عن عاصم بن کُلیب عن اَبیہ
قال قدم علیٰ علیؓ مال من اصبہان
فقسمہ سبعۃ اسباع و وجد فیہ
رغیفاً فقسمہ سبعَ کِسَرٍ وجعل علے
کل جُزءٍ کسرۃً ثم اَقْرَعَ بینہم
ایُّہم یُعطیٰ اولاً- واخرج ابوعمر
عن معاذ بن العلاء اخے ابی عمرو
بن العلاء عن ابیہ عن جدہ
قال سمعتُ علی بن ابی طالب یقول
ما اصبتُ من فیئکم الا ھذہ
القارورۃ اہدٰہا الیّ الدہقانُ ثم
نزل الی بیتِ المال ففرّق کلّ
ما فیہ ثم جعل یقول اَفلَح من کانت
لہ قَوْصَرَۃ یاکل منہا کلّ یومٍ مرّۃ
واخرج ابوعمر عن ابی حیّان التیمی
عن ابیہ قال رأیتُ علی بن
ابی طالب علی المنبر یقول من یشتری
منی سیفی ہذا فلو کانَ عندی
ثمنُ ازارٍ مابعتُہ فقام الیہ رجل
فقال انا اسلِفُکَ ثمنَ ازارٍ و
ازآن جملہ صبر بر ضیقِ معیشت و
آنرا بر نفس خویش گوارا ساختن
اخرج ابوبکر عن ابی البختری قال
قال علیؓ لِاُمّہ فاطمۃ بنتِ اسد
اکفی فاطمۃَ بنتَ رسولِ اللہ صلی

میں پیش کر دوں گا۔ اور اُن میں سے ایک ہے تنگی کے
ساتھ بسر کرنے پر صبر کرنا، اور اُس کو اپنے نفس پر گوارا
کرنا۔ روایت کیا ابوبکر نے ابوالبختری سے، ذکر کیا کہ کہا
علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد سے کہ
آپ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دیجئے
باہر کی خدمت میں پانی بھر لانا اور ضرورت کی چیزیں لے آنا
اور وہ تمھارے سب کام گھر کے اندر کے کر لیا کرے گی آٹا گوندھنا
روٹی پکانا اور آٹا پیسنا۔ اور روایت کیا ابوبکر نے حارث سے
اُنہوں نے علیؓ سے کہا کہ (فاطمہ) میرے یہاں بھیجی گئیں اور
ہمارے پاس بچھانے کے لئے کچھ نہ تھا بجز مینڈھے کی ایک
کھال کے۔ اور روایت کیا ابوبکر نے ضمرہ سے کہ فیصلہ کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کے لئے گھر کے اندر
کے کاموں کا اور علی کے لئے گھر کے باہر کے کاموں کا۔ اور
روایت کیا احمد نے عطاء بن السائب سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے علی رضؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب اُن سے فاطمہ کا نکاح کیا تو اُن کے ساتھ
ایک چادر اور ایک چمڑے کا تکیہ بھیجا جس میں کھجور کی چھال بھری
ہوئی تھی اور دو پاٹ چکی کے اور مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے۔
ایک دن علی رضؓ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ واللہ
میں نے اتنا پانی بھرا کہ میرے سینہ میں بیماری ہوگئی۔ کہا کہ
اب اللہ تعالیٰ نے تمھارے باپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے
ہیں تو تم اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے ایک خادم مانگو تو فاطمہ
نے کہا کہ اور میں نے واللہ اتنا آٹا پیسا ہے کہ میرے دونوں
ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ تو فاطمہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میری بٹیا! کس ضرورت

www.kitabghar.org

اللہ علیہ وسلم الخدمۃ خارجا
بسقایۃ الماء والحاجۃ وتکفیک العمل
فی البیت العجن والخبز والطحن و
اخرج ابوبکر عن الحارث عن علیؓ
قال اُہدیت الی وما تحتنا الا جلد
کبش۔ واخرج ابوبکر عن ضمرۃ
قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی ابنتہ فاطمۃ بخدمۃ البیت
وقضی علی علیؓ بما کان خارجا من
البیت واخرج احمد عن عطاء
بن السائب عن ابیہ عن علی ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما
زوجہ فاطمۃ بعث معہا بخمیلۃ
ووسادۃ من اَدَم حشوہا لیف
ورحیین وسقاء وجرتین فقال
علیؓ لفاطمۃ رضی اللہ عنہا ذات
یوم واللہ لقد سنوت حتی قد
اشتکیت صدری قال وقد جاء اللہ
اباک بسبی فاذہبی فاستخدمیہ
فقالت وانا واللہ قد طحنت حتی
مجلت یدای فاتت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ما جاء بک ای
بنیۃ قالت جئت لاُسلم
علیک فاستحیت ان تسألہ ورجعت
فقال ما فعلت قالت استحییت

سے آئی ہو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو سلام کرنے کے لئے
آگئی وہ اس سے شرما گئیں کہ آپ سے سوال کریں اور واپس
ہوگئیں۔ تو علی رضؓ نے پوچھا کہ کیا کر آئی ہو تو انہوں نے کہا کہ مجھے
حیا آگئی اس سے کہ میں آپ سے سوال کروں۔ پھر دونوں اکٹھے
ہوکر آئے۔ اب علیؓ نے کہا یارسول اللہ میں نے اتنا پانی بھرا
ہے کہ میرے سینہ میں بیماری ہوگئی اور فاطمہؓ نے کہا کہ میں نے
اتنا آٹا پیسا کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ اور اللہ تعالے
نے آپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں اور وسعت عطا کر دی ہے تو
ہمیں خادم عطا کر دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ میں تمھیں نہیں
دوں گا اور (تمھیں دے کر کیسے) اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ
دوں کہ اُن کے پیٹ سکڑ رہے ہیں اور اُن پر خرچ کرنے کے
لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ میں اُن کو فروخت کروں
اور اُن پر اُن کی قیمت خرچ کروں۔ پھر ہم دونوں واپس
آگئے۔ اس کے بعد اُن دونوں کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پہنچے اور دونوں اپنی اپنی چادروں میں داخل ہوگئے تھے (وہ
چادریں اتنی چھوٹی چھوٹی تھیں کہ) جب دونوں اپنا سر ڈھکتے
تھے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں کو ڈھکتے تو سر کھل جاتا
تھا۔ تو دونوں اُٹھ بیٹھے آپ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو پھر
کہا کہ کیا میں تم دونوں کو اُس چیز سے باخبر نہ کروں جو اس چیز سے
اچھی ہے جس کا سوال تم نے مجھ سے کیا۔ دونوں نے کہا کیوں نہیں
تو آپ نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے جبرئیل نے سکھائے ہیں
فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ پڑھو دس مرتبہ اور
الحمد للہ پڑھو دس مرتبہ اور اللہ اکبر کہو دس مرتبہ۔ پھر جب
اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو دونوں سبحان اللہ پڑھو تینتیس مرتبہ
اور الحمد للہ پڑھو تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر پڑھو چونتیس مرتبہ

www.kitabghar.org

ان أسأله فأتياه جميعًا فقال علی رضی اللہ عنہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واللہ لقد سنوت حتی اشتکیت
صدری وقالت فاطمۃ قد طحنت
حتی مجلت یدای وقد جاءک اللہ
بسبی وسعۃ فأخدمنا فقال
واللہ لا أعطیکما وأدع أہل
الصفۃ تطوی بطونہم لا أجد ما أنفق
علیہم ولکن أبیعہم وأنفق علیہم
أثمانہم فرجعنا فأتاہما النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وقد دخلا فی قطیفتہما
اذا غطیا رؤوسہما تکشفت اقدامہما
واذا غطیا اقدامہما تکشفت رؤوسہما
فثارا فقال مکانکما قال ألا أخبرکما
بخیر مما سألتمانی قالا بلی فقال
کلمات علمنیہن جبرئیل فقال تسبحان
فی دبر کل صلوۃ عشرًا وتحمدان
عشرًا فاذا أویتما الی فراشکما
فسبحا ثلثا وثلثین واحمدا ثلثا
وثلثین وکبرا اربعا وثلثین قال
فواللہ ما ترکتہن منذ علمنیہن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لہ ابن الکواء ولا لیلۃ صفین
فقال قاتلکم اللہ یا أہل العراق نعم
ولا لیلۃ صفین۔ واخرج احمد عن

علی رض نے کہا کہ واللہ جب سے مجھ کو یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں میں نے اُن کو ترک نہیں کیا۔ ابن الکواء نے کہا نہ صفین کی رات میں (اُن کو ترک کیا)؟ تو آپ نے فرمایا کہ خدا تمھیں قتل کرے اے اہلِ عراق! ہاں نہ صفین کی رات میں۔ اور احمد نے مجاھد سے روایت کیا کہا کہ فرمایا علی رض نے کہ مدینہ میں ایک مرتبہ مجھ کو بہت سخت بھوک لگی۔ تو میں کسی کام کی تلاش میں عوالی مدینہ کی طرف نکل گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک عورت نے مٹی کے ڈھیلے جمع کر رکھے ہیں، میں نے گمان کیا کہ وہ اُن کو بھگونا چاہتی ہے۔ تو میں نے اُس سے معاملۂ اُجرت طے کیا ہر ڈول کے بدلے میں ایک کھجور کا۔ تو میں نے سولہ ڈول کھینچے حتیٰ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے، پھر میں وہ پانی لایا تو اس سے تکلیف اُٹھائی اُس کے بعد میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اُس عورت کے سامنے کر دیں (کہ وہ آبلے دیکھ کر اور پانی لانے پر اصرار نہ کرے) تو اُس نے مجھے سولہ کھجوریں گن کر دیں۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو حال سُنایا۔ تو آپ نے بھی میرے ساتھ اُن میں سے کھایا۔ اور احمد نے روایت کیا محمد بن کعب القرظی سے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنا حال یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح تھا کہ میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ اور آج (میری تونگری کا یہ حال ہے کہ) میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار نکلتی ہے۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنتے ہوئے علوم کو محفوظ رکھنا اور اُن کو ضرورت کے وقت اپنے موقع میں صرف کرنا۔ اور عمر اللہ سے پناہ چاہتے تھے ایسے اُلجھے ہوئے مسئلہ سے جس کو ابو الحسن نہ سلجھا سکیں۔ شیخ الشیوخ سہروردی

www.kitabghar.org

مجاہد قال قال علیؓ جُعْتُ مرّۃً بالمدینۃ جوعًا شدیدًا فخرجتُ اطلب العمل فی عوالی المدینۃ فاذا انا بامرأۃ قد جمعت مدرًا فظننتُہا تُرید بلّہ فقاطعتُہا کل ذنوب علی تمرۃٍ فمددتُ ستۃ عشر ذنوبًا حتی مجلت یدای ثم اتیتُ الماءَ فاصبتُ منہ ثم اتیتہا فقلتُ بکفّی ھذا بین یدیہا فعدّت لی ستۃ عشر تمرۃً فاتیتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فاکل معی منہا واخرج احمد عن محمد بن کعب القرظی ان علیا رضی اللہ عنہ قال لقد رأیتنی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی لاربط الحجر علی بطنی من الجوع وان صدقتی الیوم لاربعون الفًا۔ وازان جملہ علوم مسموعہ را ازجناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ داشتن وآنرا دروقت حاجت درمحل خود صرف نمودن و کان عمر یتعوّذ من معضلۃ لیس لہا ابوحسن۔ و اخرج شیخ الشیوخ السہروردی فی العوارف عن عبداللہ بن الحسن قال حین نزلت ھذہ الآیۃ وَتَعِیَہَآ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ

عوارف میں یہ روایت نقل کی کہ مروی ہے عبداللہ بن الحسن سے کہاکہ جب نازل ہوئی یہ آیت وَتَعِیَہَآ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ (۶۹: ۱۲) اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ سے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ایسے کان تیرے بنا دے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر میں کسی چیز کو کبھی نہیں بھولا، بعد اُس کے کہ مجھے نسیان ہوا کرتا تھا۔ اور روایت کیا احمد نے ابوالبختری سے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے، کہاکہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے کہاکہ تمھاری کیا رائے ہے اُس مال کے بارے میں جو ہمارے پاس بچ جائے تو لوگوں نے کہاکہ اے امیر المومنین ہم نے آپ کو غافل کر دیا آپ کے اہل و عیال سے اور جائداد سے اور تجارت سے تو بس وہ آپ کا ہے۔ تو مجھ سے کہاکہ تم کیا کہتے ہو۔ تو میں نے کہاکہ وہی جس کا لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا، پھر کہاکہ بولو۔ تو میں نے کہاکہ آپ اپنے یقین کو ظن کیوں بنا رہے ہیں۔ تو کہاکہ جو کچھ تم نے کہا اُس کی دلیل ضرور دینا پڑے گی۔ تو میں نے کہا ہاں واللہ میں ضرور دلیل دوں گا۔ کیا تم کو یاد ہے جب کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساعی محصّل صدقات بنا کر بھیجا تھا پھر تم عباس بن عبدالمطلب کے پاس آئے تو انہوں نے تم کو اپنا صدقہ دینے سے انکار کر دیا تھا اور تم دونوں میں کچھ ناچاقی تھی۔ پھر تم نے مجھ سے کہاکہ میرے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ تو ہم نے آپ کو منقبض پایا تو ہم واپس آ گئے۔ پھر اگلے دن آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو شاداں و فرحاں پایا تو تم نے آپؐ سے اُس فعل کا ذکر کیا جو عباس نے کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا کہ ایک شخص کا چچا اُس کے باپ کی شاخ ہوتا ہے اور

www.kitabghar.org

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ عنہ سألتُ اللہ تعالیٰ ان یجعلہا اُذنک یا علی قال علی رضی اللہ عنہ فما نسیتُ شیئاً بعدَ ما کان لی ان اَنسیٰ۔ واخرج احمد عن ابی البختری عن علی قال قال عمر بن الخطاب للناس ماترونَ فی فضلٍ فضُلَ عندنا من ہذا المال فقال الناسُ یا امیر المؤمنین قد شغلناکَ عن اہلک وضیعتک وتجارتک فہوَ لک فقال لی ماتقول انتَ فقلتُ قد اشاروا علیکَ فقال قل فقلتُ لِمَ تجعلُ یقینک ظنًّا فقال لتخرجنَّ مما قلتَ فقلتُ اَجل واللہِ لاخرجنَّ منہ اَتذکرحینَ بعثک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساعیًا فاتیتَ العباسَ بن عبد المطلب فمنعکَ صدقتہ و کان بینکما شیٔ فقلتَ لی انطلق معی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدناہ خاثرًا فرجعنا ثم غدونا علیہ فوجدناہ طیبَ النفس فاخبرتہٗ بالذی صنعَ فقال لکَ اما علمتَ ان عمَّ الرجلِ صنوُ ابیہ وذکرنا لہ الذی رأیناہ من خثورہٖ فی الیوم الاول والذی رأینا من طیب

ہم نے اس انقباض کا بھی ذکر کیا تھا جس کو پہلے دن میں دیکھا تھا۔ اور اس انبساط کا بھی جو دوسرے دن دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس پہلے دن آئے تو حال یہ تھا کہ میرے پاس صدقہ میں کے دو دینار بچے ہوئے تھے تو جو کچھ انقباض مجھ میں تم نے دیکھا اس کا سبب یہی تھا اور آج تم ایسے وقت آئے کہ میں اُن دونوں دیناروں کو صرف کرچکا ہوں تو یہ وہ سبب ہے اس انبساط کا جو تم نے مشاہدہ کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ تم نے سچ کہا ہم تمہارے شکرگزار رہیں گے دنیا اور آخرت میں۔ اور روایت کیا ابو عمر نے سعید بن المسیب سے کہا کہ عمر رضؓ اللہ سے پناہ مانگا کرتے ایسی مشکل سے جس کا حل ابو الحسن نہ کرسکیں۔ کہا ابو عمر نے اور کلام کیا تھا علی رضؓ نے اُس مجنونہ کے بارے میں جس کے رجم کا عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اُس عورت کے بارے میں جس کا چھ ماہ میں وضع حمل ہوگیا اور عمر نے اس کے رجم کا ارادہ کیا تو اُن سے علی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (یعنی اس کے حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اور آپ نے کہا تھا کہ اللہ نے مجنون کو مرفوع القلم (غیر مکلف) قرار دیا ہے۔ الحدیث۔ تو عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ اور روایت کیا ابو عمر نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں کا سب سے بڑا قاضی علی بن ابی طالب ہے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے ابو طفیل سے، کہا کہ میں حاضر تھا علی کے پاس جب وہ خطبہ دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ پوچھ لو مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں واللہ کوئی آیت نہیں مگر میں اُس کا حال بخوبی جانتا ہوں کہ اِس رات میں نازل ہوئی یا دن میں

www.kitabghar.org

نفسه فی الیوم الثانی فقال انکما اتیتمانی
فی الیوم الاول وقد بقی عندی
من الصدقة دینار ان فکان الذی
رأیتما من خثورتی له و اتیتما
الیوم وقد وجهتها فذلک الذی
رأیتما من طیب نفسی فقال عمر
صدقت والله لاشکرن لک
الاولی والآخرة۔ واخرج ابوعمر
عن سعید بن المسیب قال کان عمر
یتعوذ بالله من معضلة لیس لها
ابوحسن قال ابوعمر وقال فی المجنونة
التی امر برجمها وفی التی وضعت
لستة اشهر فاراد عمر رجمها فقال
له علیؓ ان الله یقول وَحَمْلُهٗ وَ
فِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا
الآیة وقال ان الله رفع القلم
عن المجنون الحدیث فکان عمر یقول
لولا علی لهلک عمر۔ واخرج ابوعمر
عن عبدالله بن مسعود کنا نتحدث
ان اقضی اهل المدینة علی بن
ابی طالب۔ واخرج ابوعمر عن سعید
بن المسیب قال ماکان احدٌ من
الناس یقول سلونی غیر علی
بن ابی طالب واخرج ابوعمر عن
ابی الطفیل قال شهدت علیا یخطب

میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں۔ اور ابوعمر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا، کہا خدا کی قسم یقینا علی بن ابی طالب کو دس میں سے نو حصہ علم دیا گیا تھا اور خدا کی قسم وہ اُس (بقیہ) دسویں حصہ میں بھی شریک تھے۔ اور اُن میں سے ہے ذہن کی تیزی اور اُس کا شریعت کے ساتھ حکم کے ماخذ کی طرف منتقل ہونا۔ اور یہ طبعی خاصہ قضایا کے فیصلہ کرنے میں مصروف ہوگیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی سندوں سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علی ہے۔ اور ابوعمر نے روایت کیا ابن عباس سے انہوں نے عمرؓ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علی ہے اور سب سے بڑا قاری اُبی ہے۔ اور اس باب میں حضرت مرتضیٰ سے بہت سی عجیب باتیں نقل کرتے ہیں۔ روایت کیا ابوعمر نے عاصم سے انہوں نے زر بن حبیش سے کہا کہ دو آدمی کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ اُن میں سے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ جب کھانا اُن کے سامنے رکھا گیا تو اُن کے پاس ایک شخص کا گذر ہوا اُس نے سلام کیا۔ اُن دونوں نے کہا کھانے میں شریک ہوجائیے۔ وہ بیٹھ گیا اور اُس نے اُن دونوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور اُن آٹھ روٹیوں کے کھانے میں سب برابر کے حصہ دار ہوئے۔ پھر وہ شخص اُٹھا اور اُس نے دونوں کی طرف آٹھ درہم ڈال دیئے اور کہا کہ تم دونوں اُس کھانے کے عوض میں جو میں نے کھایا اور تمہارے طعام میں حصہ دار ہوا یہ لے لو۔ اب اُن دونوں میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے تین۔ اور

www.kitabghar.org

وہو یقول سلونی عن کتاب اللہ فواللہِ مامن آیۃ الّا وانا اعلم أ بلیلٍ نزلت ام بنہارٍ ام فی سہلٍ ام فی جبل۔ وآخرج ابو عمر عن عبد اللہ بن عباس قال واللہ لقد أُعطی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تسعۃُ اعشارِ العلم وأیمُ اللہِ لقد شارکہم فی العُشرِ العاشر

واز ان جملہ حِدّتِ ذہن وسرعتِ انتقال بمأخذِ حکم وانیمعنی درفصلِ قضایا معروف شد۔ وقد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوجوہٍ قال اَقضاکم علیٌّ واخرج ابو عمر عن ابن عباس عن عمر انہ قال اقضانا علیٌّ واقرأُنا اُبیٌّ

واز حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ عجائب بسیار درین باب نقل میکنند اخرج ابو عمر عن عاصم عن زرّ بن حُبَیش قال جلس رجلانِ یتغدّیانِ مع احدِہما خمسۃُ ارغفۃٍ ومع الآخر ثلثۃ ارغفۃٍ فلما وُضِعَ الغداء بین ایدیہما مَرّ بہما رجلٌ فسلّم فقالا اجلس للغداء فجلس واکل معہما واستوفوا فی اَکلِہم الارغفۃَ الثمانیۃَ فقام الرجُل فطرحَ الیہما

تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گا مگر اس صورت میں کہ دراہم ہمارے درمیان نصفا نصف تقسیم ہو جائیں۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے پاس لائے، اور دونوں نے اپنا اپنا قضیہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تیرے سامنے تیرے ساتھی نے جو کچھ پیش کیا وہ کر دیا حالانکہ اُس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں، تو تین پر تو راضی ہو جا۔ مگر اُس نے کہا کہ نہیں

واللہ میں راضی نہیں ہوں گا مگر واضح دلیل کے ساتھ۔ تو علی نے کہا کہ واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق کچھ نہیں سوائے ایک درہم کے اور اُس کے سات درہم ہیں۔ اُس شخص نے کہا سُبحان اللہ اے امیر المومنین! وہ میرے سامنے تین درہم پیش کرتا ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا اور آپ نے بھی اُن کے لینے کا مشورہ دیا مگر میں راضی نہ ہوا اور اب آپ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ واضح دلیل کے ساتھ میرا کچھ واجب نہیں بجز ایک درہم کے۔ تو اُس سے علی نے کہا کہ تیرے ساتھی نے تیرے سامنے یہ بات رکھی کہ تو تین درہم لے لے بطورِ صلح کے مگر تو نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گا مگر واضح دلیل کے ساتھ اور واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق واجب نہیں ہے مگر ایک درہم۔ تو اُس شخص نے آپ سے کہا کہ مجھے یہ صورت سمجھایئے واضح دلیل کے ساتھ جس کو میں قبول کر لوں تو علی نے کہا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ثُلث نہیں ہوتے۔ تم نے اُن ہی کو تو کھایا اور تم تین آدمی تھے اور یہ معلوم نہیں کہ تم میں سے زیادہ کس نے کھایا اور کس نے کم اس لئے تم نے مان لیا ہے اپنے کھانے میں برابری کو۔ اُس نے کہا بیشک۔

www.kitabghar.org

ثمانیۃ دراہم وقال خذا ہذا عوضا مما اکلت لکما ونلتہ من طعا مکما فتنازعا وقال صاحب الخمس الارغفۃ لی خمسۃ دراہم ولک ثلثۃ و قال صاحب الارغفۃ الثلثۃ لا ارضٰی الا ان یکون الدراہم بیننا نصفین وارتفعا الی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فقصّا علیہ قضیتہما فقال لصاحب الثلثۃ قد عرض علیک صاحبک ما عرض وخبزہ اکثر من خبزک فارض بالثلثۃ فقال لا واللہ لارضیت منہ الا بمر الحق فقال علیّ لیس لک فی مر الحق الا درہم واحد ولہ سبعۃ فقال الرجل سبحان اللہ یا امیر المؤمنین ہو یعرض علی ثلثۃ فلم ارض و اشرت علی باخذہا فلم ارض و تقول لی الآن انہ لایجب لی فی مر الحق الا درہم واحد فقال لہ علی عرض علیک صاحبک ان تاخذ الثلثۃ صلحا فقلت لا ارضی الا بمر الحق ولایجب لک فی مر الحق الا واحدا فقال لہ الرجل فعرفنی بالوجہ فی مر الحق حتی اقبلہ فقال علی الیس للثمانیۃ الارغفۃ

علی نے کہا اور تو نے اُن میں سے خود آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری کلُ نو تہائیاں تھیں۔ اور تیرے ساتھی نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور اُس کی پندرہ تہائیاں تھیں، اُس نے اُن میں سے آٹھ کھائیں اور اس کی سات باقی رہیں جو اُس شخص نے کھائیں اور تیری نو میں سے ایک اُس نے کھائی تو تیرے حصہ میں ایک درہم ہے اُس تیری ایک تہائی کے مقابلہ میں اور اس کے سات ہوئے۔ تو اُس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہوگیا۔ اور ریاض میں مروی ہے محمد بن زبیر سے، کہا کہ میں دمشق کی مسجد میں پہنچا تو وہاں مجھے ایک ایسا بوڑھا شخص ملا کہ بڑھاپے سے اُس کی ہنسلیاں سُکڑ گئی تھیں۔ میں نے کہا اے شیخ آپ نے (اکابرین سے) کس کو پایا ہے؟ اُس نے کہا کہ عمرؓ کو میں نے کہا کہ آپ نے کونسا جہاد کیا؟ کہا یرموک۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کوئی بات بیان کیجئے جس کو آپ نے عمرؓ سے سُنا ہو۔ کہا کہ میں چند نوجوانوں کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو ہمیں شتر مرغ کے بیضے ہاتھ آ گئے (یعنی اُن کو کھایا) اور ہم احرام باندھ چکے تھے۔ جب ہم مناسکِ حج ادا کر چکے تو ہم نے امیر المؤمنین عمرؓ سے اُس کا ذکر کیا تو وہ لوٹے اور کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں تک پہنچ گئے اور اُن میں سے ایک حجرے پر دستک دی۔ تو اُن کو ایک عورت نے جواب دیا تو اُنہوں نے کہا کہ کیا یہاں ابوالحسن ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ نہیں پھر عمرؓ سایہ دار جگہ میں چلے اور مڑ کر ہم سے کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ، یہاں تک کہ علی رضؓ تک پہنچ گئے اور وہ اپنے ہاتھ سے مٹی کو ہموار کر رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا مرحبا

www.kitabghar.org

اربعۃٌ وعشرون ثلثاً اکلتموہا و انتم ثلثۃ انفسٍ ولایعلم الاکثر منکم اکلاً ولا الاقل فتحملون فی اکلکم علی السواء قال بلے قال و اکلت انت ثمانیۃ اثلاثٍ وانما لک تسعۃ اثلاثٍ و اکل صاحبک ثمانیۃ اثلاثٍ ولہ خمسۃ عشر ثلثاً اکل منہا ثمانیۃً ویبقے لہ سبعۃٌ واکل لک واحدًا من تسعۃٍ فلک واحدٌ بواحدک و لہ سبعۃٌ فقال الرجل رضیت الآن۔ وفی الریاض عن محمد بن الزبیر قال دخلت مسجد دمشق فاذا انا بشیخ قدالتوت ترقوتاہ من الکبر فقلت یاشیخ من ادرکت قال عمر قلت فماغزوت قال الیرموک قلت فحدثنی بشیٔ سمعتہ قال خرجت مع فتیۃ حجاجًا فاصبنا بیض نعامٍ وقداحرمنا فلما قضینا نسکنا ذکرنا ذلک لامیر المؤمنین عمر فادبر وقال اتبعونے حتے انتہے الی حجرِ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فضرب حجرۃً منہا واجابتہ امرأۃ فقال اثمّ ابوحسن قالت لا فمرّ فی المقناۃ فادبر فقال اتبعونے

اے امیر المومنین۔ پھر عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے اُٹھا کر کھالئے شترمرغ کے انڈے جب کہ یہ محرم تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بُلا لیا۔ عمر نے کہا کہ آپ کے پاس مجھے خود ہی آنا چاہیئے تھا۔ کہا کہ ایسی نوجوان اُونٹنیوں کو جو گیا بھن نہ ہوئی ہوں انڈوں کی تعداد کے برابر ہوں جوان اونٹوں سے گیا بھن کرایا جائے جب اُن سے بچے پیدا ہوں تو اُن کو ہدی بنا کر بھیج دیا جائے۔ عمر نے کہا کہ اونٹوں میں اسقاط بھی ہو جاتا ہے۔ علی نے کہا کہ انڈے بھی گندے ہو جاتے ہیں۔ تو جب عمر واپس مڑے تو کہنے لگے اے اللہ کوئی مشکل مجھ پر نہ ڈالیئے مگر اس وقت جب کہ ابوحسن میرے پہلو میں ہو۔ اور مروی ہے حسن معتمر سے کہ قریش میں کی ایک عورت کے پاس دو آدمی آئے اور دونوں نے بطور امانت ایک سو دینار اُس کے سپرد کئے۔ اور اُنہوں نے کہا کہ ان کو ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا بغیر دوسرے ساتھی کے جب تک کہ ہم اکٹھے نہ آئیں۔ اب وہ دونوں ایک سال ٹھہرے رہے۔ پھر اُن میں سے ایک اُس عورت کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دینار مجھے دیدے تو اُس نے انکار کر دیا۔ تو وہ اُس کے پاس اُس کے شوہر وغیرہ کو لے کر پہنچا۔ اس پر اُن میں کہا سنی ہوتی رہی، یہاں تک کہ اُس نے وہ دینار اُس کو دیدیئے، پھر ایک سال اور گذر گیا تو دوسرا ساتھی آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے دینار ادا کر۔ عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی میرے پاس آیا اور اُس نے بیان کیا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے اُس کو دیدیئے۔ اس مقدمہ کو دونوں عمرؓ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے عورت کے خلاف فیصلہ دینے کا

www.kitabghar.org

حتے انتھے الیہ وہو یسوّی التراب
بیدہ فقال مرحبًا یا امیر المومنین
فقال ہؤلاء اصابوا بیض نعام و
ہم محرمون قال الا ارسلت الیّ
قال انا احق باتیانک قال یضربون
الفحل قلائص ابکارًا بعدد البیض
فما نتج منہا اہدوہ قال عمر فان الابل
تخدج قال علیؓ والبیض تمرض فلما
ادبر قال عمر اللّٰھمّ لاتنزل بی شدیدۃ
الا و ابوحسن الی جنبی - وعن الحسن
المعتمران رجلین اتیا امرأۃ من
قریش فاستودعاہا بمائۃ دینار
وقالا لاتدفعیہا الی واحد منا دون
صاحبہ حتے نجتمع فلبثا حولًا ثم جاء
احدہما الیہا وقال ان صاحبی قدمات
فادفعی الی الدنانیر فابت فثقل
علیہا باہلہا فلم یزالوا بہا حتی دفعتہا
الیہ ثم لبث حولًا آخر فجاء الآخر
فقال ادفعی الی الدنانیر فقالت
ان صاحبک جاءنی وزعم انک
قدمت فدفعتہا الیہ فاختصما الی
عمر فاراد ان یقضی علیہا وروی
انہ قال لہا ما اراک الا ضامنۃ
فقالت انشدک اللّٰہ ان لا تقضی
بیننا وارفعنا الی علیؓ بن ابی طالب

ارادہ کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اُس عورت سے کہا کہ میری رائے میں تجھ پر ضمان ہے۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کریں اور ہم کو علی بن ابی طالب کے پاس بھیج دیں۔ تو آپ نے دونوں کو علی رضؓ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے حال سُنکر سمجھ لیا کہ دونوں نے اُس عورت کے ساتھ فریب کیا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ کیا تم دونوں نے نہیں کہا تھا کہ اُس کو ہم میں سے کسی ایک کو بغیر دوسرے ساتھی کے نہ دینا۔ اُس نے کہا بیشک۔ آپ نے کہا تیرا مال ہمارے پاس ہے۔ تو اب تو اپنے ساتھی کو لے کر آتا کہ تم دونوں کو وہ مال دے دیں۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا وہاں آپ نے چار آدمیوں (کی لاشوں) کو پایا جو کہ ایک گہرے گڑھے میں گر گئے تھے جو اس لئے کھودا گیا تھا کہ اس میں شیر کا شکار کیا جائے۔ اوّل ایک شخص گرا، وہ دوسرے سے لپٹ گیا اور یہ گرتے ہوئے دوسرے سے لٹک گیا۔ اس طرح چار آدمی گرے۔ پھر اُن کو شیر نے مجروح کر دیا اور اُس کے زخموں سے سب مر گئے۔ پھر اُن کے وارثین آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ قتال شروع کر دیں تو علیؓ نے کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اگر تم اُس پر راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ رہے گا ورنہ میں ایک کو دوسرے سے روکوں گا تا آنکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ اُن قبائل سے جنہوں نے گڑھا کھودا تھا جمع کرو ایک چوتھائی دیت اور ایک تہائی دیت

www.kitabghar.org

فرفعها الی علیؓ و عرف انها قد مکرا
بها فقال الیس قلتما لا تدفعها
الی واحد منا دون صاحبه قال بلے
قال ان مالک عندنا اذهب فجئ
بصاحبک حتی تدفعها الیکما و عن
علی رضی الله عنه ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم بعثه الی الیمن
فوجد اربعة وقعوا فی حفرة حفرت
لیصطادو فیها الاسد سقط اولا
رجل فتعلق بآخر وتعلق الآخر بآخر
حتی تساقط الاربعة فجرحهم الاسد
وماتوا من جراحته فتنازع اولیاءهم
حتی کادوا یقتتلون فقال علیؓ انا
اقضی بینکم فان رضیتم فهو القضاء
والا حجزت بعضکم عن بعض حتی تاتوا
رسول الله صلی الله علیه وسلم لیقضی
بینکم اجمعوا من القبائل الذین حفروا
البیر ربع الدیة وثلثها ونصفها و
دیة کاملة فللاول ربع الدیة لانه
اهلک من فوقه وللذی یلیه ثلثها
لانه اهلک من فوقه وللثالث
النصف لانه اهلک من فوقه وللرابع
الدیة الکاملة فابوا ان یرضوا فاتوا
رسول الله صلی الله علیه وسلم فلقوه
عند مقام ابراهیم فقصوا القصة علیه

اور نصف دیت اور ایک دیت پوری۔ تو سب سے پہلے
گرنے والے کی دیت چوتھائی ہوگی کیونکہ اس نے اپنے سے
اوپر والے (تین) لوگوں کو ہلاک کیا۔ اور جو اس کے بعد تھا
اُس کی ایک تہائی دیت کیونکہ اس نے ہلاک کیا اپنے سے
اوپر کے (دو) آدمیوں کو اور تیسرے شخص کی نصف دیت
کیونکہ اُس نے ہلاک کیا اپنے سے اوپر والے کو۔ اور چوتھے
کی پوری دیت ہوگی۔ انہوں نے اس پر راضی ہونے سے انکار
کردیا۔ پھر یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے اور آپ سے مقام ابراہیم کے نزدیک ملے اور سب
قصہ آپ کو سُنایا۔ تو آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان
فیصلہ کرتا ہوں اور گھٹنوں کے گرد چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے
پھر قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ علی نے ہمارے درمیان
فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب اس کی تفصیل آپ کو سُنائی
تو آپ نے اُس کو جائز رکھا۔ اور حارث سے مروی ہے
کہ ایک شخص اُن کے پاس ایک عورت کو لایا اور اُس
نے کہا اے امیر المؤمنین اس نے مجھ سے اپنا عیب
چھپایا اور یہ مجنونہ ہے تو علی نے اُس پر نیچے سے اُوپر
تک نظر ڈالی اور اس کی تصویب کی۔ اور عورت خوبصورت
تھی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ عورت
نے کہا کہ واللہ اے امیر المومنین مجھے جنون نہیں ہے
لیکن میرا حال یہ ہے کہ جب وہ وقت آتا ہے تو مجھ پر
بیہوشی غالب آجاتی ہے۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ اس کو
لے جا تجھ پر افسوس ہے اور اس کے ساتھ نیک برتاؤ
کر۔ تو اس عورت کا اہل نہیں ہے۔ اور مروی ہے زید
بن ارقم سے کہ یمن میں علی کے پاس تین آدمی لائے

www.kitabghar.org

فقال انا اَقضِی بینکم واعطنی بُردہٗ فقال رجل من القوم ان علیاً تقضی بیننا فلما قصوا علیہ القصۃ اجازہ وعن الحارث عن علیؓ انہ جاءہ رجل بامرأۃ فقال یا امیر المؤمنین دُلّست عَلیّ ھذہ وھی مجنونۃ قال فصعّد علیؓ بصرہ وصوّبہ وکانت امرأۃً جمیلۃً فقال مایقولُ ہذا فقالت واللہِ یا امیرَ المؤمنین مابی جنونٌ ولکنی اذا کانَ ذلک الوقتُ غلبتنی غشیۃٌ فقال علیؓ خذہا ویحکَ واحسن الیہا فما انتَ لہا باہل وعن زید بن ارقم قال اُتِیَ علیؓ فی الیمن بثلاثۃِ نفر وقعوا علی جاریۃ فی طُہر واحدِ فولدت وَلدًا فادّعوہ فقالَ علیؓ لاحدہم تطیبُ بہ نفساً لہذا قال لا وقال للآخر تطیب بہ نفسا لہذا قال لاقال للآخر تطیب بہ نفساً لہذا قال لا قال اَراکم شُرکاءَ مُتشاکِسین اِنّی مُقرِع بینکم فمن اصابتہ القُرعۃُ اَغرمتہ ثلثی القیمۃ والزمتہ الولدَ فذکروا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما اجد فیہا اِلاّ ما قال علیؓ۔ وعن حمید بن عبداللہ بن یزید المدنی

گئے جنہوں نے ایک باندی سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا، تو اُس نے ایک لڑکا جنا۔ یہ سب اُس کے دعویدار تھے۔ تو علی نے اُن میں سے ایک سے کہا کہ کیا تیرا دل اس سے خوش ہوتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ پھر دوسرے سے کہا کہ تیرا دل اس سے خوش ہوتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں پھر تیسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس کو پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم ایک دوسرے کے مخالف شرکاء ہو۔ میں تمھارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کے نام پر قرعہ آپڑے اُس پر دو تہائی قیمت "تاوان" ڈالوں گا اور بچّہ کو اُس کے سپرد کر دوں گا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں میرے خیال میں کوئی صورت نہیں آتی بجز اس کے جو علی نے کہا۔ اور مروی ہے حمید بن عبداللہ بن یزید مدنی سے، کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا فیصلہ علی نے کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہلِ بیت میں حکمت رکھی۔ پھر کتنی ہی مرتبہ آنجناب رضی اللہ عنہ کا نفسِ نفیس حضرت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات کی شعاعوں کا جلوہ گاہ بنا ہے، اور آنجناب رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کے کھلے ہوئے معجزات نے بہت مرتبہ ظہور کیا ہے اور فیضِ الٰہی نے جہتِ نبوّت کو آپ کی تربیت میں لگایا یہاں تک کہ آپ کے مقامات کا بہت سا حصّہ قوت سے فعل میں آگیا۔ فصلِ قضایا کے سلسلہ میں جب کہ آپ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے گذارش کی کہ یارسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جو بڑی عمر والے (تجربہ کار) ہیں اور میں ایک جوان (ناتجربہ کار)

www.kitabghar.org

قال ذُکر عند النبی صلی اللہ علیہ و
سلم قضاءٌ قضیٰ بہ علیؑ فاعجب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃَ
اہل البیتِ ۔ باز چندین بار نفس
نفیس او رضی اللہ عنہ مطرح
اشعۂ برکاتِ حضرتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام گشتہ ودر حق او رضی اللہ
عنہ معجزاتِ باہرہ بدفعات کثیرہ ظہور
نمود و فیضِ الٰہی ہمتِ نبوت را
درکار او نمود تا بسیارے از
مقامات وی کرم اللہ وجہہ از قوۃ
بفعل آمد۔ در باب فصل قضایا وقتیکہ
اورا طرف یمن فرستادند التماس
کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تبعثنی الی قوم ذوی اسنانٍ وانا
شابٌ لا اعلم القضاء قال فوضع
یدہ علی صدری فقال ان اللہ
سیہدیک ویثبت لسانک الحدیث
وفی آخرہ فما اشکل علیَّ قضاءٌ بعد
ذلک وفی لفظٍ فما شککتُ فی
قضاءٍ وفی روایۃ فما زلتُ قاضیا
بعدُ۔ ودر باب حفظ قرآن عظیم
بروایت ترمذی آمدہ کہ نماز نافلہ
تعلیم فرمودند عن ابن عباس انہ

ہوں میں قضا کا طریق نہیں جانتا، علی رضؓ نے بیان کیا کہ یہ
سنکر آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیشک اللہ
تجھے سیدھی راہ پر چلائے گا اور تیری زبان کو مضبوط
بنائے گا۔ الحدیث ۔ اور اُس کے آخر میں ہے کہ اُس کے
بعد مجھ پر کوئی قضا مشکل نہیں ہوئی اور ایک روایت میں
یہ ہے کہ کسی قضاء میں مجھے شک نہیں ہوا اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ میں پھر ہمیشہ قاضی رہا۔ اور حفظ قرآن عظیم
کے بارے میں ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک خاص) نمازِ نفل تعلیم
فرمائی۔ ابن عباس سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ اسی
دوران میں علی رضؓ بن ابی طالب آپ کے پاس آئے اور کہا
کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ قرآن تو میرے سینہ
سے باہر نکل جاتا ہے۔ میں اپنے میں اس پر قادر ہونے کی
قوت نہیں پاتا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے ابوالحسن کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ
سکھادوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع پہنچائے اور اُس
کو نفع پہنچائے جس کو تم اُن کی تعلیم دو اور جو کچھ تم
سیکھو اُس کو تمہارے سینہ میں قائم کردے۔ انہوں
نے کہا ہاں یارسول اللہ مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا جب جمعہ
کی رات آئے تو اگر تم سے ہو سکے کہ تم تہائی رات بہ
(جب باقی رہے) اُٹھو کیونکہ وہ ساعت مشہودہ ہے (جس
میں ملائکہ زمین پر آتے ہیں) اور اگر نہ ہوسکے تو اوّل شب
میں ہی کھڑے ہوجاؤ تو چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ
پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب (الحمد) اور سورۂ یٰسٓ پڑھو

www.kitabghar.org

قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ جاءه علي بن ابي طالب. فقال بابي انتَ وامّي تفلّتت هذا القرآنُ من صدري فما اَجِدُ نی اَقدِرُ عليه فقال له رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يا اباالحسن افلا اُعلمك كلماتٍ ينفعك اللهُ بهنّ وينفع بهنّ من علّمتهٗ ويُثبتُ ماتعلمت في صدرك قال اَجَل يارسول الله فعلّمني قال اذا كان ليلة الجمعة فان استطعت ان تقومَ في ثلث الليل الآخر فانها ساعةٌ مشهودةٌ فان لم تستطع فقم في اولها فصلّ اربعَ ركعاتٍ تقرأُ في الركعة الاولى بفاتحة الكتاب و سورة يٰس و في الركعة الثانية بفاتحة الكتاب و حٰم الدخان و في الركعة الثالثة بفاتحة الكتاب و الٓم تنزيل السجدة و في الركعة الرابعة بفاتحة الكتاب وتبارك المفصّل فاذا فرغتَ من التشهدِ فاحمدِ اللهَ واَحسِن الثناءَ على اللهِ وصلّ عليّ واَحسِن و على سائر النبيين و استغفر للمؤمنين والمؤمناتِ و لاخوانك الذين سبقوك بالايمانِ

اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور حٰمٓ الدخان پڑھو، اور تیسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور الٓم تنزیل السجدہ، اور چوتھی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور تبارک جو مفصل میں ہے۔ پھر جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد پڑھو اور اللہ کی ثناء احسان کے ساتھ کرو اور مجھ پر درود پڑھو اور احسان پر عمل کرو (یعنی حضورِ قلب کے ساتھ) اور تمام انبیاء پر پڑھو اور استغفار کرو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے لئے اور اپنے اُن بھائیوں کے لئے جو ایمان لانے میں تم پر سبقت لے گئے۔ پھر اُس کے آخر میں کہو اللّٰھمّ ارحمنی بترک المعاصی الخ (ترجمہ) اے اللہ مجھ پر رحمت کردے جس سے ہمیشہ معاصی سے بچا رہوں جب تک آپ مجھے زندہ رکھیں اور اے اللہ مجھ پر رحمت کر جس سے میں ایسی چیز کے پیچھے کلفت اُٹھانے سے بچوں جو مجھے فائدہ مند نہ ہو اور اس چیز کی طرف اچھی رغبت مجھے عطا فرما دیجئے جو آپ کو مجھ سے راضی کردے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا، میں آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن آپ کے جلال اور آپ کے نورِ ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب کے حفظ کو میرے قلب کے ساتھ لازم کر دیجئے جیسا کہ آپ نے مجھے سکھایا اور مجھے یہ قوت بخش دیجئے کہ میں اُس کی تلاوت ایسے طور پر کروں جو آپ کو مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا میں آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن آپ کے جلال اور

www.kitabghar.org

ثم قل فی آخر ذلک اللّٰھم ارحمنی بترک المعاصی ابدًا ما ابقیتنی و ارحمنی ان اتکلف ما لا یعنینی و ارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنّی اللّٰھم بدیع السمٰوٰت والارض ذاالجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام اسألک یا اللّٰہ یا رحمٰن بجلالک ونور وجھک ان تلزم قلبی حفظ کتابک کما علمتنی و ارزقنی ان اتلوہ علی النحو الذی یرضیک عنی اللّٰھم بدیع السمٰوٰت والارض ذاالجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام اسألک یا اللّٰہ یا رحمٰن بجلالک و نور وجھک ان تنور بکتابک بصری وان تطلق بہ لسانی وان تفرج بہ عن قلبی وان تشرح بہ صدری وان تغسل بہ بدنی فانہ لا یعیننی علی الحق غیرک و لا یؤتیہ الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم یا اباالحسن تفعل ذلک ثلث جمع او خمسًا او سبعًا تجاب باذن اللّٰہ والذی بعثنی بالحق ما اخطأ مؤمنًا قط قال ابن عباس فواللّٰہ مالبث علیؓ الا خمسًا او سبعًا حتی جاء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مثل ذلک المجلس فقال یارسول اللّٰہ

آپ کے نور ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو منور کر دے اور میری زبان کو اُس پر گویا کر دے اور یہ کہ اُس کے ذریعہ سے میرے قلب سے انقباض کو ہٹادے اور اس کے ذریعہ سے میرا سینہ کھول دے اور اس کے ذریعہ سے (گناہوں کی آلائش سے) میرے بدن کو دھودے کیونکہ بلاشبہہ میری حق پر کوئی مدد نہ کرے گا آپ کے سوا اور مجھے حق کوئی نہ دے گا بجز آپ کے اور نہ کوئی لوٹنے کی جگہ ہے اور نہ قوت مگر اللہ بلند مرتبہ صاحب عظمت کی بارگاہ'' اے ابوالحسن یہ تین یا پانچ یا سات جمعہ تک کرو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقبول ہو جاؤ گے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق دیکر بھیجا ہے اس سے کسی مؤمن کو کبھی ناکامی نہ ہو گی۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ واللہ علی کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا بجز پانچ یا سات جمعہ کے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسی طرح کی مجلس میں آئے اور کہا یارسول اللہ میرا حال پہلے یہ تھا کہ میں چار آیات یا اُن کے برابر یاد کرتا تھا پھر جب اُن کو میں اپنے دل میں پڑھتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھیں اور اب میں روزانہ چالیس آیات یا اُن کے برابر یاد کرتا ہوں تو جب میں اُن کو دُہراتا ہوں تو گویا کتاب اللہ میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں پہلے حدیث سُنتا تھا تو جب میں اُس کو دُہراتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھی اور آج میں بہت سی احادیث کو سُنتا ہوں تو جب اُن کو بیان کرتا ہوں تو اُن میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم ابوالحسن کو کامل یقین ہوگیا ہے (تاثیر عمل کا) اور حفظ سنّت کے بارے میں آپ نے دُعا فرمائی

www.kitabghar.org

انی کنتُ فیما خلا لا آخذ الّا اربع آیاتٍ ونحوہن فاذا قرأتہن علے نفسی تفلّتنَ و انا اتعلّم الیوم اربعینَ آیۃ ونحوہا فاذا قرأتہا علے نفسی فکانما کتابُ اللّٰہ بینَ عینی ولقد کنتُ اسمع الحدیثَ فاذا رددتہ تفلّت و انا الیومَ اسمع الاحادیثَ فاذا تحدثتُ بہا لم اَخرِم منہا حرفًا فقال لہ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عند ذٰلک مؤمن وربِّ الکعبۃ ابا الحسن۔ ودر باب حفظ سنت دعا فرمود کہ بارخدایا اُذن اُدرا اُذن واعیہ گردان وبرای دفع رمد او دعا کردہ قال علی ما رمدتُ منذ تفل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی عینی اخرجہ احمد ودر حق او این دعا فرمود اللّٰہم اذہب حرّہ وبردہ بعد ازین دعا درشتا لباس صیف ودر صیف لباسِ شتا میپوشید وازحر وبرد مضرت نمی کشید ویکبار وی مریض بود برای شفای او دعا فرمود فی الحال صحت یافت وچون باحضرت فاطمۂ زہرا رضی اللّٰہ عنہا تزویج کرد دعا فرمود جعل اللّٰہ منکما الکثیر الطیب وبارک فیکما قال انس فواللّٰہ لقد اخرج اللّٰہ منہا الکثیر

یا اللہ اس کے کانوں کو محفوظ رکھنے والے کان بنا دے۔ اور آشوبِ چشم کے دفع کے لئے آپ نے دعا کی، علی رض کا بیان ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں پر تھتکارا تھا میری آنکھ نہیں دُکھی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اُن کے حق میں آپ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ اس کی گرمی اور سردی کو دفع کر دیجئے۔ اس دعاء کے بعد سردی کے موسم میں گرمی کا لباس اور گرمی کے موسم میں سردی کا لباس پہن لیا کرتے تھے اور گرمی اور سردی سے اُن کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ اور ایک مرتبہ وہ بیمار تھے اُن کی شفا کے لئے آپ نے دعاء فرمائی تو فورًا تندرست ہوگئے۔ اور جب حضرتِ فاطمۃ زہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو آپ نے دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت کرے۔ انس کا قول ہے "تو واللہ حق تعالیٰ نے اُن دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس نکالے"۔ اور جب نمازِ عصر حضرت مرتضیٰ سے فوت ہوگئی تو آپ نے دعا کی یہاں تک کہ آفتاب لوٹ آیا۔ **بعدِ غروب آفتاب کا لوٹ آنا** (اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں اُن کے مکان پر جو ظاہر مدینۂ مشرفہ میں ہے ۱۱۴۳ھ میں سُن رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی ثم المدنی نے، کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے وہ روایت کرتے ہیں شمس الرملی سے، وہ شیخ زین الدین زکریا سے، وہ اعز الدین عبد الرحیم بن محمد الفرات سے، وہ ابو الثناء محمود بن خلیفۃ المنبجی سے، وہ

www.kitabghar.org

الطیب وچون نماز عصر از حضرت
مرتضیٰ فوت شد دعا کردند تا آفتاب
بازگشت قُرِئَ علےٰ شیخنا ابی طاہر
محمد بن ابراہیم الکردی المدنی و انا
اسمع فی بیتہ بظاہر المدینۃ المشرفۃ
سنہ ۱۱۴۴ھ قال اخبرنی ابی الشیخ
ابراہیم بن الحسن الکردی ثم المدنی
اخبرنا شیخنا الامام صفی الدین احمد
بن محمد المدنی عن الشمس الرملی
عن الشیخ زین الدین زکریا عن
اعز الدین عبد الرحیم بن محمد
الفرات عن ابی الثناء محمود بن خلیفہ
المنبجی عن الحافظ شرف الدین
عبد المومن خلف الدمیاطی عن
ابی الحسن علے بن الحسین ابن المقیر
البغدادی عن الحافظ ابی الفضل محمد
بن ناصر السلامی الحنبلی لسماعہ علی
الخطیب ابی الطاہر محمد بن احمد
بن محمد بن ابی الصقر
الانباری سنہ ۴۷۳ھ بقراءتہ علی ابی
البرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل
بن نظیف بن عبد اللہ الفراء بمصر
سنہ ۴۲۸ھ بسماعہ علی ابی محمد الحسن
بن رشیق العسکری حدثنا ابو بشر
محمد بن احمد بن حماد الانصاری

حافظ شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی سے، وہ ابوالحسن
علی بن الحسین بن المقیر البغدادی سے وہ حافظ ابوالفضل
محمد بن ناصر السلامی الحنبلی سے اپنے سماع کی خطیب ابو طاہر
محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر انباری سے ۴۷۳ھ میں اپنی
قرأت کی شیخ ابوالبرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن
نظیف بن عبد اللہ الفراء کے سامنے مصر میں ۴۲۸ھ
میں انہوں نے روایت کی اپنے سماع کی ابو محمد الحسن
بن رشیق العسکری سے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابو بشر
محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی نے، کہا کہ مجھ سے روایت
کیا اسحٰق بن یونس نے، کہا کہ ہم سے روایت کیا سوید بن
سعید نے، ان سے مطلب بن زیاد نے، اُن سے ابراہیم بن
حبان نے، اُن سے عبد اللہ بن الحسن نے، اُن سے روایت
کیا فاطمہ بنت الحسین نے اسماء بنت عمیس سے، انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر علی رض کی گود میں
تھا اور آپ کے اوپر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ کو
افاقہ ہو گیا تو آپ نے اُن سے کہا کہ اے علی کیا تم نے فرض
نماز پڑھ لی ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے دُعاء کی
کہ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ علی آپ کے کام میں اور آپ
کے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اس کیلئے سورج کو لوٹا دیجئے
تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو لوٹا دیا، تو انہوں نے نماز پڑھی اور سورج
غروب ہو گیا۔ اس حدیث کی قرأت کی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر
کے سامنے اور میں سُن رہا تھا۔ اُنہوں نے روایت کیا اپنے
باپ شیخ ابراہیم کردی سے، انہوں نے احمد بن محمد مدنی سے
جو قشاشی کے خطاب سے مشہور ہیں انہوں نے شمس محمد بن احمد
بن حمزۃ الرملی سے۔ اُن کو اجازت ملی شیخ زین الدین زکریا

www.kitabghar.org

الدولابی قال حدثنی اسحٰق بن یونس
حدثنا سوید بن سعید عن المطلب
بن زیاد عن ابراہیم بن حبان عن
عبداللہ بن الحسن عن فاطمۃ
بنت الحسین عن أسماء بنت عُمیس
قالت کان رأس رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی حجر علیؓ وکان
یوحیٰ الیہ فلما سُرّی عنہ قال لہ
یا علیؓ صلیت الفرض قال لا قال
اللہم انک تعلم انہ کان فی حاجتک
و حاجۃ رسولک فرُدّ علیہ الشمس
فرَدَّہا علیہ فصلّٰی و غابت الشمس
قریٔ علی شیخنا ابی طاہر وانا اسمع
عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی عن
احمد بن محمد المدنی الشہیر
بالقشاشی عن الشمس محمد بن
احمد بن حمزۃ الرملی اجازۃً عن الشیخ
زین الدین زکریا عن ابن الفرات
عن عمر بن الحسن المراغی عن
الفخر ابن البخاری عن ابی جعفر
الصدلانی عن فاطمۃ بنت عبداللہ
الجوزدانیۃ عن ابی بکر محمد بن عبداللہ
الاصبہانی عن الحافظ ابی القاسم
سلیمان بن احمد الطبرانی فی الکبیر
حدثنا جعفر بن احمد بن سنان

سے، اُن کو ابن الفرات سے، اُن کو عمر بن الحسن مراغی سے ان کو فخر ابن البخاری سے اُن کو ابوجعفر صدلانی سے انہوں نے روایت کیا فاطمہ بنت عبداللہ جوزدانیہ سے، انہوں نے ابوبکر محمد بن عبداللہ اصبہانی سے، اُنہوں نے حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی سے کبیر ہیں، انہوں نے کہا ہم سے روایت کیا جعفر بن احمد بن سنان الواسطی نے، کہا ہم سے روایت کیا علی بن المنذر نے، کہا ہم سے روایت کیا محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے روایت کیا فضیل بن مرزوق نے ابراہیم بن الحسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت الحسین بن علی سے، انہوں نے اسماء بنت عُمیس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی آتی تھی تو آپ بے ہوشی کے قریب ہوجاتے تھے تو آپ کے اوپر ایک دن وحی نازل کی گئی اور آپ کا سر علیؓ کی گود میں تھا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اُٹھایا اور اُن سے کہا کہ کیا تو نے عصر کی نماز ادا کرلی ہے اے علی؟ انہوں سے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے سورج کو لوٹا دیا یہاں تک کہ علی رضؓ نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ اسماء نے کہا کہ میں نے سورج کو خود دیکھا غائب ہو چکنے کے بعد جب کہ وہ لوٹایا گیا اور علی نے عصر کی نماز پڑھی۔ حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "کشف اللبس فی حدیث رد الشمس" میں کہا ہے کہ حدیث رد الشمس جو معجزہ ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس کو صحیح کہا ہے امام ابوجعفر طحاوی وغیرہ نے اور حافظ ابوالفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اور اُن کے شاگرد محدث ابوعبداللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی

www.kitabghar.org

الواسطی حدثنا علی بن المنذر حدثنا محمد بن فضیل حدثنا فضیل بن مرزوق عن ابراہیم بن الحسن عن فاطمۃ بنت الحسین بن علی عن اسماء بنت عمیس قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزل علیہ الوحی یکاد یغشی علیہ فانزل علیہ یوما و رأسہ فی حجر علی حتی غابت الشمس فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ فقال لہ صلیت العصر یا علی قال لا یا رسول اللہ فدعا اللہ تعالیٰ فرد علیہ الشمس حتی صلی العصر قالت فرأیت الشمس بعد ما غابت حین ردت صلی العصر۔ قال الحافظ جلال الدین السیوطی فی جزء "کشف اللبس فی حدیث رد الشمس" ان حدیث رد الشمس معجزۃ لنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم صححہ الامام ابو جعفر الطحاوی وغیرہ و افرط الحافظ ابو الفرج بن الجوزی فاوردہ فی کتاب الموضوعات و قال تلمیذہ المحدث ابو عبداللہ محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی فی جزء "مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس" اعلم ان ہذا الحدیث

نے اپنی کتاب "مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس" میں کہا ہے جاننا چاہیئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں اسماء بنت عمیس سے دو سندوں کے ساتھ کی ہے اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت ہیں اور اُن کے راوی ثقہ ہیں۔ اور اُن کو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ ابن سید الناس نے "بشری اللبیب" میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب "الزہر الباسم" میں۔ اور اس کو صحیح کہا ہے ابو الفتح ازدی نے اور حسن کہا ہے ابو زرعہ بن العراقی نے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے "الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ" میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اور ارباب علم کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے، اہل علم کی راہ پر چلنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے اسماء کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی علامات نبوت میں سے ہے۔ اور حفاظ حدیث نے اعتراضات کئے ابن الجوزی کے اس حدیث کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دینے پر۔ اور اس کو طحاوی نے کتاب مشکل الآثار میں دو سندوں کے ساتھ اخذ کیا ہے، اُن میں سے ایک روایت فضیل بن مرزوق کی ہے جو مروی ہے ابراہیم ابن الحسن سے انہوں نے روایت کیا فاطمہ بنت الحسین سے جس طور پر ہم اس کو لکھ چکے ہیں اُس کے معنے کے ساتھ۔ اور دوسری سند یہ ہے کہ ہم سے روایت کیا علی بن عبدالرحمن ابن محمد بن المغیرہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا احمد بن صالح نے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابن ابی فدیک نے، کہا مجھ سے روایت کی موسیٰ نے عون بن محمد سے انہوں نے اپنی والدہ ام جعفر سے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے کہ رسول اللہ

www.kitabghar.org

رواہ الطحاوی فی کتابہ شرح مشکل الآثار عن اسماء بنت عمیس من طریقین وقال ہذان الحدیثان ثابتان ورواتہما ثقات ونقلہ قاضی عیاض فی الشفاء والحافظ ابن سید الناس فی بشری اللبیب والحافظ علاء الدین مغلطائی فی کتابہ الزہر الباسم وصححہ ابو الفتح الازدی وحسنہ ابوزرعۃ بن العراقی وشیخنا الحافظ جلال الدین السیوطی فی الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ۔ وقال الحافظ احمد بن صالح وناہیک بہ لا ینبغی لمن سبیلہ العلم التخلف عن حدیث اسماء لانہ من اجل علامات النبوۃ وقد انکر الحفاظ علی ابن الجوزی ایرادہ الحدیث فی کتاب الموضوعات قلت واخرجہ الطحاوی فی مشکل الآثار من طریقین احدہما طریق فضیل بن مرزوق عن ابراہیم بن الحسن عن فاطمۃ بنت الحسین نحو الذی کتبناہ بمعناہ والثانی حدثنا علی بن عبد الرحمن بن محمد بن المغیرۃ حدثنا احمد بن صالح حدثنا ابن ابی فدیک حدثنی محمد بن موسی عن عون بن محمد عن امہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صہباء میں پڑھی (صہباء ایک مقام کا نام ہے خیبر کے پاس) پھر علی رضہ کو کسی کام کے لئے بھیجا وہ لوٹ کر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر علی رضہ کی گود میں رکھ لیا۔ تو علی نے اُن کو حرکت نہ دی حتی کہ دھوپ غائب ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء کی کہ اے اللہ آپ کے بندے علی نے اپنے نفس کو روکا آپ کے نبی پر تو اُس کے اوپر سورج کی روشنی لوٹا دیجئے۔ اسماء نے کہا کہ پھر دھوپ نکل آئی یہاں تک کہ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑی۔ پھر علی کھڑے ہوئے انہوں نے وضو کیا اور نمازِ عصر پڑھی پھر سورج غائب ہوگیا اور یہ واقعہ صہباعہ میں ہوا۔ کہا طحاوی نے کہ محمد بن موسیٰ مدنی جو فطری کے نام سے مشہور ہے روایت میں مقبول ہے اور عون بن محمد یہ عون بن محمد بن علی بن ابی طالب ہے اور اُس کی ماں اُمّ جعفر ہے جو محمد بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی ہے۔ پھر طحاوی نے معارضہ کیا اِس حدیث کا اُس حدیث سے جو مرفوعًا ابو ہریرہ سے مروی ہے چند طُرق سے کہ سوائے یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ اور جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو اُس کا روکا جانا غائب ہونے سے، اور یہ لوٹایا جانا ہے بعد غائب ہونے کے، پھر جواب کو رد کیا ایک حدیث سے جس کا لفظ یہ ہے ۔ تو اللہ نے اس (آفتاب) کو روک دیا اُس کے لئے یعنی یوشع کے اُوپر، حاصل کلام طحاوی ختم ہوا۔ اور علی رضہ کی حکمت اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اسکا احصاء کیسے ممکن ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ لیکن کچھ تھوڑا سا حصہ زیرِ قلم لاتے ہیں۔

عہ صہباء ایک مقام کا نام ہے جو خیبر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا ۱۲

www.kitabghar.org

ام جعفر عن اسماء ابنة عميس ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى الظهر بالصهباء ثم ارسل عليا في حاجة فرجع وقد صلى النبي صلى الله عليه وسلم العصر فوضع النبي صلى الله عليه وسلم رأسه في حجر علي فلم يحركه حتى غابت الشمس فقال النبي صلى الله عليه وسلم اللهم ان عبدك عليا احتبس بنفسه على نبيك فرد عليه شرقها قالت اسماء فطلعت الشمس حتى وقعت على الجبال و على الارض ثم قام علي فتوضأ و صلى العصر ثم غابت و ذلك في الصهباء قال الطحاوي محمد بن موسى المدني المعروف بالفطري وهو محمود في روايته و عون بن محمد هو عون بن محمد بن علي بن علي بن ابي طالب وامه هي ام جعفر ابنة محمد بن جعفر بن ابي طالب ثم عارض الحديث بما روي من طرق عن ابي هريرة رفعه لم يحتبس الشمس على احد الا ليوشع و اجاب بانه يمكن ان يكون المخصوص بيوشع حبسها عن الغيبوبة وهذا ردها بعد الغيبوبة

ثم رد الجواب

بحديث لفظه فحبسها الله عليه اى

روایت کیا ابو بکر نے ابو اسحٰق سے، کہا کہ علی رضؓ نے فرمایا کہ چند کلمات ہیں اگر ان کی طلب میں تم سفر کرو اپنی سواریوں پر تو اُن کا مغز گھُلا دو گے پہلے اس سے کہ اُن کے جیسے حاصل کرنے میں تم کو کامیابی ہو۔ (وہ یہ ہیں):

ملفوظات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

بندہ کو اپنے رب کے سوا کسی سے اُمید نہ باندھنی چاہیئے اور نہ ڈرنا چاہیئے مگر اپنے گناہ سے۔ اور جو شخص نہیں جانتا وہ سیکھنے سے شرم نہ کرے۔ اور جس شخص سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو نہ جانتا ہو تو وہ اللہ اعلم کہنے سے شرم نہ کرے۔ اور جان لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا سر کا مرتبہ جسد کے مقابلہ میں تو جب سر جائے گا تو جسم بھی جاتا رہے گا اسی طرح جب صبر جائے گا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔ اور مروی ہے زید بن الحارث سے وہ روایت کرتے ہیں بنی عامر کے ایک شخص سے کہا کہ فرمایا علی رضؓ نے کہ مجھے تم پر دو برائیوں کا اندیشہ ہے طولِ امل (اُمید کا طومار) اور نفسانی خواہش کا اتباع۔ فرمایا کہ طولِ امل آخرت کو بھُلا دیتا ہے اور بلاشبہ خواہش نفس کا اتباع حق سے روک دیتا ہے اور یقیناً دنیا (کا یہ حال ہے کہ وہ) پیٹھ پھیر کر رخصت ہو رہی ہے اور آخرت سامنے آتی جا رہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے اولاد ہے تو تم کو چاہیئے کہ آخرت کی اولاد بنو۔ کیونکہ آج عمل ہے حساب نہیں، اور کل حساب ہوگا عمل نہ ہوگا۔ اور مروی ہے حسن سے، کہا کہ فرمایا علی رضؓ نے کہ خوش حالی ہے اُس بندے کے لئے جو گمنام ہو اُس نے لوگوں کو پہچانا اور لوگوں نے اُسے نہ پہچانا اور اللہ نے اُس کو پہچانا کہ وہ اُس کی رضا جوئی میں ہے۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں، ہر اندھیری والا

www.kitabghar.org

علی یوشع انتہے حاصل کلام
الطحاوی وحکمت او بیش ازان
است کہ باحصا در آید وچگونہ میسر
شود احصاء آن حالانکہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم فرمودہ باشند
انا مدینۃ العلم و علیؓ بابہا لیکن
قدری میسر بتعلم آریم۔ اخرج ابوبکر
عن ابی اسحٰق قال قال علیؓ کلماتٌ
لو رحلتم المطیّ فیہنّ لا نقیتموہنّ
قبل ان تدرکوا مثلہنّ لا یرجُ عبدٌ
الا ربّہٗ ولا یخف الا ذنبہٗ۔ ولا یستحیی
من لا یعلم ان یتعلّم۔ ولا یستحیی من
اذا سُئل عما لا یعلم ان یقول اللہ
اعلم واعلموا ان منزلۃ الصبر من
الایمان کمنزلۃ الرأس من الجسد فاذا
ذہب الرأسُ ذہب الجسدُ و
اذا ذہب الصبرُ ذہب الایمانُ
وعن زید بن الحارث عن رجل من
بنی عامر قال قال علی انما اخاف علیکم
اثنتین طولُ الامل و اتباعُ الہوٰی
قال طولُ الامل یُنسی الآخرۃَ
و ان اتباعَ الہوٰی یصُدُّ عن الحق
و ان الدنیا قد ترحّلت مدبرۃً و
انّ الآخرۃَ قد جاءت مقبلۃً
و لکل واحدۃٍ منہما بنون فکونوا من

فتنہ اُن کی برکت سے دفع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے وہ راز کو فاش کرنے والے پیٹ کے ہلکے نہیں ہوتے اور نہ جلد باز (آگے چلنے والے) ریاکاری کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب جب کوئی سریّہ بھیجتے اور تو اُس پر کسی شخص کو امیر بناتے تو اس کو نصیحت کرتے اور فرماتے کہ میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں تجھے اُس سے ملنا ضرور ہی ہوگا۔ اور اُس کے علاوہ اور کوئی تیرا منتہیٰ نہ ہوگا وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ ایسی چیز کو اختیار کرے جو تجھے اللہ سے قریب کرے کیونکہ اس چیز میں جو اللہ کے پاس ہے بدلہ ہے دنیا (میں کئے ہوئے اعمال) کا۔ اور مروی ہے زید بن وہب سے کہ بعجہ نے علیؓ پر اُن کے لباس کے بارے میں عیب لگایا، تو آپ نے فرمایا کہ مومن مقتدیٰ ہوتا ہے اس حال میں کہ قلب خشوع کرے (لباس سے مقتدیٰ نہیں بنتا بلکہ قلب سے بنتا ہے)۔ اور مروی ہے عمرو بن کثیر حنفی سے وہ روایت کرتے ہیں علیؓ سے کہ فرمایا کہ غصّہ کو ضبط کرو اور ہنسنا کم کرو۔ اس سے قلوب نہیں بگڑتے۔ اور حارث روایت کرتے ہیں علی سے کہ فرمایا کہ جس نے ایمان اور قرآن کو جمع کیا اُس کی مثال ترنج کی سی ہے، خوش بُودار بھی اور خوش مزہ بھی اور جس نے نہ ایمان کو جمع کیا اور نہ قرآن کو جمع کیا وہ مثل اندرائن کے ہے بدبُودار اور بد مزہ۔ اور مروی ہے محمد بن عمرو بن علی سے کہا کہ علیؓ سے کہا گیا کہ اے ابوالحسن آپ کا یہ کیا حال ہے کہ آپ قبرستان کے مجاور ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ میں اُن کو صادق پڑوسی پاتا ہوں بُرائی سے روکتے ہیں اور آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔ ان تمام

www.kitabghar.org

ابناء الآخرة فان الیوم عملٌ ولا حسابٌ وغدًا حسابٌ ولا عمل۔ وعن الحسن قال قال علی طوبی لکل عبدٍ نُوَمَۃٍ عرف الناس ولم یعرفہ الناس وعرفہ اللہ منہ برضوان اولئک مصابیح الھدی یجلی عنھم کل فتنۃٍ مظلمۃٍ ویدخلھم فی رحمتہ لیس اولئک بالمذاییع البذر ولا بالجفاۃ المرائین وعن عطاء بن ابی رباح قال کان علی بن ابی طالب اذا بعث سریۃً ولّی امرھا رجلاً فاوصاہ فقال اوصیک بتقوی اللہ لابد لک من لقائہ ولا منتھی لک دونہ ھو یملک الدنیا والآخرۃ وعلیک بالذی یقربک الی اللہ فان فیما عند اللہ خلفاً من الدنیا و عن زید بن وھب ان بعجۃ عاب علیا فی لباسہ فقال یقتدی المؤمن و یخشع القلب۔ وعن عمرو بن کثیر الحنفی عن علی قال اکظموا الغیظ و اقلوا الضحک لا تمجہ القلوب وعن الحارث عن علی قال مثل الذی جمع الایمان والقرآن مثل الاترجۃ الطیبۃ الریح الطیبۃ الطعم و مثل الذی لم یجمع الایمان ولم یجمع القرآن مثل حنظلۃ خبیثۃ الریح

احادیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور صواعق میں آنحضرت کرم اللہ وجہہ کے ارشادات میں سے ہے کہ

کلماتِ حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں

لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں، جب مرتے ہیں تو جاگتے ہیں۔ لوگ اپنے زمانہ میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے باپ دادا سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔ وہ شخص ہلاک نہیں ہوا جس نے اپنا مرتبہ پہچان لیا۔ آدمی اپنی اچھی قیمت خود بناتا ہے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جس کی زبان شیریں ہوگی اس کے دوست بہت ہوں گے۔ نیکی سے آگ کو بھی غلام بنا لیا جاتا ہے۔ بخیل کے مال کو بشارت دے دو کسی حادثہ کی یا کسی وارث کی۔ اس کو نہ دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا۔ مصیبت کے وقت گھبرا جانا مصیبت (کو بڑھا کر) مکمل کر دیتا ہے۔ فتح مندی بغاوت کے ساتھ، فتح مندی نہیں ہے۔ ثنا، کبر کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نہیں۔ (کھانے کی) بڑھی ہوئی حرص اور بدہضمیوں کے ہوتے ہوئے صحت کا کوئی وجود نہیں۔ شرافت بدتمیزی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ حسد کے ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔ انتقام کے جذبہ کے ساتھ سرداری جمع نہیں ہوتی۔ درستئ رائے ترکِ مشورہ کے بعد نہیں ملتی۔ بہت جھوٹ بولنے والے کی مروت نہیں چاہئے۔ کوئی بزرگی تقوے سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔ توبہ سے زیادہ نجات دینے والا کوئی سفارشی نہیں۔ عافیت سے زیادہ خوبصورت کوئی لباس نہیں۔ بیکار کر دینے والا جہل سے

www.kitabghar.org

خبیثۃ الطعم۔ وعن محمد بن عمرو
بن علی قال قیل لعلی ما شانک
یاباحسن جاورت المقبرۃ قال انی اجدہم
جیران صدق یکفون السیئۃ و
یذکرون الآخرۃ۔ اخرج ہذہ الاحادیث
کلہا ابوبکر بن ابی شیبۃ۔ وفی الصواعق
من کلامہ کرم اللہ وجہہ الناس نیام
اذا ماتوا انتبہوا۔ الناس بزمانہم
اشبہ منہم بآبائہم۔ لو کشف الغطاء
ما ازددت یقیناً۔ ما ہلک امرء عرف
قدرہ۔ قیمۃ کل امرء ما یحسنہ۔ من
عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ المرء
مخبوء تحت لسانہ۔ من عذب لسانہ
کثر اخوانہ۔ من البر یستعبد الحر
بشر مال البخیل بحادث او وارث
لاتنظر الذی قال انظر الی ما قال
الجزع عند البلاء تمام المحنۃ۔ لاظفر
مع البغی۔ لاثناء مع الکبر۔ لاصحۃ
مع النہم والتخم۔ لاشرف مع سوء
الادب۔ لاراحۃ مع الحسد۔ لاسودد
مع الانتقام۔ لاصواب مع ترک
المشورۃ۔ لامروۃ للکذوب۔ ولاکرم
اعز من التقی۔ لاشفیع انجح من التوبۃ
لالباس اجمل من العافیۃ۔ لاداء
اعیی من الجہل۔ رحم اللہ امرء قد عرف

بڑا کوئی مرض نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے ایسے شخص پر جو اپنے مرتبہ کو پہچانے اور اپنی وضع سے آگے نہ بڑھے۔ معذرت کو بار بار لوٹانا گناہ (قصور) کو یاد دلانا ہے۔ بھرے مجمع میں نصیحت کرنا دوسرے کو رسوا کرنا ہے۔ جاہل کی نعمت کوڑے پر پھلواری جیسی ہے۔ گھبراہٹ صبر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا مکر سب سے زیادہ چھپا ہوا ہو۔ حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ تمام عیبوں کی برائیوں کا جامع بخل ہے۔ جب مقدرات واقع ہوتے ہیں تو تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں۔ شہوات کا بندہ زیادہ ذلیل ہوتا ہے غلامی والے بندے سے۔ حاسد غیظ و جلن میں مبتلا رہتا ہے اُس شخص کے اُوپر جس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ گنہگار کی سفارش کے لئے گناہ کافی ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو غیر کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ احسان (بدگوئی کرنے والے کی) زبان کاٹ دیتا ہے۔ ہر فقر سے بڑھا ہوا فقر "حماقت" ہے۔ ہر تونگری سے بڑھی ہوئی تونگری عقل ہے۔ لالچی ذلت کی بندش میں ہوتا ہے۔ یہ تعجب کی بات نہیں کہ مرنے والا کیسے مرگیا، تعجب کی بات یہ ہے کہ بچنے والا کیسے بچا۔ عقلوں کے پچھڑنے کے اکثر مقامات لالچوں کی چمک کے نیچے ہوتے ہیں۔ جب تمہارے پاس نعمتیں پہنچیں تو جو نعمت ابھی دور ہے اُس کو شکر میں کمی کرکے نہ بھگاؤ۔ جب تو اپنے دشمن پر قادر ہو جائے تو اُس پر قادر ہو جانے کا شکر اُس کو معاف کردینے کی صورت میں ادا کر۔ کسی نے اپنے دل میں کوئی بات نہیں چھپائی مگر وہ ظاہر ہو کر رہی اُس کی زبان سے اچانک نکلنے والے کلمات سے اور اُس کے چہرے کے صفحات پر۔ بخیل آدمی عجلت کے ساتھ تنگدستی کو بلا لیتا ہے جب کہ دنیا میں

www.kitabghar.org

قدرہ ولم یتعدّ طورہ - اِعادۃُ الاعتذار تذکر بالذنب - النصح بین الملأ تقریع نعمۃ الجاہل کروضۃ علی مزبلۃ - الجزع اتعبُ من الصبر - اکبر الاعداء اخفاہم مکیدۃً - الحکمۃ ضالّۃ المؤمن البخل جامع لمساوی العیوب - اذا حلّت المقادیر ضلّت التدابیر - عبد الشہوۃ اذلّ من عبد الرّق - الحاسد مغتاظ علی من لا ذنب لہ - کفیٰ بالذنب شفیعًا للمذنب - السعید من وُعِظَ بغیرہ - الاحسان یقطع اللسان - افقر الفقر الحمق - اغنی الغنی العقلُ الطامع فی وَثاق الذل - لیس العجب ممن ہلک کیف ہلک العجب ممن نجا اکثر مصارع العقول تحت بروق الاطماع اذا وصلت الیکم النعم فلاتنفروا اقصاہا بقلۃ الشکر - اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو عنہ شکر القدرۃ علیہ ما اضمر احد شیئاً الا ظہر فی فلتات لسانہ وعلی صفحات وجہہ - البخیلُ یستعجلُ الفقرَ ویعیشُ فی الدنیا عیش الفقراء ویحاسب فی الآخرۃ حسابَ الاغنیاء - لسان العاقل وراء قلبہ وقلبُ الاحمق وراءَ لسانہ - العلم یرفع الوضیع والجہلُ یضعُ الرفیع

کی زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں اُس سے ایسا محاسبہ ہوگا جیسا اغنیاء سے کیا جائے گا۔ عقل مند کی زبان اُس کے قلب کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اُس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔ علم کم مرتبہ شخص کو اُوپر اُٹھا دیتا ہے اور جہل بلند مرتبہ شخص کو نیچے گرا دیتا ہے۔ علم مال سے بہتر ہے، علم تیری پہرہ داری کرتا ہے اور تو مال کی پہرہ داری کرتا ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔ میری کمر ٹوٹتی ہے (یعنی مجھے سخت اندیشہ ہے) ایسے عالم سے جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہو اور ایسے جاہل سے جو طریق زہد پر چلتا ہو۔ یہ (عالم) فتوے دے گا اور اپنے ناجائز عمل سے لوگوں کو (شریعت پر عمل کرنے سے) گریزاں کرے گا۔ اور یہ (جاہل) لوگوں کو گمراہ کرے گا اپنے طریق زہد سے۔ سب سے زیادہ کم قیمت وہ لوگ ہیں جو اُن میں سب سے زیادہ کم علم ہیں کیونکہ ہر شخص کی قیمت وہ ہوتی ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ اور آپ کی

کرامات

میں سے جن کو صاحب الریاض نے اصبغ سے روایت کیا یہ ہے، کہا کہ ہم علی رض کے ساتھ آئے، جب ہم اُس جگہ سے گذرے جو حسینؓ کی قبر کی جگہ ہے تو علیؓ نے کہا کہ یہاں اُن کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوگی اور یہاں اُن کے ٹھکانے ہونگے۔ اور یہاں اُن کے خون بہنے کی جگہ ہوگی۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ جوان ہوں گے جو اس میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ پھر اُن پر آسمان اور زمین روئیں گے۔ اور مروی ہے جعفر بن محمد سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے، کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے سامنے دو شخص جن میں جھگڑا تھا پیش کئے گئے تو آپ ایک دیوار کی جڑ میں بیٹھ گئے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ اے امیرالمؤمنین

www.kitabghar.org

العلمُ خیرٌ من المال۔ العلم یحرسُک وانت تحرس المال۔ العلم حاکمٌ والمال محکوم علیہ۔ قصمَ ظہری عالمٌ متہتکٌ وجاہلٌ متنسّکٌ ھٰذا یُفتی ویُنفّرُ الناسَ بتہتکہٖ وہٰذا یُضلُّ الناسَ بتنسّکہٖ۔ اقلّ الناس قیمۃً اقلّہم علماً اذ قیمۃ کل امرءٍ ما یُحسنہ ومن کراماتہ ما ذکرہ صاحب الریاض عن الاصبغ قال اتینا مع علیؓ فمررنا بموضع قبر الحسین فقال علیؓ ہٰہنا مناخ رکابہم وہٰہنا موضع رحالہم وہٰہنا مُہراق دمائہم فتیۃٌ من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یُقتلون بہذہ العرصۃ فیبکی علیہم السماءُ والارضُ۔ وعن جعفر بن محمد عن ابیہ قال عُرِض لعلیٍّ رضی اللہ عنہ رجلانِ فی خصومۃٍ فجلس فی اصل جدارٍ فقال رجلٌ یا امیرَ المؤمنین الجدارُ یقعُ فقال لہ علی امضِ کفٰی باللہ حارساً فقضٰی بین الرجلین فقام فسقط الجدارُ۔ وعن الحارث قال کنت مع علی بن ابی طالب بصفّین فرأیتُ بعیراً من اہل الشام جاء وعلیہ راکبٌ وثقلہ فألقٰی ما علیہ وجعل یتخلل الصفوفَ حتی انتہی الی علیّ فوضع

دیوار گرنے والی ہے، تو اُس سے علی رضؓ نے فرمایا کہ تو (اپنا بیان سُنائے) جا اللہ ہماری حفاظت کے لئے کافی ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اُٹھ گئے پھر دیوار گر پڑی۔ اور مروی ہے حارث سے کہا کہ میں علی بن ابی طالب کے ساتھ صفّین میں تھا تو میں نے اہلِ شام کے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ آیا اور اُس کے اُوپر اُس کا سوار اور اُس کا سامان بھی تھا تو اُونٹ نے جو کچھ اُس کے اوپر تھا گرادیا اور صفوں کے درمیان گھُستا چلا گیا یہاں تک کہ علی رضؓ کے پاس پہنچ کر رُکا اور اپنے لب کو علی رضؓ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھ کر اُن کو اپنی گردن کے نیچے کے حِصّہ سے ہلانے لگا۔ تو علی رضؓ نے فرمایا کہ واللہ یہ علامت ہے میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان۔ کہا کہ اُس دن لوگوں نے بہت کوشش کی اور شدید جنگ ہوئی۔ اور علی بن زاذان سے مروی ہے کہ علی رضؓ نے ایک حدیث بیان کی تو اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ اگر میں سچّا ہوں تو تجھ پر بددعا کرتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ تو آپ نے اُس پر بددُعا کی تو وہ لوٹنے نہ پایا کہ اُس کی بینائی جاتی رہی۔ اور مروی ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بُلانے کے لئے مجھے بھیجا۔ میں اُن کے گھر پہنچا اور اُن کو پُکارا تو اُنہوں نے مجھے جواب نہ دیا میں نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ پھر جاکر اُن کو پکارو وہ گھر میں موجود ہیں۔ کہا پھر میں نے مکان پر جاکر اُن کو پُکارا تو میں نے چکّی پیسے جانے کی آواز سُنی۔ پھر میں نے دیوار کے اُوپر سے جھانکا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔ پھر میں نے اُن کو آواز دی تو وہ میرے پاس شگفتگی کے ساتھ

www.kitabghar.org

مشفرہ مابین رأس علیؓ و منکبہ و
جعل یحرکہا بجبرانہ فقال علیؓ واللہ
انہا لعلامۃ بینی و بین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فجدّ الناس
فی ذلک الیوم و اشتدّ قتالہم۔ و
عن علی بن زاذان ان علیا حدث
حدیثا فکذبہ رجل فقال علیؓ ادعو
علیک ان کنت صادقاً قال نعم
فدعا علیہ فلم ینصرف حتی ذہب بصرہ
وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال بعثنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعو
علیا فاتیت بیتہ فنادیتہ فلم یجبنی
فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لی عُد الیہ ادعُہ فانہ
فی البیت قال فعدت اُنادیہ فسمعت
صوت رحی تطحن فشارفت فاذا
الرحی تطحن ولیس معہا احد فنادیتہ
فخرج الیّ منشرحا فقلت لہ انّ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوک
فجاء ثم لم ازل انظر الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و ینظر الیّ ثم
قال یا ابا ذر ما شانک فقلت یا رسول
اللہ عجبت من العجب رأیت رحیً
تطحن فی بیت علی ولیس معہا احد
یدیرہا فقال یا ابا ذر ان للہ ملائکۃ

باہر آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ تو وہ آ گئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا رہا اور آپ مجھے دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ میں ایک عجیب بات سے حیرت میں ہوں۔ میں نے ایک چکی دیکھی جو علی کے مکان میں آٹا پیس رہی ہے۔ اور اُس کے پاس کوئی اُس کو گھمانے والا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اے ابوذر اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور وہ مقرر کر دیئے گئے ہیں آلِ محمد کی امداد پر۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور مروی ہے فضالہ بن ابی فضالہ سے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ ینبع کے لئے روانہ ہوا علی رضؓ کی عیادت کے لئے اور وہ بیمار تھے تو میرے باپ نے اُن سے کہا کہ اس طرح کے مقام میں آپ نے کس وجہ سے قیام کر رکھا ہے۔ اگر آپ کا انتقال ہو گیا تو یہاں آپ (کی تکفین و تدفین وغیرہ) کا ذمہ دار کوئی نہ ہو گا بجز ان اعراب یعنی جہینہ کے دیہاتیوں کے تو مدینہ کی طرف چلئے کہ اگر وقتِ مقدر تم پر آ جائے تو آپ کے اصحاب آپ کے کام کے والی بنیں اور وہ آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں۔ اور ابو فضالہ اہلِ بدر میں سے تھے۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ میں اس بیماری سے مرنے والا نہیں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ میں نہیں مروں گا تاآنکہ مجھ پر وار کیا جائے پھر خضاب کی جائے یہ یعنی اُن کی ڈاڑھی اُس سے یعنی اُن کے سر (کے خون) سے پھر قتل کئے گئے ابو فضالہ اُن کے ساتھی ہو کر صفین میں۔ اور روایت کیا ابو عمر نے عبیدہ سے، کہا کہ علی حب ابن ملجم

www.kitabghar.org

سیاحین فی الارض وقد وُکّلوا
بمعونۃ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وعن فضالۃ بن ابی فضالۃ قال
خرجتُ مع ابی الی ینبع عائدًا
لعلیؓ وکان مریضًا فقال لہ ابی
ما یُسکنک بمثل ھذا المنزل لو ھلکت
لم یلیک الا اعراب جُھینۃ
تُحمل الی المدینۃ فان اصابک
بھا قدرٌ ولیک اصحابک وصلّوا
علیک وکان ابو فضالۃ من اھل بدر
فقال علیؓ انی لستُ بمیّتٍ من وجعی
ھذا انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عھِدَ الیّ ان لا اموت حتی اُضرب
ثم تُخضَبَ ھذہ یعنی لحیتہ من ھذہ
یعنی ھامتہ فقُتل ابو فضالۃ معہ
بصفین۔ واخرج ابو عمر عن عبیدۃ
قال کان علی اذا رأی ابن ملجم قال
؎ اُرِیدُ حیاتہ ویرید قتلی ٭ عذیرک
من خلیلک من مراد ٭ وکان علی کثیرًا
مایقول ما یمنع اشقاھا او ما ینتظر اشقاھا
ان یخضب ھذہ من دم ھذا ویقول
واللہ لیَخضِبَنّ ھذہ من دم ھذا
ویشیر الی لحیتہ ورأسہ خضاب
دمٍ لا خضاب عطرٍ ولا عبیرٍ ونصیب
او از احیاء علوم دینیہ آن است

کو دیکھتے تھے تو یہ شعر پڑھتے تھے ؎ اُرِیدُ حَیَاتَہٗ
الخ یعنی میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا
ارادہ کرتا ہے۔ قبیلۂ مراد سے کسی اپنے دوست کو جو تیری
طرف سے عذر کرے لے آ"۔ اور علی رضؓ اکثر یہ کہا کرتے کوئی نہ
روکے گا اُمت کے سب سے بڑے بدبخت کو یا نہیں انتظار
کرے گا اس اُمت کا سب سے بڑا بدبخت اس کام سے کہ وہ
اس کا خضاب اس کے خون سے کرے۔ اور کہتے کہ واللہ ضرور
خضاب کی جائے گی یہ، اس کے خون سے۔ اور اشارہ کرتے
اپنی ڈاڑھی اور اپنے سر کی طرف خون کا خضاب، نہ کہ عطر اور
عنبر ملا ہوا خضاب۔ اور آن کا حصہ علوم دینیہ کے احیاء
میں یہ ہے کہ اُنہوں نے قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی موجودگی میں ہی جمع کیا اور اُس کو ترتیب دیا تھا لیکن تقدیر
اُس کے شائع ہونے کی معاون نہ ہوئی۔ ابو عمر نے محمد بن کعب
القرظی سے روایت کیا ہے، کہا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قرآن جمع کر لیا تھا ان
میں سے عثمان بن عفان ہیں اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ
بن مسعود مہاجرین میں سے اور سالم مولی ابی حذیفہ بن عتبہ
بن ربیعہ جو مہاجرین کے مولی تھے خود مہاجرین میں سے
نہ تھے۔ اور پھر تابعین میں کی ایک جماعت نے اُن سے
قرآن کو روایت کیا ہے اور اُس جمع کی روایت اب تک
باقی ہے۔ بغوی نے شرح السنہ میں کہا ہے کہ مشہور
قراء نے اپنی قراءت کی سند کو صحابہ تک پہنچایا ہے۔
عبداللہ بن کثیر اور نافع نے سند پہنچائی اُبی بن کعب کی
طرف اور عبداللہ بن عامر نے سند پہنچائی عثمان بن عفان
کی طرف۔ اور عاصم نے سند پہنچائی علی رض اور عبداللہ بن

www.kitabghar.org

که جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ترتیب داده بود آن را لیکن تقدیر مساعد شیوع آن نشد۔ أخرج ابو عمر عن محمد بن کعب القرظی قال کان ممن جمع القرآن علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہو حیّ عثمان بن عفان و علیّ بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود من المہاجرین وسالم مولی ابی حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ مولیٰ لہم لیس من المہاجرین۔ و بازجمعی از تابعین قرآن را از وی روایت کرده اند و روایت آن جمع تا حال باقی است۔ قال البغوی فی شرح السنۃ والقراء المعروفون اسندوا قراءتہم الی الصحابۃ فعبداللہ بن کثیر ونافع اسندا الی ابی بن کعب عبداللہ بن عامر اسند الی عثمان بن عفان و اسند عاصم الی علیّ وعبداللہ بن مسعود وزید و اسند حمزۃ الی عثمان و علیّ وہؤلاء قرءوا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فثبت ان القرآن کان مجموعا محفوظا کلہ فی صدور الرجال ایام حیوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ و وی

مسعود اور زید کی طرف۔ اور حمزہ نے سند پہنچائی عثمان اور علی کی طرف اور اُن سب نے پڑھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ تو ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں محفوظ تھا لوگوں کے سینوں میں۔ اور آنجناب رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث اور مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ ظاہر نظر میں آپ سے چھ سو کے قریب احادیث مرفوعہ احادیث کی کتب معتبرہ میں مذکور ہیں اور در حقیقت آپ کی مرفوعات ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہے اور اس مبحث کو ہم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کر چکے ہیں، اُس کا پھر مطالعہ کر لیا جائے۔ اور بعض ابواب حدیث ایسے ہیں کہ اُن سے پہلے اُن کی روایت کسی نے نہیں کی، اُس باب کے فاتح اول بھی وہی ہیں۔ اُن میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ منورہ کا بیان اور اوقاتِ شب و روز کے مشاغل آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ ترمذی نے کتاب شمائل میں حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی روایت سے ایک حدیثِ طویل ذکر کی ہے اور بعض روایات ضعیف میں آیا ہے مروی ہے ابن عمر رض سے کہ یہود حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا کہ ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو آپ نے کہا کہ اے جماعتِ یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں اور میں اُن کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن (اتنے قرب کے باوجود) آپ کے اوصاف کو بیان کرنا کٹھن بات ہے البتہ یہ علی بن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علی رض کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ

www.kitabghar.org

رضی اللہ عنہ از حفاظِ حدیث و از مکثرین صحابہ است در بادی النظر قریب ششصد حدیث در کتب معتبرہ از احادیث مرفوعۂ وی رضی اللہ عنہ مذکور است و فی الحقیقت مرفوعات او از ہزار بیشتر می توان یافت و این مبحث را در مناقب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مذکور کردیم فراجع۔ و بعض الواب حدیث کہ پیش از وی روایت نکردہ بودند او فاتح اول آن باب است۔ از انجملہ بیانِ حلیہ منورۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وگذرانِ اوقات شب و روزے آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ترمذی در کتاب شمائل بروایتِ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما حدیثی طویل آوردہ و در بعض روایت ضعیف آمدہ۔ عن ابن عمران الیہودَ جاءوا الی ابی بکر فقالوا صِفْ لنا صاحبک فقال معشرُ الیہودِ لقد کنتُ معہ فی الغارِ کاصبعیَّ ہاتین ولقد صعدتُ معہ جبلَ حِراء وان خنصری لفی خنصرہ ولکن الحدیث عنہ صلی اللہ علیہ وسلم شدیدٌ و ہذا علی بن ابی طالب فاتوا علیاً فقالوا یا ابا الحسن صف لنا ابن عمک فقال

اے ابوالحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو آپ نے کہا کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزونیت کی حد سے گذر جانے والے دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد کہ ایک عضو دوسرے میں داخل ہو۔ آپ درمیانہ قد سے کچھ بلند تھے سفید رنگ جو سُرخی کی جھلک لئے ہوئے تھا، لہریئے دار بال جو گھونگریالے نہ تھے۔ آپ کے بال دونوں کانوں تک لٹکے ہوئے تھے، کشادہ پیشانی، دونوں آنکھیں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک خط، سامنے کے دانت نہایت چمکیلے، بلند بینی، آپ کی گردن گویا چاندی کا لوٹا تھا۔ اُن کے کچھ بال تھے سینہ سے ناف تک (سیدھے خط میں) گویا کہ وہ سیاہ مُشک کی ایک شاخ ہے، آپ کے جسم میں یا آپ کے سینہ میں ان کے سوا اور کوئی بال نہیں تھے اور آپ کی ہتھیلی اور قدم پُر گوشت تھے اور جب آپ چلتے تو قدم قوت سے اُٹھاتے (آگے کی طرف جھکاؤ کے ساتھ) اور جب التفات کرتے تو پورے بدن کے ساتھ التفات کرتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو لوگوں سے بلند معلوم ہوتے اور جب بیٹھتے تو لوگوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب بات کرتے تو لوگوں کو خاموش کردیتے اور جب خطبہ دیتے تو لوگوں کو رُلا دیتے اور لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمت کا برتاؤ کرتے، یتیم کے ساتھ شفیق باپ جیسے تھے اور بیوہ عورتوں کے ساتھ کریم شوہر کی طرح، سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے اور سب سے زیادہ بخشنے والی ہتھیلی رکھتے تھے اور سب سے زیادہ شگفتہ رو تھے، آپ عباء پہنتے تھے۔ اور آپ کا طعام جو کی روٹی ہوتا تھا اور آپ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ کی چارپائی کیکر کی لکڑی کی تھی جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی رسّی سے بُنی ہوئی تھی، اور

www.kitabghar.org

لم یکن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل الذاہب ولا بالقصیر المتردد کان فوق الربعۃ ابیض اللون مشرّبًا حمرۃً جعدًا لیس بالقططِ یفرق شعرہ الی اُذنیہ اَصلت الجبین ادعج العینین دقیق المسربۃ برّاق الثنایا اقنی الانف کأنّ عنقہ ابریق فضۃ لہ شعراتٌ من لبتہ الی سرّتہ کانہن قضیبُ مسکٍ اسودُ ولیس فی جسدہ ولا فی صدرہ شعراتٌ غیرہن وکان شثن الکف والقدم واذا مشیٰ کان یتقلّع من صخرٍ واذا التفت التفت بمجامع بدنہٖ واذا قام غمر الناس واذا قعد علا الناس واذا تکلّم انصت الناس واذا خطب ابکی الناس وکان ارحم الناس بالناس للیتیم کالاب الرحیم وللارملۃ کالزوج الکریم اشجع الناس ابذلہم کفًّا واصبحہم وجہًا لباسہ العباءُ وطعامہ خبزُ الشعیر و وسادہ الادم محشوًّا بلیف النخیل سریرہ اُمّ غیلان مُرمَّلٌ بالشریط کان لہ عمامتان احدہما تُدعی السحاب والاخری العقاب وکان سیفہ ذاالفقار و رایتہ الغراء وناقتہ العضباء وبغلتہ

آپ کے پاس دو عمامے تھے ایک کو سحاب کہا جاتا تھا اور دوسرے کو عقاب۔ اور آپ کی تلوار ذو الفقار تھی اور آپ کا جھنڈا غراء اور آپ کی اونٹنی عضباء اور آپ کا خچر دُلدُل اور آپ کا گدھا یعفور اور آپ کا گھوڑا بحر اور آپ کی بکری برکہ اور آپ کی لاٹھی مشوق تھی اور آپ کا علم الحمد تھا۔ اور آپ اونٹ کو خود باندھتے اور پانی لانے والے اونٹ کو خود گھاس کھلاتے اور کپڑے میں خود پیوند لگاتے اور اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے۔ اور اُن میں سے ہے نمازِ مناجات جو کہ لذتِ مناجات کے حاصل کرنے میں نہایت مؤثر ہے اور جو شخص کہ اُس پر ہمیشہ عمل کرے گا اُس کی نورانیت کو پائے گا اور جو بے ذوق ہے وہ نہیں جانتا اس کو روایت کیا ترمذی وغیرہ نے اعرج کی روایت سے جو عبیداللہ بن ابی رافع سے اور وہ علیؓ سے روایت کرتے ہیں مبسوط طور پر۔ اور اُن میں سے ہیں اوقاتِ یومیہ چاشت وصلوٰۃ الزوال وغیرہ کے نوافل جو کہ

ایک نہایت نافع باب ہے۔ روایت کیا احمد نے عاصم بن ضمرہ سے کہا کہ ہم نے علیؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کے نوافل کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ کہا کہ ہم نے کہا کہ آپ ہمیں اس سے باخبر کر دیں تو ہم اُس کے جسقدر حصہ پر ہو سکے گا عمل کریں گے۔ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ٹھہر جاتے یہاں تک کہ جب سورج یہاں سے یعنی مشرق کی طرف سے مغرب کی جانب چل کر اتنا فاصلہ طے کر لیتا جس کی مقدار برابر ہے یہاں سے مغرب کی جانب نمازِ عصر کی مقدار کے تو آپ اُٹھتے اور چار رکعت پڑھتے اور چار رکعت پڑھتے ظہر سے سے پہلے جب کہ دھوپ ڈھلتی اور دو رکعتیں اس کے بعد

www.kitabghar.org

دُلدُل و حمارہ یعفور و فرشہ بحر و شاتہ بَرَکۃ و قضیبہ المَمشُوق و لِواءہ الحمد وکان یَعقل البعیرَ و یعلفُ الناضحَ و یُرَقّع الثوبَ و یَخصِفُ النعلَ وآزان جملہ نماز مناجات کہ در تحصیل لذت مناجات بغایت مؤثر است وہرکہ بران مواظبت کند نورانیت او را دریابد و من لم یَذُق لم یَدرِ اخرجہ الترمذی وغیرہ بروایۃ الاعرج عن عبیداللہ بن ابی رافع عن علیؓ مبسوطًا وآزان جملہ نوافل اوقاتِ یومیہ از ضحیٰ وصلوٰۃ الزوال وغیرہ کہ بابی است از ابواب تصوف بغایت نافع اخرج احمد عن عاصم بن ضمرۃ قال سالنا علیا عن تطوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالنہار فقال انکم لا تطیقونہ قال قلنا اَخبِرنا بہ نأخذ منہ ما اَطَقنا قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الفجر اَمہَلَ حتے اذا کانت الشمس من ہٰہنا یعنی من قِبَل المشرق مقدارَہا من صلوٰۃ الظہر من ہٰہنا من قبل المغرب قام فصلّٰے اربعًا واربعًا قبل الظہر اذا زالت الشمس ورکعتین بعدَہا واربعًا قبلَ العصر یَفصِلُ بین کل رکعتین بالتسلیم علے الملائکۃ المقربینَ

اور چار رکعات عصر سے پہلے۔ ہر دو رکعت (یعنی دو نمازوں) کے درمیان آپ فاصلہ قائم کرتے تھے۔ ملائکہ مقربین اور انبیاء اور جو مومنین ومسلمین میں سے اُن کا اتباع کرنے والے تھے ان سب پر سلام کے ساتھ۔ اور کہا کہ علی رضؓ نے فرمایا کہ یہ سولہ رکعات ہیں۔ دن میں اُن کو معمولِ عبادت بنا کر رکھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اور کم ہیں ایسے لوگ جو اُس پر مداومت کریں۔ اور مسائل میں سے فتاویٰ اور بہت سے آپ کے احکام نقل کئے گئے ہیں خصوصًا امام شافعیؒ کی کتابوں میں۔ اور مصنّف عبدالرزاق اور مصنّف ابی بکر بن ابی شیبہ میں اُن کا بڑا حصّہ مذکور ہے۔ اور آپ توحید وصفات کے مبحث میں بڑی فصیح زبان رکھتے تھے اور وہ مبحث آنجناب رضی اللہ عنہ کے خطبوں میں پایا جاتا ہے اور کبارِ صحابہ میں سے صرف وہ اُس زبان کے ساتھ متفرد ہیں گویا بابِ توحید وصفات میں کلام کے پہلے متکلّم وہی ہیں اور وہ ان مقالات میں جو مستنبط ہیں اصل اجمال سے کہ انبیاء کی سنّتِ سنیہ ہے باہر نہیں گئے لیکن متاخرین نے بھی اس منہج پر دلائل وترتیب مقدمات میں چلنا چاہا مگر وہ دائیں اور بائیں گر پڑے۔ تصوّف کے بارے میں آپ ایک نہایت وسیع دریا تھے لیکن ایّامِ خلافت میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں کی مشغولیت نے اُن کو اُن کی تفصیل سے روک دیا۔ جُنَید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہمارے شیخ اصول اور بناء میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گذشتہ اُن میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل دینیہ میں مشیر اور تدبیراتِ مُلکیّہ میں وزیر بھی وہی ہوتے تھے

www.kitabghar.org

و النبیین و من تبعھم من المؤمنین والمسلمین و قال قال علیؑ تلک ستۃ عشر رکعۃ تطوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنہار و قل من یداوم علیہا۔ و از مسائل فتاوی و احکام بسیاری نقل کردہ شد خصوصًا در کتب امام شافعی و در مصنف عبد الرزاق و مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہ حصۂ وافرہ مذکور است و در مبحث توحید و صفات ربانی داشت فصیح و آن مبحث در خطب وی رضی اللہ عنہ یافتہ میشود و از میان کبار صحابہ وی کرم اللہ وجہہ بآن زبان متفرد است گویا در باب توحید و صفات از فن کلام متکلم اول او است و وی دران مقالات از اصل اجمال کہ سنت سنیۂ انبیاء است بیرون نرفتہ لیکن متاخران بران منوال نسج کردند و یمیناً و شمالاً افتادہ اند و در باب تصوف بحری بود بغایت وسیع اما اشتغال او در ایام خلافت بحروب اورا رضی اللہ عنہ از تفصیل آن باز داشت۔ قال الجنید رحمہ اللہ شیخنا فی الاصول و البلاء علی المرتضی رضی اللہ عنہ

اور انہوں نے اُن کی تعظیم و توقیر میں دور دور پہنچ کر آپ کے مناقب اور فضائل کو واضح کر دیا۔ اُن کے کلام میں ایک فصل ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد گذرا ہے آخر عمر تک اُن تمام واقعات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی اور اُن حوادث کے اصول سے مطلع فرما دیا تھا۔ غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت مرتضیٰ رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت نہیں ہوئے یہاں تک کہ ہم سے بیان کر دیا کہ اُن کے بعد خلافت ابوبکر کی ہوگی پھر عمر کی پھر عثمان کی پھر میری مگر پھر مجھ پر اجتماع نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث اگرچہ باعتبار ظاہر غریب دکھائی دے رہی ہے لیکن ______ تصریحات اور اشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سہ مشائخ کی خلافت کے متعلق جو پچاس حدیث سے زیادہ ہوں گے اُن کو پیش نظر رکھ لینے کے بعد مضمون اول (کہ میرے بعد خلافت فلاں فلاں کی ہوگی) کی غرابت نابود ہو جاتی ہے پھر مضمون ثانی کہ مجھ پر اجتماع نہ ہوگا اُس کے شواہد کا ایک حصہ حضرت ذی النورین کے قصہ میں ہم نے ذکر کر دیا ہے اور ایک حصہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔ احمد نے روایت کیا فضالہ بن ابی فضالہ انصاری سے اور ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے کہا کہ میں نے سفر کیا اپنے باپ کے ساتھ (ینبع کا) علی رض بن ابی طالب کی مزاج پرسی کے لئے ایک مرض کی وجہ سے جو اُن کو ہو گیا تھا جس سے وہ بیمار تھے، اُن سے میرے باپ نے کہا کہ کس بات نے آپ کو اس منزل میں مقیم کر رکھا ہے کہ یہاں اگر آپ کا وقت معین آگیا تو آپ کے کام

www.kitabghar.org

ورسم فصاحت و بلاغت در خطب آوردۂ اوست خلفاء سابق بآن مشغول نمی شدند۔ باز در زمان شیخین مشیر در مسائل دینیہ و وزیر در تدبیرات ملکیۂ ایشان بود وایشان در تعظیم و توقیر او دُور دور رفتہ و مناقب و فضائل او رضی اللہ عنہ واضح ساختہ اند فصلے از کلام ایشان درانیجا بیان کنیم۔ باید دانست کہ آنچہ برحضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذشت تا آخر عمر بہمۂ آن وقائع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخبار فرمودہ بود وباصول آن حوادث مطلع ساختہ۔ درغنیۃ الطالبین مذکوراست کہ حضرت مرتضیٰ گفتہ لم یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتی بَیَّنَ لنا ان الامرَ بعدَہ لابی بکر ثم لعمر ثم لعثمانَ ثم لی فلا یجتمع عَلَیَّ۔ واین حدیث ہر چند بحسب ظاہر غریب می نماید لیکن بعد استحضار جملۂ صالحہ از تصریحات وتلویحات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت مشائخ ثلثہ کہ زیادہ از پنجاہ حدیث خواہد بود غرابت جملۂ اولی متلاشی میگردد باز جملۂ آخرہ کہ فلا یجتمع عَلَیَّ است پارۂ از شواہد آن در قصۂ ذی النورین مذکور کردیم

(آخری کام تکفین وتدفین وغیرہ) کا والی کوئی بھی نہ ہوگا بجز جُہَینَہ کے دیہاتیوں کے۔آپ کو سوار ہو جانا چاہیئے مدینہ کے لئے۔وہاں اگر آپ کا وقت آیا تو آپ کے اصحاب آپ کے والی ہوں گے اور سب آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں گے۔تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے صراحت کر چکے ہیں کہ میں نہیں مروں گا یہاں تک کہ امیر بنایا جاؤں، پھر خضاب کیا جائے اس کا یعنی اُن کی ڈاڑھی کا اِس کے خون سے یعنی سر کے (خون سے) پھر علی رض قتل کئے گئے اور ابو فضالہ رض قتل کئے گئے علی رض کی معیت میں جنگ صفین میں۔ اور روایت کیا احمد نے علی رض سے، کہا کہ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ہم آپ کے بعد کس کو امیر بنائیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ تو اُن کو ہدایت کرنے والا، امین، دنیا سے کنارہ کش، آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو امیر بناؤ تو اُن کو قوی، امین پاؤ گے، وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گا۔اور اگر تم علی کو امیر بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو اس کو پاؤ گے ہدایت کرنے والا، ہدایت یافتہ، وہ تم کو طریق مستقیم پر لے جائے گا۔ اور خصائص میں ہے کہ اخذ کیا طبرانی اور ابو نعیم نے، مروی ہے جابر بن سمرہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض سے کہ تو یقیناً امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا اور یقیناً مقتول ہو گا اور یقیناً یہ خضاب کی جائے گی اس سے یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر کے خون) سے۔ اور روایت کیا حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ سے واضح طور پر فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اُمّت اُن کے بعد مجھ سے کراہت کرے گی۔ اور حاکم نے

www.kitabghar.org

وپارہ در اینجا خواہیم نوشت۔ واخرج
احمد عن فضالۃ بن ابی فضالۃ الانصاری
وکان ابو فضالۃ من اہل بدر قال
خرجت مع ابی عائدا لعلی بن ابی طالب
من مرض اصابہ ثقل منہ قال لہ ابی
ما یقیمک بمنزلک ہذا لو اصابک
اجلک لم یلک الا اعراب جہینۃ
تحمل الی المدینۃ فان اصابک
اجلک ولیک اصحابک وصلوا علیک
فقال علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عہد الیّ ان لا اموت حتی
اؤمر ثم تخضب ھذہ یعنی لحیتہ
من دم ہذہ یعنی ہامتہ فقتل و قتل
ابو فضالۃ مع علیؓ یوم صفین و
اخرج احمد عن علی قال قیل یارسول
اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا
ابابکر تجدوہ ہادیا امینا زاہدا فی الدنیا
راغبا فی الآخرۃ وان تؤمروا عمر
تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ
لومۃ لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم
فاعلین تجدوہ ہادیا مہدیا
یأخذ بکم الطریق المستقیم۔ و فی
الخصائص اخرج الطبرانی و ابونعیم
عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انک

روایت کیا ابن عباس رضؓ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ میرے بعد تجھ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ علی رضؓ نے کہا کہ میرے دین میں سلامتی رہے گی؟ فرمایا کہ تیرے دین میں سلامتی رہے گی۔ اور روایت کیا حاکم نے ابو یعلیٰ سے انہوں نے علی رضؓ بن ابی طالب سے کہا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کے ایک راستہ سے چلے جا رہے تھے کہ ہمارا گذر ایک باغ پر ہوا۔ میں نے کہا یارسول اللہ کیسا اچھا باغ ہے۔ فرمایا کہ تیرے لئے جنت میں اس سے اچھا موجود ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں سے گذرے، ہر باغ پر میں یہ کہتا رہا کہ یہ کیسا اچھا ہے اور آپ فرماتے رہے کہ جنت میں تیرے لئے اس سے اچھا موجود ہے۔ پھر جب آپ راستہ پر چلنا ختم کر چکے تو آپ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر بہت روئے۔ کہا کہ میں نے کہا یارسول اللہ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں فرمایا کہ لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اُن کا اظہار نہ کریں گے مگر میرے بعد۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ کیا میرے دین میں سلامتی رہے گی؟ فرمایا کہ تیرے دین میں سلامتی رہے گی۔ اور روایت کیا احمد نے ایاس بن عمرو اسلمی سے انہوں نے علی رضؓ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ آئندہ امارت کے اُمیدواروں میں اختلاف ہو گا اگر تم سے ہو سکے کہ بچے رہو تو ایسا کر لینا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں جو متواترہ ہیں اور متعدد اسناد سے روایت کی گئی ہیں بیان فرما دیا ہے کہ اُمت حضرت مرتضیٰ پر جمع نہ ہو گی۔ منجملہ اُن کے یہ

www.kitabghar.org

مؤمر مستخلفٌ و انک مقتولٌ و ان ھذہ مخضوبۃٌ من ھذہ یعنی لحیتہ من رأسہ وآخرج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال ان مما عَہِدَ اِلیَّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الامۃ ستغدرُ بی بعدہ و اخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما انک ستلقٰی بعدی جُہدًا قال فی سلامۃٍ من دینی قال فی سلامۃٍ من دینک۔ وآخرج ابو یعلی عن علی بن ابی طالب قال بینما رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخذ بیدی ونحن نتمشّی فی بعض سِکک المدینۃ اذ اَتَینا علی حدیقۃٍ قلتُ یا رسول اللہ ما احسنَہا من حدیقۃٍ قال لک فی الجنۃ احسنُ منہا ثم مررنا باُخری فقلتُ یا رسول اللہ ما احسنَہا من حدیقۃٍ قال لک فی الجنۃ احسن منہا حتی مررنا بسبع حدائق کلّ ذٰلک اقول ما احسنَہا و یقول لک فی الجنۃ احسن منہا فلما خلالہ الطریقُ اعتنقنی ثم اجہش باکیًا قال قلتُ یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائنُ فی صدورِ اقوامٍ

حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں۔ اور اُن میں سے بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ کے بعد خلافت مرتفع ہو جائے گی۔ اور اُن میں کا ایک حصہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور خصائص میں ہے کہ اخذ کیا بزّار نے اور بیہقی نے اور اُس کو صحیح بھی کہا ہے کہ مروی ہے ابو درداء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دوران میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک ستون اُٹھا میرے سر کے نیچے سے تو میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا گیا ہے تو میں نے اپنی نظر کو اُس کے پیچھے لگایا تو اُس کو شام کی طرف نصب کر دیا گیا، اور یہ کہ ایمان ہمیشہ ظاہر و غالب رہے گا یہاں تک کہ شام میں فتنے واقع ہوں گے اور اسی قسم کی روایات کو عمر بن الخطاب اور ابن عمر کی حدیث سے لیا ہے۔ اور اُس کے بعد آپ نے جنگِ جمل کی خبر دی۔ روایت کیا ابو بکر نے اور ابو یعلی اور احمد وغیرہم نے اور یہ لفظ ابو یعلی کے ہیں، مروی ہے قیس بن ابی حازم سے کہا کہ عائشہ رضؓ گذریں بنی عامر کے پانی (یعنی بستی) سے جس کو حَوءَب کہا جاتا ہے تو اُن کے اُوپر کُتّے بھونکے، تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا (مقام) ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بنی عامر کا پانی ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے لوٹاؤ مجھے لوٹاؤ۔ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے ایک کا کیا حال ہو گا جب اُس پر حَوءَب کے کُتّے بھونکیں گے۔ اور حاکم نے اخذ کیا یحیٰی بن سعید کی حدیث سے اُنہوں نے روایت کیا ولید بن عیاش سے اُنہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ مکّہ سے اور ایک

www.kitabghar.org

لا یُبدونہا لک الا من بعدی قال قلت یارسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج احمد عن ایاس بن عمرو الاسلمی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون اختلاف اوامر فان استطعت ان تکون السلم فافعل۔ باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بسیاری از احادیث متواترہ مرویہ بطرق متعددہ بیان فرمودند کرامت بر حضرت مرتضیٰ جمع نشود واز آن جملہ حدیث الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام وازآن جملہ احادیث بسیاری دالہ برانکہ بعد از حضرت عثمان خلافت مرتفع شود وقد ذکرنا جملۃ منہا۔ وفی الخصائص اخرج البزار والبیھقی وصححہ عن ابی الدرداء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم رأیت عموداً احتمل من تحت رأسی فظننت انہ مذہوب بہ فاتبعتہ بصری فعمد بہ الی الشام وان الایمان لایزال ظاہراً حتی تقع الفتن بالشام واخرج نحوہ من حدیث عمر بن الخطاب و ابن عمر۔ وبعد ازان از واقع جمل خبرداد

فتنہ شام سے آئے گا اور ایک فتنہ مشرق سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ مغرب سے آئے گا اور ایک فتنہ شام کے اندر سے اور یہ سفیانی ہوگا۔ کہاکہ پھر ابن مسعود نے کہاکہ تم میں ایسے لوگ ہیں جو پہلے فتنہ کو پائیں گے اور اس اُمّت میں ایسے بھی ہیں جو آخر فتنہ کو پائیں گے۔ ولید بن عیاش نے کہاکہ فتنۂ مدینہ تو واقع ہوا طلحہ اور زبیر کی طرف سے اور مکہ کا فتنہ عبداللہ بن زبیر کا فتنہ ہے۔ اور شام کا فتنہ بنی اُمیّہ کی طرف سے اُٹھا اور فتنۂ مشرق بھی ان ہی کی طرف سے اُٹھا۔ پھر آپ نے واقعہ صفّین کی خبر دی۔ شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی، کہاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ قیامت قائم نہیں ہوگی تاآنکہ دو بڑی جماعتیں جنگ کریں اُن دونوں کے درمیان بڑی خونریزی ہوگی، دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ اور یہ کلمہ اشارہ ہے اس طرف کہ اہل شام نے قرآن مجید کو بلند کیاکہ ہمارے اور تمھارے درمیان یہ قرآن ہے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے فرمایاکہ یہ قرآن خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔ پھر آپ نے حَکَم بنانے کے واقعہ کی خبر دی۔ خصائص میں روایت کیا بیہقی نے علی رض سے، کہاکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل نے آپس میں اختلاف کیا اور اُن کے آپس کا اختلاف جاری رہا تاآنکہ انہوں نے دو حَکَم بھیجے تو وہ دونوں گمراہ ہوگئے اور دونوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور یہ اُمّت بھی اختلاف کرنے والی ہے ان کا اختلاف باہمی جاری رہے گا یہاں تک کہ یہ بھی دو حَکَم مقرر کریں گے۔ دونوں گمراہ ہونگے اور جو اُن دونوں کا اتباع کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔ ضلالاً سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے

www.kitabghar.org

اخرج ابو بکر و ابو یعلیٰ و احمد وغیرہم و ہذا لفظ ابی یعلیٰ عن قیس بن ابی حازم قال مرت عائشۃ بماء لبنی عامر یقال لہ الحَوْءَبُ فنبحت علیہ الکلاب فقالت ما ہذا قالوا ماءٌ لبنی عامر فقالت رُدُّونی رُدُّونی سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کیف باحداکن اذا نَبَحَتْ علیہا کلابُ الحَوْءَب ۔ و اخرج الحاکمُ من حدیثِ یحییٰ بن سعید عن الولید بن عیاش عن ابراہیم عن علقمۃ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال لنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحَذِّرکم سبعَ فِتَنٍ تکون بعدی فتنۃٌ تقبل من المدینۃ و فتنۃ بمکۃ و فتنۃ تقبل من الیمن و فتنۃ تقبل من الشام و فتنۃ تقبل من المشرق و فتنۃٌ تقبل من المغرب و فتنۃ من بطن الشام وہی السفیانی قال قال ابن مسعود منکم من یُدرِکُ اَوَّلَہا و من ہذہ الامۃ من یدرک آخرَہا قال الولید بن العیاش فکانت فتنۃ المدینۃ من قبل طلحۃ والزبیر و فتنۃ مکۃ فتنۃُ عبدِ اللہ بن الزبیر و فتنۃُ الشام من قبل بنی اُمیۃ و فتنۃُ المشرق

اپنے اجتہاد میں خطا کی اور ضَلَّ مَنِ اتَّبَعَہُمَا سے مراد یہ ہے کہ یہ خطا مفاسدِ کثیرہ کی موجب ہو گی۔ اور ان میں سے ہے خلافت کا نکلنا مہاجرین اولین کے ہاتھ سے عام قریش کی طرف۔ اور ان میں سے ہے خوارج کا نکلنا یہ دلیل ہاتھ میں لے کر کہ اللہ کے دین میں کسی کو حَکَم بنانا صحیح نہیں ہے۔ پھر آپ نے نہروان کے واقعہ سے خبردار فرمایا۔ اور یہ حدیث متواتر ہے، روایت کیا احمد نے عبیداللہ بن عیاض بن عمرو القاری سے کہا کہ جن راتوں میں علی رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے تھے عبداللہ بن شداد عراق سے لوٹ کر آیا اور عائشہ رض کے یہاں پہنچا جب کہ اُن کے پاس ہم بیٹھے ہوئے تھے، تو عائشہ رض نے اُس سے کہا کہ اے عبداللہ بن شداد کیا تو مجھے صحیح جواب دے گا اُس بات کا جو میں تجھ سے پوچھوں گی، تو مجھ سے بیان کر اس قوم کا حال جن کو علی رض نے قتل کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں کیوں

آپ سے سچ نہ بولوں گا۔ عائشہ نے کہا تو مجھ سے اُن کا قصہ بیان کر۔ عبداللہ نے کہا کہ علی رض نے جب معاویہ سے معاہدہ کیا اور دو حَکَموں کو منظور کر لیا تو اُن پر خروج کیا (یعنی بغاوت کی) آٹھ ہزار ایسے لوگوں نے جو بڑے قاری تھے اور وہ ایک مقام پر جمع ہو گئے جو کوفہ کی ایک جانب میں ہے جس کو حروراء کہا جاتا ہے اور یہ لوگ علی رض سے برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اس قمیص سے باہر آگیا ہے جو تجھے اللہ نے پہنائی تھی اور اس نام سے جس سے کہ تجھے اللہ نے موسوم کیا تھا۔ پھر تو الگ ہو گیا اور تو نے اللہ کے دین میں (دوسروں کو) حَکَم بنایا حالانکہ حُکم نہیں ہے مگر اللہ کے لئے۔ پھر جب علی رض کو اُن کے برگشتہ ہونے کی اطلاع پہنچی اور

www.kitabghar.org

من قبل ہؤلاء۔ باز از واقعۂ صفین
خبر داد۔ اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لاتقوم الساعۃ حتی تقتتل
فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ
عظیمۃ دعوٰہما واحدۃ۔ و این کلمہ
اشارت است بآنکہ اہل شام
مصحف برداشتند کہ درمیان ما و شما
این قرآن است۔ و حضرت مرتضیٰ فرمود
کہ این قرآن قرآن صامت است
و من قرآن ناطقم۔ باز از واقعۂ
تحکیم اخبار فرمود فی الخصائص اخرج
البیہقی عن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل
اختلفوا فلم یزل اختلافہم فیما بینہم
حتی بعثوا حکمین فضلاً و اضلاً
و انّ ھذہ الامۃ مختلفۃ فلایزال
اختلافہم بینہم حتی یبعثوا حکمین ضلاً
و ضلّ من اتبعہما۔ مراد از ضلاً
آن است کہ خطا کردہ اند در اجتہاد
خود و مراد از ضلّ من اتبعہما آن
است کہ این خطا موجب مفاسد
کثیرہ گشت۔ از آن جملہ خروج خلافت
از دست مہاجرین اولین بسوی سائر
قریش۔ و از آنجملہ برآمدن خوارج

ان کے مقابلہ پر ایک جدا فریق بن جانے کی تو انہوں نے
ایک منادی کرنے والے سے یہ اعلان کرایا کہ امیرالمومنین
کے پاس کوئی شخص نہ آئے سوائے ایسے شخص کے جو حامل
قرآن ہو۔ تو جب بڑے بڑے قاریوں سے مکان بھر گیا تو
علی رض نے ایک بڑا شاندار قرآن مجید منگایا اور اس کو اپنے
سامنے رکھا پھر اُس کو اپنے ہاتھ سے ٹھیلنا شروع کیا اور
کہتے تھے کہ اے قرآن لوگوں سے بات کر تو اُن سے لوگوں
نے کہا کہ اے امیرالمومنین اس سے تم کیا پوچھتے ہو یہ تو محض
روشنائی ہے ورقوں کے اُوپر، بلکہ ہم تکلم کریں گے اُس کا جو
اُس میں سے ہم سے روایت کیا گیا ہے، تو آپ کا مقصد
کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی وہ لوگ جو نکل
گئے، میرے اور اُن کے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب موجود
ہے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں ایک عورت اور ایک مرد
کے بارے میں فرماتا ہے وَاِنْ خِفْتُمْ الخ (۴: ۳۵) اور اگر
تم اُوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی میں کشاکش کا اندیشہ
ہو تو تم لوگ ایک آدمی کو حَکَم کے طور پر ....
مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی کو حَکَم کے طور پر
عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں
کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق
فرما دیں گے"؛ تو ایک عورت اور ایک مرد کی بہ نسبت اُمّتِ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ باعظمت ہے خون کے اور
حُرمت کے اعتبار سے۔ اور وہ مجھ سے برافروختہ ہیں اس
وجہ سے کہ میں نے معاویہ سے تحریری معاہدہ کر لیا ہے۔
علی بن ابی طالب نے اُس وقت بھی معاہدہ لکھا تھا جب
ہمارے پاس سُہیل بن عمرو آیا تھا اور ہم رسول اللہ صلی

www.kitabghar.org

متمسک بآنکہ تحکیم در دین اللہ صحیح نبود۔ بآز از واقعۂ نہروان اعلام فرمود و آن حدیث متواترہ است۔ آخرج احمد عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری قال جاء عبداللہ بن شداد فدخل علی عائشۃ و نحن عندہا جلوسٌ مرجعہ من العراق لیالی قُتِل علیٌّ رضی اللہ عنہ فقالت لہ یا عبداللہ بن شداد ہل انتَ صادقی عما اسألکَ عنہ تحدثنی عن ہؤلاء القوم الذین قتلہم علیٌّ قال ومالی لا اصدقکِ قالت فحدثنی عن قصتہم قال فانّ علیا لما کاتبَ معاویۃَ و حکّمَ الحکمین خرج علیہ ثمانیۃُ آلافٍ من قُرّاء الناس فنزلوا بارضٍ یُقال لہا حَرُوْرا من جانب الکوفۃ و انہم عتبوا علیہ فقالوا انسلختَ من قمیصٍ البسکہ اللہُ واسمٍ سمّاک اللہُ بہ ثم انطلقتَ فحکّمتَ فی دین اللہ فلا حکم الا للہِ فلما ان بلغَ علیاً ما عتبوا علیہ و فارقوہ علیہ فامر مؤذناً فاذّن ان لا یدخل علی امیر المؤمنین رجلٌ الا رجلٌ قد حمل القرآنَ فلما ان امتلأتِ الدارُ من قراء الناس دعا بمصحفٍ امام عظیمٍ فوضعہ بین یدیہ فجعل یصُکّہ

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حُدَیبیہ میں تھے جب کہ مصالحت کی تھی اُس نے اپنی قوم قریش کی طرف سے اور لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن، تو سہیل نے کہا کہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کیا لکھے گا تو اس نے کہا کہ میں لکھوں گا ــــ بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ۔ پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لکھو محمد رسول اللہ۔ تو اُس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ تو رسول اللہ ہے تو میں تیری مخالفت نہ کرتا۔ تو لکھا گیا کہ یہ وہ ہے جس پر مصالحت کی محمد بن عبداللہ نے قریش سے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ الخ (۳۳: ۲۱) تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔" پھر علی رضؓ نے اُن لوگوں کے پاس عبداللہ بن عباس کو بھیجا۔ میں بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ جب وہ اُن کے لشکر کے اندر پہنچ گئے تو ابن الکواء نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا اور کہا کہ اے حاملینِ قرآن یہ عبداللہ بن عباس ہے جو اُس کو نہ پہچانتا ہو (وہ جان لے) اور میں کتاب اللہ کی اتنی ہی معرفت رکھتا ہوں جو وہ تم کو معرفت کرائے گا۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جس کے بارے میں اور اُس کی قوم کے بارے میں آیت قَوْمٌ خَصِمُوْنَ (جھگڑنے والی قوم) نازل ہوئی ہے۔ تو اُس کو اس کے ساتھی (علی رضؓ) کے پاس لوٹا دو اور اس کے ساتھ کتاب اللہ پر بحث نہ کرو۔ تو اُن کے خطباء کھڑے ہو گئے اور اُنہوں نے کہا کہ واللہ ہم اس کے ساتھ

www.kitabghar.org

بیدہ و یقول ایہا المصحف حدّث
الناسَ فناداہ الناسُ فقالوا یا امیرالمؤمنین
ما تسأل عنہ انما ہو مدادٌ فی ورقٍ
ونحن نتکلم بما رُوینا منہ فماذا تریدُ
قال اصحابکم ہؤلاء الذین خرجوا
بینی و بینہم کتابُ اللہِ عزوجل
یقولُ اللہُ عزوجل فی کتابہ فی
امرأۃ و رجل وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ
بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ
اَہْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَہْلِہَا
اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ
اللّٰہُ بَیْنَہُمَا فامۃ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اعظم دمًا وحرمۃً من امرأۃٍ
ورجل و نقموا علیّ ان کاتبتُ معاویۃ
کتب علی بن ابی طالب وقد جاءنا
سہیل بن عمرو ونحن مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ حینَ
صالح قومہ قریشًا وکتب رسولُ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم
فقال سہیلٌ لا اکتب بسم اللہ الرحمن
الرحیم قال کیف نکتب قال اکتب
باسمک اللّٰہم فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاکتب محمد رسول
اللہ فقال لو اعلم انک لرسولُ اللہِ
لم اُخالفک فکتب ہذا ما صالح

ضرور کتاب اللہ پر مباحثہ کریں گے پھر اگر وہ حق لے کر آیا
ہے جسے ہم جانتے ہیں تو ...... اُس کا ضرور اتباع
کریں گے اور اگر باطل لے کر آیا ہے تو ہم اُس کو اُس کے
جھوٹ پر ڈانٹیں گے۔ تو لوگوں نے عبداللہ بن عباس سے
کتاب اللہ پر تین دن مباحثہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں سے
چار ہزار نے رجوع کیا اور سب تائب ہو گئے۔ ان میں
ابن الکواء شامل تھا۔ ان سب کو عباس کوفہ میں علیؓ
کے پاس لے گئے۔ پھر علی رض نے اُن میں کے باقی رہے
ہوئے لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہمارا معاملہ اور
(ہمارے ساتھ) لوگوں کا جو کچھ معاملہ ہے وہ تم نے دیکھ لیا
ہے۔ اب تم جہاں چاہو ٹھہرو تا آنکہ اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم (ایک رائے پر) مجتمع ہو جائے۔ ہمارے اور تمہارے
درمیان (اس فیصلہ پر یہ شرط ہے کہ) تم کسی بے گناہ کا
خون نہ بہاؤ اور ڈاکہ زنی نہ کرو اور اہلِ ذمہ پر ظلم نہ کرو،
تم لوگوں نے اگر ایسا نہ کیا تو ہم ویسا ہی برتاؤ کرتے ہوئے
تم سے جنگ کریں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں
کو پسند نہیں کرتا۔ تو اُس سے عائشہ نے کہا کہ اے ابنِ شداد
پھر علی نے اُن کو قتل بھی کر دیا۔ تو اُس نے کہا کہ واللہ علی نے ان
پر حملہ نہیں کیا تا آنکہ انہوں نے ڈاکہ زنی کی اور خونریزی کی
اور اہلِ ذمہ کی جان و مال کو حلال قرار دے لیا۔ عائشہ نے
کہا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو؟ ابن شداد نے کہا اُس
اللہ کو جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک یہی ہوا۔ عائشہ
نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی چیز اہلِ عراق کی طرف سے نہیں
پہنچی، جو انہوں نے بیان کی ہو۔ بس وہ ذوالثدی ذوالثدی
کہتے تھے۔ ابنِ شداد نے کہا کہ میں نے اُس کو دیکھا ہے

www.kitabghar.org

علیہ محمد بن عبد اللہ قریشاً
یقول اللہ عزوجل فی کتابہ لقد
کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ
حسنۃ لمن کان یرجو
اللہ والیوم الآخر فبعث
الیھم علیٌ عبد اللہ بن عباس فخرجت
معہ حتی اذا توسطنا عسکرہم قام
ابن الکواء یخطب الناس فقال
یا حملۃ القرآن ھذا عبد اللہ بن
عباس من لم یکن یعرفہ فانا اعرف
من کتاب اللہ ما یعرفکم بہ ھذا ممن
نزل فیہ وفی قومہ قوم خصمون
فردوہ الی صاحبہ ولا تواضعوہ کتاب
اللہ فقام خطباءہم فقالوا واللہ
لنواضعنہ کتاب اللہ فان جاء بحق
نعرفہ لنتبعنہ وان جاء بباطل
لنبکتنہ بباطلہ فواضعوا عبد اللہ
الکتاب ثلثۃ ایام فرجع منہم اربعۃ
آلاف کلہم تائب فیہم ابن الکواء
حتی ادخلہم علی علیٌ الکوفۃ فبعث
علیٌ الی بقیتہم فقال قد کان من
امرنا وامر الناس ما قد رأیتم فقفوا
حیث شئتم حتی یجتمع امۃ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم بیننا و بینکم ان
لا تسفکوا دما حراما وتقطعوا سبیلا

میں اس کے سامنے علی کے ساتھ کھڑا ہوا تھا مقتولین
میں تو علی نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ کیا تم اسے پہچانتے
ہو؟ تو بکثرت آنے والوں نے کہا کہ ہم نے اُس کو مسجد
بنی فلاں بنی فلاں میں دیکھا تھا کہ نماز پڑھ رہا تھا اور اُس کے بارے
میں کوئی پختہ شہادت ایسی کوئی نہ لایا جس سے وہ پہچانا
جائے بجز اس کے۔ عائشہ نے کہا کہ علی کا قول کیا تھا جب
وہ اُس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے جیسا کہ اہل عراق
گمان (یعنی بیان) کرتے ہیں۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سُنا
کہ سچ کہا اللہ نے اور اُس کے رسول نے۔ عائشہ نے کہا کہ کیا تم نے علی سے اس کے
علاوہ کچھ اور بھی سُنا۔ شداد نے کہا واللہ نہیں۔ عائشہ نے کہا ہاں سچ کہا اللہ نے اور
اس کے رسول نے۔ اللہ تعالیٰ علی رض پر رحمت کرے ان کا یہی کلام ہوتا تھا۔ وہ
جب بھی کوئی ایسی بات دیکھتے جو اُن کو عجیب معلوم ہوتی تو یہی کہا کرتے کہ اللہ
نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ لیکن
اب اہل عراق ان پر جھوٹ لگاتے ہوئے پھرتے
ہیں اور ان کی بات پر اضافہ کر رہے ہیں۔ اور احمد نے
طارق بن زیاد سے روایت کی کہا کہ ہم علی رض کے ساتھ
خوارج کی طرف نکلے اور آپ نے اُن کو قتل کیا۔ پھر کہا
دیکھو کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
عنقریب ایک قوم جو حق میں بناوٹ کرنے والے ہوں
گے اور وہ حق (یعنی قرآن) اُن کے حلق سے تجاوز نہ
کرے گا، وہ حق سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح
تیر شکار کے بدن سے نکل جاتا ہے، اُن کی علامت یہ ہے
کہ اُن میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کے ہاتھ میں نقص ہوگا،
اس کے ہاتھ میں سیاہ بال ہوں گے۔ اگر وہ اُن میں
شامل ہوا تو تم نے قتل کیا ہوگا بدترین لوگوں کو اور
اگر وہ شامل نہ ہوا تو تم نے قتل کیا ہوگا بہترین لوگوں

www.kitabghar.org

وتظلموا ذمۃً فانکم فان فعلتم فقد نبذنا
الیکم الحرب علی سواء ان اللہ
لا یحب الخائنین فقالت لہ عائشۃ
یا ابن شداد فقد قتلہم فقال واللہ
ما بعث الیہم حتی قطعوا السبیل
وسفکوا الدم واستحلوا اہل الذمۃ
فقالت اللہ قال اللہ الذی لا الٰہ
الا ہو لقد کان قالت فما شیئٌ
بلغنی عن اہل العراق یتحدثونہ
یقولون ذو الثدی ذو الثدی قال
قد رأیتہ وقمتُ مع علی علیہ
فی القتلیٰ فدعا الناس فقال
أتعرفون ھذا فما اکثر من جاء
یقول قد رأیتہ فی مسجد بنی
فلان یصلی ورأیتہ فی مسجد بنی فلان
یصلی ولم یأتوا فیہ بثبتٍ
یُعرف الا ذلک قالت فما قولُ
علیّ حین قام علیہ کما یزعم اہل العراق
قال سمعتُ یقول صدق اللہ و
رسولہ قالت ہل سمعتَ منہ انہ قال
غیر ذلک قال اللّٰہم لا قالت اَجَل
صدق اللہ و رسولہ یرحم اللہ
علیاً انہ کان من کلامہ لا یری شیئاً
یُعجبہ الا قال صدق اللہ ورسولہ
فیذہبُ اہلُ العراق یکذبون علیہ

کو تو ہم رونے لگے۔ پھر کہا تلاش کرو۔ تو ہم نے تلاش کیا تو ہم نے اس ناقص ہاتھ والے کو پا لیا تو ہم لوگ سجدہ میں گرے اور علی رضؓ بھی ہمارے ساتھ سجدے میں گر گئے۔ (دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے) اتنا فرق ہے کہ اس میں (بجائے یتکلفون بالحق کے) یتکلمون بکلمۃ الحق ہے۔ پھر آپ نے ایک خارجی کے ہاتھ سے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔

روایت کیا حاکم نے ابو الاسود دئلی سے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس عبد اللہ بن سلام آئے جب کہ میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا اور عراق کا ارادہ کر رہا تھا اور کہا کہ تمھیں عراق نہ جانا چاہئے یہ یقینی ہے کہ اگر تم وہاں پہنچے تو تم پر تلوار کی نوک گرے گی۔ علی رضؓ نے کہا کہ خدا کی قسم یہی بات تم سے پہلے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں ابو الاسود نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے آج تک ایسا لڑنے والا مرد نہیں دیکھا جو لوگوں کے سامنے اس طرح کی باتیں کہہ دے۔ اور روایت کیا حاکم نے زید بن وہب سے کہا کہ علی رضؓ اہل بصرہ کے ایک وفد کے پاس آئے اور ان میں خارجیوں کا ایک شخص شامل تھا جس کو جعد بن یعجبہ کہا جاتا تھا۔ اس نے اللہ کی حمد اور اس کی ثناء کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر کہا کہ اے علی اللہ سے ڈر کیونکہ تو مرنے والا ہے (سب کی طرح)، تو علی نے کہا نہیں بلکہ مقتول ہونے والا ایک ضرب سے جو اس پر پڑے گی اور اس کا خضاب کر دے گی۔ زید نے کہا کہ علیؓ نے اشارہ کیا

www.kitabghar.org

ویزیدون علیہ فی الحدیث۔ و اخرج احمد عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علیؓ الی الخوارج فقتلھم ثم قال انظروا فان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج قومٌ یتکلمون بالحق لایجوز حلقھم یخرجون من الحق کما یخرج السھم من الرمیۃ سیماھم ان منھم رجلاً اسود مخدج الید فی یدہ شعراتٌ سودٌ ان کان ھو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن ھو فقد قتلتم خیر الناس فبکینا ثم قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخررنا سجوداً وخر علیٌ معنا ساجداً غیر انہ قال یتکلمون بکلمۃ الحق۔ باز از شہادت حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بر دست خارجی اخبار فرمود۔ اخرج الحاکم عن ابی الاسود الدئلی عن علی رضی اللہ عنہ قال اتانی عبداللہ بن سلام و قد وضعت رجلی فی الغرز و انا ارید العراق فقال لا تأتی العراق فانک ان اتیتہ اصابک بہ ذباب السیف قال علی وایم اللہ لقد قالھا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اپنے سر اور ڈاڑھی کی طرف اپنے ہاتھ سے۔ یہ قضا ہے فیصلہ شدہ اور واضح شدہ صراحت نامہ ہے۔ اور جس نے افتراء کیا وہ ٹوٹے میں پڑا۔ پھر جعد نے علی پر عیب لگایا اُن کے لباس میں اور کہا کہ اگر تو لباس اس سے اچھا پہنتا تو بہتر ہوتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا یہ لباس کبر سے بہت دور رکھنے والا ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان میری اقتداء کریں۔ حاکم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی بن ابی طالب کے پاس پہنچا اُن کی عیادت کے لئے ہم گئے تھے کیونکہ وہ بیمار تھے اور اُن کے پاس ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے تو دونوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ پھر اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے خیال میں تو یہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو موت ہرگز نہ آئے گی مگر مقتول ہو کر اور اس کو موت نہیں آئے گی یہاں تک کہ کرب و بے چینی سے بھر جائے۔ حاکم نے روایت کیا ایک طویل حدیث میں جو مروی ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ غزوۂ ذی العشرۃ میں میں اور علی دونوں ساتھی تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو سب سے زیادہ دو بدبختوں کا حال نہ بتاؤں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ۔ فرمایا کہ قوم ثمود کا ذلیل گدھا (جس کا نام قیدار بن سالف تھا) جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا اور (دوسرا) وہ ہے جو تجھ پر وار کرے گا اے علی

www.kitabghar.org

وسلم قبلک قال ابوالاسود فقلت
فی نفسی باللہ ما رأیت کالیوم رجلٌ
محاربٌ یحدث الناس بمثل ھذا
واخرج الحاکم عن زید بن وھب
قال قدم علیؓ علے وفدٍ من اھل
البصرۃ وفیھم رجلٌ من الخوارج
یقال لہ الجعد بن یعجۃ فحمد اللہ
واثنیٰ علیہ وصلی علے النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ثم قال اتق اللہ یا علیؓ
فانک میتٌ فقال علے لا ولکن
مقتولٌ ضربۃٌ علی ھذہ تخضب
ھذہ قال واشار علیؓ الی رأسہ
ولحیتہ بیدہ قضاءٌ مقضیٌّ و
عھدٌ معھودٌ وقد خاب من افتریٰ
ثم عاب علیا فی لباسہ فقال
لو لبست لباسًا خیرًا من ھذا
فقال ان لباسی ھذا ابعد
من الکبر واجدر ان یقتدی بی
المسلمون۔ واخرج الحاکم عن انس
بن مالک رضی اللہ عنہ قال دخلت
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ علی
بن ابی طالب نعودہ وھو مریضٌ
وعندہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما
فتحوّلا حتی جلس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال احدھما لصاحبہ

اس کے اوپر یعنی سر کے اُبھرے حصہ پر یہاں تک کہ تر ہو جائے گی خون سے یعنی اُن کی ڈاڑھی۔ پھر آپؐ نے حضرت امام حسن اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان صلح کی خبر دی۔ بخاری نے حسنؓ سے روایت کیا کہا کہ میں نے سُنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ اس درمیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ حسنؓ آگئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ پھر معاویہؓ کے مستقل بادشاہ بننے کی خبر دی۔ خصائص میں ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معاویہ سے، کہا کہ میں خلافت کی طمع میں لگا رہا ہوں جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے معاویہ اگر تو بادشاہ بن جائے تو نیک کام کرنا۔ اور بیہقی نے روایت کیا عبداللہ بن عمر سے کہا کہ معاویہ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم مجھے خلافت پر کسی چیز نے نہیں اُبھارا بجز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کہ اے معاویہ اگر تو والیٔ امر بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا تو میں گمان کرتا رہا ہوں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بناء پر اس عمل میں مبتلا ہوں گا۔ اور طبرانی نے روایت کی عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ سے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہو اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنا دے۔ آپ اس سے خلافت کو مراد لے رہے تھے تو اُم حبیبہ نے کہا یارسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قمیص

www.kitabghar.org

ما أراه إلا هالكاً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه لن يموت إلا مقتولاً ولن يموت حتى يملأ غيظاً۔ وأخرج الحاكم في حديث طويل عن عمار بن ياسر رضي الله عنه قال كنت انا وعليٌّ رفيقين في غزوة ذي العسرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أحدثكما بأشقى رجلين قلنا بلى يارسول الله قال أحيمر ثمود الذي عقر الناقة والذي يضربك يا عليّ على هذه يعني قرنه حتى تبل من الدم يعني لحيته

باز از صلح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ومعاویۃ بن ابی سفیان خبر داد۔ اخرج البخاري عن الحسن قال لقد سمعت ابا بكرة رضي الله عنه قال بينا النبي صلى الله عليه وسلم يخطب جاء الحسن فقال ابني هذا سيدٌ ولعل الله ان يصلح به بين فئتين من المسلمين۔ باز از استقلال معاویہ بپادشاہی خبر داد فی الخصائص

اخرج ابن ابی شیبۃ عن معاویۃ قال ما زلت الطمع في الخلافة

پہنانے والا ہے۔ فرمایا کہ ہاں! لیکن اس میں بڑے شر اور فساد، شر اور فساد، شر اور فساد ہوں گے۔ اور ابن عساکر نے عائشہ رض سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس امت کے امر کا والی بنا دے تو اس پر نظر رکھنا جو تو کرنے والا ہو۔ تو ام حبیبہ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرنے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اور اس میں شر و فساد، شر و فساد، شر و فساد ہوں گے۔ اور احمد نے روایت کیا ابوہریرہ رض سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔ کہا کہ میں برابر گمان کرتا رہا ہوں کہ میں اس عمل میں مبتلا ہونے والا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق تا آنکہ مبتلا کر دیا گیا۔ اور اخذ کیا ابو یعلےٰ نے معاویہ کی اسی طرح کی بعض حدیث کو۔ اور اخذ کیا ابن عساکر نے بروایت حسن از معاویہ، کہا کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگاہ ہو کہ تو عنقریب میرے بعد میری امت پر والی بنے گا تو جب ایسا ہو تو اچھے کام کرنے والوں کی خدمت کو قبول کرنا اور ان میں سے برے کام کرنے والوں کو معاف کر دینا۔ تو میں اس کی برابر امید کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے اس مقام پر قائم ہو گیا۔ اور دیلمی نے روایت کیا حسین بن علی سے کہا کہ میں نے سنا علی رض سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ چند دن اور راتیں نہیں گذریں گی تا آنکہ معاویہ

www.kitabghar.org

مُنذُ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامعاویۃُ اِن ملکت فاَحسِن۔ و اخرج البیہقی عن عبداللہ بن عمر قال قال معاویۃُ واللہِ ماحملنی علی الخلافۃِ اِلاّ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معاویۃُ اِن ولیتَ امرًا فاتق اللہَ و اَعدِل فمازلتُ اظن انی مُبتلیً بعمل لِقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج الطبرانی عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاویۃَ کیف بک لوقد قمّصک اللہُ قمیصًا یعنی الخلافۃَ فقالت ام حبیبۃَ یارسول اللہ و اِن اللہَ مُقمّصٌ اخی قمیصًا قال نعم ولکن فیہ ہَناتٌ وہَناتٌ و ہَناتٌ۔ واخرج ابنُ عساکر عن عائشۃَ ان النبی صلے اللہ علیہ قال یا معاویۃُ اِن اللہُ ولاّک من امرِ ھٰذہ الامۃ فانظر ما انتَ صانعٌ قالت اُمّ حبیبۃَ اَوَ یُعطی اللہُ اخی ذٰلک قال نعم و فیہا ہَناتٌ وہنات وہنات۔ و اخرج احمدُ عن ابی ہریرۃَ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یامعاویۃُ ان وُلّیت امرًا فاتق اللہ

بادشاہ بن جائے گا۔ اور روایت کیا ابن عساکر نے سلمہ بن مخلد سے کہا کہ میں نے سُنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ معاویہ کے لئے کہتے تھے یا اللہ اس کو کتاب سکھایئے اور ملک میں اس کو تمکین (اقتدار) عطا کیجئے اور اس کو عذاب سے بچایئے۔ اور ابن عساکر نے روایت کی عُروہ بن رُوَیم سے، کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کشتی لڑ۔ تو اُس سے معاویہ نے کہا کہ میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ چنانچہ معاویہ نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ تو جب یوم صفین ہو چکا تو علی رضؓ نے (عروہ سے) کہا کہ اگر تو اس حدیث کو مجھ سے ذکر کردیتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا۔ اس کے بعد آپؐ نے نوجوانانِ قریش کی بادشاہی کی خبر دی، خصائص میں ہے روایت کیا حاکم اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ابوالعاص کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ لوگ اللہ کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ اور اللہ کے مال کو اپنے گھر کی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے۔ اور بیہقی نے روایت کیا ابن مواہب سے کہ وہ معاویہ کے پاس موجود تھا جب کہ اُن کے پاس مروان پہنچا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین میری حاجت پوری کرو۔ بخدا مجھ پر بہت بڑا بار ہے میں دس کا باپ ہوں اور دس کا چچا اور دس کا بھائی۔ جب مروان واپس چلا گیا اور ابن عباس معاویہ کے برابر اُن

www.kitabghar.org

واعدِل قال فما زلتُ اظنّ انی مبتلًی بعمل لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ابتلیت - و اخرج ابو یعلٰی من حدیث معاویۃ مثلہ. واخرج ابن عساکر من طریق الحسن عن معاویۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک ستلی امرَ اُمتی بعدی فاذا کان ذٰلک فاقبل من محسنہم و تجاوز عن مسیئہم فما زلتُ ان ارجوھا حتی قمتُ مقامی ھذا واخرج الدیلمی عن الحسن بن علی قال سمعتُ علیاً یقول سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ لاتذہب الایامُ واللیالی حتی یملک معاویۃ - واخرج ابن سعد و ابن عساکر عن سلمۃ بن مخلد قال سمعتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لمعاویۃ اللّٰہم علّمہ الکتابَ وَمکّن لہ فی البلادِ وَقِہِ العذابَ واخرج ابن عساکر عن عُروۃ بن رُوَیم قال جاءَ اعرابیٌّ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال صارِعنی فقال لہ معاویۃُ اَنَا اُصارِعُک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لن یُغلَبَ معاویۃ

کے تخت پر بیٹھے تھے، تو معاویہ نے کہا اے ابن عباس کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب اولادِ حکم تینتیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے مال کو اپنے آپس کی دولت بنالیں گے، اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے، پھر جب یہ چار سو ننانوے آدمیوں کی تعداد میں پہنچ جائیں گے تو ان کی ہلاکت پھل کے چبانے سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ہوگی۔ تو ابن عباس نے کہا یا اللہ بیشک۔ مروان نے اپنی حاجت کا معاویہ سے ذکر کر دیا تھا۔ پھر مروان نے عبد الملک کو معاویہ کے پاس بھیجا۔ پھر اُس نے معاویہ سے گفتگو کی۔ جب عبد الملک واپس ہوا تو معاویہ نے کہا کہ اے ابن عباس کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا (یعنی عبد الملک کا) ذکر کیا اور فرمایا چار ظالم بادشاہوں کا باپ۔ تو ابن عباس نے کہا کہ یا اللہ بیشک۔ حاکم نے روایت کیا ابو ذر سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب بنو اُمیہ چالیس ہو جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو اپنا غلام اور اللہ کے مال کو سرکاری بخشش اور کتاب اللہ کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے۔ اور ابو یعلی اور حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم میرے منبر پر کود رہے ہیں جس طرح بندر کودتے ہیں

www.kitabghar.org

ابداً فصرع الاعرابیّ فلما کان یومُ صفین قال علیؓ لو ذکرتُ ھذا الحدیث ما قاتلتُ معاویۃ ۔ بعدازان از ہلک نوجوانان قریش خبر داد فی الخصائص اخرج الحاکم والبیہقی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ بنوابی العاص ثلثین رجلاً اتخذوا دین اللہ دَغلاً و مال اللہ دِوَلاً وعبادَ اللہ خَوَلاً۔ و اخرج البیہقی عن ابن مواھب انہ کانَ عند معاویۃ فدخل علیہ مروان فقال اقض حاجتی یا امیرالمومنین فواللہ ان مؤنتی لعظیمۃ و انی ابوعشرۃ وعمّ عشرۃ واخو عشرۃ فلما ادبر مروانُ و ابن عباس جالسٌ مع معاویۃ علی السریر فقال معاویۃ یاابن عباس اما تعلم انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا بلغ بنوا الحکم ثلثین رجلاً اتخذوا مالَ اللہ بینھم دِوَلاً وعبادَ اللہ خَوَلاً و کتابَ اللہ دَغلاً فاذا بلغوا تسعۃً وتسعینَ واربعمأۃ رجل کان ہلاکھم اسرعَ من لوک ثمرۃٍ فقال ابن العباس اللّٰھم نعم و ذکر

کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے اور شگفتہ نہیں دیکھے گئے تاآنکہ وفات پاگئے۔ اور بیہقی نے روایت کیا ابن المسیب سے، کہاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو (خواب میں) اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو یہ ناگوار ہوا تو آپ کو وحی کی گئی کہ یہ تو محض دنیا ہے جو اُن کو دی گئی ہے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ اور روایت کیا ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو دیکھا کہ ان میں کا ایک ایک شخص آپ کے منبر پر آکر خطبہ دے رہا ہے تو آپ کو اس سے رنج ہوا تو نازل ہوئی اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ اور نازل ہوئی اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ

اس عدد میں یعنی ایک ہزار مہینہ میں اشارہ کیا کہ بنوامیہ اتنے زمانہ تک بادشاہی کریں گے۔ کہا قاسم بن الفضل نے کہ پھر ہم نے بنوامیہ کی بادشاہی کا حساب کیا تو وہ ایک ہزار مہینے ثابت ہوئی، نہ زیادہ ہوئی نہ کم۔ اس کے علاوہ آپ نے دو فرقوں کے وجود کی خبر دی کہ ایک حضرت مرتضیٰ کی شان کو بہت کم کرنے والا (گستاخ) ہوگا اور دوسرا بہت بڑھانے والا۔ حاکم نے روایت کی علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور فرمایا کہ اے علی تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام

www.kitabghar.org

مروانُ حاجۃً لہ فَرَدَّ مروانُ عبدالملک الی معاویۃَ فکلّمہ فلما ادبر عبدُالملک قال معاویۃُ یا ابنَ عباس اما تعلم ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر ہذا فقال "ابو الجبابرۃ الاربعۃ" فقال ابن عباس اللّٰہم نعم واخرج الحاکم عن ابی ذرٍّ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا بلغت بنو امیۃ اربعون اتخذوا عباد اللہ خَوَلاً ومالَ اللہ نحلاً وکتاب اللہ دَغلا- و اخرج ابو یعلیٰ والحاکم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیتُ فی النوم بنی الحکم ینزُوْنَ علی منبری کما تنزوا القِرَدۃُ قال فما رُئِیَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکاً مستجمعاً حتی توفی - واخرج البیہقی عن ابن المسیب قال رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیۃ علی منبرہ فساءہ ذٰلک فاُوحِیَ الیہ انما ہی دنیا اُعطوہا فقرت عینہ - واخرج الترمذی والحاکم والبیہقی عن الحسن بن علی قال ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد رأی بنی اُمیۃ یخطبونَ علی منبرہ رجلاً رجلاً فساءہٗ ذٰلک فنزلت اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ و نزلت اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰکَ

کی کچھ مشابہت ہے۔ یہود نے اُن سے بُغض رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصاریٰ نے اس درجہ محبت کی کہ اُن کو ایسے مرتبہ میں پہنچا دیا جو اُن کا نہیں تھا۔ کہا کہ علی رضؓ نے فرمایا یاد رکھو کہ میرے بارے میں ہلاکت میں مبتلا ہوتا ہے ایسا محبت کرنے والا جو مجھ میں مبالغہ کے ساتھ ایسے اوصاف ثابت کرے جو مجھ میں نہیں ہیں اور ایسا بغض رکھنے والا مفتری جس کو میری عداوت اس بات پر اُبھارتی ہے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے، یاد رکھو کہ میں نبی نہیں ہوں اور نہ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے، بس میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں جس قدر قدرت رکھتا ہوں۔ تو جس بات کا اللہ کی فرمانبرداری کے بارے میں میں تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت ضروری ہے وہ بات خواہ تم کو مرغوب ہو یا گراں ہو۔ اور جس معصیت کی بات کا میں تم کو حکم دوں یا کوئی دوسرا شخص تو سمجھ لو کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا نہیں۔ طاعت صرف نیک کام میں ہونی چاہئے۔ پھر جاننا چاہئے کہ ان حوادث میں سے ہر حادثہ کا حکم ان ہی احادیث کے الفاظ سے مستنبط ہو جاتا ہے اور علماءِ اہل سنت اُسی حکم پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے خواہ اُن کا ماخذ دوسرا ہو جو حکم کہ ان احادیث کے الفاظ سے بھی مستنبط ہو رہا ہے۔ رہی یہ بات کہ حضرت مرتضیٰ کی خلافت منعقد ہو گئی، تو وہ اس بناء پر یقینی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں کو) حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مفارقت سے منع فرمایا ہے۔ حاکم نے

www.kitabghar.org

ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر
خیر من الف شھر یملکہا بنو امیۃ
قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملک
بنی امیۃ فاذا ہی الف شہر
لا تزید و لا تنقص۔ بعد ازاں از
وجود دو فرقۂ مفرطہ و مفرطہ
در شان حضرت مرتضیٰ اخبار فرمود
اخرج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ
قال دعانی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال یا علی ان فیک
من عیسیٰ علیہ السلام مثلاً ابغضتہ
الیہود حتی بہتوا امہ و احبتہ
النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی
لیس لہ قال وقال علی الا وانہ
یہلک فی محب مطری بما لیس
فی و مبغض مفتری یحملہ شنآنی
علی ان یبہتنی الا وانی لست
بنبی ولا یوحی الی ولکنی اعمل
بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ صلی
اللہ علیہ وسلم بما استطعت فما
امرتکم بہ من طاعۃ اللہ فحق علیکم
طاعتی فیما احببتم او کرہتم و
ما امرتکم بمعصیۃ انا وغیری
فلا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ عز و
جل انما الطاعۃ فی المعروف باز باید

روایت کی ابوذر سے، کہاکہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اے علی جو مجھ سے الگ ہوا وہ خدا سے الگ ہوگیا
اور جو تجھ سے الگ ہوا اے علی وہ مجھ سے الگ ہوگیا۔
اور حاکم نے روایت کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ
میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن
علی کے ساتھ ہے ہرگز دونوں جدا نہ ہوں گے تاآنکہ
دونوں حوض پر آکر مجھ سے ملیں گے۔ اور حاکم نے
روایت کی علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کرے اللہ علی
پر اے اللہ حق کو اسی طرف لے جا جس طرف علی
جائے۔ رہا یہ کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ
عنہم خطا کھانے والے معذور تھے اس اصول پر
کہ جس نے اجتہاد کیا اور خطا کھائی تو وہ ایک اجر
کا مستحق ہے۔ تو وہ اس جہت سے (معذور ہیں) کہ
انہوں نے شبہہ سے استدلال کیا اگرچہ اس
سے زیادہ راجح دوسری دلیل بھی موجود تھی اور اس
شبہہ کا موجب دو چیزیں ہوئیں ایک یہ کہ حضرت
مرتضیٰ کے لئے خلافت منعقد نہیں ہوئی کیونکہ اصحاب
حل و عقد نے اجتہاد کے ساتھ اور مسلمانوں کی
خیر خواہی کے لئے آپ سے بیعت نہیں کی تھی۔ روایت
کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے معتمر بن سلیمان سے
انہوں نے اپنے باپ سے، کہاکہ ہم سے روایت
کیا ابو نضرہ نے کہ ربیعہ نے مسجد بنی سلمہ میں
طلحہ سے گفتگو کی، انہوں نے کہاکہ ہم لوگ دشمن کے

www.kitabghar.org

دانست کہ حکم ہر حادثہ ازین
حوادث از لفظ ہمین احادیث
مستنبط می شود و علماء اہل سنت
بہمان حکم مہتدی شدہ اند ہر
چند مأخذ ایشان غیر مأخذ استنباط
از لفظ این حدیث بودہ باشد۔ اما
آنکہ خلافت حضرت مرتضیٰ منعقد شد
پس ازین جہت کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہی کردند از مفارقت
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ أخرج
الحاکم عن ابی ذرؓ قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یا علیؓ من
فارقنی فقد فارق اللہ و من
فارقک یا علی فقد فارقنی۔ و اخرج
الحاکم عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول علیؓ مع القرآن والقرآن
مع علیؓ لن یتفرقا حتی یردا علی
الحوض۔ و اخرج الحاکم عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رحم اللہ علیاً اللہم ادر الحق معہ
حیث دار۔ و اما آن کہ حضرت
عائشہ و طلحۃ و زبیر رضی اللہ عنہم
مجتہد مخطی معذور بودند ازان
قبیل کہ من اجتہد فقد اخطأ

مقابلہ پر تھے کہ ہم کو اطلاع پہنچی کہ تم نے اس
شخص (یعنی علیؓ) سے بیعت کر لی ہے، پھر تم اب
اسی سے قتال کرتے ہو یا جیسا کہ انہوں نے کہا۔ کہا کہ
اس پر طلحہ نے کہا کہ میں تو چکی کے پاٹ میں داخل کر
دیا گیا تھا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور
کہا گیا تھا کہ بیعت کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ لہٰذا
میں نے بیعت کی اور خوب سمجھ لیا کہ یہ بیعت گمراہی
کی ہے۔ تیمی نے بیان کیا کہ کہا ولید بن عبدالملک
نے کہ اہل عراق کے ایک منافق ________ یعنی جبلہ
بن حکیم نے زبیر سے کہا کہ تو نے تو بیعت کر لی تھی۔ تو زبیر
نے کہا کہ میری گدی پر تلوار رکھدی گئی تھی اور مجھ سے
کہا گیا تھا کہ بیعت کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے
تو میں نے بیعت کر لی۔ اور روایت کی ابوبکر نے محمد
بن بشر سے، کہا کہ میں نے سنا محمد بن عبداللہ
ابن الاصم سے وہ بیان کرتے تھے اپنی دادی اُم راشد
سے، اُس نے کہا کہ میں اُم ہانی کے پاس تھی کہ اُن
کے پاس علیؓ آئے تو اُم ہانی نے اُن کے لئے کھانا
منگایا۔ تو علی نے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہارے پاس
برکت یعنی بکری نہیں دیکھتا۔ اُم راشد نے کہا ___
سبحان اللہ واللہ ہمارے پاس برکت ہے۔ علی نے
کہا کہ میں بکری مراد لے رہا ہوں۔ اُم راشد نے کہا
کہ پھر وہ نیچے اُتریں تو دو آدمیوں سے ملیں (نیچے کے
درجہ میں) اور سنا کہ اُن میں سے ایک اپنے ساتھی
سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے ہاتھوں نے بیعت کر لی
مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی۔ کہا اُم راشد

www.kitabghar.org

فله اجر واحد۔ پس ازان جہت
کہ متمسک بودند بشبہہ ہر چند
دلیل دیگر ارجح ازوی بود و
موجب آن شبہہ دو چیز است یکی
آنکہ خلافت برای حضرت مرتضےٰ
منعقد نشد زیراکہ اہل حل وعقد
عن اجتہاد و نصیحۃ للمسلمین بیعت
نکردہ اند۔ اخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ
عن معتمر بن سلیمان عن ابیہ قال
حدثنا ابو نضرۃ ان ربیعۃ کلمت
طلحۃ فی مسجد بنی سلمۃ فقالوا
کنا فی نحر العدو حتی جاءتنا
بیعتک ھذا الرجل ثم انت
الآن مقاتلہ او کما قالوا قال فقال
انی ادخلت الحش ووضع علی
عنقی اللج وقیل بایع والا قتلناک
وقال فبایعت وعرفت انہا بیعۃ
ضلالۃ قال التیمی وقال الولید بن
عبد الملک ان منافقا من منافقی
اہل العراق جبلۃ بن حکیم قال للزبیر
فانک قد بایعت فقال الزبیر
ان السیف وضع علی قفای فقیل
لی بایع والا قتلناک قال فبایعت
واخرج ابو بکر عن محمد بن بشر
قال سمعت محمد بن عبد اللہ بن

نے کہ میں نے کہا کہ یہ دو آدمی کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا
کہ طلحہ اور زبیر۔ امِّ ہانی نے کہا کہ میں نے تو اُن میں سے
ایک کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اُس
سے ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں
نے بیعت نہیں کی تو علی نے کہا مَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا
الخ (۴۸: ۱۰) پھر (بعد بیعت کے)، جو شخص عہد توڑے گا
سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو
شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) خدا
سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دے
گا" دوسری یہ کہ قصاص حق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ
قادر ہیں ذی النورین کا قصاص لینے پر مگر لیتے نہیں
بلکہ اُس سے مانع ہیں اور حضرت مرتضیٰ رض بھی اُن پر
خطائے اجتہادی کا حکم لگاتے ہیں۔ روایت کیا ابو بکر
نے ابو البختری سے کہا کہ علی رض سے اہل جمل کے بارے
میں سوال کیا گیا۔ کہا کہ پوچھا گیا کہ کیا مشرک ہیں یہ
لوگ؟ علی رض نے کہا کہ یہ لوگ شرک سے بھاگتے ہیں۔
کہا گیا کہ کیا منافقین ہیں یہ لوگ؟ کہا کہ منافقین اللہ کا
ذکر نہیں کرتے مگر کم۔ کہا گیا کہ پھر یہ لوگ کیا ہیں؟ کہا
کہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم سے بغاوت کی، اور
علی رض نے کہا کہ میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ ہم مثل ان لوگوں
کے ہو جائیں گے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے
فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ الخ
(۱۵: ۴۳) اور جو کچھ اُن کے دلوں میں غبار تھا ہم اُس
کو دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و
محبت سے) رہیں گے۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا

www.kitabghar.org

الاصم یذکر عن ام راشد جدتہ قالت کنتُ عند ام ہانیٔ فاتاہا علیٌّ فدعت لہ بطعامٍ فقال مالی لا اُرای عندکم برکۃ یعنی الشاۃَ قالت فقالت سبحانَ اللّٰہِ واللّٰہِ ان عندنا لبرکۃ قال اعنی الشاۃَ قالت فنزلتَ فلقیت رجلینِ فی الدرجۃ فسَمِعَتْ احدُہما یقول لصاحبہ بایَعَتْہٗ ایدینا و لم تُتَابِعہ قلوبُنا قالت فقلتُ مَن ھٰذانِ الرجلانِ فقالوا طلحۃُ و الزُبیر قالت فانی قد سمعتُ احدَہما یقول لصاحبہ بایَعَتْہٗ ایدینا و لم تتابعہ قلوبُنا فقال علیٌّ مَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ج وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دوم آنکہ قصاص حق است وحضرت مرتضیٰ قادر است بر اخذِ قصاص ذی النورین واخذِ آن نمی کند بلکہ مانع آن است وحضرتِ مرتضیٰ نیز بخطای اجتہادی حکم فرمود۔ واخرج ابو بکر عن ابی البختری قال سُئِل علیٌّ عن اہل الجَمَلِ قال قیلَ اَمُشرِکونَ

کریں گے"۔ یہ ایسی حدیث ہے جس کی متعدد سندیں ہیں اُن میں سے بعض کو ابو بکر نے اخذ کیا ہے۔ اور اگر دشمن اس بات کو قبول نہ کریں اور اُن کی رائے کو خطاءِ اجتہادی میں شمار نہ کریں بلکہ سیئات میں ہی محسوب کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا الآیۃ (۴: ۱۹۵) سو جن لوگوں نے ترکِ وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اُن کو تکلیفیں دی گئیں میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہوگئے ضرور اُن لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور اُن کو ایسے باغوں میں داخل کر دوں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے"۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر جلوہ فرمایا اور کہا کہ تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں۔ اور روایت کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن زیاد سے، کہا کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ بیشک ہماری ماں نے یہ سفر کیا اور وہ خدا کی قسم زوجہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں اور آخرت میں، لیکن اللہ تعالے نے ہمیں اِس آزمائش میں ڈالا تاکہ وہ جان لے کہ ہم (زوجۂ رسول اللہ اور ماں ہونے کی وجہ سے) اس کی اطاعت کرتے ہیں یا اللہ کی۔ اور مسلم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر تھے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ و زبیر بھی تھے تو چٹان نے حرکت کی تو آپ نے فرمایا کہ ساکن ہو تیرے اوپر نہیں ہے بجز نبی یا صدیق یا شہید کے۔ اور ابو بکر

www.kitabghar.org

هم قال من الشرك فرّوا قيل
آمنا فقون هم قال ان المنافقين
لايذكرون الله الا قليلاً قيل
فما هم قال اخواننا بغوا علينا وقال
علیؑ انی لارجو ان نکون کالذين
قال الله عزّ و جلّ وَنَزَعْنَا
مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ
غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ
مُّتَقَابِلِيْنَ ۵ حديث له طرق
متعددة اخرج بعضها ابو بکر- و
اگر خصم قبول نکند این را و
رأی الشيخان را از خطای اجتهادی
شمارد بلکه از سیئات حساب
کند فقد قال الله تبارک و تعالے
فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ
سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا
لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ
وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۵ الآية، وقال
النبي صلى الله عليه وسلم لعلّ الله
اطّلع على اهل بدر فقال اعملوا
ما شئتم فقد غفرتُ لكم- واخرج
ابو بکر بن ابی شیبة عن عبد الله

نے روایت کیا ابو نضرہ سے کہا کہ ابوسعید کے پاس
لوگوں نے ذکر کیا علی اور عثمان اور طلحہ و زُبیرؓ کا تو ابوسعید نے
کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے سوابق اعمال بہت
ہیں اور اُن پر فتنہ آپڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ اللہ
پر لوٹا دیا عہ۔ پھر ان عزیزوں سے ایسے کلمات بھی
منقول ہیں جو دلالت کرتے ہیں اس رائے سے رجوع
کرنے پر۔ اور ابو بکر نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ
عنہا سے کہا کہ میں آرزو کرتی ہوں کہ کاش میں ایک ہری
شاخ ہوتی اور اس سفر پر نہ نکلتی۔ اور متعدد اسناد
کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ علی نے جنگ جمل
کے دن زُبیر سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں
کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب ہمارے پاس نبی
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں تجھ سے
سرگوشی کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس
سے سرگوشی کر رہا ہے، واللہ یہ ایک دن تجھ سے
ضرور قتال کرے گا اور یہ تجھ پر ظلم کرنے والا ہوگا۔
کہا کہ یہ سُن کر زُبیر نے اپنی سواری کے منہ پر مارا
اور لوٹ گئے۔ اس کو ابوبکر وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر
اُن کے میدان جنگ سے واپسی کے بعد ابن جرموز
نے اُن کو قتل کر دیا۔ اور روایت کیا ابوبکر نے قیس
سے، کہا کہ مروان بن الحکم نے جمل کے دن طلحہ
کے گھٹنے پر تیر مارا تھا۔ تو اس سے خون نکل کر بہنا
شروع ہوگیا، جب اُس کو بند کرتے تھے تو بند ہو
جاتا تھا اور جب اُس کو چھوڑتے تھے تو بہنے لگتا
تھا۔ تو طلحہ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ تو ایسا تیر

عہ یا یہ معنی ہیں کہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو ۱۲

www.kitabghar.org

بن زیاد قال قال عمار بن یاسر
اِنَّ اُمَّنَا سارت مسیرنا ھذا
وانھا واللہِ زوجۃُ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم فی الدنیا والآخرۃِ و
لکن اللہ ابتلانا بھذا لیعلم
ایّاہا نُطیعُ ام اِیّاہ۔ وآخرج مسلم
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان علی حراء و
ابو بکر وعمر وعثمان وطلحۃ والزبیر
فتحرکت الصخرۃُ فقال اھْدء فما
علیکَ الاّ نبیّ او صدّیقٌ او
شہیدٌ۔ وآخرج ابو بکر عن ابی نضرۃ
قال ذکروا علیاً و عثمانَ و طلحۃ و
الزبیر عند ابی سعید فقال اقوام
سَبَقَتْ لہم سوابقُ واصابتہم
فتنۃ فردّوا امرہم الی اللہِ
باز ازین عزیزان کلمات دالہ
بر رجوع ازین رأی منقول شدہ
اخرج ابو بکر عن عائشۃ رضی اللہ
عنہا قالت وَدِدْتُ انی کنتُ غصناً
رطباً ولم اَسِرْ مَسِیْری ھذا۔ وقد
روی بطرق متعددۃ ان علیاً
قال یوم الجمل للزبیر انشدکَ
اللہَ اتذکر یوماً اتانا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وانا اُناجیک

سے جس کو اللہ نے بھیجا تھا، پھر اُن کا انتقال ہو گیا۔
اور حاکم نے روایت کیا ثور بن مجزاۃ سے کہ میں یومِ جمل
میں طلحہ کے آخری وقت پر اُن سے ملا۔ تو انہوں
نے مجھ سے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا
کہ امیر المومنین علی رض کے اصحاب میں سے۔ تو کہا کہ اپنا
ہاتھ پھیلا، میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں۔ تو میں نے اپنا
ہاتھ پھیلا دیا۔ اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی اور اُن
کا دم نکل گیا۔ پھر میں نے علی رض کے پاس جاکر اُن کو
اُس کی خبر دی۔ تو آپ نے کہا اللہ اکبر سچ کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ نے ناپسند کیا اس
بات کو کہ طلحہ جنت میں داخل ہو بغیر اس بات کے
کہ میری بیعت اُس کی گردن میں ہو۔ اور رہا یہ کہ معاویہ
مجتہد مُخطی اور معذور تھے، تو اس کی صورت یہ ہے
کہ وہ شبہ کے ساتھ دلیل پکڑے ہوئے تھے۔ ہر چند
کہ دوسری دلیل جو میزانِ شریعت میں اس سے زیادہ
وزن دار تھی ظاہر ہوگئی مانند اُن باتوں کے جن کی
تقریر ہم اہلِ جمل کے قصہ میں کرچکے ہیں بعض اشکال
کے اضافہ کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے کہ معاویہ اور
اہلِ شام نے بیعت نہیں کی تھی اور وہ یہ سمجھے
ہوئے تھے کہ خلافت کی تکمیل خلیفہ کے تسلّط اور
اس کے حکم کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ متحقق نہیں
ہوا ہے۔ پھر تحکیم (حَکَم بنانے) کے معاملہ نے اس
شبہ کو اور مضبوط کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے
کہ دعوٰہما واحدۃ یعنی دونوں جماعتوں کا
دعوٰی ایک ہوگا۔ اور رہا یہ کہ اہلِ حرورا باطل پر

www.kitabghar.org

فقال اتناجیہ فواللہ لیقاتلنک یوماً وہو لک ظالمٌ قال فضرب الزبیر وجہ دابتہ فانصرف۔ اخرجہ ابوبکر وغیرہ۔ ثم قتلہ ابن جرموز بعد انصرافہ من المعترک۔ واخرج ابوبکر عن قیس قال رمی مروان بن الحکم یوم الجمل طلحۃ بسہم فی رکبتہ فجعل الدم یغذو ویسیل فاذا امسکوہ امتسک واذا ترکوہ سال فقال طلحۃ دعوہ انما ہو سہمٌ ارسلہ اللہ فمات۔ واخرج الحاکم عن ثور بن مجزاۃ قال مررت بطلحۃ یوم الجمل آخر رمق فقال لی ممن انت قلت من اصحاب امیر المؤمنین علی فقال ابسط یدک ابایعک فبسطت یدی فبایعنی وفاضت نفسہ فاتیت علیاً فاخبرتہ فقال اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ ان یدخل طلحۃ الجنۃ الا وبیعتی فی عنقہ۔ واما آنکہ معاویۃ مجتہد مخطی معذور بود پس ازان جہت کہ متمسک بود بشبہہ ہر چند دلیل دیگر درمیزان شرع راجح تر ازان برآمد مانند انچہ در قصۂ اہل جمل تقریر کردیم

تھے اور علامات کفر یا فسق ——— میں ملوث تھے تو وہ اس جہت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حروراوالوں کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں کہ یمرقون من الدین الخ یعنی وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اس کو روایت کیا سہل بن حنیف اور عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید وغیرہم نے۔ باقی رہا ایک مسئلہ جو نہایت دقیق ہے اور اس مسئلہ میں اکثر لوگوں کے قدم لغزش کھا گئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰؓ کی مدد سے تخلف کرنے والے مجتہد مصیب تھے یا مخطی معذور مجتہد تھے۔ بندہ کے نزدیک محقق بات یہ ہے کہ تخلف کرنے والے (یعنی مدد سے پیچھے رہ جانے والے) عزیمت پر (کاربند) تھے اور صریح احادیث سے جو صحیح اور متواتر المعنیٰ ہیں دلیل پکڑے ہوئے تھے۔ ترمذی نے روایت کیا امّ مالک بہزیہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا اور اس کے قریب الوقوع ہونے کا ذکر کیا۔ کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس میں سب سے بہتر کون ہوگا۔ فرمایا کہ ایسا شخص جو اپنی بکریوں وغیرہ میں (جنگل میں یکسو) ہے، اُن کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو للکارتا ہے اور وہ اُس کو للکارتے ہیں۔ اور روایت کیا ترمذی نے بسر بن سعد سے کہ سعد بن ابی وقاص نے عثمانؓ بن عفان کے فتنہ کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا

www.kitabghar.org

بازیادتِ اشکال و آن آنست کہ معاویہ و اہلِ شام بیعت نکردہ بودند ومیدانستند کہ تمام خلافت بتسلط ونفاذِ حکم است و آن متحقق نشد باز امرِ تحکیم آن شبہہ را راسخ ترنمود و در حدیث صحیح آمدہ دعوٰہما واحدۃ۔ و اما آنکہ اہلِ حرورا بر باطل بودند و بسمتِ کفر یا فسوق متسم اعاذنا اللہ من ذٰلک پس ازان جہت کہ احادیثِ متواترہ درباب حروریہ وارد شدہ است کہ یمرقون من الدین مروق السہم من الرمیۃ رواہ سہل بن حنیف و عبداللہ بن مسعود و ابوذر و ابوسعید وغیرہم۔ باقیماند مسئلہ در غایت غموض کہ قدم اکثری دران لغزیدہ است و آن آنست کہ متخلفین از نصرتِ حضرت مرتضیٰ مجتہد مصیب بودند یا مجتہد مخطی معذور و انچہ درپیش بندہ محقق شدہ است آنست کہ متخلفان آخذ بعزیمت بودند و متمسک بصریح احادیث صحیحہ متواترۃ المعنے اخرج الترمذی عن ام مالک البہزیۃ قالت ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا فتنہ اُٹھنے والا ہے جس کے دور میں بیٹھا ہوا شخص بہتر ہوگا کھڑے ہونے سے اور کھڑا ہوا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے۔ کہا کہ میں نے کہا کہ آپ مجھے بتایئے کہ اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہوجائے اور مجھ پر اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے؟ تو فرمایا کہ آدم کے بیٹے (ہابیل) کی طرح عــ۵ بن جانا۔ اور ترمذی نے روایت کیا عدلیسہ بنت اہبان بن صیفی غفاری سے، کہا کہ علی بن ابی طالب میرے باپ کے پاس آئے اور اُن کو دعوت دی کہ جنگ کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔ میرے باپ نے اُن سے کہا کہ میرے خلیل اور آپ کے چچا کے بیٹے نے مجھ سے واضح طور پر فرمایا تھا کہ جب لوگ ایک دوسرے کے خلاف ہوجائیں تو میں اپنی تلوار لکڑی کی بنا لوں تو میں نے اس کو بنا لیا ہے تو اگر آپ چاہیں تو میں اُس کو لے کر آپ کے ساتھ نکلوں عدلیسہ نے کہا کہ پھر علی نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور ترمذی نے روایت کیا ابو موسیٰ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فتنہ کے بارے میں فرمایا کہ اس میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھنا اختیار کر لینا اور آدم کے بیٹے کی طرح بن جانا۔ اور بخاری نے روایت کیا شقیق بن سلمہ سے، کہا کہ میں ابومسعود اور ابوموسیٰ اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ

عــ۵ یہ اس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ مائدہ میں مذکور ہے جب قابیل نے ہابیل کو مارنا چاہا تو اس نے کہا تھا لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَیَّ یَدَکَ الخ (۵: ۲۸) [illegible]

www.kitabghar.org

وسلم فتنۃً فقربہا قالت قلتُ
یا رسولَ اللہِ من خیرُ الناسِ فیہا
قال رجلٌ فی ماشیتہٖ یؤدّی
حقّہا ویعبد ربّہٗ ورجلٌ آخذٌ
برأسِ فرسہٖ یخوّفُ العدوَّ
ویخوّفونہٗ۔ واخرج الترمذی عن بسر
بن سعد انّ سعدَ بن ابی وقاص
قالَ عند فتنۃِ عثمانَ بن عفّان
اشہد انّ رسولَ اللہِ صلی اللہ
علیہ وسلم قال انہا ستکون فتنۃٌ
القاعدُ فیہا خیرٌ من القائم
والقائمُ خیرٌ من الماشی والماشی
خیرٌ من الساعی قال قلتُ افرأیتَ
ان دخل علیَّ بیتی وبسط یدہٗ
اِلیَّ لیقتلنی قال کن کابنِ آدمَ
واخرج الترمذیؓ عن عدیسۃ
بنتِ اھبان بن صیفی الغفاری
قال جاءَ علیؓ بن ابی طالب الی ابی
فدعاہ الی الخروجِ معہٗ فقال لہ اَبی
انّ خلیلی وابن عمّک عہد
الیَّ اذا اختلفَ الناسُ ان اتّخذ
سیفاً من خشبٍ فقد اتخذتہٗ فان
شئتَ خرجتُ بہٖ معکَ قالت
فترکہٗ۔ واخرج الترمذیؓ عن
ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ

بیٹھا ہوا تھا۔ تو ابومسعود نے عمار سے کہا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اگر میں چاہوں تو اس کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکوں سوائے تمہارے، اور میں نے تمہاری جانب سے جب سے تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی کوئی بات اپنے نزدیک اس سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی یعنی تمہارے اس امر میں سرعت دکھانے سے۔ تو عمار بن یاسر نے کہا اے ابومسعود! میں نے بھی تمہاری جانب سے اور نہ تمہارے اس ساتھی کی جانب سے جب سے تم دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اپنے نزدیک کوئی بات تمہارے اس امر میں دیر کرنے سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی۔ تو ابومسعود نے جو صاحب وسعت تھے کہا کہ اے غلام دو جوڑے لے کر آ، پھر ان میں سے ایک تو ابوموسیٰ کو دیا اور دوسرا عمار کو اور کہا کہ تم دونوں یہ جوڑے پہن کر جمعہ (کی نماز) کو جانا ۔ اور بخاری نے روایت کیا حرملہ مولیٰ اسامہ سے، کہا کہ مجھے اسامہ نے بھیجا علی رضی اللہ عنہما کے پاس اور کہا کہ وہ یعنی علی تجھ سے ابھی پوچھیں گے اور کہیں گے کہ تیرا صاحب کہاں رہ گیا تو ان سے یہ کہنا کہ وہ آپ سے یہ کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے کلے میں ہوں گے تو میں یقیناً اس بات کو پسند کروں گا کہ اس میں میں آپ کے ساتھ ہوں، لیکن یہ ایسا امر ہے کہ جس کو میں مناسب نہیں دیکھتا۔ تو علی نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں گیا حسن اور حسین اور ابن جعفر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ کا بقیہ) اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھے قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں۔ میں تو

www.kitabghar.org

وسلم انه قال فی الفتنة کسّروا
فیها قسیّکم وقطعوا فیها اوتارکم
والزموا فیها اجواف بیوتکم وکونوا
کابن آدم۔ واخرج البخاری عن
شقیق بن سلمة قال کنت جالسًا
مع ابی مسعود وابی موسیٰ وعمار
رضی اللہ عنہم فقال ابومسعود لعمار
مامن اصحابک احدٌ الا لو شئت
لقلت فیہ غیرک وما رأیت منک
شیئاً منذ صحبت النبیّ صلی اللہ
علیہ وسلم اعیب عندی من
استسراعک فی ہذا الامر فقال
عمار بن یاسر یا ابامسعود وما رأیت
منک ولا من صاحبک ہذا شیئاً
منذ صحبتما النبیّ صلی اللہ علیہ و
سلم اعیب عندی من ابطائکما
فی ہذا الامر فقال ابومسعود
وکان موسرًا یا غلام ہات
حلتین فاعطی احدہما ابا موسیٰ
والاخری عمارًا وقال روحا فیہما
الی الجمعة۔ واخرج البخاری عن
حرملة مولی اسامة قال ارسلنی
اسامة الی علیّ رضی اللہ عنہما
وقال انہ سیسألک الآن فیقول
ما خلّف صاحبک فقل لہ یقول لک

کی طرف تو انہوں نے میری سواری کو سامان سے لاد
دیا۔ اور ابو یعلےٰ نے ایک طویل حدیث نقل کی
جس میں خوارج کے عبداللہ بن خباب کو قتل
کرنے کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے کہا کیا تو عبداللہ بن
خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی
کا بیٹا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہاں پھر اُن لوگوں نے
کہا کہ کیا تو نے اپنے باپ سے کوئی حدیث سُنی ہے
جس کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے
سُنا جو میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے ایک فتنہ کا ذکر
کیا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے
بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے
سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے۔ فرمایا پھر
اگر وہ تجھے پکڑلے تو تُو اللہ کا بندہ مقتول بن جانا
کہا ایوب نے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ فرمایا کہ
اور اللہ کا بندہ قاتل نہ بننا۔ اُنہوں نے کہا کہ کیا تو
نے اُس کو خود اپنے باپ سے سُنا کہ وہ اُس کی
روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا تھا۔
انہوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کہ پھر اس کو نہر کے کنارے
پر لے گئے اور اس کی گردن ماردی پھر پانی میں بہا
دیا گویا وہ جوتی کا تسمہ تھا۔ اور روایت کیا حاکم
نے عمرو بن والبصہ اسدی سے اُنہوں نے اپنے
باپ سے اُنہوں نے عبداللہ بن مسعود سے وہ
روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱ غالباً لاش کو پانی میں پھینک دینے کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان کے خون کی پرواہ نہ کی اور لاش کو جوتی کے تسمہ کی طرح پھینک دیا واللہ اعلم۔

www.kitabghar.org

لو کنتَ فی شدقِ الاَسَدِ لَاَحْبَبْتُ ان اکونَ معکَ فیہِ ولکن ہذا امرٌ لم اَرَہٗ فلم یُعطِنی شیئاً فذہبت الی حَسَن و حسین و ابن جعفر فاَوْقَرُوا لی راحلتی۔ و آخرج ابو یعلیٰ فی حدیثٍ طویل فیہ قتلُ الخوارج عبدَ اللّٰہِ بن خبّاب قالوا انتَ عبدُ اللّٰہِ بنُ خباب صاحب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال نعم قالوا فہل سمعتَ من ابیک حدیثاً تحدثنا بہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال سمعتُ ابی یحدثنی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ ذکر فتنۃً القاعدُ فیہا خیرٌ من القائم والقائم فیہا خیرٌ من الماشی والماشی فیہا خیرٌ من السّاعی قال فان اَدرَکَکَ ذاکَ فکُن عبدَ اللّٰہِ المقتولَ قال ایوب ولا اعلمہ الا قال ولا تکن عبدَاللّٰہِ القاتل قالوا انتَ سمعتَ ہذا من اَبیک یُحَدِّثُ بہ عن رسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال نعم قال فقدَّموہ ضَفَّۃَ النَّہرِ فضربوا عُنُقَہ فسالَ دماً کانہ شِراکُ نعلٍ۔ و آخرج الحاکمُ عن عمرو بن وابِصَۃَ الاسدی عن

سے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایسا فتنہ برپا ہوگا جس میں لیٹنے والا بہتر ہوگا بیٹھنے والے سے، اور بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر ہوگا سوار سے، اور سوار بہتر ہوگا دوڑانے والے سے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ کب ہوگا۔ فرمایا ایسا ایام ہرج (فتنہ وفساد) میں ہوگا جب کہ کوئی اپنے ہم نشین سے بھی مطمئن نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر میں اُس زمانہ کو پاؤں۔ فرمایا کہ روکے رکھنا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو اور اپنے گھر میں چلے جانا۔ کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ اگر کوئی گھر میں گھس آئے تو فرمایا کہ تو کمرے میں داخل ہو جانا۔ کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ بتائیے اگر وہ کمرے میں بھی داخل ہو جائے تو فرمایا کہ تو اپنی مسجد میں داخل ہو جانا اور ایسا کر لینا۔ اور آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو پونہچے پر سے جو انگوٹھے کے نیچے ہے پکڑا۔ اور کہنا رَبِّیَ اللّٰہُ یعنی "میرا رب اللہ ہے"۔ یہاں تک کہ تُو اسی حال پر مرجائے۔ اور حاکم نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اے لوگو تم پر فتنے سایہ ڈال رہے ہیں گویا وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہیں، سب سے بہتر آدمی اُس میں، یا کہا اُن میں سے بکری والا ہے جو اپنی بکری کی سری کھا کر ہی گذارا کرلے اور وہ ہے جو کسی پہاڑی دسے کے پیچھے اپنے گھوڑے کی بھاگ پکڑے ہوئے

www.kitabghar.org

أبیه عن عبد اللہ بن مسعود یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تکون فتنۃ المضطجع فیھا خیر من القاعد والقاعد خیر من القائم والقائم خیر من الماشی والماشی خیر من الراکب والراکب خیر من المجری قلت یا رسول اللہ ومتی ذلک قال ذلک ایام الھرج حین لا یأمن الرجل جلیسہ قلت فبم تأمرنی ان ادرکت ذلک الزمان قال اکفف نفسک ویدک وادخل دارک قال قلت یا رسول اللہ ارأیت ان دخل علیّ داری قال فادخل بیتک قال قلت افرأیت ان دخل علیّ بیتی قال فادخل فی مسجدک واصنع ھکذا وقبض یمینہ علی الکوع وقل ربی اللہ حتی تموت علی ذلک۔ واخرج الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ایھا الناس اظلتکم فتن کانھا قطع اللیل المظلم خیر الناس فیھا اوقال منھا صاحب شاء یأکل من رأس غنمہ ورجل من وراء الدرب آخذ بعنان

اپنی تلوار سے شکار کر کے کھائے (اور آبادی سے جو محل فتنہ ہے دور رہے)۔ اور روایت کیا حاکم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تمہارے سامنے بہت سے فتنے ہیں اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند، جن میں یہ حال ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن اُٹھے گا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا پھر آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اپنے گھروں کی کملیاں بن جانا (یعنی گھر سے باہر نہ نکلنا)۔ اور روایت کیا حاکم نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد رکھو عنقریب فتنہ اُٹھنے والا ہے پھر سمجھ لو ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ اُس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا اس کی طرف دوڑنے والے سے۔ پھر جب وہ نازل ہوجائے تو یاد رکھو کہ جس کے پاس اونٹ ہوں اُس کو چاہیئے کہ اپنے اونٹوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس کوئی زمین ہو وہ اپنی زمین پر جا پہنچے (کاشتکاری کرے) تو آپ سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں

www.kitabghar.org

فرسہ یأکل من سیفہ۔ واخرج الحاکم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بین ایدیکم فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل فیہا مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی قالوا فما تأمرنا قال کونوا احلاس بیوتکم۔ واخرج الحاکم عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انہا ستکون فتن الا ثم تکون فتنۃ القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی الیہا فاذا نزلت الا من کان لہ ابل فلیلحق بابلہ ومن کان لہ غنم فلیلحق بغنمہ ومن کانت لہ ارض فلیلحق بارضہ فقال لہ رجل یا رسول اللہ ارأیت ان لم یکن لہ ابل ولا غنم ولا ارض قال فلیأخذ حجرا فلیدق بہ علی حد سیفہ ثم لینج ان استطاع

بتائیے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں اور نہ بکریاں اور نہ زمین تو وہ کیا کرے۔ فرمایا اُس کو چاہیئے کہ پتھر لاکر اپنی تلوار کو اس سے کوٹ ڈالے پھر چاہیئے کہ بچ نکلے اگر بچ نکلنے کی قدرت رکھتا ہو (یعنی کہیں بھاگ جائے)، پھر فرمایا کہ یا اللہ کیا میں نے بات پہنچا دی؟ یہ تین بار فرمایا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ اگر مجھ پر زبردستی کی جائے اور مجھے کسی ایک صف یا کسی ایک گروہ کی طرف لے جایا جائے پھر کوئی شخص مجھ پر تیر مارے یا تلوار مار کر مجھے قتل کر ڈالے تو؟ فرمایا کہ وہ اپنے گناہ اور تیرے گناہ لے کر لوٹے گا پھر اصحاب نار میں سے ہو جائے گا۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا۔ اور حاکم نے روایت کیا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب ایسا فتنہ واقع ہونے والا ہے جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا بہتر ہوگا سوار سے اور سوار بہتر ہوگا تیز دوڑانے والے سے[ع]۔ اور حاکم نے روایت کیا محمد بن مسلمہ سے، کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کیا کرنا چاہیئے جب نماز پڑھنے والے آپس میں اختلاف کرنے لگیں۔ فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر حرہ (جو ایک سنگستان ہے) چلے جانا اور اس کو پتھروں پر مارنا (تاکہ دھار نہ رہے) پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت آجائے

[ع] یعنی ہلکی رفتار والا سوار تیز دوڑانے والے سے ۱۲

www.kitabghar.org

النجاۃ ثم قال اللھم ھل بلغت ثلثا فقال رجل یا رسول اللہ ارأیت إن اکرھت حتی ینطلق بی إلی احد الصفین فیرمینی رجل بسھم او یضربنی بسیف فیقتلنی قال یبوء باثمہ و اثمک فیکون من اصحاب النار قالھا ثلثاً۔ و اخرج الحاکم عن سعد بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھا ستکون فتنۃ القاعد فیھا خیر من القائم والقائم فیھا خیر من الماشی والماشی فیھا خیر من الساعی والساعی فیھا خیر من الراکب والراکب خیر من الموضع۔ و اخرج الحاکم عن محمد بن مسلمۃ قال قلت یا رسول اللہ کیف اصنع اذا اختلف المصلون قال تخرج بسیفک الی الحرۃ فتضرب بھا بہ ثم تدخل بیتک حتی تاتیک منیۃ قاضیۃ او ید خاطئۃ۔ اینجا شبہہ وارد میشود کہ ہرگاہ حضرتِ علی مرتضیٰ خلیفۂ برحق است لازم شد اعانتِ او پس تخلف از نصرت وی رضی اللہ عنہ چگونہ مرضی الٰہی خواہد بود گوئیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دانستند کہ حضرتِ مرتضیٰ ہرچند خلیفۂ برحق است اما نصرتِ او مقدر نیست و در غیب مصمم شدہ است کہ کار از دستِ او بیرون رود و اجتماع ناس و نفاذِ حکم

قضائے الٰہی کو پورا کرنے والی یا کوئی خطا کار ہاتھ تمہاری طرف بڑھے۔ یہاں ایک شبہہ وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ خلیفۂ برحق ہیں تو اُن کی اعانت لازم ہوئی تو آنجناب رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹنا کیونکر پسندیدۂ خداوندی ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا تھا کہ حضرت مرتضیٰ ہرچند کہ خلیفۂ برحق ہیں مگر ان کی نصرت مقدر نہیں ہے اور غیب میں یہ بات مصمم ہو چکی ہے کہ اُن کے قبضہ سے کام باہر نکل جائے گا اور اُن پر عام لوگوں کا اجتماع نہ ہوگا اور بلادِ اسلام میں اُن کا حکم قطعاً نافذ نہ ہوگا لہٰذا لوگوں کو جنگ پر تیز کرنا فتنہ کے بڑھنے کا موجب ہوگا۔ خلیفۂ برحق کی مدد اُس صورت میں مطلوب ہوگی جب کہ اُن کے منصور و کامیاب ہونے کا ظن موجود ہو۔ جب قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ اُن کو نصرت فائدہ نہ بخشے گی تو قوم کو قتال کی طرف دعوت دینے اور اُن کو لڑائی کے لئے آمادہ کرنے سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس کی نظیر واقعۂ حرّہ ہے جس میں کہ اہلِ مدینہ کی مظلومیت کھلے طور پر معلوم تھی اور اُن کو مار ڈالنے والوں کا ظالم ہونا اچھی طرح ظاہر، مگر اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال سے رُکنے کا حکم فرمایا۔ حاکم نے روایت کیا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابوذر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک، فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب لوگوں پر بھوک کی ایسی مصیبت

www.kitabghar.org

او در بلادِ اسلام اصلا منتظم نشود پس بر غلانیدنِ مردم موجب زیادتِ فتنہ خواہد بود نصرتِ خلیفۂ برحق جائی مطلوب است کہ منصور شدنِ او مظنون باشد چون بالقطع معلوم شد کہ نصرتِ او فائدہ نخواہد بخشید تداعی اقوام بجہت قتال و تہیّأ ایشان برائے جدال چہ سود نظیر آن واقعۂ حرّہ است کہ مظلومیتِ اہلِ مدینہ اُجلٰے معلومات بود و ظالم بودنِ کشندگان ایشان اظہر مع ھٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکفّ از قتال امر فرمودند اخرج الحاکم عن اَبی ذرّ رضی اللہ عنہ قالَ قالَ رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہ وسلم یا ابا ذرّ قلتُ لبیک یا رسول اللہ وسعدیک قال کیف انتَ اذا اصاب الناسَ جوعٌ تأتی مسجدک فلا تستطیعُ اَنْ ترجع الی فراشک وتأتی فراشک ولا تستطیعُ اَنْ تنھض الی مسجدک قلتُ اللہُ ورسولہٗ اَعلم او ما خار اللہُ لی ورسولہٗ قال علیکَ بالعفّۃ ثم قال یا ابا ذرّ قلتُ لبیک یا رسولَ اللہ و سعدیک قال کیف انتَ اذا رأیتَ احجارَ الزیت قد غرقتْ بالدم قلتُ ما خارَ اللہُ لی ورسولہٗ قال تلحق بمن

پڑے گی کہ تو اپنی مسجد میں آئے گا تو اپنی آرام گاہ تک لوٹنے کی بھی تجھ میں قوت نہ ہوگی اور جب اپنے بستر پر ہوگا تو اتنی قوت نہ ہوگی کہ اُٹھ کر اپنی مسجد تک پہنچ جائے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں یا (یہ کہا) کہ اللہ اور اُس کے رسول نے میرے لئے کیا پسند کیا ہے۔ فرمایا کہ تجھے مانگنے سے بچنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر میں نے کہا لبّیک یارسول اللہ وسعدیک۔ فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو (مقام) احجار الزیت کو دیکھے گا کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ اور اس کا رسول کیا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جن میں سے ہے اُس سے جا ملنا عہ یا یہ فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے اُس سے مل جانا جس سے تو متعلق ہے۔ میں نے کہا کہ کیا میں اپنی تلوار سنبھال کر اپنے کاندھے پر نہ رکھ لوں؟ فرمایا کہ پھر تو تو بھی شریک (فتنہ) ہو جائے گا میں نے کہا کہ پھر مجھے آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تجھے گھر میں رہنے کو لازم کر لینا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ یہ بتائیے کہ اگر گھر میں گھس کر کوئی میرے پاس آ پہنچا۔ فرمایا کہ اگر تجھے یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تجھے مغلوب کر دے گی تو اپنی چادر اپنے منہ پر ڈال لینا۔ وہ (قتل کرکے) تیرا اور اپنا گناہ لے کر جائے گا۔ اور اگر کوئی معترض پلٹ کر یہ کہے کہ اگر ایسا ہے تو چاہیئے کہ حضرت مرتضیٰ اور اُن کے اقارب کو بھی آپ منع فرماتے رہے ہوں اور قتال سے روکتے رہے ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے

عہ یعنی اپنے قبیلہ والوں میں چلے جانا ۱۲

www.kitabghar.org

انتَ منہ او قال علیک بمن انتَ منہ قلتُ افلا آخذُ سیفی فاضعہ علی عاتقی قال شارکتَ اِذاً قلتُ فما تأمرنی قال تلزم بیتک قلتُ ارأیتَ ان دَخل علیَّ بیتی قال فان خشیتَ ان یبھرکَ شعاعُ السیفِ فالق رداءَکَ علی وجھکَ یبوء باثمہ واِثمکَ۔ و اگر سائلی عود کند و گوید اگر چنین است می بایست کہ حضرتِ مرتضیٰ و اقارب ایشان را نیز منع می فرمودند و از قتال باز میداشتند گوئیم لانسلّم در حق حضرتِ مرتضیٰ وجھی دیگر یافتہ شد موجب تصلّب او در قتال و آن آن است کہ حضرت مرتضیٰ خلافت را خلع نکند و در احکامِ قواعدِ آن سعی کلی بجا آرد تا روزِ حشر در زمرۂ خلفا مبعوث شود نظیرہٖ قصۃ ذی النورین رضی اللہ عنہ و اقارب اورا می باید کہ بحق صلۂ ارحام قیام نمایند و خدمتِ خلیفۂ برحق بجا آرند و عمار بن یاسر نیز در حکم اقاربُ بود ازجہت شدتِ لزوم بصحبت پس در حق مرتضیٰ و اقارب او این معنی اقرب بصواب است و در حق جماعۂ کہ قرابت نداشتند آن نزدیک تر

حضرت مرتضیٰ رض کے حق میں ایک دوسری ایسی وجہ پائی جاتی ہے جو قتال کے بارے میں اُن کے سخت ہونے کو ضروری قرار دیتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰ رض خلافت کا خلع نہ کریں (یعنی دستبردار نہ ہوں) اور اس کے قواعد کے مستحکم کرنے میں پوری پوری سعی کو کام میں لائیں تاکہ قیامت کے دن خلفاء کے زمرے میں مبعوث ہوں۔ اُس کی نظیر ذی النورین رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے (کہ آپ نے حسب ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہونا گوارا کیا مگر خلافت سے خلع منظور نہ کیا)، رہے آپ کے اقارب تو اُن کے لئے ضروری تھا کہ حق قرابت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور خلیفۂ برحق کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور عمارؓ بن یاسر بھی چونکہ شدّت کے ساتھ حضرت علیؓ کی صحبت اپنے اُوپر لازم کئے ہوئے تھے اس لئے اقارب کے حکم میں داخل تھے۔ الحاصل حضرت مرتضیٰؓ اور اُن کے اقارب کے حق میں یہ معنے اقرب الی الصواب ہیں، اور اس جماعت کے حق میں جو قرابت نہیں رکھتے تھے وہ بات بھلائی سے قریب تر تھی ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد (یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک موقع ہے)۔ پھر حضرتِ مرتضیٰ رض سے جنگِ جمل اور صفین سے پہلے اور اُن دونوں قتالوں کے بعد ایسے اقوال مروی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متباین ہیں۔ بظاہر (حضرت مرتضیٰ رض کی) نہایت درجہ احتیاط و تقوے اور جانب مخالف کی دلیل

www.kitabghar.org

بصواب بود ع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد ۞ بازؔ از حضرت مرتضیٰ قبل از قتال جمل و صفین و بعد ازین ہر دو قتال اقوال مختلفہ متباینہ مروی شدہ ظاہرا از جہت شدت تورع و ملاحظۂ قوت دلیل جانب خلاف بودہ باشد۔ اخرج الحاکم عن طارق بن شہاب قال رأیت علیاً علی رحل رث بالربذۃ وھو یقول للحسن والحسین مالکما تحنان حنین الجاریۃ واللہ لقد ضربت ھذا الامر ظھرہ البطن فما وجدت بداً من قتال القوم او الکفر بما انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وروی عن الحسن بن علیؓ بطرق متعددۃ وعن ابی صالح وغیرہ قال علیؓ یوم الجمل وددت انی کنت مت قبل ھذا بعشرین سنۃ اخرج بعض طرقہ ابوبکر والحاکم اخرج ابوبکر عن عمار قال لو ضربونا حتی یبلغونا سعفات ھجر لعلمنا انا علی الحق وانھم علی الضلالۃ واخرج ابوبکر عن سلیمان بن مہران قال حدثنی من سمع علیاً یوم صفین وھو عاض علی شفتہ لو علمت ان الامر

کی قوت کا ملاحظہ اس کا سبب ہوگا۔ حاکم نے روایت کیا طارق بن شہاب سے، کہا کہ میں نے علی رضؓ کو (مقام) ربذہ میں اونٹ کے ایک پرانے کجاوے پر بیٹھا ہوا دیکھا اور وہ حسنؓ اور حسینؓ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم دونوں کو کیا ہو گیا کہ لڑکیوں کی طرح رو رہے ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس امر کو الٹ پلٹ کر خوب جانچ پڑتال کی تو میں نے بغیر اس کے کوئی چارہ نہ پایا کہ قوم سے قتال کروں یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اس کے ساتھ کفر کروں۔ اور متعدد اسناد کے ساتھ حسن بن علی سے مروی ہے اور ابو صالح وغیرہ سے بھی کہ جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے کاش میں اس واقعہ سے بیس۲۰ سال پہلے مر جاتا۔ اس کی بعض اسناد کو ابوبکر اور حاکم نے روایت کیا۔ ابوبکر نے روایت کیا عمار سے، کہا کہ اگر وہ ہم کو اتنا مارتے کہ ہم کو ہجر کی کالی زمین تک پہنچا دیتے تو پھر بھی ہم کو یہ یقین رہتا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر۔ اور روایت کیا ابوبکر نے سلیمان بن مہران سے کہا کہ مجھ سے روایت کیا اس شخص نے جس نے علی رضؓ سے یوم صفین میں سنا تھا اور وہ اپنے ہونٹ چبا رہے تھے کہ اگر میں جان لیتا کہ صورت حال اس طرح ہو جائے گی تو میں (جنگ کیلئے) نہ نکلتا جا عہ اے ابو موسیٰ اور فیصلہ کر، اگرچہ وہ میری گردن کاٹنے کا ہو۔ اور روایت کیا ابوبکر نے شعبی سے، انہوں نے حارث

عہ یعنی حکم بن کر ۱۲

www.kitabghar.org

يكون هكذا ما خرجت إذ هبت يا با موسى فاحكم ولو بحز عنقي و أخرج ابو بكر عن الشعبي عن الحارث قال لما رجع عليٌّ من صفين علم انه لا يملك ابدًا فتكلم باشياء كان لا يتكلم بها و حدث باحاديث كان لا يتحدث بها فقال فيما يقول أيها الناس لا تكرهوا إمارة معاوية فوالله لو قد فقدتموه لقد رأيتم الرءوس تندر عن كواهلها كالحنظل ؛

سے، کہا کہ جب علی رضؓ صفین سے واپس ہوئے تو انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ کبھی بادشاہ نہ بن سکیں گے (یعنی امت اُن پر مجتمع نہ ہوگی) تو وہ ایسی باتیں کہنے لگے تھے جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے اور ایسی حدیثیں بیان کرنے لگے تھے جن کو پہلے بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ تو جو باتیں کر رہے تھے اُن میں یہ بھی تھی کہ اُنہوں نے فرمایا کہ اے لوگو! معاویہ کی امارت سے کراہت نہ کرو۔ واللہ اگر تم نے اُس کو گم کر دیا تو تم لوگوں کے سروں کو حنظل کی طرح اُن کے کندھوں سے اُچھلتے ہوئے دیکھو گے۔

تمت

قدیمی
کتب خانہ
مقابل آرام باغ
کراچی

www.kitabghar.org

عرضِ مترجم

الحمد للّٰہ علیٰ احسانہٖ کہ اس اہم کتاب کے ترجمہ کی اس ناچیز کو توفیق و ہمت اُس نے عطا فرمادی، یہاں تک کہ اُس سے فراغت حاصل ہوگئی۔ حضرت الامام عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ قدسنا اللہ بسرہٖ کی تصانیف میں یہ کتاب ایسا ہی خاص مقام رکھتی ہے جیساکہ امام ممدوح علماء عصر کے مابین خاص مقام رکھتے تھے، یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ کے بعد کے دور میں بھی آپ جیسا کوئی محقق اور علومِ دینیہ معارفِ شرعیہ کا متبحّر اس ملک میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کا چشمۂ فیض آج تک جاری ہے۔ ہندوپاکستان میں جسقدر مدارسِ اسلامیہ علومِ دینیہ کی نشرواشاعت میں مصروفِ فیض رسانی ہیں وہ سب اسی چشمہ کی شاخیں ہیں۔ آپ کی بہت سی تصانیف اہلِ علم میں متداول ہیں اس لئے آپ کی ذاتِ مبارک کسی تعارف کی محتاج نہیں، اظہارِ حال کے سلسلہ میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حضرت مصنفؒ کے دور میں دہلی اور اس کے نواح پر مذہب شیعہ اثنا عشریہ کا اتنا تسلط ہوچکا تھا کہ بقول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ خلفِ اکبر حضرتِ مصنف "مشکل سے کوئی گھر ایسا ہوگا جس میں ایک یا دو آدمی اس مذہب کے حلقہ بگوش نہ ہوں"۔ قلعۂ معلّٰی کو شیعیت نے اپنے زیرِ اقتدار کر لیا تھا۔ اس مذہب کے پُرجوش حامیوں نے بزرگانِ اہلِ سنت والجماعت کی عزت و حرمت اور زندگی کو خطرے میں ڈال رکھا تھا خصوصًا حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ پر تو یہ حال گذرا ہے کہ اُن کو ہمیشہ مسلح رہنا پڑتا تھا۔ میں نے اپنے اکابر سے سُنا ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فنِ شمشیرزنی میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے، چنانچہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اس جماعت کے سرپھروں نے آپ کو ایسے وقت گھیر لیا جب کہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تلوار میان سے کھینچ لی اور بکمالِ شجاعت بانے کے ہاتھ چلاتے ہوئے اُن کے درمیان سے صاف بچکر نکل آئے۔ یہ حال دیکھ کر کسی کو قریب آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفِ اکبر مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خطرات کا سامنا کرنا پڑا ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ میں اپنے مشہور و

www.kitabghar.org

معروف نام عبد العزیز کے بجائے حافظ غلام حلیم اور باپ کا نام ولی اللہ کے بجائے شیخ قطب الدین احمد اور دادا کا نام بجائے عبد الرحیم کے شیخ ابو الفیض تحریر کیا اِس طرح: حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابو الفیض دہلوی .... الخ اور اسی کتاب میں ایک مقام پر اس کتاب ـــــ ازالۃ الخفا کے مؤلف کے نام کو بھی ایسے انداز میں ذکر کیا ہے جس سے کسی کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ مصنفِ تحفۂ اثنا عشریہ صاحب ازالۃ الخفا کے فرزند ہیں۔ جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں اُن کو اِس عبارت سے مصنفِ ازالۃ الخفا کے نام میں اشتباہ ہو سکتا ہے جس کا ازالہ فارسی نسخہ میں ـــــ "خاتمۃ الطبع" کے زیر عنوان حضرت مولانا محمد احسن صاحب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی نے کیا ہے۔ جو اِس کتاب کے مصحح اور ناظم مامور کئے گئے تھے۔ اور جو مختصر حواشی اس کتاب پر ہیں وہ بھی حضرت ممدوح کی کاوش کا نتیجہ ہیں جن سے ترجمہ کے دوران میں احقر کو بڑی مدد ملی۔ اِس خاتمہ میں موصوف نے جو خدمت اِس کتاب کی انجام دی اس کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے۔ تاکہ اصل کتاب کے متعلق امور کا علم بھی ناظرین کو ہو جائے۔

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہٗ

ترجمہ خاتمۃ الطبع "ازالۃ الخفا" مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۸۶ھ از مولانا محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریف اللہ کے لئے جو یگانہ ہے اپنی ذات میں اور بے ہمتا ہے اپنی صفات میں، اور درود و سلام خلق اللہ میں کے سب سے بلند مرتبہ پر جن کا اسم مبارک محمد ہے جو کفر کی تاریکیوں کو اپنی آیات کے انوار سے مٹانے والے ہیں، اور آپ کے جملہ متبعین پر جنھوں نے آپ کے طریقہ کا اتباع کیا اور آپ کے قدم بقدم چلے اور آپ کے اصحاب پر خصوصاً اُن پر جو آپ کے وزراء تھے آپ کی زندگی میں، اور خلفاء ہوئے آپ کی وفات کے بعد۔ اما بعد بندۂ ضعیف محمد احسن صدیقی صاحبانِ علم کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ کتاب "ازالۃ الخفاء" عالم ربانی جنید زمانی "محمد اسمٰعیل بخاری ثانی" حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔ اور جو کچھ بعض لوگوں کے دلوں میں "تحفہ اثنا عشریہ" کی عبارت سے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اس میں لکھتے ہیں کہ کتاب "ازالۃ الخفا" شہر کہنہ دہلی کے رہنے والوں میں سے ایک بزرگ کی تصنیف ہے کہ فقیر نے بھی بارہا اُن کی زیارت سے مشرف ہو کر استفادہ کیا ہے"۔ انتہیٰ ملخصاً۔ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کتاب مذکورہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہیں ہے، تو اُس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مؤلف "تحفۂ اثنا عشریہ" نے اپنی کتاب کے دیباچہ کے شروع میں خود اپنے (مشہور) نام کا بھی توریہ کیا ہے (چھپایا ہے) کہ آپ یوں لکھتے ہیں کہ بندۂ درگاہ قوی حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین دہلوی الخ جس وجہ

www.kitabghar.org

سے اپنے نام کا توریہ کیا ہے اُسی وجہ سے "ازالۃ الخفا" کے مصنف کا اور اپنے بیٹا ہونے کا اظہار نہیں کیا ہے۔ اس کے علاوہ خود مؤلفِ "ازالۃ الخفاء" نے رسالہ "مذہب فاروق اعظم" میں جو کہ کتاب مذکور کا ایک جزو ہے اپنے نام کی توضیح بقیدِ ولدیت فرمادی ہے (نیز اس جلد کے شروع میں "رسالۂ تصوّفِ عمر فاروق رض" کے آغاز پر اور دیگر مقامات پر بھی اس کی تصریح کی ہے ۱۲ مترجم) اس صورت میں کسی وہمی کا وہم بے جا اور شکّی کا شک نازیبا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کلام کی فصاحت اور مضمون کی بلاغت اور عبارات کا برمحل استعمال اور دوررس اشارات پر یہ سب خوبیاں شہادت دے رہی ہیں کہ یہ آبدار موتی تحریر کی لڑی میں کس نے پروئے ہیں۔ اور ان عجیب دلائل اور مضامینِ غریبہ کا اختراع کس نے کیا ہے۔ اِن ایام میں کتاب موصوف کے طبع کرنے کے لئے جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب منشی محمد جمال الدین خاں صاحب مدار المہام ریاستِ بھوپال نے اس پریشان حال کو حکم دیا۔ اگرچہ میں اپنے میں اس بڑے کام کی لیاقت نہیں رکھتا تھا لیکن اُن کے حکم کی تعمیل کے لئے میں نے کمرِ ہمت کو باندھ لیا اور اس کے تحشیہ میں منہمک ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس چیز کو دل چاہتا تھا وہ قوت سے فعل میں آگئی۔ اب چند باتیں عرض کرنے کے قابل ہیں۔ اوّل یہ کہ یہ کتاب بہت کمیاب تھی اور باوجود بڑی جستجو کے صرف تین (قلمی) نسخے بہم پہنچے تھے۔ اُن میں سے ایک نسخہ تو منشی صاحب ممدوح نے بھوپال سے بھیجا اور دوسرا جناب فضیلت مآب مکرمی مولوی احمد حسن صاحب مرادآبادی نے عطا فرمایا اور تیسرا علامۂ زمن جناب مولوی نور الحسن صاحب مرحوم کاندھلوی نے مرحمت کیا۔ اگرچہ یہ تینوں نسخے (مخطوطے) غلطیوں سے بھرے ہوئے تھے، مگر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے بعد صحیح عبارت اکثر واضح ہو جاتی تھی۔ اور جس جگہ کہ تینوں نسخے غلطی میں موافق تھے تو دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ اور اگر دوسری کتابوں سے بھی کچھ پتہ نہ مل سکتا تھا تو اپنی طرف سے کچھ محو و اثبات عمل میں لایا جاتا تھا اور ایسی اکثر جگہ پر میں نے اپنے تصرّف کی حاشیہ پر اطلاع کر دی ہے چنانچہ ملاحظہ سے واضح ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ اس کتاب کی احادیث اکثر مکرر ہیں، بلکہ بعض احادیث چار پانچ مرتبہ بھی آئی ہیں اور کتاب کی طباعت اوّل سے آخر تک مرتب طور پر نہیں ہوئی اس لئے ایسا ہوا ہے کہ جو صفحہ پہلے سامنے آگیا الفاظِ مشکلہ کے معنی وہیں لکھ دیئے گئے۔ تو اگر ناظرین کسی جگہ پر الفاظِ مشکلہ کی شرح نہ پائیں تو سمجھ لیں کہ وہ کسی دوسری جگہ پر لکھی جا چکی ہے (چونکہ اس کتاب میں متن و ترجمہ دونوں مقابل ہیں اس لئے یہاں ان تمام حواشی کو بعینہا قائم رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ لغاتِ مشکلہ کا حل ترجمہ سے ہو جاتا ہے۔ اگر کسی حاشیہ میں کوئی خاص افادیت محسوس ہوئی تو اس کا ترجمہ فٹ نوٹ میں تحریر کر دیا گیا ہے۔ ۱۲ مترجم) تیسری بات یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب

www.kitabghar.org

کے دو حصّے کئے ہیں۔ حصّۂ اوّل کو آٹھ فصلوں پر منقسم کیا اور آٹھویں فصل کی بنیاد دو مقصدوں پر رکھی، مقصدِ اوّل میں تفضیلِ شیخین پر دلائلِ نقلیہ لکھے۔ اور مقصدِ دوم میں دلائلِ عقلیہ تجویز فرمائے لیکن کسی وجہ سے اپنی اس تحریر کی پابندی نہ کر سکے جیسا کہ جلد اوّل کے خاتمہ پر میں نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور حصّۂ دوم کی آخر عبارت کے سیاق سے بھی یہ بات صاف طور پر مترشح ہے کہ کچھ ناتمام رہ گیا ہے[1] اور یہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو اس کتاب پر نظرِ ثانی کی نوبت نہیں آئی اور ایسا ہی ظاہر بھی ہوتا ہے کیونکہ نفسِ کتاب کا پورا کرنا مقدم ہے نظرِ ثانی پر۔ تو جب کہ اس کی بھی نوبت نہ آسکی تو نظرِ ثانی کا کام کیسے ہو جاتا۔ بہرحال جسقدر بھی ہے ایک بحرِ زخار اور موج ناپیدا کنار ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ازالۂ اغلاط میں میں نے پوری کوشش کی ہے اور جس جگہ پر مطلوبِ اصلی کے سمجھنے سے یہ فقیر عاجز ہو گیا ہے اُس کو حرف بحرف منقول عنہ کے مطابق رہنے دیا گیا اور اس سب کے باوجود مجھے اپنی بے بضاعتی اور قلتِ فہم کا اعتراف ہے۔ ناظرینِ باانصاف سے امیدوار ہوں کہ اگر کسی غلطی پر واقف ہو جائیں تو معاف فرمائیں ع والعذر عند کرام الناس مقبول۔ اور نیز اگر ہو سکے تو دعاءِ خیر سے ہم چاروں آدمیوں کو محروم نہ فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔" انتہیٰ

اس ترجمہ کے مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہو گیا کہ کتاب کی تصحیح میں سعیٔ بلیغ کی گئی اور ایسی صورت میں کہ بڑی کوشش کے بعد صرف دو نسخے دستیاب ہو سکے تھے اس کی کمیابی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ بہت بڑا علمی ذخیرہ ضائع ہونے کے قریب تھا جس کو منشی محمد جمال الدین خاں صاحب مدار المہام مرحوم ریاست بھوپال رحمۃ اللہ علیہ نے گم ہونے سے بچا لیا تھا (افسوس ہے کہ یہ اسلامی ریاست جو قابلِ قدر علمی خدمات انجام دیتی رہی ہے انقلاب ۱۹۴۷ء کی نذر ہو چکی ہے اسی لئے میں نے لفظ مرحوم استعمال کیا ہے) اور اس کی تصحیح و تحشیہ کے لئے ایسے عالم کا انتخاب کیا جو خاندانِ ولی اللّٰہی کے آخری دور کی مبارک مجالس سے استفاضہ کئے ہوئے بزرگوں میں سے تھے یعنی مولانا محمد احسن صاحب رحمہ اللہ جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح کے معاصرین بلکہ اہلِ خاندان میں سے تھے اور دیوبند میں آپ ہی کے پہلو میں مدفون بھی ہیں۔ ان ہی بزرگانِ سلف کی مجالس سے موصوف کو یہ علم ہوا ہو گا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کو کتاب پر نظرِ ثانی کا موقع نہیں ملا جس کا اظہار موصوف نے مذکورہ بالا مضمون میں فرمایا ہے۔ بہرحال کتاب کا یہ ایڈیشن جو ۱۲۸۶ھ میں یعنی آج سے ایک صدی پہلے طبع ہوا تھا اب تقریباً ناپید ہو چکا ہے۔ اس کے بعد پھر منصۂ ظہور پر لانے اور اُس کے صحیح اُردو ترجمہ

[1] الحمدللہ کہ یہ گمشدہ حصّہ اب مل گیا ہے، اور اس کو اب جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں جس سے یہ کتاب مکمل ہو جائے گی (ناشر)

www.kitabghar.org

کی تحریک مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں پیدا ہوئی جس کے محرکات کا اظہار موصوف نے جلد اوّل میں کیا ہے۔ اور موصوف نے چار جلدوں پر منقسم کر کے ۱۳۲۹ھ میں ایک حصہ کا ترجمہ کیا اور مع متن کے خود ہی اس کی اشاعت کا انتظام کیا۔ مگر کام کا سلسلہ اس سے آگے نہ بڑھ سکا اور ایک چوتھائی حصہ کتاب بھی غالباً بیس پچیس سال کے بعد کمیاب ہو گیا۔ اگرچہ بعض تاجروں نے صرف اس ترجمہ کو چند سال ہوئے کہ طبع کیا مگر اصل متن کے بغیر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصل کتاب کا احیاء نہ ہو سکا اور اس کا بھی امکان باقی نہ رہا کہ کوئی اہل علم اصل اور ترجمہ کا مقابلہ کر کے ترجمہ کی صحت کو جانچ سکے۔ اور یہ معلوم کر سکے کہ ترجمہ میں اصل کتاب کی روح محفوظ ہے یا نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے مولانا بشیر محمد صاحب و دیگر ابناء مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ انہوں نے اس گنج گرانمایہ کو ضائع ہونے سے بچا لیا، مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی مرحوم کی ترجمہ کی ہوئی پہلی جلد کو مع متن و ترجمہ نہایت حُسنِ اسلوب کے ساتھ طبع کیا جو وضاحت و عمدگی میں طبع اوّل سے بہت فائق ہے۔ پھر بقیہ تینوں جلدوں کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہوئے تو ان جلدوں کے ترجمہ کی خدمت کا مسئلہ سامنے آیا اور اس بارگراں کے کھینچنے کے لئے "ع قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند"، مشیت الٰہی کی کارفرمائی سے اِس عاجز کے دوشِ ناتواں کا انتخاب عمل میں آیا، اور اپنی بے بضاعتی کے پورے استحضار کے باوجود احقر نے بھی ہمتِ قلندرانہ سے کام لیتے ہوئے امدادِ الٰہی پر بھروسہ کر کے اس بار کو اپنے کندھوں پر رکھ لیا ؎ فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید۔ دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد۔ اصل و ترجمہ کی صحت میں اس کمترین خدام دین کو جسقدر کاوش کرنا پڑی اس کی نوعیت کا کام کی ابتداء کرتے ہوئے تصور بھی نہ تھا۔ بہرحال اب یہ کام تکمیل تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر کہ اس درجہ اہم خدمت اِس لاشئ محض کے ہاتھوں سے کرائی شکر کرتا اور اس سے عہدہ برآ ہونا اپنی قدرت سے باہر دیکھتا ہوں ؎ شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو۔ عُذر تقصیراتِ ما چنداں کہ تقصیراتِ ما۔

اس کے بعد گذارش ہے کہ اِس کتاب میں جس کو محشی موصوف نے بحرِ زخار اور موجِ ناپیدا کنار سے سابق سطور میں تشبیہ دی ہے نکاتِ نادرہ اور حقائقِ باہرہ کے گرانمایہ موتیوں کا ایک بڑا ذخیرہ بکھرا ہوا ہے جن سے استفادہ ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ کسی بحرِ ذخار کی تہ میں سے موتیوں کا نکالنا۔ بڑے بڑے اعلیٰ مضامین جو گرانقدر حقائق و دقائق پر مشتمل ہیں عبارات کے تسلسل میں سمو دیئے گئے ہیں جن کی اہمیت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ مخصوص عنوانات کسی خاص عنوان کے تحت مذکور ہوں مگر ایسے عنوانات قائم کرنے کی طرف توجہ

www.kitabghar.org

دی گئی وہ نہ ہونے کے برابر ہے مصحح و محشی رحمہ اللہ نے کہیں کہیں حاشیہ پر کچھ اشارات کئے ہیں جو ناکافی ہیں، جس شخص نے پوری کتاب کا حرفاً حرفاً مطالعہ کیا ہوگا اس کے لئے بھی اگر وہ کسی خاص مضمون کو دوبارہ دیکھنا چاہے اور اس کا موقع و محل یاد نہ ہو تو دوبارہ دیکھنا بغیر اچھی خاصی دردسری کے ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے خاص خاص اہم مضامین کے لئے مختصر عنوانات پر مشتمل فہرست کے بغیر اس سے استفادہ دشوار تھا۔ اس ضرورت کو مولانا عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ مترجم جلد اول نے محسوس کیا اور خاص خاص مضامین کی ایک فہرست مرتب کرکے شامل کتاب کر دی۔ اس ضرورت پر نظر کرتے ہوئے احقر نے بھی موصوف کے نقش قدم کا اتباع کیا اور اپنے ترجمہ کی تینوں جلدوں کی فہرست مضامین بقید صفحات مرتب کرکے ہر جلد کے ساتھ منضم کر دی ہے۔

بعد الحمد للہ علی التوفیق واستغفر اللہ علی التقصیر کے آخری گذارش یہ ہے کہ جو حضرات اس سے مستفید ہوں وہ طابع وناشر کے ساتھ اس ناچیز کو بھی دعاء خیر سے محروم نہ فرمائیں

؎ غرض نقشیست کز ما یاد ماند ۔ کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے برحمت ۔ کند در حال ایں مسکیں دعائے

راقم

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

نقشبندی، مجددی، قادری

۲۷ شوال ۱۳۸۵ھ

www.KitaboSunnat.com

ناشر

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

کتابت : محمد رمضان خوشنویس

www.kitabghar.org

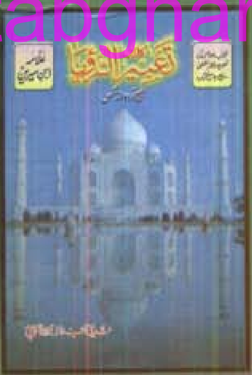
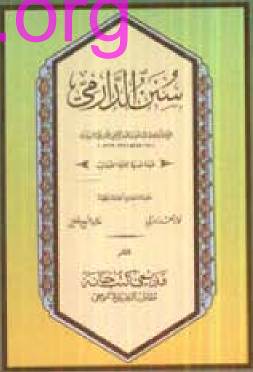

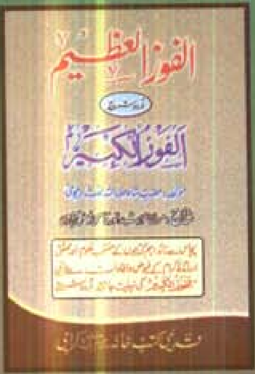

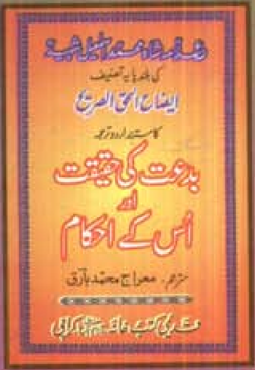

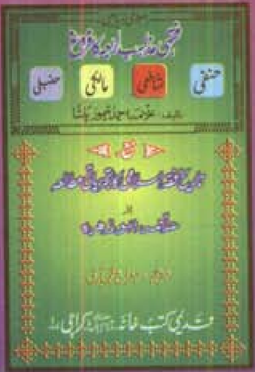

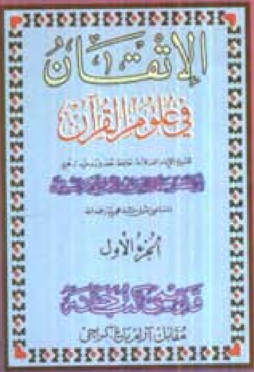

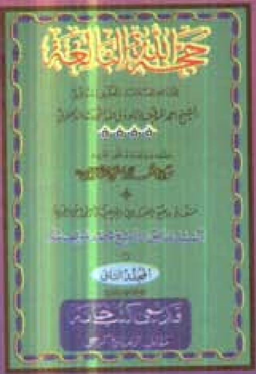

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی